عطائین

اردو شرح

تفسیر جلالین

جلد اوّل

تشریف بخدمتہ

حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری

ناشر

ادارہ فیضانِ رضا (رجسٹرڈ)

۲۳۲/بی گلشن اقبال بلاک ۶ کراچی۔

عطائین

اردو شرح

تفسیر جلالین

جلد اوّل

تشرف بخدمتہ

حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری

ناشر

ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ)

۲۳۲/بی، گلشن اقبال بلاک ۶ کراچی۔

نامِ کتاب : عطائین جلد ۱

مرتب : مفتی محمد امتیاز قادری

طبع ثانی : ۱۷ جنوری ۲۰۱۵ء، بمطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

کمپوزنگ : مولانا بشارت علی

تعداد : ۱۱۰۰

باہتمام : ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ) ۳۳۲/بی، گلشن اقبال

بلاک ۶ کراچی۔ ۰۳۲۱۔۲۲۳۱۰۵۱

درج ذیل مقامات سے حاصل کیجئے

﴿کراچی﴾:

(۱) مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، (۲) مکتبہ برکات مدینہ، بہار شریعت مسجد ۰۳۲۱۔۳۵۳۱۹۲۲، (۳) فیضان مدینہ باب المدینہ۔

(۴) جیلانی پبلی کیشنز اردو بازار۔

﴿لاہور﴾:

(۱) نعیمی کتاب گھر اردو بازار لاہور ۴۲۔۳۲۔۷۲۲۸۹۲۷ (۲) مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ (۳) کرمانوالا بک شاپ دربار مارکیٹ (۴) مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ (۵) مکتبہ اعلیٰ حضرت نزد دربار مارکیٹ (۶) نظامیہ کتاب گھر اردو بازار (۷) مکتبہ اسلامیہ اردو بازار ۷۲۶۶۱۶۳۔۰۳۲۱ (۸) پروگریسو بکس اردو بازار۔ (۹) سیالوی پبلشر اردو بازار لاہور ، موبائل: ۰۳۳۳۔۴۳۲۶۵۳۹

﴿راولپنڈی﴾:

(۱) احمد بک شاپ (۲) اسلامک بک شاپ (۳) مکتبہ قادریہ عطاریہ۔

﴿فیصل آباد﴾:

(۱) مکتبہ اہل سنت، فیضان مدینہ چوک، سوساں روڈ مدینہ ٹاؤن ۰۳۲۱۔۶۶۱۳۷۴۹ (۲) مکتبہ اسلامیہ۔

﴿ملتان﴾:

(۱) مکتبہ فیضان سنت، چیپلز مسجد اندرون بوہر گیٹ۔ (۲) مکتبہ کریمیہ، (۳) ادارہ ضیاء السنہ، (۴) مکتبہ حاجی مشتاق۔

﴿حیدرآباد﴾:

(۱) مکتبہ تخی سلطان۔

الاہداء

میرے تو سب کچھ آپ ہی ہیں اے رحمت عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے

ساری تعریفیں اس خالق کائنات ﷻ کے لئے جس نے اس عالم رنگ و بو کو طرح طرح سے مزین کیا اور کروڑہا کروڑ درود ہوں اس رحمت والے آقا ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر جو ہم بے کسوں، غم کے ماروں، دکھ یاروں کا واحد سہارا ہیں۔ اللہ ﷻ کی دی ہوئی توفیق اور فخر کائنات، شاہ موجودات ﷺ کی نظر کرم کا صدقہ ہے کہ **ادارہ فیضان رضا** نے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ ہم اللہ رب العزت ﷻ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا گو ہیں کہ اللہ ﷻ اس خدمت کو اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرما کر اس پر اجر عظیم سے مالا مال فرمائے۔ ہم اس پر مرتب ہونے والے اجر و ثواب کو مکی مدنی آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے وسیلے سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، جمیع بزرگان دین، تمام سلاسل کے صوفیاء و اولیاء، بالخصوص شہنشاہ بغداد سیدنا **حضور غوث پاک** قدس سرہ العزیز کی بارگاہ مقدسہ، **اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی** علیہ الرحمۃ، اور دور حاضر کے عظیم دینی رہنما، شیخ طریقت امیر اہلسنت **مولانا محمد الیاس قادری** صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور ان تمام مومنین و مومنات جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک اور تا قیام قیامت تک پیدا ہونگے سب کو اس اجر و ثواب سے مالا مال کردے، بالخصوص اس ادارے سے وابستہ جملہ احباب جو اس خدمت کو قارئین تک پہنچانے میں ادارے کے معاون و مددگار بنے، اللہ ﷻ سب کے نامۂ اعمال میں ہدیۂ ثواب پہنچائے، اور مزید اخلاص کی دولت سے مالا مال کرے اور قابل صلاحیت افرادی قوت سے ادارے کو مالا مال فرمائے۔ اللہ ﷻ اہلسنت کی تمام چھوٹی بڑی دینی درسگاہوں اور اداروں کی حفاظت فرمائے۔

ادارہ فیضان رضا

ایڈریس: ۲۳۲/ بی، گلشن اقبال بلاک ۶، کراچی

توجہ کیجئے!

رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے، دین کی سربلندی اور علمائے اہل حق تک قیمتی مواد در باب **عطائین اردو شرح تفسیر جلالین جلد ۱** کو پہنچانے کے لیے نہایت توجہ کے ساتھ شرح لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ ﷻ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قارئین کے لیے نفع بخش بنائے۔ ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود ہمیں دعویٰ کمال نہیں، لہٰذا جو خوبی نظر آئے وہ ہمارے بزرگوں کا فیضان سمجھ کر قبول فرمائیں اور اس میں جو خامی ہو وہاں ہماری غیر ارادی کوتاہی کو دخل ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اہل علم اسے پڑھ کر تحریری طور پر اپنی رائے ضرور دیں اور اس شرح میں موجود کسی کمی، کوتاہی یا اضافہ کی جانب توجہ دلانا چاہیں تو ہمارے درج پتہ پر بذریعہ خط روانہ فرمادیں تاکہ ہم اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوں اور اس نشاندہی پر آپ کے لیے دعائے خیر کریں۔ رب کریم سب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔

پتہ: ادارہ فیضان رضا، ۲۳۲/بی، گلشن اقبال بلاک ۶، کراچی۔

پہلے اسے پڑھیں

الحمد لله رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آله واصحابه اجمعین

علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں:

فان النسیان من خصائص الانسانیة ،والخطاء والزلل من شعائر الآدمیة واستغفرالله مستعیذا به یعنی بھول جانا انسان کے خصائص میں سے ہے اور خطا کرنا اور لغزش کھانا آدمی کی علامات ہیں اور اللہ ہی کی ذات سے استغفار طلب کی جاتی ہے۔

مزید آگے فرمایا: ویابی الله العصمة لکتاب غیر کتابه اللہ سوائے قرآن مجید کے ہر کتاب کی عصمت کا انکار فرماتا ہے۔

علامہ شامی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

اللہ نے اپنی کتاب قرآن مجید کے سوا کسی اور کتاب کے لئے عصمت کو مقرر نہیں کیا یا کسی اور کتاب کی عصمت پر راضی نہیں ہے، یہ صرف اسی کتاب کی شان ہے جس کے حق میں فرماتا ہے: ﴿لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه (حم سجدة:٤٢)﴾۔ پس قرآن مجید کے سوا دوسری کتابوں میں لغزشیں اور خطائیں واقع ہوتی ہیں، کیونکہ وہ انسان کی تصنیفات ہیں اور لغزش وخطا کرنا انسان کی سرشت میں داخل ہے۔ علامہ عبدالعزیز بخاری نے اصول بزدوی کی شرح میں لکھا ہے کہ: ''البویطی'' نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ امام شافعی کہتے ہیں: میں نے یہ کتاب صحف وصواب کو چھوڑ کر نہیں لکھی تاہم اس میں کتاب اللہ اور سنت رسول سے ہٹ کر کوئی بات ضرور ہوگی، اللہ نے فرمایا: ﴿ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا (النساء:٨٢)﴾۔ لہٰذا تمہیں اس کتاب میں جو بات کتاب اللہ اور سنت رسول کے خلاف ملے اُسے چھوڑ دو کیونکہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف رجوع کرنے والا ہوں، مزنی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کی کتاب: ''الرسالة'' اُن کے سامنے اسّی مرتبہ پڑھی لیکن ہر بار امام شافعی کسی نہ کسی خطا کی جانب مطلع ہوئے، بالآخر امام شافعی نے فرمایا: ''چھوڑ دو، اللہ نے انکار فرمایا ہے کہ اُس کی کتاب کے سوا اور کوئی کتاب صحیح ہو''۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، تقدیم المؤلف حول البسملة، ج١، ص٩٧ وغیرہ)

شیخ سلیمان الجمل لکھتے ہیں: جب امام جلال الدین محلی نے پندرہ پاروں کا کام مکمل کرلیا تو دعا فرمائی: ''فرحم الله امرا نظر بعین الانصاف الیه: ووقف فیه علی خطاء فاطلعنی علیه یعنی اللہ اُس شخص پر رحم فرمائے جو اُسے بنظرِ انصاف دیکھے اور اس میں موجود خامی کی جانب میری توجہ دلائے''۔ حمدت الله ربی اذ هدانی...... لما ابدیت مع عجزی وضعنی

فمن لی بالخطا فارد عنه...... ومن لی بالقبول ولو بحرف

میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے راہ دکھائی، میرے عجز وکمزوری کے باوجود جب میں نے اس تالیف کی ابتداء کی، تو کون ذمہ داری لے گا مجھ پر میری خطا ظاہر کرنے کی کہ میں اُس کو درست کروں اور کون ہے جو مجھے خوشخبری سنائے گا اس تالیف کے عنداللہ مقبول ہونے کی اگرچہ ایک ہی حرف ہو۔ (الجمل، تحت آیت الاسراء: ١١١، ج٤، ص٣٨٠)

الحمد لله رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین اما بعد فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلماتِ تشکر

اللہ ﷻ کا بے حد و بیشمار احسان ہے کہ اس نے ادارہ فیضان رضا کے تحت اس عظیم خدمت کی توفیق عطا فرمائی اور وقتاً فوقتاً معاونین ملتے گئے اور کام کا آغاز ہوگیا۔ اسی مناسبت سے گزشتہ تین سالوں (۲۰۰۶ء سے) کام کا آغاز ہوا اور اب کاوش کو منظر عام پر لایا جارہا ہے۔ ہمارے زمانے میں جلالین کی اردو شروحات کو طالب علمی کے زمانے ہی سے دیکھ کر دل کڑتا تھا کہ مرورِ زمانہ اور تسہیل پسندی کے اس دور میں جب کہ اردو شروحات کا سلسلہ چل پڑا ہے علماء وطلباء کی اس دینی ضرورت کو کس طرح پورا کیا جاسکتا ہے؟ مارکیٹ میں موجود جلالین کی تمام ہی اردو شروحات بنام کمالین، جمالین اور فلاحین میری نظر سے گزری ہیں۔ ان شروحات کا حال کیا ہے؟ اس کا جواب وہی لوگ دینگے جو ہماری کاوش "عطائین" کا مطالعہ کریں گے۔ جن جید علماء ومشائخ نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ان میں جناب شیخ الحدیث عبدالحلیم ہزاروی (مہتمم دارالعلوم غوثیہ)، محترم جناب مولانا آصف حسین انصاری (مدرس جامعہ انوار القرآن) کو میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ جن علماء نے میرا ساتھ دیا اور دین دوستی کا حق ادا کیا ان کے نام درج ذیل ہیں۔ ﴿۱﴾ مولانا محمد عمران عطاری (فاضل دارالعلوم نعیمیہ دستگیر بلاک ۱۵)۔ ﴿۲﴾ مولانا محمد ابرار اختر قادری (فاضل بھیرہ شریف، سرگودھا)۔ ﴿۳﴾ مولانا محمد نعیم عطاری (فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ)۔

اللہ ﷻ ان سب علماء کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے کہ جنہوں نے ادارے کا ساتھ دیا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ مزید جو احباب کسی قسم کی مفید رائے سے نوازنا چاہیں یا کسی شرعی غلطی کی جانب نشاندہی کرنا چاہیں تو درج ذیل پتہ پر تحریری خط (مع مکمل نام وپتہ کے) روانہ کردیں۔

محمد امتیاز قادری عفی عنہ (منتظم ادارہ ھذا)

فاضل دارالعلوم نعیمیہ دستگیر بلاک ۱۵۔

۹ جولائی ۲۰۱۰ء، بمطابق ۲۶ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ) ۲۳۲/بی، گلشن اقبال بلاک ۶، کراچی

مقدمہ

الحمد للّٰہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین وازکی الصلوٰت واطیب التسلیمات واسنی التحیات علی حبیبه المعظم ونبیه المکرم سیّد ولد آدم مولانا محمد ﷺ المبعوث رحمة للعالمین قائد الغر المحجلین وعلی اله الطیبین واصحابه الطاهرین المکرمین اللهم ایاک نعبد وایاک نستعین اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین. امین بجاه سید المرسلین الاولین والاخرین.

اللہ رب العالمین نے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور کامیابی کیلئے حضرات انبیاء کرام کے سروں پر تاجِ نبوت سجا کر دنیا میں مبعوث فرمایا اور پھر ان ہی انبیاء کرام میں سے بعض کو مستقل کتاب، اور بعض کو صحائف، اور بعض کو اپنے سابقہ نبی کی شریعت کا پیرو بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔ سلسۂ نبوت سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوا جنہیں ربِ کائنات خالقِ جن وانس نے اپنے دستِ بے مثل سے پیدا فرمایا چنانچہ اسکا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ ونفخت فیه من روحی فقوله سجدین (سورہ الحجر : ۲۹)﴾ تشریف آوری کے اعتبار سے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سلسلہ نبوت کی ابتداء فرمانے والے ہیں جبکہ آخری نبی فخرِ کائنات، شاہِ موجودات، سلطان دوجہاں، مکی مدنی مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیبِ لبیب طبیبوں کے طبیب ﷺ پر ایسی لاریب کتاب اتاری جو جمیع ما کان وما یکون کا بیان ہے چنانچہ قرآن مجید فرقان حمید وہ صحیفۂ حیات ہے جو انسان کو اپنے خالق و مالکِ حقیقی کا پتہ دیتی، اور مقام انسانیت سے آگاہ کرتی، معاملاتِ حیات کو سنوارنے اور سدھارنے کا ڈھنگ سکھاتی ہے، چاہے وہ دنیاوی معاملات ہوں یا اخروی، حالت امن میں عبادت و ریاضت کے معاملات ہوں یا حالت جنگ میں ادائے نماز کے احکام، معاشی، معاشرتی، اخلاقی، سماجی، سیاسی، تجارتی، الغرض زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن مجید فرقان حمید ہمارے لئے ہادی ہے۔ یہ قرآن مجید فرقان حمید ہی کا اعجاز ہے کہ اس نے عرب کے بدوؤں کو جو برہنہ کعبہ معظمہ کا طواف کیا کرتے تھے تہذیب وتمدن سے ناآشنا لوگوں کو دنیا کا امام بنادیا، نسل انسانیت کی ایسی تربیت فرمائی کہ جسکی مثال کہیں نہیں ملتی۔ قرآن مجید کا ہر پہلو دلربا ودلکش ہے کہ پڑھنے والوں کو محو کردیتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب قرآن مجید کا نزول ہوا تو اس پیشوا کتاب نے زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے والوں اور سنجیدہ وذہین لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرلیا اور اس میں قطعاً مبالغہ نہیں کہ قرآن مجید کے متعلق جتنا لکھا گیا ہے شاید ہی اتنا کسی اور کتاب کے بارے میں لکھا گیا ہو اور لکھنے والوں میں اپنے بھی تھے، پرائے بھی، محقق بھی تھے، متعصب بھی، ادیب بھی تھے، تو فلسفی بھی، عربی بھی تھے تو عجمی بھی، شمع علم کے پروانے بھی تھے تو میخانۂ عرفاں کے متوالے بھی، سب ہی نے اس خدمت میں حصہ لیا، ہر ایک نے اپنی بساط کے مطابق سعادت حاصل کی۔ الغرض اس بحرِ بے کنار میں جس نے جس قدر غوطہ زنی کی ہے اتنے ہی ہیرے، جواہرات اور موتیوں سے اپنی جھولیاں بھری ہیں۔ کیونکہ یہ ایک بحرِ عمیق ہے اس کے خزانے بھرے کے بھرے ہیں، غوطہ زن کی جھولیاں بھی خالی نہیں رہتیں۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں اس کتاب بے مثال کیلئے وقف کردیں انہوں نے اس کے اسرار ورموز پر آگاہی بھی ایسی ہی حاصل کی، آخر وہ کیا بات تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہہ دیا کہ میں اگر بسم اللہ کی تفسیر لکھنے بیٹھوں تو ستر اونٹوں پر وہ تفاسیر آئیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن مجید میں وہ بینائی حاصل ہے کہ میرے اونٹ کی گردن کی رسی گم ہوجائے میں قرآن سے تلاش کرلوں گا۔

ہم تاریخ کے صفحات در صفحات پلٹ کر دیکھیں وہ کیا بات تھی کہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے تنہا عیسائیوں کی فوجِ کثیر کو

شکست دے دی، وہ کیسی مائیں تھیں کہ حالتِ حمل میں قرآن مجید پڑھتی اور بچے حفاظ پیدا ہوتے، آج بھی اگر ہم کامیابی چاہتے ہیں تو قرآن کو اپنے معمولات میں شامل کرنا ہوگا۔ الغرض وجہ مقصود کائنات، نبی مکرم و محتشم سید عالم ﷺ پر اترنے والے قرآن مجید کی شان کہ کائنات کے نظام میں تبدیلی آئے تو آجائے اس مبارک کتاب میں تحریف نہیں ہوسکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے اسکی حفاظت کا ذمہ خود رب العالمین نے اپنے کرم پر لے رکھا ہے ﴿انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحافظون﴾۔ اس بے مثال کتاب میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق رہنمائی بھی ہے اور یہ ضخیم کتاب اپنے اندر کئی مضامین کو لیے ہوئے ہے، علم تفسیر، صرف، نحو، قرأت، تجوید، وعظ وخطابت، قصص واخبار، امثلہ وحکایات الغرض کون سا ایسا علم ہے جس نے قرآن کے سایہ عاطفت میں جنم نہ لیا ہو؟ اور اسکی آغوش میں تربیت پاکر پروان نہ چڑھا ہو؟ اس قرآن کی برکت سے دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ جاہل قوم علم وحکمت کے عظیم خزانوں کے مالک بلکہ خالق بن گئی، قرآن کی برکت سے دشمن دوست بن گئے، کل تک صاحب قرآن کی جان کے دشمن تھے تو آج قرآن کی آیات مبارکہ نے انکے دلوں کی دنیا زیروزبر کر کے انہیں صاحبِ ایمان کر دیا۔

جمع القرآن

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے فاضل اور فن تحریر میں ماہر صحابہ کرام کی ایک جماعت کو قرآن کریم کی کتابت کے لیے متعین فرمایا ہوا تھا جنہیں کاتبانِ وحی کہا جاتا تھا۔ جب بھی کوئی آیت یا مجموعہ آیت یا سورہ نازل ہوتی تو ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق کاتبانِ وحی اسے ضبطِ تحریر میں لے آتے۔ حضور ﷺ ہر آیت کے متعلق یہ تصریح فرماتے کہ یہ آیت فلاں سورت اور فلاں مقام پر لکھی جائے۔ اس طرح جوں جوں قرآن نازل ہوتا رہا رسول مکرم ﷺ کی نگرانی میں اور حضور ﷺ ہی کی ہدایت کے مطابق تحریر کیا جاتا رہا، لیکن یہ تحریریں کتابی شکل میں مدون نہیں تھیں بلکہ کاغذوں کے ٹکڑوں، کھجور کے چھلکوں، پتھر کی سلوں وغیرہ اشیاء پر لکھی جاتی رہیں۔ حفاظتِ قرآن کا سب سے اہم ذریعہ حفظِ قرآن مجید تھا۔ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسے یاد کرنے کا شوق دلاتے۔ قیامت کے روز حفاظِ قرآن کو مقام رفیعہ اور مدارجِ سنیہ پر فائز ہونے کی بشارتیں دیتے، نماز میں بھی اس کی تلاوت کو فرض کر دیا گیا۔ اس لیے ہر مسلمان کے لیے قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ حفظ کرنا ضروری ہوگیا۔ اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے تھے جنہیں تمام کا تمام قرآنِ حکیم یاد تھا۔

رحمتِ عالم ﷺ کے رفیق اعلیٰ سے جاملنے کے بعد جب ارتداد کا فتنہ اٹھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو کچلنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر روانہ کئے تو مسیلمہ کذاب سے یمامہ کے مقام پر مسلمانوں کی جنگ ہوئی اس میں اگرچہ مسیلمہ اور اسکی جھوٹی نبوت کا خاتمہ ہوگیا لیکن ختم رسالت کے فداکاروں کا بھی بے انداز جانی نقصان ہوا جس میں سات سو کے قریب صرف حفاظِ قرآن نے جامِ شہادت نوش کیا، (القرطبی)۔ اس سانحہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بہت پریشان کر دیا۔ بارگاہِ خلافت میں حاضر ہو کر انہوں نے عرض کی کہ اے صدیق رضی اللہ عنہ! باطل سے جنگوں کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے وہ ختم ہوتا نظر نہیں آتا۔ اگر حفاظِ قرآن کے قتل کی یہی رفتار رہی تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ہم اللہ جل جلالہ کی اس کتاب سے محروم نہ ہو جائیں اس لیے مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ اسے کتابی شکل میں یکجا جمع کر دیا جائے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! میں وہ کام کرنے کے لیے تیار نہیں جسے حضور ﷺ نے نہیں کیا لیکن حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پیہم اصرار کے باعث آپ کو بھی اس کام کی اہمیت کا احساس ہوگیا، آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور انہیں قرآن کریم کو یکجا جمع کرنے کی ہدایت فرمائی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لیجانے کا حکم دیتے تو مجھ پر اتنا شاق نہ گزرتا جتنی اس حکم کی تعمیل شاق گزری۔ پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا کام کرنے سے انکار کیا جو عہدِ رسالت میں نہیں کیا گیا تھا لیکن خلیفہ اول کی فہمائش سے انہیں بھی انشراح صدر حاصل ہوگیا۔ اور اس کام کی اہمیت کا انہیں بھی

احساس ہوگیا۔ بڑی جانفشانی، محنت اور جستجو سے قرآن حکیم کا پہلا نسخہ مدون کیا گیا۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر ؓ کے عہد خلافت میں یہ نسخہ آپ ؓ کے پاس رہا۔ آپ کے بعد حضرت فاروق اعظم ؓ کے پاس رہا۔ اور انکے بعد ام المؤمنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ رکھ دیا گیا اور ضرورت کے وقت اسکی طرف رجوع کیا جاتا۔

یہ امر مخفی نہیں کہ قرآن کے اولین مخاطب اہل عرب تھے جن کی مادری زبان عربی تھی۔ اگرچہ سب قبائل کی مشترک زبان عربی ہی تھی لیکن ان کے لہجوں، تلفظ الفاظ اور بعض اعراب میں تھوڑا تفاوت تھا۔ یہ صورت حال ہر زبان میں ہوتی ہے جس علاقہ میں اردو بولی جاتی ہے وہاں کے ہر ضلع بلکہ ہر ہر تحصیل کے لوگوں کے لب ولہجہ میں کافی فرق پایا جاتا ہے۔ ابتداء میں مختلف قبائل کی سہولت کے پیش نظر انہیں ان کے مخصوص انداز کے مطابق قرأت کی اجازت دیدی گئی تھی۔ کیونکہ سب اہل زبان تھے اس لیے ایسے تفاوت سے کوئی غلط فہمی پیدا نہیں ہوتی تھی لیکن جب فتوحات کا سلسلہ وسیع ہوا اور دوسرے ممالک بھی قلمرو اسلامی کا حصہ بن گئے اور وہاں کے باشندوں نے اسلام قبول کیا اور قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تو ہر ایک نے قرآن کے فقط اسی لہجہ اور تلفظ کو صحیح یقین کیا جو اسے اس کے استاد نے سکھایا تھا۔ اسی طرح مختلف اساتذہ کے شاگردان اختلافات کے باعث ایک دوسرے کی تغلیط کرنے لگ گئے اور فتنہ وفساد کی آگ آہستہ آہستہ سلگنے لگ گئی۔

اس قسم کا ایک واقعہ حضرت عثمان ؓ کے خلافت کے زمانہ میں حضرت حذیفہ ؓ کے سامنے پیش آیا جس نے آپ کو حیران وسراسیمہ کر دیا۔ حضرت حذیفہ ؓ جنگ ارمینیہ میں شریک تھے۔ عراق اور شام کے نومسلم بھی اس جنگ میں شرکت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ ہر ایک نے اپنے معلم کی سکھائی ہوئی قرأت کے مطابق قرآن مجید پڑھنا شروع کیا جس سے باہمی نزاع پیدا ہوگیا۔ ہر ایک نے دوسرے کی تغلیط کی اور اسے محرّف قرآن کہا۔ حضرت حذیفہ ؓ نے جب یہ ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھا تو انہیں سخت فکر دامن گیر ہوئی چنانچہ آپ مدینہ منورہ واپس آئے اور اپنے گھر جانے سے پہلے امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''ادرک ھذہ الامۃ قبل ان تھلک اس امت کی چارہ سازی کیجئے اس سے پیشتر کہ یہ ہلاک ہوجائے''۔ اور پھر سارا ماجرا سنایا اور کہا ''انی اخشی علیھم ان یختلفوا فی کتابھم کما اختلف الیھود والنصاری یعنی مجھے ان کے بارے میں سخت اندیشہ ہے کہ کہیں یہ بھی یہود ونصاری کی طرح اپنی کتاب میں اختلاف نہ کرنے لگیں''۔ قرآن کریم کا نزول لغتِ قریش کے مطابق ہوا تھا۔ محض آسانی اور سہولت کے پیشِ نظر دوسرے قبائل کو اپنے اپنے لب ولہجہ سے اس کی تلاوت کی اجازت دی گئی تھی لیکن اب یہ رخصت ایک عظیم فتنہ کا باعث بن رہی تھی۔ ان حالات میں اس کو برقرار رکھنا سراسر نقصان دہ ومضر تھا چنانچہ صحابہ کرام کے مشورہ سے حضرت عثمان ؓ نے زید بن ثابت ؓ کو حکم دیا کہ قرآن کریم کا ایک نسخہ صرف لغتِ قریش کے مطابق لکھیں چنانچہ وہ تیار کر چکے تو اسکی متعدد نقلیں تیار کر کے مختلف دیار وامصار میں بھیجی گئیں اور لوگوں کو اسکی پابندی کا سختی سے حکم دیا گیا اور دوسرے تمام نسخوں کو ممنوع قرار دیا گیا۔ اسطرح حضرت عثمان ؓ کی سعی وکوشش سے ایک مہلک ترین فتنہ کا سد باب ہوگیا۔ امتِ اسلامیہ حضرت عثمان ؓ کے اس احسان کا شکریہ ادا نہیں کرسکتی اسی وجہ سے ہی آپ ؓ کو جامع آیات القرآن کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے لب ولہجہ کے تفاوت اور قرأتوں کے اختلاف کی نوعیت بیان کردی جائے تاکہ اس کے متعلق کوئی وسوسہ دل میں نہ رہ جائے چند مثالیں ذکر کردینے سے ان امور کی حقیقت واضح ہوجائے گی۔ اور پتہ چل جائیگا کہ یہ اختلاف معمولی قسم کا تھا۔ مثلاً قریش حتـــی (جب تک) کہتے اور بنی ہذیل اور بنی ثقیف اس کا تلفظ عتـــی کیا کرتے بنی اسد مضارع میں حروف اتین مکسور پڑھا کرتے جیسے تِعْلَمُوْنَ۔ اور قریش کی لغت میں حروف اتین مفتوح ہیں تَعلمون۔ مصر میں اب بھی

عام لوگ اپنی گفتگو میں حروف السین کو کسرہ دیا کرتے ہیں۔قریش کی لغت میں ماء غیر آسن ہے۔لیکن تمیم اسے ماء غیر یاسن پڑھتے ہیں۔ان امثلہ سے معلوم ہو گیا کہ یہ اختلاف کس نوعیت کا تھا لیکن قرآن کا تقدس اور اسکی عظمت اتنے سے اختلاف کی بھی متحمل نہیں، اس لیے اس کو بھی ممنوع قرار دیدیا گیا۔چنانچہ وہی قرآن جو عرشِ عظیم کے رب نے اپنے محبوب رسول ﷺ پر نازل فرمایا تھا اور جس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے خالص قریشی لغت کے مطابق جس میں اس کا نزول ہوا تھا ایک صحیفہ میں مدوّن فرمایا وہی قرآن جوں کا توں بغیر کسی تحریف کے، بغیر کسی معمولی تغیر کے، بغیر کسی ادنی ردوبدل کے اب تک محفوظ ہمارے پاس موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔

فضائل قرآن

قرآن مجید فرقانِ حمید خالق ارض وسماء کی طرف سے نازل ہونے والی لاریب کتاب ہے۔انسان کی کیا مجال کہ اسکی خوبیاں اور فضائل حد وشمار میں لا سکے۔مختصر یہ ہے کہ جس طرح خالقِ کائنات اپنی ذات اور کلی صفات میں لاشریک اور لاثانی ہے۔اسی طرح اسکا کلام بھی اپنے تمام تر فضائل اور کمالات واوصاف میں لاشریک اور بے مثال ہے۔جیسا کہ رب کریم کے پیارے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:''فضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ اللہ کے کلام کو تمام کلاموں پر ویسی فضیلت حاصل ہے جیسی خالق کو اپنی مخلوقات پر حاصل ہے''۔قرآن کریم نے اپنی فضیلت اور عظمت بیان کرتے ہوئے اپنی جامعیت اور آفاقیت کا بایں الفاظ تذکرہ کیا ہے۔﴿ولقد صرفنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل فابی اکثر الناس الا کفورا اور بلاشبہ ہم نے طرح طرح سے بیان کی ہیں لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں پس انکار کر دیا اکثر لوگوں نے سوائے اس کے کہ وہ ناشکری کریں (بنی اسرائیل :۸۹)﴾،﴿فاتو بسورۃ من مثلہ وادعوا شھدائکم من دون اللہ ان کنتم صدقین تو لے آؤ ایک سورت اس جیسی اور بلالو اپنے حمایتوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو (البقرۃ :۲۳)﴾۔

تو کون ہے جو اسکے حقیقی کمالات واوصاف بیان کر سکے؟ ذرا غور کیجئے! کون ہے؟ جو اس عظیم کلام سے وابستہ ہوا اور دونوں جہاں میں سرخرو نہ ہو، کون ہے؟ جو عامل قرآن تو ہو مگر خالق کائنات نے اسے اپنے خصوصی انعامات سے نہ نوازا ہو، کون ہے؟ جس نے اس بحرِ ذخار میں غوطہ زنی کی ہو مگر اس کا دامن لعل وگوہر سے نہ بھرا ہو، کون ہے؟ جس کا سینہ مسکن آیات قرآنیہ ہو، دل ان کی ضیاء سے ضوفشاں ہو، اور ذہن ان میں تدبر کناں ہو، مگر وہ تجلیات ربانی کا مرکز نہ ہو اور کتاب الٰہی کے اسرار ورموز اس پر ظاہر نہ ہوں۔کون ہے؟ جس کا مسیحا قرآن ہو مگر وہ شفایاب نہ ہو، کون ہے؟ جس کا ہادی وراہبر قرآن ہو مگر وہ صراطِ مستقیم پر گامزن نہ ہو، کون ہے؟ جس کا شفیع قرآن ہو مگر وہ جنت کی بہاروں کا مستحق نہ بنے۔کونسا وہ گھر ہے؟ جس میں تلاوت قرآن تو ہو مگر وہ ملائکہ رحمت کی آماجگاہ نہ بنے ،اور کونسا وہ معاشرہ ہے؟ جس میں دستور قرآن رائج تو ہو مگر وہ امن وآشتی اور سکون وراحت کا گہوارہ نہ ہو، بلکہ جس کا تعلق قرآن سے مستحکم ہو جاتا ہے، قرآن کریم میں وہ جملہ اوصاف وکمالات اور فضائل ومحاسن موجود ہیں کہ اسے گوہر مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔اسی لیے تو خالق کائنات نے اپنے قرآن کا کمال اس انداز سے بھی بیان کیا ہے۔

﴿ان الذین یتلون کتب اللہ واقاموا الصلوۃ وانفقوا مما رزقنھم سرا وعلانیۃ ...... بیشک جو (غور وتدبر سے) تلاوت کرتے ہیں اللہ کی کتاب کی اور نماز قائم کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے راز داری سے اور اعلانیہ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ہرگز نقصان والی نہیں (فاطر :۲۹)﴾۔علاوہ ازیں کثیر آیات بینات ہیں، جو قرآن کریم کے فضائل

ومحاسن کی روشن دلیل ہیں۔اب آخر میں صاحبِ قرآن، حضور نبی رحمتِ عالم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے چند ارشادات ملاحظہ فرمایئے اور قرآن کریم کے فضائل وکمالات سے اپنے دل کو نور قرآن سے منور کیجئے۔

☆......حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خیر کم من تعلم القرآن وعلمه یعنی تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور پھر دوسروں پڑھایا''۔ (رواہ بخاری)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت الله یتلون کتاب الله ویتدارسونه فیما بینهم الانزلت علیهم السکینة وغشیتهم الرحمة وحفتهم الملائکة وذکرهم الله فیمن عنده یعنی جب قوم مساجد میں سے کسی مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت کرتی ہے اور آپس میں اس کا دور کرتے ہیں تو ان پر راحت وسکون نازل ہوتا ہے۔ (رواہ مسلم)

☆......حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من قرأالقرآن وعمل به البس والده تاجایوم القیامةضوؤه احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا فماظنکم بالذی عمل بهذا یعنی جس نے قرآن کریم پڑھا اور اس کے مطابق عمل کیا قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائیگا جس کی روشنی سورج کی اس روشنی سے کہیں زیادہ ہوگی، جو تمہارے دنیوی گھروں میں ہوتی ہے۔تمہارا کیا گمان ہے، اس عمل کے بارے میں جو اس نے کیا۔(ابوداؤد)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یقال لصاحب القرآن اقراوارق ورتل کما ترتل فی الدنیا فان منزلک عند آخر آیة تقرأها یعنی صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا قرآن پڑھ اور ترقی کی منازل طے کرتا جا اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ، جیسے دنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتا تھا بیشک تیری منزل اور مقام وہیں جہاں تو آخری آیت ختم کرے گا''۔ (رواہ ترمذی)

آدابِ تلاوتِ قرآن

قرآن کے مطالعہ کا مقصد صرف دل بہلانا اور وقت گزاری نہیں، بلکہ انسان کو اپنے بلند ترین مقصد زیست سے آگاہ کرنا ہے، قول وفعل میں یکسانیت اور سیرت وکردار میں نکھار پیدا کرنا ہے اور ظاہر وباطن میں للّٰہیت اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی ایک لہر دوڑانا ہے۔اس لیے اس سے حقیقی مقاصد حاصل کرنے کے لیے دوسری کتب کے برعکس اسے پڑھنے اور مس کرنے کے کچھ آداب ہیں جنہیں ملحوظ خاطر رکھ کر ہی اسے پڑھا جائے تو دل کی ظلمتیں کافور ہوتی ہیں۔خفتہ صلاحیتیں جلا پاتی ہیں اور انسان مقرب بارگاہِ الٰہی بنتا ہے۔اور اگر ان آداب کا لحاظ نہ رکھا جائے تو پھر نہ تو حقیقی مقاصد حاصل کئے جاسکتے ہیں، بلکہ بعض صورتوں میں تو انسان مجرم بن جاتا ہے، لہٰذا ان ہی آداب میں چند مندرجہ ذیل یہ ہیں۔

☆......اگر قرآن کریم کی تلاوت اس سے دیکھ کر کی جائے تو پھر اسے ہاتھ لگانے کے لیے مکمل طور پر باطہارت اور باوضو ہونا ضروری ہے کیونکہ وضو کے بغیر قرآن کریم کو مس کرنا قطعاً جائز نہیں۔رب کریم ارشاد فرماتا ہے:﴿لایمسه الاالمطهرون یعنی پاک لوگوں کے سوا کوئی اسے مس نہ کرے (الواقعة : ۷۹)﴾. ہاں اگر قرآن کریم کو چھوئے بغیر زبانی تلاوت کی جائے تو بلا وضو بھی جائز ہے، اللہ نے فرمایا:﴿ الذین یذکرون الله قیاماوقعوداوعلی جنوبهم ویتفکرون...... وہ عقل مند جو یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (آل

عمران: ۱۹۱)﴾،﴿ ورتل القرآن ترتیلا اور (حسب معمول) خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجئے قرآن کریم کو (المزمل : ۴)﴾ .
اسی کے ذریعے آیت قرآنیہ میں تفکر وتدبر کیا جاسکتا ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں "کہ اگر میں سورۂ بقرہ اورآل عمران ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہوئے سمجھتا جاؤں، تو یہ میرے نزدیک تیزی کے ساتھ سارا قرآن پڑھنے کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہے۔" قرآن کریم انتہائی درد وسوز، عاجزی وانکساری اور اپنے اوپر حزن وخوف کی کیفیت طاری کرتے ہوئے پڑھنا چاہیے۔ بلکہ رب کریم کے رعب وجلال اور ہیبت وجبروت کے باعث آنکھوں سے آنسو بہانے کی کوشش کرنی چاہیے، جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اتلوا القران وابکوافان لم تبکوا فتباکوا قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت آنسو بہاؤ اور گر رونہ سکو تو رونے والو کی صورت بنالو"۔ (احیاء العلوم الدین)

تعارف صاحب تفسیر جلالین (نصف اول)

نام و نسب:

عبدالرحمٰن، لقب جلال الدین، کنیت ابوالفضل ہے۔ پورا نسب یوں ہے: عبدالرحمٰن جلال الدین بن ابی بکر محمد کمال الدین بن سابق الدین بن عثمان فخر الدین بن محمد ناظر الدین بن سیف الدین خضر بن ابی الصلاح ایوب نجم الدین بن محمد ناصر الدین بن شیخ ہمام الدین السیوطی۔ سیوط کی طرف منسوب ہیں جس کو اسیوط بھی کہتے ہیں۔ نواح مصر میں دریائے نیل کے مغربی جانب ایک شہر ہے۔ یہیں محلہ خضریہ جو سوق خضر کے ساتھ مشہور ہے بعد مغرب یکم رجب ۸۴۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے عہد کے نہایت باکمال ائمہ فن دین سے تھے۔ قدرت کی طرف سے ان کی ذات میں بہت سی خصوصیات اور خوبیاں ودیعت کی گئی تھیں۔

تحصیل علوم:

آپ پانچ سال سات ماہ کے تھے کہ ۸۵۵ھ میں سایہ پدری سے محروم ہوگئے۔ حسب وصیت والد ماجد چند بزرگوں کی سرپرستی میں آئے جن میں شیخ کمال الدین ابن الہمام حنفی بھی تھے۔ انہوں نے آپ کی طرف پوری توجہ کی۔ چنانچہ آپ نے آٹھ سال سے کم عمر میں حفظ قرآن سے فارغ ہوکر عمدہ، منہاج، اصول الفیہ، ابن مالک وغیرہ کتابیں حفظ کیں۔ شیخ شمس سیرامی اور شیخ شمس مرزمانی حنفی سے بہت سی درسی وغیر درسی کتابیں پڑھیں۔ شیخ شہاب الدین الشار مساحی سے فرائض کی تحصیل کی۔ شیخ الاسلام علم الدین بلقینی، علامہ شرف الدین المناوی اور محقق دیار مصر سیف الدین محمد بن محمد حنفی کے حلقہائے درس سے بھی مدتوں استفادہ کیا۔ علامہ محی الدین کافجی کی خدمت میں چودہ سال تک رہے۔

درس وتدریس وافتاء:

تحصیل وتکمیل کے بعد ۸۷۱ھ میں افتاء کا کام شروع کیا اور ۸۷۲ھ سے املاء حدیث میں مشغول ہوئے اور تدریس عربی کی اجازت تو آپ کو ۸۶۶ھ ہی میں مل گئی تھی۔ موصوف نے حسن المحاضرۃ میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے سات علوم تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان، بدیع میں تبحر عطا فرمایا ہے یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے حج کے موقع پر آب زمزم پیا اور یہ نیت کی کہ فقہ میں شیخ سراج الدین بلقینی کے رتبہ کو اور حدیث میں حافظ ابن حجر کے رتبہ کو پہنچ جاؤں، شمس الدین محمد بن علی بن احمد الداؤدی المالکی علامہ علی ابن محمد بن احمد الخیانی الازہری نے آپ سے پڑھا ہے۔

کرامات و خرقِ عادات:

آپ کے خادم خاص محمد بن علی حباک کا بیان ہے کہ ایک روز قیلولہ کے وقت فرمایا۔ اگر تم میرے مرنے سے پہلے اس راز کا افشاء نہ کرو تو آج عصر کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھوا دوں۔ عرض کیا ضرور! فرمایا آنکھیں بند کرلو اور ہاتھ پکڑ کر تقریباً ۲۷ قدم چل کر فرمایا، آنکھیں کھول دو۔ دیکھا تو ہم باب معلاۃ پر تھے، حرم پہنچ کر طواف کیا۔ زمزم پیا، پھر فرمایا کہ اس سے تعجب مت کرو کہ ہمارے لیے طی ارض ہوا بلکہ زیادہ تعجب اس کا ہے کہ مصر کے بہت سے مجاورین حرم ہمارے متعارف یہاں موجود ہیں مگر ہمیں نہ پہچان سکے۔ پھر فرمایا چاہو تو ساتھ چلو ورنہ حاجیوں کے ساتھ آجانا۔ عرض کیا ساتھ ہی چلوں گا۔ باب معلاۃ تک گئے اور فرمایا آنکھیں بند کرلو اور مجھے سات قدم دوڑایا۔ آنکھیں کھولیں تو ہم مصر میں تھے۔

زیارت رسالتِ ماب ﷺ اور شیخ السنہ کا خطاب:

آپ نے اور دوسرے لوگوں نے کئی بار حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ نے آپ کو یا شیخ السنہ، یا شیخ الحدیث کہہ کر خطاب فرمایا۔ شیخ شاذلی فرماتے ہیں "میں نے دریافت کیا کہ آپ کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت مبارکہ کتنی مرتبہ ہوئی۔" فرمایا "ستر مرتبہ سے زیادہ۔"

علمی کارنامے :

علمی کارناموں کا شمار بقول داؤد مالکی پانچ سو سے بھی اوپر ہے۔ آپ کی مجتہدانہ بصیرت، وسعت نظر اور کثرت معلومات کے شاہد عدل ہیں۔ علامہ نووی نے بستان میں ایک مستند شخص سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام غزالی کی تصنیفات اور انکی عمر کا حساب لگایا تو روزانہ اوسط چار کراسہ پڑا، کراسہ چار صفحوں کا ہوتا ہے اس حساب سے ۱۶ صفحے روزانہ ہوئے لیکن علامہ طبری و ابن جوزی اور علامہ سیوطی کی تصنیفات کا روزانہ اوسط اس سے بھی زیادہ حساب ہے۔ سب سے پہلے آپ نے شرح استعاذہ و بسملہ تالیف کی۔ اس کے بعد مسلسل لکھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ہر فن میں آپ کی تصنیف بلکہ بعض علوم میں کئی کئی مرتبہ تالیف موجود ہیں، علوم قرآن پر آپ کی تالیف الاتقان فی علوم القرآن نہایت اہم اور مشہور کتاب ہے جو آپ نے سینکڑوں کتابوں کے مطالعہ کے بعد کم و بیش چار سال کی طویل مدت میں پایہ تکمیل کو پہنچائی ہے۔ جس میں سینکڑوں منتشر اہم مفید اور نادر معلومات جمع کی ہیں۔

جلالین شریف :

درس نظامی میں آپ کی تصنیف یعنی جلالین (کا نصف اول) داخل ہے جو آپ نے علامہ محلی کی وفات کے چھ سال بعد مدت قلیل یعنی صرف ایک چلہ کے اندر بیس بائیس سال کی عمر میں تصنیف کی ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کتنے سریع التالیف تھے۔ سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ یہ از اول تا آخر بالکل علامہ محلی کے طرز و انداز پر ہے۔

وفات:

ہاتھ کے ورم میں مبتلا ہو کر آخر شب جمعہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ میں مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر کے آشیانہ قدس میں پہنچ گیا۔

(حالات مصنفین درس نظامی، ص ۳۵ تا ۳۸)

تعارف صاحب تفسیر جلالین (نصف ثانی)

نام و نسب اور سکونت:

نام محمد لقب جلال الدین اور والد کا نام احمد ہے۔ پورا نسب یوں ہے جلال الدین محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن احمد بن ہاشم الجلال ابی عبداللہ بن الشہاب ابی العباس بن الکمال الانصاری المحلی، محلّہ کبریٰ کی طرف منسوب ہیں جو مغربی مصر کا ایک شہر ہے، آپ ماہِ شوال ۷۹۱ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور یہیں نشو و نما پائی۔

تحصیل علوم :

پہلے آپ نے قرآن پاک حفظ کیا اور ابتدائی چند کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد فقہ علامہ بیجوری، جلال بلقینی، ولی عراقی، شمس برماوی سے اور اصول عز بن جماعہ سے اور نحو شہاب عجیمی، شمس شطنوفی سے اور فرائض و حساب ناصر الدین بن انس مصری حنفی سے اور منطق، جدل، معانی، بیان، عروض، اصول فقہ بدر محمود اقصرائی سے اور اصول دین اور تفسیر عالمہ شمس بساطی وغیرہ سے حاصل کیا۔ نظام صیرامی حنفی،

شمس بن الدیری حنفی، مجد برماوی شافعی، شہاب احمد مغراوی مالکی اور بقول بعض کمال دمیری، شہاب بن العماد، بدر طنبدی وغیرہ کے حلقہ ہائے درس میں بھی شریک ہوئے اور حدیث ولی عراق وغیرہ سے حاصل کی، بقول بعض علامہ بقلینی، ابن الملقن انباسی سے بھی روایت رکھتے ہیں۔

درس وتدریس :

شروع میں آپ کپڑے کی تجارت کرتے تھے کچھ عرصہ کے بعد ایک شخص کو اپنی جگہ قائم مقام کیا اور خود درس وتدریس میں مشغول ہوگئے اور خلق کثیر نے آپ سے علم حاصل کیا بلکہ بہت سے فضلاء تو آپ کی زندگی ہی میں مدرس ہوگئے تھے۔ ۸۴۴ھ میں کچھ عرصہ تک برقوقیہ میں شہاب کورانی کی جگہ بھی درسی خدمات انجام دیں۔ آپ پر عہدہ قضاء بھی پیش کیا گیا تو اس سے انکار کردیا۔

تصانیف :

آپ نے جمع الجوامع، ورقات (امام الحرمین) منہاج فرعی، بردہ وغیرہ کی بہترین شرحیں لکھیں۔ مناسک حج پر کچھ کام کیا اور تفسیر قرآن نصف آخر سے فارغ ہوئے۔ نصف اول کا ارادہ تھا مگر عمر نے وفا نہ کی، اسی طرح شرح اعراب بھی مکمل نہ ہوسکی اور شرح شمیسیہ بھی ناتمام رہی۔

جلالین شریف :

فن تفسیر کی ایک مختصری کتاب ہے۔ جس کے الفاظ قریب قریب قرآنی الفاظ کے ہم عددی ہیں ملکہ یہ دراصل قرآن کے عربی ترجمہ کی ایک شکل ہے کہ مشکل الفاظ اور مشکل ترکیبوں کا حل اور آیات کے ساتھ مختصر سے جملے ایضاح مطالب کیلئے زیادہ کردیئے جاتے ہیں۔ کہیں کہیں کوئی قصہ طلب بات ہوتی ہے تو اس کو بھی اجمالاً ذکر کردیا جاتا ہے، جلالین اور اس جیسی دیگر کتابوں کو نصاب میں داخل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ میں ایسی استعداد اور ملکہ راسخہ پیدا ہوجائے کہ تعلیمی زندگی سے الگ ہونے کے بعد اپنے متعلقہ فنون کے حقائق ومسائل تک اساتذہ کی اعانت کے بغیر رسائی ہونے لگے۔ اس مقصد کے لیے جلالین شریف بہت کامیاب تفسیر ہے۔

وفات:

مرض اسہال میں مبتلا ہوکر ۱۵ رمضان کو سنیچر کی صبح کے وقت، ۸۶۴ھ میں طائر ملکوتی سے قفس قالب ناسوتی سے نجات پائی۔ باب نصر میں ایک عظیم مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی گئی اور اپنے آباء کے قریب اس قبرستان میں مدفون ہوئے جو جوشن کے سامنے بنایا تھا، آپ اپنی زندگی میں متعدد بار بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ (حالات مصنفین درس نظامی، ص ۳۳ تا ۳۴)

تقریظ اول

مدرسہ فیضانِ رضا کے زیر انتظام محترم مکرم مولانا محمد امتیاز صاحب قادری نے نہایت محنت سے تفاسیر معتبرہ کا خلاصہ نہایت آسان اردو زبان میں تحریر فرمایا ہے۔اور یہ اہلسنت کے لیے انتہائی اہم وقت کی ضرورت تھی۔ادارہ ہذا نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس پر پوری توجہ صرف کر کے، قلیل وقت میں چھ پاروں کی تفسیر آپ کے ہاتھ ہے، اس اہم کام پر انہیں اور ان کے رفقائے کار کو جتنی مبار کباد دی جائے کم ہے۔اللہ تعالی انکے عزائم میں استقامت اور کام میں برکت عطا فرمائے، تحقیق وجستجو کا جذبہ اور جذبہ عمل میں تحریک وقوت ارزان فرمائے۔اور مزید علمی چراغ روشن کرنے کی توفیق فراواں فرمائے۔

مفتی محمد اسماعیل ضیائی غفرلہ

۱۵ جولائی ۲۰۰۸ء

رئیس دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ

تقریظ ثانی

الحمد لله الذی له الاسماء الحسنی والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد ذی المقام الاسنی وعلی الہ النقی واصحابہ النقی الی یوم الجزاء.

قرآن مجید فرقانِ حمید اللہ تبارک وتعالی کی وہ مقدس کتاب ہے کہ جس کی فصاحت وبلاغت اور حلاوت کے سامنے عرب کے بڑے بڑے فصحاء وبلغاء اور شعراء طفل مکتب معلوم ہوتے ہیں، تاریخ کے ابواب تاباں اس بات پر شاہد عدل ہیں۔ جن کو اپنی فصاحت وبلاغت اور طاقت لسانی پر ناز تھا وہ اس کی عبارت ونظم کے سامنے ایسے نظر آتے تھے، جس طرح عصرِ حاضر کی اصطلاح میں ایم۔اے اور پی۔ایچ۔ڈی کے سامنے پہلی یا دوسری کلاس کا طالب علم اپنے فہم وشعور اور تحریر کے لحاظ سے۔ جس طرح قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورۂ مبارکہ (سورۃ الکوثر) کے سامنے آتی ہے، یہی وہ مقدس کتاب ہے کہ جس کی حفاظت وصیانت کا وعدہ خود اللہ جل مجدہ نے فرمایا ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن ہم خود اس کے نگہبان ہیں (الحجر: ۹)﴾۔

وہ معزز تھے زمانے میں حامل قرآن ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

اسی ضرورت واہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ادارہ فیضان رضا میں مولانا محمد امتیاز قادری نے معاونین کے تعاون سے تفسیر جلالین شریف کا اردو میں ترجمہ ''عطائین'' کے نام سے کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں، جسکے چھ پارے ہوچکے ہیں اور مزید کے لیے کوشاں ہیں، احقر دعا گو ہے کہ مولائے کریم اپنے حبیب رؤف رحیم ﷺ اور بزرگان دین کے صدقہ ان کو اور ان کے رفقاء کار کو صحت وعافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ تادیر قائم ودائم رکھتے ہوئے اس کے تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

از: مفتی جمیل احمد نعیمی غفرلہ
۱۳ اگست ۲۰۰۸ء، بمطابق ۳ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ
ناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ،

تقریظ ثالث

دینی اخلاقی اور معاشرتی لحاظ سے شرعی علوم کی اہمیت ہر حال میں قائم رہنا ضروری ہے کیونکہ شرعی علوم کے بغیر دنیا کا کوئی نظام ٹھیک طور پر نہیں چل سکتا لہذا یہ ہماری دینوی ضرورت بھی ہے اور اخروی ضرورت بھی ان علوم کی حفاظت دینی مدارس اور انکے مخصوص نصاب تعلیم کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ مدارس دینیہ کی سب سے بڑی اور بنیادی ذمہ داری یہی ہے کہ ان میں دینی علوم کی تدریس کا باقاعدہ اہتمام ہوتا ہے۔

درس نظامی کی بنیادی کتابوں میں قرآن کریم کی تفسیر ''جلالین'' بھی داخل ہے۔ اہل علم حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ کتاب جلال الدین نامی دو مصری بزرگوں کی نسبت سے ''جلالین'' کہلاتی ہے جس میں قرآنی الفاظ کے لغوی معنی، شان نزول، ناسخ ومنسوخ کا بیان، تراکیب نحوی نیز پیچیدہ اور مشکل مقامات کی وضاحت کو نہایت جامع اور مختصر اس انداز میں پیش کیا گیا ہے لیکن اس کی اہمیت اور افادیت کا کما حقہ ادراک صرف وہی حضرات کر سکتے ہیں جو باقاعدہ اساتذہ کے روبرو بیٹھ کر اس کو سبقا سبقا پڑھتے ہیں۔ امام عبدالوہاب شعرانی کے حالات میں ہے درج ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو اپنی زندگی میں تیس مرتبہ مکمل پڑھا ہے مگر آج باوجود اس اہمیت کے شاذونادر ہی کہیں اس کتاب کو مکمل پڑھایا جاتا ہے۔ ایک طرف تو وقت کی بے برکتی اور دوسری طرف آج کے طلباء کی سستی اور کاہلی نے علم کے میدان میں ہمیں بہت پیچھے کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج سے قبل معیار یہ تھا کہ طلباء متون وشروح دونوں کا عربی میں مطالعہ کیا کرتے تھے مگر اب صرف متون عربی میں رہ گیا ہے اور شروحات عام طور پر اردو مطالعہ کی جارہی ہیں اور آنے والے زمانے کو اسی پر قیاس کر لیا جائے۔

قیاس کن زگلستاں من بہار ِما

بہر حال اہل درد ہمیشہ اس بات کی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ طلباء کے ہاتھوں سے علم کہیں بالکل ہی نہ نکل جائے بلکہ کسی نہ کسی طور پر لس ومس باقی رہے اور استفادہ ہوتا رہے اسی جذبہ کے تحت بڑی کتابوں کو مقامی زبانوں میں ترجمہ کیا جارہا ہے۔
فاضل نوجوان مولانا محمد امتیاز قادری زید مجدہم نے بھی اس اہم کام کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ جلالین جیسی عظیم کتاب کا ترجمہ اور تشریح کر کے ایک طرف تو انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ انہوں نے حصول علم کے سلسلے میں محنت شاقہ اور جانفشانی سے کام لیا ہے اور عربی کتب کو سمجھنے کی بھرپور استعداد حاصل کی ہے اور دوسری طرف پیچھے رہ جانے والے طلباء کے لئے نہایت سلیس اور آسان انداز میں ترجمہ وشرح کر کے ان کے لئے کافی آسانی پیدا کر دی ہے میرے خیال میں ''علامہ موصوف'' نے ''عطائین'' کا نام صرف وزن کے طور پر نہیں رکھا بلکہ یہ بامعنی بھی ہے یعنی دو عطائیں ایک عطا ترجمہ وترکیب عبارت کی صورت میں ہے اور دوسری عطا شرح کی صورت میں ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ ﷻ مصنف کی اس کاوش کو زیادہ سے زیادہ مفید عام بنائے اور اہل علم کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

از قلم: حضرت علامہ ڈاکٹر محمد رضوان احمد خان نقشبندی عفی اللہ عنہ
مہتمم: جامعہ انوار القرآن
گلشن اقبال بلاک ۵، کراچی

فہرست عطائین جلد: ۱

نمبر شمار	پارہ نمبر۱	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر۱	صفحہ نمبر
۱	**تعارف سورۃ الفاتحہ**	۱	۲۶	اللہ تعالی کے عہد سے مراد	۳۷
۲	بسم اللہ کا سورہ فاتحہ کا جزء ہونا یا نہ ہونا، فاتحہ کے نام	۴	۲۷	﴿بعث بعد الموت﴾	۳۸
۳	اللہ کی عبادت اور اسی سے مدد چاہنا	۵	۲۸	فرشتے اور انکی حقیقت	۴۶
۴	ہدایت یافتہ وانعام یافتہ لوگ کون؟	۵	۲۹	فرشتوں کی تعداد	۴۷
۵	**تعارف سورۃ البقرۃ**	۸	۳۰	نیابتِ آدم	۴۸
۶	حروف مقطعات	۱۳	۳۱	فرشتوں کا سجدہ	۴۸
۷	کتاب اللہ ہر قسم کے شکوک سے پاک ہے	۱۴	۳۲	ابلیس	۴۹
۸	تقوی کے لغوی واصطلاحی معنی.	۱۴	۳۳	علم کی تعریف وفضیلت	۴۹
۹	ایمان، اسکے درجات اور ایمان بالغیب	۱۴	۳۴	حضرت آدم علیہ السلام کی دعا وگریہ زاری	۵۰
۱۰	رزق	۱۵	۳۵	لفظِ اسرائیل کی بحث	۵۷
۱۱	لفظ قرآن کی تعریف	۱۵	۳۶	یہود کا اللہ سے عہد اور اللہ کا یہود سے عہد	۵۷
۱۲	منافق کسے کہتے ہیں؟	۲۴	۳۷	نماز اور اسکی فضیلت	۵۷
۱۳	مرض کی لغوی واصطلاحی تعریف	۲۴	۳۸	زکوۃ	۵۸
۱۴	فساد منافقین	۲۵	۳۹	رکوع	۵۸
۱۵	﴿کما امن السفھاء﴾ سے مراد	۲۵	۴۰	صبر	۵۹
۱۶	منافقوں کا استہزاء	۲۵	۴۱	نفس	۶۷
۱۷	﴿استھزاء﴾ باری تعالی سے کیا مراد ہے؟	۲۵	۴۲	فرعون کا تعلق کس علاقے سے تھا؟	۶۷
۱۸	﴿اشتروا الضلالۃ بالھدی﴾ کی وضاحت	۲۶	۴۳	فرعون کے بنی اسرائیل پر عذاب	۶۷
۱۹	﴿قولہ متکاثفۃ﴾	۲۶	۴۴	فرعون کا بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرنا	۶۷
۲۰	باطنی بصارت	۲۶	۴۵	نجاتِ بنی اسرائیل اور غرقِ آلِ فرعون	۶۸
۲۱	یاایھا الناس کے خطاب سے مراد کون ہیں؟	۳۵	۴۶	مدتِ وعدہ	۶۸
۲۲	انعاماتِ خداوندی	۳۵	۴۷	بنی اسرائیل کی توبہ	۶۸
۲۳	قرآن کریم کا معجز ہونا	۳۶	۴۸	غمام کسے کہتے ہیں؟	۶۹
۲۴	جنت کی نہریں اور انعامات جنت وغیرہ	۳۶،۳۷	۴۹	﴿من وسلوی﴾	۶۹
۲۵	فاسق کی تعریف	۳۷	۵۰	تعداد بنی اسرائیل	۷۴

نمبر شمار	پارہ نمبر ۱	صفحہ نمبر
۵۱	حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا پتھر	۷۴
۵۲	انبیائے کرام کی تعظیم اصلِ ایمان ہے۔	۷۵
۵۳	﴿صابئین﴾	۸۱
۵۴	بنی اسرائیل کا سجدہ	۸۱
۵۵	﴿یوم السبت﴾	۸۲
۵۶	﴿قصة البقرة﴾	۸۲
۵۷	لفظِ قلوب کی تحقیق	۹۲
۵۸	کتاب اللہ میں ردوبدل کرنا	۹۲
۵۹	والدین کے ساتھ حسن سلوک اور رشتے داروں کیساتھ حسن سلوک	۹۹
۶۰	یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک	۱۰۰
۶۱	پیروی شریعت کی کیجائے یا طبیعت کی	۱۰۰
۶۲	موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کے مابین انبیائے کرام	۱۰۹
۶۳	لفظِ عیسیٰ کی تحقیق	۱۰۹
۶۴	﴿روح القدس﴾ کے سے کیا مراد ہے؟	۱۰۹
۶۵	حلِ مؤکدہ	۱۱۰
۶۶	فتمنوا الموت ان کنتم صدقین سے کیا مراد ہے؟	۱۱۰
۶۷	وحی کی اقسام	۱۱۹
۶۸	لفظ جبرائیل کی تحقیق	۱۱۹
۶۹	جادو اور اسکے بارے میں ائمہ کرام کی آراء	۱۲۰
۷۰	جادو کے بارے میں ہمارا عقیدہ	۱۲۱
۷۱	جادو سیکھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے	۱۲۱
۷۲	زوالِ سلطنت کا سبب اور مدت	۱۲۲
۷۳	ہاروت وماروت	۱۲۲
۷۴	مقام احتیاط	۱۳۱

نمبر شمار	پارہ نمبر ۱	صفحہ نمبر
۷۵	﴿نسخ﴾ کی بحث	۱۳۲
۷۶	﴿نسخ فی القرآن﴾ سے کیا مراد ہے؟	۱۳۲
۷۷	مسجد	۱۴۱
۷۸	تمام روئے زمین مسجد ہے	۱۴۲
۷۹	آزمائشی کلمات	۱۴۸
۸۰	مصلائے ابراہیم علیہ السلام	۱۴۸
۸۱	تعمیر کعبہ	۱۴۹
۸۲	دعا خلیل کی عیسیٰ کی جو بشارت تھے	۱۵۰
۸۳	حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام سے پہلے ذکر کرنے کی وجہ	۱۵۸
۸۴	﴿صبغة﴾ سے کیا مراد ہے؟	۱۵۸
۸۵	﴿وله الجمل ثلاث احوال﴾ سے مراد	۱۵۸
	پارہ نمبر ۲	
۸۶	امت وسط سے کیا مراد ہے؟	۱۶۶
۸۷	امت محمدیہ کی گواہی	۱۶۷
۸۸	اہل کتاب کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننا	۱۶۸
۸۹	حکمت کیا ہے؟	۱۷۲
۹۰	ذکر کی بحث	۱۷۴
۹۱	صبر کی تعریف	۱۷۹
۹۲	تذکرہ نماز کا سبب	۱۸۰
۹۳	شہید سے مراد کون شخص ہے؟	۱۸۱
۹۴	شہدائے بدر کے اسمائے گرامی	۱۸۱
۹۵	فضیلت شہداء	۱۸۱
۹۶	حیات شہداء	۱۸۲
۹۷	جان و مال اور اولاد کی کمی سے مراد	۱۸۲

نمبرشمار	پارہ نمبر۲		نمبرشمار	پارہ نمبر۲	صفحہ نمبر
۹۸	صفا ومروہ	۱۸۳	۱۲۳	ایک ہی امت ہونے سے مراد	۲۴۹
۹۹	﴿شعائر اللہ﴾ سے کیا مراد ہے	۱۸۴	۱۲۴	ھدایت کے معنی	۲۵۰
۱۰۰	حج وعمرہ کی لغوی وشرعی تعریف	۱۸۴	۱۲۵	سرایا	۲۵۸
۱۰۱	شکر کی بحث	۱۸۴	۱۲۶	شراب کی حرمت	۲۵۸
۱۰۲	ہواؤں کی تبدیلی سے مراد	۱۹۰	۱۲۷	شراب کی تعریف	۲۵۹
۱۰۳	﴿انداد﴾ سے کیا مراد ہے؟	۱۹۰	۱۲۸	جوئے کی تعریف	۲۵۹
۱۰۴	﴿الفرق بین السوء والفحشاء﴾	۱۹۸	۱۲۹	عفو کسے کہتے ہیں؟	۲۵۹
۱۰۵	﴿صم بکم عمی﴾ سے کیا مراد ہے؟	۱۹۸	۱۳۰	موجودہ دور میں اہل کتاب سے نکاح کرنا	۲۵۹
۱۰۶	رزق طیب سے مراد	۱۹۹	۱۳۱	حیض کے مسائل، نساؤکم حرث	۲۶۶
۱۰۶	﴿وما اھل بہ لغیر اللہ﴾ سے مراد	۱۹۹	۱۳۲	جماع سے قبل تسمیہ پڑھنا	۲۶۷
۱۰۷	قصاص	۲۰۷	۱۳۳	قسم کی اقسام	۲۶۷
۱۰۸	﴿ان ترک خیرا﴾ سے مراد	۲۰۷	۱۳۴	﴿ایلاء﴾ کی شرعی حیثیت	۲۶۷
۱۰۹	روزہ، حالت سفر میں روزہ نہ رکھنا	۲۱۵	۱۳۵	عورتوں کی عدت	۲۶۷
۱۱۰	فدیہ	۲۱۶	۱۳۶	﴿آئیسہ﴾ عورتوں سے کیا مراد ہے؟	۲۶۸
۱۱۱	نزول قرآن کریم	۲۱۷	۱۳۷	طلاق کے معنی واقسام	۲۷۳
۱۱۲	دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟	۲۱۷	۱۳۸	رجوع کرنے سے کیا مراد ہے	۲۷۳
۱۱۳	﴿جہاد فی سبیل اللہ﴾	۲۲۶	۱۳۹	خلع	۲۷۳
۱۱۴	﴿انفاق فی سبیل اللہ﴾	۲۲۷	۱۴۰	رضاعت اور اسکے مسائل	۲۸۰
۱۱۵	حج کی بحث	۲۳۸	۱۴۱	مہر، خلوت صحیحہ، جماع اور مہر کے قائم مقام	۲۸۶
۱۱۶	حج کا طریقہ	۲۳۹	۱۴۲	صلوٰۃ وسطی	۲۸۷
۱۱۷	﴿قولہ بالاحرام بہ﴾	۲۳۹	۱۴۳	امام کے پیچھے خاموشی اختیار کرنا	۲۸۷
۱۱۸	دوران حج تجارت کرنا	۲۳۹	۱۴۴	بحالت خوف پڑھی گئی نماز کا حکم	۲۸۷
۱۱۹	استغفار	۲۴۰	۱۴۵	عدت	۲۸۷
۱۲۰	دعائے ماثورہ	۲۴۱	۱۴۶	واقعہ	۲۹۳
۱۲۱	کافروں کیلئے دنیا کی زندگی مزین ہے	۲۴۹	۱۴۷	واقعہ	۲۹۹
۱۲۲	بے حساب رزق سے مراد	۲۴۹	۱۴۸	انبیائے کرام کے درجات	۳۰۱

نمبر شمار	پارہ نمبر۳	صفحہ نمبر
۱۴۹	﴿آیت الکرسی﴾ کے فضائل	۳۰۶
۱۵۰	اللہ آپ زندہ ہے اوروں کا قائم رکھنے والا	۳۰۷
۱۵۱	اللہ تعالیٰ کی ذات نیند سے پاک ہے	۳۰۷
۱۵۲	شفاعت صرف اللہ کے اذن سے ممکن ہے	۳۰۸
۱۵۳	کرسی سے کیا مراد ہے؟	۳۰۸
۱۵۴	﴿لا اکراہ فی الدین﴾ کے معنی	۳۰۸
۱۵۵	﴿فقد استمسک بالعروۃ الوثقی﴾ کے معنی	۳۰۹
۱۵۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا مکالمہ	۳۰۹
۱۵۷	حضرت ابراہیم کے لیے علم الیقین	۳۱۶
۱۵۸	غیر اللہ کو پکارنا	۳۱۶
۱۵۹	جو مال راہِ خدا میں خرچ کیا جائے اللہ اس مال کو بڑھاتا ہے	۳۲۲
۱۶۰	﴿قول معروف﴾ کے معنی	۳۲۴
۱۶۱	ریاکاری صدقات کے ضیاع کا سبب ہے	۳۲۴
۱۶۲	﴿انفاق فی سبیل اللہ﴾ سے مراد	۳۳۱
۱۶۳	فحش سے کیا مراد ہے؟	۳۳۱
۱۶۴	خود کو راہِ خدا میں روک رکھنے والے اصحاب صفہ	۳۳۱
۱۶۵	سود کی تعریف	۳۳۷
۱۶۶	عکس تشبیہ علامہ صاوی کے نزدیک	۳۳۹
۱۶۷	بیع سلم	۳۴۵
۱۶۸	شھادت و گواہی	۳۴۵
۱۶۹	رہن	۳۴۶
۱۷۰	﴿سورہ بقرہ﴾ کی آخری آیات کی فضیلت	۳۵۰
۱۷۱	فضائل ﴿سورہ آل عمران﴾ وتعارف	۳۵۲
۱۷۲	مصورِ اعظم کا شاہکار	۳۵۹
۱۷۳	محکمات اور متشابہات	۳۵۹
۱۷۴	دلوں کی کجی سے کیا مراد ہے	۳۶۰
۱۷۵	﴿راسخ فی العلم﴾ سے مراد کون ہیں؟	۳۶۰
۱۷۶	حضور پرنور ﷺ کے مبارک دعائیہ کلمات	۳۶۱
۱۷۷	جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد	۳۶۹
۱۷۸	دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے	۳۶۹
۱۷۹	جنتی نعمتیں	۳۷۰
۱۸۰	الصبرین و الصدقین...... الخ	۳۷۱
۱۸۱	﴿اولو العلم﴾ سے کون لوگ مراد ہیں؟	۳۷۱
۱۸۲	﴿ان الدین عند اللہ الاسلام﴾ کی اہمیت	۳۷۱
۱۸۳	حضراتِ انبیائے کرام کو ناحق قتل کرنا	۳۸۰
۱۸۴	ہر جان اپنی کمائی کا پورا بدلہ دی جائے گی	۳۸۰
۱۸۵	عزت و ذلت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے	۳۸۱
۱۸۶	کیا کوئی کافر مسلمان کا دوست ہو سکتا ہے	۳۸۱
۱۸۷	﴿قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی﴾ کا مقصد	۳۸۹
۱۸۸	اطاعتِ رسول اطاعتِ الٰہی ہے	۳۹۰
۱۸۹	بی بی حنہ کی منت	۳۹۰
۱۹۰	فضائل بی بی مریم	۳۹۱
۱۹۱	دعائے زکریا	۳۹۲
۱۹۲	سید کے معنی	۳۹۲
۱۹۳	بی بی مریم کی تمام عورتوں پر فضیلت	۴۰۰
۱۹۴	﴿مسیح﴾ کے معنی	۴۰۱
۱۹۵	بغیر نکاح کے اولاد کی نعمت	۴۰۱
۱۹۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات	۴۰۱
۱۹۷	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا غیب کی خبریں دینا	۴۰۲
۱۹۸	حواری کسے کہتے ہیں؟	۴۰۳

نمبر شمار	پارہ نمبر ۳	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ٤	صفحہ نمبر
۱۹۹	حضرت عیسی علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا	۴۰۹	۲۲۳	غصہ پی جانے کے فضائل	۴۶۸
۲۰۰	﴿ان مثل عیسی عندالله کمثل آدم﴾	۴۰۹	۲۲۴	﴿وانتم الاعلون ان کنتم مومنین﴾ سے مراد	۴۶۸
۲۰۱	مباہلہ	۴۱۰	۲۲۵	﴿وما محمد الا رسول﴾ کا منشاء	۴۷۳
۲۰۲	بغیر علم کے بحث کرنا	۴۱۵	۲۲۶	﴿قد خلت من قبله الرسل﴾ کا منشاء	۴۷۳
۲۰۳	رحمت سے کیا مراد ہے؟	۴۲۴	۲۲۷	ایڑیوں کے بل پلٹنے سے کیا مراد ہے؟	۴۷۳
۲۰۴	امانت وخیانت	۴۲۴	۲۲۸	موت کا وقت متعین ہے	۴۷۳
۲۰۵	حضور کی شان عظمت	۴۳۰	۲۲۹	دعائیہ کلمات	۴۷۴
	پارہ نمبر ٤		۲۳۰	کیا اب بھی کافر مسلمانوں سے ڈرتے ہیں؟	۴۸۱
۲۰۶	راہ خدا میں پسندیدہ چیز خرچ کرنے کی اہمیت	۴۳۷	۲۳۱	حالت جنگ میں نیند کا آنا نعمت خداوندی ہے	۴۸۱
۲۰۷	بنی اسرائیل پر ہر کھانا حلال تھا مگر جو اپنی مرضی	۴۳۸	۲۳۲	عبادت گزاروں کی اقسام	۴۹۱
۲۰۸	شہر مکہ	۴۳۹	۲۳۳	اسلام نرمی سے پھیلا ہے	۴۹۱
۲۱۹	اللہ تعالی سے ڈرنے کا حق کیا ہے؟	۴۴۳	۲۳۴	مشورے کی اہمیت	۴۹۲
۲۱۰	اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے سے مراد	۴۴۴	۲۳۵	وصف نبوت خیانت کی نفی کرتی ہے	۴۹۲
۲۱۱	نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے کا بیان	۴۴۴	۲۳۶	اللہ تعالی کا مومنین پر احسان عظیم	۴۹۲
۲۱۲	فرقہ بندی کی مذمت	۴۴۵	۲۳۷	خبیث اور طیب کے معنی	۵۰۰
۲۱۳	چہروں کے سیاہ وسفید ہونے کا مطلب	۴۴۵	۲۳۸	انبیائے کرام اللہ تعالی کی عطا سے غیب جانتے ہیں	۵۰۰
۲۱۴	سب سے بہترین امت	۴۵۳	۲۳۹	بخل کا معنی اور اس کی مذمت	۵۰۲
۲۱۵	﴿ضربت علیهم الذلة﴾ کا مطلب	۴۵۴	۲۴۰	ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے	۵۰۹
۲۱۶	﴿ضربت علیهم المسکنة﴾ کا مطلب	۴۵۴	۲۴۱	مشرکین کی دل آزاریوں پر صبر کرنا	۵۱۰
۲۱۷	کافروں کا دنیاوی زندگی میں خرچ کرنا	۴۵۴	۲۴۲	علم چھپانے کا انجام	۵۱۰
۲۱۸	﴿کمثل فیها صر﴾ سے کیا مراد ہے؟	۴۵۴	۲۴۳	ہر حال میں اللہ تعالی کی یاد کی جائے	۵۱۸
۲۱۹	کافروں کا غصہ سے انگلیاں چبانا	۴۵۴	۲۴۴	کائنات میں غور وتفکر کرنا	۵۱۸
۲۲۰	واقعہ احد	۴۶۰	۲۴۵	**﴿سورۂ نساء﴾ کے فضائل**	۵۲۰
۲۲۱	سود در سود بھی حرام ہے	۴۶۷	۲۴۶	نسل انسان کا ارتقاء	۵۲۸
۲۲۲	جنت کی وسعت کا بیان	۴۶۸	۲۴۷	مال حرام کی مذمت	۵۲۸

نمبر شمار	پارہ نمبر ٤	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ٥	صفحہ نمبر
۲۴۸	نکاح	۵۲۹	۲۷۲	اللہ شرک کے سوا جس گناہ کو چاہے بخش دے	۵۸۴
۲۴۹	کیا عورت مہر معاف کر سکتی ہے	۵۲۹	۲۷۳	﴿الجبت و الطاغوت﴾	۵۹۱
۲۵۰	یتیم کا مال ناحق کھانے پر وعیدیں	۵۳۰	۲۷۴	حسد کی تعریف	۵۹۱
۲۵۱	وصیت	۵۳۸	۲۷۵	آیات مبارکہ کا انکار کرنے کا عذاب	۵۹۲
۲۵۲	ذوی الفروض	۵۳۸	۲۷۶	جنت کا گھنا سایہ	۵۹۲
۲۵۳	فحاشی اور اس کی حد	۵۴۶	۲۷۷	﴿اولی الامر﴾ سے مراد کون لوگ ہیں؟	۵۹۲
۲۵۴	موت کے وقت کی جانے والی توبہ کا حکم	۵۴۷	۲۷۸	سید عالم کی بارگاہ ہم گناہگاروں کا اصل آسرا ہے	۶۰۰
۲۵۵	مہر کب موکد ہوتا ہے	۵۴۸	۲۷۹	انعام یافتہ لوگ کون؟	۶۰۱
۲۵۶	محرم عورتیں	۵۵۰	۲۸۰	اپنی حفاظت کیلئے ہتھیار رکھنا	۶۰۶
	پارہ نمبر ٥		۲۸۱	مجاہد دونوں صورتوں میں اجر عظیم کا مستحق ہے	۶۰۶
۲۵۷	اہل ہوا کے نزدیک ثبوت متعہ کا جواز	۵۵۶	۲۸۲	موت کا قانون اٹل ہے	۶۱۷
۲۵۸	باندی پر حد جاری کرنا	۵۵۷	۲۸۳	﴿وَمَا اَصَابَکَ مِنْ سَيِّئَةٍ﴾ سے مراد	۵۱۸
۲۵۹	﴿خلق الانسان ضعیفا﴾ سے مراد	۵۶۳	۲۸۴	رسول کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے	۵۱۸
۲۶۰	خودکشی کی حرمت	۵۶۴	۲۸۵	تدبر قرآن	۵۱۸
۲۶۱	کبیرہ گناہ	۵۶۵	۲۸۶	قرآن سے قیاس کا جواز	۵۱۸
۲۶۲	محض خواہش نہیں جستجو بھی درکار ہے	۵۶۵	۲۸۷	مسلمان سلام کو عام کریں	۵۱۹
۲۶۳	مرد عورتوں پر حاکم ہیں	۵۷۳	۲۸۸	ہجرت کی تعریف	۶۲۵
۲۶۴	نیک اور بد عورتوں میں فرق	۵۷۳	۲۸۹	کفار و بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ دوستی کی ممانعت	۶۲۵
۲۶۵	میاں بیوی میں صلح کس طرح کرائی جائے	۵۷۴	۲۹۰	قتل کی اقسام	۶۳۳
۲۶۶	حسن سلوک کرنے کے فضائل	۵۷۴	۲۹۱	دیت کی مقدار	۶۳۳
۲۶۷	بخل، شح، سخا اور جود میں فرق	۵۷۵	۲۹۲	دین پر قائم رہنا ضروری ہے	۶۳۸
۲۶۸	حضور ﷺ کا اولین وآخرین کی گواہی دینا	۵۷۵	۲۹۳	راہ خدا میں سفر کی برکتیں	۶۳۸
۲۶۹	حالت نشہ میں نماز کے قریب نہ جانے سے مراد	۵۸۳	۲۹۴	مسافر کی تعریف	۶۴۳
۲۷۰	﴿تیمم﴾	۵۸۳	۲۹۵	﴿فلا مفهوم له﴾	۶۴۳
۲۷۱	یہود کے اوصاف	۵۸۴	۲۹۶	نماز خوف کا طریقہ	۶۴۴

شمار نمبر	پارہ نمبر ۵	صفحہ نمبر
۲۹۷	اجتہاد کی دلیل	۶۴۹
۲۹۸	اللہ تعالیٰ کی بے نیازی	۶۴۹
۳۹۹	﴿وعلمک ما لم تکن تعلم﴾ کے معنی	۶۵۳
۳۰۰	اجماع امت	۶۵۳
۳۰۱	تغیر خلق	۶۵۹
۳۰۲	خلیل وحبیب	۶۶۰
۳۰۳	فتوی کا معنی اور اسکے تقاضے	۶۶۷
۳۰۴	یتیم کی کفالت کرنے کی فضیلت	۶۶۷
۳۰۵	ایک سے زائد عورتوں کے مابین عدل کرنا	۶۶۷
۳۰۶	﴿کونوا قوامین بالقسط﴾ کا مقصد	۶۷۴
۳۰۷	عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے	۶۷۵
۳۰۸	اللہ کا ذکر کم کرنے کا معنی	۶۷۸
۳۰۹	منافقین درک اسفل میں ہیں	۶۷۹
	پارہ نمبر ٦	
۳۱۰	جہر کے معنی	۶۸۲
۳۱۱	اسلام وکفر کے مابین راہ نکالنا	۶۸۲
۳۱۲	قرآن کا یک بارگی نازل ہونا ممکن تھا	۶۸۹
۳۱۳	قرآن کے یکبارگی نازل نہ ہونے کی حکمتیں	۶۸۹
۳۱۴	﴿علی وحدانیۃ اللہ﴾	۶۹۰
۳۱۵	﴿غلف﴾	۶۹۰
۳۱۶	لفظ مسیح کی توجیہ	۶۹۰
۳۱۷	بی بی مریم پر بہتان عظیم	۶۹۰
۳۱۸	حضرت عیسیٰ نہ تو قتل ہوئے اور نہ ہی سولی	۶۹۰
۳۱۹	اللہ نے عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھالیا	۶۹۱
۳۲۰	قرب قیامت اہل کتاب کا ایمان	۶۹۲
۳۲۱	ابتداء نوح کا ذکر کرنے کی توجیہ	۷۰۱
۳۲۲	﴿ورسلا لم نقصص علیہم﴾ کا معنی	۷۰۱
۳۲۳	حضرت موسیٰ کو کلام سے مشرف فرمانا	۷۰۱
۳۲۴	﴿غلو فی الدین﴾	۷۰۲
۳۲۵	کلمہ اور روح سے مراد	۷۰۲
۳۲۶	بندگی بندے کا شرف وکمال ہے	۷۰۸
۳۲۷	﴿کلالۃ﴾	۷۰۹
۳۲۸	**تعارف سورۃ المائدہ**	۷۱۰
۳۲۹	عقد	۷۱۷
۳۳۰	بہیمۃ الانعام	۷۱۸
۳۳۱	غیر محلی الصید	۷۱۸
۳۳۲	وانتم حرم	۷۱۸
۳۳۳	شعائر اللہ	۷۱۸
۳۳۴	حرمت والے مہینہ	۷۱۹
۳۳۵	قربانی کے جانور	۷۱۹
۳۳۶	قلائد	۷۱۹
۳۳۷	تعاونوا علی البر والتقوی	۷۱۹
۳۳۸	حرام چیزوں کا بیان	۷۲۰
۳۳۹	یائس کے معنی	۷۲۲
۳۴۰	الیوم اکملت لکم دینکم کے معنی	۷۲۲
۳۴۱	شکاری جانور کا چھوڑا ہوا شکار	۷۲۳
۳۴۲	اہل کتاب کا ذبیحہ	۷۲۳
۳۴۳	آیت وضوء کے نزول سے پہلے فرضیت وضو	۷۲۶
۳۴۴	بنی اسرائیل سے عہد	۷۲۸
۳۴۵	اطاعت گزاری دخول جنت کا وعدہ	۷۲۹
۳۴۶	دلوں کی سختی	۷۲۹

۳۴۷	کلام کو بدلنا	۷۳۹	۳۶۴	سحت	۷۶۶
۳۴۸	حضور اللہ کے نور ہیں	۷۳۹	۳۶۵	کفارہ قصاص	۷۷۳
۳۴۹	قل من فیملک من اللہ کے معنی	۷۴۰	۳۶۶	ومن لم یحکم بماانزل اللہ کے معنی	۷۷۳
۳۵۰	فترۃ من الرسل کے معنی	۷۴۱	۳۶۷	لفظ ھدی کا تکرار	۷۷۳
۳۵۱	حضرات انبیاء اکرام اللہ کی نعمت ہیں	۷۴۱	۳۶۸	شرعۃ ومنھاجا	۷۷۴
۳۵۲	اللہ نے بنی اسرائیل کو بادشاہی عطا کی	۷۴۱	۳۶۹	کفار سے دوستی	۷۷۹
۳۵۳	ارض مقدسہ	۷۴۷	۳۷۰	مرتد ہونے کی شرائط	۷۷۹
۳۵۴	بنی اسرائیل کا چالیس سال تک بھٹکتے پھرنا	۷۴۷	۳۷۱	تحقیر نماز	۷۸۹
۳۵۵	قابیل وہابیل کا واقعہ	۷۵۴	۳۷۲	علماء کا منصب	۷۸۹
۳۵۶	انسانی جان کی اہمیت	۷۵۵	۳۷۳	اللہ جسے چاہے بے حساب عطا کرے	۷۸۹
۳۳۷	ڈاکہ زنی	۷۵۵	۳۷۴	رسالت کی تبلیغ	۷۹۸
۳۵۸	ڈاکہ زنی کے رکن	۷۵۵	۳۷۵	حضور کی تسکین خاطر	۷۹۹
۳۵۹	ڈاکہ زنی کی شرائط	۷۵۶	۳۷۶	حضرات انبیاء کرام کو قتل کرنا	۷۹۹
۳۶۰	اللہ کی بارگاہِ صمدیت میں وسیلے کی حیثیت	۷۶۴	۳۷۷	عقیدہ تثلیث	۷۹۹
۳۶۱	سرقہ اور اسکے مسائل	۷۶۵	۳۷۸	حضرت عیسیٰ کا خدا نہ ہونا	۷۹۹
۳۶۲	لایحزنک الذین یسارعون فی الکفر	۷۶۶	۳۷۹	نبی اسرائیل پر لعنت	۸۰۳
۳۶۳	یحرفون الکلم کے معنی	۷۶۶	۳۸۰	ماخذ و مراجع	۸۰۵

بسم الله الرحمن الرحيم

١٤٢٩

سورۃ الفاتحۃ مکیۃ سبع آیات

(سورۂ الفاتحہ مکی ہے، جس میں سات آیتیں ہیں)

تعارف وفضائل:

ترتیب کے لحاظ سے یہ سب سے پہلی سورت ہے، یہ وہ مختصر لیکن حقائق اور معانی سے لبریز، دل نشین ودل آویز جلیل القدر سورت ہے جس سے اس مقدس آسمانی کتاب کا آغاز ہوتا ہے جس نے تاریخ انسانی کا رخ موڑ دیا۔ جس نے فکر ونظر میں انقلاب پیدا کر دیا اور جس نے قلب وروح کو نئی زندگی بخش دی، اس پاک سورت کی گوناں گوں برکات کو کیوں کر قلمبند کیا جا سکتا ہے۔ وہ متعدد نام جس سے نبی اکرم ﷺ نے اس سورت کو یاد فرمایا حقیقت شناش نگاہوں کو ان فیوض وبرکات سے آشنا کر دیں گے جو اس میں بڑی خوبصورتی سے سمو دیئے گئے ہیں ان ناموں میں سے چند یہ ہے۔ ''الفاتحہ''، ''فاتحۃ الکتاب''، ''ام القرآن''، ''السبع المثانی''، ''الشفاء''۔ یہ سورت پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور اس کا ایک رکوع، سات آیتیں، اس کے الفاظ کی تعداد پچیس ہے اور حروف کی تعداد ۱۲۳ ہے۔

☆......ابو سعید بن معلٰی کہتے ہیں کہ میں نماز کی حالت میں تھا کہ سید عالم ﷺ نے مجھے پکارا، پس میں اُس وقت میں حاضر خدمت نہ ہو سکا لیکن بعد میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ آپ ﷺ نے یاد فرمایا تھا لیکن میں اُس وقت حالت نماز میں تھا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کیا اللہ ﷻ نے یہ نہیں فرمایا ﴿استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر جواب دو جب وہ تمہیں بلائیں (الانفال:۲٤)﴾، پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں قرآن کی وہ عظیم سورت تعلیم نہ کر دوں جو تم مسجد سے نکلنے سے پہلے پڑھ لو''؟، پس سید عالم ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما، پس ہم مسجد سے باہر ہی ہوا چاہتے تھے کہ میں نے عرض خدمت کی یا رسول اللہ ﷺ، آپ نے قرآن کی عظیم سورت کے بارے میں تعلیم دینے کا فرمایا تھا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ﴿الحمد للہ رب العالمین﴾ یہ سبع مثانی ہے اور قرآن مجید کی عظیم سورت ہے، جس پر یہ قرآن نازل ہوا ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب: فضل فاتحۃ الکتاب، رقم: ٥٠٠٦، ص ۸۹۷)

☆......حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت جبرائیل امین سید عالم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک سید عالم ﷺ نے ایک آواز سنی، نبی پاک ﷺ نے سر اُوپر اٹھایا، حضرت جبرائیل امین نے کہا یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے، جس کو صرف آج کھولا گیا اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا پھر اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا، حضرت جبرائیل نے فرمایا: ''یہ جو فرشتہ آج نازل ہوا ہے یہ آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا''، اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا: ''آپ کو ان دونوروں کی بشارت ہو جو آپ کو دیئے گئے ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے، ایک سورت فاتحہ اور دوسرا سورت بقرہ کا آخری حصہ، آپ ان میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے آپ کو اس کے مصداق مل جائے گا''۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب: فضل الفاتحۃ، رقم: (۱۷٦۱)/۸۰٦، ص ۳٦۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا (......۱......)

﴿الحمدللہ﴾ جُمْلَةٌ خَبَرِيَّةٌ قُصِدَبِهَا الثَّنَاءُ عَلَى اللّٰهِ بِمَضْمُوْنِهَا مِنْ اَنَّهٗ تَعَالٰى مَالِكٌ لِجَمِيْعِ الْحَمْدِ مِنَ الْخَلْقِ اَوْ مُسْتَحِقٌ لِاَنَّ تَحْمِدُوْهُ وَاللّٰهُ عَلَم عَلَى الْمَعْبُوْدِ بِحَقِّ ﴿رب العلمين (١)﴾ اَىْ مَالِكُ جَمِيْعِ الْخَلْقِ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلَائِكَةِ وَالدَّوَابِ وَغَيْرِهِمْ وَكُلٌّ مِّنْها يُطْلَقُ عَلَيْهِ عَالَمٌ يُقَالُ عَالَمُ الْاِنْسِ وَعَالَمُ الْجِنِّ اِلَى غَيْرِ ذٰلِكَ وَغُلِّبَ فِى جَمْعِهٖ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ اُولُوالْعِلْمِ عَلَى غَيْرِهِمْ وَهُو مِنَ الْعَلَامَةِ لِاَنَّهٗ عَلَامَةٌ عَلٰى مُوْجِدِهٖ ﴿الرحمن الرحيم (٢)﴾ اَىْ ذِى الرَّحْمَةِ وَهِىَ اِرَادَةُ الْخَيْرِ لِاَهْلِهٖ ﴿ملك يوم الدين (٣)﴾ اَىِ الْجَزَاءِ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَخُصَّ بِالذِّكْرِ لِاَنَّهٗ لَامِلْكَ ظَاهِرًا فِيْهِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰى بِدَلِيْلِ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ وَمَنْ قَرَاَ مَالِكُ فَمَعْنَاهُ مَالِكُ الْاَمْرِ كُلِّهٖ فِىْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَىْ هُوَ مَوْصُوْفٌ بِذٰلِكَ دَائِمًا كَغَافِرِ الذَّنْبِ فَصَحَّ وَقُوْعُهٗ صِفَةً لِلْمَعْرِفَةِ ﴿اياك نعبد واياك نستعين (٤)﴾ اَىْ نَخُصُّكَ بِالْعِبَادَةِ مِنْ تَوْحِيْدٍ وَغَيْرِهٖ وَنَطْلُبُ مِنْكَ الْمَعُوْنَةَ عَلَى الْعِبَادَةِ وَغَيْرِهَا ﴿اهدناالصراط المستقيم (٥)﴾ اَىْ اَرْشِدْنَا اِلَيْهِ وَيُبْدَلُ مِنْهُ ﴿صراط الذين انعمت عليهم (٦)﴾ بِالْهِدَايَةِ وَيُبْدَلُ مِنَ الَّذِيْنَ بِصِلَتِهٖ ﴿غير المغضوب عليهم﴾ وَهُمُ الْيَهُوْدُ ﴿ولا﴾ وَغَيْرُ ﴿الضالين (٧)﴾ وَهُمُ النَّصَارٰى وَنُكْتَةُ الْبَدَلِ اِفَادَةُ اَنَّ الْمُهْتَدِيْنَ لَيْسُوْا يَهُوْدًا وَّلَا نَصَارٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَاٰبُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا دَائِمِيْنَ مُتَلَازِمِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

﴿ترجمہ﴾

سب خوبیاں......۲......اللہ کو (جملہ خبریہ ہے، اس جملے کے ذریعے اللہ عزوجل کی ثناء کا قصد کیا گیا ہے، اللہ عزوجل مخلوق میں پائی جانے والی تمام حمد کا مالک ہے یا یہ معنی ہے کہ تمام حمد کا مستحق ہے کہ اس کی تعریف کی جائے، اور اسم جلالت اللہ معبود حقیقی کا نام نامی اسم گرامی ہے) جو مالک سارے جہاں والوں کا (یعنی تمام مخلوق انسان، جنات، ملائکہ، چوپائے وغیرہم کا مالک ہے اور اِن سب مخلوقات کو عالم کہا جاتا ہے جیسا کہ عالم الانس اور عالم الجن وغیرہ، اور عالمین میں یاء اور نون کو اس لئے لائے ہیں تا کہ ذوی العقول کو غیر ذوی العقول پر غلبہ دے سکیں اور عالم سے مراد علامت بھی ہوتی ہے اس لئے کہ پیدا کرنے والے کی علامت ظاہر ہوتی ہے) بہت مہربان رحمت والا (بڑا رحم کرنے والا یعنی اپنے بندوں کے ساتھ خیر کا ارادہ کرنے والا ہے) روز جزاء کا مالک (یوم جزاء سے مراد قیامت کا دن

ہے اور قیامت کے دن کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا ہے تا کہ اللہ ﷻ کے سوا کسی اور کی ملکیت اس دن میں ظاہر نہ ہو جائے، یعنی آج کے دن بادشاہی فقط اللہ ﷻ ہی کی ہے، اور مالک کی قرائت کے مطابق معنی یہ ہونگے کہ قیامت کے دن کے تمام امور کا مالک اللہ ہے اور مالک سے اللہ کا وصفِ دائمی مراد لیا ہے جیسا کہ غافر الذنب میں لیا گیا ہے، اور اس صورت میں مالک کا معرفہ "اللہ" کی صفت درست ہے) ہم تجھی کو پُوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں (یعنی توحید وغیرہ امور کو بجالاتے ہوئے خاص تیری ہی عبادت کریں اور تجھ سے عبادت اور دیگر ضروری امور پر مدد چاہیں......۳......) ہم کو سیدھا راستہ چلا (ہمیں سیدھے راستے کی جانب مائل کردے) راستہ اُن کا جن پر تونے احسان کیا (ھدایت کے ذریعے......۴......، اور الذین کے صلے سے بدل بن رہا ہے) نہ اُن کا (و لا بمعنی وغیر ہے) جن پر غضب ہوا (مراد یہود ہیں) اور نہ بہکے ہوؤں کا (مراد نصاری ہیں، بدل ہونے میں یہ نکتہ ہے کہ یہود ونصاری ہدایت یافتہ نہیں ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الحمد لله رب العلمين الرحمن الرحيم ملک يوم الدين﴾

الحمد: مبتداء، لله: لام: جار، الله: موصوف، رب: مضاف، العلمين: مضاف الیہ ملکر صفت اول، الرحمن الرحيم: صفت ثانی وثالث، ملک: صفت مضاف، يوم الدين: مضاف الیہ، ملکر صفت رابع ماقبل اسم جلالت "الله" کی، ملکر لام جار کے لئے مجرور، ملکر ظرف مستقر ثابت کے لئے، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اياک نعبد واياک نستعين﴾

ایاک: ضمیر منفصل مفعول بہ مقدم ہے اختصاص کے لئے، نعبد: فعل مضارع اور اس کا فاعل ضمیر مستتر نحن ہے، ملکر جملہ فعلیہ
و: حرف عطف، اياک نستعين: جملہ فعلیہ معطوف ہے ماقبل پر۔

﴿اهدنا الصراط المستقيم﴾

اهدنا: فعل امر، اس میں "انت" ضمیر مستتر فاعل، نا: ضمیر متصل مفعول بہ، الصراط المستقيم: مرکب توصیفی مفعول بہ ثانی، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

﴿صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين﴾

صراط: مضاف، الذين: اسم موصول، انعمت: فعل ماضی، "ت" ضمیر متصل فاعل، على: جار، هم: مبدل منہ، غير: مضاف، المغضوب عليهم: معطوف علیہ، و: حرف عطف، لا: حرف نفی زائد لتاکید، الضالين: معطوف، ملکر مضاف الیہ غیر کے لیے، ملکر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو "انعمت" کے لئے، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر مضاف الیہ، "صراط" مضاف

اپنے مضاف الیہ سے ملکر ماقبل "الصراط المستقیم" سے بدل واقع ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بسم اللہ کا سورۃ فاتحہ کا جزء ہونا یا نہ ہونا:

۱؎......تسمیہ سورۃ الفاتحہ کا جزء ہے یا نہیں، اس بارے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ کوفہ، مکہ اور ان کے فقہاء، ابن مبارک وامام شافعی کے نزدیک تسمیہ سورۃ الفاتحہ کا جزء ہے۔ جب کہ مدینہ منورہ، بصرہ، ابوحنیفہ اور کوفہ کے بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ تسمیہ سورۃ الفاتحہ کا جزء نہیں ہے۔ پس جن کے نزدیک تسمیہ سورۃ الفاتحہ کا جزء ہے ان کے دلائل یہ ہیں۔(۱)......بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ساتویں آیت ہے۔(۲)......قال رسول اللہ ﷺ یفتتح صلاتہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی سید عالم ﷺ اپنی نماز کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے فرمایا کرتے تھے۔(۳)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ھی ام القرآن وھی فاتحۃ الکتاب وھی السبع المثانی یعنی یہ ام القرآن، فاتحۃ الکتاب اور سبع مثانی ہے"۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں: (۱)...... جہاں تک یہ کہنا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ساتویں آیت ہے، یہ حدیث مرفوع نہیں ہے۔(۲)......حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔(۳)......اس روایت میں بسم اللہ کا فقط قرآن ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ سورۃ الفاتحہ کا جزء ہونا۔ (المظھری، ج ۱، ص ۱۳ وغیرہ)

فاتحہ کے بارہ مختلف نام:

۲؎......سورۃ الفاتحہ کے بارہ نام یہ ہیں:(۱)......فاتحۃ الکتاب: اس نام سے مذکورہ سورت کو اس لئے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ اس نام سے مذکورہ سورت کا آغاز کیا گیا ہے۔ اور کتاب کے اندر موجود معانی کو اس میں کھول کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔(۲)...... ام القرآن: یہ سورت قرآن کریم کا مبدء ہے، اصل اور منشاء بھی ہے اس لئے اس کو ام القرآن یا اساس القرآن بھی کہتے ہیں۔(۳)...... کنز: کسی دفینے کو کنز کہتے ہیں، اس سورت میں زمین وآسمان کے خزانوں کے راز موجود ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "نزلت فاتحۃ الکتاب بمکۃ من کنز تحت العرش یعنی سورۃ الفاتحہ مکہ مکرمہ میں اس خزانے سے نازل کی گئی جو تحت العرش ہے۔(۴،۵)......وافیۃ وکافیۃ: قرآن کے تمام مضامین کو جمع کرنے والی اور کفایت کرنے والی ہے۔(۶)......حمد: اللہ عزوجل کی حمد بیان کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، اس لئے اسے سورۃ الحمد کہتے ہیں۔(۷)......شکر: اس میں اللہ عزوجل کا شکر بجالانے کا درس ملتا ہے۔(۸،۹)...... دعاء وتعلیم المسئلۃ: دعا پر مشتمل ہے، کہ بندہ اس سورت میں اللہ عزوجل سے راہ ہدایت کی دعا مانگتا ہے۔(۱۰)......صلوۃ: اس سورت میں عبادت بجالانے کا بھی درس ملتا ہے، اور تمام عبادتوں کی جان نماز ہے۔(۱۱،۱۲)......شافیۃ و شفاء: حدیث میں ہے: "فی فاتحۃ الکتاب شفاء من کل داء یعنی

سورۃ الفاتحہ میں ہر مرض کی شفاء ہے''۔

اللہ ﷻ کی عبادت اور اسی سے مدد چاہنا:

۳۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿ایاک نعبد وایاک نستعین ہم تیری ہی عبادت کریں اور تجھی سے مدد چاہیں﴾۔اس آیت میں اللہ ﷻ نے اولا عبادت وبندگی کا معیار بیان فرمایا کہ انسان کے لئے اللہ ﷻ کے سوا کسی کی بندگی جائز نہیں ہے۔اور یہ بات ایک ادنی درجے کا علم رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ سجدہ اللہ ﷻ کے سوا کسی کو نہیں ہوسکتا،نماز میں قیام کی صورت میں ہاتھ باندھ کر اللہ ﷻ کی عبادت،سجدے میں بھی اللہ ﷻ ہی کی عبادت،الغرض رکوع،قومہ،جلسہ،جس بھی ہیئت کو دیکھ لیں عبادت اللہ ﷻ ہی کی ہورہی ہوتی ہے۔کوئی انسان واحد حقیقی رب العالمین کو چھوڑ کر کسی کی عبادت نہیں کرتا۔مخلوق میں کسی کی عبادت وبندگی جائز ہے اور نہ ہی کوئی کرتا ہے،مثلاً صلوۃ وسلام میں ہاتھ باندھ لئے جاتے ہیں جو کہ جائز ہے کیونکہ تعظیم کرنا شریعت میں محبوب ہے جیسا کہ بیٹا اپنے والد کے لئے ہاتھ باندھے کھڑا ہوجاتا ہے لیکن کسی کو شبہ شرک کا نہیں ہوتا لہذا اگر صلوۃ وسلام میں بھی ایسا ہی معاملہ ہے کہ اللہ ﷻ کا نبی جان کر محض تعظیم وتوقیر کے لئے کوئی کھڑا ہوتا ہے تو جائز ہے کیونکہ حکم قرآنی پر عمل کرنا پایا جارہا ہے،چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿وتعزروہ وتوقروہ (الفتح:۹)﴾۔لہذا کسی مسلمان پر بغیر اس کی نیت جانے محض ہیئت کے مشابے ہونے کے شرک وبدعت کا فتوی نہیں لگانا چاہیے۔جان لیں کہ حقیقی مدد کرنے والی ذات اللہ ﷻ کی ہے اور اس کی مرضی کے سوا کوئی کسی کی مدد نہیں کرسکتا تاہم یہ کہنا غلط ہے کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی مدد کر ہی نہیں سکتا اور یہی مان لیں تو پھر چوری ہوجانے کی صورت میں پولیس کی مدد،اور اسی طرح کے کئی معاملات بلکہ شب وروز ہمیں اپنے امور انجام دینے کے لئے کن کن لوگوں کی مدد درکار ہے اگر یہی ترجمہ کریں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی مدد کر ہی نہیں سکتا تو پھر یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں کیسے پہنچی،بس معنی یہی درست ہے کہ حقیقی عبادت وبندگی اللہ ﷻ کی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہوسکتی اور حقیقی مدد کرنے والی ذات اللہ ﷻ کی لیکن اس کی عطا سے دیگر لوگ بھی ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں جب عام لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں تو پھر اللہ والے کیوں نہیں کرسکتے......؟

ہدایت یافتہ وانعام یافتہ لوگ کون؟

۴۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا﴿اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ہمیں سیدھے راستے پر چلا راستہ اُن کا جن پر تیرا انعام ہوا﴾۔بار بار ہر نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا پڑھی جاتی ہے،کاش کہ ہم اس کے معانی ومطالب پر بھی غور کریں اور جب تک یہ معلوم نہ ہوجائے کہ انعام یافتہ لوگ کون ہیں؟ شاید کما حقہ بات سمجھ میں نہ آئے چنانچہ اللہ ﷻ نے ایک مقام پر فرمایا:﴿فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں

(النساء:٦٩) ﴾۔اس آیت سے باخوبی واضح ہوگیا کہ انعام یافتہ لوگ نبی، صدیق، شہداء اور صالحین ہیں، اور انہی کی رفاقت اللہ عزوجل کو بھی محبوب ہے۔اب یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ اے اللہ تو ہمیں، نبی، صدیق، شہداء اور صالحین کے راستے پر چلا، کیونکہ یہی انعام یافتہ لوگ ہیں اور انہی سے اللہ عزوجل راضی ہے۔اور جو اِن کے سوا کسی اور راہ کی جانب لے جائے وہ قرآن کے خلاف بات کرنے والا کہلائے گا اور ایسے کی بات ماننا جو قرآن کے خلاف کلام کرے ہم پر لازم نہیں ہے۔اللہ عزوجل ہمارا حشر انہیں کے ساتھ فرمائے، آمین۔

اغراض:

ان كانت منها: **بسم الله** کے سورتِ فاتحہ کا جزء ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں، پس اس بارے میں دو اقوال ہیں ایک قول کے مطابق **بسم الله** سورتِ فاتحہ کا جزء نہیں ہے، اس صورت میں سات آیات یوں ہونگی کہ ﴿**غير المغضوب عليهم و الضالين**﴾ ساتویں آیت شمار ہوگی اور اگر **بسم الله** کو سورتِ فاتحہ کا جزء مانیں تو آخری آیت: ﴿**صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم و الضالين**﴾ ہوگی۔

ويقدر في اولها: یعنی فاتحہ سے پہلے یا بعد **بسم الله** ماننا جب کہ ایک قول کے مطابق سورت فاتحہ کا آغاز اللہ عزوجل کی حمد سے کیا گیا ہے لہٰذا اب کسی تقدیری کلام کی حاجت نہیں رہتی۔

خبرية: لفظی اعتبار سے، اور معنوی اعتبار سے انشائیہ جس پر دلیل اللہ عزوجل کی ثناء کا قصد کرنا ہے۔**من انه تعالى :** میں **الحمد** کے الف کی بحث ہے۔**ومستحق :** میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿**لله**﴾ میں لام ملک کا ہے یا استغراق کا۔

يقال عالم الانس : اضافت بیانیہ ہے، یعنی عالم بمعنی الانس ہے۔**والله اعلم على المعبود بحق:** عَلَمِ شخصی جو کہ اُسی واحد حقیقی کی ذات کے ساتھ پایا جاتا ہے یعنی اُس واحد حقیقی کے سوا کوئی ''**الله**'' نہیں اور یہی صحیح ہے۔اور یہی وہ ذات مقدسہ معینہ ہے جو اپنی تمام تر صفات کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔

وغلب في جمعه: اور ایک قول کے مطابق (العالمین میں یاء اور نون) غلبے کے لئے نہیں ہے، بلکہ اسم ہے جو کہ ملائکہ اور ثقلین کے علم کے لئے وضع کیا گیا ہے اور ان کے علاوہ کو تبعاً شامل ہے۔**اى ذى الرحمة:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿**الرحمن الرحيم**﴾ رحم کے مادہ سے مبالغے کے صیغے ہیں، اور **الرحمة** اپنی اصل کے اعتبار سے رقت قلبی کو کہتے ہیں جو کہ فضل و احسان کا تقاضا کرتی ہے اور یہ معنی اللہ عزوجل کی ذات پاک میں اس کی شان کے لحاظ سے بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔

اى الجزاء: یعنی مومنین کے لئے جزاء اور کافرین کے لئے سزا مراد ہے۔**لا ملك ظاهرا فيه لاحد:** پس دنیا میں اللہ عزوجل کی ملکیت لوگوں پر ظاہر ہے، اور یہ وصف اللہ عزوجل کی ذات کے لئے ازل سے ثابت ہے اور اس کا ظہور قیامت کے دن ہوگا تاکہ تمام مخلوق اس کا اقرار کر سکے۔**وغيرها:** یعنی دنیا اور آخرت کی مہمات مراد ہیں۔

بالھدایۃ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ہدایت کی نعمت مومنین کے ساتھ یاایک قول کے مطابق اللہ ﷻ کے فرمان میں مذکورہ تمام فاعلین کو شامل ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین﴾ اور ایک قول کے مطابق خاص حضرات انبیاء شامل ہیں اور ایک قول کے مطابق انعام یافتہ ہدایت والے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے تغیر وتبدل نہیں کیا۔

ویبدل من الذین بصلتہ: مراد بدل کل ہے۔وھم الیھود :اللہ ﷻ کا فرمان اِن کے بارے میں یوں ہے: ﴿من لعنہ اللہ وغضب علیہ﴾ اور حدیث میں ہے: ''غضب کئے ہوئے یہود ہیں اور گمراہ نصاریٰ ہیں''۔

وھم النصاریٰ: کے بارے میں اللہ ﷻ کے فرامین موجود ہیں: ﴿واضلوا کثیرا﴾، ﴿وضلوا عن سواء السبیل﴾۔بالھدایۃ: اور ﴿المغضوب علیھم﴾، ﴿الضالین﴾ میں لفظی اعتبار سے تمام ہی کافر مراد ہیں نہ کہ کسی خاص سبب سے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ ﴿غیر المغضوب علیھم﴾، ﴿الذین انعمت علیھم﴾ کا کیا فائدہ ہوگا؟ تو میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ایمان کی کامل تکمیل امید اور خوف کے ساتھ ہوا کرتی ہے، پس اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿الذین انعمت علیھم﴾ کامل امید کو واجب کرتا ہے اور ﴿غیر المغضوب علیھم﴾ کامل خوف کو واجب کرتا ہے، پس ایمان یونہی امید اور خوف کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج٦، ص ٣٦٤ وغیرہ)

سورة البقرة مدنية وهي مائتان و ست او سبع و ثمانون آية

(سورۂ بقرہ مدنی ہے جس میں ۲۸۶ یا ۲۸۷ آیات ہیں)

تعارف سورۃ البقرۃ وفضائل

حضور اقدس ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو یہ سورت نازل ہوئی۔ یہاں اسلامی دعوت کے جو مخاطب تھے وہ مکہ کے باشندوں سے مذہبی، ذہنی اور عمرانی اعتبار سے مختلف تھے۔ اہلِ مکہ مشرک و بُت پرست تھے وحی، نبوت، قیامت وغیرہ کا کوئی تصور ان کے اذہان میں نہ تھا۔ قتل و غارت گری اور لوٹ مار کو وہ باعثِ فخر سمجھتے تھے۔ اس لئے مکہ میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان میں عقائدِ باطلہ اور اعمالِ فاسدہ کی اصلاح پیشِ نظر تھی، مدینے کے باشندے گو انصار تھے لیکن قوت و اقتدار دستِ یہود میں تھا اور انصار مذہبی اور دینی طور پر یہود سے بہت متاثر تھے۔ یہود چونکہ اہلِ کتاب تھے اس لئے وحی، رسالت، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ پر ان کا ایمان تھا لیکن بد قسمتی سے وہ اپنی قومی برتری کے نشہ میں اس حد تک مست تھے کہ وہ یہ تصور ہی نہیں کر سکتے تھے کہ انکے علاوہ نبوت کسی اور کو بھی عطا کی جاسکتی ہے، عملی اعتبار سے ان کی پستی کی یہ حالت تھی کہ وہ معمولی سے دنیاوی فائدے کیلئے توریت کی واضح آیتوں کا انکار بلکہ ان میں تحریف کرنے میں ذرا عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ تجارت کی منڈیاں، زرخیز زمینیں اور شاداب باغات انکی ملکیت میں آچکے تھے۔ علم و دانش میں انصار کو ان سے کوئی نسبت نہ رہی تھی، آئینی طور پر نہ سہی لیکن عملی طور پر یہود ہی کی حکومت تھی۔ یہ وہ حالات تھے جن میں سرکار ابد قرار ﷺ نے مدینہ طیبہ میں قدم رنجا فرمایا اور یہود و انصار کو اسلام کی دعوت دی، یہود تو تلملا گئے، انہیں اپنی عظمت و جلال کے محلات مسمار ہوتے نظر آنے لگے، کہاں ان کی خود بینی اور خود پرستی! اور کہاں ایک نئے دین کی قبولیت! اور ایک نئے رسول کی اطاعت کی دعوت! یہود کیسے اس دین کو قبول کر لیتے؟ انکے سامنے تو رکاوٹوں کے کئی پہاڑ تھے، اب قرآن کریم کا یہ معجزہ تھا کہ ان رکاوٹوں کو دور کر کے ان فلک بوس چوٹیوں کو پیوندِ خاک کرے، اسی لئے مدینہ طیبہ میں جو پہلی سورت نازل ہوئی اسکے کئی رکوع اصلاحِ یہود کیلئے ذکر کئے گئے ہیں۔ دوسری نئی صورتِ حال جس سے مدینہ میں اسلام کو واسطہ پڑا وہ یہ تھی کہ انصار کی اکثریت کے قبولِ اسلام کر لینے اور مکہ سے مسلمانوں کی ہجرت کر لینے کے بعد اسلام متفرق و منتشر افراد کا مذہب نہیں رہا تھا بلکہ ایک جماعت اور قوم کا دین بن گیا تھا، اب ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی گوشہ ایسا باقی نہ رہے کہ بد نظمی اپنے قدم جما سکے، اور ایسے قانون کی جو اِن کے دیوانی اور فوجداری مقدمات کا فیصلہ کرے، اور ایسے اقتصادی نظام کی جو عدل و انصاف پر مبنی ہوتے ہوئے معاشی خوشحالی کا ضامن ہو، سیرت و اخلاق کے ایسے قالب کی جس میں ملت کا ہر فرد اپنے کردار کو اسکے مطابق ڈھالے تاکہ اس کی خوبیاں اجتماعی رنگ اختیار کر لیں، اور ایسے آئین کی کہ جس پر عالمگیر سیاست کی بنیاد رکھی جائے، اس اہم ضرورت کے پیشِ نظر اس صورت میں قانون، اخلاق، آئین اور سیاست کے

بیشتر قواعد و ضوابط بیان کر دیے گئے ہیں۔ یہاں پر ایک اور چیز غور طلب ہے کہ مکی زندگی میں تو مسلمان کفار کے ظلم و ستم سہتے اور چپ ہوتے تھے لیکن جب مدینہ طیبہ میں مسلمان جمع ہوئے تو کفار نے اپنی اجتماعی طاقت سے اسلام کو مٹانے کا پختہ عزم کر لیا اور ادھر اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو کفر مٹانے کی اجازت دیدی اور انہیں یہ بھی بتادیا کہ اپنی بے بسی و بے کسی اور قوتِ مخالف سے مت گھبراؤ، فاتح تو وہی ہوتا ہے جس کے ساتھ میری فتح و نصرت شاملِ حال ہوتی ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے، یقیناً تم ہی غالب و منصور ہو، ملتِ اسلامیہ کیلئے قبلہ کا تعین بھی فرمادیا تا کہ ان کی توجہات کا مرکز بھی ایک ہو جائے اور ان کی عبادتیں انتشار کا شکار ہو کر اپنا جماعتی حسن کو نہ کھو دیں۔ اگر ان امور کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مطالعہ کیا جائے تو زیادہ باعثِ مفید ثابت ہوگی۔

☆ــــ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ، نیز اپنی آوازوں کو قرآنِ کریم سے مزین کرو کیونکہ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جہاں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔''

(الدر المنثور، ج ۱، ص ۴۹)

☆ــــ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ کہ جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوسکتا۔'' (الترمذی، ابواب فضائل قرآن، باب ما جاء فی فضل، ج ۲، ص ۱۱۵)

☆ــــ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر چیز کی ایک بلندی ہے اور قرآن کی بلندی سورۂ بقرہ ہے اس میں ایک آیت، آیت الکرسی تمام آیتوں کی سردار ہے۔''

(الترمذی، ابواب فضائل قرآن، باب ما جاء فی فضل سورة البقرة، ج ۲، ص ۱۱۵)

رکوع نمبر: ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الم (۱)﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِکَ ﴿ذلک﴾ اَیْ هٰذَا ﴿الکتب﴾ اَلَّذِیْ یَقْرَؤُهٗ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿لاریب﴾ شَکَّ ﴿فیه﴾ اَنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَجُمْلَةُ النَّفْیِ خَبَرٌ، مُبْتَدَاُهٗ ذٰلِکَ وَالْاِشَارَةُ بِهٖ لِلتَّعْظِیْمِ ﴿هدی﴾ خَبَرٌ ثَانٍ اَیْ هَادٍ ﴿للمتقین (۲)﴾ اَلصَّائِرِیْنَ اِلَی التَّقْوٰی بِاِمْتِثَالِ الْاَوَامِرِ وَاجْتِنَابِ النَّوَاهِیْ لِاتِّقَائِهِمْ بِذٰلِکَ النَّارَ ﴿الذین یؤمنون﴾ یُصَدِّقُوْنَ ﴿بالغیب﴾ بِمَا غَابَ عَنْهُمْ مِنَ الْبَعْثِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ ﴿ویقیمون الصلوة﴾ اَیْ یَاْتُوْنَ بِهَا بِحُقُوْقِهَا ﴿ومما رزقنهم﴾ اَعْطَیْنٰهُمْ ﴿ینفقون (۳)﴾ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ ﴿والذین یؤمنون بما انزل الیک﴾ اَیِ الْقُرْاٰنُ ﴿وما انزل من قبلک﴾ اَیِ التَّوْرَاةُ وَ الْاِنْجِیْلُ وَغَیْرُهُمَا

﴿وبالاخرۃ هم یوقنون (۴)﴾ یَعْلَمُوْنَ ﴿اولئک﴾ اَلْمَوْصُوْفُوْنَ بِمَا ذُکِرَ ﴿علی هدی من ربهم واولئک هم المفلحون (۵)﴾ اَلْفَآئِزُوْنَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّاجُوْنَ مِنَ النَّارِ ﴿ان الذین کفروا﴾ کَاَبِیْ جَهْلٍ وَّ اَبِیْ لَهْبٍ وَّنَحْوِهِمَا ﴿سواء علیهم ء انذرتهم﴾ بِتَحْقِیْقِ الْهَمْزَتَیْنِ وَاِبْدَالِ الثَّانِیَةِ اَلِفًا وَ تَسْهِیْلِهَا وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَیْنَ الْمُسَهَّلَةِ وَالْاُخْرٰی وَتَرْکِهٖ ﴿ام لم تنذرهم لایؤمنون (۶)﴾ لِعِلْمِ اللّٰهِ مِنْهُمْ ذٰلِکَ فَلَاتَطْمَعْ فِیْ اِیْمَانِهِمْ وَالْاِنْذَارُ اِعْلَامٌ مَعَ تَخْوِیْفٍ ﴿ختم الله علی قلوبهم﴾ طَبَعَ عَلَیْهَا وَاسْتَوْثَقَ فَلَا یَدْخُلُهَا خَیْرٌ ﴿وعلی سمعهم﴾ اَیْ مَوَاضِعِهٖ فَلَا یَنْتَفِعُوْنَ بِمَایَسْمَعُوْنَهٗ مِنَ الْحَقِّ ﴿وعلی ابصارهم غشاوة﴾ غِطَآءٌ فَلَا یُبْصِرُوْنَ الْحَقَّ ﴿ولهم عذاب عظیم (۷)﴾ قَوِیٌّ دَائِمٌ۔

﴿ترجمہ﴾

الم ......۱...... (اللہ ہی اس کی مراد خوب جانتا ہے) وہ (ذلک بمعنی ھذا ہے یعنی یہ) کتاب (جسے حضرت سیدنا محمد ﷺ پڑھتے ہیں) نہیں شک ......۲...... (ریب بمعنی شک ہے) اس کتاب میں (جو کہ بلاشبہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہے، جملہ نفی ''لا ریب'' ذلک مبتدا کی خبر ہے جبکہ اسم اشارہ بعید ذلک تعظیم کیلئے ذکر کیا گیا ہے) ہدایت ہے (ھدی بمعنی اسم فاعل ذلک کی خبر ثانی ہے) پرہیز گاروں کیلئے (یعنی وہ جو اوامر کو بجالاتے ہوئے اور نواہی سے بچتے ہوئے جہنم سے خود کو بچانے کیلئے تقوی ......۳...... کی طرف مائل ہونے والے ہیں) جو ایمان لائیں ......۴...... (یعنی تصدیق کریں) بے دیکھے پر ......۵...... (یعنی جو ان سے پوشیدہ ہے جیسے قیامت میں اٹھنا اور جنت و دوزخ پر) اور نماز قائم رکھیں (یعنی اُسے اسکے حقوق کے ساتھ ادا کریں) اور ہماری دی ہوئی روزی ......۶...... میں سے (جو ہم نے انہیں دی) وہ خرچ کرتے ہیں (اللہ ﷻ کی راہ میں) اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب (ﷺ) تمہاری طرف اترا (یعنی قرآن ......۷......) اور جو تم سے پہلے اترا (یعنی توریت اور انجیل وغیرہ) اور آخرت پر یقین رکھیں (یعنی آخرت کو جانیں) وہی لوگ (جو مذکورہ اوصاف کے ساتھ ذکر کئے گئے) اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے (ہیں یعنی جنت کے حقدار اور جہنم سے نجات پانے والے ہیں)، بیشک وہ جن کی قسمت میں کفر (ہے مثلاً ابوجہل اور ابولہب وغیرہ) انہیں برابر ہے، چاہے تم انہیں ڈراؤ (ءَ اَنْذَرْتَهُمْ دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ ہے یا دوسرے ہمزہ کو الف کے ساتھ بدلنے یا ہمزہ کی تسہیل کے ساتھ یا دونوں کے درمیان الف کے دخول کے ساتھ یا اس کے ترک کرنے کے ساتھ ہے) یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں (یعنی ان میں سے کچھ جو اللہ ﷻ کے علم میں ہیں ایمان نہ لائینگے، آپ ﷺ انکے ایمان لانے کی حد سے زیادہ خواہش کا اظہار نہ فرمائیں، یہاں انذار، تخویف معنی میں ہے) اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی (یعنی مہر بند کر دیا کہ اب کوئی خیر و بھلائی ان میں داخل نہ ہوگی) اور ان کی سماعت پر (یعنی ان کے سننے کی جگہوں پر کہ وہ حق سن کر اس سے نفع نہیں اٹھا سکیں گے) اور انکی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے (یعنی پردہ

ہے کہ وہ حق کو نہیں دیکھتے) اور ان کے لئے بڑا عذاب (ہے جو ہمیشہ رہے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم ذلک الکتب لا ریب فیه هدی للمتقین﴾

الم :هذہ محذوف مبتدا کی خبر ہے، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ، ذلک :اسم اشارہ مبتدا، الکتاب: خبر اول، لا: نفی جنس، ریب: اسم، فیہ: متعلق بمحذوف خبر، لانفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ثانی، ھدًی: مصدر موصوف، للمتقین: متعلق بھدی صفت، ملکر خبر ثالث، اسم اشارہ مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون﴾

الذین: اسم موصول، یؤمنون: فعل اس میں وضمیر فاعل، بالغیب: متعلق یومنون کے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقیمون: فعل، اسمیں و ضمیر فاعل، الصلوۃ: مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول ،و: عاطفہ، من: جار، ما: موصولہ، رزقنھم: فعل با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ما: موصولہ اپنے صلہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق مقدم، ینفقون: فعل اپنے فاعل اور متعلق مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفین سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر للمتقین موصوف کی صفت۔

﴿والذین یؤمنون بماانزل الیک وماانزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون﴾

و: عاطفہ، الذین: اسم موصول، یومنون: فعل، اسمیں و ضمیر فاعل، ب: جار، ما: موصولہ، انزل: فعل، اسمیں ھو ضمیر نائب الفاعل، الیک :ظرف لغو، فعل اپنے نائب فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ما موصولہ اپنے صلہ سے ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: موصولہ، انزل: فعل با نائب الفاعل، من قبلک: ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، ب جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو، یومنون فعل اپنے متعلقات سے ملکر معطوف علیہ، و بالاخرۃ: ظرف لغو مقدم، ھم: مبتدا، یوقنون: فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو مقدم سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر ماقبل الذین یؤمنون ،الخ پر معطوف ہوا۔

﴿اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون﴾

اولئک: مبتدا، علی جار، ھدی: موصوف، من ربھم: متعلق بمحذوف ہوکر صفت، مرکب توصیفی مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و اولئک: مبتدا، ھم المفلحون: جملہ اسمیہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین کفروا سواء علیھم ء انذرتھم ام لم تنذرھم لایؤمنون﴾

انّ: حرف مشبہ بالفعل، الذین کفروا: اسم، سواءٌ: حرف مشبہ بالفعل کی خبر، علیھم: ظرف لغو، ء انذرتھم: معطوف علیہ، ام: معطوفہ، لم تنذرھم: معطوف، بتاویلِ مصدر ہوکر سواء کا فاعل جوکہ قائم مقام مصدر کے ہے، لایومنون: خبر ثانی، انّ اپنے اسم اور دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم﴾

ختم: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، علی قلوبھم: معطوف علیہ، وعلی سمعھم: معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ظرفِ لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ وعلی ابصارھم: ظرفِ مستقر ہوکر خبرِ مقدم، غشاوۃ: مبتدا موخر، جملہ اسمیہ، ولھم: خبرِ مقدم، عذابٌ الیمٌ: مبتدا موخر، جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......الم ذلک الکتاب ......☆ شانِ نزول کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ''اللہ عزّوجلّ نے اپنے حبیب ﷺ سے ایسی کتاب نازل فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا، جو نہ پانی سے دھوکر مٹائی جاسکے اور نہ پرانی ہو، جب قرآن پاک نازل ہوا تو فرمایا: ''ذلک الکتاب'' کہ وہ کتاب موعود یہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ جلّ جلالہ نے بنی اسرائیل سے ایک کتاب نازل فرمانے اور بنی اسماعیل سے ایک رسول بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا، جب حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی جہاں یہود بکثرت تھے تو الم ذلک الکتب نازل فرماکر اس وعدے کے پورے ہونے کی خبر دی۔

☆......الذین یؤمنون بالغیب ......مفلحون ☆ تک پانچ آیتیں مؤمنین بااخلاص کے حق میں ہیں جو ظاہراً و باطناً ایمان دار ہیں، اس کے بعد دو آیتیں کھلے کافروں کے حق میں ہیں جو ظاہراً و باطناً کافر ہیں اس کے بعد و من الناس سے تیرہ آیتیں منافقین کے حق میں ہیں جو باطن میں کافر ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔

☆......ان الذین کفروا ......☆ یہ آیت ابوجہل، ابولہب وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی، جو علم الٰہی میں ایمان سے محروم ہیں، اسی لئے انکے حق میں اللہ عزّوجلّ کی مخالفت سے ڈرانا، نہ ڈرانا دونوں برابر ہے، انہیں نفع نہ ہوگا مگر حضور ﷺ کی سعی بیکار نہیں کیونکہ منصب رسالتِ عامہ کا فرض رہنمائی و اقامت حجت و تبلیغ علی وجہ الکمال ہے۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

حروفِ مقطعات:

لے.....قرآن مجید میں کل چودہ حروف مقطعات مذکور ہیں جوکہ اُنتیس سورتوں کے آغاز میں ہیں جن کے حقیقی معنی اللہ عزوجل ہی جانے اوراسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ، چھ سورتوں کے آغاز میں الم، پانچ سورتوں کے آغاز میں الر، چھ سورتوں کے آغاز میں حم، دو سورتوں کے آغاز میں طسم، جبکہ المص، ق، المر، کھیعص، طه، یٰس، طس، ص ،عسق اور ن ایک ایک سورت کے آغاز میں ہیں۔

ان حروف مقطعات کے بارے میں مفسرین کرام کی دو آراء ہیں:

پہلا گروہ:

اس بارے میں علامہ ناصرالدین البیضاوی علیہ الرحمۃ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب تفسیرِ بیضاوی میں کئی اقوال ذکر کئے ہیں:

(۱)......ایک قول کے مطابق ''انه سر استاثر الله بعلمه یعنی یہ ایک ایسا راز ہیں جواللہ عزوجل کے علم کے ساتھ خاص ہے''۔

(۲)......حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''فی کل کتاب سر و سر الله تعالی فی القران اوائل السُوَر یعنی ہر کتاب میں کچھ راز ہوتے ہیں جبکہ قرآن کریم میں اللہ عزوجل کے راز سورتوں کے آغاز میں مذکور حروفِ مقطعات ہیں''۔

(۳)......حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''الحروف المقطعة من المکتوم الذی لا یفسر یعنی حروف مقطعات ان پوشیدہ رازوں میں سے ہیں جن کی تفسیر نہیں جانی جاسکتی''۔

(۴)......حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''فی کل کتاب صفوة وصفوة هذا الکتاب حروف الهجاء یعنی ہر کتاب کے کچھ منتخبات ہوتے ہیں اور قرآنِ کریم کے منتخبات حروف مقطعات ہیں۔ (البیضاوی مع حاشیہ شیخ زادہ، ج ۱، ص ۱۴۳)

دوسرا گروہ:

اس بارے میں تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس میں کئی اقوال مروی ہیں:

(۱)......الم کے بارے میں ہے: ''الف الله، لام جبریل، میم محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی الف ،لفظِ الله کا، لام لفظِ جبریل کا اور میم لفظِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

(۲)......''و یقال الف الاء ه، لام لطفه، میم ملکه یعنی الف سے مراد اللہ عزوجل کی نعمتیں، لام سے مراد اس کا لطف اور میم سے مراد اس کی بادشاہی وسلطنت ہے۔

(۳)......''و یقال الف ابتداء اسمه الله، لام ابتداء اسمه لطیف، میم ابتداء اسمه مجید یعنی ایک قول کے مطابق الف (اسماءِ حسنیٰ میں سے) لفظ اللہ کا، لام لفظِ لطیف کا اور میم لفظِ مجید کا پہلا حرف ہے (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ٤)

(۴)......امام بیضاوی حضرت سیدنا ابن عباس سے روایت فرماتے ہیں: ''اِنّ الر و حم و ن مجموعها الرحمن یعنی الر، حم

اور ن کا مجموعہ الرحمن۔ (تفسیر بیضاوی مع حاشیہ شیخ زادہ، ج ۱، ص ۱۳۶)

کتاب اللہ ہر قسم کے شکوک سے پاک ہے!

۲......ریب کے لغوی معنی شک اور تہمت کے ہیں، ابتداء ہی میں ریب کی نفی کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ یہ کلام رب العالمین کا ہے اور قاری اختتام کلام تک اس میں قطعاً شک وشبہ میں مبتلا نہ ہو چنانچہ حضرت سیدنا ابن عباس سے مروی ہے: "القرآن منزل من اللّٰہ بلسان جبریل علی محمد ﷺ۔" (البیضاوی مع حاشیہ شیخ زادہ، ج ۱، ص ۱۳۶)

تقوی کے لغوی و اصطلاحی معنی :

۳......حضرت علی بن محمد بن علی الجرجانی اپنی کتاب "التعریفات" میں تقوی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کے لغوی معنی کسی شے سے اپنی حفاظت کرنے کے ہیں جبکہ اصطلاحی معنی کے حوالے سے اس بارے میں کئی اقوال مروی ہیں:
(۱)...... بندے کا ماسوا اللہ عزوجل سے پرہیز کرنا، (۲)......آداب شریعت کی حفاظت کرنا (۳)...... ہر اس چیز سے بچنا جو بندے کو اللہ عزوجل سے دور کردے (۴)......قول وفعل میں آقائے دوجہاں ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا، (۵)......طاعت وعبادت میں تقوی سے مراد اخلاص اختیار کرنا ہے اور معصیت میں اس سے مراد برائی سے بچنا اور اسے ترک کردینا ہے، (۶)......اہلِ حقیقت کے نزدیک تقوی سے مراد اللہ عزوجل کی عبادت کے ذریعے اس کی ناراضگی سے بچنا ہے یعنی نفس کو اپنے پروردگار عزوجل کی اس ناراضگی سے بچانا جس کا وہ کسی امر کے بجالانے یا اسے ترک کرنے کی وجہ سے مستحق ہوتا ہے۔ (التعریفات، ص ۵۸)

ایمان کے معنی:

۴......ایمان کا لغوی معنی تصدیق قلبی ہے جبکہ شرع میں اس سے مراد اعتقادِ قلبی اور اقرارِ لسانی ہے۔ایمان کی پانچ صورتیں ہیں: (۱)......**ایمانِ مطبوع**: اس سے مراد ملائکہ کا ایمان ہے، (۲)......**ایمانِ مقبول**: اس سے مراد مؤمنین کا ایمان ہے، (۳)......**ایمانِ معصوم**: اس سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام کا ایمان ہے، (۴)......**ایمانِ موقوف**: اس سے مراد بدعتی لوگوں کا ایمان ہے اور (۵)......**ایمانِ مردود**: اس سے مراد منافقین کا ایمان ہے۔ (التعریفات، ص ۳۹، ۴۰)

ایمان بالغیب:

۵......اس سے مراد یہ ہے کہ ہر اس شے پر ایمان لانا جو ہمارے ادراک سے بالاتر ہو مثلاً وحی، فرشتے، قیامت، جنت، دوزخ، پل صراط، بعث بعد الموت وغیرہ جو نہ آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہیں اور نہ ہی عقل سے ان کا ادراک ہوسکتا ہے بلکہ ان سے آگاہی حاصل کرنے کا فقط ایک ہی ذریعہ ہے یعنی آقائے دوجہاں ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات۔

رزق:

۶۔۔۔ ہر وہ شے جو اللہ ﷻ کسی جاندار کو کھانے کے لئے عطا فرمائے اسے رزق کہتے ہیں اور ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس کا اطلاق حلال و حرام دونوں پر ہوتا ہے۔ (شرح العقائد، ص ۹۵)

لفظِ قرآن کی تعریف:

۷۔۔۔ علماء اصول فقہ نے قرآن مجید کی تعریف یہ کی ہے کہ "قرآن مجید، اللہ ﷻ کا معجز کلام ہے جو ہمارے نبی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا، یہ مصاحف میں لکھا ہوا ہے اور ہم تک تواتر سے پہنچا ہے اس کی ابتداء سورۃ الفاتحۃ سے ہے اور اختتام سورۃ الناس پر ہے۔ قرآن مجید میں اٹھاون مرتبہ القرآن کا ذکر ہے، دس مرتبہ قرآن کا ذکر ہے اور دو مرتبہ قرانہ کا بہ طور مصدر ذکر ہے۔ قرآن کا لفظ قرائت سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے پڑھنا اور چونکہ اسے بہت زیادہ پڑھا جاتا ہے اس لئے اس کو قرآن کہتے ہیں۔ نیز قرء کا معنی ہے جمع کرنا اور چونکہ قرآن مجید میں سورتیں اور آیات مجتمع ہیں اس لئے اس کو قرآن کہتے ہیں۔

ضمناً یہ بھی جان لیں کہ قرآن مجید کے پانچ نام ہیں: قرآن، فرقان، کتاب، نور اور ذکر۔ (تبیان القرآن، ج ۱، ص ۴۹)

اغراض:

الله اعلم بمراده بذلک: اس عبارت میں اس جانب اشارہ ہے کہ راجح ترین اقوال ان حروف کے بارے میں جو کہ سورتوں کے آغاز میں پائے جاتے ہیں انہیں متقدمین اسلاف کی زبان میں متشابہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ ان کی مراد جانتا ہے، پس یہی وجہ ہے کہ ان حروف پر اعراب جاری نہیں ہوتے کیونکہ یہ معنی کے ادراک کے حوالے سے فرع ہیں ان پر اعراب اور بناء کا حکم نہیں لگایا جاسکتا اور نہ ہی ترکیب مع عامل کا۔ الذی یقرؤہ محمد: یعنی قرآن، چنانچہ اس قید کے ذریعے باقی کتب سماوی سے احتراز کردیا گیا۔ والاشارة بـه للتعظیم: یہ جواب ایک مقدر سوال کا ہے، اگر تو (یعنی اعتراض کرنے والا) کہے کہ لفظ ذلک سے محسوسات کی جانب اشارہ ہوتا ہے اور قرآنی الفاظ محض نطق کا تقاضا کرتے ہیں؟ میں (علامی صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ قرآن معقول بِمَنزِلتِ المحسوس کے طور پر نازل ہوا ہے اور اسم اشارہ مصاحف اور لوح محفوظ میں ہیں۔

الصائرین الی التقوی: اس جملے میں اشارہ ہے کہ کلام مجاز کے درجے میں ہے یعنی مشرف کو مجازاً متقی کہہ دیا گیا ہے، پس یہ مقدر سوال کا جواب ہے، حاصل یہ کہ مومنین ہدایت اور ارشاد کے بعد ہی تقوی سے متصف ہونگے۔ بامتثال الاوامر: صحیح یہ ہے کہ باء سببیہ یا تصویر کے لئے ہو۔ اجتناب النواھی: کا عطف بامتثال الاوامر پر ہے، مطلب یہ ہے کہ اوامر کی جانب مائل ہونا حسب طاقت ہے اور تمام ہی نواہی سے اجتناب کرنا تقوی کے سبب یا تقوی کے ذریعے ہی متصور ہوسکتا ہے۔ بذلک: مراد نیکیوں کی جانب

مائل ہونے اور برائی سے اجتناب کرنا ہے، ذلک کے ذریعے اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں خواص کا تقوی ذکر کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ نیکیوں کے کرنے والے اور بُرائیوں سے بچنے والے ہوتے ہیں، اور عام لوگوں کا تقوی یہ ہے کہ وہ شرک سے بچیں جب کہ خواص الخواص کا تقوی یہ ہے کہ ہر اس چیز سے بچیں جو انہیں اللہ ﷻ کی یاد سے روک دے۔ بما غاب: کے تحت ہم نے ماقبل کلام کیا ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

ای یاتون بحقوقھا: مراد ظاہری حقوق ہیں جیسے آداب اور ارکان، باطنی حقوق یعنی خشوع، خضوع اور اخلاص ہیں۔ فی طاعۃ اللہ :فی تعلیلیہ ہے، یعنی اللہ ﷻ کی طاعت کے وقت جس میں نہ تو ریاء ہو نہ ہی شہرت، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا﴿انما نطعمکم لوجہ اللہ﴾۔ یعلمون :یعنی بطور علم جان چکے کہ قرآن میں کوئی شک نہیں، اسی لئے ہمارے مولی ﷻ نے اسے علم کے ساتھ متصف کیا یقین کے ساتھ متصف نہ کیا، اور اس میں ان لوگوں کا بھی رد ہے جو کہ آخرت کا انکار کرتے ہیں اور سید عالم ﷺ پر ایمان نہیں لاتے۔

او لم تنذرھم :یعنی کفار مکہ جو اللہ ﷻ کے علم سابق کے مطابق ایمان نہ لائیں گے اور اس بات کی اپنے نبی کو خبر دینے میں حکمت یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کا قلب مبارک ان لوگوں کے ایمان لانے سے متعلق راحت میں رہے اور آپ ﷺ ان کی ہدایت اور تالیف وغیرہ میں مشغول نہ رہیں، المختصر۔ (الصاوی، ج۱، ص ۴۰ وغیرہ)

طبع علیھا :جب اللہ ﷻ نے کافروں کی پاکیزگی کا ارادہ نہ فرمایا تو ان کو آیات میں غور و فکر کر کے روشنی حاصل کرنے سے پھیر دیا، اور ان کے دلوں میں آیات و معجزات کو دیکھنے کے بعد ایمان و یقین کی روشنی ناپید فرمادی، اسی عدم قبولیت کو مجازاً ختم، طبع، اغفال، اقساء اور غشاوۃ سے تعبیر فرمایا گیا یا ان کے قلوب و حواس کو ایسی چیزوں سے تشبیہ دی جن پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ (المظھری، ج۱، ص ۳۴)

رکوع نمبر: ۲

وَنَزَلَ فِی الْمُنَافِقِیْنَ ﴿ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر﴾ اَیْ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لِاَنَّہٗ اٰخِرُ الْاَیَّامِ ﴿وماھم بمؤمنین (۸)﴾ رُوْعِیَ فِیْہِ مَعْنٰی مَنْ وَفِیْ ضَمِیْرِ یَقُوْلُ لَفْظُھَا ﴿یخدعون اللہ والذین امنوا﴾ بِاِظْھَارِ خِلَافِ مَا اَبْطَنُوْہُ مِنَ الْکُفْرِ لِیَدْفَعُوْا عَنْھُمْ اَحْکَامَہُ الدُّنْیَوِیَّۃَ ﴿وما یخدعون الا انفسھم﴾ لِاَنَّ وَبَالَ خِدَاعِھِمْ رَاجِعٌ اِلَیْھِمْ فَیَفْتَضِحُوْنَ فِی الدُّنْیَا بِاِطِّلَاعِ اللّٰہِ نَبِیَّہٗ عَلٰی مَا اَبْطَنُوْہُ وَیُعَاقَبُوْنَ فِی الْاٰخِرَۃِ ﴿ومایشعرون (۹)﴾ یَعْلَمُوْنَ اَنَّ خِدَاعَھُمْ لِاَنْفُسِھِمْ وَالْمُخَادَعَۃُ ھُنَا مِنْ وَّاحِدٍ کَعَاقَبْتُ اللِّصَّ وَذِکْرُ اللّٰہِ فِیْھَا تَحْسِیْنٌ وَفِیْ قِرَاءَ ۃٍ وَمَا یَخْدَعُوْنَ ﴿فی قلوبھم مرض﴾ شَکٌّ وَّنِفَاقٌ فَھُوَیُمَرِّضُ قُلُوْبَھُمْ اَیْ یُضَعِّفُھَا ﴿فزادھم اللہ مرضا﴾ بِمَا اَنْزَلَہٗ مِنَ الْقُرْاٰنِ لِکُفْرِھِمْ بِہٖ ﴿ولھم عذاب الیم﴾ مُؤْلِمٌ ﴿بما کانوا یکذبون (۱۰)﴾ بِالتَّشْدِیْدِ اَیْ نَبِیَّ اللّٰہِ وَبِالتَّخْفِیْفِ اَیْ فِیْ قَوْلِھِمْ اٰمَنَّا ﴿واذا قیل لھم﴾ اَیْ لِھٰؤُلَاءِ ﴿لا

تفسدوا فی الارض﴾ بِالْکُفْرِ وَالتَّعْوِیْقِ عَنِ الْاِیْمَانِ ﴿قالوا انما نحن مصلحون (۱۱)﴾ وَلَیْسَ مَا نَحْنُ فِیْهِ بِفَسَادٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی رَدًّا عَلَیْهِمْ ﴿الا﴾ لِلتَّنْبِیْهِ ﴿انهم هم المفسدون ولکن لا یشعرون (۱۲)﴾ بِذٰلِکَ ﴿واذا قیل لهم امنوا کما امن الناس﴾ اَصْحَابُ النَّبِیِّ ﷺ ﴿قالوا انؤمن کما امن السفهاء﴾ اَلْجُهَّالُ اَیْ لَا نَفْعَلُ کَفِعْلِهِمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی رَدًّا عَلَیْهِمْ ﴿الا انهم هم السفهاء ولکن لا یعلمون (۱۳)﴾ ذٰلِکَ ﴿واذا لقوا﴾ اَصْلُهُ لَقِیُوْا حُذِفَتِ الضَّمَّةُ لِلْاِسْتِثْقَالِ ثُمَّ الْیَاءُ لِاِلْتِقَائِهَا سَاکِنَةً مَعَ الْوَاوِ ﴿الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا﴾ مِنْهُمْ وَرَجَعُوْا ﴿الی شیطینهم﴾ رُؤُسَائِهِمْ ﴿قالوا انا معکم﴾ فی الدین ﴿انما نحن مستهزء ون (۱۴)﴾ بِهِمْ بِاِظْهَارِ الْاِیْمَانِ ﴿الله یستهزئ بهم﴾ یُجَازِیْهِمْ بِاِسْتِهْزَائِهِمْ ﴿ویمدهم﴾ یُمْهِلُهُمْ ﴿فی طغیانهم﴾ یَتَجَاوُزِهِمُ الْحَدَّ بِالْکُفْرِ ﴿یعمهون (۱۵)﴾ یَتَرَدَّدُوْنَ تَحَیُّرًا حَالٌ ﴿اولئک الذین اشتروا الضللة بالهدی﴾ اَیْ اِسْتَبْدَلُوْهَا بِهٖ ﴿فما ربحت تجارتهم﴾ اَیْ مَا رَبِحُوْا فِیْهَا بَلْ خَسِرُوْا لِمَصِیْرِهِمْ اِلَی النَّارِ الْمُؤَبَّدَةِ عَلَیْهِمْ ﴿وما کانوا مهتدین (۱۶)﴾ فِیْمَا فَعَلُوْا ﴿مثلهم﴾ صِفَتُهُمْ فِیْ نِفَاقِهِمْ ﴿کمثل الذی استوقد﴾ اَوْقَدَ ﴿نارا﴾ فِیْ ظُلْمَةٍ ﴿فلما اضاء ت﴾ اَنَارَتْ ﴿ماحوله﴾ فَاَبْصَرَ وَ اسْتَدْفَأَ وَ اَمِنَ مَا یَخَافُهُ ﴿ذهب الله بنورهم﴾ اَطْفَاهُ وَجَمْعُ الضَّمِیْرِ مُرَاعَاةً لِمَعْنَی الَّذِیْ ﴿وترکهم فی ظلمت لا یبصرون (۱۷)﴾ مَاحَوْلَهُمْ مُتَحَیِّرِیْنَ عَنِ الطَّرِیْقِ خَائِفِیْنَ فَکَذٰلِکَ هٰؤُلَاءِ اٰمَنُوْا بِاِظْهَارِ الْاِیْمَانِ فَاِذَا مَاتُوْا جَآءَ هُمُ الْخَوْفُ وَالْعَذَابُ هُمْ ﴿صم﴾ عَنِ الْحَقِّ فَلَا یَسْمَعُوْنَهُ سِمَاعَ قُبُوْلٍ ﴿بکم﴾ خُرْسٌ عَنِ الْخَیْرِ فَلَا یَقُوْلُوْنَهُ ﴿عمی﴾ عَنْ طَرِیْقِ الْهُدٰی فَلَا یَرَوْنَهُ ﴿فَهُمْ لا یرجعون (۱۸)﴾ عَنِ الضَّلَالَةِ ﴿او﴾ مَثَلُهُمْ ﴿کصیب﴾ اَیْ کَاَصْحَابِ مَطَرٍ وَاَصْلُهُ "صَیْوِبٌ" مِنْ صَابَ یَصُوْبُ اَیْ یَنْزِلُ ﴿من السماء﴾ اَیِ السَّحَابِ ﴿فیه﴾ اَیِ السَّحَابِ ﴿ظلمت﴾ مُتَکَاثِفَةٌ ﴿ورعد﴾ وَّهُوَ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ بِهٖ وَقِیْلَ صَوْتُهُ ﴿وبرق﴾ لَمَعَانُ سَوْطِهِ الَّذِیْ یَزْجِرُهُ بِهٖ ﴿یجعلون﴾ اَیْ اَصْحَابُ الصَّیِّبِ ﴿اصابعهم﴾ اَیْ اَنَامِلَهَا ﴿فی اذانهم من﴾ اَجَلِ ﴿الصواعق﴾ شِدَّةِ صَوْتِ الرَّعْدِ لِئَلَّا یَسْمَعُوْهَا ﴿حذر﴾ خَوْفَ ﴿الموت﴾ مِنْ سِمَاعِهَا، کَذٰلِکَ هٰؤُلَاءِ اِذَا نَزَلَ الْقُرْاٰنُ وَفِیْهِ ذِکْرُ الْکُفْرِ الْمُشَبَّهُ بِالظُّلُمَاتِ وَالْوَعِیْدُ عَلَیْهِ الْمُشَبَّهُ بِالرَّعْدِ وَالْحُجَجُ وَالْبَیِّنَةُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْبَرْقِ، یَسُدُّوْنَ اذانهم لئلا یسمعوه فیمیلوا الی الایمان وترک دینهم وهو عندهم موت ﴿والله محیط بالکفرین (۱۹)﴾ عِلْمًا وَّقُدْرَةً فَلَا یَفُوْتُوْنَهُ

﴿یکاد﴾ یَقْرُبُ ﴿البرق یخطف ابصارھم﴾ یَاْخُذُھَا بِسُرْعَۃٍ ﴿کلما اضاء لھم مشوا فیہ﴾ اَیْ فِیْ ضَوْئِہٖ ﴿واذا اظلم علیھم قاموا﴾ وَقِفُوْا، تَمْثِیْلٌ لِاِزْعَاجِ مَا فِی الْقُرْاٰنِ مِنَ الْحُجَجِ قُلُوْبَھُم وَتَصْدِیْقِھِمْ بِمَا سَمِعُوْا فِیْہِ مِمَّا یُحِبُّوْنَ وَوُقُوْفِھِمْ عَمَّا یَکْرَھُوْنَ ﴿ولوشاء اللہ لذھب بسمعھم﴾ بِمَعْنٰی اَسْمَاعِھِمْ ﴿وابصارھم﴾ اَلظَّاھِرَۃِ کَمَا ذَھَبَ بِالْبَاطِنَۃِ ﴿ان اللہ﴾ کَانَ ﴿علی کل شیء﴾ شَآءَ ہٗ ﴿قدیر.(۲۰)﴾ وَّمِنْہُ اِذْھَابُ مَاذُکِرَ۔

﴿ترجمہ﴾

(یہ آیتِ مبارکہ منافقین ......۱...... کے بارے میں نازل ہوئی کہ) اور کچھ لوگ کہتے ہیں ہم اللہ اور پچھلے دن پر (یعنی قیامت کے دن پر کہ وہی آخری دن ہے، پر) ایمان لائے، اور وہ ایمان والے نہیں (مومنین کے صیغے کو جمع لانے میں مَن کی معنوی اور یقول کی ضمیر مفرد لانے میں مَن کی لفظی حیثیت کی رعایت کی گئی ہے) فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو (اپنے باطنی کفر کے خلاف ظاہر کر کے تاکہ وہ اپنے آپ سے دنیاوی احکام دور کرسکیں) اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو (کیونکہ ان کے دھوکے کا وبال انہیں کے سر پر ہے، پس دنیا میں اس طرح رسوا ہونگے کہ اللہ ﷻ اپنے محبوب کریم ﷺ کو ان کی باطنی خباثتوں سے مطلع فرمائے گا اور آخرت میں عذاب میں مبتلا ہونگے) اور انہیں شعور نہیں (یعنی وہ نہیں جانتے ہیں کہ ان کا دھوکہ ان کے اپنے لئے ہے، یہاں مخادعۃ ایک جانب سے مراد ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے عَاقَبْتُ اللِّصَّ یعنی میں نے چور کو سزا دی، یہاں پر لفظِ اللّٰہ کا ذکر تحسینِ کلام کیلئے ہے جبکہ ایک قرأت میں وما یخدعون ہے) ان کے دلوں میں بیماری ہے (یعنی شک اور نفاق ہے، جو ان کے دل کو بیمار یعنی کمزور کرتی ہے) اللہ نے انکی بیماری ......۲...... اور بڑھائی (اس کے نازل کردہ قرآنِ کریم کو جھٹلانے کے سبب) اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (یعنی سخت تکلیف دہ)، بدلہ انکے جھوٹ کا (یکذبون تشدید کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہوگا کہ بدلہ ان کے اللہ کے نبی کو جھٹلانے کا اور اگر تخفیف کے ساتھ ہو تو بدلہ ہوگا انکے اپنے قول امنا کے جھوٹ ہونے کا) اور جب ان (سب منافقوں) سے کہا جائے زمین میں فساد ......۳...... نہ کرو (کفر کر کے اور ایمان سے روک کر) تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں (یعنی ہمارا مقصد فساد نہیں، پس اللہ ﷻ نے ان کی باتوں کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا) خبردار (الا حرفِ تنبیہ ہے) وہ ہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں (اپنے فساد کا) اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ (یعنی آقائے دو جہاں ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ایمان لائے تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں ......۴...... (یعنی ان جاہلوں جیسے کام ہم تو نہ کرینگے، پس اللہ ﷻ نے ان کے رد میں ارشاد فرمایا) سنتا ہے وہ ہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں (اس جہالت کی بات کو) اور جب ملیں (لقوا کی اصل لقیوا ہے، یاء کے ضمہ کو ثقل کی وجہ سے حذف کیا، پھر واو اور یاء میں التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا، پس لقوا ہوگیا) ایمان والوں سے تو کہیں ہم ایمان لائے، اور جب جدا ہوں

(ایمان والوں سے اور واپس آئیں) اپنے شیطانوں (یعنی اپنے سرداروں) کے پاس، تو کہیں ہم (دین میں) تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو یونہی (ایمان والوں کے ساتھ اظہارِ ایمان کر کے) ہنسی کرتے ہیں......۵......اللہ ان سے استھــزا فرماتا ہے......٦......جیسا کہ اسکی شان کے لائق ہے (یعنی انہیں ان کے مذاق کی سزا دیتا ہے) اور انہیں ڈھیل (یعنی مہلت) دیتا ہے انکی سرکشی میں (کہ کفر کے ذریعے حد سے تجاوز کر جائیں)، بھٹکتے رہیں (یعنی حیرانی کی کیفیت میں متردد ہیں، ترکیب میں یَعْمَهُوْن، یمدهم سے حال ہے) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی......۷......(یعنی ہدایت کو گمراہی سے بدل دیا) تو انکا سودا کچھ نفع نہ لایا (یعنی انہوں نے اس سودے سے نفع کی بجائے نقصان اٹھایا اور ان کا ابدی ٹھکانہ جہنم ہوگا) اور وہ سودے کی راہ (یعنی جو انہوں نے کیا) جانتے ہی نہ تھے۔ ان کی کہاوت (یعنی انکے نفاق کی مثال) اسکی طرح ہے جس نے روشن کی (استــوقــد بمعنی اوقــد ہے) آگ (اندھیرے میں) تو جب جگمگا اٹھا (یعنی روشن ہوگیا) اس سے آس پاس (پس وہ دیکھنے لگا اور اپنے آپ کو ڈرانے والی چیزوں سے محفوظ کرلیا) اللہ اُن کا نور لے گیا (یعنی اسے بجھادیا، جمع کی ضمیر ''ھم'' الـذی کے معنی کی رعایت کیلئے ہے) اور انہیں اندھیریوں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا (یعنی جو انکے اردگرد ہے اس راستے کے بارے حیران وخوف زدہ ہیں، پس یہی حال ان منافقین کا بھی ہے جنہوں نے صرف زبان سے ایمان کا اظہار کیا ہے لہذا جب وہ مریں گے تو ان کا سامنا خوف اور عذاب سے ہوگا، نیز وہ لوگ) بہرے ہیں (یعنی حق سے بہرے ہیں جو حق کو قبولیت کے کانوں سے نہیں سنتے) گونگے ہیں (بھلائی سے یعنی بھلائی کی بات کرنے سے) اندھے ہیں (ہدایت کے راستے سے کہ اسے دیکھتے ہی نہیں) تو وہ پھر لوٹنے والے نہیں (گمراہی سے) یا (ان منافقوں کی مثال ان افراد جیسی ہے کہ) جیسے تیز بارش (اُن پر برس رہی ہو، صیّب کی اصل صیوب ہے، جو صـاب یـصوب سے بمعنی نازل ہونا ہے) آسمان (یعنی بادل) سے، اس (بادل) میں اندھیریاں ہیں (کثیف تہ درتہ......۸......) اور رعد (رعد سے مراد وہ فرشتہ ہے جو بادل پر مقرر ہے جبکہ ایک قول کے مطابق فرشتے کی آواز کو بھی رعد کہا گیا ہے) اور چمک (فرشتے کے اس کوڑے کی جس سے وہ بادل ہانکتا ہے)، ٹھونس رہے ہیں (بارش میں گھرے لوگ) اپنی انگلیاں (یعنی ان کے پورے یا سرے) اپنے کانوں میں (یہاں مِن بمعنی اجل ہے) کڑک کے سبب (یعنی گرج کی شدید آواز کے سبب تاکہ اسے سن نہ سکیں) ڈر (یعنی خوف سے) موت کے (یعنی اس آواز کے سننے سے موت واقع ہوجانے کے خوف سے، یہ منافقین بھی نزولِ قرآن کے وقت ایسا ہی کرتے ہیں، اس آیتِ مبارکہ میں کفر کو اندھیروں سے، وعیدِ کفر کو رعد سے اور دلائلِ واضحہ کو برق کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، یعنی ان کے اپنے کان بند کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہیں تلاوتِ قرآنِ کریم کی آواز سن کر ایمان کی طرف مائل ہو کر اپنا دین نہ ترک کردیں جو کہ انکے نزدیک موت ہے) اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے (اپنے علم وقدرت سے، پس وہ اسکے احاطے سے نہ بچ سکیں گے) قریب ہے (یـکـاد بمعنی یقرب ہے) کہ بجلی ان کی نگاہیں اچک لے جائیگی (تیزی سے، یخطف کا لغوی معنی تیزی سے کوئی چیز لے لینا ہے) جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے

لگے (یعنی بجلی چمکنے سے پیدا ہونے والی روشنی میں) اور جب ان پر اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے (ٹھہر گئے، یہ تمثیل انکی اس حالت کو بیان کرنے کیلئے پیش کی گئی ہے کہ قرآنِ پاک کے واضح دلائل سے انکے دل بے قرار ہو جائیں اور اس میں موجود احکامات کو سن کر ان میں سے اپنی پسندیدہ باتوں کی تصدیق کرنے کے ساتھ ساتھ ناپسندیدہ باتوں سے رُک جائیں) اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے کان لے جاتا (یعنی انکی قوتِ سماعت لے جاتا) اور آنکھیں (ظاہری جیسا کہ باطنی لے گیا......۹......) بیشک اللہ سب کچھ (جو چاہے) کرسکتا ہے (مُن جملہ اس کی قدرت میں ان میں مذکورہ چیزوں کو بھی لے جانا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الاخر وماهم بمؤمنين﴾

و: عاطفہ، من الناس: ظرفِ مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، یقول: فعل، ھو ضمیر فاعل، ملکر قول، امنا: فعل وفاعل، باللّٰہ و الیوم الاخر: ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، جو اپنے قول سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، ھم: اسم، بمومنین: خبر، ما مشابہ بلیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يخدعون الله والذين امنوا ومايخدعون الا انفسهم ومايشعرون﴾

یخدعون: فعل بافاعل، اللّٰہ والذین امنوا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: حالیہ، مایخدعون: فعل بافاعل، الا: حرف استثناء مفرغہ، انفسھم: مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ، وما یشعرون: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا﴾

فی قلوبھم: ظرف مستقر، موجود شبہ فعل محذوف کے متعلق ہوکر خبر مقدم، مرض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: استئنافیہ، زاد: فعل، ھم: ضمیر مفعول، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، مرضا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿ولهم عذاب اليم بماكانوايكذبون﴾

و: عاطفہ، ھم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب: موصوف، الیم: صفت اول، ب: جار، ما: مصدریہ، کانوا: فعل ناقص، واو ضمیر اسم، یکذبون: جملہ فعلیہ خبر، جملہ فعلیہ ناقصہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور ملکر صفت ثانی، موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا قيل لهم لاتفسدوا فى الارض قالوا انمانحن مصلحون﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرف زمان متضمن بمعنی شرط، مفعول فیہ مقدم، قیل: فعل، لھم: ظرف لغو، لا تفسدوا فی الارض: جملہ فعلیہ ہوکر نائب الفاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط، قالوا: فعل بافاعل، انما: کافہ، نحن مصلحون: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جزاء، جو اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر یکذبون پر معطوف۔

﴿الا انهم هم المفسدون ولا كن لا يشعرون﴾

الا: حرف تنبیہ، انّ: حرف مشبہ بالفعل، هم: ضمیر اسم، هم المفسدون: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، لکن: حرف استدراک، لا يشعرون: جملہ فعلیہ، واذا قيل پر معطوف ہے۔

﴿واذا قيل لهم امنوا كما امن الناس قالوا انومن كما امن السفهاء﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرف زمان متضمن بمعنی شرط، مفعول فیہ مقدم، قيل: فعل، لهم: متعلق، امنوا: فعل بافاعل، ک: جار، ما امن الناس: جملہ بتاویل مصدر مجرور ملکر ظرف لغو، امنو فعل اپنے متعلقات اور نائب الفاعل مصدر قالوا سے ملکر (اصل عبارت یوں ہے کہ واذا قيل لهم وقل هو امنوا) شرط، قالوا انؤمن كما امن ، الالخ...... بلحاظ ماقبل ترکیب جوابِ شرط، شرط جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الاانهم همّ السفهاء ولكن لا يعلمون﴾

الا: حرف تنبیہ، انهم: حرف مشبہ بالفعل بااسم، هم السفهاء: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، انَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لکن: حرف استدراک، لا يعلمون: فعل بافاعل جملہ فعلیہ واذا قيل پر معطوف ہے۔

﴿واذا لقوا الذين امنوا قالوا امنا﴾

و: عاطفہ ماقبل اذا پر، اذا: ظرف زمان متضمن بمعنی شرط، مفعول فیہ مقدم، لقوا: فعل بافاعل، الذين امنوا: موصول صلہ ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: فعل بافاعل ملکر قول، امنا: مقولہ، جملہ قولیہ جواب شرط، شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ واذا خلوا الى شيطينهم قالوا انا معكم انما نحن مستهزء ون﴾

و: عاطفہ ماقبل پر معطوف، اذا: ظرف زمان متضمن بمعنی شرط، مفعول فیہ مقدم، خلوا الى شيطينهم: فعل بافاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: فعل بافاعل قول، انامعكم: جملہ اسمیہ مؤکد، انما نحن مستهزء ون: جملہ اسمیہ تاکید، مؤکد تاکید ملکر مقولہ، جو اپنے قول سے ملکر جواب شرط، شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ الله يستهزىء بهم ويمد هم فى طغيانهم يعمهون﴾

اللّٰه: اسم جلالت مبتدا، يستهزىء بهم: فعل بافاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، يمدهم: فعل بافاعل، هم: ضمیر ذوالحال، فى طغيانهم: ظرف لغو، يعمهون: جملہ فعلیہ حال، جو اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر معطوف، جو اپنے معطوف علیہ سے ملکر خبر، جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک الذين اشتروا الضللة بالهدى فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين﴾

اولئک: مبتدا، الذين: موصول، اشتروا الضللة بالهدى: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فما ربحت تجارتهم: جملہ فعلیہ معطوف

اول، وما کانوا مهتدین: جملہ فعلیہ معطوف ثانی ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر خبر، جملہ اسمیہ۔

﴿مثلهم کمثل الذی استوقدنارا﴾

مثلهم: مبتدا، ک: جار، مثل: مضاف، الذی: موصول، استوقد نارا: فعل بافاعل ومفعول بہ صلہ، موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، جو اپنے مضاف سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق بمحذوف خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما اضاء ت ما حوله ذهب الله بنورهم﴾

ف: حرف عطف، لما: ظرف زماں، بمعنی شرط، اضاء ت ماحوله: فعل بافاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ذهب الله بنورهم: جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، شرط جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وترکهم فی ظلمت لایبصرون﴾

و: عاطفہ، ترک: فعل، هم: ضمیر ذوالحال، فی ظلمت: ظرف لغو، لا یبصرون: جملہ فعلیہ ہوکر حال، جو اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، ، جملہ فعلیہ، ماقبل (ذهب الله بنورهم) پر معطوف ہے۔

﴿صم بکم عمی فهم لایرجعون﴾

هم: مبتدا محذوف، صم: خبر اول، بکم: خبر ثانی، عمی: خبر ثالث، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، هم: مبتدا، لا یرجعون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ماقبل پر معطوف ہوا۔

﴿او کصیب من السماء فیه ظلمت ورعد وبرق﴾

او: عاطفہ، ک: جار، اصحاب: مضاف محذوف، صیب: موصوف، من السماء: ظرف مستقر، صفت اول، فیه: ظرف مستقر خبر مقدم، ظلمت: معطوف علیہ، ورعد وبرق: معطوفین سے ملکر مبتدا مؤخر، جملہ اسمیہ ہوکر صفت ثانی، مرکب توصیفی مضاف الیہ، جو اپنے مضاف سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر مثلهم مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر جملہ اسمیہ۔

﴿یجعلون اصابعهم فی آذانهم من الصواعق حذر الموت﴾

یجعلون: فعل بافاعل، اصابعهم: مفعول بہ، فی اذانهم: ظرف لغو اول، من الصواعق: ظرف لغو ثانی، حذر الموت: مفعول لہ، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والله محیط بالکافرین﴾

و: اعتراضیہ، الله: اسم جلالت مبتدا، محیط بالکفرین: اسم فاعل باھو ضمیر مستتر فاعل وظرف لغو شبہ جملہ ہوکر خبر، جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿یکا د البرق یخطف ابصارهم﴾

یکاد: فعل مقاربہ، البرق: اسم، یخطف ابصارھم: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿کلما اضاء لھم مشوا فیہ واذا اظلم علیھم قاموا﴾

کلما: ظرف زمان متضمن بمعنی شرط، اضاء لھم: فعل بافاعل و متعلق جملہ فعلیہ ہوکر شرط، مشوا فیہ: فعل بافاعل و متعلق ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، اظلم علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول فیہ مقدم سے ملکر شرط، قاموا: جملہ فعلیہ جواب شرط، جواپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿ولوشاء اللہ لذھب بسمعھم وابصارھم﴾

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، شاء اللہ: فعل بافاعل، (اذھاب سمعھم بقصیف الرعد وابصارھم بومیض البرق) مفعول محذوف، ملکر جملہ فعلیہ شرط، لذھب بسمعھم وابصارھم: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ علی کل شیء قدیر﴾

انّ: حرف مشبہ بالفعل، اللہ: اسم جلالت اسم، علی کل شیء: ظرف لغو مقدم، قدیر: صفت مشبہ ھو ضمیر فاعل، شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

﴿شان نزول﴾

☆......یخدعون اللہ والذین امنوا ......☆ یہاں سے تیرہ آیتیں منافقین کی شان میں نازل ہوئیں جو باطن میں کافر تھے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے، اللہ ﷻ نے فرمایا وما ھم بمومنین ، وہ ایمان والے نہیں یعنی کلمہ پڑھنا، اسلام کا مدعی ہونا، نماز روزہ ادا کرنا مومن ہونے کیلئے کافی نہیں جب تک دل میں تصدیق نہ ہو۔

☆......واذا لقوا الذین امنوا ......☆ یہ آیت عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی، ایک روز انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو آتے دیکھا تو ابن اُبَیّ نے اپنے یاروں سے کہا: ''دیکھو تو! میں کیسا بناتا ہوں۔'' جب وہ حضرات قریب پہنچے تو ابن اُبَیّ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دستِ مبارک اپنے ہاتھ میں لے کر آپ کی تعریف کی، پھر اسی طرح حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف کی، حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے ابن اُبَیّ خدا سے ڈر، نفاق سے باز آ، کیونکہ منافقین بدترین خلق ہیں۔'' اس پر وہ کہنے لگا کہ یہ باتیں ڈر نفاق سے نہیں کی گئیں، بخدا ہم آپکی طرح مومن صادق ہیں۔'' جب یہ حضرات تشریف لے گئے تو اپنے یاروں میں اپنی چالبازی پر فخر کرنے لگا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین مومنین سے ملتے وقت اظہار ایمان اخلاص سے کرتے ہیں اور ان سے علیحدہ ہوکر خاص مجلسوں میں انکی ہنسی اڑاتے اور استہزاء کرتے ہیں۔

☆......اولئک الذین اشتروا الضللۃ ......☆ یہ آیت یا ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے یا

یہود کے حق میں جو پہلے سے تو حضور ﷺ پر ایمان رکھتے تھے مگر جب حضور ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو منکر ہو گئے یا تمام کفار کے حق میں، کہ اللہ ﷻ نے انہیں فطرتِ سلیمہ عطا فرمائی، حق کے دلائل واضح کیے، ہدایت کی راہیں کھولیں لیکن انہوں نے عقل وانصاف سے کام نہ لیا اور گمراہی اختیار کی۔

☆......**او کصیب من السماء فیه ظلمت** ......☆ منافقوں میں سے دو آدمی حضور ﷺ کے پاس سے مشرکین کی طرف بھاگے، راہ میں یہی بارش آئی جسکا آیت میں ذکر ہے، اس میں شدت کی گرج، چمک اور کڑک تھی، جب گرج ہوتی تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں یہ کانوں کو پھاڑ کر مار نہ ڈالے، جب چمک ہوتی چلنے لگتے، جب اندھیری ہوتی اندھے رہ جاتے، آپس میں کہنے لگے: ''خدا خیر سے صبح کرے تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہاتھ حضور ﷺ کے دستِ اقدس میں دیں۔'' چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اسلام پر ثابت قدم رہے، انکے حال کو اللہ ﷻ نے منافقین کے لئے مثل (کہاوت) بنایا جو مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں حضور ﷺ کا کلام اثر نہ کر جائے جس سے مر ہی جائیں اور جب انکے مال واولاد زیادہ ہوتے اور فتوح وغنیمت ملتی تو بجلی کی چمک والوں کی طرح چلتے اور کہتے کہ اب تو دینِ محمدی سچا ہے اور جب مال واولاد ہلاک ہوتے اور کوئی بلا آتی تو بارش کی اندھیریوں میں ٹھٹک رہنے والوں کی طرح کہتے کہ یہ مصیبتیں اسی دین کی وجہ سے ہیں اور اسلام سے پلٹ جاتے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

منافق کسے کہتے ہیں؟

۱......منافق اسے کہتے ہیں جو دل میں تو کفر کا اعتقاد رکھے لیکن زبان سے ایمان کا اظہار کرے۔ (التعریفات، ص ۱۸۴)

منافق اور مؤمن کے ایمان میں فرق یہ ہے کہ منافق محض زبان سے ایمان کا اظہار کرتا ہے جبکہ مؤمن ظاہری اور باطنی ایمان سے مزین ہوتا ہے۔

مرض کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

۲......قرآن مجید میں لفظِ مرض بارہ مقامات پر آیا ہے۔ لغوی تعریف یہ ہے کہ اس سے مراد وہ عوارض ہیں جو انسانی بدن کو لاحق ہو کر اس کو حدِ اعتدال سے خارج کر دیتے ہیں۔ (التعریفات، ص ۱۶۸)

اصطلاحی تعریف حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت یہ فرماتے ہیں کہ یہاں اس آیتِ مبارکہ میں مرض سے مراد مذکورہ عوارض نہیں کہ جو انسانی جسم کو کمزور کر کے ہلاکت تک پہنچا دیں بلکہ مرض کا اطلاق کبھی کبھی مجازاً دوسرے

عوارضِ نفسانیہ پر بھی ہوتا ہے جیسے جہالت، کفر، حسد، بدعقیدگی وغیرہ، اس لئے کہ یہ تمام امراض فضائل وکمالات کے حصول سے نہ صرف مانع ہیں بلکہ ابدی ہلاکت تک بھی پہنچانے والے ہیں، منافقین ان امراض میں سے انتہائی اخبث مرض میں مبتلا تھے اور اپنی ریاست وسیاست کو ختم ہوتے اور مؤمنین کی شان کو بلند ہوتے دیکھ کر انتہائی کرب محسوس کرتے تھے۔ (المظھری، ج۱، ص۳٦)

فسادِ منافقین:

۳......فساد سے مراد لوگوں کو دینِ محمد ﷺ سے روکنا ہے۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص٥)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فساد کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''فساد، صلاح کی ضد ہے، یعنی لفظِ فساد ہر نقصان اور لفظِ صلاح ہر فائدہ کیلئے استعمال کیا جاتا ہے، منافقین کا زمین میں فساد یہ تھا کہ مسلمانوں کو دھوکہ دیکر جنگ کی آگ بھڑکاتے اور لوگوں کو آقائے دوجہاں ﷺ اور قرآن پر ایمان لانے سے منع کرتے۔ (المظھری، ج۱، ص۳۷)

''کما امن السفھاء'' سے مراد:

۴......منافقین کے اس قول سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ (الجمل، ج۱، ص۲۷)

منافقوں کا استہزاء:

۵......امام ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اپنی سند کے ساتھ نقل فرماتے ہیں: ''بعض یہودی (منافق) جب آقائے نامدار ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کرتے تو کہتے: ''ہم تمہارے دین پر ہیں۔'' اور جب اپنے اصحاب سے تنہائی میں ملتے جو کافروں کے سردار تھے تو کہتے: ''ہم یقیناً تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف مذاق کرتے ہیں۔''

(جامع البیان، ج۲، ص۱۰۱)

استہزاءِ باری تعالیٰ کی تعریف:

٦......الاستہزاء سے مراد کسی کو حقیر اور ذلیل کرنا نیز کسی ایسے سبب کی بناء پر اس کے عیوب ونقائص کے بارے میں دوسروں کو آگاہ کرنا کہ جس سے ہنسا جاسکتا ہو اور بسا اوقات یہ کام اس کی باتوں یا کاموں یا اشاروں کنایوں کی نقل اتارنے سے بھی ہو سکتا ہے۔ (روح المعانی، الجزء: الاول، ص۲۱۳)

صدر الافاضل حضرت محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خزائن العرفان میں فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل استہزاء اور تمام نقائص اور عیوب سے منزہ وپاک ہے، یہاں جزاءِ استہزاء کو استہزاء فرمایا گیا تاکہ خوب دل نشین ہوجائے کہ یہ سزا اس ناکردنی فعل کی

ہے، ایسے موقع پر جزاء کواسی فعل سے تعبیر کرنا آئینِ فصاحت ہے جیسے جزاء سیئة بمثلها۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۲۲)

"اشتروا الضللة بالهدى" کی وضاحت:

ے...... ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنے والوں کی یہ دوسری تمثیل ہے کہ جیسے بارش زمین کی حیات کا سبب ہوتی ہے اور اسکے ساتھ خوفناک تاریکیاں اور مہیب گرج چمک ہوتی ہے اسی طرح قرآن اوراسلام قلوب کی حیات کا سبب ہیں اور کفروشرک ونفاق ظلمت کے مشابہ جیسے تاریکی رہروکو منزل تک پہنچنے سے مانع ہوتی ہے ایسے ہی کفرونفاق راہ یابی سے مانع ہیں اور وعیدات گرج کے اور حجج بینہ چمک کے مشابہ ہیں۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۲۶)

قوله متكاثفة:

۸...... یہاں تین قسم کی تاریکیاں مذکور ہیں یعنی بادل، بارش اور رات کی تاریکی۔ (الجمل، ج ۱، ص ۳۳)

باطنی بصارت:

۹...... اللہ ﷻ انکی ظاہری بصارت لے گیا جیسا کہ باطنی لے گیا، جبکہ باطنی بصارت سے مراد دل ہیں یعنی اللہ ﷻ نے ان کے دلوں کو اندھا کردیا اور انہیں حق کے ادراک سے روک دیا جو اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمانِ عالیشان: ولو شاء الله ...... الخ، کا مرجع منافقین ہیں کیونکہ انکی آنکھیں اور دل کفر کی وجہ سے اندھے کئے گئے نہ کہ اصحاب صیب کے، اس لئے کہ وہ آنکھوں کے اندھے نہ تھے، نیز رات کی تاریکی، گرج اور چمک اس بات کا تقاضا نہیں کرتیں کہ انکے دل بھی اندھے ہوں۔

(الجمل، ج ۱، ص ۳۶، ۳۷)

اغراض:

نزل في المنافقين: اس بارے میں شان نزول کے تحت مطالعہ فرمالیں۔ خداعهم: یعنی سُست اور بوجھل ہونے کا وبال۔

لانه آخر الايام: عرف کے اعتبار سے یوم کے معنی وہ زمانہ ہے جو کہ طلوع شمس سے لے کر غروف آفتاب تک پایا جائے، اور شرعاً اس سے مراد وہ زمانہ ہے جو کہ طلوع فجر سے لے کر غروب تک پایا جائے اور یہاں دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی ارادہ کرنا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اس سے مراد وقت ہوگا جو کہ محدود ہوجائے گا یا غیر محدود، اول صورت یہ ہے کہ آخر اوقات محدود ہیں مراد قیامت میں جمع کئے جانے کا وقت اور حساب کا وقت ہے یہاں تک کہ جنتی جنت میں چلے جائیں اور جہنمی جہنم میں داخل ہوجائیں، اور دوسری صورت یہ ہے کہ جس کی کوئی حد ہی نہ ہو جس میں ہمشگی پائی جائے، جس کے لئے انقطاع نہ ہو اور یہی وہ وقت ہے جسے قاضی اور دوسرے اہل علم نے ترجیح دی ہے۔ يترددون: یعنی کفر پر باقی رہنے میں اور ایمان کے ترک کرنے کے معاملے میں حیران ہیں۔

لیدفعوا عنهم احکامه: یہاں ان کے خدع یعنی دھوکے کی غرض بیان کرنا مقصود ہے۔الدنیویة: جیسا کہ قتل،قید،جزیہ متعین کرنا یا جیسا کہ ان کا مومنین کے زمرے میں اکرام واعظام سے داخل ہونا،اس کے علاوہ اور بھی کئی اغراض ہوسکتی ہیں۔لان وبـال شک ونفاق: یہ معنی مجازی کی جانب اشارہ ہے،یعنی مرض کوشک ونفاق سے بطور مجاز تعبیر کیا۔

وذکر الله فیها تحسین: یعنی کلام بطریق مجاز مرکب،یا مجازِ عقلی یا توریہ ہے اور یہ تینوں باتیں حسن کلام سے تعلق رکھتی ہیں۔

للتنبیه :یعنی مخاطب کواس حکم پر تنبیہ ہے جواس کے مابعد آنے والا ہے۔بذلک :یعنی منافقین اصلاح کی غرض سے فساد نہ کرتے تھے (کہ کوئی اصلاح کی غرض سے فساد نہیں کیا کرتا) یا یہ معنی ہے کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کوان کے فساد سے باخبر فرمادیا۔

الجهال : مفسر نے السفه کی تفسیر جہل کے ساتھ کی،اس لئے کہ یہ علم کے مقابلے میں ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کی نقیض عقل یعنی عقل میں کمی آنے سے،اس لئے کہ السفه کم عقل اور نادان ہوتا ہے اوران دونوں کے تقاضے عقل اور حلم کا نقصان ہے۔

ذلک :یعنی یہ بیوقوف لوگ۔اصله لقیوا: بروزن شربوا ،یعنی لام کلمے کی یاء کوحذف کیا اوراس کی کسرہ کوواو کی مناسبت سے عین کلمہ یعنی قاف پرضمہ دیا تو فعوا کے وزن پر لقوا ہوگیا۔واذا خلوا منهم :منهم بمعنی عنهم ہے،یعنی منافقین مومنوں سے الگ ہوتے ہیں۔یمهلهم:اس جملے سے اس جانب اشارہ ہے کہ یہ المد سے ہے،یعنی عمر میں طویل ہونا مراد ہے۔

تحیراً:مفعول ہے یا یترددون سے حال مؤکدہ ہے۔فی نفقاتهم :بمعنی فی حال نفقاتهم ہے۔

انارت :اضائت کی تفسیر انارت سے بیان کرنے سے مقصوداس فعل کا متعدی ہونا بیان کرنا ہے اوراس کا فاعل ضمیر مستتر ہے اور ما موصولہ مفعول ہے،اصل عبارت یوں ہے کہ اضائت النار المکان الذی حوله ۔مراعاة لمعنی الذی :یعنی اس کے بعد اس آگ کی روشنی کوالذی کے معنی میں کردیا جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿وخضتم﴾ بمعنی الذی خاضوا کے معنی میں ہے۔

عن الضلالة:اس جملے کوذکر کرنے میں اس جانب اشارہ ہے کہ فعل لا یرجعون لازم ہے،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ متعدی ہے اس کا مفعول محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے کہ لایرجعون جواب ہے لایردونه کا۔فهم میں فاء منافقین کی حیرانی اوران کے سابقہ دین پر رہنے کے سبب ان کے سابقہ احکام کے ساتھ متصف ہونے پردلالت کرتی ہے۔واصله صیوب:یعنی واو اور یاء کے اجتماع کی وجہ سے واوکو یاء کیا اور یاء کا یاء میں ادغام کردیا۔ای انامله‍م :اصابعهم کا معنی انامله‍م بیان کر کے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ یہ مجاز لغوی کی اقسام میں سے ایک قسم ہے اوراس سے کل کا جزء پراطلاق کرنا مراد ہے اوراسے اصابع سے تعبیر کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ بغیر کسی شمار کے منہ میں انگلیاں ڈال لیتا ہے اور یہ سخت آواز سے قرار پانے میں مبالغہ کے طور پر ہے گویا ایسا ہے کہ ساری ہی انگلیاں منہ میں ڈال لی ہوں۔

لئلا یسمعوه الخ: اس قول کی نظیر جانب مشبہ بہ من الصواعق حذر الموت میں ملتی ہے،پس یہ لوگ اپنے کانوں کوقرآن کے سننے

سے روکتے ہیں کہ کہیں ایمان کی جانب مائل نہ ہو جائیں جو کہ ان کے نزدیک موت سے کم نہ تھا۔ المشبہ بالظلمات: یعنی دلیل کے باوجود ہدایت کا نا پایا جانا اور دین و دنیا میں حیران پھرنا۔ المشبہ بالرعد: یعنی قرآن سے اس طرح دور بھاگتے جیسا کہ کڑک سے خود کو دور کرتے اور ہر ڈرانے والی چیز سے خود کو دور کرتے۔ تمثیل لازعاج ما فی القرآن الخ: یعنی بجلی ان کی آنکھوں کو اچک نہ لے۔ وتصدیقهم الخ: یعنی بجلی کی روشنی میں وہ چلتے۔ ووقوفهم الخ: یعنی اندھیری میں رک جاتے۔ (الجمل، ج۱، ص۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿یایها الناس﴾ اَیْ اَهْلُ مَکَّةَ ﴿اعبدوا﴾ وَحِّدُوْا ﴿ربکم الذی خلقکم﴾ اَنْشَاکُم وَلَمْ تَکُوْنُوْا شَیْئًا ﴿و﴾ خَلَقَ ﴿الذین من قبلکم لعلکم تتقون (۲۱)﴾ بِعِبَادَتِهٖ عِقَابَهٗ وَلَعَلَّ فِی الْاَصْلِ لِلتَّرَجِّیْ وَفِیْ کَلَامِهٖ تَعَالٰی لِلتَّحْقِیْقِ ﴿الذی جعل﴾ خَلَقَ ﴿لکم الارض فراشا﴾ حَالٌ، بِسَاطًا یُّفْتَرِشُ لَا غَایَةَ لَهَا فِی الصلابَةِ اَوِ اللُّیُوْنَةِ فَلَا یُمْکِنُ الْاِسْتِقْرَارُ عَلَیْهَا ﴿والسماء بناء﴾ سَقْفًا ﴿وانزل من السماء ماء فاخرج به من﴾ اَنْوَاعِ ﴿الثمرت رزقا لکم﴾ تَاْکُلُوْنَهٗ وَتَعْلِفُوْنَ بِهٖ دَوَابَّکُمْ ﴿فلا تجعلوا لله اندادا﴾ شُرَکَاءَ فِی الْعِبَادَةِ ﴿وانتم تعلمون (۲۲)﴾ اَنَّهُ الْخَالِقُ وَلَا یَخْلُقُوْنَ وَلَا یَکُوْنُ اِلٰهًا اِلَّا مَنْ یَّخْلُقُ ﴿وان کنتم فی ریب﴾ شَکٍّ ﴿مما نزلنا علی عبدنا﴾ مُحَمَّدٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ﴿فاتوا بسورة من مثله﴾ اَیِ الْمُنَزَّلِ وَمِنْ لِلْبَیَانِ اَیْ هِیَ مِثْلُهٗ فِی الْبَلَاغَةِ وَحُسْنِ النَّظْمِ وَالْاِخْبَارِ عَنِ الْغَیْبِ وَالسُّوْرَةُ قِطْعَةٌ لَّهَا، اَوَّلٌ وَاٰخِرٌ وَاَقَلُّهَا ثَلٰثُ اٰیَاتٍ ﴿وادعوا شهداء کم﴾ الهتکم التی تعبدونها ﴿من دون الله﴾ اَیْ غَیْرِهٖ لِتُعِیْنَکُمْ ﴿ان کنتم صدقین (۲۳)﴾ فِیْ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَالَهٗ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهٖ فَافْعَلُوْا ذٰلِکَ فَاِنَّکُمْ عَرَبِیُّوْنَ فُصَحَاءُ مِثْلَهٗ وَلَمَّا عَجَزُوْا عَنْ ذٰلِکَ قَالَ تَعَالٰی ﴿فان لم تفعلوا﴾ مَاذُکِرَ لِعَجْزِکُمْ ﴿ولن تفعلوا﴾ ذٰلِکَ اَبَدًا لِظُهُوْرِ اِعْجَازِهٖ اِعْتِرَاضٌ ﴿فاتقوا﴾ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰهِ وَاَنَّهٗ لَیْسَ مِنْ کَلَامِ الْبَشَرِ ﴿النار التی وقودها الناس﴾ اَلْکُفَّارُ ﴿والحجارة﴾ کَاَصْنَامِهِمْ مِّنْهَا یَعْنِیْ اِنَّهَا مُفْرِطَةُ الْحَرَارَةِ تُتَّقَدُ بِمَا ذُکِرَ لَا کَنَارِ الدُّنْیَا تُتَّقَدُ بِالْحَطَبِ وَنَحْوِهٖ ﴿اعدت﴾ هُیِّئَتْ ﴿للکفرین (۲۴)﴾ یُعَذَّبُوْنَ بِهَا، جُمْلَةٌ مُّسْتَانِفَةٌ اَوْ حَالٌ لَازِمَةٌ ﴿وبشر﴾ اَخْبِرْ ﴿الذین امنوا﴾ صَدَّقُوْا بِاللّٰهِ ﴿وعملوا الصلحت﴾ مِنَ الْفُرُوْضِ وَالنَّوَافِلِ ﴿ان﴾ اَیْ بِاَنَّ ﴿لهم جنت﴾ حَدَائِقَ ذَاتَ شَجَرٍ وَّمَسَاکِنَ ﴿تجری من تحتها﴾ اَیْ تَحْتَ اَشْجَارِهَا وَقُصُوْرِهَا ﴿الانهر﴾ اَیِ الْمِیَاهُ فِیْهَا وَالنَّهْرُ الْمَوْضِعُ الَّذِیْ یَجْرِیْ فِیْهِ الْمَاءُ لِاَنَّ الْمَاءَ یَنْهَرُهٗ اَیْ یَحْفِرُهٗ وَاِسْنَادُ

الْجَرْيِ اِلَيْهِ مَجَازٌ ﴿كلما رزقوا منها﴾ اُطْعِمُوْا مِنْ تِلْكَ الْجَنَّاتِ ﴿من ثمرة رزقا قالوا هذا الذى﴾ اَیْ مِثْلُ مَا ﴿رزقنا من قبل﴾ اَیْ قَبْلَهٗ فِی الْجَنَّةِ لِتَشَابُهِ ثِمَارِهَابِقَرِيْنَةِ ﴿واتوا به متشابها﴾ يَشْبَهُ بَعْضُهٗ بَعْضًا لَوْنًا وَّيَخْتَلِفُ طُعْمًا ﴿ولهم فيها ازواج﴾ مِنَ الْحُوْرِ وَغَيْرِهَا ﴿مطهرة﴾ مِنَ الْحَيْضِ وَكُلِّ قَذْرٍ ﴿وهم فيها خلدون (۲۵)﴾ مَاكِثُوْنَ اَبَدًا لَا يَفْنُوْنَ وَلَا يَخْرُجُوْنَ وَنَزَلَ رَدًّا لِقَوْلِ الْيَهُوْدِ لَمَّا ضَرَبَ اللّٰهُ الْمَثَلَ بِالذُّبَابِ فِیْ قَوْلِهٖ "وَاِنْ يَّسْلُبُهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا" وَالْعَنْكَبُوْتِ فِیْ قَوْلِهٖ "كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ" مَا اَرَادَ اللّٰهُ بِذِكْرِ، هٰذِهِ الْاَشْيَاءُ الْخَسِيْسَةُ فَاَنْزَلَ عَلَيْهَا﴿ان الله لا يستحي ان يضرب﴾ يَجْعَلَ ﴿مثلا﴾ مَفْعُوْلٌ اَوَّلٌ ﴿ما﴾ نَكِرَةٌ مَوْصُوْفَةٌ بِمَا بَعْدَهَا مَفْعُوْلٌ ثَانٍ اَیْ مِثْلَ كَانَ اَوْ زَائِدَةٌ لِتَاكِيْدِ الْخِسَّةِ فَمَابَعْدَهَا الْمَفْعُوْلُ الثَّانِیْ ﴿بعوضة﴾ مُفْرَدُ (اَلْبَعُوْضِ) وَهُوَ صِغَارُ الْبَقِّ ﴿فما فوقها﴾ اَیْ اَكْبَرَ مِنْهَا اَیْ لَا يَتْرُكُ بَيَانَهٗ لِمَافِيْهِ مِنَ الْحِكَمِ ﴿فاما الذين امنوا فيعلمون انه﴾ اَیِ الْمَثَلَ ﴿الحق﴾ اَلثَّابِتُ الْوَاقِعُ مَوْقِعَهٗ ﴿من ربهم واما الذين كفروا فيقولون ماذا اراد الله بهذا مثلا﴾ تَمْيِيْزٌ اَیْ بِهٰذَا الْمَثَلِ، وَمَا اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ وَمُبْتَدَاٌ، وَذَا بِمَعْنَى الَّذِیْ بِصِلَتِهٖ، خَبَرُهٗ اَیْ اَیُّ فَائِدَةٍ فِيْهِ؟ قَالَ تَعَالٰى فِیْ جَوَابِهِمْ ﴿يضل به﴾ اَیْ بِهٰذَا الْمَثَلِ ﴿كثيرا﴾ عَنِ الْحَقِّ لِكُفْرِهِمْ بِهٖ ﴿ويهدى به كثيرا﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِتَصْدِيْقِهِمْ بِهٖ ﴿وما يضل به الا الفاسقين (۲۶)﴾ اَلْخَارِجِيْنَ عَنْ طَاعَتِهٖ ﴿الذين﴾ نَعْتٌ ﴿ينقضون عهد الله﴾ مَا عَهِدَهٗ اِلَيْهِمْ فِی الْكُتُبِ مِنَ الْاِيْمَانِ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿من بعد ميثاقه﴾ تَوْكِيْدِهٖ عَلَيْهِمْ ﴿ويقطعون ما امر الله به ان يوصل﴾ مِنَ الْاِيْمَانِ بِالنَّبِیِّ ﷺ وَالرَّحْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ، وَاَنْ بَدَلٌ مِّنْ ضَمِيْرِ بِهٖ ﴿ويفسدون فى الارض﴾ بِالْمَعَاصِیْ وَالتَّعْوِيْقِ عَنِ الْاِيْمَانِ ﴿اولئك﴾ اَلْمَوْصُوْفُوْنَ بِمَا ذُكِرَ ﴿هم الخسرون (۲۷)﴾ لِمَصِيْرِهِمْ اِلَى النَّارِ الْمُؤَبَّدَةِ عَلَيْهِمْ ﴿كيف تكفرون﴾ يَا اَهْلَ مَكَّةَ ﴿بالله و﴾ قَدْ ﴿كنتم امواتا﴾ نُطَفًا فِی الْاَصْلَابِ ﴿فاحيكم﴾ فِی الْاَرْحَامِ وَ الدُّنْيَا بِنَفْخِ الرُّوْحِ فِيْكُمْ، وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّعَجُّبِ مِنْ كُفْرِهِمْ مَعَ قِيَامِ الْبُرْهَانِ اَوْ لِلتَّوْبِيْخِ ﴿ثم يميتكم﴾عِنْدَ اِنْتِهَاءِ اٰجَالِكُم ﴿ثم يحييكم﴾ بِالْبَعْثِ ﴿ثم اليه ترجعون (۲۸)﴾ تُرَدُّوْنَ بَعْدَ الْبَعْثِ فَيُجَازِيْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ وَقَالَ دَلِيْلاً عَلَى الْبَعْثِ لَمَّا اَنْكَرُوْهُ ﴿هوالذى خلق لكم ما فى الارض﴾ اَیِ الْاَرْضِ وَمَا فِيْهَا ﴿جميعا﴾ لِتَنْتَفِعُوْا بِهٖ وَتَعْتَبِرُوْا ﴿ثم استوى﴾ بَعْدَ خَلْقِ الْاَرْضِ اَیْ قَصَدَ ﴿الى السماء فسوهن﴾ اَلضَّمِيْرُ يَرْجِعُ اِلَى السَّمَآءِ لِاَنَّهَا فِیْ مَعْنَى الْجَمْعِ الْاٰيِلَةِ اِلَيْهِ اَیْ صَيَّرَهَا

كَمَا فِيْ اٰيَةِ اُخْرٰى فَقَضَاهُنَّ ﴿سبع سموت وهو بكل شيء عليم(۲۹)﴾ مُجْمَلاً وَّمُفَصَّلاً اَفَلَا تَعْتَبِرُوْنَ اَنَّ الْقَادِرَ عَلٰى خَلْقِ ذٰلِكَ اِبْتِدَاءً وَّهُوَ اَعْظَمُ مِنْكُمْ قَادِرٌ عَلٰى اِعَادَتِكُمْ۔؟

﴿ترجمہ﴾

اے لوگو!......۱......(یعنی اے اہلِ مکہ) پوجو (اسی ایک) اپنے رب کو جس نے تمہیں پیدا کیا (ابتداء میں وجود عطا فرمایا جبکہ تم کچھ بھی نہ تھے) اور (یعنی پیدا کیا) تم سے اگلوں کو، یہ امید کرتے ہوئے کہ تم ڈرو (اسکی عبادت بجالا کر اسکی سزا سے، لعل اصل میں تو ترجی کیلئے مستعمل ہوتا ہے لیکن کلامِ باری ﷻ میں تحقیق کا فائدہ دیتا ہے) جس نے بنایا......۲......(یعنی پیدا کیا) تمہارے لئے زمین کو بچھونا (فراشًا حال ہے یعنی ایسا بستر کہ جس میں نہ انتہائی درجے کی سختی ہے اور نہ ہی انتہائی درجے کی نرمی کہ استقرار ہی ممکن نہ ہو) اور آسمان کو عمارت (یعنی چھت) اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے (مختلف اقسام کے) تمہارے کھانے کو کچھ پھل نکالے (جنہیں تم کھاتے ہو اور اپنے جانوروں کو بطورِ چارہ کھلاتے ہو) تو اللہ کیلئے برابر والے نہ ٹھہراؤ (یعنی عبادت میں شریک) اور تم جانتے ہو (کہ خالق صرف وہی ہے اور بت کچھ نہیں پیدا کر سکتے، نیز لائقِ عبادت صرف خالق ہی ہو سکتا ہے) اور اگر تمہیں کچھ شک ہو (ریب بمعنی شک ہے) اس میں جو ہم نے اپنے بندۂ خاص پر اتارا (یعنی محمد ﷺ پر اللہ ﷻ کی طرف سے جو قرآنِ پاک نازل ہوا اس کے منجانب اللہ ہونے میں تمہیں شک ہو) تو اس جیسی کوئی ایک سورت تو لے آؤ......۳......(یعنی قرآنِ کریم کی مثل لے آؤ، یہاں مــن بیانیہ ہے یعنی بلاغت میں، حسنِ نظم میں، غیب کی خبروں میں اسکی مثل لاؤ، ســورۃ ایک ایسے ٹکڑے کو کہتے ہیں جسکا اول اور آخر ہو اور اس میں کم از کم تین آیات ہوں) اور اپنے سب حمائیتیوں کو بلالو (یعنی اپنے ان معبودوں کو جنکی تم عبادت کرتے ہو) اللہ کے سوا (کہ وہ تمہاری مدد کر سکیں، دون اللہ بمعنی غیر اللہ ہے) اگر تم سچے ہو (اس بات میں کہ محمد ﷺ نے خود یہ مضمون بنا رکھے ہیں تو تم بھی ایسا کرلو کیونکہ تم بھی عربی دان ہو، انہی کی مثل فصیح ہو، اور جب وہ ایسا کرنے سے عاجز ہو گئے تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) پھر اگر نہ لاسکو (جس کا تذکرہ ہوا اپنے عجز کی وجہ سے) اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے (یعنی کبھی بھی قرآن کے معجزہ ہونے کی وجہ سے ایسا نہ کرسکو گے، یہ جملہ معترضہ ہے) تو ڈرو (اللہ پر ایمان نہ لانے اور اس بارے میں کہ قرآنِ کریم کسی بشر کا کلام نہیں) اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی (یعنی کافر) اور پتھر ہیں (جیسا کہ انکے پتھروں کے بُت، یعنی جہنم کی آگ کی حرارت ان مذکورہ چیزوں کی وجہ سے خوب بڑھ جائیگی اور لکڑی وغیرہ سے جلائی جانے والی دنیاوی آگ کی طرح نہ ہوگی نیز وہ آگ) تیار رکھی ہے (اعدت بمعنی ھیئت ہے) کافروں کیلئے (جس میں وہ عذاب دیئے جائینگے، یہ جملہ مستانفہ ہے یا پھر حالِ لازمہ ہے) اور خوشخبری (یعنی خبر) دے انہیں جو ایمان لائے (جنہوں نے اللہ کی تصدیق کی) اور اچھے کام (یعنی فرائض ونوافل وغیرہ) کیئے، کہ (اَنَّ بمعنی بِاَنَّ ہے) انکے لئے باغ ہیں......۴......(یعنی ایسے باغ جن میں درخت اور رہائش گاہیں ہوں) جنکے (یعنی ان درختوں اور محلات کے) نیچے نہریں......۵......رواں (ہیں یعنی

ان میں بہتا ہوا پانی ہوگا، الھر اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں پانی بہتا ہے کہ پانی اس جگہ کو کھود کر گزرتا ہے، نھر کی نسبت جاری پانی کی طرف کرنا مجازاً ہے) جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا (یعنی ان باغات سے کھلائے جائیں گے تو اس پھل کی) صورت دیکھ کر کہیں گے یہ تو وہی رزق ہے (یعنی اسی کی مثل ہے) جو ہمیں پہلے ملا تھا (یعنی اس سے پہلے جنت میں کیونکہ جنتی پھل آپس میں ایک دوسرے کے مشابہ ہونگے اور اس پر قرینہ 'اوتوا به' ہے) اور دیا گیا انہیں (جنتی رزق) صورت میں ملتا جلتا (کہ وہ رنگ میں تو ایک دوسرے کے مشابہ ہونگے لیکن ذائقے میں مختلف ہوں گے) اور انکے لئے ان باغوں میں بیویاں (یعنی حوریں وغیرہ) ہیں ستھری (یعنی حیض اور ہر قسم کی گندگی سے پاک) اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (کہ نہ تو وہ مریں گے اور نہ ہی اس سے نکالے جائینگے، یہ آیتِ مبارکہ یہود کے اس قول کے رد میں نازل ہوئی جب اللہ نے سورۂ حج میں مکھی کی مثال بیان فرمائی ﴿وان یسلبهم الذباب شیئا﴾ اور سورۂ عنکبوت میں مکڑی کا تذکرہ اس طرح فرمایا ﴿کمثل العنکبوت﴾ تو کہنے لگے کہ اللہ کی ان خسیس اشیاء کے تذکرے سے کیا مراد ہے؟) بیشک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال بیان فرمائے (یضرب بمعنی یجعل ہے) مثلاً (مفعول اول ہے) کوئی سی (ما نکرہ موصوفہ ہے اور اس کا مابعد مفعول ثانی ہے یعنی اَیَّ مثل کانَ؟ یا پھر "ما" زائدہ ہے جو خِسَّتکی تاکید کیلئے ہے اور اسکا مابعد بعوضۃ، "یجعل" کا مفعولِ ثانی ہے) مچھر ہو (بعوضۃ مفرد ہے اور اس سے مراد چھوٹا مچھر ہے) یا اس سے بڑھ کر (یعنی اس سے بڑی چیز، اس لئے کہ ان مثالوں کے بیان میں حکمت ہے لہذا انہیں نہیں چھوڑا جاسکتا) پس جو لوگ ایمان لائے وہ جانتے ہیں کہ (یہ مثال) حق ہے (کہ وہ اپنے موقع کے اعتبار سے واقع کے مطابق ہے) انکے رب کی طرف سے، اور رہے کافر وہ کہتے ہیں ایسی کہاوت میں اللہ کا کیا مقصود ہے (مثلاً تمیز ہے یعنی اصل میں تھا "بھذا المثل"، ما استفہام انکاری مبتدا ہے اور ذا بمعنی الذی اپنے صلہ کے ساتھ ملکر خبر ہے یعنی اَیُّ فَائِدَۃٍ فیه؟، پس اللہ نے انکے جواب میں ارشاد فرمایا) اللہ گمراہ کرتا ہے اس (مثال) سے بہتیروں کو (حق سے اس کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے) اور بہتیروں کو (یعنی مؤمنوں کو، ان مثالوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے) ہدایت فرماتا ہے، اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں (یعنی اسکی طاعت سے نکلے ہوئے ہیں، الذین، فاسقین ......٦...... کی صفت ہے) وہ جو اللہ کے عہد......ے......کو توڑ دیتے ہیں (یعنی اس عہد کو جو ان سے ان کی کتاب میں حضرت سیدنا محمد ﷺ پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا تھا) پکا ہونے (یعنی ان پر اس عہد کے لازم کردینے) کے بعد، اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جسکے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے (یعنی نبی پاک ﷺ پر ایمان لانے اور صلہ رحمی وغیرہ کا، ان، "بہ" کی ضمیر سے بدل ہے) اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں (نافرمانی کر کے لوگوں کو ایمان لانے سے روک کر) وہی (یعنی مذکورہ اوصاف کے حامل) نقصان میں ہیں (آگ ان کا ابدی ٹھکانہ ہے) بھلا تم کیونکر منکر ہو گئے (اے اہلِ مکہ) خدا کے حالانکہ تم مردہ تھے (یعنی صلبوں میں نطفے کی صورت میں تھے) اس نے تمہیں جلایا (رحموں میں اور دنیا میں روح پھونکنے کے ساتھ، یہاں استفہام تعجب کیلئے ہے یعنی واضح دلیل کے قائم ہونے اور زجر و توبیخ کے باوجود ان کا کفر

پر مصر رہنا انتہائی تعجب انگیز ہے) پھر تمہیں مارے گا (تمہاری موت کے مقررہ وقت پر) پھر تمہیں جلائے گا......۸......(قیامت میں زندہ کرکے) پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے (قیامت میں اٹھنے کے بعد، پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیگا، اس آیتِ کریمہ میں اللہ ﷻ نے منکرینِ بعث پر دلیل قائم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا) وہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے (یعنی زمین اور جو کچھ اس میں ہے) تمام کا تمام (تاکہ تم اس سے نفع اٹھاؤ اور عبرت حاصل کرو) پھر استواء فرمایا (زمین کی تخلیق کے بعد یعنی قصد فرمایا) آسمان کی طرف تو ٹھیک بنائے (ھن ضمیر السماء کی طرف راجع ہے کیونکہ السماء باعتبار مایؤول الیہ معنا جمع ہے یعنی انہیں ٹھیک کر دیا جیسا کہ دوسری آیتِ مبارکہ میں ہے فقضاھن) سات آسمان اور وہ سب کچھ جانتا ہے (مجملا ومفصلا ہر چیز کو، تو کیا تم عبرت نہیں پکڑتے کہ جو ابتداءً ان چیزوں کے پیدا کرنے پر قادر ہے تو کیا وہ مرنے کے بعد تمہیں دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا؟)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھاالناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون﴾

یایھا الناس: جملہ فعلیہ ندائیہ، اعبدوا: فعل، واو ضمیر ذوالحال، لعلکم تتقون: حال، ملکر فاعل، ربکم: موصوف، الذی خلقکم: معطوف علیہ، والذین من قبلکم: معطوف، ملکر صفت اول، موصوف صفت ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء۔

﴿الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم﴾

الذی: اسم موصول، جعل لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، الارض فراشا والسماء بناء: معطوف علیہ بامعطوف ملکر مفعول، فعل بامتعلقات جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، وانزل من السماء ماءً: جملہ فعلیہ معطوف اول، فاخرج بہ ،......الخ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، معطوف علیہ معطوفین سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر صفت ثانی ربکم کیلئے۔

﴿فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون﴾

ف: تعلیلیہ، لاتجعلوا: فعل نہی، واو ضمیر ذوالحال، للہ: ظرف لغو، اندادا: مفعول، وانتم تعلمون: حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ تعلیلیہ۔

﴿وان کنتم فی ریب ممانزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ﴾

و: استئنافیہ، ان: شرطیہ، کنتم فی ریب ممانزلنا علی عبدنا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اتوا بسورۃ من مثلہ: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿وادعوا شھداء کم من دون اللہ﴾

وَ: عاطفہ، ادعوا شهداء كم من دون الله: فعل امر بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ ہوکر معطوف (فَأْتُوا) پر۔

﴿ان كنتم صدقين﴾

ان: شرطیہ، كنتم صدقين: جملہ فعلیہ شرط، فافعلوا ذلك: جملہ فعلیہ جواب شرط محذوف، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التى وقودها الناس والحجارة اعدت للكفرين﴾

ف: استئنافیہ، ان: شرطیہ، لم تفعلوا: جملہ فعلیہ شرط، ولن تفعلوا: جملہ معترضہ، ف: جزائیہ، اتقوا: فعل، النار: موصوف، التى وقودها الناس والحجارة: مبتدا وخبر ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر صفت اول، اعدت للكفرين: جملہ فعلیہ صفت ثانی، مرکب توصیفی مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وبشر الذين امنوا وعملوا الصلحت ان لهم جنت تجرى من تحتها الانهر﴾

و: عاطفہ بشر: فعل امر انت ضمیر فاعل، الذين: موصولہ، امنوا وعملوا الصلحت: معطوف معطوف علیہ ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر مفعول اول، انّ: حرف مشبہ بالفعل، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، جنت: موصوف، تجرى من تحتها الانهر: جملہ فعلیہ صفت، مرکب توصیفی مبتدا موَخر، جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی، بشر فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

﴿كلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذى رزقنا من قبل﴾

كلما: ظرف زمان متضمن بمعنی شرط، رزقوا منها من ثمرة رزقا: فعل باواو ضمیر نائب الفاعل ودونوں ظرف لغو ومفعول بہ ثانی سے ملکر جملہ فعلیہ شرط، الوا: فعل بافاعل، هذا الذى......الخ: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واتوا به متشابها﴾

و: استئنافیہ، اتوا به: فعل با نائب الفاعل وظرف لغو، متشابها: بہ کی ضمیر سے حال، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولهم فيها ازواج مطهرة وهم فيها خالدون﴾

و: مستانفہ، لهم: ظرف لغو خبر مقدم، فيها ازواج مطهرة: جملہ اسمیہ ہوکر مبتدا موَخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ......

و: عاطفہ، هم: مبتدا، فيها خلدوَن: خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الله لايستحى ان يضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها﴾

انّ: حرف مشبہ، الله: اسم جلالت اسم، لايستحى: فعل بافاعل، اَنْ: مصدریہ، يضرب: فعل بافاعل، مثلا: مبدل منہ، ما: ابہامیہ، بعوضة: معطوف علیہ، فما فوقها: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر بدل، جو مبدل منہ سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، لايستحى فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاما الذین امنوا فیعلمون انه الحق من ربهم﴾

ف: استئنافیہ،اما:حرف شرط،الذین امنوا:موصول صلہ ملکرمبتدا،ف:جزائیہ،یعلمون:فعل وفاعل،انہ:حرف مشبہ بالاسم، الحق، ذوالحال،من ربکم: حال،ملکرخبر،جملہ اسمیہ ہوکرمفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکرخبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکرجزاء ،مهما یکن شیئ فی الدنیا:شرط محذوف،شرط وجزاملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ واماالذین کفروا فیقولون ماذا اراد الله بهذا مثلا﴾

و:عاطفہ،اما:شرطیہ،الذین کفروا:موصول صلہ ملکرمبتدا،ف:جزائیہ،یقولون:فعل بافاعل،ما:استفہامیہ مبتدا،ذا:موصول،اراد الله ...... الخ:صلہ،موصول صلہ ملکرخبر،جومبتدا سے ملکرمفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکرخبر، مبتدا خبر ملکرمحذوف شرط مهما یکن من شیی فی الدنیا کی جزاء،شرط جزاءملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا ومایضل به الاالفسقین﴾

یضل به کثیرا:فعل بافاعل وظرف لغومفعول جملہ فعلیہ مستانفہ،ویهدی به کثیرا:ماقبل پرمعطوف،و: مستانفہ،ما: نافیہ،یضل به ،فعل بافاعل وظرف لغو،الا: اداۃ حصر،الفسقین:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿الذین ینقضون عهدالله من بعد میثاقه﴾

الذین:موصول،ینقضون عهد الله من بعد میثاقه:فعل بافاعل ومرکب اضافی مفعول وظرف لغو،جملہ فعلیہ ہوکرصلہ،موصول صلہ ملکرصفت(الفاسقین) کی۔

﴿ویقطعون ماامر الله به ان یوصل ویفسدون فی الارض﴾

و:عاطفہ،یقطعون:فعل بافاعل،ما:موصولہ،امر الله به ان یوصل:فعل بافاعل وظرف لغووبتاویل مصدر مفعول سے ملکر صلہ،موصول صلہ ملکرمفعول،جملہ فعلیہ ہوکرینقضون پرمعطوف،و:عاطفہ،یفسدون فی الارض:فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿اولئک هم الخسرون﴾

اولئک:مبتدا،هم الخسرون:جملہ اسمیہ ہوکرخبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کیف تکفرون بالله وکنتم امواتافاحیکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیه ترجعون﴾

کیف:بمعنی علی ایۃ حال حال مقدم،تکفرون:فعل،واوضمیرذوالحال،بالله:ظرف لغو،وکنتم امواتا...... الخ:جملہ فعلیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکرحال،ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے ملکرفاعل،فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ۔

﴿ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا﴾

ھو :مبتدا،الذی :موصول،خلق :فعل بافاعل،لکم :متعلق بالفعل،مافی الارض :موصول صلہ ملکر ذوالحال،جمیعا: حال،ذوالحال حال ملکر مفعول،خلق فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم استوی الی السماء فسوھن سبع سموات﴾

ثم :عاطفہ،استوی الی السماء :فعل بافاعل وظرف لغو ماقبل خلق پر معطوف......ف: عاطفہ......سوّھن سبع سموت :فعل با فاعل ومفعولین جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿وھوبکل شی ءعلیم﴾

و :مستانفہ،ھو :مبتدا،ب: جار، کل شیئ :مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور،ظرف لغومقدم،علیم :شبہ فعل ھو ضمیر فاعل اورظرف لغومقدم سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ سمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان اللہ لا یستحی......☆جب اللہ ﷻ نے آیت مثلھم کمثل الذی اورآیت او کصیب میں منافقوں کی دومثالیں بیان فرمائیں تو منافقوں نے یہ اعتراض کیا کہ اللہ ﷻ اس سے بالاتر ہے کہ ایسی مثالیں بیان فرمائے اس کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

”یا یھا الناس“ کے خطاب سے مراد کون ھیں؟

۱......علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس بارے میں اپنی تفسیر الدر المنثور فی التفسیر المأثور میں حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ ”یایھا الذین امنوا“ کا خطاب جن آیات مبارکہ میں ہے وہ مدینہ شریف میں نازل ہوئیں اورجن آیاتِ مبارکہ میں یایھا الناس کا خطاب ہے وہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔ (الدالمنثور، ج ۱، ص۷۳)

انعاماتِ خداوندی:

۲......اللہ رب العالمین نے اپنے بندوں پر طرح طرح کے انعامات فرمائے ہیں،جن میں سے چند ایک کا تذکرہ مذکورہ رکوع میں کیا مثلاً زمین کو جائے قرار بنایا تو آسمان کو سائبان بنا کر اس سے بارش برسائی،نیز کھانے کو پھل اور سبزیاں اگائیں،پس مخلوق پر لازم ہے کہ وہ ان انعامات پر اپنے پروردگار ﷻ کا شکر بجالائے۔

قرآنِ کریم کا معجزہ ہونا:

۳۔۔۔۔۔قرآنِ کریم آقائے دو جہاں ﷺ کا ایسا زندہ وجاوید معجزہ ہے کہ اس آیتِ مبارکہ کے نزول سے پہلے اللہ عزوجل نے مکی سورتوں میں بھی عرب کے فصحاء وبلغاء کو قرآنِ کریم کی نظیر لانے کا چیلنج کرتے ہوئے سورۃ الاسراء میں ارشاد فرمایا ﴿قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم ۔۔۔۔۔۔(الاسراء:۸۸)﴾

جب پورے قرآن کریم کی مثل نہ لا سکے تو سورۂ ھود میں ارشاد فرمایا ﴿فاتوا بعشر سور من مثلہ (ھود:۱۳)﴾ اور جب دس سورتیں بھی نہ لا سکے تو سورۂ یونس میں ارشاد فرمایا ﴿فاتوا بسورۃ مثلہ (یونس:۳۸)﴾ اور جب یہ بھی نہ کر سکے تو سورۂ طور میں ارشاد فرمایا ﴿فلیاتوا بحدیث مثلہ (طور:۳۴)﴾ ۔

قرآنِ مجید کی مثل لانے بارے میں اگر کوشش کی ہے تو انہی لوگوں نے جو دامنِ اسلام سے وابستہ نہیں جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے اپنی جھوٹی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے اپنے پاس سے چند ایک بے معنی وبیہودہ لغویات پر مبنی کلام پیش کیا اور اسی کی پیروی کرتے ہوئے اس کی ناخلف ذریت میں سے کئی ایک دشمنانِ اسلام نے اپنی سی کوششیں کیں لیکن کامیابی تو درکنار اپنے ہی منہ کی کھائی۔

انعاماتِ جنت:

۴۔۔۔۔۔قرآنِ کریم کا یہ اسلوب ہے کہ جہاں مؤمنین کا تذکرۂ خیر ہو تو ان کے متصل کفار ومنافقین کا بھی تذکرہ ہوتا ہے، اسی طرح جب جنت کے تذکرے ہوں تو ساتھ ہی جہنم کا ذکر بھی ہوتا ہے، اس رکوع میں جہاں کفار کے لئے جہنم کی وعید کا تذکرہ ہوا وہیں مؤمنین کے لئے جنت کی خوشخبری اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ بھی کر دیا گیا، چنانچہ یہاں اس مقام پر ہم جنت اور اس کی نعمتوں کا ذکر کر رہے ہیں آئندہ کسی مقام پر جہنم کے بارے میں گفتگو کریں گے۔

☆۔۔۔۔۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''جمع کا صیغہ جنّٰت اس لئے ذکر فرمایا کیونکہ جنتیں سات ہیں: جنت فردوس، جنت عدن، جنت نعیم، دار الخلد، جنت ماوی، دار السلام اور علیین۔'' (المفردات، ص۱۰۶)

☆۔۔۔۔۔جنت کے پھل رنگ میں باہم ملتے جلتے ہونگے لیکن ذائقے انکے جدا جدا ہوں گے، اسی لئے جنتی جب ایک کے بعد دوسرا پھل کھائیں گے تو گمان کریں گے کہ یہ وہی دنیا والے پھل ہی ہیں۔ (الخازن، ج۱، ص۳۲)

☆۔۔۔۔۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو پہلا گروہ جنت میں داخل ہو گا ان کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہو گا، نہ تو وہ اس میں تھوکیں گے، نہ ہی ناک سے ریزش آئے گی اور نہ ہی فضلہ خارج ہو گا، انکے برتن سونے کے تو کنگھے سونے اور چاندی کے ہونگے، اس میں خوشبو عود کی ہوگی اور انکا پسینہ بھی عود کی طرح خوشبودار ہی ہو گا، ہر جنتی کو ایسی دو بیویاں ملیں گی جنکی

پنڈلیوں کا مغز گوشت کے باہر سے نظر آئے گا، یہ انکے حسن کی ایک جھلک ہے، انکے دلوں میں اختلاف وبغض نہ ہوگا، سب کے دل ایک طرح کے ہونگے اور وہ صبح وشام اللہ ﷻ کی تسبیح کریں گے" (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة، ص ٥٤١)

☆......امام طبرانی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنت میں پیشاب اور جنابت ایک پسینہ ہوگا جو جنتیوں کے بالوں کے نیچے سے لیکر پیروں تک نکلے گا اور اس سے مشک کی خوشبو آئے گی۔ (الدر المنثور، ج ١، ص ٨٦)

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جنت میں مومن کا زیور وہاں تک ہوگا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے"۔ (صحیح مسلم، کتاب الطھارة، باب تبلغ الحلیة، ص ١٤٤)

☆......حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ ﷻ نے جنت کی دیواریں ایک سونے اور ایک چاندی کی اینٹ سے بنائیں پھر اس میں نہریں جاری فرمائیں اور درخت اگائے پھر جب ملائکہ نے جنت کا حسن دیکھا تو کہا اے بادشاہ کے مکانو! تمہارے لئے سعادت ہے۔ (الترغیب والترھیب، کتاب صفة الجنت، فصل فی البناء الجنة، ج ٤، ص ٢٤٣)

☆......حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ جنت کے دروازوں کے پٹوں میں سے دو پٹ کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے اور اس پر ایک ایسا دن آئے گا کہ یہ ازدحام اور بھیڑ سے بھری ہوگی۔

(الترغیب والترھیب، کتاب صفة الجنت، باب الترغیب فی الجنة، ج ٤، ص ٢٧٢)

جنت کی نہریں:

۵......جنت میں چار نہریں ہیں: شراب کی نہر، دودھ کی نہر، شہد کی نہر اور پانی کی نہر۔ (تفسیر ابن عباس، ص ٧)

فاسق کی تعریف:

۶......شرع میں فاسق اس نافرمان کو کہتے ہیں جو کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو، اس کے تین درجے ہیں: (۱)......تغابی: وہ یہ ہے کہ آدمی اتفاقیہ کسی کبیرہ کا مرتکب ہوا اور اسکو برا بھی جانتا ہو۔ (۲)......انہماک: یہ ہے کہ کبیرہ کا عادی ہوگیا اور اس سے بچنے کی پرواہ نہ رہی۔ (۳)......جحود: یہ ہے کہ حرام کو اچھا جان کر ارتکاب کرے، اس درجے والا ایمان سے محروم ہو جاتا ہے، پہلے دو درجوں میں جب تک اکبر کبائر (شرک وکفر) کا ارتکاب نہ کرے اس پر مومن کا اطلاق ہوتا ہے، یہاں فاسقین سے وہی نافرمان مراد ہیں جو ایمان سے خارج ہوگئے ہیں۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ٤٨)

اللہ تعالیٰ کے عہد سے مراد:

۷......اللہ ﷻ کے عہد سے مراد وہ عہد ہے جو سابقہ کتب میں حضور سرورِ کونین ﷺ پر ایمان لانے کے بارے میں لیا گیا

تھا۔ (الجمل،ج۱، ص۴۹)

بعث بعد الموت:

۸۔.... کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ عزوجل کی قدرت کا شاہکار ہے، مشرکین کا یہ اشکال کہ مرنے کے بعد انسانی اجسام بوسیدہ ہوجاتے ہیں، مٹی میں مل جاتے ہیں، پھر مختلف زلزلوں اور طوفانوں کے باعث ان کے ذرات بکھر کر دوسرے ذرات میں خلط ملط ہو جاتے ہیں، لہذا اللہ عزوجل انہیں دوبارہ کیسے زندہ فرمائے گا؟ پس اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا تم محض اپنی عقل کے گھوڑے دوڑا رہے ہو ﴿کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا ...... الخ......؟......﴾۔

اغراض:

عقابه: سے تتقون کے مفعول محذوف کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ ولعل فی الاصل للترجی: لغت کے اعتبار سے ترجی کے معنی یہ ہیں کہ کسی پسندیدہ کام میں گمان کے اعتبار سے توقع رکھنا۔ خلق: جعل بمعنی خلق ہے، جعل کے دو مفعول ہیں ایک الارض اور دوسرا فراشاً جس کے بارے میں مفسر نے کہا کہ حال ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ صیر کے معنی میں ہو پس اس صورت میں فراشاً، جعل کا مفعول ثانی قرار پائے گا۔ اور ثانی صورت کے لحاظ سے معنی یہ بنے گا کہ ایک چیز عدم سے وجود میں آ گئی۔ لتعینکم: ادعوا قول کے لئے علت ہے۔ سقفاً: اس کی صراحت ﴿وجعلنا السماء سقفا محفوظا﴾ میں ہے۔

انه الخالق: ہمزہ کی فتح کے ساتھ مصدر کی تاویل میں ہو کر تعلمون دو مفعول کے ساتھ پایا جائے گا یعنی تعلمونه خالقاً یعنی تم جانتے ہو کہ اللہ عزوجل خالق ہے۔ ولا یکون الها الا من یخلق: یہ اتمام دلیل ہے، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿افمن یخلق کمن لا یخلق افلا یذکرون﴾۔ انه من عند اللہ: کلام میں جار محذوف ہے اصل عبارت بانه ہے۔ ای المنزل: مراد قرآن ہے، اور اس تفسیر پر سورۂ یونس ﴿قل فاتوا بسورة مثله﴾ شاہد ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ضمیر عائد ہو عبدنا پر، اور اس سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کسی سے اس جیسی سورت لے لاؤ، جب کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُمی عربی اور بقول تمہارے تمہاری مثل بشر ہیں اور اس حیثیت سے پھر کبھی مناظرہ نہ ہوا۔ ومن للبیان: اور یہ بھی احتمال ہے کہ من تبعیضیہ ہو لیکن اول صورت (من کے بیانیہ ہونے کے حوالے سے) قریب ترین ہے۔ فی البلاغة: اس قید کو ذکر کر کے مماثلت کی وجہ کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

اقلها ثلاث آیات: یہ ساری باتیں بیان واقعیہ کے لئے ہیں نہ کہ لائی جانے والی سورت کی تعریف میں، اور چھوٹی صورت تین آیات پر مشتمل ہوتی ہے اگر بالفرض دو آیات پر بھی مشتمل ہوتو یہ لوگ پھر بھی اُس کی مثل لانے سے عاجز ہوں گے۔ آلھتکم: جنہیں اپنے گمان فاسد میں گواہ جانتے تھے کہ یہ بت قیامت میں ان کی گواہی دیں گے۔ اعتراض: شرط اور جواب شرط کے مابین جملہ معترضہ ہے، اس سے مقصود کافروں کے قرآن کی مثل لانے پر عاجز ہونے پر تاکید کرنا ہے اور یہ جملہ ﴿لم تفعلوا﴾ پر معطوف نہیں ہے۔

کـاصـنـامھم منھا :اصنام میں صرف بتوں کواس لئے خاص کیا کہ یہ پتھر سے بنے ہوتے ہیں اور مطلقاً جہنم میں جائیں گے،اللہ ﷻ نے ارشادفرمایا﴿انکم وما تعبدون من دون الله حصب جھنم ﴾اوراس سے حضرت عیسی علیہ السلام،عزیر علیہ السلام اور صالحین میں سے جنہیں بھی معبود کہا گیا خارج ہیں،اور صرف بت ہی آگ میں داخل کئے جائیں گے اگر چہ غیر مکلف ہیں انہیں آگ میں ان کی عبادت پر اہانت کے پیش نظر ڈالا جائے گا اوراس لئے بھی کہ کافروں کوان بتوں کی عبادت کے سبب سے عذاب دیا جائے گا نہ کہ محض ایذا رسانی کے لئے ۔اخبر:مفسر نے بشر کی تعبیر اخبر سے اس لئے کی ہے کہ بشارت کے معنی مطلق خبر کے ہیں لیکن اس میں غلبہ خیر کی خبر کا ہے اوراس کی ضد یعنی بُری خبر میں بھی یہ لفظ مستعمل ہے جیسے﴿فبشـرھـم بعذاب الیم ﴾،پس یہ جامع تشبیہ ہے کہ دونوں ہی تشبیہات ہمارے مولا ﷻ سے صادر ہوئیں ہیں اور مولا ﷻ اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹتا۔

من الفروض : جیسے پانچ نمازیں،رمضان کے روزے،زندگی میں ایک بار حج،مال کی زکوۃ،اسلام دشمنوں کے خلاف جہاد۔النوافل :یعنی نفلی نماز،نفلی روزے،فقراء سے ہمدردی وغیرہ بھلائیاں،اور نیک اعمال حسب طاقت مراد ہیں جیسے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا﴿فاتقوا الله ما استطعتم﴾۔حدائق:حدیقۃ کی جمع ہے،مراد اچھا باغ ہے،آگے مفسر علیہ الرحمۃ نے جنت کے انعام واکرام کا ذکر کیا ہے جسے ہم نے ماقبل انعامات جنت کے حوالے سے ذکر کردیا ہے یہاں طوالت کے خوف سے دوبارہ ذکر نہیں کر رہے۔

ای قبله فی الجنة: یہ عبارت نکال کراس احتمال کارد کردیا گیا ہے کہ جنتیوں کے مقولہ میں من قبل فی الدنیا کارد ہو جائے۔

لایفنون :نہ تو جنت میں جنتیوں کوکوئی مرض ہوگا،نہ کپڑے بوسیدہ ہوں اور نہ ہی جوانی فنا ہو۔و کل قذر :یعنی نفاس،تھوک،رینٹھ،نہ تو جنت میں انزال ہوگا،نہ حمل،نہ ولادت،نہ ہی وہاں کھانا پینا بھوک و پیاس کی وجہ سے ہوگا بلکہ تلذذ کی وجہ سے ہوگا۔یجعل :یضرب کا معنی یجعل ذکر کرکے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ یجعل دومفعولوں کونصب دیتا ہے ان میں سے ایک مثلاً ہے اور دوسرا بعوضۃ ہے۔لتاکید الخسة :یعنی یہاں ما سے مطلق زیادت مرادنہیں ہے بلکہ یہاں خست اور تحقیر کی تاکید بیان کرنا مراد ہے۔ای اکبر منھا :یعنی جسم میں مچھر سے بڑا ہو جیسا کہ اونٹ ہوتا ہے اوراحتمال یہ ہے کہ﴿ فـمـا فوقھا﴾ سے مراد کوئی خسیس چیز جیسے مکی کا دانہ ہی ہو مراد ہے۔وھـو البق:اس سے مراد پسو یا کھٹل ہے جو کہ اپنی چونچ کے ذریعے بڑے اونٹ کو بھی قتل کردے اور یہی نمرود کا بھی قاتل تھا،المختصر۔ای لا یترک بیانه :اللہ ﷻ کے بارے میں حیاء کے معنی جہاں بھی قرآن وحدیث میں ہیں یہی مراد ہے اور مجازاً لازم کا ارادہ کرتے ہوئے ملزوم پر اطلاق کیا گیا ہے۔لکفـرھم به :ان کی گمراہی کی دلیل کفر ہے۔بـالـنبی :یعنی نبی پاک ﷺ کی تعظیم و توقیر،ان کی مدد ونصرت،ان پر ایمان لانا اوران کی پیروی کرنا شامل ہے۔والـرحـم:یعنی قرابت داروں پر احسان کرے،ان کے ساتھ خیرخواہی اور بھلائی کرے۔والتعویق عن الایمان :خاص کا عام پر بطور عطف احتمال ہے،اس لئے کہ ایمان سے روکنا سب سے بڑی نافرمانی ہے۔فـی الاصـلاب :بطور اختصار اور قصر کے پیش نظر صرف نطفہ کوذکر کیا جب کہ رحم مادر میں مضغہ،علقہ اور مردہ

بھی اسی طرح پایا جاتا ہے۔ای الارض ومافیھا: عالم سفلی اپنے تمام اجزاء سمیت مراد ہے،اور الارض میں الف لام جنس کا ہے پس اس لحاظ سے ساتوں زمینیں مراد ہیں۔یا اھل مکۃ: خطاب کے لحاظ سے جن وانس، اہل مکہ کے ہوں یا کسی اور مقام کے سب اس عموم میں داخل ہیں۔مجملاً ومفصلاً: یہ اہل سنت کا مذہب ہے، برخلاف ان کے جو اللہ ﷺ کے لئے اشیاء کا مفصل طور پر علم نہ مانے وہ کافر ہے۔ (الصاوی، ج۱،ص۱۰وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿و﴾ اذْکُرْ یَا مُحَمَّدُ ﴿اذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ﴾ یَخْلُفُنِیْ فِیْ تَنْفِیْذِ اَحْکَامِیْ فِیْهَا،وَهُوَ اٰدَمُ ﴿قالوا اتجعل فیها من یفسد فیها﴾ بِالْمَعَاصِیْ ﴿ویسفک الدماء﴾ یُرِیْقُهَا بِالْقَتْلِ کَمَا فَعَلَ بَنُوْ الْجَانِّ وَکَانُوْا فِیْهَا ،فَلَمَّا اَفْسَدُوْا ،اَرْسَلَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰئِکَةَ فَطَرَدُوْهُمْ اِلَی الْجَزَائِرِ وَالْجِبَالِ ﴿ونحن نسبح﴾ مُتَلَبِّسِیْنَ ﴿بحمدک﴾ اَیْ نَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ﴿ونقدس لک﴾ نُنَزِّهُکَ عَمَّا لَا یَلِیْقُ بِکَ، فَاللَّامُ زَائِدَةٌ وَالْجُمْلَةُ حَالٌ اَیْ فَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْاِسْتِخْلَافِ ﴿قال﴾ تَعَالٰی ﴿انی اعلم مالا تعلمون(۳۰)﴾ مِنَ الْمَصْلِحَةِ فِیْ اِسْتِخْلَافِ اٰدَمَ وَاِنَّ ذُرِّیَّتَهٗ فِیْهِمُ الْمُطِیْعُ وَالْعَاصِیْ فَیَظْهَرُ الْعَدْلُ بَیْنَهُمْ، فَقَالُوْا لَنْ یَّخْلُقَ رَبُّنَا خَلْقًا اَکْرَمَ عَلَیْهِ مِنَّا ،وَلَا اَعْلَمُ، لِسَبْقِنَا لَهٗ وَرُؤْیَتِنَا مَالَمْ یَرَهُ اللّٰهُ فَخَلَقَ تَعَالٰی اٰدَمَ مِنْ اَدِیْمِ الْاَرْضِ اَیْ وَجْهِهَا بِاَنْ قَبَضَ مِنْهَا قُبْضَةً مِنْ جَمِیْعِ اَلْوَانِهَا وَعُجِنَتْ بِالْمِیَاهِ الْمُخْتَلِفَةِ وَسَوَّاهُ وَنَفَخَ فِیْهِ الرُّوْحُ فَصَارَ حَیَوَانًا حَسَّاسًا بَعْدَ ذٰلِکَ اِنْ کَانَ جِمَادًا ﴿وعلم ادم الاسماء﴾ اَیْ اَسْمَاءَ الْمُسَمَّیَاتِ ﴿کلها﴾ حَتّٰی الْقَصْعَةَ وَالْقُصَیْعَةَ وَالْفَسْوَةَ وَالْفُسَیَّةَ وَالْمِغْرَفَةَ بِاَنْ اَلْقٰی فِیْ قَلْبِهٖ عِلْمَهَا ﴿ثم عرضهم﴾ اَیِ الْمُسَمَّیَاتِ وَفِیْهِ تَغْلِیْبُ الْعُقَلَاءِ ﴿علی الملئکۃ فقال﴾ لَهُمْ تَبْکِیْتًا ﴿انبئونی﴾ اَخْبِرُوْنِیْ ﴿باسماء هؤلاء﴾ اَلْمُسَمَّیَاتِ ﴿ان کنتم صدقین(۳۱)﴾ فِیْ اَنِّیْ لَا اَخْلُقُ اَعْلَمَ مِنْکُمْ اَوْ اِنَّکُمْ اَحَقُّ بِالْخِلَافَةِ وَجَوَابُ الشَّرْطِ دَلَّ عَلَیْهِ مَاقَبْلَهٗ ﴿قالوا سبحنک﴾ تَنْزِیْهًا لَّکَ عَنِ الْاِعْتِرَاضِ عَلَیْکَ ﴿لاعلم لنا الا ما علمتنا﴾ اِیَّاهُ ﴿انک انت﴾ تَاکِیْدٌ لِّلْکَافِ ﴿العلیم الحکیم(۳۲)﴾ اَلَّذِیْ لَا یَخْرُجُ شَیْءٌ عَنْ عِلْمِهٖ وَحِکْمَتِهٖ ﴿قال﴾ تَعَالٰی ﴿یادم انبئهم﴾ اَیِ الْمَلٰئِکَةِ ﴿باسمائهم﴾ اَلْمُسَمَّیَاتِ فَسَمّٰی کُلَّ شَیْءٍ بِاِسْمِهٖ وَذَکَرَ حِکْمَتَهُ الَّتِیْ خُلِقَ لَهَا ﴿فلما انباهم باسمائهم قال﴾ تَعَالٰی لَهُمْ مُوَبِّخًا ﴿الم اقل لکم انی اعلم غیب السموت والارض﴾ مَاغَابَ فِیْهِمَا ﴿واعلم ما تبدون﴾

تُظْهِرُوْنَ مِنْ قَوْلِكُم اَتَجْعَلُ فِيْهَا ...... الخ ﴿وما كنتم تكتمون(۳۳)﴾ تَسُرُّوْنَ مِنْ قَوْلِكُمْ لَن يَّخْلُقَ اللّٰهُ اَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنَّا وَلاَ اَعْلَمُ ﴿و﴾ اذْكُرْ ﴿اذ قلنا للملئكة اسجدوا لادم﴾ سُجُوْدَ تَحِيَّةٍ بِالْاِنْحِنَآءِ ﴿فسجدوا الا ابليس﴾ هُوَ اَبُو الْجِنِّ كَانَ بَيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ ﴿ابى﴾ اِمْتَنَعَ مِنَ السُّجُوْدِ ﴿واستكبر﴾ تَكَبَّرَ عَنْهُ وَقَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ﴿وكان من الكفرين (۳۴)﴾ فِىْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وقلنا يادم اسكن انت﴾ تَاكِيْدٌ لِلضَّمِيْرِ الْمُسْتَتِرِ لِيُعْطِفَ عَلَيْهِ ﴿وزوجك﴾ حَوَّآءَ بِالْمَدِّ وَكَانَ خَلْقُهَا مِنْ ضِلْعِهِ الْاَيْسَرِ ﴿الجنة وكلا منها﴾ اَكْلاً ﴿رغدا﴾ وَاسِعًا لَا حَجْرَ فِيْهَا ﴿حيث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة﴾ اَىْ بِالْاَكْلِ مِنْهَا وَهِىَ الْحِنْطَةُ اَوِ الْكَرْمُ اَوْ غَيْرِهِمَا ﴿فتكونا﴾ فَتَصِيْرَا ﴿من الظلمين (۳۵)﴾ اَلْعَاصِيْنَ ﴿فازلهما الشيطن﴾ اِبْلِيْسُ اَذْهَبَهُمَا وَفِىْ قِرَاءَةٍ فَاَزَالَهُمَا نِحَاهُمَا ﴿عنها﴾ اَىِ الْجَنَّةِ بِاَنْ قَالَ لَهُمَا هَلْ اَدُلُّكُمَا عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَقَاسَمَهُمَا بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَهُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ فَاَكَلاَمِنْهَا ﴿فاخرجهما مما كانافيه﴾ مِنَ النَّعِيْمِ ﴿وقلنا اهبطوا﴾ اِلَى الْاَرْضِ اَىْ اَنْتُمَا بِمَا اِشْتَمَلْتُمَا عَلَيْهِ مِنْ ذُرِّيَّتِكُمَا ﴿بعضكم﴾ بَعْضُ الذُّرِيَّةِ ﴿لبعض عدو﴾ مِّنْ ظُلْمِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ﴿ولكم فى الارض مستقر﴾ مَوْضِعُ قَرَارٍ ﴿ومتاع﴾ مَّا تَتَمَتَّعُوْنَ بِهٖ مِنْ نَبَاتِهَا ﴿الى حين(۳۶)﴾ وَقْتَ اِنْقِضَآءِ اٰجَالِكُمْ ﴿فتلقى ادم من ربه كلمت﴾ اَلْهَمَهُ اِيَّاهَا وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِنَصْبِ اٰدَمَ وَرَفْعِ كَلِمَاتٍ اَىْ جَاءَهُ وَهِىَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا، اَلْاٰيَةَ فَدَعَا بِهَا ﴿فتاب عليه﴾ قَبِلَ تَوْبَتَهُ ﴿انه هو التواب﴾ عَلٰى عِبَادِهٖ ﴿الرحيم (۳۷)﴾ بِهِمْ ﴿قلنا اهبطوا منها﴾ مِنَ الْجَنَّةِ ﴿جميعا﴾ كَرَّرَهُ لِيُعْطِفَ عَلَيْهِ ﴿فاما﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَّةِ فِىْ مَا الزَّائِدَةِ ﴿ياتينكم منى هدى﴾ كِتَابٌ وَّ رَسُوْلٌ ﴿فمن تبع هداى﴾ فَاٰمَنَ بِىْ وَعَمِلَ بِطَاعَتِهٖ ﴿فلا خوف عليهم ولاهم يحزنون (۳۸)﴾ فِى الْاٰخِرَةِ بِاَنْ يَّدْخُلُوا الْجَنَّةَ ﴿والذين كفروا وكذبوا باياتنا﴾ كُتُبِنَا ﴿اولئك اصحب النار هم فيها خلدون (۳۹)﴾ مَاكِثُوْنَ اَبَدًا لَا يَفْنَوْنَ وَلَا يَخْرُجُوْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

اور (یادکرو! اے حبیب ﷺ) جب تمہارے رب نے فرشتوں ......۱...... سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب ......۲...... بنانے والا ہوں (یعنی وہ جو زمین میں میرے احکامات کا نفاذ کرے، اس سے مراد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہیں) بولے کیا ایسے کو نائب کریگا جو اسمیں فساد پھیلائے گا (نافرمانی کرکے) اور خون ریزیاں کرے گا (قتل کے ذریعے خون بہائے گا جیسا کہ جنوں نے زمین میں فساد کیا تو اللہ

نے ان پر فرشتوں کو بھیجا جنہوں نے انہیں جزیروں اور پہاڑوں کی طرف دھکیل دیا) اور ہم تیری تسبیح کرتے ہیں (اس حال میں کہ ہم اس کے ساتھ تیری حمد بھی ملاتے ہیں) تجھے سراہتے ہوئے (یعنی ہم سبحان اللّٰہ وبحمدہ کہتے ہیں) اور تیری پاکی بولتے ہیں (یعنی ہم ان باتوں سے تجھے بے عیب جانتے ہیں جو تیری شان کے لائق نہیں، لک میں لام زائدہ اور جملہ حال ہے یعنی ہم خلیفہ بننے کے زیادہ حقدار ہیں) فرمایا (اللہ عزوجل نے) مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے (یعنی تم نہ تو نیابتِ آدم کی مصلحت جانتے ہو اور نہ ہی یہ جانتے ہو کہ انکی ذریت میں مطیع اور نافرمان دونوں ہونگے جس سے ان میں توازن رہے گا، فرشتے آپس میں ایک دوسرے سے بولے: "اللہ عزوجل ہرگز ہم سے زیادہ علم وعزت والا تخلیق نہیں فرمائے گا، اس لئے کہ ہم اُن سے پہلے کے ہیں اور ہم نے ایسے عجائبات دیکھ رکھے ہیں جو کسی نے نہیں دیکھے، پھر اللہ جل جلالہ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو زمین کی مٹی سے پیدا فرمایا یعنی مختلف رنگوں کی مٹی لیکر اسے مختلف قسم کے پانیوں سے گوندھا، تو مٹی سے بنا پتلا ایک حساس مخلوق بن گیا جو اس سے پہلے ایک جامد شے کی صورت میں تھا) اور اللہ نے آدم کو سکھائے (چیزوں کے نام) تمام اشیاء کے (حتی کہ پیالہ اور پیالی، ریح اور پھسکی یا چمچہ وغیرہ جیسے تمام چیزوں کا علم بھی آپ کے قلبِ اطہر پر القاء فرمادیا) پھر سب اشیاء کو ملائکہ پر پیش کر کے (از روئے عتاب کے ارشاد) فرمایا (ھم کی ضمیر زیادہ علم والی مخلوق کو ذکر کر کے عقلاء کو غیر عقلاء پر غلبہ دیا گیا ہے) بتاؤ (یعنی خبر دو) ان (چیزوں) کے نام کی، اگر تم سچے ہو (اپنے اس دعوے میں کہ میں تم سے برتر پیدا نہیں کروں گا اور یہ کہ تمہی خلافت کے مستحق ہو، ان کنتم جملہ شرطیہ کے جواب پر ماقبل انبئونی دلالت کر رہا ہے) بولے پاکی ہے تجھے (یعنی تیری ذات اعتراض سے منزہ ہے) ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا (ہم تو صرف وہی جانتے ہیں) بیشک تو ہی ("انت" ک کی تاکید ہے) علم وحکمت والا ہے (یعنی جسکے علم وحکمت سے کوئی چیز باہر نہیں) فرمایا (اللہ عزوجل نے) اے آدم بتا دے انہیں (یعنی فرشتوں کو) سب اشیاء کے نام (یعنی ہر چیز کا نام، تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے ہر چیز کا نام مع اسکی حکمت کے جسکی وجہ سے وہ پیدا کی گئی تھی ذکر فرمادیا) جب آدم نے انہیں سب کے نام بتادیئے، فرمایا (اللہ جل جلالہ نے از رُوئے سرزنش کے) میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں زمین اور آسمان کی سب چھپی چیزیں (یعنی جو کچھ ان میں پوشیدہ ہے) اور میں جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے (ہو یعنی تمہارے قول "اتجعل فیھا...... الخ کو) اور جو کچھ تم چھپاتے ہو (یعنی تمہارے قول "لن یخلق اللّٰہ اکرم علیہ منا و لا اعلم" کو) اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ......۳......کرو (یعنی سجدۂ تعظیمی کرو) تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس ......۴......کے (جو کہ جنوں کا سردار تھا لیکن فرشتوں کے ساتھ رہتا تھا) منکر ہوا (یعنی سجدہ کرنے سے رکا رہا) اور غرور کیا (یعنی تکبر کیا اور کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں) اور کافر ہو گیا (اللہ جل جلالہ کے علم......۵......میں) اور ہم نے فرمایا اے آدم تو رہ (انت ضمیر، اسکن میں موجود ضمیر مستتر کی تاکید کیلئے ہے تاکہ اس پر عطف درست ہو سکے) اور تیری بیوی (حوّاء کو، یہ لفظ الف مدہ کے ساتھ ہے، اللہ نے اماں حوّاء کو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا فرمایا) جنت میں، اور کھاؤ اس میں سے (کُلا بمعنیٰ اَکَلا ہے) سیر ہو

کر (بغیر کسی روک ٹوک کے) جہاں تمہارا جی چاہے مگراس پیڑ کے پاس نہ جانا (کہ اس سے کچھ کھاؤ جو کہ گندم یا انگور یا اسکے علاوہ کوئی دوسرا درخت تھا) کہ ہو جاؤ گے (کان بمعنی صار ہے) حد سے بڑھنے والوں میں (یعنی بات نہ ماننے والوں میں) تو شیطان نے انہیں لغزش دی (یعنی ابلیس لعین نے ان دونوں کو نکلوا دیا، ایک قراءت میں فازالھما ہے یعنی دور کر دیا) اس (جنت سے، اس طرح کہ اس نے ان سے کہا: ''کیا میں تم دونوں کو شجر خلد نہ بتاؤں؟'' اور پھر ان دونوں کے سامنے اللہ کی قسم کھائی کہ وہ ان کا خیر خواہ ہے، لہذا انہوں نے اس درخت سے کھالیا) اور جہاں رہتے تھے وہاں سے (یعنی وہاں کی نعمتوں سے) انہیں الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا نیچے اترو (زمین پر تم اپنی آئندہ ذریت سمیت) تمہارے بعض (یعنی بعض ذریت) بعض کی دشمن ہے (یعنی ان میں سے بعض بعض پر ظلم کرینگے) اور تمہیں زمین میں ٹھہرنا (ہے، مستقر سے مراد جائے قرار ہے) اور برتنا ہے (یعنی اس کے نباتات سے نفع اٹھانا ہے) ایک وقت تک (یعنی اپنی عمروں کے پورا ہونے کے وقت تک) پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے......(جسے اللہ ﷻ نے آپ پر الہام فرمایا، ایک قرأت میں لفظ آدم منصوب ہے اور کلمات رفع کے ساتھ پڑھا گیا ہے یعنی یہ بات حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سکھائی گئی اور وہ کلمات یہ ہیں ﴿ربنا ظلمنا انفسنا......الخ﴾ پس حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے ان کلمات کے ساتھ دعا فرمائی) تو اللہ نے اسکی توبہ قبول فرمائی (یعنی انکی توبہ قبول کر لی) وہ ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا (اپنے بندوں کی) مہربان (ان پر)، ہم نے فرمایا تم اس (جنت) سے اتر جاؤ سارے کے سارے (قلنا اھبطوا کی تکرار تاکید کیلئے ہے تاکہ اگلے جملہ پر عطف درست ہو جائے) پھر اگر (اما اصل میں ان ما تھا، اس میں نون شرطیہ کا ما زائدہ میں ادغام ہے اور ما زائدہ ہے) تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے (یعنی کتاب و رسول) تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا (یعنی مجھ پر ایمان لایا اور فرمانبرداری کی) اسے نہ کوئی اندیشہ اور نہ کچھ غم (آخرت میں ہوگا، اس طرح کہ وہ جنت میں داخل ہوگا) اور وہ جو کفر کریں گے اور میری آیتیں جھٹلائیں گے (ایاتنا بمعنی کتبنا ہے) تو وہ دوزخ والے ہیں (وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ اس میں موت آئے اور نہ نکالے جائیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ﴾

و: عاطفہ، اذ: ظرفیہ، قال ربک للملئکۃ: فعل با فاعل و متعلق قول، انی: حرف مشبہ بااسم، جاعل: اسم فاعل، فی الارض: ظرف لغو، خلیفۃ: مفعول، شبہ جملہ ہو کر خبر، جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، قول مقولہ ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف (اذکروا) فعل محذوف کیلئے، فعل با فاعل و ظرف جملہ فعلیہ انشائیہ۔

﴿قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک﴾

قالوا: فعل با فاعل قول، ھمزہ: استفہامیہ، تجعل: فعل، انت ضمیر ذوالحال، فیھا: ظرف لغو، من: موصولہ، یفسد فیھا ویسفک

السدماء :معطوف علیہ با معطوف صلہ،موصول صلہ ملکر مفعول،ونحن نسبح بحمدک......الخ:حال،جوذوالحال سے ملکر فاعل، تجعل فعل بافاعل مقولہ،قول مقولہ جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قال انی اعلم مالا تعلمون﴾

قال :فعل بافاعل قول،انی :حرف مشبہ واسم، اعلم:فعل وفاعل،ما لاتعلمون :موصول صلہ ملکر مفعول،ملکر خبر،انّ اپنے اسم اورخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وعلم ادم الاسماء کلها ثم عرضهم علی الملئکة﴾

و :عاطفہ،علم ادم:فعل بافاعل ومفعول اول،الاسماء کلها :مؤکدتا کید ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،ثم: عاطفہ،عرض هم علی الملائکة:فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿فقال انبئونی باسماء هؤلاء ان کنتم صدقین﴾

ف :عاطفہ،قال:فعل بافاعل قول،انبئونی باسماء هولاء :فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف(ان کنتم صدقین) کی ترکیب گزرچکی ہے۔

﴿قالوا سبحنک لاعلم لنا الاماعلمتنا انک انت العلیم الحکیم﴾

قالوا :فعل بافاعل ملکر قول،سبحنک:مفعول مطلق اپنے عامل سے ملکر جملہ معترضہ،لا:نفی جنس،علم:مستثنیٰ منہ،لنا:ظرف مستقر خبر ،الا:حرف استثناء،ما علمتنا :موصول صلہ ملکر مستثنیٰ،مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ ملکر لائے نفی جنس کا اسم،جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ فعیہ،ان:حرف مشبہ،ک:موکد،انت ضمیر تاکید ملکر اسم،العلیم الحکیم:خبریں،ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

﴿قال یادم انبئهم باسمائهم﴾

قال:فعل بافاعل ملکر قول،یاادم:جملہ ندائیہ،انبئهم باسمائهم :فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالندا،مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما انباهم باسمائهم قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات والارض﴾

ف:عاطفہ علی محذوف معطوف علیہ فانباهم بها،لما:حرف شرط،انباهم باسمائهم :جملہ فعلیہ شرط، قال:فعل بافاعل قول،الم اقل لکم:فعل وفاعل ومتعلق،انی اعلم غیب،الخ:جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جزاء،شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واعلم ما تبدون وماکنتم تکتمون﴾

و: عاطفہ، اعلم: فعل بافاعل، ماتبدون وما کنتم تکتمون: معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر پہلے (اعلم الخ) پر معطوف۔

﴿واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین﴾

و: عاطفہ، اذ: ظرفیہ مضاف، قلنا للملئکۃ: فعل بافاعل وظرف لغو قول، اسجدوا لادم: جملہ فعلیہ مقولہ، قول مقولہ ملکر مضاف الیہ، جو مضاف سے ملکر اذکروا فعلِ محذوف کی ظرفِ مستقر، جملہ فعلیہ انشائیہ، ف: عاطفہ، سجدوا: فعل واو ضمیر مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، ابلیس: ذوالحال، ابیٰ واستکبر وکان من الکفرین: معطوف علیہ اپنے معطوف اول وثانی سے ملکر حال، ذوالحال حال ملکر مستثنیٰ، جو مستثنیٰ منہ سے ملکر فاعل، سجدو فعل اپنے متعلقات سے ملکر اسجدوا پر معطوف۔

﴿وقلنایاادم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما﴾

و: عاطفہ جس کا عطف (واذ قلنا) پر ہے، قلنا: فعل بافاعل، یادم: جملہ ندائیہ، اسکن انت وزوجک: فعل وضمیر مستتر مؤکد، انت تاکید، ملکر معطوف علیہ زوجک معطوف، ملکر فاعل، الجنۃ: مفعول، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وکلا منہا رغدا حیث شئتما: معطوف، ملکر مقصود بالنداء، مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولاتقربا ھذ ہ الشجرۃ فتکونا من الظلمین﴾

و: عاطفہ، لا تقربا ھذہ الشجرۃ: فعل نہی باضمیرِ مستتر فاعل ومفعول جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تکونا من الظلمین: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، جملہ معطوفہ جس کا عطف ماقبل جملے پر ہے۔

﴿فازلھما الشیطن عنہا فاخرجھمامما کانافیہ﴾

ف: عاطفہ، ازلھما الشیطن عنہا: فعل بامفعول وفاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اخرجھما مما کانا فیہ: فعل بافاعل و مفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ۔

﴿وقلنااھبطوا بعضکم لبعض عدو﴾

و: عاطفہ (قلنا یادم اسکن) پر عطف ہے، قلنا: قول، اھبطوا: فعل، واو ضمیر ذوالحال، بعضکم: مبتدا، لبعض: ظرفِ مستقر حالِ مقدم، عدو: ذوالحال مؤخر، حال ذوالحال ملکر خبر، جملہ اسمیہ ہوکر واؤ ضمیر سے حال، ذوالحال حال ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین﴾

و: عاطفہ، لکم: ظرفِ مستقر خبر مقدم، فی الارض: ظرفِ لغو مقدم، مستقر: معطوف علیہ، ومتاع الی حین: معطوف، ملکر مبتدا

مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فتلقی ادم من ربہ کلمت فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم﴾

ف: استئنافیہ ،تلقی ادم من ربہ کلمت :فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ مستانفہ، فتاب علیہ : جملہ فعلیہ، انّ: حرف مشبہ، ہ: ضمیر مؤکد، ھو: تاکید، ملکر اسم، التواب الرحیم: خبرین، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قلنا اھبطوا منھا جمیعا﴾

قلنا: قول، اھبطوا: فعل واو ضمیر ذوالحال، منھا: ظرف لغو، جمیعا: حال، حال ذوالحال ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فامایاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾

ف: عاطفہ، اِنْ: حرف شرط، ما: زائدہ، یاتینکم منی ھدی :فعل با نون تاکید ومفعول وظرف لغو وفاعل جملہ فعلیہ شرط،

ف: جزائیہ، من: اسم شرط مبتدا، تبع ھدای: فعل با فاعل ومفعول ملکر شرط،

ف: جزائیہ، لا: نافیہ، خوف: مبتدا، علیھم: متعلق بحذوف خبر ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ولا ھم یحزنون: جملہ اسمیہ معطوف، جو اپنے معطوف علیہ سے ملکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر خبر، اپنے ''من'' مبتدا سے ملکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون﴾

و: عاطفہ معطوف (من تبع) پر، الذین: اسم موصول، کفروا وکذبوا بایتنا :معطوف علیہ با معطوف صلہ، موصول صلہ ملکر مبتدا ،اولئک اصحاب النار: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ھم: مبتدا، فیھا خلدون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ثانی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فرشتے اور ان کی حقیقت:

۱......لفظِ ملائکہ قرآنِ پاک میں اڑسٹھ (68) بار آیا ہے جبکہ سورہ آل عمران میں سب سے زیادہ آٹھ مرتبہ آیا ہے۔فرشتوں کی حقیقت کے بارے میں علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مایۂ ناز تفسیر قرآن روح المعانی میں فرماتے ہیں: ''لوگ اس بات پر تو متفق ہیں کہ فرشتے سمعًا یا عقلاً موجود ہیں لیکن ان کی حقیقت کے بارے میں ان کی آراء مختلف ہیں، اکثر مسلمانوں کا نظریہ یہ ہے کہ وہ نورانی اجسام ہیں جبکہ ایک قول کے مطابق وہ اللہ عزوجل کے اذن سے فضاء میں اڑنے والی مخلوق

ہیں جو مختلف شکلیں اختیار کرنے پر بھی قادر ہے۔ نصاریٰ کے نزدیک انسانوں کی اچھے جسموں سے جدا ہونے والی ارواح کو فرشتہ کہتے ہیں اور خبیث جسموں سے جدا ہونے والی ارواح ان کے نزدیک شیاطین ہیں۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ فرشتے اپنی حقیقت میں نفوسِ ناطقہ کے برعکس محض جوہر ہیں اور ان میں سے بعض نے تصریح کی ہے کہ یہ عقول عشرہ اور ایسے نفوسِ فلکیہ ہیں جو فضاء میں حرکت کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک فرشتوں کی دو قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔۔وہ جو صرف معرفتِ حق میں مستغرق ہیں اور کسی دوسری جانب مشغول ہونے سے منزہ ہیں جیسا کہ ان کے بارے میں فرمانِ باری ﷻ ہے: ﴿یسبحون الیل والنہار لا یفترون (الانبیاء: ۲۰)﴾ ان سے مراد علیین اور ملائکہ مقربین ہیں۔

(۲)۔۔۔۔وہ جو آسمان سے لے کر زمین تک کے امور کی تدبیر پر مقرر ہیں جیسا کہ ان کے بارے میں فرمانِ باری ﷻ ہے: ﴿لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون (التحریم: ۶)﴾ اور ﴿فالمدبرٰت امرا (النازعات: ۵)﴾ ان میں سے کچھ زمینی ہیں تو کچھ آسمانی، ان کی صحیح تعداد اللہ ﷻ ہی جانتا ہے۔ فرشتے کبھی ایسے بدنوں میں ظاہر ہوتے ہیں جنکو ہر خاص و عام دیکھ سکتا ہے دراں حالیکہ وہ اپنی صورت پر بھی قائم رہتے ہیں، چنانچہ منقول ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حضور سرورِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے تو اسی وقت سدرۃ المنتھی پر بھی موجود ہوتے۔ فرشتوں کے بارے میں یہ تمام بحث ذکر کرنے کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "پس کامل ولی اللہ بھی اسی طرح بیک وقت کئی جگہ پر موجود ہو سکتے ہیں، اگرچہ یہ چیزیں بظاہر عقل سے بعید ہیں لیکن میرا اس پر ایمان ہے۔" (روح المعانی، الجزء الاول، ص ۲۹۶)

فرشتوں کی تعداد:

فرشتوں کی تعداد کے بارے میں حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **سعادۃ الدارین** میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے فرشتوں کی تعداد پوچھی جو ایک آدمی پر مقرر ہیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہر آدمی کے ساتھ دس فرشتے دن کو اور دس ہی رات کو مقرر ہوتے ہیں، ایک دائیں اور ایک بائیں، دو آگے پیچھے، دو ہونٹوں کے پاس، جو صرف حضور ﷺ پر پڑھا جانے والا درود شریف محفوظ کرتے ہیں اور دو اس کے پہلوؤں پر، اور ایک اس کی پیشانی پکڑے ہوتا ہے اگر عاجزی وانکساری کرے تو بلند کرتا ہے اور تکبر کرے تو نیچا دکھاتا ہے اور دسواں نیند کی حالت میں اس کے منہ میں سانپ داخل ہونے سے بچاتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ تین سو ساٹھ فرشتے ہوتے ہیں، اور جہانِ بالا و زیریں کا ایک ایک گوشہ ان فرشتوں سے بھرا پڑا ہے، جو حکمِ خداوندی کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جو انہیں حکم ملتا ہے۔

☆۔۔۔۔حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ حدیث موجود ہے کہ بیشک اللہ ﷻ نے مخلوق کے دس حصے کیے جن

میں نوحصے فرشتے اور ایک حصہ ساری مخلوق، اور حدیثِ معراج کی صحت پر اتفاق ہے میں ہے کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں، جب نکلتے ہیں تو دوبارہ نہیں لوٹتے، اور ترمذی، ابن ماجہ اور بزار میں حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: آسمان چرچرایا اور اسے چرچرانے کا حق ہے، اس میں چار انگل جگہ بھی ایسی نہیں جس پر کوئی نہ کوئی فرشتہ سربسجود نہ ہو۔ طبرانی وغیرہ میں حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوع حدیث ہے: ''سات آسمانوں میں ایسی جگہ نہیں، نہ قدم بھر، نہ بالشت بھر، نہ ہاتھ بھر کہ جس میں کوئی نہ کوئی فرشتہ قیام کرنے والا، رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا نہ ہو اور معلوم ہے کہ قرآنِ مجید کی رو سے وہ سب جہاں کہیں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں۔'' (سعادۃ الدارین مترجم، ج ۱، ص ۱۷۱، ۱۷۲)

نیابتِ آدم:

۲......لفظِ آدم قرآن مجید میں پچیس مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے نام کی وجہِ تسمیہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ''حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو آدم اس لئے کہتے ہیں کیونکہ انہیں ادیــــم الارض (یعنی زمین کی سطح) سے بنایا گیا، یعنی سرخ، سفید اور سیاہ مٹی سے، یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے رنگ بھی مختلف ہیں یعنی سرخ، سفید، سیاہ، پاک اور نجس۔ (الدر المنثور، ج ۱، ص ۱۰۰)

خلیفہ لفظاً مؤنث ہے لیکن اس لفظ کا اطلاق مذکر پر بھی ہوتا ہے کیونکہ اس کے آخر میں ھاء مبالغہ کے لئے ہے، مشہور یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہیں یعنی ان کے خلیفہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ زمین میں اللہ عزوجل کے نائب ہیں بلکہ ہر نبی زمین میں اللہ کا نائب ہوتا ہے تاکہ لوگوں کے سیاسی معاملات، ان کے نفوس کی تکمیل اور ان میں اللہ عزوجل کے احکام نافذ کرے حالانکہ اللہ عزوجل کسی نائب اور خلیفہ کے بغیر بھی ان کاموں کا نفاذ کرسکتا ہے۔ (روح المعانی، الجزء الاول، ص ۲۹۸)

فرشتوں کا سجدہ:

۳......علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ عبادت کے قصد سے پیشانی کو زمین پر رکھنا سجدہ کہلاتا ہے۔

(تفسیرِ بیضاوی مع حاشیہ شیخ زادہ، ج ۱، ص ۵۲۶)

امام نسفی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ صحیح قول کے مطابق فرشتوں کو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی کرنے کا حکم دیا گیا تھا، کیونکہ اگر یہ سجدہ اللہ عزوجل کے لئے ہوتا تو ابلیس قطعاً اس سے انکار نہ کرتا، سجدۂ تعظیمی پہلی امتوں میں جائز تھا مگر ہماری شریعت میں جائز نہیں کیونکہ جب حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ مخلوق کو اللہ عزوجل کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرنا چاہئے۔ (المدارک، ج ۱، ص ۸۰)

حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام، پھر

عزرائیل علیہ السلام اور پھر دیگر فرشتوں نے سجدہ کیا، دن جمعہ کا تھا، وقت زوال سے لیکر عصر تک کا تھا۔ ایک قول کے مطابق ملائکہ سو برس اور دوسرے قول کے مطابق پانچ سو برس تک سجدے میں رہے۔ (الجمل، ج۱، ص۵۹)

یہاں تک تو ہم نے جان لیا کہ فرشتوں نے بحکم الٰہی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا لیکن ہماری شریعت میں کسی کے لئے سجدۂ تعظیمی جائز نہیں ہے چنانچہ مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ ام المومنین صدیقہ فرماتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ ایک جماعت مہاجرین و انصار میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آکر حضور ﷺ کو سجدہ کیا صحابہ کرام نے عرض کی تو ہم تو زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم، اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج۲۲، ص۴۴۲)

مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا رسالہ الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ کا مطالعہ فرمائیں۔

ابلیس:

۴......لفظ ابلیس قرآن پاک میں گیارہ مرتبہ آیا ہے۔ حضرت علامہ شیخ سلیمان الجمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابلیس لعین کے لعنت کا طوق پہننے سے قبل اس کے مقام و مرتبہ کے بارے میں بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ابلیس چالیس ہزار سال جنت کا خازن رہا، فرشتوں کے ساتھ اَسّی ہزار سال رہا، فرشتوں کو بیس ہزار سال درس دیا، تیس ہزار سال کروبیین کا سردار رہا، ایک ہزار سال روحانیین کا سردار رہا، چودہ ہزار سال عرش کے گرد طواف کیا، پہلے آسمان پر اسکا نام عابد، دوسرے پر زاہد، تیسرے پر عارف، چوتھے پر ولی، پانچویں پر تقی، چھٹے پر خازن، ساتویں پر عزازیل اور لوح محفوظ پر اسکا نام ابلیس تھا لیکن وہ اپنے انجامِ کار سے غافل تھا۔'' (الجمل، ج۱، ص۶۰،۶۱)

علم کی تعریف:

۵......اعلیٰ حضرت علم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آگئی منکشف ہوگئی اور جس سے متعلق ہوگیا، اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، ص۱۷۷)

فضیلتِ علم:

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر جو فضیلت دی گئی اس کی ایک وجہ علم بھی ہے، اس لئے کہ یہ علم انہیں بذریعہ الہام عطا فرمایا گیا، یہاں سے پتہ چلا کہ علم الاسماء خلوتوں اور تنہائیوں کی عبادت سے افضل ہے۔

فضل العلم فی القرآن:

☆......﴿یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات واللہ بما تعملون خبیر اللہ تمہارے ایمان والوں کے اوران کے جن کوعلم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔(المجادلہ:۱۱)﴾

☆......﴿قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون کیا برابر ہیں جاننے والے اورانجان، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں (الزمر:۹)﴾

☆......﴿انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جوعلم والے ہیں۔(فاطر:۲۸)﴾

☆......﴿وقل رب زدنی علما اور عرض کروکہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے(طٰہٰ:۱۱۴)﴾

قرآنِ کریم میں اس کے علاوہ بھی بہت سی آیاتِ مبارکہ ہیں جوعلم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں یہاں اختصار ملحوظِ خاطر ہے۔

فضل العلم فی الحدیث:

☆......حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:''جس سے اللہ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ، ص ۱۷)

☆......حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''جوعلم کی تلاش میں نکلے جب تک لوٹ نہیں وہ اللہ کی راہ میں ہے۔'' (الترمذی، باب فضل العلم، ج۲، ص۹۳)

☆......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا جسے میں نے پی لیا، پھر میں نے دیکھا کہ سیر ہونے کی وجہ سے وہ دودھ میرے ناخنوں سے بہہ رہا ہے، تو میں نے بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت فرمایا:''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی کیا تعبیر فرماتے ہیں؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''علم۔'' (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب فضل العلم، ص۱۹)

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی دعا وگریہ زاری:

۶......امام خازن حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی آہ وزاری اوراشک باری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے زمین پر تشریف لانے کے بعد تین سو برس تک حیاء سے آسمان کیطرف سر نہ اٹھایا۔ایک قول کے مطابق اس کا سبب تین اشیاء تھیں: حیاء، دعاء اور بکاء یعنی رونا۔حضرت سیدنا ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا آدم وحوا جنتی نعمتوں کے فوت ہوجانے پر دو سو برس تک روتے رہے اور چالیس دن تک انہوں نے نہ کچھ کھایا اور نہ ہی پیا۔ایک قول کے مطابق اگر روئے زمین کے تمام افراد کے آنسو جمع کئے جائیں تو پھر بھی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے اپنی لغزش پر بہائے جانے والے آنسو زیادہ تھے اوراگر حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام اور ساری زمین والوں کے آنسو جمع کئے جائیں تو پھر بھی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے وہ آنسو زیادہ ہوں گے جو آپ نے جنت

سے جدائی پر بہائے تھے۔ (الخازن، ج۱، ص۳۹)

☆......علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے جن کلمات سے دعا مانگی ان کے بارے میں مختلف اقوال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی مشہور قول یہ ہے کہ وہ کلمات یہ ہیں ﴿ربنا ظلمنا ...... الخ﴾ جبکہ حضرت سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کلمات یہ ہیں ﴿سبحانک اللھم و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جدک لا الہ الا انت ظلمت نفسی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت﴾ اور ایک قول کے مطابق حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے پایۂ عرش پر ﴿محمد الرسول اللہ﴾ لکھا ہوا دیکھا تھا لہذا اس کلمے کے وسیلہ سے دعا مانگنے کے سبب آپ کی توبہ قبول ہوئی۔ (روح المعانی، الجزء الاول، ص۳۲۱)

اغراض:

کمافعل بنو الجان: ایک قول یہ ہے کہ جان سے مراد ابلیس ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس سے مراد کوئی اور مخلوق ہے اور ابلیس شیطانوں کا سردار ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿ارسل اللہ علیھم الملائکۃ﴾ جنہیں جان کہا جاتا ہے اور ان کا سردار ابلیس ہے ،الختصر۔ فیظھر العدل بینھم: یوں کہ فرمانبردار مومن کے لئے جنت اور نافرمان کافر کے لئے جہنم ہوگی۔ ای فنحن احق استخلاف: اس سوال سے اللہ عزوجل کی شان میں اعتراض مقصود نہیں اور نہ ہی حضرت آدم علیہ السلام کی تحقیر، بلکہ جس حیثیت سے فرشتوں کا اللہ عزوجل کے حضور مشورہ ہوا تھا اسی کے حسب حیثیت فرشتوں نے اپنی رائے پیش کی تھی۔

فقالوا: یعنی فرشتوں نے اپنے جی میں بات کہی۔ الفسوۃ: بغیر آواز کے دُبُر سے نکلنے والی ریح کو فسوۃ کہتے ہیں، الختصر۔ جمیع الوانھا: روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل نے جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کرنا چاہی تو زمین کی جانب وحی فرمائی کہ میں تجھ سے ایک مخلوق بنانا چاہتا ہوں تو اس مخلوق میں سے جس نے میری اطاعت کی اسے میں جنت میں داخل کروں گا اور جس نے نافرمانی کی اسے میں جہنم میں داخل کروں گا، تو زمین بولی: کیا تو مجھ سے مخلوق پیدا کرے گا اور اسے آگ میں ڈالے گا؟ اللہ عزوجل نے فرمایا ہاں! تو زمین رونے لگی جس سے قیامت تک کے لئے چشمے جاری ہوگئے۔

فی انی لا اخلق اعلم منکم: صادقین کے متعلق ہے۔ دل علی ما قبلہ: ماقبل قول انبئونی ہے، جو کہ جواب کی دلیل ہے، اور جواب محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے ان کنتم صدقین فأنبئونی ۔ حتی القصعۃ: قصعۃ سے مراد لکڑی کا بڑا برتن جب کہ قصیعۃ سے مراد لکڑی کا چھوٹا برتن ہے، الختصر۔ فسمی: یعنی آدم علیہ السلام نے نام سیکھ لئے۔ بالانحناء: اس بارے میں ہم ماقبل کلام کر چکے ہیں وہیں ملاحظہ فرمالیں۔

کان بین الملائکۃ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ الا ابلیس میں الا حرف استثناء منقطع ہے، اور ابلیس فرشتوں میں سے نہ

تھا بلکہ جن تھا جس کی جانب قرآن مجید میں واضح بیان ہے کہ ﴿الا ابلیس کان من الجن﴾، الختصر۔ انا خیر منه: یہ جملہ تکبر کی وجہ سے تھا اور آدم علیہ السلام سے اچھا ہونے کی وجہ (جو کہ ابلیس نے بیان کی) اللہ عزوجل نے ایک اور مقام پر یوں بیان فرمائی ﴿خلقتنی من نار و خلقته من طین﴾، الختصر۔

العاصین: یعنی جو اللہ عزوجل کی حدود سے باہر ہو جائیں۔ من ضلعه: یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں جانب کی پسلی سے، بی بی حوا کی تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کے دخول جنت کے بعد ہوئی جب آپ علیہ السلام نیند سے بیدار ہوئے تو انہیں اپنے پاس پایا، جب انہیں ہاتھ لگانا چاہا تو فرشتے نے عرض کی کہ ان کا مہر ادا کئے بغیر نہ چھوئیں، آپ علیہ السلام نے عرض کی ان کا مہر کیا ہے، جواب دیا گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر تین یا بیس درود پاک پڑھیے، الختصر۔

بان قال لهما: مختصر یہ کہ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام وحوا کو وسوسہ دلایا، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ یہ وسوسہ بی بی حوا سے ظاہر ہوا جو کہ معصوم نہیں ہیں تو پھر حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اجتہاد کیا جس میں ان سے خطاء ہوئی اور اللہ عزوجل نے خطاء کو معصیت کا نام دیا، اور اجتہادی خطاء سے کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ متصور نہیں ہوتا اور یہ بات حسنات الابرار سیئات المقربین کے زمرے میں آتی ہیں۔ الهمه ایاها: یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے یہ کلمات الہام کئے۔

کتاب و رسول: یا فقط رسول، پس مطلق ہدایت کی دلالت اللہ عزوجل کی جانب ہے، اور مراد رسول یا کتاب سے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی بھی رسول یا کتاب ہو۔ (الصاوی، ج۱، ص۵۹ وغیرہ)

ایک اہم بات

جب مقام موتہ میں لڑائی شروع ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پردے اٹھا دیئے کہ ملک شام اور وہ معرکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے، اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی صلوۃ و دعا سے مشرف فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد ہوا کہ اس کے لیے استغفار کرو، بیشک وہ دوڑتا ہوا جنت میں داخل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی صلوۃ و دعا سے شرف بخشا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ اس کے لیے استغفار کرو وہ جنت میں داخل ہوا اور اس میں جہاں چاہے اپنے پروں سے اڑتا پھرتا ہے۔ اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نماز جنازہ کے دعا کی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امر فرمایا ہے۔

(غنیة المستملی شرح منیة المصلی، فصل فی الجنائز، ص ۵۸۴، سہیل اکیڈمی لاہور، فتاوی رضویہ مخرجہ، ج۹، ص ۲۲۹)

رکوع نمبر: ۵

﴿یبنی اسراء یل﴾ اَوْلَادَ یَعْقُوْبَ ﴿اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم﴾ اَیْ عَلٰی اٰبَاءِ کُمْ مِّنَ الْاِنْجَاءِ مِنْ فِرْعَوْنَ وَفَلْقِ الْبَحْرِ وَ تَظْلِیْلِ الْغَمَامِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ بِاَنْ تَشْکُرُوْھَا بِطَاعَتِیْ ﴿واوفوا بعھدی﴾ اَلَّذِیْ عَھِدْتُّہٗ اِلَیْکُمْ مِنَ الْاِیْمَانِ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿اوف بعھدکم﴾ اَلَّذِیْ عَھِدْتُّہٗ اِلَیْکُمْ مِنَ الثَّوَابِ عَلَیْہِ بِدُخُوْلِ الْجَنَّۃِ ﴿وایای فارھبون ﴿۴۰﴾﴾ خَافُوْنِ فِیْ تَرْکِ الْوَفَاءِ بِہٖ دُوْنَ غَیْرِیْ ﴿وامنوا بما انزلت﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿مصدقا لما معکم﴾ مِنَ التَّوْرَاۃِ بِمُوَافَقَتِہٖ فِی التَّوْحِیْدِ وَالنُّبُوَّۃِ ﴿ولا تکونوا اول کافر بہ﴾ مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لِاَنَّ خَلْفَکُمْ تَبَعٌ لَّکُمْ فَاِثْمُھُمْ عَلَیْکُمْ ﴿ولا تشتروا﴾ تَسْتَبْدِلُوْا ﴿بایتی﴾ اَلَّتِیْ فِیْ کِتَابِکُمْ مِنْ نَّعْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿ثمنا قلیلا﴾ عِوَضًا یَّسِیْرًا مِّنَ الدُّنْیَا اَیْ لَا تَکْتُمُوْھَا خَوْفَ فَوَاتِ مَاتَاْخُذُوْنَہٗ مِنْ سَفَلَتِکُمْ ﴿وایای فاتقون ﴿۴۱﴾﴾ خَافُوْنِ فِیْ ذٰلِکَ دُوْنَ غَیْرِیْ ﴿ولا تلبسوا﴾ تَخْلِطُوْا ﴿الحق﴾ اَلَّذِیْ اُنْزِلْتُ عَلَیْکُمْ ﴿بالباطل﴾ اَلَّذِیْ تَفْتَرُوْنَہٗ ﴿و﴾ لَا ﴿تکتموا الحق﴾ نَعْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿وانتم تعلمون ﴿۴۲﴾﴾ اَنَّہٗ حَقٌّ ﴿واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین ﴿۴۳﴾﴾ صَلُّوْا مَعَ الْمُصَلِّیْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَّاَصْحَابِہٖ ﷺ وَنَزَلَ عَلٰی عُلَمَائِھِمْ وَقَدْ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاَقْرِبَائِھِمُ الْمُسْلِمِیْنَ اُثْبُتُوْا عَلٰی دِیْنِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَاِنَّہٗ حَقٌّ ﴿اتامرون الناس بالبر﴾ بِالْاِیْمَانِ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿وتنسون انفسکم﴾ تَتْرُکُوْنَھَافَلَا تَاْمُرُوْنَھَا بِہٖ ﴿وانتم تتلون الکتب﴾ اَلتَّوْرَاۃَ وَفِیْھَا الْوَعِیْدُعَلٰی مُخَالَفَۃِ الْقَوْلِ الْعَمَلَ ﴿افلا تعقلون ﴿۴۴﴾﴾ سُوْءَ فِعْلِکُمْ فَتَرْجِعُوْنَ، فَجُمْلَۃُ النِّسْیَانِ مَحَلُّ الْاِسْتِفْھَامِ الْاِنْکَارِیِّ ﴿واستعینوا﴾ اُطْلُبُوا الْمَعُوْنَۃَ عَلٰی اُمُوْرِکُمْ ﴿بالصبر﴾ اَلْحَبَسِ لِلنَّفْسِ عَلٰی مَاتُکْرَہُ ﴿والصلوۃ﴾ اَفْرَدَھَا بِالذِّکْرِ تَعْظِیْمًا لِّشَاْنِھَا وَفِی الْحَدِیْثِ کَانَ ﷺ اِذَا حَزَبَہٗ اَمْرٌ بَادَرَ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَقِیْلَ الْخِطَابُ لِلْیَھُوْدِ لَمَّا عَاقَھُمْ عَنِ الْاِیْمَانِ الشَّرَہُ وَحُبُّ الرِّیَاسَۃِ فَاُمِرُوْا بِالصَّبْرِ وَھُوَ الصَّوْمُ لِاَنَّہٗ یَکْسِرُ الشَّھْوَۃَ وَالصَّلٰوۃُ لِاَنَّھَا تُوْرِثُ الْخُشُوْعَ وَتَنْفِی الْکِبْرَ ﴿وانھا﴾ اَیِ الصَّلٰوۃَ ﴿لکبیرۃ﴾ ثَقِیْلَۃٌ ﴿الا علی الخشعین ﴿۴۵﴾﴾ اَلسَّاکِنِیْنَ اِلَی الطَّاعَۃِ ﴿الذین یظنون﴾ یُوْقِنُوْنَ ﴿انھم ملقوا ربھم﴾ بِالْبَعْثِ ﴿وانھم الیہ راجعون ﴿۴۶﴾﴾ فِی الْاٰخِرَۃِ فَیُجَازِیْھِمْ۔

﴿ترجمہ﴾

اے بنی اسرائیل......۱......(یعنی اولادِ یعقوب) یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا (یعنی تمہارے باپ دادا کو فرعون سے نجات دی، انکے لئے دریا پھاڑا، بادل کو سائبان کیا وغیرہ وغیرہ تا کہ تم میری اطاعت کر کے ان حسانات کا شکر ادا کرو) اور میرا عہد پورا کرو ......۲......(جو میں نے تمہارے باپ دادا سے سیدنا محمد ﷺ پر ایمان لانے کے بارے میں کیا تھا) میں تمہارا عہد پورا کرونگا (جو میں نے تمہارے آباءُ اجداد سے کیا تھا سیدنا محمد ﷺ پر ایمان کی صورت میں جنت میں داخلہ کا ثواب عطا فرما کر) اور خاص میرا ہی ڈر رکھو (یعنی وعدہ خلافی پر مجھ ہی سے ڈرو نہ کہ کسی اور سے) اور ایمان لاؤ اس پر جو (قرآن) میں نے اتارا، اسکی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے (یعنی توریت، جو توحید اور نبوت میں قرآنِ کریم ہی کے موافق ہے) اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو (اہل کتاب میں سے، اسلئے کہ تمہارے بعد والے تمہاری پیروی کرینگے اور انکا گناہ بھی تم پر ہی ہوگا) اور دام (یعنی عوض) نہ لو میری (اِن) آیتوں کے بدلے (جو تمہاری کتابوں میں محمد ﷺ کی نعت کے سلسلے میں ہیں) تھوڑے (یعنی دنیا کے اس معمولی مال کے عوض یعنی ان آیاتِ مبارکہ کو نہ چھپاؤ اس اندیشہ سے کہ کہیں تم اپنے نچلے طبقے کے لوگوں سے حاصل ہونے والی آمدنی کو کھو نہ بیٹھو) اور مجھ ہی سے ڈرو (یعنی اس بات پر میرے سوا کسی سے نہ ڈرو) اور نہ ملاؤ (یعنی خلط ملط نہ کرو) حق سے (جو میں نے تم پر اتارا) باطل کو (جو تم گھڑتے ہو) اور حق (یعنی محمد ﷺ کے اوصاف کو) نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو (کہ وہ سچے نبی ہیں) اور نماز......۳......قائم رکھو اور زکوۃ......۴......دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع......۵......کرو (یعنی حضرت سیدنا محمد ﷺ اور انکے اصحاب ﷺ کے ساتھ نماز پڑھو۔ یہ آیتِ مبارکہ یہودی علماء کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے مسلمان قرابت داروں کو کہتے تھے کہ اسی دینِ محمدی پر ثابت قدم رہو کہ یہی دین سچا ہے) کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو (یعنی محمد ﷺ پر ایمان لانے کا) اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو (یعنی اپنی جانوں کو چھوڑ دیتے ہو کہ انہیں اس بھلے کام کا حکم نہیں دیتے ہو) حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو (یعنی توریت کو کہ جس میں قول بلا عمل پر وعید مذکور ہے) تو کیا تمہیں عقل نہیں (اپنے برے فعل کی کہ باز آؤ، استفہام انکاری کا محل جملہ تـنـسـون ہے) اور مدد چاہو (اپنے کاموں پر) صبر......۶......(یعنی اپنے نفس کو برے کام سے روک کر) اور نماز سے (نماز کا یہاں خصوصیت کے ساتھ ذکر اس کی عظمتِ شان کی وجہ سے ہے، چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے کہ نبی پاک ﷺ کو جب کوئی دشوار کام پیش آتا تو فوراً نماز ادا فرماتے، ایک قول کے مطابق یہ خطاب یہودیوں سے ہے جنہیں حرص اور دنیا کی محبت نے ایمان سے روکے رکھا تو انہیں صبر یعنی روزے کا حکم دیا گیا کیونکہ روزہ کسرِ شہوت ہوتا ہے اور نماز کا حکم اس لئے دیا گیا کیونکہ اس سے تواضع پیدا ہوتی ہے اور برائی دور ہوتی ہے) اور بیشک نماز ضرور بھاری ہے (کبیرۃ بمعنی ثقیلۃ ہے) مگر ان پر نہیں جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں (یعنی جو فرمانبرداری و نیکی کے کام پر دولتِ سکون پاتے ہیں) جنہیں یقین ہے (یظنون، یوقنون کے معنی میں ہے) کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے وقت) اور اسی کی طرف پھرنا

(ہے یعنی آخرت میں اسی کی جانب لوٹنا ہے اور وہی انہیں جزاء دیگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یبنی اسراء یل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم﴾

یا: حرف ندا قائم مقام ادعو فعل اسمیں انا ضمیر مستتر فاعل، بنی اسرائیل: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ، اذکروا: فعل وفاعل، نعمتی: مرکب اضافی موصوف، التی انعمت علیکم: موصول صلہ ملکر صفت، جو موصوف سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿واوفوا بعهدی اوف بعهدکم وایای فارهبون﴾

و: عاطفہ، اوفوا بعهدی: فعل بافاعل وظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر (اذکروا نعمتی) پر معطوف ہے، اوف بعهدکم: فعل مضارع بافاعل وظرف لغو، جملہ فعلیہ جواب امر، و: عاطفہ، ایای: ضمیر منصوب منفصل مفعول مقدم، ف: عاطفہ زائدہ، ارهبون: فعل وفاعل ومفعول ومفعول مقدم ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وامنوا بماانزلت مصدقا لما معکم﴾

و: عاطفہ، امنوا: فعل بافاعل، ب: جار، ما انزلت: موصول صلہ ملکر ذوالحال، مصدقا: اسم فاعل اسمیں ھو ضمیر فاعل، لما معکم: ظرف لغو، شبہ جملہ اسمیہ ہوکر حال، ذوالحال حال ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، امنوا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولاتکونوا اول کافربه﴾

و: عاطفہ، لا: ناھیہ، تکونوا: فعل ناقص، واو ضمیر اسم، اول: مضاف، کافر به: شبہ جملہ مضاف الیہ، ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہے "امنوا" پر۔

﴿ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا وایای فاتقون﴾

و: عاطفہ، لا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا: فعل نہی اپنے فاعل، ظرف لغو اور مرکب توصیفی مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر لا تکونوا پر معطوف ہے، وایَّایَ: مفعول مقدم، ف: زائدہ، اتَّقُوْن: فعل بافاعل ومفعولین جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون﴾

و: عاطفہ، لاتلبسوا الحق بالباطل: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تکتموا: میں لائے نہی محذوف یعنی لا تکتموا، واؤ ضمیر ذوالحال، الحق: مفعول، وانتم تعلمون: حال، ذوالحال حال ملکر فاعل، جملہ فعلیہ۔

﴿واقیموا الصلوة واتوا الزکوة وارکعوا مع الراکعین﴾

و: عاطفہ،اقیموا الصلوٰۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واتوا الزکوۃ: معطوف اول،وارکعوا مع الراکعین: معطوف ثانی،جملہ معطوفہ۔

﴿اتامرون الناس بالبروتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب﴾

اتامرون الناس بالبر: ھمزہ استفہامیہ،فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ،معطوف علیہ،و: عاطفہ،تنسون: فعل،واوضمیر ذوالحال،وانتم تتلون الکتب: جملہ اسمیہ حال،جوذوالحال سے ملکر فاعل،انفسکم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،معطوف۔

﴿افلاتعقلون﴾

ا: حرف استفہام،ف: عاطفہ،لا تعقلون: فعل بافاعل جملہ فعلیہ۔

﴿واستعینوا بالصبروالصلوۃ وانھا لکبیرۃالا علی الخشعین﴾

و: عاطفہ،استعینوا: فعل بافاعل،ب: جار،الصبر: معطوف علیہ،و: عاطفہ،الصلوۃ: ذوالحال،و: حالیہ،انھا لکبیرۃ: جملہ اسمیہ مستثنی منہ،الا: حرف استثناء،علی الخاشعین: شبہ جملہ ہوکر مستثنی،جومستثنی منہ سے ملکر حال،ذوالحال حال ملکر معطوف،جومعطوف علیہ سے ملکر مجرور،ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین یظنون انھم ملقوا ربھم وانھم الیہ راجعون﴾

الذین: موصول،یظنون: فعل وفاعل،انھم ملقوا ربھم: معطوف علیہ،وانھم الیہ راجعون: معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، صلہ،موصول صلہ ملکر خشعین کی صفت۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولا تلبسوا الحق ......☆ یہ آیت کعب بن اشرف اوردوسرے رؤساء وعلماء یہود کے حق میں نازل ہوئی جواپنی قوم کے جاہلوں اورکمینوں سے ٹکے وصول کرلیتے اوران پر سالانے مقرر کرتے تھے،انہوں نے پھلوں اورنقد مالوں میں اپنے حق معین کرلئے تھے،انہیں اندیشہ ہوا کہ توریت میں جوحضور سید عالم ﷺ کی نعت وصفات ہیں اگر اسکوظاہر کریں تو قوم حضور ﷺ پر ایمان لے آئی گی اورانکی پرسش نہ رہے گی،یہ تمام منافع جاتے رہیں گے،اس لئے انہوں نے اپنی کتابوں میں تغیر کی اورحضور ﷺ کی نعت کوبدل ڈالا، جب ان سے لوگ دریافت کرتے کہ توریت میں حضور ﷺ کے کیااوصاف مذکور ہیں تو وہ چھپالیتے اورہرگز نہ بتاتے۔

☆......اتامرون الناس ......☆ علماء یہود سے انکے مسلمان رشتے داروں نے دینِ اسلام کی نسبت دریافت کیا توانہوں نے کہا تم اس دین پر قائم رہو،حضور ﷺ کا دین حق اورکلام سچا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ایک قول یہ ہے کہ آیت الخ یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مشرکینِ عرب کوحضور ﷺ کے مبعوث ہونے کی خبردی تھی اورحضور ﷺ کی اتباع کرنے کی ہدایت کی تھی، پھر

جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو یہ ہدایت کرنے والے حسد سے خود کافر ہو گئے، اس پر انہیں توبیخ کی گئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

لفظِ اسرائیل پر بحث:

۱۔۔۔۔۔لفظِ اسرائیل قرآن مجید فرقان حمید میں تینتالیس (43) مرتبہ آیا ہے۔ یہ اضافت کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور عجمہ وعلم ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے اور ترکیب میں عبد اللّٰہ کے مثل مرکب اضافی ہے، "اسرا" عبرانی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی عبد کے ہیں اور "ایل" سے مراد اللّٰہ ہے (یعنی اللّٰہ عزوجل کا بندہ)، یہ بھی منقول ہے کہ اسراء، الاسر سے مشتق ہے جسکے معنی قوت کے ہیں، چنانچہ اس پورے لفظ سے مراد وہ بندہ ہوگا جسے اللّٰہ عزوجل نے قوت عطا فرمائی ہو۔ (الجمل، ج ۱، ص ٦٦)

یہود کا اللّٰہ تعالیٰ سے عہد اور اللّٰہ تعالیٰ کا یہود سے عہد:

۲۔۔۔۔۔یہود سے اللّٰہ عزوجل نے یہ عہد لیا کہ وہ حضور اکرم ﷺ پر ایمان لائیں گے اور اللّٰہ عزوجل اپنا عہد پورا کریگا یعنی انکو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ۶)

نماز:

۳۔۔۔۔۔نماز کا ذکر سورہ بقرہ میں کل نو مرتبہ آیا ہے۔ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللّٰہ ﷺ سے دریافت فرمایا: "بارگاہِ ربوبیت میں کون سا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟" تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نماز کو اسکے اوقات میں ادا کرنا"، میں نے مزید عرض کی: "پھر کونسا؟" تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "والدین کے ساتھ بھلائی کرنا"، میں نے پھر پوچھا: "پھر کونسا؟" تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللّٰہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

☆۔۔۔۔۔حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں مزید بھی دریافت فرماتا لیکن حضور سرورِ دوعالم ﷺ کے ادب کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے رک گیا۔" (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الایمان باللّٰہ تعالیٰ، ص ٦٤)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "پانچ نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کی نمازیں اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کے روزے کفارہ ہیں بشرطیکہ ان کے مابین کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے۔" (مشکوۃ المصابیح، ص ۵۷)

☆۔۔۔۔۔انہی سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تمہاری اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جس کے دروازے کے پاس ہی کوئی نہر ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا کوئی میل باقی رہے گا؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "نہیں،

یارسول اللہ ﷺ! کوئی میل باقی نہ رہے گا۔'' تو آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے کہ اللہ عزوجل کی برکت سے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوة، باب الصلوات الخمس كفارة، ص۹۰)

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''نماز ایک بہترین عمل ہے جو اس میں اضافہ کرسکے وہ ضرور اضافہ کرے''۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلوة، باب فضل الصلوة، ج۲، ص۵۱۵)

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دے دوں گا'' میں نے عرض کی وہ چھ چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا ''نماز، زکوۃ، امانت، شرمگاہ، پیٹ اور زبان''۔

(طبرانی اوسط، ج۳، ص۳۹۶)

زکوۃ:

۴......قرآن مجید میں لفظ زکوۃ بتیس (32) مرتبہ آیا ہے۔ زکوۃ کا لغوی معنی زیادتی ہے اور شرعی معنی یہ ہے کہ مخصوص مال کا مخصوص گروہ کو مالک بنا دینا۔ (التعریفات، ص۱۱۷)

علامہ بدرالدین عینی اس کی بڑی عمدہ تعریف کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ **ایتاء جزء من النصاب الحولی الی فقیر غیر ھاشمی** یعنی سال گزر جانے کے بعد معین نصاب میں کے حصے کو غیر ہاشمی فقیر کو بنیت زکوۃ دینا۔ (عمدة القاری، ج۸، ص۲۲۳)

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آقائے دوجہاں ﷺ نے وصال مبارک فرمایا اور آپ ﷺ کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو کچھ عربوں نے بعض احکام کو ماننے سے انکار کر دیا، حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کی: ''آپ لوگوں سے کیسے قتال کریں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ میں اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دیں، پھر جس نے یہ کلمہ کہہ دیا اس نے اپنے مال و جان کو مجھ سے محفوظ کر لیا مگر جو اللہ عزوجل کا حق اور حساب اس پر ہو۔'' حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرتے ہیں کیونکہ زکوۃ مال کا حق ہے، خدا کی قسم! اگر انہوں نے اونٹ کا گھٹنا باندھنے کی رسی دینے سے انکار کیا جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو اس انکار پر میں ضرور ان سے لڑوں گا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة، ص۲۸۹)

رکوع:

۵......چونکہ یہودیوں کی نماز میں رکوع نہ تھا اس لئے اللہ عزوجل نے ان کی نماز سے احتراز کرتے ہوئے نماز کو رکوع سے تعبیر فرمایا، نماز کی ادائیگی کو رکوع کے ساتھ مقید کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہود اکیلے نماز ادا کیا کرتے تھے، اس آیتِ مبارکہ میں مسلمانوں کو نماز باجماعت کا حکم دیا گیا کیونکہ نماز باجماعت پڑھنے میں کئی فائدے ہیں، بعض نے اسی آیتِ مبارکہ سے جماعت کا

واجب ہونا بھی مرادلیا ہے۔ (روح المعانی،الجزء الاول، ص ۳۳٤)

صبر:

۶......کسی چیز کو تنگی میں روک لینے کو صبر کہتے ہیں اور یہ بھی کہ انسانی عقل اور شریعت جس بات کا تقاضا کرے اس پر عقل کو روک لینا بھی صبر کہلاتا ہے۔ (المفردات،ص ۲۷۷)

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے صبر کے بارے میں مختلف اقوال ذکر فرمائے ہیں،تفسیرِ خازن میں ہے کہ طلبِ آخرت پر صبر سے مراد نفس کو لذتوں اور نافرمانیوں سے روکنا ہے،ایک قول کے مطابق صبر سے مراد روزہ ہے،اسلئے کہ اس میں بھی نفس کو کھانے پینے اور دیگر لذتوں سے روکنا پایا جاتا ہے،نیز اس میں انکسار نفسی بھی پائی جاتی ہے،جبکہ ایک قول کے مطابق اس سے مراد فرائض کی ادائیگی ہے۔ (الخازن، ج۱،ص ٤۲)

اغراض:

غیر ذلک :یعنی ان نعمتوں کی تعداد جو کہ ال فرعون پر کی گئیں نو۹ ہیں جو کہ مفسر جلال نے ﴿واذ نجینکم من ال فرعون (البقرۃ :۴۹)﴾ کے تحت ذکر کی ہیں۔بموافقتہ :اس میں باء سببیہ ہے۔فی التوراۃ :یعنی توریت اور انجیل،توریت کے نام کے ساتھ اختصار اس لئے کیا کہ انجیل احکام کے لحاظ سے توریت کی طرح ہی قابل تعظیم تھی۔فی التوحید و النبوۃ :یعنی کثیر اعمال فرعیہ میں۔الذی تفترونہ :یعنی اختراع نہ کرو جیسا کہ امام بیضاوی نے ذکر کیا۔خوف فوات ما تأخذونہ من سفلتکم :اس کا بیان شان نزول میں ﴿ولا تلبسوا الحق﴾ کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔

نعت محمد :اس جملے میں ایک سوال کے جواب کی جانب اشارہ ہے،وہ سوال یہ ہے کہ حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور نہ ہی حق کو چھپاؤ،ان دونوں جملوں کے مابین کوئی مغایرت نہیں ہے پھر ایک کا دوسرے پر عطف کیسے ہے؟ حاصل یہ ہے کہ یہاں دونوں حق لفظاً اور معناً متغایر ہیں اور پہلے حق سے مراد تورات اور دوسرے حق سے مراد نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

صلوا مع المصلین: پس نماز با جماعت پڑھو،اس جملے میں کوئی تکرار نہیں،اور نماز کو رکوع سے تعبیر اس لئے کیا کہ یہود کا رد ہو جائے کہ ان کی نماز میں رکوع نہیں ہوتا،پس نتیجہ یہ نکلا کہ رکوع والی با جماعت نماز پڑھو۔وکانوا یقولون لاقربائھم :یہودی علماء یہ بات خفیہ طور پر کہا کرتے تھے،بیضاوی میں ہے کہ یہودی علماء خفیہ طور پر اتباع محمد کا حکم دیتے اور خود پیروی نہ کرتے۔تترکونھا: ترک کو نسیان کے ساتھ تعبیر کیا اس لئے کہ نسیان کی وجہ سے کسی چیز کا ترک کرنا لازم آتا ہے،المختصر۔وفیھا الوعید :میں واو حالیہ ہے۔الشرہ :یعنی حرص،اور ایک نسخہ میں الشرہ کے بجائے الشھوۃ ہے۔ثقیلۃ :یعنی شاق ہے،یعنی مشرکین پر شاق ہے کہ تم انہیں نماز کی جانب بلاؤ۔الساکنین :یعنی نماز کی جانب مائل ہونے والے مراد ہیں۔ (الجمل، ج۱،ص ٦٦ وغیرہ)

بـان تشکروھا :یعنی (اپنامال) اس جگہ خرچ کرو جس جگہ خرچ کرنے میں تمہارارب راضی ہوتا ہو۔وحبس النفس ما یکرہ: مصائب، طاعات اور ترک معصیت سے، پس صبر کی تین اقسام ہیں، مصیبت پر صبر کرنا، طاعت پر دوام کے ذریعے صبر کرنا، معصیت کے کاموں پر صبر کرنا کہ معصیت نہ ہونے پائے، اور کامل درجہ یہ ہے کہ تمام ہی امور پر صبر متحقق ہوجائے۔

افردھا بالذکر :اس لئے کہ نماز صبر میں داخل ہے، پس عام کے بعد خاص کا ذکر کیا اس لئے کہ نماز تمام اقسام کی عبادتوں کی جامع ہے، اس میں تسبیح، تہلیل، تکبیر، ذکر اور سید عالم ﷺ کی نماز یعنی رکوع اور سجود بھی شامل ہے۔وفی الحدیث :سید عالم ﷺ نے معراج پر بعض ملائکہ کو قیام کی حالت میں، بعض کو رکوع کی حالت میں دیکھا تو خواہش ہوئی کہ ان سب کی کوئی جامع عبادت میسر آجائے تو سید عالم ﷺ کو نماز کا تحفہ دیا گیا۔ (الصاوی، ج۱، ص٦٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ٦

﴿یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم﴾ بِالشُّکْرِ عَلَیْهَابِطَاعَتِیْ ﴿وانیْ فضلتکم﴾ اَیْ اٰبَاءَ کُمْ ﴿علی العلمین (٤٧)﴾ عَالَمِیْ زَمَانِهِمْ ﴿واتقوا﴾ خَافُوْا ﴿یومالاتجزی﴾ فِیْهِ ﴿نفس عن نفس شیئا﴾ وَهُوَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ ﴿ولا یقبل﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ ﴿منها شفاعة﴾ اَیْ لَیْسَ لَهَا شَفَاعَةٌ فَتُقْبَلُ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ﴿ولایؤخذ منها عدل﴾ فِدَاءٌ ﴿ولا هم ینصرون (٤٨)﴾ یُمْنَعُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ ﴿و﴾ اذْکُرُوْا ﴿اذ نجینکم﴾ اَیْ اٰبَائَکُمْ وَالْخِطَابُ بِهٖ وَبِمَابَعْدَهُ الْمَوْجُوْدِیْنَ فِیْ زَمَنِ نَبِیِّنَا ﷺ بِمَا اَنْعَمَ عَلٰی اٰبَائِهِمْ تَذْکِیْرًا لَّهُمْ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ لِیُؤْمِنُوْا ﴿من ال فرعون یسومونکم﴾ یُذِیْقُوْنَکُمْ ﴿سوء العذاب﴾ اَشَدَّهٗ، وَالْجُمْلَةُ حَالٌ مِّنْ ضَمِیْرِ نَجَّیْنٰکُمْ ﴿یذبحون﴾بَیَانٌ لِّمَا قَبْلَهٗ ﴿ابنائکم﴾ اَلْمَوْلُوْدِیْنَ ﴿ویستحیون﴾ یَسْتَبْقُوْنَ ﴿نسائکم﴾ لِقَوْلِ بَعْضِ الْکَهَنَةِ لَهٗ اَنَّ مَوْلُوْدًا یُّوْلَدُ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یَکُوْنُ سَبَبًا لِّذِهَابِ مُلْکِکَ ﴿وفی ذلکم﴾ الْعَذَابِ اَوِ الْاِنْجَاءِ ﴿بلاء﴾ اِبْتِلَاءٌ وَّاِنْعَامٌ ﴿من ربکم عظیم (٤٩)و﴾ اُذْکُرُوْا ﴿اذفرقنا﴾ فَلَقْنَا ﴿بکم﴾ بِسَبَبِکُم ﴿البحر﴾ حَتّٰی دَخَلْتُمُوْهُ هَارِبِیْنَ مِنْ عَدُوِّکُمْ ﴿فانجینکم﴾ مِنَ الْغَرْقِ ﴿واغرقناال فرعون﴾ قَوْمَهٗ مَعَهٗ ﴿وانتم تنظرون (٥٠)﴾ اِلَی انْطِبَاقِ الْبَحْرِعَلَیْهِمْ ﴿واذ وعدنا﴾ بِالِفٍ وَّدُوْنَهَا ﴿موسی اربعین لیلة﴾ نُعْطِیْهِ عِنْدَ انْقِضَائِهَا التَّوْرٰةَ لِتَعْمَلُوْا بِهَا ﴿ثم اتخذتم العجل﴾ اَلَّذِیْ صَاغَهٗ لَکُمُ السَّامِرِیُّ اِلٰهًا ﴿من بعده﴾ اَیْ بَعْدَ ذِهَابِهٖ اِلٰی مِیْعَادِنَا ﴿وانتم ظلمون (٥١)﴾ بِاتِّخَاذِهٖ لِوَضْعِکُمُ الْعِبَادَةَ فِیْ غَیْرِ مَحَلِّهَا ﴿ثم عفونا عنکم﴾ مَحَوْنَا ذُنُوْبَکُمْ ﴿من بعد ذلک﴾ الْاِتِّخَاذِ

﴿لعلکم تشکرون (۵۲)﴾ نِعْمَتَنَا عَلَيْكُمْ ﴿واذ اتینا موسی الکتب﴾ اَلتَّوْرَاةَ ﴿والفرقان﴾ عَطْفٌ عَلٰى تَفْسِيرٍ اَيِ الْفَارِقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ ﴿لعلکم تهتدون (۵۳)﴾ بِهٖ مِنَ الضَّلَالِ ﴿واذ قال موسی لقومه﴾ اَلَّذِيْنَ عَبَدُوا الْعِجْلَ ﴿یقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل﴾ اِلٰهًا ﴿فتوبوا الی بارء کم﴾ خَالِقِكُمْ مِنْ عِبَادَتِهٖ ﴿فاقتلوا انفسکم﴾ اَیْ لِيَقْتُلَ الْبَرِیْءُ مِنْكُمُ الْمُجْرِمَ ﴿ذلکم﴾ اَلْقَتْلُ ﴿خیر لکم عند بارئکم﴾ فَوَفَّقَكُمْ لِفِعْلِ ذٰلِكَ وَاَرْسَلَ عَلَيْكُمْ سَحَابَةً سَوْدَآءَ لِئَلَّا يُبْصِرَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَيَرْحَمَهٗ حَتّٰى قُتِلَ مِنْكُمْ نَحْوَ سَبْعِيْنَ اَلْفًا ﴿فتاب علیکم﴾ قَبِلَ تَوْبَتَكُمْ ﴿انه هو التواب الرحیم (۵۴) واذ قلتم﴾ وَقَدْ خَرَجْتُمْ مَعَ مُوْسٰى لِتَعْتَذِرُوْا اِلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادَةِ الْعِجْلِ وَسَمِعْتُمْ كَلَامَهٗ ﴿یموسی لن نؤمن لک حتی نری الله جهرة﴾ عَيَانًا ﴿فاخذتکم الصعقة﴾ اَلصَّيْحَةُ فَمُتُّمْ ﴿وانتم تنظرون (۵۵)﴾ مَاحَلَّ بِكُمْ ﴿ثم بعثنکم﴾ اَحْيَيْنَاكُمْ ﴿من بعد موتکم لعلکم تشکرون (۵۶)﴾ نِعْمَتَنَا بِذٰلِكَ ﴿وظللنا علیکم الغمام﴾ سَتَرْنَاكُمْ بِالسَّحَابِ الرَّقِيْقِ مِنْ حَرِّ الشَّمْسِ فِي التِّيْهِ ﴿وانزلنا علیکم﴾ فِيْهِ ﴿المن والسلوی﴾ هُمَا التَّرَنْجَبِيْنُ وَالطَّيْرُ السُّمَانِيُّ بِتَخْفِيْفِ الْمِيْمِ وَالْقَصْرِ وَقُلْنَا ﴿کلوا من طیبت ما رزقنکم﴾ وَلَا تَدَّخِرُوْا فَكَفَرُوْا بِالنِّعْمَةِ وَادَّخَرُوْا فَقُطِعَ عَنْهُمْ ﴿وماظلمونا﴾ بِذٰلِكَ ﴿ولکن کانوا انفسهم یظلمون (۵۷)﴾ لِاَنَّ وَبَالَهٗ عَلَيْهِمْ ﴿واذ قلنا﴾ لَهُمْ بَعْدَ خُرُوْجِهِمْ مِنَ التِّيْهِ ﴿ادخلوا هذه القریة﴾ بَيْتَ الْمَقْدِسِ اَوْ اَرِيْحَا ﴿فکلوا منها حیث شئتم رغدا﴾ وَاسِعًا لَا حَجْرَ فِيْهِ ﴿وادخلوا الباب﴾ اَیْ بَابَهَا ﴿سجدا﴾ مُنْحَنِيْنَ ﴿وقولوا﴾ مَسْاَلَتُنَا ﴿حطة﴾ اَیْ اَنْ تَحُطَّ عَنَّا خَطَايَانَا ﴿نغفر﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ مَبْنِيًّا لِلْمَفْعُوْلِ فِيْهِمَا ﴿لکم خطیکم وسنزید المحسنین (۵۸)﴾ بِالطَّاعَةِ ثَوَابًا ﴿فبدل الذین ظلموا﴾ مِنْهُمْ ﴿قولا غیر الذی قیل لهم﴾ فَقَالُوْا حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ وَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى اِسْتَاهِهِمْ ﴿فانزلنا علی الذین ظلموا﴾ فِيْهِ وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضِعَ الْمُضْمَرِ مُبَالَغَةً فِيْ تَقْبِيْحِ شَانِهِمْ ﴿رجزا﴾ عَذَابًا طَاعُوْنًا ﴿من السماء بما کانوا یفسقون (۵۹)﴾ بِسَبَبِ فِسْقِهِمْ اَیْ خُرُوْجِهِمْ عَنِ الطَّاعَةِ فَهَلَكَ مِنْهُمْ فِيْ سَاعَةٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا اَوْ اَقَلُّ۔

﴿ترجمہ﴾

اے اولادِ یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا (یعنی ان نعمتوں پر میری اطاعت بجالاتے ہوئے شکر کرو) اور یہ کہ تمہیں

(یعنی تمہارے آباءکو) بڑائی دی اس سارے زمانے پر (یعنی انکے سارے زمانے پر) اور ڈرو (یعنی خوف کرو) اس دن سے جس دن کوئی جان......١......دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی (اس سے مراد قیامت کا دن ہے) اور نہ مانی جائے (یقبل یاء اور تاء دونوں کے ساتھ ہے) کافر کے لئے کوئی سفارش (یعنی کافروں کیلئے کوئی سفارش نہ ہوگی کہ قبول کی جائے، ایک دوسری جگہ قرآن پاک میں اللہ نے کفار کا قول فما لنا من شافعین نقل کیا) اور نہ کچھ (فدیہ) لیکر اس کی جان چھوڑی جائے اور نہ انکی مدد ہو (یعنی نہ وہ اللہ کے عذاب سے روکے جائیں) اور (یاد کرو) جب ہم نے تم کو نجات بخشی (یعنی تمہارے آباءکو، یہ اور مابعد خطاب ہمارے نبی ﷺ کے زمانے کے یہودیوں کیلئے ہے، ان نعمتوں کے تذکرہ کے طور پر جو ہم نے انکے آباء پر کیں اس لئے کیا گیا ہے تا کہ وہ ایمان لے آئیں) فرعون......٢......والوں سے کہ وہ چکھاتے (یسومونکم بمعنی یذیقونکم ہے) برا عذاب......٣......(یعنی سخت ترین، یہ جملہ انجینا کم کی ضمیر سے حال ہے) ذبح کرتے ہیں......٤......(یہ ماقبل کا بیان ہے) تمہارے (نومولود) بیٹوں کو اور زندہ (یعنی باقی رکھتے) ہیں تمہاری بیٹیوں کو (ان چند کاہنوں کے اس قول کے مطابق کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری بادشاہی کے زوال کا سبب بنے گا) اور اس میں (یعنی عذاب یا نجات میں) بلا (یعنی آزمائش یا انعام) ہے تمہارے رب کی طرف سے بڑی (یاد کرو) اور جب ہم نے پھاڑ دیا (فرقنا بمعنی فلقنا ہے) تمہارے لیے (بکم میں باء سببیہ ہے) دریا کو (یہاں تک کہ تم اپنے دشمنوں سے بھاگتے ہوئے اس میں داخل ہو گئے) تو تمہیں بچالیا (غرق ہونے سے) اور فرعون والوں کو (یعنی اسے اسکی قوم کے ساتھ) ڈبو دیا ......٥......اور تم دیکھ رہے تھے (یعنی ان پر دریا کا مل جانا) اور جب ہم نے وعدہ فرمایا (واعدنا، الف اور غیر الف دونوں کیساتھ ہے) موسیٰ سے چالیس رات کا......٦......(یعنی ہم اسے اس مدت کے اختتام پر توریت عطا کریں گے تا کہ تم اس پر عمل کرو) پھر تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی (جسے سامری نے تمہارے لیے بطورِ معبود بنایا تھا) اسکے پیچھے (یعنی حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہمارے وعدہ کے مطابق چلے جانے کے بعد) اور تم ظالم تھے (یعنی تم نے اس بچھڑے کو معبود بنا کر عبادت کو غیر محل میں رکھ کر ظلم کیا) پھر ہم نے تمہیں (تمہارے گناہ مٹا کر) معافی دی اسکے بعد (یعنی بچھڑے کو معبود بنانے کے بعد) کہ کہیں تم احسان مانو (ہماری تم پر کی گئی نعمتوں کا) اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب (یعنی توریت) عطا کی اور حق و باطل میں تمیز کر دینا (واو عطف تفسیری ہے یعنی حق و باطل اور حلال و حرام میں فرق کرنے والی کتاب عطا کی) کہ کہیں تم (اسکے ذریعے گمراہی سے) راہ پر آؤ اور جب موسی نے اپنی قوم سے کہا (یعنی ان لوگوں سے جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی) اے میری قوم! تم نے بچھڑے (کو معبود) بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو (یعنی اپنے خالق کی عبادت کرو) تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو......٧......(یعنی تم میں سے غیر مجرم، مجرم کو قتل کرے) یہ (یعنی قتل کرنا) تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے (تو اللہ ﷻ نے تمہیں اسکی توفیق دی اور تم پر کالا بادل بھیجا تا کہ تم ایک دوسرے کو دیکھ کر رحم نہ کرو یہاں تک کہ تم میں سے ستر ہزار افراد قتل کر دیے گئے) تو اس نے

تمہاری توبہ قبول کی (فتاب علیکم بمعنی قبل توبتکم ہے) بے شک وہ ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان اور جب تم نے کہا (یعنی جب تم بچھڑے کی عبادت کرنے کے گناہ کی معذرت کرنے کے لئے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بارگاہِ ربوبیت کی طرف عذر پیش کرنے کیلئے نکلے اور تم نے اس کا کلام بھی سنا تو اس وقت کہا) اے موسیٰ! ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائینگے جب تک اپنی آنکھوں سے خدا کو نہ دیکھ لیں (جھرۃ بمعنی عیانا ہے) تو تمہیں کڑک نے آلیا (یعنی چنگھاڑ نے جس سے تمہاری جان ہی نکل گئی) اور تم دیکھ رہے تھے (جو اس نے تم پر اتارا) پھر ہم نے تمہیں زندہ کیا (بعثنکم بمعنی احیینا کم ہے) تمہارے مرنے کے بعد کہ کہیں تم احسان مانو (ہماری اس نعمت پر) اور ہم نے ابر......۸......کو تمہارا سائبان کیا (یعنی تمہیں مقام تیہ میں سورج کی طمازت سے محفوظ رکھنے کے لئے باریک بادل کے ساتھ ڈھانپ دیا) اور تم پر اتارا (اس مقام میں) من اور سلوی......۹......(من ترنجبین کی طرح شیریں چیز ہوتی ہے اور سلوی سے مراد ایک آسمانی پرندہ ہے، من میم کی تخفیف اور قصر کے ساتھ ہے، پھر ہم نے ارشاد فرمایا) کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں (یعنی ان کا ذخیرہ نہ کرو، تو انہوں نے کفرانِ نعمت کیا اور ذخیرہ کرنا شروع کر دیا تو وہ نعمت ان سے روک دی گئی) اور انہوں نے (ذخیرہ کرکے) کچھ ہمارا نہ بگاڑا، ہاں اپنی ہی جانوں کو بگاڑ کرتے ہیں (اس لئے اسکا وبال انہیں پر ہیں) اور جو ہم نے فرمایا (ان سے مقام تیہ سے نکلنے کے بعد) بستی میں جاؤ (اس سے مراد بیت المقدس یا مقام اریحا ہے) پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (یعنی کشادہ ہو کر بغیر کسی روک ٹوک کے) اور داخل ہو دروازے میں (یعنی مقام اریحا کے دروازے میں) سجدہ کرتے ہوئے (یعنی تواضع کرتے ہوئے) اور کہو (جس لفظ کے کہنے کا ہم نے مطالبہ کیا یعنی) ہمارے گناہ معاف ہوں (یعنی ہم سے ہماری خطائیں معاف فرما دے) ہم بخش دیں گے (سورہ توبہ میں یہ لفظ یغفر ہے، یعنی یہ یاء اور تاء دونوں کے ساتھ مستعمل ہے) تمہاری خطائیں اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو (انکی طاعت پر ثواب) اور زیادہ دیں تو (ان لوگوں میں سے) ظالموں نے بدل دی بات اس کے سوا جو کی گئی تھی (اور انہوں نے کہا حبۃ فی شعرۃ یعنی بال میں دانہ اور سرین کو رگڑتے ہوئے داخل ہوئے) تو ہم نے ظالموں پر (یہاں انکی قبیح حالت کے بیان میں مبالغہ کرتے ہوئے اسم ضمیر کی بجائے اسم ظاہر لایا گیا) عذاب اتارا (طاعون کا) آسمان سے، بدلہ انکی بے حکمی کا (یعنی انکے اطاعت الٰہی نہ کرنے کے سبب، پس وہ ایک ساعت میں ستر ہزار یا اس سے کچھ کم ہلاک ہو گئے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یبنی اسراء یل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم و انی فضلتکم علی العلمین﴾

یبنی اسرائیل: جملہ فعلیہ ندائیہ، اذکروا: فعل با فاعل، نعمتی التی انعمت علیکم: موصوف صفت ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، انی فضلتکم علی العالمین: جملہ معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ مقصود بالنداء۔

﴿واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفسٍ شیئا و لا یقبل منها شفاعة﴾

و: عاطفہ،اتقوا: فعل وفاعل،یوما: موصوف،لا تجزی نفس عن نفس شیئا و لا یقبل منها شفاعة : معطوف علیہ معطوف ملکرصفت،موصوف صفت ملکرمفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یؤخذ منها عدل ولاهم ینصرون﴾

و: عاطفہ،لایؤخذ:فعل مجہول،منها: ظرف لغو،عدل: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ،لا: برائے نفی،هم ینصرون: مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ نجینکم من ال فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناء کم ویستحیون نساء کم﴾

و: عاطفہ،اذ: ظرفیہ مضاف،نجینکم: فعل وفاعل ومفعول،من: جار،ال فرعون: ذوالحال،یسومونکم سوء العذاب: جملہ فعلیہ مبدل منہ،یذبحون ابنائکم ویستحیون نسائکم: معطوف معطوف علیہ ملکر بدل،ملکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،نجینا جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر اذکروا کی ظرف،جو اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم﴾

و: مستانفہ،فی ذلکم: ظرف مستقر خبر مقدم،بلاء: موصوف،من ربکم: صفت اول،عظیم: صفت ثانی،موصوف دونوں صفات سے ملکر مبتدا مؤخر،جو اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ فرقنا بکم البحر فانجینکم واغرقنا ال فرعون وانتم تنظرون﴾

و: عاطفہ،اذ: ظرفیہ مضاف،فرقنا بکم البحر: جملہ معطوف علیہ،فانجینکم: معطوف اول،واغرقنا: فعل،نا: ضمیر ذوالحال ،وانتم تنظرون: حال،ملکر فاعل،ال فرعون: مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی،ملکر مضاف الیہ،جو مضاف سے ملکر اذکروا فعل محذوف کا ظرف مستقر،ملکر معطوف ہے (اذنجینکم) پر۔

﴿واذ وعدنا موسی اربعین لیلة ثم اتخذ تم العجل من بعده وانتم ظلمون﴾

و: عاطفہ،اذ: ظرفیہ مضاف،واعدنا: فعل وفاعل،موسی: مفعول،اربعین لیلة: ممیز تمیز ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،ثم: عاطفہ،اتخذتم العجل ......الخ: جملہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ،جو مضاف سے ملکر ظرف مستقر،فعل محذوف اذکروا کا،ملکر معطوف ماقبل (اذنجینکم) پر۔

﴿ثم عفونا عنکم من بعد ذلک لعلکم تشکرون﴾

ثم: عاطفہ،عفونا: فعل وفاعل،عن: جار،کم: ضمیر ذوالحال،لعلکم تشکرون: حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو اول،من بعد ذلک: ظرف لغو ثانی،عفونا، اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف (ثم اتخذتم) پر۔

﴿واذ اتینا موسی الکتب والفرقان لعلکم تھتدون﴾

و: عاطفہ،اذ: ظرف فیہ مضاف،اتینا: فعل، نا ضمیر ذوالحال،لعلکم تھتدون: حال،ملکر فاعل،موسی: مفعول اول،الکتاب والفرقان: معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول ثانی،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف متنقر اذکروا کا،ملکر معطوف ہے (واذوعدنا) پر۔

﴿واذقال موسی لقومہ یقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل﴾

و: عاطفہ،اذ: ظرف فیہ مضاف،قال موسی لقومہ: فعل بافاعل ومتعلق قول،یاقوم: جملہ ندائیہ،انکم ظلمتم ــــ الخ: جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،جوقول سے ملکر مضاف الیہ،ملکر ماقبل پر معطوف۔

﴿فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم﴾

ف: تعلیلیہ،توبوا الی بارئکم: فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ،فاقتلوا انفسکم: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ذلکم خیر لکم عند بارئکم﴾

ذلکم: مبتدا،خیر: اسم تفضیل،ھو ضمیر فاعل،لکم: ظرف لغو،عند بارئکم: مفعول فیہ،ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فتاب علیکم انہ ھوالتواب الرحیم﴾

فتاب علیکم: جملہ فعلیہ،محذوف جملہ ففعلتم ماامرکم پر معطوف ہے،انہ: حرف مشبہ واسم،ھو التواب الرحیم: مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ قلتم یموسی لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ﴾

و: عاطفہ،اذ: مضاف،قلتم: قول،یاموسی: جملہ ندائیہ،لن نومن لک: فعل وفاعل وظرف لغو،حتی: جار،نری اللّٰہ جھرۃ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مؤول ہوکر مجرور،ملکر ظرف لغو،یہ سب ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،جوقول سے ملکر مضاف الیہ،ملکر محذوف فعل اذکروا کاظرف متنقر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاخذتکم الصعقۃ وانتم تنظرون﴾

ف: عاطفہ،اخذت: فعل،کم: ضمیر ذوالحال،وانتم تنظرون: حال،الصعقۃ: فاعل،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم بعثنکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون﴾

ثم: عاطفہ،بعثنا: فعل وفاعل،کم: ذوالحال،لعلکم تشکرون: حال،ملکر مفعول،من بعد موتکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوی﴾

و: عاطفہ، ظللنا علیکم الغمام: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انزلنا علیکم المن والسلوی: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ۔

﴿کلوا من طیبت مارزقنکم﴾

کلوا: فعل بافاعل، من: جار، طیبت: مضاف، ما رزقناکم: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

﴿وما ظلمونا ولکن کانوا انفسھم یظلمون﴾

و: عاطفہ، ماظلمونا: فعل نفی وفاعل ومفعول، و: حالیہ، لکن: حرف استدراک، کانوا: فعل ناقص، واو ضمیر اسم، انفسھم: مفعول مقدم، یظلمون: فعل بافاعل ومفعول مقدم جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ماظلمونا کے فاعل سے حال، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ قلنا ادخلوا ھذہ القریۃ فکلوا منھا حیث شئتم رغدا﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قلنا: قول، ادخلوا ھذہ القریۃ: فعل بافاعل ومفعول فیہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، کلوا منھا: فعل وفاعل وظرف لغو، حیث شئتم: فاعل سے حال، رغدا: مفعول مطلق، سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف مستقر اذکروا فعل محذوف کا۔

﴿وادخلوا الباب سجدا﴾

و: عاطفہ، ادخلوا الباب: فعل وفاعل ومفعول، سجدا: فاعل سے حال، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿وقولوا حطۃ نغفرلکم خطیکم وسنزید المحسنین﴾

وقولوا: قول، حطۃ، مبتدا محذوف مسالتنا کی خبر، جملہ اسمیہ مقولہ، نغفر لکم خطیکم: جملہ فعلیہ جواب امر، و: استینافیہ، سنزید المحسنین: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فبدل الذین ظلموا قولا غیرالذی قیل لھم﴾

ف: استئنافیہ، بدّل: فعل، الذین ظلموا: فاعل، قولا: موصوف، غیر: مضاف، الذی قیل لھم: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء بماکانوا یفسقون﴾

ف: عاطفہ، انزلنا: فعل وفاعل، علی الذین ظلموا: ظرف لغو، رجزا من السماء: مفعول، بما کانوا یفسقون: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نفس:

۱؎......آیت میں نفس کاذکر دومرتبہ آیا ہے، پہلے نفس سے مومن مراد ہے اور دوسرے سے کافر ہے۔(خزائن العرفان، حاشیہ ۸)۔نفس سے مرادروح حیوانی ہے یعنی نفس ایک ایسا جوہر ہے جو بدن کی چمک دمک کا باعث ہوتا ہے،موت کے وقت اس کی روشنی بدن کے ظاہر و باطن سے ختم ہو جاتی ہے جبکہ نیند کی حالت میں صرف ظاہری روشنی ختم ہوتی ہے نہ کہ باطنی، پس ثابت ہوا کہ نیند اور موت ہم جنس ہیں،موت انقطاع کلی کا نام ہے جبکہ نیند انقطاع ناقص کا۔ (التعریفات، ص ۱۹۲)

فرعون کا تعلق کس علاقے سے تھا؟

۲؎......فرعون عمالقہ(یعنی قبطی قوم) کے بادشاہ کو کہتے ہیں جو کہ عملیق بن لاوذ بن ارم بن سام بن نوح کی نسل سے ہوتے تھے،جیسا کہ ایرانیوں کے بادشاہ کا نام کسریٰ اور رومیوں کے بادشاہ کا نام قیصر ہوتا تھا،(حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے)فرعون کے نام کے بارے میں اکثر مفسرینِ کرام کی رائے ہے کہ اس کا نام ولید بن معصب بن ریان تھا جسکی عمر چار سو برس سے زیادہ تھی اور یہی مشہور قول ہے۔ (الجمل، ج ۱، ص ۷٤)

فرعون کے بنی اسرائیل پر عذابات:

۳؎......عذاب سب ہی بُرے ہوتے ہیں لیکن سوء العذاب وہ عذاب کہلائیگا جو سب سے زیادہ سخت ہو۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''بنی اسرائیل فرعون کی خدمت بجالانے کے اعتبار سے کئی اقسام میں منقسم تھے، ان میں سے طاقتور و توانا افراد کا ایک گروہ پہاڑوں سے پتھر کاٹتا تو دوسرا گروہ فرعون کے محلات کی تعمیر کرنے کے لئے ان پتھروں اور مٹی وغیرہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا، تیسرا گروہ مٹی سے اینٹیں بنا کر انہیں پختہ بناتا، ایک گروہ بڑھئی کا کام کرتا تو ایک لوہے کا کام سرانجام دیتا۔پس ان میں سے جو کمزور ہوتے ان پر فرعون نے جزیہ مقرر کر رکھا تھا، نیز بنی اسرائیل کی عورتیں فرعون کے لئے ریشم کات کر اس سے کپڑا بنتی تھیں۔ (الجمل، ج ۱، ص ۷۵)

فرعون کا بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرنا:

۴؎......ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:''کاہنوں نے فرعون کو بتایا تھا

کہ بنی اسرائیل میں اس سال ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو تیری سلطنت کا تختہ الٹ دے گا۔'' پس فرعون نے ہر ہزار عورتوں پر ایک سو آدمی متعین کر دیئے، یعنی ہر سو پر دس اور ہر دس پر ایک مقرر کرکے حکم دیا: ''شہر میں ہر حاملہ عورت کی نگرانی کرتے رہو، جب وہ بچہ جنے تو اگر وہ بچہ مذکر ہو تو اسے قتل کر دو اور اگر مؤنث ہو تو چھوڑ دو۔'' (الدر المنثور، ج ۱، ص ۱۳۳)

نجاتِ بنی اسرائیل اور غرقِ آلِ فرعون:

۵..... عمرو بن میمون الاودی سے مروی ہے کہ ''جب حضرت سیدنا موسی علیہ السلام بنی سرائیل کو لیکر روانہ ہوئے تو فرعون کو یہ اطلاع دی گئی، اسنے کہا: ''جب تک صبح کا مرغ اذان نہ دے لے اس وقت تک انکا تعاقب نہ کرو۔'' راوی فرماتے ہیں کہ ''خدا کی قدرت ایسی کہ اس رات مرغ نے اذان ہی نہ دی یہاں تک کہ صبح ہوگئی، صبح فرعون نے ایک بکری منگوا کر ذبح کی اور کہا کہ میرے کلیجی کھانے سے فارغ ہونے سے پہلے چھ لاکھ قبطیوں کا لشکر تیار ہو جانا چاہئے، چنانچہ اسکے فارغ ہونے سے پہلے لشکر تیار ہوگیا، حضرت سیدنا موسی علیہ السلام بحکمِ الٰہی جب ساحلِ سمندر پر پہنچے تو آپ کے ایک ساتھی جس کا نام یوشع بن نون تھا نے پوچھا: ''اب آپ کے رب کا امر کدھر کو ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''تمہارے سامنے ہے۔'' اور سمندر کی طرف اشارہ فرمادیا، یہ سن کر یوشع نے اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا اور گہرے پانی تک جا پہنچے اور جب غوطہ کھانے لگے تو واپس لوٹ آئے اور پھر پوچھا: ''آپ کے رب کا حکم کس طرف ہے؟ اللہ عزوجل کی قسم! نہ آپ نے جھوٹ بولا اور نہ آپ سے جھوٹ بولا گیا۔'' اسی جملے کی تین مرتبہ تکرار کی، پھر اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنا عصا سمندر پر ماریں، انہوں نے اپنا عصا سمندر پر مارا تو سمندر پھٹ گیا اور پانی کا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند ہوگیا اور درمیان میں راستہ نمودار ہوگیا، حضرت سیدنا موسی علیہ السلام اور ان کے پیروکار بخیریت دوسرے کنارے پر پہنچ گئے، فرعون نے بھی ان کا پیچھا کیا، جب وہ سب اس سمندری راستے میں اتر چکے تو اللہ عزوجل نے سمندر کو پہلی حالت پر کر دیا اور سارا لشکر چشم زدن میں ڈوب گیا۔ (ابنِ کثیر، ج ۱، ص ۱۱۷)

یہ واقعہ بحرِ قلزم کا ہے جس کے دونوں کناروں کے مابین چار فرسخ کا فاصلہ تھا، جو کہ ایک قول کے مطابق بحرِ فارس کے کنارے پر یا بحر ماورائے مصر پر واقع ہے، اسکو اساف بھی کہتے ہیں۔ (الخازن، ج ۱، ص ۴۵)

مدتِ وعدہ:

۶..... جب بنی اسرائیل فرعون کی ہلاکت کے بعد مصر لوٹے تو اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسی علیہ السلام سے عطائے توریت کا وعدہ فرمایا، اسکے لئے ایک ماہ ذوالقعدۃ اور دس دن ذوالحجہ کی مدت متعین فرمائی، اس مدت کو صرف راتوں کا نام دیا جس کی وجہ یہ ہے کہ مہینوں کا آغاز راتوں سے ہی ہوتا ہے۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ۱۰۱)

بنی اسرائیل کی توبہ:

ے..... بنی اسرائیل کی توبہ کی صورت یہ بیان فرمائی جا رہی ہے کہ ان میں سے غیر مجرم، مجرم کو قتل کرے۔ امام خازن اس آیتِ مبارکہ کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ''اگر آپ یہ اعتراض کریں کہ توبہ تو قبیح فعل پر ندامت اور دوبارہ اس برے فعل کی طرف نہ لوٹنے کے عزم کا نام ہے، توبہ کا یہ مفہوم قتل کے مخالف ہے تو توبہ کی تفسیر قتل کے ساتھ کیسے کی جاسکتی ہے؟ پھر اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں توبہ کی تفسیر قتل کے ساتھ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کامل توبہ قتل ہی کے ذریعے ہوگی۔ نیز چونکہ اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ مرتد کی توبہ قتل ہے، تو اب اگر آپ یہ اعتراض کریں کہ توبہ کرنے والا تو قتل نہیں کیا جاتا اور انہوں نے توبہ کرلی تھی تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا تقاضا یہ تھا کہ مرتد کو قتل کیا جائے، پھر یہ حکم یا تو عام تھا یا پھر ان لوگوں کے حق میں خاص تھا جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی ﴿ذلکم خیر لکم عند بارئکم﴾ یعنی قتل اور اس کی تکلیف کو برداشت کرنا ان کے لئے اس لئے لازم تھا کہ موت ان کے لئے ضروری ہو چکی تھی، پس حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے انہیں ایک دوسرے کو قتل کرنے کا حکم دیا تو کہنے لگے: ''ہم اللہ عزوجل کے حکم پر صبر کریں گے۔'' چنانچہ وہ پنڈلیوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھ گئے، تو ان سے کہا گیا جس نے اپنی پنڈلیوں سے بندھا ہوا کپڑا کھولا یا اپنا ہاتھ قاتل کی طرف بڑھایا یا اپنے ہاتھ یا پاؤں کے ساتھ اسے روکا تو وہ ملعون ہوگا اور اس کی توبہ بھی مردود ہوگی۔ پس قوم خنجر اور تلواریں لے کر آگئی، جب وہ ان کی جانب متوجہ ہوئے تو ہر کسی نے اپنے سامنے اپنے بھائی، بیٹے، عزیز یا دوست وغیرہ کو دیکھا تو انکے دل نرم پڑنے لگے اور ان کے لئے اللہ عزوجل کے حکم پر عمل کرنا ممکن نہ رہا۔

پس انہوں نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی: ''ہم یہ کام کیسے سرانجام دیں؟'' تو انکی درخواست پر اللہ عزوجل نے ایک سیاہ بادل بھیجا تاکہ وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں، شام تک قتل کا یہ بازار گرم رہا، جب بہت سے لوگ قتل ہو گئے تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام نے عاجزی وانکساری سے دعا فرمائی: ''اے میرے پروردگار عزوجل! بنی اسرائیل ہلاک وبرباد ہوگئے، لہٰذا باقی بچ جانے والوں کو درگزر فرمادے۔'' پس اللہ عزوجل نے بادل کو ہٹا دیا اور انہیں قتل کرنے سے رک جانے کا حکم ارشاد فرمایا، جب بادل چھٹا تو ہزاروں لوگ قتل ہو چکے تھے۔ حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''مقتولین کی تعداد ستر (70) ہزار تھی۔'' پس حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر یہ شاق گزرا تو اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: ''کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کا پروردگار عزوجل قاتل اور مقتول دونوں کو جنت میں داخل فرمادے، چنانچہ جو ان میں قتل ہوئے وہ شہید اور جو بچ گئے وہ بخش دیئے گئے۔ (تفسیرِ خازن، ج۱، ص ٤٦ تا ٤٧)

غمام کسے کہتے ہیں؟

٨..... غمام اس سفید بادل کو کہتے ہیں جس میں پانی نہ ہو۔ (الدر المنثور، ج۱، ص ١٣٦)

من و سلویٰ:

۹......مَن وسلوی سے کیا مراد ہے اس بارے میں مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے اقوال مختلف ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں: (۱)......مَنّ سے مراد ہر وہ نعمت ہے جو اللہ عزوجل نے مقامِ تیہ میں بنی اسرائیل پر فرمائی اور ان کے پاس یہ نعمتیں بغیر کسی محنت و مشقت کے آئیں، اسی قول کو زجاج نے بھی اختیار کیا ہے جس کی تائید اس حدیثِ پاک سے بھی ہوتی ہے: ''کھمبی اس مَنّ ہی کی ایک صورت ہے جو اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل پر نازل فرمائی۔'' (روح المعانی الجزء الاول، ص ۳۵۷)

(۲)......مَنّ سے مراد ایسی شراب ہے جو ان پر شہد کی مثل آسمان سے نازل ہوتی جسے وہ پانی کے ساتھ ملا کر پیتے تھے۔

(الدر المنثور، ج۱، ص ۱۳۷)

(۳)......سدوسی نے تذکرہ کیا ہے کہ ''لغتِ کنانہ میں سلوی سے مراد شہد ہے۔'' (روح المعانی الجزء الاول، ص ۳۵۸)

(۴)......سلوی سے مراد ایک بٹیر کی مانند پرندہ ہے جس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کا گوشت کھانے سے سخت دل نرم پڑ جاتے ہیں، وہ پرندہ بادل کی کڑک سن کر مر جاتا ہے، جیسا کہ ابابیل سردی کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا ہے، پس اللہ عزوجل نے اسے الہام فرمایا کہ وہ ان سمندری جزیروں میں بسیرا کرلے جن میں نہ تو بارش ہوتی ہے اور نہ ہی بادلوں کی کڑک، یہاں تک کہ بارش اور گرج ختم ہو جائے پس اس کے بعد وہ پرندہ ان جزیروں سے نکل کر زمین میں پھیل جاتا ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۸۲)

اغراض:

بالشکر علیھا: یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور ان کے دین میں داخل ہونا، اور انہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کسی اور کی جانب نسبت کرنے میں فائدہ نہ ہوگا۔ **یذیقونکم**: یعنی فرعون انہیں دائمی طور پر برا عذاب چکھاتا تھا۔ **ای ابائکم**: اس جملے میں مضاف کے حذف ہونے کی جانب اشارہ ہے، تو فضل ان (یعنی بنی اسرائیل) کے آباؤاجداد میں ثابت ہے نہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے، پس ان کا کفر پر مصر رہنا معاشی بے ترتیبی اور بدانتظامی کا سامعاملہ ہے۔ **بما انعم علی ابایھم**: اور ان سے دس نعمتوں کا وعدہ فرمایا جس کی انتہا کا بیان ﴿واذ استسقی﴾ میں ہے۔ **قولہ بعض الکھنۃ**: یہاں کاہنوں نے فرعون کو جس بات کا خدشہ پیش کیا تھا اس کا ذکر ہم نے ماقبل میں کر دیا ہے۔

او الانجاء: یعنی نعمت پر شکر نہ کرنا، پس اس اعتبار سے الانجاء بلاء کو کہتے ہیں، اور بلاء کا اطلاق خیر و شر دونوں پر ہوتا ہے، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ﴾۔ **اربعین لیلۃ**: اس کا بیان ماقبل عنوان ''مدت وعدہ'' کے عنوان سے ہو چکا ہے۔

السامری: اس کا نام موسی تھا، یہ ولد الزنا تھا اس کی ماں قوم کے خوف سے اسے پہاڑ میں چھوڑ کر چلی گئی، حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کی پرورش کی اور اسے اپنی انگلیوں سے دودھ پلاتے اس وجہ سامری انہیں پہچانتا تھا، اور سامری نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اس وجہ سے بھی پہچانا کہ اس نے دیکھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں جہاں لگتے اس زمین سے سبزہ اگنے لگتا، اس نے لوگوں

سے زیورات ادھار لئے ہوئے تھے لہٰذا ان زیوات کا بچھڑا بنا کر اس کے منہ میں گھوڑے کے ناپ سے لگی ہوئی مٹی ڈال دی جس سے آواز پیدا ہونے لگی، کہا جاتا ہے کہ سامری منافق تھا، تمام بنی اسرائیل میں سے بارہ ہزار کو چھوڑ کر بھی بچھڑے کی پوجا میں لگ گئے۔
الصیحۃ: یعنی فرشتے نے ان پر آواز بلند کی، یعنی ان پر آگ نازل ہوئی جس نے انہیں جلا دیا اور جمع کا صیغہ اس لئے استعمال کیا کہ ان میں سے ہر ایک کو یہ مصیبت پہنچی۔ الترنجبین والطیر السمانی: اس کا بیان ماقبل من وسلوی کے حوالے سے کر دیا۔
اریحاء: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے ارشاد فرمایا کہ اس بستی سے مراد مقام اریحاء ہے جو کہ جبارین کا علاقہ ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس میں قوم عاد کے بقیہ ماندہ لوگ رہتے تھے جنہیں عمالقہ کہتے ہیں اور ان کا سردار عوج بن عنق تھا۔ ای بابھا: یعنی مقام اریحاء یا بیت المقدس کے دروازے میں سے سجدہ کرتے ہوئے، مقام اریحاء یا بیت المقدس کے سات دروازے تھے، باب سے مراد مسجد کے باب یعنی دروازے ہیں جنہیں یہاں باب الحطۃ کہا گیا ہے۔
علی استاھھم: ستہ کی جمع ہے اس سے مراد سرین کے بل گھسٹنا ہے۔ (الصاوی، ج۱، ص۶۹ وغیرہ)
عالمی زمانھم: من وسلوی، دریا کا پھٹ جانا، بادل کا سایہ کرنا اور توبہ کی قبولیت وغیرہ امور جو کہ خاص انہی کی حوالے سے ذکر کئے جاتے ہیں۔ ای لیس لھا شفاعۃ فتقبل: معنی یہ ہے کہ کافر کے لئے اصلاً شفاعت نہیں ہونی چاہئے چہ جائے کہ قبول کی جائے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ نفس مومن کی کافروں کے بارے میں شفاعت معتبر نہیں ہے۔ فھلک منھم: یعنی جس بستی میں وہ تھے اسی میں ہلاک ہوگئے، پس یہ دوبا مقام تیہ میں ان کے سوا کسی اور کے لئے حلال نہ ہوئی۔ سترنا کم بالسحاب الرقیق: یعنی جہاں جاتے بادل ان کے ساتھ ہوتا، چاہے رات میں سفر کریں یا دن میں بادل ان کے ساتھ ہمہ وقت رہتا، اور رات کے وقت میں ان پر روشنی اترتی جس کی ضیاء میں وہ رات کا سفر طے کرتے، اور ان کے کپڑے نہ پھٹتے اور نہ ہی بوسیدہ ہوتے۔ (الجمل، ج۱، ص۷۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۷

﴿و﴾ اذْکُر ﴿اذ استسقی موسی﴾ اَیْ طَلَبَ السُّقْیَا ﴿لقومه﴾ وَقَدْ عَطِشُوْا فِی التِّیَةِ ﴿فقلنا اضرب بعصاک الحجر﴾ وَهُوَالَّذِیْ فَرَّ بِثَوْبِهٖ خَفِیْفٌ مُرَبَّعٌ کَرَاْسِ الرَّجُلِ رُخَامٍ اَوْ کِذَّانٍ فَضَرَبَهٗ ﴿فانفجرت﴾ اِنْشَقَّتْ وَسَالَتْ ﴿منه اثنتا عشرة عینا﴾ بِعَدَدِ الْاَسْبَاطِ ﴿قد علم کل اناسٍ﴾ سِبْطٌ مِّنْهُمْ ﴿مشربهم﴾ مَوْضِعَ شُرْبِهِمْ فَلَا یُشْرِکُهُمْ فِیْهِ غَیْرُهُمْ وَقُلْنَا لَهُمْ ﴿کلوا واشربوا من رزق الله ولا تعثوا فی الارض مفسدین(۶۰)﴾ حَالٌ مُّؤَکِّدَةٌ لِعَامِلِهَا مِنْ عَثِیَ بِکَسْرِ الْمُثَلَّثَةِ اَفْسَدَ ﴿واذ قلتم یموسی لن نصبر علی طعام﴾ اَیْ نَوْعٍ مِّنْهُ ﴿واحد﴾ وَّهُوَ الْمَنُّ وَالسَّلْوٰی ﴿فادع لنا ربک یخرج لنا﴾ شیئا ﴿مما تنبت الارض من﴾ لِلْبَیَانِ ﴿بقلها وقثائها وفومها﴾ حِنْطَتِهَا ﴿وعدسها وبصلها قال﴾ لَهُمْ مُوْسٰی

﴿اتستبدلون الذی ھو ادنی﴾ اَخَسُّ ﴿بالذی ھو خیر﴾ اَشْرَفُ اَیْ تَاْخُذُوْنَهٗ بَدْلَهٗ وَالْهَمْزَةُ لِلْاِنْكَارِ فَاَبَوْا اَنْ يَّرْجِعُوْا فَدَعَا اللّٰهَ فَقَالَ تَعَالٰى ﴿اھبطوا﴾ اِنْزِلُوْا ﴿مصرا﴾ مِنَ الْاَمْصَارِ ﴿فان لکم﴾ فِيْهِ ﴿ما سالتم﴾ مِنَ النَّبَاتِ ﴿وضربت﴾ جُعِلَتْ ﴿علیھم الذلة﴾ اَلذُّلُّ وَالْهَوَانُ ﴿والمسکنة﴾ اَیْ اَثَرُ الْفَقْرِ مِنَ السُّكُوْنِ وَالْخِزْیِ فَهِیَ لَازِمَةٌ لَّهُمْ وَاِنْ كَانُوْا اَغْنِيَاءَ لُزُوْمَ الدِّرْهَمِ وَالْمَضْرُوْبِ لِسِكَّتِهٖ ﴿وباء وا﴾ رَجَعُوْا ﴿بغضب من الله ذلک﴾ اَیِ الضَّرْبُ وَالْغَضَبُ ﴿بانھم﴾ اَیْ بِسَبَبِ اَنَّهُمْ ﴿کانوا یکفرون بایت اللہ ویقتلون النبین﴾ كَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى ﴿بغیر الحق﴾ اَیْ ظُلْمًا ﴿ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون(۶۱)﴾ يَتَجَاوَزُوْنَ الْحَدَّ فِی الْمَعَاصِیْ وَكَرَّرَهٗ لِلتَّاكِيْدِ۔

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے پانی مانگا (یعنی پانی طلب کیا) اپنی قوم......۱...... کیلئے (اس حال میں کہ وہ مقام تیہ میں پیاسے تھے) تو ہم نے فرمایا اس پتھر......۲...... پر اپنا عصا مارو (اس سے مراد وہ پتھر ہے جو آپ کے کپڑے لیکر بھاگا تھا، مربع سے کچھ کم آدمی کے سر کے برابر وہ پتھر سنگِ مرمر یا کسی اور قسم کا نرم پتھر تھا، جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس پر اپنا عصا مارا) تو بہہ نکلے (پھوٹ کر بہہ نکلے) فوراً اس میں سے بارہ چشمے (قبیلوں کی تعداد کے مطابق) اور جان لیا ہر گروہ نے (یعنی ہر قبیلے نے) اپنا گھاٹ (یعنی اپنے پینے کی جگہ، پس وہ اپنے پانی میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرتے اور ہم نے ان سے کہا) کھاؤ اور پیو خدا کا دیا اور زمین میں فساد اٹھاتے نہ پھرو (مفسدین حال مؤکدہ ہے اس کا عامل عثی ہے، جو کہ ثاء کے کسرہ کے ساتھ بمعنی افسد ہے) اور جب تم نے کہا اے موسیٰ......۳...... ہم سے ایک کھانے (کی ایک قسم یعنی من وسلویٰ) پر ہرگز صبر نہ ہوگا، تو آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے نکالے (چیزیں) زمین کی اگائی ہوئی (من بیانیہ ہے) کچھ ساگ اور ککڑی اور گیہوں (فومھا بمعنی حنطتھا ہے) اور مسور اور پیاز، فرمایا (ان سے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے) کیا ادنیٰ چیز کو مانگتے ہو (ادنی بمعنی اخس ہے) بہتر کے بدلے (یعنی اشرف واعلیٰ کے بدلے گھٹیا شے لیتے ہو، ہمزہ انکار کیلئے ہے، تو انہوں نے رجوع کرنے سے انکار کر دیا، پس حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) اترو (اھبطوا بمعنی انزلوا ہے) کسی شہر میں (یعنی کسی بھی شہر میں) وہاں تمہیں ملے گا (یعنی اس شہر میں) جو تم نے مانگا (یعنی سبزیاں) اور مقرر کر دی گئی (یعنی لازم قرار دے دی گئی) ان پر خواری (یعنی ذلت ورسوائی) اور محتاجی (یعنی فقر کے آثار، لفظ مسکنت سین کے سکون کے ساتھ بمعنی ناداری کے ہے، یہ ناداری کے آثار ان پر لازم ہوئے خواہ ان میں سے کوئی غنی ہی کیوں نہ ہو کہ جس طرح سکے کیلئے ٹھپہ لازم ہوتا ہے) اور لوٹے (باء وا بمعنی رجعوا ہے) خدا کے غضب میں، یہ (ذلت ورسوائی اور فقر کا ان پر لازم کرنا ان پر اللہ عزوجل کا غضب فرمانا) بدلہ تھا اسکا (یعنی اس وجہ سے تھا کہ) وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور انبیاء

(جیسے حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام اور حضرت سیدنا یحیی علیہ السلام) کو ناحق شہید کرتے (یعنی ظلما شہید کرتے) یہ بدلہ تھا انکی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا (یعنی وہ نافرمانی میں حد سے تجاوز کرنے والے تھے، اسم اشارہ کی تکرار تاکید کے لئے ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿و اذ استسقی موسی لقومه فقلنا اضرب بعصاک الحجر﴾

و :عاطفہ، اذ: مضاف، استسقی موسی لقومه: فعل با فاعل و متعلق جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قلنا: قول، اضرب بعصاک الحجر: جملہ فعلیہ مقولہ، جو قول سے ملکر مضاف الیہ، مضاف سے ملکر اذکروا فعل محذوف کا ظرف۔

﴿فانفجرت منه اثنتا عشرة عینا قد علم کل اناس مشربهم﴾

ف: فصیحیہ، انفجرت: فعل، منه: ظرف لغو، اثنتا عشرة: ممیز، عینا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، قد: للتحقیق، علم: فعل، کل اناس: فاعل، مشربهم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿کلوا و اشربوا من رزق الله و لا تعثوا فی الارض مفسدین﴾

کلوا: فعل امر معطوف علیہ، و اشربوا من رزق الله: معطوف، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ، و: عاطفہ، لا تعثوا: فعل نہی، واو ضمیر ذو الحال، مفسدین: حال، ملکر فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و اذ قلتم یموسی لن نصبر علی طعام واحد﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قلتم: قول، یا موسی: جملہ فعلیہ ندائیہ، لن نصبر: فعل وفاعل، علی طعام واحد: ظرف لغو، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر اذکروا فعل محذوف کا ظرف۔

﴿فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها وقثائها وفومها وعدسها وبصلها﴾

ف: استئنافیہ، ادع لنا ربک: فعل اس میں انت ضمیر مستتر فاعل اپنے متعلق اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ، یخرج لنا: فعل وفاعل و متعلق، مما تنبت الارض: جار مجرور مبدل منہ، من: جار، بقلها: معطوف علیہ، وقثائها وفومها وعدسها وبصلها: معطوفات، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر بدل، بدل مبدل منہ ملکر ظرف لغو، یخرج فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ جواب امر۔

﴿قال اتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو خیر﴾

قال: قول، ا: حرف استفہام، تستبدلون: فعل وفاعل، الذی هو ادنی: موصول صلہ ملکر مفعول، بالذی هو خیر: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿اھبطوا مصرا فان لکم ما سالتم﴾

اھبطوا مصرا: فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ انشائیہ، ف: تعلیلیہ، انّ: حرف مشبہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، ماسالتم: موصول صلہ ملکر اسم، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب امر۔

﴿وضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباء وا بغضب من اللہ﴾

و: استئنافیہ، ضربت: فعل مجہول، علیھم: ظرف لغو، الذلۃ والمسکنۃ: معطوف علیہ با معطوف نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، باء وا: فعل وفاعل، ب: جار، غضب: موصوف، من اللّٰہ: ظرف، صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ذلک بانھم کانوا یکفرون بایت اللہ ویقتلون النبین بغیر الحق﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، انّ: حرف مشبہ بالفعل، ھم: اسم، کانوا: فعل ناقص واسم، یکفرون بآیات اللّٰہ: معطوف علیہ، ویقتلون النبین بغیر الحق: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر پھر خبر، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، ما: موصولہ، عصوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وکانوا یعتدون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ثابت کیلئے، ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

تعدادِ بنی اسرائیل:

۱......ان کی تعداد چوپایوں کے علاوہ چھ لاکھ تھی اور جائے رہائش بارہ میل اراضی پر پھیلی ہوئی تھی۔

(روح المعانی، الجزء الاول، ص ۳۶۷)

حضرت سیدنا موسی علیہ السلام کا پتھر:

۲......حضرت ابووہب فرماتے ہیں: ''وہ پتھر معین نہیں تھا بلکہ حضرت سیدنا موسی علیہ السلام کسی بھی پتھر پر عصا مارتے تو اس سے چشمے ابل پڑتے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ پتھر خاص تھا جو حضرت سیدنا موسی علیہ السلام کے تھیلے میں ہر وقت رہتا تھا، جب کبھی پانی کی حاجت ہوتی تو آپ اس پر اپنا عصا مارتے جس سے پانی بہہ نکلتا اور جب بنی اسرائیل اپنی ضرورت کے مطابق اس سے پانی حاصل کر لیتے تو حضرت سیدنا موسی علیہ السلام دوبارہ اس پر عصا مارتے جس سے پانی نکلنا بند ہو جاتا۔ منقول ہے کہ یہ وہی پتھر ہے جو آپ کے کپڑے لے کر بھاگا تھا، پس حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور عرض کی: ''اس پتھر کو اپنے پاس رکھ لیں۔'' لہٰذا حضرت

سیدنا موسی علیہ السلام نے اسے اپنے تھیلے میں رکھ لیا اور جب بھی بنی اسرائیل پانی مانگتے تو اس پر اپنا عصا مارتے۔ (الجمل، ج۱،ص۸۵)

یہ حضرت سیدنا موسی علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا کہ جہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا وہاں سے بارہ قبیلوں کی بقدرِ ضرورت پانی نکالا، لیکن اس سے بھی زیادہ عجیب ترین معجزہ میرے آقا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ حضرت سیدنا موسی علیہ السلام نے تو محض وہاں سے پانی نکالا جو کہ پانی کا منبع ہو سکتا ہے لیکن میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی جگہ سے اپنے ماننے والوں کو سیراب فرمایا کہ جہاں پانی کیا پانی کے وجود کا بھی تصور نہیں کیا جا سکتا ہاں البتہ خون سیال کا حصول ممکن ہے چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے روز لوگ پیاسے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیشان میں فریاد لے کر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن سے دریافت فرمایا: ''کیا ہوا؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہمارے پاس اتنا پانی نہیں کہ جس سے ہم وضو بھی کریں اور پی بھی سکیں سوائے اس پانی کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود ہے۔'' پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیالے میں اپنا دست مبارک رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی چشموں کی مثل جاری ہو گیا۔'' راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے اس سے پیا اور وضو بھی کیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کتنے افراد تھے؟ تو انہوں نے بتایا: ''ہم پندرہ سو تھے، لیکن اگر ہم دس ہزار بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی تھا۔'' (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ص ۶۰۰)

انبیائے کرام کی تعظیم اصلِ ایمان ہے!

۳۔۔۔۔۔۔ بنی اسرائیل کا اپنے نبی علیہ السلام کو نام لیکر پکارنا یہ بھی نہایت ہی بے ادبی تھی۔ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ اور کوئی کلمۂ تعظیم نہ کہا۔ جب انبیاء کا خالی نام لینا بے ادبی ہے تو انکو بشر کہنا یا ایلچی کہنا کس طرح گستاخی نہ ہوگا، غرض انبیاء کرام کے ذکر میں بے تعظیمی کا شائبہ بھی ناجائز ہے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ ۱۰۲)

اغراض:

طلب السقیا :یعنی دعا کے ذریعے لوگوں کے لئے پانی طلب فرمایا، استسقی میں سین طلب کے لئے ہے، اس لئے کہ استفعال کا خاصہ ہے یعنی اس میں طلب والا معنی پایا جا رہا ہے، اور الف یاء سے تبدیل شدہ ہے اصل میں السقی تھا، اور اس کا مفعول المستسقی ہے جو کہ محذوف ہے۔ **وھو الذی فر** :یعنی وہ پتھر (جو آپ علیہ السلام کے کپڑے لے کر) بھاگا۔ **وقد عطشوا فی التیہ** :اس جملہ حالیہ کے ذریعے اشارہ ہے کہ کلام حضرت موسی علیہ السلام کے قصے کی جانب راجع ہے جب کہ وہ مقام تیہ میں تھے اور لوگوں کو پیاس نے آلیا۔ **مربع**:یعنی چاروں جانب سے مربع تھا اور ایک ذراع کے برابر تھا۔

وکذان :قاموس میں ہے کہ وہ پتھر نرم تھا جیسا کہ گاڑے کا نرم پتھر ہو۔ **من عثی**: مصباح میں ہے کہ عثا یعثو اور عثی یعثی دو الگ ابواب سے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ جو فساد پھیلانے میں شدت اختیار کرے وہ عاث کہلاتا ہے۔ **شیئا** :یخرج کا مفعول ہے اور

مما میں ماکو مصدر یہ نہیں بناسکتے اس لئے کہ مفعول محذوف ہے جو کہ الانبات سے متصف نہیں ہوسکتا کیونکہ الانبات مصدر ہے اور المخرج جوہر ہے۔من السکون و الخزی: یہود کے فقر کے آثار کا بیان ہے۔

انزلوا: یعنی اس مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہو جاؤ جس کی تم طلب کرتے ہو، پس ھبوط یعنی مقام عالی سے مقام سافل کی جانب نزول کرنے کو خاص نہیں بلکہ مطلق ایک قطعہ زمین سے دوسری جانب منتقل ہونے کو کہتے ہیں۔وان کانوا اغنیاء: اسی لئے تم یہود کو غنی ہوتے ہوئے بھی فقیر ہی دیکھو گے اور ان کے نفس میں غنا نہیں پایا جاتا اور یہود کے سوا کسی کو مال کے لئے ذلیل اور حریص نہ پاؤ گے۔ (الجمل، ج۱،ص۸٤ وغیرہ)

بالذی ھو خیر: اس جملے میں اشارہ ہے کہ باء متروک پر داخل ہوتی ہے۔ای نوع منہ: یعنی یہ اس سوال کے جواب میں ہے کہ کھانا تو دو قسموں (من اور سلوی) کی صورت میں تھا پھر اسے ایک ہی نوع کیوں کہا جاتا ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ ایک نوع سے مراد وہ لذت ہے جو لذیذ کھانے سے بطور لذت حاصل ہوتی ہے وہ ایک ہی ہے۔ (الصاوی، ج۱،ص۷۷)

رکوع نمبر: ۸

﴿ان الذین امنوا﴾ بِالْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلُ ﴿والذین ھادوا﴾ هُمُ الْیَهُوْدُ ﴿والنصری و الصابئین﴾ طَآئِفَةٌ مِّنَ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی﴿من امن﴾ مِنْهُمْ ﴿بالله والیوم الاخر﴾ فِیْ زَمَنِ نَبِیِّنَا ﴿وعمل صالحا﴾ بِشَرِیْعَتِهٖ ﴿فلھم اجرھم﴾ اَیْ ثَوَابُ اَعْمَالِهِمْ ﴿عند ربھم ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون (۶۲)﴾ رُوْعِیَ فِیْ ضَمِیْرِ اٰمَنَ وَعَمِلَ لَفْظُ مَنْ فِیْمَا بَعْدَهٗ مَعْنَاهَا ﴿و﴾ اُذْكُرْ ﴿اذ اخذنا میثاقکم﴾ عَهْدَكُمْ بِالْعَمَلِ بِمَا فِی التَّوْرَاةِ ﴿و﴾ قَدْ ﴿رفعنا فوقکم الطور﴾ اَلْجَبَلَ، اِقْتَلَعْنَاهُ مِنْ اَصْلِهٖ عَلَیْكُمْ لَمَّا اَبَیْتُمْ قُبُوْلَهَا وَقُلْنَا ﴿خذوا ما اتینکم بقوۃ﴾ بِجِدٍّ وَّاجْتِهَادٍ ﴿واذکروا ما فیه﴾ بِالْعَمَلِ بِهٖ ﴿لعلکم تتقون (۶۳)﴾ النَّارَ اَوِ الْمَعَاصِیَ ﴿ثم تولیتم﴾ اَعْرَضْتُمْ ﴿من بعد ذلک﴾ الْمِیْثَاقِ عَنِ الطَّاعَةِ ﴿فلولافضل الله علیکم ورحمته﴾ لَكُمْ بِالتَّوْبَةِ اَوْ تَاْخِیْرِ الْعَذَابِ ﴿لکنتم من الخسرین (۶۴)﴾ اَلْهَالِكِیْنَ ﴿ولقد﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿علمتم﴾ عَرَفْتُمْ ﴿الذین اعتدوا﴾ تَجَاوَزُوا الْحَدَّ ﴿منکم فی السبت﴾ بِصَیْدِ السَّمَكِ وَقَدْ نَهَیْنَاهُمْ عَنْهُ وَهُمْ اَهْلُ اِیْلَةَ ﴿فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین (۶۵)﴾ مُبْعَدِیْنَ فَكَانُوْهَا وَهَلَكُوْا بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ ﴿فجعلنھا﴾ اَیْ تِلْكَ الْعُقُوْبَةِ ﴿نکالا﴾ عِبْرَةً مَّانِعَةً مِّنْ اِرْتِكَابِ مِثْلَ مَا عَمِلُوْا ﴿لما بین یدیھا وما خلفھا﴾ اَیْ لِلْاُمَمِ الَّتِیْ فِیْ زَمَانِهَا وَبَعْدِهَا ﴿وموعظة للمتقین (۶۶)﴾ اَللّٰهَ، خَصُّوْا بِالذِّكْرِ لِاَنَّهُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِهَا بِخِلَافِ غَیْرِهِمْ ﴿و﴾

اذْكُرْ ﴿اذ قال موسى لقومه﴾ وَقَدْ قُتِلَ لَهُمْ قَتِيلٌ لَا يُدْرٰى قَاتِلُهٗ وَسَاَلُوْهُ اَنْ يَّدعُوا اللّٰهَ اَنْ يُّبَيِّنَهٗ لَهُمْ فَدَعَاهُ ﴿ان الله يامركم ان تذبحوا بقرة قالوا اتتخذنا هزوا﴾ مَهْزُوًّا بِنَا حَيْثُ تُجِيْبُنَا بِمِثْلِ ذٰلِكَ؟ ﴿قال اعوذ﴾ اَمْتَنِعُ ﴿بالله﴾ مِنْ ﴿ان اكون من الجهلين(۶۷)﴾ اَلْمُسْتَهْزِئِيْنَ، فَلَمَّا عَلِمُوْا اَنَّهٗ عَزْمٌ ﴿قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما هى﴾ اَىْ مَا سِنُّهَا؟ ﴿قال﴾ مُوْسٰى ﴿انه﴾ اَىِ اللّٰهُ ﴿يقول انها بقرة لا فارض﴾ مُسِنَّةٌ ﴿ولا بكر﴾ صَغِيْرَةٌ ﴿عوان﴾ نِصْفٌ ﴿بين ذلك﴾ اَلْمَذْكُوْرِ مِنَ السِّنِيْنَ ﴿فافعلوا ماتؤمرون(۶۸)﴾ بِهٖ مِنْ ذِبْحِهَا ﴿قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما لونها قال انه يقول انها بقرة صفراء فاقع لونها﴾ شَدِيْدُ الصُّفْرَةِ ﴿تسر النظرين(۶۹)﴾ اِلَيْهَا بِحُسْنِهَا اَىْ تُعْجِبُهُمْ ﴿قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ماهى﴾ اَسَائِمَةٌ اَمْ عَامِلَةٌ؟ ﴿ان البقر﴾ اَىْ جِنْسَهُ الْمَنْعُوْتَ بِمَاذُكِرَ ﴿تشبه علينا﴾ لِكَثْرَتِهٖ فَلَمْ نَهْتَدِ اِلَى الْمَقْصُوْدَةِ ﴿وانا ان شاء الله لمهتدون(۷۰)﴾ اِلَيْهَا فِى الْحَدِيْثِ لَوْ لَمْ يَسْتَثْنُوْا، لَمَّا بُيِّنَتْ اٰخِرَ الْاَبَدِ ﴿قال انه يقول انها بقرة لا ذلول﴾ غَيْرُ مَذَلَّلَةٍ بِالْعَمَلِ ﴿تثير الارض﴾ تُقَلِّبُهَا لِلزِّرَاعَةِ وَالْجُمْلَةُ صِفَةُ ذَلُوْلٍ دَاخِلَةٌ فِى النَّفْىِ ﴿ولا تسقى الحرث﴾ اَلْاَرْضَ الْمُهَيَّئَةَ لِلزَّرْعِ ﴿مسلمة﴾ مِنَ الْعُيُوْبِ وَاٰثَارِ الْعَمَلِ ﴿لاشية﴾ لَوْنَ ﴿فيها﴾ غير لونها ﴿قالوا الئن جئت بالحق﴾ نَطَقْتَ بِالْبَيَانِ التَّامِّ فَطَلَبُوْهَا فَوَجَدُوْهَا عِنْدَ الْفَتَى الْبَارِّ بِاُمِّهٖ فَاشْتَرَوْهَا بِمِلْءِ مَسْكِهَا ذَهَبًا ﴿فذبحوها وما كادوا يفعلون(۷۱)﴾ لِغَلَاءِ ثَمَنِهَا وَفِى الْحَدِيْثِ "لَوْ ذَبَحُوْا اَىَّ الْبَقَرَةِ كَانَتْ لَاَجْزَاتْهُمْ وَلٰكِنْ شَدُّوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

﴿ترجمہ﴾

بے شک ایمان والے (یعنی پہلے انبیاء پر ایمان لانے والے) نیز یہودیوں (وَالَّذِيْنَ هَادُوْا سے مراد یہود ہیں) اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں......۱......(صابئین یہود یا نصاریٰ کا ایک گروہ ہے) جو سچے دل سے ایمان لائے (یعنی ان گروہوں میں سے) اللہ اور پچھلے دن پر (ہمارے نبی ﷺ کے زمانے میں) اور نیک کام کریں (انکی شریعت کے مطابق) ان کا ثواب (یعنی ان کے اعمال کا ثواب) ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم (امن اور عمل کی مفرد ضمیروں میں لفظ من کی رعایت کی گئی ہے اور مابعد کی ضمائر جمع میں اسکے معنی کی رعایت کی گئی ہے) اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا (یعنی تم سے توریت پر عمل کا عہد لیا) اور (تحقیق) تم پر طور......۲......کو اونچا کیا (یعنی ہم نے پہاڑ کو اسکی جڑ سے اکھیڑ کر تم پر مسلط کر دیا جب تم نے توریت قبول کرنے سے انکار کیا، اور ہم نے کہا) لو جو ہم تم کو دیتے ہیں زور سے (یعنی مضبوطی اور کوشش سے) اور اس کے مضمون یاد کرو (یعنی اس پر عمل کرو) اس

امید پر کہ تم بچو (آگ یا نافرمانی کرنے سے) پھر تم پھر گئے (یعنی تم نے اعراض کیا) اسکے بعد (یعنی طاعت کے عہد کے بعد فرمانبرداری کرنے سے) تو اگر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت تم پر نہ ہوتی (یعنی توبہ یا تاخیر عذاب کی صورت میں) تو تم ٹوٹے والوں میں ہو جاتے (یعنی ھلاک ہونے والوں میں سے) اور بیشک (لقد میں لام قسمیہ ہے) ضرور تمہیں معلوم ہے (یعنی تم پہچانتے ہو) جنہوں نے سرکشی کی (یعنی حد سے تجاوز کیا) تم میں سے ہفتہ......سبت......میں (مچھلی کا شکار کر کے اور ہم نے انہیں اس سے منع کیا تھا اور مراد اس سے قوم ایلہ ہے) تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے (تو وہ راندۂ درگاہ ہو گئے اور تین دن بعد سارے ہلاک ہو گئے) تو ہم نے کر دیا (یعنی اس بستی کی سزا کا واقعہ) عبرت (یعنی عبرت، جو روک دے انکو ان کاموں سے جو وہ کرتے تھے) اسکے آگے اور پیچھے والوں کیلئے (یعنی اس زمانے کی امت یا بعد والی امتوں کے لیے) اور پرہیز گاروں کے لئے نصیحت (بنا دیا اللہ ﷻ کی طرف سے، متقین کے ذکر کو دوسروں کے برخلاف اسلئے خاص کیا کہ نصیحت سے یہی فائدہ اٹھاتے ہیں) اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا......ہی......(جب ان میں سے ایک شخص کا قتل ہوا اور قاتل کا پتہ نہ چل سکا، انہوں نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے دعا کے بارے میں عرض کی کہ اللہ انکے لئے قاتل ظاہر فرمادے تو آپ نے دعا فرمائی) خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو، بولے آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں (یعنی اس قسم کا جواب دے کر کہ آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں) فرمایا پناہ مانگتا ہوں (اعوذ بمعنی امتنع ہے) خدا کی (یعنی خدا سے اس بات کی) کہ میں جاہلوں سے ہوں (یعنی مذاق کرنے والوں سے ہوں، پھر جب انہوں نے جان لیا کہ یہ بات حتمی ہے) بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتائے گائے کیسی (ہو یعنی اسکی عمر کیا ہو؟) فرمایا (حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے) بیشک وہ (یعنی اللہ ﷻ ارشاد) فرماتا ہے وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی (یعنی زیادہ عمر والی) اور نہ اُوسر (یعنی بچھیا) بلکہ بیچ ہے (یعنی عوان، نصف کے معنی میں ہے) دونوں کے درمیان (یعنی دونوں عمروں کے درمیان کی عمر والی ہے) تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے (یعنی اس حکم کے مطابق گائے ذبح کرو) بولے اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتا دے اسکا رنگ کیا ہے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک پیلی گائے ہے جسکی رنگت ڈہڈھاتی (یعنی شوخ پیلی ہے) دیکھنے والوں کو خوشی دیتی (ہے یعنی اپنے حسن کی وجہ سے انہیں متعجب کرتی ہے) بولے اپنے رب سے دعا کیجئے صاف بیان کر دے وہ گائے کیسی ہے (کہ وہ جنگل میں چرنے والی ہے یا کام میں آنے والی) بیشک گائے (آپ کی بیان کردہ صفات کے مطابق) ہم کو اس میں شبہ پڑ گیا (ہے گائے کی کثیر اقسام ہونے کی وجہ سے، تو ہم اپنے مقصود پر راہ یابی نہیں پاتے) اور اگر اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائینگے اس گائے تک (حدیث پاک میں ہے اگر وہ انشاء اللہ نہ کہتے تو قیامت تک انہیں گائے نہ ملتی) کہا وہ فرماتا ہے کہ ایک گائے ہے جو نہ جوتی گئی (یعنی ہل وغیرہ کا کام نہیں لیا گیا) کہ زمین پھاڑے (یعنی زراعت کا کام لیا جائے اور جملہ "تثیر الارض" ذلول کی صفت ہے اور یہ نفی کے معنی میں ہے) اور نہ کھیتی کو پانی دے (یعنی اس زمین کو جسے زراعت کیلئے تیار کیا گیا ہو) بے عیب ہے (یعنی عیوب اور آثار عمل سے سلامت ہے) جس میں کوئی داغ نہیں (یعنی کسی

اور رنگ کا) بولے اب آپ ٹھیک بات لائے (یعنی آپ نے مکمل بیان کر دیا تو اسکو ڈھونڈا اور پایا ایک نوجوان کے پاس جو اپنی ماں کا فرنبردار تھا تو انہوں نے اس گائے کو اسکی کھال بھر سونے کے عوض خریدا) تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے (یعنی مہنگی ہونے کی وجہ سے "حدیث شریف" میں ہے کہ اگر وہ کوئی بھی گائے ذبح کر لیتے تو انکے لئے کافی ہوتی لیکن انہوں نے اپنے آپ پر سختی کی تو اللہ نے بھی ان پر سختی فرمائی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الذین امنوا والذین هادوا والنصری والصابئین من امن بالله والیوم الاخر وعمل صالحا فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون﴾

انّ: حرف مشبہ، الذین امنوا ،الی..... والصابئین: مبدل منہ، مَن: موصولہ، امن .....الی..... صالحا: صلہ، موصول صلہ ملکر بدل، جو مبدل منہ سے ملکر اسم، ف: جزائیہ، لهم اجرهم عند ربهم: معطوف علیہ، ولاخوف علیهم ولاهم یحزنون: معطوف، ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے جملہ اسمیہ۔

﴿واذ اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، اخذنا میثاقکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ورفعنا فوقکم الطور: جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر ظرف اذکروا فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿خذوا ماءاتینکم بقوة واذکروا ما فیه لعلکم تتقون﴾

خذوا: فعل امر، واؤ ضمیر ذوالحال، بقوة: حال، جو اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ماءاتینکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قلنا فعل محذوف کا مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ، واذکروا: فعل امر، واؤ ضمیر ذوالحال، لعلکم تتقون: حال، ملکر فاعل، مافیہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

﴿ثم تولیتم من بعد ذلک فلولا فضل الله علیکم ورحمته لکنتم من الخسرین﴾

ثم: عاطفہ، تولیتم من بعد ذلک: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، ف: عاطفہ، لولا: حرف امتناع متضمن بمعنی شرط، فضل الله: مبتدا، علیکم: ظرف مستقر خبر، ورحمته: معطوف مبتدا پر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، شرط، لکنتم من الخسرین: جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت﴾

و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ، قد: للتحقیق، علمتم: فعل وفاعل، الذین اعتدوا منکم فی السبت: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ محذوف قسم کا جواب قسم۔

﴿فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين﴾

ف: عاطفہ، قلنالهم: قول، كونوا قردة خاسئين: مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فجعلنها نكالا لما بين يديها وما خلفها وموعظة للمتقين﴾

ف: عاطفہ، جعلنها: فعل وفاعل ومفعول، نكالا: موصوف، لما بين يديها وما خلفها: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، وموعظة للمتقين: مرکب توصیفی معطوف، ملکر مفعول ثانی، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ قال موسى لقومه ان الله يامركم ان تذبحوا بقرة﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قال موسى لقومه: جملہ فعلیہ، قول، ان الله يامركم ......الخ: جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول سے ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف اذکروا فعل محذوف کا، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا اتتخذنا هزوا﴾

قالوا: قول، همزه: استفہامیہ، تتخذنا هزوا: فعل با فاعل و مفعول اول ومفعول ثانی مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال اعوذ بالله ان اكون من الجهلين﴾

قال: قول، اعوذ: فعل، بالله: متعلق، اَنْ اكون من الجهلين: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مؤول ہوکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر مقولہ، جو قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما هي﴾

قالوا: قول، ادع لنا ربك: مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ، يبين: فعل مضارع، لنا: متعلق، ماهي: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر۔

﴿قال انه يقول انها بقرة لا فارض ولا بكر عوان بين ذلك﴾

قال: قول، انه: حرف مشبہ واسم، يقول: قول، انها: حرف مشبہ واسم، بقرة: موصوف، لافارض ولا بكر: معطوف علیہ و معطوف ملکر صفت اول، عوان بين ذلك: صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، جو قول سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر قال کا مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فافعلوا ما تؤمرون﴾

ف: فصیحیہ، افعلوا: فعل امر، واو ضمیر فاعل، ماتومرون: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال انه يقول انها بقرة صفراء فاقع لونها تسر النظرين﴾

قال: قول، انه: حرف مشبہ واسم، يقول: قول، انها: حرف مشبہ واسم، بقرة: موصوف، صفراء: صفت اول، فاقع لونها: صفت ثانی

،تسر النظرین:صفت ثالث،ملکر خبر، جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، جوقول سے ملکر خبر، ان اپنے اسم اور خبر سے جملہ اسمیہ ہو کر جملہ قولیہ۔

﴿ان البقر تشبه علينا وانا ان شاء الله لمهتدون﴾

انّ: حرف مشبہ،البقر: اسم،تشبه علينا: جملہ فعلیہ خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،انا:حرف مشبہ و اسم، ان شاء الله: شرط،و اهتدينا: جواب شرط محذف،ملکر جملہ شرطیہ،لمهتدون:خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال انه يقول انهابقرة لاذلول تثير الارض ولا تسقي الحرث مسلمة لاشية فيها﴾

قال :قول،انه:حرف مشبہ بالفعل واسم،یقول:قول،انها:حرف مشبہ،بقرة: موصوف،لا ذلول :صفت اول،تثير الارض ولا تسقي الحرث :معطوف علیہ ومعطوف ملکر صفت ثانی،مسلمة:صفت ثالث،لا شية فيها: صفت رابع،موصوف اپنی صفات سے ملکر خبر،انّها اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، جوقول سے ملکر انّه کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ۔

﴿قالوا الئن جئت بالحقِ فذبحوها وما كادوا يفعلون﴾

قالوا:قول،الئن: ظرف زمان،جئت:فعل وفاعل،بالحق: ظرف مستقر ہو کر فاعل سے حال،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ،ف:فصیحیہ،ذبحواها:جملہ فعلیہ،وما كادوا يفعلون:جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان الذين امنوا والذين هادوا والنصرى ......☆ابن جریر وابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی کہ یہ آیت حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے حق میں نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

صابئین:

۱......علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ روم کے صابئین ستارہ پرست اور ہند کے بُت پرست ہیں، سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''صابئین بُت پرست نہیں بلکہ وہ ستاروں کی اس طرح تعظیم کرتے ہیں جس طرح کعبہ کی تعظیم کی جاتی ہے۔'' ایک قول کے مطابق یہ موحد ہیں لیکن ستاروں کی تاثیر کا اعتقاد رکھتے ہیں اور بعض انبیاء جیسے حضرت سیدنا یحیی علیہ السلام کا اقرار کرتے ہیں، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ عزوجل کو مانتے ہیں، زبور کی تلاوت بھی کرتے ہیں لیکن عبادت فرشتوں کی کرتے ہیں اور کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ (روح المعانی الجزء الأول، ص ۳۷۸)

بنی اسرائیل کا سجدہ:

۲......کوہِ طور بنی اسرائیل کی لشکر گاہ کے برابر تھا، جبکہ اس کی طوالت ایک فرسخ تھی، جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے انکے سروں پر سائے کی طرح بلند کر دیا، تو ان سے کہا گیا: ''اگر توریت قبول نہ کی، یہ تم پر گرا دیا جائے گا اور تمہارے سر اس سے کچل دیئے جائیں گے۔'' پس انہوں نے توریت کو قبول کر لیا اور بائیں جانب سے آدھے چہرے کا سجدہ کیا اور دائیں جانب سے پہاڑ کو دیکھتے رہے، یہی وجہ ہے کہ یہود میں سجدہ کا یہی طریقہ رائج ہے کہ وہ ایک ہی جانب کی طرف سے سجدہ کرتے ہیں، پھر جب ان سے پہاڑ دور کر دیا گیا تو انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ (الجمل، ج۱، ص۹۰)

یوم السبت:

۳......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہ قوم حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں مقام ایلہ میں آباد تھی، یہ شہر مدینہ اور شام کے درمیان ساحل سمندر پر واقع تھا، اس جگہ کے سمندر میں سال کے ایک مہینے میں اتنی کثرت سے مچھلیاں آتی تھیں کہ پانی دکھائی نہیں دیتا تھا اور باقی مہینوں میں ہفتہ کے دن اس میں بہت مچھلیاں آتی تھیں، ان لوگوں نے مختلف جگہ حوض کھودے اور سمندر سے نالیاں نکال کر ان حوضوں سے ملا دیں، ہفتے کے روز ان حوضوں میں مچھلیاں چلی جاتیں اور اتوار کے دن انکا شکار کر لیتے، بنی اسرائیل کا ہفتے کے روز مچھلیوں کو حوضوں میں مقید کر لینا، یہی انکا حد سے تجاوز کرنا تھا اور وہ ایک بڑے لمبے عرصے تک اس نافرنی میں مشغول رہے، نسل در نسل انکی اولاد بھی ملوث رہی، خدا کا خوف رکھنے والے کچھ لوگ اس سے منع کرتے، کچھ لوگ اسکو برا جانتے اور اس خیال سے منع نہیں کرتے تھے کہ یہ باز آنے والے نہیں، نافرمان لوگ کہتے تھے کہ ہم اتنے عرصے سے یہ کام کر رہے ہیں اور اللہ عزوجل ان مچھلیوں میں اضافہ فرما رہا ہے، مانعین کہتے تھے کہ تم دھوکے میں نہ آؤ، ہوسکتا ہے کہ تم پر عذاب نازل ہو۔ (الرازی، ج۱، ص۳۷۲)

قصة البقرة:

۴......بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص تھا جس کے چچازاد بھائی عامیل نے اسے وراثت کے لالچ میں قتل کر کے دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا اور خود صبح کو اسکے خون کا مدعی بن گیا، وہاں کے لوگوں نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل حقیقتِ حال ظاہر فرما دے، اس پر حکم ہوا کہ ایک گائے ذبح کر کے اسکا کوئی حصہ مقتول پر ماریں، وہ زندہ ہو کر قاتل کے بارے میں بتا دیگا۔ بنی اسرائیل کوئی بھی گائے ذبح کر دیتے ان کے لئے کافی تھا لیکن انہوں نے سوال در سوال کر کے اپنے لئے مشکلات پیدا کیں اور پھر جب گائے کے بارے میں پوری شان وصفت معلوم ہوئی تو اس کے بعد انہوں نے گائے کی تلاش شروع کر دی، قرب وجوار میں صرف ایک ہی ایسی گائے تھی۔ اسکا حال یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک صالح شخص تھا، جسکا ایک نوعمر بیٹا تھا، اس کے پاس ایک گائے کے سوا اپنے بیٹے کے لئے کچھ نہ تھا، اس نے اسی گائے کی گردن پر مہر لگا کر اسے اللہ عزوجل کے نام پر چھوڑ دیا اور بارگاہِ حق میں عرض کی: ''اے میرے رب! میں اس بچھیا کو اپنے بیٹے کیلئے تیرے پاس ودیعت رکھتا ہوں، جب یہ بڑا ہو تو یہ اسکے

کام آئے۔''اس کا تو انتقال ہوگیا اور بچھیا جنگل میں بحفظِ الٰہی پرورش پاتی رہی، لڑکا بڑا ہوا اور بفضلہٖ صالح و متقی ہوا، ماں کا فرنبردار تھا، ایک روز اسکی والدہ نے اسے کہا:''اے نورِ نظر! تیرے باپ نے تیرے لئے فلاں جنگل میں ایک بچھیا چھوڑی تھی وہ اب جوان ہو چکی ہوگی، اب اسکو جنگل سے لے آؤ اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام، حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور حضرت سیدنا اسحاق علیہ السلام کے رب تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تجھے گائے واپس عطا فرما دے۔''لڑکے نے گائے کو اس جنگل میں دیکھا اور والدہ کی بتائی ہوئی علامتیں اس میں پا کر اسکو اللہ عزوجل کی قسم دیکر بلایا، وہ حاضر ہوگئی تو اسے لے کر والدہ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ والدہ نے بازار میں تین دینار میں فروخت کرنے کا حکم دیا لیکن یہ شرط رکھی کہ سودا ہونے کے بعد اسکی اجازت حاصل کی جائے، اس زمانے میں گائے کی قیمت ان اطراف میں تین دینار ہی تھی، نوجوان جب اس گائے کو بازار میں لایا تو ایک فرشتے نے خریدار کی صورت میں آ کر گائے کی قیمت چھ دینار لگا دی مگر اس شرط سے کہ وہ نوجوان والدہ کی اجازت کا پابند نہ ہوگا، اس لڑکے نے یہ منظور نہ کیا اور واپس جا کر تمام قصہ والدہ کو بتایا، اسکی والدہ نے چھ دینار قیمت منظور کرنے کی اجازت تو دی مگر بیع میں پھر اپنی مرضی دریافت کرنے کو شرط ٹھہرا دیا، نوجوان پھر بازار آیا، اس مرتبہ فرشتے نے بارہ دینار قیمت لگائی اور کہا کہ والدہ کی اجازت پر موقوف نہ رکھو۔ نوجوان نہ مانا اور والدہ کو پھر اطلاع دی، وہ صاحبِ فراست سمجھ گئی کہ یہ کوئی خریدار نہیں بلکہ فرشتہ ہے جو آزمائش کیلئے آتا ہے، لہٰذا اس نے بیٹے سے کہا:''اب اس مرتبہ فرشتے سے کہنا کہ آپ ہمیں اس گائے کی فروخت کا حکم دیتے ہیں یا نہیں؟''لڑکے نے یہی کہا تو فرشتے نے جواب دیا:''ابھی اسکو روکے رکھو، جب بنی اسرائیل خریدنے آئیں تو اسکی قیمت یہ مقرر کرنا کہ اسکی کھال میں سونا بھر دیا جائے۔''لڑکا گائے کو گھر لایا اور جب بنی اسرائیل اس کی جستجو کرتے ہوئے اس کے مکان پر پہنچے تو یہی قیمت طے کی اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ضمانت پر وہ گائے بنی اسرائیل کے سپرد کر دی۔ (مأخوذ از تفسیرِ خازن، ج۱، ص ۵۲)

صدر الافاضل چند مسائل مستنبط کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس واقعے سے کئی مسائل معلوم ہوئے: (۱)...... جو اپنے عیال کو اللہ عزوجل کے سپرد کرے اللہ عزوجل اسکی ایسی ہی پرورش کرتا ہے، (۲)...... جو اپنا مال اللہ کے بھروسہ پر اسکی امانت میں دے اللہ اس میں برکت دیتا ہے، (۳)...... والدین کی فرمانبرداری اللہ عزوجل کو پسند ہے، (۴)...... غیبی فیض قربانی اور خیرات سے حاصل ہوتا ہے، (۵)...... راہ خدا میں نفیس مال دینا چاہئے، (۶)...... گائے کی قربانی افضل ہے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ ۱۲۰)

اغراض:

النصاریٰ: جمع ہے نصران کی، جیسا کہ ندامی، اور نصرانی میں یاء مبالغہ کے لئے ہے جیسا کہ احمری میں ہے، انہیں نصاریٰ اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی تھی یا یہ لوگ اس بستی میں تھے جسے نصران یا ناصرۃ کہتے ہیں، پس ان کا نام انہیں کی وجہ سے نصاریٰ پڑ گیا۔ **طـائفة مـن اليهـود و النصـارىٰ:** صابئین کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ یہود تھے یا نصاریٰ لیکن یہ

فرشتوں کی عبادت کیا کرتے تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ ستاروں کی عبادت کرتے تھے اور علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ یہود و مجوس کے درمیان کی کوئی قوم تھی، اس کے بارے میں مزید معلومات ماقبل سے حاصل کرلیں۔ الھالکین : یعنی دنیا اور آخرت میں ہلاکت پانے والے۔ فی ضمن نبینا: ایک سوال کا جواب ہے کہ پہلی آیت ﴿ان الذین امنوا﴾ اور آخری ﴿من امن باللہ﴾ کے درمیان تعیم اور تخصیص میں کیا مناسبت؟ حاصل جواب یہ ہے کہ ﴿ان الذین امنوا﴾ سے وہ لوگ مراد ہیں جو کہ دین فطرت کے متلاشی تھے مثلاً قس بن ساعدۃ، ورقۃ بن نوفل، بحیرا راہب، ابی ذر غفاری، سلمان فارسی ﷺ کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کا زمانہ پایا تو آپ ﷺ پر ایمان لاکر پیروکار میں شامل ہوگئے، اور وہ لوگ کہ جنہوں نے سید عالم ﷺ کا زمانہ نہ پایا یعنی آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ایمان والے تھے اور وہ جو باطل دین پر تھے جیسا کہ یہود، نصاریٰ اور صابئین میں سے، وہ اللہ، آخرت اور سید عالم ﷺ پر ایمان لائے تو ان لوگوں کے لئے اجر ہے۔ والعمل بما فی التوراۃ : اور ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا بھی داخل ہے۔ بالعمل بہ : بیضاوی کی عبارت ہے۔

اقتلعناہ: یعنی پہاڑ کو اٹھانے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے، اس واقعے کا بیان ماقبل ذکر کر دیا ہے، وہیں پڑھ لیں۔

واذکروا مافیہ : یعنی توریت کو حفظ کرلو اور اسے بھولو مت یا اس میں غور وفکر کرو، بے شک تفکر قلبی ذکر ہے یا یوں فرمایا کہ اس پر عمل بھی کرو۔ وقد قتل بھم قتیل : عامیل کے اپنے چچازاد بھائی کو قتل کرنے کا ذکر کیا ہے جس کے بارے میں ہم ماقبل مفصل کلام کر چکے ہیں، وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ فلما علموا انہ : یعنی ذبح کا حکم جان چکے کہ حق یہی ہے۔ بالتوبۃ: یہ مومنین کے حق میں ہے۔ بمثل ذلک: کہ سوال قاتل کے بارے میں ہو رہا ہے اور جواباً گائے کی قربانی کا حکم ہے، اور بنی اسرائیلیوں نے یہ بات دونوں کے مابین بعد کی وجہ سے کہی تھی کہ کہاں کسی کا قتل ہونا اور کہاں اس کے عوض میں گائے کا ذبح کرنا؟ اور بظاہر اس حکم کی حکمت کو نہ جان پائے کہ ذبح شدہ کا عضو مارنے سے مقتول قاتل کے بارے میں بیان کرے گا۔ تاخیر العذاب : یہ کافروں کے حق میں ہے۔ ماسنھا: یہاں بنی اسرائیل نے گائے کی حالت اور صفات کے بارے میں جو باتیں کیں اس کا بیان ہے جسے ہم نے ماقبل ذکر کر دیا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ مسنۃ و صغیرۃ : کے حوالے سے بھی ہم نے کلام کرلیا ہے کہ نہ تو بہت بوڑھی ہو نہ ہی بالکل بچھیا۔ المذکور من السنین : ایک جواب کی جانب اشارہ ہے جو کہ دو چیزوں کے مابین برابری کا تقاضا کرتا ہے؟ پھر کلام باری ﷻ میں ذلک پر اس بات کا داخل کرنا کیوں کر درست ہوسکتا ہے؟ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ذلک سے مفرد، تثنیہ اور جمع تینوں کی جانب اشارہ ہے اور اسی قبیل سے فرمان مبارک ﴿قل بفضل اللہ وبرحمتہ وبذلک فلیفرحوا﴾، ﴿زین للناس ......الی...... ذلک متاع الحیاۃ الدنیا﴾ ہے، پس مراد یہ ہے کہ گائے ایسی ہو جو کہ نہ زیادہ بوڑھی ہو نہ ہی بالکل بچھیا۔ الی المقصودۃ: یعنی مراد اللہ ﷻ کی رضا تھی، کہ اللہ ﷻ نے گائے کے ذبح کا ارادہ فرما کر اس کے ذبح کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (الجمل، ج۱ ص۸۹ وغیرہ)

بحسنها :یعنی اس گائے کی تخلیق،جمالی کے اعتبار سے،اور یہ اس طرح ہوا کہ جب انہوں نے شدت دکھائی تو ان پر بھی شدت ہوئی ،اگر وہ کوئی بھی گائے قربان کر دیتے تو کافی تھا، پھر دوسرے سوال پر بھی جم جاتے تو کافی تھا، پھر تیسرے سوال کے بارے میں بھی یوں ہی ہے کہ انہیں کافی ہوتا لیکن انہوں نے سختی کا مظاہرہ کیا تو ان پر بھی سختی ہوئی۔ اسائمة ام عاملة: اس کا بیان ماقبل گزر چکا۔ الارض المهياة الخ: مناسب ہے کہ حرث یعنی زرع کہا جائے اس لئے کہ حرث کا اطلاق زرع پر کیا جاتا ہے (قصوی، ج ۱، ص ۷۹)

رکوع نمبر: ۹

﴿واذ قتلتم نفسا فادرء تم﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الدَّالِ اَىْ تَخَاصَمْتُمْ وَتَدَافَعْتُمْ ﴿فيها والله مخرج﴾ مُظْهِرٌ ﴿ماكنتم تكتمون (۷۲)﴾ مِنْ اَمْرِهَا وَهٰذَا اِعْتِرَاضٌ وَّهُوَ اَوَّلُ الْقِصَّةِ ﴿فقلنا اضربوه﴾ اَىِ الْقَتِيْلَ ﴿ببعضها﴾ فَضُرِبَ بِلِسَانِهَا اَوْ عَجْبِ ذَنَبِهَا فَحَيِيَ وَقَالَ قَتَلَنِيْ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ لِابْنَىْ عَمِّهٖ وَمَاتَ فَحُرِمَا الْمِيْرَاثَ وَقُتِلَا، قَالَ تَعَالٰى ﴿كذلك﴾ الْاِحْيَآءِ ﴿يحى الله الموتى ويريكم ايته﴾ دَلَائِلَ قُدْرَتِهٖ ﴿لعلكم تعقلون (۷۳)﴾ تَتَدَبَّرُوْنَ فَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْقَادِرَ عَلٰى اِحْيَاءِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ قَادِرٌ عَلٰى اِحْيَاءِ نُفُوْسٍ كَثِيْرَةٍ فَتُؤْمِنُوْنَ ﴿ثم قست قلوبكم﴾ ايُّها اليهودُ صَلبت عن قبول الحقِ ﴿من بعد ذلك﴾ الْمَذْكُوْرِ مِنْ اِحْيَاءِ الْقَتِيْلِ وَمَا قَبْلَهٗ مِنَ الْاٰيَاتِ ﴿فهى كالحجارة﴾ فِى الْقَسْوَةِ ﴿او اشد قسوة﴾ مِنْهَا ﴿وان من الحجارة لما يتفجرمنه الانهروان منها لما يشقق﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِى الْاَصْلِ فِى الشِّيْنِ ﴿فيخرج منه الماء وان منها لما يهبط﴾ يَنْزِلُ مِنْ عُلُوٍّ اِلٰى سُفْلٍ ﴿من خشية الله﴾ وَقُلُوْبُكُمْ لَاتَتَاَثَّرُ وَلَاتَلِيْنُ وَلَاتَخْشَعُ ﴿وماالله بغافل عما تعملون (۷۴)﴾ وَاِنَّمَا يُؤَخِّرُكُمْ لِوَقْتِكُمْ وَفِيْ قِرَاءَ ةٍ بِالتَّحْتَانِيَةِ وَفِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْخِطَابِ ﴿افتطمعون﴾ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿ان يؤمنوا﴾ اَىِ الْيَهُوْدُ ﴿لكم وقد كان فريق﴾ طَائِفَةٌ ﴿منهم﴾ اَحْبَارُهُمْ ﴿يسمعون كلم الله﴾ فِى التَّوْرٰاةِ ﴿ثم يحرفونه﴾ يُغَيِّرُوْنَهٗ ﴿من بعد ماعقلوه﴾ فَهِمُوْهُ ﴿وهم يعلمون (۷۵)﴾ اَنَّهُمْ مُفْتَرُوْنَ وَالْهَمْزَةُ لِلْاِنْكَارِ اَىْ لَا تَطْمَعُوْا فَلَهُمْ سَابِقَةٌ فِى الْكُفْرِ ﴿واذا لقوا﴾ اَىْ مُنَافِقُو الْيَهُوْدِ ﴿الذين امنوا قالوا امنا﴾ بِاَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ نَبِىٌّ وَّهُوَ الْمُبَشَّرُ بِهٖ فِىْ كِتَابِنَا ﴿واذا خلا﴾ رَجَعَ ﴿بعضهم الى بعض قالوا﴾ اَىْ رُؤَسَاؤُهُمُ الَّذِيْنَ لَمْ يُنَافِقُوْا لِمَنْ نَّافَقَ ﴿اتحدثونهم﴾ اَىِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿بما فتح الله عليكم﴾ اَىْ عَرَّفَكُمْ فِى التَّوْرٰاةِ مِنْ نَّعْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿ليحاجوكم﴾ لِيُخَاصِمُوْكُمْ وَاللَّامُ لِلصَّيْرُوْرَةِ ﴿به عند ربكم﴾ فِى الْاٰخِرَةِ وَيُقِيْمُوْا عَلَيْكُمُ الْحُجَّةَ فِىْ تَرْكِ اِتِّبَاعِهٖ

مَعَ عِلْمِكُمْ بِصِدْقِهٖ ﴿افلا تعقلون (۷۶)﴾ اَنَّهُم يُحَآجُّوْنَكُم اِذَا حَدَّثْتُمُوْهُمْ فَتَنْتَهُوْنَ، قَالَ تَعَالٰى ﴿اولا يعلمون﴾ اَلْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِيْرِ وَالْوَاوُ الدَّاخِلُ عَلَيْهَا لِلْعَطْفِ ﴿ان الله يعلم ما يسرون وما يعلنون (۷۷)﴾ مَا يُخْفُوْنَ وَمَا يُظْهِرُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ وَغَيْرِهٖ فَيَرْعَوُوْا عَنْ ذٰلِكَ ؟﴿ومنهم﴾ اَىِ الْيَهُوْدِ ﴿اميون﴾ عَوَامٌّ ﴿لايعلمون الكتب﴾ اَلتَّوْرَاةَ ﴿الا﴾ لٰكِنْ ﴿ امانى﴾ اَكَاذِيْبَ تَلَقَّوْهَا مِنْ رُؤَسَائِهِمْ فَاعْتَمَدُوْهَا ﴿وان مَا ﴿هم﴾ فِىْ جَحْدِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهٖ مِمَّا يَخْتَلِفُوْنَهٗ ﴿الا يظنون (۷۸)﴾ ظَنًّا وَّلَا عِلْمَ لَهُمْ ﴿فويل﴾ شِدَّةُ الْعَذَابِ ﴿للذين يكتبون الكتب بايديهم﴾ اَىْ مُخْتَلَقًا مِّنْ عِنْدِهِمْ ﴿ثم يقولون هذا من عند الله ليشتروا به ثمنا قليلا﴾ مِنَ الدُّنْيَا وَهُمُ الْيَهُوْدُ غَيَّرُوْا صِفَةَ النَّبِيِّ ﷺ فِى التَّوْرَاةِ وَاٰيَةَ الرَّجْمِ وَغَيْرِهِمَا وَكَتَبُوْهَا عَلٰى خِلَافِ مَآ اُنْزِلَ ﴿فويل لهم مما كتبت ايديهم﴾ مِّنَ الْمُخْتَلَقِ ﴿وويل لهم مما يكسبون (۷۹)﴾ مِنَ الرِّشٰى جمع رشوة﴿وقالوا﴾ لَمَّا وَعَدَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ النَّارَ ﴿لن تمسنا﴾ تُصِيْبَنَا ﴿النار الاايامامعدودة﴾ قَلِيْلَةً اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا مُّدَّةَ عِبَادَةِ اٰبَآئِهِمُ الْعِجْلَ ثُمَّ تَزُوْلُ ﴿قل﴾ لَّهُمْ يَامُحَمَّدُ ﷺ ﴿اتخذتم﴾ حُذِفَتْ مِنْهُ هَمْزَةُ الْوَصْلِ اِسْتِغْنَاءً بِهَمْزَةِ الْاِسْتِفْهَامِ ﴿عند الله عهدا﴾ مِيْثَاقًا مِّنْهُ بِذٰلِكَ ﴿فلن يخلف الله عهده﴾ بِهٖ ؟لَا ﴿ام﴾ بَلْ ﴿تقولون على الله مالا تعلمون (۸۰)﴾ ﴿بلى﴾ تَمَسُّكُمْ وَتَخْلُدُوْنَ فِيْهَا ﴿من كسب سيئة﴾ شِرْكًا ﴿واحاطت به خطيئته﴾ بِالْاِفْرَادِ وَالْجَمْعِ اَىْ اِسْتَوْلَتْ عَلَيْهِ اَحْدَقَتْ بِهٖ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ بِاَنْ مَّاتَ مُشْرِكًا ﴿فاولئك اصحب النارهم فيها خلدون (۸۱)﴾ رُوْعِىَ فِيْهِ مَعْنٰى مَنْ ﴿والذين امنوا وعملواالصلحت اولئك اصحب الجنة هم فيها خلدون (۸۲)﴾

﴿ترجمہ﴾

اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے (فادرء تم میں تاء کا دال میں ادغام ہے یعنی باہم جھگڑتے اور ایک دوسرے پر تہمت لگاتے ہو) اللہ کو ظاہر کرنا تھا (مخرج بمعنی مظہر ہے) جو تم چھپاتے تھے (یعنی قتل کا معاملہ، یہ جملہ معترضہ ہے، یہ قصہ کی ابتدا ہے) تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو مارو (یہاں فاضربوہ میں ہ کا مرجع مقتول ہے) اس گائے کا ایک ٹکڑا ......(پس گائے کی زبان یا دم کا کوئی ٹکڑا مارا گیا تو وہ زندہ ہو گیا اور اس نے بتایا کہ مجھے میرے فلاں اور فلاں چچازاد بھائیوں نے قتل کیا ہے اور اس کے بعد دوبارہ مر گیا، لہذا ان دونوں قاتلوں کو مقتول کی وراثت سے محروم کر دیا گیا اور قتل کر دیا گیا، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) یونہی (یعنی زندہ کرنے کی طرح) اللہ مردے جلائے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں (یعنی اپنی قدرت کے دلائل) دکھاتا ہے کہ

کہیں تمہیں عقل ہو(کہ تم تدبر کر کے جان لو جو ایک جان کو زندہ کرنے پر قادر ہے وہ کئی جانوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے، نتیجۃً تم ایمان لے آؤ) پھر تمہارے دل......۷۴......سخت ہو گئے (حق کو قبول کرنے سے اے یہودیو!) اس کے بعد (یعنی مذکورہ مقتول کو زندہ کرنے اور اس سے پہلے ذکر کردہ دوسری کئی نشانیوں کو دیکھنے کے بعد) تو وہ پتھروں کی مثل ہیں (سختی میں) بلکہ (ان سے بھی) زیادہ کڑے (ہیں سختی میں) اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں (یشقق میں تاء کا شین میں ادغام ہے) تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو گر پڑتے ہیں (یعنی بلندی سے پستی کی جانب) اللہ کے ڈر سے (اور تمہارے دل متأثر نہیں ہوتے، نہ ہی نرم پڑتے ہیں اور نہ ہی خوف کھاتے ہیں) اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں (بلکہ اس نے تو تمہارے عذاب کو ایک وقت تک مؤخر کر رکھا ہے، ایک قرأت میں یاء تحتانیہ یعنی یعملون ہے اور اس صورت میں اس خطاب سے مراد غائب کی جانب التفات مراد ہوگا) تو اے مسلمانو! (یعنی اے ایمان والو!) کیا تمہیں یہ طمع ہے کہ یہ (یہودی) تمہارا یقین لائیں گے اور ایک گروہ وہ تھا (فریق بمعنی طائفۃ ہے) ان میں کا (یعنی احبارِ یہود کا) کہ اللہ کا کلام (یعنی توریت) سنتے، پھر اسے بدل دیتے ......۷۵......(یحرفونھم بمعنی یغیرونھم ہے) بعد اسے سمجھنے کے (عقلوہ بمعنی فھموہ ہے) اور وہ جانتے تھے (کہ وہ گھڑ رہے ہیں، افتطمعون میں ھمزہ انکاری ہے یعنی تم انکی طمع نہ رکھو کہ یہ لوگ کفر میں بڑھے ہوئے ہیں) اور جب ملیں (یعنی منافق یہودی) مسلمانوں سے تو کہیں ہم ایمان لائے (کہ محمد ﷺ نبی ہیں اور انکی نبوت کی بشارت ہماری کتاب میں ہے) اور جب اکیلے ہوں (یعنی لوٹیں تو) آپس میں تو کہیں (ان کے وہ سردار جو منافق نہیں ہیں ان منافقوں سے) کیا تم بیان کئے دیتے ہو ان (مسلمانوں) کو وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا (یعنی توریت میں تمہیں محمد ﷺ کی عظمتِ شان کی پہچان کرا دی) کہ حجت لائیں (یعنی تم سے جھگڑیں، لیحاجوکم میں لام صیرورت کیلئے ہے) اس سے تمہارے رب کے یہاں (یعنی آخرت میں اور تم پر حجت قائم کریں کہ تم نے انہیں سچا جاننے کے باوجود ان کی پیروی نہ کی) کیا تمہیں عقل نہیں (کہ جب تم ان سے کچھ کہتے ہو تو وہ تم پر حجت قائم کرتے ہیں، لہٰذا تم باز آجاؤ، پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) کیا نہیں جانتے (ھمزہ استفہام تقریری ہے اور واو اس پر عطف کیلئے داخل ہوا ہے) کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں (یعنی ان تمام باتوں کو جو وہ چھپاتے یا ظاہر کرتے ہیں اور اسکے علاوہ دیگر امور پر بھی خوب آگاہ ہے، پس انہیں چاہئے کہ اس قبیح فعل سے ہاتھ روک لیں) اور ان میں (یہودیوں میں) کچھ ان پڑھ ہیں (یعنی عوام) جو کتاب (یعنی توریت) کو نہیں جانتے، مگر (إلّا بمعنی لکن ہے) جھوٹی امیدوں کے (مراد وہ جھوٹی باتیں ہیں جنہیں وہ اپنے سرداروں سے سن کر قابلِ اعتماد جان لیتے) اور نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) وہ (ان کی نبی پاک ﷺ کی نبوت کے انکار کے بارے میں من گھڑت باتیں) مگر گمان (یعنی یہ محض ان کے وہم و گمان ہی ہیں انہیں اس کا علم ہے) تو خرابی ہے (یعنی شدید عذاب ہے) ان کیلئے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں (یعنی اپنے پاس سے گھڑ لیں) پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے کہ اسکے عوض تھوڑے

دام حاصل کریں (دنیا کے، اس سے مراد وہ یہودی ہیں جنہوں نے توریت میں نبی پاک ﷺ کی صفات اور آیت رجم وغیرہ بدل دیں اور نازل شدہ احکام کے برعکس احکام کتاب میں لکھ دیئے) تو خرابی ہے ان کیلئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے (جو من گھڑت باتیں ہیں) اور خرابی ہے ان کیلئے اس کمائی سے (جو رشوت کی ہے) اور بولے (جب نبی پاک ﷺ نے انہیں آگ کی وعید سنائی) ہمیں نہ چھوئے گی (یعنی نہ پہنچے گی) آگ مگر گنتی کے دن (انتہائی کم جو ایک روایت کے مطابق چالیس دن ہیں اتنی مدت جس میں انکے آباؤ اجداد نے بچھڑے کی عبادت کی تھی، پھر وہ آگ ہٹالی جائیگی) تم فرماؤ (ان سے اے محمد ﷺ!) کیا لے رکھا ہے (اتخذتم میں همزه استفہام کی وجہ سے ھمزہ وصل حذف کیا گیا ہے) خدا سے کوئی عہد تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا (اور ایسا نہیں ہے) یا (بلکہ) خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہاں کیوں نہیں (تمہیں آگ چھوئے گی اور تم ہمیشہ اس میں رہو گے) جو گناہ کمائے (یعنی شرک کرے) اور اسکی خطا اسے گھیر لے (خطیئته مفرد اور جمع دونوں طرح سے استعمال ہوا ہے یعنی وہ اس پر برابر ہو جائے اور اسے ہر جانب سے گھیر لے اور وہ شخص حالت شرک میں مرے تو) وہ دوزخ والوں میں ہے، انہیں ہمیشہ اس میں رہنا (ہے، ھم ضمیر میں من کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے ذکر کی گئی ہے) اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنت والے ہیں، انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قتلتم نفسا فادرء تم فیها﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قتلتم نفسا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فادارء تم فیها: فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، جو مضاف سے ملکر اذکروا فعل محذوف کا ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون فقلنا اضربوہ ببعضها﴾

و: اعتراضیہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، مخرج: اسم فاعل، ھو ضمیر مستتر فاعل، ما کنتم تکتمون: مفعول، شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، قلنا: قول، اضربوہ ببعضها: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿کذلک یحیِ اللہ الموتی﴾

کذلک: جار مجرور ظرف مستقر، احیاء مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، یحی اللّٰہ الموتی: فعل بافاعل ومفعول ومفعول مطلق مقدم، جملہ فعلیہ، یہ اصل میں "یحی اللّٰہ الموتی احیاء مثل ذلک الاحیاء" تھا۔

﴿ویریکم ایته لعلکم تعقلون﴾

و: عاطفہ، یری: فعل بافاعل، کم: ضمیر ذوالحال، لعلکم تعقلون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول اول، ایته: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ﴾

ثم:عاطفہ،قست قلوبکم من بعد ذلک :فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ، ف:عاطفہ،ھی:مبتدا،ک:بمعنی مثل الحجارۃ: مرکبِ اضافی معطوف علیہ،او:عاطفہ،اشد قسوۃ:ممیز تمیز ملکر معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھر﴾

و:عاطفہ،انّ:حرف مشبہ،من الحجارۃ:ظرف مستقر خبر مقدم،لام:تاکیدیہ،ما یتفجر منہ الانھر:موصول صلہ ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان منھا لما یشقق فیخرج منہ الماء﴾

و:عاطفہ،انّ:حرف مشبہ،منھا: ظرفِ مستقر خبر مقدم،لام:تاکیدیہ،ما: موصولہ،یشقق:جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فیخرج منہ الماء:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر اسم،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ﴾

و:عاطفہ،انّ:حرف مشبہ،منھا: ظرفِ مستقر خبر مقدم،لام:تاکیدیہ،ما: موصولہ،یھبط:فعل،ھو ضمیر ذوالحال،من خشیۃ اللّٰہ: حال،ملکر فاعل،جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر اسم،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿وما اللہ بغافل عما تعملون﴾

و:عاطفہ،ما:مشابہ بلیس،اللّٰہ:اسم جلالت اسم،ب:زائدہ،غافل: اسم فاعل اسمیں ھو ضمیر فاعل،عن:جار،ما تعملون: موصول صلہ ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،اسم فاعل اپنے فاعل وظرف سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ما اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ماقبل وان منھا پر معطوف۔

﴿افتطمعون ان یؤ منوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلم اللہ﴾

ھمزہ: استفہامیہ،ف:عاطفہ،تطمعون:فعل وفاعل،انْ:مصدریہ،یؤمنوا:فعل،واو ضمیر ذوالحال،و:حالیہ،قد: تحقیقیہ، کان: فعل ناقص،فریق منھم: اسم،یسمعون کلام اللّٰہ :جملہ فعلیہ خبر،جملہ فعلیہ ناقصہ حال،ملکر فاعل، لکم:ظرف لغو،یؤمنوا فعل اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون﴾

ثم :حرف عطف،یحرفونہ:فعل،واو ضمیر ذوالحال،وھم یعلمون :حال،جو ذوالحال سے ملکر فاعل،ہ:ضمیر مفعول،من بعد ماعقلوہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل(یسمعون کلام اللّٰہ)پر معطوف۔

﴿واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا﴾

و:مستانفہ،اذا:ظرفیہ متضمن بمعنی شرط،لقوا:فعل،الذین امنوا: فاعل،ملکر شرط،قالوا:قول،
امنا: مقولہ،ملکر جوابِ شرط،جواپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿واذا خلا بعضھم الی بعض قالوا اتحدثونھم بما فتح اللہ علیکم لیحاجوکم بہ عند ربکم﴾

و:عاطفہ،اذا:ظرفیہ متضمن بمعنی شرط،خلا بعضھم الی بعض:جملہ فعلیہ شرط، قالوا:فعل فاعل ملکر قول،اتحدثونھم: فعل وفاعل و مفعول،بما فتح اللہ علیکم:ظرف لغو،لیحاجوکم بہ عند ربکم :ظرف لغو ثانی،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،جوقول سے ملکر جوابِ شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿افلا تعقلون اولا یعلمون ان اللہ یعلم ما یسرون وما یعلنون﴾

افلا تعقلون :اسکی ترکیب گزرچکی ہے،ھمزہ:استفہامیہ،و:عاطفہ،لا یعلمون :فعل وفاعل،انّ: حرف مشبہ، اللہ:اسم جلالت اسم ،یعلم:فعل وفاعل،ما یسرون وما یُعلنون:معطوف معطوف علیہ ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر فعل محذوف أیلومونھم پر معطوف۔

﴿ومنھم امیون لا یعلمون الکتب الا امانی وان ھم الا یظنون﴾

و:عاطفہ،منھم:ظرف مستقر خبر مقدم،امیون:موصوف،لایعلمون:فعل وفاعل،الکتاب: مستثنی منہ،الا:حرف استثناء،امانی: مستثنی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر مبتدا موٴخر،جواپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔و: حالیہ،ان: نافیہ،ھم: مبتدا،الا:حرف استثناء مفرغ،یظنون:خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر(لا یعلمون) کے فاعل سے حال۔

﴿فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم﴾

ف:مستانفہ،ویل:مبتدا،لام: جار،الذین: موصول،یکتبون الکتب بایدیھم :جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم یقولون ھذا من عنداللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا﴾

ثم:عاطفہ،یقولون:قول،ھذا:مبتدا،من عند اللہ:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،لام:تعلیلیہ،یشتروا بہ ثمنا قلیلا:جملہ فعلیہ مجرور،ملکر ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل(یکتبون) پر معطوف۔

﴿فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم ممایکسبون﴾

ف:عاطفہ،ویل: مبتداء ،لھم:ظرف مستقر خبر،من ما کتبت ایدیھم :متعلق بمصدر مبتداء،ملکر جملہ سمیہ۔''وویل لھم مما یکسبون'' ماقبل پر عطف ہے جس کی ترکیب ماقبل کی طرح ہی ہے۔

﴿وقالوا لن تمسناالنار الا ایاما معدودۃ﴾

و: مستانفہ، قالوا: قول، لن تمسنا النارُ: فعل ومفعول وفاعل، الا: حرف استثناء، ایاما معدودۃ: مفعول فیہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل اتخذتم عند اللہ عھدا فلن یخلف اللہ عھدہ﴾

قل: قول، اِنْ: حرف شرط محذوف، اتخذتم: فعل وفاعل، عند اللّٰہ: مفعول فیہ، عھدا: مفعول بہ، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لن یخلف اللّٰہ عھدہ: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر مقولہ، جوقول سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون﴾

ام: عاطفہ، تقولون علی اللّٰہ: قول، ما لا تعلمون: مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿بلی من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ فاولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون﴾

بلی: حرف ایجاب، من: اسم شرط مبتدا، کسب سیئۃ: جملہ معطوف علیہ، واحاطت بہ خطیئتہ: معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، اولئک اصحب النار: جملہ اسمیہ جواب شرط، جوشرط سے ملکر خبر، جومبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ، ھم: مبتدا، فیھا خلدون: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط کے محل میں ہے۔

﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک اصحب الجنۃ ھم فیھا خلدون﴾

و: عاطفہ، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ ملکر مبتدا، اولئک اصحب الجنۃ: جملہ اسمیہ خبر اول، ھم فیھا خلدون: خبر ثانی، مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......واذا لقوا الذین امنوا......☆ یہ آیت ان یہودیوں کی شان میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کے زمانے میں تھے، ابن عباس نے فرمایا یہودی منافق جب صحابہ کرام سے ملتے تو کہتے کہ جس پر تم ایمان لائے اس پر ہم بھی ایمان لائے، تم حق پر ہو اور تمہارے آقا محمد ﷺ سچے ہیں، انکا قول حق ہے، ہم ان کی نعت وصفات اپنی کتاب توریت میں پاتے ہیں، ان لوگوں پر رؤساء یہود ملامت کرتے تھے، اسکا بیان واذا خلا بعضھم میں ہے۔

☆......فویل للذین یکتبون......☆ جب سید عالم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو علماء توریت ورؤساء یہود کو قوی اندیشہ ہوگیا کہ انکی روزی جاتی رہے گی اور سرداری مٹ جائیگی کیونکہ توریت میں حضور ﷺ کا حلیہ اور اوصاف مذکور ہیں، جب لوگ حضور ﷺ کو اسکے مطابق پائیں گے تو فوراً ایمان لے آئیں گے اور اپنے علماء اور رؤساء کو چھوڑ دینگے، اس اندیشہ سے انہوں نے توریت میں تحریف وتغیر کرڈالی اور حلیہ شریف بدل دیا، مثلاً توریت میں آپکے اوصاف یہ لکھے تھے کہ آپ ﷺ خوب رُو ہیں، بال خوبصورت

، آنکھیں سرگیں، قد درمیانہ ہے، اسکو مٹا کر انہوں نے یہ بنایا کہ وہ بہت دراز قامت ہیں، آنکھیں کنجی نیلی، بال الجھے ہیں، یہی عوام کو سناتے، کتابِ الٰہی کا مضمون بتاتے اور سمجھتے کہ لوگ حضور ﷺ کو اسکے خلاف پائیں گے تو آپ ﷺ پر ایمان نہ لائیں گے، ہمارے گرویدہ رہیں گے اور ہماری کمائی میں فرق نہ آئے گا۔

☆......**وقالوا لن تمسنا النار** ......☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہود کہتے تھے کہ ''وہ دوزخ میں ہرگز نہ داخل نہ ہونگے مگر صرف اتنی مدت کیلئے جتنے عرصے ان کے آباؤ اجداد نے گوسالہ پوجا تھا اور وہ چالیس روز ہیں، اس کے بعد وہ عذاب سے چھوٹ جائیں گے۔'' اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

۱......بعض نے گائے کے عضو سے مراد اس کی دم اور بعض نے زبان لی ہے۔ جبکہ مقتول کا نام عامیل تھا۔

(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص۱۳)

لفظ قلوب کی تحقیق:

۲......لفظ قلوب قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں مختلف حاضر اور غائب کی ضمیروں کے ساتھ ایک سو بارہ مقامات پر آیا ہے۔ یہاں اس آیتِ مبارکہ میں بنی اسرائیل کے قلوب کی سختی کو پتھروں کی مثل قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے بے شمار انعامات کے باوجود وہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے اور ذوی العقول ہونے کے باوجود اپنے پروردگار عزوجل کی اطاعت میں خالص نہ ہوئے جبکہ ان کی نسبت پتھر جو غیر ذوی العقول ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جو خوفِ خدا سے لرزہ براندام ہیں تو کچھ پتھروں کو قوتِ ادراک بھی عطا فرمائی گئی ہے چنانچہ، حضرت سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک، صاحبِ لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''احد ایک ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب خرص التمر، ص۲٤۱)

☆......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں مکہ مکرمہ میں ایک پتھر کو آج بھی پہچانتا ہوں جو اعلانِ نبوت سے پہلے بھی مجھے سلام کیا کرتا تھا'' (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ، ص۱۱٤۱)

کتاب اللہ میں رد و بدل کرنا:

۳......اللہ عزوجل کی کتاب میں تحریف کوئی معمولی جرم نہیں، یہود و نصاریٰ نے اسکے عوض دنیا کا حقیر مال پسند کیا اور آخرت کا ناختم ہونے والا خسارہ مول لیا، اللہ عزوجل نے انکے اس فعلِ شنیع کا اعلان کر دیا، آج بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں ایسے تراجم قرآن کے ملتے ہیں جن میں سید عالم ﷺ کی شان میں حد درجے گستاخیاں نظر آتی ہیں لیکن افسوس کہ ان کی روک تھام کرنے پر حکومت نے کوئی اقدام نہیں کیے، افسوس ہوتا ہے کہ کسی سیاسی لیڈر کی شان میں ذرا سی بے احتیاط زبان استعمال کر لی جائے تو بہت بڑا ہنگامہ کھڑا

ہو جاتا ہے لیکن آقائے نامدار کی شان میں اتنا کچھ ہوتا کسی کو نظر نہیں آتا، بعض اوقات مکمل آیات قرآنیہ کے تراجم ہی غلط ہوتے ہیں، شان مصطفیٰ کا ادب کہیں نظر نہیں آتا، لیکن آج کا مسلمان اپنے سیاسی لیڈر کے گریبان پر ہونے والے حملے کا جواب دینے کو تیار ہے بلکہ آستینیں چڑھائے بیٹھا انتظار کر رہا ہے لیکن نبی کی عصمت کے لئے زبان اٹھانے میں اُسے موت پڑتی ہے اور اسلام دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے مذہبی آزادی اور شخصی آزادی اور انتہاء پسندی نہیں ہونی چاہیے جیسے الفاظ سے اس دنیا میں اپنی جان ضرور چھڑا لیتے ہیں لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ آخرت میں ان کی پکڑ سخت ہوگی کیونکہ ارباب اختیار کے لئے اِن مسائل کو حل کرنا آسان ہے، کاش توجہ دیں۔

اغراض:

هذا اعتراض: جملہ معترضہ ہے معطوف ﴿وهو فقلنا اضربوه﴾ اور معطوف علیہ ﴿فذبحوها﴾ کے مابین۔ **ومات:** یعنی مقتول بغیر مہلت کے جلد ہی مر گیا۔ **فحرم المیراث:** اس لئے کہ قاتل مقتول کی وراثت سے نہ پائے گا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بھی ایسا ہی ہے، اور قتل کا سبب یہ ہو کہ قاتل غنی ہے اور مقتول فقیر تو مقتول کے قتل کو طویل زمانہ گزر جانے کی صورت میں قاتل کو وراثت ملے گی لیکن اس بارے میں اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

فاعتمدوها: یعنی ان احکام پر ثابت ہو جاؤ اور اپنے دلوں میں انہیں راسخ کرلو۔ **ایها الیهود:** اس وہم کا دفع کرنا مقصود ہے کہ خطاب یہود کے علاوہ کسی اور قوم سے ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ **فهي كالحجارة:** یہاں لوہے کی مثال نہ دی گئی اس لئے کہ اس میں فی الواقع نرمی ہوتی ہے۔

ینزل من علو الی سفل: جیسا کہ طور پہاڑ، حدیث شریف میں ہے کہ کوئی پتھر ایسا نہیں جو اللہ عزوجل کے خوف سے اوپر سے نیچے نہ گرتا ہو۔ **شدة عذاب:** یعنی جہنم کی وادی میں، اگر دنیا کے پہاڑ اس میں سے گزریں تو اس کی گرمی سے ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

من خشية الله: اہل سنت و جماعت نے اس آیت اور اس کے علاوہ دیگر آیات ﴿وان من شئ الا يسبح بحمده﴾، ﴿الم تر ان الله يسبح له من في السموات والارض﴾ سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ عزوجل کی معرفت رکھتی ہے، اس کی تسبیح کرتی ہے اور اس سے ڈرتی ہے سوائے کافر انسان اور جن کے۔

احبارهم: یعنی علمائے یہود کو احبار کہتے ہیں جو کہ حِبر (حاء کی کسرہ کے ساتھ ہے) کی جمع ہے اور حاء کی فتح بھی بتائی گئی ہے اور اس کی جمع حبور ہے جیسا کہ فلس کی جمع فلوس ہے۔ **فلهم سابقة في الكفر:** یعنی ان تک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچنے سے پہلے سابق دور میں کافر ہونا مراد ہے، یہ جملہ اللہ عزوجل کے فرمان ﴿لا تطعموا﴾ کے لئے علت ہے۔

بما فتح الله عليكم: ما موصولہ ہے، اور جملہ فتح اس کا صلہ اور ضمیر عائد محذوف ہے، تقدیر عبارت یوں ہے فتح الله عليكم به وما واقعة على اوصاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ **في الاخرة:** یہاں "في" عند کے معنی میں ہے جو کہ یحاجوکم کے متعلق

ہے،(عند ظرف زمان کے لئے بھی آتا ہے، جب کہ اس کی اضافت زمانہ کی طرف کی گئی ہو، قاموس الوحید)۔

غیروا صفة النبی: یعنی سید عالم ﷺ کی صفات جمیل صورت، حسین زلفیں، سرگیں آنکھیں ہیں جب کہ قد وقامت معتدل ہے اس کے برعکس یہ لکھ دیا کہ ان کا قد دراز، بال کنگھریالے اور آنکھیں دھنسی ہوئی ہیں۔ (الصاوی، ج۱، ص۸۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿و﴾ اذْكُرْ ﴿اذ اخذنا ميثاق بنى اسراء يل ﴾ فِى التَّوْرَاةِ وَقُلْنَا ﴿لا تعبدون﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿الا الله﴾خَبَرٌ بِمَعْنَى النَّهْيِ وَقُرِئَ لَا تَعْبُدُوْا.﴿و﴾ اَحْسِنوا ﴿بالوالدين احسانا﴾ بِرًّا ﴿وذى القربى﴾ اَلْقَرَابَةِ عَطْفٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ ﴿واليتمى والمسكين وقولوا للناس﴾ قَوْلًا ﴿حسنا﴾ مِّنَ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالصِّدْقِ فِىْ شَاْنِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَالرِّفْقِ بِهِمْ وَفِىْ قِرَاءَ ةٍ بِضَمِّ الْحَاءِ وَسُكُوْنِ السِّيْنِ، مَصْدَرٌ وُصِفَ بِهٖ مُبَالِغَةً ﴿واقيموا الصلوة واتواالزكوة ﴾ فَقَبِلْتُمْ ذٰلِكَ ﴿ثم توليتم﴾ اَعْرَضْتُمْ عَنِ الْوَفَاءِ بِهٖ، فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ وَالْمُرَادُ اٰبَاؤُهُمْ ﴿الا قليلا منكم وانتم معرضون (۸۳)﴾ عَنْهُ كَاٰبَائِكُمْ ﴿واذ اخذناميثاقكم﴾ وَقُلْنَا ﴿لا تسفكون دماء كم﴾ تُرِيْقُوْنَهَا بِقَتْلِ بَعْضِكُم بَعْضًا ﴿ولا تخرجون انفسكم من ديار كم﴾ لَايُخْرِجُ بَعْضُكُم بَعْضًا مِنْ دَارِهٖ ﴿ثم اقررتم﴾ قَبِلْتُمْ ذٰلِكَ الْمِيْثَاقَ ﴿وانتم تشهدون (۸۴)﴾ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ ﴿ثم انتم﴾ يَا ﴿هولاء تقتلون انفسكم﴾ يَقْتُلُ بَعْضُكُم بَعْضًا ﴿وتخرجون فريقا منكم من ديارهم تظهرون﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِى الْاَصْلِ فِى الظَّاءِ وَفِىْ قِرَاءَ ةٍ بِالتَّخْفِيْفِ عَلٰى حَذْفِهَا تَتَعَاوَنُوْنَ ﴿عليهم بالاثم﴾ بِالْمَعْصِيَةِ ﴿والعدوان﴾ اَلظُّلْمِ ﴿وان ياتوكم اسرى﴾ وَ فِى قِرَاءَ ةٍ اَسْرٰى ﴿تفدوهم﴾ تُنْقِذُوْهُمْ مِنَ الْاَسْرِ بِالْمَالِ اَوْ غَيْرِهٖ وَهُوَ مِمَّا عُهِدَ اِلَيْهِمْ ﴿وهو﴾ اَىِ الشَّاْنُ ﴿محرم عليكم اخراجهم﴾ مُتَّصِلٌ بِقَوْلِهٖ وَتَخْرُجُوْنَ، وَالْجُمْلَةُ بَيْنَهُمَا اِعْتِرَاضٌ اَىْ كَمَا حُرِّمَ تَرْكُ الْفِدَاءِ وَكَانَتْ قُرَيْظَةُ حَالَفُوْا الْاَوْسَ وَالنُّضَيْرُ الْخَزْرَجَ فَكَانَ كُلُّ فَرِيْقٍ يُّقَاتِلُ مَعَ حُلَفَائِهٖ وَيُخَرِّبُ دِيَارَهُمْ وَيُخْرِجُهُمْ، فَاِذَا اُسِرُوْا اَفْدَوْهُمْ وَكَانُوْا اِذَا سُئِلُوْا لِمَ تُقَاتِلُوْنَهُمْ وَتَفْدُوْنَهُم؟ قَالُوْا اُمِرْنَا بِالْفِدَاءِ، فَيُقَالُ فَلِمَ تُقَاتِلُوْنَهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ حَيَآءً اَنْ يَّسْتَذِلَّ حُلَفَاؤُنَا، قَالَ تَعَالٰى ﴿ افتؤمنون ببعض الكتب﴾ وَهُوَ الْفِدَاءُ ﴿ وتكفرون ببعض﴾ وَهُوَ تَرْكُ الْقَتْلِ وَالْاِخْرَاجِ وَالْمُظَاهَرَةِ ﴿فما جزاء من يفعل ذالك منكم الا خزى﴾ هَوَانٌ وَّذِلٌّ ﴿ فى الحيوة الدنيا﴾ وَقَدْ خُزُوْا بِقَتْلِ قُرَيْظَةَ وَنَفْيِ النُّضَيْرِ اِلَى الشَّامِ وَضَرْبِ الْجِزْيَةِ ﴿ويوم القيمة يردون الى اشد العذاب وما الله بغافل عما تعملون (۸۵)﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿ اولئك الذين اشتروا الحيوة الدنيا بالاخرة ﴾ بِاَنْ اٰثَرُوْهَا عَلَيْهَا ﴿فلايخفف عنهم العذاب ولاهم ينصرون (۸۶)﴾ يُمْنَعُوْنَ مِنْهُ ـ

﴿ترجمہ﴾

اور (اے محمد ﷺ! یاد کیجئے) جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا (توریت میں اور ہم نے ارشاد فرمایا) کسی کو نہ پوجو (تعبدون میں دو لغتیں ہیں: یعنی تعبدون اور یعبدون) اللہ کے سوا (یہ خبر بمعنی نہی ہے، ایک دوسری قرأت میں لاتعبدوا ہے) اور (احسان کرو) ماں باپ کے ساتھ......۱......خوب بھلائی (احسانًا بمعنی بِرًّا ہے) اور رشتے داروں سے......۲......(قربة بمعنی قرابة ہے جو قریبی ہوں، اس کا عطف بالوالدین پر ہے) اور یتیموں......۳......اور مسکینوں سے......۴......اور لوگوں سے کہو (کوئی) اچھی بات (یعنی بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو، حضرت سیدنا محمد ﷺ کی شان میں سچی بات کرو اور لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کرو، ایک قرأت میں لفظ حسناً، حا کے ضمہ کیساتھ اور سین کے سکون کیساتھ مصدر ہے جو بطور مبالغہ صفت کے طور پر لایا گیا ہے) اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو (تو تم نے اس عہد کو قبول کرلیا) پھر تم پھر گئے (وعدہ پورا کرنے سے، لفظ تولیتم میں ضمیر غائب سے ضمیر حاضر کی طرف التفات ہے یہاں اس سے مراد انکے آباؤ اجداد ہی ہیں) مگر تم میں کے تھوڑے اور تم روگرداں ہو (جیسا کہ تمہارے آباؤ اجداد تھے) اور جب ہم نے تم سے عہد لیا (اور فرمایا) کہ اپنوں کا خون نہ کرنا (یعنی ایک دوسرے کو قتل کر کے انکا خون نہ بہانا) اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا (یعنی نہ ہی انہیں ایک دوسرے کے گھروں سے نکالنا) پھر تم نے اسکا اقرار کیا (یعنی اس عہد کو بھی مان لیا) اور تم گواہ ہو (خود اپنے آپ پر) پھر تم (یہاں انتم کے بعد یا حرف ندا حذف ہے) اپنوں کو قتل کرنے لگے (یعنی ایک دوسرے کو) اور اپنوں میں سے ایک گروہ کو انکے وطن سے نکالتے ہوان پر مدد دیتے ہوانکے مخالفوں کی (تظاہرون میں دراصل تا کا ظا میں ادغام ہے اور ایک قرأت میں دوسری تا حذف ہے یعنی اصل میں تظاھرون بمعنی تتعاونون تھا) گناہ (یعنی معصیت و نافرمانی) اور زیادتی (یعنی ظلم) میں اور اگر وہ قیدی ہوکر تمہارے پاس آئیں (اُسٰرٰی میں ایک قرأت اَسْرٰی بھی ہے) تو بدلہ دیکر چھڑا لیتے ہو (ایک قرأت میں تفدوھم کی بجائے تُنْفِدُوْھُمْ ہے یعنی تم انہیں مال کے ذریعے قید وغیرہ سے چھڑا لیتے ہو اور یہ عمل ان سے لئے گئے عہد میں سے تھا) اور وہ (ھو ضمیر شان ہے) ان کا نکالنا تم پر حرام ہے (یہ جملہ وتخرجون فریقا......قول کے ساتھ متصل ہے اور وان یأتوکم درمیان میں جملہ معترضہ ہے یعنی ترک فدیہ کی طرح جلاوطن بھی ان پر حرام تھا، مختصراً واقعہ یہ ہے بنوقریظہ، بنواوس کے حلیف تھے اور بنونضیر خزرج کے، ان میں سے ہر ایک اپنے حلیف کے ساتھ مخالف سے مقابلہ کرتا، ایک دوسرے کے شہر اجاڑتے اور شہر بدر کرتے اور جب گرفتار ہوتے تو فدیہ دیکر چھڑا لیتے اور جب ان سے پوچھا جاتا کہ انہیں قتل کیوں کیا؟ فدیہ کیوں دیا؟ تو کہتے ہمیں فدیہ کا حکم دیا گیا ہے اور جب پوچھا جاتا کہ قتل کیوں کیا تو کہتے کہ حیا کی وجہ سے کہ انہوں نے ہمارے حلیفوں کو ذلیل کیا، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تو کیا خُدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو (یعنی فدیہ دینے پر) اور کچھ سے انکار کرتے ہو......۵......(یعنی ترکِ قتل، جلاوطنی، باہمی تعاون سے) تو جو تم میں ایسا کرے اسکا بدلہ کیا ہے مگر رسوائی (یعنی ذلت و رسوائی) دنیا میں اور (وہ اس طرح خوار ہوئے کہ بنوقریظہ کو قتل کر دیا گیا اور بنی نضیر کو شام کی طرف

جلاوطن کر کے ان پر جزیہ نافذ کر دیا گیا) اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائینگے اور اللہ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں (یعلمون میں یا اور تا دونوں لغتیں ہیں) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی (یوں انہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت پر فضیلت دی) تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انکی مدد کی جائے (یعنی نہ ان سے عذاب ردکا جائے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ اخذنا میثاق بنی اسراء یل لا تعبدون الا الله وبالوالدینِ احسانا وذی القربی والیتمی والمسکین﴾

و: عاطفہ، اذ: ظرفیہ مضاف، اخذنا: فعل وفاعل، میثاق بنی اسرائیل: مرکبِ اضافی مبدل منہ، لاتعبدون الا اللّٰہ: جملہ فعلیہ، معطوف علیہ، و: عاطفہ، بالوالدین وذی القربیٰ...... الخ: معطوف علیہ با معطوفات احسنو امحذوف کا ظرف لغو، احسانا: مفعول مطلق، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف، جو اپنے معطوف علیہ سے ملکر بدل، جو مبدل منہ سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، جو اپنے مضاف سے ملکر اذکروا محذوف کا ظرف، جملہ فعلیہ۔

﴿وقولوا للناس حسنا واقیموا الصلوة واتوا الزکوة﴾

و: عاطفہ، قولوا للناس: فعل وفاعل ومتعلق، حسنا: مفعول مطلق ای قولا حُسنا، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، واقیموا الصلوة: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، واتو الزکوة: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿ثم تولیتم الا قلیلا منکم وانتم معرضون﴾

ثم: عاطفہ، تولیتم: فعل، تم ضمیر مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، قلیلا: موصوف، منکم: متعلق بمحذوف صفت ملکر مستثنیٰ، جو مستثنیٰ منہ سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ فقبلتم المیثاق محذوف پر معطوف ہے، وانتم معرضون: جملہ اسمیہ تولیتم کے فاعل سے حال ہے۔

﴿واذ اخذنا میثاقکم لا تسفکون دماء کم ولا تخرجون انفسکم من دیارکم﴾

و: عاطفہ، اذ: ظرفیہ مضاف، اخذنا: فعل وفاعل، میثاقکم: مرکبِ اضافی مبدل منہ، لا تسفکون دماء کم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولاتخرجون انفسکم من دیارکم: معطوف، ملکر بدل، ملکر مفعول، جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مرکب اضافی اذکروا محذوف کیلئے ظرف۔

﴿ثم اقررتم وانتم تشهدون﴾

ثم: عاطفہ، اقررتم: فعل، تم ضمیر ذوالحال، وانتم تشهدون: حال، ملکر فاعل، جملہ فعلیہ۔

﴿ثم انتم هؤلاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقا منکم من دیارهم تظاهرون علیهم بالاثم والعدوان﴾

ثم: عاطفہ، انتم: مبتدا، هؤلاء: منادیٰ بحذف حرف نداء، تقتلون انفسکم: جملہ فعلیہ خبر، جو مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ، وتخرجون:

فعل،واو ضمیرذوالحال،تظاھرون ،الخ:جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل، فریقا منکم:مفعول،من دیارھم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر تقتلون پر معطوف۔

﴿وان یأتوکم اسری تفدوھم وھو محرم علیکم اخراجھم﴾

و:استئنافیہ ،ان:شرطیہ،یاتوکم:فعل،واؤ ضمیر ذوالحال،کم:ضمیر مفعول،اسری:حال،ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، جملہ فعلیہ ہوکر شرط،تفدوھم:فعل وفاعل ومفعول،و:حالیہ،ھو:مبتدا،محرم علیکم اخراجھم :خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر تفدوھم کے فاعل سے حال،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض﴾ اس کی ترکیب گزر چکی ہے۔

﴿فما جزآء من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیوۃ الدنیا ویوم القیمۃ یردون الی اشد العذاب﴾

ف: فصیحیہ ،ما:نافیہ،جزاء:مضاف،من یفعل ذلک منکم :موصول صلہ ملکر مضاف الیہ،مرکب اضافی مبتدا،الا:حرف استثناء،خزی فی الحیوۃ الدنیا :خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ان شئتم ان تعرفوا جزاء من یفعل محذوف شرط کی جزا، جملہ شرطیہ جزائیہ،ویوم القیمۃ ......الخ:جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما اللہ بغافل عما تعملون﴾ اس کی ترکیب رکوع نمبر 9 میں گزر چکی ہے۔

﴿اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ فلا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون﴾

اولئک:مبتدا،الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ :موصول صلہ ملکر خبر اول،ف:فصیحہ،لا یخفف عنھم العذاب ولاھم ینصرون:معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر ثانی،اولئک مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ثم انتم ھولاء......☆ توریت میں بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں، وطن سے نہ نکالیں اور جو بنی اسرائیل کسی کی قید میں ہو اسکو مال دیکر چھڑالیں، اس عہد پر انہوں نے اقرار بھی کیا اور اپنے نفس پر شاہد بھی ہوئے لیکن قائم نہ رہے اور اس سے پھر گئے، صورت واقعہ یہ ہے کہ نواح مدینہ میں یہود کے دو فرقے بنی قریظہ اور بنی نضیر سکونت رکھتے تھے، اور مدینہ شریف میں دو فرقے اوس وخزرج رہتے تھے، بنی قریظہ اوس کے حلیف تھے اور بنی نضیر خزرج کے، یعنی ہر ایک قبیلہ نے اپنے حلیف کیساتھ قسما قسمی کی تھی کہ اگر ہم میں سے کسی پر کوئی حملہ آور ہو تو دوسرا اس کی مدد کریگا۔اوس اور خزرج باہم جنگ کرتے تھے، بنی قریظہ اوس کی اور بنی نضیر خزرج کی مدد کیلئے آتے تھے اور حلیف کے ساتھ ہوکر آپس میں ایک دوسرے پر تلوار چلاتے تھے، بنی قریظہ بنی نضیر کو اور وہ بنی قریظہ کو قتل کرتے تھے اور ان کے گھر ویران کردیتے تھے، انہیں ان کے مساکن سے نکال دیتے تھے لیکن جب انکی قوم

کے لوگوں کو انکے حلیف قید کرتے تھے تو وہ انکو مال دیکر چھڑا لیتے تھے مثلاً اگر بنی نضیر کا کوئی شخص اوس کے ہاتھ میں گرفتار ہوتا تو بنی قریظہ اوس کو مالی معاوضہ دے کر اس کو چھڑا لیتے، باوجود یہ کہ اگر وہی شخص لڑائی کے وقت انکے موقعہ پر آجاتا تو اسکے قتل میں ہرگز دریغ نہ کرتے اس فعل پر ملامت کی جاتی ہے کہ جب تم اپنوں کی خونریزی نہ کرنے، انکو بستیوں سے نہ نکالنے، انکے اسیروں کو چھڑانے کا عہد کیا تھا تو اسکے کیا معنی کہ قتل واخراج میں درگزر نہ کرو اور گرفتار ہو جائیں تو چھڑاتے پھرو، عہد میں سے کچھ ماننا اور کچھ نہ ماننا کیا معنی رکھتا ہے؟ جب تم قتل واخراج سے باز نہ رہے تو تم نے عہد شکنی کی اور حرام کے مرتکب ہوئے اور اسکو حلال جان کر کافر ہو گئے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک:

۱......قرآن مجید فرقان حمید میں سات جگہ پر لفظِ والدین آیا ہے، جن میں سے چار مقامات ایسے ہیں جہاں اللہ ﷻ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کیساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے، والدین کیساتھ بھلائی کے معنی یہ ہیں کہ نہ تو ایسی کوئی بات کہے اور نہ ہی کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے مال و جان سے انکی خدمت بجالانے میں قطعاً دریغ نہ کرے بلکہ جب بھی انہیں ضرورت ہو تو ہر لحہ انکے پاس حاضر رہے۔

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سرورِ کائنات ﷺ سے دریافت فرمایا: ''میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تیری ماں''، اس نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' تو آپ ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا: ''تیری ماں''، اس نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' تو آپ ﷺ نے اس دفعہ بھی یہی جواب ارشاد فرمایا: ''تیری ماں''، اس نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' تو ارشاد فرمایا: ''تیرا باپ۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسنِ الصحبة، ص ۱۰۴۵)

☆......حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آقائے دو جہاں ﷺ سے دریافت کیا: ''والدین کا اپنے بچے پر کیا حق ہے۔'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ھما جنتک و نارک یعنی والدین ہی تمہاری جنت و دوزخ ہیں''۔

(سنن ابنِ ماجہ، کتاب الادب، باب بر الوالدین، ص ۶۰۸)

رشتے داروں کے ساتھ حسنِ سلوک:

۲......لفظِ ذوی القربیٰ قرآنِ مجید میں سولہ (16) مرتبہ آیا ہے۔ رشتے داروں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک والدین کے حقوق کے تابع ہے، کیونکہ ان کے حقوق والدین کے واسطہ سے ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ رشتے داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کا عطف والدین کے ساتھ حسنِ سلوک پر کیا گیا ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۵۸)

☆......حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''رشتے دار پر کئے جانے والے صدقے کا ثواب دگنا کر دیا جاتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، ج۸، ص۲۰۶)

☆......حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے افضل صدقہ کینہ پرور رشتے دار پر کیا جانے والا صدقہ ہے۔'' (صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ علی ذی الرحم الکاشح، ج٤، ص٧٨)

یتیموں کے ساتھ حسنِ سلوک:

۳......یتیم کا ذکر مختلف صیغوں کے ساتھ قرآنِ مجید میں نو (9) مرتبہ آیا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''جب کسی قوم کے دسترخوان پر کوئی یتیم بیٹھتا ہے تو شیطان ان کے دسترخوان کے قریب نہیں آتا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البر و الصلۃ، باب ما جاء فی الایتام، ج۸، ص ٢٣٦)

☆......حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یتیم کا کفیل جنت میں میرے ساتھ ان دو انگلیوں کی طرح ہوگا۔'' راوی فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی اور اس کے ساتھ والی بڑی انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا۔ (صحیح مسلم، کتاب الزھد و الرقائق، باب الاحسان الی الارملۃ و المسکین و الیتیم، ص ١٤٦٠)

☆......حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہو اور مسلمان کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے جہاں یتیم کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔'' (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب حق الیتیم، ص ٦١٠)

مسکین کے ساتھ حسنِ سلوک:

۴......مسکین کا ذکر مختلف صیغوں کے ساتھ قرآنِ مجید میں گیارہ (11) مرتبہ آیا ہے۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بیوہ اور مسکین کے لئے کوشش کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔'' راوی فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: ''ایسے قیام کرنے والے کی طرح ہے جو تھکتا نہیں اور ایسے روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الزھد و الرقائق، باب الاحسان الی، ص ١٤٦٠)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے کسی یتیم یا محتاج کی کفالت کی اللہ عزوجل اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا اور جنت میں داخل کرے گا''۔ (مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب تجھیز المیت، ج٣، ص ١١٤)

پیروی شریعت کی کیجائے یا طبیعت کی!

۵......اللہ ﷻ نے ان لوگوں کی مذمت کی جو قرآن کی بعض آیات کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ دین کے معاملے میں اپنی من مانی بات کو داخل کرنا کتنا ناپسندیدہ عمل ہے کہ اللہ ﷻ نے ان کی مذمت فرمائی، ﴿افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض﴾ اس سے وہ لوگ درس حاصل کریں جو جا بجا دینی معاملات میں اپنی من مانی بات داخل کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ اہل ایمان کو یہ بات اپنی گرہ سے باندھ لینی چاہئے کہ پیروی شریعت کی ہوگی نہ کہ اپنی طبیعت کی۔ قرآن وحدیث کے سمجھنے اور سمجھانے کے سلسلے مفسرین ومحدثین کا کردار ہمیشہ سے مثالی رہا ہے لہٰذا اگر کسی معاملے میں یہ حضرات جمع ہوجائیں تو ہمیں اپنی طبیعت کی خواہش ظاہر نہیں کرنی چاہئے کہ انہی کے کندھوں پر اسلام کی بنیاد ہے اور انہی کے قول وعمل پر عمل کرکے ہم نجات پاسکتے ہیں۔ لہٰذا پیروی شریعت کی کیجائے نہ کہ طبیعت کی۔

اغراض:

اذکر: اے محمد ﷺ! سیاق کلام کی مناسبت سے اذکروا ہونا چاہئے تھا تاکہ ضمناً بنی اسرائیل سے بھی خطاب ہوجائے اور انہیں ان کے برے اصولوں پر نصیحت بھی ہوجائے۔ والنھی عن المنکر: یعنی حسب مراتب انکار کرے جیسا کہ پہلے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے، پھر زبان سے انکار کرے، پھر دل میں ہی برا جانے۔

والرفق بھم: یعنی لوگوں کے ساتھ سلوک ایسا کرے کہ بڑوں کی توقیر کرے اور چھوٹوں پر رحم کرے۔ فی الاصل: یعنی تظاھرون اصل میں تتظاھرون تھا، تاء کو ظاء میں تبدیل کرنے کے بعد تظاھرون ہوگیا۔

والنضیر: اس بارے میں شان نزول کا مطالعہ فرمالیں وہاں ہم نے مفصل کلام کرلیا ہے۔ ونفی النضیر الی الشام: یعنی بنو قریظہ سے قتال کے لئے ہر ایک اونٹ پر طعام یعنی کھانے کے ساتھ سوار ہوا نہ کہ بغیر طعام کے۔ وفی قرائۃ تفادوھم: حاصل یہ کہ پانچ قرائتیں ہیں أسریٰ امالہ کے ساتھ فقط تفدوھم ہوگا، اور أساریٰ امالہ اور بغیر امالہ تفدوھم اور تفادوھم ہے۔

(الصاوی، ج۱، ص۸۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿ولقد اتینا موسی الکتب﴾ اَلتَّوْرَاۃَ ﴿وقفینا من بعدہ بالرسل﴾ اَیْ اَتْبَعْنَاھُمْ رَسُوْلًا فِیْ اَثَرِ رَسُوْلٍ ﴿واتینا عیسی ابن مریم البینت﴾ اَلْمُعْجِزَاتِ کَاِحْیَاءِ الْمَوْتٰی وَاِبْرَاءِ الْاَکْمَہِ وَالْاَبْرَصِ ﴿وایدناہ﴾ قَوَّیْنَاہُ ﴿بروح القدس﴾ مِنْ اِضَافَۃِ الْمَوْصُوْفِ اِلَی الصِّفَۃِ اَیِ الرُّوْحِ الْمُقَدَّسَۃِ جِبْرِیْلَ لِطَھَارَتِہٖ یَسِیْرُ مَعَہٗ حَیْثُ سَارَ فَلَمْ تَسْتَقِیْمُوْا ﴿افکلما جائکم رسول بما لا تھوی﴾ تُحِبُّ ﴿انفسکم﴾ مِنَ الْحَقِّ ﴿استکبرتم﴾ تَکَبَّرْتُمْ عَنْ اِتِّبَاعِہٖ؟ جَوَابُ کُلَّمَا وَھُوَ مَحَلُّ الْاِسْتِفْھَامِ وَ الْمُرَادُ بِہِ التَّوْبِیْخُ ﴿ففریقا﴾ مِّنْھُمْ

كَـذَّبْتُـمْ كَعِيْسٰى﴿ وفريقا تقتلون(٨٧)﴾ اَلْـمُـضَـارِعُ لِـحِكَايَةِ الْحَالِ الْمَاضِيَةِ اَىْ قَتَلْتُمْ كَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى ﴿وقـالـوا ﴾ لِلنَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِسْتِهْزَاءً ﴿ قلوبنا غلف﴾ جَمْعُ اَغْلَفَ اَىْ مُغَشَّاةٌ بِاَغْطِيَةٍ فَلَا تَعِيْ مَا تَقُوْلُ، قَالَ تَـعَـالٰى ﴿بـل ﴾ لِلْاِضْـرَابِ ﴿لعنهم الله﴾ اَبْعَدَهُمْ عَنْ رَحْمَتِهٖ وَخَذَلَهُمْ عَنِ الْقُبُوْلِ ﴿بكفرهم﴾ وَلَيْسَ عَـدَمُ قُبُوْلِهِمْ لِخَلَلٍ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ﴿فقليلا ما يؤمنون (٨٨)﴾ مَـا زَائِدَةٌ لِتَاكِيْدِ الْقِلَّةِ اَىْ اِيْمَانُهُمْ قَلِيْلٌ جِدًّا ﴿ ولـما جائهم كتب من عند الله مصدق لما معهم﴾ مِنَ التَّوْرَاةِ هُوَ الْقُرْاٰنُ ﴿وكانوا من قبل﴾ قَبْلَ مَجِيْئِهٖ ﴿ يستـفتـحون﴾ يَسْتَنْصِرُوْنَ ﴿على الذين كفروا﴾ يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلَيْهِمْ بِالنَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمَبْعُوْثِ اٰخِـرِ الزَّمَانِ ﴿فلما جاء هم ما عرفوا ﴾ مِنَ الْحَقِّ وَهُوَ بِعْثَةُ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿ كفروا به﴾ حَسَدًا وَّخَوْفًا عَلَى الـرِّيَـاسَةِ، وَجَـوَابُ لَـمَّا الْاُوْلٰى دَلَّ عَلَيْهِ جَوَابُ الثَّانِيَةِ ﴿ فلعنة الله على الكفرين (٨٩) بئسما اشتروا﴾ بَاعُوْا ﴿ به انفسهم﴾ اَىْ حَظَّهَامِنَ الثَّوَابِ وَمَا نَكِرَةٌ بِمَعْنٰى شَيْئًا تَمْيِيْزٌ لِفَاعِلِ بِئْسَ، وَالْمَخْصُوْصُ بِالذَّمِّ ﴿ ان يـكفروا ﴾ اَىْ كُفْرُهُمْ ﴿ بما انزل الله﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿بغيا﴾ مَفْعُوْلٌ لَهٗ لِيَكْفُرُوْا اَىْ حَسَدًا عَلٰى ﴿ ان يـنـزل الـله﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿من فضله﴾ اَلْوَحْيِ ﴿على من يشاء ﴾ لِلرِّسَالَةِ ﴿من عباده فباؤ ﴾ رَجَعُوْا ﴿بـغضب﴾ مِنَ اللّٰهِ بِكُفْرِهِمْ بِمَآ اَنْزَلَ وَالتَّنْكِيْرُ لِلتَّعْظِيْمِ ﴿ على غضب﴾ اِسْتَحَقُّوْهُ مِنْ قَبْلُ بِتَـضْيِيْعِ التَّوْرٰةِ وَالْكُفْرِ بِعِيْسٰى ﴿وللكفرين عذاب مهين (٩٠)﴾ ذُوْ اِهَانَةٍ ﴿واذا قيل لهم امنوا بما انزل الله﴾ الْقُرْاٰنَ وَغَيْرَهٗ ﴿قالوا نؤمن بما انزل علينا﴾ اَيِ التَّوْرَاةَ، قَالَ تَعَالٰى ﴿ ويكفرون﴾ اَلْوَاوُلِلْحَالِ ﴿ بـمـاوراء ه﴾ سِـوَاهُ اَوْ بَعْدَهٗ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿ وهوالحق﴾ حَالٌ ﴿مصدقا﴾ حَالٌ ثَانِيَةٌ مُّؤَكِّدَةٌ ﴿لما معهم﴾ لَّهُـمْ ﴿فـلـم تقتلون﴾ اَىْ قَتَلْتُمْ ﴿انبياء الله من قبل ان كنتم مؤمنين (٩١)﴾ بِـالتَّوْرَاةِ وَقَدْ نُهِيْتُمْ فِيْهَا عَنْ قَـتْـلِهِـمْ، وَالْـخِـطَابُ لِلْمَوْجُوْدِيْنَ فِيْ زَمَنِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَا فَعَلَ اٰبَاءُ هُمْ لِرِضَاهُمْ بِهٖ ﴿ولقد جاء كم موسى بـالبيـنـت﴾بِـالْـمُـعْجِزَاتِ كَالْعَصَا وَالْيَدِ وَفَلْقِ الْبَحْرِ ﴿ ثم اتخذتم العجل﴾ اِلٰهًا ﴿من بعده﴾ اَىْ بَعْدَ ذِهَـابِـهٖ اِلَى الْمِيْقَاتِ ﴿وانتم ظلمون (٩٢)﴾ بِـاتِّـخَـاذِهٖ ﴿ واذ اخذنا ميثاقكم ﴾ عَلَى الْعَمَلِ بِمَا فِي التَّوْرَاةِ ﴿ورفـعـنا فوقكم الطور﴾ اَلْجَبَلَ حِيْنَ اِمْتَنَعْتُمْ مِنْ قُبُوْلِهَا لِيَسْقُطَ عَلَيْكُمْ وَقُلْنَا ﴿ خذوا ما اتينكم بقوة ﴾ بِـجِدٍّ وَاجْتِهَادٍ ﴿واسمعوا﴾ مَا تُؤْمَرُوْنَ بِهٖ سِمَاعَ قُبُوْلٍ ﴿قالوا سمعنا﴾ قَوْلَكَ ﴿وعصينا ﴾ اَمْرَكَ ﴿ واشـربـوا فـى قـلـوبهـم الـعـجل﴾ اَىْ خَالَطَ حُبُّهٗ قُلُوْبَهُمْ كَمَا يُخَالِطُ الشَّرَابُ ﴿ بكفرهم قل﴾ لَّهُمْ ﴿

بئسما﴾ شَيْئًا ﴿يامركم به ايمانكم﴾ بِالتَّوْرَاةِ عِبَادَةُ الْعِجْلِ ﴿ان كنتم مؤمنين (۹۳)﴾ بِهَا كَمَا زَعَمْتُمْ اَلْمَعْنٰى لَسْتُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ لِاَنَّ الْاِيْمَانَ لَايَاْمُرُ بِعِبَادَةِ الْعِجْلِ، وَالْمُرَادُ اٰبَاؤُهُم اَیْ فَكَذٰلِكَ اَنْتُمْ لَسْتُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ بِالتَّوْرَاةِ وَقَدْ كَذَّبْتُمْ مُحَمَّدًا ﷺ، وَالْاِيْمَانُ بِهَا لَايَاْمُرُ بِتَكْذِيْبِهٖ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿ان كانت لكم الدار الاخرة﴾ اَیِ الْجَنَّةُ ﴿عند الله خالصة﴾ خَاصَّةً ﴿من دون الناس﴾ كَمَا زَعَمْتُمْ ﴿فتمنوا الموت ان كنتم صدقين (۹۴)﴾ تَعَلَّقَ بِتَمَنِّيْهِ الشَّرْطَانِ عَلٰى اَنَّ الْاَوَّلَ قَيْدٌ فِی الثَّانِی اَیْ اِنْ صَدَقْتُمْ فِیْ زُعْمِكُمْ اَنَّهَا لَكُمْ وَمَنْ كَانَتْ لَهٗ يُؤْثِرُهَا وَالْمُوْصِلُ اِلَيْهَا الْمَوْتُ فَتَمَنَّوْهُ ﴿ولن يتمنوه ابدا بما قدمت ايديهم﴾ مِنْ كُفْرِهِمْ بِالنَّبِیِّ ﷺ اَلْمُسْتَلْزِمُ لِكِذْبِهِمْ ﴿والله عليم بالظلمين (۹۵)﴾ اَلْكَافِرِيْنَ فَيُجَازِيْهِمْ ﴿ولتجدنهم﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿احرص الناس على حيوة﴾ اَحْرَصَ ﴿ومن الذين اشركوا﴾ اَلْمُنْكِرِيْنَ لِلْبَعْثِ عَلَيْهَا لِعِلْمِهِمْ بِاَنَّ مَصِيْرَهُمْ اِلَى النَّارِ دُوْنَ الْمُشْرِكِيْنَ لِاِنْكَارِهِمْ لَهٗ ﴿يود﴾ يَتَمَنّٰى ﴿احدهم لو يعمر الف سنة﴾ لَوْ مَصْدَرِيَّةٌ بِمَعْنٰى اَنْ، وَهِیَ بِصِلَتِهَا فِیْ تَاْوِيْلِ مَصْدَرٍ مَفْعُوْلُ يَوَدُّ ﴿وما هو﴾ اَیْ اَحَدُهُمْ ﴿بمزحزحه﴾ مُبْعِدِهٖ ﴿من العذاب﴾ النَّارِ ﴿ان يعمر﴾ فَاعِلٌ بِمُزَحْزِحِهٖ اَیْ تَعْمِيْرُهٗ ﴿والله بصير بما يعملون (۹۶)﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ فَيُجَازِيْهِمْ۔

﴿ترجمہ﴾

اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب (یعنی توریت) اور انکے بعد پے در پے رسول بھیجے......۱......(لگاتار ایک رسول کے بعد دوسرا رسول بھیجا) اور ہم نے عیسیٰ ......۲......کو عطا فرمائیں کھلی نشانیاں (یعنی معجزات عطا فرمائے جیسے مردے زندے کرنا، مادرزاد اندھوں کو بینا کرنا اور برص والوں کو تندرست کرنا) اور ہم نے انہیں مدد دی (یعنی قوت دی) پاک روح سے......۳......(روح القدس میں موصوف کی صفت کی طرف اضافت ہے، روح مقدسہ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں، جو اپنی پاکیزگی کی وجہ سے روح القدس کہلاتے ہیں، ہر جگہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کیساتھ رہتے تھے، پھر بھی تم ٹھیک نہ رہ سکے) تو کیا جب کبھی تمہارے پاس رسول وہ (یعنی حق) لیکر آئے جو تمہارے دل نہیں چاہتے (یعنی پسند نہیں کرتے) تم تکبر کرتے ہو (یعنی تم نے اتباع رسول سے تکبر کیا، استکبر تم جواب کلما ہے، افکلما میں ھمزہ محل استفہام ہے، اس استفہام سے مراد ڈرانا دھمکانا ہے) تو تم ان انبیاء میں سے ایک گروہ (مثلاً حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) کو جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو (تقتلون مضارع کا صیغہ زمانہ ماضیہ کی حکایت کیلئے ذکر فرمایا گیا ہے، جو بمعنی قتلتم ہے جیسا کہ حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام وسیدنا یحییٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا تھا) اور انہوں نے (نبی پاک ﷺ سے بطور استہزاء) کہا

ہمارے دلوں پر پردے ہیں (غلف جمع ہے اغلف کی، یعنی آپ ﷺ جوفرماتے ہیں سمجھ نہیں آتا تو اللہ ﷻ نے ارشادفرمایا) بلکہ (بل، اضــراب کیلئے ہے) اللہ نے ان پر لعنت کی (یعنی اللہ ﷻ نے انہیں اپنی رحمت سے دور فرما کر قبولیت سے محروم کردیا) انکے کفر کے سبب (یعنی انکی عدمِ قبولیت دلوں کے خلل کی وجہ سے نہ تھی) تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں (مـایؤ منون میں ما زائدہ ہے جواس قلت کی تاکید بیان کرنے کے لئے ہے یعنی ان میں ایماندار بے حد قلیل ہیں) اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب کی تصدیق فرماتی ہے (یعنی توریت کی، اس سے مراد قرآن پاک ہے) اور اس سے پہلے (یعنی نبی پاک ﷺ کی بعثت سے پہلے) وہ فتح مانگتے تھے (یعنی وہ اسی نبی کے وسیلے سے مدد طلب کرتے تھے) کافروں پر (وہ کہتے اے اللہ ﷻ! نبی آخر الزماں ﷺ کے صدقے ان پر ہماری مدد فرما) تو جب تشریف لایا وہ جانا پہچانا (یعنی حق، اس سے مراد نبی ﷺ کی بعثت ہے) اس سے منکر ہو بیٹھے (حسد کرنے اور ریاست چھن جانے کے خوف کی وجہ سے، پہلے لما کا جواب وہی ہے جس پر دوسرے لما کا جواب دلالت کرتا ہے یعنی ﴿لعنة الله على الكفرين﴾) تو کافروں پر اللہ کی لعنت ہے کس برے مولوں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا (یعنی اپنی جانوں کے ثواب کو بیچ ڈالا، بئسما میں ما بمعنی شیئًانکرہ ہے جو بئس کے فاعل کی تمیز ہے، اس کے بعد ان یکفروا، مخصوص بالذم ہے) کہ منکر ہوں (ان یکفروا مصدر کی تاویل میں ہے بمعنی یکفرھم ہے) جو اللہ نے اتارا (یعنی قرآن کریم) اس کی جلن سے (بغیا، ان یکفروا کا مفعول لہ ہے، اس بات پر حسد کرتے ہوئے) کہ اللہ نازل فرمائے (ینزل میں تخفیف وتشدید دونوں قرائتیں ہیں) اپنے فضل (وحی) سے جس پر چاہے (رسالت کی) اپنے بندوں میں سے، تو وہ لوٹے (یعنی پلٹے) غضب پر (یعنی انہوں نے اللہ ﷻ کے نازل کردہ کلام کا انکار کردیا، غـضب کا نکرہ ذکر کرنا تعظیم کیلئے ہے) غضب کے سزاوار ہوئے (یعنی وہ توریت کی اضاعت اور حضرت سیدنا عیسی علیہ السلام کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے غضب کے مستحق ہوئے) اور کافروں کیلئے ذلت کا (یعنی اہانت آمیز) عذاب ہے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے اُتارے پر ایمان لاؤ (یعنی قرآن وغیرہ پر) تو کہتے ہیں وہ جو ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے ہیں (یعنی توریت پر، پس اللہ ﷻ نے ارشادفرمایا) وہ منکر ہوتے ہیں (واو حالیہ ہے) باقی سے (وراء ہ بمعنی سـواہ یابـعـدہ ہے، اس سے مراد قرآن کریم ہے) حالانکہ وہ حق ہے (ھو الحق ترکیب میں یہ حال ہے) انکے پاس والے کی تصدیق فرماتا ہوا (مـصـدقا حال ثانیہ موکدہ ہے......ہے......) تم فرماؤ (ان سے) کیوں شہید کیا (یعنی تم نے کیوں شہید کیا) اگلے انبیاء کو اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا (یعنی توریت پر حالانکہ ہم نے تمہیں توریت میں انبیاء کرام کے قتل سے منع کیا تھا، یہاں خطاب نبی پاک ﷺ کے زمانے میں موجود یہودیوں سے ہے کہ وہ بھی اپنے آباؤ اجداد کے اس فعل سے راضی تھے) اور بیشک تمہارے پاس موسی کھلی نشانیاں لیکر تشریف لایا (یعنی معجزات لے کر آیا مثلاً عصا، ید بیضا، دریا کا پھاڑنا) پھر تم نے بچھڑے کو (معبود) بنالیا اس کے بعد (یعنی حضرت سیدنا موسی علیہ السلام کے میقات پر جانے کے بعد) اور تم ظالم تھے (بچھڑے کو معبود بنانے میں) اور یاد کرو جب ہم نے تم سے پیمان لیا (توریت پر عمل

کرنے کا) اور (تحقیق) طور کو تمہارے سروں پر بلند کیا (یعنی طور نامی پہاڑ کو، کہ جب تم نے توریت کے احکام قبول کرنے سے انکار کیا تو ہم اسے تم پر گرادیں اور ہم نے تم سے کہا) لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے (یعنی جد و جہد اور کوشش سے) اور سنو (احکامات کو قبولیت کے کانوں سے) بولے ہم نے سنا (آپکی بات کو) اور نہ مانا (آپ کے حکم کو) اور ان کے دلوں میں بچھڑا رچ رہا تھا (جس طرح شراب کی محبت دلوں میں بس جاتی ہے اسی طرح بچھڑے کی محبت انکے دلوں میں گھر کرگئی تھی) انکے کفر کے سبب، تم فرمادو (ان سے) کیا بری (چیز کا) حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان (رکھنا توریت پر بچھڑے کی عبادت کرنے کا) اگر ایمان رکھتے ہو (توریت پر جیسا کہ تمہارا گمان ہے، مطلب یہ ہے کہ تم مومنوں میں سے نہیں ہو، اسلئے کہ ایمان بچھڑے کی عبادت کا حکم نہیں دیتا، یہاں ان لوگوں سے مراد یہود کے باپ دادا ہیں یعنی اسی طرح تم بھی توریت پر ایمان لانے والے نہیں کیونکہ تم نے محمد ﷺ کو جھٹلایا ہے حالانکہ توریت پر ایمان لانا انکی تکذیب کا حکم نہیں دیتا) تم فرماؤ (ان سے) اگر پچھلا گھر (یعنی جنت) خالص (یعنی خاص) اللہ کے نزدیک تمہارے لئے ہو نہ اوروں کیلئے (جیسا کہ تم گمان کرتے ہو) تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو......۵......(آرزوئے موت کا تعلق دو شرطوں کے ساتھ ہے، اول ثانی کے ساتھ مقید ہے یعنی اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو کہ آخرت تمہارے لئے خالص ہے اور جس کے لئے وہ مخصوص ہوگی وہ ضرور اسے ترجیح دیگا اور اس تک پہنچنا صرف موت ہی کے ذریعے ہوسکتا ہے تو وہ اسکی تمنا کرینگے) اور ہرگز کبھی اسکی آرزو نہ کرینگے ان بد اعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے (نبی ﷺ کے ساتھ کفر کرنا جو کہ ان لوگوں کے جھوٹے ہونے کو مستلزم ہے) اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو (یعنی کافروں کو اور وہ انہیں سزا دیگا) اور بیشک تم انہیں ضرور پاؤ گے (لتجدنهم میں لام قسمیہ ہے) سب لوگوں میں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں (یعنی زیادہ حریص ہیں) اور مشرکوں سے (جو منکرینِ بعث ہوتے ہیں وہ لمبی عمر کے حریص ہیں کیونکہ انہیں علم ہے کہ انہیں جہنم ہی میں جانا ہے نہ کہ مشرکین کو، کیونکہ مشرکین تو بعثت کے قائل ہی نہیں) ایک کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جئے (لو بمعنی اَنْ مصدریہ ہے اور یہ اپنے صلہ کے ساتھ ملکر مصدر کی تاویل میں ہو کر یود کا مفعول بنے گا) اور وہ نہیں (ان میں سے کوئی ایک بھی نہیں) دور کرنے والا (مزحزحه بمعنی مبعده ہے) عذاب (جہنم کا) کہ اتنی عمر دیا جائے (ان یعمر، بمزحزحه کا فاعل ہے یعنی اسکو اتنی عمر دیا جانا جہنم کی آگ کو دور کرنے والا نہیں) اللہ انکے کرتوت دیکھ رہا ہے (یعلمون، تاء اور یاء دونوں لغات کے ساتھ ہے تو وہ انہیں ضرور بدلہ دیگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اتينا موسى الكتب وقفينا من بعده بالرسل﴾

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قد: للتحقیق، اتینا موسی الکتب: جملہ فعلیہ جواب قسم، قسم محذوف و اللّٰہ کیلئے، و: عاطفہ، قفینا من بعدہٖ بالرسل: فعل با فاعل و ظرف لغو اول و ثانی جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل پر معطوف۔

﴿وَاتینا عیسی ابن مریم البینت وایدنہ بروح القدس﴾

و: عاطفہ، اتینا عیسی ابن مریم البینت: فعل بافاعل ومفعولین جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف، و: عاطفہ، ایدناہ بروح القدس: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ معطوف ماقبل پر۔

﴿افکلما جاء کم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون﴾

ہمزہ: استفہامیہ، ف: عاطفہ، کلما: ظرف زمان متضمن بمعنی شرط، جاء کم رسولٌ بمالا تھوی انفُسُکم: جملہ فعلیہ ہو کر شرط، استکبرتم: معطوف علیہ، ففریقا کذبتم: معطوف اول، و فریقا تقتلون: معطوف ثانی، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالوا قلوبنا غلف﴾

و: مستانفہ، قالوا: فعل، واؤ ضمیر فاعل، ملکر قول، قلوبُنا غلفٌ: مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول اپنے مقولہ سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿بل لعنھم اللہ بکفرھم فقلیلا مایؤمنون﴾

بل: حرف ایجاب، لعنھم اللّٰہ بکفرھم: فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ، ف: استئنافیہ، قلیلا: صفت ایماناً محذوف موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول مقدم، ما: زائدہ، یؤمنون: فعل اپنے فاعل اور مفعول مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولما جاء ھم کتب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا﴾

و: استئنافیہ، لما: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، جاء: فعل، ھم: ضمیر ذوالحال، وکانوا من قبل ......الخ: جملہ فعلیہ حال، جوذوالحال سے ملکر مفعول، کتاب: موصوف، من عند اللّٰہ: ظرف مستقر صفت اول، مصدق لما معھم: صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفات سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر شرط، جواب شرط محذوف کذبوا، شرط اپنے جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما جاء ھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکفرین﴾

ف: عاطفہ، لما: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، جاء ھم: فعل ومفعول، ماعرفوا: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، شرط، کفروا بہ: جملہ فعلیہ، جزاء، جو اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ، ف: تعلیلیہ، لعنۃ اللّٰہ علی الکفرین: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿بئسما اشتروا بہ انفسھم ان یکفروا بما انزل اللہ بغیا ان ینزل اللہ من فضلہ علی من یشاء من عبادہ﴾

بئس: فعل ذم، ھو: ضمیر ممیز، ما: موصوفہ، اشتروا بہ انفسھم: جملہ فعلیہ صفت، موصوف صفت ملکر تمیز، ممیز تمیز ملکر فاعل، بئس اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر خبر مقدم، ان: مصدریہ، یکفروا: فعل وفاعل، بما انزل اللّٰہ: ظرف لغو، بغیا: مفعول مطلق، ان ینزل اللّٰہ ...... الخ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہوکر مفعول (ای بغوا لانزال اللہ)، یکفروا فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول لہ جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتدا مؤخر، خبر مقدم اپنے مبتدا مؤخر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فباؤ بغضب علی غضب وللکفرین عذاب مھین﴾

ف: عاطفہ، باء و ا: فعل وفاعل، ب: جار، غضب: موصوف، علی غضب: ظرف مستقر صفت، مرکب توصیفی مجرور، جو جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، للکفرین: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب مھین: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا قیل لھم امنوا بما انزل اللہ قالوا نؤمن بما انزل علینا ویکفرون بما وراءہ وھو الحق مصدقا لما معھم﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، قیل لھم: قول، امنوا بما انزل اللّٰہ: مقولہ، ملکر شرط، قالوا: فعل وضمیر فاعل ذوالحال، و: حالیہ، یکفرون: فعل با فاعل، ب: جار، ما: موصولہ، وراء: مضاف، ہ: ضمیر ذوالحال، وھو الحق: حال اول، مصدقا لما معھم: حال ثانی، ذوالحال اپنے حالوں سے ملکر وراء کا مضاف الیہ، مرکب اضافی ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر ب جار کا مجرور، ملکر ظرف لغو، سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قالوا کے فاعل سے حال، ملکر قول، نومن بما انزل علینا: مقولہ، ملکر جزا، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿قل فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مومنین﴾

قل: فعل با فاعل قول، ف: فصیحیہ، لم: استفہامیہ، تقتلون انبیاء اللّٰہ من قبل: جملہ فعلیہ جزاء، ان کانت دعواکم صحیحۃ فلم تقتلون: شرط مقدر، ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ، ان کنتم مومنین: شرط، اپنی جزاء مقدر فلم تقتلون سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولقد جاء کم موسی بالبینت ثم اتخذ تم العجل من بعدہ وانتم ظلمون﴾

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قد: للتحقیق، جاء کم موسی بالبینت: جملہ فعلیہ جواب، قسم محذوف واللّٰہ کیلئے، ثم اتخذتم العجل من بعدہ: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، وانتم ظلمون: حال ہے اتخذتم کی ضمیر سے۔

﴿واذ اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور﴾

و: عاطفہ، اذ: ظرفیہ مضاف، اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور: معطوف علیہ با معطوف مضاف الیہ، مرکب اضافی اذکروا فعل محذوف کا ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿خذوا ما اتینکم بقوۃ واسمعوا﴾

خذوا ما اتینکم بقوۃ: جملہ فعلیہ ہوکر قلنا محذوف قول کا مقولہ...... واسمعوا: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿قالوا سمعنا وعصینا واشربوا فی قلوبھم العجل بکفرھم﴾

قالوا: فعل، واو ضمیر ذوالحال، واشربوا فی قلوبھم العجل ......الخ: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر قول، سمعنا وعصینا: جملتان مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل بئسما یامرکم بہ ایمانکم ان کنتم مؤمنین﴾

قل:فعل امر،انت ضمیر فاعل قول،بئسما کی ترکیب اسی رکوع میں گزر چکی ہے،یہاں یہ محذوف مبتدا مؤخر ھذا الامر کی خبر مقدم ہے، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر قول کا مفعول اول،ان کنتم مومنین:جملہ فعلیہ شرط، فلبم فعلتم ذلک: جزا محذوف،شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مفعول ثانی،قول اپنے دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صدقین﴾

قل:فعل امر با فاعل قول،ان:شرطیہ، کانت:فعل ناقص،لکم:خبر مقدم،الدار الاخرۃ:ذوالحال،عند اللہ خالصۃ:حال اول،من دون الناس:شبہ جملہ حال ثانی،ذوالحال اپنے حالوں سے ملکر اسم مؤخر،جملہ فعلیہ ناقصہ شرط،فتمنوا الموت:جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مفعول اول،ان کنتم صدقین:جملہ فعلیہ شرط، فتمنوا الموت:جزا محذوف،ملکر جملہ شرطیہ،مفعول ثانی،قول اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظلمین﴾

و:مستانفہ،لن یتمنوہ:فعل با فاعل ومفعول،ابدا: مفعول فیہ،ب:جار،ما قدمت ایدیھم:موصول صلہ ملکر مجرور جو جار سے ملکر ظرف لغو،سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،و:مستانفہ،اللہ:اسم جلالت مبتدا،علیم بالظلمین:شبہ جملہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولتجدنھم احرص الناس علی حیوۃ ومن الذین اشرکوا﴾

و:عاطفہ،لام:قسمیہ،تجدنّ:فعل وفاعل،ھم:مفعول اول،احرص الناس علی حیوۃ:معطوف علیہ،و:عاطفہ،من الذین اشرکوا:ظرف مستقر احرص کے متعلق ہوکر معطوف،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، واللہ قسم محذوف کیلئے۔

﴿یود احدھم لو یعمر الف سنۃ وما ھو بمزحزحہ من العذاب ان یعمر﴾

یود: فعل،احدھم:مرکب اضافی ذوالحال،و:حالیہ،ما:مشابہ بلیس،ھو:ضمیر اسم،ب:زائدہ،مزحزحہ:اسم فاعل،من العذاب:ظرف لغو،ان یعمر :فاعل،ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ما مشابہ بلیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر حال،لو یعمر الف سنۃ،جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مؤول ہوکر مفعول،سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ بصیر بما یعملون﴾

و:مستانفہ،اللہ:مبتدا،بصیر بما یعملون:شبہ جملہ ہوکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولما جاء ھم کتب ......☆سید عالم ﷺ کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود اپنی حاجات کیلئے حضور ﷺ کے

نامِ پاک کے وسیلے سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے، اور اسطرح دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ یارب ہمیں نبی امی کے صدقے میں فتح ونصرت عطا فرما''۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سیدنا موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام کے مابین انبیاء کرام علیہم السلام:

۱......حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک قول کے مطابق ستر ہزار انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے اور ایک قول کے مطابق چار ہزار انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے، جو سب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر عمل کرنے والے تھے اور ان سب کو توریت پر عمل کرنے اور اپنی امتوں کو اسی کتاب کی تبلیغ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب التحبیر میں ذکر کیا ہے کہ ''حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے درمیانی مدت ایک ہزار نو سو پچیس (1925) سال تھی۔''

(الجمل، ج۱، ص ۱۱۲، ۱۱۳)

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد بہت سے رسول آئے، مثلاً حضرت یوشع، حضرت اشمویل، حضرت شمعون، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت شعیا، حضرت ارمیا، حضرت عزیز، حضرت حزقیل، حضرت الیاس، حضرت الیسع، حضرت یونس، حضرت زکریا اور حضرت یحیٰی علیہم السلام وغیرہ۔

(المدارک، ج۱، ص ۱۰۷)

لفظِ عیسیٰ کی تحقیق:

۲......لفظِ عیسیٰ قرآنِ کریم فرقانِ حمید میں پچیس (25) مرتبہ آیا ہے۔ سریانی زبان میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نام ایشرع ہے جبکہ مریم بمعنی خادم ہے۔

(الخازن، ج۱، ص ۵۹)

رُوح القدس سے مراد:

۳......روح القدس سے مراد کون ہے اس بارے میں کئی اقوال ملتے ہیں چنانچہ امام سیوطی اس بارے میں فرماتے ہیں:

☆......حضرت سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ''روح القدس سے مراد وہ اسمِ اعظم ہے جس سے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ فرمایا کرتے تھے۔'' اور حضرت سیدنا ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''روح القدس سے مراد ذاتِ رب تعالیٰ ہے۔'' جبکہ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''روح القدس جبرائیل ہیں۔''

(الدرِ المنثور، ج۱، ص ۱۶۷، ۱۶۸)

☆......امام خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بارے میں ایک قول نقل کرتے ہیں کہ روح سے مراد انجیل ہے، چونکہ یہ حیاتِ قلوب کا باعث

ہے اس لئے اسے روح کہا گیا جیسا کہ قرآنِ مجید کو بھی روح کا نام دیا گیا ہے۔ (الخازن، ج١، ص ٥٩)

حال مؤکدہ:

٤......کافیہ میں ہے کہ حال کے عامل کو حذف کرنا جائز ہے (جب کہ اس پر قرینہ موجود ہو) جیسے کہ تیرا مسافر کے لئے کہنا راشداً مھدیاً، یہ حال ہے اور ان دونوں کا عامل اذھب مستتر ہے۔ اور حالت مؤکدہ میں حال کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے جیسے زید ابوک عطوفاً، اس میں عطوفاً حال ہے اور اس کا عامل احقہ محذوف ہے۔ حال مؤکدہ وہ حال ہے جو اپنے ذوالحال سے غالباً یعنی اکثر اوقات جدا نہ ہوتا ہو۔ اور حال مؤکدہ کے عامل کو حذف کرنے کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ حال مؤکدہ جملہ اسمیہ کے مضمون کی تاکید کرتا ہو۔ (الکافیۃ، ص ٤٢ ملخصاً)

"فتمنوا الموت ان کنتم صدقین" سے مراد:

٥......حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: "اگر تم اپنے اس دعوی میں سچے ہو کہ جنت خالص تمہارے لئے ہی ہے تو موت کی تمنا وخواہش کرو، اس لئے کہ جسے یقین ہو کہ وہ جنتی ہے اسے تو فوراً دار قرار منتقل ہو جانا چاہئے اور پسند کرنا چاہئے کہ اسے دارِ اکدار یعنی مشقتوں کے گھر سے چھٹکارا مل جائے، چنانچہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ جنگ صفین کے دوران عام سے لباس میں گھوم رہے تھے، آپ کے صاحبزادے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "یہ لباس تو جنگجوؤں کا نہیں ہے؟" تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "اے میرے لختِ جگر! تیرے باپ کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ وہ موت کا شکار ہو یا موت اس کا شکار کرے۔" (روح المعانی الجزء الاول، ص ٤٤٥)

☆......سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: "اگر وہ موت کی تمنا وخواہش کرتے تو ان میں سے ہر شخص ابھی اپنا لعاب بھی نگلنے نہ پاتا کہ اسے موت آجاتی اور زمین کی سطح پر کوئی یہودی باقی نہ رہتا۔" (البیضاوی، ج١، ص ١٢١)

اغراض:

فی اثر رسول: یعنی بعض رسول کے بعد بعض دوسرے آئے، یہ جملہ کہ فی اثر رسول یہ آیت کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ مفسر جلال نے سیاق وسباق کو مدنظر رکھتے ہوئے ارشاد فرمائے ہیں، اور ان الفاظ سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا ایک وقت میں جمع نہ ہونا لازم آتا ہے، پھر اگر الرسل سے مراد وہ انبیائے کرام علیہم السلام ہوں جو کہ خصوصیت کے ساتھ تبلیغ کے لئے مامور کئے گئے ہیں تو ان الفاظ کی صحت ممکن ہو سکتی ہے اور اگر مطلق حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا ایک کے بعد دوسرے کا آنا مراد ہے تو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ستر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو بنی اسرائیل نے ایک وقت میں قتل کیا، پس ایک وقت میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے جمع ہونے میں غور کرنا چاہئے۔ مفعول لہ لیکفروا: یعنی مفعول لہ ہے اور اس میں عامل لیکفروا ہے۔

وابراء الاکمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس معجزے اور دیگر معجزات کا ذکر ہم نے سورۂ آل عمران میں کر دیا ہے۔ یسیر معہ الخ: یعنی حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوپر چڑھنے تک جدا نہ ہوئے جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر تینتیس ۳۳ سال تھی ،اور یہ بیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تائید اور ان کی مدد پر مبنی بات تھی۔ تکبرتم: یعنی ﴿استکبرتم﴾ میں سین زائدہ ہے مبالغہ کے لئے۔ للنبی استھزاء: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہ قول فریق آخر کے لئے بنیاد ہے اور فریق آخر سے مراد نبی پاک ﷺ کے معاصرین ہیں۔

ای مغشاۃ باغطیۃ: مناسب خیال ہوتا ہے کہ حسی اعتبار سے اس قول کو دلوں پر پردے پڑ جانے پر محمول کیا جائے تا کہ استہزاء کا قول صحیح ثابت ہو جائے اور اگر حسی اعتبار نہ مانیں تو پھر معنوی اعتبار کے ماننے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا اس لئے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿کلا بل ران علی قلوبھم﴾ تا کہ قول میں موجود اضطراب کا باطل ہونا صحیح ثابت ہو جائے ،اور اگر معنوی اعتبار بھی مراد نہ لیں تو پھر مذکورہ اضطراب کا باطل ہونا ثابت نہ ہوگا جو کہ ان کے لئے حاصل اور ثابت ہے۔

ولیس عدم قبولھم لخلل فی قلوبھم: جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے کہ دلوں پر پردے پڑ گئے ہیں ،اس سے مراد خلل ہے۔

ای ایمانھم قلیل جدا: قلیلاً کو محذوف مصدر کی صفت کی بناء پر منصوب بنایا ہے تقدیر عبارت یہ ہے کہ فیؤمنون ایماناًقلیلاً ۔

یقولون اللھم انصرنا الخ: خازن کی عبارت میں ہے کہ مشرکین عرب کے ظلم وستم پر مدد طلب کرتے تھے ،یہ اسلئے کہ یہود کو مشرکین کے امور سے دل دکھتا تھا اور دشمن ان پر اچانک آپڑتے تھے ،وہ کہتے اے اللہ ہماری مدد فرما اس مبعوث ہونے والے کے صدقے جو کہ آخری زمانے میں تشریف لائیں گے جن کی صفات کا ذکر ہم نے توریت میں پڑھا ہے ،یہود کی اس دعا سے ان کی مدد ہوتی تھی اور اپنے مشرک دشمنوں سے کہتے کہ نبی کریم ﷺ کا زمانہ آنے والا ہے وہ ہماری باتوں کی تصدیق کرتے ہوئے آئیں گے پھر ہم تمہیں ان کی معیت میں قتل کریں گے جیسا کہ عاد ،ثمود اور ارم کا قتل ہوا تھا۔ (الجمل ،ج ١ ،ص ١١٢ وغیرہ)

والکفر بعیسی: یعنی محمد ﷺ اور جو وہ لائے اس کے ساتھ کفر کیا ،کہ یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے پھر ان کے ساتھ کفر کیا اور توریت کو ضائع کر دیا ،پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو ان پر بھی ایمان لائے پھر کفر کیا ،پھر جب سید عالم ﷺ مبعوث ہوئے تو ان کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ کیا اور کفر میں مزید بڑھ گئے۔ ذو اھانۃ: یعنی ذلت ورسوائی والا ،اور اس عذاب سے کافروں ہی کو موصوف کیا جاتا ہے ،اور جو نافرمانوں کو دنیا میں مصائب اور آخرت میں جہنم میں داخلے کے حوالے سے ملے گا یہ عذاب ان کے لئے طہارت ہوگا۔ کما یخالط الشراب: یعنی دلوں اور بدنوں میں خلل پایا جانا ،یخالط کا مفعول محذوف ہے۔

بما فعل آبائھم: حاصل کلام یہ ہے کہ ان (یعنی یہود) پر دو مرتبہ حجت ثابت ہو چکی ہے ،پہلی صورت یہ کہ ان کا قرآن کے انکار کرنے کے لئے جھوٹ بول کر توریت پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنا ،اور کسی ایک کتاب کا انکار کرنے سے تمام ہی کتابوں کا انکار مراد ہوتا

ہے،اوراس دعوی کوتسلیم کرنا دوسری جہت سے بھی جھوٹ کوثابت کرتا ہے اور وہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کوقتل کرنا ہے،پس اگر وہ مومن ہوتے تو جس چیز سے اللہ نے بچنے کا حکم دیا ہے اس سے بچتے اور یہ کہ اللہ نے قتل انبیاء سے منع کیا ہے۔لرضاھم بہ: یعنی قتل کرنے پر راضی ہونا،حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں ہونے والے سوال کے جواب میں ہے کہ یہ کام انہوں نے تو نہیں کیا بلکہ ان کے آباؤ اجداد نے کیا؟ جواب یہ ہے کہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے،اوراس کے جواب میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ سید عالم ﷺ کے قتل کے درپے تھے،اورانہوں نے کئی مرتبہ ان کے لئے شب وستم کے الفاظ کہے۔

لیسقط علیکم: رفعنا قول کی علت کا بیان ہے،اس بارے میں ماقبل رکوعات میں ہم نے کلام کیا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔

ای فذلک التم الخ: اس جملے میں قیاس آخر کی جانب اشارہ ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے کہ **ان تقول اعتقادکم یأمرکم بتکذیب محمد** یعنی اگر تم یہ کہو کہ تمہارا عقیدہ تمہیں محمد (ﷺ) کی تکذیب کا حکم دیتا ہے تو ہر عقیدہ جو اس طرح کا حکم دے وہ کفر ہے،نتیجہ یہ کہ تمہارا یہ عقیدہ کفریہ عقیدہ ہے۔**الوحی:** اس میں اشارہ ہے کہ ﴿ینزل﴾ کا مفعول محذوف ہے۔**ای ان صدقتم:** شرط ثانی کی جانب اشارہ ہے۔**انھا لکم:** اول کی جانب اشارہ ہے۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۹۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

سَاَلَ ابْنُ صُوْرِيَا النَّبِيَّ ﷺ اَوْ عُمَرَ ﷺ عَمَّنْ يَّاْتِيْ بِالْوَحْيِ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ؟ فَقَالَ جِبْرَائِيْلُ فَقَالَ هُوَ عَدُوُّنَا يَاْتِيْ بِالْعَذَابِ وَلَوْكَانَ مِيْكَائِيْلُ لَاٰمَنَّا لِاَنَّهٗ يَاْتِيْ بِالْخِصْبِ وَالسِّلْمِ، فَنَزَلَ ﴿قل﴾ لَّهُمْ ﴿من كان عدوالجبريل﴾ فَلْيَمُتْ غَيْظًا ﴿فانه نزله﴾ اَيِ الْقُرْاٰنَ ﴿على قلبك باذن﴾ بِاَمْرِ ﴿الله مصدقا لما بين يديه﴾ قَبْلَهٗ مِنَ الْكُتُبِ ﴿وهدى﴾ مِّنَ الضَّلَالَةِ ﴿وبشرى﴾ بِالْجَنَّةِ ﴿للمؤمنين (۹۷) من كان عدولله وملئكته ورسله وجبريل﴾ بِكَسْرِ الْجِيْمِ وَفَتْحِهَا بِلَا هَمْزَةٍ وَّبِهٖ بِيَاءٍ وَدُوْنَهَا ﴿وميكل﴾ عَطْفٌ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ مِنْ عَطْفِ الْخَاصِّ عَلَى الْعَامِّ وَفِيْ قِرَاءَةٍ مِيْكَائِيْلَ بِهَمْزَةٍ وَّيَاءٍ وَّفِيْ اُخْرٰى بِلَا يَاءٍ ﴿فان الله عدوللكفرين (۹۸)﴾ اَوْقَعَهٗ مَوْقِعَ لَهُمْ بَيَانًا لِّحَالِهِمْ ﴿ولقد انزلنا اليك﴾ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿ايت بينت﴾ اَيْ وَاضِحَاتٍ حَالٌ، رَدٌّ لِقَوْلِ ابْنِ صُوْرِيَا لِلنَّبِيِّ ﷺ مَا جِئْتَنَا بِشَيْءٍ ﴿ومايكفربها الا الفسقون (۹۹)﴾ ﴿ا﴾ كَفَرُوْا بِهَا ﴿وكلما عهدوا﴾ اللّٰهَ ﴿عهدا﴾ عَلَى الْاِيْمَانِ بِالنَّبِيِّ ﷺ اِنْ خَرَجَ اَوِ النَّبِيِّ ﷺ اَنْ لَايُعَاوِنُوْا عَلَيْهِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿نبذه﴾ طَرَحَهٗ ﴿فريق منهم﴾ بِنَقْضِهٖ، جَوَابُ لَمَّا وَهُوَ مَحَلُّ الْاِسْتِفْهَامِ الْاِنْكَارِيِّ ﴿بل﴾ لِلْاِنْتِقَالِ ﴿اكثرهم لايومنون (۱۰۰) ولما جاء هم رسول من عند الله﴾ مُحَمَّدٌ ﷺ ﴿

مصدق لما معهم نبذ فريق من الذين اوتوا الكتب كتب الله﴾ اَيِ التَّوْرَاةَ ﴿وراء ظهورهم﴾ اَىْ لَمْ يَعْلَمُوْا بِمَا فِيْهَا مِنَ الْاِيْمَانِ بِالرَّسُوْلِ وَغَيْرِهٖ ﴿ كانهم لايعلمون(۱۰۱)﴾ مَا فِيْهَا مِنْ اَنَّهٗ نَبِيٌّ حَقٌّ اَوْ اَنَّهَا كِتَابُ اللّٰهِ ﴿واتبعوا﴾ عَطْفٌ عَلٰى نَبَذَ ﴿ ما تتلوا﴾ اَى تَلَتِ ﴿ الشيطن على﴾ عَهْدِ ﴿ ملك سليمن﴾ مِنَ السِّحْرِ وَكَانَتْ دَفَنَتْهُ تَحْتَ كُرْسِيِّهٖ لَمَّا نُزِعَ مُلْكُهٗ اَوْ كَانَتْ تَسْتَرِقُ السَّمْعَ وَتَضُمُّ اِلَيْهِ اَكَاذِيْبَ وَتُلْقِيْهِ اِلَى الْكَهَنَةِ فَيُدَوِّنُوْنَهٗ وَفَشَا ذٰلِكَ وَشَاعَ اَنَّ الْجِنَّ تَعْلَمُ الْغَيْبَ فَجَمَعَ سُلَيْمٰنُ الْكُتُبَ وَدَفَنَهَا فَلَمَّا مَاتَ دَلَّتِ الشَّيَاطِيْنُ عَلَيْهَا النَّاسَ فَاسْتَخْرَجُوْهَا فَوَجَدُوْا فِيْهَا السِّحْرَ، فَقَالُوْا اِنَّمَا مَلَكَكُمْ بِهٰذَا فَتَعَلَّمُوْهُ وَرَفَضُوْا كُتُبَ اَنْبِيَآئِهِمْ، قَالَ تَعَالٰى تَبْرِئَةً لِّسُلَيْمٰنَ وَرَدًّا عَلَى الْيَهُوْدِ فِىْ قَوْلِهِمْ اُنْظُرُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ يَذْكُرُ سُلَيْمٰنَ علیہ السلام فِى الْاَنْبِيَاءِ وَمَا كَانَ اِلَّا سَاحِرًا ﴿ وماكفرسليمن﴾ اَىْ لَمْ يَعْمَلِ السِّحْرَ لِاَنَّهٗ كُفْرٌ ﴿ولكن﴾ بِالتَّشْدِيْدِ وَ التَّخْفِيْفِ ﴿الشيطين كفروايعلمون الناس السحر﴾ اَلْجُمْلَةُ حَالٌ مِّنْ ضَمِيْرِ كَفَرُوْا ﴿و﴾ يُعَلِّمُوْنَهُمْ ﴿ماانزل على الملكين﴾ اَىْ اُلْهِمَاهُ مِنَ السِّحْرِ، وَقُرِئَ بِكَسْرِ اللَّامِ الْكَائِنَيْنِ ﴿ببابل ﴾ بَلَدٌ فِىْ سَوَادِ الْعِرَاقِ ﴿هاروت وما روت﴾ بَدَلٌ اَوْ عَطْفُ بَيَانٍ لِّلْمَلَكَيْنِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ هُمَا سَاحِرَانِ كَانَ يُعَلِّمَانِ السِّحْرَ وَقِيْلَ مَلَكَانِ اُنْزِلَا لِتَعْلِيْمِهٖ اِبْتِلَاءً مِّنَ اللّٰهِ لِلنَّاسِ ﴿وما يعلمان من﴾ زَائِدَةٌ ﴿احد حتى يقولا﴾ لَهٗ نُصْحًا ﴿انما نحن فتنة﴾ بَلِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ لِلنَّاسِ لِيَمْتَحِنَهُمْ بِتَعْلِيْمِهٖ فَمَنْ تَعَلَّمَهٗ كَفَرَ وَمَنْ تَرَكَهٗ فَهُوَ مُؤْمِنٌ ﴿فلا تكفر﴾ بِتَعْلِيْمِهٖ، فَاِنْ اَبٰى اِلَّا التَّعَلِيْمَ عَلَّمَاهُ ﴿فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه﴾ بِاَنْ يُّبْغِضَ كُلًّا اِلَى الْاٰخَرِ ﴿وما هم﴾ اَيِ السَّحَرَةُ ﴿ بضارين به﴾ بِالسِّحْرِ ﴿ من﴾ زَائِدَةٌ ﴿احد الا باذن الله﴾ بِاِرَادَتِهٖ ﴿ويتعلمون ما يضرهم﴾ فِى الْاٰخِرَةِ ﴿ولاينفعهم﴾وَهُوَ السِّحْرُ ﴿ ولقد﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿ علموا﴾ اَيِ الْيَهُوْدُ ﴿لمن﴾ لَامُ اِبْتِدَاءٍ مُعَلِّقَةٌ لِّمَا قَبْلَهَا وَمَنْ مَّوْصُوْلَةٌ ﴿اشتره﴾ اِخْتَارَهٗ اَوْ اِسْتَبْدَلَهٗ بِكِتَابِ اللّٰهِ ﴿ماله فى الاخرة من خلاق﴾ نَصِيْبٌ فِى الْجَنَّةِ ﴿ولبئس ما﴾ شَيْئًا ﴿شروا ﴾ بَاعُوْا ﴿به انفسهم﴾ اَى الشَّارِيْنَ اَىْ حَظَّهَا مِنَ الْاٰخِرَةِ اَنْ تَعَلَّمُوْهُ حَيْثُ اَوْجَبَ لَهُمُ النَّارَ ﴿ لو كانوا يعلمون(۱۰۲)﴾ حَقِيْقَةَ مَا يَصِيْرُوْنَ اِلَيْهِ مِنَ الْعَذَابِ مَاتَعَلَّمُوْهُ ﴿ولو انهم﴾ اَيِ الْيَهُوْدَ ﴿امنوا﴾ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَالْقُرْاٰنِ ﴿واتقوا﴾ عِقَابَ اللّٰهِ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيَةِ

كَالسِّحْرِ، وَجَوَابُ لَوْمَحْذُوْفٌ اَیْ لَااُثِیْبُوْا دَلَّ عَلَیْهِ ﴿لمثوبة﴾ ثَوَابٌ وَّهُوَ مُبْتَدَأٌ وَاللَّامُ فِیْهِ لِلْقَسَمِ ﴿من عند لله خیر﴾ خَبَرُهٗ مِمَّاشَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ ﴿لو کانوا یعلمون(۱۰۳)﴾ اَنَّهٗ خَیْرٌ لَّمَا اٰثَرُوْهُ عَلَیْهِ۔

﴿ترجمہ﴾

(ابن صوریا نے نبی پاک ﷺ یا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ وحی ......۱...... کون سا فرشتہ لاتا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: "جبرائیل۔" ......۲...... کہنے لگا: "وہ تو ہمارا دشمن ہے، عذاب کی خبریں لاتا ہے، اگر وحی میکائیل لاتا تو ہم ایمان لے آتے اسلئے کہ وہ خوشحالی اور سلامتی کی خبریں لانے والا ہے۔" پس یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی کہ) تم فرمادو (ان سے) جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہو (اسے چاہئے کہ وہ غصہ میں مرجائے) جبرائیل نے اسے اتارا (یعنی قرآن کو) تمہارے دل پر اللہ کے اذن سے (یعنی اسکے حکم سے) اگلی (کتابوں) کی تصدیق فرماتا اور ہدایت (ہے گمراہی سے) اور بشارت (ہے جنت کی) مسلمانوں کو، جو کوئی دشمن ہو اللہ کا اور اسکے فرشتوں اور اسکے رسولوں اور جبرائیل کا (جبرائیل، یہ لفظ جیم کے کسرہ اور فتح بلا ہمزہ اور مع ہمزہ و یاء اور بغیر یاء کے استعمال ہوتا ہے) اور میکائیل کا (اسکا ملائکۃ پر عطف ہے، بطریق عطف الخاص علی العام ہے، ایک قرأت میں میکائیل ہمزہ اور یاء کے ساتھ اور دوسری قرأت میں بغیر یاء کے ہے) تو اللہ دشمن ہے کافروں کا (اس جملے میں لھم کے بجائے اسم ظاہر للکفرین مذکور ہے جس کا سبب انکی حالت بیان کرنا ہے) اور بیشک ہم نے تمہاری طرف (اے محمد ﷺ) روشن آیتیں اتاریں (یعنی واضح نشانیاں، ترکیب میں بینت حال ہے، نیز اس سے مقصود ابن صوریا کے قول کی تردید ہے جو اس نے کہا کہ "آپ ﷺ ہمارے پاس کچھ نہیں لائے۔") اور ان کے منکر نہ ہونگے مگر فاسق لوگ (جو اسکے ساتھ کفر کرنے والے ہیں) اور کیا جب کبھی کوئی عہد کرتے ہیں (اللہ عزوجل سے، نبی پاک ﷺ پر ایمان لانے کا اگر ان کا ظہور ہمارے زمانے میں ہوا یا اس عہد سے مراد یہ ہے آپ ﷺ انکے خلاف مشرکین کی مدد نہ کرینگے، تو) پھینک دیتا ہے اُسے (یعنی ایک طرف ڈال دیتا ہے) ان میں کا ایک گروہ (بدعہدی کرکے، یہی کلما کا جواب محل استفہام انکاری ہے) بلکہ (بل، ایک بات سے دوسری کی جانب منتقل ہونے کیلئے ہے) ان میں بہتیروں کو ایمان نہیں اور جب انکے پاس تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول (یعنی حضرت سیدنا محمد ﷺ) انکی کتابوں کی تصدیق فرماتا تو کتاب والوں میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب (یعنی توریت) اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دی (یعنی اس کتاب میں مذکور ایمان بالرسول وغیرہ کے احکامات پر عمل نہ کیا) گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے (جو کچھ توریت میں ہے یعنی یہ کہ آپ ﷺ سچے نبی ہیں یا یہ کہ توریت اللہ عزوجل کی کتاب ہے) اور اسکے پیرو ہوئے (اتبعوا کا عطف نبذ پر ہے) جو پڑھا کرتے تھے (تتلوا، اصل میں تلت ہے) شیطان سلطنت سُلیمٰن (کے زمانے) میں (یعنی جادو ......۳...... جو کہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے وصال کے بعد زوالِ سلطنت ......۴...... کے وقت شیاطین نے ان کی کرسی یعنی شاہی تخت کے نیچے دفن کردیا تھا یا اس ماتتلوا سے مراد وہ آسمانی باتیں ہیں جو شیاطین چوری چھپے سن لیتے تھے اور پھر اس میں اپنی

طرف سے جھوٹ ملا کر کاہنوں کو سنا دیتے، وہ کاہن اسے مدون کر لیتے، یہ بات عام پھیل گئی تھی کہ جنات کے پاس علم غیب ہے، پس حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ان خبروں پر مبنی کتابوں کو جمع کر کے دفن کر دیا اور جب آپ علیہ السلام نے اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا تو شیاطین نے یہ بات لوگوں کو بتادی جنہوں نے ان مدفون کتابوں کو نکالا تو ان میں جادو جیسی باتیں لکھی پائیں، شیاطین ان سے کہنے لگے کہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام اسی کے زور سے حکومت کیا کرتے تھے، لہذا وہ جاہل اسے سیکھنے لگے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی کتابیں چھوڑ دیں، پس اللہ عزوجل نے یہ آیاتِ مبارکہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی برأت اور یہودیوں کے اس قول کی تردید میں نازل فرمائیں جو وہ کہتے تھے کہ "محمد ﷺ کو دیکھو کہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کا ذکر انبیاء کرام میں کرتے ہیں حالانکہ وہ تو جادوگر تھے) اور سلیمان نے کفر نہ کیا (یعنی انہوں نے جادو پر عمل نہ کیا کیونکہ وہ تو کفر ہے) ہاں (لکن، نون تشدید و تخفیف دونوں کیساتھ ہے) شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں (یعلمون الناس السحر، حال ہے کفروا کی ضمیر سے) اور وہ (جادو سکھاتے تھے لوگوں کو) جو فرشتوں پر اترا (بذریعہ الہام، ملکین، کو لام کے کسرہ کیساتھ بھی پڑھا گیا ہے، بمعنی کائنین یعنی دونوں فرشتے رہتے تھے) بابل میں (جو کہ اطراف عراق کا ایک شہر ہے) ہاروت اور ماروت......۵......پر (ھاروت و ماروت، بدل ہے یا عطف بیان ہے ملکین سے، حضرت سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ "وہ دونوں جادوگر تھے اور جادو سکھاتے تھے۔" ان کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ دونوں فرشتے تھے جو اللہ عزوجل کی طرف سے بطورِ آزمائش جادو کی تعلیم دینے کیلئے اتارے گئے تھے) اور وہ دونوں نہ سکھاتے (من زائدہ ہے) کسی کو کچھ جب تک یہ نہ کہہ لیتے (ان سے بطورِ نصیحت) کہ ہم تو نری آزمائش ہیں (یعنی ہم اللہ عزوجل کیطرف سے لوگوں کیلئے آزمائش و امتحان ہیں تاکہ وہ جادو کی تعلیم سے آزمائے کہ کون ہے جو جادو سیکھ کر کفر کا مرتکب ہوتا ہے اور کون ہے جو نہ سیکھ کر مومن رہتا ہے) تو اپنا ایمان نہ کھو (جادو سیکھ کر، لیکن اسکے باوجود اگر کوئی سیکھنے پر اصرار کرتا تو اسے جادو سکھا دیتے) تو ان سے سیکھتے وہ جس سے جدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں (اس طرح کہ وہ ایک دوسرے سے ناراض ہو جائیں) اور نہیں پہنچا سکتے (وہ جادوگر) اس (یعنی جادو) سے ضرر (من زائدہ ہے) کسی کو مگر خدا کے حکم سے (یعنی اسکی مرضی کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے) وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دیگا (آخرت میں) اور نہ نفع دیگا (یعنی جادو) اور بیشک (لئن میں لام قسمیہ ہے) ضرور انہیں معلوم ہے (یعنی یہودیوں کو) جس نے (لمن، میں لام ابتدائیہ ہے، جس کا تعلق ماقبل علموا کے ساتھ ہے اور من، موصولہ ہے) یہ سودا لیا (یعنی جادو پسند کیا یا کتاب اللہ کے بدلے اسے لیا) آخرت میں (یعنی جنت میں) اسکا کچھ حصہ نہیں ہے، اور بیشک کیا بری (چیز) ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے بیچیں (یعنی فروخت کیں) اپنی جانیں (یعنی اپنے آخرت کے حصہ کو جادو سیکھ کر اس طور پر کہ اس پر عمل کر کے اپنے لئے جہنم کی آگ واجب کر لی) کسی طرح انہیں علم ہوتا (اس عذاب کی حقیقت کا جس میں انہیں جانا ہے تو کبھی جادو نہ سیکھتے) اور اگر وہ (یہودی) ایمان لاتے (نبی پاک ﷺ اور قرآن پر) اور ڈرتے (یعنی اللہ عزوجل کی نافرمانی جیسے جادو وغیرہ ترک کر کے اسکے عذاب سے ڈرتے، لو کا

جواب محذوف ہے یعنی لاثیبوا اس پر لمثوبۃ دلالت کرتا ہے) ثواب پاتے (لمثوبۃ مبتدا ہے، اور لام قسمیہ ہے) اللہ کے یہاں بہت اچھا (اس کی خبر ما شروا بہ انفسھم ہے) کسی طرح انہیں علم ہوتا (کہ یہ ایمان اور تقوی انکے لئے بہتر ہے تو وہ اس نافرمانی کو ترجیح نہ دیتے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ مصد قا لمابین یدیہ وھدی وبشری للمؤمنین﴾

قل: قول، من: متضمن بمعنی شرط مبتدا، کان عدوا لجبریل: جملہ فعلیہ شرط، ف: عاطفہ، انہ: حرف مشبہ با اسم نزلہ: فعل وفاعل و ضمیر منصوب متصل ذوالحال، علی قلبک: ظرف لغو، باذن اللّٰہ: حال اول، مصدقا لما بین یدیہ: معطوف علیہ، وھدی وبشری للمومنین: معطوف، ملکر حال ثانی، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط محذوف فلیمت غیظا پر معطوف، جو شرط سے ملکر خبر، من مبتدا اپنی خبر سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿من کان عدوا للہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکل فان اللہ عدو للکفرین﴾

من: متضمن بمعنی شرط مبتدا، کان: فعل ناقص، ھو ضمیر اسم، عدوا: موصوف، للّٰہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکل: شبہ جملہ ہوکر صفت، ملکر خبر، جملہ فعلیہ ہوکر شرط، فانّ اللّٰہ عدوٌ للکفرین: جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط محذوف فلیمت غیظا پر معطوف ہے، شرط جواب شرط ملکر خبر، من مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد انزلنا الیک ایت بینت وما یکفر بھا الا الفسقون﴾

و: استئنافیہ، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، انزلنا الیک ایات بینات: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، ما یکفر: فعل، بھا: ظرف لغو، الا: حرف استثناء مفرغہ، الفاسقین: فاعل، جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، قسم محذوف واللّٰہ کیلئے، جملہ قسمیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿اوکلما عھدوا عھدا نبذہ فریق منھم بل اکثرھم لایؤمنون﴾

ھمزہ: استفہامیہ، و: عاطفہ، کلما: ظرف زمان متضمن بمعنی شرط، عھدوا عھدا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، نبذ: فعل، ہٗ: ضمیر مفعول، فریق منھم: فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ، بل: عاطفہ، اکثرھم لایومنون: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولما جاء ھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم﴾

و: عاطفہ، لما: ظرفیہ، جاء ھم: فعل ومفعول، رسول: موصوف، من عند اللّٰہ: صفت اول، مصدق لما معھم: صفت ثانی، ملکر

فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر شرط۔

﴿نبذ فریق من الذین اوتوا الکتب کتب اللہ وراء ظھورھم کانھم لایعلمون﴾

نبذ: فعل، فریق: موصوف، من الذین اوتو الکتب: صفت، ملکر ذوالحال، کانھم لایعلمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل...... کتاب اللہ: مفعول بہ، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ماقبل شرط جزا سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿واتبعوا ماتتلوا الشیطین علی ملک سلیمن وماکفر سلیمن﴾

و: عاطفہ، اتبعوا: فعل با فاعل، ما: موصولہ، تتلوا......الخ: صلہ، ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ، وما کفر سلیمن: فعل با فاعل جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولکن الشیطین کفروا یعلمون الناس السحر﴾

و: عاطفہ، لکن: حرف مشبہ، الشیاطین: اسم، کفروا: جملہ فعلیہ خبر اول، یعلمون الناس السحر: فعل با فاعل و مفعولین خبر ثانی، لکن اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت﴾

و: عاطفہ، ما: موصولہ، انزل: فعل، ھو ضمیر ذوالحال، ببابل: ظرف لغو حال، ملکر نائب الفاعل، علی: جار، الملکین: مبدل منہ، ھاروت وماروت: بدل، ملکر مجرور، فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ، ملکر السحر پر معطوف۔

﴿وما یعلمن من احد حتی یقولا انما نحن فتنۃ فلا تکفر﴾

و: مستانفہ، ما یعلمان: فعل وفاعل، من: زائدہ، احد: مفعول، حتی: جار، یقولا انما نحن فتنۃ: جملہ قولیہ بتاویل مصدر مؤول مجرور، جارمجرور ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحیہ، لا تکفر: فعل با فاعل شرط محذوف اذا شئت اتباع الطریق السویّ کی جزا۔

﴿فیتعلمون منھما ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہ﴾

ف: استئنافیہ، یتعلمون: فعل وفاعل، منھما: ظرف لغو، ما: موصولہ، یفرقون بہ بین المرء وزوجہ: فعل با فاعل و ظرف لغو مفعول فیہ جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ﴾

و: حالیہ، ما: مشابہ بلیس، ھم: اسم، ب: زائدہ، ضارین: اسم فاعل، ھو ضمیر مستتر ذوالحال، الا: حرف استثناء، باذن اللہ: ظرف مستقر مستثنیٰ مفرغہ حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، بہ: ظرف لغو، من احد: مفعول، شبہ جملہ ہوکر خبر، ما اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ

اسمیہ ہوکر ماقبل یتعلمون کی ضمیر سے حال۔

﴿ویتعلمون ما یضرھم ولا ینفعھم﴾

و:عاطفہ،یتعلمون:فعل وفاعل،ما:موصولہ،یضرھم ولا ینفعھم:صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد علموا لمن اشترہ ما لہ فی الاخرۃ من خلاق﴾

و:مستانفہ، لقد:تحقیقیہ ،علموا:فعل وفاعل،لام:ابتدائیہ،من اشتراہ:موصول صلہ ملکر مبتدا،ما:حجازیہ،لام:جار،ضمیر مجرور متصل ذوالحال،فی الاخرۃ :جار مجرور متعلق بمحذوف حال،جوذوالحال سے ملکر مجرور،جاراپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر خبر مقدم...... من :زائدہ،خلاق:اسم مؤخر،مااپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ ہوکر خبر،مبتدااپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، علموا فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم،قسم محذوف واللہ کیلئے۔

﴿ولبئس ماشروا بہ انفسھم لو کانوا یعلمون﴾

و:عاطفہ،لام:قسمیہ،بئس:فعل،ھو ضمیر ممیز،ما: موصوف،شروا بہ انفسھم :جملہ فعلیہ صفت،مرکب توصیفی تمیز،ممیز تمیز ملکر فاعل،بئس اپنے فاعل سے ملکر خبر مقدم،لو کانوا یعلمون :جملہ شرط،جزامحذوف لما اقدموا علی ما اجترحوہ من عمل مغایر،جملہ شرطیہ ہوکر مبتدا مؤخر،جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم،......قسم محذوف واللہ کیلئے،یہ سب ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ولو انھم امنوا واتقوا لمثوبۃ من عند للہ خیر﴾

و:مستانفہ،لو:شرطیہ،ان:حرف مشبہ،ھم:اسم،امنوا واتقوا :خبر،سب ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط،لام:ابتدائیہ،مثوبۃ من عند اللہ : مرکب توصیفی مبتدا،خیر:خبر،جومبتدا سے ملکر جزا،شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لو کانوا یعلمون﴾ لو کانوا یعلمون:شرط،لاثیبوا محذوف جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......قل من کان عدوا ......☆یہودیوں کے عالم عبداللہ بن صوریا نے حضور سید عالم ﷺ سے کہا:''آپ ﷺ کے پاس آسمان سے کون فرشتہ آتا ہے؟''فرمایا:''جبرئیل''،ابن صوریا نے کہا:''وہ ہمارا دشمن ہے،عذاب شدت اور خسف اتارتا ہے کئی مرتبہ ہم سے عداوت کر چکا ہے اگر آپ کے پاس میکائیل آتے تو ہم آپ پر ایمان لے آتے۔

☆...... ولقد انزلنا الیک ......☆یہ آیت ابن صوریا یہودی کے جواب میں نازل ہوئی جس نے حضور سید عالم ﷺ سے کہا تھا کہ اے محمد ﷺ آپ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہ لائے جسے ہم پہچانتے اور نہ آپ پر کوئی واضح آیت نازل ہوئی ہے جسکا ہم اتباع کرتے۔

☆......او کلما عھدوا عھدا......☆ یہ آیت مالک بن صیف یہودی کے جواب میں نازل ہوئی جب حضور سید عالم ﷺ نے یہود کو اللہ کے وہ عہد یاد دلائے جو حضور ﷺ پر ایمان لانے کے متعلق کیئے تھے تو ابن صیف نے عہد ہی کا انکار کر دیا۔

☆......واتبعوا ما تتلوا......☆ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل جادو سیکھنے میں مشغول ہوئے تو آپ نے انکو اس سے روکا اور انکی کتابیں لیکر اپنی کرسی کے نیچے دفن کردیں، حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد شیاطین نے وہ کتابیں نکلوا کر لوگوں سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام اسی کے زور سے سلطنت کرتے تھے، بنی اسرائیل کے صلحاء وعلماء نے تو اسکا انکار کیا لیکن انکے جہال جادو کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم بتا کر اسکے سیکھنے پر ٹوٹ پڑے، انبیاء کی کتابیں چھوڑ دیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملامت شروع کی، سید عالم ﷺ کے زمانے تک اسی حال پر رہے اللہ عزوجل نے حضور ﷺ پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی براءت میں یہ آیت نازل فرمائی۔

«تشریح توضیح واغراض»

وحی کی اقسام:

۱......وحی کی دو اقسام ہیں: (۱)......وحی متلو: یعنی جس کی تلاوت کی جاتی ہے اس سے مراد قرآنِ مجید ہے۔ (۲)......وحی غیر متلو: یعنی جس کی تلاوت نہیں کی جاتی اور اس سے مراد سنتِ رسول ﷺ ہے۔ (نور الانوار مع حاشیہ قمر الاقمار، ص ٦)

نزولِ وحی کی کیفیت:

☆......ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات ﷺ سے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ پر وحی کا نزول کیسے ہوتا ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کبھی تو گھنٹی کی طرح آواز آتی ہے، وحی کی یہ صورت مجھ پر سب سے سخت ہوتی ہے، جب وہ تمام ہوتی ہے تو جو کہا میں اسے یاد کر لیتا ہوں اور کبھی کبھار میرے پاس فرشتہ آدمی کی شکل میں آکر گفتگو کرتا ہے تو جو وہ کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے سخت سردی کے ایام میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتے ہوئے ملاحظہ کی، جب وہ مکمل ہوتی تو آپ ﷺ کی جبینِ ناز پر پسینہ موتیوں کی طرح بکھرا ہوا ہوتا۔'' (صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، ص ۱)

لفظِ جبریل کی تحقیق:

۲......لفظِ جبرئیل قرآنِ مجید میں تین مقامات پر آیا ہے، جن میں سے ایک اسی مذکورہ مقام پر اور ایک اس سے اگلی آیت میں اور ایک سورۂ تحریم کی آیت نمبر ٦٦ میں ہے۔ جبرئیل ایک فرشتے کا نام ہے اور یہ عجمی لفظ ہے، اسی لئے یہاں اس آیتِ مبارکہ میں

غیر منصرف استعمال ہوا ہے۔لفظِ جبرائیل میں تیرہ قرأتیں مروی ہیں جن میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں:
(۱)...... جبریل بوزن قندیل، جو کہ ابوعمرو، نافع، ابنِ عمر، حفص اور حضرت عاصم کی قرأت ہے، حجاز کی بھی یہی لغت ہے۔(۲)...... دوسری قرأت جیم کے فتح کے ساتھ ہے جو کہ ابن کثیر اور امام حسن کی قرأت ہے۔(۳)...... جبرئیل بوزن سلسبیل ہے جو کہ قریش اور تمیم کی لغت ہے اور اس کے قراء حمزہ وکسائی ہیں۔(۴)...... چوتھی قرأت میں ہمزہ کے بعد ی نہیں ہے، یہ قرأت عاصم اور یحیی بن یعمر سے مروی ہے۔(۵)...... پانچویں قرأت بھی لامِ مشدد کے ساتھ اسی طرح ہے، اور یہ بھی عاصم اور یحیی بن یعمر سے مروی ہے۔(۶)...... جبرائیل یعنی راء کے بعد الف اور الف کے بعد ہمزہ مکسورہ کے ساتھ ہے، یہ قرأت حضرت عکرمہ کی ہے۔(۷)...... ساتویں قرأت بھی اسی طرح ہے لیکن ہمزہ کے بعد ی نہیں ہے۔(۸)...... جبرائیل ہے یعنی ہمزہ کے بغیر الف کے بعد دو ی ہیں، یہ حضرت اعمش اور یحیی کی قرأت ہے۔(۹)...... جبرال (۱۰)...... دسویں قرأت جبرئیل ہے جو کہ طلحہ بن مصرف کی قرأت ہے۔(۱۱)...... جبرین ہے یعنی جیم کے فتح اور نون کے ساتھ ہے۔(۱۲)...... بارہویں قرأت گیارہویں ہی کی طرح ہے لیکن اس میں جیم مکسور ہے۔(۱۳)......اس قرأت میں اسے جبرائین پڑھا گیا ہے۔ (الجمل، ج ۱، ص ۱۲۳، ۱۲۴)

جادو:

سے......شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر المکی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر میں جادو کے بارے میں مفصل بحث فرمائی ہے، ہم اس میں سے کچھ یہاں ذکر کرتے ہیں:

جادو کے بارے میں ائمہ کرام کی آراء:

آپ فرماتے ہیں کہ جادو یا تو کفر ہے یا پھر گناہ کبیرہ، نیز یہ ایک شیطانی عمل ہے جسے جادوگر شیطان سے حاصل کرتا ہے اور جب اس سے حاصل کر لیتا ہے تو اسے دوسروں کے حق میں بھی استعمال کرتا ہے۔سیدنا امام شافعی سے ایک قول مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''جادو عقل و دل کو تباہ، بیمار اور قتل کر دیتا ہے۔'' نیز آپ نے جادو کے ذریعے کسی کو قتل کرنے والے پر قصاص واجب ٹھہرایا ہے۔ایک قول کے مطابق ''جادو اعیان کے دل میں مؤثر ہوتا ہے۔'' ایک قول کے مطابق ''اصح یہ ہے کہ جادو ایک تخیل ہے لیکن بیماریوں، موت اور جنون کے ذریعے بدنوں میں اثر کرتا ہے، اس لئے کہ طبیعتوں اور نفوس میں کلام مؤثر ہوتا ہے جیسا کہ انسان جب کوئی ناپسندیدہ بات سنے تو اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے اور اسے غصہ آ جاتا ہے اور کبھی تو وہ اس کے باعث بیمار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ ایک قوم کلام سن کر ہلاک ہو گئی، پس اس اعتبار سے جادو بدنوں میں مؤثر ہونے والی بیماریوں کے قائم مقام ہے۔'' سیدنا امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہمارے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جادوگر کے ہاتھ سے خلافِ عادات ایسی باتوں کے ظہور کا انکار نہیں کیا جا سکتا جن پر انسان قادر نہیں جیسے بیماری، جدائی، عقل کا زائل ہونا اور کسی عضو کا ٹیڑھا ہو جانا وغیرہ ایسے امور ہیں جن پر بندے کے قادر

ہونے کے محال ہونے پر دلیل قائم ہے۔'' علماء کرام مزید فرماتے ہیں: '' جادو میں مندرجہ ذیل امور بعید نہیں: (١)...... جادوگر کا جسم سکڑ جائے یہاں تک کہ وہ دیوار کے چھوٹے سے سوراخ میں بھی داخل ہو جائے، (٢)...... بالوں کی ٹیڑھی لٹ کو سیدھا کھڑا کر دینا، (٣)...... باریک دھاگے پر چلنا، (٤)...... ہوا میں اڑنا، (٥)...... پانی پر چلنا اور (٦)...... کتے کی سواری کرنا وغیرہ۔ جادو نہ تو اس کی علت ہے اور نہ ہی اس کا موجب، بلکہ اللہ ﷻ جادو کے پائے جانے کے وقت یہ اشیاء پیدا فرماتا ہے جیسا کہ وہ کھانا کھاتے وقت آسودگی (یعنی شکم سیری) اور پانی پیتے وقت سیرابی پیدا کرتا ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا عامر ذہبی سے روایت فرماتے ہیں: '' ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر تھا جو رسی پر چلتا اور گدھے کی سرین سے داخل ہوتا اور اس کے منہ سے نکل جاتا تھا، پس حضرت سیدنا جندب رضی اللہ عنہ نے اسی کی تلوار سے اسے قتل کر دیا۔'' ان سے مراد حضرت سیدنا جندب بن کعب الازدی رضی اللہ عنہ ہیں جنہیں بجلی کہا جاتا تھا۔ یہ وہی ہستی ہیں جن کے بارے میں رحمتِ کونین ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: '' میری امت میں ایک ایسا شخص ہے جسے جُنْدُب کہا جاتا ہے وہ تلوار کی ایک ہی ضرب لگا کر حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیتا ہے۔'' قریش حضرت سیدنا جندب رضی اللہ عنہ کو جادوگروں کا قاتل سمجھتے تھے۔

جادو کے بارے میں ہمارا عقیدہ!

ہمارے نزدیک جادو کی تمام قسمیں صحیح ہیں مثلاً جادوگر کا ہوا میں اڑنے پر، یا انسان کو گدھا اور گدھے کو انسان میں تبدیل کر دینے پر قادر ہونا اور اس کے علاوہ جادو کی دیگر اقسام، مگر ہمارا اس بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ '' جب معینہ کلمات سے جادو کیا جائے تو اس کے نتیجے میں اللہ ﷻ ان اشیاء کو پیدا کرنے والا ہے، جس پر اللہ ﷻ کا یہ فرمانِ عالیشان ﴿وَمَا هُم بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ دلیل ہے اور وہ اشیاء خود بخود پیدا نہیں ہوتیں۔

جادو سیکھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے:

☆...... مروی ہے کہ ایک عورت ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی: '' میں جادوگرنی ہوں، کیا میرے لئے توبہ ہے؟'' آپ نے دریافت فرمایا: '' تیرا جادو کیا ہے؟'' اس نے بتایا: '' میں اس جگہ گئی جہاں ہاروت و ماروت ہیں تا کہ جادو کا علم سیکھوں، انہوں نے مجھے کہا: '' اے اللہ کی بندی! دنیا کے لئے آخرت کا عذاب اختیار نہ کر۔'' لیکن میں نے انکار کر دیا تو انہوں نے مجھے کہا: '' جاؤ اور اس راکھ پر پیشاب کرو۔'' پس میں گئی تا کہ اس پر پیشاب کروں لیکن میں نے اپنے دل میں سوچ کر خود سے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گی اور ان کے پاس لوٹ کر کہا کہ میں نے کر لیا تو انہوں نے مجھے کہا: '' جب تم نے پیشاب کیا تو کیا دیکھا۔'' میں نے کہا: '' میں نے کچھ نہیں دیکھا۔'' انہوں نے کہا: '' اللہ ﷻ سے ڈر اور ایسا نہ کر۔'' لیکن میں نے پھر انکار کر دیا تو انہوں نے مجھے کہا: '' تو جاؤ اور (جیسا کہا ہے ویسا ہی) کرو۔'' پس میں گئی اور جب میں نے ایسا ہی کیا تو ہتھیاروں سے ڈھانپی ہوئی گھوڑے

کی طرح کی کوئی چیز دیکھی جو میری شرمگاہ سے نکلی اور آسمان کی طرف چڑھ گئی، پس میں ان کے پاس آئی اور انہیں بتایا تو انہوں نے مجھے کہا: ''وہ ایمان تھا جو تجھ سے نکل چکا ہے، اب تو نے اچھی طرح جادو سیکھ لیا ہے۔'' میں نے پوچھا: ''جادو کیا ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''تو جس چیز کا بھی ارادہ کرے گی اور اس کی صورت کے بارے میں گمان کرے گی تو وہ موجود ہوگی۔'' پس میں نے اپنے دل میں گندم کے دانے کا تصور کیا تو دانہ موجود پایا، میں نے کہا: ''کاشت ہو جا۔'' پس وہ کاشت ہوگیا اور اسی وقت بالی نکل آئی، میں نے دوبارہ کہا: ''ابھی گندھ جا۔'' تو وہ اسی وقت گندھ کر روٹی بن گیا، اس کے بعد سے میں جس چیز کا بھی ارادہ کرتی ہوں اس کا اپنے دل میں تصور کرتی ہوں تو وہ موجود ہوتی ہے۔'' ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (اس کی بات سن کر) ارشاد فرمایا: ''تیرے لئے کوئی توبہ نہیں۔''......امام قرطبی فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل اپنی طرف سے جو کرتا ہے وہ جادو نہیں، مثلاً ٹڈیوں، جوؤں اور مینڈکوں کا نازل ہونا، سمندر کا پھٹ جانا، عصا کا سانپ میں تبدیل ہو جانا، مردوں کو زندہ کرنا، قوت گویائی سے محروم افراد کو زبان کی دولت سے نوازنا اور انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات میں سے دیگر مثالیں جادو نہیں۔ جادو اور معجزہ میں یہ فرق ہے کہ جادو جادوگر اور ہر اس شخص سے صادر ہو سکتا ہے جو اس کا طریقہ سیکھتا ہے اور کبھی تو اس کا وقوع اسے سیکھنے والی ایک جماعت سے بیک وقت بھی ہو سکتا ہے جبکہ معجزہ کی مثل یا مقابل لانے کی اللہ عزوجل کسی کو قدرت نہیں دیتا۔

(ماخوذ از الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج۲، ص۲۰۲ تا ۲۰۵)

زوالِ سلطنت کا سبب اور مدت:

۴......شیخ سلیمان الجمل حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی حکومت کے چھن جانے کا سبب ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ''آپ کی سلطنت چھننے کی مدت صرف چالیس دن ہے جس کا سبب یہ تھا کہ آپ کی ایک زوجہ محترمہ ایک بت کی چالیس دن تک عبادت کرتی رہیں لیکن آپ کو یہ بات نہ معلوم ہو سکی جس کی پاداش میں اللہ عزوجل نے اتنی ہی مقدار ایام آپ سے اعلیٰ مقام و مرتبہ واپس لے لیا۔

(ماخوذ از الجمل، ج۱، ص۱۲۸)

ہاروت وماروت:

۵......قاضی عیاض علیہ الرحمۃ ہاروت و ماروت کے بارے میں شفا شریف میں فرماتے ہیں کہ ہمیں سب سے پہلے یہ غور کرنا ہے کہ ہاروت و ماروت کون تھے؟ آیا یہ فرشتے تھے یا انسان؟۔ آیتِ قرآنی میں مَلَکَین سے مراد فرشتے ہیں یا نہیں اور اس میں حرف لام پر جو اعراب آیا ہے وہ زبر ہے یا زیر، اس کا تعین کرنا ہے تاکہ اشکال دور کیا جا سکے، اگر لام پر زبر ہو تو اس سے مراد فرشتے ہوں گے اور اگر زیر ہو تو اس سے مراد بادشاہ ہوں گے، اس سلسلے میں اکثر مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ حقیقت حال یہ تھی کہ رب العالمین نے بندوں کا امتحان لینے کے لئے دو فرشتوں کو مقرر فرمایا اور اس کا طریقہ کار یہ مقرر فرمایا کہ وہ فرشتے بندوں کو جادو سکھائیں

اور بندوں کو یہ بتائیں کہ جادو کا عمل کفر کا مستوجب ہے اور جو اس کو کرے گا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا، چنانچہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:﴿انما نحن فتنة فلا تکفر﴾ لہٰذا جو لوگ ہاروت و ماروت کے فرشتہ ہونے کے قائل ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ ان کے پاس جو بھی جادو سیکھنے کے لئے آتا تھا وہ ان سے پہلے یہ کہتے تھے کہ یہ عمل کفر کا سبب ہے اور اس سے مرد وعورت میں جدائی ڈالی جاتی ہے لہٰذا وہ اس کام سے پرہیز کریں۔

☆......حضرت ابن وہب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''جناب خالد بن عمران کے سامنے جب کسی نے ہاروت و ماروت اور ان کے جادو سکھانے کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: ''غلط اور بالکل غلط، لم ینزل ہم ان دونوں کو اس سے بری جانتے ہیں''، یہ جواب سن کر سائل نے اس آیت کریمہ﴿و ما انزل علی الملکین﴾ کے بارے میں تشریح وتفسیر معلوم کی تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت کا مصداق یہ دونوں فرشتے نہیں ہیں۔ خالد بن عمران جیسی شخصیت ان دونوں فرشتوں کو جادو سے بری قرار دیتے ہیں لیکن دوسرے ارباب علم کا کہنا یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے فرشتوں کو جادو کا علم سکھانے پر ماذون کیا تھا لیکن بایں شرط کہ وہ تعلیم دیتے وقت یہ بتا دیں کہ یہ فعل کفر کا سبب اور اللہ ﷻ کی جانب سے ابتلاء وآزمائش کا سبب ہے۔ حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''ہاروت و ماروت بابل کے دو پہلوان تھے اور انہوں نے﴿و ما انزل علی الملکین﴾ میں لام کے کسرہ کے ساتھ قرأت کی اگر جناب حسن کی قرأت کو درست مانا جائے تو ما نفی کے لئے نہیں بلکہ موصولہ ہوگا جو کہ ایجاب کے معنی دے گا۔ عبد الرحمٰن نے ملکین کی قرأت لام کے کسرہ کے ساتھ کی لیکن انہوں نے ان دونوں بادشاہوں سے حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی ذات مراد لی ہے اور ما کو نفی کے لئے قرار دیا ہے۔

سمرقندی فرماتے ہیں: ''یہ دونوں بادشاہ بنی اسرائیل سے تھے جن کو تعلیم سحر کی پاداش میں اللہ ﷻ نے مسخ فرما دیا البتہ لام کے کسرہ کی قرأت شاذ اور قلیل الاستعمال ہے۔ (شفاء شریف مترجم، ج۲، ص ۳۰۹ تا ۳۱۳)

ایک قول کے مطابق ہاروت و ماروت سے مراد دو ایسے فرشتے ہیں کہ جب فرشتوں نے بنی آدم کو عار دلائی تو اس وقت انہوں نے خود میں سے دو فرشتوں کو چنا تا کہ ان میں شہوت پیدا کی جائے، جو زمین میں فیصلے کریں، لیکن رات کے وقت آسمان پر چلے جائیں، پس وہ دونوں زہرہ نامی ایک عورت کی محبت کا شکار ہو گئے جس نے انہیں شراب پینے پر ابھارا تو دونوں نے نہ صرف اس سے زنا کیا بلکہ ایک انسان کو دیکھ کر اسے قتل بھی کر ڈالا اور پھر دنیا کے عذاب کو آخرت کے عذاب پر ترجیح دی، وہ اب بھی بابل کے ایک کنویں میں الٹے لٹکے ہوئے عذاب میں مبتلا ہیں۔ (المدارک، ج۱، ص ۱۱۶)

☆......ایک دفعہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات ﷺ نے حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام کو نمدیدہ دیکھا تو ان سے اس کی وجہ دریافت فرمائی: ''اے جبرئیل! تو رو رہا ہے! حالانکہ تیرا اللہ ﷻ کے ہاں ایک مقام و مرتبہ ہے؟'' تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: ''مجھے رونا کیونکر نہ آئے جبکہ میرا سب سے زیادہ رونے کا حق ہے، ہو سکتا ہے کہ میرا اللہ ﷻ کے علم میں وہ کوئی ایسا مقام ہو جو میری موجودہ

حالت سے جدا ہو، میں یہ بھی نہیں جانتا کہ ہوسکتا ہے مجھے بھی ابلیس کی طرح کسی آزمائش میں نہ مبتلا کر دیا جائے کہ وہ بھی تو ملائکہ میں سے تھا، مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہوسکتا ہے مجھے بھی ہاروت وماروت کی طرح نہ آزمایا جائے۔'' پس سرورِ کونین ﷺ بھی جبرائیل امین کے ساتھ آبدیدہ ہو گئے اور اشک بہانے لگے یہاں تک کہ ان دونوں ہستیوں کو ہاتفِ غیبی سے ندا آئی: ''اے جبریل اور اے اللہ ﷻ کے محبوب! اللہ ﷻ نے آپ دونوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ فرما دیا ہے۔'' (الدر المنثور، ج۱، ص۱۹۳)

اغراض:

وسأل ابن صوريا النبي الخ: اس بارے میں شانِ نزول کا مطالعہ فرمائیں۔ **بالامر:** یہاں اذن کی تفسیر امر کے ساتھ فرمائی اس لئے کہ اللہ کا امر یہ علم سے اولی ہے، اس لئے کہ بھی اذن درحقیقت امر کا نام اور مجاز أعلم کا نام ہے، اور جتنا ممکن ہو سکے حقیقت کی جانب محمول کرنا واجب ہے۔ **بکسر الجیم:** جیسا کہ قندیل، فتح کے ساتھ جیسا کہ شمویل، اور ایک قول بلا ہمزہ کا بھی ہے جو کہ ان دونوں کے مقابلے میں زیادہ راجح ہے۔

ومیکال: میکال بروزن مفعال ہے اور یہی لغت حجاز ہے، اور اسے ابوعمر اور ابوحفص نے عاصم سے بیان کیا ہے، دوسری قرأت بھی اسی طرح ہے صرف فرق اتنا ہے کہ الف کے بعد ہمزہ کا اضافہ ہے اور یہ نافع کی قرأت ہے، تیسری قرأت بھی اسی طرح ہے سوائے اس کے کہ ہمزہ کے بعد یاء کی زیادتی کر دی جائے گی، چوتھی قرأت میکئیل بروزن میکیل ہے اور یہ ابن محیصن کی قرأت ہے، پانچویں قرأت بھی اسی طرح ہے صرف فرق اتنا ہے کہ یاء کے بعد ہمزہ نہیں ہے مثل میکل کے، چھٹی قرأت میکاییل الف کے بعد دو یاء کے ساتھ، اسے اعمش نے ذکر کیا ہے، ساتویں قرأت میکائل الف کے بعد ہمزۂ مفتوحہ کے ساتھ جیسا کہ اسراءل۔

عطف الخاص علی العام: کہ یہ دونوں (جبرئیل ومیکائیل) ملائکہ پر معطوف ہیں، اور اس عطف کا فائدہ یہ ہے کہ خاص کا عطف عام پر ہو جائے۔ **واضحات:** وہ آیات اپنے معنی پر دلالت کے اعتبار سے واضح ہیں اور اس بارے میں بھی واضح ہیں کہ یہ اللہ ﷻ کی جانب سے ہیں۔ **ماجئتنا بشیء:** یعنی جو چیز آپ (ﷺ) ہمارے پاس لائے ہیں ہم اسے پہچانتے ہیں اور جو آیات آپ ﷺ پر نازل ہوئیں ہم ان کی پیروی کرتے ہیں۔ **ای التوراۃ:** اس بات کو اس جانب محمول کیا جاتا ہے کہ پھینک دینا صرف اسی وقت ہوتا ہے جب کہ کسی چیز کو پکڑ لیا جائے اور قبول بھی کر لیا جائے، اور انہوں نے قرآن کو پکڑا نہ تھا، پس اس صورت میں توریت کو قرآن کے مقابلے میں کتاب پر محمول کرنا اولی ہے (الجمل، ج۱، ص۱۲۴ وغیرہ)

ای لم یعلموا بما فیھا: اس جملے میں اشارہ ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿وراء ظھورھم﴾ کو حقیقت پر محمول نہیں کیا جاتا بلکہ یہ توریت میں موجود احکامات پر عمل نہ کرنے کے حوالے سے کنایہ ہے اور اگر ایسا نہ مانا جائے تو وہ ابھی تک توریت کے احکامات کی تعظیم کرتے۔ **من السحر:** اس بارے میں ماقبل سیر حاصل بحث موجود ہے اسی کا مطالعہ فرمائیں۔ **لما نزع ملکہ:** اس کا بیان ماقبل

مذکور ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ او کانت تسترق السمع: یعنی وہ جادو مراد ہے جو کہ شیطانوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے نیچے دفن کردیا تھا،اس مناسبت کی بحث ماقبل سے حاصل کریں۔ لانہ کفر: جادو کا سیکھنا کیسا ہے؟ اس بارے میں ماقبل موضوع جادو کے بارے میں ہمارا عقیدہ کا مطالعہ فرمائیں۔ (الصاوی، ج۱، ص ۱۲٤ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

﴿یایھا الذین امنوا لاتقولوا راعنا﴾ لِلنَّبِیِّ ﷺ، اَمْرٌ مِّنَ الْمُرَاعَاۃِ وَکَانُوْا یَقُوْلُوْنَ لَهٗ ذٰلِکَ وَهِیَ بِلُغَةِ الْیَهُوْدِ سَبٌّ مِّنَ الرَّعُوْنَةِ فَسَرُّوْا بِذٰلِکَ وَخَاطَبُوْا بِهَا النَّبِیَّ ﷺ فَنُهِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ عَنْهَا ﴿وقولوا﴾ بَدْلَهَا ﴿انظرنا﴾ اَیْ اُنْظُرْ اِلَیْنَا ﴿واسمعوا﴾ مَاتُؤْمَرُوْنَ بِهٖ سِمَاعَ قُبُوْلٍ ﴿وللکفرین عذاب الیم(۱۰۴)﴾ مُؤْلِمٌ هُوَ النَّارُ ﴿ما یود الذین کفروا من اهل الکتب ولا المشرکین﴾ مِنَ الْعَرَبِ عَطْفٌ عَلٰی اَهْلِ الْکِتَابِ، وَمِنْ لِلْبَیَانِ ﴿ان ینزل علیکم من﴾ زَائِدَةٌ ﴿خیر﴾ وَحْیٍ ﴿من ربکم﴾ حَسَدًا لَّکُمْ ﴿والله یختص برحمته﴾ نُبُوَّتِهٖ ﴿من یشاء والله ذو الفضل العظیم(۱۰۵)﴾ وَلَمَّا طَعَنَ الْکُفَّارُ فِی النَّسْخِ وَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ یَاْمُرُ اَصْحَابَهُ الْیَوْمَ بِاَمْرٍ وَّیَنْهٰی عَنْهُ غَدًا، نزل ﴿ما﴾ شَرْطِیَّةٌ ﴿ننسخ من ایة﴾ اَیْ نُزِلْ حُکْمَهَا اِمَّا مَعَ لَفْظِهَا اَوْلَا، وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ بِضَمِّ النُّوْنِ مِنْ اَنْسَخَ اَیْ نَاْمُرُکَ اَوْ جِبْرءِ یْلُ بِنَسْخِهَا ﴿اوننسها﴾ نُؤَخِّرُهَا فَلَا نُزِلْ حُکْمَهَا وَنَرْفَعُ تِلَاوَتَهَا اَوْ نُؤَخِّرُهَا فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ، وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ بِلَا هَمْزَةٍ مِنَ النِّسْیَانِ اَیْ نُنْسِکُهَا اَیْ نَمْحُهَا مِنْ قَلْبِکَ، وَجَوَابُ الشَّرْطِ ﴿نات بخیر منها﴾ اَنْفَعُ لِلْعِبَادِ فِی السُّهُوْلَةِ اَوْ کَثْرَةِ الْاَجْرِ ﴿او مثلها﴾ فِی التَّکْلِیْفِ وَالثَّوَابِ ﴿الم تعلم ان الله علی کل شیء قدیر(۱۰۶)﴾ وَمِنْهُ النَّسْخُ وَالتَّبْدِیْلُ، وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِیْرِ ﴿الم تعلم ان الله له ملک السموت والارض﴾ یَفْعَلُ فِیْهَا مَایَشَآءُ ﴿وما لکم من دون الله﴾ اَیْ غَیْرِهٖ ﴿من﴾ زَائِدَةٌ ﴿ولی﴾ یَّحْفَظُکُمْ ﴿ولا نصیر(۱۰۷)﴾ یَمْنَعُ عَذَابَهٗ عَنْکُمْ اِنْ اَتَاکُمْ، وَنَزَلَ لَمَّا سَاَلَهٗ اَهْلُ مَکَّةَ اَنْ یُّوَسِّعَهَا وَیَجْعَلَ الصَّفَاءَ ذَهَبًا ﴿ام﴾ بَلْ اَ ﴿تریدون ان تسئلوا رسولکم کما سئل موسی﴾ اَیْ سَاَلَهٗ قَوْمُهٗ ﴿من قبل﴾ مِنْ قَوْلِهِمْ اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً وَغَیْرِ ذٰلِکَ ﴿ومن یتبدل الکفر بالایمان﴾ اَیْ یَاْخُذْهُ بَدْلَهٗ بِتَرْکِ النَّظْرِ فِی الْاٰیَاتِ الْبَیِّنَاتِ وَاقْتِرَاحِ غَیْرِهَا ﴿فقدضل سواء السبیل(۱۰۸)﴾ اَخْطَاَ الطَّرِیْقَ الْحَقَّ، وَالسَّوَآءُ فِی الْاَصْلِ الْوَسْطُ ﴿ود کثیرمن اهل الکتب لو﴾ مَصْدَرِیَّةٌ ﴿یردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا﴾ مَفْعُوْلٌ لَّهٗ کَائِنًا ﴿من

عند انفسهم﴾ اَیْ حَمَلَتْهُمْ عَلَیْهِ اَنْفُسُهُمُ الْخَبِیْثَةُ ﴿من بعد ما تبین لهم﴾ فِی التَّوْرَاةِ ﴿الحق﴾ فِیْ شَاْنِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿فاعفوا﴾ عَنْهُمْ اَیْ اُتْرُکُوْهُمْ ﴿واصفحوا﴾ اَعْرَضُوْا فَلَا تُجَازُوْهُمْ ﴿حتی یاتی الله بامره﴾ فِیْهِمْ مِنَ الْقِتَالِ ﴿ان الله علی کل شیء قدیر (۱۰۹) واقیموا الصلوة وا توا الزکوة وما تقدموا لانفسکم من خیر﴾ طَاعَةٍ کَصِلَةٍ وَّصَدَقَةٍ ﴿تجدوه﴾ اَیْ ثَوَابَهٗ ﴿عند الله ان الله بما تعملون بصیر (۱۱۰)﴾ فَیُجَازِیْکُمْ بِهٖ ﴿وقالوا لن یدخل الجنة الا من کان هودا﴾ جَمْعُ هَآئِدٍ ﴿او نصاری﴾ قَالَ ذٰلِکَ یَهُوْدُ الْمَدِیْنَةِ وَنَصَارٰی نَجْرَانَ لَمَّا تَنَاظَرُوْا بَیْنَ یَدَیِ النَّبِیِّ ﷺ اَیْ قَالَ الْیَهُوْدُ لَنْ یَّدْخُلَهَا اِلَّا الْیَهُوْدُ وَقَالَ النَّصَارٰی لَنْ یَّدْخُلَهَا اِلَّا النَّصَارٰی ﴿تلک﴾ الْقَوْلَةُ ﴿امانیهم﴾ شَهَوَاتُهُمُ الْبَاطِلَةُ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿هاتوا برهانکم﴾ حُجَّتَکُمْ عَلٰی ذٰلِکَ ﴿ان کنتم صدقین (۱۱۱)﴾ فِیْهِ ﴿بلی﴾ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ غَیْرُهُمْ ﴿من اسلم وجهه لله﴾ اَیْ اِنْقَادَ لِاَمْرِهٖ، وَخُصَّ الْوَجْهُ لِاَنَّهٗ اَشْرَفُ الْاَعْضَاءِ فَغَیْرُهٗ اَوْلٰی ﴿وهو محسن﴾ مُوَحِّدٌ ﴿فله اجره عند ربه﴾ اَیْ ثَوَابُ عَمَلِهِ الْجَنَّةُ ﴿ولا خوف علیهم ولاهم یحزنون (۱۱۲)﴾ فِی الْاٰخِرَةِ۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! نہ کہو (نبی پاک ﷺ کیلئے) راعنا ......۱......(یہ امر کا صیغہ ہے جو مراعاۃ سے مشتق ہے، یہودی حضور ﷺ کی جناب میں یہ لفظ بولا کرتے تھے جبکہ انکی لغت میں یہ لفظ رعونت سے مشتق اور سب وشتم کے معنی میں مستعمل تھا، وہ حضور سید عالم ﷺ کو اس لفظ سے مخاطب کرکے خوش ہوتے تھے، لہذا مسلمانوں کو اس لفظ سے حضور ﷺ کو مخاطب کرنے سے منع کردیا گیا اور ارشاد فرمایا گیا) اور یوں عرض کرو (راعنا کے بجائے) ہم پر نظر رکھیں (یعنی انظرنا کہا کرو جس کا معنی ہے کہ ہماری طرف نظر عنایت فرمائیں) پہلے ہی سے بغور سنو (قبولیت کے کانوں سے جسکا تمہیں حکم دیا جاتا ہے) اور کافروں کیلئے دردناک (یعنی سخت تکلیف دہ، مراد اس سے آگ کا) عذاب ہے اور وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک وہ نہیں چاہتے (عربوں میں سے، مشرکین کا عطف اهل الکتاب پر ہے، اور یہاں من بیانیہ ہے) کہ تم پر کوئی (من زائدہ ہے) بھلائی (یعنی وحی) اُترے تمہارے رب کے پاس سے (تم سے حسد کے باعث) اور اللہ اپنی رحمت (یعنی نبوت) سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (اور جب کفار نے آپ ﷺ پر نسخ کے بارے میں طعن کیا کہ محمد ﷺ ایک دن اپنے اصحاب کو ایک کام کا حکم دیتے ہیں تو دوسرے دن اس سے منع کردیتے ہیں، تو پس یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) جب (ما شرطیہ ہے) کوئی آیت ہم منسوخ ......۲......فرمائیں (یعنی ہم کسی آیت کا حکم مع اسکے الفاظ کے یا بغیر الفاظ کے فقط حکم ختم

فرمادیں،ایک قرأت میں نون کے ضمہ کیساتھ نُنْسِخ باب انسساخ سے ہے یعنی ہم تمہیں یا جبرائیل تمہیں اسکے منسوخ ہونے کا حکم دیں) یا بھلادیں (یعنی اسے مؤخر کردیں اور اسکا حکم ختم کیے بغیر صرف اسکی تلاوت سے منع کردیں یا لوح محفوظ سے ہی اسکے حکم کو مؤخر کردیں،ایک قرأت میں نُنْسِیَ بلاھمزہ، نسیان سے مشتق ہے یعنی ہم اسے بھلادیں یا اسکا حکم آپ کے قلبِ اطہر سے مٹادیں، یہ شرط ہے جبکہ جواب شرط نــات بـخیر منهـا ہے) تو ہم اس سے بہتر لے آئینگے (یعنی جو بندوں کیلئے سہولت یا کثیر اجر میں زیادہ نفع بخش ہو) یا اس جیسی (کوئی دوسری شے مکلّف بنانے اور ثواب دینے میں) تجھے خبر نہیں کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے (من جملہ ان امور میں سے نسخ وتبدیلی بھی ہے،الم تعلم میں ھمزہ استفہام تقریری ہے) کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی (وہ اس میں جو چاہے کرے) اور اللہ کے سوا تمہارا (یعنی اسکے علاوہ،مـن زائدہ ہے) نہ کوئی حمایتی (ہے کہ جو تمہاری حفاظت کرے) اور نہ مددگار (کہ جو اسکا عذاب تم پر آنے سے روکے اگر وہ عذاب تمہاری جانب رخ کرلے۔یہ آیتِ مبارکہ اسوقت نازل ہوئی جب اہلِ مکہ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ مکہ کی توسیع فرمائیں اور کوہِ صفاء کو سونے کا بنادیں) کیا (بلکہ) یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسا سوال کرو جو موسیٰ سے ہوا تھا (جو انکی قوم نے ان سے کیا تھا) پہلے (یعنی انکی قوم نے ان سے سوال کیا تھا:''ارنـا اللّٰـه جهرة وغیرہ وغیرہ) اور جو ایمان کے بدلے کفر لے (یعنی آیاتِ بینات میں غور وفکر ترک کرکے کفر کو ایمان کے بدلے لے لے اور اپنی طرف سے بغیر جانے استنباط کرلے وغیرہ وغیرہ) وہ ٹھیک راستہ بہک گیا (یعنی سیدھی راہ سے بھٹک گیا،سـواء لغت میں درمیانی راہ کو کہتے ہیں) بہت کتابیوں نے چاہا کاش (لــو مصدریہ ہے) تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں جلن سے (حسـداً مفعول لہ ہے) اپنے دلوں کی (یعنی اس حسد پر انہیں انکی خبیث جانوں نے برانگیختہ کیا ہے) بعد اسکے کہ ان پر (توریت میں) حق ظاہر ہوچکا (نبی پاک ﷺ کی شان میں) تو تم چھوڑو (فاعفوا بمعنی اترکوا ہے) اور درگزر کرو (یعنی ان سے اعراض کرو اور انہیں بدلہ نہ دو) یہانتک کہ اللہ اپنا حکم لائے (ان سے قتال کے بارے میں) بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اپنی جانوں کیلئے جو بھلائی آگے بھیجو (یعنی طاعت جیسے صلہ رحمی اور صدقہ وغیرہ) اسے (یعنی اسکا ثواب) اللہ کے یہاں پاؤ گے، بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (وہ تمہیں ان اعمال پر جزا دیگا) اور اہل کتاب بولے ہرگز جنت میں نہ جائیگا مگر وہ جو یہودی (هُـود، هــائد کی جمع ہے) یا نصرانی ہو (یہ بات مدینہ منورہ کے یہودی اور نجران کے نصاری نے مناظرے کے درمیان حضور سید عالم ﷺ سے کہی تھی یعنی یہود نے کہا جنت میں ہرگز نہ جائینگے مگر یہود اور نصاری نے کہا جنت میں ہرگز نہ جائینگے مگر نصاری) یہ (بات) انکی خیال بندیاں ہیں (یعنی انکی باطل خواہشات ہیں) تم فرماؤ (ان سے) لاؤ اپنی دلیل (یعنی اس بارے میں حجت پیش کرو) اگر سچے ہو (اپنے دعوی میں) ہاں کیوں نہیں (جنت میں انکے بجائے جائینگے) جس نے اپنا چہرہ اللہ کیلئے جھکا دیا (یعنی اسکے حکم کی پیروی کی، یہاں چہرے کا خصوصی تذکرہ اسلئے فرمایا کہ یہ تمام اعضاء میں اشرف ہوتا ہے،تو جس نے اللہ کے لئے اپنا چہرہ جھکا دیا دیگر اعضاء بدرجہ اولی جھکائے گا) اور وہ نیکوکار

ہے(یعنی مومن ہے) تو اسکا نیک کام اسکے رب کے پاس ہے(یعنی اسکے عمل کا ثواب جنت ہے) اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم (آخرت میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا﴾

یایها الذین امنوا : جملہ فعلیہ ندائیہ، لا تقولوا: قول، راعنا: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف علیہ، وقولوا انظرنا : جملہ فعلیہ معطوف اول، واسمعوا: معطوف ثانی، معطوف علیہ با معطوفین جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿وللکفرین عذاب الیم﴾

و: مستانفہ، للکفورین: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب الیم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما یود الذین کفروا من اهل الکتب ولا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم﴾

مایود : فعل نفی، الذین: اسم موصول، کفروا: فعل وفاعل، من: جار، اهل الکتاب: معطوف علیہ، ولا المشرکین: معطوف، ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر فاعل، اَنْ: مصدریہ، ینزل علیکم ......الخ: بتاویل مصدر مؤول مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والله یختص برحمته من یشاء والله ذو الفضل العظیم﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یختص برحمته من یشاء: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، ذو الفضل العظیم: مرکب اضافی خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما ننسخ من ایة او ننسها نات بخیر منها او مثلها﴾

ما: متضمن بمعنی شرط مفعول مقدم، ننسخ: فعل، من ایة: اسم شرط کی صفت ہے، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او ننسها: معطوف، ملکر شرط، نأت بخیر منها: فعل با فاعل وظرف لغو، او مثلها: معطوف ہے ایة پر، سب ملکر جزا، جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿الم تعلم اِن الله علی کل شیء قدیر الم تعلم ان الله له ملک السموت والارض﴾

همزه: استفہامیہ، لم تعلم: فعل وفاعل، ان اللّٰہ علی ......الخ: جملہ اسمیہ مفعول، سب ملکر جملہ فعلیہ، همزه: استفہامیہ، لم تعلم: فعل وفاعل، انّ: حرف مشبہ بالفعل، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، له: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموات والارض: مبتدا مؤخر، جملہ اسمیہ ہو کر انّ کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر لم تعلم فعل کا مفعول، سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما لکم من دونِ الله من ولی ولا نصیر﴾

و:عاطفہ،ما:مشابہ بلیس،لکنم:ظرفِ مستقرخبر مقدم،من دون اللّٰہ :حال مقدم،من:زائدہ،ولی و لا نصیر :معطوف علیہ معطوف سے ملکر ذوالحال،جوحال سے ملکر مبتدا مؤخر،جوخبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام تریدون ان تسئلوا رسولکم کماسئل موسی من قبل﴾

ام:عاطفہ منقطعہ،تریدون:فعل وفاعل،ان:مصدریہ،تسئلوا رسولکم:فعل وفاعل ومفعول،کما سئل ......الخ:شبہ جملہ ہوکر حال ہے مفعول سے،سب ملکر بتاویل مصدر مؤول مفعول،فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یتبدل الکفر بالایمان فقد ضل سواء السبیل﴾

و: مستانفہ،من:اسم شرط مبتدا،یتبدل الکفر بالایمان:جملہ فعلیہ شرط،فقد ضل ......الخ:جملہ فعلیہ جزا،شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ود کثیر من اھل الکتب لویردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسھم من بعد ما تبین لھم الحق﴾

ود:فعل،کثیر من اھل الکتاب :مرکبِ توصیفی فاعل،لو یردونکم من بعد ایمانکم: جملہ بتاویل مصدر مفعول اول،کفارا، مفعول ثانی،حسدًا :مفعول لہ،من عند انفسھم:ظرف لغو،من بعد ما تبین لھم الحق :ظرف لغو ثانی،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ ان اللہ علی کل شیء قدیر﴾

ف:فصیحیہ،اعفوا:فعل بافاعل جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،واصفحوا ......الخ:جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر جملہ معطوفہ،ان اللہ علی کل شیٔ قدیر :اسکی ترکیب گزرچکی ہے۔

﴿واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ﴾

و:مستانفہ،اقیموا الصلوۃ:جملہ فعلیہ،واتو الزکوۃ:جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ان اللہ بما تعملون بصیر﴾

و:مستانفہ،ما:متضمن بمعنی شرط مفعول مقدم،تقدموا لانفسکم :فعل وفاعل وظرف لغو،من خیر : اسم شرط کی صفت ہے،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ شرط،تجدوہ عند اللّٰہ :جملہ فعلیہ جواب شرط،جوشرط سے ملکر جملہ شرطیہ،انّ:حرف مشبہ بالفعل،اللّٰہ:اسم جلالت اسم،بما تعملون بصیر: شبہ جملہ ہوکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقالوا لن یدخل الجنۃ الامن کان ھودا اونصری﴾

و:عاطفہ،قالوا:فعل بافاعل قول،لن یدخل الجنۃ:فعل ومفعول،الا :حرف استثناء مفرغہ،من:موصولہ،کانوا ھودا او نصری:

جملہ فعلیہ صلہ، جو اپنے موصول سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ودّ کثیر پر معطوف ہے۔

﴿تلک امانیهم قل هاتوا برهانکم ان کنتم صدقین﴾

تلک: مبتدا، امانیهم: خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ معترضہ، قل: قول، هاتوا برهانکم: فعل با فاعل ومفعول جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ، ان کنتم صدقین: شرط، جواب محذوف هاتوا برهانکم، شرط جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بلی من اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه﴾

بلی: حرف اثبات للعطف، من: اسم شرط مبتدا، اسلم وجهه لله: جملہ فعلیہ، وهو محسن: اسلم کے فاعل سے حال، ملکر شرط، ف: جزائیہ، له: خبر مقدم، اجره: ذوالحال، عند ربه: ظرف حال، ملکر مبتدا مؤخر، جو خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، من مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون﴾

و: عاطفہ، لا: نافیہ، خوف: مبتدا، علیهم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، هم یحزنون: جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل پر معطوف

﴿شانِ نزول﴾

☆......یایها الذین امنوا لا تقولوا راعنا ......☆ جب حضور اقدس ﷺ صحابہ کو کچھ تعلیم وتلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے راعنا یارسول الله اسکے معنی یہ تھے کہ یارسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلامِ اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے، یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوءِ ادب کے معنی رکھتا تھا انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سنکر فرمایا: ''اے دشمنانِ خدا! تم پر اللہ کی لعنت! اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اسکی گردن ماردوں گا۔'' یہود نے کہا: ''ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں، مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں۔'' اس پر آپ رنجیدہ ہوکر خدمتِ اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جسمیں راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی گئی تھی اور اس معنی کا دوسرا لفظ انظرنا کہنے کا حکم ہوا۔

☆......مایود الذین کفروا من اهل الکتب......☆ یہود کی ایک جماعت مسلمانوں سے دوستی وخیرخواہی کا اظہار کرتی تھی، انکی تکذیب میں یہ آیت نازل ہوئی مسلمانوں کو بتایا گیا کہ کفار خیرخواہی کے دعوے میں جھوٹے ہیں۔

☆......ما ننسخ من ایة او ننسها......☆ قرآن کریم نے شرائع سابقہ وکتب قدیمہ کو منسوخ فرمایا تو کفار کو بہت توحش ہوا اور انہوں نے اس پر طعن کئے، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ منسوخ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور ناسخ بھی، دونوں عینِ حکمت ہیں اور ناسخ کبھی منسوخ سے زیادہ سہل وانفع ہوتا ہے، قدرتِ الٰہی پر یقین رکھنے والوں کیلئے اس میں جائے تردد نہیں ہے،

کائنات میں مشاہدہ کیا جاتا ہے اللہ ﷻ دن سے رات کو، گرما سے سرما کو، جوانی سے بچپن کو، بیماری سے تندرستی کو، بہار سے خزاں کو منسوخ فرماتا ہے، یہ تمام نسخ وتبدیل اسکی قدرت کے دلائل ہے تو ایک آیت اور حکم کے منسوخ ہونے میں کیا تعجب، نسخ درحقیقت حکم سابق کی مدت بیان ہوتا ہے کہ وہ حکم اس مدت کیلئے تھا اور عین حکمت تھا کفار کی نافہمی کہ نسخ پر اعتراض کرتے ہیں اور اہلِ کتاب کا اعتراض انکے معتقدات کے لحاظ سے بھی غلط ہے، انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کے احکام کی منسوخیت تسلیم کرنا پڑے گی یہ ماننا ہی پڑے گا کہ شنبہ کے روز دنیاوی کام ان سے پہلے حرام نہ تھے ان پر حرام ہوئے یہ بھی اقرار ناگزیر ہوگا کہ توریت میں حضرت نوح علیہ السلام کی امت کیلئے تمام چوپائے حلال ہونا بیان کیا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بہت سے حرام کردیئے گئے ان امور کے ہوتے ہوئے نسخ کا انکار کس طرح ممکن ہے۔

☆......**ام تریدون ان تسئلوا رسولکم** ......☆ یہود نے کہا اے محمد ﷺ ہمارے پاس آپ ایسی کتاب لائیے جو آسمان سے یکبارگی نازل ہو تو انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**ود کثیر من اھل الکتاب** ......☆ جنگ احد کے بعد یہود کی جماعت نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''اگر تم حق پر نہ ہوتے تو تمہیں شکست نہ ہوتی، تم ہمارے دین کی طرف واپس آجاؤ۔'' حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تمہارے نزدیک عہد شکنی کیسی ہے؟'' انہوں نے کہا: ''نہایت بری۔'' آپ نے فرمایا: ''میں نے عہد کیا ہے کہ زندگی کے آخری لمحہ تک سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ سے نہ پھرونگا اور کفر نہ اختیار کرونگا۔'' اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں راضی ہوا اللہ کے رب ہونے، محمد مصطفیٰ ﷺ کے رسول ہونے، اسلام کے دین ہونے، قرآن کے ایمان ہونے، کعبہ کے قبلہ ہونے، مؤمنین کے بھائی ہونے سے۔'' پھر یہ دونوں صاحب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی خبر دی حضور ﷺ نے فرمایا تم نے بہتر کیا اور فلاح پائی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مقام احتیاط!

۱......جب سرورِ دوعالم ﷺ مسلمانوں کو کوئی علم کی بات سکھلاتے تو وہ عرض کیا کرتے: ''راعنا یا رسول اللہ ﷺ!'' یعنی ہمارا خیال فرمائیے اور دوبارہ ارشاد فرمائیے تاکہ ہم اس بات کو سمجھ کر یاد کرلیں، جبکہ یہودی اپنی عبرانی یا سریانی زبان میں اسی لفظ کو بطورِ سب وشتم استعمال کیا کرتے تھے یعنی وہ راعینا کہا کرتے تھے، جب انہوں نے مسلمانوں سے یہ لفظ راعنا سنا تو انہوں نے موقع کو غنیمت جانا اور وہ بھی سرورِ کائنات ﷺ کو اسی لفظ سے مخاطب کرنے لگے حالانکہ وہ اس لفظ سے مراد سب وشتم لیا کرتے، پس مؤمنین کو اس لفظ کے استعمال سے منع فرما کر اس کے ہم معنی لفظ انظرنا کہنے کا حکم دیا گیا۔ (المدارک، ج۱، ص۱۱۷، ۱۱۸)

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی تعظیم وتوقیر اوران کی جناب میں کلماتِ ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترکِ ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا بھی ممنوع ہے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ ۱۸۵)

☆......حضرت سیدنا قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے، حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بنی یعمر بن لیث کے بھائی قباث بن اشیم سے دریافت فرمایا: ''آپ عمر میں بڑے ہیں یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں، میری تو ولادت ان سے پہلے کی ہے۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج۲، ص۱۹۱)

نسخ:

۲......نسخ کی لغوی تعریف تبدیل کرنا، دور کرنا اور ازالہ کرنا ہے جبکہ اس کی شرعی تعریف یہ ہے: ''وہ دلیل شرعی جو کسی دوسری دلیل شرعی سے تو مؤخر ہو لیکن اس کا حکم اس کے برعکس ہو۔'' (التعریفات، ص۱۹۱)

امام بیضاوی نسخ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''کسی شے سے ایک صورت ختم کر کے کسی دوسری شے میں ثابت کرنا نسخ کہلاتا ہے۔'' (البیضاوی، ج۱، ص۱۲۷)

نسخ فی القرآن:

قرآنِ کریم میں نسخ کی تین صورتیں ہیں: (۱)......وہ آیاتِ مبارکہ جن کا حکم اور تلاوت کرنا دونوں منسوخ ہے، مثلاً......

☆......حضرت سیدنا ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ نے رات بھر قیام کیا اور حالت قیام میں ایک سورت پڑھنی چاہی مگر سوائے بسم اللہ کے اسے تلاوت نہ کر پائے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر دی، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس سورت کی تلاوت اور اس کا حکم اٹھا لیا گیا ہے۔'' اس روایت کی تخریج امام بغوی علیہ الرحمۃ نے کی ہے۔ ایک قول کے مطابق سورۂ احزاب سورۃ بقرۃ کی مثل (یعنی طویل) تھی لیکن پھر اس کے بعض حصہ کی تلاوت اور حکم اٹھا لیا گیا۔ (۲)......وہ آیاتِ مبارکہ جن کی تلاوت تو منسوخ ہو چکی ہے لیکن حکم اب بھی باقی ہے، مثال کے طور پر آیتِ رجم۔ حضرت سیدنا ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منبرِ رسول پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا: ''بیشک اللہ عزوجل نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل فرمائی، جس میں آیتِ رجم بھی نازل فرمائی تھی، ہم نے نہ صرف اس کی قرأت کی بلکہ اسے یاد بھی کیا اور سمجھ بھی لیا، اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی رجم کی سزا دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے بھی ایسا ہی کیا، مجھے ڈر ہے کہ لوگوں پر طویل زمانہ گزر جانے کے بعد کہیں وہ یہ نہ کہنے لگیں کہ ہم تو کتاب اللہ میں آیتِ رجم نہیں پاتے، پس وہ اللہ عزوجل کے نازل کردہ فرض کو ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں، یقیناً آیتِ رجم کا حکم قرآن کریم میں ہر اس زانی مرد وعورت پر لازم ہے جو کہ شادی شدہ ہوں لیکن اس میں شرط یہ ہے

کہ ان پر گواہیاں قائم ہو جائیں، یا وہ عورت حاملہ ہو جائے یا وہ خود اعتراف کرلے۔'' (۳)......وہ آیاتِ مبارکہ جن کا حکم تو منسوخ ہو چکا لیکن وہ قرآنِ کریم میں اب بھی موجود ہیں اور ان کی تلاوت بھی کی جاتی ہے، ایسی آیات کی مثالیں قرآنِ کریم میں کثرت سے ملتی ہیں جیسا کہ قریبی رشتے داروں کے حق میں وصیت کرنے والی آیت مبارکہ امام شافعی کے نزدیک آیتِ میراث کے ساتھ منسوخ ہے جبکہ امام شافعی کے علاوہ دوسروں کے نزدیک سنت سے منسوخ ہے اور آیتِ قتال یعنی ﴿ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین﴾ اللہ ﷻ کے اس فرمانِ عالیشان سے منسوخ ہے ﴿الئن خفف عنکم و علم ان فیکم ضعفا﴾ قرآنِ کریم میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ (الجمل، ج۱، ص۱۳۷)

اغراض :

من امر المراعاۃ : یعنی شور وغل اور نامناسب غیر محفوظ وغیر محتاط کلام میں مبالغہ کرنا مراد ہے۔ **سب من الرعونۃ :** یعنی بے وقوفانہ، جہالت، کم عقلی یا یہ کہ میں نے نہیں سنا وغیرہ باتیں کرنا جیسا کہ مفسر نے شانِ نزول کے تحت کلام فرمایا، لہذا شانِ نزول کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔ **سماع قبول :** یعنی احکام وغیرہ کے بیان کرتے وقت حضورِ قلبی کے ساتھ کلام مبارک سنو، تاکہ معلم کی نظر میں طالب علم میں سماعت کی قابلیت بھی پیدا ہو جائے اور بڑی کامیابی حاصل ہو جائے۔ **حسداً لکم :** یہاں حسد کی نفی کے لئے علت بیان کی گئی ہے یہود کو یہ حسد ہوتا تھا کہ ان کے گمان کے مطابق نبی انہیں میں سے ہونا چاہئے تھا کہ کئی نبی ان میں سے ہوئے ہیں جب کہ مشرکین عرب کو حسد اس لئے ہوتا تھا کہ ان کے پاس ریاست یعنی حکومت تھی اور انہیں اس پر فخر تھا وہ کہتے کہ نبوت کے لائق تو ہم ہی ہیں۔

ولما طعن الکفار الخ : اس جملے سے نسخ فی الآیت کے شانِ نزول کی جانب اشارہ ہے لہذا اس عنوان کے تحت شانِ نزول کا مطالعہ فرمائیں۔ **ونرفع تلاوتھا :** یعنی ہم منسوخ کردیں، پس یہ تفسیر اللہ ﷻ کے فرمان ﴿ما ننسخ من آیۃ حکمان من احکام النسخ﴾ کے تحت منسوخ ہو جائے، کہ تلاوت اور حکم دونوں ہی منسوخ ہو جائیں، یا فقط حکم منسوخ ہو جو کہ اس آیت ﴿او ننساھا الحکم﴾ یا تیسری صورت یہ بنے کہ فقط لفظی نسخ بنے نہ کہ حکمی۔

او نؤخرھا فی اللوح المحفوظ : یعنی نہ تو ہم تمہیں اس کی اطلاع کریں نہ ہی سکھائیں، اور یہ تفسیر ماقبل نسخ کے بیان کردہ تینوں اقوال کے تحت داخل ہے۔ **ای نمحھا من قلبک :** اس طرح کہ تیری امت کے دل پر حکم باقی رہے اور لفظ محو ہو جائیں یا دونوں ہی محو ہو جائیں۔ **فی السھولۃ :** یعنی اللہ کا فرمان ﴿الآن خفف اللہ عنکم﴾ کے ذریعے۔ **من ولی ولا نصیر :** ولی اور نصیر میں فرق یہ ہے کہ ولی کبھی مدد کرنے میں کمزور ہوتا ہے اور نصیر کبھی منصور سے اجنبی ہوتا ہے، دونوں کے مابین عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ **اولا :** یعنی نسخ کا حکم کسی بھی طرح سے ہوسکتا ہے چاہے لفظوں میں ہو یا فقط یونہی حکم منسوخ ہو جائے۔

ویجعل الصفا ذھباً: یا اس کے علاوہ کوئی سوال کریں جیسا کہ اللہ ﷻ نے سورۂ الاسراء میں فرمایا ﴿وقالوا لن نؤمن حتی تفجر لنا فی الارض ینبوعاً﴾، اس میں یہ اشکال ہے کہ سورۂ بقرہ مدنی ہے اور یہ سوال ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں کیا گیا تھا لہٰذا حق تو یہ ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب مدینہ کے یہود ہوں جو کہ آسمان سے (یک بارگی) کتاب کے نزول کے خواہاں تھے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ سورت مبارکہ مدنی ہے اور سیاق کلام یہود سے خطاب ہے اور ام بمعنی بل اضراب کے لئے آتا ہے اور مفید بات یہ تھی کہ اس کا تعلق ماقبل کے ساتھ کر دیا جاتا۔ وغیر ذلک: یعنی ان کے قول کے علاوہ ﴿ادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض﴾، ﴿اجعل لنا الھا کما لھم آلھۃ﴾ وغیرہ۔ اخطأ طریق الحق: یعنی سیدھے راستے کے ہوتے ہوئے دین حق میں شبہ کیا ان تمام باتوں کی موجودگی میں کہ یہ سارے راستے مقصود تک پہنچا دینگے۔ لن یدخلھا الا الیھود: یہود کو یہود اس لئے کہا کہ انہوں نے ہدایت پائی ان معنی میں کہ بچھڑے کی عبادت سے رجوع لائے اور نصاریٰ کو نصاریٰ اس لئے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی اور یہ نصران یا نصری کی جمع ہے۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۹۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿وقالت الیھود لیست النصاری علی شیء﴾ مُعْتَدٍّ بِهٖ وَكَفَرَتْ بِعِيْسٰى ﴿وقالت النصاری لیست الیھود علی شیء﴾ مُعْتَدٍّ بِهٖ وَكَفَرَتْ بِمُوْسٰى ﴿وھم﴾ اَیِ الْفَرِیْقَانِ ﴿یتلون الکتب﴾ اَلْمُنَزَّلَ عَلَیْھِمْ وَفِیْ كِتَابِ الْيَهُوْدِ تَصْدِیْقُ عِیْسٰی وَفِیْ كِتَابِ النَّصَارٰی تَصْدِیْقُ مُوْسٰی، وَالْجُمْلَةُ حَالٌ ﴿کذلک﴾ كَمَا قَالَ هٰٓؤُلَاءِ ﴿قال الذین لا یعلمون﴾ اَیِ الْمُشْرِكُوْنَ مِنَ الْعَرَبِ وَغَیْرِهِمْ ﴿مثل قولھم﴾ بَیَانٌ لِّمَعْنٰی ذٰلِكَ اَیْ قَالُوْا لِكُلِّ ذِیْ دِیْنٍ لَیْسُوْا عَلٰی شَیْءٍ ﴿فاللہ یحکم بینھم یوم القیمۃ فیما کانوا فیہ یختلفون (۱۱۳)﴾ مِنْ اَمْرِ الدِّیْنِ، فَیُدْخِلُ الْمُحِقَّ الْجَنَّةَ وَالْمُبْطِلَ النَّارَ ﴿ومن اظلم﴾ اَیْ لَا اَحَدَ اَظْلَمُ ﴿ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ﴾ بِالصَّلٰوةِ وَالتَّسْبِیْحِ ﴿وسعی فی خرابھا﴾ بِالْهَدْمِ اَوِ التَّعْطِیْلِ، نَزَلَتْ اِخْبَارًا عَنِ الرُّوْمِ الَّذِیْنَ خَرَّبُوْا بَیْتَ الْمَقْدِسِ اَوْ فِی الْمُشْرِكِیْنَ لَمَّا صَدُّوا النَّبِیَّ ﷺ عَامَ الْحُدَیْبِیَةِ عَنِ الْبَیْتِ ﴿اولئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین﴾ خَبَرٌ بِمَعْنَی الْاَمْرِ اَیْ اَخِیْفُوْهُمْ بِالْجِهَادِ فَلَا یَدْخُلُهَا اَحَدٌ اٰمِنًا ﴿لھم فی الدنیا خزی﴾ هَوَانٌ بِالْقَتْلِ وَالسَّبْیِ وَالْجِزْیَةِ ﴿ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم (۱۱۴)﴾ هُوَ النَّارُ وَنَزَلَ لَمَّا طَعَنَ الْیَهُوْدُ فِیْ نَسْخِ الْقِبْلَةِ اَوْ فِیْ صَلٰوةِ النَّافِلَةِ عَلَی الرَّاحِلَةِ فِی السَّفَرِ حَیْثُمَا تَوَجَّهَتْ ﴿وللہ المشرق والمغرب﴾ اَیِ الْاَرْضُ كُلُّهَا لِاَنَّهُمَا نَاحِیَتَاهَا ﴿فاینما تولوا﴾

وُجُوْهَكُمْ فِي الصَّلٰوةِ بِاَمْرِهٖ ﴿فثم﴾ هُنَاكَ ﴿وجه الله﴾ قِبْلَتُهُ الَّتِيْ رَضِيَهَا ﴿ان الله واسع﴾ يَسَعُ فَضْلُهُ كُلَّ شَيْءٍ ﴿عليم (۱۱۵)﴾ بِتَدْبِيْرِ خَلْقِهٖ ﴿وقالوا﴾ بِوَاوٍ وَدُوْنِهَا اَيِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ بَنَاتُ اللّٰهِ ﴿اتخذ الله ولدا﴾ قَالَ تَعَالٰى ﴿سبحنه﴾ تَنْزِيْهًا لَّهُ عَنْهُ ﴿بل له ما فى السموت والارض﴾ مِلْكًا وَّخَلْقًا وَّعَبِيْدًا، وَالْمِلْكِيَّةُ تُنَافِي الْوِلَادَةَ وَعَبَّرَ بِمَا تَغْلِيْبًا لِمَالَا يَعْقِلُ ﴿كل له قانتون (۱۱۶)﴾ مُطِيْعُوْنَ، كُلٌّ بِمَا يُرَادُ مِنْهُ وَفِيْهِ تَغْلِيْبُ الْعَاقِلِ ﴿بديع السموت والارض﴾ مُوْجِدُهُمَا لَا عَلٰى مِثَالٍ سَبَقَ ﴿واذا قضى﴾ اَرَادَ ﴿امرا﴾ اَيْ اِيْجَادَهٗ ﴿فانما يقول له كن فيكون (۱۱۷)﴾ اَيْ فَهُوَ يَكُوْنُ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالنَّصْبِ جَوَابًا لِّلْاَمْرِ ﴿وقال الذين لايعلمون﴾ اَيْ كُفَّارُ مَكَّةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ﴿لولا﴾ هَلَّا ﴿يكلمنا الله﴾ بِاَنَّكَ رَسُوْلُهٗ ﴿اوتاتينااية﴾ مِمَّا اقْتَرَحْنَاهُ عَلٰى صِدْقِكَ ﴿كذلك﴾ كَمَاقَالَ هٰٓؤُلَاءِ ﴿قال الذين من قبلهم﴾ مِنْ كُفَّارِ الْاُمَمِ الْمَاضِيَةِ لِاَنْبِيَآئِهِمْ ﴿مثل قولهم﴾ مِنَ التَّعَنُّتِ وَطَلَبِ الْاٰيَاتِ ﴿تشابهت قلوبهم﴾ فِي الْكُفْرِ وَالْعِنَادِ فِيْهِ تَسْلِيَةُ النَّبِيِّ ﷺ ﴿قد بينا الايت لقوم يوقنون (۱۱۸)﴾ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا اٰيَاتٌ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهَا فَاقْتِرَاحُ اٰيَةٍ مَعَهَا تَعَنُّتٌ ﴿انا ارسلنك﴾ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿بالحق﴾ بِالْهُدٰى ﴿بشيرا﴾ مَّنْ اَجَابَ اِلَيْهِ بِالْجَنَّةِ ﴿ونذيرا﴾ مَّنْ لَّمْ يَجِبْ اِلَيْهِ بِالنَّارِ ﴿ولا تسئل عن اصحب الجحيم (۱۱۹)﴾ النَّارِ اَيِ الْكُفَّارِ مَا لَهُمْ لَمْ يُؤْمِنُوْا اِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِجَزْمِ تُسْئَلْ نَهْيًا ﴿ولن ترضى عنك اليهود ولا النصارى حتى تتبع ملتهم﴾ دِيْنَهُمْ ﴿قل ان هدى الله﴾ الْاِسْلَامُ ﴿هو الهدى﴾ وَمَا عَدَاهُ ضَلَالٌ ﴿ولئن﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿اتبعت اهوائهم﴾ الَّتِيْ يَدْعُوْنَكَ اِلَيْهَا فَرْضًا ﴿بعد الذى جاءك من العلم﴾ الْوَحْيِ مِنَ اللّٰهِ ﴿ما لك من الله من ولى﴾ يَّحْفَظُكَ ﴿ولا نصير (۱۲۰)﴾ يَمْنَعُكَ مِنْهُ ﴿الذين اتينهم الكتب﴾ مُبْتَدَاٌ ﴿يتلونه حق تلاوته﴾ اَيْ يَقْرَءُوْنَهٗ كَمَآ اُنْزِلَ، وَالْجُمْلَةُ حَالٌ وَحَقٌّ نُصِبَ عَلَى الْمَصْدَرِ، وَالْخَبَرُ ﴿اولئك يومنون به﴾ نَزَلَتْ فِيْ جَمَاعَةٍ قَدِمُوْا مِنَ الْحَبْشَةِ وَاَسْلَمُوْا ﴿ومن يكفربه﴾ اَيْ بِالْكِتَابِ الْمُؤْتٰى بِاَنْ يُّحَرِّفَهٗ ﴿فاولئك هم الخسرون (۱۲۱)﴾ لِمَصِيْرِهِمْ اِلَى النَّارِ الْمُؤَبَّدَةِ عَلَيْهِمْ۔

﴿ترجمہ﴾

اور یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں (قابل اعتبار نہیں اور انہوں نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا) اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں

(قابل اعتماد اور انہوں نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا) حالانکہ وہ (دونوں گروہ) کتاب پڑھتے (جوان پر اُتاری گئی اور یہودیوں کی کتاب میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی اور نصاریٰ کی کتاب میں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق ہے، یہ جملہ حالیہ ہے) اسی طرح (جیسا کہ انہوں نے کہا) جاہلوں نے (یعنی عرب کے مشرکین وغیرہ نے) انکی سی بات کہی (یہ ذلک کے معنی کا بیان ہے یعنی انہوں نے کہا دونوں ادیان والے کچھ نہیں) تو اللہ قیامت کے دن ان میں فیصلہ کردے گا جس بات میں جھگڑ رہے ہیں (جس یعنی دینی امور میں جھگڑ رہے ہیں تو حقدار کو جنت میں اور ناحق باطل پرست کو جہنم میں داخل کریگا) اور اس سے بڑھ کر ظالم کون (یعنی اس سے زیادہ ظالم کوئی نہیں) جو اللہ کی مسجدوں ......۱......کو روکے ان میں نام خدا لئے جانے سے (یعنی نماز و تسبیح سے) اور اسکی ویرانی میں کوشش کرے (یعنی اسے گرانے اور ویران کرنے کے درپے رہے، یہ آیتِ مبارکہ ان رومیوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے بیت المقدس کو ویران کیا یا ان مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے نبی پاک ﷺ کو سالِ حدیبیہ میں بیت اللہ میں دخول سے روکا) ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے (یہ خبر امر کے معنی میں ہے یعنی جہاد سے انہیں ڈراؤ کہ اب اُن میں سے کوئی امن کی حالت میں اس میں داخل نہ ہوسکے گا) انکے لئے دنیا میں رسوائی ہے (ذلت، قتل، قید اور جزیہ کی صورت میں) اور ان کیلئے آخرت میں بڑا عذاب (آگ کا ہے، یہ آیتِ مبارکہ اسوقت نازل ہوئی جب یہودیوں نے قبلہ کی تبدیلی پر اعتراض کیا تھا یا حالتِ سفر میں نفلی نماز سواری پر بلا تعیینِ جہت ادا کرنے کے بارے میں نازل ہوئی کہ تم جدھر بھی منہ کرو گے اللہ کی رحمت پاؤ گے) اور مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے (یعنی پوری روئے زمین اسی کی ہے کیونکہ مشرق و مغرب تو محض اس روئے زمین کی سمتیں ہیں) تو تم جدھر منہ کرو (نماز میں اپنے چہرے کو اسکے حکم کے تحت) اُدھر (یعنی وہیں پر) اللہ کی رحمت ہے......۲......(یعنی اسکا پسند کردہ قبلہ وہیں موجود ہے) بیشک اللہ وسعت والا (ہے یعنی اسکا فضل ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے) علم والا ہے (یعنی اپنی خلق کی تدبیر کو جانتا ہے) اور بولے (قالوا، واؤ اور بغیر واؤ دونوں طرح پڑھا گیا ہے یعنی یہود و نصاریٰ اور وہ لوگ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں گمان کرتے تھے اور کہتے) خدا نے اپنے لئے اولاد رکھی (ہے، پس اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا) پاکی ہے اُسے (یعنی منزہ ہے وہ اولاد سے) بلکہ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (یعنی ملوک، مخلوق، اور بندے ہونے کے لحاظ سے سب اسی کے لئے ہے، ملکیت ولادت کے منافی ہے، ما کا تذکرہ کرنے کی وجہ غیر ذوی العقول کو ذوی العقول پر غلبہ دینا ہے) سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں (قنتون بمعنی مطیعون ہے یعنی مخلوق میں سے ہر ایک فرد خواہ ذوی العقول ہو یا غیر ذوی العقول اس کا فرمانبردار ہے، البتہ قنتون میں ذوی العقول کا غیر ذوی العقول پر غلبہ ہے) نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا (ایسا کہ اس جیسی مثال سابق میں نہ پائی جائے) اور جب حکم (یعنی ارادہ) فرمائے کسی کام کا (یعنی اسے پیدا کرنے کا) تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا اور وہ فوراً ہو جاتی ہے (اصل عبارت فھو یکون ہے اور دوسری قرأت میں فیکون جواب امر کی بناء پر منصوب ہے) اور جاہل بولے (یعنی کفارِ مکہ نبی پاک ﷺ سے بولے) کیوں نہیں

(لولا بمعنی ھلا ہے) اللہ ہم سے کلام کرتا (کہ آپ اسکے رسول ہیں) یا ہمیں کوئی نشانی ملے (جسکو ہم آپکی صداقت پر پسند کرلیں) ایسے ہی (جیسا کہ انہوں نے کہا) جو ان سے اگلے تھے (یعنی کافروں نے ماضی میں پہلے انبیاء کرام علیہم السلام سے کہی تھی) انکی سی بات (یعنی ہٹ دھرمی اور نشانیاں طلب کرتے ہوئے) انکے دل ایک سے ہیں (کفر وعناد میں، اس آیتِ مبارکہ میں نبی پاک ﷺ کی تسکینِ خاطر فرمائی گئی ہے) بیشک ہم نے نشانیاں کھول دیں یقین والوں کے لئے (یعنی وہ ان آیات کو جانتے بھی ہیں اور ان پر ایمان بھی رکھتے ہیں اسکے باوجود ہٹ دھرمی کی بناء پر نشانیاں طلب کرنا پسند کرتے ہیں) بیشک ہم نے تمہیں (اے محمد ﷺ!) حق (یعنی ہدایت) کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا (ماننے والوں کیلئے جنت کی) اور ڈرسناتا (نہ ماننے والوں کو جہنم کا) اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا (یعنی کفار کے بارے میں کہ وہ ایمان کیوں نہیں لائے؟ آپکا کام صرف پیغام پہنچانا ہے، ایک قرأت میں تسئل کا لا نفی جازمہ ہے) اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہونگے جب تک تم انکی ملت (یعنی دین) کی پیروی نہ کرو، تم فرمادو اللہ ہی کی ہدایت (یعنی اسلام ہی) ہدایت ہے (اور اسکے سوا گمراہی) اور اے سننے والے کسے باشد (لئن میں لام قسمیہ ہے) اگر تو انکی خواہشوں کا پیرو ہوا (جس طرف وہ آپکو بلاتے ہیں) بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا (یعنی اللہ کی طرف سے وحی آچکی ہے) تو اللہ سے تجھے کوئی بچانے والا نہ ہوگا (جو تیری حفاظت کرے) اور نہ مددگار (جو تجھے اسکے عذاب سے روکے) جنہیں ہم نے کتاب دی (یہ جملہ مبتدا ہے) وہ جیسی چاہیے اسکی تلاوت کرتے ہیں (یعنی اسکو پڑھتے ہیں جیسی وہ نازل کی گئی، یہ جملہ حال ہے، حق مصدر ہونے کی بناء پر منصوب ہے اور اسکی خبر مابعد اولئک.....الخ ہے) وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں (یہ آیتِ مبارکہ حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب کی معیت میں حبشہ جانے والی جماعت کے بارے میں نازل ہوئی اور وہ مسلمان تھے) اور جو اسکے منکر ہوں (دی گئی کتاب کے، کہ اس میں تحریف کریں) تو وہی زیاں کار ہیں (یعنی انکا ابدی ٹھکانہ آگ ہوگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقالت الیھود لیست النصاریٰ علی شیء﴾

و: مستانفہ، قالت الیھود: قول، لیست: فعل ناقص، النصاریٰ: اسم، علی شیء: خبر، جملہ فعلیہ مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وقالت النصاریٰ لیست الیھود علی شیء وھم یتلون الکتب﴾

و: عاطفہ، قالت النصاریٰ: فعل وفاعل ذوالحال، و: حالیہ، ھم: مبتدا، یتلون الکتاب: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر حال، ملکر فاعل، قول، لیست: فعل ناقص، الیھود: اسم، علی شیء: خبر، ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿کذلک قال الذین لا یعلمون مثل قولهم﴾

کذلک: جار مجرور ظرف مستقر، قولا مصدر محذوف کی صفت اول، مثل قولهم: مرکب اضافی صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفات سے ملکر مفعول مطلق، قال الذین لایعلمون: فعل با موصول صلہ فاعل، سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فالله یحکم بینهم یوم القیمة فیما کانوا فیه یختلفون﴾

ف: استئنافیہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یحکم بینهم یوم القیمة: فعل وفاعل وظرف لغو ومفعول فیہ، فی: جار، ما: موصولہ، کانوا فیه یختلفون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، یحکم فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن اظلم ممن منع مسجدالله ان یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها﴾

و: مستانفہ، من: مبتدا، اظلم: اسم تفضیل هو ضمیر فاعل، مِنْ: جار...... مَنْ: موصولہ، منع: فعل وفاعل، مساجد اللّٰہ: مفعول اول، ان یذکر فیها اسمه: جملہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، سب ملکر معطوف علیہ، وسعی فی خرابها: جملہ معطوف، ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، اظلم اپنے متعلقات سے ملکر خبر، مَنْ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک ماکان لهم ان یدخلوها الا خائفین﴾

اولئک: مبتدا، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لهم: ظرف مستقر متعلق بثابت خبر مقدم، اَنْ: مصدریہ، یدخلوا: فعل، واو ضمیر ذوالحال، ها: ضمیر مفعول، الا: استثناء مفرغہ، خائفین: حال، جو ذوالحال سے ملکر فاعل، یدخلوا اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر اسم، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر خبر، اولئک مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لهم فی الدنیا خزی ولهم فی الاخرة عذاب عظیم﴾

لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، فی الدنیا: ظرف مستقر شبہ جملہ ہوکر حال مقدم، خزی: ذوالحال، جو اپنے حال سے ملکر مبتدا مؤخر، جو خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لهم: خبر مقدم، فی الاخرة: حال مقدم، عذاب عظیم: ذوالحال، جو حال سے ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولله المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجه الله﴾

و: عاطفہ، اللّٰہ: اسم جلالت ظرف مستقر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، المشرق والمغرب: معطوف علیہ معطوف سے ملکر مبتدا مؤخر، جو خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ، ف: مستانفہ، اینما: ظرف مکان متضمن بمعنی شرط، تولوا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ثم: ظرف مکان متعلق بمحذوف خبر مقدم، وجه الله: مبتدا مؤخر، ملکر جواب شرط، جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الله واسع علیم﴾ انّ: حرف مشبہ بالفعل، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، واسع: خبر اول، علیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقالوا اتخذ الله ولدا سبحنه﴾

و:عاطفہ،وقالت الیهود پرمعطوف ہے،قالوا:قول،اتخذ الله ولدًا: جملہ فعلیہ ہوکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ، سبحنه:اصل میں اسبحه سبحانا ہے،پس سبحٰنه:مفعول مطلق ہے،فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿بل له مافی السموت والارض کل له قنتون﴾

بل:عاطفہ،له:ظرف مستقر خبر مقدم،ما فی السمٰوات والارض:موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ، کل:مبتدا،له قانتون: شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بدیع السموت والارض واذا قضی امرا فانما یقول له کن﴾

بدیع السموات والارض :مرکب اضافی خبر،ھو مبتدا محذوف اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،اذا:ظرفیہ مضاف،قضی امرا:جملہ فعلیہ مضاف الیہ،جومضاف سے ملکر ثابت اسم فاعل محذوف کاظرف مستقر،یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر ھو مبتدا محذوف کی خبر، مبتداخبر ملکر جملہ اسمیہ،ف:عاطفہ،انما:حرف مشبہ بالفعل ملغی عن العمل ، یقول له:فعل بافاعل وظرف لغوملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول،کن:فعل امر،مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فیکون﴾ف:استئنافیہ،اصل میں فھو یکون ہے،ھو:مبتدا،یکون:فعل مضارع تام،ھو ضمیر اسم جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقال الذین لایعلمون لولا یکلمنا الله اوتا تینا ایة﴾

و:استئنافیہ،قال:فعل،الذین لا یعلمون :موصول صلہ ملکر فاعل،ملکر قول،لولا:حرف تخضیض،یکلمنا الله: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،او:عاطفہ،تاتینا اية:معطوف،ملکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک قال الذین من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلوبهم﴾

کذلک:جارمجرورظرف مستقر،قولا مصدرمحذوف کی صفت،مرکب توصیفی مبدل منہ،مثل قولهم: مرکب اضافی بدل،اپنے مبدل منہ سے ملکر مفعول مطلق،قال الذین من قبلهم :فعل باموصول صلہ فاعل،ملکر جملہ فعلیہ، تشابهت قلوبهم:فعل بامرکب اضافی فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قد بینا الایت لقوم یوقنون انا ارسلنک بالحق بشیرا ونذیرا﴾

قد: تحقیقیه ،بیناالایات:فعل وفاعل ومفعول،لقوم یوقنون:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، انّ:حرف مشبہ، نا:ضمیراسم،ارسلنا: فعل وفاعل،ک:ذوالحال،بالحق:ظرف مستقر حال اول،بشیرا ونذیرا :حال ثانی،ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے ملکر مفعول،سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تسئل عن اصحب الجحیم ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاری حتی تتبع ملتھم﴾

و :استئنافیہ، لا تسئل :فعل مجہول ونائب الفاعل، عن اصحب الجحیم :ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و : مستانفہ، لن ترضی :فعل، عنک :ظرف لغو اول، الیھود و لا النصاری :فاعل، حتی تتبع ملتھم :ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ان ھدی اللہ ھو الھدی﴾

قل :قول، انّ :حرف مشبہ بالفعل، ھدی اللہ :مرکب اضافی اسم، ھو الھدی :جملہ اسمیہ خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولئن اتبعت اھواء ھم بعدالذی جاء ک من العلم﴾

و :استئنافیہ، لام :تاکید للقسم، انْ :شرطیہ، اتبعت اھواء ھم :فعل وفاعل ومفعول، بعد :مضاف، الذی جاء ک من العلم :موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، مرکب اضافی ظرف، یہ سب ملکر شرط، جواب شرط محذوف جس پر جواب قسم دال ہے۔

﴿ما لک من اللہ من ولی ولا نصیر﴾

ما :نافیہ، لک :ظرف مستقر خبر مقدم، مِن اللہ :جار مجرور متعلق بِوَلِیٍّ، مِن :زائدہ، ولی ولا نصیر : مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم، قسم محذوف اُقْسِمُ، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿الذین اتینھم الکتب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یومنون بہ﴾

الذین اتینھم الکتاب :موصول صلہ ملکر مبتدا، یتلونہ حق تلاوتہ: جملہ فعلیہ خبر اول، اولئک یومنون بہ: جملہ اسمیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یکفر بہ فاولئک ھم الخسرون﴾

و :مستانفہ، من :شرطیہ مبتدا، یکفر بہ :جملہ شرط، فاولئک ھم الخسرون :جملہ جزا، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......وقالت الیھود لیست النصاری ......☆ نجران کے نصاری کا وفد سید عالم ﷺ کی خدمت میں آیا تو علمائے یہود آئے اور دونوں میں مناظرہ شروع ہوگیا، آوازیں بلند ہوئیں اور شور مچا، یہود نے کہا کہ نصاری کا دین کچھ نہیں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کیا، اسی طرح نصاری نے یہود سے کہا کہ تمہارا دین کچھ نہیں ہے اور توریت وموسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا، اس پر آیت نازل ہوئی۔

☆......ومن اظلم ممن منع ......☆ یہ آیت مبارکہ بیت المقدس کی بے حرمتی سے متعلق نازل ہوئی جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ روم کے نصرانیوں نے بنی اسرائیل پر فوج کشی کی اور انکے مردانِ کارآزما کو قتل کیا، ذریت کو قید کیا، توریت کو جلایا، بیت المقدس کو ویران کیا،

اس میں نجاستیں ڈالیں، خنزیر ذبح کئے، معاذ اللہ بیت المقدس خلافتِ فاروقی تک اسی طرح ویرانی میں رہا، آپ کے عہدِ مبارکہ میں مسلمانوں نے اسکو بنا کیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے ابتدائے اسلام میں حضور سید عالم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے روکا تھا اور جنگ حدیبیہ کے وقت اس میں نماز و حج سے منع کیا تھا۔

☆......**وللّٰہ المشرق والمغرب**......☆ صحابہ کرام رسول کریم ﷺ کیساتھ ایک اندھیری رات سفر میں تھے جہتِ قبلہ معلوم نہ ہو سکی، ہر ایک شخص نے جس طرف اسکا دل جما نماز پڑھی صبح کو سید عالم ﷺ کی خدمت میں حال عرض کیا تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

☆......**وقالوا اتخذ اللہ ولدا**......☆ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا مشرکین عرب نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتایا انکے رد میں یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی کہ ''سبحنہ'' وہ پاک ہے اس سے کہ اس کی اولاد ہو، اسکی طرف اولاد کی نسبت کرنا اسکو عیب لگانا بے ادبی ہے، حدیث میں ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ابن آدم نے مجھے گالی دی میرے لئے اولاد بتائی میں اولاد اور بیوی سے پاک ہوں۔

☆......**الذین اتینھم الکتب**......☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ آیتِ مبارکہ اہل سفینہ کے باب میں نازل ہوئی جو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کیساتھ حاضر بارگاہ رسالت ہوئے تھے، انکی تعداد چالیس تھی، 32 اہل حبشہ، 8 شامی راہب، ان میں بحیرہ راہب بھی تھے، معنی یہ ہیں کہ درحقیقت توریت پر ایمان لانے والے وہی ہیں جو اسکی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں اور بغیر تحریف و تبدیل پڑھتے ہیں اور اسکے معنی سمجھتے اور مانتے ہیں اور اسمیں حضور سید کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی نعت و صفت دیکھ کر حضور ﷺ پر ایمان لاتے ہیں اور جو حضور ﷺ کے منکر ہوتے ہیں وہ توریت پر ایمان نہیں رکھتے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مسجد:

۱......مساجد کا صیغہ جمع استعمال کیا گیا حالانکہ مراد ایک ہی مسجد یعنی بیت المقدس یا مسجد حرام ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ امام نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''**وإنما قیل مساجد اللّٰہ وکان المنع علی مسجد واحدٍ وھو بیت المقدس أو المسجد الحرام لأن الحکم ورد عاما وإن کان السبب خاصا کقولہ تعالی:(ویل لکل ھمزۃ)**. (المدارک، ج۱، ص۱۲۲)

☆......حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ والی مکہ و مدینہ نے ارشاد فرمایا ''مسجد حرام میں نماز یں پڑھنا دیگر مساجد میں ایک لاکھ نمازیں پڑھنے سے افضل ہے اور میری مسجد میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے اور بیت المقدس میں پانچ سو نمازیں پڑھنے سے افضل ہے''۔

☆......ایک روایت میں یہ ہے کہ ''مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا دیگر مساجد میں ایک لاکھ نمازیں پڑھنے اور مسجد نبوی میں ایک ہزار

نمازیں پڑھنے سے افضل ہے اور بیت المقدس میں ایک نماز پڑھنا عام مساجد میں پانچ سو نمازیں پڑھنے سے افضل ہے''۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الحج، ج۲،ص ۱٤٠)

تمام روئے زمین مسجد ہے!

۲......امام بیضاوی اس مقام پر فرماتے ہیں: ''مشرق و مغرب سے مراد زمین کی دو سمتیں ہیں یعنی ساری کی ساری زمین اسی کی ہے اس میں سے کسی جگہ کو خاص نہیں کیا جاسکتا، پس اگر تمہیں مسجدِ حرام یا مسجدِ اقصیٰ میں نماز ادا کرنے سے روک دیا گیا ہے تو میں نے روئے زمین کو تمہارے لئے مسجد بنادیا ہے۔''

(البیضاوی، ج۱، ص ۱۳۰)

☆......حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیثِ پاک میں جس میں پانچ خصوصی نعمتوں کا تذکرہ ہے اس میں سے ایک نعمت یہ بھی ہے کہ ''میرے لئے روئے زمین کو مسجد اور پاکیزہ جگہ بنادیا گیا، پس میرا امتی جہاں پاکیزہ جگہ پائے نماز ادا کرلے''۔

(صحیح البخاری، کتاب التیمم، ص ۵۸)

اغراض:

معتد به: یعنی دین میں قابل اعتماد، اس جملے میں صفت کے محذوف ہونے کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ اللہ کے فرمان ﴿انه لیس من اھلک﴾ یعنی نجات پانے والے تیرے اہل میں سے نہیں۔ **غیرھم**: رفع کے ساتھ ہے، یعنی کفار میں سے مشرکین کے سوا۔ **لیسوا**: یعنی ضمیر کل کی جانب راجع ہے، اس معنی کے اعتبار سے کہ دین دار حضرات کسی قابل نہیں ہیں یعنی قابل اعتماد نہیں۔

الذین خربوا بیت المقدس: اس بارے میں شانِ نزول ومن اظلم ممن منع کے تحت کلام کا مطالعہ فرمائیں۔ **خبر بمعنی الامر**: اس میں ائمہ کا اختلاف ہے کہ مشرکین مسجد حرام میں داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں، امام اعظم نے مطلق جائز قرار دیا، امام مالک نے مطلق منع فرمایا اور امام شافعی نے مسجد حرام اور دیگر مساجد میں داخل ہونے کے معاملے میں فرق فرمایا چنانچہ مسجد حرام میں مطلق داخل ہونے کو منع فرمایا اور اس کے سوا دیگر مساجد میں اس قید کے ساتھ اجازت دی کہ اگر مسلمان اجازت دیں اور کسی حاجت کی وجہ سے داخل ہوتا ہو تو داخل ہونا درست ہے۔ **بالھدم**: مراد بیت المقدس ہے۔ **او التعطیل**: مراد مسجد حرام ہے۔

قبلة التی رضیها: مختار میں ہے کہ وجه بمعنی جهت ہے اس لئے کہ ھاء عوض ہے واو سے۔ **ای الیھود والنصاری**: یہود کہتے کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، اور نصاری کہتے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ **تنزیها له عنه**: یعنی اللہ عزوجل اولاد بنانے سے پاک ہے، اس لئے کہ اولاد بنانا کسی نوع کی بقاء کے لئے ہوتا ہے اور اللہ عزوجل فناء اور زوال سے پاک ہے۔ **مما اقترحناه**: قاموس میں ہے کہ بغیر سنے کسی چیز کا استنباط کرلینا۔ **مطیعون**: یعنی تسخیر اور قہر سے متعلق طاعت، پس جمادات اللہ عزوجل کے ارادے سے مسخر ہیں اور یہاں طاعت سے مراد ارادہ اور مشیت ہے نہ کہ عبادت۔ **ومالھم لم یؤمنوا**: یہ سوال نفی کی صورت ہے، یعنی قیامت

میں تجھے یہ کہا جائے گا۔ کل بما یراد منه: یعنی مخلوق میں سے ہر فرد اسی کے ارادہ ورضا کو طلب کرتا ہے، باء بمعنی واو ہے۔

نهیاً: یعنی اللہ ﷻ کی جانب سے سید عالم ﷺ کو نہی ہے کہ آپ ﷺ ان جہنمیوں کی قیامت میں ہونے والے حال سے متعلق سوال نہ کریں، ان کی حالت اچھی نہ ہوگی اور آپ ﷺ کو دنیا میں ان کی حالت کے بارے میں اطلاع دینا ممکن نہیں ہے اور یہ بات سید عالم ﷺ کی جناب میں تخویف اور تسلی کے لئے ارشاد فرمائی گئی۔

یحفظک: خازن کی عبارت میں ہے کہ تجھے تیرے امور پر مدد دینے والا اور قائم رکھنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے اور اللہ ﷻ کے سوا کوئی مددگار نہیں کہ تجھے اس کی سزا سے نجات عطا فرمائے۔ (الجمل، ج ۱، ص ۱۴۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿یبنی اسراء یل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العلمین (۱۲۲)﴾ تَقَدَّمَ مِثْلُهٗ ﴿واتقوا﴾ خَافُوْا ﴿یوما لا تجزی﴾ تُغْنِیْ ﴿نفس عن نفس﴾ فِیْهِ ﴿شیئا ولا یقبل منها عدل﴾ فِدَاءٌ ﴿ولا تنفعها شفاعة ولا هم ینصرون (۱۲۳)﴾ یُمْنَعُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ ﴿و﴾ اذْکُرْ ﴿اذ ابتلی﴾ اِخْتَبَرَ ﴿ابراهیم﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ اِبْرَاهَامَ ﴿ربه بکلمت﴾ بِاَوَامِرَ وَنَوَاهٍ کَلَّفَهٗ بِهَا، قِیْلَ هِیَ مَنَاسِکُ الْحَجِّ وَقِیْلَ اَلْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَالسِّوَاکُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَفَرْقُ الرَّأْسِ وَقَلْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَالْخِتَانُ وَالْاِسْتِنْجَاءُ ﴿فاتمهن﴾ اَدَّاهُنَّ تَامَّاتٍ ﴿قال﴾ تَعَالٰی لَهٗ ﴿انی جاعلک للناس اماما﴾ قُدْوَةً فِی الدِّیْنِ ﴿قال ومن ذریتی﴾ اَوْلَادِیْ اِجْعَلْ اَئِمَّةً ﴿قال لا ینال عهدی﴾ بِالْاِمَامَةِ ﴿الظلمین (۱۲۴)﴾ اَلْکٰفِرِیْنَ مِنْهُمْ، دَلَّ عَلٰی اَنَّهٗ یَنَالُ غَیْرَ الظَّالِمِ ﴿واذ جعلنا البیت﴾ الْکَعْبَةَ ﴿مثابة للناس﴾ مَرْجَعًا یَثُوْبُوْنَ اِلَیْهِ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ ﴿وامنا﴾ مَاْمَنًا لَّهُمْ مِّنَ الظُّلْمِ وَالْاِغَارَاتِ الْوَاقِعَةِ فِیْ غَیْرِهٖ، کَانَ الرَّجُلُ یَلْقٰی قَاتِلَ اَبِیْهِ فِیْهِ فَلَا یُهَیِّجُهٗ ﴿واتخذوا﴾ اَیُّهَا النَّاسُ ﴿من مقام ابراهیم﴾ هُوَ الْحَجَرُ الَّذِیْ قَامَ عَلَیْهِ عِنْدَ بِنَاءِ الْبَیْتِ ﴿مصلی﴾ مَکَانَ صَلٰوةٍ بِاَنْ تُصَلُّوْا خَلْفَهٗ رَکْعَتَیِ الطَّوَافِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ الْخَاءِ خَبَرٌ ﴿وعهدنا الی ابراهیم واسمعیل﴾ اَمَرْنَاهُمَا ﴿ان﴾ اَیْ بِاَنْ ﴿طهرا بیتی﴾ مِنَ الْاَوْثَانِ ﴿للطائفین والعکفین﴾ اَلْمُقِیْمِیْنَ فِیْهِ ﴿والرکع السجود (۱۲۵)﴾ جَمْعُ رَاکِعٍ وَّسَاجِدٍ اَلْمُصَلِّیْنَ ﴿واذ قال ابراهیم رب اجعل هذا﴾ الْمَکَانَ ﴿بلدا امنا﴾ ذَا اَمْنٍ، وَقَدْ اَجَابَ اللّٰهُ دُعَاءَهٗ فَجَعَلَهٗ حَرَمًا لَا یُسْفَکُ فِیْهِ دَمُ اِنْسَانٍ وَلَا یُظْلَمُ فِیْهِ اَحَدٌ وَلَا یُصَادُ صَیْدُهٗ وَلَا یُخْتَلٰی خَلَاهُ ﴿وارزق اهله من الثمرت﴾ وَقَدْ فَعَلَ بِنَقْلِ الطَّائِفِ مِنَ

الشَّامِ وَكَانَ اَقْفَرَ زَرْعَ بِهٖ وَلَا مَاءَ ﴿من امن منهم بالله واليوم الاخر﴾ بَدَلٌ مِّنْ اَهْلِهٖ وَخَصَّهُمْ بِالدُّعَاءِ لَهُمْ مُوَافَقَةً لِقَوْلِهٖ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظَّالِمِيْنَ ﴿قال﴾ تَعَالٰى ﴿و﴾ ارْزُقْ ﴿من كفر فامتعه﴾ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ فِى الدُّنْيَا بِالرِّزْقِ ﴿قليلا﴾ مُدَّةَ حَيَاتِهٖ ﴿ثم اضطره﴾ اَلْجِئُهُ فِى الْاٰخِرَةِ ﴿الى عذاب النار﴾ فَلَا يَجِدُ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿وبئس المصير(۱۲۶)﴾ اَلْمَرْجِعُ هِىَ ﴿و﴾ اذْكُرْ ﴿اذ يرفع ابرهيم القواعد﴾ اَلْاُسُسَ اَوِ الْجُدُرَ ﴿من البيت﴾ يَبْنِيْهِ مُتَعَلِّقٌ بِيَرْفَعُ ﴿واسمعيل﴾ عَطْفٌ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ يَقُوْلَانِ ﴿ربنا تقبل منا﴾ بِنَآءَ نَا ﴿انك انت السميع﴾ لِلْقَوْلِ ﴿العليم(۱۲۷)﴾ بِالْفِعْلِ ﴿ربنا واجعلنامسلمين﴾ مُنْقَادِيْنَ ﴿لك﴾ ﴿و﴾ اجْعَلْ ﴿من ذريتنا﴾ اَوْلَادِنَا ﴿امة﴾ جَمَاعَةً ﴿مسلمة لك﴾ وَمِنْ لِلتَّبْعِيْضِ وَاَتٰى بِهٖ لِتَقَدُّمِ قَوْلِهٖ (لاينال عهدى الظالمين) ﴿وارنا﴾ عَلِّمْنَا ﴿مناسكنا﴾ شَرَآئِعَ عِبَادَتِنَا اَوْ حَجِّنَا ﴿وتب علينا انك انت التواب الرحيم(۱۲۸)﴾ سَأَلَاهُ التَّوْبَةَ مَعَ عِصْمَتِهِمَا تَوَاضُعًا وَّتَعْلِيْمًا لِّذُرِّيَّتِهِمَا ﴿ربنا وابعث فيهم﴾ اَىْ اَهْلِ الْبَيْتِ ﴿رسولا منهم﴾ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَقَدْ اَجَابَ اللّٰهُ دُعَآءَهٗ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿يتلوا عليهم ايتك﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿ويعلمهم الكتب﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿والحكمة﴾ اَىْ مَا فِيْهِ مِنَ الْاَحْكَامِ ﴿ويزكيهم﴾ يُطَهِّرُهُمْ مِنَ الشِّرْكِ ﴿انك انت العزيز﴾ اَلْغَالِبُ ﴿الحكيم(۱۲۹)﴾ فِىْ صُنْعِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

اے اولادِ یعقوب! یاد کرو میرا احسان جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانے کے سب لوگوں پر تمہیں بڑائی دی (اسکی مثل آیات گزر چکی ہیں) اور ڈرو (یعنی خوفزدہ رہو) اس دن سے کہ بدلہ نہ ہوگی (یعنی کفایت نہ کریگی) کوئی جان دوسرے کا، اور نہ اسکو کچھ (یعنی فدیہ) لیکر چھوڑے، اور نہ کافر کو کوئی سفارش نفع دے اور نہ انکی مدد ہو (یعنی وہ اللہ ﷻ کے عذاب سے روکے نہ جائیں گے) اور (یاد کیجئے) جب آزمایا (یعنی جانچا) ابراہیم کو (لفظ ابراھیم ایک قرأت میں ابراھام ہے) اسکے رب نے کچھ باتوں سے (یعنی اوامر ونواہی سے، اور انکو مکلّف بنایا، کہا جاتا ہے کہ وہ باتیں احکام حج کے بارے میں تھیں اور ایک قول کے مطابق وہ دس باتیں یہ تھیں: کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، مونچھیں کاٹنا، سر کے بالوں میں مانگ نکالنا، ناخن کاٹنا، موئے بغل وزیر ناف صاف کرنا، ختنہ کرانا اور استنجاء کرنا) تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں (یعنی مکمل طور پر ان پر عمل کر دکھایا) فرمایا (اللہ ﷻ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے) میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں (یعنی مقتدائے دین تو انہوں نے) عرض کی اور میری اولاد سے (یعنی میری اولاد کو بھی پیشوا بنادے) فرمایا میرا عہد نہیں پہنچتا (امامت کا) ظالموں کو (یعنی انہیں جو کافر ہیں، یہاں دلالت ہے کہ یہ عہد صرف اسے ہی

پہنچے گا جو ظالم نہ ہوں) اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر (یعنی بیت اللہ) کو لوگوں کیلئے مرجع (بنایا یعنی ایسی جگہ بنایا کہ لوگ ہر جانب سے بار بار لوٹ کر اس کی طرف آتے ہیں) اور امان بنایا (یعنی ظلم و غارت گری سے لوگوں کیلئے یہ پناہ گاہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے قاتل کو بھی حرم میں پا کر حرمت حرم کی وجہ سے قتل نہیں کر سکتا) اور بناؤ (اے لوگو!) ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو (یعنی اس پتھر کو جس پر کھڑے ہو کر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی) نماز کا مقام (یعنی جائے نماز اس طرح کہ طواف کے بعد اس مقام پر دوگانہ ادا کیا کرو، ایک قرأت میں اتخذوا، خاء کے فتحہ کیساتھ خبر ہے) اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم اور اسماعیل کو (یعنی ہم نے ان دونوں کو حکم دیا) کہ (اَنْ بمعنی بِـاَنْ ہے) میرا گھر خوب ستھرا کرو (بتوں سے) طواف والوں اور اعتکاف والوں (یعنی اس میں ٹھہرنے والوں کے لئے) اور رکوع اور سجود والوں کیلئے (رُکَّعٌ جمع ہے رَاکِعٌ کی اور سُجُود، سَاجِد کی جمع ہے، نمازیوں کیلئے، اس سے مراد نمازی ہیں) اور جب عرض کی ابراہیم نے اے میرے رب اس (جگہ یعنی) شہر کو امان والا کر دے (آمنا اصل میں ذا امن ہے، تو اللہ عزوجل نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اسے حرم بنا دیا کہ نہ اب اس میں کوئی انسانی خون بہایا جائے، نہ ہی کسی پر ظلم ہو اور نہ ہی شکار کیا جائے اور نہ ہی گھاس اکھاڑی جائے) اور اسکے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دی (چنانچہ اللہ عزوجل نے آپ کی یہ دعا اس طرح قبول فرمائی کہ طائف کے خطے کو ملک شام سے الگ فرما کر حرم پاک کا حصہ بنا دیا کیونکہ حرم پاک کا علاقہ پانی اور کھیتی وغیرہ نہ ہونے کے سبب بنجر تھا) جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں (لفظ من بدل ہے اهلـه سے اور دعا ـ میں مومنین کی تخصیص "لا ینال عهدی الظالمین" سے موافقت کے لئے ہے، اللہ عزوجل نے ارشاد) فرمایا اور (میں رزق دونگا) جس نے بھی کفر کیا، اسے بھی فائدہ اٹھانے دوں گا (دنیا میں رزق سے، فامتعه، تاء کی تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ ہے) تھوڑا (یعنی اسکی مدت حیات تک) پھر اسے مجبور کرونگا (یعنی آخرت میں زبردستی لے جاؤں گا) عذاب دوزخ کی طرف (تو اس سے چھٹکارا نہ پائینگے) اور وہ بہت بری (لوٹنے کی) جگہ ہے اور (یاد کرو) جب اٹھاتا تھا ابراہیم نیویں (یعنی بنیادیں اور دیواریں) اس گھر کی (من البیت، یرفع کے متعلق ہے) اور اسمٰعیل (اسماعیل کا عطف ابراهیم پر ہے) یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما (ہمارا تعمیر کرنا) بیشک تو ہی سنتا (ہے بات کو اور) جانتا (ہے کام کو) اے رب ہمارے اور کر ہمیں گردن رکھنے والا (یعنی فرمانبردار) تیرے حضور اور (کردے) ہماری اولاد میں سے (ذریتنا بمعنی اولادنا ہے) ایک امت (یعنی جماعت) تیری فرمانبردار (من ذریتنا میں مِنْ تبعیضیه ہے، جس کے لانے کی وجہ یہ ہے کہ اس قول سے پہلے لاینال عهدی الظالمین آچکا ہے) اور ہمیں بتا (یعنی ہمیں سکھا) مناسک حج (یعنی عبادت یا حج کے طریقے) اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما، بیشک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان (باوجود معصوم ہونے کے دونوں نے توبہ کی درخواست محض تواضع اور تعلیم امت کیلئے کی) اے رب ہمارے اور بھیج ان میں (یعنی حرم پاک کے باشندوں میں) ایک رسول انہی میں سے (منهم بمعنی من انفسهم ہے، اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا محمد ﷺ کو مبعوث فرما کر انکی دعا قبول فرمائی) کہ ان پر

تیری آیتیں تلاوت فرمائے (قرآن کی) اور انہیں تیری کتاب (یعنی قرآن) اور پختہ علم سکھائے (یعنی وہ احکام جو اس قرآن میں ہوں) اور انہیں خوب ستھرا فرمادے (یعنی شرک سے پاک کردے) بیشک تو ہی غالب حکمت والا (ہے اپنے کاموں میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یبنی اسراء یل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم و انی فضلتکم علی العلمین﴾

یبنی اسرائیل اذکروا ...... الخ: اس کی ترکیب پانچویں اور چھٹے رکوع میں گزر چکی ہے۔

﴿و اتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا و لا یقبل منها عدل و لا تنفعها شفاعة و لا هم ینصرون﴾

و: عاطفہ، اتقوا: فعل وفاعل، یوما: موصوف، لا تجزی نفس عن نفس شیئا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و لا یقبل منها عدل: معطوف اول، و لا تنفعها شفاعة: معطوف ثانی، و لا هم ینصرون: معطوف ثالث، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر صفت، مرکبِ توصیفی مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و اذ ابتلی ابراهیم ربه بکلمت فاتمهن﴾

و: مستانفہ، اذ: ظرفیہ مضاف، ابتلی ابراهیمَ ربُّه: فعل بامفعول وفاعل جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مرکبِ اضافی ظرف اذکروا فعل محذوف کیلئے، ف: عاطفہ، اتمهن: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قال انی جاعلک للناس اماما قال و من ذریتی قال لا ینال عهدی الظلمین﴾

قال: قول، انی جاعلک للناس اماما: جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ، قال: قول، و من ذریتی: ظرف لغو فعل محذوف کا یعنی عبارت یہ ہے و اجعل من ذریتی اماما، یہ سب ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ، قال: قول، لا ینال عهدی الظالمین: جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿و اذ جعلنا البیت مثابة للناس و امنا و اتخذوا من مقام ابراهیم مصلی﴾

و: مستانفہ، اذ: ظرفیہ مضاف، جعلنا البیت: فعل بافاعل ومفعول اول، مثابة للناس و امنا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف اذکر فعل محذوف کیلئے، و: عاطفہ، اتخذوا: فعل وفاعل، من مقام ابراهیم: متعلق، مصلی: مفعول، سب ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف کا مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿و عهدنا الی ابراهم و اسمعیل ان طهرا بیتی للطائفین و العکفین و الرکع السجود﴾

و: عاطفہ، عهدنا الی ابراهیم و اسمعیل: فعل بافاعل وظرف لغو، اَنْ: مصدریہ، طهرا بیتی للطائفین ...الخ: فعل بافاعل و مفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مؤول ہوکر مفعول، عهدنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جعلنا پر معطوف ہے۔

﴿واذ قال ابراھم رب اجعل ھذا بلدا امنا﴾

و: اذ قال ابراھم: انکی ترکیب اسی رکوع میں گزر چکی ہے، رب: جملہ ندائیہ، اجعل: فعل وفاعل، ھذا: مفعول اول، بلدا امنا: مفعول ثانی، سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بندا، جو ندا سے ملکر مقولہ۔

﴿وارزق اھلہ من الثمرت من امن منھم باللہ والیوم الاخر﴾

و: عاطفہ، ارزق: فعل وفاعل، اھلہ: مبدل منہ، من الثمرات: ظرف لغو، من: موصولہ، امن منھم ... الخ: جملہ فعلیہ صلہ، موصول صلہ ملکر بدل، جو مبدل منہ سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر اجعل پر معطوف ہے۔

﴿قال ومن کفر فامتعہ قلیلا ثم اضطرہ الی عذاب النار وبئس المصیر﴾

قال: فعل بافاعل ملکر جملہ مستانفہ، و: عاطفہ، من کفر: مبتدا، فامتعہ قلیلا: معطوف علیہ، ثم اضطرہ الی عذاب النار: معطوف ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، بئس: فعل ذم، المصیر: فاعل، ملکر خبر مقدم، ھو: مبتدا مؤخر محذوف مصیر کے لیے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ یرفع ابراھم القواعد من البیت واسمعیل ربنا تقبل منا﴾

و: عاطفہ، اذ: ظرفیہ مضاف، یرفع: فعل، ابراھم: معطوف علیہ، و اسمعیل: معطوف، ملکر ذوالحال، القواعد: مفعول، من البیت: ظرف لغو، ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، تقبل منا: مقصود بالنداء، ملکر حال، ملکر مقولہ قول محذوف یقولان کیلئے، قول اپنے مقولہ سے ملکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، یرفع فعل اپنے فاعل اور مفعول اور ظرف لغو سے ملکر مضاف الیہ، مرکب اضافی اذکر فعل محذوف کے لیے ظرف۔

﴿انک انت السمیع العلیم﴾

ان: حرف مشبہ بالفعل، ک: اسم، انت السمیع العلیم: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، و: عاطفہ، اجعلنا: فعل بافاعل ومفعول، مسلمین: موصوف، لک: ظرف مستقر صفت، مرکب توصیفی مفعول ثانی، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ معطوف علیہ، و من ذریتنا امۃ مسلمۃ لک: جار مجرور اجعل فعل محذوف کے متعلق ہوکر معطوف اول، و ارنا مناسکنا: معطوف ثانی، و تب علینا: معطوف ثالث، ملکر مقصود بالنداء، ملکر ربنا تقبل منا پر معطوف ہے۔

﴿انک انت التواب الرحیم﴾

انّ: حرف مشبہ، ک: ضمیر اسم، انت التواب الرحیم: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایتک ویعلمھم الکتب والحکمۃ ویزکیھم﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، وابعث فیھم: فعل بافاعل وظرف لغو، رسولا: موصوف، منھم: صفت اول، یتلوا علیھم ایتک: معطوف علیہ، ویعلمھم الکتب والحکمۃ: معطوف اول، ویزکیھم: معطوف ثانی، ملکر صفت ثانی، مرکب توصیفی مفعول، ابعث فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء، جوندا سے ملکر ربنا تقبلنا پر معطوف ہے۔

﴿انک انت العزیز الحکیم﴾

انّ: حرف مشبہ، ک: اسم، انت العزیز الحکیم: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آزمائشی کلمات:

۱...... وہ کلمات جن کے ساتھ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا گیا ان میں اختلاف ہے ایک قول جلالین میں مذکور ہے جبکہ دوسرے قول کے بارے میں جمل میں ہے کہ حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کرتے ہیں: ''ان کی شریعت میں تیس خصوصیات تھیں، جن میں سے دس کا تذکرہ سورۂ برأت یعنی توبہ میں ﴿التائبون العابدون ......الخ﴾ کے تحت ہے، دس کا تذکرہ سورۂ احزاب میں ﴿ان المسلمین والمسلمات ...... الخ﴾ کے تحت ہے اور دس کا ذکر سورۂ مؤمنون میں ﴿والذین ھم علی صلوتھم یحافظون...... الخ﴾ کے تحت ہے۔'' (الجمل، ج۱، ص۱۵۳)

مصلائے ابراھیم:

۲......اس آیتِ مبارکہ میں خطابِ امتِ محمدیہ کو ہے، اس مقام کو جائے نماز بنانا مستحب ہے جبکہ مقامِ ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدمین شریفین کے نشانات ہیں، یا اس سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر انہوں نے حج کا اعلان فرمایا یا پھر اس سے مراد وہ پتھر ہے جس پر آپ نے کھڑے ہوکر بیت اللہ شریف کی تعمیر فرمائی تھی۔

☆......مروی ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دستِ مبارک پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''ھذا مقام ابراھیم۔'' یعنی یہ مقامِ ابراہیم ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''کیا ہم اسے جائے نماز نہ بنالیں۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا۔'' ابھی سورج غروب بھی نہ ہوا تھا کہ یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوگئی۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد طواف کی دو رکعتیں ہیں جیسا کہ ☆......حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہوئے تو مقامِ ابراہیم کے پاس تشریف لاکر اس کے پیچھے دو رکعت نوافل ادا فرمائے اور اس کے ساتھ ہی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی﴾۔ (البیضاوی، ج۱، ص۱۳۵، ۱۳۶)

تعمیر کعبہ:

؎......تفسیر جمل میں امام قسطلانی کے حوالے سے ہے کہ کعبہ کی تعمیر دس مرتبہ ہوئی: (۱)......تعمیر ملائکہ: مروی ہے کہ اللہ ﷻ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ ہر آسمان میں ایک گھر بنائیں اور اسی طرح زمین میں بھی۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں: ''کل بیت اللہ چودہ ہیں۔'' نیز مروی ہے کہ جب فرشتوں نے کعبۃ اللہ کی بنیاد رکھی تو زمین اپنی انتہاء تک پھٹ گئی اور پھر فرشتوں نے اس میں اونٹوں کی مثل بڑے بڑے پتھر پھینک دیئے، پس یہی پتھر وہ بنیادیں ہیں جن پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر فرمائی۔(۲)......تعمیر آدم: حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو اس کی تعمیر کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا گیا کہ چونکہ آپ سب سے پہلے انسان ہیں لہذا یہ سب سے پہلا گھر ہے جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔(۳)......تعمیر شیث: حضرت سیدنا شیث علیہ السلام نے اسے مٹی اور پتھروں سے تعمیر فرمایا، یہ گھر آپ علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے زمانے تک برقرار رہا، پھر طوفانِ نوح میں زیرِ آب آ گیا اور اس کی جگہ کی شناخت باقی نہ رہی۔(۴)......تعمیر ابراہیم: چوتھی مرتبہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اللہ ﷻ کے حکم سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اس کی بنیادوں کی نشاندہی فرمائی، یہی وجہ ہے کہ ارشاد فرمایا گیا: ''اس جہانِ رنگ و بو میں کعبہ سے بڑھ کر اشرف و اعلیٰ کوئی عمارت نہیں۔'' اس لئے کہ اس کے بنانے کا حکم دینے والی ذات، ذاتِ ربِ جمیل، اس کی حدود کی نشاندہی کرنے والے حضرت جبرئیل، جبکہ بنانے والے ربِ جلیل کے خلیل علیہ السلام اور معاون حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔(۵)......تعمیرِ عمالقہ۔(۶)......تعمیر جرہم: قبیلہ جرہم میں سے اسکی تعمیر حرث بن مضاض اصغر نے کی۔(۷)......تعمیر قصی: یہ حضور ﷺ کے اجداد میں سے پانچویں تھے۔(۸)......تعمیر قریش: قبیلہ قریش اور حضور ﷺ نے ملکر تعمیر کعبہ فرمائی، اس وقت آپ ﷺ کی عمرِ مبارک (35) سال تھی۔(۹)......تعمیر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ: نویں مرتبہ اسکی تعمیر حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کی اور اسکا سبب یہ بنا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سن چونسٹھ ہجری کے اوائل میں جبکہ یزید بن معاویہ کے معاندین نے محاصرہ کر کے منجنیق کے ذریعے کعبہ معظمہ پر سنگ باری کی تو حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ امارت میں استخارہ اور مشورہ کرنے کے بعد اسے شہید کر دیا جو کہ سن چونسٹھ ہجری، نصف جمادی الآخر ہفتہ کا دن تھا اور جب ڈیڑھ قامت تک منہدم کر چکے تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی کھڑی کی ہوئی بنیادوں کو اونٹ کی کوہان کی طرح پایا کہ وہ ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں یہاں تک کہ اگر بنیاد کے ایک طرف ضرب ماری جاتی تو دوسری طرف ہلنے لگتی، بہرحال انہوں نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قائم کردہ بنیادوں پر ہی اس کی تعمیر فرما دی اور اس میں وہ حصہ یا گوشہ بھی شامل فرما دیا جو قریش نے اس سے نکال دیا تھا، نیز زمین کے ساتھ ملے ہوئے اس کے دو دروازے بنائے جن میں سے ایک دروازہ تو آج تک موجود ہے جبکہ دوسری جانب کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے، حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسکے بنانے کا آغاز جمادی الآخر میں اور اختتام ماہِ رجب سن پینسٹھ ہجری میں کیا، اس کے بعد سو اونٹ فقراء کیلئے ذبح فرمائے۔(۱۰)......تعمیر حجاج: حجاج

بن یوسف نے اس کی بنیاد مطاف کی جانب دیوار بنا کر کی اور رکن یمانی کی جانب مغربی دروازہ بند کر کے مشرقی دروازے کے نیچے کی جانب دہلیز سے چار ذراع اور ایک بالشت کا فاصلہ چھوڑ دیا جبکہ بقیہ عمارت حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بنائی ہوئی طرز پر رہنے دی، کعبۂ معظمہ کی عمارت آج تک حجاج کی بنائی ہوئی طرز پر ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۱۵۹، ۱۶۰)

دعا خلیل کی، عیسی کی جو بشارت تھے:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "أنا دعوة إبراهيم وبشارة عيسى ورؤيا أمي التي رأت حين وضعتني، وقد خرج لها نور ساطع أضاءت لها منه قصور الشام یعنی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدۂ ماجدہ کے اس خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے وضعِ حمل کے وقت دیکھا تھا یعنی کہ ان کے جسمِ اطہر سے ایک ایسا نور نکلا جس کی روشنی سے شام کے محلات جگمگانے لگے"۔ (مسند احمد بن حنبل، حديث عرباض بن ساريه، ج۵، ص۱۱۲)

اغراض:

کلفه بها: یہ مکلف بنانا وجوب کے ضمن میں تھا، پس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر متذکرہ بالا دس کام واجب تھے لیکن ہمارے حق میں ان میں سے بعض سنت اور بعض واجب ہیں۔ **وفرق الرأس:** یعنی دائیں اور بائیں جانب بالوں کی مانگ نکالنا۔ **والاستنجاء:** پانی کے ذریعے، اور پتھر کے ساتھ استنجاء کرنا اس امت کی خصوصیت ہے۔ **قدوة في الدين:** یعنی قیامت تک، کہ صرف انہی (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی ذریت میں نبی ہونگے جو کہ تمام امور میں ان کی اتباع کرے گی۔ **الكعبة:** اس میں تمام حرم داخل ہے، اللہ عزوجل نے کعبۂ معظمہ کو امنا کی صفت کے ساتھ موصوف فرمایا اور یہ صفت تمام ہی حرم کے لئے بیان ہوئی ہے۔ **فلا يهيجه:** یعنی حرم کی حرمت اپنے باپ کے ملنے والے قاتل کو بھی قتل کرنے پر بے چین و پریشان نہ کرتی تھی۔ **عند بناء البيت:** تعمیر کعبۂ معظمہ کے بارے میں ہم نے ماقبل بیان کر دیا ہے وہیں مطالعہ فرمالیں۔ **امرناهما:** یعنی تاکیدی حکم، اور خازن میں ہے کہ یعنی ہم نے دونوں باپ بیٹے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام کو کعبۂ معظمہ کی تعمیر کا حکم دیا، ان پر لازم اور واجب کیا۔ **المقيمين:** اس کی تفسیر عاکفین سے کی اس لئے کہ سورۂ حج سے مطابقت ہو جائے کہ وہاں ﴿والقائمين﴾ ہے۔

لايسفک فيه دم انسان: بطورِ قصاص بھی نہیں کہ یہی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا مذہب ہے، نہ اپنی طرف سے اس حکم میں کوئی کمی کرے بلکہ اس مجرم جس پر قصاص لازم آتا ہے اس پر ضروریاتِ زندگی مثلاً کھانا پینا تنگ کرے یہاں تک کہ وہ حرم مقدس چھوڑنے پر مجبور ہو جائے، المختصر۔ **ولا يظلم فيه احد:** یعنی اپنے اوپر ہونے والی زیادتی پر زیادہ بدلہ نہ لے لے، اور اس بات کی نشاندہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول **السيئات تضاعف فيه كالحسنات** سے بھی ملتی ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۱۵۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿ومن﴾ اَیْ لَا ﴿یرغب عن ملة ابراھم﴾ فَیَتْرُکُھَا ﴿الا من سفه نفسه﴾ جَھِلَ اَنَّھَا مَخْلُوْقَةٌ لِلّٰہِ یَجِبُ عَلَیْھَا عِبَادَتَهٗ اَوْ اِسْتَخَفَّ بِھَا وَامْتَھَنَھَا ﴿ولقد اصطفینه﴾ اِخْتَرْنَاہُ ﴿فی الدنیا﴾ بِالرِّسَالَةِ وَالْخُلَّةِ ﴿وانه فی الاخرة لمن الصلحین(۱۳۰)﴾ اَلَّذِیْنَ لَھُمْ دَرَجَاتُ الْعُلٰی وَاذْکُرْ ﴿اذ قال له ربه اسلم﴾ اَنْقِذْ لِلّٰہِ وَاَخْلِصْ لَهٗ دِیْنَکَ ﴿قال اسلمت لرب العلمین(۱۳۱)ووصی﴾ وَفِیْ قِرَاءَ ۃٍ اَوْصٰی ﴿بھا﴾ بِالْمِلَّةِ ﴿ابراھم بنیه ویعقوب﴾ بَنِیْهِ قَالَ ﴿یبنی ان الله اصطفی لکم الدین﴾ دِیْنَ الْاِسْلَامِ ﴿فلا تموتن الا وانتم مسلمون(۱۳۲)﴾ نَھٰی عَنْ تَرْکِ الْاِسْلَامِ وَاَمَرَ بِالثُّبَاتِ عَلَیْهِ اِلٰی مُصَادَفَةِ الْمَوْتِ، وَلَمَّا قَالَ الْیَھُوْدُ لِلنَّبِیِّ ﷺ اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنَّ یَعقُوْبَ یَوْمَ مَاتَ اَوْصٰی بَنِیْهِ بِالْیَھُوْدِیَّةِ نَزَلَ ﴿ام کنتم شھداء﴾ حُضُوْرًا ﴿اذحضر یعقوب الموت اذ﴾ بَدلٌ مِّنْ اِذْ قَبْلَهٗ ﴿قال لبنیه ما تعبدون من بعدی﴾ بَعْدَ مَوْتِیْ ﴿قالوا نعبد الھک واله ابائک ابراھم واسمعیل واسحق﴾ عَدُّ اِسْمٰعِیْلَ مِنَ الْاٰ بَآءِ تَغْلِیْبٌ وَلِاَنَّ الْعَمَّ بِمَنْزِلَةِ الْاَبِ ﴿الھا واحدا﴾ بَدلٌ مِّنْ اِلٰھَکَ ﴿ونحن له مسلمون(۱۳۳)﴾ وَاَمْ بِمَعْنٰی ھَمْزَةِ الْاِنْکَارِ اَیْ لَمْ تَحْضُرُوْهُ وَقْتَ مَوْتِهٖ فَکَیْفَ تَنْسِبُوْنَ اِلَیْهِ مَالَایَلِیْقُ بِهٖ ﴿تلک﴾ مُبْتَدَأٌ، وَالْاِشَارَۃُ اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَیَعْقُوْبَ وَبَنِیْھِمَا، وَاُنِّثَ لِتَاْنِیْثِ خَبَرِہٖ ﴿امة قد خلت﴾ سَلَفَتْ ﴿لھا ما کسبت﴾ مِنَ الْعَمَلِ اَیْ جَزَآؤُهٗ، اِسْتِئْنَافٌ ﴿ولکم﴾ اَلْخِطَابُ لِلْیَھُوْدِ ﴿ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون(۱۳۴)﴾ کَمَا لَا یُسْئَلُوْنَ عَنْ عَمَلِکُمْ، وَالْجُمْلَةُ تَاکِیْدٌ لِّمَا قَبْلَھَا ﴿وقالوا کونوا ھودا اونصاری تھتدوا﴾ اَوْ لِلتَّفْصِیْلِ، وَقَائِلُ الْاَوَّلِ یَھُوْدُ الْمَدِیْنَةِ وَالثَّانِیْ نَصٰرٰی نَجْرَانَ ﴿قل﴾ لَھُمْ ﴿بل﴾ نَتَّبِعُ ﴿ملة ابراھم حنیفا﴾ حَالٌ مِّنْ اِبْرَاھِیْمَ مَآئِلاً عَنِ الْاَدْیَانِ کُلِّھَا اِلَی الدِّیْنِ الْقَیِّمِ ﴿وماکان من المشرکین(۱۳۵)﴾ ﴿قولوا﴾ خِطَابٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿امنا بالله ومآانزل الینا﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿وما انزل الی ابراھم﴾ مِنَ الصُّحُفِ الْعَشْرِ ﴿واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط﴾ اَوْلَادَہٗ ﴿وما اوتی موسی﴾ مِنَ التَّوْرَاۃِ ﴿وعیسی﴾ مِنَ الْاِنْجِیْلِ ﴿وما اوتی النبیون من ربھم﴾ مِنَ الْکُتُبِ وَالْاٰیَاتِ ﴿لانفرق بین احد منھم﴾ وَنُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ کَالْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی ﴿ونحن له مسلمون(۱۳۶)فان امنوا﴾ اَیِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی ﴿بمثل﴾ مِثْلُ زَائِدَۃٌ ﴿ماامنتم به فقد اھتدوا وان تولوا﴾ عَنِ الْاِیْمَانِ بِهٖ ﴿فانما ھم فی شقاق﴾ خِلَافٍ مَّعَکُمْ ﴿فسیکفیکھم الله﴾ یَا

مُحَمَّدٌ ﷺ شِقَاقَهُمْ ﴿وهو السميع العليم (۱۳۷)﴾ بِأَحْوَالِهِمْ وَقَدْ كَفَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُمْ بِقَتْلِ قُرَيْظَةَ وَنَفْيِ النُّضَيْرِ وَضَرْبِ الْجِزْيَةِ عَلَيْهِمْ ﴿صبغة الله﴾ مَصْدَرٌ مُؤَكِّدٌ لِآمَنَّا وَنَصْبُهُ بِفِعْلٍ مُقَدَّرٍ أَيْ صَبَغَنَا اللّٰهُ وَالْمُرَادُ بِهَا دِيْنُهُ الَّذِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهِ لِظُهُوْرِ أَثَرِهِ عَلٰى صَاحِبِهِ كَالصَّبْغِ فِي الثَّوْبِ ﴿ومن﴾ أَيْ لَا أَحَدَ ﴿احسن من الله صبغة﴾ تَمْيِيْزٌ ﴿ونحن له عبدون (۱۳۸)﴾ قَالَ الْيَهُوْدُ لِلْمُسْلِمِيْنَ نَحْنُ أَهْلُ الْكِتَابِ الْأَوَّلِ وَقِبْلَتُنَا أَقْدَمُ وَلَمْ يَكُنِ الْأَنْبِيَاءُ مِنَ الْعَرَبِ وَلَوْ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ نَبِيًّا لَكَانَ مِنَّا فَنَزَلَ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿اتحاجوننا﴾ تُخَاصِمُوْنَنَا ﴿في الله﴾ أَنِ اصْطَفٰى نَبِيًّا مِّنَ الْعَرَبِ ﴿وهو ربنا وربكم﴾ فَلَهُ أَنْ يَّصْطَفِيَ مِنْ عِبَادِهِ مَنْ يَّشَآءُ ﴿ولنا اعمالنا﴾ نُجَازٰى بِهَا ﴿ولكم اعمالكم﴾ تُجَازَوْنَ بِهَا فَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَّكُوْنَ فِيْ أَعْمَالِنَا مَا نَسْتَحِقُّ بِهِ الْإِكْرَامَ ﴿ونحن له مخلصون (۱۳۹)﴾ الدِّيْنَ وَالْعَمَلَ دُوْنَكُمْ فَنَحْنُ أَوْلٰى بِالْإِصْطِفَآءِ، وَالْهَمْزَةُ لِلْإِنْكَارِ وَالْجُمَلُ الثَّلٰثُ أَحْوَالٌ ﴿ام﴾ بل ﴿تقولون﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿ان ابراهم واسماعيل واسحق ويعقوب والاسباط كانوا هودا اونصارى قل﴾ لَهُمْ ﴿ء انتم اعلم ام الله﴾ أَيِ اللّٰهُ أَعْلَمُ وَقَدْ بَرَّأَ مِنْهَا إِبْرَاهِيْمَ بِقَوْلِهِ مَا كَانَ إِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَالْمَذْكُوْرُوْنَ مَعَهُ تَبَعٌ لَّهُ ﴿ومن اظلم ممن كتم﴾ أَخْفٰى مِنَ النَّاسِ ﴿شهادة عنده﴾ كَائِنَةً ﴿من الله﴾ أَيْ لَا أَحَدَ أَظْلَمُ مِنْهُ وَهُمُ الْيَهُوْدُ كَتَمُوْا شَهَادَةَ اللّٰهِ فِي التَّوْرَاةِ لِإِبْرَاهِيْمَ بِالْحَنِيْفِيَّةِ ﴿وما الله بغافل عما تعملون(۱۴۰)﴾ تَهْدِيْدٌ لَّهُمْ ﴿تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعلمون(۱۴۱)﴾ تَقَدَّمَ مِثْلُهُ۔

﴿ترجمہ﴾

اورابراہیم کے دین سے کون منہ پھیرے (من بمعنی لا ہے، یعنی کون اس دین کو چھوڑے) سوائے اسکے جو دل کا احمق ہے (یعنی اس بات کو جانتا نہیں کہ اس کا نفس اللہ عزوجل ہی کی مخلوق ہے جسکی عبادت اس پر فرض ہے یا پھر جو عبادت ہی کو حقیر و ذلیل جانتا ہے) اور بیشک ضرور ہم نے اسے چن لیا (یعنی منتخب کرلیا) دنیا میں (رسول اور خلیل بنا کر) اور بیشک وہ آخرت میں ہمارے خاص قرب کی قابلیت والوں میں ہے (جنکے لئے اعلیٰ درجات ہونگے، اور یاد کیجئے) جب اس سے اسکے رب نے فرمایا گردن رکھ (یعنی اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کر، بارگاہِ ربوبیت میں گردن خم کردے اور اسی کیلئے اپنے دین کو خالص کر تو اس نے) عرض کی میں نے گردن رکھی اسکے لئے جو رب ہے سارے جہانوں کا اور اسی دین (یعنی اس ملت کی) کی وصیت کی (ایک قرأت میں وصّی کے بجائے اوصی ہے) ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے (اپنے بیٹوں کو ارشاد فرمایا) اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے یہ دین (یعنی دین اسلام)

تمہارے لئے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان (یعنی اسلام کو ترک کرنے سے منع فرمایا اس پر مرتے دم تک ثابت قدم رہنے کا حکم فرمایا۔ یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب یہود نے نبی پاک ﷺ سے کہا: ''کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بوقت وصال اپنے بیٹوں سے یہودی مذہب کے بارے میں وصیت فرمائی تھی) بلکہ تم میں کے خود موجود تھے (یعنی حاضر تھے) جب یعقوب کو موت آئی (یہ اذ ماقبل اذ سے بدل ہے) جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد (یعنی میرے وصال کے بعد) کس کی پوجا کرو گے؟ بولے پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپکا اور آپکے آباء ابراہیم و اسماعیل اور اسحٰق کا......۱......(اسماعیل علیہ السلام کو آباء میں تغلیباً شمار کیا، اسلئے کہ چچا بمنزلہ باپ ہوتا ہے) ایک خدا (یہ ماقبل الھک سے بدل ہے) اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں (ام کنتم شھداء میں ام بمعنی ھمزہ انکاری ہے یعنی تم انکی موت کے وقت حاضر نہ تھے تو پھر کیسے تم انکی طرف نامناسب باتیں منسوب کرتے ہو) یہ (تلک ترکیب میں مبتدا ہے، اور اس کا مشار الیہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام اور انکے بیٹے ہیں، مبتدا کا مونث ہونا خبر سے مطابقت پیدا کرنے کیلئے ہے) ایک امت ہے کہ گزر چکی (خلت بمعنی سلفت ہے) ان کیلئے ہے جو انہوں نے کمایا (یعنی اس عمل کی جزا انہی کے لئے ہوگی، یہ جملہ مستانفہ ہے) اور تمہارے لئے ہے (یہاں خطاب یہود سے ہے) جو تم کماؤ اور انکے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی (جیسا کہ ان سے تمہارے کاموں کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا، یہ جملہ ماقبل کی تاکید ہے) اور کتابی بولے یہودی یا نصرانی ہو جاؤ راہ پا جاؤ گے (او تفصیل کیلئے ہے، پہلے جملے کے قائل مدینہ کے یہود اور دوسرے کے نجران کے نصاریٰ ہیں) تم فرماؤ (ان سے) بلکہ (ہم پیروی کرتے ہیں اور) ابراہیم کے سیدھا دین کی جو ہر باطل سے جدا تھے (حنیفاً حال ہے ابراھیم سے، یعنی حضرت ابراہیم کا دین جو تمام ادیان سے کٹ کر دین قیم کی طرف مائل تھے) اور مشرکوں سے نہ تھے یوں کہو (یہ خطاب مومنین سے ہے) کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا (یعنی قرآن) اور جو اتارا گیا ابراہیم (پر یعنی دس صحائف) و اسماعیل و اسحٰق و یعقوب اور انکی اولاد پر (اسباط بمعنی اولاد ہے) اور جو عطا کئے گئے موسیٰ (کو یعنی توریت) اور عیسیٰ (کو یعنی انجیل) اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء (کو کتابیں اور معجزات) اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے (کہ ہم بعض پر ایمان لائیں اور بعض کا انکار کریں جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا) اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں، پھر اگر وہ بھی ایمان لائیں (یعنی یہود و نصاریٰ) یوں ہی (مثل زائدہ ہے) جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پا جائینگے اور اگر منہ پھیریں (اس پر ایمان لانے سے) تو وہ نری ضد میں ہیں (یعنی تمہارے خلاف ہیں) تو عنقریب اللہ انکی طرف سے تمہیں کفایت کریگا (اے محمد ﷺ! انکی مخالفت سے) اور وہی ہے سنتا (انکی باتیں) اور جانتا (انکی حالتیں، تحقیق اللہ عزوجل نے کفار کے مقابلے میں اپنے حبیب کی کفایت کی ،بنو قریظہ کے قتل، بنو نضیر کی جلاوطنی اور ان پر جزیہ مقرر کرنے سے) ہم نے اللہ کی رنگ لیا......۲......(صبغة، امنا کا مصدر موکد ہے اور اس پر نصب فعل مقدر یعنی صبغنا اللّٰہ کی وجہ سے ہے اور اس سے مراد وہ دین فطرت ہے، جس پر لوگوں کو پیدا کیا گیا کیونکہ اس دین

کا اثر کسی انسان پر ایسے ہی ہوتا ہے جیسے کپڑے پر رنگ کا اثر ہوتا ہے) اور اللہ سے بہتر کس کی (یعنی کسی کی نہیں) رنگ؟ (صبغۃ تمیز ہے) اور ہم اسی کو پوجتے ہیں (یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا کہ ہم سب سے پہلی کتاب والے ہیں اور ہمارا قبلہ بھی قدیم ہے اور چونکہ آج تک عربوں میں کوئی نبی نہیں آیا لہٰذا اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو ہم ہی میں سے ہوتے، اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) تم فرماؤ (ان سے) کیا جھگڑتے ہو (اتحاجوننا بمعنی تخاصموننا ہے) اللہ کے بارے میں (کہ اس نے عربوں سے نبی چنا ہے) حالانکہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی (یعنی یہ اسی کی شان ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے چن لے) اور ہماری کرنی ہمارے ساتھ (یعنی ہم اسکی جزاء پائیں گے) اور تمہاری کرنی تمہارے ساتھ (یعنی تم اپنے اعمال کا بدلہ پاؤ گے، پس بعید نہیں کہ ہم اپنے اعمال پر اکرام پائیں) اور ہم نرے اسی کے ہیں ......۳ ...... (یعنی دین و عمل میں اللہ ﷻ کے ہیں نہ کہ تم، اسی لئے ہم اس انتخاب کے زیادہ مستحق ہیں، اتحاجوننا میں ھمزہ انکاری ہے، یہ تینوں جملے حال ہیں) بلکہ تم یوں کہتے ہو (یقولون میں تا اور یا دونوں کیساتھ دو لغتیں ہیں) کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور انکے بیٹے یہودی یا نصرانی تھے تم فرماؤ (ان سے) کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ کو (یعنی اللہ ﷻ ہی بہتر جانتا ہے، اللہ ﷻ نے ان دونوں باتوں سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی برائت اپنے اس فرمان عالیشان ﴿ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا﴾ کے ذریعے بری فرمادی اور باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے نام انکے تابع ذکر کردیئے) اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو چھپائے (لوگوں سے) جو گواہی اسکے پاس آئی (واقع ہونے والی) اللہ کی طرف سے (یعنی اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں، ان سے مراد یہودی ہیں جو توریت میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے حنیف ہونے کی گواہی چھپاتے تھے) اور خدا تمہارے کرتوتوں یعنی برے اعمال سے بے خبر نہیں (یہ کلمات انکے لئے زجر کے طور پر ہیں) وہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا، انکے لئے انکی کمائی اور تمہارے لئے تمہاری کمائی اور انکے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی (اس جیسی آیت گزر چکی ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومن یرغب عن ملۃ ابراھم الا من سفہ نفسہ ولقد اصطفینہ فی الدنیا﴾

و: عاطفہ، من: مبتدا، یرغب: فعل، ھو ضمیر مبدل منہ، الا من سفہ نفسہ: بدل، ملکر فاعل، عن ملۃ ابراھیم: ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، جو مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ، و: استئنافیہ، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، اصطفیناہ فی الدنیا: فعل با فاعل و مفعول و ظرف لغو جملہ فعلیہ ہوکر محذوف قسم اقسم کے لئے جواب قسم۔

﴿وانہ فی الاخرۃ لمن الصلحین﴾

و: حالیہ، انہ: حرف مشبہ و اسم، فی الاخرۃ: ظرف مستقر اسم سے حال ہے، لمن الصلحین: شبہ جملہ خبر، انّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال ہے اصطفینہ کی ضمیر مفعول سے۔

﴿اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العلمين﴾

اذ: ظرفیہ مضاف، قال له ربُه : جملہ فعلیہ قول، اسلم: مقولہ، جوقول سے ملکر مضاف الیہ، ملکر اذکر کا ظرف، قال: قول، اسلمت لرب العلمين: فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ جوقول سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ووصى بها ابراهم بنيه ويعقوب يبنى ان الله اصطفى لكم الدين فلا تموتن الا وانتم مسلمون﴾

و: عاطفہ، وصی: فعل، بھا: ظرف لغو، ابراهیم ویعقوب : معطوف علیہ معطوف سے ملکر فاعل، بنیه: مفعول، یبنی: جملہ فعلیہ ندائیہ ،انّ اللّٰـه اصطفى لكم الدين: جملہ اسمیہ مقصود بالندا، جوندا سے ملکر فاعل سے حال ہے، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحیہ ،لا تموتن: فعل بافاعل، الا: للحصر ،وانتم مسلمون :جملہ فاعل سے حال ہے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط محذوف اذا عرفتم هذا کی جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿ام كنتم شهداء اذحضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه ما تعبدون من بعدى﴾

ام: عاطفہ منقطعہ، کنتم: فعل ناقص بااسم، شهداء: اسم فاعل، ھم ضمیر مستتر فاعل، اذ حضر يعقوب الموت :مبدل منہ، اذ قال لبنيه ...... الخ: بدل، ملکر ظرف، شهداء اپنے متعلقات سے ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا نعبد الهک واله ابائک ابراهم واسمعيل واسحق الها واحدا ونحن له مسلمون﴾

قالوا: قول، نعبد: فعل بافاعل، الٰهک: معطوف علیہ، واله: مضاف، اٰبآئِک: مبدل منہ، ابراهيم واسمعيل :بدل، ملکر مضاف الیہ، مرکبِ اضافی معطوف، جو معطوف علیہ سے ملکر مبدل منہ، الٰهـا واحدًا :بدل ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ، جوقول سے ملکر جملہ قولیہ، و: اعتراضیہ، نحن: مبتدا، له مسلمون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿تلک امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون﴾

تلک: مبتدا، امة قد خلت :خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لها: خبر مقدم، ما کسبت: مبتدا مؤخر، ملکر معطوف علیہ، ولکم: خبر مقدم، ماكسبتم :مبتدا مؤخر، معطوف، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: استئنافیہ، لاتسئلون: فعل بافاعل، عما كانوا يعملون: ظرف لغو، سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وقالوا كونوا هودا او نصارى تهتدوا قل بل ملة ابراهم حنيفا وما كان من المشركين﴾

و: استئنافیہ، قالوا: قول، کونوا هودا او نصارى :جملہ فعلیہ مقولہ اول، تهتدوا: جملہ فعلیہ جواب امر، مقولہ ثانی، قول بامقولین جملہ قولیہ، قل: فعل امر بافاعل ملکر جملہ مستانفہ، بل: عاطفہ، نتبع: فعل محذوف وفاعل، ملة: مضاف، ابراهيم: ذوالحال، حنيفا: حال، و: عاطفہ، ما كان من المشركين: جملہ فعلیہ حال ثانی، ملکر مضاف الیہ، جومضاف سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسی وعیسی وما اوتی النبیون من ربھم﴾

قولوا: قول، امنا: فعل بافاعل، ب: جار، اللہ: اسم جلالت معطوف علیہ، وما انزل الینا: موصول صلہ ملکر معطوف اول، وماانزل الی ابراھیم ......الی...... والاسباط: موصول صلہ ملکر معطوف ثانی، وما اوتی موسی وعیسیٰ: معطوف ثالث، وماوتی النبیون: معطوف رابع، سب ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لانفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون﴾

لانفرق بین احد منھم: جملہ فعلیہ ہوکر امنا کے فاعل سے حال اول...... ونحن لہ مسلمون: حال ثانی۔

﴿فان امنوا بمثل ما امنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق﴾

ف: استئنافیہ، اِنْ: شرطیہ، اٰمنوا بمثل ماامنتم بہ: جملہ فعلیہ شرط، فقد اھتدوا: جزا، ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تولوا: جملہ فعلیہ شرط، فانما ھم فی شقاق: جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿فسیکفیکھم اللہ وھوالسمیع العلیم﴾

ف: عاطفہ للتعقیب، سیکفیکھم اللہ: فعل ومفعولین وفاعل ملکر جملہ فعلیہ، وھو السمیع العلیم: جملہ اسمیہ۔

﴿صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ﴾

صبغۃ اللہ: مفعول مطلق، امنا فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ، و: عاطفہ، مَنْ: مبتدا، احسن: اسم تفضیل ھو ضمیر ممیّز...... من اللہ: ظرف لغو، صبغۃ تمیز، جو اپنے ممیّز سے ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ونحن لہ عبدون﴾ و: عاطفہ، نحن: مبتدا، عبدون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف امنا پر

﴿قل اتحاجوننا فی اللہ وھو ربنا وربکم ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم ونحن لہ مخلصون﴾

قل: قول، اتحاجون: فعل وفاعل، نا: ضمیر ذوالحال، فی اللہ: ظرف لغو، وھو ربنا وربکم: معطوف علیہ، ولنا اعمالنا: معطوف اول، ولکم اعمالکم: معطوف ثانی، ونحن لہ مخلصون: معطوف ثالث، ملکر حال، جو ذوالحال سے ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ام تقولون ان ابراھم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط کانوا ھودا او نصاری﴾

ام: منقطعہ بمعنی بل، تقولون: فعل وفاعل ملکر قول، انّ: حرف مشبہ بالفعل، ابراھیم ......الی...... والاسباط: اسم، کانوا ھودا او نصاری: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل ء انتم اعلم ام اللہ﴾

قل:قول،ھمزہ:استفہامیہ،انتم ام اللہ:معطوف علیہ یا معطوف مبتدا،اعلم:خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ومن اظلم ممن کتم شھادۃ عندہ من اللہ﴾

و:مستانفہ،مَنْ: مبتدا،اظلم:اسم تفضیل،ھو ضمیر فاعل،مِنْ:جار،مَنْ:موصولہ،کتم:فعل ناقص با اسم،شھادۃ:موصوف،عندہ: ظرف مستقر صفت اول،من اللہ:ظرف مستقر صفت ثانی،ملکر خبر،جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،جو موصول سے ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،اظلم اسم تفضیل اپنے فاعل ومفعول اور ظرف لغو سے ملکر خبر،جو مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما اللہ بغافل عما تعملون﴾

و:عاطفہ،ما:مشبہ بلیس،اللہ:اسم،ب:زائدہ،غافل:اسم فاعل اس میں ھو ضمیر فاعل،عما تعملون:ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم ......☆علماء یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام ﷜ نے اسلام لانے کے بعد اپنے دو بھتیجوں مہاجر وسلمہ کو اسلام کی دعوت دی اور ان سے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ ﷻ نے توریت میں فرمایا کہ میں اولاد اسمٰعیل سے ایک نبی پیدا کرونگا جنکا نام احمد ہوگا جو ان پر ایمان لائے گا راہ یاب ہوگا اور جو ایمان نہ لائیگا ملعون ہے یہ سن کر سلمہ ایمان لے آئے مہاجر نے اسلام سے انکار کیا اس پر اللہ ﷻ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرما کر ظاہر کر دیا کہ جب حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے خود اس رسول معظم کے مبعوث ہونے کی دعا فرمائی تو جو انکے دین سے پھرے وہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے دین سے پھرا،اس میں یہود ونصاری ومشرکین عرب پر تعریض ہے جو اپنے آپ کو افتخاراً حضرت ابراھیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے جب انکے دین سے پھر گئے تو شرافت کہاں رہی۔

☆......ام کنتم شھداء......☆یہ آیتِ مبارکہ یہود کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے کہا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے روز اپنی اولاد کو یہودی رہنے کی وصیت کی تھی اللہ ﷻ نے انکے اس بہتان کے رد میں یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی (خازن)،معنی یہ ہیں کہ اے بنی اسرائیل تمہارے پہلے لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کے آخر وقت ان کے پاس موجود تھے جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر ان سے اسلام اور توحید کا اقرار کرلیا تھا اور یہ اقرار لیا تھا جو آیتِ مبارکہ میں مذکور ہیں۔

☆......وقالوا کونوا......☆حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ آیتِ مبارکہ رؤسا یہود اور نجران کے نصرانیوں کے جواب میں نازل ہوئی یہودیوں نے مسلمانوں سے یہ کہا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں اور توریت تمام کتابوں سے افضل ہے

اور یہودی دین تمام ادیان سے اعلیٰ ہے اس کے ساتھ انہوں نے حضرت سید کائنات محمد مصطفی ﷺ اور انجیل وقرآن کیساتھ کفر کرکے مسلمانوں سے کہا تھا کہ یہودی بن جاؤ اسی طرح نصرانیوں نے بھی اپنے ہی دین کو حق بتا کر مسلمانوں سے نصرانی ہونے کو کہا تھا اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

☆......قل اتحاجوننا......☆ یہود نے مسلمانوں سے کہا ہم پہلی کتاب والے ہے، ہمارا قبلہ پرانا ہے، ہمارا دین قدیم ہے، انبیاء ہم میں سے ہوئے ہیں اگر سید عالم محمد مصطفی ﷺ نبی ہوتے تو ہم میں سے ہوتے، اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت اسمعیل علیہ السلام کو حضرت اسحق علیہ السلام سے پہلے ذکر کرنے کی وجہ:

لے......حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت اسحٰق علیہ السلام سے پہلے ذکر فرمانا دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ آپ حضرت اسحٰق علیہ السلام سے چودہ سال بڑے ہیں دوسرا اسلئے کہ آپ سید عالم ﷺ کے جد میں سے ہیں۔ (ماخوذ از الجمل، ج ۱، ص ۱٦٤)

صبغۃ سے کیا مراد ھے؟

ع......صبغۃ مفعول مطلق ہے اور اس سے مراد وہ حالت ہے جس پر صبغ واقع ہو، لہذا اسکا معنی اللہ کا پاک کرنا ہوا کیونکہ ایمان نفوس کو پاک کر دیتا ہے، اس معاملے کی حقیقت یہ ہے کہ نصاری اپنی اولاد کو زرد پانی میں غوطہ دیتے اور اس تقریب کا نام معمودیۃ رکھتے اور کہتے کہ یہ انکی تطھیر ہے، جب ان میں سے کوئی شخص اپنے نومولود بچے کے ساتھ ایسا کرتا تو کہتا: ''اب یہ سچا نصرانی بن گیا ہے۔'' یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو حکم ہوا کہ وہ یہ کہیں: ''ہم اللہ عزوجل پر ایمان لائے، جس نے ہمیں ایمان کے رنگ سے رنگ دیا۔'' (المدارك، ج ۱، ص ۱۳٤)

وله والجمل ثلاث احوال سے مراد:

س......وہ تین جملے جو حال واقع ہو رہے ہیں یہ ہیں: (۱)......وھو ربنا وربکم (۲)......و لنا اعمالنا ولکم اعمالکم (۳)......ونحن له مخلصون۔ (الجمل، ج ۱، ص ۱٦۹)

اغراض:

نھی عن ترک الاسلام الخ: اس جملے سے اس وہم کا دفع کرنا مقصود ہے کہ اسلام پر مرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی تو پھر مکلف بنانے کا کیا فائدہ؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اسلام کا مکلف بنادیا جائے اور اس کے ترک کرنے سے منع کیا جائے جیسا کہ کسی شخص سے کہا جاتا ہے کہ نماز نہ پڑھنا مگر خشوع وخضوع سے، (یعنی نماز خشوع وخضوع ہی سے ادا کرنا) مطلب یہ ہوا

کہ خشوع ترک کرنے کی ممانعت فرمادی گئی۔

ولان العم بمنزلة الاب: یعنی چچا بمنزلہ باپ کے ہوا کرتا ہے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "عمک صنو ابیک یعنی تمہارا چچا تمہارے باپ کی مثل ہے"۔

من العمل: یعنی کسی کو کسی دوسرے کا عمل فائدہ نہ دے گا۔ او لـلتفصيل: تفصیل کے لئے ہے نہ کہ جمع کے لئے، مدینہ کے یہودیوں کا مقالہ یہ تھا کہ یہودی ہوجاؤ تو ہدایت پاجاؤ گے اس لئے کہ یہود کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا، نصاری کا قول یہ کہ نصرانی ہوجاؤ تو ہدایت پاجاؤ گے اس لئے کہ نصرانیوں کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا۔

خطاب للمؤمنين: اور یہ بھی درست ہے کہ خطاب یہود و نصاری سے ہو، یعنی جب تم نجات کا ارادہ کرتے ہو تو شرک نہ کرو اور کہو ہم ایمان لائے۔ من الصحف العشر: اللہ نے فرمایا ﴿ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابراهيم وموسی﴾۔

اولاده: یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد، اسباط سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی جانب نسبت کرنا مراد ہے، اور اسباط سے ان کی ساری اولادیں مراد ہیں، اور آیت کا ماخذ یہ ہے کہ اسباط سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام مراد لیا جاتا ہے اور یہی معتمد ہے جیسا کہ ابن حجر نے اپنی شرح الھمزیۃ میں لکھا ہے، اس اعتبار سے تو (یعنی کوئی معترض) یہ کہے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام نبوت سے پہلے اور بعد میں صغائر و کبائر سے معصوم ہوتے ہیں تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو اندھے کنویں میں ڈالنا اور پھر ان کی قمیص مبارک کو جھوٹا خون لگادینا وغیرہ امور نبوت کے منافی ہیں، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہ حضرات محض انبیاء تھے مشروعین نہیں تھے یعنی انہیں کوئی شریعت وغیرہ نہیں دی گئی تھی لہذا بظاہر ان کے اس قسم افعال پر کوئی الزام نہیں آتا، پس مدار ایک حد تک باطنی خلوص پر ہے جو کہ حضرت خضر کا حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ ہونے کے بارے میں کہا جاتا ہے، اور اللہ عزوجل حضرت خضر کے عمل پر گواہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ کیا اللہ کے حکم سے کیا، پس اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بھی ان کے بھائیوں کے عمل پر اللہ گواہ ہے جیسا کہ حضرت خضر کے اعمال پر گواہ بلکہ اس سے بھی اولی صورت ہے۔

کالیھود: یعنی وہ حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کے سوا باقی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا انکار کیا۔

والنصاری: کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کے ماسوا کا انکار کیا۔

خلاف: یعنی دین حق کی مخالفت کی اور اس کا اطلاق گمراہی یا عداوت پر ہوتا ہے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ دونوں پر اس کا اطلاق ہو اس لئے کہ ایمان سے پھرنا گمراہی اور اللہ سے دشمنی ہے معاذ اللہ۔ شقاقھم: یعنی ان کی گمراہی، مخالفت اور اللہ کے دین سے دشمنی کا نقصان۔

بقتل قريظة: یعنی بنو قریظہ ایک دن میں سات سو کی تعداد میں قتل ہوئے اور انہیں خندق میں پھینکا گیا۔

کالصبغ فی الثوب: اس کے بارے میں ہم ماقبل ذکر کر چکے۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۱۱۲ وغیرہ)

اہم باتیں

مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانہ کعبہ ہے، مزار کو بوسہ نہ دینا چاہیے۔علماء اس میں مختلف ہیں۔اور بہتر بچنا، اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔آستانہ بوسی میں حرج نہیں۔اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اس سے شرع میں ممانعت نہ آئی، اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا منع نہیں ہوسکتی قال اللہ تعالی ﴿ فالحکم للہ پس حکم اللہ کے لیے ہے (مومن:۱۲) ﴾۔ہاتھ باندھے الٹے پاؤں واپس آنا ایک طرزِ ادب ہے، اور جس ادب سے شرع نے منع نہ فرمایا اس میں حرج نہیں۔ہاں اگر اس میں اپنی یا دوسرے کی ایذاء کا اندیشہ ہو تو اس سے احتراز کیا جائے۔واللہ تعالی اعلم۔

ہمارے علماء اس بات کی تصریح فرماتے ہیں کہ مزارا کابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا ہو، پھر تقبیل کی کیا سبیل!

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج۹، ص ۵۲۸، رضافاؤنڈیشن)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

رکوع نمبر: ۱

﴿ سیقول السفهاء ﴾ اَلْجُهَّالُ ﴿من الناس ﴾ اَیِ الْیَهُوْدِ وَالْمُشْرِكِیْنَ ﴿ ما ولهم﴾ اَیُّ شَیْءٍ صَرَّفَ النَّبِیَّ ﷺ وَالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿ عن قبلتهم اَلّتی كانوا علیها﴾ عَلٰی اِسْتِقْبَالِهَا فِی الصَّلٰوةِ وَهِیَ بَیْتُ الْمَقْدِسِ، وَالْاِتْیَانُ بِالسِّیْنِ الدَّالَّةِ عَلَی الْاِسْتِقْبَالِ مِنَ الْاَخْبَارِ بِالْغَیْبِ ﴿ قل لله المشرق والمغرب﴾ اَیِ الْجِهَاتُ كُلُّهَا فَیَأْمُرُ بِالتَّوَجُّهِ اِلٰی اَیِّ جِهَةٍ شَآءَ لَا اِعْتِرَاضَ عَلَیْهِ ﴿ یهدی من یشاء ﴾ هِدَایَتَهٗ ﴿ الی صراط ﴾ طَرِیْقٍ ﴿ مستقیم (۱۴۲)﴾ دِیْنِ الْاِسْلَامِ اَیْ وَمِنْهُمْ اَنْتُمْ دَلَّ عَلٰی هٰذَا ﴿ وكذلک﴾ كَمَا هَدَیْنَاكُمْ اِلَیْهِ ﴿جعلنكم﴾ یَآ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿امة وسطا﴾ خِیَارًا عَدُوْلاً ﴿ لتكونوا شهداء علی الناس﴾ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَنَّ رُسُلَهُمْ بَلَغَتْهُمْ ﴿ویكون الرسول علیكم شهیدا ﴾ اَنَّهٗ بَلَّغَكُمْ ﴿وما جعلنا﴾ صَیَّرْنَا ﴿ القبلة﴾ لَکَ الْاٰنَ الْجِهَةَ ﴿ التی كنت علیها﴾ اَوَّلاً وَهِیَ الْكَعْبَةُ وَكَانَ ﷺ یُصَلِّیْ اِلَیْهَا فَلَمَّا هَاجَرَ اُمِرَ بِاسْتِقْبَالِ بَیْتِ الْمَقْدِسِ تَاَلُّفًا لِّلْیَهُوْدِ فَصَلّٰی اِلَیْهِ سِتَّةَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ حُوِّلَ ﴿الا لنعلم﴾ عِلْمَ ظُهُوْرٍ ﴿ من یتبع الرسول﴾ فَیُصَدِّقُهٗ ﴿ ممن ینقلب علی عقبیه﴾ اَیْ یَرْجِعُ اِلَی الْكُفْرِ شَكًّا فِی الدِّیْنِ وَظَنًّا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ حَیْرَةٍ مِنْ اَمْرِهٖ وَقَدْ اِرْتَدَّ لِذٰلِکَ جَمَاعَةٌ ﴿وان﴾ مُخَفَّفَةٌ مِّنَ الثَّقِیْلَةِ وَاِسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَیْ وَاِنَّهَا ﴿كانت﴾ اَیِ التَّوْلِیَةُ اِلَیْهَا ﴿لكبیرة﴾ شَاقَّةً عَلَی النَّاسِ ﴿ الا علی الذین هدی الله﴾ مِنْهُمْ ﴿وما كان الله لیضیع ایمانكم﴾ اَیْ صَلَاتَكُمْ اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ بَلْ یُثِیْبُكُمْ عَلَیْهِ لِاَنَّ سَبَبَ نُزُوْلِهَا السُّؤَالُ عَمَّنْ مَّاتَ قَبْلَ التَّحْوِیْلِ ﴿ ان الله بالناس﴾ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿لرءوف الرحیم (۱۴۳)﴾ فِیْ عَدْمِ اِضَاعَةِ اَعْمَالِهِمْ، وَالرَّاْفَةُ شِدَّةُ الرَّحْمَةِ وَقُدِّمَ الْاَبْلَغُ لِلْفَاصِلَةِ ﴿قد﴾ لِلتَّحْقِیْقِ ﴿نری تقلب﴾ تَصَرُّفَ ﴿وجهک فی﴾ جِهَةِ ﴿السماء﴾ مُتَطَلِّعًا اِلَی الْوَحْیِ وَمُتَشَوِّقًا لِّلْاَمْرِ بِاسْتِقْبَالِ الْكَعْبَةِ وَكَانَ یَوَدُّ ذٰلِکَ لِاَنَّهَا قِبْلَةُ اِبْرٰهِیْمَ وَلِاَنَّهَا اَدْعٰی اِلٰی اِسْلَامِ الْعَرَبِ ﴿فلنولینک﴾ نُحَوِّلَنَّکَ ﴿قبلة ترضها﴾ تُحِبُّهَا ﴿فول وجهک﴾ اِسْتَقْبِلْ فِی الصَّلٰوةِ ﴿شطر﴾ نَحْوَ ﴿المسجد الحرام﴾ اَیِ الْكَعْبَةِ ﴿وحیث ما كنتم﴾ خِطَابٌ لِّلْاُمَّةِ ﴿فولوا وجوهكم﴾ فِی الصَّلٰوةِ ﴿شطره وان الذین اوتوا الكتب لیعلمون انه﴾ اَیِ التَّوَلِّیْ اِلَی الْكَعْبَةِ ﴿الحق﴾ اَلثَّابِتُ ﴿من ربهم﴾ لِمَا فِیْ كُتُبِهِمْ مِنْ نَّعْتِ النَّبِیِّ ﷺ مِنْ اَنَّهٗ یَتَحَوَّلُ اِلَیْهَا ﴿وما الله بغافل عما یعملون (۱۴۴)﴾ بِالتَّاءِ اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنِ امْتِثَالِ اَمْرِهٖ وَبِالْیَاءِ اَیِ الْیَهُوْدُ مِنْ اِنْكَارِ اَمْرِ الْقِبْلَةِ ﴿ولئن﴾

لَامُ قَسمٍ ﴿اتیت الذین اوتوا الکتب بکل ایۃ﴾ عَلٰی صِدْقِکَ فِیْ اَمْرِ الْقِبْلَۃِ ﴿ما تبعوا﴾ اَیْ لَا یَتَّبِعُوْنَ ﴿قبلتک﴾ عِنَادًا ﴿وماانت بتابعٍ قبلتھم﴾ قَطْعٌ لِطَمْعِہٖ فِیْ اِسْلَامِھِمْ وَطَمْعِھِمْ فِیْ عَوْدِہٖ اِلَیْھَا ﴿وما بعضھم بتابعٍ قبلۃ بعضٍ﴾ اَیِ الْیَھُوْدُ قِبْلَۃَ النَّصَارٰی وَبِالْعَکْسِ ﴿ولئن اتبعت اھواء ھم﴾ اَلَّتِیْ یَدْعُوْنَکَ اِلَیْھَا ﴿من بعد ما جاءک من العلم﴾ اَلْوَحْیِ ﴿انک اذا﴾ اِنِ اتَّبَعْتَھُمْ فَرْضًا ﴿لمن الظالمین(۱۴۵)الذین اتینھم الکتب یعرفونہ﴾ اَیْ مُحَمَّدًا ﴿کما یعرفون ابناء ھم﴾ بِنَعْتِہٖ فِیْ کُتُبِھِمْ قَالَ ابْنُ سَلَامٍ: "لَقَدْ عَرَفْتُہٗ حِیْنَ رَاَیْتُہٗ کَمَا اَعْرِفُ اِبْنِیْ وَمَعْرِفَتِیْ لِمُحَمَّدٍ ﷺ اَشَدُّ" ﴿وان فریقا منھم لیکتمون الحق﴾ نَعْتَہٗ ﴿وھم یعلمون (۱۴۶)﴾ ھٰذَا الَّذِیْ اَنْتَ عَلَیْہِ ﴿الحق﴾ کَائِنٌ ﴿من ربک فلا تکونن من الممترین(۱۴۷)﴾ اَلشَّاکِیْنَ فِیْہِ اَیْ مِنْ ھٰذَا النَّوْعِ فَھُوَ اَبْلَغُ مِنْ لَاتَمْتَرْ۔

﴿ترجمہ﴾

اب کہیں گے بیوقوف (جاہل) لوگ (یعنی یہود و مشرکین) کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو (مـا بمعنی ای شیء ہے، یعنی کس چیز نے نبی پاک ﷺ اور مؤمنین کو پھیرا) ان کے اس قبلہ سے جس پر تھے (یعنی جسکی طرف نماز میں منہ کیا کرتے تھے، اس سے مراد بیت المقدس ہے، سیقول میں سین زمانہ مستقبل میں پیش آمدہ غیب کی خبروں پر دلالت کرتا ہے) تم فرمادو کہ مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے (یعنی تمام جہات اسی کی ہیں، وہ جس طرف چاہے متوجہ ہونے کا حکم دے سکتا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا) جسے چاہے (اسے ہدایت دیتا ہے) سیدھی راہ چلاتا ہے (یعنی دینِ اسلام کی راہ پر چلاتا ہے، یہاں صراط بمعنی طریق ہے، اور ان ہدایت یافتہ افراد میں سے تم بھی ہو جس پر مابعد آیتِ کریمہ دلالت کررہی ہے) اور بات یوں ہی ہے (جس طرح ہم نے تمہیں ہدایت دی) کہ ہم نے تمہیں کیا (اے امتِ محمد ﷺ) سب امتوں میں افضل ......۱......(وسط بمعنی پرہیزگار اور عادل ہے) کہ تم لوگوں پر گواہ ہو (قیامت کے دن کہ انکے رسولوں نے انکو اللہ ﷻ کا پیغام پہنچایا) اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ......۲...... (ہیں کہ انہوں نے تم تک پیغامِ حق پہنچا دیا ہے) اور اے محبوب! ہم نے نہ بنایا تھا (جعلنا بمعنی صیرنا ہے) قبلہ (اب، آپ ﷺ کیلئے اس سمت کو) جس قبلہ پر تم تھے (پہلے، اس سے مراد کعبہ شریف ہے کہ آپ ﷺ کعبہ ہی کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمایا کرتے تھے لیکن جب آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو یہود کی دل جوئی کیلئے بیت المقدس کی جانب متوجہ ہونے کا حکم دیا گیا، پس آپ ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائی، اس کے بعد پھر قبلہ تبدیل کردیا گیا) ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں (ظاہر کردیں کہ) کون رسول کی پیروی کرتا ہے (یعنی انکی تصدیق کرتا ہے) اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے (یعنی دین میں شک کرتے ہوئے کفر کی طرف لوٹ جاتا ہے اور گمان یہ کرتا ہے کہ نبی پاک ﷺ اپنے معاملے میں خود حیران ہیں، اسی وجہ سے ایک جماعت مرتد ہوگئی) اور بیشک (انْ مخففہ من الثقیلۃ ہے جسکا اسم محذوف ہے یعنی اصل میں وَاِنھا تھا) یہ (یعنی قبلہ کی تبدیلی) بھاری تھی (یعنی لوگوں پر دشوار تھی) مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی (انہیں میں سے) اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے (یعنی بیت المقدس کی طرف نماز ادا کرنے کو ضائع نہیں فرمائیگا، بلکہ وہ تمہیں اس پر ثواب دیگا، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب اُن افراد کے بارے میں سوال ہوا جو تحویلِ

قبلہ سے پہلے انتقال کر چکے تھے) بیشک اللہ آدمیوں (یعنی مؤمنین) پر بہت مہربان، مہروالا ہے (انکے اعمال ضائع نہیں کرتا، رأفۃ کا معنیٰ شدید رحمت ہے، رؤف میں اگرچہ رحیم کے مقابلے میں معنوی زیادتی پائی جاتی ہے لیکن اس کو یہاں اس آیتِ مبارکہ میں پہلے ذکر کرنے کی وجہ محض رعایت فاصلہ ہے) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار (یہاں قد تحقیقیہ ہے اور تقلب بمعنی تصرف ہے) تمہارا منہ کرنا آسمان کی طرف (یعنی اسکی جانب، وحی سے آگاہی حاصل کرنے اور استقبال کعبہ کے حکم ہونے کا شوق رکھنے کی وجہ سے، حضورﷺ کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا اس لئے محبوب تھا کہ کعبہ حضرت سیدنا ابراہیمؑ کا قبلہ تھا اور اس لئے بھی کہ کعبہ کو قبلہ قرار دینا عربوں کے اسلام لانے میں زیادہ مؤثر تھا) تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے (فلنولینک بمعنی نحولنک ہے) اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے (یعنی جسے آپﷺ پسند فرماتے ہیں) ابھی اپنا منہ پھیر دو (حالتِ نماز ہی میں) مسجدِ حرام کی طرف (یعنی کعبہ معظمہ کی طرف) اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو (یہاں خطاب امتِ مسلمہ سے ہے) اپنا منہ اسی کی طرف کرو (نماز میں) اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ (کعبہ مشرفہ کی طرف پھرنا) حق ہے (یعنی ثابت ہے) ان کے رب کی طرف سے (کیونکہ ان کی کتابوں میں نبی پاکﷺ کی یہ صفت موجود تھی کہ آپﷺ تحویلِ قبلہ فرمائیںگے) اور اللہ ان کے کوتوتوں یعنی برے اعمال سے بے خبر نہیں (تعملون میں دولغات ہیں تعملون، یعملون، تعملون ہو تو معنیٰ ہوگا "اے مسلمانو! اللہ تمہارے اس کے احکام بجالانے سے بے خبر نہیں۔" اور اگر یعملون پڑھیں تو معنیٰ ہوگا "اللہ یہود کے انکارِ قبلہ کے معاملے سے بے خبر نہیں") اور اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تم ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے کر آؤ (امرِ قبلہ میں اپنی سچائی پر) وہ پیروی نہ کریں گے (یعنی اتباع نہ کرینگے) تمہارے قبلہ کی (حسد کی وجہ سے) اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو (یہاں مقصود حضورﷺ کی یہودیوں کے اسلام لانے کی شدید امید کو پورا نہ کرنا اور یہودیوں کی حضورﷺ کے بیت المقدس کی طرف لوٹ آنے کی طمع کو ختم کرنا ہے) اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں (یعنی یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے قبلہ کی پیروی نہیں کرتے) اور اے سننے والے کسے باشد! اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا (جس کی طرف وہ تمہیں بلاتے ہیں) بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا (وحی کا) تو اس وقت (اگر بالفرض تم انکی پیروی کرو) تو ضرور ستم گار ہوگا جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی (یعنی حضرت سیدنا محمدﷺ) کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے (آپﷺ کے ان اوصاف کے ذریعے جو انکی کتابوں میں مذکور ہیں، حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ "جب میں نے آقائے نامدارﷺ کا دیدار کیا تو فوراً پہچان لیا جیسا کہ میں اپنے بیٹے کو پہچان لیتا ہوں......۳......، بلکہ مجھے اپنے بیٹے کی معرفت سے بڑھ کر عرفانِ محمدیﷺ حاصل تھا۔") اور بیشک ان میں ایک گروہ حق (یعنی آپکے اوصاف کو) چھپاتے ہیں اور وہ جانتے ہیں (کہ حق وہی ہے جس پر آپﷺ ہیں) اے سننے والو! یہ حق ہے (جو موجود ہے) تیرے رب کی طرف سے، تو خبردار! تو شک نہ کرنا (تم ہرگز اس قسم کے لوگوں میں سے مت ہونا جو اس بارے میں شک کرنے والے ہیں، یہ طرزِ کلام لا تمتر سے زیادہ بلیغ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿سیقول السفهاء من الناس ماولهم عن قبلتهم التی کانوا علیها﴾

سیقول: فعل، السفهاء: ذوالحال، من الناس: حال، ملکر فاعل، یہ سب ملکر قول، ما: استفہامیہ مبتدأ، ولٰهم: فعل بافاعل ومفعول، عن قبلتهم التی کانوا علیها: ظرف لغو، سب ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قل للہ المشرق والمغرب یهدی من یشاء الی صراط مستقیم﴾

قل: فعل امر بافاعل ملکر قول، لام: جار، اللّٰہ: موصوف، یھدی: فعل، ھو ضمیر فاعل، من یشاء: مفعول، الی صراط مستقیم: ظرف لغو، فعل اپنے فاعل ومفعول اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، موصوف صفت ملکر مجرور، جوجار سے ملکر خبر مقدم، المشرق والمغرب: معطوف علیہ بامعطوف مبتدا مؤخر، ملکر مقولہ، قول مقولہ جملہ قولیہ۔

﴿وکذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا﴾

و: عاطفہ، ک: جار، ذالک: مجرور متعلق بمحذوف صفت مصدر محذوف ''الجعل، ملکر مفعول مطلق مقدم، جعلنا: فعل بافاعل، کم: مفعول اول، امۃ وسطا: مفعول ثانی، لتکونوا شھداء علی الناس: معطوف علیہ، ویکون الرسول علیکم شھیدا: معطوف، ملکر مفعول لہ، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماجعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ﴾

و: عاطفہ، ماجعلنا: فعل نفی، نا: ضمیر فاعل، القبلۃ: مفعول اول، التی کنت علیھا: مفعول ثانی، الا: للحصر، لنعلم من یتبع الرسول ......الخ: مفعول لہ، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان کانت لکبیرۃ الا علی الذین ھدی اللہ﴾

و: حالیہ، ان: مخففہ، اسم محذوف ھا مبتداء، کانت: فعل بااسم، لام: تاکیدیہ، کبیرۃ: موصوف، علی الناس: محذوف مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، علی الذین ھدی اللّٰہ: جارمجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر مستثنیٰ، ملکر صفت، جوموصوف سے ملکر خبر، کانت اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وماکان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرءوف رحیم﴾

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، اللّٰہ: اسم، مریدا: اسم فاعل محذوف ھو ضمیر فاعل، لام: جار، یضیع ایمانکم: جملہ ہوکر مجرور، جو جار سے ملکر متعلق باسم فاعل، یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ، انّ: حرف مشبہ بالفعل، اللّٰہ: اسم، بالناس لرءوف: خبر اول، رحیم: خبر ثانی، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قدنری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضھا﴾

قد: تحقیقیہ، نری: فعل، نحن ضمیر مستتر فاعل، تقلب وجھک: مفعول، فی السماء: ظرف لغو تقلب مصدر کا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ للتعلیل، لام: تاکیدیہ للقسم، نولینّک: فعل، نحن ضمیر فاعل، ک: ضمیر مفعول اول، قبلۃ: موصوف، ترضھا: صفت، ملکر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فول وجھک شطر المسجد الحرام﴾

ف: فصیحہ،وَلِّ:فعل امر،انت ضمیر فاعل،وجھک: مفعول اول،شطر المسجد الحرام:مفعول ثانی،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ﴾

و: مستانفہ،حیث ما: اسم شرط منصوب علی الظرف متعلق بحذوف خبر مقدم، کنتم: فعل ناقص بااسم وخبر مقدم شرط،ف: جزائیہ، وَلُّوا: فعل امر،واوضمیر فاعل،وجوھکم: مفعول اول،شطرہ: مفعول ثانی،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان الذین اوتواالکتب لیعلمون انه الحق من ربھم﴾

و: مستانفہ،انّ: حرف مشبہ بالفعل،الذین اوتوا الکتاب: اسم،لیعلمون انه الحق من ربھم: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اورخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومااللہ بغافل عما یعملون﴾

و: مستانفہ،ما: حجازیہ(یعنی مشابہ بلیس)،اللّٰہ: اسم،ب: زائدہ،غافل عما تعملون: شبہ جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ماشابہ بلیس اپنے اسم اورخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولئن اتیت الذین اوتواالکتب بکل ایة ما تبعوا قبلتک وما انت بتابع قبلتھم وما بعضھم بتابعِ قبلة بعض﴾

و: عاطفہ،لام: تاکیدیہ للقسم،اِنْ: شرطیہ،اتیت: فعل بافاعل،الذین اوتوا الکتاب: موصول صلہ ملکر مفعول،بکل ایة: ظرف لغو،یہ سب ملکر شرط،ما تبعوا: فعل نفی،واوضمیر فاعل،قبلتک: مفعول،یہ سب ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،ما: مشابہ بلیس ،انت: اسم،بتابع قبلتھم: خبر،جملہ اسمیہ ہوکر معطوف اول،وما بعضھم الخ: جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ثانی،سب ملکر جواب قسم،قائم مقام جواب شرط،جوشرط سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿ولئن اتبعت اھواء ھم من بعد ماجاء ک من العلم انک اذا لمن الظلمین﴾

و: استئنافیہ ، لام: تاکیدیہ للقسم،اِنْ: شرطیہ،اتبعت: فعل بافاعل،اھواء ھم: ، مفعول۔من بعد ماجاء ک من العلم: ظرف لغو،یہ سب ملکر شرط،اِنّ: حرف مشبہ بالفعل ، ک: ضمیر اسم،اذاً: مھملہ برائے تاکید قسم،لمن الظلمین: خبر،اِنّ اپنے اسم اورخبر سے ملکر جواب قسم،قائم مقام جواب شرط،جوشرط سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿الذین اتینھم الکتب یعرفونه کما یعرفون ابناء ھم﴾

الذین اتینھم الکتب: موصول صلہ ملکر مبتدا،یعرفونه: فعل وفاعل ومفعول بہ ،ک: جار،ما: مصدریہ ،یعرفون ابنائھم: جملہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور،ملکر صفت مصدر محذوف عــرف کیلئے ،مرکب توصیفی بنکر مفعول مطلق،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون﴾

و: استئنافیہ ،انّ: حرف مشبہ بالفعل ،فریقا منھم: مرکب توصیفی ہوکر اسم، لیکتمون: فعل، واؤ ضمیر فاعل، الحق: مفعول، وھم یعلمون: جملہ حال ہے فاعل سے، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿الحق من ربک﴾ الحق: مبتدا، من ربک: ظرف مستقر، متعلق شبہ فعل ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿فلا تکونن من الممترین﴾

ف: متانفہ، لاتکونن: فعل ناقص، انت ضمیر اسم، من الممترین: خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... **سیقول السفھاء من الناس** ...... ☆ یہ آیتِ مبارکہ یہود کے حق میں نازل ہوئی جب بجائے بیت المقدس کے کعبہ معظّمہ کو قبلہ بنایا گیا اس پر انہوں نے طعن کیا کیونکہ یہ انہیں ناگوار تھا اور وہ نسخ کے قائل نہ تھے، ایک قول پر یہ آیتِ مبارکہ مشرکینِ مکہ کے اور ایک قول پر یہ آیتِ مبارکہ منافقین کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے کفار کے یہ سب گروہ مراد ہوں کیونکہ طعن وتشنیع میں سب شریک تھے اور کفار کے طعن کرنے سے قبل قرآن پاک میں اسکی خبریں دینا غیبی خبروں میں سے ہے، طعن کرنے والوں کو بیوقوف اسلئے کہا گیا کہ وہ نہایت بات پر معترض ہوئے باوجود یہ کہ انبیاء سابقین نے نبی آخر الزماں ﷺ کے خصائص میں آپکا لقب ذو القبلتین ذکر فرمایا اور تحویلِ قبلہ اسکی دلیل ہے کہ یہ وہی نبی ہیں جنکی پہلے انبیاء خبریں دیتے آئے، ایسے روشن نشان سے فائدہ نہ اٹھانا اور معترض ہونا کمال حماقت ہے۔

☆...... **وما کان اللہ لیضیع ایمانکم**...... ☆ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے زمانے میں جن صحابہ نے وفات پائی انکے رشتے داروں نے تحویلِ قبلہ کے بعد انکی نمازوں کا حکم دریافت کیا اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی اور اطمینان دلایا گیا کہ انکی نمازیں ضائع نہیں ان پر ثواب ملے گا۔

☆...... **قد نری تقلب وجھک**...... ☆ سید عالم ﷺ کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسند خاطر تھا اور حضور ﷺ اس امید سے آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی، آپ نماز ہی کی حالت میں کعبہ کی طرف پھر گئے مسلمانوں نے بھی آپ کیساتھ اسی طرف رخ کیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

امتِ وسط سے کیا مراد ہے؟

۱...... ’’امتِ وسط‘‘ سے مراد ایسی امت ہے جو علم وعمل سے مزین ہو۔‘‘ (الجمل، ج۱، ص ۱۷۱)

امام نسفی علیہ الرحمۃ اسی آیتِ مبارکہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح ہم نے تمہارا قبلہ مشرق ومغرب کے مابین بنایا اسی طرح ہم نے تمہیں بھی افراط وتفریط کے مابین امت بنایا، تم نصاری کی طرح افراط سے کام نہ لو کہ

جیسے انہوں نے (معاذ اللہ) حضرت مسیح علیہ السلام کو مرتبہ ربوبیت کے ساتھ متصف کردیا تھا اور نہ ہی یہود کی طرح تفریط کا شکار ہو جاؤ کہ جنہوں نے بی بی مریم پر (معاذ اللہ) تہمت زنا لگائی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو ولد الزنا قرار دیا۔" (المدارك، ج١، ص ١٣٧)

امام نسفی علیہ الرحمۃ کی اس عبارت کو امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ نے اپنے شہرۂ آفاق قصیدہ بردہ شریف میں اس طرح بیان کیا ہے:

دع ما ادعته النصاری فی نبیهم　　واحکم بما شئت مدحا فیه و احتکم

(یعنی نصاری نے اپنے نبی کے بارے میں خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعوی کیا، لہذا تم ایسا دعوی آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہ کرو، ہاں البتہ اس کے علاوہ جیسی مدح سرائی کرنا چاہو کر سکتے ہو)۔

امتِ محمدیہ کی گواہی:

٢......اس آیتِ مبارکہ میں شہــــداء سے مراد امتِ محمدیہ ہے جو قیامت کے دن حق ترک کرنے والے تمام لوگوں کے خلاف گواہی دے گی، جبکہ رسول سے مراد سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عدل کرنے والے اور اپنی امت کا تزکیہ فرمانے والے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل بروزِ قیامت اولین و آخرین کو میدانِ حشر میں جمع فرما کر کفار سے دریافت فرمائے گا: "کیا تمہارے پاس نذیر نہ آئے؟" وہ انکار کر دیں گے اور کہیں گے: "ہمارے پاس تو کوئی عذاب سے ڈرانے والا نہیں آیا۔" اس کے بعد اللہ عزوجل انبیاءِ کرام علیہم السلام سے دریافت فرمائے گا تو وہ عرض کریں گے: "وہ جھوٹ بول رہے ہیں حالانکہ ہم نے تو انہیں پیغامِ حق پہنچا دیا تھا۔" پس رب العالمین انبیاءِ کرام علیہم السلام سے اس بات پر دلیل و حجت طلب فرمائے گا حالانکہ وہ ان کے دلیل قائم کرنے کی بنسبت بہتر جاننے والا ہے، لہذا وہ عرض کریں گے: "ہماری گواہی امتِ محمدیہ دے گی۔" امتِ محمدیہ کو بلایا جائے گا، وہ اس بات کی گواہی دے گی کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام نے واقعی پیغامِ رسالت کا حق ادا کیا ہے، تو سابقہ امتیں ان سے پوچھیں گی: "تمہیں کیسے معلوم، حالانکہ تم تو ہمارے بعد آئے؟" پس اللہ عزوجل اس امت سے دریافت فرمائے گا تو وہ سب کہیں گے: "اے پروردگار! تو نے ہمارے پاس اپنا محبوب بھیجا اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی جس میں تو نے ہمیں رسولوں کی تبلیغ کے بارے میں آگاہ فرمایا اور یقیناً تو اپنی بات میں سچا ہے۔" پھر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر ان کی امت کا حال دریافت کیا جائے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کا نہ صرف تزکیہ فرمائیں گے بلکہ ان کی صداقت کی گواہی بھی دیں گے۔ (الخازن، ج١، ص ٨٧)

آقائے کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے اس امت پر گواہ ہونے کی خبر ان الفاظ میں ارشاد فرمائی: "میں قیامت کے دن تمہارا پیش رو ہونے کے علاوہ تم پر گواہ بھی ہوں گا، اللہ عزوجل کی قسم! میں اس وقت بھی اپنے حوض کو ملاحظہ فرما رہا ہوں، مجھے روئے زمین کی یا اس کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں اور اللہ عزوجل کی قسم! مجھے تم سے شرک کا خوف نہیں بلکہ اس بات کا ڈر ہے کہ تم دنیا کی دوڑ میں شامل نہ ہو جاؤ۔" (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الشھید، ص ٢١٥)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم خدا چاہتا رضائے محمد:

س:.....قبلہ کی تبدیلی کے سلسلے میں نگاہِ نبوت میں اس کی کئی حکمتیں پنہاں تھیں یہی وجہ تھی کہ چشمِ امید اکثر اوقات درِ رحمت پر دستک دیتی رہتی جس کی بناء پر رب کریم نے آپ ﷺ کی رضا کو اپنی رضا کی سند عطا فرمادی یعنی اے محبوب جو تیری پسند وہ میری پسند اگر چہ نماز عبادت تو میری ہے لیکن اس میں رخ کا تعین کرنا تیری خواہش پر مبنی ہے، چنانچہ امامِ بیضاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ترضھا سے مراد یہ ہے کہ اے محبوب جو آپ ﷺ کی پسند ہے۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ۱۴۷)

ساری کائنات مل کر اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ اللہ ﷻ راضی ہوجائے۔ مثلاً ہم نماز اس لئے پڑھتے ہیں کہ اللہ راضی ہوجائے، روزہ اس لئے رکھتے ہیں کہ اللہ راضی ہوجائے الغرض ہمارے ہر عمل کا مقصد رضائے الٰہی ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے لیکن یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ اللہ ﷻ کس کی رضا چاہتا ہے؟ علامہ سعید احمد کاظمی صاحب اپنے مقالات میں لکھتے ہیں کہ ہمارا مسلک یہ ہے کہ حضور ﷺ مبدء کائنات ہیں، حضور ﷺ مخزن کائنات ہیں، حضور ﷺ منشاء کائنات ہیں اور مجھے کہنے دیجئے کہ حضور ﷺ مقصود کائنات ہیں ایک حدیث میں آیا ہے لولاک لما خلقت الدنیا یعنی اے پیارے حبیب تو نہ ہوتا تو میں دنیا کو نہ بناتا۔ ایک حدیث میں میں آیا لولاک لما خلقت الافلاک یعنی میرے نبی اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو بھی پیدا نہ کرتا اور تفسیر حسینی میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ لولاک لما اظھرت الربوبیۃ یعنی پیارے اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا۔ (مقالاتِ کاظمی، ج ۳، ص ۲۰۲)

معلوم ہوا کہ اللہ ﷻ اپنے حبیب کی رضا چاہتا ہے اسی لئے فرمادیا کہ اے پیارے اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ مرد کے لئے سونا حرام ہے لیکن سراقہ بن مالک کے لئے حضور ﷺ نے فرمایا: ''اے سراقہ میں تیرے ہاتھ میں قصریٰ کے بادشاہ کے کنگن دیکھ رہا ہوں''، کسی کے لئے چاہیں تو روزے کا کفارہ کھجور کا ایک تھال قرار دے دیں اور کسی کے لئے پے در پے ساٹھ روزے، کسی سے چھ ماہ کی بکری قربانی میں قبول کرلیں اور کسی سے ایک سال کی بکری قربانی میں لازم قرار دیں، الغرض جو مصطفیٰ کریم کی رضا ہے وہی اللہ ﷻ کی رضا ہے۔

اہلِ کتاب کے حضور ﷺ کو پہچاننے کی کیفیت:

س:.....اہلِ کتاب سرورِ دوعالم ﷺ کو آپ ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کی بناء پر اس طرح پہچانتے تھے جیسا کہ اپنے بیٹوں کو دوسروں کے بیٹوں میں سے الگ پہچان لیتے، چنانچہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے سیدِ عالم نورِ مجسم ﷺ کی معرفت کے بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے بتایا: ''میں حضور ﷺ (کے نبی ہونے) کو اتنی اچھی طرح جانتا اور پہچانتا ہوں کہ اتنا اپنے بیٹے کے بارے میں نہ جانتا ہوں گا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''وہ کیسے؟'' تو انہوں نے بتایا: ''محمد ﷺ کے نبی ہونے میں تو مجھے کوئی شک نہیں، ہاں اپنے بیٹے کے بارے میں شک ہوسکتا ہے کہ اسکی ماں نے کوئی خیانت کی ہو۔'' (البیضاوی، ج ۱، ص ۱۴۸)

اغراض:

الیھود: یہود نے سیدِ عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب پر بیت المقدس سے کعبہ معظمہ کی جانب سمت کرنے پر اعتراض کیا۔ والمشرکین: مشرکین مکہ نے اولاً تحویلِ قبلہ پر اعتراض کیا، ثانیاً رجوع کیا۔ ھدا ایتہ: یشاء کا مفعول ہے۔ ومنھم انتم: یعنی امتِ محمدیہ کے ہدایت یافتہ۔ ان رسلھم بلغتھم: اس کا بیان ماقبل گزر چکا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ فیصدقہ: یعنی اپنے نبی کی

صداقت پر ہمیشہ معترف رہے۔ای یرجع للکفر :اس جملے میں اشارہ ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿ممن ینقلب علی عقبیہ﴾ حقیقی معنی پر محمول نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ ایڑیوں کے بل پھرنے کے معنی پیچھے کی طرف پھرنا ہے اور یہاں یہ مراد نہیں ہے بلکہ کفر کی جانب پھر جانے کے اعتبار سے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے اور اس کی نظیر اس فرمان مبارک ﴿ان الذین ارتدوا علی ادبارھم من بعد ما تبین لھم الھدی﴾ میں بھی ملتی ہے۔

ای صلاتکم :ایمان کو صلوۃ یعنی نماز سے تعبیر کیا اس لئے کہ شہادت کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رکن نماز ہے۔لان سبب نزولھا الخ: اس کا بیان ماقبل شان نزول کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔متطلعا: یعنی طلب اور شوق کے لئے ،مراد حال محذوف کی جانب اشارہ کرنا ہے۔ایھا المؤمنون: اس جملہ میں سید عالم ﷺ کی تسلی خاطر کا ساماں ہے اور اچھا وعدہ اور بشارت عظمٰی۔

ولانہ ادعی الی اسلام العرب :اس لئے کہ اہل عرب کہتے تھے کہ تم نے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے قبلہ کو چھوڑ دیا، ہم اس بیت المقدس کی جانب منہ کرنے میں کبھی تمہاری پیروی نہ کریں گے۔خطاب للامۃ :اس جملے سے یہ وہم دور ہوگیا کہ کعبہ معظمہ کی سمت کو قبلہ بنانا صرف سید عالم ﷺ کی خصوصیت ہے۔ومعرفتی لمحمد اشد:اس کا بیان ماقبل میں موجود ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔

الشاکین فیہ:یعنی تیری نعت یا حق کو پہچانتے ہوئے بھی شک میں ہیں۔ (الصاوی، ج۱،ص۱۱۶ وغیرہ)

رکوع نمبر:۲

﴿ولکل﴾ مِّنَ الْاُمَمِ ﴿وجھۃ﴾ قِبْلَۃٌ ﴿ھوموليھا﴾ وَجْھَہٗ فِیْ صَلَاتِہٖ، وَفِیْ قِرَاءَ ۃٍ مُوَلَّاھَا ﴿فاستبقوا الخیرات﴾ بَادِرُوْا اِلَی الطَّاعَاتِ وَقُبُوْلِھَا ﴿این ما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا﴾ یَجْمَعُکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیُجَازِیْکُمْ بِاَعْمَالِکُمْ ﴿ان اللہ علی کل شیء قدیر (۱۴۸)﴾ ﴿ومن حیث خرجتم﴾ لِسَفَرٍ ﴿فول وجھک شطر المسجد الحرام وانہ للحق من ربک وما اللہ بغافل عما تعملون (۱۴۹)﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ تَقَدَّمَ مِثْلُہٗ، وَکَرَّرَہٗ لِبَیَانِ تَسَاوِیْ حُکْمِ السَّفَرِ وَغَیْرِہٖ ﴿ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ﴾ کَرَّرَہٗ لِلتَّاْکِیْدِ ﴿لئلا یکون للناس﴾ اَلْیَھُوْدِ اَوِ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿علیکم حجۃ﴾ اَیْ مُجَادَلَۃٌ فِی التَّوَلِّیْ اِلٰی غَیْرِھَا لِیَنْتَفِیَ مُجَادَلَتُھُمْ لَکُمْ مِنْ قَوْلِ الْیَھُوْدِ یَجْحَدُ دِیْنَنَا وَیَتَّبِعُ قِبْلَتَنَا، وَقَوْلِ الْمُشْرِکِیْنَ یَدَّعِیْ مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ وَیُخَالِفُ قِبْلَتَہٗ ﴿الا الذین ظلموا منھم﴾ بِالْعِنَادِ فَاِنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا تَحَوَّلَ اِلَیْھَا اِلَّا مَیْلاً اِلٰی دِیْنِ اٰبَآئِہٖ وَالْاِسْتِثْنَآءُ مُتَّصِلٌ وَالْمَعْنٰی لَا یَکُوْنُ لِاَحَدٍ عَلَیْکُمْ کَلَامٌ اِلَّا کَلَامُ ھٰٓؤُلَآءِ ﴿فلا تخشوھم﴾ تَخَافُوْا جِدَالَھُمْ فِی التَّوَلِّیْ اِلَیْھَا ﴿واخشونی﴾ بِاِمْتِثَالِ اَمْرِیْ ﴿ولاتم﴾ عَطْفٌ عَلٰی لِئَلَّا یَکُوْنَ ﴿نعمتی علیکم﴾ بِالْھِدَایَۃِ اِلٰی مَعَالِمِ دِیْنِکُمْ ﴿ولعلکم تھتدون (۱۵۰)﴾ اِلَی الْحَقِّ ﴿کما ارسلنا﴾ مُتَعَلِّقٌ بِاُتِمَّ اَیْ اِتْمَامًا کَاِتْمَامِھَا بِاِرْسَالِنَا ﴿فیکم رسولا منکم﴾ محمد ﷺ ﴿یتلوا علیکم ایتنا﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿ویزکیکم﴾ یُطَھِّرُکُمْ مِنَ الشِّرْکِ ﴿ویعلمکم الکتب﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿والحکمۃ﴾ مَا فِیْہِ مِنَ الْاَحْکَامِ ﴿ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون (۱۵۱) فاذکرونی﴾ بِالصَّلٰوۃِ وَالتَّسْبِیْحِ وَنَحْوِہٖ ﴿اذکرکم﴾ قِیْلَ مَعْنَاہُ اُجَازِیْکُمْ، وَفِی الْحَدِیْثِ عَنِ اللہِ "مَنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ

نَفۡسِهٖ ذَكَرۡتُهٗ فِيۡ نَفۡسِيۡ وَمَنۡ ذَكَرَنِيۡ فِيۡ مَلَاءٍ ذَكَرۡتُهٗ فِيۡ مَلَاءٍ خَيۡرٍ مِنۡ مَّلَئِهٖ" ﴿وشکروا لی﴾ نِعۡمَتِيۡ بِالطَّاعَةِ ﴿ولا تکفرون(١٥٢)﴾ بِالۡمَعۡصِيَةِ۔

﴿ترجمہ﴾

اور ہر ایک کے لئے (یعنی ہر ایک امت کیلئے) توجہ کی ایک سمت (یعنی قبلہ) ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے (یعنی نماز میں اپنا منہ اسی کی طرف کرتا ہے، ایک قرأت میں "مولاھا" ہے یعنی جس کی طرف منہ کیا جاتا ہے) تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں (یعنی طاعات کی بجا آوری اور قبولیت میں جلدی کرو) تم کہیں ہو اللہ تم سب کو اکٹھا لے آئے گا (یعنی قیامت کے دن تم سب کو جمع کریگا پھر تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیگا) بیشک اللہ جو چاہے کرے اور جہاں سے نکلو (سفر کرلئے) اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں (تعلمون میں دو قرأتیں ہیں بالیاء اور بالتاء جسکی مثال گزر چکی ہے، نماز میں مسجد حرام کی طرف منہ کرنے کے حکم کو مکرر ذکر کرنا اس بات کے بیان کیلئے ہے کہ سفر اور اقامت میں یہ حکم مساوی ہے) اور اے محبوب تم جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو (اسے تاکیدِ حکم کیلئے بیان کیا ہے) کہ لوگوں (یعنی یہود اور مشرکین) کو نہ رہے تم پر کوئی حجت (کہ وہ کوئی جھگڑا کریں کسی دوسرے قبلہ کی طرف پھرنے کی وجہ سے، تاکہ یہودیوں کے اس قول کی نفی ہو جائے کہ حضور ہمارے دین کا تو انکار کرتے ہیں لیکن پیروی ہمارے قبلہ کی کرتے ہیں اور اسی طرح مشرکین کے بھی اس قول کی نفی ہو جائے کہ حضور ملتِ ابراہیمی پر ہونے کا دعوی تو کرتے ہیں لیکن قبلہ میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی مخالفت کرتے ہیں) مگر جو ان میں ناانصافی کریں (عناد کی وجہ سے، اس لئے کہ یہودی کہا کرتے تھے کہ انہوں نے قبلہ صرف اپنے آباء کے دین کی طرف میلان کی وجہ سے تبدیل کیا ہے، یہ استثناء متصل ہے اور معنی یہ ہے کہ حقیقتاً ان ظالم لوگوں کے سوا تم پر کوئی حجت نہیں کریگا) تو ان سے نہ ڈرو (یعنی تحویل قبلہ کے سلسلے میں انکے جھگڑنے کا خوف نہ کرو) اور مجھ سے ڈرو (میرے حکم کی پیروی کرکے) اور یہ اس لئے ہے کہ میں پوری کروں (لأتم کا عطف لئلا پر ہے) تم پر اپنی نعمت (شعائرِ دین کی طرف رہنمائی فرما کر) اور کسی طرح تم ہدایت پاؤ (حق کی جانب) جیسا کہ ہم نے تم میں بھیجا (یہ لأتم کے متعلق ہے یعنی وہ اتمام نعمت اسی طرح ہے جیسا کہ ہم نے رسول بھیج کر تم پر نعمت کو پورا کر دیا) ایک رسول (یعنی محمد ﷺ) تم میں سے، کہ تم پر ہماری آیتیں (قرآن کی) تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا (ہے شرک سے) اور کتاب (یعنی قرآن) سکھاتا ہے اور پختہ علم ......١...... (یعنی قرآنی احکام) اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا تو میری یاد کرو......٢...... (نماز و تسبیح وغیرہ کے ذریعے) میں تمہارا چرچا کروں گا (ایک قول کے مطابق اذکرکم کا معنی یہ ہے کہ میں تمہیں جزا دونگا، چنانچہ حدیث قدسی میں ہے کہ "جو مجھے دل میں یاد کرے میں بھی اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر مجلس میں کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اسکا ذکر کرتا ہوں۔") اور میرا حق مانو (میری عطا کردہ نعمتوں پر میری فرمانبرداری کرکے) اور میری ناشکری نہ کرو (نافرمانی کرکے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولکلٍ وِجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات﴾

و: استئنافیہ ،لکل: ظرف مستقر ہوکرخبر مقدم،وجھۃ: موصوف،ھو مولیھا: جملہ اسمیہ،صفت،مرکب توصیفی مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ف:فصیحہ،استبقوا:فعل،واو ضمیر فاعل ،الخیرات: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف اذا اردتم معرفۃ الاصوب کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿اینما تکونوا یات بِکم اللہ جمیعا ان اللہ علی کل شیء قدیر﴾

اینما: اسم شرط منصوب علی الظرف متعلق بحذوف خبر مقدم، تکونوا: فعل،واو ضمیر اسم،یہ سب ملکر شرط، یات: فعل،اللّٰہ: اسم جلالت فاعل،بکم: ظرف لغو، جمیعا: کم ضمیر سے حال،یات فعل اپنے متعلقات سے ملکر جزا،شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ،ان اللہ علی کل شیء قدیر : اسکی ترکیب ماقبل گزر چکی ہے۔

﴿ومن حیث خرجت فول وجھک شطرالمسجدالحرام﴾

و: عاطفہ،من: جار ،حیث: مضاف،خرجت: فعل با فاعل ملکر مضاف الیہ،ملکر مرکب اضافی مجرور، جو جار سے ملکر فَوَلِّ فعل محذوف کا ظرف لغو،ملکر شرط،ف: جزائیہ،ولّ: فعل امر،انت ضمیر فاعل،وجھک: مفعول اول،شطر المسجد الحرام: مفعول ثانی،ملکر جزا،شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وانہ للحق من ربک وما اللہ بغافل عما تعملون﴾

و: عاطفہ،انّ: حرف مشبہ بالفعل،ہ:ضمیر اسم،لام: تاکیدیہ،الحق: ذوالحال،من ربھم: حال،ملکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ،وما اللہ بغافل عما تعملون:اسکی ترکیب ماقبل گزر چکی ہے۔

﴿وحیث ماکنتم فولوا وجوھکم شطرہ لئلا یکون للناس علیکم حجۃ الا الذین ظلموا منھم﴾

وحیث ماکنتم فولوا وجوھکم شطرہ :اسکی ترکیب اسی رکوع میں گزر چکی ہے......لام: جار......اَنْ: مصدریہ ...... لایکون: فعل ناقص،للناس: ظرف مستقر خبر، علیکم: حال مقدم، حجۃ: ذوالحال مؤخر، ملکر اسم مؤخر،الا الذین ظلموا منھم: الناس سے مستثنی،سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، جو جار سے ملکر متعلق فعل محذوف فولوا کیلئے، جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تخشوھم واخشونی﴾

ف: فصیحہ، لا تخشوھم: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ ،اخشونی: معطوف،ملکر جزا،شرط محذوف اذا عرفتم ذلک کیلئے،شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لاتم نعمتی علیکم ولعلکم تھتدون﴾

و: عاطفہ ،لام: جار،اتمّ: فعل،انا ضمیر فاعل،نعمتی: مفعول،علی: جار ،کم:ذوالحال،لعلکم تھتدون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،اتمّ فعل اپنے متعلقات سے ملکر مجرور،ملکر معطوف (لئلایکون) پر۔

﴿کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم ایتنا﴾

ک: جار،ما: مصدریہ،ارسلنا: فعل بافاعل،فیکم: حال مقدم،رسولا: موصوف،منکم: صفت اول،یتلوا: فعل بافاعل، علیکم: ظرف لغو،ایاتنا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی،مرکب توصیفی ذوالحال،جوحال مقدم سے ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مصدر مؤول ہوکر مجرور،جوجار سے ملکر قائم مقام مفعول مطلق فعل محذوف کا،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویزکیکم ویعلمکم الکتب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون﴾

ویزکیکم ویعلمکم......الخ: یہ تین جملے یتلوا کے معطوفات ہیں۔

﴿فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولاتکفرون﴾

ف: فصیحہ،اذکرونی: فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ معطوف علیہ، اذکرکم: جملہ فعلیہ جواب امر، و: عاطفہ ،اشکرولی: جملہ فعلیہ معطوف اول، ولا تکفرون: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر جزا،شرط محذوف اذا شئتم الاھتداء الی محجۃ الصواب ،شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حکمت کیا ھے؟

۱......امام خازن علیہ الرحمۃ حکمت کے بارے میں کئی اقوال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''ایک قول کے مطابق حکمت سے مراد چیزوں کوان کی حقیقت کے ذریعے پہچاننا ہے یہاں حکمت سے کیا مراد ہے؟اس بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں چنانچہ ابن وہب فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے دریافت کیا کہ حکمت کیا ہے؟انہوں نے ارشادفرمایا کہ دین اور فقہ کی معرفت اور پھر اس کی اتباع کا نام حکمت ہے،قتادہ کا قول ہے کہ حکمت سے مراد سنت ہے اوراس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے تلاوت قرآن اوراسکے سیکھنے کا ذکرفرمایااور پھراس ذکر پرلفظِ حکمت کا عطف ڈال دیااس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حکمت سے مرادکوئی اور چیز ہواوروہ چیز سنت کے سواکوئی اور نہیں ہوسکتی،بعض کے نزدیک حق اور باطل کے مابین فرق کرنے کوحکمت کہتے ہیں اورایک قول کے مطابق احکام اورقضا کی معرفت کانام حکمت ہے،یہ بھی منقول ہے کہ اس سے مرادفہم قرآن ہے۔'' (الخازن،ج۱، ص۸۲)

ذکر:

۲......ذکر زبان،دل اور جوارح تینوں سے ہوتا ہےاورنماز ان تینوں کے ذکرکوشامل ہے چنانچہ زبان کاذکرتسبیح وتکبیر،قلب کاخشوع وتدبرِقرأت اور جوارح کاذکر رکوع وسجود ہے۔ (الجمل،ج۱، ص۱۸۳)

عارف باللہ قاضی ثناء اللہ علیہ الرحمۃ اس آیتِ مبارکہ کی وضاحت شروع کرنے سے پہلے اس کے بارے میں اپنی مایہ ناز تفسیر، تفسیرِ مظہری میں فرماتے ہیں: "یعنی جب ان معارف کے حاصل ہونے کا طریقہ صرف القاء اور انعکاس ہے اور ذکرِ الٰہی اور مراقبہ سے ہی دل میں یہ استعداد پیدا ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کے پرنور سینہ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ فیضان والقاء قبول کر سکے اس لئے حکم دیا کہ میرا ذکر کیا کرو۔ (المظهری، ج۱، ص ۱۵۳)

اس لئے کہ کثرت ذکر سے ہی تم اس مقام پر فائز کئے جاؤ گے، جہاں انوار وتجلیات کی بے بہا بارش ہوتی ہے اور دوری کے حجاب یکسر الٹ دیئے جاتے ہیں۔ ذکر کی فضیلت کے بارے میں بے شمار احادیث طیبہ مروی ہیں یہاں طوالت سے بچتے ہوئے مختصراً تفسیرِ درِ منثور سے چند ایک روایات کا تذکرہ کیا جاتا ہے اگر کسی کی تشنگی دور نہ ہو تو وہ امہات الکتب کی طرف رجوع کر سکتا ہے، چنانچہ

(۱)......حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ ﷻ کے فرمانِ عالیشان: فاذکرونی اذکرکم سے مراد یہ ہے کہ اے میرے بندو! میری طاعت وعبادت کے ذریعے میرا ذکر کیا کرو میں تمہاری مغفرت فرما کر تمہارا ذکر کرونگا۔"

(۲)......آپ ہی سے روایت ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے ایک حدیثِ قدسی ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے: "میرا تمہیں یاد رکھنا تمہارے مجھے یاد رکھنے سے بہتر ہے۔" (الدر المنثور، ج۱، ص۲۷۳)

(۳)......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے ذاکرین کے لئے چار انعامات ہیں: (۱)......ان پر سکینہ کا نزول ہوتا ہے، (۲)......رحمت ان پر سایہ فگن ہو جاتی ہے، (۳)......فرشتے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور (۴)......اللہ ﷻ انکا ذکر ملأ اعلیٰ میں فرماتا ہے۔" (الدر المنثور، ج۱، ص۲۷۶)

(۴)......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے: "جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں اس حال میں کہ اس کے ہونٹ میرے ذکر کی بناء پر حرکت میں ہوتے ہیں۔"

(ابن ماجه، کتاب الادب، باب فضل الذکر، ص ۶۲۵)

اغراض:

لسفر: فرض اور نفل نماز میں، لیکن حدیث میں خاص طور پر فرض نماز کو قبلہ رو ادا کرنے کی تاکید ہے، اور جہاں تک نفل نماز کا تعلق ہے تو سفر میں غیر قبلہ میں بھی کتب فقہ میں ذکر کردہ شرائط کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہے۔ لبیان تساوی حکم السفر الخ: اس جملہ سے محض تکرار کا پیدا ہونے والا وہم دور کرنا مقصود ہے۔ فی نفسہ: یعنی مخلوق کے خیالات سے اپنے جی کو خالی اور دور کردے۔ مجادلۃ: یعنی باطل میں جھگڑنا اور اعتراض کرنا، یعنی حق کے اظہار اور حجت کے ظاہر کرنے کے لئے نہیں جھگڑتے۔

القرآن: قرآن کو دیگر معجزات کی بہ نسبت بطور خاص ذکر کیا اس لئے کہ یہ معجزہ آج تک باقی ہے۔ یطھرکم من الشرک: یعنی قیامت کے دن تم عادل کی حیثیت سے لوگوں کے بارے میں گواہی دو گے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ ﴿یزکیکم﴾ کہا جائے اس لئے کہ قیامت کے دن وہ تمہارے بارے میں گواہی دیں گے۔ مافیه من الاحکام: جن کا احاطہ ناممکن ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر بیان کرنے لگوں تو ستر اونٹوں کو بھر دوں، الخ۔ عن اللہ: مراد حدیث قدسی ہے۔ ونحوہ: یعنی تہلیل اور تحمید، اور نماز کا ذکر بطور خاص اسلئے کیا کہ ہر قسم کے ذکر کو شامل ہے، پس اس میں قراءت، تکبیر، تسبیح، دعا، ذکر لسانی، رکوع، سجود، ذکر

قلبی یعنی خشوع وخضوع سب ہی شامل ہیں۔ ذکرته فی نفسی :یعنی اسے ایسا دوں گا جیسا کسی اور نے میرے (یعنی اللہ کے سوا) نہ سکھایا ہو۔

خبـــر: حدیث قدسی میں ہے کہ ''جب اللہ ﷻ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بطورِ ندا فرماتا ہے کہ اے جبرئیل! میں فلاں کو محبوب رکھتا ہوں، پس جبرئیل بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے، پھر آسمان میں ندا کی جاتی ہے کہ اللہ ﷻ فلاں کو محبوب رکھتا ہے تو آسمان والے بھی اسے اپنا محبوب بنا لیتے ہیں، پھر روئے زمین پر اس شخص کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے'' (الصاوی، ج١، ص ١٢٠ وغیرہ)

رکوع نمبر: ٣

﴿یایها الذین امنوا استعینوا﴾ عَلَى الْاٰخِرَةِ ﴿ بالصبر﴾ عَلَى الطَّاعَةِ وَالْبَلَاءِ ﴿والصلوة﴾ خَصَّهَا بِالذِّكْرِ لِتَكَرُّرِهَا وَعَظْمِهَا ﴿ان الله مع الصبرين (١٥٣)﴾ بِالْعَوْنِ ﴿ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله﴾ هُمْ ﴿ اموات بل﴾ هُمْ ﴿ احیاء﴾ اَرْوَاحُهُمْ فِیْ حَوَاصِلِ طُيُوْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَ تْ لِحَدِيْثٍ بِذٰلِكَ ﴿ولکن لا تشعرون (١٥٤)﴾ تَعْلَمُوْنَ مَا هُمْ فِيْهِ ﴿ ولنبلونکم بشیء من الخوف ﴾ لِلْعَدُوِّ ﴿والجوع﴾ الْقَحْطِ ﴿ونقص من الاموال﴾ بِالْهَلَاكِ ﴿والانفس﴾ بِالْقَتْلِ وَالْاَمْرَاضِ وَالْمَوْتِ ﴿والثمرت﴾ بِالْجَوَآئِحِ، اَیْ لَنَخْتَبِرَنَّكُمْ فَنَنْظُرَ اَتَصْبِرُوْنَ اَمْ لَا ﴿وبشر الصبرین (١٥٥)﴾ عَلَى الْبَلَاءِ بِالْجَنَّةِ هُمْ ﴿الذین اذا اصابتهم مصیبة﴾ بَلَاءٌ ﴿قالوا انا لله﴾ مِلْكًا وَّعَبِيْدًا يَّفْعَلُ بِنَا مَا يَشَآءُ ﴿وانا الیه راجعون (١٥٦)﴾ فِي الْاٰخِرَةِ فَيُجَازِيْنَا، فِي الْحَدِيْثِ "مَنِ اسْتَرْجَعَ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ اَجَرَهُ اللّٰهُ فِيْهَا وَاَخْلَفَ عَلَيْهِ خَيْرًا" وَفِيْهِ اَنَّ مِصْبَاحَ النَّبِيِّ ﷺ طَفِئَ فَاسْتَرْجَعَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ تعالیٰ عنها: "اِنَّمَا هٰذَا مِصْبَاحٌ" فَقَالَ: كُلُّ مَا سَاءَ الْمُؤْمِنَ فَهُوَ مُصِيْبَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ فِيْ مَرَاسِيْلِهِ ﴿اولئک علیهم صلوات﴾ مَغْفِرَةٌ" ﴿من ربهم ورحمة﴾ نِعْمَةٌ ﴿واولئک هم المهتدون﴾ اِلَى الصَّوَابِ ﴿ان الصفا والمروة﴾ جَبَلَانِ بِمَكَّةَ ﴿من شعائر الله﴾ اَعْلَامِ دِيْنِهٖ جَمْعُ شَعِيْرَةٍ ﴿فمن حج البیت او اعتمر﴾ اَیْ تَلَبَّسَ بِالْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ، وَاَصْلُهُمَا الْقَصْدُ وَالزِّيَارَةُ ﴿فلا جناح علیه﴾ اِثْمَ عَلَيْهِ ﴿ان یطوف﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الطَّاءِ ﴿بهما﴾ بِاَنْ يَّسْعٰى بَيْنَهُمَا سَبْعًا، نَزَلَتْ لَمَّا كَرِهَ الْمُسْلِمُوْنَ ذٰلِكَ لِاَنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَطُوْفُوْنَ بِهِمَا وَعَلَيْهِمَا صَنَمَانِ يَمْسَحُوْنَهُمَا، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ السَّعْيَ غَيْرُ فَرْضٍ لِمَا اَفَادَهُ رَفْعُ الْاِثْمِ مِنَ التَّخْيِيْرِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَغَيْرُهُ رُكْنٌ، وَبَيَّنَ ﷺ وُجُوبَهُ بِقَوْلِهٖ "اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ" رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُ وَقَالَ "اِبْدَءُوْا بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ" يَعْنِي الصَّفَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ﴿ومن تطوع﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ

بِالتَّحْتِيَّةِ وَتَشْدِيْدِ الطَّاءِ مَجْزُوْمًا وَفِيْهِ إِدْغَامُ التَّاءِ فِيْهَا ﴿خيرا﴾ اَىْ بِخَيْرٍ، اَىْ عَمَلُ مَا لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ مِنْ طَوَافٍ وَغَيْرِهٖ ﴿فان اللہ شاکر﴾ لِعَمَلِهٖ بِالْاِثَابَةِ عَلَيْهِ ﴿عليم(۱۵۸)﴾ بِهٖ وَنَزَلَ فِى الْيَهُوْدِ ﴿ان الذين يكتمون﴾ النَّاسَ ﴿ماانزلنا من البينت والهدى﴾ كَاٰيَةِ الرَّجْمِ وَنَعْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿من بعد ما بينه للناس فى الكتب﴾ اَلتَّوْرَاةِ ﴿اولئک يلعنهم الله﴾ يُبْعِدُهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ ﴿ويلعنهم اللعنون(۱۵۹)﴾ الْمَلٰئِكَةُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اَوْ كُلُّ شَىْءٍ بِالدُّعَآءِ عَلَيْهِمْ بِاللَّعْنَةِ ﴿الا الذين تابوا﴾ رَجَعُوْا عَنْ ذٰلِكَ ﴿واصلحوا﴾ عَمَلَهُمْ ﴿وبينوا﴾ مَا كَتَمُوْ ﴿فاولئک اتوب عليهم﴾ اَقْبَلُ تَوْبَتَهُمْ ﴿وانا التواب الرحيم(۱۶۰)﴾ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿ان الذين كفروا وماتوا وهم كفار﴾ حَالٌ ﴿اولئک عليهم لعنة الله والملئكة والناس اجمعين(۱۶۱)﴾ اَىْ هُمْ مُسْتَحِقُّوْنَ ذٰلِكَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالنَّاسِ قِيْلَ عَامٌّ وَقِيْلَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿خلدين فيها﴾ اَىِ اللَّعْنَةِ اَوِ النَّارِ وَ الْمَدْلُوْلِ بِهَا عَلَيْهَا ﴿لايخفف عنهم العذاب﴾ طَرْفَةَ عَيْنٍ ﴿ولا هم ينظرون(۱۶۲)﴾ يُمْهَلُوْنَ لِتَوْبَةٍ اَوْ مَعْذِرَةٍ وَنَزَلَ لَمَّا قَالُوْا صِفْ لَنَا رَبَّكَ ﴿والهكم﴾ اَلْمُسْتَحِقُّ لِلْعِبَادَةِ مِنْكُمْ ﴿اله واحد﴾ لَا نَظِيْرَ لَهٗ فِىْ ذَاتِهٖ وَلَا فِىْ صِفَاتِهٖ ﴿لا اله الا هو﴾ هُوَ ﴿الرحمن الرحيم(۱۶۳)﴾ ۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! مدد چاہو(آخرت بہتر بنانے پر) صبر......۱......(سے طاعت وآزمائش پر) اور نماز......۲...... سے (یہاں نماز کا خاص طور پر تکرار کے ساتھ ذکر اس کی عظمت کی وجہ سے ہے) بیشک اللہ (نصرت وتعاون کے ذریعے) صابروں کے ساتھ ہے، اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں......۳...... انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں (ان کی روحیں بمطابق حدیثِ پاک سبز پرندوں کے قالب میں ہیں جنت میں جہاں چاہے سیر کرتی ہیں......۴......) ہاں تمہیں خبر نہیں (یعنی جن نعمتوں میں وہ ہیں تم نہیں جانتے) اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر سے (دشمن کے) اور بھوک (یعنی قحط) سے اور کچھ مالوں کی کمی (یعنی ہلاکت سے) اور جانوں (کے قتل، موت و امراض کے ذریعے) اور پھلوں کی کمی سے......۵......(خشک سالی کے سبب، یعنی ہم تمہیں آزمائینگے تاکہ دیکھیں کہ تم صبر کرتے ہو یا نہیں) اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو (آزمائش پر صبر کرنے والوں کو جنت کی، یہی وہ لوگ ہیں) کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے (یعنی آزمائش آئے) تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں (یعنی ہم تو اس کے مملوک وبندے ہیں وہ ہمارے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے) اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا (ہے آخرت میں، پس وہ ہمیں جزا دیگا چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ''جو مصیبت کے وقت انا للّٰہ وانا

الیہ راجعون پڑھے، اللہ ﷻ اسے اسکا اجر دیگا اور اسکا اچھا بدلہ دیگا۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ نبی پاک ﷺ کا چراغ بجھ گیا تو آپ ﷺ نے ''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا، ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! یہ تو چراغ ہے۔'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو بھی تکلیف مؤمن کو پہنچے وہ مصیبت ہی ہے۔'' اسے ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیا ہے) یہ لوگ ہیں جن پر درُودیں (یعنی بخششیں) ہیں ان کے رب کی اور رحمت (یعنی نعمت ہے) اور یہی لوگ ہدایت دیئے گئے ہیں (صواب اور درستگی کی طرف)، بیشک صفا اور مروہ......۶...... (مکہ کے دو پہاڑ) اللہ کی نشانیوں سے ہیں......۷...... (یعنی اسکے دین کی علامتیں ہیں، شعائر، شعیرۃ کی جمع ہے) تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے......۸...... (یعنی حج اور عمرے کا احرام باندھے، حج کا لغوی معنی قصد اور عمرے کا لغوی معنی زیارت ہے) اس پر کچھ گناہ نہیں (جناح بمعنی اثم ہے) کہ پھیرے کرے (یطوف اصل میں یتطوف تھا، تا کا طا میں ادغام ہوا ہے) ان دونوں کے (اس طرح کہ ان دونوں کے مابین سعی کے سات چکر لگائے، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ناپسند کیا کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ ان کا طواف کیا کرتے تھے اس وقت ان پہاڑوں پر دو بُت رکھے ہوئے تھے جنہیں دورانِ طواف وہ چھوا کرتے تھے، حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سعی فرض نہیں ہے کیونکہ اختیارِ سعی سے رفع گناہ سمجھ میں آرہا ہے۔ امام شافعی وغیرہ نے کہا کہ سعی رکن ہے نبی پاک ﷺ نے اپنے فرمانِ عالیشان کے ساتھ اس کو واجب قرار دیا: ''ان اللّٰہ کتب علیکم السعی۔'' اسے امام بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے جبکہ امام مسلم روایت فرماتے ہیں: ''ابدوا بما بدء اللّٰہ بہ سعی کی ابتدا وہاں سے کرو جہاں سے اللہ ﷻ نے کلام کی ابتدا فرمائی ہے) اور جو کوئی اپنی طرف سے کرے (ایک قرأت میں یَطَّوَّعْ پڑھا گیا ہے یعنی یاء کے ساتھ اور طاء کی تشدید کے ساتھ مجزوم پڑھا گیا ہے، اصل میں تا کا طا میں ادغام ہوا ہے) بھلی بات (خیراً اصل میں منصوب بنزع الخافض تھا، اصل عبارت یہ ہے ''من تطوع تطوعا بخیر جو طواف یا کوئی اس جیسا کام کرے جو اس پر واجب نہ ہو'') تو اللہ قدر دان......۹...... (ہے اس کے عمل کا اسے ثواب عطا فرمائیگا) خوب جاننے والا ہے (اس کے عمل کو، اس کے بعد والی آیتِ مبارکہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی یعنی) بیشک وہ جو چھپاتے ہیں (لوگوں سے) ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو (جیسا کہ آیتِ رجم اور اوصافِ محمدیہ ﷺ کو) بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب (یعنی توریت) میں واضح فرما چکے، ان پر اللہ کی لعنت ہے (یہاں لعنت سے مراد یہ ہے کہ وہ انہیں اپنی رحمت سے دور فرما دیتا ہے) اور لعنت کرنے والوں کی لعنت (یعنی فرشتوں، مؤمنوں اور ہر چیز کی ان پر لعنت ہے، مراد یہ ہے کہ وہ انہیں ملعون ہونے کی بددعا دیتے ہیں) مگر وہ جو توبہ کریں (یعنی اس برائی سے رجوع کرلیں) اور سنواریں (اپنے عمل کو) اور ظاہر کریں (جو انہوں نے چھپایا تھا) تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤں گا (اتوب علیھم بمعنی اقبل توبتھم ہے) اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان (مومنوں پر) بیشک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے (وھم کفار جملہ حالیہ ہے) ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی (یعنی وہ دنیا و آخرت میں مستحقِ لعنت ہیں، والناس کے بارے میں دو قول ہیں: ایک کے مطابق یہ عام ہے یعنی مراد سب لوگ ہیں اور دوسرے کے مطابق مراد مؤمنین ہیں) کہ ہمیشہ رہیں گے اس میں (یعنی اس لعنت یا آگ میں، جو کہ اس بات پر دلیل ہے کہ وہ جہنمی ہیں) نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو (پلک جھپکنے کے برابر بھی) اور نہ انہیں مہلت دی جائے (یعنی توبہ یا معذرت کی، ینظرون بمعنی یمھلون ہے، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے حضور ﷺ سے درخواست سے کہا ہمارے واسطے اپنے رب کی شان بیان کریں) اور تمہارا معبود (یعنی جو مستحق ہے کہ تم اس کی عبادت کرو) ایک معبود ہے (نہ تو ذات میں اور نہ ہی صفات میں کوئی اس جیسا ہے) اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھاالذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ ان اللہ مع الصبرین﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، استعینوا: فعل امر، واؤ ضمیر فاعل، بالصبر والصلوۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، انّ: حرف مشبہ بالفعل، اللہ: اسم، مع الصبرین: خبر، انّ اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون﴾

و: عاطفہ، لاتقولوا: فعل نہی، واؤ ضمیر فاعل، لام: جار، من یقتل فی سبیل اللہ: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر متعلق، اموات: ھم مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، بل: حرف استدراک عاطفہ، احیاء: ھم مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ولکن لاتشعرون: حال لا تقولوا کے فاعل سے۔

﴿ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات﴾

و: استئنافیہ، لام: قسمیہ، نبلونکم: فعل، نحن ضمیر فاعل، کم: مفعول، ب: جار، شیء من الخوف والجوع: شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، نقص من الاموال والانفس والثمرات: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور مفعول اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وبشر الصبرین﴾ و: عاطفہ، بشر: فعل امر، انت ضمیر فاعل، الصابرین: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

الذین: اسم موصول، اذا اصابتھم مصیبۃ: جملہ فعلیہ شرط، قالوا انا للہ ......الخ: جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر صفت ماقبل الصابرین کیلئے۔

﴿اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون﴾

اولئک: مبتدا، علیھم: ظرف مستقر خبر مقدم، صلوات من ربھم: مرکب توصیفی معطوف علیہ، ورحمۃ: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، جو اپنی خبر مقدم سے ملکر خبر، اولئک مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اولئک: مبتدا، ھم المھتدون: جملہ اسمیہ خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ﴾

انّ: حرف مشبہ بالفعل، الصفا والمروۃ: اسم، من شعائر اللہ: خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن حج البیت اواعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما﴾

ف: استئنافیہ، من: مبتدا، حج البیت او اعتمر: جملہ فعلیہ شرط ، ف: جزائیہ ، لا: نفی جنس، جناح: اسم، علیہ: خبر، ان یطوف بھما: جملہ بتاویل مصدر فی جار محذوف کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ''اسم'' کے، یہ سب ملکر جملہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر خبر، من مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم﴾

و: عاطفہ، من : مبتدا، تطوع: فعل بافاعل، تطوعا: موصوف محذوف، خیرا : صفت، مرکب توصیفی مفعول، ملکر شرط، فان اللہ شاکر علیم: جواب شرط، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینت والھدی من بعد ما بینہ للناس فی الکتب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللعنون﴾

انّ، حرف مشبہ بالفعل، الذین، اسم موصول، یکتمون، فعل بافاعل، ما انزلنا من البینات والھدی، مفعول، من بعد ما بینہ للناس فی الکتاب، ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر اسم، اولئک، مبتدا، یلعنھم اللہ، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویلعنھم اللعنون، جملہ معطوف، ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر انّ کی خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا الذین تابوا واصلحوا وبینوا فاولئک اتوب علیھم وانا التواب الرحیم﴾

الا: حرف استثناء، الذین تابوا و اصلحوا وبینوا: موصول صلہ ملکر مبتدا ، ف: جزائیہ، اولئک اتوب علیھم: معطوف علیہ ، وانا التواب الرحیم: معطوف، ملکر خبر، مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر یلعنھم کی ضمیر ھم سے مستثنیٰ۔

﴿ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار اولئک علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین﴾

انّ: حرف مشبہ بالفعل، الذین کفروا وماتوا: موصول صلہ ملکر اسم، وھم کفار: حال ہے ماتوا کی ضمیر فاعل سے، اولئک علیھم ......الخ: خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿خلدین فیھا لایخفف عنھم العذاب ولاھم ینظرون﴾

خلدین، اسم فاعل، فیھا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر ماقبل علیھم میں ھم ضمیر سے حال ، لا یخفف عنھم العذاب، جملہ فعلیہ، و لا ھم ینظرون، جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم﴾

و: مستانفہ، الھکم: مبتدا، الہ واحد: خبر اول، لا: نفی جنس، الہ: اسم، الا: للحصر، ھو: بدل ہے خبر محذوف موجود کی ضمیر سے، یہ سب ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ثانی، سب ملکر جملہ اسمیہ، الرحمن الرحیم: خبر، ھو مبتدا محذوف کی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......**ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله**......☆ یہ آیتِ مبارکہ شہداءِ بدر کے حق میں نازل ہوئی لوگ شہداء حق کے بارے میں کہتے تھے کہ فلاں کا انتقال ہوگیا وہ دنیاوی آسائش سے محروم ہوگیا ان کے حق میں یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

☆......**فلا جناح عليه ان يطوف بهما**......☆ زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ پر دو بُت رکھے تھے صفا پر جو بُت تھا اس کا نام اسام اور مروہ پر جو بُت رکھا ہوا تھا اسکا نام نائلہ تھا، کفار جب صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے تو ان بتوں پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے، عہدِ اسلام میں بُت توڑ دیئے گئے، چونکہ کفار یہاں مشرکانہ فعل کیا کرتے تھے اسلئے مسلمانوں کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا گراں ہوا کہ اسمیں کفار کے مشرکانہ فعل کیساتھ مشابہت ہے، اس آیتِ مبارکہ میں انکا اطمینان فرما دیا گیا کہ چونکہ تمہاری نیت خالص عبادت کی ہے تمہیں اندیشۂ مشابہت نہیں اور جس طرح کعبہ کے اندر زمانہ جاہلیت میں کفار نے بُت رکھے تھے اب عہدِ اسلام میں بُت اٹھا دیئے گئے اور کعبہ شریف کا طواف درست رہا اور وہ شعائرِ دین میں سے رہا، اسی طرح کفار کی بُت پرستی سے صفا و مروہ کے شعائرِ دین ہونے میں کچھ نہیں آیا۔

☆......**ان الذين كفروا يكتمون ما انزلنا**......☆ یہ آیتِ مبارکہ علمائے یہود کی شان میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کی نعت شریف اور آیتِ رجم اور توریت کے دوسرے احکام کو چھپایا کرتے تھے۔

☆......**والهكم اله واحد**......☆ کفار نے سید عالم ﷺ سے کہا آپ اپنے رب کی شان و صفت بیان فرمایئے اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی اور انہیں بتا دیا گیا کہ معبود صرف ایک ہے نہ وہ متجزی ہوتا ہے نہ منقسم ہوتا ہے نہ اس کیلئے مثل نہ نظیر، الوہیت و ربوبیت میں کوئی اسکا شریک نہیں، وہ یکتا ہے اپنے افعال میں، مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا، وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے کوئی اسکا قسیم نہیں، اپنی صفات میں یگانہ ہے کوئی اسکا شبیہ نہیں۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

صبر:

۱......لفظ صبر مختلف صیغوں کے ساتھ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں (22) مرتبہ آیا ہے۔ صبر سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کے سامنے کسی تکلیف کا شکوہ نہ کرنا کیونکہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تکلیف میں مبتلا ہونے کا اظہار کرنا صبر کے منافی نہیں، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے ربِ قدوس کی بارگاہ میں اپنی مصیبت کے دور کرنے کی ان الفاظ میں دعا مانگی: ﴿وايوب اذ نادى ربه انى مسنى الضر وانت ارحم الراحمين﴾ تو اللہ عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان سے ان کی تعریف فرمائی: ﴿انا وجدنه صابرا﴾ پس اس سے معلوم ہوا کہ پروردگار عزوجل کا کوئی بندہ جب اس کی بارگاہ میں رفعِ مصیبت کے لئے دعا کرتا ہے تو یہ صبر کے منافی نہیں۔ (التعریفات، ص ۱۱۰)

حافظ عماد الدین المعروف بابنِ کثیر تفسیرِ ابن کثیر میں صبر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''صبر کی دو صورتیں

ہیں: (۱)......محارم یعنی حرام کردہ اشیاء اور گناہوں کے ترک کرنے پر صبر کرنا، (۲)...... طاعات وعبادات کی بجا آوری پر صبر کرنا۔ دوسری صورت میں ثواب زیادہ ہے کیونکہ یہی مقصود ہے، جبکہ صبر کی ایک تیسری قسم مصائب ومشکلات پر صبر کرنا بھی ہے، یہ بھی واجب ہے جیسے عیوب پر استغفار کرنا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ صبر کے دو باب ہیں:

☆......اللہ عزوجل کے لئے صبر کرنا جو وہ پسند فرمائے اگرچہ یہ چیز نفس اور بدن پر دشوار ہی کیوں نہ ہو۔

☆......اللہ عزوجل کی خاطر ناپسندیدہ امور سے کنارہ کشی اختیار کرنا اگرچہ دلی میلانات اسی طرف ہوں۔

جو شخص ان صفات سے متصف ہو وہ صابرین میں سے ہے جن پر اللہ عزوجل نے سلام فرمایا ہے۔ (ابن کثیر، ج ۱، ص ۲۴۵)

حضرت ابو حامد امام غزالی علیہ الرحمۃ کیمیائے سعادت میں صبر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ صبر جمیل یہ ہے کہ مصیبت ذوالے اور غیر مصیبت والے میں تمیز نہ ہو سکے، پس مصیبت میں کپڑے پھاڑنا، سر اور منہ پر ہاتھ مارنا، سینہ کوٹنا، چیخنا چلانا یہ سب باتیں حرام ہیں، بلکہ اپنا حال بدل لینا، چادر سے منہ ڈھانپ کر پڑا رہنا، اپنی دستار چھوٹی کر لینا بھی درست نہیں ہے، بلکہ تجھے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندے کو بغیر تیری مرضی کے پیدا کیا اور پھر بغیر تیری مرضی کے اس کو اٹھالیا۔ چنانچہ حضرت رمیضہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے کہ ان کی عدم موجودگی میں میرا بیٹا اس جہانِ فانی سے کوچ کر گیا، میں نے اس پر چادر ڈال دی، جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف آئے تو دریافت کیا: ''ہمارے بیٹے کا کیا حال ہے؟'' میں نے عرض کی: ''آج رات وہ بہت آرام سے ہے۔'' اس کے بعد میں کھانا لائی، انہوں نے کھانا کھایا، میں نے اس دن پہلے سے زیادہ اپنا بناؤ سنگھار کر رکھا تھا، چنانچہ انہوں نے مجھ سے صحبت کی، پھر میں نے باتوں باتوں میں ان سے عرض کی: ''میں نے فلاں پڑوسی کو ایک چیز ادھار دی تھی، جب میں نے مانگی تو وہ بہت شور وفریاد کرنے لگا۔'' حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''یہ تو عجیب بات ہے، لوگ بڑے احمق اور نادان ہیں۔'' تب میں نے ان سے عرض کی: ''ہمارا لڑکا مر چکا ہے، وہ آپ کے پاس اللہ عزوجل کا ایک تحفہ اور ایک عاریتی مال تھا، سو حق تعالیٰ نے وہ مستعار چیز واپس لے لی ہے۔'' یہ سن کر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھا، صبح کو انہوں نے رات کا یہ ماجرا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کل رات تم پر مبارک رات تھی، سبحان اللہ کیا عظیم رات تھی۔'' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے ابو طلحہ کی زوجہ رمیضہ کو بہشت میں دیکھا ہے۔'' (کیمیائے سعادت مترجم، ص ۶۶۹، ۶۷۰)

تذکرۂ نماز کا سبب:

۲......نماز کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے فرمایا گیا ہے کیونکہ یہ ام العبادات، مومن کی معراج اور بارگاہِ رب العالمین میں مناجات کا نام ہے۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ۱۵۱)

شہید:

؁......وہ شخص جسے حربی یا باغی یا ڈاکو قتل کردیں، یا چور اسے اس کے گھر میں رات کے وقت کسی وزنی آلے سے قتل کردیں، یا کوئی شخص میدانِ جنگ میں پایا جائے اور اس کے جسم پر زخموں کے نشانات ہوں یا کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کسی تیز دھار آلے سے جان بوجھ کر ظلم کرتے ہوئے قتل کردے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ وہ مرنے اور قتل ہونے والا شخص مسلمان ہو عاقل بالغ ہو نیز حیض ونفاس اور جنابت وغیرہ جیسی نجاستوں سے پاک ہو اور اس کے علاوہ جنگ ختم ہونے کے بعد اس کی موت کے درمیان اتنا وقت حائل نہ ہوا ہو کہ اس پر دنیاوی احکامات لاگو ہوں (نور الایضاح مع حاشیہ بذریعۃ النجاح، باب احکام الشھید، ص ١٤٧، ١٤٨)

شہدائے بدر کے اسماء گرامی:

یہ آیتِ مبارکہ شہدائے بدر کے بارے میں نازل ہوئی، جو تعداد میں چودہ تھے، جن میں سے چھ مہاجرین اور آٹھ انصاری تھے۔

مہاجرین صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اسماء گرامی یہ ہیں: عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب، عمیر بن ابی وقاص بن اھیب بن عبد مناف بن زہرہ الزہری جو کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے، ذوالشمالین، جن کا نام عمیر بن عبد عمرو بن العاص بن نضلۃ بن عمرو بن خزاعۃ ثم بنی غبشان تھا، عاقل بن بکیر از بنی سعد بن لیث بن کنانہ، حضرت مجع جو کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب کے آزاد کردہ غلام تھے، صفوان بن بیضاء جو کہ بنی حارث بن فہر سے تھے۔ انصار کے اسماء گرامی یہ ہیں: سعد بن خیثمہ، مبشر بن عبد بن المنذر، یزید بن حارث بن قیس بن فسحم، عمیر بن حمام، رافع بن معلّٰی، حارثہ بن سراقہ، عوف اور معوذ جن کا باپ حارث بن رفاعہ بن سواد اور ماں عفراء تھی۔ (الخازن، ج ١، ص ٩٣)

فضیلتِ شہداء:

؁......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جس کسی کو بھی فی سبیل اللہ کوئی زخم لگایا گیا اور اللہ عزوجل بہتر جانتا ہے کہ اس کی راہ میں کسے زخمی کیا جاتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے خون کا رنگ تو خون جیسا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب من یجرح فی سبیل اللہ، ص ٤٦٤)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا گیا کہ میرے والدِ محترم کو نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا جن کا مثلہ کردیا گیا تھا، وہ آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیئے گئے، میں آگے بڑھ کر ان کا چہرہ دیکھنے لگا تو میری قوم نے مجھے منع کیا، اس کے بعد رونے کی آواز سنی گئی تو بتایا گیا کہ یہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم کیوں روتی ہو جبکہ فرشتے ان پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب من یجرح فی سبیل اللہ، ص ٤٦٧)

☆......حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حضور سرورِ دوعالم ﷺ سے یہ حدیثِ پاک روایت کرتے ہوئے سنا: ''کوئی شخص ایسا نہیں کہ جنت میں داخل ہو اور اس بات کو پسند کرے کہ دنیا میں لوٹایا جائے اور اس کے لئے زمین پر کوئی دنیاوی نعمت ہو سوائے شہید کے، وہ تمنا کرے گا کہ دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے اور اسے دس مرتبہ قتل کیا جائے، اس لئے کہ وہ مرتبۂ شہادت دیکھ چکا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب من یجرح فی سبیل اللہ، ص ٤٦٧)

حیاتِ شہداء:

امام حسن سے مروی ہے کہ شہید اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں زندہ ہیں، ان کی روحوں کو رزق پیش کئے جاتے ہیں یعنی راحت وچین اور فرحت وانبساط پاتے ہیں جیسا کہ آلِ فرعون کی روحوں کو صبح وشام آگ پیش کی جاتی ہے تو وہ دکھ درد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔'' اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو افراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانبردار اور مطیع ہوں انہیں برزخی زندگی میں ثواب پہنچتا ہے اور نافرمان عذاب قبور کا شکار ہوتے ہیں۔ پس اگر آپ یہ اعتراض کریں کہ ہم تو انہیں مردہ پاتے ہیں لہذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان ﴿بل احیاء﴾ کا مطلب کیا ہوگا اور دوسرا ﴿ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات﴾ میں انہیں مردہ کہنے سے منع فرمانے کی وجہ کیا ہے؟ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ﴿ولا تقولوا اموات﴾ کا مطلب یہ ہے کہ جب ان کی موت کو دوسرے افراد کی موت کے مقابل رکھا جائے تو انہیں مردہ نہ کہو بلکہ یہ زندہ ہیں، ان کی روحیں باغوں کی سیر کرتی رہتی ہیں جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ ''وہ تو سبز پرندوں کے قالب میں جنت میں سیر کرتی ہیں۔'' پس اس اعتبار سے وہ زندہ ہیں اگرچہ روح کے ان کے جسموں سے الگ ہونے کے اعتبار سے وہ مردہ ہیں۔ دوسرا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ وہ عالم الغیب میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں زندہ ہیں اس لئے کہ وہ آخرت کی طرف اپنا رختِ سفر باندھ چکے ہیں اور ہم ان کا مشاہدہ نہیں کرسکتے جس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان بھی دلالت کر رہا ہے ﴿ولکن لا تشعرون﴾ یعنی تم ان کے زندہ ہونے کو نہیں دیکھ سکتے پس جان لو کہ یہ ایک حقیقت ہے اور تمہیں صرف میرے آگاہ کرنے ہی سے معلوم ہوسکتی ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ہر ہر اطاعت شعار مسلمان کو ان کی قبور میں نعمتوں سے سرفراز کیا جاتا ہے تو پھر یہاں شہداء کا خصوصی طور پر ذکر کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شہداء کا یہاں خصوصی طور پر تذکرہ اس لئے کیا گیا ہے کہ انہیں دوسرے عام افراد پر جنتی نعمتوں کے نزول میں فضیلت حاصل ہے (وہ یہ ہیں) کہ شہداء جنتی کھانے پینے کی اشیاء سے لطف اندوز ہوں گے جبکہ دوسرے لوگ ان کے علاوہ دوسری نعمتوں سے سرفراز ہوں گے، اس اعتراض کا یہ جواب بھی دیا جاسکتا ہے کہ شہداء کا خصوصی تذکرہ ان افراد کی اس بات کی تردید میں کیا گیا جو یہ کہا کرتے کہ ''فی سبیل اللہ قتل ہونے والے افراد تو مرچکے ہیں اور ان سے دنیاوی نعمتیں اور لذتیں ختم ہوچکی ہیں۔'' پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے اس فرمانِ عالیشان ﴿بل احیاء﴾ سے خبر دی کہ وہ دائمی نعمتوں میں ہیں۔ (الجمل، ج۱، ص۱۸۴، ۱۸۵)

ہم نے جان لیا کہ شہید زندہ ہے اور نعمتیں پاتا ہے۔ جب ایک عام شہید جو کہ بارگاہ الٰہی میں قتل ہوا، اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا وہ زندہ ہے تو پھر حضرات انبیائے کرام جو کہ مخلوق میں سب سے زیادہ مقرب ہوتے ہیں ان کی حیات بعد از ممات کا حال کیا ہوگا؟

جان و مال اور اولاد کی کمی سے مراد:

۵۔۔۔۔۔حضرت ابنِ عباس اموال، جان اور پھلوں کی کمی سے آزمانے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اموال کی کمی سے مراد مویشیوں کی ہلاکت، جان کی کمی سے مراد محبوب افراد کا قتل ہوجانا یا مرجانا ہے جبکہ ثمرات کی کمی سے مراد ضروریاتِ زندگی کا ختم ہوجانا ہے۔'' پھل اگرچہ اموال ہی کا ایک حصہ ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کا الگ تذکرہ اس لئے ہے کیونکہ کبھی کبھار یہ قبضے میں نہیں ہوتے۔ اسی آیتِ مبارکہ کی وضاحت کرتے ہوئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''خوف سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف ہے جبکہ بھوک سے مراد رمضان المبارک کے روزے ہیں، اموال کی کمی سے مراد زکات وصدقات، جان کی کمی سے مراد امراض اور پھلوں کی کمی سے مراد اولاد کی موت ہے۔'' لفظِ ثمرہ کا اطلاق اولاد پر کرنا مجازی طور پر ہے کیونکہ ثمرہ سے مراد ہر وہ شے ہوتی ہے جس سے نفع وفائدہ

ہو جیسا کہ منقول ہے: ''علم کا ثمرہ عمل ہے''۔

☆......امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیثِ پاک ذکر کی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''جب کسی بندے کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ عزوجل فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے: ''کیا تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کرلی ہے؟'' تو وہ عرض کرتے ہیں: ''نعم! یعنی جی ہاں۔'' تو اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''کیا تم نے اس کے دل کا ثمرہ چھین لیا ہے؟'' وہ پھر عرض کرتے ہیں جی ہاں تو اللہ عزوجل ان سے پوچھتا ہے: ''میرے بندے نے کیا کہا؟'' وہ بتاتے ہیں کہ اس نے اے پروردگارِ عالم! تیری تعریف کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا، پس اللہ عزوجل ان سے ارشاد فرماتا ہے: ''میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔'' (روح المعانی، الجزء الثانی، ص ۵۷۵)

صفا ومروہ:

لے......صفا ومروہ مکہ مکرمہ میں دو پہاڑوں کے نام ہیں جن کے درمیان طواف کے بعد سعی کی جاتی ہے، انہیں صفا ومروہ کا نام دیئے جانے کے بارے میں نور الایضاح کے حاشیہ بذریعۃ النجاح میں علامہ عبدالرزاق بھترالوی فرماتے ہیں: ''صفا کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس پر حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تھے اور مروہ پر حضرت بی بی حوا جلوہ فرما ہوئی تھیں یہی وجہ ہے کہ اس پہاڑ کا نام بھی مؤنث ہے۔ (نور الایضاح مع حاشیہ بذریعۃ النجاح، کتاب الحج، حاشیہ نمبر ۷، ص ۱۷٤)

صفا ومروہ کے درمیان سعی کے بارے میں امام برھان الدین ابی الحسن علی بن عبدالجلیل ابی بکر المرغینانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اَلسَّعْیُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَاجِبٌ وَلَیْسَ بِرُکْنٍ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ رَحِمَہُ اللہُ اَنَّہُ رُکْنٌ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ﴿اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ فَاسْعَوْا﴾ وَلَنَا قَوْلُہٗ تَعَالٰی ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا﴾ (الھدایہ، ابواب الاحرام، ج ۲، ص ۱۸۸)

احناف کے نزدیک صفا ومروہ کے درمیان سعی واجب ہے نہ کہ رکن، جبکہ امام شافعی کے نزدیک رکن ہے اور وہ اس حدیثِ پاک سے استدلال کرتے ہیں: ''تم پر سعی لازم کردی گئی ہے۔'' جبکہ ہماری دلیل یہ آیتِ کریمہ ہے: ''تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں کے درمیان چکر لگائے۔''

امام شافعی کے نزدیک صفا ومروہ کے مابین سعی کرنا رکن ہے اور ہمارے نزدیک واجب جیسا کہ مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہو چکا ہے۔ یہاں ہم احناف کے نزدیک وجہ ترجیح بیان کردیتے ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں ہے کہ ''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم صفا اور مروہ کے مابین سعی کرو'' اور یہ فرمان کسی کام کے مباح ہونے کو لازم کرتا ہے اور فرضیت کے منافی بھی ہے۔ ہم رکن سے وجوب کی جانب اس لئے عدول کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک خبرِ واحد سے کسی چیز کی رکنیت ثابت نہیں ہوتی اور رکنیت دلیلِ قطعی سے ثابت ہوتی ہے۔ (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحج، باب الاحرام، ج ۲، ص ٥١٤، ملخصاً)

شعائر اللّٰہ:

ے.....اللہ عزوجل نے صفا ومروہ کے مابین سعی کو شعائر اللہ میں سے قرار دیا اس سعی کی اصل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت سیدہ ہاجرہ کے پاس پانی اور زادِ راہ ختم ہو گیا تو ان کا بچے کے لئے پانی کی تلاش میں صفا ومروہ کے درمیان چکر لگانا سعی کی اصل ہے، اس لئے کہ جس وقت حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام انہیں یہاں چھوڑ کر گئے تھے وہاں ان کے سوا کوئی انسان نہ تھا جب ان کا توشہ ختم ہو گیا اور اپنے بیٹے کے ضائع ہونے کا خطرہ ہوا تو وہ اللہ عزوجل سے مدد طلب کرنے لگیں اور صفا ومروہ کے درمیان اس مقدس جگہ پر چکر لگاتی رہتیں اس وقت وہ از حد بے قرار، خوفزدہ، ششدر اور پریشان تھیں اور نصرتِ خداوندی کی خواستگار تھیں یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ان کی مشکل کو آسان فرمایا ان کی اجنبیت ختم ہوئی رنج وغم کی شدت میں کمی آئی اور آپ کے لئے زمزم کا چشمہ جاری فرمایا جو کھانے کا کھانا اور بیماریوں کی شفا ہے، لہٰذا ان کے درمیان سعی کرنے والے کو چاہئے کہ فقر وذلت اور قلبی ہدایت، اصلاحِ احوال اور گناہوں کی مغفرت کے لئے اسے سامنے رکھے اور اپنے نقائص وعیوب کی دوری کے لئے اللہ عزوجل کی پناہ حاصل کرے کہ وہ اسے صراطِ مستقیم پر رکھے اور تازیست اسی پر قائم رہے تاکہ وہ اسے ذنوب ومعاصی کی غلاظت سے نکال کر مقامِ کمال وغفران اور استقامت پر فائز کر دے جس طرح حضرت ہاجرہ کے ساتھ کیا تھا۔ (ابنِ کثیر، ج ۱، ص ۲۴۸، ۲۴۹)

حج و عمرہ کی لغوی و شرعی تعریف:

۸.....حج کا لغوی معنی کسی عظمت والی شے کا قصد کرنا ہے جبکہ اس کا شرعی معنی مخصوص لباس میں، مخصوص وقت میں، مخصوص شرائط کے ساتھ بیت اللہ شریف کا قصد کرنا ہے جب کہ عمرہ کے لغوی معنی اس جگہ کی زیارت کرنا ہے جس کی محبت پائی جاتی ہے اور شریعت میں قصد مخصوص کو عمرہ کہتے ہیں۔ (المفردات، ص ۷۱، ۳۵۰)

شکر:

۹.....سختی اور مصیبت میں شکر ادا کرنا لازم ہے کیونکہ کفر کی مصیبت کے سوا اور کوئی ایسی مصیبت نہیں ہے جس میں کوئی ایک خوبی موجود نہ ہو لیکن تم اس سے واقف اور آگاہ نہیں ہو حق تعالیٰ تمہاری بھلائی کو خوب جانتا ہے بلکہ ہر بلا پر پانچ طرح کا شکر واجب ہے (۱).....اس کی مصیبت کا تعلق جسم سے تھا دین سے نہ تھا، کسی شخص نے شیخ عبداللہ بن سہل تستری سے پوچھا کہ چور میرے گھر میں گھس کر تمام مال چرا کر لے گیا انہوں نے فرمایا کہ اگر شیطان تیرے دل کے اندر گھس کر ایمان چرا کر لے جاتا تو کیا کرتا۔ (۲).....کوئی بیماری اور بلا ایسی نہیں ہے کہ دوسری اس بلا سے بدتر نہ ہو پس اس پر شکر کرو کہ تم بدتر بلا اور مصیبت میں گرفتار نہیں ہوئے جو شخص ہزار مار کے لائق ہو اور سو سے زیادہ اس کو نہ ماریں تو یہ اس کے لئے شکر کا مقام ہے۔ منقول ہے کہ کسی بزرگ کے سر پر ایک شخص نے طشت بھر کر خاک ڈال دی، انہوں نے شکر ادا کیا، لوگوں نے پوچھا کہ شکر کا کون سا موقع ہے تو انہوں نے کہا کہ میں تو اس لائق تھا کہ مجھ پر طشت بھر کر انگارے ڈالے جاتے اور اس کے بجائے راکھ ڈالی گئی تو یہ مقام شکر گذاری کا ہے۔ (۳).....کوئی دنیاوی عذاب ایسا نہیں ہے جس کو آخرت پر موقوف رکھا جائے، آخرت کا عذاب تو اس سے سخت اور بدتر ہوگا، پس اس بات کا شکر بجا لائے کہ یہ عذاب دنیا میں ہوا اور دنیا کا عذاب آخرت کی رہائی کا سبب ہے، حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''جس کو دنیا میں عذاب دیا جاتا ہے اس کو آخرت میں

عذاب نہیں دیں گے، کیونکہ سختی اور بلا گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے، پس جب انسان گناہوں سے پاک ہو گیا تو پھر اس پر عذاب کیوں ہو گا، طبیب تم کو کڑوی دوا دیتا ہے تمہاری فصد کھولتا ہے اگر چہ ان دونوں سے اذیت ہوتی ہے لیکن شکر کا مقام ہے کہ تم نے اس تھوڑی تکلیف پر صبر کر کے بڑی بیماری سے نجات پالی'' ۔(۴)...... جو بلا تم پر آنے والی تھی وہ لوحِ محفوظ میں لکھی تھی وہ آئی اور آ کر ٹل گئی، تب بھی مقامِ شکر ہے، شیخ ابو سعید ابو الخیر گدھے پر سے گر گئے انہوں نے الحمد للہ کہا، لوگوں نے پوچھا کہ شکر کس بات کا ادا کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ گدھے سے اس طرح گرنا ازل میں مقدر ہو چکا تھا اور گدھے پر سے گرنے سے یہ آفت ٹل گئی، پس اس آفت کے گزر جانے پر اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں ۔(۵)...... دنیا کی مصیبت دو وجہ سے آخرت کے ثواب کا باعث ہوتی ہے ایک یہ کہ اس مصیبت کا اجر بڑا ہے اور دوسرا باعث یہ کہ سب گناہوں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم نے دنیائے فانی سے ایسا دل لگایا کہ اس کو اپنی بہشت سمجھ لیا اور خداوند تعالیٰ کے حضور میں جانے کو قید خانہ تصور کیا کرتا تھا اور جس کو دنیا میں مصیبت میں گرفتار کرتے ہیں اس کا دل دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے اور دنیا اس کے حق میں قید خانہ اور موت نجات بن جاتی ہے اور کوئی بلا ایسی نہیں ہے جس میں حق ﷻ کی طرف سے تنبیہ نہ ہو، حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق ﷻ اپنے دوستوں کی غم خواری ان کو محنت و بلا میں گرفتار کر کے فرماتا ہے جس طرح تم دنیا میں کسی کی خبر گیری اور غم خواری کھانے پینے سے کرتے ہو (ماخوذ از کیمیائے سعادت مترجم، ص ۶۹۰)

اغراض:

لتکررھا وعظمھا: اس لئے کہ نماز ام العبادات، مومن کی معراج، اور رب العالمین سے مناجات کا ذریعہ ہے۔ بالعون: معیت کی دو قسمیں ہیں، ایک معیت عام ہے اس سے مراد علم اور قدرت ہے اور یہ ہر ایک کے لئے حلال (یعنی جائز ہو سکتی) ہے، دوسری معیت خاص ہے اس سے مراد مدد اور نصرت ہے، اور یہ مومنین، محسنین اور صابرین کے ساتھ خاص ہے۔ ارواحھم فی حواصل طیور الخ: اس کا بیان ماقبل ذکر ہو چکا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ تعلمون ماھم فیہ: یعنی شہدائے کرام کی شرف و کرامت اور نعمتیں، مراد اس سے ان حضرات کی بغیر اجسام کے کسی جنس سے محسوس نہ کی جانے والی حیات پر تنبیہ کرنا مراد ہے، اور یہ ایسا امر ہے جس کا کشف اور وحی کے ذریعے ادراک ہو سکتا ہے، اور اسی نظریہ کے اکثر مفسرین قائل ہیں، مزید ماقبل کی ابحاث کا مطالعہ فرمالیں۔ للعدو: اس میں لام زائدہ ہے یا بمعنی من ہے۔

القحط: یہ سبب کی تفسیر ہے، اس لئے کہ قحط بارش کے رُوک لینے کو کہتے ہیں اور یہ بھوکے رہ جانے کا سبب ہے۔ بالجوائح: مصباح میں ہے کہ الجائحۃ سے مراد آفت ہے۔ ای لنختبرنکم: یعنی تمہیں مصیبت پہنچائیں گے جو تمہارے احوال کی خبر دیں گے، المختصر، مزید ماقبل مذکورہ عنوان کے تحت مطالعہ فرمالیں۔ من السترجع: یعنی یوں کہے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون، اللہ ﷻ اس مصیبت پر صبر کرنے کے سبب سے اجر عطا فرمائے، اور مصباح میں ہے اللہ ﷻ نص اور ضرب کے سبب اجر سے نوازے۔

انما ھذا مصباح: یعنی چراغ کا گل ہو جانا تو آسان سی چیز ہے کوئی مصیبت تو نہیں، اور استرجاع تو مصیبت کے وقت پڑھا جاتا ہے۔ الی الصواب: یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھو اور فیصلہ اللہ ﷻ کے سپرد کر دو۔ اعلام دینہ: اس کا ذکر ماقبل مفصل طور پر ہو چکا ہے۔ ای تلبس بالحج او العمرۃ: یعنی نیت کے ذریعے حج کے ساتھ عمرہ کو بھی ملا لے۔

لما کرہ المسلمون ذلک: یعنی صفاء و مروہ کے مابین سعی کو لوگ ناپسند کرتے تھے اسلئے کہ کافر ان جگہوں کی تعظیم کیا کرتے تھے، کہ کہیں ان (یعنی مسلمانوں) کا فعل کافروں کے فعل کے مشابہ نہ ہو جائے۔ وعلیھما صنمان: ایک کا نام اساف ہمزہ کی کسرہ اور سین کی تخفیف کے ساتھ اور دوسرے کا نام نائلہ تھا، اساف کوہ صفاء پر اور نائلہ کوہ مروۃ پر، اصل میں یہ دو مرد و عورت تھے جنہوں نے

کعبہ معظمہ میں زنا کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی صورتیں مسخ فرمادیں اور انہیں عبرت بنادیا اور دور گزر جانے پر لوگ ان کی پوجا پاٹ میں پڑ گئے۔ غیر فرض: سعی کے فرض، واجب یا رکن ہونے کا بیان ہم نے ماقبل کردیا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔

ای عمل مالم یجب علیہ: یہ بعض نسخوں میں ہے جب کہ بعض میں یوں ہے کہ ای فعمل، اور بعض میں یوں ہے کہ فعل۔ بالاثابۃ علیہ: اس جملے سے اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حق میں شاکر کا معنی مجازی ہے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ طاعت گزاری پر ثواب عطا فرمائے گا، اور اس تعریف میں لوگوں پر احسان کے معاملے میں مبالغہ پایا جاتا ہے، اور لغت میں شاکر سے مراد کسی کو مظہر انعام قرار دینا ہے اور یہ اللہ کے حق میں محال ہے۔ علیم بہ: یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس بندے کے احوال سے باخبر ہے پس وہ اس کے اجر میں کوئی کمی نہ کرے گا، اور یہ قائم مقام شرط کے جواب کے لئے علت ہے گویا ایسا ہے کہ جو بھلائی کرے اسے اس کا اجر وثواب ملے گا اس لئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ شاکر علیم کی صفت کا حامل ہے اور اس جواب میں وعدے کے پکے ہونے کی جانب اشارہ ہے۔ ونزل فی الیہود: اس بارے میں شان نزول کا مطالعہ فرمالیں۔ ای ھم مستحقون ذلک الخ: اس جملے میں تکرار کے دور کرنے کی جانب اشارہ ہے اور لعن سے مراد یہ ہے کہ جو بالفعل کسی چیز کے سبب سے حاصل ہو اور یہاں اس سے مراد لعنت کا مستحق ہونا ہے۔ (الجمل، ج ١، ص ١٨٤ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

وَطَلَبُوْا اٰيَةً عَلٰى ذٰلِكَ فَنَزَلَ ﴿ان فی خلق السموات والارض﴾ وَمَا فِيْهِمَا مِنَ الْعَجَائِبِ ﴿واختلاف اليل والنهار﴾ بِالذِّهَابِ وَالْمَجِيْءِ وَالزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ ﴿والفلک﴾ السُّفُنِ ﴿التی تجری فی البحر﴾ وَلَا تَرْسُبُ مُوْقَرَةً ﴿بما ينفع الناس﴾ مِنَ التِّجَارَاتِ وَالْحَمْلِ ﴿ومآانزل الله من السماء من ماء﴾ مَطَرٍ ﴿فاحيابه الارض﴾ بِالنَّبَاتِ ﴿بعد موتها﴾ يُبْسِهَا ﴿وبث﴾ فَرَّقَ وَنَشَرَ بِهِ ﴿فيها من كل دابة﴾ لِاَنَّهُمْ يَنْمُوْنَ بِالْخَصَبِ الْكَائِنِ عَنْهُ ﴿وتصريف الريح﴾ تَقْلِيْبِهَا جُنُوْبًا وَّشِمَالًا حَارَّةً وَّبَارِدَةً ﴿والسحاب﴾ الْغَيْمِ ﴿المسخر﴾ الْمُذَلَّلِ بِاَمْرِ اللّٰهِ يَسِيْرُ اِلٰى حَيْثُ شَآءَ ﴿بين السماء والارض﴾ بِلَا عِلَاقَةٍ ﴿لايت﴾ دَالَّاتٍ عَلٰى وَحْدَانِيَّتِهِ تَعَالٰى ﴿لقوم يعقلون (١٦٤)﴾ يَتَدَبَّرُوْنَ ﴿ومن الناس من يتخذ من دون الله﴾ اَيْ غَيْرِهِ ﴿اندادا﴾ اَصْنَامًا ﴿يحبونهم﴾ بِالتَّعْظِيْمِ وَالْخُضُوْعِ ﴿كحب الله﴾ اَيْ كَحُبِّهِمْ لَهُ ﴿والذين امنوا اشد حبا لله﴾ مِنْ حُبِّهِمْ لِلْاَنْدَادِ لِاَنَّهُمْ لَا يَعْدِلُوْنَ عَنْهُ بِحَالٍ مَّا، وَالْكُفَّارُ يَعْدِلُوْنَ فِي الشِّدَّةِ اِلَى اللّٰهِ. ﴿ولو يرى﴾ تُبْصِرُ يَا مُحَمَّدُ ﴿الذين ظلموا﴾ بِاتِّخَاذِ الْاَنْدَادِ ﴿اذ يرون﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ يُبْصِرُوْنَ ﴿العذاب﴾ لَرَاَيْتَ اَمْرًا عَظِيْمًا، وَاِذْ بِمَعْنٰى اِذَا ﴿ان﴾ اَيْ لِاَنَّ ﴿القوة﴾ الْقُدْرَةَ وَالْغَلَبَةَ ﴿لله جميعا﴾ حَالٌ ﴿وان الله شديد العذاب (١٦٥)﴾ وَفِيْ قِرَآءَةٍ يَّرٰى بِالتَّحْتَانِيَّةِ وَالْفَاعِلُ فِيْهِ ضَمِيْرُ السَّامِعِ، وَقِيْلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَهِيَ بِمَعْنٰى يَعْلَمُ وَاَنَّ وَمَا بَعْدَهَا سَدَّتْ مَسَدَّ الْمَفْعُوْلَيْنِ وَجَوَابُ لَوْ مَحْذُوْفٌ وَالْمَعْنٰى لَوْ عَلِمُوْا فِي الدُّنْيَا شِدَّةَ عَذَابِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْقُدْرَةَ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَقْتَ مُعَايَنَتِهِمْ لَهُ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ لَمَا

اتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِهٖ اَنْدَادًا ﴿اذ﴾ بَدلٌ مِنْ اِذْ قَبْلَهٗ ﴿تبرا الذین اتبعوا﴾ اَیِ الرُّؤَسَآءُ ﴿من الذین اتبعوا﴾ اَیْ اَنْكَرُوْا اِضْلَالَهُمْ ﴿و﴾ قَدْ ﴿راوا العذاب وتقطعت﴾ عَطْفٌ عَلٰی تَبَرَّأَ ﴿بهم﴾ عَنْهُم ﴿الاسباب(١٦٦)﴾ اَلْوَصْلُ الَّتِیْ كَانَتْ بَیْنَهُمْ فِی الدُّنْیَا مِنَ الْاَرْحَامِ وَالْمَوَدَّةِ ﴿وقال الذین اتبعوا لو ان لنا كرة﴾ رَجْعَةً اِلَی الدُّنْیَا ﴿فنتبرا منهم﴾ اَیِ الْمَتْبُوْعِیْنَ ﴿كما تبرء وا منا﴾ اَلْیَوْمَ وَلَوْ لِلتَّمَنِّیْ وَنَتَبَرَّأُ جَوَابُهٗ ﴿كذلک﴾ كَمَآ اَرَاهُمْ شِدَّةَ عَذَابِهٖ وَتَبَرُّؤُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ ﴿یریهم الله اعمالهم﴾ اَلسَّیِّئَةَ ﴿حسرت﴾ حَالٌ نَدَامَاتٍ ﴿علیهم وما هم بخرجین من النار(١٦٧)﴾ بَعْدَ دُخُوْلِهَا۔

﴿ترجمہ﴾

(جب کفار نے آپ ﷺ سے اللہ ﷻ کے معبود ہونے کی دلیل طلب کی تو یہ آیت مبارکہ انّ فی خلق السمٰوٰت والارض ......الخ نازل ہوئی) بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش (اور ان میں موجود عجائبات میں) اور رات و دن کا بدلتے آنا (یعنی ان کے آنے، جانے، گھٹنے، بڑھنے میں نشانیاں ہیں) اور کشتی (فلک بمعنی سفن ہے) کہ دریا میں چلتی ہے (بھاری بوجھ کی وجہ سے نہیں ڈوبتی) لوگوں کے فائدے لے کر (یعنی جو لوگوں کو تجارت اور مال برداری کا فائدہ دیتی ہیں) اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر (یعنی بارش نازل فرما کر) اس سے جلا دیا (یعنی نباتات کے ذریعے) مردہ زمین کو (یعنی اس کے خشک ہو جانے کے بعد) اور پھیلائے (یعنی متفرق و منتشر کر دیئے) زمین میں ہر قسم کے جانور (کہ وہ اس سرسبز و شاداب زمین میں پلتے بڑھتے ہیں جو بارش کے پانی سے شاداب ہوتی ہے) اور ہواؤں کی گردش......۱......(یعنی انکا بدلنا، انکا شمالاً جنوباً چلنا، سرد و گرم ہونا) اور وہ بادل (سحاب بمعنی غیم ہے) کہ حکم کا باندھا ہے (یعنی باری ﷻ کے حکم کا تابعدار ہے جہاں اللہ ﷻ چاہے چلتا ہے) آسمان و زمین کے بیچ میں (تاحدِ نظر) ضرور نشانیاں ہیں (جو کہ وحدانیتِ باری ﷻ پر دلالت کرتی ہیں) ان سب میں عقلمندوں کے لئے (غور و فکر کرنے والوں کے لئے) اور کچھ لوگ ہیں جو بناتے ہیں اوروں کو (دون بمعنی غیر ہے) اللہ کا مدِّ مقابل......۲......(یعنی بتوں کو) کہ انہیں محبوب رکھتے ہیں (انکی تعظیم بجالا کر اور انکے سامنے عاجزی کا اظہار کر کے) اللہ کی طرح (یعنی انکی محبت بتوں کیلئے ایسی ہے جیسی وہ اللہ ﷻ سے کرتے ہیں) اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں (یعنی کفار جتنی محبت اپنے باطل خداؤں سے کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ محبت مسلمان اللہ ﷻ سے کرتے ہیں کیونکہ مسلمان کسی شے کو کسی بھی حال میں اپنے پروردگار عزوجل کے برابر قرار نہیں دیتے جبکہ کفار شدت محبت میں اپنے بتوں کو اللہ ﷻ کے برابر قرار دیتے ہیں) اور کاش اب جان لیتے (اے محمد ﷺ، یری یاء اور تاء دونوں کیساتھ ہے) جنہوں نے ظلم کیا (اللہ ﷻ کے شریک بنا کر) اس وقت کو جب کہ سامنے آئے گا (یرون کی قرأت معروف و مجہول دونوں طرح ہے یعنی دیکھیں گے) عذاب (تو آپ امرِ عظیم دیکھیں گے، اذ بمعنی اذا ہے) اس لئے (یعنی یہ اس لئے ہے) کہ زور (یعنی قدرت و غلبہ) سارا خدا کو ہے (جمیعًا حال ہے کائنۃ کی ضمیر سے) اور اس لئے کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے (ایک قرأت میں یری ہے یائے تحتانیہ کے ساتھ اور اس کا فاعل سامع کی ضمیر ہے یعنی لو یری السامع اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یری بمعنی یعلم ہے اور الذین موصول صلہ ملکر اسکا فاعل بنے گا۔ انّ اور اس کا مابعد دو مفعولوں کے قائم مقام ہے اور لو کا جواب محذوف ہے، آیتِ مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ "اگر

وہ دنیا میں اللہ ﷻ کے عذاب کی شدت اس بات کو جان لیتے کہ قدرت صرف اسی ایک اللہ کیلئے ہے یہ بات ان کو قیامت کے دن عذاب کو دیکھنے سے معلوم ہوگی اور اگر پہلے معلوم ہو جاتی تو وہ اللہ کے سوا دوسرے شریک نہ بناتے) جب (اذ اپنے ماقبل اذ یرون العذاب سے بدل ہے) بیزار ہوں گے پیشوا (یعنی سردار) اپنے پیروؤں سے (یعنی وہ انکو گمراہ کرنے کا انکار کرینگے) اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گی (اسکا عطف تبرا پر ہے) ان کی (بھم بمعنی عنھم ہے) سب ڈوریں (یعنی رشتے داریاں اور محبتوں کے وہ تعلقات جو ان کے مابین دنیا میں تھے) اور کہیں گے پیرو، کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (یعنی دنیا میں پلٹنا ہوتا) تو ہم ان (پیشواؤں) سے بیزار ہوتے جیسے انہوں نے ہم سے بیزاری ظاہر کی (آج بروزِ قیامت، لو یہاں بیان تمنا کیلئے ہے اور فنتبرا اسکا جواب ہے) یونہی (یعنی جیسا کہ ہم نے انکو شدتِ عذاب اور ایک دوسرے سے بیزاری ظاہر کرنا دکھلا دیا) اللہ انہیں دکھائے گا ان کے (برے) کام حسرتیں ہوکر (یہ بمعنی ندامات حال ہے یعنی انکی بداعمالیاں ندامت ہوکر رہ جائینگی) ان پر اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں (داخل ہونے کے بعد)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنھار﴾

انّ، حرف مشبہ بالفعل، فی، جار، خلق: مضاف، السموات والارض، مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی ہوکر معطوف علیہ، و اختلاف، مصدر مضاف، الیل والنھار، مضاف الیہ، مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف اول۔

﴿والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس﴾

و: عاطفہ، الفلک: موصوف، التی: موصول، تجری: فعل ھی ضمیر ذوالحال، فی البحر: ظرف لغو، ب: جار، ما ینفع الناس: جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر صفت، موصوف صفت ملکر معطوف ثانی۔

﴿وماانزل اللہ من السماء من ماء فاحیابہ الارض بعد موتھا وبث فیھامن کل دابۃ﴾

و: عاطفہ، ما: موصولہ، انزل اللہ من السماء من ماء: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، احیا بہ الارض بعد موتھا: جملہ فعلیہ معطوف اول، وبث فیھا......الخ: معطوف ثانی، سب ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر بماینفع الناس پر معطوف ہے۔

﴿وتصریف الریح والسحاب المسخربین السماء والارض﴾

و: عاطفہ، تصریف الریح: معطوف ثالث، والسحاب: موصوف، المسخر بین السماء والارض: شبہ جملہ ہوکر صفت، موصوف صفت ملکر معطوف رابع، خلق السموات معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مجرور، فی جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر مقدم۔

﴿لایت لقوم یعقلون﴾

لام: تاکیدیہ ،ایات: موصوف ،لقوم یعقلون: ظرف مستقر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر اسم مؤخر، انّ اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن الناس من یتخذ من دون الله اندادا یحبونھم کحب الله﴾

و: مستانفہ ،من الناس: ظرف مستقر خبر مقدم ،من: موصولہ ،یتخذ: فعل ،ھو ضمیر فاعل، من دون اللّٰہ: ظرف لغو ،اندادا: موصوف ،یحبونھم کحب اللّٰہ، جملہ فعلیہ ہوکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔

﴿والذین امنوا اشد حبا لله﴾

و، عاطفہ، الذین امنوا، مبتدا، اشد، ممیز، حبا: تمیز ،للّٰہ: متعلق ہے حبا کے، ممیز اپنی تمیز سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو یری الذین ظلموا اذ یرون العذاب ان القوۃ لله جمیعا و ان الله شدید العذاب﴾

و: استئنافیہ ...... لو، حرف شرط، یری: فعل ،الذین ظلموا: فاعل ،اذیرون العذاب: ظرف ،ان القوۃ للّٰہ جمیعا: معطوف علیہ ،و: حرف عطف ،ان اللّٰہ شدید العذاب، معطوف، ملکر مفعول، یہ سب ملکر شرط، جواب شرط محذوف لرء یت عجبا ولکان منھم ما لا یدخل تحت الوصف من الندامۃ والحسرۃ، شرط اپنے جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اذ تبرا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا وراوا العذب و تقطعت بھم الاسباب﴾

اذ، مضاف، تبرّأ: فعل ،الذین اتبعوا: ذوالحال، من الذین اتبعوا، ظرف لغو، و، حالیہ ،راوا العذاب، جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر معطوف علیہ، و تقطعت بھم الاسباب، جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر بدل (اذیرون) سے۔

﴿وقال الذین اتبعوا لو ان لنا کرۃ فنتبرا منھم کما تبرء وامنا﴾

و: عاطفہ، قال: فعل ،الذین اتبعوا، فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر قول، لو: للتمنی ،انّ: حرف مشبہ بالفعل ،لنا: ظرف مستقر خبر مقدم ،کرۃ: اسم، جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ ،ف: سببیہ ،نتبرّا: فعل بافاعل ،منھم: ظرف لغو ،کما تبرء وا منا، مفعول مطلق، مصدر محذوف کی صفت، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک یریھم الله اعمالھم حسرت علیھم﴾

کذالک، جارمجرور، مصدر محذوف الاراء کیلئے صفت، موصوف محذوف صفت سے ملکر مفعول مطلق مقدم ،یریھم: فعل ،ھم ضمیر مفعول ،اللّٰہ: فاعل، اعمالھم: مفعول ثانی، حسرات علیھم، مرکب توصیفی مفعول ثالث، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماھم بخرجین من النار﴾ و، عاطفہ ،ما: مشابہ بلیس ،ھم: اسم ،بخارجین من النار، خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

ہواؤں کی تبدیلی سے مراد:

۱......ہواؤں میں اللہ ﷻ کی نشانیوں کے بارے میں **تنویر المقباس من تفسیرِ ابن عباس** میں ہے: ''اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ ﷻ ان ہواؤں کو کبھی دائیں، تو کبھی بائیں، کبھی آگے کی جانب سے تو کبھی پیچھے کی جانب سے بدلتا رہتا ہے اور کبھی یہی ہوائیں عذاب بن کر آتی ہیں تو کبھی رحمت کی گھٹائیں بن کر چھاتی ہیں۔'' (تنویر المقباس من تفسیرِ ابن عباس، ص ۲۸)

انداد سے مراد:

۲......انداد سے مراد وہ بت ہیں جو کافروں کے معبود تھے اور جن سے وہ نفع ونقصان کی امیدیں وابستہ رکھتے، ان کی قربت کے حصول کیلئے کوشاں رہتے تھے، پس اس معنی کی بناء پر ان بتوں کو ایک دوسرے کا انداد کہا گیا یا پھر اس کا معنی یہ ہوسکتا ہے کہ وہ بت کافروں کے گمانِ فاسدہ وباطلہ کے اعتبار سے اللہ ﷻ کے انداد یعنی شریک ہیں۔ (الجمل، ج ۱، ص ۱۹۸)

اس آیتِ کریمہ سے پتہ چلا کہ انداد سے مراد وہ بت ہیں جنہیں اللہ ﷻ کا شریک بنایا جائے اور کافر اپنے نفع ونقصان میں بتوں کو اللہ ﷻ کا شریک بناتے تھے، صوفیائے کرام نے انداد کی یہ تفسیر فرمائی ہے کہ ''**کل ما کان مشغلا عن اللّٰہ مانعا من امتثال امرہ** یعنی ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ ﷻ کی یاد سے غافل اور اس کے احکام کی تعمیل سے روک دے وہ انداد ہیں''، خواہ وہ بت ہوں، گمراہ رئیس ہوں، مال ودولت ہو، فرزند وزن ہوں یا علم وفن، ہر وہ چیز جو اللہ ﷻ سے دور کرنے والی ہو وہ ند کہلائے گی اور پاش پاش کردینے کے لائق ہے، رسول کریم ﷺ سے محبت وعشق اور عقیدت ہے اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ سے ہمیں جو محبت ہے وہ صرف اسی لئے ہے کہ وہ محبوبانِ خدا ہیں اور محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوا کرتا ہے۔

تفہیم القرآن میں **ابو الاعلیٰ مودودی** نے اس آیتِ مبارکہ کا ترجمہ یہ کیا ہے (کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدمقابل بناتے ہیں) اور پھر اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''یعنی خدائی کی جو صفات اللہ ﷻ کے لئے خاص ہیں ان میں سے بعض کو دوسروں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور خدا ہونے کی حیثیت سے بندوں پر اللہ ﷻ کے جو حقوق ہیں وہ سب یا ان میں سے بعض حقوق یہ لوگ ان دوسرے بناوٹی معبودوں کو ادا کرتے ہیں مثلاً سلسلۂ اسباب پر حکمرانی، حاجت روائی، مشکل کشائی، فریادرسی، دعائیں سننا اور غیب وشہادت ہر چیز سے واقف ہونا یہ سب اللہ کی مخصوص صفات ہیں اور یہ صرف اللہ ہی کا حق ہے کہ بندے اسی کو مقتدرِ اعلیٰ مانیں اسی کے آگے اعترافِ بندگی میں سر جھکائیں، اسی کی طرف اپنی حاجتوں میں رجوع کریں، اسی کو مدد کے لئے پکاریں، اسی پر بھروسہ کریں، اسی سے امید وابستہ کریں اور اسی سے ظاہر وباطن میں ڈریں اسی طرح مالک الملک ہونے کی حیثیت سے یہ منصب بھی اللہ ہی کا ہے کہ اپنی رعیت کیلئے حلال وحرام کے حدود مقرر کرے ان کے فرائض وحقوق معین کرے، ان کو امر ونہی کے احکام دے اور انہیں یہ بتائے کہ اس کی دی ہوئی قوتوں اور اس کے بخشے ہوئے وسائل کو وہ کس طرح کن کاموں میں کن مقاصد کیلئے استعمال کریں اور یہ صرف اللہ کا

حق ہے کہ بندے اس کی حاکمیت تسلیم کریں اس کے حکم کو منبع قانون مانیں اسی کو امر و نہی کا مختار سمجھیں اپنی زندگی کے معاملات میں اس کے فرمان کو فیصلہ کن قرار دیں اور ہدایت و رہنمائی کے لئے اسی کی طرف رجوع کریں جو شخص خدا کی ان صفات میں سے کسی صفت کو بھی کسی دوسرے کی طرف منسوب کرتا ہے اور اس کے ان حقوق میں سے کوئی ایک حق بھی کسی دوسرے کو دیتا ہے وہ دراصل اسے خدا کا مدمقابل اور ہمسر بناتا ہے اور اسی طرح جو شخص یا جو ادارہ ان صفات میں سے کسی صفت کا مدعی ہو وہ ان حقوق میں سے کسی حق کا انسانوں سے مقابلہ کرتا ہو وہ بھی دراصل خدا کا مدمقابل اور ہمسر بنتا ہے، خواہ زبان سے خدائی کا دعوی کرے یا نہ کرے۔"

(تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۱۳۱)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب نشر الطیب میں ہے:

يَا شَفِيْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِيْ	دستگیری کیجئے میرے نبی
اَنْتَ فِي الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِيْ	کشمکش میں، تم ہی ہو میرے نبی
لَيْسَ لِيْ مَلْجَاً سِوَاكَ اَغِثْ	جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
مَسَّنِيَ الضُّرُّ سَيِّدِيْ سَنَدِيْ	فوجِ کلفت مجھ پر آ غالب ہوئی
غَشَّنِيَ الدَّهْرُ يَا ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ	ابن عبد اللّٰہ زمانہ ہے خلاف
كُنْ مُغِيْثًا فَاَنْتَ لِيْ مَدَدِيْ	اے میرے مولا خبر لیجئے میری
لَيْسَ لِيْ طَاعَةٌ وَّلَا عَمَلٌ	کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس
بَيْدَ حُبِّيْكَ فَهُوَ لِيْ عَدَدِيْ	ہے مگر دل میں محبت آپ کی
يَا رَسُوْلَ الْاِلٰهِ بَابُكَ لِيْ	میں ہوں بس اور آپ کا در، یا رسول
مِنْ غَمَامِ الْغُمُوْمِ مُلْتَحَدِيْ	ابرِ غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی
جُدْ بِلُقْيَاكَ فِي الْمَنَامِ وَكُنْ	خواب میں چہرہ دکھا دیجئے مجھے
سَاتِرًا لِلذُّنُوْبِ وَالْفَنَدِ	اور میرے عیبوں کو کر دیجئے خفی
اَنْتَ عَافٍ اَبَرُّ خَلْقِ اللّٰهِ	در گزر کرنا خطا و عیب سے
وَمُقِيْلُ الْعِثَارِ وَاللَّدَدِ	سب سے بڑھ کر ہے یہ خصلت آپ کی
رَحْمَةٌ لِلْعِبَادِ قَاطِبَةً	سب خلائق کے لئے رحمت ہیں آپ
بَلْ خُصُوْصًا لِكُلِّ ذِيْ اَوَدِ	خاص کر جو ہیں گناہ گار و غوی

لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرْبَ طَیْبَتِکُمْ	کاش ہو جاتا مدینے کی میں خاک
فَالْتَثِمُ النِّعَالَ ذَاکَ قَدِیْ	نعل بوسی ہوتی کافی آپکی
فَاُصَلِّیْ عَلَیْکَ بِالتَّسْلِیْمِ	آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہاء
مُتْحَفًا عِنْدَ حَضْرَۃِ الصَّمَدِ	حضرت حق کی طرف سے دائمی
بِعِدَادِ الرِّمَالِ وَالْاَنْفَاسِ	جس قدر دنیا میں ہیں ریت اور سانس
وَالنَّبَاتِ الْکَثِیْرِ مُنْتَضِدِ	اور بھی ہے جس قدر روئیدگی
وَعَلَی الْاٰلِ کُلِّھِمْ اَبَدًا	اور تمھاری آل پر اصحاب پر
بَالِغًا عِنْدَ مُنْتَھَی الْاَمَدِ	تا بقائے عمر دارِ اخروی

یہ رسالہ مسمّی بہ شمیم الحبیب شہر بھوپال ماہ ذی الحجہ آخر سال ۱۳۰۹ھ میں تمام ہوا اور اس کا ترجمہ مسمّی بہ شم الطیب قصبہ تھانہ بھون ماہ رمضان عشرہ اخیرہ ۱۳۲۸ھ میں تمام ہوا والحمد للہ۔

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ، ص۱۹۴، ۱۹۵)

اغراض:

وما فیھما من العجائب: یعنی آسمان کے عجائبات میں سے یہ بات کہ بغیر کسی ستون کے کھڑا ہے اور سورج چوتھے آسمان سے زمین والوں کے لئے روشنی لٹا رہا ہے اور مکمل نفع پہنچا رہا ہے اور ستاروں کی روشنی زمین والوں کے لئے راستے کی ہدایت کا سامان کرتی ہے باوجود یہ کہ عرش کے ساتھ قائم و دائم ہیں اور زمین کے عجائبات میں سے یہ کہ پھیلی ہوئی ہے اور اس پر پہاڑوں کے لنگر ڈالے ہوئے ہیں جو اسے ہلنے نہیں دیتے، ان عجائبات کا بیان اللہ عزوجل نے ﴿افلم ینظروا الی السماء فوقھم کیف بنیناھا وزیناھا ومالھا من فروج و الارض مددناھا والقینا فیھا رواسی انبتنا فیھا من کل زوج بھیج﴾ میں فرمایا، اور زمین کو آسمان کی بنسبت مفرد ذکر فرمایا اس لئے کہ زمین کی جنس متحد ہے جیسا کہ پانی اور مٹی اور آسمان کی جنس مختلف ہیں۔

بالذھاب والمجیء: اس جملے سے رات اور دن کے اختلاف کی جانب اشارہ ہے، رات کے جملہ عجائبات میں سے یہ بھی ہیں کہ رات ستاروں والی، اندھیری اور لوگوں پر طویل ہوتی ہے نہ کہ دوسروں پر، جب کہ دن لوگوں پر طویل ہوتا ہے دوسروں پر نہیں، المختصر۔

التی تجری فی البحر: اس کا بیان ماقبل ہو چکا۔ ولا ترسب: یعنی کشتی جو دریا میں چلتی ہے، نیچے کی جانب نہیں گرتی۔ یتدبرون: یعنی تفکر کرے اور اللہ عزوجل کی قدرت کے عجائبات میں سوچے تو جان لے گا کہ اللہ عزوجل ہر چیز پر قادر ہے، اور یہی دلیل اس کی قدرت کے انکشافات پر جمے رہنے اور اپنے ایمان وعقائد کو یقین کا جامہ پہنانے کے لئے کافی ہے، اور جہاں تک مقلد کا سوال ہے تو اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو علماء کے پاس حاضر نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کے پاس بیٹھتے ہیں، زمین وآسمان کو نہیں پہچانتے جیسا کہ بہائم نہیں پہچانتے۔ ای الرؤساء: جیسا کہ فرعون اور نمرود اور عبد بن ابی سلول اور حیی بن اخطب وغیرہ۔

ندامات: ندامۃ کی جمع ہے۔

(الصاوی، ج۱، ص۱۲۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۵

وَنَزَلَ فِیْمَنْ حَرَّمَ السَّوَائِبَ وَنَحْوَھَا ﴿یایھا الناس کلوا مما فی الارض حللا﴾ حَالٌ ﴿طیبا﴾ صِفَةٌ

مُؤَكَّدَةٌ اَوْ مُسْتَلِذًّا ﴿ولا تتبعوا خطوت﴾ طُرُقَ ﴿الشيطن﴾ اَىْ تَزْيِيْنَهٗ ﴿انه لكم عدو مبين (۱۶۸)﴾ بَيِّنُ الْعَدَاوَةِ ﴿انما يامركم بالسوء﴾ اَلْاِثْمِ ﴿والفحشاء﴾ اَلْقَبِيْحِ شَرْعًا ﴿وان تقولوا على الله ما لا تعلمون (۱۶۹)﴾ مِنْ تَحْرِيْمِ مَا لَمْ يُحَرَّمْ وَغَيْرِهٖ ﴿واذا قيل لهم﴾ اَىِ الْكُفَّارِ ﴿اتبعوا ما انزل الله﴾ مِنَ التَّوْحِيْدِ وَتَحْلِيْلِ الطَّيِّبَاتِ ﴿قالوا﴾ لَا ﴿بل نتبع ما الفينا﴾ وَجَدْنَا ﴿عليه اباء نا﴾ مِنْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ وَتَحْرِيْمِ السَّوَائِبِ وَالْبَحَائِرِ، قَالَ تَعَالٰى ﴿ا﴾ يَتَّبِعُوْنَهُمْ ﴿ولو كان اباؤهم لا يعقلون شيئا﴾ مِّنْ اَمْرِ الدِّيْنِ ﴿ولايهتدون (۱۷۰)﴾ اِلَى الْحَقِّ، وَالْهَمْزَةُ لِلْاِنْكَارِ ﴿ومثل﴾ صِفَةُ ﴿الذين كفروا﴾ وَمَنْ يَّدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى ﴿كمثل الذى ينعق﴾ يَصُوْتُ ﴿بما لا يسمع الا دعاء ونداء﴾ اَىْ صَوْتًا لَا يُفْهَمُ مَعْنَاهُ اَىْ هُمْ فِىْ سِمَاعِ الْمَوْعِظَةِ وَعَدَمِ تَدَبُّرِهَا كَالْبَهَآئِمِ تَسْمَعُ صَوْتَ رَاعِيْهَا وَلَا تَفْهَمُهٗ، هُمْ ﴿صم بكم عمى فهم لايعقلون (۱۷۱)﴾ الْمَوْعِظَةَ ﴿يايها الذين امنوا كلوا من طيبت﴾ حَلَالَاتِ ﴿ما رزقنكم واشكروا لله﴾ عَلٰى مَآ اُحِلَّ لَكُمْ ﴿ان كنتم اياه تعبدون (۱۷۲) انما حرم عليكم الميتة﴾ اَىْ اَكْلَهَا اِذِ الْكَلَامُ فِيْهِ وَكَذَا مَا بَعْدَهَا وَهِيَ مَا لَمْ يُذَكَّ شَرْعًا، وَاُلْحِقَ بِهَا بِالسُّنَّةِ مَا اُبِيْنَ مِنْ حَيٍّ وَخُصَّ مِنْهَا السَّمَكُ وَالْجَرَادُ ﴿والدم﴾ اَىِ الْمَسْفُوْحَ كَمَا فِي الْاَنْعَامِ، ﴿ولحم الخنزير﴾ خُصَّ اللَّحْمُ لِاَنَّهٗ مُعْظَمُ الْمَقْصُوْدِ وَغَيْرُهٗ تَبَعٌ لَهٗ ﴿وما اهل به لغير الله﴾ اَىْ ذُبِحَ عَلٰى اِسْمِ غَيْرِهٖ تَعَالٰى وَالْاِهْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانُوْا يَرْفَعُوْنَهٗ عِنْدَ الذَّبْحِ لِاٰلِهَتِهِمْ ﴿فمن اضطر﴾ اَىْ اَلْجَاَتْهُ الضَّرُوْرَةُ اِلٰى اَكْلِ شَيْءٍ مِّمَّا ذُكِرَ فَاَكَلَهٗ ﴿غير باغ﴾ خَارِجٍ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ ﴿ولا عاد﴾ مُتَعَدٍّ عَلَيْهِمْ بِقَطْعِ الطَّرِيْقِ ﴿فلا اثم عليه﴾ فِىْ اَكْلِهٖ ﴿ان الله غفور﴾ لِاَوْلِيَآئِهٖ ﴿رحيم (۱۷۳)﴾ بِاَهْلِ طَاعَتِهٖ حَيْثُ وَسَّعَ لَهُمْ فِىْ ذٰلِكَ، وَخَرَجَ الْبَاغِيُّ وَالْعَادِيُّ وَيُلْحَقُ بِهِمَا كُلُّ عَاصٍ بِسَفَرِهٖ كَالْاٰبِقِ وَالْمَكَّاسِ فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ اَكْلُ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ مَا لَمْ يَتُوْبُوْا وَعَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ ﴿ان الذين يكتمون ما انزل الله من الكتب﴾ اَلْمُشْتَمِلِ عَلٰى نَعْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَهُمُ الْيَهُوْدُ ﴿ويشترون به ثمنا قليلا﴾ مِّنَ الدُّنْيَا يَاْخُذُوْنَهٗ بَدَلَهٗ مِنْ سُفْلَتِهِمْ فَلَا يُظْهِرُوْنَهٗ خَوْفَ فَوْتِهٖ عَلَيْهِمْ ﴿اولئك ما ياكلون فى بطونهم الا النار﴾ لِاَنَّهَا مَاٰلُهٗ ﴿ولا يكلمهم الله يوم القيمة﴾ غَضَبًا عَلَيْهِمْ ﴿ولا يزكيهم﴾ يُطَهِّرُهُمْ مِنْ دَنَسِ الذُّنُوْبِ ﴿ولهم عذاب اليم (۱۷۴)﴾ مُؤْلِمٌ هُوَ النَّارُ ﴿اولئك الذين اشتروا الضللة بالهدى﴾ اَخَذُوْهَا بَدَلَهٗ فِى الدُّنْيَا ﴿والعذاب بالمغفرة﴾ اَلْمُعِدَّةِ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ لَوْ لَمْ يَكْتُمُوْا ﴿فمااصبرهم على

النار(١٧٥)﴾ اَیْ مَآ اَشَدَّ صَبْرُهُمْ، وَهُوَ تَعْجِیْبٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اِرْتِکَابِهِمْ مُوْجِبَاتِهَا مِنْ غَیْرِ مُبَالَاةٍ وَّاِلَّا فَاَیُّ صَبْرٍ لَّهُمْ ﴿ذلک﴾ الَّذِیْ ذُکِرَ مِنْ اَکْلِهِمُ النَّارَ وَمَا بَعْدَهَا ﴿بان﴾ بِسَبَبِ اَنَّ ﴿الله نزل الکتب بالحق﴾ مُتَعَلِّقٌ بِنَزَلَ فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ حَیْثُ اٰمَنُوْا بِبَعْضِهٖ وَکَفَرُوْا بِبَعْضِهٖ بِکَتْمِهٖ ﴿وان الذین اختلفوا فی الکتب﴾ بِذٰلِکَ وَهُمُ الْیَهُوْدُ وَقِیْلَ الْمُشْرِکُوْنَ فِی الْقُرْاٰنِ حَیْثُ قَالَ بَعْضُهُمْ شِعْرٌ وَّبَعْضُهُمْ سِحْرٌ وَّبَعْضُهُمْ کَهَانَةٌ ﴿لفی شقاق﴾ خِلَافٍ ﴿بعید(١٧٦)﴾ عَنِ الْحَقِّ۔

﴿ترجمہ﴾

(یہ آیتِ مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے سوائب وغیرہ جیسے جانوروں کوحرام قرار دے رکھا تھا) اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال (حلالا، حال ہے) پاکیزہ ہے (طیبا صفت مؤکدہ ہے حلالا کی بمعنی مستلذ، یعنی ایسی چیز جس سے لوگ لذت حاصل کرتے ہوں) اور قدم پر قدم نہ رکھو (رستے پر نہ چلو، خطوات بمعنی طرق ہے) شیطان کے (یعنی اسکے مزین کردہ راستوں اور وسوسوں کی پیروی نہ کرو) بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (اس کی عداوت ظاہر ہے) وہ تو تمہیں یہی بدی (یعنی گناہ کا) حکم دے گا اور بے حیائی کا......١...... (یعنی شرعاً قبیح امور کا) اور یہ کہ اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں (یعنی تم اس شئے کو حرام قرار دیدو جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حرام نہ کیا ہو وغیرہ وغیرہ) اور جب ان (کافروں سے) کہا جائے اللہ کے اتارے پر چلو (یعنی توحید اور پاکیزہ حلال اشیاء کی پیروی کرو) تو کہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر ہم نے پایا (الفینا بمعنی وجدنا ہے) اپنے باپ دادا کو (یعنی بتوں کی عبادت کرنا اور سوائب و بحائر کو حرام قرار دینا، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا) کیا (وہ پیروی کرتے ہیں ان) باپ دادوں کی اگرچہ انہیں کچھ عقل نہ ہو (دین کے معاملے میں) اور نہ ہدایت رکھتے ہوں (حق کی طرف، اولو میں ھمزہ انکاری ہے) اور کہاوت (صفت) کافروں کی (اور انہیں ہدایت کی طرف بلانے والے کی) اس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو (ینعق بمعنی یموت ہے) کہ خالی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے (یعنی کفار کیلئے یہ آواز ایسی ہے کہ جس کا مفہوم سمجھا نہیں جاسکتا اور مراد اس سے نصیحت کی آواز ہے، کفار کا نصیحت کی بات سننا اور پھر اسے نہ سمجھنا ایسا ہے جیسا کہ چوپائے، کیونکہ چوپایا چرواہے کی آواز سنتا تو ہے لیکن سمجھ نہیں پاتا) بہرے، گونگے، اندھے تو وہ سمجھتے نہیں ہیں......٢...... (نصیحت کو) اے ایمان والو! کھاؤ ستھری (طیبات بمعنی حلالات ہے) چیزیں ہماری دی ہوئی......٣......اور اللہ کا احسان مانو (اس پر جو تمہارے لئے حلال ہوا) اگر تم اسی کو پوجتے ہو اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار (مراد کھانا ہے کیونکہ کلام کھانے کے بارے میں ہے اور یونہی ان کے مابعد مذکور اشیاء کو کھانا بھی حرام کیا گیا ہے، مردہ وہ جانور ہوتا ہے جسے شرعی طریقے کے مطابق ذبح نہ کیا گیا ہو زندہ جانور کے جسم کا جو حصہ کاٹ لیا جائے وہ بھی بسبب حدیث مردار کے ساتھ ملحق ہے مردار جانوروں میں سے مچھلی اور ٹڈی کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے) اور خون (بہنے والا، جیسا کہ سورۂ انعام میں ہے) اور سُور کا گوشت (گوشت کا خاص طور پر تذکرہ اس لئے کیا گیا ہے کیونکہ کسی بھی جانور سے حاصل ہونے والا بڑا مقصود اس کا گوشت ہی ہوتا ہے اور اسکے دیگر اعضاء تو گوشت کے تابع ہوتے ہیں) اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا......٤...... (یعنی جس جانور کو غیر خدا

کانام لیکرذبح کیا گیا ہو،اھــلال کالغوی معنیٰ آواز بلند کرنا ہے،کفار جانور ذبح کرتے وقت اپنے خداؤں کا نام بلند آواز سے لیا کرتے تھے)تو جو ناچار ہو(یعنی جسے ضرورت مذکورہ حرام اشیاء میں سے کسی چیز کے کھانے پر مجبور کردے تو وہ کھالے)نہ یوں کہ خواہش سے کھائے(یعنی اس کا مقصود مسلمانوں کے طریقے سے ہی خارج ہونا نہ ہو)اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے(یعنی لوٹ مار کر کے ان پر زیادتی نہ کرے)تو اس پر گناہ نہیں(مردار کے کھانے میں)بیشک اللہ بخشنے والا(ہے اپنے دوستوں کو)مہربان ہے(اپنے فرمانبرداروں پر کہ انہیں حالتِ اضطرار میں ان حرام اشیاء کے کھانے کی رخصت عطا فرمائی،باغی اور عادی کو اس رخصت سے خارج قرار دیا اور گناہ کیلئے سفر کرنے والے ہر شخص کو بھی ان دونوں کے ساتھ ملحق کردیا جیسا کہ بھاگ جانے والا غلام اور بھتہ وصول کرنے والا شخص،ان لوگوں کیلئے حالت اضطرار میں بھی ان چیزوں میں سے کسی کا کھانا جلال نہیں ہے جب تک کہ اپنے گناہوں سے توبہ نہ کرلیں،یہی امام شافعی کا مذہب ہے)وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری کتاب(جو نبی پاک ﷺ کی نعت پر مشتمل ہے،ان سے مراد یہودی ہیں)اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں(دنیا کی،جسے وہ اس چھپانے کے عوض اپنے ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے لیتے ہیں یہ لوگ دنیاوی مال کے فوت ہو جانے کے ڈر سے حضور ﷺ کے اوصاف کو ظاہر نہیں کرتے تھے)وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں(اس لئے کہ وہ آگ ہی ان کا مال ہے)اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا(ان سے ناراضگی کی وجہ سے)اور نہ انہیں ستھرا کرے(گا گناہوں کے میل کچیل سے)اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے(الیم بمعنی مؤلم ہے،اس سے مراد عذاب نار ہے)یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی(یعنی دنیا میں ہدایت کے بدلے گمراہی کو لیا)اور بخشش کے بدلے عذاب(اس سے مراد وہ بخشش ہے جو کتمانِ حق نہ کرنے کی صورت میں آخرت میں انکے لئے تیار تھی)تو کس درجہ انہیں آگ کی سہار ہے(یعنی وہ آگ کتنی دیر تک برداشت کرسکیں گے،یہ بات مؤمنین کو تعجب دلانے کیلئے فرمائی گئی ہے کہ انہوں نے آخرت کی بربادی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان کاموں کا ارتکاب کرڈالا جو جہنم لازم کرنے والے ہیں،ورنہ تو جہنم کی آگ پر صبر کس سے ہو سکے گا)یہ(مذکورہ باتیں یعنی آگ پر صبر کرنے اور اسکے بعد کا بیان)اسلئے ہے کہ(یہاں انّ سے پہلے ب سببیہ ہے)اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اتاری (بالحق،نزل کے متعلق ہے،پس یہود نے اس میں اختلاف کیا کہ بعض پر ایمان لائے اور بعض کو چھپا کر کفر کیا)اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے کہ بعض پر ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کفر کرنے والے(یہودی ہیں،ایک قول کے مطابق اس سے مراد مشرکین ہیں،انہوں نے اس میں اس طرح اختلاف کیا کہ ان میں سے بعض نے قرآن کو شعر کہا،بعض نے سحر اور بعض نے کہانت)وہ ضرور جھگڑالو ہیں(شقاق بمعنی اختلاف ہیں)پرلے سرے کے(یعنی اس اختلاف میں پڑے ہیں جو حق سے دور ہے)

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الناس کلوا مما فی الارض حللا طیبا ولا تتبعوا خطوت الشیطن﴾

یـایھاالناس،جملہ فعلیہ ندائیہ،کلوا،فعل،واو ضمیر فاعل،مما فی الارض،ظرف لغو،حللا طیبا: مفعول،ملکر معطوف علیہ،و،

عاطفہ، لاتتبعوا، فعل نہی وفاعل، خطوٰت الشیطن، مفعول، ملکر معطوف، ملکر مقصود بالنداء۔

﴿انہ لکم عدو مبین﴾

ان، حرف مشبہ بالفعل، ہ، ضمیر اسم، لکم: حال مقدم، عدو مبین: ذوالحال مؤخر، جو اپنے حال سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما یامرکم بالسوء والفحشاء وان تقولوا علی اللہ مالا تعلمون﴾

انما، انّ حرف مشبہ بالفعل، ما کافہ، یامر فعل، ھو، ضمیر فاعل، کم، ضمیر مفعول، ب، جار، السوء، معطوف علیہ، والفحشاء، معطوف اول، و، عاطفہ، ان، مصدریہ، تقولوا، فعل، واؤ ضمیر فاعل، علی اللّٰہ، ظرف لغو، مالا تعلمون: مفعول، ملکر معطوف ثانی، ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباء نا﴾

و: مستانفہ، اذا، ظرفیہ متضمن بمعنی شرط متعلق بقالوا، قیل لھم اتبعوا ما انزل اللّٰہ: شرط، قالوا، فعل بافاعل، بل، للعطف، نتبع ما الفینا علیہ اباء نا: جملہ فعلیہ ہوکر مقدر جملہ فعلیہ، لانتبع ماانزل اللّٰہ بل نتبع پر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿اولو کان اباء ھم لایعقلون شیئا ولا یھتدون﴾

ھمزہ، استفہامیہ، و: حالیہ، لو: حرف شرط، (اس جیسی ترکیبوں میں لو جواب کا محتاج نہیں ہوتا کیونکہ مقصود ان آیات سے تعمیم احوال ہے) کان، فعل ناقص، اباء ھم: اسم، لا یعقلون شیئا، معطوف علیہ، و: حرف عطف، لا یھتدون، معطوف، ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قالوا کی واؤ ضمیر سے حال۔

﴿ومثل الذین کفروا کمثل الذی ینعق بمالا یسمع الا دعاء ونداء﴾

و: مستانفہ، مثل: مضاف، الذین کفروا، مضاف الیہ، مرکب اضافی ہوکر مبتدا، ک: جار، مثل الذی ینعق ......الخ: مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر، کائن شبہ فعل ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿صم بکم عمی فھم لا یعقلون﴾

ھم، مبتدا محذوف راجع بسوئے کفار، صم: خبر اول، بکم: خبر ثانی، عمی، خبر ثالث، مبتدا اپنی تمام خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ، ف، عاطفہ، ھم: مبتدا، لایعقلون، فعل بافاعل، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا کلوا من طیبت مارزقنکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون﴾

یایھا الذین امنوا، جملہ فعلیہ ندائیہ، کلوا فعل، واؤضمیر فاعل، من طیبت مارزقنکم: متعلق بحذوف صفت مفعول محذوف اکلا کیلئے، سب ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اشکروا للّٰہ، جملہ فعلیہ معطوف، جواپنے معطوف علیہ سے ملکر مقصود بالنداء، ان: شرطیہ، کنتم ایاہ تعبدون: جملہ فعلیہ شرط، جواب مقدر فاشکروا، شرط جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللّٰہ﴾

انما: انّ حرف مشبہ بالفعل ما کافہ، حرّم: فعل بافاعل، علیکم: ظرف لغو، المیتۃ: معطوف علیہ، والدم: معطوف اول، ولحم الخنزیر، معطوف ثانی، وما اھل بہ لغیر اللّٰہ، معطوف ثالث، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن اضطر غیر باغٍ ولا عاد فلا اثم علیہ﴾

ف، فصیحیہ، من: مبتدا، اضطر، فعل، ھوضمیر ذوالحال، غیر: مضاف، باغ، معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: زائدہ، عاد: معطوف، ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر حال، ذوالحال حال ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر شرط، ف: جزائیہ، لا اثم علیہ، جملہ اسمیہ جواب شرط، جوشرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان اللّٰہ غفور رحیم﴾ انّ، حرف مشبہ بالفعل، اللّٰہ: اسم، غفور: خبر اول، رحیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین یکتمون ما انزل اللّٰہ من الکتٰب ویشترون بہ ثمنا قلیلا﴾

انّ، حرف مشبہ بالفعل، الذین، اسم موصول، یکتمون، فعل، واؤضمیر فاعل، ما انزل اللّٰہ من الکتاب، مفعول، فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر معطوف علیہ، و، عاطفہ، یشترون: فعل، واؤضمیر فاعل، بہ: ظرف لغو، ثمنا قلیلا، مفعول، سب ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر اسم۔

﴿اولئک ما یاکلون فی بطونھم الا النار ولا یکلمھم اللّٰہ یوم القیمۃ ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم﴾

اولئک، مبتدا، ما یاکلون فی بطونھم الا النار، معطوف علیہ، ولا یکلمھم اللّٰہ یوم القیمۃ، معطوف اول، ولا یزکیھم، معطوف ثانی، ولھم عذاب الیم، معطوف ثالث، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر انّ کی خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک الذین اشتروا الضللۃ بالھدی والعذاب بالمغفرۃ فما اصبرھم علی النار﴾

اولئک، مبتدا، الذین، اسم موصول، اشتروا: فعل بافاعل، الضللۃ بالھدی، معطوف علیہ، و: حرف عطف، العذاب بالمغفرۃ، معطوف، جواپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر، جو مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، ما، مبتدا، اصبرھم علی النار، جملہ فعلیہ خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بان اللہ نزل الکتب بالحق﴾

ذلک، مبتدا،ب، جار،انّ: حرف مشبہ بالفعل،نزل، فعل،ھو ضمیر فاعل،الکتاب،ذوالحال،بالحق،ظرف مستقر حال، ذوالحال حال ملکر مفعول،فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مجرور،ب: جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان الذین اختلفوا فی الکتب لفی شقاق بعید﴾

و،عاطفہ،انّ،حرف مشبہ بالفعل،الذین :موصول،اختلفوا فی الکتب، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،موصول صلہ ملکر اسم، لفی شقاق بعید، ظرف مستقر موجود کے متعلق ہوکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان الذین یکتمون ......☆ یہود کے علماء اور رؤساء جو امید رکھتے تھے کہ نبی آخر الزماں ﷺ ان میں سے مبعوث ہونگے ، جب انھوں نے دیکھا کہ سید عالم ﷺ دوسری قوم میں سے مبعوث فرمائے گئے تو انھیں یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ توریت وانجیل میں حضور ﷺ کے اوصاف دیکھ کر آپ کی فرمانبرداری کی طرف جھک پڑینگے اور انکے نذرانے ، ہدیہ، تحفے، تحائف سب بند ہو جائینگے ،حکومت جاتی رہی گی، اس خیال سے انھیں حسد پیدا ہوا اور توریت وانجیل میں جو حضور ﷺ کی نعت وصفات اور آپکے وقتِ نبوت کا بیان تھا انھوں نے اسکو چھپایا اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

☆......وان الذین اختلفوا فی الکتب ......☆ یہ آیتِ مبارکہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی کہ انھوں نے توریت میں اختلاف کیا، بعض نے اسکو حق کہا اور بعض نے باطل اور بعض نے غلط تاویلیں کیں، بعض نے تحریفیں کیں، ایک قول یہ ہے یہ آیتِ مبارکہ مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی اس صورت میں کتاب سے قرآن مراد ہے اور انکا اختلاف یہ ہے بعض ان میں سے اسکو شعر کہتے تھے، بعض سحر، بعض کہانت۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

الفرق بین السوء و الفحشاء:

۱......سوء سے مراد ہر قبیح شے ہے جبکہ فحشاء سے مراد قبیح شے پر عزم کرتے ہوئے حد سے تجاوز کر جانا ہے، یہ بھی منقول ہے کہ سوء سے مراد وہ فعل ہے جس کے مرتکب پر کوئی حد نہ ہو جبکہ فحشاء سے مراد وہ برا فعل ہے جس کے مرتکب پر کوئی حد ہو۔
(المدارک، ج۱، ص ۱۵۰)

صم بکم عمی سے مراد:

۲......کفار کی جماعت حق بات سننے سے بہری، حق کہنے سے گونگی اور صراطِ مستقیم پر چلنے سے اندھی ہے، ان میں کسی چیز کو سمجھنے کیلئے عقل ہے نہ شعور جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿و الذین کذبوا بایتنا صم و...... ﴾۔(ابن کثیر، ج۱، ص ۲۵۴)

طیب رزق سے مراد:

ع.....طیبات سے مراد ہر حلال شے جبکہ رزق سے مراد ہر وہ نعمت ہے جو اللہ ﷻ نے تمہیں عطا فرمائی خواہ وہ کھیت ہوں یا جانور۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ۲۹)

وما اهل به لغير الله سے مراد:

ع.....اس آیتِ مبارکہ سے مفسرینِ کرام نے کیا مراد لی ہے؟ پہلے ہم ان مفسرینِ کرام علیہم الرحمۃ کی عبارتیں اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کئے دیتے ہیں جن کا ثقہ ہونا مخالفین کو بھی تسلیم ہے پھر ان حضرات کا بھی ذکر کریں گے جو اس آیت کا غلط ترجمہ کر کے امتِ مسلمہ کو زبردستی کافر، مشرک اور بدعتی بنانے کے درپے ہیں:

☆.....﴿ما ذبح لغير اسم الله عمدا للاصنام﴾ یعنی وہ جانور جس پر جان بوجھ کر اللہ ﷻ کے نام کی بجائے ذبح کرتے ہوئے بتوں کا نام لیا جائے حرام ہے۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ۲۹)

☆.....﴿وما ذبح للأصنام والطواغيت﴾ یعنی وہ جانور جو بتوں اور شیطانوں کے نام لے کر ذبح کیا جائے۔ (الخازن، ج۱، ص ۱۰۲)

☆.....﴿ذبح للأصنام فذكر عليه غيرُ اسم الله، وأصل الإهلال رفع الصوت أي رفع به الصوت للصنم، وذلك قول أهل الجاهلية باسم اللات والعزى﴾ یعنی وہ جانور جو اللہ ﷻ کے نام کے سوا بتوں کا نام لے کر انہیں کے لئے ذبح کیا جائے، اھلال کے معنی آواز بلند کرنا ہے یعنی بوقتِ ذبح بتوں کا نام بلند آواز سے لیا جائے، زمانہ جاہلیت میں جانوروں کو ذبح کرتے وقت کہا جاتا ''باسم اللات والعزى'' (تفسیرِ نسفی، ج ۱، ص ۱۵۱)

ہم نے طوالت سے بچتے ہوئے محض چند حوالے ذکر کئے ہیں البتہ یہی مفہوم دیگر مفسرین کرام علیہم الرحمۃ مثلاً ابنِ کثیر، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، امام طبری، امام رازی وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ یہ مفسرینِ کرام علیہم الرحمٰن تو وہ ہیں جن کے کندھوں پر اسلام کی بنیاد ہے، اگر یہ تمام کسی مسئلہ میں صراحت فرمادیں اور سب کی آراء کسی مسئلہ میں ایک ہی ہو تو وہ قطعیت ویقین کا فائدہ دینے والی ہے لہذا اس سے انکار کرنا آسان نہیں ہے۔ جب کہ بعض حضرات نے مفسرین کی آراء سے اختلاف کیا ہے، جو کہ درج ذیل ہے:

☆.....مولانا اشرف علی تھانوی نے اس آیتِ مبارکہ کا ترجمہ یوں کیا ہے: ﴿اور ایسے جانور کو جو (بقصد تقرب) غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو (البقرہ: ۱۷۳، ص ۳۲)﴾ جبکہ اس کے حاشیہ میں لکھا ہے: ''جس جانور کو غیر اللہ سے نامزد اس نیت سے کر دیا ہو کہ وہ ہم سے خوش ہوں گے اور ہماری کاروائی کر دیں گے وہ حرام ہو جاتا ہے اگر چہ ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیا ہو''۔

☆.....مولانا مودودی صاحب نے تفہیم القرآن میں لکھا ہے: ﴿اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو﴾ اس کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: ''اس کا اطلاق اس جانور کے گوشت پر بھی ہوتا ہے جسے خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور اس کھانے پر بھی ہوتا ہے جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر بطور نذر کے پکایا جائے، حقیقت یہ ہے کہ جانور ہو یا غلہ یا اور کوئی کھانے کی چیز دراصل اس کا مالک اللہ ﷻ ہی ہے اور اللہ ہی نے وہ چیز ہم کو عطا کی ہے، لہذا اعترافِ نعمت یا صدقہ یا نذر و نیاز کے طور پر اگر کسی کا نام ان چیزوں پر لیا جا سکتا ہے تو وہ صرف اللہ ہی کا نام ہے اس کے سوا کسی دوسرے کا نام لینا یہ معنی رکھتا ہے کہ ہم خدا کے بجائے یا خدا کے

ساتھ اس کی بالاتری بھی تسلیم کر رہے ہیں اور اس کو بھی منعم سمجھتے ہیں۔ (تفہیم القرآن، ج۱، ص ۱۳۵)

مذکورہ بالا تفاسیر کی روشنی میں ایک منصف مزاج شخص اس نتیجے پر بخوبی پہنچ سکتا ہے کہ چند حضرات نے ترجمہ کرتے ہوئے دیانت داری سے کام نہیں لیا حالانکہ بوقتِ ذبح غیر اللہ کا نام پکارنا اور کسی جانور ہی کو غیر اللہ کے نام پر نامزد کردینا دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے اور یہ کہنا کہ ایسی کوئی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو چاہے وہ گوشت ہو یا کوئی دوسری چیز، چاہے وہ نذر و نیاز ہو یا کوئی دوسری چیز سب حرام ہیں حالانکہ یہ قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ کی نصوص قطعیہ کے خلاف ہے اس لئے کہ جب حلال و حرام واضح ہو چکا جس کی وضاحت فرماتے ہوئے بخاری شریف کی اس حدیثِ پاک میں آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: "الحلال بین و الحرام بین ۔" پس چونکہ اللہ ﷻ نے ہر حلال اور پاک شے کے کھانے کا حکم دیا ہے تو پھر کسی کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی مرضی سے احکام اللہ میں ترمیم کرے۔

اغراض:

ای مستلذا: یعنی جو مؤمن کے نفس کے لئے لذت فراہم کرنے کا باعث بنے اور جو اس کے علاوہ ہو وہ حرام ہے اور یہ ایک نسخہ میں ہے اور دوسرے نسخہ میں او مستلذاً ہے، اس صورت میں طیباً صفت مخصصہ ہوگی اسلئے کہ بعض حلال چیزیں وہ ہیں جو کہ لذت کا باعث نہیں ہوتیں جیسا کہ صبر کرنا اور کڑوا پانی یا دوا پینا، اور بعض لذت کا باعث ہوتے ہیں جیسا کہ گھی اور شہد، حاصل کلام یہ ہے کہ اگر لذت شرعی مراد لی جائے تو حلال کے ماسوا حرام ہوگا اس صورت میں طیباً صفت مؤکدہ ہوگا اور مناسبت پہلے نسخہ ای مستلذاً سے ہوگی اور اگر لذت طبعی مراد لی جائے کہ جس کی جانب طبیعت اچھا محسوس نہ کرے تو صفت مخصصہ مراد ہوگی اور دوسرے نسخہ یعنی او مستلذاً سے مناسبت پائی جائے گی۔ بین العداوۃ: یعنی صالحین سے عداوت مراد ہوگی، اور صالحین کے علاوہ کسی اور کے ساتھ میل جول اور مصاحبت کی وجہ سے عداوت ظاہر نہ ہوگی، اور وہ ہر اس گھر کے قریب ہوگا جس میں نور معرفت پایا جاتا ہو اسلئے کہ ہر اذیت کے ماسوا اس کے لئے بیان کردیا گیا ہے۔ من تحریم مالم یحرم: جیسا کہ بحائر، سائبہ، وصیلۃ اور حام۔ وغیرہ: یعنی اللہ کے سوا بتوں کو معبود بنانا۔ من التوحید: یعنی اللہ کے سوا ان بتوں کی عبادت نہ کرو اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی کو شریک کرو۔

وتحلیل الطیبات: یعنی بحائر، سوائب، وصیلہ اور حام کو یکے بعد دیگرے بیان کردیا گیا ہے، پس توحید کا بیان اللہ کے فرمان ﴿من یتخذ من دون اللہ انداداً﴾ کی جانب راجع ہے اور وتحلیل الطیبات کا بیان اللہ کے فرمان ﴿یایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً﴾ کی جانب راجع ہے۔

ومن یدعوھم: جیسا کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام، یہاں داعی یعنی اللہ کی جانب بلانے والے کو حذف کردیا گیا ہے اور جس تک دعوت پہنچائی جارہی ہے اس پر ﴿کمثل الذی ینعق﴾ کے ذریعے دلالت کی گئی ہے، معنی یہ ہے کہ کافروں کی مثال ایسی ہے کہ گویا یہ نصیحت اور آیات قرآنیہ و براہین قطعیہ کو سنتے جانتے ہی نہیں، اور داعی کی مثال کس بات سے دی جائے کہ داعی تو حضرات انبیائے کرام ہیں جو کہ نصیحت اور آیات کی تکرار کرتے رہتے ہیں، جیسا کہ ایک چرواہا کہ اپنے جانوروں کو صحیح راستے کی جانب گامزن کررہا ہو اور جانور نہ تو اس کی آواز سنیں، نہ سمجھیں اور نہ ہی ان میں عقل ہو، بلکہ وہ صرف مارہی کو سمجھتے ہوں یہی ان کافروں کا حال ہے کہ دنیا میں

ان کی مار قتل وغارت گری ہے اور آخرت میں عذاب نار کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ حلالات: یعنی پاکیزہ رزق سے متعلق ہم ماقبل کلام کر چکے ہیں وہیں مطالعہ فرمالیں۔

وھو ما لم یذک شرعاً: یعنی وہ جانور جن پر (ذبح وغیرہ کے حوالے سے) عمل درآمد ہی نہ ہوتا ہو جیسا کہ خچر اور گدھا یا وہ جانور جن پر عمل درآمد ہوتا ہو مگر انہیں شرعی طور پر ذبح نہ کیا گیا ہو جیسا کہ بالاجماع چوپائے شامل ہیں، اور امام شافعی کے نزدیک گھوڑے بھی اس میں داخل ہیں۔ وخص منھا السمک والجراد: اس کا بیان ہم دیگر کئی مواقع پر کر چکے ہیں خصوصاً سورۃ المائدۃ کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔ وغیرہ تبع لہ: امام مالک کے نزدیک خنزیر کے بال کو اوڑھا بھی جاسکتا ہے اور ان سے نفع بھی اٹھا سکتے ہیں (امام اعظم کا بھی یہی نظریہ ہے کہ ضرورت کے تحت نفع اٹھایا جاسکتا ہے، مظہری)۔ وعلیہ الشافعی: امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ حالت سفر میں گناہ گار جب تک اپنے گناہوں کی توبہ نہ کرلے اس وقت تک مردار حالت اضطرار میں بھی نہیں کھا سکتا اور امام مالک وامام اعظم کے نزدیک توبہ کے بغیر بھی حالت اضطرار میں مردار کھا سکتا ہے، المختصر۔

ای المسفوح: مختصر یہ کہ مچھلی میں امام اعظم کے نزدیک جاری خون نہیں ہوتا جو رطوبت مچھلی کے منہ سے نکلتی ہے وہ زرد ہوتی ہے جب کہ خون کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ لاولیائہ: وہ لوگ جو حالت اضطرار میں مردار کھاتے ہیں۔ المشتمل علیٰ نعت محمد: یعنی کتاب اللہ کئی امور پر مشتمل ہے جن میں سے ایک محمد ﷺ کی نعت بھی ہے۔ یاخذونہ بدلہ: مختصر یہ کہ سید عالم ﷺ کی نعت کو چھپانے کے لئے بطور عوض دنیا کی حقیر دولت لے لیتے تھے اور یہ ان کی کمینگی تھی۔ یطھرھم من دنس الذنوب: یا یہ معنی ہے کہ اللہ ﷻ قیامت کے دن ان کی طہارت پر گواہی نہ دے گا۔ الذی ذکر: یعنی مذکورہ چھ امور مراد ہیں جو کہ یہ ہیں حرام کھانے کے سبب پیٹ میں آگ بھرنا، اللہ کا کلام نہ کرنا، انہیں پاک نہ کرنا، دردناک عذاب، ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنا، مغفرت کے بدلے عذاب۔

(الصاوی، ج ۱، ص ۱۳۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

﴿لیس البر ان تولوا وجوھکم﴾ فِی الصَّلٰوۃِ ﴿قبل المشرق والمغرب﴾ نَزَلَ رَدًّا عَلَی الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی حَیْثُ زَعَمُوْا ذٰلِکَ ﴿ولکن البر﴾ اَیْ ذَا الْبِرِّ وَقُرِءَ بِفَتْحِ الْبَاءِ اَیِ الْبَارَّ ﴿من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب﴾ اَیِ الْکُتُبِ ﴿والنبین واتی المال علی﴾ مَعَ ﴿حبہ﴾ لَہٗ ﴿ذوی القربی﴾ الْقَرَابَۃِ ﴿والیتمی والمسکین وابن السبیل﴾ الْمُسَافِرِ ﴿والسائلین﴾ الطَّالِبِیْنَ ﴿وفی﴾ فَکِّ ﴿الرقاب﴾ اَلْمُکَاتِبِیْنَ وَالْاَسْرٰی ﴿واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ﴾ اَلْمَفْرُوْضَۃَ وَمَا قَبْلَہٗ فِی التَّطَوُّعِ ﴿والموفون بعھدھم اذا عاھدوا﴾ اللّٰہَ اَوِ النَّاسَ ﴿والصبرین﴾ نَصَبٌ عَلَی الْمَدْحِ ﴿فی الباساء﴾ شِدَّۃِ الْفَقْرِ ﴿والضراء﴾ الْمَرَضِ ﴿وحین الباس﴾ وَقْتَ شِدَّۃِ الْقِتَالِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ﴿اولئک﴾ اَلْمَوْصُوْفُوْنَ بِمَا ذُکِرَ ﴿الذین صدقوا﴾ فِیْ اِیْمَانِھِمْ اَوْ اِدِّعَاءِ الْبِرِّ ﴿واولئک ھم المتقون (۱۷۷)﴾ اللّٰہَ ﴿یایھا الذین امنوا کتب﴾ فُرِضَ ﴿علیکم القصاص﴾ الْمُمَاثَلَۃُ ﴿فی القتلی﴾ وَصْفًا وَّفِعْلًا ﴿الحر﴾

يُقْتَلُ ﴿بالحر﴾ وَلَا يُقْتَلُ بِالْعَبْدِ ﴿والعبد بالعبد والانثى بالانثى﴾ وَبَيَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الذَّكَرَ يُقْتَلُ بِهَا وَاَنَّهُ تُعْتَبَرُ الْمُمَاثَلَةُ فِي الدِّيْنِ فَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ وَلَوْ عَبْدًا بِكَافِرٍ وَلَوْ حُرًّا ﴿فمن عفى له﴾ مِنَ الْقَاتِلِيْنَ ﴿من﴾ دَمِ ﴿اخيه﴾ الْمَقْتُوْلِ ﴿شىء﴾ بِاَنْ تُرِكَ الْقِصَاصُ مِنْهُ، وَتَنْكِيْرُ شَيْءٍ يُفِيْدُ سُقُوْطَ الْقِصَاصِ بِالْعَفْوِ عَنْ بَعْضِهِ وَمِنْ بَعْضِ الْوَرَثَةِ، وَفِيْ ذِكْرِ اَخِيْهِ تَعَطُّف دَاعٍ إِلَى الْعَفْوِ وَإِيْذَان بِأَنَّ الْقَتْلَ لَا يَقْطَعُ اُخُوَّةَ الْإِيْمَانِ وَمِنْ مُبْتَدَأٌ شَرْطِيَّةٌ اَوْ مَوْصُوْلَةٌ وَالْخَبَرُ ﴿فاتباع﴾ اَیْ فَعَلَى الْعَافِيْ اِتِّبَاعُ الْقَاتِلِ ﴿بالمعروف﴾ بِاَنْ يُطَالِبَهُ بِالدِّيَةِ بِلَا عُنُفٍ، وَتَرْتِيْبُ الْاِتِّبَاعِ عَلَى الْعَفْوِ يُفِيْدُ اَنَّ الْوَاجِبَ اَحَدُهُمَا وَهُوَ اَحَدُ قَوْلَيِ الشَّافِعِيِّ وَالثَّانِي الْوَاجِبُ الْقِصَاصُ وَالدِّيَةُ بَدَلٌ عَنْهُ فَلَوْ عَفَا وَلَمْ يُسَمِّهَا فَلَا شَيْءَ وَرُجِّحَ ﴿و﴾ عَلَى الْقَاتِلِ ﴿اداء﴾ لِلدِّيَةِ ﴿اليه﴾ اِلَى الْعَافِيْ وَهُوَ الْوَارِثُ ﴿باحسان﴾ بِلَا مَطْلٍ وَّلَا نَجْسٍ ﴿ذلک﴾ الْحُكْمُ الْمَذْكُوْرُ مِنْ جَوَازِ الْقِصَاصِ وَالْعَفْوِ عَنْهُ عَلَى الدِّيَةِ ﴿تخفيف﴾ تَسْهِيْلٌ ﴿من ربكم﴾ عَلَيْكُمْ ﴿ورحمة﴾ بِكُمْ حَيْثُ وَسَّعَ فِيْ ذٰلِكَ وَلَمْ يَحْتِمْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا كَمَا حَتَمَ عَلَى الْيَهُوْدِ الْقِصَاصَ وَعَلَى النَّصَارٰى الدِّيَةَ ﴿فمن اعتدى﴾ ظَلَمَ الْقَاتِلَ بِاَنْ قَتَلَهُ ﴿بعد ذلک﴾ اَيِ الْعَفْوِ ﴿فله عذاب اليم(۱۷۸)﴾ مُؤْلِمٌ فِي الْاٰخِرَةِ بِالنَّارِ اَوْفِيْ الدُّنْيَا بِالْقَتْلِ ﴿ولكم فى القصاص حيوة﴾ اَیْ بَقَاءٌ عَظِيْمٌ ﴿ياولى الالباب﴾ ذَوِی الْعُقُوْلِ لِاَنَّ الْقَاتِلَ اِذَا عَلِمَ اَنَّهُ يُقْتَلُ اِرْتَدَعَ فَاَحْيٰى نَفْسَهُ وَمَنْ اَرَادَ قَتْلَهُ فَشُرِعَ لَكُمْ ﴿لعلكم تتقون(۱۷۹)﴾ الْقَتْلَ مَخَافَةَ الْقَوَدِ ﴿كتب﴾ فُرِضَ ﴿عليكم اذا حضر احدكم الموت﴾ اَیْ اَسْبَابُهُ ﴿ان ترک خيرا﴾ مَالًا ﴿الوصية﴾ مَرْفُوْعٌ بِكُتِبَ وَمُتَعَلِّقٌ بِاِذَا اِنْ كَانَتْ ظَرْفِيَّةً وَدَالٌّ عَلٰى جَوَابِهَا اِنْ كَانَتْ شَرْطِيَّةً وَجَوَابُ اِنْ مَحْذُوْفٌ اَیْ فَلْيُوْصِ ﴿للوالدين والاقربين بالمعروف﴾ بِالْعَدْلِ بِاَنْ لَا يَزِيْدَ عَلَى الثُّلُثِ وَلَا يُفَضِّلَ الْغَنِيَّ ﴿حقا﴾ مَصْدَرٌ مُؤَكِّدٌ لِمَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ قَبْلَهُ ﴿على المتقين(۱۸۰)﴾ اللّٰهَ وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ الْمِيْرَاثِ وَبِحَدِيْثِ "لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ﴿فمن بدله﴾ اَيِ الْاِيْصَاءَ مِنْ شَاهِدٍ وَّوَصِيٍّ ﴿بعد ما سمعه﴾ عَلِمَهُ ﴿فانما اثمه﴾ اَيِ الْاِيْصَاءِ الْمُبَدَّلِ ﴿على الذين يبدلونه﴾ فِيْهِ اِقَامَةُ الظَّاهِرِ مَقَامَ الْمُضْمَرِ ﴿ان الله سميع﴾ لِقَوْلِ الْمُوْصِيْ ﴿عليم(۱۸۱)﴾ بِفِعْلِ الْوَصِيِّ فَمُجَازٍ عَلَيْهِ ﴿فمن خاف من موص﴾ مُخَفَّفًا وَّمُثَقَّلًا ﴿جنفا﴾ مَيْلًا عَنِ الْحَقِّ خَطَأً ﴿او اثما﴾ بِاَنْ تَعَمَّدَ ذٰلِكَ بِالزِّيَادَةِ عَلَى الثُّلُثِ اَوْ تَخْصِيْصِ غَنِيٍّ مَثَلًا ﴿فاصلح بينهم﴾ بَيْنَ الْمُوْصِيْ وَالْمُوْصٰى لَهُ بِالْاَمْرِ

بِالْعَدْلِ ﴿فلااثم علیہ﴾ فِیْ ذٰلِکَ ﴿ان اللہ غفور رحیم(۱۸۲)﴾

﴿ترجمہ﴾

کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ کرو (نماز میں) مشرق یا مغرب کی طرف (یہ آیت مبارکہ یہود ونصاری کی تردید میں نازل ہوئی جو کہ ایسا کرنے کو نیکی گمان کرتے تھے) ہاں اصل نیکی یہ کہ (یہاں البر کا مضاف الیہ ذامحذوف ہے اور اسے البار بھی پڑھا گیا ہے) ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب (یعنی تمام نازل کردہ کتابوں پر) اور پیغمبروں پر اور اپنا عزیز مال دے اللہ کی محبت میں (علی یہاں مع کے معنی میں ہے) رشتہ داروں (ذوی القربۃ بمعنی ذوالقربۃ ہے) اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر (یعنی مسافروں) اور سائلوں (یعنی مانگنے والوں) کو اور چھوڑانے میں گردنیں (یہاں الرقاب سے پہلے اس کا مضاف فک محذوف ہے، یعنی مکاتب غلاموں کو آزاد کرانے اور قیدیوں کو چھڑانے میں) اور نماز قائم رکھے اور زکوۃ دے (جو فرض ہے، اس سے پہلے واتی المال میں بطور تطوع مال دینے کا بیان ہے) اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں (خواہ عہد اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ سے ہو یا لوگوں سے) اور صبر والے (الصبرین مخصوص بالمدح ہونے کی وجہ سے منصوب ہے) سختی (یعنی شدتِ فقر میں) اور مصیبت (یعنی مرض) میں اور جہاد (یعنی راہِ خدا میں شدید قتال) کے وقت یہی ہیں (جو اوصافِ مذکورہ کیساتھ متصف ہیں) جنہوں نے اپنی بات سچی کی (ایمان لانے یا نیکی کرنے کے دعوی میں) اور یہی ڈرنے والے ہیں (اللہ تعالیٰ سے) اے ایمان والو! لکھا ہے (یعنی فرض کیا گیا ہے) تم پر قصاص......(یعنی ہم مثل بدلہ لینا) جو ناحق مارے جائیں (وصفا اور فعلا) آزاد (قتل کیا جائیگا) آزاد کے بدلے (یعنی اسے غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائیگا) اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت (حدیثِ پاک میں ہے کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا اور اس میں مماثلتِ دینی کا اعتبار ہوگا، پس کسی مسلمان غلام کو بھی کسی کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے اگرچہ وہ آزاد ہی ہو) تو جس کے لئے معافی ہوئی (یعنی جس قاتل کو معافی مل گئی ہو) اس کے بھائی کی طرف سے (یعنی مقتول کے خون کے بدلے میں) کچھ (کہ قصاص سے بچ جائے، لفظ شئی کا نکرہ ہونا اس بات کا فائدہ دے رہا ہے کہ وارثوں میں سے چند ایک کے قاتل کو معاف کردینے سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے، اور لفظ اخیہ ذکر کرنے میں ایسی شفقت ومہربانی پنہاں ہے جو نہ صرف معاف کرنے کی طرف ابھارتی ہے بلکہ اس بات کا بھی اظہار کرتی ہے کہ قصاص اخوتِ ایمانی کو منقطع نہیں کرتا، مَنْ مبتدا شرطیہ یا موصولہ ہے اور اسکی خبر فاتباع بالمعروف ہے) تقاضا کرے (یعنی معافی دینے والے پر قاتل سے تقاضا کرنا لازم ہے) بھلائی سے (بایں طور کہ وہ اسے شرمندگی دلائے بغیر دیت کا مطالبہ کرے، اتباع کو عفو پر مرتب کرنا اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ ان دونوں میں سے ایک واجب ہے، یہ امام شافعی کے دو اقوال میں سے ایک قول ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ قصاص واجب ہے اور دیت اسکا بدل ہے، اگر وارث نے قصاص معاف کردیا اور دیت کا تعین نہ کیا تو قاتل کے ذمہ کچھ لازم نہیں آئیگا اور یہی قول راجح ہے) اور (قاتل پر لازم ہے کہ) ادا کرے (دیت) اسے (یعنی معاف کرنے والے وارث کو) اچھی طرح (بغیر تاخیر وکسی قسم کی کمی کے) یہ (یعنی یہ حکم جو مذکور ہوا جوازِ قصاص اور دیت لیکر معاف کردینے کا) یہ رعایت ہے (یعنی آسانی ہے) تمہارے رب کی طرف سے (تم پر)، اور رحمت (ہے تم پر جو اس نے کی، اس مسئلہ میں وسعت فرما کر، اور کسی ایک جانب کو واجب قرار نہیں دیا جیسا کہ یہود پر فقط قصاص اور نصاری پر صرف دیت واجب تھی) تو جو زیادتی کرے (یعنی قاتل کو ظلماً قتل کرے) اس (معاف کرنے) کے بعد، اس کے لئے دردناک عذاب ہے (آخرت میں آگ

کی صورت میں، اور دنیا میں قتل کئے جانے کے ساتھ ہوگا، الیم بمعنی مؤلم ہے) اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے (یعنی عظیم بقاء ہے) اے عقل مندو! (اولی الالباب بمعنی ذوی العقول ہے، اس لئے کہ اگر قاتل کو اپنے قتل ہو جانے کا علم ہو جائے تو وہ خود کو قتل ہونے سے بچائے گا، اس طرح اس نے خود کو بھی زندہ رکھا اور اس کو بھی زندہ کر دیا جس کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا، پس قانونِ قصاص شروع کیا گیا تا کہ) تم بچو (قصاص کے ڈر سے قتل کرنے سے) لکھا گیا ہے (کتب بمعنی فرض ہے) تم پر کہ جب تم میں کسی کو موت آئے (یعنی اسکا کوئی سبب ظاہر ہو) اگر کچھ چھوڑے خیر (یعنی مال) تو وصیت کر جائے......۲......(الوصیۃ، کتب کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، اور اذا کے متعلق ہے بشرطیکہ وہ ظرفیہ ہو اور اگر اذا شرطیہ ہو تو یہ جواب شرط پر دلالت کرے گا، جبکہ اِنْ شرطیہ کا جواب شرط فلیوص ہے) اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے موافق دستور (یعنی عدل کے ساتھ کہ نہ تو وصیت تہائی مال سے زیادہ بڑھے اور نہ ہی غنی کو فقیر سے زیادہ دے) یہ واجب ہے (حقًا مصدر ہے جو ماقبل جملہ کے مضمون کی تاکید کیلئے ذکر کیا گیا ہے) ڈروالوں پر (اللہ سے، یہ آیتِ مبارکہ اور آیتِ میراث ''یوصیکم اللّٰہ'' اور حدیثِ مبارکہ ''لا وصیۃ لوارث'' جسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے منسوخ ہے) تو جو اسکو بدل دے (یعنی وصیت کو خواہ وہ گواہ ہو یا وصی) سن سنا کر (یعنی اسکا علم رکھنے کے باوجود) اس (یعنی وصیت کو بدلنے) کا گناہ انہیں بدلنے والوں پر ہے (آیتِ مبارکہ کے اس حصہ میں اسمِ ظاہر کو اسمِ مضمر کے قائم مقام رکھا گیا ہے) بیشک اللہ سنتا (ہے وصیت کرنے والے کے قول کو) جانتا ہے (وصی کے افعال کو، اللہ ﷻ اسے اس پر بدلہ دے گا) پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے (لفظ موصی کو مخفف اور مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) کچھ بے انصافی (کی، یعنی حق سے ہٹ جانے کا یا خطا کا) یا گناہ کیا (بایں طور کہ وہ جان بوجھ کر وصیت میں تہائی میں اضافہ کرے یا کسی غنی کو خاص کر دے) اس نے ان میں (یعنی عدل و انصاف سے کام لے کر وصیت کرنے والے اور جس کیلئے وصیت کی گئی کے درمیان) صلح کرادی، اس پر کچھ گناہ نہیں (صلح کرانے میں) بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب﴾

لیس، فعل ناقص، البر: خبر مقدم، ان تولوا وجوھکم......الخ: اسم مؤخر، سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکن البرمن امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب والنبین﴾

و، عاطفہ، لکن، حرف مشبہ بالفعل، البر: اسم، بِرّ: محذوف مضاف، اصل میں لکنِ البر بر من امن ......الخ تھا، من، موصولہ، امن باللّٰہ......الخ: جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیلِ والسائلین وفی الرقاب﴾

و، عاطفہ، اتی فعل، ھو ضمیر فاعل، المال، مفعول اول، علی حبہ، حال ھو ضمیر سے، ذوی القربی، معطوف علیہ، الیتمی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب، تمام معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر مفعول ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف ہے امن پر۔

﴿واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ﴾

و، عاطفہ، اقام الصلوۃ، جملہ فعلیہ ہوکر امن پر معطوف ہے، و، عاطفہ، اتی الزکوۃ، یہ جملہ فعلیہ بھی امن پر معطوف ہے۔

﴿والموفون بعھدھم اذا عھدوا﴾

و، عاطفہ، الموفون، اسم فاعل، ھم ضمیر فاعل، بعھدھم: ظرف لغو، اذا عھدوا، ظرف لغو ثانی، سب ملکر شبہ جملہ ہوکر من امن پر عطف ہے۔

﴿والصبرین فی الباساء والضراء وحین الباس﴾

و، مستانفہ، امدح، فعل محذوف، انا ضمیر فاعل، الصابرین، اسم فاعل، فی الباساء والضراء، ظرف لغو اول، و: عاطفہ، حین الباس، ظرف لغو ثانی، الصابرین اپنے فاعل اور ظرفوں سے ملکر مفعول، امدح فعل اپنے فاعل، مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون﴾

اولئک، مبتدا، الذین صدقوا، موصول صلہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و، مستانفہ، اولئک: مبتدا، ھم المتقون، جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر باالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی﴾

یاایھا الذین امنوا، جملہ فعلیہ ندائیہ، کتب علیکم القصاص فی القتلی، جملہ فعلیہ ہوکر متبوع مبیّن، الحر بالحر ......الخ: جملہ اسمیہ ہوکر عطفِ بیان، ملکر مقصود بالنداء۔

﴿فمن عفی لہ من اخیہ شیء فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسان﴾

ف، فصیحیہ، من، مبتدا، عفی، فعل، لہ: ظرف لغو، من: جار، دم مضاف محذوف، اخیہ، مضاف الیہ، جو مضاف سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق بمحذوف حال مقدم، شیء: ذوالحال، ملکر نائب الفاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط، ف: جزائیہ، علیہ خبر مقدم محذوف، اتباع بالمعروف، شبہ جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، واداء الیہ باحسان، شبہ جملہ ہوکر معطوف، جو اپنے معطوف علیہ سے ملکر مبتدا، مبتدا خبر مقدم سے ملکر جواب شرط، جو شرط سے ملکر خبر مَن مبتدا کیلئے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک تخفیف من ربکم ورحمۃ فمن اعتدی بعد ذلک فلہ عذاب الیم﴾

ذلک، مبتدا، تخفیف ......الخ: خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، مَنْ: مبتدا، اعتدی بعد ذلک، جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف، جزائیہ، لہ عذاب الیم، جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولکم فی القصاص حیوۃ یاولی الباب لعلکم تتقون﴾

و، مستانفہ، لکمْ: متعلق بمحذوف خبر مقدم، فی القصاص، حال مقدم، حیوۃ: ذوالحال، ملکر مبتدا موٴخر، جو خبر سے ملکر جملہ اسمیہ، یا اولی الباب، جملہ فعلیہ ندائیہ تامہ، لعلکم تتقون، جملہ اسمیہ حال ہے لکم کی کم ضمیر سے۔

﴿کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیة للوالدین والاقربین بالمعروف حقا علی المتقین﴾
کتب: فعل مجہول، علیکم، ظرف لغو اول، اذا، مضاف متضمن بمعنیٰ شرط، جواب شرط محذوف فلیوص، حضر احدکم الموت، جملہ فعلیہ مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف لغو ثانی، ان ترک خیرا، شرط، جواب شرط مقدر فلیوص، جملہ شرطیہ معترضہ، الوصیة، مصدر، للوالدین والاقربین، ظرف لغو، بالمعروف، حال ہے فالیوص کی ھو ضمیر سے، مصدر اپنے متعلقات سے ملکر نائب الفاعل، حقا علی المتقین، شبہ جملہ صفت، ایصاء، موصوف محذوف، ملکر مفعول مطلق، کتب فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن بدله بعد ماسمعه فانما اثمه علی الذین یبدلونه ان الله سمیع علیم﴾
ف، مستانفہ، من، مبتدا، بدله، فعل، ھو ضمیر مستتر فاعل وضمیر منصوب متصل مفعول، بعد، مضاف، ما سمعه، موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، مرکب اضافی ہوکر ظرف، یہ سب ملکر شرط، ف: جزائیہ، انما اثمه ......الخ: جواب شرط، جو شرط سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، انّ، حرف مشبہ بالفعل، اللّٰہ: اسم، سمیع: خبر اول، علیم: خبر ثانی، سب ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن خاف من موص جنفا او اثما فاصلح بینهم فلا اثم علیه﴾
ف، مستانفہ، مَن: مبتدا، خاف: فعل بافاعل، مِن مُوص جنفا او، اثما، مفعول بہ، یہ سب ملکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اصلح بینھم، معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط، ف: جزائیہ، لا اثم علیه، جملہ اسمیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......لیس البر ان تولوا وجوھکم...... ☆ یہ آیتِ مبارکہ یہود ونصاری کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ یہود نے بیت المقدس کے مشرق کو اور نصاری نے اسکے مغرب کو قبلہ بنا رکھا تھا اور ہر فریق کا گمان تھا کہ صرف اس قبلہ ہی کی طرف منہ کرنا کافی ہے اس آیتِ مبارکہ میں انکا رد ہے اور بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہوگیا، مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ خطاب اہلِ کتاب اور مؤمنین سب کو عام ہے معنی یہ ہیں کہ رُو بقبلہ ہونا اصل نیکی نہیں ہے جب تک عقائد درست نہ ہوں اور دل اخلاص کیساتھ ربِّ قبلہ کی طرف متوجہ نہ ہو۔
☆......یا یھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص...... ☆ یہ آیتِ مبارکہ اوس وخزرج کے بارے میں نازل ہوئی ان میں سے ایک قبیلہ دوسرے سے قوت، تعداد اور مال وشرف میں زیادہ تھا، اس نے قسم کھائی کہ وہ اپنے غلام کے بدلے دوسرے قبیلے کے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو اور ایک کے بدلے دو کو قتل کریگا، زمانۂ جاہلیت میں لوگ اس قسم کی تعدی کے عادی تھے، عہدِ اسلام میں یہ معاملہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی اور عدل ومساوات کا حکم دیا گیا اور اس پر وہ لوگ راضی ہوئے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قصاص:

۱......قصاص کی تعریف کرتے ہوئے امام جرجانی فرماتے ہیں: ''و ان یفعل بالفاعل مثل ما فعل فاعل کے ساتھ وہی سلوک کرنا جیسا اس نے کیا''۔ (التعریفات، ص ۱۴۳)

شرع میں قصاص قاتل کو قتل کرنے کا نام ہے۔اس آیتِ مبارکہ سے قصاص کا فرض ہونا ثابت ہو رہا ہے اگرچہ اس پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب مقتول کے ولی کو اس بات میں اختیار دیا گیا ہے کہ خواہ وہ قاتل کو ویسے ہی معاف کر دے یا قصاص لے یا پھر خون بہا لے لے تو اس صورت میں قصاص فرض کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قصاص اس وقت فرض ہوتا ہے جب ولی اس کا مطالبہ کرے اور اگر وہ قصاص نہ لینا چاہے تو باقی دونوں میں سے جسے چاہے پسند کرے۔ (مأخوذ از جمل، ج۱، ص ۲۱۳)

''ان ترک خیرا'' سے مراد:

۲......اس آیتِ مبارکہ میں خیرًا سے مراد مال و دولت ہے،ایک قول کے مطابق اس کا اطلاق قلیل و کثیر تمام مال پر ہوتا ہے جبکہ امام زہری فرماتے ہیں: ''کل مال میں وصیت کرنا واجب ہے۔'' ایک قول کے مطابق اس لفظ کا اطلاق صرف مالِ کثیر پر ہی ہوتا ہے اور یہی اکثر علماء کرام کی رائے ہے جبکہ ان کا اس کثیر مال کی مقدار میں اختلاف ہے کہ جس میں وصیت واجب ہے۔ایک قول کے مطابق کثیر مال کی مقدار ایک ہزار یا اس سے زائد درہم ہے،ایک قول کے مطابق کثیر مال کی مقدار سات سو یا اس سے زائد ہے۔ ایک کے مطابق کثیر مال کی مقدار ساٹھ دینار یا اس سے زائد ہے۔ایک کے مطابق کثیر مال کی مقدار پانچ سو سے لے کر ایک ہزار دینار کے درمیان ہے۔جبکہ ایک کے مطابق اس سے مراد وہ مال ہے جو اہل وعیال کے نفقہ سے فالتو ہو۔

☆......مروی ہے کہ ایک شخص ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں وصیت کرنا چاہتا ہوں۔'' تو انہوں نے اس سے دریافت فرمایا: ''تمہارے پاس کتنی رقم ہے؟'' اس نے بتایا کہ تین ہزار درہم،تو آپ نے اس سے پوچھا: ''تمہارے عیال کتنے ہیں؟'' اس نے بتایا: ''چار۔'' تو آپ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے ﴿ان ترک خیرا﴾ اور تمہارے پاس جو رقم ہے وہ تھوڑی ہے لہٰذا اسے اپنے عیال کے لئے چھوڑ دو۔'' (الخازن، ج۱، ص ۱۰۸)

اغراض:

القرابة: یعنی قرابت داروں میں سے وہ جو کہ فقیر ہوں اور اگر غنی ہوں تو ان کو دینا صدقہ نہیں کہلائے گا بلکہ ہدیہ ہوگا۔الطالبین: یعنی طلب کرنے والوں کے ساتھ احسان کرے،حدیث شریف میں ہے کہ سائل کا حق ہے اگرچہ وہ اپنے گھوڑے پر آئے۔لا یقطع اخوة الایمان: لیکن خوارج اس نظریے کے قائل ہیں،ان کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے،پس ان سے بھائی چارے کا معاملہ نہیں ہونا چاہئے۔بلا مطل و لا بخس: المطل سے مراد یہ ہے کہ وعدے وغیرہ کے معاملے میں تاخیر کرنا،اور بخس کے معنی نقص یعنی کمی کرنا ہے۔کما حتم علی الیهود القصاص: یعنی ان پر معافی کو حرام کیا۔علی النصاری الدية: یعنی ان پر قصاص کو حرام کر دیا،اور اس سے ہر وارث اور قاتل کے معاملے میں تنگی پیدا کرنا مراد ہے۔ (الجمل، ج۱، ص ۲۱۱ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

رکوع نمبر: ۷

﴿یایها الذین امنوا کتب﴾ فُرِضَ ﴿علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم﴾ مِنَ الْاُمَمِ ﴿لعلکم تتقون(۱۸۳)﴾ الْمَاصِی فَاِنَّهٗ یَکْسِرُ الشَّهْوَةَ الَّتِیْ هِیَ مَبْدَؤُهَا ﴿ایاما﴾ نُصِبَ بِالصِّیَامِ اَوْ بِصُوْمُوْا مُقَدَّرًا ﴿معدودات﴾ اَیْ قَلَائِلَ اَیْ مُؤَقَّتَاتٍ بِعَدَدٍ مَّعْلُوْمٍ وَهِیَ رَمْضَانُ کَمَا سَیَاْتِیْ، وَقَلَّلَهٗ تَسْهِیْلًا عَلَی الْمُکَلَّفِیْنَ ﴿فمن کان منکم﴾ حِیْنَ شُهُوْدِهٖ ﴿مریضا او علی سفر﴾ اَیْ مُسَافِرًا سَفَرَ الْقَصْرِ وَاَجْهَدَهُ الصَّوْمُ فِی الْحَالَیْنِ فَاَفْطَرَ ﴿فعدة﴾ فَعَلَیْهِ عَدَدُ مَا اَفْطَرَ ﴿من ایام اخر﴾ یَصُوْمُهَا بَدْلَهٗ ﴿وعلی الذین﴾ لَا ﴿یطیقونه﴾ لِکِبَرٍ اَوْ مَرَضٍ لَا یُرْجٰی بُرْؤُهٗ ﴿فدیة﴾ هِیَ ﴿طعام مسکین﴾ اَیْ قَدْرَ مَا یَاْکُلُهٗ فِیْ یَوْمٍ وَّهُوَ مُدٌّ مِنْ غَالِبِ قُوْتِ الْبَلَدِ لِکُلِّ یَوْمٍ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِاِضَافَةِ "فِدْیَةُ طَعَامِ مِسْکِیْنٍ" وَهِیَ لِلْبَیَانِ وَقِیْلَ لَا غَیْرَ مُقَدَّرَةٍ کَانُوْا مُخَیَّرِیْنَ فِیْ صَدْرِ الْاِسْلَامِ بَیْنَ الصَّوْمِ وَالْفِدْیَةِ ثُمَّ نُسِخَ بِتَعْیِیْنِ الصَّوْمِ بِقَوْلِهٖ فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: "اِلَّا الْحَامِلَ وَالْمُرْضِعَ اِذَا اَفْطَرَتَا خَوْفًا عَلَی الْوَلَدِ فَاِنَّهَا بَاقِیَةٌ بِلَا نَسْخٍ فِیْ حَقِّهِمَا ﴿فمن تطوع خیرا﴾ بِالزِّیَادَةِ عَلَی الْقَدْرِ الْمَذْکُوْرِ فِی الْفِدْیَةِ ﴿فهو﴾ اَیِ التَّطَوُّعُ ﴿خیر له وان تصوموا﴾ مُبْتَدَاٌ، خَبَرُهٗ ﴿خیر لکم﴾ مِنَ الْاِفْطَارِ وَالْفِدْیَةِ ﴿ان کنتم تعلمون(۱۸۴)﴾ اَنَّهٗ خَیْرٌ لَّکُمْ فَافْعَلُوْهُ تِلْکَ الْاَیَّامِ ﴿شهر رمضان الذی انزل فیه القران﴾ مِنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ مِنْهُ ﴿هدی﴾ حَالٌ هَادِیًا مِنَ الضَّلَالَةِ ﴿للناس وبینت﴾ ایات وَاضِحَاتٍ ﴿من الهدی﴾ مِمَّا یَهْدِیْ اِلَی الْحَقِّ مِنَ الْاَحْکَامِ ﴿و﴾ مِنَ ﴿الفرقان﴾ مِمَّا یُفَرِّقُ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ ﴿فمن شهد﴾ حَضَرَ ﴿منکم الشهر فلیصمه ومن کان مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر﴾ تَقَدَّمَ مِثْلُهٗ وَکُرِّرَ لِئَلَّا یُتَوَهَّمَ نَسْخُهٗ بِتَعْمِیْمِ مَنْ شَهِدَ ﴿یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر﴾ وَلِذَا اَبَاحَ لَکُمُ الْفِطْرَ فِی الْمَرَضِ وَالسَّفَرِ وَلِکَوْنِ ذٰلِکَ فِیْ مَعْنَی الْعِلَّةِ اَیْضًا لِلْاَمْرِ بِالصَّوْمِ عُطِفَ عَلَیْهِ ﴿ولتکملوا﴾ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ ﴿العدة﴾ اَیْ عِدَّةَ صَوْمِ رَمَضَانَ ﴿ولتکبروا الله﴾ عِنْدَ اِکْمَالِهَا ﴿علی ما هدکم﴾ اَرْشَدَکُمْ لِمَعَالِمِ دِیْنِهٖ ﴿ولعلکم تشکرون (۱۸۵)﴾ اللّٰهَ عَلٰی ذٰلِکَ وَسَاَلَ جَمَاعَةُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَقَرِیْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِیْهِ اَمْ بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْهِ، فَنَزَلَ ﴿واذا سالک عبادی عنی فانی قریب﴾ مِنْهُمْ بِعِلْمِیْ فَاَخْبِرْهُمْ بِذٰلِکَ ﴿اجیب دعوة الداع اذا دعان﴾ بِاِنَالَتِهٖ مَا سَاَلَ ﴿فلیستجیبوا لی﴾ دُعَائِیْ بِالطَّاعَةِ

﴿ولیؤمنوا﴾ یُدِیْمُوْا عَلَی الْاِیْمَانِ ﴿بی لعلھم یرشدون (۱۸۶)﴾ یَھْتَدُوْنَ ﴿ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث﴾ بِمَعْنَی الْاِفْضَاءِ ﴿الی نسائکم﴾ بِالْجِمَاعِ، نَزَلَ نَسْخًا لِمَا کَانَ فِیْ صَدْرِ الْاِسْلَامِ مِنْ تَحْرِیْمِہٖ وَتَحْرِیْمِ الْاَکْلِ وَالشُّرْبِ بَعْدَ الْعِشَاءِ ﴿ھن لباس لکم وانتم لباس لھن﴾ کِنَایَۃٌ عَنْ تَعَانُقِھِمَا اَوْ اِحْتِیَاجِ کُلٍّ مِنْھُمَا اِلٰی صَاحِبِہٖ ﴿علم اللہ انکم کنتم تختانون﴾ تَخُوْنُوْنَ ﴿انفسکم﴾ بِالْجِمَاعِ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ، وَقَعَ ذٰلِکَ لِعُمَرَ وَغَیْرِہٖ وَاعْتَذَرُوْا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ ﴿فتاب علیکم﴾ قَبِلَ تَوْبَتَکُمْ ﴿ وعفا عنکم فالئن﴾ اِذَا اُحِلَّ لَکُمْ ﴿باشروھن﴾ جَامِعُوْھُنَّ ﴿ وابتغوا ﴾ اُطْلُبُوْا ﴿ ما کتب اللہ لکم﴾ اَیْ اَبَاحَہٗ مِنَ الْجِمَاعِ اَوْ قَدَّرَہٗ مِنَ الْوَلَدِ ﴿ وکلوا وشربوا ﴾ اللَّیْلَ کُلَّہٗ ﴿حتی یتبین﴾ یَظْھَرَ ﴿ لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر﴾ اَیِ الصَّادِقِ بَیَانٌ لِّلْخَیْطِ الْاَبْیَضِ وَبَیَانُ الْاَسْوَدِ مَحْذُوْفٌ اَیْ مِنَ اللَّیْلِ شَبَّہَ مَا یَبْدُوْ مِنَ الْبَیَاضِ وَمَا یَمْتَدُّ مَعَہٗ مِنَ الْغَبَشِ بِخَیْطَیْنِ اَبْیَضَ وَاَسْوَدَ فِی الْاِمْتِدَادِ ﴿ ثم اتموا الصیام﴾ مِنَ الْفَجْرِ ﴿الی الیل﴾ اَیْ اِلٰی دُخُوْلِہٖ بِغُرُوْبِ الشَّمْسِ ﴿ ولا تباشروھن ﴾ اَیْ نِسَاءَکُمْ ﴿وانتم عاکفون ﴾ مُقِیْمُوْنَ بِنِیَّۃِ الْاِعْتِکَافِ ﴿فی المسجد﴾ مُتَعَلِّقٌ بِعٰکِفُوْنَ، نَھْیٌ لِمَنْ کَانَ یَخْرُجُ وَھُوَ مُعْتَکِفٌ فَیُجَامِعُ اِمْرَاَتَہٗ وَیَعُوْدُ ﴿تلک﴾ الْاَحْکَامُ الْمَذْکُوْرَۃُ ﴿حدود اللہ﴾ حَدَّھَا لِعِبَادِہٖ لِیَقِفُوْا عِنْدَھَا ﴿فلا تقربوھا﴾ اَبْلَغُ مِنْ لَّا تَعْتَدُّوْھَا الْمُعَبَّرَ بِہٖ فِیْ اٰیَۃٍ اُخْرٰی ﴿کذلک﴾ کَمَا بَیَّنَ لَکُمْ مَا ذُکِرَ ﴿یبین اللہ ایتہ للناس لعلھم یتقون (۱۸۷)﴾ مَحَارِمَہٗ ﴿ولا تاکلوا اموالکم بینکم﴾ اَیْ لَا یَاْکُلْ بَعْضُکُمْ مَالَ بَعْضٍ ﴿بالباطل﴾ الْحَرَامِ شَرْعًا کَالسَّرِقَۃِ وَالْغَصَبِ ﴿و﴾ لَا ﴿تدلوا﴾ تُلْقُوْا ﴿بھا﴾ اَیْ بِحُکُوْمَتِھَا اَوْ بِاَمْوَالِ رِشْوَۃٍ ﴿الی الحکام لتاکلوا﴾ بِالتَّحَاکُمِ ﴿فریقا﴾ طَائِفَۃً ﴿ من اموال الناس ﴾ مُتَلَبِّسِیْنَ ﴿ بالاثم وانتم لا تعلمون (۱۸۸)﴾ اَنَّکُمْ مُبْطِلُوْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! فرض کیے گئے (کتب بمعنی فرض ہے) تم پر روزے جیسے اگلوں (یعنی پچھلی امتوں) پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تم بچو ......! (گناہوں سے، روزہ شہوت ختم کرتا ہے جو کہ گناہوں کی اصل ہے) دن ہیں (ایام منصوب ہے اس سے پہلے صیام یا صوموا محذوف ہے) گنتی کے (یعنی وہ دن تھوڑے ہیں یا تعداد کے اعتبار سے ان کا وقت معین ہے، اوران سے مراد رمضان المبارک کے دن ہیں جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آئیگا، روزوں کی تعداد کو کم رکھنا مکلفین کی آسانی کیلئے ہے) تو تم میں جو کوئی (اس

مہینے کی آمد کے وقت) بیمار یا سفر میں ہو (یعنی اس کے سفر کی مقدار اتنی ہو کہ نماز قصر ہو جائے ، پس اگر روزہ اسے ان دونوں صورتوں میں سے کسی میں نقصان پہنچائے تو روزہ چھوڑ دے) تو اتنے روزے (یعنی اس پر چھوڑے گئے روزوں کی تعداد پوری کرنا فرض ہے) اور دنوں میں......۲......(ان چھوڑے ہوئے روزوں کے بدلے روزہ رکھے) اور (نہ) ہو جنہیں اس کی طاقت (بڑھاپے یا ایسے مرض کی بناء پر جسکے اچھے ہونے کی امید نہ ہو) وہ بدلہ دیں......۳......(جو یہ ہے یعنی) ایک مسکین کا کھانا (یعنی اتنی مقدار کھانا جو وہ ایک دن میں کھاتا ہے، اوراس کھانے کی مقدار سے مراد یہ ہے کہ وہ ہر دن کے بدلے اپنے شہر میں رائج غلے کا ایک مُدّ ادا کرے، ایک قرأت میں لفظ فدیۃ اضافت کے ساتھ آیا ہے یہ اضافت بیان کے لئے ہے، ایک قول کے مطابق یطیقونہ سے پہلے لا مقدر نہیں ہے، ابتدائے اسلام میں لوگوں کو روزہ اور فدیہ کے درمیان اختیار تھا پھر یہ حکم تعیینِ صوم کے بارے میں اللہ ﷻ کے اس فرمان عالیشان '' فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ'' سے منسوخ ہو گیا، حضرت سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ ''اس حکم سے حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں مستثنیٰ ہیں جب کہ وہ بچے کی ہلاکت کے ڈر سے روزہ نہ رکھ سکیں تو فدیہ دیدیں۔'' پس یہ حکم ان دونوں کے حق میں باقی ہے منسوخ نہیں ہے) پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے (یعنی مذکورہ مقدار سے زیادہ فدیہ دے) تو وہ (نیکی) اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا (ان تصوموا مبتدا ہے اور مابعد جملہ خیر لکم اسکی خبر ہے) تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے (روزہ چھوڑنے اور فدیہ دینے سے) اگر تم جانو (اس بات کو کہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے تو تم ان دنوں میں روزہ رکھو، یہ ایام ہیں) رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا......۴......(یعنی رمضان المبارک کی لیلۃ القدر میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر قرآن مجید نازل ہوا) ہدایت ہے (ھدی مصدر حال ہے، یعنی وہ گمراہی سے ہدایت دینے والا ہے) لوگوں کے لئے اور روشن دلیلیں (یعنی واضح نشانیاں) ہیں ہدایت کی (یعنی قرآن میں ایسے احکام ہیں جو حق کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں) تمیز کرنے والی (یعنی قرآن میں ایسے امور ہیں جو حق و باطل کے مابین تفریق کرتے ہیں) تو تم میں جو کوئی پائے (یعنی شھد بمعنی حضر ہے) یہ مہینہ، ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں (اسی طرح کی آیتِ مبارکہ پہلے بھی گزر چکی ہے اور اسکا دوبارہ تذکرہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ من شھد کی تعمیم سے اسکے نسخ کا وہم نہ رہے) اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا (اسی وجہ سے حالتِ سفر و مرض میں تمہارے لئے روزہ نہ رکھنا مباح فرمایا اور چونکہ یہ مضمون حکمِ صوم کی معناً علت بھی ہے اسی لئے اگلا جملہ اس پر معطوف ہے) اور اس لئے کہ تم پوری کرو (لتکملوا تخفیف و تشدید دونوں طرح پڑھا گیا ہے) گنتی (رمضان کے روزوں کی) اور اللہ کی بڑائی بولو (اس گنتی کو مکمل کرتے وقت) اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی (یعنی تمہیں تمہارے دین کے شعائر کی طرف رہنمائی فرمائی) اور کہیں تم شکر گزار ی کرو (اللہ کا ان باتوں پر) نبی پاک ﷺ سے ایک جماعت نے دریافت کیا کہ ''کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اسے پست آواز سے پکارا کریں یا دور ہے کہ ہم اسے بلند آواز سے پکاریں؟'' اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) اور اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں (ان کے اپنے علم کے ساتھ، پس آپ ﷺ انہیں اس بات کی خبر دیدیجئے) کہ میں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے......۵......(یعنی اسے دے دیتا ہوں جسکا وہ سوال کرتا ہے) تو انہیں چاہئے میرا حکم مانیں (یعنی

میری فرمانبرداری کرنے کے حکم کو مانیں) اور ایمان لائیں مجھ پر (یعنی ایمان پر ہمیشگی اختیار کریں) کہ کہیں راہ پائیں (یرشدون بمعنی یھتدون ہے) روزہ کی راتوں میں تمہارے لئے حلال ہوا (الرفث بمعنی الافضاء ہے) اپنی عورتوں کے پاس جانا (جماع کی خاطر، یہ آیتِ مبارکہ ان احکام کے منسوخ ہونے کے بارے میں نازل ہوئی جو ابتدائے اسلام میں عشاء کے بعد حرام تھے یعنی صحبت کرنا، کھانا اور پینا) وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس (یہ کنایہ ہے دونوں کے معانقہ کرنے سے، یا پھر اس بات سے کنایہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے کی ضرورت ہے) اللہ نے جانا کہ تم خیانت میں ڈالتے تھے (تختانون بمعنی تخونون ہے) اپنی جانوں کو (روزے کی راتوں میں جماع کر کے، حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اس فعل کا ارتکاب ہوا اور انہوں نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں عذر پیش کیا) تو اس نے نظرِ کرم فرمائی (یعنی تمہاری توبہ قبول کر لی) اور تمہیں معاف فرمایا تو اب (جبکہ حلال کر دیا گیا ہے تمہارے لئے، لہذا) ان سے صحبت کرو (یعنی ان سے جماع کرو) اور تلاش کرو (یعنی طلب کرو) جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو (یعنی اللہ عزوجل نے تمہارے لئے جماع کو مباح کر دیا یا یہ کہ اسنے جو اولاد تمہارے مقدر میں لکھ دی ہے اسے طلب کرو) اور کھاؤ اور پیو (ساری رات) یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے (تبین بمعنی یظھر ہے) تمہارے لئے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے صبح کے وقت (یہاں صبح سے مراد صبح صادق ہے من الفجر، الخیط الابیض کا بیان ہے اور الاسود کا بیان محذوف ہے یعنی اللیل، یعنی صبح کی سفیدی جب ظاہر ہو اور رات کی سیاہی چھٹ رہی ہو تو ان دونوں اوقات کو سفید و سیاہ دھاگوں سے تشبیہ دی گئی ہے) پھر روزے پورے کرو (صبح صادق سے) رات آنے تک (یعنی غروب آفتاب تک) اور ان کو (یعنی اپنی عورتوں کو) کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم اعتکاف سے ہو (یعنی نیتِ اعتکاف سے مقیم ہو) مسجدوں میں (فی المساجد، عاکفون کے متعلق ہے، یہ نہی ان لوگوں کیلئے وارد ہوئی جو بحالت اعتکاف مسجد سے باہر نکل جاتے پھر اپنی زوجہ سے صحبت کر کے دوبارہ مسجدوں میں آجاتے) یہ (مذکورہ احکام) اللہ کی حدیں ہیں (جو اس نے اپنے بندوں کیلئے مقرر فرمائی ہیں وہ ان ہی حدوں میں ٹھہرے رہیں) ان کے پاس نہ جاؤ (لا تقربوھا، لا تعتدوھا سے زیادہ بلیغ ہے جو کہ دوسری آیتِ مبارکہ میں آیا ہے) یوں ہی (جیسا کہ مذکورہ احکامات تم سے بیان فرمائے اسی طرح) بیان کرتا ہے اللہ لوگوں سے اپنی آیتیں کہ کہیں بچو (اللہ کے حرام کردہ کاموں سے) اور آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ (یعنی تم میں سے کوئی کسی کا مال نہ کھائے) ناحق (یعنی ایسے طریقے سے جو شرعاً حرام ہو جیسے چوری کر لینا، غصب کر لینا وغیرہ) اور (نہ) پہنچاؤ (یعنی نہ لے جاؤ اس کو) ان کا مقدمہ (یعنی رشوت کا مال) حاکموں کے پاس، اس لئے کہ کھائے (زبردستی) تم میں کا ایک گروہ (فریقا بمعنی طائفۃ ہے) کچھ مال لوگوں کا ناجائز طور پر جان بوجھ کر (یعنی یہ جانتے ہوئے کہ تم حق پر نہیں ہو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، کتب علیکم الصیام: فعل و ظرف لغو و نائب الفاعل، کما کتب علی الذین من قبلکم: جار مجرور صفت ہے مصدر محذوف کَتْبًا کیلئے، موصوف صفت ملکر مفعول مطلق، لعلکم تتقون: حال، علیکم کی ضمیر سے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقصود بالنداء۔

﴿ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر﴾

ایاما معدودات، ظرف مستقر ہے صوموا فعل محذوف کیلئے، اصل میں صوموا ایاما معدودات تھا، ف، فصیحیہ، من: مبتدا

،کان الی سفر، جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ، عدة من ایام اخر: مبتدا،خبر محذوف فعلیه عدة، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،شرط جزا ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين﴾

و: عاطفہ ،على الذين يطيقونه،ظرف مستقر خبر مقدم،فدية: مبدل منہ، طعام مسكين: بدل،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن تطوع خيرا فهو خير له﴾

ف: مستانفہ،من: مبتدا،تطوع،فعل بافاعل،خیرا: مصدر محذوف تطوعا کیلئے صفت،موصوف صفت ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ،هو خير له:جملہ اسمیہ جزا،جوشرط سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون﴾

و: استینافیہ،ان تصوموا: بتاویل مصدر مبتدا،خير لكم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،ان كنتم تعلمون:شرط ،فافعلو هاو لاتخلوا بها: جواب شرط مقدر ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شهر رمضان الذى انزل فيه القران هدى للناس وبينت من الهدى والفرقان﴾

شهر رمضان: موصوف ،الذى: اسم موصول،انزل: فعل،فيه: ظرف لغو،القرآن: ذوالحال ، هدى للناس: معطوف علیہ، وبينات من الهدى والفرقان: معطوف،ملکر حال،ذوالحال حال سے ملکر نائب الفاعل،فعل متعلقات سے ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر صفت،جوموصوف سے ملکر تلك الايام: مبتدا محذوف کی خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾

ف: فصیحیہ ،من: شرطیہ مبتدا،شهد منكم الشهر: جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ،ليصمه، جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، جوشرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،من مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن كان مريضا اوعلى سفر فعدة من ايام اخر﴾ اس کی ترکیب ماقبل گزرچکی ہے۔

﴿يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر﴾

يريد: فعل،الله: فاعل،بكم، ظرف لغو،اليسر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ،لا يريد: فعل،هو: فاعل،بكم،ظرف لغو،العسر،مفعول،ملکر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ۔

﴿ولتكملوا العدة ولتكبروا الله على ما هدكم ولعلكم تشكرون﴾

و: عاطفہ،لام: جار،تکملوا: فعل،واؤ: ضمیر فاعل،العدة: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مجرور،اپنے جار سے ملکر شرع : فعل محذوف کا ظرف لغو،ولتكبروا الله على ما هدكم: جملہ فعلیہ تکملوا پر معطوف،ولعلكم تشكرون: جملہ اسمیہ معطوف ہے ماقبل پر۔

﴿واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداعِ اذا دعانِ﴾

و: مستانفہ ،اذا: ظرف زمان متضمن: بمعنیٰ شرط مفعول فیہ مقدم،سالک عبادی عنی: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ،انّ: حرف مشبہ بالفعل ،ی: ضمیر اسم،قریب: خبر اول ،اجیب: فعل،انا: ضمیر فاعل،دعوة الداع: مفعول ،اذا دعان: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر انّ کی خبر ثانی،انّ اپنے اسم اور خبروں سے ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون﴾

ف: فصیحیہ شرط مقدر اذا کان الامر کذلک ،یستجیبوا لی: معطوف علیہ،ولیومنوا بی: جملہ فعلیہ ،لعلھم یر شدون: حال ہے یومنوا کے فاعل سے جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،سب ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ معترضہ۔

﴿احل لکم لیلۃالصیام الرفث الی نسائکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن﴾

احل: فعل،لکم: ظرف لغو،لیلۃ الصیام: مفعول فیہ،الرفث: نائب الفاعل،الی نسائکم: متعلق ہے رفث کے،ملکر جملہ فعلیہ، ھن: مبتدا ،لباس لکم: خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،وانتم: مبتدا،لباس لھن: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ہے ماقبل پر۔

﴿علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم﴾

علم: فعل،اللّٰہ: فاعل ،انکم کنتم تختانون انفسکم: مفعول،فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر معطوف علیہ ،ف: عاطفہ ،تاب علیکم: جملہ فعلیہ معطوف،و: عاطفہ،عفا عنکم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿فالئٰن باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم﴾

ف: عاطفہ ،الئٰن: ظرف زمان مقدم متعلق باشروھن ،باشروھن: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہے محذوف مقدر فتبتم فتاب علیکم پر ،وابتغوا ما کتب اللّٰہ لکم: جملہ فعلیہ باشروھن پر معطوف ہے۔

﴿وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر﴾

و: مستانفہ، کلوا: فعل بافاعل،واشربوا: فعل بافاعل کلوا پر معطوف ہے ،حتی: جار،یتبین: فعل،لکم: ظرف لغو،الخیط الابیض: ذوالحال،من الفجر: حال،ملکر فاعل ،من الخیط الاسود: ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مجرور،حتی جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو کلوا کیلئے،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم اتموا الصیام الی الیل ولا تباشروھن وانتم عکفون فی المسجد﴾

ثم: عاطفہ،اتموا: فعل بافاعل،الصیام: مفعول،الی الیل: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف،و: عاطفہ،لاتباشروھن: جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ،وانتم عاکفون فی المساجد، جملہ اسمیہ یہ حال ہے لاتباشروھن کے فاعل سے۔

﴿تلک حدود اللہ فلا تقربوھا﴾

تلک: مبتدا، حدود اللہ: خبر ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، لا تقربوھا: فعل نہی، جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط مقدر اذاشئتم السلامۃ بانفسکم: شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿کذلک یبین اللہ ایتہ للناس لعلھم یتقون﴾

کذلک: جار مجرور متعلق بمحذوف صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول مطلق، یبین: فعل، اللہ: فاعل، ایاتہ: مفعول للناس: ظرف لغو، لعلھم یتقون: حال ہے الناس سے، سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل﴾

و: مستانفہ، لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل: فعل نہی با فاعل و مفعول و ظرف و متعلق، سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون﴾

و: عاطفہ، تدلوا: فعل، واو ضمیر فاعل، بھا: ظرف لغو، الی الحکام: حال ہے فاعل سے، لام: جار، تاکلوا: فعل، واو ضمیر فاعل، فریقا من اموال الناس: مرکب توصیفی ہوکر مفعول، بالاثم: حال ہے فاعل سے، جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، جو اپنے جار سے ملکر منصوب المحل: مفعول لہ، وانتم تعلمون: حال ہے فاعل سے، تدلوا اپنے متعلقات سے ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆......واذا سالک عبادی عنی......☆ ایک جماعت صحابہ نے جذبہ عشق الٰہی میں سید عالم ﷺ سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ اس پر نوید قرب سے سرفراز کر کے بتایا گیا کہ اللہ ﷻ مکان سے پاک ہے جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہو وہ اسکے دور والے سے ضرور بُعد رکھتی ہے اور اللہ ﷻ سب بندوں سے قریب ہے، مکانی کی یہ شان نہیں منازل قرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔

☆......احل لکم لیلۃ الصیام......☆ سابقہ شریعتوں میں افطار کے بعد کھانا پینا، مجامعت کرنا نماز عشاء تک حلال تھا، بعد نماز عشاء یہ تمام چیزیں حرام ہوجاتی تھیں، یہ حکم زمانہ اقدس تک باقی تھا، بعض صحابہ کرام ﷺ سے رمضان کی راتوں میں بعد عشاء مباشرت وقوع میں آئی، ان میں حضرت سیدنا عمر ﷺ بھی تھے، اس پر وہ حضرات نادم ہوئے اور بارگاہ رسالت میں عرض حال کیا، اللہ ﷻ نے معاف فرمایا اور یہ آیت نازل فرمائی اور آئندہ کیلئے رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مجامعت کرنا حلال کر دیا گیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

روزہ:

1... سورہ بقرہ میں روزے کا پانچ مرتبہ تذکرہ ہوا ہے۔ حضرت مولانا جلال الدین خوارزمی علیہ الرحمۃ الکفایہ علی الھدایہ

میں روزہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ روزہ کا لغوی معنی کسی شے سے رک جانا ہے جبکہ اس کا شرعی معنی یہ ہے ''صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک قرب الٰہی کے حصول کی نیت سے کھانے، پینے اور عملِ زوجیت سے رکے رہنا بشرطیکہ روزہ دار اس کا اہل بھی ہو یعنی مسلمان ہو اور حیض و نفاس سے پاک ہو۔'' (الکفایۃ، ج ۲، ص ۲۳۲)

روزہ سن دو ہجری میں فرض ہوا اور یہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سابقہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں پر بھی فرض تھا اگرچہ ان کی تعداد اور کیفیت الگ تھی۔ روزے کا ثمرہ یہ ہے کہ انسان اس سے تقویٰ و پرہیز گاری کا پیکر بنتا ہے، اللہ رب العالمین کے قرب کی منزلیں طے کرتا ہے، چنانچہ روزہ رکھنے سے مقصود قرب الٰہی ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا اگر اس نے کھانا پینا ترک بھی کر دیا تو اللہ عزوجل کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول، ص ۳۰۶)

☆......حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیدل جا رہا تھا کہ انہوں نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے جو نوجوان نکاح کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہئے کہ نکاح کرے کیونکہ اس سے نظریں جھک جاتی ہیں اور شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور جو ایسا نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے اوپر روزہ لازم کر لے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الصوم لمن خاف، ص ۳۰۶)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم شاہ بنی آدم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''روزہ ایک ایسی ڈھال (گناہوں سے) ہے جو بندے کو جہنم سے بچاتی ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الصیام، باب فی فضل صوم، ج ۳، ص ۴۱۸)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم نے فرمایا ''اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ بندے کا ہر عمل اپنے لئے ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں خود دونگا، روزہ ڈھال ہے لہذا جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو ہرگز فحش گوئی نہ کرے اور نہ ہی شور مچائے اور اگر کوئی اس سے جھگڑا کرے تو اسے کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں''۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، ص ۵۲۵)

ابتداءِ اسلام میں ہر ماہ تین دن کے روزوں کے علاوہ یومِ عاشوراء کا روزہ بھی فرض تھا، پھر یہ حکم رمضان کے روزوں کی فرضیت کے ساتھ منسوخ ہو گیا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہجرت کے بعد سب سے پہلے جو حکم منسوخ ہوا وہ تحویلِ قبلہ تھا، اس کے بعد روزے کی ابتدائی صورت منسوخ ہو گئی۔

☆......ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں قریش عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے تھے اور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم بھی اعلانِ نبوت سے قبل اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ میں قدم رنجا فرمایا تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم بھی دیا، پھر جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کا روزہ ترک کر دیا، اب جو چاہتا اس دن کا روزہ رکھتا اور جو چاہتا ترک کر دیتا۔'' (الخازن، ج ۱، ص ۱۱۰)

حالتِ سفر اور مرض میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت:

۲......سفر و حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوف ہلاکت و اکراہ و نقصانِ عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لئے عذر ہیں ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے گا تو گناہ گار نہیں۔ (رد المحتار، ج ۳، ص ۴۰۲)

(۲)......سفر سے مراد شرعی سفر ہے یعنی اتنی دور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو اگر چہ سفر کسی ناجائز کام کے لئے ہی ہو۔ (رد المحتار، ج ۳، ص ۴۰۳)

(۳)......دن میں سفر کیا تو اس دن کا روزہ افطار کرنے کیلئے آج کا سفر عذر نہیں البتہ اگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر گنہگار ہوگا اگر سفر کرنے سے پہلے توڑ دیا پھر سفر کیا تو کفارہ بھی لازم اور اگر دن میں سفر کیا اور مکان پر کوئی چیز بھول گیا تھا اسے لینے واپس آیا اور مکان پر آکر روزہ توڑ ڈالا تو کفارہ واجب ہے۔ (الهندیه، ج ۱، ص ۲۲۷)

(۴)......حمل والی اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر اپنی جان کی ہلاکت یا بچہ کی ہلاکت کا صحیح اندیشہ ہو تو انہیں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، اور وہ صرف ان دنوں کی قضاء کریں گی اور فدیہ ادا نہ کریں گی۔ (القدوری، ص ۵۶)

(۵)......دودھ پلانے والی عورت نے اگر چہ رمضان ہی میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو تب بھی اسے روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔

(رد المحتار، ج ۳، ص ۴۰۳)

قولہ حین شھودہ :یعنی رمضان کا وہ وقت آجائے، اور **بشھودہ خضورہ** سے مراد یہ ہے کہ انسان اس وقت یعنی رمضان میں بلوغت اور عقل جیسی صفات سے متصف ہو جو کہ روزہ کے وجوب کا اہم سبب ہیں۔ **فی حالین**: یعنی حالت مرض اور سفر میں، اور اس میں مشقت کی کوئی قید نہیں کہ انسان مشقت اٹھا کر روزہ رکھے بلکہ یہ مطلق مباح ہے کہ انسان حالت مرض اور سفر میں افطار کرے۔ (الجمل، ج ۱، ص ۲۱۸)

فدیہ سے مراد:

سوال......اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بعض جاہلوں نے یہ خیال کرلیا ہے کہ روزہ کا فدیہ ہر شخص کے لئے جائز ہے جبکہ روزے میں اسے کچھ تکلیف ہو، ایسا ہرگز نہیں ہے فدیہ صرف شیخ فانی کے لئے رکھا گیا ہے جو بہ سبب پیرانہ سالی حقیقۃً روزہ کی قدرت نہ رکھتا ہو اور نہ ہی آئندہ اتنی طاقت کی امید کہ عمر جتنی بڑھے گی ضعف بڑھے گا اس کے لئے فدیہ کا حکم ہے۔

(الفتاوی الرضویه،باب الفدية، ج ۱۰، ص ۵۲۱)

اس آیتِ مبارکہ میں فدیہ سے مراد ایک صدقہ فطر ہے جس کی مقدار کے بارے میں حضرت جلال الدین خوارزمی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد گندم کا نصف صاع، کھجور یا جو کا ایک صاع ہے۔ (الكفاية)

وزن بلاد میں مختلف ہوتے ہیں لہذا ہم تولوں اور انگریزی روپوں کا حساب بتاتے ہیں کہ ہر شخص اپنے یہاں کے وزن رائج کو بآسانی اس سے تطبیق دے سکے، ایک روزہ یا ایک نماز کا فدیہ یا کفارہ میں ایک مسکین کی خوراک یا ایک شخص کا صدقہ فطر یہ سب گیہوں سے نیم صاع اور جَو سے ایک صاع ہے۔ صاع دو سو ستر ۲۷۰ تولے ہے، نیم صاع ایک سو پینتیس ۱۳۵ تولے، تولہ بارہ ماشہ، ماشہ آٹھ رتی، رتی آٹھ چاول۔ ردالمحتار میں ہے معلوم ہونا چاہئے کہ صاع چار مُد اور ایک مد چالیس اِستار اور ایک اِستار (ہمزہ پر کسرہ کے ساتھ) ساڑھے چار مثقال ہے جیسا کہ شرح درر البحار میں ہے۔ صاع چار مد ہے اور ہر مد چالیس استار اور ہر استار ساڑھے چار مثقال، تو ہر مد ایک سو اسی ۱۸۰ مثقال ہوا اور مثقال ساڑھے چار ماشہ ہے ولہذا درہم شرعی کہ مثقال کا ۷/۱۰ سات عشر ہے۔ در مختار میں ہے کہ ہر دس درہم بوزن سات مثقال کے ہے۔ (الفتاوی الرضویة،باب الفدية، ج ۱۰، ص ۵۲۵)

نزول قرآن کریم:

۴....قرآنِ کریم لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر لیلۃ القدر میں نازل ہوا جو کہ ایک قول کے مطابق رمضان المبارک کی چوبیسویں رات تھی اور اس سے مراد یہ ہے کہ اس رات یکبارگی قرآن اترا اور پھر اس کے بعد حسبِ موقع 23 سال کے عرصہ میں متفرق طور پر نازل ہوا، انزال کا معنی ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر موجود فرشتوں کو لیلۃ القدر میں لکھوا دیا تھا اور پھر وہ بوقتِ ضرورت اور بقدرِ حاجت آیاتِ مبارکہ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جایا کرتے، آسمانِ دنیا کی جس جگہ یہ قرآنِ کریم لکھا گیا اسے بیت العزۃ کہتے ہیں۔ صاحبِ جمل نے امام قرطبی علیہ الرحمہ کے حوالے سے نزولِ قرآن کا عرصہ اکیس سال اور خطیب کے حوالے سے تیئس سال جبکہ علامہ ماوردی کے حوالے سے بیس سال ذکر کیا ہے۔ (الجمل، ج ۱، ص ۲۲۰، ملخصاً)

دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟

۵....بسا اوقات انسانی ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ میں عرصۂ دراز سے رب العالمین کی بارگاہ میں دعا کر رہا ہوں لیکن میری دعا قبول نہیں ہوتی اس کی وجہ کیا ہے؟ چنانچہ شافع محشر و ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اسباب کی وضاحت ان الفاظ میں بیان فرمائی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کا تذکرہ فرمایا جو ایک طویل سفر پر ہو، اس کی حالت یہ ہو کہ اس کے بال پراگندہ اور جسم گرد آلود ہو جبکہ وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اس حال میں دعا مانگتا ہو کہ اس کا کھانا، پینا اور لباس سب کچھ حرام کمائی سے ہو تو اس کی دعا کیونکر قبول ہو سکتی ہے''۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقہ، ص ۴۶۱)

امام خازن اس آیتِ مبارکہ کے شانِ نزول کے بارے میں حضرت ابنِ عباس کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''مدینہ منورہ کے یہودیوں نے بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنی دعائیں اپنے رب کو کیسے سنائیں؟ حالانکہ آپ تو یہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اور آسمانِ اول کے درمیان 500 سال کا فاصلہ ہے اور پھر اس کی موٹائی بھی اتنی ہی ہے۔'' تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ ایک قول کے مطابق بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی: ''کیا ہم اپنے پروردگار سے اتنے قریب ہیں کہ ہم پست آواز سے عرض گزار ہوا کریں یا اتنے دور ہیں کہ بلند آواز سے عرضِ حال پیش کیا کریں؟'' جبکہ ایک قول کے مطابق انہوں نے یہ دریافت کیا تھا کہ ہم اپنے پروردگار سے کس وقت دستِ سوال دراز کیا کریں؟ تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ مزید فرماتے ہیں کہ دعا اللہ عزوجل کی توحید اور حمد و ثناء کا نام ہے، مثلاً جب کوئی یہ کہے: ''یا اللہ! لا الہ الا انت۔'' تو اس کے اس قول میں یا اللہ! دعا ہے جبکہ لا الہ الا انت توحید و ثناء ہے، اس میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک ایسا پروردگار ہے جو صاحبِ تدبیر ہے اور جب بھی وہ اس سے عرض گزار ہوتا ہے تو وہ نہ صرف اس کی التجا سنتا ہے بلکہ اسے قبول بھی فرماتا ہے اور یونہی ناامید نہیں چھوڑتا۔ (الخازن، ج ۱، ص ۱۱۴، ۱۱۵)

اغراض:

فننادیہ: ای ندعوہ جھرا یعنی ہم اسے (اللہ عزوجل کو) بلند آواز سے پکاریں۔ فاخبرھم بذلک: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ فانی قریب" اذا" کا جواب ہے، یعنی ضروری ہے کہ فاء کے بعد جزا ذکر ہو کیونکہ قرب شرط پر مرتب نہیں ہوتا یہ صرف قرب ہی کی خبروں پر مرتب ہوتا ہے۔ احل لکم: اس جملے میں قرآن کے ذریعے نسخ سنت پر دلیل ہے۔ بعد العشاء: یعنی عشاء کی نماز کے بعد یا نیند کرنے کے بعد اگرچہ نمازِ عشاء سے پہلے ہی کیوں نہ ہو، پس جب وہ نمازِ عشاء پڑھتے یا آرام کرتے اگرچہ نمازِ عشاء کے وقت

سے پہلے ہی کیوں نہ ہوتینوں اوقات میں ان پر رفث یعنی جماع حرام تھا۔

۸ او احتیاج کل منهما الی صاحبه: جیسا کہ لباس کی حاجت ہوتی ہے اسی طرح دونوں ایک دوسرے کو گناہ سے منع کریں، حدیث شریف میں ہے کہ ''عورت میں کوئی خیر اور صبر نہیں ہے نیکوں پر وہ غالب آجاتی ہیں اور بد اس پر غالب آجاتے ہیں پسندیدہ امر یہ ہے کہ میں کریم مغلوب ہوں نہ کہ لئیم غالب۔ وبیان الاسود محذوف: روزہ کے غالب احکامات فجر کے ساتھ مربوط ہوتے ہیں نہ کہ لیل کے ساتھ، اس لئے مذکورہ بالا بیان پر ہی اکتفاء کیا گیا نہ کہ اس کے برعکس کی جانب۔ (الجمل، ج ۱، ص ۲۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

﴿یسئلونک ﴾یا مُحَمَّدُ ﴿عن الاهلة﴾ جَمْعُ هِلَالٍ، لِمَ تَبْدُوْ دَقِیْقَةً ثُمَّ تَزِیْدُ حَتّٰی تَمْتَلِءَ نُوْرًا ثُمَّ تَعُوْدُ کَمَا بَدَتْ وَلَا تَکُوْنُ عَلٰی حَالَةٍ وَّاحِدَةٍ کَالشَّمْسِ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿هی مواقیت﴾ جَمْعُ مِیْقَاتٍ ﴿للناس﴾ یَعْلَمُوْنَ بِهَا اَوْقَاتَ زَرْعِهِمْ وَمَتَاجِرِهِمْ وَعِدَّةَ نِسَآئِهِمْ وَصِیَامِهِمْ وَاِفْطَارِهِمْ ﴿والحج﴾ عَطْفٌ عَلَی النَّاسِ اَیْ یُعْلَمُ بِهَا وَقْتُهُ فَلَوِ اسْتَمَرَّتْ عَلٰی حَالَةٍ لَّمْ یُعْرَفْ ذٰلِکَ ﴿ولیس البر بان تأتوا البیوت من ظهورها ﴾ فِی الْاِحْرَامِ بِاَنْ تَنْقُبُوْا فِیْهَا نَقْبًا تَدْخُلُوْا مِنْهُ وَتَخْرُجُوْنَ وَتَتْرُکُوا الْبَابَ وَکَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ذٰلِکَ وَیَزْعَمُوْنَهُ بِرًّا ﴿ولکن البر﴾ اَیْ ذَا الْبِرِّ ﴿من اتقی﴾ اللّٰهَ بِتَرْکِ مُخَالَفَتِهٖ ﴿واتوا البیوت من ابوابها﴾ فِی الْاِحْرَامِ کَغَیْرِهٖ ﴿واتقوا الله لعلکم تفلحون (۱۸۹)﴾ تَفُوْزُوْنَ وَلَمَّا صُدَّ ﷺ عَنِ الْبَیْتِ عَامَ الْحُدَیْبِیَةِ وَصَالَحَ الْکُفَّارَ عَلٰی اَنْ یَّعُوْدَ الْعَامَ الْقَابِلَ وَیَخْلُوْا لَهٗ مَکَّةَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وَّتَجَهَّزَ لِعُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَخَافُوْا اَنْ لَّا تَفِیَ قُرَیْشٌ وَّیُقَاتِلُوْهُمْ وَکَرِهَ الْمُسْلِمُوْنَ قِتَالَهُمْ فِی الْحَرَمِ وَالْاِحْرَامِ وَالشَّهْرِ الْحَرَامِ نَزَلَ ﴿وقتلوا فی سبیل الله﴾ اَیْ لِاِعْلَاءِ دِیْنِهٖ ﴿الذین یقتلونکم﴾ مِنَ الْکُفَّارِ ﴿ولا تعتدوا ﴾ عَلَیْهِمْ بِالْاِبْتِدَاءِ بِالْقِتَالِ ﴿ان الله لا یحب المعتدین (۱۹۰)﴾ اَلْمُتَجَاوِزِیْنَ مَا حُدَّ لَهُمْ، وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰیَةِ بَرَاءَةٍ اَوْبِقَوْلِهٖ ﴿وقتلوهم حیث ثقفتموهم﴾ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ﴿واخرجوهم من حیث اخرجوکم﴾ اَیْ مِنْ مَّکَّةَ وَقَدْ فُعِلَ بِهِمْ ذٰلِکَ عَامَ الْفَتْحِ ﴿والفتنة﴾ الشِّرْکُ مِنْهُمْ ﴿اشد﴾ اَعْظَمُ ﴿من القتل﴾ لَهُمْ فِی الْحَرَمِ اَوِ الْاِحْرَامِ الَّذِیْ اسْتَعْظَمْتُمُوْهُ ﴿ولا تقتلوهم عند المسجد الحرام﴾ اَیْ فِی الْحَرَمِ ﴿حتی یقاتلوکم فیه فان قاتلوکم﴾ فِیْهِ ﴿فاقتلوهم﴾ فِیْهِ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِلَا اَلِفٍ فِی الْاَفْعَالِ الثَّلٰثَةِ ﴿کذلک﴾ الْقَتْلُ وَالْاِخْرَاجُ ﴿جزاء الکفرین (۱۹۱) فان انتهوا﴾ عَنِ الْکُفْرِ وَاَسْلَمُوْا ﴿فان الله غفور﴾ لَهُمْ ﴿رحیم (۱۹۲)﴾ بِهِمْ

﴿وقتلوهم حتى لا تكون﴾ تُوجَدَ ﴿فتنة﴾ شِرْكٌ ﴿ويكون الدين﴾ الْعِبَادَةُ ﴿لله﴾ وَحْدَهُ لا يُعْبَدُ سِوَاهُ ﴿فان انتهوا﴾ عَنِ الشِّرْكِ فَلا تَعْتَدُوا عَلَيْهِمْ، دَلَّ عَلى هذا ﴿فلا عدوان﴾ اِعْتِدَاءَ بِقَتْلٍ اَوْ غَيْرِهِ ﴿الا على الظلمين (١٩٣)﴾ وَمَنِ انْتَهٰى فَلَيْسَ بِظَالِمٍ فَلا عُدْوَانَ عَلَيْهِ ﴿الشهر الحرام﴾ الْمُحَرَّمُ مُقَابَلٌ ﴿بالشهر الحرام﴾ فَكَمَا قَاتَلُوكُمْ فِيهِ فَاقْتُلُوهُمْ فِي مِثْلِهِ رَدٌّ لِاسْتِعْظَامِ الْمُسْلِمِيْنَ ذٰلِكَ ﴿والحرمت﴾ جَمْعُ حُرْمَةٍ مَا يَجِبُ اِحْتِرَامُهُ ﴿قصاص﴾ اَیْ یُقْتَصُّ بِمِثْلِهَا اِذَا انْتُهِكَتْ ﴿فمن اعتدى عليكم﴾ بِالْقِتَالِ فِي الْحَرَمِ اَوِ الْاِحْرَامِ اَوِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ ﴿فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم﴾ سُمِّيَ مُقَابَلَتُهُ اِعْتِدَاءً لِشِبْهِهَا بِالْمُقَابَلِ بِهِ فِي الصُّوْرَةِ ﴿واتقوا الله﴾ فِي الْاِنْتِصَارِ وَتَرْكِ الْاِعْتِدَاءِ ﴿واعلموا ان الله مع المتقين (١٩٤)﴾ بِالْعَوْنِ وَالنَّصْرِ ﴿وانفقوا في سبيل الله﴾ طَاعَتِهِ لِجِهَادٍ وَغَيْرِهِ ﴿ولا تلقوا بايديكم﴾ اَیْ اَنْفُسَكُمْ وَالْبَاءُ زَائِدَةٌ ﴿الى التهلكة﴾ الْهَلاكِ بِالْاِمْسَاكِ عَنِ النَّفَقَةِ فِي الْجِهَادِ اَوْ تَرْكِهِ لِاَنَّهُ يُقَوِّی الْعَدُوَّ عَلَيْكُمْ ﴿واحسنوا﴾ بِالنَّفَقَةِ وَغَيْرِهَا ﴿ان الله يحب المحسنين (١٩٥)﴾ اَیْ يُثِيْبُهُمْ ﴿واتموا الحج والعمرة لله﴾ اَدُّوْهُمَا بِحُقُوْقِهِمَا ﴿فان احصرتم﴾ مُنِعْتُمْ عَنْ اِتْمَامِهَا بِعَدُوٍّ ﴿فما استيسر﴾ تَيَسَّرَ ﴿من الهدى﴾ عَلَيْكُمْ وَهُوَ شَاةٌ ﴿ولا تحلقوا رء وسكم﴾ اَیْ لا تَتَحَلَّلُوْا ﴿حتى يبلغ الهدى﴾ الْمَذْكُوْرُ ﴿محله﴾ حَيْثُ يَحِلُّ ذَبْحُهُ وَهُوَ مَكَانُ الْاِحْصَارِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ فَيُذْبَحُ فِيْهِ بِنِيَّةِ التَّحَلُّلِ وَيُفَرَّقُ عَلٰى مَسَاكِيْنِهِ وَيَحْلِقُ وَبِهٖ يَحْصُلُ التَّحَلُّلُ ﴿فمن كان منكم مريضا او به اذى من راسه﴾ كَقُمَّلٍ وَّصُدَاعٍ فَحَلَقَ فِي الْاِحْرَامِ ﴿ففدية﴾ عَلَيْهِ ﴿من صيام﴾ لِثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ﴿او صدقة﴾ لِثَلٰثَةِ اٰصُعٍ مِّنْ غَالِبِ قُوْتِ الْبَلَدِ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ ﴿اونسک﴾ اَیْ ذَبْحُ شَاةٍ وَ اَوْ لِلتَّخْيِيْرِ وَاُلْحِقَ بِهٖ مَنْ حَلَقَ لِغَيْرِ عُذْرٍ لِاَنَّهٗ اَوْلٰى بِالْكَفَّارَةِ، وَكَذَا مَنِ اسْتَمْتَعَ بِغَيْرِ الْحَلْقِ كَالطِّيْبِ وَاللُّبْسِ وَالدُّهْنِ لِعُذْرٍ اَوْ غَيْرِهِ ﴿فاذا امنتم﴾ الْعَدُوَّ بِاَنْ ذَهَبَ اَوْ لَمْ يَكُنْ ﴿فمن تمتع﴾ اِسْتَمْتَعَ ﴿بالعمرة﴾ اَیْ بِسَبَبِ فَرَاغِهٖ مِنْهَا بِمَحْظُوْرَاتِ الْاِحْرَامِ ﴿الى الحج﴾ اَیِ الْاِحْرَامِ بِهٖ اَنْ يَّكُوْنَ اَحْرَمَ بِهَا فِيْ اَشْهُرِهٖ ﴿فما استيسر﴾ تَيَسَّرَ ﴿من الهدى﴾ عَلَيْهِ وَهُوَ شَاةٌ يَذْبَحُهَا بَعْدَ الْاِحْرَامِ بِهٖ وَالْاَفْضَلُ يَوْمُ النَّحْرِ ﴿فمن لم يجد﴾ الْهَدْیَ لِفَقْدِهٖ اَوْ فَقْدِ ثَمَنِهٖ ﴿فصيام﴾ اَیْ فَعَلَيْهِ صِيَامٌ ﴿ثلثة ايام في الحج﴾ اَیْ فِيْ حَالِ الْاِحْرَامِ فَيَجِبُ بِهٖ حِيْنَئِذٍ اَنْ يُّحْرِمَ قَبْلَ السَّابِعِ مِنْ ذِی الْحِجَّةِ وَالْاَفْضَلُ قَبْلَ السَّادِسِ لِكَرَاهَةِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ لِلْحَاجِّ

وَلَا يَجُوزُ صَوْمُهَا اَيَّامَ التَّشْرِيْقِ عَلٰى اَصَحِّ قَوْلَى الشَّافِعِيِّ ﴿وسبعة اذا رجعتم﴾ اِلٰى وَطْنِكُمْ مَكَّةَ اَوْ غَيْرِهَا وَقِيْلَ اِذَا فَرَغْتُمْ مِنْ اَعْمَالِ الْحَجِّ وَفِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ ﴿تلك عشرة كاملة﴾ جُمْلَةُ تَاكِيْدٍ لِمَا قَبْلَهَا ﴿ذلك﴾ اَلْحُكْمُ الْمَذْكُوْرُ مِنْ وُجُوْبِ الْهَدْيِ اَوِ الصِّيَامِ عَلٰى مَنْ تَمَتَّعَ ﴿لمن لم يكن اهله حاضرى المسجد الحرام﴾ بِاَنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا عَلٰى دُوْنَ مَرْحَلَتَيْنِ مِنَ الْحَرَمِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ فَاِنْ كَانَ فَلَا دَمَ عَلَيْهِ وَلَا صِيَامَ وَاِنْ تَمَتَّعَ، وَفِيْ ذِكْرِ الْاَهْلِ اَشْعَارٌ بِاشْتِرَاطِ الْاِسْتِيْطَانِ، فَلَوْ اَقَامَ قَبْلَ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَلَمْ يَسْتَوْطِنْ وَ تَمَتَّعَ فَعَلَيْهِ ذٰلِكَ وَهُوَ اَحَدُ الْوَجْهَيْنِ عِنْدَالشَّافِعِيِّ وَالثَّانِيْ لَا، وَالْاَهْلُ كِنَايَةٌ عَنِ النَّفْسِ وَاُلْحِقَ بِالْمُتَمَتِّعِ فِيْمَا ذُكِرَ بِالسُّنَّةِ الْقَارِنُ وَهُوَ مَنْ اَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ مَعًا اَوْ يُدْخِلُ عَلَيْهَا قَبْلَ الطَّوَافِ ﴿واتقوا الله﴾ فِيْمَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖ وَيَنْهٰكُمْ عَنْهُ ﴿واعلموا ان الله شديد العقاب (۱۹۶)﴾ لِمَنْ خَالَفَهٗ۔

﴿ترجمہ﴾

تم سے پوچھتے ہیں (اے محمد ﷺ!) نئے چاند کو (اھلہ، ھلال کی جمع ہے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی پاک ﷺ سے سوال کیا کہ ابتداءً کیوں چاند باریک ہوتا ہے پھر بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ پھر ماہِ تمام ہو جاتا ہے، نور سے بھر جاتا ہے، اس کے بعد دوبارہ پہلی حالت میں آجاتا ہے جیسا کہ طلوع ہوا تھا اور اسکی سورج کی طرح ایک ہی حالت کیوں نہیں رہتی) تم فرما دو (ان سائلین سے) وقت کی علامتیں ہیں (مواقیت، میقات کی جمع ہے) لوگوں (کے لئے، کہ وہ ان اوقات سے اپنے کھیتی باڑی کرنے اور کاروبار کے اوقات جانتے ہیں، عورتیں اپنی عدت شمار کرتی ہیں، نیز وہ روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کے اوقات جانتے ہیں) اور حج کے لئے (الحج کا عطف علی الناس پر ہے یعنی ان اوقات کے ذریعے حج کا وقت معلوم ہوتا ہے، اگر چاند ایک ہی حالت پر برقرار رہتا تو حج کے وقت کی معرفت نہ ہو پاتی) اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھواڑے سے آؤ (حالتِ احرام میں، بایں طور کہ گھروں میں نقب لگا کر آتے جاتے ہو اور دروازے کا استعمال نہیں کرتے، مشرکین اس طرح کیا کرتے اور اسے نیکی سمجھتے تھے) ہاں بھلائی تو (یعنی نیکی کرنے والا وہ ہے) جو ڈرے (اللہ ﷻ سے، اسکی مخالفت ترک کردے) اور گھروں میں دروازوں سے آؤ (حالتِ احرام میں بھی جیسا کہ غیر حالتِ احرام میں آتے ہو) اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ (تفلحون بمعنی تفوزون ہے، صلح حدیبیہ کے سال جب نبی پاک ﷺ کو بیت اللہ شریف سے روک دیا گیا اور کافروں نے اس بات پر صلح کی کہ مسلمان آئندہ سال عمرے کیلئے آئیں گے تو وہ انکے لئے تین دن مکہ مکرمہ کو خالی کردینگے، چنانچہ جب حسبِ معاہدہ حضور ﷺ نے عمرۂ قضا کی تیاری فرمائی تو مسلمانوں کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں کفارِ قریش عہد شکنی کر کے ان سے جنگ کرنے کے درپے نہ ہو جائیں، چونکہ مسلمان حدودِ حرم میں احرام کی حالت میں ماہ

حرام میں ان سے جنگ کرنا مکروہ سمجھ رہے تھے اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) اور اللہ کی راہ میں لڑو......۱......(یعنی اسکے دین کی سر بلندی کیلئے لڑو) ان سے جو تم سے لڑتے ہیں (یعنی ان کافروں سے) اور زیادتی نہ کرنا (ان پر جنگ کی شروعات کر کے) اللہ پسند نہیں رکھتا زیادتی کرنے والوں کو (یعنی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنے والوں کو، یہ آیتِ مبارکہ منسوخ ہے سورہ براءت کی آیتِ مبارکہ سے یا اللہ ﷻ کے اس فرمانِ عالیشان سے کہ) اور کافروں کو جہاں پاؤ مارو (ثقفتموهم بمعنٰی وجدتموهم ہے) اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا (یعنی مکہ سے، پس حضور ﷺ نے ان کے ساتھ یہ سلوک فتح مکہ کے سال کیا)، اور فتنہ انگیزی (یعنی ان کا شرک کرنا) تو زیادہ سخت ہے (اشد بمعنٰی اعظم ہے) قتل سے بھی (حرم میں یا حالتِ احرام میں کہ جسے تم عظیم سمجھ رہے ہو وہ تو اس سے عظیم تر ہے) اور مسجدِ حرام کے پاس (یعنی حدودِ حرم میں) ان سے نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر تم سے لڑیں (حرم میں) تو انہیں قتل کرو (حرم ہی میں، ایک قرأت میں تینوں افعال کو بغیر الف کے پڑھا گیا ہے) یہی (یعنی قتال کرنا اور شہر بدر کرنا) کافروں کی سزا ہے پھر اگر وہ باز رہیں (کفر سے اور اسلام لے آئیں) تو بیشک اللہ بخشنے والا (ہے انہیں اور) مہربان ہے (ان پر) اور ان سے لڑو یہاں تک کہ نہ رہے (یعنی نہ پایا جائے) کوئی فتنہ (یعنی شرک) اور ایک ہو دین (یعنی عبادت) اللہ کی (کہ اسکے سوا کسی کی عبادت نہ ہو) پھر اگر وہ باز آئیں (شرک سے تو ان پر زیادتی نہ کرو، اس پر مابعد آیتِ مبارکہ دلالت کرتی ہے کہ) تو زیادتی نہیں (یعنی قتل وغیرہ کے ذریعے ان پر کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ ہوگی ہاں) مگر ظالموں پر (تو جو اس سے باز رہے وہ ظالم نہیں، لہٰذا اس پر کوئی زیادتی بھی نہیں ہوگی) ماہِ حرام کے بدلے (حرام بمعنٰی مُحرَّم ہے، یعنی ایک حرمت والا مہینہ مقابل ہے دوسرے) ماہِ حرام سے (کہ، تو جسطرح ان کافروں نے ان حرمت والے مہینوں میں تم سے قتال کیا تم بھی ان سے انہی حرمت والے مہینوں میں لڑو، یہ مسلمانوں کے اس گمان کی تردید ہے جو وہ حرمت والے مہینے میں جنگ کرنے کو بہت بڑا سمجھتے تھے) اور ساری حرمتوں میں (حرمات، حرمة کی جمع ہے یعنی یہاں حرمات سے مراد ہر وہ شئے ہے جسکا احترام واجب ہو) برابری چاہئے (یعنی جب حرمت والے کسی مہینے کی بے ادبی کی جائے تو اسی جیسے مہینے میں ان سے بدلہ بھی لیا جاسکتا ہے) جو تم پر زیادتی کرے (حدودِ حرم یا حالت احرام یا حرمت والے مہینے میں جنگ کر کے، تو) اس پر زیادتی کرو اتنی ہی جتنی اس نے کی (زیادتی کا بدلہ لینے کو بھی اعتداء کا نام دیا گیا ہے اسکے صورۃً مقابل بہ کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے) اور اللہ سے ڈرتے رہو (دشمن سے بدلہ لینے اور زیادتی ترک کرنے میں) اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے (مدد اور تائید کے لحاظ سے) اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں......۲......(یعنی اسکی فرمانبرداری کے کاموں مثلاً جہاد وغیرہ میں) اور اپنی جانوں کو نہ ڈالو (بایدیکم بمعنٰی بانفسکم ہے اور اس میں باء زائدہ ہے) ہلاکت میں (یہاں ہلاکت سے مراد یہ ہے کہ تم جہاد میں مال خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ روک لو یا جہاد ہی چھوڑ دو اس لئے کہ یہ امور دشمن کو تمہارے خلاف مضبوط کرینگے) اور بھلائی والے ہو جاؤ (راہِ خدا میں مال وغیرہ خرچ کر کے) بیشک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں (یعنی انہیں ہی ثواب عطا فرمائے گا) اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو (یعنی ان کو انکے کامل حقوق کے ساتھ ادا کرو) پھر اگر تم روکے جاؤ (یعنی کسی دشمن وغیرہ کے باعث تمہیں ان کے مکمل کرنے سے روک دیا جائے) تو جو میسر آئے (استیسر بمعنٰی تیسر ہے) قربانی بھیجو (جو تم پر لازم ہے، اس قربانی سے مراد ایک بکری ہے) اور اپنے سر نہ منڈاؤ (یعنی محلل نہ ہو جاؤ) جب تک نہ پہنچ جائے قربانی (مذکورہ) اپنے ٹھکانے (پر، یعنی اس مقام پر کہ

جہاں اسکا ذبح کرنا واجب ہے، امام شافعی کے نزدیک وہ جگہ مقامِ احصار ہی ہے، پس وہ حلال ہونے کی نیت سے وہیں ذبح کرے اور اسکا گوشت اسی جگہ کے مساکین وغیرہ میں تقسیم کردے اور سر منڈوالے تو وہ اس فعل یعنی احرام کی پابندی سے باہر ہوجائے گا) پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے (جیسے سر میں جوئیں، یا درد ہو وہ حالتِ احرام میں سر منڈوالے) تو بدلہ دے (جو اس پر لازم ہو چکا ہے) روزے (تین دن کے) یا خیرات (کرے، شہر میں عام مستعمل ہونے والے غلے کے تین صاع چھ مساکین پر) یا قربانی (کرے یعنی ایک بکری ذبح کرے، او خیار کیلئے ہے، بغیر عذر حلق کرنے والے شخص کو بھی اسی شخص کے ساتھ ملایا جائے گا کیونکہ ایسا شخص بھی کفارہ دینے کا بدرجہ اولیٰ مستحق ہے اور یونہی جو شخص سر منڈانے کے علاوہ کسی اور طرح کا نفع اٹھائے تو اس پر بھی یہی فدیہ لازم ہوگا خواہ وہ یہ کام کسی عذر سے کرے یا بغیر عذر کے مثلاً خوشبو لگانا، سلا ہوا لباس پہننا، تیل لگانا) پھر جب تم اطمینان سے ہو (اس سے یعنی دشمن سے کہ وہ چلا جائے یا اب وہ دشمن نہ رہے) تو جو فائدہ اٹھائے (یعنی نفع حاصل کرے) عمرہ سے (یعنی بندہ عمرے کے احرام کی تمام پابندیوں سے فارغ ہو جانے کے سبب) حج کا (اس طرح کہ عمرے کا احرام ایامِ حج ہی میں باندھے) جیسی میسر آئے (استیسر بمعنی تیسر ہے) اس پر قربانی ہے (جو کہ اس پر لازم ہے، یعنی اس پر حج کا احرام باندھنے کے بعد ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے، جو یوم النحر کو ذبح کرنا افضل ہے) پھر جسے مقدور نہ ہو (یعنی وہ قربانی کا جانور یا اسکی قیمت نہ پائے) تو روزے رکھے (یعنی اس پر روزے رکھنا لازم ہے) تین حج کے دنوں میں (یعنی حالتِ احرام میں حجِ تمتع کے سبب، پس اس پر لازم ہے کہ وہ ساتویں ذوالحجہ سے قبل حج کا احرام باندھ لے اور افضل چھ ذوالحجہ سے قبل ہے کیونکہ یومِ عرفہ کا روزہ حاجی کیلئے مکروہ ہے، امام شافعی کے دو میں سے اصح قول کے مطابق یہ روزے ایامِ تشریق میں رکھنا جائز نہیں ہے) اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ (اپنے وطن میں خواہ وہ مکۃ المکرمۃ ہو یا کوئی اور دوسرا شہر، ایک قول کے مطابق اس سے مراد یہ ہے کہ جب تم اعمالِ حج سے فارغ ہو جاؤ اس وقت روزے رکھو، یہاں غائب کے صیغے کے بعد اب حاضر کے صیغہ کی طرف التفات ہے) یہ پورے دس ہوئے (یہ جملہ تلک عشرۃ کاملۃ ماقبل کی تاکید کیلئے ہے) یہ رعایت (جو مذکور ہوئی یعنی متمتع پر قربانی یا روزے کا واجب ہونا) اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو (بایں طور کہ امام شافعی کے نزدیک وہ حرم پاک سے دو دن سے کم کی مسافت پر نہ ہو، پس اگر وہ شخص حرم پاک سے مذکورہ مسافت پر رہائش پذیر ہو تو اس پر نہ تو دم واجب ہوگا اور نہ ہی روزے، اگر وہ حج تمتع کرے، آیتِ مبارکہ میں اھل کا تذکرہ کرنا اس بات کا شعور دلا رہا ہے کہ حرم پاک کو وطن بنالینا شرط ہے، اگر کوئی حج کے مہینوں سے قبل اقامت تو اختیار کرلے لیکن وطن نہ بنائے اور پھر حج تمتع کرے تو امام شافعی کے ایک قول کے مطابق اس پر قربانی اور روزوں میں سے ایک شے واجب ہوگی، جبکہ دوسرے قول کے مطابق اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، اھل نفس سے کنایہ ہے، حج تمتع کرنے والے کے بارے میں جو احکام مذکور ہیں بسبب حدیث حج قران کرنے والا بھی متمتع کے ساتھ ملحق ہے، جبکہ قارن سے مراد وہ حاجی ہوتا ہے جو حج و عمرہ کی اکٹھی نیت کرکے احرام باندھے یا جس عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے ایام حج شروع ہو جائیں) اور اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی اسکے اوامر و نواہی کے بارے میں) اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے (اس کے

لئے جو اس کے احکامات کی مخالفت کرتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یسئلونک عنِ الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج﴾

یسئلونک: فعل بافاعل ومفعول،عن الاھلۃ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ،قل: فعل،انت: ضمیر فاعل،ھی :مبتداء،مواقیت: مبتدا ،للناس،والحج: خبر،ملکر خبر،ھی: مبتدا اپنی خبر سے ملکر مفعول،فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولیس البربان تاتوا البیوت من ظھورھا ولکن البرمنِ اتّقی﴾

لیس: فعل ناقص،البرّ: اسم،بان تاتوا البیوت من ظھورھا: بتاویل مصدر مؤول ہو کر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ،لکن،حرف مشبہ بالفعل،البرّ:اسم ،من اتقی :موصول صلہ ملکر خبر،لکن اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتوا البیوت من ابوابھا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون﴾

و: مستانفہ،اتوا البیوت من ابوابھا: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ، اتقوا: فعل بافاعل،اللّٰہ: مفعول،لعلکم تفلحون: حال ہے فاعل کی ضمیر سے، جملہ فعلیہ ہو کر ما قبل پر معطوف ہے۔

﴿وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا﴾

و: عاطفہ،قاتلوا: فعل امر بافاعل،فی سبیل اللّٰہ: ظرف لغو،الذین یقاتلونکم: مفعول،فعل اپنے فاعل وظرف لغو اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ما قبل اتوا پر معطوف ہے،ولا تعتدوا: جملہ فعلیہ انشائیہ ما قبل پر معطوف۔

﴿ان اللہ لا یحب المعتدین﴾

انِ: حرف مشبہ بالفعل،اللّٰہ: اسم،لا یحب المعتدین: جملہ فعلیہ خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم﴾

و: عاطفہ،اقتلوھم: فعل امر،واؤ ضمیر فاعل وھم مفعول،حیث ثقفتموھم: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ما قبل پر معطوف ،و: عاطفہ،اخرجوھم: فعل واؤ ضمیر فاعل وھم مفعول، حیث اخرجوکم: ظرف جملہ فعلیہ ہو کر ما قبل پر عطف۔

﴿والفتنۃ اشد من القتل﴾و: عاطفہ ،الفتنۃ: مبتدا،اشد من القتل: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولاتقتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقتلوکم فیہ﴾

و: عاطفہ،لا تقتلوھم: فعل نہی بافاعل ومفعول ،عند المسجد الحرام: ظرف ،حتی یقتلوکم فیہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ما قبل پر عطف۔

﴿فان قتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکفرین﴾

ف: استئنافیہ، اِنْ: شرطیہ، قاتلوکم: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اقتلوھم: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، کذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، جزاء الکفرین، مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان انتھوا فان اللہ غفور رحیم﴾

ف: استئنافیہ، اِنْ: شرطیہ، انتھوا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، ان اللہ ......الخ: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ﴾

و: عاطفہ، قاتلوھم: فعل امر، واو: ضمیر فاعل، ھم: مفعول، حتی: جار، لا تکون فتنۃ: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یکون الدین للہ: معطوف، ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل وقاتلوا فی سبیل اللہ ......الخ پر عطف ہے۔

﴿فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظلمین﴾

ف: استئنافیہ، اِنْ: شرطیہ، انتھوا: فعل فاعل ملکر شرط، ف: جزائیہ، لا: نفی جنس، عدوان: اسم، الا: حرف استثناء، علی الظالمین: ظرف مستقر خبر، جملہ اسمیہ ہوکر علتِ جزاء، قائم مقام جزاء، جملہ شرطیہ اصل میں یوں تھا فان انتھوا واسلموا فلا تعتدوا علیھم لان العدوان علی الظالمین والمنتھون لیس من الظالمین۔

﴿الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمت قصاص﴾

الشھر الحرام: مبتدا، بالشھر الحرام: ظرف مستقر یقابل کیلئے خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الحرمات: مبتدا، قصاص: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف۔

﴿فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم﴾

ف: عاطفہ، مَنْ: شرطیہ مبتدا، اعتدی علیکم: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اعتدوا: فعل، علیہ: ظرف لغو، بمثل ما اعتدی علیکم: ظرف لغو ثانی، ملکر جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین﴾

و: عاطفہ، اتقو اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و اعلموا: فعل، واؤ ضمیر فاعل، ان اللہ مع المتقین: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، فعل فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف۔

﴿وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ واحسنوا﴾

و: عاطفہ ،انفقوا فی سبیل اللّٰہ: جملہ فعلیہ معطوف وقاتلوا فی سبیل اللّٰہ پر ،و:عاطفہ ،لا تلقوا:فعل نہی بافاعل،بایدیکم: مفعول،ب:جارہ زائدہ،الی التھلکۃ: ظرف لغو،جملہ فعلیہ معطوف ماقبل پر ،واحسنوا: جملہ فعلیہ ماقبل پرمعطوف۔

﴿ان اللہ یحب المحسنین﴾

ان: حرف مشبہ بالفعل،اللّٰہ: اسم،یحب المحسنین: جملہ فعلیہ ہوکرخبر، انّ اپنے اسم اورخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتموا الحج والعمرۃ للہ﴾و: عاطفہ،اتموا: فعل بافاعل،الحج والعمرۃ: مفعول ،للّٰہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فان احصرتم فما استیسر من الھدی﴾

ف: فصیحہ ،انْ: شرطیہ ،احصرتم: جملہ فعلیہ ہوکرشرط،فِ: جزائیہ ،علیکم: محذوف خبرمقدم، ما استیسر من الھدی: موصول صلہ ملکر مبتدا موخر، جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،شرط اپنی جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تحلقوا رء وسکم حتی یبلغ الھدی محلہ﴾

و: عاطفہ ،لا تحلقوا: فعل نہی بافاعل ،رء وسکم: مفعول، حتی: جار ،یبلغ: فعل،الھدی: فاعل ،محلہ: مفعول، جملہ فعلیہ ہوکرمجرور، جوجارسے ملکرمتعلق، فعل نہی اپنے فاعل ومفعول اورظرف لغو سے ملکر معطوف واتموا پر۔

﴿فمن کان منکم مریضا او بہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک﴾

ف: عاطفہ ،مَنْ: شرطیہ ، کان منکم مریضا ـــالی ـــ راسہ: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،علیہ: محذوف ظرف مستقر خبرمقدم، فدیۃ من طعام ـــالخ: مبتدا موخر، جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،شرط جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاذا امنتم فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی﴾

ف: استئنافیہ ،اذا: شرطیہ ،امنتم: فعل بافاعل، شرط ،ف: جزائیہ ،من تمتع بالعمرۃ الی الحج: موصول صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، علیہ: محذوف خبرمقدم ،ما استیسر من الھدی: مبتدا موخر، ملکر خبر،ملکر جزا،شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام فی الحج وسبعۃ اذا رجعتم تلک عشرۃ کاملۃ﴾

ف:استئنافیہ،مَن: شرطیہ ،لم یجد: شرط ،ف: جزائیہ ،یجب: فعل مقدر ،صیام ثلثۃ ایام: فاعل ،فی الحج: ظرف لغو، جملہ ہوکرمعطوف علیہ ،سبعۃ سے پہلے مضاف محذوف صیام،لم یجب: فعل مقدر،صیام سبعۃ: فاعل،اذا رجعتم: ظرف، ملکر معطوف،ملکر موکد،تلک عشرۃ کاملۃ: جملہ اسمیہ ہوکر تاکید،ملکر جزاء،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام﴾

ذلک: مبتدا ،لام: جار ،مَن: موصول،لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،موصول صلہ ملکر مجرور،

ملکر ظرف مستقر بنکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقوا الله واعلموا ان الله شديد العقاب﴾

و: عاطفہ، اتقوا الله: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اتموا الحج پر، و: عاطفہ، اعلموا: فعل واؤ ضمیر فاعل، ان الله شديد العقاب: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر اتقوا الله پر معطوف۔

﴿شان نزول﴾

☆......یسئلونک عن الاھلة......☆ یہ آیت معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن غنم انصاری کے جواب میں نازل ہوئی ان دونوں نے دریافت کیا: ''یارسول اللہ ﷺ چاند کا کیا حال ہے، ابتدا میں بہت باریک نکلتا ہے پھر روز بروز بڑھتا ہے یہاں تک کہ پورا روشن ہوجاتا ہے، پھر گھٹنے لگتا ہے یہاں تک گھٹتا ہے کہ پہلے کی طرح باریک ہوجاتا ہے، ایک حال پر نہیں رہتا''، اس سوال سے مقصد چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی حکمتیں دریافت کرنا تھا بعض مفسرین کا خیال ہے کہ سوال کا مقصود چاند کے اختلافات کا سبب دریافت کرنا تھا۔

☆......ولیس البر بان تاتوا البیوت......☆ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب وہ حج کیلئے احرام باندھتے تو کسی مکان میں اسکے دروازے سے داخل نہ ہوتے اگر ضرورت ہوتی تو چھت توڑ کر آتے اور اسکو نیکی جانتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

جهاد فی سبیل الله:

۱...... جہاد کے بارے میں علامہ جرجانی فرماتے ہیں کہ الجهاد هو الدعاء الى الدين الحق یعنی جہاد دینِ حق کی طرف دعوت دینے کا نام ہے۔ (التعریفات، ص ٦٩)

جہاد اللہ ﷻ کی اطاعت اور اس کی رضا کے لئے لڑنے کا نام ہے حضرت سیدنا ابوموسی اشعری ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ان افراد کے بارے میں پوچھا گیا جو بہادری، غیرت یا ریاکاری کے لئے لڑتے ہیں کہ ان سب میں سے کس کا لڑنا جہاد فی سبیل اللہ ہے؟ پس سرورِ دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو اللہ ﷻ کا نام بلند کرنے کے لئے لڑے وہ جہاد فی سبیل اللہ میں ہے۔'' ابتدائے اسلام میں اللہ ﷻ نے اپنے محبوب ﷺ کو مشرکین سے جنگ نہ کرنے کا حکم دیا تھا، پھر جب آقائے دو عالم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اسی مذکورہ آیت مبارکہ کے ذریعے حکم دیا کہ جو مشرک قتال کریں ان سے لڑو، چنانچہ حضرت سیدنا ربیع بن انس ﷛ سے روایت ہے کہ جہاد کے بارے میں یہ نازل ہونے والی پہلی آیتِ مبارکہ ہے، اس کے بعد اللہ ﷻ نے مشرکین سے مکمل طور پر جہاد کا حکم ارشاد فرمایا خواہ وہ لڑائی کریں یا نہ کریں یعنی ارشاد فرمایا ﴿وقاتلوا المشركين كافه﴾

(الخازن، ج ۱، ص ۱۲۱)

☆......حضرت سیدنا ابوسعید خدری ﷛ فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ سے دریافت فرمایا گیا: ''لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایسا ایمان والا شخص جو اپنے مال اور جان سے اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرے۔'' صحابہ کرام ﷡ نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون افضل ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قوم کا ایسا ایمان دار فرد جو اللہ ﷻ سے ڈرتا ہو اور لوگوں کو برائی سے بچاتا ہو۔'' (صحیح البخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب افضل الناس مؤمن، ص ٤٦١ تا ٤٦٢)

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے اور روزے رکھے تو اللہ عزوجل کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرما دے، خواہ وہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہجرت کرے یا اپنی جائے پیدائش ہی میں سکونت اختیار کئے رکھے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم لوگوں کو اس بارے میں نہ بتا دیں؟'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جنت کے سو درجے ہیں، جنہیں اللہ عزوجل نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کر رکھا ہے، ہر دو درجوں کے مابین زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہے، اگر تم اللہ عزوجل سے جنت کا سوال کرو تو ہمیشہ جنت الفردوس مانگا کرو، اس لئے کہ یہ وسطِ جنت میں ہے اور سب سے اعلیٰ درجہ ہے، اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے، اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب و کان عرشه علی الماء، ص ۱۲۷۷)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل شہید کے دَین کے سوا تمام گناہ معاف فرما دے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب من قتل فی سبیل الله کفرت خطایاه الا الدین، ص ۹۵۷)

انفاق فی سبیل اللہ:

۲......جہاد بالنفس کے حکم کے بعد جہاد بالمال کا حکم دیا گیا ہے یعنی انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا جس سے مراد دینی مصالح میں مال خرچ کرنا ہے جیسا کہ حج، عمرہ، صلہ رحمی، صدقہ، جہاد، غازیوں کے لئے اسباب فراہم کرنے میں مال خرچ کرنا، اپنے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا، نیز اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کی خاطر مال خرچ کرنا، اس لئے کہ اگرچہ ان تمام صورتوں میں مال خرچ کرنا فی سبیل اللّٰہ کے زمرے ہی میں ہے لیکن اس لفظ کا اطلاق صرف راہِ خدا میں قتال کرنے پر ہی ہوتا ہے۔ (الجمل، ج ۱، ص ۲۳۲)

مال کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے اس لئے اسے اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ انسان کے دل سے مال کی محبت کم ہو، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی کے دوست تین طرح کے ہوتے ہیں: (۱)......جو موت تک اس کے ساتھ وفا کرے، (۲)......جو قبر تک وفادار رہے، (۳)......جو قیامت تک اس کا ساتھی رہے، پہلا دوست جو موت کا ساتھی ہو وہ اس کا مال ہے، دوسرا وہ جو قبر تک اس کا ساتھی ہو وہ اس کے رشتے دار ہیں اور تیسرا وہ جو قیامت تک اس کے ساتھ رہے گا اس سے مراد اس کا عمل ہے۔'' ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک درہم اپنی ہتھیلی پر رکھ کر فرمانے لگے: ''اے درہم! تو وہ چیز ہے کہ جب تک تو میرے پاس سے نہیں جائے گا مجھے کچھ نفع نہ دے گا۔''

(مأخوذ از کیمیائے سعادت مترجم، ص ۵۱۳، ۵۱۴)

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ قدسی کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''انفق یا ابن ادم انفق علیک یعنی اے انسان! مال خرچ کر تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب فضل النفقه علی الاهل، ص ۹۵۵)

اغراض:

الاهلة اصل میں اھللۃ تھا، لام کسرہ کو ماقبل ساکن سے منقلب کیا اور پھر لام کا لام میں ادغام کر دیا۔ جمع میقات: مواقیت میقات کی جمع ہے، اس کی اصل موقات ہے واو کو یاء سے کسرہ کے اثر کی وجہ سے تبدیل کیا گیا ہے۔ وعدہ نسائهم: نسائهم عین کی

کسرہ کے ساتھ بطور حرف جر ہے، اور اسی طرح مابعد کا عطف بھی زرعھم پر ہے عبارت یوں ہے یعلمون بھا اوقات زرعھم ومتاجرھم و عدۃ نسائھم وصیامھم و افطارھم ہے اور عورتوں کے حیض، طہر اور نفاس کے اوقات کے عدد بھی مراد ہیں۔
عام حدیبیۃ: سن چھ ہجری میں ہوئی۔ عطف علی الناس: الحج کا عطف الناس پر ہے، خاص کا عام پر عطف ہونے کی وجہ سے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اداء اور قضاء وقت معلوم ہی میں ہو سکتی ہیں اور بعض عبادات وہ ہیں کہ جن کی قضاء کو وقت ادا کے ساتھ مقید نہیں کیا جاتا۔ کذلک القتل الخ: یعنی اسی قسم (قتل اور شہر بدر کرنے) کا بدلہ کافروں کو دیا جائے گا۔
وکانوا یفعلون ذلک: زمانۂ جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں جب کوئی شخص عمرہ یا حج کا احرام باندھ لیتا تو اب اس کے اور آسمان کے مابین کوئی چیز حلال نہ ہوتی اور گھروں میں رہنے والے اپنے گھروں کے پچھواڑے سوراخ کرتے اور سیڑھی لگا کر چڑھ جاتے کہ اپنا کام پورا کرلیں، دیہاتی لوگ احرام باندھ لینے کے بعد کام پڑنے پر گھر میں نہ تو داخل ہوتے اور نہ ہی دروازے سے نکلتے بلکہ صحن میں کھڑے ہو کر کام بتاتے۔ وصالح الکافر: یعنی کافروں نے خفیف (یعنی ہلکی) جنگ کے بعد صلح کرلی۔
ای مکۃ: یہ حیث کی تفسیر ہے۔ وقد فعل بھم ذلک: فتح مکہ کے دن جو لوگ مسلمان نہ ہوئے انہیں مکہ سے نکال دیا۔
الشرک منھم: شرک کو فتنہ کا نام دیا گیا ہے اسلئے کہ یہ فساد فی الارض کا سبب ہے اور ظلم تک لے جاتا ہے اور اسے اشد یعنی اعظم کہا گیا ہے کیونکہ شرک ہمیشہ کے لئے جہنم میں پہنچ جاتا ہے اور قتل میں یہ بات نہیں یعنی قاتل ہمیشہ کے لئے جہنم کا حقدار نہیں قرار دیا جاتا۔
ای فی الحرم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ عند بمعنی فی ہے اور مسجد حرام سے مراد حرم پاک ہے۔
المحرم: یعنی محرم کا شہر حرام میں قتال کرنا، فکما قاتلوکم فیہ...... الخ: یہ جملہ اس بات پر صراحت کرتا ہے کہ حدیبیہ کے سال قتال ہوا تھا ہاں قتال خفیف یعنی تیراندازی اور پتھراؤ ہوا تھا۔ سمی مقابلتہ اعتداء: ظاہر کلام کا تقاضا یہ ہے کہ اس طرح کہا جاتا فمن اعتدی علیکم فقابلوہ وجازوہ بمثل مااعتدی علیکم بہ اور مفسر کا قول بالمقابل بہ سے مراد ان کافروں کی زیادتی کے برابر زیادتی مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ کلام مفسر مشاکلہ کے قبیلے سے ہے۔ بالنفقۃ وغیرھا: خازن کی عبارت ہے کہ اپنے اوپر لازم کی گئی مئونت اور نفقہ کو اچھے طریقے سے ادا کرو، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اچھے طریقے سے خرچ کرو نہ تو اسراف کرو اور نہ ہی خرچ کرنے میں بخل کا مظاہرہ کرو۔ بحقوقھا: میں باء ملابست کے لئے ہے یعنی ادوھما متلبسین بحقوقھا مراد ہے۔ وھو شاۃ: یعنی قربانی کی ادنی صورت، اور بکری کے علاوہ اونٹ بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ اولی صورت ہے (الجمل، ج ۱، ص ۲۲۷ وغیرہ)
امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک محلہ سے مراد حرم ہے، لہذا محصر پر واجب ہے کہ وہ قربانی حرم کی جانب بھیجے اور اسی کے بعد محرم احرام کی پابندی سے باہر آسکتا ہے۔ علی ستۃ مساکین: یعنی ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو دیا جائے پس اس طرح تین صاع ہو جائے گا (جلالین حجازی سائز، حاشیہ نمبر ۱۱، ص ۲۹)
علی اصح قولی الشافعی: یعنی ایام تشریق میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اور یوم النحر میں بھی بالاجماع روزہ نہ رکھے۔

(الجمل، ج ۱، ص ۲۳۳)

یہ ضروری امر ہے کہ جس کے ہاتھ قربانی بھیجے اس سے ٹھہرالے کہ فلاں دن فلاں وقت قربانی ذبح ہواور وہ وقت گزرنے کے بعد احرام سے باہر ہوگا پھر اگر اسی وقت قربانی ہوئی جو ٹھہرا تھا یا اس سے پیشتر فبہا اور اگر بعد میں ہوئی اور اسے اب معلوم ہوا تو ذبح سے پہلے چونکہ احرام سے باہر ہوالہذا دم دے، محصر کو احرام سے باہر آنے کے لئے حلق شرط نہیں مگر بہتر ہے۔ (بہار شریعت، حصہ نمبر ٦، ص ٨٤)

جو ھـــدی نہ پائے اس پر تین روزے ایام حج کے ہیں جن میں آخری روزہ یوم عرفہ کا ہونا چاہئے یعنی یکم شوال سے نویں ذی الحجہ تک احرام باندھنے کے بعد اس درمیان میں جب چاہے رکھ لے خواہ ایک ساتھ یا متفرق کر کے، بہتر یہ ہے کہ ۷، ۸، ۹ ذی الحجہ کو رکھے۔

(کنز الایمان مع خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۳۷۱)

امام اعظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آیت میں رجوع سے مراد حج سے فارغ ہونا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ کسی نے حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ ہی کو اپنا وطن بنالیا یا اس کا کوئی اپنا وطن نہ ہو تو بالا جماع مکہ مکرمہ میں اس کے لئے سات روزے رکھنا جائز ہے، اسی طرح جس کا وطن مکہ مکرمہ کے علاوہ ہو اس کے لئے بھی یہ جائز ہے تا کہ حقیقت ومجاز کا جمع ہونا لازم نہ ہو۔ حج تمتع مکہ مکرمہ کے شہریوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے جائز ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا مذہب ہے جب کہ امام مالک، امام شافعی اور امام حنبل علیہم الرحمۃ کا مسلک یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں رہنے والے بھی تمتع کر سکتے ہیں لیکن ان پر قربانی لازم نہ ہوگی۔ ان علماء کا خیال یہ ہے کہ ذلک کا مشار الیہ ھدی ہے جو کہ واجب ہونے کا حکم ہے۔ لیکن ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے فرمان لمن لم یکن میں لام ہماری تاویل کی دلیل ہے کیونکہ لام وہیں استعمال ہوتا ہے جس کا کرنا جائز ہو اسی وجہ سے ہم نے جار کو مقدر کیا اگر ذلک کا مشار الیہ ھدی کا وجوب ہوتو پھر تقدیر کلام یوں ہوگا یجب اس صورت میں حرف جار علی ہوتا۔ جو معنی ہم نے ذکر کئے ہیں وہ حضرت عمر بن خطاب اور عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہیں۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی صحیح میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ سے تمتع کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ نے اس کا حکم اپنی کتاب اور اپنے نبی کی سنت میں رکھا اور اہل مکہ کے سوا دوسرے لوگوں کے لئے اسے مباح قرار دیا۔ اللہ کا فرمان ہے ﴿ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام (البقرۃ:۱۹۶)﴾ ابن ہمام نے فرمایا حضرت عمر ﷜ سے یہ صحیح روایت ہے کہ اہل مکہ کے لئے حج تمتع نہیں اور نہ ہی حج قران ہے اور حاضری المسجد الحرام سے مراد امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک میقات کے اندر والا حصہ ہے۔ عکرمہ نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔ (المظہری، ج ۱، ص ۲۲۹)

رکوع نمبر: ۹

﴿الحج﴾ وَقْتُهُ ﴿اشهر معلومت﴾ شَوَّالٌ وَّذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرُ لَيَالٍ مِّنْ ذِی الْحِجَّةِ وَقِيْلَ كُلُّهُ ﴿فمن فرض﴾ عَلٰی نَفْسِهٖ ﴿فيهن الحج﴾ بِالْاِحْرَامِ بِهٖ ﴿فلارفث﴾ جِمَاعَ فِيْهِ ﴿ولا فسوق﴾ مَعَاصِیَ ﴿ولاجدال﴾ خِصَامَ ﴿فی الحج﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ الْاَوَّلَيْنِ، وَالْمُرَادُ فِی الثَّلٰثَةِ النَّهْیُ ﴿وما تفعلوا من خير﴾ كَصَدَقَةٍ ﴿يعلمه الله﴾ فَيُجَازِيْكُم بِهٖ، وَنَزَلَ فِیْ اَهْلِ الْيَمَنِ وَكَانُوْا يَحُجُّوْنَ بِلَا زَادٍ فَيَكُوْنُوْنَ كَلًّا

عَلَى النَّاسِ ﴿وتزودوا﴾ مَا يُبَلِّغُكُم بِسَفَرِكُمْ ﴿فان خير الزاد التقوى﴾ مَا يُتَّقَى بِهٖ سُؤَالَ النَّاسِ وَغَيْرِهٖ ﴿واتقون يـاولي الالباب(۱۹۷)﴾ ذَوِى الْعُقُوْلِ ﴿ليس عليكم جناح﴾ فِىْ ﴿ان تبتغوا﴾ تَطْلُبُوْا ﴿فضلا﴾ رِزْقًا ﴿من ربكم﴾ بِالتِّجَارَةِ فِى الْحَجِّ نَزَلَ رَدًّا لِكَرَاهَتِهِمْ ذٰلِكَ ﴿فاذا افضتم﴾ دَفَعْتُمْ ﴿من عرفت﴾ بَعْدَ الْوُقُوْفِ بِهَا ﴿فاذكروا الله﴾ بَعْدَ الْمَبِيْتِ بِمُزْدَلِفَةَ بِالتَّلْبِيَةِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالدُّعَآءِ ﴿عند المشعر الحرام﴾ هُوَ جَبَلٌ فِىْ اٰخِرِ الْمُزْدَلِفَةِ يُقَالُ لَهٗ قُزَحُ وَفِى الْحَدِيْثِ اَنَّهٗ ﷺ وَقَفَ بِهٖ يَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَدْعُوْا حَتّٰى اَسْفَرَ جِدًّا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ ﴿واذكروه كما هدكم﴾ لِمَعَالِمِ دِيْنِهٖ وَمَنَاسِكِ حَجِّهٖ وَالْكَافُ لِلتَّعْلِيْلِ ﴿وان﴾ مُخَفَّفَةٌ ﴿كنتم من قبله﴾ قَبْلِ هُدَاهُ ﴿لمن الضالين(۱۹۸) ثم افيضوا﴾ يَا قُرَيْشُ ﴿من حيث افاض الناس﴾ اَىْ مِنْ عَرَفَةَ بِاَنْ تَقِفُوْا بِهَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ تَرَفُّعًا عَنِ الْوُقُوْفِ مَعَهُمْ وَثُمَّ لِلتَّرْتِيْبِ فِى الذِّكْرِ ﴿واستغفروا الله﴾ مِنْ ذُنُوْبِكُمْ ﴿ان الله غفور﴾ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿رحيم(۱۹۹)﴾ بِهِمْ ﴿فاذا قضيتم﴾ اَدَّيْتُمْ ﴿مناسككم﴾ عِبَادَاتِ حَجِّكُمْ بِاَنْ رَمَيْتُمْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَحَلَقْتُمْ وَطُفْتُمْ وَاسْتَقْرَرْتُمْ بِمِنًى ﴿فاذكروا الله﴾ بِالتَّكْبِيْرِ وَالثَّنَآءِ ﴿كذكركم اباءكم﴾ كَمَا كُنْتُمْ تَذْكُرُوْنَهُمْ عِنْدَ فَرَاغِ حَجِّكُمْ بِالْمُفَاخَرَةِ ﴿او اشد ذكرا﴾ مِنْ ذِكْرِكُمْ اِيَّاهُمْ، وَنَصَبُ اَشَدَّ عَلَى الْحَالِ مِنْ ذِكْرًا الْمَنْصُوْبِ بِاُذْكُرُوْا اِذْ لَوْ تَاَخَّرَ عَنْهُ لَكَانَ صِفَةً لَّهٗ ﴿فمن الناس من يقول ربنا اتنا﴾ نَصِيْبَنَا ﴿فى الدنيا﴾ فَيُؤْتَاهُ فِيْهَا ﴿وما له فى الاخرة من خلاق(۲۰۰)﴾ نَصِيْبٍ ﴿ومنهم من يقول ربنا اتنا فى الدنيا حسنة﴾ نِعْمَةً ﴿وفى الاخرة حسنة﴾ هِىَ الْجَنَّةُ ﴿وقنا عذاب النار(۲۰۱)﴾ بِعَدَمِ دُخُوْلِهَا وَهٰذَا بَيَانٌ لِمَا كَانَ عَلَيْهِ الْمُشْرِكُوْنَ وَلِحَالِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْقَصْدُ بِهِ الْحَثُّ عَلٰى طَلَبِ خَيْرِ الدَّارَيْنِ كَمَا وَعَدَ بِالثَّوَابِ عَلَيْهِ بِقَوْلِهٖ ﴿اولئك لهم نصيب﴾ ثَوَابٌ ﴿مما﴾ اَجْلِ ﴿كسبوا﴾ عَمِلُوْا مِنَ الْحَجِّ وَالدُّعَاءِ ﴿والله سريع الحساب(۲۰۲)﴾ يُحَاسِبُ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ فِىْ قَدْرِ نِصْفِ نَهَارٍ مِّنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا لِحَدِيْثٍ بِذٰلِكَ ﴿واذكروا الله﴾ بِالتَّكْبِيْرِ عِنْدَ رَمْىِ الْجَمَرَاتِ ﴿فى ايام معدودات﴾ اَىْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ الثَّلٰثَةِ ﴿فمن تعجل﴾ اَىِ اسْتَعْجَلَ بِالنَّفْرِ مِنْ مِّنًى ﴿فى يومين﴾ اَىْ فِىْ ثَانِى اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ بَعْدَ رَمْىِ جِمَارِهٖ ﴿فلا اثم عليه﴾ بِالتَّعْجِيْلِ ﴿ومن تاخر﴾ بِهَا حَتّٰى بَاتَ لَيْلَةَ الثَّالِثِ وَرَمٰى جِمَارَهٗ ﴿فلا اثم عليه﴾ بِذٰلِكَ اَىْ هُمْ مُخَيَّرُوْنَ فِىْ ذٰلِكَ وَنَفْىُ الْاِثْمِ ﴿لمن اتقى﴾ اللّٰهَ فِىْ حَجِّهٖ لِاَنَّهُ الْحَاجُّ فِىْ عَلَى الْحَقِيْقَةِ ﴿واتقوا الله

واعلموا انکم الیہ تحشرون(۲۰۳)﴾ فِی الْاٰخِرَۃِ فَیُجَازِیْکُم بِاَعْمَالِکُم ﴿ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا﴾ وَلَا یُعْجِبُکَ فِی الْاٰخِرَۃِ لِمُخَالَفَتِہٖ لِاِعْتِقَادِہٖ ﴿ویشھد اللہ علی ما فی قلبہ﴾ اَنَّہٗ مُوَافِقٌ لِقَوْلِہٖ ﴿وھو الد الخصام (۲۰۴)﴾ شَدِیْدُ الْخُصُوْمَۃِ لَکَ وَلَاَتْبَاعِکَ لِعَدَاوَتِہٖ لَکَ وَھُوَ الْاَخْنَسُ بْنُ شَرِیْقٍ کَانَ مُنَافِقًا حُلْوَ الْکَلَامِ لِلنَّبِیِّ ﷺ یَحْلِفُ اَنَّہٗ مُؤْمِنٌ بِہٖ وَمُحِبٌّ لَّہٗ فَیُدْنِیْ مَجْلِسَہٗ فَاَکْذَبَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ ذٰلِکَ وَمَرَّ بِزَرْعٍ وَّحُمُرٍ لِبَعْضِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاَحْرَقَہٗ وَعَقَرَھَا لَیْلًا کَمَا قَالَ تَعَالٰی ﴿واذا تولی﴾ اِنْصَرَفَ عَنْکَ ﴿سعی﴾ مَشٰی ﴿فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل﴾ مِنْ جُمْلَۃِ الْفَسَادِ ﴿واللہ لایحب الفساد (۲۰۵)﴾ اَیْ لَا یَرْضٰی بِہٖ ﴿واذا قیل لہ اتق اللہ﴾ فِیْ فِعْلِکَ ﴿اخذتہ العزۃ﴾ حَمَلَتْہُ الْاَنَفَۃُ وَالْحَمِیَّۃُ عَلَی الْعَمَلِ ﴿بالاثم﴾ الَّذِیْ اُمِرَ بِاتِّقَآئِہٖ ﴿فحسبہ﴾ کَافِیْہِ ﴿جھنم ولبئس المھاد (۲۰۶)﴾ الْفِرَاشُ ھِیَ ﴿ومن الناس من یشری﴾ یَبِیْعُ ﴿نفسہ﴾ اَیْ یَبْذُلُھَا فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی ﴿ابتغاء﴾ طَلَبَ ﴿مرضات اللہ﴾ رِضَاہُ، وَھُوَ صُھَیْبٌ، لَمَّا اٰذَاہُ الْمُشْرِکُوْنَ ھَاجَرَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ وَتَرَکَ لَھُمْ مَا لَہٗ ﴿واللہ رء وف بالعباد (۲۰۷)﴾ حَیْثُ اَرْشَدَھُمْ لِمَا فِیْہِ رِضَاہُ وَنَزَلَ فِیْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ وَاَصْحَابِہٖ لَمَّا عَظَّمُوا السَّبْتَ وَکَرِھُوا الْاِبِلَ وَاَلْبَانَھَا بَعْدَ الْاِسْلَامِ ﴿یایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم﴾ بِفَتْحِ السِّیْنِ وَکَسْرِھَا الْاِسْلَام ﴿کافۃ﴾ حَالٌ مِّنَ السِّلْمِ اَیْ فِیْ جَمِیْعِ شَرَآئِعِہٖ ﴿ولا تتبعوا خطوت﴾ طُرُق ﴿الشیطن﴾ اَیْ تَزْیِیْنِہٖ بِالتَّفْرِیْقِ ﴿انہ لکم عدو مبین (۲۰۸)﴾ بَیِّنُ الْعَدَاوَۃِ ﴿فان زللتم﴾ مِلْتُمْ عَنِ الدُّخُوْلِ فِیْ جَمِیْعِہٖ ﴿من بعد ما جاء تکم البینت﴾ اَلْحُجَجُ الظَّاھِرَۃُ عَلٰی اَنَّہٗ حَقٌّ ﴿فاعلموا ان اللہ عزیز﴾ لَا یُعْجِزُہٗ شَیْءٌ عَنْ اِنْتِقَامِہٖ مِنْکُمْ ﴿حکیم (۲۰۹)﴾ فِیْ صُنْعِہٖ ﴿ھل﴾ مَا ﴿ینظرون﴾ یَنْتَظِرُ التَّارِکُوْنَ الدُّخُوْلَ فِیْہِ ﴿الا ان یاتیھم اللہ﴾ اَیْ اَمْرُہٗ کَقَوْلِہٖ اَوْ یَاْتِیَ اَمْرُ رَبِّکَ اَیْ عَذَابُہٗ ﴿فی ظلل﴾ جَمْعُ ظُلَّۃٍ ﴿من الغمام﴾ السَّحَابِ ﴿والملئکۃ وقضی الامر﴾ تَمَّ اَمْرُ اِھْلَاکِھِمْ ﴿والی اللہ ترجع الامور (۲۱۰)﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَالْفَاعِلِ فِی الْاٰخِرَۃِ فَیُجَازِیْ۔

﴿ترجمہ﴾

حج ......۱...... (یعنی اس کا وقت) چند مہینے ہیں جانے ہوئے (یعنی شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن، ایک قول یہ ہے کہ ذوالحجہ کا پورا ماہ حج کا وقت ہے) تو جو فرض کرلے (یعنی اپنی جان پر لازم کرلے) ان مہینوں میں حج کی (حج کا احرام باندھ کر ......۲......) تو نہ

عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ کرے (یعنی ان دنوں میں جماع نہ کرے) نہ کوئی گناہ (فسوق گناہ کے معنی میں ہے) نہ کسی سے جھگڑا کرے (جدال بمعنی خصام ہے) حج کے وقت تک (ایک قرأت میں رفث اور فسوق پر فتح پڑھا گیا ہے لیکن مراد ان تینوں نفی سے نہی ہے) اور تم جو بھلائی کرو (جیسے صدقہ وغیرہ) اللہ اسے جانتا ہے (وہ تمہیں اسکی جزا دیگا، یہ آیتِ مبارکہ اہلِ یمن کے بارے میں نازل ہوئی جو بغیر زادِ راہ کے حج کیا کرتے اور لوگوں پر بوجھ بنا کرتے تھے) اور توشہ ساتھ لو (جو تمہیں تمہارے سفر میں کام آئے) کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے (جسکی وجہ سے لوگوں سے سوال وغیرہ کرنے سے بچا جاتا ہے) اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو! (اولی الباب بمعنی ذوی العقول ہے) تم پر کچھ گناہ نہیں (اس میں) کہ تلاش (یعنی طلب) کرو فضل (یعنی رزق) اپنے رب کا (دورانِ حج تجارت کرکے......۳......لوگ اسے ناپسند کرتے تھے تو اسکے رد میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) تو جب پلٹو (یعنی واپس ہو) عرفات سے (یعنی وقوفِ عرفہ کر لینے کے بعد) تو اللہ کی یاد کرو (یعنی مزدلفہ میں رات گزارنے کے بعد تلبیہ، تھلیل، اور دعا کرو......۴......) مشعرِ حرام کے پاس (مشعر، مزدلفہ کے آخر میں واقع ایک پہاڑ ہے جسے قُزَح بھی کہا جاتا ہے اور حدیثِ پاک میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اسی پر وقوف فرمایا اور ذکر و دعا میں مگن رہے یہاں تک کہ صبح خوب روشن ہوگئی، اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے) اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی (شعائرِ دین اور مناسکِ حج کی، کما میں کاف تعلیلیہ ہے) اور بیشک (انْ مخففہ ہے) اس سے پہلے (یعنی اللہ عزوجل کی عطا کردہ ہدایت سے پہلے) تم بہکے ہوئے تھے پھر بات یہ ہے کہ تم بھی وہیں سے پلٹو (اے اہلِ قریش!) جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں (یعنی مقامِ عرفات سے، کہ تم بھی ان کے ساتھ وقوف کیا کرو، قریش عموماً لوگوں کے ساتھ بسببِ تکبر عرفات میں وقوف نہ کرتے اور مزدلفہ میں وقوف کیا کرتے تھے، ثم فقط ذکر میں ترتیب کیلئے ہے) اور اللہ سے معافی مانگو (اپنے گناہوں کی......۵......) بیشک اللہ بخشنے والا (ہے مؤمنین کو) مہربان ہے (ان پر) پھر جب کام پورے کر چکو (یعنی ادا کر چکو) اپنے حج کے معاملات (یعنی اپنی عباداتِ حج کو ادا کر چکو یوں کہ جمرہ عقبہ کی رمی کر لو، حلق کروا لو، طواف کر لو اور منیٰ میں وقوف بھی کر لو) تو اللہ کا ذکر کرو (یعنی اسکی حمد و ثناء کرو) جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے (یعنی جیسا کہ تم فراغتِ حج کے بعد اپنے باپ دادا کے مفاخر ذکر کیا کرتے تھے) بلکہ اس سے زیادہ (یعنی اپنے باپ دادا کا ذکر کرنے سے بھی زیادہ اللہ عزوجل کا ذکر کیا کرو، اشد کا منصوب ہونا حال ہونے کی بناء پر ہے، یہ اذکروا کے مفعول مطلق ذِکر کا حال ہے، اگر یہ اسکے بعد واقع ہوتا تو صفت ہوتا) اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے! ہمیں دے (ہمارا حصہ) دنیا میں (تو وہ حصہ اسے دنیا میں ہی دے دیا جاتا) اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں (خلاق بمعنی نصیب ہے) اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی (یعنی نعمت) دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی (یعنی جنت) دے اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا (یعنی اس میں داخل ہونے سے بچا......۶......یہ اس حالت کا بیان ہے جس پر مشرکین اور مؤمنین تھے اور اس سے مقصود طلبِ دارین کی ترغیب دینا ہے، جیسا کہ اس طلب پر اللہ عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان کیساتھ ثواب کا وعدہ فرمایا تھا) ایسوں کو بھاگ (یعنی ثواب) ہے ان کی کمائی کی وجہ سے (جو انہوں نے اعمال کئے یعنی حج ادا کیا اور دعائیں مانگیں ان کی وجہ سے) اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے (چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے کہ اللہ عزوجل دنیاوی ایام کے آدھے دن کی مقدار میں ساری مخلوق کا حساب فرمائیگا) اور اللہ کی یاد کرو (رمی جمرات کے وقت تکبیر کہتے ہوئے) گنے ہوئے دنوں میں

(یعنی تین ایام تشریق میں) تو جو جلدی کرے (یعنی قافلہ کیساتھ منیٰ سے نکلنے میں جلدی کرے) اور دو دن میں چلا جائے (یعنی ایام تشریق کے دوسرے دن رمی جمار کرنے کے بعد) اس پر کچھ گناہ نہیں (اس جلدی کرنے میں) اور جو رہ جائے (منیٰ میں، یہاں تک کہ ایامِ تشریق کی تیسری رات بھی گزار لے اور رمی جمار بھی کرلے) تو اس پر گناہ نہیں (یعنی لوگوں کو اس میں اختیار ہے کیونکہ اللہ ﷻ نے دونوں صورتوں میں گناہ کی نفی فرمائی ہے) ڈرنے والوں کیلئے (اللہ ﷻ سے دورانِ حج، اسلئے کہ ایسا شخص ہی حقیقۃً حاجی ہوتا ہے) اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے (آخرت میں وہی تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیگا) اور بعض آدمی وہ ہیں کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے (حالانکہ وہ بات تجھے آخرت میں تعجب میں نہ ڈالے گی اسکے عقیدے کے مخالف ہونے کی وجہ سے) اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائے (کہ اسکا دل اللہ ﷻ کے اس فرمانِ عالیشان کے موافق ہے کہ) اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے (کہ وہ آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں سے اپنی عداوت کے باعث حد درجہ مخاصمت رکھنے والا ہے، اس سے مراد اخنس بن شریق منافق ہے، جو نبی پاک ﷺ کے سامنے انتہائی شیریں کلام کیا کرتا اور قسمیں کھاتا کہ حضور ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور آپ کا محب ہے، یوں اس نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں مقامِ قرب پالیا، چنانچہ اللہ ﷻ نے اس کے جھوٹ کا پول کھول دیا، ایک دفعہ رات کے وقت وہ مسلمانوں کے کھیتوں اور جانوروں کے پاس سے گزرا تو اس نے کھیتی کو آگ لگادی اور جانوروں کی کونچیں کاٹ دیں، چنانچہ اس کی اس حرکتِ بد کے بارے میں اللہ ﷻ نے یوں ارشاد فرمایا) اور جب پیٹھ پھیرے (یعنی آپ ﷺ سے جدا ہو) تو چلے (سعی بمعنی مشی ہے) زمین میں فساد ڈالتا پھرے اور کھیتی اور جانیں تباہ کرے (یہ امور اسکے جملہ فساد میں سے ہیں) اور اللہ فساد پسند نہیں فرماتا (یعنی اس سے راضی نہیں ہوتا) اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو (اپنے کاموں کے بارے میں) تو اسے اور ضد چڑھے (یعنی اسے اسکی نخوت اور حمیت مزید ابھارتی ہے) گناہ کے کام پر (جس سے اسے بچنے کا حکم دیا گیا تھا) اسے کافی ہے (حسبہ بمعنی کافیہ ہے) دوزخ اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے (یعنی بہت ہی برا بستر ہے، ھی ضمیر مبتدا محذوف ہے) اور کوئی آدمی بیچتا ہے (یشری بمعنی یبیع ہے) اپنی جان (یعنی اپنی جان کو باری ﷻ کی فرمانبرداری میں مصروف رکھتا ہے) چاہنے میں (طلب کرنے میں) اللہ کی مرضی (یعنی اسکی رضا، اس سے مراد حضرت سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ ہیں، جب مشرکین نے انہیں اذیتیں دیں تو آپ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے اور اپنا سارا مال واسباب قریش کے لئے چھوڑ گئے) اور اللہ بندوں پر مہربان ہے (کہ اس نے اپنے بندوں کی ایسے کاموں کی طرف رہنمائی فرمائی جن میں اسکی رضا و خوشنودی ہے، یہ آیتِ مبارکہ حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے ہفتہ کے دن کو عظیم سمجھا اور اسلام لانے کے بعد بھی اونٹ کے گوشت اور دودھ کو ناپسند کیا) اے ایمان والو! اسلام میں داخل ہوجاؤ (سِلْم کو سین کے فتحہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یعنی اسلام میں) پورے (کافۃ حال ہے سلم سے، یعنی اس کے تمام شرعی احکام پر عمل پیرا ہوجاؤ) اور قدموں (یعنی راستوں) پر نہ چلو شیطان کے (یعنی جنہیں اس نے فرقہ بندی سے مزین کر رکھا ہے کہ بعض احکام میں سیدنا محمد مصطفیٰ کی پیروی کی اور بعض احکام میں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نفی کی پیروی کی) بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (اسکی عداوت ظاہر ہے) اور اگر تم پھسلنے لگو (یعنی اسلام میں پورے داخل ہونے سے عدول کرو) بعد اس کے کہ تمہارے پاس روشن حکم آچکے (یعنی ظاہری دلائل اس بات پر آچکے کہ اسلام ہی حق ہے) تو جان لو کہ اللہ غالب (ہے کہ کوئی چیز اسے تم سے انتقام لینے سے عاجز نہیں کرسکتی) حکمت والا ہے (اپنی کاریگری میں) کس (ھل بمعنی ما ہے) انتظار میں ہیں (یعنی ترکِ اسلام کرنے والے اسلام میں داخل ہونے کا انتظار کس لئے کررہے ہیں) مگر یہی کہ اللہ کا عذاب آئے (یعنی اسکا امر آئے، ایک جگہ ارشاد فرمایا ﴿او یاتی امر ربک﴾ یعنی اسکا عذاب) چھائے ہوئے (ظلل، ظلۃ کی جمع ہے)

بادلوں میں (یعنی غمام بمعنی سحاب ہے) اور فرشتے اتریں اور کام ہو چکے (یعنی انکی ہلاکت کا معاملہ مکمل ہو چکے) اور سب کاموں کی رجوع اللہ کی طرف ہے (یعنی آخرت میں اللہ ہی سب کو اسکا بدلہ دیگا، ہو جع معروف ومجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الحج اشھر معلومت﴾

الحج: مبتدا، اشھر: موصوف، معلومت: صفت، ملکر مرکبِ توصیفی ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن فرض فیھن الحج فلارفث ولا فسوق ولاجدال فی الحج﴾

ف: فصیحہ، من: شرطیہ، فرض فیھن الحج: شرط، ف: جزائیہ، لا رفث: جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، ولا فسوق: معطوف اول، ولا جدال فی الحج: معطوف ثانی، ملکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ﴾

و: مستانفہ، ما: شرطیہ مفعول بہ مقدم، تفعلوا: فعل، واؤ ضمیر فاعل، من: زائدہ، خیر: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ شرط، یعلمہ اللہ: جملہ فعلیہ ہوکر جوابِ شرط، جواپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿وتزودوا فان خیر الزاد التقوی﴾

و: مستانفہ، تزودوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: مستانفہ تعلیلیہ، انّ: حرف مشبہ بالفعل، خیر الزاد: اسم، التقوی: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واتقونِ یاولی الالباب﴾

و: عاطفہ، اتقون: فعل امر، ن: وقایہ، ی: ضمیر مفعول محذوف، واؤ ضمیر فاعل، جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، یا: قائم مقام ادعوا، اولی الالباب: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ۔

﴿لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم﴾

لیس: فعل ناقص، علیکم: ظرف مستقر، خبر مقدم، جناح: موصوف، ان تبتغوا: محل جر میں ہے کہ فی اس سے پہلے محذوف ہے، فضلا: موصوف، من ربکم: صفت، ملکر مفعول، ان تبتغوا ......الخ: مجرور ہوکر ظرف مستقر جناح کی صفت، مرکب توصیفی اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا افضتم من عرفت فاذکروا اللہ عندالمشعر الحرام واذکروہ کما ھدکم﴾

ف: استئنافیہ، اذا: شرطیہ، افضتم من عرفات: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اذکروا اللہ عند المشعر الحرام: معطوف علیہ، واذکروہ: فعل بافاعل ومفعول، ک: جار، ما ھداکم: مجرور، جوجار سے ملکر ظرف مستقر، ذکرا مصدر محذوف کی صفت، مرکب

توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿وان کنتم من قبلہ لمن الضالین﴾

و: حالیہ، ان: مخففہ، کنتم: فعل ناقص، تم ضمیر ذوالحال، من قبلہ: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، لام: فارقہ، من الضالین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال ہے ماقبل اذکروا کے فاعل سے۔

﴿ثم افیضوا من حیث افاض الناس واستغفروا اللہ ان اللہ غفور رحیم﴾

ثم: عاطفہ، افیضوا من حیث افاض الناس: جملہ فعلیہ معطوف واذکروا پر یاواتقون یا اولی الالباب پر، واستغفروا اللّٰہ: ماقبل پر معطوف، ان اللّٰہ غفور رحیم: جملہ مستانفہ۔

﴿فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ کذکرکم اباء کم اواشد ذکرا﴾

ف: استئنافیہ، اذا: شرطیہ، قضیتم مناسککم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، اذکروا: فعل بافاعل، اللّٰہ: مفعول، ک: جار، ذکر: مصدر مضاف، کم: مضاف الیہ فاعل، اباء کم: مفعول، سب ملکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، اشد: اسم تفضیل ہو ضمیر ممیز، ذکرا: تمیز، ممیز تمیز ملکر اشد کا فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿فمن الناس من یقول ربنا اتنا فی الدنیا وما لہ فی الاخرۃ من خلاق﴾

ف: استئنافیہ، من الناس: ظرف مستقر خبر مقدم، من یقول ربنا اتنا فی الدنیا: موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومنھم من یقول ربنا اتنا فی الدنیاحسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار﴾

و: عاطفہ، منھم: ظرف مستقر خبر مقدم، مَن: موصولہ، یقول: فعل بافاعل قول، ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، اتنا: فعل بافاعل ومفعول، فی الدنیا حسنۃ: معطوف علیہ، وفی الاخرۃ حسنۃ: معطوف، ملکر متعلق فعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، وقنا عذاب النار: معطوف، معطوف علیہ با معطوف مقصود بالنداء، ندا اپنے مقصود بالنداء سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک لھم نصیب مما کسبوا واللہ سریع الحساب﴾

اولئک: مبتدا، لھم: خبر مقدم، نصیب: موصوف، مما کسبوا: صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، اللّٰہ: مبتدا، سریع الحساب: خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذکروا اللہ فی ایام معدودات فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ﴾

و: عاطفہ،اذکروا: فعل بافاعل ،اللّٰہ: مفعول،فی ایام معدودات: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ،ف: مستانفہ ،مَن : شرطیہ،تعجل فی یومین: جملہ فعلیہ شرط،فلا اثم علیہ : جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿ومن تاخر فلا اثم علیه لمن اتقی﴾

و: عاطفہ،مَن:شرطیہ،تـاَخَّو:جملہ فعلیہ ہوکرشرط، فلا اثم علیه: جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ،ھذا: محذوف مبتدا، لام: جار،من اتقی: مجرور،ظرف مستقر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقوا الله واعلموا انکم الیه تحشرون﴾

و: مستانفہ،اتقوا اللّٰہ: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، واعلموا: فعل بافاعل،انکم الیه تحشرون: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل اتقوا پر معطوف ہے۔

﴿ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوۃ الدنیا﴾

و:عاطفہ،من الناس: ظرف مستقر خبر مقدم،مَن:موصولہ ،یعجب: فعل ،ک: ضمیر مفعول،قوله: فاعل،فی الحیوۃ الدنیا: ظرف لغو،ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر مبتدا موخر،جملہ اسمیہ معطوف ہے فمن الناس من یقول ربنا اتنا ......الخ پر۔

﴿ویشهِد الله علی ما فی قلبه وهو الد الخصام﴾

و: عاطفہ،یشهد: فعل بافاعل ،اللّٰہ: اسم جلالت مفعول،علی ما فی قلبه: ظرف لغو،و: حالیہ،هو الد الخصام: جملہ اسمیہ ہوکر حال یشهد کی ضمیر سے،جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہے یعجبک ماقبل پر ای من یشهد۔

﴿واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیها ویهلک الحرث والنسل﴾

و: عاطفہ،اذا:شرطیہ،تولی: فعل بافاعل شرط ،سعی: فعل بافاعل،فی الارض : ظرف لغو،لام: جار،یفسد فیها: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ویهلک الحرث والنسل: جملہ معطوف،ملکر مجرور،جار مجرور ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جواب شرط معطوف ہے یعجبک پر۔

﴿والله لا یحب الفساد﴾

و: مستانفہ ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا ،لا یحب الفساد: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واذا قیل له اتقِ الله اخذته العزة بالاثم فحسبه جهنم﴾

و: عاطفہ،اذا: شرطیہ،قیل له اتق اللّٰہ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط ، اخذته العزة: جملہ فعلیہ ،بالاثم: حال اخذته کی ضمیر سے،جملہ فعلیہ ہوکر جزاء،ملکر جملہ شرطیہ ،ف:فصیحہ ،حسبه: مبتدا،جهنم:خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولبئس المهاد﴾

و: عاطفہ، لام: ابتدائیہ للقسم، بئس: فعل ذم، المهاد: فاعل، ملکر خبر مقدم، جهنم: محذوف مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم، قسم مقدر واللّٰہ کیلئے، و: قسمیہ قائم مقام اقسم فعل، اللّٰہ: اسم جلالت مفعول، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله﴾

و: عاطفہ، من الناس: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، یشری: فعل بافاعل، نفسه: مفعول بہ، ابتغاء مرضات اللّٰہ: مرکب اضافی مفعول لہ، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله رء وف بالعباد﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: مبتدا، رء وف: صفت مشبہ، بالعباد: اس کے متعلق ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿يايها الذين امنوا ادخلوا فى السلم كافة ولاتتبعوا خطوات الشيطن﴾

یایها الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، ادخلوا فی السلم کافة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولا تتبعوا خطوات الشیطن: جملہ اسمیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مقصود بالنداء۔

﴿انه لكم عدو مبين﴾

انّ: حرف مشبہ بالفعل، ہ: ضمیر اسم، لکم: خبر مقدم، عدو مبین: مبتدا مؤخر، جملہ اسمیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان زللتم من بعد ما جاء تكم البينت فاعلموا ان الله عزيز حكيم﴾

ف: مستانفہ، انْ: شرطیہ، زللتم: فعل بافاعل، من بعد ما جاء تکم البینات: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، اعلموا: فعل بافاعل، انّ اللّٰہ عزیز حکیم: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، شرط جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿هل ينظرون الا ان ياتيهم الله فى ظلل من الغمام والملئكة﴾

هل: حرف استفہام، ینظرون: فعل بافاعل، الا: استثناء مفرغہ، ان: مصدریہ، یاتیهم: فعل ومفعول، اللّٰہ سے پہلے عذاب مضاف محذوف، ملکر مرکب اضافی ہوکر معطوف علیہ، والملئکة: معطوف، ملکر فاعل، فی ظلل من الغمام: ظرف لغو، جملہ فعلیہ بتاویل مصدر، مفعول ینظرون کیلئے۔

﴿وقضى الامر والى الله ترجع الامور﴾

و: عاطفہ،قضی الامر: جملہ فعلیہ معطوف ہے یاتیھم پر،و: مستانفہ،الی اللہ: ظرف لغومقدم،ترجع: فعل،الامور: نائب الفاعل،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......وتزودوا فان خیر الزاد التقوی......☆بعض یمنی حج کیلئے بے سامانی کیساتھ روانہ ہوتے تھے اور اپنے آپ کو متوکل کہتے تھے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر سوال کرنا شروع کر دیتے تھے اور کبھی غصب و خیانت کے مرتکب ہوتے، انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ توشہ لیکر چلو اور اوروں پر بار نہ ڈالو، سوال نہ کرو کہ بہتر توشہ پرہیزگاری ہے، ایک قول یہ ہے کہ تقوی کا توشہ ساتھ لو جس طرح دنیاوی سفر کیلئے توشہ ضروری ہے اسی طرح سفرِ آخرت کیلئے بھی پرہیزگاری کا توشہ لازم ہے۔

☆......لیس علیکم جناح ان تبتغوا......☆بعض مسلمانوں نے خیال کیا کہ راہ حج میں جس نے تجارت کی یا اونٹ کرائے پر چلائے اسکا حج ہی کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا......☆یہ اور اس سے اگلی آیت اخنس بن شریق منافق کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت میٹھی میٹھی باتیں کرتا تھا اور اپنے اسلام اور آپ کی محبت کا دعوی کرتا تھا اور اس پر قسمیں کھاتا اور در پردہ فساد انگیزی میں مبتلا رہتا، مسلمانوں کے مویشی کو اسنے ہلاک کیا اور انکی کھیتی کو آگ لگادی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

۱......حج نام ہے، احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کا، اس کے لئے خاص وقت مقرر ہے جس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج ہے۔ حج بقول راجح ۹ھ میں فرض ہوا، اسکی فرضیت قطعی ہے۔

فرائض حج یہ ہیں: (۱)......احرام، (۲)......وقوف عرفہ، (۳)......طوافِ زیارت، (۴)......نیت، (۵)......ترتیب، (۶)......ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا، (۷)......مکان یعنی وقوف زمین عرفات میں ہونا۔

(بہار شریعت مخرجہ، حج کے فرائض، حصہ:٦، ج١، ص٤٩-١٠)

واجباتِ حج: (۱)......وقوفِ مزدلفہ، (۲)......سعی، (۳)......رمی جمار، (۴)......آفاقی کیلئے طوافِ رجوع اور (۵)......حلق یا تقصیر۔عمرہ کے رکن طواف و سعی ہیں، اور اس کی شرط احرام و حلق ہے۔

اقسامِ حج:

(۱)......**افراد بالحج**: یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں یا ان سے قبل میقات سے یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے اور دل سے اسکی نیت کرے خواہ زبان سے تلبیہ کے وقت اسکا نام لے یا نہ لے۔ (۲)......**افراد بالعمرۃ** یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا ان سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور دل سے اسکا قصد کرے خواہ وقتِ تلبیہ زبان سے اسکا ذکر کرے یا نہ کرے اور اس کے لیے اشہرِ حج میں یا اس سے قبل طواف کرے خواہ اس سال میں حج کرے یا نہ کرے مگر حج و عمرہ کے درمیان المام صحیح کرے، اس طرح کہ اپنے اہل کی طرف حلال ہو کر واپس ہو۔ (۳)......**حج قِران** یہ ہے کہ حج و عمرہ دونوں کو ایک احرام میں جمع کرے، وہ احرام میقات

سے باندھا ہو یا اس سے پہلے اشہرحج میں یا اس سے قبل اول سے حج وعمرہ دونوں کی نیت ہو خواہ وقت تلبیہ زبان سے دونوں کا ذکر کرے یا نہ کرے پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے پھر حج کے۔(۴)......**حج تمتع** یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہرحج میں یا اس سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور اشہرحج میں عمرہ کرے یا اکثر طواف اسکے اشہرحج میں ہوں اور حلال ہو کر حج کیلئے احرام باندھے اور اسی سال حج کرے اور حج وعمرہ کے درمیان اپنے اہل کیساتھ المام صحیح نہ کرے۔

میقات پانچ ہیں:(۱)......**ذو الحلیفة** اہلِ مدینہ کیلئے،(۲)......**ذاتِ عراق** اہل عراق کیلئے،(۳)......**جحفة** اہل شام کیلئے،(۴)......**قرن** اہل نجد کیلئے اور(۵)......**یلملم** اہل یمن کیلئے۔

عرفات ایک مقام کا نام ہے جو مَوْقِف ہے،ضحاک کا قول ہے کہ حضرت آدم وحوا جدائی کے بعد ۹ ذی الحجہ کو مقام عرفات پر جمع ہوئے اور دونوں میں تعارف ہوا،اس لئے اس دن کا نام عرفہ ہے اور مقام کا نام عرفات ہوا۔ایک قول یہ ہے کہ چونکہ اس روز بندے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اس لئے اس دن کا نام عرفہ ہے۔

حج کا طریقہ:

حاجی ۸ ذی الحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ سے منٰی کی طرف روانہ ہو، وہاں عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کی صبح تک ٹھہرے اسی روز منٰی سے عرفات آئے، بعد زوال امام دو خطبے پڑھے، یہاں حاجی ظہر وعصر کی نماز امام کے ساتھ وقتِ ظہر میں جمع کر کے پڑھے، ان دونوں نمازوں کیلئے ایک اذان ہو گی اور تکبیریں دو، ان دونوں نمازوں کے درمیان سنت ظہر کے سوا کوئی نفل نہ پڑھا جائے، اس جمع کیلئے امام اعظم ضروری ہے، اگر امام اعظم نہ ہو یا گمراہ بدمذہب ہو تو ہر ایک نماز علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائے اور عرفات میں غروب تک ٹھہرے، پھر مزدلفہ کی طرف لوٹے اور جبل قزح کے قریب اترے، مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے عشاء کے وقت میں پڑھے اور فجر کی نماز خوب اول وقت اندھیرے میں پڑھے۔ وادی محشر کے سوا تمام مزدلفہ اور بطنِ عرنہ کے سوا تمام عرفات موقف ہے۔ جب صبح خوب روشن ہو تو روز نحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ کو منٰی کی طرف آئے اور بطن وادی سے جمرہ عقبہ کی ۷ مرتبہ رمی کرے پھر اگر چاہے تو قربانی کرے، پھر بال منڈائے یا کتروائے پھر ایامِ نحر میں کسی دن طواف زیارت کرے، پھر منٰی میں آکر تین دن اقامت کرے اور گیارہویں کی زوال کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرے، اس جمرہ سے شروع کرے جو مسجد کے قریب ہے پھر جو اسکے بعد ہے پھر جمرہ عقبہ ہر ایک کی سات سات مرتبہ رمی کرے پھر اگلے روز ایسا ہی کرے پھر مکہ مکرمہ کی طرف چلا آئے۔

(ماخوذ از خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۳۶۲ تا ۳۸۶)

قوله بالاحرام به:

۲......یعنی جو شخص ان دنوں میں اپنے اوپر لازم کر لے حج کا احرام باندھ کر اور اس بات کا تحقق شوافع کے نزدیک محض نیت کرنے سے ہو جائے گا اور احناف کے نزدیک تلبیہ اور قربانی کا جانور روانہ کرنے سے ہو گا۔

(جلالین جھازی سائز، حاشیہ نمبر ۲۵، ص ۲۹)

دوران حج تجارت کرنا:

۳......اس بات پر اتفاق ہے کہ حج کے دنوں میں تجارت کرنے سے اگر طاعت گزاری میں نقص آئے تو ایسی تجارت کرنا

جائز نہیں ہے اور اگر معاملہ اسکے برعکس ہے تو تجارت مباح ہے اور تجارت ترک کر دینا اولی ہے کہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ﴿وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین﴾ اور اخلاص یہ ہے کہ عبادت کے ساتھ کوئی اور فعل نہ پایا جائے۔ امام کرخی کے قول کے مطابق حج میں تجارت کی اجازت دینا یہ رخصت پر محمول کیا گیا ہے۔ اور کتب فروع میں جو اس مسئلے پر تلخیص پیش کی گئی ہے، کہ عبادت کے ساتھ اس کا غیر ملا لینے پر ثواب کے مرتب ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں تین اقوال ہیں۔ (۱)......ابن عبد السلام کے نزدیک عبادت میں اس کے غیر کو شریک کرنے سے مطلقاً ثواب نہیں ملتا چاہے عبادت اور غیر عبادت دونوں کا قصد کیا ہو یا اس کے برخلاف، (۲)......امام محمد غزالی کے نزدیک یہ ہے کہ عبادت کے ساتھ کسی امر دنیوی کو ملا دیا تو اس صورت میں حصول ثواب کی تین صورتیں ہونگیں ایک یہ کہ اگر امر دنیوی کا قصد اغلب ہوگا تو اجر نہ ملے گا اور اگر امر دینی کا قصد اغلب ہوگا تو اس صورت میں جتنا امر دینی کی جانب زیادہ توجہ ہوگی اتنا ہی ثواب مرتب ہوگا اور اگر دونوں مقاصد یعنی امر دینی و دنیوی برابر پائے جائیں تو ثواب ساقط ہو جائے گا، (۳)......امام ابن حجر نے المنھاج میں ذکر کیا ہے کہ بہتر صورت یہ ہے کہ اگر عبادات کا قصد کیا جائے تو اس پر بقدرِ عبادت ثواب ملے گا اگرچہ اس کے ساتھ غیر عبادت کا مساوی یا غالب ہونا پایا جائے اور علامہ خیر الدین رملی نے ان سے اختلاف کیا ہے اور امام غزالی کے قول پر اعتماد کیا ہے۔ (الجمل، ج ۱، ص ۲۳۹ ملخصاً)

مزدلفہ میں رات گزارنے کی شرعی حیثیت:

؎ مزدلفہ میں رات گزارنے کے بعد مشعر الحرام کے پاس دعائیں کرنا، تسبیح تہلیل وغیرہ کرنا، اس بارے میں کتب بھری پڑی ہیں۔ مزدلفہ میں رات گزارنا سنتِ مؤکدہ ہے مگر اس کا وقوف واجب ہے۔ وقوف مزدلفہ کو وقت صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے اس کے درمیان اگر ایک لحہ بھی یہاں گزار لیا تو وقوف ہو گیا ظاہر ہے کہ جس نے فجر کے وقت میں یہاں نماز فجر ادا کی اس کا وقوف صحیح ہو گیا جو کوئی صبح صادق سے پہلے ہی مزدلفہ چلا گیا اس کا واجب ترک ہو گیا لہذا اس پر دم واجب ہے۔ ہاں عورت، بیمار، یا ضعیف یا کمزور کہ جنہیں بھیڑ کے سبب ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہو اگر ایسے لوگ مجبوراً چلے گئے تو کچھ حرج نہیں۔ کوہ مشعر الحرام پر اگر جگہ نہ ملے تو اس کے دامن اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو وادی محسّر کے سوا جہاں جگہ مل جائے وقوف کیجئے اور وقوفِ عرفات والی تمام باتیں یہاں بھی مدنظر رکھئے یعنی لبیک کی کثرت کیجئے اور ذکر و درود اور دعا میں مشغول ہو جایئے ان شاء اللہ جو کچھ مانگیں گے وہ پائیں گے کہ (کل) عرفات میں حقوق اللہ معاف ہوئے تھے یہاں حقوق العباد معاف فرمانے کا وعدہ ہے۔

(رفیق الحرمین پاکٹ سائز، ص ۱۵۲، ۱۵۳)

استغفار:

۵......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ''خدا کی قسم! میں دن میں ستر سے زائد مرتبہ توبہ واستغفار کرتا ہوں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی یوم و لیلۃ، ص ۱۰۹۷)

☆......حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ دو عالم ﷺ سے مروی ہے کہ سید الاستغفار یہ ہے ''اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَکَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ''، اور آپ ﷺ نے اس سید الاستغفار کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص دن میں اس ورد کو یقین کے ساتھ پڑھے اور پھر شام ہونے سے پہلے انتقال کر جائے تو وہ جنتی ہے اور

اگر رات کو پڑھے لیکن صبح ہونے سے پہلے مر جائے تو تب بھی جنتی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب افضل الاستغفار، ص۱۰۹۷)

دعائے ماثورہ:

۶.....حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے ﴿اللھم ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار﴾ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب قول النبی ﷺ ربنا اتنا فی الدنیا، ص ۱۱۰۹)

اغراض:

وقیل کلہ: یعنی تمام ذی الحجہ میں، اور یہ قول امام مالک علیہ الرحمۃ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور امام زہری سے لیا ہے، اور یہ قول مذہب شافعی کے نزدیک شاذ ہے، اور ''الروضة'' کی عبارت یہ ہے کہ اس صورت میں لیلۃ النحر میں احرام باندھنا جائز نہیں ہے، اور یہ قول شاذ اور مردود ہے، محالی نے الامــــــلاء سے دو قول بیان کئے کہ تمام ذی الحجہ میں احرام باندھنا درست ہے اور یہ قول (قرینے سے) زیادہ شدید اور بعید ہے۔ ذوی العقول: مضاف (اولی) اور مضاف الیہ (الباب) کی تفسیر ہے۔

فیکونون کلاً علی الناس: ابن جوزی کہتے ہیں کہ ابلیس نے توکل کی جانب رہنمائی کرنے والی قوم پر (توکل کی تعریف) مشتبہ کردی، پس وہ اپنے گھروں سے بغیر کسی زادِ راہ کے نکلتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ یہ ان کا توکل ہے حالانکہ وہ انتہائی خطا پر تھے۔

دفعتم: مصباح میں ہے کہ لوگ عرفات سے واپس ہوئے یعنی عرفات سے دور ہوئے، اور دس ذی الحجہ کے دن منی سے مکہ کی جانب واپس ہوئے اور مکہ کی طرف لوٹے اور اسی قبیل سے طواف افاضہ یعنی طواف رجوع ہے جو کہ منی سے مکہ جانے کے بعد کیا جاتا ہے۔

یقال لہ قزح: قزح بروزن عمر ہے یہ اسباب منع صرف میں سے علمیت اور عدل کی وجہ سے غیر منصرف ہے جیسا کہ جشم اور لفظ مشعر شعار سے نکلا ہے اور مراد اس سے وہ علامت ہے جو کہ معالم حج کے حوالے سے ہے اور مشعر کو حرام کے ساتھ موصوف کرنے کی وجہ اس کی حرمت ہے اور اس تحریم سے مراد منع ہے، پس اس میں ان کاموں کے کرنے کا انکار پایا جاتا ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔

حتی اسفر جداً: مراد اس سے دن کی روشنی ہے۔ معھم: ای مع الناس یعنی لوگوں کے ساتھ۔ والکاف للتعلیل: یعنی کما میں ما مصدر یہ ہے مراد یہ ہے کہ تم اس رب العالمین کا ذکر کرو جس نے خاص تمہیں ہدایت دی۔

ای من عرفة: یہ حیث کی تفسیر ہے مراد اس سے عرفة ہے۔ وکانوا: یعنی قریش ٹھہرے رہتے تھے۔ ترفعا: ای استکبارا ہے۔ الثلاثة: یوم النحر کے بعد تین دن، اس کی ابتداء ذی الحجہ کے گیارہویں دن سے ہوتی ہے اور یہ ابن عمر، ابن عباس، حسن، عطاء، مجاہد، قتادہ، اور مذہب امام شافعی کا قول ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے ایام المعدودات یعنی گنتی کے دن یوم النحر اور اس کے بعد کے دو دن ہیں اور یہ قول علی بن ابی طالب، ابن عمر اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

بعد رمی جمارہ: یعنی زوال کے بعد اکیس کنکریاں ہر جمرے پر سات کنکریاں، اور بارہویں تاریخ سورج غروب ہونے سے پہلے جلدی کرنا جائز ہے ہاں اگر سورج غروب ہو جائے تو پھر منٰی میں رات گزارنا ضروری ہے تاکہ تیرہویں تاریخ کی کنکریاں مار سکے۔ (اور اگر مکہ مکرمہ چلے گئے تو کوئی کفارہ واجب نہ ہوگا، ہاں اگر تیرہویں تاریخ کی صبح صادق ہو گئی تو رمی کرنا واجب ہے)۔

اخنس بن شریق :یہ اس کا لقب ہے اس کا نام ابی ہے اور اس کا لقب اخنس بھی ہے اس لئے کہ بدر کے دن پیچھے رہ گیا تھا یعنی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قتال سے جانے سے رہ گیا اور اس کے ساتھ بنی زہرہ کے تین سو منافقین تھے جو کہ قتال پر جانے سے رہ گئے تھے۔

فیدنی مجلسہ :یعنی وہ نبی پاک ﷺ کی مجلس میں قریب ہوا، پس جب نبی پاک ﷺ مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور اخنس آتا تو اسے اپنے قریب بٹھاتے اور یدنی کا فاعل ضمیر ہے جو کہ سید عالم ﷺ کی جانب لوٹتی ہے اور اس کا مفعول محذوف ہے جیسا کہ تم جانتے ہو اور بعض نسخوں میں یدنو ہے یعنی اخنس (قریب ہوا)۔

من جملۃ الفساد :خبر ہے اس کا مبتداء محذوف ہے جو کہ یہ کلام ہے "ویھلک الحرث والنسل"، خاص کا عام پر عطف ہے اور اگر عام فساد مراد ہو تو اس میں خون بہانا اور اموال کو لوٹ لینا وغیرہ شامل ہے۔ فی طاعۃ اللہ :یعنی نماز، روزہ، حج، جہاد اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر شامل ہے۔ واصحابہ :یہود میں سے جو ایمان لائے۔

لما عظموا السبت :یعنی یہود اس دن کا احترام کرتے اور اس کی تعظیم پر مصر رہے جیسے حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت میں کرتے تھے اور دیگر تعظیم جو کہ ہفتے کے دن میں شکار کے بارے میں تحریم شامل ہے۔ ای فی جمیع شرائعہ :یعنی بعض شریعتوں کی مخالفت نہ کرو جو کہ موسی علیہ السلام کی شریعت کے خلاف ورزی کرنے کے حوالے سے ہفتے کے دن کی تعظیم اور اونٹ کا گوشت کھانے کی عدم کراہیت ہے، پس تم نے دونوں امور کی مخالفت کی کہ ہفتے کے دن کی تعظیم بھی کی اور اونٹ کے گوشت کی کراہیت بھی تم میں موجود رہی۔

حکیم فی صنعہ :یعنی اللہ بتقاضائے حکمت مجرموں کا مواخذہ کرنے کو ترک نہیں فرماتا، آیت مبارکہ میں ان لوگوں کے لئے وعید اور تہدید ہے جن کے دلوں میں شک اور نفاق ہے یا دین کے بارے میں کوئی شبہ ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۲۳۸ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

رکوع نمبر: ۱۰

﴿سل﴾ یا مُحَمَّدُ ﴿بنی إسراء یل﴾ تَبْکِیْتًا ﴿کم اتیھم﴾ کَمْ اِسْتِفْهَامِیَّةٌ مُعَلِّقَةٌ سَلْ عَنِ الْمَفْعُوْلِ الثَّانِیْ وَهِیَ ثَانِیْ مَفْعُوْلَیْ اٰتَیْنَا وَمُمَیِّزُهَا ﴿من ایة بینة﴾ ظَاهِرَةٍ کَفَلْقِ الْبَحْرِ وَاِنْزَالِ الْمَنِّ وَالسَّلْوٰی فَبَدَّلُوْهَا کُفْرًا ﴿ومن یبدل نعمة الله﴾ اَیْ مَآ اَنْعَمَ بِهٖ عَلَیْهِ مِنَ الْاٰیَاتِ لِاَنَّهَا سَبَبُ الْهِدَایَةِ ﴿من بعد ما جاء ته﴾ کُفْرًا ﴿فان الله شدید العقاب (۲۱۱)﴾ لَهٗ ﴿زین للذین کفروا﴾ مِنْ اَهْلِ مَکَّةَ ﴿الحیوة الدنیا﴾ بِالتَّمْوِیْهِ فَاَحَبُّوْهَا ﴿و﴾ هُمْ ﴿یسخرون من الذین امنوا﴾ لِفَقْرِهِمْ کَعَمَّارٍ وَّبِلَالٍ وَّصُهَیْبٍ ﷺ اَیْ یَسْتَهْزِءُوْنَ بِهِمْ وَیَتَعَالَوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْمَالِ ﴿والذین اتقوا﴾ الشِّرْکَ وَهُمْ هٰٓؤُلَاءِ ﴿فوقهم یوم القیمة والله یرزق من یشاء بغیر حساب (۲۱۲)﴾ اَیْ رِزْقًا وَّاسِعًا فِی الْاٰخِرَةِ اَوِ الدُّنْیَا بِاَنْ یَّمْلِکَ الْمَسْخُوْرُ مِنْهُمْ اَمْوَالَ السَّاخِرِیْنَ وَرِقَابَهُمْ ﴿کان الناس امة واحدة﴾ عَلَی الْاِیْمَانِ فَاخْتَلَفُوْا بِاَنْ اٰمَنَ بَعْضٌ وَّکَفَرَ بَعْضٌ ﴿فبعث الله النبین﴾ اِلَیْهِمْ ﴿مبشرین﴾ مَنْ اٰمَنَ بِالْجَنَّةِ ﴿ومنذرین﴾ مَنْ کَفَرَ بِالنَّارِ ﴿وانزل معهم الکتب﴾ بِمَعْنَی الْکُتُبِ ﴿بالحق﴾ مُتَعَلِّقٌ بِاَنْزَلَ ﴿لیحکم﴾ بِهٖ ﴿بین الناس فیما اختلفوا فیه﴾ مِنَ الدِّیْنِ ﴿وما اختلف فیه﴾ اَیِ الدِّیْنِ ﴿الا الذین اوتوه﴾ اَیِ الْکِتَابَ فَاٰمَنَ بَعْضٌ وَّکَفَرَ بَعْضٌ ﴿من بعد ما جاء تهم البینت﴾ اَلْحُجَجُ الظَّاهِرَةُ عَلَی التَّوْحِیْدِ، وَمِنْ مُتَعَلِّقَةٌ بِاخْتَلَفَ وَهِیَ وَمَا بَعْدَهَا مُقَدَّمٌ عَلَی الْاِسْتِثْنَآءِ فِی الْمَعْنٰی ﴿بغیا﴾ مِّنَ الْکَافِرِیْنَ ﴿بینهم فهدی الله الذین امنوا لما اختلفوا فیه من﴾ لِلْبَیَانِ ﴿الحق باذنه﴾ بِاِرَادَتِهٖ ﴿والله یهدی من یشاء﴾ هِدَایَتَهٗ ﴿الی صراط مستقیم (۲۱۳)﴾ طَرِیْقِ الْحَقِّ وَنَزَلَ فِیْ جُهْدٍ اَصَابَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿ام﴾ بَلْ اَ ﴿حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما﴾ لَمْ ﴿یاتکم مثل﴾ شِبْهُ مَآ اَتٰی ﴿الذین خلوا من قبلکم﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ الْمِحَنِ فَتَصْبِرُوْا کَمَا صَبَرُوْا ﴿مستهم﴾ جُمْلَةٌ مُّسْتَانِفَةٌ مُّبَیِّنَةٌ مَا قَبْلَهَا ﴿الباساء﴾ شِدَّةُ الْفَقْرِ ﴿والضراء﴾ اَلْمَرَضُ ﴿وزلزلوا﴾ اُزْعِجُوْا بِاَنْوَاعِ الْبَلَاءِ ﴿حتی یقول﴾ بِالنَّصْبِ وَالرَّفْعِ اَیْ قَالَ ﴿الرسول والذین امنوا معه﴾ اِسْتِبْطَاءً لِّلنَّصْرِ لِتَنَاهِی الشِّدَّةِ عَلَیْهِمْ ﴿متی﴾ یَاْتِیْ ﴿نصر الله﴾ الَّذِیْ وَعَدْنَاهُ فَاُجِیْبُوْا مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿الا ان نصر الله قریب (۲۱۴)﴾ اِتْیَانُهٗ ﴿یسئلونک﴾ یَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿ماذا﴾ اَیِ الَّذِیْ ﴿ینفقون﴾ وَالسَّائِلُ عَمْرُو بْنُ الْجَمُوْحِ وَکَانَ شَیْخًا ذَا مَالٍ فَسَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَمَّا یُنْفِقُ وَعَلٰی مَنْ یُّنْفِقُ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿ما انفقتم من خیر﴾ بَیَانٌ لِمَا

شَامِلٌ لِلْقَلِيْلِ وَالْكَثِيْرِ وَفِيْهِ بَيَانُ الْمُنْفَقِ الَّذِىْ هُوَ اَحَدُ شِقَّيِ السُّؤَالِ وَاَجَابَ عَنِ الْمَصْرَفِ الَّذِىْ هُوَ الشِّقُّ الْاٰخَرُ بِقَوْلِهٖ ﴿فللوالدين والاقربين واليتمى والمسكين وابن السبيل﴾ اَىْ هُمْ اَوْلٰى بِهٖ ﴿وما تفعلوا من خير﴾ اِنْفَاقٍ وَّ غَيْرِهٖ ﴿فان الله به عليم (۲۱۵)﴾ فَمُجَازٌ عَلَيْهِ ﴿كتب﴾ فُرِضَ ﴿عليكم القتال﴾ لِلْكُفَّارِ ﴿وهو كره﴾ مَكْرُوْهٌ ﴿لكم﴾ طَبْعًا لِمَشَقَّتِهٖ ﴿وعسى ان تكرهوا شيئا وهو خير لكم وعسى ان تحبوا شيئا وهو شر لكم﴾ لِمَيْلِ النَّفْسِ اِلَى الشَّهَوَاتِ الْمُوْجِبَةِ لِهَلَاكِهَا وَنُفُوْرِهَا عَنِ التَّكْلِيْفَاتِ الْمُوْجِبَةِ لِسَعَادَتِهَا فَلَعَلَّ لَكُمْ فِى الْقِتَالِ وَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُ خَيْرًا لِاَنَّ فِيْهِ اِمَّا الظُّفْرُ وَالْغَنِيْمَةُ اَوِ الشَّهَادَةُ وَالْاَجْرُ وَفِىْ تَرْكِهٖ وَاِنْ اَحْبَبْتُمُوْهُ شَرًّا لِاَنَّ فِيْهِ الذُّلَّ وَالْفَقْرَ وَحِرْمَانَ الْاَجْرِ ﴿والله يعلم﴾ مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ﴿وانتم لا تعلمون (۲۱۶)﴾ ذٰلِكَ فَبَادِرُوْا اِلٰى مَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

پوچھو (اے محمد ﷺ!) بنی اسرائیل سے (زجر و توبیخ کرتے ہوئے) ہم نے کتنی انہیں دیں (کم استفہامیہ ہے اس نے سل کو مفعول ثانی میں عمل کرنے سے روک دیا ہے اور کم بذات خود اتینا کا مفعول ثانی ہے اور اس کی تمیز مابعد من اية بينة ہے) روشن نشانیاں (یعنی واضح نشانیاں جیسا کہ سمندر کا پھٹنا، من وسلوٰی کا اترنا، پس انہوں نے ان نشانیوں کو کفر سے بدل دیا) اور جو بدل دے نعمت کو (یعنی ان نشانیوں کو جن کے ذریعے اس نے ان پر انعام کیا، یہ نشانیاں اس لئے نعمت ہیں کہ یہ سببِ ہدایت ہیں) اللہ کی آئی ہوئی (بسببِ کفر) تو بیشک اللہ کا عذاب (اسکے لئے) سخت ہے کافروں (یعنی اہلِ مکہ) کی نگاہ میں آراستہ کی گئی دنیا کی زندگی......۱ (اپنی بھرپور خوبصورتی و تروتازگی کے ساتھ تو وہ اسکی محبت میں گرفتار ہو گئے) اور (وہ) مسلمانوں سے ہنستے ہیں (یعنی حضرت سیدنا بلال، حضرت سیدنا عمار اور حضرت سیدنا صہیب رضی اللہ عنہم وغیرہ پر انکے فقر کی وجہ سے، کفار انکا مذاق اڑاتے اور بوجہ مال ان پر اپنی برتری جتاتے تھے) اور پرہیز کرنے والے (شرک سے، ان سے مراد یہی حضرات ہیں) ان سے اوپر ہوں گے قیامت کے دن اور خدا جسے چاہے بے گنتی دے......۲ (یعنی وسیع رزق عطا فرمائے آخرت میں یا دنیا میں، اس طرح کہ مذاق اڑانے والوں کے اموال وغلاموں کا مالک ان لوگوں کو بنا دے جنکی ہنسی اڑائی جاتی تھی) لوگ ایک دین پر تھے......۳ (یعنی ایمان پر تھے پھر انہوں نے آپس میں اختلاف کیا کہ بعض ان میں ایمان پر قائم رہے اور بعض نے کفر اختیار کیا) پھر اللہ نے انبیاء بھیجے (انکی طرف) خوشخبری دیتے (جنت کی ایمان لانے والوں کو) اور ڈرسناتے (جہنم کا کافروں کو) اور ان کے ساتھ کتاب اتاری (کتاب بمعنی کُتُب ہے) سچی (بالحق، انزل کے متعلق ہے) کہ وہ فیصلہ کردے (اس سے) لوگوں کے درمیان جن باتوں (یعنی دین) میں جھگڑنے لگے تھے اور کسی نے اختلاف نہیں کیا اس (دین) میں بجز ان لوگوں کے جن کو کتاب دی گئی تھی (کہ بعض ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا) بعد اس

کے کہ ان کے پاس روشن حکم آچکے (یعنی توحید کی واضح اور ظاہر دلیلیں ان کے پاس آگئیں، مِنْ، اختلف کے متعلق ہے یہ جملہ من بعد ماجاء تھم البینت اور اسکے مابعد والا جملہ بغیا بینھم معنًا استثناء پر مقدم ہے، کافروں کی) سرکشی سے آپس کی تو اللہ نے ایمان والوں کو وہ حق بات سوجھادی جس میں جھگڑ رہے تھے (مــــن بیانیہ ہے) اپنے حکم سے (یعنی اپنے ارادے سے) اور اللہ جسے چاہے (ہدایت دینا) اسے سیدھی راہ دکھائے......ہے......(یعنی اسے راہِ حق پر چلا دیتا ہے، جب مسلمان انتہائی سخت مصائب سے دوچار ہونے لگے تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) کیا (ام بمعنی بل ہے اور ہمزہ انکاری یہاں محذوف ہے) اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی (نہ) آئی حالت (یعنی اس جیسی مصیبت) تم پر اگلوں کی سی (یعنی جو تم سے پہلے مؤمنین پر آئی تھیں، تو تم بھی صبر کرو جس طرح انہوں نے صبر کیا) پہنچی انہیں (یہ جملہ مستانفہ ہے جو ماقبل جملے کا بیان ہے) سختی (یعنی سخت فقر) اور تکلیف (یعنی بیماری) اور ہلا ہلا ڈالے گئے (مختلف قسم کی آزمائشوں کے ساتھ) یہاں تک کہ کہہ اٹھا (یقول رفع اور نصب دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور بمعنی قال ہے) رسول اور اس کے ساتھ ایمان والے (مدد میں تاخیر اور شدت و تکلیف کی انتہاء کی وجہ سے کہ) کب (آئے گی) اللہ کی مدد (جسکا اس نے ہم سے وعدہ فرمارکھا ہے، پس بارگاہِ باری ﷻ سے جواب ملا) سن لو بیشک اللہ کی مدد قریب ہے (یعنی آنے والی ہے) تم سے پوچھتے ہیں (اے محمد ﷺ!) کیا خرچ کریں (ماذا ینفقون میں ذا بمعنی الذی ہے، یہ سوال کرنے والے حضرت سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ تھے، آپ عمر رسیدہ اور مال دار تھے، لہٰذا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا اور کس پر خرچ کریں؟) تم فرماؤ (ان سے) جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو (من خیر، ما کا بیان ہے جو کہ تھوڑے اور زیادہ کو شامل ہے، یہ انکے سوال کے ایک جز یعنی مال منفق کا جواب ہے اور دوسرے جز یعنی مصرف کا جواب اس فرمان باری ﷻ میں ہے) تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے (یعنی یہ حضرات اس مال کے زیادہ حق دار ہیں) اور جو بھلائی کرو (خواہ وہ انفاق ہو یا کچھ اور) بیشک اللہ اسے جانتا ہے (اس پر تمہیں جزا دینے والا ہے) فرض ہوا (کتب بمعنی فرض ہے) تم پر خدا کی راہ میں لڑنا (کافروں سے) اور وہ ناگوار ہے (کرہ بمعنی مکروہ ہے) تمہیں (طبعًا کیونکہ اس میں مشقت ہے) اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو (کیونکہ نفس ان خواہشات کی طرف مائل ہوتا ہے جو موجبِ ہلاکت ہوں اور ان تکالیف سے نفرت کرتا ہے جو موجبِ سعادت ہوتی ہیں، بہرحال جہاد تمہارے لئے ہر دو صورتوں میں بہتر ہی ہے اگرچہ تم اسے ناپسند ہی کرتے ہو کیونکہ جہاد میں یا تو کامیابی اور مالِ غنیمت ملے گا یا پھر شہادت یا اجر و ثواب ملے گا اور جہاد ترک کرنے میں برائی ہی برائی ہے اگرچہ تم ترکِ جہاد کو پسند ہی کرتے ہو کیونکہ اس میں ذلت و فقر اور اجر و ثواب سے محرومی ہے) اور اللہ جانتا ہے (اسے جو تمہارے لئے بہتر ہے) اور تم نہیں جانتے (تو جو حکم تمہیں دیا جاتا ہے اسکی تعمیل میں جلدی کرو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿سل بنی اسراء یل کم اتینھم من ایۃ بینۃ﴾

سل: فعل امر، انت ضمیر فاعل، بنی اسرائیل: مفعول اول، کم: استفہامیہ ممیز، من ایۃ بینۃ: تمیز، اپنے ممیز سے ملکر مفعول بہ مقدم، اتینھم: فعل بافاعل و مفعول جملہ فعلیہ ہو کر مفعول ثانی، سل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن يبدل نعمة الله من بعد ما جاء ته فان الله شديد العقاب﴾

و: مستانفہ،من: مبتدا،یبدل: فعل بافاعل،نعمة الله:مفعول،مِن: جار،بعد ماجاء ته: مجرور،جارمجرورملکرظرف لغو،یہ سب ملکر شرط،فان الله شديد العقاب: جملہ اسمیہ ہوکرجزا،شرط جزاملکرخبر،جومبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿زين للذين كفروا الحيوة الدنيا﴾

زين: فعل مجہول،للذين كفروا: ظرف لغو،الحيوة الدنيا: فاعل،فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ويسخرون من الذين امنوا والذين اتقوا فوقهم يوم القيمة﴾

و: عاطفہ،يسخرون: فعل بافاعل،من الذين امنوا: ظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،الذين اتقوا: مبتدا،فوقهم يوم القيمة: دونوں ظرف مستقرخبر،مبتداخبرملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله يرزق من يشاء بغير حساب﴾

و: مستانفہ،الله: اسم جلالت مبتدا،يرزق: فعل بافاعل،من يشاء: مفعول،بغيره حساب: ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکرخبر،مبتدااپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كان الناس امة واحدة﴾

كان: فعل ناقص،الناس: اسم،امة واحدة: مرکب توصیفی خبر،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فبعث الله النبين مبشرين ومنذرين﴾

ف: عاطفہ،بعث: فعل،الله: اسم جلالت فاعل،النبين: ذوالحال،مبشرين ومنذرين: حال،ملکرمفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانزل معهم الكتب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه﴾

و: عاطفہ،انزل: فعل،الكتاب: ذوالحال،معهم: ظرف مستقر ہوکر حال،ملکرمفعول بہ،بالحق: ظرف لغو،ليحكم بين الناس ......الخ: ظرف لغو،سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما اختلف فيه الا الذين اوتوه من بعد ما جاء تهم البينت بغيا بينهم﴾

و: عاطفہ،ما اختلف: فعل ماضی منفی،فيه: ظرف لغو،الا: للحصر،الذين اوتوه: موصول صلہ ملکر فاعل،من: جار،بعد ما جاء تهم البينت: مجرور،ملکرظرف لغو،بغيا: موصوف،بينهم: صفت،ملکرمفعول لہ،سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فهدى الله الذين امنوا لما اختلفوا فيه من الحق باذنه﴾

ف: عاطفہ،هدى: فعل،الله: اسم جلالت فاعل،الذين امنوا: مفعول،لام: جار،ما: موصولہ،اختلفوا: فعل بافعل،فيه: ظرف لغو،یہ سب ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر مجرور،جوجار سے ملکرظرف لغو،من الحق: ظرف مستقر حال ہے ما سے،باذنه: الذين امنوا

سے حال، ھدی فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم﴾

و: مستانفہ، اللہ: اسم جلالت مبتدا، یھدی: فعل با فاعل، من یشاء: مفعول، الی: جار، صراط مستقیم: مجرور، ملکر ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ﴾

ام: منقطعہ، حسبتم: فعل با فاعل، ان: مصدریہ، تدخلوا: فعل واؤ ضمیر فاعل، الجنۃ: مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، حسب فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولمایاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم﴾

و: حالیہ، لما: نافیہ جازمہ، یات: فعل، کم: ضمیر مفعول، مثل: مضاف، الذین: موصولہ، خلوا من قبلکم: جملہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ اور جملہ حال ہے تدخلوا کی ضمیر سے۔

﴿مستھم البأساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین امنوا معہ متی نصر اللہ﴾

مستھم: فعل و مفعول، البأساء والضراء: فاعل، جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، زلزلوا: فعل با نائب الفاعل، حتی: جار، یقول الرسول والذین امنوا معہ: فعل با فاعل ملکر قول، متی: ظرف زمان متعلق بمحذوف خبر مقدم، نصر اللہ: مبتدا موخر، جو خبر سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف لغو، زلزلوا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الا ان نصر اللہ قریب﴾

الا: حرف تنبیہ، انّ: حرف مشبہ بالفعل، نصر اللہ: مرکب اضافی اسم، قریب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یسئلونک ماذا ینفقون﴾

یسئلون: فعل با فاعل، ک: ضمیر مفعول، ما: مبتدا، ذا: خبر، ملکر مفعول بہ مقدم، ینفقون: فعل اپنے فاعل و مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، یسئلون فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتمی والمسکین وابن السبیل﴾

قل: فعل امر، انت ضمیر فاعل، ملکر قول، ما: شرطیہ مفعول بہ مقدم، انفقتم من خیر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لام: جار، والدین: معطوف علیہ، والاقربین ......الخ: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر متعلق شبہ فعل ہوکر خبر، مبتدا محذوف ھو، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما تفعلوا من خیر فان اللہ بہ علیم﴾

و: عاطفہ،ما: شرطیہ مفعول بہ مقدم،تفعلوا من خیر: فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط،ف: جزائیہ،ان اللہ بہ علیم: جملہ اسمیہ ہوکر جزا،جو اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم﴾

کتب: فعل،علیکم: ظرف لغو،القتال: نائب الفاعل ذوالحال،و: حالیہ،ھو: مبتدا،کرہ لکم: خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال،سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم﴾

و: استینافیہ،عسی: فعل جامد،ان تکرھوا: فاعل،شیئا: مفعول،عسی،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: حالیہ،ھو: مبتدا،خیر لکم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال ہے مفعول سے،دوسرا جملہ عسی ان تحبوا ...... الخ کی ترکیب یہی ہے۔

﴿واللہ یعلم وانتم لا تعلمون﴾

و: مستانفہ،اللہ: مبتدا،یعلم: فعل بافاعل ملکر خبر،و: عاطفہ،انتم: مبتدا،لا تعلمون: فعل بافاعل ملکر خبر،ملکر ماقبل پر معطوف۔

﴿شان نزول﴾

☆......ام حسبتم ان تد خلوا الجنۃ......☆ یہ آیت غزوۂ احزاب سے متعلق نازل ہوئی جہاں مسلمانوں کو سردی اور بھوک وغیرہ کی سخت تکلیفیں پہنچی تھیں،اس میں انہیں صبر کی تلقین فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ راہِ خدا میں تکالیف برداشت کرنا قدیم سے خاصانِ خدا کا معمول رہا ہے ابھی تو تمہیں پہلوں کی سی تکلیفیں پہنچی بھی نہیں ہیں۔بخاری شریف میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سایۂ کعبہ میں اپنی چادرِ مبارک سے تکیہ کئے ہوئے تشریف فرما تھے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ ہماری کیوں مدد نہیں کرتے؟" فرمایا:"تم سے پہلے لوگ گرفتار کئے جاتے،زمین میں گڑھا کھود کر اس میں دبائے جاتے تھے،آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالے جاتے تھے اور لوہے کی کنگھیوں سے انکے گوشت نوچے جاتے تھے اور ان میں کوئی مصیبت انہیں انکے دین سے نہ روک سکتی تھی۔"

☆......یسئلونک ماذا ینفقون......☆ یہ آیت حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کے جواب میں نازل ہوئی جو بوڑھے شخص تھے اور بڑے مالدار تھے،انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ کیا خرچ کریں؟ اور کس پر خرچ کریں؟ اس آیت میں انہیں بتادیا گیا کہ جس قسم کا اور جس قدر مال قلیل یا کثیر خرچ کرو اس میں ثواب ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کافروں کیلئے دنیا کی زندگی مزین ہے:

۱......تزیین سے مراد یہ ہے کہ کافروں کو اللہ عزوجل نے دنیا میں مہلت دی یہانتک کہ انھوں نے اسے قبول کرلیا اور اس سے محبت کی اور اسی مہلت کا نام تزیین ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ مزین کرنے والے سے مراد شیطان اور سرکش جن وانس ہیں، اور انھوں نے کافروں کو دنیا کی طلب پر حریص بنادیا اور آخرت کے معاملات ان پر قبیح کرکے پیش کئے۔ (الخازن، ج۱، ص۱۴۱)

بے حساب رزق سے مراد:

۲......اللہ عزوجل اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے، حضرت سیدنا ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل بغیر مقدار کے کثیر رزق عطا فرماتا ہے کیونکہ ہر وہ رزق جس پر حساب کا اطلاق ہو وہ قلیل شمار ہوتا ہے۔ اسکا معنی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرے۔ ایک قول کے مطابق وہ دنیا میں رزق دیگا اور آخرت میں حساب نہ لے گا۔ اس بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ بندے کو وہاں سے روزی دیگا جہاں سے اسکا گمان بھی نہ ہوگا اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ بغیر استحقاق بندے کو رزق عطا فرمائے گا۔ اس کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا کہ اِسے اپنے خزانوں میں کمی کا خوف ہی نہیں کہ اسے اس میں سے دینے کے بعد حساب کی حاجت پڑے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حساب کی حاجت اس وقت ہوتی ہے جب کہ یہ جاننا ہو کہ فلاں کو کتنی مقدار میں دیا گیا ہے اور اللہ عزوجل اس سے بے پرواہ ہے جانتا ہے جو اس نے دیا اور اسے اپنے خزانوں کے ختم ہونے کا خوف نہیں کیونکہ اسکے خزانے لفظِ کن کے کاف اور نون کے درمیان ہیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ اللہ عزوجل جس کے لئے چاہے رزق تنگ کردے اور جس کے لئے چاہے کشادہ کردے، اور وہ اپنے خزانوں سے ہر ایک کو اسکی حاجت کے مطابق نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ دیتا ہے اور اسکے حکم میں کوئی معارضہ کرنے والا نہیں اور نہ ہی اس کے دیئے میں کوئی حساب لینے والا ہے، اور نہ ہی اس سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ تونے اسے کیوں دیا اور اسے محروم کیوں رکھا، اور نہ ہی یہ کہا جاسکتا ہے کہ تونے یہ زیادہ کیوں دیا؟ کیونکہ اسکا کوئی شریک نہیں کہ اسکی سلطنت میں اس سے جھگڑے اور اس سے اسکے کئے پر سوال کرے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل مومنین کو آخرت میں جو ثواب اور عزتیں عطا فرمائے گا وہ انکے لئے بے حساب ہونگی اور وہ یوں کہ جنت کی نعمتوں میں نہ کمی ہوتی ہے اور نہ ہی انقطاع۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل جنتیوں کو ثواب اور اجر انکے اعمال کے مقابلے میں عطا فرمائے گا پھر ان پر فضل فرمائے گا اور یہ فضل ان پر بغیر حساب کے ہوگا۔ (الخازن، ج۱، ص۱۴۲)

ایک ہی امت ہونے سے مراد:

۳......حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام کے زمانے تک لوگ موحد تھے اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہی کے دین پر قائم تھے، اس طرح کہ فرشتے ان سے مصافحہ کیا کرتے سوائے کچھ لوگوں کے جن میں قابیل اور اسکے متبعین شامل تھے، یا پھر لوگ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے دور تک ایک ہی دین پر تھے جیسا کہ بزار وغیرہ کی روایت ہے۔ حضرت سیدنا ابنِ عباس سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے مابین دس صدیاں تھیں، ان میں تمام کے تمام افراد شریعتِ حقہ پر تھے یا طوفانِ نوح کے بعد جبکہ ان میں سوائے اسی (80) مرد وعورت کے کوئی نہ بچا، پھر وہ

سب بھی مر گئے سوائے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام اور انکے بیٹے سام، حام اور یافث اور انکی بیویوں کے اور یہ سارے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے دین پر تھے۔ (روح المعانی، الجزء الثانی، ص۶۷۷)

ھدایت کے معنی:

اہل لغت کے نزدیک ہدایت کے معنی یہ ہیں کہ اس بات (یعنی راہ یا راستے) کی جانب رہنمائی کرنا جو مطلوب تک پہنچادے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ طرز عمل ہے جو مطلوب تک پہنچادے۔ (التعریفات، ص۲۵۱)

منطقی کہتے ہیں کہ ہدایت نام ہے الموصل الی المطلوب (مقصود تک پہنچانا) اور اراءۃ الطریق (راستہ دکھانا)۔ (شرح تھذیب، ص۲)

اغراض:

فبدلوھا کفرا: یعنی بنی اسرائیلیوں نے من وسلوی کی نعمت کو اس کے موجب اور مقتضی سے بدل دیا اور اس کا موجب و مقتضی ایمان لے آنا تھا، مفسر کے قول فبدلوھا کفرا میں ھا مفعول اول اور کفرا مفعول ثانی ہے یعنی انہوں نے نعمت کو کفر سے ملا دیا حالانکہ اس کا مقتضی یہ تھا کہ وہ ایمان لے آتے اور ہدایت پا جاتے۔ لانھا سبب الھدایۃ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ آیات یعنی معجزات نعمت ہوتی ہیں، اور ہدایت صریح نعمت اور اس نعمت کا سبب ایسی ہی آیات ہوا کرتی ہیں۔ بالتمویۃ: اس میں باء سببیہ ہے یعنی خوبصورتی اور تروتازگی کے سبب۔ کرخی نے کہا کہ تزیین و تحسین محسوس کرنے والی چیز ہے نہ کہ فہم میں آنے والی، اور اسی لئے یہ دنیا کے اوصاف میں سے ہوا کرتی ہیں نہ کہ آخرت کے اوصاف میں سے جیسے ﴿ زین للناس حب الشھوات(ال عمران:۱۴) ﴾

وھی: یعنی اپنے مدخول اور مفسر کے قول کے مطابق اپنے مابعد بغیا بینھم کے ساتھ ہے، بغیا بینھم مفعول لہ ہونے کی بنا پر منصوب ہے یا حال ہونے کی بناء پر، اور بینھم، بغیا کی صفت یا حال ہے۔ بالنصب و الرفع: جمہور کی قرائت کے مطابق حتی بمعنی الی ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے کہ الی ان یقول، اور نافع کی قرائت کے مطابق یقول مرفوع ہوگا اس لئے کہ فعل مستقبل اگر حال کے بعد واقع ہو تو ماقبل سے مقارن ہوگا اور حال حتی کے بعد نصب نہیں دیتا اور نہ ہی اس کے غیر کے بعد نصب دیتا ہے۔ (مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے جمل کے اسی حاشیہ کا مطالعہ کریں)۔ استبطاء للنصر: یعنی کرب کو دور کرنا کہ کوئی شک وشبہ نہ رہے۔ ای الذی ینفقونہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ذا بمعنی الذی اسم موصول ہے اور ضمیر عائد محذوف ہے اور ما دراصل استفہامیہ ہے اس لئے یہ الذی میں عمل نہیں کرے گا۔ یسألونک: مبتداء ہے اور اس کی خبر ذا ہے، اور جملہ یسألون کے ساتھ محل نصب میں ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے: ''یسالونک ای الشیٔ الذی ینفقونہ''۔ وفیہ بیان المنفق: پس معنی یہ ہے کہ جو بھی قدر اور جنس تم خرچ کرو اس میں خیر اور ثواب ہے، ثواب کو قدر اور جنس کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا۔ فرض: فرض عین مراد ہے کہ جب کبھی کافر ہمارے شہر میں داخل ہوں ان سے قتال کرو اور فرض کفایہ ہوگا جب کہ وہ اپنے شہروں میں ہوں۔ (الجمل، ج۱، ص۲۵۱ وغیرہ)

و نزل فی جھد: یعنی مشقت، تنگی اور آزمائش کا اژدہام، اور یہ آیت غزوۂ احزاب میں نازل ہوئی اور ایک قول کے مطابق اس کا شان نزول غزوۂ خندق ہے، اس میں مسلمانوں کو شدت، خوف، سردی اور تنگی وغیرہ پہنچی جو کہ مخفی نہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ احد میں نازل ہوئی۔ اس بارے میں تفاسیر میں اور بھی اقوال ہیں۔ (الخازن، ج۱، ص۱۴۳)

فاختلفوا: صحیحین میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں نے عمرو بن عامر بن لحی بن قمعۃ بن خندف کو دیکھا کہ آگ

میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ کر چل رہا ہے۔ یہی وہ چلا شخص تھا جس نے بتوں کے نام پر اونٹنیاں چھوڑی تھیں"۔ ابن جریر نے بھی اپنی تفسیر میں اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ "بیشک یہی وہ پہلا شخص تھا جس نے دین ابراہیمی کو تبدیل کر دیا تھا"۔

(المظہری، ج ۱، ص ۲۵۲)

رکوع نمبر: ۱۱

وَاَرسَلَ النَّبِيُّ ﷺ اَوَّلَ سَرَايَاهُ وَاَمَّرَ عَلَيْهَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَحْشٍ فَقَاتَلُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَقَتَلُوا ابْنَ الْحَضْرَمِيِّ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ جَمَادِى الْاٰخِرَةِ وَالْتَبَسَ عَلَيْهِمْ بِرَجَبٍ فَعَيَّرَهُمُ الْكُفَّارُ بِاسْتِحْلَالِهٖ فَنَزَلَ ﴿يسئلونك عن الشهر الحرام﴾ الْمُحَرَّمِ ﴿قتالٍ فيه﴾ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ ﴿قل﴾ لَّهُمْ ﴿قتال فيه كبير﴾ عَظِيْمٌ وِزْرًا، مُبْتَدَاٌ وَخَبَرٌ ﴿وصد﴾ مُبْتَدَاٌ مَنْعٌ لِّلنَّاسِ ﴿عن سبيلِ الله﴾ دِيْنِهٖ ﴿وكفربه﴾ بِاللّٰهِ ﴿و﴾ صَدٌّ عَنِ ﴿المسجد الحرام﴾ اَیْ مَكَّةَ ﴿واخراج اهله منه﴾ وَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَخَبَرُ الْمُبْتَدَاِ ﴿اكبر﴾ اَعْظَمُ وِزْرًا ﴿عند الله﴾ مِنَ الْقِتَالِ فِيْهِ ﴿والفتنة﴾ الشِّرْكُ مِنْكُمْ ﴿اكبرمن القتل﴾ لَكُمْ فِيْهِ ﴿ولا يزالون﴾ اَیِ الْكُفَّارُ ﴿يقاتلونكم﴾ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿حتى﴾ كَیْ ﴿يردوكم عن دينكم﴾ اِلَی الْكُفْرِ ﴿ان استطاعوا ومن يرتدد منكم عن دينه فيمت وهو كافر فاولئك حبطت﴾ بَطَلَتْ ﴿اعمالهم﴾ اَلصَّالِحَةُ ﴿فی الدنيا والاخرة﴾ فَلَا اِعْتِدَادَ بِهَا وَلَا ثَوَابَ عَلَيْهَا وَالتَّقْيِيْدُ بِالْمَوْتِ عَلَيْهِ يُفِيْدُ اَنَّهٗ لَوْ رَجَعَ اِلَی الْاِسْلَامِ لَمْ يَبْطُلْ عَمَلُهٗ فَيُثَابُ عَلَيْهِ وَلَا يُعِيْدُهٗ كَالْحَجِّ مَثَلًا وَّعَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ ﴿واولئك اصحب النار هم فيها خلدون(۲۱۷)﴾ وَلَمَّا ظَنَّ السَّرِيَّةُ اَنَّهُمْ اِنْ سَلِمُوْا مِنَ الْاِثْمِ فَلَا يَحْصُلُ لَهُمْ اَجْرٌ نَزَلَ ﴿ان الذين امنوا والذين هاجروا﴾ فَارَقُوْا اَوْطَانَهُمْ ﴿وجاهدوا فی سبيل الله﴾ لِاِعْلَاءِ دِيْنِهٖ ﴿اولئك يرجون رحمة الله﴾ ثَوَابَهٗ ﴿والله غفور﴾ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿رحيم (۲۱۸)﴾ بِهِمْ ﴿يسئلونك عن الخمر والميسر﴾ اَلْقِمَارِ، مَا حُكْمُهُمَا؟ ﴿قل﴾ لَّهُمْ ﴿فيهما﴾ اَیْ فِیْ تَعَاطِيْهِمَا ﴿اثم كبير﴾ عَظِيْمٌ، وَفِیْ قِرَآءَةٍ بِالْمُثَلَّثَةِ لِمَا يَحْصُلُ بِسَبَبِهِمَا مِنَ الْمُخَاصَمَةِ وَالْمُشَاتَمَةِ وَقَوْلِ الْفُحْشِ ﴿ومنافع للناس﴾ بِاللَّذَّةِ وَالْفَرَحِ فِی الْخَمْرِ وَاِصَابَةِ الْمَالِ بِلَا كَدٍّ فِی الْمَيْسِرِ ﴿واثمهما﴾ اَیْ مَا يَنْشَاُ عَنْهُمَا مِنَ الْمَفَاسِدِ ﴿اكبر﴾ اَعْظَمُ ﴿من نفعهما﴾ وَلَمَّا نَزَلَتْ شَرِبَهَا قَوْمٌ وَامْتَنَعَ عَنْهُمَا اٰخَرُوْنَ اِلٰی اَنْ حَرَّمَتْهُمَا اٰيَةُ الْمَآئِدَةِ ﴿ويسئلونك ماذا ينفقون﴾ اَیْ مَا قَدْرُهٗ ﴿قل﴾ اَنْفِقُوْا ﴿العفو﴾ اَیِ الْفَاضِلَ عَنِ الْحَاجَةِ وَلَا تُنْفِقُوْا مَا تَحْتَاجُوْنَ اِلَيْهِ وَتُضِيْعُوْا اَنْفُسَكُمْ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ بِتَقْدِيْرِ هُوَ ﴿كذلك﴾ كَمَا

بُیِّنَ لَکُمْ مَا ذُکِرَ ﴿یبین الله لکم الایت لعلکم تتفکرون (۲۱۹) فی﴾ اَمْرِ ﴿الدنیا والاخرة﴾ فَتَاْخُذُوْنَ بِالْاَصْلَحِ لَکُمْ فِیْهِمَا ﴿ویسئلونک عن الیتمی﴾ وَمَا یَلْقَوْنَهٗ مِنَ الْحَرَجِ فِیْ شَاْنِهِمْ فَاِنْ وَاکَلُوْهُمْ یَاْثِمُوْا وَاِنْ عَزَلُوْا مَالَهُمْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَصَنَعُوْا لَهُمْ طَعَامًا وُحْدَهُمْ فَحَرَجٌ ﴿قل اصلاح لهم﴾ فِیْ اَمْوَالِهِمْ بِتَنْمِیَتِهَا وَمُدَاخَلَتُکُمْ ﴿خیر﴾ مِنْ تَرْکِ ذٰلِکَ ﴿وان تخالطوهم﴾ اَیْ تَخْلِطُوْا نَفَقَتَهُمْ بِنَفَقَتِکُمْ ﴿فاخوانکم﴾ اَیْ فَهُمْ اِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَمِنْ شَانِ الْاَخِ اَنْ یُّخَالِطَ اَخَاهُ اَیْ فَلَکُمْ ذٰلِکَ ﴿والله یعلم المفسد﴾ لِاَمْوَالِهِمْ بِمُخَالَطَتِهٖ ﴿من المصلح﴾ بِهَا فَیُجَازِیْ کُلًّا مِّنْهُمَا ﴿ولو شاء الله لاعنتکم﴾ لَضَیَّقَ عَلَیْکُمْ بِتَحْرِیْمِ الْمُخَالَطَةِ ﴿ان الله عزیز﴾ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ ﴿حکیم (۲۲۰)﴾ فِیْ صُنْعِهٖ ﴿ولا تنکحوا﴾ تَتَزَوَّجُوْا اَیُّهَا الْمُسْلِمُوْنَ ﴿المشرکت﴾ اَیِ الْکَافِرَاتِ ﴿حتی یؤمن ولامة مؤمنة خیر من مشرکة﴾ حُرَّةٍ لِاَنَّ سَبَبَ نُزُوْلِهَا الْعَیْبُ عَلٰی مَنْ تَزَوَّجَ اَمَةً مُّؤْمِنَةً وَّالتَّرْغِیْبُ فِیْ نِکَاحِ حُرَّةٍ مُّشْرِکَةٍ ﴿ولو اعجبتکم﴾ لِجَمَالِهَا وَمَالِهَا وَهٰذَا مَخْصُوْصٌ بِغَیْرِ الْکِتَابِیَاتِ بِاٰیَةِ "وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ" ﴿ولا تنکحوا﴾ تُزَوِّجُوْا ﴿المشرکین﴾ اَیِ الْکُفَّارَ الْمُؤْمِنَاتِ ﴿حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم﴾ لِمَالِهٖ وَجَمَالِهٖ ﴿اولئک﴾ اَیْ اَهْلُ الشِّرْکِ ﴿یدعون الی النار﴾ بِدُعَائِهِمْ اِلَی الْعَمَلِ الْمُوْجِبِ لَهَا فَلَا تَلِیْقُ مُنَاکَحَتُهُمْ ﴿والله یدعوا﴾ عَلٰی لِسَانِ رُسُلِهٖ ﴿الی الجنة والمغفرة﴾ اَیِ الْعَمَلِ الْمُوْجِبِ لَهُمَا ﴿باذنه﴾ بِاِرَادَتِهٖ فَتَجِبُ اِجَابَتُهٗ بِتَزْوِیْجِ اَوْلِیَائِهٖ ﴿ویبین ایته للناس لعلهم یتذکرون (۲۲۱)﴾ یَتَّعِظُوْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

(نبی پاک ﷺ نے اپنے پہلے سریہ کو روانہ......۱......فرمایا اور اس پر حضرت سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا، انہوں نے مشرکین سے قتال کیا اور ابن حضرمی کو جمادی الاخر کے آخری دن قتل کیا لیکن ان پر رجب کی پہلی تاریخ مشتبہ ہوگئی، پس کافروں نے انہیں ماہِ حرام کا احترام نہ کرنے پر عار دلائی تب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) تم سے پوچھتے ہیں ماہِ حرام (یعنی حرمت والے مہینوں) میں لڑنے کا حکم (قتال فیه، الشهر الحرام سے بدل اشتمال ہے) تم فرماؤ (ان سے) اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے (یعنی عظیم گناہ ہے، قتال فیه مبتدا ہے اور کبیر خبر ہے) اور روکنا (لوگوں کو، صد مبتدا ہے) اللہ کی راہ سے (یعنی اسکے دین سے) اور اس (یعنی اللہ) پر ایمان نہ لانا اور (روکنا) مسجد حرام (یعنی مکۃ المکرمۃ) سے اور اس کے بسنے والوں کو نکال دینا (اس سے مراد نبی پاک ﷺ اور مؤمنین ہیں، مبتدا کی خبر اکبر ہے) یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں (یعنی عظیم تر گناہ ہیں) اللہ کے نزدیک (حرم میں قتال کرنے سے) اور فتنہ (یعنی تمہارا

شرک میں مبتلا ہونا) قتل سے سخت تر ہے (یعنی تمہارا مشرک ہونا حرم میں قتال کرنے سے بڑا گناہ ہے) اور ہمیشہ وہ (یعنی کافر) تم سے لڑتے رہیں گے (اے مؤمنو!) یہاں تک کہ (حتی بمعنی کی ہے) تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں (کفر کی طرف) اگر بن پڑے اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کے اعمال (صالحہ) حبط (یعنی باطل ہوئے) دنیا میں اور آخرت میں (نہ تو ان کی نیکیاں شمار ہونگی اور نہ ان پر ثواب ملے گا، حبط اعمال کو کفر پر مرنے پر مقید کرنا اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ اگر وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے تو انکے اعمال باطل نہ ہونگے بلکہ اس پر ثواب بھی دیا جائے اور ان اعمال کا اعادہ بھی نہ کیا جائے گا جیسا کہ حج وغیرہ کا اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے) اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا (ہے، جب حضرت سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بھیجے گئے لشکر نے گمان کیا کہ اگر چہ بے خبری میں ماہِ رجب میں جنگ کرنے کا انہیں گناہ تو نہیں ملے گا لیکن انہیں اس پر کوئی اجر بھی نہ ملے گا اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے اللہ کے لئے ہجرت کی (یعنی اپنے گھر بار) چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے (دین کی سربلندی کیلئے) وہ رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں (یعنی اللہ عزوجل سے ثواب کے امیدوار ہیں) اور اللہ بخشنے والا (ہے مؤمنوں کو اور) مہربان ہے (ان پر) تم سے شراب......۲......اور جوئے......۳......کا حکم پوچھتے ہیں (یعنی پوچھتے ہیں کہ ان دونوں کا حکم کیا ہے؟) تم فرماد و (ان سے) کہ ان دونوں میں (یعنی ان دونوں برائیوں کے ارتکاب میں) بڑا گناہ ہے (یعنی عظیم گناہ ہے، ایک قرأت میں کبیر کے بجائے کثیر ہے کہ ان کے سبب جھگڑا، گالی گلوچ اور فحش کلامی ہوتی ہے) اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی (یعنی شراب میں لذت و فرحت حاصل ہوتی ہے اور جوئے میں مالی منفعت بلا محنت حاصل ہوتی ہے) اور ان کا گناہ (یعنی وہ خرابیاں جو ان دونوں سے پیدا ہوتی ہیں) بڑا ہے (یعنی اکبر بمعنی اعظم ہے) ان کے نفع سے (اس آیتِ مبارکہ کے نزول کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت شراب پیتی رہی جبکہ ایک جماعت اس سے بچتی رہی تاوقتیکہ شراب کی حرمت سورۂ مائدہ کی آیتِ مبارکہ میں بیان کر دی گئی) تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں (یعنی مقدارِ خرچ کے بارے میں پوچھتے ہیں) تم فرماؤ (خرچ کرو) جو فاضل بچے......۴......(جو ضرورت سے زائد ہو اور جسکی خود کو ضرورت ہو اسے خرچ کر کے اپنے آپ کو ہلاک مت کرو، ایک قرأت میں العفو ضمیر ھو کی وجہ سے مرفوع ہے) اسی طرح (جس طرح مذکورہ چیزوں کا حکم تم سے بیان کیا گیا) اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم سوچ کر کرو دنیا اور آخرت کے کام (تاکہ تم دنیا اور آخرت دونوں اعتبار سے اپنے لئے درست چیزوں کا انتخاب کر سکو) اور تم سے مسئلہ پوچھتے ہیں یتیموں کا (اور ان کے حوالے سے پیش آمدہ معاملات کا، یعنی اگر وہ انکے اموال کھائیں تو گناہ گار ہوتے ہیں اور اگر اپنے مال کو انکے مال سے جدا رکھتے ہیں اور ان کیلئے الگ کھانا تیار کریں تو اس میں حرج ہے) تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا (یعنی مال کی بڑھوتری کی غرض سے ان کے اموال میں مداخلت کرنا) بہتر ہے (بنسبت ترک کر دینے کے) اور اگر اپنا ان کا خرچ ملا لو (یعنی انکا خرچ اپنے خرچ سے ملا لو) تو وہ تمہارے بھائی ہیں (دینی، چونکہ ایک بھائی دوسرے بھائی کا مال اپنے مال میں ملا لیتا ہے لہٰذا تمہارا ایسا کرنا بھی درست ہے) اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو (جو یتیموں کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملاتے ہیں) سنوارنے والے سے

(تو وہ ہر ایک کو جزا دیگا) اور اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈالتا (یعنی مال ملانے کو حرام فرما کر تمہیں تنگی میں ڈال دیتا) بیشک اللہ عزیز (یعنی اپنے امر پر غالب ہے) حکمت والا ہے (اپنی کاریگری میں) اور نکاح نہ کرو (اے مسلمانو!، تنکحوا بمعنی تزوجوا ہے) شرک والی عورتوں سے (یعنی کافر عورتوں سے) جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے (یعنی مشرکہ آزاد عورت سے، نزولِ آیت کا سبب یہ ہے کہ بعض لوگوں نے مسلمان باندی سے نکاح کو عیب جانا اور آزاد مشرکہ عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب دلائی) اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو (اپنے مال و جمال کی وجہ سے، یہ حکم آیتِ مبارکہ والمحصنت من الذین اوتوا الکتب کی وجہ سے غیر کتابی کافر عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے......۵......) اور نکاح میں نہ دو (تنکحوا بمعنی تزوجوا ہے) مشرکوں کے (یعنی کافروں کے، مؤمن عورتیں) جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو (اپنے جمال و مال کے اعتبار سے) وہ (یعنی مشرکین) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں (یعنی ایسے کاموں کی طرف بلاتے ہیں جو موجبِ جہنم ہیں، لہٰذا تمہارا ان سے نکاح کرنا درست نہیں) اور اللہ بلاتا ہے (اپنے رسولوں کی زبانِ حق ترجمان سے) جنت اور بخشش کی طرف (یعنی ایسے اعمال کی طرف جو موجبِ جنت و مغفرت ہیں) اپنے حکم سے (یعنی اپنے ارادے سے، اور یہ تعمیلِ حکم یعنی اللہ کے بلانے پر حاضر ہونا، محض اسکے دوستوں سے نکاح کرنے سے ہوگی) اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں (یتذکرون بمعنی یتعظون ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یسئلونک عن الشهر الحرام قتال فیه﴾

یسئلون: فعل، واؤ ضمیر فاعل، ک: ضمیر مفعول، عن: جار، الشهر الحرام: مبدل منہ، قتال: موصوف، فیه: ظرف مستقر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر بدلِ اشتمال، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل و مفعول اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل قتال فیه کبیر﴾

قل: فعل امر، انت ضمیر فاعل، قول، قتال: موصوف، فیه: ظرف مستقر خبر، کبیر: صفت، اپنے موصوف سے ملکر مبتدا، اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ......قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وصد عن سبیل الله و کفر به والمسجد الحرام واخراج اهله منه اکبر عند الله﴾

و: عاطفہ، صد: مصدر، عن سبیل الله: معطوف علیہ، والمسجد الحرام: معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر ظرف لغو، مصدر اپنے متعلقات سے ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، کفر به: معطوف اول، و: عاطفہ، اخراج اهله: معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر مبتدا، اکبر عند الله: خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والفتنة اکبر من القتل﴾

و: مستانفہ، الفتنة: مبتدا، اکبر من القتل: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا﴾

و: عاطفہ، لا یزالون: فعل ناقص با اسم، یقاتلونکم: فعل با فاعل ومفعول، حتی: جار، یردونکم عن دینکم: جملہ فعلیہ مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ، انْ: شرطیہ، استطاعوا: جملہ فعلیہ شرط، جواب شرط محذوف یردونکم اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ﴾

و: مستانفہ، من: مبتدا متضمن بمعنی شرط، یرتدد منکم عن دینہ: معطوف علیہ، فیمت وھو کافر: معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ: خبر، مبتدا خبر ملکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون﴾

و: عاطفہ، اولئک: مبتدا، اصحب النار: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ھم فیھا خلدون: جملہ اسمیہ حال ہے مبتدا سے یا خبر سے۔

﴿ان الذین امنوا والذین ھاجروا وجھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ﴾

انّ: حرف مشبہ، الذین امنوا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذین ھاجروا وجھدوا فی سبیل اللّٰہ: معطوف، ملکر اسم، اولئک: مبتدا، یرجون: فعل با فاعل، رحمۃ اللّٰہ: مفعول، یہ سب ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ غفور رحیم﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، غفور: خبر اول، رحیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیما اثم کبیر و منافع للناس﴾

یسئلونک: فعل واؤ ضمیر فاعل، ک: ضمیر مفعول، عن الخمر والمیسر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، قل: فعل امر با فاعل، قول، فیھما: خبر مقدم، اثم کبیر: معطوف علیہ، ومنافع للناس: مرکب توصیفی ہو کر معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر مقولہ، جو اپنے قول سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واثمھما اکبر من نفعھما﴾

و: مستانفہ، اثمھما: مبتدا، اکبر: اسم تفضیل ھو ضمیر فاعل، من نفعھما: متعلق، یہ سب ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو﴾

و: عاطفہ، جملہ معطوف ہے یسئلون پر، یسئلونک: فعل با فاعل ومفعول، ماذا: مفعول مقدم، ینفقون: فعل اپنے متعلقات سے ملکر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، قل: فعل امر با فاعل قول، العفو: مفعول فعل محذوف انفقوا کیلئے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر

مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿کذلک یبین اللہ لکم الایت لعلکم تتفکرون فی الدنیا والاخرۃ﴾

کذلک: متعلق بمحذوف،تبیینا مصدر محذوف کی صفت،مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، یبین: فعل،اللّٰہ: اسم جلالت فاعل ،لکم: ظرف لغو،الایت: مفعول بہ ،لعلکم: حرف مشبہ بااسم،تتفکرون: فعل بافاعل، فی الدنیا ......الخ: ظرف لغو،جملہ ہوکر خبر،لعلکم تتفکرون فی الدنیا و الاخرۃ: جملہ اسمیہ ہوکر لکم کی ضمیر سے حال، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویسئلونک عن الیتمی قل اصلاح لھم خیر﴾

و: عاطفہ،یسئلونک عن الیتمٰی: جملہ فعلیہ معطوف ہے اپنے ماقبل نظیر یسئلونک ماذا ینفقون پر،قل: فعل امر،انت ضمیر فاعل، قول،اصلاح: موصوف،لھم: ظرف مستقر ہوکر صفت ملکر مبتدا،خیر :خبر،مبتدا خبر ملکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وان تخالطوھم فاخوانکم﴾

و: استنافیہ،انْ: شرطیہ،تخالطوھم: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،اخوانکم: ھم مبتدا محذوف کی خبر،مبتدا خبر ملکر جواب شرط،شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ یعلم المفسد من المصلح﴾

و: استنافیہ ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا،یعلم: فعل بافاعل،المفسد: مفعول،من المصلح: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ ہوکر خبر، یہ سب ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو شاء اللہ لاعنتکم ان اللہ عزیز حکیم﴾

و: استنافیہ، لو: شرطیہ ،شاء: فعل ،اللّٰہ: اسم جلالت فاعل،اِعناتَکُم مفعول محذوف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لاعنتکم: جملہ فعلیہ جواب شرط،انّ: حرف مشبہ،اللّٰہ: اسم جلالت اسم، عزیز: خبر اول،حکیم: خبر ثانی،انّ اپنے اسم اور خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تنکحوا المشرکت حتی یومن﴾

و: مستانفہ ،لاتنکحوا: فعل نہی،واؤ ضمیر فاعل،المشرکات: مفعول،حتی: جار،یؤمن: فعل بافاعل بتاویل مصدر مؤول ہوکر مجرور،ملکر ظرف لغو،فعل اپنے فاعل ومفعول اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولامۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم﴾

و: استنافیہ،لام: ابتدائیہ،امۃ مؤمنۃ: مرکب توصیفی مبتدا،خیر: اسم تفضیل ھی ضمیر فاعل،مِن: جار،مشرکۃ: ذوالحال، لو: مجرد بمعنی شرط،اعجبتکم: جملہ فعلیہ حال، ذوالحال حال ملکر مجرور،اسم تفضیل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا﴾

و: عاطفہ، لاتنکحوا: فعل نہی بافاعل، المشرکین: مفعول، حتّٰی: جار، یؤمنوا: بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ

﴿ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم﴾

و: عاطفہ، لام: ابتدائیہ، عبد مؤمن: مرکب توصیفی مبتدا، خیر: اسم تفضیل ھو ضمیر فاعل، من: جار، مشرک: ذوالحال، ولو اعجبکم: حال، جو اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، خیر اپنے متعلقات سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک یدعون الی النار واللہ یدعوا الی الجنۃ والمغفرۃ باذنہ﴾

اولئک: مبتدا، یدعون الی النار: جملہ فعلیہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یدعوا: فعل بافاعل، الی الجنۃ والمغفرۃ: ظرف لغو، باذنہ: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویبین ایتہ للناس لعلھم یتذکرون﴾

و: عاطفہ، یبین: فعل بافاعل، ایتہ: مفعول، لام: جار، الناس: ذوالحال، لعلھم یتذکرون: جملہ اسمیہ ہوکر حال، ذوالحال حال ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہے ماقبل یدعو پر۔

﴿شان نزول﴾

☆......**یسئلونک عن الشھر الحرام**......☆ سید عالم ﷺ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں مجاہدین کی ایک جماعت روانہ فرمائی تھی اس نے مشرکین سے قتال کیا اور انکا خیال تھا کہ وہ روز جمادی الاخری کا آخر دن ہے، مگر درحقیقت چاند ۲۹ کو ہوگیا تھا اور وہ رجب کی پہلی تاریخ تھی، اس پر کفار نے مسلمانوں کو عار دلائی کہ تم نے ماہِ حرام میں جنگ کی اور حضور ﷺ سے اس کے سوال ہونے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**ان الذین امنوا والذین ھاجروا**......☆ حضرت سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں جو مجاہدین بھیجے گئے تھے انکی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ چونکہ انہیں خبر نہ تھی کہ یہ دن رجب کا ہے اس لئے اس روز قتال کرنا گناہ تو نہ ہوا لیکن اس کا کچھ ثواب بھی نہ ملے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ انکا یہ عمل جہاں مقبول ہے اور اس پر انہیں امیدوار رحمت ہونا چاہئے اور یہ امید پوری ہوگی۔

☆......**و یسئلونک ماذا ینفقون**......☆ سید عالم ﷺ نے مسلمانوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دلائی تو آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ مقدار ارشاد فرمائیں کتنا مال راہ خدا میں دیا جائے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**و یسئلونک عن الیتمی**......☆ ان الذین امنوا یاکلون اموال الیتمی ظلما کے نزول کے بعد لوگوں نے یتیموں کے مال جدا کردیئے اور انکا کھانا پینا علیحدہ کردیا، اس میں یہ صورتیں بھی پیش آئیں کہ جو کھانا یتیم کیلئے پکایا اور اس میں سے کچھ بچ رہا وہ خراب ہوگیا اور کسی کے کام نہ آیا اس میں یتیموں کا نقصان ہوا، یہ صورتیں دیکھ کر حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے حضور سید

عالم ﷺ سے عرض کی کہ اگر یتیم کے مال کی حفاظت کی نظر سے اسکا کھانا اسکے اولیاء اپنے کھانے کے ساتھ ملالیں تو اسکا کیا حکم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یتیموں کے فائدے کیلئے ملانے کی اجازت دی گئی۔

☆......**ولا تنکحوا المشرکت** ......☆ حضرت سیدنا مرثد غنوی رضی اللہ عنہ ایک بہادر شخص تھے، سید عالم ﷺ نے انہیں مکہ مکرمہ روانہ فرمایا تا کہ وہاں سے تدبیر کے ساتھ مسلمانوں کو نکال لائیں، وہاں عناق نامی ایک مشرکہ عورت تھی جو زمانہ جاہلیت میں ان کے ساتھ محبت کرتی تھی، حسین اور مالدار تھی جب اسکو انکی آمد کی خبر ہوئی تو وہ آپ کے پاس آئی اور طالبِ وصال ہوئی آپ نے بخوف الٰہی اس سے اعراض کیا اور فرمایا کہ اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا، تب اس نے نکاح کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی اجازت پر موقوف ہے، اپنے کام سے فارغ ہو کر جب آپ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حال عرض کر کے نکاح کی بابت دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**و لامة مومنة خير من مشركة**......☆ ایک روز حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کسی خطا پر اپنی باندی کے طمانچا مارا پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اسکا ذکر کیا، سید عالم ﷺ نے اسکا حال دریافت کیا، عرض کیا کہ وہ اللہ عزوجل کی وحدانیت اور حضور علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دیتی ہے، رمضان کے روزے رکھتی ہے، خوب وضو کرتی ہے اور نماز پڑھتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ مومنہ ہے، آپ نے عرض کیا کہ اسکی قسم! جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر مبعوث فرمایا میں اسکو آزاد کر کے اسکے ساتھ نکاح کرونگا اور آپ نے ایسا ہی کیا اس پر لوگوں نے طعنہ زنی کی کہ تم نے ایک سیاہ فام باندی کے ساتھ نکاح کیا باوجودیکہ فلاں مشرکہ حرہ عورت تمہارے لئے حاضر ہے وہ حسین بھی ہے اور مالدار بھی ہے اس پر آیت نازل ہوئی ''ولامة مومنة'' یعنی مسلمان باندی مشرکہ سے بہتر ہے خواہ مشرکہ آزاد ہو اور حسن و مال کی وجہ سے اچھی معلوم ہوتی ہو۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سرایا:

۱......ہم یہاں ضمناً غزوہ کی تعریف بھی ذکر کر دیتے ہیں چنانچہ محدثین اور اہل سیر کی اصطلاح میں غزوہ وہ لشکر ہے جس میں رسول اللہ ﷺ بذات اقدس شامل ہوں اور اگر حضور علیہ السلام بذات شریف شامل نہ ہوں بلکہ اپنے اصحاب میں سے کسی کو دشمن کے مقابلے میں بھیج دیں تو وہ لشکر سریہ کہلاتا ہے۔ غزوات تعداد میں ستائیس ۲۷ ہیں جن میں سے نو میں قتال وقوع میں آیا ہے اور وہ یہ ہیں بدر، احد، مریسیع، خندق، قریظہ، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف اور سرایا کی تعداد سینتالیس ۴۷ ہے۔ (سیرت رسول عربی ﷺ، ص ۱۰۶)

شراب کی حرمت:

۲......لغت میں پینے کی چیز کو شراب کہتے ہیں اور اصطلاح میں شراب اُسے جس سے نشہ ہو، اس کی بہت قسمیں ہیں، خمر انگور کی شراب کو کہتے ہیں یعنی انگور کا کچا پانی جس میں جوش آجائے اور شدت پیدا ہو جائے۔ امام اعظم کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں جھاگ پیدا ہو اور کبھی ہر شراب کو مجازاً خمر کہہ دیتے ہیں۔ (الھندیۃ، کتاب الاشربہ، الباب الاول فی تفسیرہ الاشربۃ، ج۵، ص۴۰۹)

جُوئے کی تعریف:

۳......کھیل ہی کھیل میں اپنے ساتھی کا مال لینا جوا کہلاتا ہے، اسکی دوسری تعریف یہ بھی کیجاتی ہے کہ ہروہ کھیل جس میں دو کھلاڑی اس بات کو شرط ٹھہرالیں کہ ہارنے والے پر کوئی مخصوص شے دینالازم ہوگا۔ (التعریفات، ص ۱٤٦)

عفو کسے کہتے ہیں؟

۴......اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ حضرت عطا، قتادہ، اورسدی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عفو سے مراد وہ چیز ہے جو حاجت سے فالتو ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب مال کماتے تھے تو اس میں سے اپنے خرچ کی مقدار میں اپنے پاس رکھ لیتے اور باقی اس آیتِ مبارکہ ﴿مـاذا ینفقون قل العفو﴾ کے حکم کے مطابق صدقہ کردیتے، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہلِ صفہ میں سے ایک شخص فوت ہوا، اس نے ایک دینار باقی چھوڑا تو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ دوزخ کی آگ کا ایک داغ ہے۔'' راوی مزید فرماتے ہیں کہ دوسرا فوت ہوا تو اس نے دو دینار چھوڑے، سرورِ کون ومکان ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ دو داغ ہیں۔'' اس حدیث کو امام احمد علیہ الرحمۃ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ عفو کا معنی یہ ہے کہ انسان ضرورت سے زائد مال صدقہ کردے یہاں تک کہ خود دوسروں کا محتاج نہ ہو اور حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عفو سے مراد فضول خرچی اور کنجوسی کی درمیانی حالت ہے۔ (المظھری، ج ۱ ص ۲۷۰)

موجودہ دور میں اہل کتاب سے نکاح:

۵......مسلمان کا نکاح مجوسیہ، بت پرست، آفتاب پرست، ستارہ پرست عورت سے نہیں ہوسکتا خواہ یہ عورتیں حرہ ہوں یا باندیاں، غرض کتابیہ کے سوا کسی کافرہ عورت سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ یہودیہ اور نصرانیہ سے مسلمان کا نکاح ہوسکتا ہے مگر چاہئے نہیں کہ اس میں بہت سے مفاسد کا دروازہ کھلتا ہے مگر یہ جواز اسی وقت تک ہے اپنے اسی مذہب یہودیت یا نصرانیت پر ہوں اور اگر صرف نام کی یہودی یا نصرانی ہوں اور حقیقۃً نیچری اور دہریہ مذہب رکھتی ہوں جیسے آج کل کے عموماً نصاری کا کوئی مذہب ہی نہیں تو ان سے نکاح نہیں ہوسکتا، نہ ان کا ذبیحہ جائز بلکہ ان کے یہاں تو ذبیحہ ہوتا بھی نہیں۔

(بہار شریعت، حصہ ہفتم، ج ۱ ص ۱۷)

اغراض:

وعلیھا عبداللہ: نبی پاک ﷺ کا چچازاد بھائی۔ فقاتلوا المشرکین: جو کہ اونٹوں پر ہیں اور ان کی تعداد چار ہے۔ اخر یوم: ان کے گمان کے مطابق۔ باستحلالہ: یہ کہ شہر حرام میں قتال حلال ہے کافروں نے سید عالم ﷺ اور مسلمانوں کی جانب مدینہ میں عار دلانے کی غرض سے خط روانہ کیا۔ وقتلوا ابن الحضرمی: اس کا نام عمرو اور اس کے باپ کا نام عبد اللہ بن عباد تھا۔ من القتال فیہ: یعنی عمداً ماہ حرام میں قتال کیا جائے جیسا کہ گزر چکا۔ فلا اعتداد بھا: دنیا میں اور نہ ہی ان نیکیوں پر آخرت میں ثواب ملے گا۔

لاعلاء دینہ: اس جملے سے اس جانب اشارہ ہے کہ ان بمعنی لام تعلیل ہے اور السبیل بمعنی الدین ہے اور کلام میں مضاف حذف ہے۔ ای الفاضل عن الحاجت: مختار قول کے مطابق، اور عفو المال سے مراد یہ ہے کہ جو نفقہ سے فاضل یعنی زائد ہو۔ کما بین

لکم ما ذکر :خرچ کرنے کی مقدار اور خمر اور میسر کا حکم۔شانھم:یعنی یتیم کے مال کو اپنے مال سے الگ کرنے اور ان کے مال کو اپنے مال سے ملانے کے بارے میں۔حرج :یعنی یتیم کے اولیاء کو مشقت پڑتی ہو کہ الگ سے ان کا کھانا بنائیں گے تو بچ جانے اور ضائع ہونے کی صورت میں کوئی فساد لازم آئے گا۔مداخلتکم بمعنی معاشرتکم ہے۔بھا:یعنی یتیموں کے مال کو اپنے مال میں ملانے کے سبب،اور مفعول من المصلح لھا محذوف ہے یعنی یتیم کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر کون اصلاح چاہتا ہے اور کون فساد۔غالب علی امرہ:یعنی جملہ امور میں تمہاری اعانت اللہ کے امر سے زیادہ معزز و طاقتور نہیں ہوسکتی،یہ جملہ شرطیہ کی تعلیل ہے۔

امة:مذکورہ قصہ میں دونوں اصحاب نے لونڈی سے آزاد کرنے کے بعد نکاح کیا،پس درحقیقت یہ ایسا ہی ہے کہ انہوں نے آزاد عورت سے نکاح کیا۔بایة :درحقیقت خبر محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے حل لکم ،اسلئے کہ صدر آیت الیوم احل لکم الطیبات ہے۔الی العمل موجب لھا :مراد کفر ہے۔فلا تلیق:یعنی تمہارا ان مشرکہ عورتوں سے نکاح کرنا،یعنی ان سے (لڑکی لینا،مال لینا) اور انہیں (لڑکی دینا،مال دینا) جائز نہیں۔ (الجمل،ج۱،ص۲۵۸وغیرہ)

وعلیہ الشافعی:اس آیت مبارکہ سے امام شافعی علیہ الرحمۃ نے یہ نتیجہ نکالا کہ مرتد جب تک حالت کفر پر مر نہ جائے اس کے اعمال ضائع نہ ہونگے۔مثلاً کسی آدمی نے ظہر کی نماز پڑھی پھر مرتد ہوگیا نعوذ باللہ من ذلک پھر ایمان لے آیا اس حالت میں کہ ابھی ظہر کا وقت باقی ہے تو اس پر نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے۔اسی طرح ایک آدمی نے حج کیا پھر مرتد ہوگیا پھر دوبارہ مسلمان ہوگیا تو اس پر نیا حج واجب نہیں ہوگا۔یہ استدلال صفت کے مفہوم سے کیا گیا ہے اور یہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک معتبر نہیں ہے آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مرتد اگر ایمان لے آئے اور اس کی سابقہ نماز باقی ہو تو اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے اسی طرح ایسے آدمی پر نئے سرے سے حج کرنا بھی واجب ہوگا۔ہماری دلیل آیت ﴿ ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ ﴾ ہے۔علی من تزوج :مراد اس سے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

باللذة والفرح فی الخمر واصابة المال بلا کد فی المیسر :شراب پینے میں لذت اور فرحت ہے اس سے کھانا خوشگوار اور لذیذ ہوجاتا ہے،دل کو تشجیع یعنی ہمت و بہادری ملتی ہے،مروت میں وقار اور طبیعت میں قوت آتی ہے اور بعض بیماریاں بھی دور ہوجاتی ہیں اور جوئے میں بغیر کسی محنت کے دوسرے کا مال حاصل ہوجاتا ہے۔ (المظھری،ج۱،ص۲۶۱وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿ویسئلونک عن المحیض﴾ اَیِ الْحَیْضِ اَوْ مَکَانِہٖ مَاذَا یُفْعَلُ بِالنِّسَاءِ فِیْہِ ﴿قل ھو اذی﴾ قَذَرٌ اَوْ مَحَلُّہٗ ﴿فاعتزلوا النساء﴾ اُتْرُکُوْا وَطْیَھُنَّ ﴿فی المحیض﴾ اَیْ وَقْتِہٖ اَوْ مَکَانِہٖ ﴿ولاتقربوھن﴾ بِالْجِمَاعِ ﴿حتیٰ یطھرن﴾ بِسُکُوْنِ الطَّاءِ وَتَشْدِیْدِھَا وَالْھَاءُ وَفِیْہِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الطَّاءِ اَیْ یَغْتَسِلْنَ بَعْدَ اِنْقِطَاعِہٖ ﴿فاذا تطھرن فاتوھن﴾ بِالْجِمَاعِ ﴿من حیث امرکم اللہ﴾ بِتَجَنُّبِہٖ فِی الْحَیْضِ وَھُوَ الْقُبُلُ وَلَا تَعْدُوْہُ اِلٰی غَیْرِہٖ ﴿ان اللہ یحب﴾ یُثِیْبُ وَیُکْرِمُ ﴿التوابین﴾ مِنَ الذُّنُوْبِ ﴿ویحب المتطھرین(۲۲۲)﴾ مِنَ الْاَقْذَارِ ﴿نساء کم حرث لکم﴾ اَیْ مَحَلُّ زَرْعِکُم لِلْوَلَدِ ﴿فاتوا حرثکم﴾ اَیْ مَحَلَّہٗ وَھُوَ الْقُبُلُ ﴿انی﴾ کَیْفَ ﴿شئتم﴾ مِنْ قِیَامٍ وَّقُعُوْدٍ وَّاضْطِجَاعٍ وَّاِقْبَالٍ وَّاِدْبَارٍ نَزَلَ رَدًّا لِقَوْلِ الْیَھُوْدِ :"مَنْ اَتٰی اِمْرَاَتَہٗ

فِیْ قُبُلِهَا مِنْ جِهَةِ دُبُرِهَا جَاءَ الْوَلَدُ اَحْوَلَ" ﴿وقدموا لانفسكم﴾ اَلْعَمَلَ الصَّالِحَ كَالتَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْجِمَاعِ ﴿واتقوا الله﴾ فِیْ اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ ﴿واعلموا انكم ملقوه﴾ بِالْبَعْثِ فَيُجَازِيْكُمْ بِاَعْمَالِكُم ﴿وبشر المؤمنين (٢٢٣)﴾ اَلَّذِيْنَ اتَّقَوْهُ بِالْجَنَّةِ ﴿ولا تجعلوا الله﴾ اَیِ الْحَلْفَ بِهٖ ﴿عرضة لايمانكم﴾ اَیْ نَصْبًا لَّهَا بِاَنْ تُكْثِرُوا الْحَلْفَ بِهٖ ﴿ان﴾ لا ﴿تبروا وتتقوا وتصلحوا بين الناس﴾ فَتُكْرَهُ الْيَمِيْنُ عَلٰى ذٰلِكَ وَيُسَنُّ فِيْهِ الْحِنْثُ وَيُكَفِّرُ بِخِلَافِهَا عَلٰى فِعْلِ الْبِرِّ وَنَحْوِهٖ فَهِیَ طَاعَةٌ اَلْمَعْنٰى لَا تَمْتَنِعُوْا مِنْ فِعْلِ مَا ذُكِرَ مِنَ الْبِرِّ وَنَحْوِهٖ اِذَا حَلَفْتُمْ عَلَيْهِ بَلِ ائْتُوْهُ وَكَفِّرُوْا لِاَنَّ سَبَبَ نُزُوْلِهَا الْاِمْتِنَاعُ مِنْ ذٰلِكَ ﴿والله سميع﴾ لِاَقْوَالِكُمْ ﴿عليم (٢٢٤)﴾ بِاَحْوَالِكُمْ ﴿لايؤاخذكم الله باللغو﴾ اَلْكَائِنِ ﴿فی ايمانكم﴾ وَهُوَ مَا يَسْبِقُ اِلَيْهِ اللِّسَانُ مِنْ غَيْرِ قَصْدِ الْحَلْفِ نَحْوُ لَا وَاللّٰهِ، وَبَلٰى وَاللّٰهِ، فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ ﴿ولكن يؤاخذكم بما كسبت قلوبكم﴾ اَیْ قَصَدَتْهُ مِنَ الْاَيْمَانِ اِذَا حَنِثْتُمْ ﴿والله غفور﴾ لِمَا كَانَ مِنَ اللَّغْوِ ﴿حليم (٢٢٥)﴾ بِتَاْخِيْرِ الْعُقُوْبَةِ عَنْ مُسْتَحِقِّهَا ﴿للذين يؤلون من نسائهم﴾ اَیْ يَحْلِفُوْنَ اَنْ لَّا يُجَامِعُوْهُنَّ ﴿تربص﴾ اِنْتِظَارُ ﴿اربعة اشهر فان فاء وا﴾ رَجَعُوْا فِيْهَا اَوْ بَعْدَهَا عَنِ الْيَمِيْنِ اِلَى الْوَطْیِ ﴿فان الله غفور﴾ لَّهُمْ مَآ اَتَوْهُ مِنْ ضَرَرِ الْمَرْاَةِ بِالْحَلْفِ ﴿رحيم (٢٢٦)﴾ بِهِمْ ﴿وان عزموا الطلاق﴾ اَیْ عَلَيْهِ بِاَنْ لَّمْ يَفِيْئُوْا فَلْيُوْقِعُوْهُ ﴿فان الله سميع﴾ لِقَوْلِهِمْ ﴿عليم (٢٢٧)﴾ بِعَزْمِهِمُ الْمَعْنٰى لَيْسَ لَهُم بَعْدَ تَرَبُّصِ مَا ذُكِرَ اِلَّا الْفَيْئَةُ اَوِ الطَّلَاقُ ﴿والمطلقت يتربصن﴾ اَیْ لِيَنْتَظِرْنَ ﴿بانفسهن﴾ عَنِ النِّكَاحِ ﴿ثلثة قروء﴾ تَمْضِیْ مِنْ حِيْنَ الطَّلَاقِ، جَمْعُ قَرْءٍ بِفَتْحِ الْقَافِ وَهُوَ الطُّهْرُ اَوِ الْحَيْضُ قَوْلَانِ وَهٰذَا فِی الْمَدْخُوْلِ بِهِنَّ اَمَّا غَيْرُهُنَّ فَلَا عِدَّةَ لَهُنَّ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى (فما لكم عليهن من عدة) وَفِیْ غَيْرِ الْاٰيِسَةِ وَالصَّغِيْرَةِ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ اَشْهُرٍ وَالْحَوَامِلُ فَعِدَّتُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ كَمَا فِیْ سُوْرَةِ الطَّلَاقِ وَالْاِمَآءُ فَعِدَّتُهُنَّ قُرْءَانِ بِالسُّنَّةِ ﴿ولايحل لهن ان يكتمن ما خلق الله فی ارحامهن﴾ مِنَ الْوَلَدِ وَالْحَيْضِ ﴿ان كن يؤمن بالله واليوم الاخر وبعولتهن﴾ اَزْوَاجُهُنَّ ﴿احق بردهن﴾ بِمُرَاجَعَتِهِنَّ وَلَوْ اَبَيْنَ ﴿فی ذلك﴾ اَیْ فِیْ زَمَنِ التَّرَبُّصِ ﴿ان ارادوا اصلاحا﴾ بَيْنَهُمَا لَا ضِرَارَ الْمَرْاَةِ، وَهُوَ تَحْرِيْضٌ عَلٰى قَصْدِهٖ لَا شَرْطٌ لِجَوَازِ الرَّجْعَةِ وَهٰذَا فِی الطَّلَاقِ الرَّجْعِیِّ وَاَحَقُّ لَا تَفْضِيْلَ فِيْهِ اِذْ لَا حَقَّ لِغَيْرِهِمْ مِنْ نِّكَاحِهِنَّ فِی الْعِدَّةِ ﴿ولهن﴾ عَلَى الْاَزْوَاجِ ﴿مثل الذی﴾ لَهُمْ ﴿عليهن﴾ مِنَ الْحُقُوْقِ ﴿بالمعروف﴾ شَرْعًا مِّنْ حُسْنِ الْعَشْرَةِ وَتَرْكِ الضِّرَارِ

وَنَحْوِ ذٰلِکَ ﴿وللرجال علیھن درجۃ﴾ فَضِیْلَۃٌ فِی الْحَقِّ مِنْ وُّجُوْبِ طَاعَتِھِنَّ لَھُمْ لِمَا سَاقُوْہُ مِنَ الْمَھْرِ وَالْاِنْفَاقِ ﴿واللہ عزیز﴾ فِیْ مِلْکِہٖ ﴿حکیم(۲۲۸)﴾ فِیْمَا دَبَّرَہٗ لِخَلْقِہٖ۔

﴿ترجمہ﴾

اورتم سے پوچھتے ہیں محیض کا حکم......۱......(یعنی حیض یا مکانِ حیض کے بارے میں، کہ اس حالت میں عورتوں کے ساتھ کیا کرنا چاہیے) تم فرماؤ وہ ناپاکی (یعنی گندگی یا محلِ گندگی) ہے تو عورتوں سے الگ رہو (یعنی ان سے مجامعت ترک کردو) محیض (یعنی وقتِ حیض یا محلِ حیض) میں اور نہ نزدیک جایا کرو (جماع کے ارادہ سے) جب تک پاک نہ ہولیں (یطھرن طا کے سکون وتشدید دونوں کے ساتھ ہے اور اصل میں یتطھرن تھا، ت کا ط میں ادغام ہے۔ مراد یہ ہے کہ بعدِ حیض جب تک وہ غسل کرلیں) پھر جب پاک ہوجائیں تو ان کے پاس جاؤ (جماع کرنے کیلئے) جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا (یعنی ایامِ حیض میں جس مقام سے بچنے کا حکم فرمایا ہے اور وہ مقامِ قُبل ہے تو تم اسکے علاوہ مقام میں جماع نہ کرو) بیشک اللہ پسند کرتا ہے (یعنی وہ ثواب دیتا اور عزت افزائی فرماتا ہے) بہت توبہ کرنے والوں کو (گناہوں سے) اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو (گندگیوں سے بچنے والے کو) تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں......۲......(یعنی تمہارے لئے اولاد کے حصول کی جگہ ہیں) تو آؤ اپنی کھیتیوں میں (یعنی اسکے محل میں جو کہ مقامِ قبل ہے) جس طرح (اَنّٰی بمعنی کیف ہے) چاہو (کھڑے ہوکر، بیٹھ کر، لیٹ کر، سامنے سے، پیچھے کی طرف سے محل فرج میں، یہ آیت یہودیوں کے اس قول کی تردید میں نازل ہوئی کہ جو شخص اپنی بیوی سے اسکے پیچھے کی جانب سے قبل میں جماع کرے تو عورت کو بھینگا بچہ پیدا ہوگا) اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو (یعنی عمل صالح مثلاً جماع سے قبل تسمیہ پڑھنا......۳......) اور اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی اسکے اوامر ونواہی کے متعلق) اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے (روزِ قیامت، پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیگا) اور اے محبوب بشارت دو ایمان والوں کو (جو اس سے ڈرتے ہیں جنت کی) اور نہ بنا لو اللہ کو (یعنی اسکے نام کی قسم کھانے کو) نشانہ (عرضۃ بمعنی علۃ مانعۃ ہے) اپنی قسموں کا (یعنی اللہ کے نام کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ لو نیکی کے کاموں سے باز رہنے کے لئے کہ اسکے نام کی کثرت سے قسمیں کھانے لگو) کہ (نہ) نیکی اور پرہیزگاری کروگے (اس لئے کہ اس طرح سے قسمیں کھانا مکروہ ہے اور سنت میں یہ ہے کہ بندہ ایسی قسمیں توڑ دے اور ان کے برعکس نیکی وغیرہ کرکے اپنی قسم کا کفارہ ادا کردے کہ یہی فرمانبرداری ہے) اور صلح نہ کراؤ گے لوگوں میں (یعنی مذکورہ بھلائی وغیرہ کے کام سے رکے نہ رہو بلکہ جب تم ان نیک کاموں کے نہ کرنے پر قسم کھالو تو ان نیک کاموں کو اختیار کرو اور قسم کا کفارہ دے دو، آیتِ مبارکہ کے نزول کا سبب بھی نیکی سے باز رہنے کی قسم کھالینا ہے) اور اللہ سنتا (ہے تمہاری باتوں کو) جانتا ہے (تمہارے احوال کو) اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان (ہونے والی) قسموں میں جو زبان سے نکل جائیں (یعنی وہ جو زبان سے بے ارادہ نکل جائیں جیسے خدا کی قسم! نہیں، خدا کی قسم! کیوں نہیں، اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ) ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو کام تمہارے دلوں نے کئے......۴......(یعنی تمہارے دلی ارادے کے مطابق زبان سے قسم کھانے کے بعد جب کہ تم حانث ہوجاؤ) اور اللہ بخشنے والا (ہے لغو باتوں کو) حلم والا ہے (مستحقِ سزا کو سزا دینے میں تاخیر فرماتا ہے) ان کے لئے جو قسم اٹھاتے ہیں کہ وہ اپنی بیویوں کے قریب نہ جائیں گے (یعنی جنہوں نے اپنی عورتوں سے مجامعت نہ کرنے کی قسمیں کھالی ہیں......۵......) انہیں مہلت ہے (تربص بمعنی انتظار ہے) چار مہینے کی، پس اگر اس مدت میں پھر آئے (یعنی وطی کے ذریعے اپنی قسم سے اس مدت کے اندر یا بعد میں، رجوع کرلے) تو اللہ بخشنے والا (ہے جنہوں نے قسم کے ذریعے بیوی کو ضرر دیا، اور) مہربان ہے (ان پر) اور اگر چھوڑ دینے کا

ارادہ پکا کرلیا (یعنی اس بات کا کہ وہ رجوع نہیں چاہتے تو چاہیے کہ طلاق نافذ کردیں) تو اللہ سنتا (ہے انکے قول کو، اور) جانتا ہے (انکے ارادوں کو، آیت کا معنی یہ ہے کہ ذکر کردہ مدت کے بعد رجوع کر لینے یا طلاق دینے کے سوا کوئی اختیار نہیں ہے) اور طلاق والیاں روکے رہیں (یتربصن بمعنی ینتظرن ہے) اپنی جانوں کو (نکاح سے) تین حیض تک......٦......(جسکا آغاز طلاق دینے کے وقت سے شروع ہوگا، قروء قاف کے فتحہ کے ساتھ قرء کی جمع ہے اور اسکے معنی کے بارے میں دو قول ہیں یعنی اس سے مراد طہر ہے یا پھر حیض، یہ حکم مدخولہ کے بارے میں ہے غیر مدخولہ پر عدت نہیں ہوتی بمطابق فرمانِ باری ﷻ (فما لكم عليهم من عدة تعتدونها اور نہ یہ حکم آئیسہ......کے......اور صغیرہ کی عدت کے بارے میں ہے ان کی عدت تین ماہ اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ سورۂ طلاق میں اس کا بیان ہے اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے جس کا ثبوت حدیث میں ہے) اور انہیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو اللہ نے ان کے رحم میں پیدا کیا (یعنی اولاد یا حیض) اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے شوہروں (بعولتهن بمعنی ازوجهن ہے) کو ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے (رجوع کر لینے کا، اگر چہ کہ وہ راضی نہ ہوں) اس مدت کے اندر (یعنی مدتِ انتظار میں) اگر ملاپ چاہیں (اپنے مابین، نہ کہ عورت کو ضرر پہنچانے کو، یہ جملہ اصلاح کی طرف ابھارنے کیلئے ہے جوازِ رجعت کی شرط نہیں ہے اور یہ طلاقِ رجعی کا حکم ہے، احق میں تفضیل مقصود نہیں ہے کیونکہ زمانۂ عدت میں خاوند کے علاوہ کسی اور کو حقِ رجوع حاصل نہیں ہوتا) اور عورتوں کا بھی حق (شوہروں پر) ایسا ہی ہے جیسا (شوہروں کا) ان پر (حق ہے بھلائی کے ساتھ) شرع کے موافق (شرعاً حسنِ معاشرت اور نقصان نہ دینے کے ساتھ) اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے (یعنی مردوں کو عورتوں پر برتری ہے کہ عورتوں پر مردوں کی اطاعت لازم ہے کہ وہ عورتوں کو مہر و نفقہ دیتے ہیں) اور اللہ غالب (ہے اپنی بادشاہی میں) حکمت والا ہے (اپنی مخلوق کی تدبیر کرنے میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ويسئلونك عن المحيض قل هو اذى﴾

و: عاطفہ ماقبل (يسئلونك) پر معطوف ہے، يسئلونـك: فعل بافاعل، ک: مفعول، عن المحيض: ظرف لغو، جملہ فعلیہ، قل: قول، هو: مبتدا، اذى: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاعتزلوا النساء في المحيض ولا تقربوهن حتى يطهرن﴾

ف: فصیحہ، اعتزلوا: فعل و فاعل، النساء: ذوالحال، في المحيض: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف اذا شئتم معرفة حكمه کی جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ، و لا تقربوهن ......الخ: جملہ فعلیہ ہو کر (فاعتزلوا) پر معطوف ہے۔

﴿فاذا تطهرن فاء توهن من حيث امركم الله﴾

ف: عاطفہ، اذا: شرطیہ، تطهرن: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اتوهن: فعل بافاعل، هن: مفعول، من: جار، حيث: مضاف،

امرکم اللّٰہ: جملہ مضاف الیہ، مرکب اضافی ہوکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین﴾

ان: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، یحب التوابین: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویحب المتطھرین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم وقدموا لانفسکم﴾

نساؤکم: مبتدا، حرث: موصوف، لکم: صفت ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: مستانفہ، اتوا: فعل بافاعل، حرثکم: مفعول، انّی: مضاف، شئتم: جملہ مضاف الیہ، مرکبِ اضافی مفعول فیہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، وقدموا......الخ: جملہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿واتقوا اللہ واعلموا انکم ملقوہ وبشر المؤمنین﴾

و: عاطفہ، اتقوا: فعل بافاعل، اللّٰہ: اسم جلالت مفعول، جملہ فعلیہ، واعلموا انکم ملقوہ: جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف، و: عاطفہ، بشر: فعل امر، المومنین: مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم ان تبروا وتتقوا وتصلحوا بین الناس﴾

و: مستانفہ، لاتجعلوا اللّٰہ: فعل نہی بافاعل ومفعول، عرضۃ: مصدر، لام: جار، ایمانکم: مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول ثانی، ان: مصدریہ، تبروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و تتقوا و تصلحوا ...... الخ: جملہ معطوفات، اپنے معطوف علیہ سے ملکر بتاویل مصدر مفعول لہ، لا تجعلوا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ سمیع علیم﴾و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، سمیع: خبر اول، علیم: خبر ثانی، مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لایؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یواخذکم بما کسبت قلوبکم﴾

لا یؤاخذکم: فعل بامفعول، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، باللغو: ظرف لغو، فی ایمانکم: متعلق بحذوف حال مفعول سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لکن: مہملہ للاستدراک، یواخذکم: فعل بافاعل ومفعول، بما کسبت قلوبکم: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ۔

﴿واللہ غفور حلیم﴾و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، غفور: خبر اول، حلیم: خبر ثانی، مبتدا اپنی خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿للذین یؤلون من نساء ھم تربص اربعۃ اشھر﴾

لام: جار، الذین: موصول، یؤلون من نسائھم: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر ثابت کیلئے، شبہ جملہ اسمیہ ہوکر خبر مقدم، تربص اربعۃ اشھر: مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان فاء وا فان اللہ غفور رحیم﴾

ف: مستانفہ ،ان: شرطیہ،فاء وا: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،انّ اللّٰہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم﴾

و: عاطفہ،ان: شرطیہ،عزموا الطلاق: جملہ شرط، جواب شرط مقدر فلیوقعوہ اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ،فان اللّٰہ سمیع علیم: جملہ اسمیہ جواب شرط مقدر پر معطوف ہے۔

﴿والمطلقت یتربصن بانفسھن ثلثة قروء﴾

و: مستانفہ،المطلقت: مبتدا،یتربصن: فعل بافاعل،بانفسھن: ظرف لغو،ثلاثة قروء: مفعول بہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یحل لھن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامھن﴾

و: عاطفہ،لایحل: فعل،لھن: ظرف لغو،ان: مصدریہ،یکتمن: فعل بافاعل،ماخلق اللّٰہ...... الخ: مفعول ،یہ سب ملکر بتاویل مصدر فاعل،لایحل فعل اپنے فاعل وظرف سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان کن یؤمن باللہ والیوم الاخر﴾

ان: شرطیہ،کن یؤمن باللّٰہ والیوم الاخر: جملہ فعلیہ شرط ،فلا یحرؤون علی ذلک جواب شرط مقدر،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وبعولتھن احق بردھن فی ذلک﴾

و: عاطفہ،بعولتھن: مبتدا،احق: اسم تفضیل بمعنی اسم فاعل، ھو ضمیر فاعل،بردھن: ظرف لغواول،فی ذلک: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے،اسم تفضیل اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ارادوا اصلاحا﴾اِنْ: شرطیہ،ارادوا اصلاحا: جملہ فعلیہ شرط، بعولتھن احق بردھن جواب شرط مقدر،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف﴾

و: عاطفہ،لھن: ظرف مستقر خبر مقدم،مثل الذی علیھن: ذوالحال،بالمعروف: ظرف مستقر حال،ذوالحال اپنے حال سے ملکر مبتدا موخر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللرجال علیھن درجة﴾

و: عاطفہ، للرجال: ظرف خبر مقدم، علیھن: متعلق بمحذوف حال، درجة: ذوالحال،ملکر مبتدا موخر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......يسئلونك عن المحيض ......☆عرب لوگ یہود و مجوس کی طرح حائضہ عورتوں سے کمال نفرت کرتے تھے ساتھ کھانا پینا ،ایک مکان میں رہنا گوارانہ تھا بلکہ شدت یہاں تک پہنچ گئی کہ انکی طرف دیکھنا اوران سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے اور نصاریٰ اسکے بر عکس ایامِ حیض میں عورتوں کے ساتھ بڑی محبت سے مشغول ہوتے تھے اور اختلاط میں بہت مبالغہ کرتے تھے، مسلمانوں نے حضورﷺ سے حیض کا حکم دریافت کیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور افراط وتفریط کی راہیں چھوڑ کر اعتدال کی تعلیم فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ حالتِ حیض میں عورتوں سے مجامعت ممنوع ہے۔

☆......وان عزموا الطلاق ......☆زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو ایک سال یا دو یا تین سال انکے پاس نہ جاتے اور صحبت ترک کرنے کی قسم کھالیتے تھے اور انہیں پریشانی میں چھوڑ دیتے تھے نہ وہ بیوہ ہی تھیں کہ اپنا ٹھکانہ کر لیتیں نہ شوہر دار کہ وہ شوہر سے آرام پاتیں، اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کیلئے چار مہینے کی مدت متعین فرمادی کہ اگر عورت سے چار مہینے یا اس سے زائد عرصے کیلئے یا غیر معین مدت کیلئے ترکِ صحبت کی قسم کھالے جس کو ایلاء کہتے ہیں تو اس کے لئے چار ماہ انتظار کی مہلت ہے، اس عرصے میں خوب سوچ سمجھ لے کہ عورت کو چھوڑنا اس کیلئے بہتر ہے یا رکھنا، اگر رکھنا بہتر سمجھے اور اس مدت کے اندر رجوع کرے تو نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر اس مدت میں رجوع نہ کیا اور قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہوگی اور اس پر طلاق بائن واقع ہوگی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حیض کے مسائل:

۱......حیض سے مراد وہ خون ہے جو کسی ایسی عورت کے رحم سے نکلے جو بیماری سے محفوظ ہو اور وہ عورت نابالغ بھی نہ ہو۔اس کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے اور جو خون تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ ہو وہ استحاضہ کا ہوتا ہے،سوائے خالص سفید مادے کے تمام رنگ حیض شمار ہونگے ،ایسی عورت کو نماز اور روزے سے منع کیا جائے گا اور پاک ہونے پر روزے کی قضاء کرے گی نہ کہ نماز کی۔اور حائضہ عورت کو مسجد میں داخل ہونے ،طواف کرنے ،**ماتحت الازار** قربت،قرأت قرآن پاک اور بغیر غلاف کے قرآن کو چھونے سے روکا جائے گا جبکہ حدثِ اصغر کی صورت میں فقط قرآن کو چھونے سے منع کیا جائے گا اور اسی طرح جنابت اور نفاس کی حالت میں بھی قرأتِ قرآن اور مسِ قرآن سے روکا جائے گا۔ (کنز الدقائق ،باب الحیض ص ۱۶،۱۵)

''نساؤکم حرث لکم'' کے معنی:

۲......تمہاری بیویاں تمہارے لئے کھیتی کی طرح ہیں جس میں تم بیج بوتے ہو۔عورتوں کو اس زمین سے تشبیہ دی جس میں کھیتی باڑی کی جاتی ہے اور نطفہ کو بیج سے جو اس زمین میں بویا جاتا ہے اور بچے کو اس پیداوار سے جو زمین سے اگتی ہے،اس آیتِ مبارکہ سے مراد مائل

آیتِ مبارکہ ﴿فاتوھن من حیث﴾ کا بیان مقصود ہے کہ کھیتی کا محل مقامِ قبل ہے نہ کہ دبر۔ (الصاوی ج۱،ص۱۶۸وغیرہ)

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حائضہ عورت کے پاس یا عورت کے مقامِ دبر یا کاہن کے پاس آئے اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ (احکامِ الٰہی) کا انکار کیا۔''

(الترمذی، کتاب الطھارۃ ،باب ماجاء فی کراھیۃاتیان، ص۳۵،ج۱)

جماع سے قبل تسمیہ پڑھنا:

۳......جماع سے قبل یہ پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان ما رزقتنا جو شخص قبل جماع (کپڑے اتارنے سے پہلے) یہ دعا پڑھ لے گا اللہ عزوجل اس جماع سے پیدا ہونے والے بچے کو اللہ عزوجل شیطان کے شر سے پناہ عطا فرمائے گا اور اس کے لئے اور اس کی اولاد کے لئے قیامت تک نیکیاں لکھ دیگا۔(الصاوی ج۱،ص۱۶۸)

قسم کی اقسام:

۴......قسم تین طرح کی ہوتی ہیں:(۱)......غموس: ایسی ہے کہ کسی گزرے ہوئے فعل پر دانستہ جھوٹی قسم کھائے اس میں گناہ ہوگا۔ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھائے گا اللہ عزوجل اسے آگ میں داخل کرے گا اسکا کفارہ صرف توبہ اور استغفار ہے۔(۲)......منعقدہ: یہ ہے کہ کسی آئندہ امر پر قصد کر کے قسم کھائے، اس قسم کو اگر توڑے تو گناہ گار بھی ہوگا اور کفارہ بھی لازم ہوگا ﴿لایؤاخذ کم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یواخذ کم بما کسبت قلوبکم﴾. (۳)......لغو: یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھائے اور معاملہ درحقیقت اسکے خلاف ہو، یہ معاف ہے اور اس پر کفارہ بھی نہیں مثلاً اپنے گمان کے تحت یہ کہے ''واللہ لزیدٌ'' اور درحقیقت وہ عمرو ہو۔ (الھدایۃ، کتاب الایمان ،ج٤ ،ص۳وغیرہ)

ایلاء کی شرعی حیثیت:

۵......ایلاء کے معنی ایسی قسم ہے جو اپنی منکوحہ سے مخصوص مدت تک وطی ترک کردینے کے بارے میں کھائی جاتی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ واللہ لا اجامعک اربعۃ اشھر یعنی خدا کی قسم میں تم سے چار ماہ تک مجامعت نہ کروں گا۔(التعریفات،ص٤٤)

فقہ کی معتبر کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے''چار ماہ یا اس سے زائد عرصے تک بیوی کے قریب نہ جانے پر جو قسم کھائی جائے اسے ایلاء کہتے ہیں''۔ جیسے کوئی کہے واللہ لا اقربک اربعۃ اشھر ،یا یہ کہے واللہ لا اقربک ۔ہاں اگر اس دوران وطی کرلے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور کفارہ لازم آئے گا اور اگر مدت گزر گئی اور قربت نہ کی تو عورت بائنہ ہوجائے گی۔

(البحرالراق شرح کنزالدقائق ،باب الایلاء، ج ٤،ص۹۲ وغیرہ)

عورتوں کی عدت:

٦......جب کسی عورت کو اسکے شوہر نے طلاق بائن یا رجعی دی یا بغیر طلاق کے زن وشوہر کے مابین جدائی ہوجائے، تو اگر وہ عورت آزاد ہے اور اسے حیض آتا ہے تو اسکی عدت تین حیض ہوگی۔ اور اگر اسے کم سنی یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہیں آتا تو ایسی عورت کی عدت تین ماہ ہے اور اگر عورت حاملہ ہے تو اسکی عدت وضعِ حمل ہے جبکہ لونڈی کی عدت دو حیض ہیں اور اگر لونڈی کو حیض ہی نہ آتا ہو تو

عدت ڈیڑھ ماہ ہے اور آزاد عورت کہ جسکا شوہر مرجائے اسکی عدت چار ماہ دس دن ہے جبکہ لونڈی کی عدت دو ماہ پانچ دن ہے اور آزاد عورت اگر حاملہ ہے تو وضع حمل پر ہی اسکی عدت مکمل ہوگی۔ (القدوری، کتاب العدة، ص۱۷۷،۱۷۸)

☆......اگر شوہر سے خلوت نہ ہوئی تھی تو اصلاً عدت نہیں اسی وقت اسکا نکاح کیا جاسکتا ہے۔

(الفتاوی الرضویة، باب العدة، ج۱۳، ص ۲۹۱)

آئیسہ سے کیا مراد ھے ؟

ﷺ......اس سے مراد وہ عورت ہے جسے پچپن سال کی عمر میں حیض آنا بند ہو جائے۔ (التعریفات، ص ٤٤)

آزاد عورت جب کہ اسے کم سنی یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو ان کی مدت عدت (طلاق کی وجہ سے) تین ماہ ہے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿و اللائی یئسن من المحیض من نسائکم إن ارتبتم فعدتهن ثلاثة أشهرٍ و اللائی لم یحضن (الطلاق:۴)﴾

(البحرالرائق شرح کنزالدقائق، باب العدة، ج ٤، ص ۲۰۱)

اغراض:

ماذا یفعل: یہ بیان ہے سوال مذکورہ بالا کہ ایسی صورت میں جب کہ عورت حائضہ ہو ان سے مخالطت کریں یا دور رہیں۔ قذر: خازن کی عبارت میں ہے کہ اذی یعنی قــذر لغت میں ہر ناپسند چیز کو کہتے ہیں۔ ابو سعود کی عبارت ہے کہ ایسی گندی چیز کہ اس کی جانب جانا اذیت دے اور (طبیعت) اس سے کراہیت اور نفرت محسوس کرے۔ او محله: یعنی محل قذر یعنی گندگی کا محل، مفسرین کہتے ہیں کہ قذر یہ اذی کی پہلے نمبر پر راجح تفسیر ہے اور او مــحــلــه یہ دوسرے نمبر پر راجح ہے۔ بــالــجــمــاع: یعنی مباشرت ناف اور گھٹنوں کے مابین۔ و لا تعدوه: تاء کی فتح اور عین اور دال کی تشدید کے ساتھ التعدی سے ہے اور اس کی اصل تتعدوه ہے، دو تاء میں سے ایک تخفیف کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے اور تاء کے فتح اور عین کے سکون اور دال کے ضمہ کے ساتھ عدا بمعنی تعدی سے ہو سکتا ہے بمعنی لا تتجاوزه ہے۔ الی غیرہ: مراد دبر ہے۔ منحل زرعکم: خازن کی عبارت ہے کہ حرث لکم بمعنی مزرع لکم و منبت للولد ہے، اور علامہ خازن نے یہ قول بطور تشبیہ کیا ہے، پس عورت کی فرج مثل ارض ہے، نطفہ مثل بذر یعنی بیج ہے اور ولد مثل زرع یعنی کھیتی ہے۔

(الجمل ج۱، ص۲۶۹)

قــولان: اس بارے میں دو اقوال ہیں اول قول امام شافعی علیہ الرحمۃ کا ہے اور دوسرا قول امام اعظم علیہ الرحمۃ کا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ قروء سے مراد طہر لیتے ہیں جب کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ اس سے حیض مراد لیتے ہیں۔ (اصول الشاشی مع احسن الحواشی، ص٦)

بــان تکثروا الحلف: بات بے بات ہر قسم کی چھوٹی بڑی، عظیم اور حقیر چیز میں اللہ کا نام استعمال کرنا، اس پاک ذات کے نام نامی اسم گرامی کی ناقدری ہے، اور یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ تم بھلائی، تقوی اور لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے والے ہو جاؤ۔

ای یحلفون ان لا یجامعوھن: اس جملہ میں ایلاء شرعی کی حقیقت کا بیان ہے، ورنہ لغت میں ایلاء کا معنی مطلق حلف ہے۔

ای علیه: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ الطلاق منصوب بنزع الخافض ہے۔ مــن الــولــد او الحیض: یعنی فرج کے عیوب جیسے بانجھ پن، گندہ خون مثل استحاضہ یا فرج کا سوجن کی وجہ سے چھوٹا ہونا وغیرہ۔ فضیلة فی الحق: یعنی مرد کا حق عورت کے حق کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ و لهــن مــثــل الــذی عــلیهــن: حاصل کلام یہ ہے کہ مرد کے عورت پر حقوق یہ ہیں کہ وہ کھانے پکانے وغیرہ خدمت باطنہ اور عورت کے بھی مرد پر حقوق ہیں مثلاً نان نفقہ، کسوۃ اور اظہار محبت وغیرہ۔ (الصاوی ج۱، ص۱۶۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

﴿الطلاق﴾ اَیِ التَّطْلِیْقُ الَّذِیْ یُرَاجِعُ بَعْدَهٗ ﴿مرتان﴾ اَیْ اِثْنَتَان ﴿فامساک﴾ اَیْ فَعَلَیْکُمْ اِمْسَاکُھُنَّ بَعْدَهٗ بِاَنْ تُرَاجِعُوْھُنَّ ﴿بمعروف﴾ مِنْ غَیْرِ ضِرَارٍ ﴿اوتسریح﴾ اَیْ اِرْسَالٌ لَّھُنَّ ﴿باحسان ولایحل لکم﴾ اَیُّھَا الْاَزْوَاجُ ﴿ان تاخذوا مما اتیتموھن﴾ مِنَ الْمُھُوْرِ ﴿شیئا﴾ اِذَا طَلَّقْتُمُوْھُنَّ ﴿الا ان یخافا﴾ اَیِ الزَّوْجَانِ ﴿الا یقیما حدود الله﴾ اَیْ لَا یَاْتِیَا بِمَا حَدَّهٗ لَھُمَا مِنَ الْحُقُوْقِ وَفِیْ قِرَاءَۃٍ (یخافا) بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ فَاَنْ لَّا یُقِیْمَا بَدْلُ اِشْتِمَالٍ مِّنَ الضَّمِیْرِ فِیْهِ وَقُرِئَ بِالْفَوْقَانِیَةِ فِی الْفِعْلَیْنِ ﴿فان خفتم﴾ اَنْ ﴿الایقیما حدود الله فلا جناح علیھما فیما افتدت به﴾ نَفْسَھَا مِنَ الْمَالِ لِیُطَلِّقَھَا اَیْ لَا حَرَجَ عَلَی الزَّوْجِ فِیْ اَخْذِهٖ وَلَا الزَّوْجَةِ فِیْ بَذْلِهٖ ﴿تلک﴾ الْاَحْکَامُ الْمَذْکُوْرَۃُ ﴿حدود الله فلا تعتدوھا ومن یتعد حدود الله فاولئک ھم الظلمون (۲۲۹) فان طلقھا﴾ الزَّوْجُ بَعْدَ الثِّنْتَیْنِ ﴿فلا تحل له من بعد﴾ اَیْ بَعْدَ الطَّلْقَةِ الثَّالِثَةِ ﴿حتی تنکح﴾ تَتَزَوَّجَ ﴿زوجا غیرہ﴾ وَیَطَاُھَا کَمَا فِی الْحَدِیْثِ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ ﴿فان طلقھا﴾ الزَّوْجُ الثَّانِیْ ﴿فلا جناح علیھما﴾ اَیِ الزَّوْجَةِ وَالزَّوْجِ الْاَوَّلِ ﴿ان یتراجعا﴾ اِلَی النِّکَاحِ بَعْدَ اِنْقِضَاءِ الْعِدَّةِ ﴿ان ظنا ان یقیما حدود الله وتلک﴾ الْمَذْکُوْرَاتُ ﴿حدود الله یبینھا لقوم یعلمون (۲۳۰)﴾ یَتَدَبَّرُوْنَ ﴿واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن﴾ قَارَبْنَ اِنْقِضَاءَ عِدَّتِھِنَّ ﴿فامسکوھن﴾ بِاَنْ تُرَاجِعُوْھُنَّ ﴿بمعروف﴾ مِّنْ غَیْرِ ضِرَارٍ ﴿او سرحوھن بمعروف﴾ اُتْرُکُوْھُنَّ حَتّٰی تَنْقَضِیَ عِدَّتُھُنَّ ﴿ولاتمسکوھن﴾ بِالرَّجْعَةِ ﴿ضرارا﴾ مَّفْعُوْلٌ لِّاَجْلِهٖ ﴿لتعتدوا﴾ عَلَیْھِنَّ بِالْاِلْجَاءِ اِلَی الْاِفْتِدَاءِ اَوِالتَّطْلِیْقِ وَتَطْوِیْلِ الْحَبْسِ ﴿ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسه﴾ بِتَعْرِیْضِھَا اِلٰی عَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿ولا تتخذوا ایت الله ھزوا﴾ مَھْزُوًّا بِھَا بِمُخَالَفَتِھَا ﴿واذکروا نعمة الله علیکم﴾ بِالْاِسْلَامِ ﴿وما انزل علیکم من الکتب﴾ اَلْقُرْاٰنِ ﴿والحکمة﴾ مَا فِیْهِ مِنَ الْاَحْکَامِ ﴿یعظکم به﴾ بِاَنْ تَشْکُرُوْھَا بِالْعَمَلِ بِهٖ ﴿واتقوا الله واعلموا ان الله بکل شیء علیم (۲۳۱)﴾ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ۔

﴿ترجمہ﴾

یہ طلاق......۱......(یعنی ایسی طلاق جسکے بعد رجوع ہوسکتا ہے) دو بار تک ہے (یعنی دو طلاقیں ہیں) پھر روک لینا ہے (یعنی دو طلاقیں دینے کے بعد تم پر لازم ہے کہ تم انکو رجوع......۲......کر کے روک لو) بھلائی کے ساتھ (بغیر کسی ضرر کے) یا چھوڑ دینا ہے (یعنی انہیں روانہ کر دینا ہے) نکوئی کے ساتھ اور تمہیں روا نہیں (اے شوہرو!) کہ جو کچھ (مہر) عورتوں کو دیا اس میں سے واپس لو (جب کہ تم انہیں طلاق دے چکے ہو) مگر جب دونوں (یعنی میاں بیوی) کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے (یعنی ان حقوق کو پورا نہ کر سکیں گے جنکی اللہ عزوجل نے حد بندی فرمائی ہے اور ایک قرأت میں صیغہ مجہول کے ساتھ ''یُخَافَا'' آیا ہے اور اس صورت میں ''الا یقیما'' یخافا کی ضمیر سے بدل اشتمال ہوگا اور ایک قرأت میں یہ دونوں افعال بالفوقانیہ یعنی تخافا اور تقیما پڑھے گئے ہیں) پھر

اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہیں حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے ......ے (یعنی اپنی جان کو مال دیکر چھڑا لے تا کہ شوہر اسے طلاق دے یعنی شوہر پر مال لینے اور بیوی کے مال دینے میں کوئی حرج نہیں) یہ (یعنی مذکورہ احکام) اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں، پھر اگر اس نے طلاق دی (یعنی شوہر نے دو طلاقیں دینے کے بعد تیسری بھی) اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی (یعنی اس تیسری طلاق کے بعد) جب تک نکاح نہ کرے (تنکح بمعنی تتزوج ہے) دوسرے خاوند سے (اور وہ دوسرا شوہر اس سے وطی کرے جیسا کہ شیخین کی روایت میں ہے) پھر وہ دوسرا (یعنی زوجِ ثانی) اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں (یعنی بیوی اور اسکے زوجِ اول پر) کہ پھر آپس میں مل جائیں (بعد عدت مکمل ہونے پر نکاح کر کے) اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نبھائیں گے اور یہ (مذکورہ احکامات) اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں (یعنی غور وغوض کرنے والوں) کے لئے اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آ لگے (یعنی وہ اختتامِ عدت کے قریب ہو جائیں) تو اس وقت تک روک لو (یوں کہ ان سے رجوع کر لو) بھلائی کے ساتھ (بغیر کسی ضرر کے) یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دو (یعنی انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ انکی عدت پوری ہو جائے) اور انہیں روکنا نہ ہو (رجعت کے ذریعے) ضرر دینے کے لئے (ضرارا مفعول لہ ہے، تمسکوھن کا) زیادتی کرو (ان پر، کہ انہیں فدیہ دینے پر مجبور کر کے یا طلاق دے کر یا ان کی عدت کے زمانے کا دراز کر کے) اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے (یعنی اپنی جان کو اللہ کے عذاب کی طرف پیش کرتا ہے) اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا نہ بنالو (اسکی مخالفت کر کے) اور یاد کرو اللہ کا احسان (یعنی توفیقِ اسلام) جو تم پر ہے اور وہ جو تم پر کتاب (یعنی قرآن) اور حکمت (یعنی وہ احکام جو کتاب میں ہیں) اتاری تمہیں نصیحت دینے کو (کہ تم ان نعمتوں کا شکر بجالاؤ ان پر عمل کر کے) اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے (اس پر کچھ مخفی نہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الطلاق مرتن فامساک بمعروف اوتسریح باحسانٍ﴾

الطلاق: مبتدا، مرتٰن: خبر ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، امساک: موصوف، بمعروف: ظرف مستقر صفت، جو اپنے موصوف سے ملکر مبتدا، خبر محذوف علیکم، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، او: عاطفہ، تسریح باحسان: ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اٰتیتموھن شیئا﴾

و: استینافیہ، لایحل: فعل مضارع منفی، لکم: ظرف لغو، ان تاخذوا: فعل بافاعل، مما اٰتیتموھن: ظرف لغو، شیئا: مفعول، تاخذوا فعل اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر مؤول ہو کر فاعل، لایحل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ﴾

الا: حرف استثناء، اَنْ: مصدریہ، یخافا: فعل وفاعل، الایقیما حدود اللہ: جملہ بتاویل مصدر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر

بتاویل مصدر ماقبل شیئا مفعول سے مستثنیٰ۔

﴿فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلاجناح علیھما فیما افتدت بہ﴾

ف: استینافیہ ،ان: شرطیہ،خفتم: فعل بافاعل،الا یقیما حدود اللہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،خفتم اپنے متعلقات سے ملکر شرط،ف: جزائیہ،لا: نفی جنس،جناح: ذوالحال، فیما افتدت بہ: شبہ جملہ ہوکر حال،ذوالحال اپنے حال سے ملکر اسم، علیھما: ظرف مستقر خبر،لا نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جواب شرط،شرط جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا﴾

تلک: مبتدا،حدود اللہ: خبر ملکر جملہ اسمیہ ،ف: فصیحیہ ،لا تعتدوا: فعل نہی بافاعل،ھا ضمیر مفعول، یہ سب ملکر شرط محذوف اذا عرفتم ھذہ الاحکام کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظلمون﴾

و: استینافیہ،من: مبتدا،یتعد حدود اللہ: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ،اولئک: مبتدا اول،ھم: مبتدا ثانی،الظلمون: مبتدا ثانی کی خبر، جملہ اسمیہ ہوکر مبتدا اول کی خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جزاء،شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر من مبتدا کی خبر، جملہ اسمیہ۔

﴿فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ﴾

ف:استینافیہ،ان: شرطیہ ،طلقھا: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،لا تحل: فعل وفاعل،لہ: ظرف لغو اول، من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ: جار مجرور متعلق بمحذوف حال ہے فاعل سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان طلقھا فلا جناح علیھما ان یتراجعا﴾

ف:استینافیہ،ان: شرطیہ ،طلقھا: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ،لا: نفی جنس،جناح: ذوالحال،ان یتراجعا: ای فی التراجع متعلق بمحذوف حال،ملکر اسم،علیھما: ظرف مستقر خبر، یہ سب ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان ظنا ان یقیما حدود اللہ﴾

اِن: شرطیہ،ظنا: فعل بافاعل،ان یقیما حدود اللہ: مفعول بہ،ملکر شرط، جزا محذوف فلا جناح علیھما ان یتراجعا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وتلک حدود اللہ یبینھا لقوم یعلمون﴾

و:استینافیہ، تلک: مبتدا،حدود اللہ: خبر اول،یبینھا لقوم یعلمون: جملہ فعلیہ ہوکر خبر ثانی،مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فامسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف﴾

و:استینافیہ،اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط،طلقتم النساء: جملہ معطوف علیہ ،فبلغن اجلھن : جملہ معطوف،ملکر شرط،ف: جزائیہ

،امسکوھن بمعروف: جملہ معطوف علیہ،او: عاطفہ،سرحوھن بمعروف: جملہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا﴾

و:عاطفہ،لا تمسکوا: فعل بافاعل،ھن: مفعول،ضرارا: مصدر،لتعتدوا: متعلق بمصدر ملکر مفعول مطلق،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ﴾

و:استینافیہ،من: مبتدا،یفعل ذلک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ،قد ظلم نفسہ: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تتخذوا ایت اللہ ھزوا﴾

و:مستانفہ،لا تتخذوا: فعل وفاعل،ایت اللہ: مفعول،ھزوا: مفعول ثانی،سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذکروا نعمۃ اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتب والحکمۃ یعظکم بہ﴾

و:عاطفہ،اذکروا: فعل بافاعل،نعمۃ اللہ: معطوف علیہ،علیکم: نعمۃ کے متعلق ہے،و:عاطفہ ما انزل علیکم: ذوالحال، من الکتاب والحکمۃ: متعلق بحذوف حال اول،یعظکم بہ: جملہ فعلیہ حال ثانی،ذوالحال اپنے حالوں سے ملکر معطوف،جو اپنے معطوف علیہ سے ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ بکلِ شیءٍ علیم﴾

و:عاطفہ،اتقوا: فعل بافاعل،اللہ: اسم جلالت مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر ماقبل پر معطوف،و: عاطفہ،اعلموا: فعل بافاعل ،انّ اللہ ......الخ: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ماقبل پر۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......الطلاق مرتن......☆ایک عورت نے سید عالم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اسکے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا اور رجعت کرتا رہے گا ہر مرتبہ جب طلاق کی مدت گزرنے کے قریب ہوگی رجعت کرلے گا پھر طلاق دے دے گا اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا،اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ طلاق رجعی دو بار تک ہے اسکے بعد طلاق دینے پر رجعت کا حق نہیں ہے۔

☆......فان خفتم الا یقیما حدود اللہ......☆یہ آیت جمیلہ بنت عبداللہ کے باب میں نازل ہوئی یہ جمیلہ،ثابت بنت قیس ابن شماس کے نکاح میں تھیں اور شوہر سے کمال نفرت رکھتی تھیں،رسول اللہ ﷺ کے حضور میں اپنے شوہر کی شکایت لائیں اور کسی طرح انکے ساتھ رہنے پر راضی نہ ہوئیں،تب ثابت نے کہا میں نے انکو ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کریں میں انکو آزاد کردوں گا،جمیلہ نے اسکو منظور کیا،ثابت نے باغ لے لیا اور طلاق دے دی

اس طرح کی طلاق کو خلع کہتے ہیں۔

☆......**واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن**......☆یہ آیت ثابت بن یسار انصاری کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے اپنی عورت کو طلاق دی تھی اور جب عدت قریب ختم ہوتی تھی رجعت کرلیا کرتے تھے تاکہ عورت قید میں پڑی رہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

طلاق:

۱......لغوی اعتبار سے طلاق کے معنی ''قید سے آزاد کرنے'' اور ''تخلیہ کرنے کے ہیں'' جبکہ شرعی معنی ''ملکِ نکاح سے آزاد کرنا'' طلاق کہلاتا ہے پھر طلاق کی تین اقسام ہیں: (۱)......**طلاق احسن**: یہ ہے کہ آدمی اپنی منکوحہ کو حالتِ طہر میں، جس میں صحبت نہ کی ہو، ایک طلاق دے کر بغیر دوسری طلاق دیئے چھوڑ دے یہاں تک کہ اسکی عدت کا وقت گزر جائے۔(۲)......**طلاق بدعت**: ایک ہی جملہ میں تین طلاقیں دیدینا یا ایک طہر میں تین طلاقیں دیدینا طلاق بدعت کہلاتا ہے۔(۳)......**طلاق سنت**: یہ ہے کہ کوئی شخص تین طہر میں تین طلاقیں دے۔ (التعریفات، ص۱۱۷، بہار شریعت، باب ہشتم، ج۱، ص۶، ملخصاً)

بلاوجہ شرعی طلاق دینا اللہ عزوجل کو سخت ناپسند ہے: "**ابغض الحلال الی اللّٰہ تعالٰی الطلاق**" اللہ عزوجل کو حلال چیزوں میں سے طلاق دینا سب سے زیادہ ناپسند ہے''۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب فی کراھیة الطلاق، ص۴۰۴)

لہٰذا ضروری ہے کہ زن وشوہر باہم اچھے طریقہ سے رہیں تاکہ طلاق کی نوبت نہ آئے کیونکہ **لان الاصل فی الطلاق هو الحظر و الاباحة لحاجة الخلاص**۔ (الھدایة، کتاب الطلاق، باب طلاق السنه، ص۱۴۲)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے اور ٹیڑھی ہی چلے گی، اگر تجھے اس سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس سے اسی حال پر نفع اٹھا اگر سیدھا کرنا چاہے گا تو ٹوٹ جائیگی اور اسکا توڑنا اسے طلاق دینا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیة بالنساء، ص ۶۹۶)

دل میں طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ اتنی بلند آواز سے کہ جس کو مانع نہ ہونے پر خود سن سکے واقع ہوجاتی ہے۔ (الفتاوی الرضویة، کتاب الطلاق، ج ۱۲، ص۳۸۱)

رجوع کسے کہتے ہیں؟

۲......عورت کو عدت کے دنوں میں پہلے نکاح پر باقی رکھنے کو رجعت کہتے ہیں اور جو ایسا کرے گویا اس نے رجوع کیا۔ (التعریفات، ص۱۱۲، البحرالرائق شرح کنزالدقائق، ج۴، ص۷۶)

خلع:

۲......خلع شرع میں اسے کہتے ہیں کہ شوہر برضاءِ خود مہر وغیرہ مال کے عوض عورت کو نکاح سے جدا کردے، تنہا زوجہ کیلئے نہیں ہوسکتا۔ (الفتاوی الرضویة مخرجه، باب الخلع، ج۱۳، ص۲۶۴)

جب مرد وعورت میں اختلاف پایا جائے اور دونوں یہ خوف کریں کہ اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت کو مال دے کر خلع (یعنی مرد سے علیحدگی) حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا: ﴿**فلا جناح علیهما**

﴿فیما افتدت به﴾ پھر جب وہ دونوں ایسا کرلیں تو خلع واقع ہوجائیگا اور طلاق بائن پڑ جائیگی اور عورت پر مال دینا لازم آجائیگا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "خلع طلاق بائن ہے۔" (الھدایة، باب الخلع، ج۳، ص۲۳۸)

خلع مقدار معین پر ہوا اور عورت مدخولہ ہے اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا تو جو ٹھہرا ہے وہ شوہر کو دے اس کے علاوہ شوہر کچھ نہیں لے سکتا ہے اور مہر عورت کو نہیں ملا ہے تو اب عورت مہر کا مطالبہ نہیں کرسکتی اور دونوں صورتوں میں جو ٹھہرا ہے دینا ہوگا اور اگر مہر پر خلا ہوا اور مہر لے چکی ہے تو مہر واپس کردے اور اگر مہر نہیں لیا ہے اور شوہر سے مہر ساقط ہوگیا اور عورت سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر مثلا مہر کے دسویں حصے پر خلع ہوا اور مہر مثلاً دس ہزار روپے کا ہے اور عورت مدخولہ ہے اور کل مہر لے چکی ہے تو شوہر اس سے سو روپے لے گا اور مہر بالکل نہیں لیا ہے تو امام اعظم کے قول کے مطابق شوہر سے کل مہر ساقط ہوگیا اور اگر عورت غیر مدخولہ ہے اور مہر لے چکی ہے تو شوہر اس سے پچاس روپے لے سکتا ہے اور عورت کو کچھ مہر نہیں ملا ہے تو کل ساقط ہوگیا امام اعظم کے قول کے مطابق جیسا کہ ظہیریہ میں ہے۔ (الھندیة، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، ج۱، ص۵۲۰)

اغراض:

باحسان: یعنی جو عورت کے مرد پر حقوق وغیرہ ہیں وہ ادا کردے اور اس کا برائی کے ساتھ ذکر نہ کرے۔ **فیما افتدت به:** یعنی عورت اپنے مہر میں سے اقل یا اکثر دے دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ **لاحرج علی الزوج فی اخذه:** کہ عورت کے ساتھ ظلم نہ کرے مہر واپس لینے کے معاملے میں۔ **ولا علی الزوجة فی بذله:** یعنی عورت اپنی جان کو نقصان سے بچانے کے لئے مہر واپس دے ڈالے۔ (الصاوی ج۱، ص۱۷۲)

رواه الشیخان: حضرت بی بی عائشہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ رفاعہ کی زوجہ سید عالم ﷺ کے پاس آئی اس حال میں کہ میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ کے پاس تھے، اس نے کہا کہ مجھے رفاعہ نے جدا کرنے والی طلاق دی ہے اور پھر عبد الرحمٰن بن زبیر نے میرے ساتھ شادی کی ہے، بیشک اس کے پاس تو ہدبہ کی مثل ہے اور اس نے اپنے کپڑے سے ہدبہ بنایا تو رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ گویا تو رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ تو اس کا شہد چکھ لے اور وہ تیرا شہد چکھ لے۔ **بمخالفتها:** تتخذوا کے متعلق ہے یعنی مخالفت کے سبب۔ (الجمل ج۱، ص۲۷۹)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن﴾ اِنْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ ﴿فلاتعضلوهن﴾ خِطَابٌ لِلْاَوْلِيَآءِ اَیْ تَمْنَعُوْهُنَّ مِنْ ﴿ان ینکحن ازواجهن﴾ اَلْمُطَلِّقِيْنَ لَهُنَّ لِاَنَّ سَبَبَ نُزُوْلِهَا اَنَّ اُخْتَ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَاَرَادَ اَنْ يُّرَاجِعَهَا فَمَنَعَهَا مَعْقَلٌ كَمَا رَوَاهُ الْحَاكِمُ ﴿اذا تراضوا﴾ اَیِ الْاَزْوَاجُ وَالنِّسَآءُ ﴿بینهم بالمعروف﴾ شَرْعًا ﴿ذلک﴾ اَلنَّهْیُ عَنِ الْعَضْلِ ﴿یوعظ به من کان منکم یؤمن بالله والیوم الاخر﴾ لِاَنَّهُ الْمُنْتَفِعُ بِهٖ ﴿ذلکم﴾ اَیْ تَرْكُ الْعَضْلِ ﴿ازکی﴾ خَيْرٌ ﴿لکم واطهر﴾ لَكُمْ وَلَهُمْ لِمَا يُخْشٰى عَلَى الزَّوْجَيْنِ مِنَ الرِّيْبَةِ بِسَبَبِ الْعِلَاقَةِ بَيْنَهُمَا ﴿والله یعلم﴾ مَا فِيْهِ مِنَ الْمَصْلَحَةِ ﴿وانتم لا تعلمون (۲۳۲)﴾

ذٰلِکَ فَاتَّبِعُوْا اَمْرَہٗ ﴿والوالدت یرضعن﴾ اَیْ لِیُرْضِعْنَ ﴿اولادھن حولین﴾ عَامَیْنِ ﴿کاملین﴾ صِفَةٌ مُؤَکِّدَةٌ، ذٰلِکَ ﴿لمن اراد ان یتم الرضاعة﴾ وَلَا زِیَادَةَ عَلَیْہِ ﴿وعلی المولود لہ﴾ اَیِ الْاَبِ ﴿رزقھن﴾ اِطْعَامُ الْوَالِدَاتِ ﴿وکسوتھن﴾ عَلَی الْاِرْضَاعِ اِذَا کُنَّ مُطَلَّقَاتٍ ﴿بالمعروف﴾ بِقَدْرِ طَاقَتِہٖ ﴿لاتکلف نفس الا وسعھا﴾ طَاقَتَھَا ﴿لا تضار والدة بولدھا﴾ اَیْ بِسَبَبِہٖ بِاَنْ تُکْرَہَ عَلٰی اِرْضَاعِہٖ اِذَا امْتَنَعَتْ ﴿ولا﴾ یُضَآرَّ ﴿مولود لہ بولدہ﴾ اَیْ بِسَبَبِہٖ بِاَنْ یُّکَلَّفَ فَوْقَ طَاقَتِہٖ وَاِضَافَةُ الْوَلَدِ اِلٰی کُلٍّ مِّنْھُمَا فِی الْمَوْضِعَیْنِ لِلْاِسْتِعْطَافِ ﴿وعلی الوارث﴾ اَیْ وَارِثِ الْاَبِ وَھُوَ الصَّبِیُّ اَیْ عَلٰی وَلِیِّہٖ فِیْ مَالِہٖ ﴿مثل ذلک﴾ الَّذِیْ عَلَی الْاَبِ لِلْوَالِدَةِ مِنَ الرِّزْقِ وَالْکِسْوَةِ ﴿فان ارادا﴾ اَیِ الْوَالِدَانِ ﴿فصالا﴾ فِطَامًا لَّہٗ قَبْلَ الْحَوْلَیْنِ صَادِرًا ﴿عن تراض﴾ اِتِّفَاقٍ ﴿منھما وتشاور﴾ بَیْنَھُمَا لِیَظْھَرَ مَصْلَحَةُ الصَّبِیِّ فِیْہِ ﴿فلا جناح علیھما﴾ فِیْ ذٰلِکَ ﴿وان اردتم﴾ خِطَابٌ لِّلْاٰبَاءِ ﴿ان تسترضعوا اولادکم﴾ مَرَاضِعَ غَیْرَ الْوَالِدَاتِ ﴿فلاجناح علیکم﴾ فِیْہِ ﴿اذا سلمتم﴾ اِلَیْھِنَّ ﴿ما اتیتم﴾ اَیْ اَرَدْتُّمْ اِیْتَاءَہٗ لَھُنَّ مِنَ الْاُجْرَةِ ﴿بالمعروف﴾ بِالْجَمِیْلِ کَطِیْبِ النَّفْسِ ﴿واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ بما تعملون بصیر (۲۳۳)﴾ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ مِّنْہُ ﴿والذین یتوفون﴾ یَمُوْتُوْنَ ﴿منکم ویذرون﴾ یَتْرُکُوْنَ ﴿ازواجا یتربصن﴾ اَیْ لِیَتَرَبَّصْنَ ﴿بانفسھن﴾ بَعْدَھُمْ عَنِ النِّکَاحِ ﴿اربعة اشھروعشرا﴾ مِنَ اللَّیَالِیْ وَھٰذَا فِیْ غَیْرِ الْحَوَامِلِ، دامَّا الْحَوَامِلُ فَعِدَّتُھُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَھُنَّ بِاٰیَةِ الطَّلَاقِ وَالْاَمَةُ عَلَی النِّصْفِ مِنْ ذٰلِکَ بِالسُّنَّةِ ﴿فاذا بلغن اجلھن﴾ اِنْقَضَتْ مُدَّةُ تَرَبُّصِھِنَّ ﴿فلاجناح علیکم﴾ اَیُّھَا الْاَوْلِیَاءُ ﴿فیما فعلن فی انفسھن﴾ مِنَ التَّزَیُّنِ وَالتَّعَرُّضِ لِلْخُطَّابِ ﴿بالمعروف﴾ شَرْعًا ﴿واللہ بما تعملون خبیر (۲۳۴)﴾ عَالِمٌ بِبَاطِنِہٖ کَظَاھِرِہٖ ﴿ولا جناح علیکم فیما عرضتم﴾ لَوَّحْتُمْ ﴿بہ من خطبة النساء﴾ اَلْمُتَوَفّٰی عَنْھُنَّ اَزْوَاجُھُنَّ فِی الْعِدَّةِ کَقَوْلِ الْاِنْسَانِ مَثَلاً: اِنَّکِ لَجَمِیْلَةٌ، وَمَنْ یَّجِدُ مِثْلَکِ، وَرُبَّ رَاغِبٍ فِیْکِ ﴿او اکننتم﴾ اَضْمَرْتُمْ ﴿فی انفسکم﴾ مِنْ قَصْدِ نِکَاحِھِنَّ ﴿علم اللہ انکم ستذکرونھن﴾ بِالْخِطْبَةِ وَلَا تَصْبِرُوْنَ عَنْھُنَّ فَاَبَاحَ لَکُمُ التَّعْرِیْضَ ﴿ولکن لا تواعدوھن سرا﴾ اَیْ نِکَاحًا ﴿الا﴾ لٰکِنْ ﴿ان تقولوا قول معروفا﴾ اَیْ مَا عُرِفَ شَرْعًا مِّنَ التَّعْرِیْضِ فَلَکُمْ ذٰلِکَ ﴿ولاتعزموا عقدة النکاح﴾ اَیْ عَلٰی عَقْدِہٖ ﴿حتی یبلغ الکتب﴾ اَیِ الْمَکْتُوْبُ مِنَ الْعِدَّةِ ﴿اجلہ﴾ بِاَنْ یَّنْتَھِیَ ﴿واعلموا ان اللہ یعلم ما فی انفسکم﴾ مِنَ الْعَزْمِ وَغَیْرِہٖ

﴿فاحذروہ﴾ اَنْ یُّعَاقِبَکُم اِذَا عَزَمْتُمْ ﴿واعلموا ان اللہ غفور﴾ لِمَنْ یَّحْذَرُہٗ ﴿حلیم(۲۳۵)﴾ بِتَاخِیْرِ الْعُقُوْبَۃِ عَنْ مُسْتَحِقِّھَا۔

﴿ترجمہ﴾

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو وہ اپنی مدت کو پہنچ جائیں (یعنی انکی عدت ختم ہو جائے) تو انہیں نہ روکو (یہ خطاب عورتوں کے اولیاء سے ہے یعنی انہیں منع نہ کرو) اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں (جنہوں نے انہیں طلاق دی تھی، اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کو انکے شوہر نے طلاق دے کر دوبارہ رجوع کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو روکا جیسا کہ حاکم نے اسے روایت کیا) جب کہ رضا مند ہو جائیں (یعنی شوہر اور بیوی) آپس میں بھلائی کے ساتھ (یعنی موافق شرع) یہ (یعنی نکاح سے منع نہ کرنے کے بارے میں) نصیحت اسے دی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو (کیونکہ وہ ہی اس نصیحت سے نفع اٹھائے گا) یہ (نکاح سے نہ روکنا) تمہارے لئے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے (تمہارے لئے بھی اور ان کے لئے بھی، اسلئے کہ زوجین کے سابقہ تعلقات کی وجہ سے ان دونوں پر تہمت لگنے کا خوف ہے) اور اللہ جانتا ہے (جو اس میں مصلحت کارفرما ہے) اور تم نہیں جانتے (اسکی مصلحت کو تو تم اسکے حکم کی پیروی کرو) اور مائیں دودھ پلاتی رہیں (یعنی چاہیے کہ مائیں دودھ پلائیں) اپنے بچوں کو دو (سال، حولین بمعنی عامین ہے) پورے......(کاملین، حولین کی صفتِ مؤکدہ ہے، یہ) اس کے لئے جو دودھ کی مدت پوری کرنا چاہے (لہذا اس مدت میں مزید اضافہ نہیں کرنا چاہیے) اور جس کا بچہ ہے اس پر (یعنی باپ پر) عورتوں کا کھانا (یعنی ماں کا کھانا) اور پہننا ہے (دودھ پلانے کی بناء پر جبکہ وہ مطلقہ ہو) حسبِ دستور (باپ کی طاقت کے مطابق) کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر (یعنی اسکی طاقت بھر) نہ ضرر دیا جائے ماں کو اس کے بچہ کے ساتھ (یعنی اسے اس کے بچہ کے سبب یوں کی اسے دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے) اور نہ (تکلیف دی جائے) باپ کو اسکے لڑکے کیساتھ (یعنی اسکی اولاد کے سبب، اس طرح کہ باپ پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا جائے، لفظِ ولد کی اضافت ماں اور باپ دونوں کی طرف دونوں مقامات پر کرنے سے انہیں لطف و مہربانی کی طرف مائل کرنا مقصود ہے) اور وارث پر بھی (باپ کے وارث پر بھی اس سے مراد بچہ ہے یعنی بچہ کے ولی پر بھی اسکے مال کی) اسی قسم کی ذمہ داری ہے (جو باپ پر بچے کی ماں کو دینا لازم تھا مثلاً کھانا اور پہننا) پھر اگر (ماں باپ) دونوں دودھ چھڑانا چاہیں (یعنی دو سال سے قبل یہ بات صادر ہو) رضامندی (یعنی اتفاقِ رائے) اور مشورے سے (آپس کے، اور اس میں بچے کیلئے مصلحت بھی کارفرما ہو) تو ان پر (اس معاملے میں) کچھ گناہ نہیں اور اگر تم چاہو (یہ خطاب آباء کو ہے) کہ دائیوں (یعنی ماں کے علاوہ دوسری دودھ پلانے والیوں سے) اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر (اس معاملے میں) مضائقہ نہیں جب کہ ٹھہرا تھا (دائیوں کو) جو دینا (یعنی جو تم نے انہیں بطورِ اجرت دینے کا ارادہ کیا تھا) بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کر دو (خوش دلی سے) اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (اس سے کچھ پوشیدہ نہیں) اور جو مریں (یفوتون بمعنی یموتون ہے) تم میں اور چھوڑیں (یذرون بمعنی یترکون ہے) بیبیاں، وہ روکیں گی (یعنی چاہیے کہ روکے رکھیں) اپنے آپ کو (نکاح سے) چار مہینے دس دن (راتوں سمیت، اور یہ حکم غیر حاملہ کے بارے میں ہے اور حاملہ کی عدت سورہ طلاق

میں وضع حمل بیان ہوئی ہے اور سنت کے مطابق باندی پر اس سے نصف عدت گزارنا لازم ہے) تو جب اپنی مدت کو پہنچ جائیں (یعنی انکے نکاح سے رکے رہنے کی مدت) پوری ہو جائے تو تم پر (اے عورت کے اولیاء!) مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں (کریں یعنی زیب وزینت اختیار کریں اور نکاح کی پیش کش کرنے والوں سے کسی قسم کا کوئی تعارض کریں) بھلائی کے ساتھ (یعنی شرعی) طریقے سے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ باطن کو بھی اسی طرح جانتا ہے جیسا کہ ظاہر کو) اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر (یعنی اشارۃً) تم عورتوں کے نکاح کا پیام دو (جو عدت میں ہیں اور انکے شوہر انتقال کر چکے ہیں، مثلاً انسان یوں کہے کہ تم بہت خوبصورت ہو اور تیری مثل بیوی کس کو ملے گی یا یوں کہے کہ بہت سے لوگ تجھ میں رغبت رکھتے ہیں) یا چھپا رکھو (اکننتم بمعنی اضمرتم ہے) اپنے دل میں (ان سے قصدِ نکاح کو) اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے (پیغامِ نکاح دیکر اور تم ان سے صبر نہ کر سکو گے، تو اس نے تمہارے لئے پیغامِ نکاح کو مباح فرمایا) ہاں ان سے (نکاح کا) خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر (اِلَّا بمعنی لٰکِنْ ہے) یہ کہو ان سے بھلائی کیساتھ کوئی بات (یعنی اتنی بات کہو جو شرع کے مطابق ہو، تو یہ تمہارے لئے جائز ہے) اور نکاح کی گرہ (یعنی عقدِ نکاح) پکی نہ کرو جب تک نہ پہنچ لے (یعنی عدت کے بارے میں) لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو (یوں کہ وہ مدت پوری ہو جائے) اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی (یعنی تمہارے نکاح کرنے کے عزم وغیرہ کو) جانتا ہے تو اس سے ڈرو (کہ وہ تمہارے ارادے یعنی عزم......پر سزا دیگا) اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا (ہے اسے جو اس سے ڈرتا ہے اور) حلم والا ہے (مستحقِ سزا کو سزا دینے میں تاخیر فرماتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذاطلقتم النساء فبلغن اجلهن﴾

و: استینافیہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، طلقتم النساء: جملہ معطوف علیہ، فبلغن اجلهن: جملہ معطوف، ملکر شرط۔

﴿فلا تعضلوهن ان ینکحن ازواجهن اذا تراضوا بینهم بالمعروف﴾

ف: جزائیہ، لاتعضلوهن: فعل بافاعل ومفعول اول، ان ینکحن ازواجهن: مفعول ثانی، اذا: مضاف، تراضوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، بالمعروف: حال، جوذوالحال سے ملکر فاعل، بینهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر ظرف لغو، لا تعضلوهن فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط، شرط جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک یوعظ به من کان منکم یؤمن بالله والیوم الاخر﴾

ذلک: مبتدا، یوعظ: فعل مجہول، بہ: ظرف لغو، من: موصولہ، کان منکم ...... الخ: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر نائب الفاعل، یوعظ فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلکم ازکی لکم واطهر﴾

ذلکم: مبتدا، ازکی لکم: شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ ہوا، اطهر: معطوف، ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ یعلم وانتم لا تعلمون﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یعلم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انتم: مبتدا، لا تعلمون: خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والوالدت یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ﴾

وَ: مستانفہ، الولدات: مبتدا، یرضعنَ: فعل بافاعل، اولادھن: مفعول، حولین کاملین: ظرف زماں، لام: جار، من اراد ان یتم الرضاعۃ: موصول صلہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو یرضعن کا، یرضعن فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن بالمعروف﴾

و: عاطفہ، علی: جار...... المولود: اسم مفعول، لہ: ظرف مستقر شبہ جملہ ہوکر مفعول کا نائب الفاعل، یہ سب ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، رزقھن: معطوف علیہ، وکسوتھن: معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مبتدا مؤخر، بالمعروف: حال مبتدا مؤخر سے، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لاتکلف نفس الاوسعھا﴾

لاتکلف: فعل مجہول، نفس: نائب الفاعل، الا: للحصر، وسعھا: مفعول بہ ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لاتضار والدۃ بولدھا ولا مولود لہ بولدہ﴾

لاتضار: فعل نہی، والدۃ: فاعل، بولدھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، تضار: فعل مقدر، مولود لہ: فاعل، بولدہ: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وعلی الوارث مثل ذلک﴾

و: عاطفہ، علی الوارث: ظرف مستقر خبر مقدم، مثل ذلک: مبتدا مؤخر، جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿فان ارادا فصالا عن تراض منھما وتشاور فلا جناح علیھما﴾

ف: استنافیہ، ان: شرطیہ، ارادا: فعل بافاعل، فصالا: موصوف، عن تراض منھماوتشاور: جار مجرور ملکر ظرف مستقر صفت، جو موصوف سے ملکر مفعول، ارادا فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط، فلا جناح علیھما: جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، اردتم: فعل بافاعل، اَنْ: مصدریہ، تسترضعوا: فعل بافاعل، اولادکم: مفعول، سب ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہوکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط، فلا جناح علیکم: جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اذا سلمتم ما اٰتیتم بالمعروف﴾

اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، سلمتم: فعل بافاعل، ما اتیتم: جملہ ہوکر مفعول، بالمعروف: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے، جملہ ہوکر شرط، فلا جناح علیکم: جواب شرط مقدر، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ بما تعملون بصیر﴾

و: مستانفہ، اتقوا اللّٰہ: جملہ فعلیہ، واعلموا: فعل بافاعل، انّ اللّٰہ...... الخ: مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر معطوف۔

﴿والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃاشھرو عشرا﴾

و: مستانفہ، الذین یتوفون منکم ......الی...... ازواجا: موصول صلہ ملکر مبتدا، یتربصن: فعل بافاعل، بانفسھن: ظرف لغو، اربعۃاشھر وعشرا: ظرفِ زمان، یتربصن ......الخ: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا محذوف ازواجکم کیلئے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا بلغن اجلھن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسھن بالمعروف﴾

ف: استینافیہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، بلغن اجلھن: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، لا: نفی جنس، جناح: ذوالحال، فیما فعلن فی انفسھن بالمعروف: جارمجرور متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم، علیکم: ظرف مستقر خبر، لانفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿واللہ بما تعملون خبیر﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، بما تعملون: ظرفِ لغو مقدم، خبیر: صفت مشبہ ھو ضمیر فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولاجناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبۃ النساء او اکننتم فی انفسکم﴾

و: مستانفہ، لا: نفی جنس، جناح: ذوالحال، فی: جار، ما: موصولہ، عرضتم بہ من خطبۃ النساء: معطوف علیہ، او: عاطفہ، اکننتم فی انفسکم: معطوف، ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف مستقر ہوکر حال، ذوالحال حال سے ملکر اسم، علیکم: خبر، لانفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿علم اللہ انکم ستذکرونھن ولکن لا تواعدوھن سرا﴾

علم: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، انّ: حرف مشبہ، کم: ضمیر اسم، ستذکرونھن: خبر، جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لکن: مخففہ، لاتواعدوھن: فعل بافاعل ومفعول، سرا: مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ محذوف جملہ فاذکروھن پر معطوف ہے۔

﴿الا ان تقولوا قولا معروفا﴾

الا: حرف استثناء، ان تقولوا قولا معروفا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہوکر ماقبل سِوًا سے مستثنی ہے۔

﴿ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتب اجله﴾

و: عاطفہ، لا تعزموا: فعل وفاعل، عقدة النكاح: مفعول، حتى: جار، يبلغ الكتب اجله: جملہ فعلیہ مجرور، جو جار سے ملکر ظرف لغو، مفعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واعلموا ان الله يعلم ما في انفسكم فاحذروه﴾

و: عاطفہ، اعلموا: فعل واؤ ضمیر فاعل، انّ: حرف مشبہ بالفعل، الله: اسم جلالت اسم، يعلم: فعل بافاعل، ما في انفسكم: موصول صلہ ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحیہ، احذروه: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر محذوف شرط اذا علمتم ذلک فاحذروه کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......واذا طلقتم النساء فبلغن ......☆معقل بن یسار مزنی کی بہن کا نکاح عاصم بن عدی کے ساتھ ہوا تھا، انہوں نے طلاق دی اور عدت گزارنے کے بعد پھر عاصم نے درخواست کی تو معقل بن یسار مانع ہوئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رضاعت:

۱......بچے کا عورت کے پستان کو مخصوص وقت میں چوسنے سے حرمت رضاعت ثابت ہوجاتی ہے اگر چہ تیس ماہ سے کم مدت میں چوسے، امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک مدتِ رضاعت تیس ماہ ہے ﴿وحمله فصاله ثلاثون شهرا﴾ جبکہ صاحبین کے نزدیک مدت رضاعت ﴿والوالدت يرضعن اولادهن حولين كاملين لمن اراد ان يتم الرضاعة﴾ پورے دو برس ہے۔

(کنز الدقائق مع حاشیۃ کشاف الحقائق، کتاب الرضاع، ص ۱۱۱، ردالمختار کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ٤، ص ۳۹۱ وغیرہ)

☆......عورت کو طلاق دے دی اس نے اپنے بچے کو دو برس کے بعد تک دودھ پلایا تو دو برس کے بعد کی اجرت کا مطالبہ نہیں کرسکتی یعنی لڑکے کا باپ اجرت دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور دو برس تک کی اجرت اس سے جبراً لی جائے گی۔ (الهندية، كتاب الرضاع، ج ۱، ص ۳۷٦)

☆......دو برس کے اندر بچے کا باپ اس کی ماں کو دودھ چھڑانے پر مجبور نہیں کرسکتا اور اس کے بعد کرسکتا ہے۔

(رد المحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ٤، ص ۳۹۸)

☆......عورتوں کو چاہیے کہ بلاضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلادیا کریں اور پلائیں تو خود بھی یاد رکھیں یا لکھ لیں۔

(الهندية، کتاب الرضاع ج ۱، ص ۳۷۸)

☆......رضاعت کے ثبوت کے لئے دو عادل مردوں یا ایک عادل مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے لیکن نکاح سے پہلے اگر کوئی عورت یہ کہتی ہے کہ میں نے اس بچے کو دودھ پلایا ہے اور وہ بظاہر قابل اعتماد ہے تو یہ بچہ اس کا رضاعی بیٹا ہوجائے گا اور دودھ پلانے

والی کی لڑکی کی شادی اس لڑکے سے جس کو دودھ پلانے کے متعلق یہ کہتی ہے جائز نہیں یہی فتاوی شامی میں ہے۔ یعنی فتاوی قاضی خان میں جو محرمات کی تفصیل بیان کی گئی ہے اس میں ہے کہ نکاح سے پہلے یہ خبر دی گئی اور خبر دینے والا قابل اعتماد ہے تو نکاح جائز نہیں۔
(وقار الفتاوی، کتاب الرضاع ج٣،ص٦٨)

عزم سے کیا مراد ہے ؟

ع……انسان کے ارادے کو کہتے ہیں جس پر مواخذہ ہو چاہے وہ ارادہ اچھائی کا ہو یا برائی کا۔ (الصاوی،ج١،ص١٧٧)

اغراض:

خطاب للاولیاء: طلقتم کا خطاب ازواج سے بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ یہ خطاب (عورت کے) اولیاء سے ہو، معنی یہ ہے کہ اے اولیاء جب ان عورتوں کے امور تمہاری جانب سے اٹھ جائیں اور انہیں ان کے دوسرے شوہر طلاق دے لیں اور جو ان کے نفوس میں ہے وہ بھی زائل ہو جائے اور وہ اپنے پہلے شوہر سے نکاح کرنے کا ارادہ کریں تو تم پر کچھ حق نہیں ہے کہ تم انہیں نکاح سے روکو۔ (الصاوی،ج١،ص١٧٤ ملخصاً)

ان یراجعھا: یعنی جدید عقد کے ذریعے عورت کی عدت مکمل ہونے کے بعد جیسا کہ تو جانتا ہے۔ لانہ المنتفع بہ: لام تعلیلیہ مومنین کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنے کی وجہ سے ہے۔ ای ترک العضل: ابو سعود کی عبارت ہے کہ یہ نصیحت اور تقاضے کے مطابق عمل تمہارے لئے زیادہ ستھرا اور قابل نفع ہے۔ لمن اراد: یعنی والدین، اور عنقریب اس کا مفہوم اللہ ﷻ کے فرمان ﴿فان اراد فصالا﴾ میں آرہا ہے اور مفسر کا قول و لا زیادۃ علیہ دو سالوں پر مشتمل ہے جب کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ نے اس بات کا رد فرمایا ہے کہ ان مدۃ الرضاع ثلاثون شھرا یعنی مدت رضاعت تیس ماہ ہے اور امام زفر کے نزدیک تین سال ہے۔ اذا کن مطلقات: اس آیت میں اولاد کا نفقہ اس کے عجز اور ضعف کی وجہ سے والد پر واجب ہونے پر دلیل ہے، اور اللہ نے اسے ماں کی جانب اس لیے منسوب کیا ہے کہ رضاعت کے حوالے سے اسے غذا ماں ہی کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے، اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ باپ پر چھوٹے بچوں کا نفقہ واجب ہے کہ جن کے پاس مال نہ ہو۔ من اللیالی: اس میں دن بھی شامل ہے اور رات کو خصوصیت کے ساتھ دن کے سابق ہونے کی وجہ سے ذکر کیا۔ وھو الصبی: مراد اس سے رضیع ہے اور اس میں صبیۃ یعنی چھوٹی بچی بھی شامل ہے۔ فی مالہ: یعنی بچے کے مال میں سے جو کہ اس کے لئے اس کے باپ یا کسی اور نے چھوڑا ہو۔ (الجمل،ج١،ص٢٨٢)

بانفسھن: اس میں باء زائدہ تاکید کے لیے ہے، اصل عبارت یہ ہے کہ یتربصن انفسھن یعنی حاکم کے واسطے سے نہیں کیونکہ عدت حاکم کے حکم یعنی فیصلے کی محتاج نہیں ہوتی۔ ان یضعن حملھن: تمام حمل وضع کردے اگرچہ خون کا جما ہوا لوتھڑا ہو یا گوشت کا ٹکڑا، پس نکاح وضع حمل کی صورت ہی میں جائز ہوگا چہ جائے کہ وضع حمل میں طویل وقت گزر جائے۔ فیما عرضتم: عرضتم بمعنی تعریض ہے یعنی عدت میں نکاح کے حوالے سے وہ خفی کلام کیا جائے جس سے مقصود سمجھ میں آجائے۔ (الصاوی،ج١،ص١٧٦)

رکوع نمبر: ١٥

﴿لاجناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوھن﴾ وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ (تُمَاسُّوهُنَّ) اَیْ تُجَامِعُوْهُنَّ ﴿او﴾ لَمْ ﴿تفرضوا لھن فریضۃ﴾ مَهْرًا ، وَمَا مَصْدَرِيَّةٌ ظَرْفِيَّةٌ اَیْ لَا تَبْعَةَ عَلَيْكُمْ فِی الطَّلَاقِ زَمَنَ عَدَمِ الْمَسِيْسِ

وَالْفَرْضِ بِاِثْمٍ وَلَا مَهْرَ فَطَلِّقُوْهُنَّ ﴿ومتعوهن﴾ اَعْطُوْهُنَّ مَا يَتَمَتَّعْنَ بِهٖ ﴿على الموسع﴾ اَلْغَنِيِّ مِنْكُمْ ﴿قدره وعلى المقتر﴾ الضَّيِّقِ الرِّزْقِ ﴿قدره﴾ يُفِيْدُ اَنَّهُ لَا نَظَرَ اِلٰى قَدْرِ الزَّوْجَةِ ﴿متاعا﴾ تَمْتِيْعًا ﴿با لمعروف﴾ شَرْعًا صِفَةُ مَتَاعًا ﴿حقا﴾ صِفَةٌ ثَانِيَةٌ اَوْ مَصْدَرٌ مُؤَكِّدَةٌ ﴿على المحسنين (۲۳۶)﴾ اَلْمُطِيْعِيْنَ ﴿وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم﴾ يَجِبُ لَهُنَّ وَيَرْجِعُ لَكُمُ النِّصْفُ ﴿الا﴾ لٰكِنْ ﴿ان يعفون﴾ اَيِ الزَّوْجَاتُ فَيَتْرُكْنَهُ ﴿او يعفوا الذى بيده عقدة النكاح﴾ وَهُوَ الزَّوْجُ فَيَتْرُكُ لَهَا الْكُلَّ، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ: "اَلْوَلِيُّ اِذَا كَانَتْ مَحْجُوْرَةً فَلَا حَرَجَ فِيْ ذٰلِكَ" ﴿وان تعفوا﴾ مُبْتَدَأٌ، خَبَرُهُ ﴿اقرب لتقوى ولاتنسوا الفضل بينكم﴾ اَيْ يَتَفَضَّلُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ﴿ان الله بما تعملون بصير (۲۳۷)﴾ فَيُجَازِيْكُم بِهٖ ﴿حفظوا على الصلوت﴾ اَلْخَمْسِ بِاَدَآئِهَا فِيْ اَوْقَاتِهَا ﴿والصلوة الوسطى﴾ هِيَ الْعَصْرُ اَوِ الصُّبْحُ اَوِ الظُّهْرُ اَوْ غَيْرُهَا اَقْوَالٌ وَّاَفْرَدَهَا بِالذِّكْرِ لِفَضْلِهَا ﴿وقوموا لله﴾ فِي الصَّلَاةِ ﴿قنتين (۲۳۸)﴾ قِيْلَ مُطِيْعِيْنَ لِقَوْلِهٖ ﷺ "كُلُّ قُنُوْتٍ فِي الْقُرْاٰنِ فَهُوَ طَاعَةٌ" رَوَاهُ اَحْمَدُ وَغَيْرُهُ، وَقِيْلَ سَاكِتِيْنَ لِحَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ: "كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ حَتّٰى نَزَلَتْ فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ وَنُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ۔" رَوَاهُ الشَّيْخَانِ ﴿فان خفتم﴾ مِنْ عَدُوٍّ اَوْ سَيْلٍ اَوْ سَبُعٍ ﴿فرجالا﴾ جَمْعُ رَاجِلٍ اَيْ مُشَاةٍ صَلُّوا ﴿اوركبانا﴾ جَمْعُ رَاكِبٍ اَيْ كَيْفَ اَمْكَنَ مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرَهَا وَيُوْمِيَ بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ ﴿فاذا امنتم﴾ مِنَ الْخَوْفِ ﴿فاذكروا الله﴾ اَيْ صَلُّوا ﴿كما علمكم ما لم تكونوا تعلمون (۲۳۹)﴾ قَبْلَ تَعْلِيْمِهٖ مِنْ فَرَائِضِهَا وَحُقُوْقِهَا وَالْكَافُ بِمَعْنٰى مِثْلٍ وَمَا مَوْصُوْلَةٌ اَوْ مَصْدَرِيَّةٌ ﴿والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا﴾ فَلْيُوْصُوْا ﴿وصية﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ اَيْ عَلَيْهِمْ ﴿لازواجهم﴾ وَيُعْطُوْهُنَّ ﴿متاعا﴾ مَّا يَتَمَتَّعْنَ بِهٖ مِنَ النَّفَقَةِ وَالْكِسْوَةِ ﴿الى﴾ تَمَامِ ﴿الحول﴾ مِنْ مَّوْتِهِمْ اَلْوَاجِبُ عَلَيْهِنَّ تَرَبُّصُهُ ﴿غير اخراج﴾ حَالٌ اَيْ غَيْرَ مُخْرَجَاتٍ مِّنْ مَّسْكَنِهِنَّ ﴿فان خرجن﴾ بِاَنْفُسِهِنَّ ﴿فلا جناح عليكم﴾ يَا اَوْلِيَاءَ الْمَيِّتِ ﴿فى ما فعلن فى انفسهن من معروف﴾ شَرْعًا كَالتَّزَيُّنِ وَتَرْكِ الْاِحْدَادِ وَقَطْعِ النَّفَقَةِ عَنْهَا ﴿والله عزيز﴾ فِيْ مِلْكِهٖ ﴿حكيم (۲۴۰)﴾ فِيْ صُنْعِهٖ، وَالْوَصِيَّةُ الْمَذْكُوْرَةُ مَنْسُوْخَةٌ بِاٰيَةِ الْمِيْرَاثِ وَتَرَبُّصُ الْحَوْلِ بِاٰيَةِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا اَلسَّابِقَةُ الْمُتَاَخِّرَةُ فِي النُّزُوْلِ، وَالسُّكْنٰى ثَابِتَةٌ لَّهَا عِنْدَ الشَّافِعِيِّ ﴿وللمطلقت متاع﴾ يُعْطِيْنَهُ ﴿بالمعروف﴾ بِقَدْرِ الْاِمْكَانِ ﴿حقا﴾ نَصَبٌ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ ﴿على

المتقین(۲۴۱)﴿ اللّٰہ، کَرَّرَہٗ لِیَعُمَّ الْمَمْسُوْسَۃَ اَیْضًا اِذِ الْاٰیَۃُ السَّابِقَۃُ فِیْ غَیْرِھَا ﴿کذلک﴾ کَمَا بَیَّنَ لَکُمْ مَا ذُکِرَ ﴿یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم تعقلون(۲۴۲)﴾ تَتَدَبَّرُوْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

تم پر کچھ مطالبہ نہیں تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو (ایک قرأت میں تمسوھن کی جگہ تماسوھن بمعنی تجامعوھن یعنی جب تک تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو ہے) یا (نہ) کوئی مہر مقرر کرلیا ہو......۱......(فریضۃ بمعنی مھراً ہے اور ما مصدریہ ظرفیہ ہے یعنی ان عورتوں سے جماع کرنے اور مہر مقرر کرنے سے قبل طلاق دینے کی صورت میں نہ تو تم پر کچھ گناہ ہے اور نہ ہی مہر دینا، پس تم ان عورتوں کو طلاق دیدو......۲......) اور ان کو کچھ برتنے کو دو (یعنی انہیں کچھ دو جس سے وہ نفع اٹھا سکیں) مقدور والے پر (یعنی غنی پر) اس کے لائق اور تنگدست پر (یعنی کم روزی والے پر) اس کے لائق (اس قید سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اس میں بیوی کی حیثیت کا اعتبار نہیں) کچھ برتنے کی چیز (متاعاً بمعنی تمتیعا ہے) حسبِ دستور (یعنی شرعی طریقے کے مطابق، شرعًا، متاعًا کی صفت ہے) یہ واجب ہے (حقًا، متاعًا کی صفت ثانی ہے یا مفعول مطلق تاکید ہے) بھلائی والوں پر (یعنی فرمانبرداروں پر) اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے (یعنی ان عورتوں پر نصف لینا واجب ہے اور بقیہ نصف تمہارے پاس لوٹ آئیگا) مگر (الا بمعنی لکن ہے) یہ کہ کچھ وہ چھوڑ دیں (یعنی بیویاں مہر لینا چھوڑ دیں) یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے (یعنی شوہر کہ وہ بیوی کیلئے کل مہر چھوڑ دے، حضرت سیدنا ابن عباس سے روایت ہے کہ اس سے مراد ولی ہے جب کہ مطلقہ عورت محجورہ ہو تو اس میں حرج نہیں) کہ اور اے مَرد و تمہارا زیادہ دینا (ان تعفوا مبتدا ہے جسکی خبر آگے ہے) پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بُھلا نہ دو (یعنی تم میں سے ہر ایک دوسرے پر احسان کرے) بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (وہ تمہیں ان کاموں کی جزا دیگا) نگہبانی کرو سب نمازوں کی (یعنی پانچوں نمازوں کی اور انہیں انکے اوقات میں ادا کرو) اور بیچ کی نماز کی......۳......(اس سے مراد نماز عصر ہے یا نماز فجر یا نماز ظہر، اور اسکے علاوہ دیگر بھی اقوال ہے اور صلوۃ وسطی کا الگ ذکر کرنا اسکی فضیلت کی وجہ سے ہے) اور کھڑے ہو اللہ کے حضور (نماز میں) ادب سے (یعنی اطاعت کرتے ہوئے، نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ قرآن میں مذکور ہر قنوت بمعنی طاعت ہے اسکو امام احمد وغیرہ نے روایت کیا اور یہ بھی منقول ہے کہ قانتین بمعنی ساکتین ہے یعنی خاموش کھڑے رہو......۴......حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی وجہ سے، کہ آپ فرماتے ہیں: ''ہم نماز میں گفتگو کررہے تھے یہاں تک کہ یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی اور ہمیں سکوت کا حکم دیا گیا اور گفتگو سے منع کردیا گیا۔'' اس حدیثِ پاک کو شیخین نے روایت کیا ہے) پھر اگر خوف میں ہو (دشمن یا سیلاب یا درندے کے) تو پیادہ (رجالا، راجل کی جمع ہے یعنی پیدل چلتے ہوئے نماز پڑھو) یا سوار جیسے بن پڑے (رکبانا، راکب کی جمع ہے یعنی جیسے ممکن ہو، استقبالِ قبلہ ہو سکے یا نہ ہو سکے خواہ اشارے سے ہی رکوع وسجود ہو......۵......) پھر جب تمہیں امن حاصل ہو جائے (خوف سے) تو اللہ کی یاد کرو (یعنی نماز پڑھو) جیسا اس نے سکھایا جو تم نہ جانتے تھے (یعنی اللہ جَلَّ جَلالُہٗ کے سکھانے سے قبل تم نماز کے فرائض اور حقوق کا علم نہیں رکھتے تھے، آیتِ مبارکہ میں مذکور کما میں کاف بمعنی مثل ہے اور ما یا تو موصولہ ہے یا پھر مصدریہ) اور جو تم میں مریں اور

بیبیاں چھوڑ جائیں (تو چاہیے کہ وہ وصیت کریں، یعنی) وصیت (اور ایک قرأت میں وصیت رفع کے ساتھ ہے اس صورت میں معنی ہوگا ان پر وصیت کرنا لازم ہے) اپنی عورتوں کے لئے (اور چاہیے کہ وہ انہیں دیں) خرچہ (جس کے ساتھ وہ نفع اٹھائیں جیسے نفقہ اور لباس) سال بھر تک.....(یعنی شوہروں کی موت کے وقت سے عورتوں پر واجب ہے کہ وہ ایک سال تک اپنی جان کو روکیں رکھیں) بغیر نکالے (غیر اخراج ،لازواجھم سے حال ہے یعنی انہیں انکے مکانوں سے نہ نکالا جائے) پھر اگر وہ خود چلی جائیں (یعنی خود نکل جائیں) تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں (اے میت کے اولیاء!) جو انہوں نے اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا (یعنی مواقف شرع کیا جیسے زیب وزینت کرنا، سوگ نہ کرنا یا خود ہی نفقہ سے محروم ہو جانا) اور اللہ غالب (ہے اپنی بادشاہت میں اور) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں، مذکورہ وصیت آیتِ میراث سے منسوخ ہوگئی اور سال بھر روکنا ﴿اربع اشھر وعشرا﴾ سے منسوخ ہے جو کہ نزول کے اعتبار سے اس سے مؤخر ہے اور امام شافعی کے نزدیک عورت کیلئے سکنیٰ ثابت ہے) اور طلاق والیوں کے لئے بھی نان ونفقہ ہے (جو انہیں دیا جائے گا) مناسب طور پر (بقدر ممکن) یہ واجب ہے (حقًا فعل مقدر یا فاعل حق ذلک کی وجہ سے منصوب ہے) پرہیز گاروں پر (اللہ نے اسکو مکرر بیان فرمایا تاکہ یہ حکم ممسوسہ کو بھی شامل ہو جائے کیونکہ پچھلی آیت غیر ممسوسہ کے بارے میں تھی) یونہی (جیسا کہ احکامِ مذکورہ تمہارے لئے بیان کئے) اللہ بیان کرتا ہے تمہارے لئے اپنی آیتیں تاکہ تم سمجھ جاؤ (تعقلون بمعنی تتدبرون ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لاجناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوھن اوتفرضوا لھن فریضۃ﴾

لاجناح علیکم: جملہ اسمیہ مستانفہ، ان: شرطیہ، طلقتم: فعل بافاعل، النساء: مفعول، ما: مصدریہ ظرفیہ زمانیہ، لم تمسوھن: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، تفرضوا لھن فریضۃ: معطوف، ملکر ظرف، طلقتم فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط، جزا محذوف فلا تعطوھن المھر، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومتعوھن علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ متاعا بالمعروف﴾

و: عاطفہ، متعوھن: فعل بافاعل ومفعول، علی الموسع: ظرف مستقر خبر مقدم، قدرہ: مبتدا مؤخر، جملہ ہوکر معطوف علیہ، وعلی المقتر قدرہ: جملہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر حال ہے فاعل سے، متاعا: اسم مصدر بمعنی مصدر تمتیعا موصوف، بالمعروف: صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ہے ماقبل جزا محذوف فلا تعطوھن المھر پر۔

﴿حقا علی المحسنین﴾

حقا: مصدر، علی المحسنین: متعلق ہے مصدر کیلئے، مصدر اپنے متعلق سے ملکر مفعول مطلق فعل محذوف متعوا کا، فعل اپنے فاعل و مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم الا ان یعفون او یعفوا الذی بیدہ عقدۃ النکاح﴾

و: عاطفہ، اِنْ: شرطیہ، طلقتموھن: فعل بافاعل ومفعول، من قبل ان تمسوھن: ظرف لغو، وقد فرضتم لھن فریضۃ: جملہ حال ہے فاعل سے، یہ سب ملکر شرط، ف: جزائیہ، علیکم خبر مقدم محذوف، نصف: مضاف، ما فرضتم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،

مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مستثنی منہ ،الا :حرف استثناء ،انْ :مصدریہ ،یعفون :جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،او یعفوا الذی...... الخ جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر مستثنی ،اپنے مستثنی منہ سے ملکر مبتدا مؤخر ،اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿و ان تعفوا اقرب للتقوی﴾

و :استینافیہ ،ان تعفوا :مصدر مؤول مبتدا ،اقرب :اسم تفضیل ،للتقوی :ظرف لغو ،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و لا تنسوا الفضل بینکم ان اللہ بما تعملون بصیر﴾

و :عاطفہ ،لاتنسوا :فعل وفاعل ،الفضل :مفعول ،بینکم :ظرف مستقر حال ہے مفعول سے ،ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ،انّ :حرف مشبہ بالفعل ،اللہ :اسم جلالت اسم ،بما تعملون بصیر :شبہ جملہ ہوکر خبر ،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿حفظوا علی الصلوت و الصلوۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین﴾

حفظوا :فعل امر وفاعل ،علی :جار ،الصلوات :معطوف علیہ ،والصلوۃ الوسطی :مرکب توصیفی معطوف ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو ،فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ ،وقوموا للہ قانتین :جملہ فعلیہ معطوف ہے ماقبل پر۔

﴿فان خفتم فرجالا او رکبانا﴾

ف :استینافیہ ،انْ :شرطیہ ،خفتم :فعل بافاعل ،ملکر شرط ،ف :جزائیہ ،صلوا فعل محذوف ،واؤ ضمیر فاعل ،رجالا او رکبانا :حال ہے واؤ ضمیر سے ،یہ سب ملکر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاذا امنتم فاذکروا اللہ کما علمکم مالم تکونوا تعلمون﴾

ف :استینافیہ ،اذا :ظرفیہ متضمن بمعنی شرط ،امنتم :فعل بافاعل ،ملکر شرط ،ف :جزائیہ ،اذکروا :فعل بافاعل ،اللہ :اسم جلالت مفعول ،ک :جار ،ما :مصدریہ ،علمکم :فعل بافاعل ومفعول ،ما لم تکونوا تعلمون :مفعول ثانی ،جملہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور ،ملکر مفعول مطلق ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیۃ لازواجھم متاعا الی الحول غیر اخراج﴾

و :استینافیہ ،الذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا :موصول صلہ ملکر مبتدا ،یوصون فعل محذوف واؤ ضمیر فاعل ،وصیۃ لازواجھم :مبدل منہ ،متاعا الی الحول :ذوالحال ،غیر اخراج :حال ،جوذوالحال سے ملکر بدل ،جو مبدل منہ سے ملکر مفعول مطلق ،جملہ فعلیہ ہوکر خبر ،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان خرجن فلا جناح علیکم فی ما فعلن فی انفسھن من معروف﴾

ف :استینافیہ ،ان :شرطیہ ،خرجن :فعل بافاعل ملکر شرط ،ف :جزائیہ ،لا :نفی جنس ،جناح :ذوالحال ،فی :جار ،مافعلن ......الخ :جملہ موصول صلہ ملکر مجرور ،ملکر ظرف مستقر ہوکر حال ،ملکر اسم ،علیکم :ظرف مستقر خبر ،لانفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ عزیز حکیم﴾ و :مستانفہ ،اللہ :اسم جلالت مبتدا ،عزیز :خبر اول ،حکیم :خبر ثانی ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللمطلقت متاع بالمعروف حقا علی المتقین﴾

و :مستانفہ ،للمطلقت :خبر مقدم ،متاع بالمعروف :موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر ،حق فعل محذوف ھو ضمیر فاعل ،حقا :مصدر ،علی المتقین :ظرف لغو ،مصدر اپنے متعلقات سے ملکر مفعول مطلق ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم تعقلون﴾

کذلک: جارمجرورظرف مستقر،تبیینـاًمصدرمحذوف کی صفت،مرکب توصیفی مفعول مطلق،یبین:فعل،اللّٰـہ: اسم جلالت فاعل ،لکم: ظرف لغو،ایتہ: مفعول بہ،لعلکم تعقلون:جملہ اسمیہ ہوکرحال ہے ماقبل لکم میں کم ضمیر سے۔

﴿شان نزول﴾

☆......**لا جناح علیکم ان طلقتم**......☆یہ آیت ایک انصاری کے باب میں نازل ہوئی جنہوں نے قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیااورکوئی مہرمعین نہ کیاپھرہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مہر:

۱......**مہرمعجل** وہ مہریاپارہ مہرکاہے،جس کااداکرنافوراًقرارپایاہو،خوداز روئے شرط کہ نفس عقدنکاح میں تعجیل مذکورہویا عقدکے بعدشرط تعجیل ٹھہری،خواہ ازروئے عرف جبکہ وہ شرط صحیح کے مخالف نہ واقع ہویہ مہرفوراًواجب الاداہوتاہے یہاں تک کہ اس کے اداسے پہلے شوہرعورت کوبے اس کی رضاکے ہاتھ نہیں لگاسکتابلکہ رخصت نہیں کراسکتا،اور **مؤجل** وہ جس کے لئے کوئی میعادمعین قرار دی گئی ہومثلاًایک سال،دس سال،یاجس قدرٹھہرائیں،یہ اس وقت واجب الاداہوگاجب وعدے کاوقت آجائے اس سے پہلے عورت اس کامطالبہ نہیں کرسکتی۔ (الفتاوی الرضویۃ مخرجہ،ج۱۲،ص۱۴۲)

بغیرمہرکاذکرکیے بھی نکاح درست ہےاورمہرکی کم سے کم مقداردس درہم ہے(یعنی دوتولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی یااس کی رقم مہرواجب ہے)،پھراگرکوئی شخص دس درہم سے کم مہرذکرکرے تواسے دس درہم ہی مہردیاجائے گااوراگردس درہم سے زیادہ مہر ذکرکیاجائے توجتناذکرکیاگیااتناہی دے جبکہ شوہرنے اس سے دخول کرلیاہویافوت ہوجائے اوراگردخول اورخلوت سے پہلے ہی طلاق دیدی توذکرکردہ مہرکانصف دے گااوراگراسطرح نکاح کیاکہ مہرہی ذکرنہ کیایایہ کہاکہ کوئی مہرعورت کونہ دیاجائے گاتوعورت کیلئے مہرمثل ہوگاجبکہ عورت کیساتھ دخول کیایامرگیااوراگردخول اورخلوت سے قبل ہی طلاق دے ڈالی توتین کپڑے قمیص اور دوچادریں دے گا۔ (المختصرللقدوری،کتاب النکاح،ص۱۵۵)

نوٹ:

مہرسے متعلق مزیدتفصیلات جاننے کیلئے اعلیٰ حضرت مجدددین وملت پروانہ شمع رسالت عظیم البرکت مولاناالشاہ احمدرضا خان فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہ کارسالہ **البسط المسجل فی امتناع الزوجۃ بعدالوطی للمعجل** کامطالعہ کریں۔

خلوت صحیحہ جماع اورمہرکے قائم مقام ہے!

۲......خلوت صحیحہ یہ ہے کہ زوج اورزوجہ ایک مکان میں جمع ہوں اورکوئی چیزمانع جماع نہ ہویہ خلوت جماع ہی کے حکم میں ہےاورموانع جماع تین ہیں:(۱)......**حسی** یہ کہ شوہربیمارہےتومطلقاًخلوت صحیحہ نہ ہوگی اورزوجہ بیمارہوتواس حدکی بیماری کہ وطی سے ضررکااندیشہ صحیح ہواورایسی بیماری نہ ہوتوخلوت صحیحہ ہوجائے گی۔(۲)......**مانع طبعی** یہ ہے کہ کوئی تیسراعاقل شخص موجودہواگرچہ وہ تیسراشخص سوتاہویااندھاہویااسکی دوسری بی بی ہو،دونوں میں کسی کی باندی ہوہاں ایسابچہ ہے جودوسروں کے

سامنے ان کے مابین معاملات کو بیان نہ کر سکے تو اس کا ہونا مانع نہ ہوگا بلکہ خلوت مانی جائے گی، مجنون اور معتوہ بچہ کے حکم میں ہیں اگر عقل کچھ رکھتے ہیں تو خلوت نہ ہوگی ورنہ ہو جائے گی اور وہ شخص بیہوشی میں ہے تو خلوت ہو جائے گی اگر وہاں مرد کا کتا ہے اور کٹکھنا ہے جب بھی خلوت نہ ہوگی ورنہ ہو جائے گی اور اگر عورت کا کتا ہے تو خلوت نہ ہوگی اور (۳)......مانع شرعی یہ ہے کہ عورت یا مرد میں سے کوئی فرض یا نفل کے احرام میں ہو، عورت حیض و نفاس والی ہو یا ان دونوں میں سے کسی نے فرض ماہ رمضان کا روزہ رکھا ہو یا نماز کی حالت میں ہو ان سب صورتوں میں خلوت صحیحہ نہ ہوگی ہاں اگر نفل روزہ یا نماز یا کفارہ یا قضاء کا روزہ ہو تو ایسی صورت میں خلوت صحیحہ سے مانع نہیں ہاں اگر دونوں ایک جگہ جمع ہوئے اور کوئی مانع حسی، شرعی یا طبعی پایا جائے تو ایسی خلوت خلوتِ فاسدہ کہلائے گی۔ خلوت صحیحہ مسجد، شاہراہ عام، حمام، صحراء، چھت اور ایسا گھر جس کا دروازہ کھلا ہوا ہو اس میں خلوت نہ ہوگی۔ اور احناف کے نزدیک خلوت صحیحہ سے مہر مؤکد ہو جاتا ہے۔ (الدر المختار، ج ٤، ص ٢٤٩، ملخصاً)

صلوٰۃ وسطیٰ:

۳......صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ٤٣)

امام کے پیچھے خاموشی اختیار کریں!

۴......امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھے یعنی خاموشی اختیار کرے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من صلی خلف الامام فان قرائة الامام له قرائة یعنی جو شخص امام کے پیچھے نماز ادا کرے تو (اسے چاہیے کہ خاموشی اختیار کرے) اس لئے کہ امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا ہے۔ (مسند امام اعظم، باب قرائۃ الامام، ص ١٠٢ مترجم)

☆...... حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر سے دریافت کیا گیا کہ کیا مقتدی بھی امام کے پیچھے قرائت کرے گا؟ تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرائت اسے کافی ہے۔

☆......حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھتے تھے۔

(موطا امام مالک، باب ترک القرائۃ خلف الامام، ص ٥٩)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی نماز سے فارغ ہوئے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے قرائت کی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرآن پڑھا''؟ ایک شخص نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے پڑھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کہ اسی لئے تو میں بھی کہہ رہا تھا کہ کیا ہوا کہ کوئی شخص قرآن میں مجھ سے جھگڑ رہا ہے۔'' (سنن نسائی، کتاب الافتتاح، باب ترک القرائۃ خلف الامام، ص ٢٣٥)

بحالت خوف پڑھی گئی نماز کا حکم:

۵......نماز خوف جائز ہے جبکہ دشمنوں کا قریب میں ہونا یقین کے ساتھ معلوم ہو اور اگر یہ گمان تھا کہ دشمن قریب میں ہیں اور نماز خوف پڑھی بعد کو گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو مقتدی نماز کا اعادہ کریں یہ مسئلہ امام اعظم اور امام محمد علیہما الرحمۃ کے نزدیک ہے جبکہ امام ابو یوسف کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری کے بعد یہ نماز جائز نہیں۔ (الدر المختار، ج ٣، ص ٧٣)

عدت:

٦......نکاح یا شبہ نکاح کے زوال کے بعد (ایک وقت تک) عورت کا نکاح سے رکنا عدت کہلاتا ہے۔ نئے نکاح کے لئے

مدت کے گزر جانے کا انتظار کرنا بھی عدت کہلاتا ہے۔ ((التعریفات، ص ۱۵۱، رد المحتار، ج ۵، ص ۱۱۷)

ابتدائے اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے ہاں رہ کر نان نفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی۔ پھر ایک سال کی عدت تو ﴿یتربصن بانفسهن اشهر وعشرا﴾ سے منسوخ ہوگئی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر کی گئی اور سال بھر کا نفقہ آیتِ میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکے میں مقرر کیا گیا، لہٰذا اب اس وصیت کا حکم باقی نہ رہا، حکمت اسکی یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنے مورث کی بیوہ کا نکلنا یا غیر سے نکاح کرنا بالکل گوارا ہی نہ کرتے اور اسکو عار سمجھتے تھے اس لئے اگر ایک دم چار ماہ دس دن کی عدت مقرر کی جاتی تو یہ ان پر گراں گزرتا لہٰذا انہیں بتدریج راہ پر لایا گیا۔ (خزائن العرفان الشیة ۸۹ ٤)

اغراض:

وفی قرائة تماسوهن : تاء کی ضمہ کے ساتھ ماس مماسة باب مفاعلہ سے ہے، اس لئے کہ زن وشوہر ہر ایک دوسرے کو مس کرتا ہے، اور اس بناء پر آیت مبارکہ کا مفہوم مشکل بنے گا کہ مس کرنے کے بعد طلاق دینے میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ اس صورت میں مہر واجب ہوتا ہے۔ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ گناہ کا گمان مہر پہنچانے کی وجہ سے ہے، اور گناہ اس لئے پایا گیا کہ حیض کے زمانے میں طلاق ہوئی ہے اور بہر حال اگر طلاق دخول سے پہلے ہو تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہوا کرتا۔ یفیدانہ لانظر الی قدر الزوجة : یہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے اقوال میں سے ایک قول ہے اور امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہ مفتی بہ قول ہے لیکن امام شافعی علیہ الرحمۃ زوج اور زوجہ کی حالت کی رعایت کرتے ہوئے اس پر اعتماد کرتے ہیں۔ تمتیعا: اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ اسم مصدر مصدر کے معنی میں ہے۔ شرعا: یعنی کسی چیز کے ساتھ حرام نہیں۔

فریضة : بمعنی مفروضة مفعول بہ ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مفعول مطلق بمعنی فرض ہے لیکن اول صورت قریب ترین ہے۔ یجب لهن : احتمال ہے کہ جملہ خبریہ ہے محذوف مبتداء کی، تقدیر عبارت اس طرح ہے فاللازم لکم ما فرضتم، اور ما اسم موصول ہے اور ضمیر عائد محذوف ہے، اور جملہ فرضتم اس کا صلہ ہے اور لفظ نصف قرآن مجید میں تمام مقامات پر نون کے کسرہ ہی کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ والذین یتوفون منکم : حاصل یہ کہ ابتدائے اسلام میں جب کسی آدمی کی موت کا وقت قریب آتا تو وہ ایک سال تک اپنی زوجہ کے نفقہ، سکنہ اور کسوہ کی وصیت کرتا اور یہ اس عورت کی عدت قرار پاتی اور یہ حکم اس عورت سے منقطع نہ ہوتا مگر یہ کہ (بعد عدت) وہ گھر سے باہر نکلتی، پھر یہ حکم منسوخ کر دیا۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۱۷۷ وغیرہ)

الولی : ولی وہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ فلا حرج فی ذلک : یعنی معاف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ کہے کہ فلا تنصیف تیرے لئے نصف نہیں ہے تو یہ بات زیادہ واضح ہے۔ ای مشاة : یعنی قبلے کی جانب رخ کر کے یا نہیں۔

باداتها فی اوقاتها : خازن کی عبارت ہے کہ نماز کو اس کی تمام شرائط، حدود، ارکان، افعال کو اس کے اوقات مخصوصہ میں ادا کرے۔ او غیرها : اس بارے میں متعدد اقوال ہیں ایک قول کے مطابق اس سے مراد مغرب ہے، ایک قول یہ کیا گیا کہ اس سے مراد نماز عشاء ہے، نماز جنازہ، پانچوں نمازوں میں سے کوئی ایک اور نماز جمعہ وغیرہ اقوال ہیں۔ کنا نتکلم فی الصلاة: یعنی آدمی نماز میں اپنے برابر میں کھڑے شخص سے کلام کرتا یہاں تک کہ ممانعت کے بارے میں آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ای صلوا : نماز کو ذکر کہا گیا ہے اس لئے کہ یہ مختلف اقسام کے اذکار کا مجموعہ ہے۔ والسکنی ثابتة لها عند الشافعی : امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک وجوب سکنی غیر منسوخ ہے اسلئے کہ ابتدائے اسلام میں عورت پر ایک سال کی عدت واجب تھی اور امام

شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہ حکم وجوب چار ماہ دس دن میں برقرار ہے اور سال بھر کا وجوب منسوخ ہے۔ (الجمل، ج ١، ص ٢٩٣)

رکوع نمبر: ١٦

﴿الم تر﴾ اِسْتِفْهَامُ تَعْجِيْبٍ وَّتَشْوِيْقٍ اِلٰى اِسْتِمَاعِ مَا بَعْدَهٗ اَىْ يَنْتَهِ عِلْمُكَ ﴿الى الذين خرجوا من ديارهم وهم الوف﴾ اَرْبَعَةٌ اَوْ ثَمَانِيَةٌ اَوْ عَشَرَةٌ اَوْ ثَلٰثُوْنَ اَوْ اَرْبَعُوْنَ اَوْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا ﴿حذر الموت﴾ مَفْعُوْلٌ لَّهٗ وَهُمْ قَوْمٌ مِّنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ وَقَعَ الطَّاعُوْنُ بِبِلَادِهِمْ فَفَرُّوْا ﴿فقال لهم الله موتوا﴾ فَمَاتُوْا ﴿ثم احياهم﴾ بَعْدَ ثَمَانِيَةِ اَيَّامٍ اَوْ اَكْثَرَ بِدُعَاءِ نَبِيِّهِمْ حِزْقِيْلَ بِكَسْرِ الْمُهْمَلَةِ وَالْقَافِ وَسُكُوْنِ الزَّاىِ فَعَاشُوْا دَهْرًا عَلَيْهِمْ اَثَرُ الْمَوْتِ لَا يَلْبَسُوْنَ ثَوْبًا اِلَّا عَادَ كَالْكَفَنِ وَاسْتَمَرَّتْ فِىْ اَسْبَاطِهِمْ ﴿ان الله لذو فضل على الناس﴾ وَمِنْهُ اِحْيَاءُ هٰؤُلَاءِ ﴿ولكن اكثر الناس﴾ وَهُمُ الْكُفَّارُ ﴿لايشكرون (٢٤٣)﴾ وَالْقَصْدُ مِنْ خَبَرِ ذِكْرِ هٰؤُلَاءِ تَشْجِيْعُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ وَلِذَا عُطِفَ عَلَيْهِ ﴿وقاتلوا فى سبيل الله﴾ اَىْ لِاِعْلَاءِ دِيْنِهٖ ﴿واعلموا ان الله سميع﴾ لِاَقْوَالِكُمْ ﴿عليم (٢٤٤)﴾ بِاَحْوَالِكُمْ فَيُجَازِيْكُمْ ﴿من ذا الذى يقرض الله﴾ بِاِنْفَاقِ مَالِهٖ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴿قرضا حسنا﴾ بِاَنْ يُّنْفِقَهٗ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَنْ طِيْبِ قَلْبٍ ﴿فيضعفه﴾ وَفِىْ قِرَاءَةٍ فَيُضَعِّفَهٗ بِالتَّشْدِيْدِ ﴿له اضعافا كثيرة﴾ مِّنْ عَشْرٍ اِلٰى اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِمِائَةٍ كَمَا سَيَاْتِىْ ﴿والله يقبض﴾ يُمْسِكُ الرِّزْقَ عَمَّنْ يَّشَآءُ اِبْتِلَاءً ﴿ويبسط﴾ يُوَسِّعُهٗ لِمَنْ يَّشَاءُ اِمْتِحَانًا ﴿واليه ترجعون (٢٤٥)﴾ فِى الْاٰخِرَةِ بِالْبَعْثِ فَيُجَازِيْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ ﴿الم تر الى الملا﴾ اَلْجَمَاعَةِ ﴿من بنى اسراء يل من بعد﴾ مَوْتِ ﴿موسى﴾ اَىْ اِلٰى قِصَّتِهِمْ وَخَبَرِهِمْ ﴿اذ قالوا لنبى لهم﴾ هُوَ شَمْوِيْلُ ﴿ابعث﴾ اَقِمْ ﴿لنا ملكا نقاتل﴾ مَعَهٗ ﴿فى سبيل الله﴾ تَنْتَظِمُ بِهٖ كَلِمَتُنَا وَنَرْجِعُ اِلَيْهِ ﴿قال﴾ النَّبِىُّ لَهُمْ ﴿هل عسيتم﴾ بِالْفَتْحِ وَالْكَسْرِ ﴿ان كتب عليكم القتال الا تقاتلوا قالوا﴾ خَبَرُ عَسٰى وَالْاِسْتِفْهَامُ لِتَقْرِيْرِ التَّوَقُّعِ بِهَا ﴿وما لنا الا نقاتل فى سبيل الله وقد اخرجنا من ديارنا وابنائنا﴾ بِسَبْيِهِمْ وَقَتْلِهِمْ وَقَدْ فَعَلَ بِهِمْ ذٰلِكَ قَوْمُ جَالُوْتَ اَىْ لَا مَانِعَ لَنَا مِنْهُ مَعَ وُجُوْدِ مُقْتَضِيْهِ، قَالَ تَعَالٰى ﴿فلما كتب عليهم القتال تولوا﴾ عَنْهُ وَجَبُنُوْا ﴿الا قليلا منهم﴾ وَهُمُ الَّذِيْنَ عَبَرُوا النَّهْرَ مَعَ طَالُوْتَ كَمَا سَيَاْتِىْ ﴿والله عليم بالظالمين (٢٤٦)﴾ فَيُجَازِيْهِمْ وَسَاَلَ النَّبِىُّ رَبَّهٗ اِرْسَالَ مَلِكٍ فَاَجَابَهٗ اِلٰى اِرْسَالِ طَالُوْتَ ﴿وقال لهم نبيهم ان الله قد بعث لكم طالوت ملكا قالوا انى﴾ كَيْفَ ﴿يكون له الملك علينا ونحن احق بالملك منه﴾ لِاَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ سِبْطِ الْمَمْلَكَةِ وَلَا النُّبُوَّةِ وَكَانَ دَبَّاغًا اَوْ رَاعِيًا ﴿ولم يؤت سعة من المال﴾ يَسْتَعِيْنُ بِهَا عَلٰى اِقَامَةِ الْمُلْكِ ﴿قال﴾ النَّبِىُّ لَهُمْ ﴿ان الله اصطفه﴾ اِخْتَارَهٗ لِلْمُلْكِ ﴿عليكم وزاده بسطة﴾ سَعَةً ﴿فى العلم والجسم﴾ وَكَانَ اَعْلَمَ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ يَوْمَئِذٍ وَّاَجْمَلَهُمْ وَاَتَمَّهُمْ خَلْقًا ﴿والله يؤتى ملكه من يشاء﴾ اِيْتَاءَهٗ لَا اِعْتِرَاضَ عَلَيْهِ ﴿والله واسع﴾ فَضْلُهٗ ﴿عليم (٢٤٧)﴾ بِمَنْ هُوَ اَهْلٌ لَّهٗ ﴿وقال لهم نبيهم﴾ لَمَّا طَلَبُوْا مِنْهُ اٰيَةً عَلٰى مُلْكِهٖ ﴿ان اية ملكه ان ياتيكم التابوت﴾ اَلصُّنْدُوْقُ كَانَ فِيْهِ صُوَرُ الْاَنْبِيَآءِ اَنْزَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى اٰدَمَ وَاسْتَمَرَّ

اِلَيْهِم فَغَلَبَتْهُمُ الْعَمَالِقَةُ عَلَيْهِ وَاَخَذُوْهُ وَكَانُوا يَسْتَفْتِحُوْنَ بِهٖ عَلٰى عَدُوِّهِمْ وَيُقَدِّمُوْنَهٗ فِي الْقِتَالِ وَيَسْكُنُوْنَ اِلَيْهِ كَمَا قَالَ تَعَالٰى ﴿فيه سكينة﴾ طُمَانِيْنَةٌ لِقُلُوْبِكُمْ ﴿من ربكم وبقية مما ترك ال موسى وال هارون﴾ اَىْ تَرِكَاهُ وَهِىَ نَعْلَا مُوْسٰى وَعَصَاهُ وَعِمَامَةُ هَارُوْنَ وَقَفِيْزٌ مِّنَ الْمَنِّ الَّذِىْ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ وَرُضَاضُ الْاَلْوَاحِ ﴿تحمله الملئكة﴾ حَالٌ مِّنْ فَاعِلِ يَاْتِيَكُمْ ﴿ان فى ذلك لاية لكم﴾ عَلٰى مُلْكِهٖ ﴿ان كنتم مؤمنين (۲۴۸)﴾ فَحَمَلَتْهُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى وَضَعَتْهُ عِنْدَ طَالُوْتَ فَاَقَرُّوْا بِمُلْكِهٖ وَتَسَارَعُوْا اِلَى الْجِهَادِ فَاخْتَارَ مِنْ شَبَابِهِمْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا.

﴿ترجمہ﴾

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں (یہ استفہام تعجب میں ڈالنے اور مابعد والی بات بغور سننے کا شوق دلانے کیلئے ہے معنی یہ ہے کہ کیا آپکا علم ان تک نہیں پہنچتا) جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں......! ...... (یعنی چار، آٹھ، دس، تیس، چالیس، یا ستر ہزار) تھے موت کے ڈر سے (حذر الموت مفعول لہ ہے اور یہ لوگ بنی اسرائیل کے تھے جنکے شہر میں طاعون پھیلا تو وہ موت سے ڈر کر بھاگے) تو اللہ نے ان سے فرمایا مرجاؤ (تو وہ مرگئے) پھر انہیں زندہ فرمادیا (آٹھ یا اس سے زائد دنوں کے بعد، انکے نبی حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا کی برکت سے لفظ حزقیل ح اور ق کے کسرہ اور ز کے سکون کے ساتھ ہے اور وہ ایک عرصے تک زندہ رہے کہ ان پر اثرِ موت پایا جاتا تھا وہ جب کبھی کپڑا پہنتے تو وہ کفن کی طرح ہو جاتا اور یہ اثر انکی نسلوں میں بھی باقی رہا) بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے (یعنی ان لوگوں کا زندہ کرنا بھی اللہ ہی کا فضل تھا) مگر اکثر لوگ (یعنی کفار) ناشکرے ہیں (ان لوگوں کے واقعہ کو ذکر کرنے کا مقصد مؤمنوں کو جہاد پر ابھارنا ہے، اسی لئے اس پر مابعد آیتِ کریمہ کا عطف ہے کہ) اور لڑو اللہ کی راہ میں (یعنی اسکے دین کی سربلندی کیلئے) اور جان لو کہ اللہ سنتا (ہے، تمہاری باتوں کو اور) جانتا ہے (تمہارے احوال کو تو وہ تمہیں انکا بدلہ دیگا) ہے کوئی جو اللہ کو قرض دے (یعنی اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کر کے، اسے) قرضِ حسن دے (بایں طور کہ وہ اپنا مال خوش دلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے) تو اللہ بڑھادے (اور ایک قرأت میں یضعفہ تشدید کے ساتھ ہے) اس کے لئے کئی گنا (یعنی دس سے لیکر سات سو گنا تک جیسا کہ عنقریب آئیگا) اور اللہ تنگی (یعنی رزق روک لیتا ہے بطورِ آزمائش جس سے چاہے) اور کشائش کرتا ہے (یعنی رزق وسیع کرتا ہے بطورِ امتحان جس کیلئے چاہتا ہے) اور تمہیں اسی کی طرف پھر جانا (ہے، آخرت میں مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے بعد وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیگا) اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا ایک گروہ (یعنی جماعت) کو بنی اسرائیل کے جو موسیٰ کے بعد ہوا (یعنی حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہوا معنی یہ ہیں کہ کیا آپ نے انکے قصے اور خبر کو نہ دیکھا) جب اپنے ایک پیغمبر (یعنی حضرت سیدنا شمویل علیہ السلام) سے بولے مقرر کیجئے (یعنی کھڑا کیجئے) ہمارے لیے ایک بادشاہ کہ ہم لڑیں (اس کیساتھ مل کر) خدا کی راہ میں (کہ جس کے ذریعے ہمارا دستہ منظم ہو سکے اور ہم اسکی طرف رجوع کریں) نبی نے (ان سے) فرمایا کیا تمہارے انداز ایسے ہیں (عسیتم سین کی فتحہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ ہے) کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو (الا تقاتلوا، عسی کی خبر ہے اور یہ استفہام اس بات کی تقریر کیلئے ہے) بولے ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے وطن اور اپنی اولاد سے (یوں کہ ہماری اولاد کو قیدی بنالیا گیا انہیں قتل کر دیا گیا اور یہ ناروا سلوک انکے ساتھ قوم جالوت نے کیا تھا، آیت کا معنی یہ ہے کہ ہمارے لئے قتال سے کوئی مانع نہیں بلکہ مقتضیِ قتال موجود ہے، پس اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ) پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا منہ

پھیر گئے (جہاد کرنے سے اور بزدلی کا مظاہرہ کیا) مگر ان میں کے تھوڑے (اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو پار کیا جسکا ذکر آگے آئیگا) اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو (وہ انہیں انکے کفر کی جزا دیگا، اور نبی نے اپنے رب سے بادشاہ مقرر کرنے کا سوال کیا تو رب نے انکی عرض قبول فرمائی اور طالوت کو مقرر کیا) اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا بیشک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے بولے اسے کیونکر ہوگی (انــــی بمعنی کیف ہے) ہم پر بادشاہی اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں (کہ وہ نہ تو خاندانِ شاہی سے ہے اور نہ ہی خاندانِ نبوت سے بلکہ یہ تو رنگریز یا چرواہا ہے) اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی (جسکے ذریعے وہ ملک کی بقاء پر مدد طلب کر سکے) فرمایا (ان کے نبی نے) اسے اللہ نے چن لیا (یعنی اسے بادشاہی کیلئے منتخب فرمایا) تم پر اور اسے کشادگی زیادہ دی (بسطۃً بمعنی سعۃ ہے) علم اور جسم میں (اور وہ بنی اسرائیل میں سب سے زیادہ علم والے اور حسین وجمیل تھے اور انتہائی مناسب الاعضاء کے مالک تھے) اور اللہ اپنا ملک دیتا ہے جسے چاہے (اس کے دینے پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا) اور اللہ وسعت والا (یعنی اسکا فضل وسیع ہے) علم والا ہے (کہ کون بادشاہت کا اہل ہے) اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا (یعنی جب انہوں نے طالوت کی بادشاہت پر نبی سے نشانی طلب کی) اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت (یعنی صندوق، جس میں انبیاء کی تصویریں تھیں، اسکو اللہ ﷻ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام پر اتارا تھا، یہ تابوت بنی اسرائیل کے پاس برابر رہا لیکن جب قوم عمالقہ ان پر غالب آئی تو یہ تابوت انہوں نے بنی اسرائیل سے چھین لیا، بنی اسرائیل اس کے سبب دشمنوں پر فتح پاتے اور جنگ وغیرہ میں اسکو مقدم رکھتے اور اس سے سکون پاتے تھے جیسا کہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) جس میں تسلی کا سامان ہے (یعنی تمہارے دلوں کا چین ہے) تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی (یعنی وہ چیزیں جو انہوں نے چھوڑی ہیں اور وہ اشیاء یہ تھی: حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نعلینِ مبارک اور عصا شریف اور حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام کا عمامہ مبارک اور ایک پیمانہ مَنّ کا جو اُن پر نازل ہوا کرتا تھا اور توریت کی تختیاں)، اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے (لتحملہ الملائکۃ، یاتیکم کے فاعل سے حال ہے) بیشک اس میں بڑی نشانی (طالوت کی بادشاہت پر) ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو (تو فرشتے زمین وآسمان کے درمیان اس تابوت کو اٹھائے ہوئے تھے، بنی اسرائیل اس منظر کو دیکھ رہے تھے حتی کہ فرشتوں نے وہ تابوت طالوت کے پاس رکھ دیا، اس کے بعد بنی اسرائیل نے طالوت کی بادشاہت کو تسلیم کر لیا اور جہاد کی خاطر نکلنے میں پھرتی دکھائی، طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار نوجوان منتخب کئے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم ترالی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت﴾

همزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل انت ضمیر فاعل، الی: جار، الذین: موصول، خرجوا: فعل بافاعل، من دیارھم: ظرف لغو، وھم الوف: حال خرجوا کے فاعل سے، حذر الموت: مفعول لہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، جو موصول سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، لم تر فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم﴾

ف: عاطفہ، قال لھم اللہ: جملہ فعلیہ قول، موتوا: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ثم: عاطفہ، احیاھم: جملہ فعلیہ معطوف ہے محذوف جملہ فماتوا پر۔

﴿ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون﴾

انّ: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسمِ جلالت اسم، لذو فضل علی الناس: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: حالیہ، لکن: حرف مشبہ، اکثر الناس: اسم، لا یشکرون: خبر، لکن، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ الناس سے حال ہے۔

﴿وقاتلوا فی سبیل اللہ واعلموا ان اللہ سمیع علیم﴾

و: عاطفہ، قاتلوا: فعل وفاعل، فی سبیل اللّٰہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہے محذوف جملہ لا تفروا ایھا المؤمنون کما فر بنو اسرائیل وقاتلوا اعدائکم پر، واعلموا ان اللّٰہ سمیع علیم: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ اضعافا کثیرۃ﴾

من: مبتدا، ذا: موصوف، الذی یقرض اللّٰہ قرضا حسنا: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، ف: سببیہ، یضعفہ: فعل با فاعل ومفعول، لہ: ظرف لغو، اضعافا کثیرۃ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ یقبض ویبسط والیہ ترجعون﴾

و: استینافیہ، اللّٰہ: اسمِ جلالت مبتدا، یقبض ویبسط: معطوف علیہ ومعطوف ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الیہ: ظرف لغو مقدم، ترجعون: فعل با فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرفِ لغو مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿الم تر الی الملاء من بنی اسراء یل من بعد موسیٰ اذ قالوا لنبی لھم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ﴾

ہمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل با فاعل، الی: جار، الملاء: ذوالحال، من بنی اسرائیل: ظرف مستقر حال اول، من بعد موسیٰ: ظرف مستقر حال ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، اذ: مضاف، قالوا لنبی لھم: قول، ابعث لنا ملکا: امر، نقاتل فی سبیل اللّٰہ: جملہ جواب امر ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر مضاف الیہ ملکر ظرف، لم تر، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال ھل عسیتم ان کتب علیکم القتال الا تقاتلوا﴾

قال: قول، ھل: استفہامیہ، عسیتم: فعل مقارب، تم ضمیر اسم، ان کتب علیکم القتال: شرط، جزا محذوف فلا تبادرون الی القتال، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ معترضہ، الا تقاتلوا: بتاویل مصدر، خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ﴾

قالوا: قول، و: عاطفہ، ما: مبتدا استفہامیہ، داعی: اسم فاعل محذوف، لنا: ظرف مستقر، الی: محذوف حرف جر، الا نقاتل فی سبیل اللّٰہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، اسم فاعل دونوں ظرفوں سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر مقولہ، ملکر جملہ مقولیہ۔

﴿وقد اخرجنا من دیارنا وابنائنا﴾

و: حالیہ، قد اخرجنا: فعل مجہول، نا: نائب الفاعل، من دیارنا وابنائنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر نقاتل کے فاعل سے حال ہے۔

﴿فلما کتب علیھم القتال تولوا الا قلیلا منھم﴾

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، کتب علیھم القتال: جملہ فعلیہ شرط، تولوا: فعل، واؤ ضمیر مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، قلیلا: موصوف، منھم: صفت، ملکر مستثنیٰ، جو مستثنیٰ منہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جواب شرط۔

﴿واللہ علیم بالظلمین﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسمِ جلالت مبتدا، علیم: صفت مشبہ، بالظلمین: ظرف لغو شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

﴿وقال لهم نبيهم ان الله قد بعث لكم طالوت ملكا﴾
و: عاطفہ،قال: فعل،لھم: ظرف لغو،نبیھم: فاعل،ملکر قول،انّ: حرف مشبہ،اللّٰہ: اسمِ جلالت اسم،قد بعث: فعل،لکم: ظرف لغو،طالوت: ذوالحال،ملکا: حال،ملکر مفعول،جملہ فعلیہ ہوکر انّ کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا انى يكون له الملك علينا ونحن احق بالملك منه ولم يؤت سعة من المال﴾
قالوا: قول،انى: بمعنی کیف حال مقدم،یکون: فعل ناقص،له: خبر مقدم،الملک: ذوالحال،علینا: حال ثانی،ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے ملکر اسم،فعل ناقص اپنے اسم خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ،و: حالیہ،نحن احق بالملک منه: معطوف علیہ،ولم یوت سعة من المال: معطوف ملکر حال ہے علینا کی ضمیر سے۔

﴿قال ان الله اصطفه عليكم وزاده بسطة فى العلم والجسم والله يؤتى ملكه من يشاء والله واسع عليم﴾
قال: قول،ان: حرف مشبہ بالفعل،الله: اسم،اصطفه: جملہ خبر،علیکم: ظرف متعلق ہے اصطفه کے ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،اللّٰہ: اسمِ جلالت مبتدا،یوتی: فعل بافاعل،ملکه: مفعول،من یشاء: مفعول ثانی،جملہ فعلیہ ہوکر خبر،واللّٰہ واسع علیم: جملہ اسمیہ۔

﴿وقال لهم نبيهم ان اية ملكه على ان ياتيكم التابوت﴾
و: عاطفہ،قال لھم نبیھم: قول،انّ: حرف مشبہ،ایة ملکه: اسم،ان یاتیکم التابوت: بتاویل مصدر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فيه سكينة من ربكم وبقية مما ترك ال موسى وال هرون تحمله الملئكة﴾
فیه: ظرف مستقر خبر مقدم،سکینة من ربکم: معطوف علیہ،وبقیة مما ترک ال موسٰی وال هرون: معطوف،ملکر مبتدا،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ حال ہے ماقبل التابوت سے،تحمل: فعل،ہ: ضمیر مفعول،الملائکة: فاعل،جملہ فعلیہ ہوکر حال ثانی التابوت سے۔

﴿ان فى ذالك لاية لكم ان كنتم مؤمنين﴾
انّ: حرف مشبہ،فی ذلک: خبر مقدم،لاية لکم: اسم مؤخر ملکر جملہ اسمیہ،ان کنتم مومنین: جملہ فعلیہ شرط،فتدبروا الامر جواب شرط محذوف،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

۱...... جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد پے در پے انبیاء کرام بھیجے جانے کے باوجود جن میں حضرت یوشع بن نون علیہ السلام، کالب بن یوقنا علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام وغیرہ انبیاء کرام شامل تھے قوم کی حالت انتہائی بگڑ گئی، وہ بتوں کو پوجنے لگی، عہد الٰہی کو فراموش کر کے سرکشی وبدافعالی انتہاء کو پہنچ گئی، تو اس پر قوم جالوت مسلط ہوگئی جسکو عمالقہ کہتے ہیں، یہ قوم روم کے ساحل مصر اور فلسطین کے درمیان آباد تھی کیونکہ جالوت عمالیق بن عاد کی اولاد سے ایک نہایت جابر بادشاہ تھا، انہوں نے بنی اسرائیل کے شہر چھین کر مردوں کو قید کرلیا، طرح طرح کی سختیاں کیں، جزیہ وغیرہ مقرر کیا، اس زمانے میں بنی اسرائیل سے کوئی نبی نہ تھا۔ خاندانِ نبوت میں صرف ایک ہی بی بی تھی جو کہ حاملہ تھیں انکے فرزند تولد ہوئے تو ان کا نام شمویل رکھا گیا، جب وہ بڑے ہوئے تو انہیں علم توریت حاصل

کرنے کیلئے بیت المقدس میں ایک کبیر السن عالم کے سپرد کیا گیا، وہ آپ کے ساتھ کمال شفقت کرتے تھے اور جب آپ سن بلوغت کو پہنچے تو آپ ایک شب اس عالم کے پاس آرام فرما رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسی عالم کی آواز میں یاشمویل کہہ کر پکارا آپ عالم کے پاس گئے اور فرمایا کہ آپ نے مجھے پکارا ہے، عالم نے بایں خیال کہ انکار کرنے سے کہیں آپ ڈر نہ جائیں کہہ دیا کہ فرزند تم سو جاؤ، پھر دوبارہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسی طرح پکارا اور حضرت شمویل علیہ السلام عالم کے پاس گئے، عالم نے کہا کہ اے فرزند اب اگر میں تمہیں پھر پکاروں تو تم جواب نہ دینا، تیسری مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہوں نے بشارت دی کہ اللہ عزوجل نے آپکو نبوت کا منصب عطا فرمایا ہے، آپ اپنی قوم کی طرف جایئے اور اپنے رب کے احکام پہنچایئے، جب آپ قوم کی طرف تشریف لائے تو انہوں نے تکذیب کی اور کہا کہ آپ اتنی جلدی نبی بن گئے، اچھا اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے، قوم جالوت نے ہماری قوم کے لوگوں کو انکے وطن سے نکالا اور انکی اولاد کو قتل کر دیا، چار سو چالیس شاہی خاندان کے فرزندوں کو گرفتار کیا، جب حالت یہاں تک پہنچ چکی تو اب ہمیں جہاد سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟ تب اللہ کے نبی کی دعا پر اللہ عزوجل نے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا اور جہاد فرض فرمایا، طالوت عبرانی زبان کا لفظ ہے اور آپ بنیامین بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، آپکا نام طویل القامت ہونے کی وجہ سے طالوت ہے، حضرت شمویل علیہ السلام کو اللہ عزوجل کی طرف سے ایک عصا ملا تھا اور بتایا گیا تھا کہ جو شخص تمہاری قوم کا بادشاہ ہوگا اسکا قد اس عصا کے برابر ہوگا، آپ نے اس عصا سے طالوت کا قد ناپ کر فرمایا کہ میں بحکم الٰہی تم کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرتا ہوں اور بنی اسرائیل سے کہا کہ اللہ عزوجل نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے، بنی اسرائیل کے سرداروں نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے عرض کی کہ نبوت تو لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں چلی آرہی ہے اور سلطنت یہود بن یعقوب کی اولاد میں اور طالوت ان دونوں خاندانوں میں سے نہیں ہے تو بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے؟ (ماخوذ از خازن، ج۱، ص ۱۷۹، ۱۸۰)

اغراض:

تعجیب: یعنی مخاطب کو امر عجیب وغریب میں مبتلا کرنے کے لئے اور اس واقعہ سے تعجب دلانے کے لئے ہے، پس اس آیت سے یہ مسئلہ مستفاد ہوا کہ مخاطب کا علم نزول آیت سے قبل اس قصے کے ذریعے سبقت نہیں کرتا۔ ایک قول کے مطابق یہ استفہام تقریری ہے پس اس صورت میں لازم ہے کہ مخاطب اس قصے کو جانتا ہے اور قصے کو بیان کرنے کا مقصد وضاحت کرنا ہے۔ **وھم الوف:** یہ الف کی جمع ہے اور جملہ حالیہ ہے، اور مفسر کا قول **اربعة:** اس بارے میں چھ اقوال ہیں اور راجح قول تیس ہزار والا قول ہے اس لئے کہ الوف جمع کثرت ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ دس سے زیادہ ہو۔ یہ قول علامہ قرطبی کا ہے۔ **بلادھم:** یہ دیار کی تفسیر ہے اور تفسیر قرطبی میں ہے کہ وہ لوگ ذاوردنا می بستی میں آباد تھے۔ **بدعاء نبیھم:** پس کہا گیا کہ اللہ عزوجل کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ تو وہ یہ کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے کہ **سبحانک اللھم وبحمدک لاالہ انت۔ کالکفن:** جیسے مردوں کے کفن میں تغیر ہوتا ہے۔

حزقیل علیہ السلام: انہیں ابن عجوز بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ ان کی ماں عجوز یعنی بانجھ تھیں انہوں نے اللہ عزوجل سے دعا کی تو اللہ عزوجل نے انہیں حزقیل عطا فرما دیا، انہیں ذوالکفل بھی کہا گیا ہے اس لئے کہ انہوں نے ستر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی کفالت فرمائی اور ہم نے انہیں قتل سے نجات عطا فرمائی اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں تیسرے خلیفہ ہوئے ہیں اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام، ان کے بعد حضرت کالب علیہ السلام اور ان کے بعد حزقیل علیہ السلام۔ **فی اسباطھم:** یعنی ان کے قبائل میں، جیسا کہ آج بعض یہود کا مشاہدہ ہے۔ **ومنہ احیاء ھولاء:** یعنی چاہیے کہ لوگ عبرت حاصل کریں اور بڑی سعادتوں سے ہم کنار ہوں اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں اٹھائے جانے والے دن تک مردہ چھوڑ دیتا۔

تشجیع المومنین: یعنی مومنین کو بہادری پر ابھارنے اور اکسانے کے لئے۔ فی سبیل الله: یعنی اللہ عزوجل کی طاعت میں، پس اس میں نفلی اور واجب صدقات داخل ہیں۔ الی اکثر من سبعماۃ: اور یہ کثرت اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
والله یقبض و یبسط: اس آیت میں قرضہ دہی اور اس کے ترک کرنے پر زجر وتوبیخ کی جانب ابھارنا ہے یعنی تم فقر کے خوف سے مال کو اپنے پاس نہ روک لو اس لئے کہ مال میں کشادگی ہونا یا نہ ہونا اللہ عزوجل کے ذمہ ہے لہٰذا تم مال کو روک لینے پر توقف نہ کرو، بلکہ اللہ عزوجل جس کے لئے چاہتا ہے رزق میں کشادگی فرماتا ہے اگر چہ وہ اس مال سے بہت زیادہ خرچ کرتا ہو، اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگی فرماتا ہے اگر چہ بندہ مال کو اپنے پاس خرچ کرنے سے روک لیتا ہو۔
ابتلاء: یعنی خبر دیتے ہوئے کہ بندہ مشاہدہ کرتا ہے یا نہیں۔ امتحانا: یعنی شکر کرتا ہے کہ نہیں۔ (الجمل ج۱، ص۲۹۷ وغیرہ)
ان کتب علیکم القتال: یہ جملہ مبتداء اور خبر کے مابین معترضہ ہے اور جواب شرط محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے کہ فلا تقاتلوا۔ وجنبوا: عطف تفسیر ہے مراد اس سے موت کے خوف سے قتال کرنا ہے اور ان کی بزدلی کا بیان عنقریب آئے گا۔ کیف: انی کی تفسیر ہے اور اس میں یکون عامل ہے۔ لانہ لیس من سبط المملکۃ: یعنی طالوت یہوذا ابن یعقوب کی ذریت سے نہ تھے بلکہ یعقوب کے چھوٹے صاحبزادے بنیامین کی اولاد میں سے تھے۔ انزل الله علی آدم: پھر ان کے بعد ان کی ذریت کو اس کا وارث بنایا۔ بمن هو اهل له: یعنی اللہ کے کسی کام کو کر [illegible] رنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
واتمهم خلقا: طالوت اپنے کاندھوں اور سر کی وجہ سے قوم میں ممتاز تھے، کہا جاتا ہے کہ حضرت شموئیل علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی کہ اللہ عزوجل ان کے لئے ایک بادشاہ مقرر فرمادے تو اللہ عزوجل نے انہیں ایک سینگ دیا جس میں قدس کا تیل تھا اور عصا بھی عطا فرمایا اور وحی فرمائی کہ جب تمہارے پاس طالوت نامی شخص آئے تو سینگ کی جانب دیکھنا اگر اس کا تیل کھولنے لگے تو تیل اس کے سر پر لگا دینا اور عصا سے اس کا قد ناپنا اگر وہ اس کے برابر ہو تو وہ تمہارا بادشاہ ہوگا، بس ایسا ہی ہوا لیکن قوم نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ یہ تو ادنی سا شخص ہے، حضرت شموئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ عزوجل اپنی بادشاہت جسے چاہے دے۔
فغلبتهم العمالقة: یعنی ان کے [illegible] کرام کی رحلت کے بعد۔ وكانوا يستفتحون به: یعنی وہ اس تابوت کے وسیلے سے فتح اور نصرت مانگتے تھے۔ ویسکنون الیه: یعنی دشمن کے مقابلے میں اس تابوت کو اپنے آگے رکھ کر اطمنان حاصل کرتے تھے۔
سبعین الفا: ایک قول اسی ہزار کا کیا گیا اور دوسرا قول ایک لاکھ بیس ہزار کا کیا گیا۔ (الصاوی، ج۱، ص۱۸۲ وغیرہ)
تابوت سکینۃ: یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک زراندود صندوق تھا جس کا طول تین ہاتھ کا اور عرض دو ہاتھ کا تھا اس کو اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی تصویریں تھیں ان کے مساکن و مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضور کی دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک یاقوت سرخ میں تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحالت نماز قیام میں ہیں اور گرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کے اصحاب حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا یہ صندوق وراثتاً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا آپ علیہ السلام اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی، چنانچہ اس تابوت میں الواح توریت کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ علیہ السلام کے کپڑے اور آپ علیہ السلام کی نعلین شریفین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کی عصا اور تھوڑا سا من جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی آپ علیہ السلام کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا چلا آیا جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے جب بنی اسرائیل کی

حالت خراب ہوئی اوران کی بدعملی بہت بڑھ گئی اور اللہ ﷻ نے ان پر عمالقہ کو مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے اور اس کو نجس اور گندے مقامات میں رکھا اور اس کی بے حرمتی کی اور ان گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض ومصائب میں مبتلا ہوئے، ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اور انہیں یقین ہوا کہ تابوت کی اہانت ان کی بربادی کا باعث ہے تو انہوں نے تابوت ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اور اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لئے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا بنی اسرائیل یہ دیکھ کر اس کی بادشاہی کے مقر ہوئے اور بے درنگ جہاد کے لئے آمادہ ہوگئے کیونکہ تابوت پا کر انہیں اپنی فتح کا یقین ہوگیا طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار نوجوان منتخب کئے جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے۔ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز واحترام لازم ہے ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتیں اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تبرکات کی بے ادبی گمراہوں کا طریقہ اور بربادی کا سبب ہے۔ فائدہ: تابوت میں جو انبیائے کرام علیہم السلام کی تصویریں تھیں وہ کسی آدمی کی بنائی ہوئی نہ تھیں بلکہ اللہ ﷻ کی طرف سے آئی تھیں۔ (کنز الایمان مع خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۵۰٤)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿فلما فصل﴾ خَرَجَ ﴿طالوت بالجنود﴾ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ وَكَانَ حَرًّا شَدِيْدًا وَطَلَبُوْا مِنْهُ الْمَآءَ ﴿قال ان الله مبتليكم﴾ مَخْتَبِرُكُم ﴿بنهر﴾ لِيَظْهَرَ الْمُطِيْعُ مِنْكُمْ وَالْعَاصِيُ وَهُوَ بَيْنَ الْأُرْدُنِ وَفَلَسْطِيْنِ ﴿فمن شرب منه﴾ اَىْ مِنْ مَائِهٖ ﴿فليس مني﴾ اَىْ مِنْ اَتْبَاعِیْ ﴿ومن لم يطعمه﴾ يَذُقْهُ ﴿فانه مني الا من اغترف غرفة﴾ بِالْفَتْحِ وَالضَّمِ ﴿بيده﴾ فَاكْتَفٰى بِهَا وَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا فَاِنَّهٗ مِنِّىْ ﴿فشربوا منه﴾ فَلَمَّا وَافَوْهُ بِكَثْرَةٍ ﴿الا قليلا منهم﴾ فَاقْتَصَرُوْا عَلَى الْغُرْفَةِ رُوِىَ اَنَّهَا كَفَتْهُمْ لِشُرْبِهِمْ وَدَوَابِّهِمْ وَكَانُوْا ثَلٰثَمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً ﴿فلما جاوزه هو والذين امنوا معه﴾ هُمُ الَّذِيْنَ اقْتَصَرُوْا عَلَى الْغُرْفَةِ ﴿قالوا﴾ اَىِ الَّذِيْنَ شَرِبُوْا ﴿لا طاقة﴾ قُوَّةَ ﴿لنا اليوم بجالوت وجنوده﴾ اَىْ بِقِتَالِهِمْ وَجَبُنُوْا وَلَمْ يُجَاوِزُوْهُ ﴿قال الذين يظنون﴾ يُوْقِنُوْنَ ﴿انهم ملقوا الله﴾ بِالْبَعْثِ وَهُمُ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْهُ ﴿كم﴾ خَبْرِيَّةٌ بِمَعْنٰى كَثِيْرٍ ﴿من فئة﴾ جَمَاعَةٍ ﴿قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله﴾ بِاِرَادَتِهٖ ﴿والله مع الصبرين (۲۴۹)﴾ بِالنَّصْرِ وَالْعَوْنِ ﴿ولما برزوا لجالوت وجنوده﴾ اَىْ ظَهَرُوْا لِقِتَالِهِمْ وَتَصَافُّوْا ﴿قالوا ربنا افرغ﴾ اَصْبُبْ ﴿علينا صبرا وثبت اقدامنا﴾ بِتَقْوِيَةِ قُلُوْبِنَا عَلَى الْجِهَادِ ﴿وانصرنا على القوم الكفرين (۲۵۰) فهزموهم﴾ كَسَرُوْهُمْ ﴿باذن الله﴾ بِاِرَادَتِهٖ ﴿وقتل داود﴾ وَكَانَ فِیْ عَسْكَرِ طَالُوْتَ ﴿جالوت﴾ اَىْ دَاوٗدَ ﴿واته الله الملك﴾ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ ﴿والحكمة﴾ اَلنُّبُوَّةَ بَعْدَ مَوْتِ شَمْوِيْلَ وَطَالُوْتَ وَلَمْ يَجْتَمِعَا لِاَحَدٍ قَبْلَهٗ ﴿وعلمه مما يشاء﴾ كَصَنْعَةِ الدُّرُوْعِ وَمَنْطِقِ الطَّيْرِ ﴿ولولا دفع الله الناس بعضهم﴾ بَدَلُ بَعْضٍ مِّنَ النَّاسِ ﴿ببعض لفسدت الارض﴾ بِغَلَبَةِ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَتْلِ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَخْرِيْبِ الْمَسَاجِدِ ﴿ولكن الله ذو فضل على العلمين (۲۵۱)﴾ فَدَفَعَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ﴿تلك﴾ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ ﴿ايت الله نتلوها﴾ نَقُصُّهَا ﴿عليك﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿بالحق﴾ بِالصِّدْقِ ﴿وانك لمن المرسلين (۲۵۲)﴾ اَلتَّاكِيْدُ بِاِنَّ وَغَيْرِهَا رَدًّا لِقَوْلِ الْكُفَّارِ لَهٗ لَسْتَ مُرْسَلًا۔

﴿ترجمہ﴾

پھر جب نکلا (فصل بمعنی خرج ہے) طالوت ...... لشکروں کو لے کر شہر سے (یعنی بیت المقدس سے، اور وہ شدید گرمی کا دن تھا اور لشکر نے پانی طلب کیا تو) بولا بیشک اللہ تمہیں آزمانے والا ہے (مبتلیکم بمعنی مختبر کم ہے) ایک نہر سے (تاکہ تم میں سے فرمانبردار اور نافرمان ظاہر ہو جائیں، یہ نہر اردن اور فلسطین کے درمیان تھی) تو جو اس سے پئے (یعنی اسکا پانی) وہ میرا نہیں (یعنی میرا پیروکار نہیں) اور جو نہ پئے (یطعمه بمعنی یذقه ہے) وہ میرا ہے مگر وہ جو ایک چلو لے لے (غرفة غین کی فتحہ اور ضمہ کے ساتھ ہے) اپنے ہاتھ سے (اور اسی پر اکتفاء کرے اور اس سے زیادہ نہ لے تو وہ میرے ساتھ ہوگا) تو سب نے اس سے پیا (وہاں پہنچنے پر کثیر مقدار میں) مگر تھوڑوں نے (کہ انہوں نے ایک چلو پر اکتفاء کیا، اور ایک روایت میں ہے کہ یہی ایک چلو انکو اور انکے جانوروں کو کافی ہوا اور یہ تین سو تیرہ آدمی تھے) پھر جب طالوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار گئے (اور یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے ایک چلو پر اکتفاء کیا تھا) بولے (یعنی ان لوگوں نے کہا جنھوں نے پانی پیا تھا) ہم میں آج طاقت (یعنی قوت) نہیں جالوت اور اس کے لشکروں کی (یعنی ان سے قتال کرنے کی، تو انہوں نے نہر پار نہ کی اور بزدلی دکھائی) بولے وہ جنہیں یقین تھا (یظنون بمعنی یوقنون ہے) اللہ سے ملنے کا (اٹھائے جانے کے بعد، اور یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے نہر پار کی تھی) کہ بارہا (کم خبریہ بمعنی کثیر ہے) کم جماعت (فئة بمعنی جماعة ہے) غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم (یعنی اسکے ارادے) سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے (یعنی اس کی اعانت و مدد صابروں کے ساتھ ہے) پھر جب سامنے آئے جالوت اور اس کے لشکروں کے (یعنی جب قتال کیلئے نکلے اور صف بصف کھڑے ہوئے) عرض کی اے رب ہمارے ہم پر ڈال (انڈیل) دے صبر اور ہمارے پاؤں جما دے (جہاد پر ہمارے قلوب کو تقویت دیکر) کافر لوگوں پر ہماری مدد کر، تو انہوں نے ان کو بھگا دیا (ہزموهم بمعنی کسروهم ہے) اللہ کے حکم (یعنی اسکے ارادے) سے اور قتل کیا داؤد نے (جو کہ طالوت کے لشکر میں تھے) جالوت کو اور عطا فرمائی اسے (یعنی حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کو) اللہ نے سلطنت (بنی اسرائیل میں) اور حکمت (یعنی نبوت، حضرت شمویل علیہ السلام اور طالوت کی وفات کے بعد، آپ سے پہلے یہ دونوں چیزیں یعنی بادشاہت و نبوت کسی میں جمع نہ ہوئی تھیں) اور اسے جو چاہا سکھایا (جیسے زرہ سازی، اور جانوروں کی بولیاں) اور اگر اللہ دفع نہ کرے لوگوں میں بعض سے (بعضهم، من الناس سے بدل بعض ہے) بعض کو تو ضرور زمین تباہ ہو جائے (مشرکین کے غالب آجانے، اور مسلمانوں کے قتل کئے جانے، مساجد کے برباد کر دینے کے سبب) مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے (کہ بعض کو بعض سے دور فرماتا ہے) یہ (یعنی یہ آیات) اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم پڑھتے ہیں (یعنی اسے بیان کرتے ہیں) اے محبوب (یعنی اے محمد ﷺ) تم پر حق کے ساتھ (سچائی کیساتھ) اور تم بیشک رسولوں میں ہو (اس قول کی انّ وغیرہ سے تاکید بیان کرنا کافروں کے قول لست مرسلا کے رد کیلئے ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فلما فصل طالوت بالجنود قال ان الله مبتليكم بنهر﴾

ف: عاطفہ، لما: ظرفیہ حینیہ ورابطہ، فصل طالوت بالجنود: جملہ فعلیہ شرط، قال: قول، ان اللّٰہ مبتلیکم بنهر: جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جواب لما، ملکر جملہ شرطیہ معطوف ہے جملہ محذوف فاقرّوا بملکه پر۔

﴿فمن شرب منه فليس مني ومن لم يطعمه فانه مني الا من اغترف غرفة بيده﴾

ف: فصیحیہ، من: اسم شرط مبتدا، شرب منه: جملہ فعلیہ شرط، فلیس منی: جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ

،و: عاطفہ،من: اسم شرط مبتدا،لم یطعمہ: جملہ فعلیہ شرط، فانہ منی: جملہ فعلیہ جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ماقبل پر،الا من اغترف غرفۃ بیدہ: جملہ مستثنٰی ہے شربوا کے فاعل سے۔

﴿ فشربوا منہ الا قلیلا منھم ﴾

ف: فصیحیہ،شربوا: فعل وفاعل،منہ: ظرف لغو، جملہ فعلیہ،الا قلیلا منھم: استثناء شربوا کے فاعل سے۔

﴿ فلما جاوزہ ھو والذین امنوا معہ قالوا لاطاقۃ لنا الیوم بجالوت وجنودہ ﴾

ف: عاطفہ،لما: شرطیہ،جاوز: فعل بافاعل،ہ: ضمیر مؤکد،ھو: معطوف علیہ،والذین امنوا معہ: معطوف،ملکر تاکید،اپنے مؤکد سے ملکر موصوف،قالوا: قول،لا: نفی جنس،طاقۃ: اسم،لنا: جارمجرور ملکر موجود محذوف کا ظرف مستقر اول،الیوم: ظرف مستقر ثانی،بجالوت و جنودہ: ظرف مستقر ثالث،موجود، اسم مفعول ھو ضمیر نائب الفاعل اوراپنے ظروف مستقر سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،لانفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، جوقول سے ملکر صفت، جوموصوف سے ملکر مفعول،جاوز فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط۔

﴿ قال الذین یظنون انھم ملقوا اللہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصبرین ﴾

قال: فعل،الذین یظنون انھم ملقوا اللّٰہ: موصول صلہ ملکر فاعل،فعل فاعل ملکر قول، کم: ممیز،من: جار،فئۃ قلیلۃ: مجرور ملکر ظرف مستقر تمییز،ملکر مبتدا، غلبت فئۃ کثیرۃ ......الخ: جملہ فعلیہ خبر،مبتدا خبر ملکر مقولہ،قول سے ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے جملہ شرطیہ،و: مستانفہ ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا،مع الصابرین: ظرف متعلق بمحذوف خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ ولما برزوا لجالوت وجنودہ قالوا ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین ﴾

و: استینافیہ ،لما: شرطیہ ،برزوا: فعل بافاعل،لجالوت وجنودہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: قول،ربنا: جملہ ندائیہ،افرغ علینا صبرا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،وثبت اقدامنا: جملہ فعلیہ معطوف اول،وانصرنا علی القوم الکفرین: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر مقصود بالنداء،اپنی ندا سے ملکر مقولہ،اپنے قول سے ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ فھزموھم باذن اللہ وقتل داود جالوت واتہ اللہ الملک والحکمۃ وعلمہ مما یشاء ﴾

ف: عاطفہ، ھزموھم باذن اللّٰہ: جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ ،قتل: فعل،داود: فاعل،جالوت: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ ،اتاہ: فعل،ہ: ضمیر مفعول،اللہ: اسم جلالت فاعل،الملک والحکمۃ: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، علمہ مما یشاء: جملہ فعلیہ۔

﴿ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ﴾

و: مستانفہ،لولا: حرف شرط،دفع: مصدر مضاف،اللّٰہ: اسم جلالت مضاف الیہ،ملکر فاعل،الناس: مبدل منہ،بعضھم: بدل،ملکر مفعول،ببعض: ظرف لغو،مصدر اپنے متعلقات سے ملکر مبتدا،موجود محذوف خبر،اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ شرطیہ،لفسدت الارض: جملہ فعلیہ جواب لولا۔

﴿ ولکن اللہ ذو فضل علی العلمین تلک ایت اللہ نتلوھا علیک بالحق وانک لمن المرسلین ﴾

و: مستانفہ،لکن: حرف مشبہ،اللّٰہ: اسم جلالت اسم، ذوفضل علی العلمین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،تلک: مبدل منہ،ایت اللّٰہ: بدل،ملکر مبتدا، نتلوھا: فعل بافاعل،ھا: ضمیر ذوالحال،،علیک: ظرف لغو،بالحق: حال،ذوالحال حال ملکر مفعول،جملہ فعلیہ

ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ ، ان: حرف مشبہ ، ک: ضمیر اسم، لمن المرسلین: خبر ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

۱.....طالوت بادشاہ جب بیت المقدس سے نکلا اس وقت اسکے ساتھ ستر ہزار، ایک قول کے مطابق اسی ہزار اور ایک قول کے مطابق ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر تھا، جس وقت یہ لشکر بیت المقدس سے دشمن کی طرف روانہ ہوا وہ وقت نہایت شدت کی گرمی کا تھا، لشکریوں نے طالوت سے اسکی شکایت کی اور پانی کے طلبگار ہوئے۔ یہ امتحان مقرر فرمایا گیا تھا کہ شدتِ تشنگی کے وقت جو اطاعت کے حکم پر مستقل رہا وہ آئندہ بھی مستقل رہے گا اور سختیوں کا مقابلہ کر سکے گا اور جو اسوقت اپنی خواہش سے مغلوب ہوا اور نافرمانی کرے وہ آئندہ سختیوں کو کیا برداشت کرے گا؟ درمیان میں فلسطین کی نہر تھی، جو اس سے پئے گا وہ میرے دین اور میری اطاعت میں نہیں ہے اور جو پانی نہ پئے وہ میری اطاعت میں ہے چنانچہ جنہوں نے صبر کیا اور ایک چلو انکے اور انکے جانوروں کیلئے کافی ہوا، انکی تعداد ایک قول کے مطابق چار ہزار اور دوسرے قول کے مطابق تین سو تیرہ تھی۔ انکے قلب وایمان کو قوت ملی اور وہ نہر سے سلامتی کیساتھ گزر گئے اور جنہوں نے خوب پیا تھا انکے ہونٹ سیاہ پڑ گئے، تشنگی بڑھی اور ہمت ہار گئے۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے والد ایشا طالوت کے لشکر میں تھے اور انکے ساتھ انکے تیرہ فرزند بھی تھے جن میں حضرت سیدنا داود علیہ السلام سب سے چھوٹے تھے، بیمار تھے، رنگ زرد پڑ چکا تھا، بکریاں چراتے تھے، جب جالوت نے بنی اسرائیل سے مقابلہ طلب کیا وہ اسکی قوت وجسامت دیکھ کر گھبرا گئے کیوں کہ وہ بڑا جابر قوی شہ زور عظیم الجثہ قد آور تھا۔ طالوت نے اپنے لشکر میں اعلان کیا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے میں اپنی بیٹی سے اسکا نکاح کردوں گا اور نصف ملک اسکو دونگا مگر کسی نے اسکا جواب نہ دیا تو طالوت نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے عرض کیا کہ بارگاہِ الٰہی میں دعا کریں آپ نے دعا فرمائی تو بتایا گیا کہ حضرت سیدنا داود علیہ السلام جالوت کو قتل کرینگے، طالوت نے آپ سے عرض کی کہ اگر آپ جالوت کو قتل کریں تو میں اپنی لڑکی کو آپکے نکاح میں دوں گا اور نصف ملک پیش کروں گا، آپ نے قبول فرمایا اور جالوت کی طرف روانہ ہوئے صف قتال قائم ہوئی، حضرت سیدنا داود علیہ السلام دست مبارک میں فلاخن لے کر مقابل ہوئے، جالوت کے دل میں آپ کو دیکھ کر کچھ خوف پیدا ہوا مگر اس نے متکبرانہ باتیں شروع کردیں اور آپکو اپنی قوت سے مرعوب کرنا چاہا، آپ نے فلاخن میں پتھر رکھ کر مارا جو اسکی پیشانی توڑ کر پیچھے سے نکل گیا اور جالوت گر کر مر گیا اور طالوت بادشاہ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ (ماخوذ از خازن ج ۱، ص ۱۸۲ تا ۱۸۵)

اغراض:

وهو بين الاردن: ہمزہ کی فتح، راء کے سکون، دال کے ضمہ اور نون کی تشدید کے ساتھ بیت المقدس کے قریب واقع ہے۔
يذقه: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ الطعم بمعنى الذوقان ہے اور اس کا اطلاق کھانے اور پینے دونوں پر ہوتا ہے۔
وبضعة عشر: البضعة تیرہ سے اُنیس کی تعداد کو کہتے ہیں، لیکن یہاں اکثر روایات کی روشنی میں تیرہ کی تعداد مراد ہے جو کہ بدر کی تین سو تیرہ کی تعداد کے برابر تھے۔ **اصبب علينا صبرا:** یعنی خشک زمین پر پانی ڈالنا۔
وجنوده: اس کے مسلح لشکریوں کی تعداد ایک ہزار تھی یا اس سے زیادہ، اور طالوت کا قد ایک میل تھا اور اس کا خود جو کہ اس کے سر پر ہوتا تھا تین سو رطل کا تھا۔ **اي ظهروا لقتالهم:** یعنی ان کے مابین پردہ بھی نہ رہا، بلکہ وہ بزار یعنی صحراء میں نکل پڑے۔
كصنعة الدروع: یعنی لوہا آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں بغیر آگ کے نرم ہوتا تھا آپ علیہ السلام اس سے کاتے ہوئے سوت کی طرح (زرہ وغیرہ) بنالیا کرتے تھے۔ **ومنطق الطير:** یعنی پرندوں کی بولیاں بلکہ تمام حیوانوں کی بولیاں سمجھ لیا کرتے تھے۔
بالصدق: یعنی جو نقیض کا احتمال نہ رکھے۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۱۸۴ وغیرہ)

صلوا على الحبيب: صلى الله تعالى على محمد

رکوع نمبر: ۱

﴿ تلک ﴾ مُبْتَدَأٌ ﴿ الرسل ﴾ صِفَةٌ وَالْخَبَرُ ﴿ فضلنا بعضهم علی بعض ﴾ بِتَخْصِيصِهِ بِمَنْقَبَةٍ لَيْسَتْ بِغَيْرِهِ ﴿ منهم من کلم الله ﴾ كَمُوْسٰى ﴿ ورفع بعضهم ﴾ اَیْ مُحَمَّدًا ﷺ ﴿ درجت ﴾ عَلٰى غَيْرِهِ بِعُمُوْمِ الدَّعْوَةِ وَخَتْمِ النُّبُوَّةِ وَتَفْضِيْلِ اُمَّتِهٖ عَلٰى سَائِرِ الْاُمَمِ وَالْمُعْجِزَاتِ الْمُتَكَاثِرَةِ وَالْخَصَائِصِ الْعَدِيْدَةِ ﴿ واتينا عيسى ابن مريم البينت وايدنه ﴾ قَوَّيْنَاهُ ﴿ بروح القدس ﴾ جِبْرَءِيْلَ يَسِيْرُ مَعَهٗ حَيْثُ سَارَ ﴿ ولو شاء الله ﴾ هُدَى النَّاسِ جَمِيْعًا ﴿ ما اقتتل الذين من بعدهم ﴾ بَعْدَ الرُّسُلِ اَیْ اُمَمِهِمْ ﴿ من بعد ما جاء تهم البينت ﴾ لِاخْتِلَافِهِمْ وَتَضْلِيْلِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا ﴿ ولكن اختلفوا ﴾ لِمَشِيْئَتِهٖ ذٰلِكَ ﴿ فمنهم من امن ﴾ ثَبَتَ عَلٰى اِيْمَانِهٖ ﴿ ومنهم من كفر ﴾ كَالنَّصَارٰى بَعْدَ الْمَسِيْحِ ﴿ ولوشاء الله ما اقتتلوا ﴾ تَاكِيْدٌ ﴿ ولكن الله يفعل ما يريد (۲۵۳) ﴾ مِنْ تَوْفِيْقِ مَنْ شَآءَ وَخُذْلَانِ مَنْ شَاءَ۔

﴿ ترجمہ ﴾

یہ (یعنی تلک مبتداء ہے) سب رسول (الرسل، تلک کی صفت ہے اور اسکی خبر فضلنا بعضھم......الخ ہے) کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا......(یعنی ایسے خصوصی مناقب کے ساتھ جو کسی دوسرے میں نہیں) ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا (جیسے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے) اور کوئی وہ ہے (یعنی حضرت سیدنا محمد مصطفی ﷺ کہ) جسے سب پر درجوں بلند کیا (یعنی دوسرے انبیاء پر، عمومِ دعوت اور ختمِ نبوت کے ساتھ اور انکی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دیکر اور کثیر معجزات و بے شمار خصائص سے نواز کر) اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسٰی کو کھلی نشانیاں دیں اور اسکی مدد کی (یعنی ہم نے اسے قوت دی) پاکیزہ روح سے (حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے، کہ وہ انکے ساتھ ہی ہوتے جہاں بھی وہ جاتے) اور اللہ چاہتا (تمام لوگوں کو ہدایت دینا) تو انکے بعد والے آپس میں نہ لڑتے (یعنی رسولوں کے بعد، یعنی انکی امتیں آپس میں نہ لڑتیں) بعد اسکے کہ انکے پاس کھلی نشانیاں آچکیں (انکے آپس کے اختلاف اور ایک دوسرے کو گمراہ قرار دینے کی وجہ سے) لیکن وہ مختلف ہوگئے (اللہ کی مشیت کی وجہ سے) تو ان میں کوئی ایمان پر رہا (یعنی اپنے ایمان پر ثابت قدم رہا) اور کوئی کافر ہوگیا (جیسا کہ نصاریٰ حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کے بعد) اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے (یہ ماقبل کی تاکید کے لئے ہے) مگر اللہ جو چاہے کرے (یعنی جسے چاہے توفیق دے اور جسے چاہے رسوا کرے)۔

﴿ ترکیب ﴾

﴿ تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض منهم من کلم الله ﴾

تلک الرسل: مبتدا، فضلنا: فعل وفاعل، بعضھم: مفعول، علی بعض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، منھم: ظرف مستقر خبر مقدم، من کلم اللہ: موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ ورفع بعضهم درجت﴾

و: عاطفہ، رفع بعضهم: فعل بافاعل ومفعول، ب: حرف جار فی محذوف، درجت: منصوب بنزع الخافض ای فی درجت، سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر کلّم پر معطوف۔

﴿ واتينا عيسى ابن مريم البينت وايدنه بروح القدس﴾

و: عاطفہ، اتینا: فعل وفاعل، عیسی ابن مریم: مفعول اول، البینت: مفعول ثانی، رجملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ایدناہ: فعل بافاعل ومفعول، بروح القدس: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿ ولوشاء الله ما اقتتل الذين من بعدهم من بعد ماجاتهم البينت ولكن اختلفوا﴾

و: عاطفہ، لو: شرطیہ، شاء اللّٰہ: فعل بافاعل، ھدی الناس جمیعا: مفعول محذوف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ما اقتتل: فعل، الذین من بعدھم: فاعل، من: جار، ما جاء تھم البینٰت: جملہ مجرور، ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل پر معطوف، و: مستانفہ، لکن: حرف مشبہ بالفعل، ھم ضمیر محذوف اس کا اسم اختلفوا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ فمنهم من امن ومنهم من كفر﴾

ف: تفریعیہ، منھم: ظرف مستقر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، من امن: موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، جو اپنی خبر مقدم سے ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، منھم: ظرف مستقر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، من کفر: موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، جو خبر سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿ ولوشاء الله ما اقتتلوا ولكن الله يفعل مايريد﴾

و: عاطفہ، لو: شرط، شاء: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، عدم قتالھم مفعول محذوف، جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ما اقتتلوا: جملہ فعلیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ، و: عاطفہ، لکن: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، یفعل: فعل بافاعل، ما یرید: موصول صلہ ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر خبر، لکن، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے درجات:

۱۔۔۔۔۔ہم نے بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو ان مناقب کیساتھ خاص کیا جو مناقب دوسروں کو نہ دیئے گئے۔ ایک قول یہ ہے کہ فضیلت سے مراد شریعت ہے یعنی ہم نے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بعض کو نئی شریعت دی اور بعض کو سابقہ شریعت کا پیرو بنایا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ فضیلت سے مراد اخروی درجات ہیں۔ (روح المعانی، الجز الثالث، ص ۵)

سابقہ امتوں کے نبی کی شریعت بعد میں آنے والے نبی منسوخ کرتے رہے لیکن حضورﷺ کی شریعت ایسی ہے کہ دائمی ہے یعنی قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔حضورﷺ کو معجزات کی وجہ سے بھی دیگر انبیائے کرام پر سبقت حاصل ہے دوسرے انبیائے کرام کو جو معجزات دیئے گئے یعنی لاٹھی ،اونٹنی وغیرہ اعیان وجواہر کے قبیل سے ہیں لیکن وہ باقی نہ رہے جبکہ حضور پر نورﷺ کو دیا جانے والا معجزہ قرآن مجید اعراض اور معانی کے قبیل سے ہے اور ابھی تک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کا معجزہ قیامت تک کے لئے ہے۔الغرض ہر حوالے سے حضورﷺ دیگر انبیائے کرام سے افضل ہیں۔حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وصف ایمان میں برابر ہیں جبکہ ایمان کے بعد طاعت کے معاملہ میں انکے درجے متفاوت ہیں (المدارك ،ج۱،ص ۲۰۸)

اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر لیلۃ الاسراء میں بغیر کسی واسطے کے کلام فرمایا اور حضور اکرمﷺ کے درجات اسطرح بلند فرمائے کہ آپکی رسالت تمام مخلوقات پر عام کردی۔ یہاں تک کہ جمادات ،ملائکہ اور جنات کے بھی آپ رسول ہیں اور سید عالمﷺ کو کثیر معجزات عطا کیے گئے جن کی نہ تو کوئی حد بندی ہوسکتی ہے اور نہ ہی انہیں شمار کیا جاسکتا ہے جیسا کہ آپکو حوض کوثر ،مقام محمود اور وسیلہ جیسے خصائص سے نوازا گیا۔ (ماخوذ از صاوی ،ج۱،ص ۲۱۳،۲۱۴)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی کا جھگڑا ہو گیا۔یہودی نے کہا:''مجھے اس ذات پاک کی قسم! جس نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا فرمائی۔''یہ سن کر مسلمان سے ضبط نہ ہوسکا اور اس نے یہودی کے منہ پر تھپڑ مار دیا اور کہا:''اے خبیث! کیا وہ ہمارے نبیﷺ سے بھی افضل ہیں؟''اس یہودی نے حضورﷺ کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی تو آپﷺ نے ارشاد فرمایا:''مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت نہ دو، قیامت کے روز سب بیہوش ہونگے ، میں سب سے پہلے ہوش میں آؤنگا،اس روز میں دیکھوں گا کہ موسیٰ عرشِ الٰہی کا پایہ پکڑے ہوئے ہونگے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا بیہوش ہی نہ ہوئے تھے اور کوہِ طور پر بیہوشی کے بدلے آج ان پر بیہوشی طاری نہ ہوئی ،پس مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت نہ دو۔''

اس حدیثِ پاک کے علماء کرام نے کئی جواب دیئے ہیں۔(۱)......ہوسکتا ہے آپﷺ نے یہ اس وقت فرمایا ہو جس وقت آپکو دوسرے انبیاء پر اپنی فضیلت کا علم ہی نہ ہو۔(۲)......آپﷺ نے یہ بات تواضع وانکساری کیلئے فرمائی ہو۔(۳)......جب آپس میں لڑائی ہو اس قسم کی باتوں سے منع فرمایا تاکہ کسی نبی کی شان میں کوئی تنقیص نہ ہوجائے۔(۴)......اپنی ذاتی آرا اور تعصب کی بناء پر کسی نبی کو دوسرے پر فضیلت نہ دو۔(۵)......کسی نبی کو فضیلت عطا کرنا تمہارے بس کی بات نہیں۔ یہ اللہ ﷻ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔تم پر لازم ہے کہ اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ (ابن کثیر ،ج۱،ص ۳۷۷)

اغراض:

بتخصیصہ بمنقبۃ: یعنی کمال صفات اور یہ صفات قائم بذاتہ نہیں ہیں بلکہ اللہ ﷻ کے فضل سے ہیں اس حیثیت سے تخصیص ذاتی مناقب کا تقاضا کرتی ہے۔ کلم اللہ: یعنی بغیر کسی واسطے کے اللہ ﷻ کا کلام۔ بعموم الدعوۃ: یعنی سید عالمﷺ کی دعوت تمام مخلوقات حتیٰ کہ جمادات ،ملائکہ اور جنات کو شامل ہے،اس جملے میں جنات پر سید عالمﷺ کی رسالت عام ہونے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی جنات پر حکومت کرنا ساقط نہ ہوگا اس لئے کہ وہ جنات پر سلطنت کے لحاظ سے حکومت فرماتے تھے نہ کہ رسالت کے لحاظ سے۔ وختم نبوۃ: یعنی آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو کہ اپنی رسالت کی ابتداء کرے اور آپﷺ کی شریعت منسوخ ہونا

لازم آئے۔یسیر معہ حیث سار: حضرت عیسی علیہ السلام کی تخلیق کے ابتداء سے ہی اس لئے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی تخلیق حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دست اقدس ہی پر ہوئی تھی۔لمشیئة ذلک: یعنی اللہ عزوجل چاہتا تو انہیں ہدایت عطا فرماتا اور وہ آپس میں اختلاف اور قتال نہ کرتے، پس حق واضح اور ظاہر ہے، اور کفر صرف وہی کرتا ہے جو اللہ عزوجل کے ارادے میں ایمان کو قبول کرنے والا نہیں ہوتا پس بندہ رب مختار عزوجل کے سامنے مجبور ہے۔ (الصاوی، ج١، ص١٨٦)

رکوع نمبر: ٢

﴿یایها الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم﴾ زَکٰوتَهٗ ﴿من قبل ان یاتی یوم لا بیع﴾ فِدَاءٌ ﴿فیه ولا خلة﴾ صَدَاقَةٌ تَنفَعُ ﴿ولا شفاعة﴾ بِغَیْرِ اِذْنِهٖ وَهُوَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ ، وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ بِرَفْعِ الثَّلَاثَةِ ﴿والکفرون﴾ بِاللّٰهِ اَوْ بِمَا فُرِضَ عَلَیْهِمْ ﴿هم الظلمون(٢٥٤)﴾ لِوَضْعِهِمْ اَمرَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ غَیْرِ مَحَلِّهٖ ﴿الله لااله﴾ اَیْ لَا مَعْبُوْدَ بِحَقٍّ فِی الْوُجُوْدِ ﴿الاهو الحی﴾ اَلدَّائِمُ الْبَقَاءِ ﴿القیوم﴾ اَلْمُبَالِغُ فِی الْقِیَامِ بِتَدْبِیْرِ خَلْقِهٖ ﴿لا تاخذه سنة﴾ نُعَاسٌ ﴿ولا نوم له ما فی السموت وما فی الارض﴾ مِلْکًا وَّخَلْقًا وَّعَبِیْدًا ﴿من ذا الذی﴾ اَیْ لَا اَحَدَ ﴿یشفع عنده الا باذنه﴾ لَهٗ فِیْهَا ﴿یعلم ما بین ایدیهم﴾ اَیِ الْخَلْقِ ﴿وماخلفهم﴾ اَیْ مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ﴿ولایحیطون بشیء من علمه﴾ اَیْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْئًا مِّنْ مَّعْلُوْمَاتِهٖ ﴿الا بما شاء﴾ اَنْ یُّعْلِمَهُمْ بِهٖ مِنْهَا بِاِخْبَارِ الرُّسُلِ ﴿وسع کرسیه السموت والارض﴾ قِیْلَ اَحَاطَ عِلْمُهٗ بِهِمَا وَقِیْلَ مُلْکُهٗ وَقِیْلَ الْکُرْسِیُّ بِعَیْنِهٖ مُشْتَمِلٌ عَلَیْهِمَا لِعَظْمَتِهٖ، لِحَدِیْثِ "مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ فِی الْکُرْسِیِّ اِلَّا کَدَرَاهِمَ سَبْعَةٍ اُلْقِیَتْ فِیْ تُرْسٍ" ﴿ولا یئوده﴾ یَثْقُلُهٗ ﴿حفظهما﴾ اَیِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴿وهو العلی﴾ فَوْقَ خَلْقِهٖ بِالْقَهْرِ ﴿العظیم(٢٥٥)﴾ اَلْکَبِیْرُ ﴿لا اکراه فی الدین﴾ عَلَی الدُّخُوْلِ فِیْهِ ﴿قد تبین الرشد من الغی﴾ اَیْ ظَهَرَ بِالْاٰیَاتِ الْبَیِّنَاتِ اَنَّ الْاِیْمَانَ رُشْدٌ وَّالْکُفْرُ غَیٌّ نَزَلَتْ فِیْمَنْ کَانَ لَهٗ مِنَ الْاَنْصَارِ اَوْلَادٌ اَرَادَ اَنْ یُّکْرِهَهُمْ عَلَی الْاِسْلَامِ ﴿فمن یکفر بالطاغوت﴾ اَلشَّیْطَانِ اَوِ الْاَصْنَامِ وَهُوَ یُطْلَقُ عَلَی الْمُفْرَدِ وَالْجَمْعِ ﴿ویؤمن بالله فقد استمسک﴾ تَمَسَّکَ ﴿بالعروة الوثقی﴾ بِالْعَقْدِ الْمُحْکَمِ ﴿لا انفصام﴾ اِنْقِطَاعَ ﴿لها والله سمیع﴾ لِمَا یُقَالُ ﴿علیم(٢٥٦)﴾ بِمَا یُفْعَلُ ﴿الله ولی﴾ نَاصِرُ ﴿الذین امنوا یخرجهم من الظلمت﴾ اَلْکُفْرِ ﴿الی النور﴾ اَلْاِیْمَانِ ﴿والذین کفروا اولیئهم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمت﴾ ذِکْرُ الْاِخْرَاجِ اِمَّا فِیْ مُقَابَلَةِ قَوْلِهٖ یُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اَوْ فِیْ کُلِّ مَنْ اٰمَنَ بِالنَّبِیِّ ﷺ قَبْلَ بَعْثَتِهٖ مِنَ الْیَهُوْدِ ثُمَّ کَفَرَ بِهٖ ﴿اولئک اصحب النار هم فیها خلدون(٢٥٧)﴾

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو (یعنی اسکی زکوۃ دو) وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید وفروخت (یعنی فدیہ) ہے اور نہ دوستی (جو کام آئے) اور نہ شفاعت (اللہ ﷻ کی اجازت کے بغیر، اس سے مراد قیامت کا دن ہے، ایک قرأت میں بیـع، خـلـة، شفـاعة تینوں مرفوع پڑھے گئے ہیں) اور کافر (یعنی اللہ کا انکار کرنے والے یا جوان پر فرض کیا گیا اسکا انکار کرنے والے) وہی ظالم ہیں (احکام الٰہی کو غیر محل میں رکھنے کی وجہ سے) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (یعنی اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود برحق موجود نہیں) وہ آپ زندہ (ہے یعنی ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور) اوروں کا قائم رکھنے والا......۱...... (یعنی اپنی مخلوق کے امور کی تدبیر فرمانے والا ہے) اسے نہ اُونگھ آئے (سنة بمعنی نعاس ہے) اور نہ نیند......۲......اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں (مملوک ومخلوق اور بندے ہونے کے اعتبار سے) وہ کون ہے (یعنی کوئی نہیں) جو اسکے ہاں سفارش کرے مگر اسکے حکم سے (تو جو مـاذون ہے اسی کو شفاعت کا اختیار ہے......۳......) جانتا ہے جو کچھ ان سے (یعنی جو اس مخلوق سے) پہلے ہو چکا ہے اور جو کچھ انکے بعد (یعنی جو امورِ دنیا وآخرت میں سے ان کے بعد) ہونے والا ہے اور وہ نہیں پاتے اسکے علم میں سے (یعنی اس کی معلومات میں سے کچھ نہیں جانتے) مگر جتنا وہ چاہے ان معلومات میں سے ان کو بتانا تو وہ (یعنی رسولوں کی دی ہوئی خبروں سے وہ کچھ جان لیتے ہیں) اسکی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین (ایک قول کے مطابق کرسی سے مراد علم ہے یعنی اسکے علم نے زمین اور آسمان کا احاطہ کر رکھا ہے......۴......اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے فـی نـفـسـہ کرسی ہی مراد ہے کہ وہ اپنی عظمت کی وجہ سے زمین وآسمان کو شامل ہے، حدیثِ پاک میں ہے: "سات آسمان کرسی کے آگے ایسے ہیں جیسا کہ سات درہم جو تھال میں ڈال دیئے گئے ہوں) اور اسے بھاری نہیں (یئود ہ بمعنی یثقلہ ہے) اسکی نگہبانی (یعنی زمین اور آسمان کی) اور وہی ہے بلند (اپنی مخلوق پر، قھر کی صفت کے ساتھ) بڑائی والا (العظیم بمعنی الکبیر ہے) کچھ زبردستی نہیں دین (میں داخل ہونے......۵......) میں بیشک خوب جدا ہوگئی ہے نیک راہ گمراہی سے (یعنی ظاہر ہو چکی ہے نیک راہ روشن نشانیوں سے، بیشک ایمان ہدایت ہے اور کفر گمراہی، یہ آیت اسوقت نازل ہوئی جب ایک انصاری نے اپنی اولاد کو اسلام لانے پر مجبور کیا) تو جو طاغوت کو نہ مانے (طاغوت سے مراد شیطان یا بت ہے اور اس کا اطلاق مفرد اور جمع دونوں پر ہوتا ہے) اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے تھامی (استـمسـک بمعنی تـمسـک ہے) مضبوط گرہ (مضبوط رسی) جسے کبھی کھلنا نہیں (یعنی وہ ٹوٹنے والی نہیں......۶......) اور اللہ اسے سنتا (ہے جو اسکی بارگاہ میں فریاد کی جائے) جانتا ہے (جو کام کیا جائے) اللہ مددگار ہے (ولی بمعنی ناصر ہے) مسلمانوں کا انہیں (کفر کی) اندھیریوں سے (ایمان کے) نور کی طرف نکالتا ہے اور جو کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیریوں کی طرف نکالتے ہیں (یہاں نکالنے کا ذکر یا تو یـخـرجـهـم من الظلمت کے مقابلہ کی وجہ سے ہے یا یہ ان یہودیوں میں سے ہر ایک کے لئے ہے جو بعثتِ نبوی ﷺ سے قبل تو نبی پاک ﷺ پر ایمان رکھتے تھے اور بعد میں آپکی نبوت کا انکار کر دیا) یہی لوگ دوزخ والے ہیں اور انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔

﴿ترکیب﴾

﴿ یایها الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی یوم لابیع فیه ولاخلة ولاشفاعة﴾

یایها الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، انفقوا: فعل وفاعل، مما رزقنکم: ظرف لغو اول، من: جار، قبل: مضاف، ان یاتی: فعل

،یوم: موصوف،لا بیع فیہ: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ولا خلۃ ولا شفاعۃ: معطوف ملکر صفت، موصوف صفت ملکر فاعل، ان یاتی: فعل با فاعل جملہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، جار مجرور سے ملکر ظرف لغو ثانی، جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿ والکفرون هم الظلمون﴾

و: عاطفہ معطوف علی محذوف فالمومنون المتقون موفون، الکفرون: مبتدا، هم: مبتدا، الظلمون: خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر الکفرون مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ الله لا اله الا هو الحی القیوم﴾

الله: اسم جلالت مبتدا، لا: نفی جنس، الہ: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، هو: مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم موجود محذوف خبر، لا نفی جنس، اپنے اسم اور خبر سے ملکر خبر اول، الحی: خبر ثانی، القیوم: خبر ثالث، مبتدا اپنی تینوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا تاخذہ سنۃ ولا نوم له ما فی السموت وما فی الارض﴾

لا تاخذہ: فعل و ضمیر راجع بسوئے اسم جلالت مفعول، سنۃ: معطوف علیہ، لا: زائدہ، نوم: معطوف ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، مافی السموت وما فی الارض: موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ من ذاالذی یشفع عندہ الا باذنه﴾

من ذا: مبتدا، الذی: اسم موصول، یشفع: فعل با فاعل، عندہ: مفعول فیہ، الا: للحصر، باذنه: ظرف لغو، فعل اپنے فاعل مفعول اور ظرف سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ یعلم ما بین ایدیهم وما خلفهم ولا یحیطون بشی ء من علمه الا بما شاء﴾

یعلم: فعل با فاعل، ما بین ایدیهم: معطوف علیہ، وما خلفهم: معطوف ملکر مفعول، جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، لایحیطون: فعل با فاعل، بشی من علمه: ظرف لغو، الا: حرف استثناء، بما شاء: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف

﴿ وسع کرسیه السموات والارض ولایئودہ حفظهما وهو العلی العظیم﴾

وسع: فعل، کرسیه: فاعل، السموات والارض: مفعول، سب ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا یئودہ حفظهما: فعل با ضمیر فاعل ومفعول جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، هو: مبتدا، العلی: العظیم: خبریں، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی﴾

لا: نفی جنس، اکراہ: اسم، فی الدین: ظرف مستقر خبر، لا نفی جنس، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، قد: للتحقیق، تبین: فعل، الرشد: فاعل، من الغی: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن بالله فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لها﴾

ف: فصیحیہ ،من: موصولہ ،یکفر بالطاغوت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ویومن باللہ: جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر صلہ ،موصول صلہ ملکر مبتدا ،ف: جزائیہ ،قد: للتحقیق ،استمسک: فعل بافاعل ،ب: جار ،العروۃ الوثقی: مرکب توصیفی ذوالحال ،لا انفصام لھا: حال ،ملکر مجرور ،ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ،جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور﴾

اللہ: اسم جلالت مبتدا ،ولی: مضاف ،الذین امنوا: مضاف الیہ ملکر خبر اول ،یخرجھم ......الخ: جملہ فعلیہ خبر ثانی ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین کفروا اولیئھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمت﴾

و: عاطفہ ،الذین کفروا: موصول صلہ ملکر مبتدا ،اولیاء ھم: مبتدا ثانی ،الطاغوت: موصوف ،یخرجونھم ......الخ: جملہ فعلیہ صفت ،ملکر خبر ،مبتدا ثانی اپنی خبر سے ملکر پھر خبر ،مبتدا اول اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل پر معطوف

﴿اولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون﴾

اولئک: مبتدا ،اصحب النار: خبر ،خبر ملکر جملہ اسمیہ ،ھم: مبتدا ،فیھا خلدون: شبہ جملہ ہوکر خبر ،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آیۃ الکرسی کے فضائل:

☆...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان کی زکوۃ کی حفاظت پر متعین کیا ،چنانچہ ایک آنے والا آیا اور اس سے لینے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: ''خدا کی قسم! ضرور تمہیں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے جاؤں گا۔'' اس نے محتاجی اور عیالداری کا رونا رویا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے رات کے چور کا کیا بنا؟'' میں عرض گزار ہوا: ''اس نے سخت محتاجی اور عیالداری کی شکایت کی تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ پھر آئے گا ،میں نے جان لیا کہ وہ ضرور آئے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا ،اس نے پھر محتاجی اور عیالداری کا رونا رویا تو میں نے اسے چھوڑ دیا ،صبح ہوئی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے رات کے چور کا کیا بنا؟'' میں عرض گزار ہوا کہ اس نے سخت محتاجی اور عیالداری کی شکایت کی تو میں نے ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''وہ پھر آئے گا۔'' میں نے جان لیا کہ وہ ضرور آئے گا ،لہذا تیسری رات کو وہ آیا تو میں نے ٹھان لیا کہ اب ہرگز نہیں چھوڑوں گا ،اس نے کہا: ''میں تمہیں کچھ کلمے سکھا دیتا ہوں ،جو تمہیں نفع دیں گے۔'' میں نے کہا: ''وہ کیا ہیں؟'' اس نے بتایا کہ ''جب تم بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو ،ساری رات اللہ کی حفاظت میں رہو گے اور شیطان تمہارے نزدیک بھی نہ آئے گا۔'' صبح ہوئی تو سید عالم ﷺ نے دریافت فرمایا ''تمہارے رات کے چور کا کیا بنا؟'' میں عرض گزار ہوا کہ اس نے مجھے ایسے کلمات کے سکھانے کا دعوٰی کیا ہے جو مجھے نفع دینگے تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیا ہیں؟'' میں عرض گزار ہوا کہ اس نے بتایا ہے کہ جب تم بستر پر جاؤ تو مکمل آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو ساری رات اللہ کی حفاظت میں رہو گے اور شیطان تمہارے نزدیک بھی نہ آئے گا۔'' اور وہ حضرات نیک کاموں کے بڑے حریص تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''بات تو اس نے سچی کی اگرچہ وہ خود بہت بڑا جھوٹا ہے۔'' پھر فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! جانتے ہو کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب

کون تھا؟" عرض گزار ہوئے نہیں تو فرمایا: "وہ شیطان تھا۔" (صحیح البخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا فترک، ص۲۷۰)

☆......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے ابو المنذر! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے نزدیک کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت کونسی ہے؟" میں نے عرض کی: "اللہ اور اسکا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔" حضور ﷺ نے جب دوبارہ دریافت فرمایا کہ "تمہارے نزدیک کتاب اللہ کی سب سے ذیشان آیت کونسی ہے؟ تو میں نے عرض کی: "لا الٰہ الا اللّٰہ ھو الحی القیوم۔" آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر ارشاد فرمایا: "اے ابو المنذر! تمہیں یہ علم مبارک ہو۔"

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب فضل سورۃ الکھف و آیۃ الکرسی، ص۳۶۹)

☆......امام طبرانی نے سندِ حسن سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے وہ شخص دوسری نماز تک اللہ کے ذمہ کرم پر ہوگا۔" (الدر المنثور ج۱، ص۵۷۲)

☆......امام ابن الضریس نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص بستر پر لیٹ کر آیۃ الکرسی پڑھتا ہے صبح تک دو فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ (الدر المنثور ج۱، ص۵۷۸)

☆...... امام بیہقی شعب الایمان میں روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی کو پڑھے اس کو جنت میں داخل ہونے سے موت کے سوا اور کوئی چیز مانع نہیں ہوگی اور وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا۔

☆......ابن نجار نے تاریخ بغداد میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اللہ عزوجل اسے شاکرین کا سا دل، صدیقین کے سے اعمال کرنے کی ہمت، حضرات انبیائے کرام کا سا ثواب، اور اس کے آگے رحمت کی برسات فرما دیتا ہے اور اسے جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی نہیں روک سکتا اور وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا۔

(الدر المنثور ج۱، ص۵۷۳)

اللہ عزوجل آپ زندہ ہے اوروں کا قائم رکھنے والا:

۱......اللہ عزوجل کی ذات ہی جاننے اور قدرت رکھنے والی ہے۔ اور ہر وہ چیز جو اسکی شان کے لائق ہے وہ اسکے لئے ہمیشہ سے ثابت ہے، اور ثابت بھی رہے گی۔ (اسلئے کہ بالقوۃ۱...... اور بالامکان۲......)۔ اسکی ذات کے لئے ممتنع ہے۔ اور اللہ عزوجل کے قائم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ رب العالمین ہمیشہ سے ہی خلق کی تدبیر اور حفاظت کرنے والا ہے۔ اسی لئے اہل عرب قام بالامر اسوقت کہتے ہیں جب کوئی کسی امر کی حفاظت کرے۔ اسکی قرأت میں القَیَّام اور القَیِّم بھی شامل ہیں۔ (البیضاوی، ج۱، ص۲۱۵)

۱...... بالقوۃ سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات وہ ذاتِ بالاصفات ہے کہ جسکے لئے تمام صفات بالفعل ثابت ہیں بالقوۃ نہیں مثال کے طور پر انسان پکڑ تو سکتا ہے یا بول تو سکتا ہے مگر بالفعل نہ پکڑے یا نہ بولے تو پکڑنے اور بولنے کی صفت بالقوۃ ہوئی بالفعل نہ ہوئی۔

۲......امکان جسکا معدوم ہونا جائز ہے۔

اللہ عزوجل کی ذات نیند سے پاک ہے:

۲......نیند ایسی حالت ہے جو حیوان کو لاحق ہوتی ہے، اٹھنے والے بخارات کی رطوبتیں انسانی دماغ تک پہنچ کر دماغ کے اعضاء میں ڈھیلا پن پیدا کر دیتی ہیں۔ جسکی وجہ سے ظاہری حواس میں محسوس کرنے کی صلاحیت معطل ہو جاتی ہے۔ (المرجع السابق)

☆......علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ فرما دو ان لوگوں سے کہ یہ زمین اور آسمان میں نے

اپنی قدرت سے روک رکھے ہیں۔ اگر مجھے نیند یا اونگھ پکڑتی تو ان میں لغزش آجاتی (یعنی بگاڑ پیدا ہو جاتا)(المدارک، ج۱، ص۲۰۹)

شفاعت صرف اللہ ﷻ کے اذن سے ممکن ہے:

۳...... ہمارے اسلاف کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے کہ مقربین کی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرتے ہیں اور یہ مقبولان بارگاہ اللہ ﷻ کے اذن سے ہی شفاعت کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کی احادیث طیبہ سے بھی اسکا ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سورج لوگوں کے بہت قریب آجائے گا حتی کہ اسکی تپش کیوجہ سے لوگوں کا پسینہ انکے کانوں تک پہنچے گا اور لوگ اس حالت میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے مدد مانگیں گے۔ پھر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائینگے اور آخر میں حضور سید عالم ﷺ سے مدد مانگیں گے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب من سئل الناس تکثرا، ص۲۳۹)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری شفاعت میری امت کے ان افراد کیلئے ہے جنہوں نے کبیرہ گناہ کیے ہیں۔'' (الجامع الترمذی، کتاب صفت القیامت، باب ماجاء فی الشفاعۃ، ص۶۳، ج۲)

☆......اللہ ﷻ کل بروز قیامت اپنے حبیب ﷺ سے ارشاد فرمائے گا ''یا محمد ارفع راسک واشفع تشفع'' یعنی اے محبوب ﷺ اپنا سر سجدے سے اٹھایئے شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ (صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل، ص۵۵۵)

اس موضوع پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا رسالہ **اسماع الاربعین فی شفاعۃ المحبوبین** کا مطالعہ کیجئے۔

کرسی سے کیا مراد ہے؟

۴...... مفسرین کرام نے کرسی کے بارے میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ چنانچہ، تفسیر صاوی میں علامہ احمد بن محمد الصاوی فرماتے ہیں کہ کرسی کا اطلاق علم پر کیا جاتا ہے جس طرح تخت کا اطلاق اسکے بیٹھنے والے پر ہوتا ہے اور ایک قول کے مطابق کرسی ساتویں آسمان سے بھی اوپر موجود اللہ ﷻ کی ایک عظیم مخلوق ہے اس کرسی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں، جن میں سے ہر فرشتے کے چار چہرے ہیں، انکے قدم اس چٹان میں ہیں جو ساتویں زمین کے نیچے ہے، ان فرشتوں میں ایک فرشتہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں ہے، وہ لوگوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے اور ایک فرشتہ بیل کی صورت میں ہے وہ بہائم کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے، ایک فرشتہ درندوں کے سردار کی صورت میں ہے جو کہ وحشی درندوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے اور ایک پرندوں کے سردار یعنی گدھ کی صورت میں ہے جو کہ پرندوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے۔ ایک قول کے مطابق عرش اٹھانے والے فرشتوں اور کرسی اٹھانے والے فرشتوں کے درمیان ستر حجاب تاریکی کے اور ستر ہی نور کے ہیں۔ ہر حجاب کی موٹائی پانچ سو سال ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو کرسی اٹھانے والے فرشتے عرش اٹھانے والے فرشتوں کے نور سے جل جائیں۔ جب کہ عرش اور کرسی اللہ ﷻ کے حکم سے تخلیق ہوئے نہ کہ ان فرشتوں کی حاجت کیلئے۔ خازن میں کرسی سے مراد چار اقوال ذکر ہیں۔ (۱)......کرسی سے مراد عرش ہے، (۲)......کرسی سے مراد عرش نہیں ہے (۳)......کرسی سے مراد اسم اعظم ہے، (۴)......کرسی سے مراد اللہ ﷻ کا ملک، اسکی بادشاہت اور قدرت ہے۔

"لا اکراہ فی الدین" کے معنی:

۵......مطلب یہ ہے کہ دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے۔ اور ایک قول کے مطابق یہ خبر نہی کے معنی میں ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ ایک انصاری کے دو بیٹے نصرانی تھے، اسنے ان پر دین اسلام کو لازم قرار دیا اور کہا: ''خدا کی قسم! میں تم دونوں کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ تم دونوں دینِ اسلام قبول نہ کرلو۔'' لیکن ان دونوں نے انکار کر دیا۔ یہ معاملہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا تو انصاری نے عرض

کی: "میرا بعض حصہ جہنم میں چلا جائے اور میں دیکھتا رہوں۔" اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو انصاری نے دونوں بیٹوں کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت نے کا کہنا ہے کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا، پھر قتال کی فرضیت کے ساتھ منسوخ کر دیا گیا۔ (المدارک، ج١، ص ٢١١)

"فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا" کے معنی:

٦...... تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ اس شخص نے دین کے سب سے مضبوط کڑے کو تھام لیا۔ جو ایسا مضبوط کڑا ہے کہ ٹوٹتا نہیں۔ مجاھد فرماتے ہیں کہ عروۃ الوثقی سے مراد ایمان ہے سدی کے نزدیک اسلام ہے۔ سعید بن جبیر اور ضحاک فرماتے ہیں اس سے مراد لاالہ الا اللہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اس سے مراد قرآن لیتے ہیں۔ جب کہ سالم بن ابی جعد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد الحب فی اللہ والبغض فی اللہ ہے۔ یہ تمام اقوال صحیح ہیں ان میں کوئی منافات نہیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ عزوجل پر ایمان لائے گویا اس نے ایسے مضبوط حلقے کو تھام لیا جو جنت میں داخل ہونے سے پہلے نہیں ٹوٹے گا۔ حضرت محمد بن قیس بن عبادہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں تھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، اسکے چہرے پر خشوع وخضوع کے آثار چمک رہے تھے، اس نے مختصر دو رکعات پڑھیں۔ لوگوں نے کہا یہ جنتی شخص ہے۔ جب وہ باہر نکلا تو میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ اسکے ساتھ ہی اسکے گھر تک پہنچ گیا۔ جب اس شخص سے گفتگو کرتے کرتے کچھ اجنبیت دور ہوئی تو میں نے کہا کہ آپ جب مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے آپکے بارے میں یہ کہا تھا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا: "سبحان اللہ! ایسی بات نہ کہی جائے جسکا علم نہ ہو لیکن میں تمہیں اسکی وجہ بتاتا ہوں، بات یہ ہے کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں خواب دیکھا تھا کہ ایک سرسبز وشاداب باغ میں ہوں جسکے درمیان ایک لوہے کا ستون ہے جو زمین سے لیکر آسمان تک طویل ہے، اسکے اوپر ایک کنڈا بنا ہوا ہے، مجھے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ جب کہ میں اس پر چڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، اسی اثناء میں ایک شخص آ گیا اس نے میرے کپڑوں کو پیچھے سے اٹھایا جس کی وجہ سے میں آسانی سے اوپر چڑھ کر اس کنڈے تک پہنچ گیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اس کنڈے کو مضبوطی سے تھام لو، اسی اثناء میں میری آنکھ کھل گئی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باغ سے مراد اسلام ہے، ستون سے مراد دین ہے اور کنڈے سے مراد عروۃ الوثقی ہے مطلب یہ ہے کہ تمہارا خاتمہ اسلام پر ہوگا۔ راوی فرماتے ہیں یہ شخص حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔ (ماخوذ از ابن کثیر، ج١، ص٣٨٦)

اغراض:

زکاتہ: اس سے انفاق کے واجب پر بڑے عظیم دلائل موجود ہیں جیسے کہ زکوۃ ہر نفقہ پر واجب ہے۔ بغیر اذنہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ آیت مبارکہ مطلق ہے جو کہ اللہ عزوجل کے فرمان ﴿من الذی یشفع عندہ الا باذنہ﴾ سے مقید پر محمول کی جاتی ہے۔ بِرفع الثلاثۃ: یعنی آیت مبارکہ ﴿لا بیع و لا خلۃ و لا شفاعۃ﴾ میں لا نافیہ مہملہ ہے یا عاملہ، جب لام کی تکرار ہو گئی تو اب اس کا اِعمال (یعنی عمل کرنا) اور اِلغاء (عمل نہ کرنا) جائز ہو گیا، بہرحال اول صورت میں عامل ہونے کی وجہ سے اسم کو نصب اور فعل کو رفع دے گا۔ لما یقال: ہلکی آواز سے یا بڑی آواز سے۔ باللہ: مراد حقیقی کفر ہے۔ او بما فرض علیھم: یعنی فرائض میں تفریط یعنی کمی کوتاہی کرنا، مراد اس سے کفر مجازی ہے۔ بالاخبار الرسل: کسی تک علم نہیں پہنچتا مگر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے واسطے سے، پس حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اپنی امتوں کے لئے ہر چیز کے واسطے ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام کے واسطے رسول اللہ ہیں

۔عارفین کہتے ہیں کہ اے اللہ درود بھیج اس پر جس سے اسرار ظاہر ہوں، اور انوار پھوٹ پڑیں اور ان میں حقائق پروان چڑھیں، اور علوم آدم نازل ہوں تو خلق کو عاجز کردیں۔

تمسک: اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ سین اور تاء دونوں الاستمساک کی تقویت کے لئے زائد ہیں۔ الکفر: ہر کافر کو حیران کرنے اور ہدایت قبول نہ کرنے کی وجہ سے کفر کو ظلمت حسیہ سے تشبیہ دی اور کافروں کے ساتھ یہ معاملہ قیامت کے دن ہوگا اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿ظلمات بعضها فوق بعض اذا اخرج يده لم يكد يراها ﴾ اور ایمان: اسے نور سے تشبیہ دی اس لئے کہ ایمان کے نور سے ہر کسی کو ہدایت ملے گی اور یہ معاملہ آخرت میں اس طرح ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿نورهم يسعى بين ايديهم و بايمانهم﴾ پس کفر دنیا میں ظلمت معنویہ ہے اور آخرت میں ظلمت حسیّہ جب کہ ایمان دنیا میں نور معنویہ ہے اور آخرت میں نور حسیّہ۔

(الصاوی، ج۱، ص۱۸۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿الم تر الى الذى حاج﴾ جَادَلَ ﴿ابراهم فى ربه﴾ لِـ ﴿ان اته الله الملك﴾ اَىُ حَمَلَهُ بَطَرَهُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ وَهُوَ نَمْرُوْدُ ﴿اذ﴾ بَدَلٌ مِنْ حَآجَّ ﴿قال ابراهم﴾ لَمَّا قَالَ لَهُ مَنْ رَّبُّكَ الَّذِىْ تَدْعُوْنَا اِلَيْهِ ﴿ربى الذى يحي ويميت﴾ اَىْ يَخْلُقُ الْحَيَاةَ وَالْمَوْتَ فِى الْاَجْسَادِ ﴿قال﴾ هُوَ ﴿انا احي واميت﴾ بِالْقَتْلِ وَالْعَفْوِ عَنْهُ وَدَعَا بِرَجُلَيْنِ فَقَتَلَ اَحَدَهُمَا وَتَرَكَ الْاٰخَرَ، فَلَمَّا رَاٰهُ غَبِيًّا ﴿قال ابراهم﴾ مُنْتَقِلًا اِلٰى حُجَّةٍ اَوْضَحَ مِنْهَا ﴿فان الله ياتى بالشمس من المشرق فات بها﴾ اَنْتَ ﴿من المغرب فبهت الذى كفر﴾ تَحَيَّرَ وَدَهِشَ ﴿والله لايهدى القوم الظلمين (۲۵۸)﴾ بِالْكُفْرِ اِلٰى مَحَجَّةِ الْاِحْتِجَاجِ ﴿او﴾ رَاَيْتَ ﴿كالذى﴾ اَلْكَافُ زَائِدَةٌ ﴿مرعلى قرية﴾ هِىَ بَيْتُ الْمَقْدِسِ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ وَّمَعَهُ سَلَّةُ تِيْنٍ وَقَدَحُ عَصِيْرٍ وَّهُوَ عُزَيْرٌ عليه السلام ﴿وهى خاوية﴾ سَاقِطَةٌ ﴿على عروشها﴾ سُقُوْطِهَا لَمَّا خَرَّبَهَا بُخْتُ نَصَرَ ﴿قال انى﴾ كَيْفَ ﴿يحي هذه الله بعد موتها﴾ اِسْتِعْظَامًا لِقُدْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فاماته الله﴾ وَاَلْبَثَهُ ﴿مائة عام ثم بعثه﴾ اَحْيَاهُ لِيُرِيَهُ كَيْفِيَّةَ ذٰلِكَ ﴿قال﴾ تَعَالٰى لَهُ ﴿كم لبثت﴾ مَكَثْتَ هٰنَا ﴿قال لبثت يوما او بعض يوم﴾ لِاَنَّهُ نَامَ اَوَّلَ النَّهَارِ فَقُبِضَ وَاُحْيِىَ عِنْدَ الْغُرُوْبِ فَظَنَّ اَنَّهُ يَوْمُ النَّوْمِ ﴿قال بل لبثت مائة عام فانظر الى طعامك﴾ اَلتِّيْنِ ﴿وشرابك﴾ اَلْعَصِيْرِ ﴿لم يتسنه﴾ لَمْ يَتَغَيَّرْ مَعَ طُوْلِ الزَّمَانِ، وَالْهَاءُ قِيْلَ اَصْلٌ مِّنْ سَانَهْتُ وَقِيْلَ لِلسَّكْتِ مِنْ سَانَيْتُ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِحَذْفِهَا ﴿وانظر الى حمارك﴾ كَيْفَ هُوَ فَرَاٰهُ مَيِّتًا وَّعِظَامُهُ بِيْضٌ تَلُوْحُ فَعَلْنَا ذٰلِكَ لِتَعْلَمَ ﴿ولنجعلك اية﴾ عَلَى الْبَعْثِ ﴿للناس وانظر الى العظام﴾ مِنْ حِمَارِكَ ﴿كيف ننشزها﴾ نُحْيِيْهَا بِضَمِّ النُّوْنِ وَقُرِئَ بِفَتْحِهَا مِنْ اَنْشَزَ وَنَشَزَ لُغَتَانِ وَفِىْ قِرَاءَةٍ نُنْشِزُهَا

بِضَمِّ النُّوْنِ بِضَمِّهَا وَالزَّايِ، نُحَرِّكُهَا وَنَرْفَعُهَا ﴿ثم نكسوها لحما﴾ فَنَظَرَ اِلَيْهَا وَقَدْ تُرُكِّبَتْ وَكُسِيَتْ لَحْمًا وَّنُفِخَ فِيْهِ الرُّوْحُ وَنَهِقَ ﴿فلما تبين له﴾ ذٰلِكَ بِالْمُشَاهَدَةِ ﴿قال اعلم﴾ عِلْمَ مُشَاهَدَةٍ ﴿ان الله على كل شيء قدير (٢٥٩)﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ (اعلم) اَمْرٌ مِّنَ اللّٰهِ لَهُ ﴿و﴾ اذْكُرْ ﴿اذ قال ابراهم رب ارنى كيف تحى الموتى قال﴾ تَعَالٰى لَهُ ﴿اولم تؤمن﴾ بِقُدْرَتِيْ عَلَى الْاِحْيَاءِ؟ سَاَلَهُ مَعَ عِلْمِهٖ بِاِيْمَانِهٖ بِذٰلِكَ لِيُجِيْبَ بِمَا قَالَ فَيَعْلَمُ السَّامِعُوْنَ غَرْضَهُ ﴿قال بلى﴾ اٰمَنْتُ ﴿ولكن﴾ سَاَلْتُكَ ﴿ليطمئن﴾ يَسْكُنَ ﴿قلبى﴾ بِالْمُعَايَنَةِ الْمَضْمُوْمَةِ اِلَى الْاِسْتِدْلَالِ ﴿قال فخذ اربعة من الطير فصرهن اليک﴾ بِكَسْرِ الصَّادِ وَضَمِّهَا، اَمِلْهُنَّ اِلَيْكَ وَقَطِّعْهُنَّ وَاخْلِطْ لَحْمَهُنَّ وَرِيْشَهُنَّ ﴿ثم اجعل على كل جبل﴾ مِّنْ جِبَالِ اَرْضِكَ ﴿منهن جزء ا ثم ادعهن﴾ اِلَيْكَ ﴿ياتينک سعيا﴾ سَرِيْعًا ﴿واعلم ان الله عزيز﴾ لَا يُعْجِزُهُ شَيْءٌ ﴿حكيم (٢٦٠)﴾ فِيْ صُنْعِهٖ، فَاَخَذَ طَاوُسًا وَّنَسْرًا وَّغُرَابًا وَّدِيْكًا وَّفَعَلَ بِهِنَّ مَا ذُكِرَ وَاَمْسَكَ رُؤُسَهُنَّ عِنْدَهُ وَدَعَاهُنَّ فَتَطَايَرَتِ الْاَجْزَاءُ اِلٰى بَعْضِهَا حَتّٰى تَكَامَلَتْ ثُمَّ اَقْبَلَتْ اِلٰى رُؤُسِهَا۔

﴿ترجمہ﴾

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا اسے جو ابراہیم سے جھگڑا (حاجّ بمعنی جادل ہے) اس کے رب کے بارے میں اس پر کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی (یعنی اللہ ﷻ کی نعمتوں کے استخفاف نے اسے سرکشی پر ابھارا اور وہ جس پر نعمتوں کی زیادتی ہوئی وہ نمرود تھا) جب کہ (اذ، حاجّ سے بدل ہے) ابراہیم نے کہا (یعنی اس وقت جبکہ نمرود نے ان سے کہا کہ جس رب کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں کون ہے؟ تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا) میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے (یعنی اجسام میں زندگی اور موت پیدا کرتا ہے) بولا (نمرود) میں جلاتا اور مارتا ہوں (یعنی قتل کر کے مارتا اور معاف کر کے جلاتا ہوں پھر اس نے دو آدمی بلائے ان میں سے ایک کو قتل کر دیا اور ایک کو چھوڑ دیا، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے انتہائی بڑا بے وقوف پایا تو) ابراہیم نے فرمایا (پہلے سے بھی واضح دلیل کی طرف منتقل ہوتے ہوئے) تو اللہ سورج کو لاتا ہے مشرق سے تُو (اے نمرود!) لے آ اُسے مغرب سے، تو ہوش اڑ گئے کافر کے (یعنی حیران اور ششدر رہ گیا) اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو (اُنکے کفر کے سبب) یا (آپ نے نہ دیکھا) اسکی طرف جو (الذی میں کاف زائدہ ہے) گزرا ایک بستی پر......... (یہاں بستی سے مراد بیت المقدس ہے، یہ حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام تھے جو کہ دراز گوش پر سوار تھے جنکے پاس انجیر کا تھیلا اور پیالے میں انگور کا شیرہ تھا، وہ اس بستی سے گزرے) اور وہ ڈھئی پڑی تھی (خاوية بمعنی ساقطة ہے) اپنی چھتوں پر (عروشها بمعنی سقوفها ہے، جسے بخت نصر نے ویران کیا تھا) بولا کیونکر (انی بمعنی کيف ہے) اللہ اسے جلائے گا اسکی موت کے بعد (یعنی اللہ ﷻ کی قدرت کو بڑا جانتے ہوئے یہ بات کہی) تو اللہ نے اسے مردہ رکھا (یعنی اسے مردہ حالت میں ٹھہرا رکھا) سو برس پھر اسے اٹھایا (یعنی اُسے زندہ کیا تا کہ انہیں دوبارہ زندہ کرنے کی کیفیت دکھائیں اور) فرمایا (اللہ ﷻ نے ان سے) تو یہاں کتنا ٹھہرا (لبثت بمعنی مکثت ہے) عرض کی دن بھر یا کچھ کم (اسلئے کہ وہ صبح کو سوئے تھے تو انکی روح قبض کر لی گئی اور

غروبِ آفتاب کے وقت اٹھے تو گمان کیا کہ یہ وہی دن ہے) فرمایا نہیں تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے (یعنی انجیر) اور مشروب (یعنی شیرۂ انگور) کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا (یعنی طویل زمانہ گزر جانے کے باوجود متغیر نہ ہوئے، یتسنہ میں ھا بعض کے نزدیک حروف اصلیہ میں سے ہے اور سانہت سے ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ ہاء سکتہ کیلئے ہے اور سانیت سے ہے اور ایک قرأت میں ھا محذوف ہے) اور اپنے گدھے کو دیکھ اسکی حالت کیا ہے؟ (آپ نے اسے مردہ حالت میں دیکھا کہ اسکی سفید ہڈیاں چمک رہی تھیں) ہم نے یہ کام اس لئے کیا کہ تو جان لے) اور یہ اسلئے کہ تجھے ہم نشانی کریں (مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر) لوگوں کیلئے اور ان ہڈیوں کو دیکھ (اپنے گدھے کی) کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے ہیں (یعنی ہم انہیں زندہ کرتے ہیں، ننشزھا میں دو لغتیں ہیں یعنی نون کے ضمہ کے ساتھ انشز سے اور ایک قرأت میں نون کے فتحہ کے ساتھ یعنی نشز سے ہے اور ایک قرأت میں نون اور زاء کے ضمہ کے ساتھ ہے بمعنی نحو کہا اور نو فعہا ہے) پھر کیسے ہم انہیں گوشت پہناتے ہیں (تو آپ نے اس معاملے کو ملاحظہ فرمایا اس حال میں کہ وہ ہڈیاں آپس میں جڑ گئیں اور پھر ان پر گوشت چڑھ گیا اور اس کے بعد اس میں روح پھونکی گئی تو وہ گدھا زندہ ہو کر آواز کرنے لگا) پھر جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا (مشاہدے کے ذریعے) بولا میں خوب جانتا ہوں (یعنی علم مشاہدہ بھی رکھتا ہوں) کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے (ایک قرأت میں اِعْلَمْ ہے یعنی خدا نے انہیں حکم فرمایا) اور (یاد کیجئے) جب ابراہیم نے اپنے رب سے عرض کی کہ اے میرے رب مجھے دکھا دے کہ تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا......۲......(اللہ عزوجل نے اس سے) کیا تجھے یقین نہیں (میرے از سر نو زندہ کرنے کی قدرت پر، اللہ نے انکے ایمان کو جاننے کے باوجود یہ پوچھا تا کہ وہ اس طرح کا جواب دیں جس سے سامعین انکی غرض کو جان لیں) عرض کی یقین کیوں نہیں (میں مومن ہوں) مگر یہ چاہتا ہوں (یعنی میں نے یہ سوال اس لئے کیا ہے) کہ قرار (یعنی اطمینان وسکون) آجائے میرے دل کو (اس معائنہ سے جو استدلال کیساتھ ملا ہو) فرمایا تو اچھا چار پرندے لیکر اپنے ساتھ ہلا لے (فصرھن صاد کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ ہے، یعنی انہیں خود سے مانوس کر لیں اور پھر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے انکے گوشت اور پر آپس میں ملا لیں) پھر انکا ایک ایک ٹکڑا (اپنے علاقے کے) ہر پہاڑ پر رکھ دے اور پھر انہیں بلا......۳......(اپنی طرف) وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے (جلدی جلدی) اور جان رکھ اللہ غالب ہے (یعنی اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی) حکمت والا ہے (اپنی صنعت و کاریگری میں، پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مور، ایک گدھ، ایک کوا اور ایک مرغ لیکر انکے ساتھ مذکورہ حکم کے مطابق عمل کیا اور انکے سر اپنے پاس روک لئے، اس کے بعد انھیں پکارا تو انکے اجزاء آپس میں اڑ کر ملنے لگے یہاں تک کہ مکمل صورت اختیار کر گئے پھر اپنے سروں سے آکر جڑ گئے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم ترالی الذی حاج ابراھم فی ربه ان اته الله الملک اذ قال ابراھم ربی الذی یحی ویمیت﴾

همزه: حرف استفہام، لم تر: فعل بافاعل، الی: جار، الذی: موصول، حاجّ: فعل بافاعل، ابراھیم: مفعول، فی ربه: ظرف لغو، ان اتـاه اللّٰه المُلکَ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر، وقت محذوف مضاف کیلئے مضاف الیہ، ملکر مفعول فیہ، اذ: مضاف، قال ......الخ: قول مقولہ ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف لغو ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، لم تر فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال انا احی وامیت قال ابراھم فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب فبھت الذی کفر واللہ لا یھدی القوم الظلمین﴾

قال: قول، انا احی وامیت: جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، جملہ قولیہ مستانفہ، قال ابراھیم: قول، ف: جزائیہ، ان اللّٰہ یاتی بالشمس من المشرق: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ائت بھا من المغرب: معطوف، ملکر شرط مقدر ان کنت قادرا کما تدعی کذبا وافتئاتا کیلئے جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿او کالذی مرعلی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا﴾

او: عاطفہ، ک: اسم بمعنی مثل، الذی: موصول، مر: فعل بافاعل، علی: جار، قریۃ: ذوالحال، و: حالیہ، ھی: مبتدا، خاویۃ: اسم فاعل، علی عروشھا: ظرف لغوخبر، مبتدا خبر ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر الذی حاج پر معطوف ہے۔

﴿قال انی یحی ھذہ اللہ بعد موتھا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ﴾

قال: قول، انی: بمعنی کیف حال مقدم، یحیی ھذہ اللّٰہ بعد موتھا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اماتہ اللّٰہ مائۃ عام: معطوف علیہ، ثم بعثہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال کم لبثت قال لبثت یوما اوبعض یوم﴾

قال: قول، کم یوما: ممیز تمیز ملکر ظرف لغو مقدم، لبثت: جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ، قال: قول، لبثت: فعل بافاعل، یوما: معطوف علیہ، او: عاطفہ، بعض یوم: معطوف، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال بل لبثت مائۃ عام﴾

قال: قول، بل: عاطفہ، لبثت: فعل فاعل، مائۃ عام: مفعول فیہ، جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ مالبثت یوما بعض یوم مقدر، ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فانظرالی طعامک وشرابک لم یتسنہ﴾

ف: فصیحہ، انظر: فعل بافاعل، الی: جار، طعامک وشرابک: معطوف علیہ ملکر ذوالحال، لم یتسنہ: جملہ فعلیہ حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، شرط مقدر اذا حصل لک ارتیاب عدم طمانیۃ فی امر البعث فانظر سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وانظرالی حمارک ولنجعلک ایۃ للناس﴾

و: عاطفہ، انظر: فعل بافاعل، الی حمارک: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لام: جار، نجعلک: فعل وفاعل ومفعول

اول،ایة: مفعول ثانی،للناس: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور...... متعلق فعل مقدر وفعلنا ذلک لکلہ لنجعلک ایة،ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما﴾

و: عاطفہ،انظر: فعل بافاعل،الی: جار،العظام: ذوالحال، کیف ننشزھا: معطوف علیہ،ثم نکسوھا لحما: معطوف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال،ذوالحال اپنے حال سے ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل انظر پر معطوف ہے۔

﴿فلما تبین له قال اعلم ان الله علی کل شیء قدیر﴾

ف: عاطفہ،لما: شرطیہ،تبین له: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قال:قول،اعلم ان الله ......الخ: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جزاء،شرط وجزاءملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ مقدر فانشزھا الله وکساھا لحما فتبین له کیف الاحیاء پر۔

﴿واذقال ابراھم رب ارنی کیف تحی الموتی﴾

و:مستانفہ،اذ: مضاف، قال ابراھیم: قول،رب: جملہ فعلیہ ندائیہ، ارنی: فعل بافاعل ومفعول، کیف تحی الموتی: جملہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر مضاف الیہ،مرکب اضافی اذکروا مقدر کا ظرف۔

﴿قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی﴾

قال: قول،اولم تومن: جملہ فعلیہ معطوف ،الم تعلم ولم تومن بانی قادر علی الاحیاء معطوف علیہ مقدر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،قال:قول،بلٰی: حرف اثبات،و: زائدہ،لکن: عاطفہ ،لیطمئن:فعل،قلبی: فاعل، جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ

﴿قال فخذ اربعة من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءا﴾

قال: قول،ف: جزائیہ،خذ: فعل وفاعل،اربعة: موصوف،من الطیر: صفت،ملکر مفعول، جملہ فعلیہ جزاء،شرط محذوف،ان اردت ذلک معرفة ذلک عیانا فخذ ......الخ جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ثم:عاطفہ،اجعل :فعل بافاعل،علی کل جبل: جارمجرور متعلق اجعل ،منھن: جارمجرور ملکر ذوالحال،جزءا حال ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم ادعھن یاتینک سعیا﴾

ثم: عاطفہ،ادعھن: فعل وفاعل،ھن: ضمیر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف، یاتینک:فعل وفاعل ومفعول،سعیا: حال ،یاتینک کے فاعل سے،ملکر جواب امر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واعلم ان الله عزیز حکیم﴾ و: عاطفہ ،اعلم:فعل بافاعل،ان:حرف مشبہ ،اللّٰہ: اسم جلالت اسم،عزیز: خبر اول،حکیم: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

حضرت ابراهیم علیہ السلام اور نمرود کے مابین مکالمہ:

۱......حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا نمرود بن کنعان الجبار سے مکالمہ ہوا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے سر پر تاج رکھا۔ اللہ عزوجل نے اسے سلطنت عطا کی جسکی بناء پر وہ خدائی کا دعوی کر بیٹھا۔ حضرت مجاھد فرماتے ہیں کہ چار بادشاہ گزرے ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے ساری دنیا کی سلطنت عطا کی ان میں دو مؤمن اور دو کافر ہیں، مؤمنین سے حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علیہ السلام اور ذوالقرنین ہیں اور کافروں میں نمرود اور بخت نصر۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ مکالمہ کب ہوا بعض نے کہا کہ جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی جنت میں بتوں کو توڑا تھا تو نمرود نے آپکو وہاں سے نکالا تا کہ آپ کو جلائے اس وقت نمرود نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے کہا: "تم ہمیں کس رب کی دعوت دیتے ہو؟" حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: "میرا رب وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔" نمرود نے دو شخص بلائے، ان میں سے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا: "میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں۔" ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے بعد اس وقت پیش آیا جب لوگ نمرود کے عہد میں قحط سالی میں مبتلا ہوئے، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے یہ بھی کہا کہ میرا رب وہ ہے جو سورج مشرق سے نکالتا ہے اگر تو رب ہونے کا دعوی کرتا ہے تو سورج مغرب سے نکال کر دکھا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا اور بوکھلا گیا اور اُسکے ہوش اڑ گئے اور اس نے جان لیا کہ وہ اسکی طاقت نہیں رکھتا۔ اگر یہاں پر یہ اعتراض کیا جائے کہ اسکے اوسان کیونکر خطاء ہوگئے۔ وہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے یہی پیش کش کر دیتا کہ آپکا رب سورج کو مغرب سے نکال لے آئے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ ایسا نہ کہہ سکتا تھا کیونکہ وہ خوف زدہ تھا اور اگر وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ایسا سوال کر دیتا اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے رب سے یہ دعا کر دیتے تو اسکی زیادہ فضیحت ہوتی۔ (الخازن، ج ۱، ص ۱۹۲، ۱۹۳)

جب بادشاہ بخت نصر نے بیت المقدس کو ویران کیا، بنی اسرائیل کو قتل و گرفتار اور تباہ و برباد کرڈالا تو حضرت قتادہ، ضحاک، عکرمہ اور سدی کے قول کے مطابق حضرت سیدنا عزیر بن شرخیا علیہ السلام یا حضرت وہاب بن منبہ کے قول کے مطابق ارمیاہ بن حلقیا جو کہ سیدنا ہارون علیہ السلام کی قوم سے تھے وہاں سے گزرے۔ یہ قصہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت نبوت پر دلالت کرتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہود کو وہ خبر بھی دیتے تھے جسے وہ اپنی کتاب میں پاتے اور یہود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے کہ یہ وہی اُمی نبی ہیں جنہوں نے قدیم کتابیں نہیں پڑھیں۔ اس بستی کے بارے میں بھی اختلاف ہے بعض کے نزدیک بیت المقدس ہے بعض کے نزدیک دیر ہرقل ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد قریۃ العنب ہے جو کہ بیت المقدس سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔

حضرت عزیر علیہ السلام وہاں سے اپنے دراز گوش پر گزرے۔ آپ علیہ السلام کے پاس ایک برتن کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا۔ آپ علیہ السلام تمام بستی میں پھرے کسی کو وہاں نہ پایا، بستی کی عمارت کو منہدم دیکھا تو اپنی سواری حمار کو ایک طرف باندھ کر آرام فرمانے لگے، اسی حالت میں آپکی روح قبض کر لی گئی۔ اور گدھا بھی مر گیا۔ یہ صبح کے وقت کا واقعہ ہے ستر برس بعد شاھانِ فارس میں سے ایک بادشاہ نے اسے پھر سے آباد کیا۔ اس زمانے میں حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام کو لوگوں کی نظروں سے دور رکھا گیا۔ آپکو کوئی دیکھ نہ سکا جب آپکی وفات کو سو برس گزر گئے تو اللہ عزوجل نے انکو زندہ کیا، یہ غروب آفتاب کا واقعہ تھا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا تم یہاں کتنے دن ٹھہرے؟ آپ نے اندازے سے عرض کی: "ایک دن یا کچھ کم۔" آپکا یہ خیال تھا کہ یہ اسی دن کی شام کا واقعہ ہے جسکی صبح کو سوئے تھے۔ فرمایا تم سو برس سوئے تھے اپنے کھانے، پانی اور انگور کے رس کی طرف دیکھئے اس میں بو تک نہ آئی اور حمار کی طرف دیکھئے کہ گل سڑ گیا اسکی

ہڈیاں چمکنے لگیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے وہ ہڈیاں آپس میں ایک دوسرے کیساتھ جڑنے لگیں اور ایک ڈھانچہ تیار ہوگیا جس میں نہ تو گوشت تھا نہ ہی خون، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس ڈھانچے کو گوشت اور خون سے پر کیا لیکن اس میں روح نہ تھی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک فرشتے کو بھیجا جس نے اس میں روح پھونکی تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اذن سے زندہ ہو کر آواز نکالنے لگا۔ حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت کا مشاہدہ کر کے اپنے دراز گوش پر سوار ہو کر اپنے محلے کی جانب تشریف لائے اور اندازے سے ہی اپنے مکان پر پہنچے۔ ایک بڑھیا نے دروازہ کھولا جس کے پاؤں خشک ہو چکے تھے اور بینائی جا چکی تھی وہ آپکے گھر کی باندی تھی آپ علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ عزیر کا مکان ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا آپ نے فرمایا عزیر کہاں ہیں؟ کہنے لگی انہیں تو گزرے ہوئے سو برس ہو گئے۔ یہ کہہ کر رونے لگی آپ نے فرمایا میں عزیر ہوں اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر آپ عزیر ہی ہیں تو دعا کیجئے کیونکہ حضرت عزیر علیہ السلام مستجاب الدعوات تھے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ میری آنکھیں لوٹا دے تا کہ میں آپکو دیکھ کر پہچان لوں چنانچہ ایسا ہی ہوا (الخازن، ص ۱۹۳)

حضرت ابراهیم کے لئے علم الیقین کو عین الیقین میں بدلنا:

۲..... حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اس سوال کے بارے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک مردار سڑے ہوئے گدھے کے پاس سے گزرے، دوسرا قول یہ ہے کہ مردار مچھلی کے پاس سے گزرے اور تیسرا قول یہ ہے کہ سمندر کے کنارے ایک آدمی مرا پڑا تھا، جوار بھاٹے میں سمندر کا پانی اترتا رہتا جب پانی چڑھتا تو مچھلیاں اسکو کھاتیں جب اتر جاتا تو درندے کھاتے اور جب درندے جاتے تو پرندے آجاتے۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ نے چاہا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مردے کس طرح زندہ کئے جاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: "یا رب! مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ فرمائے گا اور انکے اجزاء دریائی جانوروں اور درندوں کے پیٹ اور پرندوں کے پوٹوں میں سے جمع فرمائیگا، مگر میں یہ عجیب منظر دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں تا کہ علم الیقین، عین الیقین میں تبدیل ہو جائے۔" حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چونکہ اس بارے میں شک نہ تھا بلکہ آپ محض اطمینان قلبی چاہتے تھے چنانچہ بحکم الٰہی چار پرندے مور، مرغ، کبوتر اور کوا لئے۔ جبکہ ایک روایت میں کبوتر کی بجائے گدھ کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ بہر حال چار پرندے لینے میں انسان کی چار خصلتوں کی طرف اشارہ ہے۔ مور لینے میں یہ حکمت ہے کہ اس میں ظاہری زینت وسجاوٹ کا عنصر پایا جاتا ہے اور انسان بھی زیب وزینت اور جاہ ومنصب سے محبت کرتا ہے، مرغ لینے میں یہ حکمت ہے کہ اس میں انسان کی طرح شہوت کا عنصر پایا جاتا ہے اور کوّے میں چونکہ شدید حرص کی علامت پائی جاتی ہے، اسلئے حرص کی بیماری انسان سے ختم کرنے کے لئے اسکا انتخاب کیا، اور گدھ میں کھانے پینے سے شغف کا عنصر پایا جاتا ہے لہٰذا یہاں یہ تنبیہ ہے کہ انسان فقط کھانے پینے کے لئے نہیں پیدا ہوا بلکہ اسکی پیدائش کا مقصد کچھ اور ہی ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے انہیں ذبح کیا اور قیمہ کر کے انکے اجزاء باہم خلط کر دیئے اور اس مجموعہ کے کئی حصے کر کے ایک ایک حصہ پہاڑ پر رکھا اور سب کے سر اپنے پاس محفوظ کر لئے اور بلانے پر اجزاء اڑتے ہوئے علیحدہ ہوتے گئے شکلیں بنتی گئیں اور اپنے اپنے سروں سے ملتی گئیں۔ (الخازن، ج ۱، ص ۱۹۶، ۱۹۸)

غیر الله کو پکارنا:

۳..... قرآن مجید فرقان حمید اور احادیث طیبہ ہمارے لئے عملی نمونہ ہے اور جو بات قرآن مجید اور احادیث طیبہ سے ثابت ہو اسے ماننے ہی میں ہمارا بھلا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے جلیل القدر بندے اور اسکے پیغمبر ہیں انکا عمل بھی ہمارے لئے نمونہ ہے انکا کٹے ہوئے پرندوں کو جنکے سر انکے پاس تھے پکارنا اور ان پرندوں کے کٹے ہوئے اعضاء کا اڑ اڑ کر آنا کوئی خلاف شرع بات

ہوتی تو اس کا بیان اتنے حسین انداز میں نہ کیا جاتا۔ہم صرف اس نکتے کی جانب توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ جب کٹے ہوئے پرندے پکارے جانے پر اللہ کی دی ہوئی قدرت وطاقت سے اڑ اڑ کر اپنے سروں سے مل جائیں اور کسی کو اس میں اختلاف بھی نہ ہو تو پھر کٹے ہوئے انسانی اجسام پکارے جانے پر اللہ ﷻ کی عطا سے کیوں نہ سماعت کریں گے۔جب ان پرندوں کے بارے میں کسی کو کوئی شک و شبہ نہیں پڑتا تو یہاں بھی شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے۔

اغراض:

جـــادل :یعنی باطل مجادلہ،اور مراد اس سے دلیل کا دلیل کے ذریعے مقابلہ کرنا ہے،پس حضرت ابراہیم علیہ السلام حق کے ذریعے مجادلہ فرماتے اور نمرود باطل کے ذریعے مجادلہ کرتا۔بطرہ:مراد اللہ ﷻ کی نعمتوں کا استخفاف کرنا ہے۔بـنـعم الله:مراد دنیاوی بادشاہت ہے،اس لئے کہ دنیا میں صرف چار بادشاہ ہوئے ہیں جنہوں نے پوری دنیا پر بادشاہت کی ہے دو مسلمان یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام اور ذوالقرنین علیہ السلام اور دو کافر یعنی نمرود اور بخت نصر۔لـمـا قـال لـه :ظرف ہے یعنی اس وقت جبکہ نمرود نے ان سے کہا کہ جس رب کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں کون ہے؟ تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

لـيـجيبـه :تا کہ سوال کرنے کی علت معلوم ہوجائے اور جواب دینے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔سـألـه:یعنی اللہ ﷻ نے ابراہیم علیہ السلام سے سوال کیا۔بذلک:یعنی اللہ کی قدرت مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں۔فـيـعـلـم السـامعون غرضه :اولا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سوال کرنا ان کے عدم ایمان کا وہم پیدا کرتا ہے پھر اس سوال پر اللہ ﷻ کا سوال ﴿اولـم تـؤمـن ﴾حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سوال کرنے کی مراد کو کھول دیتا ہے۔فـاخـذ طـاؤسا الخ :ان چار پرندوں کو لینے میں یہ حکمت ہے کہ یہ انسان سے مشابہ ہیں مور میں انسان کی طرح خود پسندی پائی جاتی ہے،گدھ میں کھانے اور پینے کی خواہش،کوّے میں حرص اور مرغ میں نکاح کی خواہش۔ (الصاوی،ج۱،ص۱۹۱ وغیرہ)

غبياً :نمرود اس حیثیت سے کم عقل ثابت ہوا کہ کلام کے معنی کو نہ سمجھ سکا اس لئے کہ يـحـيـى ويميت کا معنی حیات اور موت ہے اور اس نے جو جواب دیا اس میں یہ معنی بعینہ نہ پائے جاتے تھے جیسا کہ ظاہر ہے۔السلة کی جمع سلات ہے جیسے حبة کی جمع حبات ہے۔

الی محجة الاحتیاج :استدلال کا راستہ یعنی وہ راستہ جو انہیں دلیل تک پہنچادے،جس سے اہل حق مجادلہ اور مخاصمہ (یعنی لڑائی جھگڑا)میں (باطل) دلائل کو توڑتے ہیں۔بدل من حاج:یعنی بدل اشتمال مراد ہے۔ومعه سلة تين:مصباح میں ہے کہ السلة فتح کے ساتھ ہے اور مراد اس سے وہ برتن ہے جس میں پھل وغیرہ محفوظ کیا جاتا ہے اوروهـو عـزيـر :شرخیا کا بیٹا،ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ گزرنے والا شخص ”خـضـر“ تھا،ایک قول کے مطابق بعث کا انکار کرنے والا شخص مراد ہے۔عـلـى عروشها:سمین میں ہے کہ العروش جمع ہے العرش کی،اس سے مراد گھر کی چھت ہے۔

استعـظـامـا لـقـدرتـه تعالى :یعنی اس میں کوئی شک نہیں،اور خازن کی عبارت میں ہے کہ ان ہڈیوں کو زندہ کرنے میں اللہ ﷻ کی قدرت میں تعجب کی بات پائی جاتی ہے۔من جبال ارضک:یعنی تیرے اردگرد موجود پہاڑ جو چار یا سات تھے۔

والنظر الی حمارک :یعنی کیسے اس کی ہڈیاں بکھری پڑی ہیں یعنی ان ہڈیوں کی جانب دیکھ تا کہ تو جان لے کہ دراز گوش مر چکا ہے اور اس کے جوڑ ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں۔تلوح:طویل زمانہ گزر جانے کے باوجود ان ہڈیوں میں چمک پائی جاتی ہے۔

ونرفعھا: یعنی ہم اسے زمین سے بعض اعضاء کی بعض کے ساتھ ترکیب فرما کر اٹھاتے ہیں اور انہیں جسم میں ان کے مقام میں پھیر دیتے ہیں۔ ونھق: قاموس میں ہے کہ نھق الحمار یعنی دراز گوش کا آواز نکالنا، نھق باب سمع اور ضرب سے نھیقا و نھاقا مصادر سے ہے۔ علم مشاھدۃ: یعنی علم یقینی کے بعد حاصل ہونے والا علم جو کہ فطرت اور ادلۂ عقلیہ سے حاصل ہوتا ہے۔

(الجمل، ج۱، ص۳۱۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿مثل﴾ صِفَةُ نَفَقَاتِ ﴿الذين ينفقون اموالهم فى سبيل الله﴾ اَىْ طَاعَتِهٖ ﴿كمثل حبة انبتت سبع سنابل فى كل سنبلة مائة حبة﴾ فَكَذٰلِكَ نَفَقَاتُهُم تَتَضَاعَفُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ ﴿والله يضعف﴾ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ ﴿لمن يشاء والله واسع﴾ فَضْلَهٗ ﴿عليم(۲۶۱)﴾ بِمَنْ يَّسْتَحِقُّ الْمُضَاعَفَةَ ﴿الذين ينفقون اموالهم فى سبيل الله ثم لايتبعون ما انفقوا منا﴾ عَلَى الْمُنْفَقِ عَلَيْهِ بِقَوْلِهِم مَثَلاً: قَدْ اَحْسَنْتُ اِلَيْهِ وَجَبَرْتُ حَالَهٗ ﴿ولا اذى﴾ لَهٗ بِذِكْرِ ذٰلِكَ اِلٰى مَنْ لَّا يُحِبُّ وَقُوْفَهٗ عَلَيْهِ وَنَحْوَ ذٰلِكَ ﴿لهم اجرهم﴾ ثَوَابُ اِنْفَاقِهِم ﴿عند ربهم ولاخوف عليهم ولا هم يحزنون(۲۶۲)﴾ فِى الْاٰخِرَةِ ﴿قول معروف﴾ كَلَامٌ حَسَنٌ وَّرَدٌّ عَلَى السَّآئِلِ جَمِيْلٌ ﴿ومغفرة﴾ لَهٗ فِىْ اِلْحَاحِهٖ ﴿خير من صدقة يتبعها اذى﴾ بِالْمَنِّ وَتَعْيِيْرٍ لَّهٗ بِالسُّؤَالِ ﴿والله غنى﴾ عَنْ صَدَقَةِ الْعِبَادِ ﴿حليم(۲۶۳)﴾ بِتَاْخِيْرِ الْعُقُوْبَةِ عَنِ الْمَانِّ وَالْمُؤْذِىْ ﴿يايها الذين امنوا لا تبطلوا صدقتكم﴾ اَىْ اُجُوْرَهَا ﴿بالمن والاذى﴾ اِبْطَالًا ﴿كالذى﴾ اَىْ كَاِبْطَالِ نَفَقَةِ الَّذِىْ ﴿ينفق ماله رئاء الناس﴾ مُرَائِيًا لَّهُمْ ﴿ولا يؤمن بالله واليوم الاخر﴾ هُوَ الْمُنَافِقُ ﴿فمثله كمثل صفوان﴾ حَجَرٍ اَمْلَسَ ﴿عليه تراب فاصابه وابل﴾ مَطَرٌ شَدِيْدٌ ﴿فتركه صلدا﴾ صُلْبًا اَمْلَسَ لَا شَىْءَ عَلَيْهِ ﴿لا يقدرون﴾ اِسْتِيْنَافٌ لِّبَيَانِ مَثَلِ الْمُنَافِقِ الْمُنْفِقِ رِيَاءَ النَّاسِ وَجَمْعُ الضَّمِيْرِ بِاِعْتِبَارِ مَعْنَى الَّذِىْ ﴿على شىء مما كسبوا﴾ عَمِلُوْا اَىْ لَا يَجِدُوْنَ لَهٗ ثَوَابًا فِى الْاٰخِرَةِ كَمَا لَا يُوْجَدُ عَلَى الصَّفْوَانِ شَىْءٌ مِّنَ التُّرَابِ الَّذِىْ كَانَ عَلَيْهِ لِاِذْهَابِ الْمَطَرِ لَهٗ ﴿والله لا يهدى القوم الكفرين(۲۶۴)﴾ ومثل﴾ نَفَقَاتِ ﴿الذين ينفقون اموالهم ابتغاء﴾ طَلَبَ ﴿مرضات الله وتثبيتا من انفسهم﴾ اَىْ تَحْقِيْقًا لِّلثَّوَابِ عَلَيْهِ بِخِلَافِ الْمُنَافِقِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَهٗ لِاِنْكَارِهِمْ لَهٗ وَمِنْ اِبْتِدَائِيَّةٌ ﴿كمثل جنة﴾ بُسْتَانٍ ﴿بربوة﴾ بِضَمِّ الرَّاءِ وَفَتْحِهَا، مَكَانٌ مُّرْتَفِعٌ مُسْتَوٍ ﴿اصابها وابل فاتت﴾ اَعْطَتْ ﴿اكلها﴾ بِضَمِّ الْكَافِ وَسُكُوْنِهَا، ثَمَرَهَا ﴿ضعفين﴾ مِثْلَىْ مَا يُثْمِرُ غَيْرُهَا ﴿فان لم يصبها وابل فطل﴾ مَطَرٌ خَفِيْفٌ يُّصِيْبُهَا وَيَكْفِيْهَا لِاِرْتِفَاعِهَا،

الْمَعْنٰی تَثْمُرُ وَتَزْکُوْ کَثُرَ الْمَطَرُ اَمْ قَلَّ فَکَذٰلِکَ نَفَقَاتُ مَنْ ذُکِرَ تَزْکُوْ عِنْدَ اللّٰہِ کَثُرَتْ اَمْ قَلَّتْ ﴿والله بما تعملون بصیر (۲۶۵)﴾ فَیُجَازِیْکُمْ بِہٖ ﴿ایود﴾ اَیُحِبُّ ﴿احدکم ان تکون له جنة﴾ بُسْتَانٌ ﴿من نخیل واعناب تجری من تحتها الانهر له فیها﴾ ثَمَرٌ ﴿من کل الثمرت و﴾ قَدْ ﴿اصابه الکبر﴾ فَضَعُفَ عَنِ الْکَسْبِ ﴿وله ذریة ضعفاء﴾ اَوْلَادٌ صِغَارٌ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلَیْہِ ﴿فاصابها اعصار﴾ رِیْحٌ شَدِیْدَۃٌ ﴿فیه نار فاحترقت﴾ فَفَقَدَهَا اَحْوَجَ مَا کَانَ اِلَیْهَا وَبَقِیَ هُوَ وَاَوْلَادُهٗ عَجَزَۃٌ مُتَحَیِّرِیْنَ لَا حِیْلَۃَ لَهُمْ وَهٰذَا تَمْثِیْلٌ لِنَفَقَۃِ الْمُرَائِیْ وَالْمَانِّ فِیْ ذِهَابِهَا وَعَدَمِ نَفْعِهَا اَحْوَجَ مَا یَکُوْنُ اِلَیْهَا فِی الْاٰخِرَۃِ، وَالْاِسْتِفْهَامُ بِمَعْنَی النَّفْیِ، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ هُوَ لِرَجُلٍ عَمِلَ بِالطَّاعَاتِ ثُمَّ بُعِثَ لَهُ الشَّیْطَانُ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِیْ حَتّٰی اَغْرَقَ اَعْمَالَهٗ ﴿کذلک﴾ کَمَا بَیَّنَ مَا ذُکِرَ ﴿یبین الله لکم الایت لعلکم تتفکرون (۲۶۶)﴾ فَتَعْتَبِرُوْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

کہاوت ان (خرچ کیے گئے اموال کی) جو اپنے مال اللہ کی راہ (یعنی اسکی طاعت) میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے (ہوتے ہیں اور اسی طرح انکے خرچ کرنے کا اجر بھی سات سو گنا ہو جاتا ہے) اور اللہ (اس سے بھی زیادہ) بڑھا دیتا ہے......۱......جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا (یعنی اس کا فضل وسیع ہے، اور) جاننے والا ہے (کہ کون اس اضافے کا مستحق ہے) وہ جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیے، پیچھے نہ احسان رکھیں (یعنی جس پر خرچ کریں اس پر احسان نہ جتلائیں یہ کہہ کر کہ میں نے اس پر یہ احسان کیا اور اسکی ضرورت پوری کی) نہ دکھ دیتے ہیں (اسے اس احسان کا ذکر ایسے شخص کے پاس کرکے جس کا اس احسان پر واقف ہونا اسے پسند نہ ہو) انکا نیگ (یعنی انکے خرچ کرنے کا ثواب) انکے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم (آخرت میں) اچھی بات کرنا (یعنی اچھی بات کہنا یا سائل کو اچھا جواب دیکر لوٹانا ......۲......) اور درگزر کرنا (سائل کے سوال میں اصرار کرنے پر) اس خیرات سے بہتر ہے جسکے بعد ستانا ہو (احسان جتانا اور سوال کرنے پر اسے طعنہ دینا ہو) ہو اور اللہ بے پرواہ (ہے، بندوں کے صدقات سے اور) حلم والا ہے (کہ احسان جتانے اور تکلیف دینے والے کی سزا میں تاخیر فرماتا ہے) اے ایمان والو! اپنے صدقے (یعنی ان کے اجر) باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذاء دیکر (اور یہ باطل کرنا) اسکی طرح جو (یعنی اس شخص کی طرح نہ ہو جو اپنے صدقات باطل کر دے اور) اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کیلئے خرچ کرکے (یعنی لوگوں کو دکھاتے ہوئے......۳......رئاء الناس بمعنی مرائیا لهم ہے) اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے (اس سے مراد منافق ہے) تو اسکی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان (یعنی چکنا پتھر) اس پر مٹی ہے اب اس پر زور کا پانی پڑا (یعنی شدید بارش ہوئی) تو اسے نرا پتھر کر چھوڑا (ایسا سخت چکنا پتھر کہ جس پر کچھ نہ ہو) قابو نہ پائیں گے (یہ جملہ مستانفہ ہے، ریاکاری کیلئے خرچ کرنے

والے منافق کی حالت کے بیان کیلئے ہے اور جمع کی ضمیر استعمال کرنا الـذی کے معنی کی رعایت کی وجہ سے ہے) ریا کار اپنی کمائی پر کچھ بھی حاصل نہ کرسکیں گے (یعنی اپنے عمل پر، معنی یہ ہے کہ وہ اپنے عمل پر آخرت میں ثواب نہ پائیں گے جیسا کہ چکنے پتھر پر مٹی وغیرہ کے ذرات کا کچھ بھی اثر باقی نہیں رہتا کہ بارش اس مٹی کو بہا کر لے جاتی ہے) اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا اور ان کی (خرچ کرنے کی) کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے (یعنی طلب کرنے) میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو (یعنی اس پر ثواب ملنے کا پختہ یقین رکھتے ہوئے، بخلاف منافقین کے جو ثواب کے منکر ہونے کی وجہ سے اس کی امید نہیں رکھتے، مِـن ابتدائیہ ہے) اس باغ کی سی ہے (جنة بمعنی بستان ہے) جو بھنور یعنی ریتیلی زمین پر ہو (بـربـوة راء کی فتحہ اور ضمہ کے ساتھ ہے، یعنی اونچی اور ہموار جگہ) اس پر زور کا پانی پڑا تو دیئے (اٰتت بمعنی اَعطت ہے) میوے (یعنی اپنے پھل، اُکُلھا، کاف کے ضمہ اور سکون کے ساتھ ہے) دُونے (یعنی دوسرے باغ کے مقابلے میں دوگنے) پھر اگر زور کا مینھ اسے نہ پہنچے تو اوس کافی ہے (ہلکی بارش جو اسے پہنچی کافی ہوگی اسکی بڑھوتری کیلئے، مطلب یہ ہے کہ بارش کم ہو یا زیادہ باغ بہر صورت پھل لاتا ہے اور اسکی پیداوار بڑھتی ہے اسی طرح مذکورہ مخلص لوگوں کے نفقات کم ہوں یا زیادہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں بڑھتے رہتے ہیں) اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (وہ تمہیں اسکی جزاء دیگا) کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا (یود بمعنی یحب ہے) کہ اسکے پاس ایک باغ ہو (جنة بمعنی بستان ہے) کھجوروں اور انگوروں کا جسکے نیچے ندیاں بہتیں، اسکے لئے اس میں (ہوں پھلوں میں سے) ہر قسم کے پھل اور (واصابه الكبر سے قد حالیہ محذوف ہے، یعنی اس حالت میں اسے) بڑھاپا آیا (پس بڑھاپے کے سبب کمانے کے قابل نہ رہا) اور اسکے ناتوان بچے ہیں (یعنی بچے بھی اس قدر چھوٹے ہیں جو کمانے کی قدرت نہیں پاتے) تو آیا اس پر ایک بگولا (یعنی شدید ہوا) جس میں آگ تھی تو وہ جل گیا (جبکہ اس شخص کو باغ کی بہت زیادہ حاجت تھی یہ اور اسکی اولاد عاجز اور متحیر ہوکر دیکھنے لگے اور انکے پاس اس باغ کو تباہی سے بچانے کا کوئی حیلہ نہ رہا ہو۔ یہی مثال ریاکار اور احسان جتانے والے شخص کے خرچ کرنے کی ہے اور وجہ تمثیل انکے صدقات کا ضائع ہوجانا اور انکو نفع نہ پہنچنا ہے اس وقت جبکہ آخرت میں انہیں اس کی سخت حاجت ہوگی، اَیَـوَدُّ میں استفہام نفی کے معنی میں ہے اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ مثال ایسے شخص کی ہے جو طاعت بجالائے پھر شیطان اس پر مسلط ہو تو وہ نافرمانی کرکے اپنے اعمال کو جلا بیٹھے) ایسا ہی (جیسا کہ ذکر کیا گیا) بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ (اور عبرت حاصل کرو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل ﴾

مثل: مضاف، نفقة مضاف محذوف، الذین ینفقون فی سبیل اللّٰه: مضاف الیہ، مرکب اضافی مضاف الیہ ملکر مبتدا، ک: جار، مثل: مضاف، حبة سبع سنابل: مرکب توصیفی مُضاف الیہ ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فی کل سنبلة مائة حبة﴾

فی کل سنبلة: ظرف مستقر خبر مقدم، مائة حبة: مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله یضعف لمن یشاء والله واسع علیم﴾

و: مستانفه ،الـلّٰه: اسم جلالت مبتدا، یضـعف لمن یشاء: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الـلّٰه: اسم جلالت مبتدا، واسع: خبر اول، علیم: خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین ینفقون اموالهم فی سبیلِ الله﴾

الذین: موصول، ینفقون فی سبیل الله: جملہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا۔

﴿ثم لا یتبعون ما انفقوا منا و لااذی﴾

ثم: عاطفہ، لا یتبعون: فعل با فاعل، ما انفقوا: مفعول، منا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: زائدہ، اذی: معطوف، ملکر مفعول لہ، سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہے ینفقون پر۔

﴿لهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون﴾

لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، اجرهم: مبتدا، عـنـد ربهم: خبر، جملہ اسمیہ ہوکر مبتداء مؤخر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نفی جنس، خوف: معطوف علیہ، علیهم: ظرف مستقر خبر، و: عاطفہ، لا: زائدہ، هـم یحزنون: معطوف، ملکر اسم، جملہ ہوکر معطوف، ملکر خبر ،الذین ینفقون ......الخ مبتدا کیلئے۔

﴿قول معروف ومغفرة خیر من صدقة یتبعها اذی﴾

قـول معروف ومغفرة: موصوف صفت ملکر مبتدا، خیر: اسم تفضیل، ھو ضمیر فاعل، من: جار، صـدقة: موصوف، یتبعها اذی: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، خیر اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله غنی حلیم﴾

و: مستانفہ، الله: اسم جلالت مبتدا، غنی: خبر اول، حلیم: خبر ثانی، مبتدا اپنی خبرون سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایها الذین امنوا لا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذی کالذی ینفق ماله رئاء الناس ولا یؤمن بالله والیوم الاخر﴾

یـایـهـا الذین امنوا: جملہ ندائیہ، لا تبـطلوا: فعل وفاعل، صـدقتکم: مفعول، بـالمن والاذی: ظرف لغو، ک: جار، الذی: موصول، ینفق رئا ء الناس: معطوف علیہ، و لا یومن...... الخ: معطوف ملکر صلہ، ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف مستقر، ابطالا مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی لاتبطلوا کے فاعل سے حال، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿فمثله کمثل صفوانٍ علیه تراب فاصابه وابل فترکه صلدا﴾

ف: استینافیہ، مثـلـه: مبتدا، ک: جار، مثل: مضاف، صفوان: موصوف، عـلیـه تراب: جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، فـاصـابـه وابل: جملہ فعلیہ معطوف اول، فتـر کـه صلدا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفین سے ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا يقدرون على شيء مما كسبوا﴾

لايقدرون: فعل بافاعل،على: جار،شيء: موصوف،مما كسبوا: ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والله لا يهدى القوم الكفرين﴾

و: استینافیہ،الله: اسم جلالت مبتدا،لا يهدى القوم الكفرين: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿ومثل الذين ينفقون اموالهم ابتغاء مرضات الله وتثبيتا من انفسهم﴾

و: عاطفہ،مثل: مضاف،الذين: موصول،ينفقون: فعل وفاعل،اموالهم: مفعول،ابتغاء مرضات الله: معطوف علیہ، وتثبيتا من انفسهم: معطوف،ملکر ينفقون کے فاعل سے حال،فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كمثل جنة بربوة اصابها وابل فاتت اكلها ضعفين فان لم يصبها وابل فطل﴾

ك: جار،مثل: مضاف،جنة: ذوالحال،بربوة: حال ملکر موصوف،اصابها وابل: جملہ فعلیہ متضمن بمعنی الشرط ،ف: جزائیہ ،اتت: فعل،اكلها: ذوالحال،ضعفين: حال ملکر مفعول،جملہ فعلیہ ہوکر جزاء،ملکر معطوف علیہ ،ف: عاطفہ،ان لم يصبهاوابل: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ ،طل: مبتدا،اصابها: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جزاء،ملکر معطوف،ملکر صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله بما تعملون بصير﴾ و: مستانفہ ،الله: اسم جلالت مبتدا،بما تعملون بصير: خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ايود احدكم ان تكون له جنة من نخيل واعناب تجرى من تحتها الانهر له فيها من كل الثمرت﴾

همزه: حرف استفہام،يود: فعل،احدكم: فاعل،ان: مصدریہ،تكون: فعل ناقص،له: خبر،جنة: موصوف،من نخيل واعناب: صفت اول، تجرى من...... الخ: صفت ثانی،له: خبر مقدم،فيها: حال،له رزق كائن من كل الثمرات حالة كونه فيها محذوف ذوالحال،من كل الثمرات: مبتدا موخر،اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت ثالث،مرکب توصیفی اسم،تكون فعل اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مصدر مفعول،يود،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ واصابه الكبر وله ذرية ضعفاء﴾

و: حالیہ،اصاب: فعل،ه: ضمیر ذوالحال،الكبر: فاعل،و: حالیہ،له: خبر مقدم،ذرية ضعفاء: مبتدا موخر، جملہ اسمیہ ہوکر حال،ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر يود کے فاعل سے حال ہے۔

﴿فاصابها اعصار فيه نار فاحترقت ﴾

ف: عاطفہ، اصابھا: فعل ومفعول، اعصار: موصوف، فیہ نار: جملہ اسمیہ ہوکر صفت، ملکر فاعل، جملہ فعلیہ معطوف ہے اصابہ پر
، فیہ: خبر مقدم، نار: مبتدائے مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ عاطفہ، احترقت: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے

﴿ کذلک یبین اللہ لکم الایت لعلکم تتفکرون ﴾

کذلک: ظرف مستقر، تبیانا مصدر محذوف کیلئے صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، یبین اللہ: فعل با فاعل، لام: جار، کم: ذوالحال، لعلکم تتفکرون: جملہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ایت: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......**الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ**...... ☆ یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر لشکر اسلام کیلئے ایک ہزار اونٹ مع سامان پیش کئے اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم صدقے کے بارگاہِ رسالت میں حاضر کئے اور عرض کیا کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے، نصف میں نے اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے رکھ لئے اور نصف راہ خدا میں حاضر ہیں، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم نے دیئے اور جو تم نے رکھے اللہ عزوجل دونوں میں برکت فرمائے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

جو مال راہ خدا میں خرچ کیا جائے اللہ اس مال کو بڑھاتا ہے:

۱......اللہ عزوجل کی طاعت میں خرچ کرنا عام ہے خواہ صدقہ واجبہ ہو یا نافلہ، جہاد، طلب علم دین، مناسک حج اور اپنے عیال پر کشادگی کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ یاد رہے اللہ عزوجل اس مال کو بڑھائے گا جو مال پاک بھی ہو اور اخلاص کے ساتھ خرچ کیا گیا ہو۔ اس بات کی گواہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ ''میرے بعد تم میرے اصحاب کی قدر ومنزلت تک نہیں پہنچ سکتے اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا راہِ خدا میں خرچ کرے تو میرے صحابی کے ایک مد یا اسکے نصف تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔'' اور جاننا چاہئے کہ مضاعفة کی اقل مقدار دس ہے، پھر اس سے زیادہ ستر اور پھر سات سو گنا اور اسکے بعد کوئی انتہا مذکور نہیں مفسر کے کلام سے ظاہر ہے کہ اللہ سات سو گنا مضاعفة کے وعدے کے خلاف نہیں کریگا اور اسی کی شان ہے کہ اپنی رحمت سے جتنا چاہے زیادہ کردے اور اسکے ذمۂ کرم پر ہے کہ دس گنا مضاعفة کے وعدے کے خلاف نہ کرے اور زیادتی جتنی چاہے کرے۔ (الصاوی، ج۱، ص۱۹۵)

☆......حضرت سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نکیل والی اونٹنی لیکر حاضر ہوا اور عرض کی'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اللہ عزوجل کی راہ میں وقف ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' تجھے اس کے بدلے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ملیں گی جن میں سے ہر ایک نکیل والی ہوگی۔'' (صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الصدقة، ص۹۰۹)

☆......حضرت سیدنا خریم بن فاتک سے مروی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جو اللہ عزوجل کی راہ میں کچھ خرچ کرے اس کے لئے

سات سو گناہ ثواب لکھا جاتا ہے۔" (جامع الترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب فضل النفقة فی سبیل ،ص۴۹۹)

حقیقت میں اگانے والا اللہ عزوجل ہی ہے۔ اگانے کی نسبت دانے کی طرف اس وجہ سے کی گئی کہ عادۃ یہی اسکا سبب بنتا ہے جیسا زمین اور پانی کی طرف نسبت کردی جاتی ہے۔ (المدارک، ج۱، ص۲۱۶)

مسئلہ: پتہ چلا کہ نسبتِ مجازی جائز ہے جب کہ اسناد کرنے والا غیر خدا کے مستقل فی التصرف کا عقیدہ نہ رکھتا ہو۔

قول معروف کے معنی:

۲.....اس سے مراد یہ ہے کہ سائل کو اچھے انداز میں واپس لوٹایا جائے مثال کے طور پر یہ جملے یرحمک اللّٰہ، یرزقک اللّٰہ، انشاء اللّٰہ اعطیک بعد هذا وغیرہ کہے اور یہ کہ سائل کے سوال کرنے کے معاملے کو چھپائے اور اس سے درگزر کرے۔

(روح المعانی ،الجزء الثالث،ص۴۷)

ریاکاری صدقات کے ضیاع کا سبب ہے:

۳.....اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے اہل ایمان سے خطاب فرمایا ہے کہ وہ مال دینے کے بعد احسان جتا کر اور اذیت دے کر اپنے صدقات کو ضائع نہ کریں۔ جس طرح منافق لوگوں کو دکھانے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔ لوگوں کو دکھا کر مال خرچ کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سخت چٹان پر مٹی ہو اور اس پر پانی پڑے تو وہ چکنی ہو جائیگی، بالکل ایسے ہی لوگوں کو دکھانے کے لئے مال خرچ کرنا ثواب کو برباد کر دیتا ہے، عبادت خواہ کوئی ہو مالی یا جسمانی یا ان دونوں کا مجموعہ، مقصد رضائے الٰہی ہونا چاہیے ورنہ ثواب تو کجا اخلاص نہ ہونے کی صورت میں عذاب جہنم بھی ہوسکتا ہے، "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب الحزن سے بچو۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب الحزن کیا ہے؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جہنم میں ایک وادی ہے کہ خود جہنم اس سے دن میں سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس میں کون داخل ہوگا؟" جواب ارشاد فرمایا: "وہ قراء جو لوگوں کو دکھانے کیلئے قرآن پڑھتے ہیں۔"

(سنن الترمذی کتاب الزهد عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ،باب ماجاء فی الریاء،ص۷۰،ج۲)

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "قیامت کے دن سب سے پہلے اس شخص کے بارے میں فیصلہ ہوگا جو دنیا میں شہید ہوا ہوگا۔ اسے اللہ عزوجل کے حضور پیش کیا جائے گا، اللہ عزوجل اس سے اپنی نعمتیں یاد دلا کر جسے وہ پہچانے گا دریافت فرمائے گا: "ان نعمتوں کے بدلے تو نے دنیا میں کیا اعمال کیے؟" وہ عرض کرے گا: "میں نے تیری راہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔" اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے جنگ میں اسلئے شرکت کی کہ تجھے بہادر کہا جائے سو کہہ دیا گیا۔" پھر حکم خداوندی کے مطابق اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ پھر ایک اور شخص جس نے علم حاصل کیا ہو اور دوسروں کو اسکی تعلیم بھی دی ہو اور وہ قرآن بھی پڑھتا تھا اسے لایا جائے گا، اللہ عزوجل اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا جنہیں وہ پہچانے گا تو اللہ عزوجل دریافت فرمائے گا: "تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کونسا نیک عمل کیا؟" وہ عرض گزار ہوگا: "میں نے علم حاصل کیا اور اسکو دوسروں تک پہنچایا اور قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت تیری رضا حاصل کرنے کیلئے کی۔" اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: "تو جھوٹ بولتا ہے تو نے علم اسلئے حاصل کیا کہ لوگ تجھے عالم کہیں چنانچہ تو عالم کہہ لیا گیا اور تو نے قرآن اسلئے پڑھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں تو ایسا بھی ہو چکا۔"

پھر حکم خداوندی کے مطابق اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر ایک اور شخص لایا جائے گا جسے اللہ عزوجل نے دنیا میں خوشحالی عطا فرمائی اور مختلف ذرائع سے مال عطا فرمایا وہ بھی اپنے اوپر ہونے والی نعمتیں پہچان لے گا تو اللہ عزوجل دریافت فرمائے گا: ''تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا اعمال کیے؟'' وہ شخص کہے گا: ''میں نے ہر اس راستے میں تیری رضا کیلئے مال خرچ کیا جو تجھے پسند ہے۔'' اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے یہ سب اسلئے کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں سو کہہ لیا گیا۔'' پس حکم خداوندی کے مطابق اسے بھی اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل للریاء والسمعۃ، ص ۹٦٤)

اغراض:

ای طاعتہ : مراد اس سے واجب اور مستحب خیرات کی وجوہات بیان کرنا ہے۔ **اکثر من ذلک** : سات سو سے زیادہ جس کے لئے چاہے نہ کہ ہر ایک کے لئے، پس سات سو سے زیادتی بعض لوگوں کے لئے ہوگی اور سات سو گنا کا معاملہ ہر ایک کے ساتھ ہوگا۔ **ثم بعث لہ الشیطان**: یعنی شیطان اس آدمی پر مسلط ہو گیا۔ **بمن یستحق المضاعفۃ**: یعنی سات سو گنا سے زیادہ جو کہ مکمل اخلاص اور زیادہ بہتر حلال مال میں سے خرچ کرے۔ **ثواب انفاقھم** : یعنی خرچ کرنے کا ثواب سات سو یا اس سے بھی زیادہ ہونا۔ **کلام حسن**: کلام قول کی اور حسن معروف کی تفسیر ہے یعنی ایسا اچھا کلام جسے دل قبول کرے اور اسے مکروہ نہ جانے کہ سائل کو کچھ دیئے بغیر ہی لوٹا دے۔

کالذی ینفق: کاف محل نصب میں ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ صفت ہے مصدر محذوف کی، اصل عبارت یوں ہے **لا تبطلوھا ابطالا کابطال الذی ینفق مالہ رئاالناس** یعنی اپنے مال کو باطل نہ کرو اس کی طرح جو اپنے مال کو لوگوں کو دکھا کر خرچ کرتا ہے۔

مرائیا لھم: یعنی تعریف اور شہرت کی طلب کے لئے، اور جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مصدر مضاف مفعول بمعنی اسم فاعل ہے۔

وجمع الضمیر باعتبار الذی: جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ﴿وخضتم کالذی خاضوا﴾ **وجمع الضمیر**: اللہ کے فرمان ﴿لا یقدرون﴾ میں۔ **لایرجونہ**: یعنی ثواب۔ **ضعفین**: من اکلھا سے حال ہے۔

لا رتفائھا: یعنی اس کھیتی کے عمدہ، شاداب اور لطیف ہونے میں۔ **احدکم** : اے وہ لوگ جو اپنے صدقات لوگوں کو دکھا کر دیتے ہو۔

وھذا تمثیل: یعنی دکھا کر خرچ کرنے والے کی مثال یعنی ایسا شخص کے باغ کی مثال۔ (الجمل، ج۱، ص ۳۲۹)

رکوع نمبر: ۵

﴿ یایھاالذین امنوا انفقوا ﴾ زَكُّوْا ﴿ من طیبت ﴾ جِيَادِ ﴿ ما کسبتم ﴾ مِنَ الْمَالِ ﴿ ومما اخرجنا لکم من الارض ﴾ مِنَ الْحُبُوْبِ وَالثِّمَارِ ﴿ ولا تیمموا ﴾ تَقْصُدُوْا ﴿ الخبیث ﴾ اَلرَّدِيَ ﴿ منہ ﴾ اَیْ مِنَ الْمَذْكُوْرِ ﴿ تنفقون ﴾ فِي الزَّكَاةِ، حَالٌ مِّنْ ضَمِيْرِ تَيَمَّمُوْا ﴿ ولستم باخذیہ ﴾ اَیِ الْخَبِيْثَ لَوْ اُعْطِيْتُمُوْهُ فِیْ حُقُوْقِكُمْ ﴿الا ان تغمضوا فیہ﴾ بِالتَّسَاهُلِ وَغَضِّ الْبَصَرِ فَكَيْفَ تُؤَدُّوْنَ مِنْهُ حَقَّ اللّٰهِ ﴿ واعلموا ان اللہ غنی ﴾ عَنْ نَفَقَاتِكُمْ ﴿حمید(۲٦۷)﴾ مَحْمُوْدٌ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ﴿الشیطن یعدکم الفقر﴾ يُخَوِّفُكُمْ بِهٖ

اِنْ تَصَدَّقْتُمْ فَتَمْسِكُوْا ﴿ويامركم بالفحشاء﴾ اَلْبُخْلِ وَمَنْعِ الزَّكٰوةِ ﴿والله يعدكم﴾ عَلَى الْاِنْفَاقِ ﴿مغفرة منه﴾ لِذُنُوْبِكُمْ ﴿وفضلا﴾ رِزْقًا خَلْفًا مِنْهُ ﴿والله واسع﴾ فَضْلَهٗ ﴿عليم(٢٦٨)﴾ بِالْمُنْفِقِ ﴿يؤتى الحكمة﴾ اَلْعِلْمَ النَّافِعَ الْمُؤَدِّىْ اِلَى الْعَمَلِ ﴿من يشاء ومن يؤت الحكمة فقد اوتى خيرا كثيرا﴾ لِمَصِيْرِهٖ اِلَى السَّعَادَةِ الْاَبَدِيَّةِ ﴿وما يذكر﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِى الْاَصْلِ فِى الذَّالِ يَتَّعِظُ ﴿الا اولوا الالباب(٢٦٩)﴾ اَصْحَابُ الْعُقُوْلِ ﴿وما انفقتم من نفقة﴾ اَدَّيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ اَوْ صَدَقَةٍ ﴿اونذرتم من نذر﴾ فَوَفَّيْتُمْ بِهٖ ﴿فان الله يعلمه﴾ فَيُجَازِيْكُمْ عَلَيْهِ ﴿وما للظلمين﴾ بِمَنْعِ الزَّكٰوةِ اَوِ النَّذْرِ اَوْ بِوَضْعِ الْاِنْفَاقِ فِىْ غَيْرِ مَحَلِّهٖ مِنْ مَّعَاصِى اللّٰهِ ﴿من انصار(٢٧٠)﴾ مَانِعِيْنَ لَهُمْ مِّنْ عَذَابِهٖ ﴿ان تبدوا﴾ تُظْهِرُوا ﴿الصدقت﴾ اَىِ النَّوَافِلِ ﴿فنعما هى﴾ اَىْ نِعْمَ شَيْئًا اِبْدَاؤُهَا ﴿وان تخفوها﴾ تَسِرُّوْهَا ﴿وتؤتوها الفقراء فهو خيرلكم﴾ مِّنْ اِبْدَآئِهَا وَاِيْتَآئِهَا الْاَغْنِيَآءَ، اَمَّا صَدَقَةُ الْفَرْضِ فَالْاَفْضَلُ اِظْهَارُهَا لِيُقْتَدٰى بِهٖ وَلِئَلَّا يُتَّهَمَ وَاِيْتَاؤُهَا الْفُقَرَاءَ مُتَعَيَّنٌ ﴿ويكفر﴾ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ مَجْزُوْمًا بِالْعَطْفِ عَلٰى مَحَلِّ فَهُوَ وَمَرْفُوْعًا عَلَى الْاِسْتِئْنَافِ ﴿عنكم من﴾ بَعْضِ ﴿سياتكم والله بما تعملون خبير(٢٧١)﴾ عَالِمٌ بِبَاطِنِهٖ كَظَاهِرِهٖ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِّنْهُ وَلَمَّا مَنَعَ ﷺ مِنَ التَّصَدُّقِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ لِيُسْلِمُوْا اُنْزِلَ: ﴿ليس عليك هداهم﴾ اَىِ النَّاسِ اِلَى الدُّخُوْلِ فِى الْاِسْلَامِ اِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ﴿ولكن الله يهدى من يشاء﴾ هِدَايَتَهٗ اِلَى الدُّخُوْلِ فِيْهِ ﴿وما تنفقوا من خير﴾ مَالٍ ﴿فلانفسكم﴾ لِاَنَّ ثَوَابَهٗ لَهَا ﴿وما تنفقون الا ابتغاء وجه الله﴾ اَىْ ثَوَابَهٗ لَا غَيْرَهٗ مِنْ اَعْرَاضِ الدُّنْيَا، خَبَرٌ بِمَعْنَى النَّهْىِ ﴿وما تنفقوا من خير يوف اليكم﴾ جَزَاؤُهٗ ﴿وانتم لا تظلمون(٢٧٢)﴾ تَنْقُصُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا، وَالْجُمْلَتَانِ تَاكِيْدٌ لِّلْاُوْلٰى ﴿للفقراء﴾ خَبَرُ مُبْتَدَاٍ مَّحْذُوْفٍ اَىِ الصَّدَقَاتُ ﴿الذين احصروا فى سبيل الله﴾ اَىْ حَبَسُوْا اَنْفُسَهُمْ عَلَى الْجِهَادِ، وَنَزَلَتْ فِىْ اَهْلِ الصُّفَّةِ وَهُمْ اَرْبَعُ مِائَةٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَرْصَدُوْا لِتَعْلِيْمِ الْقُرْاٰنِ وَالْخُرُوْجِ مَعَ السَّرَايَا ﴿لايستطيعون ضربا﴾ سَفَرًا ﴿فى الارض﴾ لِلتِّجَارَةِ وَالْمَعَاشِ لِشَغْلِهِمْ عَنْهُ بِالْجِهَادِ ﴿يحسبهم الجاهل﴾ بِحَالِهِمْ ﴿اغنياء من التعفف﴾ اَىْ لِتَعَفُّفِهِمْ عَنِ السُّؤَالِ وَتَرْكِهٖ ﴿تعرفهم﴾ يَامُخَاطِبُ ﴿بسيمهم﴾ عَلَامَتِهِمْ مِّنَ التَّوَاضُعِ وَاٰثَرِ الْجُهْدِ ﴿لايسئلون الناس﴾ شَيْئًا فَيُلْحِفُوْنَ ﴿الحافا﴾ اَىْ لَا سُؤَالَ لَهُمْ اَصْلًا فَلَا يَقَعُ مِنْهُمْ اِلْحَافٌ وَهُوَ الْاِلْحَاحُ ﴿وما تنفقوا من خير فان الله به عليم(٢٧٣)﴾ فَيُجَازِيْكُم عَلَيْهِ۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں (یعنی عمدہ مال) میں سے کچھ دو.....ا.....(زکوۃ ادا کرو) اور اس میں سے (یعنی ان پاکیزہ چیزوں میں سے) جنہیں ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا (اناج دانے اور پھل) اور ارادہ نہ کرو (تیمموا بمعنی تقصدوا ہے) خاص ناقص (ردی) کا کہ اس میں سے (یعنی مذکورہ ردی اشیاء میں سے) تم خرچ کرو (زکوۃ کی مد میں، تنفقون، تیمموا کی ضمیر سے حال ہے، تنفقون کے ساتھ ضمیر منصوب متصل محذوف ہے) اور تمہیں ملے تو نہ لوگے اسے (ناقص مال کو، یعنی اگر تمہیں تمہارے حقوق کے بدلے میں دیا جائے تو تم نہ لوگے) جب تک اس میں سے چشم پوشی نہ کرو (سستی یا چشم پوشی کے سبب اس ردی مال سے، تو اللہ کا حق اس سے کیسے ادا کرتے ہو) اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ (ہے تمہارے نفقات سے) سراہا گیا ہے (ہر حال میں تعریف کیا گیا ہے) شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا (تمہیں خوف دلاتا ہے کہ اگر تم صدقہ کرو گے تمہارے مال میں کمی آجائے گی تو تم صدقہ کرنے سے رک جاتے ہو) اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا (یعنی بخل کرنے اور زکوۃ ادا نہ کرنے کا.....۲.....) اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے (خرچ کرنے پر) بخشش کا (تمہارے گناہوں کی) اور فضل کا (یعنی خرچ کئے گئے مال سے اچھے رزق کا) اور اللہ وسعت والا ہے (یعنی اس کا فضل وسیع ہے) علم رکھنے والا ہے (خرچ کرنے والوں کا) اللہ حکمت دیتا ہے (یعنی علم نافع جو عمل کیطرف ابھارنے والا ہو) جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی (جو اسے ابدی سعادت کی طرف لے جائیگی) اور نصیحت نہیں مانتے (یذکر اصل میں یتذکر تھا، تاء کا ذال میں ادغام ہے جو کہ یتعظ کے معنی میں ہے) مگر عقل والے (اولوا الالباب بمعنی اصحاب العقول ہے) اور تم جو خرچ کرو (یعنی زکوۃ یا صدقہ ادا کرو) یا منت مانو (تو اسے پورا کرلو، تو) اللہ کو اسکی خبر ہے (وہ تمہیں اسکی جزاء دیگا) اور ظالموں کا (جو زکوۃ نہ دیں یا منت پوری نہ کریں یا مال کو غیر محل یعنی اللہ کی معاصیت میں خرچ کریں تو ان کا) کوئی مددگار نہیں (جو ان سے عذاب الٰہی کو روک سکے) اگر اعلانیہ دو (تبدوا بمعنی تظھروا ہے) خیرات (یعنی نفلی صدقات) تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے (یعنی ظاہر کرکے دینا قابل تعریف چیز ہے) اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو (تخفوھا بمعنی تسروھا ہے) یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے (صدقے کو ظاہر کرنے یا مالداروں کو دینے سے، اور صدقہ واجبہ ظاہر کرکے دینا افضل ہے تاکہ دوسرے تقلید کریں اور اس پر تہمت نہ آئے، جبکہ زکوۃ صرف فقرا کو ہی دینا متعین ہے) اور گھٹیں گے (یکفر یاء اور نون دونوں لغتوں کیساتھ پڑھا گیا ہے اور یہ فھو کے محل پر عطف کے سبب مجزوم ہوگا اور استیناف کی بناء پر مرفوع ہوگا) اسمیں تمہارے (بعض) گناہ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ جانتا ہے اس کے باطن کو اسی طرح جیسا کہ ظاہر کو جانتا ہے اس پر کچھ مخفی نہیں، یہ آیت مبارکہ اسوقت نازل ہوئی جب آنحضرت ﷺ نے مشرکین پر صدقہ کرنے سے روکا تاکہ وہ مسلمان ہوجائیں) انہیں راہ دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں (یعنی لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کی راہ دینا آپ ﷺ پر فرض نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ پر تو صرف پیغام ہی کا پہنچانا لازم ہے) ہاں اللہ جسے راہ دینا چاہتا ہے (راہ دیتا ہے اسلام میں داخل ہونے کی) اور تم جو اچھی چیز دو (یعنی مال دو) تو تمہارا ہی بھلا ہے (کہ اسکا ثواب تمہارے لیے ہی ہے) اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کیلئے (یعنی ثواب کیلئے، نہ کہ اغراض دنیا کیلئے یہ جملہ خبر ہے اور نہی کے معنی میں ہے) اور جو مال دو

تمہیں پورا ملے گا (اسکا بدلہ) اور نہ نقصان دیئے جاؤ گے (یعنی اس سے کچھ کمی نہ ہوگی، یہ دونوں جملے ماقبل کی تاکید ہیں) ان فقیروں کیلئے (للفقرا خبر ہے اور مبتدا محذوف ہے الصدقات) جو راہ خدا میں روکے گئے (جنھوں نے اپنی جانوں پر جہاد لازم قرار دے رکھا ہے......، یہ آیت اہلِ صفہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ چار سو مہاجرین تھے، وہ تعلیم قرآن سیکھنے اور جہاد پر نکلنے کیلئے وقف تھے) چل نہیں سکتے (سفر نہیں کر سکتے) زمین میں (تجارت اور کسب معاش کیلئے جہادی مشغولیت کی وجہ سے) نادان انہیں تونگر سمجھے (انکے حال کی وجہ سے) بچنے کے سبب (یعنی انکے سوال نہ کرنے کے سبب) تو انہیں پہچان لیگا (اے مخاطب!) انکی صورت سے (علامت تواضع اور اثر جہد کی وجہ سے) لوگوں سے سوال نہیں کرتے (کسی سے کوئی چیز اصرار کر کے نہیں مانگتے) کہ گڑگڑانا پڑے (یعنی وہ اصلا سوال ہی نہیں کرتے کہ ان کی جانب سے اصرار ہو، الحاف سوال میں مبالغہ کرنے کو کہتے ہیں) اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے (وہ تمہیں اسکی جزا دے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا انفقوا من طیبت ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض﴾

یایها الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، انفقوا: فعل وفاعل، طیبت ما کسبتم: مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، ملکر معطوف علیہ، ومما اخرجنا لکم الارض: جار مجرور ملکر معطوف، ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون ولستم باخذیه﴾

و: عاطفہ، لا تیمموا: فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، الخبیث: مفعول، منه: ظرف لغو مقدم، تنفقون: فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لیس: فعل ناقص، تم: ضمیر اسم، ب: زائدہ، اخذی: خبر، لیس فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، تنفقون جملہ فعلیہ ہوکر تیمموا کی واؤ ضمیر سے حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿الا ان تغمضوا فیه واعلموا ان الله غنی حمید﴾

الا: للحصر، ان: مصدریہ، تغمضوا فیه: بتاویل مصدر جملہ فعلیہ، و: استینافیہ، اعلموا: فعل وفاعل، ان اللّٰہ غنی حمید: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الشیطن یعد کم الفقر ویامر کم بالفحشاء﴾

الشیطن: مبتدا، یعد کم الفقر: معطوف علیہ، ویامر کم بالفحشاء: معطوف، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله یعد کم مغفرة منه وفضلا والله واسع علیم﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یعد کم مغفرة منه وفضلا: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: استینافیہ، اللّٰہ: اسم

جلالت مبتدا،و اسع: خبر اول،علیم: خبر ثانی،مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا﴾

یؤتی: فعل بافاعل،الحکمۃ: مفعول،من یشاء: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ،و: مستانفہ،من: شرطیہ،یؤت: فعل مجہول با نائب الفاعل،الحکمۃ: مفعول،جملہ فعلیہ ہوکر شرط،فقد اوتی خیرا کثیرا: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وما یذکر الا اولوا الالباب﴾

و: عاطفہ،ما یذکر: فعل نہی،الا: للحصر،اولوا الباب: فاعل،فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما انفقتم من نفقۃ او نذرتم من نذر فان اللہ یعلمہ﴾

و: عاطفہ،ما: موصولہ،انفقتم من نفقۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او نذرتم من نذر: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،جو معطوف علیہ سے ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،ان اللّٰہ یعلمہ: جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما للظلمین من انصار﴾

و: مستانفہ، ما: مشابہ بلیس، للظلمین: خبر،من: زائدہ، انصار: اسم،ما،اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان تبدوا الصدقت فنعماھی﴾

ان: شرطیہ، تبدوا: فعل بافاعل، الصدقات: مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ، نعم: فعل، ما: ممیز،شیئا: تمییز،ملکر فاعل،نعم فعل اپنے فاعل سے ملکر خبر مقدم،ھی: مبتدا مؤخر،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم﴾

و: عاطفہ،ان: شرطیہ،تخفوھا: معطوف علیہ،وتؤتوھا الفقراء: معطوف،ملکر شرط،ف: جزائیہ،ھو خیر لکم: جملہ اسمیہ جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویکفر عنکم من سیاتکم واللہ بما تعملون خبیر﴾

و: مستانفہ،واللہ یکفر عنکم مبتدا محذوف، یکفر عنکم ......الخ: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ھو خیر لکم پر معطوف،و: مستانفہ ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، بما تعملون خبیر: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لیس علیک ھداھم ولکن اللہ یھدی من یشاء﴾

لیس: فعل ناقص،علیک: ظرف لغو خبر،ھداھم: اسم،ملکر جملہ فعلیہ،و: معترضہ،لکن: حرف مشبہ،اللّٰہ: اسم جلالت اسم،

یھدی من یشاء: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، لکن اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿ وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجه الله﴾

و: عاطفہ، ما: شرطیہ، تنفقوا: فعل بافاعل، من خیر: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، ھو: مبتدا، لانفسکم: خبر، جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، وما تنفقوا......الخ: جملہ فعلیہ ہوکر حال ہے تنفقوا کی ضمیر سے۔

﴿وما تنفقوا من خیر یوف الیکم وانتم لا تظلمون﴾

و: عاطفہ، ما: شرطیہ، تنفقوا من خیر: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، یوف الیکم: جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، انتم: مبتدا، لا تظلمون: خبر، جملہ اسمیہ۔

﴿للفقراء الذین احصروا فی سبیل الله لا یستطیعون ضربا فی الارض﴾

لام: جار، الفقراء: موصوف، الذین: موصول، احصروا: فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، فی سبیل اللّٰہ: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر صفت اول، لا یستطیعون: فعل بافاعل، ضربا: مفعول، فی الارض: ظرف لغو، جملہ فعلیہ صفت ثانی، موصوف اپنی صفتوں سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، صدقتکم: مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف﴾

یحسبھم: فعل، ھم ضمیر مفعول الجاھل: فاعل، اغنیاء: مفعول، من التعفف: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثالث فقراء کیلئے۔

﴿تعرفھم بسیمھم لا یسئلون الناس الحافا﴾

تعرف: فعل بافاعل، ھم: ضمیر مفعول، بسیمھم: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر صفت رابع فقراء کی، لایسئلون: فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، الحافا: مصدر حال، جوذوالحال سے ملکر فاعل، الناس: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت خامس فقراء کیلئے۔

﴿ وما تنفقوا من خیر فان الله به علیم﴾

و: عاطفہ، ما تنفقوا: فعل بافاعل، من خیر: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، فان اللّٰہ به علیم: جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط ماقبل تنفقوا پر معطوف ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون ......☆ بعض لوگ خراب مال صدقہ میں دیتے تھے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔
☆......لیس علیک ھداھم ......☆ آپ ﷺ بشیر ونذیر وداعی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ کا فرض دعوت پر تمام ہوجاتا ہے۔ اس سے زیادہ جھد آپ پر نہیں۔ قبل اسلام مسلمانوں کی یہود سے رشتہ داریاں تھیں اس وجہ سے وہ انکے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد انہیں یہود کے ساتھ سلوک کرنا ناگوار ہونے لگا اور انہوں نے اسلئے ہاتھ روکنا چاہا کہ انکے اس طرز عمل سے یہود اسلام

کی طرف مائل ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......للفقراء الذین احصروا ......☆ آیت اہلِ صفہ کے بارے میں نازل ہوئی، انکی تعداد چار سو کے قریب تھی اور یہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے۔ نہ یہاں ان کا مکان تھا نہ قبیلہ کنبہ، نہ ان حضرات نے شادی کی تھی۔ ان کے تمام اوقات عبادت میں صرف ہوتے تھے۔ رات میں قرآن کریم سیکھنا اور دن میں جہاد کے کام میں رہنا، آیت میں انکے بعض اوصاف کا بیان ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

انفاق فی سبیل اللہ سے مراد:

۱......اس آیت مبارکہ میں لفظ انفقوا کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد فرض زکوۃ ہے اسلئے کہ انفقوا امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کے لئے آتا ہے اور زکوۃ واجب ہے۔ لہذا اس آیت مبارکہ سے زکوۃ کی فرضیت ثابت ہوئی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد نفلی صدقات ہیں جبکہ بعض کے مطابق اس سے صدقات واجبہ اور نافلہ دونوں ہی مراد ہیں۔ اس امر سے یہ مفہوم ثابت ہوتا ہے کہ کسی فعل کے کرنے کو اسی فعل کے نہ کرنے کے مقابلے میں ترجیح دی گئی ہے تو یہ مفہوم فرض و نفل دونوں میں قدرِ مشترک ہے لہذا ضروری ہے کہ نفلی صدقات بھی اس حکم کے تحت داخل کیے جائیں، پس قول اول کے مطابق انفاق سے مراد زکوۃ ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۲۰۲)

فحش سے مراد:

۲......فحشاء سے مراد بخل اور ترک صدقات ہے۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد ہر قسم کی نافرمانیاں ہیں، فحشاء کو زنا پر بھی محمول کیا جاتا ہے۔............﴿نعوذ باللہ من ذلک﴾ (روح المعانی، الجزء الثالث، ص۵۵)

خود کو راہ خدا میں روک رکھنے والے اصحاب صفہ:

۳......اس سے مراد ایک قول کے مطابق وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کیلئے روک رکھا ہے جبکہ ایک قول کے مطابق اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے خود کو اللہ ﷻ کی اطاعت پر روک رکھا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو تجارت، طلبِ معاش اور کسب وغیرہ کو چھوڑ چکے ہیں۔ یہ حضرات اپنی عفت کی وجہ سے کسی سے سوال نہیں کرتے اور چیزوں سے اپنا ہاتھ روک رکھتے ہیں، کسی سے گڑگڑا کر سوال بھی نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ اغنیاء ان کے حال سے بے خبر رہتے۔ السیماء، السیماء، السمۃ سے ہے اس سے مراد وہ علامت ہے جس کی وجہ سے کوئی چیز پہچانی جاسکے، جبکہ بعض نے اسکے معنی خضوع اور تواضع بتائے ہیں جبکہ بعض نے اس سے مراد فقر اور حاجت کی مشقت سے پڑنے والا اثر لیا ہے، ایک قول کے مطابق بھوک کی وجہ سے انکے رنگ پیلے پڑ جانا اور شدت تکلیف کی وجہ سے کپڑوں کا بوسیدہ ہونا مراد لیا ہے۔ (ماخوذ از خازن، ج۱، ص۲۰۷)

☆......ابو نعیم نے حلیہ میں فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب نبی پاک ﷺ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تو کچھ لوگ نماز میں قیام کی حالت میں اپنی محتاجی و مفلسی کے باعث گر جاتے وہ لوگ اصحاب صفہ تھے (ان کی اس حالت کو دیکھ کر) اعرابی کہتے کہ یہ دیوانے ہیں۔

☆...... ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اصحاب صفہ کی تعداد ستر تھی ان میں سے کسی کے پاس چادر نہ تھی۔

☆...... ابن سعید نے محمد بن کعب القرظی سے اللہ عزوجل کے فرمان ﴿للفقراء الذین احصروا فی سبیل الله (البقرۃ:۲۷۳)﴾ کے بارے میں روایت ہے کہ اس سے مراد اصحاب صفہ تھے مدینہ منورہ میں ان کا نہ تو کوئی گھر بار تھا اور نہ ہی کنبہ، اللہ عزوجل نے لوگوں کو انہیں صدقہ دینے پر ابھارا۔ (الدر المنثور، ج۱، ص۶۳۳)

اغراض:

من المال : مراد اس سے مال نقد، مویشی اور مال تجارت ہے۔ بالتساھل : اس لفظ میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ عزوجل کا فرمان ﴿الا ان تغمضوا فیہ﴾ التساھل سے کنایہ ہے اس لئے کہ جس چیز میں آسانی ہوتی ہے اس سے چشم پوشی رہتی ہے۔ اصحاب العقول : یعنی سالم کامل نقص وغیرہ کے عیب سے پاک۔ ای النوافل : صدقات سے مراد صدقات نافلہ ہیں اس لئے کہ یہی وہ صدقات ہیں جو کہ اغنیاء کو بھی دینا جائز ہے۔

مِن : تبعیضیہ ہے اس لئے کہ صدقات تمام برائیوں کو نہیں مٹاتے برخلاف توبہ کے کہ وہ تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ لا یخفی علیه شیء منه : یعنی پوشیدہ اور ظاہری عمل، پس پوشیدہ عمل اخلاص کی دلیل نہیں ہے کہ عمل چھپ کر کیا ہے تو اس میں اخلاص بھی ہو اور اعلانیہ عمل ریاء پر دلیل نہیں کہ لوگوں کو دکھا کر عمل کیا تو ریاء کاری کی نظر ہو گیا ایسا ہرگز نہیں۔

لیس علیک ھداھم : یعنی اے محمد ﷺ! تمہارے رب نے تمہیں لوگوں کو ہدایت دینے کا مکلّف نہیں بنایا بلکہ شرعی احکام کی تبلیغ کا مکلّف بنایا ہے اور ھدیٰ نام اس بناء پر رکھا کہ اللہ نے فرمایا ﴿ولکل قوم ھاد﴾ اس آیت میں ھاد بمعنی مبلغ ہے اور لوگوں کے لئے حق راستے پر دال ہے، پس حاصل کلام یہ ہوا کہ ھدیٰ بمعنی دلالت ہے اور مراد اس سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور علماء کرام رحمہم اللہ اجمعین ہیں اور اس کا معنی خیر کا دلوں تک پہنچانا ہے اور اس کا کوئی اور مکلّف نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿انک لا تھدی من احببت ولکن الله یھدی من یشاء﴾۔

لان ثوابه لها : یعنی ثواب ضائع نہ ہو گا چاہے مومن پر صدقہ کرے یا کافر پر۔ لا غیرہ من اعراض الدنیا : یعنی تم اپنا مال صرف اللہ عزوجل کی رضا کے لئے خرچ کرو نہ کہ کسی اور وجہ سے، اس لئے کہ جب مقصد رضائے الٰہی ہے تو پھر کبھی خائب وخاسر نہ ہو گا چاہے خرچ مسلمان پر کرے یا کافر پر، بلکہ حدیث میں ہے کہ اللہ عزوجل نے پیاسے کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے بخش دیا۔ من خیر : قلیل ہو یا کثیر۔ وماتنفقوا من خیر فلانفسکم : اگر تم اس سے اللہ کی رضا کا قصد کرو۔

تنقصون منه شیئا : کم ہو یا زیادہ ہو، اگر چہ رائی کا دانہ ہو۔ ارصدوا لتعلم القرآن : یعنی نبی پاک ﷺ کے پیچھے نماز اور رات کا قیام۔ والثمار : یعنی کھجور اور انگور وغیرہ کے پھل۔ بالجھاد : یعنی اللہ کی طاعت میں کبھی کسی غزوہ میں تو کبھی تعلیم قرآن میں، اور اس کے علاوہ بھی دیگر طاعتوں میں مصروف رہتے تھے۔ واثر الجھد : بھوک کے ہوتے ہوئے دین کی عظیم خدمت میں مصروف تھے۔ (الصاوی، ج۱، ص۱۹۸ وغیرہ)

عن نفقاتکم : اللہ عزوجل تمہیں نفقات کا حکم اس لئے نہیں دیتا کہ اسے تمہارے نفقات کی حاجت ہے بلکہ تمہارے اپنے نفع اور ثواب کے حاصل کرنے کے لئے حکم دیتا ہے پس تمہارے لئے یہ بات مناسب ہے کہ تم خوش دلی سے خرچ کیا کرو۔ یخوفکم : یعنی تمہیں وسوسہ دلاتا ہے اور تمہارے سامنے بخل اور زکوۃ وصدقات کو نہ دینے کے عمل کو اچھا کر کے پیش کرتا ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۳۳۷)

رکوع نمبر: ۶

﴿الذین ینفقون اموالھم بالیل والنھار سرا وعلانیۃ فلھم اجرھم عندربھم ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون (۲۷۴) الذین یاکلون الربوا﴾ اَیْ یَأْخُذُوْنَہٗ وَھُوَ الزِّیَادَۃُ فِی الْمُعَامَلَۃِ بِالنُّقُوْدِ وَالْمَطْعُوْمَاتِ فِی الْقَدْرِ اَوِ الْاَجَلِ ﴿لایقومون﴾ مِنْ قُبُوْرِھِمْ ﴿الا﴾ قِیَامًا ﴿کما یقوم الذی یتخبطہ﴾ یَصْرَعُہٗ ﴿الشیطن من المس﴾ اَلْجُنُوْنِ، مُتَعَلِّقٌ بِیَقُوْمُوْنَ ﴿ذلک﴾ الَّذِیْ نَزَلَ بِھِمْ ﴿بانھم﴾ بِسَبَبِ اَنَّھُمْ ﴿قالوا انما البیع مثل الربوا﴾ فِی الْجَوَازِ وَھٰذَا مِنْ عَکْسِ التَّشْبِیْہِ مُبَالَغَۃً فَقَالَ تَعَالٰی رَدًّا عَلَیْھِمْ ﴿واحل اللہ البیع وحرم الربوا فمن جاءہ﴾ بَلَغَہٗ ﴿موعظۃ﴾ وَعْظٌ ﴿من ربہ فانتھی﴾ عَنْ اَکْلِہٖ ﴿فلہ ما سلف﴾ قَبْلَ النَّھْیِ اَیْ لَا یُسْتَرَدُّ مِنْہُ ﴿وامرہ﴾ فِی الْعَفْوِ عَنْہُ ﴿الی اللہ ومن عاد﴾ اِلٰی اَکْلِہٖ مُشَبِّھًا لَہٗ بِالْبَیْعِ فِی الْحِلِّ ﴿فاولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون (۲۷۵) یمحق اللہ الربوا﴾ یَنْقُصُہٗ وَیُذْھِبُ بَرَکَتَہٗ ﴿ویربی الصدقت﴾ یَزِیْدُھَا وَیُنَمِّیْھَا وَیُضَاعِفُ ثَوَابَھَا ﴿واللہ لا یحب کل کفار﴾ بِتَحْلِیْلِ الرِّبٰوا ﴿اثیم (۲۷۶)﴾ فَاجِرٍ بِاَکْلِہٖ اَیْ یُعَاقِبُہٗ ﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (۲۷۷) یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا﴾ اُتْرُکُوْا ﴿ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین (۲۷۸)﴾ صَادِقِیْنَ فِیْ اِیْمَانِکُمْ فَاِنَّ مِنْ شَاْنِ الْمُؤْمِنِ اِمْتِثَالَ اَمْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی، نَزَلَتْ لَمَّا طَالَبَ بَعْضُ الصَّحَابَۃِ بَعْدَ النَّھْیِ بِرِبٰوا کَانَ لَھُمْ قَبْلُ ﴿فان لم تفعلوا﴾ مَا اُمِرْتُمْ بِہٖ ﴿فاذنوا﴾ اِعْلَمُوْا ﴿بحرب من اللہ ورسولہ﴾ لَکُمْ، فِیْہِ تَھْدِیْدٌ شَدِیْدٌ لَّھُمْ وَلَمَّا نَزَلَتْ قَالُوْا لَا یَدَیْ لَنَا بِحَرْبِہٖ ﴿وان تبتم﴾ رَجَعْتُمْ عَنْہُ ﴿فلکم رء وس﴾ اُصُوْلُ ﴿اموالکم لا تظلمون﴾ بِزِیَادَۃٍ ﴿ولا تظلمون (۲۷۹)﴾ بِنَقْصٍ ﴿وان کان﴾ وَقَعَ غَرِیْمٌ ﴿ذو عسرۃ فنظرۃ﴾ لَہٗ اَیْ عَلَیْکُمْ تَاْخِیْرُہٗ ﴿الی میسرۃ﴾ بِفَتْحِ السِّیْنِ وَضَمِّھَا اَیْ وَقْتَ یُسْرِہٖ ﴿وان تصدقوا﴾ بِالتَّشْدِیْدِ عَلٰی اِدْغَامِ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الصَّادِ وَبِالتَّخْفِیْفِ عَلٰی حَذْفِھَا اَیْ تَتَصَدَّقُوا عَلَی الْمُعْسِرِ بِالْاِبْرَاءِ ﴿خیرلکم ان کنتم تعلمون (۲۸۰)﴾ اَنَّہٗ خَیْرٌ فَافْعَلُوْہُ وَفِی الْحَدِیْثِ "مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْہُ اَظَلَّہُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ﴿واتقوا یوما ترجعون﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ تُرَدُّوْنَ وَلِلْفَاعِلِ تَصِیْرُوْنَ ﴿فیہ الی اللہ﴾ ھُوَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ ﴿ثم توفی﴾ فِیْہِ ﴿کل نفس﴾ جَزَاءَ ﴿ما کسبت﴾ عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ وَّشَرٍّ ﴿وھم

لایظلمون(۲۸۱) ﴾ بِنَقْصِ حَسَنَةٍ اَوْ زِيَادَةِ سَيِّئَةٍ۔

﴿ترجمہ﴾

وہ جواپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اوردن میں چھپےاور ظاہر انکے لئے انکا اجر ہے انکے رب کے پاس ہے انکونہ کچھ اندیشہ ہونہ کچھ غم وہ جوسود کھاتے ہیں (یعنی سود لیتے ہیں، نقدی اور کھانے پینے کی اشیاء کے معاملات کی مقدار یا مدت میں......۱...... جوزیادتی ہو اسُے سود کہتے ہیں) قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے (اپنی قبروں سے) مگر (ان کا کھڑا ہونا ایسا ہوگا) جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے مخبوط (یعنی مرگی والا) بنادیا ہو آسیب نے چھوکر (یعنی مجنوں اور دیوانہ بنادیا ہو، من المس، یقومون کے متعلق ہے) یہ (جو کچھ ان پرنازل ہوا) اس لئے (یعنی اس سبب سے ہے) کہ انھوں نے کہا بیع بھی تو سود کے مانند ہے (جواز میں اور یہ عکس تشبیہ بطور مبالغہ ہے......۲......، پس اللہ ﷻ نے انکا رد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا) اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود، تو جسے آئی (یعنی پہنچی) نصیحت (وعظ) اسکے رب کے پاس سے اور وہ باز رہا (اسکے کھانے سے) تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا (یعنی ممانعت سے پہلے جو کوئی سود لے چکا ہے اس سے واپس نہیں لیا جائیگا) اور اسکا کام (اسکی معافی کے بارے میں) خدا کے سپرد ہے، اور جواب ایسی حرکت کرے گا (یعنی حلت میں اسے تجارت کے ساتھ تشبیہ دیکر کھائے گا) تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو (یعنی سود کو کم کرتا اور اسکی برکت ختم کرتا ہے) اور بڑھاتا ہے خیرات کو (زیادہ کرتا اور بڑھاتا اور اسکا ثواب دوگنا کردیتا ہے) اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی کفر کرنے والا (یعنی سود کو حلال سمجھ کر) بڑا گنہگار (یعنی سود کھاکر فاجر بننے والا، یعنی اللہ ﷻ ایسے شخص کو سزا دیگا) بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوۃ ادا کی انکا نیگ یعنی انعام انکے رب کے پاس ہے، نہ انھیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو (وذروا بمعنی اترکوا ہے) جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو (اپنے ایمان میں سچے ہو کیونکہ مومن کی شان اللہ ﷻ کے حکم کی تعمیل ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب بعض صحابہ نے ممانعت کے بعد اپنے سودی قرضوں کا لوگوں سے مطالبہ کیا جوان پر پہلے کا تھا) پھر اگر ایسا نہ کرو (جسکا تمھیں حکم دیا جاتا ہے) تو یقین کرلو (اعلان سن لو) اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا (خود سے، اس میں ان کیلئے تہدید شدید ہے اور جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں اللہ ﷻ سے جنگ کرنے کی طاقت وقدرت نہیں ہے) اور اگر تم توبہ کرو (اس سے رجوع کرو) تو اپنا اصل مال لے لو (رءوس بمعنی اصول ہے) نہ تم کسی کونقصان پہنچاؤ (زیادہ لے کر) نہ تمہیں نقصان ہو (کمی سے) اور اگر قرض دار تنگی والا ہے (کان کی تفسیر وقع سے کرکے کان کے تامہ ہونے اور غریم کو ذکر کرکے کان کے مرجع کی طرف اشارہ کیا ہے) تو اسے مہلت دو (یعنی تم پر تاخیر کرنا لازم ہے) آسانی تک (میسرۃ سین کے فتحہ وضمہ دونوں کے ساتھ ہے یعنی وقتِ آسانی تک) اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا (اصل میں تتصدقوا تھا، تاء کا صاد میں ادغام ہوا یہ تعلیل تشدید کی صورت میں ہے اور تخفیف کی صورت میں یہ تاء کے حذف کیساتھ ہوگا یعنی مقروض کو قرض معاف کرکے اس پر صدقہ کرو) تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر جانو (اس کا بہتر ہونا تو تم ایسا کرو، حدیثِ پاک میں ہے کہ جو تنگ دست کو مہلت دے یا قرض کا بار اس سے اتار دے اللہ اس دن اسے اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا جس دن اس سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا، اسے امام مسلم نے روایت کیا) اور ڈرو اس دن سے جس میں پھروگے (ترجعون مجہول پڑھا جائے تو یہ

تیر دون کے معنی میں ہے اور معروف ہونے کی صورت تصیرون کے معنی میں ہے) اللہ کی طرف (وہ قیامت کا دن ہے) اور پوری بھر دی جائیگی (اس دن میں) ہر جان کو (بدلہ) اسکی کمائی کا (یعنی اچھے اور برے عمل کا) اور ان پر ظلم نہ ہوگا (ان کی نیکیوں میں کمی اور برائیوں میں زیادتی کرکے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الذین ینفقون اموالھم بالیل والنھار سرا وعلانیة فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾

الذین ینفقون اموالھم بالیل والنھار سرا وعلانیة: موصول صلہ ملکر مبتدا، فلھم اجرھم عند ربھم: معطوف علیہ، ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون: معطوف، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یاکلون الربا لا یقومون الاکما یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس﴾

الذین: موصول، یاکلون الربوا: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مبتدا، لا یقومون: فعل بافاعل، الا: للحصر، قیاما موصوف محذوف، کمایقوم الذی ......الخ: جملہ، موصول صلہ ملکر ظرف ہوکر صفت، ملکر مفعول مطلق، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربوا﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، ان: حرف مشبہ، ھم: ضمیر اسم، قالوا: قول، انما: مکفوفہ، البیع: مبتداء، مثل الربوا: خبر، جملہ اسمیہ مقولہ، قول مقولہ ملکر خبر، ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واحل اللہ البیع وحرم الربوا﴾

و: حالیہ، احل: فعل، اللہ: اسم جلالت فاعل، البیع: مفعول، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و حرم: فعل وفاعل، الربوا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿فمن جاءہ موعظة من ربه فانتھی فله ماسلف وامرہ الی اللہ﴾

ف: استینافیہ، من: شرطیہ، جاءہ موعظة من ربه: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فانتھی: معطوف ملکر شرط، ف: جزائیہ، له ماسلف: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، وامرہ الی اللہ: جملہ اسمیہ معطوف ملکر جواب شرط، شرط جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن عاد فاولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ، عاد: فعل بافاعل ملکر شرط، فاولئک اصحب النار: جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ھم: مبتدا، فیھا خلدون: شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقت﴾

یمحق: فعل،اللّٰہ: اسم جلالت فاعل،الربوا: مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،یربی: فعل بافاعل،الصدقت:مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پرمعطوف ہے۔

﴿واللہ لا یحب کل کفار اثیم﴾

و: مستانفہ ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا،لا یحب:فعل بافاعل، کل کفار اثیم: مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکرخبر،مبتداخبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت واقاموا الصلاۃ واتوا الزکوۃ لھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾

ان:حرف مشبہ بالفعل ،الذین امنوا و عملوا الصلحات و اقاموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ: موصول صلہ ملکر اسم، لھم اجرھم عند ربھم: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون: معطوف،ملکرخبر،ان اپنے اسم اورخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ ،اتقوا اللّٰہ:فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و ذروا ما بقی من الربوا: جملہ فعلیہ معطوف اول، ان کنتم مومنین: جملہ شرط،جزاء محذوف فذروا جملہ شرطیہ معطوف ثانی،ملکر مقصود بالنداء۔

﴿فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ﴾

ف: مستانف،ان لم تفعلوا: جملہ فعلیہ شرط، فاذنوا:فعل بافاعل،بحرب من اللّٰہ ورسولہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تبتم فلکم رء وس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون﴾

و: عاطفہ،ان تبتم: شرط،فلکم رء وس اموالکم: جملہ اسمیہ جزاء،شرط جزاء ملکر جملہ اسمیہ،لا تظلمون: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،ولا تظلمون: فعل بانائب الفاعل جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿و ان کان ذوعسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ﴾

و: مستانفہ ،ان: شرطیہ، کان: فعل تام،ذوعسرۃ: فاعل ملکر شرط، ف: جزائیہ ،نظرۃ الی میسرۃ:شبہ جملہ خبر ہے مبتدائے محذوف فالحکم نظرۃ کی،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تصدقوا خیرلکم ان کنتم تعلمون﴾

و: مستانفہ،ان تصدقوا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتدا، خیر لکم: شبہ جملہ اسمیہ ہوکرخبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،ان: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص وضمیراسم،تعلمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرشرط، فافعلوہ: جملہ فعلیہ جزاءمحذوف ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ﴾

و: عاطفہ،اتقوا: فعل امروانت ضمیر مستترفاعل، یوما: مفعول،فیہ الی اللّٰہ: جارمجرورملکرظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لایظلمون﴾

ثم: عاطفہ، توفی: فعل مجہول، کل نفس: نائب الفاعل،ماکسبت وھم لا یظلمون: جملہ فعلیہ ہوکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......الذین ینفقون اموالھم ......☆یہ آیت حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔جب کہ آپ نے راہِ خدامیں چالیس ہزاردینارخرچ کئے تھے۔دس ہزاررات میں،دس ہزاردن میں،دس ہزار پوشیدہ میں،دس ہزارظاہرمیں،اورایک قول یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جبکہ آپ کے پاس فقط چاردرہم تھےاور کچھ نہ تھا۔آپ نے ان چاروں کوخیرات کردیا۔ایک رات میں،ایک دن میں،ایک کو پوشیدہ،ایک کوظاہر۔آیت مبارکہ میں نفقہ لیل کونہاراورنفقۂ سرکونفقۂ اعلانیہ پرمقدم کیا گیا ہے اسمیں اشارہ ہے کہ چھپا کردیناظاہرکرکے دینے سے افضل ہے۔

☆......یا یھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ ......☆یہ آیت ان اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جوسودکی حرمت نازل ہونے سے قبل سودی لین دین کرتے تھے۔انکی گراں قدرسودی رقمیں دوسرے کے ذمہ باقی تھیں۔اس میں حکم دیا گیا کہ سودکی حرمت نازل ہونے کے بعد سابق کامطالبہ بھی واجب الترک ہےاور پہلامقررکیاہواسودبھی اب لیناجائزنہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سود کی تعریف،اس کا حکم اور مذمت :

۱......ماپ یاتول سے بکنے والی چیزاگراپنی جنس سے بدلی جائے (مثلاً گیہوں کے بدلے گیہوں،جو کے بدلے جو)اور ایک طرف زیادہ ہویہ حرام ہے۔ہمارے نزدیک اسکی علت قدراورجنس ہے۔اگروہ چیزعددی ہے مثلاً انڈے،کھجور،اخروٹ وغیرہ تو ان اشیاء میں کمی زیادتی سودنہیں۔اسی طرح جیداورردی کی صورت میں اگردونوں جانب مقداربرابرہوتوجائزہےورنہ حرام۔

(ماخوذ ازالھدایۃ،باب الرباء، ج۵،ص۱۷۲ وغیرہ)

اعلی حضرت فاضل بریلوی نے سودکی تعریف یہ بیان فرمائی ہے کہ"والربو ھو الفضل المستحق بالعقد الخالی عن العوض کما فی الھدایۃ یعنی سودعقدسےثابت ہونے والی اس زیادتی کوکہتے ہیں جوعوض سے خالی ہوجیسا کہ ہدایہ میں ہے۔"

(الفتاوی رضویۃمخرجہ،ج۱۷،ص۱۶۰)

قدر سے مراد ماپ اور وزن ہے جبکہ جنس کی تعریف یہ ہے کہ اگر دونوں چیزوں کا نام اور کام ایک ہے تو ایک ہی جنس مانی جائے گی اور اگر نام اور مقصد جدا جدا ہو تو جنس بھی مختلف مانی جائے گی جیسے گیہوں، جو، کپڑے کی قسمیں، ململ، لٹھا، گبرون، چھینٹ، یہ سب '' مختلف الاجناس '' ہیں، کھجور کی ساری اقسام ایک جنس ہیں، لوہا، سیسہ، تانبا، پیتل مختلف جنسیں ہیں، اون، ریشم اور مختلف جنسیں ہیں، گائے کا گوشت، بھیڑ، بکری کا گوشت، دنبہ کی چکی، پیٹ کی چربی، یہ سب بھی مختلف اجناس ہیں، روغن گل، جوہی، چمبیلی بھی مختلف اجناس ہیں۔ (ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الربا، ج۷، ص۴۰۳ وغیرہ)

اصطلاح شرع میں ربا کی دو قسمیں ہیں: (۱)......ربا النسیئہ (جسے ربا القرآن بھی کہتے ہیں کیونکہ قرآن نے اسے حرام قرار دیا ہے) یہ ہے کہ ادھار کی میعاد پر معین شرح کے ساتھ اصل رقم سے زیادہ وصول کرنا یا اس پر نفع وصول کرنا۔ (۲)......ربا الفضل (یعنی ربا الحدیث) یہ ہے کہ ایک جنس کی چیزوں میں دست بدست زیادتی کے عوض بیع ہو، مثلاً دو کلو گرام جَو کو نقد دس کلو گرام جَو کے عوض فروخت کیا جائے۔ (بھار شریعت مخرجہ، حصہ ۱۱، ج۲، ص۹۷ بملخصاً)

قرض سے نفع اٹھانا بھی سود کے زمرے میں داخل ہے کیونکہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا '' کل قرض جر منفعة فهو ربا۔'' (الفتاوی رضویة مخرجه، ج۱۷، ص۳۷۳)

سود کا حکم یہ ہے کہ سود حرام قطعی ہے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿واحل الله البيع وحرم الربوا﴾ آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے سود کو مطلقاً حرام فرمایا، کسی قسم کی تخصیص نہ فرمائی کہ فلاں سے سود لینا حرام اور فلاں سے جائز بلکہ سود مطلقاً حرام ہے چاہے کافر سے ہو یا مسلمان سے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، سود کی گواہی دینے والے اور سودی لین دین تحریر کرنے والے پر لعنت فرمائی۔''

(ابو داؤد، کتاب البیوع، باب فی اکل الربا، رقم: ۳۳۳۳، ص۶۳۵)

☆......حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' سود میں ۷۲ گناہ ہیں، جن میں سے سب سے ہلکے گناہ کا مرتبہ یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنی ماں کیساتھ ہم بستر ہو۔'' (الدر المنثور، ج۱، ص۶۴۳)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے سود کے بارے میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا: '' بیشک کوئی شخص سود کے ذریعے ایک درہم پائے تو اس کا یہ عمل اللہ عزوجل کے نزدیک چھتیس مرتبہ زنا سے سخت تر ہے۔'' (المرجع السابق)

☆......حضرت سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' میں نے رات کو دو شخص اپنے پاس آتے دیکھے، وہ مجھے ارض مقدسہ کیطرف لے گئے یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر تک پہنچے، اس نہر میں ایک شخص کھڑا تھا دوسرا شخص اسکے سامنے تھا جسکے سامنے کچھ پتھر پڑے تھے، یہ آدمی آگے بڑھ کر جب بھی نکلنے کا ارادہ کرتا تو وہ دوسرا شخص اسکے منہ پر پتھر مار کر اسے واپس لوٹا دیتا چنانچہ جب بھی اس شخص نے نکلنا چاہا تو دوسرے نے ایسا ہی کر کے اسے لوٹا دیا، میں نے دریافت کیا: '' یہ کیا ماجرا ہے؟ '' تو جواب میں اسنے کہا کہ جسکو آپ نے نہر میں دیکھا ہے وہ سود خور ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اکل الربو وشاھدہ، رقم: ۲۰۸۵، ص۳۳٤)

سود کے نقصانات:

(۱)......سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ معاوضۂ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل وعوض کے لینا ہے یہ صریح ناانصافی ہے۔ (۲)......سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خور کو بے محنت مال کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا

ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو نقصان پہنچاتی ہے۔(۳)......سود کے رواج سے باہمی مودّت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے ۔(۴)......سود سے انسانی طبیعتوں میں درندوں کی سی بے رحمی پیدا ہو جاتی ہے۔

عکس تشبیہ علامہ صاوی کے نزدیک:

۲......علامہ صاوی نے عکس تشبیہ یہ بیان کی ہے کہ انہوں نے ربا کو حلال ہونے میں اصل قرار دیا اور بیع کو اس پر قیاس کر لیا

اغراض:

من قبورهم: یعنی سود کھانے والا قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ گرتا پڑتا ہوگا اور صحیح حرکت نہ کر سکے گا، اور یہ گرنا پڑنا عقل کے خلل کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ دنیا میں سود کھاتا تھا اور اس کے پیٹ میں سودی مال بھرا ہوگا، پس وہ جلدی سے اٹھنے پر قادر نہ ہوگا، پھر جب کھڑا ہوگا تو اس کا پیٹ ایک جانب جھکا ہوا ہوگا۔من عکس التشبیه: اس لئے کہ وہ لوگ سود کو اصل اور تجارت کو فرع جانتے تھے یہاں تک کہ اس بارے میں شبہ میں پڑے تھے۔عن اکله: یعنی وہ سود لیتے تھے اور اس لینے کو بالا کل سے تعبیر کیا اس لئے کہ مال سے نفع اٹھانے کی غالب ترین وجہ یہی ہے۔فله ما سلف: یعنی جب سود کی حرمت نازل ہونے سے پہلے عقد میں مال زیادہ بطور سود لیا تو اس سے واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔ینقصه: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے کہا کہ اس شخص سے نہ تو صدقہ قبول کیا جائے گا، نہ حج، جہاد اور صلہ رحمی۔یزیدها: یعنی مال میں برکت عطا فرمائے گا جس سے صدقہ وغیرہ نکالا گیا ہے۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ''اللہ عزوجل صدقہ قبول فرماتا ہے اور اسے بڑھاتا ہے جیسا کہ تم میں سے کسی کا مہر بڑھاتا ہے'' ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس مال سے زکوۃ دی جائے اس میں کبھی کمی نہیں آتی''۔بعد النهي: ممانعت کے بعد زیادتی کا طلب کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اسے ممانعت پہنچی ہی نہیں ہے۔قبل: یعنی نہی سے قبل۔بالابراء: یعنی ہر قسم کے دین یا بعض ۔انہ: یعنی افضل صدقہ۔فی ظله: یعنی اس کے عرش کے سایہ، جیسا کہ بعض روایات میں اس کی صراحت ہے اور مراد اس قول سے کہ یوم لاظل الا ظله یعنی قیامت میں لوگ جب اللہ عزوجل کے حضور پیش ہونگے اور سورج ان کے سروں کے قریب ہوگا اور انہیں سخت گرمی پہنچے گی اور ان کا پسینہ نکلے گا اس دن اللہ عزوجل کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (الجمل، ج۱، ص۳۴۵ وغیرہ)

والاجل: اس مراد بالنساء ہے جو کہ حرام ہے اگر چہ جنس متعدد ہو۔القدر: اس سے مراد بالفضل یعنی زیادتی ہے اور یہ فقط اتحاد جنس میں حرام ہے۔الذی یتخبطه الشیطان: یعنی قیامت کے دن یہ سود خور کی علامت ہے۔بعض الصحابة: مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ (الصاوی، ج۱، ص۲۰۲ وغیرہ)

رکوع نمبر:۷

﴿یایها الذین امنوا اذا تداینتم﴾ تَعَامَلْتُمْ ﴿بدین﴾ كَسَلَمٍ وَّقَرْضٍ ﴿الی اجل مسمی﴾ مَّعْلُوْمٍ ﴿فاکتبوه﴾ اِسْتِیْثَاقًا وَّدَفْعًا لِّلنِّزَاعِ ﴿ولیکتب﴾ كِتَابَ الدَّیْنِ ﴿بینکم کاتب بالعدل﴾ بِالْحَقِّ فِیْ كِتَابَتِهٖ لَا یَزِیْدُ فِی الْمَالِ وَالْاَجَلِ وَلَا یَنْقُصُ ﴿ولا یاب﴾ یَمْتَنِعُ ﴿کاتب﴾ مِّنْ ﴿ان یکتب﴾ اِذَا دُعِیَ اِلَیْهَا ﴿کما علمه الله﴾ اَیْ فَضَّلَهٗ بِالْكِتَابَةِ فَلَا یَبْخَلُ بِهَا، وَالْكَافُ مَتَعَلِّقَةٌ بِیَابَ ﴿فلیکتب﴾ تَاكِیْدٌ

﴿ولیملل﴾ عَلَی الْکَاتِبِ ﴿الذی علیه الحق﴾ اَلـدَّیْنُ لِاَنَّهُ الْمَشْهُوْدُ عَلَیْهِ فَیُقِرَّ لِیُعْلَمَ مَا عَلَیْهِ ﴿ولیتق الله ربه﴾ فِیْ اِمْلَائِهٖ ﴿ولایبخس﴾ یَنْقُصُ ﴿منه﴾ اَیِ الْحَقِّ ﴿شیئا فان کان الذی علیه الحق سفیها﴾ مُبَذِّرًا ﴿اوضعیفا﴾ عَنِ الْاِمْلَاءِ لِصِغَرٍ اَوْ کِبَرٍ ﴿اولا یستطیع ان یمل﴾ لِخَرَسٍ اَوْ جَهْلٍ بِاللُّغَةِ اَوْ نَحْوِ ذٰلِکَ ﴿هوفلیملل ولیه﴾ مُتَوَلِّیْ اَمْرِهٖ مِنْ وَّالِدٍ وَّوَصِیٍّ وَّقَیِّمٍ وَّمُتَرْجِمٍ ﴿بالعدل واستشهدوا﴾ اَشْهِدُوْا عَلَی الدَّیْنِ ﴿شهیدین﴾ شَاهِدَیْنِ ﴿من رجالکم﴾ اَیْ بَالِغِی الْمُسْلِمِیْنَ الْاَحْرَارِ ﴿فان لم یکونا﴾ اَیِ الشَّاهِدَانِ ﴿رجلین فرجل وامراتن﴾ یَشْهَدُوْنَ ﴿ممن ترضون من الشهداء﴾ لِدِیْنِهٖ وَعَدَالَتِهٖ، وَتَعَدُّدُ النِّسَاءِ لِاَجْلِ ﴿ان تضل﴾ تَنْسٰی ﴿احداهما﴾ الشَّهَادَةَ لِنَقْصِ عَقْلِهِنَّ وَضَبْطِهِنَّ ﴿فتذکر﴾ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ ﴿احداهما﴾ الذَّاکِرَةُ ﴿الاخری﴾ النَّاسِیَةَ، وَجُمْلَةُ الْاِذْکَارِ مَحَلُّ الْعِلَّةِ اَیْ لِتُذَکِّرَ اِنْ ضَلَّتْ وَدَخَلَتْ عَلَی الضَّلَالِ اَنَّهُ سَبَبُهُ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِـکَسْرِ اِنْ شَرْطِیَّةً، وَرَفْعُ تُذَکِّرَ اِسْتِیْنَافٌ، جَوَابُهُ ﴿ولایاب الشهداء اذا ما﴾ زَائِدَةٌ ﴿دعوا﴾ اِلٰی تَحَمُّلِ الشَّهَادَةِ وَاَدَائِهَا ﴿ولا تسئموا﴾ تَمَلُّوْا مِنْ ﴿ان تکتبوه﴾ اَیْ مَا شَهِدْتُّمْ عَلَیْهِ مِنَ الْحَقِّ لِکَثْرَةِ وُقُوْعِ ذٰلِکَ ﴿صغیرا﴾ کَانَ ﴿او کبیرا﴾ قَلِیْلًا اَوْ کَثِیْرًا ﴿الی اجله﴾ وَقْتَ حُلُوْلِهٖ حَالٌ مِّنَ الْهَاءِ فِیْ تَکْتُبُوْهُ ﴿ذلکم﴾ اَیِ الْکِتٰبُ ﴿اقسط﴾ اَعْدَلُ ﴿عندالله واقوم للشهادة﴾ اَیْ اَعْوَنُ عَلٰی اِقَامَتِهَا لِاَنَّهُ یُذَکِّرُهَا ﴿وادنی﴾ اَقْرَبُ اِلٰی ﴿ا﴾ نْ ﴿لاترتابوا﴾ تَشُکُّوْا فِیْ قَدْرِ الْحَقِّ وَالْاَجَلِ ﴿الا ان تکون﴾ تَقَعُ ﴿تجارة حاضرة﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالنَّصْبِ فَتَکُوْنُ نَاقِصَةً وَاِسْمُهَا ضَمِیْرُ التِّجَارَةِ ﴿تدیرونها بینکم﴾ اَیْ تَقْبِضُوْنَهَا وَلَا اَجَلَ فِیْهَا ﴿فلیس علیکم جناح﴾ فِیْ ﴿ا﴾ نْ ﴿لا تکتبوها﴾ وَالْمُرَادُ بِهَا الْمُتَجَرُ فِیْهِ ﴿واشهدوا اذا تبایعتم﴾ عَلَیْهِ فَاِنَّهُ اَدْفَعُ لِلْاِخْتِلَافِ وَهٰذَا وَمَا قَبْلَهُ اَمْرُ نُدْبٍ ﴿ولایضار کاتب ولاشهید﴾ صَاحِبَ الْحَقِّ وَمَنْ عَلَیْهِ بِتَحْرِیْفٍ اَوْ اِمْتِنَاعٍ مِّنَ الشَّهَادَةِ اَوِ الْکِتَابَةِ اَوْلَا یَضُرُّهُمَا صَاحِبُ الْحَقِّ بِتَکْلِیْفِهِمَا مَا لَا یَلِیْقُ فِی الْکِتَابَةِ وَالشَّهَادَةِ ﴿وان تفعلوا﴾ مَا نُهِیْتُمْ عَنْهُ ﴿فانه فسوق﴾ خُرُوْجٌ عَنِ الطَّاعَةِ لَاحِقٌ ﴿بکم واتقوا الله﴾ فِیْ اَمْرِهٖ وَنَهْیِهٖ ﴿ویعلمکم الله﴾ مَصَالِحَ اُمُوْرِکُمْ حَالٌ مُقَدَّرَةٌ اَوْ مُسْتَاْنِفٌ ﴿والله بکل شیء علیم (۲۸۲) وان کنتم علی سفر﴾ اَیْ مُسَافِرِیْنَ وَتَدَایَنْتُمْ ﴿ولم تجدوا کاتبا فرهن﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ فَرُهُنٌ ﴿مقبوضة﴾ تَسْتَوْثِقُوْنَ بِهَا، وَبَیَّنَتِ السُّنَّةُ جَوَازَ

الرَّھْنِ فِی الْحَضَرِ وَوُجُوْدِ الْکَاتِبِ فَالتَّقْیِیْدُ بِمَا ذُکِرَ لِاَنَّ التَّوْثِیْقَ فِیْهِ اَشَدُّ وَاَفَادَ قَوْلُهٗ مَقْبُوْضَةٌ اِشْتِرَاطُ الْقَبْضِ فِی الرَّھْنِ وَالْاِکْتِفَاءُ بِهٖ مِنَ الْمُرْتَھِنِ وَوَکِیْلِهٖ ﴿فان امن بعضکم بعضا﴾ اَیِ الدَّائِنُ الْمَدِیْنَ عَلٰی حَقِّهٖ فَلَمْ یَرْتَھِنْ ﴿فلیؤد الذی اؤتمن﴾ اَیِ الْمَدِیْنِ ﴿امانته﴾ دَیْنَهٗ ﴿ولیتق اللہ ربه﴾ فِیْ اَدَائِهٖ ﴿ولا تکتموا الشھادة﴾ اِذَا دُعِیْتُمْ لِاَقَامَتِهَا ﴿ومن یکتمها فانه اثم قلبه﴾ خُصَّ بِالذِّکْرِ لِاَنَّهٗ مَحَلُّ الشَّھَادَةِ وَلِاَنَّهٗ اِذَا اَثِمَ تَبِعَهٗ غَیْرُهٗ فَیُعَاقِبُ مُعَاقَبَةَ الْاٰثِمِیْنَ ﴿والله بما تعملون علیم(۲۸۳)﴾ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ مِّنْهُ

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو جب تم لین دین کرو (معاملہ کرو) کسی دَین کا (جیسا کہ بیع سلم اور قرض کا) ایک مقرر مدت تک (معلوم وقت تک) تو اسے لکھ لو......۱......(حفاظت میں مبالغہ اور دفع ضرر کیلئے) اور چاہیے کہ لکھے (قرض کی دستاویز کو) تمہارے درمیان لکھنے والا (حق کے ساتھ اپنی کتاب میں اور مال ومدت میں نہ زیادتی کرے نہ کمی) اور انکار نہ کرے (منع نہ کرے) لکھنے والا (اس بات کے) لکھنے سے (جب اسے بلایا جائے لکھنے کیلئے) جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا (یعنی اسے کاتب ہونے کی فضیلت دی تو وہ لکھنے میں بخل نہ کرے، کما میں کاف یأب فعل کے متعلق ہے) اور اسے لکھ دینا چاہیے (فلیکتب دوبارہ تاکید کے لئے ذکر کیا گیا ہے) اور چاہیے کہ لکھتا جائے (کاتب) جس پر حق آتا ہے (یعنی جس پر اسکا دین آتا ہے کیونکہ شہادت اس پر دلائی جارہی ہے، پس مقروض اقرار کرے گا تاکہ معلوم ہوجائے جو اس کے ذمہ لازم ہے) اور اللہ سے ڈرے جو اسکا رب ہے (اس دستاویز کو لکھنے لکھانے میں) اور کمی نہ کرے (یبخس بمعنی ینقص ہے) اس سے (یعنی حق میں سے) کچھ بھی پھر جس پر حق آتا ہے اگر بے عقل (یعنی فضول خرچ) یا ناتواں ہو (کم سنی یا بڑھاپے کی وجہ سے دستاویز لکھنے سے عاجز ہو) یا وہ لکھا نہ سکے تو لکھوائے (گونگے ہونے یا وہاں مروج زبان نہ جاننے یا کسی اور وجہ سے) تو اسکا ولی لکھوائے (یعنی اسکے کاموں کا متولی لکھوائے والد، وصی، منتظم اور مترجم لکھوائے) انصاف سے اور گواہ کرلو (یعنی دَین پر گواہ بنالو......۲......) دو (شھیدین بمعنی شاھدین ہے) اپنے مردوں میں سے (وہ دونوں آزاد بالغ مسلمان) پھر اگر نہ ہوں (یعنی دو مرد گواہ) تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہی دیں) ایسے گواہ جنکو پسند کرو (انکے دین اور عدل کی وجہ سے اور عورتوں کا متعدد ہونا اسلئے ہے) کہ کہیں بھولے (تضل بمعنی تنسی ہے) ان میں سے ایک عورت (شہادت کو، عقل اور ضبط کی کمی کی وجہ سے) تو یاد دلائے (تذکر فعل تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ایک عورت (جو یاد رکھنے والی ہے) دوسری کو (جو بھولنے والی ہے، جملہ تذکر بمنزلہ علت کے ہے یعنی تاکہ دوسری یاد دلائے اگر پہلی بھول جائے اور جملہ اذکار کو ضلال پر داخل اسلئے کیا گیا ہے کہ وہ اسکا سبب ہے اور قرأت میں ان کو ان شرطیہ بھی پڑھا گیا ہے اور تذکر کو مرفوع جملہ مستانفہ ہونے کی وجہ سے پڑھا گیا ہے، جواب شرط ہے) اور گواہ آنے سے انکار نہ کریں جب (اذاما میں ما زائدہ ہے) بلائے جائیں (گواہ بننے اور گواہی دینے کیلئے) اور اسے بھاری نہ جانو (اس سے تنگ دل نہ ہو) کہ لکھت کرلو (اس حق کی جس پر تمہیں گواہ بنایا گیا ہے یا اس کے بکثرت واقع ہونے کی وجہ سے اسے بھاری نہ جانو) دَین چھوٹا (ہو) یا بڑا (تھوڑا ہو یا زیادہ) اسکی میعاد تک (یعنی اختتام مدت تک، صغیراً ......الخ تکتبوہ کی ہ ضمیر سے حال ہے) یہ (لکھنا) زیادہ انصاف والی بات ہے (اقسط بمعنی اعدل ہے) اللہ کے نزدیک اور اس میں

گواہی خوب ٹھیک رہے گی (یعنی ادائے شہادت میں یہ زیادہ معاون ہوگا کیونکہ یہ اس گواہی کو یاد دلائے گی) اور یہ اس سے قریب ہے (ادنی بمعنی اقرب ہے) کہ تمہیں شبہ نہ پڑے (تمہیں شک نہ ہو، مقدار حق اور مدت کے بارے میں) مگر یہ کہ (واقع ہو) ہر دست کا سودا (ایک قرأت میں حاضرۃ منصوب ہے اس صورت میں تکون فعل ناقص ہوگا اور اسکا اسم تکون میں موجود ضمیر ہوگی جس ضمیر کا مرجع تجارت ہوگا) جیسا تم لین دین آپس میں کرو (یعنی مبیع پر قبضہ کرلو اور اس میں کوئی مدت مقرر نہ ہو) تو اسکے نہ لکھنے کا تم پر کوئی گناہ نہیں (مراد اس سے سامان تجارت ہے) اور جب خرید و فروخت کرلو تو گواہ کرو (اس پر، کیونکہ یہ اختلاف کو زیادہ دور کرنے والا ہے یہ اور اس سے ماقبل کا حکم استحبابی ہے) اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے اور نہ گواہ کو (نہ صاحب حق نقصان پہنچایا جائے نہ وہ جس پر حق نکلتا ہے یا کتابت میں ہیر پھیر کر کے یا گواہی دینے یا لکھنے سے روک کر اور نہ ہی صاحب حق کاتب اور گواہ کو نقصان پہنچائیں کتابت یا گواہی میں نامناسب باتوں کا مکلف کر کے) اور جو تم ایسا کرو (جس سے تمکو منع کیا گیا ہے) تو یہ تمہارا فسق ہوگا (یعنی طاعت سے نکلنا ہوگا اور اس فسق کا تعلق تمہی سے ہوگا) اور اللہ سے ڈرو (اسکے امر و نہی میں) اللہ تمہیں سکھاتا ہے (تمہارے کاموں کی مصلحتیں، ویعلمکم اللہ، فاتوا کی ضمیر سے حال یا جملہ مستانفہ ہے) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اگر تم سفر میں ہو (یعنی مسافر ہو اور آپس میں لین دین کرو) اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی ہو......۳......(ایک قرأت میں فرِھٰن ہے جو کہ رھن کی جمع ہے) قبضہ میں دیا ہوا (جس سے تم کو اطمینان ہو جائے گا، حدیثِ پاک سے حالتِ حضر میں اور کاتب کی موجودگی میں جواز رہن ثابت ہے، تو یہ دونوں قیود "یعنی حالت سفر و عدم وجودِ کاتب" اس لئے ذکر کی گئی ہیں کہ حالت سفر میں توثیق کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے، لفظ مقبوضۃ سے یہ فائدہ ہوا کہ رہن میں قبضہ شرط ہے اور یہ کہ قبضہ مرتہن یا وکیل دونوں میں سے ایک کا کافی ہو جائے گا) اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو (یعنی قرض لینے والا اور دینے والا ایک دوسرے پر اعتبار کرلیں اور مقروض کچھ گروی نہ رکھے) تو وہ جسے اس نے امین بنایا (یعنی مدیون بنایا ہے) اپنی امانت (یعنی اپنا دین) ادا کردے اور اللہ سے ڈرے جو اسکا رب ہے (اسکی ادائیگی کے سلسلے میں) اور گواہی نہ چھپاؤ (جب تمہیں ادائے شہادت کیلئے بلایا جائے) اور جو گواہی چھپائیگا تو اندر سے اسکا دل گناہگار ہے، (دل کو خاص طور پر اسلئے ذکر کیا کہ محل شہادت یہی ہے اس لئے کہ دل جب گناہ کریگا تو دیگر اعضاء بھی اسکی پیروی کریں گے، پس دیگر گناہ کرنے والے اعضاء کا عذاب بھی دل پر ہوگا) اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے (اس سے کچھ مخفی نہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، **اذا:** ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، **تداینتم:** فعل و فاعل، **ب:** جار، **دین:** موصوف، **الی اجل مسمی:** ظرف مستقر صفت، جو اپنے موصوف سے ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف لغو، سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، **فاکتبوہ:** جملہ فعلیہ جواب شرط، شرط جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿ولیکتب بینکم کاتب بالعدل﴾

و: عاطفہ،لیکتب: فعل امر، بینکم: ظرف، کاتب: موصوف...... بالعدل: ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر فاعل...... یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یاب کاتب ان یکتب کما علمه الله﴾

و: عاطفہ، لایاب: فعل نہی، کاتب: فاعل، ان یکتب: مصدر مؤول مفعول، کما علمه الله: جار مجرور فی محل نصب مفعول مطلق ،لایاب، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلیکتب ولیملل الذی علیه الحق ولیتق الله ربه ولا یبخس منه شیئا﴾

ف: فصیحیہ،لیکتب: فعل بافاعل ملکر جزا شرط محذوف اذا علمتم هذا الحکم کیلئے،و: عاطفہ،لیملل: فعل،الذی علیه الحق: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،ولیتق الله ربه: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف،ولا یبخس منه شیئا: جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿فان کان الذی علیه الحق سفیها او ضعیفا او لا یستطیع ان یمل هو فلیملل ولیه بالعدل﴾

ف: استینافیہ ،ان: شرطیہ، کان: فعل ناقص،الذی: اسم موصول،علیه الحق: صلہ،موصول صلہ ملکر فعل ناقص کا اسم،سفیها: معطوف علیہ ،او: عاطفہ،ضعیفا: معطوف اول،اولا یستطیع ان یمل هو: معطوف ثانی،معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر خبر،ملکر شرط،ف: جزائیہ،لیملل: فعل،ولیه: فاعل،بالعدل: ظرف لغو،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واستشهدوا شهیدین من رجالکم﴾

و: عاطفہ،استشهدوا: فعل بافاعل،شهیدین: موصوف،من رجالکم: صفت،ملکر مفعول فعل فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتن ممن ترضون من الشهداء ان تضل احداهما فتذکر احداهما الاخری﴾

ف: استینافیہ ، ان: شرطیہ،لم یکونا رجلین: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ،رجل وامراتن: موصوف،ممن ترضون من الشهداء: صفت،مرکب توصیفی ہوکر مبتدا، یشهدون فعل محذوف بافاعل،ان تضل...... الخ : مفعول لہ،فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جواب شرط،فتذکر احدهما الاخری: جملہ فعلیہ ان تضل پر معطوف

﴿ولا یاب الشهداء اذا مادعوا﴾

و: عاطفہ،لایاب: فعل نہی،الشهداء: فاعل،اذا: مضاف،ما: زائدہ،دعوا: فعل با نائب الفاعل،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تسئموا ان تکتبوه صغیرا او کبیرا الی اجله﴾

و: عاطفہ،لا تسئموا: فعل بافاعل،ان: مصدریہ،تکتبوا: فعل بافاعل،ہ: ضمیر ذوالحال،صغیرا او کبیرا: حال اول،الی

اجلہ: حال ثانی، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلکم اقسط عند اللہ واقوم للشھادۃ وادنی الا ترتابوا﴾

ذلکم: مبتدا، اقسط عند اللّٰہ: شبہ جملہ معطوف علیہ، واقوم للشھادۃ: شبہ جملہ اسمیہ ہوکر معطوف اول، وادنی الا ترتابوا: شبہ جملہ ہوکر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفین سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الا ان تکون تجارۃ حاضرۃ تدیرونھا بینکم﴾

الا: حرف استثناء، ان: مصدریہ، تکون: فعل ناقص، ھی: ضمیر اسم، تجارۃ: موصوم، حاضرۃ: صفت اول، تدیرونھا بینکم: صفت ثانی، ملکر خبر سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مستثنیٰ منقطع، فلیکتب بینکم کاتب بالعدل مستثنیٰ منہ۔

﴿فلیس علیکم جناح الا تکتبوھا﴾

ف: عاطفہ، لیس: فعل ناقص، علیکم: خبر، جناح: موصوف، فی حرف جر محذوف، الا تکتبوھا: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر صفت، جو موصوف سے ملکر مرکب توصیفی ہوکر اسم مؤخر، یہ جملہ الا ان تکون ......الخ پر معطوف ہے۔

﴿واشھدوا اذا تبایعتم ولایضار کاتب ولا شھید﴾

و: عاطفہ، اشھدوا: فعل بافاعل، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنیٰ شرط، تبایعتم: جملہ فعلیہ شرط، فاشھدوا جملہ محذوف جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ظرف، اشھدوا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا یضار: فعل مجہول، کاتب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: زائدہ، شھید: معطوف، ملکر نائب الفاعل، فعل اپنے نائب الفاعل سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان تفعلوا فانہ فسوق بکم واتقوا اللہ﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تفعلوا: فعل بافاعل، ملکر شرط، ف: جزائیہ، انہ: حرف مشبہ بالفعل واسم، فسوق بکم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اتقوا: فعل بافاعل، اللّٰہ: اسم جلالت مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویعلمکم اللہ واللہ بکل شیء علیم﴾

و: مستانفہ، یعلم: فعل، کم: ضمیر مفعول، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: استنافیہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، بکل شی علیم: شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان کنتم علی سفر ولم تجدوا کاتبا فرھن مقبوضۃ﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، کنتم علی سفر: معطوف علیہ، ولم تجدوا کاتبا: معطوف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، رھن مقبوضۃ: مبتدا، تستوثقون بھا، محذوف: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان امن بعضکم بعضا فلیؤد الذی اؤتمن امانته ولیتق الله ربه﴾

ف: عاطفہ،ان:شرطیہ، امن بعضکم بعضا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ،لِ :لام امر،یؤد:فعل،الذی اؤتمن: فاعل،امانته: مفعول ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ،و: عاطفہ،لیتق: فعل با فاعل،اللّٰہ: اسم جلالت مبدل منہ،ربه: بدل،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر یؤد پر عطف ہے۔

﴿ولا تکتموا الشهادة ومن یکتمها فانه اثم قلبه﴾

و: استینافیہ،لا تکتموا: فعل با فاعل،الشهادة: مفعول،فعل با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ۔و :مستانفہ،من :شرطیہ مبتداء،یکتمها:فعل با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ،ان: حرف مشبہ ،ہ:ضمیر اسم ،اثم: اسم فاعل، قلبه: فاعل ،ملکر انّ کی خبر،ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر ہوکر جواب شرط،جوشرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والله بما تعملون علیم﴾

و: استینافیه،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا،بما تعملون علیم: شبہ جملہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بیع سلم:

۱......وہ بیع ہے جس میں ثمن (قیمت) فوراادا کرنا ضروری ہواور مبیع (فروخت شدہ چیز) کو بعد میں خریدار کے حوالہ کرنا بیچنے والے پر لازم ہے۔ (ردالمحتار، کتاب البیوع ،باب السلم،ج۷،ص۴۷۸)

شہادت کامعنی اور شرائط:

۲......لفظ شہادت کے ساتھ کسی حق کو ثابت کرنے کیلئے مجلس قاضی میں سچی خبر دینا شہادت شرعی کہلاتا ہے۔جیسا کہ در مختار میں علامہ حصکفی فرماتے ہیں:اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القاضی ۔اور پھراس کے بعد شہادت کی شرائط ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: شہادت کی شرطیں یہ ہیں کہ شاہد عاقل ، بالغ صحیح یادداشت والا اور مدعی علیہ پر ولایت رکھنے والا ہو چنانچہ اگر مدعی علیہ مسلمان ہے تو شاہد کا بھی مسلمان ہونا ضروری ہے۔اور یہ بھی شرط ہے کہ شاہد کو مشہود لہ کے ساتھ ولادت یا زوجیت کے اعتبار سے قرابت حاصل نہ ہو، نہ ہی کوئی دنیاوی عداوت ہو، اور یہ بھی کہ شاہد کو اس گواہی سے دفع تاوان اور کوئی حصول منفعت جیسی سہولت بھی حاصل نہ ہو۔ (الدر المختار ،کتاب الشهاده ،ج۱۱،ص۷۷تا۸۱)

زنا کی گواہی کیلئے چار مردوں کی گواہی معتبر ہوگی جبکہ حدود وقصاص میں دو مردوں کی ۔ولادت ،بکارت اور عورتوں کے عیوب وغیرہ کے معاملے میں عورت ہی کی گواہی معتبر ہوگی۔باقی معاملات میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہوگی۔

(ماخوذ از کنز الدقائق مع حاشیہ کشاف الحقائق ،باب الشهادة ،ص،۲٤۰)

ادائے شہادت فرض قطعی ہے جب کہ مدعی گواہوں کو طلب کرے تو گواہی چھپانا جائز نہیں ۔ یہ حکم حدود کے سوا ہے۔اور

حدود میں گواہ کو اظہار یا خفاء کا اختیار ہے۔ بلکہ خفا افضل ہے حدیثِ پاک میں ہے: "من ستر علی مسلم ستر اللہ فی الدنیا والآخرۃ"، جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ ﷻ دنیا اور آخرت میں اسکی پردہ پوشی کریگا۔ اور چوری میں مال لینے کی شہادت دینا واجب ہے تا کہ جسکا مال چوری کیا ہے اسکا حق تلف نہ ہو۔ گواہ اتنی احتیاط کر سکتا ہے کہ چوری کا لفظ ذکر نہ کرے۔ گواہی میں یہ کہنے پر اکتفاء کرے کہ یہ مال فلاں شخص نے لیا۔ (القدوری مع توضیح الضروری، کتاب الشھادۃ، ص۲۲۹)

رھن:

۳......لغت میں رہن کے معنی روکنا ہے اس کا سبب کچھ بھی ہو اور اصطلاح شرع میں دوسرے کے مال کو اپنے حق میں اس لئے روکنا کہ اس کے ذریعے اپنے حق کو کلًا یا جزءً وصول کرنا ممکن ہو مثلاً کسی کے ذمہ اس کا دین ہے اس مدیون نے اپنی کوئی چیز دائن کے پاس رکھ دی کہ اس کو اپنے دین کی وصول پانے کے لئے ذریعہ بنے، رہن کو اردو زبان میں گروی رکھنا بولتے ہیں کبھی اس چیز کو بھی رہن کہتے ہیں جو چیز گروی رکھی گئی ہو۔ (الھدایۃ، کتاب الرھن، ج۲، ص۴۱۲)

اغراض:

قرض: اس سے مراد کسی کو قرض دینا ہے۔ تاکید: یعنی زیادہ وضاحت کے حوالے سے تاکید ہے۔ استیثاقاً: اس جملہ میں جانب اشارہ ہے کہ آیت میں حکم رشد و ہدایت کے لئے ہے نہ کہ وجوب کے لئے، جیسے نماز اور روزے کا حکم ان کے ترک کرنے پر بُرے انجام کی حیثیت سے ہے۔ کتاب الدین: اس میں اشارہ ہے کہ یکتب کا مفعول محذوف ہے۔ لانہ المشھود علیہ: یعنی کاتب قرض دینے اور لینے والے کی موجودگی میں ہی لکھے تا کہ نزاع نہ رہے۔ ولیتق اللہ ربہ: تا کہ زیادتی اور نقص وغیرہ وہم پیدا کرنے والا کلام نہ لکھے۔ ومترجم: یعنی وہ جو لغت عربیہ نہ جانتا ہو۔ مبذراً: امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس سے امور دنیا اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس سے امور دنیا و دین دونوں مراد ہیں۔ علی الدین: اشارہ ملتا ہے کہ استشھدوا میں سین اور تاء طلب کی تاکید کے لئے ہیں۔ ای بالغی المسلمین الاحرار: یعنی عقل مند عادل، پس بچے کی گواہی مال وغیرہ کے معاملے میں قبول نہ ہوگی اور نہ ہی اس کے اہل کے معاملے میں، امام مالک کے نزدیک بعض جراح (زخم) میں بچے کی گواہی قابل قبول ہے اور اسی طرح غلام، کافر، پاگل اور غیر عادل کی گواہی بھی معتبر نہیں ہے لیکن جب حق سے عدول نہ کریں اور کسی مباح امر پر اکھٹے ہو جائیں۔ وتعدد النساء: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کا فرمان ﴿ان تضل﴾ سوال مقدر کے محذوف جواب کی جانب متعلق ہے اور سوال مقدر یہ ہے کہ تعدد النساء کی شرط کیوں لگائی؟ جب کہ عورتیں مردوں کے لئے مشکل اور تکلیف دہ ہوا کرتی ہیں؟ میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ نصیحت مقصود تھی اس لئے کہ عورتوں میں عقل بھی کم ہوتی ہے اور برداشت کا مادہ بھی کم ہوا کرتا ہے۔

استئناف: مبتدائے محذوف کی خبر ہے اور جملہ جواب شرط ہے مراد اس سے تذکر ہے۔ امر ندب: یعنی جھگڑے کو ختم کرتے ہوئے دنیاوی صلح کی طرف رہنمائی کرے۔ بتحریف: یعنی لکھنے میں کہ زیادتی اور نقصان سے بائع اور مشتری کو نقصان پہنچائے۔ اولا یضرھما صاحب الحق: یضار مبنی للمفعول ہے اور کاتب اور شہید نائب الفاعل اور یضار کی اصل یضارر ہے۔ مالا یلیق فی الکتابۃ: یعنی اس بات کے لکھنے کا حکم دے جسے جانتا نہیں ہے یا جس کے لئے اجرت لینا ممنوع ہو۔ ما نھیتم عنہ: یعنی کاتب اور شاہد کو تکلیف نہ دے۔ جمع رھن: رُہُن اور رِہان دونوں رہن کی جمع ہیں۔

لان التوثیق فیہ اشد: اس لئے کہ غالب اوقات سفر میں کاتب کی عدم موجودگی، قرض کا بھول جانا اور موت کا عارضہ پیش آتا ہے اس

لئے توثیق زیادہ ضروری ہے۔ دبہنہ: اسے امانت اس لئے کہا گیا کہ اسے صرف وہی جانتا ہے جس کے یہ ضمہ ہوتی ہے۔ ولانہ اذا الم تبعہ غیرہ: یعنی گناہ کے معاملے میں، اس لئے کہ دل تمام اعضاء کا سردار ہوتا ہے جب یہ درست ہو جائے تو سارے اعضاء درست ہو جائیں گے اور جب یہ لفساد میں آجائے تو سارے اعضاء لفساد میں آجائیں گے۔ ای تشکوا فی قدر ...... والخ: یعنی شک لینے اور دینے والے کو ضرر دینے کی صورت میں لازم آتا ہے۔ (الصاوی ج۱، ص ۲۰۵ وغیرہ)

فی المال و الاجل ولا ینقص: یعنی کمی بیشی کے ذریعے لینے والے کو مال میں نفع نہ دے اور دینے والے کو مدتِ ادائیگی میں نفع نہ دے۔ ولیہ: یعنی تینوں پاگل، کمزور اور استطاعت نہ رکھنے والے ہر ایک کا ولی ہو۔ او کبر: یعنی عقل کے اعتبار سے کمزور۔ علی اقامتھا: یعنی شہادت کی ادائیگی۔ بما ذکر: یعنی سفر اور کاتب کی عدم موجودگی کی بناء پر۔ اشتراط القبض فی الرھن: قبضہ کی شرط رہن کے لزوم کے لئے ہے نہ کہ اس کی صحت اور جواز کے لئے۔ (الجمل ج۱، ص ۳۵۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

﴿لله ما فی السموت وما فی الارض وان تبدوا﴾ تُظْهِرُوْا ﴿ما فی انفسکم﴾ مِّنَ السُّوْءِ وَالْعَزْمِ عَلَيْهِ ﴿اوتخفوہ﴾ تُسِرُّوْهُ ﴿یحاسبکم﴾ يُخْبِرْكُمْ ﴿به الله﴾ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴿فيغفرلمن يشاء﴾ اَلْمَغْفِرَةَ لَهُ ﴿ويعذب من يشاء﴾ تَعْذِيْبَهُ، وَالْفِعْلَانِ بِالْجَزْمِ عَطْفًا عَلٰى جَوَابِ الشَّرْطِ وَالرَّفْعِ اَیْ فَهُوَ ﴿والله علی کل شیء قدیر (۲۸۴)﴾ وَمِنْهُ مُحَاسَبَتُكُمْ وَجَزَاؤُكُمْ ﴿امن﴾ صَدَّقَ ﴿الرسول﴾ مُحَمَّدٌ ﷺ ﴿بماانزل اليه من ربه﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿والمؤمنون﴾ عَطْفٌ عَلَيْهِ ﴿كل﴾ تَنْوِيْنُهُ عِوَضٌ عَنِ الْمُضَافِ اِلَيْهِ ﴿امن بالله وملئكته وكتبه﴾ بِالْجَمْعِ وَالْاِفْرَادِ ﴿ورسله﴾ يَقُوْلُوْنَ ﴿لانفرق بين احد من رسله﴾ فَنُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ كَمَا فَعَلَ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى ﴿وقالوا سمعنا﴾ مَآ اَمَرْتَنَا بِهٖ سِمَاعَ قُبُوْلٍ ﴿واطعنا﴾ نَسْاَلُكَ ﴿غفرانک ربنا واليک المصير (۲۸۵)﴾ اَلْمَرْجِعُ بِالْبَعْثِ، وَلَمَّا نَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِیْ قَبْلَهَا شَكَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ الْوَسْوَسَةِ وَشَقَّ عَلَيْهِمُ الْمُحَاسَبَةُ بِهَا فَنَزَلَ ﴿لا يكلف الله نفسا الا وسعها﴾ اَیْ مَا تَسَعُهُ قُدْرَتُهَا ﴿لها ما كسبت﴾ مِنَ الْخَيْرِ اَیْ ثَوَابُهُ ﴿وعليها ما اكتسبت﴾ مِنَ الشَّرِّ اَیْ وِزْرُهُ وَلَا يُؤَاخِذُ اَحَدٌ بِذَنْبِ اَحَدٍ وَّلَا بِمَا لَمْ يَكْسِبْهُ مِمَّا وَسْوَسَتْ بِهٖ نَفْسُهُ، قُوْلُوْا ﴿ربنا لا تؤاخذنا﴾ بِالْعِقَابِ ﴿ان نسينا او اخطانا﴾ تَرَكْنَا الصَّوَابَ لَا عَنْ عَمْدٍ كَمَآ اَخَذَ بِهٖ مَنْ قَبْلَنَا وَقَدْ رَفَعَ اللّٰهُ ذٰلِكَ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ كَمَا وَرَدَ فِی الْحَدِيْثِ فَسُؤَالُهُ اِعْتِرَافٌ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ ﴿ربنا ولا تحمل علينا اصرا﴾ اَمْرًا يَّثْقُلُ عَلَيْنَا حَمْلُهُ ﴿كما حملته على الذين من قبلنا﴾ اَیْ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ مِنْ قَتْلِ النَّفْسِ فِی التَّوْبَةِ وَاِخْرَاجِ رُبْعِ الْمَالِ فِی الزَّكٰوةِ وَقَرْضِ مَوْضَعِ النَّجَاسَةِ ﴿ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة﴾ قُوَّةَ ﴿لنا به﴾ مِنَ التَّكَالِيْفِ الْبَلَاءِ ﴿واعف عنا﴾

اُمْحُ ذُنُوْبَنَا ﴿واغفر لنا ورحمنا﴾ فِي الرَّحْمَةِ زِيَادَةٌ عَلَى الْمَغْفِرَةِ ﴿انت مولنا﴾ سَيِّدُنَا وَمُتَوَلِّي أُمُوْرِنَا ﴿فانصرنا على القوم الكفرين(٢٨٦)﴾ بِاِقَامَةِ الْحُجَّةِ وَالْغَلَبَةِ فِي قِتَالِهِمْ فَاِنَّ مِنْ شَاْنِ الْمَوْلٰى اَنْ يَّنْصُرَ مَوَالِيَهُ عَلَى الْاَعْدَآءِ، وَفِي الْحَدِيْثِ "لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقَرَأَهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ ﷺ قِيْلَ لَهُ عَقَبَ كُلِّ كَلِمَةٍ قَدْ فَعَلْتُ".

﴿ترجمہ﴾

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو (تبدوا بمعنی تظھروا ہے) جو کچھ تمہارے جی میں ہے (برائی یا اسکا عزم) یا چھپاؤ (تخفوہ بمعنی تسروہ ہے) تم سے حساب لے گا (تمہیں خبر دے گا) اللہ اسکی (قیامت کے دن) تو جسے چاہے گا بخشے گا (یعنی جس کی بخشش چاہے گا اسے بخش دے گا) اور جسے چاہیگا سزا دیگا (یعنی جس کو عذاب دینا چاہے گا اسے عذاب دیگا، یہ دونوں فعل 'یعنی یغفر اور یعذب' مجزوم ہیں جواب شرط پر عطف ہونیکی وجہ سے، اور مرفوع ہوں گے جملہ مستانفہ ہونے کی وجہ سے) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (اور تم سے حساب لینا اور تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دینا بھی اس کی قدرت کے تحت داخل ہے) ایمان لایا (تصدیق کی) رسول نے (محمد ﷺ نے) اس پر جو اسکے رب کے پاس سے اس پر اُترا (یعنی قرآن سے) اور ایمان والے (المومنون کا عطف الرسول پر ہے) سب نے مانا (کل کی تنوین مضاف الیہ کے عوض میں ہے) اور اللہ اور اسکے فرشتوں اور اسکی کتابوں (لفظ کتب جمع اور مفرد دونوں صیغوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور اسکے رسولوں کو (وہ کہتے ہیں) کہ ہم اسکے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے (کہ بعض پر ایمان لائیں اور بعض کا انکار کریں جیسا کہ یہود اور نصاری نے کیا) اور عرض کی کہ ہم نے سنا (جسکا ہمیں حکم کیا گیا قبولیت کے کانوں سے) اور مانا (جو ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں) تیری معافی ہو اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے (قیامت کے دن قبروں سے اٹھنے کے بعد، اس سے پہلی آیت ان تبدوا......الخ نازل ہوئی تو مسلمانوں نے وسوسہ آنے کی شکایت کی اور ان وسوسوں پر محاسبہ کیا جانا ان پر گراں گزرا اس پر یہ آیت نازل ہوئی) اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسکی طاقت بھر (یعنی جس پر اسے قدرت و اختیار ہو) اسکے لیے ہے جو کمایا (یعنی جو بھلائی کی اسکا ثواب اسی کیلئے ہے) اور جو کمائی کی (یعنی جو برا کام کیا اس کا بوجھ اسی پر ہے کسی سے دوسرے کے گناہ کا مواخذہ نہ کیا جائے گا اور نہ ہی فقط وسوسہ پر مواخذہ ہوگا انہوں نے عرض کی) اے رب ہمارے ہمیں نہ پکڑ (عذاب نہ دے کر) اگر ہم بھولیں یا چوکیں (اگر ہم سے راہِ صواب ترک ہو جائے اور یہ ترک عمدانہ ہو جیسا کہ تو نے ہم سے پہلوں سے مواخذہ کیا اور اللہ نے اس امت سے مواخذۂ خطا و نسیان اٹھا لیا، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے، پس مواخذہ اٹھا لینے کا سوال کرنا اعتراف نعمتِ الٰہی ہے) اے رب ہمارے! اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ (ایسا بوجھ کہ جسکا اٹھانا ہم پر بھاری ہو) جیسا کہ تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا (یعنی بنی اسرائیل پر توبہ کیلئے اپنی جانوں کو قتل کرنا، زکوۃ میں چوتھائی مال دینا اور موضع نجاست کو کاٹ پھینکنا) اے رب ہمارے! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جسکے اٹھانے کی ہمیں سہار (یعنی قوت) نہ ہو (ہم پر وہ تکالیف اور آزمائش نہ ڈال) اور ہمیں معاف فرما دے (ہمارے گناہ مٹا دے) اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما (رحمت، مغفرت سے بڑھ کر ہے) تو ہمارا مولا ہے (ہمارا سردار اور ہمارے کاموں کا متولی) تو کافروں پر ہمیں مدد دے (اقامتِ حجت کے ذریعے اور ان سے ہونے والی جنگ میں ہمیں غلبہ دے کر کہ مولی کی شان ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے غلاموں کی دشمنوں پر مدد فرماتا ہے)

اور ''حدیث'' میں ہے کہ جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پڑھا اور ہر کلمہ کے آخر میں آپ سے کہا گیا کہ آپ کی مراد و مطلوب کو قبول کر لیا گیا ہے۔...... ۱......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لله ما فی السموت وما فی الارض﴾

لله: ظرف مستقر خبر مقدم، مافی السموات: معطوف علیہ، وما فی الارض: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان تبدوا مافی انفسکم اوتخفوه یحاسبکم به الله﴾

و: استینافیه، ان: شرطیہ، تبدوا: فعل وفاعل، ما فی انفسکم: موصول صلہ ملکر مفعول، سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، تخفوه: جملہ فعلیہ معطوف ملکر شرط، یحاسبکم به الله: جملہ فعلیہ جواب شرط، جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء والله علی کل شیء قدیر﴾

ف: مستانفه، هو مبتدا محذوف، یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء: جملہ فعلیہ معطوفہ ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿امن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون﴾

امن: فعل، الرسول: معطوف علیہ، بما انزل الیه من ربه: ظرف لغو، والمومنون: معطوف ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کل امن بالله وملئکته وکتبه ورسله﴾

کل: مبتدا، امن...... الخ: جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لا نفرق بین احد من رسله﴾

لا نفرق: فعل وفاعل، بین: مضاف، احد: موصوف، من رسله: صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر مقولہ، یقولون قول محذوف، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا﴾

و: استینافیه، قالوا: قول، سمعنا واطعنا: معطوف معطوف علیہ ملکر مقولہ، غفرانک: مفعول مطلق، نستغفرک فعل محذوف کیلئے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ۔

﴿والیک المصیر﴾

و: عاطفہ، الیک: ظرف مستقر خبر مقدم، المصیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر محذوف جملہ اسمیہ منک المبدأ جملہ پر معطوف ہے۔

﴿لا یکلف الله نفسا الا وسعها لها ما کسبت وعلیها ما اکتسبت﴾

لایکلف: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، نفسا: مفعول، الا: حرف حصر، وسعھا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، لھا: خبر مقدم ،ماکسبت: مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، علیھا مااکتسبت: جملہ اسمیہ۔

﴿ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، لا تؤاخذ: فعل بافاعل، نا: ضمیر ذوالحال، ان: شرطیہ، نسینا او اخطانا: جملہ فعلیہ شرط، جزامحذوف فلاتؤاخذنا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر حال، جوذوالحال سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، و: عاطفہ، لا تحمل: فعل بافاعل، علینا: ظرف لغو، اصرا: مفعول، کما حملته ......الخ: جارمجرور متعلق بمحذوف، حملا موصوف محذوف کیلئے، ملکر مفعول مطلق، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ لا تؤاخذنا پر معطوف ہے۔

﴿ربنا ولاتحملنا مالاطاقة لنا به﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، و: عاطفہ، لا تحملنا: فعل بافاعل ومفعول، ما: موصولہ، لا: نفی جنس، طاقة لنا: اسم، بہ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ، ملکر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر لا تواخذنا پر معطوف ہے۔

﴿واعف عنا واغفر لنا وارحمنا﴾

و: عاطفہ، اعف: فعل بافاعل، عنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے، و: عاطفہ، اغفر: فعل بافاعل، لنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے، و: عاطفہ، ارحمنا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿انت مولنا فانصرنا علی القوم الکفرین﴾

انت: مبتدا، مولنا: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ف: تعلیلیہ، انصرنا: فعل بافاعل ومفعول، علی القوم الکفرین: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت:

۱......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ ﴿ للہ ما فی السموات وما فی الارض ......الخ﴾ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اس کا بہت اثر ہوا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گھٹنوں کے بل حاضر ہوئے اور عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں نماز روزے، جہاد اور صدقے کا مکلّف بنایا گیا جس کی ہمیں طاقت تھی۔ اب آپ پر یہ آیت ﴿وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ﴾ نازل ہوئی جس پر عمل کی ہمیں طاقت نہیں۔ اور ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا تم یہ چاہتے ہو کہ وہ کچھ کہو جو تم سے پہلے کتابیوں نے سمعنا وعصینا کہا؟ بلکہ تم یہ کہو کہ سمعنا واطعنا

غفرانک ربنا والیک المصیر" جب صحابہ کرام نے یہ حکم تسلیم کرلیا تو انکی زبان پر یہ کلمات جاری ہوگئے۔اللہ عزوجل نے اسکے بعد یہ آیت نازل فرمائی امن الرسول بما......الخ ۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان،باب بیان انہ سبحنہ وتعالی،ص۸۱)

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلطان دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اللہ رب العالمین نے میری خاطر امت کے دل کے وسوسوں کو معاف فرمادیا ہے بشرطیکہ نہ تو دل کی بات کا اظہار کرے اور نہ ہی اس پر عمل کرے۔

(صحیح البخاری ،کتاب العتق،باب الخطاء و النسیان، ص۴۰۸)

☆...... حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابومسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا جبکہ وہ کعبہ معظمہ کا طواف کررہے تھے تو انہوں نے ارشاد فرمایا:"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:"مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ جو شخص سورۃ بقرۃ کی آخری دو آیتیں جس رات میں پڑھے تو وہ اسے کفایت کریں گی" (ابوداؤد،کتاب الصلوۃ ،باب تحزیب القرآن،ص۲۶۴)

☆...... حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"بیشک اللہ عزوجل نے زمین وآسمان کو تخلیق کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک تحریر لکھی جن میں سے (سورۃ بقرۃ کی آخر والی) اتاریں،کوئی گھر ایسا نہیں ہے کہ جس میں یہ دونوں آیتیں تین دن لگا تار پڑھی جائیں اور پھر شیطان خبیث اس گھر کے قریب بھی آئے۔ (الترمذی،کتاب فضائل القران عن رسول اللہ،باب ماجاء فی آخر سورۃ،ج۲،ص۱۱۶)

اغراض:

یخبرکم :یعنی اللہ تمہیں اس کی خبر دیتا ہے۔سماع قبول :اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی۔والعزم علیہ :یعنی برائی پر،یعنی برائی کا پکا ارادہ کرلے۔ولا یواخذ احد بذنب احد :یعنی یہ معصیت کی جانب سے ہے کہ کسی سے کسی کے گناہ کا مواخذہ نہ ہوگا۔اور جہاں تک طاعت کا معاملہ ہے تو غیر فاعل بھی نفع پائے گا۔(الصاوی،ج۱،ص۲۰۹ وغیرہ)

مما وسوست بہ نفسہ:یہاں نفس کے وسوسہ سے مراد قصد کے چار مراتب کے سوابات پائی جائے،وہ مراتب یہ ہیں عزم،اندیشہ و کھٹکنے والی بات،فکر وتصور ومیلان،دل میں بات آنا یعنی الہام۔من التکالیف :یعنی رات کا قیام واجب ہونا۔لاعن عمد:یعنی مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں جہالت کی بناء پر نماز کو اس کے وقت میں نہ پڑھنا اور قتل خطاء۔کما اخذت بہ:ماقبل ذکر کردہ دونوں معاملات ،ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل جب کوئی چیز بھول جاتے یا خطاء کر جاتے جس کا انہیں حکم دیا گیا ہو تو ان پر سزا میں جلدی کی جاتی تھی،پس سزا کے طور پر ان کے جرم کے اعتبار سے ان پر حلال کردہ اشیاء حرام کردی جاتیں پس اللہ عزوجل نے مومنین سے بھول پر مواخذہ اٹھالیا۔

وقد رفع اللہ ذلک :یعنی خطا اور نسیان پر مواخذہ،چنانچہ حدیث مبارک میں ہے کہ رفع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ یعنی میری امت سے خطاء ونسیان اور جن چیزوں پر انہیں مجبور کیا گیا ہو ان کو اٹھالیا گیا ہے۔وقرض موضع النجاسۃ:چاہے وہ حصہ بدن کا ہو یا کپڑے کا یہی شارح نے کہا ہے۔والبلاد: جیسا کہ صورتیں مسخ ہونا،دھنس جانا،اور پانی میں ڈوب جانا۔ (الجمل،ج۱،ص۳۶۰ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سُورۃ اٰل عمران مدنیۃ وھی مائتان او الا ایۃ

سورہ آل عمران مدنی ہے اس میں دوسو یا ایک سو ننانوے آیتیں ہیں
اس میں بیس رکوع، تین ہزار چار سو اسی کلمے، چودہ ہزار پانچ سو بیس حروف ہیں

فضائلِ سورۂ اٰل عمران اورتعارف

اس سورت مبارکہ میں یہ واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ انسان کی ہدایت کے لئے اسکے خالق نے جو ضابطہ عطا فرمایا وہ ایک ہی ہے اور اسکا نام دین اسلام ہے۔ اس دین کے اساسی عقائد اور بنیادی اصول زمان ومکان کے اختلاف وتعدّد کے باوجود ازلی وابدی ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ دین انسانی عقل وخرد کی اختراع کردہ چیز نہیں بلکہ اللہ کا دین ہے۔ جو حق ہے اور حق ایک ہی ہوا کرتا ہے ہر زمانے اور ہر حال میں۔ اسلام کے نام سے بدلنے والے اہل کتاب کو صاف صاف بتادیا کہ جن انبیاء کرام کے نام پر تم اپنے الگ الگ مذہبوں کی بنیادیں استوار کررہے ہو ان سب کا دین بھی اسلام ہی تھا۔ اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دین بھی اسلام ہی تھا۔ ہر نبی نے اپنے بعد آنے والے انبیاء پر ایمان لانے کی ہدایت کی اور اسی سنت پر سرور عالم ﷺ کار فرماں رہے۔ اور تمام انبیاءِ سابقین کی تصدیق کی لیکن حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہونے والا تھا اسلئے حضور ﷺ نے کسی نئے آنے والے نبی پر ایمان کا حکم نہ دیا یہ بھی حضور پر نور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی قوی دلیل ہے۔ سورۂ بقرہ میں یہود کی اصلاح کی بھرپور سعی کی گئی تھی جبکہ اس سورۂ مبارکہ میں عیسائیوں کے باطل نظریات وعقائد کی تردید کی گئی ہے۔ اور انکا عقیدۂ تثلیث کا بھی دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ اس سورت مبارکہ کا اکثر حصہ اس وقت نازل ہوا جب نصاری نجران کے عیسائی علماء سید عالم ﷺ کے پاس آ آ کر مناظرے کرتے۔ سورۂ بقرہ میں مسلمانوں کو کافروں سے جہاد کا اذن دیا گیا تھا اور اسکے بعد اسلام وکفر کی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس سورۂ مبارکہ میں یہود اور منافقین کا پردہ چاک کردیا گیا اور مسلمانوں کو انکی سازشوں سے آگاہ کرکے بچنے کی تلقین کی گئی۔ اسی تربیت الٰہی کا نتیجہ تھا کہ مسلمان قیصر وکسری کے لشکر کو روندتے ہوئے گزر گئے۔ مسلمانوں کے خیر الامم ہونے کا بیان بھی اسی سورہ میں ملتا ہے اور یہ منصب جتنا عظیم اور بلند ہے اتنا ہی کٹھن اور دشوار بھی ہے۔ اس لئے باہمی اتحاد اور محبت کی ضرورت ہے۔ اگر تم نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے نہ تھاما تو ملت اسلامیہ پارہ پارہ ہوجائیگی اور یہ شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا کہ پھر اسے سمیٹنا دشوار ہوگا اور آج اسکے نظارے عام نظر آتے ہیں۔ معاشی نظام کی درستگی کی خاطر سود کی نحوست سے بچنے کا حکم دیا اور اس کی پرزور مذمت کی گئی۔ قرآن پاک عقیدۂ توحید کا سب سے بڑا دعویدار ہے عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث کی مذمت تو کی ساتھ ہی اس بات کا اہتمام کیا کہ حضرت سیدنا عیسی علیہ السلام کی شان میں کمی نہ آنے پائے بلکہ انکے معجزات کو بڑے شایان شان طریقے سے بیان کرنے کا اہتمام فرمایا۔ پتہ چلا کہ توحید کے اثبات کے ضمن میں انبیاء کی شان کو ملحوظ رکھنا ہی اللہ عزوجل کا طریقۂ مبارکہ ہے۔

☆...... حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”من قرأ السورة التی یذکر فیھا آل عمران یوم الجمعة، صلی اللہ علیه، وملائکته حتی تغیب الشمس یعنی جو شخص جمعہ کے دن اُس سورۂ مبارکہ کو پڑھے جس میں آل عمران کا تذکرہ ہے، اللہ اور اسکے فرشتے سورج غروب ہونے تک اس پر رحمتیں بھیجتے رہیں گے“۔

☆...... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”من قرأ البقرة وآل عمران والنساء کتب عند اللہ من الحکماء یعنی جو شخص سورۂ بقرہ، آل عمران اور نساء پڑھتا ہے اللہ جل جلالہ اسے حکماء میں لکھ دیتا ہے“۔

☆...... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من قرأ سورة آل عمران فهو غنی یعنی جو شخص سورۂ آل عمران پڑھے وہ غنی ہو جائیگا۔ (الدر المنثور ج ٢، ص ٣)

رکوع نمبر: ٩

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الم(١)﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِکَ ﴿الله لا اله الا هو الحی القیوم(٢)نزل علیک﴾ یا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿الکتب﴾ اَلْقُرانَ مُتَلَبِّسًا ﴿بالحق﴾ بِالصِّدْقِ فِیْ اَخْبَارِهٖ ﴿مصدقا لما بین یدیه﴾ قَبْلَهٗ مِنَ الْکُتُبِ ﴿وانزل التورة والانجیل(٣)من قبل﴾ اَیْ قَبْلَ تَنْزِیْلِهٖ ﴿هدی﴾ حَالٌ بِمَعْنٰی هَادِیِیْنِ مِنَ الضَّلَالَةِ ﴿للناس﴾ مِمَّنْ تَبِعَهُمَا، وَعَبَّرَ فِیْهِمَا بِاَنْزَلَ وَفِی الْقُراٰنِ بِنَزَّلَ الْمُقْتَضِیْ لِلتَّکْرِیْرِ لِاَنَّهُمَا اُنْزِلَا دَفْعَةً وَّاحِدَةً بِخِلَافِهٖ ﴿وانزل الفرقان﴾ بِمَعْنَی الْکُتُبِ الْفَارِقَةِ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَذَکَرَهٗ بَعْدَ ذِکْرِ الثَّلَاثَةِ لِیَعُمَّ مَا عَدَاهَا ﴿ان الذین کفروا بایت الله﴾ الْقُراٰنِ وَغَیْرِهٖ ﴿لهم عذاب شدید والله عزیز﴾ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ فَلَا یَمْنَعُهٗ شَیْءٌ مِّنْ اِنْجَازِ وَعِیْدِهٖ وَوَعْدِهٖ ﴿ذوانتقام(٤)﴾ عُقُوْبَةٍ شَدِیْدَةٍ مِّمَّنْ عَصَاهُ لَا یَقْدِرُ عَلٰی مِثْلِهَا اَحَدٌ ﴿ان الله لا یخفی علیه شیء﴾ کَائِنٌ ﴿فی الارض ولا فی السماء(٥)﴾ لِعِلْمِهٖ بِمَا یَقَعُ فِی الْعَالَمِ مِنْ کُلِّیٍّ وَجُزْئِیٍّ وَخَصَّهُمَا بِالذِّکْرِ لِاَنَّ الْحِسَّ لَا یَتَجَاوَزُهُمَا ﴿هو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء﴾ مِنْ ذُکُوْرَةٍ وَّاُنُوْثَةٍ وَّبَیَاضٍ وَّسَوَادٍ وَّغَیْرِ ذٰلِکَ ﴿لا اله الا هو العزیز﴾ فِیْ مُلْکِهٖ ﴿الحکیم(٦)﴾ فِیْ صُنْعِهٖ ﴿هو الذی انزل علیک الکتب منه ایت محکمت﴾ وَاضِحَاتُ الدَّلَالَةِ ﴿هن ام الکتب﴾ اَصْلُهُ الْمُعْتَمَدُ عَلَیْهِ فِی الْاَحْکَامِ ﴿واخر متشبهت﴾ لَا یُفْهَمُ مَعَانِیْهَا کَاَوَائِلِ السُّوَرِ وَجَعَلَهٗ کُلَّهٗ مُحْکَمًا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی (احکمت ایاته) بِمَعْنٰی اَنَّهٗ لَیْسَ فِیْهِ عَیْبٌ، وَمُتَشَابِهًا فِیْ قَوْلِهٖ (کِتَابًا مُتَشَابِهًا) بِمَعْنٰی اَنَّهٗ یُشْبِهُ بَعْضُهٗ بَعْضًا فِی الْحُسْنِ وَالصِّدْقِ ﴿فاما الذین فی قلوبهم زیغ﴾ مَیْلٌ عَنِ الْحَقِّ ﴿فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء﴾ طَلَبَ ﴿الفتنة﴾ لِجُهَّالِهِمْ لِوُقُوْعِهِمْ فِی الشُّبُهَاتِ وَاللَّبْسِ ﴿وابتغاء تاویله﴾ تَفْسِیْرِهٖ ﴿وما یعلم تاویله الا الله﴾ وَحْدَهٗ ﴿والراسخون﴾ اَلثَّابِتُوْنَ الْمُتَمَکِّنُوْنَ ﴿فی العلم﴾ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهٗ ﴿یقولون امنا به﴾ اَیْ بِالْمُتَشَابِهِ اَنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَلَا نَعْلَمُ مَعْنَاهُ ﴿کل﴾ مِّنَ الْمُحْکَمِ وَالْمُتَشَابِهِ ﴿من عند ربنا وما یذکر﴾ بِاِدْغَامِ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الذَّالِ اَیْ یَتَّعِظُ ﴿الا اولوا

الالباب(۷)﴾ اَصْحَابُ الْعُقُوْلِ وَيَقُوْلُوْنَ اَيْضًا اِذَا رَاَوْا مَنْ يَّتَّبِعُهُ ﴿ربنا لا تزغ قلوبنا﴾ تُمِلْهَا عَنِ الْحَقِّ بِابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهِ الَّذِىْ لَا يَلِيْقُ بِنَا كَمَا اَزَغْتَ قُلُوْبَ اُولٰئِكَ ﴿بعد اذ هديتنا﴾ اَرْشَدْتَّنَا اِلَيْهِ ﴿وهب لنا من لدنك﴾ مِنْ عِنْدِكَ ﴿رحمة﴾ تَثْبِيْتًا ﴿انك انت الوهاب (۸)﴾ يَا ﴿ربنا انك جامع الناس﴾ تَجْمَعُهُمْ ﴿ليوم﴾ اَىْ فِىْ يَوْمٍ ﴿لاريب﴾ لَا شَكَّ ﴿فيه﴾ هُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ فَتُجَازِيْهِمْ بِاَعْمَالِهِمْ كَمَا وَعَدْتَّ بِذٰلِكَ ﴿ان الله لا يخلف الميعاد(۹)﴾ مَوْعِدَهُ بِالْبَعْثِ، فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْخِطَابِ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ كَلَامِهِ تَعَالٰى وَالْغَرْضُ مِنَ الدُّعَاءِ بِذٰلِكَ بَيَانٌ اَنَّ هَمَّهُمْ اَمْرَ الْاٰخِرَةِ وَلِذٰلِكَ سَاَلُوا الثَّبَاتَ عَلَى الْهِدَايَةِ لِيَنَالُوْا ثَوَابَهَا، رَوَى الشَّيْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللهُ عَنهَا قَالَتْ: "تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿هو الذى انزل عليك الكتب منه ايت محكمت﴾ اِلٰى اٰخِرِهَا، وَقَالَ فَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ تَعَالٰى فَاحْذَرُوْهُمْ۔" وَرَوَى الطَّبْرَانِىُّ فِى الْكَبِيْرِ عَنْ اَبِىْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِىِّ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ مَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِىْ اِلَّا ثَلٰثَ خِلَالٍ وَذَكَرَ مِنْهَا اَنْ يُّفْتَحَ لَهُمُ الْكِتَابُ فَيَاْخُذُهُ الْمُؤْمِنُ يَبْتَغِىْ تَاْوِيْلَهُ وَلَيْسَ يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهُ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ" اَلْحَدِيْثَ۔

﴿ترجمہ﴾

الٓمّٓ (یہ حروف مقطعات میں سے ہے، اللہ ﷻ ہی اس کی حقیقی مراد جانتا ہے) اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پُوجا نہیں آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا اس نے تم پر اتاری (اے محمد ﷺ!) کتاب (قرآن جو) سچی (ہے اپنی خبروں میں) اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی (یعنی اپنے سے پہلے والی کتابوں کی) اور اس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل اتاری (یعنی نزولِ قرآن سے پہلے) راہ دکھاتی (گمراہی سے، ھدی حال ہے بمعنی ھادیین من الضلالۃ) لوگوں کو (جو اِن کی پیروی کرے، توریت اور انجیل کے نزول کو انزلا اور قرآن کے نزول کو نـــزل سے تعبیر فرمایا جو کہ مقتضی تکرار ہے، یہ اس وجہ سے ہے یہ دونوں کتابیں بخلاف قرآن مجید کے یکبارگی نازل کی گئی تھیں) اور فرقان کو اتارا (یعنی وہ کتابیں اتاریں جو حق و باطل کے مابین فیصلہ کرنے والی ہیں اور الفرقان کو تینوں کتابوں کے بعد اسلئے ذکر کیا تا کہ یہ قرآن کے ماسوا کو بھی شامل ہو جائے) بیشک وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے (یعنی قرآن وغیرہ سے) انکے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ عزیز ہے (یعنی غالب ہے اپنے حکم میں اور کوئی چیز اسے اس کے وعدے اور وعید کو پورا کرنے سے نہیں روک سکتی) بدلہ لینے والا ہے (اسکا عذاب سخت تکلیف دہ ہے اسکے لیے، جو اسکی نافرمانی کرے کوئی اس جیسی سزا دینے پر قادر نہیں) اللہ پر کچھ چھپا نہیں زمین میں نہ آسمان میں (کیونکہ عالم میں موجود کلی اور جزئی واقع ہے وہ سب کا علم رکھتا ہے، زمین و آسمان کو اس لئے خاص کیا کہ

حسن اس سے تجاوز نہیں کر سکتی) وہی ہے جو تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے ۔۔۔۔۱ (مرد و عورت ہونا، گورا و کالا ہونا وغیرہ) اسکے سوا کسی کی عبادت نہیں غلبہ رکھنے والا ہے (اپنی بادشاہی میں) حکمت والا (ہے اپنی صنعت میں) وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اسکی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں (واضح الدلالۃ ہیں) وہ کتاب کی اصل ہیں (ام بمعنی اصل ہے، ایسی آیتیں ہیں کہ احکامات کے بارے میں جن پر اعتماد کیا جاتا ہے) اور دوسری وہ ہیں جنکے معنی میں اشتباہ ہے ۔۔۔۔۲ (اس کے معانی سمجھے نہیں جا سکتے جیسا کہ سورتوں کے اوائل میں مذکور حروف مقطعات۔ ﴿اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ﴾ میں پورے قرآن کو محکم قرار دیا ہے معنی ہے کہ اس میں کہیں کوئی عیب نہیں اور اللہ ﷻ نے اپنے فرمان ﴿كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا﴾ میں کل قرآن کو متشابہ قرار دیا اس اعتبار سے ہے کہ حسن و صدق میں سب آیتیں ایک جیسی ہیں) وہ جنکے دلوں میں کجی ہے ۔۔۔۔۳ (جو حق سے پھرے ہوئے ہیں) وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں چاہنے (ابتغاء بمعنی طلب ہے) گمراہی (یعنی اپنی جہالت کی وجہ سے شکوک و شبہات میں مبتلا ہوتے ہیں) اور اسکی تعبیر ڈھونڈھنے کو (تاویل بمعنی تفسیر ہے) اور اسکی ٹھیک تاویل (یعنی اسکی ٹھیک تفسیر) اللہ ہی کو معلوم ہے (یعنی فقط اسی کو معلوم ہے) اور علم میں راسخ (یعنی پختہ ۔۔۔۔۴۔۔۔۔) علم والے (ہیں ہو الراسخون فی العلم مبتدا ہے اور اس کی خبر یقولون ۔۔۔۔ الخ ہے) کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے (یعنی متشابہ پر کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور ہم انکے معانی نہیں جانتے) سب (محکم اور متشابہ ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے (یذکر اصل میں یتذکر ہے تاء کا ذال میں ادغام کر دیا، یذکر بمعنی یتعظ ہے) مگر عقل والے (اولوا الالباب بمعنی اصحاب العقول ہے، اور وہ یہ بھی کہتے ہیں جب کسی کو اس کی پیروی کرتے دیکھتے ہیں) اے رب ہمارے! دل ٹیڑھے نہ کر (انہیں حق سے نہ پھیر اس طرح کہ وہ اس تاویل کو تلاش کرنے لگیں جو ہمارے لائق نہ ہو جیسا کہ تو نے ان لوگوں کے دل پھیر دیئے) بعد اسکے کہ تو نے ہمیں ھدایت دی (یعنی سیدھی راہ کی راہنمائی کی) اور ہمیں اپنے پاس سے عطا کر (من لدنک بمعنی من عندک ہے) رحمت (یعنی ثابت قدمی) بیشک تو ہی بڑا دینے والا ہے (اے) رب ہمارے! تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے (تو انہیں جمع کرے گا) اس دن کیلئے (یعنی اس دن میں) نہیں کوئی شبہ (ریب بمعنی شک ہے) جس میں (یعنی قیامت کے دن انہیں انکے اعمال کا بدلہ دیگا جیسا کہ تو نے ان سے وعدہ کیا ہے) بیشک اللہ کا وعدہ نہیں بدلے گا ۔۔۔۔۵ (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا، یہاں حاضر کے صیغوں سے غائب کے صیغے کی طرف التفات ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ منجملہ کلام باری ﷻ ہو اور اس دعا سے غرض یہ بیان کرنا ہے کہ مسلمان کی سب سے اہم فکر اخروی معاملہ کی ہوتی ہے، اسی وجہ سے وہ ہدایت پر ثابت قدم رہنے کا بارگاہِ الٰہی میں سوال کرتے ہیں تاکہ آخرت کا ثواب حاصل کر سکیں، شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ﴿هو الذی انزل علیک الکتب منه ایات محکمت ۔۔۔۔ الخ﴾ اور ارشاد فرمایا: "جب تم لوگوں کو متشابہ آیات کے پیچھے لگے دیکھو تو جان لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جنکا ذکر اللہ ﷻ نے فرمایا، پس ان سے بچو۔" اور طبرانی نے کبیر میں حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: "مجھے میری امت سے خوف نہیں مگر تین باتوں کا، ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ ان لوگوں کے سامنے قرآن کھولا جائے گا تو مومن اسکی تاویل کے درپے ہوگا حالانکہ اسکی تاویل سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ علم والے کہیں گے کہ ہم ایمان لائے اس

پر کہ یہ تمام ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت نہیں پکڑتے مگر عقل والے۔'' (الحدیث)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم﴾

الٓمٓ: خبر محذوف ھذہ کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، لا: نفی جنس، الہ: مبدل منہ، الا: اداۃ حصر، ھو: بدل، ملکر اسم، موجود خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ خبر اول، الحی: خبر ثانی، القیوم: خبر ثالث، مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نزل علیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ﴾

نزل: فعل وفاعل، علیک: ظرف، الکتب: ذوالحال، بالحق: حال اول، مصدقا لما بین یدیہ: حال ثانی، ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل اسم جلالت اللّٰہ کیلئے خبر رابع۔

﴿وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدی للناس وانزل الفرقان﴾

و: عاطفہ، انزل: فعل بافاعل، التوراۃ والانجیل: معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول، من قبل: ظرف لغو، ھدی للناس: مفعول سے حال، انزل فعل اپنے فاعل ومفعول اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انزل: فعل وفاعل، الفرقان: مفعول، فعل فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذین کفروا بایت اللہ لھم عذاب شدید واللہ عزیز ذوانتقام﴾

ان: حرف مشبہ، الذین کفروا بایت اللّٰہ: موصول صلہ ملکر اسم، لھم عذاب شدید: جملہ اسمیہ خبر، ان، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ، و: استینافیہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، عزیز: خبر اول، ذوانتقام: خبر ثانی، مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان اللہ لا یخفی علیہ شیء فی الارض ولا فی السماء﴾

ان: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، لا یخفی: فعل، علیہ: ظرف لغو، شیء: موصوف، فی الارض: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، فی السماء: معطوف، ملکر صفت، جو موصوف سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھوالذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء﴾

ھو: مبتدا، الذی: موصول، یصور: فعل بافاعل، کم: ذوالحال، فی الارحام: ظرف لغو، کیف بمعنی علی ای حالۃ: حال مقدم، یشاء: فعل، ھو ضمیر ذوالحال، جو حال مقدم سے ملکر فاعل، تصویر کم مفعول محذوف، جملہ فعلیہ ہوکر حال، کم ضمیر ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا اله الا هو العزيز الحكيم﴾

لااله الا هو: اسکی ترکیب گزر چکی، العزيز الحكيم: خبر ہے مبتدا محذوف هو کیلئے۔

﴿هو الذی انزل علیک الکتب منه ایات محکمت هن ام الکتب واخر متشبهت﴾

هو: مبتدا، الذی: موصول، انزل: فعل وفاعل، علیک: ظرف لغو، الکتب: موصوف، منه: خبر مقدم، ایت محکمات: معطوف علیہ، واخر متشابهت: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت اول، هن ام الکتب: جملہ اسمیہ صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله﴾

ف: مستانفہ، اما: تفصیلیہ، الذین فی قلوبهم زیغ: موصول صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، یتبعون: فعل وفاعل، ما تشابه منه: مفعول، ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله: معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما یعلم تاویله الا الله﴾

و: حالیہ، ما یعلم: فعل مضارع منفی، تاویله: مفعول، الا: حرف حصر، اللّٰه: اسم جلالت فاعل، جملہ فعلیہ ہوکر حال یتبعون کی ضمیر سے۔

﴿والرسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا﴾

و: عاطفہ، الراسخون فی العلم: مبتدا، یقولون: قول، امنا: فعل بافاعل، ب: جار، ہ: ضمیر مبدل منہ، کل من عند ربنا: بدل، جو مبدل منہ سے ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما یذکر الا اولوا الالباب﴾

و: مستانفه، مایذکر: فعل نفی، الا: للحصر، اولوالباب: فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمة﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، لاتزغ: فعل وفاعل، قلوبنا: مفعول، بعد: مضاف، اذ هدیتنا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، هب لنا — الخ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، قولوا قول محذوف کیلئے۔

﴿انک انت الوهاب﴾

ان: حرف مشبہ، ک: اسم، انت الوهاب: جملہ اسمیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ تعلیل للدعا۔

﴿ربنا انک جامع الناس لیوم لا ریب فیه﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، ان: حرف مشبہ، ک: ضمیر اسم، جامع: اسم فاعل، ھو ضمیر فاعل، لیوم لاریب فیہ: جار مجرور، ملکر ظرف لغو، اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر مضاف، الناس: مضاف الیہ، ملکر خبر، ان، اپنے اسم اور خبر سے ملکر مقصود بالنداء، نداء مقصود بالنداء سے ملکر ماقبل ربنا لا تزغ پر معطوف ہے۔

﴿ان اللہ لایخلف المیعاد﴾

ان: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، لایخلف المیعاد: جملہ فعلیہ خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......اللّٰہ ھو لا الہ ......☆ یہ آیت وفدِ نجران کے بارے میں نازل ہوئی جو ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا۔ اس میں چودہ سردار تھے۔ اور تین اس قوم کے بڑے اکابر و مقتدا۔ ایک عاقب جسکا نام عبد المسیح تھا، یہ شخص امیر قوم تھا اور بغیر اسکی رائے کے نصاری کوئی کام نہیں کرتے تھے، دوسرا سید جس کا نام ایہم تھا یہ شخص اپنی قوم کا معتمد اعظم اور مالیات کا افسر اعلی تھا، خورد و نوش اور رسدوں کے تمام انتظامات اسی کے حکم سے ہوتے تھے۔ تیسرا ابو حارثہ ابن علقمہ تھا یہ شخص نصاری کے تمام علماء و پادریوں کا پیشوائے اعظم تھا سلاطین روم اسکے علم اور اس کی دینی عظمت کے لحاظ سے اسکا اکرام و ادب کرتے تھے۔ یہ تمام لوگ عمدہ اور قیمتی پوشاکیں پہن کر بڑی شان و شوکت سے حضور ﷺ سے مناظرہ کرنے آئے تھے۔ مسجد میں داخل ہوئے حضور ﷺ نماز عصر ادا فرما رہے تھے۔ ان لوگوں کی نماز کا وقت بھی آ گیا اور انہوں نے بھی مسجد شریف میں ہی جانب شرق متوجہ ہو کر نماز شروع کر دی۔ فراغت کے بعد حضور ﷺ سے گفتگو شروع کی۔

حضور ﷺ نے فرمایا اسلام لاؤ، کہنے لگے ہم آپ سے پہلے اسلام لا چکے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ غلط ہے یہ دعوی جھوٹا ہے، تمہیں اسلام سے تمہارا یہ دعوی روکتا ہے اور تمہارا اختزیر کھانا روکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر عیسٰی علیہ السلام خدا کے بیٹے نہ ہوں تو بتائیے کہ انکا باپ کون ہے؟ اور سب کے سب بولنے لگے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ ہمارا رب حی لا یموت ہے۔ اس کیلئے موت محال ہے اور عیسٰی علیہ السلام پر موت آنے والی ہے۔ انہوں نے اسکا بھی اقرار کیا پھر فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب بندوں کا کارساز، مالک حقیقی اور روزی دینے والا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں حضور ﷺ نے فرمایا کیا عیسٰی بھی ایسے ہی ہیں؟ کہنے لگے نہیں فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ عزوجل پر آسمان اور زمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ انہوں نے اقرار کیا حضور ﷺ نے فرمایا تو کیا عیسٰی بغیر علم الٰہی اس میں سے کچھ جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عیسٰی حمل میں رہے، پیدا ہونے والوں کی طرح پیدا ہوئے، بچوں کی طرح غذا دیئے گئے، کھاتے پیتے تھے، عوارض بشری رکھتے تھے، انہوں نے اسکا اقرار کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر وہ کیسے الٰہ ہو سکتے ہیں جیسا کہ گمان ہے۔ اس پر وہ سب ساکت ہو گئے اور ان سے کوئی جواب نہ بن پایا اس پر سورہ ال عمران کی اول سے کچھ اوپر آیات نازل ہوئیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مصورِاعظم کا شاہکار:

۱:......اللہ رب العالمین کی مصوری کا ایک شاہکار انسان ہے کہ جسے اس نے مختلف صورتوں اور رنگوں سے مزین کیا ہے، ان میں کچھ مرد ہیں تو کچھ عورتیں، کچھ کالے ہیں تو کچھ گورے، کچھ خوبصورت تو بعض بدصورت، بعض کامل تو کچھ ناقص۔ یعنی یہی وہ ذات پاک ہے جو اندھیرے رحموں میں مختلف شکلیں، طبیعتیں اور رنگتیں تخلیق فرماتی ہے، چنانچہ رسول کائنات ﷺ جو کہ صادق ومصدوق ہیں فرماتے ہیں ''تمہارا مادہ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس روز جمع ہوتا ہے۔ پھر اتنے ہی روز میں عَلَقَہ یعنی خون بستہ کی شکل میں، پھر اتنے ہی روز مُضغَہ پارہ گوشت کی صورت میں، پھر اللہ ﷻ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اسکا رزق، عمر، عمل اور انجام یعنی اسکی سعادت وشقاوت لکھتا ہے۔ پھر اس میں روح ڈالتا ہے تو اسکی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں کہ آدمی جنتیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسمیں اور جنت میں ہاتھ بھر کا یعنی بہت کم فاصلہ رہ جاتا ہے تو کتاب سبقت کرتی ہے اور وہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے اسی پر اسکا خاتمہ ہوتا ہے اور داخل جہنم ہوتا ہے، اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اسکے اور دوزخ کے مابین ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے پھر کتاب سبقت کرتی ہے اور اسکی زندگی کا نقشہ بدل جاتا ہے اور وہ جنتیوں کے سے عمل کرتا ہے اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور وہ داخل جنت ہوتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، ص۵۳٦)

یہ حدیث مبارکہ بخاری شریف میں مختلف اسانید کے ساتھ چار مقامات پر ذکر کی گئی ہے چنانچہ **کتاب احادیث الانبیاء باب خلق ادم، کتاب القدر باب فی القدر، کتاب التوحید باب قولہ تعالی و لقد سبقت**، میں بھی ذکر کی گئی ہے۔

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ ﷻ نے ماں کے رحم میں ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے، وہ کہتا ہے یارب! یہ **نطفہ** ہے، یارب! یہ **علقۃ** ہے، یارب! یہ **مضغۃ** ہے، پھر جب اسکی تخلیق کا وقت ہوتا ہے تو کہتا ہے یارب! مرد ہے یا عورت؟ یارب! بدبخت ہے یا نیک بخت؟ اسکا رزق کتنا ہے؟ اسکی موت کب ہوگی؟ یہ سب باتیں اس وقت لکھ دی جاتی ہیں جبکہ وہ ماں کے رحم میں ہوتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق ادم، ص۵٥٤)

فرشتہ اللہ کے اذن سے یعنی اس کی عطا سے یہ جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ شقی ہے یا سعید ہے؟ کب مرے گا؟ کتنا رزق دیا جائے گا؟ یہ سب باتیں اللہ کے اذن سے ممکن ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں۔

(تقویۃ الایمان، باب عبادت میں شرک کی حرمت، ص ۸۵)

محکمات اور متشابہات:

۲:......محکم عبارات وہ ہیں کہ جنکی اجمال اور احتمال سے حفاظت کی گئی ہو جبکہ متشابہ عبارات وہ ہیں کہ جن میں احتمالات پائے جائیں، جنکا مقصود اجمال اور ظاہری مخالفت کی وجہ سے واضح نہ ہو۔ (البیضاوی ج۱، ص۲٤٤)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ محکم عبارات وہ ہوتی ہیں جنکا مفہوم منطوق اور مقتضی کسی بھی ایسے سننے والے پر پوشیدہ نہ ہو جو لغت کا جاننے والا ہو، مثلاً اللہ ﷻ کا فرمان ﴿**قل تعالوا اتل ما حرم** ......الخ﴾ جبکہ متشابہ عبارتیں وہ ہوتی ہیں جو اہل لغت پر بھی مشتبہ ہوں اور اسے طلب وتامل سے بھی نہ جانا جاسکتا ہو جیسے ﴿**ید اللہ فوق ایدیھم**﴾۔ (المظھری ج۱، ص٤۳۵)

محکمات کا حکم یہ ہے کہ ان پر عمل کرنا بغیر کسی احتمال کے واجب ہے، اس میں تاویل و تخصیص اور نسخ کا احتمال نہیں ہوتا بلکہ محکم مفید یقین ہونے میں تمام قطعیات سے اتم ہے۔ (نور الانوار، ص ۸۷)

متشابہ کا حکم یہ ہے کہ اسکی مراد جاننے سے پہلے ہی اسکی حقیقت پر یقین رکھا جائے یعنی یہ یقین رکھا جائے کہ اسکی مراد حق ہے اگرچہ ہم اسے قیامت سے پہلے نہ جان سکیں گے۔ ہاں قیامت کے بعد ہر ایک پر منکشف ہو جائے گا اور یہ معاملہ امتی کے حق میں ہے، رہا آقائے دو جہاں ﷺ کی ذات کا معاملہ تو انہیں متشابہ کا بھی علم ہے۔ (نور الانوار، ص ۹۲)

دلوں کی کجی سے کیا مراد ہے؟

۳......زیغ کے معنی ہیں حق سے عدول کرنے والے اور خواہشات کی طرف مائل ہونے والے۔ آیت میں اس سے مراد نصاری نجران یا یہود ہیں۔ اس قول کے قائل ابن عباس ہیں جبکہ ایک قول کے مطابق منکرین بعث اور دوسرے قول کے مطابق منافق مراد ہیں۔ امام احمد وغیرہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد خوارج ہیں۔

(روح المعانی، الجزء الثالث، ص ۱۱۰)

اگر اس سے مراد آخری قول یعنی خارجی لئے جائیں تو اس بارے میں حضور ﷺ کے غضب بھرے ارشادات موجود ہیں چنانچہ:

☆......حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چمڑے کے تھیلے میں حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا۔ جس سے ابھی تک مٹی بھی صاف نہ کی گئی تھی۔ حضور ﷺ نے وہ سونا عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید بن خیل اور چوتھے علقمہ یا عامر بن طفیل کے مابین تقسیم کر دیا، تو اس پر لوگوں میں سے کسی نے کہا: ''ان لوگوں سے تو ہم زیادہ حقدار تھے۔'' جب یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم مجھے امانت دار شمار نہیں کرتے؟ حالانکہ آسمان والوں کے نزدیک تو میں امانت دار ہوں اور اسکی خبریں میرے پاس صبح و شام آتی ہیں۔'' راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں، رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئیں، اونچی پیشانی، گھنی داڑھی، سر منڈا ہوا اور اسکا تہبند اونچا تھا، کہنے لگا: ''یا رسول اللہ ﷺ! خدا سے ڈریں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہلاک ہو، کیا میں تمام اہلِ زمین سے زیادہ ڈرنے والا نہیں؟''، جب وہ آدمی جانے کے لئے مڑا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ! میں اسکی گردن نہ اڑا دوں؟'' حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایسا نہ کرو ہو سکتا ہے کہ یہ نمازی ہو۔'' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ! بہت سے نمازی ایسے بھی تو ہوتے ہیں کہ جو انکی زبان پر ہے وہ دل میں نہیں ہوتا''، لیکن حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں اور انکے پیٹ چاک کروں۔'' راوی کہتے ہیں کہ وہ پلٹا تو آپ ﷺ نے پھر اسکی جانب دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''اسکی پشت سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو کتاب اللہ کی تلاوت سے اپنی زبانیں تر رکھیں گے مگر قرآن انکے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔'' راوی فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: ''اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو قوم ثمود کی طرح قتل کر دوں۔''

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب بعث علی بن ابی طالب، ص ۷۳۷)

راسخ فی العلم سے مراد کون ہیں؟

۴......علم والے یوں راسخ ہیں کہ انہیں کوئی شبہ لاحق نہیں ہوتا، اس سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں۔ جنہوں نے کتاب

وسنت کے محکمات کو مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے اور قرآن مجید کی تفسیر کے تحت ضیاء امت یعنی سلف صالحین (صحابہ وتابعین) کے اجماع کی پیروی کی، انہوں نے متشابہات کو محکمات کی طرف لوٹایا اور خواہشات وتلبیات کو چھوڑ دیا۔ ایک قول کے مطابق راسخ فی العلم سے مراد اہل کتاب میں سے مومنین ہیں جبکہ میرے نظریئے کے مطابق اس تخصیص کی کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ صوفیائے عظام فرماتے ہیں کہ راسخ فی العلم سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے دل، نفس اور عناصر کو فنا کر کے خواہش نفس سے بالکل الگ ہو چکے ہیں اور تجلیات ذاتیہ سے فیضاب ہو رہے ہیں، انہیں کسی قسم کا شبہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ان صوفیاء کا قول کہ اگر پردے اٹھا بھی دیئے جائیں تو بھی میرے یقین میں کچھ اضافہ نہ ہو۔ (المظھری، ج۱، ص۴۳۸)

حضور پرنور ﷺ کے مبارک دعائیہ کلمات:

۵..... حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يُصَرِّفُهُ حَيْثُ يَشَآءُ یعنی تمام انسانوں کے دل اللہ رب العالمین کی (قدرت کی) دو انگلیوں کے درمیان ایسے ہیں کہ جیسے وہ کوئی ایک ہی دل ہو اور وہ جس طرح چاہتا ہے اسے پھیرتا ہے''۔ اس کے بعد حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے یہ دعا فرمائی: ''اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر ثابت قدم رکھ۔

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب تصریف الله تعالی، ص۱۳۰۷)

اغراض:

ممن تبعهما: یہ بیان ان لوگوں کے لئے ہے جو مکلّف ہیں اور ان دونوں پر عمل کرتے ہیں، پس مراد اس سے توریت اور انجیل پر عمل کرنے والے بنی اسرائیل ہیں، اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ ممن تبعهما کا حکم عام ہو اور اس میں اس امت کے لوگ بھی شامل ہوں اگرچہ یہ امت ماقبل شریعت کے نہ تو مکلفین میں سے ہیں اور نہ ہی مامورین میں سے، ہاں ان دونوں کتابوں میں موجود توحید، صفات باری تعالیٰ اور نبی پاک ﷺ کی بشارت وغیرہ کے حوالے سے حاصل ہونے والے فوائد میں ضرور شامل ہیں۔ لاتفهم معانيها: مطلب یہ ہے کہ متشابہ کے معانی بہ سہولت نہیں سمجھے جاتے بلکہ یہ تأمل سے سمجھے جاسکتے ہیں جیسا کہ خلف کا مذہب تھا کہ وہ ان میں صحیح تأویلات کرتے تھے۔ فيتبعون ما تشابه منه: یعنی ظاہری متشابہ کے پیچھے پڑے رہتے تھے یا باطل تأویلات کے ذریعے نہ کہ حق کی راہ نکالنے کے لئے بلکہ فتنہ چاہنے کے لئے ایسا کرتے تھے۔ بوقوعهم: میں باء سببیہ ہے۔

اى في يوم: یعنی لام فی ظرفیہ کے معنی میں ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ انها بمعنی الی ہے یعنی اللہ لوگوں کو ان کی قبروں میں قیامت تک جمع فرمائے گا۔ وما يعلم تاويله: یعنی ان آیات کی حقیقت نہیں جانتے۔ حال: یعنی هدی توریت اور انجیل سے حال۔

فيه التفات: اس جملے میں اللہ کے فرمان ﴿انک جامع الناس﴾ کی جانب بطور نسبت التفات ہے۔

ويحتمل ان يكون من كلامه تعالى: یعنی اللہ عزوجل نے ان کے قول کی تقریر اور تصدیق کے طور پر فرمایا ﴿انک جامع الناس﴾ اور اس جملے میں احتمال ہے اور جمہور کے مذہب کے مطابق التفات نہیں پایا جاتا بلکہ یہاں مذہب سکاکی کے اعتبار سے التفات پایا جاتا ہے۔ والغرض من الدعا: ابوسعود کی عبارت ہے کہ اس غرض سے ان لوگوں کا مقصد کمال رحمت کا حصول ہے اور بیشک ان کی دعا کا مقصد ان کے نزدیک زیادہ روشن وتابناک ہے۔ روى الشيخان: اس حدیث سے متشابہ میں پڑنے والوں کی مذمت اور راسخین

کی مدح کرنے پر استدلال کیا گیا ہے اور اسی طرح دوسری حدیث میں بھی کہا گیا ہے۔
الی آخرھا: اس جملے سے مراد اللہ ﷻ کا فرمان ﴿وما یذکر الا اولوا الالباب﴾ ہے جس کی علامہ خازن نے صراحت کی ہے۔
فاحذروھم: اس میں بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ کی دونوں صورتوں یعنی جمع اور تذکیر میں تعظیم ہے۔
الا ثلاث خلال: ایک اور نسخے میں خصال صاد کے ساتھ ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۳٦٦ وغیرہ)
بالحق: اس میں باء ملابست کے لئے ہے اور بالحق محل نصب میں کتب سے حال اول ہے اور مصدقاً حال ثانی ہوگا۔ بخلافه: اس لئے کہ قرآن مجید حسب ضرورت تیئس سال کے عرصے میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ لیعم ما عداھا: یعنی عام کا خاص پر عطف ہے اور فرقان سے مراد حق اور باطل میں فرق کرنے والی کتاب مراد ہے جیسا یہ خصوصیت قرآن کی ہے ویسے ہی دیگر کتب سماوی پر بھی اس بات کا اطلاق ہوتا ہے۔ لا یقدر علی مثلھا احد: یعنی اس لئے کہ موت کے سوا کسی عذاب کا انتہائی شدید ہونا کہ جس میں معذب (عذاب پانے والے) کو راحت ملتی ہے، لیکن روح کے اعادہ پر کوئی قادر نہیں یہاں تک کہ دوبارہ تکلیف محسوس کرے، اور اللہ ﷻ کا عذاب دائمی ہے اس کے لئے کوئی دوسری بات نہیں۔ (الصاوی، ج۱، ص۲۱۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿ان الذین کفروا لن تغنی﴾ تَدْفَعَ ﴿عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ﴾ اَیْ عَذَابِہٖ ﴿شیئا واولئک ھم وقود النار(۱۰)﴾ بِفَتْحِ الْوَاوِ مَا یُوْقَدُ بِہٖ دَاْبُھُمْ ﴿کداب﴾ کَعَادَۃِ ﴿ال فرعون والذین من قبلھم﴾ مِنَ الْاُمَمِ کَعَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿کذبوا بایتنا فاخذھم اللہ﴾ اَھْلَکَھُمْ ﴿بذنوبھم﴾ وَالْجُمْلَۃُ مُفَسِّرَۃٌ لِمَا قَبْلَھَا ﴿واللہ شدید العقاب(۱۱)﴾ وَنَزَلَ لَمَّا اَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ الْیَھُوْدَ بِالْاِسْلَامِ فِیْ مَرْجَعِہٖ مِنْ بَدْرٍ فَقَالُوْا لَہٗ لَا یَغُرَّنَّکَ اَنْ قَتَلْتَ نَفَرًا مِّنْ قُرَیْشٍ اِغْمَارًا لَا یَعْرِفُوْنَ الْقِتَالَ ﴿قل﴾ یَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿للذین کفروا﴾ مِنَ الْیَھُوْدِ ﴿ستغلبون﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ فِی الدُّنْیَا بِالْقَتْلِ وَالْاَسْرِ وَضَرْبِ الْجِزْیَۃِ وَقَدْ وَقَعَ ذٰلِکَ ﴿وتحشرون﴾ بِالْوَجْھَیْنِ فِی الْاٰخِرَۃِ ﴿الی جھنم﴾ فَتَدْخُلُوْنَھَا ﴿وبئس المھاد(۱۲)﴾ اَلْفِرَاشُ ھِیَ ﴿قد کان لکم ایۃ﴾ عِبْرَۃٌ، وَّذُکِّرَ الْفِعْلُ لِلْفَصْلِ ﴿فی فئتین﴾ فِرْقَتَیْنِ ﴿التقتا﴾ یَوْمَ بَدْرٍ لِلْقِتَالِ ﴿فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ﴾ اَیْ طَاعَتِہٖ وَھُمُ النَّبِیُّ وَاَصْحَابُہٗ وَکَانُوْا ثَلٰثَ مِائَۃٍ وَّثَلَاثَۃَ عَشَرَ رَجُلًا، مَعَھُمْ فَرَسَانِ وَسِتُّ اَدْرُعٍ وَّثَمَانِیَۃُ سُیُوْفٍ وَّاَکْثَرُھُمْ رِجَالَۃٌ ﴿واخری کافرۃ یرونھم﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ اَیِ الْکُفَّارُ ﴿مثلیھم﴾ اَیِ الْمُسْلِمِیْنَ اَیْ اَکْثَرَ مِنْھُمْ وَکَانُوْا نَحْوَ اَلْفٍ ﴿رای العین﴾ اَیْ رُؤْیَۃً ظَاھِرَۃً مُّعَایَنَۃً وَّقَدْ نَصَرَھُمُ اللہُ تَعَالٰی مَعَ قِلَّتِھِمْ ﴿واللہ یؤید﴾ یُقَوِّیْ ﴿بنصرہ من یشاء ان فی ذلک﴾ اَلْمَذْکُوْرِ ﴿لعبرۃ لاولی الابصار(۱۳)﴾ لِذَوِی الْبَصَائِرِ اَفَلَا تَعْتَبِرُوْنَ بِذٰلِکَ فَتُؤْمِنُوْنَ ﴿زین للناس حب الشھوات﴾ مَا تَشْتَھِیْہِ

النَّفْسُ وَتَدْعُوْ اِلَيْهِ، زَيَّنَهَا اللّٰهُ اِبْتِلَاءً اَوِ الشَّيْطَانُ ﴿من النساء والبنين والقناطير﴾ اَلْاَمْوَالِ الْكَثِيْرَةِ ﴿المقنطرة﴾ اَلْمُجْمَعَةِ ﴿من الذهب والفضة والخيل المسومة﴾ اَلْحِسَانِ ﴿والانعام﴾ اَيِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ ﴿والحرث﴾ اَلزَّرْعِ ﴿ذلك﴾ اَلْمَذْكُوْرُ ﴿متاع الحيوة الدنيا﴾ يُتَمَتَّعُ بِهٖ فِيْهَا ثُمَّ يَفْنٰى ﴿والله عنده حسن الماب (۱۴)﴾ اَلْمَرْجَعُ، وَهُوَ الْجَنَّةُ فَيَنْبَغِى الرَّغْبَةُ فِيْهِ دُوْنَ غَيْرِهٖ ﴿قل﴾ يَا مُحَمَّدُ صلى الله عليه وسلم لِقَوْمِكَ ﴿اؤنبئكم﴾ اُخْبِرُكُمْ ﴿بخير من ذلكم﴾ اَلْمَذْكُوْرِ مِنَ الشَّهَوَاتِ، اِسْتِفْهَامُ تَقْرِيْرٍ ﴿للذين اتقوا﴾ الشِّرْكَ ﴿عند ربهم﴾ خَبَرٌ مُبْتَدَؤُهٗ ﴿جنت تجرى من تحتها الانهر خلدين﴾ اَىْ مُقَدَّرِيْنَ الْخُلُوْدَ ﴿فيها﴾ اِذَا دَخَلُوْهَا ﴿وازواج مطهرة﴾ مِنَ الْحَيْضِ وَغَيْرِهٖ مِمَّا يُسْتَقْذَرُ ﴿ورضوان﴾ بِكَسْرِ اَوَّلِهٖ وَضَمِّهٖ لُغَتَانِ اَىْ رِضاً كَثِيْرًا ﴿من الله والله بصير﴾ عَالِمٌ ﴿بالعباد (۱۵)﴾ فَيُجَازِىْ كُلًّا مِّنْهُمْ بِعَمَلِهٖ ﴿الذين﴾ نَعْتٌ اَوْ بَدَلٌ مِنَ الَّذِيْنَ قَبْلَهٗ ﴿يقولون﴾ يَا ﴿ربنا اننا امنا﴾ صَدَّقْنَا بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ ﴿فاغفرلنا ذنوبنا وقنا عذاب النار (۱۶) الصبرين﴾ عَلَى الطَّاعَةِ وَعَنِ الْمَعْصِيَةِ نَعْتٌ ﴿والصدقين﴾ فِى الْاِيْمَانِ ﴿والقنتين﴾ اَلْمُطِيْعِيْنَ لِلّٰهِ ﴿والمنفقين﴾ اَلْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿والمستغفرين﴾ اللّٰهَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ﴿بالاسحار (۱۷)﴾ اَوَاخِرِ اللَّيْلِ، خُصَّتْ بِالذِّكْرِ لِاَنَّهَا وَقْتُ الْغَفْلَةِ وَلَذَّةِ النَّوْمِ ﴿شهد الله﴾ بَيَّنَ لِخَلْقِهٖ بِالدَّلَائِلِ وَالْاٰيَاتِ ﴿انه لا اله﴾ اَىْ لَا مَعْبُوْدَ بِحَقٍّ فِى الْوُجُوْدِ ﴿الا هو و﴾ شَهِدَ بِذٰلِكَ ﴿الملئكة﴾ بِالْاِقْرَارِ ﴿واولوا العلم﴾ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ بِالْاِعْتِقَادِ وَاللَّفْظِ ﴿قائما﴾ بِتَدْبِيْرِ مَصْنُوْعَاتِهٖ، وَنَصَبُهٗ عَلَى الْحَالِ وَالْعَامِلُ فِيْهَا مَعْنَى الْجُمْلَةِ اَىْ تَفَرَّدَ ﴿بالقسط﴾ بِالْعَدْلِ ﴿لا اله الا هو﴾ كَرَّرَهٗ تَاكِيْدًا ﴿العزيز﴾ فِىْ مُلْكِهٖ ﴿الحكيم (۱۸)﴾ فِىْ صُنْعِهٖ ﴿ان الدين﴾ اَلْمَرْضِىَّ ﴿عند الله﴾ هُوَ ﴿الاسلام﴾ اَيِ الشَّرْعُ الْمَبْعُوْثُ بِهِ الرُّسُلُ اَلْمَبْنِىُّ عَلَى التَّوْحِيْدِ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ (ان) بَدَلٌ مِنْ اَنَّهٗ ......الخ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ ﴿وما اختلف الذين اوتوا الكتب﴾ اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فِى الدِّيْنِ بِاَنْ وَحَّدَ بَعْضٌ وَكَفَرَ بَعْضٌ ﴿الا من بعد ما جاء هم العلم﴾ بِالتَّوْحِيْدِ ﴿بغيا﴾ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ﴿بينهم ومن يكفر بايت الله فان الله سريع الحساب (۱۹)﴾ اَيِ الْمُجَازَاةِ لَهٗ ﴿فان حاجوك﴾ خَاصَمَكَ الْكُفَّارُ يَا مُحَمَّدُ صلى الله عليه وسلم فِى الدِّيْنِ ﴿فقل﴾ لَهُمْ ﴿اسلمت وجهى لله﴾ اَنْقَدْتُ لَهٗ اَنَا ﴿ومن اتبعن﴾ وَخَصَّ الْوَجْهَ بِالذِّكْرِ لِشَرَفِهٖ فَغَيْرُهٗ اَوْلٰى ﴿وقل للذين اوتوا الكتب﴾ اَلْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى ﴿والاميين﴾ مُشْرِكِى الْعَرَبِ ﴿ء اسلمتم﴾

اَیْ اَسْلِمُوْا ﴿فان اسلموا فقد اهتدوا﴾ مِنَ الضَّلَالِ ﴿وان تولوا﴾ عَنِ الْاِسْلَام ﴿فانما علیک البلغ﴾ اَلتَّبْلِیْغُ لِلرِّسَالَةِ ﴿والله بصیر بالعباد(۲۰)﴾ فَیُجَازِیْهِمْ بِاَعْمَالِهِمْ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ۔

﴿ترجمہ﴾

بیشک وہ جوکافر ہوئے نہ بچاسکیں گے انہیں (نہ دور کرینگے ان سے) ان کے مال اور انکی اولاد اللہ سے (یعنی اس کے عذاب سے) کچھ اور وہی دوزخ کے ایندھن ہیں (وقــود واو کے فتح کے ساتھ ہے یعنی وہ جس چیز کے ذریعے آگ سلگائی جائے انکا طریقہ) فرعون والوں کے طریقے (عادت) کی طرح ہے اور ان سے اگلوں کا سا (سابقہ امتوں کا سا، جیسا کہ عاد وثمود کا) انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو اللہ نے انہیں پکڑا (انہیں ہلاک کیا) انکے گناہوں کے سبب (یہ جملہ ماقبل کی تفسیر ہے) اور اللہ کا عذاب سخت ہے (بدر سے واپسی پر جب نبی پاک ﷺ نے یہود کو اسلام کی دعوت دی تو وہ بولے کہ آپکو یہ بات ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے کہ آپ نے قریش کی ایک جماعت کو قتل کردیا جو جنگی طور طریقوں سے نابلد تھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ) فرمادو (اے محمد ﷺ!) کافروں سے (یعنی یہود سے) کہ تم مغلوب ہوگے (ستغلبون تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے دنیا میں قتل، قید اور جزیہ مقرر کئے جانے سے اور ایسا ہی ہوا) اور ہانکے جاؤگے (تحشرون تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، آخرت میں) دوزخ کی طرف (تو تم اس میں داخل ہوگے) اور وہ بہت ہی برا بچھونا (مھاد بمعنی فراش ہے......۱......) بیشک تمہارے لئے نشانی تھی (یعنی عبرت تھی، کان مذکر لایا گیا تا کہ کان اور اسکے اسم ایۃ کے مابین فصل ہوجائے) دونوں گروہوں (یعنی فریقوں) میں جو آپس میں بھڑ پڑے (بدر کے دن قتال کے لئے......۲......) ایک جتھا اللہ کی راہ میں لڑتا (اسکی طاعت میں، جو کہ نبی پاک ﷺ اور انکے اصحاب کی جماعت تھی، وہ تعداد میں تین سو تیرہ تھے، انکے ساتھ دو گھوڑے، چھ زرہیں، آٹھ تلواریں تھیں اور اکثر ان میں پیدل تھے) اور دوسرا کافر (یعنی گروہِ کفار) کہ انہیں اپنے سے دوگنا سمجھیں (یعنی مسلمانوں کو اپنے سے زیادہ سمجھیں جبکہ کفار تقریباً ایک ہزار تھے) آنکھوں دیکھا (یعنی ظاہری طور پر دیکھنے اور معائنہ کرنے میں اور تحقیق اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی باوجود ان کی قلت کے) اور اللہ زور دیتا ہے (قوی کرتا ہے) اپنی مدد سے جسے چاہتا ہے (یعنی اسے جس کی مدد کرنا چاہتا ہے) بیشک اسمیں (مذکورہ معاملے میں) عقل مندوں کیلئے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے (یعنی آنکھ والوں کیلئے ضرور عبرت ہے، کیا تم اس سے عبرت حاصل کر کے ایمان نہیں لاؤ گے؟) لوگوں کیلئے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت (ان چیزوں کی محبت کہ نفس جنکی خواہش کرتا ہے اور جن خواہشات کی طرف بلاتا ہے جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بطور آزمائش مزین کیا ہے یا شیطان نے وسوسہ دینے کے لئے لوگوں پر مزین کر کے پیش کیا، وہ اشیاء یہ ہیں) عورتیں اور بیٹے اور خزانے (اموال کثیرہ) جمع کئے ہوئے (المقنطرة بمعنی المجمعة ہے) سونے، چاندی اور نشان لگے ہوئے گھوڑے (جو خوبصورت ہوں) اور چوپائے (اونٹ، گائے اور بکری) اور کھیتی (الحرث بمعنی الزرع ہے) یہ (مذکورہ چیزیں) جیتی دنیا کی پونجی ہے (یعنی ایسا سازو سامان ہے کہ جس سے دنیا میں فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور پھر یہ فنا ہوجائیگا......۳......) اور اللہ ہے جسکے پاس اچھا ٹھکانہ (اچھی جگہ ہے لوٹنے کی، یعنی جنت تو چاہیے کہ اسکے سوا دوسرے ٹھکانے کی طرف رغبت نہ کی جائے) تم فرماؤ (اے محمد ﷺ! اپنی قوم سے) کیا میں تمہیں بتادوں (خبر دے دوں) اس سے بہتر چیز (مذکورہ خواہشات سے بہتر چیز کی، اؤنبئکم میں استفہام تقریری ہے) بچنے والوں کیلئے (شرک سے) انکے رب کے پاس (عند ربهم خبر ہے اس کا مبتدا جنت تجری......الخ ہے) جنتیں ہیں جسکے نیچے نہریں رواں، ہمیشہ رہیں گے......۴...... (یعنی ہمیشگی انکے لئے مقدر ہوگی) ان میں (جب وہ ان جنتوں میں داخل ہوجائیں گے) اور ستھری

بیویاں (حیض وغیرہ گندگیوں سے پاک ہوں گی) اور رضوان (رضوان راء کے ضمہ اور کسرہ دونوں لغتوں کیساتھ پڑھا گیا ہے یعنی بڑی خوشنودی) اللہ کی، اور اللہ دیکھتا ہے (جانتا ہے) بندوں کو (وہ ان میں سے ہر ایک کو اسکے عمل کی جزاء دیگا) وہ جو (یہ الذین ماقبل الـــذیـــن کی صفت یا بدل ہے) کہتے ہیں (اے) رب ہمارے! ہم ایمان لائے (ہم نے تیری اور تیرے رسول کی تصدیق کی) تو ہمارے گناہوں کو معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے صبر کرنے والے (فرمانبرداری کے کاموں پر اور معصیت ترک کرنے پر، یہ صفت ہے) اور سچے (ایمان میں) اور فرمانبرداری کرنے والے (یعنی اللہ ﷻ کے مطیع) اور خرچ کرنے والے (یعنی صدقہ کرنے والے) اور بخشش مانگنے والے (اللہ ﷻ سے یوں عرض کرکے اللھم اغفر لنا ......۵......) صبح کے وقت (رات کے آخری حصہ میں، اس کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کہ یہ وقت غفلت اور لذتِ نیند کا ہوتا ہے) اللہ نے گواہی دی (یعنی اپنی مخلوق سے دلائل اور نشانیاں دیکر بیان فرمادیا) کہ نہیں معبود (یعنی کسی معبود کا وجود نہیں) مگر وہ (یعنی، اور اس پر گواہی دی) فرشتوں نے (اقرار کرکے) اور عالموں نے (یعنی انبیاء اور مومنین نے زبان و دل سے) قائم ہوکر......۶......(وہ اسکی مصنوعات کی تدبیر کرنے والا ہے، قائماً پر نصب حال ہونے کی وجہ ہے اور اس میں عامل جملہ "لا الٰہ الا اللہ" ہے یعنی تفرد ہے) انصاف کے ساتھ (قسط بمعنی عـــــدل ہے) اسکے سوا کسی کی عبادت نہیں (اس جملہ کا تکرار تاکید کیلئے ہے) غلبہ والا (اپنے ملک میں) حکمت والا (اپنی بناوٹ میں) بے شک دین (پسندیدہ) اللہ کے نزدیک اسلام (ہی) ہے......۷......(یعنی وہ شریعت جسکو لیکر رسول آئے جو توحید پر مبنی ہے، ایک قرأت میں اِنَّ فتح کے ساتھ یعنی اَنَّ ہے اس صورت میں انہ لاالٰہ ......الخ سے بدل اشتمال ہوگا) اور پھوٹ میں نہ پڑے کتابی (یعنی یہود و نصاریٰ دین کے معاملے میں کہ بعض توحید پر رہے اور بعض نے کفر کیا) مگر بعد اس کے جو انکے پاس علم آچکا (توحید کا) اپنے دلوں کی جلن سے (کافروں میں سے) اور جو اللہ کی آیتوں کا منکر ہو تو بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے (یعنی جلد اسکا بدلہ دینے والا ہے) پھر اگر وہ آپ سے حجت کریں (یعنی اے محمد ﷺ! کفار دین کے بارے میں آپ ﷺ سے جھگڑیں) تو فرمادو (ان سے) کہ میں اپنا منہ اللہ کے حضور جھکائے ہوں (میں بھی اسکی اطاعت کررہا ہوں) اور وہ جو میرے پیرو ہوئے (یہاں چہرے کو بالخصوص اسکے شرف کی وجہ سے ذکر کیا، یعنی جب چہرہ اللہ کے حضور جھکا ہو تو دیگر اعضاء بدرجہ اولیٰ اسکے حضور جھکے ہوں گے) اور فرماؤ کتابیوں سے (یعنی یہود و نصاریٰ سے) اور اَن پڑھوں سے (یعنی مشرکین عرب سے) کیا تم نے گردن رکھی (یعنی اسلام لے آئے) پس اگر وہ اسلام لے آئیں جب تو راہ پاگئے (گمراہی سے) اور اگر منہ پھیریں (اسلام سے) تو تم پر تو یہی حکم پہنچادینا ہے (یعنی تبلیغ رسالت کرنا ہے) اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے (وہ انہیں انکے اعمال کی جزا دیگا، یہ حکم جہاد کی فرضیت سے پہلے تھا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الذین کفروا لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ شیئا﴾

انّ: حرف مشبہ، الذین کفروا: اسم، لن تغنی: فعل نفی، عنھم: ظرف لغو، اموالھم: معطوف علیہ، ولا اولادھم: معطوف، ملکر فاعل، من اللہ: ظرف مستقر حال، شیئا: ذوالحال، ملکر مفعول بہ، جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واولئک ھم وقود النار﴾

و: مستانفہ، اولئک: مبتدا، ھم: مبتدا ثانی، وقود النار: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کداب ال فرعون والذین من قبلھم کذبوا بایتنا﴾

ک: جار، دأب: مضاف، ال فرعون: معطوف علیہ، والذین من قبلھم کذبوا بایتنا: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر، دابھم مبتدا محذوف کیلئے، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فاخذھم اللہ بذنوبھم واللہ شدید العقاب﴾

ف: عاطفہ، اخذ: فعل، ھم: مفعول، اللہ: اسم جلالت فاعل، بذنوبھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، اللہ: اسم جلالت مبتدا، شدید العقاب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جھنم وبئس المھاد﴾

قل: فعل امر بافاعل، للذین کفروا: جار مجرور ظرف لغو، فعل بافاعل و متعلق ملکر قول، ستغلبون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وتحشرون الی جھنم: معطوف، جو معطوف علیہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، بئس المھاد: خبر مقدم، الجھنم: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد کان لکم ایة فی فئتین التقتا﴾

قد: تحقیقیہ، کان: فعل ناقص، لکم: خبر، ایة: موصوف، فی: جار، فئتین: موصوف، التقتا: جملہ صفت، ملکر مجرور، ظرف مستقر ہوکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر اسم، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فئة تقاتل فی سبیل اللہ واخری کافرة یرونھم مثلیھم رای العین﴾

فئة: موصوف، تقاتل فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ صفت اول، یرونھم...... الخ: جملہ فعلیہ صفت ثانی، فئة، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخری: موصوف، کافرة: صفت، جو موصوف سے ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر خبر، احدھما مبتدا محذوف، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ یؤید بنصرہ من یشاء ان فی ذلک لعبرة لاولی الابصار﴾

و: مستانفہ، اللہ اسم جلالت مبتدا، یوید بنصرہ من یشاء: جملہ فعلیہ خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، انّ: حرف مشبہ، فی ذلک: خبر، لعبرة لاولی الابصار: مرکب توصیفی اسم، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿زین للناس حب الشھوت من النساء والبنین والقناطیر المقنطرة من الذھب والفضة والخیل المسومة والانعام والحرث﴾

زین: فعل مجہول، للناس: ظرف لغو، حب: مضاف، شھوات: ذوالحال، من: جار، النساء: معطوف علیہ، والبنین: معطوف اول، و: عاطفہ، القناطیر: موصوف، المقنطرة: ذوالحال، من الذھب والفضة ...... الخ: جار مجرور حال، ملکر صفت، موصوف صفت ملکر

معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفین سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر حال، ذوالحال حال سے ملکر مضاف الیہ، جو مضاف سے ملکر نائب الفاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک متاع الحیوة الدنیا واللہ عندہ حسن الماب﴾

ذلک: مبتدا، متاع الحیوۃ الدنیا: خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، عندہ حسن الماب: جملہ اسمیہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل اؤنبئکم بخیر من ذلکم﴾

قل: فعل امر بافاعل، همزہ: استفہامیہ، انبئکم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، خیر من ذلکم: شبہ جملہ ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿للذین اتقوا عند ربہم جنت تجری من تحتہا الانہر خلدین فیہا﴾

لام: جار، الذین اتقوا: موصول صلہ ملکر ذوالحال، خالدین فیہا: حال، جو ذوالحال سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، عند ربہم: حال مقدم، جنت تجری من تحتہا الانہر: موصوف صفت ملکر ذوالحال، اپنے حال سے ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وازواج مطہرۃ ورضوان من اللہ﴾

و: عاطفہ، ازواج مطہرۃ: موصوف صفت ملکر جنت پر معطوف، و: عاطفہ، رضوان من اللّٰہ: موصوف صفت ملکر جنت پر معطوف ہے۔

﴿واللہ بصیر بالعباد﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، بصیر بالعباد: شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یقولون ربنا اننا امنا فاغفر لنا ذنوبنا وقنا عذاب النار﴾

الذین: موصول، یقولون: قول، ربنا: جملہ ندائیہ، ان: حرف مشبہ، نا: اسم، امنا: فعل بافاعل ملکر خبر، ان، اپنے اسم وخبر سے ملکر مقصود بالندا، جو ندا سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر خبر مبتدا محذوف ھم، ملکر جملہ اسمیہ، ف: تعلیلیہ، اغفر لنا ذنوبنا: جملہ فعلیہ، وقنا عذاب النار: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿الصبرین والصدقین والقنتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار﴾

الصبرین: منصوب علی المدح بفعل محذوف امدح، والصدقین ......الخ: سابق الصّٰبرین پر معطوف ہے۔

﴿شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملئکۃ واولوا العلم قائما بالقسط﴾

شہد: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، انہ لا الہ الا ھو: جملہ اسمیہ منصوب بنزع الخافض ای بانہ، و الملئکۃ و اولوا العلم: معطوف اسم جلالت پر، قائما بالقسط: حال ہے شہد کے فاعل سے، فعل اپنے متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الدین عند اللّٰہ الاسلام﴾

انّ: حرف مشبہ، الدین: ذوالحال، عند اللّٰہ: ظرف مستقر حال مل کر اسم، الاسلام: خبر، جملہ اسمیہ۔

﴿وما اختلف الذین اوتوا الکتب الا من بعد ما جاء ھم العلم بغیا بینھم﴾

و: استینافیہ، ما اختلف: فعل نفی، الذین اوتو الکتب: موصول صلہ مل کر فاعل، الا: للحصر، من بعد ماجاء ھم العلم: جار مجرور مل کر ظرف لغو، بغیا بینھم: مفعول لہ مل اپنے متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یکفر بایت اللّٰہ فان اللّٰہ سریع الحساب﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یکفر بایت اللّٰہ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان اللّٰہ سریع الحساب: جملہ اسمیہ جواب شرط، شرط جواب شرط مل کر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿فان حاجوک فقل اسلمت وجھی للّٰہ ومن اتبعن﴾

ف: استنافیہ، ان: شرطیہ، حاجوک: فعل با فاعل و مفعول مل کر شرط، ف: جزائیہ، قل قول، اسلمت: فعل با فاعل، وجھی: مفعول، للّٰہ: ظرف لغو، ومن اتبعن: معطوف ہے اسلمت کی تُ ضمیر پر، مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، مل کر جواب شرط، مل کر جملہ شرطیہ۔

﴿وقل للذین اوتوا الکتب والامیین ء اسلمتم﴾

و: عاطفہ، قل: فعل با فاعل، للذین اوتو الکتب والامیین: ظرف لغو مل کر قول، ھمزہ: حرف استفہام، اسلمتم: فعل با فاعل مل کر مقولہ، قول مقولہ مل کر جملہ قولیہ ماقبل جملہ شرطیہ پر معطوف ہے۔

﴿فان اسلموا فقد اھتدوا وان تولوا فانما علیک البلغ واللّٰہ بصیر بالعباد﴾

ف: استنافیہ، ان: شرطیہ، اسلموا: شرط، ف: جزائیہ، قد اھتدوا: جواب شرط، مل کر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تولوا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انما علیک البلغ: جواب شرط، مل کر جملہ شرطیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......قل للذین کفروا ستغلبون......☆ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب بدر میں کفار کو رسول اکرم ﷺ شکست دے کر مدینہ طیبہ واپس ہوئے تو حضور ﷺ نے یہود کو جمع فرما کر فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور اس سے پہلے اسلام لاؤ تم پر ایسی مصیبت آئے جیسی بدر میں قریش پر ہوئی۔ تم جان چکے ہو کہ میں نبی مرسل ہوں تم اپنی کتاب میں اسے لکھا پاتے ہو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ قریش تو فنون حرب سے ناآشنا تھے۔ اگر ہم سے مقابلہ ہوا تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ لڑنے والے کیسے ہوتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی،

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک روز میں چھ سو کی تعداد کو قتل فرمایا اور بہتوں کو گرفتار کیا اور اہل خیبر پر جزیہ مقرر فرمایا۔

☆......**شهد الله انه لااله الا هو** ......☆احبار شام میں سے دو شخص سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب انہوں نے مدینہ طیبہ دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ نبی آخر الزماں ﷺ کے شہر کی یہ صفت ہے جو اس شہر میں پائی جاتی ہے۔ جب آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور ﷺ کے شکل وشمائل توریت کے مطابق دیکھ کر حضور ﷺ کو پہچان لیا۔ اور عرض کیا کہ آپ محمد ﷺ ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! پھر عرض کیا کہ آپ احمد ہیں؟ فرمایا ہاں! عرض کیا ہم آپ سے ایک سوال کرتے ہیں اگر آپ نے ٹھیک جواب دیا تو ہم ایمان لے آئینگے، فرمایا: ''سوال کرو''، انہوں نے عرض کیا کہ کتاب اللہ میں سب سے بڑی شہادت کونسی ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اسے سن کر وہ دونوں حبر مسلمان ہوئے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سب سجدے میں گر گئے۔

☆......**وما اختلف الذين اوتوا الكتب**......☆یہ آیت یہود ونصاری کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اسلام کو چھوڑا اور سید عالم ﷺ کی نبوت میں اختلاف کیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

۱......ھی محذوف مبتداء مؤخر، بئس مخصوص بالذم اور بئس کا فاعل المیھاد ہے۔

جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد:

۲......معرکۂ بدر میں سید عالم ﷺ اور انکے اصحاب کی کل تعداد ۳۱۳ تھی جن میں ۷۷ مہاجر اور ۲۳۶ انصار صحابہ تھے۔ مہاجرین کے علمبردار حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور انصار کے حضرت سعید بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس لشکر میں کل دو گھوڑے، ستر اونٹ، چھ زرہیں، آٹھ تلواریں تھیں اور اس واقعہ میں چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے ان میں سے چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے۔

(الجمل، ج۱، ص ۳۷۶، ۳۷۷)

مشرکین مکہ کی تعداد ۹۵۰ تھی، ان کے علمبردار عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھے جبکہ ان کے پاس ۱۰۰ گھوڑے تھے۔ (خازن، ج۱، ص ۲۲۹)

غزوۂ بدر ہجرت کے بعد حق وباطل کا پہلا فیصلہ کن معرکہ تھا۔ مشرکین کا امیر قافلہ ابوسفیان تھا۔ مسلمانوں میں سواریوں کی قلت تھی اس لئے تین تین مجاہدین کو ایک ایک اونٹ ملا تھا۔ کئی اصحاب پیدل تھے۔ لیکن عزم مصمم تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مٹھی بھر مسلمانوں نے اپنے سے کئی گنا بڑے لشکر کو شکست دیدی اور اہل ایمان کو یہ درس دیا کہ اگر تم دین پر مضبوط سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ تو دشمنانِ خدا مادّی طاقتوں کے لحاظ سے کتنے ہی مضبوط کیوں نہ ہو جائیں تمہارا بال بھی بیکا نہیں کرسکتے۔

دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے:

۳......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ یعنی دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے جبکہ کافر کیلئے جنت''۔ (صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب الدنيا سجن المؤمن، ص ۱۴۵۱)

☆...... نبی پاک ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃ یعنی دنیا نفع بخش ہے اور دنیا کا بہتر نفع صالح عورت ہے''۔ (صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا، ص ۶۹۵)

امام غزالی فرماتے ہیں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک مسافر کہ اسکی ابتدا گھوارہ ہے اور انتہا قبر۔ اور درمیان میں چند منزلیں ہیں، ایک برس گویا کہ ایک منزل ہے، ہر مہینہ فرسنگ اور ہر دن گویا میل ہے، ہر سانس قدم اور ہمیشہ رواں ہے۔ کسی کی راہ ایک فرسنگ ہے، کسی کی زیادہ، کسی کی کم، کوئی تو ایسا ہے کہ سکون سے بیٹھتا ہے کہ گویا ہمیشہ وہیں رہے گا۔ دنیا کے کاموں کی ایسی تدبیر کرتا ہے کہ دس برس تک ان کاموں کا محتاج نہ رہیگا۔ اور دس دن میں خاک میں دبا دیا جاتا ہے، دنیا کے لوگ جو دنیا سے لذت اٹھاتے ہیں اور اسکے عوض جو مصیبت اور ذلت قیامت کے دن تک اٹھائیں گے انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عمدہ اور خوب چکنا اور میٹھا اتنی مقدار تک کھالے کہ اسکا معدہ ہی خراب ہو جائے تو اسی وقت قے کرتا ہے۔ اور دوستوں اور عزیزوں کے سامنے رسوا ہوتا ہے، شرم اٹھاتا ہے، پشیمان ہوتا ہے، لذت تو ختم ہوگئی ذلت باقی رہ گئی۔ کھانا جتنا بھاری اور عمدہ ہوتا ہے اتنا ہی اسکا ثُفل بدبودار وغلیظ ہوتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی لذت ہوگی عاقبت میں اتنی زیادہ ذلت ورسوائی اٹھانا پڑے گی۔ اور یہ حقیقت جان کنی کے وقت میں ظاہر ہوتی ہے کہ جسکی نعمت اور دولت یعنی باغات، لونڈیاں، غلام، سونا، چاندی جس قدر زیادہ ہونگے موت کے وقت انکے چھن جانے کا غم بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ وہ رنج وعذاب موت سے زائل نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ (کیمیائے سعادت مترجم، ص ۷۹)

جنتی نعمتیں:

☆...... یہاں ہم احادیث طیبہ کے ضمن میں جنتی انعامات کا تذکرہ کرتے ہیں چنانچہ مروی ہے حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ ﷻ اہل جنت سے فرمائے گا کہ اے اہل جنت'' وہ عرض کریں گے: ''ہم اپنے رب کے لئے حاضر و مستعد ہیں اور ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔'' وہ فرمائے گا کہ کیا تم راضی ہو؟ عرض کریں گے: ''اے رب! ہمیں کیا ہوا ہے جو ہم راضی نہ ہوں؟ حالانکہ ہمیں اتنا کچھ عطا فرمایا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔'' اللہ رب العزت فرمائے گا: ''کیا میں تمہیں اس سے زیادہ نہ دوں؟'' عرض کریں گے: ''اے رب! وہ کیا چیز ہے جو اس سے افضل ہے؟'' ارشاد ہوگا: ''میں نے اپنی رضامندی تمہارے لئے حلال کردی ہے لہذا اس کے بعد اب کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔'' علامہ خازن علیہ الرحمۃ نے (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب مع اهل الجنة) کی مذکورہ حدیث ذکر کرنے کے بعد ایک قول یہ بھی ذکر کیا ہے کہ: ''إن العبد إذا علم أن الله تعالى قد رضي عنه كان أتم لسروره وأعظم لفرحه یعنی بندہ جب یہ جان لیتا ہے کہ اللہ ﷻ اس سے راضی ہے تو یہ بات اس کیلئے کامل سرور اور بڑی فرحت بخش ہوتی ہے۔ (الخازن، ج ۱، ص ۲۳۱)

☆...... حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز ایک دیہاتی کی موجودگی میں گفتگو فرمارہے تھے کہ اہل جنت میں سے ایک آدمی اپنے رب سے کھیتی باڑی کرنے کی اجازت مانگے گا تو اس سے فرمایا جائے گا: ''أَوَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ یعنی کیا میں نے تجھے تیری مرضی کی ہر چیز نہیں دی''؟ تو وہ عرض کرے گا: ''بَلٰى وَلٰكِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ یعنی کیوں نہیں دی سب کچھ عطا فرمایا ہے لیکن کھیتی باڑی مجھے پسند ہے''، پس وہ جلد ہی کام کرنا شروع کردے گا اور دیکھتے ہی دیکھتے کھیتی کا اگنا، بڑھنا اور کٹنا شروع ہو جائے گا اور غلے کے پہاڑوں کے انبار لگ جائیں گے، پس اللہ ﷻ فرمائے گا: ''دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ یعنی اے ابن

آدم اسے لے لے کیونکہ کوئی چیز تجھے شکم سیر نہیں کرسکتی، یہ بات سن کر بارگاہِ اقدس میں حاضر دیہاتی عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ایسے شخص کو یا تو قریشی پائیں گے یا پھر انصاری، اس لئے کہ کھیتی باڑی یہی لوگ کرتے ہیں جبکہ ہمارا پیشہ زراعت نہیں ہے، اس کی اس بات پر حضور ﷺ تبسم فرمانے لگے۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب مع اھل الجنۃ، ص۱۲۹۶)

الصبرین والصدقین والقنتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار:

۵...... یہ سب مومنین کے اوصاف ہیں جن کی مراد کے بارے میں مفسرینِ کرام کے مختلف اقوال مروی ہیں چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صابرین سے مراد ایسی قوم ہے جو اللہ عزوجل کی اطاعت پر پابند ہونے والی اور اپنے محارم کی عفت پر صبر کرنے والی ہو، صادقین سے مراد وہ لوگ ہیں جنکی نیتیں سچی ہوں، انکے دل اور زبانیں راہِ ہدایت پر ثابت قدم ہوں اور ہر پوشیدہ اور ظاہر معاملے میں سچ گو ہوں، قانتین سے مراد مطیعین ہیں جبکہ مستغفرین بالاسحار سے مراد مصلین یعنی نماز پڑھنے والے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق منفقین سے مراد ایسے لوگ ہیں جو راہِ حق میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ جبکہ ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ مستغفرین بالاسحار سے مراد وہ لوگ ہیں جو نمازِ فجر میں حاضر ہوتے ہیں۔

(الدر المنثور، ج۲، ص۲۰)

علامہ نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مستغفرین بالاسحار سے مراد مصلین اور طالبِ مغفرت ہیں اور الاسحار کی تخصیص اسلئے ہے کہ یہ دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ اور اسلئے بھی کہ خلوت کا وقت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت لقمان اپنے بیٹے سے فرماتے تھے کہ تو مرغے سے بھی کم تر نہ ہو جانا کہ وہ وقتِ سحر میں ندا کرے اور تو سویا ہوا ہو۔ (المدارک، ج۱، ص۲۴۱، ۲۴۲)

اولوالعلم سے کون لوگ مراد ہیں؟

۶...... حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرات انبیاء کرام اور وہ مومنین ہیں جو اللہ عزوجل کے معبود ہونے پر گواہی دیتے ہیں۔ جبکہ علامہ نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد انبیاء کرام اور علماء کرام ہیں۔ (المدارک، ج۱، ص۲۴۲)

☆...... حضرت کثیر بن قیس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے ابو درداء رضی اللہ عنہ! میں مدینۃ الرسول ﷺ سے آپ کے پاس حضور پرنور ﷺ کی حدیث سننے آیا ہوں، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تو تجارت یا کسی اور حاجت سے نہیں آیا؟ اس نے عرض کی نہیں میں صرف حدیث رسول ﷺ سننے آیا ہوں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سید عالم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "جو طلب علم کے راستے پر چلا اللہ عزوجل اسکے لئے جنت کا راستہ آسان کردیگا، فرشتے اس کے لئے اپنے پر پھلا دیتے ہیں، عالم دین کے لئے آسمان و زمین میں موجود ہر چیز اس کے لئے دعا کرتی ہے، مچھلیاں پانی کے اندر اس کے لئے استغفار کرتی ہیں، عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسی کہ چودھویں رات میں چاند کی تمام ستاروں پر فضیلت ہوتی ہے، اور بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ بطور وراثت علم چھوڑ جاتے ہیں جس نے یہ وراثت پالی اس نے ایک وافر حصہ پالیا۔" (تنبیہ الغافلین، باب فضل طلب العلم، ص۲۴۱)

"ان الدین عنداللہ الاسلام" کی اہمیت:

۷...... یہاں اللہ تبارک وتعالی یہ بیان فرمانا چاہتا ہے کہ اسکے ہاں اسلام کے سوا اور کوئی دین مقبول ہی نہیں۔ اسلام سے مراد تمام انبیاء و رسل کی اتباع کرنا ہے جنکو اللہ عزوجل نے مبعوث فرمایا ہے۔ اور سب سے آخر میں حضرت محمد ﷺ ہیں جو کہ خاتم النبیین

ہیں جنہوں نے نبوت کے راستوں کو مسدود کر دیا اب آپ کی بعثت کے بعد کوئی بھی آپ کی شریعت کو چھوڑ کر کسی اور دین پر عمل کرے تو وہ قابل قبول نہ ہوگا۔ (ابن کثیر، ج ۱، ص ۴۳۸)

اغراض:

عـذابه: اس جملے میں اس بات کا اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے۔ بـفـتـح الـواو: یعنی باتفاق ساتوں قرأتوں کے، اور حسن نے وقود کو واؤ کے ضمہ کے ساتھ بطور مصدر الایقاد پڑھا ہے۔ مـا یـوقد به: مراد ایندھن ہے مثلاً دابهم ﴿ کداب ﴾، اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ کـدأب خبر ہے محذوف مبتداء دأبهـم کے لئے، اور یہ بیان ان کے آگ کا ایندھن بننے کا سبب ہے، اور اس میں نبی پاک ﷺ کی تسلی خاطر ہے یعنی اے محبوب غم نہ کر اللہ عزوجل نے جو تیری بعثت سے پہلے کافر امتوں پر نازل (عذاب) کیا تھا تیرے ساتھ کفر کرنے والوں پر بھی نازل فرمائے گا۔

والـجـمـلـة مـفـسـرة لـمـا قـبـلـهـا: یعنی جملہ کذبوا اور اس کا ماقبل کـداب آل فرعون ہے۔ اور جان لو کہ یہاں فرمایا ﴿کذبوا بایاتنا﴾، اور دوسری آیت میں ﴿ کفروا بآیات الله ﴾، اور ایک دوسری آیت میں ﴿کذبوا بآیات ربهم﴾، اور متذکرہ آیات میں مختلف طرز سے کلام کرنے میں فصحاء عرب کی عادت کو ملحوظ خاطر رکھنا ہے، اور بذنوبهم میں باء ملابست کے لئے ہے اور معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے انہیں پکڑ لیا اس حال میں کہ وہ اپنے گناہوں میں پڑے ہیں یعنی بغیر توبہ کے انہیں پکڑ لیا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ باء سببیہ ہو اور صورت میں معنی یہ بنے گا کہ اللہ عزوجل نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا لیکن اول صورت زیادہ بلیغ ہے اس لئے کہ وہم دفع ہو جائے کہ ان کی موت کفر میں ہوئی جن میں مبتلا تھے۔

ونزل لما امر علیہ السلام: حاصل کلام یہ ہے کہ جب سید عالم ﷺ غزوۂ بدر سے مدینہ منورہ کی جانب لوٹے تو بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہود کو جمع کیا اور انہیں دین اسلام کی دعوت دی اور ان سے وعدہ فرمایا کہ اگر وہ اسلام نہ لائے یا جزیہ ادا نہ کیا تو ان سے جنگ ہوگی اور یہود نے کہا کہ جو مفسر نے بیان فرمایا۔ اغـمـارا: جمع ہے غـمـر کی غین کی ضمہ کے ساتھ، مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو جنگی امور کو نہ جانتے ہوں، اور اگر غین کی کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے بغض و کینہ، اور فتح اور میم کے سکون کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے شدت، اور دونوں کے فتح کے ساتھ ہو تو معنی چربی چکناہٹ وغیرہ۔ معهـم فـرسـان: حدیث میں آیا ہے کہ ان کے ساتھ ستر ۷۰ اونٹ تھے۔ قد کان لکم ایة: پس یہ خطاب یہود سے ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ خطاب کفار مکہ سے یا مؤمنین سے ہو اور جملہ مستانفہ ہے۔

فرقتين: میں نے فئة کو فرقة کا نام دیا ہے اس لئے کہ یہ یفاء بمعنی یرجع ہے یعنی وہ کہ جس کی جانب لوٹا جائے۔ کـانـوا ثلاثمأة: مہاجرین کے ستر ۷۷ ان کے سردار حضرت علی رضی اللہ عنہ، اور انصار کے دو سو چھتیس ۲۳۶ ان کے سردار یعنی صاحب رائے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور ان مجاہدین میں سے چودہ شہید ہوئے جن میں چھ مہاجرین اور آٹھ انصار تھے۔ بذلک: یعنی مدد کے ذریعے اور اپنی مثل لشکر کو دیکھنے کے حوالے سے۔ زینها الله: یعنی اللہ نے خواہشات میں زینت پیدا فرمادی۔

او الشـیـطـان: وسوسہ کے ذریعے۔ ثـم یـفـنـی: یعنی وہ دنیا کی زندگی کا سامان اور اس کا مالک، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿انـمـا مثل الحياة الدنيا كماء انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض ﴾۔ فینبغی الرغبة فيه: یعنی مناسب ہے کہ اس ٹھکانے کی طرف رغبت کی جائے، پس اچھا ٹھکانہ اس کے لئے ہے جو دنیا میں غفلت نہ برتے اور اسے آخرت کی کھیتی بنائے اور برا ٹھکانہ اس کے لئے جو دنیا میں غافل ہو کر رہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دے۔ من الشهوات: بمعنی مشتہیات ہے۔ الشـرک: یعنی ایمان پر

ثابت رہے، ایمان کے ساتھ جمے رہنے پر انحصار کیا گیا اس لئے کہ دخول جنت کی اصل صرف اسی پر توقف کرنا ہے۔

مقدرین الخلود :اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿خالدین﴾ حال منتظرہ ہے یعنی جب وہ جنت میں داخل ہوجائیں گے تو اس میں ہمیشہ رہنے کے حوالے سے توقف کریں گے، پس منادی دونوں جگہوں پر رہنے والوں میں یہ نداء دے گا کہ اے جنت والو! بغیر موت کے ہمیشہ رہو اور اے دوزخیو! بغیر موت ہمیشہ رہو، پس اس وقت جنتیوں کے دل میں فرحت داخل ہوگی اور دوزخیوں کے دل میں غم۔فی الوجود: دنیوی اور اخروی۔بالاعتقاد: مراد قلبی اعتقاد ہے۔

ای رضا کثیر :یعنی بڑی رضا، اس کے بعد کبھی ناراضگی نہ ہوگی، اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿فیجازی کلاًمنھم بعملہ﴾۔

وعن المعصیۃ :یعنی اللہ ﷻ نے معصیت (یعنی نافرمانی) سے منع فرمایا تو نافرمانی سے رک جاؤ اور باز آجاؤ۔بالایمان: یعنی انہوں نے دل سے ایمان کی تصدیق کی اور ظاہری چال ڈھال سے فرمانبردار ہوئے۔

المطیعین للہ :یعنی طاعت کی اقسام میں سے کسی قسم کے ساتھ، اللہ ﷻ کا فرمان ﴿بان یقولوا اللھم اغفرلنا﴾ یا اس کے سوا دیگر طاعت کی اقسام کے ساتھ مطیع ہوئے، پس وہ استغفار میں لگے رہتے ہیں مغفرت کا سوال کرتے ہوئے یا کسی اور قسم کی طاعت میں۔

و آخر اللیل :اور یہ سحری رات کے نصف آخر میں ہوتا ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ وہ وقت ہے جو طلوع فجر کے بعد سورج کے طلوع ہونے سے پہلے کا ہے، پس ان دونوں اوقات کو غنیمت جاننا چاہیے کہ ایک نہ ہوا تو دوسرا ہوگا۔

واللفظ :مراد زبانی اعتقاد ہے، اور اقرار کے حوالے سے بات کرنے میں صرف ملائکہ پر انحصار کیا نہ کہ علم والوں کے ساتھ بھی انحصار ہو، اس لئے کہ ملائکہ کی توحید فطری ہے اور وہ توحید ہی پر پیدا کئے گئے ہیں جیسا کہ نفس کی مثال ہے، پس ان کے ساتھ انسانوں کے مقابلے میں عدم اعتقاد کا وہم بھی نہیں ہوسکتا کہ انسانوں میں منافقین بھی ہوتے ہیں نہ کہ ملائکہ میں۔

معنی الجملۃ: مراد لا الہ الا ھو ہے۔ای تفرد: معنی جملہ کا بیان ہے۔فی ملکہ :یعنی اپنی مخلوق پر غالب ہے اور یہ جملہ لا الہ الا ھو کی جانب راجح ہے۔فی صنعہ: یعنی وہ اشیاء کو اس کے محل میں بناتا ہے اور یہ جملہ قائم بالقسط کی جانب راجح ہے۔

المبعوث بہ الرسل: یعنی تمام، آدم علیہ السلام سے لیکر سید عالم ﷺ تک، اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا......الخ﴾ پس اصل کے اعتبار سے دین ایک ہی ہے اور فروعیات کا اختلاف ہے۔لشرفہ: یعنی اس میں حواس خمسہ پائے جاتے ہیں۔مشرکی العرب: اور ان کے سوا بھی جن کے پاس کتاب نہیں۔آیۃ: یعنی میں جو تم سے کہتا ہوں سچ ہے کہ تم مغلوب کئے جاؤ گے۔ای اسلموا: ااسلمت میں استفہام تقریعیہ ہے اور مقصود حد بندی کرنا ہے۔ (الصاوی، ج۱، ص۲۱۷ وغیرہ)

کعاد و ثمود: قوم عاد سے مراد قوم ہود اور قوم ثمود سے مراد قوم صالح ہے۔ان قتلت :یغرنک کا فاعل ہے۔وضرب الجزیۃ والاسر :یعنی اہل خیبر پر جزیہ مسلط کیا اور باقی کو قید کیا۔من النساء :من بیانیہ ہے، اور جار مجرور محل حال میں ہیں اور شہوات کے بیان میں چھ چیزیں بیان کی ہیں اور اس کی ابتداء النساء یعنی عورت سے کی ہے اس لئے کہ اکثر انہیں سے تلذذ حاصل کیا جاتا ہے اور لوگ ان سے غایت درجے مانوس ہوتے ہیں، اور یہ شیطانوں کی رسیاں ہیں اور فتنہ سے قریب تر ہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ "میں نے مرد کے لئے عورت سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا، میں نے انہیں دین اور عقل میں ناقص دیکھا ہے یہ دانا اور حکیم آدمی کی عقل و خرد کو چھین لیتی ہیں"۔ (الجمل، ج۱، ص۳۷۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿ان الذین یکفرون بایت اللہ ویقتلون﴾ وَفِیْ قِرَاءَ ۃٍ یُّقَاتِلُوْنَ ﴿النبیین بغیرحق ویقتلون الذین یامرون بالقسط﴾ بِالْعَدْلِ ﴿من الناس﴾ وَھُمُ الْیَھُوْدُ رُوِیَ اَنَّھُمْ قَتَلُوْا ثَلَاثَۃً وَّاَرْبَعِیْنَ نَبِیًّا فَنَھَاھُمْ مِائَۃٌ وَّسَبْعُوْنَ مِنْ عُبَّادِھِمْ فَقَتَلُوْھُمْ فِیْ یَوْمِھِمْ ﴿فبشرھم﴾ اَعْلِمْھُمْ ﴿بعذاب الیم(۲۱)﴾ مُؤْلِمٍ وَذِکْرُ الْبَشَارَۃِ تَھَکُّمٌ بِھِمْ وَدُخِلَتِ الْفَاءُ فِیْ خَبَرِ اِنَّ لِشِبْہِ اِسْمِھَا الْمَوْصُوْلَ بِالشَّرْطِ ﴿اولئک الذین حبطت﴾ بَطَلَتْ ﴿اعمالھم﴾ مَا عَمِلُوْا مِنْ خَیْرٍ کَصَدَقَۃٍ وَصِلَۃِ رَحِمٍ ﴿فی الدنیا والاخرۃ﴾ فَلَا اِعْتَدَادَ بِھَا لِعَدَمِ شَرْطِھَا ﴿وما لھم من نصرین(۲۲)﴾ مَانِعِیْنَ لَھُمْ مِنَ الْعَذَابِ ﴿الم تر﴾ تَنْظُرْ ﴿الی الذین اوتوا نصیبا﴾ حَظًّا ﴿من الکتب﴾ اَلتَّوْرٰۃِ ﴿یدعون﴾ حَالٌ ﴿الی کتب اللہ لیحکم بینھم ثم یتولی فریق منھم وھم معرضون(۲۳)﴾ عَنْ قُبُوْلِ حُکْمِہٖ نَزَلَ فِی الْیَھُوْدِ، زَنٰی مِنْھُمْ اِثْنَانِ فَتَحَاکَمُوْا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَحَکَمَ عَلَیْھِمَا بِالرَّجْمِ فَاَبَوْا فَجِیْءَ بِالتَّوْرَاۃِ فَوَجَدَ فِیْھَا فَرُجِمَا فَغَضَبُوْا ﴿ذلک﴾ اَلتَّوَلِّیْ وَالْاِعْرَاضُ ﴿بانھم قالوا﴾ اَیْ بِسَبَبِ قَوْلِھِمْ ﴿لن تمسنا النار الا ایاما معدودات﴾ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا مُّدَّۃَ عِبَادَۃِ اٰبَائِھِمُ الْعِجْلَ ثُمَّ تَزُوْلُ عَنْھُمْ ﴿وغرھم فی دینھم﴾ مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِہٖ ﴿ما کانوا یفترون(۲۴)﴾ مِنْ قَوْلِھِمْ ذٰلِکَ ﴿فکیف﴾ حَالُھُمْ ﴿اذا جمعنھم لیوم﴾ اَیْ فِیْ یَوْمٍ ﴿لاریب﴾ لَا شَکَّ ﴿فیہ﴾ ھُوَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ ﴿ووفیت کل نفس﴾ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَغَیْرِھِمْ جَزَاءَ ﴿ما کسبت﴾ عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ وَّشَرٍّ ﴿وھم﴾ اَیِ النَّاسُ ﴿لایظلمون(۲۵)﴾ بِنَقْصِ حَسَنَۃٍ اَوْ زِیَادَۃِ سَیِّئَۃٍ وَنَزَلَتْ لَمَّا وَعَدَ ﷺ اُمَّتَہٗ مُلْکَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ ھَیْھَاتَ ﴿قل اللھم﴾ یَآ اَللّٰہُ ﴿ملک الملک تؤتی﴾ تُعْطِی ﴿الملک من تشاء﴾ مِنْ خَلْقِکَ ﴿وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء﴾ بِاِیْتَائِہٖ ﴿وتذل من تشاء﴾ بِنَزْعِہٖ مِنْہُ ﴿بیدک﴾ بِقُدْرَتِکَ ﴿الخیر﴾ اَیْ وَالشَّرُّ ﴿انک علی کل شیء قدیر(۲۶)تولج﴾ تُدْخِلُ ﴿الیل فی النھار وتولج النھار﴾ تُدْخِلُہٗ ﴿فی الیل﴾ فَیَزِیْدُ کُلٌّ مِّنْھُمَا بِمَا نَقَصَ مِنَ الْاٰخَرِ ﴿وتخرج الحی من المیت﴾ کَالْاِنْسَانِ وَالطَّآئِرِ مِنَ النُّطْفَۃِ وَالْبَیْضَۃِ ﴿وتخرج المیت﴾ کَالنُّطْفَۃِ وَالْبَیْضَۃِ ﴿من الحی وترزق من تشاء بغیرحساب(۲۷)﴾ اَیْ رِزْقًا وَّاسِعًا ﴿لایتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء﴾ یُوَالُوْنَھُمْ ﴿من دون﴾ اَیْ غَیْرِ ﴿المؤمنین ومن یفعل ذلک﴾ اَیْ یُوَالِیْھِمْ ﴿فلیس من﴾ دِیْنِ ﴿اللہ فی شیء الا ان تتقوا منھم

تقۃ﴾ مَصۡدَرٌ، تَقِیَّۃً اَیۡ تَخَافُوۡا مَخَافَۃً فَلَکُمۡ مُوَالَاتُھُمۡ بِاللِّسَانِ دُوۡنَ الۡقَلۡبِ وَھٰذَا قَبۡلَ عِزَّۃِ الۡاِسۡلَامِ وَیَجۡرِیۡ فِیۡمَنۡ ھُوَ فِیۡ بَلَدٍ لَیۡسَ قَوِیًّا فِیۡھَا ﴿ویحذر کم﴾ یُخَوِّفُکُمۡ ﴿الله نفسه﴾ اَنۡ یَّغۡضِبَ عَلَیۡکُمۡ اِنۡ وَالَیۡتُمُوۡھُمۡ ﴿والی الله المصیر (۲۸)﴾ اَلۡمَرۡجِعُ فَیُجَازِیۡکُمۡ ﴿قل﴾ لَھُمۡ ﴿ان تخفوا ما فی صدورکم﴾ قُلُوۡبِکُمۡ مِنۡ مُوَالَاتِھِمۡ ﴿اوتبدوہ﴾ تُظۡھِرُوۡہُ ﴿یعلمه الله و﴾ ھُوَ ﴿یعلم ما فی السموت وما فی الارض والله علی کل شیء قدیر (۲۹)﴾ وَمِنۡہُ تَعۡذِیۡبُ مَنۡ وَالَاھُمۡ، وَاذۡکُرۡ ﴿یوم تجد کل نفس ما عملت﴾ ہٖ ﴿من خیر محضرا وما عملت﴾ ہٖ ﴿من سوء﴾ مُبۡتَدَأٌ، خَبَرُہٗ ﴿تود لو ان بینھا وبینه امدا بعیدا﴾ غَایَۃً فِیۡ نِھَایَۃِ الۡبُعۡدِ فَلَا یَصِلُ اِلَیۡھَا ﴿ویحذرکم الله نفسه﴾ کُرِّرَ لِلتَّاکِیۡدِ ﴿والله رء وف بالعباد (۳۰)﴾

﴿ترجمہ﴾

وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوتے اور شہید کرتے (ایک قرأت میں یقتلون کے بجائے یقاتلون ہے) پیغمبروں کو ناحق.......! اور انصاف (قسط بمعنی عدل ہے) کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں (اس سے مراد یہود ہیں، منقول ہے کہ انہوں نے 43 انبیائے کرام علیہم السلام کو شہید کیا اور انہیں اس کام سے منع کرنے پر انہوں نے مزید 170 عبادت گزاروں کو اسی دن قتل کردیا) انہیں خوشخبری دیدو (انہیں بتادو) دردناک عذاب کی (الیم بمعنی مؤلم ہے، لفظ بشارۃ کا ذکر بطور تہکم ہے،''فبشرھم''انّ کی خبر ہے جس پر فاء کا دخول انّ کے اسم یعنی الذین اسم موصول کے شرط سے مشابہ ہونے کی وجہ سے ہے) یہ ہیں کہ اکارت گئے (باطل ہوئے) انکے اعمال (یعنی وہ اچھے کام جو انہوں نے کیے جیسے صدقہ دینا اور صلہ رحمی کرنا) دنیا اور آخرت میں (ان اعمال کا کچھ شمار نہیں ان اعمال کی قبولیت کی شرط یعنی ایمان واسلام کی شرط معدوم ہونے کی وجہ سے) اور انکا کوئی مددگار نہیں (جو انہیں عذاب الٰہی سے بچائے) کیا تم نے نہ دیکھا (الم تر بمعنی الم تنظر ہے) انکی طرف جنہیں ایک حصہ ملا (نصیبا بمعنی حظا ہے) کتاب کا (یعنی توریت کا) بلائے جاتے ہیں (یدعون حال ہے) اللہ کی کتاب کی طرف کہ وہ انکا فیصلہ کرے پھر ان میں کا ایک گروہ اس سے روگرداں ہوکر پھر جاتا ہے (اسکا حکم قبول کرنے سے، یہ آیتِ مبارکہ یہود کے حق میں نازل ہوئی، ان میں سے دو مرد وعورت نے زنا کیا تو انہوں نے مقدمہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا، جب حضور ﷺ نے دونوں کے رجم کا حکم صادر فرمایا تو انہوں نے یہ فیصلہ ماننے سے انکار کردیا، اس پر توریت لائی گئی اسمیں بھی یہی حکم موجود تھا پس انہیں رجم کیا گیا تو وہ غضب ناک ہوگئے) یہ (حق سے پھرنے اور اس سے اعراض کرنے کی جرأت) انہیں اسلئے ہوئی کہ وہ کہتے ہیں (یعنی انکی اس بیبا کی کا سبب ان کا یہ قول تھا کہ) ہرگز ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے چند دن (یعنی چالیس دن، جتنی مدت انکے آباؤ اجداد نے بچھڑے کی پوجا کی تھی، پھر ان سے عذاب دور کردیا جائے گا) اور فریب میں رکھا انہیں انکے دین کے معاملے میں (فی دینھم ، ماکانوا کے متعلق ہے) ان باتوں نے جو وہ خود گھڑا کرتے تھے (جن میں سے ایک بات ماقبل مذکور ہوئی) تو کیسا (حال ہوگا انکا) جب ہم انہیں اکٹھا کرینگے اس دن کیلئے (یعنی اس دن میں کہ) نہیں شک (ریب بمعنی شک ہے) جس میں (یعنی قیامت کے دن میں) اور ہر جان کو پوری بھر دی جائیگی (اہل کتاب اور دیگر لوگوں کو جزاء)

اسکی کمائی (یعنی ہر نفس کو اچھے اور برے عمل کا بدلہ دیا جائے گا) اور ان پر (یعنی لوگوں پر) ظلم نہ ہوگا......۲......(نیکیوں میں کمی اور برائیوں میں زیادتی کر کے، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب نبی پاک ﷺ نے اپنی امت سے ملک فارس اور روم کا وعدہ فرمایا تو منافقین نے کہا کہ یہ وعدہ کتنا بعید ہے) یوں عرض کرا ے اللہ (اللھم بمعنیٰ یا اللہ ہے) ملک کے مالک، تو دے (تؤتی بمعنیٰ تعطی ہے) سلطنت جسے چاہے (اپنی مخلوق میں سے) اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے (اسکو سلطنت عطا فرما کر) اور جسے چاہے ذلت دے......۳......(اس سے سلطنت چھین کر) تیرے ہی ہاتھ ہے (یعنی تیری قدرت میں ہے) ساری بھلائی (اور برائی) بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے تو ڈالے (تولج بمعنیٰ تدخل ہے) رات کا حصہ دن میں اور دن کا حصہ (داخل کرے) رات میں (پس وہ ان میں سے ایک میں کمی فرماتا ہے تو دوسرے میں اضافہ کر دیتا ہے) اور مردہ سے زندہ نکالے (جیسے انسان اور پرندے کو نطفے اور انڈے سے) اور مردہ نکالے (جیسے نطفہ اور انڈہ) زندہ سے، اور جسے چاہے بے گنتی دے (وسیع رزق دے) مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں......۴......(کہ ان سے محبت کرنے لگیں) مسلمانوں کے سوا (یعنی ان کے علاوہ) اور جو ایسا کریگا (یعنی انہیں دوست بنائیگا) تو اسے اللہ (یعنی اسکے دین) سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو (تقاة یہ مصدر ہے تَقِیَّةٌ سے اسی تخافوا مخافۃ یعنی تم خوف کرو تو تمہارے لئے ان سے زبانی موالات درست ہے نہ کہ قلبی، یہ حکم اسلامی شان و شوکت سے پہلے تھا اور اب یہ حکم اس شہر میں جاری ہوگا جہاں مسلمان قوی نہ ہوں) اور تمہیں ڈراتا ہے (خوف دلاتا ہے) اللہ اپنے غضب سے (کہ اگر تم اس سے دوستانہ تعلقات رکھو گے تو وہ تم پر غضب فرمائے گا) اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے (المصیر بمعنیٰ المرجع ہے، پس وہی تمہیں اس کا بدلہ دیگا) تم فرمادو (ان سے) اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ (یعنی اپنے دلوں میں انکی محبت چھپاؤ) یا ظاہر کرو (تبدوا بمعنیٰ تظھروہ ہے) اللہ کو سب معلوم ہے، اور (وہ) جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے (اور کفار سے دوستی کرنے والے کو عذاب دینا بھی اسکی قدرت کے تحت ہے، اور یاد کرو) جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گی اور جو بُرا کام کیا (ماعملت من سوء مبتدا ہے اور خبر مابعد جملہ ہے) امید کریگی کاش مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا (یعنی انتہا درجے کی دوری ہوتی کہ اس تک نہ پہنچا جا سکتا) اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے (اس جملہ کی تکرار تاکید کیلئے ہے) اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الذین یکفرون بایت اللہ ویقتلون النبین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فبشرھم بعذاب الیم﴾

انّ: حرف مشبہ، الذین: موصول، یکفرون بایت اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویقتلون النبین بغیر حق: جملہ فعلیہ معطوف اول، ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، جو موصول سے ملکر اسم، فبشرھم بعذاب الیم: جملہ فعلیہ خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک الذین حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرة وما لھم من نصرین﴾

اولئک: مبتدا،الذین: موصول،حبطت اعمالهم فی الدنیا و الاخرة: جملہ فعلیہ صلہ،موصول صلہ ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،و: عاطفہ،ما: نافیہ ،لهم: خبر مقدم،من: زائدہ ،ناصرین: مبتدا مؤخر، جملہ اسمیہ ہوکر ما قبل پر معطوف ہے۔

﴿الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یدعون الی کتب الله لیحکم بینهم﴾

همزه: حرف استفہام،لم تر: فعل بافاعل،الی: جار ، الذین اوتوا ...... الخ : موصول صلہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ،یدعون: فعل ونائب الفاعل، الی کتاب الله: ظرف لغو،لیحکم بینهم: ظرف لغو ثانی، جملہ فعلیہ حال ہے الذین اوتوا اسم موصول سے۔

﴿ثم یتولی فریق منهم وهم معرضون﴾

ثم: عاطفہ،یتولی: فعل،فریق منهم: مرکب توصیفی ذو الحال،وهم معرضون: جملہ اسمیہ حال، جو ذو الحال سے ملکر فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک بانهم قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودات﴾

ذلک: مبتدا،ب: جار،انّ: حرف مشبه بالفعل،هم: ضمیر اسم ،قالوا: قول ،لن تمسنا النار ...... الخ : جملہ فعلیہ مقولہ،قول اپنے مقولہ سے ملکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وغرهم فی دینهم ما کانوا یفترون﴾

و: عاطفہ،غر: فعل ،هم: مفعول،فی دینهم: ظرف لغو ،ما کانوا یفترون: جملہ فعلیہ فاعل،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فکیف اذا جمعنهم لیوم لا ریب فیه﴾

ف: استنافیہ ،کیف: ظرف مستقر خبر اول،اذا: مضاف ،جمعنهم: فعل بافاعل ومفعول،لیوم لا ریب فیه: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، جو مضاف سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر ثانی،حالهم: مبتدا محذوف ،مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ووفیت کل نفس ما کسبت وهم لا یظلمون﴾

و: عاطفہ،وفیت: فعل مجہول،کل نفس: ذوالحال،ما کسبت: مفعول ثانی،و: حالیہ ،هم: مبتدا ،لا یظلمون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، جو اپنے ذوالحال سے ملکر نائب الفاعل،فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول ثانی سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل اللهم ملک الملک تؤتی الملک من تشاء﴾

قل: فعل امر بافاعل ،اللّٰهم: اصل میں یا الله تھا میم مشدّد یا حرف ندا کے عوض ہے ،منادی اول،ملک الملک: منادی ثانی، تؤتی ...... الخ : جملہ فعلیہ حال ہے منادی سے،یا حرف ندا محذوف قائم مقام ادعوا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر﴾

وتنزع ...... الخ: جملہ فعلیہ ماقبل توتی پر معطوف اول، وتعز من تشاء و تذل من تشاء: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، بیدک: ظرف مستقر خبر مقدم، الخیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انک علی کل شیء قدیر﴾

انّ: حرف مشبہ، ک: ضمیر اسم، علی کل شیء قدیر: شبہ فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تولج الیل فی النہار وتولج النہار فی الیل﴾

تولج: فعل، اللیل: مفعول، فی النہار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ حال ہے ماقبل اَللّٰھم منادی سے، وتولج النہار ...... الخ: جملہ فعلیہ ماقبل توتی پر معطوف ہے۔

﴿وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب﴾

و: عاطفہ، تخرج: فعل با فاعل، الحی: مفعول، من الحی: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، وتخرج الحی ...... الخ: معطوف ماقبل پر، و: عاطفہ، ترزق: فعل انت ضمیر ذوالحال، من تشاء: مفعول، بغیر حساب: حال، جو ذوالحال سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا یتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین﴾

لا یتخذ: فعل، المومنون: فاعل، الکفرین: مفعول اول، اولیاء: مفعول ثانی، من دون المومنین: حال من الفاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیء﴾

و: اعتراضیہ، من: شرطیہ مبتدا، یفعل ذلک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لیس: فعل ناقص ھو ضمیر اسم، من اللّٰہ: حال مقدم، فی: جار، شی: ذوالحال مؤخر، جو اپنے حال مقدم سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر ہو کر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جواب شرط، شرط جواب شرط سے ملکر خبر، من مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿الا ان تتقوا منہم تقۃ ویحذرکم اللہ نفسہ﴾

الا: للحصر، ان: مصدریہ، تتقوا: فعل واؤ ضمیر فاعل، منہم: ظرف لغو، تقۃ: مفعول مطلق، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر بتاویل مصدر ہو کر منصوب بنزع الخافض مفعول لہ یتخذ سے ہے، و: مستانفہ، یحذر: فعل، کم: ضمیر مفعول، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، نفسہ: مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والی اللہ المصیر﴾

و: مستانفہ،الی اللہ: ظرف مستقر ثابت شبہ فعل سے متعلق ہوکر خبر مقدم،المصیر: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ان تخفوا ما فی صدورکم او تبدوہ یعلمہ اللہ﴾

قل: قول،ان: شرطیہ،تخفوا: فعل بافاعل،ما فی صدورکم: مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،او تبدوہ: فعل بافاعل ومفعول ملکر معطوف،معطوف علیہ معطوف سے ملکر شرط،یعلمہ: فعل باضمیر منصوب متصل مفعول،اللہ: اسم جلالت فاعل،ملکر جزاء،شرط جزاملکر مقولہ،جوقول سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ویعلم ما فی السموت وما فی الارض واللہ علی کل شیء قدیر﴾

و:مستانفہ،یعلم: فعل بافاعل،مافی السموات: معطوف علیہ،ومافی الارض: معطوف،ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،واللہ علی کل شیء قدیر:اس آیتِ مبارکہ کی ترکیب گزرچکی۔

﴿یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا﴾

یوم: مضاف، تجد: فعل، کل نفس: فاعل، ما عملت من خیر: مفعول اول،محضرا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،جومضاف سے ملکر ظرف فعل محذوف اذکر کیلئے۔

﴿وما عملت من سوء تود لو ان بینھا وبینہ امدا بعیدا﴾

و: مستانفہ،ما عملت من سوء: موصول صلہ ملکر مبتدا، تود: فعل بافاعل،لو: مصدریہ،انّ:حرف مشبہ ،بینھا وبینہ: ظرف مستقر خبر،امدابعیدا: اسم مؤخر،انّ اپنے اسم اورخبر سے ملکر بتاویل مصدر مفعول،تود فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویحذرکم اللہ نفسہ واللہ رء وف بالعباد﴾

و یحذرکم اللہ نفسہ:اسکی ترکیب گزرچکی ہے،و: مستانفہ،اللہ: اسم جلالت مبتدا،رء وف: صفت، بالعباد: ظرف لغو للصفت،شبہ جملہ ہوکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان الذین یکفرون بایت اللہ......☆بنی اسرائیل نے صبح کوایک ساعت کے اندر تینتالیس 43 انبیاء کرام کوقتل کیا،پھران میں سے 112 نیک بندوں نے انہیں نیکی کاحکم دیااور بدی سے روکاتواسی روز شام کوانہیں بھی قتل کردیا۔اس آیت میں سید عالم ﷺ کے زمانے کے یہودکی توبیخ ہے کیونکہ وہ اپنے آباؤاجداد کے ایسے کاموں سے راضی ہیں۔

☆......الم تر الی الذین اوتوا......☆حضرت ابن عباس سے ایک روایت یہ آئی ہے کہ ایک مرتبہ سید عالم ﷺ بیت المدراس میں

تشریف لے گئے اور وہاں یہود کو اسلام کی دعوت دی۔ نعیم ابن عمرو اور حارث ابن زید نے کہا کہ اے محمد ﷺ! آپ کس دین پر ہیں؟ فرمایا: ''ملت ابراہیمی پر''، وہ کہنے لگے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''توریت لاؤ ابھی ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ ہو جائے گا''۔ اس پر نہ جمے اور منکر ہو گئے۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اس تقدیر پر آیت میں کتاب اللہ سے توریت مراد ہے۔ انہیں سے یہ بھی روایت ملی کہ یہود خیبر میں سے ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا تھا اور توریت میں ایسے گناہ کی سزا پتھر مار مار کر ہلاک کر دینا ہے لیکن چونکہ یہ لوگ یہودیوں میں اونچے خاندان کے تھے اس لئے انہوں نے انکا سنگسار کرنا گوارہ نہ کیا اور اس معاملے کو بایں طور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں لائے کہ شاید آپ سنگسار کرنے کا حکم نہ دیں مگر حضور ﷺ نے ان دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ اس پر یہود طیش میں آ گئے اور کہنے لگے کہ اس گناہ کی سزا یہ نہیں آپ نے ظلم کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فیصلہ توریت پر رکھو، کہنے لگے یہ انصاف کی بات ہے، توریت منگوائی گئی اور عبداللہ بن صوریا یہود کے بڑے عالم نے اس کو پڑھا، اس میں آیت رجم آئی جس میں سنگسار کرنے کا حکم تھا، عبداللہ نے اس پر ہاتھ رکھ لیا اور اسکو چھوڑ گیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ کو ہٹا کر آیت پڑھ دی، یہودی ذلیل ہوئے اور وہ یہودی مرد و عورت جنہوں نے زنا کیا تھا حضور ﷺ کے حکم سے رجم کئے گئے۔

☆......**قل اللھم ملک الملک تو تی**......☆ فتح مکہ کے وقت سید عالم ﷺ نے اپنی امت کو ملک فارس و روم کی سلطنت کا وعدہ دیا تو یہود و منافقین نے اسے بعید سمجھا اور کہنے لگے: ''کہاں محمد ﷺ اور کہاں فارس و روم کے ملک؟ وہ بہت بڑے زبردست اور نہایت محفوظ ہیں۔'' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آخر کار حضور ﷺ کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔

☆......**لا یتخذ المومنون الکفرین**......☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے جنگ احزاب کے دن سید عالم ﷺ سے عرض کیا کہ میرے ساتھ پانچ سو یہودی ہیں جو میرے حلیف ہیں میری رائے ہے کہ دشمن کے مقابل ان سے مدد حاصل کروں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور کافروں کو دوست اور مددگار بنانے کی ممانعت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

حضرات انبیاء کرام کو ناحق قتل کرنا:

﴿۱﴾......حضرت ابو عبیدۃ بن جراح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت ترین عذاب کس شخص پر ہوگا؟'' صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ شخص جس نے انبیاء کو قتل کیا اور وہ جسے بھلائی کا حکم دیا گیا اور برائی سے منع کیا گیا مگر وہ باز نہ آیا۔'' پھر نبی پاک ﷺ نے مذکورہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''اے ابو عبیدۃ! بنی اسرائیل کے لوگوں نے 43 انبیاء کو دن کے اول حصہ میں ایک ساعت کے اندر قتل کیا۔ جب بنی اسرائیل کے 100 اور (بمطابق تفسیر طبری 70) لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں ان لوگوں کو حضرات انبیاء کرام کے قتل کرنے سے روکا اور برائیوں سے باز رہنے کی تلقین کی تو بنی اسرائیل نے ان نیکی کا حکم کرنے والوں کو بھی دن کے اختتام پر قتل کر دیا۔ (روح المعانی، الجزء الثالث، ص ۱۴۵)

ہرجان اپنی کمائی کا پورا بدلہ دی جائیگی:

۲......یعنی ہر جان کو عمل خیر یا شر کا پورا بدلہ دیا جائے گا، نہ تو انکی نیکیوں میں کمی کی جائیگی اور نہ ہی انکے گناہوں میں زیادتی کی جائیگی۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص۵۸)

عزت وذلت اللہ تعالی کے اختیار میں ہے:

۳......اللہ ﷻ جسے چاہے عزت دے جیسے حضرت محمد ﷺ کو نبوت ورسالت کے ساتھ عزت عطا فرمائی اور جسے چاہے ذلیل کرے جیسا کہ یہودیوں سے جزیہ وغیرہ لیکر اوران سے نبوت اٹھا کر انہیں ذلیل کیا۔ایک قول کے مطابق اللہ ﷻ نے مہاجرین و انصار کو عزت عطا فرمائی اور فارس وروم کو ذلیل کیا۔بعض کے نزدیک تعز من تشاء سے مراد آقائے نامدار ﷺ اور انکے اصحاب کو دس ہزار لشکر کیساتھ مکہ میں داخل کرنے سے عزت دینا اور تذل من تشاء سے مراد ابوجہل اور اسکے کارندوں کو بدر میں قتل اور کنوئیں میں دھکیل کر ذلیل کرنا ہے۔بعض اس کی مراد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ جسے چاہے اطاعت گزار بنا کر عزت عطا فرمائے اور جسے چاہے نافرمان بنا کر ذلیل کردے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ ﷻ جسے چاہے مال کے ذریعے عزت عطا فرمائے اور جسے چاہے فقر کے ذریعے ذلیل کرے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ ﷻ جسے چاہے قناعت اور رضا کی دولت عطا کر کے عزت سے نوازے اور جسے چاہے حرص وطمع میں بدمست کر کے ذلیل کردے۔ (الخازن، ج۱، ص۲۳۶)

کیا کوئی کافر مسلمان کا دوست ہو سکتا ہے؟

۴......یہاں مراد یہ ہے کہ کافروں سے رشتے داری یا دوستی اوراس جیسے کسی اور سبب کیوجہ سے انکے ساتھ رشتہ قائم کرنے سے منع کیا گیا ہے یا جنگ اور دینی امور میں۔آیت مبارکہ میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ کافروں اور مومنوں کی دوستی جمع نہیں ہو سکتی اسلئے کہ دو دشمنوں کی دوستی کبھی جمع نہیں ہوسکتی۔کفار کے ساتھ دوستی کرنا قبیح بالذات اور قبیح بالعرض ہے کیونکہ اس صورت میں انسان مومنوں کی ولایت سے محروم ہو جاتا ہے،لہذا ضروری ہے کہ صرف اللہ ﷻ کی رضا کیلئے دوستی اختیار کیجائے۔(المظهری، ج۱، ص۴۵۷)

آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:''اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰه یعنی کسی سے محبت ہو تو اللہ ﷻ کی خاطر اور دشمنی ہو تو وہ بھی اللہ ﷻ ہی کی خاطر ہو۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب بنی الاسلام علی خمس، ص۴)

اغراض:

وهم اليهود :یعنی قوم موسی،اوراس سے سید عالم ﷺ کے زمانے کے یہود مراد ہیں اس لئے کہ وہ ان کے فعل بد پر راضی تھے اوراس بات پر بھی راضی تھے کہ وہ معاذ اللہ سید عالم ﷺ کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ثلاثة و اربعين :ایک روایت میں تینتالیس ۴۳ کے بجائے سترہ ۱۷ کا قول مذکور ہے۔روی انهم قتلوا :دن کے اول وقت میں۔من يومهم :یعنی انہوں نے حضرات انبیائے کرام کو دن کے وقت میں قتل کیا اور دیگر عبادت گزار لوگوں کو دوسرے وقت میں۔اعلمهم:اس کلام میں استعارہ تبعیہ کی جانب اشارہ ہے کہ عذاب کے بارے میں بتانے کو بشارت دینے سے تشبیہ دی،اور مشبہ بہ کو مشبہ کے مقابل بطور استعارہ لائے اور البشارة سے بشرهم بمعنی اعلمهم بالعذاب مشتق ہے،اور دونوں صیغوں کا ایک حال سے دوسرے حال میں تبدیل ہونا یعنی بشرهم بمعنی اعلمهم یہ پرمغز وجامع تبدیلی ہے۔

ذكر البشارة تهكم :بیشک بشارت ایسی چیز ہے کہ جس سے جوش پیدا ہوتا ہے اور نذارة ایسی خبر ہوتی ہے جس سے انسان تکلیف

محسوس کرتا ہے، پس گویا ایسا ہوا کہ کسی نے کہا کہ وہ خبر پیچھے نہیں ہو سکتی یعنی پھر نہیں سکتی جیسا کہ خبر کا وعدہ ٹل نہیں سکتا۔**لشبہ اسمہا موصول**:دراصل اسم موصول مبتداء ہے اور بعض کے نزدیک جب اسم موصول مبتداء ہو تو اس کی خبر پر فاء داخل نہیں ہو سکتا ہے۔**فی الیھود** :یعنی خیبر کے یہود۔**زنی منھم اثنان**:اس کا بیان شان نزول کے تحت ہو چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

فوجد فیھا:یعنی رجم۔**من قولھم ذلک**:مراد ان کا قول **لن تمسنا النار الا ایاما معدودات** ہے۔**فکیف حالھم**:مذکورہ بالا قول کے رد کے لئے اور ان کے بڑا بننے کے دھوکے کو باطل فرمایا کہ عنقریب وہ ہولناک عذاب میں پڑنے والے ہیں،اور یہ بھی جائز ہے کہ **کیف** خبر مقدم ہو اور مبتداء محذوف **حالھم** ہو۔**بنزعہ منہ**:یعنی فارس و روم وغیرہ چھین کر۔

ای الناس :**ھم** ضمیر سے **الناس** مراد لیا اور جمع کی ضمیر **کل نفس** کے اعتبار سے استعمال کی گئی ہے۔**ونزل لما وعد**:اس کا بیان شان نزول کے تحت ہو چکا ہے۔**بقدر تک**:یہ خلف کی تأویل ہے اور سلف اس پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ علم اللہ کے لئے فرض جانتے ہیں۔**فیزید کل منھما بما نقص من الآخر**:یعنی ساعت بساعت اور درجہ بدرجہ ایک میں کمی کر کے دوسرے میں اضافہ کرتا ہے۔

کالانسان والطائر :**حی** سے انسان اور **میت** سے کافر مراد لینا صحیح ہے۔**من النطفۃ والبیضۃ**:یعنی لف ونشر مرتب ہونے کے لحاظ سے۔**یوالونھم** :یعنی وہ ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کی جانب مائل ہوتے ہیں۔**مصدر تقیتہ** : قاف کے فتح کے ساتھ بروزن **رمیتہ** بمعنی **اتقیتہ** ہے۔**دون القلب**:پس کافر کے ساتھ موالات (تعلقات دوستیاں وغیرہ) بالاجماع حرام ہے۔

لیس قوم فیھا :یعنی اسلام اس شہر میں قوی نہ ہو، کہ اس کے حکام کافر ہوں پس ایسی صورت میں واجب ہے کہ ظاہری صورت میں ان کے مدار و محور کا خیال رکھا جائے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کوئی فیصلہ اتار دے، جیسا کہ سید عالم ﷺ کے ساتھ ہوا کہ وہ ایک دن اپنے دولت خانہ میں جلوہ فرما تھے کہ کسی نے دروازے پر دستک دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کون؟ اس نے آہستہ آواز میں کہا کہ فلاں، رشتے کا بھائی بُرا ہے (یا رشتے دار بُرائی یعنی تکلیف میں ہے) پھر جب اس کی طرف گئے تو اس کے چہرے کو ایسا نہ پایا اور اس سے رواداری سے ملے ،جب سید عالم ﷺ واپس آئے تو بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کو عجیب حالت میں پاتی ہوں، میں نے آپ ﷺ کو جو کہتے پایا اس کے خلاف کرتے ملاحظہ فرمایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! ہم کسی قوم کی کھوج لگانے میں ہوتے ہیں اور ہمارے دل انہیں لعنت کرتے ہیں''۔

(الصاوی ج ۱،ص ۲۲٤ وغیرہ)

ودخلت الفاء فی خبر ان :اس کا مفصل بیان صاوی کے تحت گزر چکا ہے یہاں یہ خیال کر لیں کہ اخفش کے نزدیک یہ درست نہیں کہ اسم موصول مبتداء کی خبر پر فاء داخل ہو سکے۔**لیحکم**:یعنی کتاب اللہ یا اللہ عزوجل۔

(الحمل ج ۱،ص ۳۸۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

وَنَزَلَ لَمَّا قَالُوْا مَا نَعبُدُ الْاَصْنَامَ اِلَّا حُبًّا لِّلّٰهِ لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَيْهِ ﴿قل﴾ لَهُمْ يَا مُحَمَّدُ ﴿ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله﴾ بِمَعْنٰى اَنَّهُ يُثِيْبُكُمْ ﴿ويغفرلكم ذنوبكم والله غفور﴾ لِمَنِ اتَّبَعَنِىْ مَا سَلَفَ مِنْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ ﴿رحيم (۳۱)﴾بِهٖ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿اطيعوا الله والرسول﴾ فِيْمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖ مِنَ التَّوحِيْدِ ﴿فان تولوا﴾ اَعْرَضُوْا عَنِ الطَّاعَةِ ﴿فان الله لا يحب الكفرين (۳۲)﴾ فِيْهِ اِقَامَةُ الظَّاهِرِ مَقَامَ الْمُضْمَرِ اَىْ لَا يُحِبُّهُمْ بِمَعْنٰى اَنَّهُ يُعَاقِبُهُمْ ﴿ان الله اصطفى﴾ اِخْتَارَ ﴿ادم ونوحا وال ابراهيم و ال عمران﴾ بِمَعْنٰى

اَنْفُسَهُمَا ﴿على العلمين(۳۳)﴾ بِجَعْلِ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نَسْلِهِمْ ﴿ذرية بعضها من﴾ولد﴿بعض﴾ مِّنْهُمْ ﴿والله سميع عليم(۳۴)﴾ اُذْكُر ﴿اذقالت امرات عمران﴾ حَنَّةُ لَمَّا اَسَنَّتْ وَاشْتَاقَتْ لِلْوَلَدِ فَدَعَتِ اللّٰهَ وَاَحَسَّتْ بِالْحَمْلِ يَا ﴿رب انى نذرت﴾ اَنْ اَجْعَلَ ﴿لک ما فى بطنى محررا﴾ عَتِيْقًا خَالِصًا مِّنْ شَوَاغِلِ الدُّنْيَا لِخِدْمَةِ بَيْتِکَ الْمَقْدِسِ ﴿فتقبل منى انک انت السميع﴾ لِلدُّعَاءِ ﴿العليم(۳۵)﴾ بِالنِّيَاتِ، وَهَلَکَ عِمْرَانُ وَهِيَ حَامِلٌ ﴿فلما وضعتها﴾ وَلَدَتْهَا جَارِيَةً وَّكَانَتْ تَرْجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ غُلَامًا اِذْ لَمْ يَكُنْ يُحَرَّرُ اِلَّا الْغِلْمَانُ ﴿قالت﴾ مُعْتَذِرَةً يَا ﴿رب انى وضعتها انثى والله اعلم﴾ اَیْ عَالِمٌ ﴿بما وضعت﴾ جُمْلَةُ اِعْتِرَاضٍ مِنْ كَلَامِهٖ تَعَالٰى وَفِيْ قِرَاءَ ةٍ بِضَمِّ التَّاءِ ﴿وليس الذكر﴾ الَّذِیْ طَلَبَتْ ﴿كالانثى﴾ الَّتِیْ وُهِبَتْ لِاَنَّهٗ يُقْصَدُ لِلْخِدْمَةِ وَهِيَ لَا تَصْلُحُ لَهَا لِضُعْفِهَا وَعَوْرَتِهَا وَمَا يَعْتَرِيْهَا مِنَ الْحَيْضِ وَنَحْوِهٖ ﴿وانى سميتها مريم وانى اعيذها بک وذريتها﴾ اَوْلَادَهَا ﴿من الشيطن الرجيم(۳۶)﴾ الْمَطْرُوْدِ و فِی الْحَدِيْثِ "مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ يُّوْلَدُ اِلَّا مَسَّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا اِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا ـ" رَوَاهُ الشَّيْخَانِ ﴿فتقبلهاربها﴾ اَیْ قَبِلَ مَرْيَمَ مِنْ اُمِّهَا ﴿بقبول حسن وانبتها نباتا حسنا﴾ اَنْشَاَهَا بِخَلْقٍ حَسَنٍ فَكَانَتْ تَنْبُتُ فِی الْيَوْمِ كَمَا يَنْبُتُ الْمَوْلُوْدُ فِی الْعَامِ وَاَتَتْ بِهَا اُمُّهَا الْاَحْبَارَ سَدَنَةَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَقَالَتْ :"دُوْنَكُمْ هٰذِهِ النَّذِيْرَةُ ـ" فَتَنَافَسُوْا فِيْهَا لِاَنَّهَا بِنْتُ اَمَامِهِمْ فَقَالَ زَكَرِيَّا اَنَا اَحَقُّ بِهَا لِاَنَّ خَالَتَهَا عِنْدِیْ فَقَالُوْا لَا حَتّٰى نَقْتَرِعَ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اِلٰى نَهْرِ الْاُرْدَنِ وَاَلْقَوْا اَقْلَامَهُمْ عَلٰى اَنَّ مَنْ ثَبَتَ قَلَمُهُ فِی الْمَآءِ وَصَعِدَ فَهُوَ اَوْلٰى بِهَا فَثَبَتَ قَلَمُ زَكَرِيَّا فَاَخَذَهَا وَبَنٰى لَهَا غُرْفَةً فِی الْمَسْجِدِ بِسُلَّمٍ لَا يَصْعَدُ اِلَيْهَا غَيْرُهُ وَكَانَ يَاْتِيْهَا بِاَكْلِهَا وَشُرْبِهَا وَدُهْنِهَا فَيَجِدُ عِنْدَهَا فَاكِهَةَ الشِّتَاءِ فِی الصَّيْفِ وَفَاكِهَةَ الصَّيْفِ فِی الشِّتَاءِ كَمَا قَالَ تَعَالٰى ﴿وكفلها زكريا﴾ ضَمَّهَا اِلَيْهِ وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ بِالتَّشْدِيْدِ وَنُصِبَ زَكَرِيَّا مَمْدُوْدًا وَّمَقْصُوْرًا وَالْفَاعِلُ اَللّٰهُ ﴿كلما دخل عليها زكريا المحراب﴾ اَلْغُرْفَةَ هِيَ اَشْرَفُ الْمَجَالِسِ ﴿وجد عندها رزقا قال يمريم انى﴾ مِنْ اَيْنَ ﴿لک هذا قالت﴾ وَهِيَ صَغِيْرَةٌ ﴿هو من عند الله﴾ يَاْتِيْنِیْ بِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ ﴿ان الله يرزق من يشاء بغير حساب(۳۷)﴾ رِزْقًا وَّاسِعًا بِلَا تَبْعَةٍ ﴿هنالک﴾ اَیْ لَمَّا رَاٰى زَكَرِيَّا ذٰلِکَ وَعَلِمَ اَنَّ الْقَادِرَ عَلَى الْاِتْيَانِ بِالشَّیْءِ فِیْ غَيْرِ حِيْنِهٖ قَادِرٌ عَلَى الْاِتْيَانِ بِالْوَلَدِ عَلَى الْكِبَرِ وَكَانَ اَهْلُ بَيْتِهٖ اِنْقَرَضُوْا ﴿دعا زكريا ربه﴾ لَمَّا دَخَلَ الْمِحْرَابَ لِلصَّلَاةِ فِی

جَوْفَ اللَّيْلِ ﴿قال رب هب لى من لدنک﴾ مِنْ عِنْدِکَ ﴿ذرية طيبة﴾ وَلَدًا صَالِحًا ﴿انک سميع﴾ مُجِيْبُ ﴿الدعاء(۳۸)فنادته الملئكة﴾ اَیْ جِبْرءِ یْلُ ﴿وهوقائم يصلى فى المحراب﴾ اَیِ الْمَسْجِدِ ﴿ان﴾ اَیْ بِاَنَّ وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ بِالْكَسْرِ بِتَقْدِيْرِ الْقَوْلِ ﴿الله يبشرک﴾ مُثَقَّلًا وَّمُخَفَّفًا ﴿بيحيى مصدقا بكلمة﴾ كَائِنَةٍ ﴿من الله﴾ اَیْ بِعِيْسٰى اَنَّهُ رُوْحُ اللّٰهِ وَسُمِّیَ كَلِمَةً لِاَنَّهُ خُلِقَ بِكَلِمَةِ كُنْ ﴿وسيدا﴾ مَتْبُوْعًا ﴿وحصورا﴾ مَمْنُوْعًا مِّنَ النِّسَاءِ ﴿ونبيا من الصلحين(۳۹)﴾ رُوِیَ اَنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَطِيْئَةً وَلَمْ يَهُمَّ بِهَا ﴿قال رب انى﴾ كَيْفَ ﴿يكون لى غلم﴾ وَلَدٌ ﴿وقد بلغنى الكبر﴾ اَیْ بَلَغْتُ نِهَايَةَ السِّنِّ مِائَةً وَّعِشْرِيْنَ سَنَةً ﴿وامراتى عاقر﴾ بَلَغَتْ ثَمَانِیَ وَتِسْعِيْنَ ﴿قال﴾ اَلْاَمْرُ ﴿كذلک﴾ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ غُلَامًا مِّنْكُمَا ﴿الله يفعل ما يشاء(۴۰)﴾ لَا يُعْجِزُهُ عَنْهُ شَیْءٌ وَلِاِظْهَارِ هٰذِهِ الْقُدْرَةِ الْعَظِيْمَةِ اَلْهَمَهُ السُّؤَالُ لِيُجَابَ بِهَا وَلَمَّا تَاقَتْ نَفْسُهُ اِلٰى سُرْعَةِ الْمُبَشَّرِ بِهٖ ﴿قال رب اجعل لى اية﴾ اَیْ عَلَامَةً عَلٰى حَمْلِ امْرَاَتِیْ ﴿قال ايتک﴾ عَلَيْهِ ﴿ا﴾ نْ ﴿لا تكلم الناس﴾ اَیْ تَمْتَنِعُ مِنْ كَلَامِهِمْ بِخِلَافِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ثلثة ايام﴾ اَیْ بِلَيَالِيْهَا ﴿الا رمزا﴾ اِشَارَةً ﴿واذكر ربک كثيرا وسبح﴾ صَلِّ ﴿بالعشى والابكار(۴۱)﴾ اَوَاخِرَ النَّهَارِ وَاَوَائِلَهٗ۔

﴿ترجمہ﴾

(یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے کہا کہ ہم ان بتوں کی عبادت اللہ کی محبت کیلئے کرتے ہیں یہ ہمیں اللہ ﷻ کے قریب کردیں گے) اے محبوب! تم فرمادو (ان لوگوں سے، اے محمد ﷺ) اے لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہوتو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا......۱...... (یعنی تمہیں ثواب عطا فرمائے گا) اور اللہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا ہے (ان لوگوں کی پچھلی خطائیں جو میری پیروی کریں) مہربان ہے (ان پر) تم فرمادو (ان سے) کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا......۲...... (جو حکم تمہیں توحید کے بارے میں دیا ہے) پھر اگر وہ منہ پھیریں (یعنی اطاعت سے اعراض کریں) تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر (اس جملہ میں بجائے ضمیر کے اسم ظاہر لایا گیا ہے یعنی اللہ ﷻ کے ان سے محبت نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ انہیں سزا دیگا) بیشک اللہ نے چن لیا (اختیار فرمایا) آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اولاد اور عمران کی آل کو (یہاں ابراہیم کی آل اور عمران کی آل سے انکی اپنی ذاتیں مراد ہیں) سارے جہاں سے (انکی نسل سے انبیاء کرام بنا کر) یہ ایک نسل ہے (ذریت بمعنی اولاد ہے) ایک دوسرے سے (یعنی انہی میں سے) اور اللہ جاننے والا ہے (اور یاد کیجئے) جب عرض کی عمران کی بی بی نے (یعنی حنہ نے جبکہ انہیں سنِ ایاس کو پہنچ کر اولاد کا شوق ہوا تو انہوں نے اللہ ﷻ سے دعا کی، لہٰذا انہوں نے حمل محسوس کیا تو عرض گزار ہوئیں) اے رب میرے! میں منت مانتی ہوں......۳...... (کہ پیش کروں) تیرے لئے جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے (یعنی دنیا کے مشاغل سے خالص آزاد ہو کر بیت المقدس کی خدمت کرے) تو تو مجھ سے قبول کرلے بیشک تو ہی ہے سنتا (دعا کو) جانتا ہے (نیتیں، جب وہ حاملہ ہوئیں تو حضرت عمران جہانِ فانی

سے کوچ فرما گئے) پھر جب اسے جنا (یعنی بچی کو تو چونکہ وہ لڑکے کی امید رکھتی تھیں اس لئے کہ بیت المقدس کی خدمت کیلئے لڑکے ہی وقف ہوتے تھے لہذا) بولی (معذرت کرتے ہوئے اے) رب میرے! یہ تو میں نے لڑکی جنی اور اللہ کو خوب معلوم ہے (یہاں اعلم بمعنی عالم ہے) جو کچھ وہ جنی (یہ جملہ معترضہ ہے اور کلام الٰہی سے ہے، ایک قرأت میں وضعت تاء کے ضمہ کے ساتھ ہے) اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا (یعنی طلب کیا تھا) اس لڑکی سا نہیں......۴......(ہوسکتا تھا جو اسے دی گئی، اس لئے کہ نذر سے مقصود بیت المقدس کی خدمت تھا اور لڑکی اپنے ضعف اور پردہ دار ہونے نیز حیض ونفاس وغیرہ کی وجہ سے یہ کام درست طرح نہ کرسکتی تھی) اور میں نے اسکا نام مریم رکھا اور میں اسے اور اسکی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں (ذریتھما بمعنی اولادھا ہے) راندے ہوئے شیطان سے (یعنی دھتکارے ہوئے شیطان سے، حدیث پاک میں ہے کہ کوئی بچہ ایسا نہیں کہ جسے بوقت پیدائش شیطان نے نہ چھوا ہو کہ جس کی وجہ سے بچہ رونے لگتا ہے سوائے بی بی مریم اور انکے صاحبزادے کے۔'' اسے شیخین نے روایت کیا) تو اسے اسکے رب نے اچھی طرح قبول کیا (یعنی بی بی مریم کو انکی والدہ کی طرف سے) اور اسے اچھا پروان چڑھایا (یعنی بہترین انداز سے تربیت دیکر پرورش کی، وہ ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا عام بچہ ایک سال میں بڑھتا ہے، ان کی والدہ ماجدہ نے انہیں بیت المقدس کے خادمین احبار یعنی یہودی علماء کے پاس لاکر فرمایا: ''اس نذر کو قبول کرلیں۔'' تو وہ باہم جھگڑنے لگے کیونکہ بی بی مریم انکے پیشوا کی بیٹی تھیں، حضرت زکریا علیہ السلام بولے میں انکی کفالت کا زیادہ حقدار ہوں کہ میں ان کا خالو ہوں، لیکن بقیہ سب نے قرعہ اندازی کے بغیر ماننے سے انکار کردیا تو وہ سب اردن کی نہر کی طرف چل دیئے جو کہ 29 افراد تھے، سب نے اپنے قلم پانی میں ڈالے اس معاہدے پر کہ جسکا قلم پانی کی سطح پر ٹھہرا رہا وہ کفالت کا حقدار ہوگا۔ پس حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم پانی پر ٹھہرا رہا لہذا انھوں نے بی بی مریم کی تربیت کا ذمہ اٹھالیا اور انکے لیے مسجد میں ایک کمرہ بنوایا جہاں انکے سوا کوئی نہ جاسکتا تھا، وہ بی بی مریم کے پاس کھانے پینے کی اشیاء اور سر میں لگانے کا تیل وغیرہ لایا کرتے تھے، وہ انکے پاس موسم سرما کے پھل گرما میں اور گرما کے پھل سرما میں پاتے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا) اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا (یعنی اللہ عزوجل نے بی بی مریم کو حضرت زکریا علیہ السلام کے ساتھ ملا دیا، ایک قرأت میں فاء کی تشدید کیساتھ ہے اور زکریا کو منصوب الف ممدودہ اور مقصورہ کی وجہ سے پڑھا گیا ہے جبکہ اس فعل کا فاعل اسم جلالت ہے) جب زکریا اسکے پاس اسکی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے (یعنی کمرے میں داخل ہوتے، محراب بیٹھنے کی تمام جگہوں میں سب سے اعلیٰ ہوتی ہے) اسکے پاس نیا رزق پاتے، کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا (انی بمعنی من این ہے) بولیں (حالتِ صغر میں) وہ اللہ کے پاس سے ہے (یہ رزق میرے پاس جنت سے آتا ہے) بیشک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے (یعنی بلا کسی محنت کے وسیع رزق عطا فرمائے) یہاں (جب حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ سب کچھ دیکھا تو ان کا یقین اس بات پر مزید پختہ ہوگیا کہ جو ہستی ایک شی کو اسکے غیر وقت میں پیدا کرنے پر قادر ہے یقیناً وہ بڑھاپے میں اولاد دینے پر بھی قادر ہے، چونکہ انکا خاندان ختم ہونے والا تھا لہذا) پکارا زکریا اپنے رب کو......۵......(جب آدھی رات کو نماز کیلئے محراب میں داخل ہوئے) بولا اے رب میرے! مجھے اپنے پاس سے دے (من لدنک بمعنی من عندک ہے) ستھری اولاد (صالح بیٹا) بیشک تو ہی سننے والا (قبول کرنے والا) ہے (دعا کا) تو فرشتوں (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام) نے اسے آواز دی اور وہ محراب میں (یعنی مسجد میں) کھڑے نماز پڑھ رہے تھے بیشک (ان بمعنی بان ہے، اور ایک قرأت میں اسے قول کے مقدر ہونے کی وجہ سے مکسور پڑھا گیا ہے) اللہ آپکو مژدہ دیتا ہے (یبشرک تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ ہے) یحیی کا جو اللہ کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق کریگا (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی، کہ وہ روح اللہ ہیں، انکو کلمہ اسلئے کہا گیا کہ وہ کلمہ کُن سے پیدا کئے گئے ہیں) اور سردار......٦......(سیدا بمعنی متبوعا ہے) اور بہت رکنے والے (عورتوں سے، حصورا بمعنی ممنوعا ہے) اور نبی ہمارے

خاصوں میں سے (مروی ہے کہ ان سے نہ تو کوئی خطا ہوئی اور نہ کبھی انہوں نے کسی خطا کا ارادہ کیا) بولا اے رب میرے! کہاں سے ہوگا (انّى بمعنى كيف ہے) میرے لڑکا (غلم بمعنى ولد ہے) اور مجھے تو پہنچ گیا بڑھاپا (میں اپنی انتہائی عمر یعنی ایک سو بیس سال کی عمر تک پہنچ چکا ہوں) اور میری عورت بانجھ ہے (یعنی اسکی عمر بھی اٹھانوے سال ہوگئی ہے) فرمایا (معاملہ) یوں ہی ہے (اللہ تم دونوں سے اسی بڑھاپے کی حالت میں بیٹا پیدا کرے گا) اللہ کرتا ہے جو چاہے (اسے کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی، اپنی اس قدرتِ عظیمہ کو ظاہر کرنے کیلئے اللہ عزوجل نے حضرت زکریا علیہ السلام کے دل میں ایک سوال پیدا کیا تا کہ اس کا جواب عطا کیا جائے اور جب اس خوشخبری کو جلد پانے کیلئے انکا نفس بے حد مشتاق ہوگیا تو) عرض کی اے میرے رب! میرے لئے کوئی نشانی کردے (یعنی میری بیوی کے حمل ٹھہرنے کی کوئی علامت مقرر فرمادے) فرمایا تیری نشانی یہ ہے (اس معاملے میں) کہ تو لوگوں سے بات نہ کرے (یعنی لوگوں سے کلام نہ کر سکے گا سوائے اللہ کے ذکر کے) تین دن (رات سمیت) مگر اشارے سے (رمزا بمعنى اشارة ہے) اور پاکی بیان کر (سبح بمعنى صل ہے) صبح وشام (دن کے ابتداء انتہاء میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني﴾

قل: قول، ان: شرطیہ، كنتم: فعل ناقص واسم، تحبون الله: فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ ہوکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، اتبعوني: فعل وفاعل مفعول، ملکر جواب شرط، شرط جواب شرط سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم والله غفور رحيم﴾

يحببكم: فعل كم ضمیر مفعول، الله: اسم جلالت فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب امر، ويغفر لكم ذنوبكم: جملہ فعلیہ معطوف ہے ماقبل پر، والله غفور رحيم: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قل اطيعوا الله والرسول فان تولوا فان الله لا يحب الكفرين﴾

قل: قول، اطيعوا: فعل وفاعل، الله والرسول: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ف: استينافيه، ان: شرطیہ، تولوا: فعل بافاعل ملکر شرط، ف: جزائیہ، ان حرف مشبہ، الله: اسم جلالت اسم، لا يحب الكفرين: جملہ فعلیہ خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الله اصطفى ادم ونوحا وال ابراهيم وال عمران على العلمين﴾

ان: حرف مشبہ، الله: اسم جلالت اسم، اصطفى: فعل بافاعل، ادم: مفعول، ونوحا وال ابراهيم وال عمران: یہ تمام ادم پر معطوف ہیں، على العلمين: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذرية بعضها من بعض والله سميع عليم﴾

ذرية: موصوف بعضها من بعض: مبتدا خبر ملکر صفت، ماقبل آیت میں ادم سے بدل ہے، والله سميع عليم: جملہ اسمیہ

مستانفہ۔

﴿اذ قالت امراتٌ عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا﴾

اذ: مضاف،قالت: فعل،امرأة عمران: فاعل،ملکرقول،رب: جملہ فعلیہ ندائیہ انی: حرف مشبہ واسمِ نذرت: فعل بافاعل، لک: ظرف لغو،مافی بطنی: ذوالحال،محررا: حال ملکرمفعول،فعل، اپنے متعلقات سے ملکرخبر،جملہ اسمیہ ہوکرمقصود بالنداء، جواپنی ندا سے ملکرمقولہ،جوقول سے ملکرمضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکرظرف اذکر فعل محذوف کیلئے۔

﴿فتقبل منی انک انت السمیع العلیم﴾

ف: مستانفہ،تقبل: فعل وفاعل،منی: مفعول،یہ سب ملکرجملہ فعلیہ مستانفہ، انک ......الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فلما وضعتها قالت رب انی وضعتها انثی﴾

ف: مستانفہ،لما: حینیہ شرطیہ،وضعتها: فعل بافاعل ومفعول ملکرشرط،قالت: فعل بافاعل ملکرقول،رب: جملہ فعلیہ ندائیہ ،ان: حرف مشبہ ،ی: ضمیراسم،وضعتها: فعل بافاعل،ها: مفعول،انثی: حال مفعول سے،یہ سب ملکرجملہ فعلیہ ہوکرخبر،ملکرجملہ اسمیہ ہوکرمقصود بالنداء ملکرمقولہ،جوقول سے ملکرجواب شرط،ملکرجملہ شرطیہ۔

﴿واللہ اعلم بما وضعت ولیس الذکر کالانثی﴾

و: اعتراضیہ،اللہ: اسم جلالت مبتدا،اعلم: اسم تفضیل ھوضمیرفاعل،بما وضعت: ظرف لغو،یہ سب ملکرخبر،اپنے مبتدا سے ملکرجملہ اسمیہ،و: عاطفہ،لیس: فعل ناقص،الذکر: اسم،کا لانثی: ظرف مستقرخبر،فعل ناقص اپنے اسم اورخبر سے ملکرجملہ فعلیہ۔

﴿وانی سمیتها مریم وانی اعیذها بک وذریتها من الشیطن الرجیم﴾

و: عاطفہ،انی: حرف مشبہ واسم،سمیتها مریم: فعل بافاعل ومفعولین جملہ فعلیہ ہوکرخبر، انّ اپنے اسم اورخبر سے ملکرجملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ ،ی: ضمیراسم،اعیذ: فعل بافاعل،ها: مفعول،بک: ظرف لغو،وذریتها: مفعول معہ،من الشیطن الرجیم: ظرف لغو،ملکرجملہ فعلیہ ہوکرخبر،انّ اپنے اسم اورخبر سے ملکرجملہ اسمیہ۔

﴿فتقبلها ربها بقبول حسن وانبتها نباتا حسنا وکفلها زکریا﴾

ف: عاطفہ،تقبلها: فعل بامفعول،ربها: فاعل،بقبول حسن: ظرف لغو،ملکرجملہ فعلیہ ،و: عاطفہ،انبتها نباتا حسنا: جملہ فعلیہ ماقبل پرمعطوف،وکفلها زکریا: جملہ فعلیہ ماقبل پرمعطوف ہے۔

﴿کلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقا﴾

کلما: ظرف زمان متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم،دخل: فعل ،علیها: ظرف لغو ،زکریا: فاعل ،المحراب: مفعول،ملکر

شرط،وجد عندها رزقا: فعل باظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، جوشرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال یمریم انی لک ھذا قالت ھو من عند اللہ﴾

قال: قول ،یامریم: جملہ ندائیہ ،انی: ظرف متعلق بحذوف خبر مقدم ،لک: ظرف مستقر حال مقدم،ھذا: ذوالحال ملکر مبتدا مؤخر ملکر مقصود بالنداء، جوندا سے ملکر مقولہ، قول اپنے مقولہ سے ملکر جملہ قولیہ، قالت: قول،ھو: مبتدا،من عند اللّٰہ: ظرف مستقر خبر، جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،قول اپنے مقولہ سے ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ھنالک دعا زکریا ربہ﴾

ان: حرف مشبہ ،اللّٰہ: اسم جلالت اسم،یرزق من یشاء...... الخ : جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ،ھنالک: ظرف مکان مقدم،دعا: فعل،زکریا: فاعل،ربہ: مفعول بہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال ربِّ ھب لی من لدنک ذریة طیبة انک سمیع الدعاء﴾

قال: قول،رب: جملہ ندائیہ ،ھب: فعل امر بافاعل،لی: ظرف لغو،من لدنک: ظرف مستقر حال،ذریة طیبة: ذوالحال، جو حال سے ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،انّ: حرف مشبہ ،ک: ضمیر اسم،سمیع الدعاء: خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فنادته الملئکة وھو قائم یصلی فی المحراب﴾

ف: عاطفہ ،نادت: فعل،ہ: ضمیر ذوالحال،الملئکة: فاعل،و: حالیہ،ھو: مبتدا،قائم : خبر اول،یصلی فی المحراب: خبر ثانی ،جملہ اسمیہ ہوکر حال،ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اللہ یبشرک بیحیی مصدقا بکلمة من اللہ وسیدا وحصورا ونبیا من الصلحین﴾

ان: حرف مشبہ ،اللّٰہ: اسم جلالت اسم،یبشرک: فعل بافاعل ومفعول،ب: جار،یحیی: ذوالحال،مصدقا بکلمة من اللّٰہ: حال،وسیدا وحصورا من الصلحین: یہ سب معطوف ہے مصدقا پر،ذوالحال حال ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر منصوب بنزع الخافض فنادته کے متعلق ہے۔

﴿قال رب انی یکون لی غلم وقد بلغنی الکبر وامراتی عاقر﴾

قال: قول ،رب: جملہ ندائیہ ،انی: ظرف مکان خبر مقدم،یکون: فعل ناقص،لام: جار،ی: ضمیر ذوالحال،وقد بلغنی الکبر: معطوف علیہ ،وامراتی عاقر: معطوف ملکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال مقدم،غلم: ذوالحال، اپنے حال مقدم سے ملکر اسم،یکون فعل اپنے اسم اور خبر سے ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال کذلک اللہ یفعل ما یشاء قال رب اجعل لی ایة﴾

قال: قول، کذلک: متعلق بمحذوف خبر،الامر: مبتدا محذوف ای الامر کذلک ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا،یفعل ما یشاء: جملہ فعلیہ خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔قال:قول،رب: جملہ ندائیہ ،اجعل: فعل امر انت ضمیر فاعل، لی: ظرف لغو،ایۃ: مفعول،ملکر مقصود بالنداء، جو نداء سے ملکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال ایتک الا تکلم الناس ثلثۃ ایام الا رمزا﴾

قال: قول،ایتک: مبتدا،ان: مصدریہ،لا تکلم: فعل بافاعل،الناس: مفعول،ثلثۃ ایام: مفعول فیہ،الا رمزا: مستثنیٰ منقطع ہے تکلُّمًا مصدر محذوف سے، مستثنیٰ مستثنیٰ منہ سے ملکر مفعول مطلق، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واذکر ربک کثیرا وسبح بالعشي والابکار﴾

و: مستانفہ،اذکر: فعل امر انت ضمیر فاعل،ربک: مفعول،کثیرا: صفت،ذکرا: موصوف محذوف ،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،سبح: فعل امر انت ضمیر فاعل،بالعشی والابکار: ظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ فقبل پر معطوف ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆......قل ان کنتم تحبون اللّٰہ......☆حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ قریش کے پاس ٹھہرے جنہوں نے خانہ کعبہ میں بت نصب کئے تھے اور انھیں سجا سجا کر انکو سجدہ کررہے تھے۔حضور ﷺ نے فرمایا:''اے گروہ قریش! خدا کی قسم! تم اپنے آباء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دین کے خلاف ہوگئے ہو۔'' قریش نے کہا ہم ان بتوں کو اللّٰہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللّٰہ سے قریب کریں۔اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ محبتِ الٰہی کا دعویٰ سید عالم ﷺ کی اتباع کے بغیر قابلِ قبول نہیں، جو اس دعویٰ کا ثبوت دینا چاہے حضور ﷺ کی غلامی کرے اور حضور ﷺ نے بت پرستی کو منع فرمایا تو بت پرستی کرنے والا حضور ﷺ کا نافرمان اور محبتِ الٰہی کے دعوے میں جھوٹا ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

"قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی" کہنے کا مقصد:

لے......امام غزالی اپنی مایہ ناز کتاب الاحیاء میں فرماتے ہیں کہ محبت کسی لذیذ چیز کی طرف طبعی میلان کا نام ہے۔پھر جب اس میلان میں پختگی اور تقویت پیدا ہوجائے تو اسے عشق کہتے ہیں جبکہ بغض کسی الناک چیز سے طبعی نفرت کا نام ہے اور جب اسی نفرت میں شدت آجائے تو اسے عناد کہا جاتا ہے۔اور اس بات کا گمان نہیں کرنا چاہیے کہ محبت کا انحصار محض حواس خمسہ کے ذریعے ہوتا ہے اسلئے کہ اللّٰہ جل جلالہ کی ذات ستودہ صفات کا ادراک حواس سے [illegible] نہ ہی خیال کے ذریعے اس کی تمثیل پیش کی جاسکتی ہے، لہٰذا اس سے محبت بھی نہ ہوگی اور سرکار والا تبار ﷺ نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا اور اسے تمام محبوب چیزوں میں محبوب ترین قرار دیا جبکہ یہ بھی معلوم ہے کہ نماز کا تعلق حواس خمسہ سے نہیں ہے بلکہ یہ ایک چھٹی حس ہے جس کا تعلق دل سے ہے۔اور باطنی بصیرت

ظاہری بصیرت سے قوی ہوتی ہے اور دل ادراک کے معاملے میں آنکھ سے زیادہ شدید ہوتا ہے۔ (الاحیاء مترجم، ج۴، ص۵۴۰)

اللہ عزوجل نے اپنی محبت کو اپنے محبوب کی اطاعت کیساتھ ملا دیا کہ بندہ اگر اللہ عزوجل سے محبت کا دعوے دار ہے تو اسکا دعوی اسی وقت مقبول ہوگا جب کہ وہ سید عالم نور مجسم ﷺ کی اتباع میں لگ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ ابوالبرکات نسفی فرماتے ہیں کہ جو اللہ عزوجل کی محبت کا دعوے دار ہو اور حضور ﷺ کی مخالفت کرے وہ کذاب (جھوٹا) ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ عزوجل کی محبت سے مراد اسکی معرفت، خشیت، اسکی طرف قلبی مشغولیت اور اسکے ذکر وانس کا نام ہے۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ عزوجل کی محبت سے مراد سید عالم ﷺ کے احوال واقوال اور افعال کی اتباع کا نام ہے اور محبت کی علامت یہ بھی ہے کہ بندہ دائمی غور وتفکر اختیار کرے، خلوت نشین ہو، روزوں کی پابندی کرے، نظر کی حفاظت کرے، کانوں کو فحش سننے سے بچائے، مصیبت پہنچنے پر ملال نہ کرے، خوشی پہنچنے پر فرحت محسوس نہ کرے، اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کرے اور نہ ہی اسکے سوا کسی سے امید باندھے۔ (المدارک، ج۱، ص۲۴۹)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ یعنی تم میں سے کوئی شخص اسوقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اسکے ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حب رسول، ص۶)

مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی محبت ہی اصل ایمان ہے اور حضور کی محبت رکھنے والا انکے طور طریقوں سے بھی محبت رکھتا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ انسان محبت کا دعوی بھی کرے اور انکے طور طریقوں سے بھی دور رہے۔ جب بندہ اس محبت میں کمال حاصل کرلے گا تو اس شخص کیلئے قرآن میں بشارت ہے اور وہ یہ کہ اللہ عزوجل اسکے گناہوں کو بخش دے گا۔

اطاعتِ رسول اطاعتِ الٰہی ہے:

۲...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا فرمانِ ذی شان ہے: ''میرا ہر امتی جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے جس نے انکار کیا''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ جنت کا کون انکار کرے گا؟'' تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرنی کی گویا کہ اس نے انکار کیا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب لاقتداء بسنن الرسول ﷺ، ص۱۲۵۲)

☆...... حضرت عبیداللہ بن ابی رافع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں تم میں کسی کو بھی اپنی مسند پر ٹیک لگائے ہوئے اس حال میں نہ پاؤں کہ اُسکے پاس میرا کوئی حکم آئے جس کا میں نے اسے حکم دیا ہو یا منع کیا ہو اور وہ یہ کہے کہ ہم تو وہی جانتے ہیں جو ہم نے کتاب اللہ میں پایا اور ہم اسی کی پیروی کرتے ہیں''۔

(سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، ص۸۶۲)

بی بی حنہ کی منت:

۳...... مفسرین کرام کا حضرت عمران کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق عمران بن یصھر بن قاھث بن لاوی بن یعقوب جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کے والد ہیں جبکہ دوسرے عمران بن آشیم بن آمون، اور تیسرے

قول کے مطابق عمران ابن ماثان جو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ یہاں یہی عمران مراد ہیں جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بی بی مریم کے والد ہیں دونوں عمران یعنی بی بی مریم کے والد اور حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے والد کے مابین ایک ہزار آٹھ سو برس کا فرق ہے۔ بی بی مریم کی والدہ جنکا نام حنّہ بنت فاقوزا ہے نے منت مانی کہ میرے حمل سے جو بچہ ہوگا وہ بیت المقدس کی خدمت کیلئے وقف ہوگا۔ واقعہ اس طرح ذکر کیا جاتا ہے یہاں آیت مبارکہ میں لفظ محررا مذکور ہے جس کے معنی ہیں جو خاص اللہ عزوجل کی عبادت اور بیت المقدس کی خدمت کیلئے مختص ہو۔ دنیا کی کوئی چیز اسے اپنی طرف مشغول نہ کر سکے۔ اس وقت ایسی خدمت کیلئے لڑکے ہی مختص کئے جاتے تھے لڑکیاں عوارض زنانہ کیوجہ سے یہ کام نہ کر سکتی تھیں۔ حضرت بی بی حنہ کی بہن جنکا نام ایشاع تھا حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں حضرت بی بی حنہ کی اولاد نہ تھی اور یہ گھرانہ صالحین کا گھرانہ تھا، ایک روز حنہ نے ایک درخت کے سایہ میں ایک چڑیا دیکھی جو اپنے بچوں کو بھرا رہی تھیں یہ دیکھ کر آپ کے دل میں اولاد کا شوق پیدا ہوا اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ یارب! اگر تو مجھے بچہ دے تو میں اسے بیت المقدس کا خادم بناؤں گی اور اس خدمت کیلئے حاضر کر دوں گی جب وہ حاملہ ہوئیں اور بی بی مریم کو جنم دیا تو اللہ رب العالمین سے عرض گزار ہوئیں کہ اے اللہ میں نے لڑکی کو جنم دیا ہے لیکن اللہ رب العالمین نے لڑکی کو بھی قبول فرمایا۔

فضائل بی بی مریم:

۱...... اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا ﴿ولیس الذکر کالانثی﴾ مطلب اسکا یہ ہے کہ یہ لڑکی لڑکے کی مثل نہیں ہے، یہ لڑکی عوارضِ زنانہ سے مبرا ہے۔ ایک معنی اس آیت کا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لڑکا مسجد کی خدمت کیلئے مطلوب ہوتا ہے جبکہ یہ لڑکی اللہ عزوجل کے گھر کیلئے ہبہ کی گئی ہے۔ بی بی مریم خوب صورتی اور فضیلت میں اس وقت کی عورتوں سے ممتاز تھیں جبکہ مریم کے معنی عابدہ اور اللہ کے گھر کی خادمہ کے ہیں۔ بی بی مریم کو یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ بوقتِ ولادت شیطان نے انکو نہ چھوا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی آدم کی اولاد ایسی نہیں کہ جسے ولادت کے وقت شیطان نے نہ چھوا ہو سوائے بی بی مریم اور اسکے بیٹے کے۔'' بی بی مریم ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا عام بچہ ایک سال میں بڑھتا ہے۔ حنہ نے ولادت کے بعد حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں احبار کے سامنے رکھ دیا، یہ احبار حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور بیت المقدس میں انکا منصب ایسا تھا جیسا کہ کعبہ مشرفہ میں حجبہ کا۔ چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام رشتے میں بی بی مریم کے خالو اور بیت المقدس کے امام تھے اور انکے ہاں بھی اس وقت تک اولاد نہ تھی لہٰذا انہوں نے چاہا کہ انکی پرورش کی خدمت یہ سرانجام دیں، علماء نے بغیر قرعہ کے یہ خدمت انکے سپرد کرنے سے انکار کیا جن کی تعداد 29 تھی اور اس بات پر راضی ہوئے کہ سب اپنے اپنے قلم پانی پر چھوڑ دیں جس کا قلم پانی پر بلند ہو کر ٹھہر جائے وہ انکی کفالت کرے گا چنانچہ جتنی بار ایسا کیا گیا حضرت زکریا علیہ السلام کے قلم میں یہ بات پائی گئی۔ ایک قول کے مطابق یہ دریائے اردن تھا۔ جس کمرے میں بی بی مریم کو رکھا تھا ایک قول کے مطابق وہ مسجد کا محراب تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام جاتے وقت سات دروازوں میں تالا لگا کر تشریف لے جاتے اور جب آتے تو ان کے پاس بے موسم کے پھل پاتے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے پوچھنے پر بی بی بیان کرتیں کہ جنت سے میرے لیے آئے ہیں۔ ایک قول یہ ہے جب بی بی مریم کی ولادت

ہوئی تو انہوں نے ماں کا دودھ نہ پیا بلکہ انکے پاس جنتی رزق آتا تھا اور جس طرح بی بی مریم نے حضرت زکریا علیہ السلام کے استفسار پر کم سنی میں کلام کیا اسی طرح آپکے فرزند نے بھی جھولے میں آپکی عفت کی گواہی دی۔ یہ آیت کرامت اولیاء اور ظہور خرقِ عادت پر بیّن دلیل ہے کہ اللہ عزوجل جب بی بی مریم کے پاس صغرسنی میں بے موسم کے پھل لاسکتا ہے تو وہ رب العالمین بڑھاپے کی حالت میں حضرت زکریا علیہ السلام کو اولاد بھی دے سکتا ہے۔

دعائے زکریا علیہ السلام:

۵......حضرت زکریا علیہ السلام محراب میں داخل ہوئے اور اسکا دروازہ بند کردیا اور اللہ عزوجل سے فرزند کی دعا کی اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے فرزند کی خوش خبری سنائی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد کی دعا اس وقت مانگی جس وقت آپکی عمر مبارک 120 سال اور آپکی زوجہ محترمہ کی عمر 98 سال تھی۔

سید کے معانی:

۶......مذکورہ رکوع میں حضرت یحیی علیہ السلام کو سید بتایا گیا ہے اور یہاں سید سے مراد مومنین کا سردار، دین، علم اور حلم کا رئیس کہا گیا۔ ایک قول کے مطابق سید اسے کہتے ہیں جو ایسا نرم طبیعت ہو کہ کوئی چیز اسے غصے میں مبتلا نہ کرسکے۔ ایک قول کے مطابق فقیہ عالم کو بھی سید کہتے ہیں، جبکہ ایک قول کے مطابق سید اسے کہتے ہیں جو تمام اچھی خصلتوں میں سب پر فائق ہو۔

(الخازن، ج۱، ص۲۳۹تا۲۴۳)

اغراض:

بمعنی انه یثیبکم :اس جملے میں اشارہ ملتا ہے کہ اصلی محبت اللہ کے حق میں محال ہے، اللہ کی محبت سے مراد اللہ کا بندے کی محبت کو قبول کرنا اور اس کے اعمال پر ثواب دینا ہے۔ **من التوحید** :اور اس کے علاوہ شرائع دین سے۔ **اعرضوا عن الطاعة** :یعنی اے محبوب! وہ تیرے حکم کے معاملے میں تیری پیروی نہ کریں گے۔ **بمعنی انفسهما** :ایک قول یہ کیا گیا کہ مراد یہ دونوں یعنی ابراہیم علیہ السلام وال عمران ہیں، پس آل ابراہیم علیہ السلام سے مراد ان کی اولاد ہے، اور آل عمران (یعنی بی بی مریم کے والد) سے مراد بی بی مریم اور ان کے صاحب زادے، اور ابوموسی کی اولاد سے مراد موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام ہیں۔ **او لادها** :صرف حضرت عیسی علیہ السلام ہی پیدا ہوئے۔ **اذکر** :تقدیر عبارت یوں ہے کہ **اذکر یا محمد** عمران کی زوجہ کے قول کے وقت، جس وقت عمران کی زوجہ کا قصہ بیان کرنا مقصود تھا وہ وقت مراد ہے نہ کہ وہ وقت کہ جب یہ واقعہ زوجہ عمران کے ساتھ رونما ہوا تھا۔

واشتاقت للولد :ایک دن درخت کے سائے میں بیٹھی ہوئی تھیں تو دیکھا کہ ایک پرندہ اپنی چونچ سے اپنے بچے کو کھلا پلا رہا تھا یہ دیکھ کر آپ کو اولاد کا شوق ہوا۔ بی بی صاحبہ نے اولاد کی دعا فرمائی اور یہ منت مانی کہ پیدا ہونے والے بچے کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کردیں گی اور اس دور میں مسجد کی خدمت صرف (مذکر) اولاد ہی کیا کرتے تھے، اللہ عزوجل نے ان کی دعا قبول فرمائی اور وہ حاملہ ہوگئیں اور جب حمل محسوس کیا تو مزید اپنی منت کی جانب اس قول ﴿رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا﴾ توجہ فرمائی۔ **کما ینبت المولود فی العام** :یعنی عقل اور معرفت کے لحاظ سے اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ کلام مبالغہ کے قبیل سے ہے۔ **لان خالتها عندی** :لوگوں نے حضرت زکریا علیہ السلام سے کہا کہ اگر قرابت کی بات ہے تو پھر ان کی ماں زیادہ حقدار ہے۔ **الی نهر اردن** :یہ نہر آج

بھی جاری ہے۔ والقوا اقلامهم :ایک قول سهامهم یعنی تیروں کا بھی کیا گیا ہے، کہا جاتا کہ وہ قلم مراد ہے جس سے توریت لکھتے تھے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد لوہے کے قلم ہیں۔

وصعد: یعنی پانی کی سطح پر، یعنی جس کا قلم غرق ہو گیا یا پانی کے ساتھ نکل گیا اس کو کفالت کا حق نہ ہوگا۔ المحراب: عبادت گزاروں کے محلوں میں کے ایک محل کا نام جسے الغرفۃ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ یہ مسجد میں ہوتا ہے اور مسجد عبادت گزاروں کا محل ہوتی ہے۔

وهی صغیرة: مراد وہ جملہ ﴿هو من عند الله﴾ ہے جو آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے جھولے میں کہا۔

لما رای ذلک زکریا: ما قبل بی بی حنہ کا قصہ کہ جب انہوں نے اللہ عزوجل سے دعا فرمائی کہ وہ انہیں اولاد کمزوری اور بڑی عمر میں عطا کرے اور اللہ عزوجل نے انہیں جواب مرحمت فرمایا جب کہ وہ نبیہ بھی نہیں تھیں (کہ کوئی عورت نبی نہیں بن سکتی) اور انہیں بی بی مریم عطا فرمادی اور بی بی مریم کو مذکر بچوں سے افضل فرمایا اور ان کے پاس جنت سے رزق آتا تھا اور یہ ان کا عظیم اکرام تھا، پس یہ عجیب وغریب معاملہ ان کے لئے اولاد کی طلب کا باعث بنا۔ علم: یعنی باخبر ہوئے اور خرق عادت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا۔ فنادته الملائکة: یعنی دعا کو چالیس سال گزر جانے کے بعد۔ ای جبرئیل: خاص نام یعنی جبرئیل علیہ السلام کو عام نام یعنی ملائکہ کے ساتھ ان (یعنی جبرئیل علیہ السلام) کی تعظیم کے لئے ذکر فرمایا۔

لانه خلقه بکلمة کن: کہا جاتا ہے کہ جو کلمہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا تھا وہ یہ تھا کذلک الله یخلق ما یشاء اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کلمہ سے مراد وہ ہے جو جبرئیل علیہ السلام کو اللہ نے حکم ارشاد فرمایا کہ بی بی صاحبہ کے گریبان میں پھونک مارتے وقت کہیں۔

متبوعاً: یعنی وہ کہ جس کی اقتداء کی جائے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت یحیی علیہ السلام کو ولادت کے وقت ہی نبوت دے دی گئی تھی۔

ممنوعا من النساء: یعنی اختیاری طور پر اپنے رب کی جانب مشغولیت کی بناء پر، اور یہاں حصوراً سے یہ ہی مراد ہے، اور ایسا نہ ہو تو الممنوع من النساء سے مطلقاً عورتوں سے بے رغبتی مراد ہوگی چاہے اضطراری کیفیت ہو یا اختیاری۔

روی انه لم یعمل خطیئةالخ :یہ خاص حضرت یحیی علیہ السلام کی ہی خصوصیت نہیں بلکہ دیگر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام میں بھی پائی جاتی ہے۔ ای بلغت نهایة السن :یعنی ان کے زمانے کے لوگوں کی عمروں کے برابر نسبت کی گئی ہے اور یہ منافی کلام نہیں کہ متقدمین میں سے ہر ایک ہزار سال زندگی گزارتا تھا۔ لیجاب :اگر یہ کہا جائے کہ زکریا کے بارے میں اللہ کے فرمان ﴿یفعل ما یشاء﴾ اور بی بی مریم کے قصے میں اللہ عزوجل کا فرمان ﴿یخلق ما یشاء﴾ میں کیا حکمت ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے قصے میں خرق عادت والا معاملہ حضرت یحیی علیہ السلام کے مقابلے میں زیادہ ہے اس لئے کہ حضرت عیسی علیہ السلام بغیر باپ کے پاک دامن بی بی سے مریم سے پیدا ہوئے ہیں جب کہ حضرت یحیی علیہ السلام کے والدین موجود تھے اگرچہ ان کی ماں اس وقت حاملہ ہونے کے لائق نہ تھیں۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۲۲۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٣

﴿و﴾ اذْكُرْ ﴿اذ قالت الملئكة﴾ اَیْ جِبْرَءِیْلُ ﴿یمریم ان الله اصطفک﴾ اِخْتَارَکِ ﴿وطهرک﴾ مِنْ مَّسِیْسِ الرِّجَالِ ﴿واصطفک علی نساء العلمین(٤٢)﴾ اَیْ اَهْلِ زَمَانِکِ ﴿یمریم اقنتی لربک﴾ اَطِیْعِیْهِ ﴿واسجدی وارکعی مع الرکعین (٤٣)﴾ اَیْ صَلِّیْ مَعَ الْمُصَلِّیْنَ ﴿ذلک﴾ اَلْمَذْکُوْرُ مِنْ اَمْرِ زَکَرِیَّا وَمَرْیَمَ ﴿من انباء الغیب﴾ اَخْبَارِ مَا غَابَ عَنْکَ ﴿نوحیه الیک﴾ یَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿وما کنت لدیهم اذ یلقون اقلامهم﴾ فِی الْمَاءِ یَقْتَرِعُوْنَ لِیَظْهَرَ لَهُمْ ﴿ایهم یکفل﴾ یُرَبِّیْ ﴿مریم وما کنت لدیهم اذ یختصمون(٤٤)﴾ فِیْ کِفَالَتِهَا فَتَعْرِفُ ذٰلِکَ فَتُخْبِرُ بِهٖ وَاِنَّمَا عَرَفْتَهُ مِنْ جِهَةِ الْوَحْیِ اُذْکُرْ ﴿اذ قالت الملئکة﴾ اَیْ جِبْرَئِیْلُ ﴿یمریم ان الله یبشرک بکلمة منه﴾ اَیْ وَلَدٍ ﴿اسمه المسیح عیسی ابن مریم﴾ خاطَبَهَا بِنِسْبَتِهٖ اِلَیْهَا تَنْبِیْهًا عَلٰی اَنَّهَا تَلِدُهُ بِلَا اَبٍ اِذْ عَادَةُ الرِّجَالِ نِسْبَتُهُمْ اِلٰی اٰبَائِهِمْ ﴿وجیها﴾ ذَا جَاهٍ ﴿فی الدنیا﴾ بِالنُّبُوَّةِ ﴿والاخرة﴾ بِالشَّفَاعَةِ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی ﴿ومن المقربین(٤٥)﴾ عند الله ﴿ویکلم الناس فی المهد﴾ اَیْ طِفْلًا قَبْلَ وَقْتِ الْکَلَامِ ﴿وکهلا ومن الصلحین(٤٦)قالت رب انی﴾ کَیْفَ ﴿یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر﴾ بِتَزَوُّجٍ وَّلَا غَیْرِهٖ ﴿قال﴾ اَلْاَمْرُ ﴿کذلک﴾ مِنْ خَلْقِ وَلَدٍ مِّنْکِ بِلَا اَبٍ ﴿الله یخلق ما یشاء اذا قضی امرا﴾ اَرَادَ خَلْقَهُ ﴿فانما یقول له کن فیکون(٤٧)﴾ اَیْ فَهُوَ یَکُوْنُ ﴿ویعلمه﴾ بِالنُّوْنِ وَالْیَاءِ ﴿الکتب﴾ اَلْخَطَّ ﴿والحکمة والتوراة والانجیل(٤٨)و﴾ نَجْعَلُهُ ﴿رسولا الی بنی اسرائیل﴾ فِی الصِّبَا اَوْ بَعْدَ الْبُلُوْغِ فَنَفَخَ جِبْرَئِیْلُ فِیْ جَیْبِ دِرْعِهَا فَحَمَلَتْ، وَکَانَ مِنْ اَمْرِهَا مَا ذُکِرَ فِیْ سُوْرَةِ مَرْیَمَ فَلَمَّا بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ قَالَ لَهُمْ: اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ ﴿انی﴾ اَیْ بِاَنِّیْ ﴿قدجئتکم بایة﴾ عَلَامَةٍ عَلٰی صِدْقِیْ ﴿من ربکم﴾ هِیَ ﴿انی﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْکَسْرِ اِسْتِیْنَافًا ﴿اخلق﴾ اُصَوِّرُ ﴿لکم من الطین کهیئة الطیر﴾ مِثْلَ صُوْرَتِهٖ فَالْکَافُ اِسْمُ مَفْعُوْلٍ ﴿فانفخ فیه﴾ اَلضَّمِیْرُ لِلْکَافِ ﴿فیکون طیرا﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ طَائِرًا ﴿باذن الله﴾ بِاِرَادَتِهٖ فَخَلَقَ لَهُمُ الْخُفَّاشَ لِاَنَّهٗ اَکْمَلُ الطَّیْرِ خَلْقًا فَکَانَ یَطِیْرُ وَهُمْ یَنْظُرُوْنَهٗ فَاِذَا غَابَ عَنْ اَعْیُنِهِمْ سَقَطَ مَیِّتًا ﴿وابری﴾ اَشْفِیْ ﴿الاکمه﴾ اَلَّذِیْ وُلِدَ اَعْمٰی ﴿والابرص﴾ وَخُصَّا بِالذِّکْرِ لِاَنَّهُمَا دَاءَا اِعْیَاءٍ وَکَانَ بَعْثُهٗ فِیْ زَمَنِ الطِّبِّ فَاَبْرَاَ فِیْ یَوْمٍ خَمْسِیْنَ اَلْفًا بِالدُّعَاءِ بِشَرْطِ الْاِیْمَانِ ﴿واحی الموتی باذن الله﴾ بِاِرَادَتِهٖ کَرَّرَهٗ لِنَفْیِ تَوَهُّمِ

الْاُلُوْهِيَّةِ فِيْهِ فَاَحْيَا عَازِرَ صَدِيْقًا لَهٗ وَابْنَ الْعَجُوْزِ وَابْنَةَ الْعَاشِرِ فَعَاشُوْا وَوُلِدَ لَهُمْ، وَسَامَ بْنَ نُوْحٍ وَمَاتَ فِي الْحَالِ ﴿وانبئكم بما تاكلون وما تدخرون﴾ تَخْبَاُوْنَ ﴿في بيوتكم﴾ مِمَّا لَمْ اُعَايِنْهُ فَكَانَ يُخْبِرُ الشَّخْصَ بِمَا اَكَلَ وَمَا يَاْكُلُ بَعْدُ ﴿ان في ذلك﴾ اَلْمَذْكُوْرِ ﴿لاية لكم ان كنتم مؤمنين(۴۹)و﴾ جِئْتُكُمْ ﴿مصدقا لما بين يدى﴾ قَبْلِيْ ﴿من التوراة ولاحل لكم بعض الذى حرم عليكم﴾ فِيْهَا فَاَحَلَّ لَهُمْ مِنَ السَّمَكِ وَالطَّيْرِ مَا لَا صِيْصِيَّةَ لَهٗ وَقِيْلَ اَحَلَّ الْجَمِيْعَ فَبَعْضٌ بِمَعْنٰى كُلٍّ ﴿وجئتكم باية من ربكم﴾ كَرَّرَهٗ تَاكِيْدًا اَوَلِيَبْنِيَ عَلَيْهِ ﴿فاتقوا الله واطيعون(۵۰)﴾ فِيْمَا اٰمُرُكُمْ بِهٖ مِنْ تَوْحِيْدِ اللّٰهِ وَطَاعَتِهٖ ﴿ان الله ربي وربكم فعبدوه هذا﴾ اَلَّذِيْ اٰمُرُكُمْ بِهٖ ﴿صراط﴾ طَرِيْقٌ ﴿مستقيم(۵۱)﴾ فَكَذَّبُوْهُ وَلَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖ ﴿فلما احس﴾ عَلِمَ ﴿عيسى منهم الكفر﴾ وَاَرَادُوْا قَتْلَهٗ ﴿قال من انصاري﴾ اَعْوَانِيْ ذَاهِبًا ﴿الى الله﴾ لِاَنْصُرَ دِيْنَهٗ ﴿قال الحواريون نحن انصارالله﴾ اَعْوَانُ دِيْنِهٖ وَهُمْ اَصْفِيَآءُ عِيْسٰى اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَكَانُوْا اِثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، مِنَ الْحَوَرِ وَهُوَ الْبَيَاضُ الْخَالِصُ وَقِيْلَ كَانُوْا قَصَّارِيْنَ يَحُوْرُوْنَ الثِّيَابَ اَيْ يُبَيِّضُوْنَهَا ﴿ امنا﴾ صَدَّقْنَا ﴿بالله واشهد﴾ يَا عِيْسٰى ﴿ بانا مسلمون(۵۲) ربنا امنا بما انزلت﴾ مِنَ الْاِنْجِيْلِ ﴿ واتبعنا الرسول﴾ عِيْسٰى ﴿ فاكتبنا مع الشاهدين(۵۳)﴾ لَكَ بِالْوَحْدَانِيَّةِ وَلِرَسُوْلِكَ بِالصِّدْقِ قَالَ تَعَالٰى ﴿ومكروا﴾ اَيْ كُفَّارُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ بِعِيْسٰى اِذْ وَكَّلُوْا بِهٖ مَنْ يَّقْتُلُهٗ غِيْلَةً ﴿ومكرالله﴾ بِهِمْ بِاَنْ اَلْقٰى شِبْهَ عِيْسٰى عَلٰى مَنْ قَصَدَ قَتْلَهٗ فَقَتَلُوْهُ وَرُفِعَ عِيْسٰى اِلَى السَّمَآءِ ﴿والله خيرالمكرين(۵۴)﴾ اَعْلَمُهُمْ بِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

اور (یادکرو) جب فرشتوں نے کہا (یعنی جبرائیل علیہ السلام نے) اے مریم بیشک اللہ نے تجھے چن لیا (تجھے خاص کیا) اورخوب ستھرا کیا (مردوں کے چھونے سے) اور سارے جہاں (یعنی تیرے زمانے) کی عورتوں سے تجھے پسند کیا، اے مریم! اپنے رب کی اطاعت کر (اقنتی بمعنیٰ اطیعی۔ ہے) اوراس کیلئے سجدہ کراور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر......۱......(یعنی نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھ) یہ (یعنی حضرت زکریا علیہ السلام اور بی بی مریم کا مذکورہ معاملہ) غیب کی خبریں ہیں (یعنی وہ خبریں ہیں جو آپکی نگاہوں سے پوشیدہ تھیں) ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں (اے محمد ﷺ!) اورتم انکے پاس نہ تھے جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے (پانی میں، یعنی قرعہ اندازی کررہے تھے تاکہ ظاہر ہوجائے ان پر) کہ کون ان میں سے پرورش کرے (یعنی تربیت کرے) مریم کی اورتم انکے پاس نہ

تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے (انکی کفالت کے بارے میں کہ آپ کو اس کی خبر ہوتی اور آپ اس کی خبر دیتے بلکہ آپ نے ان باتوں کو بذریعہ وحی جانا ہے، یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا (یعنی جبرائیل علیہ السلام نے) اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمے کی (یعنی لڑکے کی) جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا (ہوگا، یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بی بی مریم کی طرف منسوب کر کے خطاب فرمانے کا سبب اس بات پر متنبہ کیا ہے کہ بی بی مریم انہیں بغیر باپ کے جنم دیں گی جبکہ عام طور پر آدمی اپنے باپ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے) وجیہ (یعنی صاحب وجاہت) ہوگا دنیا میں (نبوت کے ساتھ) اور آخرت میں (شفاعات اور عالی درجات کے ساتھ) اور قرب والا ......۲...... (اللہ عزوجل کے نزدیک) اور لوگوں سے بات کریگا پالنے میں (یعنی بات کرنے کے وقت سے پہلے ہی حالتِ شیر خواری میں) اور پکی عمر میں اور صالحین میں ہوگا بولی اے رب میرے! میرے بچہ کہاں سے ہوگا؟ (اَنّٰی بمعنی کیف ہے) مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ نہ لگایا (نہ نکاح کے ذریعے اور نہ غیر نکاح کے ذریعے سے) فرمایا (معاملہ) یوں ہی ہے (وہ تجھ سے بغیر باپ کے بیٹا پیدا فرمائیگا، اللہ عزوجل) پیدا کرتا ہے جو چاہے جب کسی کام کا حکم فرمائے (یعنی کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرلے) تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے......۳...... (فیکون اصل میں فھو یکون ہے) اور اللہ اسے سکھائے گا (یعلمہ یاء اور نون دونوں لغتوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کتاب (یعنی لکھنا) اور حکمت اور توریت اور انجیل اور (ہم اسے بنائیں گے) رسول بنی اسرائیل کی طرف (بچپن ہی میں یا بلوغت کے بعد، پس جبرائیل علیہ السلام نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونکا تو وہ حاملہ ہوگئیں، یہ واقعہ سورۂ مریم میں بھی مذکور ہے، جب اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا تو انہوں نے ان سے کہا میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں) میں (اَنّیْ بمعنی بانی ہے) تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں (جو میری سچائی کی علامت ہے) تمہارے رب کی طرف سے (وہ علامت یہ ہے کہ) میں (اَنّـی ایک قرأت میں اِنّـی کسرہ کے ساتھ بطور جملہ مستانفہ ہے) بناتا ہوں (یعنی میں صورت بناتا ہوں) تمہارے لئے مٹی سے پرندہ کی سی مورت (یعنی پرندہ کی مثل صورت بناتا ہوں، کاف مفعول ہے) پھر اس میں پھونک مارتا ہوں (فیــــہ کی ضمیر کھیــــئۃ میں کاف کی طرف راجع ہے) تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے (ایک قرأت میں لفظ طائر ہے) اللہ کے حکم سے......۴...... (یعنی ارادے سے، آپ نے انکے لئے ایک چمگادڑ بنائی کیونکہ وہ خلقت کے لحاظ سے مکمل پرندہ ہوتی ہے، پس وہ انکے دیکھتے ہی دیکھتے اڑنے لگی پھر جب وہ انکی نگاہوں سے اوجھل ہوئی تو گر کر مرگئی) اور میں درست کر دیتا ہوں (یعنی شفاء دیتا ہوں) مادر زاد اندھے (جو ماں کے پیٹ سے اندھے پیدا ہوں) اور سفید داغ والے کو (ان دونوں بیماروں کو اس لئے خاص ذکر کیا کہ اس وقت اطباء ان بیماریوں سے عاجز تھے اور آپ کی بعثت زمانہ طب میں ہوئی تھی آپ نے ایک دن میں پچاس ہزار مریضوں کو دعا فرما کر ایمان لانے کی شرط پر درست کر دیا) اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے (یعنی اسکے ارادے سے، اس جملے کا تکرار الوھیت کے وہم کی نفی کیلئے ہے لہٰذا آپ نے اپنے دوست عاذر اور ایک بڑھیا کے لڑکے اور ایک عشر وصول کرنے والے کی لڑکی کو زندہ کیا، وہ ایک عرصے تک زندہ رہے، انکی اولاد بھی ہوئی، نیز آپ نے سام بن نوح کو بھی زندہ فرمایا پھر وہ اسی وقت وصال فرما گئے) اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو جمع رکھتے ہو (یعنی جو تم چھپاتے ہو) اپنے گھروں میں......۵...... (جسے میں نے دیکھا تک نہیں پس آپ کسی بھی شخص کو بتا دیا کرتے تھے جو اس نے کھایا اور جو وہ بعد میں کھائے گا) بیشک ان باتوں میں (یعنی مذکورہ باتوں میں) تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور (میں تمہارے پاس) تصدیق کرتا آیا ہوں اسکی جو میرے ہاتھوں میں ہے (اپنے سے پہلی) کتاب توریت کی اور اسلئے کہ حلال کروں تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں (توریت میں، پس آپ نے ان کیلئے مچھلی اور ایسے پرندے جو پنجوں کو بطور ہتھیار استعمال نہ کرتے ہوں حلال کر دیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ انکے لئے ہر چیز حلال کر دی گئی اور یہاں بعض، کل کے معنی

میں ہے) اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں (اس جملہ کا تکرار تاکید کیلئے ہے اور اس لئے ہے کہ اگلے جملے کی اس پر بناء درست ہوسکے) تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو (جو حکم میں تمہیں دیتا یعنی اللہ کی توحید اور اسکی اطاعت کا) بیشک میرا تمہارا سب کا رب اللہ ہے تو اسی کو پوجو، یہ ہے (یہی ہے وہ بات جسکا میں تمہیں حکم دیتا ہوں) راستہ (صراط بمعنی طریق) سیدھا (تو انھوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کو جھٹلایا اور ان پر ایمان نہ لائے) پھر جب پایا (جانا) عیسی نے ان سے کفر (اور انہوں نے عیسی علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو) بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں (انصار بمعنی مددگار ہے، میں جانے والا ہوں) اللہ کی طرف (کہ اسکے دین کی مدد کروں......) حواریوں نے کہا ہم مددگار ہیں خدا کے (یعنی اسکے دین کے، یہ حضرت عیسی علیہ السلام کے قریبی ساتھی تھے اور سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والے تھے جو تعداد میں بارہ تھے، حواری حور سے مشتق ہے جسکے معنی خالص سفیدی کے ہیں، بعض نے کہا کہ وہ دھوبی تھے جو کپڑوں کو دھوکر سفید کیا کرتے تھے) ہم ایمان لائے اللہ پر (یعنی ہم نے اس کی تصدیق کی) اور آپ گواہ ہوجائیں (اے عیسی) کہ ہم مسلمان ہیں، اے رب ہمارے! ہم اس پر ایمان لائے جو تونے اتارا (انجیل میں) اور رسول (یعنی عیسی) کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں میں لکھ دے (یعنی اپنی وحدانیت اور اپنے رسول کی سچائی کی گواہی دینے والوں میں لکھ دے، اللہ عزوجل نے فرمایا) اور کافروں نے مکر کیا (یعنی بنی اسرائیل کے کافروں نے حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا کہ ایک شخص کو انہیں دھوکے سے قتل کرنے پر مقرر کیا) اور اللہ نے انکے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی (یوں کہ جس نے حضرت عیسی علیہ السلام کا قتل کرنا تھا اللہ عزوجل نے اسے حضرت عیسی علیہ السلام کا ہم شکل بنادیا، بنی اسرائیل نے اسے شبہ میں قتل کردیا اور حضرت عیسی علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا) اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے (وہ ان سے زیادہ جانتا ہے انکے مکر کو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قالت الملئكة يمريم ان الله اصطفك وطهرك واصطفك على نساء العلمين﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قالت الملئكة: جملہ قول، یمریم: جملہ ندائیہ، انّ: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، اصطفک: جملہ معطوف علیہ، وطھرک: جملہ معطوف اول، واصطفک علی نساء العلمین: معطوف ثانی، معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مقصود بالنداء، جو نداء سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر مضاف الیہ، ملکر اذکرو فعل محذوف کا ظرف۔

﴿يمريم اقنتي لربك واسجدي واركعي مع الراكعين ذلك من انباء الغيب نوحيه اليك﴾

یمریم: جملہ ندائیہ، اقنتی لربک: جملہ معطوف علیہ، واسجدی: معطوف اول، وارکعی مع الرکعین: معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مقصود بالنداء، جو نداء سے ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ، ذلک: مبتدا، من انباء الغیب: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، نوحیہ الیک: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما كنت لديهم اذ يلقون اقلامهم ايهم يكفل مريم﴾

و: مستانفہ، ما: نافیہ، کنت: فعل ناقص وضمیر مرفوع متصل اسم، لدیھم: ظرف مستقر اول متعلق استقر فعل محذوف، اذ: مضاف، یلقون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، اقلامھم: مفعول، ایھم: مرکب اضافی مبتدا، یکفل: فعل بافاعل، مریم: مفعول، سب ملکر جملہ

فعلیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، یلقون فعل اپنے متعلقات سے ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف ثانی متعلق استقر، فعل محذوف اپنے فاعل اور دونوں ظرف مستقر سے ملکر خبر، کنت فعل ناقص اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کنت لدیھم اذ یختصمون﴾

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کنت: فعل ناقص بااسم، لدیھم: ظرف مستقر اول، اذ یختصمون: ظرف مستقر ثانی، استقر فعل محذوف اپنے فاعل اور ظرفوں سے ملکر خبر، کنت فعل ناقص اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذ قالت الملئکۃ یمریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین﴾

اذ: مضاف، قالت الملئکۃ: قول، یمریم: جملہ ندائیہ، انّ: حرف مشبہ، اللہ: اسم جلالت اسم، یبشرک: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، کلمۃ: موصوف، منہ: صفت اول، اسمہ: مبتدا، المسیح: مبدل منہ، عیسی ابن مریم: مرکب توصیفی بدل، ملکر خبر، جو مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت ثانی، موصوف اپنی صفات سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، وجیھا فی الدنیا والاخرۃ: معطوف علیہ، ومن المقربین: معطوف ملکر حال کلمۃ سے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، جو نداء سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ویکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصلحین﴾

و: عاطفہ، یکلم: فعل، ھو ضمیر ذوالحال، الناس: مفعول، فی المھد: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، وکھلا ومن الصالحین: معطوف ہے فی المھد پر، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، ماقبل وجیھا پر معطوف ہے۔

﴿قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذلک اللہ یخلق ما یشاء﴾

قالت: قول، رب: جملہ ندائیہ، انی: ظرف مکان خبر مقدم، یکون: فعل ناقص، لی: ظرف مستقر حال مقدم، ولد: ذوالحال، اپنے حال سے ملکر اسم، ولم یمسسنی بشر: جملہ حال، جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، جو ندا سے ملکر مقولہ، قال: قول، کذلک: ظرف مستقر خبر، مبتدا محذوف الامر کیلئے ای الامر کذلک، اللہ: اسم جلالت مبتدا، یخلق ما یشاء: جملہ فعلیہ خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ویعلمہ الکتب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل﴾

اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، قضی امرا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انما: کافۃ ومکفوفہ، یقول: فعل بافاعل، لہ: متعلق، ملکر قول، کن: فعل تام بافاعل ملکر مقولہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ف، یکون: فعل تام بافاعل ملکر خبر، مبتدا محذوف ھو کیلئے، اصل میں ھو یکون تھا مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: مستانفہ، یعلمہ الکتب والحکمۃ.....الخ: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ورسولا الی بنی اسرائیل انی قد جئتکم باٰیة من ربکم﴾

و: عاطفہ، یجعلہ: فعل مقدر، رسولا: موصوف، الی بنی اسرائیل: ظرف مستقر صفت اول، انّ: حرف مشبہ، ی: اسم، قد جئتکم: فعل بافاعل ومفعول، بایة من ربکم: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ بتقدیر ب جار کیلئے مجرور، جواپنے جار سے ملکر ظرف مستقر ہوا ناطقا اسم فاعل محذوف کیلئے، اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت ثانی، موصوف اپنی صفات سے ملکر مفعول، فعل محذوف اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذنِ اللہ﴾

انّ: حرف مشبہ، ی: ضمیر اسم، اخلق: فعل وفاعل، لکم: ظرف لغو، من الطین: مفعول، کھیئة الطیر: متعلق ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل اٰیة سے بدل ہے، ف: عاطفہ، انفخ فیہ: جملہ فعلیہ ماقبل اخلق پر معطوف، ف: عاطفہ، یکون: فعل، ھو ضمیر اسم، طیرا: خبر، باذن اللہ: متعلق بیکون یا ظرف مستقر حال ہے طیرا سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واُبرئُ الاکمه والابرصَ واحی الموتی باذنِ اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم﴾

و: عاطفہ، ابری: فعل وانا ضمیر مستتر فاعل، الاکمه والابرص: معطوف معطوف علیہ ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر اخلق پر معطوف ہے، و: عاطفہ، احی الموتی باذن اللہ: جملہ فعلیہ کا ماقبل پر عطف ہے، و: عاطفہ، انبئکم: فعل وانا ضمیر مستتر فاعل، ب: جار، ما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم: معطوف معطوف علیہ ملکر مجرور، متعلق فعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ان فی ذلک لاٰیة لکم ان کنتم مؤمنین﴾

انّ: حرف مشبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر، لام: تاکیدیہ، اٰیة: موصوف، لکم: ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر اسم، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ، ان: شرطیہ، کنتم مومنین: جملہ فعلیہ شرط، انتفعتم بھذہ الاٰیة جواب شرط محذوف، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومصدقا لما بین یدی من التوراة ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم﴾

و:س عاطفہ، مصدقا: اسم فاعل، لما بین یدی من التورة: ظرف لغو، شبہ جملہ ہوکر حال ہے، جئتکم فعل محذوف کے فاعل سے، و: عاطفہ، لام: جار، احل: فعل بافاعل، لکم: ظرف لغو، بعض الذی حرم علیکم: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، ملکر جئتکم کے متعلق ہے۔

﴿وجئتکم باٰیة من ربکم فاتقوا اللہ واطیعونِ﴾

و: عاطفہ، جئتکم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، اٰیۃ: موصوف، من ربکم: صفت ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر حال ہے فاعل سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل احل پر عطف، ف: فصیحیہ، اتقوا اللّٰہ: جملہ فعلیہ جزا، شرط محذوف اذا علمتم انہ لا یسوغ لکم بعد ھذہ الآلاء التی مننت بھا علیکم ان تاخذکم ھوادۃ فی طاعۃ اللّٰہ کیلئے، ملکر جملہ شرطیہ، واطیعون: جملہ ماقبل اتقوا پر معطوف ہے۔

﴿ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم﴾

انّ: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، ربی وربکم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، اعبدوہ: جملہ فعلیہ جزا ہے شرط محذوف اذا شئتم حسن المصیر کیلئے، ھذا: مبتدا، صراط مستقیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما احس عیسیٰ منھم الکفر قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ اٰمنا باللہ﴾

ف: عاطفہ، لما: ظرفیہ حینیہ یا رابطہ، احس عیسی منھم الکفر: شرط، قال من انصاری الی اللّٰہ: جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ، قال الحواریون: قول، نحن: مبتدا، انصار اللّٰہ: خبر اول، اٰمنا باللّٰہ: جملہ فعلیہ خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿واشھد بانا مسلمون ربنا اٰمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشھدین﴾

وَ مستانفہ، اشھد: فعل امر، انت ضمیر فاعل، بانا مسلمون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ربنا: جملہ ندائیہ، اٰمنا بما انزلت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واتبعنا الرسول: جملہ معطوف، جو معطوف علیہ سے ملکر مقصود بالنداء ماقبل نحن کیلئے خبر ثالث، ف: فصیحیہ، اکتبنا مع الشھدین: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر المکرین﴾

و: مستانفہ، مکروا: فعل بافاعل راجع بسوئے کفار ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، مکر: فعل، اللّٰہ: فاعل، واللّٰہ خیر الماکرین: جملہ اسمیہ حال ہے فاعل سے، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بی بی مریم کی تمام عورتوں پر فضیلت:

۱...... مذکورہ آیت مبارکہ میں ملائکہ سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ اللہ عزوجل نے بی بی مریم کو حیض ونفاس سے پاک کیا کہ انہیں حیض آتا ہی نہ تھا ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کو گناہوں سے پاک کیا اور اس وقت کی تمام عورتوں پر آپ کو فضیلت عطا فرمائی جبکہ ایک قول کے مطابق تمام عالمین کی عورتوں پر آپ کو فضیلت عطا فرمائی۔

(الخازن ج ۱، ص ۲۴۴)

تفسیر صاوی میں ہے کہ پانچ خواتین افضل ہیں مریم، خدیجہ، فاطمہ، عائشہ اور آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون رضی اللہ عنھم اجمعین، بی بی آسیہ اور بی بی مریم جنت میں سید عالم ﷺ کی ازواج میں سے ہونگی۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۲۳٤)

☆...... حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ کی فضیلت تمام خواتین میں ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر، مردوں میں کئی مرد کامل ہوئے ہیں، لیکن عورتوں میں کامل صرف مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول الله تعالى، ص ۵۷۸)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمام جہان کی عورتوں میں مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ زوجہ فرعون کی فضیلت جاننا بہتر ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل خديجة رضى الله عنها، ص ۲۲۷، ج ۲)

مسیح کے معنی:

۲...... مشہور یہ ہے کہ مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے اور یہ لقب انکی عزت افزائی کے لیے ہے جیسا کہ کسی کا لقب فاروق ہوتا ہے۔ اور اسکی اصل یہ ہے کہ لفظ مسیح کو عبرانی زبان میں مشیح کہتے ہیں جسکا معنی ہے مبارک (برکت والا) بعض کے نزدیک لفظ عیسیٰ معرب ہے ایشوع سے جسکے معنی سید ہیں۔ کثیر سلف وصالحین کے نزدیک لفظ مسیح المسح سے مشتق ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اس لفظ کے اطلاق کی وجہ کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ انکا مسح باعث برکت ہوتا تھا، جبکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب وہ اندھے کی آنکھوں پر مسح کرتے تو وہ دیکھنے لگتا، ایک قول یہ بھی ہے جب وہ بیمار یا آفت زدہ پر ہاتھ پھیرتے تو وہ بیمار ٹھیک ہوجاتا، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ وہ زیتون کے تیل سے مسح کرتے جس میں برکت رکھی گئی ہے۔ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بھی زیتون کے تیل سے مسح کیا کرتے تھے، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے بازو سے ان پر مسح کیا تھا جسکی وجہ سے وہ شیطان مردود کے شر سے پناہ میں آگئے۔ (روح المعانی، الجزء الثالث، ص ۲۱۳)

بغیر نکاح کے اولاد کی نعمت:

۳...... حضرت بی بی مریم نے اپنے پروردگار عزوجل سے عرض کی: ''اے اللہ! میرے ہاں اولاد کیوں کر ہوگی جبکہ میں نے نکاح نہیں کیا اور نہ ہی نکاح کا ارادہ کیا اور نہ ہی میں بدکردار ہوں؟'' فرشتے نے اللہ عزوجل کی طرف سے جواب دیا: ''بات تو یوں ہی ہے جیسا تم کہتی ہو لیکن اللہ عزوجل بڑی قدرت والا ہے اسے کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔'' حضرت زکریا علیہ السلام کے سوال کے جواب میں اللہ عزوجل نے ﴿یفعل مایشاء﴾ فرمایا تھا تا کہ کسی انکار کرنے والے کیلئے کوئی شبہ باقی نہ رہے پھر مزید تاکید کیلئے فرمایا کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ فرمالیتا ہے تو بس اتنا ہی کہتا ہے کہ ہوجا تو وہ فوراً ہوجاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اسکے حکم کے بعد ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہیں ہوتی جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿وما أمرنا إلا واحدة كلمح بالبصر (القمر: ۵۰)﴾۔ (ابن کثیر ج ۱، ص ۴۵۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات:

۴...... اکثر قراء حضرات نے لفظ طیر کو جمع پڑھا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بہت سارے پرندے بنائے تھے جبکہ جعفر، نافع اور یعقوب نے طائر کو مفرد پڑھا کیونکہ ان میں سے ایک طائر تھا۔ امام بغوی کا قول یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سوائے

چمگادڑ کے کوئی پرندہ نہ بنایا۔ چمگادڑ کو اسلئے خاص کیا کہ یہ پرندوں میں سب سے کامل ترین ہے کیونکہ اسکے پستان اور دانت ہوتے ہیں، اسے حیض آتا ہے۔ حضرت وہب فرماتے ہیں کہ جب تک لوگ اسے دیکھتے رہتے وہ اڑتا رہتا ہے لیکن جب لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوتا تو گر کر مر جاتا، ایسا صرف اس لئے ہوتا تھا کہ براہ راست خدائی تخلیق اور بندہ کی وساطت سے تخلیق میں فرق واضح ہو جائے ۔(الـــــــــــــــــــــــــــــظـــــــــــــــــــــــــــــری، ج۲، ص۴۷٤)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کو انتہائی عروج حاصل تھا اس لئے انکو اسی قسم کے معجزے عطا کئے گئے تاکہ معلوم ہو کہ طب کے طریقے سے جس کا علاج ممکن نہ ہو اسکو تندرست کر دینا یقیناً معجزہ ہے اور نبی کے صدق نبوت کی دلیل ہے۔ اکثر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پچاس پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہو جاتا تھا۔ ان میں جو چل سکتا تھا وہ حاضر خدمت ہوتا اور جسے چلنے کی قدرت نہ ہوتی اسکے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود تشریف لے جاتے اور دعا فرما کر اسے تندرست کر دیتے اور یہ شرط ٹھہرا لیتے کہ وہ آپ کے اللہ عزوجل کی جانب سے رسول ہونے پر ایمان لے آئے گا۔

☆......حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار شخصوں کو زندہ کیا۔ ایک عاذر کہ اسکی وفات کے تین دن بعد آپ نے اللہ عزوجل سے دعا فرمائی تو وہ باذن الٰہی زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور مدت تک زندہ رہا۔ ایک بڑھیا کے لڑکے کا جنازہ جارہا تھا آپ نے دعا فرمائی وہ زندہ ہو کر نعش برداروں کے کندھے سے اتر پڑا زندہ رہا اور اس کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ ایک عاشر کی لڑکی کا انتقال ہوا اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا نے اسے زندہ کیا۔ حضرت سام بن نوح کو انتقال کے ہزاروں سال بعد لوگوں کی خواہش پر حضرت نے زندہ کیا اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور اسی وقت اسکا انتقال ہو گیا۔ (خزائن العرفان، حاشیہ ۱۰۱، ۱۰۲)

حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کا غیب کی خبریں دینا:

۵......کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک آدمی کو ہر اس چیز کی خبر دیتے جو اس نے گذشتہ رات کھایا، جو وہ آج کھائے گا اور جو اس نے رات کے لئے ذخیرہ کیا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کتاب کی تعلیم کے دوران بچوں سے ان کے گھر میں بنائی جانے والی چیز کے بارے میں باتیں کرتے۔ آپ ایک لڑکے سے فرماتے جاؤ تیرے گھر والوں نے فلاں فلاں چیز کھائی ہے اور تیرے لئے یہ چیز رکھی ہے، وہ بچہ گھر جاتا روتا یہاں تک کہ گھر والے اسے چیز دیتے اور پوچھتے: تجھے یہ کس نے بتایا؟ تو بچہ کہتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے۔ پس لوگوں نے بچوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے سے منع کر دیا اور کہا تم اس جادوگر سے نہ ملا کرو۔ لوگوں نے اپنے بچوں کو ایک گھر میں جمع کر دیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کی تلاش میں ان کے پاس آئے تو لوگوں نے کہا بچے یہاں نہیں ہیں۔ آپ نے پوچھا اس گھر میں کیا ہے؟ لوگوں نے کہا خنازیر ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا چلو ایسے ہی سہی۔ جب لوگوں نے دروازہ کھولا تو سب بچے خنزیر بن چکے تھے۔ یہ بات بنی اسرائیل میں پھیل گئی تو بنی اسرائیل نے آپ کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا، آپ کی والدہ ان کے ارادے بھانپ گئیں، پس آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک دراز گوش پر سوار کیا اور آپ کو سرزمین مصر کی طرف لیکر چلی گئیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ مائدہ (دسترخوان) کے بارے میں ہوا جہاں کہیں وہ ہوتے من و سلویٰ جیسا کھانا ان پر نازل ہوتا، انہیں حکم دیا گیا اس میں خیانت نہ کریں اور نہ ہی اس کو ذخیرہ کریں، انہوں نے اس میں خیانت بھی کی اور ذخیرہ بھی کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں اس کے بارے میں بھی آگاہ کیا جو انہوں نے کھانا کھایا تھا اور اس کے بارے میں بھی آگاہ کیا جو انہوں نے ذخیرہ کیا تھا، اللہ عزوجل نے انہیں خنزیروں کی صورت میں مسخ کر دیا۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر واضح دلیل ہے اور آپ کا عظیم معجزہ ہے۔

(الخازن، ج۱، ص۲٤۷، ۲٤۸)

حواری کسے کہتے ہیں؟

٦.....حواری خاص دوست کو کہتے ہیں یہ حور سے مشتق ہے جسکے معنی خالص سفیدی کے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے کلمات تین مرتبہ ارشاد فرمائے، جب آپ ﷺ نے لوگوں کو غزوہ خندق کی دعوت دی، ہر مرتبہ زبیر بن عوام نے لبیک کہی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے، میرا حواری زبیر ہے۔" قاموس میں ہے کہ حواری سے مراد مددگار یا انبیاء کا مددگار، دھوبی اور گہرا دوست ہے۔ (المظھری، ج ۱، ص ۴۷۷)

اسی سے حواریات ہیں یعنی وہ دیہاتی عورتیں جن کی رنگت صاف ہو۔ حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھیوں کو بھی انکے خلوص نیت اور گہری دوستی کی وجہ سے حواری کہتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اس سے مراد وہ بادشاہ ہیں جو سفید کپڑے پہنتے تھے جن سے حضرت عیسی علیہ السلام مدد طلب کرتے تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ دھوبی تھے جو کپڑوں کو دھو کر سفید کر دیتے تھے۔

(البیضاوی، ج ۱، ص ۲٦٤)

☆.....حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حواری سے مراد حضرت عیسی علیہ السلام کے ۱۲ اصفیاء ہیں۔ (تنویر المقباس، ص ٦٢)

اغراض:

ای جبرئیل: اشارہ ہے کہ خاص نام یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو عام یعنی ملائکہ کے ساتھ ذکر کرنے کا سبب خاص نام کی تعظیم مقصود ہے۔ **من مسیس الرجال:** یعنی حیض، نفاس اور گندگی وغیرہ سے۔ **فتعرف ذلک الخ:** کہ آپ علیہ السلام کو اس کی خبر ہوتی اور آپ علیہ السلام اس کی خبر دیتے، بلکہ ہوا یہ کہ آپ علیہ السلام نے ان باتوں کو بذریعہ وحی جانا ہے نہ کہ کسی اور جہت سے، اس لئے کہ آپ علیہ السلام کا شہر علم کے اعتبار سے نہ مانا جاتا تھا، اور نہ ہی آپ علیہ السلام کے پاس معلم بیٹھے رہا کرتے تھے، اور نہ ہی کتاب پڑھتے، اور نہ ہی وہ یا اور کوئی اجداد میں سے ان واقعات کے وقت میں حاضر ہوتے، پس آپ علیہ السلام نے یہ سب بطور وحی متعین فرمایا۔ **فی الصباء:** جب کہ وہ تین سال کے تھے۔

بالنبوۃ: یعنی معجزات باہرہ اور حکمت کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ **والدرجات العلی:** اس حیثیت سے کہ وہ اولی العزم والے تھے۔

قبل وقت الکلام: اور ایسا متعدد بار ہوا کہ گنا نہیں جا سکتا، وہ اپنی ماں سے بات چیت کرتے جب کہ وہ ان کے پیٹ میں تھے اور جب ان کی ماں کسی اور انسان سے کلام میں مصروف ہوتیں تو وہ تسبیح میں مصروف ہو جاتے۔ **بتزویج ولا غیرہ:** یعنی زنا وغیرہ سے، جس کی صراحت سورۃ مریم میں اس ﴿ولم اک بغیا﴾ فرمان کے ذریعے ہے۔

الخط: حضرت عیسی علیہ السلام کی لکھائی بہت اچھی تھی، اور وہ بچوں کو مکتب میں سکھاتے بھی تھے۔ **توراۃ:** اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ توریت تو حضرت موسی علیہ السلام کی کتاب تھی، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ انجیل سے اس کے منسوخ ہونے سے پہلے توریت حضرت عیسی علیہ السلام کو حفظ تھی اور وہ اس پر عمل پیرا ہوتے تھے۔

او بعد بلوغ: مراد تیس سال ہیں، اور دونوں اقوال یعنی تین اور تیس سال کے ضعیف ہیں۔ اور قابل اعتماد قول یہ ہے کہ وہ چالیس سال کی عمر میں نبی بنے اور نبی و رسول کی حیثیت سے دنیا میں اسّی سال رہے اور ایک سو بیس سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

ونفخ فی جیب درعھا: جب کہ عمر مبارک دس، تیرہ یا سولہ سال کی تھی۔ اصور: اس جملے سے اس وہم کا ازالہ مقصود ہے کہ خلق کہتے ہیں عدم سے وجود میں لانے کو اور یہ اللہ عزوجل کے ساتھ مخصوص ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ خلق بمعنی تصویر ہے۔ الضمیر للکاف: صحیح یہ ہے کہ ضمیر الطین کی جانب لوٹے، اور اس مغایرت کی حکمت یہ ہے کہ یہاں متکلم حضرت عیسی علیہ السلام ہیں اور وہاں یعنی مائدہ میں متکلم اللہ عزوجل ہے۔ سقط میتاً: تا کہ خالق اور مخلوق کے فعل میں فرق ہو جائے۔ الخفاش: بمعنی الوطواط چمگادڑ ہے۔ لانہ اکمل الطیر خلقا: اس کی تفصیل ماقبل گزر چکی ہے۔ لانھما داءا اعیاء: یعنی ان کے دور کے اطباء ان دونوں یعنی مادرزاد اندھے اور کوڑھی کے علاج سے عاجز تھے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر دور کے نبی کا معجزہ اس کے زمانے کے اعتبار سے ہوتا ہے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے دور میں جادو کا رواج تھا تو آپ علیہ السلام کو عصاء اور ید بیضاء والا معجزہ دیا گیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فصحاء وبلغاء عروج پر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن بطور معجزہ دیا گیا۔ ما لا صیصة له: یعنی کانٹا کہ جس سے ایذا دی جائے، اور جس جانور میں پنجہ ہوتا ہے وہ اپنی حلت پر برقرار رہا نہ کہ حرام ہوا۔ وطاعته: توحید پر معطوف ہے، عام کا عطف خاص پر ہونے کے اعتبار سے۔ اعوان دینه: یعنی اس کے اہل دین، پس نصرۃ الدین نصرۃ اہل سے بطور کنایہ مستعمل ہے۔ وکانوا اثنی عشر: اور ان میں دو بڑے تھے جن کے نام شمعون اور یعقوب تھے۔ وھو البیاض الخالص: یعنی ان کے دلوں اور کپڑوں کی سفیدی کی وجہ سے، پس اللہ نے انہیں ظاہر و باطن کی سفیدی سے نواز دیا۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۲۳۳ وغیرہ)

ای ولد: اس بچے کو کلمہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ کلمہ کن سے معرض وجود میں آئے پس اس اعتبار سے سبب کا مسبب پر اطلاق پایا جاتا ہے اراد بخلقه: یہاں اس کی مراد قضاء بیان کی گئی ہے اور لغت میں اس کے دو معانی ہیں۔ (الجمل، ج ۱، ص ۴۱۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

اُذْکُرْ ﴿ اذقال اللہ یعیسی انی متوفیک﴾ قَابِضُکَ ﴿ورافعک الی﴾ مِنَ الدُّنْیَا مِنْ غَیْرِ مَوْتٍ ﴿ ومطھرک﴾ مُبْعِدُکَ ﴿من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک﴾ صَدَّقُوْا نُبُوَّتَکَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالنَّصَارٰی ﴿ فوق الذین کفروا﴾ بِکَ وَھُمُ الْیَھُوْدُ یَعْلُوْنَھُمْ بِالْحُجَّةِ وَالسَّیْفِ ﴿ الی یوم القیمة ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیه تختلفون ﴿۵﴾ مِنْ اَمْرِ الدِّیْنِ ﴿ فاما الذین کفروا فاعذبھم عذابا شدیدا فی الدنیا﴾ بِالْقَتْلِ وَالسَّبْیِ وَالْجِزْیَةِ ﴿والاخرة﴾ بِالنَّارِ ﴿وما لھم من نصرین ﴿۶﴾ مَانِعِیْنَ مِنْهُ ﴿ واما الذین امنوا وعملوا الصلحت فیوفیھم﴾ بِالْیَاءِ وَالنُّوْنِ ﴿اجورھم والله لا یحب الظلمین ﴿۷﴾ اَیْ یُعَاقِبُھُمْ، رُوِیَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَرْسَلَ اِلَیْهِ سَحَابَةً فَرَفَعَتْهُ فَتَعَلَّقَتْ بِهٖ اُمُّهٗ وَبَکَتْ فَقَالَ لَھَا اِنَّ الْقِیٰمَةَ تَجْمَعُنَا وَکَانَ ذٰلِکَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ بِبَیْتِ الْمَقْدِسِ وَلَهٗ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ سَنَةً، وَعَاشَتْ اُمُّهٗ بَعْدَهٗ سِتَّ سِنِیْنَ وَرَوَی الشَّیْخَانِ حَدِیْثَ "اَنَّهٗ یَنْزِلُ قُرْبَ السَّاعَةِ وَیَحْکُمُ بِشَرِیْعَةِ نَبِیِّنَا وَیَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَالْخِنْزِیْرَ وَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ" وَفِیْ حَدِیْثِ مُسْلِمٍ "اَنَّهٗ یَمْکُثُ سَبْعَ سِنِیْنَ" وَفِیْ

حَدِيْثٍ عَنْ اَبِيْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيْ "اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَّيُتَوَفّٰى وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ" فَيُحْتَمِلُ اَنَّ الْمُرَادَ مَجْمُوْعُ لُبْثِهٖ فِي الْاَرْضِ قَبْلَ الرَّفْعِ وَبَعْدَهٗ ﴿ذلک﴾ اَلْمَذْكُوْرُ مِنْ اَمْرِ عِيْسٰى ﴿نتلوه﴾ نَقُصُّهٗ ﴿عليک﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿من الايت﴾ حَالٌ مِّنَ الْهَاءِ فِيْ نَتْلُوْهُ وَعَامِلُهٗ مَا فِيْ ذٰلِكَ مِنْ مَّعْنَى الْاِشَارَةِ ﴿والذكر الحكيم﴾ اَلْمُحْكَمِ اَيِ الْقُرْاٰنِ ﴿ان مثل عيسى﴾ شَاْنُهُ الْغَرِيْبُ ﴿عند الله كمثل ادم﴾ كَشَاْنِهٖ فِيْ خَلْقِهٖ مِنْ غَيْرِ اَبٍ وَّهُوَ مِنْ تَشْبِيْهِ الْغَرِيْبِ بِالْاَغْرَبِ لِيَكُوْنَ اَقْطَعَ لِلْخَصْمِ وَاَوْقَعَ فِي النَّفْسِ ﴿خلقه﴾ اَيْ اٰدَمَ اَيْ قَالَبَهٗ ﴿من تراب ثم قال له كن﴾ بَشَرًا ﴿فيكون (۵۹)﴾ اَيْ فَكَانَ وَكَذٰلِكَ عِيْسٰى قَالَ لَهٗ كُنْ مِنْ غَيْرِ اَبٍ فَكَانَ ﴿الحق من ربک﴾ خَبَرُ مُبْتَدَاٍ مَّحْذُوْفٍ اَيْ اَمْرُ عِيْسٰى ﴿فلا تكن من الممترين۰﴾ اَلشَّاكِّيْنَ فِيْهِ ﴿فمن حاجک﴾ جَادَلَكَ مِنَ النَّصَارٰى ﴿فيه من بعد ما جاءک من العلم﴾ بِاَمْرِهٖ ﴿فقل﴾ لَهُمْ ﴿تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم﴾ فَنَجْمَعُهُمْ ﴿ثم نبتهل﴾ نَتَضَرَّعُ فِي الدُّعَاءِ ﴿فنجعل لعنة الله على الكذبين (۶۱)﴾ بِاَنْ نَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَاذِبَ فِيْ شَاْنِ عِيْسٰى وَقَدْ دَعَا ﷺ وَفْدَ نَجْرَانَ لِذٰلِكَ لَمَّا حَاجُّوْهُ بِهٖ فَقَالُوْا: حَتّٰى نَنْظُرَ فِيْ اَمْرِنَا ثُمَّ نَاْتِيْكَ فَقَالَ ذُوْ رَاْيِهِمْ: لَقَدْ عَرَفْتُمْ نُبُوَّتَهٗ وَاَنَّهٗ مَا بَاهَلَ قَوْمٌ نَّبِيًّا اِلَّا هَلَكُوْا فَوَادَعُوا الرَّجُلَ وَانْصَرِفُوْا فَاَتَوُا الرَّسُوْلَ ﷺ وَقَدْ خَرَجَ وَمَعَهُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَفَاطِمَةُ وَعَلِيٌّ وَقَالَ لَهُمْ: اِذَا دَعَوْتُ فَاٰمِّنُوْا فَاَبَوْا اَنْ يُّلَاعِنُوْا وَصَالَحُوْهُ عَلَى الْجِزْيَةِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ، وَرَوٰى اَبُوْ دَاوٗدَ اَنَّهُمْ صَالَحُوْهُ عَلَى اَلْفَيْ حُلَّةٍ اَلنِّصْفُ فِيْ صَفَرٍ وَالْبَقِيَّةُ فِيْ رَجَبٍ وَّثَلٰثِيْنَ دِرْعًا وَثَلٰثِيْنَ فَرَسًا وَّثَلٰثِيْنَ بَعِيْرًا وَّثَلٰثِيْنَ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ مِّنْ اَصْنَافِ السِّلَاحِ وَرَوٰى اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَوْ خَرَجَ الَّذِيْنَ يُبَاهِلُوْنَ لَرَجَعُوْا لَا يَجِدُوْنَ مَالًا وَّلَا اَهْلًا، وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ مَرْفُوْعًا: لَوْ خَرَجُوْا لَاحْتَرَقُوْا ﴿ان هذا﴾ اَلْمَذْكُوْرَ ﴿لهو القصص﴾ اَلْخَبَرُ ﴿الحق﴾ اَلَّذِيْ لَا شَكَّ فِيْهِ ﴿وما من﴾ زَائِدَةٌ ﴿اله الا الله وان الله لهو العزيز﴾ فِيْ مُلْكِهٖ ﴿الحكيم (۶۲)﴾ فِيْ صُنْعِهٖ ﴿فان تولوا﴾ اَعْرَضُوْا عَنِ الْاِيْمَانِ ﴿فان الله عليم بالمفسدين (۶۳)﴾ فَيُجَازِيْهِمْ وَفِيْهِ وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضِعَ الْمُضْمَرِ -

﴿ترجمہ﴾

(یاد کرو) جب اللہ نے فرمایا اے عیسی میں تجھے پوری عمر تک پہنچانے والا ہوں......ا......(متوفیک، قابضک کے معنی میں ہے) اور تجھے اپنی طرف اٹھالونگا (دنیا سے بغیر موت کے) اور تجھے پاک کر دونگا (یعنی دور کر دونگا) کافروں سے اور تیرے پیروؤں کو

(جنہوں نے تیری نبوت کی تصدیق کی ان مسلمانوں اور نصرانیوں کو) تیرے منکروں پر غلبہ دونگا (یعنی یہود پر جو دلیل اور تلوار دونوں اعتبار سے مغلوب رہیں گے) قیامت تک پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے تو میں تم میں فیصلہ فرما دونگا جس بات میں جھگڑتے ہو (یعنی دین کے معاملے میں) تو وہ جو کافر ہوئے میں انہیں دنیا میں سخت عذاب کرونگا (قتل اور قید کے ساتھ اور جزیہ مقرر کر کے) اور آخرت میں (آگ کا عذاب دیکر) اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا (جو ان سے عذاب روکے) اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو اللہ انھیں بھرپور دیگا (فیوفیھم میں دو قرأتیں ہیں یاء اور نون کے ساتھ) انکا نیگ، اور ظالم اللہ کو نہیں بھاتے (یعنی وہ انہیں عذاب دیگا، منقول ہے کہ اللہ ﷻ نے انکی طرف ایک بادل بھیجا جس نے حضرت مسیح کو اٹھا لیا تو انکی والدہ ماجدہ ان سے لپٹ کر رونے لگیں، آپ نے ان سے کہا کہ قیامت ہم کو جمع کریگی، یہ واقعہ لیلۃ القدر بمقام بیت المقدس میں پیش آیا، اس وقت آپکی عمر 33 سال تھی اور آپکی والدہ آپکے چلے جانے کے بعد چھ سال زندہ رہیں۔ شیخین کی روایت ہے کہ آپ قرب قیامت میں آسمان سے اتریںگے اور سید عالم ﷺ کی شریعت کے مطابق حکم فرمائیں گے، دجال اور خنزیر کو قتل کرینگے، صلیب توڑینگے اور جزیہ منسوخ فرمائینگے، اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد سات سال قیام پزیر ہونگے اور ابوداود طیالسی کی حدیث میں ہے کہ چالیس سال کی مدت آئی ہے اس کے بعد آپ اس جہانِ فانی سے کوچ کریں گے تو آپ کی نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائیگی، اس بات کا احتمال ہے کہ چالیس سال کی مدت والی حدیث میں آسمان کی طرف اٹھائے جانے سے پہلے اور بعد نزول زمین میں ٹھہرنے کی مجموعی مدت بیان کی گئی ہو) یہ (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کا مذکورہ واقعہ) ہم پڑھتے ہیں (یعنی ہم قصہ بیان کرتے ہیں) تم پر (اے محمد ﷺ) کچھ آیتیں (من الآیات حال ہے نتلوہ کی ضمیر سے، اس میں عامل اسمِ اشارہ ذلک میں موجود معنیٰ اشارہ ہے) اور حکمت والی نصیحت (حکیم بمعنی محکم ہے اور یہاں اس سے مراد قرآن پاک ہے) عیسی کی کہاوت (یعنی ان کی عجیب وغریب پیدائش کا حال) اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے......۲...... (یعنی بغیر باپ کے پیدائش میں دونوں یکساں ہیں، یہ غریب کی تشبیہ اغرب کے ساتھ ہوئی ہے، تا کہ مخالف کیلئے وسوسے کی کاٹ اور اطمینان قلبی ہو جائے) بنایا اسے (آدم علیہ السلام کو یعنی انکے قالب کو) مٹی سے پھر فرمایا ہو جا (بشر) وہ فوراً ہو جاتا ہے (یعنی وہ ہو گیا، اسی طرح عیسی سے فرمایا کہ ہو جا بغیر باپ کے تو وہ بھی ہو گیا) اے سننے والے! یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے (الحق من ربک خبر ہے مبتداء محذوف ای امر عیسی کی) تو شک والوں میں نہ ہونا (اس معاملے میں شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا) پھر اے محبوب! جو (نصاری) تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں (یعنی جھگڑا کریں) بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا (انکے قصہ کا) تو فرما دو (ان سے) آؤ ہم بلائیں (یعنی ہم سب جمع کریں) اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں......۳...... (یعنی عجز وانکساری سے دعا کریں) تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں (یوں کہہ کر کہ اے اللہ! حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں جھوٹے پر تیری لعنت ہو۔ چنانچہ نبی پاک ﷺ نے وفد نجران کو جو اس بارے میں جھگڑتے تھے بلایا وہ بولے ہم اس معاملے میں غور کرینگے، پھر آپکے پاس آئینگے، انکے اصحاب رائے نے کہا کہ تم انکی نبوت کو پہچان گئے ہو اور جو قوم بھی کسی نبی سے مباہلہ کرتی ہے ضرور ہلاک ہوتی ہے لہذا ان سے مصالحت کر کے اپنے شہروں کی طرف لوٹ جاؤ، پس وہ اس رائے کے بعد حضور ﷺ کے پاس آئے اور جب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کے ساتھ حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم تھے اور آپ ﷺ نے اپنے رفقاء سے ارشاد فرمایا: ''جب میں دعا کروں تو تم امین کہنا۔'' وفد نجران نے مباہلہ سے انکار کیا اور جزیہ پر مصالحت کر لی۔ اسے ابونعیم نے روایت کیا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ مباہلہ کر کے اپنے گھروں کی طرف لوٹتے تو نہ مال پاتے اور نہ ہی اہل وعیال'' اور یہ بھی مروی ہے

کہ "اگر وہ مباہلہ کیلئے نکلتے تو جل جاتے) بیشک یہی (مذکورہ خبر) بیان ہے (خبر ہے) سچی (جس میں شک نہیں) اور نہیں کوئی (من زائدہ ہے) معبود اللہ کے سوا اور بیشک اللہ ہی غالب ہے (اپنی بادشاہی میں) حکمت والا (ہے اپنی صنعت میں) پھر اگر وہ منہ پھیریں (یعنی ایمان لانے سے اعراض کریں) تو اللہ فسادیوں کو جانتا ہے (وہ انہیں بدلہ دیگا، اس میں ضمیر کے بجائے اسم ظاہر لایا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اذقال اللہ یعیسی الی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ﴾

اذ: مضاف، قال اللّٰہ: قول، یعیسی: جملہ ندائیہ، انّ: حرف مشبہ، ی: ضمیر اسم، متوفیک: معطوف علیہ، ورافعک الی: معطوف اول، ومطھرک من الذین کفروا: معطوف ثانی، وجاعل الذین ......الخ: معطوف ثالث، تمام معطوفات ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مقصود بالنداء، جوندا سے ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف مستقر اذکر فعل محذوف کی۔

﴿ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون﴾

ثم: عاطفہ، الیَّ: خبر مقدم، مرجعکم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے، ف: تعقیبیہ، احکم: فعل بافاعل، بینکم: ظرف، فی: جار، ما: موصولہ، کنتم فیہ تختلفون: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، احکم، فعل اپنے متعلقات سے ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿فاما الذین کفروا فاعذبھم عذابا شدیدا فی الدنیا والاخرۃ وما لھم من نصرین﴾

ف: استینافیہ، اما: حرف شرط وتفصیل، الذین کفروا: مبتدا، ف: جزائیہ، اعذبھم: فعل بافاعل ومفعول، عذابا شدیدا: مفعول مطلق، فی الدنیا والاخرۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، ما: نافیہ، لھم: خبر مقدم، من: زائدہ، نصرین: مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واما الذین امنوا وعملوا الصلحت فیوفیھم اجورھم واللہ لا یحب الظلمین﴾

و: عاطفہ، اما: حرف شرط وتفصیل، الذین: اسم موصول، امنوا وعملوا الصلحت: صلہ، اپنے موصول سے ملکر مبتدا، فیوفیھم اجورھم: فعل بافاعل ومفعولین...... یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: مستانفہ...... اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، لا یحب الظالمین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ذلک نتلوہ علیک من الایت والذکر الحکیم﴾

ذلک: مبتدا، نتلوہ: فعل بافاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، علیک: ظرف مستقر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول، فعل اپنے

متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر اول، من الایت والذکر الحکیم: ظرف مستقر شبہ فعل کے متعلق ہوکر خبر ثانی، مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان مثل عیسی عند اللہ کمثل ادم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون﴾

انّ: حرف مشبہ، مثل عیسی: ذوالحال، عند اللہ: ظرف مستقر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر اسم، کمثل ادم: ظرف مستقر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ، خلقه من تراب: جملہ فعلیہ مستانفہ، ثم: عاطفہ، قال له: قول، کن: مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، یکون: جملہ اسمیہ اصل میں ھو یکون تھا۔

﴿الحق من ربک فلا تکن من الممترین﴾

الحق: مبتدا، من ربک: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، لا تکن: فعل ناقص انت ضمیر مستتر اسم، من الممترین: خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذا علمت ھذا وقد علمته کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فمن حاجک فیه من بعد ما جاء ک من العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم﴾

ف: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، حاجک: فعل بافاعل ومفعول، فیه: ظرف لغو، من بعد ما جاء ک من العلم: ظرف لغو ثانی ملکر شرط، ف: جزائیہ، قل: قول، تعالوا: فعل امر بافاعل مقولہ، اپنے قول سے ملکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر من مبتدا کیلئے خبر، ندع: فعل بافاعل، ابنائنا وابنائکم ......الخ: معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب امر تعالوا کیلئے

﴿ثم نبتهل فنجعل لعنة اللہ علی الکذبین﴾

ثم: عاطفہ، نبتهل: فعل بافاعل معطوف ہے ندع پر، ف: تعقیبیہ، نجعل: فعل بافاعل، لعنت اللہ: مفعول، علی الکذبین: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿ان ھذا لھو القصص الحق وما من اله الا اللہ﴾

ان: حرف مشبہ، ھذا: اسم، لام: لتاکید، ھو القصص الحق: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ان، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو: مستانفہ، ما: نافیہ، من: زائدہ، اله: مبدل منہ، الا: للحصر، اللہ: اسم جلالت بدل، اپنے مبدل منہ سے ملکر مبتدا، خبر محذوف لنا، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان اللہ لھو العزیز الحکیم فان تولوا فان اللہ علیم بالمفسدین﴾

و: مستانفہ، ان: حرف مشبہ، اللہ: اسم، لھو العزیز الحکیم: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: مستانفہ، ان: شرطیہ

،تولوا: فعل بافاعل ملکر شرط، ف: جزائیہ، ان اللہ علیم بالمفسدین: جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ان مثل عیسی عند اللہ......☆نصاریٰ نجران کا ایک وفد سید عالم ﷺ کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ حضور ﷺ سے کہنے لگے آپ گمان کرتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں۔ فرمایا ہاں اسکے بندے اور اسکے رسول اور اسکے کلمے جو کنواری بتول عذراء کی طرف القاء کئے گئے نصاریٰ یہ سن کر بہت غصہ میں آ گئے اور کہنے لگے یا محمد ﷺ کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے۔ اس سے انکا مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بغیر باپ ہی کے ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کئے گئے جب انھیں اللہ کا بندہ اور مخلوق مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے؟۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا:

ا......علامہ ابو البرکات نسفی فرماتے ہیں کہ متوفیک کا معنی یہ ہے کہ میں تجھے پناہ دونگا اس بات سے کہ کافر تجھے قتل کریں اور تجھے بغیر ضرب یا قتل کے موت دونگا کہ کافر تجھے اپنے ہاتھوں سے قتل نہ کر سکیں گے یا متـــــوفیک کے معنی یہ ہیں کہ تیرے آسمان سے نزول کرنے کے بعد تیری موت کا وقت آ جانے پر تجھے موت دونگا اور ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ تجھے حالت نیند میں اٹھا لونگا تا کہ تجھے کوئی خوف نہ ہو اور جب تو بیدار ہو تو آسمان میں حالت امن میں ہو۔ (ماخوذ از المدارک، ج ۱، ص ۲۵۹)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے جو کہ عدل کرنے والے حاکم ہونگے، صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے، مال اتنا بڑھ جائے گا کہ کوئی اسے لینے والا نہ ہوگا یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا''۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو﴿وان من اھل الکتاب الا لیئومنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیھم شھیدا﴾۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسی ابن مریم، ص ۵۸۱)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے، بیشک عیسیٰ علیہ السلام اترنے والے ہیں، تم اگر انہیں دیکھو تو پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد کے آدمی ہیں، انکی رنگت سرخ اور سفید ملی جلی ہے، یوں محسوس ہوگا کہ انکے سر سے پانی ٹپک رہا ہو مگر ان کے سر پر تری نہ ہوگی۔ وہ دینِ اسلام کے مقابلے میں دوسرے لوگوں کو قتل کرینگے، صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کرینگے، جزیہ موقوف کرینگے، انکے زمانے میں اللہ عزوجل سوائے مسلمانوں کے تمام ادیان والوں کو ہلاک کر دے گا، حضرت مسیح علیہ السلام دجال کو قتل کرینگے، زمین میں چالیس سال قیام کرینگے پھر انکا انتقال ہوگا مسلمان انکی نمازِ جنازہ ادا کرینگے۔ (ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال، ص ۸۰۵)

''ان مثل عیسی عند اللہ کمثل ادم'' سے کیا مراد ہے؟

۲......جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق بغیر باپ کے ہوئی ہے، اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بغیر ماں باپ

کے پیدا کیا ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ہو جا بغیر باپ کے تو عیسی علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور یہی بات سچی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نہ تو خدا ہیں نہ ہی اس کی اولاد اور نہ ہی اسکے شریک۔ (تنوير المقباس من تفسير ابن عباس، ص ٦٣)

مباهله:

☆……آیت مباہلہ میں بیٹوں اور عورتوں کو خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ خاندان کے معززین ہوتے ہیں اور انکی محبت دلوں سے جڑی ہوتی ہے اور انکا ذکر اپنی ذات سے پہلے کرنے کا مقصد بھی انکے قرب اور قدر و منزلت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نصاری نجران کو آیت مباہلہ پڑھ کر سنائی اور مباہلہ کو دعوت دی تو انہوں نے کہا کہ ہم غور اور مشورہ کر لیں، کل آپ کو جواب دینگے، جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحب الرائے شخص عاقب سے پوچھا: ''اے عبد المسیح! آپ کی کیا رائے ہے؟'' اس نے کہا: ''اے جماعت نصاری! تم پہچان چکے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی مرسل ہیں، اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے، اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑ دو اور گھر کو لوٹ چلو۔'' یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کی گود میں تو امام حسین ہیں اور دستِ مبارک میں امام حسن کا ہاتھ ہے جبکہ حضرت فاطمہ و حضرت علی رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے فرما رہے ہیں: ''جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔'' نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم (پادری) نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا: ''اے جماعت نصاری! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ عزوجل اسکو بھی اسکی جگہ سے ہٹا دے گا ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔'' یہ سن کر نصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے بالآخر انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔

☆……سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیئے جاتے، جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرندے تک ہلاک ہو جاتے۔ (تلخيص از المدارك، ج ١، ص ٢٦١)

اغراض:

من غیر موت: یہ جملہ لمتوفیک اور رافعک کے متعلق ہے۔ مبعدک: یعنی تجھے کافروں کے درمیان سے نکال دوں گا۔ اس لئے کہ حضرت عیسی علیہ السلام ان تمام کافر قوم کی قسم میں داخل ہونگے۔ من المسلمین: یعنی امت محمد یہ اور نصاری میں سے، یعنی وہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل یا بعد ہونگے وہ سب ان کی پیروی کریں گے، یہی معنی شارح نے ذکر کئے ہیں۔ جب کہ نصاری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق نہ کرتے ہوئے کفر کریں اور اس جملہ کے ساتھ اللہ عزوجل نے نصاری کے لئے یہود پر شرف اور بلندی فرما دی جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ بالحجۃ: یعنی ظاہر دلیل۔ والنصاری: یہ یہود پر فائق ہیں، اس لئے کہ یہود کے لئے زمین میں کوئی ملکیت، شان و شوکت اور سلطنت باقی نہ رہی جب کہ نصاری کی ملکیت باقی ہے، پس اسی بنیاد پر اتباع بمعنی محبت ہے اگر چہ اتباع دین کا خیال کیا جائے اس لئے کہ نصاری میں حضرت عیسی علیہ السلام کی اتباع تو ظاہر ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں وہ شدید ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ وہ ان کی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی) اتباع پر راضی نہیں ہیں۔ ویصلی علیہ: یعنی مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

روی الخ: خازن میں ہے کہ ان کے اٹھائے جانے کے سات دن بعد اللہ عزوجل نے ان سے فرمایا کہ مریم کی طرف جاؤ اس لئے کہ ان

جتنا نہ تو کوئی رویا اور نہ ہی غمگین ہوا ہے، پھر ہم تیرے لئے حواریوں کو جمع کر دیں گے چنانچہ حواری اللہ ﷻ کی دعوت پر زمین میں پھیل گئے۔ اللہ ﷻ نے حضرت عیسی علیہ السلام کو زمین میں پانی والے مقام پر اتارا تو وہ پانی ان کے اترنے پر نور بن گیا، پس حواری زمین میں پھیل گئے اور وہ رات جس میں نصاری ان کے پاس آئے تھے وہ غبار آلود رات تھی، پھر صبح حواریوں میں سے ہر ایک نے حضرت عیسی علیہ السلام سے ان کی دی ہوئی لغت میں کلام کیا۔ **وقد خرج**: اپنے گھر سے مسجد کی جانب۔

سبع سنین: جب حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات ہوگی تو انہیں نبی پاک ﷺ کے حجرے میں دفن کیا جائے گا پس ان دونوں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے مابین شیخین اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے۔ **وعامله ما فی ذلک**: سمین کی عبارت میں ہے کہ ذلک کو من الآیات سے مبتداء بنانا جائز ہے اور جملہ نتلوہ محل نصب میں حال ہے اور عامل اسم اشارہ ہے۔ **المحکم**: یعنی اس کی جانب خلل پہنچنا ممنوع ہے۔ **من النصاری**: مراد نصاری نجران ہیں۔ **شانه الغریب**: یعنی مراد وہ مثالیں ہیں جو اُن سے منسلک ہیں مثلاً حضرت آدم علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور حضرت عیسی علیہ السلام ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے۔ اس طرح ان کی شان حضرت آدم علیہ السلام کی شان سے بھی زیادہ عجیب وغریب ہے۔

اقطع للخصم: مراد وفد نجران ہے۔ **ای قالبه**: یعنی لام کے فتح کے ساتھ، مراد اس سے جسم اور صورت ہے، مفسر نے یہ تفسیر اس لئے کی کہ آگے ثم پر اس کا مفاد درست ہو جائے۔ **ای امر عیسی**: کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں نہ کہ بیٹے جیسا کہ نصاری نے گمان کیا۔ **لذلک**: یعنی مباہلہ۔ **ذوو رأیهم**: یعنی ان کے بڑوں کی، مراد علماء ہیں جو کہ ان کو عبد المسیح کہتے تھے۔

نبوته: یعنی محمد ﷺ۔ **وانه ما باهل**: ان کی کسرہ کے ساتھ مراد اللہ ﷻ کی ذات ستودہ صفات ہے اور ان مفتوح ہو تو مفعول پر عطف ہوگا یعنی تم جانتے ہو کہ کسی قوم نے نبی سے مباہلہ نہیں کیا مگر یہ کہ وہ ہلاک ہوئی ہے۔ **فوادعوا الرجل**: یعنی ان سے مصالحت کر لو مراد اس سے سید عالم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ **قال لهم**: مراد چار ہیں یعنی فاطمہ، علی، حسنین کریمین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین۔

وصالحوه علی الجزیة: اس کی تفصیل ماقبل مباہلہ کے عنوان سے بیان ہو چکی ہے۔ (الجمل، ج ۱، ص ۴۲۶ وغیرہ)

وکان ذلک لیلة القدر: اگر کوئی یہ کہے کہ لیلۃ القدر اس امت کے خصائص میں سے ہے تو میں (علامہ صاوی) یہ جواب دوں گا کہ یہ اس امت کی فضیلت ہے کہ اسے ہزار مہینوں سے بہتر کہا گیا، اور اس رات میں فرشتے غروب سے لیکر طلوع فجر تک اترتے ہیں، اور اس میں جو دعا مانگی جائے وہی پوری ہوتی ہے پس سابقہ امتوں میں اس رات کے ثابت ہونے کی نفی نہیں کی جاسکتی لیکن ان فضائل کی نفی ہوگی۔ **والکاذب فی شان عیسی**: یعنی جو انہیں اللہ کا بیٹا کہے یا انہیں خدا کہے۔

وله ثلاث و ثلاثون سنة: حق یہ ہے کہ شیوخ اس بات پر اعتماد کرتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام ایک سو بیس سال کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے اور انہیں نبوت دیگر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی مانند چالیس سال کی عمر میں ملی (یہاں اعلان نبوت مراد ہے) اور جس وقت وہ اٹھائے گئے اس وقت ایک قول کے مطابق چھیالیس سال تھی اور وہ اٹھائے جانے کے بعد چھ سال زندہ رہے اور دوسرے قول کے مطابق ایک سو چھتیس سال تھی۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۲۴۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿قل یا اھل الکتب﴾ اَلْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی ﴿تعالوا الی کلمة سواء﴾ مُصْدَرٌ بِمَعْنٰی مُسْتَوٍ اَمْرُهَا ﴿بیننا وبینکم﴾ هِیَ ﴿ا﴾ نْ ﴿لا نعبد الا الله ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله﴾ کَمَا اتَّخَذْتُمُ الْاَحْبَارَ وَالرُّهْبَانَ ﴿فان تولوا﴾ اَعْرَضُوْا عَنِ التَّوْحِیْدِ ﴿فقولوا﴾ اَنْتُمْ لَهُمْ ﴿اشهدوا بانا مسلمون (۶۴)﴾ مُوَحِّدُوْنَ وَنَزَلَ لَمَّا قَالَتِ الْیَهُوْدُ: اِبْرَاهِیْمُ یَهُوْدِیٌّ وَّنَحْنُ عَلٰی دِیْنِهٖ، وَقَالَتِ النَّصَارٰی کَذٰلِکَ: ﴿یااھل الکتب لم تحاجون﴾ تُخَاصِمُوْنَ ﴿فی ابراهیم﴾ بِزَعْمِکُم اَنَّهٗ عَلٰی دِیْنِکُمْ ﴿وما انزلت التوراة والانجیل الامن بعده﴾ بِزَمَنٍ طَوِیْلٍ وَّبَعْدَ نُزُوْلِهِمَا حَدَثَتِ الْیَهُوْدِیَّةُ وَالنَّصْرَانِیَّةُ ﴿افلا تعقلون (۶۵)﴾ بُطْلَانَ قَوْلِکُمْ ﴿ها﴾ لِلتَّنْبِیْهِ ﴿انتم﴾ مُبْتَدَاً یا ﴿هوء لاء﴾ وَالْخَبَرُ ﴿حاججتم فیما لکم به علم﴾ مِّنْ اَمْرِ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَزَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ عَلٰی دِیْنِهِمَا ﴿فلم تحاجون فیما لیس لکم به علم﴾ مِّنْ شَاْنِ اِبْرَاهِیْمَ ﴿والله یعلم﴾ شَانَهٗ ﴿وانتم لا تعلمون (۶۶)﴾ قَالَ اللّٰه تَعَالٰی تَبْرِیَةً لِاِبْرَاهِیْمَ ﴿ماکان ابراهیم یهودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا﴾ مَّائِلاً عَنِ الْاَدْیَانِ کُلِّهَا اِلَی الدِّیْنِ الْقَیِّمِ ﴿مسلما﴾ مُوَحِّدًا ﴿وما کان من المشرکین (۶۷) ان اولی الناس﴾ اَحَقُّهُمْ ﴿بابراهیم للذین اتبعوه﴾ فِیْ زَمَانِهٖ ﴿وهذا النبی﴾ مُحَمَّدٌ ﷺ لِمَوَافَقَتِهٖ لَهٗ فِیْ اَکْثَرِ شَرْعِهٖ ﴿والذین امنوا﴾ مِنْ اُمَّتِهٖ فَهُمُ الَّذِیْنَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّقُوْلُوْا نَحْنُ عَلٰی دِیْنِهٖ لَا اَنْتُمْ ﴿والله ولی المؤمنین (۶۸)﴾ نَاصِرُهُمْ وَحَافِظُهُمْ وَنَزَلَ لَمَّا دَعَا الْیَهُوْدُ مَعَاذاً وَّحُذَیْفَةَ وَعَمَّارًا اِلٰی دِیْنِهِمْ: ﴿ودت طائفة من اهل الکتاب لو یضلونکم وما یضلون الا انفسهم﴾ لِاَنَّ اِثْمَ اِضْلَالِهِمْ عَلَیْهِمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ لَا یُطِیْعُوْنَهُمْ فِیْهِ ﴿وما یشعرون (۶۹)﴾ بِذٰلِکَ ﴿یا اهل الکتب لم تکفرون بایت الله﴾ اَلْقُرْاٰنِ الْمُشْتَمِلِ عَلٰی نَعْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿وانتم تشهدون (۷۰)﴾ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ حَقٌّ ﴿یااهل الکتب لم تلبسون﴾ تَخْلِطُوْنَ ﴿الحق بالباطل﴾ بِالتَّحْرِیْفِ وَالتَّزْوِیْرِ ﴿وتکتمون الحق﴾ اَیْ نَعْتَ النَّبِیِّ ﷺ ﴿وانتم تعلمون (۷۱)﴾ اَنَّهٗ حَقٌّ۔

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ اے کتابیو! (یعنی اے یہود ونصاری!) ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو یکساں ہے (سواء مصدر ہے یعنی جسکا حکم یکساں ہے) ہم میں اور تم میں (اور وہ کلمہ یہ ہے کہ) عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اسکا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا (جیسا کہ تم نے احبار اور رھبان کو بنا رکھا ہے) پھر اگر وہ نہ مانیں (یعنی توحید سے اعراض کریں) تو کہہ دو (تم ان سے)

گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں (موحد ہیں، یہ آیتِ مبارکہ اسوقت نازل ہوئی جب یہودیوں نے کہا کہ ابراہیم یہودی تھے اور ہم اسی دین پر ہیں اور اسی طرح نصاریٰ نے بھی کہا) اے کتاب والو! کیوں جھگڑتے ہو (تحاجون بمعنی تخاصمون ہے) ابراہیم کے باب میں (یہ گمان کر کے کہ وہ تمہارے دین پر تھے) توریت وانجیل تو نہ اتری مگر انکے بعد (یعنی انکے وصال کو طویل زمانہ گزر جانے کے بعد جبکہ ان دونوں کتابوں کے نزول کے بعد یہودیت اور نصرانیت کا آغاز ہوا) تو کیا تمہیں عقل نہیں (اپنی بات کے غلط ہونے کی) سنتے ہو (ھا تنبیہ کیلئے ہے) تم (انتم مبتدا ہے اور یا حرف نداء محذوف ہے) وہ لوگ ہو (اور اس کی خبر حاجحتم ......الخ ہے) کہ اس میں جھگڑے جسکا تمہیں علم تھا (حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم دونوں ان دونوں کے دین پر ہو) تو اس میں کیوں جھگڑتے ہو جسکا تمہیں علم نہیں ......! ...... (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں) اور اللہ جانتا ہے (انکا حال) اور تم نہیں جانتے (اسے، پھر اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی براءت کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا) ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا (تمام ادیان سے ہٹ کر دینِ قیم کی طرف مائل تھے) مسلمان تھے (موحد تھے) اور مشرکوں سے نہ تھے بیشک سب لوگوں سے زیادہ قریب (یعنی زیادہ حقدار) ابراہیم کے وہ تھے کہ جو انکے پیرو ہوئے (انکے زمانے میں) اور یہ نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اکثر احکامِ شریعت میں انکے موافق ہیں) اور ایمان والے (یعنی انکی امت، تو انہیں لائق ہے کہ وہ دین ابراہیم پر ہونے کا دعوی کریں نہ کہ تم) اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے (انکا مددگار اور محافظ، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب یہود نے حضرت معاذ، حضرت حذیفہ، اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم کو اپنے دین کی دعوت دی) کتابیوں کا ایک گروہ دل سے چاہتا ہے کہ کسی طرح تمہیں گمراہ کردیں اور وہ اپنے ہی آپ کو گمراہ کرتے ہیں (کیونکہ انکی گمراہی کا گناہ بھی ان کے ہی سر ہے اور مومنین اس معاملے میں انکی اطاعت نہیں کرتے) اور انہیں شعور نہیں (اس گمراہی کے وبال کا) اے کتابیو! اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو (یعنی قرآن مجید کا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پر مشتمل ہے) حالانکہ تم خود گواہ ہو (یعنی تم جانتے ہو کہ وہ سچے نبی ہیں) اے کتابیو! کیوں ملاتے ہو (تلبسون بمعنی تخلطون ہے) حق میں باطل کو (تحریف اور تزویر کرتے ہوئے) اور حق کیوں چھپاتے ہو (یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت) حالانکہ تمہیں خبر ہے (کہ وہ سچے نبی ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل یاھل الکتب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا﴾

قل: قول، یا اھل الکتاب: جملہ ندائیہ، تعالوا: فعل با فاعل، الی: جار، کلمۃ: موصوف، سواء بیننا وبینکم: شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف سے ملکر مبدل منہ، الا نعبد الا اللہ: معطوف علیہ، ولا نشرک بہ: معطوف، معطوف علیہ سے ملکر بتاویل مصدر بدل، مبدل منہ سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر مقصود بالنداء، جو ندا سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون﴾

و: عاطفہ، لا یتخذ: فعل نفی، بعضنا: فاعل، بعضا: مفعول، اربابا: موصوف، من دون اللہ: صفت، ملکر مفعول ثانی، جملہ فعلیہ ہو کر

نعبد پر معطوف،ف: مستانفه ،ان:شرطیہ،تولوا: جملہ شرط،ف: جزائیہ،قولوا:قول،اشهدوا: فعل بافاعل،بانا مسلمون: ظرف لغو ملکر مقولہ،قول سے ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یاهل الکتب لم تحاجون فی ابراهیم وما انزلت التوراة والانجیل الا من بعده افلا تعقلون﴾

یا اهل الکتاب: جملہ ندائیہ،لام: جار،ما: استفہامیہ مجرور،ملکر ظرف لغو مقدم،تحاجون:فعل واو ضمیر ذوالحال،فی ابراهیم: ظرف لغو،و: حالیہ،ما انزلت:فعل م،التورة والانجیل: فاعل،الا من بعده: مستثنی مفرغہ،یہ سب ملکر حال،ذوالحال سے ملکر فاعل،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء،افلا تعقلون: جملہ فعلیہ جملہ مقدر الا تتفکرون پر معطوف۔

﴿هانتم هؤلاء حاججتم فیما لکم به علم فلم تحاجون فیما لیس لکم به علم﴾

ها: حرف تنبیہ،انتم هؤلاء: جملہ اسمیہ،حاججتم: فعل بافاعل،فیما لکم به علم: ظرف لغو،جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: عاطفہ،لم: ظرف لغو مقدم،تحاجون: فعل بافاعل،فیما لیس لکم به علم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والله یعلم وانتم لا تعلمون ما کان ابراهیم یهودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما﴾

و: مستانفه ،اللّٰه: اسم جلالت مبتدا،یعلم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ،انتم: مبتدا،لا تعلمون: فعل بافاعل خبر ،ملکر جملہ اسمیہ،ما: نافیہ،کان: فعل ناقص،ابراهیم: اسم،یهودیا ولا نصرانیا: خبر،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ،لکن: مخففہ،کان: فعل ناقص،هو ضمیر اسم،حنیفا: خبر اول،مسلما: خبر ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وما کان من المشرکین﴾

و: عاطفہ،ما: نافیہ،کان: فعل ناقص،هو ضمیر اسم،من المشرکین: ظرف مستقر خبر،فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اولی الناس بابراهیم للذین اتبعوه وهذا النبی والذین امنوا﴾

انّ: حرف مشبہ،اولی: اسم تفضیل هو ضمیر فاعل،بابراهیم: ظرف لغو،ملکر مضاف،الناس: مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر اسم ،لام: تاکیدیہ،الذین اتبعوه: معطوف علیہ،وهذا النبی: معطوف اول،والذین امنوا: معطوف ثانی،معطوف علیہ،تمام معطوفات سے ملکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله ولی المؤمنین ودت طائفة من اهل الکتب لو یضلونکم ومایضلون الا انفسهم﴾

و: مستانفه ،اللّٰه: اسم جلالت مبتدا،ولی المومنین: خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ،ودت: فعل،طائفة من اهل الکتاب: موصوف صفت ملکر فاعل،فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ،لو: مصدریہ،یضلونکم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر بتاویل مصدر،ملکر مفعول،و: حالیہ،ما یضلون الا انفسهم: جملہ فعلیہ حال ہے طائفۃ سے،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما يشعرون ياهل الكتب لم تكفرون بايت الله وانتم تشهدون﴾

و: عاطفہ،مایشعرون: فعل بافاعل،ملکر جملہ ہوکر ماقبل پر معطوف،یا اھل الکتاب: جملہ ندائیہ،لِمَا: جارمجرور متعلق مقدم، تکفرون: فعل واوضمیر ذوالحال،بایت اللّٰہ: ظرف لغو،وانتم تشھدون: جملہ اسمیہ حال،اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء۔

﴿ياهل الكتب لم تلبسون الحق بالباطل وتكتمون الحق وانتم تعلمون﴾

یاھل الکتاب: جملہ فعلیہ ندائیہ،لِمَ: جارمجرور متعلق مقدم،تلبسون: فعل بافاعل،الحق: مفعول،بالباطل: ظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،و: عاطفہ،تکتمون: فعل،واوضمیر ذوالحال،الحق: مفعول،وانتم تعلمون: جملہ اسمیہ حال،اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆...... **یا اھل الکتاب لم تحاجون فی ابراھیم......** ☆ نجران کے نصاریٰ اور یہود کے احبار میں مباحثہ ہوا۔یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ حضرت ابراہیم یہودی تھے۔اور نصرانیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ آپ نصرانی تھے۔یہ نزاع بہت بڑھا تو فریقین نے سید عالم ﷺ کو حکم مانا اور آپ ﷺ سے فیصلہ چاہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور علماء توریت وانجیل پر انکا کمال جہل ظاہر کردیا گیا کہ ان میں سے ہرایک کا دعوٰی انکے کمال جہل کی دلیل ہے۔یہودیت ونصرانیت توریت اور انجیل کے نزول کے بعد پیدا ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ جن پر توریت نازل ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے صدہا برس بعد ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن پر انجیل نازل ہوئی انکا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد دو ہزار برس کے قریب ہوا ہے اور توریت اور انجیل کسی میں آپکو یہودی یا نصرانی نہیں فرمایا گیا ہے باوجود اسکے آپ کی نسبت یہ دعوٰی جہل وحماقت کی انتہاء ہے۔

☆......**ودت طائفة من اھل الکتاب ......**☆ یہ آیت حضرتِ معاذ بن جبل وحذیفہ بن یمان اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی جنکو یہود اپنے دین میں داخل کرنے کی کوشش کرتے تھے اور یہودیت کی دعوت دیتے تھے اس میں بتایا گیا کہ انکی ہوس خام ہے وہ انکو گمراہ نہ کرسکیں گے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بغیر علم کے بحث مباحثہ کرنا:

ا......مذکورہ رکوع میں یہودیوں اور نصرانیوں کے آپس کے اس تنازعہ کا تذکرہ ہے جو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں انکا خود ساختہ دعوٰی تھا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام یہودی یا نصرانی تھے،حالانکہ ایسا کچھ بھی نہ تھا،وہ دین حنیف پر تھے۔

آیت مبارکہ کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ بغیر علم کے بحث ومباحثہ کرنا مسلمانوں کا طریقہ نہ ہونا چاہئے۔ مسلمان قرآن و احادیث مبارکہ کو ہر معاملہ میں مقدم رکھیں، اسکے بعد سلف وصالحین اور اکابر علماء ومشائخ عظام کی سیرت کو پیشِ نظر رکھ کر اپنی زندگیوں کو بہتر بنائیں۔ بغیر علم کے بحث کرنا اور اپنی رائے دین میں داخل کرنا یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔ آج کے پرفتن دور میں لوگ اپنا نجی معاملہ ہو یا کاروباری کسی کی دخل اندازی پسند نہیں کرتے لیکن جہاں دین کا معاملہ ہو، مسجد یا مدرسہ کا معاملہ ہو ہر دوسرا شخص عالم اور مفتی نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں کئی باتیں ایسی پھیل گئی ہیں کہ جن سے دین کا کوئی تعلق نہیں، نہ انکی نظیر قرآن سے ملتی ہے اور نہ ہی حدیث سے، سلف صالحین سے بھی اسکا عمل ثابت نہیں ہوتا، مثلاً عوام میں یہ مشہور ہے کہ چھوٹے بچے کا پیشاب پاک ہوتا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں پیشاب ایک دن کے یا ایک گھنٹے کے بچے کا ہونا پاک ہی ہوتا ہے، اسی طرح یہ بات بھی عوام میں غلط مشہور ہے کہ گالی دینے یا جھوٹ بولنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح اور کئی غلط مسائل آج ہمارے معاشرے میں پھیل چکے ہیں، شادی بیاہ اور مرگ کی رسومات میں بے تحاشہ غلط رسومات جنم لے چکی ہیں اور لوگ اس پر بغیر کسی تحقیق کے آنکھیں بند کر کے عمل کئے جاتے ہیں یہ سب قرآن وسنت سے دوری اور دین میں خواہ مخواہ دخل اندازی کا نتیجہ ہے۔

اغراض:

اعرضوا عن التوحید: یعنی اپنے کام کو شبہ والا نہ کرلو کہ اپنے علماء (احبار و رھبان) کے احکام کی پیروی کرنے لگو۔ **بزمن طویل**: توریت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام میں ہزار سال کا فاصلہ تھا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام وانجیل کے مابین ہزار سال یا چھ سو پچھتر ۶۷۵ سال کا فاصلہ تھا۔ **من امتہ**: یعنی امت محمد ﷺ۔ **ناصرھم**: مسلمانوں کا ان کے دشمنوں پر مددگار ہے۔ **وبعد نزولھا الخ**: اس تقدیر سے اہل کتاب پر حجت تمام ہوگئی، پس اہل کتاب کے دین ابراہیمی پر ہونے سے مانع تغیر وتبدل تھا اور یہ اس لئے ہوا کہ وہ توریت اور انجیل پر بھر پور طور پر متمسک نہ رہے ورنہ وہ اختلاف نہ کرتے اور دین ابراہیمی پر ہوتے۔

حدثت الیھودیۃ والنصرانیۃ: یعنی انہوں نے دونوں میں تبدیلی کرڈالی اور توریت کا نام یہودیہ اور انجیل کا نصرانیہ رکھ دیا۔ **الی الدین القیم**: یعنی سیدھا دین کہ جس میں کوئی ٹیڑھ پن نہیں۔ **فی زمانہ**: مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد جیسے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور قیامت تک ان کی اولاد، اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿ووصی بھا ابراھیم بنیہ ویعقوب﴾۔ **حافظھم**: مسلمانوں کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ **بذلک**: یعنی گمراہیوں کا گناہ ان کی قلبی سختی کے باعث ہوا کرتا ہے پھر اگر وہ ان گناہوں کو نہ پہچانیں گے تو وہ انہیں کو نقصان پہنچائیں گے۔ **آن مشتمل علی نعت محمد**: کہا جاتا ہے کہ توریت اور انجیل دونوں ہی سید عالم ﷺ کی نعت پر مشتمل ہیں، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿الذین یتبعون الرسول النبی الامی ...... الخ﴾۔ **انہ حق**: یعنی محمد ﷺ سچے ہیں، اور جو وہ اللہ عزوجل کے پاس سے لائے ہیں وہ بھی حق ہے (صاوی، ج ۱، ص ۲۴۳ وغیرہ)

لان اثم اضلالھم علیھم: یعنی گمراہ کرنے کا وبال ان کی اپنی ذاتوں کی طرف ہی لوٹے گا۔ اور ان کے لئے عذاب کئی گناہ بڑھا دیا جائے گا۔ اور مسلمان اللہ عزوجل کی حفاظت کی وجہ سے ان کے شر سے محفوظ رہیں گے پس گمراہ کا گمراہ کرنا انہیں لازم نہ آئے گا۔

لموافقتہ لہ فی اکثر شرعہ: جو حضور ﷺ پر ایمان لائے کیونکہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ شریعت کے اکثر احکام میں

موافقت کرنے والے تھے کیونکہ یہ موحد ہیں قربانی دیتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں اوران تمام امور کوسرانجام دیتے ہیں جن کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کومکلف بنایا گیا۔ (المظھری،ج۱،ص ٤٨٨ وغیرہ)

من امر موسی و عیسی :یعنی جس کے بارے میں تمہیں علم ہے یعنی جن کے بارے میں تم اپنی کتاب میں معلومات پاتے ہواوراللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بیان اتارااورتم یہ بھی دعوی کرتے ہو کہ تم ان کے دین پر ہواور توریت اورانجیل تم پرنازل ہوچکی ہے۔ (الجمل،ج۱،ص٤٣٥)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿وقالت طائفة من اهل الكتب﴾ اَلْيَهُوْدِ لِبَعْضِهِمْ ﴿ امنوا بالذى انزل على الذين امنوا﴾ اَىِ الْقُرْاٰن ﴿وجه النهار﴾ اَوَّلَهُ ﴿واكفروا﴾ بِهٖ ﴿اخره لعلهم﴾ اَىِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿يرجعون (۷۲)﴾ عَنْ دِيْنِهِمْ اِذْ يَقُوْلُوْنَ مَا رَجَعَ هٰـؤُلَآءِ عَنْهُ بَعْدَ دُخُوْلِهِمْ فِيْهِ وَهُمْ اُوْلُوْ عِلْمٍ اِلَّا لِعِلْمِهِمْ بُطْلَانَهٗ وَقَالُوْا اَيْضًا ﴿ولا تؤمنوا﴾ تُصَدِّقُوْا ﴿الا لمن﴾ اَللَّامُ زَائِدَةٌ ﴿تبع﴾ وَافَقَ ﴿دينكم﴾ قَالَ تَعَالٰى : ﴿قل﴾ لَهُمْ يَا مُحَمَّدُ صلى الله عليه وسلم ﴿ ان الهدى هدى الله ﴾ اَلَّذِىْ هُوَ الْاِسْلَامُ وَمَا عَدَاهُ ضَلَالٌ وَالْجُمْلَةُ اِعْتِرَاضٌ ﴿ان﴾ بِاَنْ ﴿يؤتى احد مثل ما او تيتم﴾ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ وَالْفَضَائِلِ وَاَنْ مَفْعُوْلُ تُؤْمِنُوْا، وَالْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ اَحَدٌ، قُدِّمَ عَلَيْهِ الْمُسْتَثْنٰى، وَالْمَعْنٰى لَا تُقِرُّوْا بِاَنَّ اَحَدًا يُّؤْتٰى ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ﴿او﴾ بِاَنْ ﴿يحاجوكم﴾ اَىِ الْمُؤْمِنُوْنَ يَغْلِبُوْكُمْ ﴿عند ربكم﴾ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِاَنَّكُم اَصَحُّ دِيْنًا وَفِىْ قراء ة(أان) بِهَمْزَةِ التَّوْبِيْخِ اَىْ اِيْتَاءَ اَحَدٍ مِّثْلَهٗ تُقِرُّوْنَ بِهٖ قَالَ تَعَالٰى: ﴿قل ان الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء﴾ فَمِنْ اَيْنَ لَكُمْ اَنَّهٗ لَا يُؤْتٰى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ ﴿والله واسع﴾ كَثِيْرُ الْفَضْلِ ﴿عليم(۷۳)﴾ بِمَنْ هُوَ اَهْلُهٗ ﴿يختص برحمته من يشاء والله ذو الفضل العظيم (۷۴)ومن اهل الكتب من ان تامنه بقنطار﴾ اَىْ بِمَالٍ كَثِيْرٍ ﴿يؤده اليك﴾ لِاَمَانَتِهٖ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ اَوْدَعَهٗ رَجُلٌ اَلْفًا وَمِائَتَىْ اَوْقِيَةً ذَهَبًا فَاَدّٰهَا اِلَيْهِ ﴿ومنهم من ان تامنه بدينار لا يؤده اليك﴾ لِخِيَانَتِهٖ ﴿الا ما دمت عليه قائما﴾ لَا تُفَارِقُهٗ فَمَتٰى فَارَقْتَهٗ اَنْكَرَهٗ كَكَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ اِسْتَوْدَعَهٗ قُرَشِيٌّ دِيْنَارًا فَجَحَدَهٗ ﴿ذلك﴾ اَىْ تَرْكُ الْاَدَاءِ ﴿بانهم قالوا﴾ بِسَبَبِ قَوْلِهِمْ ﴿ليس علينا فى الامين﴾ اَىِ الْعَرَبِ ﴿سبيل﴾ اَىْ اِثْمٌ لِاِسْتِحْلَالِهِمْ ظُلْمَ مَنْ خَالَفَ دِيْنَهُمْ وَنَسَبُوْهُ اِلَيْهِ تَعَالٰى، قَالَ تَعَالٰى ﴿ويقولون على الله الكذب﴾ فِىْ نِسْبَةِ ذٰلِكَ اِلَيْهِ ﴿وهم يعلمون (۷۵)﴾ اَنَّهُمْ كَاذِبُوْنَ ﴿بلى﴾ عَلَيْهِمْ فِيْهِ سَبِيْلٌ ﴿من اوفى بعهده﴾ اَلَّذِىْ عَاهَدَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَوْ بِعَهْدِ اللّٰهِ اِلَيْهِ مِنْ اَدَاءِ الْاَمَانَةِ وَغَيْرِهٖ

﴿واتقى﴾ اللّٰهَ بِتَركِ الْمَعَاصِيْ وَعَمَلِ الطَّاعَاتِ ﴿فان الله يحب المتقين(۷۶)﴾ فِيْهِ وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضِعَ الْمُضْمَرِ اَيْ يُحِبُّهُمْ بِمَعْنٰى يُثِيْبُهُمْ وَنَزَلَ فِي الْيَهُوْدِ لَمَّا بَدَّلُوْا نَعْتَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَهْدَ اللّٰهِ اِلَيْهِمْ فِي التَّوْرٰاةِ وَفِيْمَنْ حَلَفَ كَاذِبًا فِيْ دَعْوٰى اَوْ فِيْ بَيْعِ سَلْعَةٍ : ﴿ان الذين يشترون﴾ يَسْتَبْدِلُوْنَ ﴿بعهد الله﴾ اِلَيْهِمْ فِي الْاِيْمَانِ بِالنَّبِيِّ وَاَدَاءِ الْاَمَانَةِ ﴿وايمانهم﴾ حَلْفِهِم بِهٖ تَعَالٰى كَاذِبِيْنَ ﴿ثمنا قليلا﴾ مِّنَ الدُّنْيَا ﴿اولئك لا خلاق﴾ نَصِيْبَ ﴿لهم في الاخرة ولا يكلمهم الله﴾ غَضَبًا عَلَيْهِمْ ﴿ولا ينظر اليهم﴾ يَرْحَمُهُمْ ﴿يوم القيمة ولايزكيهم﴾ يُطَهِّرُهُمْ ﴿ولهم عذاب اليم (۷۷)﴾ مُؤْلِمٌ ﴿وان منهم﴾ اَيْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ﴿لفريقا﴾ طَائِفَةً كَكَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ ﴿يلون السنتهم بالكتب﴾ اَيْ يَعْطِفُوْنَهَا بِقِرَاءَتِهٖ عَنِ الْمُنَزَّلِ اِلٰى مَا حَرَّفُوْهُ مِنْ نَعْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْوِهٖ ﴿لتحسبوه﴾ اَيِ الْمُحَرَّفَ ﴿من الكتب﴾ الَّذِيْ اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وماهو من الكتب ويقولون هو من عند الله وما هو من عند الله ويقولون على الله الكذب وهم يعلمون (۷۸)﴾ اَنَّهُمْ كَاذِبُوْنَ وَنَزَلَ لَمَّا قَالَ نَصَارٰى نَجْرَانَ اَنَّ عِيْسٰى اَمَرَهُمْ اَنْ يَّتَّخِذُوْهُ رَبًّا اَوْلَمَّا طَلَبَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ السُّجُوْدَ لَهٗ ﷺ ﴿ماكان﴾ يَنْبَغِيْ ﴿لبشر ان يؤتيه الله الكتب والحكم﴾ اَيِ الْفَهْمَ لِلشَّرِيْعَةِ ﴿والنبوة ثم يقول للناس كونوا عبادا لي من دون الله ولكن﴾ يَقُوْلُ ﴿كونوا ربنين﴾ عُلَمَاءَ عَامِلِيْنَ مَنْسُوْبِيْنَ اِلَى الرَّبِّ بِزِيَادَةِ اَلِفٍ وَنُوْنٍ تَفْخِيْمًا ﴿بما كنتم تعلمون﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿الكتب وبما كنتم تدرسون (۷۹)﴾ اَيْ بِسَبَبِ ذٰلِكَ فَاِنَّ فَائِدَتَهٗ اَنْ تَعْمَلُوْا ﴿ولا يامركم﴾ بِالرَّفْعِ اِسْتِيْنَافًا اَيِ اللّٰهُ، وَالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰى يَقُوْلُ اَيِ الْبَشَرُ ﴿ان تتخذوا الملئكة والنبين اربابا﴾ كَمَا اتَّخَذَتِ الصَّابِئَةُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَالْيَهُوْدُ عُزَيْرًا وَّالنَّصَارٰى عِيْسٰى ﴿ايامركم بالكفر بعد اذ انتم مسلمون (۸۰)﴾ لَا يَنْبَغِيْ لَهٗ هٰذَا۔

﴿ترجمه﴾

اور کتابیوں کا ایک گروہ بولا (یعنی یہودیوں نے آپس میں کہا) وہ جو ایمان والوں پر اترا (یعنی قرآن) اس پر ایمان لاؤ صبح کو (یعنی دن کے اول وقت میں) اور منکر ہو جاؤ (اسکے) شام کو شاید وہ (یعنی مومنین) پھر جائیں (اپنے دین سے، مومنین کہتے ہیں کہ اہل علم یہودی دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنے تئیں اسلام کے باطل ہونے کا علم ہو جانے کی وجہ سے پھر گئے اور یہودی یہ بھی کہتے ہیں) اور یقین نہ لاؤ (یعنی تصدیق نہ کرو) مگر اسکا جو (لمن میں لام زائدہ ہے) پیروکار ہو (یعنی موافق ہو) تمہارے دین کا (اللہ ﷻ نے فرمایا کہ) تم فرما دو (ان یہودیوں سے اے محمد ﷺ!) کہ اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے (اور وہ ہدایت دین اسلام ہے اور جو اسکے سوا ملے

گمراہی ہے، یہ جملہ معترضہ ہے) یہ کہ (ان بمعنی بان ہے) اسکا کہ کسی کو ملے جیسا تمہیں ملا (یعنی کتاب، حکمت اور فضائل، اَن مفعول ہے تومنوا کا اور احد مستثنیٰ منہ ہے جس پر مستثنیٰ مقدم کیا گیا ہے، آیت کا معنی یہ ہے کہ اس بات کا اقرار نہ کرو کہ تمہارے دین کے پیروکار کے علاوہ بھی کسی شخص کو نبوت اور دیگر فضائل مل سکتے ہیں) یا (یہ کہ) کوئی تم پر حجت لا سکے (یعنی مومنین تم پر غالب ہو جائیں) تمہارے رب کے پاس (قیامت کے دن، اس لئے کہ تمہارا دین سب سے صحیح ہے، ایک قرأت میں ان ہمزہ توبیخ، اأن کے ساتھ ہے، کیا اپنی سی فضیلت کسی کو ملنے کا اقرار کرتے ہو، اللہ ﷻ فرماتا ہے) تم فرمادو! فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے (تو یہ تم کس طرح کہتے ہو کہ تمہاری مثل کسی کو نہیں دیا) اور اللہ وسعت والا (بڑے فضل والا ہے) جاننے والا ہے (کہ کون اسکے فضل کا اہل ہے) اپنی رحمت......ا......سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے اور کتابیوں میں کوئی وہ ہے کہ اگر تو اسکے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے (یعنی کثیر مال) تو وہ تجھے ادا کر دیگا (اپنی امانتداری کی وجہ سے جیسے عبد اللہ بن سلام کے کہ ان کے پاس کسی نے دو ہزار اوقیہ سونا بطورِ امانت رکھا تو انہوں نے وہ سب ادا کر دیا) اور ان میں کوئی وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے پھیر کر نہ دیگا (اپنی خیانت کی وجہ سے......۲......) مگر جب تک تو اسکے سر پر کھڑا رہے (کہ تو اس سے الگ ہونے کا نام نہ لے کہ تیرے الگ ہوتے ہی وہ انکار کر بیٹھے گا جیسا کہ کعب بن اشرف کہ اسکے پاس ایک قریشی نے ایک دینار امانت رکھا تو اس نے دینے سے انکار کیا) یہ (امانت کو ادا نہ کرنا) اس لئے کہ وہ کہتے ہیں (یعنی انکے اس قول کے سبب ہے) کہ ان پڑھوں (یعنی اہل عرب) کے معاملے میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں (یعنی گناہ نہیں اسلئے کہ وہ اپنے مخالف دین رکھنے والوں پر ظلم کرنے کو جائز سمجھتے ہیں اور اس ظلم کے جائز ہونے کو اللہ ﷻ کی طرف منسوب کرتے ہیں، اللہ ﷻ نے فرمایا) اور اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں (اس ظلم کی نسبت اللہ ﷻ کی طرف کر کے) اور وہ جانتے ہیں (کہ وہ جھوٹے ہیں) ہاں کیوں نہیں (ان کے اس ظلم پر گناہ ہے) جس نے اپنا عہد پورا کیا (جو وعدہ اللہ نے اس سے لیا ہے یا اللہ سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرے جو ادائے امانت سے متعلق ہے) اور جو ڈرا (اللہ سے اسکی نافرمانی ترک کر کے اور اس کی اطاعت کر کے) اور بیشک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں (وہ انہیں ثواب عطا فرماتا ہے یہاں اسم ظاہر کے بجائے اسم مضمر لایا گیا ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے نبی پاک ﷺ کی توریت میں بیان کردہ اوصافِ حمیدہ بدل ڈالے حالانکہ اللہ ﷻ نے ان سے اس بارے میں توریت میں عہد لیا تھا یا پھر یہ ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو دعوے کرتے وقت یا کوئی سامان فروخت کرتے وقت جھوٹی قسم کھاتے) جو لیتے ہیں (یعنی بدل لیتے ہیں) اللہ کے عہد (جو اِن سے نبی پاک ﷺ پر ایمان لانے کے بارے میں اور ادائے امانت کے بارے میں لئے گئے تھے) اور اپنی قسموں کے بدلے (یعنی جو وہ اللہ ﷻ کی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں ان کے بدلے) تھوڑے دام (دنیا کے) کچھ حصہ نہیں (خلاق بمعنی نصیب ہے) انکے لئے آخرت میں، اور اللہ ان سے کلام نہ فرمائیگا (ان پر ناراضگی کی وجہ سے) اور نہ انکی طرف نظر فرمائے (یعنی ان پر رحم نہ فرمائے گا) قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے (یزکیھم بمعنی یطھرھم ہے) اور انکے لئے دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مولم ہے) اور اُن میں (یعنی اہل کتاب میں) کچھ وہ ہیں (یہاں فریقا بمعنی طائفۃ ہے، جیسے کعب بن اشرف) جو زبان پھیر کر کتاب میں میل کرتے ہیں (یعنی وہ کتاب میں نبی کی نعت وغیرہ کو تبدیل کر کے پڑھتے ہیں) کہ تم سمجھو اسے (یعنی تحریف شدہ حصہ کو کہ) یہ بھی کتاب میں ہے (جسے اللہ نے اتارا ہے) اور وہ کتاب میں نہیں اور وہ کہتے یہ اللہ کے پاس سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں اور اللہ پر دیدہ دانستہ جھوٹ باندھتے ہیں اور وہ جانتے ہیں (اپنا جھوٹا ہونا، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب نجران کے نصاریٰ نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ انہیں رب مانیں یا جب بعض مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کو سجدہ کرنے کی اجازت چاہی) نہیں

(مناسب) کسی آدمی کو کہ اللہ اسے کتاب اور حکم (یعنی شریعت کی سمجھ) اور پیغمبری دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ ہاں ہاں لیکن وہ (یعنی پیغمبر کہے گا) اللہ والے ہو جاؤ (یعنی علمائے عاملین، مراد اس سے وہ ہیں جو علم و عمل میں کامل ہوں، ربـانیین بطور مبالغہ کے الف کی زیادتی اور نون کے اضافے کے ساتھ ہے، یہ لفظ الـرب کی طرف منسوب ہے) اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو (تـعـلـمـون تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو (یعنی کتاب سکھانے اور درس کرنے کے سبب سے، علم کا فائدہ یہ ہے کہ تم اس پر عمل کرو) اور نہ تمہیں یہ حکم دیگا (یـامـر کم رفع کے ساتھ جملہ مستانفہ ہے یعنی اللہ حکم نہیں دیتا، اور نصب کے ساتھ یـقـول پر عطف ہے یعنی وہ ربانی بندہ اسکا حکم نہیں دے سکتا) کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرالو (جیسا کہ صابی فرقہ نے فرشتوں، یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام اور نصاری نے حضرت عیسی علیہ السلام کو خدا ٹھہرالیا) کیا تمہیں کفر کا حکم دیگا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو لئے (اسکے لئے یہ مناسب نہیں ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقالت طائفة من اهل الكتب امنوا بالذى انزل على الذين امنوا وجه النهار واكفروا اخره لعلهم يرجعون﴾

و: مستانفہ، قالت: فعل، طائفة من اهل الكتب: فاعل، ملکر قول، امنوا: فعل بافاعل، بالذى انزل على الذين امنوا: ظرف لغو، وجه النهار: ظرف زمان، سب ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، اكفروا: فعل بافاعل، اخره: ظرف زمان، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف، لعلهم يرجعون: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولاتؤمنوا الا لمن تبع دينكم قل ان الهدى هدى الله﴾

و: عاطفہ، لاتومنوا: فعل بافاعل، الا: حرف استثناء، لام: جار، من تبع دينكم: جملہ اسمیہ ہوکر مجرور، اپنے جار سے ملکر فی محل نصب بان يوتى احد محذوف سے حال ہے اصل میں لاتـؤمنوا اى تعترفوا و تظهروا بان يوتى احد بمثل ما اوتيتم لاحد من الناس الا لاشياعكم دون غيرهم، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل امنوا پر عطف، قل: قول، ان: حرف مشبہ، هدى الله: اسم، هو الهدى: خبر، جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، جملہ قولیہ معترضہ۔

﴿ان يؤتى احد مثل ما اوتيتم او يحاجوكم عند ربكم﴾

ان: مصدریہ، يوتى: فعل، احد: نائب الفاعل، مثل: مضاف، ما: موصولہ، اوتيتم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول فیہ، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، يحاجوكم: فعل بافاعل ومفعول، عند ربكم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، جو معطوف علیہ سے ملکر بتاویل مصدر مجرور بنزع الخافض متعلق ہے تؤمنوا کے۔

﴿قل ان الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليم﴾

قل: جملہ فعلیہ قول، ان: حرف مشبہ، الفضل: اسم، بيد الله: ظرف مستقر خبر، جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، يوتى: فعل بافاعل، ہ: ضمیر مفعول، من يشاء: مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ حال ہے ماقبل اللہ اسم جلالت سے، والله واسع عليم: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یختص برحمته من یشاء والله ذو الفضل العظیم﴾

یختص برحمته من یشاء: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ، والله: ذو الفضل العظیم: جملہ اسمیہ۔

﴿ومن اهل الکتب من ان تامنه بقنطار یؤده الیک﴾

و: استنافیہ، من اهل الکتب: جارمجرور متعلق بمحذوف خبر مقدم، مَنْ: موصولہ، ان: شرطیہ، تامنه: فعل بافاعل مفعول، بقنطار: ظرف لغو، یہ سب ملکر شرط، یؤده: فعل بافاعل ومفعول، الیک: ظرف لغو، ملکر جزاء، جملہ شرطیہ ہوکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مبتدا مؤخر، خبر مقدم اپنے مبتدا موخر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومنهم من ان تامنه بدینار لا یؤده الیک الاما دمت علیه قائما﴾

و: عاطفہ، منهم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، ان: شرطیہ، تامنه بدینار: شرط، لا یؤده: فعل بافاعل مفعول، الیک: ظرف لغو، الا: للحصر، مادمت: فعل ماضی ناقص ت ضمیر اسم، علیه قائما: شبہ جملہ خبر، جملہ فعلیہ ہوکر ظرف، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بانهم قالوا لیس علینا فی الامین سبیل﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، ان: حرف مشبہ، هم: اسم، قالوا: قول، لیس: فعل ناقص، علینا: ظرف مستقر خبر، فی الامیین: ظرف مستقر حال، سبیــــل: ذوالحال، اپنے حال سے ملکر اسم، یہ سب ملکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر ان کی خبر، ان اپنے اسم وخبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویقولون علی الله الکذب وهم یعلمون﴾

و: مستانفہ، یقولون: فعل بافاعل، علی الله: ظرف لغو، الکذب: مفعول، وهم یعلمون: جملہ اسمیہ حال، یقولون کے فاعل سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بلیٰ من اوفی بعهده واتقی فان الله یحب المتقین﴾

بلیٰ: حرف ایجاب، من: مبتدا، اوفی بعهده واتقی: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان الله یحب المتقین: جملہ اسمیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمنا قلیلا اولئک لاخلاق لهم فی الاخرة﴾

انّ: حرف مشبہ، الذین: موصول، یشترون: فعل بافاعل، بعهد الله وایمانهم: ظرف لغو، ثمنا قلیلا: مرکب توصیفی مفعول، یہ سب ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر اسم، اولئک: مبتدا، لا: نفی جنس، خلاق: اسم، لهم: ظرف مستقر، فی الاخرة: ظرف مستقر

حال ہے ھم ضمیر سے، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر خبر، اولئک مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ان کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یکلمھم اللہ ولا ینظر الیھم یوم القیمۃ ولا یزکیھم﴾

و: عاطفہ، لا یکلم: فعل، ھم: مفعول، اللہ: اسم جلالت فاعل، جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لاینظر: فعل بافاعل، الیھم: ظرف لغو، یوم القیمۃ: مفعول فیہ، ملکر ماقبل پر معطوف، ولا یزکیھم: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿ولھم عذاب الیم وان منھم لفریقا یلون السنتھم بالکتب لتحسبوہ من الکتب وما ھو من الکتب﴾

و: عاطفہ، لھم: خبر مقدم، عذاب الیم: مبتدا مؤخر، و: مستانفہ، ان: حرف مشبہ، منھم: ظرف مستقر خبر، لام: تاکیدیہ، فریقا: موصوف، یلون: فعل بافاعل، السنتھم: مفعول، بالکتب: ظرف لغو، لتحسبوہ من الکتب: ظرف لغو ثانی، وما ھو من الکتب: حال ہے لتحسبوہ کی ضمیر سے، سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویقولون ھو من عند اللہ وما ھو من عند اللہ ویقولون علی اللہ الکذب وھم یعلمون ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتب والحکم والنبوۃ﴾

و: عاطفہ، یقولون: فعل بافاعل، ھو من عند اللہ: جملہ اسمیہ مقولہ، وما ھو من عند اللہ: جملہ اسمیہ حال ہے ھو مبتدا ماقبل سے، و: عاطفہ، یقولون: فعل بافاعل، علی اللہ: ظرف لغو، الکذب: مفعول، وھم یعلمون: جملہ اسمیہ حال ہے یقولون کے فاعل سے، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لبشر: ظرف مستقر خبر مقدم، ان یوتیہ :الخ: مبتدا مؤخر، کان فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ﴾

ثم: عاطفہ، یقول: فعل بافاعل، للناس: ظرف لغو ملکر قول، کونوا: فعل ناقص واؤ ضمیر اسم، عبادا: موصوف، لام: جار، ی: ذوالحال، من دون اللہ: ظرف مستقر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف مستقر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مرکب توصیفی ہوکر خبر، کونوا اپنے اسم اور خبر سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر ماقبل ان یؤتیہ پر معطوف۔

﴿ولکن کونوا ربنین بما کنتم تعلمون الکتب وبما کنتم تدرسون﴾

و: عاطفہ، لکن: مخففہ، کونوا: فعل ناقص واؤ ضمیر اسم، ربانیین: اسم فاعل، بما کنتم تعلمون الکتب: جار مجرور ملکر معطوف علیہ، وبما کنتم تدرسون: جار مجرور سے ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولا یامرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون﴾

و: عاطفہ، لا یامر: فعل بافاعل، کم: مفعول، ان: مصدریہ، تتخذوا: فعل بافاعل، الملئکة والنبیین: مفعول اول، اربابا: مفعول ثانی، جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، ھمزہ: حرف استفہام، یامر کم: فعل بافاعل ومفعول، بالکفر: ظرف لغو اول، بعد اذ انتم مسلمون: ظرف ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**وقالت طائفة من اهل الکتب** ......☆ یہود اسلام کی مخالفت میں رات دن نئے نئے مکر کیا کرتے تھے۔ خیبر کے علماء یہود کے بارہ شخصوں نے باہمی مشورہ سے ایک یہ مکر سوچا کہ انکی ایک جماعت صبح کو اسلام لے آئے اور شام کو مرتد ہوجائے اور لوگوں سے کہے کہ ہم نے اپنی کتابوں میں جو دیکھا تو ثابت ہوا محمد ﷺ وہ نبی موعود نہیں ہیں جنکی ہماری کتابوں میں خبر ہے تاکہ اس حرکت سے مسلمانوں کو دین میں شبہ پیدا ہو۔ لیکن اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرما کر انکا یہ راز فاش کردیا اور انکا یہ مکر نہ چل سکا اور مسلمان پہلے سے خبردار ہوگئے۔

☆......**ومن اهل الکتب من ان تامنه** ......☆ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی اور اس میں ظاہر فرمایا گیا کہ ان میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ امین وخائن بعض تو ایسے ہیں کہ کثیر مال انکے پاس امانت رکھا جائے تو بے کم وکاست وقت پر ادا کردیں جیسے عبداللہ بن سلام جنکے پاس ایک قریشی نے بارہ سو اوقیہ امانت رکھا تھا آپ نے اسکو ایسے ہی ادا کیا اور بعض اہل کتاب میں اتنے بددیانت ہیں کہ تھوڑے پر انکی نیت بگڑ جاتی ہے جیسا کہ فخاص بن مازوراء جسکے پاس کسی نے ایک اشرفی امانت رکھی تھی مانگتے وقت اس سے مکر گیا۔

☆......**ان الذین یشترون بعهد الله** ......☆ یہ آیت یہود کے رؤساء اور احبار ابورافع وکنانہ بن ابی الحقیق اور کعب بن اشرف اور حی بن اخطب کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اللہ ﷻ کا وہ عہد چھپایا تھا جو سید عالم ﷺ پر ایمان لانے کے متعلق ان سے توریت میں لیا گیا۔ انھوں نے اس کو بدل دیا اور بجائے اس کے اپنے ہاتھوں سے کچھ کا کچھ لکھ دیا۔ اور جھوٹی قسم کھائی کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنی جماعت کے جاہلوں سے رشوتیں اور زر حاصل کرنے کیلئے کیا۔

☆......**وان منهم لفریقا یلون السنتهم** ......☆ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت یہود ونصاریٰ دونوں کے حق میں نازل ہوئی کہ انھوں نے توریت اور انجیل کی تحریف اور کتاب اللہ میں اپنی طرف سے جو چاہا ملایا۔

☆......**ماکان لبشر ان یوتیه الله الکتب** ......☆ نجران کے نصاریٰ نے کہا کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ انہیں رب مانیں۔ اس آیت میں اللہ ﷻ نے انکے اس قول کی تکذیب کی اور بتایا کہ انبیاء کی شان سے ایسا کہنا ممکن ہی نہیں۔ اس آیت کے شان نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ ابورافع یہودی اور سید نصرانی نے سرور عالم ﷺ سے کہا: ''یا محمد ﷺ! آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپکی عبادت کریں اور آپکو رب مانیں؟'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی پناہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں، نہ مجھے اللہ نے اسکا حکم دیا نہ مجھے اس لئے بھیجا۔''

﴾تشریح توضیح و اغراض﴿

رحمت سے کیا مراد ہے؟

۱...... یہاں رحمت سے مراد نبوت اور رسالت ہے اور ایک قول کے مطابق حکمت سے مراد دین اسلام ہے جبکہ ایک اور قول کے مطابق اس سے مراد قرآن ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۲۶۰)

امانت و خیانت:

۲...... لفظ قنطار کو کثیر مال سے جبکہ لفظ دینار کو قلیل مال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۲۶۰)

☆...... سرورِ دوعالم ﷺ نے کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چار چیزیں جس میں جمع ہو جائیں ایسا شخص خالص منافق ہوتا ہے اور جس شخص میں ان چاروں میں سے کوئی خصلت پائی جائے تو وہ نفاق کی علامت ہے یہاں تک کہ اس خصلت کو چھوڑ دے: (۱)...... جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، (۲)...... جب بات کرے تو جھوٹ بولے، (۳)...... جب عہد کرے تو توڑ دے، (۴)...... جب جھگڑا کرے بیہودہ بکے۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامت المنافق، ص۹)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل کے ایک شخص نے کسی سے ایک ہزار دینار قرض کے طور پر طلب کیا۔'' اس نے اس سے کہا: ''پہلے گواہ لاؤ۔'' اس نے کہا: ''اللہ ہی ہمارا گواہ کافی ہے۔'' پھر اس نے کہا: ''کوئی ضامن لاؤ۔'' اس نے کہا: ''ہمارا ضامن اللہ ہی کافی ہے۔'' اس نے کہا: ''تم سچ کہتے ہو۔'' پھر اسے ایک مقررہ مدت تک ہزار دینار دے دیئے، وہ یہ رقم لیکر تجارت کی غرض سے سمندری سفر پر روانہ ہو گیا، وہ اپنی تجارت میں مشغول رہا جب قرض ادا کرنے کا وقت آیا جہاز تلاش کرنے لگا تاکہ مقرر وقت پر قرض واپس کر سکے، اسے کوئی جہاز نہ ملا۔ اس نے ایک لکڑی لی اور ایک سراخ کر کے اس میں ہزار دینار رکھے اور اوپر سے سراخ بند کر دیا اور یہ لکڑی لیکر سمندر پر آیا اور عرض کی: ''اے باری ﷻ! تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے قرض لیا تھا، اس نے مجھ سے گواہ طلب کیا تو میں نے کہا اللہ ہی گواہ کافی ہے اور پھر اس نے مجھ سے ضامن طلب کیا تو میں نے اس سے کہا ہمارا ضامن اللہ ہی ہے اور وہ اس پر راضی ہو گیا تھا اور آج میں نے جہاز کو تلاش کیا تاکہ میں مقررہ وقت پر اس کا قرض ادا کروں، لہٰذا میں اسے تیرے سپرد کرتا ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے لکڑی کو سمندر میں پھینک دیا جب لکڑی تیرنے لگی تو واپس لوٹ آیا اور جہاز کی تلاش میں رہا تاکہ وطن واپس لوٹ سکے۔ ادھر وہ شخص جس نے قرض دیا تھا ساحلِ سمندر پر انتظار کر رہا تھا شاید اسکا کسی جہاز پر مال آنے والا ہو، اسی اثنا میں اسکی نظر لکڑی پر پڑی جس میں دینار تھے اس نے وہ لکڑی اٹھالی تاکہ گھر میں ایندھن کے کام آئے۔ اس نے لکڑی کو چیرا تو اس کے اندر سے ایک ہزار دینار اور ایک خط نکل آیا، چند دنوں کے بعد وہ شخص بھی واپس آ گیا جس نے قرض لیا تھا اس نے ایک ہزار روپیہ دیا اور کہا قسم بخدا! میں کافی دنوں سے جہاز کی تلاش میں تھا تاکہ مقررہ وقت پر قرض ادا کر سکوں لیکن مجھے جہاز نہیں ملا۔'' لیکن اس نے کہا: ''جو تم نے لکڑی میں رقم رکھی تھی وہ اللہ نے تیری طرف سے ہم تک پہنچا دی ہے، یہ ہزار دینار لیجاؤ، اللہ ﷻ تمہاری رہنمائی فرمائے۔'' (مسند احمد، باب مسند ابی ھریرۃ، ج۳، ص۲۵)

اغراض:

المعنی لاتقروا الخ : اس صورت میں یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ لام غیر زائدہ ہے، اسی لئے تقدیر کلام الا لمن تبع دینکم فرمایا کہ اس کلام سے بھی اشارہ ملتا ہے کہ لام غیر زائدہ ہے۔ وما عداہ ضلال :اس حیثیت سے کہ اس کے نسخ کے بعد اس پر ڈٹ جائے کہ یہی اصل دین ہے۔ والفضائل: جیسا کہ دریا کو پھاڑنا، بادل کا سایہ کرنا اور من وسلوی کا نازل کرنا۔ والجملۃ اعتراض :فعل اور مفعول کے مابین۔ وان مفعول تؤمنوا :لام کے زائدہ ہونے یا نہ ہونے دونوں صورتوں میں۔ والمستثنی منہ احد: لام کے زائد ہونے کی صورت میں، اور غیر زائدہ ہونے کی صورت میں مستثنی منہ محذوف ہوگا تقدیر عبارت یہ ہوگی و لا تؤمنوا یعنی نہ اقرار کرو، نہ اعتراف کرو اور نہ واضح کرو لوگوں پر اسلئے کہ جو دیگر لوگوں کو دیا گیا ہے وہ تمہیں بھی دیا جاسکتا ہے مگر جو تمہارے دین اور جماعت سے ہیں ان کے لئے بات واضح کرو۔ ای بمال کثیر :ہوسکتا ہے کہ بالقنطار سے مراد مال کثیر ہو حقیقۃ قنطار مراد نہ ہو اور اس کی وجہ یہ قول ہے ﴿ان تأمنہ بقنطار﴾ جب کسی نے حقیقی قنطار جو کہ ایک ہزار اوقیہ اور دوسو رطل مراد ہے۔ ونسبوہ الیہ تعالی :یعنی یہود نے یہ بات اللہ ﷻ کی جانب منسوب کی، یعنی انہوں نے کہا کہ اللہ نے ہمارے لئے ظلم کرنا حلال کیا ہے کہ جو ہمارے دین میں نہ ہو، اور الزام دیتے کہ یہ حکم ان کی کتاب توریت میں ہے۔ (الجمل، ج۱،ص۴۳۷ وغیرہ)

وھم یعلمون: یہ اہل کتاب کے علماء کی نسبت کلام ہے نہ کہ ان لوگوں کی نسبت جو کہ اس (یعنی اللہ پر جھوٹ باندھنے کے معاملے میں) ان علماء کی تقلید کرتے ہیں۔ للناس :یعنی امت محمد یہ ﷺ دوسرے نمبر پر اور نصاری نجران اول نمبر پر۔ من اداء الامانۃ الخ: حدیث میں ہے کہ جس میں پانچ باتیں ہونگی وہ خالص منافق ہے جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب وعدہ کرے تو خیانت کرے، عہد کرے تو عہد شکنی کرے، جھگڑے تو گالم گلوچ کرے۔ فیہ وضع الظاھر موضع المضمر :یعنی ظاہر کا تقاضا یہی ہے کہ یہ کہا جائے فان اللہ یحبہ، کہ اس میں بھی من کے معنی کی رعایت ہے۔ نعت النبی: وہ جماعت جنہوں نے سید عالم ﷺ کی نعت بدل ڈالی وہ حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف ہیں۔ یطھرھم: گناہوں سے، اور یہ بات ان پر چھپی ہوئی نہیں ہے اور یہ ان کے ہلکے پن کا بیان ہے۔ ککعب بن الاشرف : کاف داخل کی گئی ہے، دیگر یہود میں مالک بن الصیف، حیی بن اخطب، ابی بن یاسر، شعبۃ بن عمرو شاعر۔ انھم کاذبون :یعلمون کے مفعول کی جانب اشارہ ہے۔ زیادۃ الف ونون :کرقبانی، شعرانی اور لحیانی۔ لاینبغی لہ ھذا :اشارہ ہے کہ ایامر کم میں ہمزہ تعجب کے لئے ہے اس کی نظیر اس فرمان ﴿کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم﴾ میں ملتی ہے۔ (الصاوی، ج۱،ص۲۴۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿و﴾ اذْكُرْ ﴿اذ﴾ حِيْنَ ﴿اخذ الله ميثاق النبين﴾ عَهْدَهُمْ ﴿لما﴾ بِفَتْحِ اللَّامِ لِلْاِبْتِدَاءِ وَتَوْكِيْدِ مَعْنَى الْقَسَمِ الَّذِيْ فِيْ اَخْذِ الْمِيْثَاقِ وَكَسْرِهَا، مُتَعَلِّقَةٌ بِاَخَذَ وَمَا مَوْصُوْلَةٌ عَلَى الْوَجْهَيْنِ اَيْ لِلَّذِيْ ﴿اتيتكم﴾ اِيَّاهُ، وَفِيْ قِرَاءَةٍ اٰتَيْنٰكُمْ ﴿من كتب وحكمة ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم﴾ مِنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ وَهُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ ﴿لتؤمنن به ولتنصرنه﴾ جَوَابُ الْقَسَمِ اِنْ اَدْرَكْتُمُوْهُ، وَاُمَمُهُمْ تَبَعٌ لَّهُمْ فِيْ ذٰلِكَ ﴿قال﴾ تَعَالٰى لَهُمْ ﴿ء اقررتم﴾ بِذٰلِكَ ﴿واخذتم﴾ قَبِلْتُمْ ﴿على ذلكم اصرى﴾ عَهْدِيْ

﴿قالوا اقررنا قال فاشهدوا﴾ عَلٰی اَنْفُسِکُم وَاَتْبَاعِکُم بِذٰلِکَ ﴿وانا معکم من الشٰهدین (۸۱)﴾ عَلَیْکُم وَعَلَیْهِمْ ﴿فمن تولٰی﴾ اَعْرَضَ ﴿بعد ذٰلک﴾ الْمِیْثَاقِ ﴿فاولٰئک هم الفٰسقون(۸۲) افغیر دین الله یبغون﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ اَیِ الْمُتَوَلُّوْنَ وَالتَّاءِ ﴿وله اسلم﴾ اِنْقَادَ ﴿من فی السمٰوٰت والارض طوعا﴾ بِلَا اِبَاءٍ ﴿وکرها﴾ بِالسَّیْفِ وَمُعَایَنَةِ مَا یُلْجِئُ اِلَیْهِ ﴿والیه یرجعون (۸۳)﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ وَالْهَمْزَةُ لِلْاِنْکَارِ ﴿قل﴾ لَهُمْ یَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿اٰمنا بالله وما انزل علینا وما انزل علٰی ابراهیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط﴾ اَوْلَادِهٖ ﴿وما اوتی موسٰی وعیسٰی والنبیون من ربهم لا نفرق بین احد منهم﴾ بِالتَّصْدِیْقِ وَالتَّکْذِیْبِ ﴿ونحن له مسلمون (۸۴)﴾ مُخْلِصُوْنَ فِی الْعِبَادَةِ وَنَزَلَ فِیْمَنْ اِرْتَدَّ وَلَحِقَ بِالْکُفَّارِ: ﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الاٰخرة من الخٰسرین (۸۵)﴾ لِمَصِیْرِهٖ اِلَی النَّارِ الْمُؤَبَّدَةِ عَلَیْهِ ﴿کیف﴾ اَیْ لَا ﴿یهدی الله قوما کفروا بعد ایمانهم وشهدوا﴾ اَیْ وَشَهَادَتِهِمْ ﴿ان الرسول حق و﴾ قَدْ ﴿جاءهم البینٰت﴾ اَلْحُجَجُ الظَّاهِرَاتُ عَلٰی صِدْقِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿والله لا یهدی القوم الظٰلمین (۸۶)﴾ اَیِ الْکَافِرِیْنَ ﴿اولٰئک جزاؤهم ان علیهم لعنة الله والملٰئکة والناس اجمعین (۸۷) خٰلدین فیها﴾ اَیِ اللَّعْنَةِ اَوِ النَّارِ الْمَدْلُوْلِ بِهَا عَلَیْهَا ﴿لا یخفف عنهم العذاب ولا هم ینظرون (۸۸)﴾ یُمْهَلُوْنَ ﴿الا الذین تابوا من بعد ذٰلک واصلحوا﴾ عَمَلَهُمْ ﴿فان الله غفور﴾ لَهُمْ ﴿رحیم (۸۹)﴾ بِهِمْ وَنَزَلَ فِی الْیَهُوْدِ ﴿ان الذین کفروا﴾ بِعِیْسٰی ﴿بعد ایمانهم﴾ بِمُوْسٰی ﴿ثم ازدادوا کفرا﴾ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿لن تقبل توبتهم﴾ اِذَا غَرْغَرُوْا اَوْ مَاتُوْا کُفَّارًا ﴿واولٰئک هم الضالون (۹۰) ان الذین کفروا وماتوا وهم کفار فلن یقبل من احدهم ملء الارض﴾ مِقْدَارُ مَا یَمْلَؤُهَا ﴿ذهبا ولو افتدٰی به﴾ اُدْخِلَ الْفَاءُ فِیْ خَبَرِ اِنَّ لِشِبْهِ الَّذِیْنَ بِالشَّرْطِ وَاِیْذَانًا بِتَسَبُّبِ عَدَمِ الْقُبُوْلِ عَنِ الْمَوْتِ عَلَی الْکُفْرِ ﴿اولٰئک لهم عذاب الیم﴾ مُؤْلِمٌ ﴿وما لهم من نصرین (۹۱)﴾ مَانِعِیْنَ مِنْهُ۔

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کرو) جب (جس وقت) اللہ نے پیغمبروں سے میثاق (یعنی عہد) لیا جو (لما میں لام مفتوح ابتداء کیلئے ہے اور اخذ میثاق میں موجود معنی قسم کی تاکید کیلئے بھی ہوسکتا ہے، نیز یہ لام مکسور بھی ہوسکتا ہے جو اخذ کے متعلق ہوگا، ما بمعنی الذی دونوں صورتوں میں موصولہ ہوگا) جو میں تم کو دوں (خاص وہ جو میں تمہیں دوں، ایک قرأت میں اٰتیناکم ہے) کتاب اور حکمت پھر تمہارے پاس تشریف لائے

وہ رسول کہ تمہاری تصدیق فرمائے ......(یعنی تمہاری کتاب وحکمت کی، مراد اس سے سید عالم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے) تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اسکی مدد کرنا (ولتؤمنن به...... الخ جواب قسم ہے یعنی اے انبیاء کرام جب تم انہیں پاؤ تو ان پر ایمان لانا اور انبیاء کی امتیں اس حکم میں ان انبیائے کرام کے تابع تھیں) فرمایا (اللہ نے ان سے) کیوں! تم نے اقرار کر لیا (اس بات کا) اور لیا (قبول کیا) اس پر میرا بھاری ذمہ (اصری بمعنی عهدی ہے) سب نے عرض کی کہ ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ (اپنی جانوں پر اور اپنے متبعین کی طرف سے بھی اس پر گواہ ہو جاؤ) اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں (تم پر بھی اور ان پر بھی) تو جو کوئی پھرے (یعنی اعراض کرے) اس (عہد) کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں (یبغون یاء کے ساتھ متولون کے معنی میں ہے اور تاء کے ساتھ بھی ہے) اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں (مطیع ہیں) جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے خوشی سے (بغیر انکار کے) اور مجبوری سے (تلوار اور مجبور کر دینے والی چیزوں کو دیکھ کر) اور اسی کی طرف پھریں گے (یرجعون یاء اور تاء دونوں لغتوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور ھمزہ انکار کیلئے ہے) یوں کہو (ان سے، اے محمد ﷺ) کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اترا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور انکے اسباط پر (یعنی انکی اولاد پر) اور جو کچھ ملا موسیٰ اور عیسیٰ اور انبیاء کو انکے رب سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے (یعنی بعض کی تصدیق کر کے اور بعض کی تکذیب کرتے ہوئے) اور ہم اسی کے حضور گردن جھکائے ہیں (یعنی اسی کی عبادت میں مخلص ہیں، یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مرتد ہو گئے اور کافروں کے ساتھ مل گئے) اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے (یعنی اسکا ابدی ٹھکانہ جہنم ہے) کیونکر (یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ) اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان لا کر کافر ہو گئے اور گواہی دے چکے تھے (یعنی انکی گواہی تھی) کہ رسول سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آ چکی تھیں (نبی کے صدق پر ظاہری حجتیں آ چکی تھیں) اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا (یعنی کافروں کو) انکا بدلہ یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی سب کی، ہمیشہ اس میں رہیں (یعنی لعنت یا آگ میں، لعنت کا مدلول آگ ہے) نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے (ینظرون بمعنی یمھلون ہے) مگر جنہوں نے اسکے بعد توبہ کی اور آپا سنبھالا (یعنی اپنے عمل کی اصلاح کی) تو ضرور اللہ بخشنے والا ہے (انہیں) مہربان ہے (ان پر، یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی) بیشک جنہوں نے کفر کیا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ) ایمان لانے کے بعد (موسیٰ علیہ السلام پر) پھر اور کفر میں بڑھے (آقائے دو جہاں ﷺ کی نبوت کا انکار کر کے) انکی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی (جبکہ وہ حالت غرغرہ میں ہوں یا حالت کفر پر مر جائیں) اور وہی ہیں بہکے ہوئے وہ جو کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ان میں سے کسی سے زمین بھر ہرگز قبول نہ کیا جائیگا (یعنی زمین کی مقدار بھر) سونا اگر چہ اپنی خلاصی کو دیں (الذین میں شرط کے معنی پائے جانے کی وجہ سے اِنَّ کی خبر پر فاء داخل کیا گیا ہے، اور ان کی توبہ قبول نہ ہونے کا سبب کفر پر انکی موت ہونا ہے) انکے لئے دردناک (الیم بمعنی مؤلم ہے) عذاب ہے اور انکا کوئی مددگار نہیں ہے (یعنی ان سے عذاب روکنے والا کوئی نہیں ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه﴾

و: مستانفہ، اذ: مضاف، اخذ: فعل، اللہ: اسم جلالت فاعل، میثاق النبیین: مرکب اضافی مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر

ظرف اذکروا فعل محذوف کیلئے، لام: قسمیہ، ما: موصولہ، اتیتکم من کتب وحکمۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مبتدا، لام: تاکیدیہ، تومنن ولتنصرنہ: معطوف علیہ معطوف ملکر جواب قسم، قسم مقدر کیلئے، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال ء اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری﴾

قال: قول، همزہ: استفہامیہ، اقررتم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واخذتم: فعل بافاعل، علی ذلکم: ظرف لغو، اصری: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشهدین﴾

قالوا: قول، اقررنا: فعل بافاعل ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ، قال: فعل بافاعل ملکر قول، ف: فصیحیہ، اشهدوا: جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: مستانفہ، انا: مبتدا، معکم: حال ہے مبتدا سے، من الشهدین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فمن تولی بعد ذلک فاولئک هم الفسقون﴾

ف: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، تولی: فعل بافاعل، بعد ذلک: مفعول فیہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، هم الفسقون: جملہ اسمیہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزاء، شرط، جزاء ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افغیر دین الله یبغون وله اسلم من فی السموت والارض طوعا وکرها والیه یرجعون﴾

همزہ: استفہامیہ، ف: عاطفہ، غیر دین اللّٰہ: مفعول مقدم، یبغون: فعل، واؤضمیر ذوالحال، له: متعلق مقدم، اسلم: فعل، من فی السموات والارض: فاعل، طوعا وکرها: حال ہے من فاعل سے، اسلم اپنے متعلقات سے ملکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، الیه: ظرف مقدم، یرجعون: فعل بافاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل امنا بالله وما انزل علینا وما انزل علی ابراهیم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط﴾

قل: قول، امنا: فعل بافاعل، ب: جار، اللّٰہ: اسم جلالت معطوف علیہ، وما انزل علینا: معطوف اول، وما انزل علی ابراهیم واسمعیل ......الخ: معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، امنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ۔

﴿وما اوتی موسی وعیسی والنبیون من ربهم لا نفرق بین احد منهم ونحن له مسلمون﴾

و: عاطفہ، ما: موصولہ، اوتی: فعل، موسی وعیسی والنبیون من ربهم: فاعل، ملکر صلہ، ملکر وما انزل پر معطوف ہے، لانفرق: فعل بافاعل، بین احد منهم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، نحن: مبتدا، له مسلمون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الاخرة من الخسرین﴾

و: مستانفہ،من: شرطیہ مبتدا،یبتغ: فعل بافاعل،غیر الاسلام: ممیز،دینا: تمیز ،ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ ،لن یقبل: فعل مجہول با نائب الفاعل،منہ: ظرف لغو،ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،ھو: مبتدا،فی الاخرۃ: ظرف لغو متعلق الخاسرین،من الخسرین: ظرف مستقر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانھم وشھدوا ان الرسول حق وجاء ھم البینت﴾

کیف: بمعنی علی ای حالۃ حال مقدم،یھدی: فعل،اللہ: اسم جلالت ذوالحال،اپنے حال سے ملکر فاعل،قوما: موصوف، کفروا بعد ایمانھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،وشھدوا ان الرسول حق: جملہ فعلیہ معطوف، وجاء ھم البینت: معطوف ثانی، ملکر صفت،اپنے موصوف سے ملکر مفعول،یھدی فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک جزاؤھم ان علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین﴾

اولئک: مبتدا،جزاء ھم: مبتدا ثانی،انّ: حرف مشبہ، علیھم: ظرف مستقر خبر مقدم،لعنۃ: مضاف،اللہ والملئکۃ والناس اجمعین: معطوف علیہ معطوفات سے ملکر مضاف الیہ،ملکر اسم، جملہ اسمیہ ہوکر خبر،مبتدا ثانی اپنی خبر سے ملکر اولئک کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿خلدین فیھا لایخفف عنھم العذاب ولا ھم ینظرون﴾

خلدین: اسم فاعل،ھم: ضمیر فاعل،فیھا: ظرف لغو،شبہ جملہ ہوکر ماقبل علیھم کی ضمیر سے حال،لا یخفف: فعل مجہول،عنھم: ظرف لغو،العذاب: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ثانی، ولا ھم ینظرون: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿الا الذین تابوا من بعد ذلک واصلحوا فان اللہ غفور رحیم﴾

الا: للاستثناء،الذین: موصول،تابوا من بعد ذلک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واصلحوا: جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ،اپنے موصول سے ملکر مستثنی ہے ماقبل علیھم کی ضمیر سے،ف: فصیحیہ،ان اللہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم واولئک ھم الضالون﴾

ان: حرف مشبہ،الذین: موصول، کفروا بعد ایمانھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ثم ازدادوا: جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ،اپنے موصول سے ملکر اسم،لن تقبل توبتھم: جملہ فعلیہ خبر،ان،اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،اولئک: مبتدا،ھم الضالون: جملہ اسمیہ خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار فلن یقبل من احدھم ملء الارض ذھبا ولو افتدی بہ﴾

انّ: حرف مشبہ،الذین: موصول، کفروا: فعل بافاعل معطوف علیہ،و: عاطفہ،ماتوا: فعل بافاعل،وھم کفار: حال فاعل سے،

سبب ملکر معطوف، معطوف علیہ سے ملکر صلہ، موصول سے ملکر اسم، فلن یقبل: فعل مجہول، من احدھم: ظرف لغو، ملء الارض ذھبا: ممیز تمیز ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک لھم عذاب الیم وما لھم من نصرین﴾

و: عاطفہ، لو: شرطیہ غیر جازمہ، افتدی بہ: جملہ فعلیہ، اولئک: مبتدا، لھم عذاب الیم: جملہ اسمیہ خبر، و: عاطفہ، ما: نافیہ، لھم: خبر مقدم، من: زائدہ، ناصرین: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل پر عطف۔

﴿شان نزول﴾

☆......**کیف یھدی اللّٰہ قوما کفروا**......☆ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی کہ یہود حضور کی بعثت سے قبل آپکے وسیلے سے دعائیں کرتے تھے اور آپ کی نبوت کے مقر تھے اور آپکی تشریف آوری کا انتظار کرتے تھے۔ جب حضور ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو حسداً آپکا انکار کرنے لگے اور کافر ہو گئے۔ معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ ایسی قوم کو کیسے توفیقِ ایمان دے کہ جو جان پہچان کر اور مان کر منکر ہو گئی۔

☆......**الا الذین تابوا من بعد ذلک**......☆ حارث ابن سوید انصاری رضی اللہ عنہ کو کفار کے ساتھ جا ملنے کے بعد ندامت ہوئی تو انھوں نے اپنی قوم کے پاس پیام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تب وہ مدینہ میں تائب ہو کر حاضر ہوئے اور سید عالم ﷺ نے انکی توبہ قبول فرمائی۔

☆......**ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم**......☆ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد حضرت عیسیٰ اور انجیل کے ساتھ کفر کیا۔ پھر کفر میں اور بڑھے اور سید عالم ﷺ اور قرآن کے ساتھ کفر کیا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کی بعثت سے قبل تو اپنی کتابوں میں آپکی نعت و صفت دیکھ کر آپ پر ایمان رکھتے تھے اور آپکے ظہور کے بعد کافر ہو گئے اور پھر کفر میں اور شدید ہو گئے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضور ﷺ کی شان عظمت نشان:

۱......حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کی: میں بنی قریظہ میں سے اپنے ایک یہودی دوست کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اس نے مجھے توریت کے کچھ جوامع الکلم لکھ کر دیئے ہیں کیا آپکی خدمت میں پیش کروں؟'' راوی فرماتے ہیں کہ یہ سن کر حضور ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، لہذا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی: ''کیا آپ حضور ﷺ کے چہرہ اقدس کو متغیر نہیں محسوس کر رہے؟'' اس پر انہوں نے عرض کی: ''رَضِینَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُوْلًا یعنی میں اللہ ﷻ کے رب ہونے، اسلام کے دینِ حق ہونے اور محمد ﷺ کے رسول برحق ہونے پر راضی ہوں۔'' راوی کہتے ہیں کہ اس سے نبی پاک ﷺ کا غصہ فرو ہوا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَصْبَحَ فِیْکُمْ مُوْسٰی ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوْہُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ اِنَّکُمْ حَظِّیْ مِنَ الْاُمَمِ وَاَنَا حَظُّکُمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ قسم اس ذات کی! جسکے

قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر موسیٰ تم میں آ جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر انکی اتباع کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ تمام امتوں میں سے تم میرے حصے میں آئے ہو اور میں تمام انبیاء میں سے تمہارے حصے میں آیا ہوں۔"
(مسند احمد، حدیث عبداللہ بن ثابت، ج٤، ص ٥١٣)

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہل کتاب سے کچھ نہ پوچھو، وہ خود گمراہ ہیں تمہیں کیسے ہدایت دے سکتے ہیں؟ بلکہ یہ ممکن ہے کہ تم انکی باتوں میں سے کسی باطل بات کی تصدیق کر بیٹھو یا حق کی تکذیب کر دو، قسم بخدا! آج موسیٰ زندہ ہوتے تو انکے لئے سوائے میری اتباع کے کچھ جائز نہیں تھا۔ (مسند احمد، باب مسند جابر بن عبداللہ، ج٤ ص ٢٩٤)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قیامت کے دن تمام اعمال اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کئے جائینگے تو نماز عرض کرے گی: "یَا رَبِّ أَنَا الصَّلَاةُ یعنی یا باری تعالیٰ! میں نماز ہوں"۔ اللہ عزوجل ارشاد فرمائیگا: "إِنَّکَ عَلَی خَیْرٍ یعنی تو اچھی چیز ہے"۔ پھر صدقہ حاضر ہو کر عرض کریگا: "یَا رَبِّ أَنَا الصَّدَقَةُ یعنی میں صدقہ ہوں"، پھر روزے اور دیگر اعمال حاضر ہو کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یہی عرض کرینگے، اللہ عزوجل ہر ایک کے جواب میں یہی فرمائیگا۔ پھر آخر میں اسلام آئیگا اور عرض کریگا: "یَا رَبِّ أَنْتَ السَّلَامُ وَأَنَا الْإِسْلَامُ یعنی اے پروردگار عزوجل! تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں"۔ اللہ عزوجل فرمائیگا: "إِنَّکَ عَلَی خَیْرٍ بِکَ الْیَوْمَ آخُذُ وَبِکَ أُعْطِی یعنی آج میں تیرے باعث مواخذہ کرونگا اور تیری ہی وجہ سے انعام دونگا"۔ پھر آپ نے ﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن (ال عمران:٨٥)﴾ تلاوت فرمائی۔ (مسند احمد، باب مسند ابی هریرة، ج٣، ص٤٨)

اغراض:

لتؤمنن بہ: جواب قسم ہے، اور مبتداء کی خبر محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے: "تؤمنون به وتنصرونه"۔ **فمن تولی بعد افغیر دین اللہ یبغون:** یہ یہود و نصاریٰ کا رد ہے، کہ انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ دین ابراہیمی پر ہیں اور اس بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کیا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں دین ابراہیمی سے بری ہیں اور ہمزہ محذوف پر داخل ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی: "اعموا فغیر دین اللہ یبغون؟"۔ **وما اوتی موسی و عیسی:** یعنی توریت، انجیل اور دونوں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات۔ **ومعاینة ما یلجاء الیہ:** یعنی اسلام، جیسا کہ پہاڑ کا کلام کرنا، فرعون اور اس کی قوم کا غرق ہونے کا ادراک کرنا، اللہ نے فرمایا ﴿فلما رأوا بأسنا قالوا امنا باللہ وحدہ﴾۔ **والناس اجمعین:** یہاں تک کہ ناری نار میں چلے جائیں۔ **اولادہ:** یعنی اولاد یعقوب، پس یہی اولاد ابراہیم ہیں، بمعنی بیٹے کی اولاد ہے نہ کہ اصطلاحی معنی کہ اس سے مراد بیٹیوں کی اولاد ہوتی ہے۔ **بلتصدیق والتکذیب:** یعنی بعض کی تصدیق اور بعض کی تکذیب، جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا۔ **مخلصون فی العبادة:** یہاں حقیقی اسلام مراد ہے، اور وہ یہ ہے کہ انقیاد ظاہری کرے یعنی ظاہری تسلیم و رضا کرے۔ **فیمن ارتد:** مراد وہ بارہ افراد ہیں جو کہ مدینہ میں اسلام لائے اور جب مکہ میں کافروں سے ملے تو ان میں سے حرث بن سوید انصاری اور یہ بعد میں اسلام نہ لایا۔ **اذا غرغروا:** اشارہ ہے کہ یہ آیت مقیدہ ہے اور یہ قید کافروں کے لئے ہے کہ ان کا ایمان لانا حالت غرغرہ میں قبول نہ ہوگا اور مسلمان عاصی اگر حالت غرغرہ میں توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی۔ (الصاوی، ج١، ص ٢٥٠ وغیرہ)

رکوع نمبر : ۱

﴿لن تنالوا البر﴾ اَیْ ثَوَابَهُ وَهُوَ الْجَنَّةُ ﴿حتی تنفقوا﴾ تَصَدَّقُوْا ﴿مما تحبون﴾ مِنْ اَمْوَالِكُمْ ﴿وما تنفقوا من شیء فان الله به علیم (۹۲)﴾ فَيُجَازِیْ عَلَيْهِ وَنَزَلَ لَمَّا قَالَ الْيَهُوْدُ اِنَّكَ تَزْعَمُ اَنَّكَ عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَكَانَ لَا يَاْكُلُ لُحُوْمَ الْاِبِلِ وَاَلْبَانَهَا ﴿كل الطعام كان حلا﴾ حَلَالاً ﴿لبنی اسراء یل الا ما حرم اسراء یل﴾ يَعْقُوْبُ ﴿علی نفسه﴾ وَهُوَ الْاِبِلُ لَمَّا حَصَلَ لَهُ عِرْقُ النَّسَا بِالْفَتْحِ وَالْقَصْرِ فَنَذَرَ اِنْ شُفِیَ لَا يَاْكُلُهَا فَحُرِمَ عَلَيْهِ ﴿من قبل ان تنزل التورة﴾ وَذٰلِكَ بَعْدَ اِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ تَكُنْ عَلٰى عَهْدِهٖ حَرَامًا كَمَا زَعَمُوْا ﴿قل﴾ لَّهُمْ ﴿فاتوا بالتوراة فاتلوها﴾ لِيَتَبَيَّنَ صِدْقُ قَوْلِكُمْ ﴿ان كنتم صدقين (۹۳)﴾ فِيْهِ، فَبُهِتُوْا وَلَمْ يَاْتُوْا بِهَا، قَالَ تَعَالٰى ﴿فمن افترى على الله الكذب من بعد ذلك﴾ اَیْ ظُهُوْرِ الْحُجَّةِ بِاَنَّ التَّحْرِيْمَ اِنَّمَا كَانَ مِنْ جِهَةِ يَعْقُوْبَ لَا عَلٰى عَهْدِ اِبْرَاهِيْمَ ﴿فاولئک هم الظلمون (۹۴)﴾ اَلْمُتَجَاوِزُوْنَ الْحَقَّ اِلَى الْبَاطِلِ ﴿قل صدق الله﴾ فِیْ هٰذَا كَجَمِيْعِ مَآ اُخْبِرَ بِهٖ ﴿فاتبعوا ملة ابراهيم﴾ اَلَّتِیْ اَنَا عَلَيْهَا ﴿حنيفا﴾ مَّائِلاً عَنْ كُلِّ دِيْنٍ اِلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ ﴿وما كان من المشركين (۹۵)﴾ وَنَزَلَ لَمَّا قَالُوْا قِبْلَتُنَا قَبْلَ قِبْلَتِكُمْ ﴿ان اول بيت وضع﴾ مُتَعَبَّدًا ﴿للناس﴾ فِی الْاَرْضِ ﴿للذی ببكة﴾ بِالْبَاءِ لُغَةٌ، فِیْ مَكَّةَ، سُمِّيَتْ بِذٰلِكَ لِاَنَّهَا تَبُكُّ اَعْنَاقَ الْجَبَابِرَةِ اَیْ تَدُقُّهَا، بَنَاهُ الْمَلٰئِكَةُ قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ وَوُضِعَ بَعْدَهُ الْاَقْصٰى وَبَيْنَهُمَا اَرْبَعُوْنَ سَنَةً كَمَا فِیْ حَدِيْثِ الصَّحِيْحَيْنِ وَفِی الْحَدِيْثِ: "اَنَّهُ اَوَّلُ مَا ظَهَرَ عَلٰى وَجْهِ الْمَآءِ عِنْدَ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ زُبْدَةٌ بَيْضَآءَ فَدُحِيَتِ الْاَرْضُ مِنْ تَحْتِهٖ" ﴿مبركا﴾ حَالٌ مِّنَ الَّذِیْ اَیْ ذَا بَرَكَةٍ ﴿وهدى للعلمين (۹۶)﴾ لِاَنَّهُ قِبْلَتُهُمْ ﴿فيه ايت بينت﴾ مِّنْهَا ﴿مقام ابراهيم﴾ اَیِ الْحَجَرُ الَّذِیْ قَامَ عَلَيْهِ عِنْدَ بِنَاءِ الْبَيْتِ فَاَثَّرَ قَدَمَاهُ فِيْهِ وَبَقِیَ اِلَى الْاٰنَ مَعَ تَطَاوُلِ الزَّمَانِ وَتَدَاوُلِ الْاَيْدِیْ عَلَيْهِ وَمِنْهَا تَضْعِيْفُ الْحَسَنَاتِ فِيْهِ وَاَنَّ الطَّيْرَ لَا يَعْلُوْهُ ﴿ومن دخله كان امنا﴾ لَا يُتَعَرَّضُ اِلَيْهِ بِقَتْلٍ اَوْ ظُلْمٍ اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ ﴿ولله على الناس حج البيت﴾ وَاجِبٌ بِكَسْرِ الْحَاءِ وَفَتْحِهَا لُغَتَانِ فِیْ مَصْدَرِ، حَجَّ قَصَدَ وَيُبْدَلُ مِنَ النَّاسِ ﴿من استطاع اليه سبيلا﴾ طَرِيْقًا فَسَّرَهُ ﷺ بِالزَّادِ وَالرَّاحِلَةِ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَغَيْرُهُ ﴿ومن كفر﴾ بِاللّٰهِ اَوْ بِمَا فَرَضَهُ مِنَ الْحَجِّ ﴿فان الله غنى عن العلمين (۹۷)﴾ اَلْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلٰئِكَةِ وَعَنْ عِبَادَتِهِمْ ﴿قل ياهل الكتب لم تكفرون بايت الله﴾ اَلْقُرْاٰنِ ﴿والله شهيد على ما تعملون (۹۸)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ عَلَيْهِ

﴿قل یاھل الکتب لم تصدون﴾ تُصرِفُوْنَ ﴿عن سبیل اللہ﴾ اَیْ دِیْنِہٖ ﴿من امن﴾ بِتَکْذِیْبِکُمُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَکَتْمِ نَعْتِہٖ ﴿تبغونھا﴾ اَیْ تَطْلُبُوْنَ السَّبِیْلَ ﴿عوجا﴾ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰی مُعَوَّجَۃٍ اَیْ مَائِلَۃً عَنِ الْحَقِّ ﴿وانتم شھداء﴾ عَالِمُوْنَ بِاَنَّ الدِّیْنَ الْمَرْضِیَّ ھُوَ الْقَیِّمُ دِیْنُ الْاِسْلَامِ کَمَا فِیْ کِتَابِکُمْ ﴿وما اللہ بغافل عما تعملون(۹۹)﴾ مِنَ الْکُفْرِ وَالتَّکْذِیْبِ وَاِنَّمَا یُؤَخِّرُکُمْ اِلٰی وَقْتِکُمْ لِیُجَازِیَکُمْ وَنَزَلَ لَمَّا مَرَّ بَعْضُ الْیَھُوْدِ عَلَی الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ فَغَاظَہٗ تَاَلُّفُھُمْ فَذَکَّرَھُمْ بِمَا کَانَ بَیْنَھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ مِنَ الْفِتَنِ فَتَشَاجَرُوْا وَکَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ ﴿یایھا الذین امنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتب یردوکم بعد ایمانکم کفرین(۱۰۰) وکیف تکفرون﴾ اِسْتِفْھَامُ تَعْجِیْبٍ وَتَوْبِیْخٍ ﴿وانتم تتلی علیکم ایت اللہ وفیکم رسولہ ومن یعتصم﴾ یَتَمَسَّکُ ﴿باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم(۱۰۱)﴾

﴿ترجمہ﴾

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے (یعنی اسکے ثواب کو، اس سے مراد جنت ہے) جب تک راہ خدا میں خرچ (یعنی صدقہ) نہ کرو......۱......اپنی پیاری چیز (اپنے مال میں سے) اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے (وہ اس خرچ کرنے پر تمہیں جزاء دیگا، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملتِ ابراہیمی پر ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اونٹ کا گوشت اور دودھ نہ کھایا کرتے تھے) سب کھانے حلال تھے (حِلًّا بمعنی حـــلالاً ہے) بنی اسرائیل کو مگر وہ جو حرام کرلیا تھا ......۲......اسرائیل (یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام) نے اپنے اوپر (یعنی اونٹ، جب وہ عرق النساء کے مرض میں مبتلا ہوئے، لفظ عرق النساء نون کے فتح اور قصر کے ساتھ ہے، تو منت مانی کہ اگر اس مرض سے شفاء حاصل ہوئی تو وہ اونٹ کا گوشت نہ کھائینگے، پس وہ ان پر حرام ہوگیا) توریت اترنے سے پہلے (اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہوا، آپکے عہد میں یہ حرام نہ تھا جیسا کہ یہودیوں نے گمان کیا) تم فرماؤ (ان سے) توریت لاکر پڑھو (تا کہ تمہارے قول کی صداقت واضح ہوجائے) اگر سچے ہو (اپنے دعوٰی میں، یہود مبہوت ہوگئے اور توریت نہ لائے، اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا) تو اسکے بعد جو اللہ پر جھوٹ باندھے (یعنی حجت ظاہر ہونے کے بعد، اس بات کی تحریم حضرت یعقوب علیہ السلام کی جانب سے ہوئی تھی نہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں) تو وہ ہی ظالم ہیں (یعنی حق سے باطل کی طرف تجاوز کرنے والے ہیں) تم فرماؤ اللہ سچا ہے (تمام باتوں کی طرح اس بات میں بھی) تو ابراہیم کے دین پر چلو (جس پر میں ہوں) جو ہر باطل سے جدا تھے (یعنی تمام ادیان سے بیزار، دین اسلام کی طرف راغب) اور شرک والوں میں نہ تھے (یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب یہود نے کہا کہ ہمارا قبلہ تمہارے قبلہ سے پہلے ہے) بے شک سب میں پہلا گھر جو مقرر ہوا (عبادت کیلئے) لوگوں کی (زمین میں وہ ہے) جو مکہ میں ہے (مکہ باء کی لغت کے ساتھ بھی ہے......۳......اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ شہر جابروں کی غرور سے اکڑی ہوئی گردنوں کو خاک میں ملا دیتا ہے، اسے فرشتوں نے تخلیق آدم سے پہلے بنایا تھا، اسکے بعد مسجد اقصی بنائی گئی اور ان دونوں تعمیروں کے مابین چالیس سال کا فاصلہ ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے اور ایک حدیثِ پاک میں یہ بھی ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق کے وقت سب سے پہلے سطح زمین پر سفید جھاگ نمودار ہوا اسکے بعد اس جھاگ تلے زمین بچھتی چلی گئی) برکت والا

(مبارکا بمعنی ذا برکة، "الذی" سے حال ہے) اور سارے جہان کا رہنما (کہ یہ سب کا قبلہ ہے) اس میں کھلی نشانیاں ہیں (ان میں سے) ایک ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ (یعنی جس پتھر پر کھڑے ہوکر بناء کعبہ فرمائی تھی اس پر آج تک نقشِ پا موجود ہیں حالانکہ نہ صرف یہ کہ اس پر طویل زمانہ بیت چکا ہے بلکہ کئی ہاتھ اس مقام پر مس ہوتے رہے ہیں، نیز وہاں نیکیوں کا کئی گناہ بڑھ جانا اور پرندوں کا اسکے اوپر سے نہ گزرنا بھی انہی نشانیوں میں سے ہے) اور جو اس میں آئے امان میں ہو (قتل یا ظلم وغیرہ کرنے کے سبب بھی اس سے تعرض نہیں کیا جائیگا) اور اللہ کیلئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے (واجب ہے، حج مصدر ہے اس میں دو لغتیں ہیں، حاء کے فتح اور کسرہ کے ساتھ بمعنی قصد، اور الناس مبدل منہ ہے اسکا بدل من استطاع الیه سبیلا ہے) جو اس تک چل سکے (من استطاع الیه سبیلا کی تفسیر حضور ﷺ نے زادراہ اور سواری سے فرمائی ہے جیسا کہ حاکم وغیرہ سے مروی ہے) اور جو منکر ہو (اللہ کا یا حج کی فرضیت کا) تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے (انسانوں، جنوں، فرشتوں اور انکی عبادت سے) تم فرماؤ اے کتابیو! اللہ کی (یعنی قرآن کی) آیتیں کیوں نہیں مانتے اور تمہارے کام اللہ کے سامنے ہیں (وہ تمہیں ان پر جزا دیگا) تم فرماؤ اے کتابیو! کیوں روکتے ہو (یعنی پھیرتے ہو) اللہ کی راہ سے (یعنی اسکے دین سے) اسے جو ایمان لائے (نبی کی تکذیب کرکے اور اسکی نعت چھپا کر) چاہتے ہو (تبغونها بمعنی تطلبونها ہے) اسے یعنی رستے کو ٹیڑھا کیا (عوجا مصدر بمعنی معوجة یعنی حق کو چھوڑتے ہوئے) اور تم خود اس پر گواہ ہو (جانتے ہو کہ پسندیدہ دین صرف اسلام ہے جیسا کہ تمہاری اپنی کتابوں میں موجود ہے) اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں (یعنی تمہارے کفر و تکذیب کو جانتا ہے، اس نے تمہیں محض ایک وقت تک مہلت دے رکھی ہے وہ ضرور تمہیں اس کا بدلہ دیگا، یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب ایک یہودی کا اوس وخزرج کے پاس سے گزر ہوا تو انکی آپس کی محبت نے اسے غصے میں مبتلا کردیا، تو اس نے زمانۂ جاہلیت میں انکے مابین ہونے والی جنگوں کا ذکر چھیڑ دیا جس سے وہ لوگ باہم جھگڑ پڑے اور قریب تھا کہ جنگ چھڑ جاتی) اے ایمان والو! اگر تم کچھ کتابیوں کے کہے پر چلے تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر کرچھوڑیں گے اور تم کیونکر کفر کروگے (کیف استفهامیه تعجب اور توبیخ کیلئے ہے) تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اسکا رسول تشریف لایا اور جس نے سہارا لیا (یعتصم بمعنی یتمسک ہے) اللہ کا تو ضرور وہ سیدھی راہ دکھایا گیا۔

﴿ترکیب﴾

﴿لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون﴾

لن تنالوا: فعل بافاعل، البر: مفعول، حتی: جار، ان مصدریہ محذوف، تنفقوا: فعل بافاعل، مما تحبون: ظرف لغو، یہ سب ملکر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما تنفقوا من شیء فان الله به علیم﴾

و: استنافیہ، ما: اسم شرط مفعول بہ مقدم، تنفقوا: فعل بافاعل، من شیء: ظرف لغو، جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان: حرف مشبہ، الله: اسم جلالت اسم، به علیم: شبہ جملہ خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ تعلیل ہے جواب شرط محذوف فیجازیکم بحسبه ومقداره کیلئے اور قائم مقام جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کل الطعام کان حلا لبنی اسراءیل الا ماحرم اسراءیل علی نفسه من قبل ان تنزل التوراة﴾

کل الطعام: مبتدا،کان: فعل ناقص ھو ضمیر مستثنیٰ منہ،الا: للاستثناء ،ما: موصولہ،حرم اسرائیل علی نفسہ: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے ملکر اسم،حلا: مصدر،لبنی اسرائیل: ظرف لغو،من قبل ان تنزل التورۃ: ظرف لغوثانی،شبہ جملہ ہوکر خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل فاتوا بالتورۃ فاتلوھا ان کنتم صدقین﴾

قل: فعل امر انت ضمیر فاعل ملکر قول،ف: فصیحہ ،اتوا: فعل بافاعل،بالتورۃ: ظرف لغو، یہ سب ملکر شرط محذوف اذا کنتم واثقین من اقوالکم وأصررتم علیھا کی جزا،شرط جزا ملکر مقولہ،فاتلوھا: جملہ فعلیہ ماقبل فاتوا پر معطوف ہے،ان: شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف فاتوا بالتورۃ ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فمن افتری علی اللہ الکذب من بعد ذلک فاولئک ھم الظلمون﴾

ف: مستانفہ،من: شرطیہ مبتدا،افتری: فعل بافاعل،علی اللّٰہ: ظرف لغو،الکذب: مفعول،من بعد ذلک: ظرف لغوثانی، یہ سب ملکر شرط،ف: جزائیہ ،اولئک ھم الظلمون: جملہ اسمیہ ہوکر جزا، اپنی شرط سے ملکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

﴿قل صدق اللہ فاتبعوا ملۃ ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین﴾

قل: قول،صدق اللّٰہ: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ف: فصیحہ ،اتبعوا: فعل بافاعل،ملۃ: مضاف،ابراھیم: ذوالحال ،حنیفا: حال،و: حالیہ،ماکان من المشرکین: جملہ فعلیہ حال ثانی،ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مفعول، یہ سب ملکر جزا،شرط محذوف اذا أردتم النجاۃ بعد ان ثبت لکم ذلک علی وجہ الکمال کیلئے۔

﴿ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبرکا وھدی للعلمین﴾

ان: حرف مشبہ ،اول: مضاف،بیت: موصوف،وضع للناس: جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر اسم ،لام: تاکیدیہ ،الذی: موصول، ببکۃ: ظرف مستقر صلہ،ملکر ذوالحال،مبرکا: معطوف علیہ ،و ھدی للعلمین: معطوف ملکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر خبر،انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

﴿فیہ ایت بینت مقام ابرھیم ومن دخلہ کان امنا﴾

فیہ: ظرف مستقر خبر مقدم،ایت بینت: مرکب توصیفی ملکر مبتدا موخر،مقام ابراھیم: مبتدا،منھا خبر محذوف،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،و: مستانفہ ،من: شرطیہ مبتدا،دخلہ: جملہ فعلیہ شرط ،کان امنا: جملہ فعلیہ جزا ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

﴿وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا﴾

و: مستانفہ،للّٰہ: ظرف مستقر ثابت اسم فاعل محذوف کیلئے،علی: جار،الناس: مبدل منہ ،من استطاع الیہ سبیلا: بدل،ملکر

مجرور،ملکرظرف لغومتعلق ماقبل ثابت کیلئے "لـــابـت" اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکرخبرمقدم، حج البيت: مبتداموٴخر،ملکرجملہ اسمیہ۔

﴿ومن كفر فان الله غنى عن العلمين﴾

و: مستانفه ،من: شرطیہ مبتدا، كفر: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،ان الله غنى عن العلمين: جملہ اسمیہ تعلیل ہے جواب شرط مقدر فلن يضر الله کیلئے اورقائم مقام جواب شرط،اپنی شرط سے ملکرخبر۔

﴿قل يـاهل الكتب لم تكفرون بايت الله والله شهيد على ما تعملون﴾

قل: قول،ياهل الكتب: جملہ ندائیہ،لم: جارمجرور متعلق مقدم ،تكفرون: فعل واوضمیرذوالحال،بايت الله: ظرف لغو، والله شهيد على ما تعملون: جملہ اسمیہ حال،اپنے ذوالحال سے ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا،اپنی نداسے ملکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل يـاهل الكتب لم تصدون عن سبيل الله من امن تبغونها عوجا وانتم شهداء وما الله بغافل عما تعملون﴾

قل: قول،ياهل الكتب: جملہ ندائیہ ،لم: جارمجرور متعلق مقدم ،تصدون: فعل واوضمیرذوالحال ،عن سبيل الله: ظرف لغو، من امن: مفعول،تبغونها عوجا: حال اول،وانتم شهداء: حال ثانی،وماالله بغافل عما تعملون: حال ثالث،ذوالحال اپنے تمام حال سے ملکرفاعل،یہ سب ملکرمقصود بالنداء،اپنی نداسے ملکرمقولہ۔

﴿يايها الذين امنوا ان تطيعوا فريقا من الذين اوتوا الكتب يردوكم بعد ايمانكم كفرين﴾

يايها الذين امنوا: جملہ ندائیہ،ان:شرطیہ ،تطيعوا:فعل بافاعل، فريقا: موصوف،من الذين اوتوا الكتاب: صفت،ملکرمفعول ،ہ سب ملکرشرط،يردوكم: فعل بافاعل ومفعول ،بعد ايمانكم كفرين: شبہ جملہ مفعول ثانی،یہ سب ملکرجزاء،شرط،جزاملکرمقصود بالنداء،ملکرجملہ ندائیہ۔

﴿وكيف تكفرون وانتم تتلى عليكم ايت الله وفيكم رسوله﴾

و: مستانفه،كيف: بمعنی ای حالة حال مقدم،تكفرون: فعل واوضمیرذوالحال،و: حالیہ، انتم تتلى عليكم ايت الله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،وفيكم رسوله: جملہ اسمیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکرحال،ذوالحال اپنے حال سے ملکرفاعل،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن يعتصم بالله فقد هدى الى صراط مستقم﴾

و: مستانفه،من: شرطیہ مبتدا ،يعتصم بالله: جملہ فعلیہ شرط ، ف: جزائیہ ،قد هدى الى : الخ: جملہ فعلیہ جزا،اپنی شرط سے ملکرخبر،مبتداخبرملکرجملہ اسمیہ۔

«شان نزول»

☆...... کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل ...... ☆ یہود نے سید عالم ﷺ سے کہا کہ حضور اپنے آپ کو ملتِ ابراہیمی پر خیال کرتے ہیں باوجود یکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اونٹ کا گوشت اور دودھ نہیں کھاتے تھے آپ کھاتے ہیں تو آپ ملتِ ابراہیمی پر کیسے ہوئے؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ چیزیں حضرت ابراہیم پر حلال تھیں یہود کہنے لگے کہ یہ حضرت نوح پر بھی حرام تھیں اور حضرت ابراہیم پر بھی حرام تھی اور ہم تک حرام ہی چلی آئیں اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا کہ یہود کا یہ دعویٰ غلط ہے بلکہ یہ چیزیں حضرت ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب پر حلال تھیں حضرت یعقوب نے کسی سبب سے اپنے اوپر حرام فرمایا اور یہ حرمت انکی اولاد میں باقی رہی یہود نے اسکا انکار کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ توریت اس مضمون پر ناطق ہے اگر تمہیں انکار ہے تو توریت لاؤ اس پر یہود کو اپنی فضیحت ورسوائی کا خوف ہوا اور وہ توریت نہ لا سکے انکا کذب ظاہر ہو گیا اور انہیں شرمندگی اٹھانی پڑی۔

☆...... ان اول بیت وضع للناس ...... ☆ یہود نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ بیت المقدس ہمارا قبلہ ہے کعبہ سے افضل اور اس سے پہلا ہے انبیاء کا مقام ہجرت و قبلۂ عبادت ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ کعبہ افضل ہے، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ سب سے پہلا مکان جسکو اللہ عزوجل نے طاعت وعبادت کیلئے مقرر کیا، نماز کا قبلہ حج اور طواف کا موضع بنایا، جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں، وہ کعبہ معظمہ ہے جو شہر مکہ معظمہ میں واقع ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کعبہ معظمہ بیت المقدس سے ۴۰ سال قبل بنایا گیا۔

☆...... یایھا الذین امنوا ان تطیعوا ...... ☆ اوس و خزرج کے قبیلے میں پہلے بڑی عداوت تھی اور مدتوں ان کے درمیان جنگ جاری رہی۔ سید عالم ﷺ کے صدقے ان قبیلوں کے لوگ اسلام لا کر باہم شیر وشکر ہوئے۔ ایک روز وہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے انس ومحبت کی باتیں کر رہے تھے شاس بن قیس یہودی جو بڑا دشمن اسلام تھا اس طرف سے گزرا اور انکے باہمی روابط دیکھ کر جل گیا اور کہنے لگا کہ جب یہ لوگ آپس میں مل گئے تو ہمارا کیا ٹھکانا ہے ایک جوان کو مقرر کیا جو انکی مجلس میں بیٹھ کر انکی پچھلی لڑائیوں کا ذکر چھیڑے اور اس زمانے میں ہر قبیلہ جو اپنی مدح اور دوسروں کی حقارت کے اشعار لکھتا تھا پڑھے چنانچہ اس یہودی نے ایسا ہی کیا اور اس کی شر انگیزی سے دونوں قبیلے طیش میں آگئے اور ہتھیار اٹھا لئے قریب تھا کہ خونریزی ہو جائے۔ سید عالم ﷺ یہ خبر پا کر مہاجرین کے ساتھ تشریف لائے اور فرمایا اے جماعت اہل اسلام! یہ کیا جاہلیت کی حرکات ہیں میں تمہارے درمیان ہوں، اللہ عزوجل نے تمکو اسلام کی عزت دی، جاہلیت کی بلا سے نجات دی، تمہارے درمیان الفت ومحبت ڈالی تم پھر زمانہ کفر کی حالت کی طرف لوٹتے ہو حضور ﷺ کے ارشاد نے انکے دلوں پہ اثر کیا اور انہوں نے سمجھا کہ یہ شیطان کا فریب اور دشمن کا مکر تھا انہوں نے ہاتھوں سے ہتھیار پھینک دیئے اور روتے ہوئے ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ فرمانبردارانہ چلے آئے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

«تشریح توضیح واغراض»

بر کا معنی اور راہ خدا میں اپنی پسندیدہ چیز خرچ کرنے کی اہمیت :

ا...... حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ بر سے مراد جنت ہے۔ ایک اور قول کے مطابق بر سے مراد تقوی ہے بعض نے کہا کہ اس سے مراد طاعت ہے جبکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بر سے مراد یہ ہے کہ تم نیکی کی حقیقت تک ہرگز نہ پہنچ سکو گے اور نہ ہی ابرار کی صفت کو پہنچ سکو گے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کی راہ میں وہ خرچ نہ کرو جو تمہیں پسند ہو، ایک قول کے مطابق اس سے مراد وہ ثواب ہے جو نیکی پر

مرتب ہوتا ہے اور اصل میں بـر کا معنی یہ ہے کہ نیکی وخیر کے کاموں کو بڑے پیمانے پر کشادہ کرنا، بندے کا اپنے رب کے ساتھ کشادگی کرنا یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی طاعت میں کشادگی کرے اور اللہ عزوجل کا اپنے بندے کے ساتھ کشادگی کرنا یہ ہے کہ وہ بندے کو طاعت پر ثواب میں کشادگی کرے اور لفظ بـر کا استعمال صدق اور حسن خلق پر بھی ہوتا ہے کیونکہ ان دونوں سے بھی خیر کے کاموں میں کشادگی ہوتی ہے (الخازن، ج ۱، ص۲۶۸)

☆.....حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''صدق نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف، بندہ جب سچ بولتا ہے تو اللہ عزوجل کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے جبکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف، بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے حتی کہ وہ اللہ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب قبح الکذب وحسن الصدق، ص ۱۲۸٦)

☆.....حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بـر سے مراد حسن خلق ہے اور گناہ اسے کہتے ہیں جو تیرے جی میں کھٹکے اور تو اس بات کو ناپسند کرے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔'' (سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی البر والاثم، ص٦٤، ج۲)

ہمارے اسلاف کا اس آیتِ مبارکہ پر کس طرح عمل ہوا کرتا تھا اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

☆.....حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ طیبہ میں کئی کھجور کے باغ تھے جن میں آپکو بَیْرُحاء بہت پسند تھا جو کہ مسجد نبوی کے سامنے تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف فرما ہوتے تو اسکا پانی پیتے جو کہ خوشگوار ہوتا، جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اٹھے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ﴿لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون﴾ اور مجھے میرے مال میں بیْرُحاء پسند ہے، میں راہ خدا میں اسے صدقہ کرتا ہوں یہ امید کرتے ہوئے کہ بھلائی پاؤں اور یہ صدقہ کرنا اللہ عزوجل کے ہاں میرے لیے آخرت کا توشہ بن جائے، لہذا اے دو جہاں کے والی ومختار صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جہاں چاہیں اسے راہ خدا میں خرچ کریں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ سودا تو بڑے فائدے کا ہے، بڑا نفع بخش ہے، جو تم نے کہا وہ میں نے سن لیا مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اسے اپنے قرابتداروں کو دیدو''۔ پس حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایسا ہی کروں گا۔ لہذا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو اپنے اقارب اور اپنے چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔

(صحیح البخاری، کتاب تفسیر القران، باب لن تنالو البر حتی، ص ۷۷۵)

☆.....حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں جب اس آیت مبارکہ ﴿لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون﴾ پر پہنچے تو حالت نماز ہی میں اپنی انگلی کے اشارے سے اپنی لونڈی کو آزاد کردیا۔ (الدر المنثور، ج۲، ص۹۱)

بنی اسرائیل پر ہر کھانا حلال تھا مگر جو اپنی مرضی سے!

۲.....یہاں یہود کے اعتراض پر اللہ عزوجل جواب دے رہا ہے کہ بنی اسرائیل پر ہر کھانا حلال تھا مگر وہ جسے حضرت اسرائیل علیہ السلام نے خود اپنی ذات پر حرام کیا۔ اسرائیل سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں اور وہ کھانا جو آپ علیہ السلام نے اپنی ذات پر حرام کیا تھا وہ اونٹ کا گوشت اور دودھ ہے وجہ اسکی یہ تھی کہ آپکو عرق النساء تھا اور آپ نے یہ منت مانی تھی کہ اگر آپکو اس مرض سے صحت یابی ملی تو

آپ اپنا پسندیدہ کھانا نہ کھائیں گے اور یہ کھانا آپکو پسند تھا اسلئے آپ نے اسکو ترک فرمایا۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اطباء نے آپکو اس کھانے سے منع کیا تھا۔ (البیضاوی، ج۱، ص ۲۷۸)

شہر مکہ:

☆......اکثر اہل عرب باء کو میم اور میم کو باء سے بدل کر پڑھ لیتے ہیں جس طرح نمیط کو نبیط، لازم کو لازب اور راتب کو راتم، پڑھتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ باء اور میم متغائر ہیں، اگر بکۃ کہا جائے تو مراد اس سے بیت اللہ شریف کی جگہ ہوگی اور اگر مکۃ کہا جائے تو اس سے مراد شہر مکۃ ہوگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سب سے پہلے گھر کے بارے میں جو لوگوں کیلئے بنایا گیا پوچھا گیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مسجد الحرام پھر بیت المقدس۔" پوچھا گیا ان دونوں کے درمیان کتنے سالوں کا فاصلہ ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: "چالیس سال کا"۔ (روح المعانی، الجزء الرابع، ص ۳۰۲)

☆......حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل نے عرش کے نیچے ایک گھر بنایا جسکا نام بیت المعمور ہے اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ اسکا طواف کریں۔ پھر اللہ عزوجل نے فرشتوں کو اسی بیت المعمور کی مثل زمین میں ایک گھر بنانے کا حکم صادر فرمایا، فرشتوں نے بنایا اور اسکا نام الضراح رکھا اور یہ بھی حکم دیا کہ جس طرح آسمان کے فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اس طرح وہ بھی اس زمین پر بنائے گئے گھر کا طواف کریں۔ روایت میں آتا ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے دو ہزار سال قبل گھر بنایا اور وہ اس گھر کا حج بھی کرتے تھے جب آدم علیہ السلام نے اس گھر کا حج کیا تو فرشتوں نے ان سے کہا کہ آپ کا حج کرنا بھی نیک کام ہے لیکن ہم نے آپ سے دو ہزار سال قبل اس گھر کا حج کیا۔ (الخازن، ج۱، ص ۲۷۱)

اغراض:

ای ثوابہ: یعنی بھلائی، اس جملے میں اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے، یعنی بھلائی کا ثواب۔ من اموالکم: یعنی جان و مال وغیرہ۔ وذلک بعد ابراهیم: یعنی ہزار سال بعد۔ تصدقوا: اصل میں دو تاء تھیں ایک کو تخفیف کی وجہ سے حذف کر دیا یا حذف نہ کیا بلکہ ایک تاء کو صاد سے بدل دیا اور اس کا صاد میں ادغام کر دیا۔ صدق قولکم: یعنی تمہاری خبریں کہ ذکر کردہ چیزیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حرام تھیں۔ فنذر ان شفی لا یأکلها: یعنی اونٹ کے گوشت اور دودھ کے کھانے پینے کی طرف رغبت تھی، اور اس قسم کی نذر کی مثال ہماری شریعت میں نہیں پائی جاتی اس لئے کہ نذر مستحب کو واجب و لازم کر دیتی ہے اور ذکر کردہ نذر کو چھوڑنا مستحب نہیں ہے۔ فبھتوا: باب نصر یا علم یا کرم یا زہی سے ہے اور معنی یہ ہے کہ وہ پریشان و حیران ہوئے اور ان کی حجتیں منقطع ہو گئیں۔ ان التحریم: بالخصوص اونٹ کے گوشت اور خون کے بارے میں۔ التی انا علیها: یعنی تمام مومنین۔
لانها تبک اعناق الجبابرة: اسے مکہ کہا گیا اس لئے کہ یہ المک سے مشتق ہے اور اس سے مراد ازالہ ہے، اس لئے کہ یہ شہر گناہوں کو زائل کرتا اور مٹاتا ہے۔ زبدۃ: حرکت کرتے ہوئے سفید جھاگ۔ ذابرکۃ: اس حیثیت سے اس پاک گھر کا حج کرنے والے کے لئے، اور گناہوں کا کفارہ اس کے لئے جو عاجزی اور انکساری سے اس گھر میں داخل ہو۔ لانہ قبلتھم: کہ تم نماز میں اس کی جانب متوجہ ہوتے ہو، اور آیت کا عموم اس بات پر گواہ ہے کہ جمادات تک کا قبلہ ہے اسی لئے تم درختوں کو اسی جانب بطور انحناء جھکتا ہوا دیکھتے ہو۔ القرآن: اور وہ جو اس کے ساتھ معجزات باہرہ مجزے ہوئے ہیں۔ تضعیف الحسنات فیہ: یعنی نماز کا ثواب اس میں

لاکھ گنا ملتا ہے۔ میصدر: یعنی تبغونھا کی ضمیر سے حال ہے۔

بـقـتـل :اگرچہ قصاص ہی کیوں نہ ہو؟ زمانہ جاہلیت میں ایک شخص قتل کر کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو گیا تو اس سے اس وقت تک تعرض نہیں کیا گیا جب تک کہ وہ مکہ مکرمہ میں رہا، چنانچہ اسلام کے پھیل جانے کے بعد امام مالک اور امام شافعی علیہما الرحمۃ کے نزدیک اگر قتل کرے گا تو اس سے مکہ میں قصاص لیا جائے گا اور امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس سے بدلہ نہ لیا جائے جب تک کہ وہ شہر محترم میں ہے اور اسے شہر سے نکلنے پر مجبور کیا جائے گا اور یہ دنیاوی معاملہ ہے اور آخرت میں گناہوں کی تکفیر اور نیکیوں کی تضعیف ہوگی۔قـل یـا اهل الکتاب: یعنی یہود و نصاریٰ، ان کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے ہے کہ ان کا کفر محض عناد کی وجہ سے تھا۔

کما فی کتابکم :مراد اس سے جنس صادق توریت اور انجیل ہے۔ (الصاوی، ج۱، ص۲۵۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿یایها الذین امنوا اتقوا الله حق تقته﴾ بِاَنْ يُّطَاعَ فَلَا يُعْصٰى وَيُشْكَرُ فَلَا يُكْفَرُ وَيُذْكَرُ فَلَا يُنْسٰى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ مَنْ يَّقْوِىْ عَلٰى هٰذَا فَنُسِخَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴿ولاتموتن الا وانتم مسلمون(۱۰۲)﴾ مُوَحِّدُوْنَ ﴿واعتصموا﴾ تَمَسَّكُوْا﴿بحبل الله﴾ اَىْ دِيْنِهٖ ﴿جميعا ولا تفرقوا﴾ بَعْدَ الْاِسْلَامِ ﴿واذكروا نعمة الله﴾ اِنْعَامَهٗ ﴿عليكم﴾ يَا مَعْشَرَ الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ ﴿اذ كنتم﴾ قَبْلَ الْاِسْلَامِ ﴿اعداء فالف﴾ جَمَعَ ﴿بين قلوبكم﴾ بِالْاِسْلَامِ ﴿فاصبحتم﴾ فَصِرْتُمْ ﴿بنعمته اخوانا﴾ فِى الدِّيْنِ وَالْوِلَايَةِ ﴿وكنتم على شفا﴾ طَرْفِ ﴿حفرة من النار﴾ لَيْسَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الْوُقُوْعِ فِيْهَا اِلَّا اَنْ تَمُوْتُوْا كُفَّارًا ﴿فانقذكم منها﴾ بِالْاِيْمَانِ ﴿كذلك﴾ كَمَا بَيَّنَ لَكُمْ مَا ذُكِرَ ﴿يبين الله لكم ايته لعلكم تهتدون(۱۰۳)ولتكن منكم امة يدعون الى الخير﴾ اَلْاِسْلَامِ ﴿ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك﴾ اَلدَّاعُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ النَّاهُوْنَ ﴿هم المفلحون(۱۰۴)﴾ اَلْفَائِزُوْنَ، وَمِنْ لِلتَّبْعِيْضِ لِاَنَّ مَا ذُكِرَ فَرْضُ كِفَايَةٍ لَا يَلْزَمُ كُلَّ الْاُمَّةِ وَلَا يَلِيْقُ بِكُلِّ اَحَدٍ كَالْجَاهِلِ وَقِيْلَ زَائِدَةٌ اَىْ لِتَكُوْنُوْا اُمَّةً ﴿ولاتكونوا كالذين تفرقوا﴾ عَنْ دِيْنِهِمْ ﴿واختلفوا﴾ فِيْهِ ﴿من بعد ما جاء هم البينت﴾ وَهُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى ﴿واولئك لهم عذاب عظيم(۱۰۵)يوم تبيض وجوه﴾ اَىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴿وتسود وجوه فاما الذين اسودت وجوههم﴾ وَهُمُ الْكَافِرُوْنَ فَيُلْقَوْنَ فِى النَّارِ وَيُقَالُ لَهُمْ تَوْبِيْخًا ﴿اكفرتم بعد ايمانكم﴾ يَوْمَ اَخْذِ الْمِيْثَاقِ ﴿فذوقوا العذاب بما كنتم تكفرون(۱۰۶)واما الذين ابيضت وجوههم﴾ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿ففى رحمة الله﴾ اَىْ جَنَّتِهٖ ﴿هم فيها خلدون(۱۰۷)تلك﴾ اَىْ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ ﴿ايت الله نتلوها عليك﴾ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿بالحق وما الله يريد ظلما للعلمين(۱۰۸)﴾ بِاَنْ يَّاْخُذَهُمْ بِغَيْرِ جُرْمٍ ﴿ولله ما

فی السموت وما فی الارض﴾ مِلْکًا وَّخَلْقًا وَّعَبِیْدًا ﴿والی اللہ ترجع﴾ تَصِیْرُ ﴿الامور(۱۰۹)﴾

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے.....۱.....(اسطرح کہ اسکی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے، شکر ادا کیا جائے ناشکری نہ کی جائے، اسے یاد کیا جائے فراموش نہ کیا جائے، صحابہ کرام ﷺ نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! اسکی طاقت کون رکھتا ہے؟'' تو اس کے بعد یہ حکم ﴿فاتقوا اللّٰہ مااستطعتم﴾ سے منسوخ ہوگیا) اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان (یعنی مرتے وقت بھی توحید کے علمبردار رہنا) اور مضبوط تھام لو (واعتصموا بمعنی اتمسکوا ہے) اللہ کی (یعنی اسکے دین کی) رسی سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا (یعنی اسلام لانے کے بعد فرقوں میں نہ بٹ جانا.....۲.....) اور اللہ کا احسان (یعنی انعام) اپنے اوپر یاد کرو (اے اوس وخزرج!) جب تم میں (اسلام سے پہلے) بیر تھا تو اس نے ملاپ (یعنی جمع) کردیا تمہارے دلوں کو (اسلام کے ساتھ) اور تم بن گئے (یعنی ہوگئے) اسکے فضل سے آپس میں بھائی بھائی (دین اور دوستی میں.....۳.....) اور تم کنارے پر تھے (شَفا بمعنی طرف ہے) غارِ دوزخ کے (تم میں اور جہنم کے گڑھے میں کچھ دوری نہ تھی سوائے کفر پر مرنے کے) تو اس نے تمہیں اس سے بچادیا (ایمان کی دولت دیکر) یوں ہی (جیسا کہ مذکورہ باتیں تم سے واضح ذکر کردیں اسی طرح) اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم ہدایت پاؤ اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی (یعنی اسلام) کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں .....۴.....اور یہی لوگ (اوامر ونواہی کے داعی) مراد کو پہنچے (کامیاب ہیں، مــن تبعیضیہ ہے کیونکہ مذکورہ احکام فرض کفایہ ہیں تمام امت پر لازم نہیں ہیں اور نہ ہی ہر آدمی مثلاً جاہل اس کام کے کرنے کے لائق ہے، بعض کے نزدیک من زائدہ ہے اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ چاہیے کہ تم سب ایک گروہ ہو جاؤ) اور ان جیسے نہ ہونا جو آپس میں پھٹ گئے (اپنے دین سے جدا ہوگئے) اور اختلاف کیا (دین کے معاملے میں) بعد اسکے کہ روشن نشانیاں انہیں آچکی تھیں.....۵.....(ان سے مراد یہود ونصاری ہیں) اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے جس دن کچھ منہ اونچالے ہونگے اور کچھ منہ کالے (یعنی قیامت کے دن) تو وہ جنکے منہ کالے ہوئے (یعنی کفار، وہ آگ میں ڈالے جائینگے تو انہیں ڈانٹ کر کہا جائیگا) کیا تم کافر ہوئے ایمان لانے کے بعد (یعنی جو روزِ میثاق لائے تھے) تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ اور وہ جنکے منہ اونجالے ہوئے (یعنی مومن) وہ اللہ کی رحمت میں (یعنی جنت میں) ہیں، وہ ہمیشہ اس میں رہینگے یہ (آیات) اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم (اے محبوب ﷺ!) ٹھیک ٹھیک تم پر پڑھتے ہیں اور اللہ جہاں والوں پر ظلم نہیں چاہتا (کہ وہ انکے جرم کے بغیر ان سے مواخذہ کرے) اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب اسی کی ملک، مخلوق اور بندے ہیں) اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع (ترجع بمعنی تصیر) ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ ولاتموتن الا وانتم مسلمون﴾

یایھاالذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، اتقوا: فعل بافاعل، اللہ: اسم جلالت مفعول، حق تقتہ: مفعول مطلق، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ

ہوکر مقصود بالنداء، و: عاطفہ، لا تموتن: فعل بافاعل، الا: للحصر، وانتم مسلمون: جملہ اسمیہ حال ہے تموتن کے فاعل سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا﴾

و: عاطفہ، اعتصموا: فعل بافاعل، بحبل الله: ظرف لغو، جميعا: حال ہے فاعل سے، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے، ولاتفرقوا: فعل بافاعل جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم﴾

و: عاطفہ، اذكروا: فعل بافاعل، نعمة: مصدر مضاف، الله: اسم جلالت مضاف الیہ فاعل، عليكم: ظرف لغو، مصدر اپنے متعلقات سے ملکر مفعول، اذ: مضاف، كنتم اعداء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فالف بين قلوبكم: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم على شفاحفرة من النار﴾

ف: عاطفہ، اصبحتم: فعل ناقص، تم: ضمیر اسم، بنعمته: ظرف مستقر حال ہے اسم سے، اخوانا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، كنتم: فعل ناقص واسم، على شفاحفرة: ظرف مستقر خبر، من النار: صفت حفرة کیلئے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانقذكم منها كذلك يبين الله لكم ايته لعلكم تهتدون﴾

ف: عاطفہ، انقذكم: فعل بافاعل مفعول، منها: ظرف، جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف، كذلك: متعلق بمحذوف تبيين مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، يبين: فعل، الله: فاعل، لكم: ظرف، ايته: مفعول، لعلكم تهتدون: جملہ اسمیہ حال، لكم: کی کم ضمیر سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر﴾

و: مستانفہ، لتكن: فعل ناقص مجزوم بلام امر، منكم: ظرف مستقر خبر مقدم، امة: موصوف، يدعون الى الخير: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ويامرون بالمعروف: جملہ فعلیہ معطوف اول، وينهون عن المنكر: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، معطوف علیہ، معطوفات سے ملکر صفت، موصوف سے ملکر اسم، فعل ناقص، اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واولئك هم المفلحون ولاتكونوا كالذين تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءهم البينت﴾

واولئك هم المفلحون: جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لا تكونوا: فعل نہی ناقص واؤ ضمیر اسم، ك: جار، الذين: موصول، تفرقوا: معطوف علیہ، واختلفوا ......الخ: معطوف ملکر صلہ، جو موصول سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، جملہ فعلیہ۔

﴿واولئک لھم عذاب عظیم یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ﴾

و: مستانفہ،اولئک: مبتدا،لھم عذاب عظیم: جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،یوم: مضاف،تبیض وجوہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،وتسود وجوہ: جملہ فعلیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر ظرف اذکروا کیلئے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقواالعذاب بما کنتم تکفرون﴾

ف: تفریعیہ،اما: شرطیہ،الذین: موصول،اسودت وجوھھم: صلہ ملکر مبتدا،ھمزہ: حرف استفہام،کفرتم: فعل بافاعل،بعد ایمانکم: ظرف،جملہ فعلیہ خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف مھما یکن من شیی کی جزاء،ف: فصیحیہ،ذوقوا العذاب: فعل بافاعل ومفعول،بما کنتم تکفرون: ظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذا عرفتم ذلک کی جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما الذین ابیضت وجوھھم ففی رحمۃ اللہ ھم فیھا خلدون﴾

و: عاطفہ،اما: شرطیہ الذین: موصول،ابیضت وجوھھم: فعل بافاعل ملکر صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،فی رحمۃ اللّٰہ: ظرف مستقر خبر،ملکر شرط محذوف مھما یکن من شیی فی الدنیا کی جزاء،ھم فیھا خلدون: جملہ اسمیہ حال ہے مبتدا سے۔

﴿تلک ایت اللہ نتلوھاعلیک بالحق وما اللہ یرید ظلما للعلمین﴾

تلک: مبتدا،ایت اللّٰہ: ذوالحال، نتلوھاعلیک بالحق: جملہ فعلیہ حال،اپنے ذوالحال سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،و: مستانفہ،ما: حجازیہ،اللّٰہ: اسم جلالت اسم،یرید: فعل بافعل،ظلما للعلمین: مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ وللہ ما فی السموٰت ومافی الارض والی اللہ ترجع الامور﴾

و: مستانفہ،للّٰہ: ظرف مستقر خبر مقدم،ما فی السموت: معطوف علیہ،ومافی الارض: معطوف،جو معطوف علیہ سے ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،الی اللّٰہ: ظرف لغو مقدم،ترجع: فعل،الامور: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ تعالی سے ڈرنے کا حق کیا ھے؟

ا......اس آیتِ مبارکہ سے مرادواجبات کوقائم کرنااورحرام سے اجتناب کرناہے۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ اللہ عزوجل کی اطاعت کرے اورنافرمانی نہ کرے،اسکاشکر بجالائے اوراسکے ساتھ کفرنہ کرے،اسکاذکرکرے اور

اسے بھول نہ جائے، کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمہیں اللہ کی راہ سے اپنی گرفت میں نہ لے لے اور یہ بھی کہ بندہ انصاف قائم کرے اگر چہ اسکی اپنی ذات یا اپنے بیٹے یا اپنے باپ ہی کا معاملہ کیوں نہ ہو۔ (المدارک، ج۱، ص۲۷۹)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کا ذکر کرے اسے بھول نہ جائے، اس جملہ کا مدار فناءِ قلب پر ہے اور یہ جملہ کہ اسکی اطاعت کرے نافرمانی نہ کرے اسکا شکر بجالائے اسکے ساتھ کفر نہ کرے، کا مدار فناءِ نفس پر ہے۔ (المظھری، ج۲، ص۵۱۹)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے سے کیا مراد ہے؟

۲......حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین کو مضبوطی سے تھام لو کہ یہی اس تک پہنچنے کا بہترین سبب ہے، ایک قول کے مطابق حبل اللّٰہ سے مراد قرآن ہے کیونکہ یہ بھی اس تک پہنچنے کا سبب ہے۔ چنانچہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''أَلَا وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنْ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى ضَلَالَةٍ یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں سے ایک کتاب اللہ ہے جو کہ حبل اللّٰہ ہے جس شخص نے اسکی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوگیا۔

(صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل علی، ص ۱۲۰۱)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بیشک اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے لیے تین کام پسند کرتا ہے اور تین ہی ناپسند کرتا ہے: تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ نہ کرو، اور تمہارے جن تین کاموں کو ناپسند کرتا ہے وہ یہ ہیں: فضول بحث کرنا، کثرت سوال اور مال کا ضائع کرنا۔

(صحيح مسلم، كتاب الاقضية، باب النهی عن كثرة المسائل، ص۸٦٤)

نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے کا بیان:

۳......مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرض کفایہ ہے، اگر کسی جگہ ایک شخص یہ کام کرے تو باقی لوگوں سے یہ فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۲۸۱)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عید کے دن مروان نے منبر نکلوایا اور نماز سے قبل خطبہ شروع کر دیا تو ایک شخص نے کہا: ''تو نے آج کے دن منبر نکلوا کر سنت کی مخالفت کی اور تو نے نماز سے قبل شروع کر دیا حالانکہ نماز سے قبل خطبہ نہیں ہوتا تو حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بول پڑے کہ اس شخص نے وہ بات پوری کر دکھائی جو میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے، اگر ہاتھ سے روکنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ ہاتھ سے روکے ورنہ زبان سے اور اگر اسکی بھی استطاعت نہ ہو تو اسے دل میں برا جانے، یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الامر بالمعروف، ص٦٦٣)

☆......حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود کے بارے میں نرمی برتنے والے اور ان میں مبتلا ہونے والے کی مثال اس قوم جیسی ہے جس نے ایک کشتی بنائی اور اس کشتی میں ٹھہرنے کیلئے قرعہ اندازی کی، بعض کے حصہ میں اس کا نچلا حصہ آیا جبکہ بعض کے حصہ میں اسکا اوپر والا حصہ آیا، پس وہ جن کے حصہ میں نچلا حصہ آیا انہیں پانی لینے کیلئے اوپر والے حصے میں جانا پڑتا تھا، انہوں نے اسے دشوار جانا اور اسکا حل یہ نکالا کہ ایک کلہاڑے سے اپنے حصے میں سوراخ کرنے لگے تو اوپری حصے والے لوگ آئے اور پوچھا: ''کیا ہوا؟ اس شخص نے کہا کہ تمہیں میری وجہ سے تکلیف ہوتی ہے اور پانی کے بغیر گزارا نہیں، پس اگر اوپری حصے والے لوگوں نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ خود بھی نجات پائیں اور انکو بھی بچائیں گے اور اگر وہ انہیں چھوڑ دیں یعنی کشتی میں

سوراخ کرنے سے نہ روکیں تو وہ سب ہلاک ہوں گے۔(صحیح بخاری، کتاب الشھادات، باب القرعة فی المشکلات، ص۴۳۸)

فرقہ بندی کی مذمت:

۴۔۔۔۔۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہودی ۷۱ یا ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور نصاری بھی ۷۱ یا ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے لیکن میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹے گی۔ (ابی داود، کتاب السنة، باب شرح السنة، ص۸۶۰)

☆۔۔۔۔۔حضرت معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے اہل کتاب ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت عنقریب ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں ۷۲ فرقے جہنمی ہوں گے اور ایک جنتی اور وہی سب سے بڑی جماعت ہے''۔ابن یحیی اور عمرو بن عثمان نے اپنی اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے: ''عنقریب میری امت میں ایسی قوم نکلے گی کہ گمراہی ان میں ایسے سرایت کر جائے گی جیسے پاگل کتے کے کاٹے ہوئے شخص کے جسم میں زہر سرایت کر جاتا ہے''، جبکہ عمرو بن عثمان کی سند میں یہ اضافہ ہے: ''جیسے کتے کے جسم میں زہر داخل ہو جائے کہ کوئی رگ اور جوڑ باقی نہ رہے۔

(سنن ابی داود، کتاب السنة، باب شرح السنة، ص۸۶۰)

☆۔۔۔۔۔حضور ﷺ کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''بنی اسرائیل ۷۱ فرقوں میں تقسیم ہوئی اور میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو گی جن میں سوائے ایک کے سارے جہنمی ہوں گے''، تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی: ''ما الواحدة ؟ یارسول اللہ ﷺ وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا''؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ما أنا علیه الیوم و أصحابی یعنی جس پر آج کے دن میں اور میرے صحابہ ہیں وہ فرقہ جنتی ہے''۔

(المستدرك للحاكم، كتاب العلم، باب حديث عبد الله بن عمرو، ص ۱۸۹)

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ ۷۳ فرقوں کی اصل دس فرقے ہیں: اہل سنت، خوارج، شیعہ، معتزلہ، مرجیہ، مشبہ، جہمیہ، ضراریہ، نجاریہ اور کلابیہ۔ چنانچہ اہل سنت و جماعت کا ایک ہی فرقہ ہے جبکہ خوارج کے پندرہ فرقے ہیں، معتزلہ کے چھ، مرجیہ کے بارہ، شیعہ کے بتیس، جہمیہ، نجاریہ، ضراریہ اور کلابیہ میں سے ہر ایک کا ایک ایک فرقہ ہے اور مشبہ کے تین فرقے ہیں اور یہ سب ملا کر ۷۳ فرقے ہو گئے جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے اسکی بشارت دی اور نجات پانے والا فرقہ اہل سنت و جماعت ہے۔(غنیة الطالبین مترجم، ج۱، ص۳۰۹)

چہروں کے سیاہ و سفید ہونے سے مراد؟

۵۔۔۔۔۔قیامت کے دن مومنوں کے چہرے سفید ہوں گے اور کافروں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ ایک قول کے مطابق اہل سنت و جماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے مخلصین کے چہرے روشن ہوں گے اور منافقین کے چہرے کالے۔ جبکہ ایک قول کے مطابق مذکورہ آیت مبارکہ میں سفیدی سے مراد سرور اور فرحت ہے کہ جسے کامیابی و کامرانی ملے اسکا چہرہ خوشی سے کھل اٹھتا ہے اور سیاہی سے مراد غم اور حزن ہے کیونکہ جسے ناکامی حاصل ہو اس کا چہرہ غم و اندوہ کی وجہ سے سیاہ پڑ جاتا ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۲۸۲)

وہ کونسا وقت ہوگا کہ جب مومنوں کے چہرے سفید اور کافروں کے چہرے سیاہ ہوں گے؟ علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ اس بارے میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ قبروں سے اٹھتے وقت، بعض نے کہا کہ اعمال نامہ پڑھتے وقت، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ میزان پر اعمال تولتے وقت۔ (روح المعانی، الجزء الرابع، ص۳۲۹)

اغراض:

بان یطاع ولا یعصی :یہ کہ حسب طاقت اطاعت کی جائے اور اصلاً معصیت نہ کرے۔والولایۃ: مراد نصرت ہے یعنی تمہارے بعض بعض کی مدد کرتے ہیں۔الاسلام: یعنی انحصار صرف اسلام پر ہے اس لئے کہ یہی تمام اموراور اَجل کا سربراہ وسردار ہے اور اس کے بعد فرمایا﴿و یأمرون بالمعروف﴾۔ومن للتبعیض :من تبعیضیہ ہے،امر بالمعروف ونھی عن المنکر فرض کفایہ ہے اور بعض سے مراد معین یا غیر معین ہیں اللہ کے علم میں۔کالجاھل: یعنی جاہل امر بالمعروف نہ کرے اس لئے کہیں اپنی جہالت کی بناء پر امر بمنکر اور نھی عن معروف کر بیٹھے۔قیل زائدۃ: یعنی من زائدہ بھی ہوسکتا ہے وہ اس طرح کہ امر بالمعروف ونھی عن المنکر فرض کفایہ ہو اور بعض کے عمل کرنے سے سب سے ساقط ہوگیا ہو۔ (الصاوی،ج۱،ص۲۵۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿کنتم﴾ یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی ﴿خیر امۃ اخرجت﴾ اُظْھِرَتْ ﴿للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ ولو امن اھل الکتب﴾ بِاللّٰہِ ﴿لکان﴾ اَلْاِیْمَانُ ﴿خیرا لھم منھم المؤمنون﴾ کَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ ﷜ وَاَصْحَابِہٖ ﴿واکثرھم الفسقون (۱۱۰)﴾ اَلْکَافِرُوْنَ ﴿لن یضروکم﴾ اَیِ الْیَھُوْدُ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ بِشَیْءٍ ﴿الا اذی﴾ بِاللِّسَانِ مِنْ سَبٍّ وَّوَعِیْدٍ ﴿وان یقاتلوکم یولوکم الادبار﴾ مُنْھَزِمِیْنَ ﴿ثم لا ینصرون (۱۱۱)﴾ عَلَیْکُمْ بَلْ لَّکُمُ النَّصْرُ عَلَیْھِمْ ﴿ضربت علیھم الذلۃ این ما ثقفوا﴾ حَیْثُمَا وُجِدُوْا فَلَا عِزَّ لَھُمْ وَلَا اِعْتِصَامَ ﴿الا﴾ کَائِنِیْنَ ﴿بحبل من اللہ وحبل من الناس﴾ اَلْمُؤْمِنِیْنَ وَھُوَ عَھْدُھُمْ اِلَیْھِمْ بِالْاِیْمَانِ عَلٰی اَدَآءِ الْجِزْیَۃِ اَیْ لَا عِصْمَۃَ لَھُمْ غَیْرُ ذٰلِکَ ﴿وباء و﴾ رَجَعُوْا ﴿بغضب من اللہ وضربت علیھم المسکنۃ ذلک بانھم﴾ اَیْ بِسَبَبِ اَنَّھُمْ ﴿کانوا یکفرون بایت اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق ذلک﴾ تَاکِیْد ﴿بما عصوا﴾ اَمْرَ اللّٰہِ ﴿و کانوا یعتدون (۱۱۲)﴾ یتجاوزون الحلال الی الحرام ﴿لیسوا﴾ اَیْ اَھْلُ الْکِتٰبِ ﴿سواء﴾ مُسْتَوِیْنَ ﴿من اھل الکتب امۃ قائمۃ﴾ مُسْتَقِیْمَۃٌ ثَابِتَۃٌ عَلَی الْحَقِّ کَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ ﷜ وَعَنْ اَصْحَابِہٖ ﴿یتلون ایت اللہ اناء الیل﴾ اَیْ فِیْ سَاعَاتِہٖ ﴿وھم یسجدون (۱۱۳)﴾ یُصَلُّوْنَ، حَالٌ ﴿یؤمنون باللہ والیوم الاخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرت واولئک﴾ اَلْمَوْصُوْفُوْنَ بِمَا ذُکِرَ ﴿من الصلحین (۱۱۴)﴾ وَمِنْھُمْ مَّنْ لَّیْسُوْا کَذٰلِکَ وَلَیْسُوْا مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿وما یفعلوا﴾ بِالتَّاءِ اَیَّتُھَا الْاُمَّۃُ وَبِالْیَاءِ اَیِ الْاُمَّۃُ الْقَآئِمَۃُ ﴿من خیر فلن یکفروہ﴾ بِالْوَجْھَیْنِ اَیْ تُعْدِمُوْا ثَوَابَہٗ بَلْ یُجَازُوْنَ عَلَیْہِ ﴿واللہ علیم بالمتقین (۱۱۵) ان الذین کفروا لن تغنی﴾ تُدْفَعَ ﴿عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ﴾ اَیْ مِنْ عَذَابِہٖ

﴿شیئا﴾ وَخَصَّهُمَا بِالذِّكْرِ لِاَنَّ الْاِنْسَانَ يَدْفَعُ عَنْ نَّفْسِهٖ تَارَةً بِفِدَاءِ الْمَالِ وَتَارَةً بِالْاِسْتِعَانَةِ بِالْاَوْلَادِ ﴿واولئك اصحب النار هم فيها خلدون(۱۱۶)مثل﴾ صِفَةُ ﴿ما ينفقون﴾ اَيِ الْكُفَّارُ ﴿فی هذہ الحیوة الدنیا﴾ فِی عَدَاوَةِ النَّبِیِّ ﷺ اَوْ صَدَقَةٍ وَّنَحْوِهَا ﴿کمثل ریح فیها صر﴾ حَرٌّ اَوْ بَرْدٌ شَدِیْدٌ ﴿اصابت حرث﴾ زَرْعَ ﴿قوم ظلموا انفسهم﴾ بِالْكُفْرِ وَالْمَعْصِيَةِ ﴿فاهلكته﴾ فَلَمْ يَنْتَفِعُوْا بِهٖ فَكَذٰلِكَ نَفَقَاتُهُمْ ذَاهِبَةٌ لَّا يَنْتَفِعُوْنَ بِهَا ﴿وما ظلمهم الله﴾ بِضِيَاعِ نَفَقَاتِهِمْ ﴿ولكن انفسهم يظلمون(۱۱۷)﴾ بِالْكُفْرِ الْمُوْجِبِ لِضِيَاعِهَا ﴿یایها الذین امنوا لا تتخذوا بطانة﴾ اَصْفِيَآءَ تُطْلِعُوْنَهُمْ عَلٰى سِرِّكُمْ ﴿من دونكم﴾ اَیْ غَیْرِكُمْ مِّنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمُنَافِقِيْنَ ﴿لا یالونکم خبالا﴾ نُصِبَ بِنَزْعِ الْخَافِضِ اَیْ لَا يَقْصُرُوْنَ لَكُمْ فِی الْفَسَادِ ﴿ودوا﴾ تَمَنَّوْا ﴿ماعنتم﴾ اَیْ عَنَتُكُمْ وَهُوَ شِدَّةُ الضَّرَرِ ﴿قد بدت﴾ ظَهَرَتِ ﴿البغضاء﴾ اَلْعَدَاوَةُ لَكُمْ ﴿من افواههم﴾ بِالْوَقِيْعَةِ فِيْكُمْ وَاِطِّلَاعِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى سِرِّكُمْ ﴿وما تخفی صدورهم﴾ مِنَ الْعَدَاوَةِ ﴿اکبر قد بینا لکم الایت﴾ عَلٰى عَدَاوَتِهِمْ ﴿ان کنتم تعقلون(۱۱۸)﴾ ذٰلِكَ فَلَا تُوَالُوْهُمْ ﴿ها﴾ لِلتَّنْبِيْهِ ﴿انتم﴾ يَا ﴿هؤلاء﴾ اَلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿تحبونهم﴾ لِقَرَابَتِهِمْ مِّنْكُمْ وَصَدَاقَتِهِمْ ﴿ولا یحبونکم﴾ لِمُخَالَفَتِهِمْ لَكُمْ فِی الدِّيْنِ ﴿وتؤمنون بالکتب کله﴾ اَیْ بِالْكُتُبِ كُلِّهَا وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِكِتَابِكُمْ ﴿واذا لقوکم قالوا امنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل﴾ اَطْرَافَ الْاَصَابِعِ ﴿من الغیظ﴾ شِدَّةِ الْغَضَبِ لِمَا يَرَوْنَ مِنْ اِئْتِلَافِكُمْ، وَيُعَبَّرُ عَنْ شِدَّةِ الْغَضَبِ بِعَضِّ الْاَنَامِلِ مَجَازًا وَّاِنْ لَّمْ يَكُنْ ثَمَّ عَضٌّ ﴿قل موتوا بغیظکم﴾ اَیْ اِبْقَوْا عَلَيْهِ اِلَى الْمَوْتِ فَلَنْ تَرَوْا مَا يَسُرُّكُمْ ﴿ان الله علیم بذات الصدور(۱۱۹)﴾ بِمَا فِی الْقُلُوْبِ وَمِنْهُ مَا يَضْمُرُهُ هٰٓؤُلَآءِ ﴿ان تمسسکم﴾ تُصِبْكُمْ ﴿حسنة﴾ نِعْمَةٌ كَنَصْرٍ وَّغَنِيْمَةٍ ﴿تسؤهم﴾ تَحْزَنْهُمْ ﴿وان تصبکم سیئة﴾ كَهَزِيْمَةٍ وَّجَدْبٍ ﴿یفرحوا بها﴾ وَجُمْلَةُ الشَّرْطِ مُتَّصِلَةٌ بِالشَّرْطِ قَبْلُ وَمَا بَيْنَهُمَا اِعْتِرَاضٌ وَالْمَعْنٰى اَنَّهُمْ مُتَنَاهُوْنَ فِیْ عَدَاوَتِكُمْ فَلَمْ تُوَالُوْهُمْ فَاجْتَنِبُوْهُمْ ﴿وان تصبروا﴾ عَلٰى اَذَاهُمْ ﴿وتتقوا﴾ اَللّٰهَ فِیْ مَوَالَاتِهِمْ وَغَيْرِهَا ﴿لا یضرکم﴾ بِكَسْرِ الضَّادِ وَسُكُوْنِ الرَّاءِ وَضَمِّهَا وَتَشْدِيْدِهَا ﴿کیدهم شیئا ان الله بما یعملون﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿محیط(۱۲۰)﴾ عَالِمٌ فَيُجَازِيْهِمْ بِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

تم بہتر ہو (اے امتِ محمد ﷺ! اللہ ﷻ کے علم میں) سب امتوں میں......۱...... جو ظاہر ہوئیں (اخرجت بمعنی اظہرت ہے) لوگوں میں، بھلائی کا حکم دیتے ہو برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر کتابی ایمان لاتے تو (ایمان لانے میں) انکا بھلا تھا ان میں کچھ مسلمان ہیں (جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھی) اور زیادہ کافر (فاسقون بمعنی کافرون ہے) وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے (یعنی اے مسلمانو! یہودی تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے) مگر یہی ستانا (اس طرح کہ وہ زبان سے برا بھلا کہیں گے یا پھر دھمکیاں دیں گے) اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے (یعنی شکست کھائیں گے) پھر انکی مدد نہ ہوگی (تمہارے خلاف بلکہ انکے خلاف تمہاری مدد ہوگی) ان پر جمادی گئی خواری جہاں ہوں امان نہ پائیں (یعنی جہاں کہیں بھی وہ ہوں عزت اور پناہ نہ پائیں گے......۲......) مگر (وہ ہوں) اللہ کی ڈور اور آدمیوں کی ڈور سے (یہاں الناس سے مراد مومنین ہیں اور اس ڈور سے مراد وہ عہد ہے جو مسلمانوں نے یہودیوں سے کیا ہو کہ وہ مسلمانوں کو جزیہ ادا کرنے کی صورت میں انہیں امان ہوگی، اس کے بغیر انکے بچاؤ کی کوئی صورت نہ ہوگی) اور وہ لوٹے (باءوا بمعنی رجعوا ہے) اللہ کے غضب سے اور ان پر جمادی گئی محتاجی ......۳...... یہ اس لئے کہ (یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ وہ) اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے، یہ (ذلک ماقبل کی تاکید کیلئے ہے) اس لئے کہ نافرمان (تھے اللہ کے حکم کے) اور سرکش تھے (کہ حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرتے تھے) نہیں (یعنی اہل کتاب) سب ایک سے (یعنی برابر)، کتابیوں میں کچھ وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں (یعنی حق پر ثابت قدم ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھی) اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کے اوقات میں (یعنی اناء بمعنی ساعات ہے) اور سجدہ کرتے ہیں (نماز میں مشغول رہتے ہیں، وھم یسجدون، یتلون کے فاعل سے حال ہے) اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں پر دوڑتے ہیں اور یہ لوگ (جو اللہ ﷻ کے ذکر کردہ اوصاف سے متصف ہیں) لائق ہیں (اور جو اہل کتاب میں سے ایسے نہیں اور نہ ہی اس قابل ولائق ہیں) اور وہ جو بھلائی کریں (یفعلوا میں دو قرأتیں ہیں اگر تاء کے ساتھ تفعلوا ہو تو معنی ہوگا ایتھا الامۃ اور اگر یاء کے ساتھ یفعلو ہو تو معنی ہوگا امۃ قائمۃ) انکا حق نہ مارا جائیگا (یکفروا میں بھی دو قرأتیں ہیں یعنی اسکو ثواب سے محروم نہ کیا جائے گا بلکہ انہیں اس پر بدلہ دیا جائے گا) اور اللہ کو معلوم ہیں ڈر والے وہ جو کافر ہوئے نہ بچا سکیں گے (یعنی دور نہ کرسکیں گے) انکے مال اور نہ انکی اولاد انکو اللہ سے (یعنی اسکے عذاب سے) ذرہ بھر (مال اور اولاد کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے ہے کہ انسان اپنا بچاؤ کبھی فدیہ دیکر کرتا ہے اور کبھی اولاد کے بل بوتے پر) اور وہ جہنمی ہیں انکو ہمیشہ اس میں رہنا کہاوت (صفت) اس کی جو خرچ کرتے ہیں (یعنی کفار) اس دنیا کی زندگی میں......۴......(نبی پاک ﷺ کی عداوت یا صدقہ وغیرہ میں) اس ہوا کی سی ہے جس میں پالا ہو (یعنی جو سخت گرم یا ٹھنڈی ہو......۵......) وہ کھیتی پر پڑی (حرث بمعنی زرع ہے) ایک ایسی قوم کی جو اپنا ہی برا کرتے تھے (کفر اور معصیت کرکے) تو اسے بالکل مار گئی (وہ لوگ اس سے نفع نہ اٹھا سکیں گے، اسی طرح انکے نفقات بیکار ہیں وہ ان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے) اور اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا (انکے نفقات کو ضائع کرکے) ہاں وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (کفر کرکے کہ یہی کفر انکے ضیاع کا سبب ہے) اے ایمان والو! راز دار نہ بناؤ (یعنی ایسا دوست نہ بناؤ جو تمہارے رازوں پر واقف ہوں) غیروں کو (یعنی یہودیوں، نصرانیوں اور منافقوں کو) وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے (خبالا منصوب بنزع الخافض ہے، یعنی وہ تمہارے لئے فساد میں کمی نہیں چھوڑتے) انکی آرزو ہے (یعنی وہ تمنا کرتے ہیں کہ) جتنی ایذا تمہیں پہنچے (عنت کا معنی ہے سخت تکلیف) جھلک اٹھا (یعنی ظاہر ہوچکا) بیر (یعنی انکی تمہارے لئے عداوت) انکی باتوں سے (یعنی تمہاری غیبت کرنے اور

تمہارے راز مشرکین تک پہنچانے سے) اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں (یعنی عداوت) اور بڑا ہے، ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنا دیں (انکی عداوت پر) اگر تمہیں عقل ہو (اس کو تو تم ان سے دوستی نہ کرنا) سنتے ہو (ھــا تنبیہ کیلئے ہے) یہ جو تم ہو (اے مسلمانو!) تم تو انہیں چاہتے ہو (ان سے قرابت داری اور دوستی کیوجہ سے) اور وہ تمہیں نہیں چاہتے (تم سے دینی مخالفت کی وجہ سے) اور حال یہ کہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو (یعنی تمام آسمانی کتابوں پر لیکن وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں لاتے) اور وہ جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں (یعنی انگلیوں کے پورے) غصے سے (جب وہ تمہارا آپس میں اکٹھا ہونا دیکھیں تو جوش وغضب میں انگلیاں چبائیں......، اس جوش وغضب کو مجازاعض الانامل سے تعبیر کیا گیا ہے اگر چہ حقیقت میں وہ ایسا نہیں کرتے تھے) تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں (یعنی مرتے دم تک اس حال پر رہو کہ تمہیں کبھی خوشی دیکھنا نصیب ہی نہ ہو) اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات (یعنی جو باتیں دلوں میں ہیں اور ان میں وہ باتیں بھی شامل ہیں جو یہ لوگ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں) تمہیں کوئی پہنچے (تمسسکم بمعنی تصبکم ہے) بھلائی (یعنی نعمت، جیسا کہ نصرت، مال اور غنیمت) تو انہیں برا لگے (یعنی انہیں غمگین کرے) اور تم کو برائی پہنچے (جیسا کہ ہزیمت اور قحط سالی) تو اس پر خوش ہوں (جملہ شرطیہ شرط کے ساتھ متصل ہے اور دونوں کے درمیان جملہ معترضہ قل موتوا ......الخ ہے، یعنی وہ تمہاری عداوت میں انتہاء کو پہنچ چکے ہیں لہذا ان سے دوستی نہ کرو بلکہ ان سے بچو) اور اگر تم صبر کرو (انکی اذیت پر) اور ڈرتے رہو (اللہ سے، ان کی دوستی وغیرہ کے معاملے میں) تو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا (یضــرکم ضاد کے کسرہ اور راء کے سکون اور ضاد کے ضمہ اور راء کی تشدید کے ساتھ دونوں لغتیں ہیں) ان کا داؤ بیشک ان کے سب کام (یعملون بالیاء والتاء دونوں لغتوں کے ساتھ ہے) خدا کے گھیرے میں ہیں (یعنی وہ انہیں جانتا ہے، انہیں ان کاموں پر جزاء دیگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿کنتم خیرامۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ﴾

کنتم: فعل ناقص بااسم، خیر: مضاف، امۃ: ذوالحال، اخرجت للناس: جملہ فعلیہ حال اول، تامرون بالمعروف: معطوف علیہ، وتنھون عن المنکر: معطوف اول، وتؤمنون باللہ: معطوف ثانی، ملکر حال ثانی، ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، کان، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

﴿ولو امن اھل الکتب لکان خیرا لھم﴾

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، امن اھل الکتب: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، کان: فعل ناقص بااسم، خیرا لھم: شبہ جملہ ہو کر خبر، کان، اپنے اسم وخبر سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿منھم المؤمنون واکثرھم الفسقون لن یضروکم الا اذی﴾

منھم: ظرف مستقر خبر مقدم، المومنون: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، اکثرھم: خبر مقدم، الفسقون: مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ، لن یضروا: فعل بافاعل، کم: مفعول، الا: للحصر، اذی: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وان یقاتلوکم یولوکم الادبار ثم لاینصرون﴾

و: عاطفہ،ان: شرطیہ ،یقاتلوکم: فعل بافاعل مفعول ملکر شرط،یولوکم: فعل بافاعل مفعول،الادبار: مفعول ثانی،ملکر جزاء،ملکر جملہ شرطیہ،ثم: عاطفہ استینافیہ،لا ینصرون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ضربت علیهم الذلة اینما ثقفوا الا بحبل من الله وحبل من الناس﴾

ضربت: فعل،علیهم: ظرف لغو،الذلة: نائب الفاعل،اینما: شرطیہ مضاف،ثقفوا: فعل بافاعل ملکر شرط، فقد ضربت علیهم جزاء محذوف، ملکر مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر ظرف مکان متعلق بضربت،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،الا: للاستثناء،بحبل من الله وحبل...... الخ: جارمجرور فی محل نصب مستثنی ہے،محذوف اعم الاحوال سے بمعنی حال،یعنی ضربت علیهم الذلة فی اعم احوالهم الا فی هذه الحالة وهی اعتصامهم بحبل من الله ۔

﴿وباء وبغضب من الله وضربت علیهم المسکنة﴾

و: عاطفہ،باء وا: فعل بافاعل،ب: جار،غضب من الله: مرکب توصیفی مجرور،ملکر ظرف،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ ،ضربت علیهم المسکنة: فعل باظرف لغو نائب الفاعل جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک بانهم کانوا یکفرون بایت الله ویقتلون الانبیاء بغیر الحق﴾

ذلک: مبتدا،ب: جار،ان: حرف مشبہ ،هم: اسم،کانوا: فعل ناقص واؤ ضمیر اسم،یکفرون بایت الله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ویقتلون الانبیاء بغیر حق: معطوف ملکر خبر، کانوا، اپنے اسم اور خبر سے ملکر خبر،انّ اپنے اسم وخبر ملکر مجرور، جارمجرور ملکر ظرف مستقر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون لیسوا سواء﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار،ما: مصدریہ،عصوا: معطوف علیہ،وکانوا یعتدون: معطوف ملکر بتاویل مصدر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،لیسوا: فعل،واو ضمیر اسم،سواء: خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿من اهل الکتب امة قائمة یتلون ایت الله اناء الیل وهم یسجدون﴾

من اهل الکتب: ظرف مستقر خبر مقدم،امة: موصوف،قائمة: صفت اول،یتلون: فعل،واو ضمیر ذوالحال،ایت الله: مفعول بہ ،اناء اللیل: ظرف زمان،وهم یسجدون: حال ملکر فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثانی،اپنے موصوف سے ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یومنون بالله والیوم الاخر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات﴾

یومنون: بالله والیوم الاخر: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،ویامرون بالمعروف: معطوف اول،وینهون عن المنکر:

معطوف ثانی، ویسارعون فی الخیرات: معطوف ثالث، ملکر صفت ثالث ماقبل امة موصوف کیلئے۔

﴿واولئک من الصلحین ومایفعلوا من خیر فلن یکفروہ﴾

واولئک من الصلحین: جملہ اسمیہ مستانفہ، و: مستانفہ، ما: شرطیہ مفعول بہ، یفعلوا: فعل بافاعل، من خیر: حال ہے فاعل سے، ملکر جملہ فعلیہ شرط، فلن یکفروہ: جملہ فعلیہ ہوکر جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ علیم بالمتقین ان الذین کفروا لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ شیئا﴾

واللّٰہ علیم بالمتقین: جملہ اسمیہ مستانفہ، ان: حرف مشبہ، الذین کفروا: موصول صلہ ملکر اسم، لن تغنی: فعل، عنھم: ظرف، اموالھم: معطوف علیہ، ولا اولادھم: معطوف ملکر فاعل، من اللّٰہ: حال مقدم، شیئا: ذوالحال، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ان کی خبر، ان، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون﴾

و: عاطفہ، اولئک: مبتدا، اصحب النار: خبر اول، ھم فیھا خلدون: خبر ثانی......ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿مثل ماینفقون فی ھذہ الحیوۃ الدنیا کمثل ریح فیھا صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسھم فاھلکتہ﴾

مثل: مضاف، ما: موصولہ، ینفقون...... الخ: جملہ فعلیہ صلہ، موصول سے ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا، ک: جار، مثل: مضاف، ریح: موصوف، فیھا صر: جملہ اسمیہ صفت اول، اصابت حرث ......الخ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فاھلکتہ: معطوف ملکر صفت ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما ظلمھم اللہ ولکن انفسھم یظلمون﴾

و: مستانفہ، ماظلمھم: فعل ومفعول، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لکن: مخففہ، انفسھم: مفعول مقدم، یظلمون: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، لاتتخذوا: فعل بافاعل، بطانۃ: موصوف، من دونکم: صفت اول، لا یالونکم خبالا: صفت ثانی، ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر﴾

ودوا: فعل بافاعل، ماعنتم: فعل بافاعل بتاویل مصدر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثالث بطانۃ کی، قد: تحقیقیہ، بدت: فعل، البغضاء: فاعل، من افواھھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صفت رابع بطانۃ کی، و: مستانفہ، ما: موصولہ، تخفی

صدور هم: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا، اکبو: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد بینا لکم الایت ان کنتم تعقلون﴾

قد: تحقیقیہ، بینا: فعل بافاعل، لکم: ظرف لغو، الایت: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان: شرطیہ، کنتم تعقلون: جملہ فعلیہ شرط، فلا تو تنوهم جواب شرط محذوف، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ها انتم اولاء تحبونهم ولا یحبونکم وتومنون بالکتب کله﴾

ها: تنبیہ، انتم: مبتدا، اولاء: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، تحبونهم: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ متانفہ و: عاطفہ، لایحبونکم: فعل نفی بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے، و: عاطفہ، تؤمنون بالکتب کله: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿واذا لقوکم قالوا امنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ﴾

و: استنافیہ، اذا: شرطیہ، لقوکم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا امنا: قول مقولہ ملکر جزاء، جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اذا: شرطیہ، خلوا: فعل بافاعل ملکر شرط، عضوا: فعل بافاعل، علیکم: ظرف لغو، الانامل: مفعول، من الغیظ: فی محل نصب مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور﴾

قل: فعل بافاعل ملکر قول، موتوا: فعل بافاعل، بغیظکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ان اللہ علیم بذات الصدور: ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان تمسسکم حسنة تسؤهم وان تصبکم سیئة یفرحوا بها﴾

ان: شرطیہ، تمسسکم حسنة: فعل بافاعل ومفعول ملکر شرط، تسوهم: جملہ فعلیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تصبکم سیئة: جملہ فعلیہ شرط، یفرحوا بها: جملہ فعلیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدهم شیئا ان اللہ بما یعملون محیط﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تصبروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وتتقوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، لا یضرکم: فعل بامفعول، کیدهم: فاعل، شیئا: مفعول، ملکر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ ان: حرف مشبہ، اللہ: اسم، بما یعملون: ظرف لغو مقدم، محیط: اسم فاعل، شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... کنتم خیر امة...... ☆ یہودیوں میں سے مالک بن صیف اور وہب بن یہودا نے حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ اصحاب

رسول اللہ ﷺ سے کہا ہم تم سے افضل ہیں اور ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے جسکی تم ہمیں دعوت دیتے ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائیگا اور اللہ کا دستِ رحمت جماعت پر ہے تو جو جماعت سے جدا ہوا دوزخ میں گیا۔

☆......لن یضروکم الا اذی ......☆ زبانی طعن و تشنیع وغیرہ، یہودیوں میں سے جو لوگ اسلام لائے تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور انکے ہمراہی روسائے یہود انکے دشمن ہو گئے اور انہیں ایذا دینے کی فکر میں رہنے لگے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ ﷻ نے ایمان والوں کو مطمئن کر دیا کہ زبانی قیل وقال کے سواوہ مسلمانوں کو کوئی آزار نہ پہنچا سکیں گے غلبہ مسلمانوں ہی کو رہے گا اور یہود کا انجام ذلت ورسوائی ہے۔

☆......لیسوا سواء من اھل الکتب......☆ جب حضرت عبداللہ بن سلام اور انکے اصحاب ایمان لائے تو احبار یہود نے جل کر کہا کہ محمد ﷺ پر ہم میں سے جو ایمان لائے ہیں وہ برے لوگ ہیں اگر برے نہ ہوتے تو اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑتے اس پر یہ آیت نازل فرمائی گئی۔ عطا کا قول ہے کہ من اھل الکتاب امۃ قائمۃ سے چالیس مرد اہل نجران کے، بتیس حبشہ کے اور آٹھ روم کے مراد ہیں جو دین عیسوی پر تھے پھر حضور ﷺ پر ایمان لے آئے۔

☆......ان الذین کفروا لن تغنی......☆ یہ آیت بنی قریظہ ونضیر کے حق میں نازل ہوئی۔ یہود کے رؤساء نے تحصیل ریاست ومال کی غرض سے رسول کریم ﷺ سے دشمنی کی تھی اللہ ﷻ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ انکے مال و اولاد کچھ کام نہ آئینگے وہ رسول ﷺ کی دشمنی میں ناحق اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین قریش کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ ابو جہل کو اپنی دولت ومال پر بڑا فخر تھا اور ابوسفیان نے بدر واُحد میں مشرکین پر بہت مال خرچ کیا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت تمام کفار کے حق میں عام ہے ان سب کو بتایا گیا کہ مال اولاد میں سے کوئی بھی کام آنے والا اور عذاب الٰہی سے بچانے والا نہیں۔

☆......یایھا الذین امنوا لا تتخذوا ......☆ بعض مسلمان یہود سے قرابت اور دوستی اور پڑوس وغیرہ تعلقات کی بناء پر میل جول رکھتے تھے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سب سے بہترین امت:

ا......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ ﷻ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا پس جب تم ان میں اختلاف دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ سوادِ اعظم کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔''

(ابن ماجہ کتاب الفتن، باب السواد اعظم، ص ٦٥١)

☆......حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری امت رحم کی ہوئی ہے اس پر آخرت میں عذاب نہ ہوگا بلکہ اس کا عذاب دنیا میں فتنہ، زلزلہ اور قتل ہے۔'' (ابو داؤد، کتاب الفتن، باب مایرجی فی القتل، ص ٧٩٥)

☆......حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جنتیوں کی 120 صفیں ہوں گی جس میں سے 80 صفیں فقط میری امت کی اور 40 باقی امتوں کی ہوں گی۔

(ابن ماجہ ،کتاب الزھد،باب صفۃ امۃ محمد ﷺ،ص ۷۱۰)

☆......حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: "میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت کے 70 ہزار افراد کو بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل کرے گا اور ہر ہزار کیساتھ 70 ہزار اور ہوں گے، اسکے سوا میرے رب عزوجل کی تین بے مثال مٹھیاں ہوں گی جنہیں وہ اپنی خاص بخشش سے جنت میں داخل کرے گا۔

(ابن ماجہ ،کتاب الزھد، باب صفۃ امۃ محمد ﷺ،ص ۷۱۰)

"ضربت علیھم الذلۃ" کا مطلب:

۲......یہ ذلت جو (یہود) پر مسلط ہوگی وہ انکی جان، مال اور اہل میں نقصان کی وجہ سے ہوگی۔ایک قول یہ ہے کہ باطل کے ساتھ جمے رہنے اور ادائے جزیہ انکی ذلت کا سبب بنا۔اور حسن نے کہا کہ اللہ عزوجل انہیں ایسا ذلیل کرے گا کہ ان کے لیے کوئی عزت وطاقت نہ ہوگی۔اور اللہ عزوجل انہیں مسلمانوں کے زیرِ قدم کردے گا اور یہ پسپائی خیمے ڈالنے اور تلواروں سے لڑنے کی وجہ سے ہوگی۔

(ماخوذ از روح المعانی ،الجزء الرابع،ص ۳۳٤)

"وضربت علیھم المسکنۃ" کا مطلب:

۲......محتاجی ان پر یوں احاطہ کیے ہوئے ہوگی جس طرح کہ گھر، گھر والوں کا احاطہ کیے ہوئے ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ بخل اور حرص انہیں گھیرے ہوگا کیونکہ بخیل اپنا مال خرچ نہیں کرتا اور ہمیشہ مساکین کی طرح رہتا ہے۔اور لالچی شخص مال کی طلب میں ہمیشہ تھکاوٹ اور مشقت میں رہتا ہے۔امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ یہودی اکثر فقراء اور مساکین ہوتے ہیں۔ (المظھری ،ج ۱،ص ۵۳٤)

کافروں کا دنیا کی زندگی میں خرچ کرنا:

۳......ایک قول کے مطابق اس سے مراد ابو سفیان اور اسکے ساتھیوں کا بدر اور احد میں رسول اللہ ﷺ کے مدمقابل مال خرچ کرنا ہے جبکہ دوسرے قول کے مطابق یہود کا اپنے علماء اور رؤسا پر مال خرچ کرنا مراد ہے ایک اور قول کے مطابق اس سے مراد کفار کے تمام صدقات اور نفقات مراد ہیں جو انہوں نے دنیا میں کیے۔ (الخزن ،ج ۱،ص ۲۸۸)

"کمثل ریح فیھا صر" کا معنی:

۴......صِر سے مراد شدید ٹھنڈ ہے یہ قول حضرت ابن عباس اور ایک جماعت کا ہے جبکہ زجاج کہتے ہیں کہ صِر سے مراد آگ کی لپٹ سے پیدا ہونے والی آواز ہے اور یہ آواز کبھی ہوا سے بھی پیدا ہوتی ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ صِر کی اصل ٹھنڈی ہوا کی سرسراہٹ ہے۔ (روح المعانی ،الجزء الرابع،ص ۳٤۳)

کافروں کا غصے سے انگلیاں چبانا:

۵......صحاح میں ہے کہ غیظ سخت غصے کو کہتے ہیں، یہ وہ حرارت ہوتی ہے جو انسان دل کے خون کے جوش کی وجہ سے پاتا

ہے، مطلب یہ کہ وہ اپنے پورے افسوس اور حسرت سے کاٹتے ہیں۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب تمہاری حکومت دیکھتے ہیں اور تمہیں نقصان پہنچانے کی کوئی راہ نہیں پاتے کیونکہ انہیں تم پر سخت غصہ ہے اور اسلئے کہ انہیں اپنا قول امنا پسند ہے جبکہ وہ یہ قول کرنے پر بھی مجبور ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ اس سے مراد شدید غصہ ہے اگرچہ پوروں کا کاٹنا نہ پایا جائے۔ (المظھری، ج۱، ص ۵۳۸)

اغراض:

فی علم اللہ : کہا جاتا ہے کہ فی علم اللہ سے مراد فی لوح محفوظ ہے یعنی لوح محفوظ میں تم بہترین امت ہو یا یہ مراد ہے کہ سابقہ امتوں کی کتابوں میں تم بہترین امت ہو۔ **و وعید**: یعنی مومنوں کو اس قول کے ذریعے کہ ہم ان پر غالب آئیں گے، اور عنقریب ہمارے لئے عزت ہوگی اور مومنوں کے لئے ذلت۔ **و لا اعتصام** : **فلا عز لھم** پر معطوف ہے اور یہ کلام ترتیب کی وجہ سے لائے۔ **فلا عز لھم** : اور یہود کے لئے ذلت اس طرح ہوئی کہ ان میں اصلاً کوئی حکمران نہ پایا گیا، پس یہود ذلت میں مومنین اور نصاریٰ پر غالب رہیں گے اللہ کے فرمان ﴿و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا﴾ کے مطابق۔ **ای لا عصمۃ لھم غیر ذلک** : لیکن اگر انہوں نے اللہ کی رسی کو تھام لیا تو ان سے ذلت اٹھ جائے گی اور وہ اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیں گے اور اگر لوگ اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیں اور ذلت میں زندگی گزاریں۔

ذلک: یعنی ان پر ذلت محتاجی اور اللہ کی جانب سے غضب آیات کا انکار کرنے اور حضرات انبیائے کرام کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے ہوگا۔ **او صدقۃ**: یعنی کافروں کا اپنے کفار یا مسلمان فقراء پر خرچ کرنا۔ **و نحوھا**: جیسا کہ صلہ رحمی اور فقراء کی خیر خواہی۔

تاکید : پس نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنا، سے مراد عین کفر ہے (یعنی اللہ ﷻ کی آیات کا انکار کرنا) اور حضرات انبیائے کرام کو ناحق قتل کرنا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ نافرمانی، حد سے آگے بڑھنا اور حضرات انبیائے کرام کا قتل کرنا تاکید نہیں بلکہ تعلیل ہے ایک علت کی وجہ سے، اور وہ علت ﴿ضرب الذلۃ و المسکنۃ و الغضب من اللہ کفرھم و قتلھم الانبیاء﴾ ہے، اور کفر اور قتل اللہ کے حکم کی نافرمانی اور حد سے بڑھنے کی وجہ سے ہوگا۔ **یدفع عن نفسہ**: یعنی دنیا میں۔

کعبد اللہ بن سلام و اصحابہ : یعنی یہود میں سے، نجاشی اور چالیس نصاریٰ نجران سے، اور بتیس ۳۲ حبشہ سے، اور تین روم سے، انصار کی جماعت میں سے اسعد بن زرارہ، براء بن معرور، محمد بن مسلمہ، اور صرمہ بن انس، یہ لوگ سابقہ شرائع کے پیروکار تھے پھر سید عالم ﷺ کی بعثت کی تصدیق کی اور آپ ﷺ کے دین کی مدد کی۔ **ای فی ساعاتہ** : لغوی اعتبار ہے مراد یہ ہے کہ رات کی گھڑیوں میں وقت سے آنکھوں کو جگائے رکھنا، اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿تتجافی جنوبھم عن المضاجع﴾۔ **یصلون**: نماز کو سجدہ کا نام دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ نماز کے اجزاء میں سے قابل شرف و تکریم جزء ہے۔ **فی عداوۃ النبی** : سید عالم ﷺ کے غزوات میں کافروں کے خرچ کرنے کی مثال مراد ہے۔ **ای لا یقصرون لکم فی الفساد**: یعنی ان کے نزدیک یہ کوئی تقصیر نہیں ہے بلکہ یہ ان کی شان ہے۔ **فلا توالوھم**: اس جملے میں اشارہ ہے کہ جواب شرط محذوف ہے۔ (الصاوی، ج۱، ص ۲۶۰ وغیرہ)

الکافرون: کافروں کے کفر کو فسق سے تعبیر کیا، اس میں اشارہ ہے کہ وہ اپنے دین میں اسی طرح فسق یعنی نافرمانی کرتے ہیں، پس اہل کتاب فسق سے عدول نہیں کرتے تو وہ اسلام سے بھی نکل جاتے ہیں اور اپنے دین سے بھی۔ **و منھم من لیسوا کذلک**: یعنی وہ سابقہ ذکر کردہ مومنین کی صفات سے متصف نہیں ہیں بلکہ اس کی ضد سے تعلق رکھتے ہیں، شارح نے اس جملے سے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں اختصار اور حذف ہے کہ ایک فریق کے اوصاف ذکر کر کے دوسرے سے مستغنی کر دیا جائے، اور یہ اہل عرب کا

طریقہ ہے کہ وہ ایک فریق کا ذکر کرتے ہیں تا کہ دوسرے کے ذکر سے مستغنی کر دیں۔ (الجمل، ج۱، ص ٤٦٤ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿و﴾ اذْكُرْ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿اذ غدوت من اهلك﴾ مِنَ الْمَدِيْنَةِ ﴿تبوئ﴾ تُنَزِّلُ ﴿المؤمنين مقاعد﴾ مَرَاكِزَ يَقِفُوْنَ فِيْهَا ﴿للقتال والله سميع﴾ لِاَقْوَالِكُمْ ﴿عليم (۱۲۱)﴾ بِاَحْوَالِكُمْ، وَهُوَ يَوْمُ اُحُدٍ خَرَجَ ﷺ بِاَلْفٍ اَوْ اِلَّا خَمْسِيْنَ رَجُلاً وَّالْمُشْرِكُوْنَ ثَلَاثَةُ الْفٍ وَنَزَلَ بِالشِّعْبِ يَوْمَ السَّبْتِ سَابِعِ شَوَّالٍ سَنَةَ ثَلٰثٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَجَعَلَ ظَهْرَهُ وَعَسْكَرَهُ اِلٰى اُحُدٍ وَّسَوّٰى صُفُوْفَهُمْ وَاَجْلَسَ جَيْشًا مِنَ الرُّمَاةِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ بِسَفْحِ الْجَبَلِ وَقَالَ اِنْضِحُوْا عَنَّا بِالنَّبْلِ لَا يَاْتُوْنَا مِنْ وَّرَآئِنَا وَلَا تَبْرَحُوْا غُلِبْنَا اَوْ نُصِرْنَا ﴿اذ﴾ بَدَلٌ مِّنْ اِذْ قَبْلَهُ ﴿همت﴾ بَنُوْ سَلِمَةَ وَبَنُوْ حَارِثَةَ جَنَاحَا الْعَسْكَرِ ﴿طائفتن منكم ان تفشلا﴾ تَجْبُنَا عَنِ الْقِتَالِ وَتَرْجِعَا لَمَّا رَجَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ الْمُنَافِقُ وَاَصْحَابُهُ وَقَالَ: عَلَامَ نَقْتُلُ اَنْفُسَنَا وَاَوْلَادَنَا وَقَالَ لِاَبِي جَابِرٍ السُّلَمِيِّ الْقَائِلِ لَهُ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهُ فِي نَبِيِّكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ: لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ فَثَبَّتَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَمْ يَنْصَرِفَا ﴿والله وليهما﴾ نَاصِرُهُمَا ﴿وعلى الله فليتوكل المؤمنون (۱۲۲)﴾ لِيَثِقُوْا بِهٖ دُوْنَ غَيْرِهٖ وَنَزَلَ لَمَّا هُزِمُوْا تَذْكِيْرًا لَّهُمْ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ ﴿ولقد نصركم الله ببدر﴾ مَّوْضَعٌ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ ﴿وانتم اذلة﴾ بِقِلَّةِ الْعَدَدِ وَالسِّلَاحِ ﴿فاتقوا الله لعلكم تشكرون (۱۲۳)﴾ نِعَمَهُ ﴿اذ﴾ ظَرْفٌ لِّنَصَرَكُمْ ﴿تقول للمؤمنين﴾ تُوْعِدُهُمْ تَطْمِيْنًا لِّقُلُوْبِهِمْ ﴿الن يكفيكم ان يمدكم﴾ يُعِيْنَكُمْ ﴿ربكم بثلثة الاف من الملئكة منزلين (۱۲۴)﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿بلى﴾ يَكْفِيْكُمْ ذٰلِكَ، وَفِي الْاَنْفَالِ بِاَلْفٍ لِاَنَّهُ اَمَدَّهُمْ اَوَّلًا بِهَا ثُمَّ صَارَتْ ثَلٰثَةً ثُمَّ صَارَتْ خَمْسَةً كَمَا قَالَ تَعَالٰى ﴿ان تصبروا﴾ عَلٰى لِقَآءِ الْعَدُوِّ ﴿وتتقوا﴾ اللّٰهَ فِي الْمُخَالَفَةِ ﴿وياتوكم﴾ اَيِ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿من فورهم﴾ وَقْتِهِمْ ﴿هذا يمددكم ربكم بخمسة الاف من الملئكة مسومين (۱۲۵)﴾ بِكَسْرِ الْوَاوِ وَفَتْحِهَا اَيْ مُعَلِّمِيْنَ وَقَدْ صَبَرُوْا وَاَنْجَزَ اللّٰهُ وَعْدَهُمْ بِاَنْ قَاتَلَتْ مَعَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى خَيْلٍ بُلْقٍ؛ عَلَيْهِمْ عَمَآئِمُ صُفْرٍ اَوْ بِيْضٍ اَرْسَلُوْهَا بَيْنَ اَكْتَافِهِمْ ﴿وما جعله الله﴾ اَيِ الْاِمْدَادَ ﴿الا بشرى لكم﴾ بِالنَّصْرِ ﴿ولتطمئن﴾ تَسْكُنَ ﴿قلوبكم به﴾ فَلَا تَجْزَعَ مِنْ كَثْرَةِ الْعَدُوِّ وَقِلَّتِكُمْ ﴿وما النصر الا من عند الله العزيز الحكيم (۱۲۶)﴾ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَلَيْسَ بِكَثْرَةِ الْجُنْدِ ﴿ليقطع﴾ مُتَعَلِّقٌ بِنَصَرَكُمْ اَيْ لِيُهْلِكَ ﴿طرفا من الذين كفروا﴾ بِالْقَتْلِ وَالْاَسْرِ ﴿او يكبتهم﴾ يُذِلَّهُمْ

بِـالْهَـزِيْـمَةِ ﴿فينقلبوا﴾ يَرْجِعُوْا ﴿خائبين(۱۲۷)﴾ لَـمْ يَـنَـالُوْا مَا رَامُوْهُ وَلَمَّا كُسِرَتْ رُبَاعِيَّتُهُ ﷺ وَشُجَّ وَجْهُهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَقَالَ: "كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَبُوْا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ بِالدَّمِ." نَزَلَتْ ﴿ليس لك من الامر شيء﴾ بَـلِ الْاَمْـرُ لِلّٰهِ فَاصْبِرْ ﴿او﴾ بِمَعْنٰى اِلٰى اَنْ ﴿يتوب عليهم﴾ بِالْاِسْلَامِ ﴿او يعذبهم فانهم ظلمون(۱۲۸)﴾ بِـالْـكُـفْـرِ ﴿ولـلـه ما في السموت وما في الارض﴾ مِلْكًا وَّخَلْقًا وَّعَبِيْدًا ﴿يغفر لمن يشاء﴾ اَلْمَغْفِرَةَ لَهُ ﴿ويعذب من يشاء﴾ تَعْذِيْبَهُ ﴿والله غفور﴾ لِاَوْلِيَائِهِ ﴿رحيم(۱۲۹)﴾ بِاَهْلِ طَاعَتِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کرواے محمد ﷺ) جب صبح کو تم اپنے دولت خانے سے برآمد ہوئے (یعنی مدینہ سے) قائم کرتے (مرتب کرتے) مسلمانوں کو مورچوں پر (یعنی ان مراکز پر جن میں انہیں کھڑا ہونا تھا) لڑائی کیلئے......ا...... اور اللہ سنتا ہے (تمہاری باتوں کو) اور جانتا ہے (تمہارے احوال کو اور وہ اُحُد کا دن تھا جب نبی پاک ﷺ ایک ہزار یا ساڑھے نو سو مجاہدین کا لشکر لیکر نکلے جبکہ مشرکین تعداد میں تین ہزار تھے آپ ﷺ نے مقام شعب میں ہفتے کے دن ۷ شوال ۳ ہجری کو پڑاؤ ڈالا، آپ ﷺ نے اپنی اور اپنے لشکر کی پشت احد کی طرف کرلی اور صفیں درست فرمادیں اور تیر اندازوں کا ایک دستہ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں پہاڑ کی گھاٹی پر بٹھادیا اور ارشاد فرمایا کہ تیروں کے ساتھ ہمارا دفاع کرنا تا کہ دشمن ہم پر پشت سے حملہ آور نہ ہو اور اپنی جگہ نہ چھوڑنا چاہے ہم غالب ہوں یا مغلوب) جب (یہ اذ ماقبل اذ سے بدل ہے) تم میں کے دو گروہوں کا ارادہ ہوا (بنو سلمہ اور بنو حارثہ کا جو لشکر کے بازو تھے) کہ نامردی کر جائیں (یعنی میدان جنگ چھوڑ کر واپس چلے جائیں جب منافق عبداللہ بن اُبی اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس جانے لگا یہ کہتے ہوئے کہ ہم کس بناء پر اپنی جانوں اور اولاد کو قتل کریں اور ابو جابر اسلمی نے اسے روکتے ہوئے کہا کہ میں تمکو تمہارے اور تمہارے نبی ﷺ کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں لیکن وہ کہنے لگا اگر ہم لڑنا جانتے تو تمہاری پیروی کرتے اللہ ﷻ نے ان دونوں قبائل کو ثابت قدم رکھا اور وہ نہ پھرے) اور اللہ انکا سنبھالنے والا ہے (یعنی مدد کرنے والا ہے) اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے (اسکے سوا کسی دوسرے پر وثوق نہیں کرنا چاہیے، یہ آیت مسلمانوں کو اللہ کی نعمت یاد دلانے کیلئے اس وقت نازل ہوئی جب مسلمان اُحد میں شکست سے دوچار ہو چکے تھے) اور بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی (بدر مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے) جب تم بالکل بے سروسامان تھے (افرادی قوت اور ہتھیاروں کے حوالے سے قلت میں تھے) تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکرگزار ہو (اسکی نعمتوں کے) جب (اذا ظرف ہے نصرکم کا) اے محبوب! تم مسلمانوں سے فرماتے تھے (انکے اطمینان قلب کیلئے ان سے وعدہ فرماتے تھے کہ) کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہاری مدد کرے (یـمـدکـم، یعینکم کے معنی میں ہے) تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر (لفظ مُنزلین تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ہاں کیوں نہیں (یہ تمہیں کفایت کریگا، سورہ انفال میں ہے کہ اولا ہزار فرشتوں سے مدد اتاری پھر تین ہزار اور پھر پانچ ہزار جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا) اگر تم صبر کرو (دشمن سے مقابلے کی صورت میں) اور ڈرو (اللہ کی مخالفت سے) اور تم پر کافر آپڑیں (یعنی مشرکین) اسی دم (اس وقت) تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا (مسومین کو واؤ کے کسرہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے بمعنی نشان والے، پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت قدم رہے اللہ ﷻ نے بھی اپنا وعدہ پورا فرمایا کہ فرشتے جو کہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے زرد اور سفید عمامے جنکے شملے انکے کاندھوں پر تھے انکے ساتھ شریک جنگ ہوئے) اور یہ (فتح) اللہ

نے نہ کی مگر تمہاری خوشی کیلئے (کہ اللہ کی مدد ملنے سے تم خوش ہو جاؤ) اور اس لئے کہ چین (سکون ملے) اس سے تمہارے دلوں کو (کہ دشمنوں کی کثرت اور تمہاری افرادی قوت کی قلت سے تمہارے دل نہ گھبرا جائیں) اور مدد نہیں مگر اللہ غالب حکمت والے کے پاس سے (وہ جسے چاہے مدد دے لشکر کی کثرت پر اس کا مدار نہیں) اسلئے کہ کاٹ دے (یہ لقد نصر کم کے متعلق ہے یعنی وہ ہلاک کردے) کافروں کا ایک حصہ (قتل اور قید کے ذریعے) یا انہیں ذلیل کرے (میدان جنگ میں شکست دیکر) کہ پھر جائیں (ینقلبوا بمعنی یرجعوا ہے) نامراد ہو کر (یعنی وہ اپنا مقصود حاصل نہ کرسکیں، جب اُحد کے دن دندان مبارک شہید ہوئے اور چہرۂ نازنیں پر زخم آئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے نبی کا چہرہ خون سے بھر دیا''، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی) یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں (بلکہ معاملہ اللہ کے سپرد ہے پس آپ صبر کیجئے) یا (او بمعنی الی ان ہے) انہیں توبہ کی توفیق دے (کہ وہ اسلام لے آئیں) یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں (کفر کرنے کی وجہ سے) اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب اسکے مملوک، مخلوق اور بندے ہیں) جسے چاہے بخشے (یعنی جس کی مغفرت کرنا چاہے اسے بخش دے) اور جسے چاہے عذاب دے اور اللہ بخشنے والا (ہے، اپنے فرمانبرداروں کو) مہربان (ہے، اطاعت گزاروں پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ غدوت من اهلک تبوی المومنین مقاعد للقتال﴾

و: مستانفه، اذ: مضاف، غدوت: فعل ت ضمیر ذوالحال، من اهلک: ظرف لغو، تبوئ: فعل با فاعل، المومنین: مفعول بہ، مقاعد للقتال: مفعول بہ ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر حال، ذوالحال سے ملکر فاعل، جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر اذکر کیلئے ظرف۔

﴿والله سمیع علیم اذ همت طائفتن منکم ان تفشلا والله ولیهما﴾

واللّٰہ سمیع علیم: جملہ اسمیہ مستانفہ، اذ: مضاف، همت: فعل، طائفتن: موصوف، منکم: صفت، ملکر فاعل، ان تفشلا: بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر اذکر فعل محذوف کا ظرف، و: مستانفہ، اللّٰہ ولیهما: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وعلی الله فلیتوکل المؤمنون ولقد نصرکم الله ببدر وانتم اذلة﴾

و: عاطفہ، علی اللّٰہ: ظرف لغو مقدم، ف: فصیحہ، لیتوکل: فعل، المومنون: فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ جزا، شرط مقدر اذا حزب الامر و صعب کیلئے، و: مستانفہ، لقد تحقیقیہ، نصرکم: فعل، کم ضمیر ذوالحال، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، ببدر: ظرف لغو، وانتم اذلة: جملہ اسمیہ ہو کر حال، ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاتقوا الله لعلکم تشکرون﴾

ف: فصیحہ، اتقوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، اللّٰہ: مفعول، لعلکم تشکرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذ تقول للمومنين الن يكفيكم ان يمدكم ربكم بثلثة الاف من الملئكة منزلين﴾

اذ: مضاف،تقول للمومنين: جملہ فعلیہ ہوکر قول ،همزه: استفہامیہ،لن يكفيكم: فعل بامفعول،ان: مصدریہ،یمدكم ربكم: فعل بافاعل ومفعول،ب: جار،ثلثة الاف: موصوف،من الملئكة:ظرف مستقر صفت اول، منزلين: صفت ثانی، موصوف صفت ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،یمد، اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر فاعل،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ،اپنے قول سے ملکر مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر ماقبل اذ سے بدل ہے۔

﴿بلى ان تصبروا وتتقوا وياتوكم من فورهم هذا يمددكم ربكم بخمسة الاف من الملئكة مسومين﴾

بلی: حرف ایجاب،ان: شرطیہ،تصبروا: معطوف علیہ،وتتقوا: معطوف اول،ویاتوكم من فورهم هذا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر شرط،یمددكم ربكم: فعل فاعل ومفعول،ب: جار، خمسة الاف: موصوف،من الملئكة: صفت اول، مسومين: صفت ثانی،موصوف،صفت ملکر مجرور، جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وماجعله الله الا بشرى لكم ولتطمئن قلوبكم به﴾

و: مستانفه،ما جعل: فعل نفی،ہ: ضمیر مفعول،اللہ: فاعل،الا: للحصر ،بشرى لكم: مفعول ثانی،و: عاطفہ،لتطمئن: فعل ،قلوبكم: فاعل،به: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان بتاویل مصدر معطوف، بشری پر، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما النصر الامن عند الله العزيز الحكيم﴾

و: مستانفه،ما: نافیہ،النصر: مبتدا،الا: للحصر ،من: جار،عند مضاف،اللہ: موصوف،العزيز: صفت اول،الحكيم: صفت ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ليقطع طرفا من الذين كفروا او يكبتهم فينقلبوا خائبين﴾

لام: تعلیلیہ جار، يقطع: فعل بافاعل،طرفا: موصوف،من الذين كفروا: صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر نصركم اللہ کے متعلق،او: عاطفہ، يكبتهم: فعل بافاعل ومفعول ملکر یقطع پر معطوف، فينقلبوا: فعل بافاعل، خائبين: حال فاعل سے،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ليس لك من الامر شيء او يتوب عليهم اويعذبهم فانهم ظلمون﴾

ليس: فعل ناقص،لک: خبر مقدم،من الامر: حال، شيء: ذوالحال،ملکر اسم، او: عاطفہ،ان مقدرہ،يتوب عليهم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف ہے شیء پر،او: عاطفہ،یعذبهم: جملہ فعلیہ معطوف یتوب پر،ف: تعلیلیہ،انهم ظلمون: جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ولله ما فی السموت وما فی الارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ غفور رحیم﴾

ولله مافی السموت ومافی الارض: جملہ اسمیہ مستانفہ، یغفر: فعل بافاعل، لمن یشاء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر اسم جلالت اللہ سے حال ہے، ویعذب من یشاء: جملہ فعلیہ ماقبل یغفر پر معطوف، واللہ...... الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

معرکۂ اُحُد:

۱۔۔۔۔۔علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ واقعہ غزوہ احد کا ہے، مشرکین بدھ کے دن مقام احد میں اترے سید عالم ﷺ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ فرمایا اور عبداللہ بن ابی کو بھی مشورے کیلئے بلوایا۔ عبداللہ بن ابی کو اس سے قبل کبھی مشورے کیلئے نہیں بلوایا گیا تھا چنانچہ عبداللہ بن ابی اور اکثر انصار نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ مدینے میں ہی قیام کیجئے اور اس سے نہ نکلئے، خدا کی قسم! ہم جب بھی دشمن سے مقابلے کیلئے نکلے ہیں ہمیں شکست ہی ہوئی ہے اور جب ہم پر کوئی لشکر باہر سے آکر حملہ آور ہوا تو اسے شکست ہوئی اور ہمیں جنگ کی کیا پڑی ہے جبکہ آپ ﷺ ہمارے ساتھ ہیں، آپ ﷺ انہیں وہیں پر رہنے دیں اگر وہ وہیں رہے تو بری جگہ ٹھہریں گے اور اگر ہمارے پاس آکر حملہ آور ہوئے تو ہمارے جوان انکا مقابلہ کریں گے اور ہمارے بچے اور عورتیں اوپر سے ان پر پتھر برسائیں گے اور جب وہ لوٹیں گے تو نامراد ہوں گے۔'' نبی پاک ﷺ کو بھی یہ رائے پسند آئی لیکن بعض اصحاب کی رائے یہ تھی کہ مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر لڑنا چاہیے اور اسی پر انہوں نے اصرار کیا۔ حضور ﷺ دولت سرائے اقدس میں تشریف لے گئے اور اسلحہ زیب تن فرما کر تشریف لے آئے، اب حضور ﷺ کو دیکھ کر انہیں ندامت ہوئی اور انہوں نے عرض کی: ''حضور ﷺ کو رائے دینا اور اس پر اصرار کرنا ہماری غلطی تھی، اسکو معاف فرمائیں اور جو مرضی مبارک ہو وہی فرمائیں۔'' حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کسی نبی کیلئے سزاوار نہیں ہے کہ ہتھیار پہن کر جنگ سے قبل اتار دے۔'' رسول کریم ﷺ بروز جمعۃ المبارک ایک انصاری کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد روانہ ہوئے اور پندرہ شوال ۳ھ بروز ہفتہ احد میں پہنچے۔ یہاں پہاڑ کے اوپر ایک درہ جو لشکرِ اسلام کے پیچھے تھا اس طرف سے اندیشہ تھا کہ کسی وقت دشمن پشت پر سے حملہ آور ہوں تو تیر باری کر کے انکو دفع کیا جائے اور حکم دیا کہ کسی حال میں یہاں سے نہ ہٹنا اور اس جگہ کو نہ چھوڑنا خواہ فتح ہو یا شکست۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس دستے کی قیادت کر رہے تھے، عبداللہ بن ابی بن سلول منافق جس نے جنگ سے رہ جانے کی رائے دی تھی اپنی رائے کے خلاف کئے جانے پر برہم ہوا اور کہنے لگا کہ حضور ﷺ نے نوعمر لڑکوں کی بات مانی میری بات کی پرواہ نہ کی، اس کے ساتھ تین سو منافق تھے اس نے ان سے کہا کہ جب دشمن لشکرِ اسلام کے مقابل آجائے اس وقت بھاگ پڑو تا کہ لشکرِ اسلام میں ابتری ہو جائے اور تمہیں دیکھ کر اور لوگ بھی بھاگ پڑیں۔ مسلمانوں کے لشکر کی کل تعداد مع ان منافقوں کے ایک ہزار تھی اور مشرکین تین ہزار تھے۔ عبداللہ بن ابی اپنے تین سو منافق لیکر بھاگ نکلا۔ حضور ﷺ کے ساتھ سات سو اصحاب باقی رہ گئے، اللہ عزوجل نے انکو ثابت قدم رکھا یہاں تک مشرکین کو ہزیمت ہوئی۔ اب صحابہ بھاگتے ہوئے مشرکین کے پیچھے پڑ گئے اور حضور ﷺ نے جہاں ان کو قائم رہنے کو کہا تھا قائم نہ رہے تو اللہ عزوجل نے انہیں یہ دکھا دیا کہ بدر میں اللہ عزوجل اور اسکے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کی برکت سے فتح ہوئی تھی یہاں حضور ﷺ کی مخالفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ عزوجل نے مشرکین کے دلوں سے رعب وہیبت دور فرمایا اور وہ پلٹ پڑے اور مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی۔ رسول کریم ﷺ کے ساتھ ایک جماعت باقی رہی جس میں ابوبکر وعلی وعباس وطلحہ وسعد رضی اللہ عنہم تھے۔ اسی دن جنگ میں دندان مبارک شہید ہوئے اور چہرہ اقدس پر زخم آئے اسی کے متعلق یہ آیت نازل

ہوئی۔ (الخازن، ج۱،ص ۲۹۰)

اغراض:

لونعلم قتالا لاتبعناکم: مسلمانوں کے پاس منافقین کے تین سونکال کر چھ سو پچاس مجاہدین رہ گئے، ابتداء میں صحابہ نے کافروں کو ہزیمت دی اور مال غنیمت لوٹنے میں مشغول ہوگئے، اللہ ﷻ نے کافروں کے دلوں سے مسلمانوں کا رعب نکال دیا اور انہوں نے دوبارہ حملہ کردیا، مسلمان بھاگ نکلے سوائے سید عالم ﷺ اور بعض صحابہ کے، اس کے بعد مسلمان پھر سے قتال کے لئے جمع ہوئے، پس ستر اصحاب شہید ہوئے اور عزت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔ وھو یوم احد: جمہور مفسرین کا یہی قول ہے اور اسی پر اعتماد ہے۔ او الاخمسین: یعنی اس بارے میں دو اقوال ہیں۔

سابع شوال: ایک قول نصف شوال کا بھی ہے، کافر پہلے ہی شوال کی بارہ تاریخ کو پہنچ گئے تھے۔ وقال انضحوا: معنی یہ ہے کہ دشمنوں کو تیروں کے ذریعے ہم سے دور کرنا۔ ولا تبرحوا: حقیقت میں یہ خطاب ہے اور تمام مسلمانوں کے لئے حکم ہے۔ بنو سلمۃ: مراد قبیلہ خزرج ہے۔ بنو حارثۃ: مراد قبیلہ اوس ہے۔ واصحابہ: عبداللہ بن ابی کے ساتھیوں کی تعداد تین سو ہے۔

علام نقتل انفسنا واولادنا: یعنی ہم کس چیز سے قتال کریں۔ فی نبیکم و انفسکم: یعنی ان دونوں کی حفاظت میں۔ وناصرھما: یعنی اللہ اس بزدلی پر ان سے مواخذہ نہ فرمائے گا۔ یعینکم: یعنی تمہاری تعداد بڑھائے۔ موضع بین مکۃ والمدینۃ: اس واقعہ کی وجہ تسمیہ اس جگہ کے نام کی وجہ سے ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ بدر ایک کنویں کا نام ہے جسے ایک آدمی نے کھودا تھا اور لوگ اسے بدر کہتے تھے، لہذا اس جگہ کا نام بھی اس آدمی کے نام پر پڑ گیا۔ بقلۃ العدد والسلاح: مسلمانوں کے پاس تین گھوڑے، تین تلواریں تھیں اور مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی جب کہ کافروں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ من فورھم: فور کا اطلاق جوش مارنے پر ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ ہنڈی جوش مارتی ہے اور اس کا اطلاق موجودہ حاضر وقت پر بھی ہوتا ہے۔ علی خیل بلق: یعنی ان کے چہرے اور ہاتھ اور ان کے پاؤں سفید تھے۔

و انجز اللہ وعدہ: یعنی تمام مومنوں کو دگنا (اجر) حاصل ہوگا، اللہ نے ملائکہ کی مدد سے زیادتی فرمادی۔ عمائم صفر او بیض: اس بارے میں دو روایتیں ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے کہ جبرئیل امین کے عمامے کا رنگ زرد اور دیگر کا سفید رنگ کا تھا۔ ولیس بکثرۃ الجند: یعنی تم اس بات پر وہم نہ کرو کہ مدد کثیر تعداد کے ساتھ ہوتی ہے۔ بالقتل و الاسر: ستر مارے گئے اور اتنے ہی قید ہوئے۔

(الصاوی، ج۱،ص ۲۶۴ وغیرہ)

نعمۃ: جملہ نعمتوں میں بدر میں تمہاری مدد بھی شامل ہے۔ (الجمل، ج۱، ص ۴۷۶)

رکوع نمبر: ۵

﴿یایھا الذین امنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضعفۃ﴾ بِاَلِفٍ وَ دُوْنِهَا بِاَنْ تَزِيْدُوْا فِی الْمَالِ عِنْدَ حُلُوْلِ الْاَجَلِ وَتُؤَخِّرُوا الطَّلَبَ ﴿واتقوا اللہ﴾ بِتَرْکِهٖ ﴿لعلکم تفلحون (۱۳۰)﴾ تَفُوْزُوْنَ ﴿واتقوا النار التی اعدت للکفرین (۱۳۱)﴾ اَنْ تُعَذَّبُوْا بِهَا ﴿واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون (۱۳۲) وسارعوا﴾ بِوَاوٍ وَّدُوْنِهَا ﴿الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموت والارض﴾ اَیْ کَعَرْضِهِمَا، لَوْ وَصَلَتْ اِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰی، وَالْعَرْضُ السَّعَۃُ ﴿اعدت للمتقین (۱۳۳)﴾ اَللّٰهَ بِعَمَلِ الطَّاعَاتِ وَتَرْکِ الْمَعَاصِیْ ﴿الذین

ینفقون﴾ فِیْ طَاعَةِ اللّٰہِ ﴿فی السراء والضراء﴾ اَیِ الْیُسْرِ وَالْعُسْرِ ﴿والکظمین الغیظ﴾ اَلْکَافِّیْنَ عَنْ اِمْضَائِہٖ مَعَ الْقُدْرَةِ ﴿والعافین عن الناس﴾ مِمَّنْ ظَلَمَهُمْ اَیِ التَّارِکِیْنَ عُقُوْبَتَهُ ﴿واللہ یحب المحسنین(۱۳۴)﴾ بِهٰذِهِ الْاَفْعَالِ، اَیْ یُثِیْبُهُمْ ﴿والذین اذا فعلوا فاحشة﴾ ذَنْبًا قَبِیْحًا کَالزِّنَا ﴿او ظلموا انفسهم﴾ بِمَا دُوْنَهُ کَالْقُبْلَةِ ﴿ذکروا اللہ﴾ اَیْ وَعِیْدَهُ ﴿فاستغفروا لذنوبهم ومن﴾ اَیْ لَا ﴿یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا﴾ یُدِیْمُوْا ﴿علی ما فعلوا﴾ بَلِ اقْلَعُوْا عَنْهُ ﴿وهم یعلمون(۱۳۵)﴾ اَنَّ الَّذِیْ اَتَوْهُ مَعْصِیَةٌ ﴿اولئک جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجری من تحتها الانهر خلدین﴾ حَالٌ مُقَدَّرَةٌ، اَیْ مُقَدِّرِیْنَ الْخُلُوْدَ ﴿فیها﴾ اِذَا دَخَلُوْهَا ﴿ونعم اجر العملین(۱۳۶)﴾ بِالطَّاعَةِ هٰذَا الْاَجْرُ وَنَزَلَ فِیْ هَزِیْمَةِ اُحُدٍ ﴿قد خلت﴾ مَضَتْ ﴿من قبلکم سنن﴾ طَرَائِقُ فِی الْکُفَّارِ بِاِمْهَالِهِمْ ثُمَّ اَخْذِهِمْ ﴿فسیروا﴾ اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة المکذبین(۱۳۷)﴾ الرُّسُلَ اَیْ اٰخِرُ اَمْرِهِمْ مِنَ الْهَلَاکِ فَلَا تَحْزَنُوْا لِغَلَبَتِهِمْ فَاَنَا اُمْهِلُهُمْ لِوَقْتِهِمْ ﴿هذا﴾ الْقُرْاٰنُ ﴿بیان للناس﴾ کُلِّهِمْ ﴿وهدی﴾ مِنَ الضَّلَالَةِ ﴿وموعظة للمتقین(۱۳۸)﴾ مِنْهُمْ ﴿ولا تهنوا﴾ تَضْعُفُوْا عَنْ قِتَالِ الْکُفَّارِ ﴿ولاتحزنوا﴾ عَلٰی مَا اَصَابَکُمْ بِاُحُدٍ ﴿وانتم الاعلون﴾ بِالْغَلَبَةِ عَلَیْهِمْ ﴿ان کنتم مؤمنین(۱۳۹)﴾ حَقًّا وَجَوَابُهُ دَلَّ عَلَیْهِ مَجْمُوْعُ مَا قَبْلَهُ ﴿ان یمسسکم﴾ یُصِبْکُمْ بِاُحُدٍ ﴿قرح﴾ بِفَتْحِ الْقَافِ وَضَمِّهَا: جَهْدٌ مِنْ جُرْحٍ وَنَحْوِهٖ ﴿فقد مس القوم﴾ الْکُفَّارَ ﴿قرح مثله﴾ بِبَدْرٍ ﴿وتلک الایام نداولها﴾ نُصَرِّفُهَا ﴿بین الناس﴾ یَوْمًا لِفِرْقَةٍ وَیَوْمًا لِاُخْرٰی لِیَتَّعِظُوْا ﴿ولیعلم اللہ﴾ عِلْمَ ظُهُوْرٍ ﴿الذین امنوا﴾ اَخْلَصُوْا فِیْ اِیْمَانِهِمْ مِنْ غَیْرِهِمْ ﴿ویتخذ منکم شهداء﴾ یُکْرِمُهُمْ بِالشَّهَادَةِ ﴿واللہ لا یحب الظلمین(۱۴۰)﴾ الْکَافِرِیْنَ اَیْ یُعَاقِبُهُمْ وَمَا یُنْعِمُ بِهٖ عَلَیْهِمْ اِسْتِدْرَاجٌ ﴿ولیمحص اللہ الذین امنوا﴾ یُطَهِّرَهُمْ مِنَ الذُّنُوْبِ بِمَا یُصِیْبُهُمْ ﴿ویمحق﴾ یُهْلِکَ ﴿الکفرین(۱۴۱)ام﴾ بَلْ اَ ﴿حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما﴾ لَمْ ﴿یعلم اللہ الذین جهدوا منکم﴾ عِلْمَ ظُهُوْرٍ ﴿ویعلم الصبرین(۱۴۲)﴾ فِی الشَّدَائِدِ ﴿ولقد کنتم تمنون﴾ فِیْهِ حَذْفُ اِحْدَی التَّائَیْنِ فِی الْاَصْلِ ﴿الموت من قبل ان تلقوه﴾ حَیْثُ قُلْتُمْ لَیْتَ لَنَا یَوْمًا کَیَوْمِ بَدْرٍ لِنَنَالَ مَا نَالَ شُهَدَاؤُهٗ ﴿فقد رایتموه﴾ اَیْ سَبَبَهُ الْحَرْبُ ﴿وانتم تنظرون(۱۴۳)﴾ اَیْ بُصَرَاءُ تَتَأَمَّلُوْنَ الْحَالَ کَیْفَ هِیَ فَلِمَ انْهَزَمْتُمْ؟ وَنَزَلَ فِیْ هَزِیْمَتِهِمْ لَمَّا اُشِیْعَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قُتِلَ وَقَالَ لَهُمُ الْمُنَافِقُوْنَ اِنْ کَانَ قُتِلَ فَارْجِعُوْا

اِلٰی دِیۡنِکُمۡ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! سود دونا دونہ کھاؤ......۱......(لفظ مضٰعفۃ الف کے ساتھ اور بغیر الف دونوں طرح پڑھا گیا ہے بایں طور پر کہ مدت ختم ہونے پر مطالبہ کو مؤخر کر دو اور سودی رقم میں اضافہ کر دو) اور اللہ سے ڈرو (سود کو ترک کر کے) اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے (یعنی تم کامیاب ہو جاؤ) اور اس آگ سے بچو جو کافروں کیلئے تیار رکھی ہے (کہ تمہیں اس سے عذاب دیا جائے) اور اللہ اور اسکے رسول کے فرمانبردار رہو اس امید پر کہ تم رحم کئے جاؤ اور دوڑو (وسارعوا واؤ اور بغیر واؤ کے دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جسکی چوڑان میں سب آسمان و زمین آجائیں (یعنی اگر تمام آسمانوں اور زمینوں کو ملایا جائے تو انکے عرض کی طرح ہے، العرض سے مراد وسعت ہے......۲......) ڈر والوں کیلئے تیار رکھی ہے (جو اللہ کی اطاعت بجالانے اور معصیت ترک کرنے والے ہیں) وہ جو اللہ کی راہ میں (یعنی اللہ ﷻ کی اطاعت میں) خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں (یعنی خوشحالی و تنگدستی کی حالت میں) اور غصہ پینے والے (یعنی باوجودِ قدرت غصہ نہ کرنے والے......۳......) اور لوگوں سے درگزر کرنے والے (یعنی ظالم لوگوں سے کہ ان ظلم کرنے والوں پر سزا نہ دینے والے) اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں (وہ ان نیک افعال پر انہیں ثواب دیتا ہے) اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی (یعنی قبیح گناہ جیسا کہ زنا کر لیں) یا اپنی جانوں پر ظلم کریں (مثلاً زنا کے علاوہ بوس و کنار وغیرہ تو) اللہ کو یاد کر کے (اسکی وعیدوں کو یاد کر کے) اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور کون ہے (یعنی کوئی نہیں جو) گناہ بخشے سوا اللہ کے، اور نہ اڑ جائیں (یعنی مداومت نہ کریں) اپنے کئے پر (بلکہ ان سے باز آجائیں) اور وہ جانتے ہیں (کہ انہوں نے معصیت پر مبنی کام کئے ہیں) ایسوں کو بدلہ انکے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جنکے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں (خلدین حال مقدر ہے، یصیروا کی ضمیر سے تقدیرِ عبارت یہ ہے کہ مقدرین الخلود فیھا اذا دخلوھا) اور کامیوں کا اچھا نیگ ہے (یعنی طاعت کے بدلہ میں اچھا اجر، یہ آیت اُحُد کی ہزیمت کے بارے میں نازل ہوئی) بیشک گزر چکے (خلت بمعنی مضت ہے) تم سے پہلے کچھ طریقے (کافروں کے بارے میں اللہ نے انہیں مہلت دی پھر انہیں پکڑ لیا) تو چل کر دیکھو (اے مؤمنو!) زمین میں کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا (رسولوں کو یعنی انکے کام کا انجام ہلاکت ہے تو تم انکے غالب آنے کی وجہ سے غمگین نہ ہو میں انہیں ایک وقت تک مہلت دے رہا ہوں) یہ (قرآن) لوگوں کو بتانا (یعنی تمام لوگوں کو بتانا) اور راہ دکھانا ہے (گمراہی سے) اور پرہیزگاروں کو نصیحت ہے (ان میں سے) اور نہ سستی کرو (کفار سے جنگ میں کمزوری نہ دکھاؤ) اور نہ غم کھاؤ (اس پر جو مصیبت تمہیں احد میں پہنچی) اور تم ہی بلند رہو گے (یعنی غالب رہو گے) اگر ایمان رکھتے ہو (سچا......۴......، اس شرط کے جواب پر ماقبل کلام کا مجموعہ دلالت کر رہا ہے) اگر تمہیں پہنچی ہے (احد میں) کوئی تکلیف (قرح قاف کے فتحہ اور ضمہ کے ساتھ ہے یعنی زخم وغیرہ) تو وہ لوگ (یعنی کفار) بھی پا چکے ہیں ویسی ہی تکلیف (بدر میں) اور یہ دن ہیں کہ ہم پھیرتے ہیں (نُدَاوِلُھَا بمعنی نصرفھا ہے) لوگوں کے درمیان (ایک دن ایک گروہ کے موافق ہوتا ہے تو دوسرا دن دوسرے گروہ کے تاکہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں) اور اسلئے کہ اللہ پہچان کرا دے (لوگوں پر ظاہر فرما دے) ایمان والوں کی (جو اپنے ایمان میں خالص ہیں دوسروں کے مقابلے میں) اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے (یعنی شہادت سے سرفراز فرمائے) اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو (یعنی کافروں کو بلکہ انہیں سزا دیگا اور جن انعامات سے انہیں نوازا ہے تو وہ بھی ان

کیلئے استدراج ہیں) اوراسلئے کہ اللہ مسلمانوں کا نکھار کردے(مصیبتیں برداشت کرنے کے سبب انہیں گناہوں سے پاک کردے) اور مٹادے (ہلاک کردے) کافروں کو، کیا (ام بمعنی بـل ا ہے) اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اورابھی (نہ) اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان لیا (واضح طور پر) اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی (تکلیفوں میں مبتلا کر کے) اور تم تمنا کرتے تھے (لفظ تَـمَـنَّـوْنَ اصل میں دوتاء تھیں، ایک حذف ہے) موت کی اس کے ملنے سے پہلے (اس طرح کہا کرتے تھے کہ کاش ہمیں کوئی ایسادن نصیب ہوتا جیسا کہ شہدائے بدر کو نصیب ہوا) تو اب وہ تمہیں نظر آئی (یعنی اب تمہیں موت کا سبب یعنی جنگ نظر آئی) آنکھوں کے سامنے (اب تم حالات میں غور کرو کہ یہ ہزیمت کیسے ہوئی اور تم نے شکست کا منہ کیوں دیکھا؟)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھاالذین امنوا لاتاکلوا الربوا اضعافا مضعفة﴾

یایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ، لا تاکلوا: فعل بافاعل، الربوا: ذوالحال، اضعافا مضعفة: مرکب توصیفی حال، ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل مفعول سے ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واتقوا اللہ لعلکم تفلحون واتقوا النار التی اعدت للکفرین﴾

و: عاطفہ، اتقوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، اللہ: اسم جلالت مفعول، لعلکم تفلحون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اتقوا: فعل بافاعل، النار: موصوف، التی اعدت للکفرین: صفت ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون﴾

و: عاطفہ، اطیعوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، اللہ والرسول: مفعول، لعلکم ترحمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضھا السموت والارض اعدت للمتقین﴾

و: عاطفہ، سارعوا: فعل بافاعل، الی: جار، مغفرة من ربکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، جنة عرضھا السموات والارض: معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، اعدت: فعل بافاعل، للمتقین: ظرف ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جنة کی صفت ثانی۔

﴿الذین ینفقون فی السراء والضراء والکظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین﴾

الذین: موصول، ینفقون: فعل بافاعل، فی السراء والضراء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر ماقبل متقین کی صفت، والکاظمین الغیظ: معطوف ہے ماقبل المتقین پر، والعافین عن الناس: معطوف ہے ماقبل پر، واللہ یحب المحسنین: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ﴾

و: عاطفہ،الذین: اسم موصول،اذا: شرطیہ،فعلوا: فعل بافاعل،فاحشة: مفعول، یہ سب ملکر معطوف علیہ ،او: عاطفہ ...... ظلموا: فعل بافاعل،انفسھم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر شرط ،ذکروا : فعل بافاعل،اللّٰہ: اسم جلالت مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء،شرط جزا ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر ماقبل المتقین پر معطوف ہے۔

﴿فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون﴾

ف: عاطفہ،استغفروا: فعل بافاعل،لذنوبھم: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ،و: مستانفہ،من : مبتدا،یغفر: فعل بافاعل، الذنوب: مفعول،الا: للحصر ،اللّٰہ: اسم جلالت بدل ہے یغفر کے فاعل سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،و: عاطفہ،لم یصروا: فعل بافاعل،علی ما فعلوا: ظرف لغو ،وھم یعلمون: حال فاعل سے......یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل استغفروا پر معطوف ہے

﴿اولئک جزاؤھم مغفرة من ربھم وجنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا﴾

اولئک: مبتدا، جزاؤھم: مبتدا ثانی،مغفرة من ربھم: معطوف علیہ ،وجنت تجری من تحتھا الانھر: معطوف،ملکر خبر، مبتدا ثانی سے ملکر،خبر ہوئی مبتدا اول کیلئے ،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، خلدین فیھا: حال ہے جزاؤھم کی ضمیر سے

﴿ونعم اجر العملین قدخلت من قبلکم سنن﴾

و: مستانفہ ،نعم: فعل مدح،اجر العملین: فاعل ملکر خبر،ذلک مبتدا محذوف،ملکر جملہ اسمیہ ،قد: تحقیقیہ ،خلت: فعل، من قبلکم: ظرف لغو،سنن: فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة المکذبین﴾

ف: فصیحیہ،سیروا: فعل بافاعل،فی الارض: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ جزا شرط مقدر اذا شککتم کیلئے،ف: عاطفہ ،انظروا: فعل بافاعل، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص،عاقبة المکذبین: اسم، جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ھذا بیان للناس وھدی وموعظة للمتقین﴾

ھذا: مبتدا،بیان للناس: مرکب توصیفی معطوف علیہ،وھدی: معطوف اول،وموعظة للمتقین: معطوف ثانی، معطوف علیہ، اپنے معطوفات سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین﴾

و: عاطفہ،لاتھنوا: فعل بافاعل ملکر معطوف علیہ ،ولا تحزنوا: فعل بافاعل معطوف،وانتم الاعلون: جملہ اسمیہ حال ہے دونوں فعلوں لا تھنوا و لا تحزنوا کے فاعل سے،ان کنتم مومنین: جملہ شرط،فلا تھنوا ولا تحزنوا جواب شرط محذوف،ملکر جملہ

شرطیہ۔

﴿ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ﴾

ان: شرطیہ ،یمسسکم: فعل، کم ضمیر مفعول،قرح: فاعل ملکر شرط،فتأسوا وتسلوا جزا مقدر،شرط جزاء ،ملکر جملہ شرطیہ ،ف: عاطفہ، قد :تحقیقیہ ،مس: فعل،القوم: مفعول،قرح: موصوف،مثلہ: صفت ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل مقدر جواب فتاسوا وتسلوا پر معطوف۔

﴿وتلک الایام نداولھا بین الناس ولیعلم اللہ الذین امنوا ویتخذ منکم شھداء﴾

و: مستانفہ ،تلک: مبدل منہ،الایام: بدل،ملکر مبتدا،نداولھا بین الناس: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ، لیعلم: فعل،اللہ: اسم جلالت فاعل،الذین امنوا: مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، فعلنا ذلک لیتعظموا جملہ مقدر نداولھا کیلئے علت،ویتخذ منکم شھداء: جملہ فعلیہ ماقبل لیعلم پر معطوف ہے۔

﴿واللہ لایحب الظلمین ولیمحص اللہ الذین امنوا ویمحق الکفرین﴾

و: اعتراضیہ،اللہ: اسم جلالت مبتدا،لا یحب الظلمین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لیمحص: فعل،اللہ: اسم جلالت فاعل،الذین امنوا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ لیعلم پر معطوف ہے،و: عاطفہ،یمحق: فعل با فاعل،الکفرین: مفعول ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصبرین﴾

ام: منقطعہ بمعنی بل، حسبتم: فعل فاعل،ان: مصدریہ،تدخلوا: فعل واؤ ضمیر فاعل،الجنۃ: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول ،حسب فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ،و: حالیہ، لما: جازمہ،یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم: معطوف علیہ،و: للمعیت،ان مصدریہ مقدرہ،یعلم الصابرین: جملہ بتاویل مصدر مفعول معہ،ملکر جملہ فعلیہ حال ہے تدخلوا کی واؤ ضمیر سے۔

﴿ولقد کنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوہ فقد رایتموہ وانتم تنظرون﴾

و: مستانفہ ،لقد: تحقیقیہ ،کنتم: فعل ناقص بااسم،تمنون: فعل بافاعل،الموت: مفعول،من قبل ان تلقوہ: ظرف لغو،جملہ فعلیہ ہوکر خبر، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ،ف: عاطفہ،قد: تحقیقیہ ،رایتموہ: فعل واؤ ضمیر ذوالحال،ہ: ضمیر مفعول،وانتم تنظرون: جملہ اسمیہ حال،اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......اولئک جزاء ھم مغفرۃ من ربھم......☆ تیہان خرما فروش کے پاس ایک حسین عورت خرمے خریدنے آئی اس نے کہا

یہ خرمے تو اچھے نہیں ہیں عمدہ خرمے مکان کے اندر ہیں اس حیلے سے اسکو مکان کے اندر لے گئے اور پکڑ کر لپٹالیا اور منہ چوم لیا۔عورت نے کہا خدا سے ڈر ا یہ سنتے ہی اسکو چھوڑ دیا اور شرمندہ ہوا اور سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کیا اس پر یہ آیت ﴿والذین اذا فعلوا﴾ نازل ہوئی۔ایک قول یہ ہے کہ ایک انصاری اور ثقفی دونوں میں محبت تھی اور ہر ایک نے ایک دوسرے کو بھائی بنایا تھا، ثقفی جہاد میں گیا تھا اور اپنے مکان کی نگرانی اپنے بھائی انصاری کے سپرد کر گیا تھا۔ایک روز انصاری گوشت لایا، جب ثقفی کی عورت نے گوشت لینے کیلئے ہاتھ بڑھایا تو انصاری نے اسکا ہاتھ چوم لیا اور چومتے ہی اسکو سخت ندامت وشرمندگی ہوئی اور وہ جنگل میں نکل گیا اپنے سر پر خاک ڈالی اور اپنے منہ پر طمانچے مارے جب ثقفی جہاد سے واپس آیا تو اس نے اپنی بی بی سے انصاری کا حال دریافت کیا اس نے کہا کہ خدا ایسے بھائی نہ بڑھائے اور واقعہ بیان کیا۔انصاری پہاڑوں میں روتا استغفار توبہ کرتا پھرتا تھا، ثقفی اسکو تلاش کر کے سید عالم ﷺ کی خدمت میں لایا اس کے حق آیتیں نازل ہوئیں۔

☆......**ولقد کنتم تمنون الموت من قبل**...... ☆ جب شہدائے بدر کے درجے اور مرتبے اور ان پر اللہ ﷻ کے انعام واحسان بیان فرمائے گئے تو جو مسلمان وہاں حاضر نہ تھے انہیں حسرت ہوئی اور انہوں نے آرزو کی کہ کاش کسی جہاد میں انہیں حاضری میسر آئے اور شہادت کے درجات ملیں، انہیں لوگوں نے حضور سید عالم ﷺ سے اُحد پر جانے کیلئے اصرار کیا تھا انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سود در سود بھی حرام ہے:

۱......زمانۂ جاہلیت میں جب کسی شخص پر قرضہ ہوتا اور اسکی ادائیگی کی مدت آجاتی اور اس شخص کے پاس قرض ادا کرنے کیلئے کچھ نہ ہوتا تو قرض خواہ مال میں زیادتی کر کے مدت بڑھا دیتا اور ایسا بار بار کیا جاتا جس سے سود کئی گناہ بڑھ جاتا۔اللہ ﷻ نے اس سے منع فرمایا کہ جس طرح سود حرام ہے اسی طرح سود در سود کو بھی اللہ ﷻ نے ناپسند فرمایا۔ (الخازن، ج ۱، ص ۲۹۶)

تیسرے پارے کے چھٹے رکوع کے تحت ہم سود کی تعریف، اسکا حکم اور اسکے تحت احادیث طیبہ اور سود کے نقصانات پر تفصیلی بحث کر چکے ہیں۔یہاں ہم ان آیات مبارکہ کا ذکر کرتے ہیں جو سود سے متعلق نازل ہوئی ہیں۔

(۱)......﴿الذین یا کلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس ذلک بانهم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل الله البیع وحرم الربوا﴾ وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہونگے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو یہ اسلئے کہ انہوں نے کہا کہ بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود (البقرہ: ۲۷۵)﴾۔

(۲)...... ﴿یمحق الله الربوا ویربی الصدقت والله لا یحب کل کفار اثیم﴾ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گناہ گار (البقرہ: ۲۷۶)﴾۔

(۳)......﴿واخذهم الربوا وقد نهوا عنه واکلهم اموال الناس بالباطل واعتدنا للکفرین منهم عذابا الیما﴾ اور اسلئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے منع کیے گئے تھے اور لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے اور ان میں جو کافر ہوئے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (النساء: ۱۶۱)﴾۔

(۴)......﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و ذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا سود اگر مسلمان ہو(البقرۃ،۲۷۸)﴾۔

جنت کی وسعت کا بیان:

۲......روایت ہے کہ ہرقل بادشاہ نے نبی پاک ﷺ کی طرف ایک خط ارسال کیا کہ آپ ﷺ مجھے ایسی جنت کی طرف بلاتے ہیں جسکی چوڑائی میں زمین وآسمان سما جائیں تو پھر دوزخ کہاں ہے؟ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے؟'' اس کلام کے معنی نہایت مبہم ہے، ظاہر بات یہ ہے کہ دورہ فلکی سے ایک جانب میں دن ہوتا ہے تو دوسری جانب میں رات اسی طرح جنت بلندی میں ہے تو جہنم پستی میں۔ (الخازن، ج۱،ص۲۹۷)

طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ یہود میں سے کچھ لوگوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے جبکہ ان کے ساتھی بھی ان کے ساتھ تھے اس بارے میں پوچھا کہ جنت اتنی وسیع ہے کہ زمین وآسمان اس میں سما جائیں تو پھر جہنم کہاں ہے؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم دیکھتے ہو کہ رات آئی ہے تو دن کہاں ہوتا ہے اور جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے؟'' یہودی بولے اسی کے مثل کلام توریت میں بھی ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل جو چاہے کر سکتا ہے۔ (الدر المنثور، ج۲،ص۱۲۹)

''الغیظ'' کے معنی اور اسے پی جانے کے فضائل:

۳......کظم الغیظ سے مراد یہ ہے کہ صبر کے ذریعے جو کچھ انسان کے جی میں ہے اسے روکے اور اسکا اثر ظاہر نہ کرے۔ ''والغیظ'' وہ حرارت ہے جو دل میں غضب کی وجہ سے اٹھتی ہے۔ (المدارک، ج۱،ص۲۹۳،ملخصاً)

☆......حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص باوجود قدرت غصہ پی جائے اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے ساری مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ حوروں میں سے جسکو چاہے منتخب کر لے۔ (ابی داؤد، کتاب الادب، باب من کظم غیظا،ص۸۹۷)

☆......رسول اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم ﷺ نے اسی طرح ایک دفعہ ارشاد فرمایا: ''جو غصہ کو باوجود قدرت پی جائے اللہ عزوجل اسے امن اور ایمان سے بھر دے گا''۔ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب من کظم غیظا،ص۸۹۸)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب،ص۱۰۶۶)

''وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین'' سے کیا مراد ہے؟

۴......حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب گھاٹیوں میں منتشر ہو گئے تو خالد بن ولید نے مشرکین گھوڑ سوار دستے سے حملہ کیا سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی ''اللھم لایعلوہ علینا اللھم لاقوۃ لنا الابک''، مسلمانوں کی ایک جماعت نے تیراندازی کرتے ہوئے رات گزاری، وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور مشرکین کے گھوڑ سوار دستے پر تیراندازی کی یہاں تک کہ انہیں پیچھے دھکیل دیا۔ (المظھری، ج۱،ص۴۵۵)

اگر ایمان صحیح اور پختہ ہو تو تعداد کی کمی بیشی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی جبکہ کافروں کے

لشکر کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی، مسلمانوں کے پاس ہتھیار بھی نہ تھے لیکن جذبہ کامل تھا یہی وجہ ہے کہ مسلمان کامیاب ہوئے اللہ عزوجل نے اس آیت مبارکہ میں یہی فرمایا ہے کہ مسلمان اپنا ایمان مضبوط رکھے اور اللہ عزوجل پر توکل کرے چاہے تعداد کم ہو، وسائل نہ ہوں، مدمقابل کتنی ہی تعداد میں دشمنان اسلام ہوں، مسلمان ہی غالب رہے گا۔ دنیا کا نظام درہم برہم ہوسکتا ہے اللہ عزوجل کے فرمان میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

اغراض:

لو وصلت احداھما بالاخری: یعنی زمین وآسمان کو الگ الگ طبق کردیا جائے، پھر وہ آپس میں مل جائے یہاں تک کہ ایک ہی طبق ہوجائے۔ الکافین عن امضائه: یعنی صبر کے ذریعے کہ چہرے پر اس کے اثر ظاہر نہ ہوں، اور مفسر نے کہا کہ مع القدرۃ، اس بارے میں مسند احمد اور ابوداؤد کی روایت ہے کہ جو باوجود قدرت غصہ کو پی جائے اللہ اس کے دل کو امن وایمان سے بھر دے گا۔ من غیرھم: علم کے متعلق ہے اور مفعول ثانی ہے اور یہ جملہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ تعلم بمعنی یمیز ہے۔

ممن ظلمھم: للناس کا بیان ہے، اور مفسر کا قول التارکین عقوبھم: بدلہ لینے کا استحقاق ہوتے ہوئے بھی بدلہ نہ لے۔ سید عالم ﷺ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن منادی ندا کرے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جن کا اجر اللہ عزوجل کے پاس ہے، پس وہ اللہ عزوجل کے حضور معافی کی حالت میں کھڑا رہے گا۔ من الھلاک: ان کے آخری حکم کا بیان ہے۔ کالزنا: یہاں بالعموم فاحشی مراد ہے نہ کہ فقط زنا۔ بما دونه: یا کوئی بھی گناہ ہو، مراد بوس وکنار اور نظر کرنا وغیرہ ہے۔ ونزل: یعنی مومنین کی تسلی کے لئے ہے جو انہیں غم واندوہ پہنچا ہے، اور یہ احد کے قصہ سے متعلق ہدایت اور اصلاح کی تمہید اور عہد و پیمان کے بعد بقیہ فضیلت کی جانب رجوع کرنا ہے۔ فلا تحزنوا لغلبتھم: یعنی تم پر کافروں کے غلبہ کا غم نہ ہو۔

لوقتھم: یعنی ان کی ہلاکت کا وقت جو کہ میرے علم سابق میں ان کی ہلاکت کے حوالے سے ہے۔ مجموع ما قبله: مراد اس سے اللہ کا فرمان فسیروا، ولا تھنوا اور ولا تحزنوا ہے۔ بفتح القاف وضمھا: کہا جاتا ہے کہ دو لغتیں ایک معنی میں ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قرح قاف کی فتح کے ساتھ بمعنی جراح یعنی زخم ہے اور ضمہ کے ساتھ بمعنی اس زخم کا درد و تکلیف ہے۔ علم ظھور: یعنی علم وجود، یعنی وہ علم جو خارج میں پائے جانے سے متعلق ہو، اور ظہور سے مراد یہ ہے کہ ہمارے لئے غیر مومن کو ظاہر کردے، اور اس کا علم ازل سے ہر چیز کے بارے میں پایا جاتا ہے۔ کرخی کی عبارت میں ہے کہ اس سے مراد وہ علم ہے جو ثواب اور عذاب سے متعلق ہوتا ہے جیسا کہ علم غیب، اور قرآن میں اس کے کئی نظائر پائے جاتے ہیں اور کلام کو اس کی دلالت کے لئے حقیقت پر محمول نہیں کیا جاسکتا کہ علم کسی فعل کے کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کا علم ازلی حدوث کو متصف نہیں ہے۔

یکرمھم بالشھادۃ: یعنی اللہ عزوجل کی راہ میں، اور مسلمانوں کی قوم بدر میں آئی اور وہ دشمن سے ملاقات کی تمنا کرتے تھے اور بدر میں شہادت کے بھی متمنی تھے۔ ای یعاقبھم: اس جملے میں اشارہ ہے کہ محبت کی نفی بغض سے کنایہ ہے اور ظالموں پر اس کا وقوع ہونا اللہ کی محبت کے مقابلے میں ان کی محبت سے تعرض پائے جانے کے حوالے سے ہے۔

استدراج: یعنی کافروں کے لئے عذاب کے مراتب میں استدراج ہے۔ (الجمل، ج ۱، ص ۴۸۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل﴾ کَغَیْرِهٖ ﴿انقلبتم علی اعقابکم﴾

رَجَعْتُمْ اِلَى الْكُفْرِ، وَالْجُمْلَةُ الْاَخِيْرَةُ مَحَلُّ الْاِسْتِفْهَامِ الْاِنْكَارِيِّ اَیْ مَا كَانَ مَعْبُوْدًا فَتَرْجِعُوْا ﴿ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا﴾ وَاِنَّمَا يَضُرُّ نَفْسَهٗ ﴿وسيجزى الله الشكرين(۱۴۴)﴾ نِعَمَهٗ بِالثَّبَاتِ ﴿وما كان لنفس ان تموت الا باذن الله﴾ بِقَضَائِهٖ ﴿كتبا﴾ مَصْدَرٌ اَیْ : كَتَبَ اللّٰهُ ذٰلِكَ ﴿مؤجلا﴾ مُؤَقَّتًا لَا يَتَقَدَّمُ وَلَا يَتَاَخَّرُ فَلِمَ انْهَزَمْتُمْ! وَالْهَزِيْمَةُ لَا تَدْفَعُ الْمَوْتَ وَالثَّبَاتُ لَا يَقْطَعُ الْحَيٰوةَ ﴿ومن يرد﴾ بِعَمَلِهٖ ﴿ثواب الدنيا﴾ اَیْ جَزَاءَهٗ مِنْهَا ﴿نؤته منها﴾ مَا قُسِمَ لَهٗ وَلَاحَظَّ لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿ومن يرد ثواب الاخرة نؤته منها﴾ اَیْ مِنْ ثَوَابِهَا ﴿وسنجزى الشكرين (۱۴۵)﴾ وكاين﴾ كَمْ ﴿من نبي قتل﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ قَاتَلَ وَالْفَاعِلُ ضَمِيْرُهٗ ﴿معه﴾ خَبَرٌ، مُبْتَدَؤُهٗ ﴿ربيون كثير﴾ جُمُوْعٌ كَثِيْرَةٌ ﴿فما وهنوا﴾ جَبُنُوْا ﴿لما اصابهم فى سبيل الله﴾ مِنَ الْجِرَاحِ وَقَتْلِ اَنْبِيَائِهِمْ وَاَصْحَابِهِمْ ﴿وما ضعفوا﴾ عَنِ الْجِهَادِ ﴿وما استكانوا﴾ خَضَعُوْا لِعَدُوِّهِمْ كَمَا فَعَلْتُمْ حِيْنَ قِيْلَ قُتِلَ النَّبِیُّ ﷺ ﴿والله يحب الصبرين (۱۴۶)﴾ عَلَى الْبَلَاءِ اَیْ يُثِيْبُهُمْ ﴿وما كان قولهم﴾ عِنْدَ قَتْلِ نَبِيِّهِمْ مَعَ ثَبَاتِهِمْ وَصَبْرِهِمْ ﴿الا ان قالوا ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا﴾ تَجَاوُزَنَا الْحَدَّ ﴿فى امرنا﴾ اِيْذَانًا بِاَنَّ مَا اَصَابَهُمْ لِسُوْءِ فِعْلِهِمْ وَهَضْمًا لِاَنْفُسِهِمْ ﴿وثبت اقدامنا﴾ بِالْقُوَّةِ عَلَى الْجِهَادِ ﴿وانصرنا على القوم الكفرين(۱۴۷) فاتهم الله ثواب الدنيا﴾ اَلنَّصْرَ وَالْغَنِيْمَةَ ﴿وحسن ثواب الاخرة﴾ اَیِ الْجَنَّةَ، وَحُسْنُهُ التَّفَضُّلُ فَوْقَ الْاِسْتِحْقَاقِ ﴿والله يحب المحسنين(۱۴۸)﴾

﴿ترجمہ﴾

(غزوہ احد میں جب مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی تو یہ بات مشہور ہوگئی کہ سید عالم ﷺ شہید ہو گئے ہیں، منافقوں نے مسلمانوں سے کہا: "اگر نبی پاک ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں تو چلو اپنے پچھلے دین کی طرف لوٹ آؤ۔" اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی کہ) اور محمد تو ایک رسول ہیں......۱......ان سے پہلے اور رسول ہو چکے......۲......تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں (جیسا کہ دوسرے رسول ہوئے) تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے (کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے......۳......، یہ آخری جملہ استفہام انکاری ہے یعنی وہ معبود تو نہیں ہیں کہ جنکے نہ ہونے کے سبب تم لوٹ رہے ہو) اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کریگا (اور وہ صرف اپنا نقصان کریگا) اور عنقریب اللہ (نعمتوں کا) شکر کرنے والوں کو صلہ دیگا (یعنی ثابت قدمی کی نعمت عطا فرمائے گا) اور کوئی جان بے حکمِ خدا مر نہیں سکتی (یعنی اسکے فیصلہ کے بغیر نہیں مر سکتی) لکھ رکھا ہے (کتابا مصدر ہے یعنی اللہ نے لکھ رکھا ہے) سب کا وقت (یعنی سب کی موت کا وقت مقرر ہے جو نہ مقدم ہو سکتا ہے اور نہ مؤخر......۴......، پھر تم میدان جنگ سے کیوں بھاگے کہ نہ تو ہزیمت موت کو ٹال سکتی تھی اور نہ ہی ثابت قدمی رشتۂ حیات کو منقطع کر سکتی تھی) اور جو چاہیے (اپنے عمل سے) دنیا کا انعام (یعنی دنیا کی جزا) ہم اس میں سے اُسے دیں

(جو اسکی قسمت میں ہو اور آخرت میں اس کیلئے کچھ حصہ نہیں) اور جو آخرت کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں (یعنی ثوابِ آخرت) اور قریب ہے کہ ہم شکر والوں کو صلہ عطا کریں اور کتنے ہی (کاین بمعنی کم ہے) انبیاء نے جہاد کیا (ایک قرأت میں قُتِلَ کے بجائے قاتل ہے اس میں موجود ضمیر اسکا فاعل ہے) انکے ساتھ (معہ خبر ہے، ربیون کثیرا مبتدا ہے) بہت خدا والے تھے (یعنی انکے ساتھ کئی جماعتیں تھیں) تو نہ سست پڑے (یعنی انہوں نے بزدلی نہ دکھائی) ان مصیبتوں سے جو اللہ کی راہ میں انہیں پہنچیں (یعنی انکا اپنا زخمی ہونا اور انکے انبیاء اور قریبی ساتھیوں کا شہید کیا جانا) اور کمزوری نہ دکھائی (جہاد سے) اور نہ دبے (یعنی دشمن کے سامنے اس طرح عاجزی کا اظہار نہ کیا جیسا کہ تم نے کیا، جب یہ کہا گیا کہ نبی پاک ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے) اور اللہ کو محبوب ہیں صبر کرنے والے (آزمائشوں پر اور وہ انہیں ثواب عطا فرمائے گا) اور وہ کچھ بھی نہ کہتے تھے (انبیائے کرام کی شہادت کے وقت ثبات وصبر کا اظہار کرتے ہوئے) سوا اس دعا کے کہ اے ہمارے رب! بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں ہم نے کیں (یعنی جو ہم حد سے متجاوز ہوئے) اپنے کام میں (دعا کا یہ جز اس بات کے اعلان کیلئے ہے کہ انہیں جو مصیبت پہنچی ہے وہ انکے اپنے اعمال کا نتیجہ تھا اور یہ کہنا اپنی کسرِ نفسی کی وجہ سے تھا) اور ہمارے قدم جما دے (جہاد کرنے پر قوت دیکر) اور ہمیں ان کافروں پر مدد دے ......تو اللہ نے انہیں دنیا کا انعام دیا (یعنی نصرت اور غنیمت) اور آخرت کے ثواب کی خوبی (یعنی جنت، حسن ثواب سے مراد استحقاق سے بڑھ کر فضل و کرم کرنا ہے) اور نیکی والے اللہ کو پیارے ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل﴾

و: مستانفه، ما: نافیہ، محمد: مبتدا، الا: للحصر، رسول: موصوف، قد: تحقیقیہ، خلت: فعل، من قبله: ظرف لغو، الرسل: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل رسول کی صفت ملکر خبر اور یہ سب ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم﴾

همزه: استفہامیہ، ف: عاطفہ، انْ: شرطیہ، مات: فعل با فاعل، ملکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، قتل: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، انقلبتم علی اعقابکم: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئا وسیجزی الله الشکرین﴾

و: مستانفه، من: شرطیہ مبتدا، ینقلب: فعل با فاعل، علی عقبیه: حال ہے فاعل سے، جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، لن یضر: فعل با فاعل، الله: اسم جلالت مفعول، شیئا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، یجزی الله الشکرین: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما کان لنفس ان تموت الا باذنِ الله کتابا مؤجلا﴾

و: مستانفه، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لنفس: ظرف مستقر خبر مقدم، ان تموت: فعل، ھی ضمیر ذوالحال، الا: للحصر، باذن الله: ظرف مستقر حال ملکر فاعل، یہ سب ملکر بتاویل مصدر اسم، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ، کتابا: موصوف، مؤجلا: صفت ملکر

مفعول مطلق ماقبل کی تاکید کتب اللہ فعل محذوف کا، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یرد ثواب الدنیا نؤته منها ومن یرد ثواب الآخرة نؤته منها وسنجزی الشکرین﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یرد ثواب الدنیا: فعل باواؤضمیر فاعل ومرکب اضافی مفعول جملہ فعلیہ شرط، نؤته منها: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، جزاء سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یرد ثواب الاخرة: جملہ فعلیہ شرط، نؤته منها: جملہ فعلیہ جزا، شرط سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، سنجزی: فعل با فاعل، الشکرین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکاین من نبی قتل معه ربیون کثیر﴾

و: مستانفہ، کاین: ممیز، من نبی: تمیز، ملکر مبتدا، قتل: فعل، ھو ضمیر ذوالحال، معه ربیون کثیر: جملہ اسمیہ حال ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فما وهنوا لما اصابهم فی سبیل الله وما ضعفوا وما استکانوا والله یحب الصبرین﴾

ف: عاطفہ، ما وھنوا: فعل نفی، واو ضمیر فاعل، لما اصابهم فی سبیل اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ماضعفوا وما استکانوا: ماوھنوا پر معطوف، واللہ یحب الصبرین: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وما کان قولهم الا ان قالوا ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین﴾

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، قولهم: خبر مقدم، الا: للحصر، ان: مصدریہ، قالوا: فعل با فاعل، قول، ربنا: جملہ ندائیہ، اغفرلنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین: جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، اپنی نداء سے ملکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر بتاویل مصدر اسم، فعل ناقص اپنے اسم خبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاتهم الله ثواب الدنیا وحسن ثواب الاخرة والله یحب المحسنین﴾

ف: مستانفہ، اتهم: فعل ومفعول، اللہ: فاعل، ثواب الدنیا: معطوف علیہ، وحسن ......الخ: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، واللہ......الخ جملہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وما محمد الا رسول قد خلت...... ☆ جنگ احد میں جب کافروں نے پکارا کہ محمد مصطفی ﷺ شہید ہوگئے اور شیطان نے یہ جھوٹی افواہ مشہور کردی تو صحابہ کو بہت اضطراب ہوا اور ان میں سے کچھ لوگ بھاگ نکلے، پھر جب ندا کی گئی کہ رسول کریم ﷺ تشریف رکھتے ہیں تو صحابہ کی ایک جماعت واپس آئی حضور ﷺ نے انہیں ہزیمت پر ملامت کی انہوں نے عرض کیا ہمارے ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی شہادت کی خبر سن کر ہمارے دل ٹوٹ گئے اور ہم سے ٹھہرا نہ گیا اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور

فرمایا گیا کہ انبیاء کے بعد بھی امتوں پر انکے دین کا اتباع لازم رہتا ہے تو اگر ایسا ہوتا بھی تو حضور ﷺ کے دین کا اتباع اور اسکی حمایت لازم رہتی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

''وما محمد الا رسول'' کا منشاء:

۱......اس آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ نے نبی کی بعثت کا مقصد بیان فرمایا ہے: لان المقصود من بعثة الرسل تبليغ الرسالة، والزام الحجة، لاوجوده بين اظهر قومه یعنی نبی کی بعثت کا مقصد رسالت کی تبلیغ اور حجت کا لازم کردینا ہے نہ کہ اسکا اپنی قوم کے درمیان ہمیشہ موجود رہنا۔ (المدارك، ج۱، ص۲۹۷)

علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں نبی اور رسول کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''هو انسان بعثه اللّٰه الى الخلق لتبليغ الاحكام نبی اور رسول وہ انسان ہیں جنہیں اللہ ﷻ احکامات کی تبلیغ کیلئے مخلوق کی طرف بھیجتا ہے۔ (شرح عقائد نسفی، ص۱۷)

''قد خلت من قبله الرسل'' کا منشاء:

۲......روایت میں ہے کہ عبداللہ بن قمئہ حارثی نے نبی پاک ﷺ کی طرف پتھر پھینک کر آپکے دندان مبارک اور چہرہ مبارک کو زخمی کردیا، یہ دیکھ کر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا جو کہ علمبردار تھے، انہوں نے قمئہ کو پیچھے دھکیلا تو اس نے انہیں شہید کر دیا اور یہ سمجھا کہ اس نے نبی پاک ﷺ کو (نعوذباللہ) شہید کردیا ہے اور زور زور سے چیخ کر کہنے لگا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو شہید کر دیا، خبردار! محمد ﷺ شہید کردیئے گئے، لوگ اسکی طرف متوجہ ہوئے اور نبی پاک ﷺ نے پکارنا شروع کیا: ''اِلَیَّ عباد اللّٰه'' چنانچہ آپکی جانب تیس اصحاب آئے اور آپکو گھیر لیا یہاں تک کہ مشرکین آپ سے دور ہوگئے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ہائے کاش ابن ابی ہمارے لیے ابوسفیان سے امان لے دیتا، منافقوں میں سے بعض لوگوں نے یہ کہا کہ اگر نبی قتل کردیئے گئے ہیں تو تم اپنے سابقہ دین کی طرف لوٹ جاؤ، انس بن نضر نے کہا جو کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں اے قوم! اگر محمد ﷺ قتل کردیئے گئے ہیں تو محمد ﷺ کا رب زندہ ہے اور اسے موت نہیں آتی تو تم محمد ﷺ کی وفات کے بعد زندگی سے کیا لوگے؟ لہذا جس مقصد کیلئے رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا تھا تم اس جنگ کو جاری رکھو یہاں تک کہ وہ بھی لڑتے لڑتے شہید کردیئے گئے۔ (البیضاوی، ج۱، ص۳۰۱)

ایڑیوں کے بل پلٹنے سے کیا مراد ہے؟

۳......ایڑیوں کے بل پلٹنے سے مراد الٹے پاؤں پلٹ جانا ہے اور اس سے ارتداد بھی مراد لیا گیا ہے کہ بندہ جس حالتِ کفر پر پہلے تھا اسکی طرف دوبارہ پلٹ جائے۔ بعض نے یہاں پر انقلاب سے نقصِ ایمان مراد لیا ہے نہ کہ کفر جیسا کہ ابن المنذر نے زہری سے روایت کیا کہ جب یہ آیت ﴿ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم (الفتح:۴)﴾ نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ایمان میں زیادتی تو ہوتی ہے لیکن کیا کمی بھی ہوتی ہے؟ سید عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات پاک کی قسم! جس نے مجھے حق کیساتھ مبعوث کیا بیشک ایمان میں کمی بھی ہوتی ہے۔'' صحابہ کرام نے عرض کی: ''کیا کتاب اللہ میں اسکی دلیل پائی جاتی ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' پھر مذکورہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی۔'' (روح المعانی، الجزء الرابع، ص۳۸۲)

موت کا وقت متعین ہے!

۴......انسان نہ تو دنیا میں اپنی مرضی سے آیا ہے اور نہ اپنی مرضی سے جا سکتا ہے ہر جان، جس نے زندگی کے پھول چنے ہیں

اسے موت کی کانٹے دار جھاڑیوں سے ضرور گزرنا پڑے گا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان آخرت کی تیاری میں لگ جائے کئی ہنستے کھیلتے نوجوان یکا یک حادثے کا شکار ہوکر یا مہلک امراض میں گرفتار ہوکر موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں اسی طرح ہم نے بھی ایک دن مرنا ہے اور اپنی کرنی کا پھل بھگتنا ہے۔کیا ہی اچھا ہو کہ عقلمندی اور دانشمندی والا فیصلہ کرلیا جائے اور موت آنے سے پہلے ہی اسکی تیاری کرلی جائے۔ہمارے اسلاف کا یہی طریقہ تھا کہ وہ ہر وقت آخرت کی فکر میں لگے رہتے تھے۔انکی سوچ اتنی اعلیٰ تھی کہ اگر انکا چراغ بجھ جاتا تو وہ اسے اپنی زندگی کے چراغ پر قیاس کرکے رونے لگتے اور یہی فکر آخرت کی سوچ ہی انکے مقام ومرتبہ کو بلند کرتی ہے۔اور کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم سب کچھ جاننے کے باوجود بھی موت کی تیاری نہیں کرتے اور لمبی امیدوں کے سہارے اپنی زندگی کے حسین لمحات کو گزار دیتے ہیں۔کئی بڑے بڑے افسروں کو اچانک موت نے عمدہ عالیشان کوٹھیوں سے اٹھا کر تنگ وتاریک قبر میں ڈال دیا، نہ جانے کتنے دولہے مچلتے ارمانوں کو اپنے ساتھ لئے بجائے حجرۂ عروسی کے تنگ وتاریک قبر کی کوٹھری میں جاپڑے۔آہ موت کا وقت جو کہ متعین ہے اور ہم سے اسے پوشیدہ رکھا گیا ہے اس میں یہی بہت بڑی حکمت ہے اللہ ﷻ اس بات کی جانچ کرنا چاہتا ہے کہ کون نامعلوم وقت اور جگہ میں اچانک آجانے والی موت کی تیاری کرتا ہے اور کون دنیا کی رنگینیوں میں گم ہوکر فکر آخرت اور موت کے کٹھن وقت سے گزرنے کو فراموش کردیتا ہے۔

دعائیہ کلمات:

۵......اس رکوع میں مومنین کے دعائیہ کلمات کا ذکر ملتا ہے ان مبارک کلمات سے پتہ چلتا ہے کہ انسان مصیبت کے وقت اپنے پروردگار کو یاد کرے۔انسان اگر ان ہی مبارک کلمات کو یاد کرلے اور وقتاً فوقتاً انہیں پڑھتا رہے تو کئی مصیبتوں سے بچ جائے۔

اغراض:

کفیرہ: یعنی رسولوں میں سے۔**والجملة الاخیرة:** آخری جملے سے مراد جملہ **انقلبتم علی اعقابکم** ہے جو کہ محل استفہام انکاری ہے یعنی ان کے مرتد ہونے کے انکار کرنے اور دین سے پھر جانے کے بارے میں ہے۔زمخشری نے کہا کہ **افامن مات** میں فاء معلقہ ماقبل جملے کے لئے سبب ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی **افان مات مسبب** ہے ماقبل جملہ **وما محمد الارسول** کے لئے،یعنی حضور ﷺ کی وفات کو وہ اپنے ارتداد کا سبب بنائیں۔**بالثبات:** یعنی احد کے دن دین محمدی پر ثابت رہیں۔

محل استفہام انکاری: یعنی ہمزہ استفہام کے معنی میں ہے،تقدیر عبارت یوں ہے کہ **اانقلبتم علی اعقابکم ان مات او قتل**،یعنی تمہارے لئے اس وقت دین سے پھر جانا یا مرتد ہو جانا مناسب نہیں،اس لئے کہ محمد ﷺ مبلغ ہیں نہ کہ معبود اور تمہیں یہ بات پہنچ چکی ہے،اور معبود باقی رہتا ہے،پس تمہارے دین سے لوٹ آنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

ای ما کان معبوداًالخ: یہ تفسیر جملہ کلام کی ہے،اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ **القصر** یعنی کوتاہی سے مراد دل کی کوتائی ہے تا کہ ان لوگوں پر ان کے عقیدے کی تردید کی جائے کہ محمد ﷺ معبود ہیں معاذ اللہ،اگر چہ وہ حقیقی معنوں میں یہ عقیدہ نہ رکھتے ہوں لیکن ان لوگوں کے چکڑ میں پڑ گئے جو محمد ﷺ کی الوہیت کا عقیدہ رکھتے ہیں نہ کہ رسالت کا،اور یہ اس طرح ہوا کہ ان کی شہادت کی خبر پا کر دین سے پھر گئے تو گویا ایسا ہوا کہ وہ بھی ان کے معبود ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں،اور اگر محمد ﷺ انتقال فرما جائیں تو اپنی عبادتوں سے پھر جائیں گے۔**کما فعلتم: فما وھنوا** کی طرف راجع ہے۔**مصدر:** مفعول مطلق ماقبل جملے کی تاکید کے لئے ہے اس کا عامل مضمر ہے،تقدیر عبارت یوں ہے **کتب اللہ ذلک کتاباً** جیسے صنع اللہ،وعد اللہ اور کتاب اللہ علیکم ہے،اور کتاب موجل سے مراد وہ کتاب

ہے جوکہ آجال پر مشتمل ہے۔اى كتـاب اللـه ذلک :یعنی موت مؤجل ہے یعنی کتـابـا مُـؤجلاً کہ موت کا وقت لکھا ہوا ہے۔انھزمتم:اس سیاق کلام سے مقصود احد کے دن میدان سے بھاگنے والوں کی توبیخ کرنا مقصود ہے۔ایـذانـا بـان ما اصابهم الخ:قالوا قول کا معمول ہے تقدیر کلام یوں ہے کہ قالوا ذلک ایذاناً۔النصر والغنيمة :اس میں اشارہ ہے کہ ہمارے نبی کے سوا کسی کے لئے غنیمت حلال نہیں ہوئی،اور یہ بھی ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ کافروں کے مال پر مسلمانوں کو قابو دینا کافروں کے لیے اہانت کا باعث ہو،اور اس کے علاوہ کوئی اور بات ہو تو آسمان سے آگ آئے گی جو کہ غنیمت کو کھا جائے گی اس میں مجاہدین سے قبول و رضا کی جانب اشارہ ہے۔اى الـجنة :ثواب آخرت کی تفسیر ہے،اور بـالـجنة سے مراد اس کی بعض وہ نعمتیں ہیں کہ جو کہ اعمال صالحہ کے مقابل ہوں گی اور بندہ ان کا مستحق ہوگا۔

(الجمل ،ج ۱ ،ص ۴۸۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۷

﴿یایها الذین امنوا ان تطیعوا الذین کفروا ﴾ فِيمَا يَأْمُرُوْنَكُمْ بِهٖ ﴿یردوکم﴾ اِلَى الْكُفْرِ ﴿علی اعقابکم فتنقلبوا خسرین (۱۴۹)بـل الـله مولکم﴾ نَاصِرُكُمْ ﴿وهو خیر النصرین(۱۵۰)﴾ فَـاَطِيْعُوْهُ دُوْنَهُمْ ﴿سنلقی فـی قـلـوب الـذیـن کـفروا الرعب﴾ بِسُكُوْنِ الْعَيْنِ وَضَمِّهَا اَلْخَوْفَ وَقَدْ عَزَمُوْا بَعْدَ اِرْتِحَالِهِمْ مِنْ اُحُدٍ عَـلَـى الْـعَـوْدِ وَاسْتِيْصَالِ الْمُسْلِمِيْنَ فَرُعِبُوْا وَلَمْ يَرْجِعُوْا ﴿بما اشرکوا﴾ بِسَبَبِ اِشْرَاكِهِمْ ﴿بالله ما لم ینـزل بـه سـلـطـنـا﴾ حُـجَّةً عَـلٰـى عِبَـادَتِـهٖ وَهُـوَ الْاَصْـنَـامُ ﴿ومـاوهم النـار وبئـس مثوى﴾ مَـأْوَى ﴿الظلمین(۱۵۱)﴾ الْـكَافِرِيْنَ هِىَ ﴿ولقد صدقكم الله وعده﴾ اِيَّاكُمْ بِالنَّصْرِ ﴿اذ تحسونهم﴾ تَقْتُلُوْنَهُمْ ﴿بـاذنـه﴾ بِـاِرَادَتِـهٖ ﴿حتـى اذا فشـلـتم﴾ جَبُنْتُمْ عَنِ الْقِتَالِ ﴿وتنازعتم﴾ اِخْتَلَفْتُمْ ﴿فی الامر﴾ اَىْ اَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمُقَامِ فِىْ سَفْحِ الْجَبَلِ لِلرَّمْيِ فَقَالَ بَعْضُكُمْ نَذْهَبُ فَقَدْ نُصِرَ اَصْحَابُنَا، وَبَعْضُكُمْ لَا نُخَالِفُ اَمْـرَ الـنَّـبِـيِّ ﷺ ﴿وعـصيتـم﴾ اَمْـرَهٗ فَتَـرَكْـتُـمُ الْـمَـرْكَـزَ لِـطَلَبِ الْغَنِيْمَةِ ﴿من بعد ما ارکم﴾ اَللّٰهُ ﴿ما تـحبـون﴾ مِـنَ الـنَّـصْـرِ وَجَـوَابُ اِذَا دَلَّ عَلَيْهِ مَا قَبْلَهٗ اَىْ مَنَعَكُمْ نَصْرُهٗ ﴿منكم من يريد الدنيا﴾ فَتَرَكَ الْـمَـرْكَـزَ لِـلْـغَـنِيْـمَةِ ﴿ومـنـكم من يريد الاخرة﴾ فَثَبَتَ بِهٖ حَتّٰى قُتِلَ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّاَصْحَابِهٖ ﴿ثم صـرفـكـم﴾ عَـطْفٌ عَـلٰـى جَـوَابِ اِذَا الْـمُـقَـدَّرِ، رَدَّكُـمْ بِـالْـهَـزِيْمَةِ ﴿عنهم﴾ اَىِ الْكُفَّارِ ﴿ليبتليكم﴾ لِيَـمْتَـحِـنَـكُـمْ فَيُـظْهِـرُ الْـمُـخْـلِصَ مِنْ غَيْـرِهٖ ﴿ولقد عفا عنكم﴾ مَا ارْتَكَبْتُمُوْهُ ﴿والله ذوفضل على المؤمنين (۱۵۲)﴾ بِـالْـعَـفْـوِ، اُذْكُرُوْا ﴿اذ تصعدون﴾ تُبْعِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ هَارِبِيْنَ ﴿ولا تلون﴾ تُعَرِّجُوْنَ ﴿عـلـى احد والرسول يدعوكم فى اخركم﴾ اَىْ مِنْ وَّرَآئِكُم يَقُوْلُ اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ﴿فاثابكم﴾ فَجَازَاكُمْ ﴿غـمـا﴾ بِالْهَزِيْمَةِ ﴿بغم﴾ بِسَبَبِ غَمِّكُمْ لِلرَّسُوْلِ بِالْمُخَالَفَةِ وَقِيْلَ الْبَاءُ بِمَعْنٰى عَلٰى، اَىْ مُضَاعَفًا عَلٰى

غَمِّ فَوْتِ الْغَنِيْمَةِ ﴿لكيلا﴾ مُتَعَلِّقٌ بِعَفَا اَوْ بِاَثَابَكُمْ فَلاَ زَائِدَة ﴿تحزنوا على مافاتكم﴾ مِنَ الْغَنِيْمَةِ ﴿ولا ما اصابكم﴾ مِنَ الْقَتْلِ وَالْهَزِيْمَةِ ﴿والله خبير بما تعملون (۱۵۳) ثم انزل عليكم من بعد الغم امنة﴾ اَمْنًا ﴿نعاسا﴾ بَدل ﴿يغشى﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿طائفة منكم﴾ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ فَكَانُوْا يَمِيْدُوْنَ تَحْتَ الْحَجَفِ وَتَسْقُطُ السُّيُوْفُ مِنْهُمْ ﴿وطائفة قد اهمّتهم انفسهم﴾ اَیْ حَمَلَتْهُمْ عَلَى الْهَمِّ فَلَا رَغْبَةَ لَهُمْ اِلَّا نَجَاتُهَا دُوْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ فَلَمْ يَنَامُوْا وَهُمُ الْمُنَافِقُوْنَ ﴿يظنون بالله﴾ ظَنًّا ﴿غير﴾ الظَّنِّ ﴿الحق ظن﴾ اَیْ كَظَنِّ ﴿الجاهلية﴾ حَيْثُ اِعْتَقَدُوْا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قُتِلَ اَوْ لَايُنْصَرُ ﴿يقولون هل﴾ مَا ﴿لنا من الامر﴾ اَیِ النَّصْرِ الَّذِیْ وُعِدْنَاهُ ﴿من﴾ زَائِدَةٌ ﴿شيء قل﴾ لَهُمْ ﴿ان الامر كله﴾ بِالنَّصْبِ تَوْكِيدًا وَالرَّفْعِ مُبْتَدَأٌ وَخَبَرُهٗ ﴿لله﴾ اَیِ الْقَضَآءُ لَهٗ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿يخفون فی انفسهم مالا يبدون﴾ يُظْهِرُوْنَ ﴿لك يقولون﴾ بَيَانٌ لِّمَا قَبْلَهٗ ﴿لو كان لنا من الامر شيء ما قتلنا ههنا﴾ اَیْ لَوْ كَانَ الْاِخْتِيَارُ اِلَيْنَا لَمْ نَخْرُجْ فَلَمْ نُقْتَلْ لٰكِنْ اُخْرِجْنَا كَرْهًا ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿لو كنتم فی بيوتكم﴾ وَفِيْكُمْ مَّنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْقَتْلَ ﴿لبرز﴾ خَرَجَ ﴿الذين كتب﴾ قُضِیَ ﴿عليهم القتل﴾ مِنْكُمْ ﴿الى مضاجعهم﴾ مَصَارِعِهِمْ فَيُقْتَلُوْا وَلَمْ يُنْجِهِمْ قُعُوْدُهُمْ لِاَنَّ قَضَآءَهٗ تَعَالٰی كَآئِنٌ لَا مَحَالَةَ ﴿و﴾ فَعَلَ مَا فَعَلَ بِاُحُدٍ ﴿ليبتلى﴾ يَخْتَبِرَ ﴿الله ما فی صدوركم﴾ قُلُوْبِكُمْ مِّنَ الْاِخْلَاصِ وَالنِّفَاقِ ﴿وليمحص﴾ يُمَيِّزَ ﴿ما فی قلوبكم والله عليم بذات الصدور (۱۵۴)﴾ بِمَا فِی الْقُلُوْبِ لَا يَخْفٰی عَلَيْهِ شَیْءٌ وَّاِنَّمَا يَبْتَلِیْ لِيُظْهِرَ لِلنَّاسِ ﴿ان الذين تولوا منكم﴾ عَنِ الْقِتَالِ ﴿يوم التقى الجمعن﴾ جَمْعُ الْمُسْلِمِيْنَ وَجَمْعُ الْكَافِرِيْنَ بِاُحُدٍ وَهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَّا اِثْنَیْ عَشَرَ رَجُلاً ﴿انما استزلهم﴾ اَزَلَّهُمْ ﴿الشيطن﴾ بِوَسْوَسَتِهٖ ﴿ببعض ما كسبوا﴾ مِنَ الذُّنُوْبِ وَهُوَ مُخَالَفَةُ اَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿ولقد عفا الله عنهم ان الله غفور﴾ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿حليم (۱۵۵)﴾ لَا يُعَجِّلُ عَلَى الْعُصَاةِ۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اگرتم کافروں کے کہے پر چلے (یعنی جن کاموں کا وہ تمہیں حکم دیتے ہیں اگر تم نے وہ کئے) تو وہ تمہیں اُلٹے پاؤں لوٹا دیں گے (کفر کی طرف) پھر ٹوٹا کھا کے پلٹ جاؤ گے بلکہ اللہ تمہارا مولا (یعنی مددگار) ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار (تو دوسروں کے بجائے اسی کی اطاعت کرو) کوئی دم جاتا ہے کہ ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے......ا......(لفظ رعب عین کے سکون اور ضمہ کے ساتھ بمعنی خوف ہے، غزوہ احد سے واپسی پر کافروں نے دوبارہ میدان میں آنے اور مسلمانوں کے مکمل خاتمے کا ارادہ کرلیا تھا لیکن ان پر مسلمانوں کا رعب ڈال دیا گیا اور وہ پلٹ کر نہیں آئے) کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا (یعنی انکے شریک ٹھہرانے کے

سبب) جس پر اس نے کوئی سمجھ نہ اتاری (یعنی جسکی عبادت کرنے پر کوئی دلیل نہیں مراد اس سے بت ہیں) اور انکا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا برا ٹھکانا (مثوی بمعنی مساوی ہے) ناانصافوں کا (یعنی کافروں کا) اور بیشک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ (جو اس نے تم سے لیا تھا تمہاری مدد کرنے کا) جبکہ تم کافروں کو قتل کرتے تھے (تحسونهم بمعنی تقتلونهم ہے) اس کے حکم سے (یعنی اسکی مشیت سے) یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی (جنگ کرنے میں) اور جھگڑا ڈالا (اختلاف کیا) حکم میں (یعنی نبی ﷺ کے اس حکم میں کہ مقام شعب میں پہاڑی کے دامن میں تیر اندازی کیلئے جمے رہنا خواہ ہم غالب ہو جائیں یا مغلوب پھر تم میں بعض نے کہا ہم چلے جائینگے کہ ہمارے ساتھی غالب آگئے ہیں اور بعض نے کہا کہ ہم آقا ﷺ کے حکم کی مخالفت نہیں کرینگے) اور نافرمانی کی (انکے حکم کی اور غنیمت کے حصول کیلئے مرکز چھوڑ دیا) بعد اسکے کہ (اللہ تعالیٰ) تمہیں دکھا چکا تمہاری خوشی کی بات (یعنی کامیابی، اذا کا جواب شرط محذوف ہے جس پر ماقبل آیت ولقد نصر كم الله دلالت کر رہی ہے عبارت مقدر یہ ہے منعكم نصرة) تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا (کہ حصولِ غنیمت کیلئے مرکز چھوڑ دیا) اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا (تو وہ اس درے پر ثابت رہے یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا گیا جیسے عبداللہ بن جبیر اور انکے ساتھی) پھر تمہارا منہ پھیر دینا (اسکا عطف اذا مقدر کے جواب پر ہے، یعنی تمہیں ہزیمت کے ساتھ واپس کر دیا) ان (کفار) سے کہ تمہیں آزمائے (تا کہ تمہاری جانچ ہو اور مخلص و غیر مخلص ظاہر ہو جائیں) اور بیشک اس نے معاف کر دیا تمہیں (تمہاری اس غلطی کو جو تم سے سرزد ہوئی) اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے (انہیں معاف کر کے، اور یاد کرو) جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے (بھاگتے ہوئے میدان جنگ سے دور ہو رہے تھے) اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے تھے (یعنی نہ ٹھہرتے تھے) اور دوسری جماعت میں ہمارے رسول تمہیں پکار رہے تھے (یعنی تمہیں پیچھے سے بلا رہے تھے وہ فرماتے تھے اللہ کے بندو! میری طرف آؤ، میری طرف آؤ) تو تمہیں دیا (تمہیں بدلے کے طور پر دیا) غم (ہزیمت کا) بدلہ غم کا (یعنی رسول ﷺ کی مخالفت کر کے انہیں رنج پہنچانے کا بدلہ، بعض نے کہا ہے کہ با معنی علی ہے یعنی غنیمت کے فوت ہو جانے پر مزید غم پہنچایا) اور معافی اسلئے سنائی (لکیلا، عفا کے متعلق ہے یا اثابکم کے اور اس صورت میں لا مزائدہ ہوگا) کہ جو ہاتھ سے گیا اس کا رنج نہ کرو (یعنی مال غنیمت) اور جو افتاد پڑی (قتل اور ہزیمت کی صورت میں) اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے پھر تم پر غم کے بعد چین کی (امن کی) نیند (نعاسا بدل ہے) اتاری کہ گھیرے تھی (یغشی یاء اور تاء دونوں قرأتوں کے ساتھ ہے) تمہاری ایک جماعت کو...... (یہاں مومنین مراد ہیں اور وہ نیند کی وجہ سے ڈھالوں تلے گر جاتے اور ان سے تلواریں چھوٹ رہی تھی) اور ایک گروہ کو اپنی جان کی پڑی تھی (یعنی انہیں اپنی جانوں کی ہلاکت کا غم لاحق تھا اور اسکے سوا کوئی فکر نہ تھی نہ نبی پاک ﷺ کی اور نہ ہی صحابہ کرام ؓ کی، پس منافقین تھے جن پر نیند طاری نہ ہوئی تھی) اللہ پر گمان کرتے تھے (یہاں ظن مفعول مطلق موصوف محذوف ہے) بے جا جاہلیت کے گمان (کیونکہ انکا اعتقاد یہ تھا کہ حضور ﷺ قتل کر دیئے جائیں گے یا مدد نہ کئے جائیں گے) کہتے کیا (هل بمعنی ما نافیہ ہے) اس کام میں ہمارا بھی کچھ اختیار نہیں ہے (یعنی جس مدد کا ہمیں وعدہ دیا گیا ہے، اس میں من زائدہ ہے) تم فرما دو (ان سے) کہ اختیار تو سارا (کلہ نصب کی صورت میں تاکید اور مرفوع ہونیکی صورت میں مبتدا ہے اور اسکی خبر للہ ہے) اللہ کا ہے (فیصلہ کرنے کا اختیار اسی کو ہے، وہ جو چاہے کرے) اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے (یبدون بمعنی یظهرون ہے) کہتے ہیں (یقولون یہ ماقبل یُخفُونَ کا بیان ہے) ہمارا کچھ بس ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے (یعنی اگر ہمیں اختیار ہوتا تو ہم نہ نکلتے نہ قتل کئے جاتے لیکن ہمیں زبردستی نکالا گیا) تم فرما دو (ان سے) کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے (اور تم میں کوئی ایسا ہوتا جسکے بارے میں اللہ ﷻ نے قتل ہونا لکھ دیا ہوتا) جب بھی نکل کر آتے (بروز

بمعنی عرج ہے) لکھا جاچکا تھا (کتب بمعنی قضی ہے) جنکا مارا جانا (تم میں سے) اپنی قتل گاہوں تک (مضاجعهم بمعنی مصارعهم ہے تو وہ قتل کئے جاتے اور انکا بیٹھا رہنا جنگ سے انہیں نجات نہ دیتا اور قضائے الٰہی لامحالہ ہوکر رہتی ہے) اور (احد میں جو کچھ ہوا اس لئے تھا کہ) کہ آزمائے (لیبتلی بمعنی یختبر ہے) اللہ تمہارے سینوں کی بات (یعنی تمہارے دلوں میں موجود اخلاص اور نفاق کو) اور کھول دے (یعنی جدا کردے) جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے (یعنی جو کچھ دلوں میں ہے اس پر کچھ مخفی نہیں اور وہ آزماتا ہے تاکہ وہ لوگوں کیلئے ظاہر کردے) بیشک وہ جو تم میں سے پھر گئے (قتال سے) جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں (دو گروہ ملے تھے مسلمان اور کافر جنگ احد میں، یہاں مسلمانوں کے بارہ افراد کے سوا تمام مسلمان مراد ہیں) انہیں لغزش دی (استزلهم بمعنی ازلهم ہے) شیطان ہی نے (وسوسہ ڈال کر) انکے بعض اعمال کے باعث (گناہوں کے باعث اور وہ گناہ نبی پاک ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنا تھا) اور بیشک اللہ نے انہیں معاف فرما دیا بیشک اللہ ﷻ بخشنے والا (ہے، مؤمنوں کو) حلم والا ہے (کہ مجرموں کو جلد نہیں پکڑتا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خسرین﴾

یا ایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ، ان: شرطیہ، تطیعوا الذین کفروا: جملہ فعلیہ شرط، یردوکم علی اعقابکم: معطوف علیہ، فتنقلبوا خسرین: معطوف ملکر جواب شرط، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿بل اللہ مولکم وھو خیر النصرین﴾

بل: عاطفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، مولکم: خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ ھو: مبتدا خیر الناصرین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ مالم ینزل بہ سلطانا﴾

س: حرف استقبال، نلقی: فعل بافاعل، فی: جار، قلوب الذین کفروا: مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، الرعب: مفعول، ب: جار، ما: مصدریہ، اشرکوا: فعل بافاعل، باللّٰہ: ظرف لغو، مالم ینزل بہ سلطنا: موصول صلہ ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، سنلقی، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماوھم النار وبئس مثوی الظلمین﴾

و: مستانفہ، ماوھم: مبتدا، النار: خبر ملکر جملہ اسمیہ، بئس: فعل، مثوی الظلمین: فاعل ملکر خبر مقدم، النار محذوف مبتدا مؤخر ......ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونھم باذنہ حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر﴾

و: مستانفہ، لقد: تحقیقیہ، صدق: فعل، کم: ضمیر مفعول، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، وعدہ: منصوب بنزع الخافض ای

بوعدہ،اذ: مضاف، تحسونھم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ ملکر ظرف ،حتی: جار،اذا: شرطیہ،فشلتم: جملہ ہوکر شرط، جزا محذوف منعکم نصرہ ،و: عاطفہ،تنازعتم فی الامر: جملہ فشلتم پر معطوف ہے،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،صدق، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وعصیتم من بعد ما ارکم ماتحبون منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ﴾

و: عاطفہ،عصیتم: فعل بافاعل،من بعد ماارکم ماتحبون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل وتنازعتم پر معطوف، منکم: خبر مقدم،من یرید الدنیا: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،منکم: خبر مقدم،من یرید الاخرۃ: مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم صرفکم عنھم لیبتلیکم ولقد عفاعنکم واللہ ذو فضل عن المومنین﴾

ثم: عاطفہ،صرفکم: فعل بافاعل ومفعول،عنھم: ظرف لغو،لیبتلیکم: متعلق بصرف ،ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف منعکم نصرہ پر معطوف ہے،و: عاطفہ،لقد تحقیقیہ؛ عفا: فعل بافاعل، عنکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم محذوف ،واللہ ذوفضل علی المومنین: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اذ تصعدون ولاتلون علی احد والرسول یدعوکم فی اخرکم﴾

اذ: مضاف، تصعدون: فعل بافاعل ملکر معطوف علیہ،ولا تلون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال،علی احد: ظرف لغو، و: حالیہ،الرسول: مبتدا،یدعوکم ......الخ: جملہ ہوکر خبر،ملکر حال،ذوالحال سے ملکر فاعل،یہ سب ملکر معطوف،معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر اذ کر فعل محذوف کا ظرف،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاثابکم غمابغم لکیلا تحزنوا علی ما فاتکم ولاما اصابکم﴾

ف: عاطفہ،اثابکم: فعل بافاعل ومفعول،غما بغم: مرکب توصیفی مفعول ثانی،لام: جار،کی: حرف ناصب،ان: مقدر، لا: زائدہ، تحزنوا: فعل بافاعل علی مافاتکم ولا مااصابکم: ظرف لغو،ملکر بتاویل مصدر ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ وللہ خبیر بما تعلمون ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاس یغشی طائفۃ منکم﴾

واللہ خبیر بما تعملون: جملہ اسمیہ مستانفہ ،ثم: عاطفہ،انزل: فعل بافاعل، علیکم: ظرف لغو،من بعد الغم: ظرف لغو ثانی ،امنۃ: مبدل منہ،نعاسا: موصوف ،یغشی طائفۃ منکم: جملہ ہوکر صفت،ملکر بدل اپنے مبدل منہ سے ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ اثابکم پر معطوف ہے۔

﴿وطائفۃ قداھمتھم انفسھم یظنون باللہ غیر الحق ظن الجاھلیۃ﴾

و: استنافیہ ،طائفۃ: موصوف،قد اھمتھم: فعل ومفعول،انفسھم: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ صفت،ملکر مبتدا، یظنون: فعل بافاعل ،باللّٰہ: ظرف لغو،۔غیر الحق: مبدل منہ،ظن الجاھلیۃ: بدل،ملکر صفت مفعول محذوف الظن کیلئے،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یقولون ھل لنا من لامر من شیء قل ان الامر کلہ للہ﴾

یقولون: قول، ھل: استفہامیہ،لنا: خبر مقدم،من الامر: ظرف مستقر حال،من: زائدہ،شیی: ذوالحال،اپنے حال سے ملکر مبتدا موئخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ......قول مقولہ ملکر ماقبل یظنون سے بدل ہے ،قل: قول،ان: حرف مشبہ،الامر کلہ: موکد تاکید،ملکر اسم ،للّٰہ: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ۔

﴿یخفون فی انفسھم مالا یبدون لک یقولون لو کان لنا من الامر شیء ماقتلناھھنا﴾

یخفون: فعل بافاعل،فی انفسھم: ظرف لغو،مالا یبدون لک: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ہے ماقبل یقولون کی ضمیر سے ،یقولون: قول،لو: شرطیہ، کان: فعل ناقص،لنا: خبر مقدم،من الامر شیء: اسم،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ماقتلنا ھھنا: جواب شرط،شرط جزا ملکر مقولہ،اپنے قول سے ملکر جملہ مستانفہ۔

﴿قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیھم القتل الی مضاجعھم﴾

قل: فعل بافاعل قول،لو: شرطیہ، کنتم فی بیوتکم: جملہ فعلیہ شرط ،لام: للتاکید،برز: فعل،الذین کتب علیھم القتال: موصول اپنے صلہ سے ملکر فاعل،الی مضاجعھم: ظرف لغو،ملکر جزا،شرط سے ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم واللہ علیم بذات الصدور﴾

و: عاطفہ، لام: تعلیلیہ جار،یبتلی: فعل،اللّٰہ: اسم جلالت فاعل،مافی صدورکم: موصول صلہ ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو فعل محذوف فعل ذلک لمصالح تجھلونھا کیلئے، و: عاطفہ، لیمحص مافی قلوبکم: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف،واللّٰہ علیم بذات الصدور: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعن انما استزلھم الشیطن ببعض ما کسبوا﴾

ان: حرف مشبہ بالفعل،الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعن: موصول صلہ ملکر اسم،انما: حرف مشبہ بالفعل،ما: کافہ، استزلھم: فعل بامفعول،الشیطن: فاعل،ببعض ما کسبوا: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم﴾

و: مستانفہ ،ل: قسمیہ ،قد: تحقیقیہ ،عفا: فعل، اللّٰہ: فاعل،عنھم: ظرف لغو،جملہ فعلیہ جواب قسم محذوف، ان اللّٰہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

کیا اب بھی کافر مسلمانوں سے ڈرتے ہیں؟

۱...... حضرت ابی امامۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے میرے رب نے تمام انبیاء کرام پر فضیلت دی۔'' یا یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے تمام امتوں پر چار فضیلتیں عطا فرمائیں: ''(۱)...... میں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا (۲)...... پوری روئے زمین میرے اور میری امت کیلئے سجدہ گاہ اور پاک بنا دی گئی چنانچہ جہاں کہیں میرا امتی نماز کا وقت پائے تو نماز ادا کرلے، (۳)...... میری ایک مہینہ کی مسافت سے دشمنوں کے دلوں میں رعب پیدا کر کے مدد کی گئی اور (۴)...... ہمارے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئیں۔ (مسند احمد، کتاب باقی مسند الانصار، باب حدیث ابی امامۃ الباھلی، ج۶، ص ۳۳۰)

کافروں پر ہمیشہ سے مسلمانوں کا رعب رہا ہے یہی وجہ ہے کہ کافر طاقتیں مسلمانوں کو طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے دین سے دور کر کے انہیں عیش پرستی کا گرویدہ بنانے میں مصروف ہیں، نیز انہیں اس بات کا ڈر ہے کہ اگر مسلمان خوابِ خرگوش سے جاگ گئے تو ان کا کیا بنے گا؟

حالتِ جنگ میں نیند کا آنا نعمتِ خداوندی ہے!

۲...... حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس دن مسلمانوں کو نیند نے ڈھانپ لیا اسلئے کہ نیند امن ہی میں آتی ہے اور جسے خوف ہو وہ سوتا نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمیں احد کے دن نیند نے ڈھانپ لیا ہم تلوار اٹھاتے تھے تو وہ گر جاتی، ہم پھر اٹھاتے وہ پھر گر جاتی۔ انہی سے روایت ہے کہ ہمیں نیند نے ڈھانپ لیا اور ہم احد کے دن صفوں میں مقابلے کے لئے کھڑے تھے۔ اللہ عزوجل نے مومنوں کو منافقین سے جدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو مومنوں پر نیند طاری کر دی یہاں تک کہ انہیں امن حاصل ہو گیا جبکہ منافقوں پر نیند طاری نہ کی گئی اور ان پر خوف باقی رہا، مومنوں پر نیند کا طاری کرنا اور منافقوں پر نہ کرنا عظیم الشان معجزہ ہے اسلئے کہ نیند مومنوں کیلئے امن کی وجہ سے ہے اور منافقوں پر نیند کا طاری نہ ہونا انکے خوف کی وجہ سے ہے۔ (الخازن، ج ۱، ص ۳۰۹)

اغراض:

فیما یأمرونکم بہ: جب لوگوں نے احد کے دن کہا کہ اپنے باپ دادوں کے دین کی طرف لوٹ جاؤ۔ بعد ارتحالھم من احد: سید عالم ﷺ اپنے آثار کے ساتھ جن کی تعداد چھ سو تیس ۶۳۰ تھی جو کہ احد میں حاضر ہوئے تھے مقام حمراء الاسد پر اترے، یہ وہ جگہ ہے جو مدینہ منورہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے وہاں کسی (کافر مشرک) کو نہ پایا، یہ تمام کلام کتب سیر میں واضح طور پر بیان کیا ہوا ہے۔ حجۃ: سلطاناً اس لئے کہا گیا کہ دلیل واضح، روشن، قوی مضبوط اور واجب العمل ہے۔ تقتلونھم: یعنی کثیر تعداد میں قتل کیا، پھر جب باطل کو اختیار کیا یعنی قتل کرنے سے باز آئے، اذ تحسونھم ظرف ہے صدقکم کے لئے۔

لطلب الغنیمۃ: یعنی غنیمت کی طلب کے وقت یا اس کے حصول کے وقت۔

ردکم بالھزیمۃ: یعنی تمہاری ہزیمت۔ من النصر: یعنی حکم کے ابتدائی حصے میں، پھر جب سید عالم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو ان پر حال متغیر ہو گیا۔

ماقبلہ: سے مراد ماقبل فرمان ولقد صدقکم اللہ وعدہ ہے۔ ھاربین: یعنی دشمن سے بھاگے۔
فترک المرکز للغنیمۃ: یعنی غنیمت کے حصول کے لئے مرکز چھوڑ دیا۔
تعرجون: مراد کسی جگہ قائم ہونا ہے، اور یہ معنی بھی ہے کہ تم اپنے پیچھے کسی کی جانب التفات ہی نہ کرتے تھے اور کوئی کسی کی جانب کھڑا نہ تھا (یعنی سب اپنی میں پڑے تھے)۔
ای من ورائکم: یہ جملہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ فی بمعنی من اور الاخری بمعنی آخر ہے۔
یقول الی عباد اللہ الی عباد اللہ: میں اللہ کا رسول ہوں جو لوٹ آیا اس کے لئے جنت ہے۔
ای مضاعفا: یعنی زائدا ہے۔ متعلق بعفا: اس بناء پر لانافیہ ہوگا نہ کہ زائدہ، یعنی اللہ تمہیں معاف فرمائے کہ تم سے غموں کو دور فرمائے۔
فلا زائدۃ: دوسرا لام زائدہ ہوگا، معنی یہ ہیں کہ اللہ تمہیں غم برداشت کرنے پر جزا دے تاکہ تم اس پر غمگین نہ ہو۔
امنۃ: یعنی اللہ نے تم پر امن اتارا یہاں تک کہ تم سو گئے، اور ابو طلحہ سے روایت ہے کہ ہم پر صفوں میں ایسی غشی طاری ہوئی کہ ہمارے ہاتھوں سے تلواریں گرنے لگیں، ہم اٹھاتے پھر گر جاتیں، پھر اٹھاتے اور پھر گر جاتیں۔
فکانوا یمیدون: یعنی وہ مائل ہوتے تھے جیسا کہ بعض نسخوں میں ہے یعنی وہ نیند کی جانب مائل ہوتے تھے کہ نیند انہیں گھیر لیتی تھی۔
الحجف: حاء اور جیم کی فتح کے ساتھ، اس کی جمع حجفۃ ہے جیسے چمڑے کی ڈھال ہو۔
مصارعھم: یعنی وہ جگہیں جہاں اُحد میں مرنا ہے۔
فیقتلوا: ایک نسخہ میں فیقتلون ہے اور نون کے حذف کے بغیر یہ جملہ زیادہ ظاہر ہے۔
الا اثنی عشر رجلاً: جو کہ سید عالم ﷺ کے ساتھ کھڑے رہے اور نہ بھاگے۔
فعل مافعل: یعنی مومنوں کے ساتھ اُحد کے دن جو کرنا تھا کیا یہ جملہ علت ہے لیبتلی کے لئے، اور در حقیقت مقدر جملہ پر معطوف ہے جو کہ یہ ہے فعل مافعل لمصالح جمۃ و یبتلی۔ (الجمل، ج ۱، ص ۴۹۳ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

رکوع نمبر:۸

﴿یایھا الذین امنوا لاتکونوا کالذین کفروا﴾ اَیِ الْمُنَافِقِیْنَ ﴿وقالوا لاخوانھم﴾ اَیْ فِیْ شَاْنِھِمْ ﴿اذا ضربوا﴾ سَافَرُوْا ﴿فی الارض﴾ فَمَاتُوْا ﴿اوکانوا غزی﴾ جَمْعُ غَازٍ، فَقُتِلُوْا ﴿لوکانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا﴾ اَیْ لَا تَقُوْلُوْا کَقَوْلِھِمْ ﴿لیجعل اللہ ذلک﴾ اَلْقَوْلَ فِیْ عَاقِبَۃِ اَمْرِھِمْ ﴿حسرۃ فی قلوبھم واللہ یحی ویمیت﴾ فَلَا یَمْنَعُ عَنِ الْمَوْتِ قُعُوْدٌ ﴿واللہ بما تعملون﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ ﴿بصیر (۱۵۶)﴾ فَیُجَازِیْکُمْ بِہٖ ﴿ولئن﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿قتلتم فی سبیل اللہ﴾ اَیِ الْجِھَادِ ﴿او متم﴾ بِضَمِّ الْمِیْمِ وَکَسْرِھَا مِنْ مَّاتَ یَمُوْتُ وَیُمَاتُ اَتَاکُمُ الْمَوْتُ فِیْہِ ﴿لمغفرۃ﴾ کَائِنَۃٌ ﴿من اللہ﴾ لِذُنُوْبِکُمْ ﴿ورحمۃ﴾ مِّنْہُ لَکُمْ عَلٰی ذٰلِکَ وَاللَّامُ وَمَدْخُوْلُھَا جَوَابُ الْقَسَمِ وَھِیَ مَوْضِعُ الْفِعْلِ مُبْتَدَأٌ خَبَرُہٗ ﴿خیر مما یجمعون (۱۵۷)﴾ مِنَ الدُّنْیَا بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ ﴿ولئن﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿متم﴾ بِالْوَجْھَیْنِ ﴿او قتلتم﴾ فِی الْجِھَادِ وَغَیْرِہٖ ﴿لا الی اللہ﴾ لَا اِلٰی غَیْرِہٖ ﴿تحشرون (۱۵۸)﴾ فِی الْاٰخِرَۃِ فَیُجَازِیْکُمْ ﴿فبما﴾ مَازَائِدَۃٌ ﴿رحمۃ من اللہ لنت﴾ یَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿لھم﴾ اَیْ سَھَّلْتَ اَخْلَاقَکَ اِذْ خَالَفُوْکَ ﴿ولو کنت فظا﴾ سَیِّءَ الْخُلُقِ ﴿غلیظ القلب﴾ جَافِیًا فَاَغْلَظْتَ لَھُمْ ﴿لانفضوا﴾ تَفَرَّقُوْا ﴿من حولک فاعف﴾ تَجَاوَزْ ﴿عنھم﴾ مَا اَتَوْہُ ﴿واستغفرلھم﴾ ذُنُوْبَھُمْ حَتّٰی اِغْفِرُ لَھُمْ ﴿وشاورھم﴾ اِسْتَخْرِجْ اٰرَآءَ ھُمْ ﴿فی الامر﴾ اَیْ شَاْنِکَ مِنَ الْحَرْبِ وَغَیْرِہٖ تَطْیِیْبًا لِقُلُوْبِھِمْ وَلِیَسْتَنَّ بِکَ وَکَانَ ﷺ کَثِیْرَ الْمُشَاوَرَۃِ لَھُمْ ﴿فاذا عزمت﴾ عَلٰی اِمْضَآءِ مَا تُرِیْدُ بَعْدَ الْمُشَاوَرَۃِ ﴿فتوکل علی اللہ﴾ ثِقْ بِہٖ لَا بِالْمُشَاوَرَۃِ ﴿ان اللہ یحب المتوکلین (۱۵۹)﴾ عَلَیْہِ ﴿ان ینصرکم اللہ﴾ یُعِنْکُمْ عَلٰی عَدُوِّکُمْ کَیَوْمِ بَدْرٍ ﴿فلا غالب لکم وان یخذلکم﴾ یَتْرُکُ نَصْرَکُمْ کَیَوْمِ اُحُدٍ ﴿فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ﴾ اَیْ بَعْدَ خُذْلَانِہٖ اَیْ لَا نَاصِرَ لَکُمْ ﴿وعلی اللہ﴾ لَا غَیْرِہٖ ﴿فلیتوکل﴾ لِیَثِقْ ﴿المؤمنون (۱۶۰)﴾ وَنَزَلَ لَمَّا فُقِدَتْ قَطِیْفَۃٌ حَمْرَآءُ یَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَعَلَّ النَّبِیَّ ﷺ اَخَذَھَا ﴿وما کان﴾ مَا یَنْبَغِیْ ﴿لنبی ان یغل﴾ یَخُوْنَ فِی الْغَنِیْمَۃِ فَلَا تَظُنُّوْا بِہٖ ذٰلِکَ، وَفِیْ قِرَاءَ ۃٍ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ اَیْ یُنْسَبُ اِلَی الْغُلُوْلِ ﴿ومن یغلل یات بما غل یوم القیمۃ﴾ حَامِلًا لَّہٗ عَلٰی عُنُقِہٖ ﴿ثم توفی کل نفس﴾ اَلْغَالُّ وَغَیْرُہٗ جَزَاءَ ﴿ما کسبت﴾ عَمِلَتْ ﴿وھم لا یظلمون (۱۶۱)﴾ شَیْئًا ﴿افمن اتبع رضوان اللہ﴾ فَاَطَاعَ وَلَمْ یَغُلَّ ﴿کمن باء﴾ رَجَعَ ﴿بسخط من اللہ﴾

لِمَعْصِيَتِهٖ وَغُلُوْلِهٖ ﴿وماوه جهنم وبئس المصير (۱۶۲)﴾ اَلْمَرْجِعُ هِيَ ؟لا ﴿هم درجت﴾ اَیْ اَصْحَابُدَرَجٰتٍ ﴿عند الله﴾ اَیْ مُخْتَلِفُو الْمَنَازِلِ فَلِمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ الثَّوَابُ وَلِمَنْ بَآءَ بِسَخَطِهٖ الْعِقَابُ ﴿والله بصير بما يعملون (۱۶۳)﴾ فَيُجَازِيْهِمْ بِهٖ ﴿لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم﴾ اَیْ عَرَبِيًّا مِثْلَهُمْ لِيَفْهَمُوْا عَنْهُ وَيُشَرَّفُوْا بِهٖ لَا مَلَكاً وَّلَا عَجَمِيًّا ﴿يتلوا عليهم ايته﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿ويزكيهم﴾ يُطَهِّرُهُمْ مِنَ الذُّنُوْبِ ﴿ويعلمهم الكتب﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿والحكمة﴾ اَلسُّنَّةَ ﴿وان﴾ مَخَفَّفَةٌ اَیْ اَنَّهُمْ ﴿كانوا من قبل﴾ اَیْ قَبْلَ بَعْثِهٖ ﴿لفی ضلل مبين (۱۶۴)﴾ بَيِّنٍ ﴿اولما اصابتكم مصيبة﴾ بِاُحُدٍ بِقَتْلِ سَبْعِيْنَ مِنْكُمْ ﴿قد اصبتم مثليها﴾ بِبَدْرٍ بِقَتْلِ سَبْعِيْنَ وَاَسْرِ سَبْعِيْنَ مِنْهُمْ ﴿قلتم﴾ مُتَعَجِّبِيْنَ ﴿انى﴾ مِنْ اَيْنَ لَنَا ﴿هذا﴾ اَلْخُذْلَانُ وَنَحْنُ مُسْلِمُوْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْنَا، وَالْجُمْلَةُ الْاَخِيْرَةُ مَحَلُّ الْاِسْتِفْهَامِ الْاِنْكَارِيِّ ﴿قل﴾ لَّهُمْ ﴿هو من عند انفسكم﴾ لِاَنَّكُم تَرَكْتُمُ الْمَرْكَزَ فَخُذِلْتُمْ ﴿ان الله على كل شيء قدير (۱۶۵)﴾ وَمِنْهُ النَّصْرُ وَمَنْعُهُ وَقَدْ جَازَاكُمْ بِخِلَافِكُمْ ﴿وما اصابكم يوم التقى الجمعن﴾ بِاُحُدٍ ﴿فباذن الله﴾ بِاِرَادَتِهٖ ﴿وليعلم﴾ اللّٰهُ عِلْمَ ظُهُوْرٍ ﴿المؤمنين (۱۶۶)﴾ حَقًّا ﴿وليعلم الذين نافقوا و﴾ الَّذِيْنَ ﴿قيل لهم﴾ لَمَّا انْصَرَفُوْا عَنِ الْقِتَالِ وَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ وَّاَصْحَابُهُ ﴿تعالوا قاتلوا فی سبيل الله﴾ اَعْدَآءَهُ ﴿اوادفعوا﴾ عَنَّا الْقَوْمَ بِتَكْثِيْرِ سَوَادِكُمْ اِنْ لَّمْ تُقَاتِلُوْا ﴿قالوا لونعلم﴾ نُحْسِنُ ﴿قتالا لاتبعنكم﴾ قَالَ تَعَالٰی تَكْذِيْبًا لَّهُمْ: ﴿هم للكفريومئذ اقرب منهم للايمان﴾ بِمَا اَظْهَرُوْا مِنْ خُذْلَانِهِمْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَكَانُوْا قَبْلُ اَقْرَبَ اِلَى الْاِيْمَانِ مِنْ حَيْثُ الظَّاهِرِ ﴿يقولون بافواههم ما ليس فی قلوبهم﴾ وَلَوْ عَلِمُوْا قِتَالاً لَّمْ يَتَّبِعُوْكُمْ ﴿والله اعلم بما يكتمون (۱۶۷)﴾ مِنَ النِّفَاقِ ﴿الذين﴾ بَدَلٌ مِنَ الَّذِيْنَ قَبْلَهُ اَوْ نَعْتٌ ﴿قالوا لاخوانهم﴾ فِي الدِّيْنِ ﴿و﴾ قَدْ ﴿قعدوا﴾ عَنِ الْجِهَادِ ﴿لواطاعونا﴾ اَیْ شُهَدَآءُ اُحُدٍ اَوْ اِخْوَانُنَا فِي الْقُعُوْدِ ﴿ما قتلوا قل﴾ لَّهُمْ ﴿فادرؤا﴾ اِدْفَعُوْا ﴿عن انفسكم الموت ان كنتم صدقين (۱۶۸)﴾ فِيْ اَنَّ الْقُعُوْدَ يُنْجِيْ مِنْهُ وَنَزَلَ فِي الشُّهَدَاءِ ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿فی سبيل الله﴾ اَیْ لِاَجْلِ دِيْنِهٖ ﴿امواتا بل﴾ هُمْ ﴿احياء عند ربهم﴾ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ حَوَاصِلِ طُيُوْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ كَمَا وَرَدَ فِيْ حَدِيْثٍ ﴿يرزقون (۱۶۹)﴾ يَاْكُلُوْنَ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ ﴿فرحين﴾ حَالٌ مِنْ ضَمِيْرِ يُرْزَقُوْنَ ﴿بما اتهم الله من فضله و﴾ هُمْ ﴿يستبشرون﴾ يَفْرَحُوْنَ ﴿بالذين لم يلحقوا بهم من

خلفهم﴾ مِنْ اِخْوَانِهِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیُبْدَلُ مِنَ الَّذِیْنَ ﴿ان﴾ اَیْ بِاَنْ ﴿لاخوف علیهم﴾ اَیِ الَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ ﴿ولاهم یحزنون(۱۷۰)﴾ فِی الْاٰخِرَةِ الْمَعْنٰی یَفْرَحُوْنَ بِاَمْنِهِمْ وَفَرَحِهِمْ ﴿یستبشرون بنعمة﴾ ثَوَابٍ ﴿من الله وفضل﴾ زِیَادَةٍ عَلَیْهِ ﴿وان﴾ بِالْفَتْحِ عَطْفًا عَلٰی نِعْمَةٍ وَالْکَسْرِ اِسْتِئْنَافًا ﴿الله لا یضیع اجر المؤمنین(۱۷۱)﴾ بَلْ یَاْجُرُهُمْ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! ان کافروں (یعنی منافقوں) کی طرح نہ ہونا جنھوں نے اپنے بھائیوں کی نسبت (یعنی ان کے بارے میں) کہا جب وہ سفر کو گئے (ضربوا بمعنی سافروا ہے) زمین میں (پھر وہ انتقال کر گئے) یا غازی ہوئے ("غزی" غاز کی جمع ہے یعنی دوسروں کو واصلِ جہنم کیا) کہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے (یعنی اے مسلمانو! تم ان جیسی باتیں نہ کرنا) اسلئے کہ اللہ رکھے اس کا (یعنی اس بات کا، ان کے انجام کا افسوس) ان کے دلوں میں اور اللہ جلاتا اور مارتا ہے (تو گھر میں بیٹھے رہنا موت کو نہیں روک سکتا) اور اللہ تمہارے کام (تعملون میں دو لغتیں ہیں یاء اور تاء کے ساتھ) دیکھ رہا ہے (وہ تمہیں اس کی جزا دیگا) اور بیشک اگر (ولئن میں لام قسمیہ ہے) تم اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں مارے جاؤ یا مر جاؤ (لفظ متم، میم کے ضمہ اور کسرہ کیساتھ ہے، مات یموت اور مات یمات سے ہے یعنی تمہیں اس میں موت آجائے) تو بخشش (ہوگی) اللہ کی طرف سے (تمہارے گناہوں کی) اور رحمت ہوگی (اس کی طرف سے تمہارے لئے اس قتل اور مرجانے پر، لام اور اس کا مدخول جواب قسم ہے یہ فعل کی جگہ واقع ہے مبتدا بن رہا ہے اور اس کی خبر خیر مما یجمعون ہے) ان کے سارے دھن دولت سے بہتر ہے (دنیا کے، یجمعون میں دو لغتیں ہیں تاء اور یاء کے ساتھ) اور اگر (ولئن میں لام قسمیہ ہے) تم مرو (متم، میم کے ضمہ اور کسرہ دونوں لغتوں کے ساتھ ہے) یا مارے جاؤ (جہاد وغیرہ میں) تو اللہ کی طرف (نہ کہ غیر کی طرف) اٹھنا ہے......۱......(آخرت میں، تو وہ تمہیں بدلہ دیگا) تو کیسی کچھ (فبما میں ما زائدہ ہے) اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! (محمد ﷺ) تم نرم دل ہوئے ان کیلئے......۲......(یعنی آپ ﷺ نے اخلاق کریمانہ کا ثبوت دیا جب کبھی انہوں نے آپ کی مخالفت کی) اور اگر تند مزاج (بداخلاق) سخت دل ہوتے (یعنی خشک مزاج ہوتے کہ آپ ان سے سختی سے پیش آتے) تو وہ ضرور پریشان ہو جاتے (یعنی جدا ہو جاتے) تمہارے گرد سے، تو تم معاف فرماؤ (درگزر کرو) ان سے (جو کچھ وہ اُحُد میں کر چکے) اور ان کی شفاعت کرو (ان کے گناہ معاف کروانے کی تاکہ میں انکو معاف فرمادو) اور مشورہ لو......۳......(شاورهم کا معنی مشورہ لینا ہے) ان سے کاموں میں (جنگ وغیرہ کے معاملات میں جس سے انکے دل بھی خوش ہو جائیں اور آپ کی سنت بھی جاری ہو جائے، پس نبی پاک ﷺ کثیر معاملات میں مشاورت فرماتے تھے) اور جو کسی بات کا پکا ارادہ کر لو (یعنی مشورہ کرنے کے بعد اسے نافذ کرنے کا) تو اللہ پر بھروسہ کرو (یعنی اس پر اعتماد کرو بھروسہ محض مشورہ پر نہ ہو) بیشک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں (یعنی جو اس پر بھروسہ کرتے ہیں) اگر اللہ تمہاری مدد کرے (یعنی تمہارے دشمنوں پر تمہاری معاونت کرے جیسا کہ بدر میں کی) تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اگر وہ تمہیں چھوڑ دے (تمہاری مدد ترک کردے جیسا کہ احد میں ہوا) تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے (یعنی اسکے چھوڑ دینے کے بعد تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا) اور اللہ ہی پر (نہ کہ اسکے غیر پر) بھروسہ چاہیے (یعنی اعتماد کرنا چاہیے) مسلمانوں کو (یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب بدر کے موقع پر ایک سرخ چادر کم نظر آئی تو بعض لوگوں نے کہا کہ شاید حضور ﷺ نے وہ

چادر رکھ لی ہو) اور نہیں (مناسب) کسی نبی پر کہ وہ کچھ چھپار کھے......۱۶۱......(غنیمت میں خیانت کرے، پس تم نبی پر ایسا گمان نہ کرو اور ایک قرأت میں لفظ یغل بر بناء مفعول یعنی منسوب الی الغلول بمعنی خیانت استعمال ہوا ہے) اور جو چھپار کھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے آئیگا (اپنی گردن پر لاد کر) پھر ہر جان کو بھرپور دی جائے گی (یعنی ہر خیانت کرنے والے کو بھرپور بدلہ دیا جائے گا) ان کی کمائی (یعنی انکے عمل کا) اور ان پر ظلم نہ ہوگا (کچھ) تو کیا جو اللہ کی مرضی پر چلا (اس کی اطاعت کی اور خیانت نہ کی) وہ اس جیسا ہوگا (باء بمعنی رجع ہے) جس نے اللہ کا غضب اوڑھا (یعنی اس کی نافرمانی اور خیانت کرکے) اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی (مصیر بمعنی مرجع ہے، ھو ضمیر مبتداء محذوف ہے) وہ درجہ درجہ ہیں (یعنی الگ الگ مقام و مرتبہ والے ہیں) اللہ کے یہاں (ان کی منازل مختلف ہیں تو جو اسکی اطاعت کرے اس کیلئے ثواب ہے اور جو اس کو ناراض کردے اس کے لئے عذاب ہے) اور اللہ ان کے کام دیکھتا ہے (لہذا وہ انہیں ان کاموں پر جزاء دیگا) بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا......۵......(جو ان کی مثل عربی ہے تاکہ وہ ان سے فہم حاصل کرلیں اور ان کی صحبت و ملاقات سے مشرف ہوسکیں، نہ تو وہ فرشتہ ہے اور نہ ہی کوئی عجمی) جو ان پر اسکی (قرآن کی) آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے (گناہوں سے) اور انہیں کتاب (یعنی قرآن) و حکمت (یعنی سنت) سکھاتا ہے اور ضرور (ان مخفہ ہے ای اِنَّھُمْ) وہ اس سے پہلے (یعنی انکی بعثت سے پہلے) کھلی (مبین بمعنی بین ہے) گمراہی میں تھے کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے (کہ احد میں تمہارے ستر افراد شہید کردیئے گئے) کہ اس سے دونی (بدر میں، انکے ستر افراد کو قتل اور ستر کو قیدی بنا کر) تم پہنچا چکے ہو، تو کہنے لگو (متعجب ہوکر) کہاں سے آئی (ہمارے پاس) یہ (مصیبت، جبکہ ہم مسلمان ہیں اور رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ ہیں، جملہ اخیرہ استفہام انکاری ہے) تم فرمادو (ان سے) یہ تمہاری ہی طرف سے آئی (اس لئے کہ تم نے مرکز چھوڑا تو اس مصیبت کا شکار ہوئے) بیشک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے (اور اسی میں مدد کرنا اور نہ کرنا بھی شامل ہے اور تمہیں یہ مصیبت تمہارے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کی وجہ سے ملی) اور وہ مصیبت جو تم پر آئی جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں (احد میں) وہ اللہ کے حکم (یعنی اسکے ارادے سے) تھی اور اسلئے کہ پہنچان کرادے اللہ (علم ظاہر فرمادے) ایمان والوں کی (جو سچے مسلمان ہیں) اور اسلئے کہ پہچان کرادے انکی جو منافق ہوئے اور ان سے کہا گیا (عبداللہ بن ابی اور انکے ساتھیوں سے جب کہ وہ جنگ سے منہ پھیر کر جارہے تھے) کہ آؤ اللہ کی راہ میں (اسکے دشمنوں سے) لڑو یا دشمن کو ہٹاؤ (یعنی اگر لڑ نہیں سکتے تو اپنی قوم کی کثرت دکھا کر کافروں کو ہم سے دور کرو) بولے اگر ہم جانتے (اچھے طریقے سے کرنا) کہ جنگ ہوگی تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے (اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے انکی بات کو جھٹلاتے ہوئے ارشاد فرمایا) اور اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں (کہ جو انھوں نے مؤمنین کی مدد نہ کرکے ظاہر کردیا حالانکہ اس سے پہلے وہ ظاہری حیثیت سے ایمان کے زیادہ قریب تھے) اپنے منہ سے کہتے جو انکے دل میں نہیں (اگر وہ قتال جانتے تب بھی تمہاری پیروی نہ کرتے) اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں (یعنی نفاق) وہ (یہ الذین پہلے الذین سے بدل یا صفت ہے) جنھوں نے اپنے (دینی) بھائیوں کے بارے میں کہا اور (حالانکہ خود) بیٹھ رہے (جہاد سے) کہ وہ ہمارا کہا مانتے (یعنی شہدائے اُحد یا ہمارے بھائی ہماری بات مان کر گھروں میں بیٹھے رہتے) تو نہ مارے جاتے، تم فرمادو (ان سے) تو ٹال دو (فادرؤا بمعنی ادفعوا ہے) اپنی ہی موت اگر سچے ہو (اس دعوی میں کہ گھر میں بیٹھے رہنا موت سے نجات دیگا، یہ آیتِ مبارکہ شہداء کے بارے میں نازل ہوئی) اور جو مارے گئے (تحسبن تخفیف اور تشدید دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اللہ کی راہ میں (اسکے دین کی خاطر) ہرگز مردہ خیال نہ کرنا بلکہ (وہ) اپنے رب کے پاس زندہ ہیں (انکی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں وہ جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے) روزی پاتے ہیں (یعنی جنت کے پھل کھاتے ہیں) شاد ہیں

("فَرِحِیْنَ"، یُرْزَقُوْنَ کی ضمیر سے حال ہے) اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور (وہ) خوشیاں منا رہے ہیں (یستبشرون بمعنی یفرحون ہے) اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے (یعنی اپنے مومن بھائیوں کی، الذین سے بدل ہے) کہ (ان اصل میں بیان ہے) نہ کچھ اندیشہ ہے ان پر (یعنی جو ان کے ساتھ نہیں ملے) اور نہ کچھ غم (آخرت میں، مطلب یہ کہ امن و فرحت سے خوش ہیں) خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت (یعنی اسکے ثواب) اور فضل (جو اس ثواب پر زیادتی ہو) کی اور یہ کہ (ان فتح کے ساتھ ہو تو نعمۃ پر عطف ہوگا اور کسرہ کیساتھ ہو تو جملہ مستانفہ ہوگا) اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا (بلکہ وہ انہیں اسکی جزا دیتا ہے)

﴿ترکیب﴾

﴿یایھاالذین امنوا لا تکونوا کالذین کفروا وقالوا لاخوانھم اذاضربوا فی الارض او کانوا غزی لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، لاتکونوا: فعل، واؤ ضمیر اسم، ک: جار، الذین: موصول، کفروا: معطوف علیہ، وقالوا: فعل بافاعل، لاخوانھم: ظرف لغو اول، اذاضربوا فی الارض او کانوا غزی: ظرف لغو ثانی، ملکر قول، لو کانوا عندنا ماماتوا وما قتلوا: جملہ شرطیہ مقولہ، قول مقولہ ملکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿لیجعل اللہ ذلک حسرۃ فی قلوبھم واللہ یحی ویمیت واللہ بما تعملون بصیر﴾

لیجعل: فعل، اللہ: اسم جلالت فاعل، ذلک: مفعول، حسرۃ فی قلوبھم: مفعول ثانی ملکر جملہ فعلیہ ہوکر لاتکونوا کے متعلق، واللہ یحی ویمیت: جملہ اسمیہ مستانفہ، واللہ بما تعلمون بصیر: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون﴾

و: مستانفہ، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، قتلتم فی سبیل اللہ او متم: جملہ فعلیہ شرط، لام: ابتدائیہ، مغفرۃ من اللہ ورحمۃ: مبتدا، خیر مما یجمعون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم، اقسم: فعل بافاعل قسم محذوف، قائم مقام جزا۔

﴿ولئن متم او قتلتم لاالی اللہ تحشرون﴾

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، متم او قتلتم: جملہ فعلیہ شرط، لام: ابتدائیہ، الی اللہ تحشرون: جملہ فعلیہ جواب قسم، اقسم فعل محذوف کیلئے، قائم مقام جواب شرط۔

﴿فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لا انفضوا من حولک﴾

ف: مستانفہ، بما رحمۃ من اللہ: ظرف لغو مقدم، لنت: فعل بافاعل، لھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لو: شرطیہ، کنت: فعل بااسم، فظا: خبر اول، غلیظ القلب: خبر ثانی، فعل ناقص اپنے اسم اور دونوں خبروں سے ملکر جملہ فعلیہ شرط، لانفضوا:

فعل بافاعل، من حولک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ معطوف محذوف لنت ولو لم تکن لینا پر۔

﴿فاعف عنهم واستغفرلهم وشاورهم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی الله﴾

ف: فصیحیہ، اعف عنهم: جملہ فعلیہ جزا ہے شرط محذوف اذا شئت سلوک الطریق المثلی کیلئے، واستغفر لهم: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، وشاورهم فی الامر: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، ف: مستانفہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، عزمت: فعل بافاعل ملکر شرط، فتوکل علی الله: جملہ فعلیہ جواب شرط۔

﴿ان لله یحب المتوکلین ان ینصرکم الله فلا غالب لکم﴾

ان اللّٰه یحب المتوکلین: جملہ اسمیہ تعلیلیہ، ان: شرطیہ، ینصرکم: فعل بامفعول، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، لا: نفی جنس، غالب: اسم، لکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿وان یخذلکم فمن ذاالذی ینصرکم من بعده وعلی الله فلیتوکل المئومنون﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، یخذلکم: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، من: مبتدا، ذا الذی ......الخ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، و: مستانفہ، علی اللّٰہ: ظرف لغو مقدم، فلیتوکل المومنون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماکان لنبی ان یغل ومن یغلل یات بما غل یوم القیمة﴾

و: مستانفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لنبی: خبر مقدم، ان یغل: اسم، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، من: مبتدا، یغلل: جملہ شرط، یات بما غل ......الخ: جملہ فعلیہ جزا، شرط سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم توفی کل نفس ماکسبت وهم لایظلمون﴾

ثم: عاطفہ، توفی: فعل مجہول، کل نفس: نائب الفاعل، ماکسبت: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، وهم لا یظلمون: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿افمن اتبع رضوان الله کمن باء بسخط من الله وماوه جهنم﴾

همزہ: استفہامیہ، ف: عاطفہ، من: موصولہ، اتبع رضوان اللّٰہ: صلہ ملکر مبتدا، ک: جار، من: موصولہ، باء بسخط من اللّٰہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ومأواه جهنم: معطوف ملکر صلہ، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر محذوف جملہ أجعل لک ما تمییز به بین الضال والمهتدی پر معطوف ہے۔

﴿وبئس المصیر هم درجت عند الله والله بصیر بما یعملون﴾

و: عاطفہ، بئس: فعل، المصیر: فاعل ملکر خبر مقدم، جهنم محذوف مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ، هم: مبتدا، درجت: موصوف،

عند اللّٰہ: صفت ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، واللہ بصیر بما یعملون: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ﴾

لقد: تحقیقیہ، من: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، علی المومنین: ظرف لغو، اذ: مضاف، بعث فیھم: فعل با فاعل وظرف لغو، رسولا: موصوف، من انفسھم: صفت اول، یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم: صفت ثانی، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مضاف الیہ، مضاف سے ملکر ظرف، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین﴾

و: حالیہ، ان: مخففہ، کانوا: فعل ناقص با اسم، من قبل: حال ہے اسم سے، لفی ضلل مبین: ظرف مستقر خبر، جملہ فعلیہ ہوکر حال ہے ماقبل یعلمھم کی ضمیر سے۔

﴿اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا قلتم انی ھذا﴾

ھمزہ: استفہامیہ، و: عاطفہ، لما: ظرفیہ شرطیہ، اصابتکم: فعل با مفعول، مصیبۃ: موصوف، قد اصبتم مثلیھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قلتم: فعل با فاعل، انی: خبر مقدم، ھذا: مبتدا مؤخر، جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل ھو من عند انفسکم ان اللہ علی کل شیء قدیر﴾

قل: قول، ھو من عند انفسکم: خبر، جملہ اسمیہ مقولہ، ان اللّٰہ علی کل شئ قدیر: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وما اصابکم یوم التقی الجمعن فباذن اللہ ولیعلم المومنین﴾

و: مستانفہ، ما: موصولہ، اصابکم یوم التقی الجمعان: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، باذن اللّٰہ: ظرف مستقر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لیعلم المومنین: ظرف مستقر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر ھو مبتدا محذوف کیلئے خبر، جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولیعلم الذین نافقوا وقیل لھم تعالوا قاتلوا فی سبیل اللہ اوادفعوا﴾

و: عاطفہ، لیعلم الذین نافقوا: جملہ فعلیہ ماقبل لیعلم المؤمنین پر معطوف ہے، و: مستانفہ، قیل: فعل با فاعل، لھم: ظرف لغو ملکر قول، تعالوا: فعل با فاعل ملکر مقولہ، قاتلوا فی سبیل اللّٰہ: جملہ فعلیہ تعالوا پر معطوف ہے، او ادفعوا: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قالوا لونعلم قتالا لاتبعنکم ھم للکفر یومئذ اقرب منھم للایمان﴾

قالوا: فعل بافاعل ملکر قول، لو: شرطیہ، نعلم قتالا: جملہ فعلیہ شرط، لاتبعنکم: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر مقولہ، ہم: مبتدا، للکفر: متعلق مقدم، یومئذ: ظرف مستقر حال اقرب کے فاعل سے، اقرب: اسم تفضیل، ہو ضمیر فاعل، منہم: ظرف لغو ثانی، للایمان: ظرف لغو ثالث، ملکر خبر، مبتدا، خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم واللہ اعلم بما یکتمون﴾

یقولون: فعل بافاعل، بافواھھم: ظرف لغو، ما لیس فی قلوبھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، واللہ اعلم بما یکتمون: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الذین قالوا لاخوانھم وقعدوا لو اطاعونا ماقتلوا﴾

الذین: موصول، قالوا: فعل، واو ضمیر ذوالحال، لاخوانھم: متعلق، وقعدوا: جملہ حال ملکر فاعل، لو: شرطیہ، اطاعونا: شرط، ماقتلوا: جزا، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ، ملکر بدل الذین نافقوا سے۔

﴿قل فادرء وا عن انفسکم الموت ان کنتم صدقین﴾

قل: قول، ف: فصیحیہ، ادرء وا: فعل بافاعل، عن انفسکم: ظرف لغو، الموت: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط محذوف اذا صحت دعواکم کیلئے، شرط جزا ملکر مقولہ، ان: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص بااسم، صدقین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف فادرء وا الموت، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون﴾

و: مستانفہ، لاتحسبن: فعل بافاعل، الذین قتلوا فی سبیل اللہ: مفعول اول، امواتا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، بل: عاطفہ، ہم محذوف مبتدا، احیاء: خبر، عند ربھم یرزقون: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فرحین بما اتھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم﴾

فرحین: صیغہ صفت، ہم ضمیر فاعل، بما اتھم اللہ ...... الخ: ظرف لغو، ملکر یرزقون کی ضمیر سے حال، و: عاطفہ، یستبشرون: فعل بافاعل، ب: جار، الذین: موصول، لم یلحقوا بھم ...... الخ: صلہ، ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل فرحین پر معطوف ہے۔

﴿الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾

ان: مصدریہ، لا: نفی جنس، خوف: مبتدا، علیھم: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ، ولا ھم یحزنون: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف، معطوف علیہ، معطوف ملکر بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض الذین لم یلحقوا کیلئے بدل اشتمال۔

﴿یستبشرون بنعمۃ من اللہ و فضلٍ و ان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین﴾

یستبشرون: فعل بافاعل، ب: جار، نعمۃ من اللہ: موصوف صفت ملکر معطوف علیہ، و فضل: معطوف اول، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، اللہ: اسم جلالت اسم، لایضیع اجر المومنین: جملہ فعلیہ خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر معطوف ثانی، معطوف علیہ با معطوفات مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل کی تاکید۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولا تحسبن الذین کفروا قتلوا فی سبیل اللہ...... ☆اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت شہداءِ اُحُد کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب تمہارے بھائی اُحُد میں شہید ہوئے اللہ ﷻ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے قالب عطائے فرمائے، وہ جنتی نہروں پر سیر کرتے پھرتے ہیں، جنتی میوے کھاتے ہیں، طلائی قنادیل جو زیرِ عرش معلق ہیں ان میں رہتے ہیں۔ جب انہوں نے کھانے پینے رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا کہ ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تا کہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے بیٹھ نہ رہیں۔ اللہ ﷻ نے فرمایا میں انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا پس یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

عبادت گزاروں کی اقسام:

۱......عبادت گزاروں کی تین اقسام ہیں بعض اللہ ﷻ کے خوف سے عبادت کرتے ہیں کہ انہیں عذاب نار سے نجات دی جائے چنانچہ اسکی طرف ﴿لمغفرۃ من اللہ﴾ میں اشارہ ہے۔ بعض جنت کے حصول کے شوق میں عبادت کرتے ہیں اسکی طرف ﴿ورحمۃ خیر مما یجمعون﴾ میں اشارہ ہے۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو اللہ کے مخلص بندے ہیں جو اللہ ﷻ کی محبت میں اسکی عبادت کرتے ہیں اسکی طرف ﴿ولئن متم او قتلتم لالی اللہ تحشرون﴾ میں اشارہ ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۳۱۱)

اسلام نرمی سے پھیلا ہے:

۲......حضور ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ ہی ہیں کہ طائف کے میدان میں آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا گیا، نعلین مبارک تک خون بھر گیا لیکن آپ ﷺ نے کوئی جوابی کاروائی نہ فرمائی، کفارِ مکہ کے جا بجا ایذا پہنچانے پر بھی صبر کا دامن نہ چھوڑنا اس بات پر دلیل ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ ﷻ نے نرمی والے اوصاف عطا فرمائے ہیں اگر آپ ﷺ سخت دل اور تنگ مزاج ہوتے تو دین اسلام کی ترویج و اشاعت اس طرح نہ ہو پاتی اور یہ اللہ ﷻ کی طرف سے سید عالم ﷺ کی طرف خاص رحمت تھی۔

☆......حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "خدا کی قسم! اللہ ﷻ نے محمد ﷺ کو تنگ مزاج اور سخت دل نہ بنایا بلکہ انہیں مومنین کے احوال پر زیادہ قریب، رحیم اور رءوف بنایا، توریت میں ہمارے لیے نبی پاک ﷺ کے ایسے اوصاف مذکور نہیں جو تنگ مزاجی، سخت دلی اور بازار میں شور و غل وغیرہ پر مبنی ہوں اور نہ ہی اس جیسے بُرے افعال کیساتھ انکو موسوم کیا جا سکتا ہے بلکہ وہ عفو و درگزر کرنے والے ہیں۔

(الدر المنثور، ج۲، ص۱۵۹)

مشورے کی اہمیت:

۳ے...... یہاں مشورہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ جنگی معاملات اور اس جیسے دیگر معاملات میں جن کے بارے میں آپ پر کوئی وحی نازل نہ ہوئی ہو، مومنوں کے نفسوں کی پاکیزگی، انکے قلوب کی راحت اور انکی قدر و منزلت کو بلند کرنے کیلئے ان سے مشورہ کیجئے اور سید عالم ﷺ کو مشورے کی تعلیم اسلئے بھی دی گئی کہ آپ ﷺ کی امت اس معاملے میں آپ ﷺ کی پیروی کرے جو قوم اپنے کاموں میں مشورہ کرتی ہے وہ ہدایت ہی پاتی ہے۔
(المدارک، ج ۱، ص ۳۰۶)

☆......ابن عدی اور بیہقی نے سندِ حسن سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت ﴿و شاورھم فی الامر﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سنو اللہ اور اس کا رسول ﷺ مشورہ لینے سے غنی ہیں لیکن اللہ ﷻ نے اسے (یعنی مشورہ لینے کو) میری امت کے لئے رحمت بنایا تو جو میری امت میں سے (اپنے کاموں کے انجام دینے کے لئے) مشورہ لیتا ہے اس سے ہدایت کبھی معدوم نہیں ہوتی اور جو اسے (یعنی مشورہ لینے کو) ترک کرتا ہے اس سے گمراہی کبھی معدوم نہیں ہوتی۔

☆......طبرانی اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مکہ و مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو استخارہ کرلے وہ خائب و خاسر نہیں رہتا اور جو مشورہ کرلے وہ نادم نہیں ہوتا"
(الدر المنثور، ج ۲، ص ۱۵۹)

وصف نبوت خیانت کی نفی کرتی ہے:

۴ے...... نبی کیلئے یہ بات مناسب نہیں کہ مال غنیمت میں خیانت کرے کیوں کہ وصف نبوت خیانت کی نفی کرتا ہے، یـغـل، غـلـو لا سے مشتق ہے اور اغـل، اغلالا سے، اسکے معنی یہ ہیں کہ کوئی چیز خفیہ طور پر لے لی جائے، آیت مبارکہ کے معنی یہ ہیں نبی پاک ﷺ کی ذات مبارکہ سے اس تہمت کو دور کیا جائے کہ جب بدر کے دن ایک سرخ دھاری دار کمبل نہ پایا گیا تو بعض منافقین نے کہا کہ شاید حضور ﷺ نے اسے پسند فرمالیا ہے۔
(البیضاوی، ج ۱، ص ۲۰۸)

اللہ ﷻ کا مومنین پر احسان عظیم:

۵ے......اللہ ﷻ نے مومنوں پر کرم فرمایا اور ان میں ایک معروف النسب قریشی عربی ذات ستودہ صفات کو بھیجا جو ان پر امر بالمعروف ونھی عن المنکر سے متعلق قرآنی آیتیں تلاوت فرماتے ہیں اور مومنوں کو شرک سے پاک کرتے، ان سے زکوۃ لیتے، انہیں قرآن کی باتیں سکھاتے، حلال اور حرام کا فرق بتاتے ہیں جبکہ اس نبی یعنی محمد ﷺ اور قرآن کے نزول سے پہلے انہیں اس چیز کی کچھ خبر نہ تھی۔
(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ۷۸)

آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ نے نبی پاک ﷺ کی ولادت کا تذکرہ فرمایا اور نبی کی ذات تمام بنی نوع انسانیت میں عظیم تر ذات ہے، اگرچہ مومنوں پر انعامات تو بہت سے ہوئے لیکن کسی انعام کا احسان نہیں جتایا گیا سوائے اس انعام کے۔ بعض اوقات انسانی ذہن میں وسوسہ آتا ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اسکا جواب مذکورہ آیت مبارکہ سے مل جاتا ہے اسکے علاوہ حضور ﷺ کی حدیث سے بھی ولادت باسعادت کا ذکر خیر کرنا ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

پاک ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر پہلی وحی نازل ہوئی"۔(مسند احمد، باب مسند الانصار، حدیث حضرت ابو قتادہ، ج۶، ص۴۰۵، بمشکوۃ المصابیح، ص۱۷۹)

اغراض:

فی عاقبة امرهم :لیجعل میں لام علت کا نہیں ہے جیسا کہ ظاہر ہے بلکہ لام عاقبت ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ﴿لیکون لهم عدوا وحزنا﴾۔فلا یمنع عن الموت قعود :اس لئے کہ اللہ ﷻ مسافر کو زندگی دیتا ہے اور غازی کو بھی کہ مشکل وقت میں اس پر موت واقع ہوسکتی ہے اور مقیم اور گھر بیٹھے رہنے والے کو سلامتی کے اسباب کی موجودگی میں موت دے دیتا ہے۔ای اتاکم الموت فیه :یعنی فی سبیل اللہ۔علی ذلک :یعنی جو کچھ موت اور قتل سے متعلق نازل ہوا،اور علی بمعنی لام تعلیل ہے۔فی موضع الفعل :تقدیر عبارت یوں ہے کہ ولئن قتلتم فی سبیل الله او متم لیغفرن الله لکم ویرحمکم۔فی الجهاد وغیره :یہ جملہ دونوں فعل یعنی متم اور قتلتم کی طرف راجع ہے۔لا الی غیره :اس عنوان کے تحت اس رکوع کے حاشیہ نمبر ایک کا مطالعہ فرمائیں۔ای سهلت اخلاقک :یعنی آپ کے اخلاق آسان بنائے اور کثیر احتمال والے،چنانچہ آپ جنگ اُحد میں ان میں موجود سست لوگوں کی وجہ سے ان پر جلدی نہ فرماتے۔فاغلظت لهم:اور ایک نسخے میں لهم کے بجائے علیهم ہے۔

من الحروب وغیره:یعنی دینی اور دنیاوی اہمیت دونوں شامل ہے،اس بارے میں ماقبل کلام کیا ہے،وہاں مطالعہ فرمائیں۔

بعد المشاورة:اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ توکل خواہشات اور تدبیر بالکلیہ کا نام نہیں ہے،اگر ایسا ہوتا تو مشاورت توکل کے منافی ہوتا،بلکہ اسباب ظاہری کی رعایت کرتے ہوئے کسی کام کو اللہ ﷻ کے سپرد کردینا اور اس پر دل میں اعتماد کو جما دینا توکل کے منافی نہیں ہے۔لما فقدت قطیفة:مراد غنیمت کی چادر کا گم ہوجانا ہے۔فقال بعض الناس :یعنی منافقین مراد ہیں۔

فلا تظنوا به ذلک :مراد یہاں سید عالم ﷺ کی ذات مبارکہ سے خیانت کی نفی کرنا ہے اس لئے کہ نبوت اور خیانت دونوں باہم جمع نہیں ہوسکتے پس سید عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کے لئے کبھی اس قسم کا وہم نہیں کیا جاسکتا۔ای ینسب الی الغلول :منافقین کا قول اکذبته یعنی انہوں نے سید عالم ﷺ کی جانب جھوٹ منسوب کیا۔حاملا علی عنقه:المختصر یہ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیانت کو بڑا جرم قرار دیا اور فرمایا"میں تم سے قیامت میں اس حال میں نہ ملوں کہ تم اپنی گردن پر بلبلاتا ہوا اونٹ اٹھائے ہوئے ہو،پھر عرض کرو یارسول اللہ ﷺ میری مدد فرمادیجئے،میں جواباً یہ کہوں گا کہ میں تمہیں اللہ سے چھٹکارا دلانے میں کوئی مدد نہیں کرسکتا،تحقیق میں نے تجھے پیغام پہنچادیا تھا،پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی گردن پر گھوڑا ہو اس کی گردن پر بکری ہو یا سونا چاندی لدا ہوا ہو،پھر آپ ﷺ نے اسی کی مثل ذکر کیا"۔

لمعصیته: ایک نسخے میں بمعصیته ہے۔ای اصحاب درجات :مراد اس سے یہ ہے کہ طاعت گزاروں کے لئے درجات ہیں اور نافرمانوں کے لئے درکات۔واسر سبعین: اسیر کو قتیل کی مثل قرار دیا ہے،اس لئے کہ آسر اگر چاہے تو اسیر کو قتل کرتا ہے،اور لما ظرف کا جواب قلتم ہے۔محل استفهام الانکاری :یعنی تمہارے لئے یہ تعجب مناسب نہیں ہے اس لئے کہ تم رسوائی کا سبب جانتے ہو،اور تعجب خفی سبب ہے اور جب سبب ظاہر ہوجائے تو تعجب باطل ہوجاتا ہے۔وهم عبد الله بن ابی الخ :ماقبل گزر گیا کہ اس کے ساتھیوں کی تعداد تین سو تھی۔بتکثیر سوادکم :مصباح میں ہے کہ ہر شخص انسان ہو یا اس کے علاوہ اسے سواد کہتے ہیں،اور سواد کثیر تعداد کو بھی کہتے ہیں اور سواد المسلمین سے مراد مسلمانوں کی جماعت ہے۔

بما اظهروا: یعنی ان کے اظہار کے سبب، یعنی ان منافقوں کے اظہار کا سبب کہ احد کے دن منافق ایمان کے مقابلے میں کفر کے زیادہ نزدیک تھے۔ بدل من الذین قبله: یعنی الذین ماقبل الذین نافقوا سے بدل ہے، یا الذین نافقوا کی صفت ہے۔ فی ان القعود ینجی: یعنی تمہارا بیٹھ رہنا مفید نہیں ہے، اس لئے کہ موت کے کئی اسباب ہوتے ہیں، کبھی قتال سبب ہلاکت ہوتا ہے اور گھر میں بیٹھ رہنا نجات کا باعث بن جاتا ہے اور کبھی معاملہ اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔ ونزل فی الشهداء: ایک قول کے مطابق یہ آیت شہدائے بدر کے متعلق نازل ہوئی، اور ایک قول کے مطابق شہدائے احد کے متعلق نازل ہوئی، اور یہی شہدائے احد والاقول راجح ہے جبکہ شہدائے بدر کے بارے میں سورۃ البقرۃ کی آیت ﴿ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله(البقرۃ:۱۵۴)﴾ نازل ہوئی۔

اروا حهم فی حواصل طیور الخ: بعض نے کہا کہ حیات فقط روح کا نام ہے اور بعض نے کہا کہ حیات روح اور جسم دونوں کا نام ہے اور اس فرمان ﴿عند ربهم یرزقون﴾ سے استدلال کیا ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا کہ شہداء رزق دیئے جاتے ہیں اور کھاتے ہیں اور آسودہ حالی میں ہوتے ہیں۔ کما ورد فی الحدیث: اس کا بیان ماقبل گزر چکا ہے۔ فرحین: اس میں پانچ صورتیں ہیں، یا تو یہ احیاء کی ضمیر سے حال ہوگا، یا ظرف میں موجود ضمیر سے حال ہوگا، یا یرزقون میں موجود ضمیر سے حال ہوگا، منصوب علی المدح ہوگا، یا الاحیاء کی صفت ہوگا اور یہ تخصیص ابن ابی عبلہ نے کی ہے۔ المعنی یفرحون: یعنی جو پہلے ہی امن میں ہیں یعنی جہاد سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے امن میں ہیں۔ (الجمل، ج ۱، ص ۵۰۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿الذین﴾ مُبْتَدَأٌ ﴿استجابوا لله والرسول﴾ دُعَاءَهُ بِالْخُرُوْجِ لِلْقِتَالِ لَمَّا اَرَادَ اَبُوْ سُفْیَانَ وَاَصْحَابُهُ الْعَوْدَ وَتَوَاعَدُوْا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ سُوْقَ بَدْرٍ الْعَامِ الْمُقْبِلِ مِنْ یَوْمِ اُحُدٍ ﴿من بعد ما اصابهم القرح﴾ بِاُحُدٍ وَخَبَرُ الْمُبْتَدَاِ ﴿للذین احسنوا منهم﴾ بِطَاعَتِهٖ ﴿واتقوا﴾ مُخَالَفَتَهُ ﴿اجر عظیم (۱۷۲)﴾ هُوَالْجَنَّةُ ﴿الذین﴾ بَدَلٌ مِّنَ الَّذِیْنَ قَبْلَهٗ اَوْ نَعْتٌ ﴿قال لهم الناس﴾ اَیْ نُعَیْمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ الْاَشْجَعِیُّ ﴿ان الناس﴾ اَبَا سُفْیَانَ وَاَصْحَابَهٗ ﴿قد جمعوا لکم﴾ اَلْجُمُوْعَ لِیَسْتَاْصِلُوْکُمْ ﴿فاخشوهم﴾ وَلَا تَاْتُوْهُمْ ﴿فزادهم﴾ ذٰلِکَ الْقَوْلُ ﴿ایمانا﴾ تَصْدِیْقًا بِاللّٰهِ وَیَقِیْنًا ﴿وقالوا حسبنا الله﴾ کَافِیْنَا اَمْرُهُمْ ﴿ونعم الوکیل (۱۷۳)﴾ اَلْمُفَوَّضُ اِلَیْهِ الْاَمْرُ هُوَ، وَخَرَجُوْا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَوَافَوْا سُوْقَ بَدْرٍ وَّاَلْقَی اللّٰهُ الرُّعْبَ فِیْ قَلْبِ اَبِیْ سُفْیَانَ وَاَصْحَابِهٖ فَلَمْ یَاْتُوْا وَکَانَ مَعَهُمْ تِجَارَاتٌ فَبَاعُوْا وَرَبِحُوْا، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿فانقلبوا﴾ رَجَعُوْا مِنْ بَدْرٍ ﴿بنعمة من الله وفضل﴾ بِسَلَامَةٍ وَرِبْحٍ ﴿لم یمسسهم سوء﴾ مِّنْ قَتْلٍ اَوْ جَرْحٍ ﴿واتبعوا رضوان الله﴾ بِطَاعَتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ فِی الْخُرُوْجِ ﴿والله ذوفضل عظیم (۱۷۴)﴾ عَلٰی اَهْلِ طَاعَتِهٖ ﴿انما ذلکم﴾ اَیِ الْقَائِلُ لَکُم اِنَّ النَّاسَ...... الخ ﴿الشیطن یخوف﴾ کُمْ ﴿اولیاء ہ﴾ اَلْکُفَّارَ ﴿فلا تخافوهم وخافون﴾ فِیْ تَرْکِ اَمْرِیْ ﴿ان کنتم مؤمنین (۱۷۵)﴾ حَقًّا ﴿ولا یحزنک﴾ بِضَمِّ الْیَاءِ وَکَسْرِ الزَّایِ وَ بِفَتْحِهَا وَ ضَمِّ

الـزَّايِ مِنْ حَزَنَهُ لُغَةٌ فِيْ اَحْزَنَهُ ﴿الذين يسارعون فى الكفر﴾ يَقَعُوْنَ فِيْهِ سَرِيْعًا بِنُصْرَتِهٖ وَهُمْ اَهْلُ مَكَّةَ اَوِ الْـمُـنَافِقُوْنَ اَىْ لَا تَهْتَمَّ لِكُفْرِهِمْ ﴿انهم لن يضروا الله شيئا﴾ بِفِعْلِهِمْ وَاِنَّمَا يَضُرُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ﴿يريد الله الا يجعل لهم حظا﴾ نَصِيْبًا ﴿فى الاخرة﴾ اَىِ الْجَنَّةِ فَلِذٰلِكَ خَذَلَهُمُ اللّٰهُ ﴿ولهم عذاب عظيم (۱۷۶)﴾ فِى النَّارِ ﴿ان الذين اشتروا الكفر بالايمان﴾ اَىْ اَخَذُوْهُ بَدْلَهُ ﴿لن يضروا الله﴾ بِكُفْرِهِمْ ﴿شيئا ولهم عذاب اليم (۱۷۷)﴾ مُـؤْلِمٌ ﴿ولا يحسبن﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿الذين كفروا انما نملى﴾ اَىْ اِمْلَاءُ نَا ﴿لهم﴾ بِتَطْوِيْلِ الْاَعْمَارِ وَتَاْخِيْرِهِمْ ﴿خير لانفسهم﴾ وَاَنَّ وَمَعْمُوْلُهَا سَدَّتْ مَسَدَّ الْمَفْعُوْلَيْنِ فِىْ قِرَاءَ ةِ التَّحْتَانِيَّةِ وَمَسَـدَّ الثَّـانِـىْ فِى الْاُخْرٰى ﴿انما نملى﴾ نُمْهِلُ ﴿لهم ليزدادوا اثما﴾ بِكَثْرَةِ الْمَعَاصِىْ ﴿ولهم عذاب مهين (۱۷۸)﴾ ذُوْ اِهَـانَةٍ فِـى الْاٰخِـرَةِ ﴿مـا كان الله ليذر﴾ لِيَتْرُكَ ﴿المؤمنين على ما انتم﴾ اَيُّهَا النَّاسُ ﴿عـليـه﴾ مِنْ اِخْتِلَاطِ الْمُخْلِصِ بِغَيْرِهٖ ﴿حتى يميز﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ يُفَصِّلُ ﴿الخبيث﴾ الْمُنَافِقَ ﴿من الطيب﴾ الْمُؤْمِنِ بِالتَّكَالِيْفِ الشَّاقَّةِ الْمُبَيِّنَةِ لِذٰلِكَ فَفَعَلَ ذٰلِكَ يَوْمَ اُحُدٍ ﴿وما كان الله ليطلعكم عـلى الغيب﴾ فَتَعْرِفُوا الْمُنَافِقَ مِنْ غَيْرِهٖ قَبْلَ التَّمْيِيْزِ ﴿ولكن الله يجتبى﴾ يَخْتَارُ ﴿من رسله من يشاء﴾ فَيُـطْـلِعَهُ عَلٰى غَيْبِهٖ كَمَا اِطَّلَعَ النَّبِىَّ ﷺ عَلٰى حَالِ الْمُنَافِقِيْنَ ﴿فامنوا بالله ورسله وان تؤمنوا وتتقوا﴾ النِّفَاقَ ﴿فلكم اجر عظيم (۱۷۹) ولا يـحسبن﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿الذين يبخلون بما اتهم الله من فضله﴾ اَىْ بِـزَكَـاتِـهٖ ﴿هـو﴾ اَىْ بُـخْـلُـهُـمْ ﴿خيـرا لهـم﴾ مَفْعُوْلٌ ثَانٍ وَالضَّمِيْرُ لِلْفَصْلِ وَالْاَوَّلُ بُخْلُهُمْ مُقَدَّرًا قَبْلَ الْـمَـوْصُـوْلِ عَـلَـى الفَوْقَانِيَةِ وَقَبْلَ الضَّمِيْرِ عَلَى التَّحْتَانِيَةِ ﴿بل هو شر لهم سيطوقون ما بخلوا به﴾ اَىْ بِزَكَـاتِـهٖ مِـنَ الْمَالِ ﴿يوم القيمة﴾ بِاَنْ يُّجْعَلَ حَيَّةً فِىْ عُنُقِهٖ تَنْهَشُهُ كَمَا وَرَدَ فِى الْحَدِيْثِ ﴿ولله ميراث السـمـوت والارض﴾ يَـرِثُـهُـمَـا بَـعْـدَ فَـنَـاءِ اَهْـلِـهِـمَا ﴿والله بما تعملون﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿خبير (۱۸۰)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

(الذين مبتدا ہے) وہ جو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے (یعنی حضورﷺ کے بلانے پر جنگ کیلئے حاضر ہوئے جب ابوسفیان اور اسکے ساتھیوں نے دوبارہ میدان جنگ میں آنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے نبی پاکﷺ سے غزوہ احد سے اگلے سال مقام بدر میں آنے کا وعدہ کیا تھا) بعد اسکے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا (احد میں، یہ للذين احسنوا ......الخ مبتدا کی خبر ہے) ان کے نکوکاروں (یعنی اسکی اطاعت کرنے والوں کیلئے) اور ڈرنے والوں کیلئے (اس کی مخالفت سے بچنے والوں کے لئے) بڑا ثواب (یعنی جنت) ہے وہ

جن سے (یہ الذین ماقبل الذین سے بدل یا صفت ہے) لوگوں نے (یعنی نعیم بن مسود اشجعی نے) کہا کہ لوگوں (یعنی ابوسفیان اور اسکے ساتھیوں) نے تمہارے لئے جتھا جوڑا (یعنی کئی جماعتوں کو اکٹھا کیا تا کہ تمہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکیں) تو ان سے ڈرو (اور انکے پاس نہ جاؤ) تو اور زائد ہوا (انکی اس بات سے) انکا ایمان (یعنی اللہ کی تصدیق اور اس پر یقین زیادہ ہوا) اور بولے اللہ ہم کو بس ہے (اسکا حکم ہمیں کافی ہے) اور کیا اچھا کارساز (تمام کام اُسی کے سپرد ہیں، اصحاب رسول حضور ﷺ کے ساتھ نکلے اور مقام بدر میں پہنچے اور اللہ نے ابوسفیان اور اسکے ساتھیوں پر رعب ڈال دیا اور وہ جنگ میں نہ آئے، صحابہ کرام ﷺ کے پاس تجارتی مال تھا انھوں نے بیچ کر نفع حاصل کیا پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تو پلٹے (یعنی مقام بدر سے لوٹے) اللہ کے احسان اور فضل سے (سلامتی اور نفع کیساتھ) کہ انھیں کوئی برائی نہ پہنچی (یعنی قتل یا زخم وغیرہ کی) اور اللہ کی خوشی پر چلے (کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت میں راہ خدا میں نکلے) اور اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے (اپنے فرمانبرداروں پر) وہ تو (یعنی تم سے کہنے والا کہ ان الناس...... الخ) شیطان ہی ہے کہ ڈراتا ہے (تمہیں) اپنے دوستوں سے (کفار سے) تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو (میری بات نہ ماننے میں) اگر ایمان رکھتے ہو (سچا) اور اے محبوب! تم انکا کچھ غم نہ کرو (یحزنک یاء کے ضمہ اور زاء کے کسرہ یا یاء کے فتحہ اور زاء کے ضمہ کے ساتھ حزنہ سے مشتق ہے یحزنہ ،احزنہ کی ایک لغت ہے) جو کفر پر دوڑتے ہیں (یعنی کفر کی مدد کرنے کیلئے تیزی سے اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں یعنی اہل مکہ یا منافق پس آپ ﷺ انکے کافر ہونے کی وجہ سے انہیں کچھ اہمیت نہ دیں) وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے (اپنے فعل سے بلکہ خود کو ہی نقصان پہنچائینگے) اور اللہ چاہتا ہے کہ انکا کوئی حصہ نہ رکھے (حظا بمعنی نصیبا ہے) آخرت میں (یعنی جنت میں، اسی لئے انہیں رسوا کیا) اور انکے لئے بڑا عذاب ہے (آگ کا) وہ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر مول لیا (یعنی ایمان کے بدلے کفر اختیار کیا) اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے (اپنے کفر سے) اور ان کیلئے دردناک (الیم بمعنی مؤلم ہے) عذاب ہے اور ہرگز اس گمان میں نہ رہیں (یحسبن میں دو لغتیں ہیں یاء اور تاء کے ساتھ) کافر کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں (ہمارا ڈھیل دینا) ان کو (لمبی عمریں دے کر اور ان سے عذاب مؤخر کر کے) بھلا ہے (ان اور اسکا معمول دو مفعولوں کے قائم مقام ہے یاء والی قرأت میں اور تاء والی قرأت میں یہ مفعول ثانی ہے) ہم تو اسی لئے ڈھیل (یعنی مہلت) دیتے ہیں انہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں (با کثرت گناہ کر کے) اور انکے لئے ذلت کا عذاب ہے (یعنی آخرت میں ذلیل کرنے والا عذاب ہے) اللہ اس حال پر چھوڑنے کا نہیں (لیذر بمعنی لیترک ہے) مسلمانوں کو جس پر تم ہو (اے لوگوں کہ تم مخلص اور غیر مخلص ملے ہوئے ہو) جب تک جدا نہ کر دے (یمیز تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یعنی جدا کرے) گندے (منافق) کو ستھرے سے......! (یعنی مومن ان سے سخت تکالیف کے ذریعے جو مخلص اور غیر مخلص کو واضح کرنے والی ہونگی، چنانچہ غزوہ اُحُد میں ایسا ہی کیا گیا) اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے (کہ ہماری تمیز کرنے سے پہلے تم مخلص اور غیر مخلص کو الگ الگ پہچان لو) ہاں اللہ چن لیتا ہے (اختیار فرمالیتا ہے) اپنے رسولوں سے جسے چاہے ......ﷺ (اسے غیب پر مطلع فرماتا ہے جیسا کہ نبی پاک ﷺ کو منافقوں کے حال پر مطلع فرمایا) تو ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور بچو (نفاق سے) تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے اور گمان نہ کریں (یحسبن میں دو لغتیں ہیں تاء اور یاء کے ساتھ) وہ لوگ جو بخل ......ﷺ...... کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دی (اسکی زکوۃ ادا کرنے میں) وہ (اپنا یہ بخل) ہرگز اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں (خیر لھم مفعول ثانی ہے اور ضمیر ھو فصل کیلئے ہے اور مفعول اول بخلھم مقدر ہے الذین اسم موصول سے پہلے یہ ترکیب میں تاء والی قرأت کی صورت میں ہے اور یاء والی قرأت کی صورت میں مفعول اول بخلھم، ھو ضمیر سے پہلے مقدر ہوگا) بلکہ وہ انکے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا انکے گلے کا طوق ہوگا (یعنی جس مال کی زکوۃ دینے سے بخل کیا تھا وہ مال انکے گلے کا طوق ہوگا)

قیامت کے دن (بایں طور کہ وہ مال انکے گلے میں سانپ بنا کر ڈال دیا جائے گا جو اسکو کاٹتا رہے گا جیسا کہ حدیثِ پاک میں وارد ہے) اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا (ان کے وارثوں کے فناء ہونے کے بعد بھی) اور اللہ تمہارے کاموں سے (تعملون میں دو لغتیں ہیں تاء اور یاء کے ساتھ) خبردار ہے (وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الذین استجابوا اللہ والرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم﴾

الذین: موصول، استجابوا: فعل با فاعل، اللہ والرسول: ظرف لغو، من بعد ...... الخ: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے، سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مبتدا، لام: جار، الذین احسنوا منھم واتقوا: موصول صلہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، اجر عظیم: مبتدا موخر، جو اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا﴾

الذین: موصول، قال: فعل، لھم: متعلق، الناس: فاعل، ملکر قول، انّ: حرف مشبہ، الناس: اسم، قد جمعوا لکم: جملہ فعلیہ خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، قول سے ملکر صلہ، موصول سے ملکر الذین استجابوا سے بدل ہے، ف: فصیحہ، اخشوھم: جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، زادھم ایمانا: جملہ فعلیہ قال لھم پر معطوف ہے۔

﴿وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل﴾

و: عاطفہ، قالوا: قول، حسبنا: خبر مقدم، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا موخر، جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر فزادھم ایمانا پر معطوف، و: مستانفہ، نعم الوکیل: جملہ خبر مقدم، اسم جلالت محذوف مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء واتبعوا رضوان اللہ﴾

ف: عاطفہ، انقلبوا: فعل با فاعل، ب: جار، نعمۃ من اللّٰہ: معطوف علیہ، وفضل: معطوف ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، لم یمسسھم سوء: حال ہے فاعل سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اتبعوا رضوان اللّٰہ: جملہ فعلیہ انقلبوا پر معطوف ہے۔

﴿واللہ ذو فضلٍ عظیم انما ذلکم الشیطن یخوف اولیاء ہ﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، ذو فضل عظیم: خبر ملکر جملہ اسمیہ، انما: کافہ ومکفوفہ، ذلکم: مبتدا، شیطان: مبتدا ثانی، یخوف اولیاء ہ: خبر، مبتدا ثانی اپنی خبر سے ملکر خبر، مبتدا اول اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلا تخافوھم وخافونِ ان کنتم مؤمنین﴾

ف: فصیحہ، لاتخافوھم: جملہ فعلیہ جزا، شرط محذوف اذا وثقتم بھذا، ملکر جملہ شرطیہ، وخافون: جملہ فعلیہ لاتخافوھم پر معطوف ہے، ان: شرطیہ کنتم مومنین: جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف جس پر ماقبل ای فلا تخافوھم دلالت کر رہا ہے، ملکر جملہ

شرطیہ۔

﴿ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر انھم لن یضروا اللہ شیئا﴾

و: مستانفہ،لایحزنک: فعل بامفعول،الذین: موصول،یسارعون فی الکفر: جملہ صلہ،ملکر فاعل ملکر جملہ فعلیہ،اَن: حرف مشبہ،ھم:ضمیر اسم،لن یضروا...... الخ: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل کی علت۔

﴿یرید اللہ الا یجعل لھم حظا فی الاخرۃ ولھم عذاب عظیم﴾

یرید: فعل،اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، ان: مصدریہ،لا یجعل لھم ...... الخ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،ولھم عذاب عظیم: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان الذین اشتروا الکفر بالایمان لن یضروا اللہ شیئا ولھم عذاب الیم﴾

ان: حرف مشبہ،الذین اشتروا الکفر بالایمان: موصول صلہ ملکر اسم،لن یضرو اللّٰہ شیئا: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ولھم عذاب الیم: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم﴾

و: مستانفہ ،لایحسبن: فعل،الذین کفروا: فاعل،ان: حرف مشبہ ،ما: مصدریہ ،نملی لھم: جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر اسم، خیر: اسم تفضیل ھو ضمیر فاعل،لانفسھم: ظرف لغو،شبہ جملہ ہوکر خبر،ان،اپنے اسم اور خبر سے ملکر قائم مقائم دومفعولوں کے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین﴾

انما: کافہ مکفوفہ،نملی: فعل با فاعل،لھم: ظرف لغو،لیزدادوا اثما: جملہ فعلیہ متعلق بنملی،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ،ولھم عذاب مھین: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ماکان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب﴾

ما: نافیہ،کان: فعل ناقص،اللّٰہ: اسم جلالت اسم،لام: جحد جار،یذر: فعل با فاعل،المومنین: مفعول،علی: جار،ماانتم علیہ: مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر اول،حتـــــی: جار،ان مصدریہ مقدر، یمیز الخبیث من الطیب: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،جار مجرور ملکر ظرف لغو،خبر ثانی محذوف مریدا ترکھم کیلئے،کان اپنے اسم اور خبروں سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء﴾

و: عاطفہ،ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، اللّٰہ: اسمِ جلالت اسم،لام: جحد جارہ،یطلعکم: فعل بافاعل ومفعول،علی الغیب: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لکن: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسمِ جلالت اسم، یجتبی ......الخ: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فامنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم﴾

ف: فصیحہ، امنوا: فعل بافاعل،باللّٰہ ورسلہ: ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ،و: مستانفہ، ان: شرطیہ،تؤمنوا: معطوف علیہ،وتتقوا: معطوف ملکر شرط، ف: جزائیہ،لکم اجر عظیم: جملہ اسمیہ جزاء،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شرلھم﴾

و: مستانفہ،لایحسبن: فعل،الذین: موصول،یبخلون بما اتھم اللّٰہ من فضلہ: جملہ فعلیہ صلہ،اپنے موصول سے ملکر فاعل، بخل مفعول اول محذوف،ھو: ضمیر فصل،خیرا لھم: مفعول ثانی،فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ،بل: حرف عطف ،ھو: مبتدا، شر لھم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ خیرا لھم پر معطوف ہے۔

﴿سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیمۃ وللہ میراث السموت والارض واللہ بما تعملون خبیر﴾

سیطوقون: فعل بانائب الفاعل،مابخلوابہ: منصوب بنزع الخافض،یوم القیمۃ: ظرف ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ھو شر لھم کابیان ،و: مستانفہ ،للّٰہ: ظرف مستقر خبر مقدم ،میراث السموت والارض: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،واللّٰہ بما تعملون خبیر: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... الذین استجابوا للّٰہ والرسول ...... ☆جنگ اُحُد سے فارغ ہونے کے بعد جب ابوسفیان مع اپنے ہمراہیوں کے مقام روحاء میں پہنچے تو انہیں افسوس ہوا کہ وہ واپس کیوں آگئے مسلمانوں کا بالکل خاتمہ ہی کیوں نہ کردیا یہ خیال کرکے انہوں نے پھر واپس ہونے کا ارادہ کیا۔سید عالم ﷺ نے ابوسفیان کے تعاقب کیلئے اپنی روانگی کا اعلان فرمادیا صحابہ کی ایک جماعت جنکی تعداد ستر تھی جو جنگ اُحُد میں زخموں سے چور ہورہے تھے حضور ﷺ کے اعلان پر حاضر ہوئے اور حضور ﷺ اس جماعت کو لیکر ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہوگئے جب حضور ﷺ مقام حمراء الاسد میں پہنچے جو مدینہ طیبہ سے آٹھ میل ہے تو وہاں معلوم ہوا کہ مشرکین مرعوب و خوف زدہ ہوکر بھاگ گئے،اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

☆...... الذین قال لھم الناس ان الناس ......☆جنگ اُحُد سے واپس ہوتے ہوئے ابوسفیان نے سید عالم ﷺ سے پکار کر کہہ دیا تھا کہ اگلے سال ہماری آپکی مقام بدر میں جنگ میں ہوگی۔حضور ﷺ نے ان کے جواب میں فرمایا ان شاء اللّٰہ جب وہ وقت آیا اور ابوسفیان اہل مکہ کو لیکر جنگ کیلئے روانہ ہوئے تو اللّٰہ ﷻ نے انکے دل میں خوف ڈالا اور انہوں نے واپس ہوجانے کا ارادہ کیا۔اس موقع

پر ابوسفیان کی نعیم بن مسود اشجعی سے ملاقات ہوئی جو عمرہ کرنے آیا تھا ابوسفیان نے اس سے کہا: ''اے نعیم! اس زمانے میں میری لڑائی مقامِ بدر میں محمد مصطفے ﷺ کے ساتھ طے ہو چکی ہے اور اس وقت مجھے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں جنگ میں نہ جاؤں واپس جاؤں، تُو مدینہ جا اور تدبیر سے مسلمانوں کو میدان جنگ میں جانے سے روک دے، اس کے عوض میں تجھے دس اونٹ دونگا''، نعیم نے مدینہ پہنچ کر دیکھا کہ مسلمان جنگ کی تیاری کررہے ہیں ان سے کہنے لگا کہ ''تم جنگ کیلئے جانا چاہتے ہو، اہل مکہ نے تمہارے لئے بڑے لشکر جمع کئے ہیں، خدا کی قسم! تم میں سے ایک بھی پھر کر نہ آئیگا۔'' سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ''خدا کی قسم! میں ضرور جاؤنگا، چاہے میرے ساتھ کوئی بھی نہ ہو۔'' پس حضور ﷺ ستر سواروں کو ہمراہ لیکر **حسبنا الله ونعم الوکیل** پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے۔ بدر میں پہنچے وہاں آٹھ شب قیام کیا مالِ تجارت ساتھ تھا اسکو فروخت کیا خوب نفع ہوا اور سالم غانم مدینہ طیبہ واپس ہوئے، جنگ نہیں ہوئی چونکہ ابوسفیان اور اہل مکہ خوف زدہ ہو کر مکہ شریف کو واپس ہو گئے تھے اس واقعے کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**ما کان اللّٰہ لیذر المؤمنین علی......**☆ رسول کریم ﷺ نے فرمایا خلقت و آفرینش سے قبل جب کہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی اس وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا کون مجھ پر ایمان لائیگا کون کفر کریگا، یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو انہوں نے براہِ استہزاء کہا کہ محمد ﷺ کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان میں سے کون ان پر ایمان لائے گا کون کفر کریگا باوجودیکہ ہم انکے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے۔ اس پر سید عالم ﷺ نے منبر پر قیام فرما کر اللہ ﷻ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسکا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اسکی خبر نہ دے دوں۔ عبداللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرا باپ کون ہے یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا حذافہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوئے، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوئے، قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوئے، آپکے نبی ہونے پر راضی ہوئے، ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم باز آؤ گے کیا تم باز آؤ گے پھر منبر سے اتر آئے، اس پر اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سید عالم ﷺ کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا ہے اور حضور ﷺ کے علمِ غیب میں طعن کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

خبیث اور طیب کے معانی اور انکے مابین فرق:

۱......خبیث اسے کہتے ہیں کہ جس سے اُس کے گھٹیا اور خسیس ہونے کی وجہ سے کراہت کی جائے چاہے وہ گھٹیا چیز حسی ہو یا معقولی۔ طیب کی اصل یہ ہے کہ جس سے حواس اور نفس لذت حاصل کریں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں جہاں خبیث اور طیب کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ ﷻ اعمال خبیثہ کو اعمال صالحہ اور نفوس خبیثہ کو نفوس طیبہ سے جدا کر دے گا۔ (المفردات، ص ۱۴۷، ۳۱۴)

انبیاء کرام اللہ کی عطاء سے غیب جانتے ہیں:

۱......اللہ ﷻ اپنے برگزیدہ رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور ہمارے سرکار ﷺ تمام رسولوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں اس

لئے آپ ﷺ کو زیادہ علم دیا گیا، اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو کتنا علم دیا؟ یہ دینے اور لینے والا جانے، بندے کی یہ مجال نہیں ہونی چاہیے کہ نبی کے علم کا احاطہ کرنے کی کوشش کرے کہ فلاں بات جانتے تھے اور فلاں نہ جانتے تھے، جیسا کہ مولوی اشرفعلی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھا چنانچہ اگلی عبارت تھانوی کی کتاب حفظ الایمان کے صفحہ نمبر ۷ سے پیش کی جاتی ہے" پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمرو، بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے پھر اگر زید اسکا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو من جملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور التزام نہ کیا جائے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اسطرح کہ اسکا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اسکا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ بے شمار ہیں خود قرآن مجید میں آپ سے نفی کرنا علم غیب کی آیت ﴿ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر (الاعراف:۱۸۸)﴾ اور نفی کرنا آپ سے علم تعیین قیامت کی اور بہت سے علوم کی نفی صاف صاف مذکور ہے" (حفظ الایمان، ص ۷)

معارف القرآن میں اسی آیت مبارکہ ﴿ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب﴾ کے تحت ہے کہ "اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالی امور غیب پر بذریعہ وحی اطلاع ہر شخص کو نہیں دیتے، البتہ اپنے انبیاء کا انتخاب کر کے ان کو دیتے ہیں کیونکہ وہ علم غیب جو حق تعالی کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے کسی مخلوق کو اس میں شریک قرار دینا شرک ہے، وہ دو چیزوں کے ساتھ مشروط ہے ایک یہ کہ وہ علم ذاتی ہو کسی کا دیا ہوا نہ ہو، دوسرے تمام کائنات ماضی و مستقبل کا علم محیط ہو، جس سے کسی ذرے کا علم بھی مخفی نہ ہو، حق تعالی خود بذریعہ وحی اپنے انبیاء کو جو امور غیبیہ بتلاتے ہیں وہ حقیقۃ علم غیب نہیں ہے بلکہ غیب کی خبریں ہیں جو انبیاء کو دی گئی ہیں جن کو خود قرآن نے کئی جگہ انباء الغیب کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے ﴿ذلک من انباء الغیب نوحیھا الیک﴾" (معارف القرآن، ج۲، ص ۲۴۸)

یہ وہ عبارتیں ہیں کہ جس میں حضرات انبیاء کرام اور خصوصا سید عالم نور مجسم ﷺ کی ذات بالاصفات سے علم غیب کی نفی کی گئی اور آپ ﷺ کی ذات پر علم غیب کے اطلاق کو جانوروں تک سے تشبیہ دی گئی ساتھ ہی اپنی بات کو ثابت کرنے کیلئے ایک آیت قرآنی بھی پیش کر دی گئی۔ لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ جس آیت کو انہوں نے دلیل کے طور پر پیش کیا ہے وہ آیت منافقوں کے قول کے رد میں نازل ہوئی جیسا کہ تفسیر کبیر میں ہے کہ منافقوں نے غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت جب تیز ہوا چلی اور چوپائے ادھر ادھر ہو گئے، حضور ﷺ نے مدینے میں حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میری اونٹنی کہاں ہے؟ حضور ﷺ کی اس بات پر منافقوں کے سردار عبد اللہ بن ابی نے طعن کے طور پر کہا تھا کہ مدینے میں رفاعہ کے مرنے کی خبر تو دیتے ہیں اپنی اونٹنی کی خبر نہیں رکھتے اور جہاں تک قیامت کی تعیین کا تعلق ہے تو اسکا وقت بتانا رسالت کے لوازمات میں سے نہیں ہے کیوں کہ یہود حضور ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں اسکا وقت معلوم ہے تو اللہ ﷻ نے جوابا فرمایا کہ قیامت کا علم تو اللہ کے پاس ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اعتراض وہ کیا جا رہا ہے جو کبھی یہودیوں نے تو کبھی منافقوں نے کیا تھا جبکہ جلالین کی عبارت فیطلعہ علی غیبہ کما اطلع النبی ﷺ علی حال المنافقین سے بھی حضور ﷺ کو غیب کا علم

دیا جانا ثابت ہے اور یہ تو وہ کتاب ہے کہ تمام مدارس میں بھی نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہے اور خود علماء دیوبند نے جلالین کی تین شروحات کمالین ، فلاحین اور جمالین کے نام سے کی ہیں اگر علامہ جلال الدین سیوطی اور علامہ جلال الدین محلی کی شخصیت مسلّم نہیں ہیں تو پھر اس تفسیر کو نصاب میں شامل کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اور پھر اسکا اردو ترجمہ کرنا کیا حیثیت رکھتا ہے؟ جبکہ حضور ﷺ نے جا بجا اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غیوبات پر مطلع فرمایا۔

☆...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال اس بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور چٹیل میدان میں اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کیلئے بھاگتا پھرے گا"۔

(صحیح البخاری، کتاب الأیمان ،باب من الدین الفرار من، ص٦)

☆...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر سینکڑوں میل دور لڑتے ہوئے اپنے جاں نثاروں کی شہادت کی خبریں بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: "جھنڈا حضرت زید رضی اللہ عنہ نے لے لیا وہ شہید کر دیئے گئے پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے لے لیا، وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لے لیا وہ بھی شہید کر دیئے گئے"۔ راوی فرماتے ہیں کہ اتنا بتاتے ہوئے آقائے دو جہاں ﷺ کی چشمانِ مبارک سے آنسو رواں تھے اس کے بعد مزید جنگ کے حالات بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: "پھر بغیر امیر بنائے اسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لے لیا ہے اور اسے فتح ہو گئی ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز،باب الرجل یعنی الی اھل المدین،ص ٢٠٠)

بخل کے معنی اور اس کی مذمت :

س...... شیخ جرجانی اس کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بخل یہ ہے کہ اپنی ذات سے مال (خرچ کرنے سے) روک لینا اور یہ قول یہ بھی ملتا ہے کہ حاجت کے وقت ایثار کو ترک کر دینا بخل کہلاتا ہے، حکیم نے کہا کہ بخل یہ ہے کہ کسی شخص میں انسانی صفات مٹ جائیں اور حیوانی صفات ثابت ہو جائیں۔ (التعریفات ،ص ٤٧)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہر روز فرشتے نازل ہو کر دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ! خرچ کرنے والوں کو اس کا بدلہ عطا فرما اور خرچ نہ کرنے والوں کے مال کو ضائع فرما"۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ،باب قول اللہ تعالی،ص ٢٣٣)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ منورہ نے ارشاد فرمایا کہ "جس شخص کو اللہ عزوجل نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوۃ ادا نہ کی قیامت کے دن وہ مال ایک موٹا اور گنجا سانپ بن کر آئے گا جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے، پھر اس شخص کو وہ سانپ اپنے دو جبڑوں سے پکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں اور تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی ﴿ولا یحسبن الذین یبخلون (ال عمران: ١٨٠)﴾" (صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ ،باب اثم مانع الزکوۃ،ص٢٢٦)

اغراض:

بالخروج للقتال لما اراد ابو سفیان الخ :ابوسفیان نے پختہ ارادہ نہ کیا تھا، یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کی مدح میں نازل ہوئی جنھوں نے سید عالم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور دوسری مرتبہ غزوۂ احد کیلئے اتوار کے دن کو ہفتے کے دن ہونے والی غزوہ کے بعد نکلے ،اور چنانچہ اتوار کے دن ہونے والی غزوہ کو حمراء الاسد کہتے ہیں، اسی وجہ سے اللہ عزوجل نے اس غزوہ کی مدح فرمائی اور دونوں غزوات کے مابین (شبہات وتردد وغیرہ جیسے معاملات کو) درست کر دیا۔ ھا احد: مناسب ہے کہ اس کے بعد ہفتے کا دن کہا جائے، جنھوں نے

سید عالم ﷺ کو اتوار کے دن کی دعوت پر لبیک کہا۔ ای نعیم بن مسعود: یہاں کل کا اطلاق کر کے بعض کا ارادہ کیا گیا ہے، اور یہ شخص غزوۂ خندق کے بعد ایمان لے آیا۔ ھو: مراد اللہ کی ذات مبارک ہے اور مراد خاص مدح۔ کے ذریعے اشارہ کرنا ہے، اور یہ تمام دعوتوں میں افضل دعوت ہے، اور عارفین ضروری امور میں اس دعا کا سہارا لیتے ہیں اور اس کی گنتی چار سو پچاس پوری کرتے ہیں تو جو کوئی ایسا کرلے اس کے امور کے لئے کافی ہے۔ فلم یاتوا: یعنی ابوسفیان اور اس کے ساتھی، اور فتح مکہ کے بعد قید ہونے کے بعد اسلام لے آیا۔ وربحوا: یعنی ایک درہم یا دو درہم سے مسلمانوں نے نفع اٹھایا۔ بسلامة وربح: نعمت یا فضل کی طرف راجع ہے۔

بنصرته: نبی پاک ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے مقابلے میں کفر کی مدد کرے۔ ذلک یوم احد: اس طرح کہ اللہ نے مومنوں کو دشمنوں پر آگے کرنے اور مال کے خرچ کرنے کے ذریعے امتحان میں ڈالا، اور ایسا غزوۂ خندق میں ہوا اور اسی طرح ابوسفیان کی مقرر کردہ میعاد میں ہوا (لیکن ابوسفیان نہ گیا اور مسلمانوں نے تجارتی مال میں کافی نفع اٹھایا)، پس اللہ ﷻ نے کافروں کو رسوا کیا اور مسلمانوں کو کئی مواقع پر کافروں سے الگ فرمایا۔ ای بز کاته: اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے، یعنی جو اللہ نے اپنے فضل سے مال دیا ہے اس میں سے زکوۃ ادا کریں۔ کما ورد فی الحدیث: سید عالم ﷺ کا فرمان عبرت نشان ہے کہ اس مال کی مثال جس کی زکوۃ نہ دی گئی ہو قیامت کے دن وہ گنجا سانپ بن کر آئے گا جس کی آنکھوں پر دو نشان ہونگے وہ سانپ اس بندے کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۲۸۳)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿لقد سمع الله قول الذين قالوا ان الله فقير ونحن اغنياء﴾ وَهُمُ الْيَهُوْدُ قَالُوْهُ لَمَّا نَزَلَ (من ذا الذی يقرض الله قرضا حسنا) وَقَالُوْا لَوْ كَانَ غَنِيًّا مَا اسْتَقْرَضَنَا ﴿سنكتب﴾ نَأْمُرُ بِكَتْبِ ﴿ما قالوا﴾ فِيْ صَحَآئِفِ اَعْمَالِهِم لِيُجَازُوْا عَلَيْهِ، وَفِيْ قِرَاءَ ةٍ سَيُكْتَبُ بِالْيَاءِ مَبنِيًّا لِلْمَفْعُوْلِ ﴿و﴾ نَكْتُبُ ﴿قتلهم﴾ بِالنَّصْبِ وَالرَّفْعِ ﴿الانبياء بغير حق ونقول﴾ بِالنُّوْنِ وَالْيَاءِ اَيِ اللّٰهُ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَلٰى لِسَانِ الْمَلٰٓئِكَةِ ﴿ذوقوا عذاب الحريق (۱۸۱)﴾ اَلنَّارَ، وَيُقَالُ لَهُمْ اِذَا اُلْقُوْا فِيْهَا ﴿ذلك﴾ الْعَذَابُ ﴿بما قدمت ايديكم﴾ عَبَّرَ بِهِمَا عَنِ الْاِنْسَانِ لِاَنَّ اَكْثَرَ الْاَفْعَالِ تُزَاوَلُ بِهِمَا ﴿وان الله ليس بظلام﴾ اَيْ بِذِيْ ظُلْمٍ ﴿للعبيد (۱۸۲)﴾ فَيُعَذِّبُهُمْ بِغَيْرِ ذَنْبٍ ﴿الذين﴾ نَعْتٌ لِلَّذِيْنَ قَبْلَهُ ﴿قالوا﴾ لِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿ان الله﴾ قَدْ ﴿عهد الينا﴾ فِي التَّوْرَاةِ ﴿الا نؤمن لرسول﴾ نُصَدِّقُهُ ﴿حتى ياتينا بقربان تاكله النار﴾ فَلَا نُؤْمِنُ لَكَ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِهٖ وَهُوَ مَا يُتَقَرَّبُ بِهٖ اِلَى اللّٰهِ مِنْ نَعَمٍ وَّغَيْرِهَا فَاِنْ قُبِلَ جَاءَ تْ نَارٌ بَيْضَاءُ مِنَ السَّمَآءِ فَاَحْرَقَتْهُ وَاِلَّا بَقِيَ مَكَانَهٗ، وَعُهِدَ اِلٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ ذٰلِكَ اِلَّا فِي الْمَسِيْحِ وَمُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ تَعَالٰى ﴿قل﴾ لَهُمْ تَوْبِيْخًا ﴿قدجاء كم رسل من قبلی بالبينت﴾ بِالْمُعْجِزَاتِ ﴿وبالذی قلتم﴾ كَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى فَقَتَلْتُمُوْهُمْ وَالْخِطَابُ لِمَنْ فِيْ زَمَنِ نَبِيِّنَا وَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ لِاَجْدَادِهِمْ لِرِضَاهُمْ بِهٖ ﴿فلم قتلتموهم ان كنتم

صدقین (۱۸۳)﴾ فِیْ اَنَّکُم تُؤْمِنُوْنَ عِنْدَ الْاِتْیَانِ بِہٖ ﴿فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاء و بالبینت﴾ اَلْمُعْجِزَاتِ ﴿والزبر﴾ کَصُحُفِ اِبْرَاھِیْمَ ﴿والکتب﴾ وَفِیْ قِرَاءَ ۃٍ بِاِثْبَاتِ الْبَاءِ فِیْھِمَا ﴿المنیر (۱۸۴)﴾ اَلْوَاضِحِ ھُوَ التَّوْرَاۃُ وَالْاِنْجِیْلُ فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرُوْا ﴿کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم﴾ جَزَآءَ اَعْمَالِکُم ﴿یوم القیمۃ فمن زحزح﴾ بُعِّدَ ﴿عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز﴾ نَالَ غَایَۃَ مَطْلُوْبِہٖ ﴿وماالحیوۃ الدنیا﴾ اَیِ الْعَیْشُ فِیْھَا ﴿الامتاع الغرور (۱۸۵)﴾ اَلْبَاطِلِ یُتَمَتَّعُ بِہٖ قَلِیْلًا ثُمَّ یَفْنِیْ ﴿لتبلون﴾ حُذِفَ مِنْہُ نُوْنُ الرَّفْعِ لِتَوَالِیَ النُّوْنَاتِ وَالْوَاوُ ضَمِیْرُ الْجَمْعِ لِاِلْتِقَآءِ السَّاکِنَیْنِ، لَتُخْتَبَرُنَّ ﴿فی اموالکم﴾ بِالْفَرَآئِضِ فِیْھَا وَالْجَوَآئِحِ ﴿وانفسکم﴾ بِالْعِبَادَاتِ وَالْبَلَآءِ ﴿ولتسمعن من الذین اوتوا الکتب من قبلکم﴾ اَلْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی ﴿ومن الذین اشرکوا﴾ مِنَ الْعَرَبِ ﴿اذی کثیرا﴾ مِّنَ السَّبِّ وَالطَّعْنِ وَالتَّشْبِیْبِ بِنِسَآئِکُمْ ﴿وان تصبروا﴾ عَلٰی ذٰلِکَ ﴿وتتقوا﴾ اَللّٰہَ ﴿فان ذلک من عزم الامور (۱۸۶)﴾ اَیْ مِنْ مَعْزُوْمَاتِھَا الَّتِیْ یُعْزَمُ عَلَیْھَا لِوُجُوْبِھَا ﴿و﴾ اذْکُرْ ﴿اذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب﴾ اَیِ الْعَھْدَ عَلَیْھِمْ فِی التَّوْرَاۃِ ﴿لتبیننہ﴾ اَیِ الْکِتَابَ ﴿للناس ولا تکتمونہ﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ بِالْفِعْلَیْنِ ﴿فنبذوہ﴾ طَرَحُوا الْمِیْثَاقَ ﴿وراء ظھورھم﴾ فَلَمْ یَعْمَلُوْا بِہٖ ﴿واشتروا بہ﴾ اَخَذُوْا بَدْلَہٗ ﴿ثمنا قلیلا﴾ مِّنَ الدُّنْیَا مِنْ سُفْلَتِھِمْ بِرِیَاسَتِھِمْ فِی الْعِلْمِ فَکَتَمُوْہُ خَوْفَ فَوْتِہٖ عَلَیْھِمْ ﴿فبئس ما یشترون (۱۸۷)﴾ شِرَآؤُھُمْ ھٰذَا ﴿لا تحسبن﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ ﴿الذین یفرحون بما اتوا﴾ فَعَلُوْا فِیْ اِضْلَالِ النَّاسِ ﴿ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا﴾ مِنَ التَّمَسُّکِ بِالْحَقِّ وَھُمْ عَلٰی ضَلَالٍ ﴿فلا تحسبنھم﴾ بِالْوَجْھَیْنِ تَاکِیْدٌ ﴿بمفازۃ﴾ بِمَکَانٍ یَّنْجُوْنَ فِیْہِ ﴿من العذاب﴾ فِی الْاٰخِرَۃِ بَلْ ھُمْ فِیْ مَکَانٍ یُعَذَّبُوْنَ فِیْہِ وَھُوَ جَھَنَّمُ ﴿ولھم عذاب الیم (۱۸۸)﴾ مُؤْلِمٌ فِیْھَا، وَمَفْعُوْلَا یَحْسَبُ الْاُوْلٰی دَلَّ عَلَیْھِمَا مَفْعُوْلَا الثَّانِیَۃِ عَلٰی قِرَاءَ ۃِ التَّحْتَانِیَۃِ وَعَلَی الْفَوْقَانِیَۃِ حُذِفَ الثَّانِی فَقَطْ ﴿وللہ ملک السموت والارض﴾ خَزَائِنُ الْمَطَرِ وَالرِّزْقِ وَالنَّبَاتِ وَغَیْرِھَا ﴿واللہ علی کل شیء قدیر (۱۸۹)﴾ وَمِنْہُ تَعْذِیْبُ الْکَافِرِیْنَ وَاِنْجَاءُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ نے سنا جنہوں نے کہا کہ "اللہ محتاج ہے اور ہم غنی" (یہ یہودی تھے جنہوں نے یہ بات اس وقت کہی جب یہ آیت مــن ذا الـذی یقرض اللّٰہ قرضا حسنا نازل ہوئی انہوں نے کہا اگر اللہ غنی ہوتا تو ہم سے قرض نہ مانگتا) اب ہم لکھ رکھیں گے (یعنی اسکے لکھنے کا حکم دینگے) ان کا کہنا (انکے اعمال ناموں میں تا کہ انہیں اس پر جزا دی جائے، ایک قرأت میں سیـکـتـب یاء کے ساتھ مجہول ہے) اور (ہم لکھ لینگے) انکا شہید کرنا (قتلھم مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھا گیا ہے) انبیاء کو ناحق، اور فرمائینگے (نقول میں دو لغتیں ہیں نون اور یاء کے ساتھ، یعنی اللہ آخرت میں فرشتوں کی زبانی ان سے فرمائیگا) کہ چکھو جلنے (یعنی آگ میں جلنے) کا عذاب (اور ان سے کہا جائے گا) جب وہ جہنم میں ڈالے جائینگے کہ یہ (عذاب) بدلہ ہے اسکا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا (یہاں عمل کو ہاتھوں سے تعبیر اسلئے فرمایا کہ اکثر کام ہاتھوں ہی سے کئے جاتے ہیں) اور اللہ ظلم نہیں کرتا (ظلام بمعنی ظالم ہے) بندوں پر (کہ وہ انہیں بغیر گناہ کے عذاب دے) وہ جو (یہ الذین ماقبل الذین کی صفت ہے) کہتے ہیں (محمد ﷺ سے) اللہ نے (تحقیق) ہم سے اقرار کرلیا ہے (توریت میں) کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں گے (یعنی کسی رسول کی تصدیق نہ کریں گے) جب تک کہ ایسی قربانی کا حکم نہ لائے جسے آگ کھائے (تو ہم آپ ﷺ پر بھی ایمان نہ لائینگے جب تک کہ آپ ایسی قربانی نہ لائیں، قربانی سے وہ مراد وہ چوپائے وغیرہ ہیں جو اللہ کی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کیلئے پیش کئے جاتے، اگر وہ قربانی مقبول ہوتی تو آسمان سے ایک سفید آگ اترتی اور اسے جلا ڈالتی ورنہ زمین پر پڑی رہتی اور بنی اسرائیل سے اسی طرح کا عہد لیا گیا تھا حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے علاوہ دیگر انبیائے کرام کے بارے میں، پس اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا) تم فرمادو (ان سے سرزنش کرتے ہوئے) مجھ سے پہلے بہت رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں (معجزات) اور یہ حکم لیکر آئے جو تم کہتے ہو (جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحیی علیہ السلام) لیکن تم نے انہیں بھی شہید کردیا، یہ خطاب حضور ﷺ کے دور کے یہود سے ہے اگرچہ یہ کام تو انکے اجداد نے کیا تھا لیکن یہ انکے کام سے راضی تھے) پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا اگر سچے ہو (اس بات میں کہ قربانی لانے کی صورت میں تم ایمان لے آؤ گے) تو اے محبوب! اگر وہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں تو تم سے اگلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے جو صاف نشانیاں (معجزات) اور صحیفے (جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے) اور کتاب (ایک قرأت میں زُبر اور کـتـاب دونوں کے شروع میں بـاء حرف جر ہے) چمکتی لیکر آئے تھے (یعنی واضح کتاب لیکر آئے مراد اس سے توریت اور انجیل ہے، لہذا آپ ﷺ بھی صبر کیجئے جیسا کہ انھوں نے صبر کیا تھا) ہر جان کو موت چکھنی ہے......۱......اور تمہارے بدلے تو پورے ملیں گے (یعنی تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ ملے گا) قیامت ہی کو، جو دور کیا گیا (زحـزح بمعنی بَـعُـدَ ہے) آگ سے جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا (اس نے اپنے انتہائی مطلوب کو پالیا) اور دنیا کی زندگی (یعنی اسکے تعیشات) تو یہی دھوکے کا مال ہے (یعنی باطل ہے اس سے تھوڑی دیر نفع اٹھایا جائے گا پھر وہ فنا ہو جائیگا) بیشک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی (لتبـلـون میں تین نون جمع ہونے کی وجہ سے نون علامت رفع کو حذف کردیا گیا اور التقائے ساکنین کی وجہ سے واوِ جمع ضمیر حذف کردی گئی ہے یہ بمعنی لَتُـخـتَبَـرُنَّ ہے) تمہارے مال (سے احکام فرض کرکے اور مہلک آفات کے ذریعے) اور تمہاری جانوں میں (تم پر عبادات مقرر کرکے اور آزمائش ڈال کر) اور بیشک تم ضرور اگلے کتاب والوں (یعنی یہود و نصاری) اور مشرکوں سے (یعنی مشرکین عرب سے) بہت کچھ برا سنو گے (گالم گلوچ، طعن و تشنیع اور اپنی عورتوں کے حسن و جمال کے تذکرے) اور اگر تم صبر کرو (اس معاملے میں) اور ڈرتے رہو (اللہ سے) تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے (یعنی ان امور میں سے ہے جن کے واجب ہونے......۲......

کی بناء پر انکا عزم کیا جاتا ہے)اور(یاد کرو)جب اللہ نے ان سے عہد لیا جنہیں کتاب عطا ہوئی(یعنی توریت میں ان سے عہد لیا)کہ تم ضرور اس(یعنی کتاب)کو بیان کردینا لوگوں سے اور نہ چھپانا......ع......(تکتمونہ اور لتبیننہ دونوں میں دولغتیں ہیں انہیں تاء اور یاء کے ساتھ پڑھا گیا ہے)تو اسے انھوں نے پھینک دیا(یعنی اس عہد کو)اپنی پیٹھ کے پیچھے(اور اس پر عمل نہ کیا)اور اسکے بدلے حاصل کئے(واشتروا بمعنی اخذوا ابدلہ ہے)ذلیل دام(دنیا کے،انھوں نے حق چھپایا کہ کہیں یہ دنیاوی منافع فوت نہ ہوجائیں)تو کتنی بری خریداری ہے(جوانہوں نے کی،اپنی قوم کے نچلے درجے کے لوگوں سے علم میں ان پر فائق ہونے کی وجہ سے)پس ہرگز نہ سمجھنا(تحسبن میں دولغتیں ہیں تاء اور یاء کے ساتھ)انھیں جوخوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر(یعنی لوگوں کو گمراہ کرنے کے کام پر)اور چاہتے ہیں کہ بے کیے انکی تعریف ہو(کہ یہ لوگ حق پر ثابت قدم ہیں حالانکہ یہ لوگ گمراہی پر ہیں)ایسوں کو ہرگز نہ جاننا(اس میں بھی اعراب کی وہی دو صورتیں ہیں یا پھر یہ تاکید کیلئے ہے)دور(یعنی ایسی جگہ جسمیں رہ کر وہ نجات پاجائیں)عذاب سے(آخرت کے، بلکہ یہ لوگ عذاب کی جگہ یعنی جہنم میں ہونگے)اور انکے لئے دردناک عذاب ہے(جہنم میں،الیم بمعنی مؤلم ہے،پہلے یحسب کے دونوں مفعول محذوف ہیں جن پر دوسرے یحسب کے دونوں مفعول دال ہیں یہ ترکیب یاء والی قرأت کی صورت میں ہے،تاء والی قرأت کی صورت میں صرف مفعول ثانی محذوف ہوگا)اور اللہ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی(بارش،رزق،نباتات وغیرہ کے خزانے)اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے(اور اسکی قدرت میں کہ کافروں کو عذاب اور مؤمنوں کو نجات دینا بھی ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء﴾

لام: جواب قسم محذوف،قد:تحقیقیہ،سمع: فعل،اللہ: اسم جلالت فاعل،قول: مضاف،الذین: موصول،قالوا: قول،ان اللہ فقیر: معطوف علیہ،ونحن اغنیاء: معطوف،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،قول سے ملکر صلہ،موصول سے ملکر مضاف الیہ،مضاف سے ملکر مفعول،سمع فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ جواب،قسم محذوف کیلئے۔

﴿سنکتب ما قالوا وقتلھم الانبیاء بغیر حق﴾

سنکتب: فعل بافاعل،ما:موصولہ،قالوا: صلہ،موصول سے ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،قتلھم: مصدر مضاف،ھُم:ضمیر ذوالحال،الانبیاء: مفعول،بغیر حق: ظرف مستقر حال،ذوالحال سے ملکر فاعل مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونقول ذوقوا عذاب الحریق﴾

و: عاطفہ،نقول: قول،ذوقوا عذاب الحریق: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ذلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید﴾

ذلک: مبتدا،ب: جار،ما: موصولہ،قدمت ایدیکم: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،ان: حرف مشبہ،اللہ: اسم

جلالت اسم،لیس بظلام للعبید: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر مجرور،جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر ،مبتدا،خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین قالوا ان اللہ عھد الینا الا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربانٍ تاکلہ النار﴾

الذین: موصول،قالوا: فعل بافاعل ملکر قول،ان: حرف مشبہ،اللّٰہ: اسم جلالت اسم،عھد: فعل بافاعل ،الینا: ظرف لغو،الا نومن لرسول: جملہ بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض،حتی یاتینا...... الخ: ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول سے ملکر صلہ،موصول سے ملکر خبر،ھم مبتدا محذوف کیلئے۔

﴿قل قد جاء کم رسل من قبلی بالبینٰت وبالذی قلتم﴾

قل: قول،قد: تحقیقیہ،جاء: فعل،کم: مفعول،رسل من قبلی: مرکب توصیفی فاعل،بالبینت: معطوف علیہ،وبالذی قلتم: معطوف ملکر ظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،قول سے ملکر جملہ مستانفہ۔

﴿فلم قتلتموھم ان کنتم صدقین﴾

ف: عاطفہ،لم: جار مجرور متعلق مقدم، قتلتموھم: فعل بافاعل ومفعول ومتعلق مقدم ملکر جملہ فعلیہ،ان: شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ شرط،جزا محذوف فلم تقتلوھم،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاء وا بالبینت والزبر والکتب المنیر﴾

ف: مستانفہ ،ان: شرطیہ،کذبوک: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،قد تحقیقیہ ،کذب: فعل ،رسل :موصوف،من قبلک: ظرف مستقر صفت اول،جاء وا بالبینت و الزبر و الکتاب المنیر: جملہ فعلیہ صفت ثانی،موصوف اپنی صفتوں سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط۔

﴿کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمۃ﴾

کل نفس: مبتدا،ذائقۃ الموت: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوا،و: مستانفہ ،انما: کافہ مکفوفہ،توفون: فعل بانائب الفاعل ،اجورکم: مفعول ثانی،یوم القیمۃ: ظرف،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز﴾

ف: مستانفہ ، من: شرطیہ مبتدا،زحزح عن النار: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وادخل الجنۃ: جملہ فعلیہ معطوف ملکر شرط، ف: جزائیہ،قد فاز: جملہ فعلیہ جزا،شرط جزا سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و ما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور لتبلون فی اموالکم وانفسکم﴾

و: استنافیہ، ما: نافیہ، الحیوۃ الدنیا: مبتدا، الا: للحصر، متاع الغرور: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لام: قسمیہ، تبلون: فعل بافاعل، فی اموالکم وانفسکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب، قسم محذوف کیلئے۔

﴿ولتسمعن من الذین اوتوا الکتب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا﴾

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، تسمعن: فعل بافاعل، من الذین اوتو الکتب من قبلکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من الذین اشرکوا: معطوف ملکر ظرف لغو، اذی کثیرا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تصبروا وتتقوا: جملہ فعلیہ شرط، فھو خیر لکم جزا محذوف، ف: تعلیلیہ، ان: حرف مشبہ، ذلک: اسم، من عزم الامور: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا محذوف کیلئے تعلیل ہے۔

﴿واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ﴾

و: مستانفہ، اذ: مضاف، اخذ: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، میثاق: مضاف، الذین اوتوا الکتاب: مضاف الیہ، مضاف سے ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر اذکر فعل محذوف کا ظرف، لام: قسمیہ، تبیننہ للناس: جملہ فعلیہ جواب قسم، قسم محذوف باللّٰہ کیلئے، و لاتکتمونہ: تبیننہ پر معطوف ہے۔

﴿فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون﴾

و: عاطفہ، نبذوہ: فعل بافاعل ومفعول، وراء ظھورھم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و اشتروا: فعل بافاعل، بہ: ظرف لغو، ثمنا قلیلا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے، ف: مستانفہ، بئس: فعل ذم، ما یشترون: فاعل ملکر خبر مقدم، شراء ھم مقدر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لاتحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا﴾

لاتحسبن: فعل بافاعلِ، الذین: موصول، یفرحون بما اتوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب ولھم عذاب الیم﴾

ف: زائدہ، لا تحسبنھم: فعل بافاعل ومفعول، بمفازۃ من العذاب: جار مجرور فی موضع المفعول الثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل کی تاکید، و: مستانفہ، لھم عذاب الیم: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وللہ ملک السموت والارض واللہ علی کل شیء قدیر﴾

و: عاطفہ، للہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموت والارض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، واللّٰہ علی کل شیء قدیر: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... **الذین قالوا ان اللّٰہ عھد الینا** ...... ☆ یہود کی ایک جماعت نے سید عالم ﷺ سے کہا تھا کہ ہم سے توریت میں عہد لیا گیا ہے کہ جو مدعی رسالت ایسی قربانی نہ لائے جسکو آسمان سے سفید آگ اتر کر کھائے اس پر ہم ہرگز ایمان نہ لائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انکے اس کذبِ محض اور افتراءِ خالص کا ابطال کیا گیا کیونکہ اس شرط کا توریت میں نام ونشان بھی نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کی تصدیق کیلئے معجزہ کافی ہے کوئی معجزہ ہو جب نبی ﷺ نے کوئی معجزہ دکھایا اسکے صدق پر دلیل قائم ہوگئی اور اسکی تصدیق کرنا اور اسکی نبوت کو ماننا لازم ہوگیا اب کسی خاص معجزہ کا اصرار حجت قائم ہونے کے بعد نبی کی تصدیق کا انکار ہے۔

☆...... **لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا** ...... ☆ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے پر خوش ہوتے اور باوجود نادان ہونے کے یہ پسند کرتے کہ انہیں عالم کہا جائے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ہرجان کو موت کا مزہ چکھنا ہے:

۱...... موت حیات کی ضد ہے۔ (التعریفات، ص ۱۸۷)

منقول ہے کہ اللہ ﷻ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو زمین نے اپنے رب سے جو مٹی اس سے لی گئی اس کے بارے میں شکایت کی تو اللہ ﷻ نے وعدہ فرمایا کہ جو زمین سے لیا گیا ہے وہ اس میں دوبارہ لوٹا دیا جائے گا، چنانچہ جو بھی مرتا ہے وہ اسی زمین میں دبا دیا جاتا ہے جہاں سے اسکی تخلیق کے وقت مٹی لی گئی تھی۔ اگر کسی شخص کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ حور وولدان اور جنتی مخلوق موت کا مزہ نہیں چکھیں گے تو پھر کل نفس ذائقة الموت کا کیا معنی ہوا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ آیت عام خص عن البعض کے قبیلے سے ہے مطلب یہ کہ اس سے مراد مکلفین ہیں۔ (ماخوذ از خازن، ج ۱، ص ۳۲۸)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''لذتوں کو ختم کردینے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کرو''۔

(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الموت والاستعداد له، ص ۷۰۵)

☆...... حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ ﷻ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ ﷻ بھی اسے شرفِ ملاقات عطا کرنا پسند فرماتا ہے اور جو اللہ ﷻ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ ﷻ بھی اسے شرفِ ملاقات عطا کرنا ناپسند فرماتا ہے''۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کون اللہ ﷻ کی ملاقات کو ناپسند کرے گا لیکن اسکی ملاقات موت پر موقوف ہے اور ہم ہیں کہ موت کو ناپسند کرتے ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری یہ مراد نہیں تھی بلکہ موت کے وقت جب بندے کو اللہ ﷻ کی رحمت اور اسکی مغفرت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ ﷻ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ ﷻ بھی اسے شرفِ ملاقات عطا فرمانا پسند فرماتا ہے اور جب اسے اللہ ﷻ کے عذاب کی وعید سنائی جائے تو وہ اللہ ﷻ سے ملاقات کو ناپسند کرے تو اللہ ﷻ بھی اسے شرفِ ملاقات عطا

کرنا پسند نہیں فرماتا''۔ (ابن ماجه ،کتاب الزهد،باب ذکر الموت و لاستعدادله ،ص ۷۰٦)

مشرکین کی دل آزاریوں پر صبر کرنا:

۲.....حضور پرنور ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے راہ خدا میں حد درجہ تکالیف اٹھائی ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بجا ہوگا کہ آپ ﷺ نے راہ خدا میں سب سے زیادہ تکالیف برداشت کی ہیں۔ جب مکہ مکرمہ کی گلیوں میں حضور پرنور ﷺ تبلیغ دین فرمایا کرتے تو کفارِ ناہنجار نے آپکی راہ میں ایسی ایسی مشکلات پیدا کیں کہ الامان والحفیظ ،یہ آپ ﷺ ہی کا خاصہ تھا کہ ان ایذا رسانیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے گئے ، وادی طائف میں اوباش لڑکوں نے سنگ باری کی جس سے نعلین مقدس خون سے بھر گئے ، کائنات نے وہ منظر بھی دیکھا کہ معراج کا دولہا جب مومنین کی معراج یعنی نماز کی ادائیگی میں مصروف تھا تو دشمنان اسلام نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اونٹ کی اوجھڑی پشتِ انور پر ڈال دی ، سارے جہاں کو پاک وصاف کرنے والے آقا ﷺ پر کوڑا کرکٹ ڈالنے والی بڑھیا نے بھی انکے اوصاف حمیدہ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرلیا ، مال غنیمت کی تقسیم کے دوران جب ایک بد بخت نے ناانصافی کی تہمت لگائی جس پر ناگواری ضرور ہوئی ، رنجیدہ خاطر بھی ہوئے مگر فرمایا کہ حق تعالی میرے بھائی موسی پر رحم فرمائے لوگوں نے ان کو اس سے زیادہ ستایا اور انھوں نے صبر کیا ، ایک اعرابی نے موقع پا کر جبکہ حضور رفع حاجت کے لئے تنہا گئے ہوئے تھے آپ ﷺ پر تلوار سونت لی اور کہنے لگا کہ اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے اس پر بھی آپ ﷺ بجائے غضبناک ہونے کے فرمایا کہ مجھے بچانے والا میرا اللہ ہے ، منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی کی طرف سے بارہا تکالیف کا سامنا رہا اس دشمن اسلام اور اسکے چیلوں چپاٹوں نے مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچانا چاہا اور عرصہ دراز تک تکلیف میں مبتلا رکھا مگر شہنشاہ کائنات نے کبھی جوابی کاروائی پر اپنے اصحاب کو نہ ابھارا بلکہ صحابہ کرام کے پیہم اصرار پر بھی انہیں جوابی کاروائی کی جازت نہ دی اور اس خبیث کے مرنے پر اسکی نماز جنازہ پڑھائی اور ان اخلاق سے متاثر ہو کر ہزار کافر حلقہ بگوش اسلام ہوئے ، آپ ﷺ نے اس خبیث کی جنازہ کیوں پڑھائی ؟ کیا آپ ﷺ کا جنازہ پڑھانا اس خبیث کی مغفرت کا ذریعہ بن سکتا ہے یا نہیں ؟ اس پر ہم انشاء اللہ دوسری جلد میں کلام کریں گے۔ یہاں صرف اتنا سمجھ لیں کہ مبلغ کو راہِ دین میں آنے والی پریشانیوں سے گھبرا کر دین کا کام نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ اس راہ میں تکلیفیں برداشت کرنا آقائے دوعالم ﷺ کی میٹھی اور پیاری سنت ہے لہذا ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔

علم چھپانے کا انجام:

۳.....ترمذی کی حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتے ہیں اللہ ﷻ اور اسکے فرشتے اس پر رحمتیں نازل کرتے ہیں یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں ان لوگوں کیلئے دعا کرتی ہیں۔ یہ علم دین کو پھیلانے کی فضیلت ہے لیکن جو علم کو چھپائے اسکے بارے میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے غضب بھرے ارشادات ہیں چنانچہ اللہ ﷻ نے ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''جنہیں کتاب دی گئی تھی اور انہوں نے اسکے احکامات کو پس پشت پھینک دیا اور اسکے بدلے دنیا کا حقیر مال لیا تو ایسے لوگوں نے بری خریداری کی۔'' بیضاوی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ ﷻ نے جاہلوں سے علم سکھانے کا وعدہ اس وقت

تک نہیں لیا جب تک کہ علماء سے علم سکھانے کا وعدہ نہ لے لیا۔ (البیضاوی، ج۱، ص۳۲۰)

☆.....نیز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس سے علم کے بارے میں سوال کیا جائے اور وہ چھپائے تو قیامت کے دن اسکے گلے میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی''۔

(سنن ابن ماجه ،کتاب المقدمة ،باب من سئل عن علم فکتمه،ص ٦٤)

علامہ ابوالبرکات نسفی فرماتے ہیں کہ علماء پر واجب ہے کہ اپنے علم کے مطابق لوگوں کو حق پہنچائیں اور کسی مصیبت سے آسانی اور اپنے نفس کی چاہت جیسی غرض فاسد کی وجہ سے حق کو نہ چھپائیں اور نہ ہی کسی منفعت، دفع اذیت اور اپنے علم پر بخل کرتے ہوئے علم کی بات چھپائیں۔ (المدارك ،ج ١،ص٣١٩)

اغراض:

ای الله: یہ تفسیر نقول کی یاء کے ساتھ یعنی یقول کی قرائت کے لئے ہے، اور اس میں یہ احتمال ہے کہ یہ نون والی قرائت کے مقابلے میں زیادہ راجح ہے اور معنی بھی اس میں درست ہیں، مگر عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ یقول کے بجائے نقول پڑھا جائے۔ فی التورٰۃ: یعنی موسیٰ علیہ السلام کی زبان حق ترجمان سے، کہا جاتا ہے کہ توریت میں اس قسم کا مقالہ ''کہ جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے عہد لیا'' کی اصلاً کوئی حیثیت ہی نہیں یہ کذب محض ہے، ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ یہ مقالہ توریت میں موجود ہے لیکن حضرت مسیح علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے، لیکن ان دونوں حضرات انبیائے کرام علیہما السلام کے معجزات اس کے علاوہ تھے اور ان لوگوں نے توریت پر ہر حال میں جھوٹ بولا۔ المعجزات: یعنی ظاہرہ باہرہ۔ من نعم: یعنی اونٹ، گائے، بکری وغیرہ یعنی جیسے گھوڑا، خچر، گدھا وغیرہ سے نفع اٹھاتے۔ لرضاهم به: کہ کفر پر رضا بھی کفر ہے۔

بیضاء: یعنی ایسی آگ کہ جس میں دھواں ہو اور اس میں آواز ہو۔ الا فی المسیح و محمد: یہ ایک طریقہ ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ عہد باطل ہے اور اپنی اصل کے اعتبار سے جھوٹ پر مبنی ہے۔ کزکریا ویحیی: کہ وہ قربانی لائے اور ان کی قربانی کو آگ نے کھالیا۔ الزبر: جمع زبور ہے مراد یعنی ہر وہ کتاب جو کہ نصیحتوں پر مشتمل ہو، مراد اس سے نصیحتیں اور زجر و توبیخ ہے۔ جزاء اعمالکم: یعنی خیر و شر کے اعمال کی۔ الباطل: ختم ہو جائے کہ کچھ باقی نہ بچے، اور صحیح یہ ہے کہ غرور مصدر بمعنی اسم مفعول مراد لیا جائے، یعنی کسی ظاہری اچھی اور باطنی بُری چیز سے دھوکہ دیا جائے مطلب یہ ہے کہ دنیا دار آخرت کے انجام کی خبر نہیں رکھتا۔

بالفرائض فیھا: جیسے زکوۃ، کفارات اور نذور۔ الجوائح: یعنی آسمانی امور جس سے کھیتی ہلاک ہوتی ہے جیسے ٹڈیاں، چوہے اور اندھیرے۔ والبلاء: جو انسان کے جی میں پڑ جائے، جیسے اندھا پن اور زخمی ہونا وغیرہ۔ والتشنیب بنسائکم: یعنی عورتوں کے محاسن اور ان کے اوصاف کو قصیدے اور شاعری کے ذریعے ذکر کیا جائے، جیسے کعب الاشرف نے کیا۔ علی ذلک: یعنی اگر تم مذکورہ مال اور جان کی آزمائش میں صبر کرو، اور اہل کتاب کی اذیت ناک باتوں میں بھی۔ لوجوبھا: یعنی مذکورہ امور میں صبر کرنا اور اللہ عزوجل کے امور واجبہ میں تقویٰ اختیار کرنا، ایمان کی علامت صبر اور تقویٰ ہے، اور ایسے انسان کی مذمت کی جائے گی جو اللہ کی محبت کا دعوے دار ہو اور اس کے احکام پر صبر نہ کر سکے۔ ھذا: اس سے مخصوص بالذم مراد ہے، یہ آیت کافروں کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ زور لگا کر مسلمانوں کو نافرمانی کی جانب کھینچتے ہیں وہ کافر جو کہ حق چھپاتے اور باطل کی مدد کرتے ہیں۔ (الصاوی، ج۱، ص۲۸۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿ان فی خلق السموت والارض﴾ وَمَا فِیهِمَا مِنَ الْعَجَآئِبِ ﴿واختلاف الیل والنهار﴾ بِالْمَجِیْ

وَالذِّهَابِ وَالزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ ﴿لايت﴾ دَلَالَاتٌ عَلٰى قُدْرَتِهٖ تَعَالٰى ﴿لاولى الالباب(۱۹۰)﴾ لِذَوِى الْعُقُوْلِ ﴿الذين﴾ نَعْتٌ لِّمَا قَبْلَهٗ اَوْ بَدَلٌ ﴿يذكرون الله قيما وقعودا على جنوبهم﴾ مُضْطَجِعِيْنَ اَىْ فِىْ كُلِّ حَالٍ، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ يُصَلُّوْنَ كَذٰلِكَ حَسْبَ الطَّاقَةِ ﴿ويتفكرون فى خلق السموت والارض﴾ لِيَسْتَدِلُّوْا بِهٖ عَلٰى قُدْرَةِ صَانِعِهِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿ربنا ما خلقت هذا﴾ اَلْخَلْقَ الَّذِى نَرَاهُ ﴿باطلا﴾ حَالٌ، عَبَثًا بَلْ دَلِيْلاً عَلٰى كَمَالِ قُدْرَتِكَ ﴿سبحنك﴾ تَنْزِيْهًا لَّكَ عَنِ الْعَبَثِ ﴿فقنا عذاب النار(۱۹۱) ربنا انك من تدخل النار﴾ لِلْخُلُوْدِ فِيْهَا ﴿فقد اخزيته﴾ اَهَنْتَهٗ ﴿وما للظلمين﴾ اَلْكَافِرِيْنَ، فِيْهِ وُضِعَ الظَّاهِرُ مَوْضِعَ الْمُضْمَرِ اِشْعَارًا بِتَخْصِيْصِ الْخِزْىِ بِهِمْ ﴿من﴾ زَائِدَةٌ ﴿انصار(۱۹۲)﴾ يَمْنَعُوْنَهُمْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ربنا اننا سمعنا مناديا ينادى﴾ يَدْعُو النَّاسَ ﴿للايمان﴾ اَىْ اِلَيْهِ وَهُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ اَوِ الْقُرْاٰنُ ﴿ان﴾ اَىْ بِاَنْ ﴿امنوا بربكم فامنا﴾ بِهٖ ﴿ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وكفر﴾ غَطِّ ﴿عنا سياتنا﴾ فَلَا تُظْهِرْهَا بِالْعِقَابِ عَلَيْهَا ﴿وتوفنا﴾ اَقْبِضْ اَرْوَاحَنَا ﴿مع﴾ فِىْ جُمْلَةِ ﴿الابرار(۱۹۳)﴾ اَلْاَنْبِيَآءِ الصَّالِحِيْنَ ﴿ربنا واتنا﴾ اَعْطِنَا ﴿ما وعدتنا﴾ بِهٖ ﴿على﴾ اَلْسِنَةِ ﴿رسلك﴾ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالْفَضْلِ، وَسُؤَالُهُمْ ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ وَعْدُهٗ تَعَالٰى لَا يُخْلَفُ، سُؤَالٌ اَنْ يَّجْعَلَهُمْ مِنْ مُّسْتَحِقِّيْهِ لِاَنَّهُمْ لَمْ يَتَيَقَّنُوْا اِسْتِحْقَاقَهُمْ لَهٗ وَتَكْرِيْرُ رَبَّنَا مُبَالَغَةٌ فِى التَّضَرُّعِ ﴿ولا تخزنا يوم القيمة انك لا تخلف الميعاد(۱۹۴)﴾ اَلْوَعْدُ بِالْبَعْثِ وَالْجَزَآءِ ﴿فاستجاب لهم ربهم﴾ دُعَآءَهُمْ ﴿انى﴾ اَىْ بِاَنِّىْ ﴿لا اضيع عمل عامل منكم من ذكراوانثى بعضكم﴾ كَائِنٌ ﴿من بعض﴾ اَىِ الذُّكُوْرُ مِنَ الْاِنَاثِ وَبِالْعَكْسِ، وَالْجُمْلَةُ مُؤَكِّدَةٌ لِّمَا قَبْلَهَا اَىْ هُمْ سَوَآءٌ فِى الْمَجَازَاةِ بِالْاَعْمَالِ وَتَرْكِ تَضْيِيْعِهَا، نَزَلَتْ لَمَّا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّىْ لَا اَسْمَعُ ذِكْرَ النِّسَآءِ بِالْهِجْرَةِ بِشَىْءٍ" ﴿فالذين هاجروا﴾ مِنْ مَّكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ ﴿واخرجوا من ديارهم واوذوا فى سبيلى﴾ دِيْنِىْ ﴿وقتلوا﴾ اَلْكُفَّارَ ﴿وقتلوا﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ، وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِتَقْدِيْمِهٖ ﴿لا كفرن عنهم سياتهم﴾ اَسْتُرُهَا بِالْمَغْفِرَةِ ﴿ولادخلنهم جنت تجرى من تحتها الانهر ثوابا﴾ مَصْدَرٌ مِّنْ مَّعْنٰى لَاُكَفِّرَنَّ مُؤَكِّدٌ لَهٗ ﴿من عند الله﴾ فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ التَّكَلُّمِ ﴿والله عنده حسن الثواب(۱۹۵)﴾ اَلْجَزَاءِ وَنَزَلَ لَمَّا قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ "اَعْدَآءُ اللّٰهِ فِيْمَا نَرٰى مِنَ الْخَيْرِ وَنَحْنُ فِى الْجَهْدِ" ﴿لا يغرنك تقلب الذين كفروا﴾ تَصَرُّفُهُمْ ﴿فى البلاد(۱۹۶)﴾ بِالتِّجَارَةِ وَالْكَسْبِ

هُوَ ﴿متاع قليل﴾ يَتَمَتَّعُوْنَ بِهٖ يَسِيْرًا فِى الدُّنْيَا وَيَفْنٰى ﴿ثم ماوٰهم جهنم وبئس المهاد (۱۹۷)﴾ اَلْفِرَاشُ هِىَ ﴿لكن الذين اتقوا ربهم لهم جنت تجرى من تحتها الانهر خلدين﴾ اَىْ مُقَدِّرِيْنَ الْخُلُوْدَ ﴿فيها نزلا﴾ هُوَ مَا يُعَدُّ لِلضَّيْفِ، وَنَصْبُهٗ عَلَى الْحَالِ مِنْ جَنّٰتٍ وَالْعَامِلُ فِيْهَا مَعْنَى الظَّرْفِ ﴿من عند الله وما عند الله﴾ مِنَ الثَّوَابِ ﴿خير للابرار (۱۹۸)﴾ مِنْ مَّتَاعِ الدُّنْيَا ﴿وان من اهل الكتب لمن يؤمن بالله﴾ كَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَلَامٍ وَّاَصْحَابِهٖ وَالنَّجَاشِىُّ ﴿وما انزل اليكم﴾ اَىِ الْقُرْاٰنُ ﴿وما انزل اليهم﴾ اَىِ التَّوْرَاةُ وَالْاِنْجِيْلُ ﴿خشعين﴾ حَالٌ مِّنْ ضَمِيْرِ يُؤْمِنُ مُرَاعًى فِيْهِ مَعْنٰى مَنْ اَىْ مُتَوَاضِعِيْنَ ﴿لله لايشترون بايت الله﴾ اَلَّتِىْ عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ مِنْ نَّعْتِ النَّبِىِّ ﷺ ﴿ثمنا قليلا﴾ مِّنَ الدُّنْيَا بِاَنْ يَّكْتُمُوْهَا خَوْفًا عَلَى الرِّيَاسَةِ كَفِعْلِ غَيْرِهِمْ مِّنَ الْيَهُوْدِ ﴿اولئك لهم اجرهم﴾ ثَوَابُ اَعْمَالِهِمْ ﴿عند ربهم﴾ يُؤْتَوْنَهٗ مَرَّتَيْنِ كَمَا فِى الْقَصَصِ ﴿ان الله سريع الحساب (۱۹۹)﴾ يُحَاسِبُ الْخَلْقَ فِىْ قَدْرِ نِصْفِ نَهَارٍ مِّنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا ﴿يا يها الذين امنوا اصبروا﴾ عَلَى الطَّاعَاتِ وَالْمَصَآئِبِ وَعَنِ الْمَعَاصِىْ ﴿وصابروا﴾ اَلْكُفَّارَ فَلَا يَكُوْنُوْا اَشَدَّ صَبْرًا مِّنْكُمْ ﴿ورابطوا﴾ اَقِيْمُوْا عَلَى الْجِهَادِ ﴿واتقوا الله﴾ فِىْ جَمِيْعِ اَحْوَالِكُمْ ﴿لعلكم تفلحون (۲۰۰)﴾ تَفُوْزُوْنَ بِالْجَنَّةِ وَتَنْجُوْنَ مِنَ النَّارِ۔

﴿ترجمہ﴾

بے شک آسمانوں اورزمین (اوران میں موجود عجائبات) کی پیدائش اوررات اوردن کی باہم بدلیوں میں (آنے جانے اور گھٹنے اور بڑھنے میں) نشانیاں (ہیں اللہ ﷻ کی قدرت پر) عقل مندوں کیلئے (اولوا الباب بمعنٰی ذوی العقول ہے) جو (الذین ماقبل الذین کی صفت ہے یابدل ہے) اللہ کی یادکرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ کے بل......۱......(یعنی لیٹے ہوئے، ہرحال میں اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اسی طرح وہ حسبِ طاقت نماز پڑھتے ہیں) اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں......۲......(تاکہ وہ اسکے ذریعے انکے صانع کی قدرت پراستدلال کرسکیں وہ کہتے ہیں) اے رب ہمارے! تونے نہ بنایا یہ (یعنی وہ مخلوق جسے ہم دیکھتے ہیں) بیکار (باطلا یہ حال ہے، یعنی یہ عبث نہیں بلکہ تیرے کمالِ قدرت پردلیل ہے) پاکی ہے تجھے (تو عبث سے منزہ ہے) توہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے اے رب ہمارے! بیشک جسے تو دوزخ میں لیجائے (یعنی ہمیشہ کیلئے دوزخ میں ڈال دے) اسے ضرور تونے رسوائی دی (اسکی اہانت کی) اورظالموں کا (یعنی کافروں کا، اس میں اسم ظاہر کی جگہ ضمیر لائی گئی ہے، اس بات کو ظاہر کرنے کیلئے کہ یہ رسوائی انکے ساتھ خاص ہے، مــن زائدہ ہے) نہیں کوئی مددگار (جو ان سے اللہ کے عذاب کوروکے) اے رب ہمارے! ہم نے ایک منادی کوسنا کہ ندا فرماتا ہے (لوگوں کو بلاتا ہے) ایمان کیلئے (یعنی ایمان کی طرف بلاتا ہے اوراس سے مراد سرورِ دوعالم ﷺ ہیں یا پھر قرآنِ کریم) کہ (ان بمعنٰی بــــان ہے) اپنے رب پرایمان لاؤ، تو ہم ایمان لائے (اپنے رب پر) اے رب ہمارے! توہمارے گناہ بخش دے اورمٹادے (کَفِّر بمعنٰی غَطِّ ہے) ہماری برائیاں (یعنی ان برائیوں پرسزادیکرانکوظاہر نہ فرما) اور

ہماری موت (کہ ہماری روحیں قبض کرنا) اچھوں کے ساتھ (یعنی انبیاء کرام اور صالحین کیساتھ) اے رب ہمارے! اور ہمیں دے وہ (آتنا بمعنی اعطنا ہے) جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی (زبان) معرفت (یعنی رحمت و فضل عطا فرمانا انکا سوال کرنا باوجود اس بات کے کہ اللہ ﷻ اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا اس لئے کہ اللہ ﷻ انہیں رحمت و فضل کے مستحقین میں سے بنا دے کیونکہ انہیں یقین نہ تھا کہ وہ اسکے فضل کے مستحق ہیں بھی یا نہیں اور لفظ ربنا کی تکرار عاجزی میں مبالغہ کیلئے ہے) اور ہمیں قیامت کے دن رسوانہ کر بیشک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا (اس سے مراد دوبارہ زندہ کرنے اور حساب و کتاب کرنے کا وعدہ ہے) تو (انکی دعا) سن لی انکے رب نے (انی بمعنی بانی) کہ میں تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا مرد ہو یا عورت، تم آپس میں ایک ہو (یعنی عمل میں مرد عورت سے یا اسکے برعکس سارے ایک ہیں، یہ جملہ ماقبل کی تاکید کیلئے ہے یعنی مرد عورت سب عمل کی جزا دیئے جانے میں اور عمل کے اکارت نہ کئے جانے میں برابر ہیں۔ یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میں ہجرت میں عورتوں کا ذکر کہیں نہیں پاتی) تو وہ جنہوں نے ہجرت کی (مکہ سے مدینہ کی طرف) اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ (یعنی میرے دین) میں ستائے گئے اور لڑے (کفار سے) اور مارے گئے (قتلوا تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، ایک قرأت میں قُتلوا قٰتلوا پر مقدم ہے) میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دونگا (یعنی مغفرت سے چھپالونگا) اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤنگا جنکے نیچے نہریں رواں (ثوابا معنیٰ لا کفرن کا مفعول مطلق مؤکد ہے) اللہ کے پاس کا ثواب (یہاں متکلم کے صیغے سے غائب کے صیغے کی طرف التفات ہے) اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے (یعنی اچھی جزا ہے، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں نے کہا کہ ہم اللہ ﷻ کے دشمنوں کو اچھی حالت میں دیکھتے ہیں جبکہ ہم تکلیف میں رہتے ہیں) اے سننے والے! کافروں کا اہلے گہلے پھرنا (تقلب بمعنی تصرف ہے) شہروں میں، ہرگز تجھے دھوکا نہ دے (انکا تجارت اور کمائی کیلئے شہروں میں پھرنا اس لئے کہ وہ تو) تھوڑا برتنا (ہے، یعنی دنیا میں وہ اس سے کچھ عرصہ نفع اٹھائینگے اور بالآخر وہ مال فنا ہو جائیگا) پھر انکا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی برا بچھونا (ہے، مھاد بمعنی فراش ہے) لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں انکے لئے جنتیں ہیں جنکے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں (یعنی ان میں ہمیشہ رہنا انکا مقدر ہے) مہمانی (نزل اس کھانے کو کہتے ہیں جو خاص مہمان کیلئے ہوتا ہے، نزلا جنات سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اسکا عامل معنیٰ ظرف ہے) اللہ کی طرف اور جو اللہ کے پاس ہے (یعنی ثواب) نیکوں کیلئے سب سے بھلا (یعنی تمام متاعِ دنیا سے بھلا ہے) اور بیشک کچھ کتابی ایسے ہیں کہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں (جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھی اور نجاشی) اور اس پر جو تمہاری طرف اترا (یعنی قرآن پر) اور جو انکی طرف اترا (یعنی توریت و انجیل پر) انکے دل جھکے ہوئے (ہیں، خشعین، یؤمن کی ضمیر سے حال ہے، اس میں مَن کے معنی کی رعایت ہے یہ بمعنی متواضعین ہے) اللہ کے حضور اللہ کی آیتوں کے بدلے نہیں لیتے (یعنی ان آیتوں کے بدلے جو توریت اور انجیل میں نبی پاک ﷺ کی نعت پر مشتمل ہیں) ذلیل دام (یہ کام وہ دنیا میں اپنی ریاست کے چلے جانے کے خوف سے نہیں کرتے تھے جیسا کہ انکے علاوہ دوسرے یہودیوں کا طریقہ تھا) یہ وہ ہیں جنکا ثواب (یعنی انکے اعمال کا ثواب) انکے رب کے پاس ہے (وہ انہیں دوگنا اجر دیگا جیسا کہ سورہ قصص میں ہے) اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے (دنیا کے آدھے دن کی مقدار میں وہ تمام مخلوق کا حساب لیگا) اے ایمان والو! صبر کرو (طاعت اور مصائب پر اور معصیت سے باز رہنے پر) اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو (یعنی کافروں سے کہ وہ صبر کرنے میں تم سے آگے نہ بڑھ جائیں) اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو (رابطوا بمعنی اقیموا علی الجھاد ہے) اور اللہ سے ڈرو (اپنے تمام احوال میں) اس امید پر کہ فلاح پاؤ (جنتی ہو کر کامیاب اور دوزخ سے نجات پا جاؤ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنہار لایت لاولی الالباب﴾

ان: حرف مشبہ، فی: جار، خلق السموات والارض: معطوف علیہ، واختلاف الیل والنہار: معطوف ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، لام: لتاکید، ایت لاولی الالباب: مرکب توصیفی اسم مؤخر، جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یذکرون اللہ قیما وقعودا وعلی جنوبہم ویتفکرون فی خلق السموت والارض﴾

الذین: موصول، یذکرون: فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، اللّٰہ: اسم جلالت مفعول، قیما وقعودا وعلی جنوبہم: معطوف علیہ معطوف ملکر حال، ذوالحال سے ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یتفکرون فی خلق السموت والارض: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر لاولی الباب کیلئے صفت۔

﴿ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحنک﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، ماخلقت: فعل نفی بافاعل، ھذا: ذوالحال، باطلا: حال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر یقولون فعل محذوف کا مقولہ، ملکر یتفکرون کے فاعل سے حال، سبحنک: اصل میں نسبحک سبحانا تھا جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿فقنا عذاب النار ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیتہ﴾

ف: فصیحہ، قنا: فعل بافاعل، عذاب النار: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، شرط محذوف اذا شئت جزاء نا کیلئے، ملکر جملہ شرطیہ، ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، ان: حرف مشبہ، ک: اسم، من: اسم شرط مفعول بہ مقدم، تدخل النار: جملہ فعلیہ شرط، فقد اخزیتہ: جملہ فعلیہ جزاء، جملہ شرطیہ خبر، انّ اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وما للظلمین من انصار﴾

و: مستانفہ، ما: نافیہ، للظلمین: خبر مقدم، من: زائدہ، انصار: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان امنوا بربکم فامنا﴾

ربنا: جملہ ندائیہ، اننا: حرف مشبہ بااسم، سمعنا: فعل بافاعل، منادیا: موصوف، ینادی: فعل بافاعل، للایمان: ظرف لغو، ان امنوا بربکم: منصوب بنزع الخافض، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، موصوف سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر معطوف علیہ، فامنا: جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وکفرعنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار ربنا واتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیمۃ﴾

ربنا: جملہ ندائیہ،ف: عاطفہ،اغفرلنا ذنوبنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وکفر عنا سیاتنا: جملہ فعلیہ معطوف، وتوفنا مع الابرار: جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر مقصود بالنداء،ربنا: جملہ ندائیہ،واتنا ما وعدتناعلی رسلک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولا تخزنا یو م القیمۃ: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف،ملکر ماقبل اغفرلنا ذنوبنا پر عطف۔

﴿انک لا تخلف المیعاد﴾

انّ: حرف مشبہ،ک: ضمیر اسم،لا تخلف المیعاد: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکراو انثی﴾

ف:مستانفہ،استجاب: فعل،لھم: ظرف لغو،ربھم: فاعل،انی: اصل میں بانی تھا،انی: حرف مشبہ واسم، لا اضیع: فعل بافاعل،عمل: مضاف،عامل: موصوف،منکم: صفت اول،من ذکراو انثی: صفت ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ منصوب بنزع الخافض،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بعضکم من بعضٍ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم و اوذوا فی سبیلی وقتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیاتھم﴾

بعضکم: مبتدا،من بعض: خبر،ملکر جملہ اسمیہ معترضہ،ف:مستانفہ ،الذین: موصول،ھاجروا: فعل بافاعل ملکر معطوف علیہ،واخرجوا من دیارھم: جملہ فعلیہ معطوف ،و اوذوا فی سبیلی وقتلوا وقتلوا: تمام جملے معطوف ہیں،معطوف علیہ، معطوف ملکر صلہ،ملکر مبتدا،لاکفرن عنھم سیاتھم: جملہ فعلیہ قسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا الانھر ثوابا من عند اللہ﴾

و: عاطفہ،لادخلنھم: فعل بافاعل ومفعول،جنت: موصوف، تجری ...... الخ: جملہ فعلیہ صفت،موصوف سے ملکر مفعول بہ ثانی ،ثوابا من عند اللّٰہ: موصوف صفت ملکر جنت سے حال،یہ سب ملکر جواب قسم،قسم محذوف کیلئے،ماقبل پر معطوف۔

﴿واللہ عندہ حسن الثواب لایغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد﴾

و: مستانفہ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، عندہ حسن الثواب: جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،لایغرنک: فعل بامفعول، تقلب الذین کفروا: فاعل،فی البلاد: ظرف لغو تقلب کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿متاع قلیل ثم ماوھم جھنم وبئس المھاد﴾

متاع قلیل: موصوف صفت ملکر خبر،ھو مبتدا محذوف کیلئے،ثم: عاطفہ،ماوھم: مبتدا،جھنم: خبر،و: حالیہ،بئس: فعل، المھاد: فاعل ملکر خبر مقدم،جھنم مبتدا محذوف،ملکر حال ہے خبر سے،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لکن الذین اتقوا ربھم لھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا نزلا من عند اللہ﴾

لکن: مہملہ للاستدراک، الذین: موصول، اتقوا: فعل واؤضمیر ذوالحال، خلدین فیھا: شبہ جملہ حال، ربھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، لھم: خبر مقدم، جنت: موصوف، تجری من تحتھا الانھر: صفت، ملکر ذوالحال، نزلا من عنداللّٰہ: حال، ملکر مبتدا موخر، مبتدا موخر خبر مقدم ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما عند اللہ خیر للابرار﴾

و: مستانفہ، ما: موصولہ، عند اللّٰہ: صلہ، ملکر مبتداء خیر اللابرار: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان من اھل الکتب لمن یؤمن باللہ وما انزل الیکم ما انزل الیھم خشعین للہ لایشترون بایت اللہ ثمنا قلیلا﴾و: مستانفہ، ان: حرف مشبہ، من اھل الکتب: خبر مقدم، لام: تاکید، من: موصولہ، یؤمن: ، ھو ضمیر ذوالحال، خشعین للّٰہ: حال اول، لا یشترون ......الخ: حال ثانی ملکر فاعل، ب: جار، اللّٰہ: اسم جلالت معطوف علیہ، وما انزل الیکم: معطوف اول، وماانزل الیھم: معطوف ثانی، ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر اسم موخر، ان، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک لھم اجرھم عند ربھم ان اللہ سریع الحساب﴾

اولئک: مبتدا، لھم: خبر مقدم، اجرھم عند ربھم: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، ان اللّٰہ سریع الحساب: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون﴾

یایھاالذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، اصبروا: جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، وصابروا: معطوف ہے ماقبل پر، ورابطوا: معطوف ہے ماقبل پر، و: عاطفہ، اتقوا: فعل واو ضمیر ذوالحال، اللّٰہ: اسم جلالت مفعول، لعلکم تفلحون: جملہ اسمیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع...... ☆ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر ہی نہیں سنتی یعنی مردوں کے تو فضائل معلوم ہوئے لیکن یہ بھی معلوم ہو کہ عورتوں کو بھی ہجرت کا کچھ ثواب ملے گا اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور انکی تسکین فرمادی گئی کہ ثواب عمل پر مرتب ہے عورت کا ہو یا مرد کا۔

☆......لا یغرنک تقلب الذین...... ☆ مسلمانوں کی ایک جماعت نے کہا کہ کفار اور مشرکین اللہ کے دشمن تو عیش و آرام میں ہیں اور ہم تنگی و مشقت میں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتا گیا کہ کفار کا یہ عیش متاع قلیل ہے اور انجام خراب۔

☆......وان من اھل الکتاب ...... ☆ حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ آیت نجاشی بادشاہ حبشہ کے باب میں نازل ہوئی انکی وفات

کے دن سید عالم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا چلو اور اپنے بھائی کی نماز پڑھو جس نے دوسرے ملک وفات پائی۔ حضور ﷺ بقیع شریف میں تشریف لے گئے اور زمینِ حبشہ آپکے سامنے کی گئی اور نجاشی بادشاہ کا جنازہ پیشِ نظر ہوا اور اس پر آپ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز پڑھی اور اس کیلئے استغفار فرمایا۔ سبحان اللہ کیا نظر ہے، کیا شان ہے، سرزمین حبشہ حجاز کے سامنے کردی گئی، منافقین نے اس پر طعن کیا اور کہا کہ دیکھو کہ حبشہ کے نصرانی پر نماز پڑھتے ہیں جسکو آپ نے کبھی دیکھا بھی نہیں اور وہ آپ کے دین پر بھی نہ تھا اس پر اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ہر حال میں اللہ ﷻ کی یاد کی جائے!

۱...... یعنی ہر حال میں کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اور لیٹ کر اللہ ﷻ کی یاد کی جائے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے: ''جو شخص یہ پسند کرے کہ ریاض الجنۃ میں چرے تو اسے چاہیے اللہ ﷻ کی یاد بہت زیادہ کرے۔'' ایک قول کے مطابق یذکرون کے معنیٰ یصلون ہے یعنی قیام، قعود اور جنوب تینوں حالتوں میں حسب طاقت نماز ادا کرے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے: ''نماز کھڑے ہو کر ادا کرو اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں تو لیٹ کر ادا کرو۔ (البیضاوی، ج۱، ص۳۲۲)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن منادی ندا دے گا کہ اولوا الالباب کہاں ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مؤدبانہ عرض کی: ''اولوا الالباب سے کیا مراد ہے؟'' حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ﴿الذین یذکرون اللہ قیماو قعودا و علی جنوبھم﴾ ان لوگوں کیلئے جھنڈا بلند کیا جائے گا، قوم اس جھنڈے کی طرف بڑھے گی اور ان سے کہا جائے گا ادخلوھا خالدین یعنی اس میں ہمیشہ کیلئے داخل ہو جاؤ۔ (الدر المنثور، ج۲، ص۱۹۴)

کائنات میں غور و تفکر کرنا:

۲...... امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ تفکر یعنی غور و فکر کرنا افضل عبادت ہے۔ جیسا کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا تفکر جیسی کوئی عبادت نہیں کیونکہ یہ دل کیساتھ خاص ہے اور مخلوق سے ایسے ہی تفکر کا قصد کیا گیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنے بستر پر لیٹا ہو جب وہ اپنا سر اٹھائے تو اسکی نظر آسمان اور تاروں کو دیکھے پھر وہ کہے اشھد ان لک ربا و خالقاً، (پھر کہے) اے اللہ! تو میری مغفرت فرما! اللہ ﷻ اسکی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے۔

(البیضاوی، ج، ص۳۲۳)

☆...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ ﷻ کی نعمتوں میں غور و فکر کرو اور اسکی ذات میں غور و فکر نہ کرو۔'' (الدر المنثور، ج۱، ص۱۹۵)

☆...... روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سے عرض کی: ''مجھے نبی پاک ﷺ کی عجیب ترین بات بتائیں؟'' بی بی عائشہ فرماتی ہیں: ''انکی کون سی بات عجیب نہیں، ایک رات میرے پاس آئے اور فرمایا: ''مجھے چھوڑو تا کہ میں اپنے رب کی عبادت کروں، آپ ﷺ کھڑے ہوئے وضو کیا نماز ادا کی اور روتے رہے حتی کہ آنسو آپ کے سینہ مبارک تک آپہنچے، پھر رکوع فرمایا اور رونے لگے، پھر سجدہ کیا اور رونے لگے، پھر سجدے سے سر مبارک اٹھا کر رونے لگے اور آپ کا رونا دور نہ ہوا جب تک کہ بلال نے اذان

ند دیدی۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ آپکو کس چیز نے رُلایا؟ جبکہ اللہ ﷻ نے آپکے سبب سے گناہ بخشے آپ کے اگلے اور پچھلے لوگوں کے۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں اللہ ﷻ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔'' (الدر المنثور، ج ۱، ص ۱۹۵)

☆......دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک گھڑی غور وفکر کرنا 80 سال کی عبادت سے بہتر ہے جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (الدر المنثور، ج ۱، ص ۱۹۵)

اغراض:

بالمجیء والذھاب: یعنی رات کے پیچھے دن اور دن کے پیچھے رات، پس کوئی اس بات پر قادر نہیں جو کہ رات میں دن کو لا سکے نہ دن میں رات کو۔ **دلالات:** قطعی دلائل جو کہ کمالات کے ساتھ متصف ہیں اور نقائص سے پاک ہیں۔ **یصلون کذلک:** یعنی قیام کرنا، اگر قدرت رکھتے ہوں پس اگر قدرت نہ رکھتے ہوں تو لیٹے لیٹے ہی نماز ادا کرے۔ **وھو محمد:** یعنی سید عالم ﷺ کی طرف حقیقی اسناد کی گئی ہے۔ **او القرآن:** قرآن کی طرف مجازی اسناد کی گئی ہے۔ **ولا تخزنا:** یعنی اس دن میں رسوا نہ کرنا۔ **من ذکر او انثی:** من بیانیہ ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ زائدہ ہے اور ذکر او انثی عامل سے بدل ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جار مجرور ما قبل جار مجرور سے پورا جملہ بدل کل ہے۔ **من مکۃ الی مدینۃ:** یعنی حبشہ کی جانب کہ ابتدائے اسلام میں پہلی ہجرت حبشہ کی طرف ہوئی تھی، چنانچہ جو اسلام لے آئے اور اپنی جان کو مکہ مکرمہ میں کافروں کے ہاتھوں محفوظ نہ جانا تو سید عالم ﷺ نے انہیں حبشہ جانے کی اجازت عطا فرمائی، پھر ضرورت پڑنے پر حبشہ سے مدینہ جانے کی بھی اجازت عطا فرمائی۔

ثوابا: دراصل نیکیوں پر ملنے والے بدلے کی مقدار بیان کرنا مقصود ہے کہ اللہ ﷻ نے اپنے بندوں کے لئے آخرت میں اعمال حسنہ کی صورت میں رکھے ہیں۔ لیکن یہاں الاثابۃ سے مراد مصدر مؤکد ہے جیسا کہ مفسر علیہ الرحمۃ نے کہا ہے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ جنات سے حال ہو، یعنی میں انہیں جنت میں داخل کروں گا اس حال میں کہ وہ جگہ ان کے لئے ثواب کا ذریعہ ہوگی یعنی ان کے اعمال حسنہ کی برکت سے۔ **فیہ التفات عن التکلم:** یعنی ظاہر آیت کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کہا جاتا کہ ثوابا من عندی، لیکن ضمیر کی بجائے ظاہر کا لانا تشریف وتکریم کی وجہ سے ہے۔ **ای مقدرین الخلود:** اس جملے میں اشارہ ہے کہ خالدین حال مقدرہ ہے، اس لئے کہ وقت دخول جنتی اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے نہ ہونگے۔ **تؤتونہ مرتین:** یعنی ان کی کتاب اور قرآن پر ایمان لانے کی وجہ سے۔ **نزلا:** اس لئے کہ اللہ ﷻ جنت میں کسب معاش کی تکالیف اٹھا دیگا، جنتیوں کو جنت میں بغیر کسی محنت کے آسانی کے ساتھ اشیاء مہیا کی جائیں گی اس وجہ سے وہ داخل ہوتے وقت کہیں گے الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن۔ **کعبد اللہ بن سلام:** یعنی چالیس نصاری نجران، بتیس ۳۲ حبشہ کے، آٹھ روم کے، اور من کے صلہ کے ساتھ بعد کے صیغہ خاشعین میں رعایت کی گئی ہے۔ **یعلی الطاعات:** اس جملہ میں اشارہ ہے کہ صبر کے تین مراتب ہیں جن میں سب سے بڑا درجہ معصیت پر صبر کرنا ہے۔

فلا یکونوا اشد صبرا منکم: یعنی دشمنوں سے پیچھا چھڑا کر نہ بھاگو بلکہ جہاد پر صبر کرو، اور اس قسم کے صبر کو مفسر نے خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا اور اگر یہ عمومی طور پر بھی صبر کرنے کے زمرے میں داخل ہوتا تو بھی صبر کی اقسام میں سے اعلیٰ قسم ہوتا، اور طاعت پر صبر کرنے سے مراد جہاد ہے، اور معصیت پر صبر کرنے سے مراد دشمن سے راہ فرار (نہ کرنے پر) ہے، اور مصیبت پر صبر سے مراد قتل اور زخم وغیرہ ہیں۔ **فی جمیع احوالکم:** یعنی تمہارے تمام احوال میں نرمی اور سختی، مشکل اور آسانی اور صحت اور مرض میں

(الصاوی، ج ۱، ص ۲۹۰ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد

سورۃ النساء مدنیۃ مائۃ و خمس او ست او سبع و سبعون آیۃ

سورۂ نساء مدنی ہے اس میں ایک سو پچھتر، چھہتر یا ستتر آیتیں ہیں

اس سورت میں چوبیس رکوع، تین ہزار پینتالیس کلمے، اور سولہ ہزار تیس حروف ہیں

تعارف سورۂ نساء و فضائل

یہ سورت مبارکہ باتفاق علماء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ اور یہ سورت بڑی اہم اور دوررس اصلاحات پر مشتمل ہے جنہیں اگر دین اسلام کا طرّۂ امتیاز کہا جائے تو قطعاً مبالغہ نہ ہوگا۔ اس سورۂ مبارکہ میں گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے پر زیادہ توجہ دی گئی ہے کیونکہ گھر ہی قوم کا خشتِ اول ہے گھر ہی وہ وہ گہوارہ ہے جہاں قوم کے مستقبل کے معمار پرورش پاتے ہیں، اور گھر ہی وہ مدرسہ ہے جہاں اخلاق و کردار کی جو قدریں اچھی یا بری، بلند یا پست، لوحِ قلم پر لکھ دی جاتی ہیں ان کے نقوش کبھی بھی مدہم نہیں پڑتے۔ قرآن ان حقائق کو گہری نظر سے دیکھتا ہے اس لئے گھر کے ماحول کو خوشگوار بنانے کیلئے صرف مبہم نصیحتوں پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کیلئے واضح اور غیر مبہم قاعدے اور ضابطے متعین فرما دیئے۔ جس گھر میں یتیم بچوں پر زیادتیاں کی جائیں اور انکے سرپرست انکی دولت کو خرد برد کرنے کیلئے سازش کے جال بنتے رہیں اس گھر کی فضاء کبھی بھی صحت مند نہیں ہوسکتی اور اس خاندان کے افراد کبھی بھی سچی مسرتوں سے آشنا نہیں ہوسکتے اور جو بھی ان بیکسوں کے ورثہ میں ناجائز تصرفات کریگا وہ خوب جان لے کہ وہ آتشِ جہنم سے اپنے پیٹ کو بھر رہا ہے۔ عرصہ دراز سے صنفِ نازک ظلم وستم کا نشانہ بنی ہوئی تھی قدرت نے اگرچہ انہیں مرد کی طرح ذی روح اور ذی شعور بنایا لیکن اسکے ساتھ برتاؤ مٹی کی بے جان مورتیوں کا سا کیا جاتا تھا جوئے میں داؤ پر لگائی جاتیں، خاوند کی نعش کے ساتھ اسے جل کر راکھ ہونا پڑتا، بلکہ اس سے بھی بدتر حالات تھے جن میں قبلِ اسلام صنفِ نازک گرفتار تھی۔ قرآن پاک نے پہلی مرتبہ اعلان کیا کہ جس طرح مرد کے حقوق عورت پر ہیں اسی طرح عورت کے حقوق مرد پر ہیں اسکی رائے کا احترام کرنا، اسکو اپنے والدین، اپنے خاوند، اپنی اولاد کا وارث تسلیم کیا گیا اس کو ملکیت کے حقوق تفویض کیے گئے کیونکہ زن وشوہر کا اولین رشتہ رشتۂ ازدواج ہے اس لئے اس میں جو بے راہ رویاں پائی جاتی تھیں انکی اصلاح، اور تعدادِ ازواج، حسن سلوک اور اگر اسکی کوئی چیز پسندِ خاطر نہ ہو تو اس پر صبر کرنے کی ہدایت کی لیکن عورت کو یہ تمام حقوق دینے کے بعد گھر کی سرداری اور نظم ونسق کی ذمہ داری مرد کو سونپی کیونکہ اسکی فطرتی صلاحیتیں اس بارِگراں کو اٹھا سکتی ہیں۔ تیسری چیز جو گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھنے کیلئے بڑی اہمیت کی حامل ہے وہ مالی حقوق کی منصفانہ تقسیم ہے اس میں معمولی سی کوتاہی ایک کو دوسرے سے جدا کر ڈالتی ہے اس لئے تقسیمِ میراث کا قانون نازل فرمایا۔ نظامِ میراث کی جو خصوصیات ہیں انکا جائزہ اپنے اپنے مقام پر لیا جائے گا۔

حق و باطل کی جنگ کا آغاز بدر سے ہوا تھا اور ابھی بھی جاری ہے جنگ اُحُد میں کثیر مسلمانوں کے شہید ہونے کے باعث منافق، یہودی، اور مشرک قبائل کے حوصلے بڑھ گئے تھے اس سورت میں مسلمانوں کو حق حفاظت کیلئے اپنی جان تک کی بازی لگانے، اور انکے حوصلوں کو بلند کیا گیا۔ انفرادی کردار کی تعمیر کی طرف بھی خاص توجہ دی گئی ہے اور بے عمل قوموں کی اقتداء سے بھی روکا گیا جو عمل کرنے کو کوشش نہیں کرتیں، اور حق کیلئے کسی جانی و مالی قربانی دینے کیلئے آمادہ نہیں ہوتیں اسکے باوجود وہ اپنے آپ کو انعاماتِ خداوندی کا حقدار سمجھتی ہیں نیز یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کے باہمی برتاؤ کا دارومدار احسان اور مہربانی پر ہونا چاہیے جتنی قرابت زیادہ ہوگی اتنی ہی اسکے ساتھ مہربانی اور احسان زیادہ ہونا چاہیے۔ اس سورت کے اندر اللہ ﷻ نے اپنے پیارے حبیب لبیب ﷺ کی غیر مشروط اطاعت کا بھی حکم دیا اور ﴿فلا و ربک﴾ کے پرجلال الفاظ سے قسم اٹھا کر بتایا کہ کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک وہ میرے رسول ﷺ

کے ہر فیصلہ کو خواہ وہ اسکے خلاف ہی کیوں نہ ہو دل وجان سے قبول نہ کر لے۔

زمانہ نزول: علمائے محققین کی رائے میں اس سورت کے نزول کا آغاز جنگِ اُحد (شوال ۳ھ) کے بعد ہوا جبکہ 70 مسلمانوں کی شہادت کے بعد یتیموں کی کفالت اور ورثہ کی تقسیم کے مسئلہ نے بڑی اہمیت اختیار کر لی تھی۔ نماز خوف غزوہ ذات الرقاع میں پڑھی گئی اور یہ غزوہ ۴ھ میں ہوا اور تیمم کی اجازت غزوہ بنی مصطلق میں دی گئی اور یہ غزوہ ۵ھ میں پیش آیا۔ ان واقعات وسنین کے پیش نظر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس سورت کا آغاز اُحد کے بعد ہوا تو اسکا سلسلہ نزول ۵ھ کے اوئل تک جاری رہا۔ امام احمد، حاکم نے تصحیح کے ساتھ اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سے روایت کیا کہ جس نے سات سورتوں کو یاد کر لیا وہ بہت بڑا عالم ہے ان میں سورہ نساء بھی شامل ہے۔ (الدر المنثور، ج ۲، ص ۲۰۵)

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

رکوع نمبر: ۱۲

﴿یایها الناس﴾ اَیْ اَهْلُ مَکَّةَ ﴿اتقوا ربکم﴾ اَیْ عِقَابَهُ بِاَنْ تُطِیْعُوْهُ ﴿الذی خلقکم من نفس واحدة﴾ اٰدَمَ ﴿وخلق منها زوجها﴾ حَوَّآءَ بِالْمَدِّ مِنْ ضِلْعٍ مِّنْ اَضْلَاعِهِ الْیُسْرٰی ﴿وبث﴾ فَرَّقَ وَنَشَرَ ﴿منهما﴾ مِنْ اٰدَمَ وَحَوَّآءَ ﴿رجالا کثیرا ونساء﴾ کَثِیْرَةً ﴿واتقوا الله الذی تساء لون﴾ فِیْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی السِّیْنِ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالتَّخْفِیْفِ بِحَذْفِهَا اَیْ تَتَسَاءَ لُوْنَ ﴿به﴾ فِیْمَا بَیْنَکُم حَیْثُ یَقُوْلُ بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ اَسْاَلُکَ بِاللّٰهِ وَاَنْشُدُکَ بِاللّٰهِ ﴿و﴾ اتَّقُوْا ﴿الارحام﴾ اَنْ تَقْطَعُوْهَا، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْجَرِّ عَطْفًا عَلَی الضَّمِیْرِ فِیْ بِهٖ وَکَانُوْا یَتَنَاشَدُوْنَ بِالرَّحِمِ ﴿ان الله کان علیکم رقیبا (۱)﴾ حَافِظًا لِاَعْمَالِکُم فَیُجَازِیْکُمْ بِهَا، اَیْ لَمْ یَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِکَ وَنَزَلَ فِیْ یَتِیْمٍ طَلَبَ مِنْ وَّلِیِّهٖ مَالَهٗ فَمَنَعَهٗ ﴿واتوا الیتمی﴾ اَلصِّغَارَ الْاُلٰی لَا اَبَ لَهُمْ ﴿اموالهم﴾ اِذَا بَلَغُوْا ﴿ولا تتبدلوا الخبیث﴾ الْحَرَامَ ﴿بالطیب﴾ الْحَلَالِ اَیْ تَاْخُذُوْهُ بَدَلَهٗ کَمَا تَفْعَلُوْنَ مِنْ اَخْذِ الْجَیِّدِ مِنْ مَّالِ الْیَتِیْمِ وَجَعْلِ الرَّدِیِّ مِنْ مَّالِکُمْ مَّکَانَهٗ ﴿ولا تاکلوا اموالهم﴾ مَضْمُوْمَةً ﴿الی اموالکم انه﴾ اَیْ اَکْلَهَا ﴿کان حوبا﴾ ذَنْبًا ﴿کبیرا (۲)﴾ عَظِیْمًا وَّلَمَّا نَزَلَتْ تَحَرَّجُوْا مِنْ وِّلَایَةِ الْیَتٰمٰی وَکَانَ فِیْهِمْ مَّنْ تَحْتَهٗ الْعُشْرُ اَوِ الثَّمَانُ مِنَ الْاَزْوَاجِ فَلَا یَعْدِلُ بَیْنَهُنَّ فَنَزَلَتْ ﴿وان خفتم ا﴾ نْ ﴿لا تقسطوا﴾ تَعْدِلُوْا ﴿فی الیتمی﴾ فَتَحَرَّجْتُمْ مِّنْ اَمْرِهِمْ فَخَافُوْا اَیْضًا اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ اِذَا نَکَحْتُمُوْهُنَّ ﴿فانکحوا﴾ تَزَوَّجُوْا ﴿ما﴾ بِمَعْنٰی مَنْ ﴿طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع﴾ اَیْ اِثْنَتَیْنِ اِثْنَتَیْنِ وَثَلَاثًا ثَلَاثًا وَّاَرْبَعًا اَرْبَعًا وَلَا تَزِیْدُوْا عَلٰی ذٰلِکَ ﴿فان خفتم ا﴾ نْ ﴿لا تعدلوا﴾ فِیْهِنَّ بِالنَّفَقَةِ وَالْقَسْمِ ﴿فواحدة﴾ اَنْکِحُوْهَا ﴿او﴾ اِقْتَصِرُوْا عَلٰی ﴿ما ملکت ایمانکم﴾ مِنَ الْاِمَآءِ اِذْ لَیْسَ

لَهُمْ مِّنَ الْحُقُوْقِ مَا لِلزَّوْجَاتِ ﴿ذلک﴾ اَیْ نِكَاحُ الْاَرْبَعَةِ فَقَطْ اَوِ الْوَاحِدَةِ اَوِ التَّسَرِّیْ ﴿ادنی﴾ اَقْرَبُ اِلٰی ﴿الا تعولوا (۳)﴾ تَجُوْرُوْا ﴿واٰتوا﴾ اَعْطُوا ﴿النساء صدقٰتهن﴾ جَمْعُ صَدُقَةٍ، مُهُوْرَهُنَّ ﴿نحلة﴾ مَصْدَرٌ، عَطِيَّةٌ عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ ﴿فان طبن لکم عن شیء منه نفسا﴾ تَمْيِيْزٌ مُحَوَّلٌ عَنِ الْفَاعِلِ، اَیْ طَابَتْ اَنْفُسُهُنَّ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّدَاقِ فَوَهَبْنَهُ لَكُمْ ﴿فكلوه هنيئا﴾ طَيِّبًا ﴿مريئا (۴)﴾ مَحْمُوْدَ الْعَاقِبَةِ لَا ضَرَرَ فِيْهِ عَلَيْكُمْ فِی الْاٰخِرَةِ، نَزَلَتْ رَدًّا عَلٰی مَنْ كَرِهَ ذٰلِكَ ﴿ولا تؤتوا﴾ اَيُّهَا الْاَوْلِيَاءُ ﴿السفهاء﴾ اَلْمُبَذِّرِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ ﴿اموالکم﴾ اَیْ اَمْوَالَهُمُ الَّتِیْ فِیْ اَيْدِيْكُمْ ﴿التی جعل الله لکم قیما﴾ مَصْدَرُ قَامَ، اَیْ تَقُوْمُ بِمَعَاشِكُمْ وَصَلَاحِ اَوْلَادِكُمْ فَيُضِيْعُوْهَا فِیْ غَيْرِ وَجْهِهَا، وَفِیْ قِرَاءَةٍ (قِيَمًا) جَمْعُ قِيْمَةٍ، مَا تَقُوْمُ بِهِ الْاَمْتِعَةُ ﴿وارزقوهم فيها﴾ اَطْعِمُوْهُمْ مِنْهَا ﴿واکسوهم وقولوا لهم قولا معروفا (۵)﴾ عِدُوْهُمْ عِدَةً جَمِيْلَةً بِاِعْطَائِهِمْ اَمْوَالَهُمْ اِذَا رَشَدُوْا ﴿وابتلوا﴾ اِخْتَبِرُوا ﴿الیتمی﴾ قَبْلَ الْبُلُوْغِ فِیْ دِيْنِهِمْ وَتَصَرُّفِهِمْ فِیْ اَحْوَالِهِمْ ﴿حتی اذا بلغوا النکاح﴾ اَیْ صَارُوْا اَهْلًا لَهُ بِالْاِحْتِلَامِ اَوِ السِّنِّ وَهُوَ اِسْتِكْمَالُ خَمْسَةَ عَشَرَ سَنَةً عِنْدَ الشَّافِعِیِّ ﴿فان اٰنستم﴾ اَبْصَرْتُمْ ﴿منهم رشدا﴾ صِلَاحًا فِیْ دِيْنِهِمْ وَمَالِهِمْ ﴿فادفعوا الیهم اموالهم ولا تاکلوها﴾ اَيُّهَا الْاَوْلِيَآءُ ﴿اسرافا﴾ بِغَيْرِ حَقٍّ حَالٌ ﴿وبدارا﴾ اَیْ مُبَادِرِيْنَ اِلٰی اِنْفَاقِهَا مَخَافَةَ ﴿ان یکبروا﴾ رُشْدًا فَيَلْزَمُكُمْ تَسْلِيْمُهَا اِلَيْهِمْ ﴿ومن کان﴾ مِنَ الْاَوْلِيَآءِ ﴿غنیا فلیستعفف﴾ اَیْ يَعِفُّ عَنْ مَّالِ الْيَتِيْمِ وَيَمْتَنِعُ مِنْ اَكْلِهِ ﴿ومن کان فقیرا فلیاکل﴾ مِنْهُ ﴿بالمعروف﴾ بِقَدْرِ اُجْرَةِ عَمَلِهِ ﴿فاذا دفعتم الیهم﴾ اَیْ اِلَی الْيَتٰمٰی ﴿اموالهم فاشهدوا علیهم﴾ اَنَّهُمْ تَسَلَّمُوْهَا وَبَرِئْتُمْ لِئَلَّا يَقَعَ اِخْتِلَافٌ فَتَرْجِعُوْا اِلَی الْبَيِّنَةِ، وَهٰذَا اَمْرُ اِرْشَادٍ ﴿وکفی بالله﴾ اَلْبَاءُ زَائِدَةٌ ﴿حسیبا (۶)﴾ حَافِظًا لِاَعْمَالِ خَلْقِهِ وَمُحَاسِبَهُمْ وَنَزَلَ رَدًّا لِمَا كَانَ عَلَيْهِ الْجَاهِلِيَّةُ مِنْ عَدَمِ تَوْرِيْثِ النِّسَآءِ وَالصِّغَارِ ﴿للرجال﴾ اَلْاَوْلَادِ وَالْاَقْرِبَآءِ ﴿نصیب﴾ حَظٌّ ﴿مما ترک الوالدن والاقربون﴾ اَلْمُتَوَفُّوْنَ ﴿وللنساء نصیب مما ترک الوالدن والاقربون مما قل منه﴾ اَیِ الْمَالِ ﴿او کثر﴾ جَعَلَهُ اللّٰهُ ﴿نصیبا مفروضا (۷)﴾ مَقْطُوْعًا بِتَسْلِيْمِهِ اِلَيْهِمْ ﴿واذا حضر القسمة﴾ لِلْمِيْرَاثِ ﴿اولوا القربی﴾ ذُو الْقَرَابَةِ مِمَّنْ لَّا يَرِثُ ﴿والیتمی والمسکین فارزقوهم منه﴾ شَيْئًا قَبْلَ الْقِسْمَةِ ﴿وقولوا﴾ اَيُّهَا الْاَوْلِيَآءُ ﴿لهم﴾ اِذَا كَانَ الْوَرَثَةُ صِغَارًا ﴿قولا معروفا (۸)﴾ جَمِيْلًا بِاَنْ تَعْتَذِرُوْا اِلَيْهِمْ اَنَّكُمْ لَا تَمْلِكُوْنَهُ وَاَنَّهُ لِصِغَارٍ وَهٰذَا قِيْلَ

اِنَّہٗ مَنۡسُوۡخٌ وَّقِیۡلَ لَا وَلٰکِنۡ تَھَاوَنَ النَّاسُ فِیۡ تَرۡکِہٖ وَعَلَیۡہِ فَھُوَ نُدبٌ، وَعَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ وَاجِبٌ ﴿ولیخش﴾ اَیۡ لِیَخَفۡ عَلَی الۡیَتَامٰی ﴿الذین لوترکوا﴾ اَیۡ قَارَبُوۡآ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡا ﴿من خلفھم﴾ اَیۡ بَعۡدَ مَوۡتِھِمۡ ﴿ذریۃ ضعفا﴾ اَوۡلَادًا صِغَارًا ﴿خافوا علیھم﴾ اَلضِّیَاعَ ﴿فلیتقوا اللہ﴾ فِیۡ اَمۡرِ الۡیَتَامٰی وَلۡیَاۡتُوۡا اِلَیۡھِمۡ مَا یُحِبُّوۡنَ اَنۡ یُّفۡعَلَ بِذُرِّیَّتِھِمۡ مِنۡ بَعۡدِھِمۡ ﴿ولیقولوا﴾ لِلۡمَیِّتِ ﴿قولا سدیدا(۹)﴾ صَوَابًا بِاَنۡ یَّاۡمُرُوۡہُ اَنۡ یَّتَصَدَّقَ بِدُوۡنِ ثُلُثِہٖ وَیَدَعُ الۡبَاقِیۡ لِوَرَثَتِہٖ وَلَا یَتۡرُکُھُمۡ عَالَۃً ﴿ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما﴾ بِغَیۡرِ حَقٍّ ﴿انما یاکلون فی بطونھم﴾ اَیۡ مَلۡئَھَا ﴿نارا﴾ لِاَنَّہٗ یَؤُوۡلُ اِلَیۡھَا ﴿وسیصلون﴾ بِالۡبِنَاءِ لِلۡفَاعِلِ وَالۡمَفۡعُوۡلِ یَدۡخُلُوۡنَ ﴿سعیرا(۱۰)﴾ نَارًا شَدِیۡدَۃً یُحۡتَرَقُوۡنَ فِیۡھَا۔

﴿ترجمہ﴾

اے لوگو! (یعنی اہل مکہ) اپنے رب سے ڈرو (یعنی اسکی سزا سے اسطرح کہ اسکی اطاعت کرو) جس نے تمہیں ایک جان (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی میں سے اسکا جوڑا بنایا (یعنی بی بی حواء کو ان کی بائیں پسلی سے ......۱...... لفظ حواء مد کے ساتھ ہے) اور پھیلا دیئے (یعنی متفرق اور منتشر کر دیئے) ان دونوں سے (یعنی حضرت آدم و حواء سے) بہت سے مرد و عورت (یہاں نساء کی صفت کثیرہ محذوف ہے) اور اللہ سے ڈرو مانگتے ہو (تساء لون میں تاء کا ادغام دراصل سین میں ہو رہا ہے اور ایک قرأت میں یہ مخفف ہے تاء کے حذف کے ساتھ ہے اصل میں تتساء لون ہے) جسکے نام پر (آپس میں، اس طرح کہ ایک دوسرے سے کہتا ہے اسالک باللہ وانشدک باللہ) اور (ڈرو) رشتوں کا لحاظ رکھو (کہ رشتے نہ کاٹو، ایک قرأت میں ارحام جر کے ساتھ ہے جسکا عطف ضمیر بہ پر ہے، وہ صلہ رحمی کرنے کیلئے ایک دوسرے کو اللہ کا واسطہ دیا کرتے تھے) بیشک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے (تمہارے اعمال پر محافظ ہے وہ تمہیں اس پر جزاء دیگا یعنی وہ ہمیشہ سے اس وصف پر متصف ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ ایک یتیم کے بارے میں نازل ہوئی جس نے اپنا مال ولی سے طلب کیا تو اس نے منع کر دیا) اور یتیموں کو دو (یتیم ان چھوٹے بچوں کو کہتے ہیں جنکے باپ نہ ہوں) انکے مال (جب وہ بالغ ہو جائیں) اور نہ لو گندا (یعنی ناپاک و حرام) ستھرے کے بدلے (یعنی حلال کے بدلے......۲......، اس سے مراد یہ ہے کہ حلال کے بدلے حرام نہ لو جیسا کہ اب تک تمہارا طریقہ چلا آ رہا ہے کہ یتیموں کے عمدہ مال سے اپنے گھٹیا مال کا تبادلہ کرتے رہے ہو) اور انکے مال نہ کھاؤ (ملا کر) اپنے مالوں میں (یعنی انکا مال کھانا) گناہ ہے (حوبا بمعنی ذنبا ہے) بڑا (کبیر بمعنی عظیم ہے، جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو لوگ یتیموں کی کفالت سے ڈرنے لگے، ان میں ایسے لوگ بھی تھے جنکے ماتحت آٹھ یا دس بیویاں تھیں اور وہ ان میں عدل نہ کرتے تھے) اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ انصاف (عدل) نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں میں (پس نتیجۃً تم نے یتیموں کی کفالت کے معاملے میں حرج سے نکلنے کی کوشش کی پس اسی طرح جب تم ان سے نکاح کرو تو عورتوں کے مابین عدل نہ کر سکنے کا بھی خوف رکھو) تو نکاح میں لاؤ (فانکحوا بمعنی تزوجوا ہے) جو (ما بمعنی من ہے) تمہیں خوش آئیں دو دو، تین تین، اور چار

چار......۳؎......(یعنی تعدادِ ازواج کی تین صورتیں ہیں دو دو عورتوں سے یا تین تین عورتوں سے یا چار چار عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے اس سے زائد نکاح نہ کرو) پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابری (کی بنیاد پر یعنی نفقہ دینے اور باری مقرر کرنے میں مساوات) نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی (سے نکاح) کرو یا (اکتفاء کرو) ان کنیزوں پر جن کے تم مالک ہو (یعنی باندیوں پر کہ انکے حقوق بیویوں والے نہیں ہیں) یہ (چار عورتوں سے نکاح کرنا یا فقط ایک سے یا باندیوں پر اکتفاء کرنا) اس سے زیادہ نزدیک ہے (یعنی زیادہ قریب ہے اس سے) کہ تم سے ظلم نہ ہو (تعولوا بمعنی تجوروا ہے) اور دو (اتوا بمعنی اعطوا ہے) عورتوں کو انکے مہر (صدقات جمع ہے صدقة کی یعنی انکے مہر) خوشی سے (نحلة مصدر ہے بمعنی خوشی سے تحفہ دینا) پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں ......۴؎......(نفسا یہ تمیز ہے جو فاعل سے پھیر دی گئی ہے، اگر وہ مہر سے کچھ تمہیں دینے پر خوش ہوں اور تمہیں اس میں سے کچھ دیں) تو اسے کھاؤ رچتا پچتا (خوشی خوشی) هنیئا کا معنی مرینا ہے (یعنی وہ انجام کے لحاظ سے بہتر ہے اور آخرت میں اسکے کھانے سے تم پر کوئی ضرر نہیں ہوگا، یہ آیت ان لوگوں کے رد میں نازل ہوئی جو اس معاملے کو مکروہ جانتے تھے) اور نہ دو (اے اولیاء) بے عقلوں کو (سفهاء کے معنی فضول خرچی کرنے کے ہیں، خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں یا بچے) انکے مال (جو تمہارے قبضہ میں ہیں) جو تمہارے پاس ہیں جنکو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے (قیما قام کا مصدر ہے یعنی جس سے تمہارا سلسلۂ معاش اور اصلاحِ اولاد قائم ہے کہ وہ اس مال کو غیر محل میں خرچ کر کے ضائع کر دینگے، ایک قرأت میں قیما آیا ہے جو قیمة کی جمع ہے یعنی وہ ضروری سامان جس کی وجہ سے گزر اوقات ہوتی ہے) اور انہیں اس میں سے کھلاؤ (یعنی انکے طعام کا بندوبست انہی کے مال میں سے کرو) اور پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو (یعنی ان سے اچھا وعدہ کرو کہ جب وہ سمجھدار ہو جائیں گے تو انکو انکا مال دے دیا جائے گا) اور آزماتے رہو (ابتلوا بمعنی اختبروا ہے) یتیموں کو (بالغ ہونے سے پہلے، انکی دینی حالت اور انکے ذاتی تصرفات میں) یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں (یعنی وہ نکاح کے اہل ہو جائیں جو کہ احتلام یا عمر سے معلوم ہو جائے، امام شافعی کے نزدیک بلوغ کی انتہائی حد پندرہ سال ہے......۵؎......) تو اگر تم محسوس کرو (یعنی دیکھو) انکی سمجھ ٹھیک (یعنی دینی اور مالی معاملات میں انکی درستگی دیکھو) تو انکے مال انہیں سپرد کر دو اور انہیں نہ کھاؤ (اے اولیاء) حد سے بڑھ کر ناحق (اسرافا حال ہے) اور جلدی میں (یعنی انکا مال تیزی کے ساتھ خرچ کرتے ہوئے اس خوف سے کہ) کہیں بڑے نہ ہو جائیں (کہ سمجھدار ہونے کی صورت میں تمہیں انکا مال لازماً واپس دینا پڑے گا) اور جسے (اولیاء میں سے) حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے (یتیم کے مال اور اس کے کھانے سے رکا رہے) اور جو حاجت مند ہو وہ کھائے (اس مال سے) بقدر مناسب (بقدر اپنے عمل کی اجرت کے) پھر جب تم انہیں سپرد کر دو (یعنی یتیموں کو دیدو) انکے مال تو ان پر گواہ کر لو (کہ تم نے انہیں انکا مال دے دیا ہے تاکہ تم اختلاف سے بری الذمہ ہو جاؤ کہ گواہوں کی طرف رجوع کرنا پڑے اور یہ حکم استحباب کے درجے میں ہے) اور اللہ کافی ہے (باللہ میں باء زائدہ ہے) حساب لینے کو (یعنی وہ اپنی مخلوق کے اعمال کا محافظ و محاسب ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ زمانہ جاہلیت کی اس عادت کے رد کیلئے نازل ہوئی کہ عرب عام طور پر عورتوں اور بچوں کو ترکہ میں وارث نہیں بنایا کرتے تھے) مردوں کیلئے (اولاد اور قریبی رشتے داروں کیلئے) حصہ ہے (نصیب بمعنی حظ ہے) اس سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے (یعنی فوت شدہ) اور عورتوں کیلئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ترکہ (یعنی مال) تھوڑا ہو یا بہت (اللہ نے اسکو ٹھہرایا ہے) ایسا حصہ ہے جو اندازہ باندھا ہوا (واجب ہے اس کا مال ان لوگوں کے سپرد کرنا) اور پھر بانٹتے وقت (میراث کو) اگر رشتے دار (یعنی وہ قرابت والے جو وارث نہیں) اور یتیم اور مسکین آ جائیں تو انہیں اس میں سے کچھ دو (تقسیم سے

پہلے) اور کہو (اے اولیاء) ان سے (جبکہ نابالغ ہوں) اچھی بات (معروفا بمعنی جمیلا ہے، یعنی ان سے عذر پیش کرو کہ ہم اس مال کے مالک نہیں ہیں اور اس مال کے وارث نابالغ ہیں، منقول ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ منسوخ ہے اور ایک قول کے مطابق یہ منسوخ نہیں لیکن لوگوں نے سستی کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا ہے اور اس قول کے مطابق یہ حکم استحبابی ہے اور حضرت ابن عباس کے مطابق یہ حکم واجب ہے) اور ڈریں (یتیموں کے معاملے میں خوف کریں) وہ لوگ اگر چھوڑتے (یعنی وہ قریبی رشتے دار جو عنقریب چھوڑ جائیں) اپنے بعد (یعنی اپنے مرنے کے بعد چھوڑ جائیں) ناتواں اولاد (نابالغ بچے) تو انکا کیسا انہیں خطرہ ہوتا (اس مال کے ضائع ہونے کا) تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں (یتیموں کے بارے میں اور انکے ساتھ ویسا ہی سلوک کریں جو وہ اپنی اولاد کے ساتھ کیا جانا پسند کرتے ہیں) اور کہیں (مرنے والے سے) سیدھی بات (اس طرح کہ میت کو ثلث مال سے کم صدقہ کرنے اور باقی ورثاء کیلئے رہنے دیں، انکو تنگدست نہ چھوڑ جانے کا مشورہ دیں) وہ جو یتیم کا مال ظلم سے (یعنی ناحق طریقے سے) کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بھرتے ہیں (یعنی ڈالتے ہیں) نری آگ......٦...... (کہ وہ اسی کی طرف پھیرا جائیگا) اور کوئی دم جاتا ہے کہ داخل ہونگے (سیصلون معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے یعنی داخل کیئے جائینگے) بھڑکتے دھڑکتے (آتش کدہ) میں جائیں گے (سخت آگ میں وہ جلائیں جائینگے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾

ب: جار، اسم: مضاف، اللّٰہ: اسم جلالت موصوف، الرحمن: صفت اول، الرحیم: صفت ثانی، ملکر مضاف الیہ، کر مجرور، ظرف مستقر اشرع کیلئے، اشرع فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء﴾

یایہا الناس: جملہ ندائیہ، اتقوا: فعل با فاعل، ربکم: موصوف، الذی: موصول، خلقکم من نفس واحدۃ: معطوف علیہ، وخلق منہا زوجہا: معطوف اول، وبث منہما......الخ: معطوف ثانی ملکر صلہ ملکر مفعول، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واتقوا اللہ الذی تساء لون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا﴾

و: عاطفہ، اتقوا: فعل با فاعل، اللّٰہ: اسم جلالت موصوف، الذی تساء لون ...... الخ: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مفعول، والارحام: اسم جلالت پر معطوف، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، ان اللّٰہ کان علیکم رقیبا: جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿واتوا الیتمی اموالہم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب﴾

و: مستانفہ، اتوا: فعل امر واؤ ضمیر فاعل، الیتمی: مفعول اول، اموالہم: مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تتبدلوا: فعل با فاعل، الخبیث: مفعول، بالطیب: ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولا تاکلوا اموالہم الی اموالکم انہ کان حوبا کبیرا﴾

و: عاطفہ، لا تاکلوا اموالہم الی اموالکم: فعل با فاعل و مفعول ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل پر معطوف، ان: حرف مشبہ، ہ:

ضمیراسم، کان: فعل ناقص بااسم، حوبا کبیرا: جملہ فعلیہ ہوکر ان کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع﴾

و: مستانفہ، ان: شرطیہ، خفتم: فعل بافاعل، ان لا تقسطوا فی الیتمی: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، شرط، ف: جزائیہ، انکحوا: فعل بافاعل، ما: موصولہ، طاب: فعل بافاعل، کم: ظرف لغو، من النساء: حال ہے فاعل سے، سب ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر ذوالحال، مثنی مثلث وربع: حال، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ماملکت ایمانکم﴾

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، خفتم: فعل بافاعل، الاتعدلوا: جملہ بتاویل مصدر مؤول ہوکر مفعول، یہ سب ملکر شرط، ف: جزائیہ، الزموا فعل محذوف، واو ضمیر فاعل، واحدۃ: معطوف علیہ، او: عاطفہ، ما ملکت ایمانکم: معطوف، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک ادنی الا تعولوا واتوا النساء صدقتھن نحلۃ﴾

ذلک: مبتدا، ادنی: اسم تفضیل، ھو ضمیر فاعل، ان لا تعولوا: جملہ بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض متعلق بادنی، شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اتوا: فعل بافاعل، النساء: مفعول، صدقتھن: مفعول ثانی، نحلۃ: حال ہے فاعل سے، ہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فان طبن لکم عن شیء منہ نفسا فکلوہ ھنیئا مریئا﴾

ف: استنافیہ، ن: شرطیہ، طبن: فعل نون نسوہ ضمیر ممیز، نفسا: تمیز، ملکر فاعل، لکم: حال ہے فاعل سے، عن: جار، شی: موصوف، منہ: صفت ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، کلوا: فعل بافاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، ھنیا: حال اول، مریئا: حال ثانی ملکر مفعول، جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولاتؤتوا السفھاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیما وارزقوھم فیھا﴾

و: مستانفہ، لاتوتوا: فعل بافاعل، السفھاء: مفعول اول، اموالکم: موصوف، التی جعل اللہ لکم قیاما: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ارزقوھم: فعل بافاعل ومفعول، فیھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر عطف۔

﴿واکسوھم وقولوا لھم قولا معروفا﴾

و: عاطفہ، اکسوھم: جملہ فعلیہ ماقبل پر عطف، و: عاطفہ، قولوا: فعل بافاعل، لھم: ظرف، قولا معروفا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر عطف ہے۔

﴿وابتلوا الیتمی حتی اذا بلغوا النکاح فان انستم منهم رشدا فادفعوا الیهم اموالهم﴾

و: عاطفہ،ابتلوا: فعل بافاعل،الیتمی: مفعول، حتی: جار،اذا:ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، بلغوا النکاح: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ ،ان:شرطیہ،انستم منهم رشدا: جملہ فعلیہ شرط ، ف: جزائیہ ،ادفعوا الیهم اموالهم: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر جواب شرط،اپنی شرط اذا بلغوا سے ملکر مجرور، جار ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تاکلوها اسرافا وبدارا ان یکبروا﴾

و: مستانفہ ،لاتاکلوا: فعل بافاعل ،ها: ضمیر ذوالحال،اسرافا: معطوف علیہ ،و: عاطفہ،بدارا: مصدر ھو ضمیر فاعل،ان یکبروا: مفعول لہ،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف،ملکر حال،ذوالحال سے ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن کان غنیا فلیستعفف ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف﴾

و:مستانفہ،من: اسم شرط مبتدا، کان غنیا: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ،یستعفف: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،من: اسم شرط مبتدا،کان فقیرا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ،لیاکل بالمعروف: جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا دفعتم الیهم اموالهم فاشهدوا علیهم وکفی بالله حسیبا﴾

ف: عاطفہ،اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط ،دفعتم: فعل بافاعل،الیهم: ظرف لغو،اموالهم: مفعول،سب ملکر جملہ فعلیہ شرط ، ف: جزائیہ ،اشهدوا: فعل بافاعل،علیهم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء،ملکر جملہ شرطیہ، و: مستانفہ، کفی: فعل،ب: زائدہ،اللّٰہ: ممیز،حسیبا: تمیز ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون﴾

للرجال: ظرف مستقر خبر مقدم،نصیب: موصوف ،مما ترک...... الخ: ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منه او کثر نصیبا مفروضا﴾

و: عاطفہ،للنساء: ظرف مستقر خبر مقدم،نصیب: موصوف،مما ترک الولدان والاقربون: جار مجرور ملکر مبدل منہ ،مما قل منه او کثر ......الخ: جار مجرور ملکر بدل،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا حضر القسمة اولی القربی والیتمی والمسکین فارزقوهم منه وقولولهم قولا معروفا﴾

و: مستانفہ ،اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط ،حضر: فعل،القسمة: مفعول،اولوا القربی والیتمی و المسکین: معطوف علیہ، معطوف ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ ،ارزقوهم منه: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وقولوا لهم قولا معروفا: جملہ

فعلیہ معطوف ،ملکر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافا خافوا علیھم ﴾

و: مستانفہ ،لیخش: فعل امر غائب ،الذین: موصول ،لو: شرطیہ ،ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعفا: جملہ فعلیہ شرط ، خافوا علیھم: جملہ فعلیہ جواب شرط ،ملکر صلہ ،اپنے موصول سے ملکر فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ فلیتقوا اللہ ولیقولوا قولا سدیدا ﴾

ف: تعلیلیہ ،لیتقوا: فعل بافاعل ،اللہ: اسم جلالت مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ ،لیقولوا: فعل بافاعل ،قولا سدیدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا﴾

ان: حرف مشبہ ،الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما: موصول صلہ ملکر اسم ،انما یاکلون ...... الخ: ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ ،سیصلون: فعل بافاعل ،سعیرا: مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر یاکلون پر معطوف ہے۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... واتوا الیتمی اموالھم ...... ☆ایک شخص کی نگرانی میں اسکے یتیم بھتیجے کا کثیر مال تھا۔ جب وہ یتیم بالغ ہوا اور اس نے اپنا مال طلب کیا تو چچا نے دینے سے انکار کردیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اسکو سن کر اس شخص نے یتیم کا مال اسکے حوالہ کیا اور کہا کہ ہم اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نسلِ انسانی کا ارتقاء:

۱...... اللہ ﷻ نے تمام مخلوق ایک ہی نفس یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کی پھر انہی سے انکا جوڑ بی بی حوا کو انکی بائیں پسلی سے پیدا فرمایا۔ آپ نیند سے بیدار ہوئے تو بی بی حوا کو اپنے سامنے پا کر خوش ہوئے اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر باہم مانوس ہو گئے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ عورت مرد سے پیدا ہوئی ہے اس لئے اسکی حاجت وشہوت بھی مرد کے ساتھ وابستہ ہے اور مرد زمین سے پیدا ہوا ہے اس لئے اسکی حاجت زمین کے ساتھ وابستہ ہے تم اپنی عورتوں کی حفاظت کرو، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا اور سب سے اوپر والی پسلی زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو یہ ٹوٹ جائیگی اور اگر اسی طرح (ٹیڑھا) رہنے دوگے تو تم لطف اندوز ہوتے رہوگے''۔ (تفسیر ابن کثیر، ج۱، ص۵۵۲)

مالِ حرام کی مذمت:

۲...... یتیم کا مال تم پر حرام اور خبیث ہے۔ اسے اپنے اموال میں سے جو حلال ہے کیساتھ نہ بدلو حضرت سعید بن جبیر، زہری

اورسدی نے کہا کہ یتیموں کے اولیاء یتیموں کے مال میں سے عمدہ لے لیتے اوراس کی جگہ ردی رکھ دیتے ،عمدہ درہم لیکر ردی درہم رکھ دیتے اور کہہ دیتے درہم کے بدلے درہم ہوگیاان لوگوں کواس کام سے منع کیا گیا۔مجاھد نے کہا آیت کا معنی یہ ہے کہ حرام رزق کی طرف جلدی نہ کرو قبل اسکے کہ تمہیں وہ رزق حلال پہنچے جسکا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ تم خبیث امر کوطلب نہ کرومطلب یہ کہ انکے اموال کو بغیر حفاظت کے نہ چھوڑ وطیب امر کے بدلے میں یعنی اسکی حفاظت کرنا اوراصل مالک کودینا مراد ہے۔
(المظهری، ج٢، ص ٥)

نکاح:

س......نکاح کے لغوی معنی ہیں ضم کرنا اور جمع کرنا اور شرعی معنی ہیں کہ ایسا عقد جسے قصداً ملک بضع کی تملیک کی جانب پھیرا جائے یعنی جس عقد کے ذریعے عورت کی بضع (شرم گاہ) سے نفع حاصل کرنے کا مالک بن جائے۔ (التعریفات، ص ٢٤٢)

فقہ حنفی کی انتہائی معتبر کتاب "ہدایہ" میں نکاح کے بارے میں ہے: النكاح ينعقد بالايجاب والقبول بلفظين يعبر بهما عن الماضي، وينعقد بلفظين يعبر باحدهما عن الماضي، وبالاخر عن المستقبل، مثل ان يقول زوجني فيقول زوجتك نکاح ایجاب وقبول سے منعقد ہوجاتا ہے خواہ ایجاب وقبول میں استعمال ہونے والے الفاظ ماضی کی صیغے ہوں یا ان میں سے ایک ماضی اور دوسرا مستقبل پر دلالت کرتا ہو مثلاً ایک کہے زوجنی اور دوسرا کہے زوجتک"۔ (الهداية، كتاب النكاح، ج٣، ص٣)

اس آیت مبارکہ سے اہل ظاہر نکاح کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿فانکحوا﴾ یہ صیغہ امر ہے اور امر وجوب کیلئے آتا ہے۔میں اسکا جواب یہ دوں گا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿فانکحوا﴾ محض نکاح کی تعداد کو بیان کرنے کیلئے ہے کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ چار سے زائد عورتیں رکھے اور چار سے زائد عورتیں رکھنا نبی پاک ﷺ کی خصوصیت ہے کوئی امتی اس خصوصیت میں آپ ﷺ کا شریک نہیں ہوسکتا۔یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ چار سے زائد بیویاں رکھنا جائز نہیں ہے حرام ہے جیسا کہ احادیث طیبہ کے مطالعے سے بھی پتہ چلتا ہے۔ (الخازن، ج١، ص٣٣٩)

☆......حضرت وھب الاسدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بوقت اسلام میرے پاس آٹھ عورتیں تھیں۔میں نے نبی پاک ﷺ سے اس بارے میں ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ان میں سے چار کو اختیار کرلو"۔

(ابو داود، كتاب الطلاق، باب فی من اسلم وعنده نساء، ص٤١٧)

وہ عورت کہ بملک کسی کی ملک ہواس کی کنیز ہے لہذا اگراپنی کنیز شرعی ہے تو اس سے نکاح باطل ہے اور بلا نکاح حلال ہے اگر کوئی ممانعت شرعیہ نہ ہو،مولا کے جواولا داس سے ہو صحیح النسب ہے اور ترکہ پدری پانے کی مستحق ہے جبکہ مولا نے اقرار کیا ہو کہ یہ میری اولاد ہے۔ (الفتاوی الرضويه مخرجة، ج١١، ص٢٤٢، ملتقطاً و ملخصاً)

کیاعورت مہرمعاف کرسکتی ھے؟

س......عورت کل یا جز مہر معاف کرسکتی ہے بشرطیکہ شوہر نے اس بات کا انکار نہ کیا ہو۔ (الدر المختار، ج٤، ص٢٤٨)

جوعورت اپنا حق مہر معاف کردے تو اس نے ایک نیک کام کیا اور اللہ ﷻ کے ہاں اسکا ثواب پائے گی جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو اپنے مدیون کو مہلت دے یا معاف کردے قیامت کے دن وہ عرش کے سائے میں ہوگا"۔

(مسند احمد، کتاب الباقی مسند الانصار، باب، حدیث ابوقتادہ انصاری، ج۶، ص ۴۰۷)

ضمناً یہ جان لیجئے کہ مہر کی اقل مقدار دس درہم ہے جو کہ ۶۱۸ء۳۰ گرام چاندی اور دوسو درہم ۶۱۲ء۳۶ گرام چاندی کے برابر ہے۔

(تبیان القرآن، ج۲، ص ۵۶۹)

علامات بلوغ کے متعلق اقوال ائمہ قاضی ثناء کی نظر میں:

۵......قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس بارے میں ائمہ کرام کے اقوال اور احادیث طیبہ کو جمع کیا ہے ہم اسی کو ذکر کر دیتے ہیں تا کہ مسئلہ ذہن نشین ہو جائے۔ اور یتیم جب نکاح یا عمل تو الد کی عمر کو پہنچ جائے لڑکے میں اس کی علامات یہ ہیں کہ احتلام، وطی کے ساتھ حمل ٹھہرنا، وطی کے ساتھ مادہ منویہ کا نکلنا۔ بچی میں یہ علامات ہوتی ہیں حیض، بدخوابی، اور حمل کا ٹھہرنا۔ اگر ان علامات میں سے کوئی علامت نہ پائی جائے تو دونوں کی عمر جب پندرہ سال کی ہو جائے۔ یہ مسئلہ امام مالک، امام احمد، امام شافعی، امام ابو یوسف، اور امام محمد علیہم الرحمۃ کے نزدیک ہے جبکہ ایک روایت امام اعظم علیہ الرحمۃ سے بھی اسی طرح ہے۔ امام صاحب کا مشہور قول یہ ہے کہ جب یہ علامات ظاہر نہ ہوں تو لڑکی سترہ سال اور لڑکا اٹھارہ سال کا ہو جائے تو وہ بالغ ہو جاتا ہے۔ جمہور علماء نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کو محل استدلال بنایا ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب بچے کی عمر پندرہ سال ہو جائے تو وہ مکلف ہو جاتا ہے اس کی نیکیاں اور بدیاں لکھی جاتی ہیں اور اس پر حد قائم کی جائے گی"۔ اسے امام بیہقی نے خلافیات میں روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں روایت ہے کہ انہیں غزوۂ احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت ان کی عمر چودہ برس تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی پھر آپ رضی اللہ عنہ کو غزوۂ خندق کے دن پیش کیا گیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر پندرہ سال سے بڑھ چکی تھی لہذا آپ کو اس غزوہ میں شامل کر لیا گیا۔ (المظھری، ج۲، ص۱۳)

یتیم کا مال ناحق کھانے پر وعیدیں:

۶......ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قیامت کے دن ایسا شخص جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتا تھا اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اسکے منہ، جسم کے سوراخ، کان، ناک اور آنکھوں سے آگ کے انگارے نکلتے ہوں گے۔"

(الدر المنثور، ج۲، ص ۲۲۱)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عزوجل کی ذات بالاصفات پر حق ہے کہ وہ چار قسم کے لوگوں کو جنت میں داخل نہ کرے گا اور نہ ہی وہ اس کی نعمتوں کا مزہ چکھ سکیں گے جن میں سے ایک شراب کا عادی، سود خور، ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور والدین کا نافرمان ہے"۔ (شعب الایمان، کتاب الثامن والثلاثون، باب اربع حق علی اللہ، ص)

امام اعظم فرماتے ہیں کہ جب لڑکے میں (اپنے مال کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کی پہچان) نہ ہو تو اسے اس کا مال نہ سونپا جائے حتی کہ پچیس سال کی عمر کو پہنچ جائے اور اگر اس سے پہلے اس نے اس مال میں تصرف کیا تو اس کا تصرف کرنا مانا جائے گا۔ پھر جب وہ پچیس سال کا ہو تو اسے اس کا مال دیا جائے اگر چہ وہ مال کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کی لیاقت کو نہ پہچانتا ہو۔

(القدوری مع توضیح الضروری، کتاب الحجر، ص ۱۰۰)

اغراض:

کثیرۃ: اس آیت میں اشارہ ہے کہ رجال کی صفت کثیرا کو ایک ہی مرتبہ ذکر کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے تا کہ مردوں کے تحت عورتوں

کی کثرت کا بیان بھی ہو جائے۔ مزید اس بارے میں ماقبل کا مطالعہ کریں کہ ماقبل ہم نے بی بی حوا اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا ذکر کردیا ہے۔ فیہ ادغام التاء: اصل میں تتسائلون تھا، تاء کو سین میں تبدیل کیا پھر سین کا سین میں ادغام کردیا، تاء کو سین میں مخرج کے قرب کی وجہ سے تبدیل کیا۔ طلب من ولیہ: مراد یتیم بچے کا چچا ہے۔ حیث یقول بعضکم الخ: دور جاہلیت میں لوگ ایک دوسرے سے مانگتے تھے اس میں بیمار بھی داخل ہے کہ اس سے تعرض نہ ہوگا، معنی یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو وہ تمہارا رب ہے اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اس کی شان عظیم ہے وہ تقسیم فرماتا ہے اور اس کے نام سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ عطفا علی الضمیر فی بہ: بغیر خافض کے عود کرنے سے، اور یہ لغت فصیح میں ہے اور اس بارے میں بہت اختلاف ہے۔ وکانوا یتناشدون بالرحم: یہ مرتبہ دوسری قرائت کا ہے، یعنی اللہ سے ڈرو کہ اس کے نام کا واسطہ دیتے ہو، اور رشتے کے معاملے میں احتیاط کرو کہ تم ان کے بھی واسطے دیتے ہو، اور اس کی مثال حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت موسی علیہ السلام ہیں کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا ﴿لا تأخذ بلحیتی ولابرأسی﴾۔ بالاحتلام: یعنی منی کا خارج ہونا۔

حافظاً لاعمالکم: یعنی تمام اعمال خیر وشر، ظاہر و پوشیدہ کی حفاظت کرو، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ﴿سواء منکم من اسر القول ومن جھر بہ ومن ھو مستخلف باللیل وسارب بالنھار﴾، ﴿یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور﴾۔ ونزل فی یتیم: یعنی جو یتیموں کے ساتھ سلوک ہوتا تھا، اور اگر خوش اسلوبی سے معاملہ ہو تو بھلائی ہے۔ اذا بلغوا: جب وہ سمجھداری کو پہنچ جائیں، اس کی دلیل اللہ ﷻ کا فرمان ﴿فان انستم رشداً﴾۔ ولما نزلت: یعنی یتیم کے مال کو کھا جانے کی نفی کے بارے میں آیات نازل ہوئیں۔ تحرجوا: یعنی تم پر گراں گزرے اور تم حرج یعنی گناہ سے نکلنا چاہو۔

ای اثنین اثنین: یعنی تمہارے لئے مباح ہے کہ دو یا تین یا چار بیویاں رکھو، اور آیت مبارکہ میں واو عطف کا نہیں ہے ورنہ تو نو بیویوں کے جمع کرنے کا بیان لازم آئے گا اور ہو بھی نہیں ہوسکتا ورنہ تو ایسا ہوگا کہ جسے دو کا اختیار ہے وہ تین یا چار کی جانب منتقل نہیں ہوسکتا۔ اذلیس لھن من الحقوق مالِلزوجات: یعنی باندیوں کے مابین عدل، باری مقرر کرنا، نفقہ اور کسوہ واجب نہیں ہے۔ تجوروا: یعنی تم عورتوں پر ظلم کرو، حدیث شریف میں ہے کہ "جو عورتوں کے مابین عدل نہ کرے قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک حصہ جھکا ہوا ہوگا"۔ اذا کانت الورثۃ صغارا: یعنی یا ترکہ قلیل ہو۔ جمع صدقۃ: دال کے ضمہ یا فتحہ یا سکون کے ساتھ، اور اسی طرح صاد کی فتح اور کسرہ کے ساتھ صداق بھی کہا جاتا ہے اور سب کا معنی مہر ہے، جو کہ عورت کی بضعہ کا عوض بنتا ہے اور امام مالک کے نزدیک اس کی کم سے کم مقدار چار دینار شرعی ہے یا تین دراہم شرعیہ یا ان دونوں میں سے کوئی ایک قائم کردے، اور امام شافعی کے نزدیک کوئی بھی چیز اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو بطور مہر کافی ہوگی، اور امام اعظم کے نزدیک دس درہم مہر شرعیہ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں جس پر فریقین راضی ہو جائیں اور یہاں ازواج کو حکم ہے کہ عورتوں سے نکاح نہ کریں مگر مہر کے ذکر کرنے سے، اور بغیر مہر کے ذکر کئے نکاح کرنا صحیح ہے لیکن بعد دخول کے مہر مثلی واجب ہوگا۔

فوھبنہ لکم: اس کا بیان کہ عورت مہر معاف کرسکتی ہے یا نہیں ماقبل میں دیکھ لیں۔ فی الآخرۃ: عورت کے اپنی مرضی سے مہر معاف کردینے سے کوئی دنیا اور آخرت میں کوئی نقصان نہیں ہے اور نہ ہی عورت کے وارث اسے طلب کرسکتے ہیں۔ علی من کرہ ذلک: کہ واپس لینے میں عار سمجھے، اور اس واپس لینے کو ہبہ میں رجوع کی طرح سمجھے۔

ای اموالھم: مال کی نسبت اولیاء کی طرف کی اس لئے کہ یہی مال میں تصرف کرتے ہیں، پس اضافت اس لحاظ سے نہیں ہے کہ بلکہ کم درجے کی ملابست ہے۔ اودکم: الاود دونوں کے فتح کے ساتھ یا ایک کے فتح اور ایک کے سکون کے ساتھ، کجی کے معنی میں ہے۔

عـنـد الشـافعي :اورامام مالک وامام اعظم کے نزدیک اٹھارہ سال ہیں۔اور بلوغت کی علامات یہ ہیں حیض، پستان کا بڑا ہونا، بغل کا بدبودار ہونا، نرخرے کا سخت ہونا وغیرہ، پس جب یہ علامات ظاہر ہوں توامام مالک کے نزدیک بلوغت کا حکم ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک حیض، احتلام اور پندرہ سال کا ہونا ہی بالغ ہونا قرار پائے گا اوراس کے علاوہ علامات سے بلوغت کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

ابصرتم :مناسب یہ ہے کہ تم یتیم میں بھلائی دیکھ لو کیونکہ بھلائی آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی۔صـلاحـاً فی دينهم ومالهم:یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور امام مالک کے نزدیک بھلائی کے لئے فقط اصلاح مال کافی ہے۔بـقـدر اجـرة عمله :یعنی یتیم کے مال سے کفایت کرنے کی حد تک اجرت لے سکتا ہے زیادتی نہ ہونی چاہیے اور یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور امام مالک کے نزدیک مطلق اجرت لے سکتا ہے چاہے کفایت کرنے سے زیادہ لے یا کم۔ای ليخفف علي اليتامي: یعنی اللہ نے یتیموں سے تخفیف فرمائی۔

للميت :اوراحتمال ہے کہ یہ کلام یتیم کے لئے ہو، چنانچہ یتیم کے دیگر سرپرست یہ کہیں کہ خوف نہ کرو اور نہ ہی غم کھاؤ، ہم تمہارے آباء کی طرح ہیں۔ (الصاوی، ج۲، ص۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

﴿يوصيكم﴾ يَأْمُرُكُمُ ﴿الله فى﴾ شانِ ﴿اولادكم﴾ بِمَا يُذْكَرُ ﴿للذكر﴾ مِنهُمُ ﴿مثل حظ﴾ نَصِيْبِ ﴿الانثيين﴾ اِذَا اجْتَمَعَتَا مَعَهُ فَلَهُ نِصْفُ الْمَالِ وَلَهُمَا النِّصْفُ فَاِنْ كَانَ مَعَهُ وَاحِدَةٌ فَلَهَا الثُّلُثُ وَلَهُ الثُّلُثَانِ وَاِنْ اِنْفَرَدَ حَازَ الْمَالَ ﴿فان كن﴾ اَيِ الْاَوْلَادُ ﴿نساء﴾ فَقَطُ ﴿فوق اثنتين فلهن ثلثا ما ترك﴾ اَلْمَيِّتُ وَكَذَا الْاِثْنَتَانِ لِاَنَّهُ لِلْاُخْتَيْنِ بِقَوْلِهِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ فَهُمَا اَوْلٰى وَلِاَنَّ الْبِنْتَ تَسْتَحِقُّ الثُّلُثَ مَعَ الذَّكَرِ فَمَعَ الْاُنْثٰى اَوْلٰى وَفَوْقَ قِيْلَ صِلَةٌ وَّقِيْلَ لِدَفْعِ تَوَهُّمِ زِيَادَةِ النَّصِيْبِ بِزِيَادَةِ الْعَدَدِ لَمَّا فُهِمَ اِسْتِحْقَاقُ الْاِثْنَتَيْنِ الثُّلُثَيْنِ مِنْ جَعْلِ الثُّلُثِ لِلْوَاحِدَةِ مَعَ الذَّكَرِ ﴿وان كانت﴾ اَلْمَوْلُوْدَةُ ﴿واحدة﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ فَكَانَ تَامَّةٌ ﴿فلها النصف ولابويه﴾ اَيِ الْمَيِّتِ وَيُبْدَلُ مِنْهُمَا ﴿لكل واحد منهما السدس مما ترك ان كان له ولد﴾ ذَكَرٌ اَوْ اُنْثٰى وَنُكْتَةُ الْبدلِ اِفَادَةُ اَنَّهُمَا لَا يَشْتَرِكَانِ فِيْهِ وَاُلْحِقَ بِالْوَلَدِ وَلَدُ الْاِبْنِ وَبِالْاَبِ الْجَدُّ ﴿فان لم يكن له ولد وورثه ابوه﴾ فَقَطْ اَوْ مَعَ زَوْجٍ ﴿فلامه﴾ بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِهَا فِرَارًا مِنَ الْاِنْتِقَالِ مِنْ ضَمَّةٍ اِلٰى كَسْرَةٍ لِثِقْلِهِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ ﴿الثلث﴾ اَیْ ثُلُثِ الْمَالِ اَوْ مَا يَبْقٰى بَعْدَ الزَّوْجِ وَالْبَاقِيْ لِلْاَبِ ﴿فان كان له اخوة﴾ اَیْ اِثْنَانِ فَصَاعِدًا ذُكُوْرًا اَوْ اِنَاثًا ﴿فلامه السدس﴾ وَالْبَاقِيْ لِلْاَبِ وَلَا شَيْءَ لِلْاِخْوَةِ وَاِرْثُ مَنْ ذُكِرَ مَا ذُكِرَ ﴿من بعد﴾ تَنْفِيْذِ ﴿وصية يوصى﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ ﴿بهااو﴾ قَضَاءِ ﴿دين﴾ عَلَيْهِ وَتَقْدِيْمُ الْوَصِيَّةِ عَلَى الدَّيْنِ وَاِنْ كَانَتْ مُؤَخَّرَةً عَنْهُ فِي الْوَفَاءِ

لِلاِهْتِـمَامِ بِهَـا ﴿اباؤكم وابناؤكم﴾ مُبْتَدَأٌ خَبَرُهُ ﴿لا تدرون ايهم اقرب لكم نفعا﴾ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَظَانٌّ اَنَّ اِبْنَهُ اَنْفَعُ لَهُ فَيُعْطِيْهِ الْمِيْرَاثَ فَيَكُوْنَ الْاَبُ اَنْفَعَ وَبِالْعَكْسِ وَاِنَّمَا الْعَالِمُ بِذٰلِكَ هُوَ اللّٰهُ فَفَرَضَ لَكُمُ الْمِيْرَاثَ ﴿فريضة من الله ان الله كان عليما﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿حكيما(۱۱)﴾ فِيْمَا دَبَّرَهُ لَهُمْ اَىْ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِكَ ﴿ولكم نصف ما ترك ازواجكم ان لم يكن لهن ولد﴾ مِّنْكُمْ اَوْ مِنْ غَيْرِكُمْ ﴿فان كان لهن ولد فلكم الربع مما تركن من بعد وصية يوصين بها او دين﴾ وَاُلْحِقَ بِالْوَلَدِ فِيْ ذٰلِكَ وَلَدُ الْاِبْنِ بِالْاِجْمَاعِ ﴿ولهن﴾ اَىِ الزَّوْجَاتُ تَعَدَّدْنَ اَوْ لَا ﴿الربع مما تركتم ان لم يكن لكم ولد﴾ مِّنْهُنَّ اَوْ مِنْ غَيْرِهِنَّ ﴿فان كان لكم ولد فلهن الثمن مما تركتم من بعد وصية توصون بها او دين﴾ وَوَلَدُ الْاِبْنِ فِيْ ذٰلِكَ كَالْوَلَدِ اِجْمَاعًا ﴿وان كان رجل يورث﴾ صِفَةٌ وَالْخَبَرُ ﴿كللة﴾ اَىْ لَا وَالِدَ لَهُ وَلَا وَلَدَ ﴿او امراة﴾ تُوْرَثُ كَلَالَةً ﴿وله﴾ اَىْ لِلْمَوْرُوْثِ كَلَالَةً ﴿اخ او اخت﴾ اَىْ مِنْ اُمٍّ وَقَرَاَ بِهٖ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ وَّغَيْرُهُ ﴿فلكل واحد منهما السدس﴾ مِمَّا تَرَكَ ﴿فان كانوا﴾ اَىِ الْاِخْوَةُ وَالْاَخَوَاتُ مِنَ الْاُمِّ ﴿اكثر من ذلك﴾ اَىْ مِنْ وَاحِدٍ ﴿فهم شركاء فى الثلث﴾ يَسْتَوِىْ فِيْهِ ذُكُوْرُهُمْ وَاُنَاثُهُمْ ﴿من بعد وصية يوصى بها او دين غير مضار﴾ حَالٌ مِّنْ ضَمِيْرِ يُوْصٰى اَىْ غَيْرَ مُدْخِلِ الضَّرَرِ عَلَى الْوَرَثَةِ بِاَنْ يُّوْصٰى بِاَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ ﴿وصية﴾ مَصْدَرٌ مُّؤَكِّدٌ لِّيُوْصِيْكُمْ ﴿من الله والله عليم﴾ بِمَا دَبَّرَهُ لِخَلْقِهٖ مِنَ الْفَرَآئِضِ ﴿حليم(۱۲)﴾ بِتَاْخِيْرِ الْعُقُوْبَةِ عَمَّنْ خَالَفَهُ، وَخُصَّتِ السُّنَّةُ تَوْرِيْثَ مَنْ ذُكِرَ بِمَنْ لَّيْسَ فِيْهِ مَانِعٌ مِنْ قَتْلٍ اَوْ اِخْتِلَافِ دِيْنٍ اَوْ رِقٍّ ﴿تلك﴾ اَلْاَحْكَامُ الْمَذْكُوْرَةُ مِنْ اَمْرِ الْيَتٰمٰى وَمَا بَعْدَهُ ﴿حدود الله﴾ شَرَآئِعُهُ الَّتِىْ حَدَّهَا لِعِبَادِهٖ لِيَعْمَلُوْا بِهَا وَلَا يَعْتَدُوْهَا ﴿ومن يطع الله ورسوله﴾ فِيْمَا حَكَمَ بِهٖ ﴿يدخله﴾ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ اِلْتِفَاتًا ﴿جنت تجرى من تحتها الانهر خلدين فيها وذلك الفوز العظيم(۱۳) ومن يعص الله ورسوله ويتعد حدوده يدخله﴾ بِالْوَجْهَيْنِ ﴿نارا خالدا فيها وله﴾ فِيْهَا ﴿عذاب مهين(۱۴)﴾ ذُوْ اِهَانَةٍ وَّرُوْعِىَ فِى الضَّمَآئِرِ فِى الْاٰيَتَيْنِ لَفْظُ مَنْ وَفِىْ خٰلِدِيْنَ مَعْنَاهَا.

﴿ترجمہ﴾

تمہیں حکم دیتا ہے (یوصیکم بمعنی یامرکم ہے) اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں......(اس حکم کا جس کا تذکرہ یہ ہے کہ) بیٹے کا (اولاد میں سے) حصہ ہے (حظ بمعنی نصیب ہے) دو بیٹیوں کے برابر (جب دو لڑکیاں ایک لڑکے کے ہمراہ وارث ہوں تو

لڑکے کیلئے نصف مال ہے اور دونوں لڑکیوں کیلئے باقی نصف اور اگر صرف اسکے ساتھ ایک لڑکی ہو تو اس کیلئے ایک ثلث اور لڑکے کیلئے دو ثلث ہے اور اگر لڑکا تنہا ہو تو کل مال کا وارث بنے گا) پھر اگر ہو (اولاد) نری (یعنی فقط) لڑکیاں اگر چہ دو سے اوپر تو انکو ترکہ کی دو تہائی (یعنی میت کے ترکہ کی، اسی طرح دولڑکیاں بھی دو ثلث ہی کی وارث ہونگی اس لئے کہ دو بہنوں کا حصہ فرمانِ باری تعالیٰ ﴿فلھما الثلثان مما ترک﴾ کی وجہ سے جب دو ثلث ہے تو دولڑکیاں بدرجہ اَولیٰ اسکی مستحق ہونگی، اسلئے کہ لڑکی جب لڑکے کے ساتھ ہو تو ایک ثلث کی مستحق ہوتی ہے تو جب اسکے ساتھ کوئی دوسری بھی لڑکی ہی ہو تو بدرجہ اولی ثلث کی مستحق ہوگی، لفظ فوق بعض کے نزدیک صلہ ہے اور بعض کے نزدیک زائد ہے اور بعض نے کہا کہ شبہ کے دفعیہ کیلئے ہے کہ لڑکیوں کا عدد زائد ہونے سے سہام بھی بڑھیں گے کیونکہ لڑکے کے ساتھ ایک لڑکی کیلئے ثلث قرار دینے سے دولڑکیوں کا دو ثلث کا مستحق ہونا مفہوم ہوتا ہے) اور اگر ہو (مولودہ) ایک لڑکی (ایک قرأت میں واحدۃ مرفوع ہے اس صورت میں کان تامہ ہوگا) تو اس کا آدھا اور ماں باپ (میت کے، لفظ ابویہ بدل ہے لکل ...... الخ سے) ہر ایک کو اسکے ترکہ سے چھٹا اگر میت کی اولاد ہو (خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، بدل لانے میں نکتہ یہ ہے کہ ماں باپ سدس میں شریک نہیں ہیں، بیٹے میں پوتا اور والد میں دادا بھی داخل ہے) پھر اگر اسکی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے (فقط یا ساتھ زوج بھی چھوڑ جائے) تو ماں کا (فلامہ ہمزہ کے ضمہ و کسرہ کے ساتھ ہے، دونوں جگہ جہاں لفظ امہ آرہا ہے امہ کی ہمزہ کو مکسور بھی پڑھا گیا ہے کیونکہ ضمیر سے کسرہ کی جانب منتقل ہونا دشوار ہوتا ہے اس امر سے بچنے کے لئے اسے کسرہ دیا گیا ہے) تہائی (مال ہے میت کی زوجہ کو دینے کے بعد جو باقی بچے اسکا ثلث اور بقیہ مال باپ کا ہوگا) پھر اگر اسکے کئی بہن بھائی ہوں (یعنی دو یا اس سے زائد بھائی ہوں یا بہنیں) تو ماں کا چھٹا (اور باقی باپ کا، بھائی بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا، جس رشتہ دار کا جتنا حصہ مذکور ہوا وہ اتنے ہی حصہ کا وارث ہوگا) بعد اس (تنفیذ) وصیت کے جو کر گیا (لفظ یوصی معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اور (ادائیگی) دَین کے (جو اس پر تھا، وصیت کا بیان قرض سے پہلے کرنا وصیت کی اہمیت کے پیش نظر ہے اگر چہ وصیت کا نفاذ ادائیگی قرض کے اہم ہونے کے سبب اسکے بعد ہوتا ہے) تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے (اباء کم وابناء کم مبتدا ہے اور اسکی خبر لا تدرون ...... الخ ہے) تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئیگا (دنیا اور آخرت میں، چنانچہ کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ بیٹا اسکے لئے نفع بخش ہوگا تو اسے میراث دے دیتا ہے لیکن باپ زیادہ نفع بخش ہوتا ہے اور اسی طرح اسکے برعکس، اسکا علم اللہ ﷻ ہی کو ہے پس اس نے میراث کے حصے ٹھہرا دیئے ہیں) یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے اور بیشک اللہ علم رکھنے والا (ہے اپنی مخلوق پر) حکمت والا ہے (اپنی ان تدبیروں میں جو انکے حق میں کرتا ہے اور ہمیشہ سے ان اوصاف کے ساتھ متصف ہے) اور تمہاری بی بیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر انکی اولاد نہ ہو (نہ تم سے نہ کسی دوسرے شوہر سے) پھر اگر انکی اولاد ہو تو انکے ترکہ میں سے تمہارے لئے چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور دَین نکال کر (اس صورت میں بیٹے کے حکم میں بالا جماع پوتا بھی شامل ہے) اور عورتوں کا (یعنی بیویوں کا حصہ خواہ ایک ہو یا کئی) تمہارے ترکہ میں چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو (خواہ انہی سے یا کسی دوسری سے) تو انکا تمہارے ترکے میں سے آٹھواں حصہ ہے جو وصیت تم کر جاؤ اور دَین نکال کر (اس صورت میں بالا جماع پوتا بیٹے کے حکم میں داخل ہے) اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو (''یورث'' رجل کی صفت اور ''کللۃ'' کان کی خبر ہے) جو کلالہ ہو (نہ اسکے ماں باپ ہوں اور نہ اولاد) یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو (کہ ترکہ چھوڑ جائے اور کلالہ ہو) اور اسکے (یعنی میت، کلالہ کے وارثوں میں) بھائی یا بہن ہو (ماں

شریک، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یہ لفظ بھی ہے) توان میں سے ہر ایک کو چھٹا (یعنی ترکہ میں سے) پھر اگر وہ (ماں شریک بھائی بہن) اس سے زیادہ ہوں (یعنی ایک سے زیادہ ہوں) توسب تہائی میں شریک ہیں (یعنی بھائی اور بہنیں سب برابر ہیں) میت کی وصیت اور دَین نکال کر جسمیں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو (غیر مضار ترکیب میں یوصی کی ضمیر سے حال ہے یعنی ورثہ کو وہ ضرر پہنچانے کی نیت نہ ہو تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کر کے) یہ اللہ کا حکم ہے (لفظ وصیة مفعول مطلق ہے یوصیکم کا) اور اللہ جاننے والا (ہے ان مقرر کردہ حصوں کو جنکی اسنے اپنی مخلوق کیلئے تدبیر فرمائی ہے) حلم والا ہے (اپنے مخالفین کو سزا دینے میں تاخیر فرماتا ہے، سنت نے مذکورہ لوگوں میں سے میراث ملنے کے لئے ان کو خاص کر دیا ہے کہ جس میں کوئی مانع جیسے مورث کا قتل کرنا، اختلاف دین، یا غلامی موجود نہ ہو) یہ (احکام مذکورہ یعنی یتیم کا معاملہ اور اسکے مابعد وارث بننے کے احکام) اللہ کی حدیں ہیں (جن کو اللہ نے اپنے بندوں کیلئے مقرر فرمایا ہے تاکہ وہ ان پر عمل پیرا ہو سکیں اور ان سے تجاوز نہ کریں) اور جو حکم مانے اللہ اور اسکے رسول کا (جس کا اس نے حکم فرمایا ہے) اللہ اسے لے جائے گا (یدخلہ میں دو لغتیں ہیں یاء اور نون کے ساتھ دوسری قرأت کے مطابق اس کلام میں التفات ہوگا) باغوں میں جنکے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرے اور اسکی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے داخل کریگا (یدخلہ میں دو لغتیں ہیں یاء اور نون کے ساتھ) آگ میں جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کیلئے (جہنم میں) خواری کا عذاب ہے (یعنی اہانت آمیز، ان دونوں آیتوں میں موجود ضمائر میں لفظ مَن کی رعایت کی گئی ہے اور خلدین میں من کے معنی کی رعایت کی گئی ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین﴾

یوصی: فعل، کم: مفعول، اللہ: اسم جلالت فاعل، فی اولادکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، للذکر: ظرف مستقر خبر مقدم، مثل حظ الانثیین: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک﴾

ف: تعلیلیہ مستانفہ، ان: شرطیہ، کن: فعل ناقص ھن ضمیر اسم، نساءً: موصوف، فوق اثنتین: صفت ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، لھن: ظرف مستقر خبر مقدم، ثلثا: مضاف، ما ترک: مضاف الیہ، ملکر مبتدا موخر، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان کانت واحدة فلھا النصف ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، کانت واحدة: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لھا: خبر مقدم، النصف: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط ہو: عاطفہ، لابویہ: جار مجرور مبدل منہ، لکل واحد منھما: جار مجرور بدل، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، السدس: ذوالحال، مماترک: حال، ملکر مبتدائے موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان کان لہ ولد فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابوہ فلامہ الثلث﴾

ان: شرطیہ، کان لہ ولد: جملہ فعلیہ ہو کر شرط، فلکل واحد منھما "ای من ابویہ السدس مماترک" جواب شرط

محذوف،ملکر جملہ شرطیہ ،ف: مستانفہ،ان: شرطیہ ،لم یکن لہ ولد:معطوف علیہ،و ورثہ ابوہ: معطوف ملکر شرط،ف: جزائیہ،لامہ الثلث: جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین﴾

فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس: جملہ شرطیہ ماقبل پر معطوف ،من: جار،بعد: مضاف،وصیۃ: موصوف ،یوصی بھا: جملہ صفت ملکر معطوف علیہ،او دیـــــن: معطوف،ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر متعلق بمحذوف خبر،مبتدا محذوف قسمۃ ھذہ الانصبآء کا،اصل میں تھاقسمۃ ھذہ الانصباء کائنۃ من ......الخ

﴿اباء کم و ابناء کم لاتدرون ایھم اقرب لکم نفعا فریضۃ من اللہ ان اللہ کان علیما حکیما﴾

اباء کم و ابناء کم: معطوف علیہ معطوف سے ملکر مبتدا،لاتدرون: فعل بافاعل،ایھم: مبتدا،اقرب: اسم تفضیل، ھو ضمیر فاعل ،لکم: ظرف لغو،شبہ جملہ ہوکر ممیز ،نفعا: تمیز ،ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر مفعول،فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ معترضہ،فریضۃ من اللہ: شبہ جملہ ہوکر مفعول مطلق یوصیکم سے،ان اللہ ......الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ تعلیلیہ۔

﴿ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد﴾

و: عاطفہ،لکم: ظرف مستقر خبر،نصف: مضاف،ما ترک ازواجکم: جملہ مضاف الیہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ان: شرطیہ،لم یکن لھن ولد: جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف جس پر ماقبل کلام دلالت کر رہا ہے۔

﴿فان کان لھن ولد فلکم الربع مما ترکن من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین﴾

ف: عاطفہ،ان: شرطیہ ،کان لھن ولد: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،لکم:ظرف مستقر خبر،الربع: ذوالحال،مما ترکن: ظرف مستقر حال اول،مـــن بـــعـــد وصیۃ یـــوصـــیـــن بـھـــا او دیـــن: ظرف مستقر حال ثانی،ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے ملکر مبتدا مؤخر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد﴾

و: عاطفہ،لھن: خبر مقدم،الربع: ذوالحال،مـما ترکتم: حال ملکر مبتدا مؤخر، جملہ اسمیہ،ان: شرطیہ،لم یکن لکم ولد: جملہ فعلیہ شرط،جزا محذوف جس پر ماقبل کلام دلالت کر رہا ہے۔

﴿فان کان لکم ولد فلھن الثمن من بعد وصیۃ توصون بھا او دین﴾

ف: عاطفہ،ان: شرطیہ،کـــان لـــکم ولد: جملہ فعلیہ شرط ،لھن: خبر مقدم،الثـمن: ذوالحال،مـمـا تـرکتم: حال اول ،من بعد وصیۃ...... الخ: حال ثانی،ملکر مبتدا مؤخر، اپنی خبر سے ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان کان رجل یورث کللة او امراة وله اخ او اخت فلکل واحد منهما السدس﴾

و: مستانفہ، ان: شرطیہ، کان: فعل ناقص، رجل: معطوف علیہ، او: عاطفہ، امراة: ذوالحال، وله اخ او اخت: جملہ حال، ذوالحال سے ملکر معطوف، معطوف علیہ سے ملکر اسم، یورث: فعل ھو ضمیر ذوالحال، کللة: حال، ملکر فاعل، جملہ فعلیہ خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط، ف: جزائیہ، لکل واحد ......الخ: جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان کانوا اکثر من ذلک فهم شرکاء فی الثلث﴾

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، کانوا: فعل ناقص، واو ضمیر اسم، اکثر من ذلک: خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ھم: مبتدا، شرکاء فی الثلث: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿من بعد وصیة یوصی بها او دین غیر مضار وصیة من الله﴾

من: جار، بعد: مضاف، وصیة: معطوف علیہ، او دین: معطوف، ملکر موصوف، یوصی: فعل ھو ضمیر ذوالحال، غیر مضار: حال، ملکر نائب الفاعل، بها: ظرف لغو، وصیة من اللّٰه: مفعول مطلق، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، اپنی موصوف سے ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر الثلث سے حال۔

﴿والله علیم حلیم تلک حدود الله﴾

واللّٰہ علیم حکیم جملہ اسمیہ مستانفہ، تلک: مبتدا، حدود اللّٰہ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یطع الله ورسوله یدخله جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یطع اللّٰہ و رسولہ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، یدخلہ: فعل با فاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، خلدین فیہا: حال ملکر مفعول، جنت: موصوف، تجری من تحتها الانهر: جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مفعول فیہ، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک الفوز العظیم ومن یعص الله ورسوله ویتعد حدوده یدخله نارا خالدا فیها﴾

و: مستانفہ، ذٰلک الفوز العظیم: جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یعص اللّٰہ و رسولہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویتعد حدودہ: جملہ فعلیہ معطوف ملکر شرط، یدخل: فعل با فاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، خالدا فیہا: شبہ جملہ حال، ملکر مفعول، نارا: مفعول ثانی، سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وله عذاب مهین﴾

و: مستانفہ، لہ: خبر مقدم، عذاب مہین: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

وصیت:

ا۔۔۔۔۔"قال :الوصية غير واجبة،وهي مستحبة امام قدوری فرماتے ہیں کہ وصیت واجب نہیں بلکہ مستحب ہے"۔ اجنبی کیلئے ایک تہائی وصیت کرنا جائز ہے اوراس سے کم کی وصیت کرنا مستحب جبکہ ورثاء غنی ہوں اوراپنے حصے سے بے پرواہ ہوں۔اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہوتو وصیت نہ کرنا اولی ہے۔ (فتح القدیر، ج۱۰،ص۴۴۲ وغیرہ)

حدیث پاک میں ہے کہ "الحیف فی الوصیة من اکبر الکبائر وفسروہ بالزیادة علی الثلث یعنی ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کرنا بڑا گناہ ہے" (الھدایة، کتاب الوصایا، ج۸،ص۲۵۸)

ذوی الفروض:

ان سے مراد وہ افراد ہیں جنکے حصے شریعت نے مقرر کررکھے ہیں:قرآن مجید میں کل بارہ اصحاب فرائض کے حصے مذکور ہیں جن میں چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں: (۱)۔۔۔۔۔باپ (۲)۔۔۔۔۔دادا پردادا اوپر تک (۳)۔۔۔۔۔ماں شریک بھائی (۴)۔۔۔۔۔شوہر (۵)۔۔۔۔۔بیوی (۶)۔۔۔۔۔بیٹی (۷)۔۔۔۔۔پوتی نیچے تک (۸)۔۔۔۔۔حقیقی بہن (۹)۔۔۔۔۔ماں شریک بہن (۱۰)۔۔۔۔۔باپ شریک بہن (۱۱)۔۔۔۔۔ماں (۱۲)۔۔۔۔۔دادی۔

باپ۔۔۔۔۔:اسکی تین حالتیں ہیں۔اگر اسکے ساتھ میت کا بیٹا، پوتا نیچے تک ہوتو اس صورت میں اسے چھٹا حصہ ملے گا اور اگر اسکے ساتھ میت کی بیٹی، پوتی نیچے تک ہوتو اسے چھٹا حصہ بطور فرض اور بچ جانے کی صورت میں بطور عصبہ بھی ملے گا۔(عالمگیری ،ج۶،ص۴۹۸)
اگر باپ کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا بیٹی نیچے تک نہ ہوں تو اس صورت میں اسکو صرف بطور عصبہ ہی ملے گا۔ (السراجیة ،ص۱۷)

دادا۔۔۔۔۔:باپ کی موجودگی میں دادا محروم ہوجاتا ہے کیونکہ باپ میت سے قرابت کے لحاظ سے دادا کے مقابلے میں اصل ہے اورجد صحیح وہ ہے کہ اسکی میت کی طرف نسبت کرنے میں درمیان میں ماں کا واسطہ نہ آئے۔ (السراجیة ،ص۱۷)

ماں شریک بھائی۔۔۔۔۔:اگر ماں شریک بھائی یا بہن صرف ایک ہی ہوتو اسے چھٹا حصہ ملے گا۔ (عالمگیری ،ج۶،ص۴۹۸)
اگر بھائی یا بہن دو یا دو سے زائد ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہونگے اور بھائیوں اور بہنوں سب میں برابر حصہ تقسیم ہوگا البتہ ماں شریک بھائی یا بہن میت کے بیٹا بیٹی پوتا پوتی کی موجودگی میں محروم رہیں گے۔ (السراجیة ،ص۱۷)

شوہر۔۔۔۔۔:شوہر کو کل مال کا آدھا حصہ اس وقت ملے گا جب کہ اس کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نیچے تک نہ ہو اور اگر اسکے ساتھ میت کے بیٹا بیٹی پوتا پوتی ہوں تو اس صورت میں چوتھا حصہ ملے گا۔ (الجوھرة النیرة ،ص۴۰۹)

بیوی۔۔۔۔۔: میت کی بیوی کے ساتھ اس مرنے والے کا کوئی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نہ ہونے کی صورت میں چوتھا اور ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ ملے گا۔ (الدرالمختار ،ج۱۰،ص۵۱۲)

بیٹی۔۔۔۔۔:اگر مرنے والے کی فقط ایک بیٹی ہوتو اسے آدھا حصہ ملے گا اور اگر دو یا دو سے زائد ہوں تو ساری دو تہائی میں برابر شریک ہونگی اور اگر بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہوتو اس وقت بیٹی عصبہ بن جائے گی اور بیٹے کے مقابلے میں نصف پائے گی۔ (السراجیة ،ص۲۱)

پوتی......: اگر میت کے بیٹا بیٹی نہیں اور صرف ایک پوتی ہے تو اسے آدھا حصہ ملے گا اور اگر دو یا دو سے زائد پوتیاں ہوں تو دو تہائی میں شریک ہوں گی اور اگر میت کی ایک بیٹی ہو اور پوتی ایک یا ایک سے زائد بھی ساتھ ہو تو وہ سب کی سب چھٹے حصے میں شریک ہوں گی تا کہ لڑکیوں کا حصہ دو تہائی مکمل ہو جائے کیونکہ قرآن مجید میں لڑکیوں کیلئے اس سے زیادہ حصہ نہیں رکھا آدھا حصہ بیٹی لے گئی اور باقی چھٹا حصہ ایک یا اس سے زائد پوتیوں میں تقسیم ہو جائیگا۔ پوتیاں میت کی دو حقیقی بیٹیوں کے ہوتے ہوئے محروم ہو جائیں گی بشرطیکہ میت کا کوئی پوتا یا پر پوتا نیچے تک نہ ہو۔ اگر پوتیوں کیساتھ میت کی دو حقیقی بیٹیاں بھی ہوں اور پوتا پر پوتا نیچے تک ہو تو پوتیاں، پوتے یا پر پوتے کیساتھ عصبہ ہو جائیں گی۔ پوتیوں کیساتھ اگر میت کا بیٹا ہو تو پوتیاں محروم ہو جاتی ہیں۔ (السراجیۃ، ص ۲۱)

حقیقی بہن......: اگر مرنے والے کی ایک بہن ہو تو اسے آدھا حصہ ملے گا۔ اگر دو یا اس سے زیادہ ہوں دو تہائی میں تمام شریک ہوں گی۔ اگر میت کی بہنوں کے ساتھ میت کا کوئی بھائی بھی ہے تو وہ بھائی کیساتھ ملکر عصبہ ہو جائیں گی اور تقسیم مال للذکر مثل حظ الانثیین کی بنیاد پر ہوگا۔ (عالمگیری، ج ۶، ص ۵۰۰)

اگر بہنوں کے ساتھ میت کی کوئی بیٹی، پوتی یا پر پوتی نیچے تک ہو تو اب بہن عصبہ بن جائیگی کیونکہ حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بہنوں کو بیٹیوں کیساتھ عصبہ بناؤ۔'' (السراجیۃ، ص ۲۳)

باپ شریک بہنیں......: اگر باپ شریک بہن ایک ہو اور حقیقی بہن کوئی نہ ہو تو اسے آدھا حصہ ملے گا۔ اگر دو یا دو سے زائد باپ شریک بہنیں ہوں تو دو تہائی میں سب شریک ہوں گی۔ اگر مرنے والے کی باپ شریک بہن یا بہنوں کیساتھ ایک حقیقی بہن ہو تو باپ شریک بہن کو فقط چھٹا حصہ دو تہائی کے ہدف کو پورا کرنے کیلئے ملے گا۔ اگر باپ شریک بہن کیساتھ میت کی دو حقیقی بہنیں ہوں تو انکو کچھ نہ ملے گا اسلئے کہ دو تہائی کا ہدف حقیقی بہنوں سے پورا ہو گیا۔ اگر باپ شریک بہن کیساتھ میت کی دو حقیقی بہنیں ہوں اور باپ شریک بھائی بھی ہو تو حقیقی بہنوں کے حصے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ انکے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کی بنیاد پر تقسیم ہوگا۔ اگر باپ شریک بہنوں کیساتھ میت کی بیٹیاں یا پوتیاں نیچے تک ہوں تو یہ بہنیں انکے ساتھ عصبہ ہو جائیں گی حقیقی بہن ہو یا باپ شریک سب کے سب بیٹے یا پوتے نیچے تک اور باپ کے ہوتے ہوئے بالاتفاق محروم ہوں گے اور امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک دادا کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور فتویٰ اسی پر ہے۔ باپ شریک بھائی یا بہن حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے محروم ہوں گے۔ (السراجیۃ، ص ۲۳)

ماں......: اگر میت کی ماں کیساتھ میت کا کوئی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی ہو تو ماں کا حصہ چھٹا ہوگا۔ اور اگر میت کی ماں کیساتھ میت کے دو بھائی بہن خواہ حقیقی یا باپ شریک یا ماں شریک بھی ہوں تو اس صورت میں بھی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر میت کیساتھ مذکورہ رشتے دار نہ ہوں تو ماں کو کل مال کا ایک تہائی حصہ ملے گا جبکہ ماں کیساتھ شوہر اور بیوی میں سے ایک ہو تو پہلے شوہر اور بیوی کو انکا حصہ دیا جائے گا اور پھر ماں کو باقی ماندہ میں سے ایک تہائی دیا جائے گا۔ (الدرالمختار، ج ۱۰، ص ۵۱۲)

اگر مذکورہ صورتوں میں بجائے باپ کے دادا ہو تو ماں کو کل مال کا تہائی ملے گا۔ (عالمگیری، ج ۶، ص ۴۹۹)

دادی......: جدہ صحیحہ کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر دادیاں اور نانیاں ایک سے زائد ہوں اور سب درجے میں برابر ہوں تو بھی چھٹے حصے میں شریک ہوں گی۔ اگر دادی اور نانی کیساتھ میت کی ماں بھی ہو تو دادی اور نانی دونوں محروم ہو جائیں گی۔ وہ دادیاں جو باپ کی طرف سے ہیں وہ باپ کے ہوتے ہوئے محروم ہو جائیں گی۔ وہ دادیاں جو باپ کی طرف سے ہوں اور دادا سے اوپر ہوں وہ دادا کے ہوتے ہوئے محروم ہو جائیں گی لیکن باپ کی ماں محروم نہ ہوگی کیونکہ اسکی رشتے داری دادا کے واسطے سے ہوئی۔ (السراجیۃ، ص ۲۳)

نوٹ: اصحاب فرائض کو ہم نے حتی المقدور تفصیل سے بیان کردیا ہے باقی عصبات اور ذوی الارحام کے حصص کے بارے میں کسی دوسرے مقام پر اگر موضوع بنا تو کلام کریں گے ورنہ قارئین مذکورہ کتب کا مطالعہ کریں۔

اغراض:

یأمر کم: یعنی واجب ہونے کے طریقے پر۔ فلہ نصف المال الخ: یعنی اگر ان میں صاحب فرض نہ ہو اور اگر ہو تو اپنا فرض حصہ لے سکتا ہے پھر باقی ماندہ مثل حظ الانثیین کے طور پر تقسیم ہوگا۔ اثنتین: نساء کی صفت ہے۔

او اختلاف دین: یعنی اسلام اور کفر کا اور اس کے برعکس کا بھی یہی معاملہ ہے۔ (الصاوی، ج۲ ص۱۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿والتی یاتین الفاحشۃ﴾ الزنا ﴿من نسائکم فاستشھدوا علیھن اربعۃ منکم﴾ اَیْ مِنْ رِّجَالِ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿فان شھدوا﴾ عَلَیْھِنَّ بِھَا ﴿فامسکوھن﴾ اِحْبِسُوْھُنَّ ﴿فی البیوت﴾ وَامْنَعُوْھُنَّ مِنْ مُخَالَطَۃِ النَّاسِ ﴿حتی یتوفھن الموت﴾ اَیْ مَلٰٓئِکَتُہٗ ﴿او﴾ اِلٰی اَنْ ﴿یجعل اللہ لھن سبیلا(۱۵)﴾ طَرِیْقًا اِلَی الْخُرُوْجِ مِنْھَا، اُمِرُوْا بِذٰلِکَ اَوَّلَ الْاِسْلَامِ ثُمَّ جَعَلَ لَھُنَّ سَبِیْلًا بِجَلْدِ الْبِکْرِ مِائَۃً وَّتَغْرِیْبِھَا عَامًا وَّرَجْمِ الْمُحْصَنَۃِ، وَفِی الْحَدِیْثِ لَمَّا بَیَّنَ الْحَدَّ قَالَ "خُذُوْا عَنِّیْ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ﴿والذن﴾ بِتَخْفِیْفِ النُّوْنِ وَتَشْدِیْدِھَا ﴿یاتینھا﴾ اَیِ الْفَاحِشَۃَ الزِّنَا اَوِ اللِّوَاطَۃَ ﴿منکم﴾ اَیِ الرِّجَالِ ﴿فاذوھما﴾ بِالسَّبِّ وَالضَّرْبِ بِالنِّعَالِ ﴿فان تابا﴾ مِنْھَا ﴿واصلحا﴾ اَلْعَمَلَ ﴿فاعرضوا عنھما﴾ وَلَا تُؤْذُوْھُمَا ﴿ان اللہ کان توابا﴾ عَلٰی مَنْ تَابَ ﴿رحیما(۱۶)﴾ بِہٖ، وَھٰذَا مَنْسُوْخٌ بِالْحَدِّ اِنْ اُرِیْدَ بِہِ الزِّنَا وَکَذَا اِنْ اُرِیْدَ بِھَا اللِّوَاطَۃُ عِنْدَ الشَّافِعِیِّ لٰکِنَّ الْمَفْعُوْلَ بِہٖ لَا یُرْجَمُ عِنْدَہٗ وَاِنْ کَانَ مُحْصِنًا بَلْ یُجْلَدُ وَیُغَرَّبُ وَاِرَادَۃُ اللِّوَاطَۃِ اَظْھَرُ بِدَلِیْلِ تَثْنِیَۃِ الضَّمِیْرِ وَالْاَوَّلُ قَالَ اَرَادَ الزَّانِیَ وَالزَّانِیَۃَ وَیَرُدُّہٗ تَبْیِیْنُھُمَا بِمِنَ الْمُتَّصِلَۃِ بِضَمِیْرِ الرِّجَالِ وَاشْتِرَاکُھُمَا فِی الْاَذٰی وَالتَّوْبَۃِ وَالْاِعْرَاضِ وَھُوَ مَخْصُوْصٌ بِالرِّجَالِ لِمَا تَقَدَّمَ فِی النِّسَآءِ مِنَ الْحَبْسِ ﴿انما التوبۃ علی اللہ﴾ اَیِ الَّتِیْ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہٖ قَبُوْلَھَا بِفَضْلِہٖ ﴿للذین یعملون السوء﴾ اَلْمَعْصِیَۃَ ﴿بجھالۃ﴾ حَالٌ اَیْ جَاھِلِیْنَ اِذْ عَصَوْا رَبَّھُمْ ﴿ثم یتوبون من﴾ زَمَنٍ ﴿قریب﴾ قَبْلَ اَنْ یُّغَرْغِرُوْا

﴿فاولـئک یتوبَ الله علیهم﴾ یَقْبَلُ تَوْبَتَهُمْ ﴿وکان الله علیما﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿حکیما(۱۷)﴾ فِیْ صُنْعِهٖ بِهِمْ ﴿ولیست التوبة للذین یعملون السیات﴾ اَلذُّنُوْبَ ﴿حتی اذا حضر احدهم الموت﴾ وَاَخَذَ فِی النَّزْعِ ﴿قال﴾ عِـنْـدَ مُشَـاهَـدَةِ مَا هُوَ فِیْهِ ﴿انی تبت الئن﴾ فَلا یَنْفَعُهُ ذٰلِکَ وَلَا یُقْبَلُ مِنْهُ ﴿ولا الذین یموتون وهم کفار﴾ اِذَا تَابُوْا فِی الْاٰخِرَةِ عِنْدَ مُعَایَنَةِ الْعَذَابِ لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ ﴿اولـئک اعتدنا﴾ اَعْدَدْنَا ﴿لهم عذابا الیما(۱۸)﴾ مُؤْلِمًا ﴿یایها الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء﴾ اَیْ ذَاتَهُنَّ ﴿کرها﴾ بِالْفَتْحِ وَالضَّمِ لُغَتَانِ، اَیْ مُکْرِهِیْهِنَّ عَلٰی ذٰلِکَ کَانُوْا فِی الْجَاهِلِیَّةِ یَرِثُوْنَ نِسَآءَ اَقْرِبَآئِهِمْ فَاِنْ شَآءُوْا تَزَوَّجُوْهَا بِلا صَدَاقٍ اَوْ زَوَّجُوْهَا وَاَخَذُوْا صَدَاقَهَا اَوْ عَضَلُوْهَا حَتّٰی تَفْتَدِیَ بِمَا وَرِثَتْهُ اَوْ تَمُوْتَ فَیَرِثُوْهَا فَنُهُوْا عَنْ ذٰلِکَ ﴿ولا﴾ اَنْ ﴿تعضلوهن﴾ اَیْ تَمْنَعُوْا اَزْوَاجَکُمْ عَنْ نِکَاحِ غَیْرِکُمْ بِاِمْسَاکِهِنَّ وَلَا رَغْبَةَ لَکُمْ فِیْهِنَّ ضِرَارًا ﴿لتـذهبـوا ببعض ما اتیتموهن﴾ مِنَ الْمَهْرِ ﴿الاان یاتین بفاحشة مبینة﴾ بِفَتْحِ الْیَاءِ وَکَسْرِهَا، اَیْ بُیِّنَتْ اَوْ هِیَ بَیِّنَةٌ اَیْ زِنًا اَوْ نُشُوْزٌ فَلَکُمْ اَنْ تُضَارُّوْهُنَّ حَتّٰی یَفْتَدِیْنَ مِنْکُمْ وَیَخْتَلِعْنَ ﴿وعاشروهن بالمعروف﴾ اَیْ بِالْاِجْمَالِ فِی الْقَوْلِ وَالنَّفَقَةِ وَالْمَبِیْتِ ﴿فان کرهتموهن﴾ فَاصْبِرُوْا ﴿فعسی ان تکرهوا شیئا ویجعل الله فیه خیرا کثیرا(۱۹)﴾ وَلَعَلَّهُ یَجْعَلُ فِیْهِنَّ ذٰلِکَ بِاَنْ یَّرْزُقَکُمْ مِّنْهُنَّ وَلَدًا صَالِحًا ﴿وان اردتـم استبـدال زوجٍ مکان زوجٍ﴾ اَیْ اَخْذِ بَدْلِهَا بِاَنْ طَلَّقْتُمُوْهَا ﴿و﴾ قَدْ ﴿اتیتم احدهن﴾ اَیِ الزَّوْجَاتِ ﴿قنطارا﴾ مَالًا کَثِیْرًا صَدَاقًا ﴿فلا تاخذوا منه شیئا اتاخذونه بهتانا﴾ ظُلْمًا ﴿واثما مبینا(۲۰)﴾ بَیِّنًا، وَنَصْبُهُمَا عَلَی الْحَالِ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّوْبِیْخِ وَلِلْاِنْکَارِ فِیْ قَوْلِهٖ ﴿وکیف تاخذونه﴾ اَیْ بِاَیِّ وَجْهٍ ﴿وقد افضی﴾ وَصَلَ ﴿بعضکم الی بعض﴾ بِالْجِمَاعِ الْمُقَرِّرِ لِلْمَهْرِ ﴿واخذن منکم میثاقا﴾ عَهْدًا ﴿غلیظا(۲۱)﴾ شَدِیْدًا وَّهُوَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ مِنْ اِمْسَاکِهِنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحِهِنَّ بِاِحْسَانٍ ﴿ولا تنکحوا ما﴾ بِمَعْنٰی مَنْ ﴿نکح اباؤکم من النساء الا﴾ لٰکِنْ ﴿ما قد سلف﴾ مِنْ فِعْلِکُمْ ذٰلِکَ فَاِنَّهُ مَعْفُوٌّ عَنْهُ ﴿انه﴾ اَیْ نِکَاحَهُنَّ ﴿کان فاحشة﴾ قَبِیْحًا ﴿ومقتا﴾ سَبَبًا لِّلْمَقْتِ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ اَشَدُّ الْبُغْضِ ﴿وساء﴾ بِئْسَ ﴿سبیلا(۲۲)﴾ طَرِیْقًا ذٰلِکَ۔

﴿ترجمہ﴾

اور جو بدکاری (یعنی زنا) کریں تمہاری عورتوں میں سے ان پر خاص اپنے میں کے چار مردوں کی گواہی لو (یعنی مسلمان مردوں

کی......۱......) پھر اگر وہ گواہی دے دیں (ان عورتوں کے خلاف زنا کرنے کی) تو ان عورتوں کو بند رکھو (یعنی انہیں قید کرلو) گھروں میں (اور انہیں لوگوں کے میل جول سے روک دو) یہاں تک کہ انہیں موت (یعنی موت کے فرشتے) اٹھالے یا (او بمعنی الی ان ہے) اللہ انکی کچھ راہ نکالے (اس سے نکلنے کی، یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا بعد میں باکرہ کو سو کوڑے مارنے اور ایک سال کیلئے جلاوطن کردینے اور محصنہ کو رجم کرنے کی راہ نکالی گئی اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھ سے سیکھو، مجھ سے سیکھو، اللہ عزوجل نے عورتوں کے زنا کے بارے میں راہ نکال دی ہے۔'' اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے) اور تم میں جو (لفظ الذان نون کی تخفیف وتشدید دونوں کے ساتھ ہے) مرد وعورت ایسا کام (یعنی بے حیائی کا خواہ زنا یا لواطت......۲......) کریں (یعنی تمہارے مردوں سے) تو ان دونوں کو ایذا دو (انہیں برا بھلا کہو اور جوتیاں مارو) پھر اگر وہ توبہ کرلیں (اس برائی سے) اور اصلاح کرلیں (اپنے عمل کی) تو انکا پیچھا چھوڑ دو (انکو اذیت نہ دو) بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا (ہے، اسکی جو توبہ کرے) مہربان ہے (اگر فاحشی سے مراد زنا ہو تو یہ اذیت وحبس وغیرہ حد زنا سے منسوخ ہے اور اگر اس سے مراد لواطت ہے تب بھی امام شافعی کے نزدیک حد زنا سے منسوخ ہے اور انکے نزدیک فقط فاعل کو رجم کیا جائے مفعول بہ اگرچہ محصن ہو اسکو رجم نہیں کیا جائیگا بلکہ کوڑے مارے جائیں گے اور جلاوطن کیا جائیگا اور یہاں فاحشۃ کا معنی زنا کے بجائے لواطت مراد لینا زیادہ ظاہر ہے کیونکہ لفظ الذان میں ساری ضمیریں تثنیہ استعمال کی گئی ہیں مگر اول نظریہ کے قائل کہتے ہیں کہ ضمیر تثنیہ سے مراد زانی اور زانیہ ہیں مگر دوسرے اسکی تردید میں من کو بطور بیانیہ بیان کرتے ہیں جو ضمیر رجال پر داخل ہے اور اذیت دینے، توبہ کرنے اور ان سے اعراض کرنے میں شریک ہونا بھی اسکی دلیل ہے کہ یہ تینوں چیزیں مردوں کے ساتھ خاص ہیں کیونکہ بدکار عورتوں کو قید کرنے کا بیان تو گزر چکا) وہ توبہ جسکا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے (یعنی اس نے اپنی ذات پر اپنے فضل سے اسکا قبول کرنا لکھ دیا ہے) وہ انہیں کی ہے جو کر بیٹھیں برائی (یعنی معصیت) نادانی سے (بجھالۃ حال ہے بمعنی نادانی کرتے ہوئے، جب وہ اپنے رب کی نافرمانی کرجائیں) پھر تھوڑی دیر میں توبہ کرلیں (حالت غرغرہ سے پہلے) ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے (انکی توبہ قبول فرماتا ہے) اور اللہ علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) اور حکمت والا ہے (اپنی مخلوق کے معاملات فرمانے میں) اور وہ توبہ انکی نہیں جو برائیوں (گناہوں) میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے (یعنی حالت نزع طاری ہو تو......۳......) کہے (موجودہ حالت کے مشاہدہ کے وقت) اب میں نے توبہ کی (تو اس وقت کی توبہ نفع نہ دے گی اور نہ اس سے قبول کی جائے گی) اور نہ انکی جو کافر مریں (اور آخرت میں عذاب دیکھنے کے وقت توبہ کریں انکی توبہ بھی اس وقت قبول نہ کی جائیگی) انکے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (الیم بمعنی مؤلم ہے) اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ (یعنی انکی ذات کے) زبردستی (لفظ کرھا فتح اور ضمہ دونوں لغتوں کے ساتھ ہے تقدیر عبارت یہ ہے کہ مکرھیھن علی ذلک یعنی عورتوں کو اس پر مجبور کرتے ہوئے، زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے عزیز واقرباء کی عورتوں کے زبردستی وارث بن جاتے تھے اگر چاہتے تو بلا مہر انکی شادی کسی سے بھی کردیتے اور اگر چاہتے تو خود ان سے شادی کرکے مہر کھا جاتے یا انہیں بے نکاح ہی رکھ چھوڑتے کہ وہ اپنی جان چھڑانے کیلئے فدیہ میں وہ رقم دے دیتیں جس کی وہ وارث ہوتیں یا انکی

موت تک انکو چھوڑے رکھتے تا کہ خود انکے اموال کے وارث بن سکیں ان لوگوں کو ان تمام کاموں سے منع کیا گیا) اور عورتوں کو روکو نہیں (یعنی نقصان پہنچانے کیلئے اپنی عورتوں کو زبردستی کسی دوسرے سے نکاح کرنے سے مت روکو جبکہ تمہیں ان میں کوئی رغبت نہ ہو) اس نیت سے کہ جو (مہر) ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں (لفظ مبیــنـة یاء کے فتح اور کسرہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے یعنی یا تو وہ بے حیائی ایسی ہوگی کہ اس پر گواہی قائم ہو جائے وہ بے حیائی مکمل طور پر واضح ہوگی مثلاً زنا کرنا یا نافرمانی کرنا تو اب تم انہیں کچھ تکلیف دو یہاں تک کہ وہ کچھ فدیہ دیں اور خلع کر لیں) اور ان سے اچھا برتاؤ کرو (یعنی بات چیت، نفقہ اور رات گزارنے میں انکے ساتھ اچھی طرح پیش آؤ) پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں (تو صبر کرو) تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے (شاید وہ تمہیں ان ناپسندیدہ عورتوں سے اولاد صالح عطا فرمائے) اور اگر تم ایک بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو (یعنی ایک کو طلاق دیکر دوسری سے نکاح کرنا چاہو) اور (تحقیق) دے چکے اسے (یعنی پہلی بیوی کو) ڈھیروں مال (بطور مہر) تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو، کیا اسے واپس لوگے جھوٹ باندھ کر (یعنی ظلم کرتے ہوئے) اور کھلے گناہ سے (مبیـنـا بمعنی بینا اور لفظ بهتانا اور اثما "مبینا" کا منصوب ہونا بر بنائے حال ہے، استفہام توبیخ کیلئے ہے اور اگلے جملے میں استفہام انکاری ہے) اور کیونکر اسے واپس لوگے (یعنی کس وجہ سے اسے واپس لوگے) حالانکہ بے پردہ ہو لئے (یعنی مل چکے) تم میں ایک دوسرے کے سامنے (جماع کر کے جو مہر لازم کر دیتا ہے......) اور وہ تم سے لے چکیں وعدہ (یعنی عہد) گاڑھا (یعنی سخت، اس سے مراد اللہ ﷻ کا حکم ہے کہ بیویوں کو اچھے طریقے سے اپنے پاس رکھو یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دو) اور نکاح نہ کرو (مـا بمعنی مـن ہے) اپنے باپ دادا کی منکوحہ سے مگر جو ہو گزرا (تمہارا وہ فعل معاف ہے) وہ بیشک (یعنی ان عورتوں سے نکاح کرنا) بے حیائی (یعنی قبیح) اور غضب کا کام ہے (یعنی اللہ کے غضب کو ابھارنے والا کام ہے اور اللہ کو سخت ناپسند ہے) اور یہ بہت بری (ساء بمعنی بئـس ہے) راہ (یعنی طریقہ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والتی یاتین الفاحشة من نساء کم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم﴾

و: مستانفه، التی: موصول، یاتین الفاحشة من نساء کم: جملہ فعلیہ ہو کر صلہ......ملکر مبتدا، ف: رابطہ، استشهدوا علیهن اربعة منکم: جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان شهدوا فامسکوهن فی البیوت حتی یتوفهن الموت او یجعل الله لهن سبیلا﴾

ف: مستـانفـه، ان: شرطیہ، شهدوا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، امسکـوهن: فعل با فاعل و مفعول، فـی البیوت: ظرف لغو، حتی: جار، ان: مقدرہ، یتوفهن الموت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، یـجعل الله لهن سبیلا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، سب ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والذین یاتینها منکم فاذوهما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنهما﴾

و: عاطفہ،الذان: موصول،اتینها منکم: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،اذوهما: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ف: مستانفہ،ان: شرطیہ،تابا و اصلحا: معطوف علیہ ومعطوف ملکر شرط،ف: جزائیہ،اعرضوا عنهما: جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط ......ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الله کان توابا رحیما انما التوبة علی الله للذین یعملون السوء بجهالة ثم یتوبون من قریب﴾

ان: حرف مشبہ،اللّٰہ: اسم جلالت اسم،کان توابا رحیما: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، انما: کافہ مکفوفہ،التوبة: ذوالحال،علی اللّٰہ: حال ملکر مبتدا،لام: جار،الذین: موصول،یعملون السوء بجهالة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ثم: عاطفہ، یتوبون ......الخ: معطوف ملکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاولئک یتوب الله علیهم وکان الله علیما حکیما﴾

ف: مستانفہ،اولئک: مبتدا،یتوب اللّٰہ: فعل بافاعل،علیکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ،وکان اللّٰہ علیما حکیما: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولیست التوبة للذین یعملون السیات﴾

و: عاطفہ،لیست: فعل ناقص،التوبة: اسم،لام: جار،الذین: موصول،یعملون السیات: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،اپنے موصول سے ملکر مجرور،جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر،فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿حتی اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الئن﴾

حتی: جار،اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط ،حضر احدهم الموت: جملہ فعلیہ شرط ،قال: قول،انّ: حرف مشبہ،ی: اسم،تبت: فعل بافاعل،الئن: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،اپنے قول سے ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو یعملون کیلئے۔

﴿ولا الذین یموتون وهم کفار اولئک اعتدنا لهم عذابا الیما﴾

و: عاطفہ،لا: نافیہ،الذین: موصول،یموتون: فعل،واو ضمیر ذوالحال،وهم کفار: حال،ملکر فاعل یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر ماقبل الذین یعملون پر معطوف ہے،اولئک: مبتدا،اعتدنا: فعل بافاعل ،لهم: ظرف لغو،عذابا الیما: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یایها الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرها﴾

یایها الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ،لایحل: فعل نفی،لکم: ظرف لغو،ان: مصدریہ،ترثوا: فعل بافاعل،النساء: ذوالحال،

کرھا: حال، ملکر مفعول، ملکر بتاویل مصدر فاعل یحل کا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و لاتعضلوھن لتذھبوا ببعض ما اتیتموھن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ وعاشروھن بالمعروف﴾

و: عاطفہ، لا تعضلوا: فعل بافاعل، ھن: مستثنیٰ منہ، الا: للاستثناء، ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ: جملہ بتاویل مصدر مستثنیٰ ملکر مفعول، لام: جار، تذھبوا ببعض ما اتیتموھن: جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ معطوف ترٹوا پر، و عاشروھن بالمعروف: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا﴾

ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، کرھتموھن: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، عسی: فعل مقاربہ تامہ، ان: مصدریہ، تکرھوا شیئا: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر فاعل، عسی، اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احدھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا﴾

و: استینافیہ، ان: شرطیہ، اردتم: فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، استبدال: مضاف، زوج: مضاف الیہ، مرکب اضافی ہوکر مفعول، مکان زوج: مرکب اضافی ظرف باستبدال، و: حالیہ، اتیتم احدھن قنطارا: جملہ فعلیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط، فلا تاخذونہ: جملہ فعلیہ جواب شرط، جواپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اتاخذونہ بھتانا واثما مبینا﴾

ھمزہ: حرف استفہام، تاخذون: فعل واو ضمیر فاعل، ہ: ضمیر مفعول، بھتانا واثما مبینا: معطوف علیہ ومعطوف ملکر مفعول لہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وکیف تاخذونہ وقد افضی بعضکم الی بعض واخذن منکم میثاقا غلیظا﴾

و: عاطفہ، کیف: بمعنی ای حالۃ حال مقدم، تاخذونہ: فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، ہ: ضمیر مفعول، و: حالیہ، افضی: فعل، بعضکم: فاعل، الی بعض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و اخذن...... الخ: جملہ فعلیہ ماقبل وقد افضی پر معطوف ہے۔

﴿ولا تنکحوا مانکح اباوکم من النساء الاما قد سلف﴾

و: مستانفہ، لا تنکحوا: فعل بافاعل، ما: موصولہ، نکح: فعل، اباء کم: فاعل، من النساء: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، ما: موصولہ، قد سلف: جملہ فعلیہ

ہو کر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مستثنی، اپنے مستثنی منہ سے ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿انه كان فاحشة ومقتا وساء سبيلا﴾

آن: حرف مشبہ، ہ: ضمیر اسم، کان فاحشۃ و مقتا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ساء سبیلا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......یاایھا الذین امنوا لا یحل لکم ......☆ زمانہ جاہلیت کے لوگ مال کی طرح اپنے اقارب کی بیبیوں کے بھی وارث بن جاتے تھے۔ پھر اگر چاہتے تو بے مہر انہیں اپنی زوجیت میں رکھتے یا کسی اور کے ساتھ شادی کردیتے اور خود مہر لے لیتے یا انہیں قید کر کے رکھتے کہ جو ورثہ انہوں نے پایا ہے وہ دے کر رہائی حاصل کریں یا مرجائیں تو یہ انکے وارث ہو جائیں غرض وہ عورتیں بالکل انکے ہاتھ میں مجبور ہوتی تھیں اور اپنے اختیار سے کچھ بھی نہ کرسکتی تھیں اس رسم کو مٹانے کیلئے یہ آیت نازل فرمائی گئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فحاشی اور اسکی حد:

ا......اس آیت مبارکہ میں فاحشۃ سے مفسرین کرام نے زنا مراد لیا ہے۔ لہٰذا ہم یہاں حد زنا سے متعلق بحث کریں گے۔ چنانچہ پہلے ہم حد کی لغوی اور شرعی تعریف کرتے ہیں پھر اسکے تحت بقدر مناسب کلام کریں گے۔ قال الحد لغۃ: ھو المنع وفی الشرعیۃ: ھو العقوبۃ المقدرۃ حقا للہ تعالی لغت میں حد روکنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں وہ سزا جو اللہ ﷻ کے حق کی خاطر مقرر کی گئی ہو۔ (الھدایۃ، کتاب الحدود، ج٤، ص٦٨)

صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ زنا گواہی اور اقرار سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ گواہی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی مرد اور عورت پر زنا کو ثابت کرنے کیلئے چار گواہ (مرد مومن، آزاد، عادل) پیش کرے تو امام ان چاروں گواہوں سے زنا کے بارے میں سوالات کرے گا کہ زنا کہاں ہوا؟ کیسے ہوا؟ کب ہوا؟ کس نے کس کے ساتھ کیا؟ جب وہ چاروں گواہ اس بارے میں بیان دیدیں گے کہ ہم نے فلاں کو اپنی آنکھوں سے فلاں کیساتھ وطی کرتے اس طرح دیکھا جیسے سوئی کے ناکے میں دھاگہ ڈالا جاتا ہے۔ اور اقرار یہ ہے کہ عاقل، بالغ شخص اپنی ذات پر چار مرتبہ چار مجلسوں میں اقرار کرے پھر جب وہ چار مرتبہ اقرار کرلے گا تو قاضی اس سے زنا کے بارے میں سوال کرے گا کہ وہ کب، کہاں، کیسے، کس سے ہوا؟ جب وہ شخص یہ سارے بیانات دے چکے گا تو اس پر حد زنا نافذ کی جائے گی چنانچہ شادی شدہ مرد وعورت اگر زنا کے مرتکب ہوں تو انہیں رجم کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہوجائیں اور غیر شادی شدہ مرد وعورت اگر یہ کام کریں تو انہیں سو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور غلام نے زنا کیا تو اسے پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

(القدوری، کتاب الحدود، ص٢٠٤، ٢٠٥ ملخصاً)

مرد کو کوڑے لگاتے وقت اسکے کپڑے اتار دیئے جائیں گے سوائے تہبند کے اور اسکے جسم پر کوڑے مارے جائیں گے نہ کہ

چہرے، سر اور فرج پر اور مرد کو کوڑے مارتے وقت کھڑا رکھا جائے جبکہ عورت کو کوڑے مارتے وقت اسکے کپڑے نہیں اتارے جائیں گے بلکہ اسے بٹھا کر کوڑے مارے جائیں گے۔ (کنز الدقائق، کتاب الحدود، ص ۱۶۴)

ایسے مرد و عورت جن کو رجم کیا گیا ہو کیا انکی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

اس بارے میں حدیثِ پاک ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اصنعوا بہ کما تصنعون بموتاکم یعنی تم انکے ساتھ وہی معاملہ کرو جیسا تم اپنے مردوں کیساتھ کرتے ہو''۔ (الهداية، كتاب الحدود، فصل في كيفية الحد، ج٤، ص٧٥)

غیر محل میں وطی کرنے کے احکامات :

۲......اگر کوئی شخص غیر محل میں وطی کرے یا قوم لوط والا عمل کرے تو ایسے شخص پر امام اعظم کے نزدیک حد متعین نہ ہوگی بلکہ اس پر تعزیر ہوگی۔ اور جامع الصغیر میں ہے کہ اسے قید کیا جائے گا اور صاحبین نے کہا کہ یہ بھی زنا کی طرح ہے لہذا حد نافذ کی جائے گی اور یہی امام شافعی کا ایک قول ہے اور امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ دونوں کو ہر حال میں قتل کر دیا جائے کیونکہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اقتلوا الفاعل و المفعول یعنی فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دیا جائے''۔

(الهداية، كتاب الحدود، باب الوطء الذي يوجب الحد، ج٤، ص٩٢)

بہتان اٹھانا، ناجائز طور پر آبرو لینا، جعل دغا فریب یہ سب باتیں گناہ ہیں خواہ اپنی عورت کے ساتھ ہوں خواہ کسی اور کے ساتھ، اور ان گناہوں کے لئے شرع نے کوئی حد مقرر نہ فرمائی تو ان میں سزائے تعزیر ہے جس کا اختیار حاکم شرع کو ہے، جو سزا مناسب جانے دے، مگر مارے تو انتالیس ۳۹ کوڑوں سے زیادہ نہ مارے، اور امام ابو یوسف کے نزدیک پچھتر ۷۵، اور اسی پر فتوی ہے اشباہ میں ہے ضابطة التعزیر کل معصیة لیس فیها حد مقدر ففیه التعزیر یعنی ضابطہ تعزیر یہ ہے کہ جس گناہ کے لئے کوئی حد مقرر نہ ہو اس پر تعزیر ہے۔ (الفتاوى الرضوية، كتاب الحدود والتعزير، ج١٣، ص٦١٥)

موت کے وقت کی جانے والی توبہ کا حکم:

۳......حالت غرغرہ کے وقت جبکہ کسی مریض کے منہ میں کوئی پینے کی چیز ڈالی جائے تو وہ حلق سے ہی واپس آ جائے اور پیٹ تک نہ پہنچے اور وہ اس پینے والی چیز کو نگلنے پر قادر نہ ہو۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب روح حلق تک پہنچ جاتی ہے۔ جو لوگ برے اعمال کرتے ہیں (اس میں کفار اور گناہ گار مومن سب شامل ہیں) اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی کہ جب موت کا وقت قریب آ جائے خطیب کی عبارت میں یہ ہے کہ ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برے اعمال یعنی گناہ کرتے ہیں جبکہ انکی موت کا وقت آ جائے۔

(الجمل، ج٢، ص٢٠٧، ٢٠٨)

☆......ضحاک سے مروی ہے کہ ہر توبہ جو موت کے وقت کی جائے وہ قریب ہے اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ ملک الموت کو دیکھنے سے پہلے کی توبہ قریب کہلاتی ہے۔ انہیں سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ یعنی اللہ ﷻ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ وہ حالت نزع کو نہ پہنچ جائے۔

(ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ص٧٠٤)

مہر کب مؤکد ہوتا ہے؟

ع......احناف کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ خلوت صحیحہ سے مہر لازم آتا ہے اس کی مزید صراحت بہار شریعت کے متذکرہ مسئلہ سے بھی ہوتی ہے ''نکاح میں مہر ذکر ہی نہ ہوا یا مہر کی نفی کر دی کہ بلا مہر نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا اور اگر خلوت صحیحہ ہو گئی یا دونوں میں سے کوئی مر گیا تو مہر مثل واجب ہے بشرط یہ کہ بعد عقد آپس میں کوئی مہر طے نہ پا گیا ہو اور اگر طے ہو چکا تو وہی طے شدہ ہے یو ہیں اگر قاضی نے مقرر کر دیا تو جو مقرر کر دیا وہ ہے اور ان دونوں صورتوں میں مہر جس چیز سے مؤکد ہوتا ہے مؤکد ہو جائے گا اور مؤکد نہ ہوا بلکہ خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہو گئی تو ان دونوں صورتوں میں بھی ایک جوڑا کپڑا واجب ہے یعنی کرتا پاجامہ ڈوپٹا جس کی قیمت نصف مہر مثل سے زیادہ نہ ہو اور زیادہ ہو تو مہر مثل کا نصف دیا جائے اگر شوہر مالدار ہو اور ایسا جوڑا بھی نہ ہو جو پانچ درہم سے کم قیمت کا ہو۔ اگر شوہر محتاج ہو، اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو جوڑا اعلیٰ درجے کا ہو اور دونوں محتاج ہوں تو معمولی اور ایک مالدار ہو ایک محتاج تو درمیانی''۔ (بہار شریعت، کتاب النکاح، حصہ ہفتم، ص ۳۳)

اغراض:

ای من رجالکم المسلمین: یعنی آزاد، عورتوں، غلاموں اور بچوں کی گواہی قابل قبول نہیں ہوتی اور شہادت کے لئے وقت، رویت اور مکان کے متحد ہونے کی شرط ہے اگر چہ شہادت کی حد لگانے میں اختلاف شئی پایا جائے۔ عند الشافعی: امام مالک کے نزدیک مطلق لواطت کرنے والے کو رجم کر دیا جائے گا چاہے فاعل ہو یا مفعول، شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ جبکہ دونوں بالغ ومختار ہوں، اور امام اعظم کے نزدیک اسے شاہق یعنی سانڈ سے مارا جائے یا اس پر دیوار پھینک دی جائے، (امام اعظم کے نزدیک لواطت کرنے والے پر حد نہیں بلکہ تعزیر ہے)۔ و اللذان: کہا جاتا ہے کہ اس میں مردوں کا عورتوں پر غلبہ ہے۔ او نشوز: یعنی عورت شوہر کی فرمانبرداری سے نکل جائے۔ الاجمال فی القول: یعنی اچھی بات کرے۔ ذلک: مخصوص بالذم کی جانب اشارہ ہے معنی یہ ہے کہ جس نے حرمت نازل ہونے کے بعد باپ کی ماں سے نکاح کیا اس نے بہت برا فعل کیا اور اللہ کے ہاں شدید غضب کا مستحق ہوا اور برے طریقے پر چلا۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۱۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿حرمت علیکم امھتکم﴾ اَنْ تَنْکِحُوْهُنَّ وَشَمَلَتِ الْجَدَّاتُ مِنْ قِبَلِ الْاَبِ اَوِ الْاُمِّ ﴿وبنتکم﴾ وَشَمَلَتْ بَنَاتَ الْاَوْلَادِ وَاِنْ سَفَلْنَ ﴿واخوتکم﴾ مِنْ جِهَةِ الْاَبِ اَوِ الْاُمِّ ﴿وعمتکم﴾ اَیْ اَخَوَاتُ اٰبَائِکُمْ وَاَجْدَادِکُمْ ﴿وخلتکم﴾ اَیْ اَخَوَاتُ اُمَّهَاتِکُمْ وَجَدَّاتِکُمْ ﴿وبنت الاخ وبنت الاخت﴾ وَتَدْخُلُ فِیْهِنَّ بَنَاتُ اَوْلَادِهِنَّ ﴿وامھتکم التی ارضعنکم﴾ قَبْلَ اِسْتِکْمَالِ الْحَوْلَیْنِ خَمْسَ رَضَعَاتٍ کَمَا بَیَّنَهُ الْحَدِیْثُ ﴿واخوتکم من الرضاعة﴾ وَیُلْحَقُ بِذٰلِکَ بِالسُّنَّةِ الْبَنَاتُ مِنْهَا وَهُنَّ مَنْ اَرْضَعَتْهُنَّ مَوْطُوْءَتُهُ وَالْعَمَّاتُ وَالْخَالَاتُ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ مِنْهَا لِحَدِیْثِ "یُحَرَّمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یُحَرَّمُ مِنَ النَّسَبِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ ﴿وامھت نسائکم وربائبکم﴾ جَمْعُ رَبِیْبَةٍ وَّهِیَ بِنْتُ الزَّوْجَةِ مِنْ غَیْرِهٖ ﴿التی فی حجورکم﴾

تَربَّونَھَا صِفَۃٌ مُّوَافَقَۃٌ لِّلْغَالِبِ فَلَا مَفْھُوْمَ لَھَا ﴿من نسائکم التی دخلتم بھن﴾ اَیْ جَامَعْتُمُوْھُنَّ ﴿فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم﴾ فِیْ نِکَاحِ بَنَاتِھِنَّ اِذَا فَارَقْتُمُوْھُنَّ ﴿وحلائل﴾ اَزْوَاجُ ﴿ابنائکم الذین من اصلابکم﴾ بِخِلَافِ مَنْ تَبَنَّیْتُمُوْھُمْ فَلَکُمْ نِکَاحُ حَلَآئِلِھِمْ ﴿وان تجمعوا بین الاختین﴾ مِنْ نَّسَبٍ اَوْ رِضَاعٍ بِالنِّکَاحِ وَیُلْحَقُ بِھِنَّ بِالسُّنَّۃِ اَلْجَمْعُ بَیْنَھَا وَبَیْنَ عَمَّتِھَا اَوْ خَالَتِھَا وَیَجُوْزُ نِکَاحُ کُلِّ وَاحِدَۃٍ عَلَی الْاِنْفِرَادِ وَمَلَکُھُمَا مَعًا وَّیَطَأُ وَاحِدَۃً ﴿الا﴾ لٰکِنْ ﴿ما قد سلف﴾ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ مِنْ نِکَاحِکُمْ بَعْضَ مَا ذُکِرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْہِ ﴿ان اللہ کان غفورا﴾ لِمَا سَلَفَ مِنْکُمْ قَبْلَ النَّھْیِ ﴿رحیما(۲۳)﴾ بِکُمْ فِیْ ذٰلِکَ۔

﴿ترجمہ﴾

حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں (یعنی تمہارا ان سے نکاح کرنا اور اس حکم میں جدات یعنی دادیاں اور نانیاں بھی شامل ہیں) اور بیٹیاں (اس حکم میں بیٹیوں کی اولاد بھی شامل ہے خواہ وہ کتنی ہی نیچے درجے میں ہوں) اور بہنیں (باپ شریک یا ماں شریک) اور پھوپھیاں (یعنی خواہ وہ باپ کی بہنیں ہوں یا دادا کی) اور خالائیں (چاہے تمہاری ماں کی بہنیں ہوں یا نانی کی) اور بھتیجیاں اور بھانجیاں (اس حکم میں انکی اولاد بھی شامل ہے) اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا ہے (دو سال کی مدت پوری ہونے سے قبل پانچ گھونٹ ......! جیسا کہ حدیث پاک میں ہے) اور دودھ کی بہنیں (حدیث پاک میں ہے کہ "رضاعت سے وہ تمام رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔" اسے امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا، حکم میں دودھ شریک بیٹیاں، پھوپھیاں، خالائیں بھتیجیاں اور بھانجیاں بھی بذریعہ سنت داخل ہیں) اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور انکی بیٹیاں (لفظ ربائب "ربیبۃ" کی جمع ہے بمعنی عورت کی وہ لڑکی جو پہلے شوہر سے ہو) جو تمہاری گود میں ہیں (یعنی تمہارے زیر پرورش ہونا غالب صفت کا بیان ہے، یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں) ان بی بیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو (دخلتم بھن بمعنی جامعوھن ہے) تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو انکی بیٹیوں میں حرج نہیں (انکی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں جبکہ تم ان سے جدا ہو چکے ہو) اور بیبیاں (حلائل بمعنی ازواج ہے) تمہاری نسلی بیٹوں کی (بخلاف متبنیٰ کے کہ اسکی بیوی سے تمہیں نکاح کرنا حلال ہے) اور دو بہنیں اکٹھی کرنا نکاح میں (خواہ وہ نسبی ہوں یا رضائی، ازروئے حدیث اسی حکم میں بیوی کی پھوپھی اور خالہ کو شامل کردیا گیا ہے البتہ انفرادی طور پر ان سے نکاح جائز ہے اور ان عورتوں کو ملک میں جمع کرنا بھی جائز ہے تاہم صحبت کی اجازت ایک سے ہوگی) مگر (الا بمعنی لکن ہے) جو ہوگزرا (جاہلیت کے دور میں کہ بعض مذکورہ عورتوں سے تم نے نکاح کرلیا تھا تو اس پر تمہیں کوئی گناہ نہیں) بیشک اللہ بخشنے والا (ہے، جو تم سے ممانعت سے پہلے ہو چکا) مہربان ہے (تم پر اس بارے میں)

﴿ترکیب﴾

﴿حرمت علیکم امھتکم وبنتکم واخوتکم وعمتکم وخلتکم وبنت الاخ وبنت الاخت﴾

حرمت: فعل مجہول، علیکم: ظرف لغو، وبنتکم: معطوف اول، واخواتکم: معطوف ثانی، وعمتکم: معطوف ثالث، وخلتکم: معطوف رابع، وبنت الاخ: معطوف خامس، وبنت الاخت: معطوف سادس، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر نائب الفاعل، فعل اپنے نائب الفاعل اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وامھتکم التی ارضعنکم واخوتکم من الرضاعة وامھت نسائکم﴾

و: عاطفہ، امھتکم التی ارضعنکم: موصوف صفت ملکر ماقبل نائب الفاعل پر معطوف، واخواتکم من الرضاعة: موصوف صفت ملکر ماقبل پر معطوف، وامھت نساء کم: مضاف مضاف الیہ ملکر ماقبل پر معطوف۔

﴿وربائبکم التی فی حجورکم من نساء کم التی دخلتم بھن﴾

و: عاطفہ، ربائبکم التی فی حجورکم: موصوف صفت ملکر ذوالحال، من نسائکم ......الخ: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿فان لم تکونوا دخلتم بھن فلاجناح علیکم﴾

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، لم تکونوا: فعل ناقص بااسم، دخلتم بھن: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط، ف: جزائیہ، لا: نفی جنس، جناح: اسم، علیکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم﴾

و: عاطفہ، حلائل: مضاف، ابنائکم الذین من اصلابکم: مضاف الیہ ملکر وربائبکم ماقبل پر معطوف۔

﴿وان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف ان الله کان غفورا رحیما﴾

و: عاطفہ، ان: مصدریہ، تجمعوا: فعل بافاعل، بین الاختین: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر ماقبل پر معطوف، الا ما قد سلف: مستثنیٰ ہے حرمت کے نائب الفاعل سے، ان اللّٰہ کان ......الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

محرم عورتیں:

۱؎......ہدایہ میں ہے کہ مدت رضاعت میں دودھ کم پیایا زیادہ، حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی۔امام شافعی کے نزدیک پانچ مرتبہ پینے سے ثابت ہوتی ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا ''ایک یا دو چسکی دودھ پینے سے حرمت ثابت

نہیں ہوتی'' اور ہماری دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے کہ ﴿وامھاتکم التی ارضعنکم یعنی تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا(النساء:۲۳)﴾ اور سید عالم ﷺ کا یہ فرمان کہ ''جو چیز نسب سے حرام ہوتی ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتی ہے''۔

(الھدایۃ، کتاب الرضاع، ص ۱۱۹)

جس قدر عورتیں حرام ہیں ان میں سات تو نسب سے حرام ہیں یعنی ہر وہ عورت جسکی طرف باپ یا ماں کے ذریعے سے نسب رجوع کرتا ہو یعنی دادیاں، نانیاں خواہ قریب کی ہوں یا دور کی سب مائیں ہیں اور اپنی والدہ کے حکم میں داخل ہیں۔ پوتیاں اور نواسیاں کسی درجے کی ہوں بیٹیوں میں داخل ہیں۔ بہنیں چاہے سگی ہوں یا سوتیلی۔ اسکے علاوہ دودھ کے رشتے، شیر خوارگی کی مدت میں قلیل دودھ پیا جائے یا کثیر اسکے ساتھ حرمت متعلق ہو جاتی ہے۔ شیر خواری کی مدت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک تیس ماہ ہے اور صاحبین کے نزدیک دو سال، شیر خواری کی مدت کے بعد جو دودھ پیا جائے اس سے حرمت متعلق نہیں ہوتی اللہ ﷻ نے رضاعت یعنی شیر خواری کو نسب کے قائم مقام کیا ہے اور دودھ پلانے والی کو شیر خوار کی ماں اور اسکی لڑکی کو شیر خوار کی بہن فرمایا، اسی طرح دودھ پلائی کا شوہر شیر خوار کا باپ اور اسکا باپ شیر خوار کا دادا اور اسکی بہن شیر خوار کی پھوپھی اور اسکا ہر بچہ جو دودھ پلائی کے سوا اور کسی عورت سے بھی ہو خواہ وہ شیر خوار سے پہلے پیدا ہوا یا اسکے بعد وہ سب اسکے سوتیلے بھائی بہن ہیں۔ اور دودھ پلائی کی ماں شیر خوار کی نانی اور اسکی بہن اسکی خالہ اور اس شوہر سے اسکے جو بچے پیدا ہوں وہ شیر خوار کے رضاعی بھائی بہن اور اس شوہر کے علاوہ دوسرے شوہر سے جو ہوں وہ اسکے سوتیلے بھائی بہن ہیں۔ اس میں اصل یہ حدیث ہے کہ ''یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ رضاع سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں''، اسلئے شیر خوار پر اسکے رضاعی ماں باپ اور انکے نسبی و رضاعی اصول و فروع سب حرام ہیں۔

محرمات صہریہ کا بیان بھی اس رکوع میں ملتا ہے: (۱)...... بی بیوں کی مائیں، (۲)...... بی بیوں کی بیٹیاں، (۳)...... بیٹوں کی بیبیاں۔ بیبیوں کی مائیں صرف عقد نکاح سے حرام ہو جاتی ہیں خواہ وہ بیبیاں مدخولہ ہوں یا غیر مدخولہ ہوں۔ دو بہنوں سے نکاح کے ذریعے جماع کیا جائے یا ملک یمین کے ذریعے سے وطی میں اور حدیث شریف میں ہے پھوپھی، بھتیجی اور خالہ، بھانجی کا نکاح میں جمع کرنا بھی حرام فرمایا گیا ہے۔ اور ضابطہ یہ ہے کہ نکاح میں ایسی دو عورتوں کا جمع کرنا حرام ہے جن میں سے ہر ایک کو مرد فرض کرنے سے دوسری اسکے لئے حلال نہ ہو جیسے کہ پھوپھی بھتیجی کہ اگر پھوپھی کو مرد تصور کریں تو چچا ہوا بھتیجی اس پر حرام ہے اور اگر بھتیجی کو مرد تصور کیا جائے تو بھتیجا ہوا پھوپھی اس پر حرام ہے، حرمت دونوں طرف ہے اور اگر صرف ایک طرف سے ہو تو جمع حرام نہ ہو گی جیسے کہ عورت اور اسکے شوہر کی لڑکی ان دونوں کو جمع کرنا حلال ہے کیونکہ شوہر کی لڑکی کو مرد تصور کیا جائے تو اسکے لئے باپ کی بیوی تو حرام ہے مگر دوسری طرف سے یہ بات نہیں ہے یعنی شوہر کی بیوی کو اگر مرد تصور کیا جائے تو یہ اجنبی ہو گا اور کوئی رشتہ ہی نہ رہے گا۔

(ماخوذ از، خزائن العرفان، حاشیۃ ۶۴ تا ۷۲)

اغراض: شملت بنات الاولاد: بیٹے بیٹیاں دونوں مراد ہیں۔ خمس رضعات: متفرق اوقات میں، یہ امام شافعی اور امام احمد کا مسلک ہے اور امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک حرمت کے لئے ایک ہی مُص کافی ہے۔ وجداتکم: اوپر تک۔

ای جامعتموھن: یہ امام شافعی کا مذہب ہے جب کہ امام مالک کے نزدیک حرمت کے لئے مطلق تلذذ یعنی لذت حاصل کرنا کافی ہے

(الصاوی، ج۲، ص ۲۱)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

رکوع نمبر: ۱

﴿و﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ﴿المحصنت﴾ اَیْ ذَوَاتُ الْاَزْوَاجِ ﴿من النساء﴾ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ قَبْلَ مُفَارَقَةِ اَزْوَاجِهِنَّ حَرَائِرَ مُسْلِمَاتٍ كُنَّ اَوْ لَا ﴿الاما ملكت ايمانكم﴾ مِنَ الْاِمَآءِ بِالسَّبْيِ فَلَكُمْ وَطْؤُهُنَّ وَاِنْ كَانَ لَهُنَّ اَزْوَاجٌ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ بَعْدَ الْاِسْتِبْرَاءِ ﴿كتب الله﴾ نَصَبٌ عَلَى الْمَصْدَرِ اَیْ كُتِبَ ذٰلِكَ ﴿عليكم واحل﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ ﴿لكم ما وراء ذلكم﴾ اَیْ سِوٰی مَا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ لِ ﴿ان تبتغوا﴾ تَطْلُبُوا النِّسَآءَ ﴿باموالكم﴾ بِصَدَاقٍ اَوْ ثَمَنٍ ﴿محصنين﴾ مُتَزَوِّجِيْنَ ﴿غير مسفحين﴾ زَانِيْنَ ﴿فما﴾ فَمَنِ ﴿استمتعتم﴾ تَمَتَّعْتُمْ ﴿به منهن﴾ مِمَّنْ تَزَوَّجْتُمْ بِالْوَطْيِ ﴿فاتوهن اجورهن﴾ مُهُوْرَهُنَّ الَّتِیْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ ﴿فريضة ولا جناح عليكم فيما تراضيتم﴾ اَنْتُمْ وَهُنَّ ﴿به من بعد الفريضة﴾ مِنْ حَطِّهَا اَوْ بَعْضِهَا اَوْ زِيَادَةٍ عَلَيْهَا ﴿ان الله كان عليما﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿حكيما (۲۴)﴾ فِيْمَا دَبَّرَهٗ لَهُمْ ﴿ومن لم يستطع منكم طولا﴾ اَیْ غِنًا لِ ﴿ان ينكح المحصنت﴾ الْحَرَائِرِ ﴿المؤمنت﴾ هُوَ جَرْیٌ عَلَى الْغَالِبِ فَلَا مَفْهُوْمَ لَهٗ ﴿فمن ما ملكت ايمانكم﴾ يَنْكِحُ ﴿من فتيتكم المؤمنت والله اعلم بايمانكم﴾ فَاكْتَفُوْا بِظَاهِرِهٖ، وَكِلُوا السَّرَائِرَ اِلَيْهِ، فَاِنَّهُ الْعَالِمُ بِتَفْصِيْلِهَا وَرُبَّ اَمَةٍ تَفْضُلُ الْحُرَّةَ فِيْهِ وَهٰذَا تَاْنِيْسٌ بِنِكَاحِ الْاِمَاءِ ﴿بعضكم من﴾ اَیْ اَنْتُمْ وَهُنَّ سَوَآءٌ فِی الدِّيْنِ فَلَا تَسْتَنْكِفُوْا مِنْ نِّكَاحِهِنَّ ﴿بعض فانكحوهن باذن اهلهن﴾ مَوَالِيْهِنَّ ﴿واتوهن﴾ اَعْطُوْهُنَّ ﴿اجورهن﴾ مُهُوْرَهُنَّ ﴿بالمعروف﴾ مِنْ غَيْرِ مَطْلٍ وَّنَقْصٍ ﴿محصنت﴾ عَفَائِفَ، حَالٌ ﴿غير مسفحت﴾ زَانِيَاتٍ جَهْرًا ﴿ولا متخذات اخدان﴾ اَخِلَّاءِ يَزْنُوْنَ بِهِنَّ سِرًّا ﴿فاذا احصن﴾ زُوِّجْنَ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ تَزَوَّجْنَ ﴿فان اتين بفاحشة﴾ زِنًا ﴿فعليهن نصف ما على المحصنت﴾ اَلْحَرَائِرِ الْاِبْكَارِ اِذَا زَنَيْنَ ﴿من العذاب﴾ اَلْحَدِّ فَيُجْلَدْنَ خَمْسِيْنَ وَيُغَرَّبْنَ نِصْفَ سَنَةٍ وَّيُقَاسُ عَلَيْهِنَّ الْعَبِيْدُ وَلَمْ يُجْعَلِ الْاِحْصَانُ شَرْطًا لِّوُجُوْبِ الْحَدِّ لِاِفَادَةِ اَنَّهٗ لَا رَجْمَ عَلَيْهِنَّ اَصْلًا ﴿ذلك﴾ اَیْ نِكَاحَ الْمَمْلُوْكَاتِ عِنْدَ عَدَمِ الطَّوْلِ ﴿لمن خشى﴾ خَافَ ﴿العنت﴾ الزِّنَا، وَاَصْلُهٗ اَلْمَشَقَّةُ، سُمِّیَ بِهِ الزِّنَا لِاَنَّهٗ سَبَبُهَا بِالْحَدِّ فِی الدُّنْيَا وَالْعُقُوْبَةِ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿منكم﴾ بِخِلَافِ مَنْ لَا يَخَافُ مِنَ الْاَحْرَارِ فَلَا يَحِلُّ لَهٗ نِكَاحُهَا وَكَذَا مَنِ اسْتَطَاعَ طَوْلَ حُرَّةٍ، وَعَلَيْهِ الشَّافِعِیُّ وَخَرَجَ بِقَوْلِهٖ (من فتيتكم المؤمنت) اَلْكَافِرَاتُ، فَلَا يَحِلُّ لَهٗ نِكَاحُهَا وَلَوْ عَدَمَ وَخَافَ ﴿وان تصبروا﴾ عَنْ نِكَاحِ الْمَمْلُوْكَاتِ ﴿خير لكم﴾ لِئَلَّا يَصِيْرَ الْوَلَدُ رَقِيْقًا ﴿والله غفور رحيم (۲۵)﴾ بِالتَّوْسِعَةِ فِیْ ذٰلِكَ۔

﴿ترجمہ﴾

اور (حرام کی گئیں تم پر) محصنت (یعنی شوہروں والی) عورتیں......۱......(یعنی شادی شدہ عورتیں کہ اپنے شوہروں سے جدا ہونے سے پہلے تمہارا ان سے نکاح کرنا حرام ہے، خواہ وہ عورتیں آزاد مسلمان ہوں یا نہ ہوں) مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آ

جائیں (یعنی گرفتار شدہ باندیاں، تو استبراء کے بعد تمہارا ان سے وطی کرنا جائز ہے، اگرچہ دارالحرب میں انکے شوہر ہوں) لکھا ہوا ہے اللہ کا (لفظ کتب مفعول مطلق ہے کتب ذلک کیلئے) تم پر اور حلال کیا گیا (احل معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) تمہارے لیے جو اسکے سوا ہیں (سوائے تم پر حرام کردہ عورتوں کے) کہ تلاش کرو (یعنی عورتوں کو طلب کرو) اپنے مالوں کے عوض (یعنی مہر یا ثمن کے عوض) پاک، امن بنتے (یعنی نکاح کرتے ہوئے) نہ کہ مستی نکالتے (یعنی زنا کرتے) پس (ما بمعنی من ہے) جو نفع اٹھا یا تم نے (یعنی تمتع حاصل کیا) ان عورتوں سے (نکاح کے بعد وطی کرکے) تو انہیں انکی اجرت دو (یعنی جو مہر تم نے انکے لئے مقرر کیا ہے وہ انہیں دے دو)، تو اس میں گناہ نہیں اگر تمہارے آپس میں کچھ رضامندی ہو جائے (تم مردوں اور ان عورتوں میں) قرار داد کے بعد (کہ مہر کو مکمل معاف کرنا ہے یا اسکے بعض حصے کو یا اس میں مزید اضافہ کرنا ہے) بے شک اللہ علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) اور حکمت والا ہے (ان تدبیروں میں جو وہ اپنی مخلوق کے لئے فرماتا ہے) اور جو تم میں زیادتی (یعنی غناء کی) طاقت نہ رکھے کہ (آزاد) مسلمان عورتوں سے نکاح کرے (یہ قید غالب الوقوع ہونے کے لحاظ سے لگائی گئی ہے، اسکا اعتبار نہیں) تو جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں (ان سے نکاح کرو) تمہاری مومنہ لونڈیاں اور اللہ جانتا ہے تمہارے ایمان کو (تو تم ظاہری ایمان کا اعتبار کرو اور مخفی اسرار اللہ کے سپرد کر دو کیونکہ وہ تفصیلات کا جاننے والا ہے اور کتنی ہی باندیاں ایمان کے اعتبار سے آزاد عورتوں سے بہتر ہوتی ہیں، اس حکم میں باندیوں سے نکاح کرنے سے اُنس دلایا گیا ہے) تم میں ایک دوسرے سے ہے (یعنی تم اور وہ عورتیں دین میں برابر ہو تو ان سے نکاح میں عار محسوس نہ کرو) تو ان عورتوں سے انکے مالک (یعنی آقاؤں) کی اجازت سے نکاح کرو اور انہیں دو (یعنی عطا کرو) انکی اجرت (یعنی انکے مہر) بھلائی کے ساتھ (ٹال مٹول اور کمی کے بغیر) پاکدامن (محصنت غیر مسفحت، یہ اتوھن کی ضمیر سے حال ہے، عفیفہ بمعنی پاک دامن عورت کے ہے) نہ بدکاری کرنے والی (یعنی اعلانیہ زنا کرنے والی) اور نہ پوشیدہ یار بناتی (یعنی نہ ایسے دوست بنانے والی جو چھپ کر اس سے زنا کرے) پس جب وہ نکاح میں آجائیں (یعنی زوجیت میں، ایک قرأت میں احصن فعل معروف بمعنی تزوجن ہے) پھر اگر وہ برا کام کریں (یعنی زنا کریں) تو ان پر آدھا ہے جو آزاد عورتوں پر ہے (محصنت بمعنی آزاد کنواری عورتوں کے ہے، جب ایسی عورتیں زنا کر بیٹھیں تو) عذاب (یعنی بطور حد انہیں پچاس کوڑے مارے جائیں اور چھ ماہ کیلئے جلاوطن کیا جائے اور باندیوں کے حکم پر غلام کو قیاس کیا جائے گا، حد واجب ہونے کیلئے، احصان شرط نہیں بلکہ یہ بتلانا ہے کہ انہیں رجم نہ کیا جائے......) یہ حکم کہ (آزاد عورتوں کی گنجائش نہ ہونے کی صورت میں باندیوں سے نکاح کرنا) اسکے لئے ہے جو ڈرے (یعنی خوف کرے) زنا سے (اصل میں العنت کے معنی مشقت کے ہیں اور زنا کو العنت کہنے کی وجہ اسکا سبب مشقت ہونا ہے کہ دنیا میں حد لگائی جاتی ہے اور آخرت میں عذاب ہوگا تو) تم میں سے (بخلاف ان آزاد مردوں کے جنہیں زنا میں پڑنے کا خوف نہ ہو تو انکے لیے باندی سے نکاح حلال نہیں ہے اور یونہی جسے آزاد عورت سے نکاح کی استطاعت ہو وہ بھی لونڈی سے نکاح نہیں کر سکتا، یہ مسلک امام شافعی کا ہے اور من فتیتکم المومنت کی قید سے کافر عورتیں نکل گئیں کہ ان سے نکاح جائز نہیں اگرچہ آزاد سے نکاح پر قدرت نہ ہو اور زنا کا خطرہ ہو) اور صبر کرنا (مملوکہ سے نکاح کرنے سے) تمہارے لئے بہتر ہے (تاکہ تمہاری اولاد غلام نہ بنے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (کہ اس نے اس معاملے میں گنجائش رکھی ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتب الله علیکم﴾

و: عاطفہ، المحصنت: موصوف، من النساء: ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مستثنی منہ، الا: للاستثناء، ما ملکت ایمانکم: موصول، صلہ ملکر مستثنی، ملکر ماقبل و امھتکم پر معطوف ہے اور حرمت کا نائب الفاعل ہے، کتب: مصدر مضاف، الله: اسم جلالت فاعل مضاف الیہ، علیکم: متعلق بمصدر، یہ سب ملکر مفعول مطلق کتب فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسفحین﴾

و: عاطفہ، اُحل لکم: فعل مجہول وظرف لغو، ماوراء ذلکم: موصول صلہ ملکر نائب الفاعل، ان: مصدریہ، تبتغوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، محصنین: حال اول، غیر مسفحین: حال ثانی، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، باموالکم: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول لہ، احل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ﴾

ف: مستانفہ، ما: اسم شرط مبتدا، استمتعتم بہ منھن: فعل با فاعل وظرف لغو اول وظرف لغو ثانی ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، اٰتوھن: فعل با فاعل ومفعول، اجورھن: مرکب اضافی ذوالحال، فریضۃ: حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول ثانی، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزاء سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولا جناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ ان الله کان علیما حکیما﴾

و: مستانفہ، لا: نفی جنس، جناح: اسم، علی: جار، کم: ضمیر ذوالحال، فی: جار، ما: موصولہ، تراضیتم: فعل تم ضمیر ذوالحال، من بعد الفریضۃ: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، بہ: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر حال، اپنے کم ضمیر ذوالحال سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، لانفی جنس اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ، ان الله کان ......الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنت المومنت فمن ما ملکت ایمانکم من فتیتکم المؤمنات﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، لم یستطع: فعل ھو ضمیر ذوالحال، منکم: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، طولا: مصدر ھو ضمیر فاعل، ان ینکح ...... الخ: جملہ بتاویل مصدر مفعول، مصدر اپنے متعلقات سے ملکر مفعول، لم یستطع فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط، ف: جزائیہ، من: جار، ما ملکت ایمانکم: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من فتیاتکم المؤمنات: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر صفت، فعل محذوف فلینکح کے مفعول محذوف امۃ کیلئے، ای

فلینکح امَة من ما ......الخ فعل اپنے متعلقات سے ملکر جزا، اپنی شرط سے ملکر خبر، مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض فانکحوھن باذنِ اھلھن﴾

و: اعتراضیہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، اعلم بایمانکم: شبہ جملہ ہوکر خبر، جومبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ معترضہ ،بعضکم: مبتدا، من بعض: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ،ف: فصیحیہ ،انکحوھن باذن اھلھن: جملہ فعلیہ جزا، شرط محذوف اذا علمتم الوجھة المستقیمة الجدیرة بالاتباع کیلئے، جملہ شرطیہ۔

﴿واتوھن اجورھن بالمعروف محصنت غیر مسفحت ولامتخذت اخدانٍ﴾

و: عاطفہ، اتوھن: فعل بافاعل ھن ضمیر ذوالحال، محصنت: حال اول، غیر مسفحت: معطوف علیہ، و لا متخذات اخدان: معطوف، جومعطوف علیہ سے ملکر حال ثانی، ذوالحال اپنے حالوں سے ملکر مفعول اول، اجورھن: مفعول ثانی، بالمعروف: ظرف لغو ،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل انکحوھن پر معطوف ہے۔

﴿فاذا احصن فان اتین بفاحشة فعلیھن نصف ماعلی المحصنت من العذاب﴾

ف: مستأنفہ ،اذا ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، احصن: فعل مجہول بانائب الفاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط اول ،ف: جزائیہ، ان شرطیہ ،اتین بفاحشة: فعل بافاعل وظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر شرط ثانی، ف: جزائیہ، علیھن: ظرف مستقر خبر مقدم، نصف: مضاف، ما علی المحصنت: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من العذاب: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، اپنی شرط ثانی سے ملکر پھر جزا، جوکہ شرط اول سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم﴾

ذلک: مبتدا، لام: جار، من: موصولہ، خشی: فعل ھو ضمیر ذوالحال، منکم: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، العنت: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: مستأنفہ ،ان تصبروا: مبتدا، خیر لکم: شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ غفور رحیم﴾

و: مستأنفہ ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، غفور: خبر اول ،رحیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستأنفہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......والمحصنت من النساء ......☆ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے ایک روز بہت سی قیدی عورتیں پائیں جنکے شوہر دارالحرب میں موجود تھے تو ہم نے ان سے قربت میں تأمل کیا اور سید عالم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

"والمحصنت من النساء" سے متعہ ثابت کرنا:

۱......نکاح کرنا سید عالم ﷺ کی مبارک اور میٹھی سنت ہے اور اس کا ایک مقصد اولاد کا حصول بھی ہے۔ابتدائے اسلام میں چونکہ باندی غلام رکھنے کا رواج تھا اور لوگوں کے پاس باندی غلام ہوا کرتے تھے اسلئے جو شخص آزاد عورت سے نکاح کی قدرت نہ رکھتا شریعت مطہرہ نے اسکے لئے بغیر نکاح کے باندی کو حلال رکھا۔آیت مقدسہ میں ان کافر عورتوں کا ذکر ہے جو قید ہو کر مسلمانوں کے پاس آئیں اگر چہ دارالحرب میں ان کے شوہر موجود ہوں ایسی عورتیں بعد استبراء مسلمانوں کیلئے حلال ہیں۔مذکورہ آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح کے ذریعے پاکبازی بھی حاصل ہوتی ہے۔بعض حضرات اس آیت مبارکہ سے متعہ کا جواز ثابت کرتے ہیں۔اب ہم تبیان القرآن جلد۲ صفحہ ۶۳۱ سے ان حضرات کی عبارات مع حوالاجات پیش کرتے ہیں جو متعہ کے جواز کے قائل ہیں چنانچہ شیخ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی متوفی ۴۶۰ھ روایت کرتے ہیں "منصور صیقل بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ نے کہا کہ مجوسی عورت سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔"

(الاستبصار ج۳،ص۱۵۳)

زرارہ کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ سے پوچھا گیا کہ کیا متعہ صرف چار عورتوں سے کیا جاسکتا ہے؟ انہوں نے کہا متعہ اجرت سے ہوتا ہے چاہے ہزار عورتوں سے کرلو۔"

(الاستبصار ج۳،ص۱۵۳)

شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ روایت کرتے ہیں "ابو عمیر کہتے ہیں کہ میں نے ہشام بن سالم سے متعہ کا طریقہ پوچھا انہوں نے کہا تم یوں کہو! اے اللہ کی بندی میں اتنے پیسے کے عوض اتنے دنوں کے لئے تم سے متعہ کرتا ہوں، جب وہ ایام گزر جائیں گے تو اس کو طلاق ہو جائے گی اور اسکی کوئی عدت نہیں ہے۔

(الفروع من الکافی، ج۵،ص۴۵۶)

ہمارے نزدیک متعہ باطل ہے چنانچہ ھدایہ میں ہے **ونکاح المتعة باطل وهو ان يقول لامراة اتمتع بک کذا مدة بكذا من المال** یعنی نکاح متعہ باطل ہے اور وہ یہ ہے کہ مرد عورت سے کہے کہ میں تجھ سے اتنے مال کے عوض اتنی مدت کیلئے متعہ کرتا ہوں۔

(الهداية مع بداية المبتدى، کتاب النکاح، ج ۳ ،ص۲۳)

☆......حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے خیبر کے زمانے میں متعہ اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

(صحيح البخاری ، کتاب النکاح ،باب نهی النبی ﷺ،ص۹۱۵)

☆......**انَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ الْفَتْحِ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ** حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فتح مکہ کے دن عورتوں سے متعہ کو منع فرمایا۔

(صحیح مسلم ،کتاب النکاح ،باب نکاح المتعة ،ص۶۵۵)

تحقیق یہ ہے کہ بعض جنگوں میں لوگوں نے آپ ﷺ سے خصی ہونے کی اجازت چاہی اور آپ نے انکو روکا اور متعہ کی اجازت دی۔پھر آگے چل کر متعہ سے ہمیشہ کیلئے ممانعت فرمادی اور اب امت مسلمہ کا اسی پر اتفاق ہے محض شیعہ حضرات کو اس میں اختلاف ہے اور وہ اسکو اب بھی جائز جانتے ہیں۔صحابہ کرام میں کچھ عرصے تک اس بارے میں اختلاف رہا مگر اکثریت حرمت ہی کی قائل رہی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سب کا اسی پر اجماع ہو گیا۔اسکے بعد کسی اہل سنت و جماعت کو اس میں گفتگو کی مجال نہیں رہی۔آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اسکی حرمت وحلت کے بارے میں روایات وارد ہیں بعض کے نزدیک یہ دو سے زائد مرتبہ حلال وحرام ہوا۔مگر تحقیق یہ ہے کہ دو ہی مرتبہ حلال ہوا اور دو ہی مرتبہ حرام ہوا۔اور جب آخری مرتبہ یہ حرام ہوا تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرمت

باقی رہی یعنی یوم خیبر سے پہلے یہ حلال تھا اور یوم خیبر حرام ہوا، فتح مکہ کے دن یہ حلال ہوا اور تین دن کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کیلئے یہ حرام ہوگیا۔(مسند امام اعظم ،مترجم،ص ۲۲۰)

باندی پر حد:

۲......اگر زنا غلام یا باندی نے کیا ہو تو ان پر آزاد مرد وعورت کے مقابلے میں نصف حد ہے یعنی انہیں پچاس کوڑے لگائے جائیں گے اس کی دلیل باری ﷻ کا یہ فرمان ہے ﴿فعلیھن نصف ماعلی المحصنت من العذاب(النساء :۲۵)﴾ اس کیوجہ فقہائے کرام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ رقیت نعمت کو مُنَقَّص کر دیتی ہے لہذا سزا بھی مُنَقَّص ہی ہونی چاہیے اور رقیت کے مُنَقِّص ہونے کے بارے بنایہ میں ہے کہ الاتری ان العبد لا یتزوج الا اثنتین۔(الهداية مع بداية المبتدى، كتاب الحدود،ص ۷۸)

جمہور کی دلیل متذکرہ بالا آیت مبارکہ ہے کہ اگر باندیاں زنا کریں تو ان کو آزاد عورتوں کی نصف سزا دی جائے گی اس آیت میں محصنہ کا اطلاق باندیوں کے مقابلے میں آزاد عورتوں پر کیا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک کوڑے مارنا اور جلاوطن کرنا دونوں باتوں کو بیک وقت جمع نہیں کیا جائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا فاجلدوا پس کوڑے مارو۔ ہاں امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک کوڑے بھی لگائیں جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن بھی کیا جائے گا ہاں باندی، غلام کی سزا آزاد مرد وعورت کے مقابلے میں نصف ہوتی ہے لہذا ان کی سزا امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک پچاس کوڑے اور چھ ماہ کی جلاوطنی ہے۔ ہمارے نزدیک اگر امام وقت جلاوطن کرنے میں فائدہ دیکھے تو کر سکتا ہے۔

(الهداية مع بداية المبتدى، كتاب الحدود،ص ۸۲،ملخصاً)

اغراض:

حرمت علیکم: اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿امھتکم﴾ مراد یہ ہے کہ تمہاری مائیں محرمات کے سلسلے کو چلانے والی ہیں اس لئے مفسر جلال نے حرمت علیکم فرمایا۔ ان تنکحوھن: یعنی تم عقد نکاح کرو عورتوں سے ان کی عصمت کی وجہ سے اور عصمت کو عدت کے ساتھ مُسلک کیا، اور اس کی جانب مفسر کا قول قبل مفارقة ازواجھن کے ذریعے اشارہ ملتا ہے۔ او لا: چاہے وہ باندیاں ہوں یا کتابیہ ۔نصب علی المصدر: یعنی مصدر موکد ہے عامل معنوی کی وجہ سے جو کہ مفسر کے قول حرمت سے مستفاد ہو رہا ہے، پس تحریم ،فرض اور کتب سب کا ایک ہی معنی ہے۔ای سوی ما حرم علیکم من النساء: یعنی کتاب اور سنت سے متذکرہ بالا عورتوں کی حرمت ثابت ہے۔ احل لکم: یعنی حرمت والی عورتوں کے سوا تمہارے لئے حلال ہے کہ تلاش کرو۔ بصداق: یعنی نکاح کے ذریعے۔ اوثمن: یعنی جو ملک کے ذریعے تمہارے قبضے میں آئیں۔ متزوجین: یعنی جن کے تم مالک ہوئے اور ثمن قول کے ذریعے۔ مھورھن: مہر کو اجر اکہا گیا اس لئے کہ یہ استمتاع یعنی نفع اٹھانے کے مقابلے میں آتا ہے نہ کہ ذات کے مقابلے میں۔

التم وھن: یعنی یہ عورتیں ہدایت یافتہ ہوں یا ان عورتوں کے اولیاء ہدایت یافتہ ہوں اگر وہ عورتیں کم عقل ہوں۔

من حطھا الخ: یعنی تم پر کوئی گناہ نہیں (کل یا بعض) مہر معاف کرنے میں اور نہ ہی عورت پر کوئی گناہ کہ وہ زیادہ لینے پر راضی ہو۔

تفضل فیه: کبھی باندی کو آزاد عورت پر فضیلت دی جاتی ہے، جس کی جانب بڑے بڑے اولیاء اور ارباب اسرار نے توجہ دلائی ہے جیسے

مفسر جلال کا قول بعضکم من بعض یعنی دین اور نسب کی جنس دیگر اجناس پر فوقیت رکھتی ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ لوگوں کی مثال دینے کے حوالے سے یہ بات کافی ہے کہ ان کے باپ آدم علیہ السلام ہیں اور ماں بی بی حوا۔ الابکار: اس قید سے یہ ثابت ہوا کہ آزاد غیر باکرہ کو رجم کیا جائے اور اس میں تنصیف نہیں ہے۔ ویغرب نصف سنة: یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور امام مالک کے نزدیک غلام پر تغریب یعنی (چھ ماہ کی) جلاوطنی نہیں ہے چاہے مرد ہو یا عورت۔ فلا مفهوم له: یعنی جب آزاد کتابیہ میں غنا کی کوئی صورت پائی جائے تو باندی سے نکاح کرنا جائز نہ رہے گا۔

وعليه الشافعی: اسی مذہب یعنی (بخلاف ان آزاد مردوں کے جنہیں زنا میں پڑنے کا خوف نہ ہو تو انکے لیے باندی سے نکاح حلال نہیں ہے۔ اور یونہی جسے آزاد عورت سے نکاح کی استطاعت ہو وہ بھی لونڈی سے نکاح نہیں کر سکتا)، یہ مسلک امام شافعی کا ہے اور اسی پر امام مالک اور احمد ہیں، اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ باندی سے نکاح اس شخص کے لئے جائز ہے جس کے پاس کوئی آزاد عورت بالفعل نہ ہو، چاہے مہر دے سکتا ہو یا نہ دے سکتا ہو اور لونڈی کے اسلام پر ہونے کی بھی شرط نہیں (خلاصہ یہ کہ امام اعظم کے نزدیک لونڈی سے نکاح کرنا مطلقاً جائز ہے یہ صرف مجبوری کی وجہ سے جائز نہیں لونڈی مسلمان ہو یا کتابیہ آزاد عورت کو خرچہ دے سکتا ہو یا نہ دے سکتا ہو، ہاں بغیر ضرورت مکروہ ہے، مظہری)۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿یرید الله لیبین لکم ویهدیکم﴾ شَرَائِعَ دِینِکُمْ وَمَصَالِحَ اَمْرِکُمْ ﴿سنن﴾ طَرَائِقَ ﴿الذین من قبلکم﴾ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فِی التَّحْلِیْلِ وَالتَّحْرِیمِ فَتَتَّبِعُوْهُمْ ﴿ویتوب علیکم﴾ یَرْجِعُ بِکُمْ عَنْ مَعْصِیَتِهِ الَّتِیْ کُنْتُمْ عَلَیْهَا اِلٰی طَاعَتِهِ ﴿والله علیم﴾ بِکُمْ ﴿حکیم (۲۶)﴾ فِیْمَا دَبَّرَهُ لَکُمْ ﴿والله یرید ان یتوب علیکم﴾ کَرَّرَهُ لِیُبْنٰی عَلَیْهِ ﴿ویرید الذین یتبعون الشهوت﴾ اَلْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی اَوِ الْمَجُوْسُ اَوِ الزُّنَاةُ ﴿ان تمیلوا میلا عظیما (۲۷)﴾ تَعْدِلُوْا عَنِ الْحَقِّ بِارْتِکَابِ مَا حُرِّمَ عَلَیْکُمْ فَتَکُوْنُوْا مِثْلَهُمْ ﴿یرید الله ان یخفف عنکم﴾ فَیُسَهِّلَ عَلَیْکُم اَحْکَامَ الشَّرْعِ ﴿وخلق الانسان ضعیفا (۲۸)﴾ لَا یَصْبِرُ عَنِ النِّسَاءِ وَالشَّهَوَاتِ ﴿یایها الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل﴾ بِالْحَرَامِ فِی الشَّرْعِ کَالرِّبٰوا وَالْغَصْبِ ﴿الا﴾ لٰکِنْ ﴿ان تکون﴾ تَقَعَ ﴿تجارة﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالنَّصْبِ، اَنْ تَکُوْنَ الْاَمْوَالُ اَمْوَالَ تِجَارَةٍ صَادِرَةٍ ﴿عن تراض منکم﴾ وَطِیْبِ نَفْسٍ فَلَکُمْ اَنْ تَاْکُلُوْهَا ﴿ولا تقتلوا انفسکم﴾ بِارْتِکَابِ مَا یُؤَدِّیْ اِلٰی هَلَاکِهَا اَیًّا کَانَ فِی الدُّنْیَا اَوِ الْاٰخِرَةِ بِقَرِیْنَةِ ﴿ان الله کان بکم رحیما (۲۹)﴾ فِیْ مَنْعِهِ لَکُمْ مِنْ ذٰلِکَ ﴿ومن یفعل ذلک﴾ اَیْ مَا نُهِیَ عَنْهُ ﴿عدوانا﴾ تَجَاوُزًا لِلْحَلَالِ حَالٌ ﴿وظلما﴾ تَاْکِیْدٌ ﴿فسوف نصلیه﴾ نُدْخِلُهُ ﴿نارا﴾ یَحْتَرِقُ فِیْهَا ﴿وکان ذلک علی الله یسیرا (۳۰)﴾ هَیِّنًا ﴿ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه﴾ وَهِیَ

مَا وَرَدَ عَلَيْهَا وَعِيْدٌ كَالْقَتْلِ وَالزِّنَا وَالسَّرِقَةِ ، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:"هِيَ اِلَى السَّبْعِمِائَةِ اَقْرَبُ" ﴿نكفر عنكم سياتكم﴾ اَلصَّغَائِرَ بِالطَّاعَاتِ ﴿وندخلكم مدخلا﴾ بِضَمِّ الْمِيْمِ وَفَتْحِهَا اَیْ اِدْخَالًا اَوْ مَوْضِعًا ﴿كريما(۳۱)﴾ هُوَ الْجَنَّةُ ﴿ولا تتمنوا ما فضل الله به بعضكم على بعض﴾ مِنْ جِهَةِ الدُّنْيَا اَوِ الدِّيْنِ لِئَلَّا يُؤَدِّيَ اِلَى التَّحَاسُدِ وَالتَّبَاغُضِ ﴿للرجال نصيب﴾ ثَوَابٌ ﴿مما اكتسبوا﴾ بِسَبَبِ مَا عَمِلُوْا مِنَ الْجِهَادِ وَغَيْرِهٖ ﴿وللنساء نصيب مما اكتسبن﴾ مِنْ طَاعَةِ اَزْوَاجِهِنَّ وَحِفْظِ فُرُوْجِهِنَّ، نَزَلَتْ لَمَّا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ:"لَيْتَنَا كُنَّا رِجَالًا فَجَاهَدْنَا وَكَانَ لَنَا مِثْلَ اَجْرِ الرِّجَالِ ﴿واسئلوا﴾ بِهَمْزَةٍ وَدُوْنِهَا ﴿الله من فضله﴾ مَا احْتَجْتُمْ اِلَيْهِ يُعْطِيْكُمْ ﴿ان الله كان بكل شیء عليما (۳۲)﴾ وَمِنْهُ مَحَلُّ الْفَضْلِ وَسُؤَالُكُمْ ﴿ولكل﴾ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ ﴿جعلنا موالی﴾ اَیْ عَصَبَةً يُعْطَوْنَ ﴿مما ترک الوالدن والاقربون﴾ لَهُمْ مِنَ الْمَالِ ﴿والذين عقدت﴾ بِاَلِفٍ وَّدُوْنِهَا ﴿ايمانكم﴾ جَمْعُ يَمِيْنٍ بِمَعْنَى الْقَسْمِ اَوِ الْيَدِ اَیِ الْحُلَفَاءُ الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمُوْهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَلَى النُّصْرَةِ وَالْاِرْثِ ﴿فاتوهم﴾ اَلْاٰنَ ﴿نصيبهم﴾ حَظَّهُمْ مِنَ الْمِيْرَاثِ وَهُوَ السُّدُسُ ﴿ان الله كان على كل شیء شهيدا (۳۳)﴾ مُطَّلِعًا وَمِنْهُ حَالُكُمْ، وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِقَوْلِهٖ (وَاُولُو الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ).

﴿ترجمہ﴾

اللہ چاہتا ہے کہ اپنے احکام (تمہارے دینی اور مصلحتوں کے کام) تمہارے لیے بیان کردے اور تمہیں ہدایت کرے سنتیں (سنن بمعنی طرائق ہے) تم سے پہلوں کی (یعنی گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے تحلیل وتحریم کے متعلق جو طریقے تھے تم سے بیان کردے، پس تم انکی پیروی کرو) اور تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمانا چاہتا ہے (یعنی جس معصیت ونافرمانی کا تم شکار ہو اس سے تمہیں اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی جانب کرنا چاہتا ہے) اور اللہ جانتا ہے (تم لوگوں کو) اور حکمت والا ہے (ان تدبیروں میں جو وہ تمہارے لئے فرماتا ہے) اور اللہ تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمانا چاہتا ہے (اس کے تکرار کی وجہ اگلے جملے کی اس پر بناء ہے) جو اپنے مزوں کے پیچھے پڑے ہیں وہ چاہتے ہیں (یعنی یہود ونصاریٰ مجوس یا زانی لوگ) کہ تم سیدھی راہ سے بہت الگ ہو جاؤ (یعنی حرام کردہ امور کا ارتکاب کرکے حق سے عدول کرجاؤ، تاکہ تم بھی انہیں کی مثل ہو جاؤ) اللہ چاہتا ہے تم پر تخفیف کرے (یعنی تم پر احکامِ شرعیہ آسان کردے) اور آدمی کمزور بنایا گیا ہے......(کہ وہ عورتوں اور خواہشات پر صبر نہیں کرسکتا) اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ باطل طریقے سے (یعنی ان طریقوں سے جو شریعت میں حرام ہیں جیسا کہ سود اور غصب) لیکن (الا بمعنی لـــکـــن ہے) یہ کہ ہو (یعنی واقع ہو) تجارت (ایک قرأت میں تجارۃ نصب کے ساتھ ہے، یعنی وہ مال مالِ تجارت ہو جو) تمہاری باہمی رضامندی کا ہو (خوش دلی سے ہو تو اسکا کھانا تمہارے لیے جائز ہے) اور اپنی جانیں قتل نہ کرو......(ایسے اعمال کا ارتکاب کرکے جو جانی ہلاکت تک لے جانے

والے ہوں، خواہ وہ ہلاکت دنیاوی ہو یا اخروی، یہ تعمیم قرینہ کیوجہ سے ہے) بے شک اللہ تم پر مہربان ہے (کہ اس نے تمہیں ایسے اعمال سے منع کر دیا) اور جو ایسا کرے (یعنی ممنوعہ افعال کا ارتکاب کرے) زیادتی کرتے ہوئے (حلال سے تجاوز کر کے، عدوانا ترکیب میں یفعل کے فاعل سے حال ہے) اور ظلم سے (لفظ ظلما تاکید ہے) پس عنقریب ہم اسے پہنچائیں گے (یعنی داخل کرینگے) آگ میں (وہ اس میں جل جائے گا) اور یہ اللہ پر آسان ہے (یسیر، ھینا کے معنی میں ہے) اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جنکی تمہیں ممانعت ہے (کبیرہ گناہ......سے......وہ ہیں جس پر وعید وارد ہوئی جیسے قتل، زنا، چوری کرنا، حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ کبائر کی تعداد سات سو تک پہنچتی ہے) تو تمہارے گناہ (صغیرہ نیکیوں کی برکت سے) ہم بخش دینگے اور داخل کرینگے ہم تمہیں داخل ہونے کی جگہ (مدخلا میم کے ضمہ اور فتح کے ساتھ بمعنی ادخال مصدر ہے یا موضع ادخال یعنی ظرف ہے) عزت والی (یعنی جنت) میں اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی (خواہ دنیاوی جہت سے ہو یا دینی جہت سے......ہے......، تاکہ باہمی کے حسد اور بغض تک نہ لے جائے) مردوں کے لیے حصہ (یعنی ثواب) ہے انکی کمائی سے (انکے اعمال یعنی جہاد وغیرہ کے سبب) اور عورتوں کے لیے انکی کمائی سے حصہ (ہے جیسے انکا اپنے خاوند کی طاعت اور پارسائی کی حفاظت کرنا، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس خواہش کا اظہار کیا: ''کاش ہم بھی مرد ہوتیں تو مردوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہو کر انکے مثل اجر پاتیں) اور مانگو (واسئلوا ہمزہ کے ساتھ اور بغیر ہمزہ دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اللہ سے اسکا فضل (یعنی جس چیز کی بھی تمہیں حاجت ہو وہ تمہیں عطا کرے گا) بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے (مواقع فضل اور تمہاری خواہشات و آرزوئیں بھی اس کے علم میں ہیں) اور ہر ایک پر (مردوں اور عورتوں میں سے) ہم نے وارث بنائے (یعنی عصبہ بنائے، جنہیں دیا جائے گا اس میں سے) جو ماں باپ اور قریبی رشتے دار چھوڑ گئے (انکے لیے یعنی مال) اور جن سے بندھ چکیں (لفظ عـقـدت الف اور بغیر الف کے پڑھا گیا ہے) تمہاری قسمیں (ایمانکم، یمین کی جمع ہے بمعنی قسم یا ہاتھ، یعنی تمہارے وہ حلیف جن سے تم نے زمانۂ جاہلیت میں ایک دوسرے کی مدد اور ایک دوسرے کے وارث بننے کا وعدہ کیا تھا) تو تم انہیں دو (اب) انکا حصہ (میراث میں سے چھٹا حصہ) بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے (وہ ہر چیز پر مطلع ہے اور ان میں سے تمہارا حال بھی ہے، یہ حکم آیت ﴿واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض﴾ سے منسوخ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یرید اللہ لیبین لکم ویھدیکم سنن الذین من قبلکم و یتوب علیکم واللہ علیم حکیم﴾

یرید: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، لام: زائد، یبین لکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یھدیکم: فعل با فاعل ومفعول، سنن: موصوف، الذین من قبلکم: موصول صلہ ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، ویتوب علیکم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفین سے ملکر مفعول، یرید فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، واللّٰہ علیم حکیم: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واللہ یرید ان یتوب علیکم ویرید الذین یتبعون الشھوت ان تمیلوا میلا عظیما﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یرید: فعل با فاعل، ان یتوب علیکم: جملہ بتاویل مصدر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر

معطوف علیہ،و: عاطفہ،یرید:فعل،الذین یتبعون الشھوات: موصول صلہ ملکر فاعل ،انْ تمیلو ...... الخ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا﴾

یرید اللّٰہ : فعل بافاعل،ان یخفف عنکم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،و: مستانفہ ،خلق:فعل مجہول،الانسان: ذوالحال ،ضعیفا: حال،اپنے ذوالحال سے ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿یایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم﴾

یا ایھاالذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ ،لاتاکلوا:فعل بافاعل،اموالکم: ذوالحال،بالباطل: ظرف مستقر حال،اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول اول،بینکم:ظرف لغو،ملکر مستثنیٰ منہ،الا: للاستثناء،ان: مصدریہ،تکون: فعل ناقص ھی ضمیر اسم،تجارۃ: موصوف ،عن تراض: ظرف مستقر صفت اول،منکم:ظرف مستقر صفت ثانی،موصوف،دونوں صفات سے ملکر خبر،تکون اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر،تجارۃ محذوف سے مستثنیٰ،مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر مفعول ثانی،لا تاکلوا فعل اپنے فاعل ودونوں مفعول و ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿ولاتقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما﴾

و: عاطفہ،لاتقتلوا: فعل بافاعل،انفسکم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل لاتاکلوا پر معطوف ہے،انّ: حرف مشبہ،اللّٰہ: اسم جلالت اسم،کان: فعل ناقص ھو ضمیر اسم،بکم: ظرف لغو مقدم،رحیما: صفت مشبہ ھو ضمیر فاعل وظرف لغو مقدم سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یفعل ذلک عدوانا وظلما فسوف نصلیہ نارا﴾

و: استینافیہ،من: شرطیہ مبتدا،یفعل: فعل ھو ضمیر ذوالحال،ذلک: مفعول،عدوانا و ظلما: معطوف علیہ،معطوف ملکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ،سوف: حرف استقبال،نصلیہ نارا: جملہ فعلیہ جزاء،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکان ذلک علی اللہ یسیرا﴾

و: استنافیہ،کان: فعل ناقص ،ذلک:اسم،علی اللّٰہ یسیرا: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم وندخلکم مدخلا کریما﴾

ان: شرطیہ،تجتنبوا:فعل بافاعل،کبائر: مضاف،ما: موصولہ،تنھون عنہ:فعل بانائب الفاعل وظرف لغو،جملہ فعلیہ صلہ،اپنے

موصول سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، نکفر عنکم سیاتکم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ندخلکم: فعل بافاعل ومفعول، مدخلا کریما: مرکب توصیفی مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تتمنوا مافضل الله به بعضکم علی بعض﴾

و: مستانفہ، لاتتمنوا: فعل بافاعل، ما: موصولہ، فضل اللّٰہ بہ بعضکم علی بعض: فعل بافاعل وظرف لغو اول ومفعول و ظرف لغو ثانی، سب ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن﴾

للرجال: ظرف مستقر خبر مقدم، نصیب: موصوف، من: جار، ما اکتسبوا: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف مستقر ہو کر مبتدا موخر، جو خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، للنساء: ظرف مستقر خبر مقدم، نصیب: موصوف، مما اکتسبن: جار مجرور ظرف مستقر، صفت اپنے موصوف سے ملکر مبتدا موخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واسئلوا الله من فضله ان الله کان بکل شیء علیما﴾

و: عاطفہ، اسئلوا اللّٰہ: فعل بافاعل واسم جلالت مفعول، من فضلہ: ظرف مستقر، شیئا محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول ثانی، سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل لا تتمنوا پر معطوف ہے، انّ: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، کان: فعل ناقص ھو ضمیر اسم، بکل شیء علیما: شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون﴾

و: مستانفہ، لام: جار، کل: مضاف، قوم، محذوف موصوف، جعلنا: فعل بافاعل، ھم، ضمیر محذوف مفعول اول، موالی: مفعول ثانی، سب ملکر جملہ فعلیہ صفت، اپنے موصوف سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر، خبر مقدم، من: جار، ما: موصولہ، ترک: فعل، الوالدان و الاقربون: معطوف علیہ، معطوف سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، موصول سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر، نصیب محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مبتدا موخر، مبتدا موخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین عقدت ایمانکم فاتوھم نصیبھم﴾

و: مستانفہ، الذین: موصول، عقدت ایمانکم: فعل بافاعل، جملہ فعلیہ، صلہ اپنے موصول سے ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، اتوھم نصیبھم: جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الله کان علی کل شیء شھیدا﴾

ان: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، کان: فعل ناقص بااسم، علی کل شیئ: ظرف لغومقدم، شھیدا: صفت مشبہ ھو ضمیر فاعل و ظرف لغومقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولا تتمنوا ما فضل اللّٰہ بہ ......☆جب آیت میراث ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ بنازل ہوئی اورمیت کے ترکہ میں مرد کا حصہ عورت سے دونا مقرر کیا گیا تو مردوں نے کہا کہ ہمیں امید ہے کہ آخرت میں نیکیوں کا ثواب بھی ہمیں عورتوں سے دونا ملے گا اورعورتوں نے کہا کہ ہمیں امید ہے کہ گناہ کا عذاب ہمیں مردوں سے آدھا ہوگا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اللہ نے جسکو جوفضل دیا وہ عین حکمت ہے بندے کو چاہیے کہ وہ اس کی رضا پر راضی رہے۔

☆......للرجال نصیب مما اکتسبوا ......☆ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم بھی اگر مرد ہوتے تو جہاد کو جاتے اور مردوں کی طرح جان فدا کرنے کا ثواب عظیم پاتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اورانہیں تسکین خاطر دی گئی کہ مرد جہاد سے ثواب حاصل کرسکتے ہیں اور عورتیں شوہروں کی اطاعت اور پاکدامنی سے ثواب حاصل کرسکتی ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

"وخلق الانسان ضعیفا" سے مراد:

۱......انسان کس اعتبار سے کمزور پیدا کیا گیا ہے اس بارے میں مفسرین کرام کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں، چنانچہ علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ انسان اس لحاظ سے کمزور پیدا کیا گیا ہے کہ وہ خواہشات پر صبر نہیں کرسکتا اور فرمانبرداری کا شوق رکھتا ہے۔

(المدارک، ج۱،ص۳۵۱)

☆......علامہ جلال الدین سیوطی اسی آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ طاؤس سے روایت ہے کہ انسان عورت کے معاملے سے زیادہ کسی معاملے میں کمزور نہیں ہے۔ (الدر المنثور، ج۲،ص۲۵۷)

☆......علامہ خازن باقی اقوال میں تو علامہ نسفی اور علامہ سیوطی کے ہم خیال ہیں تاہم ایک قول یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ انسان اپنی خلقت کے اعتبار سے کمزور ہے اسلئے کہ وہ حقیر پانی سے پیدا ہوا ہے۔ (الخازن، ج۱،ص۳۶۶)

☆......تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ انسان اپنی خلقت کے اعتبار سے کمزور ہے اسلئے اللہ ﷻ اس پر آسانی فرماتا ہے سختی نہیں ہے کیونکہ انسان اپنے نفس اور عزم وحوصلے کے اعتبار سے کمزور ہے۔ طاؤس فرماتے ہیں مرد عورت کے معاملے میں کمزور ہے۔ وکیع فرماتے ہیں کہ عورتوں کے پاس مرد کی عقل جاتی رہتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ معراج سے واپسی پر جب سدرۃ المنتھی کے قریب پہنچے تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا: ''آپ ﷺ پر اللہ ﷻ نے کیا فرض فرمایا؟'' آپ ﷺ نے بتایا: ''اللہ ﷻ نے مجھے دن رات میں پچاس نمازوں کا حکم دیا ہے۔'' اس پر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: ''واپس جائیے اور اپنے رب سے اس میں تخفیف کروائیے، آپ ﷺ کی امت میں اسکی طاقت نہیں، میں آپ ﷺ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کرچکا ہوں، وہ اس سے کم تعداد سے بھی عاجز آگئے، آپ ﷺ کی امت تو سمع، بصر اور دل کے اعتبار سے ان سے بھی زیادہ کمزور ہے۔'' پس آپ ﷺ واپس گئے تو دس نمازیں معاف ہو گئیں۔ واپس آئے تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہی گفتگو ہوئی یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔ (ابن کثیر، ج۱،ص۵۹۰)

خود کشی کی حرمت:

ع......انسان اپنی جان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور نہ ہی کسی دوسرے کی جان کو ناحق نقصان پہنچا سکتا ہے۔ چنانچہ سرورِ دوعالم ﷺ نے کئی مواقع پر اس بارے احکامات ذکر فرمائے اور نسل انسانی کو اس قبیح جرم سے بچانے کے لئے غضب بھرے ارشادات بھی بہم پہنچائے کہ انسان اپنی جان کا خود مالک نہیں یہ اللہ ﷻ کی امانت ہے۔ اس بارے ہم احادیث طیبہ اور اقوال مفسرین پیش کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

☆......حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی پاک ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کراؤ، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا تَرْجِعُوا بَعْدِی کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ یعنی میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو''۔ (صحیح البخاری کتاب العلم، باب الانصات للعلماء، ص۲٦)

☆......علامہ خازن فرماتے ہیں: ''ان ھذا نھی للانسان عن قتل نفسہ ''یعنی حضور ﷺ کا یہ فرمان انسان کو اپنی ذات کو قتل کرنے سے روکنے کے لئے ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۳٦٦)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو پہاڑ سے نیچے گر کر خودکشی کرے وہ دوزخ میں جائے گا اور ہمیشہ اس میں گرتا جائے گا اور پھر اسی میں ہمیشہ رہے گا اور جو شخص زہر کھا کر خودکشی کر لے تو ایسے شخص کے ہاتھ میں ہمیشہ زہر رہے گا جسے وہ دوزخ میں ہمیشہ کھاتا رہے گا اور جو شخص لوہے کے کسی ہتھیار سے خودکشی کرے تو وہ ہتھیار دوزخ میں ہمیشہ اسکے پاس رہے گا جسے وہ دوزخ کی آگ کے اندر ہمیشہ اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا اور ہمیشہ اس کے اندر رہے گا''۔
(صحیح البخاری کتاب الطب، باب شرب السم والدوائبہ، ص۱۰۲۰)

☆......حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک زخمی شخص نے خود کو قتل کر لیا تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: ''میرے بندے نے خود ہی جان دے دی تو میں نے بھی اس پر جنت حرام کر دی''۔
(صحیح البخاری کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قاتل النفس، ص۲۱۸)

علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ خودکشی کرنے والے کو غسل دیا جائے گا خواہ وہ جان بوجھ کر ہی ایسا کرے اور اس کی نماز جنازہ بھی ادا کی جائے گی اسی پر فتویٰ ہے اگرچہ دوسرے مسلمان کو قتل کرنے کی بہ نسبت یہ زیادہ بڑا گناہ ہے۔
(الدر المختار، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ الجنائز، ج۳، ص۱۰۸)

جو شخص عمداً اپنے آپ کو قتل کرے امام اعظم علیہ الرحمہ اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک انکی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ یہی صحیح ترین قول ہے اور اسی طرح تبیین میں بھی ہے۔ (الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، باب فی الجنائز، ج۱، ص۱۷۹)

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے خودکشی کرنے والے ایک شخص کی نماز جنازہ نہ پڑھی تو آپ ﷺ نے ایسا محض اس فعل سے روکنے کے لئے بطور زجر کیا، جس طرح کہ آپ ﷺ نے ایک مقروض شخص کی بھی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔
(ردالمحتار کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ الجنائز، ج۳، ص۱۰۸ تا ۱۰۹)

کبیرہ گناہ:

۳۔۔۔۔۔گناہِ کبیرہ کی تعریف میں اختلاف ہے کہ اس سے کون سی معصیت ونافرمانی مراد لی جائے چنانچہ تفسیرِ مظہری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک قول ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ گناہ کبیرہ وہ ہوتا ہے جس کے بارے میں اللہ عزوجل نے جہنم، غضب، لعنت اور عذاب کا فیصلہ فرمایا ہو۔ اور امام ضحاک کا بھی یہی قول ہے کہ ہر وہ عمل جس پر اللہ عزوجل نے دنیا میں حد کی اور آخرت میں عذاب کی وعید سنائی ہو کبیرہ گناہ کہلاتا ہے۔ (المظھری، ج ٢، ص ٨٣)

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ: ''والاقرب ان الکبیرۃ کل ذنب رتب الشارع علیہ الحد او صرح بالوعید فیہ یعنی ہر وہ فعل جسکے لئے شارع نے کوئی حد مقرر کی ہو یا اس پر عذاب کی دھمکی دی ہو وہ گناہِ کبیرہ ہے (البیضاوی، ج ٢، ص ٣٥٠)

جس طرح گناہ کبیرہ کی ایسی کوئی تعریف نہیں کی جاسکی کہ جو اتنی جامع مانع ہو کہ سب کا اس پر اتفاق ہو جائے اسی طرح کبیرہ گناہوں کی تعداد کا تعین بھی انتہائی مشکل ہے، اگر چہ چند ایک گناہوں کے بارے میں قرآن واحادیثِ مبارکہ میں تصریح موجود ہے لیکن اس کے باوجود سلف صالحین کے نزدیک ہمیشہ کبائر کی تعداد مختلف رہی ہے۔

☆۔۔۔۔۔حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، اسکی خفیہ تدبیروں سے بیخوف ہونا، اس کی رحمت سے مایوس ہونا، اور اس کے کرم سے نااُمید ہونا ہے۔ (المظھری، ج ١، ص ٨٣)

بہر حال یہاں اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے دو ایک ایسی احادیثِ طیبہ جن میں کبائر کا تذکرہ ہے پیش کی جاتی ہیں:

☆۔۔۔۔۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو''، عرض کی گئی: یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ گناہ کون سے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے فرار ہونا، سیدھی سادی پاک عورتوں پر تہمت لگانا''۔ (ابو داود، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی التشدید فی اکل، ص ٥٤٦)

☆۔۔۔۔۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا''۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الیمین الغموس، ص ١١٥٢)

محض خواھش نھیں جستجو بھی درکار ھے!

۴۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے بعض انسانوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ صحت کے اعتبار سے، علم کے لحاظ سے، ذہانت، قوت، توانائی، حسب ونسب وغیرہ میں، الغرض تمام انسان مقام ومرتبہ اور جاہ ومنزلت کے حوالے سے ایک دوسرے سے جدا ہیں لہٰذا انہیں چاہیے کہ اس فرق کی وجہ سے اپنی زندگیوں کو تلخ نہ بنالیں کیونکہ دوسروں کے کمالات دیکھ کر ان جیسا بننے کے فقط خواب دیکھنا ایک مومن کے شایان شان نہیں بلکہ اس سے حسد پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ بیضاوی ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر مرد وعورت کو بلا امتیاز اس کی جدوجہد کا ثمرہ ملے گا اس لئے کہ اگر تم اللہ عزوجل کے فضل وکرم کے طلب گار ہو تو اس کا فضل اپنے ذاتی عمل سے طلب کرو، کسی سے حسد کرنے یا فقط اس جیسا بننے کی خواہش ہی کرتے رہنے سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ (البیضاوی، ج ١، ص ٣٥١)

اغراض:

اوالمجوس: مجوسی باپ شریک بہنوں اور بھتیجیوں سے نکاح کرتے، پھر جب اللہ نے ان پر یہ سب حرام فرمایا تو مسلمانوں سے کہتے کہ خالہ زاد اور پھوپھی زاد بہنیں، خالہ اور پھوپھی کے حرام ہوتے ہوئے حلال ہیں تو تم بھتیجی اور بھانجی سے نکاح کرو۔ فتکونوا

مثلهم :یہود، نصاریٰ اور مجوس کا بظاہر اعتقاد یہ تھا کہ وہ حق پر ہیں۔ بالحرام :یعنی حرام کے طریقے سے۔ احکام الشرع :یعنی تمام احکام شرع، پس ہم پر تکالیف بھاری نہ پڑیں جیسا کہ بنی اسرائیل پر پڑیں تھیں، پس یہ اس فرمان ﴿یرید الله بکم الیسر﴾ کی حد بیان کی ہے۔ الالکن :استثناء منقطع کی جانب اشارہ ہے، اس لئے کہ تجارت باطل طریقے سے کھائے جانے والے مال کی جنس سے نہیں ہے، اس لئے کہ استثناء کون پر واقع ہوا ہے اور کون معنی من المعانی (معنوں میں سے معنی) کی جنس سے ہے نہ کہ مالا من الاموال (مالوں میں سے مال) کی جنس سے، اور ہبہ، صدقہ اور وصیت کے بجائے تجارت کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے کیا کہ مالوں میں غالب تصرف تجارت ہی سے ہوتا ہے اور اس لئے بھی رزق کے اسباب غالب طور پر اسی کے متعلق ہیں اور اس لئے بھی کہ یہ ہبہ اور طلب صدقہ وغیرہ کے مقابلے میں زیادہ قابل نفع ہوتی ہے۔

ای ما نهی عنه :یعنی جن کاموں سے منع کیا گیا ہے ان کے بارے میں متعدد اقوال ہیں، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جس نے کسی قابل احترام جان کو قتل کیا، یہ قول اس لئے کیا کہ ضمیر قریب مذکور کی جانب لوٹتی ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جس نے کسی جان کو قتل کیا اور باطل طریقے سے مال کھایا، نہی سے یہ دونوں باتیں مراد ہیں اس لئے کہ یہ دونوں باتیں ایک ہی آیت میں مذکور ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہر وہ نہی مراد ہے جو کہ ابتدائے سورت سے لے کر یہاں تک بیان ہوئی ہیں۔ تجاوز أللحلال :ایک نسخہ میں للحل ہے اور دوسرے نسخہ میں للحد۔ بسبب ما عملوا :اشارہ ہے کہ من سببیہ تعلیلیہ ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۴۱ وغیرہ)

او الشهوات :مطلق شہوت مراد ہے چہ جائے کہ عورت سے خواہش پوری کرے، حدیث شریف میں ہے کہ ''بیشک تیری جان کا تجھ پر حق ہے''۔ وهذا منسوخ :یعنی ﴿والذین عقدت ایمانکم﴾ اللہ ﷻ کے فرمان ﴿واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض﴾ سے۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۶ وغیرہ)

رکوع نمبر : ۳

﴿الرجال قومون﴾ مُسَلَّطُوْنَ ﴿علی النساء﴾ یُؤَدِّبُوْنَهُنَّ وَيَاْخُذُوْنَ عَلٰی اَيْدِيْهِنَّ ﴿بما فضل الله بعضهم علی بعض﴾ اَیْ بِتَفْضِيْلِهٖ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ بِالْعِلْمِ وَالْعَقْلِ وَالْوِلَايَةِ وَغَيْرِ ذٰلِکَ ﴿وبما انفقوا﴾ عَلَيْهِنَّ ﴿من اموالهم فالصلحت﴾ مِنْهُنَّ ﴿قنتت﴾ مُطِيْعَاتٌ لِّاَزْوَاجِهِنَّ ﴿حفظت للغيب﴾ اَیْ لِفُرُوْجِهِنَّ وَغَيْرِهَا فِی غَيْبَةِ اَزْوَاجِهِنَّ ﴿بما حفظ﴾ لَهُنَّ ﴿الله﴾ حَيْثُ اَوْصٰی عَلَيْهِنَّ الْاَزْوَاج ﴿والتی تخافون نشوزهن﴾ عِصْيَانَهُنَّ لَكُمْ بِاَنْ ظَهَرَتْ اَمَارَتُهُ ﴿فعظوهن﴾ فَخَوِّفُوْهُنَّ مِنَ اللّٰهِ ﴿واهجروهن فی المضاجع﴾ اِعْتَزِلُوْا اِلٰی فِرَاشٍ اٰخَرَ اِنْ اَظْهَرْنَ النُّشُوْزَ ﴿واضربوهن﴾ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ اِنْ لَّمْ يَرْجِعْنَ بِالْهِجْرَانِ ﴿فان اطعنکم﴾ فِيْمَا يُرَادُ مِنْهُنَّ ﴿فلا تبغوا﴾ تَطْلُبُوْا ﴿عليهن سبيلا﴾ طَرِيْقًا اِلٰی ضَرْبِهِنَّ ظُلْمًا ﴿ان الله کان عليا کبيرا (۳۴)﴾ فَاحْذَرُوْهُ اَنْ يُّعَاقِبَكُمْ اِنْ ظَلَمْتُمُوْهُنَّ ﴿وان خفتم﴾ عَلِمْتُمْ ﴿شقاق﴾ خِلَافَ

﴿بینهما﴾ بَيْنَ الزَّوْجَينِ، وَالْإِضَافَةِ لِلِاتِّسَاعِ اَىْ شِقَاقًا بَيْنَهُمَا ﴿فابعثوا ﴾ اِلَيْهِمَا بِرِضَاهِمَا ﴿حكما﴾ رَجُلاً عَدْلًا ﴿من اهله﴾ اَقَارِبِهٖ ﴿وحكما من اهلها﴾ وَيُوَكِّلُ الزَّوْجُ حَكَمَهٗ فِى طَلَاقٍ وَّقُبُوْلِ عِوَضٍ عَلَيْهِ وَتُوَكِّلُ هِىَ حَكَمَهَا فِى الْاِخْتِلَاعِ فَيَجْتَهِدَانِ وَيَاْمُرَانِ الظَّالِمَ بِالرُّجُوْعِ اَوْ يُفَرِّقَانِ اِنْ رَاَيَاهُ، قَالَ تَعَالٰى: ﴿ان يريدا﴾ اَىِ الْحَكَمَانِ ﴿اصلاحا يوفق الله بينهما﴾ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ اَىْ يُقَدِّرُهُمَا عَلٰى مَا هُوَ الطَّاعَةُ مِنْ اِصْلَاحٍ اَوْ فِرَاقٍ ﴿ان الله كان عليما﴾ بِكُلِّ شَىْءٍ ﴿خبيرا (۳۵)﴾ بِالْبَوَاطِنِ كَالظَّوَاهِرِ ﴿واعبدوا الله ﴾ وَحِّدُوْهُ ﴿ولا تشركوا به شيئا و﴾ اَحْسِنُوْا ﴿بالوالدين احسانا﴾ بِرًّا وَّلِيْنَ جَانِبٍ ﴿وبذى القربى﴾ اَلْقَرَابَةِ ﴿واليتمى والمسكين والجار ذى القربى﴾ اَلْقَرِيْبِ مِنْكَ فِى الْجِوَارِ اَوِ النَّسَبِ ﴿والجار الجنب﴾ اَلْبَعِيْدِ عَنْكَ فِى الْجِوَارِ اَوِ النَّسَبِ ﴿والصاحب بالجنب﴾ اَلرَّفِيْقِ فِىْ سَفَرٍ اَوْ صَنَاعَةٍ وَقِيْلَ الزَّوْجَةُ ﴿وابن السبيل﴾ اَلْمُنْقَطِعِ فِىْ سَفَرِهٖ ﴿وما ملكت ايمانكم﴾ مِنَ الْاَرِقَّاءِ ﴿ان الله لا يحب من كان مختالا﴾ مُتَكَبِّرًا ﴿فخورا (۳۶)﴾ عَلَى النَّاسِ بِمَآ اُوْتِىَ ﴿الذين﴾ مُبْتَدَأٌ ﴿يبخلون﴾ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ ﴿ويامرون الناس بالبخل﴾ بِهٖ ﴿ويكتمون ما اتهم الله من فضله﴾ مِنَ الْعِلْمِ وَالْمَالِ وَهُمُ الْيَهُوْدُ، وَخبرُ الْمُبْتَدَإِ لَهُمْ وَعِيْدٌ شَدِيْدٌ ﴿واعتدنا للكفرين﴾ بِذٰلِكَ وَبِغَيْرِهٖ ﴿عذابا مهينا (۳۷)﴾ ذَا اِهَانَةٍ ﴿والذين﴾ عَطْفٌ عَلَى الَّذِيْنَ قَبْلَهٗ ﴿ينفقون اموالهم رئاء الناس﴾ مُرَائِيْنَ لَهُمْ ﴿ولايؤمنون بالله ولاباليوم الاخر﴾ كَالْمُنَافِقِيْنَ وَاَهْلِ مَكَّةَ ﴿ومن يكن الشيطن له قرينا﴾ صَاحِبًا يَّعْمَلُ بِاَمْرِهٖ كَهٰٓؤُلَاءِ ﴿فساء﴾ بِئْسَ ﴿قرينا(۳۸)﴾ هُوَ ﴿ وما ذا عليهم لو امنوا بالله واليوم الاخر وانفقوا ممارزقهم الله﴾ اَىْ اَىُّ ضَرَرٍ عَلَيْهِمْ فِىْ ذٰلِكَ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلْاِنْكَارِ وَلَوْ مَصْدَرِيَّةٌ اَىْ لَا ضَرَرَ فِيْهِ وَاِنَّمَا الضَّرَرُ فِيْمَا هُمْ عَلَيْهِ ﴿وكان الله بهم عليما (۳۹)﴾ فَيُجَازِيْهِمْ بِمَا عَمِلُوْا ﴿ان الله لا يظلم﴾ اَحَدًا ﴿مثقال﴾ وَزْنَ ﴿ذرة﴾ اَصْغَرَ نَمْلَةٍ بِاَنْ يَّنْقُصَهَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ اَوْ يَزِيْدَهَا فِىْ سَيِّئَاتِهٖ ﴿وان تك﴾ اَلذَّرَّةُ ﴿حسنة﴾ مِّنْ مُّؤْمِنٍ، وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ فَكَانَ تَامَّةٌ ﴿يضعفها﴾ مِنْ عَشْرٍ اِلٰى اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِمِائَةٍ وَفِىْ قِرَاءَةٍ يُضَعِّفْهَا بِالتَّشْدِيْدِ ﴿ويؤت من لدنه﴾ مِنْ عِنْدِهٖ مَعَ الْمُضَاعَفَةِ ﴿اجرا عظيما(۴۰)﴾ لَا يَقْدِرُهٗ اَحَدٌ ﴿فكيف﴾ حَالُ الْكُفَّارِ ﴿اذا جئنا من كل امة بشهيد ﴾ يَّشْهَدُ عَلَيْهَا بِعَمَلِهَا وَهُوَ نَبِيُّهَا ﴿وجئنا بك﴾ يَا مُحَمَّدُ صلى الله عليه وسلم ﴿على هؤلاء شهيدا (۴۱)يومئذ﴾ يَوْمَ الْمَجِيْءِ ﴿يود الذين كفروا وعصوا الرسول لو﴾

اَیْ اَنْ ﴿تسوی﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَالْفَاعِلِ مَعَ حَذْفِ اِحْدَی التَّاءَ یْنِ فِی الْاَصْلِ، وَمَعَ اِدْغَامِهَا فِی السِّیْنِ اَیْ تُتَسَوّٰی ﴿بهم الارض﴾ بِاَنْ یَّکُوْنُوْا تُرَابًا مِّثْلَهَا لِعَظْمِ هَوْلِهٖ کَمَا فِیْ اٰیَةٍ اُخْرٰی : وَیَقُوْلُ الْکَافِرُ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا ﴿ولا یکتمون الله حدیثا (۴۲)﴾ عَمَّا عَمِلُوْهُ وَفِیْ وَقْتٍ اٰخَرَ یَکْتُمُوْنَ وَاللّٰهُ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

مرد افسر (یعنی حاکم) ہیں عورتوں پر......۱...... (انہیں ادب سکھاتے ہیں اور انہیں ناپسندیدہ باتوں سے روکتے ہیں) اسلئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی (کہ اللہ ﷻ نے انہیں عورتوں پر علم، عقل اور ولایت وغیرہ کے ذریعے فضیلت عطا فرمائی ہے) اور اس لئے کہ مردوں نے خرچ کئے (ان پر) اپنے مال، تو نیک بخت عورتیں (ان میں سے) ادب والیاں (یعنی اپنے خاوندوں کی مطیع) ہیں، خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں (یعنی اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں اپنی پارسائی وغیرہ کی حفاظت کرتی ہیں......۲......) جس طرح حفاظت کا (انہیں) اللہ نے حکم دیا (جس طرح ان کے شوہروں کو ان کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا ہے) اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو (بایں طور کہ ان کی نافرمانی کی علامتیں تم پر ظاہر ہو گئی ہوں) تو انہیں سمجھاؤ (اور اللہ ﷻ کا خوف دلاؤ) اور چھوڑ دو انہیں خواب گاہوں میں (اگر ان سے نافرمانی ظاہر ہو جائے، تو اپنے بستر الگ کر لو) اور انہیں مارو (اگر کنارہ کش ہونے کے باوجود نہ سدھریں تو ہلکی مار بھی لگا سکتے ہو) پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں (جو تم ان سے چاہتے ہو) تو تلاش نہ کرو (ابتغوا بمعنی تطلبوا ہے) ان پر زیادتی کی کوئی راہ (ظلم کرتے ہوئے انکو مارنے کی) بے شک اللہ بلند بڑا ہے (تو اللہ سے ڈرو کہ اگر تم نے عورتوں کو ظلماً مارا تو وہ تم کو سزا دے گا) اور اگر تم خوف کرو (یعنی جانو) اختلاف (شقاق بمعنی خلاف ہے) میاں بی بی کے درمیان (شقاق کی اضافت بین کی طرف محض توسعًا ہے یعنی شقاقا بینهما) تو بھیجو تم (انکے پاس انکی رضامندی کے مطابق) ایک پنچ (صاحب عدل شخص) مرد والوں کی طرف سے (یعنی اسکے رشتے دار کی طرف سے) اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے......۳......

(اور شوہر اپنے پنچ یعنی انصاف کرنے والے کو طلاق دینے اور طلاق کا عوض قبول کرنے کا وکیل بنا دے اور بیوی اپنے پنچ کو خلع لینے کا وکیل بنا دے، پس دونوں پنچ مل کر معاملات سمجھنے اور سلجھانے کی کوشش کریں اور ظالم کو ظلم سے باز رہنے کا حکم دیں اور مناسب خیال کریں تو تفریق کرا دیں چنانچہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) اگر وہ دونوں ارادہ کریں (یعنی دونوں پنچ) صلح کرانے کا تو موافقت کر دے گا اللہ ان دونوں کے درمیان (یعنی زوجین کے مابین ملاپ اور جدائی میں سے جو کچھ بہتر ہو اللہ دونوں کیلئے مقدر فرما دے گا) بے شک اللہ جاننے والا (ہے ہر چیز) خبر رکھنے والا ہے (باطن کی جس طرح ظاہر کی خبر رکھتا ہے) اور اللہ کی عبادت کرو (یعنی اللہ کو ایک مانو) اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور (اچھا سلوک کرو) ماں باپ سے بھلائی کرو (انکی خدمت بھی کرو اور انکے ساتھ نرمی سے پیش آؤ) اور رشتے داروں (قربیٰ بمعنی قرابة ہے) اور یتیموں اور مسکینوں اور پاس کے ہمسائے (یعنی جو پڑوس یا نسب کے لحاظ سے تم سے قریب ہوں) اور دور کے ہمسائے (یعنی جو رشتے اور نسب کے لحاظ سے دور ہوں) اور کروٹ کے ساتھی (سفر کے ساتھی یا ہم پیشہ ساتھی اور بعض نے اس سے بیوی مراد لی ہے) اور راہ گیر (جو سفر طے کر رہا ہو) اور جن (غلام باندی) کے تم مالک ہوئے......۴......اور بے

شک اللہ کوخوش نہیں آتا کوئی اترانے والا (مختالا بمعنی متکبرا ہے) بڑائی مارنے والا (یعنی جو عطا کی گئی نعمتوں کے سبب دیگر لوگوں پر بڑائی جتائے، الذین مبتدا ہے) وہ لوگ جو بخل کریں......۵......(واجبات کی ادائیگی میں) اور اوروں سے بخل کے لیے کہیں (ان امور میں) اور جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اسے چھپائیں (علم اور مال، اس سے مراد یہودی ہیں اور الذین موصول صلہ ملکر مبتدا ہے اس کی خبر لھم وعید شدید محذوف ہے) اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے (اس اور اسکے علاوہ دوسرے اسباب کی وجہ سے) ذلت کا عذاب (یعنی اہانت آمیز) اور جو لوگ (اس، والذین کا عطف ماقبل الذین پر ہے) اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں (یعنی لوگوں کے سامنے ریا کاری کے لئے مال خرچ کرتے ہیں) اور ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ قیامت پر (جیسا کہ منافقین اور اہل مکہ کا حال ہے) اور جسکا مصاحب شیطان ہو (اور وہ اسی کے کہے پر عمل کرے جیسا کہ مذکورہ لوگ) تو کتنا برا (ساء بمعنی بئس ہے) مصاحب ہے (ھو ضمیر مخصوص بالذم متبداء محذوف ہے) اور انکا کیا نقصان تھا اگر ایمان لاتے اللہ اور قیامت پر اور اللہ کے دیئے میں سے اسکی راہ میں خرچ کرتے (ان امور کو انجام دینے میں انکا کونسا نقصان تھا، وما ذا علیھم ......الخ استفہام انکاری ہے اور لو مصدریہ ہے یعنی ان کاموں میں انکا کوئی نقصان نہ تھا بلکہ نقصان تو اس موجودہ حالت میں ہے) اور اللہ انکو جانتا ہے (وہ انہیں انکے اعمال کی سزا دیگا) اللہ ظلم نہیں فرماتا (کسی پر) ایک ذرہ بھر (مثقال وزن کا ایک پیمانہ ہے، یعنی چھوٹی سی چیونٹی کے وزن کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا، اسطرح کہ لوگوں کی نیکیاں گھٹادے یا گناہ زیادہ کردے) اور اگر ہو (ذرہ بھر) کوئی نیکی (مسلمان کی، ایک قرأت میں حسنۃ رفع کیساتھ ہے اس صورت میں کان تامہ ہوگا) تو اسے دونی کردے (دس سے لیکر سات سو سے زائد، ایک قرأت میں یضعفھا تشدید کے ساتھ ہے) اور دیتا ہے اپنے پاس سے (اپنی جناب سے اضافہ کرکے) بڑا ثواب (جسے مخلوق شمار نہیں کرسکتی) تو کیا حال ہوگا (کافروں کا) جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں (گے جو اس امت کے عمل کی گواہی دے گا، مراد اس سے ہر امت کے نبی ہیں) اور ہم آپکو لائینگے (اے محمد ﷺ!) ان سب پر گواہ اس دن (یعنی اس آنے والے دن......۶......) تمنا کرینگے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کاش (لو بمعنی ان ہے) برابر کردی جائے (تسوی معروف و مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے، دراصل اس میں دو تاء تھیں ایک کو حذف کردیا گیا ہے اور سین کے ادغام کیساتھ بھی ہے یعنی تتسوی) ان پر زمین (بایں طور پر کہ وہ مٹی کی مثل ہوجائیں، انکا یہ قول قیامت کی ہولناکی کی وجہ سے ہوگا جیسا کہ دوسری آیت میں ﴿ویقول الکفر یلیتنی کنت تربا﴾ ہے) اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے (اپنے اعمال کے متعلق، اور دوسرے وقت میں اپنے عمل کو چھپاتے ہوئے کہیں گے ﴿واللہ ربنا ما کنا مشرکین﴾)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الرجال قومون علی النساء بمافضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم﴾

الرجال: مبتدا، قوامون علی النساء: اسم فاعل ھم ضمیر فاعل وظرف لغو، بمافضل اللہ بعضھم علی بعض: معطوف علیہ، و بما انفقوا من اموالھم: معطوف، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فالصلحت قنتت حفظت للغیب بماحفظ الله﴾

ف: مستانفه ،الصالحات: مبتدا ،قانتات: خبراول،حافظات للغیب: اسم فاعل ھن ضمیر فاعل وظرف لغواول،بما حفظ الله: ظرف لغوثانی،شبہ جملہ ہوکرخبر ثانی،مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن﴾

و: عاطفه،التی: اسم موصول،تخافون نشوزھن: جملہ فعلیہ صلہ،موصول سے ملکر مبتدا ،ف: جزائیہ ،عظوھن: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،واھجروھن فی المضاجع: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،جملہ فعلیہ معطوف اول، و اضربوھن: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکرخبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا ان الله کان علیا کبیرا﴾

ف: مستانفه ،ان: شرطیہ ،اطعنکم: فعل بافاعل ومفعول،جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،لا تبغوا علیھن سبیلا: فعل بافاعل و ظرف لغو مفعول جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ،ان: حرف مشبہ،الله: اسم جلالت اسم،کان علیا کبیرا: جملہ فعلیہ،خبر،انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھله وحکما من اھلھا﴾

و: مستانفہ،ان: شرطیہ ،خفتم: فعل بافاعل،شقاق بینھما: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ ،ابعثوا: فعل بافاعل ،حکما من اھله: مرکب توصیفی معطوف علیہ ،و حکما من اھلھا: مرکب توصیفی معطوف ملکر مفعول،فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان یریدا اصلاحا یوفق الله بینھما ان الله کان علیما خبیرا﴾

ان: شرطیہ، یریدا اصلاحا: فعل بافاعل ومفعول،جملہ فعلیہ شرط ،یوفق الله بینھما: فعل وفاعل وظرف،جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ،انّ: حرف مشبہ ،الله: اسم جلالت اسم، کان علیما خبیرا: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واعبدوا الله ولا تشرکوا به شیئا﴾

و: مستانفه ،اعبدوا الله: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفه،لا تشرکوا به شیئا: فعل بافاعل وظرف لغو مفعول جملہ فعلیہ ماقبل ادعوا پر معطوف ہے۔

﴿وبالوالدین احسانا وبذی القربی و الیتمی والمسکین والجارذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وماملکت ایمانکم﴾

و: عاطفہ، بالوالدین: جارمجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، ب: جار، ذی القربی: معطوف علیہ، والیتمی والمسکین والجار ذی القربی ...... الخ: معطوفات، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مجرور، ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر ظرف لغو، احسنوا فعل مقدر کیلئے، احسانا: مفعول مطلق، فعل مقدر با فاعل وظرف لغو ومفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ، معطوف ہے ماقبل ادعوا پر۔

﴿ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا﴾

انّ: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، لایحب: فعل بافاعل، من: موصولہ، کان مختالا فخورا: فعل ناقص با اسم ومرکب توصیفی خبر، جملہ فعلیہ صلہ، موصول سے ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اتھم اللہ من فضلہ﴾

الذین: موصول، یبخلون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یامرون الناس بالبخل: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، یکتمون: فعل بافاعل، مااتھم اللّٰہ: موصول صلہ ملکر مفعول، من فضلہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، معطوف علیہ سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر ھم مبتدا محذوف کیلئے خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و اعتدنا للکفرین عذابا مھینا والذین ینفقون اموالھم رئاء الناس ولایؤمنون باللہ ولاباالیوم الاخر﴾

و: مستانفہ، اعتدنا للکفرین عذابا مھینا: جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، الذین: موصول، ینفقون اموالھم رئاء الناس: فعل بافاعل ومفعول ومفعول لہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لایؤمنون: فعل بافاعل، باللّٰہ: جارمجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: زائدہ، بالیوم الأخر: جارمجرور معطوف، جومعطوف علیہ سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر ماقبل الذین یبخلون معطوف ہے۔

﴿و من یکن الشیطن لہ قرینا فساء قرینا﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یکن الشیطن: فعل ناقص با اسم، لہ: ظرف مستقر حال مقدم، قرینا: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ساء: فعل ذم ھو ضمیر ممیّز، قرینا: تمییز، ملکر فاعل، ملکر خبر مقدم، الشیطن: محذوف مخصوص بالذم مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و ماذا علیھم لو امنوا باللہ والیوم الاخر وانفقوا مما رزقھم اللہ﴾

و: مستانفہ، ماذا: اسم استفہام مبتدا، علیھم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لو: شرطیہ، امنوا: فعل بافاعل، ب: جار، اللّٰہ والیوم الاخر: معطوف علیہ ومعطوف ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انفقوا: فعل بافاعل، من: جار، مارزقھم اللّٰہ: موصول صلہ ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر جزا

محذوف فماذا یضرھم ذلک کیلئے شرط، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وکان اللہ بھم علیما ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ﴾

و: مستانفہ، کان اللّٰہ: فعل ناقص با اسم، بھم علیما: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ان اللّٰہ: حرف مشبہ واسم، لایظلم: فعل با فاعل ،مثقال ذرۃ: مرکب اضافی، ظلما مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان تک حسنۃ یضعفھا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما﴾

و: مستانفہ، ان: شرطیہ، تک: اصل میں تکن تھا فعل ناقص ھی ضمیر اسم، حسنۃ: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، یضعفھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یؤت من لدنہ: فعل با فاعل وظرف لغو، اجرا عظیما: مرکب توصیفی مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا﴾

ف: فصیحیہ، کیف: یصنعون فعل محذوف کے فاعل سے حال، اذا: مضاف، جئنا: فعل با فاعل، ب: جار، شھید: ذوالحال، من کل امۃ: ظرف مستقر حال، جوذوالحال سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جئنا: فعل با فاعل، ب: جار، ک: جارہ ذوالحال، علی ھؤلاء: ظرف لغو مقدم، شھیدا: صفت مشبہ ھو ضمیر فاعل وظرف لغو مقدم سے ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، جو ذوالحال سے ملکر مجرور، جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف، یصنعون، فعل اپنے فاعل وظرف سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یومئذ یود الذین کفروا و عصوا الرسول لوتسوی بھم الارض ولایکتمون اللہ حدیثا﴾

یومئذ یود: فعل، الذین: موصول، کفروا و عصوا الرسول: جملہ معطوف علیہ، معطوف ملکر صلہ، ملکر فاعل، لو: مصدریہ ،تسوی بھم الارض: فعل با ظرف لغو ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، یود، فعل اپنے فاعل وظرف مقدم ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا یکتمون اللہ حدیثا: فعل با فاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل یود پر معطوف ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆......الرجال قوامون علی النساء ......☆ حضرت سعد بن ربیع نے اپنی بی بی حبیبہ کو کسی خطا پر ایک طمانچہ مارا انکے والد انہیں سید عالم ﷺ کے پاس لے گئے اور انکے شوہر کی شکایت کی۔ اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل......☆ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کی صفت بیان

کرنے میں بخل کرتے اور چھپاتے تھے۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

مُرد عورتوں پر حاکم ھیں:

۱......اللہ ﷻ نے مردوں کو عورتوں پر ان امور میں فضیلت دی: عقل، دین، خلافت، دانائی، شہادت، جہاد، جمعہ، جماعت، امامت، نبوت۔ انہی خصوصیات میں سے بعض یہ ہیں کہ مرد بیک وقت چار عورتیں اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے جبکہ عورت کیلئے جائز نہیں کہ وہ ایک شوہر سے نکاح قائم ہوتے ہوئے دوسرے سے نکاح کرے اور اسی طرح مرد کو اذان، خطبہ، تکبیر، تشریق، حدود و قصاص کی شہادت، ورثہ میں دو گنے حصہ اور تعصیب اور نکاح وطلاق کے مالک ہونے اور نسبوں کے انکی طرف منسوب کیے جانے، اور نماز روزہ کے کامل طور پر قبول کیے جانے کے ساتھ کہ انکے لیے کوئی ایسا وقت نہیں کہ نماز و روزہ کے قابل نہ ہوں اور داڑھی و عمامہ سے فضیلت دی۔(الخازن، ج ۱، ص ۳۷۰، خزائن، حاشیہ نمبر: ۱۰۰)

☆...... حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ قوم کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتی جنہوں نے کسی عورت کو اپنے کام کا والی بنالیا ہو''۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب النبی ﷺ، ص ۷۵۳)

مفسرین کرام فرماتے ہیں اگر عورت نافرمانی کرے تو پہلے اسے نصیحت کی جائے شاید کارگر ثابت ہو، ورنہ اس کا بستر الگ کردے کہ کوئی بھلائی کی صورت نکل آئے اور اگر پھر بھی کوئی صورت نہ بنے تو ضرب خفیف کا حکم دیا گیا ہے اور تمام ہی مفسرین اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ عورت کو ایسا نہ مارا جائے کہ اسکی ہڈیاں توڑ دی جائیں یا گوشت پھاڑ دیا جائے یا کوئی اور سخت قسم کی تکلیف دی جائے کہ باعث ضرر شدید بنے۔

نیک اور بد عورتوں میں فرق:

۲......نیک عورتوں کا ذکر احادیث طیبہ میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی عورت پانچوں نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو اسے کہا جائے گا: جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جا''۔

(مسند احمد، باب حدیث عبد الرحمن بن عوف، ج ۱، ص ۳۱۳)

☆...... حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

(ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأۃ، ص ۳۲۲)

بد عورتوں کے بارے میں حدیث مبارک میں یہ وعید آئی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کردے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب اذا باتت المرأۃ مهاجرۃ، ص ۹۲۹)

میاں بیوی میں صلح کس طرح کرائی جائے؟

۳؎.....قرآن مجید فرقان حمید نے یہ حکم دیا ہے کہ تنازع زوجین کے تصفیہ کیلئے دونوں طرف سے ایک ایک حکم باہمی بات چیت سے اس مسئلہ کو حل کریں۔لیکن حکم سے مراد کون ہیں؟اس بارے میں متعدد اقوال پائے جاتے ہیں چنانچہ علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہے کہ حکم سے مراد امام وقت یا اسکا نائب ہے کیونکہ تنفیذ احکام شرعیہ انہی کی جانب سے ہوتے ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ اسکا مخاطب امت کا ہر صالح شخص ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے (فابعثوا) جمع کے صیغے سے خطاب فرمایا ہے پس یہاں بعض کو بعض پر محمول نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو تمام امت پر محمول کیا جائے گا چاہے امام ہو یا نہ ہو۔اور ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ زوجین میں سے ہر جانب سے ایک ایک فرد بطور حکم اس تنازع کو حل کرنے کی سعی کرے (الخازن، ج ۱ ص ۳۷۲)۔

حُسن سلوک کرنے کے فضائل:

۴؎.....آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ نے یہ حکم دیا ہے کہ اللہ کی عبادت کی جائے اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اور جن احباء کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ان میں سب سے پہلے والدین، پھر رشتے دار، پھر یتیم محتاج، پاس اور دور کے ہمسائے، کروٹ کے ساتھی، راہ گیر، اور باندی غلام شامل ہیں چنانچہ چند احادیث مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں۔

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کی خدمتِ سراپا اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں میں سے کون سب سے زیادہ میرے حسن سلوک کا حقدار ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تیری ماں''۔اس نے دوبارہ پوچھا: اس کے بعد کون؟ تو آپ ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا: ''تیری ماں''۔اس نے تیسری مرتبہ دریافت کیا کہ اس کے بعد کون؟ تو آپ ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی ارشاد فرمایا: ''تیری ماں''۔جب چوتھی مرتبہ اس نے دریافت فرمایا کہ اس کے بعد کون؟ تو اس مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تیرا باپ''۔(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة ص ۱۰۴۵)

☆.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جسے یہ بات خوش کرے کہ اسکے رزق میں وسعت ہو اور اس سے تنگی دور کر دی جائے تو اسکو چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے''۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب من احب البسط فی الرزق، ص ۳۳۲)

☆.....حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ہونگے''۔ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی رحمة الیتیم، ص ۱۳، ج ۲)

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''بیوہ اور مسکین کی خبر گیری رکھنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے یا رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے''۔ (صحیح البخاری، کتاب النفقه، باب فضل النفقة علی اهل، ص ۱۰۹۶)

☆.....حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے دو پڑوسی ہیں میں ان میں سے کس کو ہدیہ بھیجوں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جسکا دروازہ تمہارے قریب ترین ہو''۔

(مسند احمد، کتاب مسند الانصار، باب مسند عائشة، ج ۷، ص ۲۵۱)

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے پڑوسی کو

تکلیف نہ دے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے'' (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من کان یؤمن باللہ، ص ۱۰۵۲)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کے نزدیک بہتر دوست وہ جو اپنے دوست کیلئے بہتر ہو اور بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کیلئے بہتر ہو'' (سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی حق الجوار، ص ۱۶، ج۲)

بخل، شح، سخا اور جود، میں فرق:

علامہ ابوالبرکات نسفی فرماتے ہیں کہ **بخل** یہ ہے کہ انسان خود کھائے اور دوسرے کو نہ کھلائے۔ **شح** یہ ہے کہ انسان خود بھی نہ کھائے اور دوسروں کو بھی نہ کھلائے۔ **سخاء** یہ ہے کہ انسان خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے۔ **جود** یہ ہے کہ انسان خود نہ کھائے لیکن دوسروں کو کھلائے۔ (المدارک، ج ۱، ص ۳۵۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اولین و آخرین کی گواہی دینا:

۶......آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن مشرکین اور منافقین کا کیا حال ہوگا جب حضرات انبیاءِ کرام ان پر گواہی پیش کریں گے کہ ہم نے ان تک رسالت کا پیغام پہنچا دیا تھا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام انبیاءِ کرام پر بطور گواہ پیش کیے جائیں گے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''میرے سامنے قرآن مجید پڑھو''۔ حضرت ابن مسعود نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر (کیسے) قرآن پڑھوں حالانکہ قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اِنِّی اَشْتَھِی اَنْ اَسْمَعَہٗ مِنْ غَیْرِی یعنی میں چاہتا ہوں کہ کسی اور سے قرآن مجید سنوں''۔ راوی فرماتے ہیں لہٰذا میں نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی حتی کہ جب میں اس آیتِ مبارکہ پر پہنچا: ﴿فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھٰؤلاء شھیدا﴾ یعنی اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان تمام پر گواہ بنا کر لائیں گے (النساء: ۴۰) ﴾، تو میں نے سر اٹھا کر خود دیکھا یا کسی نے مجھے ٹھوکا دیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مبارک سے اشک رواں ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافر وقصرھا، باب فضل استماع القران وطلب، ص ۳۶۵)

پتہ چلا کہ حضور پرنور امت کے احوال سے واقف ہیں، حاضر وناظر ہیں انور شاہ کاشمیری اپنی کتاب **فیض الباری شرح بخاری** میں لکھتے ہیں ''جب درخت سے انی انا اللہ'' کی آواز آسکتی ہے تو **متصرف بالنوافل** کا کیا حال ہے کہ اللہ عزوجل اس کی سمع و بصر نہ ہو سکے اور اللہ عزوجل کا اپنے مقرب بندوں کی سمع و بصر ہو جانا ایسی صورت میں کیوں کر محال ہو سکتا ہے جب کہ وہ ابن آدم جو صورت رحمٰن پر پیدا کیا گیا، شرف وکمال میں شجرۂ موسیٰ سے کسی طرح کم نہیں۔ (مقالات کاظمی، ج۳، ص ۱۲۷)

یہ حال تو اللہ کے ولی اللہ کا بیان ہوا ہے حضور کو کیا کچھ دیا گیا ہم انسان اس کا احاطہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اندازہ بس اتنا کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کی عطا سے حاضر و ناظر ہیں امت کے احوال ان سے پوشیدہ نہیں رکھے گئے۔ اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کاظمی صاحب کا رسالہ **تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر** ملاحظہ فرمائیں۔

اغراض:

ویأخذون علی ایدیھن :یعنی مرد عورتوں پر قابض رہتے ہیں اور انہیں ان کے ناپسندیدہ ارادوں سے روکتے ہیں جیسا کہ گھر

سے (بغیر ضرورت شرعی کے) نکلنا، اور یہ جملہ مطلق ناپسندیدہ باتوں سے روکنے کے حوالے سے بطور کنایہ استعمال ہوا ہے اگرچہ زبانی بات چیت کے ذریعے ہی منع کیا جائے۔ وغیـــرهـــا: یعنی شوہر کے مال، اس کی راز کی باتوں اور گھر کے اسباب کی حفاظت کرتی ہیں۔ غیر مبرح: مراد یہ ہے کہ عورت کی ہڈی نہ توڑے اور نہ ہی اسے عیب دار کر دے۔ حیث اوصی علیهن الازواج: پس عورتوں کو عدل کے ساتھ حکم کرے اور بھلائی کے ساتھ اپنے نکاح میں رکھے یا احسان کرتے ہوئے چھوڑ دے، شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں سے اچھا سلوک کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا اوپر والا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ دو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو بھی وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا''۔ وقبول عوض علیه: یعنی طلاق۔ فخوفوهن الله: یعنی اس طرح کہ میرا تجھ پر حق ہے تو تو اللہ سے ڈر اور اس کے انجام سے محتاط رہ۔

طریقاً الی ضربهن: کہ انہیں گزرے ہوئے معاملات پر ملامت کرو کہ نوبت مار دھاڑ کی طرف آ جائے اور جھگڑا دوبارہ پڑ جائے، بلکہ ایسا کرو جیسا کہ کچھ ہوا ہی نہیں اس لئے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ خـــلاف: یعنی مخالفت، اور خلاف کو شقاق بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ مخالفت وہ کرتا ہے جو اس کے مد مقابل کو دشوار گزرتا ہے یا یہ دونوں یعنی خلاف اور شقاق جانب (یعنی کسی جانب راستہ نکالنے جیسے کہ جانب الطریق کے معنی میں) ہیں۔ رجلاً عارفاً: یعنی ایسا آدمی مراد ہے جو کہ مشکل امور کی پہچان رکھتا ہو، اسی لئے اسے حُکماً یعنی دانش مند کہتے ہیں، اور اسے حکماً یعنی پنچ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ اسے فیصلے کے لئے دونوں فریقین کے مابین بھیجا جاتا ہے۔ ان رأیـــاه: یعنی پنچ یہ محسوس کرے کہ شوہر اور بیوی میں جدائی بہتر ہے تو ایسا ہی فیصلہ کرے۔ لهم وعید شدید: یعنی ماقبل ذکر کردہ لوگ ہر قسم کی ملامت اور عذاب کے حق دار ہیں۔

اصلاحاً: جھگڑا ختم کرنے کے لئے، اور یہ صلح اور فراق دونوں کو شامل ہے، اسی لئے شارح نے اصلاح اور فراق کا لفظ استعمال کیا۔ وحدوه: ﴿ولا تشركوا﴾ پر تاکید ہے، ظاہر یہ ہے کہ عبادت طاعت گزاری کے معنی میں ہے اور توحید ﴿ولا تشركوا به شيئا﴾ سے مستفاد ہونے والی چیز ہے، پس اس صورت میں ﴿واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا﴾ پر عطف تاسیس کے لئے ہوگا۔ بـر اولـیـن: یعنی والدین کی خدمت کرتا رہے اور ان کے سامنے اپنی آواز بلند نہ کرے، اور ان کی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اپنی طاقت بھر ان پر خرچ کرے۔ المال: کتمان مال اور علم سے متعلق ماقبل بحث ملاحظہ فرمائیں۔ الرفیق فی سفر الخ: ابی سعود کی عبارت میں ہے کہ اچھے کام کا ساتھی جیسے سیکھنے سکھانے، تصرف و اختیارات، فن و پیشہ میں اور سفر میں ہو وہ تیرا صاحب ہے اور ان میں سے جو تیرے ساتھ مسجد میں برابر کی جگہ میں بیٹھے یا کسی مجلس میں تیرے برابر کی نشست پر بیٹھے یا اس کے علاوہ تیرے یا اس کے مابین کوئی ادنیٰ سی صحبت قائم ہو اس کا بھی حق ہے۔

وقیل الزوجة: یہ حضرت علی، ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا قول ہے اور در میں زید بن اسلم سے ہے کہ مراد یہ ہے کہ جو حضر یعنی مدت اقامت میں تیرا ساتھی ہو اور سفر میں تیرا رفیق ہو اور تیرے ساتھ سونے والی تیری بیوی۔ المنقطع فی سفره: یعنی حج یا غزوہ کے لئے یا مطلقاً، اور ظاہر یہ ہے کہ مسافر میں انقطاع کی کوئی قید نہیں ہے یا اس سے مراد کمزور ہیں۔ من الارقاء: یعنی باندی اور غلام، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ قول عام ہے اور اس میں حیوانات وغیرہ سب شامل ہیں، بعض نے کہا کہ حیوانات غلام باندی ہونے میں شامل نہیں ہیں اس لئے کہ اکثر یہ انسان کے دست قدرت میں ہوتے ہیں پس جانب کثرت کی وجہ سے ایسا کہہ دیا گیا ہے، چنانچہ اللہ عزوجل نے ہر غلام باندی پر احسان کرنے کا حکم دیا ہے چاہے وہ انسان ہو یا غیر انسان۔ متـــکـبـــراً: یعنی اپنے عزیز

واقارب، پڑوسیوں، ساتھیوں، غلام باندیوں کے ساتھ غرور کرے اوران کی جانب التفات نہ کرے۔

وھم الیھود :یعنی یہودانصار سے کہتے تھے کہ محمد ﷺ پر مال خرچ نہ کرو، ہم تم پر تنگی آجانے سے ڈرتے ہیں، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو سید عالم ﷺ کی نعت چھپاتے تھے۔حال الکفار :یعنی یہود ونصاری وغیرہ۔کھولاء :یعنی منافقین اور اہل مکہ جو کہ پانچ صفات کے ساتھ موصوف کئے گئے ہیں۔

یشھد علیھا بعملھا :یعنی ہر قوم کا نبی ان کے عقائد فاسدہ اوراعمال قبیحہ پر گواہی دے گا۔علی ھولاء :یعنی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام یا تمام امتیں، یا منافقین یا مشرکین۔یوم المجیء :یومئذ میں سابقہ جملہ سے تنوین عوض ہے۔(الجمل، ج۲، ص۴۷ وغیرہ)

رکوع نمبر :۴

﴿یایھاالذین امنوا لا تقربوا الصلوة﴾ اَیْ لَا تُصَلُّوْا ﴿وانتم سکری﴾ مِنَ الشَّرَابِ لِاَنَّ سَبَبَ نُزُوْلِهَا صَلاۃُ جَمَاعَةٍ فِی حَالِ السُّکْرِ ﴿حتی تعلموا ما تقولون﴾ بِاَن تصحوا ﴿ولا جنبا﴾ بِاِیْلَاجٍ اَوْ اِنْزَالٍ، وَنَصْبُهٗ عَلَی الْحَالِ وَهُوَ یُطْلَقُ عَلَی الْمُفْرَدِ وَغَیْرِهٖ ﴿الا عابری﴾ مُجْتَازِیْ ﴿سبیل﴾ طَرِیْقٍ اَیْ مُسَافِرِیْنَ ﴿حتی تغتسلوا﴾ فَلَکُمْ اَنْ تُصَلُّوْا وَاُسْتُثْنِیَ الْمُسَافِرُ لِاَنَّ لَهٗ حُکْمًا اٰخَرَ سَیَاْتِیْ، وَقِیْلَ الْمُرَادُ النَّهْیُ عَنْ قُرْبَانِ مَوَاضِعِ الصَّلٰوةِ اَیِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا عُبُوْرَهَا مِنْ غَیْرِ مَکْثٍ ﴿وان کنتم مرضی﴾ مَرَضًا یَضُرُّهُ الْمَاءَ ﴿اوعلی سفر﴾ اَیْ مُسَافِرِیْنَ وَاَنْتُمْ جُنُبٌ اَوْ مُحْدِثُوْنَ ﴿او جاء احد منکم من الغائط﴾ هُوَ الْمَکَانُ الْمُعِدُّ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ اَیْ اَحْدَثَ ﴿او لمستم النساء﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِلَا اَلِفٍ وَکِلَاهُمَا بِمَعْنَی اللَّمْسِ هُوَ الْجَسُّ بِالْیَدِ، قَالَهُ اِبْنُ عُمَرَ وَعَلَیْهِ الشَّافِعِیُّ وَاَلْحِقَ بِهِ الْجَسَّ بِبَاقِی الْبُشْرَةِ، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ هُوَ الْجِمَاعُ ﴿فلم تجدوا ماء﴾ تَطَّهَرُوْنَ بِهٖ لِلصَّلٰوةِ بَعْدَ الطَّلَبِ وَالتَّفْتِیْشِ وَهُوَ رَاجِعٌ اِلٰی مَاعَدَا الْمَرْضٰی ﴿فتیمموا﴾ اُقْصُدُوْا بَعْدَ دُخُوْلِ الْوَقْتِ ﴿صعیدا طیبا﴾ تُرَابًا طَاهِرًا فَاضْرِبُوْا بِهٖ ضَرْبَتَیْنِ ﴿فامسحوا بوجوھکم وایدیکم﴾ مَعَ الْمِرْفَقَیْنِ مِنْهُ، وَمَسَحَ یَتَعَدّٰی بِنَفْسِهٖ وَبِالْحَرْفِ ﴿ان اللہ کان عفوا غفورا(۴۳)الم تر الی الذین اوتوا نصیبا﴾ حَظًّا ﴿من الکتب﴾ وَهُمُ الْیَهُوْدُ ﴿یشترون الضللة﴾ بِالْهُدٰی ﴿ویریدون ان تضلوا السبیل (۴۴)﴾ تُخْطِئُوا الطَّرِیْقَ لِتَکُوْنُوْا مِثْلَهُمْ ﴿واللہ اعلم باعدائکم﴾ مِنْکُمْ فَیُخْبِرُکُمْ بِهِمْ لِتَجْتَنِبُوْهُمْ ﴿وکفی باللہ ولیا﴾ حَافِظًا لَّکُمْ مِّنْهُمْ ﴿وکفی باللہ نصیرا (۴۵)﴾ مَانِعًا لَّکُمْ مِنْ کَیْدِهِمْ ﴿من الذین ھادوا﴾ قَوْمٌ ﴿یحرفون﴾ یُغَیِّرُوْنَ ﴿الکلم﴾ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِی التَّوْرَاةِ مِنْ نَّعْتِ مُحَمَّدٍ

ﷺ ﴿عن مواضعه﴾ اَلَّتِیْ وَضَعَ عَلَیْهَا ﴿ویقولون﴾ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِذَا اَمَرَهُمْ بِشَیْءٍ ﴿سمعنا﴾ قَوْلَکَ ﴿وعصینا﴾ اَمْرَکَ ﴿واسمع غیرمسمع﴾ حَالٌ بِمَعْنَی الدُّعَاءِ اَیْ لَا سُمِعْتَ ﴿و﴾ یَقُوْلُوْنَ لَهٗ ﴿راعنا﴾ وَقَدْ نُهِیَ عَنْ خِطَابِهٖ بِهَا وَهِیَ کَلِمَةُ سَبٍّ بَلُغَتِهِمْ ﴿لیا﴾ تَحْرِیْفًا ﴿بالسنتهم وطعنا﴾ قَدْحًا ﴿فی الدین﴾ اَلْاِسْلَامِ ﴿ولو انهم قالوا سمعنا واطعنا﴾ بَدَلٌ وَّعَصَیْنَا ﴿واسمع﴾ فَقَطْ ﴿وانظرنا﴾ اُنْظُرْ اِلَیْنَا بَدَلَ رَاعِنَا ﴿لکان خیرا لهم﴾ مِمَّا قَالُوْهُ ﴿واقوم﴾ اَعْدَلُ مِنْهُ ﴿ولکن لعنهم الله﴾ اَبْعَدَهُمْ عَنْ رَّحْمَتِهٖ ﴿بکفرهم فلا یؤمنون الا قلیلا (۴۶)﴾ مِنْهُمْ کَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَّاَصْحَابِهٖ ﴿یایها الذین اوتوا الکتب امنوا بما نزلنا﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿مصدقا لما معکم﴾ مِّنَ التَّوْرَاةِ ﴿من قبل ان نطمس وجوها﴾ نَمْحُوْ مَا فِیْهَا مِنَ الْعَیْنِ وَالْاَنْفِ وَالْحَاجِبِ ﴿فنردها علی ادبارها﴾ فَنَجْعَلُهَا کَالْاَقْفَاءِ لَوْحًا وَّاحِدًا ﴿اونلعنهم﴾ نَمْسَخَهُمْ قِرَدَةً ﴿کما لعنا﴾ مَسَخْنَا ﴿اصحب السبت﴾ مِنْهُمْ ﴿وکان امر الله﴾ قَضَاؤُهٗ ﴿مفعولا (۴۷)﴾ وَلَمَّا نَزَلَتْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقِیْلَ کَانَ وَعِیْدًا بِشَرْطٍ فَلَمَّا اَسْلَمَ بَعْضُهُمْ رُفِعَ وَقِیْلَ یَکُوْنُ طَمْسٌ وَّمَسْخٌ قَبْلَ قِیَامِ السَّاعَةِ ﴿ان الله لا یغفر ان یشرک﴾ اَیِ الْاِشْرَاکَ ﴿به ویغفر ما دون﴾ سِوٰی ﴿ذلک﴾ مِنَ الذُّنُوْبِ ﴿لمن یشاء﴾ اَلْمَغْفِرَةَ لَهٗ بِاَنْ یُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ بِلَا عَذَابٍ وَّمَنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِذُنُوْبِهٖ ثُمَّ یُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ ﴿ومن یشرک بالله فقد افتری اثما﴾ ذَنْبًا ﴿عظیما (۴۸)﴾ کَبِیْرًا ﴿الم تر الی الذین یزکون انفسهم﴾ وَهُمُ الْیَهُوْدُ حَیْثُ قَالُوْا نَحْنُ اَبْنَآءُ اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ اَیْ لَیْسَ الْاَمْرُ بِتَزْکِیَتِهِمْ اَنْفُسَهُمْ ﴿بل الله یزکی﴾ یُطَهِّرُ ﴿من یشاء﴾ بِالْاِیْمَانِ ﴿ولا یظلمون﴾ یُنْقَصُوْنَ مِنْ اَعْمَالِهِمْ ﴿فتیلا (۴۹)﴾ قَدْرَ قِشْرَةِ النَّوَاةِ ﴿انظر﴾ مُتَعَجِّبًا ﴿کیف یفترون علی الله الکذب﴾ بِذٰلِکَ ﴿وکفی به اثما مبینا (۵۰)﴾ بَیِّنًا۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! نماز کے پاس نہ جاؤ (یعنی نماز نہ پڑھو) نشہ کی حالت میں ......۱...... (یعنی شراب پی کر، آیت مبارکہ کا شان نزول مسلمانوں کا حالتِ نشہ میں نماز باجماعت پڑھنا ہے) جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو (یوں کہ نشہ اتر چکا ہو) اور نہ ناپاکی کی حالت میں (خواہ ناپاکی کا سبب دخول ہو یا انزال، جنبا حال ہونے کیوجہ سے منصوب ہے اور اسکا اطلاق مفرد و جمع دونوں پر ہوتا ہے) مگر گزرنے والے (عابری بمعنی مجتازی ہے) راستے سے (یعنی مسافر) یہاں تک کہ تم نہالو (کہ اب تمہارے لئے نماز پڑھنا درست و جائز ہے، مسافر کا استثناء اسلئے کیا گیا ہے کہ اسکا حکم دوسرا ہے جو آگے آئے گا، منقول ہے کہ یہاں نہی مواضع نماز یعنی مساجد

کے قریب جانے کے بارے میں ہے مگر بغیر ٹھہرے مسجد سے گزر جانا جائز ہے) اور اگر تم بیمار ہو (کہ اس مرض میں پانی کا استعمال نقصان دے گا) یا حالتِ سفر میں ہو (یعنی مسافر ہو اور حالتِ سفر میں تم جنبی یا بے وضو ہو گئے ہو) یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو (یعنی اس جگہ سے جو قضائے حاجت کے لئے مقرر ہو یعنی وہ بے وضو ہو گیا ہو) یا تم نے عورتوں کو چھوا (ایک قرأت میں لمستم بغیر الف کے ہے لیکن دونوں قرأتوں میں لمس کے معنی جس بالید یعنی ہاتھ لگا کر ٹٹولنا ہیں، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہی ہے اور باقی بدن کو چھونا بھی اسی حکم میں داخل ہے اور ابن عباس نے اس سے جماع مراد لیا ہے) پس اگر تم پانی نہ پاؤ (کہ اس سے نماز کیلئے طہارت کرسکو بعد طلب اور تفتیش کے، یہ پانی نہ ملنے کی قید ان کے لئے ہے جو بیمار نہ ہوں) تو تم تیمم کرلو......۲......(یعنی نماز کا وقت داخل ہو جانے کے بعد تم قصد کرو) پاک مٹی کا (صعیدا کا معنی ہے پاک مٹی کہ تم اس پر دو مرتبہ ہاتھ مارو) تو مسح کرلو اپنے منہ اور ہاتھوں کا (کہنیوں سمیت، فعل مسح متعدی بنفسہ ہونے کے علاوہ متعدی بالحرف بھی ہوتا ہے) بے شک اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے کیا آپ نے انہیں نہ دیکھا جنہیں حصہ ملا (نصیب بمعنی حظ ہے) کتاب سے (یعنی یہودیوں کو) گمراہی مول لیتے ہیں (ہدایت کے بدلے) اور چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بہک جاؤ (یعنی راہِ حق سے بھٹک کر انہیں کی مثل ہو جاؤ) اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو (وہ تمہیں انکے بارے میں خبر دیتا رہتا ہے تا کہ تم ان سے بچتے رہو) اور کافی ہے اللہ حمایتی (یعنی ان سے تمہاری حفاظت کرنیوالا ہے) اور اللہ کافی ہے مددگار (یعنی تمہیں انکے مکر و فریب سے بچانے والا ہے) یہودیوں میں سے (ایک قوم) ایسی ہے جو بدلتے ہیں (یحرفون بمعنی یغیرون ہے) کلاموں کو (جو اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توریت میں اتارے ہیں) انکی جگہ سے (یعنی جن میں وہ رکھے گئے تھے) اور کہتے ہیں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب وہ انہیں کوئی حکم دیں) ہم نے سنی (آپکی بات) اور نافرمانی کی (آپکے حکم کی) اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں (غیر مسمع ترکیب میں حال واقع ہے بمعنی پکارنا یعنی لاسمعت) اور (کہتے ہیں آپ سے) راعنا (حالانکہ انہیں اس لفظ سے آپکو خطاب کرنے سے منع کر دیا گیا تھا اسلئے کہ یہ کلمہ انکی لغت میں برے معنی میں استعمال ہوتا تھا) موڑتے ہوئے اپنی زبانوں کو (یعنی اپنی زبانوں سے تحریف کرتے ہوئے) اور طعنہ کرتے ہوئے (طعنا بمعنی قدحا ہے) دین (یعنی اسلام کے بارے) میں......۳......اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا (بجائے عصینا کے) اور سنئے (فقط) اور نظر فرمایئے ہم پر (یعنی راعنا کے بجائے انظرنا کہتے) تو انکے لیے بہتر ہوتا (انکے سابقہ قول کے مقابلے میں) اور زیادہ درست ہوتا (یعنی انصاف کے زیادہ قریب ہوتا) لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی (یعنی انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا) انکے کفر کے سبب، پس وہ ایمان نہیں لائینگے مگر تھوڑے (ان میں سے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور انکے اصحاب ایمان لے آئے) اے کتاب والو! ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا (قرآن میں) تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق فرماتا (یعنی توریت کی) قبل اسکے کہ ہم بگاڑ دیں کچھ مونہوں کو (یعنی چہرے پر موجود آنکھ، کان اور ابرو مٹا دیں) تو انہیں پھیر دیں گے انکی پیٹھ کی طرف (یعنی گدی کی طرح سامنے کے حصہ کو بھی سپاٹ کر دیں گے) یا ہم لعنت کریں (بندر کی صورت میں انہیں مسخ کر کے) جیسا کہ لعنت کی ہم نے (یعنی مسخ کر دیا ہم نے) ہفتہ والوں کو اور اللہ کا حکم (یعنی اسکا فیصلہ) ہو کر رہے گا (جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے، ایک قول کے مطابق یہ وعید انکے ایمان نہ لانے کے ساتھ مشروط تھی، جب بعض ایمان لے آئے تو وعید اٹھالی گئی اور بعض کے نزدیک قیامت قائم ہونے سے پہلے چہروں کا بگاڑنا اور مسخ کرنا ہوگا) اور بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اسکے ساتھ کفر کیا جائے (مذکورہ فعل باب افعال اشراک سے ہے) اور بخشے گا اسکے سوا (گناہوں کو، دون بمعنی سوی ہے) جسکے لئے چاہے ......۴......(یعنی جسکی مغفرت کرنا چاہے بایں طور کہ اسے بغیر عذاب دیئے جنت میں داخل کر دے اور مومنین میں سے جسے چاہے گا

گناہوں کے سبب عذاب دیکر پھر جنت میں داخل کرے) اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے گناہ کا طوفان باندھا (اثما بمعنی ذنبا ہے) بڑا (عظیما بمعنی کبیرا ہے) کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو خود اپنی ستھرائی بیان کرے (مراد اس سے یہودی تھے جب انھوں نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اسکے پیارے ہیں، یعنی ان کا اپنا تزکیہ بیان کرنے کا معاملہ کچھ اہمیت نہیں رکھتا) بلکہ اللہ پاک (صاف) کرتا ہے جسے چاہے (ایمان کے ساتھ) اور ظلم نہ کیے جائینگے وہ (یعنی انکے اعمال میں کمی نہ ہوگی) دھاگہ برابر (کھجور کی گٹھلی پر جھلی کے برابر بھی) دیکھو (متعجب ہوکر) کیسے وہ اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہیں (اس بات کے ساتھ) اور یہ کافی ہے صریح گناہ (مبینا بمعنی بینا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکری حتی تعلموا ما تقولون ولاجنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا﴾

یایھاالذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، لاتقربوا: فعل واؤضمیر ذوالحال، و انتم سکاری: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: حرف نفی لتاکید، جنبا: معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر حال اول، الا: للحصر، عابری سبیل: مرکب اضافی حال ثانی، ذوالحال اپنے حالوں سے ملکر فاعل، الصلوۃ: مفعول، حتی: جار، تعلموا ما تقولون: جملہ بتقدیر ان بتاویل مصدر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو اول، حتی: جار، تغتسلوا: جملہ بتقدیر ان بتاویل مصدر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ثانی، لاتقربوا: فعل اپنے فاعل ومفعول وظرف لغو اول وثانی سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿وان کنتم مرضی اوعلی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدوا ماء﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص تم ضمیر اسم، مرضی: معطوف علیہ، اوعلی سفر: ظرف مستقر شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، او جاء احد منکم الغائط: جملہ فعلیہ معطوف اول، اولمستم النساء: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ف: عاطفہ، لم تجدوا ماء: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، اپنے معطوف علیہ سے ملکر شرط۔

﴿فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوھکم وایدیکم ان اللہ کان عفوا غفورا﴾

ف: جزائیہ، تیمموا صعیدا طیبا: فعل بافاعل ومرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، امسحوا: فعل بافاعل، ب: جار، وجوھکم وایدیکم: معطوف، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، کان عفوا غفورا: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یشترون الضللۃ ویریدون ان تضلوا السبیل واللہ اعلم باعدائکم﴾

ھمزہ: استفہامیہ، لم تر: فعل انت ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، اللہ: اسم جلالت مبتدا، اعلم باعدائکم: شبہ جملہ ہوکر خبر، جو مبتدا سے ملکر

جملہ اسمیہ ہوکر حال، ذوالحال سے ملکر فاعل، الی: جار، الذین: موصول، اوتوا نصیبا من الکتب: جملہ فعلیہ صلہ، جو موصول سے ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، یشترون الضللۃ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و یریدون: فعل با فاعل، ان تضلوا السبیل: جملہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل وظرف لغو ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و کفی باللہ ولیا و کفی باللہ نصیرا﴾

و: مستانفہ، کفی: فعل، ب: زائدہ، اللہ: اسم جلالت ذوالحال، ولیا: حال، جو ذوالحال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کفی: فعل، ب: زائدہ، اللّٰہ: اسم جلالت ذوالحال، نصیرا: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ ویقولون سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع وراعنا لیا بالسنتھم وطعنا فی الدین﴾

من: جار، الذین ھادوا: موصول صلہ ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، یحرفون الکلم عن مواضعہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقولون: قول، سمعنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وعصینا: معطوف اول، و: عاطفہ، اسمع غیر مسمع: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، راعنا: فعل با فاعل، لیا بالسنتھم: شبہ جملہ معطوف علیہ، و طعنا فی الدین: شبہ جملہ، معطوف، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث، معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر مقولہ، قول سے ملکر معطوف، جو معطوف علیہ سے ملکر صفت، قوم: موصوف محذوف، مرکب توصیفی مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو انھم قالوا سمعنا واطعنا وانظرنا لکان خیرا لھم واقوم﴾

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، انھم: حرف مشبہ واسم، قالوا: قول، سمعنا و اطعنا و انظرنا: معطوف علیہ معطوفین سے ملکر مقولہ، جو قول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ثبت فعل محذوف کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ شرط، لام: ابتدائیہ، کان: فعل ناقص بااسم، خیرا لھم: شبہ جملہ معطوف علیہ، و اقوم: معطوف، ملکر خبر، جملہ فعلیہ ہوکر جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿و لکن لعنھم اللہ بکفرھم فلا یومنون الا قلیلا﴾

و: حالیہ، لکن: للاستدراک، لعنھم اللّٰہ بکفرھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، لایؤمنون: فعل واو ضمیر مستثنی منہ، الا: اداۃ حصر، قلیلا: مستثنی، اپنے مستثنی منہ سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے مل کر ماقبل آیت میں انھم میں ھم ضمیر سے حال ہے۔

﴿یایھا الذین اوتوا الکتب امنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوھا فنردھا علی ادبارھا﴾

یایھا الذین اوتوا الکتب: جملہ فعلیہ ندائیہ، امنوا: فعل با فاعل، ب: جار، ما نزلنا: موصول صلہ ملکر ذوالحال، مصدقا لما

معکم: شبہ جملہ حال، جو ذوالحال سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو اول، من: جار، قبل: مضاف، ان نطمس وجوھا: جملہ فعلیہ، معطوف علیہ، فنردھا: فعل بافاعل، ھا: ضمیر ذوالحال، علی ادبارھا: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ثانی، امنوا فعل اپنے فاعل و دونوں ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿او نلعنھم کما لعنا اصحب السبت و کان امر اللہ مفعولا﴾

او: عاطفہ، نلعنھم: فعل بافاعل و مفعول، ک: جار، ما: مصدریہ، لعنا اصحب السبت: جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر، لعنۃ مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، ان نطمس پر معطوف، و: مستانفہ، کان امر اللّٰہ مفعولا: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء﴾

ان اللّٰہ: حرف مشبہ و اسم، لایغفر: فعل بافاعل، ان یشرک بہ: مصدر مؤول مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یغفر: فعل بافاعل، ما: موصولہ، دون ذلک: ظرف مستقر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مفعول، لمن یشاء: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و من یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یشرک باللّٰہ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ، افتری اثما عظیما: فعل بافاعل و مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، اپنی شرط سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم تر الی الذین یزکون انفسھم بل اللہ یزکی من یشاء﴾

ھمزہ: استفہامیہ، لم تر: فعل بافاعل، الی: جار، الذین: موصول، یزکون انفسھم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، بل: حرف عطف، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یزکی من یشاء: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و لا یظلمون فتیلا انظر کیف یفترون علی اللہ الکذب و کفی بہ اثما مبینا﴾

و: عاطفہ علی محذوف فھم یشابون، لایظلمون: فعل با نائب الفاعل، فتیلا: ظلما مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی نائب مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، انظر: فعل بافاعل، کیف: حال مقدم، یفترون: فعل واو ضمیر ذوالحال، حال سے ملکر فاعل، علی اللّٰہ: ظرف لغو، الکذب: مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، انظر فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، کفی: فعل، ب: زائدہ، ہ: ضمیر ممیز، اثما مبینا: تمییز، ممیز سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یاایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ......☆حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک جماعت صحابہ کی دعوت کی۔اس میں کھانے کے بعد شراب پیش کی گئی، بعضوں نے پی کہ اس وقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی، پھر مغرب کی نماز پڑھی، امام نشہ میں قل یاایھا الکفرون اعبد ماتعبدون و انتم عابدون ما اعبد پڑھ گئے اور دونوں جگہ لاترک کردیا اور نشہ میں خبر نہ ہوئی اور معنی فاسد ہوگئے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کردیا گیا تو مسلمانوں نے نماز کے اوقات میں شراب ترک کردی اسکے بعد شراب بالکل حرام کردی گئی۔

☆......وان کنتم مرضی او علی سفر......☆غزوہ بنی مصطلق میں جب لشکر اسلام سب کو ایک بیابان میں لے کر اترا جہاں پانی نہ تھا اور صبح وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ تھا، وہاں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا ہار گم ہوگیا، اسکی تلاش کے لیے سید عالم ﷺ نے وہاں اقامت فرمائی، صبح ہوئی تو پانی نہ تھا، اللہ ﷻ نے آیت تیمم نازل فرمائی۔اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے آل ابو بکر! یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے یعنی تمہاری برکت سے مسلمانوں کو بہت سی آسانیاں ہوئیں اور بہت فوائد پہنچے پھر اونٹ اٹھایا گیا تو اسکے نیچے ہار ملا، ہار گم ہونے اور سید عالم ﷺ کے نہ بتانے میں بہت حکمتیں ہیں۔حضرت صدیقہ کے ہار کی وجہ سے قیام انکی فضیلت ومنزلت کا مشعر ہے، صحابہ کا جستجو کرنا اس میں ہدایت ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج کی خدمت مومنین کی سعادت ہے اور پھر حکم تیمم ہونا معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت کا ایسا صلہ ہے، جس سے قیامت تک مسلمان منتفع ہوتے رہیں گے۔

☆......الم ترالی الذین اوتوا نصیبا......یہ آیت رجاعہ بن زید اور مالک بن دخشم یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔یہ دونوں جب رسول کریم ﷺ سے بات کرتے تو زبان ٹیڑھی کرکے بولتے۔

☆......الم ترالی الذین یزکون انفسھم......☆یہ آیت یہود ونصاری کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے آپ کو اللہ ﷻ کا بیٹا اور پیارا بتاتے تھے۔اور کہتے تھے کہ یہود ونصاری کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا۔اس آیت میں بتادیا گیا کہ انسان کا دین داری اور اصلاح وتقوی اور قرب ومقبولیت کا مدعی ہونا اور اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا کام نہیں آتا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حالت نشہ میں نماز کے قریب نہ جانے سے کیامراد ھے؟

۱......اس بارے میں دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد عین نفس نماز ہے یعنی رکوع سجود والی نماز کہ انسان حالت نشہ میں نماز ادا نہ کرے جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے جو اس کی زبان تلفظ کرتی ہے اور یہ اکثر مفسرین کا قول ہے۔دوسرا قول یہ ہے کہ حالت نشہ میں نماز کے قریب نہ جانے سے مراد یہ ہے کہ حالت نشہ میں نماز کی جگہ یعنی مسجد کے قریب نہ جائے (ماخوذ از خازن، ج۱، ص۳۷۸)

تیمم:

۲......تیمم کے لغوی معنی مطلق قصد کرنے کے ہیں جبکہ اصطلاح میں پاک مٹی کا ازالۂ حدث کے لئے مخصوص طریقے کے

ساتھ استعمال کرنے کے قصد کرنے کو تیمم کہتے ہیں۔ (التعریفات، ص ۷۵)

جو شخص پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو یعنی مسافر یا وہ شخص جو شہر سے دور ہو اور اسکے اور شہر کے مابین ایک میل یا اس سے زیادہ فاصلہ ہو یا ایسا شخص جو پانی کے استعمال پر تو قادر ہو مگر مریض ہو اور اسے یہ خوف ہو کہ پانی کے استعمال سے اسکے مرض میں اضافہ ہو گا یا جنبی یہ خوف کرے کہ سردی کی وجہ سے غسل کرنے سے اسکی جان کو خطرہ لاحق ہو گا یا وہ بیمار ہو جائے گا تو ایسا شخص تیمم کرے۔ تیمم میں دو ضربیں ہیں: ایک مرتبہ ہاتھ مار کر چہرے پر پھیر لیں، دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت ایک دوسرے پر مسح کریں۔ تیمم میں نیت فرض ہے۔ (القدوری، باب التیمم، ص ۱۰،۱۱)

قرآن مجید میں ﴿صعیدا طیبا﴾ ہے جبکہ صعید کا معنی ہے: زمین کی بالائی سطح خواہ اس پر مٹی ہو یا نہ ہو۔ اس مسئلہ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کیلئے اعلیٰ حضرت امام شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کا رسالہ حسن التیمم جلد ۳ تا جلد ۴/صفحہ ۳۲۰ فتاوی رضویہ جدید کا مطالعہ فرمائیں۔ جس میں آپ نے پانی سے عجز کی 175 صورتیں ذکر فرمائی ہیں۔

یہود کے اوصاف:

۳؎..... قرآن مجید فرقان حمید میں جگہ جگہ یہودیوں کا تذکرہ ملتا ہے یہاں اوصاف سے اوصاف حمیدہ نہیں بلکہ اوصاف مذمومہ مراد ہیں۔ یہ لوگ توریت میں تحریف کرتے، باوجود ممانعت کے راعنا کہہ کر مخاطب ہوتے، دین میں طعن کرتے، رفقاء سے کہتے کہ ہم حضور ﷺ کی بدگوئی کرتے ہیں اگر آپ نبی ہوتے تو اس بات کو جان لیتے اللہ ﷻ نے ان کی خباثت کو ظاہر فرما دیا۔

اللہ ﷻ شرک کے سوا جس گناہ کو چاہے بخش دے:

۴؎..... اللہ ﷻ شرک کے سوا جو گناہ ہوں گے چھوٹے ہوں یا بڑے اس سے خطاءً صادر ہوئے ہوں یا عمداً، اگر چہ وہ گناہ گار بغیر توبہ کیے مر جائے۔ لمن یشاء شرک سے نیچے جتنے بھی گناہ ہیں سب کو عام ہیں اسے مشیت کیساتھ مقید کرنا مرجئہ کے مذہب کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ انہوں نے ہر گناہ کیلئے مغفرت کے وجوب کا قول کیا ہے انہوں نے یہ کہا کہ ایمان کیساتھ کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا جس طرح شرک کیساتھ کوئی نفع نہیں دیتا۔ معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ گناہوں کی مغفرت کو توبہ کیساتھ مقید کرتے ہیں یہ آیت توبہ کی قید کی نفی کرتی ہے کیونکہ یہ کلام مشرک اور مذنب کے درمیان فرق کرنے کیلئے چلایا گیا ہے اور مشیت کی قید تائب کیلئے مغفرت اور دوسروں کیلئے عذاب کے واجب ہونے کے قول کی نفی کرتی ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ مشیت کی قید وجوب کے منافی نہیں بلکہ مغفرت کے ثبوت کے بعد مشیت کا وجوب لازم ہو جاتا ہے ہم یہ کہیں گے اس وقت تو اس قید کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ خارجیوں کا مذہب یہ ہے کہ ہر گناہ شرک ہے اور گناہ گار ہمیشہ کیلئے جہنم میں داخل ہو گا۔ ابو یعلی، ابن منذر اور ابن علی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہم گناہِ کبیرہ کے ارتکاب کرنے والے کیلئے مغفرت کے طلب کرنے سے رک جایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم نے نبی پاک ﷺ سے اس آیت کو سنا، فرمایا "میں نے دعاءِ شفاعت اپنی امت کے گناہ کبیرہ کرنے والوں کیلئے ذخیرہ کر رکھی ہے"۔ یہ سن کر ہمارے دلوں میں جو خیالات تھے اس سے رک گئے پھر ہم دعا کرنے لگے اور اسکے قبول ہونے کی امید بھی رکھتے ہیں۔

(المظہری، ج ۲، ص ۱۲۹)

اغراض:

لان سبب نزولها: اس کا بیان شان نزول کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ ونصبه علی الحال: جنباً پر حال ہونے کی وجہ سے نصب ہے اور اس کا عطف ﴿وانتم سکاری﴾ پر ہے۔ وھو یطلق: یعنی لفظ جنب۔ وقیل المراد النھی الخ: یہ آیت کی آخری تفسیر ہے اور اسے امام شافعی نے لیا ہے، امام مالک مجبوری نہ ہونے کی صورت میں مسجد میں جنبی کے گزرنے کو حرام جانتے ہیں۔ یضرہ الماء: یعنی تیمم کرکے نماز ادا کرلے، امام مالک اور ابوحنیفہ کے نزدیک اعادہ کی حاجت نہیں جب کہ امام شافعی اعادہ کے قائل ہیں۔ ای مسافرین: یعنی اگرچہ قصر نہ ہو۔ وھو الجس بالید: غیر محرم کو چھونے سے اگرچہ قصد اور وجدان نہ پایا جائے، یہ امام شافعی کے نزدیک ہے، اور قصد و وجدان پائے جانے کی صورت میں امام مالک کے نزدیک، امام ابوحنیفہ نے ابن عباس کا قول اختیار کیا کہ ان کے نزدیک مطلقاً عورت کو چھونے سے وضو واجب نہیں ہوتا۔ او محدثون: یعنی خروج ریح وغیرہ سے وضو ٹوٹ گیا ہو۔

وھو راجع الی ما عدا المرضی: اس لئے کہ مریض پانی کے موجود ہونے کی صورت میں وضو کرے گا اس لئے کہ وہ پانی کے استعمال کرنے پر قادر نہیں ہے، اس لئے کہ پانی کے نا پائے جانے کا جب ارادہ کیا جاتا ہے تو اس میں مریض کو حقیقتاً اور حکماً شامل کیا جاتا ہے اور یہ اس لئے کرتے ہیں کہ جو چیز شرعاً معدوم ہو وہ حساً بھی معدوم ہوتی ہے۔ وھم الیھود: یعنی یہود کے بعض علماء۔ بعدہ دخول الوقت: یعنی وقت داخل ہونے کے بعد تیمم کرلو، یہ قید اس لئے لگائی کہ تیمم وقت کے داخل ہونے سے پہلے صحیح نہیں ہوسکتا۔ قبل قیام الساعۃ: یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانے میں۔ ترابا طاھرا: یعنی ان الفاظ کے ساتھ امام شافعی نے تفسیر فرمائی، اور امام مالک نے فرمایا کہ الصعید یعنی سطح زمین سے، یعنی ہر وہ مٹی جو زمین کی سطح یا اس کے اجزاء سے ہو اور اسے آگ سے نہ پکایا گیا ہو اور نہ ہی وہ جواہر نفیسہ جیسے مٹی، ریت اور پتھر وغیرہ سے نہ کرے۔

مع المرفقین: یعنی ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا واجب ہے اور یہ مذہب امام شافعی (اور امام اعظم) کا ہے، امام مالک فرماتے ہیں کہ مرفقین کی تکمیل سنت ہے اور کلائی تک مسح کرنا فرض ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ بالھدی: یعنی وہ ہدایت کے بدلے گمراہی لیتے ہیں، گمراہی سے مراد کفر اور سید عالم ﷺ کی تکذیب ہے اور الھدی سے مراد ایمان اور اس کی تصدیق ہے۔ امرک: یہ باطنی گندگی کی وجہ سے ہے، اور ظاہری گندگی یہ ہے کہ ہم نے نافرمانی کی یعنی تیرے غیر کا حکم مانا، اور اسی کی مناسبت سے فرمان ﴿واسمع غیر مسمع﴾ ہے یعنی ہم سے خیر سنو اور جو بات تمہیں اذیت دینے والی ہو وہ تمہیں نہ سنائی دے۔ فقیل کان وعیداً بشرط: اس لئے کہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے، حاصل کلام یہ کہ اہل کتاب یعنی توریت والوں نے اس وعید (چہرے کے بگڑنے) کے بارے میں اختلاف کیا، کیا یہ حکم معلق تھا پھر اٹھالیا گیا؟ ایک قول یہ ہے کہ یہ آخری زمانے میں ہوگا، ایک قول یہ کیا گیا کہ معاملہ آخرت میں ہوگا کہ وہ اپنی قبروں سے مسخ صورتوں میں اٹھیں گے، المختصر۔

بالایمان: یعنی تمام اعمال صالحہ، چونکہ نجات کا مدار ایمان پر ہے اسلئے اسی پر اقتصار کیا۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۳۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۵

وَنَزَلَ فِیْ كَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ وَنَحْوِهٖ مِنْ عُلَمَاءِ الْیَهُوْدِ لَمَّا قَدِمُوْا مَكَّةَ وَشَاهَدُوْا قَتْلٰی بَدْرٍ وَحَرَّضُوا الْمُشْرِكِیْنَ عَلَی الْاَخْذِ بِثَارِهِمْ وَمُحَارَبَةِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿الم ترالی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یؤمنون بالجبت والطاغوت﴾ صَنَمَانِ لِقُرَیْشٍ ﴿ویقولون للذین کفروا﴾ اَبِیْ سُفْیَانَ وَاَصْحَابِهٖ حِیْنَ قَالُوْا لَهُمْ اَ

نَحْنُ اَهْدٰى سَبِيْلًا وَّنَحْنُ وُلَاةُ الْبَيْتِ نُسْقِى الْحَاجَّ وَنُقْرِى الضَّيْفَ وَنَفُكُّ الْعَانِىَ وَنَفْعَلُ اَمْ مُحَمَّدٌ ﷺ؟ وَقَدْ خَالَفَ دِيْنَ اٰبَائِهٖ وَقَطَعَ الرَّحْمَ وَفَارَقَ الْحَرَمَ ﴿هؤلاء﴾ اَىْ اَنْتُمْ ﴿اهدى من الذين امنوا سبيلا(۵۱)﴾ اَقْوَمُ طَرِيْقًا ﴿اولئک الذين لعنهم الله ومن يلعن الله فلن تجد له نصيرا (۵۲)﴾ مَانِعًا مِّنْ عَذَابِهٖ ﴿ام﴾ بَلْ ﴿لهم نصيب من الملک﴾ اَىْ لَيْسَ لَهُمْ شَىْءٌ مِّنْهُ وَلَوْ كَانَ ﴿فاذا لا يؤتون الناس نقيرا (۵۳)﴾ اَىْ شَيْئًا تَافِهًا قَدْرَ النُّقْرَةِ فِىْ ظَهْرِ النَّوَاةِ لِفَرْطِ بُخْلِهِمْ ﴿ام﴾ بَلْ اَ ﴿يحسدون الناس﴾ اَىِ النَّبِىَّ ﷺ ﴿على ما اتهم الله من فضله﴾ مِنَ النُّبُوَّةِ وَكَثْرَةِ النِّسَآءِ اَىْ يَتَمَنَّوْنَ زَوَالَهٗ عَنْهُ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ نَبِيًّا لَاشْتَغَلَ عَنِ النِّسَآءِ ﴿فقد اتينا ال ابرهيم﴾ جَدَّهٗ كَمُوْسٰى وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ ﴿الكتب والحكمة﴾ اَلنُّبُوَّةَ ﴿واتيناهم ملكا عظيما (۵۴)﴾ فَكَانَ لِدَاوٗدَ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اِمْرَاَةً وَّلِسُلَيْمَانَ اَلْفٌ مَّا بَيْنَ حُرَّةٍ وَّسُرِّيَّةٍ ﴿فمنهم من امن به﴾ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿ومنهم من صد﴾ اَعْرَضَ ﴿عنه﴾ فَلَمْ يُؤْمِنْ ﴿وكفى بجهنم سعيرا (۵۵)﴾ عَذَابًا لِّمَنْ لَّا يُؤْمِنُ ﴿ان الذين كفروا بايتنا سوف نصليهم﴾ نُدْخِلُهُمْ ﴿نارا﴾ يُّحْتَرِقُوْنَ فِيْهَا ﴿كلما نضجت﴾ فِيْهَا اِحْتَرَقَتْ ﴿جلودهم بدلنهم جلودا غيرها﴾ بِاَنْ تُعَادَ اِلٰى حَالِهَا الْاَوَّلِ غَيْرِ مُحْتَرِقَةٍ ﴿ليذوقوا العذاب﴾ لِيُقَاسُوْا شِدَّتَهٗ ﴿ان الله كان عزيزا﴾ لَا يُعْجِزُهٗ شَىْءٌ ﴿حكيما (۵۶)﴾ فِىْ خَلْقِهٖ ﴿والذين امنوا وعملوا الصلحت سندخلهم جنت تجرى من تحتها الانهر خلدين فيها ابدا لهم فيها ازواج مطهرة﴾ مِّنَ الْحَيْضِ وَكُلِّ قَذْرٍ ﴿وندخلهم ظلا ظليلا (۵۷)﴾ دَائِمًا لَا تُنْسِخُهٗ شَمْسٌ وَّهُوَ ظِلُّ الْجَنَّةِ ﴿ان الله يامركم ان تؤدوا الامنت﴾ اَىْ مَآ اُئْتُمِنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحُقُوْقِ ﴿الى اهلها﴾ نَزَلَتْ لَمَّا اَخَذَ عَلِىٌّ رضی اللہ عنہ مِفْتَاحَ الْكَعْبَةِ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ الْحَجْبِىِّ سَادِنِهَا قَهْرًا، لَمَّا قَدِمَ النَّبِىُّ ﷺ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَمَنَعَهٗ وَقَالَ: لَوْ عَلِمْتُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمْ اَمْنَعْهُ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَدِّهٖ اِلَيْهِ وَقَالَ: هَاكَ خَالِدَةً تَالِدَةً فَعَجِبَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَرَاَ لَهٗ عَلِىٌّ الْاٰيَةَ فَاَسْلَمَ وَاَعْطَاهُ عِنْدَ مَوْتِهٖ لِاَخِيْهِ شَيْبَةَ فَبَقِىَ فِىْ وُلْدِهٖ، وَالْاٰيَةُ وَاِنْ وَرَدَتْ عَلٰى سَبَبٍ خَاصٍّ فَعُمُوْمُهَا مُعْتَبَرٌ بِقَرِيْنَةِ الْجَمْعِ ﴿واذا حكمتم بين الناس﴾ يَاْمُرُكُمْ ﴿ان تحكموا بالعدل ان الله نعما﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ مِيْمٍ، نِعْمَ فِىْ مَا النَّكِرَةِ الْمَوْصُوْفَةِ اَىْ نِعْمَ شَيْئًا ﴿يعظكم به﴾ تَاْدِيَةِ الْاَمَانَةِ وَالْحُكْمِ بِالْعَدْلِ ﴿ان الله كان سميعا﴾ لِمَا يُقَالُ ﴿بصيرا (۵۸)﴾ بِمَا يُفْعَلُ ﴿يايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى﴾ اَصْحَابَ ﴿الامر﴾ اَىِ الْوُلَاةِ

﴿منکم﴾ اِذَا اَمَرُوْکُمْ بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ﴿فان تنازعتم﴾ اِخْتَلَفْتُمْ ﴿فی شیء فردوہ الی اللہ﴾ اَیْ اِلٰی کِتَابِهٖ ﴿والرسول﴾ مُدَّةَ حَيَاتِهٖ وَبَعْدَهٗ اِلٰی سُنَّتِهٖ اَیِ اکْشِفُوْا عَلَيْهِ مِنْهُمَا ﴿ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذلک﴾ اَیِ الرَّدُّ اِلَيْهِمَا ﴿خیر﴾ لَّكُمْ مِنَ التَّنَازُعِ وَالْقَوْلِ بِالرَّأْیِ ﴿واحسن تاویلا(۵۹)﴾ مَالًا۔

﴿ترجمہ﴾

(آیتِ مبارکہ کعب بن اشرف وغیرہ علماءِ یہود کے بارے میں نازل ہوئی جب وہ مکہ میں آئے اور مقتولین بدر کا معائنہ کیا اور مشرکین کو اپنے مقتولین کا بدلہ لینے اور نبی پاک ﷺ سے جنگ پر ابھارا) کیا تم نے وہ نہ دیکھے جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا ایمان لاتے ہیں جبت اور طاغوت پر......(یہ دونوں قریش کے بت تھے) اور کافروں کو کہتے ہیں (یعنی ابوسفیان اور اسکے ساتھیوں کو جبکہ انہوں نے علماء یہود سے پوچھا: ''کیا ہم زیادہ ہدایت یافتہ ہیں جبکہ ہم بیت اللہ کے متولی ہیں، حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں، مہمان نواز ہیں، قیدیوں کو رہائی دلاتے ہیں اور بھی اسطرح کے کام کرتے ہیں یا محمد ﷺ زیادہ صحیح راستہ پر ہیں جبکہ انہوں نے اپنے آبائی دین کے خلاف کیا ہے اور قطع رحمی کی ہے اور حرم پاک کو چھوڑ گئے ہیں؟) یہ (یہاں ھؤلاء بمعنی انتم ہے) مسلمانوں سے زیادہ راہ پر ہیں (یعنی زیادہ صحیح راستے پر ہیں) یہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اسکا کوئی یار نہ پائے گا (جو اللہ کے عذاب کو روک سکے) کیا (ام بمعنی بل ہے) ملک میں انکا کچھ حصہ ہے (یعنی انکا ملک میں کچھ حصہ نہیں اور اگر حصہ ہوتا) تو لوگوں کو تل بھر نہ دیں (اپنے شدید بخل کی وجہ سے چھوہارے پر باریک جھلی جیسی چیز بھی کسی کو دینے پر آمادہ نہ ہوں) کیا (ام بمعنی بل ہے) وہ لوگوں سے (یعنی نبی پاک ﷺ سے) حسد کرتے ہیں......۳......جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا (مثلاً نبوت اور عورتوں کی کثرت، یعنی وہ ان نعمتوں کے زوال کے متمنی ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ نبی ہوتے تو عورتوں سے رغبت نہ رکھتے) بے شک ہم نے ابراہیم کی اولاد کو (یعنی نبی پاک ﷺ کے آباؤ اجداد جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو) کتاب اور حکمت (یعنی نبوت) دی اور انہیں بڑا ملک دیا (چنانچہ حضرت داود علیہ السلام کی ننانوے ازواج اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ماتحت ہزار آزاد عورتیں اور باندیاں تھیں) تو ان میں سے کوئی اس پر ایمان لایا (یعنی محمد ﷺ پر) اور کسی نے منہ پھیرا (یعنی اعراض کیا) اس سے (تو ایمان نہ لایا) اور دوزخ کافی ہے بھڑکتی آگ (بطورِ عذاب اسکے لیے جو ایمان نہ لائے) جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم انکو پہنچائینگے (یعنی داخل کرینگے) آگ میں (جس میں وہ جلتے رہیں گے) جب کبھی پک جائینگی (یعنی جل جائیں گی) انکی کھالیں ہم انکے سوا اور کھالیں انہیں بدل دینگے......۲......(یعنی انہیں انکی پہلی بے جلی ہوئی حالت پر پھیر دیا جائے گا) کہ عذاب کا مزہ لیں (یعنی اسکی شدت کا اندازہ کر لیں) بیشک اللہ غالب ہے (کوئی چیز اسے عاجز نہیں کرسکتی) حکمت والا ہے (اپنی مخلوق کے معاملات میں) اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ہم انہیں باغوں میں لے جائیں گے جنکے نیچے نہریں رواں، ان میں ہمیشہ رہیں گے، انکے لیے وہاں ستھری بیبیاں ہیں (یعنی حیض اور ہر گندگی سے پاک) اور ہم انہیں وہاں داخل کرینگے جہاں سایہ ہی سایہ ہوگا (یہ سایہ دائمی ہوگا کہ دھوپ بھی اسے نہیں مٹا سکے گی اور مراد اس سے جنت کا سایہ ہے......۴......) بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں سپرد کردو (یعنی جو حقوق بطور

امانت رکھوائے گئے ہیں انہیں لوٹا دو) انکے اہل کی طرف (یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کعبہ معظمہ کی چابی خادم کعبہ عثمان بن طلحہ حجبی سے چھین لی اس لئے کہ جب نبی پاک ﷺ فتح مکہ کے وقت حاضر ہوئے تو حضرت عثمان نے چابی دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر آپکو اللہ کا رسول مانتا تو کنجی دینے سے انکار نہ کرتا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چابی واپس کرنے کا حکم صادر فرمایا اور ارشاد فرمایا: "یہ لو عثمان! ہمیشہ کے لیے یہ خدمت تمہارے سپرد ہے۔" اس پر عثمان کو تعجب ہوا پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی تو حضرت عثمان ایمان لے آئے اور اپنی موت کے وقت وہ چابی اپنے بھائی شیبہ کے سپرد کر دی۔ لہذا وہ اب تک انکی اولاد ہی کے پاس ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ اگرچہ خاص سبب کی وجہ سے نازل ہوئی لیکن جمع کے صیغہ کی وجہ سے عموم کا اعتبار ہوگا) اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو (تو وہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ) انصاف کیساتھ فیصلہ کرو، بیشک اللہ کیا ہی خوب (لفظ نِعِمَّا میں میم کا ادغام ما نکرہ موصوفہ میں ہوا ہے یہ بمعنی نعم شیئا ہے) نصیحت فرماتا ہے تمہیں (امانت کی ادائیگی اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کا) بیشک اللہ سننے والا ہے (جو کہا جائے) دیکھنے والا ہے (جو بھی کیا جائے) اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور انکا جو امر والے ہیں (یعنی حکمران ہیں ۔۔۔۔۔۔۵) تم میں (جب کہ وہ تمہیں اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کے مطابق حکم دیں) پھر اگر تم میں جھگڑا اٹھے (یعنی اختلاف ہو تم میں) کسی بات کا تو اسے اللہ کی طرف لوٹاؤ (یعنی اسکی کتاب کی طرف) یا رسول کی طرف (انکی مدتِ حیاتِ ظاہری میں یا بعدِ وصالِ ظاہری انکی سنت کی طرف یعنی کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کے ذریعے اس مسئلے کا حل نکالو) اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ (ان دونوں کی طرح رجوع کرنا) بہتر (ہے تمہارے لیے تنازع کرنے اور تمہاری ذاتی رائے سے) اور اچھا انجام (ہے، تاویلا بمعنی مآلا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم ترالی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یؤمنون بالجبت والطاغوت﴾

ھمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل بافاعل، الی: جار، الذین: موصول، اوتوا نصیبا من الکتب: جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر ذوالحال، یؤمنون بالجبت والطاغوت: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویقولون للذین کفروا ھؤلآء اھدی من الذین امنوا سبیلا﴾

و: عاطفہ، یقولون للذین کفروا: قول، ھؤلآء: مبتدا، اھدی: اسم تفضیل ھو ضمیر ممیز، سبیلا: تمیز، ملکر فاعل، من الذین امنوا: ظرف لغو، اسم تفضیل با متعلقات شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر یؤمنون بالجبت پر معطوف۔

﴿اولئک الذین لعنھم اللہ ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیرا﴾

اولئک: مبتدا، الذین: موصول، لعنھم اللہ: جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، من: شرطیہ مفعول مقدم، یلعن اللہ: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لن تجد لہ نصیرا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ام لهم نصيب من الملك فاذا لا يؤتون الناس نقيرا﴾

ام: عاطفہ،لهم : ظرف مستقر خبر مقدم،نصيب:موصوف،من الملك : ظرف مستقر صفت،اپنے موصوف سے مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ف: فصیحیہ ،اذا:حرف جزا،لايؤتون الناس نقيرا:فعل با فاعل ومفعول اول وثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذاجعل لهم نصيب من الملك کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ام يحسدون الناس على ما اتهم الله من فضله﴾

ام: عاطفہ،يحسدون الناس: فعل با فاعل ومفعول،على: جار،ما:موصولہ،اتهم الله من فضله: فعل با مفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ،اپنے موصول سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،يحسدون، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقد اتينا ال ابرهيم الكتب والحكمة واتينهم ملكا عظيما﴾

ف: تعلیلیہ،قد: لتحقيق ،اتينا ال ابراهيم:فعل با فاعل ومفعول اول،الكتب و الحكمة:مفعول ثانی،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،اتينهم : فعل با فاعل ومفعول اول،ملكا عظيما: مرکب توصیفی مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل قد اتينا پر معطوف ہے۔

﴿فمنهم من امن به ومنهم من صد عنه وكفى بجهنم سعيرا﴾

ف: مستانفه ،منهم: ظرف مستقر خبر مقدم،من:موصولہ،امن به: جملہ فعلیہ صلہ،اپنے موصول سے ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ،منهم: ظرف مستقر خبر مقدم،من: موصولہ،صد عنه: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل منهم من امن به پر معطوف ہے،و: مستانفه، كفى:فعل،ب: زائدہ،جهنم: ذوالحال،سعيرا: حال،اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذين كفروا باياتنا سوف نصليهم نارا﴾

انّ: حرف مشبہ،الذين: موصول، كفروا: فعل واؤ ضمير فاعل،باياتنا:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،موصول صلہ ملکر اسم، سوف: حرف استقبال،نصليهم نارا:فعل اپنے فاعل ومفعول اول وثانی سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر انّ کی خبر،انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كلما نضجت جلودهم بدلنهم جلودا غيرها ليذوقوا العذاب ان الله كان عزيزا حكيما﴾

كلما: شرطیہ،نضجت جلودهم: جملہ فعلیہ شرط، بدلنهم: فعل با فاعل ومفعول اول،جلودا: موصوف،غيرها: صفت،ملکر مفعول ثانی لام: جار،يذوقوا العذاب : جملہ فعلیہ بتقدیر ان بتاویل مصدر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،بدلنهم فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل نصليهم کی هم ضمیر سے حال ہے۔

﴿والذين امنوا وعملوا الصلحت سندخلهم جنت تجرى من تحتها الانهر خلدين فيها ابدا﴾

و: عاطفہ،الذین: موصول،امنوا وعملوا الصلحت: معطوف علیہ ومعطوف صلہ، اپنے موصول سے ملکر مبتدا، سندخلھم: فعل ھم ضمیر ذوالحال، خلدین: اسم فاعل ھم ضمیر فاعل، فیھا ابدا: ظرف لغو اول وثانی ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، جنت: موصوف، تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول، سندخل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لھم فیھا ازواج مطھرۃ وندخلھم ظلا ظلیلا﴾

لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، فیھا: ظرف مستقر حال مقدم، ازواج مطھرۃ: مرکب توصیفی ذوالحال، اپنے حال سے ملکر مبتدا موخر، اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مبتدا موخر ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ندخلھم: فعل بافاعل ومفعول، ظلاظلیلا: مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل سندخلھم پر معطوف ہے۔

﴿ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامنت الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یامرکم: فعل بافاعل ومفعول، ان: مصدریہ، تؤدوا الامنت الی اھلھا: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان تحکموا با لعدل: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مفعول ثانی، اذا: مضاف، حکمتم بین الناس: فعل بافاعل ومفعول، جملہ فعلیہ مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف، یامر فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعا بصیرا﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، نعم: فعل مدح ھو ضمیر ممیّز، ما: تمییز، ممیّز سے ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر خبر مقدم، یعظکم بہ: جملہ فعلیہ، الشی محذوف کیلئے صفت، مرکب توصیفی مبتدا موخر، خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ان کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، اطیعوا اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اطیعوا: فعل بافاعل، الرسول: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اولی الامر: ذوالحال، منکم: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مقصود بالنداء۔

﴿فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول﴾

ف: مستانفہ، ان: شرط، تنازعتم فی شیء: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ردوہ: فعل بافاعل وضمیر مفعول، الی اللہ و الرسول: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان کنتم تؤمنون باللہ و الیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلا﴾

ان: شرطیہ، کنتم: فعل با اسم، تؤمنون: فعل با فاعل، ب: جار، اللّٰہ و الیوم الآخر: معطوف علیہ و معطوف ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جزا محذوف فـــردوہ کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ذلک: مبتدا، خیر: معطوف علیہ، و احسن تاویلا: شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......اولئک الذین لعنهم اللّٰہ ......☆ یہ آیت کعب بن اشرف وغیرہ علماء یہود کے بارے میں نازل ہوئی جو ستر سواروں کی جماعت لیکر قریش سے سید عالم ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے پر حلف لینے پہنچے۔ قریش نے ان سے کہا چونکہ تم کتابی ہو اسلئے تم سید عالم ﷺ سے زیادہ قرب رکھتے ہو ہم کیسے اطمینان کریں کہ تم ہم سے فریب کیساتھ نہیں مل رہے ہو اگر اطمینان دلانا ہو تو ہمارے بتوں کو سجدہ کرو، تو انہوں نے شیطان کی اطاعت کر کے بتوں کو سجدہ کیا۔ پھر ابو سفیان نے کہا کہ ہم ٹھیک راہ پر ہیں یا محمد ﷺ! کعب بن اشرف نے کہا کہ تم ہی ٹھیک راہ پر ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ نے ان پر لعنت فرمائی کہ انہوں نے حضور کی عداوت میں مشرکین کے بتوں تک کو پوجا۔

☆......واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ......☆ بعض مفسرین نے اس کے شان نزول میں یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ کے وقت سید عالم ﷺ نے عثمان بن طلحہ خادم کعبہ سے کعبہ معظمہ کی کلید لے لی پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے وہ کلید انہیں واپس کر دی اور فرمایا کہ اب یہ کلید ہمیشہ تمہاری نسل میں رہے گی۔ اس پر عثمان بن طلحہ حجبی اسلام لائے اگرچہ یہ واقعہ تھوڑے تھوڑے تغیرات سے بہت سے محدثین نے ذکر کیا ہے لیکن احادیث پر نظر کرنے سے یہ قابل وثوق معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ابن عبد اللہ اور ابن مندہ اور ابن اثیر کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان بن طلحہ ۸ ہجری میں مدینہ طیبہ حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہو چکے تھے۔ اور انہوں نے فتح مکہ کے روز کنجی خود اپنی خوشی سے پیش کی تھی۔ بخاری مسلم کی حدیثوں سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔

﴿تشریح تشریح واغراض﴾

الجبت والطاغوت:

۱......علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ جبت اور طاغوت سے کیا مراد ہے ایک قول یہ ہے کہ جبت اور طاغوت سے مراد ہر وہ معبود ہے جسکی اللہ ﷻ کے سوا عبادت کی جائے، دوسرا قول یہ ہے کہ دونوں قریش کے بت تھے اور یہی وہ بت ہیں جنہیں یہود نے قریش کی رضامندی کیلئے سجدہ کیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ جبت بت کا نام ہے اور طاغوت ان بتوں کے شیاطین کے نام ہیں۔ (الجمل، ج ۲، ص ٦٦)

حسد کی تعریف:

۲......پیر کرم شاہ صاحب ضیاء القرآن میں اسکی تعریف یوں کرتے ہیں: الحسد تمنی زوال النعمة من صاحبها

المستحق یعنی ایسے شخص سے زوال نعمت کی آرزو جو اس نعمت کا صحیح مستحق ہو۔علامہ شیخ جرجانی نے بھی ایسے ہی اس کی تعریف کی ہے کہ حاسد سے مراد وہ شخص ہے کہ جو جس پر نعمت کی گئی ہے اس کے لئے زوال نعمت کی تمنا کرے۔ (التعریفات، ص ۹۲)

آیات مبارکہ کے انکار کرنے کا عذاب:

۳۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ہم انکو آگ میں ڈالیں گے جب کبھی انکی کھالیں پک جائیں گی ہم دوسری کھالوں سے بدل دیں گے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ساعت میں سو مرتبہ کھال بدلی جائے گی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسا ہی سنا ہے اور حسن کا قول ہے کہ ہر دن میں ستر ہزار مرتبہ انکی کھال جلائی جائے گی جب بھی وہ بالکل پک جائے گی تو انہیں پہلی حالت پر لوٹ جانے کا حکم دیا جائے گا تو وہ اپنی سابقہ حالت پر واپس آجائیں گی۔ (الجمل، ج ۲، ص ۶۹)

جنت کا گھنا سایہ:

۴۔۔۔۔۔جنت کا سایہ ایسا ہوگا کہ سورج اس سائے کو ختم نہ کرے گا اور یہ سایہ اذیت دینے والا بھی نہ ہوگا اس میں نہ گرمی ہوگی نہ سردی۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جنت میں سورج کی حرارت اذیت نہ دیگی تو پھر اسکے وصف سایہ کا کیا فائدہ؟ میں اسکا یہ جواب دونگا کہ اس آیت کے مخاطب صرف وہ لوگ ہیں جو عقل وعرفان کی دولت سے مالا مال ہیں۔ بلاد عرب کے لوگ انتہا درجے کی گرمی میں زندگی بسر کرتے تھے اور سایہ انکے نزدیک اسباب راحت اور لذت میں سے سب سے بڑا سبب تھا۔ (الخازن، ج ۱، ص ۳۹۱)

"اولی الامر" سے مراد کون لوگ ہیں؟

۵۔۔۔۔۔ابوشیبہ اور دوسرے محدثین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اولی الامر سے امراء مراد ہیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ "هم امراء السرایا لشکروں کے امیر مراد ہیں"۔ یہ لفظ عام ہے جو بادشاہوں، شہر کے امراء، قاضیوں اور چھوٹے بڑے لشکروں کے امیروں کو شامل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام پر فرض ہے کہ اللہ ﷻ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد ابوبکر وعمر کی اقتداء کرنا" اسے امام ترمذی نے روایت کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی"۔ یہ متفق علیہ حدیث ہے۔ (المظهری ج ۲، ص ۱۴۲)

اغراض:

ونزل فی کعب :اس کا بیان شان نزول کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔ونحوہ من علماء الیهود: یہ تعداد میں ستر سے سوار تھے۔وحرضوا لمشرکین: یعنی ابوسفیان اور اس کے ہمراہیوں کو۔ونفک العانی: یعنی قیدی۔ای لیس لهم: اس جملے میں اشارہ ہے کہ ام استفہام انکاری نفی کے معنی میں ہے۔ومنهم من امن به: یعنی عبداللہ بن سلام اور اس کے ساتھی۔بان تعاد الی حالها: حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جہنمیوں کی کھالیں ایک گھڑی میں سو مرتبہ بدلی جائیں گی، بلکہ یہ بھی وارد ہوا کہ ایک دن میں ستر ہزار مرتبہ، اور یہ بھی وارد ہوا کہ کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک تیز رفتار سوار کے لئے تین دن کی مسافت ہوگی یہ بھی روایت ہے کہ کافر کی ایک داڑھ اُحُد پہاڑ جتنی ہے اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت جتنی ہوگی۔

ومنهم من صد عنه :یہ خالق کائنات کی عادت پرمبنی معاملہ ہے کہ جب وعید ذکرفرماتا ہےتو اس وعید کے بعد (جنت کا) وعدہ بھی ذکرفرماتا ہے۔لاتنسخه شمس :یعنی سورج وہاں ہوگا ہی نہیں جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿لایرون فیها شمسا ولا زمهریرا ﴾۔من الحقوق :امانت کی تین اقسام ہیں، پہلی قسم اللہ کی عبادت کی جائے اس لحاظ سے کہ احکامات کی پیروی کرے اور ممنوعات سے اجتناب کرے، دوسری قسم یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں یعنی کان، آنکھ وغیرہ کو اللہ کے غضب کے کاموں میں استعمال نہ کرے، تیسری قسم یہ ہے کہ حقوق العباد کا خیال کرنا جیسے کہ امانت کی ادائیگی، چنانچہ انسان پرامانت کی ادائیگی چاہے یہ حکم قولیہ ہو یا فعلیہ یا اعتقادیہ، پس قولیہ کی مثال ایسی ہے جیسا کہ حفظ قرآن، فعلیہ کی مثال جیسے امانت کی ادائیگی، اور اعتقادیہ جیسے توحید اور مخلوق کے ساتھ حسن ظن رکھنا، اور آیت مبارکہ سے مترشح ہونے والا یہ جملہ جوامع الکلم کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ اس آیت کے تحت داخل ہے ﴿انا عرضنا الامانة علی السموات ﴾۔

ونزلت لما اخذالخ: اس کا بیان شان نزول کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔سادنها: بمعنی خادمها ہے۔عام الفتح: مرادسن آٹھ ہجری ہے۔ ای اذا امروکم بطاعة الله رسوله :یعنی اللہ اور اس کے رسول کی معصیت میں دوسروں کی اطاعت نہ کرے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے معصیت کے کاموں میں مخلوق کی اطاعت نہ کی جائے گی۔مآل: یعنی عاقبت۔ (الصاوی، ج۲، ص۳٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ٦

وَنَزَلَ لَمَّا اِخْتَصَمَ يَهُوْدِيٌّ .وَّمُنَافِقٌ فَدَعَا الْمُنَافِقُ اِلٰى كَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمَا وَدَعَا الْيَهُوْدِيُّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَتَيَاهُ فَقَضٰى لِلْيَهُوْدِيِّ فَلَمْ يَرْضَ الْمُنَافِقُ، وَاَتَيَا عُمَرَ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلْمُنَافِقِ اَكَذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَتَلَهُ ﴿الم ترالی الذین یزعمون انهم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت﴾ اَلْكَثِيْرِ الطُّغْيَانِ وَهُوَ كَعْبُ بْنُ الْاَشْرَفِ ﴿وقد امروا ان یکفروابه﴾ وَلَا يُوَالُوْهُ ﴿ویرید الشیطن ان یضلهم ضللا بعیدا (۲۰)﴾ عَنِ الْحَقِّ ﴿واذا قیل لهم تعالوا الی ما انزل الله﴾ فِي الْقُرْاٰنِ مِنَ الْحُكْمِ ﴿والی الرسول﴾ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ﴿رایت المنفقین یصدون﴾ يُعْرِضُوْنَ ﴿عنک﴾ اِلٰى غَيْرِكَ ﴿صدودا (۲۱) فکیف﴾ يَصْنَعُوْنَ ﴿اذا اصابتهم مصیبة﴾ عُقُوْبَةٌ ﴿بما قدمت ایدیهم﴾ مِّنَ الْكُفْرِ وَالْمَعَاصِيْ اَيْ اَيَقْدِرُوْنَ عَلَى الْاِعْرَاضِ وَالْفِرَارِ مِنْهَا لَا ﴿ثم جاءوک﴾ مَعْطُوْفٌ عَلٰى يَصُدُّوْنَ ﴿یحلفون بالله ان﴾ مَّا ﴿اردنا﴾ بِالْمُحَاكَمَةِ اِلٰى غَيْرِكَ ﴿الا احسانا﴾ صُلْحًا ﴿وتوفیقا (۲۲)﴾ تَالِيْفًا بَيْنَ الْخَصْمَيْنِ بِالتَّقْرِيْبِ فِي الْحُكْمِ دُوْنَ الْحَمْلِ عَلٰى مُرِّ الْحَقِّ ﴿اولئک الذین یعلم الله ما فی قلوبهم﴾ مِّنَ النِّفَاقِ وَكِذْبِهِمْ فِيْ عُذْرِهِمْ ﴿فاعرض عنهم﴾ بِالصَّفْحِ ﴿وعظهم﴾ خَوِّفْهُمُ اللّٰهَ ﴿وقل لهم فی﴾ شَاْنِ ﴿انفسهم قولا بلیغا (۲۳)﴾ مُؤَثِّرًا فِيْهِمْ، اَيْ اَزْجِرْهُمْ لِيَرْجِعُوْا عَنْ كُفْرِهِمْ ﴿وما ارسلنا من رسول الا لیطاع﴾ فِيْمَا يَاْمُرُ بِهٖ وَيَحْكُمُ ﴿باذن الله﴾ بِاَمْرِهٖ لَا يُعْصٰى وَيُخَالَفُ

﴿ولو انهم اذ ظلموا انفسهم﴾ بِتَحَاكُمِهِمْ اِلَى الطَّاغُوْتِ ﴿جاء وک﴾ تَائِبِيْنَ ﴿فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول﴾ فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْخِطَابِ تَفْخِيْمًا لِّشَاْنِهٖ ﴿لوجدوا الله توابا﴾ عَلَيْهِمْ ﴿رحيما(۶۴)﴾ بِهِمْ ﴿فلا وربک﴾ لاَ زَائِدَةٌ ﴿لا يؤمنون حتى يحكموک فيما شجر﴾ اِخْتَلَطَ ﴿بينهم ثم لا يجدوا فى انفسهم حرجا﴾ ضِيْقًا اَوْ شَكًّا ﴿مما قضيت﴾ بِهٖ ﴿ويسلموا ﴾ يُنْقَادُوْا لِحُكْمِكَ ﴿تسليما (۶۵)﴾ مِّنْ غَيْرِ مُعَارَضَةٍ ﴿ولو انا كتبنا عليهم ان﴾ مُفَسِّرَةٌ ﴿اقتلوا انفسكم او اخرجوا من ديارکم﴾ كَمَا كَتَبْنَا عَلٰى بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ ﴿ما فعلوه ﴾ اَىِ الْمَكْتُوْبَ عَلَيْهِمْ ﴿الا قليل ﴾ بِالرَّفْعِ عَلَى الْبَدْلِ وَالنَّصْبِ عَلَى الْاِسْتِثْنَاءِ ﴿منهم ولو انهم فعلوا ما يوعظون به ﴾ مِنْ طَاعَةِ الرَّسُوْلِ ﴿لكان خيرا لهم واشد تثبيتا (۶۶)﴾ تَحْقِيْقًا لِاِيْمَانِهِمْ ﴿واذا ﴾ اَىْ لَوْ تَثَبَّتُوْا ﴿لاتينهم من لدنا ﴾ مِنْ عِنْدِنَا ﴿اجرا عظيما(۶۷)﴾ هُوَ الْجَنَّةُ ﴿ولهدينهم صراطا مستقيما(۶۸)﴾ قَالَ بَعْضُ الصَّحَابَةِ لِلنَّبِىِّ ﷺ كَيْفَ نَرَاكَ فِى الْجَنَّةِ وَاَنْتَ فِى الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَنَحْنُ اَسْفَلَ مِنْكَ فَنَزَلَ ﴿ومن يطع الله والرسول ﴾ فِيْمَآ اَمَرَ بِهٖ ﴿فاولئک مع الذين انعم الله عليهم من النبين والصديقين﴾ اَفَاضِلَ اَصْحَابَ الْاَنْبِيَاءِ لِمُبَالَغَتِهِمْ فِى الصِّدْقِ وَالتَّصْدِيْقِ ﴿والشهداء﴾ اَلْقَتْلٰى فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴿والصلحين﴾ غَيْرَ مَنْ ذُكِرَ ﴿وحسن اولئک رفيقا(۶۹)﴾ رُفَقَآءَ فِى الْجَنَّةِ بِاَنْ يُّسْتَمْتَعَ فِيْهَا بِرُؤْيَتِهِمْ وَزِيَارَتِهِمْ وَالْحُضُوْرِ مَعَهُمْ وَاِنْ كَانَ مَقَرُّهُمْ فِى الدَّرَجَاتِ الْعَالِيَةِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى غَيْرِهِمْ ﴿ذلک﴾ اَىْ كَوْنُهُمْ مَعَ مَنْ ذُكِرَ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهٗ ﴿الفضل من الله﴾ تَفَضَّلَ بِهٖ عَلَيْهِمْ لَا اَنَّهُمْ نَالُوْهُ بِطَاعَاتِهِمْ ﴿وكفى بالله عليما(۷۰)﴾ بِثَوَابِ الْاٰخِرَةِ، اَىْ فَثِقُوْا بِمَآ اَخْبَرَكُمْ بِهٖ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ۔

﴿ترجمہ﴾

(یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب ایک یہودی اور منافق کے مابین ایک تنازعہ پیدا ہوا تو منافق نے چاہا کہ فیصلہ کعب بن اشرف سے کرائے اور یہودی نبی پاک ﷺ کے پاس آنا چاہتا تھا، وہ دونوں نبی پاک ﷺ کے حضور حاضر ہوئے، آنحضرت ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا جسے منافق نے نہ مانا اور دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو یہودی نے بتایا کہ حضور ﷺ نے اُسکے حق میں فیصلہ دیدیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے دریافت فرمایا کہ کیا یہ بات اسی طرح ہے؟ اس نے تصدیق کی تو آپ نے اسے قتل کردیا) کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنکا دعوی ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں (طاغوت کے معنی زبردست سرکش ہے، اس سے مراد کعب بن اشرف ہے) اور انکو تو یہ حکم تھا کہ

اسے اصلاً نہ مانیں (اور نہ ہی اسے دوست بنائیں) اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے (حق سے) اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اس طرف جو اللہ نے اتارا (یعنی قرآن کریم میں جو حکم اتارا) اور رسول کی طرف (تاکہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کردیں) تو تم منافقوں کو دیکھو گے منہ موڑتے ہیں (یعنی اعراض کرتے ہیں) تم سے (دوسروں کی طرف) منہ پھیرنا تو کیا حال ہوگا (یعنی انکا کیا بنے گا) جب ان پر کوئی افتاد (سزا) پڑے، بدلہ اسکا جو انکے ہاتھوں نے آگے بھیجا (کفر اور معصیت کو، یعنی کیا وہ اس سزا سے اعراض اور فرار کی قدرت رکھتے ہیں؟ یا نہیں) پھر وہ آپکے پاس آئیں (جاؤک، یصدون پر معطوف ہے) قسم اٹھائینگے اللہ کی نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) ارادہ تھا ہمارا (آپ کے غیر کو حکم بنانے سے) مگر بھلائی (یعنی صلح کا) اور موافقت کا (دونوں مخاصمین کے مابین، فیصلہ کرنے میں تساہل سے کام لیکر الفت پیدا کرنا تھا، حق کی تلخی کو ان پر ظاہر کرنا مقصود نہ تھا) انکے دلوں کی بات تو اللہ جانتا ہے (یعنی انکے نفاق اور جھوٹے بہانے) تو تم ان سے چشم پوشی کرو (یعنی درگزر فرماؤ) اور انہیں سمجھاؤ (اللہ کا خوف دلاؤ) اور ان کے معاملہ میں ان سے رسا بات کرو (جو انکے لئے مؤثر ثابت ہو یعنی ان پر زجر سے کام لو تاکہ وہ کفر سے لوٹ آئیں) اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اسلئے کہ اسکی اطاعت کی جائے (جن باتوں کا وہ حکم دے اور فیصلہ فرمائے) اللہ کے اذن سے (یعنی اسکے حکم سے، اللہ عزوجل نے رسول کو اسلئے نہیں بھیجا کہ انکی نافرمانی و مخالفت کی جائے) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (شیطان کو اپنا حکم بنا کر) آپکے پاس آئیں (تائب ہو کر) پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول انکی شفاعت فرمائے (آپکی شان تعظیم کے اظہار کیلئے اس حکم میں جاؤک کے خطاب سے صیغۂ غائب کی طرف التفات کیا گیا ہے) تو وہ ضرور پائیں گے اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ......۱...... (انکے ساتھ) تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! (لفظ فلا میں لا زائدہ ہے) وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک کہ حاکم نہ بنائیں آپکو اس میں جو اختلاف ہو (شجر بمعنی اختلط ہے) آپس میں، پھر وہ اپنے دلوں میں رکاوٹ نہ پائیں (یعنی تنگی یا شک نہ پائیں) جو آپ فیصلہ کریں اور مان لیں (یعنی فرمانبردار ہوجائیں آپکے فیصلہ کے آگے) اور خوب اچھی طرح مان لینا (بغیر کسی معارضے کے) اور اگر ہم لکھ دیتے ان پر کہ (ان مفسرہ ہے) اپنے آپکو قتل کردو یا اپنے گھر بار چھوڑ جاؤ (جیسا کہ ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا) تو وہ نہ کرتے (یعنی جو ان پر لکھا گیا تھا) مگر تھوڑے (لفظ قلیل مرفوع ہوگا بر بناء بدل اور منصوب ہوگا بر بناء استثناء کے) ان میں سے اور اگر وہ ایسا کرتے جس بات (یعنی اطاعتِ رسول) کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو اس میں انکا بھلا تھا اور (انکے ایمان کا) خوب جمنا اور اس وقت (یعنی اگر وہ ثابت قدم رہتے) تو ضرور ہم انہیں اپنے پاس (من لدنا بمعنی من عندنا ہے) سے بڑا ثواب (یعنی جنت) دیتے اور ضرور انکو سیدھی راہ کی ہدایت کرتے (بعض اصحاب نے نبی پاک ﷺ سے عرض کی ہمیں جنت میں آپکی زیارت کیسے ہوگی؟ آپ ﷺ اعلی درجات میں ہونگے اور ہم اس سے کم درجات میں تو یہ آیت نازل ہوئی) اور جو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریں (جو حکم وہ فرمائیں اسے مانیں) تو یہ لوگ انکے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیق (انبیاء علیہم السلام کے افضل ترین ساتھی صحابہ ہیں، انتہائی صدق و تصدیق کی وجہ سے انکو صدیق کہا گیا ہے) اور شہید (یعنی راہِ خدا میں قتل ہونے والے) اور نیک لوگ......۲...... (ان مذکورہ افراد کے سوا) اور کیا ہی اچھے ساتھی ہیں (جنت میں کہ انکے دیدار، زیارت اور شرف حضوری سے فیضیاب

ہونگے اگر چہ یہ حضرات اوروں کی بہ نسبت درجات عالیہ میں ہونگے) یہ (یعنی مذکورہ حضرات کی معیت نصیب ہونا، ذالک ترکیب میں مبتدا ہے اسکی خبر الفضل من اللہ ہے) اللہ کا فضل ہے (ان پر، نہ کہ انہوں نے اپنی اطاعت سے یہ درجات حاصل کیے) اور اللہ کافی ہے جاننے والا (آخرت کے ثواب کو، تو تم اسکی دی گئی خبر پر بھروسہ رکھو اور وہ تمہیں اپنی مثل مخبر نہ بنائے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم ترالی الذین یزعمون انھم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک﴾

ھمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل بافاعل، الی: جار، الذین: موصول، یزعمون: فعل بافاعل، انھم: حرف مشبہ واسم، امنوا: فعل بافاعل، ب: جار، ما انزل الیک: موصول صلہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما انزل من قبلک: موصول صلہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ مفعول، یزعمون فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر صلہ، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، لم تر فعل اپنے فاعل وظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ﴾

یریدون: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قد امروا: فعل بانائب الفاعل، ان یکفروا بہ: جملہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ان یتحاکموا الی الطاغوت: جملہ بتاویل مصدر مفعول، یریدون فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ہے ماقبل یزعمون کے فاعل سے۔

﴿ویرید الشیطن ان یضلھم ضللا بعیدا﴾

و: عاطفہ، یرید الشیطن: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یضلھم ضللا بعیدا: فعل بافاعل ومفعول ومفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، یرید فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل یریدون پر معطوف ہے۔

﴿واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول رایت المنفقین یصدون عنک صدودا﴾

و: ابتدائیہ، اذا: شرطیہ، قیل لھم: قول، تعالوا: فعل بافاعل، الی ماانزل اللہ: جارمجرور معطوف علیہ، والی الرسول: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ قولیہ شرط، رأیت: فعل بافاعل، المنفقین: موصوف، یصدون عنک صدودا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول، رایت فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فکیف اذا اصابتھم مصیبۃ بما قدمت ایدیھم﴾

ف: مستانفہ، کیف: حال مقدم، یصنعون: فعل محذوف واؤ ضمیر ذوالحال، اپنے حال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، اذا: شرطیہ

متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، اصابتهم مصیبة: فعل با فاعل، ب: جار، ما قدمت ایدیهم: موصول صلہ ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف فکیف یصنعون سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ثم جاء وک یحلفون بالله ان اردنا الا احسانا و توفیقا﴾

ثم: عاطفہ، جاء وا: فعل و او ضمیر ذوالحال، یحلفون بالله: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قسم، ان: نافیہ، اردنا: فعل با فاعل، الا: للحصر، احسانا و توفیقا: معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، اپنی قسم سے ملکر جملہ قسمیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ک: ضمیر مفعول، جاء و: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل اصابتهم پر معطوف ہے۔

﴿اولئک الذین یعلم الله ما فی قلوبهم﴾

اولئک: مبتدا، الذین: موصول، یعلم الله: فعل با فاعل، ما فی قلوبهم: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فاعرض عنهم وعظهم وقل لهم قولا بلیغا﴾

ف: فصیحیہ، اعرض عنهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عظهم: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، قل لهم: فعل با فاعل و ظرف لغو، فی انفسهم: ظرف مستقر حال مقدم، قولا بلیغا: مرکب توصیفی ذوالحال، اپنے حال سے ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، اپنے معطوف علیہ سے ملکر شرط محذوف اذا کانت حالهم کذلک کی جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله﴾

و: استینافیہ، ما: نافیہ، ارسلنا: فعل با فاعل، من: زائدہ، رسول: مفعول، الا: اداۃ حصر، لام: جار، یطاع باذن الله: فعل با نائب الفاعل و ظرف لغو، جملہ فعلیہ بتقدیر ان بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف مستقر مفعول لہ، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وک فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول﴾

و: استینافیہ، لو: شرطیہ، انهم: حرف مشبہ و اسم، اذ: مضاف، ظلموا انفسهم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف مقدم، جاء وک: فعل با فاعل و مفعول و ظرف مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ، خبر، انّ اپنے اسم و خبر سے ملکر ثبت فعل محذوف کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، استغفروا الله: جملہ فعلیہ معطوف اول، و استغفر لهم الرسول: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، اپنے معطوف علیہ سے ملکر شرط۔

﴿لوجدوا الله توابا رحیما﴾

لام: تاکیدیہ، وجدوا الله: فعل با فاعل و اسم جلالت مفعول اول، توابا: مبدل منہ، رحیما: بدل، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ

جزا، لو شرطیہ اپنی شرط و جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم﴾

ف: استنافیہ، لا: زائدہ، و: قسمیہ حرف جار، ربک: مجرور، ملکر اقسم فعل مقدر کا ظرف مستقر، اقسم فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ، لایؤمنون: فعل بافاعل، حتی: حرف جار، یحکموک: فعل بافاعل ومفعول، فیما شجر بینھم: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، لایؤمنون فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم۔

﴿ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مماقضیت ویسلموا تسلیما﴾

ثم: عاطفہ، لایجدوا فی انفسھم: فعل بافاعل وظرف لغو، حرجا: موصوف، مماقضیت: ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول یحکموک پر، و: عاطفہ، یسلموا تسلیما: فعل بافاعل ومفعول مطلق ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی۔

﴿ولو انا کتبنا علیھم ان قتلوا انفسکم اواخرجوا من دیارکم ما فعلوہ الا قلیلامنھم﴾

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، انا: حرف مشبہ بااسم، کتبنا علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو، ان: مصدریہ، اقتلوا انفسکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او اخرجوا من دیارکم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر ثبت فعل محذوف کا فاعل ای ثبت کتابتنا، فعل فاعل ملکر شرط، مافعلوا: فعل نفی و اؤ ضمیر مبدل منہ، ہ: ضمیر مفعول، الا: اداۃ حصر، قلیل: موصوف، منھم: ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر بدل، اپنے مبدل منہ سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولو انھم فعلوہ ما یوعظون بہ لکان خیرا لھم واشد تثبیتا﴾

و: عاطفہ، لو: شرطیہ، انھم: حرف مشبہ واسم، فعلوا: فعل بافاعل، مایوعظون بہ: موصول صلہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر ثبت فعل محذوف کا فاعل، فعل فاعل ملکر شرط، لام: تاکیدیہ، کان: فعل ناقص بااسم، خیرا: اسم تفضیل بافاعل، لھم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اشد: اسم تفضیل ھو ضمیر ممیّز، تثبیتا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جزا، شرط اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا لاتینھم من لدنا اجرا عظیما ولھدینا ھم صراطا مستقیما﴾

و: عاطفہ، اذا: حرف جزا، اٰتینھم: فعل بافاعل ومفعول، من لدنا: ظرف لغو، اجرا عظیما: مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، لو مقدر کا جواب ای اذن لو ثبتوا لاتینھم، و: عاطفہ، لھدینھم: فعل بافاعل ومفعول، صراطا مستقیما: مرکب توصیفی

مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل لاتینھم پر معطوف ہے۔

﴿ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصلحین وحسن اولئک رفیقا﴾

و:مستانفہ،من: شرطیہ مبتدا،یطع اللہ و الرسول: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ،اولئک : مبتدا،مع: مضاف ،الذی: موصول،انعم اللّٰہ :فعل بافاعل،علی: جار،ھم:ضمیر ذوالحال،من : جار،النبیین ......الخ: معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر حال،اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف مستقر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ،و: مستانفہ،حسن: فعل ،اولئک :ممیز،رفیقا: تمییز ،ملکر فاعل،فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک الفضل من اللہ و کفی باللہ علیما﴾

ذلک: مبدل منہ،الفضل: بدل،ملکر مبتدا،من اللّٰہ: ظرف مستقر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،و: مستانفہ، کفی : فعل،ب: زائدہ،اللّٰہ: اسم جلالت ممیز،علیما: تمییز ،ملکر فاعل،فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......الم ترالی الذین یزعمون ......☆بشر نامی ایک منافق کا یہودی سے جھگڑا تھا۔یہودی نے کہا کہ چلو نبی پاک ﷺ سے طے کرالیں منافق نے خیال کیا کہ حضور ﷺ تو بے رعایت محض حق فیصلہ دینگے اسکا مطلب حاصل نہ ہوگا اسلئے اس نے باوجود مدعی ایمان ہونے کے یہ کہا کہ کعب بن اشرف کو پنچ بناؤ۔(قرآن کریم میں طاغوت سے اس کعب بن اشرف کے پاس فیصلہ لے جانا مراد ہے)یہودی جانتا تھا کہ کعب رشوت خور ہے۔اس لیے اس نے باوجود ہم مذہب ہونے کے اس کو پنچ تسلیم نہ کیا۔ناچار منافق کو فیصلہ کیلئے سید عالم ﷺ کے حضور آنا پڑا۔حضور نے جو فیصلہ دیا وہ یہودی کے موافق ہوا یہاں سے فیصلہ سننے کے بعد پھر منافق یہودی کے در پے ہوا اور اسے مجبور کر کے حضرت عمر کے پاس لایا۔یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ میرا اسکا معاملہ سید عالم ﷺ طے فرما چکے ہیں لیکن یہ حضور کے فیصلے سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے فرمایا کہ ہاں میں ابھی آ کر اسکا فیصلہ کرتا ہوں یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اسکو قتل کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور اسکے رسول کے فیصلے سے راضی نہ ہو اسکا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔

☆......فلا وربک لا یؤمنون ......☆ پہاڑ سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب رسانی کرتے ہیں اس میں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا۔معاملہ سید عالم ﷺ کے حضور پیش کیا گیا حضور نے فرمایا اے زبیر تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو یہ انصاری کو گراں گزرا اور اسکی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپکے پھوپھی زاد بھائی ہیں باوجود یہ کہ فیصلہ میں

حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کی ہدایت فرمائی گئی تھی لیکن انصاری نے اسکی قدر نہ کی تو حضور ﷺ نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی روک لو انصافاً قریب والا ہی پانی کا مستحق ہے۔

☆......**ولو انا کتبنا علیهم** ......☆ ثابت بن قیس بن شماس سے ایک یہودی نے کہا کہ اللہ نے ہم پر اپنا قتل اور گھر بار چھوڑنا فرض کیا تھا ہم اسکو بجالائے، ثابت نے فرمایا کہ اگر اللہ ہم پر فرض کرتا تو ہم بھی ضرور بجالاتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**ومن یطع الله والرسول** ......☆ حضرت ثوبان نبی پاک ﷺ سے کمال محبت رکھتے تھے جدائی کی تاب نہ تھی ایک روز اس قدر غمگین اور رنجیدہ خاطر ہوئے کہ چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ حضور نے فرمایا آج رنگ کیوں بدلا ہوا ہے۔ عرض کیا نہ مجھے کوئی بیماری ہے نہ درد بجز اسکے کہ جب حضور ﷺ سامنے نہیں ہوتے تو انتہادرجہ کی وحشت و پریشانی ہوجاتی ہے جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں کس طرح دیدار پاسکتا ہوں۔ مجھے اللہ نے اپنے کرم سے جنت بھی دی تو مقام عالی تک رسائی کہاں! اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ باوجود فرق منازل کے فرماں برداروں کو بازیابی اور معیت کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائیگا۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

سید عالم ﷺ کی بارگاہ ھی ھم گناھگاروں کا اصل آسرا ھے:

۱......بارگاہ الٰہی میں رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ اور آپکی شفاعت کاربرآری کا ذریعہ ہے۔ سید عالم ﷺ کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور روضہ شریف کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ! جو آپ نے کہا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے ﴿ولو انهم اذظلموا......﴾ میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ اور میں آپکے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش مانگنے آیا ہوں تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے۔ اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔(۱)......: اللہ ﷻ کی بارگاہ میں عرض حاجت کیلئے اسکے مقبول بندوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے،(۲)......قبر پر حاجت کیلئے جانا بھی جاؤک میں داخل ہے،(۳)......بعد وفات مقبولان خدا کو(یا) کے ذریعہ خطاب کرنا جائز ہے،(۴)......مقبولان خدا مدد فرماتے ہیں انکی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

(خزائن العرفان، حاشیه نمبر ۱۷۷)

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ اس اعرابی نے روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر سب سے پہلے سلام عرض کیا السلام علیک یارسول اللہ! پھر یہ اشعار پڑھے۔

یاخیر من دفنت بالقاع اعظمه	خطا من طیبهن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنه	فیه العفاف وفیه الجود الکرم

(اے ان سب سے افضل ترین ہستی جن کے جسد خاکی کو اس زمین میں دفن کیا گیا ہے، جنکی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اٹھے۔ میری جان اس قبر پر قربان ہو جس میں آپ محو استراحت ہیں۔ اسی میں پارسائی ہے اور اسی میں جود و سخا ہے۔)(ابن کثیر، ج۱، ص ٦٤٠)

قبر والوں کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور ان سے وسیلہ طلب کرنا جہاں قرآن کا حکم ہے وہاں احادیث طیبہ بھی اس مضمون سے مالا مال ہیں چنانچہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اذا اعیتکم الامور فعلیکم باهل القبور او فاستغیثوا باهل القبور یعنی

جب تم کسی معاملے میں عاجز ہو جاؤ تو قبر والوں سے اس بارے میں رہنمائی لو یا یہ فرمایا کہ قبر والوں سے مدد طلب کرو''۔
(روح المعانی، الجزء السادس، ص ۴۰۲)

انعام یافتہ لوگ کون؟

۲۔.....قرآن مجید کا بعض حصہ دیگر بعض حصہ کی تفسیر کرتا ہے چنانچہ سورہ فاتحہ میں اللہ عزوجل نے ایک دعا سکھائی ﴿اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم﴾ لیکن اس بات کی وضاحت نہیں فرمائی کہ انعام یافتہ لوگ کون ہیں؟ البتہ مذکورہ رکوع میں اللہ نے ان انعام یافتہ لوگوں کا تذکرہ فرمادیا ہے کہ چار قسم کے لوگوں پر اللہ عزوجل نے انعام فرمایا: (۱).....حضرات انبیاء کرام، (۲).....صدیقین، (۳).....شہداء، (۴).....صالحین۔ جو اللہ عزوجل کی اطاعت کرے یعنی فرائض کو ادا کرے اور نواہی سے بچتا رہے اور رسول کی سنتوں پر کاربند ہو جائے تو ایسا شخص ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ عزوجل نے انعام فرمایا یعنی دنیا میں ہدایت اور توفیق عطا فرمائی اور آخرت میں دخول جنت کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ مطلب یہ کہ مطیعین جنت میں حضرات انبیاء کے ساتھ ہونگے ،انہیں جنت میں انبیاء کی زیارت اور مجالست سے محروم نہ کیا جائے گا، اسلئے کہ یہ حضرات جنت میں انبیاء کرام کے درجے میں ہونگے۔ صدیقین کثیر الصدق کو کہتے ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جو رسول کے بعد انکے راستوں کی پیروی کرتے ہیں یہاں تک کہ انکے دامن کرم سے وابستہ ہو جاتے ہیں اور صدیق دین میں اس سچے انسان کو کہتے ہیں جو دین کے معاملے میں شک کی آمیزش نہیں ہونے دیتا اور اس آیت میں صدیق سے مراد رسول اللہ ﷺ کے افضل الصحابہ صدیق اکبر مراد ہیں کہ اس امت میں انہی کو صدیق کا لقب دیا گیا اور یہ اتباع رسول ﷺ میں سب سے افضل تھے۔ شہداء سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں شہادت پائی جبکہ ایک قول کے مطابق شہدائے احد مراد ہیں۔ صالحین سے مراد وہ ہیں جو ظاہری اور باطنی بھلائیوں میں برابر ہوں، ایک قول کے مطابق صالح وہ ہوتا ہے جسکا عقیدہ درست اور عمل سنت وطاعت کے مطابق ہو اور ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اس آیت میں نبیین سے مراد محمد ﷺ اور صدیقین سے مراد ابوبکر اور شہداء سے مراد حضرت عمر، عثمان اور علی ہیں جبکہ صالحین سے مراد تمام صحابہ ہیں۔ (ماخوذ از خازن، ج ۱، ص ۳۹۷)

اغراض:

ونزل لما اختصم الخ: اس آیت کا بیان شان نزول کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ کثیر الطغیان: کہا جاتا ہے کہ طغیان سے مراد بت ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس چیز کا نام ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے چاہے وہ بت ہو یا اس کے سوا کوئی چیز۔ یعرضون: اشارہ ہے کہ الصد بمعنی الاعراض ہے جو کہ فعل لازم ہے، المنع کے معنی میں نہیں کہ متعدی ہوتا۔ صدوداً: یصدون کا مفعول مطلق ہے۔ لا: استفہام کا جواب ہے۔ بالتقریب: یعنی فیصلہ میں سستی برتنا، جیسا کہ احسان وصلح کرتے ہوں، اور اسی صلح کے ذریعے مدعی جھگڑوں میں قسمیں کھاتا ہے۔

فاعرض عنھم: یعنی انہیں قتل نہ کرو، اور یہ حکم منافقوں کے نکالے جانے اور ان کے قتل کئے جانے سے پہلے کا ہے، اور فاعرض میں فاء جواب شرط کے لحاظ سے ہے تقدیر عبارت یوں ہے کہ اذا کان حالھم کذلک فاعرض عن قبول عذرھم۔

لیرجعوا: ہوسکتا ہے کہ یہ جملہ ان کے کفر ہم سے لوٹ جانے کے بارے میں ہو۔ فاستغفروا اللہ: یعنی توبہ واخلاص کے ذریعے۔

فیہ التفات: یعنی سید عالم ﷺ کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ گناہ گاروں کے لئے استغفار کریں۔ اختلط: مشکل، مشکوک و پیچیدہ ہونے کے معنی میں ہے۔ ولو انا کتبنا علیھم: یہ منافقین کے بُرے حال کا بیان ہے، اگر ان پر شدت کی جائے جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں پر کی گئی تو بھی ان میں کم لوگ ایمان لائیں گے۔ مفسرہ: بمعنی ای ہے اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جب اسے جملہ پر مقدم کیا جائے تو یہ قول کے معنی میں ہو گا نہ کہ حرف کے معنی میں، اس کی نظیر فرمان باری ہے ﴿واخر دعواھم ان الحمد للہ رب العالمین(یونس:۱۰)﴾، ﴿وانطلق الملأمنھم ان امشوا﴾، اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان مصدریہ ہو اس صورت میں کتبنا بمعنی الزمنا ہوگا اور تقدیر عبارت یوں ہوگی ولو انا الزمنا ھم قتل انفسھم افاضل اصحاب الانبیاء: پس صدیقین نبوت کے درجے سے نیچے ہوں گے۔ والحضور معھم: یعنی محبوبان خدا کے ساتھ مجالست لا انھم نالوہ بطاعتھم: یعنی ان محبوبان خدا کی طاعت کی وجہ سے لوگ ان کی معیت میں پہنچیں گے، اور درحقیقت جنت کا دخول، منازل کا ارتقاء اور ان محبوبان خدا کی معیت اللہ کے فضل کی وجہ سے ہے ورنہ تو انسان کی کونسی طاعت اسے اس درجہ کو پہنچا سکتی ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۴۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۷

﴿یایھا الذین امنوا خذوا حذرکم﴾ مِنْ عَدُوِّکُم، اَی اِحْتَرِزُوْا مِنْهُ وَتَیَقَّظُوْا لَهٗ ﴿فانفروا﴾ اِنْهَضُوْا اِلٰی قِتَالِهٖ ﴿ثبات﴾ مُتَفَرِّقِیْنَ سَرِیَّةً بَعْدَ اُخْرٰی ﴿او انفروا جمیعا(۷۱)﴾ مُجْتَمِعِیْنَ ﴿وان منکم لمن لیبطئن﴾ لَیَتَاَخَّرَنَّ عَنِ الْقِتَالِ کَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَیِّ الْمُنَافِقِ وَاَصْحَابِهٖ وَجَعَلَهٗ مِنْهُمْ مِنْ حَیْثُ الظَّاهِرِ وَاللَّامُ فِی الْفِعْلِ لِلْقَسَمِ ﴿فان اصابتکم مصیبة﴾ کَقَتْلٍ وَّهَزِیْمَةٍ ﴿قال قد انعم اللہ علی اذ لم اکن معھم شھیدا(۷۲)﴾ حَاضِرًا فَاُصَابَ ﴿ولئن﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿اصابکم فضل من اللہ﴾ کَفَتْحٍ وَّغَنِیْمَةٍ ﴿لیقولن﴾ نَادِمًا ﴿کان﴾ مُخَفَّفَةٌ وَّاسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَیْ کَاَنَّهٗ ﴿لم تکن﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ ﴿بینکم وبینه مودة﴾ مَعْرِفَةٌ وَّصَدَاقَةٌ وَهٰذَا رَاجِعٌ اِلٰی قَوْلِهٖ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیَّ اِعْتَرَضَ بِهٖ بَیْنَ الْقَوْلِ وَمَقُوْلِهٖ وَهُوَ ﴿یا﴾ لِلتَّنْبِیْهِ ﴿لیتنی کنت معھم فافوز فوزا عظیما(۷۳)﴾ اٰخُذُ حَظًّا وَّافِرًا مِنَ الْغَنِیْمَةِ قَالَ تَعَالٰی ﴿فلیقاتل فی سبیل اللہ﴾ لِاِعْلَاءِ دِیْنِهٖ ﴿الذین یشرون﴾ یَبِیْعُوْنَ ﴿الحیوة الدنیا بالاخرة ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل﴾ یُسْتَشْهَدْ ﴿اویغلب﴾ یَظْفَرْ بِعَدُوِّهٖ ﴿فسوف نؤتیه اجرا عظیما(۷۴)﴾ ثَوَابًا جَزِیْلًا ﴿وما لکم لا تقاتلون﴾ اِسْتِفْهَامُ تَوْبِیْخٍ، اَیْ لَا مَانِعَ لَکُمْ مِّنَ الْقِتَالِ ﴿فی سبیل اللہ و﴾ فِیْ تَخْلِیْصِ ﴿المستضعفین من الرجال والنساء والولدان﴾ اَلَّذِیْنَ حَبَسَهُمُ الْکُفَّارُ عَنِ الْهِجْرَةِ وَاٰذَوْهُمْ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ کُنْتُ اَنَا وَاُمِّیْ مِنْهُمْ ﴿الذین یقولون﴾ دَاعِیْنَ یَا ﴿ربنا اخرجنا من ھذہ القریة﴾ مَکَّةَ ﴿الظالم اھلھا﴾ بِالْکُفْرِ ﴿واجعل لنا من لدنک﴾ مِنْ عِنْدِکَ ﴿ولیا﴾ یَتَوَلّٰی اُمُوْرَنَا ﴿واجعل لنا من لدنک نصیرا(۷۵)﴾ یَمْنَعُنَا مِنْهُمْ،

وَقَدْ اِسْتَجَابَ اللّٰهُ دُعَاءَ هُمْ فَيَسَّرَ لِبَعْضِهِمِ الْخُرُوْجَ وَبَقِيَ بَعْضُهُمْ اِلٰى اَنْ فُتِحَتْ مَكَّةُ وَوَلّٰى ﷺ عَتَّابُ بْنُ اُسَيْدٍ فَاَنْصَفَ مَظْلُوْمَهُمْ مِنْ ظَالِمِهِمْ ﴿الذين امنوا يقاتلون فى سبيل الله والذين كفروا يقاتلون فى سبيل الطاغوت﴾ اَلشَّيْطَانِ ﴿فقاتلوا اولياء الشيطن﴾ اَنْصَارَ دِيْنِهٖ تَغْلِبُوْهُمْ لِقُوَّتِكُمْ بِاللّٰهِ ﴿ان كيد الشيطن﴾ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿كان ضعيفا(۷۶)﴾ وَّاهِيًا لَا يُقَاوِمُ كَيْدَ اللّٰهِ بِالْكَافِرِيْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! ہوشیاری سے کام لو......۱......(اپنے دشمنوں کے مقابلے یعنی ان سے احتراز کرو اور بیدار مغزی سے کام لو) پھر دشمن کی طرف نکلو (یعنی جنگ کے لیے نکلو) تھوڑے تھوڑے ہو کر (یکے بعد دیگرے گروہوں کی صورت میں متفرق ہو کر) یا اکھٹے چلو (جمیعا بمعنی مجتمعین ہے) اور تم میں کوئی وہ ہے کہ ضرور دیر لگائے گا (جنگ میں جانے سے، جیسے عبداللہ بن اُبی اور اسکے ساتھی، انکے ظاہری حال کا لحاظ کرتے ہوئے اسے مسلمان میں سے کہا گیا ہے اگر چہ منافق تھا، فعل لیبطئن میں لام قسمیہ ہے) پھر اگر تم پر کوئی افتاد پڑے (جیسا کہ قتل ہونا یا شکست کا منہ دیکھنا) تو کہے کہ خدا کا مجھ پر احسان تھا کہ میں انکے ساتھ موجود نہ تھا (میدان جنگ میں ورنہ مجھے بھی ایسی مصیبت پہنچتی، شہید بمعنی حاضر ہے) اور اگر (لفظ ولئن میں لام قسمیہ ہے) تمہیں اللہ کا فضل ملے (جیسا کہ فتح اور غنیمت) تو ضرور کہے (نادم ہو کر) گویا کہ (لفظ ان مخففة من المثقلة ہے اور اسکا اسم محذوف ہے یعنی اصل میں کانه ہے) نہ تھی (تکن تاء اور یاء دونوں طرح پڑھا گیا ہے) تم میں اس میں محبت (یعنی جان پہچان اور دوستی، اس جملے کا تعلق قد انعم الله علیک کے ساتھ ہے، قول اور مقولہ کے درمیان یہ جملہ معترضہ ہے اور وہ مقولہ یالیتنی ہے، جبکہ یالیتنی میں یا تنبیہ کے لیے ہے) کاش میں انکے ساتھ ہوتا تو بڑی مراد پاتا (یعنی غنیمت سے وافر حصہ لے سکتا تھا، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تو انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے (اللہ کے دین کی سربلندی کیلئے) جو بیچ کر (یشرون بمعنی یبیعون ہے) دنیا کی زندگی کو آخرت لیتے ہیں، اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے (یعنی شہید ہو جائے) یا غالب آئے (دشمن پر کامیابی پائے) تو عنقریب اسے اجر عظیم (بڑا ثواب) دینگے......۲......اور تمہیں کیا ہوا کہ نہ لڑو (حرف ما استفہامیہ توبیخ کیلئے ہے، یعنی تمہیں قتال کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہونی چاہیے) اللہ کی راہ میں (کہ چھڑاؤ) کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کو (جنہیں کفار نے ہجرت سے روک رکھا ہے اور انہیں اذیت دیتے ہیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں اور میری والدہ ماجدہ بھی انہی میں سے تھے) جو یہ کہہ رہے ہیں (دعا کرتے ہیں) اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی (مکہ) سے نکال جسکے لوگ ظالم ہیں (کفر کے سبب) اور ہمیں اپنے پاس سے (من لدنک بمعنی من عندک ہے) حمایتی دے (جو ہمارے امور کی دیکھ بھال کریں) اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے (جو ہمیں ان سے بچالے تو اللہ نے انکی دعا سن لی اور کچھ لوگوں کے لئے نکلنا آسان کر دیا اور باقی لوگ فتح مکہ تک وہیں رہے اور نبی پاک ﷺ نے عتاب بن اسید کو مکہ کا گورنر بنایا تو انہوں نے ان کے مظلوموں کو ظالموں سے انصاف دلایا) ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر طاغوت (یعنی شیطان) کی راہ میں تو شیطان کے دوستوں سے لڑو (یعنی شیطانی دین کے مددگاروں سے اللہ کی عطا کردہ قوت سے، تم ان پر غالب آجاؤ) بیشک شیطان کا داؤ (مومنوں کے خلاف) کمزور ہے (کافروں کے خلاف اللہ کی اختیار کردہ خفیہ تدبیر کا مقابلہ نہیں کر سکتا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا خذوا حذرکم فانفروا ثبات او انفروا جمیعا﴾

یایھا الذین امنوا : جملہ فعلیہ ندائیہ، خذوا حذرکم : جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ف : عاطفہ، انفروا : فعل و اؤ ضمیر ذوالحال، ثبات : حال، ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ معطوف، او : عاطفہ، انفروا : فعل و اؤ ضمیر ذوالحال، جمیعا : حال، ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مقصود بالندا۔

﴿وان منکم لمن لیبطئن﴾

و : استینافیہ، انّ : حرف مشبہ، منکم : خبر مقدم، لام : تاکیدیہ، من : موصولہ، لام : تاکیدیہ، یبطئن : فعل بافاعل جملہ فعلیہ جواب قسم، قسم محذوف، ملکر جملہ قسمیہ صلہ، جو موصول سے ملکر مبتدا موخر، خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان اصابتکم مصیبة قال قد انعم اللہ علی اذ لم اکن معھم شھیدا﴾

ف : استینافیہ، ان : شرطیہ، اصابتکم مصیبة : جملہ فعلیہ شرط، قال : قول، قد : تحقیقیہ، انعم اللہ علی : فعل بافاعل وظرف لغو، اذ : مضاف، لم اکن : فعل ناقص بااسم، معھم : ظرف مستقر حال مقدم، شھیدا : ذوالحال اپنے حال سے ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف مستقر انعم، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ ولئن اصابکم فضل من اللہ لیقولن کان لم تکن بینکم وبینہ مودة یلیتنی کنت معھم فافوز فوزا عظیما﴾

و : عاطفہ، لام : لتاکید، ان : شرطیہ، اصابکم : فعل بامفعول، فضل من اللہ : مرکب توصیفی فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، لام : تاکیدیہ، یقولن : فعل بافاعل، کان : مخففہ بااسم، لم تکن : فعل ناقص، بینکم وبینہ : معطوف، معطوف علیہ خبر مقدم، مودة : اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ، یا : حرف ندا، منادی محذوف، لیتنی : حرف مشبہ بااسم، کنت معھم : جملہ فعلیہ خبر اول، ف : سببیہ، افوز فوزا عظیما : جملہ فعلیہ بتقدیر ان بتاویل مصدر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالندا، اپنی ندا سے ملکر ان کی خبر، ملکر مقولہ، ملکر جواب قسم ''قسم محذوف'' کیلئے، ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ قائم مقام جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جواب ''قسم محذوف'' کیلئے، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشرون الحیوة الدنیا بالاخرة﴾

ف : فصیحیہ، لیقاتل فی سبیل اللہ : فعل امر وظرف لغو، الذین : موصول، یشرون الحیوة الدنیا بالاخرة : جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر فاعل، لیقاتل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف اذا علمتم ھذا کلہ کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل او یغلب فسوف نؤتیہ اجرا عظیما﴾

و : مستانفہ، من : شرطیہ مبتدا، یقاتل فی سبیل اللہ : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف : عاطفہ، یقتل : فعل بانائب الفاعل، معطوف

اول،او: عاطفہ،یغلب: معطوف ثانی،معطوف علیہ سے ملکر شرط،ف: جزائیہ،سوف نؤتیہ اجرا عظیما: جملہ فعلیہ جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ خبر،اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان﴾

و: مستانفہ،ما: استفہامیہ مبتدا،لام: جار،کم: ضمیر ذوالحال،لاتقاتلون: فعل بافاعل،فی: جار،سبیل: مضاف،اللّٰہ: اسم جلالت معطوف علیہ،و: عاطفہ،المستضعفین: ذوالحال،من: جار،الرجال والنساء والولدان: معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر حال،جو ذوالحال سے ملکر معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،لاتقاتلون فعل اپنے متعلقات سے ملکر حال،ذوالحال سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر،مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا﴾

الذین: موصول،یقولون: قول،ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ،اخرجنا: فعل بافاعل،من: جار،ھذہ: مبدل منہ،القریۃ: موصوف،الظالم: اسم فاعل،اھلھا: فاعل،شبہ جملہ ہوکر صفت،اپنے موصوف سے ملکر بدل،اپنے مبدل منہ سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،اخرجنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء،اپنی نداء سے ملکر مقولہ اپنے قول سے ملکر صلہ اپنے موصول سے ملکر ماقبل المستضعفین کی صفت۔

﴿واجعل لنا من لدنک ولیا وجعل لنا من لدنک نصیرا﴾

و: عاطفہ،اجعل لنا: فعل امر بافاعل وظرف لغو،من لدنک: ظرف مستقر حال مقدم،ولیا: ذوالحال،اپنے حال سے ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول ماقبل اخرجنا پر،و: عاطفہ،اجعل لنا: فعل امر بافاعل وظرف لغو،من لدنک نصیرا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی۔

﴿الذین امنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت﴾

الذین: موصول،امنوا: فعل واؤ ضمیر فاعل سے ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر مبتدا،یقاتلون فی سبیل اللّٰہ: جملہ فعلیہ خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،الذین کفروا: موصول صلہ ملکر مبتدا،یقاتلون فی سبیل الطاغوت: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فقاتلوا اولیاء الشیطن ان کید الشیطن کان ضعیفا﴾

ف: فصیحیہ،قاتلوا: فعل بافاعل،اولیاء الشیطن: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذا کان الامر کذلک کی جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ،ان: حرف مشبہ،کید الشیطن: اسم،کان ضعیفا: جملہ فعلیہ خبر،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کیا اپنی حفاظت کیلئے ہتھیار رکھنا توکل کے منافی ہے؟

۱......اپنے ملک کے دفاع اور کفار کے خلاف جہاد کے لیے اسلحہ حاصل کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے کیونکہ توکل کا معنی ترک اسباب نہیں ہے بلکہ کسی مقصود کے حصول کے اسباب کو فراہم کرکے اور اسکے حصول کیلئے جدوجہد کرکے نتیجے کو اللہ ﷻ پر چھوڑ دینا توکل ہے۔اسی طرح آلات حرب کو حاصل کرنا بھی تقدیر کے خلاف نہیں ہے بلکہ جہاد کی تیاری کرنا بھی تقدیر سے ہے۔اس رکوع کی آیات میں بتایا گیا ہے کہ جہاد کے لئے پے درپے مجاہدوں کے دستے بھیجنا بھی جائز ہے اور یک بارگی مل کر حملہ کرنا بھی جائز ہے اور یہ کہ ہر دور میں کچھ لوگ اپنی بدنیتی یا بزدلی کی وجہ سے یا غداری اور منافقت کی وجہ سے جہاد سے منع کرنے والے بھی ہوتے ہیں،لیکن مسلمان ان سے متاثر نہ ہوں بلکہ اخروی اجروثواب کی وجہ سے جہاد کریں،وہ جہاد میں غالب ہوں یا مغلوب ہر صورت میں ان کے لئے اجر ہے،نیز یہ بتایا ہے کہ جہاد کا ایک داعیہ اور سبب یہ ہے کہ جس خطہ زمین میں کافروں نے مسلمانوں کو غلام بنایا ہوا ہے یا ان کے ملک پر قبضہ کرکے ان کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا ہوا ہے،ان کو کافروں اور ظالموں سے آزاد کرانے کے لئے بھی جہاد کرنا چاہیے اور آخر میں یہ بتایا کہ کافروں کا جنگ میں کیا مطمع نظر ہوتا ہے اور مسلمانوں کا ہدف کیا ہونا چاہیے۔ (تبیان القرآن،ج۲،ص۷۲٤)

یہاں آیتِ مذکورہ میں اللہ ﷻ اپنے مومن بندوں کو دشمنوں سے محتاط اور ہوشیار رہنے کا حکم فرمارہا ہے۔یعنی وہ ہتھیار بند ہو کر دشمن کے مقابلے کیلئے ہروقت تیار رہیں۔اور جہاد فی سبیل اللہ میں شامل ہوکر مجاہدین کی تعداد بڑھائیں تاکہ جب جہاد کا وقت آئے تو حالات کے مطابق گروہ در گروہ یا ایک لشکر جرار کی صورت میں نکل کھڑے ہوں۔ (ابن کثیر،ج۱،ص٦٤٥)

مجاہد دونوں صورتوں میں اجر عظیم کا مستحق ہے:

۲......اللہ ﷻ نے مجاہد کے ساتھ اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے کیونکہ وہ اعلاء کلمۃ الحق کے لئے کوشش کرتا ہے،خواہ وہ شہید ہوجائے اور اسے دشمن پر غلبہ نصیب نہ ہو۔اس انعام کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنی طاقت کے مطابق کوششیں صرف کیں یا وہ غالب آگیا اور اسے ملک وغنیمت حاصل ہوگئی کیونکہ اس کا غنیمت حاصل کرنا اس کے اجر میں کمی نہیں کرتا جب مال اس کے لیے اہمیت نہ رکھتا ہو بلکہ اس کا مقصود صرف دین کا غلبہ ہو۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''اللہ ﷻ کا اس آدمی کے ساتھ وعدہ ہے جو اللہ ﷻ کی راہ میں نکلتا ہے،اسے کوئی چیز جہاد پر نہیں لے جاتی مگر ایمان اور رسول اللہ کی تصدیق کہ یا تو میں اسے اجر وغنیمت کے ساتھ لوٹاؤں گا یا اسے جنت میں داخل کروں گا۔'' یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ (المظھری،ج۲،ص۱۵۳)

اغراض:

متفرقین و مجتمعین :اس عبارت میں اشارہ ہے کہ ثبات اور جمیعا دونوں لفظوں میں انفروا کی ضمیر سے حال ہیں،یعنی جنگ کے لئے نکلنے میں جتنا ممکن ہو جلدی کرو۔

لیتاخرن عن القتال :اس جملہ میں اشارہ ہے کہ یہاں بطا لازم ابطا کے معنی میں ہے،کہا جاتا ہے کہ ابطأ او بطأ تأخر اور تثاقل کے معنی میں ہے اور ثلاثی باب قرب سے آتا ہے،اور کبھی ابطا بطا تشدید متعدیین (یعنی فعل جو کسی حرف کی وساطت کے بغیر خود

مفعول بہ کونصب دے)،اوراس صورت میں مفعول بہ محذوف ہوگا یعنی اصل عبارت یہ ہوگی:" لیبطئن غیرہ ای یثبطہ ویجبنہ عن القتال یعنی وہ قتال سے دوسروں کوروکتا ہے"۔

یستشهد: یعنی شہادت کی موت مرے۔

بالیاء و التاء: ابن کثیراور حفص نے تاء کے ساتھ المودة کے طرز پر پڑھا ہے اور باقی نحویوں نے یاء کے ساتھ کہ المودة کو الود کے معنی میں پڑھا ہے، کہ یہ محبت دونوں کے مابین جدائی ڈال دیتی ہے یعنی دونوں کو الگ الگ کردیتی ہے۔

للتنبیه: یہ تنبیہ نداء کے حرف پرداخل ہونے کے حوالے سے نہیں (یعنی یہاں یاء کالفظ مجازاً تنبیہ کے لئے ہے)۔

الذین حسبهم الکفار: یعنی مکہ مکرمہ میں موجود کمزور مسلمان، یہ مستضعفین کی صفت ہے۔

بالکفر: اس میں اشارہ ہے کہ کفر ایسا ہی ہے جیسا کہ ظلم، یعنی کفر کو ظلم کا نام دیا جاتا ہے۔

فیسر لبعضهم الخروج الخ: یعنی اللہ ﷻ نے ان کی دعا قبول فرمالی، اور اللہ ﷻ نے ان کے لئے اپنی جناب سے بہتر دوست اور مددگار بنادیا اور اس سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات بالا صفات ہے جنہوں نے انہیں فتح مکہ کے روز مشرکوں کے نرغے سے چھڑایا، اور یہ کام عتاب بن اُسید کے ذریعے ہوا جو کہ اٹھارہ سالہ نوجوان تھا مظلوموں کو ظالموں سے چھڑاتا اور ان کی مدد کرتا۔

عتاب بن اسید: ہمزہ کی فتح اور سین کی کسرہ کے ساتھ ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۸۰ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

رکوع نمبر:۸

﴿الم ترالی الذین قیل لهم کفوا ایدیکم ﴾عَنْ قِتَالِ الْکُفَّارِ لَمَّاطَلَبُوْهُ بِمَکَّۃَ لِاَذَی الْکُفَّارِلَهُمْ وَهُمْ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ ﴿واقیموا الصلوة واتوا الزکوة فلما کتب﴾ فُرِضَ ﴿علیهم القتال اذا فریق منهم یخشون﴾ یَخَافُوْنَ ﴿الناس﴾ اَلْکُفَّارَ اَیْ عَذَابَهُمْ بِالْقَتْلِ ﴿کخشیة﴾ هِمْ عَذَابَ ﴿الله اواشد خشیة﴾ مِنْ خَشْیَتِهِمْ لَهُ، وَنَصْبُ اَشَدَّ عَلَی الْحَالِ وَجَوَابُ لَمَّا دَلَّ عَلَیْهِ اِذَا وَمَا بَعْدَهَا اَیْ فَاَجَأَتْهُمُ الْخَشْیَةُ ﴿وقالوا﴾ جَزْعًا مِّنَ الْمَوْتِ ﴿ربنا لم کتبت علینا القتال لولا﴾ هَلَّا ﴿اخرتنا الی اجل قریب قل﴾ لَهُمْ ﴿متاع الدنیا﴾ مَا یُتَمَتَّعُ بِهٖ فِیْهَا اَوِ الْاِسْتِمْتَاعُ بِهَا ﴿قلیل﴾ اٰئِلٌ اِلَی الْفَنَاءِ ﴿والاخرة﴾ اَیِ الْجَنَّةُ ﴿خیرلمن اتقی﴾ عِقَابَ اللّٰهِ بِتَرْکِ مَعْصِیَتِهٖ ﴿ولا تظلمون﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ، تُنْقَصُوْنَ مِنْ اَعْمَالِکُمْ ﴿فتیلا(۷۷)﴾ قَدْرَ قِشْرَةِ النَّوَاةِ فَجَاهِدُوْا ﴿اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج﴾ حُصُوْنٍ ﴿مشیدة﴾ مُرْتَفِعَةٍ فَلَا تَخْشَوُا الْقِتَالَ خَوْفَ الْمَوْتِ ﴿وان تصبهم﴾ اَیِ الْیَهُوْدَ ﴿حسنة﴾ خِصْبٌ وَسَعَةٌ ﴿یقولوا هذه من عند الله وان تصبهم سیئة﴾ جَدْبٌ وَبَلَاءٌ کَمَا حَصَلَ لَهُمْ عِنْدَ قُدُوْمِ النَّبِیِّ ﷺ اَلْمَدِیْنَةَ ﴿یقولوا هذه من عندک﴾ یَا مُحَمَّدُ اَیْ بِشُؤْمِکَ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿کل﴾ مِنَ الْحَسَنَةِ وَالسَّیِّئَةِ ﴿من عند الله﴾ مِنْ قِبَلِهٖ ﴿فمال هؤلاء القوم لا یکادون یفقهون﴾ اَیْ لَایُقَارِبُوْنَ اَنْ یَّفْهَمُوْا ﴿حدیثا(۷۸)﴾ یُلْقٰی اِلَیْهِمْ، وَمَا اِسْتِفْهَامُ تَعْجِیْبٍ مِنْ فَرْطِ جَهْلِهِمْ وَنَفْیُ مُقَارَبَةِ الْفِعْلِ اَشَدُّ مِنْ نَفْیِهٖ ﴿ما اصابک﴾ اَیُّهَا الْاِنْسَانُ ﴿من حسنة﴾ خَیْرٍ ﴿فمن الله﴾ اَتَتْکَ فَضْلًا مِّنْهُ ﴿وما اصابک من سیئة﴾ بَلِیَّةٍ ﴿فمن نفسک﴾ اَتَتْکَ حَیْثُ اِرْتَکَبْتَ مَا یَسْتَوْجِبُهَا مِنَ الذُّنُوْبِ ﴿وارسلنک﴾ یَا مُحَمَّدُ ﴿للناس رسولا﴾ حَالٌ مُؤَکِّدَةٌ ﴿وکفی بالله شهیدا(۷۹)﴾ عَلٰی رِسَالَتِکَ ﴿من یطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولی﴾ اَعْرَضَ عَنْ طَاعَتِکَ فَلَا یُهِمَّنَّکَ ﴿فما ارسلنک علیهم حفیظا(۸۰)﴾ حَافِظًا لِاَعْمَالِهِمْ بَلْ نَذِیْرًا وَاِلَیْنَا اَمْرُهُمْ فَنُجَازِیْهِمْ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ ﴿ویقولون﴾ اَیِ الْمُنَافِقُوْنَ اِذَا جَاؤُوْکَ اَمْرُنَا ﴿طاعة﴾ لَکَ ﴿فاذا برزوا﴾ خَرَجُوْا ﴿من عندک بیت طائفة منهم﴾ بِاِدْغَامِ التَّاءِ فِی الطَّاءِ وَتَرْکِهٖ اَیْ اَضْمَرَتْ ﴿غیر الذی تقول﴾ لَکَ فِیْ حُضُوْرِکَ مِنَ الطَّاعَةِ اَیْ عِصْیَانُکَ ﴿والله یکتب﴾ یَاْمُرُ بِکَتْبِ ﴿ما یبیتون﴾ فِیْ صَحَائِفِهِمْ لِیُجَازُوْا عَلَیْهِ ﴿فاعرض عنهم﴾ بِالصَّفْحِ

﴿وتوكل على الله﴾ ثِقْ بِهِ فَإِنَّهُ كَافِيكَ ﴿وكفى بالله وكيلا (۸۱)﴾ مُفَوِّضًا إِلَيْهِ ﴿افلا يتدبرون﴾ يَتَأَمَّلُوْنَ ﴿القران﴾ وَمَا فِيهِ مِنَ الْمَعَانِي الْبَدِيْعَةِ ﴿ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا (۸۲)﴾ تَنَاقُضًا فِيْ مَعَانِيْهِ وَتَبَايُنًا فِيْ نَظْمِهٖ ﴿واذا جاء هم امر﴾ عَنْ سَرَايَا النَّبِيِّ ﷺ بِمَا حَصَلَ لَهُمْ ﴿من الامن﴾ بِالنَّصْرِ ﴿او الخوف﴾ بِالْهَزِيْمَةِ ﴿اذاعوا به﴾ اَفْشَوْهُ نَزَلَ فِي جَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ اَوْ فِيْ ضُعَفَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ فَتَضْعَفُ قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَيَتَاَذّٰى النَّبِيُّ ﷺ ﴿ولو ردوه﴾ اَيِ الْخَبَرُ ﴿الى الرسول والى اولى الامر منهم﴾ اَيْ ذَوِي الرَّأْيِ مِنْ اَكَابِرِ الصَّحَابَةِ، اَيْ لَوْ سَكَتُوْا عَنْهُ حَتّٰى يُخْبِرُوْا بِهٖ ﴿لعلمه﴾ هَلْ هُوَ مِمَّا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّذَاعَ اَوْ لَا ﴿الذين يستنبطونه﴾ يَتَّبِعُوْنَهُ وَيَطْلُبُوْنَ عِلْمَهُ وَهُمُ الْمُذِيْعُوْنَ ﴿منهم﴾ مِنَ الرَّسُوْلِ وَاُولِي الْاَمْرِ ﴿ولولا فضل الله عليكم﴾ بِالْاِسْلَامِ ﴿ورحمته﴾ لَكُمْ بِالْقُرْاٰنِ ﴿لاتبعتم الشيطن﴾ فِيْمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖ مِنَ الْفَوَاحِشِ ﴿الا قليلا (۸۳) فقاتل﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿في سبيل الله لا تكلف الا نفسك﴾ فَلَا تَهْتَمُّ بِتَخَلُّفِهِمْ عَنْكَ، الْمَعْنٰى: قَاتِلْ وَلَوْ وَحْدَكَ فَاِنَّكَ مَوْعُوْدٌ بِالنَّصْرِ ﴿وحرض المؤمنين﴾ حُثَّهُمْ عَلَى الْقِتَالِ وَرَغِّبْهُمْ فِيْهِ ﴿عسى الله ان يكف باس﴾ حَرْبَ ﴿الذين كفروا والله اشد باسا﴾ مِنْهُمْ ﴿واشد تنكيلا (۸۴)﴾ تَعْذِيْبًا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَخْرُجَنَّ وَلَوْ وَحْدِيْ" فَخَرَجَ بِسَبْعِيْنَ رَاكِبًا اِلٰى بَدْرِ الصُّغْرٰى فَكَفَّ اللّٰهُ بَاْسَ الْكُفَّارِ بِاِلْقَاءِ الرُّعْبِ فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَمَنَعَ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنِ الْخُرُوْجِ كَمَا تَقَدَّمَ فِيْ اٰلِ عِمْرَانَ ﴿من يشفع﴾ بَيْنَ النَّاسِ ﴿شفاعة حسنة﴾ مُوَافِقَةً لِلشَّرْعِ ﴿يكن له نصيب﴾ مِنَ الْاَجْرِ ﴿منها﴾ بِسَبَبِهَا ﴿ومن يشفع شفاعة سيئة﴾ مُخَالَفَةً لَهٗ ﴿يكن له كفل﴾ نَصِيْبٌ مِنَ الْوِزْرِ ﴿منها﴾ بِسَبَبِهَا ﴿وكان الله على كل شيء مقيتا (۸۵)﴾ مُقْتَدِرًا فَيُجَازِيْ كُلَّ اَحَدٍ بِمَا عَمِلَ ﴿واذا حييتم بتحية﴾ كَاَنْ قِيْلَ لَكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ﴿فحيوا﴾ اَلْمُحَيِّيْ ﴿باحسن منها﴾ بِاَنْ تَقُوْلُوْا لَهٗ: عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ﴿او ردوها﴾ بِاَنْ تَقُوْلُوْا لَهٗ كَمَا قَالَ اَيِ الْوَاجِبُ اَحَدُهُمَا وَالْاَوَّلُ اَفْضَلُ ﴿ان الله كان على كل شيء حسيبا (۸۶)﴾ مُحَاسِبًا فَيُجَازِيْ عَلَيْهِ وَمِنْهُ رَدُّ السَّلَامِ، وَخَصَّتِ السُّنَّةُ الْكَافِرَ وَالْمُبْتَدِعَ وَالْفَاسِقَ وَالْمُسْلِمَ عَلٰى قَاضِي الْحَاجَةِ وَمَنْ فِي الْحَمَّامِ وَالْاٰكِلِ فَلَا يَجِبُ الرَّدُّ عَلَيْهِمْ بَلْ يُكْرَهُ فِيْ غَيْرِ الْاَخِيْرِ وَيُقَالُ لِلْكَافِرِ: وَعَلَيْكَ ﴿الله لا اله الا هو﴾ وَاللّٰهِ ﴿ليجمعنكم﴾ مِنْ قُبُوْرِكُمْ ﴿الى﴾ فِيْ ﴿يوم القيمة لاريب﴾ لَا شَكَّ

﴿فیہ و من﴾ اَیْ لَا اَحَدٌ ﴿اصدق من اللہ حدیثا(۸۷)﴾ قَوْلًا ۔

﴿ترجمہ﴾

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن سے کہا گیا اپنے ہاتھ روک لو(کافروں کو قتل کرنے سے، جبکہ مکہ میں رہتے ہوئے ان لوگوں نے آپ سے جنگ کرنے کی اجازت چاہی کہ کفار انہیں تکلیف دیا کرتے تھے، اس سے مراد صحابہ کرام ﷺ کی ایک جماعت ہے) اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو پھر جب لکھ دیا گیا (یعنی فرض کیا گیا) ان پر جہاد تو ان میں سے ڈرنے لگے (یعنی خوف کرنے لگے) کچھ لوگوں سے (کفار سے یعنی قتل کیئے جانے کے عذاب سے) جیسا کہ ڈرنا (انکا ہو عذاب سے) اللہ کے یا اس سے بھی زائد (یعنی اللہ ﷻ کے عذاب سے بھی زائد ڈرنے لگے، لفظ اشد، من خشیۃ سے حال ہونے کیوجہ سے منصوب ہے اور لما کا جواب اس پر اذا اور اسکا مابعد دلالت کر رہا ہے، تقدیر عبارت اسطرح ہے کہ فلما کتب علیھم القتال فاجاء تھم الخشیۃ) اور بولے (موت کے ڈر سے) اے رب ہمارے! تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا کیوں نہ (لولا بمعنی ھلا ہے) مہلت دی تو نے ہمیں تھوڑی مدت تک فرمادو (ان سے) دنیا کا مال (جس سے دنیا میں نفع اٹھاتا ہے دنیا میں برتتا) تھوڑا ہے (فنا کی طرف لوٹنے والا ہے) اور آخرت (یعنی جنت) ڈروالوں کے لیے اچھی (ہے یعنی جو ترکِ معصیت کر کے اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں) اور تم ظلم نہ کیے جاؤ (فعل تظلمون یاء اور تاء دونوں لغتوں کے ساتھ ہے) تمہارے اعمال میں کمی نہ ہو دھاگہ برابر (کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی تو تم جہاد کرو) تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ لے گی اگر چہ قلعوں (بروج بمعنی حصون ہے) میں ہو بلند......۱......(مشیدۃ بمعنی مرتفعۃ، تو موت کے خوف سے جہاد سے مت بھاگو) اور اگر ان کو (یعنی یہود کو) جب کوئی بھلائی (فراخی کشادگی) پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے (یعنی قحط سالی یا آزمائش جیسا کہ نبی پاک ﷺ کے مدینے میں تشریف لانے کے وقت ہوا) تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی (اے محمد ﷺ! یہ مصیبت آپکی وجہ سے ہے، بشنومک معاذ اللہ!) تم فرمادو (ان سے) سب کا سب (بھلائی اور برائی) اللہ کی (جانب) سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا کہ سمجھتے معلوم نہیں ہوتے (یعنی سمجھنے کے قریب بھی نہیں جاتے) کوئی بات (جو ان سے کی جاتی ہے، ما استفہامیہ تعجب کے لئے ہے انکے فرطِ جہالت پر اور فعل مقاربہ کی نفی دوسرے فعل کی نفی سے زیادہ سخت ہوتی ہے) جو تجھے پہنچے (اے انسان!) بھلائی (خیر) اللہ کی طرف سے ہے (یہ تیرے پاس اسکے فضل سے آئی ہے) اور جو پہنچی تجھے برائی (یعنی مصیبت) تو وہ تیری طرف سے ہے......۲......(یعنی تیرے گناہوں کی شامت کے طور پر تجھے پہنچی ہے) اور ہم نے بھیجا تمہیں (اے محمد ﷺ!) لوگوں کے لیے رسول (رسولا حال موکدہ ہے) اور اللہ کافی ہے گواہ (آپکی رسالت کا) جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا......۳......اور جس نے منہ پھیرا (یعنی انکی اطاعت سے اعراض کیا تو انکا یہ فعل آپ کو غمگین نہ کرے) تو ہم نے تمہیں انکے بچانے کو نہ بھیجا (یعنی انکے اعمال پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا بلکہ نذیر بنا کر بھیجا ہے اور انکا معاملہ ہمارے ذمہ ہے، ہم انہیں بدلہ دینگے، یہ حکم فرضیتِ جہاد سے پہلے کا ہے) اور کہتے ہیں (منافق جب آپکی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں کہ ہمارا شیوہ ہے) فرمانبرداری کرنا (آپ کی) پھر جب نکل جاتے ہیں (برزوا بمعنی خرجوا ہے) تمہارے پاس سے تو ان میں سے ایک گروہ رات کو مشورہ گانٹھتا ہے (ایک قرأت میں لفظ بیت کی تاء کا ادغام طائفۃ کی طاء میں ہے اور ترک ادغام کے ساتھ بھی ہے یعنی دلوں میں راز چھپائے ہوتے ہیں) اسکے برعکس جو آپ سے کہتے ہیں (یعنی آپکی بارگاہ میں اطاعت گزاری کا دم بھرتے ہیں جبکہ آپس میں رات کو اس کے برعکس آپکی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں) اور اللہ لکھ رکھتا ہے (یعنی لکھنے کا حکم صادر فرماتا ہے) جو وہ رات میں مشورہ کرتے ہیں (انکے اعمال ناموں میں تاکہ

انہیں اس پر سزا دے) تو اے محبوب! تم ان سے اعراض کرو (یعنی درگزر کرکے) اور اللہ پر بھروسہ رکھو (اس پر یقین محکم رکھو کہ وہی تم کو کافی ہے) اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو (وکیـــــــل اسے کہتے ہیں جس کی طرف کاموں کو سونپ دیا جائے) تو کیا غور نہیں کرتے (یتدبرون، یتاملون کے معنی میں ہے) قرآن میں......۴......(یعنی اسکے معنی ومطالب بدیعۃ میں) اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے (اسکے معانی میں تناقض اور نظم میں تباین پاتے) اور جب انکے پاس کوئی بات (نبی پاک ﷺ کے مجاہدین کے دستوں کے بارے میں) امن (یعنی نصرت) حاصل ہونے کی یا خوف (یعنی ہزیمت) کی آتی ہے تو اسکا چرچا (یعنی اسکو افشاء) کر کے بیٹھتے ہیں (یہ آیت منافقین یا ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو ایسا کرتے اور دیگر مومنوں کے دلوں کو بھی کمزور کرتے اور نبی پاک ﷺ کے قلب اطہر کو اس سے تکلیف پہنچتی تھی) اور اگر اسے پھیرتے (یعنی اس خبر کو) رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف (یعنی صاحب الرائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف پھیریئے اور خود سکوت اختیار کرتے یہاں تک کہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کا اظہار کریں) تو ضرور جان لیتے (کہ یہ خبر پھیلانے کے لائق ہے یا نہیں) وہ لوگ جو اس کو مستنبط کرتے ہیں......۵......(یعنی وہ جو اس کے علم کی جستجو اور طلب میں لگے رہتے ہیں، اور یہی لوگ اس بات کو پھیلانے والے ہیں) ان سے (رسول اللہ اور صاحبِ اختیار لوگوں سے) اور اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا (اسلام کی صورت میں) اور اسکی رحمت (پھر تم قرآن کی صورت میں) نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے (جس برائی کا وہ تمہیں حکم دیتا ہے تم اس میں لگ جاتے) مگر تھوڑے تو لڑیئے (اے محمد ﷺ!) اللہ کی راہ میں اور تم تکلیف نہ دیئے جاؤ گے مگر اپنے دم کی (تو آپ ﷺ انکے غیر حاضر ہونے کو اہمیت نہ دیں، مطلب یہ کہ آپ لڑیئے اگرچہ تنہا ہی سہی اور آپ سے مدد کا وعدہ کیا گیا ہے) اور مسلمانوں کو آمادہ کرو (جہاد پر اور انہیں اسکی رغبت دلاؤ) قریب ہے کہ اللہ سختی (یعنی جنگ) روک دے کافروں کی اور اللہ کی آنچ سخت ہے (ان سے) اور وہ بہت سخت ہے (یعنی اس کا عذاب کفار کے عذاب سے بہت زیادہ سخت ہے، چنانچہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اس ذات پاک کی قسم! جسکے قبضے میں میری جان ہے میں ضرور جہاد پر جاؤنگا اگرچہ مجھے اکیلے ہی جانا پڑے۔" چنانچہ ستر سواروں کے ساتھ آپ بدرِ صغریٰ کی طرف تشریف لے گئے تو اللہ عزوجل نے کافروں کی سختی روک دی انکے دلوں میں رعب ڈال کر اور ابو سفیان نے میدان جنگ میں آنے سے انکار کر دیا جیسا کہ اس کا واقعہ آل عمران میں گزر چکا ہے) اور جو سفارش کرے (لوگوں کے مابین) اچھی سفارش (یعنی موافق شرع) اسکے لیے حصہ (یعنی اجر) ہے اس میں سے (اس سفارش کیوجہ سے) اور جو بری سفارش کرے (خلاف شرع) اسکے لئے حصہ ہے (یعنی گناہ کا بوجھ ہے) اس سے (یعنی اس بری سفارش کیوجہ سے) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (مقیتاً بمعنی مقتدرا ہے، وہ ہر ایک کو اسکے عمل کا بدلہ دیگا) اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے......٦......(جیسے تمہیں سلام علیکم کہا جائے) اس سے بہتر (جو سلام تمہیں کیا گیا اس سے بہتر جیسے کہ وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته کہو) یا وہی کہہ دو (یعنی ایسا ہی کہہ دو جو تم سے کہا گیا ہے، ان دونوں میں سے ایک طریقہ واجب ہے اور اول صورت افضل ہے) بیشک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے (حسیب بمعنی محاسب ہے وہ تمہیں اسکا بدلہ دیگا، منجملہ سلام کا جواب دینا بھی ان امور میں داخل ہے لیکن کافر، بدعتی، فاسق، قضائے حاجت میں مشغول شخص، یا جو حمام میں ہو یا کھانا کھا رہا ہو یہ سب حدیثِ پاک کے سبب اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، لہذا ان پر جواب واجب نہیں بلکہ کھانا کھانیوالے کو چھوڑ کر باقی اگر جواب دیں تو ان کا جواب دینا مکروہ ہوگا اور کافر کے لیے جوابِ سلام میں صرف وعلیک کہنا ہے) اللہ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ (اور اللہ عزوجل) ضرور تمہیں جمع کرے گا (تمہاری قبروں سے) قیامت کے دن جس میں کوئی شک (ریب بمعنی شک ہے) نہیں اور کون (یعنی ایسا کوئی نہیں جو) زیادہ سچا ہے اللہ سے بات میں (حدیثا بمعنی قولا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تر الی الذین قیل لھم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ﴾

ہمزہ: حرف استفہام ،لم تر: فعل با فاعل ،الی: جار ،الذین: موصول ،قیل لھم: قول ،کفوا ایدیکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و اقیموا الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول ،و اتوا الزکوۃ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ ،اپنے موصول سے ملکر مجرور ،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما کتب علیھم القتال اذا فریق منھم یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ﴾

ف: عاطفہ ،لما: شرطیہ ،کتب علیھم القتال: فعل با ظرف لغو و نائب الفاعل ،جملہ فعلیہ شرط ،اذا: فجائیہ ،فریق منھم: مرکب توصیفی مبتدا ،یخشون: فعل با فاعل ،الناس: مفعول ،ک: جار ،خشیۃ اللہ: معطوف علیہ ،او اشد خشیۃ: معطوف ،ملکر مجرور ،اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر ،خشیۃ مصدر محذوف کیلئے صفت ،مرکب توصیفی مفعول مطلق ،یخشون فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر ،اپنے مبتدا سے ملکر جزا ،شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب﴾

و: عاطفہ ،قالوا: قول ،ربنا: جملہ ندائیہ ،لام: جار ،م: مجرور ،ملکر ظرف لغو مقدم ،کتبت القتال علینا: جملہ فعلیہ مقصود بالنداء ،اپنی نداء سے ملکر مقولہ اول ،لولا: حرف تحضیض ،اخرتنا الی اجل قریب: جملہ فعلیہ مقولہ ثانی ،اپنے قول سے ملکر جملہ قولیہ یخشون پر معطوف ہے۔

﴿قل متاع الدنیا قلیل والاخرۃ خیر لمن اتقی ولا تظلمون فتیلا﴾

قل: قول ،متاع الدنیا: مبتدا ،قلیل: خبر ،اپنے مبتدا سے ملکر مقولہ ،قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ،و: مستانفہ ،الاخرۃ: مبتدا ،خیر: اسم تفضیل با فاعل ،لمن اتقی: ظرف لغو ،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ،و: عاطفہ ،لا تظلمون: فعل با نائب الفاعل ،فتیلا: ظلما مصدر محذوف کی صفت ،مرکب توصیفی مفعول مطلق ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ﴾

اینما: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط ظرف مستقر خبر مقدم ،تکونوا: فعل ناقص با اسم و خبر مقدم جملہ فعلیہ شرط ،یدرک: فعل ،کم: ذوالحال ،و: حالیہ ،لو: شرطیہ ،کنتم: فعل ناقص با اسم ،فی بروج مشیدۃ: ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ شرط ،جزا محذوف یدرککم الموت ،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر حال ،ملکر مفعول ،الموت: فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ جزا ،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تصبھم حسنۃ یقولوا ھذہ من عند اللہ﴾

و: مستانفہ، ان: شرطیہ، تصبھم حسنۃ: جملہ فعلیہ شرط، یقولوا: قول، ھذہ: مبتدا، من عند اللہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تصبھم سیئۃ یقولوا ھذہ من عندک قل کل من عند اللہ﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تصبھم سیئۃ: جملہ فعلیہ شرط، یقولوا ھذہ من عندک: جملہ فعلیہ قولیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ، قل: قول، کل: مبتدا، من عند اللہ: ظرف مستقر خبر، مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فمال ھؤلاء القوم لایکادون یفقھون حدیثا﴾

ف: مستانفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، ھؤلاء: مبدل منہ، القوم: ذوالحال، لایکادون: فعل مقارب با اسم، یفقھون حدیثا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر بدل، اپنے مبدل منہ سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، اپنے ما مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ﴾

ما: اسم شرط مبتدا، اصابک: فعل ھو ضمیر ذوالحال، من حسنۃ: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، من اللہ: ظرف مستقر خبر، ھی: مبتدا محذوف، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک﴾

و: عاطفہ، ما: اسم شرط مبتدا، اصابک: فعل ھو ضمیر ذوالحال، من سیئۃ: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، من نفسک: ظرف مستقر خبر، مبتدا محذوف ھی کیلئے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وارسلنک للناس رسولا وکفی باللہ شھیدا﴾

و: استنافیہ، ارسلنک: فعل بافاعل، ک: ضمیر ذوالحال، رسولا: حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، للناس: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، وکفی باللہ شھیدا: ترکیب گزرچکی ہے۔

﴿من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلنک علیھم حفیظا﴾

من: شرطیہ مبتدا، یطع الرسول: فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، قد تحقیقیہ، اطاع اللہ: جملہ فعلیہ جزا، شرط سے ملکر خبر، جو مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، تولی: شرط، ف: جزائیہ، ما ارسلنا: فعل نفی بافاعل، ک: ذوالحال، علیھم حفیظا: شبہ جملہ حال، جو ذوالحال سے ملکر مفعول، جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویقولون طاعۃ فاذا برزوا من عندک بیت طائفۃ منھم غیر الذی تقول﴾

و: استینافیہ، یقولون: قول، طاعۃ: خبر، امرنا: مبتدا محذوف، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، قول سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: عاطفہ

،اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم،برزوا من عندک: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر شرط،بیت: فعل،طائفة منهم: فاعل،غیر الذی تقول: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والله یکتب ما یبیتون فاعرض عنهم وتوکل علی الله وکفی بالله وکیلا﴾

و: استینافیہ،الله: اسم جلالت مبتدا،یکتب: فعل بافاعل،مایبیتون: موصول صلہ ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،ف: فصیحیہ،اعرض عنهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،وتوکل علی الله: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط محذوف اذاکان الامر کذلک کی جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ،وکفی بالله وکیلا ترکیب گزر چکی۔

﴿افلا یتدبرون القران ولوکان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا﴾

همزه: حرف استفہام،ف: عاطفہ معطوف علی محذوف ایعرضون عن القران،یتدبرون: فعل بافاعل،القران: ذوالحال،و: حالیہ،لو: شرطیہ،کان: فعل ناقص بااسم،من عند غیر الله: ظرف مستقر خبر،جملہ فعلیہ شرط،لام: تاکیدیہ،وجدوا فیه اختلافا کثیرا: فعل بافاعل وظرف لغو ومرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ حال،اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا جاء هم امر من الامن او الخوف اذاعوا به﴾

و: مستانفہ،اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم،جاء هم: فعل بامفعول،امر: موصوف،من: جار،الامن او الخوف: مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر صفت،اپنے موصوف سے ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط،اذاعوا به: فعل بافاعل وظرف لغو،جملہ فعلیہ جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم﴾

و: حالیہ،لو: شرطیہ،ردوه: فعل بافاعل ومفعول،الی الرسول: جارمجرور معطوف علیہ،و الی اولی الامر منهم: جارمجرور معطوف،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط،لام: تاکیدیہ،علمه: فعل ہ ضمیر مفعول،الذین: موصول،یستنبطونه: فعل واو ضمیر ذوالحال ہ ضمیر مفعول،منهم: ظرف مستقر حال،ذوالحال سے ملکر فاعل،ملکر جملہ ہوکر صلہ،موصول سے ملکر فاعل،علم اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط،شرط سے ملکر جملہ شرطیہ اذاعوا به میں به ہ ضمیر سے حال ہے۔

﴿ولولا فضل الله علیکم ورحمته لاتبعتم الشیطن الا قلیلا﴾

و: مستانفہ،لولا: حرف شرط،فضل: مصدر مضاف،الله: اسم جلالت مضاف الیہ فاعل،علیکم: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ،ورحمته: مرکب اضافی معطوف،ملکر مبتدا،موجودة محذوف خبر،اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ شرطیہ،لام: تاکید،اتبعتم: فعل تم ضمیر مستثنی منہ،الاقلیلا: مستثنی،ملکر فاعل،الشیطن: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب لولا۔

﴿فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین﴾

ف: مستانفہ، قاتل: فعل انت ضمیر ذوالحال، لاتکلف: فعل انت ضمیر نائب الفاعل، الا: للحصر، انفسک: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، فی سبیل اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، حرض المومنین: فعل امر با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ماقبل فقاتل پر معطوف ہے۔

﴿عسی اللہ ان یکف باس الذین کفروا﴾

عسی اللہ: فعل مقاربہ با اسم، ان: مصدریہ، یکف: فعل با فاعل، باس: مضاف، الذین: اسم موصول، کفروا: فعل با ضمیر فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مضاف الیہ ملکر مرکب اضافی ہوکر مفعول، یکف اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ اشد باسا واشد تنکیلا﴾

و: استنافیہ، اللہ: اسم جلالت مبتدا، اشد باسا: شبہ جملہ معطوف علیہ، واشد تنکیلا: شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منھا ومن یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منھا﴾

من: شرطیہ مبتدا، یشفع شفاعۃ حسنۃ: فعل با فاعل مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، یکن: فعل ناقص، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، نصیب منھا: مرکب توصیفی اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ومن یشفع شفاعۃ سیئۃ ......الخ: ماقبل من یشفع شفاعۃ حسنۃ پر معطوف ہے۔

﴿وکان اللہ علی کل شیء مقیتا﴾

و: استنافیہ، کان اللہ: فعل ناقص با اسم، علی کل شیء مقیتا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا او ردوھا﴾

و: استنافیہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، حییتم بتحیۃ: فعل با نائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، حیوا: فعل امر با فاعل، باحسن منھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او ردوھا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ کان علی کل شیء حسیبا اللہ لا الہ الا ھو﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، کان علی کل شیء حسیبا: جملہ فعلیہ ناقصہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، اللہ: اسم جلالت مبتدا، لا: نفی جنس، الہ: مبدل منہ، الا: للحصر، ھو: بدل، ملکر اسم، موجود محذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ لیجمعنکم الی یوم القیمة لاریب فیه﴾

لام: ابتدائیہ،یجمعنکم: فعل بافاعل ومفعول،الی : جار،یوم القیمة : ذوالحال،لاریب فیه: جملہ اسمیہ حال اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم،قسم محذوف کیلئے،ملکر خبر ثانی ماقبل اسم جلالت مبتدا کیلئے۔

﴿ومن اصدق من الله حدیثا﴾

و: استینافیہ،من: استفہامیہ مبتدا،اصدق :اسم تفضیل ھو ضمیر ممیز،حدیثا:تمییز،ملکر فاعل،من الله : ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... الم تر الی الذین قیل لھم کفوا ایدیکم...... ☆مشرکین مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیتے تھے ہجرت سے قبل اصحاب رسول ﷺ کی ایک جماعت نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمیں کافروں سے لڑنے کی اجازت دیجئے انہوں نے ہمیں بہت ستایا ہے اور بہت ایذائیں دیتے ہیں،حضور ﷺ نے فرمایا کہ انکے ساتھ جنگ کرنے سے ہاتھ روکو۔نماز اور زکوۃ جو تم پر فرض ہے وہ ادا کرتے رہو۔

☆...... من یطع الرسول فقد اطاع الله...... ☆رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اس پر آج کل کے گستاخ بددینوں کی طرح اس زمانے کے بعض منافقوں نے کہا کہ محمد ﷺ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں جیسا نصاری نے عیسٰی بن مریم کو رب مانا اس پر اللہ ﷻ نے انکے رد میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے نبی کے کلام کی تصدیق فرمادی کہ بیشک رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

☆......ویقولون طاعة فاذا برزوا...... ☆یہ آیت منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جو نبی پاک ﷺ کے حضور میں ایمان و اطاعت شعاری کا اظہار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم حضور پر ایمان لائے ہیں ہم نے حضور کی تصدیق کی ہے حضور جو ہمیں حکم فرمائیں اسکی اطاعت ہم سب پر لازم ہے۔

☆......فقاتل فی سبیل الله لاتکلف الا نفسک...... ☆ بدر صغری کی جنگ ابوسفیان سے ٹھہر چکی تھی جب اس کا وقت آپہنچا تو رسول کریم ﷺ نے وہاں جانے کیلئے لوگوں کو دعوت دی بعضوں پر یہ گراں گزرا تو اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اپنے حبیب ﷺ کو حکم دیا کہ وہ جہاد نہ چھوڑیں اگرچہ تنہا ہوں اللہ آپ کا ناصر ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے یہ حکم کریم ﷺ بدر صغری کی جنگ کیلئے روانہ ہوئے ستر سوار ہمراہ تھے۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

موت کا قانون اٹل ھے:

لے.....حیات کی ضد موت کہلاتی ہے۔اہل علم نے موت کی تعریف اس طرح بھی کی ہے کہ "انفصال الروح عن الجسد یعنی جسم سے روح کا نکل جانا موت کہلاتا ہے"۔اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کا انجام موت ہے اور اس سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا جیسا کہ ارشاد باری ﷻ ہے کہ ﴿کل من علیها فان جو کچھ زمین میں ہے فنا ہونے والا ہے﴾۔دوسرے مقام پرفرمایا﴿کل نفس ذائقة الموت ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے﴾۔ایک اور مقام پرفرمایا﴿وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد اور نہیں مقدر کیا ہم نے کسی انسان کیلئے جو آپ سے پہلے گزرا اس دنیا میں ہمیشہ رہنا﴾۔حاصل کلام یہ ہے کہ ہر شخص کا انجام موت ہے۔موت سے اسے کوئی چیز نہیں بچا سکتی خواہ جہاد کرے یا نہ کرے۔کیونکہ موت کا ایک وقت مقرر ہے کوئی اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔حضرت خالد بن ولید نے بستر مرگ پرفرمایا کہ میں بہت معرکوں میں شریک ہوا میرے ہر عضو پر تلوار، نیزے اور تیروں کے زخم کے نشان ہیں۔لیکن اسکے باوجود بھی موت بستر مرگ پر آرہی ہے اور شہادت کا رتبہ نصیب نہ ہوا۔موت سے ڈرنے والے بزدلوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

ابن جریر اور ابن حاتم نے یہاں ایک طویل قصہ نقل کیا ہے۔وہ مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے زمانے میں ایک حاملہ عورت تھی۔جب اسکے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی تو اس نے اپنے ملازم کو آگ لانے کے لئے بھیجا۔جب وہ باہر نکلا تو اسے ایک شخص ملا۔اس نے ملازم سے پوچھا کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے یا لڑکا۔اس نے بتایا کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے۔اس نے کہا کہ یہ لڑکی سو مردوں سے زنا کرے گی اور اسکی موت مکڑی سے ہوگی۔یہ سن کر ملازم واپس لوٹا اور چھری سے اس بچی کا پیٹ چاک کر دیا اور اس خیال سے وہاں سے بھاگا کہ اب وہ مر چکی ہوگی،اس کی ماں نے اسکا پیٹ سی دیا اور کچھ ہی مدت میں اسکا زخم بھی ٹھیک ہو گیا اور وہ پروان چڑھنے لگی حتی کہ جب وہ جوان ہوئی تو اسکا شمار شہر کی خوبصورت ترین عورتوں میں ہونے لگا۔وہ ملازم وہاں سے سمندر پار کسی اور ملک میں چلا گیا اور کافی عرصے کے بعد بہت سے مال و دولت کیساتھ واپس لوٹا۔یہاں آ کر ایک بڑھیا سے کہنے لگا کہ میں شہر کی سب سے زیادہ خوبصورت لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔بڑھیا نے اسی لڑکی کے بارے میں کہا کہ اس سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں۔اس نے کہا کہ اسے میری طرف سے نکاح کا پیغام دیدو۔اسطرح دونوں کی شادی ہوگئی اور آپس میں محبت سے رہنے لگے۔ایک دن لڑکی نے باتوں باتوں میں پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہو اور کہاں سے آئے ہو اس نے سارا واقعہ سنا دیا۔اس نے کہا کہ میں ہی وہ لڑکی ہوں جس کا تو نے پیٹ چاک کیا تھا۔جب اسے یقین ہو گیا تو اس نے کہا کہ مجھے دو چیزیں بتا دو۔ایک تو یہ کہ تو نے سو آدمیوں سے زنا کیا ہے اس نے کہا کہ یہ ہو چکا ہے۔لیکن میں اسکی تعداد نہیں جانتی۔اس نے کہا کہ اسکی تعداد پوری سو ہے۔اور دوسری بات یہ کہ تیری موت مکڑی کے سبب ہوگی۔اس کے بعد اس شخص نے اس کے لیے ایک بلند و بالا اور محفوظ محل تعمیر کروایا تا کہ مکڑی سے بچ سکے۔ایک دن وہ دونوں میاں بیوی آرام کر رہے تھے کہ اچانک اس شخص نے چھت میں ایک مکڑی دیکھی اور اپنی بیوی کو بھی دکھائی اس نے کہا کہ تم اس سے ڈراتے ہو،قسم بخدا! میں اسے اپنے ہاتھ سے ماردوں گی،اسنے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ مکڑی کو اتار کر میرے پاس لاؤ جب انہوں نے مکڑی اسکے پاس رکھی تو اس لڑکی نے اسے اپنے پاؤں کے انگوٹھے کے ساتھ مسل کر مار ڈالا لیکن اسی دوران مکڑی کے زہر کا ایک قطرہ اسکے انگوٹھے کے ناخن اور انگلی کے درمیان پڑا جس کی وجہ سے اسکی ساری ٹانگ سیاہ پڑ گئی اور آخر کار اسی کے باعث اسکی موت واقع

ہوئی۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۱، ص ۶٤٨)

''وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک'' سے مراد:

۲.....اور تجھے جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔اس آیت کے مخاطب کون ہیں؟اس بارے میں دو اقوال ہیں پہلا قول یہ ہے کہ یہ حکم عام ہے اور تقدیرِ عبارت یوں ہوگی ''ما اصابک ایھا الانسان'' اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس آیت کے مخاطب حضور سید عالم ﷺ ہیں اور مراد اس سے انکے علاوہ انکی امت ہے اور نبی ﷺ اس سے بری ہیں کیونکہ اللہ ﷻ نے انکے بارے میں فرمایا کہ اللہ ﷻ نے بخش دیئے انکے سبب سے انکے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ اور اللہ ﷻ نے نبی کو بعثت کے وقت سے ہی معصوم رکھا اور وہ گناہوں سے پاک ہیں۔

(تفسیر خازن ج ۱، ص ٤٠٠)

انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے وہ تکلیف اسکے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کو جو کوئی دکھ، تکلیف، ملال، غم اور اذیت پہنچے خواہ اسکے پیر میں کانٹا ہی چبھے تو اسکی وجہ سے اللہ ﷻ اسکے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے''۔(صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارۃ المرض، ص ۹۹۹)

رسول کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے:

۳.....جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا اسلیئے کہ نبی نہ تو حکم دیتا ہے اور نہ ہی منع کرتا ہے مگر اس کام کا جسکے کرنے کا اللہ نے حکم دیا اور جس سے باز رہنے کا اللہ ﷻ نے حکم دیا ہے پس نبی کے حکم دینے اور منع کرنے میں انکی اطاعت کرنا اللہ ہی کی اطاعت ہے۔

(المدارک ج ۱، ص ۳۷۷)

تدبر قرآن:

۴.....اللہ ﷻ نے قرآن تدبر اور غور و فکر سے پڑھنے کا حکم دیا ہے کہ اسکے فصاحت و بلاغت سے بھرپور الفاظ اور حکمت و دانش سے لبریز محکم معانی میں فکر و تدبر کرو اور ان سے اعراض کرکے انہیں پس پشت نہ ڈالو اسی لیے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: ﴿افلا یتدبرون القران ام علی قلوب اقفالھا کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا انکے دلوں پر قفل لگا دیئے گئے ہیں﴾۔قرآن مجید ذریعہ بخشش اور نجات ہے جب تک مسلمان قرآن پڑھنے، پڑھانے، سمجھنے اور سمجھانے والے تھے اس وقت تک راہِ دین پر قائم تھے لیکن مسلمانوں نے جب سے قرآن مجید فرقان حمید کو عمدہ غلاف میں لپیٹ کر الماری کی زینت بنا دیا اس وقت سے مسلمانوں کی تنزلی کا دور شروع ہو گیا اور آج مسلمان قرآن مجید سے دوری کے باعث جہالت کی پستی میں اتنا گر چکے ہیں کہ انکی نگاہوں میں قرآنی تعلیمات فقط قصہ کہانی اور پرانی داستان کی طرح رہ گئی ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن کی تعلیمات کو عام کیا جائے ہر محلے کی مسجد میں ہفتہ وار درسِ قرآن پاک کا سلسلہ جاری کیا جائے تاکہ لوگ قرآن کے قریب آئیں امام بخاری نے کتاب فضائل القران میں باب باندھا ہے کہ باب نزول السکینۃ والملائکۃ یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو سکینہ اور ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔

قرآن سے قیاس کا جواز:

۵.....استنباط کا معنی استخراج ہے۔عربی مقولہ ہے جب کوئی کسی کنوئیں وغیرہ سے پانی نکالے تو کہا جاتا ہے ''استنبط الماء'' یہاں قرآنِ کریم میں استنباط سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی نظر و فکر سے اس امر کے مناسب بات اخذ کر لیتے ہیں۔الذین

یستنبطونہ سے مراد نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے اولی الامر مراد ہیں۔ (المھری، ج۲،ص۱۵۹)

امام خازن فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ ﴿لو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم﴾ قیاس کے جواز پر دلیل ہے۔

مسلمان سلام کو عام کریں!

٦..... نبی پاک ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو سلام کی ترغیب دلائی چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا: اسلام کی کون سی حالت بہتر ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کھانا کھلاؤ اور سلام کرو چاہے تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب افشاء الاسلام من السلام، ص۸)

☆..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو ساٹھ گز لمبا پیدا کیا۔ جب پیدا کر چکا فرمایا جاؤ جماعت کو سلام کہو۔ یہ فرشتوں کی ایک جماعت تھی جو بیٹھی ہوئی تھی اور سنو وہ تمہیں کس طرح سلام کرتے ہیں، وہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہوگا۔ آپ گئے فرمایا السلام علیکم، اس جماعت نے جواب دیا السلام علیک ورحمۃ اللہ، فرمایا فرشتوں نے رحمۃ اللہ کے لفظ کا اضافہ کردیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا، باب یدخل الجنۃ اقوام، ص۱۳۹۵)

اغراض:

وھم جماعۃ من الصحابۃ: ان میں عبدالرحمٰن بن عوف، مقداد بن الاسود، سعد بن ابی وقاص اور قدامۃ بن مظعون رضی اللہ عنہم شامل تھے، یہ جماعت صحابہ مکہ مکرمہ میں مشرکین مکہ کی ایذا رسانیوں سے سخت نالاں تھی، انہوں نے سید عالم ﷺ سے ملاقات کی اور اجازت طلب کی کہ آپ ﷺ ہمیں ان سے قتال کی اجازت مرحمت فرمائیں تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کفوا ایدیکم یعنی اپنے ہاتھ روک لو''، پھر جب ہجرت کے بعد آیت قتال نازل ہوئی اور مشرکین مکہ سے قتال کا حکم ہوا تو قتال کو ناپسند جانا اور جن مومنین نے ناپسند جانا تھا انہوں نے توبہ کی اور منافقین نے توبہ نہ کی۔ **قل لھم:** زہد اختیار کرتے ہوئے ان سے کہو کہ جنگ پر جا کر تمہیں دنیا کی فانی نعمت ملے گی اور کافروں سے قتال کر کے تمہیں باقی و ابدی جنت کی نعمت ملے گی۔ **فرض:** (یعنی جہاد) جو کہ ہجرت کے آٹھویں سال فرض ہوا۔

آیل الی الفناء: اللہ عزوجل کے فرمان قلیل کی تعلیل کے لئے لایا گیا ہے یعنی اس لئے کہ فناء کی طرف لوٹنے والا ہے، اور یہ قلیل ان معنوں میں ہے جو کہ باقی کی نسبت سے ہے یعنی باقی رہنے والے کی نسبت یہ متاع دنیا قلیل ہے اور تفسیر میں قلت سے مراد یہ نہیں کہ فناء کی طرف لوٹنے والا مال قلیل ہے۔

بالتاء والیاء: حمزہ، کسائی اور ابن کثیر نے یظلمون پڑھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جہاد کی اجازت لینے والے غائبین کی جانب اور ماقبل ﴿الم تر الی الذین قیل لھم﴾ کی طرف نسبت کرتے ہوئے یاء کے ساتھ پڑھا اور باقی قراء نے تائے خطاب کے ساتھ اجازت لینے والوں کی جانب نسبت کی ہے۔ **فجاھدوا:** یہ سابقہ کلام کا نتیجہ ہے اس کے بعد کوئی (توبہ کر کے جہاد کرنے کے لئے) داخل نہ ہوا۔ **ای الیھود:** یعنی منافقین مراد ہیں۔ **عصیانک:** نصب کے ساتھ غیر کی تفسیر ہے۔

عند قدوم النبی المدینۃ: نبی پاک ﷺ نے انہیں ایمان کی جانب بلایا لیکن انہوں نے کفر اختیار کیا تو انہیں خشک سالی نے آلیا، منافقوں نے کہنا شروع کردیا کہ یہ سید عالم ﷺ کے اصحاب کی بدشگونی ہے اور شؤم یہ الیمن کی ضد ہے مراد اس سے برکت

ہے اور مصباح میں ہے کہ الشؤم سے مراد شر ہے اور رجل مشؤم سے مراد ایسا شخص ہے جو برکت والا نہ ہو یعنی منحوس شخص، اور تشائم القوم سے مراد ہے کہ قوم اس سے اچھا شگون لیتی ہے۔

ایھا الانسان: ایک قول یہ ہے کہ یہ خطاب عام ہے ہر گناہ کرنے والے کے لئے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ خطاب سید عالم ﷺ کی ذات بے مثال سے ہے اور اس سے مراد آپ ﷺ کی ہر ایک امت ہے، اگر کوئی معترض یہ کہے کہ اللہ کے فرمان میں دو باتیں کیسے جمع ہوسکتی ہیں ایک طرف اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿قل کل من عند اللہ﴾ اور دوسری جانب متصل آیت میں فرمایا ﴿وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک﴾ یہاں بُرے فعل کی نسبت بندے کی جانب ہے، میں (صاحب جمل) اس کا جواب یہ دوں گا کہ تمام اشیاء کی اضافت حقیقی معنوں میں اللہ ﷻ کی جانب ہے جیسے اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿قل کل من عند اللہ﴾ اسلئے کہ اللہ ﷻ خالق ہے اور بُرائی کی نسبت بندے کی جانب کرنا جیسا کہ ﴿وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک﴾ میں کیا، مجاز کے قبیل سے ہے تقدیر عبارت یہاں یہ نکلے گی: "وما اصابک من سیئۃ فمن اللہ بسبب نفسک عقوبۃ لک"۔ حیث ارتکبت ما یستوجبھا من الذنوب: یہاں بھی اسی قسم کا تجزیہ حقیقت اور مجاز کے حوالے سے علامہ شیخ سلیمان الجمل نے بیان کیا ہے۔ والآکل: جب کہ کھانے والے کے منہ میں لقمہ ہو اور اگر منہ خالی ہے تو اس پر سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ وتباینا فی نظمہ: اس لئے کہ ان میں (یعنی اہل عرب میں) بعض فصیح وبلیغ تھے اور بعض کمزور لچر قسم کے، پس جب قرآن پورے کا پورا ایک فصاحت وبلاغت کے لحاظ سے ایک ہی طرز پر تھا تو ثابت ہوا کہ یہ اللہ ﷻ کا پاک کلام ہے اس لئے کہ پورے کلام کو ایک ہی طرز پر لے آنا یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طاقت وقدرت نہیں ہوسکتی۔

فتضعف قلوبھم المؤمنین: یہ قول ہزیمت کی خبر کی اشاعت کے حوالے سے ظاہر ہے اس لئے کہ جس خبر کی اشاعت مدد اور کامیابی کے حوالے سے ہو اس میں ظاہری طور پر ضعف نہیں پایا جاتا اور یہ قول دونوں اقوال میں سے مومنوں کی فرحت اور قوت کے مستحکم ہونے کے حوالے سے متبادر (یعنی سبقت لے جانے والا) ہے۔ حتی یخبروا بہ: یعنی بر بنائے مفعول ہونے کی صورت میں عبارت یہ ہوگی کہ حتی یخبرھم النبی او کبار الصحابۃ اور بر بنائے فاعل ہونے کی صورت میں عبارت یہ ہوگی کہ حتی یخبر النبی وکبار الصحابۃ بہ۔ وھم المذیعون: کمزور (عقیدے والے) مسلمان منافقین کے مونہوں سے سرایا (جس جنگ میں سید عالم ﷺ بنفس نفیس شریک نہ ہوں) کے بارے میں گمان کی ہوئی کوئی خبر سنتے تو اسے پھیلا دیتے اور وبال مومنین پر آتا، المختصر۔ فخرج سبعین راکبا: یعنی ہجرت کے چوتھے سال ستر سوار نکلے، ہجرت کے تیسرے سال اُحد سے لوٹتے ہوئے ابوسفیان نے اعلان کیا تھا کہ اے محمد ﷺ! آئندہ سال بدر میں لڑائی کریں گے۔ اس موضوع پر سابقہ رکوع میں کلام ہوچکا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ من الاجر: اس بارے میں اولی قول یہ ہے کہ شفیع کو شفاعت کرنے پر اجر دیا جائے گا چاہے اس کی شفاعت قبول نہ کی جائے۔ مقتدرا: یعنی المقیت سے مراد مقتدر ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے اس نے ہر مسلمان کو قوت دی، اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿وکان اللہ علی کل شیء مقیتا﴾ ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ المقیت بمعنی الحافظ اور الشاھد ہے یعنی وہ حفاظت اور مشاہدہ فرمانے والا ہے۔ فلا یجب علی الرد علیھم: یعنی کافر، فاسق، بدعتی اور قضائے حاجت میں مصروف شخص پر سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہے۔ ویقال الکافر: وعلیک یا وعلیک ما قلت من الموت یعنی جس موت کا تو نے ذکر وہ تجھے پہنچے۔ (الجمل، ج۲، ص۸۳ وغیرہ)

بالاسلام: محمد ﷺ کو بھیجنے کے سبب تم پر فضل کیا۔ (الصاوی، ج۲، ص۴۸)

رکوع نمبر: ۹

وَلَمَّا رَجَعَ نَاسٌ مِنْ اُحُدٍ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِيهِمْ فَقَالَ فَرِيْقٌ اُقْتُلْهُمْ وَقَالَ فَرِيْقٌ لَا فَنَزَلَ ﴿فما لكم﴾ شَأْنُكُمْ صِرْتُمْ ﴿في المنفقين فئتين﴾ فِرْقَتَيْنِ ﴿والله اركسهم﴾ رَدَّهُمْ ﴿بما كسبوا﴾ مِنَ الْكُفْرِ وَالْمَعَاصِيْ ﴿اتريدون ان تهدوا من اضل﴾ ـهٗ ﴿الله﴾ اَیْ تَعُدُّوْهُمْ مِنْ جُمْلَةِ الْمُهْتَدِيْنَ، وَالْاِسْتِفْهَامُ فِي الْمَوْضَعَيْنِ لِلْاِنْكَارِ ﴿ومن يضلل الله﴾ ـهٗ ﴿فلن تجد له سبيلا (۸۸)﴾ طَرِيْقًا اِلَى الْهُدٰى ﴿ودوا﴾ تَمَنَّوْا ﴿لو تكفرون كما كفروا فتكونون﴾ اَنْتُمْ وَهُمْ ﴿سواء﴾ فِي الْكُفْرِ ﴿فلا تتخذوا منهم اولياء﴾ تُوَالُوْنَهُمْ وَاِنْ اَظْهَرُوا الْاِيْمَانَ ﴿حتى يهاجروا في سبيل الله﴾ هِجْرَةً صَحِيْحَةً تُحَقِّقُ اِيْمَانَهُمْ ﴿فان تولوا﴾ وَاَقَامُوْا عَلٰى مَا هُمْ عَلَيْهِ ﴿فخذوهم﴾ بِالْاَسْرِ ﴿واقتلوهم حيث وجدتموهم ولا تتخذوا منهم وليا﴾ تُوَالُوْنَهٗ ﴿ولا نصيرا (۸۹)﴾ تَنْتَصِرُوْنَ بِهٖ عَلٰى عَدُوِّكُمْ ﴿الا الذين يصلون﴾ يَلْجَأُوْنَ ﴿الى قوم بينكم وبينهم ميثاق﴾ عَهْدٌ بِالْاَمَانِ لَهُمْ وَلِمَنْ وَصَلَ اِلَيْهِمْ كَمَا عَاهَدَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم هِلَالَ بْنَ عُوَيْمِرٍ الْاَسْلَمِيَّ ﴿او﴾ اَلَّذِيْنَ ﴿جاءوكم﴾ وَقَدْ ﴿حصرت﴾ ضَاقَتْ ﴿صدورهم﴾ عَنْ ﴿ان يقاتلوكم﴾ مَعَ قَوْمِهِمْ ﴿او يقاتلوا قومهم﴾ مَّعَكُمْ اَیْ مُمْسِكِيْنَ عَنْ قِتَالِكُمْ وَقِتَالِهِمْ فَلَا تَتَعَرَّضُوْا اِلَيْهِمْ بِاَخْذٍ وَّلَا قَتْلٍ، وَهٰذَا وَمَا بَعْدَهٗ مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ ﴿ولو شاء الله﴾ تَسْلِيْطَهُمْ عَلَيْكُمْ ﴿لسلطهم عليكم﴾ بِاَنْ يُّقَوِّيَ قُلُوْبَهُمْ ﴿فلقتلوكم﴾ وَلٰكِنَّهٗ لَمْ يَشَاْهُ فَاَلْقٰى فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ ﴿فان اعتزلوكم فلم يقاتلوكم والقوا اليكم السلم﴾ اَلصُّلْحَ اَیْ اِنْقَادُوْا ﴿فما جعل الله لكم عليهم سبيلا (۹۰)﴾ طَرِيْقًا بِالْاَخْذِ وَالْقَتْلِ ﴿ستجدون اخرين يريدون ان يأمنوكم﴾ بِاِظْهَارِ الْاِيْمَانِ عِنْدَكُمْ ﴿ويأمنوا قومهم﴾ بِالْكُفْرِ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ وَهُمْ اَسَدٌ وَّغَطْفَانُ ﴿كلما ردوا الى﴾ دُعُوْا اِلَى الشِّرْكِ ﴿الفتنة اركسوا﴾ وَقَعُوْا اَشَدَّ وُقُوْعٍ ﴿فيها فان لم يعتزلوكم﴾ بِتَرْكِ قِتَالِكُمْ ﴿و﴾ لَمْ ﴿يلقوا اليكم السلم﴾ لَمْ ﴿ويكفوا﴾ عَنْكُمْ ﴿ايديهم﴾ بِالْاَسْرِ ﴿فخذوهم واقتلوهم حيث﴾ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ﴿ثقفتموهم واولئكم جعلنا لكم عليهم سلطنا مبينا (۹۱)﴾ بُرْهَانًا بَيِّنًا ظَاهِرًا عَلٰى قَتْلِهِمْ وَسَبْيِهِمْ لِغَدْرِهِمْ۔

﴿ترجمہ﴾

(جب غزوہ احد سے مسلمان واپس لوٹے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی منافقوں کے بارے مختلف آراء ہوگئیں، ایک گروہ انہیں قتل کرنے کے حق

میں تھا جبکہ دوسرا اس کے خلاف تھا، اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) تو تمہیں کیا ہوا (یعنی تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ہو گئے ہو) منافقوں کے بارے میں دو گروہ (یعنی دو فریق) اور اللہ نے اوندھا کر دیا انہیں (ارکسھم بمعنی ردھم ہے) انکے کوتکوں کے سبب (یعنی کفر اور معاصی کی وجہ سے) کیا یہ چاہتے ہو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے اللہ نے گمراہ کیا (یعنی تم انہیں ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کر رہے ہو؟ دونوں جگہ استفہام انکاری ہے) اور جسے اللہ گمراہ کرے تو ہرگز اسکے لئے راہ (یعنی ہدایت کا راستہ) نہ پائے گا، وہ تو یہ چاہتے ہیں (یعنی تمنا کرتے ہیں) کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب (یعنی تم اور وہ) ایک سے ہو جاؤ (کفر میں) تو ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ (یعنی تم ان سے محبت نہ کرو اگرچہ وہ ایمان کا اظہار بھی کریں) جب تک اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں......۱......

(کہ ہجرتِ صحیحہ انکے ایمان کی تحقیق کر دے گی) پھر اگر وہ منہ پھیریں (یعنی اسی کفر پر ڈٹے رہیں جس پر وہ ہیں) تو انہیں پکڑو (یعنی قید کرو) اور جہاں پاؤ قتل کر دو، ان میں سے کسی کو نہ دوست ٹھہراؤ......۲......(کہ ان سے پیار کرنے لگو) نہ مددگار (کہ تم ان سے اپنے دشمنوں کے مقابلے میں مدد لو) مگر جو لوگ ملتے ہیں (یعنی پناہ لیتے ہیں) ایسی قوم سے کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے (یعنی تم نے انکے ساتھ اور ان کے ساتھ ملنے والوں کے لئے معاہدۂ امن کر لیا ہو اور وہ ملیں جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے ہلال بن عویمر اسلمی سے معاہدہ کیا تھا) یا (وہ لوگ جو) تمہارے پاس آئیں (حالانکہ) سکت نہ رہی ہو (یعنی تنگ ہو گئے ہوں) انکے دل (اس سے) کہ وہ تم سے لڑیں (اپنی قوم کے ساتھ ملکر) یا وہ اپنی قوم سے لڑیں (تمہارے ساتھ ملکر یعنی کسی کی طرف سے بھی لڑائی میں شریک ہونے سے رکے رہتے ہوں تو تم انہیں گرفتار کرو اور قتل نہ کرو، یہ اور اسکے مابعد حکم آیۃ السیف سے منسوخ ہے) اور اللہ چاہتا (انہیں تم پر مسلط کرنا) تو ضرور انہیں تم پر قابو دیتا (یوں کہ انکے دل مضبوط کر دیگا) تو وہ بے شک تم سے لڑتے (لیکن اللہ ﷻ نے ایسا نہ چاہا اور انکے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیا) پھر اگر وہ تم سے کنارہ کریں اور نہ لڑیں اور صلح کا پیام ڈالیں (یعنی تابعدار ہو جائیں) تو اللہ نے تمہیں ان پر کوئی راہ نہ رکھی (یعنی انہیں پکڑنے یا قتل کرنے کا کوئی راستہ نہیں) اب کچھ اور تم ایسے پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امان میں رہیں (یعنی تمہارے سامنے اظہارِ ایمان کر کے) اور اپنی قوم سے بھی امان میں رہیں (یعنی جب وہ اپنی قوم کے پاس جائیں تو کافر بن جائیں، اس سے مراد قبیلہ اسد و غطفان ہیں) جب کبھی انکی قوم انہیں فساد (یعنی شرک) کی طرف پھیرے تو اس پر اوندھے گر جاتے ہیں (یعنی حد درجہ اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں) پھر اگر وہ تم سے کنارہ نہ کریں (یعنی تم سے لڑنا ترک کر کے) اور (نہ) صلح کی گردن ڈالیں اور (نہ) اپنے ہاتھ روکیں (تم سے) تو پکڑو انہیں (یعنی قید کرو) اور جہاں پاؤ (ثقفتموھم بمعنی وجدتموھم ہے) قتل کرو اور یہ ہیں کہ جن پر ہم نے تمہیں صریح اختیار دیا (یعنی انہیں قتل کرنے اور قید کرنے پر تمہارے لیے واضح دلیل کو قائم کر دیا ہے، انکی غداری کی وجہ سے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فما لکم فی المنفقین فئتین﴾

ف: مستانفہ، ما: مبتدا، لام: جار، کم: ذوالحال، فی المنفقین: ظرف مستقر ہو کر حال مقدم، فئتین: ذوالحال جو حال مقدم سے ملکر پھر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ ﴿واللہ ارکسھم

﴿واللہ ارکسھم بما کسبوا اتریدون ان تھدوا من اضل اللہ﴾

و: مستانفہ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا ،ارکسھم: فعل بافاعل،بما کسبوا: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ،ھمزہ: حرف استفہام ،تریدون:فعل بافاعل،ان: مصدریہ،تھدوا:فعل بافاعل ،من اضل اللّٰہ: موصول صلہ ملکر مفعول،فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، تریدون فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا﴾

و: استنافیہ ، من: شرطیہ مبتدا،یضلل اللّٰہ:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ ،لن تجد لہ سبیلا:فعل بافاعل و ظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء﴾

ودوا: فعل بافاعل،لو :مصدریہ،تکفرون:فعل بافاعل ،کما کفروا: جارمجرورظرف مستقر، کفرا مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،فتکونون سواء:فعل ناقص بااسم وخبر،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر بتاویل مصدر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تتخذوا منھم اولیاء حتی یھاجروا فی سبیل اللہ﴾

ف: فصیحیہ ،لاتتخذوا:فعل بافاعل،منھم: ظرف لغو،اولیاء:مفعول ،حتی: جار،یھاجروا فی سبیل اللّٰہ:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان،بتاویل مصدر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ثانی، لاتتخذوا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، شرط محذوف اذا کان حالھم کذلک کی جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان تولوا فخذوھم واقتلوھم حیث وجدتموھم﴾

ف: عاطفہ،ان:شرطیہ ،تولوا:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ خذوھم:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،اقتلوھم:فعل بافاعل ومفعول ،حیث: مضاف،وجدتموھم:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف مکان، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولاتتخذوا منھم ولیا ولانصیرا﴾

و: عاطفہ،لاتتخذوا منھم:فعل بافاعل وظرف لغو،ولیا: معطوف علیہ،و: عاطفہ ،لا: زائدہ،نصیرا: معطوف،ملکر مفعول، لاتتخذوا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الاالذین یصلون الی قوم بینکم وبینھم میثاق﴾

الا: حرف استثناء،الذین: موصول،یصلون:فعل بافاعل ،الی: جار،قوم: موصوف،بینکم و بینھم: معطوف علیہ معطوف سے

ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، میثاق: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت، جو موصوف سے ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف لغو، یصلون فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، جو موصول سے ملکر و اقتلوھم کی ضمیر سے مستثنی۔

﴿او جاء و کم حصرت صدورھم ان یقاتلو کم او یقاتلوا قومھم﴾

او: عاطفہ، جاء وا: فعل و او ضمیر ذو الحال کم: مفعول، حصرت صدورھم: فعل با فاعل، ان: مصدریہ، یقاتلو کم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او یقاتلوا قومھم: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر بتاویل مصدر مفعول لہ، حصرت فعل اپنے متعلقات سے ملکر بتقدیر قد حال، ملکر فاعل، جاء وا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل یصلون پر معطوف ہے۔

﴿ولو شاء اللہ لسلطھم علیکم فلقتلو کم﴾

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، شاء اللہ: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، سلطھم علیکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، لقتلو کم: فعل با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر جزا، شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان اعتزلکم فلم یقاتلو کم و القوا الیکم السلم فما جعل اللہ لکم علیھم سبیلا﴾

ف: استنافیہ، ان: شرطیہ، اعتزلو کم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فلم یقاتلو کم: جملہ فعلیہ معطوف اول، و القوا الیکم السلم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط، ف: جزائیہ، ما جعل اللہ لکم: فعل با فاعل و ظرف لغو، علیھم: ظرف مستقر حال مقدم، سبیلا: ذو الحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ستجدون اخرین یریدون ان یامنو کم و یامنوا قومھم﴾

ستجدون: فعل با فاعل، آخرین: موصوف، یریدون: فعل با فاعل، ان: مصدریہ، یامنو کم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و یامنوا قومھم: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل و مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کلما ردوا الی الفتنۃ ارکسوا فیھا﴾

کلما: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، ردوا الی الفتنۃ: فعل با نائب الفاعل و ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ارکسوا فیھا: فعل با نائب الفاعل و ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان لم یعتزلو کم و یلقوا الیکم السلم و یکفوا ایدیھم فخذوھم و اقتلوھم حیث ثقفتموھم﴾

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، لم یعتزلو کم: فعل نفی با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و یلقوا الیکم السلم: جملہ فعلیہ معطوف اول، و یکفوا ایدیھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط، ف: جزائیہ، خذوھم: فعل با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقتلوھم: فعل با فاعل و مفعول، حیث ثقفتموھم: مرکب اضافی ظرف مکان، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر

جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واولئکم جعلنا لکم علیھم سلطنا مبینا﴾

و: مستانفہ ،اولئکم: مبتدا، جعلنالکم: فعل بافاعل وظرف لغو، علیھم: ظرف مستقر حال مقدم،سلطنا مبینا: مرکب توصیفی، ذوالحال، اپنے حال سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......فمالکم فی المنفقین فئتین ......☆ منافقین کی ایک جماعت سید عالم ﷺ کے ساتھ جہاد میں جانے سے رہ گئی تھی۔ انکے باب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دوفرقے ہوگئے ایک فرقہ قتل پر مصر تھا اور ایک فرقہ انکے قتل سے انکار کرتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......ستجدون اٰخرین ......☆ مدینہ طیبہ میں قبیلہ اسد وغطفان کے لوگ ریاءً کلمہ اسلام پڑھتے اور اپنے آپکو مسلمان ظاہر کرتے اور جب ان میں سے کوئی اپنی قوم سے ملتا اور وہ لوگ ان سے کہتے کہ تم کس چیز پر ایمان لائے ہو تو کہتے کہ بندروں بچھوؤں وغیرہ پر، اس انداز سے انکا مطلب یہ تھا کہ دونوں طرف سے رسم وراہ رکھیں اور کسی جانب سے انہیں نقصان نہ پہنچے یہ لوگ منافقین کے تھے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ہجرت کسے کہتے ہیں؟

۱......دارالحرب کو ترک کر کے دارالاسلام میں منتقل ہونے کو ہجرت کہتے ہیں۔ (التعریفات،ص۱۹۷)

حضرت عکرمہ نے ہجرت کی تین صورتیں ذکر فرمائی ہیں: (۱)......ابتدائے اسلام میں مومنین کی ہجرت، (۲)......مجاہدین کی ہجرت کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کو نکلے جبکہ مصائب پر صبر اور ثواب کے طالب ہوں، (۳)......اللہ عزوجل نے جن چیزوں سے منع کیا ان کو چھوڑ دینا۔ (المظھری، ج۲،ص۱۶۷)

☆......علامہ شیخ سلیمان الجمل نے ہجرت کی ایک قسم یہ ذکر فرمائی ہے کہ منافقین سید عالم ﷺ کی معیت میں صبر اور احتساب کی حالت میں نکلیں نہ کہ دنیاوی اغراض ومقاصد کیلئے اور آیت مبارکہ میں یہی ہجرت مراد ہے۔ (الجمل، ج۲،ص۹۶)

ہجرت قیامت تک جاری رہے گی:

☆......حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی جب تک توبہ منقطع نہ ہوگی اور توبہ اس وقت تک منقطع نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔

(ابو داؤد کتاب الجھاد باب فی الھجرت ھل انقطعت،ص۴۶۲)

کفار اور بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ دوستی کی ممانعت:

۲......اس سے پہلی آیت میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں سے فرمایا تھا کہ تم ان منافقوں کو ہدایت یافتہ بنانا چاہتے ہو، اس آیت میں فرمایا کہ ان کا حال تو یہ ہے کہ یہ تم کو کافر بنانا چاہتے ہیں اس لئے تم انکو دوست نہ بناؤ، کفار کو دوست بنانے سے قرآن مجید اور

احادیث طیبہ میں منع کیا گیا ہے چنانچہ اللہ ﷻ کا فرمان مبارک ہے کہ ﴿ولا تتخذوا منهم وليا ولا نصيرا﴾ اور آقائے دو جہاں ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آخیر زمانے میں جھوٹے دجال لوگوں کا ظہور ہوگا، جو تمہارے سامنے ایسی حدیثیں بیان کرینگے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے، جس قدر ممکن ہو تم ان سے دور رہنا، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں''۔

(صحیح مسلم مقدمة باب النهی عن الروایة، ص١٤)

☆...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ انکے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے اسطرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے اور پھر وہ دین میں واپس نہیں آئیں گے جب تک تیر اپنی جگہ واپس نہ لوٹ آئے''۔ دریافت کیا کہ انکی نشانی کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انکی نشانی سر منڈانا ہے۔'' یا فرمایا: ''سر منڈائے رکھنا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قرائة الفاجر المنافق، ص١٣٠٥)

اغراض:

ردھم: یعنی قتال سے یا اور اللہ نے انہیں (ان کی سستی کے باعث) جنگ سے روک دیا، اور انسان کو اپنے کسب کے سبب خیر سے اپنے ہاتھ نہ کھینچنے چاہئے، حدیث شریف میں ہے کہ ''اللہ ﷻ بندے کے گناہوں کے سبب اس پر خیر کو حرام فرما دیتا ہے''۔ معن الکفر: ما کسبوا کا بیان ہے۔ والمعاصی: خاص پر عام کا عطف ہے۔ للانکار: یہ انکار زجر و توبیخ کے لئے ہے، معنی یہ ہے کہ کفار سے قتال کے بارے میں نہ تفرقہ میں نہ پڑو یا یہ معنی ہیں کہ تم انہیں ہدایت یافتہ نہ جانو، اور انہیں ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار نہ کرو، اور اس جملے میں ان کی ہدایت کی امید کی جانب اشارہ ہے، پس اس کے بعد وہ کبھی ہدایت نہ پائیں گے۔ لسلطهم: یہ لو کے جواب کی تمہید ہے اور لو کا جواب اللہ کا فرمان ﴿لقاتلوكم﴾ میں ہے۔

او قاموا علی ما هم علیه: فرمان مبارک ﴿تولوا﴾ سے پیدا ہونے والے وہم کو مفسر جلال نے متذکرہ جملہ سے دور کیا ہے، اس مداومت کی وجہ سے انہیں مقبولیت حاصل ہوئی تھی پھر وہ اس جہاد سے منہ پھیر گئے، پس چاہئے کہ جہاد پر جس حال میں ہیں اس پر قائم و دائم رہیں۔ منسوخ بآیة السیف: جو کہ سورۃ برائت میں نازل ہوئی ﴿فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم﴾ پس آیت کے نزول کے بعد ان سے کوئی عہد کبھی قبول نہ کیا جائے گا جب کہ اسلام پھیل چکا، پس آیت سیف کو جزیہ اور عہد سے خاص کر دیا گیا ہے (یعنی کسی قوم سے کوئی عہد ہو یا اس سے جزیہ کے عوض صلح ہو چکی ہو)۔ وانقادوا: یعنی وہ صلح یا امان (جزیہ کے ذریعے) پر راضی ہو جائیں۔ وقعوا اشد وقوع: یعنی شرک کی طرف دوبارہ پلٹ جانا بہت بڑا رجوع ہے۔ (الصاوی، ج٢، ص٥١ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٠

﴿وما كان لمؤمن ان يقتل مؤمنا﴾ اَیْ مَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَّصْدُرَ مِنْهُ قَتْلٌ لَهٗ ﴿الا خطئا﴾ مُخْطِئًا فِیْ قَتْلِهٖ مِنْ غَیْرِ قَصْدٍ ﴿ ومن قتل مؤمنا خطئا﴾ بِاَنْ قَصَدَ رَمْیَ غَیْرِهٖ کَصَیْدٍ اَوْ شَجَرَةٍ فَاَصَابَهٗ اَوْ ضَرَبَهٗ بِمَا لَا یُقْتَلُ غَالِبًا ﴿فتحرير﴾ عِتْقُ ﴿رقبة﴾ نَسَمَةٍ ﴿مؤمنة﴾ عَلَیْهِ ﴿ودية مسلمة﴾ مُؤَدَّاةٌ ﴿الى اهله﴾ اَیْ وَرَثَةِ الْمَقْتُوْلِ ﴿الا ان يصدقوا﴾ یَتَصَدَّقُوْا عَلَیْهِ بِهَا بِاَنْ یَّعْفُوْا عَنْهَا، وَبَیَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّهَا مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ عِشْرُوْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ وَکَذَا بَنَاتُ لَبُوْنٍ وَبَنُوْ لَبُوْنٍ وَحِقَاقٌ وَجِذَاعٌ وَّاَنَّهَا عَلٰی عَاقِلَةِ الْقَاتِلِ وَهُمْ عَصَبَتُهٗ اِلَّا الْاَصْلَ

وَالْفَرْعُ مُوَزَّعَةٌ عَلَيْهِمْ عَلٰى ثَلاثِ سِنِيْنَ عَلَى الْغَنِيِّ مِنْهُمْ نِصْفُ دِيْنَارٍ وَّالْمُتَوَسِّطِ رُبُعُ كُلِّ سَنَةٍ فَاِنْ لَّمْ يَفُوْا فَمِنْ بَيْتِ الْمَالِ فَاِنْ تَعَذَّرَ فَعَلَى الْجَانِيْ ﴿فان كان﴾ الْمَقْتُوْلُ ﴿من قوم عدو﴾ حَرْبٍ ﴿لكم وهومؤمن فتحرير رقبة مؤمنة﴾ عَلٰى قَاتِلِهٖ كَفَّارَةٌ وَّلَا دِيَةٌ تُسَلَّمُ اِلٰى اَهْلِهٖ لِحَرَابَتِهِمْ ﴿وان كان﴾ الْمَقْتُوْلُ ﴿من قوم بينكم وبينهم ميثاق﴾ عَهْدٌ كَاَهْلِ الذِّمَةِ ﴿فدية﴾ لَهٗ ﴿مسلمة الى اهله﴾ وَهِيَ ثُلُثُ دِيَةِ الْمُؤْمِنِ اِنْ كَانَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا وَّثُلُثَا عُشْرِهَا اِنْ كَانَ مَجُوْسِيًّا ﴿وتحرير رقبة مؤمنة﴾ عَلٰى قَاتِلِهٖ ﴿فمن لم يجد﴾ الرَّقَبَةَ بِاَنْ فَقَدَهَا وَمَا يُحَصِّلُهَا بِهٖ ﴿فصيام شهرين متتابعين﴾ عَلَيْهِ كَفَّارَةٌ، وَلَمْ يَذْكُرْ تَعَالٰى الْاِنْتِقَالَ اِلَى الطَّعَامِ كَالظِّهَارِ وَبِهٖ اَخَذَ الشَّافِعِيُّ فِيْ اَصَحِّ قَوْلَيْهِ ﴿توبة من الله﴾ مَصْدَرٌ مَّنْصُوْبٌ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ ﴿وكان الله عليما﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿حكيما (۹۲)﴾ فِيْمَا دَبَّرَهٗ لَهُمْ ﴿ومن يقتل مؤمنا متعمدا﴾ بِاَنْ يَّقْصِدَ قَتْلَهٗ بِمَا يَقْتُلُ غَالِبًا بِاِيْمَانِهٖ ﴿فجزاؤه جهنم خلدا فيها وغضب الله عليه ولعنه﴾ اَبْعَدَهٗ مِنْ رَّحْمَتِهٖ ﴿واعد له عذابا عظيما (۹۳)﴾ فِي النَّارِ وَهٰذَا مُؤَوَّلٌ بِمَنْ يَّسْتَحِلُّهٗ اَوْ بِاَنَّ هٰذَا جَزَاؤُهٗ اِنْ جُوْزِيَ، وَلَا بِدْعَ فِيْ خُلْفِ الْوَعِيْدِ لِقَوْلِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهَا عَلٰى ظَاهِرِهَا وَاَنَّهَا نَاسِخَةٌ لِّغَيْرِهَا مِنْ اٰيَاتِ الْمَغْفِرَةِ وَبَيَّنَتْ اٰيَةُ الْبَقَرَةِ اَنَّ قَاتِلَ الْعَمَدِ يُقْتَلُ بِهٖ وَاَنَّ عَلَيْهِ الدِّيَةَ اِنْ عُفِيَ عَنْهُ وَسَبَقَ قَدْرُهَا، وَبَيَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّ بَيْنَ الْعَمَدِ وَالْخَطَاِ قَتْلًا يُّسَمّٰى شِبْهَ الْعَمَدِ وَهُوَ اَنْ يَّقْتُلَهٗ بِمَا لَا يَقْتُلُ غَالِبًا فَلَا قِصَاصَ فِيْهِ بَلْ دِيَةٌ كَالْعَمَدِ فِي الصِّفَةِ وَالْخَطَاِ فِي التَّاجِيْلِ وَالْحَمْلُ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَهُوَ وَالْعَمَدُ اَوْلٰى بِالْكَفَّارَةِ مِنَ الْخَطَاِ وَنَزَلَ لَمَّا مَرَّ نَفَرٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ وَّهُوَ يَسُوْقُ غَنَمًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا مَا سَلَّمَ عَلَيْنَا اِلَّا تَقِيَّةً، فَقَتَلُوْهُ وَاسْتَاقُوْا غَنَمَهٗ ﴿يايها الذين امنوا اذا ضربتم﴾ سَافَرْتُمْ لِلْجِهَادِ ﴿فى سبيل الله فتبينوا﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ فَتَثَبَّتُوْا بِالْمُثَلَّثَةِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ ﴿ولا تقولوا لمن القى اليكم السلم﴾ بِاَلِفٍ وَّدُوْنِهَا اَيِ التَّحِيَّةَ اَوِ الْاِنْقِيَادَ بِكَلِمَةِ الشَّهَادَةِ الَّتِيْ هِيَ اَمَارَةٌ عَلَى الْاِسْلَامِ ﴿لست مؤمنا﴾ وَاِنَّمَا قُلْتَ هٰذَا تَقِيَّةً لِّنَفْسِكَ وَمَالِكَ فَتَقْتُلُوْهُ ﴿تبتغون﴾ تَطْلُبُوْنَ لِذٰلِكَ ﴿عرض الحيوة الدنيا﴾ مَتَاعَهَا مِنَ الْغَنِيْمَةِ ﴿فعند الله مغانم كثيرة﴾ تُغْنِيْكُمْ عَنْ قَتْلِ مِثْلِهٖ لِمَالِهٖ ﴿كذلك كنتم من قبل﴾ تُعْصَمُ دِمَاؤُكُمْ وَاَمْوَالُكُمْ بِمُجَرَّدِ قَوْلِكُمُ الشَّهَادَةَ ﴿فمن الله عليكم﴾ بِالْاِشْتِهَارِ بِالْاِيْمَانِ وَالْاِسْتِقَامَةِ ﴿فتبينوا﴾ اَنْ تَقْتُلُوْا مُؤْمِنًا وَّافْعَلُوْا بِالدَّاخِلِ فِي الْاِسْلَامِ كَمَا فُعِلَ بِكُمْ ﴿ان الله كان بما تعملون

خبیرا(۹۴)﴾ فَیُجَازِیْکُمْ بِہٖ ﴿لایستوی القاعدون من المومنین ﴾ عَنِ الْجِهَادِ ﴿غیراولی الضرر﴾ بِالرَّفْعِ صِفَةٌ وَّالنَّصْبِ اِسْتِثْنَاءٌ مِّنْ زَمَانَةٍ اَوْ عَمْيٍ اَوْنَحْوِهٖ ﴿والمجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم فضل اللہ المجھدین باموالھم وانفسھم علی القعدین﴾ لِضَرَرٍ ﴿درجة﴾ فَضِیْلَةً لِاِسْتِوَآئِهِمَا فِی النِّیَّةِ وَزِیَادَةِ الْمُجَاهِدِیْنَ بِالْمُبَاشَرَةِ ﴿وکلا﴾ مِّنَ الْفَرِیْقَیْنِ ﴿وعد اللہ الحسنی﴾ اَلْجَنَّةَ ﴿وفضل اللہ المجھدین علی القعدین﴾ لِغَیْرِ ضَرَرٍ ﴿اجرا عظیما(۹۵)﴾ وَیُبْدَلُ مِنْهُ ﴿درجت منه﴾ مَنَازِلُ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ مِّنَ الْکَرَامَةِ ﴿ومغفرة ورحمة﴾ مَنْصُوْبَانِ بِفِعْلِهِمَا الْمُقَدَّرِ ﴿وکان اللہ غفورا﴾ لِاَوْلِیَآئِهٖ ﴿رحیما(۹۶)﴾ بِاَهْلِ طَاعَتِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

اور مسلمانوں کونہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے......۱...... (یعنی یہ کسی مسلمان کی شان نہیں کہ اس سے کسی مسلمان کا قتل ہو) مگر غلطی سے (یعنی بغیر قصد کے غلطی سے قتل کر سکتا ہے) اور جو کسی مومن کو نادانستہ قتل کرے (یوں کہ کسی دوسری چیز کا قصد تھا جیسا کہ شکار یا درخت کو پتھر مارتا تھا اور وہ پتھر مسلمان کو لگ گیا یا اسے ایسی چیز ماری جس سے عموما انسان نہیں مرتا) تو آزاد کرنا ہے (تحریر بمعنی عتق ہے) گردن (یعنی غلام) جو مومن ہو (یہ قاتل پر لازم ہے) اور خون بہا کہ سپرد کیا جائے......۲...... (یعنی ادا کیا جائے) مقتول کے لوگوں کو (یعنی اسکے وارثوں کو) مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں (یعنی خون بہا معاف کرتے ہوئے اس پر صدقہ کر دیں، خون بہا کی تفصیل حدیثِ پاک میں یہ آئی ہے کہ 100 اونٹ ہوں اس میں سے 20 بنت مخاض اور اتنے ہی بنات لبون اور بنون لبون اور حقے اور جذعے، یہ دیت قاتل کے عاقلہ پر ہوگی یعنی عصبات پر نہ کہ اصل وفروع پر۔ تین سالوں میں اسطرح تقسیم کی جائے کہ ان میں مالداروں پر سالانہ نصف دینار اور اوسط درجے کے لوگوں پر چوتھائی دینار ہر سال ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر یہ لوگ کسی وجہ سے ادا نہ کر سکیں تو بیت المال سے اور اگر بیت المال سے بھی ادائیگی مشکل ہو تو قاتل پر اس کی ادائیگی لازم ہوگی) پھر اگر وہ (مقتول) اس قوم سے ہو جو تمہاری (جنگی) دشمن ہے اور خود مسلمان ہے تو ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا (بطورِ کفارہ قاتل کے ذمہ ہے اور دیت مقتول کے اہل کو نہ دلائی جائے گی ان سے جنگ ہونے کی وجہ سے) اور اگر وہ (مقتول) اس قوم میں ہو کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے (یعنی عہد ہے جیسا کہ ذمی کافر) تو خون بہا (ذمی مقتول کا) اس کے لوگوں کے سپرد کیا جائے (مقتول ذمی اگر یہودی یا نصرانی ہو تو مسلمان کے خون بہا کا ثلث دینا ہوگا اور اگر وہ مجوسی ہو تو دسویں حصہ کا دو تہائی دیا جائے گا) اور ایک مسلمان مملوک آزاد کرنا (قاتل پر لازم ہے) تو جو شخص نہ پا سکے (غلام کہ ملتا ہی نہیں یا اسکے پاس دام نہیں ہیں تو) وہ لگاتار دو ماہ کے روزے رکھے (یہ اس پر کفارہ ہے، اللہ ﷻ نے مسئلہ ظہار کی طرح کفارہ قتل میں کھانا کھلانے کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ امام شافعی نے اپنے دو اقوال میں سے بطور اصح قول یہی اختیار فرمایا ہے) یہ اللہ کے یہاں اسکی توبہ ہے (توبہ مصدر ہے جو فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے) اور اللہ جاننے والا ہے (اپنی مخلوق کو) حکمت والا ہے (ان تدابیر میں جو وہ اپنی مخلوق کے لئے فرماتا ہے) اور جو مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے (یہ کہ اسکے قتل کا ارادہ کرے اور اسے اس چیز سے مارے جس سے عموماً آدمی مر جاتا ہے اور اسکے مسلمان ہونے کو بھی جانتا ہو) تو اسکا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی (یعنی اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا) اور اسکے لیے تیار کر رکھا ہے بڑا عذاب (جہنم میں،

اس آیت وعید کی تاویل کی گئی ہے یعنی اس سے مراد وہ شخص ہے جو کسی مسلمان کے خون کو حلال سمجھے یا یہ کہ یہ جرم اتنا سنگین ہے کہ اسکی سزا یہی ہونی چاہیے، آیت قرآنی ﴿ویغفر مادون ذلک لمن یشاء﴾ کے سلسلے میں خلاف وعید ہونا باعثِ تعجب نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت اپنے ظاہر پر ہے اور بقیہ تمام آیاتِ مغفرت کیلئے ناسخ ہے اور سورہ بقرۃ کی آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر قتل کرنے والے کو قصاصاً قتل کیا جائے گا اور اگر قصاص معاف کر دیا جائے تو دیت لازم ہوگی جسکی مقدار بیان ہو چکی ہے۔ البتہ حدیثِ پاک میں بیان فرمایا ہے کہ قتل عمد اور خطا کے مابین ایک اور قسم بھی ہوتی ہے جسے شبہ عمد کہا جاتا ہے یعنی کسی کو ایسے آلے سے قتل کیا جس سے عموماً انسان نہیں مرتا تو اس پر قصاص تو نہیں ہوتا البتہ دیت لازم ہوگی، یہ قسم گویا کہ صفت کے لحاظ سے قتل عمد کی طرح ہے اور مدت مقرر ہونے اور اسکا خون بہا عاقلہ پر لازم ہونے کے لحاظ سے قتل خطا کی طرح ہے، شبہ عمد اور قتل عمد دونوں قتل خطا کے مقابلے میں زیادہ لائق کفارہ ہیں۔ یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب صحابہ کرام ﷺ کا ایک وفد ایک مرتبہ قبیلہ بنی سلیم کے ایک شخص کے پاس سے گزرا جو بکریاں چرا رہا تھا، اس شخص نے انہیں سلام کیا لیکن صحابہ نے آپس میں کہا کہ محض جان بچانے کو سلام کر رہا ہے، پھر انھوں نے اس شخص کو قتل کر دیا اور اس کی بکریوں کو ہانک لائے پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) اے ایمان والو! جب تم چلو (یعنی سفر کرو جہاد کے لیے) اللہ کی راہ میں تو تحقیق کر لو (ایک قرأت میں لفظ فتبینوا دونوں جگہ ثاء کے ساتھ یعنی فتثبتوا ہے) اور جو تمہیں سلام کہے اس سے یہ نہ کہو (لفظ سلام الف اور بغیر الف دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، اسکا معنی سلام کرنا یا کلمہ شہادت پڑھنا جو مسلمان ہونے کی علامت ہے، اس کے ذریعے اپنا مطیع ہونا ظاہر کرنا ہے) تو مسلمان نہیں (اس سے یوں نہ کہو کہ تو اپنی جان بچانے کو ایسا کہتا ہے اور نتیجے کے طور پر تم اسے قتل کر ڈالو) تم چاہتے ہو (یعنی طلب کرتے ہوا سکے ذریعے) دنیا کا اسباب (یعنی دنیا کا مالِ غنیمت) تو اللہ کے پاس بہتیری غنیمتیں ہیں (وہ تمہیں مال کی خاطر اس قسم کے قتل کرنے سے بے نیاز کر دیگا) پہلے تم بھی ایسے ہی تھے (تمہارے کلمہ شہادت نے تمہاری جان و مال کو محفوظ کر دیا) پھر اللہ نے تم پر احسان کیا (تمھارے ایمان کو شہرت دے کر اور تمہیں استقامت دے کر) تو تم پر تحقیق کرنا لازم ہے (کہیں مومن کو قتل نہ کر دو اور اسلام میں داخل ہونے والے کیساتھ ایسا سلوک کرو جیسا کہ تم سے کیا گیا تھا) بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ تمہیں اس پر جزاء دیگا) نہیں برابر وہ مسلمان کہ بیٹھ رہیں (جہاد سے) بے عذر (لفظ غیر مرفوع ہونے کی صورت میں قاعدون کی صفت ہے یا مستثنیٰ ہونے کی بنا پر منصوب ہے یعنی لنجے اپاہج، اندھے وغیرہ نا ہونے کے باوجود) اور وہ کہ راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں، اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو (عذر سے) بیٹھ جانے والوں پر درجہ دیا (یعنی فضیلت دی ہے کیونکہ نیت میں تو دونوں برابر ہیں لیکن مجاہد عمل کی وجہ سے مزید درجے لے گئے) اور سب سے (دونوں فریقین سے) اللہ نے بھلائی (یعنی جنت) کا وعدہ فرمایا اور مجاہدین کو (باعذر) بیٹھ رہنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی (اجرا عظیما مبدل منہ ہے درجت منه سے) اسکی طرف سے درجے ہیں (یعنی عزت و کرامت کے اعتبار سے بعض دیگر لوگوں پر فوقیت رکھتے ہیں) اور بخشش اور رحمت (یہ دونوں مصدر اپنے فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہیں) اور اللہ بخشنے والا ہے (اپنے دوستوں کو) مہربان ہے (طاعت گزاروں پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما كان لمؤمن ان يقتل مؤمنا الا خطئا﴾

و: مستانفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لمؤمن: ظرف مستقر خبر مقدم، ان: مصدریہ، یقتل مومنا: فعل با فاعل و مفعول، الا:

للعصر، عطلفا: مفعول لہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، فعل ناقص اپنے اسم مؤخر وخبر مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن قتل مومنا خطئا فتحریر رقبة مومنة ودیة مسلمة الی اهله الا ان یصدقوا﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، قتل مومنا خطئا: فعل بافاعل ومرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط ف: جزائیہ، تحریر: مضاف، رقبة مومنة: مرکب توصیفی مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، دیة: موصوف، مسلمة: اسم مفعول بانائب الفاعل، الی اهله: ظرف لغو، الا: استثناء مفرغہ، ان یصدقوا: جملہ بتاویل مصدر مجرور بتقدیر ب، جار مجرور ملکر ظرف لغو ثانی، مسلمة اسم مفعول اپنے متعلقات سے ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مبتدا محذوف الواجب کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان کان من قوم عدو لکم وهو مؤمن فتحریر رقبة مؤمنة﴾

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، کان: فعل ناقص ھو ضمیر ذوالحال، وھو مومن: جملہ فعلیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر اسم، من: جار، قوم: موصوف، عدو لکم: مرکب توصیفی صفت، اپنے موصوف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، تحریر رقبة مؤمنة: مرکب اضافی، خبر محذوف علیہ کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان کان من قوم بینکم وبینهم میثاق فدیة مسلمة الی اهله وتحریر رقبة مومنة﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، کان: فعل ناقص ھو ضمیر اسم، من: جار، قوم: موصوف، بینکم و بینهم میثاق: جملہ اسمیہ صفت، موصوف سے ملکر مجرور، جار سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، دیة: موصوف، مسلمة الی اهله: شبہ جملہ صفت، موصوف سے ملکر مرکب توصیفی، معطوف علیہ، وتحریر رقبة مومنة: مرکب اضافی، معطوف، معطوف علیہ سے ملکر خبر محذوف علیہ کیلئے مبتدا، اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ جزا، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فمن لم یجد فصیام شهرین متتابعین توبة من الله﴾

ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، لم یجد: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، صیام: مضاف، شهرین متتابعین: مرکب توصیفی مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر خبر محذوف علیہ کیلئے مبتدا، اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، توبة من الله: مرکب توصیفی مفعول مطلق، تاب فعل محذوف کیلئے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکان الله علیما حکیما ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فیها﴾

و: مستانفہ، کان الله: فعل ناقص با اسم، علیما: خبر اول، حکیما: خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یقتل مومنا متعمدا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، جزآ: مضاف، ہ: ضمیر ذوالحال، خالدا فیها: شبہ جملہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مبتدا، جهنم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وغضب الله علیه ولعنه واعد له عذابا عظیما﴾

و: عاطفہ معطوف علی محذوف حکم اللّٰہ بان جزاؤہ ذلک، غضب اللّٰہ علیه: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ولعنه: جملہ فعلیہ معطوف اول، و اعد له عذابا عظیما: جملہ فعلیہ معطوف ثانی۔

﴿یایها الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل الله فتبینوا﴾

یایها الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ،اذا: ظرف فیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، ضربتم فی سبیل اللّٰہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ،تبینوا: جملہ فعلیہ جزا،شرط سے ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء۔

﴿ولاتقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوة الدنیا﴾

و: عاطفہ،لاتقولوا: فعل واو ضمیر ذوالحال،تبتغون: فعل بافاعل،عرض الحیوة الدنیا: مرکب اضافی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،لام: جار،من: موصولہ،القی الیکم السلم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،اپنے موصول سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ قول،لست: فعل ناقص بااسم،مومنا: خبر،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فعند الله مغانم کثیرة کذلک کنتم من قبل فمن الله علیکم﴾

ف: تعلیلیہ للنہی،عند اللّٰہ: ظرف مستقر خبر مقدم،مغانم کثیرة: مرکب اضافی مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ، کذلک: ظرف مستقر،خبر مقدم،کنتم: فعل ناقص تم ضمیر ذوالحال،من قبل: ظرف مستقر حال،اپنے ذوالحال سے ملکر اسم،ملکر جملہ فعلیہ،ف: عاطفہ،منّ اللّٰہ علیکم: فعل وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل کذلک کنتم پر معطوف ہے۔

﴿فتبینوا ان الله کان بما تعملون خبیرا﴾

ف: فصیحیہ،تبینوا: فعل بافاعل، جملہ فعلیہ شرط محذوف اذا عرفتم هذا کیلئے جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ،ان اللّٰہ: حرف مشبہ واسم،کان بما تعملون خبیرا: جملہ فعلیہ خبر ، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجهدون فی سبیل الله باموالهم وانفسهم﴾

لایستوی: فعل،القعدون: موصوف،من المومنین: ظرف مستقر صفت اول ،غیر اولی الضرر: مرکب اضافی صفت ثانی، ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ ،المجاهدون: اسم فاعل هم ضمیر فاعل ،فی سبیل اللّٰہ: ظرف لغو،باموالهم وانفسهم: ظرف لغو ثانی،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر فاعل،سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فضل الله المجهدین باموالهم وانفسهم علی القعدین درجة﴾

فضل اللّٰہ: فعل وفاعل،المجهدین باموالهم وانفسهم: شبہ جملہ مفعول،علی القعدین: ظرف لغو،درجة: مفعول مطلق آگے

تفضیل ہونے کی بناپر، فضل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکلا وعد الله الحسنی وفضل الله المجهدین علی القعدین اجرا عظیما درجت منه ومغفرة ورحمة﴾

و: اعتراضیہ، کلا: مفعول مقدم، وعد اللّٰہ الحسنی: فعل بافاعل ومفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معترضہ، و: فضل الله المجهدین علی القعدین: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، اجرا عظیما: مبدل منہ، درجت منه: مرکب توصیفی معطوف علیہ، ومغفرة: معطوف اول، ورحمة: معطوف ثانی، اپنے معطوف علیہ سے ملکر بدل، ملکر مفعول مطلق، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکان الله غفورا رحیما﴾

و: مستانفہ، کان اللّٰہ: فعل ناقص بااسم، غفورا: خبر اول، رحیما: خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......وما کان لمومن ان یقتل...... ☆ یہ آیت عیاش بن ربیعہ مخزومی کے بارے میں نازل ہوئی وہ قبل ہجرت مکہ مکرمہ میں اسلام لائے اور گھر والوں کے خوف سے مدینہ منورہ پناہ گزیں ہوگئے، انکی ماں کو اس سے بہت بیقراری ہوئی اور اس نے حارث اور ابوجہل اپنے دونوں بیٹوں کو جو کہ عیاش کے سوتیلے بھائی تھے، یہ کہا کہ خدا کی قسم! میں نہ سایہ میں بیٹھوں، نہ کھانا چکھوں، نہ پانی پیوں، جب تک تم عیاش کو میرے پاس نہ لے آؤ، وہ دونوں حارث بن زید بن ابیسہ کو ساتھ لیکر تلاش کے لیے نکلے اور مدینہ طیبہ پہنچ کر عیاش کو پالیا اور انکی ماں کے جزع فزع بیقراری اور کھانا پینا چھوڑنے کی خبر سنائی اور اللہ کو درمیان میں دے کر یہ عہد کیا کہ ہم دین کے باب میں تجھ سے کچھ نہ کہیں گے اس طرح وہ عیاش کو مدینہ سے باہر نکال لائے اور مدینہ سے باہر آکر اسکو باندھا اور ہر ایک نے سو سو کوڑے مارے، پھر ماں کے پاس لائے تو ماں نے کہا کہ میں تیری مشکیں نہ کھولوں گی جب تک تو اپنا دین ترک نہ کرے، پھر عیاش کو دھوپ میں بندھا ہوا ڈال دیا اور ان مصیبتوں میں مبتلا ہو کر عیاش نے انکا کہا مان لیا اور اپنا دین ترک کر دیا، تو حارث بن زید نے عیاش کو ملامت کی اور کہا کہ تو اسی دین پر تھا اگر یہ حق تھا تو تو نے حق کو چھوڑ دیا اور اگر باطل تھا تو تو باطل دین پر رہا۔ یہ بات عیاش کو بڑی ناگوار گزری اور عیاش نے کہا کہ میں تجھکو اکیلا پاؤں گا تو خدا کی قسم! ضرور قتل کرونگا، اسکے بعد عیاش اسلام لائے اور انھوں نے مدینہ طیبہ ہجرت کی اور انکے بعد حارث بھی اسلام لائے اور ہجرت کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے لیکن اس روز عیاش موجود نہ تھے، نہ انہیں حارث کے اسلام لانے کی اطلاع ہوئی، قبا کے قریب عیاش نے حارث کو دیکھ پایا اور قتل کر دیا تو لوگوں نے کہا کہ اے عیاش! تو نے بہت برا کیا، حارث اسلام لا چکے تھے، اس پر عیاش کو بہت افسوس ہوا اور انھوں نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر واقعہ ذکر کیا اور کہا کہ مجھے تاوقت قتل انکے اسلام لانے کی خبر نہ ہوئی۔

☆......ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ...... ☆ یہ آیت مقیس بن خبابہ کے بارے میں نازل ہوئی، اسکے بھائی قبیلہ بنونجار میں مقتول پائے گئے اور قاتل معلوم نہ تھا۔ بنی نجار نے بحکم رسول ﷺ دیت ادا کر دی، اسکے بعد مقیس نے باغوائے شیطان ایک مسلمان کو بے خبری میں قتل کر دیا اور دیت کے اونٹ لیکر مکے کو چلتا ہوا اور مرتد ہو گیا یہ اسلام میں پہلا شخص ہے جو مرتد ہوا۔

☆......یایها الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل الله...... ☆ یہ آیت مرداس بن نہیک کے بارے میں نازل ہوئی جو اہل فدک

میں سے تھے اور انکے سوا انکی قوم کا کوئی شخص اسلام نہ لایا تھا۔ اس قوم کو خبر ملی کہ لشکرِ اسلام ادھر آرہا ہے تو سب لوگ بھاگ گئے مگر مرداس ٹھہرے رہے جب انہوں نے دور سے لشکر کو دیکھا تو بایں خیال کہ مبادا کوئی غیر مسلم جماعت ہو یہ پہاڑ کی چوٹی پر اپنی بکریاں لے کر چڑھ گئے، جب لشکر آیا اور انہوں نے اللّٰہ اکبر کے نعروں کی آوازیں سنیں تو خود بھی تکبیریں پڑھتے اتر آئے اور کہنے لگے لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ السلام علیکم مسلمانوں نے خیال کیا کہ اہل فدک تو سب کافر ہیں کہ یہ شخص مغالطہ دینے کیلئے اظہار ایمان کرتا ہے، بایں خیال اسامہ بن زید نے انہیں قتل کر دیا اور بکریاں لے آئے۔ جب سید عالم ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے تو تمام ماجرا عرض کیا، حضور ﷺ کو نہایت رنج ہوا اور فرمایا کہ تم نے اس کے سامان کے سبب اسکو قتل کر دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللّٰہ ﷺ نے اسامہ کو حکم دیا کہ مقتول کی بکریاں اسکے اہل کو واپس کر دیں۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

قتل کی اقسام:

لے......علامہ قدوری نے قتل کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں۔ عمد، شبہ عمد، خطاء، جو خطاء کے قائم مقام ہو، قتل سبب۔(۱)......قتل عمد یہ ہے کہ کسی انسان کو مارنے کا ارادہ ہو اور اسکے لیے ایسا ہتھیار استعمال کیا جائے جو قتل کرنے والا ہو تو یہ قتل عمد ہے جیسے تلوار، تیز دھار دار لکڑی، دھار دار پتھر اور آگ۔ اسکا حکم یہ ہے کہ اس میں قصاص واجب ہے جیسا کہ قرآن میں ہے کتب علیکم القصاص فی القتلٰی۔(الهداية ، كتاب الجنايات ج۸، ص ۳)، (۲)......امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک شبہ عمد یہ ہے کہ کسی ایسی چیز سے مارے جو نہ تو ہتھیار ہو نہ ہی ہتھیار کے قائم مقام کہلاتی ہو اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں گناہ اور کفارہ لازم آتا ہے اس قتل پر قصاص لازم نہیں آتا ہاں دیت مغلظہ لازم ہے، (۳)......قتل خطا دو قسموں پر مشتمل ہے خطا فی القصد یعنی ارادے کی خطا اور وہ اس طرح ہے کہ شکار خیال کر کے تیر مارا تھا اور در حقیقت وہ آدمی تھا، اور خطا فی الفعل یہ ہے کہ تیر تو نشانے پر مارا تھا مگر وہ آدمی کو لگ گیا اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں کفارہ اور عاقلہ (کنبہ والوں پر) دیت لازم ہوگی اور اس میں گناہ نہ ہوگا، (۴)......قائم مقام خطا یہ ہے کہ کوئی سونے والا شخص کسی پر گر جائے جس کی وجہ سے دوسرا شخص ہلاک ہو جائے اور اس کا حکم قتل فی خطا کی طرح ہے، (۵)......قتل سبب یہ ہے کہ کسی غیر کی ملکیت میں گڑھا کھودا اور پتھر وغیرہ رکھ دیئے جس سے کوئی شخص گر کر مر گیا اس صورت میں کفارہ نہیں ہاں عاقلہ پر دیت واجب ہے۔ (القدوری مع توضیح الضروری ، کتاب الجنایات ،ص ۱۹٤)

نوٹ: دیت مغلظہ میں امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک چار قسم کے سو اونٹ ہیں بنت مخاض، بنت لبون، حقے اور جزعے سارے پچیس پچیس، دیت مغلظہ فقط اونٹوں ہی میں ثابت ہوتی ہے اس کے سوا کسی اور صورت میں اس کا وجوب ساقط نہیں ہوتا۔

(القدوری مع توضیح الضروری ، کتاب الدیات ،ص ۱۹۷)

دیت کی مقدار:

ﷺ......دیات جمع ہے دیۃ کی اور دیت لغت میں خون بہا کو کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے جو آدمی یا عضو آدمی کا عوض ہو۔ (المرجع السابق)

دیت اس مال کو کہتے ہیں جو کسی نفس (جان) کا بدل ہو سکے۔ (التعریفات، ص۱۰۹)

امام اعظم کے نزدیک دیت کی مقدار یہ ہے: ''وکل دیة وجبت بنفس القتل یقضی من ثلاثة اشیاء فی قول ابی حنیفة رحمه الله تعالی: من الابل والذهب والفضة کذا فی شرح الطحاوی، قال ابو حنیفة رحمه الله تعالی من الابل مائة ومن العین الف دینار ومن الورق عشرة آلاف یعنی ہر وہ قتل جس پر دیت واجب ہوتی ہے امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک تین چیزوں کا تقاضا کرتی ہے: اونٹ، سونا اور چاندی، جیسا کہ طحاوی میں ہے، امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا سو اونٹ (پچیس ایک سال کی اونٹیاں، اتنی ہی دوسرے، تیسرے اور چوتھے سال کی) 1000 دینار یا 10,000 درہم بھی دئے جا سکتے ہیں۔

(الهندية، كتاب الجنايات باب الديات ج٦، ص٢٩)

تبیان القرآن جلد۲، ص۷۵۷ پر ہے کہ دیت کی ادائیگی کے حوالے سے امام اعظم کا مذہب یہ ہے کہ عمد، شبہ عمد اور خطا تینوں میں دیت کی ادائیگی کی مدت تین سال ہے اور جمہور فقہاء کے نزدیک دیت العمد معجل ہے اور باقی دیت تین سال میں ادا کی جائے گی۔ (الهداية المجتهد، ج٢، ص٣٠٧)

عورت کی دیت مرد کا نصف ہے، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے اور رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً مروی ہے، کیونکہ عورتوں کا حال اور اس کی منفعت مرد سے کم ہے، عورت کے اعضاء اور اطراف کی دیت بھی مرد کی دیت کا نصف ہے۔

(الهداية، كتاب الديات ج٨، ص٧٦)

اغراض:

ضربه بما لا يقتل غالباً: مراد قتلِ شبہ عمد ہے۔ الا ان یصدقوا: الا کے حوالے سے دو اقوال ہیں، ایک قول استثناء منقطع کا ہے، اور دوسرا قول استثناء متصل کا ہے، زمخشری کا قول ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ الا کا یصدقوا سے کیا تعلق ہے اور اس کا کیا محل ہے؟ میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس کا تعلق علیه یا مسلمة سے ہے جیسا کہ کہا جائے کہ اس پر دیت واجب ہے کہ وہ دیت سپرد کرے مگر یہ کہ وہ معاف کر دے، اور اس (یعنی الا) کا محل نصب میں ہونا ظرفیت کی وجہ سے ہے، اور یہ بھی جائز ہے اهله سے حال ہے، سوائے اس کے کہ اہل خانہ معاف کرنے والے ہوں۔ بان یعفوا: یعنی اس کے اہل خانہ معاف کر دیں، عفو کو صدقہ کا نام دیا گیا تا کہ معافی پر سبقت حاصل ہو اور اہل خانہ کے فضل کرنے پر تنبیہ ہو جائے، حدیث شریف میں ہے کہ ''ہر بھلائی صدقہ ہے''۔ وکذا بنات لبون: اسی طرح بیس بیس بنات المخاض (دو سالہ اونٹنی)، اور اسی طرح جو اس کے بعد کا حکم ہے۔ تحریر رقبة: یعنی اس پر (دو ماہ کے لگاتار) روزے واجب ہیں (غلامی کا دور نہ ہونے کی وجہ سے)۔ من زمانة: یعنی (بیٹھ رہ جانے والوں کے) ضرر کا بیان ہے، مراد مرض ہے۔ ونحوه: یعنی لنگڑا پن۔ منصوب بفعله المقدر: یعنی اسے چاہیے کہ توبہ کرے یا یہ کہ اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے اور اس میں یہ بات بھی داخل ہے کہ خطاء میں گناہ نہیں تو پھر توبہ کا کیا معنی ہو سکتا ہے اس بات کے سوا کہ یہاں قاتل سے اس کے قصور پر سختی ہو جائے اور گہرے غور و فکر کرنے سے بے احتیاطی کا تتمہ ہو جائے اگرچہ گناہ گار ہی نہ ہو۔

وبه: یہاں امام شافعی نے گردن آزاد کرنے اور روزہ رکھنے پر اقتصار کیا، کفارہ کے حوالے سے کھانا کھلانے کا ذکر نہیں کیا، اور یہاں مطلق کو مقید پر محمول نہ کیا اس لئے کہ مطلق کو مقید پر اس وقت محمول کرتے ہیں کہ جہاں کسی چیز کے اوصاف ذکر کئے جائیں کہ نہ اصول

جیسا کہ تیمم میں مطلق ید کو مرافق کے ساتھ مقید کیا لیکن سر اور دونوں پاؤں کو وضو میں ذکر کرنے کے حوالے سے محمول نہ کیا۔

وعن ابن عباس انها علی ظاهرها الخ: شیخین نے روایت کی ہے کہ جان بوجھ کر مومن کا قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہ ہوگی، اور اس کلام سے امام بیضاوی کے مطابق سختی کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ جب کہ بیہقی نے انہی سے اس کے خلاف کلام بھی ذکر کیا ہے۔ الاشتهار بالایمان الخ: یعنی اللہ ﷻ نے تم پر اسلام اور ہدایت کے ذریعے احسان فرمایا، ایک قول یہ کیا گیا کہ اسلام کے مخفی ہونے کے بعد اس کے اعلان کے ذریعے تم پر احسان فرمایا، ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ اللہ نے تم پر توبہ کے ذریعے احسان فرمایا۔

الجنة: یعنی ان کے اچھے عقائد اور خلوص نیت کی وجہ سے، اور درجوں میں تفاوت مزید حصول ثواب کے لئے اعمال میں زیادتی ہے۔

(الجمل، ج۲، ص ۱۰۰ وغیرہ)

فضیلة: یعنی آخرت میں، معنی یہ ہے کہ جو قتال سے مرض وغیرہ کی وجہ سے بیٹھ رہا وہ براہ راست جہاد میں جانے والوں سے درجے میں کم ہے اس لئے کہ جہاد میں جانے کی نیت کے معاملے میں تو دونوں برابر ہیں، بس مجاہدین براہ راست جہاد پر جانے کے حوالے سے درجے میں اوپر ہیں اور دونوں سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص ۵۷)

رکوع نمبر: ۱۱

وَنَزَلَ فِیْ جَمَاعَةٍ اَسْلَمُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا فَقُتِلُوْا یَوْمَ بَدْرٍ مَّعَ الْکُفَّارِ ﴿ان الذین توفهم الملئکة ظالمی انفسهم﴾ بِالْمُقَامِ مَعَ الْکُفَّارِ وَتَرْکِ الْهِجْرَةِ ﴿قالوا﴾ لَهُمْ مُوَبِّخِیْنَ ﴿فیم کنتم﴾ اَیْ فِیْ اَیِّ شَیْءٍ کُنْتُمْ فِیْ اَمْرِ دِیْنِکُمْ ﴿قالوا﴾ مُعْتَذِرِیْنَ ﴿کنا مستضعفین﴾ عَاجِزِیْنَ عَنْ اِقَامَةِ الدِّیْنِ ﴿فی الارض﴾ اَرْضَ مَکَّةَ ﴿قالوا﴾ لَهُمْ تَوْبِیْخًا ﴿الم تکن ارض الله واسعة فتهاجروا فیها﴾ مِنْ اَرْضِ الْکُفْرِ اِلٰی بَلَدٍ اٰخَرَ کَمَا فَعَلَ غَیْرُکُمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿فاولئک ماوهم جهنم وساء ت مصیرا (۹۷)﴾ هِیَ ﴿الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان﴾ اَلَّذِیْنَ ﴿لا یستطیعون حیلة﴾ لَا قُوَّةَ لَهُمْ عَلَی الْهِجْرَةِ وَلَا نَفَقَةَ ﴿ولا یهتدون سبیلا (۹۸)﴾ طَرِیْقًا اِلٰی اَرْضِ الْهِجْرَةِ ﴿فاولئک عسی الله ان یعفو عنهم وکان الله عفوا غفورا (۹۹) ومن یهاجر فی سبیل الله یجد فی الارض مرغما﴾ مُهَاجَرًا ﴿کثیرا وسعة﴾ فِی الرِّزْقِ ﴿ومن یخرج من بیته مهاجرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت﴾ فِی الطَّرِیْقِ کَمَا وَقَعَ لِجُنْدُعِ بْنِ ضَمْرَةَ اللَّیْثِیْ ﴿فقد وقع﴾ ثَبَتَ ﴿اجره علی الله وکان الله غفورا رحیما (۱۰۰)﴾

﴿ترجمہ﴾

وہ مسلمان جنہوں نے ہجرت نہ کی اور بدر میں کافروں کے ساتھ شہید ہوگئے انکے حق میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ) وہ لوگ جنکی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے (کفار کے ساتھ رہ کر اور ہجرت نہ کرکے) ان سے فرشتے کہتے ہیں (ڈانٹتے وسرزنش کرتے ہوئے) تم کاہے میں تھے (تمہارا اپنے دینی معاملے میں کیا حال تھا) کہتے ہیں (عذر پیش کرتے ہوئے) ہم کمزور تھے (دین قائم کرنے سے عاجز تھے) زمین میں (یعنی مکہ میں) کہتے ہیں فرشتے (ان پر سختی کرتے ہوئے) کیا اللہ کی زمین

کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے (سرزمین کفر چھوڑ کر دوسرے کسی شہر کی طرف جیسا کہ دوسروں نے کیا، پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تو ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت بری جگہ پلٹنے کی (ہے وہ) مگر وہ جو دبا لئے گئے مرد اور عورتیں اور بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے (نہ ہجرت کرنے کی انہیں طاقت ہو، نہ ہی خرچہ) اور نہ راستہ جانیں......۱......(دار الهجرت کا) تو قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف فرمائے اور اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے اور جو اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر (یعنی ہجرت کرتے ہوئے) نکلے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور وسعت (رزق میں) پائے گا اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا (راستہ میں جیسا کہ حضرت جندع بن ضمرۃ لیثی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تو ہو گیا (یعنی ثابت ہو گیا) اسکا ثواب اللہ کے ذمہ پر......۲......اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الذين توفهم الملئكة ظالمي انفسهم قالوا فيم كنتم﴾

انّ: حرف مشبہ، الذين: موصول، توفی: فعل، هم: ضمیر ذو الحال، الملئكة: فاعل، ظالمي انفسهم: حال، ذو الحال سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر اسم، قالوا: قول، فيما: جار مجرور ظرف مستقر، خبر مقدم، كنتم: فعل با اسم اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، اپنے قول سے ملکر خبر، ان اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا كنا مستضعفين في الارض﴾

قالوا: قول، كنا: فعل ناقص با اسم، مستضعفين: اسم فاعل هم ضمیر فاعل، في الارض: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قالوا الم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها﴾

قالوا: قول، همزه: حرف استفہام، لم تكن ارض الله واسعة: فعل ناقص با اسم و خبر اول، ف: سببیہ، تهاجروا فيها: جملہ فعلیہ بتقدیر ان، بتاویل مصدر خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فاولئک ماوهم جهنم و ساء ت مصيرا﴾

ف: مستانفه، اولئک: مبتدا، ماوهم جهنم: جملہ اسمیہ خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفه، ساء ت: فعل ذم هي ضمیر ممیز، مصيرا: تمییز، ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر خبر مقدم مخصوص بالذم جهنم مبتدا موخر، اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا المستضعفين من الرجال والنساء والولدان لايستطيعون حيلة ولايهتدون سبيلا﴾

الا: حرف استثناء، المستضعفين: ذو الحال، من: جار، الرجال والنساء والولدان: معطوف علیہ و تمام معطوف ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر حال، اپنے ذو الحال سے ملکر موصوف، لايستطيعون حيلة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و لايهتدون سبيلا:

جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مستثنیٰ ما قبل عبارت کنا مستضعفین فی الارض میں مستضعفین سے۔

﴿فاولئک عسی اللہ ان یعفوعنھم وکان اللہ عفوا غفورا﴾

ف: فصیحیہ، اولئک : مبتدا، عسی اللہ: فعل مقارب واسم، ان یعفو عنھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف اذا اردت ان تعرف مصیرھم کی جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ، و کان اللہ عفوا غفورا: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ﴾

و: استینافیہ، من: شرطیہ مبتدا، یھاجر فی سبیل اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ شرط، یجد فی الارض: فعل بافاعل وظرف لغو، مرغما کثیرا: مرکب توصیفی معطوف علیہ، و سعۃ: معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یخرج: فعل ھو ضمیر ذوالحال، مھاجرا: اسم فاعل ھو ضمیر فاعل، الی اللہ ورسولہ: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، من بیتہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یدرکہ الموت: جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ سے ملکر شرط، ف: جزائیہ، قد وقع اجرہ علی اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان الذین توفھم الملئکۃ ......☆ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو کلمہ اسلام تو زبان سے ادا کرتے ہیں مگر جس زمانے میں ہجرت فرض تھی اس وقت ہجرت نہ کی اور جب مشرکین جنگ بدر میں مسلمانوں کے مقابلے کے لیے گئے تو یہ لوگ انکے ساتھ ہوئے اور کفار کے ساتھ ہونا اور فرض ہجرت ترک کرنا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔

☆......ومن یخرج من بیتہ ثم یدرکہ الموت ......☆ اس سے پہلی آیت جب نازل ہوئی تو جُندَع بِنْ ضَمُرَۃ لَیْثی نے اس کو سنا یہ بہت بوڑھے شخص تھے کہنے لگے کہ میں مستثنیٰ لوگوں میں تو ہوں نہیں، کیونکہ میرے پاس اتنا مال ہے کہ جس سے میں مدینہ طیبہ ہجرت کر کے پہنچ سکتا ہوں، خدا کی قسم! مکہ مکرمہ میں اب ایک رات نہ ٹھہروں گا مجھے لے چلو، چنانچہ ان کو چارپائی پر لے کے چلے مقام تنعیم میں آ کر انکا انتقال ہوگیا، آخر وقت انہوں نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور کہا: ''یارب! یہ تیرا اور یہ تیرے رسول کا میں اس پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت کی۔ یہ خبر پا کر صحابہ کرام ﷺ نے فرمایا کاش وہ مدینہ پہنچتے تو انکا اجر کتنا بڑا ہوتا اور مشرک ہنسے اور کہنے لگے کہ جس مطلب کے لیے نکلے تھے وہ نہ ملا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دین پر قائم رہنا ضروری ہے:

لے...... جو شخص کسی شہر میں اپنے دین پر قائم نہ رہ سکتا ہو اور یہ جانے کہ دوسری جگہ وہ اپنے فرائض دینی ادا کر سکے گا تو اس پر ہجرت واجب ہو جاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے دین کی حفاظت کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا اگرچہ ایک بالشت ہی کیوں نہ ہوا اسکے لیے جنت واجب ہوئی اور اسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رفاقت نصیب ہوگی۔ (خزائن العرفان حاشیہ نمبر ۲۶۸)

راہ خدا میں سفر کرنے کی برکت:

ع...... حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جو شخص اللہ عزوجل کی راہ میں نکلا اور مرگیا یا مارا گیا تو شہید ہے یا اسے اسکے گھوڑے یا اونٹ نے کچل دیا یا زہریلے جانور نے کاٹ لیا یا اپنے بستر پر ہی مرگیا یعنی اللہ عزوجل کے حکم سے جس طرح بھی مرے وہ شہید ہی ہے اور اسے جنت ملے گی'' (ابو داؤد، کتاب الجھاد، باب فیمن مات غازیا، ص ۴۶۸)

اغراض:

ونزل من جماعة: اس کا بیان شان نزول کے تحت گزر چکا ہے۔ فقتلوا: یعنی جنہیں فرشتوں نے موت کے گھاٹ اتارا تھا، خازن میں ہے کہ اللہ عزوجل نے سید عالم ﷺ کے ہجرت کر لینے کے بعد ان میں سے کسی کے اسلام کو قبول نہ فرمایا یہاں تک کہ وہ ہجرت ہی کرلیں، پھر فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کر لینے کے حوالے سے ہجرت کا حکم منسوخ ہوگیا۔ الملائكة: مراد ملک الموت اور اس کے معاونین ہیں اور ان کی تعداد چھ ہے، ان میں سے تین مومنین کی روح اور تین کافروں کی روح قبض کرنے پر متعین ہیں، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد صرف ملک الموت ہیں اور جمع کا صیغہ تعظیم کی وجہ سے ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ لفظ واحد کو جمع کے صیغہ سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ لهم موبخين: ظاہر یہ ہے کہ یہ قول ملائکہ کا بوقت قبض ارواح ہے، اور ملائکہ روح قبض کرنے کے وقت میں زجر وتوبیخ کے طور پر یہ بات کہتے ہیں، نہ کہ قبض روح کے بعد کسی سے بھی۔ ای فی ای شیء کنتم: ابوحیان نے کہا کہ یعنی تم کس حالت میں تھے قوت میں یا ضعف میں۔ متعذرین: جھوٹ کے طور پر، اسی لئے اللہ عزوجل نے ان کے قول کو اپنے فرمان ﴿قالوا الم تكن﴾ سے جھوٹ کر دیا۔ فی الرزق: یعنی دین کے اظہار کے معاملے میں۔ فی الطریق: یعنی مقصد تک پہنچنے سے پہلے، اگرچہ یہ معاملہ (موت کا آجانا) گھر کے دروازے سے نکلنے سے پہلے ہو جیسا کہ جندع بن ضمرۃ لیثی کے ساتھ ہوا جس کا واقعہ ہم نے شان نزول کے تحت ذکر کر دیا ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۱۰۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿واذا ضربتم﴾ سَافَرْتُمْ ﴿في الارض فليس عليكم جناح﴾ فِيْ ﴿ان تقصروا من الصلوة﴾ بِاَنْ تَرُدُّوْهَا مِنْ اَرْبَعٍ اِلٰى اِثْنَتَيْنِ ﴿ان خفتم ان يفتنكم﴾ اَیْ يَنَالَكُمْ بِمَكْرُوْهٍ ﴿الذين كفروا﴾ بَيَانٌ لِّلْوَاقِعِ اِذْذَاكَ فَلَامَفْهُوْمَ لَه وَبَيَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالسَّفَرِ الطَّوِيْلِ وَهُوَ اَرْبَعَةُ بُرُدٍ وَّهِيَ مَرْحَلَتَانِ وَيُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهٖ فَلَيْسَ عَلَيْكُم جُنَاحٌ اَنَّهٗ رُخْصَةٌ لَا وَاجِبٌ وَعَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ ﴿ان الكفرين كانوا لكم عدوا مبينا (۱۰۱)﴾

بَیْنَ الْعَدَاوَۃُ ﴿واذا کنت﴾ یَا مُحَمَّدُ ﷺ حَاضِرًا ﴿فیهم﴾ وَاَنْتُمْ تَخَافُوْنَ الْعَدُوَّ ﴿فاقمت لهم الصلوة﴾ وَهٰذَا جَرْیٌ عَلٰی عَادَةِ الْقُرْاٰنِ فِی الْخِطَابِ فَلَا مَفْهُوْمَ له ﴿فلتقم طائفة منهم معک﴾ وَتَتَاَخَّرُ طَائِفَةٌ ﴿ولیاخذوا﴾ اَیِ الطَّائِفَةُ الَّتِیْ قَامَتْ مَعَکَ ﴿اسلحتهم﴾ مَعَهُمْ ﴿فاذا سجدوا﴾ اَیْ صَلُّوْا ﴿فلیکونوا﴾ اَیِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰی ﴿من ورائکم﴾ یَحْرُسُوْنَ اِلٰی اَنْ تَقْضُوا الصَّلٰوةَ وَتَذْهَبُ هٰذِهِ الطَّائِفَةُ تَحْرُسُ ﴿ولتات طائفة اخری لم یصلوا فلیصلوا معک ولیاخذوا حذرهم واسلحتهم﴾ مَعَهُمْ اِلٰی اَنْ یَّقْضُوا الصَّلٰوةَ، وَقَدْ فَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ کَذٰلِکَ بِبَطْنِ نَخْلٍ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ ﴿ود الذین کفروا لو تغفلون﴾ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ ﴿عن اسلحتکم وامتعتکم فیمیلون علیکم میلة واحدة﴾ بِاَنْ یَّحْمِلُوْا عَلَیْکُم فَیَاْخُذُوْکُمْ وَهٰذَا عِلَّةُ الْاَمْرِ بِاَخْذِ السِّلَاحِ ﴿ولا جناح علیکم ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضی ان تضعوا اسلحتکم﴾ فَلَا تَحْمِلُوْهَا وَهٰذَا یُفِیْدُ اِیْجَابَ حَمْلِهَا عِنْدَ عَدَمِ الْعُذْرِ وَهُوَ اَحَدُ قَوْلَیِ الشَّافِعِیِّ وَالثَّانِیْ اَنَّهٗ سُنَّةٌ وَّرَجَّحَ ﴿وخذوا حذرکم﴾ مِّنَ الْعَدُوِّ اَیْ اِحْتَرِزُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴿ان الله اعد للکفرین عذابا مهینا (۱۰۲)﴾ ذَا اِهَانَةٍ ﴿فاذا قضیتم الصلوة﴾ فَرَغْتُمْ مِّنْهَا ﴿فاذکروا الله﴾ بِالتَّهْلِیْلِ وَالتَّسْبِیْحِ ﴿قیما وقعودا وعلی جنوبکم﴾ مُضْطَجِعِیْنَ اَیْ فِیْ کُلِّ حَالٍ ﴿فاذا اطمانتنم﴾ اَمِنْتُمْ ﴿فاقیموا الصلوة﴾ اَدُّوْهَا بِحُقُوْقِهَا ﴿ان الصلوة کانت علی المؤمنین کتبا﴾ مَکْتُوْبًا اَیْ مَفْرُوْضًا ﴿موقوتا (۱۰۳)﴾ اَیْ مُقَدَّرًا وَقْتُهَا فَلَا تُؤَخِّرُ عَنْهُ وَنَزَلَ لَمَّا بَعَثَ ﷺ طَائِفَةً فِیْ طَلَبِ اَبِیْ سُفْیَانَ وَاَصْحَابِهٖ لَمَّا رَجَعُوْا مِنْ اُحُدٍ فَشَکَوُا الْجِرَاحَاتِ ﴿ولا تهنوا﴾ تَضْعُفُوْا ﴿فی ابتغاء﴾ طَلَبِ ﴿القوم﴾ اَلْکُفَّارِ لِتُقَاتِلُوْهُمْ ﴿ان تکونوا تالمون﴾ تَجِدُوْنَ اَلَمَ الْجِرَاحِ ﴿فانهم یالمون کما تالمون﴾ اَیْ مِثْلُکُمْ وَلَا یَجْبُنُوْنَ عَلٰی قِتَالِکُمْ ﴿وترجون﴾ اَنْتُمْ ﴿من الله﴾ مِنَ النَّصْرِ وَالثَّوَابِ عَلَیْهِ ﴿ما لا یرجون﴾ هُمْ فَاَنْتُمْ تَزِیْدُوْنَ عَلَیْهِمْ بِذٰلِکَ فَیَنْبَغِیْ اَنْ تَکُوْنُوْا اَرْغَبَ مِنْهُمْ فِیْهِ ﴿وکان الله علیما﴾ بِکُلِّ شَیْءٍ ﴿حکیما (۱۰۴)﴾ فِیْ صُنْعِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

اور جب تم سفر کرو (ضربتم بمعنی سافرتم ہے) زمین میں تو تم پر گناہ نہیں (اس میں) کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو......(اسطرح کہ چار رکعت کی بجائے دو رکعت پڑھو) اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہیں ایذاء دیں گے (یعنی کسی ناپسندیدہ معاملے میں مبتلا کردیں

گے) کافر (ان خفتم یہ واقع کا بیان ہے، اسلئے کہ اس وقت ایسا ہی ہوتا تھا تو پھر اسکا مفہوم قابلِ اعتبار نہ ہوگا حالانکہ سنت سے یہ ثابت ہے کہ سفر سے مراد طویل سفر ہے جو چار فرسخ یعنی دو مرحلے کا ہو اور لیس علیکم جناح سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حکم رخصت ہے وجوبی نہیں، یہی امام شافعی کا مسلک ہے) بیشک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں (جنکی دشمنی واضح ہے) اور جب تم (اے میرے محبوب ﷺ! تشریف فرما ہو) ان میں (اور دشمن کا خوف ہو) پھر نماز میں انکی امامت کرو (یہ کلام اسلوبِ قرآن کے مطابق ہے اسکے مفہوم کا اعتبار نہ ہوگا......ع......) تو چاہیے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو (اور دوسری دشمن سے نبرد آزما ہو) اور چاہیے کہ پکڑیں رہیں وہ (یعنی وہ لوگ جو آپکے ساتھ جماعت میں ہیں) اپنے اسلحے (اپنے ساتھ) پھر جب وہ سجدہ کرلیں (یعنی نماز پڑلیں) تو چاہیے کہ ہو جائیں (یعنی پہلی جماعت کے لوگ) تم سے پیچھے (وہ آپ لوگوں کی نماز مکمل ہو جانے تک مورچوں کی حفاظت و نگرانی کرتے رہیں اور یہ جماعت واپس جاکر مورچوں کی حفاظت و نگرانی کرے) اور اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی اب وہ تمہارے مقتدی ہوں اور چاہیے کہ اپنی پناہ اور ہتھیار لیے رہیں......ع......(اپنے ساتھ یہاں تک کہ نماز مکمل ہو جائے، نبی پاک ﷺ نے وادی نخل میں ایسا ہی کیا، اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے) اور کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم غافل ہو جاؤ (نماز میں مشغول ہو کر) اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے کہ ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں (یعنی یک بارگی حملہ آور ہو کر تمہیں پکڑلیں، ہتھیار ساتھ رکھنے کے حکم کی علت یہی ہے) اور تم پر مضائقہ نہیں اگر تمہیں مینہ کے سبب تکلیف ہو یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو (کہ ہتھیار نہ اٹھاؤ، یہاں سے معلوم ہوا کہ عدم عذر کی صورت میں ہتھیار اٹھانا واجب ہے اور یہ امام شافعی کا ایک قول ہے اور دوسرا قول سنت ہونے کا ہے جو کہ راجح ہے) اور اپنی پناہ لیے رہو (دشمنوں کے مقابلے میں یعنی ان سے اپنی استطاعت کے مطابق احتراز کرو) بیشک اللہ نے کافروں کے لیے خواری کا عذاب تیار کر رکھا ہے (مھین بمعنی اہانت والا ہے) اور جب تم نماز پڑھ چکو (قضیتم بمعنی فرغتم ہے) تو اللہ کی یاد کرو (تہلیل و تسبیح کے ذریعے) کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے (ہر حال میں) اور جب تم مطمئن ہو جاؤ (حالتِ امن میں ہو) تو نماز قائم کرو (اسکے کامل حقوق کے ساتھ) بیشک نماز مسلمانوں پر لکھی ہوئی (یعنی فرض کی گئی ہے، مکتوب بمعنی مفروضا ہے) وقت مقررہ پر (اس کا وقت مقرر ہے جو مؤخر نہیں ہو سکتا) یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب نبی پاک ﷺ نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو ابوسفیان اور اسکی جماعت کی تلاش کیلئے بھیجنا چاہا جب وہ احد سے لوٹ رہے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے زخموں کی شکایت پیش کی) تو سستی (کمزوری) نہ دکھاؤ تلاش (طلب) میں قوم (کفار سے جنگ کرنے کیلئے) اگر تمہیں دکھ پہنچا ہے (یعنی اگر تمہیں زخموں کی تکلیف ہو رہی ہے) تو انہیں بھی دکھ پہنچا ہے (تمہاری مثل اور وہ تم سے لڑنے میں بزدلی نہیں دکھا رہے) اور امید رکھتے ہو (تم) اللہ سے (مدد کی اور اس پر ثواب کمانے کی) جو وہ نہیں رکھتے (تو اسطرح تم ان سے بڑھ گئے ہو، لہذا جنگی مہم بھی تمہیں ان سے زیادہ مرغوب ہونی چاہیے) اور اللہ جانتا ہے (ہر چیز) حکمت والا (ہے اپنی صنعت میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿و اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ﴾

و: استینافیہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، ضربتم فی الارض: فعل بافاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لیس: فعل ناقص، علیکم: ظرف مستقر خبر، جناح: موصوف، ان تقصروا من الصلوٰۃ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر صفت، اپنے موصوف سے ملکر اسم، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا ان الکفرین کانوا لکم عدوّا مبینا﴾

ان: شرطیہ، خفتم: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یفتنکم: فعل بامفعول، الذین کفروا: موصول صلہ فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، جزا محذوف فلیس علیکم جناح ان تقصروا کیلئے شرط، اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ، ان الکفرین: حرف مشبہ و اسم، کانوا: فعل ناقص با اسم، لکم: ظرف مستقر حال مقدم، عدوا مبینا: ذوالحال، اپنے حال سے ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوۃ فلتقم طائفۃ منھم معک ولیأخذوا اسلحتھم﴾

و: استنافیہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، کنت فیھم: فعل ناقص با اسم وخبر، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فاقمت لھم الصلوۃ: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، لتقم: فعل امر، طائفۃ منھم: مرکب توصیفی فاعل، معک: ظرف، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولیاخذوا اسلحتھم: فعل بافاعل ومفعول، جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم﴾

ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، سجدوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لیکونوا: فعل ناقص با اسم، من ورائکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولتات طائفۃ اخری لم یصلوا فلیصلوا معک ولیاخذوا حذرھم واسلحتھم﴾

و: عاطفہ، لتات: فعل امر، طائفۃ: موصوف، اخری: صفت اول، لم یصلوا: صفت ثانی، اپنے موصوف سے ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ، معطوف اول فلیکونوا پر، ف: عاطفہ، لیصلوا معک: فعل امر بافاعل وظرف، ملکر معطوف علیہ ثانی، ولیاخذوا: فعل امر بافاعل، حذرھم واسلحتھم: معطوف، معطوف علیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث۔

﴿ودالذین کفروا لوتغفلون عن اسلحتکم وامتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ﴾

ود: فعل، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر فاعل، لو: مصدریہ، تغفلون: فعل بافاعل، عن اسلحتکم ومتعتکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فیمیلون علیکم: فعل بافاعل وظرف لغو، میلۃ واحدۃ: مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ود فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولاجناح علیکم ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضی ان تضعوا اسلحتکم وخذوا حذرکم﴾

و: استنافیہ، لا: نفی جنس، جناح: موصوف، ان: مصدریہ، تضعوا اسلحتکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و خذوا حذرکم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مجرو بتقدیر فی، جار مجرور ملکر ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر اسم، علیکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: شرطیہ، کان بکم: فعل ناقص وظرف مستقر خبر مقدم، اذی: موصوف، من مطر: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر،

ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او کنتم مرضی: فعل ناقص با اسم وخبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر، جزا محذوف فلا جناح علیکم کی شرط، اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ اعد للکفرین عذابا مھینا﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، اعد للکفرین عذابامھینا: جملہ فعلیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا اللہ قیما وقعودا وعلی جنوبکم﴾

ف: استینافیہ، اذا: متضمن بمعنی شرط، قضیتم الصلوۃ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اذکروا: فعل واو ضمیر ذوالحال، قیما: حال اول، وقعودا: حال ثانی، وعلی جنوبکم: ظرف مستقر حال ثالث، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، اللہ: اسم جلالت مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاذا اطماننتم فاقیموا الصلوۃ﴾

ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، اطماننتم: فعل بافاعل، جملہ فعلیہ شرط، فاقیموا الصلوۃ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ماقبل اذاقضیتم پر معطوف ہے۔

﴿ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتبا موقوتا ولا تھنوا فی ابتغاء القوم﴾

ان الصلوۃ: حرف مشبہ واسم، کانت: فعل ناقص واسم، کتبا: موصوف، علی المومنین: ظرف لغو مقدم، موقوتا: اسم مفعول ونائب الفاعل وظرف لغو مقدم، شبہ جملہ صفت، اپنے موصوف سے ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر، سے ملکر جملہ اسمیہ، و: استنافیہ، لاتھنوا فی ابتغاء القوم: فعل نہی بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان تکونوا تألمون فانھم یألمون کما تألمون وترجون من اللہ ما لا یرجون﴾

ان: شرطیہ، تکونوا: فعل ناقص با اسم، تالمون: فعل بافاعل، جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انھم حرف مشبہ واسم، یالمون: فعل بافاعل، کما تالمون: جار مجرور ظرف مستقر، اَلَمًا مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ترجون من اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ما لا یرجون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......واذا کنت فیھم فاقمت ......☆ جہاد میں جب رسول ﷺ کو مشرکین نے دیکھا کہ آپ نے مع تمام اصحاب کے ظہر کی نماز باجماعت ادا فرمائی تو انہیں افسوس ہوا کہ انہوں نے اس وقت میں حملہ کیوں نہ کر دیا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیا ہی اچھا موقع تھا بعضوں نے کہا کہ اسکے بعد ایک اور نماز ہے جو مسلمانوں کو اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ پیاری ہے یعنی نماز عصر، مسلمان

جب اس نماز کیلئے کھڑے ہوں تو پوری قوت سے حملہ کر کے انہیں قتل کر دو اس وقت حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے سید عالم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ نماز خوف ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے واذا کنت فیھم ......الخ.

☆......ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم......☆غزوہ فقھر اعلاء سے جب نبی پاک ﷺ فارغ ہوئے اور دشمن کے بہت آدمیوں کو گرفتار کیا اور اموال غنیمت ہاتھ آئے اور کوئی دشمن مقابل باقی نہ رہا تو حضور ﷺ قضائے حاجت کے لیے جنگل میں تنہا تشریف لے گئے تو دشمن کی جماعت میں سے حویرث بن حارث محاربی یہ خبر پا کر تلوار لیے ہوئے چھپا چھپا پہاڑ سے اترا اور اچانک حضرت کے پاس پہنچا اور تلوار کھینچ کر کہنے لگا: یا محمد ﷺ! اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا۔ حضور نے فرمایا: ''اللہ عزوجل''، اور دعا فرمائی جب ہی اس نے حضور پر تلوار چلانے کا ارادہ کیا اوندھے منہ گر پڑا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی حضور نے وہ تلوار اٹھا کر فرمایا: ''تجھے کون بچائے گا''، کہنے لگا میرا بچانے والا کوئی نہیں ہے، فرمایا: ''اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ پڑھ تو تیری تلوار تجھے دے دوں گا''، اس نے اس سے انکار کر دیا اور کہا اسکی شہادت دیتا ہوں کہ میں کبھی آپ سے نہ لڑونگا اور زندگی بھر آپ کے کسی دشمن کی مدد نہ کرونگا آپ نے اسکی تلوار دے دی کہنے لگا: اے محمد ﷺ آپ مجھ سے بہت بہتر ہیں فرمایا: ''ہاں ہمارے لیے یہی سزاوار ہے''۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ہتھیار اور بچاؤ ساتھ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

☆......ولاتھنوا فی ابتغاء القوم......احد کی جنگ سے جب ابوسفیان اور اسکے ساتھی واپس ہوئے تو رسول کریم ﷺ نے جو صحابہ احد میں حاضر ہوئے تھے انہیں مشرکین کے تعاقب میں جانے کا حکم دیا اصحاب زخمی تھے انہوں نے اپنے زخموں کی شکایت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مسافر کی تعریف:

۱......شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادے سے بستی سے نکلا۔ میل کے حساب سے اسکی مقدار ۵۷ میل ہے جو کہ کلومیٹر کے حساب سے ۹۲ کلومیٹر تقریباً ہے۔ (الفتاوی الرضویة محرجه، ج۸ ص ۲۴۳، ۲۷۰)

مسافر پر قصر کرنا یعنی چار رکعت والی نماز کو دو پڑھنا واجب ہے۔ مسافر محض نیت کرنے سے مسافر نہ ہوگا یہاں تک کہ سفر کا آغاز کر دے جبکہ مقیم محض نیت کرنے سے ہی مقیم ہو جائے گا۔ (الھندیة، کتاب الصلوٰة، باب صلوٰة المسافر، ج۱، ص۱۵۳)

علامہ صاوی فرماتے ہیں کہ دو مرحلوں سے مراد دو دن کی راہ کا معتدل رفتار میں سفر طے کرنا ہے اور یہ سفر بوجھ لادے ہوئے اونٹ کے یومیہ بارہ گھنٹے چلنے کی رفتار کے اعتبار سے ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۵۹)

﴿فلامفھوم لہ......﴾

۲......صاحب جمل فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ جب آپ ﷺ ان میں ہوں تو حکم یہ ہے جو بیان کیا اور جب ان میں نہ ہوں تو انکا امام یہ نماز قائم کرے نیز یہ فرمایا کہ یہ دستور قرآن کے مطابق خطاب ہے۔ دستور تین اقسام پر منقسم ہے (۱)......وہ قسم جو نبی ہی کیلئے درست ہے، (۲)......وہ قسم جو نبی کے علاوہ میں درست ہے، (۳)......وہ قسم جو دونوں کے لیے درست ہو۔ اور فلامفھوم لہ سے مراد یہ بھی ہے کہ قصر صلوٰۃ کے لئے خوف شرط نہیں، بلکہ امن کی حالت میں بھی قصر کرے۔ نبی

پاک ﷺ اور اصحاب غالب اوقات میں سفر میں قصر فرماتے، لہذا قصر دشمن کے خوف، کثرت مشرکین یا اہل حرب کیوجہ سے واجب نہیں ہوتی جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے مکہ اور مدینہ منورہ کے مابین سفر فرمایا، انہیں اللہ ﷻ کے علاوہ کوئی خوف نہ تھا لیکن دو دو رکعت پڑھتے تھے۔
(الجمل، ج۲، ص۱۱۳)

نماز خوف کا طریقہ:

س۔۔۔۔۔امام لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کردے۔ایک گروہ دشمن اسلام سے نبرد آزما ہے اور دوسرا امام کے پیچھے اس طرح کہ پہلی جماعت امام کے ساتھ ایک رکعت پوری کر کے دشمن کے مقابل جائے اور دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی تھی وہ آ کر امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے پھر فقط امام سلام پھیرے اور پہلی جماعت آ کر دوسری رکعت بغیر قرأت کے پڑھے اور سلام پھیرے اور دشمن کے مقابل چلی جائے، پھر دوسری جماعت اپنی جگہ آ کر ایک رکعت جو باقی رہی تھی اسکو قرأت کے ساتھ پورا کر کے سلام پھیرے کیونکہ یہ لوگ مسبوق ہیں اور پہلی لاحق۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سید عالم ﷺ سے اسی طرح نماز خوف ادا فرمانا مروی ہے۔حضور ﷺ کے بعد بھی صحابہ کرام نماز خوف پڑھتے رہے ہیں حالت خوف میں دشمن کے مقابل اس طرح اہتمام سے نماز پڑھنا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کس قدر ضروری ہے۔ (الھدایة، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الخوف، ج۱، ص۴۰۴)

اگر چار رکعت والی نماز ہو تو دو دو رکعتوں کے بعد دونوں گروہ اپنی حالتیں تبدیل کریں یعنی پہلے پہلا گروہ امام کے ساتھ دو رکعتیں ادا کرے پھر دوسرا گروہ۔

اغراض:

مسافرتم: یعنی تم طویل سفر کرو، امام شافعی کے نزدیک اس کی کم از کم مقدار چار برد یعنی چار فراسخ ہے، ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے، ایک میل چھ ہزار ذراع کا، اور ایک ذراع چھتیس ۳۶ اصابع یعنی انگشت نشان ہے، ایک اصبع چھ شعیرات، اور ایک شعیرۃ برذون کے شعیرات میں کا ایک شعیرۃ ہے، اور اسی طرح امام مالک کا نظریہ ہے، المختصر۔**بان تردوھا من اربع الی اثنتین**: یہ تین اقوال میں کا ایک قول ہے، اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا نماز کامل فرض ہوئی تھی پھر سفر میں ناقص ہوگئی اور حضر میں اپنے حال پر باقی رہی یا سفر میں ناقص فرض ہوئی اور حضر میں زیادتی ہوئی، ایک قول یہ کیا گیا ہے سفر و حضر ہر ایک میں مستقل فرض ہوئی۔**بیان للواقع**: یعنی ان خفتم الخ کے واقع کا بیان ہے یعنی سید عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کرام علیہم الرضوان کے غالب سفر اس وقت مشرکین کی کثیر تعداد ہونے کی وجہ سے خوف سے خالی نہ ہوا کرتے تھے۔

انہ رخصة: یعنی جائز ہے جب کہ سفر تین مرحلوں کو نہ پہنچے، مگر یہ کہ سفر پر جانے والے کے لئے قصر افضل ہے برخلاف امام اعظم رضی اللہ عنہ کے کہ ان کے نزدیک واجب ہے اور امام مالک کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔**اذا کنت فیھم**: نماز خوف کے طریقے کا بیان کرنا مقصود ہے جسے ہم ماقبل ذکر کر چکے لہذا دوبارہ ذکر کرنے کی حاجت نہیں رہتی، وہیں ملاحظہ فرمائیں۔**عدواً مبیناً**: یہ لفظ مذکر، مؤنث، جمع اور تثنیہ سب پر بولا جاتا ہے۔**ببطن نخل**: اس کا سبب یہ بنا کہ سید عالم ﷺ نے اپنے اصحاب کرام علیہم الرضوان کے ساتھ ظہر کی نماز اکٹھی ادا فرمائی، مشرکین اس بات پر متنبہ ہوئے اور بولے کہ ہم ان پر نماز کے اوقات میں کامیابی پا سکتے ہیں اور مشرکین اس معاملے میں سخت ونگین ہوگئے، حضرت جبرئیل امین سید عالم ﷺ کے پاس آیت لے کر نازل ہوئے اور انہیں نماز عصر باری باری سے پڑھنے

کے بارے میں ارشاد فرمایا، مفسر اس آیت کے بارے میں اس جانب گئے ہیں کہ یہ نماز وادئ نخل میں ہوئی جو کہ نجد سے غطفان کی جانب ہے، اس کے اور مدینہ کے مابین دو دن کی مسافت کا فاصلہ ہے، بعض نے کہا کہ نماز غطفان کی وادی میں ہوئی تھی جب کہ بعض نے کہا کہ یہ نماز ذات رقاع کے مقام پر ہوئی تھی۔ بالتهليل و التسبيح: مراد تحمید و تکبیر ہے۔ فی کل حال: اس سے مراد ﴿قياما وقعودا وعلى جنوبكم﴾ وغیرہ حالتیں مراد ہیں۔ طائفة: مراد چھ سو تیس مخلص مومنین ہیں۔

لما بعث: مناسب ہے کہ یہ کہا جائے کہ جب سید عالم ﷺ نکلے اور اس نکلنے سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کا ارادہ کیا۔ لما رجعوا: ابوسفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس پلٹ گیا اور جنگ نہ کی، اس کا بیان ماقبل رکوعات میں ہو چکا ہے۔ ولا یجبنوا: مناسب خیال ہوتا ہے کہ یجبنون کہا جائے، مگر نون کو خفت کے لئے حذف کرنا بھی مناسب ہے۔ والثواب عليه: یعنی جہاد پر، کہ تم اللہ کی راہ میں لڑتے ہو، اور وہ شیطان کی راہ میں، پس تم ان پر شجاعت اور بہادری کے اعتبار سے زیادہ حق دار ہو۔

(الصاوی، ج۲، ص۵۸ وغیرہ)

فی الخطاب: یعنی سید عالم ﷺ کے لئے، اس خطاب میں ان لوگوں کا رد کرنے کی جانب اشارہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نماز خوف سید عالم ﷺ کے وفات ظاہری کے بعد نہیں ہو سکتی اس لئے کہ اس کے پائے جانے کے لئے سید عالم ﷺ کا ہونا شرط تھا کہ سید عالم ﷺ نے اس نماز کو قائم فرمایا تھا۔ (الجمل، ج۲، ص۱۱۳)

رکوع نمبر: ۱۳

وَسَرَقَ طُعْمَةُ بْنُ اُبَيْرِقٍ دِرْعًا وَّخَبَاهَا عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ فَوُجِدَتْ عِنْدَهٗ فَرَمَاهُ طُعْمَةُ بِهَا وَحَلَفَ اَنَّهٗ مَا سَرَقَهَا فَسَاَلَ قَوْمُهُ النَّبِيَّ ﷺ اَنْ يُّجَادِلَ عَنْهُ وَيُبَرِّئَهٗ فَنَزَلَ ﴿انا انزلنا اليك الكتب﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿بالحق﴾ مُتَعَلِّقٌ بِاَنْزَلَ ﴿لتحكم بين الناس بما ارك﴾ اَعْلَمَكَ ﴿الله﴾ فِيْهِ ﴿ولا تكن للخائنين﴾ كَطُعْمَةَ ﴿خصيما(۱۰۵)﴾ مُخَاصِمًا عَنْهُمْ ﴿واستغفر الله﴾ مِمَّا هَمَمْتَ بِهٖ ﴿ان الله كان غفورا رحيما(۱۰۶)﴾ ﴿ولا تجادل عن الذين يختانون انفسهم﴾ يَخُوْنُوْنَهَا بِالْمَعَاصِيْ لِاَنَّ وَبَالَ خِيَانَتِهِمْ عَلَيْهِمْ ﴿ان الله لا يحب من كان خوانا﴾ كَثِيْرَ الْخِيَانَةِ ﴿اثيما(۱۰۷)﴾ اَیْ يُعَاقِبُهٗ ﴿يستخفون﴾ اَیْ طُعْمَةُ وَقَوْمُهٗ حَيَاءً ﴿من الناس ولا يستخفون من الله وهو معهم﴾ بِعِلْمِهٖ ﴿اذ يبيتون﴾ يُضْمِرُوْنَ ﴿مالا يرضى من القول﴾ مِنْ عَزْمِهِمْ عَلَى الْحَلْفِ عَلٰى نَفْيِ السَّرِقَةِ وَرَمْيِ الْيَهُوْدِيِّ بِهَا ﴿وكان الله بما يعملون محيطا(۱۰۸)﴾ عِلْمًا ﴿هانتم﴾ يَا ﴿هؤلاء﴾ خِطَابٌ لِقَوْمِ طُعْمَةَ ﴿جادلتم﴾ خَاصَمْتُمْ ﴿عنهم﴾ اَیْ عَنْ طُعْمَةَ وَذَوِيْهِ وَقُرِئَ عَنْهُ ﴿في الحيوة الدنيا فمن يجادل الله عنهم يوم القيمة﴾ اِذَا عَذَّبَهُمْ ﴿ام من يكون عليهم وكيلا(۱۰۹)﴾ يَتَوَلّٰى اَمْرَهُمْ وَيَذُبُّ عَنْهُمْ اَیْ لَا اَحَدَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ﴿ومن يعمل سوء﴾ ذَنْبًا يَسُوْءُ بِهٖ غَيْرَهٗ

كَرَمْيِ طُعْمَةَ الْيَهُودِیَّ ﴿اویظلم نفسه﴾ بِعَمَلٍ ذَنباًقاصراً عَلَيْهِ ﴿ثم يستغفر الله﴾ مِنْهُ اَیْ یَتُبْ ﴿یجد الله غفورا﴾ لَهُ ﴿رحيما (۱۱۰)﴾ بِهٖ ﴿ومن يكسب اثما﴾ ذَنْبًا ﴿فانما يكسبه على نفسه﴾ لِاَنَّ وَبَالَهٗ عَلَيْهَا وَلَا يَضُرُّ غَيْرَهٗ ﴿وكان الله عليما حكيما (۱۱۱)﴾ فِیْ صُنْعِهٖ ﴿ومن يكسب خطيئة﴾ ذَنْبًا صَغِيْرًا ﴿اواثما﴾ ذَنْبًا كَبِيْرًا ﴿ثم يرم به بريئا﴾ مِّنْهُ ﴿فقد احتمل﴾ تَحَمَّلَ ﴿بهتانا﴾ بِرَمْيِهٖ ﴿واثما مبينا (۱۱۲)﴾ بَيِّنًا بِكَسْبِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

(طعمہ بن ابیرق نے زرہ چرا کرایک یہودی کے پاس چھپادی، اور وہ زرہ یہودی کے پاس پائی گئی تو طعمہ نے اس یہودی پر چوری کا الزام لگایا اور طعمہ نے اس بات پر قسم اٹھالی کہ اس نے چوری نہیں کی، طعمہ کی قوم نے نبی پاک ﷺ سے اس یہودی سے جھگڑنے اور طعمہ کو آزاد کرنے کا مطالبہ کیا تو اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) اے محبوب! بیشک ہم نے تمہاری طرف کتاب اتاری (یعنی قرآن) سچی (لفظ بالحق، انزلناہ کے متعلق ہے) کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو......ا......جس طرح تمہیں دکھائے (یعنی آگاہ فرمائے، یہاں اری بمعنی اعلم ہے) اللہ (اس مسئلہ کے بارے میں) اور دغا والوں (جیسا کہ طعمہ ہے) کی طرف سے نہ جھگڑو (یعنی ایسے افراد کی جانب سے جھگڑا نہ کرو) اور اللہ سے معافی چاہو (جو آپ نے اس بارے میں ارادہ کیا تھا) بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور انکی طرف سے نہ جھگڑو جو اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے ہیں (گناہ کرکے خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ انکی خیانت کا وبال انکے ہی سر ہو گا) بیشک اللہ نہیں چاہتا کسی بڑے دغاباز (زیادہ خیانت کرنے والے) گناہگار کو (یعنی وہ اسے سزا دیگا) چھپتے ہیں (یعنی حیا کرتے ہوئے طعمہ اور اسکی قوم) لوگوں سے اور اللہ سے نہیں چھپتے اور اللہ انکے پاس ہے (اپنے علم کے اعتبار سے) جب دل میں تجویز کرتے ہیں (یعنی چھپاتے ہیں) وہ بات جو اللہ کو ناپسند ہے (یعنی انکا چوری نہ کرنے پر قسم اٹھالینا اور یہودی پر الزام لگانے کا عزم کرنا اللہ کو ناپسند ہے) اور اللہ انکے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے (باعتبارِ علم کے) خبردار تم (اے) وہ لوگو (یہاں طعمہ کی قوم سے خطاب ہے) جھگڑا کیا تم نے (جادلتم بمعنی خاصمتم ہے) انکی طرف سے (یعنی طعمہ اور اسکے حامیوں کی طرف سے، ایک قرأت میں عنهم کے بجائے لفظ عنه ہے) دنیا کی زندگی میں تو انکی طرف سے کون جھگڑے گا اللہ سے قیامت کے دن (جب وہ انہیں عذاب کرے گا) یا کون انکا وکیل ہوگا (انکے کام کی ذمہ داری لیگا اور ان کی طرف سے مدافعت کرے گا یعنی ایسا کرنے والا کوئی بھی نہ ہوگا) اور جو برائی کرے (یعنی ایسا گناہ کرے جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہو جیسے طعمہ کا یہودی پر الزام لگانا) یا اپنی جان پر ظلم کرے (گناہ کرنے کے بعد اس پر اصرار کرے) پھر اللہ سے بخشش چاہے (یعنی توبہ کرے اس گناہ سے) اللہ کو بخشنے والا پائے گا (اپنے لیے) مہربان پائے گا......۲......(اپنے ساتھ) اور جو گناہ کمائے (اثما بمعنی ذنبا ہے) تو اسکی کمائی اسکی جان پر پڑے (اسلئے کہ اسکا وبال اسی پر ہے کسی دوسرے پر نقصان نہ ہوگا) اور اللہ علم وحکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اور جو کوئی خطا (یعنی گناہ صغیرہ) یا (کبیرہ گناہ) کمائے پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے تو اس نے ضرر اٹھالیا (احتمل بمعنی تحمل ہے) بہتان (تہمت لگا کر) اور کھلا گناہ (یعنی اپنے اس فعل سے اس نے کھلا گناہ کیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰک اللہ﴾

انا: حرف مشبہ واسم، انزلنا الیک: فعل بافاعل وظرف لغو، الکتب: ذوالحال، بالحق: حال، ملکر مفعول، لام: جار، تحکم بین الناس: فعل بافاعل وظرف، بمـا ارٰک اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ان، اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تکن للخائنین خصیما و استغفر اللہ ان اللہ کان غفورا رحیما﴾

و: مستانفہ، لا تکن: فعل ناقص بااسم، للخائنین: ظرف لغومقدم، خصیما: اسم فاعل اپنے ھو ضمیر فاعل وظرف لغومقدم سے ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و استغفروا اللہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ، ان اللہ کان...... الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولاتجادل عن الذین یختانون انفسھم ان اللہ لایحب من کان خوانا اثیما﴾

و: عاطفہ، لاتجادل: فعل بافاعل، عن: جار، الذین: موصول، یختانون انفسھم: جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لایحب: فعل بافاعل، من: موصولہ، کان خوانا اثیما: فعل ناقص بااسم ومرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یستخفون من الناس ولایستخفون من اللہ وھومعھم اذ یبیتون مالا یرضی من القول﴾

یستخفون من الناس: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لایستخفون: فعل بافاعل، من: جار، اللہ: اسم جلالت ذوالحال، وھـو مـعھـم: جملہ اسمیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، اذ: ظرفیہ مضاف، یبیتون: فعل بافاعل، ما لا یرضی: موصول صلہ ملکر ذوالحال، عن القول: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مرکب اضافی ہوکر ظرف، لایستخفون فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکان اللہ بما یعملون محیطا ھانتم ھؤلاء جادلتم عنھم فی الحیوۃ الدنیا﴾

و: مستانفہ، کان اللہ: فعل ناقص بااسم، بمایعملون: جارمجرور ظرف لغومقدم، محیطا: اسم فاعل اپنے ھو ضمیر فاعل وظرف لغومقدم سے ملکر شبہ جملہ خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ، ھا: حرف تنبیہ، انتم: مبتدا، ھولاء: خبر اول، جادلتم: فعل تم ضمیر ذوالحال، فی الحیوۃ الدنیا: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، عنھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی، مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فمن یجادل اللہ عنھم یوم القیمۃ ام من یکون علیھم وکیلا﴾

ف: عاطفہ، من: استفہامیہ مبتدا، یجادل: فعل ھو ضمیر ذوالحال، یوم القیمۃ: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،

اللّٰہ: اسم جلالت مفعول، عنھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ معطوف اول ماقبل ھانتم ھؤلاء پر، ام: عاطفہ، من: استفہامیہ مبتدا، یکون: فعل ناقص با اسم، علیھم و کیلا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ معطوف ثانی ماقبل ھانتم ھؤلاء پر۔

﴿ومن یعمل سوء ا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یعمل سوء ا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او یظلم نفسہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، ثم یستغفر اللّٰہ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط، یجد اللّٰہ: فعل بافاعل ومفعول، غفورا: مفعول ثانی، رحیما: مفعول ثالث، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یکسب اثما فانما یکسبہ علی نفسہ و کان اللہ علیما حکیما﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یکسب اثما: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انما: حرف مشبہ اور ما کافہ، یکسبہ علی نفسہ: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ، و کان اللّٰہ علیما حکیما: اسکی ترکیب ماقبل گزر چکی۔

﴿ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بھتانا و اثما مبینا﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یکسب: فعل بافاعل، خطیئۃ او اثما: معطوف علیہ، معطوف ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علی، ثم: عاطفہ، یرم بہ بریئا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، قد تحقیقیہ، احتمل: فعل بافاعل، بھتانا و اثما مبینا: معطوف علیہ، معطوف ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......انا انزلنا الیک الکتب بالحق ......☆ انصار کے قبیلہ بنی ظفر کے ایک شخص طعمہ بن ابیرق نے اپنے ہمسایہ قتادہ بن نعمان کی زرہ چرا کر آٹے کی بوری میں زید بن سمین یہودی کے یہاں چھپائی۔ جب زرہ کی تلاش ہوئی اور طعمہ پر شبہ کیا گیا تو وہ انکار کر گیا اور قسم کھا گیا، بوری پھٹی ہوئی تھی اور آٹا اس میں سے گرتا جاتا تھا، اسکے نشان سے لوگ یہودی کے مکان تک پہنچے اور بوری وہاں پائی گئی۔ یہودی نے کہا طعمہ اسکے پاس رکھ گیا ہے اور یہود کی ایک جماعت نے اسکی گواہی دی اور طعمہ کی قوم بنی ظفر نے یہ عزم کر لیا کہ یہودی کو چور بتائیں گے اور اس پر قسم کھالیں گے تاکہ قوم رسوا نہ ہو اور انکی خواہش تھی کہ رسول کریم ﷺ طعمہ کو بری کر دیں اور یہودی کو سزا دیں، اسی لیے انہوں نے حضور کے سامنے طعمہ کے موافق اور یہودی کے خلاف جھوٹی گواہی دی اور اس گواہی پر کوئی جرح وقدح نہ ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

اجتہاد کی دلیل:

۱......اس آیت مبارکہ میں یہ دلیل موجود ہے کہ نبی پاک ﷺ ظن پر عمل نہیں کرتے تھے لیکن نبی پاک ﷺ سے اجتہاد کی نفی نہیں کی جاتی کیونکہ نبی پاک ﷺ کو جب اجتہاد کیساتھ ظن حاصل ہوا۔ پھر اللہ ﷻ نے اسے اسی حال پر رہنے دیا اور آپ کو خطا پر مطلع نہ کیا تو آپ ﷺ کو یقیناً یہ معلوم ہوگیا کہ یہی حق ہے۔ مجتہد کا معاملہ مختلف ہے۔ اسی مضمون کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے کو عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اس کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ ﷻ نے آپ کو سکھایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھہر جا یہ تو صرف نبی پاک ﷺ کا خاصہ ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ حکم عام ہو، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مجتہد کے پاس دلیل ظنی یعنی خبر واحد یا قیاس سے حکم ظاہر ہو جائے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ یہ دلائل قطعیہ قرآن، سنت اور اجماع سے ثابت ہیں۔ مجتہد کے نزدیک اپنے اجتہاد کے خلاف دلیل راجح ظاہر نہ ہو تو پوری کوشش کرنے کے بعد مجتہد کے نزدیک حکم ظنی واجب العمل ہوگا۔ اگرچہ مجتہد کو یہ معلوم نہ ہو کہ امر حقیقت بھی اسی طرح ہے۔ شیخ ابو منصور علیہ الرحمہ نے کہا آیت کا معنی یہ ہے کہ نازل شدہ اصول میں اللہ ﷻ نے جو نظر و فکر کا تجھے الہام کیا ہے اس کے مطابق فیصلہ کرو فرمایا اس میں آپ کے لیے اجتہاد کے جواز کی دلیل موجود ہے۔
(المظهری، ج۲ ص ۲۱٤)

تبیان القرآن ج۲ ص۹۱۷ پر ہے کہ حضور ﷺ نے غزوہ تبوک میں منافقین کے جھوٹے اعذار کو قبول کیا اور ان کے لئے استغفار کیا، اس میں امت کے لئے نمونہ ہے کہ تم ظاہر حال کو دیکھ کر فیصلہ کرو اور باطن کو اللہ کے سپرد کر دو۔ بخاری میں ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا، میں نے عبد اللہ بن ابی کو یہ کہتے سنا کہ ''جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں ان پر خرچ نہ کرو حتی کو وہ سب منتشر ہو جائیں'' (المنافقون:۷) اور یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''اگر اب ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو ضرور عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا'' (المنافقون:۸) میں نے اس بات ذکر اپنے چچا سے کیا انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں یہ تذکرہ کر دیا، حضور ﷺ نے منافقین کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے قسمیں اٹھا لیں کہ انہوں نے اس قسم کی کوئی بات نہ کہی ہے سید عالم ﷺ نے ان کی تصدیق کر دی اور میری تکذیب فرما دی مجھے بہت دکھ ہوا کہ ایسا کبھی دکھ نہ ہوا تھا۔ بعد میں قرآن مجید کی متذکرہ بالا دونوں آیات نازل ہوئیں اور منافقین کا حال منکشف ہوا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور ﷺ اکثر و بیشتر ظاہر دلیل کے مطابق اپنے اجتہاد سے فیصلہ فرمایا کرتے تھے تاکہ آپ کی زندگی میں یہ نمونہ قائم ہو جائے کہ مقدمات کے فیصلہ میں ظاہر حال اور ظاہر حجت کا اعتبار ہوتا ہے۔

اللہ ﷻ کی بے نیازی:

۲......انسان اپنے گناہوں سے اللہ رب العالمین کی ذات ستودہ صفات کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس نظریے کا بیان اللہ ﷻ نے اپنے پاک کلام میں کئی مقامات پر فرمایا ہے چنانچہ اس رکوع میں اللہ ﷻ نے اس طرح بیان فرمایا کہ جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے اور پھر اللہ ﷻ سے بخشش مانگے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔ لہذا ضروری امر یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کو درست

کرے اور اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا رہے یہی ایک مسلمان کا مقصد حیات ہونا چاہیے۔

اغراض:

وخباها: یعنی زرہ چھپادی، اس لئے کہ لوہے کی زرہ مؤنث ہوتی ہے اور عورت کی کُرتی یعنی اس کی قمیص کو بھی زرہ کہتے ہیں، اور خبأ باب قطع سے ہے جیسا کہ مصباح میں ہے۔ عند یهودی: یعنی زرہ یہودی کے پاس بطور امانت رکھوادی جیسا کہ کازرونی میں ہے۔ فوجدت عنده: یعنی اس زرع کی تفتیش ہونے پر طعمہ نے حلفیہ کہا کہ اس نے نہیں چُرائی۔ ان یجادل عنه: یعنی طعمہ سے جھگڑا ہوا۔ مماهممت به: یعنی یہودی کے بارے میں ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ لوگوں کی شہادتوں کے باعث کیا گیا، یہ گناہ صورۃً ہے یا سردار کے گناہ کے بارے میں غلام سے باز پرس ہونے کے قبیل سے ہے۔ ای یعاقبه: یعنی اس کی تفسیر محبت کا نہ پایا جانا ہے، اور یہ اس لئے کہ رسول کی رسالت کے باطل ہونے کی طلب اور اس کے بارے میں جھوٹ کا اظہار کرنا، کفر ہے۔ حیاء: یعنی طعمہ اور اس کی قوم گناہ کے نقصان کا خوف کرتی ہیں۔ بعلمه: اس جملے میں اشارہ ہے کہ طعمہ کی قوم کے لئے اللہ سے کوئی بات چھپانے کا کوئی راستہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ قبیح چیزوں کو ترک کردے، اس لئے کہ اللہ ﷻ سے کوئی بات چھپانا محال ہے اس کے پاس ہر ظاہر اور چھپی بات عیاں ہے، پس یہ حیاء سے بطور مجاز ہے۔ یضمرون: یہ معنی یعنی یضمرون سے یہاں وضاحت مراد ہے اور اگر اصل تبیین بھی مراد ہو تو اس کا معنی راتوں رات کسی معاملے کی تدبیر کرنا ہے۔ وقریٔ: ابن ابی کعب کے نزدیک شاذ ہے۔ ای لا احد: اشارہ ہے کہ دونوں جگہوں پر استفہام انکاری بمعنی نفی مراد ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۱۱۷ وغیرہ)

ای یتب: یعنی سچی توبہ بمع اس کی شرائط کے کرے، گناہ پر اصرار کرتے ہوئے محض زبانی استغفار کافی نہیں ہے اس لئے کہ یہ کاذبین یعنی جھوٹے لوگوں کی توبہ ہے۔ ذنباً: اثماً کے متعلق ہے یا اس کے علاوہ کے۔

ولا یضر غیرہ: اگر کوئی یہ کہے کہ طعمہ کی معصیت کا نقصان اس کی قوم کو بھی پہنچے گا تو میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ قوم کو نقصان ان کے کسب کی وجہ سے پہنچے گا، ان کا طعمہ کی مدد کرنے کی وجہ سے پہنچے گا، اور اس کے ساتھ مل کر جھوٹی گواہی دینے کی وجہ سے پہنچے گا، اور جھوٹا حلف اٹھانے کے عزم کی وجہ سے پہنچے گا۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿ولو لا فضل الله علیک﴾ یا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿ورحمته﴾ بِالْعِصْمَةِ ﴿لهمت﴾ اضْمَرَتْ ﴿طائفة منهم﴾ مِنْ قَوْمِ طُعْمَةِ ﴿ان یضلوک﴾ عَنِ الْقَضَاءِ بِالْحَقِّ بِتَلْبِيْسِهِمْ عَلَيْكَ ﴿وما یضلون الا انفسهم وما یضرونک من﴾ زَائِدَة ﴿شیء﴾ لِاَنَّ وَبَالَ اِضْلَالِهِمْ عَلَيْهِمْ ﴿وانزل الله علیک الکتب﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿والحکمة﴾ مَا فِيْهِ مِنَ الْاَحْكَامِ ﴿وعلمک ما لم تکن تعلم﴾ مِنَ الْاَحْكَامِ وَالْغَيْبِ ﴿وکان فضل الله علیک﴾ بِذٰلِكَ وَغَيْرِهِ ﴿عظیما(۱۱۳) لا خیر فی کثیر من نجوهم﴾ اَيِ النَّاسِ اَيْ مَا يَتَنَاجَوْنَ فِيْهِ وَيَتَحَدَّثُوْنَ ﴿الا﴾ نَجْوٰی ﴿من امر بصدقة او معروف﴾ عَمَلِ بِرٍّ ﴿او اصلاح بین الناس ومن یفعل ذلک﴾ اَلْمَذْكُوْرَ ﴿ابتغاء﴾ طَلَبَ ﴿مرضات الله﴾ لَا غَيْرَهُ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا ﴿فسوف نؤتیه﴾ بِالنُّوْنِ

وَالْبَاءِ اَیِ اللّٰهُ ﴿اجرا عظیما (۱۱۴) ومن یشاقق﴾ یُخَالِفِ ﴿الرسول﴾ فِیْمَا جَاءَ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ ﴿من بعد ما تبین له الهدی﴾ ظَهَرَ لَهُ الْحَقُّ بِالْمُعْجِزَاتِ ﴿ویتبع﴾ طَرِیْقًا ﴿غیر سبیل المؤمنین﴾ اَیْ طَرِیْقَهُمُ الَّذِیْ هُمْ عَلَیْهِ مِنَ الدِّیْنِ، بِاَنْ یَّكْفُرَ ﴿نوله ما تولی﴾ نَجْعَلُهُ وَالِیًا لِّمَا تَوَلَّاهُ مِنَ الضَّلَالِ بِاَنْ نُّخَلِّیَ بَیْنَهُ وَبَیْنَهُ فِی الدُّنْیَا ﴿ونصله﴾ نُدْخِلُهُ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿جهنم﴾ لِیَحْتَرِقَ فِیْهَا ﴿وساءت مصیرا (۱۱۵)﴾ مَرْجِعًا هِیَ۔

﴿ترجمہ﴾

اور (یادکرو محمد ﷺ) اگر اللہ کا فضل ورحمت (آپ ﷺ کو عصمت عطا فرمانے کی صورت میں) نہ ہوتا تو ارادہ کرلیا تھا ان میں سے ایک گروہ نے (یعنی قوم طعمہ نے) کہ وہ تمہیں دھوکہ دیں (حق فیصلہ کرنے سے، آپ پر حق کو مشتبہ کرکے) اور وہ دھوکہ نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور تمہارا بگاڑ نہ سکیں گے (مــــن زائدہ ہے) کچھ بھی (کیونکہ ان کے گمراہ کرنے کا وبال انہی پر ہے) اور اللہ نے تم پر کتاب (قرآن) اور حکمت (یعنی جو کچھ اس میں احکام موجود ہیں) اتارے اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے......۱......(احکام اور غیب) اور اللہ کا تم پر فضل ہے (اس معاملے اور دیگر امور میں) بڑا، انکے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں (یعنی ان لوگوں کی پوشیدہ سرگوشیوں اور باہمی بات چیت میں) مگر (اسکی سرگوشی میں بھلائی میں ہے) جو حکم دے خیرات اور اچھی بات (یعنی اچھے عمل کا) اور لوگوں میں صلح کرنے کا اور جو ایسا (یعنی مذکورہ فعل) کرے تلاش (یعنی طلب) کرنے کیلئے اللہ کی رضا (نہ کہ اسکے علاوہ کسی دوسرے امور دنیا کی خاطر تو) عنقریب ہم اسے دینگے (نـؤتیـه میں دو لغتیں ہیں نون اور یاء دونوں کے ساتھ، دونوں صورتوں میں فاعل باری ﷻ ہے) بڑا اجر اور جو خلاف (یشاقق بمعنی یخالف ہے) کرے رسول کی (اس حق کے بارے میں جو وہ لائے) بعد اسکے کہ حق راستہ ان پر کھل گیا (معجزات کے سبب حق ان پر ظاہر ہوگیا) اور پیروی کرے (اس راستے کی) جو مسلمانوں کی راہ سے جدا ہو......۲......(یعنی کافروں کے طریقوں کی پیروی کرے اسطرح کہ کفر کا ارتکاب کرے) تو چھوڑ دیں گے ہم اسے اس کی راہ پر (جس گمراہی کو اس نے اختیار کیا ہم اسے اس کا والی بنادینگے، اسطرح کہ ہم دنیا میں اس کے اور اس کی اختیار کردہ گمراہی میں کوئی آڑ باقی نہ رکھیں گے) اور پہنچائینگے ہم اسے (یعنی داخل کریں گے اسے آخرت میں) جہنم میں (کہ وہ اس میں جلے) اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی (مصیرا بمعنی مرجعا ہے اور مخصوص بالذم ھی ضمیر محذوف ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولولا فضل الله علیک ورحمته لهمت طائفة منهم ان یضلوک ومایضلون الاانفسهم﴾

و: مستانفه، لولا: حرف شرط، فضل: مصدر مضاف، اللّٰه: اسم جلالت فاعل مضاف الیہ، علیک: ظرف لغو، یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، و رحمته: معطوف، ملکر خبر محذوف موجود کیلئے مبتدا، اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ شرطیہ، لام: تاکیدیہ، همت: فعل، طائفة منهم: مرکب توصیفی ذوالحال، و: حالیہ، مایضلون: فعل واو ضمیر فاعل، الا: اداۃ حصر، انفسهم: مفعول، ملکر جملہ

فعلیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ان یضلوکم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ جواب لولا۔

﴿ومایضرونک من شیء﴾

و: عاطفہ، مایضرونک: فعل بافاعل ومفعول، من: زائدہ، شیء: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ما یضلون پر معطوف ہے۔

﴿وانزل اللہ علیک الکتب والحکمۃ و علمک مالم تکن تعلم﴾

و: مستانفہ، انزل اللہ علیک: فعل بافاعل وظرف لغو، الکتب والحکمۃ: معطوف علیہ، معطوف ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، علمک: فعل بافاعل ومفعول، مالم تکن تعلم: موصول صلہ ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ۔

﴿و کان فضل اللہ علیک عظیما لاخیر فی کثیر من نجوھم﴾

و: عاطفہ، کان: فعل ناقص، فضل: مصدر مضاف، اللہ: اسم جلالت مضاف الیہ فاعل، علیک: ظرف لغو، شبہ جملہ ہوکر اسم، عظیما: خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ، لا: نفی جنس، خیر: اسم، فی: جار، کثیر: موصوف، من نجوھم: ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، لانفی جنس اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا من امر بصدقۃ اومعروف او اصلاح بین الناس﴾

الا: اداۃ حصر، من: موصولہ، امر: فعل بافاعل، ب: جار، صدقۃ: معطوف علیہ، او معروف: معطوف اول، او اصلاح بین الناس: معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر بدل ہے کثیر سے۔

﴿ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نؤتیہ اجرا عظیما﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یفعل ذالک: فعل بافاعل ومفعول، ابتغاء مرضات اللہ: مرکب اضافی، مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، سوف نؤتیہ: فعل بافاعل ومفعول، اجرا عظیما: مرکب توصیفی، مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یشاقق الرسول: فعل بافاعل ومفعول، من: جار، بعد: مضاف، ما تبین لہ الھدی: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، مضاف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و یتبع: فعل بافاعل، غیر سبیل المومنین: مرکب اضافی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر شرط۔

﴿نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساء ت مصیرا﴾

قولہ : فعل بافاعل ومفعول، مانولی: موصول صلہ ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ و نصلیہ: فعل بافاعل ومفعول، جھنم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ ہو: مستانفہ، ساء ت مصیرا: جھنم محذوف مبتدا موخر کیلئے خبر مقدم، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

"وعلمک مالم تکن تعلم" کے معنی:

۱.....اسکے معنی احکام شرع اور امور دین ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو آپ ﷺ نہ جانتے تھے وہ علم آپ کو دے دیا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کو خفیہ امور اور دلوں میں پوشیدہ رازوں پر بھی مطلع کر دیا گیا جبکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کو منافقوں کے احوال اور انکے مکر پر، جو آپ نہ جانتے تھے آپ کو آگاہ کر دیا گیا۔ (الخازن، ج۱، ص۴۲۶)

☆.....حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آج رات میرے پروردگار ﷻ میرے خواب میں نہایت حسین صورت میں آیا اور مجھ سے دریافت فرمایا: اے میرے محبوب ﷺ! کیا جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: "نہیں۔" اس کے بعد آپ ﷺ مزید فرماتے ہیں: فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ أَوْ قَالَ فِي نَحْرِي فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ یعنی اللہ ﷻ نے اپنی قدرت کا بے مثل ہاتھ میرے ثدیین کے مابین رکھ دیا حتی کہ اسکی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی، پس میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ تو پھر اللہ ﷻ نے پوچھا: اے میرے محبوب ﷺ! کیا تم جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ تو میں نے عرض کی: "اے میرے پروردگار ﷻ! ہاں جانتا ہوں"۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ بھی بتا دیا کہ وہ کفاروں میں بحث کر رہے ہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر قرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورۃ ص، ص۱۵۹، ج۲)

اجماع امت:

۲.....اجماع امت کی حجیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے جیسا کہ آیت ﴿ومن یشاقق الرسول من بعد﴾ اسی طرح ﴿واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا (آل عمران:۱۰۳)﴾ سے بھی، اجماع امت حجت ہے شریعت کی اصطلاح میں ایک مخصوص اتفاق کا نام اجماع ہے یعنی اتفاق المجتھدین الصالحین من امۃ محمد ﷺ فی عصر علی واقعۃ او امر کسی زمانے میں رسول کریم ﷺ کی امت کے صالح مجتہدین کا کسی واقعہ یا امر پر اتفاق کر لینا اجماع کہلاتا ہے۔

(حسامی، باب الاجماع، ص۱۹۳)

☆.....حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ ﷻ جمع نہیں فرمائے گا یا یہ فرمایا کہ اللہ ﷻ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا، اللہ ﷻ کا دست قدرت جماعت پر ہے جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں جا گرا"۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن عن رسول اللہ، باب ماجاء فی لزوم الجماعۃ، ص۳۹، ج۲)

اغراض:

ما یتناجون فیه: فیه بمعنی به ہے۔ **ویتحدثون:** یعنی بہت زیادہ کلام کرنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔

لا غیر من امور الدنیا: اس لئے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور یہ کہ بندہ کوئی کام دکھاوے کے لئے کرے تو اللہ ﷻ کے ہاں ثواب کا استحقاق نہ ہوگا، امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ فضلیت جہاد لوگوں کی کثیر جماعت پر وارد ہوتی ہے لیکن اس کے ثواب کا مستحق وہی ہوگا جو اللہ ﷻ کے ہاں مستحق ہو، اسی طرح خیرات کے بارے میں علماء اور مفتیان کرام کی تمام تعریفات اخلاص پر ہی محمول کی جاتی ہیں۔

ای طریقهم: یعنی (ان کا) اعتقاد اور عمل۔

نجعله والیا: یعنی متولی، جس گمراہی میں وہ ہیں۔

لما تولاہ: تولاہ بمعنی اختارہ ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۱۲۱ وغیرہ)

بالعصمة: یعنی معاصیت، مخالفت اور چھوٹے بڑے گناہ سے حفاظت۔

والغیب: یعنی علم غیب، مراد وہ علم ہے جو ہم سے پوشیدہ ہے۔

بذلک: یعنی کتاب اور حکمت کا نازل کرنا، اور جو اسے نہ جانتا ہوا سے اس کی تعلیم دینا۔

وغیرہ: یعنی وہ فضائل جو کہ اللہ کے فضل کے ساتھ خاص ہیں جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (الصاوی، ج۲، ص۶۳)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

رکوع نمبر: ۱۵

﴿ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد ضل ضللا بعیدا (۱۱۶)﴾ عَنِ الْحَقِّ ﴿ان﴾ مَا ﴿یدعون﴾ یَعْبُدُ الْمُشْرِکُوْنَ ﴿من دونہ﴾ اَیِ اللّٰہِ، اَیْ غَیْرَہٗ ﴿الا انثا﴾ اَصْنَامًا مُؤَنَّثَۃً کَاللَّاتِ وَالْعُزّٰی وَمَنَاۃَ ﴿وان﴾ مَّا ﴿یدعون﴾ یَعْبُدُوْنَ بِعِبَادَتِہَا ﴿الا شیطنا مریدا (۱۱۷)﴾ خَارِجًا عَنِ الطَّاعَۃِ لِطَاعَتِہِمْ لَہٗ فِیْھَا وَھُوَ اِبْلِیْسُ ﴿لعنہ اللہ﴾ اَبْعَدَہٗ عَنْ رَّحْمَتِہٖ ﴿وقال﴾ اَیِ الشَّیْطٰنُ ﴿لاتخذن﴾ لَاَجْعَلَنَّ لِیْ ﴿من عبادک نصیبا﴾ حَظًّا ﴿مفروضا (۱۱۸)﴾ مَقْطُوْعًا اَدْعُوْھُمْ اِلٰی طَاعَتِیْ ﴿ولاضلنھم﴾ عَنِ الْحَقِّ بِالْوَسْوَسَۃِ ﴿ولامنینھم﴾ اُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِہِمْ طُوْلَ الْحَیَاۃِ اَنْ لَّا بَعْثَ وَلَا حِسَابَ ﴿ولامرنھم فلیبتکن﴾ یَقْطَعَنَّ ﴿اذان الانعام﴾ وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِکَ بِالْبَحَآئِرِ ﴿ولامرنھم فلیغیرن خلق اللہ﴾ دِیْنَہٗ بِالْکُفْرِ وَاِحْلَالِ مَا حُرِّمَ وَتَحْرِیْمِ مَآ اُحِلَّ ﴿ومن یتخذ الشیطن ولیا﴾ یَّتَوَلَّاہُ وَیُطِیْعُہٗ ﴿من دون اللہ﴾ اَیْ غَیْرِہٖ ﴿فقد خسر خسرانا مبینا (۱۱۹)﴾ بَیِّنًا لِّمَصِیْرِہٖ اِلَی النَّارِ الْمُؤَبَّدَۃِ عَلَیْہِ ﴿یعدھم﴾ طُوْلَ الْعُمُرِ ﴿ویمنیھم﴾ نَیْلَ الْاٰمَالِ فِی الدُّنْیَا وَاَنْ لَّا بَعْثَ وَلَا جَزَآءَ ﴿وما یعدھم الشیطن﴾ بِذٰلِکَ ﴿الا غرورا (۱۲۰)﴾ بَاطِلًا ﴿اولئک ماوھم جھنم ولا یجدون عنھا محیصا (۱۲۱)﴾ مَعْدِلًا ﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت سندخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا وعد اللہ حقا﴾ اَیْ وَعَدَھُمُ اللّٰہُ ذٰلِکَ وَحَقَّہٗ حَقًّا ﴿ومن﴾ اَیْ لَا اَحَدٌ ﴿اصدق من اللہ قیلا (۱۲۲)﴾ اَیْ قَوْلًا وَنَزَلَ لَمَّا اِفْتَخَرَ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَھْلُ الْکِتَابِ ﴿لیس﴾ الْاَمْرُ مَنُوْطًا ﴿بامانیکم ولا امانی اھل الکتب﴾ بَلْ بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ ﴿من یعمل سوء ا یجز بہ﴾ اِمَّا فِی الْاٰخِرَۃِ اَوِ الدُّنْیَا بِالْبَلَاءِ وَالْمِحَنِ کَمَا وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ ﴿ولا یجد لہ من دون اللہ﴾ اَیْ غَیْرِہٖ ﴿ولیا﴾ یَّحْفَظُہٗ ﴿ولا نصیرا (۱۲۳)﴾ یَّمْنَعُہٗ مِنْہُ ﴿ومن یعمل﴾ شیئا ﴿من الصلحت من ذکر او انثی وھو مؤمن فاولئک یدخلون﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَالْفَاعِلِ ﴿الجنۃ ولا یظلمون نقیرا (۱۲۴)﴾ قَدْرَ نُقْرَۃِ النَّوَاۃِ ﴿ومن﴾ اَیْ لَا اَحَدٌ ﴿احسن دینا ممن اسلم وجھہ﴾ اَیْ اِنْقَادَ وَاَخْلَصَ عَمَلَہٗ ﴿للہ وھو محسن﴾ مُوَحِّدٌ ﴿واتبع ملۃ ابرھیم﴾ اَلْمُوَافَقَۃِ لِمِلَّۃِ الْاِسْلَامِ ﴿حنیفا﴾ حَالٌ اَیْ مَائِلًا عَنِ الْاَدْیَانِ کُلِّہَا اِلَی الدِّیْنِ الْقَیِّمِ ﴿واتخذ اللہ ابرھیم خلیلا (۱۲۵)﴾ صَفِیًّا خَالِصَ الْمَحَبَّۃِ لَہٗ ﴿وللہ ما فی السموت وما فی الارض﴾ مِلْکًا وَّخَلْقًا وَّعَبِیْدًا ﴿وکان اللہ بکل شیء

محیطا(۱۲۶) ﴾ عِلْمًا وَّقُدْرَةً اَیْ لَمْ یَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِکَ۔

﴿ترجمہ﴾

اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اسکا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ (حق سے) دور کی گمراہی میں پڑا یہ (شرک والے) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) پوجتے (یدعون بمعنی یعبدون ہے، مشرکین) اسکے (یعنی اللہ عزوجل کے) سوا مگر کچھ عورتوں کو (یعنی مونث بتوں کو مثلاً لات، عزی اور منات وغیرہ) اور نہیں پوجتے (ان بمعنی ما ہے، یعنی ان بتوں کی عبادت بجالا کر وہ نہیں پوجتے ہیں) مگر سرکش شیطان کو (جو اللہ عزوجل کی فرمانبرداری سے خارج ہو چکا ہے اور یہ عبادت کرنے میں اسکی اطاعت کرتے ہیں یعنی ابلیس کی کہ) جس پر اللہ نے لعنت کی (یعنی اسے اپنی رحمت سے دور فرمادیا) اور بولا (شیطان) میں ضرور پکڑونگا (اپنے لیے بناؤنگا) تیرے بندوں میں سے حصہ (نصیبا بمعنی حظا ہے) کچھ ٹھہرایا ہوا (یعنی علیحدہ کردہ کہ انہیں اپنی طاعت کی طرف بلاؤنگا) قسم ہے میں ضرور انہیں بہکا دونگا (حق سے وسوسہ کے ذریعے) اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤنگا (یعنی لمبی زندگی کی امیدیں انکے دلوں میں ڈالونگا اس طرح کہ نہ تو موت کے بعد کی کوئی زندگی ہے اور نہ ہی کوئی حساب و کتاب ہونا ہے) اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چیریں گے (کاٹیں گے) چوپایوں کے کان (یہ فعل بحائر جانوروں کیساتھ کیا گیا) اور ضرور انہیں کہونگا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے ......۱...... (اسکے دین کا انکار کرکے، حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرکے) اور جو شیطان کو دوست بنائے (یعنی اسے ساتھی بنائے اور اسکی اطاعت کرے) اللہ کو چھوڑ کر (یعنی اسکے سوا) وہ صریح ٹوٹے میں پڑا (کہ اسکا انجام ہمیشہ جہنم میں جلنا ہے، مبینا بمعنی بینا ہے) شیطان انہیں وعدے دیتا ہے (طویل عمر کے) اور آرزوئیں دلاتا ہے (دنیا کی امیدیں حاصل کرنے کی اور یہ کہ بعث اور جزاء کے کچھ نہ ہونے کی) اور انہیں وعدے نہیں دیتا شیطان (طویل امیدوں اور بعث و جزاء کے انکار کرنے کے) مگر فریب سے (یعنی باطل طریقے سے) انکا ٹھکانہ دوزخ ہے اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے (محیصا بمعنی معدلا ہے) اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کچھ دیر جاتی ہے کہ ہم انہیں باغوں میں لے جائینگے جنکے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کا وعدہ سچا (یعنی اللہ نے ان سے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور اس کا وعدہ بالکل سچا اور حق ہے) اور کون ہے (یعنی کوئی بھی نہیں ہے) اللہ سے زیادہ سچا بات میں (یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں اور اہل کتاب نے فخریہ گفتگو کی) نہ کچھ (معاملہ مرتب ہوگا) تمہارے خیالوں پر اور نہ کتاب والوں کی ہوس پر (بلکہ اس کا انحصار عمل صالح پر ہے) جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا (یا تو آخرت میں یا پھر دنیا ہی میں مبتلائے بلاء و مصیبت ہو کر جیسا کہ حدیثِ پاک میں بھی ہے) اور اللہ کے سوا کوئی نہ پائیگا (دون بمعنی غیر ہے) حمایتی (جو اسکی حفاظت کرے) اور نہ مددگار (جو اس سے عذاب روکے) اور جو کرے (کچھ) بھلے کام مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو وہ داخل کیے جائینگے (یدخلون مجہول و معروف دونوں طرح پڑھا گیا ہے) جنت میں اور تل بھر نقصان نہ دیا جائے گا (یعنی چھوہارے کی گٹھلی کی جھلی برابر) اور کون ہے (یعنی کوئی نہیں ہے) بہتر دین میں اس سے جس نے اپنا منہ جھکا دیا (یعنی فرمانبرداری کی اور عمل خالص کیے) اللہ کے لیے اور وہ نیکی والا ہے (موحد ہے) اور اس نے پیروی کی ابراہیم کے دین کی (جو دین اسلام کے موافق ہے) وہ جدا تھے (حنیفا حال ہے معنی یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام ہی باطل دینوں سے بیزار اور دین قیم کی طرف مائل تھے) اور اللہ نے ابراہیم کو گہرا دوست بنایا......۲...... (برگزیدہ اور خالص محبت والا) اور اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یعنی مملوک، مخلوق، اور بندے) اور ہر چیز

کو اللہ نے گھیر رکھا ہے (اپنے علم وقدرت سے، یعنی وہ اس علم وقدرت کی صفت سے ہمیشہ سے متصف ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الله لایغفر ان یشرک به ویغفر مادون ذلک لمن یشاء﴾

ان: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، لایغفر: فعل بافاعل، ان یشرک بہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یغفر: فعل بافاعل، ما دون ذلک: موصول صلہ ملکر مفعول، لمن یشاء: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یشرک بالله فقد ضل ضللا بعیدا﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یشرک باللّٰہ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قد ضل ضللا بعیدا: فعل بافاعل ومفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان یدعون من دونه الا اناثا و ان یدعون الا شیطنا مریدا﴾

ان: نافیہ، یدعون: فعل بافاعل، من دونہ: ظرف لغو، الا: اداۃ حصر، اناثا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان: نافیہ، یدعون: فعل بافاعل، الا: اداۃ حصر، شیطنا مریدا: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿لعنه الله وقال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا﴾

لعنہ اللّٰہ: فعل بامفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ یا ماقبل شیطٰنا کی صفت ثانی، و: مستانفہ، قال: قول، لام: تاکیدیہ، اتخذنّ من عبادک: فعل بافاعل وظرف لغو، نصیبا مفروضا: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ۔

﴿ولاضلنهم ولامنینهم ولامرنهم فلیبتکن اذان الانعام ولامرنهم فلیغیرن خلق الله﴾

و: عاطفہ، لاضلنھم: جملہ فعلیہ معطوف اول، و لامنینھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و لامرنھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، لیبتکن اذان الانعام: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر معطوف ثالث، و لامرنھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، لیغیرن خلق اللّٰہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر معطوف رابع، اپنے معطوف علیہ سے ملکر، قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿و من یتخذ الشیطن ولیا من دون الله فقد خسر خسرانا مبینا﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یتخذ الشیطن: فعل بافاعل ومفعول، ولیا: موصوف، من دون اللّٰہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، قد خسر خسرانا مبینا: جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یعدھم و یمنیھم و مایعدھم الشیطن الا غرورا اولئک ماوھم جھنم﴾

یعدھم: فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ مستانفہ ،و: عاطفہ ،یمنی: فعل بافاعل ،ھم: ذوالحال ،و: حالیہ ،مایعدھم: فعل نفی بامفعول ،الشیطن: فاعل ،الا: اداۃ حصر ،غرورا: مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ حال ،ذوالحال سے ملکر مفعول ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ، اولئک: مبتداء ،ماوھم جھنم: جملہ اسمیہ ہوکر خبر ،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولایجدون عنھا محیصا﴾

و: عاطفہ ،لایجدون: فعل نفی بافاعل ،عنھا: حال مقدم ،محیصا: ذوالحال ،ملکر مفعول ،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت سندخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا﴾

و: استئنافیہ ،الذین: موصول ،امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ، وعملو الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف ،اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ ،اپنے موصول سے ملکر مبتدا ،سندخل: فعل بافاعل ،ھم: ذوالحال ،خلدین فیھا ابدا: شبہ جملہ حال ،اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول ،جنت: موصوف ،تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت ،اپنے موصوف سے ملکر مفعول ثانی ، سندخل فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر ،اپنے مبتداء سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعداللہ حقا ومن اصدق من اللہ قیلا﴾

وعداللہ: ذوالحال ،حقا: حال ،ملکر مفعول مطلق ،فعل محذوف وعد ،کیلئے اصل میں وعد اللہ وعدا تھا ،ملکر جملہ فعلیہ ،و: مستانفہ ،من: استفہامیہ مبتدا ،اصدق: اسم تفضیل ھو ضمیر ممیّز ،من اللہ: ظرف لغو ،قیلا: تمیز ،اپنے ممیّز سے ملکر فاعل ،اسم تفضیل اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ،مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتب﴾

لیس: فعل ناقص بااسم ،ب: زائد ،امانیکم: معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،لا: نافیہ ،امانی اھل الکتب: معطوف ،ملکر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿من یعمل سوء ا یجزبہ و لایجد لہ من دون اللہ ولیا ولا نصیرا﴾

من: شرطیہ مبتدا ،یعمل سوء ا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،یجز بہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،لایجد لہ: فعل بافاعل وظرف لغو ،من دون اللہ: حال مقدم ،ولیا و لا نصیرا: معطوف علیہ معطوف ملکر ذوالحال ،حال سے ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،اپنے معطوف علیہ سے ملکر جزا ،شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ،اپنے مبتداء سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یعمل من الصلحت من ذکر اوانثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا﴾

و: عاطفہ ،من: شرطیہ مبتدا ،یعمل: فعل ھو ضمیر ذوالحال ،من: جار ،الصلحت: ذوالحال ،من: جار ،ذکر او انثی: معطوف علیہ با معطوف مجرور ،اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر حال ،اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور ،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ،وھو مومن: جملہ اسمیہ

حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، فعل اپنے معلقات سے ملکر شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، یدخلون الجنة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و لایظلمون نقیرا: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف سے ملکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے من مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن واتبع ملة ابرهیم حنیفا﴾

وَ: مستانفه، من: استفہامیہ مبتدا، احسن: اسم تفضیل هو ضمیر ممیز، دینا: تمیز ملکر فاعل، من: جار، من: موصولہ، اسلم: فعل هو ضمیر ذوالحال، و هو محسن: جملہ اسمیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، وجهه: مفعول، لله: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتبع: فعل هو ضمیر ذوالحال، حنیفا: حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ملة ابراهیم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ اپنے موصول سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، احسن اسم تفضیل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتخذ الله ابرهیم خلیلا ولله ما فی السموت ومافی الارض وکان الله بکل شیء محیطا﴾

و: اعتراضیہ، اتخذ الله ابراهیم خلیلا: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ، و: مستانفه، لله: ظرف مستقر خبر مقدم، مافی السموت ومافی الارض: موصول صلہ ملکر مبتدا موخر، اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفه، کان الله بکل شی محیطا: اسکی ترکیب ماقبل گزر چکی۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان الله لایغفر ان یشرک به ......☆حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ یہ آیت ایک کہن سال اعرابی کے حق میں نازل ہوئی۔ جس نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا نبی اللہ میں بوڑھا ہوں، گناہوں میں غرق ہوں بجز اس کے کہ جب سے میں نے اللہ کو پہچانا اور اس پر ایمان لایا اس وقت سے کبھی میں نے اس کے ساتھ شرک نہ کیا اور اس کے سوا کسی اور کو ولی نہ بنایا اور جرأت کے ساتھ گناہوں میں مبتلا نہ ہوا اور ایک پل بھی میں نے یہ گمان نہ کیا کہ میں اللہ سے بھاگ سکتا ہوں شرمندہ ہوں تائب ہوں مغفرت چاہتا ہوں اللہ کے یہاں میرا کیا حال ہوگا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ شرک بخشا نہ جائے گا مشرک اپنے شرک پر مرے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا کہ مشرک جو اپنے شرک سے توبہ کرے اور ایمان لائے تو اسکی توبہ وایمان مقبول ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تغیر خلق:

ا......تغیر خلق سے مراد کسی جانور کے کان کاٹ دینا، کسی مرد کو خصی کردینا، عورتوں کا بال کاٹ کر اپنی انوثیت کو بگاڑ کر مردوں کی مشابہت اختیار کرنا، مردوں کا داڑھی منڈانا وغیرہ۔ بعض علماء نے اسکا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جس مقصد کیلئے کسی چیز کی تخلیق خالق نے فرمائی ہے اس کے خلاف اس کو استعمال کرنا مثلاً سورج، دریا اور پتھر وغیرہ جو انسان کی خدمت گذاری کے لیے پیدا کیے گئے ہیں

ان کو معبود بنالینا بھی تغییر خلق میں داخل ہے۔صاحب کشاف نے اسکی تشریح کی فطرة اللّٰہ التی ھی دین الاسلام یعنی تغییر خلق سے مراد دین اسلام جو دین فطرت ہے اس میں ردو بدل اور کانٹ چھانٹ کرنا اور اس کا حلیہ کچھ سے کچھ کر دینا ہے اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم کا یہ لفظ ان تمام معانی پر مشتمل ہے ہر ایک نے اپنی فکر کے مطابق اس سے استفادہ کیا (ضیاء القرآن،ج ۱،ص ۳۹۴)

خلیل و حبیب:

ع...... حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب بیٹھے ہوئے آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے، آپ ﷺ تشریف لائے، ان کے قریب پہنچے تو انہیں انبیاء کرام کا ذکر کرتے ہوئے پایا، ان میں سے ایک نے کہا کس قدر حیرت کی بات ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلیم بنایا، ایک اور صحابی نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اسکا کلمہ اور اسکی روح ہیں، اور دوسرے نے کہا آدم علیہ السلام کو اللہ نے صفی بنایا، نبی پاک ﷺ انکے پاس تشریف لائے، ان کو سلام کیا اور ارشاد فرمایا" میں نے تمہارا کلام سنا اور تمہارے تعجب کرنے پر مطلع ہوا، بیشک ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں اور وہ اسی طرح ہیں، اور موسیٰ علیہ السلام کلیم ہیں اور وہ اسی طرح ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی روح ہیں اور اسکا کلمہ ہیں اور وہ اسی طرح ہیں، اور آدم علیہ السلام اللہ کے صفی ہیں اور وہ اسی طرح ہیں، سنو! میں اللہ کا حبیب ہوں اور فخر نہیں اور میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور فخر نہیں ہے، میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی اور فخر نہیں، اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤنگا، اللہ میرے لیے جنت کو کھولے گا اور میرے ساتھ فقراء مؤمنین داخل ہونگے اور فخر نہیں، اور میں اولین وآخرین میں عزت والا ہوں اور فخر نہیں۔(ترمذی، کتاب مناقب، باب، فی فضل النبی ﷺ، ص ۲۰۲،ج ۲)

اغراض:

یعبد المشرکون: دعا کا اطلاق عبادت پر ہوتا ہے اس لئے کہ دعا عبادت ہی کے زمرے میں آتی ہے اور کئی (علماء) دعا کا اطلاق عبادت پر کرتے ہیں۔اصناماً مؤنثة: یعنی ان بتوں کے نام مؤنث والے تھے، کہا جاتا ہے کہ کوئی مشرک ایسا نہیں ہوتا جس کا کوئی بت نہ ہو اور اہل عرب بتوں کے نام مؤنث ناموں پر رکھتے تھے، اور اسے زیورات پہناتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

کاللات والعزی ومناة: لات ماخوذ ہے الہ سے، العزی ماخوذ ہے العزیز سے اور [ماخوذ ہے المنان سے، مشرکین ان بتوں کو اپنے لیے لے لیتے تھے اور ان کے نام بتوں کے ناموں پر رکھتے۔

بعبادتھا: اس میں باء سببیہ ہے، پس مشرکین سے شیطان کی عبادت کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا ہے کیونکہ ان بتوں کی عبادت شیطان کی عبادت کرنے کو لازم ہے کہ شیطان ان کے پاس حاضر ہوتا ہے، پس صورتاً وہ بتوں کی عبادت کرتے ہیں لیکن حقیقتاً شیطانوں کی عبادت کرتے ہیں۔لعنه اللہ: صفت ثانیہ ہے شیطاناً کی۔عن الحق: یعنی ان کے دلوں کو ہدایت کے راستے سے ٹیڑھا کردوں گا۔

وقد فعل بالبحائر: بحائر جمع ہے بحیرۃ کی، مراد یہ ہے کہ جو اونٹنی چار بار بچہ جن لے اور پانچویں بار نر ہو تو وہ جاہل لوگ اس پر سواری نہ کرتے اور اس کے ماحاصل سے فائدہ نہ اٹھاتے اور اس کا دودھ بتوں کے نام پر کر دیتے اور ان کے کان بطور علامت چیر ڈالتے۔ای لا احد: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ من استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔ای وعدھم اللہ ذلک

وعداً: اشارہ ہے کہ وعداً اور حقاً دونوں لفظوں میں محذوف فعل کی وجہ سے منصوب ہیں، اور یہ بھی صحیح ہے کہ حقاً صفت ہو وعداً کے لئے۔ اما فی الآخرۃ: یہ (بُرا بدلہ) اس کے بارے میں ہے جو کہ کافر موت مرا اور جو شخص نافرمانی کی حالت میں مرا اور توبہ نہ کی اس کا مسئلہ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے، حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر کیا میں تمہیں وہ آیت نہ پڑھ کر سناؤں جو مجھ پر نازل ہوئی؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے یہ آیت ﴿من یعمل سوء ا یجزبه﴾ پڑھ کر سنائی تو میری کمر ٹوٹنے لگی۔ میں نے انہیں سیدھا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! تمہیں کیا ہوا''؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کون ہے جس نے کوئی بُرا عمل نہ کیا ہو جب کہ ہمیں ہر بُرے عمل پر سزا دی جائیگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اور تیرے مومن ساتھیوں کو دنیا ہی میں بدلہ دیا جائے گا، یہاں تک کہ تم اللہ ﷻ سے ملو گے تو تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا اور دوسرے لوگوں کے گناہوں کو جمع کیا جاتا رہے گا یہاں تک کہ انہیں آخرت میں بدلہ ملے گا''۔

خالص المحبة له: یعنی ابراہیم علیہ السلام کے دل میں ان کے رب کے سوا کسی کی محبت نہ رکھی، تاکہ نفس اپنے رب کی محبت میں آخری سانس تک خلط ملط رہے اور اپنے رب کی محبت میں انتہا درجہ کو پہنچ جائے۔ علماً او قدرۃً: یعنی تفسیر کے ان دونوں اقوال سے فرمان باری ﷻ ﴿محیطاً﴾ کی جانب اشارہ ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ محیطاً سے مراد علماً ہے یا قدرتاً ہے یا دونوں ہی صحیح ہیں۔

ای لم یزل: اس جملے میں اشارہ ہے کہ کان استمرار کے لئے ہے نہ کہ انقطاع کے لئے۔ (الصاوی، ج۲، ص۶۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿ویستفتونک﴾ یَطْلُبُوْنَ مِنْکَ الْفَتْوٰی ﴿فی﴾ شَاْنِ ﴿النساء﴾ وَمِیْرَاثِهِنَّ ﴿قل﴾ لَّهُمْ ﴿الله یفتیکم فیهن ومایتلی علیکم فی الکتب﴾ اَلْقُرْاٰنِ مِنْ اٰیَةِ الْمِیْرَاثِ یُفْتِیْکُم اَیْضًا ﴿فی یتمی النساء التی لا تؤتونهن ما کتب﴾ فُرِضَ ﴿لهن﴾ مِنَ الْمِیْرَاثِ ﴿وترغبون﴾ اَیُّهَا الْاَوْلِیَآءُ عَنْ ﴿ان تنکحوهن﴾ لِدَمَامَتِهِنَّ وَتَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّتَزَوَّجْنَ طَمْعًا فِیْ مِیْرَاثِهِنَّ اَیْ یُفْتِیْکُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوا ذٰلِکَ ﴿و﴾ فِیْ ﴿المستضعفین﴾ اَلصِّغَارِ ﴿من الولدان﴾ اَنْ تُعْطُوْهُمْ حُقُوْقَهُمْ ﴿و﴾ یَاْمُرُکُمْ ﴿ان تقوموا للیتمی بالقسط﴾ بِالْعَدْلِ فِی الْمِیْرَاثِ وَالْمَهْرِ ﴿وما تفعلوا من خیر فان الله کان به علیما(۱۲۷)﴾ فَیُجَازِیْکُم بِهٖ ﴿وان امراة﴾ مَّرْفُوْعٌ بِفِعْلٍ یُّفَسِّرُهٗ ﴿خافت﴾ تَوَقَّعَتْ ﴿من بعلها﴾ زَوْجِهَا ﴿نشوزا﴾ تَرَفُّعًا عَلَیْهَا بِتَرْکِ مُضَاجَعَتِهَا وَالتَّقْصِیْرِ فِیْ نَفَقَتِهَا لِبُغْضِهَا وَطُمُوْحِ عَیْنِهٖ اِلٰی اَجْمَلَ مِنْهَا ﴿او اعراضا﴾ عَنْهَا بِوَجْهِهٖ ﴿فلا جناح علیهما ان یصلحا﴾ فِیْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الصَّادِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ یُصْلِحَا مِنْ اَصْلَحَ ﴿بینهما صلحا﴾ فِی الْقَسْمِ وَالنَّفَقَةِ بِاَنْ تَتْرُکَ لَهٗ شَیْئًا طَلَبًا لِبَقَاءِ الصُّحْبَةِ فَاِنْ رَضِیَتْ بِذٰلِکَ وَاِلَّا فَعَلَی الزَّوْجِ اَنْ یُّوَفِّیَهَا حَقَّهَا اَوْ یُفَارِقَهَا ﴿والصلح خیر﴾ مِّنَ الْفُرْقَةِ وَالنُّشُوْزِ وَالْاِعْرَاضِ قَالَ تَعَالٰی فِیْ بَیَانِ مَا جُبِلَ عَلَیْهِ الْاِنْسَانُ ﴿واحضرت الانفس الشح﴾ شِدَّةَ الْبُخْلِ اَیْ جُبِلَتْ عَلَیْهِ فَکَاَنَّهَا

حَاضِرَتُهُ لَا تَغِيبُ عَنْهُ، اَلْمَعْنٰى اَنَّ الْمَرْاَةَ لَا تَكَادُ تَسْمَحُ بِنَصِيبِهَا مِنْ زَوْجِهَا وَالرَّجُلُ لَا يَكَادُ يَسْمَحُ عَلَيْهَا بِنَفْسِهٖ اِذَا اَحَبَّ غَيْرَهَا ﴿وان تحسنوا﴾ عِشْرَةَ النِّسَآءِ ﴿وتتقوا﴾ اَلْجَوْرَ عَلَيْهِنَّ ﴿فان الله كان بما تعملون خبيرا (۱۲۸)﴾ فَيُجَازِيُكُم بِهٖ ﴿ولن تستطيعوا ان تعدلوا﴾ تَسَوُّوا ﴿بين النساء﴾ فِي الْمَحَبَّةِ ﴿ولو حرصتم﴾ عَلٰى ذٰلِكَ ﴿فلا تميلوا كل الميل﴾ اِلَى الَّتِيْ تُحِبُّوْنَهَا فِي الْقَسْمِ وَالنَّفَقَةِ ﴿فتذروها﴾ اَىْ تَتْرُكُوا الْمَالَ عَنْهَا ﴿كالمعلقة﴾ اَلَّتِيْ لَا هِيَ اَيِّمٌ وَّلَا ذَاتُ بَعْلٍ ﴿وان تصلحوا﴾ بِالْعَدْلِ فِي الْقَسْمِ ﴿وتتقوا﴾ اَلْجَوْرَ ﴿فان الله كان غفورا﴾ لِمَا فِيْ قَلْبِكُمْ مِّنَ الْمَيْلِ ﴿رحيما (۱۲۹)﴾ بِكُمْ فِيْ ذٰلِكَ ﴿وان يتفرقا﴾ اَيِ الزَّوْجَانِ بِالطَّلَاقِ ﴿يغن الله كلا﴾ عَنْ صَاحِبِهٖ ﴿من سعته﴾ اَىْ فَضْلِهٖ بِاَنْ يَّرْزُقَهَا زَوْجًا غَيْرَهٗ وَيَرْزُقَهٗ غَيْرَهَا ﴿وكان الله واسعا﴾ لِخَلْقِهٖ فِي الْفَضْلِ ﴿حكيما (۱۳۰)﴾ فِيْمَا دَبَّرَهٗ لَهُمْ ﴿ولله ما فى السموت وما فى الارض ولقد وصينا الذين اوتوا الكتب﴾ بِمَعْنَى الْكُتُبِ ﴿من قبلكم﴾ اَيِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى ﴿واياكم﴾ يَآ اَهْلَ الْقُرْاٰنِ ﴿ان﴾ اَىْ بِاَنِ ﴿اتقوا الله﴾ خَافُوْا عِقَابَهٗ بِاَنْ تُطِيْعُوْهُ ﴿و﴾ قُلْنَا لَهُمْ وَلَكُمْ ﴿ان تكفروا﴾ بِمَا وُصِّيْتُمْ بِهٖ ﴿فان لله ما فى السموت وما فى الارض﴾ خَلْقًا وَّمِلْكًا وَّعَبِيْدًا فَلَا يَضُرُّهٗ كُفْرُكُمْ ﴿وكان الله غنيا﴾ عَنْ خَلْقِهٖ وَعِبَادَتِهِمْ ﴿حميدا (۱۳۱)﴾ مَحْمُوْدًا فِيْ صُنْعِهٖ بِهِمْ ﴿ولله ما فى السموت وما فى الارض﴾ كَرَّرَهٗ تَاْكِيْدًا لِتَقْرِيْرِ مُوْجِبِ التَّقْوٰى ﴿وكفى بالله وكيلا (۱۳۲)﴾ شَهِيْدًا بَاَنَّ مَا فِيْهِمَا لَهٗ ﴿ان يشأ يذهبكم﴾ يَآ ﴿ايها الناس ويات باخرين﴾ بَدْلَكُمْ ﴿وكان الله على ذلك قديرا (۱۳۳) من كان يريد﴾ بِعَمَلِهٖ ﴿ثواب الدنيا فعند الله ثواب الدنيا والاخرة﴾ لِمَنْ اَرَادَهٗ لَا عِنْدَ غَيْرِهٖ فَلِمَ يُطْلَبُ اَحَدُهُمَا الْاَخَسُّ وَهَلَّا طَلَبَ الْاَعْلٰى بِاِخْلَاصِهٖ لَهٗ حَيْثُ كَانَ مَطْلَبُهٗ لَا يُوْجَدُ اِلَّا عِنْدَهٗ ﴿وكان الله سميعا بصيرا (۱۳۴)﴾۔

﴿ترجمہ﴾

اور فتوی پوچھتے ہیں تم سے......۱......(یستفتون بمعنی یطلبون منک الفتوی ہے) عورتوں کی (میراث کے بارے میں) تم فرما دو (ان سے) کہ اللہ تمہیں انکا فتوی دیتا ہے اور وہ جو تم پر کتاب میں پڑھا جاتا ہے (قرآن میں آیت میراث سے متعلق، وہ تمہیں فتوی دیتا ہے) ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو لکھا گیا ہے (کتب بمعنی فرض ہے) انکے لیے ہے......۲......(وراثت میں سے) اور (اے اولیاء) تم منہ پھیرتے ہو انہیں نکاح میں لانے سے (انکے تنگدست ہونے کی وجہ سے اور

انکی میراث کی لالچ میں انہیں دوسروں سے نکاح کرنے سے بھی روکتے ہو تمہیں اللہ ﷻ یہ فتوی دیتا ہے کہ آئندہ ایسا کام نہ کرنا) اور کمزور (یعنی چھوٹے) بچوں کے بارے میں (کہ تم انہیں انکے حقوق دو اور تمہیں حکم دیتا ہے) کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو (میراث اور مہر کے معاملے میں عدل سے کام لو) اور تم جو بھلائی کرو اللہ کو اسکی خبر ہے (وہ تمہیں اس پر بدلہ دے گا) اور اگر کوئی عورت (امرأة فعل مقدر بخافت کی وجہ سے مرفوع ہے) خوف کرے (کسی ناپسندیدہ امر کا خطرہ محسوس کرے) اپنے شوہر سے (بعل بمعنی زوج ہے) زیادتی کا (ظلم کرنے کا کہ مبغوض ہونے کی وجہ سے ساتھ میں سونا ترک کردے گا اور نفقہ میں کمی کرے گا یا کسی ایسی عورت کی طرف آنکھ اٹھائے گا جو اس سے زیادہ خوبصورت ہو) یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے (اس سے بعض دوسری وجوہات کی بنا پر بے رخی کرے) تو ان پر گناہ نہیں کہ صلح کرلیں (یصالحا اصل میں یتصالحا تھا تاء کا ادغام صاد میں ہوا ہے اور ایک قرات میں یصلحا آیا ہے اصلح باب افعال کا مصدر ہے) آپس میں (باری اور نفقہ کے معاملے میں، اس طرح کہ عورت شوہر کے ساتھ گزارہ کرنے کیلئے کچھ مطالبات چھوڑنے کیلئے تیار ہو جائے، اگر عورت اس معاملے پر راضی ہو جائے تو ٹھیک ورنہ مرد پر لازم ہے کہ اسکے پورے حقوق ادا کرے ورنہ مفارقت کرلے) اور صلح بہتر ہے (تفریق، زیادتی اور اعراض کرنے کے مقابلے میں، اس آیتِ مبارکہ میں اللہ ﷻ نے انسان کی جبلت اور عادت بیان فرما رہا ہے) اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں (شدید بخل انسان کی سرشت میں شامل ہے گویا کہ وہ اسکے ساتھ موجود رہتا ہے جدا نہیں ہوتا مطلب یہ ہے کہ عورت شوہر کی جانب نکلنے والے سے اپنے حصہ کو معاف نہیں کرتی اور مرد بذاتِ خود جبکہ وہ کسی دوسری عورت سے محبت کرتا ہو اس سے درگزر نہیں چاہتا ہے) اگر تم نیکی کرو (عورت کے ساتھ حسن معاشرت کرکے) اور ڈرو (ان پر زیادتی کرنے اور منہ پھیرنے سے) تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ تمہیں اس پر بدلہ دے گا) اور تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ انصاف کرو (یعنی برابری کا سلوک کرو) عورتوں کے مابین......۳......(محبت کے لحاظ سے) اور چاہے کتنی ہی حرص کرو (اس پر) تو یہ نہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ (یعنی اپنی محبوب عورت کی طرف باری مقرر کرنے اور نفقہ دینے میں) کہ چھوڑ دو اسے (جسکی طرف میلان نہیں) لٹکتی ہوئی (اس طرح کہ وہ نہ شوہر والی رہے اور نہ بغیر شوہر والی) اور اگر تم نیکی کرو (باری میں عدل قائم کرکے) اور ڈرو (انکے ساتھ زیادتی کرنے اور منہ پھیرنے سے) تو بیشک اللہ بخشنے والا ہے (تمہارے قلبی میلان کو) مہربان ہے (تم پر اس بارے میں) اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں (یعنی میاں بیوی طلاق کے ذریعے) اللہ بے نیاز کردے گا ہر ایک کو (دوسرے سے) اپنی کشائش سے (یعنی اپنے فضل سے بایں طور کہ اس مطلقہ کو دوسرا شوہر اور اس مرد کو دوسری بیوی عطا فرمائے گا) اور اللہ کشائش والا (یعنی اپنی مخلوق پر فضل کرنے میں وسعت والا ہے) حکمت والا ہے (ان تدابیر میں جو وہ اپنی مخلوق کیلئے فرماتا ہے) اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بیشک تاکید فرمادی ہے انہیں جو کتاب دیئے گئے (کتاب بمعنی کتب ہے) جو تم سے پہلے (یعنی یہود و نصاری) اور خاص تم (اے اہل قرآن) یہ کہ (ان بمعنی بان) اللہ سے ڈرتے رہو (اسکی فرمانبرداری کرکے اسکے عذاب سے خوفزدہ رہو) اور (ہم نے کہا انہیں اور تمہیں) اگر انکار کرو گے (ان کاموں سے جنکی تمہیں وصیت کی گئی تھی) تو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب اسکی مخلوق، مملوک اور بندے ہیں اسے تمہارا کفر نقصان نہ دیگا) اور اللہ بے نیاز ہے (اپنی مخلوق اور اسکی عبادت سے) سب خوبیوں سراہا (تعریف کے لائق ہے اپنی مخلوق کی صنعت میں) اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں (تقوی کے موجب کی تقویت و تاکید کے لیے اس آیت کو مکرر ذکر فرمایا) اور اللہ کافی ہے شہید (یعنی کافی ہے گواہ اس بات کا کہ زمین و آسمان میں جو کچھ موجود ہے سب اسی کا ہے) اے (لوگو! وہ چاہے تو تمہیں لے جائے

اور تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے (تمہارے بدلے) اور اللہ کو اسکی قدرت ہے جو ارادہ کرے (اپنے عمل سے) دنیا کے انعام کا تو اللہ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا انعام ہے (اس کے لئے جو اسکا ارادہ کرے نہ کہ کسی اور کے لیے تو ان دونوں میں سے تم ادنی کیوں مانگتے ہو اور اعلی کو اپنے اخلاص کے ساتھ کیوں طلب نہیں کرتے حالانکہ یہ مطلوب بجز اسکے کسی اور کے پاس نہیں) اور اللہ ہی سنتا دیکھتا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ویستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فیھن وما یتلی علیکم فی الکتب﴾

و: استنافیہ، یستفتونک فی النساء: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، قل: قول، اللّٰہ: اسم جلالت معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: موصولہ، یتلی علیکم: فعل با نائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ذوالحال، فی الکتب: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مبتدا، یفتیکم فیھن: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فی یتمی النساء التی لا تؤتونھن ما کتب لھن وترغبون ان تنکحوھن﴾

فی: جار، یتٰمی: مضاف، النساء: موصوف، الّتی: موصول، لاتؤتونھن: فعل با فاعل ومفعول اول، ما کتب لھن: موصول صلہ ملکر مفعول ثانی، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ترغبون: فعل با فاعل، ان تنکحوھن: بتاویل مصدر جملہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ماقبل فیھن سے بدل ہے۔

﴿والمستضعفین من الولدان وان تقوموا للیتمی بالقسط﴾

و: عاطفہ، المستضعفین: ذوالحال، من الولدان: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان: مصدریہ، تقوموا للیتمی: فعل با فاعل وظرف لغو اول، بالقسط: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر معطوف ہے ماقبل یتمی النساء پر۔

﴿وما تفعلوا من خیر فان اللہ کان بہ علیما﴾

و: مستانفہ، ما: اسم شرط مبتدا، تفعلوا من خیر: فعل با فعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، ان اللّٰہ کان بہ علیما: جملہ اسمیہ جزاء، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وان امراۃ خافت من بعلھا نشوزا او اعراضا فلاجناح علیھما ان یصلحا بینھما صلحا﴾

و: مستانفہ،ان: شرطیہ،امراۃ موصوف،خافت: فعل بافاعل،من بعلھا: حال مقدم،نشوزا او اعراضا: معطوف علیہ، معطوف ملکر ذوالحال، اپنے حال سے ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر خافت،فعل محذوف کا فاعل، فعل محذوف اپنے متعلقات سے ملکر شرط،ف: جزائیہ ،لانفی جنس،جناح: موصوف،ان یصلحا بینھما صلحا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر فی مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر اسم ،علیھما: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والصلح خیر واحضرت الانفس الشح وان تحسنوا وتتقوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا﴾

و: اعتراضیہ ،الصلح: مبتدا،خیر: خبر،ملکر جملہ اسمیہ معترضہ،و: اعتراضیہ ،احضرت الانفس الشح: فعل بانائب الفاعل ومفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ،و: عاطفہ،ان: شرطیہ،تحسنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و تتقوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا محذوف فالاحسان و الاتقان خیر کیلئے شرط، اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ،ف:تعلیلیہ ،ان اللّٰہ کان ......الخ: جملہ اسمیہ ماقبل جزا محذوف کیلئے تعلیل۔

﴿ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ﴾

و: مستانفہ،لن تستطیعوا: فعل واوضمیر ذوالحال،و: حالیہ،لو :وصلیہ،حرصتم: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر حال، ذوالحال سے ملکر فاعل،ان تعدلوا بین النساء: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف: فصیحیہ ،لاتمیلوا کلَّ المَیل: فعل بافاعل ومرکب اضافی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف: عاطفہ،تذروا: فعل بافاعل،ھا: ضمیر ذوالحال ،کالمعلقۃ: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر شرط محذوف اذا عرفتم ذلک کیلئے شرط، اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تصلحوا وتتقوا فان اللہ کان غفورا رحیما﴾

و: استنافیہ،ان: شرطیہ،تصلحوا وَتتقوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ومعطوف ملکر جزا،محذوف فالاصلاح و الاتقان کیلئے شرط، اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ،فان اللّٰہ کان ......الخ: جملہ اسمیہ جزا محذوف کیلئے تعلیل۔

﴿وان یتفرقا یغن اللہ کلا من سعتہ وکان اللہ واسعا حکیما﴾

و:عاطفہ،ان:شرطیہ ،یتفرقا: جملہ فعلیہ شرط ،یغن اللّٰہ کلا من سعتہ: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ،و: مستانفہ ،کان اللّٰہ واسعا حکیما: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وللہ ما فی السموت وما فی الارض﴾

و: استنافیہ ،للّٰہ: ظرف مستقر خبر مقدم ،ما فی السموات وما فی الارض : معطوف علیہ و معطوف ملکر مبتداء مؤخر ،اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد وصینا الذین اوتوا الکتب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللّٰہ﴾

و: مستانفہ ،لام: تاکیدیہ للقسم ،قد: تحقیقیہ ،وصینا: فعل بافاعل ،الذین: موصول ،اوتوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال ،من قبلکم: ظرف مستقر حال ،اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل ،الکتب مفعول ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ صلہ ،اپنے موصول سے ملکر معطوف علیہ ،وایاکم: معطوف ملکر مفعول اول ،ان اتقوا اللّٰہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی ،وصینا ،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف واللّٰہ کیلئے جواب قسم۔

﴿وان تکفروا فان للّٰہ مافی السموت وما فی الارض﴾

و: عاطفہ ،ان: شرطیہ ،تکفروا: فعل بافاعل ملکر جزا محذوف فلا تضروہ شیئا کیلئے شرط ،اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ،ف: عاطفہ ،ان: حرف مشبہ ،للّٰہ ما فی السموات وما فی الارض : ماقبل ترکیب دیکھ لیں۔

﴿وکان اللّٰہ غنیا حمیدا وللّٰہ ما فی السموت وما فی الارض وکفی باللّٰہ وکیلا﴾

و: عاطفہ ،کان اللّٰہ غنیا حمیدا: جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ ،للّٰہ: ظرف مستقر خبر مقدم ،ما فی السموات وما فی الارض: مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و: مستانفہ ،کفی: فعل ،ب: زائدہ ،اللّٰہ: اسم جلالت ممیّز ،وکیلا: تمیز ،ملکر فاعل ،فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان یشا یذھبکم ایھا الناس ویات باخرین﴾

ان: حرف شرط ،یشا: فعل بافاعل ملکر شرط ،یذھبکم: فعل بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،یات: فعل بافاعل ،بآخرین: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،معطوف علیہ سے ملکر جزا ،شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وکان اللّٰہ علی ذلک قدیرا من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللّٰہ ثواب الدنیا والاخرۃ﴾

و: مستانفہ ،کان اللّٰہ: فعل ناقص بااسم ،علی ذلک قدیرا: شبہ جملہ خبر ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،من: شرطیہ مبتدا ،کان: فعل ناقص بااسم ،یرید ثواب الدنیا: جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،عند اللّٰہ: ظرف مستقر خبر مقدم ،ثواب الدنیا والاخرۃ: مرکب اضافی مبتدا مؤخر ،اپنی خبر مقدم سے ملکر جواب شرط ،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکان اللّٰہ سمیعا بصیرا﴾

و: مستانفہ ،کان اللّٰہ: فعل ناقص بااسم ،سمیعا: خبر اول ،بصیرا: خبر ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ویستفتونک فی النساء قل اللہ ......☆زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ عورت اور چھوٹے بچوں کو میت کے مال کا وارث نہیں قرار دیتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا عورت اور چھوٹے بچے وارث ہونگے ؟ آپ نے اسکو اس آیت سے جواب دیا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ نے فرمایا کہ یتیموں کے اولیاء کا دستور یہ تھا کہ اگر یتیم لڑکی صاحب مال وجمال ہوتی تو اس سے تھوڑے مہر پر نکاح کر لیتے اور اگر حسن و مال نہ رکھتی تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر حسن وصورت نہ رکھتی اور ہوتی مالدار تو اس سے نکاح نہ کرتے اور اس اندیشے سے دوسرے کے نکاح میں بھی نہ دیتے کہ وہ مال میں حصہ دار ہوجائے گا انہیں ان عادتوں سے منع کیا گیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فتوی کا معنی اور اسکے تقاضے:

۱......آیت مبارکہ ﴿ویستفتونک فی النساء ......الخ﴾ میں استفتاء اور افتاء کا لفظ استعمال ہوا ہے، استفتاء کا معنی ہے فتوی معلوم کرنا اور افتاء فتوی دینے کو کہتے ہیں، فتوی کا لفظ فتی سے ماخوذ ہے، اسکا معنی ہے جوان آدمی اور چونکہ جوان آدمی قوی ہوتا ہے اسلئے فتوی کا معنی ہے قوی حکم۔ اس آیت میں مذکور ہے کہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ سے فتوی طلب کیا اور اللہ ﷻ نے جواب عطا فرمایا، سوال آقائے دوجہاں ﷺ سے ہوا اور جواب اللہ ﷻ نے دیا، اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنا اللہ ﷻ سے سوال کرنا ہے، رسول اللہ ﷺ سے معاملہ اللہ کے ساتھ معاملہ ہے۔ اس آیت میں جواب اللہ ﷻ نے عطا فرمایا لیکن اللہ ﷻ کو مفتی کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ ﷻ کیلئے ان افعال کے اطلاق سے مشتقات کا اطلاق لازم نہیں آتا مثلاً علم کا اطلاق معلم کے اطلاق کو مستلزم نہیں ہے۔ اللہ ﷻ کے اسماء صفات سماع شرع پر موقوف ہیں جن اسماء صفات کا قرآن مجید اور احادیث میں اطلاق آ گیا ہے انہی کا اللہ ﷻ پر اطلاق کرنا جائز ہے۔ از خود اللہ ﷻ پر کسی اسم صفت کا اطلاق کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اسم ذات کا اطلاق کرنا جائز ہے مثلا اللہ ﷻ کو خدا کہہ سکتے ہیں فتوی میں جب کسی سوال کا جواب ذکر کیا جائے تو اگر اس کے جواب میں قرآن کی کوئی آیت مل جائے تو پہلے اس کو ذکر کیا جائے، پھر حدیث پاک کو، اسکے بعد آثار صحابہ اور اپنے امام کے قول کو ذکر کیا جائے (تبیان القرآن، ج۲ ص ۸۱۵، ۸۱۶)

یتیم کی کفالت کرنے کی فضیلت:

۲......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمانوں کے گھر میں بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس سے اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھر میں برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس سے برا سلوک کیا جاتا ہو۔ (الادب المفرد، باب خیر بیت بیت فیہ یتیم، ص ۱۵۲)

ایک سے زاید عورتوں کے مابین عدل کرنا:

۳......قرآن وحدیث میں ازواج کے مابین برابری کرنے کا درس ملتا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کسی کے نکاح میں دو بیویاں ہوں اور وہ انکے مابین عدل نہ کرے تو قیامت کے دن ایسا شخص

مفلوج پہلو کے ساتھ آئے گا۔" (سنن الترمذی، کتاب النکاح عن رسول اللہ باب ماجاء فی التسویة،ص ۲۱۷،ج۱)

☆......حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے مابین برابر برابر باری مقرر فرماتے اور بارگاہِ الٰہی میں دعا فرماتے: "اے میرے پروردگار ﷻ! یہ تقسیم تو میرے اختیار میں تھی پس تو مجھے اس معاملے میں دوشی (ذمہ دار) نہ ٹھہرا جس کا میں نہیں بلکہ تو مالک ہے"۔ (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح باب فی القسم بین النساء،ص ۲۹۵)

اغراض:

ومیراثھن: یعنی عورتوں کے بارے میں دیگر احکام جیسا کہ انہیں اذیت نہ دینا وغیرہ، اس لئے کہ نساءلفظ عام ہے لیکن اس کا سبب خاص ہے۔اور ابو سعود کی عبارت میں ہے کہ مطلق عورتوں کے حق کے بارے میں، جیسا کہ آنے والے احکام کی بنیاد خاص عورتوں کی میراث کے حوالے سے رکھی۔من آیة المیراث: مراد اس سے فرمان باری ﷻ ﴿یوصیکم اللہ فی اولادکم ﴾۔یفتیکم ایضاً: جیسا کہ اللہ تمہیں فتوی دیتا ہے، اشارہ ہے کہ وما یتلی علیکم کا عطف اسم جلالت پر ہے یا یفتی کی ضمیر پر، اصل عبارت یوں ہے کہ یفتیکم اللہ فیھن یا یفتیکم فیھن کتابہ، المختصر۔

لدمامتھن: دَمامتھن دال کے فتح کے ساتھ ہے جس کا معنی بُرا نظر آنے والا اور چھوٹے جسم والا، اور ہو سکتا ہے کہ یہ دال کی کسرہ سے الدِمة ہو اس صورت میں معنی ہونگے جُوں اور چھوٹی چونٹیاں اور اس کی جمع دِمام ہے جیسے کریم اور کرام، اور امرأة دمیمة (یعنی بدصورت عورت) اور اس کی جمع دمائم ہے، اور یہاں ذال معجمہ ہے تصحیف (یعنی لفظ کو غلط لکھنا یا پڑھنا) کی وجہ سے، اور الدِمام کسرہ کے ساتھ ہو تو معنی عورتوں کی سرخی ہے جو وہ خوبصورتی کے لئے چہرے پر لگاتی ہیں۔

ان لا تفعلوا ذلک: یعنی (وراثت میں) حصہ بھی نہ دے اور نکاح بھی نہ کرے اور کسی اور سے نکاح کرنے سے بھی روک دے (ان عورتوں کی وراثت کی وجہ سے)۔ فیجازیکم بہ: ایک نسخہ میں فیجازیکم علیہ ہے۔بترک مضاجعتھا: یعنی ان سے بات چیت اور مجالست یعنی اٹھنا بیٹھنا ترک کردے۔

وطموح عینہ: مختار میں ہے کہ کسی چیز کی جانب نظر بلند کرنا اور یہ باب خضع سے ہے اور طاء کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ مصدر طُمُوحاً اور طِماحاً ہوگا اور ہر بلند چیز کو طامح کہتے ہیں۔

فیہ ادغام التاء فی اصل الصاد: اصل یتصالحا ہے، تاء کو صاد کیا اور صاد کا صاد میں ادغام کر دیا، اور اسی سے مفعول مطلق یعنی مصدر صلحاً بنے گا۔بان تترک لہ شیئا: یعنی گھر یا نفقہ یا دونوں ہی، اگرچہ عورت اپنے مال یا مہر میں سے کچھ چھوڑ دے۔لاتکاد تسمح: یعنی عورت اپنے حصے میں سے اچھا حصہ چھوڑ دے۔

اذا احب غیرھا: جب کہ مرد عورت کو ناپسند کرتا ہو۔

الجور علیھن: یعنی نافرمانی اور اعراض کرے اگرچہ نظریات متحد ہوں، حقوق صحبت اور دیگر حقوق کی رعایت کرتے ہوئے نافرمانی اور اعراض وغیرہ معاملات پر صبر کرو اور انہیں ان کے حقوق میں سے کسی قسم کی کوئی چیز خرچ کرنے پر مجبور نہ کرو۔فی المحبة: یعنی

بات چیت ،مجالست اور ان کی طرف نظر کرنے کے معاملات میں،اور جماع اور دیگر اقسام کے نفع وغیرہ ۔ التی تحبونھا: تمیلوا کے متعلق ہے۔ھی ایم: وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو مراد مطلقہ ہے اور اس وقت عورت آسمان وزمین میں معلق ہونے کی طرح ہے، نہ تو زمین میں ٹھکانہ ہے اور نہ ہی آسمان میں، بلکہ کچھ نہ رہا۔فی الفضل :واسعاً کے متعلق ہے اور لخلقه میں لام تقویت کے لئے ہے یعنی اس کا فضل وسیع ہے اور وہ اپنی مخلوق سے بے پرواہ ہے۔ محمود افی صنعه بھم: کلام میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ ﷻ اپنی صفات میں قابل تعریف ہے یعنی وہ ہر حال میں تعریف کیا گیا ہے۔موجب التقوی: یعنی تقوی کے سبب۔شھیداً بان ما فیھا له :ابوسعود کی عبارت ہے کہ ﴿وکفی باللہ وکیلا ﴾ یعنی تمام امور کی تدبیر کرنے میں، پس ضروری ہے کہ اسی پر توکل کیا جائے نہ کہ اس کے سوا کسی اور پر۔(الجمل،ج۲،ص۱۲۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿یایھا الذین امنوا کونوا قومین﴾ قَائِمِیْنَ ﴿بالقسط﴾ بِالْعَدْلِ ﴿شھداء﴾ بِالْحَقِّ ﴿للہ ولو﴾ کَانَتِ الشَّهَادَةُ ﴿علی انفسکم﴾ فَاشْهَدُوْا عَلَيْهَا بِاَنْ تَقِرُّوْا بِالْحَقِّ وَلَا تَكْتُمُوْهُ ﴿او﴾ عَلَی ﴿الوالدین والاقربین ان یکن﴾ اَلْمَشْهُوْدُ عَلَيْهِ ﴿غنیا او فقیرا فاللہ اولی بھما﴾ مِنْكُمْ وَاَعْلَمُ بِمَصَالِحِهِمَا ﴿فلا تتبعوا الھوی﴾ فِیْ شَهَادَتِكُمْ بِاَنْ تَحَابُوا الْغَنِیَّ لِرِضَاهُ اَوِ الْفَقِيْرَ رَحْمَةً لَّهُ ﴿ان﴾ لَا ﴿تعدلوا﴾ تَمِيْلُوْا عَنِ الْحَقِّ ﴿وان تلوا﴾ تُحَرِّفُوا الشَّهَادَةَ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِحَذْفِ الْوَاوِ الْاُوْلٰی تَخْفِيْفًا ﴿او تعرضوا﴾ عَنْ اَدَائِهَا ﴿فان اللہ کان بما تعملون خبیرا(۱۳۵)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ ﴿یایھا الذین امنوا امنوا﴾ دَاوِمُوْا عَلَی الْاِيْمَانِ ﴿باللہ ورسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ﴾ مُحَمَّدٍ ﷺ وَهُوَ الْقُرْاٰنُ ﴿والکتب الذی انزل من قبل﴾ عَلَی الرُّسُلِ بِمَعْنَی الْكُتُبِ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ فِی الْفِعْلَيْنِ ﴿ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضللابعیدا (۱۳۶)﴾ عَنِ الْحَقِّ ﴿ان الذین امنوا﴾ بِمُوْسٰی وَهُمُ الْيَهُوْدُ ﴿ثم کفروا﴾ بِعِبَادَتِهِمُ الْعِجْلَ ﴿ثم امنوا﴾ بَعْدَهُ ﴿ثم کفروا﴾ بِعِيْسٰی ﴿ثم ازدادوا کفرا﴾ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿لم یکن اللہ لیغفرلھم﴾ مَا اَقَامُوْا عَلَيْهِ ﴿ولا لیھدیھم سبیلا (۱۳۷)﴾ طَرِيْقًا اِلَی الْحَقِّ ﴿بشر﴾ اَخْبِرْ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿المنفقین بان لھم عذابا الیما (۱۳۸)﴾ مُؤْلِمًاهُوَ عَذَابُ النَّارِ ﴿الذین﴾ بَدَلٌ اَوْ نَعْتٌ لِّلْمُنَافِقِيْنَ ﴿یتخذون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین﴾ لِمَا يَتَوَهَّمُوْنَ فِيْهِمْ مِنَ الْقُوَّةِ ﴿ایبتغون﴾ يَطْلُبُوْنَ ﴿عندھم العزة﴾ اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارِیْ، اَیْ لَا يَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ ﴿فان العزة للہ

جمیعا (۱۳۹)﴾ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَا یَنَالُهَا اِلَّا اَوْلِیَاؤُهٗ ﴿وقد نزل﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ ﴿علیکم فی الکتب﴾ اَلْقُرْاٰنِ فِیْ سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ ﴿ان﴾ مُخَفَّفَةٌ وَّاِسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَیْ اَنَّهٗ ﴿اذا سمعتم ایت اللہ﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿یکفر بها ویستهزا بها فلا تقعدوا معهم﴾ اَیِ الْکَافِرِیْنَ وَالْمُسْتَهْزِئِیْنَ ﴿حتی یخوضوا فی حدیث غیره انکم اذا﴾ اِنْ قَعَدْتُّمْ مَعَهُمْ ﴿مثلهم﴾ فِی الْاِثْمِ ﴿ان اللہ جامع المنفقین والکفرین فی جهنم جمیعا (۱۴۰)﴾ کَمَا اجْتَمَعُوْا فِی الدُّنْیَا عَلَی الْکُفْرِ وَالْاِسْتِهْزَاءِ ﴿الذین﴾ بَدَلٌ مِّنَ الَّذِیْنَ قَبْلَهٗ ﴿یتربصون﴾ یَنْتَظِرُوْنَ ﴿بکم﴾ اَلدَّوَائِرَ ﴿فان کان لکم فتح﴾ ظَفَرٌ وَّغَنِیْمَةٌ ﴿من اللہ﴾ لَکُمْ ﴿قالوا الم نکن معکم﴾ فِی الدِّیْنِ وَالْجِهَادِ فَاَعْطُوْنَا مِنَ الْغَنِیْمَةِ ﴿وان کان للکفرین نصیب﴾ مِّنَ الظَّفَرِ عَلَیْکُمْ ﴿قالوا﴾ لَهُمْ ﴿الم نستحوذ﴾ نَسْتَوْلِ ﴿علیکم﴾ وَنَقْدِرُ عَلٰی اَخْذِکُمْ وَقَتْلِکُمْ فَاَبْقَیْنَا عَلَیْکُمْ ﴿و﴾ اَلَمْ ﴿نمنعکم من المؤمنین﴾ اَنْ یَّظْفَرُوْا بِکُمْ بِتَخْذِیْلِهِمْ وَمُرَاسَلَتِکُمْ بِاَخْبَارِهِمْ فَلَنَا عَلَیْکُمُ الْمِنَّةُ، قَالَ تَعَالٰی ﴿فالله یحکم بینکم﴾ وَبَیْنَهُمْ ﴿یوم القیمة﴾ بِاَنْ یُّدْخِلَکُمُ الْجَنَّةَ وَیُدْخِلَهُمُ النَّارَ ﴿ولن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا (۱۴۱)﴾ طَرِیْقًا بِالْاِسْتِئْصَالِ۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! ہوجاؤ قائم رہنے والے (قوامین بمعنی قائمین ہے) انصاف (قسط بمعنی عدل ہے) پر گواہ (حق کیساتھ) اللہ کے لیے، اگر چہ (گواہی دینی ہو) اپنی جانوں پر (تو جانوں پر بھی گواہی دویوں کہ حق کا اقرار کرو اور اسے مت چھپاؤ) یا ماں باپ یا رشتے داروں .... پر، اگر چہ وہ (جس کے خلاف گواہی دی جارہی ہے) غنی ہو یا فقیر، تو اللہ زیادہ مہربان ہے ان پر (تم سے، اور انکے مصالح سے بہتر واقف ہے) تو خواہش کے پیچھے نہ جاؤ (اپنی گواہی دینے میں کہ مالدار کی خوشامد کرو یا غریب پر ترس کھاؤ تا) کہ ہٹ جاؤ تم (یعنی حق سے دور ہو جاؤ) اور اگر ہیر پھیر کرو (یعنی گواہی میں تحریف کرو، ایک قرات میں تخفیفا پہلی واو کے حذف کیساتھ ہے) یا منہ پھیرو (ادائیگی گواہی سے) تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ تمہیں اس پر بدلہ دے گا) اے ایمان والو! ایمان رکھو (یعنی ایمان پر دوام اختیار کرو) اللہ اور رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری (یعنی محمد ﷺ پر اور وہ قرآن ہے) اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری (رسولوں پر، کتاب بمعنی کتب ہے، ایک قرات میں نزل اور انزل دونوں فعل معروف مستعمل ہیں) اور جو نہ مانے اللہ اور اسکے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور (یعنی حق سے) دور کی گمراہی میں پڑا تحقیق جو لوگ ایمان لائے (حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، یعنی یہودی) پھر کفر کیا (بچھڑے کو پوج کر) پھر ایمان لائے (اسکے بعد) پھر کفر کیا

(حضرت عیسی علیہ السلام کا انکار کرکے) پھر اور کفر میں بڑھے (حبیب خدا ﷺ کا انکار کرکے) اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے (گا جب تک وہ اس حالت پر قائم رہیں گے) نہ انہیں راہ دکھائے (یعنی حق راستے کی) خوشخبری دو (خبر دیجئے! اے محمد ﷺ) منافقین کو کہ انکے لئے درد ناک (الیما بمعنی مولما ہے) عذاب تیار کیا گیا ہے جو (الذین، منافقین سے بدل ہے یا انکی صفت ہے) مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں (اس لئے کہ انہیں کفار کے طاقتور ہونے کا وہم ہے) کیا چاہتے ہیں (یبتغون بمعنی یطلبون ہے) انکے پاس عزت (ایبتغون میں ہمزہ استفہام انکاری ہے یعنی وہ ان کے پاس عزت نہیں پاسکتے بلکہ) عزت تو ساری اللہ کے پاس ہے۔۔۔۔۔۔(دنیا اور آخرت میں اور وہ صرف اسکے دوستوں ہی کو ملتی ہے) اور تم پر اتارا (نزل معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) کتاب میں (قرآن کی سورۂ انعام میں) یہ حکم کہ (ان مخففہ ہے اور اسکا اسم محذوف ہے یعنی انہ تقدیر عبارت ہے) تم اللہ کی آیتوں کو سنو (یعنی قرآن کی آیتوں کو) کہ انکا انکار کیا جاتا ہے یا انکی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو (یعنی اسکا انکار کرنے والوں اور ہنسی بنانے والوں کے ساتھ نہ بیٹھو) جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم (اگر ان کے ساتھ بیٹھے، تو) انہیں جیسے ہو (گناہ میں) بیشک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا (جیسا کہ وہ دنیا میں کفر اور ہنسی کرنے پر اکٹھے تھے) جو لوگ (یہ الذین ماقبل الذین سے بدل ہے) انتظار کرتے ہیں (یتربصون بمعنی ینتظرون ہے) تمہارے لئے (تکلیف دہ امور آنے کی) تو اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح ملے (یعنی کامیابی اور غنیمتیں) تو بولیں (تم سے) کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے (دین اور جہاد میں تو ہمیں بھی مال غنیمت میں سے دو) اور اگر کافروں کا حصہ ہو (یعنی تمہارے مقابلے میں انہیں کامیابی ہو) تو کہیں (کافروں سے) کیا ہمیں قابو نہ تھا (نستحوذ بمعنی نستول ہے) تم پر (ہم تمہیں پکڑنے اور قتل کرنے پر قادر تھے لیکن ہم نے تمہیں باقی رکھا) اور (کیا نہ) ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچایا (کہ وہ تم پر کامیابی حاصل کرسکیں، اس طرح کہ جنگ میں ہم نے انکی مدد نہ کی اور انکی خبریں بھی تمہیں پہنچاتے رہے تو ہمارا تم پر احسان ہے، پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تو اللہ فیصلہ کردے گا تمہارے (اور ان انکے) درمیان، قیامت کے دن (تمہیں جنت میں اور انہیں جہنم میں داخل فرماکر) اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دیگا (یعنی مسلمانوں کا استیصال کرنے کی انہیں کوئی راہ نہیں دیگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ﴾

یایھاالذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، کونوا: فعل ناقص با اسم، قوامین بالقسط: شبہ جملہ خبر اول، شھداء للہ: شبہ جملہ خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین﴾

و: حالیہ، لو: شرطیہ، علی: جار، انفسکم او الوالدین والاقربین: معطوف علیہ معطوف ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، کانت فعل محذوف کیلئے، فعل ناقص اپنے اسم ھی وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف فلا تجمعوا عن اداۃ الشھادۃ کیلئے

شرط،اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل کو لوا کے اسم سے حال ہے۔

﴿ان یکن غنیا او فقیرا فالله اولی بهما﴾

ان: شرطیہ،یکن: فعل ناقص بااسم،غنیا او فقیرا: معطوف علیہ ومعطوف ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا،اولی بهما: شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلا تتبعوا الهوی ان تعدلوا وان تلوا او تعرضوا فان الله كان بما تعملون خبيرا﴾

ف: فصیحیہ، لاتتبعوا الهوی: فعل بافاعل ومفعول،ان تعدلوا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف اذا كان الامر كذلک کی جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ،و: عاطفہ،ان: شرطیہ،تلوا او تعرضوا: جملہ، معطوف علیہ ومعطوف ملکر جزا محذوف یعاقبکم کیلئے شرط،اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ، ف: تعلیلیہ،ان اللّٰہ کان ......الخ: جملہ اسمیہ ماقبل جزا محذوف کیلئے علت۔

﴿يايها الذين امنوا امنوا بالله ورسوله والكتب الذى نزل على رسوله والكتب الذى انزل من قبل﴾

یایها الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ،امنوا: فعل بافاعل،ب: جار،اللّٰہ: اسم جلالت معطوف علیہ،و رسوله: معطوف اول،و: عاطفہ،الكتب: موصوف،الذی نزل علی رسوله: موصول صلہ ملکر صفت،اپنے موصوف سے ملکر معطوف ثانی،و: عاطفہ،الكتب: موصوف،الذی انزل من قبل: موصول صلہ ملکر صفت،اپنے موصوف سے ملکر معطوف ثالث،اپنے معطوف علیہ سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،امنوا،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿ومن يكفر بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الاخر فقد ضل ضللا بعيدا﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یکفر: فعل بافاعل ،ب: جار،اللّٰہ وملئکة و کتبه و رسله و الیوم الاخر: معطوف علیہ و معطوف ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ،قد ضل ضللا بعیدا: جملہ فعلیہ جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذين امنوا ثم كفروا ثم امنوا ثم كفروا ثم ازدادوا كفرا لم يكن الله ليغفر لهم ولا ليهديهم سبيلا﴾

ان: حرف مشبہ،الذین: موصول،امنوا: جمله فعليه معطوف علیہ،ثم كفروا...... الخ: جملہ فعلیہ معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ،موصول اپنے صلہ سے ملکر اسم ، لم یکن اللّٰہ: فعل ناقص بااسم،لام: جار،یغفر لهم: جملہ فعلیہ مجرور،اپنے جار سے ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ، لا: نافیہ،لام: جار، یهدیهم سبیلا: جملہ فعلیہ مجرور،اپنے جار سے ملکر معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بشر المنفقين بان لهم عذابا اليما الذين يتخذون الكفرين اولياء من دون المؤمنين﴾

بشر: فعل امر بافاعل، المنفقین: موصوف، الذین: موصول، یتخذون: فعل بافاعل، الکفرین: مفعول، اولیاء: موصوف، من دون المومنین: صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول، ب: جار، ان: حرف مشبہ، لھم: خبر مقدم، عذابا الیما: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور، اپنے جار سے ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ایبتغون عندھم العزة فان العزة لله جمیعا﴾

ھمزہ: حرف استفہام، یبتغون عندھم العزة: فعل بافاعل وظرف ومفعول جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: تعلیلیہ، ان: حرف مشبہ، العزة: ذوالحال، جیمعا: حال، ملکر اسم، للّٰہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقد نزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم ایت الله یکفربھا ویستھزا بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ﴾

و: مستانفہ، قد: تحقیقیہ، نزل علیکم: فعل بافاعل وظرف لغو، فی الکتب: ظرف لغو ثانی، ان: مخففہ، کم ضمیر محذوف اسم، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، سمعتم: فعل بافاعل، ایت اللّٰہ: ذوالحال، یکفر بھا و یستھزأ بھا: جملہ معطوف علیہ ومعطوف ملکر حال، ذوالحال سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا تقعدوا معھم: فعل بافاعل وظرف، حتی: جار، یخوضوا ...... الخ: جملہ فعلیہ مجرور، جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر مفعول، نزل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انکم اذا مثلھم ان الله جامع المنفقین والکفرین فی جھنم جمیعا﴾

ان: حرف مشبہ، کم: ضمیر اسم، اذا: حرف جواب، مثلھم: خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ، ان اللّٰہ: حرف مشبہ واسم، جامع: اسم فاعل ھو ضمیر فاعل، المنفقین: معطوف علیہ، و الکافرین: معطوف، ملکر ذوالحال، جمیعا: حال، ملکر مفعول، فی جھنم: ظرف لغو، سب ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یتربصون بکم فان کان لکم فتح من الله قالوا الم نکن معکم﴾

الذین: موصول، یتربصون: فعل بافاعل، بکم: ظرف لغو ملکر صلہ اپنے موصول سے ملکر ماقبل المنفقین کی صفت، ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، کان لکم: فعل ناقص باخبر مقدم، فتح من اللّٰہ: مرکب توصیفی اسم، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا: قول، ھمزہ: حرف استفہام، لم نکن: فعل بااسم، معکم: ظرف مستقر خبر، ملکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ مقولہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان کان للکفرین نصیب قالوا الم نستحوذ علیکم و نمنعکم من المؤمنین﴾

و: عاطفہ،ان: شرطیہ، کان للکفرین نصیب: فعل ناقص باخبر مقدم واسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا: قول،ھمزہ: حرف استفہام،لم: حرف جازم،نستحوذ علیکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و نمنعکم من المومنین: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ہوکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فالله یحکم بینکم یوم القیمة ولن یجعل الله للکفرین علی المؤمنین سبیلا﴾

ف: مستانفہ،الله: اسم جلالت مبتدا،یحکم: فعل بافاعل،بینکم: ظرف اول،یوم القیمة: ظرف ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ خبر، اپنے مبتداء سے ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ ،لن یجعل الله: فعل بافاعل ،للکفرین: ظرف لغو،علی المومنین: حال مقدم، سبیلا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یایھا الذین امنوا امنوا ......☆ یہ معنی اس صورت میں ہیں کہ یہ خطاب مسلمانوں سے ہواور اگر یہ خطاب یہود ونصاری سے ہوتو معنی یہ ہیں کہ بعض کتابوں ،بعض رسولوں پر ایمان لانے والوتمہیں یہ حکم ہے۔اور اگر خطاب منافقین سے ہوتو معنی یہ ہے کہ اے ایمان کا ظاہری دعوی کرنے والو! اخلاص کے ساتھ ایمان لے آؤ۔ یہاں رسول سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات اور کتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام اور اسد واسید اور ثعلبہ بن قیس اور سلام وسلمہ ویامین کے حق میں نازل ہوئی یہ لوگ مومنین اہل کتاب میں سے تھے۔رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا کہ ہم آپ پر اور آپکی کتاب پر اور موسی پر اور توریت پر اور عزیر پر ایمان لاتے ہیں اور اسکے سوا باقی کتابوں پر ایمان نہ لائیں گے۔حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اللہ پر اور اسکے رسول پر اور قرآن پر اور اس سے پہلی ہر کتاب پر ایمان لاؤ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......ان الذین امنوا ثم کفروا ......☆ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لائے پھر بچھڑا پوج کر کافر ہوئے۔پھر اسکے بعد ایمان لائے اور حضرت عیسی علیہ السلام اور انجیل کا انکار کرکے کافر ہوئے پھر سید عالم ﷺ اور قرآن کا انکار کرکے کفر میں بڑھے۔ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے یعنی انہوں نے اپنے ایمان کا اظہار کیا تاکہ ان پر مومنین کے احکام جاری ہوں پھر کفر میں بڑھے یعنی کفر پر انکی موت ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

"کونوا قوامین بالقسط" کا مقصد:

ا......اللہ رب العالمین نے قرآن مجید فرقان حمید میں انصاف کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ خوب انصاف کرنے والے ہوجاؤ چاہے معاملہ تمہاری اپنی ذات کا ہو یا والدین کا یا عزیز واقارب کا انصاف کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔اس آیت کے مطالعہ سے پتہ چلا

کہ معاشی ومعاشرتی وگھریلو معاملات میں عدل وانصاف کرنا بہت ضروری ہے کہ اس سے نظم وضبط اور باہمی یگانگت پیدا ہوتی ہے اور انسان جرائم سے بچتا ہے کیونکہ جب انصاف ہوگا اور مجرم کو سزا ملے گی تو آئندہ کے لیے اسے تنبیہ ہو جائے گی اور وہ اس جرم سے باز آئے گا۔حضور ﷺ کی سیرت پاک سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے،حضور ﷺ کی بارگاہ میں چوری کرنے والی فاطمہ نامی عورت پیش کی گئی آپ ﷺ نے اس کے متعلق شرعی حکم نافذ فرمایا اور ارشاد فرمایا''اگر فاطمہ بنت محمد بھی یہ جرم کرتی تو اسے بھی یہی سزا دی جاتی''۔یہاں سے پتہ چلا کہ انسان چاہے اپنی ذات کا معاملہ ہو یا اپنے عزیز واقارب کا،انصاف سے کام لے۔

عزت تو ساری اللہ ﷻ کے لیے ہے:

۲......قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں اس موقع پر ان لوگوں کی مذمت کی گئی جو کافروں سے دوستی رکھتے ہیں اور مومنین سے دوستی نہیں کرتے اور اسی میں اللہ کے حضور عزت کے بھی خواہاں ہیں۔اللہ ﷻ نے آیتِ مبارکہ میں ان لوگوں کی مذمت فرمائی جو کافروں سے دوستی کر کے عزت کی خواہش رکھتے ہیں اور فرمادیا کہ عزت تو ساری کی ساری اللہ کے لیے ہے مطلب یہ معلوم ہوا کہ جو اسلام دشمن ہیں وہ مسلمانوں کے کبھی دوست نہیں ہو سکتے اور ان سے دوستی کرنے میں کوئی عزت بھی نہیں یہاں اللہ ﷻ نے نسبتِ مجازی کے تحت فرمادیا کہ عزت ساری اللہ کے لیے ہے یعنی کافروں کی کوئی عزت نہیں اور مومنین کو ان سے رسم وراہ رکھنے سے منع فرمایا کہ جو اللہ ﷻ کے دشمن ہیں وہ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے اور اگر تم اللہ ﷻ کے حضور عزت پانا چاہتے ہو تو تمہیں مسلمانوں سے دوستی ختم کرنا پڑے گی۔

اغراض:

قائمین: یعنی قیام پر مداومت کرنے والے،جو ایک یا دو مرتبہ عدل کرے وہ حقیقت میں قائم کرنے والا نہ کہلائے گا۔**داوموا علی الایمان :** اس جملے میں اس بات کا جواب ہے کہ فرمان باری ﷻ ﴿اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا﴾ میں تحصیل حاصل ہے اور یہ محال ہے،میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ معنی یہ ہے کہ ایمان پر حد درجہ ثابت رہو،پس جانو کہ لا الہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یا یہ مراد ہے کہ یایھا النبی اتق اللہ یعنی اے نبی اللہ سے ڈرو۔ (الحمل،ج۲،ص ۱۳۴ اغیرہ)

بالحق : یعنی باطل کی گواہی دینا جائز نہیں،اور اللہ کا فرمان محض اس کی رضا کے لئے ہے نہ کہ کسی اور غرض سے۔**بان تقروا بالحق :** شہادت سے مراد اقرار کرنا ہے،اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حقیقی شہادت مراد ہو اور حقیقی شہادت سے مراد کسی غیر کے حکم کے ذریعے خبر دینا ہے،جیسا کہ انسان اپنے بیٹے پر شاہد ہوتا ہے پس واجب ہے کہ حق گواہی دی جائے اگرچہ اس میں ضرر پہنچے۔

المشھود علیہ : یعنی والدین،اقرباء اور پڑوسی وغیرہ سے ہوں۔**تحرفوا الشھادۃ:** یہ کہ دعوی کے خلاف گواہی دے۔**فی الفعلین :** یعنی نزل اور انزل دونوں میں،اور انزال کا فاعل اسم جلالت ہے۔**بعدہ :** یعنی موسی علیہ السلام کی جانب مناجات کرتے ہوئے رجوع کیا۔**من الظفر علیکم:** جیسا کہ اُحُد میں ہوا۔

ما اقاموا علیہ : یعنی یہود کا بچھڑے کی عبادت پر قائم رہنے کی مدت،اس سے یہ وہم دور ہوتا ہے کہ ظاہر آیت ان کی مغفرت نہ ہونے

پر دلالت کرتی ہے اگر چہ توبہ کریں، اس عبارت سے فائدہ یہ ہوا کہ مغفرت کا نہ ہونا ان کے کفر پر ڈٹے رہنے کے ساتھ مقید ہے، پھر اگر وہ توبہ کریں اور کفر سے لوٹ آئیں تو اللہ ﷻ ان کی توبہ قبول فرمائے چنانچہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ﴿قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ماقد سلف ﴾۔ الاولیاؤہ :یعنی مؤمنین، اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنفقین لایعلمون (المنافقون:۸)﴾۔
فی الاثم :یعنی کفر یا اس کے سوا کوئی اور گناہ، پس کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے اور حرام پر راضی ہونا نافرمانی ہے پس اسی طرح طاعت گزاروں کے ساتھ بیٹھنا طاعت گزاری ہے اور نافرمانوں کے ساتھ بیٹھنا نافرمانی ہے۔ فلنا علیکم المنۃ: یعنی ہم نے انہیں دنیا کا حصہ دیا، پس ان (کافروں) کے لئے مال کے سوا کوئی حصہ نہیں۔ (الصاوی، ج۲، ص۷۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿ان المنفقین یخدعون اللہ﴾ بِاِظْهَارِهِمْ خِلَافَ مَا اَبْطَنُوْهُ مِنَ الْكُفْرِ فَيَدْفَعُوْا عَنْهُمْ اَحْكَامَهُ الدُّنْيَوِيَّةَ ﴿وھو خادعھم﴾ مُجَازِيْهِمْ عَلٰى خِدَاعِهِمْ فَيَفْتَضِحُوْنَ فِي الدُّنْيَا بِاِطِّلَاعِ اللّٰهِ نَبِيَّهُ عَلٰى مَآ اَبْطَنُوْهُ وَيُعَاقَبُوْنَ فِي الْاٰخِرَةِ ﴿واذا قاموا الی الصلوۃ﴾ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿قاموا کسالی﴾ مُتَثَاقِلِيْنَ ﴿یراءون الناس﴾ بِصَلَاتِهِمْ ﴿ولایذکرون اللہ﴾ يُصَلُّوْنَ ﴿الاقلیلا (۱۴۲)﴾ رِيَاءً ﴿مذبذبین﴾ مُتَرَدِّدِيْنَ ﴿بین ذلک﴾ الْكُفْرِ وَالْاِيْمَانِ ﴿لا﴾ مَنْسُوْبِيْنَ ﴿الی ھؤلاء﴾ اَيِ الْكُفَّارِ ﴿ولا الی ھؤلاء﴾ اَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿ومن یضلل﴾ هُ ﴿اللہ فلن تجد لہ سبیلا (۱۴۳)﴾ طَرِيْقًا اِلَى الْهُدٰى ﴿یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الکفرین اولیاء من دون المؤمنین اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم﴾ بِمُوَالَاتِهِمْ ﴿سلطنا مبینا (۱۴۴)﴾ بُرْهَانًا بَيِّنًا عَلٰى نِفَاقِكُمْ ﴿ان المنفقین فی الدرک﴾ اَلْمَكَانِ ﴿الاسفل من النار﴾ وَهُوَ قَعْرُهَا ﴿ولن تجد لھم نصیرا (۱۴۵)﴾ مَانِعًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿الا الذین تابوا﴾ مِنَ النِّفَاقِ ﴿واصلحوا﴾ عَمَلَهُمْ ﴿واعتصموا﴾ وَثِقُوْا ﴿باللہ واخلصوا دینھم للہ﴾ مِنَ الرِّيَاءِ ﴿فاولئک مع المؤمنین﴾ فِيْمَا يُؤْتَوْنَهُ ﴿وسوف یؤت اللہ المؤمنین اجرا عظیما (۱۴۶)﴾ فِي الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْجَنَّةُ ﴿مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم﴾ نِعَمَهُ ﴿وامنتم﴾ بِهٖ وَالْاِسْتِفْهَامُ بِمَعْنَى النَّفْيِ اَيْ لَا يُعَذِّبُكُمْ ﴿وکان اللہ شاکرا﴾ لِاَعْمَالِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْاِثَابَةِ ﴿علیما (۱۴۷)﴾ بِخَلْقِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں (باطن میں کفر چھپا کر اسکے خلاف ظاہر کر کے تا کہ کفر کے دنیاوی احکام

سے بچے رہیں) اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا (یعنی انہیں انکے دھوکہ کی سزا دیگا، پس وہ دنیا میں ذلیل وخوار ہوں گے کہ اللہ انکے باطن میں چھپے کفر کی اطلاع اپنے نبی کو فرما دے گا اور آخرت میں بھی سزا پائیں گے) اور جب نماز کو کھڑے ہوں (مومنوں کیساتھ) تو ہارے جی سے (یعنی اسے بھارتی جانتے ہوئے) لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں (اپنی نماز کیساتھ) اور اللہ کو یاد نہیں کرتے (یعنی نماز نہیں پڑھتے) مگر تھوڑا ......۱...... (دکھاوے کو) ڈگمگا رہے ہیں (یعنی متردد ہیں) بیچ میں (کفر اور ایمان کے) نہ ادھر ہی (یعنی کفار کی طرف منسوب ہیں) اور نہ ادھر کے (یعنی مومنین کیطرف کے) اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لیے کوئی راہ نہ پائے گا (ہدایت کی) اے ایمان والو! کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمانوں کے سوا کیا یہ چاہتے ہو کہ بناؤ اپنے اوپر اللہ کے لیے (ان سے دوستی کر کے) صریح حجت (اپنے نفاق پر کھلی دلیل) بیشک منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے ......۲...... (یعنی نچلے مکان) میں ہونگے (یعنی جہنم کی گہرائی میں) اور تو ہرگز انکا کوئی مددگار نہ پائیگا (یعنی انہیں عذاب سے بچانے والا) مگر وہ جنہوں نے توبہ کی (نفاق سے) سنوار لیے (اپنے عمل) اور بھروسہ کیا (اعتصموا بمعنی وثقوا ہے) اللہ پر اور اپنا دین اللہ کے لیے خالص کر لیا (ریاکاری سے) تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں (ان انعامات میں مسلمانوں کے شریک ہیں جو مسلمانوں کو دیئے جائینگے) اور عنقریب اللہ مومنوں کو بڑا اجر دیگا (آخرت میں، یعنی جنت) اور اللہ تمہیں عذاب دیکر کیا کرے گا اگر تم حق مانو (اسکی نعمت کا) اور ایمان لاؤ (اس پر ما استفہامیہ بمعنی نفی ہے، یعنی وہ تمہیں عذاب نہ دیگا) اور اللہ ہے صلہ دینے والا (یعنی مومنوں کے اعمال پر ثواب دینے والا) اور جاننے والا (اپنی مخلوق کو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان المنفقین یخدعون اللہ وھو خادعھم﴾

ان: حرف مشبہ، المنفقین: اسم، یخدعون: فعل بافاعل، اللہ: اسم جلالت ذوالحال، وھو خادعھم: مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یرآء ون الناس ولایذکرون اللہ الا قلیلا﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، قاموا الی الصلوۃ: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قاموا: فعل واو ضمیر ذوالحال، کسالی: حال اول، یراء ون الناس: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لایذکرون اللہ: فعل بافاعل ومفعول، الا: للحصر، قلیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر حال ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿مذبذبین بین ذلک لا الی ھولاء ولا الی ھولاء﴾

مذبذبین: اسم فاعل ھم ضمیر ذوالحال، لا: نافیہ، الی ھؤلاء: معطوف علیہ، و لا الی ھؤلاء: معطوف، ملکر منسوبین محذوف کیلئے ظرف مستقر، شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر فاعل، بین ذلک: ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر ماقبل یراء ون کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

﴿ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الکفرین اولیاء من دون المؤمنین﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یضلل اللہ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لن تجد لہ سبیلا: جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط

سے ملکر جملہ شرطیہ، یایھاالذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ ،لاتتخذوا: فعل بافاعل، الکفرین: مفعول ،اولیاء: موصوف، من دون المومنین: ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول ثانی، لاتتخذوا اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿اتریدون ان تجعلوا لله علیکم سلطنامبینا﴾

ھمزہ: حرف استفہام، تریدون: فعل بافاعل ،ان: مصدریہ، تجعلوا: فعل بافاعل، لہ: ظرف لغو، علیکم: ظرف مستقر حال مقدم ،سلطنا مبینا: ذوالحال، ملکر مفعول، تجعلوا فعل اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر مفعول، تریدون، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجدلھم نصیرا﴾

ان: حرف مشبہ، المنفقین: اسم، فی: جار، الدرک الاسفل: ذوالحال، من النار: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ ،لن تجد لھم نصیرا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الاالذین تابوا واصلحوا واعتصموا باللہ واخلصوا دینھم لله فاولئک مع المؤمنین﴾

الا: حرف استثناء، الذین: موصول، تابوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واصلحوا: جملہ فعلیہ معطوف اول، واعتصموا باللّٰہ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، واخلصوا دینھم للّٰہ: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، موصول سے ملکر مستثنیٰ ہے ماقبل لن تجد لھم میں ھم ضمیر سے، ف: مستانفہ ،اولئک: مبتدا، مع المؤمنین: مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وسوف یؤت الله المؤمنین اجرا عظیما﴾

و: مستانفہ، سوف یؤت اللّٰہ المؤمنین اجرا عظیما: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿مایفعل الله بعذابکم ان شکرتم وامنتم وکان الله شاکرا علیما﴾

ما: استفہامیہ مفعول بہ مقدم، یفعل اللّٰہ بعذابکم: فعل فاعل وظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،ان: شرطیہ ،شکرتم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وامنتم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا محذوف فقد تفادیتم العذاب کی شرط، اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔ وکان اللّٰہ شاکرا علیما: اسکی ترکیب ماقبل میں گزرچکی ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللّٰہ کاذکر کم کرنے کے کیامعنی ھیں؟

۱......اس آیت کامعنی یہ ہے کہ منافق صرف دکھانے کیلئے نماز پڑھتے ہیں اور صرف سنانے کے لیے نیک کام کرتے ہیں ان

کے پاس جب دوسرے لوگ ہوتے ہیں تو وہ نماز پڑھتے ہیں اور جب کوئی نہیں ہوتا تو نماز نہیں پڑھتے ۔اور یہ جو فرمایا کہ اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ نماز میں جو تکبیرات بلند آواز سے پڑھی جاتی ہیں ان کو پڑھتے ہیں اور جو ذکر نماز میں پست آواز سے ہوتا ہے اس میں وہ خاموش رہتے ہیں مثلاً قرأت اور تسبیحات وغیرہ نہیں پڑھتے یا معنی یہ ہے کہ نماز کے علاوہ وہ اور کسی وقت میں اللہ کا ذکر نہیں کرتے ،آج کل ہم اکثر لوگوں کا یہی حال دیکھتے ہیں وہ اکثر اوقات گپ شپ ، دوسروں کی غیبت ، کہانیوں اور لطیفوں اور کاروباری باتوں میں گزار دیتے ہیں اور اللہ ﷻ کی تکبیر وتقدیس، تسبیح وتحلیل، توبہ استغفار اور رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا ذکر ان کی زبانوں پر نہیں آتا یا بہت کم آتا ہے۔ (تبیان القران ،ج۲،ص ۸۳۵،۸۳۶)

منافقین درک اسفل میں ہوں گے:

۲۔۔۔۔۔منافق سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے،دوزخ کے سات طبقات ہیں:(۱)۔۔۔۔۔جھنم،(۲)۔۔۔۔۔لظی، (۳)۔۔۔۔۔الحطم،(۴)۔۔۔۔۔السعیر،(۵)۔۔۔۔۔السقر،(۶)۔۔۔۔۔الجحیم،(۷)۔۔۔۔۔الھاویۃ۔

کبھی ان ساتوں طبقات پر جہنم کا اطلاق کیا جاتا ہے ان طبقات کو درکات اسلئے کہتے ہیں کہ یہ تہہ در تہہ ہیں اور منافقوں کا آخری طبقے میں ہونا انکے عذاب کی شدت پر دلالت کرتا ہے۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ منافق کو لوہے کے تابوت میں رکھ کر درک اسفل میں ڈالا جائے گا اور ان کا عذاب کافروں سے زیادہ شدید ہوگا اسلئے کہ یہ کفر کو چھپاتے ہیں مسلمانوں کو دھوکا اور اسلام کا مذاق اڑاتے ہوئے۔ (روح المعانی ،الجزء الخامس،ص ۲۳۱)

اغراض:

مجازیھم : یعنی عقاب وجزاء کو ذنب کا نام دیا گیا ہے،اور ایک نسخہ میں فیجازیھم ہے۔
یصلون: نماز کو ذکر اس لئے کہا کہ یہ ہر قسم کے ذکر پر مشتمل عبادت ہے۔
ریاء: یعنی ریاکاری کرتے ہوئے نماز پڑھی یا ریاکاری کے لئے نماز پڑھی۔
الکفر والایمان :یعنی کفر اور ایمان کے مقررہ مقام کے درمیان متردد ہیں۔
بیناً: یعنی کافروں کی دوستی نفاق کی دلالت پر زیادہ واضح ہے۔ (الجمل،ج۲،ص ۱۴۲ وغیرہ)
مذبذبین :یراؤن کے فاعل سے حال ہے،اور المذبذب کی تعریف یہ ہے کہ جانبین میں سے ایک جگہ سے دوسری جگہ یکے بعد دیگرے منتقل ہونا،اس کا فائدہ مفسر کے قول مترددین سے ملتا ہے۔
وھو قعرھا: یہاں مفسر علیہ الرحمۃ نے جہنم کے سات طبقات ذکر کئے ہیں جنہیں ہم ماقبل ذکر کر چکے ہیں۔ (الصاوی،ج۲،ص ۷۵)

صلوا علی الحبیب:صلی اللہ تعالی علی محمد

رکوع نمبر: ۱

﴿لا یحب الله الجھر بالسوء من القول﴾مِنَ اَحَدٍ اَیْ یُعَاقِبُ عَلَیْهِ ﴿الا من ظلم﴾فَلاَ یُؤَاخِذُهُ بِالْجَهْرِ بِهٖ بِاَنْ یُخْبِرَ عَنْ ظُلْمِ ظَالِمِهٖ وَیَدْعُوْ عَلَیْهِ ﴿وکان الله سمیعا﴾ لِمَا یُقَالُ ﴿علیما (۱۴۸)﴾بِمَا یُفْعَلُ ﴿ان تبدوا﴾ تُظْهِرُوْا ﴿خیرا﴾مِنْ اَعْمَالِ الْبِرِّ ﴿او تخفوه﴾تَعْمَلُوْهُ سِرًّا ﴿اوتعفوا عن سوء﴾ظُلْمٍ ﴿فان الله کان عفوا قدیرا (۱۴۹)ان الذین یکفرون بالله ورسله ویریدون ان یفرقوا بین الله ورسله﴾بِاَنْ یُؤْمِنُوْا بِهٖ دُوْنَهُمْ ﴿ویقولون نؤمن ببعض﴾مِنَ الرُّسُلِ ﴿ونکفر ببعض﴾مِنْهُمْ ﴿ویریدون ان یتخذوا بین ذلک﴾ اَلْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ ﴿سبیلا (۱۵۰)﴾طَرِیْقًا یَذْهَبُوْنَ اِلَیْهِ ﴿اولئک هم الکفرون حقا﴾ مَصْدَرٌ مُؤَکِّدٌ لِمَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ قَبْلَهٗ ﴿واعتدنا للکفرین عذابا مهینا (۱۵۱)﴾ذَا اِهَانَةٍ هُوَ عَذَابُ النَّارِ ﴿والذین امنوا بالله ورسله﴾ کُلِّهِمْ ﴿ولم یفرقوا بین احد منهم اولئک سوف یؤتیهم﴾بِالنُّوْنِ وَالْیَاءِ ﴿اجورهم﴾ ثَوَابَ اَعْمَالِهِمْ ﴿وکان الله غفورا﴾ لِاَوْلِیَائِهٖ ﴿رحیما (۱۵۲)﴾ بِاَهْلِ طَاعَتِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

اللہ پسند نہیں کرتا اعلان کرنا بری بات کا (کسی سے بھی، یعنی وہ اس پر عذاب دے گا) مگر مظلوم سے......۱......(یعنی مظلوم کا مواخذہ نہ کرے گا اس بات کا اعلان کرنے کی وجہ سے کہ وہ ظالم کے ظلم سے آگاہ کرے اور اس کے خلاف بددعا کرے) اور اللہ سنتا (ہے جو کہا جائے) جانتا ہے (جو کیا جائے) اگر تم ظاہر کرو (تبدوا بمعنی تظھروا ہے) بھلائی (یعنی نیک اعمال) یا چھپاؤ (یعنی نیکی کے کام چھپ کر کرو) یا کسی کی برائی (یعنی ظلم) سے درگزر کرو تو بے شک اللہ معاف کرنے والا قدرت والا ہے وہ جو اللہ اور اس کے رسول کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں (اس طرح کہ وہ اللہ پر تو ایمان لائیں لیکن رسولوں پر ایمان نہ لائیں) اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے کسی پر (رسولوں میں سے) اور کسی کے (ان میں سے) منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ پکڑیں اس (ایمان وکفر) کے بیچ میں کوئی راہ......۲......(یعنی ایسا راستہ کہ جس پر چل سکیں) یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر (لفظ حقا ماقبل جملہ کے مضمون کا مصدر مؤکد ہے) اور ہم نے کافروں کے لیے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب (مھینا بمعنی ذااھانة ہے) اور وہ جو اللہ اور اس کے (تمام) رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا یہ لوگ ہیں کہ عنقریب اللہ انہیں دے گا (یؤتیھم میں دو لغتیں ہیں یعنی نون کے ساتھ نؤتیھم اور یاء کے ساتھ یؤتیھم) ان کا ثواب (یعنی ان کے اعمال کا ثواب) اور اللہ بخشنے والا (ہے اپنے دوستوں کو) اور مہربان ہے (اہل طاعت پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لایحب الله الجھر بالسوء من القول الا من ظلم﴾

لایحب الله: فعل نفی وفاعل، الجھر : مصدر، ب: جار، السوء: ذوالحال، من القول: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف شبہ جملہ ہوکر مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، من ظلم: موصولہ صلہ، ملکر مستثنیٰ، ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿و کان الله سمیعا علیما﴾و: مستانفہ، کان الله: فعل ناقص واسم، سمیعا: خبر اول، علیما: خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان تبدوا خیرا او تخفوہ او تعفوا عن سوء فان الله کان عفوا قدیرا﴾

ان : شرطیہ، تبدوا خیرا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ، او: عاطفہ، تخفوہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول، او : عاطفہ، تعفوا عن سوء: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر شرط ، ف: جزائیہ، ان الله : حرف مشبہ واسم، کان عفوا قدیرا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الذین یکفرون بالله ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین الله ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ھم الکفرون حقا﴾

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، کفرون بالله ورسلہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یریدون : فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یفرقوا بین الله ورسلہ: فعل بافاعل وظرف، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول بہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول، و: عاطفہ، یقولون قول، ومن ببعض : جملہ فعلیہ معطوف علیہ ، ونکفر ببعض: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، یریدون: فعل بافاعل، ان یتخذوا بین ذلک سبیلا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثالث، ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر اسم، اولئک : مبتدا، ھم الکفرون : جملہ اسمیہ خبر، حقاً: فعل محذوف حق کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ان کی خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واعتدنا للکفرین عذابا مھینا﴾

و: مستانف، اعتدنا للکفرین : فعل بافاعل وظرف لغو، عذابا مھینا: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین امنوا بالله ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولئک سوف یؤتیھم اجورھم﴾

و: مستانفہ، الذین: موصول، امنوا بالله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولم یفرقوا بین احد منھم : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مبتداء، اولئک: مبتدا، سوف یوتیھم اجورھم : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... لایحب الجھر بالسوء من القول الامن ظلم ......☆ایک شخص ایک قوم کا مہمان ہوا تھا انہوں نے اچھی طرح اس کی میزبانی نہ کی جب وہ وہاں سے نکلا تو ان کی شکایت کرتا نکلا اس واقعہ سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی، بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ

آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باب میں نازل ہوئی ایک شخص سید عالم ﷺ کے سامنے آپ کی شان میں زبان درازی کرتا رہا آپ نے کئی بار سکوت کیا مگر وہ باز نہ آیا تو ایک مرتبہ آپ نے اس کو جواب دیا اس پر حضور اقدس ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ شخص مجھ کو برا کہتا رہا تو حضور ﷺ نے کچھ نہ فرمایا میں نے ایک مرتبہ جواب دیا تو حضور اٹھ گئے فرمایا: ''ایک فرشتہ تھا تمہاری جانب سے جواب دے رہا تھا جب تم نے جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا''۔

☆...... **ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ......** ☆ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی کہ یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سید عالم کے ساتھ انہوں نے کفر کیا اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور انہوں نے سید عالم ﷺ کے ساتھ کفر کیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

جهر کے معنی:

۱ کسی چیز کے ساتھ اعلان واظہار کرنا جھر بالشی کہلاتا ہے جیسا کہ **قاموس اور صحاح** میں ہے کہ **جھر بالقول** یہ ہے کہ انسان اپنی آواز کو بات کے ذریعے بلند کرے اور ہوسکتا ہے کہ یہاں **جھر** سے مراد اظہار کرنا ہے اگرچہ آواز بلند نہ ہو مطلب یہ کہ اللہ ﷻ یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص اپنے قول سے بری بات کا اعلان کرے۔ (روح المعانی، الجزء السادس، ص۲۴۱)

بعض لوگوں کا مشغلہ ہی دوسروں کی عیب جوئی کرنا ہوتا ہے ان لوگوں کو دوسروں کے عیب بیان کرنے میں ایک خاص لطف آتا ہے اور بعض زبان دراز منہ پر ہی لوگوں کے عیب بیان کر دیتے ہیں یہ لوگ آپس میں دل آزاری، غیبت وباہمی محبت کو نفرت میں بدل دینے کا باعث بنتے ہیں۔ اسلام مسلمانوں کو باہمی محبت و یگانگت کا درس دیتا ہے لہذا کسی کی پس پشت برائی، عیب جوئی، توہین وہتک کی اجازت نہیں دیتا ہاں وہ شخص جس پر واقعی ظلم ہوا ہو یا اس کی حق تلفی ہوئی ہو اسے رخصت ہے کہ وہ ظالم کے ظلم کا برملا اظہار کرے اور اپنی مظلومیت کی داستان دوسروں کو سنائے تا کہ دوسرے بھی اس کے ظلم سے بچے رہیں۔

اسلام وکفر کے مابین راہ نکالنا:

۲ اسلام وکفر کی معجون مرکب بنانے کا خیال بہت پرانا ہے بعض لوگ اپنی طرف سے درمیان کی راہ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اور دین اسلام کے معاملے میں خواہ مخواہ اپنی من مانی بات پر زور دیتے ہیں۔ دور جاہلیت میں بھی اس طرح کے کام پائے جاتے تھے کہ بعض رسولوں پر ایمان لے آئے اور بعض کا انکار کر دیا اگرچہ یہ ان کا اپنا خود ساختہ طریقہ تھا، اگرچہ اسلام اس کی ممانعت کرے لیکن اپنی بات داخل کرنے کی خواہش نے انہیں کہیں کا نہیں چھوڑا اور وہ خود بھی تباہ وبرباد ہوئے اوروں کو بھی برباد کیا۔ ہمارے لئے یہاں درس عبرت ہے کہ ہم اپنی طرف سے دین اسلام کے معاملے میں دخل اندازی کر کے قبر وآخرت کا نقصان نہ کریں۔

اغراض:

ای یعاقبه: اللہ ﷻ کی محبت نہ پائے جانے کو بطور کنایہ عقاب سے تعبیر کیا ہے، اس سے غایت درجے کی عدم محبت مراد ہے اس لئے کہ غایت درجے کی محبت ہونے کی صورت میں دل اس کی جانب مائل ہوتا ہے۔ (الجمل، ج ٢، ص ١٤٥)

بان یخبر عن ظلم ظالمه: یعنی کسی کے بارے میں یہ بات کرے کہ وہ مجھے گالی دیتا ہے یا اس نے میرا مال غصب کیا ہے یا اس نے میرا مال لے لیا ہے یا اس نے مجھے مارا ہے وغیرہ۔ من اعمال البر: جیسے نماز، صدقہ، اچھی بات اور حسن ظن۔

ویدعوا علیه: یعنی جائز بات کے ذریعے، اور وہ اس طرح ہے کہ اے اللہ! میرا حق اس سے خالص جدا کردے یا اسے بات منوادے یا اس سے میرے بدلے انتقام لے جو اس نے مجھ پر ظلم کیا یا مجھے اس سے لینے پر جوش دلا دے، معتمد قول کے مطابق ظالم کے لئے بُرے خاتمہ کی دعا نہیں کرائی جاسکتی اگرچہ وہ ظلم کرنے میں آگے بڑھ جائے اور ظالم کے گھر کو خراب نہ کیا جائے اور نہ ہی اسے ہلاک کیا جائے، چاہیے کہ صبر کرے اور اچھی دعا نہ کرے کہ یہی مقام عظیم ہے جیسا کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''درگزر کرو اور درگزر کرنا بہتر ہے''۔ لما یقال: یعنی ظالم اور مظلوم کے بارے میں۔ بما یفعل: یعنی ظالم اور مظلوم جو کرے۔ طریقا یذهبون الیه: یعنی ایمان اور کفر کے مابین واسطہ، مراد بعض انبیاء پر ایمان لانا اور بعض کا انکار کرنا ہے۔ مصدر مؤکد: حقا کا عامل محذوف ہے اور جملہ مؤکدہ سے مؤخر ہونے کی وجہ سے مؤخر ہے تقدیر عبارت یوں ہے احقه حقا، اس کی نظیر زید ابوک عطوفا یعنی تیرے باپ زید نے منہ پھیر لیا، میں ملتی ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ فرمان مبارک ﴿هم الکافرون﴾ سے حال ہو یعنی ان کے کفر کا حال سچا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (الصاوی، ج ٢ ص ٧٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ٢

﴿یسئلک﴾ یَا مُحَمَّدُ ﴿اهل الکتب﴾ الْیَهُوْدُ ﴿ان تنزل علیهم کتبا من السماء﴾ جُمْلَةً کَمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُوْسٰی تَعَنُّتًا فَاِنِ اسْتَکْبَرْتَ ذٰلِکَ ﴿فقد سالوا﴾ اَیْ اٰبَاؤُهُمْ ﴿موسی اکبر﴾ اَعْظَمَ ﴿من ذلک فقالوا ارنا الله جهرة﴾ عَیَانًا ﴿فاخذتهم الصعقة﴾ اَلْمَوْتُ عِقَابًا لَّهُمْ ﴿بظلمهم﴾ حَیْثُ تَعَنَّتُوْا فِی السُّؤَالِ ﴿ثم اتخذوا العجل﴾ اِلٰهًا ﴿من بعد ما جاء تهم البینت﴾ اَلْمُعْجِزَاتُ عَلٰی وَحْدَانِیَّةِ اللّٰهِ ﴿فعفونا عن ذلک﴾ وَلَمْ نَسْتَاصِلْهُمْ ﴿واتینا موسی سلطنا مبینا (١٥٣)﴾ تَسَلُّطًا بَیِّنًا ظَاهِرًا عَلَیْهِمْ حَیْثُ اَمَرَهُمْ بِقَتْلِ اَنْفُسِهِمْ تَوْبَةً فَاَطَاعُوْهُ ﴿ورفعنا فوقهم الطور﴾ اَلْجَبَلَ ﴿بمیثاقهم﴾ بِسَبَبِ اَخْذِ الْمِیْثَاقِ عَلَیْهِمْ لِیَخَافُوْا فَیَقْبَلُوْهُ ﴿وقلنا لهم﴾ وَهُوَ مُظِلٌّ عَلَیْهِمْ ﴿ادخلوا الباب﴾ بَابَ الْقَرْیَةِ ﴿سجدا﴾ سُجُوْدَ اِنْحِنَاءٍ ﴿وقلنا لهم لا تعدوا﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ الْعَیْنِ وَتَشْدِیْدِ الدَّالِ وَفِیْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الدَّالِ اَیْ لَاتَعْتَدُوْا ﴿فی السبت﴾ بِاصْطِیَادِ الْحِیْتَانِ فِیْهِ ﴿واخذنا منهم میثاقا غلیظا (١٥٤)﴾ عَلٰی ذٰلِکَ فَنَقَضُوْهُ ﴿فبما نقضهم﴾ مَازَائِدَةٌ وَالْبَاءُ لِلسَّبَبِیَّةِ مُتَعَلِّقَةٌ بِمَحْذُوْفٍ اَیْ لَعَنَّاهُمْ بِسَبَبِ نَقْضِهِمْ ﴿میثاقهم و کفرهم

بایات اللہ وقتلھم الانبیاء بغیر حق وقولھم﴾ لِلنَّبِيِّ ﷺ ﴿قلوبنا غلف﴾ لَا تَعِي كَلَامَكَ ﴿ بل طبع﴾ خَتَمَ ﴿الله عليها بكفرهم﴾ فَلَا تَعِي وَعْظًا ﴿ فلا يؤمنون الا قليلا (۱۵۵)﴾ مِنْهُمْ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَأَصْحَابِهٖ ﴿وبكفرهم﴾ ثَانِيًا بِعِيْسٰى وَكُرِّرَ الْبَاءُ لِلْفَصْلِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ مَا عُطِفَ عَلَيْهِ ﴿وقولهم على مريم بهتانا عظيما (۱۵۶)﴾ حَيْثُ رَمَوْهَا بِالزِّنَا ﴿وقولهم﴾ مُفْتَخِرِيْنَ ﴿انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله﴾ فِيْ زَعْمِهِمْ، اَيْ بِمَجْمُوْعِ ذٰلِكَ عَذَّبْنَاهُمْ قَالَ تَعَالٰى تَكْذِيْبًا لَهُمْ فِيْ قَتْلِهٖ ﴿ وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم﴾ اَلْمَقْتُوْلُ وَالْمَصْلُوْبُ وَهُوَ صَاحِبُهُمْ بِعِيْسٰى، اَيْ اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِ شِبْهَهٗ فَظَنُّوْهُ اِيَّاهُ ﴿وان الذين اختلفوا فيه﴾ اَيْ فِيْ عِيْسٰى ﴿ لفى شك منه﴾ مِنْ قَتْلِهٖ حَيْثُ قَالَ بَعْضُهُمْ لَمَّا رَاَوُا الْمَقْتُوْلَ اَلْوَجْهُ وَجْهُ عِيْسٰى وَالْجَسَدُ لَيْسَ بِجَسَدِهٖ فَلَيْسَ بِهٖ وَقَالَ آخَرُوْنَ بَلْ هُوَ هُوَ ﴿ما لهم به﴾ بِقَتْلِهٖ ﴿ من علم الا اتباع الظن﴾ اِسْتِثْنَاءٌ مُنْقَطِعٌ، اَيْ لٰكِنْ يَّتَّبِعُوْنَ فِيْهِ الظَّنَّ الَّذِيْ تَخَيَّلُوْهُ ﴿ وما قتلوه يقينا (۱۵۷)﴾ حَالٌ مُؤَكِّدَةٌ لِنَفْيِ الْقَتْلِ ﴿بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا ﴾ فِيْ مُلْكِهٖ ﴿حكيما (۱۵۸)﴾ فِيْ صُنْعِهٖ ﴿وان﴾ مَا ﴿من اهل الكتب﴾ اَحَدٌ ﴿الا ليؤمنن به﴾ بِعِيْسٰى ﴿قبل موته﴾ اَيِ الْكِتَابِيِّ حِيْنَ يُعَايِنُ مَلٰئِكَةَ الْمَوْتِ فَلَا يَنْفَعُهٗ اِيْمَانُهٗ اَوْ قَبْلَ مَوْتِ عِيْسٰى لَمَّا يَنْزِلُ قُرْبَ السَّاعَةِ كَمَا وَرَدَ فِيْ حَدِيْثٍ ﴿ويوم القيمة يكون﴾ عِيْسٰى ﴿عليهم شهيدا (۱۵۹)﴾ بِمَا فَعَلُوْهُ لَمَّا بُعِثَ اِلَيْهِمْ ﴿فبظلم﴾ اَيْ بِسَبَبِ ظُلْمٍ ﴿من الذين هادوا ﴾ هُمُ الْيَهُوْدُ ﴿حرمنا عليهم طيبت احلت لهم ﴾ هِيَ الَّتِيْ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى :(حرمنا كل ذى ظفرٍ) اَلْآيَةُ ﴿وبصدهم﴾ اَلنَّاسَ ﴿عن سبيل الله﴾ دِيْنِهٖ صَدًّا ﴿ كثيرا (۱۶۰)﴾ فِي التَّوْرَاةِ ﴿واخذهم الربوا وقد نهوا عنه﴾ فِي التَّوْرَاةِ ﴿واكلهم اموال الناس بالباطل﴾ بِالرُّشٰى فِي الْحُكْمِ ﴿ واعتدنا للكفرين منهم عذابا اليما (۱۶۱)﴾ مُؤْلِمًا ﴿لكن الرسخون﴾ الثَّابِتُوْنَ ﴿فى العلم منهم﴾ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ ﴿والمؤمنون﴾ الْمُهَاجِرُوْنَ وَ الْاَنْصَارُ ﴿يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك﴾ مِنَ الْكُتُبِ ﴿والمقيمين الصلوة﴾ نَصَبٌ عَلَى الْمَدْحِ وَقُرِئَ بِالرَّفْعِ ﴿والمؤتون الزكوة والمؤمنون بالله واليوم الاخر اولئك سنؤتيهم﴾ بِالنُّوْنِ وَالْيَاءِ ﴿اجرا عظيما (۱۶۲)﴾ هُوَ الْجَنَّةُ.

﴿ترجمہ﴾

تم سے سوال کرتے ہیں (اے محمد ﷺ!) اہل کتاب (یعنی یہودی) کہ ان پر آسمان سے ایک کتاب اتاردو (یک بارگی......) ، جیسا

کہ حضرت موسی پر اتاری گئی، اوران کا یہ قول سرکشی پرمبنی ہے پس اگر آپ اس بات کو گراں خیال کریں تو جان لیں کہ) وہ (یعنی انکے آباؤ اجداد) تو سوال کر چکے ہیں اس سے بھی بڑا (اکبر بمعنی اعظم ہے) موسی سے، بولے کہ ہمیں دکھا دو اللہ کو اعلانیہ (یعنی ظاہر آنکھوں سے) تو انہیں آلیا کڑک نے (یعنی بطور سزا موت نے) انکے گناہوں پر (کہ جس وقت انہوں نے اپنے اس سوال میں اصرار کیا) پھر انہوں نے بچھڑے کو (معبود) بنالیا بعد اس کے کہ روشن آیتیں ان کے پاس آ چکیں (یعنی اللہ ﷻ کی وحدانیت پر ۲...... معجزات آجانے کے بعد بھی انہوں نے ایسا کیا) اور ہم نے یہ معاف فرما دیا (اور ہم نے ان کی بیخ کنی نہ کی یعنی انہیں جڑ سے ختم نہ کیا) اور ہم نے موسی کو روشن غلبہ دیا (یعنی حضرت موسی علیہ السلام کو ان پر کھلا تسلط عطا فرمایا اس طرح کہ انہوں نے انہیں توبہ کی خاطر ایک دوسرے کو قتل کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی) پھر ہم نے ان پر طور (پہاڑ) کو اونچا کیا ان سے عہد لینے کو (یعنی ان سے عہد و پیمان لینے کی خاطر تاکہ ڈر کر حق قبول کر لیں) اور ان سے فرمایا (اس حال میں کہ طور ان پر سایہ فگن تھا) دروازے میں (بستی کے) داخل ہو جاؤ سجدہ کرتے ہوئے (یعنی سروں کو جھکا کر) اور ان سے فرمایا کہ حد سے نہ بڑھو (ایک قرأت میں فتح عین اور تشدید دال کے ساتھ ہے اور اس صورت میں اصل تاء کا ادغام دال میں ہوگا یعنی اصل میں لاتَعۡتَدُوا تھا) ہفتہ میں (یعنی اس دن مچھلیوں کا شکار کر کے) اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا (اس معاملے میں لیکن انہوں نے عہد توڑ دیا) تو ان کے عہد توڑنے کے سبب (لفظ فبما میں ما زائدہ اور با سببیہ ہے جو کہ محذوف کے متعلق ہے یعنی اصل عبارت لَعَنَّاھُم بِسَبَبِ نَقۡضِھِم ہے) اور اس لئے کہ وہ آیاتِ الٰہی کے منکر ہوئے اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے اور ان کا کہنا (نبی کریم ﷺ سے) کہ ہمارے دلوں پر پردے ہیں ......۳ (یعنی ہمارے دل آپ کا کلام سمجھ نہیں سکتے) بلکہ مہر لگا دی (ہے، طبع بمعنی ختم ہے) اللہ نے ان پر ان کے کفر کے سبب (لہذا اب وہ نصیحت کو نہیں سمجھ سکتے) تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے (ان میں سے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی) ان کے کفر کے سبب (اسے دوسری بار ذکر کیا گیا ہے یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کا انکار کرنے کے سبب، یہاں بکفرھم میں باء کو معطوف علیہ اور معطوف میں فصل کے لیے لایا گیا ہے) اور مریم پر بڑا بہتان اٹھایا ......۴ (کہ ان پر زنا کی تہمت لگائی) اور ان کا کہنا (از روئے فخر) کہ ہم نے مسیح ......۵ عیسی بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کر دیا (اپنے گمان میں، یعنی ان تمام مذکورہ وجوہ کی وجہ سے ہم نے انہیں عذاب میں مبتلا کیا، اللہ ﷻ نے ان کے حضرت عیسی علیہ السلام کو شہید کرنے کے دعوی کو جھٹلاتے ہوئے ارشاد فرمایا) اور ہے یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کے لیے انکی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا ......۶ (جسے حضرت عیسی علیہ السلام کے بدلے قتل کیا گیا اور پھانسی چڑھایا گیا اور وہ انہی کا ہی ایک ساتھی تھا، یعنی اللہ ﷻ نے اسے حضرت عیسی علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا اور وہ اسے حضرت عیسی علیہ السلام ہی گمان کرنے لگے) اور وہ جو اس بارے میں (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں) اختلاف کر رہے ہیں ضرور شبہ میں پڑے ہیں اس کی طرف سے (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل کی طرف سے، چنانچہ ان میں سے بعض نے جب مقتول کے چہرے کو دیکھا تو کہنے لگے کہ چہرہ تو حضرت عیسی علیہ السلام کا ہی ہے مگر جسم وہ نہیں تو دوسروں نے کہا کہ یہ وہی ہیں) انہیں اس کی (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل کی) کچھ بھی خبر نہیں مگر یہی گمان کی پیروی (یہ استثناء منقطع ہے تقدیر عبارت یوں ہے کہ لکن یتبعون فیه الظن الذی تخیلوہ) اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا (یقینا حال مؤکد قتل کی نفی کیلئے ہے) بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا ......۷ اور اللہ غالب (ہے اپنے ملک میں) اور حکمت والا (ہے اپنی صنعت و کاریگری میں) اور ایسا نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) کوئی کتابی (ایک بھی) جو اس پر (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام پر) ایمان نہ لائے اس کی موت سے پہلے ......۸ (یعنی موتہ میں ضمیر کا مرجع یا تو کتابی ہے یعنی جب وہ اپنی موت کے فرشتوں کو دیکھے گا تو حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا اور اس وقت اس کا ایمان لانا مفید نہیں ہوگا یا پھر

یہ اصل میں قبل موت عیسی تھا یعنی جب حضرت عیسی علیہ السلام قرب قیامت سے پہلے جلوہ گر ہوں گے جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے تو انکے وصال الی الحق سے پہلے کتابیوں کا ایمان لانا مراد ہے) اور قیامت کے دن وہ (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام) ان پر گواہ ہو گا (اس بات کا جو کچھ یہود نے ان کے مبعوث ہونے کے بعد کیا تھا) تو ظلم کے سبب (فبظلم میں باء سببیہ ہے) ہم نے بعض وہ ستھری چیزیں کہ ان کے لیے حلال تھیں ان پر حرام فرمادیں (یعنی جن کا تذکرہ اللہ عزوجل نے سورۂ انعام کی اس آیت مبارکہ میں کیا ہے کہ ﴿حرمنا کل ذی ظفر﴾ الایۃ) اور ان کے روکنے کے سبب (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے (یعنی اس کے دین سے) اور اس لئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے (توریت میں) منع کئے گئے تھے اور لوگوں کے مال ناحق کھا جاتے (فیصلوں میں رشوت لے کر) اور ان میں جو کافر ہوئے ہم نے ان کے لیے دردناک (الیم بمعنی مؤلم ہے) عذاب تیار کر رکھا ہے ہاں جو پکے علم کے (یعنی علم میں ثابت) ہیں ان میں (سے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ) اور ایمان والے ہیں (یعنی مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم) وہ ایمان لاتے ہیں جو اے محبوب! تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے (کتابوں میں) اترا اور نماز قائم رکھنے والے (ہیں، یہ منصوب علی المدح ہے اور ایک قرأت میں مرفوع پڑھا گیا ہے) اور زکوۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے، ایسوں کو ہم عنقریب دینگے (سنؤتیھم میں دو لغتیں ہیں نون اور یاء کے ساتھ) بڑا ثواب (یعنی جنت)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یسئلک اھل الکتب ان تنزل علیھم کتبا من السماء﴾

یسئلک: فعل ومفعول، اھل الکتب: فاعل، ان: مصدریہ تنزل علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو، کتبا: موصوف، من السماء: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول بہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقد سالوا موسی اکبر من ذلک فقالوا ارنا اللہ جھرۃ فاخذتھم الصعقۃ بظلمھم﴾

ف: فصیحیہ، قد: تحقیقیہ، سالوا موسی: فعل بافاعل ومفعول، اکبر من ذلک: شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط مقدر اذا استکبرت ماقالوا وشبھت مماسالوہ تعنتا واشتطا طا کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، قالوا: قول، ارنا اللہ: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، جھرۃ: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف اول قد سالوا پر، ف: عاطفہ، اخذتھم الصعقۃ بظلمھم: فعل بامفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی قد سالوا پر۔

﴿ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاء تھم البینت فعفونا عن ذلک﴾

ثم: عاطفہ، اتخذوا العجل: فعل بافاعل ومفعول، من بعد ماجاء تھم البینت: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، عفونا عن ذلک: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر ماقبل قالوا ارنا پر معطوف۔

﴿واتینا موسی سلطنا مبینا ورفعنا فوقھم الطور بمیثاقھم وقلنا لھم ادخلوا الباب سجدا﴾

و: عاطفہ، اتینا موسی: فعل بافاعل ومفعول، سلطنا مبینا: مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، رفعنا فوقھم: فعل بافاعل وظرف، الطور: مفعول، بمیثاقھم: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قلنا لھم: قول، ادخلوا: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال،

سجدا: حال، ملکر فاعل، الباب: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وقلنا لهم لا تعدوا في السبت واخذنا منهم ميثاقا غليظا﴾

و: عاطفہ، قلنالھم: قول، لاتعدو افی السبت: جملہ فعلیہ مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، و: عاطفہ، اخذنامنھم: فعل با فاعل وظرف لغو، میثاقا غلیظا: مرکب توصیفی مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فبما نقضهم ميثاقهم وكفرهم بايت الله وقتلهم الانبياء بغير حق وقولهم قلوبنا غلف﴾

ف: مستانفہ، ب: جار، ما: زائدہ، نقض: مصدر مضاف، ھم: ضمیر مضاف الیہ فاعل، میثاقھم: مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، کفر: مصدر مضاف، ھم: ضمیر مضاف الیہ فاعل، بایت اللہ: ظرف لغو ملکر شبہ جملہ معطوف اول، و: عاطفہ، قتل: مصدر مضاف، ھم: ضمیر مضاف الیہ فاعل، الانبیاء: ذوالحال، بغیر حق: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، قولھم: قول، قلوبنا غلف: جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر معطوف ثالث، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر فعلنا فعل محذوف کیلئے اصل میں یوں تھا فعلنا بھم مافعلنا بسبب نقضھم ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل طبع الله عليها بكفرهم فلا يؤمنون الا قليلا﴾

بل: حرف اضراب، طبع اللہ علیھا بکفرھم: فعل با فاعل وظرف لغو اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، لایومنون: فعل واؤ ضمیر مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، قلیلا: مستثنی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وبكفرهم وقولهم على مريم بهتانا عظيما﴾

و: عاطفہ، ب: جار، کفرھم: مصدر مضاف، ھم: ضمیر مضاف الیہ فاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، قولھم: مصدر مضاف ھم ضمیر مضاف الیہ فاعل، علی مریم: ظرف لغو، بھتانا عظیما: صفتان، قولا مصدر محذوف کیلئے، مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر مجرور، اپنے جار سے ماقبل بل طبع اللہ علیھا بکفرھم میں بکفرھم پر، ملکر جملہ فعلیہ

﴿وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم﴾

و: عاطفہ، قول: مصدر مضاف، ھم: مضاف الیہ فاعل، ملکر قول، انا: حرف مشبہ واسم، قتلنا: فعل با فاعل، المسیح: مبدل منہ، عیسی: موصوف، ابن مریم: مرکب اضافی صفت اول، رسول اللہ: صفت ثانی ملکر بدل، اپنے مبدل منہ سے ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر ذوالحال، و: حالیہ، ماقتلوہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وماصلبوہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، ولکن شبہ لھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر ماقبل قولھم علی مریم پر معطوف۔

﴿وان الذین اختلفوا فیه لفی شک منه مالهم به من علم الا اتباع الظن﴾

و: مستانفہ، ان: حرف مشبہ بالفعل، الذین اختلفوا فیه: موصول صلہ ملکر اسم، لام: تاکیدیہ، فی: جار، شک: موصوف، منه: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، جار سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ، ما: نافیہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، به: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، علم: مستثنیٰ منہ، الا: حرف انشاء، اتباع الظن: مستثنیٰ، ملکر ذوالحال، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وماقتلوه یقینا بل رفعه الله الیه وکان الله عزیزا حکیما﴾

و: عاطفہ، ماقتلوه: فعل نفی واؤ ضمیر ذوالحال، یقینا: حال، ملکر فاعل، ہ: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، بل: حرف عطف واضراب، رفعه الله الیه: فعل بامفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، کان الله: فعل ناقص واسم، عزیزا حکیما: خبر اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته﴾

و: مستانفہ، ان: نافیہ، من اهل الکتاب: ظرف مستقر صفت، احد محذوف کیلئے، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مبتداء، الا: اداۃ حصر، لام: قسمیہ، یومنن به: فعل بافاعل وظرف لغو، قبل موۃ: ظرف زمان، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف اقسم کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ملکر فعلیہ مستانفہ۔

﴿ویوم القیمة یکون علیهم شهیدا﴾

و: عاطفہ، یوم القیمة: ظرف مقدم، علیهم: ظرف لغو مقدم، شهیدا: صفت مشبہ بافاعل یہ سب شبہ جملہ ہوکر خبر، یکون: فعل ناقص بااسم، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فبظلم من الذین هادوا حرمنا علیهم طیبت احلت لهم وبصدهم عن سبیل الله کثیرا﴾

ف: مستانفہ، ب: جار، ظلم: موصوف، من الذین هادوا: ظرف مستقر صفت ملکر مرکب توصیفی ہوکر مجرور، اپنے جار سے ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ب: جار، صد: مصدر مضاف، هم: مضاف الیہ فاعل، عن سبیل الله: ظرف لغو، کثیرا: مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور، اپنے جار سے ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، حرمنا علیهم: فعل بافاعل وظرف لغو ثانی، طیبت: موصوف، احلت لهم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، حرمنا، اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واخذهم الربوا وقد نهوا عنه واکلهم اموال الناس بالباطل﴾

و: عاطفہ، اخذ: مصدر مضاف، هم: ضمیر مضاف الیہ فاعل، الربوا: ذوالحال، وقد نهوا عنه: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اکل: مصدر مضاف، هم: ضمیر مضاف الیہ فاعل، اموال الناس: مفعول، بالباطل: ظرف لغو، ملکر

شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر ماقبل صدھم عن سبیل اللہ پر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واعتدنا للکفرین منھم عذابا الیما﴾

و: عاطفہ، اعتدنا للکفرین منھم: فعل بافاعل وظرف لغو، عذابا الیما: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل حرمنا پر معطوف۔

﴿لکن الرسخون فی العلم منھم والمؤمنون یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک﴾

لکن: حرف استدارک، الراسخون: اسم فاعل ھم ضمیر ذوالحال، منھم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، فی العلم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، والمومنون: معطوف ملکر مبتداء، یومنون: فعل بافعل، ب: جار، ماانزل الیک: موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، وما انزل من قبلک: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والمقیمین الصلوۃ والمؤتون الزکوۃ والمؤمنون باللہ والیوم الاخر﴾

و: معترضہ، المقیمین: اسم فاعل بافاعل، الصلوۃ: مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر اعنیی او اخص المقیمین الصلوۃ فعل محذوف کیلئے، مفعول ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، المؤتون الزکوۃ: شبہ جملہ معطوف ثانی، ماقبل الراسخون پر، والمومنون باللہ والیوم الاخر: شبہ جملہ معطوف ثالث ماقبل الراسخون پر۔

﴿اولئک سنؤتیھم اجرا عظیما﴾

اولئک: مبتدا، س: ظرف استقبال، نوتیھم: فعل، فاعل ومفعول، اجرا عظیما: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ

﴿شان نزول﴾

☆......**یسئلک اھل الکتب ان تنزل علیھم**......☆ یہود میں کعب بن اشرف اور فخاص بن عازوراء نے سید عالم ﷺ سے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے پاس آسمان سے یک بارگی کتاب لائیے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام توریت لائے تھے یہ سوال انکا طلب واتباع کے لیے نہ تھا بلکہ سرکشی وبغاوت سے تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآن مجید کا یکبارگی نازل ہونا بھی ممکن تھا:

۱......یہود نے سید عالم ﷺ سے قرآن مجید فرقان حمید کے یک بارگی نازل ہونے کی خواہش ظاہر کی جیسا کہ توریت یک بارگی نازل ہوئی تھی اور یہ خواہش انہوں نے از رائے تعنت یعنی محض پریشان کرنے کے لئے کی تھی حسن کہتے ہیں کہ اگر وہ یہ خواہش ہدایت طلب کرنے کے لئے کرتے تو انکو ضرور عطا کر دیا جاتا، کیونکہ یک بارگی قرآن مجید اتارنا ممکن تھا۔ (المدارک، ج۱، ص ۴۱۱)

قرآن مجید کے یکبارگی نازل نہ کرنے کی حکمتیں:

قرآن مجید کے قسط وار نازل ہونے کو یہود نے اپنی کم عقلی سے نقص گردانا حالانکہ اس میں ہمارے نبی ﷺ کی بڑی فضیلت

ہے کیونکہ کتاب نازل کرنے کا جو رابطہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زندگی میں صرف ایک بار قائم ہوا وہ رابطہ ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ تا حیات قائم رہا، حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لینے کے لئے طور پر گئے تھے، نبی پاک ﷺ کو قرآن لینے کیلئے کہیں جانا نہیں پڑتا تھا، بلکہ آپ ﷺ جہاں تشریف فرما ہوتے تھے قرآن وہیں نازل ہو جاتا تھا، خواہ آپ ﷺ بدر کے میدان میں ہوں یا احد کی گھاٹیوں میں، غار ثور میں ہوں، یا کسی سواری پر ہوں، حضرت بی بی عائشہ صدیقہ کے بستر پر ہوں، جہاں آپ ہوتے تھے قرآن مجید وہیں نازل ہو جاتا تھا، لوگ آپ ﷺ سے سوالات کرتے تھے اس کے نتیجے میں آیتیں نازل ہوتی تھیں، یہود و نصاریٰ کے اعتراض کے جواب میں اور مختلف پیشن گوئیوں کے نتیجے میں آیات نازل ہوتی تھیں، یہ سہولت یک بارگی قرآن میں کہاں ہے پھر اگر یک بارگی کتاب نازل ہوتی تو تمام احکام یک بارگی فرض ہو جاتے اور لوگوں کے لئے ایک دم ان پر عمل کرنا اور پرانی عادتوں اور رسموں کو چھوڑنا مشکل ہوتا، بتدریج قرآن کے نزول سے لوگوں پر اسلام کا قبول کرنا آسان ہو گیا، قرآن مجید کو یک بارگی نازل نہ کرنے میں یہ فضیلت، باریکیاں اور فوائد ہیں جو یہودی کی سمجھ میں نہیں آئے اور ان کو سمجھایا گیا تو انہوں نے اپنی ہٹ دھرمی سے مانا نہیں۔ (تبیان القرآن، ج۲، ص ۸۷۷)

علی وحدانية الله:

۲......اس سے مراد یہ ہے کہ ''یعنی اس کی قدرت، علم اور قدیم ہونے اور اس کے اجسام و اعراض کے مخالف (پاک) ہونے اور موسیٰ کی صداقت پر دلیل ہے''۔ (الجمل، ج۲، ص ۱۴۸)

غلف:

۳......اغلف کی جمع ہے جیسے حمر، احمر کی، اور صحیح یہ ہے کہ غلاف کی جمع ہو جیسے کتاب کی جمع کتب ہے اور فاء پر سکون تخفیف کے لئے ہے۔ (الجمل، ج۲، ص ۱۴۹)

بی بی مریم پر بھتان عظیم:

۴......یہاں یہود کے ایک قبیح جرم کا ذکر کیا گیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ یہود نے بی بی مریم پر بدکاری کا الزام لگایا کہ انہوں نے یہ فعل اس وقت کیا جب کہ وہ حالت حیض میں تھیں۔ (ابن کثیر، ج۱، ص ۷۰۵)

لفظ مسیح کی توجیه:

۵......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انہیں مسح بالبرکت فرمایا تھا، اس لحاظ سے وہ ممسوح (یعنی مسح کیے گئے) ہوئے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ مریض، اندھے اور کوڑھی کو مسح کرتے تو وہ ٹھیک ہو جاتا اس وجہ سے ان کو مسیح بمعنی ماسح (یعنی مسح کرنے والا) کہا جاتا ہے (المدارک، ج۱، ص ۴۱۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو قتل ہوئے نہ ہی سولی دیئے گئے:

٦......ایک روایت میں ہے کہ یہود کی ایک جماعت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو گالیاں دیں، آپ علیہ السلام نے ان کے لئے بددعا کی تو اللہ عزوجل نے انہیں بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کر دیا، اس بناء پر یہودیوں نے آپ

علیہ السلام کو قتل کرنے پر اتفاق کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی خبر دی کہ وہ انہیں آسمان کی طرف اٹھا لے گا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ میری شبیہ اس پر ڈال دی جائے ، اسے قتل کردیا جائے اور سولی پر لٹکا دیا جائے اور جنت میں داخل کردیا جائے ، آپ علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک آدمی اٹھا اللہ تعالیٰ نے اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی اسے قتل کردیا گیا اور سولی پر لٹکا دیا گیا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی شبیہ اس خادم پر ڈال دی تھی جس نے یہودیوں کو آپ علیہ السلام کے متعلق بتایا تھا۔ یہودیوں کے رئیس یہودا نے آپ علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے ایک کو حکم دیا جس کا نام طیطانوس تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہو کر قتل کردے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ اس طیطانوس پر ڈال دی جب وہ باہر نکلا تو یہودیوں نے یہ گمان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اسے پکڑ کر سولی دے دی گئی ، ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک کمرے میں بند کردیا اور نگہبان مقرر کردیا اللہ تعالیٰ نے اس نگہبان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی جسے یہودیوں نے قتل کردیا۔ (المظھری، ج۲، ص۲٤۹)

اللہ جل جلالہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا:

یعنی یہ ہے کہ یہود نے نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ہی سولی دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھالیا اور انہیں کافروں کے بُرے ارادے سے پاک کیا۔ (الخازن، ج۱، ص٤٤٥)

اللہ رب العالمین جگہ و مکان سے پاک ہے اگر اس پاک ذات مقدسہ کے لئے جگہ و مکان کو مانیں تو پھر جسم بھی ماننا پڑے گا اور اللہ جل جلالہ جسم سے بھی پاک ہے چنانچہ ہم اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لئے شرح عقائد کی عبارت پیش کرتے ہیں **علامہ تفتازانی** علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''ولا یتمکن فی مکان لان التمکن عبارۃ عن نفوذ یعنی ذات باری تعالیٰ کو کسی مکان میں متمکن نہیں مانا جاسکتا اس لئے کہ کسی جگہ میں متمکن ہونے کو نفوذ سے تعبیر کیا جاتا ہے''۔ (شرح عقائد، ص٤٠)

اب ہم ان لوگوں کی بھی بات کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ، جگہ و مکان سب مانتے ہیں ، **علامہ غلام رسول سعیدی** صاحب اپنی تفسیر تبیان القرآن کی جلد۲، ص۸۵۸ پر فرماتے ہیں کہ شیخ احمد بن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ اللہ تعالیٰ کے لئے جہت کی آیات کو ظاہر پر محمول کرتے ہیں سورۃ النساء کی زیر تفسیر آیت سے بھی انہوں نے اپنے موقف پر استدلال کیا ہے۔

(شرح العقیدہ الواسطیہ ، ص٦٥)

نیز لکھا کہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی (مرتفع ، مستقر ، یا صاعد) ہونے کا ذکر ہے اور یہ آیات ان کے نزدیک اپنے ظاہری معنی پر محمول ہیں اور ان میں سلطنت کے غلبہ کا معنی کرنا باطل ہے۔ (شرح العقیدہ الواسطیۃ ، ص٦٣)

مشہور سیاح ابن بطوطہ لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ دمشق کا بہت بڑا عالم تھا ، لیکن اس کی عقل میں کمی تھی ، دمشق کے علماء کے اس پر اعتراض تھے اس کو قاضی القضاۃ کے سامنے پیش کیا گیا اور اس سے کہا ان اعتراضات کے جواب دو ، اس نے کہا لا الہ اللہ اور کوئی جواب نہیں دیا ، دوبارہ کہا اس نے دوبارہ یہی جواب دیا اس کو قاضی القضاۃ نے قید کردیا ، میں نے دمشق کے قیام کے دوران ایک دن اس کے پیچھے جمعہ پڑھا ، یہ مسجد کے منبر پر وعظ کررہا تھا ، دوران وعظ اس نے کہا اللہ آسمان سے اس طرح اترتا ہے یہ کہہ کر اس نے منبر سے اتر کر دکھایا ، پھر اس سے ابن الزھراء مالکی نے معارضہ کیا اور لوگوں نے ہاتھوں اور جوتوں سے اس کو اس قدر مارا کہ اس کی پگڑی گر گئی اور اس کا لباس پھٹ گیا اس کو ایک حنبلی قاضی کے پاس لے گئے انہوں نے اس کو قید کرنے اور تعزیر لگانے کا حکم دیا اس کے

مردود اقوال میں سے یہ ہیں: اس نے کلمہ واحدہ سے تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیا، قبر انور کی زیارت کرنے والوں کے لئے نماز قصر کرنے کو نا جائز کہا، ملک ناصر نے اسے قلعے میں قید کرنے کا حکم دیا اور یہ وہیں مر گیا۔ (رحلہ ابن بطوطہ، ج ١، ص١١٢،١١١)

قرب قیامت میں اہل کتاب کا ایمان :

۸......اس بارے میں ابن جریر فرماتے ہیں کہ اس کے متعلق مفسرین کی مختلف آراء ہیں، بعض فرماتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات سے پہلے تمام اہل کتاب آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے یعنی جب آپ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے اتریں گے اس وقت تمام مذاہب یکجا ہو جائیں گے یعنی تمام لوگ دین اسلام کے پیرو ہونگے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے یہی مروی ہے حضرت ابو مالک فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہونگے تو تمام اہل کتاب آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت ابن عباس سے دوسری یہ روایت مروی ہے کہ یہاں اہل کتاب سے مراد یہودی ہیں، حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نجاشی اور اس کے ساتھی ہیں آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ قسم بخدا حضرت عیسی علیہ السلام اس وقت بھی آسمان میں زندہ ہیں جب وہ نازل ہونگے تو سب لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے، آپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے حضرت عیسی علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے اور وہ قیامت سے پہلے آپ علیہ السلام کو پھر دنیا میں بھیجے گا تو نیک و بد تمام آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔

☆......حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ ہر یہودی مرنے سے پہلے حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا یہی مجاہد کا قول ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ اگر کسی اہل کتاب کی گردن تلوار سے اڑا دی جائے تو روح نکلنے سے پہلے پہلے وہ حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا۔ ابن جریر فرماتے ہیں کہ ان تمام اقوال میں سب سے پہلا قول ہی واضح ہے یعنی جب قیامت سے پہلے حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے تو تمام اہل کتاب آپ علیہ السلام کے وصال سے پہلے آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے اور ان کا یہ قول بلا شک وشبہ صحیح ہے کیونکہ ان آیات مقدسہ کے سیاق کا مقصد یہودیوں کے اس دعوی کو باطل کرنا ہے کہ انہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کو قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا اور اسی طرح نصاری کے اس جاہل گروہ کے عقیدے کو غلط ثابت کرنا ہے جنہوں نے یہودیوں کی اس بات کو حق تسلیم کر لیا تھا یہاں اللہ عزوجل نے بیان فرمایا کہ درحقیقت ایسی بات نہیں جیسا کہ یہ لوگ سمجھ رہے ہیں انہوں نے عیسی علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کے مشابہ کو قتل کیا اور انہیں اس بات کا علم بھی نہ ہو سکا کہ اللہ عزوجل نے حضرت عیسی علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا وہ اب بھی وہاں زندہ ہیں اور قیامت قائم ہونے سے پہلے زمین پر اتریں گے۔

(ابن کثیر، ج ١، ص ٨٠٧)

☆......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس نشان ہے: "اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں عیسی علیہ السلام عادل حاکم بن کر نازل ہونگے وہ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کریں گے، مال اتنا بڑھے گا کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا"۔ (صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب قتل الخنزیر، ص ٣٥٤)

☆......نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "معراج کی رات میں نے حضرت موسی علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ گندمی رنگت، دراز قد، اور گنگھریالے

بالوں والے ہیں گویا وہ قبیلہ شنوء ہ کے ایک فرد ہیں"، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا: "وہ میانہ قد، میانہ جسم، رنگت کے سرخ و سفید اور سیدھے بالوں والے ہیں، پھر میں نے مالک داروغہ جہنم اور دجال کو دیکھا"، یہ ان نشانیوں میں سے ہیں جو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائیں۔
(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، ص ٥٤٠)

☆......حضرت نواس بن سمعان روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے سفید مشرقی مینارے کے پاس نازل ہونگے، زرد رنگ کی چادریں اوڑھے ہوئے اور اپنے دست مبارک دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہونگے جب آپ سر مبارک جھکائیں گے تو ایسے معلوم ہوگا جیسے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں اور جب سر مبارک اٹھائیں گے تو ایسا معلوم ہوگا جیسے سفید موتی جھڑتے ہیں جس کافر تک آپ کی سانس کی ہوا پہنچے گی وہ مر جائے گا اور آپ کے سانس کی ہوا وہاں تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نگاہ پڑے گی۔
(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال و صفتہ، ص ١٤٣٦)

اغراض:

یھود: یعنی یہود کے احبار مراد ہیں۔ **ای آبائھم**: سوال پوچھنے کو موجودہ یہود کی جانب منسوب کیا اس لئے کہ موجودہ یہود اس سے راضی تھے گویا یہ ایسا ہی ہوگیا جیسا کہ انہوں نے سوال کیا ہو۔ **فیقبلوہ**: یعنی عہد، کہ اسے نہ توڑو۔ **عیاناً**: یعنی اللہ کو ظاہری دیکھنا مراد ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم بنی اسرائیل میں سے ستر آدمی لئے اور استغفار کے لئے پہاڑ کی جانب چلے گئے کہ قوم نے بچھڑے کو معبود بنالیا تھا تو قوم کے افراد بولے کہ ﴿فقالوا ارنا اللہ جھرۃ﴾۔ **فعفونا عن ذلک**: یعنی ہم تمہاری توبہ قبول کریں گے تو تم بھی اسی طرح توبہ کرو حتی کہ تمہاری توبہ بھی قبول کرلی جائے۔

وھو مظل علیھم: یعنی طور پہاڑ ان پر بلند ہے، اور میثاق کو پہاڑ کے ساتھ مقید کرنے کا مقصد قلم کی سبقت کی وجہ سے ہے اس لئے کہ ان سے یہ بات مقام تیہ کی مدت کے بعد بستی میں داخل ہونے سے پہلے کہی گئی تھی، یہ بستی بیت المقدس کی تھی یا یا مقام اریحاء اور یوشع بن نون کی بزبانی یہ بستی قوم جبارین کی تھی جہاں یہ قوم آباد تھی، اور پہاڑ مقام تیہ میں داخل ہونے سے پہلے بلند کیا گیا جب کہ وہ توریت کو دیکھ کر بھی اس پر ایمان نہ لائے۔ **بآیات اللہ**: یعنی قرآن اور دیگر کتب سماوی۔ **لاتعدوا**: عین کی سکون اور دال کے ضمہ کے ساتھ **عدا یعدوا** سے ہے اور اس کی اصل "**تعدووا**" واو اولی کے ضمہ کے ساتھ ہے واو پر ضمہ کے ثقیل ہونے اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک واو کو حذف کر دیا اور اس کا وزن **تعفوا** ہوگیا۔

حیث رمونا بالزنا: یعنی منکرین نے الزام لگایا، بغیر باپ کے بیٹے کی تخلیق اللہ عزوجل کی قدرت سے تعلق رکھتی ہے اور کافر اس بات کے معتقد تھے اور ان کے پہلے کے علماء میں یہ بات پائی جاتی تھی کہ بغیر باپ کے بیٹا ہو ہی نہیں سکتا اور ایسا ہی ہونا چاہیے۔ **فی زعمھم**: متعلق ہے ﴿قتلنا﴾ قول کے، اور اس کا حذف کرنا مناسب ہے، اس لئے کہ عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کئے جانے والے قول کی تکذیب کرنا مابعد قول ﴿وماقتلوہ﴾ سے معلوم ہے، اور ایک نسخہ میں **فی زعمہ** مفرد ہے، اور ﴿رسول اللہ﴾ کے متعلق ہے اور یہی اولی صورت ہے۔ **ثانیا بعیسی**: اور اولاً موسیٰ علیہ السلام۔

حین تعاین ملائکۃ الموت: روایت میں ہے کہ جب یہودی کی موت کا وقت ہوگا تو فرشتے اس کے چہرے اور پیچھے ماریں گے اور اس سے کہیں گے کہ "اے اللہ کے دشمن تیرے پاس اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے تو تم نے انہیں جھٹلا دیا" وہ کہے گا میں ان پر

ایمان لایا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور نصرانی سے کہا جائے کہ ''تیرے پاس اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تو تو نے گمان کیا کہ وہ خدا ہیں یا خدا کے بیٹے''، نصرانی کہے گا کہ میں ایمان لایا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں، پس اہل کتاب ایمان لائیں گے لیکن عذاب کو دیکھتے وقت ان کا ایمان لانا ان کے لئے قابل قبول نہ ہوگا۔

او قبل موت عیسٰی: یہ آخر تفسیر ہے جو کہ صحیح ہے، معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس وقت زمین پر نزول فرمائیں گے اس وقت زمین پر کوئی یہودی یا عیسائی نہ ہوگا، یا اللہ کے سوا کسی معبود کی عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا، سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی پر ایمان لائیں گے یہاں تک کہ کل کی کل ملت اسلامیہ ہی ہو جائے گی۔ **فاطاعوہ**: یعنی ان میں سے ستر ہزار ۷۰۰۰۰ ایک دن میں قتل ہوئے۔

بالرشاد فی الحکم: رشاد جمع ہے رشوۃ کی، یہ وہ (رقم وغیرہ) ہے جو حاکم کو کوئی شخص اپنے فیصلے کے حوالے سے دیتا ہے، اور ان امور کے ذکر کرنے کا مقصد نصیحت کا حصول ہے، اور یہ بیان کرنا بھی مقصود ہے کہ شریعت میں یہ حرام ہے اور حدیث میں ہے کہ ''ہر وہ گوشت جو حرام سے بنا ہے آگ اس کی زیادہ مستحق ہے''، بولے سحت یعنی رشوت کیا ہے؟ فرمایا ''جو فیصلوں میں دی جاتی ہے''، پس حاکم کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی فیصلے پر کچھ لے، اور اسی کی مثل ضامن بھی ہے، اور منصب والا، اور مقروض، اور حدیث شریف میں ہے کہ ''تین چیزوں (کا اجر) صرف اللہ کے پاس ہے قرض، ضمان اور منصب''۔

نصب علی المدح: پس جملہ معترضہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان ہے، اور نصب کا ہونا شان تعظیم کی وجہ سے ہے، اور مفسر نے کہا کہ یہ آیت سے پیدا ہونے والی عجیب اچھی بات ہے، اور مناسب ہے کہ الیک کے کاف پر معطوف ہو اور اس سے مراد نماز قائم کرنے والے انبیاء علیہم السلام ہوں اور یہ بھی صحیح ہے کہ ماانزل پر معطوف ہو اور اس سے مراد نماز قائم کرنے والے حضرات انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ ہوں اور یہ بھی درست ہے کہ منھم کے ھاء پر معطوف ہو اور نماز قائم کرنے والے راسخ فی العلم مراد ہوں۔

ھو الجنۃ: یعنی اس میں ہمیشہ رہنا مراد ہے اور اس کے مقابل ﴿واعتدنا لھم عذابا الیما﴾ ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۷۷ وغیرہ)

لیخافوا: یعنی یہود نے لوگوں کو توریت کی شریعت کو قبول کرنے سے روکا تو اللہ ﷻ نے ان پر طور پہاڑ کو بلند فرمادیا تو انہوں نے قبول کرلیا۔ **ھم الیھود**: انہیں یہود اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے ہدایت پائی یعنی توبہ کی اور بچھڑے کی عبادت سے تائب ہوئے۔ **سجود انحناء**: یعنی سروں کو عاجزی میں جھکاتے ہوئے، مراد اس سے تواضع اور خضوع کا حاصل کرنا تھا لیکن انہوں نے مخالفت کی اور وہ کولہوں کے بل گھسٹتے ہوئے گزرے۔ **مفتخرین**: یعنی انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا بلکہ وہ ذکر کردہ (اپنے گمان فاسد میں کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے) فخر میں ہیں۔ **وھو صاحبھم**: انہی میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ منافقت کرتا ہے، پس لوگ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ منافق شخص کہتا ہے کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں ہیں؟ جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوتے ہیں تو آپ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا جاتا ہے اور اسی منافق شخص پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی جاتی ہے اور لوگ اپنے ہی آدمی کو مار دیتے ہیں، اور اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام گمان کرتے ہیں۔

(الجمل، ج۲، ص۱۴۸ وغیرہ)

رکوع نمبر:۳

﴿انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبین من بعده﴾ کما ﴿واوحینا الی ابرهیم واسمعیل واسحق﴾ اِبْنَیْهِ ﴿ویعقوب﴾ ابْنَ اِسْحٰقَ ﴿والاسباط﴾ اولادِهٖ ﴿وعیسی وایوب ویونس وهارون وسلیمن واتینا﴾ اَبَاهُ ﴿داود زبورا (۱۶۳)﴾ بِالْفَتْحِ اِسْمٌ لِلْكِتَابِ الْمُؤْتٰی، وَالضَّمِّ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰی مَزْبُوْرًا اَیْ مَكْتُوْبًا ﴿و﴾ اَرْسَلْنَا ﴿رسلا قد قصصنهم علیک من قبل ورسلا لم نقصصهم علیک﴾ رُوِیَ اَنَّهٗ تَعَالٰی بَعَثَ ثَمَانِیَةَ اٰلَافِ نَبِیٍّ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ مِنَ اِسْرَائِیْلَ وَاَرْبَعَةَ اٰلَافٍ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ قَالَهُ الشَّیْخُ فِیْ سُوْرَةِ غَافِرٍ ﴿وكلم الله موسی﴾ بِلَا وَاسِطَةٍ ﴿تكلیما (۱۶۴) رسلا﴾ بَدَلٌ مِنْ رُسُلًا قَبْلَهٗ ﴿مبشرین﴾ بِالثَّوَابِ مَنْ اٰمَنَ ﴿ومنذرین﴾ بِالْعِقَابِ مَنْ كَفَرَ اَرْسَلْنَاهُمْ ﴿لئلا یكون للناس علی الله حجة﴾ مَقَالٌ ﴿بعد﴾ اِرْسَالِ ﴿الرسل﴾ اِلَیْهِمْ فَیَقُوْلُوْا (ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایاتک ونکون من المؤمنین) فَبَعَثْنَاهُمْ لِقَطْعِ عُذْرِهِمْ ﴿وكان الله عزیزا﴾ فِیْ مُلْكِهٖ ﴿حكیما (۱۶۵)﴾ فِیْ صُنْعِهٖ وَنَزَلَ لَمَّا سُئِلَ الْیَهُوْدُ عَنْ نُبُوَّتِهٖ ﷺ فَاَنْكَرُوْهُ ﴿لكن الله یشهد﴾ یبین نبوتک ﴿بما انزل الیک﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْمُعْجِزِ ﴿انزله﴾ مُتَلَبِّسًا ﴿بعلمه﴾ اَیْ عَالِمًا بِهٖ اَوْ وَفِیْهِ عِلْمُهٗ ﴿والملئكة یشهدون﴾ لَكَ اَیْضًا ﴿وكفی بالله شهیدا (۱۶۶)﴾ عَلٰی ذٰلِكَ ﴿ان الذین كفروا﴾ بِاللّٰهِ ﴿وصدوا﴾ النَّاسَ ﴿عن سبیل الله﴾ دِیْنَ الْاِسْلَامِ بِكَتْمِهِمْ نَعْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَهُمُ الْیَهُوْدُ ﴿قد ضلوا ضللا بعیدا (۱۶۷)﴾ عَنِ الْحَقِّ ﴿ان الذین كفروا﴾ بِاللّٰهِ ﴿وظلموا﴾ نَبِیَّهٗ بِكِتْمَانِ نَعْتِهٖ ﴿لم یكن الله لیغفرلهم ولا لیهدیهم طریقا (۱۶۸)﴾ مِنَ الطُّرُقِ ﴿الا طریق جهنم﴾ اَیِ الطَّرِیْقَ الْمُؤَدِّیْ اِلَیْهَا ﴿خلدین﴾ مُقَدَّرِیْنَ الْخُلُوْدَ ﴿فیها﴾ اِذَا دَخَلُوْهَا ﴿ابدا وكان ذلک علی الله یسیرا (۱۶۹)﴾ هَیِّنًا ﴿یایها الناس﴾ اَیْ اَهْلُ مَكَّةَ ﴿قد جاء كم الرسول﴾ مُحَمَّدٌ ﷺ ﴿بالحق من ربكم فامنوا﴾ بِهٖ وَاقْصِدُوْا ﴿خیرا لكم﴾ مِمَّا اَنْتُمْ فِیْهِ ﴿وان تكفروا﴾ بِهٖ ﴿فان لله ما فی السموت والارض﴾ مِلْكًا وَخَلْقًا وَعَبِیْدًا فَلَا یَضُرُّهٗ كُفْرُكُمْ ﴿وكان الله علیما﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿حكیما (۱۷۰)﴾ فِیْ صُنْعِهٖ بِهِمْ ﴿یاهل الكتب﴾ الْاِنْجِیْلِ ﴿لا تغلوا﴾ تَتَجَاوَزُوْا الْحَدَّ ﴿فی دینكم ولا تقولوا علی الله الا﴾ الْقَوْلَ ﴿الحق﴾ مِنْ تَنْزِیْهِهٖ عَنِ الشَّرِیْكِ وَالْوَلَدِ ﴿انما المسیح عیسی ابن مریم رسول الله وكلمته القها﴾ اَوْصَلَهَا اللّٰهُ ﴿الی مریم وروح﴾ اَیْ ذُوْ رُوْحٍ ﴿منه﴾ اُضِیْفَ اِلَیْهِ تَعَالٰی تَشْرِیْفًا لَهٗ

وَلَیْسَ کَمَا زَعَمْتُمْ اِبْنَ اللّٰہِ اَوْ اِنَّھَا مَعَہٗ اَوْ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ لِاَنَّ ذَا الرُّوْحِ مُرَکَّبٌ وَالْاِلٰہُ مُنَزَّہٌ عَنِ التَّرْکِیْبِ وَعَنْ نِسْبَۃِ الْمُرَکَّبِ اِلَیْہِ ﴿فَاٰمنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا﴾ اَلْاٰلِھَۃُ ﴿ثلثۃ﴾ اَللّٰہُ وَعِیْسٰی وَاُمُّہٗ ﴿انتھوا﴾ عَنْ ذٰلِکَ وَاْتُوْا ﴿خیرا لکم﴾ مِنْہُ وَھُوَ التَّوْحِیْدُ ﴿انما اللہ الہ واحد سبحنہ﴾ تَنْزِیْھًا لَہٗ عَنْ ﴿ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموت وما فی الارض﴾ خَلْقًا وَمِلْکًا وَالْمِلْکِیَّۃُ تُنَافِی النُّبُوَّۃَ ﴿وکفی باللہ وکیلا (۱۷۱)﴾ شَھِیْدًا عَلٰی ذٰلِکَ۔

﴿ترجمہ﴾

بے شک اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح ...... ۱ ...... اوراس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی اور (جیسے) ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں صاحبزادوں کو بھیجی) اور یعقوب (یعنی حضرت اسحٰق علیہ السلام کے صاحبزادے) اوران کے بیٹوں (اسباط بمعنی اولاد ہے) اور عیسٰی اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو وحی بھیجی، اور ہم نے دی (حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد ماجد) داؤد کو زبور (زَبور فتح کے ساتھ ہو تو یہ نام ہوگا عطا کردہ کتاب کا اور بالضم ہو تو مصدر ہے بمعنی مزبور یعنی مکتوبا) اور (ہم نے بھیجا) رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم تم سے فرما چکے تھے اوران رسولوں کو جن کا ذکر تم سے نہ فرمایا ...... ۲ ...... (مروی ہے کہ اللہ عزوجل نے آٹھ ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے جس میں سے چار ہزار بنی اسرائیل سے اور چار ہزار دیگر تمام انسانوں میں سے ہیں جیسا کہ شیخ جلال الدین محلی نے سورۂ غافر میں ذکر کیا ہے) اور اللہ نے موسٰی سے (بلا واسطہ) حقیقتا کلام فرمایا ...... ۳ ...... رسول (یہ رُسُلًا ماقبل رسلا سے بدل بن رہا ہے) خوشخبری دیتے (ثواب کی ایمان والوں کو) اور ڈر سناتے (سزا کا کافروں کو اور ہم نے ان رسولوں کو بھیجا) کہ اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے بعد (بھیجنے کے) رسولوں کے (ان کی طرف) کہ وہ یہ کہیں کہ اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور مومن بن جاتے (پس ہم نے ان کے عذر کا خاتمہ کرنے کے لئے ان میں رسول بھیج دیئے) اور اللہ غالب (ہے اپنے ملک میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) جب یہود سے (سید عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے انکار کردیا، لہذا اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ) اے محبوب! اللہ اسکا گواہ ہے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بیان کرتا ہے اس کے ساتھ) جو اس نے تمہاری طرف اتارا (یعنی عقل انسانی کو عاجز کر دینے والا قرآن) اس نے اتارا اسے (باء ملابسۃ کے لئے ہے) اپنے علم سے (یعنی وہ اس کا عالم ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ اس قرآن کریم میں علم اسی ذاتِ حق کا ہے) اور فرشتے (بھی آپ پر اسی طرح) گواہ ہیں، اور اللہ کی گواہی کافی ہے (اس پر) وہ جنہوں نے کفر کیا (اللہ کے ساتھ) اور روکا (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے (یعنی دینِ اسلام سے، نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ چھپا کر ان سے مراد یہود ہیں) بے شک وہ (حق سے بھٹک کر) دور کی گمراہی میں پڑے بے شک جنہوں نے کفر کیا (اللہ کے ساتھ) اور ظلم کیا (اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، ان کی شان چھپا کر) اللہ ہرگز نہ بخشے گا انہیں اور نہ کوئی راہ (بہت سی راہوں میں سے) دکھائے مگر جہنم کا راستہ (یعنی ایسا راستہ جو انہیں جہنم تک پہنچادے گا) ہمیشہ رہیں گے (دوام انکے حق میں طے ہے) اس میں (یعنی جب وہ اس میں داخل ہوں گے) ہمیشہ اور یہ اللہ کو آسان ہے (ھینا بمعنی سھلا ہے) اے لوگو! (یعنی اہلِ مکہ) تمہارے پاس آئے رسول (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے پس ایمان لے آؤ (ان پر اور اختیار کرلو) اپنے لئے خیر کو (جو تمہاری اس موجودہ حالتِ کفر کے مقابلے میں کہیں بہتر ہے) اور اگر تم کفر کرو (اس کے ساتھ) تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (یعنی سب اسی کے مملوک، مخلوق اور بندے ہیں تو تمہارا کفر اسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا) اور اللہ علم رکھنے والا (ہے اپنی مخلوق کا) حکمت والا ہے (اس صفت میں جو وہ لوگوں کے ساتھ فرماتا ہے) اے اہلِ کتاب (انجیل کے ماننے والو!) زیادہ نہ کرو......ﮯ......(یعنی حد سے تجاوز نہ کرو) اپنے دین میں اور اللہ پر نہ کہو مگر (وہی بات جو) سچ (ہو یعنی یہ کہ وہ شریک اور اولاد سے پاک ہے) مسیح عیسی مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ بھیجا اس نے (یعنی اللہ عزوجل نے اسے پہنچایا) مریم کی طرف اور ایک روح......ﮯ......(یعنی روح والا) اس کے یہاں سے (یہاں روح کی اضافت حق عزوجل کی طرف تشریفاً کی گئی ہے یعنی ایسا نہیں جیسا کہ تم گمان کرتے ہو کہ وہ اللہ کے فرزند یا الوہیت میں اللہ کے شریک ہیں یا تین میں کے تیسرے ہیں، اس لئے کہ ہر ذی روح شے مرکب ہوتی ہے اور اللہ عزوجل ترکیب اور مرکب کی اس کی جانب نسبت ہونے سے بھی پاک ہے) تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو (کہ معبود) تین (ہیں یعنی اللہ، حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ) باز رہو (اس سے اور وہ کرو جو) تمہارے لئے بہتر ہو (عقیدۂ تثلیث سے اور وہ توحید ہے) اللہ تو ایک ہی خدا ہے، پاکی ہے اسے اس سے (یعنی وہ اس بات سے پاک ہے) کہ اس کے کوئی بچہ ہو، اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے (مخلوق، مملوک اور بندے ہونے کے اعتبار سے اور ملکیت نبوت کے منافی ہوتی ہے) اور اللہ کافی ہے کارساز (یعنی اس پر محافظ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبین من بعده﴾

انا: حرف مشبہ و اسم، اوحینا الیک: فعل با فاعل و ظرف لغو: کاف: جار، ما: موصولہ، اوحینا: فعل با فاعل، الی: جار، نوح: معطوف علیہ، والنبین من بعده: معطوف، ملکر مجرور ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر ایحاء مصدر محذوف کی صفت مرکب توصیفی ملکر مفعول مطلق ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و اوحینا الی ابراهیم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط وعیسی وایوب ویونس وهارون وسلیمان﴾

و: عاطفہ، اوحینا: فعل با فاعل، الی: جار، ابراهیم: معطوف علیہ، و اسمیل و اسحق......الخ: معطوفات، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتینا داود زبورا ورسلا قد قصصنهم علیک من قبل ورسلا لم نقصصهم علیک﴾

و: عاطفہ، اتینا: فعل با فاعل، داود: مفعول اول، زبورا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، رسلا: موصوف، قد: تحقیقیہ، قصصنهم: فعل ناضمیر ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، هم: ضمیر مفعول، علیک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، رسلا: موصوف، لم نقصصهم علیک: جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر فعل محذوف اوحینا کیلئے مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکلم الله موسی تکلیما رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی الله حجة بعد الرسل﴾

و: عاطفہ کلم اللّٰہ موسی تکلیما: فعل بافاعل ومفعول بہ ومفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، رسلا: موصوف، مبشرین: اسم فاعل بافاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، منذرین: اسم فاعل بافاعل لام: جار، ان: مصدریہ، لایکون: فعل ناقص منفی، للناس: ظرف مستقر خبر مقدم، علی اللّٰہ: مستقر حال مقدم، حجۃ: موصوف، بعد الرسل: ظرف زمان متعلق محذوف صفت، ملکر ذوالحال، ملکر اسم مؤخر ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، منذرین اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت، رسلا، موصوف اپنی صفت سے ملکر ماقبل رسلا قد قصصنھم میں رسلا سے بدل۔

﴿وکان اللہ عزیزا حکیما لکن اللہ یشھد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ والملئکۃ یشھدون﴾

و: عاطفہ، کان اللّٰہ عزیزا حکیما: فعل ناقص واسم وخبر اول وثانی ملکر جملہ فعلیہ، لکن: حرف استدراک، اللّٰہ: اسم جلالت مبتداء، یشھد: فعل بافاعل، بما انزل الیک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر معطوف علیہ، انزل: فعل ھو ضمیر ذوالحال، بعلمہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ہ ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ معترضہ، و: عاطفہ، الملئکۃ: مبتداء، یشھدون: جملہ فعلیہ خبر ہوکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وکفی باللہ شھیدا ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ قد ضلوا ضللا بعیدا﴾

و: عاطفہ، کفی: فعل، ب: زائدہ، اللّٰہ: ممیز، شھیدا: تمیز ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وصدوا عن سبیل اللّٰہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ اپنے موصول سے ملکر اسم، قد: تحقیقیہ، ضلوا: فعل بافاعل، ضللا بعیدا: مرکب توصیفی مفعول مطلق ملکر جملہ فعلیہ خبر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین کفروا وظلموا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم طریقا الا طریق جھنم خلدین فیھا ابدا﴾

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وظلموا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر اسم، لم: حرف جازم ونفی، یکن: فعل ناقص، اللّٰہ: اسم، لام: جار، یغفر لھم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، اپنے جار سے ملکر معطوف و: عاطفہ، لا: نافیہ، لام: جار، یھدیھم: فعل بافاعل، وھم: ضمیر ذوالحال، خلدین: اسم فاعل بافاعل، فیھا: ظرف لغو، ابدا: ظرف ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر مفعول، طریقا: مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، طریق جھنم: مستثنی ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، اپنے جار سے ملکر معطوف، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکان ذلک علی اللہ یسیرا یایھا الناس قد جاء کم الرسول بالحق من ربکم﴾

و: مستانفہ، کان ذالک: فعل ناقص واسم، علی اللّٰہ یسیرا: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، یا: حرف ندا قائم مقام ادعو فعل انا ضمیر فاعل، ایھا: مرکب اضافی مبدل منہ، الناس: بدل، ملکر منادی قائم مقام مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ

،قد : تحقیقیہ ،جاء کم :فعل ومفعول الرسول:ذوالحال،ظرف مستقر حال،ملکر فاعل ،بالحق: ظرف لغوملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء،اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿فامنوا خیرا لکم﴾

ف: فصیحہ ،امنوا:فعل امر بافاعل،خیرالکم :شبہ جملہ ایمانا مصدر محذوف کی صفت،مرکب توصیفی ہوکر مفعول بہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذاکان الامر کما عرفتم کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تکفروا فان للہ ما فی السموت والارض کان اللہ علیما حکیما﴾

و:عاطفہ،ان :شرطیہ ،تکفروا:جزا محذوف فلا یضرہ کفر کم کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ،ف تعلیلیہ ،ان :حرف مشبہ بالفعل،اللہ :ظرف مستقر خبر مقدم،ما :موصولہ،فی السموت والارض:ظرف مستقر صلہ،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلہ ،و: مستانفہ ،کان اللہ علیما حکیما:فعل ناقص واسم وخبراول وثانی ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یاھل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الاالحق﴾

یاھل الکتاب: جملہ ندائیہ ،لاتغلوا فی دینکم :فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و:عاطفہ ،لاتقولوا:فعل بافاعل،علی اللہ:ظرف لغو،الا: اداۃ حصر،الحق:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القھا الی مریم وروح منہ﴾

انما: حرف مشبہ وما کافہ ،المسیح :مبدل منہ ،عیسی :موصوف،ابن مریم: مرکب اضافی صفت،ملکر مبتدا،رسول اللہ: معطوف علیہ ،و:عاطفہ ،کلمۃ:ذوالحال،القاھاالی مریم: جملہ فعلیہ بتقدیر قدحال ملکر معطوف اول،و: عاطفہ ،روح: موصوف،منہ:ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف ثانی،ملکر خبر،مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثۃ﴾

ف: فصیحہ ،امنوا:فعل امر بافاعل ،ب: جار،اللہ ورسولہ: معطوف علیہ ومعطوف ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،لاتقولوا:فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول ،ثلثۃ :مبتدا محذوف الھتنا کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف،ملکر شرط محذوف اذا کان الامر کذلک کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انتھوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد﴾

انتھوا: فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،خیر الکم: شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف ،اقصدوا کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،انما: حرف مشبہ وماکافہ ،اللہ :مبتدا،الہ واحد: مرکب توصیفی خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ سبحنه ان يكون له ولد ﴾

سبحنه: مصدر مضاف،ہ: ضمیر مضاف الیہ فاعل،ان: مصدریہ،یکون: فعل ناقص ،لہ: ظرف مستقر خبر مقدم،ولد: اسم موخر،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر، من مجرور ملکر ظرف لغو، سبحنہ: مصدر اپنے متعلقات سے ملکر فعل محذوف سبح کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ له ما فی السموت وما فی الارض وكفى بالله وكيلا ﴾

لہ: ظرف مستقر خبر مقدم،ما فی السموت: موصول صلہ ملکر معطوف علیہ،وما فی الارض: معطوف،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ،وکفی باللہ وکیلا: ترکیب پیچھے گزر چکی۔

﴿شان نزول﴾

☆......انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح ......☆ یہود ونصاری نے سید عالم ﷺ سے جو یہ سوال کیا تھا کہ انکے لیے آسمان سے یک بارگی کتاب نازل کی جائے تو وہ آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لائینگے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اوران پر حجت قائم کی گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوا بکثرت انبیاء ہیں جن میں سے گیارہ کے اسماء شریفہ یہاں آیت میں بیان فرمارہے ہیں اہل کتاب ان سب کی نبوت کو مانتے ہیں ان سب حضرات میں سے کسی پر بھی یکبارگی کتاب نازل نہ ہوئی تو جب اس وجہ سے ان کی نبوت تسلیم کرنے میں اہل کتاب کو کوئی پس وپیش نہ ہوا تو سید عالم ﷺ کی نبوت تسلیم کرنے میں کیا عذر ہے؟اور مقصود رسولوں کے بھیجنے سے خلق کی ہدایت اوران کو اللہ عزوجل کی توحید ومعرفت کا درس دینا اور ایمان کی تکمیل اور طریق عبادت کی تعلیم ہے کتاب کے متفرق نازل ہونے سے یہ مقصد بروجہ اتم حاصل ہوتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا بآسانی دلنشین ہوجاتا ہے اس حکمت کو نہ سمجھنا اوراعتراض کرنا حماقت ہے۔

☆...... یاهل الکتب لاتغلوا فی دینکم ......☆ یہ آیت نصاری کے حق میں نازل ہوئی جن کے کئی فرقے ہوگئے تھے ہر ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے جداگانہ کفری عقیدہ رکھتا تھا نسطوری آپ کو خدا کا بیٹا کہتے،مرقوسی کہتے کہ وہ تین میں کے تیسرے ہیں او راس کلمے کی توجیہات میں بھی اختلاف تھا بعض تین اقنوم مانتے تھے اور کہتے تھے کہ باپ بیٹا اور روح القدس،باپ سے ذات بیٹے سے عیسیٰ علیہ السلام اور روح القدس سے اس میں حلول کرنے والی حیات مراد ہے تو ان کے نزدیک الٰہ تین تھے اوراس تین کو ایک بتاتے تھے، توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے چکر میں گرفتار تھے بعض کہتے تھے کہ عیسیٰ ناسوتیت اور الوھیت کے جامع ہیں ماں کی طرف ان میں ناسوتیت آئی اور باپ کی طرف سے ان میں الوھیت تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا،یہ فرقہ بندی نصاری میں ایک یہودی نے پیدا کیا جسکا نام بولص تھا اوراس نے انہیں گمراہ کرنے کے لیے اس قسم کے عقیدہ کی تعلیم دی اس آیت میں اہل کتاب کو ہدایت کی گئی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں افراط وتفریط سے باز آئیں،خدا اور خدا کا بیٹا نہ کہیں اور نہ انکی تنقیص کریں

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

ابتداءً نوح کا ذکر کرنے کی توجیہ:

۱......ابتداً نوح علیہ السلام کا ذکر اسلئے فرمایا کیونکہ آپ علیہ السلام بھی حضرت آدم علیہ السلام کی مثل ابو البشر ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وجعلنا ذریته هم الباقین (الصافات:۷۷)﴾ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام انبیاء کی شریعت میں سب سے پہلے ہیں اور شرک سے ڈرانے والے بھی پہلے ہیں۔آپ علیہ السلام ہی کی ذات وہ پہلی ذات ہے کہ جنکی دعوت کو رد کرنے پر آپ علیہ السلام کی امت کو عذاب کا سامنا کرنا پڑا اور آپ علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے زمین والوں کو ہلاک کیا گیا آپ علیہ السلام ہی حضرات انبیاء میں سب سے طویل عمر پانے والے تھے اور آپ علیہ السلام کا معجزہ آپ کی ذات میں رکھا گیا آپ علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم میں رہے نہ تو آپ علیہ السلام کا کوئی دانت گرا، نہ کوئی بال سفید ہوا، نہ قوت کم ہوئی آپ علیہ السلام نے ساری عمر اپنی قوم کی اذیتوں پر صبر کیا۔آپ علیہ السلام کے بعد والے انبیاء سے مراد حضرت یونس علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، اور دوسرے انبیاء ہیں۔اسباط سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں یا تو آپ علیہ السلام کے بارہ بیٹے مراد ہیں، یا انکی اولاد میں سے انبیاء بنی اسرائیل مراد ہیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر انکی فضیلت کی وجہ سے کیا ہے اگرچہ یہ بھی انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ (المظھری، ج۲، ص۲۵۳)

"ورسلا لم نقصصهم علیک" کا معنی:

۲......حدیث شریف میں مذکور ہے کہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بیان کی اور رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ ذکر فرمائی ہے اور مذکورہ آیت مبارکہ سے اس حدیث کی نفی نہیں ہوتی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماقبل انبیاء کرام کے بارے میں خبر ہی نہ تھی، اسلئے کہ لان نفی قصصهم من قبل لایستلزم نفی قصصهم مطلقا یعنی پہلے حضرات انبیاء کرام کے واقعات کو بیان نہ کرنا مطلقا بیان نہ کرنے کو مستلزم نہیں"۔ (روح المعانی ،الجزء السادس، ص ۲٦۱)

یہاں ہم ضمناً نبی و رسول میں فرق کو واضح کرنا چاہتے ہیں لہذا ہم انکی تعریفیں ذکر کرتے ہیں۔بعض علماء نے کہا کہ النبی هو من النبوة ای الرفعة ،وسمی نبیا لرفعة محله عن سائر الناس المدلول علیه بقوله ﴿ورفعناه مکانا علیا (سورة المریم: ۵۷)﴾ یعنی نبی نبوت سے ماخوذ ہے جسکے معنی بلندی کے ہیں اور نبی کو نبی تمام لوگوں پر اس کی بلندی رفعت کی وجہ سے کہتے ہیں۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ "ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا"۔

رسول کی جمع رسل ہے و رسل اللہ تارة یراد بها الملائکة و تارة یراد بها الانبیاء فمن الملائکة قوله تعالی ﴿انه لقول رسول کریم (التکویر:۴۰)﴾ و من الانبیاء قوله ﴿وما محمد الارسول قد خلت من قبله الرسل (ال عمران: ۱۴۴)﴾ یعنی اللہ کے رسول، کبھی رسول اللہ سے مراد ملائکہ ہوتے ہیں اور کبھی حضرات انبیاء کرام چنانچہ جب ملائکہ مراد ہوں تو آیت مبارکہ کا ترجمہ یہ بنے گا "بیشک یہ قرآن عزت والے رسول جبرئیل کا پڑھنا ہے" اور جب حضرات انبیاء کرام مراد ہوں تو معنی یہ ہونگے کہ "اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے"۔ (المفردات، ص ۴۸٤، ۲۰۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے مشرف فرمایا:

۳......شیخ سلیمان الجمل علیہ الرحمہ تفسیر خازن کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے ساتھ خاص

فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ خصوصیت کسی دوسرے نبی کی نبوت میں قابل اعتراض چیز نہیں ہوسکتی اور اسی طرح ان پر یک بارگی توریت کا نازل ہوجانا بھی دوسرے انبیاء پر کتابوں کے نزول کے معاملے میں قابل اعتراض بات نہیں ہے۔(الجمل،ج۲،ص ۱۵۹)

عماد الدین ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ان روایات کو جمع کیا ہے جو اس موضوع سے متعلق ہیں ہم ان میں سے فقط ایک روایت کو یہاں ذکر کرتے ہیں: جس دن اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اس دن آپ نے اونی جبہ،شلوار اور چادر پہنی ہوئی تھی اور آپ گدھے کی جلد کے جوتے پہنے ہوئے تھے جسے ذبح کے ذریعے پاک نہیں کیا گیا تھا۔ (ابن کثیر،ج۱،ص۷۲٤)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: کسی نبی کو جو معجزہ عطا ہوا وہ معجزہ اللہ عزوجل نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بمعہ زیادتی کے مرحمت فرمادیا۔سارے جہان میں نور کی کوئی کرن جو کہیں چمک رہی ہے وہ آفتاب محمدی کا صدقہ ہے۔امام بوصیری کیا خوب فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے معزز انبیاء کرام کو جو بھی معجزہ عطا ہوا ہے وہ پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا فیضان ہے۔ (روح المعانی ،الجزء السادس،ص۲٦۳)

غلو فی الدین:

٤.....علامہ خازن فرماتے ہیں: واصل الغلو مجاوزۃ الحد وھو فی الدین حرام والمعنی لا تفرطوا فی امر عیسیٰ علیہ السلام ولا تحطوہ عن منزلتہ ولا ترفعوہ فوق قدرہ ومنزلتہ یعنی غلو کے معنی حد سے تجاوز کرنا ہے اور غلو فی الدین حرام ہے اور یہاں آیتِ مبارکہ میں غلو فی الدین یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں افراط وتفریط نہ کرو نہ تو ان کو ان کی قدر ومنزلت سے گھٹاؤ اور نہ ہی انہیں انکی قدر ومنزلت سے بڑھاؤ۔ (الخازن،ج ۱،ص٤٥٢)

علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں غلت الیھود حط عیسیٰ علیہ السلام حتی رموہ بانہ ولد من غیر رشدۃ ،والنصاریٰ فی رفعہ حتی اتخذوہ الھا یعنی یہود کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو یہ تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر صحیح نکاح کا بیٹا جانتے تھے اور نصاریٰ کا غلو یہ تھا کہ وہ انکی شان میں اتنا اضافہ کرگئے کہ انکو خدا بنادیا۔ (البیضاوی،ج ۱،ص ٤١١)

کلمۃ اور روح سے مراد:

٥.....وکلمۃ یعنی اثر قولہ کن فکان بشرا من غیر اب یعنی آپ علیہ السلام کو کلمہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کلمہ کن کا اثر ہیں آپ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ (المظھری،ج ۲،ص۲۵۷)

روح سے مراد تمام ارواح ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے تخلیق فرمایا ہے اور روح کی اضافت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کرنا انکے شرف وتعظیم کی وجہ سے ہے جیسا کہ بیت اللہ اور ناقۃ اللہ کہا جاتا ہے۔اور یہ اللہ عزوجل کی طرف سے نعمت ہے یعنی اللہ عزوجل نے انہیں اس نعمت کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی،اور ایک قول یہ بھی ہے کہ روح سے مراد وہ پھونک ہے جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونکی اور وہ اللہ کے اذن سے حاملہ ہوئیں،اور اس روح کی اضافت لفظ منہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اس لئے کی گئی کہ وہ امر الٰہی کی وجہ سے پائے گئے،بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ جب اللہ عزوجل نے بشری روحوں کو تخلیق کیا تو اسے آدم کی صلب میں رکھ دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو آدم کی صلب میں روک دیا پھر جب اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو انکی روح کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ بھیجا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونکا جس سے وہ حاملہ

ہوئیں۔ (الخازن، ج ۱،ص ۴۵۲)

اغراض:

اولادہ: یعنی یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے، ان میں حضرت یوسف علیہ السلام بھی شامل ہیں کہ وہ بالاتفاق نبی بھی ہیں اور رسول بھی، باقی کے بارے میں اختلاف ہے۔ فالنکروہ: یعنی جو نبی پاک ﷺ کی نبوت کے بارے میں بیان مذکور ہوا۔ مقدرین الخلود: اشارہ ہے کہ خالدین حال مقدرہ ہے یھدیھم کے مفعول سے اور ہدایت سے مراد ان کی دنیا میں جہنم کے راستے کی جانب ہدایت ہے جو اسے جہنم کی جانب دھکیلنے میں مدد دے گی، پس اس حالت میں وہ غیر خالدین (کی صفت کے ساتھ متصف) ہونگے۔

(الحمل، ج ۲، ص ۱۵۸ وغیرہ)

روی انہ تعالی: یہ ضعیف روایت ہے، اسی لئے مفسرین کرام علیہم الرضوان نے اس سے تبرا کیا ہے، اور مشہور روایت یہ ہے کہ ایک لاکھ انبیائے کرام علیہم السلام ہیں، اور دوسری روایت میں ہے کہ دو لاکھ چوبیس ہزار، ان میں سے تین سو تیرہ یا چودہ یا پندرہ رسول ہوئے ہیں، اور حق یہ ہے کہ ان کی صحیح تعداد نہیں پہنچی ہے، اور اس بارے میں احادیث مختلف ہیں جن میں طعن پایا جاتا ہے جیسا کہ شیخ کے کلام سے پتہ چلا ہے۔ قالہ الشیخ: یعنی جلال الدین محلی علیہ الرحمۃ۔ فی سورۃ غافر: یعنی اللہ عزوجل کا فرمان ﴿ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک (المؤمن: ۷۸)﴾۔ تکلیما: مصدر مؤکد ہے اللہ کے فرمان کلم سے، اور مجاز کا احتمال اٹھانے کے لئے مصدر کی تاکید لائے اس لئے کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسی علیہ السلام سے اپنی قدیم ازلی صفت کے تحت کلام فرمایا جس میں نہ حرف تھے، نہ آواز، نہ کیف نہ ہی انحصار، اللہ عزوجل ہی اس کلام کو جانتا ہے کہ وہ کیسا کلام تھا؟۔

ونزل لما سئل الیھود: جس وقت سید عالم ﷺ نے یہود سے کہا کہ "کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میری نبوت کے بارے میں تمہاری کتابوں میں ذکر ملتا ہے" تو یہود بولے: ہم اس بات کی گواہی نہیں دیتے، اور ہم کسی بشر کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں جانتے کہ ان کی طرف حضرت موسی علیہ السلام کے بعد وحی کی گئی ہو، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ سائل مشرکین عرب تھے جب انہوں نے سید عالم ﷺ سے دریافت کیا: ہم یہود سے آپ ﷺ کے بارے میں اور ان کی کتاب میں آپ ﷺ کی صفات کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو ان کا گمان ہے کہ وہ آپ ﷺ کو نہیں پہچانتے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، معنی یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کا انکار کرتے ہیں اور جو قرآن آپ ﷺ پر نازل ہوا اس سے انکار کرتے اور انہوں نے ان الفاظ میں تکذیب کی "اللہ عزوجل آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کی گواہی دے گا اور جو آپ ﷺ پر نازل ہوا اس کی بھی"۔

من القرآن المعجز: یعنی ہر مخلوق کے لئے، اور ہمارے نبی کے سوا کسی نبی پر اترنے والی کوئی کتاب اس (قرآن) سے بڑھ کر معجزہ نہیں ہوسکتی۔ علی ذلک: یعنی آپ ﷺ کی صحت نبوت پر، معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی گواہی آپ ﷺ کو کافی ہے۔ ای اھل مکۃ: قاعدہ ہے کہ یایھا الناس سے خاص اہل مکہ کو مخاطب کیا جاتا ہے لیکن یہاں اس سے عام لوگ بھی مراد ہیں۔ مما انتم فیہ: مراد کفر ہے، تمہارے گمان کے مطابق اس میں خیر ہے جب کہ کفر میں کوئی خیر نہیں ہے۔ فلا یضرہ کفرکم: اس جملے میں اشارہ ہے کہ جواب شرط محذوف ہے اور ﴿فان للہ ما فی السموات والارض﴾ جواب شرط ہونے پر دلیل ہے۔ الانجیل: یہ خطاب فقط نصاری سے ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ خطاب یہود و نصاری دونوں ہی سے ہو اس لئے کہ یہود کا غلو یہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت عیسی

علیہ السلام (معاذ اللہ) زانیہ کے بیٹے ہیں اور نصاری کا غلو یہ کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کی تعظیم میں اتنا مبالغہ کرتے کہ انہیں اللہ کا بیٹا کہنا شروع کردیا۔ انہ ابن اللہ الخ :اس جملے میں اشارہ ہے کہ نصاری میں تین فرقے ہوئے، اس کا بیان ہم نے ماقبل مفصل کردیا ہے ۔لان ذا الروح مرکب :اس جملے سے قیاس کی ایک صورت کی جانب اشارہ ہے کہ اگر تو یہ کہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام روح والے ہیں اور ہر روح مرکب ہوا کرتی ہے اور کل مرکب الہ نہیں ہوسکتی، پس نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت عیسی علیہ السلام الہ نہیں ہیں۔
منہ: اپنے دعوؤں سے۔

(الصاوی، ج ٢، ص ٨٢ وغیرہ)

رکوع نمبر: ٣

﴿لن یستنکف﴾یَتَکَبَّرَ وَیَاْنِفَ ﴿المسیح﴾الَّذِیْ زَعَمْتُمْ اَنَّہٗ اِلٰہٌ عَنْ ﴿ان یکون عبدا للہ ولا الملئکۃ المقربون﴾عِنْدَ اللّٰہِ لَا یَسْتَنْکِفُوْنَ اَنْ یَّکُوْنُوْا عَبِیْدًا وَھٰذَا مِنْ اَحْسَنِ الْاِسْتِطْرَادِ ذِکْرٌ لِلرَّدِّ عَلٰی مَنْ زَعَمَ اَنَّھَا اٰلِھَۃٌ اَوْ بَنَاتُ اللّٰہِ کَمَا رَدَّ بِمَا قَبْلَہٗ عَلَی النَّصَارٰی الزَّاعِمِیْنَ ذٰلِکَ الْمَقْصُوْدُ خِطَابُھُمْ ﴿ومن یستنکف عن عبادتہ ویستکبر فسیحشرھم الیہ جمیعا (١٧٢)﴾فِی الْآخِرَۃِ ﴿فاما الذین امنوا وعملوا الصلحت فیوفیھم اجورھم﴾ثَوَابَ اَعْمَالِھِمْ ﴿ویزیدھم من فضلہ﴾مَالَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ ﴿واما الذین استنکفوا واستکبروا﴾ عَنْ عِبَادَتِہٖ ﴿فیعذبھم عذابا الیما﴾ مُؤْلِمًا ھُوَ عَذَابُ النَّارِ ﴿ولا یجدون لھم من دون اللہ﴾اَیْ غَیْرِہٖ ﴿ولیا﴾یَدْفَعُہٗ عَنْھُمْ ﴿ولا نصیرا (١٧٣)﴾یَمْنَعُھُمْ مِنْہُ ﴿یایھا الناس قد جاء کم برھان﴾ حُجَّۃٌ ﴿من ربکم﴾عَلَیْکُمْ وَھُوَ النَّبِیُّ ﷺ ﴿وانزلنا الیکم نورا مبینا (١٧٤)﴾بَیِّنًا وَھُوَ الْقُرْاٰنُ ﴿فاما الذین امنوا﴾بِالْقُرآنِ ﴿باللہ واعتصموا بہ فسیدخلھم فی رحمۃ منہ وفضل ویھدیھم الیہ صراطا﴾طَرِیْقًا ﴿مستقیما (١٧٥)﴾ھُوَ دِیْنُ الْاِسْلَامِ ﴿یستفتونک﴾فِی الْکَلٰلَۃِ ﴿قل اللہ یفتیکم فی الکللۃ ان امرء﴾مَرْفُوْعٌ بِفِعْلٍ یُفَسِّرُہٗ ﴿ھلک﴾ مَاتَ ﴿لیس لہ ولد﴾ اَیْ وَّلَا وَالِدٌ وَّھُوَ الْکَلٰلَۃُ ﴿ولہ اخت﴾مِنْ اَبَوَیْنِ اَوْاَبٍ ﴿فلھا نصف ما ترک وھو﴾اَیِ الْاَخُ کَذٰلِکَ ﴿یرثھا﴾جَمِیْعَ مَا تَرَکَتْ ﴿ان لم یکن لھا ولد﴾فَاِنْ کَانَ لَھَا وَلَدٌ ذَکَرٌ فَلَا شَیْءَ لَہٗ اَوْ اُنْثٰی فَلَہٗ مَا فَضَلَ عَنْ نَصِیْبِھَا وَلَوْ کَانَتِ الْاُخْتُ اَوِ الْاَخُ مِنْ اُمٍّ فَفَرْضُہُ السُّدُسُ کَمَا تَقَدَّمَ اَوَّلَ السُّوْرَۃِ ﴿فان کانتا﴾اَیِ الْاُخْتَانِ ﴿اثنتین﴾اَیْ فَصَاعِدًا لِاَنَّھَا نَزَلَتْ فِیْ جَابِرٍ وَّقَدْ مَاتَ عَنْ اَخَوَاتٍ ﴿فلھما الثلثن مما ترک﴾ الْاَخُ ﴿وان کانوا﴾ اَیِ الْوَرَثَۃُ ﴿اخوۃ رجالا ونساء فللذکر﴾مِنْھُمْ ﴿مثل حظ الانثیین یبین اللہ لکم﴾ شَرَائِعَ دِیْنِکُمْ لِ ﴿ان﴾لَا ﴿تضلوا واللہ بکل شیء علیم(١٧٦)﴾ وَمِنْہُ

الْمِيْرَاثُ ، رَوَى الشَّيْخَانِ عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّهَا اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ مِنَ الْفَرَائِضِ .

﴿ترجمہ﴾

ہرگز نفرت نہیں کرتا (یعنی عار محسوس نہیں کرتا) مسیح (جسے تم خدا گمان کرتے ہو) اللہ کا بندہ بننے سے اور نہ مقرب فرشتے.......۱.......(جو اللہ کے حضور مقرب ہیں وہ بھی عار محسوس نہیں کرتے کہ وہ اللہ کے بندے جانے جائیں یہ سلسلۂ کلام انـہ الـہ عمدہ واحسن ہے جو ان مشرکین کے رد میں ذکر کیا جنہوں نے فرشتوں کو خدا یا خدا کی بیٹیاں گمان کیا جیسا کہ اس سے ماقبل جملہ نصاری پر رد تھا جو کہ ایسا گمان کرتے تھے، اور یہاں بھی مقصود ان ہی کو خطاب کرنا ہے) اور جو اللہ کی بندگی سے نفرت اور تکبر کرے تو کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ان سب کو اپنی طرف ہانکے گا (آخرت میں) تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کی مزدوری انہیں بھرپور دے گا (یعنی ان کے اعمال کا ثواب عطا فرمائے گا) اور اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دیگا (ایسی نعمتیں جو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھی ہوں گی اور نہ کسی کان نے سنی ہوں گی اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا ہوگا) اور وہ جنہوں نے نفرت اور تکبر کیا تھا (اس کی بندگی بجالانے سے) انہیں دردناک سزا دے گا (الیم بمعنی مؤلم ہے اور اس سے مراد عذاب نار ہے) اور اللہ کے سوا نہ پائیں گے (دون بمعنی غیر ہے) کوئی اپنا حمایتی (کہ جو ان سے عذاب دور کر سکے) اور نہ مددگار (جو ان سے عذاب کو روک سکے) اے لوگو! بے شک تمہارے پاس واضح دلیل (یعنی حجت) آئی تمہارے رب کی طرف سے (تمہارے پاس، اور اس حجت سے مراد نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ ہیں) اور ہم نے تمہاری طرف روشن نورا تارا (مبینا بمعنی بینا ہے، یعنی قرآن کریم) تو وہ جو اللہ پر ایمان لائے اور اسکی رسی مضبوط تھامی تو عنقریب اللہ انہیں اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور انہیں اپنی طرف راہ (صراط بمعنی طریقہ ہے) دکھائے گا سیدھی (یعنی دینِ اسلام کی) اے محبوب! تجھ سے فتوی پوچھتے ہیں (کلالہ کے بارے میں) تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتوی دیتا ہے.......۲.......اگر کسی مرد کا (امرؤٌ مرفوع ہے اس فعل کے سبب جس کی تفسیر مابعد فعل کر رہا ہے) انتقال ہو (یعنی وہ مرجائے) جو بے اولاد ہو (اور نہ ہی اس کا باپ ہو تو وہ کلالہ ہے) اور اسکی ایک بہن ہو (حقیقی یا باپ شریک) تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد (یعنی وہ بھائی بھی اسی طرح) اپنی بہن کا وارث ہوگا (یعنی اس سب ترکے کا جو بہن چھوڑ جائے) اگر بہن کی اولاد نہ ہو (لیکن اگر بہن کا کوئی لڑکا ہو تو پھر بھائی کا کچھ حصہ نہیں اور اگر لڑکی ہو تو بھائی کو وہ ملے گا جو لڑکی کے حصہ سے بچ جائے گا اور اگر بھائی یا بہن ماں جائے ہوں تو ان کے لئے چھٹا حصہ ہے جیسا کہ سورت کی ابتداء میں گزر چکا ہے) پس اگر ہوں (بہنیں) دو (یا دو سے زیادہ اس لئے کہ یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کئی بہنیں چھوڑ کر انتقال فرما گئے) تو ترکہ میں (جو بھائی چھوڑ جائے) انکا دو تہائی، اور اگر ہوں (یعنی ورثاء میں) بھائی بہن، مرد بھی عورتیں بھی تو مرد کا حصہ (ان میں سے) دو عورتوں کے برابر اللہ تمہارے لیے صاف بیان کرتا ہے (تمہارے لئے شرعی احکام) کہ کہیں بہک (نہ) جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے (اور اس میں سے علم میراث بھی ہے) شیخین حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرائض یعنی وراثت کے سلسلے میں یہ آخری آیتِ مبارکہ نازل ہوئی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لن يستنكف المسيح ان يكون عبدا لله ولا الملئكة المقربون﴾ .

لن: حرف نفی ونصب، یستنکف: فعل، المسیح: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، الملئکۃ المقربون: مرکب توصیفی معطوف، ملکر فاعل، ان: مصدریہ، یکون: فعل ناقص واسم، عبدا: موصوف، اللہ: ظرف مستقر صفت ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر

بتقدیر عن مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یستنکف عن عبادته ویستکبر فسیحشرهم الیه جمیعا﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یستنکف عن عبادة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویستکبر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، سیحشر: فعل با فاعل، هم: ذوالحال، جمیعا: حال ملکر مفعول، الیه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاما الذین امنوا وعملوا الصلحت فیوفیهم اجورهم ویزیدهم من فضله﴾

ف: تفریعیہ، اما: حرف تفصیل، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، یوفی: فعل با فاعل، هم: ضمیر مفعول اول، اجورهم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و یزیدهم من فضله: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واما الذین استنکفوا واستکبروا فیعذبهم عذابا الیما﴾

و: عاطفہ، اما: حرف تفصیل، الذین: موصول، استنکفوا: صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، یعذبهم: فعل با فاعل و مفعول، عذابا الیما: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ماقبل الذین امنوا وعملوا الصلحت پر معطوف۔

﴿ولا یجدون لهم من دون الله ولیا ولا نصیرا﴾

و: عاطفہ، لا یجدون: فعل با فاعل، لهم: ظرف لغو، من دون الله: ظرف مستقر حال، ولیا: معطوف علیہ، و لا نصیرا: معطوف ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ماقبل اما الذین امنوا وعملوا الصلحت پر معطوف۔

﴿یایها الناس قد جاء کم برهان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا﴾

یایها الناس: جملہ ندائیہ، قد: تحقیقیہ، جاء کم: فعل با مفعول، برهان: موصوف، من ربکم: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، انزلنا الیکم: فعل با فاعل و ظرف لغو، نورا مبینا: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿فاما الذین امنوا بالله واعتصموا به فسیدخلهم فی رحمة منه وفضل ویهدیهم الیه صراطا مستقیما﴾

ف: تفریعیہ، اما: حرف شرط و تفصیل، الذین: موصول، امنوا بالله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و اعتصموا به: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، سیدخلهم: فعل با فاعل و مفعول، فی: جار رحمة: موصوف، منه: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و فضل: معطوف، ملکر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یهدیهم: فعل با فاعل

ومفعول، الیہ :ظرف مستقر حال مقدم، صراطا مستقیما: مرکب توصیفی ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یستفتونک قل الله یفتیکم فی الکللة﴾

یستفتونک: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، قل: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، اللہ: اسم جلالت مبتدا، یفتیکم فی الکللة: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر فعلیہ قولیہ۔

﴿ان امرء هلک لیس له ولد وله اخت فلها نصف ما ترک﴾

ان: شرطیہ، امرء: موصوف، لیس له ولد: جملہ فعلیہ صفت، ملکر ذوالحال، و: حالیہ، له اخت: جملہ اسمیہ حال، ملکر فعل محذوف هلک کا فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفسَّر، هلک: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفسِّر، ملکر شرط، ف: جزائیہ، لها: مستقر خبر مقدم، نصف ماترک: مرکب اضافی مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وهو یرثها ان لم یکن لها ولد﴾

و: مستانفہ، هو: مبتدا، یرثها: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ان: شرطیہ، لم یکن: فعل ناقص نفی بلم، لهما: ظرف مستقر خبر مقدم، ولد: اسم موخر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف فهو یرثها کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ.

﴿فان کانتا اثنتین فلهما الثلثن مما ترک﴾

و: مستانفہ، ان: شرطیہ، کانتا: فعل ناقص واسم، اثنتین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، لهما: ظرف مستقر خبر مقدم، الثلثن: ذوالحال، مما ترک: مستقر حال، ملکر مبتداء موخر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان کانوا اخوة رجالا ونساء فللذکر مثل حظ الانثیین﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، کانوا: فعل ناقص واسم، اخوة: مبدل منہ، رجالا: معطوف علیہ، ونساء: معطوف، ملکر بدل، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، للذکر: ظرف مستقر خبر مقدم، مثل حظ الانثیین: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یبین الله لکم ان تضلوا والله بکل شیء علیم﴾

یبین اللّٰه لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، ان تضلوا: جملہ بتاویل مصدر کراهیة محذوف مضاف کیلئے مضاف الیہ ملکر مرکب اضافی ہوکر ای کراهیة مفعول لہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، الله: اسم جلالت مبتدا، بکل شیء: ظرف لغو مقدم، علیم: صفت مشبہ، اپنے ظرف لغو مقدم سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... لن یستنکف المسیح ...... ☆ نصاریٰ نجران کا ایک وفد سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیب لگائے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے یہ عار کی بات نہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆...... یستفتونک قل اللہ یفتیکم ...... ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیمار تھے تو رسول کریم ﷺ مع ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عیادت کے لیے تشریف لائے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بے ہوش تھے حضرت نبی پاک ﷺ نے وضو فرمایا کہ آب وضو ان پر ڈالا انہیں افاقہ ہوا آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضور ﷺ تشریف فرما ہیں، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے مال کا کیا انتظام کروں اس پر یہ آیت نازل ہوئی (بخاری مسلم) اور داؤد شریف کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا اے جابر رضی اللہ عنہ میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری میں نہیں ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بندگی بندے کا شرف وکمال ہے!

ا...... حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے، مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو ٹھیک کرتے، مردے زندہ کرتے، لوگ جو کھاتے اور گھروں میں ذخیرہ کرتے اسے بیان کرتے، وہ بندگی سے کیسے بری الذمہ ہو سکتے ہیں اور یہ اوصاف فرشتوں میں حضرت مسیح علیہ السلام سے زیادہ کامل طور پر پائے جاتے ہیں اور ان اوصاف کے ہوتے ہوئے بھی فرشتے بندگی سے عار محسوس نہیں کرتے تو حضرت مسیح علیہ السلام کیسے ایسا کر سکتے ہیں؟ حاصل کلام یہ کہ بندوں میں خاص، حضرات انبیاء کرام ہیں اور ملائکہ میں خاص، رسول اور رسولوں میں خاص حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام وغیرہ ہیں، اور ملائکہ کے خاص، عام مومنین بشر سے افضل ہیں، اور عام مومنین بشر عام ملائکہ سے افضل ہیں، اور ہماری اس پر دلیل بشر کا ملائکہ پر افضل ہونا ہے۔ (المدارک، ج ۱، ص ۴۲۰)

معتزلہ اس آیتِ مبارکہ کی روشنی میں فرشتوں کی حضرات انبیاء کرام پر فضیلت کے قائل ہیں ہمارا جواب اس سلسلے میں یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام کو فرشتوں سے زیادہ اجر و ثواب ملے گا، اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مقرب فرشتوں کا علم وقدرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ ہے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کا اجر و ثواب بھی فرشتوں سے زیادہ ہے۔ (تفسیر کبیر، ج ۳، ص ۳۴٦)

علامہ سید محمود آلوسی نے اس بارے میں طویل بحث فرمائی ہے آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اکثر عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا اسکا بیٹا اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اللہ عزوجل نے یہاں انکار دِ بلیغ فرمایا کہ بغیر باپ کے پیدا ہونے سے زیادہ عجیب وغریب وہ فرشتے ہیں جو ماں وباپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے ہیں اور ملائکہ مقربین جو بغیر ماں وباپ کے پیدا ہوئے ہیں وہ عبادت سے عار محسوس نہیں کرتے تو مسیح علیہ السلام جو صرف باپ کے بغیر پیدا ہوئے ہیں وہ کیسے عبادت کرنے کو عار جانیں گے؟

(روح المعانی، الجزء السادس، ص ۲۹۲)

کلالۃ:

۱؎.....لفظ کلالہ لغوی اعتبار سے اعیاء (یعنی کسی کام سے عاجز ہونے) اور ذھاب القوۃ (یعنی قوت کے چلے جانے) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے پھر اسے بطور مستعار اُن قرابت داروں کے لئے استعمال کیا جانے لگا جنکے والدین اور اولاد نہ ہوں گویا کہ وہ عاجز و کمزور ہیں، ولادت کے رشتے دار نہ ہونے کی وجہ سے، اور اسکا اطلاق اس شخص پر بھی ہوتا ہے کہ جسکے والدین اور اولاد میں سے کوئی بھی جانشین نہ ہو۔ (رد المحتار، کتاب الفرائض، ج ۱۰، ص ۵۳۲)

﴿وان کان رجل یورث کلالۃ او امراۃ ولہ اخ او اخت اور اگر کسی ایسے مرد و عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ، اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن داخل ہے۔﴾ اَلْـآیَۃُ الْـمُـرَادُ بِـہٖ اَوْلَادُ الْاُمِّ اِجْمَـاعـاً. اس آیت میں بالاجماع ماں شریک بھائی یا بہن داخل ہے۔ (المرجع السابق)

اغراض:

لکم ان خالفتم :یعنی تمہارے لئے تمہارے رب کے پاس دلائل ہیں اگر تم محمد ﷺ کی مخالفت کرو یا تابعداری کرو۔ وھو القرآن :یعنی عطف مغایر ہے، اور صحیح یہ ہے کہ برہان سے نبی پاک ﷺ اور ان کے وہ معجزات مراد لئے جائیں، اور نور مبین سے قرآن مراد لیا جائے اور یہ کہ خاص کا عام پر عطف ہے، اور قابل توجہ نکتہ قرآن کی شان بیان کرنا ہے اور جس جانب مفسر علیہ الرحمۃ گئے ہیں وہ مشقت و تکلف نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ آسان ہے۔ فی الکلالۃ :اس کا بیان ماقبل گزر چکا۔

او انثی :(یعنی مرنے والی بہن کی اولاد ہو) ایک ہو یا متعدد، اللہ کا فرمان ہے ﴿فلہ ما فضل عن نصیبھا﴾ یعنی ایک ہونے کی صورت میں بھائی کو نصف مال اور دو ہونے کی صورت میں ثلث مال کا مستحق ہوگا۔

وقد مات عن اخوات :ماقبل سے جملہ مستانفہ مقیدہ ہے نہ کہ جملہ حالیہ ہے، اس لئے کہ حضرت جابر سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد زندہ رہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ مدینہ میں انتقال فرمانے والے آخری صحابی ہیں۔ شرائع دینکم :اشارہ ہے کہ یبین کا مفعول محذوف ہے۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۸٦ وغیرہ)

مالا عین رأت الخ :یزید کا مفعول ہے، یعنی یہ جنت کی بخششیں و کمالات ہیں جو کہ ان تین صفات کے ساتھ متصف ہیں اور مراد یہ ہے کہ مفصل طور پر احاطۂ علم کے ساتھ کسی انسان کے دل پر اس کا کوئی خطرہ نہیں گزرا، مگر یہ ضرور ہے کہ جنت کی تمام نعمتوں کے بارے میں ہمارے دلوں میں خطرات گزرتے رہتے ہیں اور ہم اس کے بارے میں سالوں سے سنتے رہتے ہیں لیکن یہ اجمالاً سننا ہوتا ہے۔ ﴿ولیا﴾ یدفعہ عنھم الخ :یہ تفسیر دو کلموں کے مابین تکرار پیدا کرتی ہے، پہلی وہ ہے جو ابو سعود نے بیان کی اور اس پر نص وارد ہے: یعنی وہ اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ پائیں گے جو ان کے کاموں اور مصلحتوں کی تدبیر کرے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۱٦٦ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ المائدۃ مدنیۃ و ایاتہا عشرون و مائۃ و عشرون او و ثنتان او و ثلاث ایۃ

سورۃ المائدہ مدنی ہے اس میں ایک سوبیس یا ایک سو بائیس یا ایک سو تئیس آیتیں ہیں

تعارف

اس سورت مبارکہ کا نام المائدۃ ہے اور یہ مدنی ہے کیونکہ ہجرت کے بعد جو سورتیں نازل ہوئیں خواہ وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی ہوں یا مدینہ طیبہ سے باہر حالتِ سفر میں یا حج وعمرہ کے ایام میں خاص مکہ مکرمہ میں سب کو مدنی کہا جاتا ہے اس کی ایک سو بیس آیات اور سولہ رکوع ہیں اسکے حروف کی تعداد ۱۲۴۶۴ ہے۔ اس سورت مبارکہ کی ایک آیت ﴿الیوم اکملت لکم ......﴾ کے متعلق تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ کو نازل ہوئی۔ باقی آیات کی تاریخ نزول کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا لیکن مختلف روایات میں غور وفکر کرنے سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ اسکا نزول صلح حدیبیہ کے وقت سے شروع ہوا اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر اسکا اختتام ہوا۔ اس سورت کا آغاز ترتیب اخلاق سے ہو رہا ہے اس لئے پہلے اسی عنوان پر غور کرلیں سورت میں مختلف اقسام کے اخلاقی سبق دیئے گئے ہیں جن کا تعلق ایک قوم کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے ہے اسی طرح بین الاقوامی امور سے بھی ہے گویا اس سورت مبارکہ میں ایک عالمگیر سطح پر نسل انسانی کو اسکی زندگی کے مختلف شعبہ جات کے بارے میں تعلیم فراہم کی جارہی ہے۔ مسلمانوں سے اس سورت مبارکہ میں یہ عہد بھی لیا جارہا ہے کہ وعدے کی خلاف ورزی کرنا اللہ اور اسکے پیارے نبی ﷺ کو سخت ناپسند ہے لہذا انسان وعدے کی پاسداری کا خاص خیال رکھے۔ اس سورت مبارکہ میں یہ بھی درس دیا گیا ہے کہ توریت، انجیل اور قرآن مجید سب کے نظریات ایک ہی ہیں ان میں باہم کوئی تفاوت نہیں چنانچہ توریت کے متعلق فرمایا ﴿فیہا ھدی و نور﴾، انجیل کے متعلق فرمایا ﴿فیہ ھدی و نور﴾ اور قرآن مجید فرقان حمید کے متعلق بھی یہی فرمایا الغرض اس سورت مبارکہ میں اس امر کی بھی وضاحت ہوگئی کہ یہ لاریب کتاب بعینہ وہی ضابطہ بیان کررہی ہے جو سابقہ سورتوں کے ضوابط تھے۔ اور اہل ایمان کو تنبیہ بھی فرمادی کہ ہدایت ونور یہود کے پاس بھی آیا اور نصاریٰ کے پاس بھی لیکن انہوں نے اس کی قدر نہ کی اور اب یہ ہدایت ونور تمہارے پاس بشکل قرآن موجود ہے لہذا تمہیں چاہیے کہ تم اسکی پیروی کرو ورنہ تمہارا حال بھی وہ نہ ہوجائے جو یہود ونصاریٰ کا ہوا۔ انسان کو اپنی ذہنی غلامی اور یہود ونصاریٰ کی بیجا تقلید سے بھی سورت مبارکہ میں روکا گیا کہ انسان بحیثیت مسلمان فرنگی تہذیب وتمدن کی بیڑیوں کو کاٹ دے اور خود کو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر لانے کے لئے مجبور کرے۔ آج بھی مسلمان ایک خدا کے ماننے والے، ایک ہی دین پر مر مٹنے والے کامیابیوں کی بلند چوٹیوں پر پہنچ سکتے ہیں آج بھی یہ حکم موجود ہے کہ ﴿انتم الاعلون ان کنتم مومنین تم ہی کامیاب ہوگے اگر تم صاحب ایمان ہو﴾، آج بھی یہ صدائیں آرہی ہیں کہ ﴿لا تخف انک انت الاعلی گھبرا نہیں تو ہی سرفراز وکامیاب ہے (طٰہٰ:۶۸)﴾ لیکن ہم ہیں کہ فرنگی سحر کی شعبدہ بازیوں میں حیران وششدر بیٹھے ہیں۔ دین کی تکمیل کا مژدہ بھی اسی سورت میں سنایا گیا ہاں کیا سماں ہوگا عرفہ کا مبارک دن ہو، دین کی تکمیل کی نوید سنائی جارہی ہو ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ کی صدائیں ہوں اور حضور ﷺ اپنے اصحاب کے جھرمٹ میں بیٹھے مبارکبادی وصول فرمارہے ہوں، نور علی نور کا وہ منظر اصحاب کرام کی آنکھوں سے اشک رواں کا سبب ضرور بنا ہوگا، کسی کی پیشانی نے سجدۂ شکر کے نذرانے ضرور پیش کیے ہونگے، اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ ان مقدس لمحات کے صدقے وطفیل جو حضور پرنور ﷺ نے اپنے اصحاب کیساتھ گزارے اللہ ﷻ ہمیں بھی قرآن مجید کی بہاریں عطا فرمائے۔

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

رکوع نمبر: ٥

﴿یایها الذین امنوا اوفوا بالعقود ﴾اَلْعُهُوْدِ الْمُؤَكَّدَةِ الَّتِیْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ اللّٰهِ اَوِالنَّاسِ ﴿احلت لكم بهیمة الانعام﴾اَلْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ اَكْلًا بَعْدَ الذِّبْحِ ﴿الا ما یتلی علیكم ﴾تَحْرِیْمُهٗ فِیْ (حرمت علیكم المیتة)اَلْاٰیَةُ ، فَالْاِسْتِثْنَاءُ مُنْقَطِعٌ وَیَجُوْزُ اَنْ یَّكُوْنَ مُتَّصِلًا وَالتَّحْرِیْمُ لِمَا عَرَضَ مِنَ الْمَوْتِ وَنَحْوِهٖ ﴿غیر محلی الصید وانتم حرم﴾اَیْ مُحْرِمُوْنَ وَنَصَبُ غَیْرَ عَلَی الْحَالِ مِنْ ضَمِیْرِ لَكُمْ ﴿ان الله یحكم ما یرید(١)﴾مِنَ التَّحْلِیْلِ وَغَیْرِهٖ لَا اِعْتِرَاضَ عَلَیْهِ﴿یایها الذین امنوا لا تحلوا شعائر الله ﴾جَمْعُ شَعِیْرَةٍ ، اَیْ مَعَالِمَ دِیْنِهٖ بِالصَّیْدِ فِی الْاِحْرَامِ ﴿ولا الشهر الحرام﴾ بِالْقِتَالِ فِیْهِ ﴿ولا الهدی﴾ مَا اُهْدِیَ اِلَی الْحَرَمِ مِنَ النَّعَمِ بِالتَّعَرُّضِ لَهٗ﴿ولا القلائد﴾ جَمْعُ قَلَادَةٍ وَهِیَ مَا كَانَ یُتَقَلَّدُ بِهٖ مِنْ شَجَرِ الْحَرَمِ لِیَاْمَنَ اَیْ فَلَا تَتَعَرَّضُوْا لَهَا اَوْلَا صُحَابِهَا ﴿ولا﴾تَحِلُّوْا ﴿امین﴾قَاصِدِیْنَ ﴿البیت الحرام﴾بِاَنْ تُقَاتِلُوْهُمْ ﴿یبتغون فضلا﴾رِزْقًا ﴿من ربهم﴾بِالتِّجَارَةِ ﴿ورضوانا﴾ مِنْهُ بِقَصْدِهٖ بِزَعْمِهِمُ الْفَاسِدُ، وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰیَةِ بَرَاءَةٍ﴿واذا حللتم﴾مِنَ الْاِحْرَامِ ﴿فاصطادوا ﴾اَمْرُ اِبَاحَةٍ ﴿ولا یجرمنكم﴾یَكْسِبَنَّكُمْ ﴿شنان﴾بِفَتْحِ النُّوْنِ وَسُكُوْنِهَا ، بُغْضُ﴿قوم﴾لِاَجْلِ ﴿ان صدوكم عن المسجد الحرام ان تعتدوا﴾عَلَیْهِمْ بِالْقَتْلِ وَغَیْرِهٖ ﴿وتعاونوا علی البر﴾فِعْلُ مَا اُمِرْتُمْ بِهٖ ﴿والتقوی﴾بِتَرْكِ مَانُهِیْتُمْ عَنْهُ ﴿ولا تعاونوا﴾فِیْهِ حُذِفَ اِحْدَی التَّائَیْنِ فِی الْاَصْلِ ﴿علی الاثم﴾اَلْمَعَاصِیْ ﴿والعدوان﴾ التَّعَدِّیْ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ﴿واتقوا الله﴾خَافُوْا عِقَابَهٗ بِاَنْ تُطِیْعُوْهُ ﴿ان الله شدید العقاب (٢)﴾ لِمَنْ خَالَفَهٗ ﴿حرمت علیكم المیتة﴾اَیْ اَكْلُهَا ﴿والدم﴾ اَیِ الْمَسْفُوْحُ كَمَا فِی الْاَنْعَامِ ﴿ولحم الخنزیر وما اهل لغیرالله به﴾بِاَنْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِهٖ ﴿والمنخنقة﴾اَلْمَیْتَةُ خَنِقًا﴿والموقوذة﴾اَلْمَقْتُوْلَةُ ضَرْبًا ﴿والمتردیة﴾اَلسَّاقِطَةُ مِنْ عُلُوٍّ اِلٰی سِفْلٍ فَمَاتَتْ ﴿ والنطیحة ﴾ اَلْمَقْتُوْلَةُ بِنَطْحِ اُخْرٰی لَهَا ﴿وما اكل السبع﴾مِنْهُ ﴿الا ما ذكیتم﴾اَیْ اَدْرَكْتُمْ فِیْهِ الرُّوْحَ مِنْ هٰذِهِ الْاَشْیَاءِ فَذَبَحْتُمُوْهُ ﴿وماذبح علی﴾اِسْمِ ﴿النصب﴾جَمْعُ نِصَابٍ وَهِیَ الْاَصْنَامُ ﴿وان تستقسموا ﴾تَطْلُبُوا الْقِسْمَ وَالْحُكْمَ ﴿بالازلام﴾ جَمْعُ زَلَمٍ بِفَتْحِ الزَّایِ وَضَمِّهَا مَعَ فَتْحِ اللَّامِ ، قِدْحٌ بِكَسْرِ الْقَافِ سَهْمٌ صَغِیْرٌ لَارِیْشَ لَهٗ وَلَا نَصْلَ وَكَانَتْ سَبْعَةً عِنْدَ سَادِنِ الْكَعْبَةِ عَلَیْهَا اِعْلَامٌ وَكَانُوْا یُجِیْبُوْنَهَا فَاِنْ اَمَرَتْهُمْ اِئْتَمَرُوْا وَاِنْ نَهَتْهُمْ اِنْتَهُوْا ﴿ذلكم فسق﴾خُرُوْجٌ عَنِ الطَّاعَةِ ، وَنَزَلَ بِعَرَفَةَ عَامَ حَجَّةِ الْوِدَاعِ﴿الیوم یئس الذین كفروا من دینكم﴾اِنْ تَرْتَدُّوْا عَنْهُ بَعْدَ طَمْعِهِمْ فِیْ ذٰلِكَ لَمَّا رَاَوْا مِنْ قُوَّتِهٖ ﴿فلا تخشوهم واخشون الیوم اكملت لكم دینكم﴾اَحْكَامَهٗ وَفَرَائِضَهٗ فَلَمْ یَنْزِلْ بَعْدَهَا حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ ﴿واتممت علیكم نعمتی﴾بِاِكْمَالِهٖ وَقِیْلَ بِدُخُوْلِ مَكَّةَ اٰمِنِیْنَ ﴿ورضیت﴾اِخْتَرْتُ ﴿لكم الاسلام دینا فمن اضطر فی مخمصة﴾مَجَاعَةٍ اِلٰی اَكْلِ شَیْءٍ مِمَّا حُرِّمَ عَلَیْهِ فَاَكَلَ

﴿غیر متجانف﴾ مَائِلٍ ﴿لاثم﴾مَعْصِيَةٍ ﴿فان الله غفور﴾ لَهُ مَا اَكَلَ ﴿رحيم(٣)﴾بِهٖ فِىْ اِبَاحَتِهٖ لَهُ بِخَلافِ الْمَائِلِ لِاِثْمٍ اَىِ الْمُتَلَبِّسِ بِهٖ كَقَاطِعِ الطَّرِيْقِ وَالْبَاغِىْ مَثَلًا فَلَا يَحِلُّ لَهُ الْاَكْلُ ﴿يسئلونك﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿ماذا احل لهم﴾ مِنَ الطَّعَامِ ﴿قل احل لكم الطيبت﴾الْمُسْتَلَذَّاتُ ﴿و﴾صَيْدُ ﴿ما علمتم من الجوارح﴾الْكَوَاسِبِ مِنَ الْكِلَابِ وَالسِّبَاعِ وَالطَّيْرِ ﴿مكلبين﴾حَالٌ مِنْ كَلَّبْتُ الْكَلْبَ بِالتَّشْدِيْدِ اَرْسَلْتُهُ عَلَى الصَّيْدِ ﴿تعلمونهن﴾ حَالٌ مِنْ ضَمِيْرِ مُكَلِّبِيْنَ اَىْ تُؤَدِّبُوْنَهُنَّ ﴿مما علمكم الله﴾ مِنْ اٰدَابِ الصَّيْدِ ﴿فكلوا مما امسكن عليكم﴾ وَاِنْ قَتَلْتَهُ بِاَنْ لَمْ يَاْكُلن مِنْهُ بِخَلَافِ غَيْرِ الْمُعَلَّمَةِ فَلَا يَحِلُّ صَيْدُهَا وَعَلَامَتُهَا اَنْ تَسْتَرْسَلَ اِذَا اُرْسِلَتْ وَتَنْزَجِرَ اِذَا زَجَرْتَ وَتَمْسِكُ الصَّيْدَ وَلَا تَاكُلُ مِنْهُ وَاَقَلُّ مَا يُعْرَفُ بِهٖ ثَلٰثُ مَرَّاتٍ فَاِنْ اَكَلَتْ مِنْهُ فَلَيْسَ مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلٰى صَاحِبِهَا فَلَا يَحِلُّ اَكْلُهُ كَمَا فِىْ حَدِيْثِ الصَّحِيْحَيْنِ وَفِيْهِ اِنَّ صَيْدَ السَّهْمِ اِذَا اُرْسِلَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ كَصَيْدِ الْمُعَلَّمِ مِنَ الْجَوَارِحِ ﴿واذكروا اسم الله عليه﴾عِنْدَ اِرْسَالِهٖ ﴿واتقوا الله ان الله سريع الحساب(٤)اليوم احل لكم الطيبت﴾الْمُسْتَلَذَّاتُ﴿وطعام الذين اوتوا الكتب﴾اَىْ ذَبَائِحُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصٰرٰى ﴿حل﴾حَلَالٌ ﴿لكم وطعامكم﴾اِيَّاهُمْ ﴿حل لهم والمحصنت من المؤمنت والمحصنت﴾اَلْحَرَائِرُ ﴿من الذين اوتوا الكتب من قبلكم﴾ حِلٌّ لَكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ ﴿اذا اتيتموهن اجورهن﴾مُهُوْرَهُنَّ ﴿محصنين﴾مُتَزَوِّجِيْنَ ﴿غير مسفحين﴾مُعْلِنِيْنَ بِالزِّنَا بِهِنَّ﴿ولا متخذى اخدان﴾مِنْهُنَّ تُسِرُّوْنَ بِالزِّنَا بِهِنَّ﴿ومن يكفر بالايمان﴾ اَىْ يَرْتَدَّ ﴿فقد حبط عمله﴾الصَّالِحُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَلَا يُعْتَدُّ بِهٖ وَلَا يُثَابُ عَلَيْهِ ﴿وهو فى الاخرة من الخسرين(٥)﴾اِذَا مَاتَ عَلَيْهِ.

﴿ترجمہ﴾

اے یمان والو! اپنے قول پورے کرو......۱......(یعنی وہ پکے عہد جو تم نے اپنے اور اللہ کے مابین یا اپنے اور لوگوں کے مابین کرر کھے ہیں) تمہارے لیے حلال ہوئے بے زبان مویشی......۲......(یعنی اونٹ، گائے، بکری وغیرہ کا بعداز ذبح شرعی کھانا حلال ہے) مگر وہ آگے سنایا جائے گا تم کو (حرمت کا حکم، جو کہ آیتِ مبارکہ ﴿حرمت عليكم الميتة ...... الخ﴾ میں بیان ہوگا، یہ استثناء منقطع ہے اور اس کا استثناء متصل ہونا بھی جائز ہے جبکہ مردار کی تحریم کی وجہ ان جانوروں کی موت وغیرہ عوارض ہیں) لیکن شکار حلال نہ سمجھو ......۳...... جب تم احرام میں ہو......۴......(یعنی حالتِ احرام میں ہو غیر کے منصوب ہونے کی وجہ، اس کا لکم کی ضمیر سے حال ہونا ہے) بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے (حلال کرنے وغیرہ کے حوالے سے، اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا) اے ایمان والو! حلال نہ ٹھہراؤ اللہ کے نشان......۵......(شعائر جمع ہے شعیرۃ کی یعنی اس کے دینی نشانات، حالت احرام میں شکار کھیل کر بے حرمتی نہ کرو) اور نہ ادب والے مہینے......۶......(حلال ٹھہراؤ ان میں قتال کر کے) اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں......۷......(یعنی ان چوپایوں کو جو حرم کی طرف قربانی کے لیے ہانکے جاتے ہیں انہیں حلال نہ ٹھہرالو کہ ان سے تعرض کرو) اور نہ جنکے گلے میں علامتیں آویزاں ......۸......(ہوں، قلائد جمع ہے قلادۃ کی، اور ان سے مراد وہ ہار ہیں جو حرم کے درختوں کی لکڑی سے بنا کر ان جانوروں کی گردن میں پہنا دیئے جاتے تا کہ وہ محفوظ رہیں یعنی تم نہ تو ان جانوروں سے تعرض کرو اور نہ ہی ان جانوروں کو لے کر جانے والوں سے کوئی تعرض

کرو) اور نہ ان کا مال وآبرو (حلال جانو) جو قصد کرکے آئیں (اٰمّین بمعنیٰ قاصدین ہے) عزت والے گھر کا (اس طرح کہ تم ان سے قتال کرو) وہ فضل (یعنی رزق) اپنے رب کا (تجارت کرکے) اور خوشی چاہتے ہیں (اس کی، یعنی ان کافروں کا اپنے فاسد خیال کے مطابق اس حج وعمرہ سے مقصد یہی ہے یہ حکم سورہ توبہ کی آیتِ مبارکہ سے منسوخ ہے) اور جب حلال ہو جاؤ (احرام کی قیود سے) تو شکار کر سکتے ہو (یہ حکمِ اباحت ہے) اور تمہیں نہ ابھارے (یعنی اکسائے) دشمنی (شنـاٰن نون کے فتح اور سکون دونوں لغتوں کے ساتھ بمعنی بغض وعداوت ہے) کسی قوم کی (اس لئے کہ) انہوں نے تمہیں مسجدِ حرام سے روکا اب کہ تم زیادتی کرو (ان پر قتل وغیرہ کے ذریعے) اور نیکی کے کام میں ایک دوسرے کی مدد کرو......۹...... (یعنی اس کام پر جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے) اور پرہیز گاری کے کام میں (بھی ایک دوسرے کی مدد کیا کرو یعنی جس کام کے ترک کا تمہیں حکم دیا گیا ہے) اور مدد نہ کرو (تعاونوا اصل میں تتعاونوا تھا، ایک تاء محذوف ہے) گناہ (یعنی معصیت) پر اور زیادتی پر (یعنی اللہ عزوجل کی حدود میں حد سے بڑھ کر) اور اللہ سے ڈرو (اس کے عذاب سے ڈرو یوں کہ اس کی اطاعت کرو) بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے (اس کے لئے جو اس کی مخالفت کرے) تم پر حرام ہے......۱۰...... مردار (یعنی اسکا کھانا) اور خون (جو بہنے والا ہو جیسا کہ سورہ انعام میں ہے) اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا (یعنی اللہ عزوجل کے علاوہ کسی دوسرے کا نام لے کر ذبح کئے گئے) اور جو گلا گھونٹنے سے مرے (یعنی وہ مردار جانور (نام پر) بتوں کے (نُصب جمع ہے نصاب کی یعنی بت) اور بانٹا کرنا (یعنی کسی جانور کی تقسیم یا فیصلہ کرنا چاہو) پانسے ڈال کر (ازلام جمع ہے زلم کی، زاء کی فتح اور ضمہ اور لام کی فتح کے ساتھ، اس سے مراد وہ چھوٹے تیر ہیں جن کے پر اور پیکان نہ ہوں کعبہ کے خادم کے پاس سات تیر رکھے ہوتے تھے جن پر کچھ نشانات یا علامات تھیں اور وہ ان سے فیصلہ کروایا کرتے، اگر وہ تیر انہیں کوئی حکم دیتے تو تعمیل حکم کرتے اور منع کرتے تو باز آجاتے) یہ گناہ کا کام ہے (اطاعت سے باہر ہے، یہ آیتِ مبارکہ حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن نازل ہوئی) آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی......۱۱...... (کہ تمہیں مرتد کر دیں اسلامی شان وشوکت دیکھ کر اگرچہ پہلے اس بارے میں امید کرتے تھے) تو ان سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو، آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا......۱۲...... (یعنی دین کو مکمل کر دیا، دین سے مراد اس کے احکام وفرائض ہیں، پس اس آیتِ مبارکہ کے بعد کسی چیز کے حلال وحرام کا حکم نازل نہ ہوا) اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی (اسلام کی تکمیل کے ساتھ، اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد امن کیساتھ مکہ مکرمہ میں دخول ہے) اور میں نے پسند کیا (رضیت بمعنی اخترت ہے) تمہارے لیے دین اسلام کو تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ (یعنی حرام چیز کے کھانے پر مجبور ہو جائے تو بقدرِ ضرورت کھا سکتا ہے) نہ جھکنے والا ہو (مائل ہونے) گناہ (یعنی معصیت) کی طرف، تو بیشک اللہ بخشنے والا (ہے اسے جو اس نے کھایا) مہربان ہے (اس پر کہ اس کھانے کو مباح کر دیا بخلاف گناہ کی طرف مائل ہونے والے کے یعنی مرتکب جرم کے جیسا کہ ڈاکو اور باغی، کہ انکے لیے حالت اضطرار میں بھی کھانا حلال نہیں) اور تم سے پوچھتے ہیں (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) کہ ان کے لیے کیا حلال ہوا (کھانے میں سے) تم فرما دو کہ حلال ہوئیں تمہارے لیے پاکیزہ (یعنی لذیذ) چیزیں اور (شکاران کا) جو تم نے سدھا لئے......۱۳...... (جوارح بمعنی کواسب ہے یعنی سدھائے ہوئے کتے، درندے یا پرندے) انہیں شکار پر دوڑاتے ہو (مکلبین، کَلَّبْتُ الکلب سے حال ہے، یعنی میں نے اسے شکار پر چھوڑ دیا) جو تم سکھاتے ہو انہیں (مکلبین کی ضمیر سے حال ہے، یعنی تم انہیں سکھاؤ) جو علم تمہیں خدا نے دیا (شکار کے آداب کا) تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لیے رہنے دیں (اگرچہ وہ شکار کو مار ڈالیں یوں کہ خود اس میں سے کچھ نہ کھائیں برخلاف غیر سدھائے ہوئے شکاری جانور کے تو ان کا مارا ہوا شکار حلال نہیں اور سدھائے ہوئے جانور کی علامات یہ ہیں کہ جب تم اسے شکار پر دوڑاؤ تو دوڑ جائے اور جب روکنا چاہو تو رک جائے اور شکار کو پکڑے رہے لیکن

خود اس میں سے نہ کھائے، اور کسی جانور کے سدھائے ہوئے ہونے کا معلوم کرنا اس کا کم از کم تین مرتبہ اسی طرح امتحان لینا ہے، لہذا اگر وہ شکار پکڑ کر خود کھالے تو سمجھا جائے کہ مالک کیلئے شکار نہ کیا اور اس کے لئے اُس شکار سے کھانا جائز نہیں جیسا کہ صحیحین کی حدیثِ پاک میں ہے، اور اس حدیثِ پاک میں یہ بھی ہے کہ اگر شکار پر بسم اللہ پڑھ کر تیر چھوڑا جائے تو اس کا حکم بھی سدھائے ہوئے جانور کے شکار کی طرح ہے) اور اس پر اللہ کا نام لو (یعنی شکار پر چھوڑنے کے وقت) اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی آج تمہارے لیے پاک (یعنی لذیذ) چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا (یعنی یہود ونصاری کے ذبیحہ) حلال ہے ......٧٤ا...... (حِلٌّ بمعنی حَلال ہے) تمہارے لیے، اور تمہارا کھانا (خاص کر ان کے لیے) حلال ہے، اور پارسا عورتیں مسلمان، اور پارسا عورتیں (یعنی آزاد عورتیں) ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی (تمہارے لیے ان سے نکاح کرنا حلال ہے) جب تم انہیں ان کے مہر دو (اجورهن بمعنی مهورهن ہے) قید میں لاتے ہوئے (یعنی نکاح کرتے ہوئے) نہ مستی نکالتے (یعنی ان سے اعلانیہ بدکاری کرتے ہوئے) اور نہ آشنا بناتے (انہیں کہ چھپ کر ان سے بدکاری کرتے رہو) اور جو مسلمان کافر ہو (یعنی مرتد ہو جائے) اس کا سب اکارت گیا کیا دھرا (یعنی پہلے کے نیک اعمال، لہذا نہ انکا شمار ہوگا اور نہ ہی ان پر ثواب ملے گا) اور وہ آخرت میں زیاں کار ہے (جبکہ وہ اسی حالتِ ارتداد پر مر جائے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھاالذین امنوا اوفوا بالعقود احلت لکم بهیمة الانعام الا ما یتلی علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم﴾

یایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ، اوفوابالعقود: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ، احلت: فعل، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، غیر: مضاف، محلی الصید: مرکب اضافی ذوالحال، وانتم حرم: جملہ اسمیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر حال، ملکر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، بهیمة الانعام: مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، مایتلی علیکم: موصول صلہ، ملکر مستثنی، ملکر نائب الفاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الله یحکم ما یرید﴾

ان الله: حرف مشبہ واسم، یحکم: فعل بافاعل، مایرید: موصول ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھاالذین امنوا لا تحلوا شعائرالله ولا الشهر الحرام ولا الهدی ولا القلا ئد ولاامین البیت الحرام یبتغون فضلا من ربهم ورضوانا﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ، لاتحلوا: فعل بافاعل، شعائر الله: معطوف علیہ، ولاالشهر الحرام: معطوف اول، ولاالهدی: معطوف ثانی، ولا القلائد: معطوف ثالث، و: عاطفہ، لا: نافیہ، امین: اسم فاعل ھم ضمیر مستقر ذوالحال، یبتغون: فعل بافاعل، فضلا: معطوف علیہ، ورضوانا: معطوف، ملکر مفعول، من ربهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ملکر فاعل، البیت الحرام: مفعول، امین: اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر قوما محذوف کی صفت ملکر مرکب توصیفی ہوکر معطوف رابع، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مفعول، لاتحلوا: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالندء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واذا حللتم فاصطادوا ولایجرمنکم شنان قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، حللتم: فعل بافاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، اصطادوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، لایجرمنکم: فعل نہی بامفعول، شنان قوم:

فاعل ،ان صدوکم عن المسجد الحرام: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی ،ان تصدوا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثالث ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدان﴾

و: عاطفہ ،تعاونوا: فعل امر بافاعل ،علی: جار ،البر والتقوی: معطوف علیہ ،معطوف ،ملکر مجرور ،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہو: عاطفہ......لاتعاونوا: فعل امر بافاعل ،علی: جار ،الاثم والعدوان: معطوف علیہ ،معطوف ،ملکر مجرور ،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتقوا الله ان الله شدید العقاب﴾

و: عاطفہ ،اتقوا اللّٰہ: فعل امر بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،ان اللّٰہ: حرف مشبہ واسم ،شدید العقاب: مرکب اضافی خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر الله بہ والمنخنقة والموقوذة والمتردیة والنطیحة وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام﴾

حرمت علیکم: فعل مجہول وظرف لغو......المیتة: معطوف علیہ......والدم: معطوف اول......ولحم الخنزیر: معطوف ثانی ہو: عاطفہ ،ما: موصولہ ،اھل: فعل مجہول بانائب الفاعل ،لغیر اللّٰہ: ظرف لغو اول ،بہ: ظرف لغو ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ،ملکر معطوف ثالث ،والمنخنقة: معطوف رابع ،والموقوذة: معطوف خامس ،والمتردیة: معطوف سادس ،والنطیحة: معطوف سابع ہو: عاطفہ ،ما اکل السبع: موصول صلہ ملکر مستثنیٰ منہ ،الا: حرف استثناء ،ما ذکیتم: موصول صلہ ملکر مستثنیٰ ،ملکر معطوف ثامن ،وما ذبح علی النصب: موصول صلہ ملکر معطوف تاسع ،وان تستقسموا بالازلام: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف عاشر معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر نائب الفاعل حرمت ،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلکم فسق الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون﴾

ذلکم: مبتدا ،فسق: خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،الیوم: ظرف مقدم ،یئس: فعل ،الذین کفروا: موصول صلہ ملکر فاعل ،من دینکم: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف: فصیحیہ ،لاتخشوھم: فعل نہی بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،واخشون: فعل امر بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ،ملکر شرط محذوف اذا کان الامر کذلک کی جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا﴾

الیوم: ظرف مقدم ،اکملت لکم دینکم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ و: عاطفہ ،اتممت علیکم نعمتی: فعل بافاعل وظرف ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ ،رضیت لکم: فعل بافاعل وظرف لغو ،الاسلام: ذوالحال ،دینا: حال ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف لاثم فان الله غفور رحیم﴾

ف: مستانفہ ،من: شرطیہ مبتدا ،اضطر: فعل مجہول باضمیر ذوالحال ،غیر: مضاف ،متجانف الاثم: شبہ جملہ ہوکر مضاف الیہ ،ملکر حال ،ملکر نائب الفاعل ،فی مخمصة: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ ،ان اللّٰہ: حرف مشبہ واسم ،غفور: خبر اول ،رحیم: خبر ثانی ،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ،من: مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یسئلونک ماذا احل لهم قل احل لکم الطیبت﴾

یسئلونک: فعل بافاعل ومفعول ،ماذا: اسم استفہامیہ مبتدا،احل لهم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،قل: قول،احل: فعل مجہول،لکم: ظرف لغو،الطیبت: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونهن مما علمکم الله فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم الله علیه﴾

و: مستانفہ ،ما: شرطیہ مبتدا،علمتم: فعل،تم ضمیر ذوالحال،مکلبین: حال اول،تعلمونهن مما علمکم الله: جملہ فعلیہ حال ثانی ملکر فاعل،من الجوارح: ظرف مستقر حال،''ہ'' ضمیر محذوف کیلئے ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ، کلوا: فعل بافاعل،بما امسکن علیکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،اذکروا اسم الله علیه: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو ملکر معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقوا الله ان الله سریع الحساب﴾

و: عاطفہ،اتقوا الله: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل فکلوا مما امسکن پر معطوف ہے،ان الله : حرف مشبہ واسم ،سریع الحساب : خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الیوم احل لکم الطیبت وطعام الذین اوتوا الکتب حل لکم وطعامکم حل لهم﴾

الیوم: ظرف مقدم،احل لکم الطیبت: فعل مجہول وظرف لغو ونائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ،و: مستانفہ ،طعام: مضاف،الذین اوتوا الکتب: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ،ملکر مبتدا،حل لکم: شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،طعامکم: مبتدا ......حل لهم: شبہ جملہ ہوکر ملکر معطوف،ملکر اسمیہ مستانفہ۔

﴿والمحصنت من المؤمنت والمحصنت من الذین اوتوا الکتب من قبلکم﴾

و: مستانفہ ،المحصنت: ذوالحال،من المومنت: ظرف مستقر حال ملکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر حال ملکر معطوف ملکر خبر محذوف حل لکم کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اذا اتیتموهن اجورهن محصنین غیر مسفحین ولا متخذی اخدان﴾

اذا: مضاف،اتیتمو: فعل بافاعل ،هن: ذوالحال،محصنین: حال اول ،غیر: مضاف،مسافحین: معطوف علیہ ،و: عاطفہ،لا: نافیہ،متخذی اخدان: معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر حال ثانی،ملکر مفعول اول ،اجورهن: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ ملکر ظرف مستقر حل فعل محذوف کیلئے ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله وهو فی الاخرة من الخسرین﴾

و: استنافیہ ،من: شرطیہ مبتدا،یکفر بالایمان: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،قد: تحقیقیہ ،حبط عمله: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،هو: ذوالحال ،فی الاخرة : ظرف مستقر حال،ملکر مبتدا،من الخاسرین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......یایها الذین امنوا لاتحلوا شعائر الله......☆ شریح بن ہند ایک مشہور شقی تھا وہ مدینہ طیبہ میں آیا اور سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ آپ خلق خدا کو کیا دعوت دیتے ہیں؟ فرمایا اپنے رب کے ساتھ ایمان لانے اور اپنی رسالت کی

تصدیق کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی، کہنے لگا بہت اچھی دعوت ہے میں اپنے سرداروں سے رائے لے لوں تو میں بھی اسلام لاؤنگا اور انہیں بھی لیے آؤں گا یہ کہہ کر چلا گیا حضور ﷺ نے اس کے آنے سے پہلے ہی اپنے اصحاب کو خبر دی تھی کہ قبیلہ ربیعہ کا ایک شخص آنے والا ہے جو شیطانی زبان بولے گا اس کے چلے جانے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ کافر کا چہرہ لے کر آیا تھا اور عادر و بد عہد کی طرح پیٹھ پھیر کر گیا یہ اسلام لانے والا نہیں، چنانچہ اس نے غدر کیا اور مدینہ شریف سے نکلتے ہوئے وہاں کے مویشی اور اموال لے گیا۔ اگلے سال یمامہ کے حاجیوں کے ساتھ تجارت کا کثیر سامان اور حج کی قلادہ پوش قربانیاں لے کر بارادہ حج نکلا سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے راہ میں صحابہ نے شریح کو دیکھا اور چاہا کہ مویشی اس سے واپس لیں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆...... **الیوم اکملت لکم دینکم......** ☆ بخاری و مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم روز نزول کو عید مناتے ،فرمایا کونسی آیت اس نے یہی آیت مذکورہ پڑھی، آپ نے فرمایا میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے مقام نزول کو بھی پہچانتا ہوں وہ مقام عرفات کا تھا اور دن جمعہ کا تھا آپ کی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمارے لیے وہ دن عید ہے، ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا آپ نے فرمایا جس روز یہ نازل ہوئی اس روز دو عیدیں تھیں جمعہ و عرفہ۔

☆...... **یسئلونک ماذا احل لھم......** ☆ یہ آیت عدی ابن حاتم اور زید بن مہلہل کے بارے نازل ہوئی جنکا نام حضور ﷺ نے زید الخیر لکھا تھا ان دونوں صاحبوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ کتے اور باز کے ذریعے شکار کرتے ہیں ہمارے لیے یہ حلال ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

عقد :

ا...... کسی چیز کے اطراف جمع کرنے کو عقد کہتے ہیں پھر اسکا استعمال اجسام صلبیہ (ہاتھ باندھ کر سولی لگانے) میں ہونے لگا جیسے عقد حبل (گرہ لگانے) اور عقد بناء (عمارت کو مسالے سے پختہ کرنے)، پھر یہ معنی بطور مستعار عقد بیع اور عقد عہد وغیرہ میں استعمال کیا جانے لگا۔ (المفردات، ص ۳۴۴)

قرآن مجید فرقان حمید میں مذکور لفظ عقود سے کیا مراد ہے اس بارے میں علماءِ مفسرین کا اختلاف ہے اور ہم روح المعانی میں مذکور چاروں اقوال ترتیب سے ذکر کرتے ہیں۔(۱)...... عقود سے مراد عہود یعنی وہ عہد ہیں جو اللہ ﷻ نے اپنے بندوں سے ایمان لانے اور حلال و حرام چیزوں میں اسکی طاعت بجالانے کے بارے میں عہد لیا اور یہ قول حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔(۲)...... یہاں عقود سے مراد وہ عہد و پیماں ہیں جو لوگ باہم اپنی قسموں، عقد نکاح اور عقد بیع وغیرہ کے معاملے میں کیا کرتے ہیں، یہ قول ابن زید اور زید بن اسلم کا ہے۔(۳)...... یہاں عقود سے مراد وہ عہد ہیں جو زمانہ جاہلیت میں لوگ دشمن کے مقابلے میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے تھے یہ قول مجاہد، ربیع، اور قتادہ وغیرہ کا ہے۔(۴)...... عقود سے مراد وہ عہد ہیں جو اللہ ﷻ نے اہل کتاب سے توریت و انجیل میں نبی پاک ﷺ کی آمد پر انکی تصدیق کے بارے میں لیا یہ قول ابن جریج اور ابو صالح کا ہے (روح المعانی، الجزء السادس، ص ۳۰۲)

بھیمۃ الانعام:

۲......قاموس میں ہے کہ ہر چار ٹانگوں والا چوپایہ اگر چہ وہ پانی میں رہتا ہو یا اس سے مراد ہر جاندار ہے جو پانی اور خشکی کی تمیز نہ رکھتا ہو۔ (الجمل، ج۲،ص ۱۷۱)

انعام، نَعم کی جمع ہے مراد اس سے اونٹ، گائے اور بکریاں ہیں اور اس تعریف میں ذوات الحافر (یعنی کُھر والے جانور) تمام اہل لغت کے نزدیک داخل نہیں۔اس آیت مبارکہ کے معنی پر بھی اختلاف ہے چنانچہ حسن اور قتادہ کے نزدیک بھیمۃ الانعام سے مراد اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ ہیں اور اس قول میں بھیمۃ کی اضافت انعام کی طرف فقط تاکید کے لئے کی گئی ہے اور کلبی نے کہا کہ بھیمۃ الانعام سے مراد وحشی جانور ہرن، نیل گائے اور جنگلی گدھا بھی ہیں اس لئے یہاں بھیمۃ کی اضافت انعام کی طرف کردی گئی تاکہ انعام (چوپائے) کی جنس بھی معلوم ہو جائے جو اس میں سے حلال ہو۔اسلئے کہ اگر مطلق چوپائے کا ذکر کردیا جاتا تو اس میں حلال وحرام سب شامل ہو جاتے اسی لئے اللہ ﷻ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ﴿احلت لکم (الانعام:۱)﴾ (الخازن، ج۲،ص۴)

غیر محلی الصید:

۳......قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ الصید مصدر ہے اسم مفعول کا احتمال رکھتا ہے اور غیر ،لکم کی ضمیر سے حال ہے، یعنی تمہارے لئے چوپائے حلال کیے گئے ہیں اس حال میں کہ تمہارا یہ عقیدہ نہ ہو کہ حالتِ احرام میں شکار حلال ہے چوپایوں کو حلال سمجھنے کی قید اس حال میں ظاہر نہیں کہ وہ شکار کے حلال ہونے کا اعتقاد نہ رکھتا ہو۔صاحب کشاف کے نزدیک غیر محلی الصید کے معنی شکار سے رکنا ہے۔یعنی تمہارے لئے بعض جانور حلال فرمائے اس حال میں کہ تم شکار سے بچ جاتے ہوتا کہ تم پر معاملہ سخت نہ ہو جائے۔اس پر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ چوپایوں کی حلت حالت احرام میں اس حالت کے ساتھ مقید نہیں کہ وہ حالت احرام میں شکار سے رک جاتے ہیں بلکہ وہ چوپائے تمام احوال میں حلال ہیں یہ قید اس وقت درست نہیں ہو سکتی۔اگر بھیمۃ الانعام سے مراد وہ جانور ہوں جو وحشی اور گھروں میں رکھنے والوں کو شامل ہوں تو یہ تفسیر پہلے معنی کی بناء پر ہوگی یا پھر وحشی جانوروں کے ساتھ خاص ہوگی یہ تفسیر تیسرے معنی کی بناء پر ہے کہ شکار کے حلال ہونے کو احرام نہ ہونے کی حالت کے ساتھ مقید کردیا پھر تقدیر عبارت یوں ہوگی: ''تمہارے لئے سب چوپائے وحشی ہوں یا اہلی حلال ہیں جبکہ تم احرام کی حالت میں شکار کے حلال ہونے کا عقیدہ نہ رکھتے ہو۔آخر میں ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ محلی الصید سے مراد اللہ ﷻ کی ذات ہو اور جمع کا صیغہ تعظیم کے لئے ہو گویا اس طرح فرمایا کہ تمہارے لئے ہم نے تمام جانور حلال کردیئے جبکہ تم حالت احرام میں نہ ہو''۔ (المظھری، ج۲،ص ۲۶۵)

وانتم حرم:

۴......حرم ،حرام کی جمع ہے، صفت مشبہ کا صیغہ بمعنی اسم فاعل ہے جیسا کہ شارح نے اپنے قول محرمین سے اسکی طرف اشارہ کیا۔اور مختار میں ہے کہ ورجل حرام یعنی مُحرِم (احرام باندھنے والا) اور حرام کی جمع حرم ،مثل قذال اور قذل کی طرح ہے۔ (الجمل، ج۲،ص ۱۷۲)

شعائر اللہ:

۵......علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ شعائر اللہ سے مراد مناسک حج ہیں۔شعائر ،شعیرۃ کی جمع ہے اور یہ ما أُشعر کا اسم ہے ای جُعِل شعاراً، اور اسکے ساتھ اعمال حج اور اسکے موافق امور کا نام شعائر اللہ رکھا گیا کیونکہ شعائر اللہ سے مراد

علاماتِ حج اور قربانی ہیں۔ایک قول کے مطابق اس سے مراد دین الٰہی ہے جیسے قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ جواللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے اسی کے دل میں تقوی ہے (الحج:٣٢)﴾ اور شعائر اللہ سے مراد اسکا دین ہے اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد وہ فرائض ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں پر متعین کئے ہیں

(البیضاوی، ج١، ص٤١٧)

لاتحلوا شعائر الله سے مراد یہ ہے کہ تم حالت احرام میں شکار نہ کرو۔ (الخازن، ج٢، ص٥)

حرمت والے مهینے:

٦......علامہ خازن فرماتے ہیں کہ "اور حرمت والے مہینوں میں قتال کر کے انہیں حلال نہ ٹھرالو" حرمت والے مہینوں سے مراد یہ ہے کہ جس کی اہل عرب زمانۂ جاہلیت میں بھی تعظیم کیا کرتے تھے اور اسمیں قتال کرنے کو حرام جانتے تھے، پھر جب اسلام آیا تو یہ حکم اسی طرح برقرار رہا بلکہ اور بھی مؤکد ہو گیا اور یہاں حرمت والے مہینے سے مراد ذوالقعدہ اور ایک قول کے مطابق رجب ہے اور یہ دونوں اقوال ابن جریر نے ذکر کئے ہیں۔ (المرجع السابق)

صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی خزائن العرفان میں فرماتے ہیں کہ حرمت والے مہینے چار ہیں تین متصل یعنی ذوالقعدہ، ذالحجۃ اور محرم اور ایک جدا یعنی رجب المرجب۔

قربانی کے جانور:

٧......المراد به مایهدی الی الکعبة من ابل، او بقر، او شاة وهو جمع هدیة کجدی و جدیة یعنی مراد اس سے یہ ہے کہ جو جانور اونٹ، گائے یا بکری جنہیں کعبۂ معظمہ (یعنی حدودِ حرم) میں قربانی کے لئے بھیجا جائے، هدی، هدیة کی جمع ہے جیسے جدی، جدیة کی جمع ہے۔ (روح المعانی، الجزء السادس، ص٣٠٩)

قلائد:

٨...... قلائد، قلادۃ کی جمع ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اونٹ وغیرہ کی گردن میں کوئی نشانی باندھ دی جائے (الجمل، ج٢، ص١٧٣)۔ یہ آیتِ مبارکہ ﴿یایها الذین امنوا لا تحلوا شعائر الله ولا الشهر الحرام ولا الهدی ولا القلائد (المائدة٢)﴾ منسوخ ہے کس طرح اور کس نقطۂ نگاہ سے، اس بارے میں ہم علامہ خازن کی تحقیق پیش کرتے ہیں اس آیت کے منسوخ ہونے کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے چنانچہ یہاں یہ آیت ﴿لاتحلوا شعائر الله ولاالشهر الحرام﴾ حرمت والے مہینے میں حدودِ حرم میں قتل کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے اور یہ آیت اللہ ﷻ کے اس فرمانِ مقدس نشان سے منسوخ ہے ﴿اقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم﴾ اور اللہ ﷻ کا یہ فرمان ﴿ولا آمین البیت الحرام﴾ مشرکوں کو بیتِ حرام میں داخل ہونے کی حرمت کا تقاضا کرتا ہے اور یہ آیت اللہ ﷻ کے اس فرمان ﴿فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا﴾ سے منسوخ ہے چنانچہ کسی مشرک کے لئے نہ تو بیت اللہ کا حج جائز ہے اور نہ ہی قربانی کا جانور اور قلائد کا بھیجنا اور یہ قول ابن عباس، مجاہد، قتادہ، حسن اور اکثر مفسرین کا ہے۔ (الخازن، ج٢، ص٦)

﴿تعاونوا علی البر والتقوی﴾

٩......نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم متذکرہ آیتِ مبارکہ میں ہے اور اسی طرح نافرمانی اور

برائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی ممانعت بھی ملتی ہے یہ ایک ایسا اصول ہے کہ جس سے آپس کے تعلقات مضبوط ہوتے ہیں اور اقوام عالم میں بھلائی پھیلتی ہے اور برائی کی جڑیں ختم ہوتی ہیں۔ ہمارے اسلاف کا اس آیتِ مبارکہ پر خوب عمل تھا وہ ہر نیکی کے کام میں ایک دوسرے کے معاون ہو جاتے اور کوئی بھی بری بات دیکھتے تو اس کا ساتھ دینا تو درکنار یکسر خود کو بھی اس سے بچا لیتے اور اس برائی میں مبتلا ہونے والے کو بھی جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے امتی کو سود کی لعنت سے بچنے کیلئے کیسے جامع الفاظ کے ساتھ تبلیغ فرمائی کہ انسان اس برائی کے کام کو نہ تو خود کرے اور نہ ہی اس میں کسی طرح سے معاونت کر کے خود کو اس لعنت میں شامل کرے چنانچہ فرمایا۔

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ دو جہاں مکی مدنی مصطفیٰ ﷺ نے سود کے کھانے والے، اسکی وکالت کرنے والے، اسکے لکھنے والے اور اسکے گواہ پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ یہ سارے گناہ میں برابر شریک ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب اکل الربا، ص ۷۸۳)

☆...... ایک دیہاتی اعرابی مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا اور صحابہ کرام نے اسے روکنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اسے نہ روکو اور چھوڑ دو" جب وہ فارغ ہو چکا تو سید عالم ﷺ نے اسے پاس بلا کر نرمی سے مسجد کے آداب سے متعلق بتایا اور اپنے اصحاب کو پانی لانے کا حکم دیا اور اس ناپاک جگہ پر پانی کو بہا دیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب وجوب غسل البول، ص ۱۵۵)

سید عالم ﷺ کے ساتھ نیکی و بھلائی کرنا، یہ تو سب سے افضل نیکی ہے چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا بیٹا بڑھئی ہے کیا میں آپ کے لئے منبر بنوا دوں؟ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر تو ایسا چاہتی ہے تو کر"! تو اس عورت نے منبر بنوا دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب الاستعانة بالنجار، ص ۷۸)

حضور پر نور ﷺ کے لئے منبر بنوا دینا تا کہ سید عالم ﷺ اس پر جلوہ فرما ہو کر وعظ فرمائیں یہ بھی نیکی کے کاموں میں مدد کرنا ہے، جیسا کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد جب قرآن کے جمع کرنے کا معاملہ پیش ہوا، کئی صحابہ کرام نے اپنی اپنی خدمات پیش کیں، مسجد نبوی کی تعمیر کے موقع پر فخر کائنات شاہ موجودات ﷺ نے مسجد کی تعمیر جو کہ سراسر نیکی کا کام ہے صرف اپنے اصحاب کے ذمہ یہ کام نہ رکھا بلکہ خود اپنے مقدس ہاتھوں سے پتھر اٹھا اٹھا کر **تعاونوا علی البر والتقوی** کا عملی نمونہ پیش کیا، ہمیں بھی حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ سے درس حاصل کرنا چاہیے۔

حرام چیزوں کا بیان:

۱...... قرآن مجید میں حرام اشیاء، ان کی حرمت، استعمال اور دیگر موضوعات پر کئی مقامات پر مضامین ملتے ہیں، درج ذیل میں موضوع کی مناسبت سے چند باتیں ترتیب وار آیت قرآنیہ کے تناظر میں پیش کی جاتی ہیں:

(ا)...... مردار حرام ہے!

ہر وہ جانور جو بغیر شرعی طریقے سے ذبح کیے اپنی طبعی موت مر جائے وہ مردار ہے اور اسکے حرام ہونے کا سبب یہ ہے کہ خون ایک لطیف چیز ہے جب جانور بغیر کسی ضرب یا قتل کیے مرتا ہے تو خون اسکی رگوں میں جم جاتا ہے اور شدید ضرر کا باعث بنتا ہے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۷)۔ ہر مردار حرام ہے مگر سید عالم ﷺ جس مردار کو حلال فرما دیں پھر وہ مردار ہو کر بھی حرام نہیں رہتا چنانچہ فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے دو مردار حلال فرمائے مچھلی اور ٹڈی۔

(ابن ماجه، کتاب الصید، باب صید الحیتان والجراد، ص ٥٤٤)

(۲)......دم مسفوح!

یہاں دم مسفوح سے جاری خون مراد ہے زمانہ جاہلیت میں لوگ خون کو مصارین (یعنی آنتوں میں) گرم کرکے پیتے تھے اللہ ﷻ نے اسے حرام فرمایا (الخازن ، ج ۲،ص ۷)

لیکن ہم یہاں بھی یہی کہیں گے کہ اللہ ﷻ کی حرام کردہ چیزوں کو اگر کوئی ذات حلال کرسکتی ہے تو وہ فقط سید عالم نور مجسم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے دو مردار حلال فرمائے مچھلی اور ٹڈی اور دو خون حلال فرمائے کلیجی اور تلی۔ (ابن ماجه، کتاب الأطعمة ،باب الکبد و الطحال، ص ۵۵۷)

(۳)......خنزیر حرام ہے!

آیت مبارکہ میں خنزیر کے گوشت کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے حالانکہ وہ پورے کا پورا حرام ہے اسکی نجاست نص اور اجماع سے ثابت ہے گوشت کا ذکر خصوصیت کیساتھ اسلئے کیا کہ حیوان سے مقصود گوشت ہی ہوتا ہے۔ (المظهری ، ج ۲،ص ۲۶۸)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال مکہ میں فرمایا "اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے خمر (شراب)، مردار، خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام فرمایا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب البیوع ،باب المیتة و الانصام، ص ۳۵۶)

(۴)......وما اهل لغیر الله به!

وہ جانور بھی حرام ہے جسے بوقت ذبح غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے، اسکی مفصل تحقیق ہم نے سورۂ بقرہ میں ذکر کر دی۔

(۵)......والمنخنقة!

وهی التی تموت بالخنق اما قصدا او اتفاقا ،بان تتخبل فی وثاقها فتموت به ،فهی حرام یعنی اس سے مراد وہ جانور ہے جو گلا گھوٹنے سے مر جائے خواہ کسی نے جان بوجھ کر گلا گھوٹنا ہو یا اتفاقاً ایسا ہوا ہو جیسے رسی وغیرہ سے پھندہ لگ کر مر گیا تو ایسا جانور بھی حرام ہے (ابن کثیر، ج ۲،ص ۱۳)

(۶)......والموقوذة!

وهی التی تضرب بالخشب حتی تموت یعنی اس سے مراد وہ جانور ہے جو لکڑی وغیرہ سے مارا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس ،ص ۱۱۵)

(۷)......والمتردية!

جو بلند جگہ سے گر کر یا کسی کنویں میں گر کر مر جائے (المظهری، ج ۲،ص ۲۶۹)

(۸)......والنطيحة!

التی نطحتها اخری فماتت بالنطح یعنی ایسا جانور جسے کسی دوسرے جانور نے سینگ سے مارا اور وہ مر گیا۔

(البیضاوی، ج ۱،ص ۴۱۸)

(۹)......وما اکل السبع منه!

یعنی وہ جانور جسے کسی درندے شیر، چیتا، بھیڑیا، یا کتا وغیرہ درندہ حملہ کرکے شکار کرلے اور اسکا کچھ حصہ کھالے جس کی وجہ سے وہ مر گیا تو بھی حرام ہے، اگرچہ اس میں سے خون بہا ہو یہاں تک کہ ذبح والی جگہ سے بھی خون بہہ جائے تب بھی وہ جانور

بالاجماع حرام ہے زمانہ جاہلیت میں یہ ہوتا تھا کہ وہ درندے کے بچے ہوئے شکار کو کھالیا کرتے تھے، اللہ ﷻ نے مومنین پر یہ حرام فرمادیا﴿الاما ذکیتم﴾ مذکورہ جانوروں میں سے کسی جانور میں موت کا سبب پیدا ہوجائے مگر زندگی کی کچھ رمق باقی ہو اور ذبح شرعی کے ذریعے تدارک ممکن ہو تو وہ جانور ذبح سے حلال ہوجائے گا۔ (ابن کثیر، ج ۲، ص ۱٦)

☆......حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ مـا ادر کتم مـن هـذا كـلـه و فيه روح، فاذبحوا فهو حلال یعنی جب تم ان زخمی جانوروں میں زندگی پاؤ تو ذبح کرلو کہ یہ ذبح کرکے کھالینا تمہارے لئے حلال ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۱۷۷)

(۱۰)......وما ذبح على النصب !

نـصب، نصاب کی جمع ہے جیسا کہ حـمـر، حمار کی اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اسکی واحد انصاب ہے جیسا کہ طنب کی واحد اطناب آتی ہے ایک قول کے مطابق کعبہ معظمہ کے گرد تین سو ساٹھ بت پتھر کے رکھے گئے تھے اور جاہلیت میں لوگ اسکے سامنے جانور ذبح کرتے تھے۔ (روح المعانی، الجزء السادس، ص ۳۱٦)

(۱۱)......وان تستقسموا بالازلام !

استقسام کا معنی ہے کہ اپنا حصہ تیروں کے ذریعے پہچاننا جو انکے لئے بنتا ہو یہ ایسا تیر ہوتا ہے کہ نہ تو اسکا پر ہوتا ہے نہ پیکان، الازلام کی واحد زلـم، زاء کی فتح اور ضمہ کے ساتھ آتی ہے یہ سات برابر برابر تیر ہوتے جو شوحط لکڑی کے بنے ہوتے ہیں اور کعبہ معظمہ کے متولی کے پاس رہتے ہیں۔ ایک پر ہاں، دوسرے پر نہیں، تیسرے پر مـنـكـم (تم میں سے)، چوتھے پر مـن غـيـر كـم (یعنی تم میں سے نہیں)، پانچویں پر مـلـصق (چسپاں)، چھٹے پر عقل، ساتواں خالی تھا۔ جب یہ لوگ کسی کام، سفر، نکاح، ختنہ یا اسکے علاوہ کوئی ارادہ کرتے یا کسی کے نسب میں اختلاف ہوجاتا یا دیت ذمہ لینے میں اختلاف ہوجاتا تو وہ ھبـل کے پاس آتے یہ مکہ معظمہ میں قریش کا سب سے بڑا بت تھا وہ ھبـل کو سو درہم دیتے تو وہ تیروں کو ادھر ادھر ترکش میں گھماتا وہ ساتھ میں یہ بھی کہتے کہ اے اللہ ہم نے فلاں کام کا ارادہ کیا ہے اگر ہاں والا تیر نکلتا تو وہ لوگ یہ کام کرتے اور اگر ناں والا تیر نکلتا تو وہ ایک سال تک وہ کام نہ کرتے اور ایک سال کے بعد فال کی طرف رجوع کرتے، اگر انکا نسب کے متعلق جھگڑا ہوتا اور اس سلسلے میں مـنـكـم والا تیر نکلتا تو اسے شریف النسب جانتے اور اگر مـن غـيـر كـم والا تیر نکلتا تو اس شخص کو معاہد جانتے، اگر مـلـصـق والا تیر نکلتا تو نہ تو اسے صاحب نصب جانتے اور نہ ہی معاہد، اور جب انکا دیت کے معاملے میں اختلاف ہوتا تو دیت والے تیر نکلنے پر اسے اپنے ذمہ لے لیتے اور خالی نکلنے کی صورت میں دوبارہ فال نکالتے یہاں تک کہ وہ تیر نکل آئے کہ جس پر کچھ نہ کچھ لکھا ہوا ہو، اللہ ﷻ نے ان چیزوں سے منع کیا۔ (المظہری، ج ۲ ص ۲۷۱)

یأس کے معنی:

۱۱......شیخ سلیمان الجمل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ والیـاس انـقـطـاع الرجاء وهو ضد الطمع یعنی یاس کے معنی ہیں امید کا منقطع ہوجانا، اور یہ طمع کی ضد ہے، اور آیت مبارکہ میں من دينكم، يئس کے متعلق ہے اور اسکے معنی ابتدائے غایت کے ہیں۔ (الجمل، ج ۲ ص ۱۷۹)

''اليوم اكملت لكم دينكم'' کے معنی:

۱۲......یہ اللہ ﷻ کی اس امت پر بڑی نعمت ہے کہ اللہ ﷻ نے ان کے لئے ان کے دین کو مکمل کردیا چنانچہ اب وہ کسی اور دین کے محتاج نہیں ہیں اور نہ ہی اس نبی (یعنی نبی پاک ﷺ) کے سوا کسی اور نبی کے، اور اسی لئے اللہ ﷻ نے انہیں خـاتـم النبيين بنایا اور انہیں جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا پس اب حلال وہی ہے جسے یہ نبی حلال کریں اور حرام بھی وہی ہوگا جسے یہ نبی حرام کریں

،اب دین وہی جو آپ ﷺ نے نافذ فرمادیا آپ ﷺ کی خبر حق وصداقت پر مبنی ہے اس میں جھوٹ اور خلاف ورزی کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ کثیر صحابہ سے مروی ہیں کہ یہ آیت عرفہ کے دن، جمعہ کے روز نازل ہوئی۔ (ابن کثیر، ج ۲، ص ۱۸، ۱۹)

شکاری جانور کا چھوڑا ہوا شکار:

[۳۱]...... کتے اور دیگر شکاری جانوروں سے شکار کرنا جائز ہے، جس کی صراحت درج ذیل حدیث مبارکہ سے ملتی ہے۔

☆...... نبی پاک ﷺ نے شکاری کتے کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''جب تو اپنے شکاری کتے کو شکار پر چھوڑے اور اس کام کے آغاز میں اللہ کا نام لے لیا ہو تو اس شکار کو تو کھا سکتا ہے اگر چہ اس سے شکار کرنے والے جانور نے کھایا ہو''۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصید، باب فی الصید، ص ۵٤۰)

شکاری جانور کا شکار چند شرائط کے ساتھ حلال ہے: (۱)...... شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سکھایا ہوا ہو، (۲)...... اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو، (۳)...... شکاری جانور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو، (۴)...... اگر شکاری کے پاس شکار زندہ پہنچا ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے، اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو جانور حلال نہ ہوگا۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۲۲)

اہل کتاب کا ذبیحہ:

[۴۱]...... یہاں طعام سے مراد ذبیحہ ہے یعنی وہ جانور جسے کسی یہودی اور نصرانی نے ذبح کیا ہو اس کا کھانا حلال ہے۔ قدوری نے فرمایا کہ مسلمان اور کتابی کا ذبیحہ حلال ہے المستصفی میں ہے کہ کتابی کا ذبیحہ اس وقت حلال ہے جبکہ وہ مسیح علیہ السلام کے الٰہ ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو بہر حال اگر وہ مسیح علیہ السلام کے الٰہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو تو وہ مجوسی ہے ہمارے لئے اس کا ذبیحہ حلال نہیں اور ذبیحہ کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ ذابح یعنی ذبح کرنے والا ایک خدا کو ماننے والا ہو۔ (الجوهرة النيرة، الجزء الثاني، ص ۲۷۵)

اور اگر ذابح نے جان بوجھ کر بوقتِ ذبح بسم اللہ ترک کیا تو ذبیحہ مردار ہے اس سے نہ کھایا جائے اور اگر بسم اللہ بھول گیا تو کھا سکتا ہے۔ (مختصر القدوری مع توضیح الضروری، ص ۲۱٤)

ویحل اذا کان (الذابح) یعقل التسمیة والذبیحة اور ذبیحہ حلال ہوگا جبکہ ذابح تسمیہ اور ذبیحہ کے بارے میں جانتا ہو۔ (الهداية مع بداية المبتدی، ج ۷، ص ۱۲۷)

اغراض:

المؤکدۃ: اسے لفظ عقود سے لیا ہے اس لئے کہ عقد کو دراصل تاکید اور قوت کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ بینکم و بین اللہ: اور یہ تکالیف اور نذور میں ہوتے ہیں۔ والناس: یہ معاملات میں ہوتے ہیں۔ الابل الخ: چوپایوں کی تفسیر ہے۔ من الموت: یعنی بلا کسی سبب کے، جیسے مذکورہ صورت والمنخنقة میں ہوتی ہے۔ تحریمہ: اس جملے میں اشارہ ہے کہ اصل آیت میں حرمت ہے، صاحب کشاف وغیرہ نے کہا کہ الا محرم ما یتلی علیکم ای البهائم المحرمة ہے اللہ ﷻ کے فرمان کے مطابق ﴿حرمت علیکم المیتة﴾ اور یہ مقدر نکالنا ضروری ہے تاکہ مستثنی اور مستثنی منہ میں اتصال کے حوالے سے مطابقت ہو جائے، پس آیات کا استثناء بهیمة کے ذکر سے درست نہیں ہوتا لہٰذا مذکورہ مقدر ماننا پڑے گا۔ ای معالم دینہ: معالم جمع ہے معلم کی، مراد اس سے علامات ہیں۔ ان ترتدوا عنہ: ان ترتدوا بمعنی ان ترجعوا ہے۔

بقصدہ: یعنی بیت اللہ کا، یبتغون کے متعلق ہے یعنی وہ بیت الحرام کے قصد کے سبب اللہ کی رضا اور اس کا ثواب طلب کرتے ہیں، پس قصد مصدر فاعل کے حذف کرنے کے بعد اپنے مفعول کے لئے مضاف ہے۔ بزعمهم: رضوانا کی صفت ہے، تقدیر عبارت

یوں ہے کہ ای رضوانا کائنا بحسب زعمهم الفاسدہ اس لئے کہ کافروں کے لئے اللہ کی رضا میں سے کوئی حصہ نہیں ہے۔
امر اباحة: اس لئے کہ اللہ ﷻ نے محرم پر حالت احرام میں شکار حرام فرمایا ہے اور اس کی دلیل یہ فرمان ﴿غیر محلی الصید وانتم حرم﴾ ہے اور اس کی اباحت احرام سے باہر ہونے کے بعد ہے جیسا کہ فرمان باری ﷻ ہے ﴿واذا حللتم﴾، اور ہم نے صرف اباحت کا قول ذکر کیا ہے یہ نہیں کہا کہ محرم پر واجب ہے کہ جب وہ احرام سے باہر ہو تو شکار ضرور کرے، اس کی مثال یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿فاذا قضیت الصلاۃ فانتشروا فی الارض﴾ معنی یہ ہے کہ نماز کے بعد تمہارے لئے زمین میں (اپنے کسب وغیرہ) کے لئے منتشر ہونا مباح ہے نہ کہ واجب۔ مع فتح اللام: یعنی ان دونوں میں سے ہر ایک کی جانب راجع ہے۔
ای المسفوح: یعنی بہنے والا۔ کما فی الانعام: یعنی سورۂ انعام میں، اور (حدیث کی وجہ سے) تلی اور کلیجی سے احتراز کیا گیا ہے۔ المیتة خنقاً: خنقا نون کے سکون کے ساتھ ہے، اور اس کا فعل خنق نون کے فتح کے ساتھ اور یخنق ضمہ کے ساتھ ہے، اور یہ مصدر سماعی ہے۔ من هذه الاشیاء: یعنی پانچ، جن میں سے اول المنخنقة ہے۔ ای ادرکتم فیه الروح: ابن عباس کا قول یہ ہے کہ جب تم ان (یعنی ضرب لگنے، کسی جانور کے سینگ لگنے یا درندے وغیرہ کے کھانے کی وجہ سے) میں روح دیکھو تو انہیں ذبح کرلو، یہ تمہارے لئے حلال ہیں۔ جمع نصاب: جیسا کہ کتب اور کتاب ہے، اس کا نام نصاباً اس لئے رکھا ہے کہ صنم کو کھڑا کیا جاتا ہے اور بلند کیا جاتا ہے تاکہ اس کی تعظیم اور عبادت کی جاسکے۔ والحکم: جیسا کہ ان کے لئے حصہ بنانا اور ان کے مابین فیصلہ کرنا۔
تطلبوا القسم: قاف کی کسرہ اور مضاف کے حذف کے ساتھ، تقدیر عبارت یوں ہوگی تطلبوا معرفة القسم، اور قاف کی فتح کے ساتھ تطلبوا کے معنی پر تمیز ہے یعنی جس چیز سے تم شروع کرنے کا ارادہ کرتے ہو۔
وکانت سبعة عند سادن کعبه: اس کا بیان ماقبل ہو چکا ہے، وہیں ملاحظہ فرمائیں۔ وکانوا یحکمونها: ایک نسخہ میں یجیلونها ہے یعنی وہ ارادہ ان (تیروں) کا کرتے اور ان کی عبادت کرتے اور ایک نسخہ میں یجیبونها ہے یعنی وہ ان کے حکم کو مانتے۔ ونزل بعرفة الخ: اس کا بیان شان نزول کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ فلم ینزل بعدها حلال ولا حرام: یعنی اس کے بعد حلال وحرام سے متعلق کوئی آیت نازل نہ ہوئی، اور یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد نصیحت سے متعلق بھی کوئی آیت نازل نہ ہو جیسے ﴿واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله﴾ نازل ہوئی۔ وعلامتها: اس بارے میں ہم نے ماقبل ذکر کر دیا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔
کقاطع الطریق والباغی: جب کہ دونوں مسافر ہوں، اور اگر دونوں مقیم ہوں تو ان کے لئے حالت اضطرار میں مردار کھانا جائز ہے جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں گزرا، تو غور کرو۔ والسباع: جیسے چیتا نما جانور، والطیر: جیسا کہ قصر (لغت میں قصیرۃ کے معنی ہیں پرندے کے دم کی جڑ)۔ فالاستثناء منقطع: یعنی الا استثناء سے ماقبل حلال ہے اور مابعد حرام مراد ہے۔
الحرائر: دونوں جگہوں (یعنی مومنہ پاک دامن عورتیں اور اہل کتاب پاک دامن عورتیں) میں محصنات کی تفسیر حرائر سے کی ہے اور یہ اول سے آخر کی جانب رجوع کرنے کے حوالے سے اولی تفسیر ہے۔ (الجمل، ج۲، ص ۱۷۱ وغیرہ)
احکامه و فرائضه: مختصر یہ کہ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اس آیت کے نزول سے قبل دین ناقص تھا تو میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ قرآن یک بارگی بیت العزت سے آسمان دنیا پر نازل ہو گیا تھا اور پھر ضرورتاً متفرق طور پر تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا، پس اس وجہ سے اللہ ﷻ نے فرمایا اب کسی قسم کے احکامات کا انتظار نہ کرو کہ میں نے ہر قسم کے احکامات جو میرے پاس تمہارے لئے تھے نافذ کر دیئے ہیں۔ (الصاوی، ج۲، ص ۸۹ وغیرہ)

رکوع نمبر:٦

﴿یایها الذین امنوا اذا قمتم﴾ اَیْ اَرَدْتُمُ الْقِیَامَ ﴿الی الصلوة﴾وَاَنْتُمْ مُحْدِثُوْنَ ﴿فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق﴾اَیْ مَعَهَا کَمَا بَیَّنَتْهُ السُّنَّةُ ﴿وامسحوا برؤسکم﴾ اَلْبَاءُ لِلْاِ لْصَاقِ اَیْ اَلْصِقُوْاالْمَسْحَ بِهَا مِنْ غَیْرِ اِسَالَةِ مَاءٍ وَهُوَ اِسْمُ جِنْسٍ فَیَکْفِیْ اَقَلُّ مَا یَصْدُقُ عَلَیْهِ وَهُوَ مَسْحُ بَعْضِ شَعْرٍ وَعَلَیْهِ الشَّافَعِیُّ ﴿وارجلکم﴾بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰی اَیْدِیَکُمْ وَالْجَرِّ عَلَی الْجَوَارِ ﴿الی الکعبین﴾ اَیْ مَعَهُمَا کَمَا بَیَّنَتْهُ السُّنَّةُ وَهُمَا الْعَظْمَانِ النَّاتِیَانِ فِیْ کُلِّ رِجْلٍ عِنْدَ مَفْصَلِ السَّاقِ وَالْقَدَمِ وَالْفَصْلُ بَیْنَ الْاَیْدِیْ وَالْاَرْجُلِ الْمَغْسُوْلَةِ بِالرَّاسِ الْمَمْسُوْحِ یُفِیْدُ وُجُوْبُ التَّرْتِیْبِ فِیْ طَهَارَةِ هٰذِهِ الْاِعْضَاءِ وَعَلَیْهِ الشَّافَعِیُّ وَیُؤْخَذُ مِنَ السُّنَّةِ وُجُوْبُ النِّیَّةِ فِیْهِ کَغَیْرِهٖ مِنَ الْعِبَادَاتِ ﴿وان کنتم جنبا فاطهروا﴾فَاغْتَسِلُوْا ﴿وان کنتم مرضی﴾مَرَضاً یَضُرُّهُ الْمَاءُ ﴿اوعلی سفر﴾اَیْ مُسَافِرِیْنَ ﴿او جاء احد منکم من الغائط﴾اَیْ اَحْدَثَ ﴿او لمستم النساء ﴾سَبَقَ مِثْلُهُ فِیْ سُوْرَةِ النِّسَاءِ ﴿فلم تجدوا ماء﴾بَعْدَ طَلَبِهٖ ﴿فتیمموا ﴾اُقْصُدُوْا ﴿صعیدا طیبا ﴾تُرَابًا طَاهِرًا ﴿فامسحوا بوجوهکم وایدیکم ﴾مَعَ الْمرفقین﴿منه﴾ بِضَرْبَتَیْنِ وَالْبَاءُ لِلْاِلْصَاقِ ، وَبَیَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الْمُرَادَ اِسْتِیْعَابُ الْعُضْوَیْنِ بِالْمَسْحِ ﴿ما یرید الله لیجعل علیکم من حرج﴾ضَیِّقٍ بِمَا فَرَضَ عَلَیْکُمْ مِنَ الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ وَالتَّیَمُّمِ ﴿ولکن یرید لیطهرکم﴾مِنَ الْاِحْدَاثِ وَالذُّنُوْبِ ﴿ولیتم نعمته علیکم﴾ بالاسلام بِبَیَانِ شَرَائِعِ الدِّیْنِ ﴿لعلکم تشکرون(٦)﴾نِعَمَهٗ﴿واذکروا نعمة الله علیکم﴾بِالْاِسْلَامِ ﴿ومیثاقه﴾عَهْدَهٗ ﴿الذی واثقکم به﴾عَاهَدَکُمْ عَلَیْهِ ﴿اذقلتم﴾لِلنَّبِیِّ ﷺ حِیْنَ بَایَعْتُمُوْهُ ﴿سمعنا واطعنا﴾فِیْ کُلِّ مَا تَاْمُرُ بِهٖ وَتَنْهٰی مِمَّا نُحِبُّ وَنَکْرَهُ ﴿واتقوا الله﴾ فِیْ مِیْثَاقِهٖ اَنْ تَنْقُضُوْهُ ﴿ان الله علیم بذات الصدور (٧)﴾بِمَا فِی الْقُلُوْبِ فَبِغَیْرِهٖ اَوْلٰی﴿یایها الذین امنوا کونوا قومین﴾قَائِمِیْنَ ﴿لله﴾بِحُقُوْقِهٖ ﴿شهداء بالقسط﴾بِالْعَدْلِ ﴿ولا یجرمنکم﴾ یَحْمِلَنَّکُمْ ﴿شنان﴾ بُغْضُ ﴿قوم﴾ اَیِ الْکُفَّارِ ﴿علی الا تعدلوا ﴾فَتَنَالُوْا مِنْهُمْ لِعَدَاوَتِهِمْ ﴿اعدلوا ﴾فِی الْعَدُوِّ وَالْوَلِیِّ ﴿هو﴾ اَیِ الْعَدْلُ ﴿اقرب للتقوی واتقوا الله ان الله خبیر بما تعملون(٨)﴾ فَیُجَازِیْکُمْ بِهٖ ﴿وعد الله الذین امنوا وعملوا الصلحت﴾وَعْداً حَسَناً ﴿لهم مغفرة واجر عظیم(٩)﴾هُوَ الْجَنَّةُ ﴿والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحب الجحیم(١٠)﴿یایها الذین امنوا اذکروا نعمت الله علیکم اذ هم قوم﴾هُمْ قُرَیْشٌ ﴿ان یبسطوا ﴾یَمُدُّوْا ﴿الیکم ایدیهم﴾لِیَفْتِکُوْا بِکُمْ ﴿فکف ایدیهم عنکم﴾ وَعَصَمَکُمْ مِمَّا اَرَادُوْا بِکُمْ ﴿واتقوا الله وعلی الله فلیتوکل المؤمنون(١١)﴾

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! جب تم اٹھو (یعنی کھڑے ہونے کا ارادہ کرو) نماز کیلئے (اورتم بے وضو ہو) تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ (یعنی کہنیوں سمیت جیسا کہ سنت سے ثابت ہے) اور سروں کا مسح کرو(برء وسکم میں باء الصاق کے لیے ہے یعنی پانی بہائے بغیر سر کا

مسح کرو، مسح اسم جنس ہے لہذا اس کی تھوڑی سی مقدار کہ جسے مسح کہا جا سکتا ہو کافی ہے یعنی بعض بالوں کا مسح بھی کافی ہے اور یہی امام شافعی کا مسلک ہے) اور اپنے پاؤں دھوؤ (ارجلکم منصوب ہو تو ایدیکم پر معطوف ہے اور مجرور ہو تو برء وسکم پر معطوف ہوگا اس کے قریب ہونے کی وجہ سے) گٹوں تک .... (یعنی گٹوں سمیت جیسا کہ سنت سے ثابت ہے اور ان سے مراد ٹانگ میں ابھری ہوئی وہ دو ہڈیاں ہیں جو پنڈلی اور پاؤں کے جوڑ کے پاس ہوتی ہیں، اور ہاتھ پاؤں جو اعضائے مغسولہ ہیں کے درمیان سر کو ذکر کرنا کہ جس پر مسح کیا جاتا ہے، یہ ان اعضاء کے درمیان باہمی ترتیب کے واجب ہونے کا فائدہ دیتے ہیں اور یہی امام شافعی ﷜ کا مسلک ہے اور وضو اور دیگر عبادات میں نیت کا وجوب بھی سنت سے ثابت ہے) اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہولو (یعنی غسل کرلو) اور اگر تم بیمار ہو (یعنی ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ پانی نقصان دے) یا سفر میں ہو (یعنی مسافر ہو) یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا (یعنی بے وضو ہو گیا ہو) یا تم نے عورتوں سے صحبت کی (سورۂ نساء میں اس کی مثل آیتِ مبارکہ گزر چکی ہے) اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا (اس کی تلاش کے بعد بھی) تو تیمم کرو (تیـمّـمـوا بمعنی اقـصـدوا ہے یعنی قصد کرو) پاک مٹی سے (صـعیدا طیبا بمعنی تـرابـا طاهرا ہے) تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو (کہنی سمیت) اس سے (دو ضربوں کے ساتھ، باء الصاق کے لیے ہے اور سنت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دونوں اعضاء پر بالاستیعاب مسح کرے) اور اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے (حـرج بمعنی ضـیـق ہے، یعنی تم پر وضو، غسل اور تیمم جیسے فرائض میں تنگی کرے) ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کردے (نجاستوں اور گناہوں سے) اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے (شرعی احکام بیان کر کے) کہ کہیں تم احسان مانو (اس کی نعمتوں کا) اور یاد کرو اللہ کا احسان (اسلام کا) اپنے اوپر اور وہ عہد (میثاق بمعنی عهد ہے) جو اس نے تم سے لیا (یعنی اس احسان کو یاد کرو جس پر اس نے تم سے عہد لیا) جب کہ تم نے کہا (نبی محتشم، نورِ مجسم ﷺ سے ان کی بیعت کرتے وقت) ہم نے سنا اور مانا (ہر اس بات میں جس کا آپ ہمیں حکم دیں اور جس سے منع فرمائیں خواہ وہ بات ہماری پسند کی ہو یا ناپسند کی) اور اللہ سے ڈرو (اس کے عہد کے معاملے میں کہ کہیں اسے توڑ نہ دو) بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے (یعنی جب دلوں کی بات خوب جانتا ہے تو اس کے علاوہ دوسری باتوں کو تو بدرجۂ اُولیٰ جانتا ہوگا) اے ایمان والو! خوب قائم ہو جاؤ (قـوامین بمعنی قـائـمـین ہے) اللہ کے حکم پر (اس کے حقوق ادا کرتے ہوئے) انصاف کے ساتھ گواہی دیتے (قسط بمعنی عدل ہے) اور تمہیں نہ ابھارے (یـجـرمنکم بمعنی یـحـملنکم ہے) عداوت (یعنی بغض اور نفرت) کسی قوم کی (یعنی کفار کی) کہ انصاف نہ کرو (یعنی ان کی عداوت کی وجہ سے ان سے سلوک کرنے لگو) انصاف کرو (دشمن اور دوست میں) وہ (یعنی عدل) پرہیز گار کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ تمہیں اس پر بدلہ دے گا) ایمان والے نیکو کاروں سے اللہ کا وعدہ ہے (اچھا) کہ ان کے لیے بخشش اور اچھا ثواب ہے (یعنی جنت) اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہی دوزخ والے ہیں اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم (یعنی قریش) نے چاہا کہ بڑھائیں (یعنی پھیلائیں) تمہاری طرف اپنے ہاتھ (تاکہ تمہیں غفلت میں پکڑ کر قتل کردیں) تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے (اور تمہیں ان کے ارادوں سے محفوظ رکھا) اور اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

﴿ترکیب﴾

﴿یـایـھـا الـذیـن امـنـوا اذا قـمـتـم الـٰی الـصـلـوة فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا بروٴسکم وارجلکم الی الکعبین﴾

یـایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ، اذا ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، قـمـتـم الی الصلوة: فعل با فاعل وظرف لغو، یہ سب ملکر

جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ ،اغسلوا:فعل امر با فاعل ،وجوهکم: معطوف علیہ،و:عاطفہ،ایدیکم: ذوالحال،الی المرافق: ظرف مستقر حال،ملکر معطوف اول،و:عاطفہ،ارجلکم : ذوالحال،الی الکعبین: ظرف مستقر حال،ملکر معطوف ثانی ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و:عاطفہ ،امسحوا برء وسکم:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر جزاملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وان کنتم جنبا فاطهروا﴾

و:عاطفہ،ان :شرطیہ ،کنتم جنبا:فعل ناقص بااسم وخبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ ،اطهروا:فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدوا ماء﴾

و:عاطفہ،ان :شرطیہ، کنتم:فعل ناقص بااسم ،مرضی:خبراول،و: عاطفہ،علی سفر:ظرف مستقر خبر ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،او:عاطفہ،لم تجدوا ماء:جملہ فعلیہ معطوف ثالث،ملکر شرط۔

﴿فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوهکم وایدیکم منه﴾

ف: جزائیہ،تیمموا:فعل بافاعل،صعیدا طیبا:مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و:عاطفہ،امسحوا:فعل بافاعل،بوجوهکم وایدیکم:ظرف لغواول،منه : ظرف لغوثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر جواب شرط اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ما یرید الله لیجعل علیکم من حرج﴾

ما: نافیہ،یرید الله :فعل وفاعل،لام: جار،یجعل :فعل بافاعل،علیکم :ظرف لغو،من: زائد،حرج:مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکن یرید لیطهرکم ولیتم نعمته علیکم لعلکم تشکرون﴾

و:عاطفہ،لکن :حرف استدارک،یرید:فعل بافاعل،لام: جار،یطهرکم:جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،لام :جار،یتم نعمته:فعل بافاعل ومفعول،علی: جار، کم :ذوالحال،لعلکم تشکرون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،جار سے ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور ملکر معطوف،ملکر ظرف لغو،یرید،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذکروا نعمة الله علیکم ومیثاقه الذی واثقکم به اذ قلتم سمعنا واطعنا﴾

و:عاطفہ،اذکروا:فعل بافاعل ،نعمة الله: ذوالحال،علیکم:ظرف مستقر حال،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،میثاقه :موصوف ،الذی: موصول،واثقکم به :فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،اذ:مضاف،قلتم:قول،سمعنا واطعنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ و معطوف،ملکر مقولہ ملکر مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر ظرف،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر صفت،اپنے موصوف سے ملکر معطوف ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتقوا الله ان الله علیم بذات الصدور﴾

و: مستانفہ ،اتقوا الله:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،ان الله:حرف مشبہ واسم ،علیم بذات الصدور :شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا کونوا قومین للہ شھداء بالقسط﴾

یایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ ،کونوا:فعل ناقص با اسم ،قوامین للہ: حرف شبہ جملہ ہو کر خبر اول ،شھداء بالقسط: شبہ جملہ خبر ثانی ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی﴾

و: عاطفہ،لایجرمنکم: فعل نہی ومفعول،شنان قوم: فاعل ،علی : جار،ان لاتعدلوا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،ملکر ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ،اعدلوا: فعل بافاعل ملکر جملہ مفسرہ،ھو: مبتدا،اقرب للتقوی: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون﴾

و: عاطفہ،اتقوا اللہ :جملہ فعلیہ ،ان اللہ حرف مشبہ واسم ،خبیر بما تعملون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت لھم مغفرۃ واجر عظیم﴾

وعد اللہ: فعل بافاعل ،الذین امنوا وعملوا الصلحت : موصول صلہ ملکر مفعول اول ،لھم :ظرف مستقر خبر مقدم ،مغفرۃ: معطوف علیہ ،واجر عظیم: معطوف،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحب الجحیم﴾

و: مستانفہ ،الذین کفروا وکذبوا بایتنا: موصول صلہ،ملکر مبتدا،اولئک: مبتدا ثانی ،اصحب الجحیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہو کر پھر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھاالذین امنوا اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ ھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ ،اذکروا:فعل بافاعل ،نعمت :مصدر مضاف ،اللہ: اسم جلالت فاعل مضاف الیہ،علیکم :ظرف لغو،اذ:ظرف مضاف،ھم قوم: فعل وفاعل ،ان یبسطوا الیکم ایدیھم : جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ ،ف:عاطفہ ،کف ایدیھم عنکم: جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر مضاف الیہ ملکر ظرف ،اذکروا: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقصود بالنداء ،اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واتقوا اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون﴾

و: مستانف،اتقوا اللہ: جملہ فعلیہ مستانفہ ،و: زائدہ،علی اللہ: ظرف لغو مقدم ،ف: مستانفہ ،لیتوکل المومنون: فعل امر وفاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یاالذین امنوا اذکروا نعمت اللہ......ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ایک منزل میں قیام فرمایا اصحاب جدا جدا درختوں کے سایہ میں آرام کرنے لگے سید عالم ﷺ نے اپنی تلوار ایک درخت میں لٹکا دی ایک اعرابی موقع پا کر آیا اور چھپ کر اس نے تلوار لی اور تلوار کھینچ کر حضور سے کہنے لگا اے محمد تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور نے فرمایا: ''اللہ''، یہ فرمانا تھا کہ جبریل علیہ السلام نے اس کے ہاتھ سے تلوار گرادی اور نبی پاک ﷺ نے تلوار لے کر فرمایا: ''اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا''؟ کہنے لگا کہ کوئی نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آیت وضو کے نزول سے پہلے فرضیت وضو کا بیان:

۱...... یہاں ہم نے دو باتیں ذکر کرنی ہیں پہلی تو یہ کہ ارکان وضو کا بیان کر دیا جائے دوسری یہ کے آیت وضو کے نزول سے پہلے فرضیت وضو کا بیان بھی کر دیا جائے، یاد رہے کہ آیت وضو بالا جماع مدنی ہے اور وضو اور غسل مکہ مکرمہ میں نماز کے ساتھ فرض ہوا۔ چنانچہ نور الایضاح کی عبارت ہے کہ ارکان وضو چار ہیں اور یہی اسکے فرائض ہیں۔(۱)...... چہرے کا دھونا اور اسکی حد لمبائی میں پیشانی پر بال جمنے کی سطح سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے اور چوڑائی میں ایک کان کی لو سے لیکر دوسرے کان کی لو تک کا حصہ دھونے کے حکم میں داخل ہے،(۲)...... دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا،(۳)...... دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا،(۴)...... چوتھائی سر کا مسح۔

(نورالایضاح مع بذریعة النجاح،ص ۲۱)

علامہ علاؤ الدین حصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آیت وضو اجماعا مدنی ہے اور تمام اہل سیرت کا اس بات پر اجماع ہے کہ وضو اور غسل مکہ مکرمہ میں نماز کے ساتھ فرض ہو گئے تھے اور نبی پاک ﷺ نے بغیر وضو کے کبھی نماز نہیں پڑھی بلکہ ہم سے پہلی شریعتوں میں بھی وضو فرض تھا اس کی دلیل سید عالم نور مجسم ﷺ کا یہ فرمان مقدس نشان ہے:" هذا وضوئي و وضوء الانبياء من قبلي یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا وضو ہے"، اور اصول فقہ میں یہ بات مقرر ہے کہ جب اللہ اور اسکا رسول بغیر کسی انکار کے کوئی بات بیان کریں اور اس کا نسخ بھی ظاہر نہ ہو تو یہ بھی ہماری شریعت ہے چنانچہ اس آیت کے نزول کا فائدہ یہ ہوا کہ جو حکم نازل ہو چکا تھا اس کو مکرر اور ثابت کیا جائے۔

(الدر المختار،کتاب الطهارة،ج ۱،ص ۱۹۸،۱۹۹)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین بار (ظاہری اعتبار سے) جھوٹ بولے، جب انہیں باطل خداؤں کی دعوت دی گئی تو انہوں نے کہا انی سقیم اور فرمایا فعلہ کبیر ھم ھذا یعنی بتوں کے توڑنے کے بارے میں کہا کہ انکے بڑے نے یہ کیا ہے اور تیسرا یہ کہ انہوں نے بی بی سارہ کے بارے میں یہ کہا کہ انھا اختی یعنی یہ میری بہن ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک بستی میں گئے جس میں ایک جابر بادشاہ رہتا تھا اس کو بتایا گیا کہ آج رات حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سے حسین عورت کے ساتھ اس بستی میں داخل ہوئے ہیں اس بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اپنا ہرکارہ بھیجا اور دریافت کیا کہ انکے ساتھ کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میری بہن، اس نے کہا کہ اسے میرے پاس بھیج دو، چنانچہ بی بی سارہ کو انکے ساتھ بھیج دیا گیا جاتے جاتے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی صاحبہ سے کہا کہ میری بات کی نفی نہ کرنا میں نے اس بادشاہ سے کہا ہے کہ تو میری بہن ہے اس سرزمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مومن نہیں ہے جب بی بی سارہ اسکے پاس گئیں تو وہ آپ کی طرف اٹھا چنانچہ حدیث کے الفاظ ہیں توضأ وتصلی یعنی بی بی سارہ نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔

(مسند احمد بن حنبل،مسند ابی ھریرہ،ج ۳،ص ۱۲۰)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص کو جریج کہتے تھے وہ نماز پڑھ رہا تھا اسکی ماں نے آکر اسکو بلایا، وہ نہیں گیا اور کہا کہ میں نماز پڑھوں یا ماں کو جواب دوں؟ ماں دوبارہ آئی اور کہا اے اللہ جریج کو اسوقت تک موت نہ دینا جب تک کہ یہ کسی فاحشہ کا منہ نہ دیکھ لے، جریج اپنے عبادت خانے میں عبادت کرتا تھا کہ ایک عورت نے کہا کہ میں جریج کو فتنہ میں ڈالوں گی، چنانچہ اس عورت نے جریج کو گناہ کی دعوت دی مگر جریج نے انکار کر دیا پھر اسنے کسی چرواہے سے زنا کروایا اور جب بچہ پیدا ہوا تو بولی کہ یہ جریج کا بچہ ہے، لوگ آئے اور عبادت خانہ توڑ دیا اور حضرت جریج کو نیچے اتار دیا اور گالیاں

دینے لگے فتو ضاء و صلی یعنی وضو کیا اور نماز ادا کی پھر اس بچے کے پاس آکر بولے کہ بتا کہ تیرا باپ کون ہے؟ اس بچے نے کہا کہ فلاں چرواہا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کے لئے سونے کا عبادت خانہ بنا دیں گے حضرت جریج نے کہا کہ نہیں صرف مٹی کا ہی بنا دو۔

(صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب اذا ھدم حائطا، ص ۴۰۱ ملخصا)

اس حدیث مبارکہ سے بھی یہ ثابت ہوا کہ بنی اسرائیل کی شریعت میں بھی وضو تھا اس لئے کہ حضرت جریج نے وضو کر کے نماز ادا کی تھی۔

اغراض:

ای اردتم القیام: یہ جملہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ طہارت کا وجوب نماز کی مشروعیت کے بعد نازل ہوا ہے، اس بارے میں ہم نے ماقبل احادیث طیبہ اور فقہائے کرام کے جزئیات سے اس مسئلے پر کلام کیا ہے، وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ والعم محدثون: یعنی حدث اصغر میں مبتلا ہو، اور مفسر نے ﴿وان کنتم جنبا﴾ سے یہ قول اخذ کیا ہے اور اس میں امام بیضاوی کے پیش کردہ اشکال کا جواب ہے انہوں نے کہا کہ آیت کا ظاہر یہ ہے کہ جب بھی کوئی نماز قائم کرے تو اس پر وضو فرض ہے اگر چہ پہلے اسے حدث لاحق نہ ہو (لیکن علماء کا اجماع اس کے برعکس ہے، مظہری)۔ ای معھا: معھا نے اس جانب اشارہ ملتا ہے کہ الی بمعنی مع ہے، اور مع میں الی کے مقابلے میں زیادہ سہولت پائی جاتی ہے، اور یہ قول بھی کیا گیا ہے کہ الی انتہاء کے باب سے تعلق رکھتا ہے، اور اس میں غایت داخل ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ غایت خارج ہے، المختصر۔ کما بینته السنة: یعنی سنت سے یہ ثابت ہے کہ کہنیاں ہاتھوں کے ساتھ دھوئی جاتی ہیں، اور امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک انگلیوں کا خلال ملنے اور رگڑنے کی وجہ سے واجب ہے۔

ای الصقوا المسح بھا: ہوسکتا ہے کہ مفسر کے کلام میں تسامح (یعنی بھول چوک) ہو اس لئے کہ مسح کے معنی میں الصاق نہیں پایا جاتا کیونکہ الصاق صرف دو جسموں کے مابین ہوتا ہے، ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسح سے مراد اس کا آلہ یعنی ید ہے۔ ھو: مراد مسح ہے۔

وھو مسح بعض شعرہ: امام اعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ چوتھائی سر کا مسح واجب ہے، اور امام مالک اور احمد علیہما الرحمۃ نے پورے سر کا مسح واجب فرمایا ہے جیسا کہ تیمم میں پورے چہرے کا مسح کرنا ہوتا ہے۔ بالنصب: لفظا، اور یہ نافع، ابن عامر، کسائی، حفص نے عاصم سے ذکر کیا ہے اور وبالجر: باقی سات قراٗتوں میں ہے۔ عند مفصل: میم کی فتح اور صاد کی کسرہ کے ساتھ، اور میم کی کسرہ اور صاد کی فتح کے ساتھ بمعنی لسان ہے۔ اور پاؤں دھونے کے معاملے میں انسان پر واجب ہے کہ ایڑی کو بھی دھولے کہ حدیث میں ہے ویل للاعقاب من النار یعنی جو ایڑی دھوئی نہ گئی اس کے لئے آگ کا عذاب ہے، المختصر۔

وجوب النیة فیه: کہ وضو عبادت ہے، اور ہر عبادت نیت کی محتاج ہوتی ہے، پس امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک وضو کے چھ فرائض ہیں چار تو وہی جو کہ قرآن سے ثابت ہیں اس کے علاوہ نیت اور ترتیب بھی ان کے نزدیک فرض ہیں، امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک وضو کے سات فرائض ہیں، چار وہ جو قرآن پاک سے ثابت ہیں اور اس کے علاوہ یہ ہیں، نیت، موالات اور تدلیک یعنی اعضاء باطن کو ملنا، اور امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک چار فرائض ہیں جو کہ قرآن میں مذکور ہیں اس کے سوا کوئی فرض نہیں۔ ای احدث: یعنی بیت الخلاء سے باہر آنے کو بطور کنایہ حدث سے تعبیر کیا، اس لئے کہ عادتا قضائے حاجب بیت الخلاء میں ہوتی ہے۔ مع المرفقین: یعنی امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک مرفقین کو دھونا آیت وضو کے پیش نظر فرض ہے، اور امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک مرفقین کا مسح کرنا سنت ہے صرف کلائی دھونا فرض ہے۔ بضربتین: یعنی دو ضربیں امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک فرض ہیں اور امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک ایک قول کے مطابق فرض اور دوسرے کے مطابق سنت ہے۔ وبینت السنة: امام شافعی اور امام اعظم علیہما الرحمۃ کی جانب سے آیت وضو اور آیت تیمم کے مابین ہونے والے تعارض کا جواب ہے۔ من الوضوء والغسل والتیمم: یعنی قدرت ہوتے ہوئے مذکورہ کام واجب ہیں

جب کہ پانی یا پاک مٹی پائی جائے، اور دونوں کے ناپائے جانے کی صورت میں اس شخص سے نماز ساقط ہو جائے گی، اور امام مالک علیہ الرحمۃ کے معتمد قول کے مطابق اس پر قضاء لازم ہے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک وہ نماز پڑھے اور اس پر قضاء لازم ہے۔
من الاحداث و الذنوب: جب انسان پاک ہو گیا تو وہ حدث اور گناہ سے خلاصی پا گیا اس لئے کہ روایت میں آیا ہے کہ غسل کرنے سے گناہ گر جاتے ہیں۔ بحقوقہ: یعنی خاص اسی کے لئے جیسا کہ نماز، روزہ، حج وغیرہ۔
ای الکفار: اس جملے میں اشارہ ہے کہ یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کو مسجد حرام سے روکا تھا، لیکن لفظ الکفار سے تمام ہی کفار کو مراد لیا گیا ہے۔ فیتنالوا منهم: یعنی اپنے مقصد قتل اور مال لینے کے معاملے میں۔

(الصاوی، ج۲، ص۹۶ وغیرہ)

رکوع نمبر:۷

﴿ولقد اخذ الله ميثاق بنى اسرائيل﴾ بِمَا يُذْكَرُ بَعْدُ ﴿وبعثنا﴾ فِيْهِ الْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ اَقَمْنَا ﴿منهم اثنى عشر نقيبا﴾ مِنْ كُلِّ سَبْطٍ نَقِيْبٌ يَكُوْنُ كَفِيْلًا عَلٰى قَوْمِهٖ بِالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ تَوْثِقَةً عَلَيْهِمْ ﴿وقال﴾ لَهُمْ ﴿ الله انى معكم ﴾ بِالْعَوْنِ وَالنَّصْرَةِ ﴿لئن﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿اقمتم الصلوة واتيتم الزكوة وامنتم برسلى وعزرتموهم﴾ نَصَرْتُمُوْهُمْ ﴿واقرضتم الله قرضا حسنا﴾ بِالْاِنْفَاقِ فِيْ سَبِيْلِهٖ ﴿لاكفرن عنكم سياتكم ولادخلنكم جنت تجرى من تحتها الانهر فمن كفر بعد ذلك﴾ الْمِيْثَاقِ ﴿منكم فقد ضل سواء السبيل (۱۲)﴾ اَخْطَأَ طَرِيْقَ الْحَقِّ وَالسَّوَآءُ فِي الْاَصْلِ الْوَسْطُ فَنَقَضُوْا الْمِيْثَاقَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿فبما نقضهم﴾ مَا زَائِدَةٌ ﴿ ميثاقهم ل عنهم﴾ اَبْعَدْنَاهُمْ مِنْ رَّحْمَتِنَا ﴿ وجعلناقلوبهم قسية ﴾ لَا تَلِيْنُ لِقَبُوْلِ الْاِيْمَانِ ﴿يحرفون الكلم ﴾ الَّذِيْ فِي التَّوْرٰاةِ مِنْ نَعْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَغَيْرِهٖ ﴿عن مواضعه﴾ الَّتِيْ وَضَعَهُ اللّٰهُ عَلَيْهَا اَيْ يُبَدِّلُوْنَهٗ ﴿ونسوا ﴾ تَرَكُوْا ﴿حظا ﴾ نَصِيْبًا ﴿مما ذكروا ﴾ اُمِرُوْا ﴿به﴾ فِي التَّوْرٰةِ مِنِ اتِّبَاعِ مُحَمَّدٍ ﴿ولاتزال﴾ خِطَابٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ ﴿ تطلع ﴾ تُظْهِرُ ﴿على خائنة﴾ اَيْ خَيَانَةٍ ﴿منهم﴾ بِنَقْضِ الْعَهْدِ وَغَيْرِهٖ ﴿الا قليلا منهم﴾ مِمَّنْ اَسْلَمَ ﴿فاعف عنهم واصفح ان الله يحب المحسنين (۱۳)﴾ هٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ ﴿ومن الذين قالوا انا نصرى ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِهٖ ﴿اخذنا ميثاقهم﴾ كَمَا اَخَذْنَا عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ الْيَهُوْدِ ﴿فنسوا حظا مما ذكروا به﴾ فِي الْاِنْجِيْلِ مِنَ الْاِيْمَانِ وَغَيْرِهٖ وَنَقَضُوْا الْمِيْثَاقَ ﴿فاغرينا﴾ اَوْقَعْنَا ﴿ بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيمة ﴾ بِتَفَرُّقِهِمْ وَاخْتِلَافِ اَهْوَائِهِمْ فَكُلُّ فِرْقَةٍ تُكَفِّرُ الْاُخْرٰى ﴿وسوف ينبئهم الله﴾ فِي الْاٰخِرَةِ ﴿بما كانوا يصنعون (۱۴)﴾ فَيُجَازِيْهِمْ عَلَيْهِ ﴿يا هل الكتب﴾ اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى ﴿قد جاء كم رسولنا﴾ مُحَمَّدٌ ﴿يبين لكم كثيرا مما كنتم تخفون﴾ تَكْتُمُوْنَ ﴿من الكتب ﴾ التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ كَاٰيَةِ الرَّجْمِ وَصِفَتِهٖ ﴿ويعفوا

عن کثیرٍ﴾ مِنْ ذٰلِکَ فَلَا یُبَیِّنُهُ اِذَا لَمْ یَکُنْ فِیْهِ مَصْلَحَةٌ اِلَّا افْتِضَاحُکُمْ ﴿قدجاء کم من الله نور ﴾هُوَ نُوْرُ النَّبِیُّ ﷺ ﴿وکتب﴾ قُرْاٰنٌ ﴿مبین (۱۵)﴾ بَیِّنٌ ظَاهِرٌ ﴿یهدی به﴾ اَیْ بِالْکِتَابِ ﴿الله من اتبع رضوانه﴾ بِاَنْ اٰمَنَ ﴿ سبل السلم ﴾ طُرُقَ السَّلَامَةِ ﴿ویخرجهم من الظلمت﴾ الْکُفْرِ ﴿الی النور﴾ الْاِیْمَانِ ﴿باذنه﴾ بِاِرَادَتِهٖ ﴿ویهدیهم الی صراط مستقیم (۱٦)﴾ دِیْنِ الْاِسْلَامِ ﴿لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم﴾ حَیْثُ جَعَلُوْهُ اِلٰهًا وَهُمَ الْیَعْقُوْبِیَّةُ فِرْقَةٌ مِّنَ النَّصَارٰی ﴿قل فمن یملک﴾ اَیْ یَدْفَعُ﴿من﴾ عَذَابِ ﴿الله شیئا ان اراد ان یهلک المسیح ابن مریم وامه ومن فی الارض جمیعا ﴾ اَیْ لَا اَحَدَ یَمْلِکُ ذٰلِکَ وَلَوْ کَانَ الْمَسِیْحُ اِلٰهًا لَقَدَرَ عَلَیْهِ ﴿ولله ملک السموت والارض وما بینهما یخلق ما یشاء والله علی کل شیء ﴾شَاءَ هُ ﴿قدیر (۱۷)وقالت الیهود والنصری ﴾ اَیْ کُلٌّ مِّنْهُمَا ﴿نحن ابنوا الله﴾ اَیْ کَاَبْنَائِهٖ فِی الْقُرْبِ وَالْمَنْزِلَةِ وَهُوَ کَاَبِیْنَا فِی الشَّفْقَةِ وَالرَّحْمَةِ ﴿ واحباؤه قل ﴾ لَهُمْ یَا مُحَمَّدُ ﴿ فلم یعذبکم بذنوبکم ﴾ اِنْ صَدَقْتُمْ فِیْ ذٰلِکَ وَلَا یُعَذِّبُ الْاَبُ وَلَدَهٗ وَلَا الْحَبِیْبُ حَبِیْبَهٗ وَقَدْ عَذَّبَکُمْ فَاَنْتُمْ کَاذِبُوْنَ ﴿بل انتم بشر ممن﴾ من جُمْلَةِ مَنْ﴿ خلق ﴾ مِنَ الْبَشَرِ لَکُمْ مَا لَهُمْ وَعَلَیْکُمْ مَا عَلَیْهِمْ ﴿یغفر لمن یشاء ﴾ الْمَغْفِرَةِ لَهٗ ﴿ویعذب من یشاء ﴾ تَعْذِیْبَهٗ لَا اِعْتَرَاضَ عَلَیْهِ ﴿ولله ملک السموت والارض وما بینهما والیه المصیر (۱۸)﴾ الْمَرْجِعُ ﴿یاهل الکتب قدجاء کم رسولنا﴾مُحَمَّدٌ ﴿ یبین لکم ﴾ شَرَائِعَ الدِّیْنِ ﴿علی فترة﴾اِنْقِطَاعٍ ﴿ من الرسل﴾ اِذْ لَمْ یَکُنْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ عِیْسٰی رَسُوْلٌ وَمُدَّةُ ذٰلِکَ خَمْسُمِائَةٍ وَّتِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ سَنَةً لِ ﴿ ان﴾ لَا ﴿ تقولوا﴾ اِذَا عُذِّبْتُمْ ﴿ما جاء نا من ﴾ زَائِدَةٌ ﴿بشیر ولا نذیر فقد جاء کم بشیر ونذیر ﴾ فَلَا عُذْرَ لَکُمْ اِذًا ﴿والله علی کل شیء قدیر (۱۹)﴾ وَمِنْهُ تَعْذِیْبُکُمْ اِنْ لَمْ تَتَّبِعُوْهُ.

﴿ترجمہ﴾

اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا......(جسکا ذکر آگے آرہا ہے) اور ہم نے مقرر کیے (اس صیغہ میں غائب کے صیغہ سے حاضر کے صیغہ کی طرف التفات ہے اور بعثنا کا معنی اقمنا ہے یعنی ہم نے قائم کردیئے) ان میں بارہ سردار (یعنی ہر قبیلے کا ایک ایسا سردار ہوتا جو اپنی قوم کا وعدہ پورا کرنے پر کفیل ہوتا ان کو تاکید کرنے کے لئے) اور فرمایا (ان سے) اللہ نے بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں (مدد و نصرت کے ساتھ) ضرور اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم (یعنی مدد) کرو اور اللہ کو قرض حسن دو (اس کی راہ میں خرچ کرکے) بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں

باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں ......۲......، پھر جو تم میں سے کفر کرے اس کے بعد (یعنی اس عہد کے بعد) وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا (یعنی راہِ حق سے بھٹک گیا سواء کے لغوی معنی وسط کے ہیں جب انہوں نے عہد توڑ دیا تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تو ان کے توڑنے کی وجہ سے (فبما میں ما زائدہ ہے) عہد کے، ہم نے ان پر لعنت کی (یعنی ہم نے انہیں اپنی رحمت سے دور کردیا) اور ان کے دل سخت کر دیئے ......۳...... (جو قبولِ ایمان کے لیے نرم نہیں ہوں گے) بدلتے ہیں اللہ کی باتوں کو ......۴...... (جو توریت میں نبی پاک ﷺ کے اوصاف وغیرہ کے متعلق ہیں) ان کے ٹھکانوں سے (یعنی جس مقام پر اللہ ﷻ نے انہیں رکھا وہاں سے انہیں بدل دیتے ہیں) اور بھلا بیٹھے (یعنی انہوں نے چھوڑ دیا ہے) بڑا حصہ (حظا بمعنی نصیبا ہے) ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں (یعنی تورات میں انہیں جن باتوں کے بجالانے کا حکم دیا گیا نبی پاک ﷺ کی اتباع کے بارے میں انہوں نے وہ چھوڑ دیں) اور آپ ہمیشہ رہیں گے (یہاں خطاب نبی پاک ﷺ سے ہے) آگاہ (یعنی واقف) خیانت پر (خائنۃ بمعنی خیانۃ ہے) ان کی (عہد وغیرہ توڑنے کی) سوا تھوڑوں کے (جو اسلام لے آئے) تو انہیں معاف کردو اور درگزر کرو بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں (یہ حکم آیتِ جہاد سے منسوخ ہے) اور وہ جنہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نصاریٰ ہیں (جار مجرور مابعد فعل کے متعلق ہے) ہم نے ان سے عہد لیا (جیسا کہ بنی اسرائیل میں سے یہود سے لیا تھا) تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں (انجیل میں ایمان وغیرہ کے متعلق، اور انہوں نے عہد توڑ دیئے) تو ہم نے ڈال دیا (واقع کر دیا) ان کے مابین بیر اور بغض قیامت تک (ان کے مختلف گروہوں میں بٹنے اور خواہشات کے اختلاف کی وجہ سے، کہ ان میں سے ہر گروہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہے) اور عنقریب اللہ انہیں بتا دیگا (آخرت میں) جو کچھ کرتے تھے (پس وہ انہیں اس پر بدلہ دے گا) اے اہلِ کتاب (یعنی اے یہودو نصاریٰ!) بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول (یعنی حضرت محمد ﷺ) تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے چھپا ڈالی تھیں (تخفون بمعنی تکتمون ہے) کتاب میں (یعنی توریت اور انجیل میں مثلاً آیتِ رجم اور نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے اوصاف حمیدہ) اور بہت سی معاف فرماتے ہیں (ان میں سے جس کے ظاہر کرنے میں سوائے تمہاری فضیحت کے کچھ نفع نظر نہیں آتا) بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ......۵...... (اس نور سے مراد نبی پاک ﷺ ہیں) اور کتاب (یعنی قرآنِ کریم) روشن (جو بالکل ظاہر ہے) اللہ ہدایت دیتا ہے اس (کتاب) سے اُسے جو اللہ کی مرضی پر چلا (اس طرح کہ وہ ایمان لے آیا) سلامتی کے ساتھ (سبل السلم بمعنی طریق السلامۃ ہے) اور انہیں اندھیروں (یعنی کفر) سے روشنی (یعنی ایمان) کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے (یعنی اپنے ارادے سے) اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے (یعنی دین اسلام کی) بے شک کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے (اور وہ نصاریٰ کا فرقہ یعقوبیہ ہے جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو الٰہ بنا لیا تھا) تم فرمادو کہ کون قدرت رکھتا ہے (دور کرنے کی) اللہ کے (عذاب) سے کچھ ......۶......، اگر وہ چاہے کہ مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو ہلاک کردے (یعنی کوئی ایک بھی اسکا اختیار نہیں رکھتا، ہاں اگر حضرت مسیح علیہ السلام معبود ہوتے تو یقیناً اس پر قادر ہوتے) اور اللہ ہی کیلئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی، جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور یہودی اور نصرانی (یعنی دونوں) بولے ہم اللہ کے بیٹے ہیں (یعنی ہم قرب اور منزلت میں اس کے حضور بیٹے کی طرح ہیں اور اللہ ہم پر شفقت اور رحمت فرمانے میں باپ کی طرح ہے) اور اس کے پیارے ہیں، تم فرمادو (ان سے اے محمد ﷺ!) پھر تمہیں کیوں تمہارے گناہوں پر عذاب فرماتا ہے (اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو حالانکہ باپ اپنی اولاد کو عذاب نہیں دیتا اور نہ ہی کوئی محب اپنے محبوب کو، اور تمہاری حالت یہ ہے کہ اس نے تمہیں عذاب میں مبتلا کیا ہے، پس تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو) بلکہ تم آدمی ہو (منجملہ) اس کی مخلوق سے (تمہارے لیے وہی نفع ہے جو ان کے لیے ہے اور

وہی نقصان ہے جو اِن کے لیے ہے) جسے (بخشنا) چاہے بخشتا ہے اور سزا دیتا ہے جسے چاہے (سزا دینا، اس پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا) اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی اور اسی کی طرف پھرنا (المصیر بمعنی المرجع ہے) اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول (حضرت محمد ﷺ) تشریف لائے کہ تم پر (احکام شرعی) ظاہر فرماتے ہیں کہ بعد اس کے رسولوں کا آنا مدتوں بند (یعنی منقطع) رہا تھا......ے......(اس لئے کہ حضور ﷺ اور حضرت عیسی علیہ السلام کے درمیان کوئی رسول نہیں ہے اور اس زمانے کی مدت پانچ سو انہتر سال ہے) کہ کبھی (یہاں ان کے بعد لا نافیہ محذوف ہے، نہ) کہو (جب وہ تمہیں عذاب دے) نہیں آیا ہمارے پاس (من زائدہ ہے) کوئی خوشخبری اور ڈر سنانے والا، یہ خوشخبری اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے ہیں (تو اب تمہارے پاس کوئی عذر نہ رہا) اور اللہ کو سب قدرت ہے (یعنی اگر تم اس پیغمبر ﷺ کا کہنا نہ مانو تو وہ تمہیں عذاب دینے پر قادر ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد أخذ الله ميثاق بنى إسرائيل وبعثنا منهم اثنى عشر نقيبا﴾

و: مستانفہ، لام: تاکید، قد: تحقیقیہ، اخذ اللّٰہ: فعل با فاعل، میثاق بنی اسرائیل: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف اقسم کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، بعثنا: فعل با فاعل، منھم: ظرف مستقر حال مقدم، اثنی عشر: ممیز، نقیبا: تمیز، ملکر ذو الحال ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال الله انى معكم﴾

و: عاطفہ، قال اللّٰہ: قول، انی معکم: جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿لئن اقمتم الصلوة واتيتم الزكوة وامنتم برسلى وعزرتموهم واقرضتم الله قرضا حسنا﴾

لام: تاکیدیہ بجواب قسم، ان: شرطیہ، اقمتم الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واتیتم الزکوۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول، وامنتم برسلی: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، وعزرتموھم: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، واقرضتم قرضا حسنا: جملہ فعلیہ معطوف رابع، ملکر شرط۔

﴿لاكفرن عنكم سياتكم ولادخلنكم جنت تجرى من تحتها الانهر﴾

لام: تاکیدیہ، اکفرن عنکم سیاتکم: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر اقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، قائم مقام جواب شرط اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر اقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، ادخلنکم: فعل با فاعل ومفعول، جنت: موصوف، تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر اقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر ماقبل لاکفرن پر معطوف۔

﴿فمن كفر بعد ذلك منكم فقد ضل سواء السبيل﴾

ف: مستانفہ ،من :شرطیہ مبتدا، کفر : فعل ھو ضمیر مستقر ذوالحال، منکم :ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، بعد ذلک: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ ،قد :تحقیقیہ ،ضل سواء السبیل: فعل با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فبما نقضهم ميثاقهم لعنهم و جعلنا قلوبهم قسية ﴾

ف: مستانفہ ،ب: جار، ما: زائدہ ،نقض : مصدر مضاف ،ھم :ضمیر مضاف الیہ فاعل ،میثاقھم :مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو مقدم ،لعنھم : فعل با فاعل ومفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،و: عاطفہ ،جعلنا :فعل با فاعل ،قلوبھم: مفعول اول ،قسیۃ :مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل لعنھم پر معطوف۔

﴿يحرفون الكلم عن مواضعه ونسوا حظا مما ذكروا به﴾

یحرفون الکلم عن مواضعہ : فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،و: عاطفہ ،نسوا :فعل با فاعل ،حظا: موصوف، مما ذکروا بہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل یحرفون پر معطوف۔

﴿ولا تزال تطلع على خائنة منهم الا قليلا منهم ﴾

و: عاطفہ، لاتزال :فعل ناقص انت ضمیر مستقر اسم ،تطلع :فعل با فاعل ،علی : جار، خائنۃ :موصوف، من : جار ،ھم :ضمیر مستثنی منہ ،الا: حرف استثناء، قلیلا :موصوف، منھم :ظرف مستقر صفت، ملکر مستثنی اپنے مستثنی منہ سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ

﴿فاعف عنهم و اصفح ان الله يحب المحسنين﴾

ف: فصیحیہ ،اعف عنھم :فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و اصفح :فعل با فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ،ملکر شرط محذوف اذا عرفت ھذا کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ ،ان اللہ :حرف مشبہ و اسم ،یحب المحسنین : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن الذين قالوا انا نصرى اخذنا ميثاقهم فنسوا حظا مما ذكروا به﴾

و: مستانفہ ،من :جار، الذین :موصول، قالوا انا نصری: جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر صلہ، ملکر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف لغو مقدم، اخذنا میثاقھم: فعل با فاعل ومفعول یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ،ف: عاطفہ ،نسوا :فعل با فاعل ،حظا: موصوف ،مما ذکروا بہ :ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل اخذنا پر معطوف۔

﴿فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيمة وسوف ينبئهم الله بما كانوا يصنعون﴾

ف: عاطفہ ،اغرینا بینھم :فعل با فاعل وظرف، العداوۃ و البغضاء: معطوف علیہ معطوف، ملکر ذوالحال، الی یوم القیمۃ: ظرف

مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل اخصلہ نا پر معطوف ،و: عاطفہ ،سوف جرف استقبال ،ینبئھم اللہ: فعل ومفعول وفاعل ،بما کانوا یصنعون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یاھل الکتب قد جاء کم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتب ویعفوا عن کثیر﴾

یاھل الکتب: جملہ ندائیہ ،قد تحقیقیہ ،جاء کم: فعل ومفعول، رسولنا: ذوالحال ،یبین لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، کثیرا: موصوف، من: جار ،ما: موصولہ ،کنتم: فعل ناقص بااسم ،تخفون: فعل بافاعل ،من الکتاب: ظرف مستقر، ہ ضمیر کیلئے حال، ذوالحال حال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر صفت، ملکر مفعول یبین فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،ویعفوا عن کثیر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال ملکر فاعل جاء فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿قد جاء کم من اللہ نور وکتب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلم﴾

قد: تحقیقیہ ،جاء کم: فعل ومفعول، من اللہ: ظرف مستقر حال ،نور: معطوف علیہ، و: عاطفہ ،کتب: موصوف ،مبین: صفت اول ،یھدی بہ اللہ: فعل وظرف لغو وفاعل، من اتبع رضوانہ: موصول صلہ ملکر مفعول اول، سبل السلم: مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثانی، ملکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر ذوالحال، حال سے ملکر فاعل یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ویخرجھم من الظلمت الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم﴾

و: عاطفہ، یخرج: فعل ھو ضمیر مستقر ذوالحال، باذنہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل ،ھم: ضمیر مفعول ،من الظلمت: ظرف لغو اول ،الی النور: ظرف لغو ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل یھدی پر معطوف ،و: عاطفہ ،یھدیھم: فعل بافاعل ومفعول ،الی صراط مستقیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل یھدی پر معطوف۔

﴿لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم﴾

لام: تاکیدیہ ،قد: تحقیقیہ ،کفر: فعل ،الذین: موصول، قالو: قول، ان اللہ: حرف مشبہ واسم ،ھو: مبتدا، المسیح: موصوف، ابن مریم: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر صلہ، ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل فمن یملک من اللہ شیئا﴾

قل: فعل بافاعل ملکر قول، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف قل تبکیتا واظھار لبطلان قولھم ،من: استفھامیہ مبتدا، یملک: فعل بافاعل ،من اللہ: ظرف مستقر حال مقدم ،شیئا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامه ومن فی الارض جمیعا ولله ملک السموت والارض وما بینهما﴾

ان : شرطیہ، اراد :فعل ھو ضمیر مستقر ذوالحال، و: حالیہ، للہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک: مضاف، السموت: معطوف علیہ، والارض: معطوف اول، وما بینھما: معطوف ملکر مضاف الیہ ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، ان: مصدریہ، یھلک :فعل بافاعل، المسیح ابن مریم: معطوف علیہ، وامہ :معطوف اول، ومن فی الارض جمیعا: معطوف ثانی ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف فمن یملک من اللہ شیئا کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یخلق ما یشاء والله علی کل شیء قدیر﴾

یخلق: فعل بافاعل، مایشاء: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،و: مستانفہ ،اللہ مبتدا، علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وقالت الیھود والنصری نحن ابنؤا الله واحباؤہ﴾

و: مستانفہ ،قالت: فعل، الیھود والنصری: فاعل، ملکر قول، نحن: مبتدا، ابناء اللہ: معطوف علیہ، واحباوہ: معطوف ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قل فلم یعذبکم بذنوبکم﴾

قل: قول، ف: فصیحیہ، لام: جار، ما: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، یعذبکم بذنوبکم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر محذوف اذا کنتم کما تزعمون کیلئے جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿بل انتم بشر ممن خلق یغفر لمن یشاء﴾

بل: حرف اضراب وعطف، انتم: مبتدا، بشر : موصوف، ممن خلق : ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، یغفر: فعل بافاعل ،لام: جار، من یشاء: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،و: عاطفہ، یعذب: فعل بافاعل، من یشاء: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل یغفر پر معطوف۔

﴿ویعذب من یشاء ولله ملک السموت والارض وما بینهما والیه المصیر﴾

و: مستانفہ، للہ ظرف مستقر خبر مقدم، ملک: مضاف، السموت: معطوف علیہ، والارض: معطوف اول، وما بینھما: معطوف ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ،و: عاطفہ، الیہ ظرف مستقر خبر مقدم المصیر: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یاھل الکتب قد جاء کم رسولنا یبین لکم علی فترة من الرسل ان تقولوا ماجاء نا من بشیر ولا نذیر﴾

یاھل الکتاب: جملہ ندائیہ، قد: تحقیقیہ، جاء کم: فعل ومفعول، رسولنا: ذوالحال، یبین: فعل ھو ضمیر مستقر ذوالحال، علی: جار، فترۃ: موصوف، من الرسل: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، لکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، ان: مصدریہ، تقولوا: قول، ماجاء نا: فعل نفی ومفعول، من: زائد، بشیر ولانذیر: معطوف علیہ، معطوف ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر بتاویل مصدر کراھۃ مصدر کیلئے مضاف الیہ ملکر مرکب اضافی ہوکر مفعول لہ، جاء: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿فقد جاء کم بشیر ونذیر واللہ علی کل شیء قدیر﴾

ف: فصیحیہ، قد: تحقیقیہ، جاء کم: فعل ومفعول، بشیر ونذیر: معطوف علیہ، معطوف ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذااعتذرتم بذلک کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: مستانفہ، اللہ علی کل شیء قدیر: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......فاعف عنھم واصفح......☆یعنی جو کچھ ان سے پہلے سرزد ہوگیا اُن پر گرفت نہ کرو، بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت اس قوم کے حق میں نازل ہوئی جنھوں نے نبی کریم ﷺ سے عہد کیا پھر توڑا پھر اللہ ﷻ نے اپنے نبی ﷺ کو اس پر مطلع فرمایا اور یہ آیت نازل کی اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ ان کی اس عہد شکنی سے درگزر کیجئے جب تک کہ وہ جنگ سے باز رہیں اور جزیہ ادا کرنے سے منع نہ کریں۔

☆......وقالت الیھود والنصری نحن ......☆سید عالم ﷺ کے پاس اہل کتاب آئے اور انہوں نے دین کے معاملے میں آپ ﷺ سے گفتگو شروع کی آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور اللہ کی نافرمانی کرنے سے اس کے عذاب کا خوف دلایا تو وہ کہنے لگے، اے محمد ﷺ آپ ہمیں کیا ڈراتے ہیں ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بنی اسرائیل سے عھد:

۱......علامہ جریر طبری فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے حکم کے مطابق حضرت موسی علیہ السلام نے بارہ نقیبوں کا انتخاب کر کے جبابرہ کی سرزمین شام میں بھیجا، تاکہ وہ اس قوم کے احوال کی تفتیش کر کے حضرت موسی علیہ السلام کو مطلع کردیں اور اللہ ﷻ حضرت موسی علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو اسکا وارث بنادے اور اس طرح یہ سرزمین آباد ہوجائے یہ اسوقت کا واقعہ ہے جب اللہ ﷻ نے حضرت موسی علیہ السلام اور انکی قوم کو فرعون سے نجات دی تھی، اور فرعونیوں کو سرزمین مصر سے نکالا تھا اس وقت اللہ ﷻ کے حکم سے حضرت موسی علیہ السلام نے بارہ نقیبوں کو بھیجا تاکہ یہ نقباء جبابرہ قوم کی جاسوسی کر کے آئیں اور حضرت موسی علیہ السلام کو تمام احوال سے مطلع کریں۔ راستے میں انکو ایک شخص جسکا نام عاج (عوج بن عنق) تھا۔ یہ شخص اسقدر لمبا اور جسیم تھا کہ اس نے ان تمام نقیبوں کو پکڑ کر اپنے نیفے میں اڑس لیا، انکے سر پر لکڑیوں کا گٹھا تھا وہ ان سب کو لے کر اپنی بیوی کے پاس گیا اور کہا کہ یہ اپنے خیال میں ہم سے لڑنے آئے تھے اور انہیں نیفے سے نکال

کر پھینک دیا۔ اور اپنی بیوی سے مشورہ کیا کہ کیا ان سب کو اپنے قدموں تلے روند ڈالوں؟ بیوی نے مشورہ دیا کہ انہیں چھوڑ دو تاکہ یہ واپس جا کر اپنی قوم کو ہماری قوت اور طاقت کا حال بیان کریں۔ واپسی پر ان لوگوں نے یہ عہد کیا کہ سوائے حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے کسی سے اس بارے میں نہیں کہیں گے لیکن سوائے دو اشخاص یوشع بن نون اور قالب بن یوقنا کے سب نے عہد شکنی کی۔ بنی اسرائیل کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے ان سے جنگ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا ﴿فاذہب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون﴾ آپ اور آپکا رب جا کر لڑیں ہم یہاں بیٹھنے والے ہیں ﴾۔ (ماخوذ از جامع البیان، ج ۶، ص ۲۰۲، ۲۰۳)

اطاعت گزاری پر دخول جنت کا وعدہ :

۲۔.....قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿ولادخلنکم جنات تجری من تحتھا الانھار﴾ امام خازن فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں ایصال ثواب کی طرف اشارہ ہے اور آیت مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ اگر تم فرض نماز اور زکوٰۃ ادا کرو اور میرے رسول پر ایمان لاؤ یعنی تمام رسول پر، اور ایمان بالرسالت کا ذکر آخر میں اس لئے کیا کہ یہود نماز اور زکوۃ کا تو اہتمام کر لیتے مگر ایمان بالرسالت کے معاملے میں بعض رسولوں پر ایمان لاتے اور بعض کا انکار کر دیتے اللہ عزوجل نے ان سے فرمایا کہ تمہارا دعویٰ اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتا اور نہ ہی تم اپنے مقصود تک پہنچ سکتے ہو جب تک تمام رسولوں پر ایمان نہ لے آؤ۔ اور اللہ عزوجل کا فرمان ﴿وعزرتموھم﴾ بمعنی ونصرتموھم ہے۔ اور لغت میں التعزیر کے معنی ہیں الردع یعنی محافظ چنانچہ وعزرتموھم کا معنی ونصرتموھم ہوا مطلب یہ کہ تم اپنے دشمنوں کو ان (انبیاء) سے دور کرو۔ (الخازن، ج ۲، ص ۲۳)

دلوں کی سختی :

۳۔.....اللہ عزوجل نے انکے دلوں کو سخت اور خشک کر دیا یعنی ایسے دل کہ جس میں نرمی نہ ہو کیونکہ قسوۃ، لین اور رقۃ کے مخالف ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ انکے دل ایمان کے لئے خالص نہیں ہیں بلکہ انکا ایمان کفر اور نفاق کا مرکب ہے (المرجع السابق)

کلام کو بدلنا:

۴۔.....یہود کی عقلیں اس قدر پستی کا شکار ہو چکی تھیں کہ اللہ عزوجل کی آیات میں ہیر پھیر کرنے لگے اور کتاب میں ایسی تاویلیں کرنے لگے جو آیات کے نزول کا مقصد ہی نہ تھیں اور آیات کو اسکے غیر محل میں بیان کرنے لگے اور وہ بات کرنے لگے جو نہ کہی گئی تھی۔ (ابن کثیر، ج ۲، ص ۴۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نور ہیں:

۵۔.....قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین﴾ اس آیت مبارکہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا ثابت ہوتا ہے، لہذا سب سے پہلے ہم اپنے مؤقف کی تائید میں مفسرین کی آرا پیش کرتے ہیں پھر احادیث مبارکہ سے اس مسئلے کو مزید آگے بڑھائیں گے ساتھ ہی ساتھ اختلاف رکھنے والوں کی کتب کے حوالاجات بھی پیش کریں گے جس سے ہمارے مؤقف کی تائید اور ان کی تردید بخوبی ہو جائے گی۔

(ا).....علامہ ابو البرکات نسفی اس آیت میں نور سے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ مراد لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس طرح

حضور ﷺ کو سراج کہا گیا ہے اس طرح وہ نور بھی ہیں کیونکہ انکے ذریعے ہدایت دی جاتی ہے اصل عبارت یہ ہے او النور محمد ﷺ لانه یهتدی به. کماسمی سراجا. (المدارك، ج ۱، ص ٤٣٦)

(۲)......علامہ خازن فرماتے ہیں آیت مبارکہ میں نور سے مراد محمد ﷺ کی ذات مبارکہ ہے اللہ ﷻ نے انہیں نور فرمایا اسلئے کہ انکے ذریعے ہدایت دی جاتی ہے جس طرح اندھیرے میں روشنی کے ذریعے راہ دکھائی جاتی ہے، اصل عبارت یہ ہے یعنی محمد ﷺ انما سماه الله نوراً لانه یهتدی به کما یهتدی بالنور فی الظلام (الخازن، ج ۲، ص ۲٤)

(۳)......نور سے مراد رسول یعنی محمد ﷺ ہیں۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ۱۱۹)

(٤)......نور هو محمد ﷺ (مفردات القرآن، الجزء٦ الی الجزء ۱۰، ص ۱۱۰)

(۵)......علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ نور اور کتاب دونوں سے قرآن مراد ہے یہ ضعیف قول ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ عطف تغایر کو چاہتا ہے اور سیدنا محمد ﷺ اور اسلام اور قرآن پر نور کا اطلاق بالکل ظاہر ہے۔ (تفسیر کبیر، ج ۳، ص ۳۸٤)

دیوبندی مکتبِ فکر کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نشر الطیب فی ذکر سید الحبیب میں فرماتے ہیں

پہلی فصل نورِ محمدی کے بیان میں

☆......پہلی روایت عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ ﷻ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا یا جابر ان الله تعالی خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نوره یعنی اے جابر! اللہ ﷻ نے سب سے پہلے اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اسکا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم تھا، اور نہ بہشت تھی، اور نہ دوزخ تھا، اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی، اور نہ سورج تھا، اور نہ چاند تھا، اور نہ جن تھا، اور نہ انسان تھا، پھر اللہ ﷻ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم اور دوسرے حصے سے لوح اور تیسرے حصے سے عرش، آگے طویل حدیث ہے۔ فائدہ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

(نشر الطیب، ص ٦، ۷)

"قل فمن یملک من اللہ" کے معنی :

٦......یعنی ملامت اور انکے فاسد قول کے بطلان کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دو۔ اور من استفہامیہ انکاری توبیخ کے لئے ہے جس کی طرف مفسر علیہ الرحمۃ نے اشارہ فرمایا ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۱۹۹)

من الله میں دو احتمالات ہیں ان میں سے اظہر یہ ہے کہ یہ ماقبل فعل کی طرف متعلق ہے اور دوسرا احتمال جسے ابو البقاء نے ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ شیئاً سے حال ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۲۰۰)

پیر کرم شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہاں عیسائیوں کے باطل عقیدے یعنی عقیدہ تثلیث کی بیخ کنی بھی کی جارہی ہے کہ عیسائیوں کا خود ساختہ عقیدہ کہ باپ بھی خدا ہے، بیٹا بھی خدا ہے اور روح القدس بھی خدا ہے بایں ہمہ وہ تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہے

۔یہ معمہ نہ سمجھنے کا نہ سمجھانے کا اور پھر حضرت عیسی علیہ السلام کے خدا ہونے کے عقیدہ کا بطلان بھی مقصود ہے کہ خدا تو وہ ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام اور انکی والدہ بلکہ سب مخلوق کو آن واحد میں چاہے تو موت کی نیند سلادے۔ (ماخوذ از ضیاء القرآن، ج ۱، ص ٤٥٥)

"فترۃ من الرسل" کے معنی:

ے..... سختی کے بعد نرم ہو جانا، تیزی کے بعد ہلکا اور ڈھیلا پڑ جانا، چستی کے بعد سست پڑ جانا، قرآن مجید میں ہے ﴿یسبحون اللیل والنھار لا یفترون ﴾ یعنی فرشتے صبح شام تسبیح کرتے ہیں اور تھکتے نہیں ۔اسی سے فتر الی شئی ہے یعنی کسی چیز سے مطمئن ہو جانا، سکون محسوس کرنا حدیث شریف میں ہے من فتر الی سنتی فقد نجاہ یعنی جس نے میری سنت سے سکون و اطمنان پایا اس نے نجات پائی۔ (القاموس الوحید، ج ۲، ص ۱۲۰۱)

فترۃ من الرسل کے معنی دو رسولوں کے مابین مدت ہے اور اس مدت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے چنانچہ حضرت سلمان سے روایت ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اور سید عالم ﷺ کے مابین چھ سو سال کا فاصلہ ہے۔ اور حضرت قتادہ نے فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اور سید عالم نور مجسم شاہ بنی آدم ﷺ کے مابین ایک قول کے مطابق چھ سو سال اور ایک قول کے مطابق پانچ سو ساٹھ سال۔ اور ابن سائب نے پانچ سو چالیس سال ذکر کیے ہیں۔ اور ضحاک کے مطابق چار سو تیس اور اسکے اوپر چند سالوں کا فاصلہ ہے۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ ایک طویل مدت کے گزر جانے کے بعد نبی پاک ﷺ کی بعثت کا فائدہ یہ ہوا کہ طویل مدت گزر جانے کی وجہ سے سابقہ شریعتوں میں کافی تغیر و تبدل ہو چکا تھا اور اس سبب سے حق و باطل، جھوٹ و سچ باہم خلط ملط ہو چکا تھا اور لوگوں کا یہ کہنا کہ جب ہم اپنے رب کو پہچانتے نہیں تو عبادت کیسے کریں؟ ایسے وقت میں سید عالم ﷺ کو بھیج کر اللہ ﷻ نے تمام قسم کے عذر کو ختم کر دیا کہ تمہارا یہ کہنا کہ کوئی ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا نہ آیا تو اب ڈرانے اور خوشخبری دینے والا آ گیا اور وہ ذات سید عالم ﷺ کی ہے۔ (ماخوذ از خازن، ج ۲، ص ۲٦)

اغراض:

بما یذکر بعد: سے مراد ﴿انی معکم لئن اقمتم الصلوۃ ﴾ ہے۔ **من کل سبط نقیب:** بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ فرزندوں کی تعداد کے مطابق تھے، بنی اسرائیل کے اسباط، عرب کے قبائل کی مثل ہیں۔ **توثقۃ علیھم:** سے مراد تاکیداً علیھم ہے۔ **حیث جعلوہ:** یعنی حضرت مسیح علیہ السلام۔ **بالوفاء بالعھد:** یعنی سرزمین شام میں داخل ہونے اور جبابرہ قوم سے لڑنے کا دیا جانے والا حکم مراد ہے۔ **وقال لھم:** یعنی اللہ ﷻ نے ان بارہ نقباء یا بنی اسرائیل سے فرمایا۔ **ممن اسلم:** جیسا کہ ابن سلام اور اس کے ساتھی۔ **نصرتموھم:** یعنی ان کے دشمنوں کے ہاتھوں کو ان سے دور کرو، اور اس کی اصل الذب ہے اور اسی سے التعزیر بھی ہے اور مراد فساد وغیرہ کے عوارض سے روکنا ہے۔ **بالعون و النصر:** یعنی جملہ یہ رب العالمین کی عظمت اور جلال سے بطور کنایہ مستعمل ہے۔ **بالانفاق فی سبیلہ:** بطور مجاز انفاق کو اللہ کی رضا کے لیے فی سبیل اللہ سے تشبیہ دی، اس لئے کہ جب مستحق کو اللہ کی رضا جوئی کے لئے مال دیا جائے تو گویا ایسا ہے کہ جیسے اللہ کو قرض حسن دیا۔ **اخطاء طریق الحق:** مراد وہ طریقہ ہے جو دین میں مشروع ہے، المختصر۔

فنقضوا المیثاق: حضرت موسی علیہ السلام کے بعد آنے والے رسولوں کی تکذیب، حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو قتل کرنے، کتاب اللہ

کو پس پشت ڈال دینے اور فرائض کو ضائع کرتے ہوئے انہوں نے عہد شکنی کی۔ تــر کــوا: اس جملے میں اشارہ ہے کہ یہاں نسیان مراد ہے جو قرآن مجید میں دو معنوں میں واقع ہوا ہے۔ وهـذا: یعنی عہد شکنی کرنے والوں سے درگزر کرنے کا حکم آیت سیف ﴿قـاتـلـوا الـذيـن لا يؤمنون بالله ولا باليوم الاخر﴾ سے منسوخ ہے۔ وهـم يعقوبيه: ماقبل کئی مقامات پر تینوں فرقوں کا ذکر کیا گیا ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔ اوقـعـنـا: بیضاوی کی عبارت ہے کہ مـن غـرى بـالشـى ءیہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی کسی چیز کے ساتھ چسپاں ہو جائے اور اس کو لازم ہو۔ لا اعتراض عليه: یعنی اللہ ﷻ اپنے اختیار میں فعال اور قادر ہے۔

بتفرقهم: یعنی تین طرح کے احتمالات ہیں، ایک یہ کہ بينهم کی ضمیر خاص نصاری کی جانب راجح ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ نصاری اور یہود دونوں مراد ہیں کہ یہ دو حصوں میں بٹ گئے یعنی یہود و نصاری میں دشمنی اور عداوت بھر گئی، ایک قول یہ ہے کہ اولا تین فرقے ہوئے نسطوریہ، ملکانیہ اور یعقوبیہ۔ طرق السلامة: خازن کی عبارت میں سبل السلام ہے، عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے اس سے دین اسلام کا ارادہ فرمایا ہے اس لئے کہ دین اسلام ہی اللہ کا دین ہے اور یہی دین سلام ہے اور اس دین کا راستہ وہ ہے جو بندوں کے لئے مشروع کیا اور جس راستے پر رسل مبعوث ہوئے اور بندوں کو اس راستے پر چلنے کا حکم دیا۔

کـابـنـائـه الخ: یہاں اس جانب اشارہ ہے کہ نبوت سے مراد محبت ہے نہ کہ حقیقی نبوت مراد ہو یا یہ مراد ہے کہ خاص (رحمت اور شفقت کے ہونے میں) اللہ کے بیٹے مراد ہیں، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ابـنـاء الدنيا و ابناء الآخرة ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس عبارت میں کچھ مضمر یعنی ابہام ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے کہ ابـنـاء انبياء الله، اور اس کی نظیر ﴿ان الـذيـن يبايعونـك انما يبايعون الله﴾ فرمان مبارک میں ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۱۹۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

﴿و﴾ اذكـر ﴿اذ قـال مـوسـى لـقـومه يقوم اذكروا نعمة الله عليكم اذ جعل فيكم﴾ اَیْ مِنْكُمْ ﴿ انبياء وجـعـلـكـم مـلـوكـا﴾ اَصْحَابَ خِدَمٍ وَحَشَمٍ ﴿واتكم ما لم يؤت احدا من العلمين(۲۰)﴾ مِنَ الْمَنِّ وَالسَّلْوٰی وَفَلْقِ الْبَحْرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ ﴿يـقوم ادخلوا الارض المقدسة﴾ اَلْمُطَهَّرَةَ ﴿التى كتب الله لـكـم﴾ اَمَرَكُمْ بِدُخُوْلِهَا وَهِيَ الشَّامُ ﴿ ولاترتدوا على ادباركم ﴾ تَنْهَزِمُوْا خَوْفَ الْعَدُوِّ ﴿فتنقلبوا خسرين (۲۱)﴾ فِیْ سَعْيِكُمْ ﴿قالوا يموسى ان فيها قوما جبارين﴾ مِنْ بَقَايَا عَادٍ طِوَالًا ذَوِیْ قُوَّةٍ ﴿وانا لن ندخـلـهـا حتـى يخرجوا منها فان يخرجوا منها فانا داخلون (۲۲)﴾ لَهَا ﴿قال﴾ لَهُمْ ﴿رجلن من الذين يـخـافـون﴾ مُخَالِفَةَ اَمْرِ اللّٰهِ وَهُمَا يُوْشَعُ وَكَالِبُ مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِيْنَ بَعَثَهُمْ مُوْسٰی فِیْ كَشْفِ اَحْوَالِ الْجَبَابِرَةِ ﴿انـعـم الـلـه عليهما﴾ بِالْعِصْمَةِ فَكَتَمَا مَا اطَّلَعَا عَلَيْهِ مِنْ حَالِهِمْ اِلَّا عَنْ مُوْسٰی بِخِلَافِ بَقِيَّةِ النُّقَبَاءِ فَافْشَوْهُ فَجَبُنُوْا ﴿ادخلوا عليهم الباب﴾ بَابَ الْقَرْيَةِ وَلَا تَخْشَوْهُمْ فَاِنَّهُمْ اَجْسَادٌ بِلَا قُلُوْبٍ ﴿فاذا دخـلـتـمـوه فـانـكـم غـلـبـون﴾ قَالَا ذٰلِكَ تَيَقُّنًا بِنَصْرِ اللّٰهِ وَاِنْجَازِ وَعْدِهٖ ﴿ وعلى الله فتوكلوا ان كنتم

مؤمنین (۲۳)قالوا یموسی انا لن ندخلها ابدا ما داموا فیها فاذهب انت وربک فقاتلا﴾ هُمْ ﴿انا ههنا قاعدون (۲۴)﴾عَنِ الْقِتَالِ ﴿قال﴾ مُوْسٰی حِیْنَئِذٍ ﴿ رب انی لااملک الا نفسی و﴾اِلَّا ﴿اخی﴾ وَلَا اَمْلِکُ غَیْرَهُمَا فَاُجْبِرُهُمْ عَلَی الطَّاعَةِ ﴿فافرق﴾ فَافْصِلْ ﴿ بیننا وبین القوم الفاسقین(۲۵)قال﴾ تَعَالٰی لَهٗ ﴿فانها﴾ اَیِ الْاَرْضُ الْمُقَدَّسَةُ ﴿محرمة علیهم﴾ اَنْ یَّدْخُلُوْهَا ﴿ اربعین سنة یتیهون﴾ یَتَحَیَّرُوْنَ ﴿ فی الارض﴾ وَهِیَ تِسْعَةُ فَرَاسِخَ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فلا تاس﴾ تَحْزَن﴿علی القوم الفسقین (۲۶)﴾رُوِیَ اَنَّهُمْ کَانُوْا یَسِیْرُوْنَ اللَّیْلَ جَادِّیْنَ فَاِذَا اَصْبَحُوْا اِذَا هُمْ فِی الْمَوْضَعِ الَّذِیْ اِبْتَدَاُوْا مِنْهُ وَیَسِیْرُوْنَ النَّهَارَ کَذٰلِکَ حَتّٰی اِنْقَرَضُوْا کُلُّهُمْ اِلَّا مَنْ لَمْ یَبْلُغِ الْعِشْرِیْنِ ، قِیْلَ وَکَانُوْا سِتُّمِائَةِ اَلْفٍ وَمَاتَ هٰرُوْنُ وَمُوْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فِیْ التِّیْهِ وَکَانَ رَحْمَةً لَهُمَا وَعَذَابًا بِالْاُولٰٓئِکَ وَسَالَ مُوْسٰی رَبَّهٗ عِنْدَ مَوْتِهٖ اَنْ یُدْنِیَهٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمِیَةً بِحَجَرٍ فَاَدْنَاهُ کَمَا فِی الْحَدِیْثِ وَنُبِّیءَ یُوْشَعُ بَعْدَ الْاَرْبَعِیْنَ وَاُمِرَ بِقِتَالِ الْجَبَّارِیْنَ فَسَارَ بِمَنْ بَقِیَ مَعَهٗ وَقَاتَلَهُمْ وَکَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَوَقَفَتْ لَهُ الشَّمْسُ سَاعَةً حَتّٰی فَرَغَ عَنْ قِتَالِهِمْ ، وَرَوٰی اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ حَدِیْثَ "اَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تُحْبَسْ عَلٰی بَشَرٍ اِلَّا لِیُوْشَعَ لَیَالِیْ سَارَ اِلَی الْبَیْتِ الْمُقَدَّسِ "

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کیجئے) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم میں سے کیے (فیکم بمعنی منکم ہے) پیغمبر.....۱.....اور تمہیں بادشاہ کیا.....۲..... (نوکر چاکر والا) اور تمہیں وہ دیا جو آج سارے جہاں میں کسی کو نہ دیا (یعنی من وسلوی اور دریا کا پھٹنا وغیرہ) اے قوم! اس مقدس.....۳..... (پاک) زمین میں داخل ہو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھی ہے (یعنی جس میں داخل ہونے کا تمہیں اللہ ﷻ نے حکم دیا ہے اور اس سے مراد سرزمینِ شام ہے) اور پیچھے نہ پلٹو (یعنی دشمن کے خوف سے شکست خوردہ مت ہو جاؤ) کہ نقصان پر پلٹو گے (اپنی اس سعی و کوشش میں) بولے اے موسیٰ! اس میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں (یعنی قوم عاد کے باقی ماندہ قدآور اور قوی لوگ) اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہونگے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں، ہاں وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں جائیں بولے (ان میں سے) دو مرد کہ ڈرنے والوں میں سے تھے (حکمِ خداوندی کی خلاف ورزی کرنے سے اور وہ دونوں حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اور حضرت کالب تھے جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نقیب بنا کر جبابرہ کی تفتیشِ حال کے لیے بھیجا تھا) اللہ نے انہیں نوازا (دولتِ عصمت دے کر، انہوں نے معائنہ کے حالات سوائے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سب سے چھپائے بخلاف دوسرے سرداروں کے کہ انہوں نے راز افشاء کر دیئے جس کی وجہ سے بنی اسرائیل بزدل پڑ گئے) کہ زبردستی ان پر داخل ہو دروازے میں (بستی کے، اور ان سے خوف نہ کرو کہ وہ بغیر دل کے خالی جسم ہیں) اگر تم دروازے میں داخل ہو گئے تو تمہارا ہی غلبہ ہے (ان دونوں نے یہ بات مددِ الٰہی پر یقین اور اس کے وعدہ پر بھروسہ کرتے ہوئے کہی تھی) اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے۔ بولے اے موسیٰ! ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں ہیں، تو آپ جایئے اور آپ کا رب، تم دونوں لڑو (ان سے) ہم یہاں بیٹھے

ہیں (قتال سے باز رہتے ہوئے) عرض کی (موسی علیہ السلام نے اس وقت) اے رب! مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور (مگر) اپنے بھائی کا (ان دونوں کے علاوہ کسی پر بس نہیں کہ انہیں اطاعت پر مجبور کروں) تو تو جدا رکھ (فافرق بمعنی فافصل ہے) ہم کو اور ان بے حکموں سے فرمایا (اللہ عزوجل نے ان سے) وہ زمین (یعنی ارض مقدسہ) ان پر حرام ہے (اس میں داخل ہونا ان پر حرام ہے) چالیس برس تک بھٹکتے پھریں...... یہ...... (حیرانی کے عالم میں رہیں) زمین میں (جو حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق صرف نو فرسخ تھی) تو تم افسوس (یعنی غم) نہ کھاؤ ان بے حکموں کا (مروی ہے کہ وہ رات بھر بڑی کوشش کر کے چلتے رہتے لیکن جب صبح ہوتی تو خود کو وہیں پاتے جہاں سے آغازِ سفر کیا ہوتا اور اسی طرح دن بھر چلتے رہتے یہاں تک کہ سب کے سب مر گئے سوائے ان کے جو بیس سال کی عمر سے کم تھے اور ایک قول کے مطابق ان کی تعداد چھ لاکھ تھی حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات مقام تیہ میں ہوئی جو ان دونوں کیلئے اللہ کی رحمت تھی لیکن بنی اسرائیل کیلئے اللہ کا عذاب تھا البتہ حضرت موسی علیہ السلام نے اپنی وفات سے قبل اپنے رب سے دعا فرمائی کہ مجھے ارض مقدسہ سے اتنا قریب فرمادے جتنا فاصلہ نشانہ بازی میں پھینکے ہوئے پتھر کا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ عزوجل نے انکی دعا قبول فرمائی پھر چالیس سال بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نبی بنائے گئے اور جبارین پر چڑھائی کا حکم ہوا تو باقی ماندہ لوگ انکی معیت میں چلے اور جبارین سے قتال کیا، وہ جمعہ کا دن تھا اور ایک ساعت سورج غروب ہونے سے روک دیا گیا یہاں تک کہ وہ قتال سے فارغ ہو گئے اور امام احمد نے اپنی مسند میں حدیث روایت کی ہے کہ سورج کسی بشر کے لئے نہیں روکا گیا سوائے حضرت یوشع بن نون کے، جس میں آپ علیہ السلام کے لئے سورج اس رات میں روک دیا گیا جس رات آپ علیہ السلام بیت المقدس کی طرف چلے تھے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قال موسی لقومه یقوم اذکروا نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء﴾

و: مستانفہ، اذ: مضاف، قال موسی لقومه: جملہ فعلیہ قول، یقوم: جملہ ندائیہ، اذکروا: فعل بافاعل، نعمة: مصدر مضاف، الله: اسم جلالت مضاف الیہ فاعل، علیکم: ظرف لغو، اذ: مضاف، جعل فیکم انبیاء: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، مصدر اپنے متعلقات سے ملکر جملہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر ظرف فعل محذوف اذکروا کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وجعلکم ملوکا واتکم ما لم یؤت احدا من العلمین﴾

و: عاطفہ، جعلکم ملوکا: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل جعل فیکم پر معطوف، و: عاطفہ، اتکم: فعل بافاعل ومفعول، ما: موصولہ، لم یوت احد: جملہ صلہ، ملکر ذوالحال، من العلمین: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل جعل فیکم پر معطوف۔

﴿یقوم ادخلوا الارض المقدسة التی کتب الله لکم﴾

یقوم: جملہ ندائیہ، ادخلوا: فعل امر بافاعل، الارض: موصوف، المقدسة: صفت اول، التی کتب الله لکم: موصول صلہ ملکر صفت ثانی، ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خسرین﴾

و: عاطفہ، لا: ناہیہ، ترتدوا: فعل واؤضمیر ذوالحال، علی ادبارکم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تنقلبوا: فعل واؤضمیر ذوالحال، خسرین: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف جملہ فعلیہ معطوفہ۔

﴿قالوا یموسی ان فیھا قوما جبارین وانا لن ندخلھا حتی یخرجوا منھا﴾

قالو: قول، یموسی: جملہ ندائیہ، ان: حرف مشبہ، فیھا: ظرف مستقر خبر مقدم، قوما جبارین: مرکب توصیفی اسم موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ واسم، لن ندخلھا: فعل نفی با فاعل ومفعول، حتی یخرجوا منھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ملکر مقصود بالنداء، اپنی نداء سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فان یخرجوا منھا فانا داخلون﴾

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، یخرجوا منھا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، انا داخلون: جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال رجلن من الذین یخافون انعم اللہ علیھما ادخلوا علیھم الباب﴾

قال: فعل، رجلان: موصوف، من الذین یخافون: ظرف مستقر صفت اول، انعم اللہ وعلیھما: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، ادخلوا علیھم الباب: جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاذا دخلتموہ فانکم غلبون وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین﴾

ف: مستانفہ، اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، دخلتموہ: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، انکم غلبون: جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ، و: مستانفہ، علی اللہ: ظرف لغو مقدم، ف: سببیہ، توکلوا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ امر محذوف تنبھوا کیلئے جواب امر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ان: شرطیہ، کنتم مومنین: جملہ فعلیہ جزا محذوف فتوکلوا کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا یموسی انا لن ندخلھا ابدا ما داموا فیھا﴾

قالوا: قول، یموسی: جملہ ندائیہ، انا: حرف مشبہ واسم، ان ندخلھا: فعل نفی با فاعل ومفعول، ابدا: مبدل منہ، ما: مصدریہ ظرفیہ، داموا فیھا: فعل ناقص واسم ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ما ظرفیہ سے ملکر بدل، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون﴾

ف: فصیحیہ، اذھب: فعل امر وانت ضمیر مستقر مؤکد، انت: تاکید، ملکر معطوف علیہ، و ربک: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، فقاتلا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، محذوف اذا کان الامر کذلک کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انا: حرف مشبہ واسم

،ھا : حرف تنبیہ ،ھنا:ظرف مقدم ،قاعدون :اسم فاعل وفاعل ،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قال رب انی لا املک الا نفسی واخی﴾

قال: قول ،رب : جملہ ندائیہ ،انی :حرف مشبہ واسم ،لااملک: فعل نفی بافاعل ،الا :حرف حصر ،نفسی واخی: معطوف علیہ، معطوف ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء ،ملکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فافرق بیننا وبین القوم الفاسقین﴾

ف: مستانفہ ،افرق: فعل بمعنی احکم بافاعل ،بیننا :معطوف علیہ ،وبین القوم الفسقین :معطوف ملکر ظرف ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال فانھا محرمة علیھم اربعین سنة یتیھون فی الارض﴾

قال: قول ،ف :زائدہ ،انھا :حرف مشبہ واسم ،محرمة :اسم فاعل بافاعل ،علی: جار ،ھم :ضمیر ذوالحال ،اربعین سنة: ممیز تمیز ،ملکر ظرف مقدم ،یتیھون :فعل بافاعل ،فی الارض: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ملکر مجرور ،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلا تاس علی القوم الفسقین﴾

ف: فصیحیہ ،لاتاس :فعل نہی بافاعل ،علی القوم الفسقین: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذا عرفت ھذا کی جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرات انبیائے کرام اللہ ﷻ کی نعمت ہیں:

۱......اس آیت مبارکہ میں حضرات انبیائے کرام کو اللہ ﷻ نے اپنی نعمت قرار دیا ہے اور نعمت کا ذکر کرنا اور اسکی یاد کرنا یہ نعمت میں اضافے کا سبب تو بن سکتا ہے کمی کا نہیں ،مفسرین کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے تمہیں حضرات انبیائے کرام کے ذریعے ہدایت اور شرف عطا فرمایا اور جتنے نبی اللہ نے بنی اسرائیل میں بھیجے اتنے نبی کسی امت میں نہ بھیجے۔ (البیضاوی ،ج ۱ ،ص ۴۲۹)

اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کو بادشاهی عطا فرمائی:

۲......زید بن اسلم سے مرفوع روایت ہے کہ والملک من کان له بیت و خادم یعنی جس کے پاس گھر اور خادم ہو وہ ملک (بادشاہ) ہے۔ابن ابی حاتم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ شہنشاہ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل میں جس کے پاس سواری ،خادم اور عورت ہوتی اسے ملک کہا جاتا اور ابن جریر نے حسن سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ ملک وہی ہے جس کے پاس خادم ،سواری اور گھر ہو۔ (روح المعانی ،الجزء السادس ،ص ۳۷۷)

ارض مقدسہ :

۲۱......فرمایا کہ ارض مقدسہ میں داخل ہو جاؤ مقدسہ بمعنی مطہرہ ہے لانها طهرت من الشرک کیونکہ یہ سرزمین شرک سے پاک ہے۔اور اسی طرح یہ سرزمین حضرات انبیاء کرام اور مومنین کا مسکن بھی ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ مبارک سرزمین ہے۔کلبی نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جبل لبنان پر چڑھے ان سے کہا گیا انظر فما ادرک بصرک فهو مقدس و هو میراث لذریتک یعنی دیکھئے! جہاں تک آپکی نظر جائے گی وہ جگہ مقدس ہے اور آپکی اولاد کی میراث ہے۔وہ سرزمین طور اور اسکے اردگرد کی تھی۔ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ مقام اریحاء فلسطین اور بعض کے نزدیک اردن کا علاقہ تھا۔ایک قول کے مطابق دمشق اور دوسرے قول کے مطابق شام کا پورا علاقہ مراد تھا۔ (الجمل، ج ٢، ص٢٠٣)

بنی اسرائیل کا چالیس سال تک بھٹکتے پھرنا:

۲۶......حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل چالیس سال تک بھٹکتے رہے، اسی وادی تیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام اور ہر اس شخص نے وفات پائی جسکی عمر چالیس سال سے متجاوز تھی۔چالیس سال گزرنے کے بعد اسکی باگ دوڑ حضرت یوشع بن نون کے ہاتھ میں آگئی انہوں نے بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر بیت المقدس فتح کیا جمعہ کا دن تھا فتح کا ارادہ کیا لیکن سورج ڈوبنے لگا انہیں اندیشہ ہوا کہ اگر ہفتہ کا دن آگیا تو رکنا پڑے گا چنانچہ انہوں نے سورج کو ندا دی کہ میں بھی اللہ کے حکم کا پابند ہوں اور تو بھی، آپ کے ارشاد فرمانے کی وجہ سے وہ سورج ٹھہر گیا حتی کہ آپ نے بیت المقدس فتح کر لیا، وہاں آپکو جس قدر مال غنیمت ملا اتنا کبھی نہ دیکھا تھا آپ نے حکم خداوندی کے مطابق اسے آگ میں جلانا چاہا مگر آگ نے نہ جلایا تو آپ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تم میں کوئی خائن ہے جس نے مال میں سے کچھ چرایا ہے؟ پھر آپ نے تمام قبیلوں کے سرداروں کو اپنے پاس بلایا جو تعداد میں بارہ تھے اور ان سے بیعت لی ان میں سے ایک سردار کا ہاتھ آپکے ہاتھ سے چپک گیا آپ نے اس سے فرمایا کہ خیانت کا مال تیرے پاس ہے جاؤ اور لیکر آؤ۔اس نے گائے کا سونے سے بنا ہوا سر پیش کیا جسکی آنکھیں یاقوت کی تھیں اور دانت موتیوں کے، آپ نے اس کو دوسرے مال کے ساتھ ملا دیا اور اب کی بار آگ نے سارا مال جلا ڈالا۔ (ابن کثیر، ج ٢، ص٥٣)

اغراض:

اصحاب خدم : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بنی اسرائیل میں جس کے پاس خادم، عورت اور چوپایہ ہوتا اسے بادشاہ کہتے"۔ من المن والسلوی : یہ دونوں نعمتیں مقام تیہ میں نازل ہوئیں۔امر کم بدخولها : کرخی کی عبارت ہے کہ لوح محفوظ میں تمہارے لئے یہ سرزمین (یعنی ارض مقدسہ) امن والی لکھی گئی ہے اگر تم فرمانبرداری کرو تو یہ اس قول کے منافی نہ ہوگی کہ یہ سرزمین تمہارے لئے چالیس سال تک حرام کردی گئی ہے، اس لئے کہ وعدہ طاعت کی شرط کے ساتھ مقید ہے، پس جب شرط ہی نہ پائی گئی تو مشروط بھی نہ پایا جائے گا۔

فافشوہ : یعنی جبارین کی خبر پھیلاؤ۔قال رجلان : ان کے بارے میں دو صفات بیان کی گئی ہیں، اول صفت فرمان باری تعالیٰ ﴿من الذین یخافون﴾ اور دوسری صفت فرمان باری تعالیٰ ﴿انعم اللہ علیہما﴾۔وهما یوشع : نون کے بیٹے، یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی ہوئے۔

وکالب : یوقنا کے صاحبزادے، لام کی فتح اور کسرہ کے ساتھ۔بلا قلوب : یعنی ان میں قوت نہیں ہے۔قالا ذلک : یعنی دونوں

(یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا) بیشک تم ہی غالب رہو گے۔ بقیۃ النقباء: ان کی تعداد بارہ تھی۔ تیقناً: اس لئے کہ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت اور اللہ عزوجل کی مدد پر مکمل طور پر یقین رکھتے تھے۔ وانجاز وعدہ: اللہ نے وعدہ پورا کر دیا جو کہ اس فرمان میں مذکور ہے ﴿وقال اللہ انی معکم﴾۔

فاجبرھم: یعنی میں (مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں) انہیں غیر کی طاعت پر مجبور نہیں کرسکتا، اس عبارت میں غیر کے معنی کی رعایت ہے۔ وھی تسعۃ فراسخ: عرض کے اعتبار سے نو فرسخ ہیں جب کہ طول کے لحاظ سے تیس فرسخ ہیں۔ ومات ھارون و موسی فی التیہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات ظاہری کے ایک سال بعد وفات پاگئے۔ (الجمل، ج۲، ص۲۰۲ وغیرہ)

المطھرۃ: ارض مقدسہ کو مطہرہ کہا گیا اس لئے کہ جہاں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام آرام فرما ہوں وہ جگہیں پاک ہوا کرتی ہیں، وہ جگہیں ان کی وجہ سے قابل تکریم و تطہیر ہو جاتی ہیں، پس ظرف، ظروف کے ساتھ پاک ہوا کرتا ہے، اگر تو (معترض) یہ کہے کہ اس بستی میں قوم جبارین تھی جو کہ پاک نہ تھی، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ خیر شر پر غالب ہوا کرتا ہے، نور ظلمت پر غالب ہوا کرتا ہے۔ ما داموا فیھا: یعنی اس سرزمین میں مدت اقامت پزیر ہیں۔ لا املک غیرھما: اگر تو (معترض) یہ کہے کہ یوشع اور کالب بھی طاعت گزار تھے، میں (علامہ صاوی) یہ جواب دوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان پر (کوئی خاص) اعتماد نہ تھا۔

(الصاوی، ج۲، ص۱۰۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿واتل﴾ یَا مُحَمَّدُ ﴿علیھم﴾ عَلٰی قَوْمِکَ ﴿نبا﴾ خَبَرَ ﴿ابنی ادم﴾ هَابِيْلَ وَقَابِيْلَ ﴿بالحق﴾ مُتَعَلِّقٌ بِـاُتْلُ ﴿اذ قربا قربانا﴾ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ كَبْشٌ لِهَابِيْلَ وَزَرْعٌ لِقَابِيْلَ ﴿ فتقبل من احدھما﴾ وَهُوَ هَابِيْلُ بِاَنْ نَزَلَتْ نَارٌ مِنَ السَّمَاءِ فَاَكَلَتْ قُرْبَانَهٗ ﴿ ولم یتقبل من الاخر﴾ وَهُوَ قَابِيْلُ فَغَضِبَ وَاَضْمَرَ الْحَسَدَ فِيْ نَفْسِهٖ اِلٰى اَنْ حَجَّ اٰدَمُ علیہ السلام ﴿قال﴾ لَهٗ ﴿لاقتلنک﴾ قَالَ :لِمَ ؟ قَالَ :لِتُقُبِّلَ قُرْبَانُكَ دُوْنِيْ ﴿قال انما یتقبل اللہ من المتقین (۲۷) لئن﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿بسطت﴾ مَدَدْتَّ ﴿ الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک انی اخاف اللہ رب العلمین (۲۸)﴾ فِيْ قَتْلِكَ ﴿انی ارید ان تبوا﴾ تَرْجِعَ ﴿ باثمی﴾ بِاِثْمِ قَتْلِيْ ﴿واثمک﴾ الَّذِيْ اِرْتَكَبْتَهٗ مِنْ قَبْلُ ﴿فتکون من اصحب النار﴾ وَلَا اُرِيْدُ اَنْ اَبُوْءَ بِاِثْمِكَ اِذَا قَتَلْتُكَ فَاَكُوْنَ مِنْهُمْ ، قَالَ تَعَالٰى ﴿وذلک جزء وا الظلمین (۲۹) فطوعت﴾ زَيَّنَتْ ﴿له نفسہ قتل اخیہ فقتلہ فاصبح﴾ فَصَارَ ﴿ من الخسرین (۳۰)﴾ بِقَتْلِهٖ وَلَمْ يَدْرِ مَا يَصْنَعُ بِهٖ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَيِّتٍ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ فَحَمَلَهٗ عَلٰى ظَهْرِهٖ ﴿فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض﴾ يَنْبُشُ التُّرَابَ بِمِنْقَارِهٖ وَرِجْلَيْهِ وَيُثِيْرُ عَلٰى غُرَابٍ اٰخَرَ مَيِّتٍ مَعَهٗ حَتّٰى وَارَاهُ ﴿ لیریہ کیف یواری﴾ يَسْتُرُ ﴿سوء ۃ﴾ جِيْفَةَ ﴿اخیہ قال یویلتی اعجزت﴾ عَنْ ﴿ ان اکون مثل ھذا الغراب فاواری سوء ۃ اخی فاصبح من الندمین (۳۱)﴾ عَلٰى

حَمْلِهٖ وَحَفَرَ لَهٗ وَوَارَاهُ ﴿من اجل ذلک﴾ اَلَّذِیْ فَعَلَهٗ قَابِیْلُ ﴿کتبنا علی بنی اسرائیل انه﴾ اَیِ الشَّانُ ﴿من قتل نفسا بغیر نفس﴾ قَتَلَهَا ﴿او﴾ بِغَیْرِ ﴿فساد﴾ اَتَاهُ ﴿فی الارض﴾ مِنْ کُفْرٍ اَوْ زِنًا اَوْ قَطْعِ طَرِیْقٍ اَوْنَحْوِهٖ ﴿فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاها﴾ بِاَنْ اِمْتَنَعَ مِنْ قَتْلِهَا ﴿فکانما احیا الناس جمیعا﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ حَیْثُ اِنْتِهَاکِ حُرْمَتِهَا وَصَوْنِهَا ﴿ولقد جاء تهم﴾ اَیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ﴿رسلنا بالبینت﴾ اَلْمُعْجِزَاتِ ﴿ثم ان کثیرا منهم بعد ذلک فی الارض لمسرفون (٣٢)﴾ مُجَاوِزُوْنَ الْحَدَّ بِالْکُفْرِ وَالْقَتْلِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ وَنَزَلَ فِی الْعُرَنِیِّیْنَ لَمَّا قَدِمُوْا الْمَدِیْنَةَ وَهُمْ مَرْضٰی فَاَذِنَ لَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یَّخْرُجُوْا اِلَی الْاِبِلِ وَیَشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا فَلَمَّا صَحُّوْا قَتَلُوْا الرَّاعِیَ النبی ﷺ وَاسْتَاقُوْا الْاِبِلَ ﴿انما جزء وا الذین یحاربون الله ورسوله﴾ بِمُحَارَبَةِ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿ویسعون فی الارض فسادا﴾ بِقَطْعِ الطَّرِیْقِ ﴿ان یقتلوا او یصلبوا اوتقطع ایدیهم وارجلهم من خلاف﴾ اَیْ اَیْدِیْهِمُ الْیُمْنٰی وَاَرْجُلِهِمُ الْیُسْرٰی ﴿او ینفوا من الارض﴾ اَوْ لِتَرْتِیْبِ الْاَحْوَالِ فَالْقَتْلُ لِمَنْ قَتَلَ فَقَطْ وَالصَّلْبُ لِمَنْ قَتَلَ وَاَخَذَ الْمَالَ وَالْقَطْعُ لِمَنْ اَخَذَ الْمَالَ وَلَمْ یَقْتُلْ وَالنَّفْیُ لِمَنْ اَخَافَ فَقَطْ قَالَهٗ اِبْنُ عَبَّاسٍ وَعَلَیْهِ الشَّافِعِیُّ وَاَصَحُّ قَوْلَیْهِ اَنَّ الصَّلْبَ ثَلَاثًا بَعْدَ الْقَتْلِ وَقِیْلَ قَبْلَهٗ قَلِیْلًا وَیُلْحَقُ بِالنَّفْیِ مَا اَشْبَهَهٗ فِی التَّنْکِیْلِ مِنَ الْحَبْسِ وَغَیْرِهٖ ﴿ذلک﴾ اَلْجَزَاءُ الْمَذْکُوْرُ ﴿لهم خزی﴾ ذِلٌّ ﴿فی الدنیا ولهم فی الاخرة عذاب عظیم (٣٣)﴾ هُوَ عَذَابُ النَّارِ ﴿الا الذین تابوا﴾ مِنَ الْمُحَارِبِیْنَ وَالْقُطَّاعِ ﴿من قبل ان تقدروا علیهم فاعلموا ان الله غفور﴾ لَهُمْ مَا اَتَوْهُ ﴿رحیم (٣٤)﴾ بِهِمْ عَبَّرَ بِذٰلِکَ دُوْنَ فَلَا تَحُدُّوْهُمْ لِیُفِیْدَ اَنَّهٗ لَا یَسْقُطُ عَنْهُ بِتَوْبَتِهٖ اِلَّا حُدُوْدُ اللّٰهِ دُوْنَ حُقُوْقِ الْاٰدَمِیِّیْنَ کَذَا ظَهَرَ لِیْ وَلَمْ اَرَ مَنْ تَعَرَّضَ لَهٗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِذَا قَتَلَ وَاَخَذَ الْمَالَ یُقْتَلُ وَیُقْطَعُ وَلَا یُصْلَبُ وَهُوَ اَصَحُّ قَوْلَیِ الشَّافِعِیِّ وَلَا تُفِیْدُ تَوْبَتُهٗ بَعْدَ الْقُدْرَةِ عَلَیْهِ شَیْئًا وَهُوَ اَصَحُّ قَوْلَیْهِ اَیْضًا

﴿ترجمہ﴾

اور پڑھ کر سناؤ (اے محمد ﷺ!) انہیں (یعنی اپنی قوم کو) آدم کے دو بیٹوں کی خبر......! (یعنی ہابیل اور قابیل کی خبر) سچی (بالحق، اتل کے متعلق ہے) جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی (اللہ ﷻ کی بارگاہ میں ہابیل کی طرف سے مینڈھا اور قابیل کی طرف سے اناج تھا) تو ایک کی قبول ہوئی (یعنی ہابیل کی، اس طرح کہ آسمان سے آگ اتری اور اس کی قربانی کھا گئی) اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی (یعنی قابیل کی تو وہ غصہ میں آ گیا اور اپنے دل میں حسد چھپا لیا یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام حج پر تشریف لے گئے تو) بولا (ہابیل سے) قسم ہے میں تجھے قتل کروں گا (حضرت ہابیل نے اس سے دریافت کیا کہ کیوں تو وہ بولا اس لئے کہ تیری قربانی قبول ہوئی اور

میری نہ ہوئی) کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے بے شک اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تو بڑھائے گا (بسطت بمعنی مددت ہے) مجھ پر اپنا ہاتھ کہ مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ تجھ پر نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے قتل کروں میں ڈرتا ہوں (تیرے قتل کے معاملے میں) اللہ سے جو مالک ہے سارے جہانوں کا میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تیرے ہی پلہ پڑے (تبوأ بمعنی ترجع ہے) میرا گناہ (یعنی مجھے قتل کرنے کا گناہ) اور تیرا گناہ (جن کا ارتکاب اس سے پہلے تو کر چکا ہے) تو تو دوزخی ہو جائے (اور میں نہیں چاہتا کہ تجھے قتل کر کے تیرا گناہ بھی اپنے سر لے لوں اور دوزخیوں میں سے ہو جاؤں، پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے پس چاؤ دلایا (طوّعت بمعنی زیّنت ہے یعنی مزین کر دیا) اس کے نفس نے اسے بھائی کے قتل کا تو اسے قتل کر دیا تو رہ گیا (اصبح بمعنی صار ہے) نقصان میں (اسے قتل کر کے اور نہ جان پایا کہ اب مقتول کا کیا کرے کیونکہ یہ زمین پر بنی آدم کا سب سے پہلا مرنے والا شخص تھا، لہذا وہ لاش اپنی کمر پر اٹھائے پھرتا رہا) اللہ نے ایک کوّا بھیجا زمین کریدتا (یعنی وہ کوّا اپنی چونچ اور پاؤں سے مٹی کرید کرید کر اپنے ساتھی مردہ کوّے پر ڈالتا رہا یہاں تک کہ اس کی لاش چھپا دی) کہ اسے دکھائے کیونکر چھپائے (یواری بمعنی یستر ہے) لاش (سوءة بمعنی جیفة ہے) اپنے بھائی کی، بولا ہائے خرابی میں عاجز رہا اس (سے) کہ اس کوّے جیسا بھی نہ ہوسکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپاتا تو پچھتاتا رہ گیا (لاش کے اٹھائے پھرنے پر، اور پھر اس نے ایک گڑھا کھود کر لاش کو چھپا دیا) اس سبب سے (اس غصہ کے سبب جو قابیل نے کیا) ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ (انہ میں ھو ضمیر شان ہے) جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا (بغیر) فساد کیے (اس فعل کا مرتکب ہوا) زمین میں (یعنی کفر، زنا یا ڈاکہ زنی وغیرہ کی) تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جلا یا (اس طرح کہ اس کے قتل سے رکا رہا) اس نے گویا سب کو جلا لیا......۲......(حضرت سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ حکم نفس کی حرمت کی پامالی اور حدود کی حفاظت کے اعتبار سے ہے) اور بے شک ان (یعنی بنی اسرائیل) کے پاس آئے ہمارے رسول روشن دلیلوں (یعنی معجزات) کے ساتھ پھر بے شک ان میں بہت اس کے بعد زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں (یعنی کفر، قتل اور دیگر گناہوں کا ارتکاب کر کے حد سے تجاوز کرنے والے ہیں) یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب قبیلہ عرینہ کے لوگ مدینہ پاک آئے اور بیمار ہو گئے تو سرورِ کائنات، فخرِ موجودات ﷺ نے انہیں اجازت دی کہ بستی سے باہر اونٹوں کے پاس چلے جائیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں، چنانچہ جب وہ تندرست ہو گئے تو نبی محترم ﷺ کے چرواہوں کو قتل کر کے اونٹوں کو ساتھ ہانک لے گئے) وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں......۳......(مسلمانوں سے نبرد آزما ہو کر) اور زمین میں فساد کرتے پھرتے (ہیں ڈاکے ڈال کر) انکا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں اور انکے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں (یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں) یا زمین سے دور کر دیے جائیں (اس میں لفظ "او" ترتیبِ احوال کے لیے ہے، چنانچہ صرف قتل کرنے والے کو قتل کیا جائے اور سولی اسے دی جائے جو قتل کے ساتھ مال بھی لوٹے اور ہاتھ پاؤں اس کے کاٹے جائیں جو مال لوٹے لیکن قتل نہ کرے اور جلاوطن اسے کیا جائے جو محض ڈرائے دھمکائے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہی رائے ہے اور یہی مذہب امام شافعی کا بھی ہے اور ان کے دو اقوال میں سے اصح قول یہ ہے کہ قتل کرنے کے بعد تین دن تک سولی پر رہنا دیا جائے اور ایک قول کے مطابق قتل سے پہلے کچھ دیر سولی پر رہنے دیا جائے اور جلاوطنی میں ہی قید و بند جیسی سزاؤں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے) یہ (مذکورہ سزا) دنیا میں انکی رسوائی (خزی بمعنی ذل ہے) ہے اور آخرت میں انکے لیے بڑا عذاب (یعنی آگ کا عذاب) مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی (ان باغیوں یعنی جنگ کرنے والوں اور ڈاکوؤں میں سے) اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ تو جانو کہ اللہ بخشنے والا (ہے ان کی گزری

کارگزاریاں) مہربان (ہے ان پر، یہاں" لاتحدوھم " کی بجائے" ان اللہ غفور رحیم " کے قول کے ساتھ تعبیر کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی توبہ سے حدود اللہ معاف ہو سکتے ہیں نہ کہ حقوق العباد جیسا کہ مجھ پر ظاہر ہوا اور میں نے کسی کو اپنے سے پہلے کسی کو یہ نکتہ بیان کرتے نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم پس جب کسی نے قتل اور لوٹ مار دونوں افعال کا ارتکاب کیا ہو تو قتل اور قطع یہ دونوں سزائیں ہوں گی لیکن سولی نہ دی جائے گی اور یہ امام شافعی کے دو اقوال میں سے اصح قول ہے اور اگر راہ زن پر قابو پالیا گیا تو اس صورت میں اسے توبہ کوئی فائدہ نہ دے گی یہ بھی امام شافعی کا اصح قول ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واتل علیھم نبأ ابنی ادم بالحق اذ قربا قربانا﴾

و: عاطفہ معطوف علیہ محذوف واذ قال موسی لقومہ ای اذکر، اتل: فعل بافاعل، م علیھم: ظرف لغو، نبأ ابنی ادم: مبدل منہ، اذ: مضاف، قربا قربانا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر ظرف، بالحق: ظرف مستقر تلاوۃ مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الاخر قال لاقتلنک قال انما یتقبل اللہ من المتقین﴾

ف: عاطفہ، تقبل من احدھما: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولم یتقبل من الاخر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ماقبل قربا پر معطوف، قال: قول، لام: تاکید یہ بجواب قسم، اقتلنک: جملہ فعلیہ قسم محذوف اقسم کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، قال: قول، انما یتقبل اللہ من المتقین: جملہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک﴾

لام: تاکید لجواب قسم، ان: شرطیہ، بسطت الی یدک: فعل بافاعل و ظرف لغو و مفعول، لتقتلنی: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ما: مشابہ بلیس، انا: اسم، ب: زائد، باسط: اسم فاعل بافاعل، یدی: مفعول الیک: ظرف لغو اول، لاقتلک: ظرف لغو ثانی، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر قول محذوف اقسم کیلئے جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر اقسم فعل محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿انی اخاف اللہ رب العلمین انی ارید ان تبوا باثمی واثمک فتکون من اصحب النار﴾

انی: حرف مشبہ واسم، اخاف: فعل بافاعل، اللہ: موصوف، رب العلمین: صفت ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلہ، انی: حرف مشبہ واسم، ارید: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، تبوء: فعل انت ضمیر ذوالحال، ب: جار، اثمی: معطوف علیہ واثمک: معطوف ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تکون من اصحب النار: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿وذلک جزء وا الظلمین فطوعت له نفسه قتل اخیه فقتله فاصبح من الخسرین﴾

و: مستانفہ، ذلک: مبتدا، جزء الظلمین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، طوعت له نفسه قتل اخیه: فعل وظرف لغو وفاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قتله: جملہ فعلیہ طوعت پر معطوف، ف: عاطفہ، اصبح: فعل ناقص با اسم، من الخاسرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ طوعت پر معطوف۔

﴿فبعث الله غرابا یبحث فی الأرض لیریه کیف یواری سوء ة اخیه﴾

ف: عاطفہ، بعث الله: فعل وفاعل، غرابا: موصوف، یبحث فی الارض: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، لام: جار، یریه: فعل بافاعل ومفعول، کیف: استفہامیہ حال مقدم، یواری: فعل ہو ضمیر ذوالحال، ملکر فاعل، سوء ة اخیه: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول ثانی، یوریہ فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، بعث، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال یویلتی اعجزت ان اکون مثل هذا الغراب﴾

قال: قول، یا: حرف نداء، ویلتا: کلمہ جزع وتحسر منادی، ملکر جملہ ندائیہ، همزه: لاستفہام وتعجب، عجزت: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، اکون: فعل ناقص با اسم، مثل هذا الغراب: خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاواری سوء ة اخی فاصبح من الندمین﴾

ف: عاطفہ، اواری: فعل بافاعل، سوءة اخی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ماقبل اکون مثل هذا الغراب پر، ف: عاطفہ، اصبح: فعل ناقص با اسم، من الندمین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انه من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا﴾

من اجل ذلک: ظرف لغو مقدم، کتبنا: فعل بافاعل، علی بنی اسرائیل: ظرف لغو ثانی، انه: حرف مشبہ واسم، من: شرطیہ مبتدا، قتل نفسا: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، غیر: مضاف، نفس: معطوف علیہ، او: عاطفہ، فساد: موصوف، فی الارض: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، کانما: حرف مشبہ وما کافہ، قتل الناس جمیعا: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، کتبنا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن احیاها فکانما احیا الناس جمیعا﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، احیاها: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، کانما: حرف مشبہ وما کافہ، احیا الناس جمیعا: جملہ فعلیہ جزا

،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل من قتل نفسا پر معطوف۔

﴿ولقد جاء تهم رسلنابالبينت﴾

و: عاطفہ،لام: تاکیدیہ لجواب قسم،قد: تحقیقیہ،جاء تهم رسلنا بالبينت: فعل بامفول وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر نقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ثم ان كثيرا منهم بعد ذلك في الارض لمسرفون﴾

.ثم: حرف عطف،ان: حرف مشبہ، کثیر ا: موصوف،من: جار،ھم: ضمیر ذوالحال،بعد ذلک: ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر اسم،فی الارض: ظرف لغومقدم،لام: تاکیدیہ،مسرفون: اسم فاعل بافاعل اپنے ظرف لغومقدم سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما جزؤا الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم وارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض﴾

انما: حرف مشبہ، ماکافہ ،جزاء: مضاف،الذین: موصول،یحاربون اللّٰہ ورسولہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ویسعون فی الارض فسادا: جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ اپنے موصول سے ملکر مضاف الیہ،ملکر مبتدا،ان: مصدریہ،یقتلوا: معطوف علیہ ،اویصلبوا: معطوف اول،او: عاطفہ،تقطع: فعل،ایدیھم وارجلھم: ذوالحال،من خلف: ظرف مستقر حال،ملکر نائب الفاعل ملکر معطوف ثانی،اوینفوا من الارض: معطوف ثالث،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلك لهم خزي في الدنيا ولهم في الاخرة عذاب عظيم﴾

ذلک: مبتدا،لھم: ظرف مستقر خبر مقدم،خزی: موصوف،فی الدنیا: ظرف مستقر صفت،ملکر مبتداء موخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،و: عاطفہ،لھم: ظرف مستقر خبر مقدم ،فی الاخرۃ: ظرف مستقر حال مقدم عذاب عظیم: مرکب توصیفی ذوالحال،ملکر مبتدا موخر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا الذين تابوا من قبل ان تقدروا عليهم﴾

الا: حرف استثناء،الذین: موصول،تابو: فعل بافاعل،من قبل ان تقدروا علیھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،موصول سے ملکر مستثنی، ماقبل لھم فی الاخرۃ.....الخ میں ھم ضمیر سے۔

﴿فاعلموا ان الله غفور رحيم﴾

ف: مستانفہ،اعلموا: فعل بافاعل ،ان اللّٰہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ......☆ ۶ھ میں عرینہ کے چند لوگ مدینہ طیبہ میں آکر اسلام لائے اور بیمار ہو گئے ان کے رنگ زرد ہو گئے، پیٹ بڑھ گئے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پیا کریں ایسا کرنے سے وہ تندرست ہو گئے مگر تندرست ہو کر وہ مرتد ہو گئے اور پندرہ اونٹ لیکر وہ اپنے وطن کو چلتے ہوئے، سید عالم ﷺ نے ان کی طلب میں حضرت یسار کو بھیجا ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور ایذائیں دیتے دیتے شہید کر ڈالا پھر جب یہ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں گرفتار کر کے حاضر کیے گئے تو ان کے حق یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

قابیل و ھابیل کا واقعہ:

۱......حضرت بی بی حوا کے بطن سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی انہوں نے کل چالیس بچے بیس بطنوں میں جنے سب سے پہلے قابیل اور اس کی جڑواں بہن اقلیمہ پیدا ہوئیں، دوسری بار ہابیل اور اسکی جڑواں بہن لبودا تھے، آخری میں ابومغیث اور اسکی جڑواں ام مغیث تھے، حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کا انتقال اس وقت تک نہ ہوا جب تک کہ آپ کی اولاد کی تعداد چالیس ہزار تک نہ پہنچ گئی۔ محمد بن اسحاق نے بعض اہل کتاب سے نقل کیا ہے کہ قابیل اور اسکی بہن جنت ہی میں پیدا ہوئے اس وقت بی بی حوا کو نہ تو کوئی دکھ ہوا اور نہ ہی کوئی تکلیف، درد زہ ہوا نہ ہی وقت ولادت خون دیکھا جب حضرت آدم علیہ السلام و بی بی حوا زمین پر آئے اس وقت بی بی حوا ہابیل اور اسکی جڑواں کے ساتھ حاملہ ہوئیں اس بار یہ سب چیزیں دیکھیں اور محسوس بھی کیں۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر اترنے کے سو سال بعد بی بی صاحبہ سے قربت فرمائی تو ایک بطن سے قابیل اور اسکی جڑواں بہن اور دوسرے بطن سے ہابیل اور اسکی جڑواں بہن پیدا ہوئے، کلبی کے قول کے مطابق دونوں کے مابین دو سال کا فاصلہ تھا اس وقت کے رواج کے مطابق اولاد کے جوان ہونے پر ایک حمل کے لڑکے کی شادی دوسرے حمل کی لڑکی سے کر دیتے اس طرح قابیل کا نکاح لبودا سے، اور ہابیل کا اقلیمہ سے ہونا طے پایا مگر اقلیمہ چونکہ حسین و جمیل تھی اسلئے قابیل نے اسی سے نکاح کرنا چاہا جبکہ ہابیل دستور کے مطابق نکاح کرنے پر رضامند تھے، حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دونوں قربانی پیش کرو جس کی قربانی قبول ہوگی وہ اقلیمہ سے نکاح کرے گا، الختصر یہ کہ قابیل نے غلے کا ڈھیر اور ہابیل نے ایک بکری بطور قربانی پیش کی اس وقت جو قربانی قبول ہوتی تھی اسے آسمان سے آگ اتر کر کھا جاتی تھی اللہ عزوجل نے ہابیل کی قربانی کو قبول کر لیا اور اسے آگ کھا گئی جبکہ قابیل کی قربانی ویسے کی ویسے پڑی رہی اسی حسد کی وجہ سے قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا اور یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب حضرت آدم علیہ السلام بیت اللہ شریف کی زیارت کو تشریف لے گئے تھے۔ ایک قول کے مطابق قابیل نے ہابیل کا سر دو پتھروں سے کچل دیا جبکہ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ قابیل نے دھوکے سے سوتے ہوئے ہابیل کا سر کچل دیا۔ (تلخیص مظہری، ج ۲، ص ۲۳۰ تا ۲۲۳)

قابیل نے ہابیل کو حراء یا بصرہ کے قریب قتل کیا اور جس وقت ہابیل کو قتل کیا اس وقت اس کی عمر بیس سال تھی۔ اس نے حسد کی وجہ سے اپنے بھائی کو قتل تو کر دیا مگر اب اسکے لئے اس کو ٹھکانے لگانا مشکل ہو گیا اور اسکے لیے بھائی کی لاش کو منکشف کرنا بھی جائز نہ

تھا کیونکہ روئے زمین پر یہ سب سے پہلا قتل تھا چنانچہ جب اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تو اسکی لاش کو کھلا چھوڑ دیا اور اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ اس کے ساتھ کیا کرے پھر اسے درندوں کا بھی خوف لاحق ہوا چنانچہ ایک بوری میں ڈال کر اپنی پشت پر لئے ایک سال تک پھرتا رہا حتی کہ وہ لاش بدبودار ہوگئی اور پرندے اس کے گرد منڈلانے لگے۔ اللہ عزوجل نے دو کوے لڑتے ہوئے بھیجے جو آپس میں لڑ رہے تھے اس میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا اور اپنی چونچ اور پاؤں سے گڑھا کھود کر اس میں دبا دیا، قابیل نے بھی ایسا ہی کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کا قتل ناحق کیا اس وقت اس کا جسم سیاہ پڑ گیا، جبکہ وہ سفید تھا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس سے ہابیل کے بارے میں پوچھا تو بولا ما کنت علیه وکیلا یعنی میں اس پر نگہبان تو نہیں تھا، حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا بلکہ تو نے اسے قتل کر دیا ہے؟ اور اسی وجہ سے تیرا جسم سیاہ پڑ گیا ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے اشعار پڑھے مگر یہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی اسلئے کہ حضرات انبیاء کرام اشعار وغیرہ سے معصوم ہیں۔ حسن کا قول ہے کہ جس نے کسی کو قتل کیا اسکا بدلہ جہنم ہے اور اللہ عزوجل اس شخص پر غضبناک ہوگا اور اس پر عذاب ہوگا۔ (تلخیص مدارک، ج ۱، ص ۴۴۲ تا ۴۴۳)

انسانی جان کی اهمیت:

۲......قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی جان کو بغیر کسی جان کے بدلے قتل کیا گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک کو زندگی بخشی اس نے سب لوگوں کو جلا دیا یہ قرآن کا اصول ہے کاش! آج مسلمان اس بات کو سمجھ لے تو اس طرح ہمارے ملک میں قتل عام نہ ہوں، یہ لوٹ مار، بم دھماکے، دہشت گردی، اقتدار کی ہوس میں خون ناحق بہا دینا کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا خلیفة المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ راتوں کو بھیس بدل کر رعایا کی خبر گیری کیا کرتے تھے آج کے حکمران بھیس بدل بدل کر عوام کو لوٹ رہے ہیں، وہ مال غنیمت کا ایک ایک روپیہ مستحقین پر خرچ کرتے تھے آج کے حکمران رعایا کو نچوڑ کر سارا پیسہ خود اپنی ذات پر خرچ کرتے ہیں، اُس دور میں ظالم کو اسکے ظلم کی سزا دی جاتی تھی اس طرح ظلم کی جڑیں ختم ہوتی تھیں آج ظالم ہی ملک کے جاگیر دار اور صدر بنتے ہیں، اُس وقت غریب عوام کے روٹی کپڑے اور رہائش کا ذمہ بیت المال سے پورا کیا جاتا تھا آج بیت المال کا سارے کا سارا خزانہ سوائے حکمرانوں کے کہیں خرچ نہیں ہوتا، اُس وقت کے حکمران خوف خدا سے سرشار تھے آج خوف خدا کہیں نہیں ملتا، اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں آج کوئی ایک اسلامی قانون رائج نہیں، نہ حکمران اسلامی نفاذ کے چاہنے والے ہیں نہ عوام اسلام کی جستجو کے خواہاں، ہر طرف ظلم و زیادتی اور اسلام کے زریں اصولوں کی پامالی کا دور دورہ ہے۔ اللہ عزوجل عقل سلیم عطا فرمائے آمین۔

ڈاکہ زنی:

۳......کل سلب حربا یعنی ہر چھینے ہوئے مال کو حرب کہتے ہیں۔ (المفردات، ص ۱۱۹)

رکن:

علامہ کاسانی علیہ الرحمہ نے ڈاکہ زنی کے بارے میں بڑی سیر حاصل بحث فرمائی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں: اس کا رکن یہ

ہے کہ کوئی شخص غلبہ کی وجہ سے مسلمانوں کا مال اس طرح لوٹ لے کہ اس راستے سے گزرنا دشوار ہو جائے چاہے ڈاکہ ڈالنے والا تنہا ایک شخص ہو یا جماعت ہاں ڈاکو کے پاس ڈاکہ ڈالنے کی قوت وصلاحیت ضرور ہو اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ڈاکو ہتھیار سے ڈاکہ ڈالے یا لاٹھی سے یا پتھر سے یا لکڑی سے، کیونکہ ڈاکہ ان سب چیزوں سے ڈالا جاسکتا ہے اور اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ سارے ہی حملہ کریں بلکہ بعض حملہ کریں اور بعض اسکے معاون ہوں کیونکہ ڈاکہ زنی ان میں سے ہر طریقے سے ہوسکتی ہے جیسا کہ کتاب السرقہ میں ہے۔ (بدائع الصنائع، کتاب قطاع الطریق، ج ۷، ص ۱۳۵)

شرائط:

اب ہم اس کی شرائط کا ذکر اختصار سے کرتے ہیں چنانچہ ڈاکہ ڈالنے والا عاقل اور بالغ ہو، اگر بچہ یا پاگل ہے تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی کیونکہ حد ایک سزا ہے جو کہ گناہ ہونے کا تقاضا کرتی ہے اور بچے اور پاگل کے فعل کو جنایت کے ساتھ متصف نہیں کیا جاتا، ڈاکو کا مرد ہونا بھی حد کے نافذ ہونے کیلئے ضروری ہے چنانچہ اگر عورت یہ فعل کرے تو اس پر حد نہیں ہوگی امام طحاوی کے نزدیک مرد وعورت دونوں اس فعل میں برابر شریک ہیں اور دونوں پر ارتکاب فعل کی وجہ سے حد نافذ ہوگی انکی دلیل یہ ہے کہ جس طرح باقی حدود میں دونوں برابر شریک ہیں اس طرح اس میں بھی دونوں شریک ہونگے۔ ہمارے نزدیک روایت مشہورہ کی وجہ یہ ہے کہ غلبہ کی وجہ سے مال لوٹنا عادتاً عورتوں سے متصور نہیں ہوتا کیونکہ عورتیں عام طور پر نرم دل کمزور نیت کی ہوتی ہیں۔ جس پر ڈاکہ ڈالا وہ مسلمان یا ذمی ہوں اگر حربی مستامن ہوں تو قاطع پر حد نہ ہوگی، جو چیز ڈاکے کے ذریعے لی گئی ہے وہ مال قیمتی ہو اور اس پر کسی کا حق نہ نکلتا ہو اور نہ ہی اس میں لینے کی کوئی تاویل ہو اور نہ ہی تاویل کا کوئی شبہ ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں ڈاکو کی ملکیت ہو نہ ہی اسکی تاویل ہو اور نہ ہی اسکا شبہ اور وہ مال دس درہم سے کم کا نہ ہو اور متعدد ڈاکو ہونے کی صورت میں ہر ڈاکو کے حصے میں دس درہم کا مال آتا ہو اور اگر دس درہم سے کم کا مال آتا ہو تو حد نہیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ڈاکہ دار الاسلام میں ڈالا گیا ہو اگر ڈاکہ دار الحرب میں ڈالا گیا ہے تو حد نافذ نہ ہوگی کیونکہ حد حاکم اسلام جاری کرتا ہے اور دار الحرب میں حاکم اسلام نہیں ہوتا اس سلسلے میں یہ بات بھی ضروری ہے کہ ڈاکہ شہر میں نہ ڈالا گیا ہو چنانچہ اگر ڈاکہ شہر میں ڈالا گیا ہے تو حد جاری نہ ہوگی خواہ ڈاکہ دن میں ڈالا ہو یا رات میں، خواہ ہتھیاروں کے ذریعے ہو یا بغیر ہتھیاروں کے، یہ قول امام محمد اور امام اعظم کا ہے جب کہ امام ابو یوسف کے قول کے مطابق قیاسی قول پر فتویٰ ہے کہ شہر میں ڈاکہ ڈالنے کی صورت میں بھی حد نافذ ہوگی وجہ قیاس یہ ہے کہ جب ڈاکہ ہی ثابت ہو چکا تو پھر حد بھی نافذ ہوگی چہ جائے کہ ڈاکہ شہر میں ڈالا گیا ہو یا شہر کے علاوہ میں، امام اعظم سے ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ شہر والے ہتھیار وغیرہ اپنے ساتھ رکھتے ہیں جس کی وجہ سے ڈاکوؤں کو ان پر قدرت پانا ممکن نہیں ہوتا اور اب جبکہ لوگوں نے ہتھیار وغیرہ رکھنا چھوڑ دیئے ہیں اور ڈاکوؤں کو ان پر غلبہ پانا ممکن ہو گیا ہے اسلئے حد نافذ ہوگی۔ (ماخوذ از بدائع الصنائع، کتاب قطاع الطریق، ج ۷، ص ۱۳۵ تا ۱۳۸)

مسئلہ: اگر ڈاکوؤں نے مسلمان یا ذمی کو قتل کیا اور مال نہ لیا ہو تو قتل کئے جائیں اور اگر مال بھی لیا اور قتل بھی کیا ہو تو بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کر ڈالے یا سولی دیدے یا ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کرے پھر اس کی لاش کو سولی پر چڑھادے یا صرف قتل کرے یا قتل کر کے سولی پر چڑھادے یا فقط سولی دیدے یہ چھ طریقے ہیں جو چاہے کرے۔ اور اگر صرف سولی دینا چاہے تو اسے زندہ سولی پر چڑھا کر پیٹ میں نیزہ بھونک دیں پھر جب مر جائے تو مرنے کے بعد تین دن تک اس کا لاشہ سولی پر رہنے دیں پھر چھوڑ دیں

کہ اس کے ورثہ دفن کریں اور ڈاکو کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ (بہار شریعت، راھزنی کا بیان ،حصہ نھم، ج١،ص ٦٨)

اغراض:

واتل علیھم: ﴿واذ اخذ اللّٰہ میثاق بنی اسرائیل﴾ میں محذوف عامل پر معطوف ہے۔ **فغضب:** دو معاملات میں قابیل اپنے بھائی پر برہم ہوا، ایک یہ کہ اس کے بھائی کو پسند کی عورت مل گئی، اور اس کی قربانی بھی قبول ہوئی۔ **والذی ارتکبتہ:** یعنی حسد اور اپنے باپ کے حکم کے خلاف کرنے کے معاملے میں اپنے ہی بھائی کو قتل کرنے کا ارتکاب کیا۔

زینت: یعنی قابیل پر اپنے بھائی کا قتل کرنا آسان ہوگیا۔ **علی قومک:** چاہے وہ قوم یہودی ہو یا نصرانی یا مشرکین۔ **فحملہ علی ظھرہ:** قابیل نے ہابیل کی نعش کے ساتھ کیا کیا، اسے کتنا عرصہ لئے لئے پھرتا رہا، ایک قول چالیس دن اور ایک چالیس سال کا ہے، زمین مع اپنے ساز وسامان کے سات دن تک ہلتی رہی اور جس طرح پانی پی جاتی ہے اسی طرح مقتول کے خون کو بھی پی گئی، پس اللہ ﷻ نے ندا فرمائی اے قابیل! تیرا بھائی ہابیل کہاں ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا، میں اس کا نگہبان تو نہ تھا، اللہ ﷻ نے قابیل سے فرمایا کہ زمین میں سے تیرے بھائی کا خون مجھے ندا کرتا ہے تو نے اسے کیوں قتل کیا؟ قابیل نے کہا کہ اگر میں نے اسے قتل کیا ہے تو اس کا خون کہاں ہے؟ پس اس دن اللہ نے زمین پر کسی کا خون پینا حرام فرمادیا، اس واقعے کو مزید ہم نے ماقبل بیان کیا ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ **بقطع الطریق:** یعنی مال کا لے لینا، حرمت کا پردہ چاک کردینا یا انسانی جان کو قتل کرنا۔

ویثیرہ علی غراب: بعد اس کے کہ اپنے بھائی کی نعش کو گڑھے میں ڈال کر اسے بند کردے۔ **الذی فعلہ قابیل:** یعنی قابیل نے فساد کیا۔ **ونزل:** اس کا بیان شان نزول کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔ **ای من حیث انتھاک حرمتھا:** یعنی نفوس مقتولہ، حدیث شریف میں ہے کہ ''جس نے کوئی برا طریقہ نکالا اس پر اس کا گناہ ہے اور قیامت کے دن تک جتنے لوگ اس برے طریقے پر عمل کرتے رہیں گے اس کا گناہ بھی اسی پر ہوگا''، پس قابیل پر قیامت کے دن تک ہونے والے تمام قتل کے گناہ ہونگے، اس لئے کہ اس نے زمین پر سب سے پہلا قتل کیا ہے۔ **بمحاربۃ المسلمین:** اس جملے میں مضاف کے حذف ہونے کی جانب اشارہ ہے تقدیر کلام یوں ہے **یحاربون اولیاء اللّٰہ واولیاء رسولہ وھم مسلمون،** اس کا فائدہ یہ ہے کہ حکم قیامت تک رہے گا۔

وعلیہ الشافعی: امام شافعی علیہ الرحمۃ کا عندیہ مفسر کی عبارت سے صاف واضح ہے تاہم حاصل کلام یہ ہے کہ قاتل جب قتل سے توبہ کرلے اور ولی بھی اسے معاف کردیں تو اس سے قتل ساقط ہوجائے گا ورنہ تو اسے فقط قتل کیا جائے گا، اور اگر ڈاکہ زن صرف مال لے اور توبہ کرے تو اس سے مال واپس لیا جائے اور اس کے ہاتھ پاؤں نہ کاٹے جائیں گے، بخلاف اس کے جو مفسر نے ذکر کیا کہ جب قتل کیا اور مال لیا پھر توبہ کرلی تو اس کو قتل بھی کیا جائے گا اور ہاتھ پاؤں بھی کاٹے جائیں گے اور سولی نہ دی جائے گی اور یہ ہم نے امام شافعی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے معتمد اقوال ذکر کیے ہیں اور امام مالک علیہ الرحمۃ ان مسائل میں ان کے موافق ہیں، اور امام اعظم علیہ الرحمۃ کا عندیہ ہم نے ماقبل ذکر کردیا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ (الصاوی، ج٢، ص١٠٨ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٠

﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ﴾ خَافُوْا عِقَابَہٗ بِاَنْ تُطِیْعُوْہُ ﴿وابتغوا﴾ اُطْلُبُوْا ﴿الیہ الوسیلۃ﴾ مَا یُقَرِّبُکُمْ اِلَیْہِ مِنْ طَاعَتِہٖ ﴿وجاھدوا فی سبیلہ﴾ لِاِعْلَاءِ دِیْنِہٖ ﴿لعلکم تفلحون(٣٥)﴾ تَفُوْزُوْنَ ﴿ان الذین کفروا

لو﴾ ثَبَتَ ﴿ان لهم ما في الارض جميعا ومثله معه ليفتدوا به من عذاب يوم القيمة ما تقبل منهم ولهم عذاب اليم(۳٦)يريدون﴾ يَتَمَنَّوْنَ ﴿ان يخرجوا من النار وما هم بخارجين منها ولهم عذاب مقيم (۳۷)﴾ دَائِمٌ ﴿والسارق والسارقة﴾ اَیْ فِيْهِمَا مَوْصُوْلَةٌ مُبْتَدأٌ وَلِشِبْهِهٖ بِالشَّرْطِ دَخَلت الْفَاءُ فِي خَبرِهٖ وَهُوَ ﴿فاقطعوا ايديهما﴾ اَیْ يَمِيْنُ كُلٍّ مِّنْهُمَا مِنَ الْكُوْعِ وَبَيَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الَّذِیْ يُقْطَعُ فِيْهِ رُبْعُ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا وَاَنَّهٗ اِنْ عَادَ قُطِعَتْ رِجْلُهُ الْيُسْرٰى مِنْ مَفْصَلِ الْقَدَمِ ثُمَّ الْيَدُ الْيُسْرٰى ثُمَّ الرِّجْلُ الْيُمْنٰى وَبَعْدَ ذٰلِكَ يُعْزَرُ ﴿ جزاء﴾ نَصَبٌ عَلَى الْمَصْدَرِ ﴿بما كسبا نكالا﴾ عُقُوْبَةً لَهُمَا ﴿من الله والله عزيز ﴾ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ ﴿حكيم (۳۸)﴾ فِیْ خَلْقِهٖ ﴿فمن تاب من بعد ظلمه ﴾ رَجَعَ عَنِ السَّرْقَةِ ﴿واصلح﴾ عَمَلَهٗ ﴿فان الله يتوب عليه ان الله غفور رحيم(۳۹)﴾ فِي التَّعْبِيْرِ بِهٰذَا مَا تَقَدَّمَ فَلَا يَسْقُطُ بِتَوْبَتِهٖ حَقُّ الْاٰدَمِیِّ مِنَ الْقَطْعِ وَرَدِّ الْمَالِ، نَعَمْ بَيَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّهٗ اِنْ عُفِیَ عَنْهُ قَبْلَ الرَّفْعِ اِلَى الْاِمَامِ سَقَطَ الْقَطْعُ وَعَلَيْهِ الشَّافِعِیُّ ﴿الم تعلم﴾ اَلْاِسْتِفْهَامُ فِيْهِ لِلتَّقْرِيْرِ ﴿ ان الله له ملك السموت والارض يعذب من يشاء ﴾ تَعْذِيْبَهٗ ﴿ويغفر لمن يشاء﴾ اَلْمَغْفِرَةَ لَهٗ ﴿ والله على كل شيء قدير (۴۰)﴾وَمِنْهُ التَّعْذِيْبُ وَالْمَغْفِرَةُ ﴿يايها الرسول لا يحزنك ﴾ صُنْعُ ﴿الذين يسارعون في الكفر﴾ يَقَعُوْنَ فِيْهِ بِسُرْعَةٍ اَیْ يُظْهِرُوْنَهٗ اِذَا وَجَدُوْا فُرْصَةً ﴿ من﴾ لِلْبَيَانِ﴿الذين قالوا امنا بافواههم﴾ بِاَلْسِنَتِهِمْ مُتَعَلِّقٌ بِقَالُوْا ﴿ولم تؤمن قلوبهم﴾ وَهُمُ الْمُنَافِقُوْنَ ﴿ومن الذين هادوا ﴾ قَوْمٌ ﴿سمعون للكذب ﴾ اَلَّذِیْ اَفْتَرَتْهُمْ اَحْبَارُهُمْ سِمَاعَ قَبُوْلٍ ﴿سمعون ﴾ مِنْكَ ﴿لقوم﴾ لِاَجْلِ قَوْمٍ ﴿اخرين ﴾ مِنَ الْيَهُوْدِ ﴿لم ياتوك﴾ وَهُمْ اَهْلُ خَيْبَرَ زَنٰی فِيْهِمْ مُحْصِنَانِ فَكَرِهُوْا رَجْمَهُمَا فَبَعَثُوْا قُرَيْظَةَ لِيَسْاَلُوْا النَّبِیَّ ﷺ عَنْ حُكْمِهِمَا ﴿يحرفون الكلم ﴾ اَلَّذِیْ فِي التَّوْرٰىةِ كَاٰيَةِ الرَّجْمِ ﴿من بعد مواضعه ﴾ اَلَّتِیْ وَضَعَهُ اللّٰهُ عَلَيْهَا اَیْ يُبَدِّلُوْنَهٗ ﴿يقولون ﴾ لِمَنْ اَرْسَلُوْهُمْ ﴿ان اوتيتم هذا﴾ اَلْحُكْمَ الْمُحَرَّفَ اَیِ الْجَلْدَ اَیْ اَفْتَاكُمْ بِهٖ مُحَمَّدٌ ﴿فخذوه ﴾ فَاقْبَلُوْهُ ﴿وان لم تؤتوه﴾ بَلْ اَفْتَاكُمْ بِخِلَافِهٖ ﴿فاحذروا ﴾ اَنْ تَقْبَلُوْهُ ﴿ومن يرد الله فتنته ﴾ اِضْلَالَهٗ ﴿فلن تملك له من الله شيئا﴾ فِیْ دَفْعِهَا ﴿اولئك الذين لم يرد الله ان يطهر قلوبهم﴾ مِنَ الْكُفْرِ وَلَوْ اَرَادَهٗ لَكَانَ ﴿لهم في الدنيا خزی ﴾ ذِلٌّ بِالْفَضِيْحَةِ وَالْجِزْيَةِ ﴿ولهم في الاخرة عذاب عظيم (۴۱)﴾ هُمْ ﴿سمعون للكذب اكلون للسحت﴾ بِضَمِّ الْحَاءِ وَسُكُوْنِهَا اَیِ الْحَرَامَ كَالرِّشْیِ ﴿فان جاء وك﴾ لِتَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

﴿فاحکم بینھم او اعرض عنھم﴾ هٰذَا التَّخْيِيْرُ مَنْسُوْخٌ بِقَوْلِهٖ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ اَلْاٰيَةَ فَيَجِبُ الْحُكْمُ بَيْنَهُمْ اِذَا تَرَافَعُوْا اِلَيْنَا وَهُوَ اَصَحُّ قَوْلَيِ الشَّافِعِيْ وَلَوْ تَرَافَعُوْا اِلَيْنَا مَعَ مُسْلِمٍ وَجَبَ اِجْمَاعًا ﴿وان تعرض عنھم فلن یضروک شیئا وان حکمت﴾ بَيْنَهُمْ ﴿فاحکم بینھم بالقسط﴾ بِالْعَدْلِ ﴿ان الله یحب المقسطین(۴۲)﴾ اَلْعَادِلِيْنَ فِي الْحُكْمِ اَيْ يُثِيْبُهُمْ ﴿وکیف یحکمونک وعندھم التورٰة فیھا حکم الله﴾ بِالرَّجْمِ اِسْتِفْهَامُ تَعَجُّبٍ اَيْ لَمْ يَقْصُدُوْا بِذٰلِكَ مَعْرِفَةَ الْحَقِّ بَلْ مَا هُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ ﴿ثم یتولون﴾ يُعْرِضُوْنَ عَنْ حُكْمِكَ بِالرَّجْمِ الْمُوَافِقِ لِكِتَابِهِمْ ﴿من بعد ذلک﴾ اَلتَّحْكِيْمِ ﴿وما اولئک بالمؤمنین(۴۳)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو (یعنی اس کی سزا سے ڈرو یوں کہ اس کی فرمانبرداری کرو) اور ڈھونڈو (یعنی طلب کرو) اس کی طرف وسیلہ......۱...... (ایسی طاعت جو تمہیں اس کے قریب کردے) اور اسکی راہ میں جہاد کرو (اس کے دین کی سربلندی کیلئے) اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ (یعنی کامیاب ہوجاؤ) بے شک وہ جو کافر ہوئے اگر (ثابت ہوجائے ان کے لئے) جو کچھ زمین میں ہے سب اور اس کی برابر اور اگر ان کی ملک ہو کہ اسے دے کر قیامت کے عذاب سے اپنی جان چھڑائیں تو ان سے نہ لیا جائے گا اور انکے لیے دکھ کا عذاب ہے چاہیں گے (یریدون بمعنی یَتَمَنَّوْن ہے) دوزخ سے نکلنا اور وہ اس سے نہ نکلیں گے اور انکے لیے دوامی (مقیم بمعنی دائم ہے) سزا ہے اور جو مرد یا عورت چور ہو......۲......(السارق والسارقۃ میں الف لام موصولہ مبتدا ہے اور چونکہ اسم موصول مشابہ بالشرط ہے اس لئے اس کی خبر ﴿فاقطعوا ایدیھما﴾ پر "ف" لائی گئی ہے) تو انکا ہاتھ کاٹو (یعنی ان میں سے ہر ایک کا دایاں ہاتھ کلائی تک، اور سنت سے ثابت ہے کہ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ قیمت کے مال میں ہاتھ کاٹا جائے گا، اگر دوبارہ چوری کرے تو بایاں پاؤں ٹخنے سے کاٹا جائے گا، اس کے بعد بھی کرے تو بایاں ہاتھ، اور پھر کرے تو دایاں پاؤں اور اس کے بعد کرے تو مطلق تعزیراً سزا دی جائے) بدلہ (جزآء مصدر ہے جو مفعول مطلق ہونے کی بناء پر منصوب ہے) انکے کیے کا، سزا (ان دونوں کے لئے، نکالا بمعنی عقوبۃ ہے) اللہ کی طرف سے، اور اللہ غالب (ہے اپنے حکم پر) حکمت والا ہے (اپنی مخلوق کے معاملے میں) تو جو اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے (یعنی چوری سے رجوع کرلے) اور سنور جائے (یعنی اپنے اعمال درست کرلے) تو اللہ اپنی مہر سے اس پر رجوع فرمائیگا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (پہلے کی طرح اس طریقہ تعبیر سے بھی یہ ثابت ہوتا کہ توبہ کے بعد بھی حقوق العباد باقی رہیں گے یعنی ہاتھ بھی کاٹا جائے گا اور مال کی واپسی بھی ہوگی، ہاں سنت سے یہ ثابت ہے کہ اگر کسی نے اپنا حق حاکم کے پاس آنے سے پہلے معاف کردیا تو ہاتھ کاٹنے کی سزا ساقط ہوجائے گی اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے) کیا تجھے معلوم نہیں (یہ استفہام تقریری ہے) اللہ کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی سزا دیتا ہے جسے چاہے (سزا دینا) اور بخشتا ہے جسے چاہے (بخشنا) اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے (اور عذاب اور بخشش بھی اسی کے اختیار میں ہے) اے رسول! تمہیں غمگین نہ کرے (عمل) انکا جو کفر پر دوڑتے ہیں......۳......(یعنی بڑی جلدی کفر میں مبتلا ہوجاتے ہیں یعنی جب بھی موقع پاتے ہیں تو اس کو ظاہر کردیتے ہیں) جو کچھ وہ (مِنْ بیانیہ ہے) اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ

ہم ایمان لائے (یہاں منہ سے مراد زبانیں ہیں، اور بافواھھم، قالوا کے متعلق ہے) اور انکے دل مسلمان نہیں (یہ لوگ منافق ہیں) اور کچھ یہودی (لوگ) جھوٹ خوب سنتے ہیں (یعنی اپنے علماء کی من گھڑت باتوں کو قبولیت کے کانوں سے سنتے ہیں) جاسوسی کرتے ہیں (آپ ﷺ کی) دوسری قوم کے واسطے (یعنی یہودی قوم کی خاطر) جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے (اس سے مراد اہل خیبر ہیں، ان میں سے دو شادی شدہ مرد و عورت نے زنا کا ارتکاب کیا تو یہودیوں نے انہیں رجم کرنا ناپسند کیا، اس لئے انہوں نے بنی قریظہ کو بھیجا کہ وہ نبی پاک ﷺ سے دونوں کا حکم معلوم کریں) جو باتوں کو بدلتے ہیں...... (یعنی ان احکامات کو جو توریت میں ہیں جیسا کہ آیت رجم) ان کے ٹھکانوں کے بعد (یعنی جہاں پر اللہ عزوجل نے انہیں رکھا تھا وہاں سے انہیں بدل دیتے ہیں) کہتے ہیں (جنہیں پیغام دے کر بھیجتے ہیں) اگر یہ حکم تمہیں ملے (یعنی تحریف شدہ کوڑے مانے کا حکم، یعنی حضرت محمد ﷺ تمہیں کوڑے لگانے کا فتوی دیں) تو مانو (یعنی قبول کرلو) اور یہ نہ ملے (بلکہ تمہیں اس حکم کے خلاف فتوی ملے) تو بچو (اسے قبول کرنے سے) اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے (فتنتہ بمعنی اضلالہ ہے) تو ہرگز تو اللہ سے اسکا کچھ بنا نہ سکے گا (یعنی اس گمراہی کو دور نہ کر سکے گا) وہ ہیں کہ اللہ نے انکا دل پاک کرنا نہ چاہا (کفر سے، اگر اسکا ارادہ ہوتا تو ایسا ضرور ہو جاتا) انکے لیے دنیا میں رسوائی (یعنی بدنامی اور جزیہ کی ذلت ہے) اور انہیں آخرت میں بڑا عذاب ہے (وہ) بڑے جھوٹ سننے والے بڑے حرام خور...... (ہیں، سُحُتٌ خاء کے ضمہ اور سکون کے ساتھ دونوں طرح ہے جس کا معنی حرام ہے جیسا کہ رشوت) تو اگر تمہارے حضور حاضر ہوں (تاکہ آپ ﷺ انکے مابین فیصلہ کریں) تو ان میں فیصلہ فرماؤ یا ان سے منہ پھیر لو (یہ اختیار ﴿وان احکم بینھم﴾ سے منسوخ ہے، لہذا اب جب وہ ہمارے پاس اپنے مقدمات لائیں تو ان کا فیصلہ کرنا واجب ہے یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا اصح قول ہے اور اگر ہمارے پاس کسی مسلمان کے ساتھ درپیش معاملے کا فیصلہ لیکر آئیں تو بالاجماع فیصلہ کرنا لازم اور ضروری ہے) اور اگر تم ان سے منہ پھیر لو گے تو وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اگر فیصلہ فرماؤ (ان کے درمیان) تو انصاف (قِسط بمعنی عدل ہے) سے فیصلہ کرو، بے شک انصاف والے اللہ کو پسند ہیں (یعنی فیصلہ میں عدل کرنے والے اللہ عزوجل کو پسند ہیں یعنی وہ انہیں ثواب دے گا) اور وہ تم سے کیونکر فیصلہ چاہیں گے حالانکہ انکے پاس توریت ہے، جس میں اللہ کا حکم موجود ہے (رجم کرنے کا، کیف استفہام تعجب کیلئے ہے یعنی اس سے انکا مقصد حق کی معرفت کا حصول نہیں بلکہ ایسی صورت کی تلاش ہے جو ان پر آسان ہو) بایں ہمہ منہ پھیرتے ہیں (یعنی آپ ﷺ کے رجم کرنے کے حکم سے اعراض کرتے ہیں جو انکی کتاب کے موافق ہے) اسی سے (یعنی اس فیصلہ سے) اور وہ ایمان لانے والے نہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ، اتقوا اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وابتغوا الیہ الوسیلۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، جاھدوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، لعلکم تفلحون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، فی سبیلہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿ان الذین کفروا لو ان لھم ما فی الارض جمیعا ومثلہ معہ لیفتدوا بہ من عذاب یوم القیمۃ ما تقبل منھم﴾

ان: حرف مشبہ بالفعل، الذین کفروا: اسم، لو: شرطیہ، ان: حرف مشبہ، لھم: ظرف مستقر، ثابت اسم فاعل محذوف کیلئے، لام: جار، یفتدوا به من عذاب یوم القیمة: فعل بافاعل و ظرف لغو اول و ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجزور، ملکر ظرف، ثابت اپنے فاعل وظرف مستقر و لغو سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، ما فی الارض: موصول صلہ ملکر ذوالحال، جمیعا: حال ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، مثلہ بزوالحال، معه: ظرف مستقر حال ملکر معطوف، ملکر اسم موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ثبت فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ماتقبل منھم: جملہ فعلیہ جواب شرط ہوکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولهم عذاب اليم يريدون ان يخرجوا من النار وما هم بخارجين منها﴾

و: مستانفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب الیم: مرکب توصیفی مبتداء موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، یریدون: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یخرجوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ما: مشابہ بلیس، ھم: اسم، ب: زائدہ، خارجین منھا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال ملکر فاعل، من النار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ملکر جملہ ہوکر بتاویل مصدر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولهم عذاب مقيم والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما جزاء بما كسبا نكالا من الله﴾

و: مستانفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب مقیم: مرکب توصیفی مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، الف لام: بمعنی الذی، سارق: صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الف لام: بمعنی الذی، سارقة: صلہ ملکر معطوف، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، اقطعوا ایدیھما: فعل بافاعل ومفعول......جزاء بما کسبا: شبہ جملہ مبدل منہ ......نکالا: موصوف......من الله: ظرف مستقر ملکر بدل ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله عزيز حكيم فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان الله يتوب عليه ان الله غفور رحيم﴾

و: مستانفہ، الله: مبتدا، عزیز: خبر اول، حکیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ف: مستانفہ، من: شرط مبتدا، تاب من بعد ظلمه: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و اصلح: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، فان الله: حرف مشبہ واسم، یتوب علیه: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ان الله غفور رحیم: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الم تعلم ان الله له ملك السموٰت والارض يعذب من يشاء و يغفر لمن يشاء والله على كل شيء قدير﴾

ہمزہ: استفہامیہ، لم تعلم: فعل نفی جحد وفاعل، ان الله: حرف مشبہ واسم، له: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموٰت والارض: مبتداء موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر اول، یعذب من یشاء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویغفر لمن یشاء: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر ثانی ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، الله: اسم جلالت مبتداء، علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿يايها الرسول لايحزنك الذين يسارعون في الكفر من الذين قالوا امنا بافواههم ولم تؤمن قلوبهم﴾

یایها الرسول: جملہ ندائیہ، لایحزنک: فعل ومفعول، الذین یسارعون فی الکفر: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من: جار، الذین: موصول، قالوا بافواههم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، امنا: فعل باضمیر ذوالحال ولم تومن قلوبھم: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر صلہ، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر، حال اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ

فعلیہ ہوکرمقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ومن الذين هادوا سمعون للكذب سمعون لقوم اخرين لم ياتوک﴾

و: مستانفہ،من الذين هادوا:ظرف مستقر خبر مقدم،سمعون للكذب: شبہ جملہ مبدل منہ،سمعون :اسم فاعل بافاعل،لام: جار ،قوم: موصوف،اخرين : صفت اول،لم ياتوک: جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر مجرور ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر بدل،ملکر مبتداء موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يحرفون الكلم من بعد مواضعه يقولون ان اوتيتم هذا فخذوه وان لم تؤتوه فاحذروا﴾

يحرفون : فعل بافاعل،الكلم: ذوالحال،من بعد مواضعه: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ قوم ماقبل کیلئے صفت ثالث،يقولون:قول،ان : شرطیہ،اوتيتم هذا: جملہ فعلیہ شرط، فخذوه : جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ ،و:عاطفہ،ان :شرطیہ،لم تؤتوه: جملہ فعلیہ شرط ،فاحذروا: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ قوم ماقبل کیلئے صفت رابع ۔

﴿ومن يرد الله فتنته فلن تملک له من الله شيئا﴾

و: مستانفہ ،من :شرطیہ مبتدا،يرد الله: فعل وفاعل،فتنته : مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ لن تملک :فعل نفی بافاعل،له :ظرف لغو،من الله: ظرف مستقر حال مقدم،شيئا: ذوالحال ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اولئک الذين لم يرد الله ان يطهر قلوبهم﴾

والئک: مبتدا،الذين: موصول،لم يرد الله:فعل نفی وفاعل،ان يطهر قلوبهم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لهم فى الدنيا خزى ولهم فى الاخرة عذاب عظيم﴾

لهم: ظرف مستقر خبر مقدم،فى الدنيا:ظرف مستقر حال مقدم،خزى : ذوالحال،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ......لهم: ظرف مستقر خبر مقدم،فى الاخرة: ظرف مستقر حال مقدم،عذاب عظيم: مرکب توصیفی ذوالحال،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سمعون للكذب اكلون للسحت فان جاؤک فاحكم بينهم او اعرض عنهم﴾

سمعون للكذب : شبہ جملہ هم مبتدا محذوف کیلئے خبر اول،اكلون للسحت: شبہ جملہ خبر ثانی ،هم: مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ،ف:مستانفہ ،ان :شرطیہ ،جاء وک : جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ ،احكم بينهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،او اعرض عنهم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وان تعرض عنهم فلن یضروک شیئا﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تعرض عنهم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، لن: حرف ناصبہ ونفی، یضروک: فعل با فاعل ومفعول، شیئا: مصدر محذوف ضرارا کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان حکمت فاحکم بینهم بالقسط ان الله یحب المقسطین﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، حکمت: فعل با فاعل، ملکر شرط، ف: جزائیہ، احکم: فعل انت ضمیر ذوالحال بالقسط: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، بینهم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، یحب المقسطین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکیف یحکمونک وعندهم التورة فیها حکم الله ثم یتولون من بعد ذلک وما اولئک بالمؤمنین﴾

و: مستانفہ، کیف: استفہامیہ حال مقدم، یحکمون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و عندهم: ظرف مستقر خبر مقدم التورة: ذوالحال، فیها: ظرف مستقر خبر مقدم، حکم الله: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال ثانی، ذوالحال اپنے حال مقدم وحال ثانی سے ملکر فاعل، ک: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ثم: عاطفہ، یتولون: فعل فاعل، من بعد ذلک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، ما: مشابہ بلیس، اولئک: اسم، ب: زائدہ، المومنین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**یحرفون الکلم من بعد مواضعه**......☆ یہود خیبر کے شرفاء میں سے ایک بیاہے مرد اور بیاہی عورت نے زنا کیا اس کی سزا توریت میں سنگسار تھی یہ انہیں گوارا نہ ہوا اس لئے انہوں نے چاہا کہ اس مقدمے کا فیصلہ حضور ﷺ سے کرائیں چنانچہ دونوں مجرموں کو ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ بھیجا اور کہہ دیا کہ اگر حضور حد کا حکم لگائیں تو مان لینا اور رجم کا حکم کریں تو مت ماننا وہ لوگ یہودی قریظہ اور بنو نضیر کے پاس آئے اور خیال کیا کہ یہ حضور ﷺ کے ہم وطن ہیں اور ان کے ساتھ آپ کی صلح بھی ہے ان کی سفارش سے کام بن جائے گا چنانچہ سرداران یہود میں سے کعب بن اشرف وکعب بن اسد وسعید بن عمرو مالک بن صیف وکنانہ بن ابی الحقیق وغیرہ انہیں لیے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسئلہ دریافت کیا حضور ﷺ نے فرمایا کیا میرا فیصلہ مانو گے انہوں نے اقرار کیا آیت رجم نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے رجم کرنے کا حکم دیا یہود نے ماننے سے انکار کیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں ایک نوجوان گورا ایک چشم فدک کا باشندہ ابن صوریا نامی ہے تم اس کو جانتے ہو کہنے لگا ہاں فرمایا وہ کیسا آدمی ہے کہنے لگے کہ آج روئے زمین پر یہود میں اس کے پایہ کا عالم نہیں توریت کا یکتا ماہر ہے فرمایا اس کو بلاؤ چنانچہ بلایا گیا جب وہ حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا تو ابن صوریا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں فرمایا یہود میں سے بڑا عالم تو ہی ہے عرض کیا لوگ تو یہی کہتے ہیں حضور ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس معاملے میں اس کی بات مانو گے؟ سب نے اقرار کیا تب حضور ﷺ نے ابن صوریا سے فرمایا میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی اور تم لوگوں کو مصر سے نکالا، تمہارے لیے دریا میں راہیں بنائیں، تمہیں نجات دی فرعونیوں کو غرق کیا، تمہارے لیے ابر کو سائبان کیا، من وسلوی نازل کیا، اپنی کتاب نازل فرمائی جس میں حلال وحرام کا بیان ہے، تمہاری کتاب میں بیاہے مرد وعورت کیلئے سنگسار کرنے کا حکم ہے؟ ابن صوریا نے عرض کیا بے شک ہے اسی کی قسم جس کا آپ نے مجھ سے ذکر

کیا عذاب نازل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اقرار نہ کرتا جھوٹ بول دیتا مگر یہ فرمائیے کہ آپ کی کتاب میں اسکا کیا حکم ہے؟ فرمایا جب چار عادل و معتبر شاہدین کی گواہی سے زنا بصراحت ثابت ہوجائے تو سنگسار کرنا واجب ہے ابن صوریا نے عرض کیا بخدا بعینہ توریت میں بھی یہی ہے پھر حضور ﷺ نے ابن صوریا سے دریافت فرمایا کہ حکم خدا میں تبدیلی کیسے ہوئی اس نے عرض کیا کہ ہمارا دستور یہ تھا کہ ہم کسی شریف کو پکڑتے تو چھوڑ دیتے اور غریب آدمی پر حد قائم کرتے اس طرز عمل سے شرفاء میں زنا کی کثرت ہوگئی یہاں تک کہ ایک مرتبہ بادشاہ کے چچازاد بھائی نے زنا کیا تو ہم نے اس کو سنگسار نہ کیا پھر ایک دوسرے شخص نے اپنی قوم کی عورت سے زنا کیا تو بادشاہ نے اس کو سنگسار کرنا چاہا اس کی قوم اٹھ کھڑی ہوئی اور انہوں نے کہا کہ جب تک بادشاہ کے بھائی کو سنگسار نہ کیا جائے اس وقت تک اس کو ہرگز سنگسار نہ کیا جائے گا، تب ہم نے جمع ہوکر غریب شریف سب کے لئے بجائے سنگسار کے یہ سزا نکالی کہ چالیس کوڑے مارے جائیں اور منہ کالا کر کے گدھے پر الٹا بٹھا کر گشت کروائی جائے یہ سن کر یہودی بہت بگڑے اور ابن صوریا سے کہنے لگے تو نے حضور ﷺ کو بڑی جلدی خبر دے دی اور ہم نے جتنی تیری تعریف کی تھی تو اس کا مستحق نہیں ابن صوریا نے کہا کہ حضور ﷺ نے مجھے توریت کی قسم دلائی اگر مجھے عذاب نازل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں آپ کو خبر نہ دیتا اس کے بعد حضور ﷺ کے حکم سے دونوں کو رجم کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ ﷻ کی بارگاہ صمدیت میں وسیلہ کی حیثیت :

۱...... الوسیلة التوصل الی الشیء برغبة یعنی کسی چیز کی طرف رغبت کے ساتھ پہنچنے کا نام وسیلہ ہے۔ اور وسیلہ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ علم وعبادت کے ذریعے اس کی راہ کی رعایت کرے اور شریعت کی پاسداری اختیار کرے اور اللہ ﷻ کا وسیلہ اس کی بارگاہ کا قرب ہے۔ (المفردات، ص ۵۳۸)

۲ بعض لوگوں نے اس آیت سے صالحین سے مدد چاہنے سے استدلال کیا ہے اور انہیں اللہ اور اس کے بندوں کے مابین وسیلہ مانا ہے اور نبی پاک ﷺ سے ایک حدیث بھی روایت کی ہے کہ **اذا اعیتکم الأمور فعلیکم باھل القبور، او فاستغیثوا باھل القبور** یعنی جب تم کسی معاملے میں عاجز آجاؤ تو قبر والوں سے اس بارے میں رہنمائی لو یا تم قبر والوں سے مدد طلب کرو۔

(روح المعانی، الجزء السادس، ص ۴۰۲)

☆...... حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ جب قحط پڑ جاتا تو حضرت عمر بن خطاب ؓ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے وسیلے سے دعا کرتے اور کہتے اے اللہ! پہلے ہم تیرے نبی ﷺ کے وسیلے سے دعا کیا کرتے تھے تو تو بارش عطا فرمادیتا تھا اب ہم تیرے نبی کے چچا کا تجھے واسطہ پیش کرتے ہیں، تو ہم پر بارش نازل فرما، حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ بارش ہونے لگی۔

(صحیح البخاری، کتاب ابواب الاستسقاء، باب سوال الناس الامام، ص ۱۶۲)

☆...... حضرت عثمان بن حنیف ؓ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا حضور ﷺ کے پاس آیا، اس نے نبی پاک ﷺ سے عرض کی، دعا کیجئے کہ اللہ ﷻ مجھے عافیت عطا کردے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو میں اسکو موخر کردوں کہ یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کروں''، اس نابینا نے کہا کہ دعا کیجئے، آپ نے اسے اچھا وضو کرنے کا حکم دیا اور کہا: ''وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز

پڑھے اور یہ دعا کرے ''اے اللہ میں تیرے نبی ﷺ، نبی رحمت کے وسیلے سے تیری جانب متوجہ ہوتا ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے محمد ﷺ میں آپکے وسیلے سے اپنی حاجت براری کے لئے اپنے رب کے حضور متوجہ ہوتا ہوں، تاکہ میری حاجت پوری ہو اے اللہ! میرے بارے میں آپ ﷺ کی شفاعت پوری فرما''۔(ابن ماجه ، کتاب اقامة الصلوة،باب ما جا فی صلوۃالحاجة،ص ٢٤٥)

ان تمام باتوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جس طرح اللہ کی بارگاہ صمدیت میں اعمال کے ذریعے قرب پایا جاسکتا ہے ساتھ ہی صالحین کا وسیلہ بھی انسان کے بگڑے کام کو بنا دیتا ہے۔

سرقہ :

۲......کسی کی چیز خفیہ اور پوشیدہ طور پر لینے کو لغت کے اعتبار سے سرقہ کہتے ہیں۔(الهدایة مع بدایة المبتدی ، ج٤،ص١٣٦)

(۱)......اگر عاقل بالغ شخص دس درہم یا اسکی قیمت کے برابر کوئی چیز چرائے اور اس چیز کی حفاظت بھی کی جاتی ہو تو ایسے شخص کے ہاتھ کاٹنا واجب ہے۔ (القدوری ، کتاب السرقة ،ص٢٠٩)

(۲)......اگر چور نے ایک ہی دفعہ میں دس درہم کی مقدار میں مال چرالیا چاہے وہ مال ایک شخص کا ہو یا ایک جماعت کا جبکہ وہ ایک شخص کی حفاظت میں ہو، اس صورت میں چور کے ہاتھ کاٹے جائیں گے (الجوهرة ، کتاب السرقة ،ص٢٥٦)

(۳)......عاقل بالغ کے چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنا واجب ہے بچہ اور مجنون چوری کریں تو ہاتھ نہ کاٹے جائیں اسلئے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے یعنی ان سے مواخذہ نہ ہوگا بچہ جب تک کہ بالغ نہ ہو، پاگل جب تک کہ اسے افاقہ نہ ہو جائے، سونے والا جب تک کہ بیدار نہ ہو۔ (بدائع صنائع ، کتاب السرقة ،ص٩٩ ،ج٧)

(۴)......مال چرانے والا مکلف ہو مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، کافر ہو یا مسلمان، مجنون حالت افاقہ میں مال چرائے تو ہاتھ کاٹے جائیں گے اور گونگے اور اندھے کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں کہ ہوسکتا ہے کہ اپنا مال سمجھ کر لیا ہو(در مختار، کتاب السرقة ،ج٦،ص١٣٧)

(۵)......اگر چرائے مال کی قیمت جس دن مال چرایا گیا، دس درہم ہو اور ہاتھ کاٹنے کے وقت میں دس درہم سے کم ہو جائے تو ایسی صورت میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔ (رد المحتار، کتاب السرقة ،ج٦،ص١٤١)

(۶)......اگر ایک شہر میں چوری کردہ مال کی قیمت دس درہم ہے اور دوسرے شہر میں جہاں ہاتھ کاٹا جانا ہے وہاں اسکی قیمت کم ہے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ (رد المحتار، کتاب السرقة ،ج٦،ص١٤١)

(۷)......اگر کسی نے دینار چوری کئے اور اسکی قیمت دس درہم نصاب سے کم ہے تو ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے اور اگر کسی نے دس درہم چرائے اور اس میں کھوٹ ملی ہوئی ہو اور چاندی غالب ہے تو ظاہر الروایت کے مطابق ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے (عالمگیری، کتاب السرقة ،ج٢،ص١٨٩)

(۸)......چور کا ہاتھ گٹے سے کاٹ کر کھولتے تیل میں داغیں گے اور گرمی وسردی کی شدت ہو تو ابھی نہ کاٹیں بلکہ گرمی وسردی کے ختم ہو جانے پر کاٹیں اور فی الوقت اسے قید میں رکھیں۔ اور داغنے والے کی اجرت اور تیل کھولانے والے کے مصارف سب چور کے ذمہ ہیں اور پھر دوسری مرتبہ چوری کرنے پر بایاں پاؤں بھی کاٹ دیں اور اب کی بار بھی باز نہ آئے تو بطور تعزیر ماریں گے اور قید کریں گے حتی کہ توبہ کرلے۔ (در مختار، کتاب السرقة ،ج٦،ص١٧٠،١٧١)

"لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر" کے معنی:

۳؎......یعنی اے محبوب! آپ ان منافقوں کے کفر کی طرف جلدی کرنے کی وجہ سے غمگین نہ ہوں یعنی انکی ذات سے جو اسلام کے بارے میں دعوکا ظاہر ہو رہا ہے اس پر ملال نہ کریں، اور نہ ہی انکی مشرکین کیساتھ دوستی سے، بیشک میں تمہارا ناصر ہوں اور انکے شر و فساد کا بدلہ لینے پر کافی ہوں۔ (المدارک، ج ۱، ص ٤٤٦)

"یحرفون الکلم" کے معنی:

۴؎......یعنی محمد ﷺ کی نعت وصفت اور آیت رجم جبکہ ان میں سے کوئی شادی شدہ مرد و عورت زنا کریں یہ لوگ اس حکم کو بدل دیتے ہیں۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ۱۲۳)

سحت:

۵؎......سحت کا لغوی معنی ہلاکت و بربادی ہے مال حرام کو اس لئے سحت کہا جاتا ہے کہ یہ نیکیوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے مسلمانوں کو بھی حرام کھانے سے بارہا منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کل لحم نبت بالسحت فالنار اولی به قالوا یا رسول الله وما السحت ؟قال الرشوة فی الحکم جو گوشت حرام سے پیدا ہوا ہو اسکی آگ ہی زیادہ حقدار ہے عرض کی گئی سحت کیا ہے؟ فرمایا فیصلہ کرتے وقت رشوت لینا امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اذا ارتشی الحاکم انعزل فی الوقت وان لم یعزل یعنی حاکم رشوت لیتے ہی معزول ہو جاتا ہے خواہ اسے بظاہر معزول بھی نہ کیا جائے۔ رشوت اس مال کو کہتے ہیں جو کسی کا حق ضائع کرنے کے لئے اور ناحق کوئی چیز خود لینے کے لئے حاکم کو دی جائے فاما ان ترشی لتدفع عن دینک ودمک ومالک فلیس بحرام لیکن اپنے دین، جان اور مال کی حفاظت کیلئے دی جائے تو حرام نہیں ہے یہاں لینے والا گنہگار ہوگا۔

(ضیاء القرآن، ج ۱، ص ٤٧١)

اغراض:

بان تطیعوه :یعنی (تم اوامر کی پیروی کرو) ترکِ معصیت کے ذریعے۔من طاعته :چاہے جانے والے کاموں کے ذریعے۔یتمنون: یعنی اپنے دلوں میں تمنا کرتے ہیں۔ودخلت الفاء الخ: یعنی تیری بات میں قوت پیدا کرنے کے لئے کہ من سرق فاقطعوه، یہ فاء بالاتفاق اس کام سے روکتی ہے جو کہ اس فعل کے کرنے کے بعد ہونے والا ہے۔من الکوع :یعنی سنت سے مستفاد ہوتا ہے۔وهم :یعنی دوسری قوم۔ای یمین کل منهما :یہ قرأت شاذہ سے مستفاد ہوتا ہے، مراد اس سے السارقون والسارقات فاقطعوا ہے ۔ربع دینار :یعنی چوری کرنے والے کا ہاتھ چار دینار کی چوری پر امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک کاٹا جائے گا۔من مفصل القدم :میم کی فتح کے ساتھ مسجد کے وزن پر، اور میم کی کسرہ کے ساتھ منبر کے وزن پر، مراد لسان یعنی زبان ہے۔یعزر: جو کہ امام وقت کرے گا۔فی خلقه :یعنی اس کی حکمتوں میں سے ہے، یہ شریعت حدود، احکام اور مصلحتوں پر طے ہونے والے معاملے سے مشروع کی گئی ہے۔
رجع عن السرقة: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مصدر مضاف ہے تاب کے فاعل کے لئے، یعنی اصل عبارت یوں ہونی چاہئے کہ من بعد ان ظلم غیره۔فکرهوا رجمهما: یعنی ان کے شرف کی وجہ سے ان کو رجم کرنے کو ناپسند کیا۔متعلق

بقالوا: یعنی لا بامنا، معنی یہ ہیں کہ ان کی باتیں ان کے مونہوں سے تجاوز نہیں کرتیں، یہ صرف وہ باتیں کرتے ہیں کہ جنہیں ان کے دل تصدیق نہیں کرتے۔ بل افتا کم بخلافه :ایک نسخہ میں بل کے بجائے ہاں ہے۔زنی فی محصنان :یعنی ان (یہود) میں سے دوشرفاء نے زنا کیا، جو کہ شادی شدہ تھے، اور تورات میں ان کی حد رجم کرنا تھا۔ای یبدلونه :یعنی توریت کے حکم کو اس کی جگہ سے ہٹا کر غیر محل میں رکھتے ہیں۔ والجزیة: مراد یہود ہیں کہ جن پر جزیہ متعین کیا گیا۔ اضلاله :اولی صورت یہ ہے کہ ضلالہ ہو، اس لئے کہ اس سے مراد وہ وصف ہے جو کہ مخلوق کے ساتھ متصف ہوتا ہے اور جس کا تعلق مخلوق کے ارادے سے ہوتا ہے، اور اس سے غیر کو تعبیر کیا جاتا ہے۔ فی دفعها :مراد فتنہ دور کرنا ہے۔ بالفضیحة: یعنی منافقین کے نفاق کو مسلمانوں پر ظاہر کر کے انہیں رسوا کیا جائے گا۔ وهو اصح قولی الشافعی :اور اس قول ﴿فاحکم بینهم او اعرض بینهم﴾ کا مقابل ﴿لایجب الحکم بینهم﴾ ہے۔ (الحمل، ج ۲، ص ۲۱۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿انا انزلنا التورة فیها هدی﴾ مِّنَ الضَّلَالَةِ ﴿ونور﴾ بَيَانٌ لِّلْاَحْكَامِ ﴿یحکم بها النبیون﴾ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیلَ ﴿الذین اسلموا﴾ اِنْقَادُوْا اللّٰهَ ﴿للذین هادوا والربنیون﴾ اَلْعُلَمَاءُ مِنْهُمْ ﴿والاحبار﴾ اَلْفُقَهَاءُ ﴿بما﴾ اَیْ بِسَبَبِ الَّذِیْ ﴿استحفظوا﴾ اِسْتَوْدَعُوْهُ اَیْ اِسْتَحْفَظَهُمُ اللّٰهُ اِیَّاهُ ﴿من کتب الله﴾ اَنْ يُّبَدِّلُوْهُ ﴿وکانوا علیه شهداء﴾ اَنَّهٗ حَقٌّ ﴿فلا تخشوا الناس﴾ اَيُّهَا الْيَهُوْدُ فِیْ اِظْهَارِ مَا عِنْدَكُمْ مِنْ نَعْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَالرَّجْمِ وَغَیْرِهِمَا ﴿واخشون﴾ فِیْ كِتْمَانِهٖ ﴿ولا تشتروا﴾ تَسْتَبْدِلُوْا ﴿بایتی ثمنا قلیلا﴾ مِنَ الدُّنْيَا تَاْخُذُوْنَهٗ عَلٰی كِتْمَانِهٖ ﴿ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الکفرون (۴۴)﴾ بِهٖ ﴿وکتبنا﴾ فَرَضْنَا ﴿علیهم فیها﴾ اَیِ التَّوْرٰةِ ﴿ان النفس﴾ تُقْتَلُ ﴿بالنفس﴾ اِذَا قَتَلَتْهَا ﴿والعین﴾ تُفْقَأُ ﴿بالعین والانف﴾ تُجْدَعُ ﴿بالانف والاذن﴾ تُقْطَعُ ﴿بالاذن والسن﴾ تُقْلَعُ ﴿بالسن﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ فِی الْاَرْبَعَةِ ﴿والجروح﴾ بِالْوَجْهَيْنِ ﴿قصاص﴾ اَیْ يُقْتَصُّ فِيْهَا اِذَا اَمْكَنَ كَالْيَدِ وَالرِّجْلِ وَالذَّكَرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَمَا لَا يُمْكِنُ فِيْهِ الْحُكُوْمَةُ وَهٰذَا الْحُكْمُ وَاِنْ كُتِبَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ مُقَرَّرٌ فِیْ شَرْعِنَا ﴿فمن تصدق به﴾ اَیْ بِالْقِصَاصِ بِاَنْ مَكَّنَ مِنْ نَفْسِهٖ ﴿فهو کفارة له﴾ لِمَا اَتَاهُ ﴿ومن لم یحکم بما انزل الله﴾ فِی الْقِصَاصِ وَغَیْرِهٖ ﴿فاولئک هم الظلمون (۴۵) وقفینا﴾ اَتْبَعْنَا ﴿علی اثارهم﴾ اَیِ النَّبِيِّيْنَ ﴿بعیسی ابن مریم مصدقا لما بین یدیه﴾ قَبْلَهٗ ﴿من التورة واتینه الانجیل فیه هدی﴾ مِنَ الضَّلَالَةِ ﴿ونور﴾ بَيَانٌ لِّلْاَحْكَامِ ﴿ومصدقا﴾ حَالٌ ﴿لما بین یدیه من التورة﴾ لِمَا فِيْهَا مِنَ الْاَحْكَامِ ﴿وهدی وموعظة للمتقین (۴۶)﴾ وَقُلْنَا ﴿ولیحکم اهل الانجیل بما انزل الله فیه﴾ مِنَ الْاَحْكَامِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِنَصْبِ يَحْكُمَ وَكَسْرِ لَامِهٖ عَطْفًا عَلٰی مَعْمُوْلِ اٰتَيْنَاهُ ﴿ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الفاسقون (۴۷) وانزلنا الیک﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿الکتب﴾ الْقُرْاٰنَ ﴿بالحق﴾ مُتَعَلِّقٌ بِاَنْزَلْنَا ﴿مصدقا لما بین یدیه﴾ قَبْلَهٗ ﴿من الکتب ومهیمنا﴾ شَاهِدًا ﴿علیه﴾ وَالْكِتٰبُ بِمَعْنَى الْكُتُبِ ﴿فاحکم بینهم﴾ بَيْنَ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِذَا تَرَافَعُوْا

اِلَیْکَ ﴿بما انزل اللہ﴾ اِلَیْکَ ﴿ولا تتبع أهواء هم﴾ عَادِلًا ﴿عما جاءک من الحق لکل جعلنا منکم﴾ اَیُّھَا الْاُمَمُ ﴿شرعة﴾ شِرْیَعَةً ﴿ومنهاجا﴾ طَرِیْقًا وَاضِحاً فِی الدِّیْنِ یَمْشُوْنَ عَلَیْهِ ﴿ولو شاء الله لجعلکم امة واحدة﴾ عَلٰی شَرِیْعَةٍ وَّاحِدَةٍ ﴿ولکن﴾ فِرْقَکُم فِرَقًا ﴿لیبلوکم﴾ لِیَخْتَبِرَکُمْ ﴿فی ما اٰتٰکم﴾ مِنَ الشَّرَائِعِ الْمُخْتَلِفَةِ لِیَنْظُرَ الْمُطِیْعَ مِنْکُمْ وَالْعَاصِیَ ﴿فاستبقوا الخیرات﴾ سَارِعُوْا اِلَیْھَا ﴿الی الله مرجعکم جمیعا﴾ بِالْبَعْثِ ﴿فینبئکم بما کنتم فیه تختلفون (۴۸)﴾ مِنْ اَمْرِ الدِّیْنِ وَیَجْزِی کُلًّا مِنْکُمْ بِعَمَلِهٖ ﴿وان احکم بینهم بما انزل الله ولا تتبع اهواء هم واحذرهم﴾ لِ﴿ان﴾لا ﴿یفتنوک﴾ یضلونک ﴿عن بعض ما انزل الله الیک فان تولوا﴾ عَنِ الْحُکْمِ الْمُنَزَّلِ وَاَرَادُوْا غَیْرَهٗ ﴿فاعلم انما یرید الله ان یصیبهم﴾ بِالْعُقُوْبَةِ فِی الدُّنْیَا ﴿ببعض ذنوبهم﴾ الَّتِیْ اَتَوْھَا وَمِنْھَا التَّوَلِّیْ وَیُجَازِیْھِمْ عَلٰی جَمِیْعِھَا فِی الْاُخْرٰی ﴿وان کثیرا من الناس لفسقون (۴۹) افحکم الجاهلیة یبغون﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ یَطْلُبُوْنَ مِنَ الْمُدَاھَنَةِ وَالْمَیْلِ اِذَا تَوَلَّوْا ؟ اِسْتِفْھَامُ اِنْکَارِیٍّ ﴿ومن﴾ اَیْ لَا اَحَدٌ ﴿احسن من الله حکما لقوم﴾ عِنْدَ قَوْمٍ ﴿یوقنون (۵۰)﴾ بِهٖ خُصُّوْا بِالذِّکْرِ لِاَنَّھُمْ الَّذِیْنَ یَتَدَبَّرُوْنَهٗ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت (ہے گمراہی سے) اور نور (اس سے مراد احکام کا بیان) ہے، اس کے مطابق حکم دیتے تھے ہمارے نبی (بنی اسرائیل کے) جو فرمانبردار تھے (یعنی اللہ کے تابعدار تھے) یہود کو اور اللہ والے (یعنی یہود کے علماء) اور احبار (یعنی فقہاء) کہ (یعنی اس وجہ سے کہ) ان سے حفاظت چاہی گئی (ان سے حفاظت کا وعدہ لیا گیا یعنی اللہ نے انہیں خاص اس کی حفاظت کا حکم دیا) کتاب اللہ کی (کہ لوگ اس میں تبدیلی نہ کردیں) اور وہ اس پر گواہ تھے (کہ یہ برحق ہے) تو لوگوں سے خوف نہ کرو (یعنی اے یہود یو! محمد ﷺ کی نعت اور رجم وغیرہ کے متعلق جو احکام تمہارے پاس ہیں انکے اظہار سے نہ ڈرو) اور مجھ سے ڈرو (اس کے چھپانے کے معاملے میں) اور نہ لو (لاتشتروا بمعنی لاتستبدلوا ہے) میری آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت (دنیا میں جسے تم اس کے چھپانے کے بدلے حاصل کرتے ہو) اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ (اس کے ساتھ) کفر کرنے والے ہیں اور ہم نے لکھ دیا (یعنی فرض کردیا) ان پر اس کتاب (یعنی توریت) میں کہ بے شک جان (قتل کی جائے) جان کے بدلے (جب کہ اس جان نے دوسری جان کو قتل کیا ہو) اور آنکھ (پھوڑی جائے) آنکھ کے بدلے اور ناک (کاٹی جائے) ناک کے بدلے اور کان (کاٹا جائے) کان کے بدلے اور دانت (نکالا جائے) دانت کے بدلے (اور ایک قرأت میں چاروں لفظ مرفوع پڑھے گئے ہیں) اور زخموں میں (جروح میں دونوں لغتیں ہیں یعنی مرفوع و منصوب) بدلہ ہے (یعنی زخموں میں ممکنہ صورت میں قصاص لیا جائے گا جیسے ہاتھ، پاؤں اور عضوِ مخصوص وغیرہ میں اور جن اعضاء میں مماثلت ممکن نہ ہو وہاں منصفانہ فیصلہ ہوگا، یہ حکم اگرچہ بنی اسرائیل پر فرض ہوا تھا لیکن ہماری شریعت میں بھی باقی ہے) پھر جو دل کی خوشی سے بدلہ کرادے......(یعنی قاتل قصاص کے لیے خود کو پیش کردے) تو وہ اس کا گناہ

(یعنی اس کے قتل کا گناہ) اتار دے گا اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے......۲......(قصاص وغیرہ کے معاملے میں) تو وہی لوگ ظالم ہیں اور ہم لائے (قفینا بمعنی اتبعنا ہے) ان کے پیچھے ان کے (یعنی انبیائے کرام کے) نشان قدم پر عیسی بن مریم کو تصدیق کرتا ہوا جو اس سے پہلے تھی (بین یدیہ بمعنی قبلہ ہے) توریت کی اور ہم نے اسے انجیل عطا کی جس میں ہدایت (ہے گمراہی سے) اور نور (یعنی احکام کا بیان ہے) اور تصدیق فرماتی ہے (مصدقا ترکیب میں حال ہے) توریت کی کہ اس سے پہلے تھی (یعنی اس میں احکام الٰہی کی) اور ہدایت......۳......اور نصیحت پرہیزگاروں کو (اور ہم نے کہا) اور چاہیے کہ انجیل والے حکم کریں اس پر جو اللہ نے اس میں اتارے (احکام، ایک قرأت میں یحکم نصب اور لام کے کسرہ کے ساتھ اتیناہ کے معمول پر معطوف ہے) اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں تو وہی فاسق ہیں اور ہم نے تمہاری طرف اتاری (اے محمد ﷺ!) کتاب (یعنی قرآنِ کریم) سچی (بالحق ظرفِ مستقر انزلنا کے متعلق ہے) اگلی (پہلے کی) کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ و گواہ (مھیمنا بمعنی شاھدا ہے) اس پر (یعنی کتاب پر یہاں کتاب بمعنی کُتُب ہے) تو فیصلہ کرو ان میں (یعنی اہل کتاب کے مابین جب وہ آپ ﷺ کی خدمتِ عالیشان میں کوئی مقدمہ لائیں) اس سے جو اللہ نے اتارا (تمہاری طرف) اور اسے سننے والے انکی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا (عادلا شبہ فعل محذوف ہے) اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر اور ہم نے تم سب کے لیے (اے امتوں!) ایک ایک شریعت......۴......(شرعۃ بمعنی شریعۃ ہے) اور راستہ رکھا (یعنی دین میں ایسا واضح راستہ کہ جس پر تم چلتے ہو) اور اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتا (یعنی ایک ہی شریعت پر) اور لیکن (اس نے تمہیں الگ الگ جماعت کر دیا) تا کہ تمہیں آزمائے (لیبلوکم بمعنی لیختبرکم ہے) جو کچھ تمہیں دیا (یعنی مختلف شریعتیں تا کہ تم میں مطیع اور عاصی کو دیکھ سکے) تو بھلائیوں کی طرف سبقت چاہو (یعنی ان کی طرف جلدی کرو) تم سب کا پھرنا اللہ ہی کی طرف ہے (یعنی دوبارہ زندہ ہو کر) تو تمہیں بتا دے گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے (یعنی جس دینی معاملے میں تم اختلاف کرتے تھے اور تم میں ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ دے گا) اور یہ کہ اے مسلمان! اللہ کے اتارے پر حکم کر اور انکی خواہشوں پر نہ چل اور ان سے بچتا رہ کہ (ان کے بعد لا نافیہ محذوف ہے) کہیں تجھے لغزش نہ دے دیں، (یعنی برگشتہ نہ کر دیں) کسی حکم میں جو تیری طرف اترا پھر اگر وہ منہ پھیریں (اس اترے ہوئے حکم سے اور اس کے سوا کا ارادہ کریں) تو جان لو کہ اللہ ان کو سزا پہنچایا چاہتا ہے (یعنی دنیا میں سزا دے کر) انکے بعض گناہوں کی (جس کے وہ مرتکب ہوئے، انہی گناہوں میں سے ایک گناہ روگردانی بھی ہے اور آخرت میں تو وہ سب گناہوں کی سزا دیگا) اور بے شک بہت آدمی بے حکم ہیں تو کیا جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں (یبغون میں دو لغتیں ہیں یاء اور تاء کے ساتھ، یعنی جب روگردانی کرتے ہیں تو حق پوشی و چاپلوسی اور کجی و میلان طبعی کرنا، یہ استفہام انکاری ہے) اور کون ہے (یعنی کوئی نہیں) اللہ سے زیادہ حکم میں اچھا اس قوم کے واسطے (لقوم بمعنی عند قوم ہے) جو یقین رکھتے ہیں (اس پر، ان لوگوں کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کہ یہی اللہ کے حکم میں تدبر کرنے والے ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿انا انزلنا التورۃ فیھا ھدی ونور﴾

انا: مشبہ واسم، انزلنا: فعل با فاعل، التوراۃ: ذوالحال، فیھا: ظرف مستقر خبر مقدم، ھدی ونور: معطوف علیہ، معطوف، ملکر مبتداء

موخر،ملکر جملہ اسمیہ حال ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یحکم بها النبیون الذین اسلموا للذین هادوا.......... وکانوا علیه شهداء﴾

یحکم: فعل،بها: ظرف لغو،النبیون:موصوف،الذین اسلموا: موصول صلہ،ملکر صفت،ملکر معطوف علیہ،والربنیون:معطوف اول،والاحبار:معطوف ملکر فاعل،للذین هادوا: ظرف لغوثانی،ب: جار،ما: موصولہ،استحفظوا من کتب اللّٰہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،وکانوا علیه شهداء: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،موصول سے ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ثالث،یحکم،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تخشوا الناس واخشونِ ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا﴾

ف: فصیحیہ،لاتخشوا: فعل نہی بافاعل،الناس:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر،و:عاطفہ،اخشون:فعل امر بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول،ولاتشتروا بایتی ثمنا قلیلا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر شرط محذوف اذا عرفتهم هذا کیلئے جزاء،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن لم یحکم بماانزل الله فاولئک هم الکفرون﴾

و: مستانفہ،من: شرطیہ مبتداء،لم یحکم: فعل بافاعل،بما انزل اللّٰہ:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ف: جزائیہ،اولئک هم الکفرون: جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس ....والجروح قصاص﴾

و: عاطفہ،کتبنا:فعل بافاعل،علیهم: ظرف لغو،فیها:ظرف مستقر حال مقدم،ان:حرف مشبہ بالفعل،النفس بالنفس: اسم وخبر معطوف علیہ،والعین بالعین والانف......الخ:اسم وخبر،معطوفات،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر ذوالحال اپنے حال مقدم سے ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل انزلنا پر معطوف۔

﴿فمن تصدق به فهو کفارة له﴾

ف: مستانفہ،من:شرطیہ،تصدق به: جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ،هو: مبتداء،کفارة له:شبہ جملہ،ملکر جملہ اسمیہ جزاء،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الظلمون﴾

و: عاطفہ،من: شرطیہ مبتدا،لم یحکم بما انزل اللّٰہ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط،فاولئک هم الظلمون: جملہ اسمیہ جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقفینا علی اثارهم بعیسی ابن مریم مصدقا لما بین یدیه من التورة﴾

و: مستانفہ ،قفینا:فعل بافاعل،علی اثارھم:ظرف لغواول،ب:جار،عیسی:موصوف،ابن مریم:صفت،ملکر ذوالحال،مصدقا: اسم فاعل بافاعل،لام:جار،مابین یدیہ:موصول صلہ ملکر ذوالحال،من التوراۃ:ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واتینہ الانجیل فیہ ھدی ونور ومصدقا لما بین یدیہ من التورۃ وھدی وموعظۃ للمتقین﴾

و: عاطفہ،اتینہ:فعل بافاعل ومفعول،الانجیل: ذوالحال،فیہ ھدی ونور: جملہ اسمیہ معطوف علیہ ومصدقا لما بین یدیہ من التورۃ: شبہ جملہ معطوف اول،وھدی:معطوف ثانی، وموعظۃ للمتقین:شبہ جملہ معطوف ثالث،ملکر حال،ملکر مفعول ثانی،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ﴾

و:عاطفہ،لیحکم:فعل امر،اھل الانجیل :فاعل ،بما انزل اللہ:ظرف لغو اول،فیہ :ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون﴾

و:عاطفہ،من :شرطیہ مبتدا،لم یحکم بما انزل اللہ: جملہ فعلیہ شرط ،فاولئک ھم الفسقون: جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانزلنا الیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتب ومھیمنا علیہ﴾

و:عاطفہ،انزلنا الیک: فعل بافاعل وظرف لغو،الکتب:ذوالحال،بالحق : مستقر،حال اول،مصدقا:اسم فاعل،لام: جار ،مابین یدیہ: موصول صلہ ملکر ذوالحال،من الکتب:ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف،ومھیمنا علیہ:شبہ جملہ معطوف،ملکر حال ثانی،ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاحکم بینھم بما انزل اللہ ولاتتبع اھواء ھم عما جاء ک من الحق﴾

ف: عاطفہ،احکم بینھم:فعل بافاعل وظرف،بما انزل اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ،و:عاطفہ،لاتتبع :فعل نہی بافاعل،اھواء ھم: ذوالحال،عن : جار،ما: موصولہ،جاء:فعل ھو ضمیر ذوالحال من الحق: ظرف مستقر حال ملکر فاعل ،ک:ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا﴾

لکل: ظرف لغو مقدم،جعلنا:فعل بافاعل،منکم : ظرف مستقر امۃ محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول اول،شرعۃ ومنھاجا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم فی ما اتکم﴾

و: مستانفہ ،لو :شرطیہ ،شاء اللہ: جملہ فعلیہ شرط ،لام: تاکیدیہ ،جعل: فعل ھو ضمیر ذوالحال،و: حالیہ ،لکن: مخففہ ،لام: جار،یبلو کم : فعل با فاعل ومفعول ،فیما اتکم :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر فعل محذوف اواد کیلئے ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال،ملکر فاعل ،کم: ضمیر مفعول اول،امة واحدة: مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاستبقوا الخیرات الی اللہ مرجعکم جمیعا﴾

ف: فصیحیہ ،استبقوا الخیرات: فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف تبینتم وجه الحكمة فی ھذا" کیلئے جزا ملکر جملیہ شرطیہ ،الی اللہ ظرف مستقر خبر مقدم ،مرجع: مضاف، کم: ضمیر ذوالحال،جمیعا: حال،ملکر مضاف الیہ ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون وانِ احکم بینھم بما انزل اللہ﴾

ف: عاطفہ معطوف علی معنی مرجعکم ای ترجعون جمیعا،ینبئکم: فعل با فاعل ومفعول،بما کنتم فیہ تختلفون : ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ،و: مستانفہ ،ان :مصدریہ ،احکم بینھم :فعل با فاعل وظرف ،بما انزل اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر بتقدیر ب مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر فعل محذوف وصیناک کیلئے جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تتبع اھواء ھم واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ماانزل اللہ الیک﴾

و: عاطفہ ،لاتتبع: فعل نہی با فاعل ،اھواء ھم : مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،احذرھم :فعل با فاعل ومفعول ،ان: مصدریہ ،یفتنوک :فعل با فاعل ومفعول،عن: جار،بعض ما انزل اللہ الیک: مرکب اضافی مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ملکر ماقبل احکم پر معطوف۔

﴿فان تولوا فاعلم انما یرید اللہ ان یصیبھم ببعض ذنوبھم﴾

ف: مستانفہ ،ان :شرطیہ ،تولوا: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،اعلم :فعل با فاعل،انما : حرف مشبہ وما کافہ ،یرید اللہ :فعل و فاعل،ان :مصدریہ ،یصیبھم: فعل با فاعل ومفعول،ببعض ذنوبھم :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول،اعلم، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان کثیرا من الناس لفسقون افحکم الجاھلیة یبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون﴾

و: مستانفہ ،ان :حرف مشبہ، کثیرا :موصوف،من الناس: ظرف مستقر صفت،ملکر اسم ،لفسقون : خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ،ہمزہ استفہامیہ ،ف: عاطفہ معطوف علی محذوف یتولون عن حکمک الجاھلیة: مفعول مقدم،یبغون: فعل با فاعل یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ،و :مستانفہ ،من :مبتدا،احسن : اسم تفضیل ھو ضمیر مستقر ممیز، حکما: تمیز،ملکر فاعل ،من اللہ: ظرف لغو،لام: بمعنی عند مضاف، قوم : موصوف،یوقنون : جملہ فعلیہ صفت،ملکر مضاف الیہ ،ملکر ظرف احسن اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... **وكتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس** ......☆ اگر کسی نے کسی کو قتل کیا تو اس کی جان مقتول کے بدلے میں ماخوذ ہوگی خواہ وہ مقتول مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، مسلم ہو یا ذمی شان نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل نہ کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل۔

☆...... **افحكم الجاهلية يبغون**......☆ بنی نضیر اور بنی قریظہ یہود کے دو قبیلے تھے ان میں باہم ایک دوسرے کا قتل ہوتا رہتا تھا جب سید عالم ﷺ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو یہ لوگ اپنا مقدمہ حضور کی خدمت میں لائے اور بنی قریظہ نے کہا کہ بنی نضیر ہمارے بھائی ہیں ہم وہ ایک جد کی اولاد ہیں ایک دین رکھتے ہیں ایک کتاب (توریت) مانتے ہیں لیکن اگر بنی نضیر ہم میں سے کسی کو قتل کریں تو اس کے خون بہا میں ہم ستر وسق کھجوریں دیتے ہیں اور اگر ہم میں سے کوئی انکے کسی آدمی کو قتل کرے تو ہم سے اس کے خون بہا میں ایک سو چالیس وسق لیتے ہیں آپ اسکا فیصلہ فرمادیں حضور ﷺ نے فرمایا میں حکم دیتا ہوں کہ قریظی اور نضیری کا خون برابر ہے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں اس پر بنی نضیر بہت برہم ہوئے اور کہنے لگا کہ ہم آپ کے فیصلے سے راضی نہیں آپ ہمارے دشمن ہیں ہمیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ کیا جاہلیت کی گمراہی اور ظلم کا حکم چاہتے ہو۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کفارہ قصاص :

۱...... قاتل یا جنایت کرنے والا اپنے جرم پر نادم ہو کر معصیت کے وبال سے بچنے کیلئے بخوشی اپنے اوپر حکم جاری کرائے تو قصاص اسکے جرم کا کفارہ ہوجائیگا اور آخرت میں اس پر عذاب نہ ہوگا۔ (الجمل، ج ٢، ص ٢٢٨)

"ومن لم يحكم بما انزل الله" کے معنی:

۱...... امام ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں **ومن لم يحكم بما انزل الله مستهينا به منكرا له** جو شخص اللہ کے اتارے ہوئے حکم کے مطابق برائے تحقیر و توہین فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہے۔ اور جو شخص ایسا کرے وہ کافر، ظالم اور فاسق ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں **فكفرهم لانكاره ، وظلمهم بالحكم على خلافه ، و فسقهم بالخروج عنه** یعنی وہ کافر اس وجہ سے ہوئے کہ اللہ ﷻ کے احکام کو تسلیم کرنے سے انکار کیا، ظالم اس بناء پر ہوئے کہ احکام الہی کے خلاف فیصلہ دیا، اور فاسق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حدود اللہ کو توڑ بیٹھے۔ مزید آگے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے ان مبارک کلمات کے بعد کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنی قوم، رعایا یا اپنے ہی لئے ایسے قانون وضع کرے جو احکام الہی کے خلاف ہوں۔ (البیضاوی، ج ١، ص ٤٣٩)

لفظ ھدی کا تکرار:

۳...... آیت مبارکہ میں دو مرتبہ ہدایت کا ذکر آیا ہے پہلی مرتبہ انجیل کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا ہے کہ یہ کتاب جہالت دور

کرتی اور باطنی بصیرت کو روشن کرتی ہے اور دوسری جگہ انجیل میں سید عالم ﷺ کی تشریف آوری کو یہ لفظ متضمن ہے کیونکہ یہ حضور کی نبوت کی طرف لوگوں کی راہ یابی کا سبب ہے۔ (الخازن، ج ٢، ص ٥٠)

شرعة و منهاجا:

یعنی.....ہر امت کی شریعت جدا جدا تھی لیکن دین سب کا ایک ہے اور وہ توحید ہے اور اصل میں شریعة، الشرع سے ہے اور اسکا معنی بیان اور اظہار ہے چنانچہ شرع کا معنی ہوا واضح اور روشن راستہ، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ شروع فی الشی سے ہے یعنی کسی چیز کی مشروعیت، اور کلام عرب میں شریعة، مشرعة سے ہے اور اس سے مراد وہ گھاٹ ہے جہاں سے لوگوں کو پانی پلایا جاتا ہو اور سیراب کیا جاتا ہو ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ شریعت سے مراد راستہ ہے پھر یہ لفظ اس راستے کیلئے استعمال ہونے لگا جو دین الٰہی تک پہنچادے اور منہاج سے مراد واضح راستہ ہے، بعض نے یہ بھی کہا کہ شریعۃ اور منہاج ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور تکرار محض تاکید کیلئے ہے، اور دونوں سے مراد دین ہے، جبکہ بعض کہتے ہیں کہ یہاں نہایت لطیف فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ شریعت سے مراد وہ راستہ جسکا اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا اور منہاج سے مراد وہ واضح طریقہ ہے جو اس شریعت تک پہنچائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایمان حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے یہی ہے کہ کلمہ لاالٰہ الااللہ کی گواہی دینا اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ کا اقرار کرنا اور شریعت اور منہاج ہر قوم کا جدا ہے۔ (الخازن، ج ٢، ص ٥١ ملخصاً)

اغراض:

الفقهاء: ان کا عطف الربانیون پر ہے یعنی خاص کا عطف عام پر ہے، خازن میں ہے کہ کیا ربانی اور احبار میں کوئی فرق ہے؟ اس میں اختلاف ہے، ایک قول یہ کیا گیا کہ کوئی فرق نہیں ہے ربانی اور احبار ایک ہی ہیں اور ان سے علماء اور فقہاء مراد ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ربانی احبار سے اعلیٰ درجہ میں ہیں اسی لئے اللہ عزوجل نے انہیں مقدم ذکر کیا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ربانی سے مراد حکام وغیرہ ہیں اور احبار سے مراد علماء ہیں، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ربانی نصاریٰ کے علماء ہیں اور احبار یہود کے۔

حال: مصدقا، الانجیل سے حال ہے، یعنی حال مؤکدہ ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل کی بعض کتابیں بعض کی تصدیق کرتی ہیں۔ فی کتمانه: یہ جملہ بعض نسخوں میں ہے اور ضمیر عائد ما کی جانب راجع ہے اور یہ ظاہر ہے، اور بعض نسخوں میں فی کتمانها ہے اور ضمیر عائد اسی طرح ما کی جانب راجع ہے، اور کتمانها میں ہاء مؤنث کی ضمیر معنوی اعتبار سے ہے کہ کتمان متعدد امور میں واقع ہوسکتا ہے۔ یجدع: بمعنی یقطع ہے۔

ونحو ذلک: جیسا کہ ہونٹ، کان اور قدم۔ شاهدا: یعنی ماقبل کتابوں پر نگہبان، حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کتاب ہمارے نبی کی نگہبان ہے پس حق یہ ہے کہ اسے ہر دوز او یوں سے پہچانا جائے، قرآن نگہبان ہے اور ہمارے نبی کی تصدیق کرنے والی کتاب ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ حفاظت فرمانے والی امین ہے، ابوسعود کی عبارت ہے کہ قرآن ان پر محافظ ہے یعنی ساری کتابوں پر نگہبان ہے جو کہ تبدیلی سے محفوظ ہیں اس لئے کہ قرآن تمام کتابوں کی صحت وثبات پر نگہبان ہے اور جملہ کتابوں کے شرعی اصولوں کو قائم رکھتا ہے اور ان کتابوں سے مستفاد ہونے والی انتہائے مشروعیت کے بیان کے ساتھ ان کے فروعات اور منسوخ احکامات کی تائید کرتا ہے اور ان کتابوں پر عمل کے وقت کے پورے ہوجانے پر بھی تائید کرتا ہے۔ (الجمل، ج ٢، ص ٢٢٥ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصری اولیاء ﴾تَوَالُوْنَھُمْ وَتَوَادُّوْنَھُمْ ﴿بعضھم اولیاء بعض﴾ لِاِتِّحَادِھِمْ فِی الْکُفْرِ ﴿ومن یتولھم منکم فانہ منھم﴾ مِنْ جُمْلَتِھِمْ ﴿ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین (۵۱)﴾ بِمُوَالَاتِھِمُ الْکُفَّارَ ﴿فتری الذین فی قلوبھم مرض﴾ضَعْفُ اِعْتِقَادٍ کَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُبَیِّ اَلْمُنَافِقِ ﴿یسارعون فیھم﴾ فِیْ مَوَالَاتِھِمْ ﴿یقولون﴾ مُعْتَذِرِیْنَ عَنْھَا ﴿نخشی ان تصیبنا دائرۃ﴾ یَدُوْرُ بِھَا الدَّھْرُ عَلَیْنَا مِنْ جَدْبٍ اَوْ غَلَبَۃٍ وَلَا یَتِمُّ اَمْرُ مُحَمَّدٍ فَلَا یَمِیْرُوْنَا ، قَالَ تَعَالٰی ﴿فعسی اللہ ان یاتی بالفتح﴾ بِالنَّصْرِ لِنَبِیِّہٖ بِاِظْھَارِ دِیْنِہٖ ﴿اوامرمن عندہ﴾ بِھَتْکِ ستر الْمُنَافِقِیْنَ وَافْتِضَاحِھِمْ ﴿فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسھم﴾ مِنَ الشَّکِّ وَمَوَالَاۃِ الْکُفَّارِ ﴿ندمین(۵۲)ویقول﴾ بِالرَّفْعِ اِسْتِیْنَافًا بَوَاوٍ وَدُوْنِھَا وَبِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰی یَاتِیْ ﴿الذین امنوا﴾ لِبَعْضِھِمْ اِذَا ھَتَکَ سَتْرَھُمْ تَعَجُّبًا ﴿اھؤلاء الذین اقسموا باللہ جھد ایمانھم﴾ غَایَۃَ اِجْتِھَادِھِمْ فِیْھَا ﴿انھم لمعکم﴾ فِی الدِّیْنِ قَالَ تَعَالٰی﴿حبطت﴾ بَطَلَتْ ﴿اعمالھم﴾ اَلصَّالِحَۃُ ﴿فاصبحوا﴾ فَصَارُوْا ﴿خسرین (۵۳)﴾ الدُّنْیَا بِالْفَضِیْحَۃِ وَالْاٰخِرَۃِ بِالْعِقَابِ ﴿یایھا الذین امنوا من یرتد﴾بِالْفَکِّ وَالْاِدْغَامِ ، یَرْجِعُ ﴿منکم عن دینہ﴾ اِلَی الْکُفْرِ اِخْبَارٌ بِمَا عَلِمَ تَعَالٰی وُقُوْعَہٗ وَقَدْ اِرْتَدَّ جَمَاعَۃٌ بَعْدَ مَوْتِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿فسوف یاتی اللہ﴾ بَدْلَھُمْ ﴿بقوم یحبھم ویحبونہ﴾ قَالَ ﷺ" :ھُمْ قَوْمُ ھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیْ "رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِیْ صَحِیْحِہٖ ﴿اذلۃ﴾ عَاطِفِیْنَ ﴿علی المؤمنین اعزۃ﴾ اَشِدَّاءِ ﴿علی الکفرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولایخافون لومۃ لائم﴾ فِیْہِ کَمَا یَخَافُ الْمُنَافِقُوْنَ لَوْمَ الْکُفَّارِ ﴿ذلک﴾ اَلْمَذْکُوْرُ مِنَ الْاَوْصَافِ ﴿فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع﴾ کَثِیْرُ الْفَضْلِ ﴿علیم (۵۴)﴾ بِمَنْ ھُوَ اَھْلُہٗ وَنَزَلَ لَمَّا قَالَ اِبْنُ سَلَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ قَوْمَنَا ھَجَرُوْنَا﴿انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم رکعون (۵۵)﴾ خَاشِعُوْنَ اَوْ یُصَلُّوْنَ صَلٰوۃَ التَّطَوُّعِ﴿ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا﴾ فَیُعِیْنُھُمْ وَیَنْصُرُھُمْ ﴿فان حزب اللہ ھم الغالبون(۵۶)﴾ لِنَصْرِہٖ اِیَّاھُمْ اَوْقَعَہٗ مَوْقَعَ فَاِنَّھُمْ بَیَانًا لِاَنَّھُمْ مِنْ جِزْبِہٖ ، اَیْ اَتْبَاعِہٖ .

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ (تم ان سے دوستی اور محبت کا اظہار نہ کرو) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں

(اس لئے کہ وہ کفر میں متحد ہیں) اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے......١...... (یعنی وہ انہیں کے حکم میں داخل ہے) بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا (کافروں سے دوستی نبھانے کی وجہ سے) اب تم انہیں دیکھو گے جنکے دلوں میں آزار ہے (یعنی اعتقادی کمزوری ہے جیسے عبداللہ بن ابی منافق) کہ یہود و نصاریٰ کی طرف دوڑتے ہیں (ان سے دوستی کے سلسلے میں) کہتے ہیں (معذرت کرتے ہوئے) ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے (یعنی کہیں زمانے کی گردش کا ہم شکار ہو جائیں یعنی خشک سالی آجائے یا کافر مومنوں پر غالب آجائیں اور حضرت محمد ﷺ ناکام ہوں تو یہ یہود و نصاریٰ ہماری رسد نہ روک دیں تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تو نزدیک ہے کہ اللہ فتح لائے (یعنی اپنے نبی محترم ﷺ کی مدد فرمائے ان کے دین کو ظاہر فرما کر) یا اپنی طرف سے کوئی حکم (لائے منافقوں کی حالت نفاق ظاہر فرمانے کا اور انکی رسوائی اور بے عزتی کا) پھر اس پر جو اپنے دلوں میں چھپایا تھا (یعنی شک اور کفار کی دوستی) پچھتائے رہ جائیں اور کہتے ہیں (یقول، مرفوع ہونے کی صورت میں جملہ مستانفہ ہے خواہ واؤ کے ساتھ ہو یا بغیر واؤ کے اور نصب کی صورت میں یــاتــی پر معطوف ہے) ایمان والے (ایک دوسرے سے جب انکا پردہ چاک ہوا تعجب کرتے ہوئے) کیا یہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے حلف میں پوری کوشش سے (یعنی انہوں نے اپنی قسموں میں مبالغہ کیا تھا) کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں (دینی معاملے میں، پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) ضائع ہوگئے (حبطت بمعنی بطلت ہے) انکے اعمال (صالحہ) تو رہ گئے (فاصبحوا بمعنی صاروا ہے) نقصان میں (دنیا میں بے عزتی پا کر اور آخرت میں عذاب میں مبتلا ہونے کی وجہ سے) اے ایمان والو! جو پھرے (یرتدد بلا ادغام اور ادغام کے ساتھ بمعنی یرجع ہے) تم میں دین سے......٢...... (کفر کی طرف، اللہ ﷻ نے اپنے علم کے مطابق پہلے ہی اس کے واقع ہونے کی خبر دے دی چنانچہ نبی پاک ﷺ کے وصال الی الحق کے بعد ایک جماعت مرتد ہوگئی) تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا (انکے بدلے) کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ انکا پیارا (نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ یہ ہیں'' اسے حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے) نرم (جھکے ہوئے) مومنوں پر اور سخت (شدت والے) کافروں پر، اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے (جہاد کے معاملہ میں، جیسا کہ منافق کافروں کی ملامت سے ڈرتے تھے) یہ (مذکورہ اوصاف) اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا (یعنی کثیر فضل والا ہے) علم والا ہے (اس کا جو ان کاموں کا اہل ہے جب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے سید عالم، نور مجسم ﷺ کی بارگاہ ناز میں عرض کی کہ ہماری قوم نے ہمارا بائیکاٹ کر دیا ہے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ) تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں (عجز و انکساری کرتے ہیں یا پھر مراد ہے کہ وہ نماز نفل ادا کرتے ہیں) اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے (تاکہ انکی اعانت و مدد فرمائے) تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب ہے (اللہ کے خاص ان کی مدد فرمانے کی وجہ سے، اور فـانـهـم کی بجائے فـان حزب الله ذکر کرنے کا سبب یہ ہے کہ یہ اس بات کو بیان کرنے کے لیے کہ وہ اللہ کے گروہ اور فرمانبرداروں میں سے ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا لا تتخذوا الیهود والنصری اولیاء بعضهم اولیاء بعض﴾

یـایـهـا الذین امنوا: جملہ ندائیہ، لاتتخذوا: فعل نہی و فاعل، الیهـود والنصری: مفعول اول، اولیاء: موصوف، بـعـضـهـم: مبتدا، اولیاء بعض: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصد بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لایھدی القوم الظلمین﴾

و: مستانفہ ،من :شرطیہ مبتدا ،یتول: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال ،منکم : ظرف مستقر حال ،ملکر فاعل ،ھم: ضمیر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،فانہ منھم: جملہ اسمیہ جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ،ان اللہ: حرف مشبہ واسم ،لایھدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فتری الذین فی قلوبھم مرض یسارعون فیھم یقولون نخشی ان تصیبنا دائرۃ﴾

ف: مستانفہ ،تری: فعل بافاعل ،الذین: موصول ،فی قلوبھم مرض : جملہ اسمیہ صلہ ،ملکر مفعول اول ،یسرعون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال ،یقولون :قول ،نخشی ان تصیبنا دائرۃ: جملہ فعلیہ مقولہ ،ملکر حال ،ملکر فاعل ،فیھم :ظرف لغو ،ملکر فعلیہ مفعول ثانی ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فعسی اللہ ان یاتی باالفتح او امر من عندہ﴾

ف: مستانفہ ،عسی: فعل مقارب ،اللہ: اسم جلالت اسم ،ان: مصدر یہ یاتی: فعل بافاعل ،ب: جار ،الفتح: معطوف علیہ ،او: عاطفہ ،امر :موصوف ،من عندہ: ظرف مستقر صفت ،ملکر معطوف ،ملکر مجرور ملکر ظرف جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسھم ندمین﴾

ف: عاطفہ ،یصبحوا: فعل ناقص واسم ،علی : جار ،مااسر وافی انفسھم: موصول صلہ ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو مقدم ،ندامین: اسم فاعل بافاعل ،اپنے ظرف لغو مقدم سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل ''پر معطوف۔

﴿ویقول الذین امنوا اھؤلاء الذین اقسموا باللہ جھد ایمانھم انھم لمعکم﴾

و: مستانفہ ،یقول الذین امنوا: قول ،ھمزہ: حرف استفہام ،ھولاء : مبتدا ،الذین : موصول ،اقسموا اللہ جھد ایمانھم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول مطلق ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ،ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ ،انھم: حرف مشبہ واسم ،لمعکم: ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ قسم محذوف '' نقسم '' کیلئے جواب قسم ،ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿حبطت اعمالھم فاصبحوا خسرین﴾

حبطت: فعل ،اعملھم: فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،ف: عاطفہ ،اصبحوا :فعل واسم ،خسرین: خبر ملکر جملہ فعلیہ

﴿یایھاالذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکفرین یجھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم﴾

یاایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ، من :شرطیہ مبتدا، یرتد : فعل ہوضمیر ذوالحال ،منکم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، عن دینه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، سوف :حرف استقبال، یاتی اللہ: فعل وفاعل، ب: جار، قوم :موصوف، یحبھم : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و یحبونه: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت اول ،اذلة علی المومنین: شبہ جملہ صفت ثانی ،اعزة علی الکافرین: شبہ جملہ صفت ثالث، یجھدون فی سبیل اللہ : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و لایخافون لومة لائم: جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر صفت رابع ،اپنے موصوف سے ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، یاتی فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ واسع علیم﴾

ذلک: مبتدا، فضل اللہ : خبر اول، یوتیه من یشاء: جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ ،و :مستانفه، اللہ: اسم جلالت مبتدا، واسع: خبر اول، علیم: خبر ثانی ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿انما ولیکم اللہ ورسوله والذین امنوا الذین یقیمون الصلوة ویؤتون الزکوة وھم رکعون﴾

.انما: حرف مشبہ وما کافہ ،ولیکم : خبر مقدم، اللہ:اسم جلالت معطوف علیہ، ورسوله :معطوف اول، و: عاطفہ، الذین امنوا: موصول صلہ ملکر مبدل منہ ،الذین :موصول، یقیمون الصلوة : جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ویوتون الزکوة: جملہ فعلیہ معطوف اول، وھم رکعون: جملہ اسمیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر بدل، ملکر معطوف ثانی، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ومن یتول اللہ ورسوله والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون﴾

و :مستانفه، من: شرطیہ مبتدا، یتول : فعل بافاعل، اللہ: اسم جلالت معطوف علیہ، ورسوله: معطوف اول، والذین امنوا: معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، ان حزب اللہ:حرف مشبہ واسم ،ھم الغلبون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا ......☆اس آیت میں یہود ونصاری کے ساتھ دوستی اور موالات یعنی ان کی مدد کرنا ان سے مدد چاہنا اس کے ساتھ محبت کے روابط رکھنا ممنوع فرمایا گیا ہے یہ حکم عام ہے اگر چہ آیت کا نزول کسی خاص واقعہ میں ہوا ہو شان نزول یہ آیت حضرت عبادہ بن صامت صحابی رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن ابی سلول کے بارے میں نازل ہوئی جو منافقین کا سردار تھا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود میں میرے بہت کثیر التعداد دوست ہیں جو بڑی شوکت وقوت والے ہیں اب میں ان کی دوستی سے بیزار ہوں اور اللہ اور اس کے رسول کے سوا میرے دل میں اور کسی کی محبت کی گنجائش نہیں ہے اس پر عبد اللہ بن ابی نے کہا کہ میں تو یہود کی دوستی سے بیزار نہیں ہوسکتا مجھے پیش آنے والے حوادث کا اندیشہ ہے اور مجھے انکے ساتھ رسم وراہ رکھنی ضرور ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا

کہ یہود کی دوستی کا دم بھرنا تیرا ہی کام ہے عبادہ رضی اللہ عنہ کا یہ کام نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**انما ولیکم اللہ ورسولہ ......**☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہماری قوم قریظہ اور نضیر نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اور قسمیں کھالیں کہ وہ ہمارے ساتھ مجالست نہ کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس پر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم راضی ہیں اللہ کے رب ہونے پر، اس کے رسول کے نبی ہونے پر، مومنین کے دوست ہونے پر اور حکم آیت کا تمام مومنین کے لیے عام ہے سب ایک دوسرے کے دوست اور محب ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کفار سے دوستی :

۱......مسلمانوں پر یہود و نصاریٰ اور ہر مخالف دین اسلام سے علیحدگی اور جدا رہنا واجب ہے۔(المدارك، ج ١، ص ٤٥٣) کافروں سے دوستی کرنا، ان سے کسی بھی قسم کے رسم و راہ رکھنا مناسب نہیں ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا کاتب نصرانی تھا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ نصرانی سے کیا واسطہ کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی؟ ﴿**یایها الذین امنو لا تتخذوا الیهود** ......الخ﴾ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کا دین اسکے ساتھ مجھے تو اس کی کتابت سے غرض ہے۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کیا ہے اسلئے تم انہیں عزت نہ دو۔ اللہ نے انہیں دور کیا تم انہیں قریب نہ کرو، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجبوری ہے اسکے بغیر حکومت بصرہ کا چلنا مشکل ہے اور وجہ یہ بھی ہے کہ اس قابلیت کا دوسرا آدمی مسلمانوں میں نہیں ملتا، اس پر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا نصرانی مر گیا والسلام، مطلب یہ کہ اس کے مر جانے پر جو تم نے کرنا ہے وہ آج کر لو۔ (الخازن، ج ٢، ص ٥٣)

مرتد کا بیان :

۲......لغوی اعتبار سے مرتد سے مراد مطلق رجوع کرنے والا ہے اور شرعی اعتبار سے مرتد کے معنی دین اسلام سے رجوع کرنے والا ہے اور اس کا رکن یہ ہے کہ زبان پر ایمان لانے کے بعد کلمۂ کفر جاری کرنا، اور ایمان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام معاملات میں تصدیق کرنا ہے جو وہ اللہ رب العالمین کی طرف سے لائے ہیں۔ (الدر مختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦، ص ٣٥٤)

ارتداد کی شرائط:

(۱)......عقل، ناسمجھ بچے اور پاگل سے ایسی بات نکلی تو کفر کا حکم نہ ہوگا، (۲)......ہوش، اگر حالت نشہ میں کفر بکا تو کفر نہ ہوگا، (۳)......اختیار، اکراہ اور مجبوری کی صورت میں حکم کفر نہیں ہوگا مطلب یہ ہے کہ جان جانے، کوئی عضو تلف ہونے یا ضرب شدید کا صحیح اندیشہ ہو اس صورت میں شریعت یہ اجازت دیتی ہے کہ ظالم کے حکم کے مطابق زبان سے کفر کہہ دے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن رہے، ایسی حالت میں بھی کفر کا حکم نہ لگایا جائے گا۔ (الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦، ص ٣٥٩)

(۴)......جو شخص بطور تمسخر اور مذاق کے کفر کرے گا وہ بھی مرتد ہے اگرچہ یہ کہے کہ اس بات کا اعتقاد نہیں رکھتا۔

(الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦، ص ٣٥٦)

(۵)......مستحب یہ ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے حاکم اسلام اس پر دعوت اسلام پیش کرے اور اگر کوئی شبہ ظاہر کرے تو حاکم وقت اس

کاشبہ دور کرے اور مہلت مانگنے پر تین دن قید میں رکھے اور ہر روز اس پر اسلام پیش کرے اور مہلت نہ مانگنے پر تین دن قید میں رکھا جائے اور ہر روز اس پر اسلام پیش کیا جائے ہوسکتا ہے کہ اسلام قبول کرلے پھر اگر اسلام قبول کرلے فبہا اور منکر ہی رہے تو اب قتل کردیا جائے بغیر اسلام پیش کئے قتل کرنا مکروہ ہے۔ (الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦، ص ٣٥٩)

(٦)...... جو شخص بعض انبیاء کو مانے اور بعض کا انکار کرے یا انبیاء و مرسلین کے طور طریقوں سے راضی نہ ہو وہ کافر ہے۔ اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو حضرات انبیاء کرام کی طرف فحاشی کو منسوب کرے جیسا کہ انکے بارے میں معاذ اللہ زنا کا گمان کرے یا اسی قسم کی کوئی اور بات جیسا کہ فرقہ حشویہ نے حضرت یوسف کے بارے میں گمان کیا تھا، فرمایا کہ ایسے شخص کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ اس نے حضرات انبیاء کرام کی طرف گالی کو منسوب کیا اور انکے مقام و مرتبہ میں کمی چاہی، ابو ذر فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ ہر معصیت کفر ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہے کہ حضرات انبیاء کرام نے نافرمانی کی تو ایسا کہنے والا شخص کافر ہے کیونکہ اس نے گالی دی، اور جو یہ کہے کہ انہوں نے حالت نبوت میں کفر نہ کیا اور نہ ہی کفر کو قبول کیا تو یہ بھی کفر ہے کہ اسطرح اس نے نصوص کا انکار کیا۔

(الهندية، كتاب السير، باب في احكام المرتدين، ج ٢، ص ٢٨٥)

(٧)...... کوئی شخص اپنے ارتداد سے انکار کرے تو یہ انکار بمنزلہ توبہ ہے چہ جائے کہ گواہان عادل سے اسکا ارتداد ثابت بھی ہوتا ہو یعنی اس صورت میں یہ کہا جائیگا کہ ارتداد تو کیا تھا مگر اب توبہ کرلی اس صورت میں قتل نہ کیا جائیگا اور باقی احکام ارتداد والے جاری ہونگے مثلاً اسکی عورت نکاح سے نکل جائے گی، سابقہ اعمال صالحہ برباد ہوجائیں گے اسکا وقف باطل ہوجائے گا، عورت بائنہ ہوجائے گی اور حج کی استطاعت رکھنے پر پھر سے حج فرض ہوگا سابقہ حج بیکار گیا (الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦، ص ٣٧٠)

(٨)...... مرتد کا نکاح بھی بالاتفاق باطل ہے اسکے لئے جائز نہیں کہ کسی بھی عورت سے نکاح کرے چاہے وہ مسلمان ہو یا مرتدہ یا ذمیہ یا آزاد یا مملوکہ ہو، اسی طرح مرتد کا ذبیحہ بھی حرام ہے اور اسکا شکار بھی چہ جائے کہ کتایا باز یا تیر سے شکار کرے (اگر چہ بسم اللہ پڑھے)۔ (٩)...... جو شخص اپنے ایمان میں شک کرے اور کہے انا انشاء اللہ مومن تو ایسا شخص کافر ہے ہاں یہ کہے کہ معلوم نہیں وقت رخصت میں مومن ہونگا یا نہیں، ایسا کہنے والا شخص کافر نہ ہوگا۔ (١٠)...... قرآن کی آیتوں کا انکار کرنا یا مذاق اڑانا یا اسے عیب دار بیان کرنا کفر ہے اور ایسا کرنے والا شخص کافر ہے۔ (١١)...... جو شخص عالم سے بغیر کسی وجہ ظاہر کے بغض رکھے، ایسے شخص پر کفر کا خوف ہے اور اس بات میں بھی کفر کا خوف ہے کہ عالم یا فقیہ کو بغیر کسی وجہ کے گالی دے۔ (١٢)...... جو شخص قیامت جنت، دوزخ، میزان، پل صراط، اعمال نامے اور بعث بعد الموت کا انکار کرے ایسا شخص کافر ہے۔

(الهندية، كتاب السير، باب المرتدين، ج ٢، ص ٢٧٨، ٢٨٠، ٢٨٨، ٢٩١، ٢٩٤)

اغراض :

کعبد اللہ بن ابی: اور اس کے ساتھی۔ متعلذرین عنها: یعنی یہ منافقین مسلمانوں سے دوستیوں کے بارے میں عذر پیش کرتے ہیں۔ او غلبة: کفار کا مسلمانوں پر غلبہ ہونے۔ فلا یمیرونا: یعنی کفار ہمیں (یعنی منافقین) کو کھانا وغیرہ نہ دیں گے۔ قال تعالی: منافقین کے قول ﴿نخشی ان تصیبنا دائرة﴾ کا رد ہے اور مومنوں کے لئے ان کے عقیدے پر بشارت ہے کہ بیشک اللہ عزوجل ان کی مدد فرمائے گا، حدیث شریف میں آتا ہے: "بیشک میں اپنے بندے کے گمان سے قریب تر ہوں جو وہ چاہے"۔

بالرفع استئنافا: نحوی اعتبار سے، یا سوال مقدر کے جواب کا بیان ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی کہ ماذا یقول المؤمنون حینئذ۔ عطفا علی یأتی: یعنی اس پر عسی مسلط ہے، اصل عبارت یوں ہے کہ فعسی اللہ ان یأتی بالفتح۔ اھو لاء: ہمزہ استفہامیہ

تحییہ ہے اور ھا تنبیہ کے لئے ہے اور اولاء اسم اشارہ مبتداء ہے اور والذین اس کی خبر ہے اور اقسموا ،الذین کا صلہ ہے۔غایة اجتھادھم :اس جملے میں اشارہ ہے کہ جہد صفت ہے مصدر محذوف مفعول مطلق لاقسموا کے لئے ،تقدیر عبارت اقساماً ہے ۔الصالحة: یعنی ظاہر کے اعتبار سے اعمال کرتے ہیں۔تعالی: اللہ عزوجل کے فرمان ﴿حبطت اعمالھم﴾ کی جانب اشارہ ہے کہ یہ کلام منافقین کے اعمال سے متعلق خبر ہے نہ کہ مؤمنین کے اعمال سے متعلق،اس لئے کہ مؤمنین کو اس بات کا علم نہیں دیا گیا۔

وقد ارتد جماعة :یہ صفت جن کی ہے وہ کون ہیں اس میں کئی قول ہیں۔حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ وحسن وقتادہ نے کہا کہ یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہونے اور زکوٰۃ سے منکر ہونے والوں پر جہاد کیا۔ عیاض بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا کہ یہ ان کی قوم ہے،ایک قول یہ ہے کہ یہ لوگ اہلِ یمن ہیں جن کی تعریف بخاری ومسلم کی حدیثوں میں آئی ہے،سدی کا قول ہے کہ یہ لوگ انصار ہیں جنہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور ان اقوال میں کچھ منافات نہیں کیونکہ ان سب حضرات کا ان صفات کے ساتھ متصف ہونا صحیح ہے،الختصر۔عاطفین:اشارہ ہے کہ اذلة، عاطفین کے معنیٰ کو متضمن ہے، علی کے ساتھ (علی یا تو لام کے معنیٰ کو متضمن ہے یا بطور صلہ مستعمل ہے،مظہری) یعنی مسلمان کافروں پر سخت ہیں اور ایسا ہی معنیٰ قرآن مجید میں ﴿اشداء علی الکفار رحماء بینھم﴾ میں ہے۔﴿ذلک﴾ المذکور: یعنی چھ اوصاف۔ونزل :اس کا بیان شانِ نزول کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔خاشعون: مطلق رکوع کہہ کر خشوع مراد لیا گیا ہے۔ (الصاوی،ج۲،ص۱۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر:۱۳

﴿یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا﴾ مَهْزُوًّابِهٖ ﴿ولعبا من﴾ لِلْبَيَانِ ﴿ الذین اوتوا الکتب من قبلکم والکفار﴾ اَلْمُشْرِكِيْنَ بِالْجَرِّ وَالنَّصْبِ ﴿اولیاء واتقوا اللہ﴾ بِتَرْكِ مَوَالَاتِهِمْ ﴿ان کنتم مومنین (۵۷)﴾ صَادِقِيْنَ فِيْ اِيْمَانِكُمْ ﴿و﴾ الَّذِيْنَ ﴿ اذا نادیتم﴾ دَعَوْتُمْ ﴿الی الصلوة﴾ بِالْاَذَانِ ﴿اتخذوھا﴾ اَيِ الصَّلٰوةَ ﴿ ھزوا ولعبا﴾ بِاَنْ يَسْتَهْزِءُ وْا بِهَاوَيَتَضَاحَكُوْا ﴿ ذلک﴾ الْاِتِّخَاذُ ﴿ بانھم﴾ بِسَبَبِ اَنَّهُمْ ﴿ قوم لایعقلون (۵۸)﴾ وَنَزَلَ لَمَّا قَالَتِ الْيَهُوْدُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم :بِمَنْ تُؤْمِنُ مِنَ الرُّسُلِ فَقَالَ بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا الْاٰيَةَ فَلَمَّا ذَكَرَ عِيْسٰى قَالُوْا لَا نَعْلَمُ دِيْنًا شَرًّا مِنْ دِيْنِكُمْ ﴿ قل یاھل الکتب ھل تنقمون﴾ تُنْكِرُوْنَ ﴿ منا الا ان امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل من قبل﴾ اِلَى الْاَنْبِيَاءِ ﴿ وان اکثرکم فسقون (۵۹)﴾ عَطْفٌ عَلٰى اَنْ اٰمَنَّا اَلْمَعْنٰى مَا تُنْكِرُوْنَ اِلَّا اِيْمَانَنَا وَمُخَالَفَتَكُمْ فِيْ عَدَمِ قُبُوْلِهٖ الْمُعَبَّرُ عَنْهُ بِالْفِسْقِ اللَّازِمِ عَنْهُ وَلَيْسَ هٰذَا مِمَّا يُنْكَرُ ﴿قل ھل انبئکم﴾ اُخْبِرُكُمْ ﴿ بشر من﴾ اَهْلِ ﴿ذلک﴾ الَّذِيْ تَنْقِمُوْنَهُ ﴿ مثوبة﴾ ثَوَابًا بِمَعْنٰى جَزَاءً ﴿ عند اللہ﴾ هُوَ ﴿ من لعنه اللہ﴾ اَبْعَدَهُ عَنْ رَحْمَتِهٖ ﴿ وغضب

علیہ وجعل منهم القردة والخنازير﴾ بِالْمَسْخِ ﴿و﴾مَنْ ﴿عبد الطاغوت﴾ الشَّيْطَانَ بطَاعَتِهٖ ، وَرُعِيَ فِيْ مِنْهُمْ مَعْنٰى مَنْ وَفِيْمَا قَبْلَهٗ لَفْظُهَا وَهُمُ الْيَهُوْدُ ، وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِضَمِّ بَاءِ عَبد وَاِضَافَتُهٗ اِلٰى مَا بَعْدَهٗ اِسْمُ جَمْعٍ لِعَبْدٍ وَنَصْبُهٗ بِالْعَطْفِ عَلَى الْقِرَدَةِ ﴿ اولئک شرمكانا﴾ تَمْيِيْزٌ لِاَنَّ مَاوٰهُمُ النَّارُ ﴿واضل عن سواء السبيل(٦٠)﴾ طَرِيْقِ الْحَقِّ وَاَصْلُ السَّوَآءِ الْوَسْطُ وَذِكْرُ شَرٍّ وَاَضَلُّ فِيْ مُقَابَلَةِ قَوْلِهِمْ لَا نَعْلَمُ دِيْنًا شَرًّا مِنْ دِيْنِكُمْ ﴿واذا جاؤكم ﴾اَيْ مُنَافِقُوْ الْيَهُوْدِ ﴿قالوا امنا وقد دخلوا﴾ اِلَيْكُمْ مُتَلَبِّسِيْنَ ﴿بالكفر وهم قد خرجوا به﴾ مِنْ عِنْدِكُمْ مُتَلَبِّسِيْنَ وَلَمْ يُؤْمِنُوْا ﴿ والله اعلم بما كانوا يكتمون (٦١)﴾ مِنَ النِّفَاقِ ﴿وترى كثيرا منهم﴾ اَيِ الْيَهُوْدَ ﴿ يسارعون ﴾ يَقَعُوْنَ سَرِيْعًا﴿ في الاثم ﴾ اَلْكِذْبِ ﴿ والعدوانِ ﴾ اَلظُّلْمِ ﴿ واكلهم السحت﴾ اَلْحَرَامَ كَالرُّشٰى ﴿ لبئس ما كانوا يعملون(٦٢)﴾ عَمَلُهُمْ هٰذَا ﴿لولا﴾ هَلَّا ﴿ ينههم الربنيون والاحبار﴾ مِنْهُمْ ﴿ عن قولهم الاثم﴾ الْكِذْبَ ﴿ واكلهم السحت لبئس ما كانوا يصنعون(٦٣)﴾ تَرْكَ نَهْيِهِمْ ﴿وقالت اليهود﴾ لَمَّا ضِيْقَ عَلَيْهِمْ بِتَكْذِيْبِهِمِ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ اَنْ كَانُوْا اَكْثَرَ النَّاسِ مَالًا ﴿ يدالله مغلولة﴾ مَقْبُوْضَةٌ عَنْ اِدْرَارِ الرِّزْقِ عَلَيْنَا كَنَوْا بِهٖ عَنِ الْبُخْلِ تَعَالٰى عَنْ ذٰلِكَ قَالَ تَعَالٰى ﴿غلت﴾ اُمْسِكَتْ ﴿ايديهم﴾ عَنْ فِعْلِ الْخَيْرَاتِ دُعَاءٌ عَلَيْهِمْ ﴿ولعنوا بما قالوا بل يداه مبسوطتن﴾ مُبَالَغَةٌ فِي الْوَصْفِ بِالْجُوْدِ وَثُنِّيَ الْيَدُ لِاِفَادَةِ الْكَثْرَةِ اِذْ غَايَةُ مَا يَبْذُلُهُ السَّخِيُّ مِنْ مَالِهٖ اَنْ يُعْطِيَ بِيَدَيْهِ ﴿ينفق كيف يشاء﴾ مِنْ تَوْسِيْعٍ وَتَضْيِيْقٍ لَا اِعْتِرَاضَ عَلَيْهِ ﴿ وليزيدن كثيرا منهم ما انزل اليک من ربک﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿ طغيانا وكفرا ﴾ لِكُفْرِهِمْ بِهٖ ﴿والقينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيمة﴾فَكُلُّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ تُخَالِفُ الْاُخْرٰى ﴿ كلما اوقدوا نارا للحرب﴾ اَيْ لِحَرْبِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿ اطفاها الله﴾ اَيْ كُلَّمَا اَرَادُوْهُ رَدَّهُمْ ﴿ويسعون في الارض فسادا ﴾ اَيْ مُفْسِدِيْنَ بِالْمَعَاصِيْ ﴿ والله لايحب المفسدين (٦٤)﴾ بِمَعْنٰى اَنَّهٗ يُعَاقِبُهُمْ ﴿ولو ان اهل الكتب امنوا ﴾ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿ واتقوا﴾اَلْكُفْرَ ﴿ لكفرنا عنهم سياتهم ولادخلنهم جنت النعيم(٦٥)ولو انهم اقاموا التورة والانجيل﴾ بِالْعَمَلِ بِمَا فِيْهِمَا وَمِنْهُ الْاِيْمَانُ بِالنَّبِيِّ ﷺ ﴿وما انزل اليهم ﴾ مِنَ الْكُتُبِ ﴿ من ربهم لاكلوا من فوقهم ومن تحت ارجلهم﴾ بِاَنْ يُوَسِّعَ عَلَيْهِمُ الرِّزْقَ وَيُفِيْضَ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ ﴿منهم امة﴾ جَمَاعَةٌ ﴿ مقتصدة﴾ تَعْمَلُ بِهٖ وَهُمْ مَنْ اٰمَنَ بِالنَّبِيِّ ﷺ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَاَصْحَابِهٖ ﴿وكثيرمنهم ساء﴾ بِئْسَ ﴿ما﴾شَيْئًا

﴿یعملون(۲۲)﴾۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! جنھوں نے بنالیا ہے تمہارے دین کو ہنسی (ھزوا بمعنی مھزوءًا بہ ہے یعنی مصدر مفعول کے معنی میں ہے) اور کھیل (یہاں مِنْ بیانیہ ہے) وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافروں کو (یعنی مشرکین کو، الکفار مجرور اور منصوب دونوں طرح ہے) دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو (انکی دوستی چھوڑ کر) اگر ایمان رکھتے ہو (یعنی اپنے ایمان میں سچے ہو) اور (وہ جو) جب تم اذان دے (یعنی بلائے) نماز کیلئے (اذان کے ذریعے) بناتے ہیں (یعنی نماز کو) ہنسی اور کھیل......ا......(اس طرح کہ وہ ٹھٹا اور آپس میں مذاق کرتے ہیں) یہ (ہنسی مذاق کرنا) اس لئے کہ (اس سبب سے ہے کہ وہ) نرے بے عقل لوگ ہیں (جب یہود نے سرورِ کائنات ﷺ سے دریافت فرمایا کہ آپ ﷺ کون سے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ کی آخری آیتِ مبارکہ ﴿و ما انزل الینا﴾ پڑھی، اور پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہوا تو یہودی کہنے لگے کہ ہم تمہارے دین سے بدتر کوئی دین نہیں جانتے اس پر آیتِ مبارکہ نازل ہوئی کہ) تم فرماؤ اے کتابیو! تمہیں ہمارا کیا برا لگا (کہ تم انکار کرتے ہو) یہی نہ کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پہلے اترا (انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف) اور یہ کہ تم میں اکثر بے حکم ہیں (اس جملہ و ان اکثرھم کا عطف ان امنا پر ہے معنی یہ ہے کہ تمہارا انکار صرف ہمارے ایمان لانے پر ہے اور ایمان قبول نہ کرنے میں تمہاری مخالفت کو اس سے لازم ہونے والے فسق سے تعبیر کیا جائے گا اور یہ باتیں قابل انکار نہیں ہیں) تم فرماؤ کیا میں تمہیں بتادوں (انبئوکم بمعنی اخبرکم ہے) جو اس سے بدتر ہیں (جنھیں تم ناپسند کرتے ہو) درجہ میں (مثوبۃ بمعنی ثوابا مراد بدلہ ہے) اللہ کے یہاں (وہ) جن پر اللہ نے لعنت کی (یعنی اسے اپنی رحمت سے دور کردیا) اور ان پر غضب فرمایا اور ان میں سے کردیئے بندر اور خنزیر (مسخ کرکے) اور شیطان کے پجاری (طاغوت سے مراد شیطان ہے یعنی اس کی اطاعت کرکے، منھم میں مَنْ کے معنی کی رعایت کی گئی ہے اور اس سے پہلے مَنْ کی لفظی حیثیت پیشِ نظر رہی ہے اور مراد یہود ہیں، ایک قرأت میں عَبَدَ باء کے ضمہ کے ساتھ عَبُدَ ہے، اور اس کی اضافت مابعد کی جانب اسم جمع ہونے کی وجہ ہے، اور اس کا منصوب ہونا قردۃ پر عطف کی وجہ سے ہے) انکا ٹھکانہ زیادہ برا ہے (مکانًا، تمییز ہے، اس لئے کہ انکا ٹھکانہ آگ ہے) اور یہ سیدھی راہ سے زیادہ بہکے (یعنی راہِ حق سے، سواء بمعنی وسط ہے، شرٌّ اور اضلُّ یہودیوں کے قول لا نعلم دینًا شرا من دینکم کے جواب میں ہے) اور جب تمہارے پاس آئیں (منافق یہودی) کہتے ہوئے کہ ہم مسلمان ہیں وہ آتے وقت بھی (تمہارے پاس) کافر تھے اور جاتے وقت بھی (تمہارے پاس سے) کافر (ہی تھے اور وہ ایمان نہ لائے) اور اللہ خوب جانتا ہے جو چھپا رہے ہیں (یعنی نفاق) اور ان میں تم بہتوں کو دیکھو گے (یعنی یہود کو) کہ جلدی مچاتے ہیں (یعنی سرعت سے مبتلا ہوجاتے ہیں) گناہ (یعنی جھوٹ) اور زیادتی (یعنی ظلم) اور حرام خوری (یعنی حرام کھانے میں جیسے رشوت) میں، بے شک بہت ہی برے کام کرتے ہیں (یعنی انکا ایسے عمل کرنا) کیوں نہیں (لولا بمعنی ھلا ہے) منع کرتے ہیں اللہ والے اور علماء......۲......(ان

میں سے) گناہ کی بات (یعنی جھوٹ) سے اور حرام کھانے سے، بے شک بہت ہی برے کام کر رہے ہیں (نهی عن المنکر ترک کر کے) اور یہودی بولے (جب ان پر تنگی پڑی نبی پاک ﷺ کی تکذیب کی وجہ سے حالانکہ پہلے یہ لوگ مالدار تھے) اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے (یعنی ہم پر رزق کا دروازہ کھولنے سے بندھا ہوا ہے، انہوں نے اس لفظ کو بخل سے بطورِ کنایہ استعمال کیا حالانکہ اللہ ﷻ اس سے برتر ہے تو ان کے اس قول کے جواب میں اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) باندھے گئے (یعنی روکے گئے) ان کے ہاتھ (نیک کاموں سے، یہ جملہ ان کے حق میں بددعا ہے) اور ان پر اس کہنے سے لعنت پڑی بلکہ اللہ کے ہاتھ کشادہ ہیں (وصف جود و سخاوت میں بطورِ مبالغہ یہ لفظ استعمال ہوتا ہے، اور دونوں ہاتھوں کا تذکرہ کرنا کثرت افادہ کیلئے ہے کیونکہ سخی جب کسی کو مال دیتا ہے تو دونوں ہاتھوں سے بھر کر دیتا ہے) عطا فرماتا ہے جسے چاہے......ع......(وسعت دے کر یا تنگی سے نواز کر، اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا) اور اے محبوب! جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا (یعنی قرآنِ کریم) اس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر میں ترقی ہوگی (ان کے قرآن کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے) اور ان میں ہم نے قیامت تک آپس میں دشمنی اور بیر ڈال دیا (چنانچہ ان میں سے ہر فرقہ دوسرے کا مخالف ہے) جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں (یعنی نبی پاک ﷺ سے لڑائی کی) اللہ اسے بجھا دیتا ہے (یعنی جب بھی ایسا کوئی ارادہ کرتے ہیں تو اللہ ﷻ اسے پھیر دیتا ہے) اور زمین میں فساد کیلئے دوڑتے پھرتے ہیں (یعنی معصیت کے ذریعے فساد پھیلاتے ہیں) اور اللہ فسادیوں کو نہیں چاہتا (یعنی وہ انہیں سزا دے گا) اور اگر اہلِ کتاب ایمان لاتے (حضرت محمد ﷺ پر) اور بچتے (کفر سے) تو ضرور ہم انکے گناہ اتار دیتے اور ضرور انہیں چین کے باغوں میں لیے جاتے اور اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل (یعنی ان میں موجودہ احکام پر عمل کرتے، اور آنحضرت ﷺ پر ایمان لانا بھی اسی میں داخل ہے) اور جو کچھ ان پر اترا (نازل کردہ کتابیں) انکے رب کی طرف سے تو انہیں رزق ملتا اوپر سے اور انکے پاؤں کے نیچے سے (کہ ان پر رزق وسیع کر دیا جاتا اور ہر جہت سے ان پر برستا) ان میں کوئی گروہ (یعنی جماعت) اعتدال پر ہے (اور وہ اس میانہ روی پر عمل کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو نبی پاک ﷺ پر ایمان لائے یعنی حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلام اور انکے ساتھی رضی اللہ عنہم) اور ان میں اکثر بہت ہی برے (ساء بمعنی بئس ہے) کام کر رہے ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزوا ولعبا من الذین اوتوا الکتب من قبلکم والکفار اولیاء﴾

یایها الذین امنوا: جملہ ندائیہ، لاتتخذوا: فعل نہی بافاعل، الذین: موصول، اتخذوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، من: جار، الذین اوتوا الکتب من قبلکم: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، دینکم: مفعول اول، هزوا ولعبا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ملکر معطوف علیہ، والکفار: معطوف، ملکر مفعول اول، اولیاء: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واتقوا الله ان کنتم مؤمنین﴾

و: عاطفہ، اتقوا الله: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان: شرطیہ، کنتم مومنین: جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف فاتقوا الله کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا ناديتم الى الصلوة اتخذوها هزوا ولعبا﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، نادیتم الی الصلوۃ: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، اتخذوھا: فعل بافاعل ومفعول اول، ھزوا ولعبا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل لاتتخذوا الذین اتخذوا دینکم میں الذین پر معطوف۔

﴿ذلک بانهم قوم لايعقلون﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، انھم: حرف مشبہ واسم، قوم: موصوف، لایعقلون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ياهل الكتب هل تنقمون منا الا ان امنا بالله وما انزل الينا وما انزل من قبل وان اكثركم فسقون﴾

قل: قول، یاھل الکتب: جملہ ندائیہ، ھل: حرف استفہام، تنقمون منا: فعل بافاعل وظرف لغو، الا: اداۃ حصر، ان: مصدریہ امنا: فعل بافاعل، ب: جار، اللہ: معطوف علیہ، وما انزل الینا: موصول صلہ، ملکر معطوف اول، وما انزل من قبل: موصول صلہ، ملکر معطوف ثانی، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان اکثرکم فسقون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول تنقمون، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قل هل انبئكم بشر من ذلك مثوبة عند الله﴾

قل: قول، ھل: حرف استفہام، انبئکم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، شر: اسم تفضیل ھو ضمیر مستقر ممیز، مثوبۃ: ذوالحال، عند اللہ: ظرف مستقر حال، ملکر تمیز ملکر فاعل، من ذلک: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر مفعول ثانی ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿من لعنه الله وغضب عليه وجعل منهم القردة والخنازير وعبد الطاغوت﴾

من: موصول، لعنہ اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وغضب علیہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، جعل: فعل، منھم: ظرف مستقر مفعول اول، القردۃ والخنازیر: معطوف علیہ معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، وعبد الطاغوت: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ملکر صلہ، ملکر مبتدا محذوف ھو کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئك شر مكانا واضل عن سواء السبيل﴾

اولئک: مبتدا، شر: ممیز، مکانا: تمیز، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اضل عن سواء السبیل: شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا جاؤ کم قالوا امنا وقد دخلوابالکفروھم قد خرجوا بہ﴾

و: مستانفہ،اذا : ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم،جاء و کم : فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرشرط ،قالوا: فعل واؤ ضمیرذوالحال ،و: حالیہ،قد: تحقیقیہ،دخلوا: فعل واؤضمیرذوالحال ،بالکفر: ظرف مستقر حال،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال اول،و: حالیہ،ھم: مبتدا،قد: تحقیقیہ،خرجوا : فعل واؤضمیرذوالحال ،بہ:ظرف مستقر حال،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ثانی،ملکرفاعل،فعل فاعل ملکرقول،امنا : جملہ مقولہ ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ واللہ اعلم بما کانوا یکتمون﴾

و: استنافیہ،اللہ:اسم جلالت مبتدا،اعلم: اسم تفضیل بافاعل ،بما کانوا یکتمون:ظرف لغو،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وتری کثیرا منھم یسارعون فی الاثم والعدوانِ واکلھم السحت﴾

و: مستانفہ،تری:فعل بافاعل، کثیرا :موصوف ،منھم :مستقرصفت اول،یسرعون: فعل بافاعل،فی : جار،الاثم: معطوف علیہ ،والعدوان: معطوف اول،واکلھم السحت: شبہ جملہ معطوف ثانی،ملکرمجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرصفت ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ لبئس ما کانوا یعملون﴾

لا: تاکیدیہ،بئس:فعل ذم،ما کانوا یعملون:موصول صلہ،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرقسم محذوف نقسم کیلئے جوابِ قسم،ملکر جملہ قسمیہ

﴿لولاینھٰھم الربنیون والاحبارعن قولھم الاثم واکلِھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون﴾

لولا: حرف تحضیض،ینھھم :فعل ومفعول ،الربنیون والاحبار :معطوف علیہ،معطوف ملکرفاعل،عن : جار،قول :مصدرمضاف ،ھم : ضمیرمضاف الیہ فاعل ،الاثم:مفعول،ملکرشبہ جملہ ہوکرمعطوف علیہ ،و:عاطفہ،اکل: مصدرمضاف ،ھم:ضمیرمضاف الیہ فاعل ،السحت: مفعول،ملکرشبہ جملہ ہوکرمعطوف،ملکرمجرور،ملکرظرف لغویہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،لام:تاکیدیہ ،بئس:فعل ذم،ماکانوا یصنعون:موصول صلہ،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرقسم محذوف نقسم کیلئے جواب قسم ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا ﴾

.و: مستانفہ،قالت الیھود:قول،ید اللہ:مبتدا،مغلولۃ:خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکرمقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ ،غلت ایدیھم :فعل مجہول ونائب الفاعل،ملکرمعطوف علیہ ،ولعنوا بما قالوا:فعل مجہول ونائب الفاعل وظرف لغو،ملکرمعطوف،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿بل یداہ مبسوطتن ینفق کیف یشاء﴾

.بل: حرف اضراب وعطف،یداہ:مبتدا،مبسوطتان: خبرملکر جملہ اسمیہ،ینفق :فعل بافاعل، کیف:اسم استفہام للشرط حال،مقدم

،یشاء: فعل ھوضمیرذوالحال،ملکرفاعل،ملکرجملہ فعلیہ ہوکرمفعول،ملکرجملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ ولیزیدن کثیرا منھم ما انزل الیک من ربک طغیانا و کفرا ﴾

.و: قسمیہ قسم محذوف کیلئے جار،اپنے مجرورسے ملکرظرف مستقر اقسم فعل محذوف کیلئے،ملکرجملہ فعلیہ قسمیہ انشائیہ ،لام: تاکیدیہ،یزیدن:فعل، کثیرامنھم:موصوف وظرف مستقرصفت،ملکرمفعول،ماانزل الیک من ربک: موصول صلہ،ملکرفاعل ،طغیاناو کفرا: معطوف علیہ ومعطوف،ملکرمفعول،ملکرجملہ فعلیہ ہوکرجواب قسم،ملکرجملہ قسمیہ۔

﴿والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ﴾

.و: مستانفہ ،القینا:فعل بافاعل،بینھم : ظرف ،العداوۃ و البغضاء: معطوف علیہ،معطوف،ملکرذوالحال،الی یوم القیمۃ: ظرف مستقرحال،ملکرمفعول،ملکرجملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاھا اللہ﴾

کلما: شرطیہ ظرف زمان مقدم،اوقدوا نارا :فعل بافاعل ومفعول،للحرب : لغو،ملکرجملہ فعلیہ ہوکرشرط، اطفا ھا اللہ : فعل و مفعول وفاعل،ملکرجملہ فعلیہ ہوکرجواب شرط،ملکرجملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ ویسعون فی الارض فسادا واللہ لا یحب المفسدین﴾

و: مستانفہ ،یسعون فی الارض فسادا:فعل بافاعل وظرف لغومفعول مطلق،ملکرجملہ فعلیہ مستانفہ، و :مستانفہ،اللہ: مبتدا،لایحب المفسدین: جملہ فعلیہ خبر،ملکرجملہ اسمیہ۔

﴿ولوان اھل الکتب امنوا واتقوا لکفرنا عنھم سیاتھم ولادخلنھم جنت النعیم﴾

و: مستانفہ ،لو:شرطیہ ،ان اھل الکتب :حرف مشبہ واسم ،امنوا واتقوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ومعطوف،خبر،ملکرجملہ اسمیہ ہوکر ثبت فعل محذوف کیلئے فاعل ملکرجملہ فعلیہ ہوکرشرط،لام: تاکیدیہ، کفر نا عنھم سیاتھم:جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ولادخلنھم جنت النعیم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکرجواب،ملکرجملہ شرطیہ۔

﴿ولو انھم اقاموا التورۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم﴾

و: مستانفہ ،لو: شرطیہ ،انھم :حرف مشبہ واسم ،اقاموا:فعل بافاعل،التوریۃ :معطوف علیہ ،والانجیل :معطوف اول،وماانزل الیھم من ربھم: موصول صلہ ملکرمعطوف ثانی ،ملکرمفعول،ملکرجملہ فعلیہ خبر،ملکرجملہ اسمیہ ہوکرثبت فعل محذوف کیلئے فاعل،ملکرجملہ فعلیہ ہوکرشرط ،لام: تاکیدیہ،اکلوا:فعل بافاعل،من فوقھم: جارمجرور،معطوف علیہ ،ومن تحت ارجلھم :جارمجرور ،ملکرظرف لغو،ملکرجملہ فعلیہ ہوکرجواب شرط،ملکرجملہ شرطیہ۔

﴿منهم امة مقتصدة و كثير منهم ساء ما يعملون﴾

منهم: ظرف مستقر خبر مقدم، امة مقتصدة: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ، کثیر :موصوف، منهم: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا، ساء مایعملون : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر ماقبل لاکلوا کے فاعل سے حال۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... یاایها الذین امنوا لاتتخذوا الذین اتخذوا ...... ☆رفاعہ بن زید اور سوید بن حارث دونوں اظہار اسلام کے بعد منافق ہو گئے بعض مسلمان ان سے محبت رکھتے تھے اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا کہ زبان سے اسلام کا اظہار کرنا اور دل میں کفر چھپائے رکھنا دین کو ہنسی اور کھیل بنانا ہے۔

☆...... واذا نادیتم الی الصلوۃ ...... ☆کلبی کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا موذن اذان میں اشهد ان لا اله الله اور اشهد ان محمد رسول الله کہتا تو ایک نصرانی یہ کہا کرتا کہ جل جائے جھوٹا، ایک شب اس کا خادم آگ لایا وہ اور اس کے گھر کے لوگ سور ہے تھے آگ کا شرارہ اڑا اور وہ نصرانی اور اسکے گھر کے لوگ اور تمام گھر جل گیا۔

☆...... قل یا اهل الکتاب هل ...... ☆یہود کی ایک جماعت نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ انبیاء میں سے کس کس کو مانتے ہیں؟ اس سوال سے انکا مطلب یہ تھا کہ اگر آپ حضرت عیسی علیہ السلام کو نہ مانیں تو وہ آپ پر ایمان لے آئیں لیکن حضور ﷺ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور جو اس نے ہم پر نازل فرمایا اور جو حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسمعیل علیہ السلام و اسحق علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام و اسباط پر نازل فرمایا اور جو حضرت عیسی علیہ السلام و موسی علیہ السلام کو دیا گیا ہم انبیاء میں فرق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں اور کسی کا کو نہ مانیں جب انہیں معلوم ہوا کہ آپ حضرت عیسی علیہ السلام کی نبوت کو بھی مانتے ہیں تو وہ آپ کی نبوت کے بھی منکر ہو گئے اور کہنے لگے جو عیسی علیہ السلام کو مانے ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆...... واذا جاء و کم قالوا امنا ...... ☆یہ آیت یہود کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ایمان و اخلاص کا اظہار کیا اور کفر و ضلال چھپائے رکھا اللہ ﷻ نے اس آیت کے ذریعے اپنے حبیب کو اس کی خبر عطا فرمادی۔

☆...... وقالت الیهود ید الله مغلولة ...... حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہود بہت خوش حال اور نہایت دولتمند تھے جب انہوں نے سید عالم ﷺ کی تکذیب و مخالفت کی تو انکی روزی کم ہوگئی اس وقت فخاص یہودی نے کہا کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہے یعنی معاذ الله وہ رزق دینے اور خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے اس کے اس قول پر کسی یہودی نے منع نہ کیا بلکہ راضی رہے اس لئے یہ سب کا مقولہ قرار دیا گیا اور یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تحقیر نماز کا وبال:

۱.....اس آیت مبارکہ میں یہود کی گستاخی کی مذمت کی گئی ہے یہود نماز کی تحقیر کیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے موذن کے اذان دینے پر ہنسی کرتے۔ یہاں اگرچہ یہود کا ذکر ہے کہ وہ مسلمانوں کو نماز کی طرف جاتا دیکھ کر مذاق بناتے لیکن یہ حکم عام ہے مطلب یہ ہے کہ آج لوگ بے تکلف دوستوں کی منڈلیوں میں اکثر فرائض وواجبات اور ضروریات دین کا مذاق اڑاتے دیکھے گئے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں اگر آپ سابقہ رکوع میں مرتد کے بارے میں احکام پڑھ لیں تو اس بات کا نتیجہ بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے تاہم ہم یہاں پر ھندیہ کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں جو ہمارے موضوع کے مطابق ہے چنانچہ فرمایا کہ جب کسی کو نماز کا کہا جائے اور وہ یہ کہے کہ لا اصلی اذلیس یجب علی الصلاۃ ولم اومر بھا یکفر ولو اطلق یعنی میں نماز نہیں پڑھتا، مجھ پر نماز فرض نہیں ہے مجھے نماز کا حکم نہیں کیا گیا وہ کافر ہو جائے گا اگرچہ یہ بات مطلق کہے۔ (الھندیۃ، کتاب السیر، باب المرتدین، ج ۲، ص ۲۸۹)

علماء کا منصب:

۲.....قرآن مجید میں اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿لولا ینھٰھم الربٰنیون ......﴾ اس حوالے سے علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ لولا اگر ماضی پر داخل ہو تو زجر و توبیخ کے لئے آتا ہے یعنی انہوں نے ایسا کیوں نہ کیا اپنے فرض کی ادائیگی میں کیوں کوتاہی کی؟ اور اگر مضارع پر داخل ہو تو کسی کام پر ابھارنے کے لئے آتا ہے یہاں مضارع پر آیا ہے اور مقصد یہ ہے کہ اہل کتاب کے علماء اپنا فرض منصبی ادا کرنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوں اور لوگوں کو حرام کاری اور حرام خوری سے باز رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ٤٤٩)

حضرت علی ؓ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا اور اس میں اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا لوگوں! تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ انکے علماء انہیں گناہ کرتا دیکھ کر باز رہنے کی تلقین نہ کرتے تھے اور جب وہ اپنے گناہوں میں حد سے تجاوز کر گئے تو قسم قسم کی سزاؤں سے دوچار ہونے لگے، اسلئے تم نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے منع کیا کرو اس سے پہلے کہ تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے (ابن کثیر، ج ۲، ص ٩٦)

☆.....سید عالم نے فرمایا: ''جس قوم کے سامنے کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرے اور لوگ باوجود قدرت اور غلبہ کے بھی انہیں باز نہ رکھیں تو قریب ہے کہ اللہ کا عذاب سب کو آگھیرے''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، ص ۸۰۸)

☆.....یہاں حدیث مبارکہ میں قوم کا ذکر ہے علماء کا منصب تو اس سے بھی بڑھ کر ہے چنانچہ بخاری کی روایت میں ہے کہ اَنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَرَّثُوا الْعِلْمَ یعنی علماء ہی حضرات انبیاء کرام کے وارث ہیں جنہوں نے میراث میں علم پایا۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب العلم قبل القول، ص ١٦)

اللہ ﷻ جسے چاہے بے حساب عطا کرے:

۳.....یہود نے اللہ ﷻ کی شان میں گستاخی کی اور جب انکی نافرمانیوں کی وجہ سے ان کا رزق تنگ کر دیا گیا تو کہہ دیا کہ معاذ اللہ، اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں سورہ ال عمران کی آیت نمبر ۱۸۱ میں بھی یہی مضمون موجود ہے کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی معاذ اللہ، علامہ سید محمود آلوسی نے اس آیت مبارکہ کے تحت چند اقوال ذکر کیے ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہاں الید سے مراد نعمت ہے یعنی ہم

سے نعمت چھین لی گئی ہے اور حسن فرماتے ہیں کہ یہود کے مطابق اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ﷻ کا ہاتھ ہمیں عذاب دینے سے رکا ہوا ہے اور اللہ ہمیں عذاب نہ کرے گا مگر اس قسم کو پورا کرنے کے لئے جتنی دیر آباؤ اجداد نے بچھڑے کی پوجا کی تھی، اور کبھی ید کا اطلاق قدرت پر اور الغل کا عدم تعلق پر ہوتا ہے، ایک قول یہ ملتا ہے کہ وہ باطل معبود کی عبادت اس لئے نہ کرتے تھے کہ وہ اسکے بارے میں یہ قصد کرتے ہوں کہ اسکے ہاتھ کام کرنے والے ہیں بلکہ وہ ان باطل خداؤں کو مجسمہ ہی سمجھتے تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہود یہ سمجھتے تھے کہ ان کا رب سفید سر اور داڑھی والا ہے جو کہ کرسی پر بیٹھا ہے اور وہ جمعہ کے روز زمین وآسمان بنا کر فارغ ہو چکا ہے اور وہ ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر چڑھا کر چت لیٹا ہوا ہے اور اس کا ایک ہاتھ اس کے سینے پر استراحت پانے کے لئے رکھا ہوا ہے معاذ اللہ اللہ ﷻ ان باتوں سے پاک ہے۔ (روح المعانی ،الجزء السادس،ص ٤٧٥)

اغراض:

المشرکین :اگرچہ تمام ہی کفار مراد ہیں لیکن صرف مشرکین ہی کا نام لیا گیا اس لئے کہ معطوف علیہ اور معطوف کے مابین مغایرت پیدا ہو جائے۔بالجر :یعنی مجرور من پر عطف ہے۔بالنصب:علی الذین پر عطف ہے جو کہ مفعول بہ واقع ہو رہا ہے، پہلی صورت میں استہزاء دو فریقین سے واقع ہوا ہے اور دوسری صورت میں فقط اہل کتاب سے، اور یہود و مشرکین کا استہزاء کرنا دوسری آیت سے بھی ماخوذ ہوتا ہے(اس لئے کہ واذا نادیتم الی الصلوۃ کا عطف اتخذوا دینکم پر ہے)۔بالاذان :منافقین اور کفار جب اذان کی آواز سنتے تو ہنسی کرتے اور کہتے کہ اے محمد! آپ نے کوئی نئی چیز کی ابتداء کی ہے جو پہلے نہ سنی گئی تھی، آپ نبوت کی دعوت دیتے ہو اور اپنے سے پہلے حضرات انبیائے کرام کی مخالفت کرتے ہو، اگر اس میں کوئی بھلائی ہوتی تو پہلے کے انبیاء کرام اس کو اپنانے کے زیادہ حقدار تھے، یہ مینڈھے کی طرح چیخ وپکار ہے یہ آواز کتنی ہی قبیح ہے اور کتنا ہی برا کام ہے پس آیت مبارکہ ﴿ومن احسن قولا﴾ نازل ہوئی۔بتکذیبھم: میں باء سببیہ ہے۔

عطف علی ان امنا: یعنی محل نصب میں مضاف کے حذف کے ساتھ ہے، تقدیر عبارت یوں ہے اعتقادنا ان اکثرکم فاسقون ۔مخالفتکم: مصدر کی اضافت مفعول کی طرف (یا مفعول کے لئے) ہے، فاعل حذف ہے، اصل عبارت یوں ہے کہ مخالفتنا ایاکم ۔ المعبر عنہ الفسق :لازم فسق ہے اور ملزوم عدم قبول ایمان (یعنی ایمان کا قبول نہ کرنا)، پھر مطلق اور لازم کا ارادہ کر لیا گیا اور مراد اس سے ایمان کے قبول کرنے اور نہ کرنے کے حوالے سے مخالفت ہے۔الذی تنقمونہ :سے مراد ہمارے دین پر عیب لگانا ہے۔بالمسخ: پس ان (اہل کتاب) کے جوانوں کو بندر اور بوڑھوں کو خنزیر بنا دیا۔بمعنی جزاء :عقاب(سزا) مراد ہے، عقوبۃ کی جگہ مثوبۃ کو بطور تھکم یعنی بطور استہزاء استعمال کیا۔کالرشا: راء کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ الرشوۃ (ضمہ اور کسرہ) سے ماخوذ ہے، پس مضموم مضموم کے لئے اور مکسور مکسور کے لئے اور کاف رباء کے لئے داخل کیا گیا کہ (کہ سود بھی حرام قطعی ہے)۔

ھلا :علمائے یہود کی تحضیض اور توبیخ کے لئے ہے، یعنی انہیں بطور تحضیض اور توبیخ ان کے برے کرتوتوں سے منع نہ کیا گیا۔مقبوضۃ :یعنی ہمیں دینے سے روکا ہوا ہے (یہ یہود کا کہنا تھا کہ اللہ کا ہاتھ ہمیں دینے سے روکا ہوا ہے، معاذ اللہ)۔کنوا بہ عن البخل :مقبوضۃ یہ بخل سے بطور کنایہ مستعمل ہے، یعنی یہ صفت مستحقین کو بخل کرتے ہوئے عطاء کرنے سے ہاتھ روک لینے کو لازم ہے۔ونزل لما الیھود :اس کے تحت شان نزول کا مطالعہ فرمائیں۔تعالی اللہ عن ذلک: اللہ ﷻ بخل وغیرہ صفات سے

متصف ہونے سے پاک ہے، اسلئے کہ بخل مستحق کو اس کا حق دینے سے انکار کرتا ہے اور ایسی صفات کا اللہ ﷻ کی ذات کے ساتھ متصف کرنا کسی کو لائق نہیں ہونا چاہیے، بلکہ وہ کریم حقیقی ہے اس کی عطا فرمانبرداروں اور نافرمانوں سب کو عام ہے، غرض اور عوض اس کے ہاں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

مبالغة فی الوصف بالجود: اس کے عطاء کثیر ہے جو کہ فرمانبردار اور نافرمان سب کو شامل ہے، جان لو کہ مومن کے ساتھ اللہ کا معاملہ فضل کے ساتھ دینا یا روک لینا ہے، پس اللہ ﷻ دنیا میں دینے سے صرف آخرت کے عظیم فائدے ہی کی وجہ سے روکتا ہے ،کافروں کے ساتھ اللہ کا معاملہ کچھ یوں ہے کہ اللہ کا فضل دے دینے میں ہے اور عدل روک لینے میں، پس اللہ ﷻ کی ذات بے مثال کے ساتھ بخل جیسی صفات کا متصف کرنا جائز نہیں اسلئے کہ بخل تو مستحق سے اس کا حق روک لینے کو کہتے ہیں اور اللہ ﷻ کی شان اس سے بلند و بالا ہے۔ **دعاء:** مرفوع ہونے کی صورت میں محذوف مبتداء کی خبر ہوگا اصل عبارت یوں ہے **هو دعاء**، المختصر۔

من توسیع و تضییق :مصلحت اور حکمت الٰہیہ کے تقاضے کے پیش نظر، حدیث میں ہے: ''میرے بندے کی اصلاح فقر ہی میں ہوتی ہے اگر میں اسے غنی کردوں تو اس کے حال میں فساد آجاتا ہے اور میرے بندے کے حال میں اصلاح غنی ہونے کی صورت میں ہی ہوتی ہے، پس اگر میں اسے فقیر کردوں تو اس میں فساد آجائے گا''۔ **فکل فرقة منهم** :یہود کے فرقے جیسا کہ جبریہ، قدریہ، مشبہ اور مرجیہ، نصاری کے فرقے ملکانیہ، نسطوریہ، یعقوبیہ اور ماردانیہ ہوئے، اگر تو یہ کہے کہ مسلمانوں میں بھی تو اسی طرح فرقے ہوئے ہیں ؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مسلمانوں کا افتراق فرع کے اعتبار سے ہے کہ نہ اصول کے اعتبار سے، اور تمام مسلمان دوسروں کے مقابلے میں خیر پر ہیں، پس جو اسلام سے خارج ہوا وہ گمراہی میں پڑ گیا۔

بان یوسع علیهم الرزق: یہ کہ اللہ ان (کتابیوں پر بوجہ ایمان) زمین و آسمان کی برکتیں نچھاور کردے، اس آیت مبارکہ سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اللہ ﷻ کی بندگی اختیار کرنا حصول رزق کا سبب ہے اور اس کی نافرمانی کرنا تنگی رزق کا سبب ہے، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ﴿ومن یتق اللہ یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لایحتسب﴾ ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ﴿من عمل صالحا من ذکر او انثی وهو مومن فلنحیینه حیاة طیبة﴾ اور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم اپنے دل میں سختی، رزق میں کمی، بدن میں کمزوری جان لو کہ تو نے وہ کیا (یا وہ کلام کیا) ہے جو تیری شان کے لائق نہ تھا''۔ (الصاوی، ج۲، ص۱۲۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿یایها الرسول بلغ﴾ جَمِیْعَ ﴿ما انزل الیک من ربک﴾ وَلَاتَکْتُمْ شَیْئًا مِنْهُ خَوْفًا اَنْ تُنَالَ بِمَکْرُوْهٍ ﴿وان لم تفعل﴾ اَیْ لَمْ تُبَلِّغْ جَمِیْعَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ ﴿فما بلغت رسلته﴾ بِالْاِفْرَادِ وَالْجَمْعِ لِاَنَّ کِتْمَانَ بَعْضِهَا کَکِتْمَانِ کُلِّهَا ﴿واللہ یعصمک من الناس﴾ اَنْ یَّقْتُلُوْکَ وَکَانَ ﷺ یُحْرَسُ حَتّٰی نَزَلَتْ فَقَالَ: "اِنْصَرِفُوْا عَنِّیْ فَقَدْ عَصَمَنِیَ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْحَاکِمُ ﴿ان اللہ لا یهدی القوم الکفرین (٦٧) قل یاهل الکتب لستم علی شیء﴾ مِنَ الدِّیْنِ مُعْتَدٍّ بِهٖ ﴿حتی تقیموا التورة والانجیل وما انزل الیکم من ربکم﴾ بِاَنْ

تَعْمَلُوْا بِمَا فِيْهِ وَمِنْهُ الْاِيْمَانُ بِيْ ﴿ وليزيدن كثيرا منهم ما انزل اليك من ربك﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿طغيانا وكفرا ﴾ لِكُفْرِهِمْ بِهٖ ﴿ فلا تاس﴾ تَحْزَنْ﴿ على القوم الكفرين (۲۸)﴾اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِكَ اَیْ لَاتَهْتَمَّ بِهِمْ ﴿ان الذين امنوا والذين هادوا ﴾ هُمُ الْيَهُوْدُ مُبْتَدَاٌ ﴿والصابئون﴾فِرْقَةٌ مِنْهُمْ ﴿ والنصرى ﴾ وَيُبْدَلُ مِنَ الْمُبْتَدَاِ ﴿من امن﴾ مِنْهُمْ ﴿ با لله واليوم الاخر وعمل صالحا فلاخوف عليهم ولاهم يحزنون(۲۹)﴾ فِيْ الْاٰخِرَةِ خبرُ الْمُبْتَدَاِ وَدَالٌّ عَلٰى خَبرِ اِنَّ ﴿لقد اخذنا ميثاق بني اسرائيل ﴾ عَلَى الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ﴿ وارسلنا اليهم رسلا كلما جاء هم رسول ﴾ مِنْهُمْ ﴿بما لاتهوى انفسهم﴾ مِنَ الْحَقِّ كَذَّبُوْهُ ﴿ فريقا﴾ مِنْهُمْ ﴿ كذبوا وفريقا﴾مِنْهُمْ ﴿ يقتلون (۷۰)﴾ كَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَالتَّعْبِيْرُ بِهٖ دُوْنَ قَتَلُوْا حِكَايَةً لِلْحَالِ الْمَاضِيَةِ لِلْفَاصِلَةِ ﴿وحسبوا﴾ ظَنُّوْا ﴿ ا﴾ ن ﴿لا تكون﴾ بِالرَّفْعِ فَاِنْ مُخَفَّفَةٌ وَالنَّصبِ فَهِيَ نَاصِبَةٌ اَیْ تَقَعُ ﴿فتنة﴾ عَذَابٌ بِهِمْ عَلٰى تَكْذِيْبِ الرُّسُلِ وَقَتْلِهِمْ ﴿فعموا ﴾عَنِ الْحَقِّ فَلَمْ يَبْصُرُوْهُ ﴿وصموا﴾عَنِ اسْتِمَاعِهٖ ﴿ثم تاب الله عليهم﴾لَمَّا تَابُوْا ﴿ثم عموا وصموا ﴾ ثَانِيًا ﴿ كثير منهم﴾بَدَلٌ مِنَ الضَّمِيْرِ ﴿والله بصيربما يعملون (۷۱)﴾ فَيُجَازِيْهِمْ بِهٖ ﴿لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم﴾سَبَقَ مِثْلُهٗ ﴿ وقال﴾ لَهُمْ ﴿ المسيح يبنى اسرائيل اعبدوا الله ربي وربكم ﴾ فَاِنِّیْ عَبْدٌ وَلَسْتُ بِاِلٰهٍ ﴿ انه من يشرك بالله﴾ فِي الْعِبَادَةِ غَيْرَهٗ ﴿ فقد حرم الله عليه الجنة ﴾مَنَعَهٗ اَنْ يَّدْخُلَهَا ﴿وماوه النار وما للظلمين من ﴾ زَائِدَةٌ﴿ انصار (۷۲)﴾ يَمْنَعُوْنَهُمْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ ﴿لقد كفر الذين قالوا ان الله ثالث﴾ اٰلِهَةٍ ﴿ثلثة﴾اَیْ اَحَدُهَا وَالْاٰخَرَانِ عِيْسٰى وَاُمُّهٗ وَهُمْ فِرْقَةٌ مِنَ النَّصَارٰى ﴿وما من اله الا اله واحد وان لم ينتهوا عما يقولون﴾مِنَ التَّثْلِيْثِ وَكَمْ يُوَحِّدُوْا ﴿ليمسن الذين كفروا ﴾اَیْ ثَبَتُوْا عَلَى الْكُفْرِ ﴿منهم عذاب اليم (۷۳)﴾مُؤْلِمٌ هُوَ النَّارُ ﴿افلا يتوبون الى الله ويستغفرونه ﴾مِمَّا قَالُوْهُ اِسْتِفْهَامُ تَوْبِيْخٍ ﴿والله غفور ﴾لِمَنْ تَابَ ﴿رحيم (۷۴)﴾بِهٖ ﴿ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت ﴾مَضَتْ ﴿من قبله الرسل ﴾فَهُوَ يَمْضِيْ مِثْلَهُمْ وَلَيْسَ بِاِلٰهٍ كَمَا زَعَمُوْا وَاِلَّا لَمَّا مَضٰى ﴿وامه صديقة﴾مُبَالَغَةٌ فِي الصِّدْقِ ﴿كانا ياكلن الطعام﴾ كَغَيْرِهِمَا مِنَ الْحَيْوَانَاتِ وَمَنْ كَانَ كَذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ اِلٰهًا لِتَرْكِيْبِهٖ وَضُعْفِهٖ وَمَا يَنْشَأُ مِنَ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ ﴿انظر﴾مُتَعَجِّبًا ﴿كيف نبين لهم الايت﴾عَلٰى وَحْدَانِيَّتِنَا ﴿ثم انظر انى ﴾ كَيْفَ ﴿يؤفكون (۷۵)﴾يُصْرَفُوْنَ عَنِ الْحَقِّ مَعَ قِيَامِ الْبُرْهَانِ﴿قل اتعبدون من دون الله ﴾اَیْ غَيْرِهٖ ﴿ما

لا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ھو السمیع ﴿لاَقْوَالِکُمْ ﴿العلیم (۷٦) ﴿بِاَحْوَالِکُمْ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلْاِنْکَار ﴿قل یاھل الکتب ﴿اَلْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی ﴿لا تغلوا ﴿تَجَاوَزُوْا الْحَدَّ ﴿فی دینکم ﴿غلوا ﴿غیر الحق ﴿بِاَنْ تَضَعُوْا عِیْسٰی اَوْ تَرْفَعُوْهُ فَوْقَ حَقِّهٖ ﴿ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل ﴿بِغُلُوِّهِمْ وَهُمْ اَسْلَافُهُمْ ﴿واضلوا کثیرا ﴿مِنَ النَّاسِ ﴿وضلوا عن سواء السبیل (۷۷) ﴿عَنْ طَرِیْقِ الْحَقِّ وَالسَّوَاءُ فِی الْاَصْلِ الْوَسَطُ.

﴿ترجمہ﴾

اے رسول! پہنچادو......۱...... (سب) جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے (اور اس میں سے کچھ بھی نہ چھپائیں اس خوف سے کہ آپ ﷺ کو ان کی طرف سے کچھ تکلیف پہنچے گی) اور اگر ایسا نہ ہو (یعنی جو آپ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا آپ ﷺ وہ سب کچھ نہ پہنچائیں) تو تم نے اسکا کوئی پیغام نہ پہنچایا (رسالتہ مفرد اور جمع دونوں طرح ہے، اس لئے کہ پیغام کا بعض چھپانا کل چھپانے کے برابر ہے) اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے (کہ وہ آپ ﷺ کو شہید کریں، اس آیتِ مبارکہ کے نزول سے پہلے نبی پاک ﷺ کا پہرہ دیا جاتا تھا جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھ سے دور رہو کہ اللہ ﷻ میری نگہبانی فرمائے گا''، اسے امام حاکم نے روایت کیا ہے) بے شک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا تم فرما دو اے کتابیو! تم کچھ بھی نہیں ہو (یعنی اللہ کے نزدیک تمہارے دین کی کچھ حیثیت نہیں) جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا (اس طرح کہ جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرو، اور اس میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ مجھ پر ایمان لے آؤ) اور بے شک اے محبوب! جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا (یعنی قرآنِ کریم) اس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر کی اور ترقی ہوگی (کہ ان کے اس نازل کردہ احکامات کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے) تو تم افسوس (یعنی غم) نہ کھاؤ کافروں کا کچھ بھی......۲...... (اگر وہ آپ ﷺ پر ایمان نہ لائیں یعنی انکو زیادہ اہمیت نہ دیں) اور وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور یہودی (یہ مبتدا ہے) اور ستارہ پرست (یہ بھی انہی کا ہی ایک فرقہ ہے) اور نصرانی (یہ مبتدا سے بدل ہے) جو کوئی سچے دل سے ایمان لائے (ان میں سے) اللہ اور آخرت کے دن پر اور اچھے کام کرے تو ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم (آخرت میں، یہ مبتدا کی خبر ہے اور ان کی خبر پر بھی دال ہے) بے شک ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لئے (اللہ ﷻ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے) اور بھیجے انکے پاس (ان میں سے) رسول جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول وہ بات لے کر آیا جو انکے نفس کی خواہش نہ تھی (یعنی حق بات تھی تو انہوں نے اس کی تکذیب کی) ایک گروہ کو (ان رسولوں میں سے) جھٹلایا اور ایک گروہ کو (ان میں سے) شہید کرتے ہیں......۳...... (جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام، یقتلون ماضی کی بجائے مضارع سے تعبیر کرنا فاصلہ کی وجہ سے حال ماضیہ کی حکایت بیان کرنا ہے) اور انہوں نے گمان کیا (حسبوا بمعنی ظنوا ہے) یہ کہ نہ ہوگی (تکون مرفوع ہو تو ان مخففہ ہوگا اور منصوب ہو تو ان ناصبہ ہوگا بمعنی تقع) کوئی سزا (یعنی رسولوں کے جھٹلانے اور انکے شہید کرنے پر کوئی عذاب نہ ہوگا) تو اندھے (ہیں حق سے کہ حق دیکھتے ہی نہیں) اور بہرے (ہیں حق سننے سے) پھر اللہ نے انکی توبہ قبول کی (جب انہوں نے توبہ کی) پھر اندھے اور بہرے ہوگئے (دوسری مرتبہ) ان میں بہتیرے (یہ منھم ضمیر سے بدل ہے) اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے (پس وہ انہیں اس کی جزا دے گا) بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ

وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے(اس کی مثل آیتِ مبارکہ گزر چکی ہے)اور کہا تھا(ان سے) مسیح نے تو اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب اور تمہارا رب (ہے، پس میں ایک بندہ ہوں اور معبود نہیں) بیشک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے (عبادت میں کسی دوسرے کو) تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی (یعنی اسے جنت میں داخلے سے روک دیا) اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی (مِن زائدہ ہے) مددگار نہیں (کہ انہیں اللہ ﷻ کے عذاب سے بچالے) بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ تیسرا (معبود) تین خداؤں میں کا ہے......ﷺ......(یعنی ان تین میں سے ایک اللہ ﷻ اور دوسرے دو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ بی بی مریم، اس سے مراد نصاریٰ کا ہی ایک گروہ ہے) اور خدا تو نہیں مگر ایک خدا اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے (یعنی عقیدۂ تثلیث سے اور توحید کے قائل نہ ہوئے) تو ضرور پہنچے گا جو کافر مریں گے (یعنی جو کفر پر ثابت قدم رہیں گے) انہیں دردناک عذاب (یعنی المناک، اور اس سے مراد عذابِ نار ہے) تو کیوں نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور اس سے بخشش مانگتے (جو کچھ گستاخی کی ہے، یہاں استفہام برائے توبیخ ہے) اور اللہ بخشنے والا (ہے جو توبہ کرے اور) مہربان ہے (اس پر) مسیح بن مریم نہیں مگر رسول......۵......، بے شک ہو گزرے (خلت بمعنی مضت) اس سے پہلے بہت رسول (پس وہ بھی انہی کی مثل گزر جائیں گے اور وہ کوئی معبود والہ نہیں ہیں جیسا کہ انکا گمان ہے، ورنہ وہ اس جہانِ فانی سے کوچ نہ فرماتے) اور اس کی ماں صدیقہ ہے (یہ صیغہ صدق کا مبالغہ ہے) دونوں کھانا کھاتے تھے (جیسا کہ دوسرے جاندار کھاتے ہیں اور جو اس طرح ہو وہ اپنی بناوٹ وضعف جسمانی اور اس سے بننے والے بول و براز کی وجہ سے خدا نہیں ہو سکتا) دیکھو تو (بنظرِ تعجب) ہم کیسی صاف نشانیاں بیان کرتے ہیں انکے لیے (اپنی وحدانیت پر) پھر دیکھو وہ کیسے (أنّٰـى بمعنی کیف ہے) اوندھے جاتے ہیں (یعنی دلائل قائم ہونے کے باوجود حق سے پھرے جاتے ہیں) تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو (دون اللّٰہ سے مراد غیر اللّٰہ ہے) جو تمہارے نقصان کا مالک نہ نفع کا اور اللہ ہی سنتا (ہے تمہاری باتوں کو) اور جانتا ہے (تمہارے احوال کو، استفہام انکاری ہے) تم فرماؤ اے کتاب والو! (یعنی یہود و نصاریٰ) زیادتی نہ کرو (یعنی حد سے تجاوز نہ کرو) اپنے دین میں (کہ تمہاری یہ زیادتی) ناحق (ہو اس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے حقیقی مرتبے سے زیادہ گرادو یا بلند کردو) اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے (اپنے غلو کی وجہ سے، یعنی انکے اسلاف) اور بہتوں کو گمراہ کیا (لوگوں میں سے) اور سیدھی راہ سے بہک گئے (سبیل سے مراد راہِ حق ہے، اور سواء بمعنی وسط کے ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک﴾

یایھا الرسول: جملہ ندائیہ، بلغ: فعل امر با فاعل، ماانزل الیک: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من ربک: ظرف مستقر حال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وان لم تفعل فما بلغت رسلتہ﴾

و: مستانفہ، ان: شرطیہ، لم تفعل: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ما بلغت: فعل نفی با فاعل، رسالتہ: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکفرین﴾

و: مستانفہ، اللہ: مبتدا، یعصمک من الناس: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لا یھدی القوم

الکافرین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل یاھل الکتب لستم علی شیء حتی تقیموا التورة والانجیل وما انزل الیکم من ربکم﴾

قل: قول، یاھل الکتب: جملہ ندائیہ، لستم: فعل ناقص با اسم، علی شئی: ظرف مستقر خبر، حتی: جار، تقیموا: فعل با فاعل، التوریة: معطوف علیہ، والانجیل: معطوف اول، وما انزل الیکم من ربکم: موصول صلہ، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر مقصود بالنداء، اپنی نداء سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿ فلا تاس علی القوم الکفرین﴾

ف: فصیحیہ، لاتاس: فعل نہی با فاعل، علی: جار، القوم الکفرین: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذا علمت ھذا کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الذین امنوا والذین ھادوا والصبئون والنصری من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون﴾

ان: حرف مشبہ، الذین امنوا: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، والذین ھادوا: موصول صلہ ملکر معطوف اول، والصبئون: معطوف ثانی، والنصری: معطوف، ملکر مبدل منہ، من: موصولہ، امن: فعل با فاعل، ب: جار، اللہ: اسم جلالت معطوف علیہ، والیوم الاخر: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، وعمل صالحا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر بدل، اپنے مبدل منہ سے ملکر اسم، ف: جزائیہ، لا: نافیہ، خوف: مبتدا، علیھم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، ھم یحزنون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لقد اخذنا میثاق بنی اسرائیل وارسلنا الیھم رسلا﴾

لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، اخذنا: فعل با فاعل، میثاق بنی اسرائیل: مفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ارسلنا الیھم رسلا: جملہ فعلیہ معطوف ملکر یقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿کلما جاء ھم رسول بما لاتھوی انفسھم﴾

کلما: شرطیہ ظرف زمان مقدم، جاء ھم: فعل ومفعول، رسول: فاعل، بما لاتھوی انفسھم: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف عصوہ کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ فریقا کذبوا وفریقا یقتلون﴾

فریقا: مفعول مقدم، کذبوا: فعل با فاعل، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، فریقا: مفعول مقدم، یقتلون: فعل با فاعل، ملکر معطوف، ملکر

جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وحسبوا الا تكون فتنة فعموا وصموا ثم تاب الله عليهم ثم عموا وصموا كثير منهم﴾

و: عاطفہ، حسبوا: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، لاتکون فتنۃ: فعل تام وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فعموا: جملہ فعلیہ معطوف اول، وصموا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ثم تاب اللہ علیھم: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ثم عموا: جملہ فعلیہ معطوف رابع، و: عاطفہ، صموا: فعل واؤ ضمیر مبدل منہ، کثیر منھم: مرکب توصیفی بدل، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف خامس، ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ۔

﴿والله بصير بما يعملون﴾

و: مستانفہ، اللہ: اسم جلالت مبتدا، بصیر بما یعملون: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم وقال المسيح يبنى اسرائيل اعبدوا الله ربى وربكم﴾

لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، کفر: فعل، الذین: موصول، قالوا: قول، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، ھو: مبتدا، المسیح: موصوف، ابن مریم: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر صلہ، ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر نقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة﴾

انہ: حرف مشبہ واسم، من: شرطیہ مبتدا، یشرک باللہ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ، حرم اللہ علیہ الجنۃ: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر اسمیہ۔

﴿وماوه النار وما للظلمين من انصار﴾

و: مستانفہ، مأواہ: خبر مقدم، النار: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: مستانفہ، ما: مشابہ بلیس، للظلمین: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، انصار: اسم موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لقد كفر الذين قالوا ان الله ثالث ثلثة وما من اله الا اله واحد﴾

لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، کفر: فعل، الذین: موصول، قالو: قول، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، ثالث ثلثۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ذوالحال، و: حالیہ، ما: نافیہ، من: زائد، الہ: مبتدا، موجود محذوف اسم مفعول ھو ضمیر مبدل منہ، الا: اداہ حصر، الا واحد: مرکب توصیفی بدل، ملکر نائب الفاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر مقولہ اپنے قول سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر نقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وان لم ينتهوا عما يقولون ليمسن الذين كفروا منهم عذاب اليم﴾

و: مستانفہ ،ان شرطیہ ،لم ینتھوا: فعل نفی بافاعل ،عما یقولون : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ ،یمسن : فعل ،الذین کفرو امنھم: موصول صلہ ملکر ،مفعول ،عذاب الیم: فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف نقسم کیلئے جواب قسم ،قائم مقام جواب شرط ،ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم﴾

ھمزہ: للاستفہام ،ف: عاطفہ ،معطوف علیہ محذوف الاتنتھون ،لایتوبون: فعل بافاعل ،ہ: ضمیر ذوالحال ،و: حالیہ ،اللہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ حال ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ماالمسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل﴾

ما: نافیہ ،المسیح ابن مریم: مبتدا ،الا: اداۃ حصر ،رسول: موصوف ،قد : تحقیقیہ ،خلت: فعل ،من قبلہ: ظرف لغو ،لغو: الرسل: فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وامہ صدیقۃ کانا یاکلن الطعام﴾

و: عاطفہ ،امہ مبتدا ،صدیقۃ: خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،کانا: فعل ناقص والف تثنیہ اسم ،یاکلان العطام: جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انظر کیف نبین لھم الایت ثم انظر انی یؤفکون﴾

انظر: فعل بافاعل ،کیف : اسم استفہام حال مقدم ،نبین : فعل نحن ضمیر مستقر ذوالحال ،ملکر فاعل ،لھم: ظرف لغو ،لایت :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،ثم: عاطفہ ،انظر : فعل بافاعل ،انی: بمعنی کیف حال مقدم ،یوفکون : فعل واؤ ضمیر ذوالحال ،ملکر ،نائب الفاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل اتعبدون من دون اللہ مالا یملک لکم ضرا ولا نفعا﴾

☆......قول: قول ،ھمزہ : حرف استفہام ،تعبدون: فعل بافاعل ،من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم ،ما: موصولہ ،لایملک: فعل نفی بافاعل وظرف لغو ،ضرا: معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،لا: نافیہ ،نفعا: معطوف ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ،ملکر ذوالحال ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿واللہ ھوالسمیع العلیم﴾

و: حالیہ ،اللہ: اسم جلالت مبتدا ،ھو السمیع العلیم: جملہ اسمیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل من دون اللہ میں اللہ اسم جلالت سے حال۔

﴿قل یاھل الکتب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق﴾

قل: قول ،یاھل الکتب : جملہ ندائیہ ،لاتغلوا: فعل نہی بافاعل ،فی دینکم :ظرف لغو ،غیر الحق: مرکب اضافی غلوا مصدر محذوف کیلئے صفت ،ملکر مفعول مطلق ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء ،اپنی ندا سے ملکر مقولہ ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل﴾

و: عاطفہ، لاتتبعوا: فعل بافاعل، اھواء: مضاف، قوم: موصوف، قد ضلوا من قبل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واضلوا کثیرا: جملہ فعلیہ معطوف اول، وضلوا عن سواء السبیل: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل لاتغلوا پر معطوف۔

﴿شان نزول﴾

☆......واللہ یعصمک من الناس ......☆ کفار جو آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں سفروں میں شب کو حضور اقدس ﷺ کا پہرہ دیا جاتا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی پہرہ ہٹا دیا گیا اور حضور نے پہرہ داروں سے فرمایا کہ تم لوگ چلے جاؤ اللہ ﷻ نے میری حفاظت فرمائی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رسالت کی تبلیغ:

لے......آیت مبارکہ میں فرمایا کہ آپ ﷺ اپنی رسالت کا پیغام پہنچادیں اور اگر آپ نے ایک آیت بھی نہ پہنچائی تو گویا آپ ﷺ نے اپنے رب کا پیغام بالکل نہ پہنچایا کیونکہ ایک آیت کے نہ پہنچانے سے باقی آیتوں کا پہنچانا ضائع اور بیکار ہوجائے گا جیسے کوئی ایک آیت پر ایمان لائے اور دوسری کا انکار کرے، علماء و محققین کا یہ بھی کہنا ہے کہ سید عالم ﷺ پر صرف احکام شریعہ کی تبلیغ واجب تھی باقی تمام امور کی تبلیغ واجب نہ تھی سید عالم ﷺ پر منکشف ہونے والے بعض امور ایسے بھی تھے جسکے بارے میں آپ ﷺ نے ہر ایک کو مطلع نہ فرمایا جبکہ بعض امور جو متشابہات میں سے تھے تو اسکا کامل علم فقط حضور ہی کی ذات بالا صفات کو ہے۔ حضور ﷺ پر صرف احکام کی تبلیغ واجب تھی اس بات کی تائید میں شیخ سلیمان بن عمر الجمل فرماتے ہیں ''وہ امور جو احکام سے متعلق ہیں انکو پہنچادیجئے کیونکہ جو اسرار آپ ﷺ پر خاص کردیئے گئے ہیں انکی تبلیغ کرنا آپ کیلئے جائز نہیں۔ (الجمل، ج۲، ص۲۵۱)

☆......حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاذ حضور ﷺ کے ساتھ سواری کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ''! انہوں نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں (اس جملے کا تکرار تین بار ہوا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی سچے دل سے تین بار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے، اللہ اس کو دوزخ پر حرام کردے گا''، حضرت معاذ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں لوگوں کو یہ خبر نہ سناؤں کہ لوگ اس سے خوش ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر لوگ اسی پر تکیہ کر لیں گے''، پھر حضرت معاذ بن جبل نے اپنی موت کے وقت گناہ سے بچنے کی غرض سے کہ کہیں علم کے چھپانے کا وبال نہ لازم آئے یہ حدیث بیان فرمائی۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من خص بالعلم قوما، ص۲۷)

وہ علم جس کا اخفاء آپ ﷺ پر لازم تھا یہاں اس سے ہماری مراد متشابہات کا علم ہے جو اللہ نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا چنانچہ ملا جیون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ متشابہ وہ اسم ہے کہ جس کی معرفت کی امید منقطع ہوگئی ہو اور اسکے ظاہر ہونے کی اصلا امید نہ رہی ہو وہ غایت خفا میں ہوتا ہے اور اسکی ضد محکم ہے جو غایت ظہور میں ہوتا ہے اسکا حکم یہ ہے کہ اس پر اعتقاد رکھا جائے اور یہ بھی یقین رکھا جائے کہ اسکی

مراد حق ہے اگر چہ ہم اسکو قیامت سے پہلے نہ جان پائیں گے اور بعدِ قیامت ان شاء اللہ سب پر منکشف ہو جائیگی (نور الانوار، ص ۹۳)

حضور ﷺ کی تسکین خاطر:

۲.....نبی پاک ﷺ کو یہود کی کفر وطغیانی پر غمگین ہونے سے منع فرمادیا گیا جو آپکی نبوت کا انکار کرتے تھے اور آپ ﷺ پر ایمان نہ لاتے، ان لوگوں کو انکے کفر کی وجہ سے ضرر پہنچے گا۔ (الخازن، ج ۲، ص ٦٤)

حضرات انبیاء کرام کو شہید کرنا:

۳.....حضرات انبیاء کرام میں سے ایک گروہ کو جھٹلایا جیسے حضرت عیسی علیہ السلام اور نبی پاک ﷺ کو اور ایک گروہ کو قتل کیا یعنی حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحیی علیہ السلام کو اور یہ کام انہوں نے عہد کو توڑنے، اللہ پر جرأت مندی دکھانے اور اسکے حکم کی خلاف ورزی کرنے کے لئے کی۔ (الخازن، ج ۲، ص ٦٥)

عقیدۂ تثلیث:

۴.....قرآن مجید اور معتبر تفاسیر کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بعض عیسائیوں کا یہ کہنا ہے کہ مسیح بعینہ اللہ ہی ہیں، اسلئے کہ اللہ عزوجل کبھی کسی زمانے میں کسی شخص پر تجلی فرماتا ہے اور اسوقت اللہ عزوجل نے حضرت عیسی علیہ السلام پر تجلی ڈالی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ عیسی علیہ السلام سے جو افعال ظاہر ہوتے ہیں وہ اللہ کے سوا کسی اور کی قدرت ہو ہی نہیں سکتی، بعض عیسائی تین خدا مانتے ہیں اللہ، مریم اور مسیح اور حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہ ولد الله من مریم (معاذ اللہ)۔ (المدارك، ج ۱ ص ٤٦٤)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں عقیدۂ تثلیث سے انکی مراد باپ، بیٹا اور روح القدس یہ تینوں ایک ہی خدا ہیں (روح القدس سے انکی مراد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہیں)۔

حضرت عیسی علیہ السلام کے خدا نہ ہونے پر قرآنی دلائل:

۵.....اس بارے میں چند دلائل یہ ہیں: (۱)..... حضرت عیسی علیہ السلام خدا کیسے ہو سکتے ہیں (معاذ اللہ) جبکہ اللہ عزوجل تو انہیں اپنا رسول فرمارہا ہے اور رسول اللہ کا بندہ ہوتا ہے۔ (۲)..... جو اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اسے کوئی پیدا نہیں کر سکتا۔ (۳)..... آیت مبارکہ میں یہ بھی کہا گیا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی ماں صدیقہ یعنی اپنے رب کے کلمات اور کتابوں کی تصدیق کرنیوالی ہیں اور یہ بھی کہ ماں بیٹا دونوں کھاتے ہیں اور جو کھائے پیئے وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟ (۴)..... اگر عیسائی معجزات دیکھ کر انہیں خدا مانتے ہوں تو معجزات ان سے پہلے گزرے ہوئے انبیائے کرام نے بھی دکھائے، اسی طرح اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا عیسائیوں کے نزدیک خدا ہونے کو لازم کرتا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے تھے۔

اغراض:

بالافراد والجمع: نافع، ابن عامر، ابوبکر اور یعقوب نے جمع کا صیغہ رسالاته پڑھا ہے جب کہ باقی قراء نے واحد کا صیغہ رسالته پڑھا ہے۔ تهتم به: اس لئے کہ اہل کتاب عنایت (توجہ واہتمام) کے مستحق نہیں۔ وکان ﷺ یحرس: حضرت بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ حفاظت کی غرض سے جاگا کرتے تھے، جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو فرمایا کاش

کوئی صالح صحابی میری حفاظت کرتا، اسی اثناء میں ہم نے اسلحہ کی آواز سنی فرمایا کون ہے؟ جواب آیا سعد بن ابی وقاص ﷺ ہوں، میں آپ ﷺ کی حفاظت کی غرض سے حاضر ہوا ہوں تو نبی پاک ﷺ سو گئے، المختصر۔ یـــدل :یعنی بدل بعض ہے مبتداء سے جو کہ مذکورہ تینوں (ھا دو والنـصاری والصابئین) فرقے ہیں۔ معتد به :یعنی کسی چیز کو اس کے فساد اور بطلان کی وجہ سے معتد بہ کہا جائے، جیسا کہ کوئی کہے کہ یہ وہ چیز نہیں جس کا تو ارادہ کرتا ہے یعنی اس چیز کی تحقیر اور کم شان ہونے کی وجہ سے یہ بات کہے۔ فـریـقـا کـــذبـوا :بغیر قتل کے، جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اور سید عالم ﷺ، اور شارح نے کہا کہ حضرت زکریا علیہ السلام، اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿وفریقاً تقتلون﴾ میں ہے۔

ای تـقـع :(تـكـون) مرفوع اور منصوب دونوں قرأتوں میں ہے، (حمزہ، ابو عمر، کسائی نے مرفوع پڑھا ہے اس لئے کہ ان مثقلہ سے مخففہ ہے، مظہری) اور باقی قرأنے منصوب پڑھا ہے (اس کہ ان مصدریہ ہے اور کان تامہ ہے، مظہری) اور تکون کا فاعل فتنة ہے۔ والاخـران عيسى وامـه :یہاں نصاری کا عقیدہ تثلیث بیان ہوا ہے کہ الٰہ ایک جو ہر واحد ہے جو کہ تین اقانیم میں منقسم ہے جس کا بیان ہم نے متعدد بار کر دیا ہے۔ وهـم فرقة من النصارى :مراد فرقہ نسطوریہ اور مرقوسیہ ہے۔ بـان تضعوا عيسى :جیسا کہ یہود نے کیا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو معاذ اللہ ولد الزنا قرار دیا۔ او ترفعوه الخ: جیسا کہ نصاری نے کیا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو خدا بنا دیا۔

(الجمل، ج ۲، ص ۲۵۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿لعن الذين كفروا من بني اسرائيل على لسانِ داود﴾ بِاَنْ دَعَا عَلَيْهِمْ فَمسخُوْا قِرَدَةً وَهُمْ اَصْحَابُ اَيْلَةِ ﴿وعيسى ابن مريم﴾ بِاَنْ دَعَا عَلَيْهِمْ فَمسخُوْا خَنَازِيْرَ وَهُمْ اَصْحَابُ الْمَائِدَةِ ﴿ذلك﴾ اَللَّعْنُ ﴿بما عصوا وكانوا يعتدون(۷۸) كانوا لايتناهون﴾ اَیْ لَايَنْهٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا ﴿عن﴾ مُعَاوَدَةِ ﴿منكر فعلوه لبئس ما كانوا يفعلون(۷۹)﴾ فِعْلُهُمْ هٰذَا ﴿ترى﴾ يَامُحَمَّدُ ﴿كثيرا منهم يتولون الذين كفروا﴾ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ بُغْضًا لَكَ ﴿لبئس ما قدمت لهم انفسهم﴾ مِنَ الْعَمَلِ لِمَعَادِهِمُ الْمُوْجِبِ لَهُمْ ﴿ان سخط الله عليهم وفي العذاب هم خلدون(۸۰) ولو كانوا يؤمنون بالله والنبي﴾ مُحَمَّدٍ ﴿وما انزل اليه ما اتخذوهم﴾ اَيِ الْكُفَّارَ ﴿اولياء ولكن كثيرا منهم فسقون(۸۱)﴾ خَارِجُوْنَ عَنِ الْاِيْمَانِ ﴿لتجدن﴾ يَامُحَمَّدُ ﴿اشد الناس عداوة للذين امنوا اليهود والذين اشركوا﴾ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ لِتَضَاعُفِ كُفْرِهِمْ وَجَهْلِهِمْ وَانْهِمَاكِهِمْ فِيْ اِتِّبَاعِ الْهَوٰى ﴿ولتجدن اقربهم مودة للذين امنوا الذين قالوا انا نصارى ذلك﴾ اَیْ قُرْبُ مَوَدَّتِهِمْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿بان﴾ بِسَبَبِ اَنَّ ﴿منهم قسيسين﴾ عُلَمَاءُ ﴿ورهبانا﴾ عُبَّادًا ﴿وانهم لا يستكبرون(۸۲)﴾ عن عِبَادَةِ الْحَقِّ كَمَا يَسْتَكْبِرُ الْيَهُوْدُ اَهْلُ مَكَّةَ.

﴿ترجمہ﴾

لعنت کئے گئے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد کی زبان پر (یعنی حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کے حق میں دعائے ضرر فرمائی جس سے انکی صورتیں بندر کی طرح مسخ ہوگئیں مراد اصحاب ایلہ ہیں) اور عیسی بن مریم کی زبان پر...... (کہ عیسی علیہ السلام نے ان کے لئے دعائے ضرر فرمائی تو انکی صورتیں خنزیر کی طرح مسخ ہوگئیں مراد اصحاب مائدہ ہیں) یہ (لعنت) بدلہ انکی نافرمانی اور سرکشی کا آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے (یعنی کوئی دوسرے کو منع نہ کرتا) بری بات سے جو وہ کرتے ضرور بہت برا کام تھا جو وہ کرتے تھے (یعنی ان کے یہ کام برے تھے) تم (اے محمد ﷺ) دیکھوگے ان میں بہتوں کو (اہل مکہ کو کہ وہ آپکے بغض میں) کافروں سے دوستی کرتے ہیں کیا ہی برا (عمل) اپنے لیے خود آگے بھیجا (اپنی دشمنی کی وجہ سے) کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہینگے اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور نبی (یعنی محمد ﷺ) پر اور اس پر جو انکی طرف اترا تو (کافروں) سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں (ایمان سے خارج ہیں) ضرور تم (اے محمد ﷺ) مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے (اہل مکہ مراد ہیں کیونکہ کفر، جہالت اور نفسانی خواہشات میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں) اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب انکو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاری ہیں یہ (مومنوں سے انکی قریبی محبت) اس وجہ (یعنی سبب) سے ہے کہ ان میں قسیسین (یعنی عالم) اور درویش (عبادت گزار) ہیں اور یہ غرور نہیں کرتے (حق ﷻ کی بندگی سے، جیسا کہ یہود اور اہل مکہ تکبر کرتے ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لعن الذين كفروا من بني اسرائيل على لسانِ داود وعيسى ابن مريم﴾

لعن: فعل مجہول، الذين: موصول، كفروا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، من بني اسرائيل: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر نائب الفاعل، على: جار، لسان: مضاف، داود: معطوف علیہ، وعيسى ابن مريم: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، لعن، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلك بما عصوا و كانوا يعتدون﴾

ذلك: مبتدا، ب: جار، ما: مصدریہ، عصوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و كانوا يعتدون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ما مصدریہ سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه﴾

كانوا: فعل ناقص واسم، لا يتناهون: فعل نفی با فاعل، عن: جار، منكر: موصوف، فعلوه: فعل با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لبئس ما كانوا يفعلون﴾

لام: تاکیدیہ، بئس :فعل ذم، ما کانوا یفعلون: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر نقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم: ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿تری کثیرا منهم يتولون الذين كفروا﴾

تری: فعل بافاعل، کثیرا: موصوف، منھم :ظرف مستقر صفت اول، یتولون: فعل بافاعل، الذین کفروا: موصول صلہ ملکر، مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿لبئس ما قدمت لهم انفسهم ان سخط الله عليهم﴾

لام: تاکیدیہ، بئس :فعل ماضی، ما: موصولہ، قدمت لهم انفسهم :فعل وظرف لغو وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر نقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر خبر مقدم، ان سخط الله عليهم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتداء موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وفی العذاب هم خلدون﴾

و: عاطفہ، فی العذاب :ظرف لغو مقدم، خلدون: اسم فاعل بافاعل، یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ھم :مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو كانوا يؤمنون بالله والنبي وما انزل اليه ما اتخذوهم اولياء﴾

و: مستانفہ لو :شرطیہ، کانوا :فعل ناقص واسم، یومنون: فعل بافاعل، ب: جار، الله: اسم جلالت معطوف علیہ، النبی: معطوف اول، وما انزل الله: موصول صلہ، ملکر معطوف ثانی، ملکر جملہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ما اتخذوھم: فعل نفی بافاعل ومفعول اول، اولیاء: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولكن كثيرا منهم فسقون﴾

و: عاطفہ، لکن :حرف مشبہ، کثیرا: موصوف، منھم: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم، فسقون :خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لتجدن اشد الناس عداوة للذين امنوا اليهود والذين اشركوا﴾

لام: تاکیدیہ، تجدن: فعل بافاعل، اشد :اسم تفضیل مضاف، الناس :مضاف الیہ فاعل، للذین امنوا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر ممیز، عداوة: تمیز، ملکر مفعول اول، الیھود :معطوف علیہ، والذین اشرکوا: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر نقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿ ولتجدن اقربهم مودة للذين امنوا الذين قالوا انا نصارى ﴾

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، تجدن: فعل بافاعل، اقرب: اسم تفضیل مضاف، ھم :ضمیر مضاف الیہ فاعل، للذین امنوا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر ممیز، مودة: تمیز، ملکر مفعول اول، الذین :موصول، قالوا: قول، انا نصری : جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر صلہ، ملکر مفعول ثانی،

یہ سب ملکر جملہ ہوکر نقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ذلک بان منهم قسيسين ورهبانا﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، ان: حرف مشبہ، منہم ظرف مستقر خبر مقدم، قسیسین: معطوف علیہ، ورھبانا: معطوف ملکر اسم موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، وانھم لایستکبرون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولتجدن اقربهم مودة للذين امنوا الذين قالوا انا نصارى......☆ میں ان کی مدح ہے جو زمانہ اقدس تک حضرت عیسی علیہ السلام کے دین پر رہے اور سید عالم ﷺ کی بعثت معلوم ہونے پر حضور ﷺ پر ایمان لے آئے شان نزول ابتدائے اسلام جب کفار قریش نے مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیں تو اصحاب کرام میں سے گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حضور کے حکم سے حبشہ کی طرف ہجرت کی یہ حضرات نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں ہجری سفر کر کے حبشہ پہنچے اس ہجرت کو ہجرت اولی کہتے ہیں اس کے بعد جعفر بن ابی طالب گئے پھر اور مسلمان روانہ ہوتے رہے یہاں تک کہ بچوں اور عورتوں کے علاوہ مہاجرین کی تعداد بیاسی مردوں تک پہنچ گئی جب قریش کو اس ہجرت کا علم ہوا تو انہوں نے ایک جماعت تحفہ تحائف لیکر نجاشی بادشاہ تک بھیجی ان لوگوں نے دربار شاہی میں باریابی حاصل کرتے بادشاہ سے کہا کہ ہمارے ملک میں ایک شخص نے نبوت کا دعوی کیا ہے اور لوگوں کو نادان بنا ڈالا ہے ان کی جماعت جو آپ کے ملک میں آئی ہے وہ یہاں فساد انگیزی کرے گی اور آپ کی رعایا کو باغی بنائے گی ہم آپ کو خبر دینے کے لئے آئے ہیں اور ہماری قوم درخواست کرتی ہے کہ آپ انہیں ہمارے حوالہ کیجئے، نجاشی بادشاہ نے کہا کہ ہم ان لوگوں سے گفتگو کرلیں یہ کہہ کر مسلمانوں کو طلب کرلیا اور ان سے دریافت کیا کہ تم حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتے ہو حضرت جعفر بن ابی طالب نے فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے بندے اس کے رسول اور کلمۃ اللہ وروح اللہ ہیں اور حضرت مریم کنواری پاک ہیں یہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک لکڑی کا ٹکڑا اٹھا کر کہا خدا کی قسم تمہارے آقا ﷺ نے حضرت عیسی علیہ السلام کے کلام میں اتنا بھی نہیں بڑھایا جتنی یہ لکڑی یعنی حضور ﷺ کا کلام فرمان عیسی علیہ السلام کے بالکل مطابق ہے یہ دیکھ کر مشرکین مکہ کے چہرے اتر گئے پھر نجاشی نے قرآن شریف سننے کی خواہش کی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم تلاوت کی اس وقت دربار میں نصرانی عالم درویش موجود تھے قرآن سن کر بے اختیار رونے لگے اور نجاشی نے مسلمانوں سے کہا کہ تمہارے لیے میری قوم میں کوئی خطرہ نہیں مشرکین مکہ ناکام پھرے اور مسلمان نجاشی کے پاس بہت عزت وآرام سے رہے اور نجاشی کو ایمان کی دولت بھی نصیب ہوئی اس واقعہ سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بنی اسرائیل پر لعنت:

۱......اس آیت مبارکہ میں بنی اسرائیل سے مراد یہودی ہیں اور لسان داؤد سے مراد زبور ہے ایلہ بستی کے رہنے والے جب

ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز کیا تو حضرت داوٗد علیہ السلام نے ان پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ اے اللہ تو انہیں اپنی رحمت سے دور فرمادے اور انہیں لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بنا تو وہ بندروں کی صورت میں مسخ کردیئے گئے اور لسان عیسی علیہ السلام سے مراد انجیل ہے اور مراد اس سے اصحاب مائدہ ہیں کہ جب وہ ایمان نہ لائے تو حضرت عیسی علیہ السلام نے ان پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ اے اللہ تو انہیں اپنی رحمت سے دور فرمادے اور انہیں لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بنا تو وہ خنزیر کی صورت میں مسخ کردیئے گئے اور انکی تعداد پانچ ہزار تھی۔

(المظھری، ج۲ ص ۳۸۰)

اغراض:

وھو اصحاب ایلہ :جو ہفتے کے دن میں حد سے بڑھے اور اس دن میں مچھلی کا شکار کیا، جن کا قصہ ان شاء اللہ سورۃ الاعراف میں عنقریب آئے گا۔**فمسخوا قردۃ**:یعنی خنزیر کی صورت میں مسخ کردیئے گئے۔

فمسخوا خنازیر :مشہور قول یہ ہے کہ سارے ہی بندر اور خنزیر کی صورت میں مسخ کردیئے گئے، ایک قول یہ بھی ہے کہ اصحاب السبت بندر اور اصحاب المائدہ خنزیر کی صورت میں مسخ کردیئے گئے۔

وھم اصحاب المائدۃ :عنقریب آئے گا کہ ان کی تعداد تین سو تیس تھی۔**وجھلھم**:یعنی اپنے جہل میں بڑھے۔**ای قرب مودتھم**:اس جملے میں اشارہ ہے کہ اس جملے کا مرجع اسم اشارہ ذلک ہے۔

وانھما کھم فی اتباع الھوی:تضاعف پر عطف ہے، علت کا عطف معلول پر ہے، اور الھوی اسے کہتے ہیں جس کی طرف نفس مائل ہو۔**لتضاعف کفرھم** :اشد قول کے لئے علت ہے۔**بسبب**:اشارہ ہے کہ باء سببیہ ہے۔(الصاوی، ج۲، ص ۱۳۵ وغیرہ)

الحمد للہ آج ۱۸ ربیع الغوث بروز بدھ ۱۴۳۰ھ، بمطابق ۱۵ اپریل ۲۰۰۹ء پہلی جلد کا کام مکمل ہوا اللہ عزوجل اپنے حبیب کے صدقے وطفیل یہ خدمت قبول فرمائے اور دارین کی فلاح وکامیابی سے مالا مال فرمائے خصوصی طور پر ہم اس خدمت کا ثواب حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے اور آپ ﷺ کے وسیلے سے تمام انبیائے کرام، تابعین، ائمہ اربعہ، مجتہدین، حضور شیخ عبدالقادر جیلانی، اعلی حضرت فاضل بریلوی، شیخ طریقت رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین اور تمام ہی مسلمانوں کو اس کا ثواب پہنچے آمین۔

صلوا علی الحبیب:صلی اللہ تعالی علی محمد

کتب تفسیر:

(۱) الخازن (علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۲) المظہری (قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۳) ابن کثیر (عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر) متوفی ۷۷۴ھ، مطبوعہ: دار الحدیث القاہرہ۔
(۴) الدر المنثور (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۵) جلالین کلاں (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی، امام جلال الدین محلی)، متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔
(۶) المدارک (علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۱۰ھ، دار ابن دمشق۔
(۷) روح المعانی (علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔
(۸) البیضاوی (قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر محمد الشیرازی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۹۱ھ، مطبوعہ: دار الرشید دمشق بیروت۔
(۹) البیضاوی حاشیہ شیخ زادہ (قاضی ناصر الدین......) ایضاً مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔
(۱۰) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، متوفی ۶۸ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۱) حاشیۃ الجمل علی الجلالین (علامہ شیخ سلیمان الجمل علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۰۴ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۲) الصاوی علی الجلالین (علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۲۲۳ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔
(۱۳) الرازی (امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین الرازی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۰۶ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔
(۱۴) خزائن العرفان (سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۳۶۷ھ، پاک کمپنی۔
(۱۵) کنز الایمان (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ، پاک کمپنی۔
(۱۶) تبیان القرآن (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) مطبوعہ: فرید بک اسٹال۔
(۱۷) ضیاء القرآن (پیر کرم شاہ صاحب الاظہری)، مکتبہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔
(۱۸) اعراب القرآن وبیانہ (محی الدین الدرویش) متوفی ۱۹۸۲ء، مطبوعہ: کمال الملک۔
(۱۹) جامع البیان، (امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری) متوفی ۳۱۱ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔
(۲۰) الجامع الاحکام القرآن معروف تفسیر قرطبی (ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی) متوفی ۶۷۱ھ، دار الکتب العربی۔
(۲۱) روح البیان (امام اسماعیل حقی بروسوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱۳۷ھ، دار احیاء التراث العربی۔
(۲۲) تفسیر نعیمی (مفتی احمد یار خان نعیمی)، متوفی ۱۳۹۱ھ، مکتبہ اسلامیہ لاہور۔
(۲۳) الکشاف (محمود بن عمر زمخشری)، متوفی ۵۳۸ھ، دار احیاء التراث العربی۔
(۲۴) حاشیۃ الشہاب عنایۃ القاضی (علامہ احمد شہاب الدین خفاجی مصری حنفی) متوفی ۱۰۶۹ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۵) تفسیر ابی بن حاتم، مکتبۃ نزار المصطفی الباز۔

(۲۶) التفسیر المنیر، (ڈاکٹر وھبہ زحیلی)، ۱۴۱۲ھ، دار الفکر بیروت۔
(۲۷) معارف القرآن (مفتی محمد شفیع دیوبندی) متوفی ۱۳۹۶ھ، ادارہ معارف القرآن۔
(۲۸) النکت والعیون، (علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی)، متوفی ۴۵۰ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

کتب حدیث و شروح :

(۱) صحیح البخاری (امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵۶ھ، دار السلام للنشر والتوزیع ریاض۔
(۲) الادب المفرد (امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری) مطبوعہ: لال پور۔
(۳) صحیح مسلم (امام حافظ ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۶۱ھ، دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۴) سنن ابی داؤد (حافظ ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۵) سنن نسائی (امام ابوعبداللہ احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ) متوفی ۳۰۳ھ، دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۶) سنن ابن ماجہ (ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۳ھ، مطبوعہ: معرف للنشر والتوزیع ریاض۔
(۷) جامع الترمذی (ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسی بن ضحاک سلمی ترمذی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۹ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباعۃ۔
(۸) مسند امام احمد بن حنبل (امام احمد ابوعبداللہ شیبانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۴۱ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔
(۹) مشکوۃ المصابیح (امام محی السنہ علیہ الرحمۃ) متوفی ۵۱۶ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔
(۱۰) مستدرک للحاکم (امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم علیہ الرحمۃ)، متوفی ۴۰۵ھ مطبوعہ: مکتبہ نزار المصطفی الباز۔
(۱۱) شعب الایمان (امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۲) الترغیب والترھیب (امام عبدالعظیم بن عبدالقوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۵۶ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۳) فتح الباری (امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۲ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۴) عمدۃ القاری (علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔
(۱۵) شرح صحیح مسلم (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) فرید بک اسٹال۔
(۱۶) ریاض الصالحین (ابی زکریا یحیی بن شرف نووی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۷۶ھ، مطبوعہ: دار الارقم۔
(۱۷) الموطا امام مالک (امام مالک بن انس علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۷۹ھ، مطبوعہ: دار العصریہ بیروت۔
(۱۸) المعجم الاوسط (امام سلیمان بن احمد طبرانی)، متوفی ۳۶۰ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۹) فیض القدیر (علامہ عبدالرؤف المناوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۲۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۰) کنز العمال (علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری)، متوفی ۹۷۵ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۱) المسند الفردوس (امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار دیلمی)، متوفی ۵۰۹ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۲) مجمع الزوائد (حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی)، متوفی ۸۰۷ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۳) تحفۃ الطالب بہ معرفۃ احادیث مختصر ابن الحاطب، دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۶ھ۔

(۲۴) البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ، (امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۱۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۵) نووی علی مسلم (علامہ یحییٰ بن شرف نووی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۷۶ھ، دار احیاء التراث العربی۔

(۲۶) سنن دارمی (امام حافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۲۵۵ھ، قدیمی کتب خانہ۔

(۲۷) مصنف ابن ابی شیبہ (امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ علیہ الرحمۃ)، متوفی ۲۳۵ھ، ادارۃ القرآن کراچی۔

(۲۸) المعجم الکبیر، (امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۳۶۰ھ، دار احیاء التراث العربی۔

(۲۹) مصنف عبدالرزاق، (امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۲۱۱ھ، توزیع المکتب الاسلامی۔

(۳۰) حلیۃ الاولیاء، (امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۴۳۰ھ، ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان۔

(۳۱) مسند ابی یعلی، (امام احمد بن علی المثنی التمیمی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۳۰۷ھ، دار الفکر بیروت۔

(۳۲) صحیح ابن حبان، (امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۳۵۴ھ، موسسۃ الرسالۃ۔

(۳۳) کشف الاستار عن زوائد البزار، (حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۰۷ھ، موسسۃ الرسالۃ بیروت۔

(۳۴) المفہم شرح مسلم، (حافظ علامہ ابوالعباس احمد بن عمر ابراہیم القرطبی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۵۶ھ، دار ابن کثیر بیروت۔

(۳۵) عارضۃ الاحوذی (علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۴۳ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

کتب لغت:

(۱) المفردات (علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۲ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔

(۲) التعریفات (علامہ علی بن محمد بن علی جرجانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۱۶ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔

(۳) تاج العروس (علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی)، متوفی ۱۲۰۵ھ، مکتبہ مصر، دار الفکر بیروت۔

(۴) لسان العرب (علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی)، متوفی ۷۱۱ھ، دار احیاء التراث العربی۔

(۵) النہایۃ، (علامہ محمد بن اثیر الجزری)، متوفی ۶۰۶ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

کتب فقہ واصول فقہ وفتاواجات:

(۱) الھدایۃ مع بدایۃ المبتدی (امام برھان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۹۳ھ، مکتبۃ البشری۔

(۲) القدوری مع توضیح الضروری (ابوالحسن احمد بن جعفر بن حمدان البغدادی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵ رجب المرجب ۴۲۸ھ، میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

(۳) نور الایضاح مع بذریعۃ النجاح (حسن بن عمار بن علی بن یوسف علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱ رمضان ۱۰۶۹ھ، مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی۔

(۴) کنز الدقائق مع کشاف الحقائق (ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۱۰ھ، مطبوعہ: مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی

(۵) فتح القدیر شرح ھدایہ مع کفایہ (شیخ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۸۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔

(۶) نور الانوار مع قمر الاقمار (حافظ شیخ احمد بن ابوسعید المعروف بہ ملاجیون علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱۳۰ھ، مکتبۃ العثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ۔

(۷) الفتاوی الرضویۃ (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۴۰ھ، رضا فاؤنڈیشن لاھور۔

(۸) الھندیۃ (ملا نظام الدین علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۱۶۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۹) ردالمحتار علی درمختار (علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۲۵۲ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۱۰) السراجیۃ (شیخ سراج الدین محمد بن عبدالرشید السجاوندی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۰۰ھ، ضیاء القرآن۔

(۱۱) الجوھرۃ النیرۃ (علامہ ابوبکر علی بن حداد علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۰۰ھ، مکتبہ حقانیہ ملتان۔

(۱۲) البدائع الصنائع (ابوبکر بن مسعود کاسانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۸۷ھ، مرکز اھل سنت برکات رضا۔

(۱۳) بحرالرائق شرح کنز الدقائق (علامہ ابن نجیم علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۷۰ھ، مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی۔

(۱۴) غنیۃ المستملی (علامہ ابراہیم بن محمد حلبی)، متوفی ۹۵۶ھ، سہیل اکیڈمی لاھور۔

(۱۵) المنار (علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی)، متوفی ۷۱۰ھ، دارالمعرفۃ بیروت۔

(۱۶) الحاوی للفتاوی، (للامام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ لائل پور پاکستان۔

(۱۷) الرسائل الفقھیہ لمولف الاشباہ مع الاشباہ، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔

(۱۸) فقہ الاسلامی والادلۃ، (ڈاکٹر وہبہ زحیلی)، دارالفکر بیروت۔

(۱۹) بہارشریعت، (مولانا امجد علی اعظمی) متوفی ۱۳۶۷ھ، مکتبۃ المدینہ۔

(۲۰) کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، (عبدالرحمٰن الجزیری)، مرکز اھل السنۃ برکات رضا۔

کتب متفرقہ:

(۱) احیاء علوم الدین (ابوحامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

(۲) شرح العقائد مع میزان العقائد (علامہ سعدالدین تفتازانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۹۱ھ، قدیمی کتب خانہ۔

(۳) الاصابۃ فی تمییز الصحابہ (الامام الحافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۵۲ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(۴) سبل الھدی والرشاد (الامام محمد بن یوسف الصالحی الشامی)، متوفی ۹۴۲ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(۵) تاریخ الخلفاء مترجم (علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، قدیمی کتب خانہ، دارالارقم۔

(۶) حجۃ اللہ البالغۃ (شاہ ولی اللہ محدث دھلوی علیہ الرحمۃ)، قدیمی کتب خانہ۔

(۷) فضیلۃ الشکر (ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد خرائطی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۳۲۷ھ، دارالفکر دمشق۔

(۸) تاریخ دمشق لابن عساکر (امام ابن عساکر)، متوفی ۵۷۱ھ، داراحیاء التراث/ دارالفکر بیروت۔

(۹) حیات اعلیٰ حضرت (مولانا ظفرالدین قادری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۸۲ھ، مکتبہ رضویہ کراچی۔

(۱۰) منہاج العابدین (ابوحامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(۱۱) کتاب الاسماء والصفات (امام ابوحسن محمد بن احمد بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، داراحیاء التراث العربی۔

(۱۲) کتاب العظمۃ (امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف ابی الشیخ)، متوفی ۳۹۶ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(۱۳) الیواقیت الجواہر (علامہ عبدالوھاب شعرانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۷۳ھ، داراحیاء التراث العربی۔

(۱۴) ذم الھوی (امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی)، متوفی ۵۹۷ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(۱۵) العقد الفرید (ابوعمر احمد بن محمد بن عبدربہ الاندلیسی)، متوفی ۳۲۷ھ، داراحیاء التراث العربی۔

(۱۶) البحر المحیط ( ) متوفی، دار الفکر بیروت۔
(۱۷) روض الریاحین (علامہ عبد اللہ بن اسد یافعی)، متوفی ۷۶۸ھ، دار الکتب العلمیہ۔
(۱۸) الکبائر (امام ذہبی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۴۸ھ، دار الکتب العلمیہ۔
(۱۹، ۲۰) البدایہ والنہایہ، قصص الانبیاء (حافظ ابن کثیر)، متوفی ۷۷۴ھ، دار المعرفۃ بیروت، دار الکتب العلمیہ۔
(۲۱) شرح فتوح الغیب (العارف الربانی شیخ عبد القادر جیلانی، تقی الدین احمد بن تیمیہ)، موسسۃ الاشرف لاہور۔
(۲۲) تنبیہ الغافلین (الامام الشیخ نصر بن محمد بن ابراہیم السمر قندی) متوفی ۳۷۳ھ، مرکز اہل سنت برکات رضا۔
(۲۳) الرسالۃ القشیریۃ (الامام ابی القاسم عبد الکریم ہوازن القشیری النیسابوری)، متوفی ۴۶۵ھ، المکتبۃ التوفیقیۃ۔
(۲۴) الفقہ الاکبر (امام ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۵۰ھ، دار الکتب العلمیہ۔
(۲۵) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (عز الدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۳۰ھ، دار القلم حلب سوریا۔
(۲۶) نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض (شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۶۹ھ، مرکز اہلسنت برکات رضا۔
(۲۷) الخیالی علی شرح العقائد النسفیہ (علامہ شمس الدین احمد بن موسی خیالی)، متوفی ۸۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ۔
(۲۸) المعتقد والمنتقد (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی)، متوفی ۱۳۴۰ھ۔
(۲۹) تہذیب التہذیب (ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۵۲ھ، دار الفکر بیروت۔
(۳۰) مقالات کاظمی (علامہ سعید احمد کاظمی علیہ الرحمۃ)، برکاتی پبلی کیشنز۔
(۳۱) سیرت رسول عربی (نور محمد توکلی علیہ الرحمۃ)، فرید بک اسٹال۔
(۳۲) حفظ الایمان (مولانا اشرفعلی تھانوی)، مکتبہ تھانوی دفتر البقاء، مسافر خانہ بندر روڈ۔
(۳۳) تقویۃ الایمان (شاہ اسماعیل دھلوی)، مطبع علیمی ۱۳۵۲ھ۔
(۳۴) جاء الحق (مفتی احمد یار خان نعیمی) متوفی ۱۳۹۱ھ، ضیاء القرآن لاہور۔
(۳۵) التہذیب تاریخ ابن عساکر (ابو قاسم علی بن حسین المعروف بابن عساکر)، متوفی ۵۷۱ھ، دار احیاء التراث العربی۔
(۳۶) الفردوس بماثور الخطاب ( )، دار الکتب العلمیہ۔
(۳۷) منح الروض الازھر، ( ) مکتبۃ المدینہ کراچی۔
(۳۸) موسوعۃ للامام ابن ابی دنیا (امام اسماعیل بن محمد بن ھادی)، متوفی ۱۳۳۱ھ، دار الکتب العلمیہ۔
(۳۹) دلائل النبوۃ (حافظ احمد بن الحسین البیہقی)، متوفی ۴۵۸ھ، دار النفائس / دار الکتب العلمیہ۔
(۴۰) سنن الکبری، (امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی)، متوفی ۳۰۳ھ، دار الکتب العلمیہ۔
(۴۱) الزھد لابن المبارک، (امام عبد اللہ بن مبارک مروزی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۸۱ھ، دار الکتب العلمیہ۔
(۴۲) الزھد للامام احمد، (امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۴۱ھ، دار الغد جدید۔
(۴۳) صفۃ الصفوۃ، (امام ابو الفرج ابن جوزی)، متوفی ۵۹۷ھ، دار الکتب العلمیہ۔

(۴۴)الکفایۃ علم الروایۃ،()دارالکتب العلمیۃ۔
(۴۵)ایھاالولد(امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)متوفی ۵۰۵ھ،مکتبۃ المدینۃ۔
(۴۶)الطبقات الکبری لابن سعد،(محمد بن سعد بن منیع ہاشمی)،متوفی ۲۳۰ھ،دارالکتب العلمیۃ بیروت۔
(۴۷)سیرۃ النبویۃ،(حافظ ابو بغداد اسماعیل بن کثیر)متوفی ۷۷۴ھ،دارالقلم العربی حرب سوریا۔
(۴۸)وفاء الوفاء،(علامہ نورالدین علی بن احمد سمہودی)،متوفی ۹۱۱ھ،دارالفنائس ریاض۔
(۴۹)جذب القلوب،(شیخ عبدالحق محدث دھلوی علیہ الرحمۃ)،نوری بک ڈپو لاھور۔
(۵۰)کتاب التوابین،()،دارالکتب العلمیۃ۔
(۵۱)شفاءالسقام،()،نوریہ رضویہ فیصل آباد۔
(۵۲)التیسیر شرح جامع صغیر بحوالہ تورپشتی،()،مکتبۃ الامام الشافعی الریاض السعودیۃ۔
(۵۳)شرح الصدور،(حافظ جلال الدین سیوطی شافعی)متوفی ز ۹۱۱ھ،مرکز اھل سنت برکات رضا۔
(۵۴)آب حیاب،()،ادارۂ تالیفات اشرفیہ ملتان،۱۴۱۳ھ۔
(۵۵)التمہید،(امام یوسف بن عبداللہ محمد بن عبدالبر)متوفی ۴۶۳ھ،دارالکتب العلمیۃ۔
(۵۶)المدخل،(محمد بن محمد المشھور ابن الحاج)متوفی ۷۳۷ھ،دارالفکر بیروت۔
(۵۷)حجۃ اللہ علی العالمین،(علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۱۳۵۰ھ،مرکز اہل سنت برکات رضا ہند۔
(۵۸)سیر اعلام النبلاء،(امام ذہبی)متوفی ۷۴۸ھ،دارالفکر بیروت۔
(۵۹)الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفی،()،متوفی،مکتبہ فریدیہ،ڈرگ کالونی کراچی۔
(۶۰)المواھب اللدنیہ،(حافظ شہاب الدین عسقلانی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۹۲۳ھ،المکتب الاسلامی،بیروت۔
(۶۱)اتحاف سادات المتقین،()،متوفی،دارالفکر بیروت۔

عطاءالیقین

اردو شرح

تفسیر جلالین

جلد دوم

تشریح بخدمتہ

محمد امتیاز قادری

فاضل دارالعلوم نعیمیہ، نائب مفتی دارالعلوم نعیمیہ

ناشر

ادارۂ فیضان رضا (رجسٹرڈ)

نیو دھوراجی کالونی، بلاک نمبر ۹

گلشن اقبال، کراچی

عطائین

اُردو شرح

تفسیر جلالین

جلد دوم

تشریح بخدمتہ

محمد امتیاز قادری

فاضل دارالعلوم نعیمیہ، نائب مفتی دارالعلوم غوثیہ

ناشر

ادارہ فیضانِ رضا (رجسٹرڈ)

نیو دھوراجی کالونی، بلاک نمبر 4

گلشنِ اقبال، کراچی

نام کتاب	عطائیں شرح جلالین (جلد دوم)
تشرف بخدمتہ	مولانا محمد امتیاز قادری
تعداد	۱۲۰۰
ضخامت	۹۲۰ صفحات
سن اشاعت	محرم الحرام ۱۴۳۳ھ بمطابق دسمبر 2011
قیمت	/- روپے
ناشر	ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ) A/42، دھوراجی کالونی، بلاک 4، گلشن اقبال، کراچی

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی، لاہور۔ فون: 32212011

مکتبہ فیض القرآن، قاسم سینٹر، اردو بازار، کراچی۔ فون: 32217776

علمی کتاب گھر، اردو بازار، کراچی۔ فون: 32624097

مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔ فون: 34926110

مکتبہ رضویہ، گھاڑی کھاتہ، آرام باغ، کراچی۔ فون: 32627897

ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد کھارادر، کراچی۔ فون: 32203464

ضیاء ٹیپ کیسٹ سینٹر، بالمقابل شہید مسجد کھارادر، کراچی۔ فون: 32204048

مکتبہ برکات المدینہ، ملحق جامعہ مسجد بہار شریعت، بہادر آباد، کراچی۔ فون: 34219324

مکتبہ قادریہ، برائٹ کارنر، نزد چاندنی چوک، کراچی۔ فون: 34944672

مکتبہ جمال کرم، مرکز الاویس، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-7324948

کرمانوالہ بک شاپ، اردو بازار، لاہور۔ — زاویہ پبلشرز، اردو بازار، لاہور

مکتبہ اعلیٰ حضرت، اردو بازار، لاہور۔ — اسلامک بک کارپوریشن، راولپنڈی

مکتبہ مہریہ کاظمیہ ملتان — ادارہ تالیفات اُویسیہ، بہاولپور۔ فون: 0321-6820890

فہرست

پارہ نمبر: ۷

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ
		سوال کرنے کی علامت	۵۰
قرآن کی تاثیر کا بیان	۴	لالا ﴿لتوفیننی﴾ کی توجیہ	۵۰
نیک اور صالح لوگوں کی سنگت	۵	﴿العزیز الحکیم﴾ ﴿الغفور الرحیم﴾ میں فرق	۵۰
﴿لا تحرموا طیبات ......﴾ کا معنی	۱۱	﴿ومالیھن﴾ میں ما کا استعمال کیوں ہوا؟	۵۱
قسم کی تعریف، اقسام، احکام	۱۱	**تعارف سورۃ الانعام وفضائل**	۵۲
طعام کی مقدار	۱۲	اندھیرے اور اجالے میں سے پہلے کسے پیدا کیا؟	۵۹
صاع کی تحقیق	۱۳	﴿ثم قضی اجل﴾ کے معنی	۵۹
کفارے کی صورت میں کپڑے دینا	۱۳	﴿وھو اللہ فی السموت﴾ کے معنی	۵۹
روزے کی صورت میں کفارہ ادا کرنا	۱۳	آیات سے اعراض کرنا	۶۰
شراب نوشی کا وبال	۱۳	قرن کے معنی	۶۰
تقویٰ اور ایمان کی تکرار	۱۴	﴿فانتظروا﴾ اور ﴿ثم انظروا﴾ میں فرق	۶۶
حالت احرام میں شکار	۲۱	﴿کتب علی نفسه الرحمة﴾ کے معنی	۶۷
کعبہ کو کعبہ کہنے کی وجہ تسمیہ	۲۲	کیا غیر اللہ بھی مدد کر سکتا ہے؟	۶۸
حرمت کا پاس	۲۲	نافرمانی عذاب کو دعوت دیتی ہے	۷۱
خبیث اور طیب میں فرق	۲۳	جسے قرآن کی تعلیم پہنچی، قرآن پاک کو کان لگا کر سننا	۷۱
کثرت سوال کی مذمت	۳۴	اسلام کے خلاف دل میں کفر، تکذیب، اور معاندات کو	۷۷
دور جاھلیت میں مشرکین کن جانوروں سے نفع نہ اٹھاتے تھے	۳۵	قیامت اچانک آجائے گی	۸۶
کیا صرف اپنی فکر کرنا کافی ہے؟	۳۶	دنیا کی زندگی	۸۶
حضرات انبیائے کرام کا جمع کیا جانا	۴۳	نبی پاک ﷺ کی تسلی کی آیات	۸۷
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ پر نعمتیں	۴۴	نبی پاک ﷺ کے معجزات اختیاری ہیں	۸۸
آسمانی نعمت	۴۴	جانوروں اور پرندوں کا ذکر کرنے کی توجیہ	۸۹

عنوان	صفحہ
﴿ایاہ﴾ میں ہ ضمیر کا مرجع کیا ہے؟	۹۰
﴿بالباساء والضراء﴾ کا معنی	۹۶
شیطان کا اعمال کو مزین کرنا	۹۶
﴿ابواب کل شیء﴾ کا معنی	۹۷
﴿انظر کیف نصرف الایت﴾ کا معنی	۹۷
حضور ﷺ تو صرف وحی الٰہی کے پیروکار ہیں	۹۷
رضائے الٰہی	۱۰۲
اللہ عزوجل کا انعام فقراء پر	۱۰۳
جہالت کے باعث گناہ ہو جانا	۱۰۴
خواہشات کی پیروی	۱۰۸
غیب کی چابی اللہ ہی کے پاس ہے	۱۰۸
نیند موت کی بہن ہے	۱۱۰
فرشتے نگہبان ہیں	۱۱۷
امت پر عذاب	۱۱۸
اللہ کی آیتوں میں پڑنے سے مراد کیا ہے؟	۱۱۸
دردناک عذاب کس کے لئے	۱۱۸
شیطانی راہ	۱۲۸
صور کے بارے میں احادیث	۱۲۸
آزر کون تھا؟	۱۲۹
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیر	۱۲۹
نمرود کا خواب	۱۳۰
حضرات انبیائے کرام کا ذکر	۱۳۵
جامع الکمالات	۱۳۶
اللہ کی قدر کا معنی	۱۴۲
﴿ام القری﴾ کا معنی	۱۴۳
نماز کا خصوصیت کے ساتھ ذکر	۱۴۴
مسیلمۂ کذاب کی منہ زوری	۱۴۴
موت کس کے لئے پسند کی چیز ہے؟	۱۴۵
﴿فالق الحب والنوی﴾ کا معنی	۱۵۲
﴿یخرج الحی من المیت﴾ کا معنی	۱۵۲
رات آرام کے لئے ہے	۱۵۲
کھجور، انگور، زیتون اور انار کی افادیت کا بیان	۱۵۲
رویت باری تعالیٰ ممکن ہے!	۱۵۹
دل اللہ عزوجل کے قبضے میں ہیں	۱۶۱
پارہ نمبر: ۸	
شیطان انسان اور جن سے کیا مراد ہے؟	۱۶۹
قرآن مفصل بیان ہے	۱۷۰
ظن کی تعریف	۱۷۰
جس جانور پر بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے......	۱۷۰
بوقت ذبح تسمیہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کے بارے میں مذاہب	۱۷۱
منصب رسالت کا اہل کون ہے؟	۱۷۸
شرح صدر کا بیان	۱۷۹
انسان اور جنات ایک دوسرے سے نفع اٹھاتے ہیں	۱۸۰
ظالم ایک دوسرے پر مسلط ہیں	۱۸۰
انسان اور جن میں سے رسول کا ہونا	۱۸۹
اللہ عزوجل غنی ہے	۱۹۰
ظالم فلاح نہ پائیں گے	۱۹۰
کھیتی اور مویشی میں حصہ	۱۹۰
بیٹیوں/ بہنوں کے فضائل	۱۹۰
خاندانی منصوبہ بندی	۱۹۱

عنوان	صفحہ
توحید کا بیان	۱۹۷
کھیتی کا حق!	۱۹۸
اسراف نہ کرو!	۱۹۹
آٹھ قسم کے جانور حلال ہیں	۱۹۹
حرام خون کا بیان	۲۰۵
جان بچانے کے لئے حرام چیز کھانا جائز ہے	۲۰۵
یہود کے لئے حرمت	۲۰۵
یہود کی سرکشی	۲۰۵
مشیت الٰہی کا بیان	۲۰۵
﴿فلله الحجة البالغة﴾ کے معنی	۲۰۶
شرک کی حقیقت	۲۱۱
والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بیان	۲۱۲
احترام مسلم کا بیان	۲۱۲
یتیموں کے مال کی ان کے جوان ہونے تک حفاظت	۲۱۳
صحیح ناپ تول کا حکم	۲۱۳
برکت والی کتاب	۲۲۰
قیامت کی بعض نشانیاں	۲۲۰
فرقہ بندی	۲۲۱
اسلام میں نیکی کا صلہ	۲۲۱
میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو	۲۲۱
تعارف سورۃ الاعراف وفضائل	۲۲۳
﴿المص﴾ کی تحقیق	۲۲۷
اللہ ﷻ کا عذاب	۲۲۷
امتوں اور رسولوں سے پوچھنے کا مطلب	۲۲۸
میزان عمل	۲۲۹
معایش کسے کہتے ہیں؟	۲۳۰
تخلیق آدم علیہ السلام و بی بی حوا	۲۳۸
ابلیس کا سجدہ نہ کرنا	۲۳۸
درخت کی نشاندہی	۲۳۹
وسوسہ اور اس کا علاج	۲۳۹
رد شیعیت!	۲۴۰
ستر عورت فرض عین ہے	۲۴۵
﴿لعلھم﴾ کے ذریعے خطاب کیوں کیا گیا؟	۲۴۶
''شیطان کا دور سے دیکھنا'' کے معنی	۲۴۶
زینت جائز ہے!	۲۴۷
کھانے پینے کے آداب	۲۴۷
فحاشی حرام ہے!	۲۵۳
فرشتے جان نکالتے ہیں	۲۵۴
آخرت میں کن (سب) کے لیے دونا عذاب ہے؟	۲۵۴
علیین و سجین اور مرنے کے بعد کے احوال	۲۶۰
کافر کا دخول جنت ہونا محال ہے!	۲۶۲
﴿حقد کان بینھم فی الدنیا﴾ کے معنی	۲۶۳
مواضع خمسہ کا بیان	۲۶۳
جنتی جہنمی کو پکاریں گے	۲۶۳
اعراف کیا ہے؟	۲۶۴
جہنمی جنتی کو پکاریں گے	۲۶۸
مکالمہ گوئی کا مقصد، اگر اللہ نے بھلا دیا تو	۲۶۹
لفظ یوم کی تحقیق	۲۷۴
''اللہ ﷻ عرش پر مستوی ہے'' کا معنی	۲۷۵
دھریت کا رد	۲۷۸

دعا عبادت کا مغز ہے	۲۷۸	معجزہ	۳۱۵
اچھی زمین کی پیداوار اچھی ہوتی ہے	۲۷۹	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذات پاک	۳۱۹
حضرت نوح علیہ السلام کا نسب	۲۸۲	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نو معجزات	۳۱۹
حضرت ھود علیہ السلام کا نسب	۲۸۸	ظلم کی تعریف اہل لغت کے نزدیک	۳۲۰
حضرات انبیائے کرام کو گالی دینا جرم ہے!	۲۸۹	سحر کیا ہے؟، باادب بانصیب بے ادب بے......	۳۲۶
قوم ثمود کے حالات	۲۹۴	جادوگروں کا اظہار ایمان سے قبل سجدہ کرنا	۳۲۷
ناقہ کی کونچیں کس بد بخت نے کاٹیں	۲۹۶	وقت مصیبت دعا کرنا	۳۲۸
قوم صالح پر عذاب کی صورت	۲۹۶	بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروکار بن گئی	۳۳۰
نصیحت کرے اگرچہ نتیجہ برآمد نہ ہو	۲۹۶	فرعون کے معبود کون تھے؟	۳۳۰
حضرت لوط علیہ السلام کا نسب	۲۹۶	عاقبت پرہیزگاروں کے لئے	۳۳۱
غیر محل میں قربت کرنا جرم ہے	۲۹۷	بدفالی اور بدشگونی لینا	۳۳۷
آہ! قوم نوح کی بربادی	۲۹۷	فرعونیوں پر پے در پے عذاب	۳۳۸
حضرت شعیب علیہ السلام کا نسب	۳۰۰	بنی اسرائیل کا دریا پار کرنا	۳۳۹
اسلامی نظام معیشت کم ناپ تول حرام ہے!	۳۰۱	تیس راتوں کا وعدہ	۳۴۶
پارہ نمبر : ۹		اربعین کے منصوب ہونے کا بیان	۳۴۶
حضرت شعیب علیہ السلام کبھی کافروں کے دین پر نہ تھے	۳۰۵	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ عزوجل سے کلام کرنا	۳۴۶
اللہ عزوجل کا علم ہر چیز پر محیط ہے!	۳۰۵	ہر سمت سے کلام سننے کی توجیہ	۳۴۷
﴿ربنا افتح بيننا﴾ کے معنی	۳۰۶	کیا نبی غیر ضروری سوال کر سکتا ہے؟	۳۴۷
قوم شعیب پر عذاب کی کیفیت	۳۰۶	پتھروں کا ادراک	۳۴۸
سختی اور مرض کے ذریعے پکڑ کرنا	۳۰۹	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بے ہوش ہو جانا	۳۴۹
نیک اعمال نزول رحمت اور بُرے اعمال......	۳۰۹	حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے چن لیا	۳۴۹
ایمان اور تقوی کا بیان	۳۱۰	توریت کی تختیاں، توریت کی اچھی باتیں اختیار کرنا......	۳۴۹
زمینی اور آسمانی برکتیں	۳۱۰	زیورات بطور عاریت لینا	۳۵۴
اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیریں	۳۱۰	سامری جادوگر کون تھا؟	۳۵۴
نبی کو غیب کی خبر اللہ نے دی	۳۱۵	﴿سقط في ايديهم﴾ کی تحقیق، تختیاں زمین پر......	۳۵۴

سابقہ ادوار میں داڑھی کی حیثیت	۳۵۵
توبہ گناہ کو مٹا دیتی ہے	۳۶۱
توریت میں ہدایت اور رحمت ہے	۳۶۲
ہدایت اور گمراہی اللہ کی طرف سے، رحمت الٰہی کا آسرا	۳۶۲
بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے	۳۶۲
نبی آخر الزماں کے بارے میں بشارتیں	۳۶۴
نبی کیا کچھ نہیں کر سکتا	۳۶۵
بنی اسرائیل کے گلے کے پھندے	۳۶۵
توبہ کی مختلف صورتیں	۳۶۶
حضور ﷺ کا ادب رکن ایمان ہے	۳۶۶
حضور ﷺ کی رسالت عام ہے	۳۷۲
الرشد کے معنی	۳۷۳
قوم موسیٰ سے مراد کون ہیں؟	۳۷۳
حال اور بدل کا بیان	۳۷۳
بنی اسرائیل پر انعامات کی ایک جھلک	۳۷۴
سجدہ تعظیمی کا پچھلی شریعتوں میں حکم	۳۷۴
مقام ایلہ یا کوئی اور بستی	۳۸۱
قوم ایلہ پر شکار کی حرمت وعذاب کی صورت	۳۸۲
ناخلف لوگ	۳۸۳
دنیاوی زندگی کا سامان، اضافت فیوی کا بیان	۳۸۴
آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے	۳۸۴
کیا ہمیں عالم ارواح کی گواہی یاد ہے؟	۳۹۲
اہل سے مراد کون ہیں؟	۳۹۲
بالعم باعورہ کا واقعہ	۳۹۳
جنات کا ذکر پہلے کرنے کی وجہ، چوپایوں سے بڑھ کر گمراہ	۳۹۴
اللہ ﷻ کے اچھے نام	۳۹۴
نعمتیں آزمائش کے طور پر	۴۰۰
قیامت کا علم کس کے پاس ہے	۴۰۱
سید عالم ﷺ کی ذات سے علم غیب کی نفی جہالت کا پلندہ ہے	۴۰۵
حضرت آدم علیہ السلام کی تسکین خاطر	۴۱۵
اولاد کو اچھا نام دیا جائے	۴۱۶
کیا کوئی عاجز محض بھی خدا ہو سکتا ہے؟	۴۱۷
حقیقی حفاظت کرنے والا اللہ ﷻ ہے	۴۱۸
جاہل سے منھ پھیر لینا، شیطان کا وسوسہ ڈالنا	۴۱۸
قرآن حق ہے	۴۱۹
تعارف سورۃ الانفال	۴۲۱
مال غنیمت کا بیان	۴۲۹
اختیارات مصطفیٰ ﷺ درباب تقسیم مال غنیمت	۴۳۰
اللہ ﷻ کا خوف	۴۳۰
ایمان میں زیادتی سے کیا مراد ہے؟	۴۳۱
سچے مسلمان کون؟	۴۳۲
اعلائے کلمۃ الحق اور بدر کے مقولین کی خبریں	۴۳۳
مشورہ کرنا سنت ہے	۴۳۴
نیند کے خوف سے امن کا سامان کرتی ہے	۴۴۰
رجز بمعنی عذاب	۴۴۱
مسلمانوں کے دلوں کو تقویت دینا	۴۴۱
مٹھی بھر کنکر تباہی کا سبب بن گئے	۴۴۲
خدا ﷻ مصطفیٰ کریم ﷺ سے جدا نہیں	۴۴۲
بلا بمعنی نعمت	۴۴۲
چوپایوں جیسے کون؟، کائنات کی بدترین مخلوق	۴۴۸

علم باری تعالیٰ کا بیان ۴۴۸
نماز میں حضور ﷺ کے بلانے پر حاضر ہونا ۴۴۹
گناہگار سارے ہی عذاب میں مبتلا ہوں گے ۴۵۰
خیانت معصیت ہے ۴۵۶
"دار الندوۃ" کی سازش ناکام ۴۵۷
اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے چال باز کی چال نہیں چلتی ۴۵۸
حضور ﷺ کی برکتیں جاری ہیں ۴۵۸
خدام المساجد کون ہو سکتے ہیں؟، قوم قریش کی ہٹ دھرمی ۴۵۹
دین وملت میں فرق ۴۶۲

پارہ نمبر: ۱۰

مال غنیمت کی تقسیم کا حکم ۴۶۶
بدر کے دن مسلمانوں پر احسان ۴۶۸
نبی کا خواب سچا ہوتا ہے ۴۶۸
قتال میں ذکر سے مراد کیا ہے؟ ۴۷۲
اطاعت امیر کا حکم اور تنازع سے بچنا ۴۷۳
مسلمانوں ریاکار نہ بنو! ۴۷۳
یوم بدر شیطان کی بے بسی ۴۷۴
دینی معاملے میں اعتراض کرنا دشمنان اسلام کا کام ہے ۴۸۰
کافروں کے لئے لوہے کے گرز ۴۸۰
افعال خبیثہ کا تعلق کس سے ہے؟ ۴۸۰
اللہ تعالیٰ کسی بندے پر ظلم نہیں کرتا ۴۸۱
﴿داب﴾ کی تفسیر ۴۸۱
جب تک قوم اپنی حالت نہ بدلنا چاہے ۴۸۲
لفظ ﴿داب﴾ کی تکرار کا فائدہ ۴۸۲
عہد شکن کے ساتھ حسن سلوک ۴۸۳
لفظ محمد کی تحقیق ۴۸۷
مسلمان اپنی ہمت اکٹھی کر لیں، دشمن سے صلح کا بیان ۴۸۸
دشمن کا دھوکہ مسلمان کو مضر نہیں ۴۸۹
جہاد کی ترغیب و اسیران جنگ کا فدیہ ۴۹۳
محکوم مسلمان کی مدد، مال غنیمت کی تقسیم ۵۰۰
معاہدات کا احترام ۵۰۱
موانع ارث اور ذوی الارحام کا بیان ۵۰۱

تعارف سورۃ التوبہ ۵۰۳

یوم نحر کا بیان، اعلان حج ۵۰۹
معاہدات کی پابندی ۵۱۱
دستور اسلامی میں نماز و زکوٰۃ ۵۱۲
مستامن کا حکم ۵۱۲
کفار مشرکین سے تعلقات ۵۱۹
لفظ ﴿کیف﴾ کی تکرار، ''ال'' میں کیا راز پوشیدہ ہے؟ ۵۱۹
اسلامی نظام حیات کی تین بنیادی شرطیں ۵۱۹
''ولیجۃ'' کے معنی ۵۲۰
صرف مسلمان مسجد تعمیر کریں ۵۲۵
ایمان کی اہمیت قرابتداری سے زیادہ ہے ۵۲۸
دوستی، دشمنی اور محبت اللہ کے لئے ہے ۵۲۸
ایمان، جہاد اور ہجرت کا مرتبہ افضل ہے ۵۲۸
بنو قریظہ اور بنو نضیر کے احوال ۵۳۵
وادی حنین، یوم حنین اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ۵۳۶
حضرت عباس کی اہمیت اور شجرہ نسب ۵۳۶
ابلق گھوڑے سوار ۵۳۷
کافر کا مسجد میں آنا ۵۳۷

جزیہ	۵۳۸	کلمہ طیبہ کی برکتیں	۵۸۸
یہود و نصاری کا حد سے تجاوز کرنا	۵۴۴	رضائے الٰہی سب سے بڑی نعمت	۵۸۹
جن چیزوں کو اللہ اور اس کے رسول حرام کریں	۵۴۷	کس کلمہ نے منافقوں کے نفاق کو ظاہر کر دیا	۵۹۶
اللہ ﷻ کے نور سے مراد جملہ امور شرعیہ ہیں	۵۴۷	ثعلبہ کے متعلق کچھ تحقیق،	۵۹۶
رشوت کی تعریف	۵۴۸	نفاق، منافقین کے لئے استغفار کرنے یا نہ کرنے کا بیان	۵۹۷
مال کی زکوۃ نہ دینے پر وعیدیں	۵۴۹	غزوہ تبوک کا بیان	۶۰۴
لوح محفوظ کیا ہے؟	۵۵۰	جہنم کی آگ کی سختی	۶۰۵
مقام تبوک	۵۵۵	منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کا بیان	۶۰۶
اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے	۵۵۶	نصیحت اللہ، رسول اور مسلمانوں کے لئے	۶۱۱
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نسب	۵۵۶	شوق جہاد نے صحابہ کو رُلا دیا......	۶۱۲
غار ثور کا نقشہ، صاحبان غار پر کرم الٰہی	۵۵۷	**پارہ نمبر: ۱۱**	
غیبی امداد	۵۵۷	معذورین کا بیان	۶۱۷
منافقین اسلام دشمن ہیں	۵۵۸	تصدیق نہ کرنے سے کیا مراد ہے؟	۶۱۸
نبی پاک ﷺ کا اجتہاد کرنا	۵۶۷	عالم الغیب کون ہیں؟	۶۱۸
﴿لم اذنت لھم﴾ میں کیا راز پوشیدہ ہے؟	۵۶۸	معذورین کے حوالے سے فنی تحقیق	۶۱۸
﴿کسل﴾ کے معنی، دشمنان اسلام کا طرز عمل	۵۶۸	اعرابی کسے کہتے ہیں؟	۶۱۸
جد بن قیس کا نسب	۵۶۹	لفظ "مغرما اور دوائر" کی تحقیق	۶۱۹
ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کیجئے	۵۶۹	حصول ثواب کا ذریعہ	۶۱۹
منافقین کی نشانی نماز میں سستی	۵۷۹	﴿السابقون الاولون﴾ کون ہیں؟	۶۲۸
منافقین کے لئے مال و اولاد سبب عذاب ہے	۵۷۱	قیامت تک کے لئے صلحاء کا عمل قابل تعریف ہے	۶۲۹
مصارف زکوۃ کا بیان	۵۷۸	نافرمانی پر ڈٹ جانا ہلاکت کا سبب ہے	۶۳۰
لام استغراقی ہے یا تملیکی؟	۵۷۹	منافقین کے لئے تین عذابات	۶۳۰
شان انبیائے کرام کا بیان	۵۸۰	عمل صالح بمعنی توبہ یا اعتراف جرم	۶۳۱
دشمنان اسلام کے لئے دائمی عذاب	۵۸۲	صلوۃ بمعنی نماز یا دعا	۶۳۱
حضرت نوح، ھود، صالح، ابراہیم، شعیب کا نسب	۵۸۷	مسجد ضرار بنانے والے ابو عامر کا نسب	۶۳۲

عنوان	صفحہ
مسجد قبا میں سید عالم ﷺ کا پہلا جمعہ	۶۳۳
شفاء ہر چیز کے کنارے میں ہے	۶۳۳
مومنین کے جان و مال جنت کے بدلے خرید لئے	۶۴۱
توریت وانجیل میں عہد خداوندی کا بیان	۶۴۲
عبادت گزاروں کی مدح سرائی	۶۴۲
﴿وتوک الاستغفار له﴾ کے محامل	۶۴۳
محذورات سے خود کو بچائے رکھے	۶۴۴
سید عالم ﷺ کی توبہ سے کیا مراد ہے؟	۶۴۵
مہاجرین وانصار کی قبولیت توبہ	۶۴۶
تبوک کی بدحالی کا بیان	۶۴۶
﴿بتوک معاصیه﴾ کے معنی	۶۵۰
سچے کون ہیں؟	۶۵۰
دین کی سربلندی کے لئے مشکلات سے گھبرانا چھوڑ دیں	۶۵۱
سریہ کسے کہتے ہیں؟	۶۵۲
فقاہت فی الدین اور موجودہ مسلمانوں کا حال	۶۵۷
نزول قرآن ایمان کی زیادتی کا سبب ہے	۶۵۷
کفر میں زیادتی کا بیان	۶۵۷
سید عالم ﷺ کی شان عظمت	۶۵۸
تعارف سورۃ یونس	۶۶۰
"الر" کے بارے میں دو اقوال	۶۶۷
نا قابل منسوخ کتاب	۶۶۷
اضافت موصوف الی الصفت کا بیان	۶۶۷
عرش کا بیان	۶۶۸
چاند کی روشنی اور اس کی منزلیں	۶۶۹
اہل جنت اور خادمین جنت	۶۶۹
انسان برے کلمات منہ سے نکالنے میں احتیاط کرے	۶۷۷
مہلت فقط وقت اجل تک	۶۷۷
کافر کیوں مسرف ہیں؟	۶۷۸
کافروں کی ہلاکت کے دو اسباب	۶۷۸
صاحب قرآن سے استہزاء کرنا دشمنان اسلام کا کام ہے	۶۷۹
قرآن معجزہ ہے	۶۸۰
قحط سالی کا عذاب ہے	۶۸۷
اللہ عزوجل مکر کی سزا دیتا ہے	۶۸۸
خطاب سے غیبت کی جانب اشارہ	۶۸۸
ہوا کی تسخیر کا بیان	۶۸۸
وحدت ربی کا معنی	۶۸۹
موت کی اقسام	۶۹۰
دنیا کی بے ثباتی	۶۹۱
دیدار الٰہی کا بیان	۶۹۱
﴿ولا یرھق وجوھھم ولا ذلة﴾ کا بیان	۶۹۲
برائی کا بدلہ اس کی مثل برائی	۶۹۲
قدرت الٰہی کے کرشمے	۶۹۸
"الثابت" کے معنی	۶۹۸
ایمان نہ لانے کا انجام	۶۹۸
﴿افمن یھدی الی الحق﴾ کا معنی	۶۹۹
گمان کی پیروی	۶۹۹
چار مقامات پر معترضین قرآن کو کھلا چیلنج	۷۰۰
اہل مکہ کی دو اقسام	۷۰۰
ہر انسان اپنے اعمال کا جواب دہ ہے	۷۰۶
سرکار دو عالم ﷺ بہروں کو نہیں سناتے	۷۰۷

کافر بصارت وبصیرت سے عاری ہیں	۷۰۷	استغفار وتوبہ کے ثمرات	۷۵۷
میدان حشر کے معاملات	۷۰۷	"یثنون" کی تحقیق انیق	۷۵۷
قیامت کی ہولنا کیوں میں پہچان	۷۰۸	**پارہ نمبر:۱۲**	
اجتماع امت	۷۰۹	دابۃ الارض سے کیا مراد ہے؟	۷۶۱
ظلم کا بیان	۷۰۹	رزق کی بحث	۷۶۱
عذاب میں جلدی کرنے کی مذمت	۷۱۰	کیا عرش الٰہی پانی پر ہے؟	۷۶۳
قیامت میں کافروں کی عقلوں کا حال	۷۱۴	لفظ "امت" کا اطلاق قرآن کی رو سے	۷۶۴
قرآن میں نصیحت اور شفاء ہے	۷۱۴	مصیبت اور راحت کا خیر ہونا	۷۷۳
حضور ﷺ کی آمد پر فرحت ومسرت منانا	۷۱۶	کیا نبی وحی سے کچھ حذف کر سکتا ہے؟	۷۷۴
شان ولی، ولایت کیلئے ایمان اور تقوی شرط ہے	۷۲۲	قرآن کا مثل ممکن نہیں	۷۷۴
بشارتوں سے کیا مراد ہے؟	۷۲۵	ریا کار عذاب نار کا مستحق ہے	۷۷۵
حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت	۷۲۶	تمام امتیں حضور ﷺ پر ایمان لائیں	۷۷۶
حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا بیان	۷۳۷	کفار مکہ کی مذمت کی وجوہات	۷۷۷
مال کی ہلاکت	۷۳۸	بشر کی تعریف اور انسان پر اس کا اطلاق	۷۸۴
دلوں کی سختی	۷۳۸	پس ماندہ لوگوں کا ایمان معتبر ہے	۷۸۴
بنی اسرائیل کی عزت افزائی	۷۴۵	تبلیغ رسالت پر اجر طلب کرنا	۷۸۵
قرآن کو علم کہنے کی وجہ کیا تھی؟	۷۴۵	مومنوں کو اپنی مجلس سے نہ نکالا جائے	۷۸۵
قرآن میں کسے شک تھا؟	۷۴۵	حضرت نوح علیہ السلام کا اللہ کے خزانے اور علم غیب کی خبر دینا	۷۸۵
حضرت یونس علیہ السلام کا نسب اور قوم پر عذاب	۷۴۵	لفظ "جدال" کی تحقیق	۷۸۸
شک کی تعریف	۷۵۱	جب اللہ عزوجل کسی بندے کے ساتھ کفر کا ارادہ کرے	۷۸۸
بندے کا نفع ونقصان	۷۵۱	حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی تحقیق	۷۹۶
برائی کو چھپانا واجب ہے	۷۵۲	کشتی بنائے جانے کا مذاق کیوں اڑایا گیا	۷۹۶
تعارف سورۃ ھود	۷۵۲	مذاق اڑانے والوں کو جواب	۷۹۷
محکم آیات کے معانی ومطالب	۷۵۶	تنور کا ابلنا، ہر کام اللہ کے نام سے کیا جائے	۷۹۷
استغفار کرنے پر توبہ کی تاکید کیوں؟	۷۵۶	کیا کافر بیٹے کو کشتی میں بلانا صحیح تھا؟	۷۹۷

کشتی جب جودی پہاڑ پر ٹھری	۷۹۸
حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے اہل کے بارے میں سوال کرنا	۷۹۸
کونسی قرابت بہتر ہے؟	۷۹۹
سلامتی اور برکت کس کے لئے ہے؟	۷۹۹
غیب کی خبریں	۷۹۹
"اخاھم" کہنے کی وجہ تسمیہ	۸۰۵
طاقت وقوت میں اضافہ	۸۰۶
حضرت ھود علیہ السلام کا قوم سے مکالمہ، اور قوم پر عذاب	۸۰۶
تخلیق انسانی مٹی سے ہوئی یا نطفے سے......	۸۱۱
شک اور مریب میں فرق	۸۱۱
'ناقة الله' میں اضافت کونسی ہے؟	۸۱۲
قوم صالح علیہ السلام پر عذاب	۸۱۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس کتنے فرشتے آئے؟	۸۱۹
'سلام' کی تحقیق	۸۲۰
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خوف محسوس کرنا	۸۲۰
بی بی سارہ کا ہنسنا کن وجوہ پر مبنی تھا؟	۸۲۰
اہل بیت کا اطلاق کن لوگوں پر ہوتا ہے؟	۸۲۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فرشتوں سے مجادلہ کرنا	۸۲۱
حضرات انبیائے کرام کا منصب، مہمان نوازی کے تقاضے	۸۲۲
قوم لوط پر عذاب کا منظر	۸۲۳
ناپ تول میں کمی جرم ہے!	۸۲۹
حضرت شعیب کی نماز، الکا رزق کو اللہ کی جانب منسوب کرنا	۸۳۱
"مانفقه" کے معانی میں احتمالات	۸۳۱
نبی کی شان میں گستاخی اور قوم شعیب پر عذاب	۸۳۲
سلطن کسے کہتے ہیں؟، ﴿وما ظلمنهم﴾ کی توجیہ	۸۳۹
شقی اور سعید، زفیر اور شھیق کے معانی	۸۳۹
دائمی عذاب کا ہونا یا نہ ہونا کن کے لئے ہے؟	۸۴۰
استقامت کسے کہتے ہیں اور "رکون" کے معنی	۸۴۲
دوطرفوں میں نماز سے کیا مراد ہے؟	۸۴۷
پانچ اوقات میں گناہ معاف ہونے کا مطلب	۸۴۷
نزول عذاب کے اسباب	۸۴۷
کونسا اختلاف محمود ہوتا ہے؟	۸۴۸
دین خیرخواہی کا نام ہے	۸۴۸
تعارف سورة یوسف	۸۵۱
قرآن میں لفظ "القصص" کتنی بار آیا ہے؟	۸۵۵
﴿لمن الغافلین﴾ کا مقصد	۸۵۶
حضرات انبیائے کرام کے خواب	۸۵۶
حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کے مقام	۸۵۷
دیگر بیٹوں پر حضرت یوسف علیہ السلام و بنیامین کو ترجیح دینا	۸۶۴
اقدام جرم کرنے کی وجوہات	۸۶۵
لقطه کیا ہے؟	۸۶۶
کھیل کود کی حیثیت شریعت کی نظر میں	۸۶۸
حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیشن گوئی	۸۶۹
وحی سے مراد نبوت کی وحی ہے یا الہام	۸۷۰
صبر جمیل کے معنی وفضائل	۸۷۰
حضرت یوسف علیہ السلام کے خریدار کون تھے؟	۸۷۶
امر الٰہی کے غالب آنے سے مراد کیا ہے؟	۸۷۸
﴿ولکن اکثر﴾ میں علم سے مراد کیا ہے؟	۸۷۸
پختہ عمر کونسی ہوتی ہے، بی بی زلیخا کا حضرت یوسف کو اپنی	۸۷۹
بی بی زلیخا کا حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی پر شہادت	۸۸۰

عورتوں کا بی بی زلیخا کے بارے میں کلام کرنا	۸۸۵	نبی کا گمان یقین کا درجہ رکھتا ہے یا نہیں؟	۸۹۳
مصری عورتوں کی مہمان نوازی کا انوکھا انداز	۸۸۵	بادشاہ مصر کا خواب	۸۹۶
حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن	۸۸۶	حضرت یوسف علیہ السلام کی یاددہانی کا سبب	۸۹۷
حضرت یوسف علیہ السلام کی دلجوئی	۸۸۷	حضرت یوسف علیہ السلام غیب کی خبریں دیتے تھے	۸۹۷
ساقی اور نانبائی کے خواب	۸۹۱	کیا ایک ہی لفظ غیر خدا کے لئے بھی بولا جاتا ہے؟	۹۰۰
حضرت یوسف علیہ السلام کا احسان	۸۹۲	حضرت یوسف علیہ السلام کی کمال احتیاط	۹۰۰
نیکی کی دعوت عام کرنا	۸۹۳	حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی پر دلائل	۹۰۱

توجہ کیجئے !

رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے، دین کی سربلندی اور علمائے اہل حق تک قیمتی مواد در باب **"عطائین اردو شرح جلالین**، جلد: ۲" کو پہنچانے کے لیے نہایت توجہ کے ساتھ شرح لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قارئین کے لیے نفع بخش بنائے۔ ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود ہمیں دعویٰ کمال نہیں، لہذا جو خوبی نظر آئے وہ ہمارے بزرگوں کا فیضان سمجھ کر قبول فرمائیں اور اس میں جو خامی ہو تو ہاں ہماری غیر ارادی کوتاہی کو دخل ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اہل علم اسے پڑھ کر تحریری طور پر اپنی رائے ضرور دیں اور اس شرح میں موجود کسی کمی، کوتاہی یا اضافہ کی جانب توجہ دلانا چاہیں تو ہمارے درج پتہ پر بذریعہ خط روانہ فرمادیں تاکہ ہم اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوں اور اس نشاندہی پر آپ کے لیے دعائے خیر کریں۔ رب کریم سب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔

محمد امتیاز قادری، منتظم ادارہ ھذا

ادارہ فیضان رضا، ۴۲/اے، نیو دھوراجی کالونی گلشن اقبال بلاک ۴۔

الاهداء

میرے تو سب کچھ آپ ہی ہیں اے رحمت عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے

ساری تعریفیں اس خالق کائینات کے لئے جس نے اس عالم رنگ و بو کو طرح طرح سے مزین کیا اور کڑوڑہا کڑوڑ درود ہوں اس رحمت والے آقا ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر جو ہم بے کسوں، غم کے ماروں، دکھ یاروں کا واحد سہارا ہیں۔ اللہ ﷻ کی دی ہوئی توفیق اور فخر کائینات، شاہِ موجودات ﷺ کی نظر کرم کا صدقہ ہے کہ ادارۂ فیضانِ رضا نے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ ہم اللہ رب العزت کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی اس خدمت کو اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرما کر اس پر اجر عظیم سے مالا مال فرمائے۔ ہم اس پر مرتب ہونیوالے اجر وثواب کو مکی مدنی آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے وسیلے سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام، صحابۂ کرام علیہم الرضوان، تابعین، تبع تابعین، جمیع بزرگان دین، تمام سلاسل کے صوفیاء واولیاء، بالخصوص شہنشاہِ بغداد سیدنا حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی بارگاہ مقدسہ، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ، اور دورِ حاضر کے عظیم دینی رہنما، ولی کامل، عاشق رسول مولانا محمد الیاس قادری صاحب مدظلہ العالی اور ان تمام مومنین ومومنات جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک اور تا قیام قیامت تک پیدا ہونگے سب کو اس اجر وثواب سے مالا مال کردے، اس ادارے سے وابسطہ جملہ احباب جو اس خدمت کو قارئین تک پہنچانے میں ادارے کے معاون و مددگار رہے، اللہ ﷻ سب کے نامۂ اعمال میں ہدیۂ ثواب پہنچائے، اور مزید اخلاص کی دولت سے مالا مال کرتے ہوئے باقی چار مجلدات پر جلد از جلد کام مکمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور مزید قابل صلاحیت افرادی قوت سے ادارے کو مالا مال فرمائے۔ اللہ ﷻ اہلسنت کی تمام چھوٹی بڑی دینی درس گاہوں اور اداروں کی حفاظت فرمائے۔

ادارۂ فیضانِ رضا
نیو دھوراجی کالونی، گلشنِ اقبال بلاک ۴

رکوع نمبر: ۱

نَزَلَتْ فِيْ وَفْدِ النَّجَاشِيِّ اَلْقَادِمِيْنَ مِنَ الْحَبَشَةِ قَرَءَ عَلَيْهِمْ ﷺ سُوْرَةَ يٰسٓ فَبَكَوْا وَاَسْلَمُوْا وَقَالُوْا مَااَشْبَهَ هٰذَابِمَا كَانَ يَنْزِلُ عَلٰى عِيْسٰى قَالَ تَعَالٰى ﴿وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴿تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا﴾صَدَّقْنَا بِنَبِيِّكَ وَكِتَابِكَ﴿فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (۸۳)﴾اَلْمُقِرِّيْنَ بِتَصْدِيْقِهِمَا ﴿وَ﴾قَالُوْا فِيْ جَوَابِ مَنْ عَيَّرَهُمْ بِالْاِسْلَامِ مِنَ الْيَهُوْدِ﴿مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ﴾اَلْقُرْاٰنِ اَيْ لَامَانِعَ لَنَا مِنَ الْاِيْمَانِ مَعَ وُجُوْدِ مُقْتَضِيْهِ﴿وَنَطْمَعُ﴾عَطْفٌ عَلٰى نُؤْمِنُ ﴿اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ (۸۴)﴾اَلْمُؤْمِنِيْنَ الْجَنَّةَ قَالَ تَعَالٰى ﴿فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ (۸۵)﴾بِالْاِيْمَانِ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ(۸۶)﴾.

﴿ترجمہ﴾

(یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نجاشی بادشاہ کا ایک وفد حبشہ سے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا نبی پاک ﷺ نے سورۂ یٰس کی تلاوت فرمائی جس کو سن کر وہ روئے اور اسلام قبول کیا اور کہا کہ یہ کلام عیسٰی علیہ السلام پر اترنے والے کلام سے کتنا مشابہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا (یعنی قرآن) تو انکی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اسلئے کہ وہ حق کو پہچان گئے کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے......۱......(یعنی ہم نے تیرے نبی اور تیری کتاب کی تصدیق کی) تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے (ان میں جو تیرے نبی اور تیری کتاب کی تصدیق کرنے والے ہوں) اور (یہود میں سے جن لوگوں نے انہیں قبول اسلام پر عار دلایا وہ ان کے جواب میں بولے) اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور اس حق پر کہ ہمارے پاس آیا (مراد اس سے قرآن مجید ہے یعنی ہمیں اس پر ایمان لانے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے جبکہ مقتضی ایمان موجود ہے) اور ہم طمع کرتے ہیں (نطمع، کا عطف نؤمن پر ہے) کہ ہمیں ہمارا رب نیک لوگوں کے ساتھ داخل کرے......۲......(مومنین کے ساتھ جنت میں، اللہ عزوجل نے فرمایا) تو اللہ نے انکے اس کہنے کے بدلے انہیں باغ دیئے جنکے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہینگے اور یہ بدلہ ہے نیکوں کا (جو کہ ایمان والے ہیں) اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخ والے ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق﴾

و: مستانفہ......اذا: ظرفیہ متضمن معنیٰ شرط مفعول بہ مقدم، سمعوا: فعل بافاعل......ماانزل الی الرسول: موصول صلہ ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......تری: فعل بافاعل......اعینھم: ذوالحال...... تفیض: فعل ھی ضمیر ممیز...... من الدمع: جارمجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر تمیز، ملکر فاعل......من: جار، ماعرفوا من الحق: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿یقولون ربنا امنا فاکتبنا مع الشاھدین﴾

یقولون: قول...... ربنا: جملہ ندائیہ......امنا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ......ف: مستانفہ......اکتبنا: فعل امر بافاعل ومفعول...... مع الشھدین: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما لنا لا نومن باللہ وما جاء نا من الحق﴾

و: مستانفہ...... ما: استفہامیہ مبتدا...... لام: جار...... نا: ضمیر ذوالحال......لانؤمن: فعل بافاعل...... ب: جار ......اللہ: معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... ماجاء نامن الحق: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصلحین﴾

و: عاطفہ، نطمع: فعل بافاعل...... ان: مصدریہ......یدخلناربنا: فعل ومفعول وفاعل...... مع القوم الصلحین: مرکب اضافی ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "لانومن باللہ" پر معطوف ہے۔

﴿فاثابھم اللہ بما قالوا جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا﴾

ف: عاطفہ...... اثاب: فعل...... ھم: ضمیر ذوالحال...... خلدین فیھا: شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر مفعول......اللہ: فاعل، بما قالوا: ظرف لغو......جنت: موصوف...... تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "ربنا امنا" پر معطوف ہے۔

﴿وذلک جزاء المحسنین والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحب الجحیم﴾

و: مستانفہ......ذلک: مبتداء...... جزآء المحسنین: مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... و: مستانفہ، الذین: موصول...... کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وکذبوابایتنا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا...... اولئک: مبتدا ثانی...... اصحب الجحیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآن کی تاثیر:

۱...... کہا جاتا ہے کہ فاض الاناء اذاامتلاء، اللہ تعالی نے ان لوگوں کو اس وصف سے اس لئے متصف کیا کہ قرآن سنتے وقت انکے دل نرم پڑ جاتے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ (الخازن، ج۲،ص ۷۱)

اس آیت مبارکہ میں قرآن کی تاثیر کا بیان ہے کہ قرآن مجید میں وہ تاثیر ہے کہ غیر مسلم اگر تعصب سے بالاتر ہو تو اسے ایمان کی دولت میسر آجائے اور وہ حق کو پہچان کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے۔ قرآن میں جو ہیبت اور جلال ہے وہ دنیا کے کسی اور کلام میں نہیں پایا جاتا ﴿تقشعر منه جلود الذين يخشون ربهم ثم تلين جلودهم وقلوبهم الى ذكر الله﴾ ''وہ لوگ جن کے دلوں میں خوفِ خدا ہے جب وہ اس کلام مقدس کی آیات کو سنتے ہیں تو ان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے پھر ان کے دل سوز و گذار سے معمور ہو جاتے ہیں اور اللہ عزوجل کے ذکر کی طرف بصد شوق مائل ہو جاتے ہیں''۔ آپ نے یہ ایمان افروز منظر کئی بار دیکھا ہوگا کہ جب کسی محفل میں قرآنِ کریم کی تلاوت کی جاتی ہے تو کئی لوگ زار و قطار رونے لگتے ہیں اور بعض پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اس حالت میں وہ اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس ہیبت وجلال کا اثر ہے جو اس کلام مقدس کا خاصہ ہے۔ اب ہم تاثیرِ قرآنی کے حوالے سے فقط ایک روایت ذکر کرتے ہیں کس طرح قرآن پاک نے کفر کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو آسمانِ ہدایت کا ستارہ بنا دیا۔ حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ بدر کے اسیران جنگ کے بارے میں گفتگو کرنے کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ مغرب کی نماز پڑھی جارہی تھی۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم امامت کررہے تھے اور سورۃ الطور کی تلاوت فرمارہے تھے۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جب میں نے یہ آیتیں سنیں ﴿والطور وكتب مسطور في رق منشور (الطور:۱تا۳)﴾ ''قسم ہے کوہ طور کی اور کتاب کی جو لکھی گئی ہے کھلے ورق پر'' یہ آیتیں سن کر مجھ پر حیرت اور دہشت طاری ہوگئی۔ اور جب میں نے سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیتیں پڑھتے ہوئے سنا۔ ﴿ان عذاب ربك لواقع ماله من دافع (الطور:۷تا۸)﴾ ''یقیناً آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا اور اسے کوئی ٹالنے والا نہیں''۔ تو مجھ میں کھڑا رہنے کی تاب نہ رہی۔ میں بیٹھ گیا اور مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ ابھی عذاب الٰہی کی بجلی کوندے گی اور مجھے جلا کر خاکستر کردے گی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھیں۔ ﴿يوم تمور السمآء مورا وتسير الجبال سيرا فويل يومئذ للمكذبين (الطور:۹تا۱۱)﴾ ''جس روز آسمان بری طرح تھرتھرا رہا ہوگا اور پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ کر تیزی سے چلنے لگیں گے، پس بربادی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے''۔ یہ سن کر مجھ پر شدید خوف و دہشت طاری ہوگئی اور جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت کیں۔ ﴿ام عندهم خزآئن ربك ام هم المصيطرون (الطور:۳۷)﴾ ''کیا ان کے قبضہ میں ہیں آپ کے رب کے خزانے یا انہوں نے ہر چیز پر تسلط جما لیا ہے''۔ یہ آیات سننے سے مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ میرا دل میرے سینے کو چیر کر باہر نکلا جاتا ہے چنانچہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے مرشد برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر اسلام کی بیعت کرلی۔ (زینی دحلان، ''السيرة النبوية'' ج:۳،ص:۱۱۱)

نیک اورصالح لوگوں کی سنگت :

ع......جس گروہ نصاریٰ کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی، حق کی پہچان حاصل ہوئی انہوں نے اس حق کو پہچاننے کے بعد یہ دعا کی کہ اے اللہ! تو ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ کردے یہاں سے پتہ چلا کہ نیک اور صالح لوگوں کی سنگت بھی بڑی نعمت ہے جسے یہ سنگت مل جاتی ہے وہ زمانے میں ولایت کے درجے طے کر جاتا ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم ادھم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی خدمت میں ایک نوجوان حاضر ہوا اور کہنے لگا ''مجھے کچھ نصیحت فرمائیے جو میرے لئے گناہوں کو چھوڑنے میں معاون ہو'' آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ'' اگر تم پانچ باتوں کو اپنا لو تو گناہ تمہیں کوئی نقصان نہ دیں گے اور انکی لذت ختم ہو جائے گی'' اس نے جب آمادگی ظاہر کی تو پھر آپ علیہ الرحمۃ نے اس طرح نصیحت کرنا شروع کی: ''جب تم گناہ کا ارادہ کرو تو اللہ ﷻ کا رزق نہ کھاؤ، نوجوان بولا: پھر میں کھاؤں گا کہاں سے؟ دنیا میں ہر چیز اللہ ﷻ کی عطا کردہ ہے آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''کیا یہ بات اچھی ہوگی کہ تم اللہ ﷻ کا رزق بھی کھاؤ اور اسکی نافرمانی بھی کرو ؟ نوجوان نے جواباً کہا: نہیں! دوسری بات ارشاد فرمائیے! فرمایا: ''جب تم گناہ کرنے لگو تو اللہ ﷻ کے ملک سے نکل جاؤ، نوجوان کہنے لگا : یہ تو پہلی بات سے بھی مشکل ہے کہ مشرق سے مغرب تک سب اللہ ﷻ ہی کی ملکیت ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: تو کیا یہ مناسب ہے کہ جسکا رزق کھاؤ جس کے ملک میں رہو اسی کی نافرمانی بھی کرو؟ نوجوان نے نفی میں سر ہلا دیا اور کہا کہ تیسری نصیحت کیجئے! ''جب تم گناہ کرو تو ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں تمہیں کوئی دیکھ نہ پائے''، اس نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ ﷻ تو ہر بات کا جاننے والا ہے، کوئی اس سے کیسے چھپ سکتا ہے؟ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: کہ یہ اچھی بات ہے کہ اسکا رزق بھی کھاؤ، اسکے ملک میں بھی رہو اور اسی کے سامنے اسکی نافرمانی بھی کرو؟ نوجوان بولا نہیں، چوتھی بات ارشاد فرمائیں! فرمایا: جب ملک الموت تشریف لائیں تو ان سے کہنا کہ کچھ دیر ٹھہر جائیں تا کہ میں توبہ کر کے اچھے اعمال کرلوں''، اس نے کہا یہ تو ممکن ہی نہیں کہ وہ اس مطالبے کو مان لیں، آپ علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا: کہ جب تم جانتے ہو کہ موت یقینی ہے اور اس سے بچنا ممکن نہیں تو چھٹکارے کی توقع کیسے کر سکتے ہو؟ اس نے عرض کی، پانچویں بات فرمائیں! ''جب قیامت آئے اور تجھے جہنم کی طرف لے جایا جائے تو مت جانا''، اس نے عرض کی فرشتے نہیں مانیں گے اور نہ مجھے چھوڑیں گے آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''تو پھر تم نجات کی امید کیسے رکھ سکتے ہو؟ وہ نوجوان بولا ''مجھے یہ نصیحت کافی ہے، اب میں اللہ ﷻ سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں''۔ اس کے بعد وہ نوجوان مرتے دم تک عبادت میں مشغول رہا۔ (کتاب التوابین، ص ۲۸۰)

☆......☆قال تعالیٰ: ابوسعود فرماتے ہیں کہ ''سمعوا'' کا عطف ''لایستکبرون'' پر ہے، اس لیے کہ قرآن سننے میں وہ حضرات تکبر نہ کرتے تھے، اور ان کی آنکھوں سے سماعِ قرآن کی برکت سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ خازن میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: نجاشی اور اس کے ساتھیوں نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سورۂ مریم سننے کا ارادہ کیا، یہ حضرات جب تک حضرت جعفر رضی اللہ عنہ قراءت فرماتے رہے روتے رہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۲۶۵)۔

عطف علی نؤمن: نطمع کاعطف نؤمن پر استفہام انکاری کے طریقے پر مسلط نہیں ہے، بلکہ مراد یہ ہے: ''کس چیز نے ہم پر ثابت کیا ہے کہ ہم اللہ اور قرآن پر ایمان نہ لائیں''، اور نہ ہی ہم یہ طمع کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالحین میں سے کردے۔

(الصاوی، ج٢، ص ١٣٨)۔

رکوع نمبر: ٢

وَنَزَلَ لَمَّا هَمَّ قَوْمٌ مِنَ الصَّحَابَةِ اَنْ يُّلَازِمُوْا الصَّوْمَ وَالْقِيَامَ وَلَايَقْرَبُوا النِّسَاءَ وَالطِّيْبَ وَلَايَاكُلُوا اللَّحْمَ وَ لَا يَنَامُوْا عَلَى الْفِرَاشِ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ﴾تَتَجَاوَزُوْا اَمْرَ اللّٰهِ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ(٨٧)﴾﴿وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا﴾ مَفْعُوْلٌ وَالْجَارُ وَالْمَجْرُوْرُ قَبْلَهُ حَالٌ مُتَعَلِّقٌ بِهِ ﴿وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ(٨٨)﴾﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ﴾اَلْكَائِنِ ﴿فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ﴾هُوَ مَايَسْبِقُ اِلَيْهِ اللِّسَانُ مِنْ غَيْرِ قَصْدِ الْحَلْفِ كَقَوْلِ الْاِنْسَانِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ﴿ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ ﴾بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ عَاقَدْتُّمْ﴿الْاَيْمَانَ﴾عَلَيْهِ بِاَنْ حَلَفْتُمْ عَنْ قَصْدٍ﴿ فَكَفَّارَتُهٗۤ ﴾اَيِ الْيَمِيْنِ اِذَا حَنِثْتُمْ فِيْهِ ﴿اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ ﴾لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدٌّ﴿مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ ﴾مِنْهُ ﴿اَهْلِيْكُمْ ﴾اَيْ اَقْصَدُهٗ وَاَغْلَبُهٗ لَا اَعْلَاهُ وَلَااَدْنَاهُ﴿اَوْ كِسْوَتُهُمْ﴾بِمَايُسَمّٰى كِسْوَةً كَقَمِيْصٍ وَعَمَامَةٍ وَاِزَارٍ وَلَا يَكْفِيْ دَفْعُ مَاذُكِرَ اِلٰى مِسْكِيْنٍ وَاحِدٍ وَعَلَيْهِ الشَّافِعِيّ ﴿ اَوْ تَحْرِيْرُ﴾عِتْقُ﴿ رَقَبَةٍ﴾اَيْ مُؤْمِنَةٍ كَمَافِيْ كَفَّارَةِ الْقَتْلِ وَالظِّهَارِ حَمْلًا لِلْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ﴿ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ﴾وَاحِدًا مِّا ذُكِرَ ﴿ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ﴾ كَفَّارَتُهٗ وَظَاهِرُهٗ اَنَّهٗ لَايُشْتَرَطُ التَّتَابُعُ وَعَلَيْهِ الشَّافِعِيّ﴿ ذٰلِكَ ﴾الْمَذْكُوْرُ﴿كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ﴾وَحَنِثْتُمْ﴿وَاحْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ﴾اِنْ تَنْكِثُوْهَا مَالَمْ تَكُنْ عَلٰى فِعْلِ بِرٍّا اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ كَمَافِيْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ﴿كَذٰلِكَ ﴾اَيْ مِثْلُ مَابُيِّنَ لَكُمْ مَاذُكِرَ ﴿يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ(٨٩)﴾عَلٰى ذٰلِكَ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ﴾اَلْمُسْكِرُ الَّذِيْ يُخَامِرُ الْعَقْلَ﴿ وَالْمَيْسِرُ ﴾اَلْقِمَارُ﴿وَالْاَنْصَابُ ﴾اَلْاَصْنَامُ ﴿وَالْاَزْلَامُ﴾قِدَاحُ الْاِسْتِقْسَامِ﴿ رِجْسٌ ﴾خَبِيْثٌ مُسْتَقْذَرٌ﴿مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ﴾اَلَّذِيْ يُزَيِّنُهٗ ﴿ فَاجْتَنِبُوْهُ﴾اَيِ الرِّجْسَ الْمُعَبَّرَ بِهٖ عَنْ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ اَنْ تَفْعَلُوْهُ﴿ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(٩٠)﴾﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ

وَالْمَيْسِرِ ﴾اِذَا اَتَيْتُمُوْهُمَالِمَايَحْصُلُ فِيْهِمَا مِنَ الشَّرِّ وَالْفِتَنِ﴿وَيَصُدَّكُمْ ﴾بِالْاِشْتِغَالِ بِهِمَا﴿عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ﴾خَصَّهُمَا بِالذِّكْرِ تَعْظِيْمًا لَهُمَا ﴿ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (٩١)﴾عَنْ اِتْيَانِهِمَا اَىْ اِنْتَهُوْا﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ﴾الْمَعَاصِىْ﴿فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ ﴾عَنِ الطَّاعَةِ﴿فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (٩٢)﴾اَلْاِبْلَاغُ الْبَيِّنُ وَجَزَاؤُكُمْ عَلَيْنَا﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْۤا ﴾اَكَلُوْا مِنَ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قَبْلَ التَّحْرِيْمِ ﴿اِذَا مَا اتَّقَوْا﴾الْمُحَرَّمَاتِ ﴿ وَّ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ﴾ثَبَتُوْا عَلَى التَّقْوٰى وَالْاِيْمَانِ﴿ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ﴾اَلْعَمَلَ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (٩٣)﴾بِمَعْنٰى اَنَّهٗ يُثِيْبُهُمْ.

﴿ترجمہ﴾

(جب صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اپنے اوپر یہ لازم کرلیا کہ وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھیں گے، رات کو قیام کریں گے اور عورتوں کے قریب نہ جائیں گے اور خوشبو نہ لگائیں گے، گوشت نہ کھائیں گے اور بستر پر نہ سوئیں گے اس وقت آیت نازل ہوئی کہ) اے ایمان والوں حرام نہ ٹھراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں ......١...... اور حد سے نہ بڑھو (یعنی اللہ کے حکم سے تجاوز نہ کرو) بیشک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ (حـلـلا طیـبـا مفعول ہے اور اس سے پہلے مـمـا رزقـکـم جار مجرور اسی سے متعلق ہو کر حال ہے) اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری لغو (ہونے والی) قسموں ......٢...... پر (یعنی بلا ارادہ جس پر زبان سبقت کرجائے جیسا کہ انسان کی زبان سے لا والـلـہ ، بـلـی و اللہ کے الفاظ بے ساختہ زبان پر جاری ہو جاتے ہیں) اور تمہارا مواخذہ ہوگا جنہیں تم نے مضبوط کیا (عـقـدتـم تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ ہے اور ایک قرأت میں عـقـدتـم کے بجائے عـاقـدتـم ہے) قسموں کو (یعنی جو قسمیں تم نے ارادۃً کھائی ہوں) تو اسکا کفارہ (یعنی جن قسموں کو کھا کر تم نے ان کو توڑ دیا) ان کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا دینا ......٣...... (ہر مسکین کو ایک مد ......٤......) اسکے اوسط میں سے جو کھلاتے ہو (جسے کھلاتے ہو) اپنے گھر والوں کو (متوسط درجہ کا نہ اعلی نہ ادنی) یا انہیں کپڑے دینا ......٥...... (جسے کپڑا کہا جاتا ہے، جیسے قمیص، عمامہ، ازار یہ کفارہ ایک ہی فقیر کو دینا کافی نہیں ہوگا اگرچہ متفرق طور پر دس ایام میں دے اور یہی مذہب امام شافعی کا ہے) یا آزاد کرنا ہے (تحریر بمعنی عتق ہے) ایک گردن (مومن کی، جیسا کہ کفارۂ قتل اور ظہار میں ہوتا ہے، یہاں مطلق کو مقید پر محمول کیا گیا ہے) تو جو ان میں کچھ نہ پائے (مذکورہ میں سے کوئی ایک بھی) تو تین دن کے روزے ......٦...... (بطور کفارہ اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں پے در پے ہونا ضروری نہیں ہے اور یہ امام شافعی کا مذہب ہے) یہ (جو مذکورہ ہوا) بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ (اور حانث ہو جاؤ)

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو (انہیں توڑ دینے سے، تاوقتیکہ وہ قسمیں کسی بھلے کام یا لوگوں کے درمیان صلح کروانے پر مبنی نہ ہو جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ذکر ہوا) اسی طرح (یعنی جو مذکورہ حکم تم پر بیان ہو چکا اسی کی مثل) اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم احسان مانو (اس پر) اے ایمان والو شراب......ے......(الخمر بمعنی المسکر ہے یعنی ہر وہ شے جو عقل کو ڈھانپ لے اسے خمر کہتے ہیں) اور جُوا (المیسر بمعنی قمار ہے) اور بت (انصاب بمعنی اصنام ہے) اور پانسے (جن سے قسمت کا حال معلوم کیا جاتا ہے) ناپاک (خبیث اور قابلِ کراہت) ہیں شیطانی کام ہیں (انہیں یہ مزین کر کے پیش کرتا ہے) پس بچو تم اس سے (یعنی ان اشیاء سے جن کو جس سے تعبیر کیا گیا ہے کہ تم ان کاموں پر عمل کرنے سے بچو) تاکہ تم فلاح پاؤ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں (جب تم یہ کام بجالاؤ اس لئے کہ ان دونوں سے شر و فتن حاصل ہوتے ہیں) اور تمہیں روکے (ان کاموں میں مشغول کر کے) اللہ کی یاد اور نماز سے (بالخصوص نماز کا ذکر اسکی عظمت کی وجہ سے ہے) تو کیا تم باز آئے (ان دونوں کاموں کے کرنے سے، یعنی تم باز آؤ) اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا اور محتاط رہو (معصیت سے) پھر اگر تم پھر جاؤ (طاعت سے) تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے (یعنی واضح طور پر پہنچا دینا ہے اور تمہاری جزا ہمارے ذمہ ہے) جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو انہوں نے کھایا (حکم تحریم سے قبل شراب اور جُوئے وغیرہ کے مال میں سے) جبکہ بچیں وہ (حرام چیزوں سے) اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں (یعنی ایمان وتقوی پر ثابت قدم رہیں) پھر ڈریں اور نیک (عمل) کریں ......۸......اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے (اس معنی میں کہ انہیں ثواب دیتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا لا تحرموا طیبت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا﴾

یایھا الذین امنوا : جملہ ندائیہ...... لاتحرموا: فعل نہی با فاعل...... طیبت: مضاف...... ما: موصولہ...... احل اللہ لکم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ......و لاتعتدوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ان اللہ لا یحب المعتدین﴾

ان اللہ : حرف مشبہ و اسم...... لایحب المعتدین : فعل نفی با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ

﴿وکلوا مما رزقکم اللہ حللا طیبا واتقوا اللہ الذی انتم بہ مؤمنون﴾.

و: عاطفہ...... کلوا: فعل با فاعل...... ممارزقکم اللہ : ظرف لغو...... حللا طیبا: مرکب توصیفی، مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......اتقوا: فعل امر با فاعل...... اللہ : موصوف...... الذی : موصول...... انتم : مبتدا......بہ مؤمنون:

شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ،ملکر صفت،ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر ماقبل "لاتجزموا " پر معطوف ہے۔

﴿لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان﴾

لایؤاخذ: فعل نفی...... کم : ضمیر ذوالحال...... فی ایمانکم : ظرف مستقر حال،ملکر مفعول......اللہ : فاعل......

باللغو: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ...... و: عاطفہ ...... لکن : مھملہ ...... یؤاخذکم : فعل بافاعل ومفعول...... بماعقدتم : ظرف لغو......الایمان :مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فکفارتہ اطعام عشرۃ مسکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ﴾

ف: فصیحہ ...... کفارتہ : مبتدا...... اطعام عشرۃ مسکین : موصوف...... من : جار...... اوسط: مضاف......

ما تطعمون اھلیکم: موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ہوکر صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر معطوف......

او کسوتھم : معطوف اول......او تحریر رقبۃ: معطوف ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "اذا حنثم فیما عقدتم الایمان " کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام﴾

ف: مستانفہ ...... من : شرطیہ مبتدا...... لم یجد :فعل نفی جحد بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ ،صیام : مضاف، ثلاثۃ ایام: مضاف الیہ،ملکر خبر محذوف "علیہ" کیلئے مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک کفارۃ ایمانکم اذا حلفتم واحفظوا ایمانکم﴾

ذلک : مبتدا...... کفارۃ ایمانکم: مرکب اضافی خبر،ملکر جملہ اسمیہ...... اذا :ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم......حلفتم : فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء محذوف "فذلک کفارۃ ایمانکم" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ...... و: عاطفہ...... احفظوا:فعل امر وفاعل...... ایمانکم :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم تشکرون﴾

کذلک : ظرف مستقر، "تبیینا" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم......یبین اللہ :فعل وفاعل...... لام : جار، کم :ضمیر ذوالحال...... لعلکم تشکرون: جملہ اسمیہ حال ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو...... ایتہ :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ

﴿یایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ...... انما: حرف مشبہ وما کافہ ...... الخمر : معطوف علیہ......

والمیسر والانصاب والازلام: معطوفات،ملکر مبتدا......رجس: موصوف...... من عمل الشیطن: ظرف مستقر صفت،ملکر

خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿فاجتنبوه لعلكم تفلحون﴾

ف: فصیحہ...... اجتنبوا: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال...... لعلكم تفلحون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل ہ ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا كان الامر كذلك" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انما يريد الشيطن ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوة﴾

انما: حرف مشبہ وما کافہ...... يريد: فعل...... الشيطن: فاعل...... ان: مصدریہ...... يوقع بينكم: فعل بافاعل و ظرف...... العداوة والبغضاء: معطوف علیہ ومعطوف ملکر ذوالحال...... في الخمر والميسر: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... يصدكم: فعل بافاعل ومفعول...... عن ذكر الله: جار مجرور ملکر معطوف علیہ...... وعن الصلوة: جار مجرور، معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فهل انتم منتهون واطيعوا الله واطيعوا الرسول واحذروا﴾

ف: مستانفہ...... هل: حرف استفہام...... انتم: مبتدا...... منتهون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: مستانفہ...... اطيعوا الله: معطوف علیہ...... واطيعوا الرسول: معطوف...... واحذروا: معطوف ثانی، ملکر جملہ مستانفہ۔

﴿فان توليتم فاعلموا انما على رسولنا البلغ المبين﴾

ف: مستانفہ...... ان: شرطیہ...... توليتم: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فجزاء كم علينا" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ...... ف: عاطفہ...... اعلموا: فعل بافاعل...... انما: حرف مشبہ وما کافہ...... على رسولنا: ظرف مستقر خبر مقدم...... البلغ المبين: مرکب توصیفی مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف "فجزاء كم علينا" پر معطوف۔

﴿ليس على الذين امنوا وعملوا الصلحت جناح فيما طعموا﴾

ليس: فعل ناقص...... على: جار...... الذين: موصول...... امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وعملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ، ملکر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر، ہوکر خبر مقدم...... جناح: مصدر موصوف...... فيما طعموا: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذا ما اتقوا وامنوا وعملوا الصلحت ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا﴾

اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم...... ما: زائدہ...... اتقوا: فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وامنوا وعملوا الصلحت...... الخ: جملہ فعلیہ معطوفات، ملکر جزا محذوف "فليس عليهم جناح" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ یحب المحسنین﴾

و: مستانفہ ...... اللہ: مبتدا...... یحب المحسنین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یاایھا الذین امنوا......☆ صحابہ کرام کی ایک جماعت رسول کریم ﷺ کا وعظ سن کر ایک روز حضرت عثمان بن مظعون کے یہاں جمع ہوئی اور انہوں نے باہم ترک دنیا کا عہد کیا اور اس پر اتفاق کیا کہ وہ ٹاٹ پہنیں گے، ہمیشہ دن میں روزہ رکھیں گے، شب عبادت الٰہی مین بیدار رہ کر گزارا کریں گے، بستر پر نہ لیٹیں گے، گوشت اور چکنائی نہ کھائیں گے، عورتوں سے جدا رہیں گے، خوشبو نہ لگائیں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں اس ارادہ سے روک دیا گیا۔

☆......لیس علی الذین امنوا......☆ یہ آیت ان اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو شراب حرام کئے جانے سے قبل وفات پا چکے تھے حرمت شراب کا حکم نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام کو ان کی فکر ہوئی کہ ان سے اس کا مواخذہ ہوگا یا نہ ہوگا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ حرمت کا حکم نازل ہونے سے قبل جن نیک ایمانداروں نے کچھ کھایا پیا وہ گنہگار نہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

﴿لاتحرموا طیبات مااحل لکم﴾ کا معنی

آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ نے میانہ روی کا حکم ارشاد فرمایا کہ نہ تو یہودیوں کی طرح بالکل دنیا ہی میں منہمک ہو جاؤ اور نہ ہی عیسائیوں کی طرح بالکل رہبانیت اختیار کرلو کہ دنیا اور متاع دنیا کی جائز اور اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو بھی حرام ٹھہرالو، شرعاً حلال شے کو اپنے طور پر حرامِ شرعی ٹھہرالینا بہت بڑا گناہ ہے بلکہ فقہائے کرام نے فرمایا ہے "من اعتقد الحرام حلالا او علی القلب یکفر جو شخص اللہ ﷻ کی حرام کردہ چیز کے حلال ہونے کا یا اللہ ﷻ کی حلال کردہ چیز کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہو جائے گا۔

(الھندیۃ، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ج۲، ص۲۹۲)

قسم کی تعریف اقسام کفارہ اور مختصر احکام

لغوی اعتبار سے یمین کے معنی قوت کے ہیں اور شرعی اعتبار سے کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر حالف کے پختہ ارادے کو یمین کہتے ہیں۔ (الدر المختار، کتاب الایمان، ج۵، ص۴۷۰)

صدر الشریعۃ، بدر الطریقۃ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں قسم کی تین قسمیں ہیں، (۱) غموس (۲) لغو (۳) منعقدہ

جھوٹی قسم کی دو صورتیں ہیں، جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی مثلاً جس کے آنے کی نسبت جھوٹی قسم کھائی تھی وہ خود بھی جانتا ہے کہ نہیں آیا تو ایسی قسم کو غموس کہتے ہیں، اور اگر اپنے خیال سے تو اس نے سچ قسم کھائی تھی مگر حقیقت میں وہ جھوٹی ہے مثلاً جانتا تھا کہ نہیں آیا

اور قسم کھائی کہ نہیں آیا اور حقیقت میں وہ آ گیا ہے ایسی قسم کو لغو کہتے ہیں، اور اگر آئندہ کے لیے قسم کھائی، مثلاً خدا کی قسم میں یہ کام کروں گا یا نہیں کروں گا تو اس کو منعقدہ کہتے ہیں، جب ہر ایک کو خوب جان لیا تو اب ہر ایک کے احکام سنئے: غموس میں سخت گنہگار ہوا استغفار و توبہ فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں اور لغو میں گناہ بھی نہیں اور منعقدہ میں اگر قسم توڑے گا تو کفارہ دینا پڑے گا اور بعض صورتوں میں گنہگار بھی ہوگا۔ (بہار شریعت مخرجہ، ج ۲، حصہ نہم، ص ۲۹۸ ملخصاو ملتقطا)۔

قرآن کریم میں قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا مذکور ہے اور ان تمام باتوں پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں تین روزے رکھنے کا حکم ہے۔ اب ہم اس مسئلے کو قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

☆......قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَأٰی غَیْرَھَا خَیْرًا مِنْھَا فَلْیَأْتِھَا وَلْیُکَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِہٖ" نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص قسم اٹھائے اور اس قسم کے علاوہ بات میں بھلائی پائے تو اسے چاہیے کہ اس بھلائی والی بات کو اپنا لے اور قسم کا کفارہ ادا کردے"۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمینا، رقم: ۴۱۶۲/۱۶۵۰، ص ۸۲۰)

کفارۂ قسم یہ ہے کہ حانث ایک غلام آزاد کرے جس طرح کفارۂ ظہار میں کرتا ہے (چاہے غلام مسلمان ہو یا کافر، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا کیونکہ اللہ ﷻ نے دونوں مقامات پر مطلق گردن آزاد کرنے کا حکم دیا ہے، ہاں یہ ضروری ہے کہ اندھا نہ ہو، دونوں ہاتھ یا پاؤں کٹے ہوئے نہ ہوں یا مخالف سمت ایک ہاتھ اور ایک پاؤں بھی کٹا ہوا نہ ہو، جیسا کہ بنایہ میں ہے) اور اگر چاہے تو دس مسکینوں کو ایک ایک کپڑا پہنائے ایک کپڑے سے زیادہ بھی دے سکتا ہے اور کپڑا دینے میں ادنی درجہ یہ ہے کہ اتنا کپڑا دے کہ جس سے نماز درست ہو، اور اگر چاہے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے جیسا کہ کفارۂ ظہار میں کرتا ہے۔ اور کفارہ دینے والے کے لئے ان تینوں چیزوں میں سے ایک چیز واجب ہوگی اور اگر ان تینوں چیزوں میں سے کچھ بھی نہ دے سکتا ہو تو پے در پے تین دن کے روزے رکھے۔ (الھدایۃ، کتاب الایمان، باب فصل فی الکفارۃ، ج ۴، ص ۱۰)

عربی زبان میں عموماً تین حروف کے ساتھ قسم اٹھائی جاتی ہے واو، باء اور تاء جیسے واللہ، باللہ اور تاللہ کیونکہ یہ تینوں حروف قسم میں معروف بھی ہیں اور قرآن میں مذکور بھی۔ (الھدایۃ، کتاب الایمان، باب فصل فی الکفارۃ، ج ۴، ص ۷)

قسم اللہ ﷻ کے ناموں کے ساتھ اٹھائی جاتی ہے جیسے باللہ، اور اسی طرح اللہ کے سارے اسماء الرحمن، الرحیم وغیرہ کا حکم ہے چاہے وہ نام لوگوں میں متعارف ہوں یا نہ ہوں، یہی ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب ہے اور یہی صحیح ہے۔

(الھندیۃ، کتاب الایمان، ج ۲، ص ۵۸، الجوھرہ، کتاب الایمان، الجزء الثانی، ص ۲۸۹)

طعام کی مقدار؟

قسم کے کفارے کے حوالے سے امام شافعی کے نزدیک ہر مسکین کو ایک مد طعام دینا چاہیے اور امام اعظم کے نزدیک گندم

کے ذریعے کفارہ دینے کی صورت میں نصف صاع اور گندم کے علاوہ سے کفارہ دینے کی صورت میں ایک صاع دیا جائے گا۔

(حاشیة الجلالین ،ص ۱۰٦)

صاع کی تحقیق:

امامِ اہلسنت فاضل بریلوی صاع کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں: صاع چار مد ہے اور مد دو رطل، اور رطل بیس استار، اور استار ساڑھے چار مثقال، اور مثقال ساڑھے چار ماشے، اور تولہ بارہ ماشے، اور صاع دو سو ستر تولے، اور روپوں میں سے دو سو اٹھاسی روپے بھر، تو اسّی روپے کے سیر سے ۳ سیر ۹ چھٹانگ، اور ۳/۵ چھٹانگ، یا یوں کہے کہ ساڑھے تین سیر ڈیڑھ چھٹانگ اور ۱/۱۰ چھٹانگ۔ اس حساب میں کوئی شک نہیں، اسی تول کے گیہوں دیے جاتے تھے۔ (الفتاوی الرضویه، کتاب الزکوة، ج ۱۰،ص ۲۹٦)

کفارے کی صورت میں کپڑے دینا

کپڑے کے ذریعے کفارہ دینے میں اس بات کا خیال رکھیں کہ اوسط درجے کا کپڑا دیں کہ پہننے والا اس کپڑے سے تین مہینے سے زائد فائدہ اٹھا سکے۔ (الدر المختار، کتاب الایمان ،ج۵،ص ۵۰۳)

کپڑا ایسا دیا جائے کہ جس سے بدن کا اکثر حصہ ڈھک سکے لہٰذا صحیح مذہب کے مطابق صرف شلوار دینا جائز نہیں کیونکہ عرف میں صرف شلوار پہنے ہوئے کو لوگ برہنہ کہتے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ ساتھ میں قمیص، جبہ، چادر، قباء وغیرہ دیا جائے۔

(رد المحتار، کتاب الایمان ،مطلب : کفارة رالیمین ،ج۵،ص ۵۰٤)

روزوں کے ساتھ کفارے کی صورت؟

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر ایک ساتھ تین روزے نہ رکھے یعنی درمیان میں فاصلہ کر دیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا اگرچہ کسی مجبوری کے سبب ناغہ ہوا ہو یہاں تک کہ اگر عورت کو حیض آگیا تو پہلے کے روزے کا اعتبار نہ ہوگا یعنی اب پاک ہونے کے بعد لگا تار تین روزے رکھے۔ روزوں سے کفارہ ادا ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ ختم تک مال پر قدرت نہ ہو یعنی دو روزے کے بعد اتنا مال مل گیا کہ کفارہ ادا کرے تو اب روزوں سے نہیں ہو سکتا بلکہ تیسرا روزہ بھی رکھ لیا اور غروبِ آفتاب سے پہلے مال پر قادر ہو گیا تو روزے ناکافی ہیں اگرچہ مال پر قادر ہونا یوں ہوا کہ اس کے مورث کا انتقال ہو گیا اور اس کو ترکہ اتنا ملے گا جو کفارے کے لئے کافی ہوگا۔ (بهار شریعت مخرجه، حصه نهم، ج ۲، ص ۳۰۸).

شراب نوشی کا وبال:

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ شہنشاہ کائنات فخر موجودات ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص شراب پیئے اللہ عزوجل اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ کرے گا پھر اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا، پھر اگر شراب نوشی کی طرف بڑھے تو اللہ عزوجل اس کی چالیس دن کی

نماز قبول نہ کرے گا اور اگر توبہ کرے تو اللہ ﷻ اسکی توبہ قبول فرمائے گا اسی طرح اگر چوتھی مرتبہ ایسا کرے تو اللہ ﷻ اسکی چالیس دن کی نماز قبول نہ کرے گا اور توبہ کرے تو اللہ ﷻ اسکی توبہ بھی قبول نہ کرے گا اور اسے نہر خبال سے پلائے گا لوگوں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن نہر خبال کیا ہے؟ فرمایا: ''دوزخیوں کی پیپ''۔ (سنن الترمذی، کتاب الاشربة ،باب ما جاء فی شارب الخمر،رقم:۱۸۶۹: ص ۵۵۷)۔

تقوی اور ایمان کی تکرار:

آیت مبارکہ میں اتقوا وامنوا ،اتقوا وامنوا ،اتقوا واحسنوا کا تکرار کیا گیا ہے اور اس میں انتہائی لطیف معنی پوشیدہ ہیں چنانچہ علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ پہلے اتقوا او امنوا سے انکے تقوی اور ایمان کی اس حالت کا بیان ہے جنکا تعلق انکے اپنے قلب وروح سے ہے دوسرے اتقوا او امنوا سے انکے تقوی اور ایمان کی اس کیفیت کا بیان ہے جو انکے اور دوسرے لوگوں کے مابین تھی اور آخری میں اتقوا او احسنوا سے تقوی اور احسان کی اس حالت کا بیان ہے جو انکے اور انکے رب کے مابین تھی، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلے انکی ابتدائی حالت کی طرف اشارہ ہو پھر انکی درمیانی کیفیت کا بیان اور آخر میں انکی اعلیٰ حالت کی طرف نشان دہی مقصود ہو اسی لئے آخر میں وامنوا کے بجائے واحسنوا کا تذکرہ فرمایا۔ (البیضاوی، ج۱،ص ۴۶۲)

☆...... تتجاوزوا امر الله: اللہ ﷻ کے حکم سے تجاوز نہ کرو یعنی جس چیز سے اللہ ﷻ نے روک دیا ہے اسے نہ کرو، اللہ کے حکم میں افراط وتفریط سے کام نہ لو۔

حال: یعنی ممارزقکم الله یہ حلالاً سے حال بن رہا ہے اور طیبا یہ حلالاً کی صفت ہے۔

هوما یسبق الیه اللسان من غیر قصد الحلف: یعنی بطورِ عادت یا بغیر کسی قصد کے زبان کا سبقت کرنا، یمین لغو کی یہ تعریف شوافع کے نزدیک ہے، جب کہ امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک لغو قسم وہ ہے جو انسان اپنے گمان کے بالکل مطابق بیان کرے حلانکہ وہ حقیقت کے مخالف ہو اور یمین لغو کی یہ تعریف طلاق کے علاوہ معاملات میں ہے، اور طلاق کے معاملہ میں یمین لغو امام مالک وامام ابو حنیفہ کے نزدیک مفید نہیں ہوگی، یمین لغو کو اگر مستقبل میں کسی کام پر معلق کیا تو حانث ہونے کی صورت میں اس کا کفارہ دیا جائے گا اور اگر حال یا ماضی پر یمین لغو کو معلق کیا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا حاصل کلام یہ ہے کہ بطور رسم قسم کھائے تو امام شافعی کے نزدیک یہ قسم لغو ہے جب کہ امام مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا نہیں، ہاں اگر بغیر کسی قصد کے زبان سبقت کر جائے تو وہ بالاتفاق قسم لغو ہے اور اپنے گمان کے مطابق قسم کھائی اور حقیقت کچھ اور ہی نکلی تو یہ بھی بالاتفاق لغو ہے۔

ای الیمین: اگر معترض اعتراض کرے کہ یمین لفظ مؤنث ہے تو اس کی جانب ''فکفارته'' کی ضمیر مذکر کس طرح لوٹ سکتی ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ الیمین بمعنی الحلف ہے اور لفظ الحلف مذکر ہے۔

اذا حنثتم فیه: یعنی اللہ یا اس کی صفات قدیمہ کی قسم میں حانث ہو جاؤ اور اگر اس کے علاوہ کسی اور کی قسم کھائی تو حانث نہ ہوگا، اور اگر

کوئی شخص کسی معظم شرعی جیسے کعبہ معظمہ یا نبی اللہ کی قسم کھائے تو ایک قول کے مطابق ایسا کرنا مکروہ ہے جب کہ دوسرے قول کے مطابق حرام وممنوع ہے، سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص قسم کھائے تو (فقط) اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے''۔

اغلبہ :اوسط کی تفسیر اغلب سے کی گئی ہے اگر لوگوں کی عمومی غذا گندم ہو تو کفارہ میں گندم دے گا اگر چہ خود اس کی اپنی خوراک کم قیمت ہو۔

کما فی کفارۃ القتل والظہار: فقہائے کرام نے کفارہ قتل کے بارے میں رقبہ کے مومنۃ ہونے کی تصریح فرمائی ہے، اور کفارہ ظہار میں مطلق رقبہ کا ذکر ہے پس مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا اور یہ قول امام مالک اور شافعی کا ہے جب کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جائے گا جب تک کہ سبب متحد نہ ہوں، اور احناف کے نزدیک یہاں سبب متحد نہیں ہے اس لیے یہاں مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جائے گا پس یمین اور ظہار کے کفارے میں کافر غلام کا آزاد کرنا کفایت کرے گا۔

کفارتہ: یہ کلمہ نکال کر اس بات کی جانب اشارہ کر دیا کہ ''صیام ثلثۃ ایام'' مبتدا ہے اور اس کی خبر کفارتہ محذوف ہے۔

وعلیہ الشافعی: قسم کے کفارہ میں لگاتار روزے رکھنا امام شافعی کے نزدیک ضروری نہیں، اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے جب کہ امام اعظم کے نزدیک لگاتار روزے رکھنا شرط ہے۔

مالم یکن علی فعل بر: جب قسم نبھانے میں کوئی بھلائی نظر نہ آئے تو افضل یہ ہے کہ قسم توڑ ڈالے جیسا کہ مسلم شریف کے حوالے سے ماقبل میں حدیث گزری۔

کما فی سورۃ البقرۃ: اللہ نے فرمایا﴿ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم ان تبروا وتتقوا وتصلحوا بین الناس (البقرۃ:۲۲۴،۲۲۵) ﴾الخ......، پس اگر کوئی شخص مستقبل کے حوالے سے قسم کھائے اور اسے توڑ دینے میں بہتری جانے تو افضل قول یہی ہے کہ قسم توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کرے۔

ماذکر: ذکر فعل کا نائب الفاعل باعتبار معنی حکم الیمین ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص ۱۳۹ وغیرہ)۔

رکوع نمبر :۳

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّكُمُ﴾لَیَخْتَبِرَنَّکُمْ﴿ اللّٰهُ بِشَیْءٍ ﴾یُرْسِلُهٗ لَكُمْ﴿ مِّنَ الصَّیْدِ تَنَالُهٗۤ ﴾اَیِ الصِّغَارَ مِنْهُ﴿اَیْدِیْكُمْ وَ رِمَاحُكُمْ ﴾اَلْکِبَارَ مِنْهُ وَکَانَ ذٰلِکَ بِالْحُدَیْبِیَةِ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ فَکَانَتِ الْوَحْشُ وَالطَّیْرُ تَغْشَاهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ ﴿لِیَعْلَمَ اللّٰهُ ﴾عِلْمَ ظُهُوْرٍ﴿مَنْ یَّخَافُهٗ بِالْغَیْبِ ﴾حَالٌ اَیْ غَائِبًا لَمْ یَرَهُ فَیَجْتَنِبُ الصَّیْدَ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ ﴾النَّهْیِ عَنْهُ فَاصْطَادَهُ﴿ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ(۹۴) ﴾﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ﴾مُحْرِمُوْنَ بِحَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ﴿ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ ﴾بِالتَّنْوِیْنِ وَرَفْعِ مَا

بَعْدَهُ اَیْ فَعَلَيْهِ جَزَاءٌ هُوَ﴿ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ ﴾اَیْ شِبْهُهُ فِی الْخِلْقَةِ وَفِی قِرَاءَةٍ بِاِضَافَةِ جَزَاءٍ﴿يَحْكُمُ بِهِ﴾اَیْ بِالْمِثْلِ رَجُلَانِ﴿ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ ﴾لَهُمَا فِطْنَةٌ يُمَيِّزَانِ بِهَا اَشْبَهَ الْاَشْيَاءِ بِهٖ وَقَدْ حَكَمَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعُمَرُ وَعَلِیٌّ رضی اللہ عنہم فِی النَّعَامَةِ بِبُدْنَةٍ ، وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ فِیْ بَقَرِ الْوَحْشِ وَحِمَارِهٖ بِبَقَرَةٍ ، وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَوْفٍ فِی الظَّبْيِ بِشَاةٍ ، وَحَكَمَ بِهَا ابْنُ عَبَّاسٍ وَعُمَرُ وَغَيْرُهُمَا فِی الْحَمَّامِ لِاَنَّهٗ يُشْبِهُهَا فِی الْعَبِّ﴿هَدْيًا ﴾حَالٌ مِنْ جَزَاءٍ ﴿ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ﴾اَیْ يَبْلُغُ بِهِ الْحَرَمَ فَيُذْبَحُ فِيْهِ وَيَتَصَدَّقُ بِهٖ عَلٰى مَسَاكِيْنِهٖ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُذْبَحَ حَيْثُ كَانَ وَنَصْبُهُ نَعْتًا لِمَا قَبْلَهٗ وَاِنْ اُضِيْفَ لِاَنَّ اِضَافَتَهٗ لَفْظِيَّةٌ لَاتُفِيْدُ تَعْرِيْفًا فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لِلصَّيْدِ مِثْلٌ مِنَ النَّعَمِ كَالْعُصْفُوْرِ وَالْجَرَادِ فَعَلَيْهِ قِيْمَتُهٗ ﴿ اَوْ ﴾ عَلَيْهِ﴿كَفَّارَةٌ ﴾غَيْرُ الْجَزَاءِ وَاِنْ وَجَدَهٗ هِیَ﴿طَعَامُ مَسٰكِيْنَ﴾مِنْ غَالِبِ قُوْتِ الْبَلَدِ مِمَّا يُسَاوِیْ قِيْمَةَ الْجَزَاءِ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدٌّ فِیْ قِرَاءَةٍ بِاِضَافَةِ كَفَّارَةٌ لِمَابَعْدَهٗ وَهِیَ لِلْبَيَانِ﴿ اَوْ ﴾عَلَيْهِ ﴿ عَدْلُ ﴾مِثْلُ﴿ ذٰلِكَ ﴾الطَّعَامِ﴿صِيَامًا ﴾يَصُوْمُهٗ عَنْ كُلِّ مُدٍّ يَوْمًا وَاِنْ وَجَدَهٗ وَجَبَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ﴿لِّيَذُوْقَ وَبَالَ﴾ثِقْلَ جَزَاءِ﴿ اَمْرِهٖ﴾الَّذِیْ فَعَلَهٗ﴿ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ﴾مِنْ قَتْلِ الصَّيْدِ قَبْلَ تَحْرِيْمِهٖ﴿وَمَنْ عَادَ﴾اِلَيْهِ ﴿ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ﴾غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ﴿ذُو انْتِقَامٍ(۹۵)﴾مِمَّنْ عَصَاهُ وَاُلْحِقَ بِقَتْلِهٖ مُتَعَمِّدًا فِيْمَا ذُكِرَ الْخَطَاءُ﴿اُحِلَّ لَكُمْ ﴾اَيُّهَا النَّاسُ حَلَالًا كُنْتُمْ اَوْ مُحْرِمِيْنَ﴿صَيْدُ الْبَحْرِ ﴾اَنْ تَاْكُلُوْهُ وَهُوَ مَالَا يَعِيْشُ اِلَّا فِيْهِ كَالسَّمَكِ بِخِلَافِ مَايَعِيْشُ فِيْهِ وَفِی الْبَرِّ كَالسَّرْطَانِ﴿وَطَعَامُهٗ﴾مَايَقْذِفُهٗ مَيْتًا﴿ مَتَاعًا ﴾تَمْتِيْعًا ﴿لَّكُمْ ﴾تَاْكُلُوْنَهٗ ﴿وَلِلسَّيَّارَةِ﴾اَلْمُسَافِرِيْنَ مِنْكُمْ يَتَزَوَّدُوْنَهٗ ﴿ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ ﴾وَهُوَ مَايَعِيْشُ فِيْهِ مِنَ الْوَحْشِ الْمَاْكُوْلِ اَنْ تَصِيْدُوْهُ ﴿مَا دُمْتُمْ حُرُمًا﴾فَلَوْ صَادَهٗ حَلَالٌ فَلِلْمُحْرِمِ اَكْلُهٗ كَمَا بَيَّنَتْهُ السُّنَّةُ﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (۹۶) جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ﴾اَلْمُحْرِمَ﴿ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ ﴾يَقُوْمُ بِهٖ اَمْرُ دِيْنِهِمْ بِالْحَجِّ اِلَيْهِ وَدُنْيَاهُمْ بِاَمْنِ دَاخِلِهٖ وَعَدَمِ التَّعَرُّضِ لَهٗ وَجَبْیِ ثَمَرَاتِ كُلِّ شَیْءٍ اِلَيْهِ ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ قِيَمًا بِلَا اَلِفٍ مَصْدَرُ قَامَ عَيْنُهٗ مُعْتَلٌّ ﴿وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ ﴾بِمَعْنَى الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمِ وَرَجَبٌ قِيَامًا لَهُمْ بِاَمْنِهِمُ الْقِتَالَ فِيْهَا ﴿وَالْهَدْیَ وَالْقَلَآئِدَ﴾قِيَامًالَهُمْ بِاَمْنِ صَاحِبِهِمَا مِنَ التَّعَرُّضِ لَهٗ ﴿ ذٰلِكَ ﴾الْجَعْلُ الْمَذْكُوْرُ ﴿لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ(۹۷)﴾فَاِنَّ جَعْلَهٗ ذٰلِكَ

لِجَلْبِ الْمَصَالِحِ لَكُمْ وَدَفْعِ الْمُضَارِ عَنْكُمْ قَبْلَ وُقُوْعِهَا دَلِيْلٌ عَلٰى عِلْمِهِ بِمَا هُوَ فِي الْوُجُوْدِ وَمَا هُوَ كَائِنٌ ﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾لِاَعْدَائِهِ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ ﴾لِاَوْلِيَائِهِ ﴿ رَّحِيْمٌ (٩٨)﴾بِهِمْ ﴿مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ﴾اَلْاِبْلَاغُ لَكُمْ ﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ ﴾تُظْهِرُوْنَ مِنَ الْعَمَلِ ﴿وَمَا تَكْتُمُوْنَ (٩٩)﴾تُخْفُوْنَ مِنْهُ فَيُجَازِيْكُمْ بِهِ ﴿قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ ﴾اَلْحَرَامُ ﴿ وَالطَّيِّبُ ﴾اَلْحَلَالُ ﴿وَلَوْ اَعْجَبَكَ ﴾اَيْ سَرَّكَ﴿كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾فِيْ تَرْكِهِ ﴿ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (١٠٠)﴾تَفُوْزُوْنَ . .

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والوضرور تمہیں اللہ آزمائے گا (لیبلونکم بمعنی لیختبرنکم ہے) کسی چیز سے (تمہارے پاس بھیج کر) شکار جس تک پہنچے (یعنی جن چھوٹے جانوروں تک پہنچے) تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے (ان میں سے بڑے جانوروں تک اور یہ واقعہ حدیبیہ کا ہے جبکہ صحابہ عمرہ کے احرام میں تھے اور وحشی جانور اور پرند ان کی سواریوں کے آگے پیچھے جھنڈ کی صورت میں پھیلے ہوئے تھے) تاکہ اللہ پہچان کرادے (یعنی مخلوق کے لئے علم ظاہر ہوجائے لوگوں کو پہچان ہوجائے) ان کی جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں (بالغیب، یخافہ کے فاعل سے حال ہے یعنی اللہ ﷻ نظروں سے غائب ہے بندہ اسے نہیں دیکھ سکتا اور اس کے باوجود وہ حالت احرام میں شکار سے پرہیز کرتا ہے......) پھر اس کے بعد جو حد سے بڑھے (بعد ممانعت کے شکار کرے) اسکے لیے دردناک عذاب ہے اے ایمان والوں شکار نہ مارو جب تم حالت احرام میں ہو (محرم ہو حج یا عمرہ میں) اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اسکا بدلہ (لفظ جزاء تنوین کے ساتھ ہے اور اسکا مابعد مرفوع ہے یعنی تقدیر عبارت فعلیہ جزاء ہے) کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے (یعنی وہ جانور خلقت کے اعتبار سے شکار کردہ جانور کے مشابہ ہو اور ایک قرأت میں لفظ جزاء اضافت کے ساتھ ہے) فیصلہ کرے اس کا (یعنی برابری کا، دو آدمی) تم میں سے جو ثقہ ہو (ان دونوں کو ملتی جلتی اشیاء کے درمیان تمیز کرنے کی سوجھ بوجھ ہو، حضرت ابن عباس، عمر اور علی رضی اللہ عنہم نے شتر مرغ کے بدلے میں اونٹ، ابن عباس اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما نے نیل گائے اور گدھے کے بدلے میں گائے، اور ابن عمر اور ابن عوف رضی اللہ عنہما نے ہرن کے بدلے میں بکری اور ابن عباس اور عمر رضی اللہ عنہما وغیرھما نے کبوتر کے بدلے میں بکری کا فیصلہ فرمایا کیونکہ بکری اور کبوتر دونوں بغیر گھونٹ لئے پانی پیتے ہیں) قربانی (ھدیا حال ہے جزاء سے) پہنچنے والی کعبہ کو (یعنی حرم میں لے جاکر اسکی قربانی کی جائے اور مساکین پر اسے صدقہ کردیا جائے اور ایسا نہیں کہ اسے جہاں چاہے ذبح کردے اور بالغ الکعبۃ اضافت کے باوجود ماقبل کی صفت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ اضافت لفظیہ ہے جو تعریف کا فائدہ نہیں دیتی اور

جہاں شکار کردہ جانور کی مثل کوئی جانور نہ ہو مثلاً چڑیا، ٹڈی، تو اسکی مثل قیمت ادا کردے) یا (اس پر) کفارہ ہے (علاوہ جزاء یعنی بدلہ کے اگر چہ وہ جزاء پائے، وہ کفارہ) مسکینوں کا کھانا (ہے شہر کی غالب اشیائے خوردنی سے اتنی مقدار جو جزاء کی قیمت کے مساوی ہو ہر مسکین کو ایک مد اور ایک قرأت میں لفظِ کفارۃ مابعد کی طرف مضاف ہے اور یہ اضافت بیانیہ ہے) یا (اس پر) مثل ہے (عدل بمعنی مثل ہے) اس (طعام کے بدلے) روزے (ہر مُد کے عوض ایک روزہ اور مُد کے ہوتے ہوئے مُد ہی واجب ہے) تاکہ وبال (یعنی جزاء کا بوجھ) چکھے اپنے کیے کا (جو کام اس نے کیا) اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا (قتل صید قبل اسکی حرمت کے) اور جو اب لوٹے گا (اس کی طرف) اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے (یعنی اپنے امر پر غالب ہے) بدلہ لینے والا ہے (اس سے جو اسکی نافرمانی کرے اور قتلِ صید عمد کے حکم کے تحت قتلِ صید خطأً بھی داخل ہے) حلال کیا گیا تمہارے لیے (اے لوگوں خواہ تم حلی ہو یا محرم) دریا کے شکار (کہ تم اسے کھاؤ، دریائی جانور کی تعریف یہ ہے کہ جو پانی کے بغیر زندہ نہ رہ سکیں جیسے مچھلی بر خلاف اسکے جو دریا کے سوا خشکی میں بھی زندہ رہ سکتے ہیں جیسے کیکڑا) اور اسکا کھانا (جسے دریا مار کر ساحل پر پھینک دے) یہ فائدہ پہچانا ہے (متاعا بمعنی تمتیعا ہے) تمہارے لیے (کہ تم اسے کھاؤ) اور مسافروں کے واسطے (جو تم میں سے مسافر ہوں اسے توشہ بنالیں) اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار (وہ وحشی جانور جو خشکی میں زندگی گزارے انکا شکار کرنا تمہارے لیے حرام ہے) جب تک تم احرام میں ہو (پس اگر حلی نے شکار کیا ہو تو محرم کے لیے اس کا کھانا حلال ہے جیسا کہ سنت سے ثابت ہے) اور اللہ سے ڈرو جسکی طرف تمہیں اٹھنا ہے اللہ نے حرمت والے (حرام بمعنی محروم ہے) گھر کعبہ......۲......کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا (لوگوں کے دینی کام اس سے قائم ہیں کہ لوگ اس کا حج کرتے ہیں اور ان کے دنیاوی کام بھی اس سے قائم ہیں کہ اس میں داخل ہونے والے کے لیے امن ہے کہ اہل مکہ سے کوئی تعرض نہیں کرتا اور ہر قسم کے پھل وہاں مہیا کر دیئے گئے اور ایک قرأت میں قیما بلا الف قام کا مصدر ہے جو کہ معتل العین ہے) اور حرمت والے مہینہ......۳......(الشھر الحرم بمعنی الشھر الحرم ہے اور وہ مہینے یہ ہیں ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کہ انکے واسطے یہ ماہ جنگ سے رکنے، اور امن قائم ہونے کا باعث تھے) اور حرم کی قربانی اور گلے میں علامت آویزاں جانوروں کو (یہ دونوں علامات اپنے صاحب کے لیے امن کے قیام کا ذریعہ ہیں یعنی ان سے تعرض نہیں کیا جاتا) یہ (یعنی مذکورہ اشیاء کو قیامِ امن کا سبب بنانا اس لیے ہے) تاکہ تم یقین کرو کہ جانتا ہے اللہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے (تمہیں نفع پہچانے اور قبلِ وقوع تم سے ضرر کو دور کرنے کے لیے اللہ عزوجل کا ان مذکورہ اشیاء کو تمہارے لیے قیامِ امن کا سبب بنانا یہ اس بات پر دلیل ہے کہ وہ موجودہ اور آئندہ ہونے والی سب باتوں کو جانتا ہے) جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے (اسکے دشمنوں کے لیے) اور اللہ بخشنے والا (ہے اپنے دوستوں کو) اور مہربان ہے (ان پر) رسول پر نہیں مگر حکم پہنچانا (تم لوگوں تک بلغ بمعنی ابلاغ ہے) اور اللہ جانتا ہے جو کچھ (عمل) تم ظاہر کرتے ہو (تبدون بمعنی تظھرون ہے من العمل ''ما'' موصولہ کا بیان ہے) اور جو تم چھپاتے ہو (اس سے وہ تمہیں

اس پر بھی بدلہ دے گا تکتمون بمعنی تخفون ہے) تم فرمادو کہ گندہ (حرام) اور ستھرا.....ہے.....(حلال) برابر نہیں اگر چہ گندے کی کثرت تجھے بھائے تو اللہ سے ڈرتے رہو (خبیث کو ترک کرتے ہوئے) اے عقل والو کہ تم فلاح پاؤ (کامیاب ہو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا لیبلونکم اللہ بشیء من الصید تنالہ ایدیکم ورماحکم لیعلم اللہ من یخافہ بالغیب﴾۔

یایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ...... لام: تاکیدیہ...... لیبلونکم اللہ: فعل وفاعل ومفعول......ب: جار...... شیء: موصوف...... من الصید: ظرف مستقر صفت اول......تنالہ ایدیکم ورماحکم: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو...... لام: جار...... یعلم اللہ: فعل وفاعل...... من یخافہ بالغیب: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مؤولا ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر "واللہ" قسم محذوف کا جواب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر، مقصود بالنداء ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ"

﴿فمن اعتدی بعد ذلک فلہ عذاب الیم﴾۔

ف: مستانفہ...... من: شرطیہ مبتدا......اعتدی بعد ذلک: فعل بافاعل وظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... فلہ عذاب الیم: جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یایھا الذین امنوا لا تقتلوا الصید وانتم حرم﴾۔

یایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ...... لاتقتلوا: فعل نہی واو ضمیر ذوالحال...... وانتم حرم: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل...... الصید: مفعول یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ومن قتلہ منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذواعدل منکم ھدیا بلغ الکعبۃ﴾۔

و: مستانفہ...... من: شرطیہ مبتدا......قتل: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال...... منکم: ظرف مستقر حال اول...... متعمدا: حال ثانی، ملکر فاعل ہ ضمیر مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... جزاء: موصوف...... مثل: مضاف...... ماقتل: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ ملکر ذوالحال...... من النعم: ظرف مستقر حال ملکر صفت اول...... یحکم: فعل...... بہ: ظرف لغو...... ذواعدل: ذوالحال...... منکم: ظرف مستقر حال ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثانی ملکر مرکب توصیفی ہوکر ذوالحال...... ھدیا: موصوف...... بلغ الکعبۃ: صفت، ملکر خبر محذوف "علیہ" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿او کفارۃ طعام مسکین او عدل ذلک صیاما﴾۔

او: عاطفہ...... کفارۃ: مبدل منہ...... طعام مسکین: بدل، ملکر معطوف علیہ...... او: عاطفہ...... عدل ذلک: مرکب اضافی ممیز...... صیاما: تمیز ملکر معطوف، ملکر ماقبل "جزاء" پر معطوف۔

﴿لیذوق وبال امرہ﴾۔

لام: جار...... یذوق وبال امرہ: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ماقبل "جزاء" کیلئے تقدیر عبارت یوں ہوگی "فعلیہ ان یجازی لیذوق سوء عاقبۃ ھتکہ لحرمۃ الاحرام ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿عفا اللہ عما سلف ومن عاد فینتقم اللہ منہ و اللہ عزیز ذوانتقام﴾۔

عفااللہ : فعل وفاعل...... عما سلف: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ...... و: مستانفہ ...... من : شرطیہ مبتدا......: عاد : جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ ...... ینتقم اللہ منہ: فعل وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ...... و: مستانفہ ...... اللہ : مبتدا...... عزیز : خبراول......ذوانتقام: خبر ثانی ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿احل لکم صید البحر وطعامہ متاعالکم وللسیارۃ﴾۔

احل لکم: فعل مجہول وظرف لغو......صید البحر: معطوف علیہ، وطعامہ : معطوف ملکر نائب الفاعل......متاعا: مصدر، لکم : جارمجرور،ملکر معطوف علیہ...... وللسیارۃ : جارمجرور ملکر معطوف،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول لہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وحرم علیکم صید البر مادمتم حرما﴾۔

و: عاطفہ،حرم علیکم صید البر: فعل مجہول وظرف لغو ونائب الفاعل، مادمتم حرما: جملہ ہوکر ظرف ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون﴾۔

و: عاطفہ ...... اتقوا: فعل امر بافاعل...... اللہ : موصوف...... الذی: موصول...... الیہ تحشرون: جملہ فعلیہ صلہ ملکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیما للناس والشھر الحرام والھدی والقلائد﴾۔

جعل اللہ : فعل وفاعل، الکعبۃ : مبدل منہ، البیت الحرام: مرکب توصیفی بدل،ملکر معطوف علیہ،و الشھر الحرام: معطوف اول، والھدی: معطوف ثانی،و القلائد: معطوف ثالث،ملکر مفعول اول، قیماللناس : شبہ جملہ ہوکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ

﴿ذلک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السموت وما فی الارض وان اللہ بکل شیء علیم﴾۔

ذلک: مبتدا، لام : جار، تعلموا: فعل بافاعل،ان اللہ : حرف مشبہ واسم، یعلم مافی السموت ومافی الارض: جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اعلموا ان اللہ شدید العقاب وان اللہ غفوررحیم﴾۔

اعلموا: فعل بافاعل...... ان اللہ شدید العقاب: جملہ اسمیہ معطوف علیہ ...... وان اللہ غفوررحیم: جملہ اسمیہ

معطوف،ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما علی الرسول الا البلغ واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون ﴾.

ما: نافیہ، علی الرسول: ظرف مستقر خبر مقدم، الا: اداۃ حصر، البلغ: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہو: مستانفہ، اللہ: مبتدا، یعلم: فعل بافاعل، ماتبدون: موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، وما تکتمون: معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث﴾.

قل: قول...... لایستوی: فعل......الخبیث والطیب: معطوف علیہ ومعطوف ملکر ذوالحال...... و: حالیہ...... لو: شرطیہ...... اعجبک: فعل ومفعول...... کثرۃ الخبیث: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فلا یستویان" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر حال ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فاتقوا اللہ یاولی الالباب لعلکم تفلحون ﴾.

ف: فصیحہ...... اتقوا اللہ: فعل امر بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا تبین لکم ھذا" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء مقدم...... یاولی الالباب: جملہ ندائیہ......لعلکم: حرف مشبہ واسم، تفلحون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حالت احرام میں شکار:

۱...... خشکی کے جانور کا شکار محرم پر حرام ہے اور تری کا جانور حلال، تاہم خشکی کا جانور وہ ہے جو پیدا بھی خشکی میں ہوا ہو اور رہتا بھی خشکی میں ہو اور تری کا جانور وہ ہے جسکی پیدائش اور رہائش دونوں تری میں ہو۔(الھدایۃ، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۲، ص ۲۹۰)

خشکی کا جانور شکار کرنا یا اسکی طرف شکار کرنے کے لئے اشارہ کرنا یا کسی بھی طریقے سے اس کی طرف دلالت کرنا، یہ سب حرام ہے اور ان تمام صورتوں میں کفارہ دینا واجب ہے چاہے اس کے کھانے میں مضطر ہو(یعنی حالت اضطرار کو پہنچا ہوا ہو) اور اس کا کفارہ اس جانور کی قیمت دینا ہے جو شکار کیا گیا ہے اور یہ قیمت وہاں کے دو صاحب عدل شخص متعین کریں گے جو وہاں پائی جائے اور اگر وہاں اس جانور کی کوئی قیمت نہ ہو تو اس سے قریب ترین علاقے میں جو قیمت پائی جائے وہ مراد ہو گی اگر چہ ایک ہی عادل قیمت متعین کردے۔ (الدر المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص ۵۹۵)

محرم کو شکار کی قیمت میں اختیار ہے اگر چاہے تو اس سے بکری وغیرہ خرید کر حرم میں ذبح کر کے فقراء کو تقسیم کر دے اور چاہے تو اس قیمت کا غلہ خرید کر ہر مسکین کو نصف صاع گندم، یا ایک صاع کھجور یا جو تقسیم کر دے اور اگر چاہے تو ہر صدقۂ فطر کے بدلے میں ایک ایک روزہ رکھے۔ (الھندیۃ، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۱، ص۲۷۳)

اگر کفارے کا جانور ذبح کے بعد چوری ہو گیا جبکہ جانور حرم میں ذبح ہوا تھا تو کفارہ ادا ہو گیا اور اگر ذبح حدود حرم سے باہر ہوا تھا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔

(الھندیۃ، کتاب الحج ،باب الجنایات ، ج ۱ ،ص ۲۷۳)

غلہ کی قیمت صدقہ کرنے کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ ہر مسکین کو صدقہ کی مقدار میں دیا جائے اگر کم و زیادہ دیا تو ادا نہ ہوگا کم دینے کی صورت میں کل نفل صدقہ کہلائے گا اور زیادہ دینے کی صورت میں ایک صدقے سے جتنا زیادہ دیا نفل کہلائے گا لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ ایک ہی دن میں دیا ہو اور اگر کئی دن میں دیا ہو اور ہر روز پورا صدقہ ہو تو ایک ہی مسکین کو کئی صدقہ دے سکتا ہے۔

(رد المحتار ،کتاب الحج، باب الجنایات ، ج ۳،ص ۶۰۱)

روزے کے ذریعے کفارہ ادا کرنے کی صورت میں غیر مکہ میں بھی روزہ رکھنا جائز ہے کیونکہ روزے کا مقصود ہر جگہ (چاہے حدود حرم میں ہو یا نہ ہو) قرب کا حاصل کرنا ہی ہوتا ہے۔

(الھدایۃ، کتاب الحج،باب الجنایات ، ج ۲،ص ۲۹۹)

کوا، چیل، بھڑیا، سانپ، بچھو، چوہیا، اور کتا، مچھر، چیونٹی، پسو، کیڑے مکھی اور حشرات الارض کے مارنے میں کوئی کفارہ نہیں اور جو جوں کو مارے تو اس پر کفارہ ہے اور چاہئے کہ ایک مُٹھی غلہ صدقہ کرے کیونکہ کتب فقہ میں کف من طعام کا ذکر آیا ہے۔

(الھدایۃ، کتاب الحج،باب الجنایات ، ج ۲،ص ۳۰۳ تا ۳۰۵)

کعبہ کو کعبہ کہنے کی وجہ تسمیہ:

۲......کعبے کو کعبہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مربع یعنی چوکور شکل کا ہوتا ہے اور اہل عرب ہر مربع شکل کے کمرے کو کعبہ کہتے ہیں مقاتل کہتے ہیں کہ اسے کعبہ کہنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اسکی بناء (یعنی بناوٹ) منفرد ہے ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اسے کعبہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ زمین سے بلند ہے اور اس کا اصل معنی نکلنا اور بلند ہونا ہے ٹخنے کو بھی کعب کہتے ہیں اس لئے کہ یہ دونوں جگہوں سے اٹھا ہوا ہوتا ہے اور یہ قول بھی ملتا ہے کہ ہر ابھری اور نمایاں چیز کے لیے لفظ کعبہ مستعمل ہوتا ہے جب کوئی بچی بلوغت کی عمر کو پہنچنے لگے اور اس کے پستان ابھرنے لگیں تو ایسی بچی کو تعکبت کہتے ہیں۔

(المظھری، ج ۲، ص ۴۱۳)

حرمت کا پاس:

۳......عرب کی سرزمین پر لوگ جب ایک دوسرے کو قتل کیا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچایا کرتے تھے ایسے وقت میں بھی جب حرمت والے مہینے داخل ہو جاتے تو وہ قتل وغارت گری روک دیتے اور اشھر حرم میں امن سے رہتے اور یہی کعبہ لوگوں کے لیے قیام امن کا سبب تھا۔

(الجمل، ج ۲، ص ۲۷۹)

علامہ نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ الشھر الحرام سے مراد وہ مہینہ ہے جس میں حج کیا جاتا ہے اور اس سے مراد ذو الحجہ ہے اس مہینے کی تخصیص دیگر مہینوں کے مقابلے میں اس ماہ میں موسم حج کی وجہ سے ہے جس کی تعلیم اللہ عزوجل نے دی یا اس سے مراد یہ بھی

ہوسکتا ہے کہ اس سے الاشھر الحرم کی جنس بیان کرنے کا ارادہ کیا گیا ہو اور حرمت والے مہینے رجب ،ذوالقعدہ ،ذوالحجہ اور محرم ہیں۔ (المدارک، ج۱،ص۴۷۸)

خبیث اور طیب میں فرق :

☆......ابن جریر، ابنِ ابی حاتم اور ابو شیخ نے سدی سے روایت کیا ہے کہ خبیث سے مراد مشرکین ہیں اور طیب سے مراد مومنین ہیں۔ (الدر المنثور، ج۲،ص۵۹۰)

حسن سے روایت ہے اور جبائی نے بھی اسے اختیار کیا کہ خبیث سے مراد حرام ہے اور طیب سے مراد حلال ہے۔

(روح المعانی، الجزء السابع، ص۴۸)

عماد الدین ابن کثیر نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھا اے انسان! معمولی سی نفع بخش حلال چیز بھی ضرر رساں حرام سے بہتر ہے حدیث پاک میں ہے کہ قلیل کفایت کرنے والی چیز اس کثیر سے بہتر ہے جو یاد الٰہی سے غافل کردے، مزید اسد الغابة لا بن الاثیر کے حوالے سے حدیث پاک ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ادع اللہ ان یرزقنی مالا فقال النبی ﷺ "قلیل تؤدی شکرہ خیر من کثیر لا تطیقه" دعا کیجئے کہ اللہ ﷻ مجھے رزق وافر عطا فرمائے، نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: قلیل مال جس کا تم شکر ادا کرو اس کثیر مال سے بہتر ہے جس کا تم شکر ادا نہ کرسکو۔ (ابنِ کثیر، ج۲،ص۱۳۲)

☆......☆ وکان ذلک: یہ واقعہ ۶ ھ کو رونما ہوا اللہ ﷻ نے اہل ایمان کو بعض ایسے شکار سے آزمایا جس تک ان کے ہاتھ یا نیزے پہنچ سکتے تھے، لیکن وہ حالت احرام میں تھے۔

فکانت الوحش: وحش بمعنی وحوش ہے، وحشی کی اسم جمع وحوش ہے، اس سے مراد خشکی کے وہ جانور ہیں جو انسانوں سے مانوس نہیں ہوتے۔ اور الطیر اسم جمع ہے جب کہ ایک قول یہ ہے کہ یہ طائر کی جمع ہے جیسا کہ صاحب کی جمع صحب اور راکب کی جمع رکب آتی ہے

لم یرہ: یہ جملہ یا تو لفظ غیب کی تفسیر بیان کر رہا ہے یا پھر یہ یخافه کی ضمیر مفعول سے حال بن رہا ہے معنی یہ ہوگا وہ اللہ ﷻ سے ڈرتا ہے حالانکہ اس نے اللہ ﷻ کو نہیں دیکھا۔ کالسرطان: یہی حکم مینڈک اور مگرمچھ کا ہے۔

فیجتنب الصید: شکار سے اجتناب کرتے ہیں، اس جملہ میں اشارہ ہے کہ آزمائش کا فائدہ یہ ہے کہ فرمانبردار اور نافرمان ظاہر ہوجائیں۔

فیما ذکر: فعل کا نائب الفاعل باعتبار معنی لزوم الفدیة ہے، محرم کے لیے حالت احرام میں خشکی کے جانور کا شکار کرنا حرام ہے۔

کالسمک: مچھلی خواہ وہ معروف ہو یا غیر معروف لیکن اس جانور کی جنس سے ہو جو دریا کے علاوہ زندگی نہ گزار سکتا ہو، اور امام شافعی کے نزدیک اگر چہ مچھلی خشکی کے غیر ماکول جانور مثلاً انسان یا خنزیر کی صورت میں ہو اس کا کھانا محرم کے لیے حلال ہے۔

فلو صادہ حلال: یعنی حلی نے خود اپنے لیے یا کسی دوسرے حلی کے لیے یا پھر محرم کے لیے شکار کیا ہو لیکن اس محرم نے شکار کی طرف

اس کی رہنمائی نہ کی ہو تو محرم بھی اس سے کھا سکتا ہے۔

کما بینته السنة: خازن میں ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی پاک ﷺ کے اصحاب کے ساتھ مکہ مکرمہ کی ایک منزل کے راستے میں بیٹھا ہوا تھا سید عالم ﷺ ہمارے آگے تھے اور قوم حالت احرام میں تھی اور میں غیر محرم تھا اور یہ حدیبیہ کا سال تھا، میں نے ایک وحشی گدھا دیکھا میں اس وقت جوتا سینے میں مصروف تھا میں بغیر کسی کی اجازت کے اٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنا چابک اور نیزہ اٹھانا بھول گیا، میں نے حاضرین سے کہا کہ میرا چابک اور نیزہ اٹھا دو تو انہوں نے کہا خدا عزوجل کی قسم! ہم اس شکار پر تمہاری مدد نہیں کریں گے جس پر مجھے غصہ آیا اور میں نے نیچے اتر کر اپنا چابک اور نیزہ اٹھایا اور تعاقب کر کے وحشی گدھے کو شکار کر کے لے آیا اسے پکایا گیا لوگ اسے کھانے میں شریک ہو گئے پھر انہیں بحالتِ احرام شکار کو کھا لینے کے معاملے میں شک ہوا پس ہم خوش ہو گئے اور میں نے وحشی گدھے کی ایک دستی چھپا لی ہم بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور میں نے اس بارے میں سید عالم ﷺ سے سوال کیا کہ تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس شکار میں سے کچھ موجود ہے'' میں نے کہا جی ہاں! فرمایا: لے آؤ، چنانچہ میں وحشی گدھے کا بازو لے آیا اور سید عالم ﷺ نے اس سے تناول فرمایا حالانکہ آپ محرم تھے۔ ایک روایت میں مزید یوں بھی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے لوگوں سے کہا: ''یہ اللہ کی طرف سے تمہارے لیے کھانا ہے تو تم اسے کھاؤ''۔ ایک روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ ''تمہارے لیے یہ جانور حلال ہے تم اس سے کھاؤ''۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی نے شکار کا حکم دیا تھا یا شکار کی جانب اشارہ کیا تھا؟'' صحابہ کرام نے جواباً عرض کیا: نہیں، تو سید عالم ﷺ نے حکم فرمایا: ''اس کے باقی ماندہ گوشت کو کھالو''۔ اس حدیث کو صحیحین نے روایت کیا ہے۔

(الجمل، ج ۲، ص وغیرہ)

علم ظهور: یعنی مخلوق کے لیے یہ بات ظاہر ہو جائے کہ وہ کون ہے جو اللہ عزوجل سے بن دیکھے ڈرتا ہے کہ لوگ ڈرنے والوں اور نہ ڈرنے والوں میں تمیز کر لیں۔ حال: (بالغیب) یخافه کے فاعل سے حال ہے، یعنی بندہ اللہ سے اس حال میں خوف کرتا ہے کہ بندہ اللہ کو دیکھتا نہیں پھر بھی اس سے خوف کرتا ہے۔ فی النعامة: اسی کی مثل حکم میں زرافہ اور ہاتھی شامل ہیں۔

لانه یشبهها فی العب: یعنی جو جانور کبوتر کی طرح چونچ سے پانی پیتا ہے وہ کبوتر کے حکم میں ہے، یہ نظریہ امام شافعی کا ہے، اور امام مالک فرماتے ہیں کہ جہاں بکری کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور بکری نہ پائی جائے تو اسے کبوتر سے مماثلت دینا مکہ مکرمہ اور یمامہ جیسے شہروں میں بہت بعید تصور کیا جاتا ہے، جب بکری میسر نہیں آتی تو شہروں کا طول وعرض دیکھنے کی حاجت نہیں بلکہ دس دن کے روزے رکھے اور اور کبوتر کے سوا دیگر سارے ہی پرندے کبوتر کے حکم میں طعام کی قیمت یا روزے کی گنتی کے حوالے سے شامل ہوں گے۔

بالحج الیه: یہ دین کا ایک عظیم رکن ہے، اور دین اسلام حج کے ذریعے ہی کامل ہوا ہے لہذا جو شخص باوجود قدرت اس رکن کی ادائیگی نہ کرے، وہ گویا دین کو مکمل کرنے والا ہی نہیں اور اس شخص نے حج کی ادائیگی سے روگردانی کرتے ہوئے خود پر ہونے والی ان رحمتوں کو

روک لیا جو سید عالم ﷺ نے حدیث میں حاجی کے حوالے سے بیان فرمائی ہیں چنانچہ سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: ''ایام حج میں اللہ ہر دن ورات ایک سو بیس رحمتیں آسمان سے نازل فرماتا ہے جس میں سے ساٹھ نیکیاں طواف کرنے والوں کے لیے، چالیس نیکیاں نمازیں پڑھنے والوں کے لیے اور بیس نیکیاں ان کے لیے جو ان مقدس مقامات کو دیکھ دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں''۔

تفوزون: یعنی تم اللہ عزوجل کی رضا کی برکت سے کامیابی پاؤ گے، اس لیے کہ کل عزت تو پرہیز گاروں کے لیے ہے۔

والھدی: قربانی کا جانور مصالح دین میں سے ہے اور حج کی کمی کوتاہی کو مٹانے کا ذریعہ ہے، اللہ عزوجل کی راہ میں قربانی دینے کی وجہ سے بقیہ مال میں برکت ہوتی ہے، اور ہر قسم کا صدقہ مصالح دین اور گناہوں کی تکفیر کا سبب ہے اور دنیا کا فائدہ یہ ہے کہ مال میں اضافہ ہوتا ہے اور انفاق کرنے والے کو برائیوں سے نجات ملتی ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۱۴۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

وَنَزَلَ لَمَّا اَكْثَرُوْا سُوَالَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ﴾ تُظْهَرَ ﴿لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ لِمَا فِيْهَا مِنَ الْمَشَقَّةِ ﴿وَاِنْ تَسْــَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ﴾ اَیْ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿تُبْدَ لَكُمْ﴾ اَلْمَعْنٰى اِذَا سَاَلْتُمْ عَنْ اَشْيَاءَ فِیْ زَمَنِهٖ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ بِاِبْدَائِهَا وَمَتٰى اَبْدَاهَا سَاءَ تْكُمْ فَلَا تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا قَدْ ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا﴾ عَنْ مَسْئَلَتِكُمْ فَلَا تَعُوْدُوْا ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ(۱۰۱) قَدْ سَاَلَهَا﴾ اَیِ الْاَشْيَاءَ ﴿قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ﴾ اَنْبِيَاءَ هُمْ فَاُجِيْبُوْا بِبَيَانِ اَحْكَامِهَا ﴿ثُمَّ اَصْبَحُوْا﴾ صَارُوْا ﴿بِهَا كٰفِرِيْنَ(۱۰۲)﴾ بِتَرْكِهِمُ الْعَمَلَ بِهَا ﴿مَا جَعَلَ﴾ شَرَعَ ﴿اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ﴾ كَمَا كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَفْعَلُوْنَهُ، رَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ (اَلْبَحِيْرَةُ) اَلَّتِیْ يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ فَلَا يَحْلِبُهَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَ(السَّائِبَةُ) اَلَّتِیْ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَیْءٌ، وَ(الْوَصِيْلَةُ) اَلنَّاقَةُ الْبِكْرُ تَبْكِرُ فِیْ اَوَّلِ نِتَاجِ الْاِبِلِ بِاُنْثٰى ثُمَّ تَثْنِیْ بَعْدَهٗ بِاُنْثٰى وَكَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِطَوَاغِيْتِهِمْ اِنْ وَصَلَتْ اِحْدَاهُمَا بِاُخْرٰى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَ(الْحَامُ) فَحْلُ الْاِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُوْدَ فَاِذَا قَضٰى ضِرَابَهٗ وَدَعُوْهُ لِلطَّوَاغِيْتِ وَاَعْفَوْهُ مِنَ الْحَمْلِ عَلَيْهِ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهِ شَیْءٌ وَسَمَّوْهُ (الْحَامِیْ) ﴿وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ فِیْ ذٰلِكَ وَفِیْ نِسْبَتِهٖ اِلَيْهِ ﴿وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ(۱۰۳)﴾ اَنَّ ذٰلِكَ اِفْتِرَاءٌ لِاَنَّهُمْ قَلَّدُوْا فِيْهِ آبَاءَ هُمْ ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ﴾ اَیْ اِلٰى حُكْمِهٖ مِنْ تَحْلِيْلِ مَا حَرَّمْتُمْ ﴿قَالُوْا حَسْبُنَا﴾ كَافِيْنَا ﴿مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَ نَا﴾ مِنَ الدِّيْنِ وَالشَّرِيْعَةِ قَالَ تَعَالٰى ﴿اَ﴾ حَسْبُهُمْ ذٰلِكَ

﴿وَلَوْ كَانَ آبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ (۱۰۴)﴾ اِلَى الْحَقِّ؟ ، وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلْاِنْكَارِ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ﴾ اَىْ اِحْفَظُوْهَا وَقُوْمُوْا بِصَلَاحِهَا ﴿لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ قِيْلَ الْمُرَادُ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَقِيْلَ الْمُرَادُ غَيْرُهُمْ لِحَدِيْثِ اَبِىْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِىْ سَئَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِئْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى اِذَا رَاَيْتَ شُحًّا مُّطَاعًا وَهَوًى مُّتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَاِعْجَابَ كُلِّ ذِىْ رَاىٍ بِرَأْيِهٖ فَعَلَيْكَ نَفْسَكَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَغَيْرُهُ ﴿اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۱۰۵)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ اَىْ اَسْبَابُهُ ﴿حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ خَبَرٌ بِمَعْنَى الْاَمْرِ اَىْ لِيَشْهَدْ ، وَاِضَافَةُ شَهَادَةٍ لِبَيْنَ عَلَى الْاِتِّسَاعِ ، وَحِيْنَ بَدَلٌ مِّنْ اِذَا اَوْ ظَرْفٌ لِحَضَرَ ﴿اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ﴾ اَىْ غَيْرِ مِلَّتِكُمْ ﴿اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ﴾ سَافَرْتُمْ ﴿فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ط تَحْبِسُوْنَهُمَا﴾ تُوْقِفُوْنَهُمَا صِفَةُ آخَرَانِ ﴿مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ﴾ اَىْ صَلَاةِ الْعَصْرِ ﴿فَيُقْسِمٰنِ﴾ يَحْلِفَانِ ﴿بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ﴾ شَكَكْتُمْ فِيْهَا ، وَيَقُوْلَانِ ﴿لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ﴾ بِاللّٰهِ ﴿ثَمَنًا﴾ عِوَضًا نَاْخُذُهُ بَدْلَهُ مِنَ الدُّنْيَا بِاَنْ نَّحْلِفَ بِهٖ اَوْ نَشْهَدَ كَاذِبًا لِاَجْلِهٖ ﴿وَّلَوْ كَانَ﴾ اَلْمُقْسَمُ لَهُ اَوِ الْمَشْهُوْدُ لَهُ ﴿ذَا قُرْبٰى﴾ قَرَابَةٍ مِّنَّا ﴿وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ﴾ اَلَّتِىْ اَمَرَنَا بِهَا ﴿اِنَّآ اِذًا﴾ اِنْ كَتَمْنَاهَا ﴿لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ (۱۰۶)﴾ ﴿فَاِنْ عُثِرَ﴾ اُطُّلِعَ بَعْدَ حَلْفِهِمَا ﴿عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا﴾ اَىْ فَعَلَا مَا يُوْجِبُهُ مِنْ خِيَانَةٍ اَوْ كِذْبٍ فِى الشَّهَادَةِ ، بِاَنْ وُجِدَ عِنْدَهُمَا مَثَلًا مَا اتُّهِمَا بِهٖ وَادَّعَيَا اَنَّهُمَا اِبْتَاعَاهُ مِنَ الْمَيِّتِ اَوْ وَصّٰى لَهُمَا بِهٖ ﴿فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا﴾ فِىْ تَوَجُّهِ الْيَمِيْنِ عَلَيْهِمَا ﴿مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ﴾ اَلْوَصِيَّةُ وَهُمُ الْوَرَثَةُ ، وَيُبْدَلُ مِنْ (آخَرَانِ) ﴿الْاَوْلَيٰنِ﴾ بِالْمَيِّتِ اَىِ الْاَقْرَبَانِ اِلَيْهِ وَفِىْ قِرَاءَةٍ اَلْاَوَّلِيْنَ جَمْعُ اَوَّلٍ صِفَةٌ اَوْ بَدَلٌ مِنَ (الَّذِيْنَ) ﴿فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ﴾ عَلٰى خِيَانَةِ الشَّاهِدَيْنِ وَيَقُوْلَانِ ﴿لَشَهَادَتُنَآ﴾ يَمِيْنُنَا ﴿اَحَقُّ﴾ اَصْدَقُ ﴿مِنْ شَهَادَتِهِمَا﴾ يَمِيْنِهِمَا ﴿وَمَا اعْتَدَيْنَآ﴾ تَجَاوَزْنَا الْحَقَّ فِى الْيَمِيْنِ ﴿اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۱۰۷)﴾ اَلْمَعْنٰى لِيُشْهِدِ الْمُحْتَضَرُ عَلٰى وَصِيَّتِهٖ اِثْنَيْنِ اَوْ يُوْصِىْ اِلَيْهِمَا مِنْ اَهْلِ دِيْنِهٖ اَوْ غَيْرِهِمْ اِنْ فَقَدَهُمْ لِسَفَرٍ وَنَحْوِهٖ ، فَاِنِ ارْتَابَ الْوَرَثَةُ فِيْهِمَا فَادَّعَوْا اَنَّهُمَا خَانَا بِاَخْذِ شَىْءٍ اَوْ دَفْعِهٖ اِلٰى شَخْصٍ زَعَمَا اَنَّ الْمَيِّتَ اَوْصٰى لَهُ بِهٖ فَلْيَحْلِفَا اِلٰى آخِرِهٖ ، فَاِنْ اُطُّلِعَ عَلٰى اَمَارَةِ تَكْذِيْبِهِمَا فَادَّعَيَا دَافِعًا لَهُ

حَلَفَ اَقْرَبُ الْوَرَثَةِ عَلٰى كِذْبِهِمَا وَصِدْقِ مَا ادَّعَوْهُ وَالْحُكْمُ ثَابِتٌ فِى الْوَصِيَّيْنِ مَنْسُوْخٌ فِى الشَّاهِدَيْنِ وَكَذَا شَهَادَةُ غَيْرِ اَهْلِ الْمِلَّةِ مَنْسُوْخَةٌ ، وَاِعْتِبَارُ صَلَاةِ الْعَصْرِ لِلتَّغْلِيْظِ ، وَتَخْصِيْصُ الْحَلْفِ فِى الْاٰيَةِ بِاثْنَيْنِ مِنْ اَقْرَبِ الْوَرَثَةِ لِخُصُوْصِ الْوَاقِعَةِ الَّتِىْ نَزَلَتْ لَهَا وَهِىَ مَا رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ اَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِىْ سَهْمٍ خَرَجَ مَعَ تَمِيْمٍ الدَّارِىِّ وَعَدِىِّ بْنِ بَدَّاءٍ اَىْ وَهُمَا نَصْرَانِيَانِ فَمَاتَ السَّهْمِىُّ بِاَرْضٍ لَيْسَ فِيْهَا مُسْلِمٌ ، فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرْكَتِهٖ فَقَدُوْا جَامًا مِنْ فِضَّةٍ مَخُوْصًا بِالذَّهَبِ ، فَرَفَعَا اِلَى النَّبِىِّ ﷺ فَنَزَلَتْ فَاَحْلَفَهُمَا ، ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِمَكَّةَ فَقَالُوْا اِبْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِيْمٍ وَعَدِىٍّ ، فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ الثَّانِيَةُ ، فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ اَوْلِيَاءِ السَّهْمِىِّ فَحَلَفَا وَفِىْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِىِّ فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَرَجُلٌ اٰخَرُ مِنْهُمْ فَحَلَفَا وَكَانَا اَقْرَبَ اِلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ فَمَرِضَ فَاَوْصٰى اِلَيْهِمَا وَاَمَرَهُمَا اَنْ يُبَلِّغَا مَا تَرَكَ اَهْلَهٗ ، فَلَمَّا مَاتَ اَخَذَ الْجَامَ وَدَفَعَا اِلٰى اَهْلِهٖ مَا بَقِىَ ﴿ذٰلِكَ﴾ اَلْحُكْمُ الْمَذْكُوْرُ مِنْ رَدِّ الْيَمِيْنِ عَلَى الْوَرَثَةِ ﴿اَدْنٰى﴾ اَقْرَبُ اِلٰى ﴿اَنْ يَّاْتُوْا﴾ اَىِ الشُّهُوْدُ اَوِ الْاَوْصِيَاءُ ﴿بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ﴾ اَلَّذِىْ تَحْمِلُوْهَا عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ تَحْرِيْفٍ وَلَا خِيَانَةٍ ﴿اَوْ﴾ اَقْرَبُ اِلٰى اَنْ ﴿يَخَافُوْا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾ عَلَى الْوَرَثَةِ الْمُدَّعِيْنَ فَيَحْلِفُوْنَ عَلٰى خِيَانَتِهِمْ وَكِذْبِهِمْ فَيَفْتَضِحُوْنَ وَيَغْرُمُوْنَ فَلَا يَكْذِبُوْا ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ بِتَرْكِ الْخِيَانَةِ وَالْكِذْبِ ﴿وَاسْمَعُوْا﴾ مَا تُؤْمَرُوْنَ بِهٖ سِمَاعَ قُبُوْلٍ ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ (۱۰۸)﴾ اَلْخَارِجِيْنَ عَنْ طَاعَتِهٖ اِلٰى سَبِيْلِ الْخَيْرِ .

﴿ترجمہ﴾

(اور لوگوں نے جب رسول اللہ ﷺ سے با کثرت سوال ......١...... کیے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ) اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو ظاہر (تبد بمعنی تظهر ہے) کردی جائیں تم پر تو تمہیں بری لگیں (کہ اس میں مشقت پائی جاتی ہو) اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے (یعنی زمانہ نبوی ﷺ میں) تو تم پر ظاہر کردی جائیں گی (معنی یہ ہے کہ جب زمانہ اقدس میں تم چیزوں کے بارے میں سوال کرو گے تو قرآن ان اشیاء کے اظہار کو لے کر نازل ہو جائے گا اور جب وہ تم پر ظاہر کردی جائیگی تو تمہیں برا لگے گا تو تم ایسی باتوں کی پوچھ گچھ ہی نہ کرو) اللہ انہیں معاف کر چکا ہے (تمہاری اس کثرت سوال کو، لہذا آئندہ ایسا مت کرنا) اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے بے شک پوچھا ان (اشیاء) کے متعلق ایک قوم نے تم سے پہلے (اپنے نبیوں سے تو انہوں نے جوابا احکام بیان کیے) پھر وہ ہوگئے (اصبحوا بمعنی صاروا) ان سے منکر (احکام پر عمل ترک کرکے) مقرر نہیں کیا (مشروع نہیں کیا) اللہ نے نہ بحیرہ اور نہ سائبہ، نہ وصیلہ ، نہ حامی ......٢......(جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ کیا کرتے تھے امام بخاری نے سعید بن مسیب سے

روایت کیا کہ بحیرہ وہ جانور ہوتا ہے جسکا دودھ بتوں کے لیے روک لیا جاتا تھا کوئی بھی اس جانور کا دودھ دوھ نہ سکتا اور سائبہ وہ جانور ہوتا جس کو وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے لہذا اس پر کوئی چیز لاد نہیں سکتے اور وصیلہ وہ اونٹنی ہوتی ہے جو پہلی مرتبہ مادہ بچہ جنتی پھر دوسری بار بھی وہ مادہ بچہ دیتی تو اس کو بھی وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے لیکن وصیلہ ہونے کے لیے ان دونوں مادہ بچوں کے درمیان نر بچہ نہیں ہونا چاہیے اور حام اس اونٹ کو کہتے جو ایک مخصوص تعداد میں جفتی کر چکا ہوتا اور جب اپنی مقررہ جفتی کی تعداد پوری کر لیتا تو وہ اسے بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور اس پر کوئی چیز نہ لادتے اور اسکا نام حامی رکھتے) ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افتراء باندھتے ہیں (ان مذکورہ بالا کاموں کے بارے میں اور ان کی نسبت اللہ کی طرف کر کے) اور ان میں اکثر عقل نہیں رکھتے (کہ ان کا افتراء ہے اسلئے کہ وہ اس بارے میں اپنے آباء واجداد کی تقلید میں پڑے ہیں) اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اس طرف جو اللہ نے اتارا اور رسول کی طرف (یعنی اسکے حکم کی طرف جیسے تمہاری حرام کردہ چیزوں کی حلت کی طرف) کہیں ہمیں وہ بہت ہے (حسبنا بمعنی کافینا ہے) جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا (جس دین وشریعت پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا، اللہ تعالی نے فرمایا) کیا (انکے لیے یہ کافی ہے) اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانیں نہ راہ پر ہوں (حق کی، اولــــــو میں استفہام انکاری ہے) اے ایمان والوں تم اپنے نفس کی فکر رکھو ......۳......(یعنی معصیت سے اپنی حفاظت کرو اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتے رہو) تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو (بعض نے کہا کہ اہل کتاب کی گمراہی تمہیں ضرر نہ دے گی اور یہ بھی کہا گیا کہ اہل کتاب کے علاوہ دوسرے لوگ مراد ہیں، حدیث ابی ثعلبة الخشنی میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ امر بالمعروف ونھی عن المنکر کرتے رہو یہاں تک کہ تم دیکھو کہ شدید بخل کی اطاعت کی جارہی ہے، خواہش نفسانی کی پیروی ہو رہی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے اور ہر شخص اپنی رائے کو بڑا سمجھ رہا ہے تو تم اپنے نفس کی حفاظت کرو اسے حاکم وغیرہ نے روایت کیا) تم سب کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے پھر وہ تمہیں صاف بتادے گا جو تم کرتے تھے (وہ تمہیں اس پر جزا دیگا) اے ایمان والو تمہاری آپس کی گواہی جب تم میں سے کسی کو موت آئے (یعنی اسباب موت آئیں) وصیت کرتے وقت تم میں کے دو معتبر شخص ہیں (شھادۃ بینکم جملہ خبریہ بمعنی امر ہے یعنی چاہیے یہ کہ وہ گواہی دیں اور لفظ شھادۃ کی اضافت لفظ بین کی طرف مجازاً ہے اور لفظ حین لفظ اذا سے بدل ہے یا حضر کا ظرف ہے) یا غیروں میں کے دو (یعنی تمہاری ملت کے سوا) جب تم ملک میں سفر کرو (ضربتم بمعنی سافرتم ہے) پھر تمہیں موت کا حادثہ پہنچے ......۴......ان دونوں کو روکو (یعنی ٹھہرالو، تحبسونھما، اخران کی صفت ہے) نماز (یعنی نماز عصر) کے بعد وہ قسم کھائیں (یقسمان بمعنی یحلفان ہے) اللہ کی اگر تمہیں کچھ شک پڑے (یعنی تمہیں اس معاملے میں شک پڑے اور وہ دونوں کہیں) نہیں خریدیں گے ہم اسکے بدلے (یعنی اللہ کی قسم کے بدلے) قیمت (یعنی عوض، اللہ تعالی کے نام کی قسم کھا کر یا جھوٹی گواہی دے کر اسکے بدلے ہم دنیا کا معاوضہ حاصل نہیں کریں گے) اگرچہ (جس کے لیے قسم کھائی یا گواہی دی) قریب کا رشتے

دار ہو (یعنی ہمارا قریبی ہو) اور اللہ کی گواہی نہ چھپائیں گے (جسے قائم کرنے کا ہمیں حکم ملا ہے) تو ہم ضرور اس وقت (اگر ہم گواہی چھپائیں) گناہ گاروں میں ہیں پھر اگر پتہ چلے (دونوں کے حلف اٹھانے کے بعد اطلاع ملے) کہ وہ کسی گناہ کے سزاوار ہوئے (یعنی وہ دونوں خیانت یا جھوٹی گواہی کے سزاوار ہوئے مثلاً جس بات میں شبہ یا تہمت تھی وہ انہی کے ہاں سے برآمد ہوئی اور مدعی اس بات کے ہوئے کہ ہم نے مرنے والے سے خریدی تھی یا ہمارے لیے اسکی وصیت کی گئی تھی) تو انکی جگہ دو اور کھڑے ہوں (قسم ان دونوں کی طرف متوجہ کردی جائے) ان لوگوں میں سے کہ سزاوار ہوئے انکے اوپر (جو مستحق وصیت ہوں یعنی ورثہ اور لفظ اخران کا بدل اولین ہے) پہلے گواہ (یعنی میت کے قریبی عزیز اور ایک قرأت میں اولین ہے یہ اول کی جمع ہے یا یہ الذین سے بدل ہے) تو اللہ کی قسم کھائیں (گواہوں کی خیانت پر اور کہیں) کہ ہماری گواہی (لشهدتنا بمعنی یمیننا ہے) زیادہ ٹھیک ہے (احق بمعنی اصدق ہے) ان دو کی گواہی (یعنی قسم) سے اور ہم حد سے نہ بڑھے (قسم کے معاملے میں ہم نے حق سے تجاوز نہ کیا) ایسا ہو تو ہم ظالموں میں ہونگے (معنی یہ کہ مرنے والا شخص اپنی وصیت کے معاملے میں دو آدمی اپنے ہم مذہب میں سے کرلے یا غیر مسلموں میں سے گواہ کرلے، بشرطیکہ سفر وغیرہ کی وجہ سے مسلمان گواہ نہ ملیں، پھر اگر ورثاء کو ان گواہ پر شک ہو تو انہیں دعوی دائر کرنا چاہیے کہ گواہوں نے کوئی چیز لے دے کر خیانت کی ہے اور کہتے ہیں کہ میت نے ہی انہیں اسکی وصیت کی تھی تو دونوں سے حلف لیا جائے پھر اگر کسی طرح انکا جھوٹ ثابت ہوتا ہو اور وہ دونوں مدعی ہوں کہ مرنے والے نے انہیں وہ چیز بطور ہبہ دی ہے انہوں نے مرنے والے سے خریدی ہے تو انکی اس کذب بیانی کے خلاف قریب ترین دو وارث گواہی دیں اور دوسرے ورثاء سچ کی تائید کریں اور وصیت کے بارے میں گواہوں کا حکم منسوخ ہوچکا ہے اور غیر مسلموں کی گواہی کا حکم بھی منسوخ ہے اور عصر کی نماز کا اعتبار تغلیظ کی وجہ سے ہے اور آیت میں قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حلف کو خاص کرنا اس واقعہ کی خصوصیت کی وجہ سے ہے جس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اور اسے امام بخاری نے روایت کیا کہ قبیلہ بنی سہم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ نکلا وہ دونوں نصرانی تھے سہمی ایسی سرزمین میں انتقال کرگیا جہاں کوئی مسلمان نہ تھا جب وہ دونوں نصرانی اسکا ترکہ واپس لے کر مکہ آئے تو چاندی کا ایک جام گم پایا گیا جس پر سونے کے تار سے کام کیا ہوا تھا یہ واقعہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے دونوں سے حلف لے لیا پھر پیالہ مکہ میں مل گیا چنانچہ جس کے پاس ملا تھا اس نے تمیم وعدی کا نام لیا کہ میں نے ان دونوں سے خریدا ہے اس پر دوسری آیت فان عثر ......الخ نازل ہوئی تو سہمی قبیلہ کے دو آدمی کھڑے ہوئے اور حلف اٹھایا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص دونوں کھڑے ہوئے اور حلف اٹھائے اور یہ میت کے قریبی تھے اور یہ روایت میں بھی ہے جب سہمی بیمار ہوا اور اس نے دونوں نصرانیوں کو وصیت کی اور حکم دیا کہ ترکہ اسکے اصل کو پہنچا دیا جائے پس جب وہ مرگیا تو انہوں نے جام لے لیا اور باقی ترکہ ورثہ کو پہنچا دیا) یہ (حکم مذکورہ ورثاء کی جانب قسم لوٹانے کے بارے میں) زیادہ قریب ہے (ادنی بمعنی اقرب ہے) کہ وہ لائیں (گواہ یا جنکو

وصیت کی گئی ہے) جیسی گواہی چاہیں (التی تحملوھا سے ایسی گواہی کی جانب اشارہ ملتا ہے جو بلاتحریف وخیانت واقع کے مطابق ہو) یا (زیادہ قریب ہوکہ) ڈریں کہ بعض قسمیں رد کردی جائیں انکی قسموں کے بعد (مدعین ورثہ پر، اور ورثہ ان کی خیانت اور کذب پر حلف اٹھائیں اور انہیں رسوا ہونا پڑے اور تاوان بھرنا پڑے غرض کہ اس خطرہ کی وجہ سے جھوٹ نہ بولیں) اور اللہ سے ڈرو (خیانت اور جھوٹ ترک کرتے ہوئے) اور سنو (جو تمہیں حکم دیا جاتا ہے، قبولیت کے کانوں سے) اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا (یعنی ہدایت کی راہ نہیں دیتا جو اسکی طاعت سے باہر نکل جائیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤ کم﴾.

یایھا الذین امنوا: نداء...... لاتسئلوا: فعل نہی بافاعل...... عن: جار...... اشیاء: موصوف...... ان: شرطیہ...... تبدلکم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... تسؤ کم: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وان تسئلوا عنھا حین ینزل القران تبدلکم﴾.

و: عاطفہ...... ان: شرطیہ...... تسئلوا عنھا: فعل بافاعل وظرف لغو...... حین: مضاف...... ینزل القرآن: جملہ فعلیہ، مضاف الیہ، ملکر ظرف یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... تبدلکم: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿عفا اللہ عنھا واللہ غفور حلیم﴾.

عفااللہ عنھا: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: مستانفہ...... اللہ: مبتدا...... غفور: خبر اول...... حلیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد سالھا قوم من قبلکم ثم اصبحوا بھا کفرین﴾.

قد: تحقیقیہ...... سالھا: فعل ومفعول...... قوم: موصوف...... من قبلکم: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ثم: عاطفہ...... اصبحوا: فعل ناقص بااسم...... بھا کفرین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "قدسالھا" پر معطوف ہے

﴿ماجعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام﴾.

ما: نافیہ...... جعل اللہ: فعل وفاعل...... من: جار زائدہ...... بحیرۃ: معطوف علیہ...... ولا سائبۃ ولا صیلۃ ولاحام: معطوفات، ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرھم لا یعقلون﴾.

و: عاطفہ...... لکن: حرف مشبہ......الذین کفروا: موصول صلہ ملکر اسم......یفترون علی اللہ الکذب: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ......اکثرھم: مبتدا......لایعقلون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ

﴿واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اباء نا﴾.

و: مستانفہ...... اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم......قیل لھم: فعل مجہول با نائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول...... تعالوا: فعل امر با فاعل...... الی: جار...... ماانزل اللہ: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر معطوف علیہ......والی الرسول: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ہوکر شرط،......قالوا: قول......حسبنا: مبتدا......ما: موصولہ...... وجدناعلیہ اباء نا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ہوکر جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿اولو کان اباء ھم لا یعلمون شیئا ولا یھتدون﴾.

ھمزہ: اداۃ استفہام......و: عاطفہ معطوف علی محذوف ''احسبھم ذلک''......لو: شرطیہ...... کان اباءُ ھم: فعل ناقص واسم......لایعلمون شیئا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ولایھتدون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿یایھا الذین امنوا علیکم انفسکم﴾.

یایھاالذین امنوا: نداء......علیکم: بمعنی ''الزموا'' فعل با فاعل......انفسکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالندا۔

﴿لایضرکم من ضل اذااھتدیتم﴾.

لایضرکم: فعل ومفعول......من ضل: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم......اھتدیتم: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ہوکر جزا محذوف ''فلا یضرکم من ضل'' کیلئے شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الی اللہ مرجعکم جمیعا فینبئکم بما کنتم تعلمون﴾.

الی اللہ: ظرف مستقر خبر مقدم......مرجع: مضاف...... کم: ضمیر ذوالحال ......جمیعا: حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ...... ف: عاطفہ......ینبئکم: فعل با فاعل ومفعول......بماکنتم تعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایھاالذین امنوا شھادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنن ذوا عدل منکم او اخران من غیرکم﴾.

یایھاالذین امنوا: نداء......شھادۃ بینکم: مرکب اضافی مبتدا......اثنان: موصوف......ذواعدل: صفت اول...... منکم: ظرف مستقر صفت ثانی اذا ظرفیہ شرطیہ، مفعول فیہ مقدم......حضر احدکم الموت: فعل ومفعول وفاعل......حین

الوصیة: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف ''فشهادة اثنین'' کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان انتم ضربتم فی الارض فاصابتکم مصیبة الموت﴾.

ان: شرطیہ......انتم: فعل محذوف ''ضربتم'' کی تاکید ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ...... ضربتم فی الارض: جملہ فعلیہ مفسرہ ملکر جزا محذوف ''فالشاهدان آخران'' کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ......ف: عاطفہ للتعقیب......اصابتکم مصیبة الموت: فعل ومفعول و فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تحسبونهما من بعد الصلوة فیقسمن بالله ان ارتبتم لا نشتری به ثمنا ولو کان ذاقربی﴾.

تحبسونهما: فعل بافاعل ومفعول......من بعد الصلوة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ف: عاطفہ......یقسمان بالله: جملہ فعلیہ قسمیہ......ان: شرطیہ......ارتبتم: جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف ''فیحلفوهما'' کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ معترضہ......لانشتری: فعل نہی ''ونحن'' ضمیر مستتر ذوالحال......و: حالیہ......لو: شرطیہ...... کان ذا قربی: جملہ فعلیہ جزا محذوف ''فلا نشتری به'' کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر، حال، ملکر فاعل،......به: ظرف لغو......ثمنا: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم اپنی قسم سے ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ۔

﴿ولانکتم شهادة الله انا اذالمن الاثمین﴾.

و: عاطفہ......لانکتم شهادة الله: فعل نفی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل ''لانشتری به'' پر معطوف ہے......

انا: حرف مشبہ واسم......اذا: حرف جزاء وجواب......لام: تاکیدیہ......من الاثمین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فان عثر علی انهما استحقا اثما فاخران یقومن مقامهما من الذین استحق علیهم الاولین﴾

ف: مستانفہ......ان: شرطیہ......عثر: فعل مجہول بانائب الفاعل......علی: جار......انهما: حرف مشبہ واسم......استحقا اثما: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......اخران: مبتدا......یقومان: فعل الف ضمیر ذوالحال......من: جار......الذین استحق علیهم الاولین: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......مقامهما: مفعول مطلق ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فیقسمن بالله لشهادتنا احق من شهادتهما﴾.

ف: عاطفہ......یقسمان بالله: جملہ فعلیہ قسمیہ...... لام: تاکیدیہ......شهادتنا: مبتدا......احق: اسم تفضیل بافاعل......من شهادتهما: ظرف لغو ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل ''یقومان'' پر معطوف ہے۔

﴿وما اعتدینا انا اذالمن الظالمین﴾.

و: مستانفہ......ما: نافیہ......اعتدینا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... انا: حرف مشبہ واسم...... اذا: حرف جزا جواب......

لام : تاکید یہ......من الظلمین: ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ذلک ادنی ان یاتوا بالشهادة علی وجهها او یخافوا ان ترد ایمان بعد ایمانهم﴾۔

ذلک: مبتدا......ادنی: اسم تفضیل مضاف...... ان مصدر یہ......یاتوا: فعل واو ضمیر فاعل......ب: جار......الشهادة: ذوالحال......علی وجهها: ظرف مستقر حال ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... او: عاطفہ......یخافوا: فعل بافاعل......ان ترد ایمان بعد ایمانهم : جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقوا الله واسمعوا والله لا یهدی القوم الفسقین﴾۔

و: مستانفہ......اتقوا الله: فعل امر بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: عاطفہ......اسمعوا: فعل امر بافاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "اتقوا" پر معطوف ہے......و: مستانفہ......الله: مبتدا......لا یهدی القوم الفسقین: جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یایها الذین امنوا لا تسئلوا......☆ بعض لوگ سید عالم ﷺ سے بہت سے بے فائدہ سوال کیا کرتے تھے یہ خاطر مبارک پر گراں ہوتا تھا ایک روز فرمایا کہ جو جو دریافت کرنا ہو دریافت کرو میں ہر بات کا جواب دوں گا ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا انجام کیا ہے فرمایا جہنم دوسرے نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے آپ نے اس کے اصلی باپ کا نام بتادیا جس کے نطفہ سے وہ تھا کہ صداقہ ہے باوجود یہ کہ اس کی ماں کا شوہر اور تھا جس کا یہ شخص بیٹا کہلاتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ ایسی باتیں نہ پوچھو جو ظاہر کی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔

☆......یاایها الذین امنوا شهادہ بینکم ......☆ مہاجرین میں سے بدیل جو حضرت عمرو بن عاص کے موالی میں سے تھے بقصد تجارت ملک شام کی طرف دو نصرانیوں کے ساتھ روانہ ہوئے ان میں سے ایک کا نام تمیم بن اوس داری تھا اور دوسرے کا عدی بن بداء شام پہنچتے ہی بدیل بیمار ہو گئے اور انہوں نے اپنے تمام سامان کی ایک فہرست لکھ کر سامان میں ڈال دی اور ہمراہیوں کو اس کی اطلاع نہ دی جب مرض کی شدت ہوئی تو بدیل نے تمیم وعدی دونوں کو وصیت کی کہ ان کا تمام سرمایہ مدینہ شریف پہنچ کر ان کے اہل کو دے دیں اور بدیل کی وفات ہوگئی ان کی موت کے بعد ان کا سامان دیکھا اس میں ایک چاندی کا جام تھا جس پر سونے کا کام بنا تھا اس میں تین سو مثقال چاندی تھی بدیل یہ جام بادشاہ کو نذر کرنے کے قصد سے لائے تھے ان کی وفات کے بعد ان کے دونوں ساتھیوں نے اس جام کو غصب کرلیا اور اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد جب یہ لوگ مدینہ طیبہ پہنچے تو انہوں نے بدیل کا سامان ان کے گھر والوں کے سپرد کردیا کھولنے پر فہرست ان کے ہاتھ آگئی جس میں تمام متاع کی تفصیل تھی سامان کو اس کے مطابق کیا جام نہ پایا اب وہ تمیم اور عدی کے پاس پہنچے اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا بدیل نے کچھ سامان بیچا بھی تھا انہوں نے کہا نہیں وہ تو شہر پہنچتے ہی بیمار ہو گئے اور جلد ہی ان کا

انتقال ہوگیا اس پر ان لوگوں نے کہا کہ ان کے سامان میں ایک فہرست ملی اس میں چاندی کے ایک جام کا بھی ذکر ہے جو سونے سے منقش کیا ہوا تھا جس میں تین سو مثقال چاندی ہے تمیم وعدی نے کہا: ''ہمیں نہیں معلوم'' تو جو وصیت کی تھی اس کے مطابق سامان ہم نے تمہیں دے دیا جام کی ہمیں خبر بھی نہیں پھر یہ مقدمہ رسول کریم ﷺ کے دربار میں پیش ہوا تمیم وعدی وہاں بھی انکار پر جمے رہے اور قسم کھالی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کثرت سوال کی مذمت:

☆......عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: '' اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا ''فَقَالَ رَجُلٌ اَكُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلاثًا ،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :''لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ'' ثُمَّ قَالَ: '' ذَرُوْنِیْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگوں! اللہ عزوجل نے تم پر حج فرض کیا تو تم اسکے پاک گھر کا حج کرو''، ایک شخص نے عرض کی کیا ہر سال حج کریں یارسول اللہ ﷺ ؟ آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی یہاں تک کہ اس شخص نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم اسکی استطاعت نہ رکھتے ،فرمایا: ''جن چیزوں کا بیان میں چھوڑ دیا کروں اس چیزوں کا سوال مت کیا کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ حضرات انبیاء کرام سے بکثرت سوال کیا کرتے تھے اور انبیاء کرام سے اختلاف کیا کرتے تھے لہذا جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم کروں تو اس پر بقدر استطاعت عمل کرو اور جس چیز سے منع کروں اسے چھوڑ دو''۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج ،باب فرض الحج مرة فی العمر،رقم:۳۱۴۷/۱۳۳۷،ص۶۲۷)

☆......حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے کسی ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہیں تھی اور اس کے سوال کرنے کی وجہ سے وہ ان پر حرام کردی گئی''۔

(صحیح بخاری، کتاب الاعتصام،باب ما یکرہ من کثرۃ السوال ، رقم:۷۲۸۹،ص ۱۲۵۴)

مذکورہ حدیث طیبہ سے یہ درس حاصل ہوا کہ کثرت سوال تباہی و بربادی کا سبب ہے انسان اس بات کا خیال کرے کہ غیر ضروری سوال نہ کرے آج ہمارے معاشرے میں یہ بیماری عام ہو چکی ہے کہ لوگ مفتیانِ کرام اور علماء عظام سے خواہ مخواہ سوال کرتے ہیں انہیں بھی اس حدیث سے درس حاصل کرنا چاہئے کہ کہیں سوال در سوال کرنے کی وجہ سے پریشانی اور شرمندگی نہ اٹھانا پڑے، بارہا

ہم نے دیکھا ہے کہ لوگ بے فائدہ سوال در سوال کی وجہ سے شرمندہ ہی ہوتے ہیں۔
یہاں ہم ضمناً ان آیات کا ذکر کرتے ہیں جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کسی حکم شرعی پر عمل کرنے کے لئے استفسار کرنے پر نازل ہوئیں۔

﴿وَيَسْـئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى......الخ (البقرۃ:۲۲۲)﴾ اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں میں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ قبول کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ......الخ (البقرۃ:۲۲۰)﴾ اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر اپنا ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

﴿وَيَسْـئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ ......الخ (البقرۃ:۲۱۹)﴾ تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو فاضل بچے اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم دنیا اور آخرت کے کام سوچ کر کرو۔

﴿يَسْـئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ......الخ (البقرۃ:۲۱۹)﴾ تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرماؤ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ دنیاوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ (البقرۃ:۲۱۷)﴾ تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے کا حکم۔

دور جاہلیت میں مشرکین کن جانوروں سے نفع نہ اٹھاتے تھے:

۲......جن جانوروں سے نفع نہ اٹھایا جاتا تھا وہ حسب ذیل ہیں:

بحیرہ : جاہلیت کے دور میں جو اونٹنی دس مرتبہ بچہ جن لیتی اسکے کان کاٹ دئے جاتے اور اس پر نہ تو کوئی سوار ہوتا اور نہ ہی سامان لادا جاتا اور ایسی اونٹنی کو بحیرہ کہا جاتا۔ **سائبہ** : جو اونٹنی پانچ مرتبہ بچہ جن لیتی اسکو چراہ گاہ میں یونہی چھوڑ دیا جاتا اور اسے پانی و چارے سے منع نہ کیا جاتا ایسی اونٹنی کو سائبہ کہتے ہیں۔ **وصیلہ** : جب کسی شخص کی بکری نر و مادہ ایک ساتھ جن لیتی تو زمانہ جاہلیت کے لوگ یہ کہتے کہ یہ بکری اپنے بھائی سے واصل ہوگئی ہے اور اس مادہ بچے کی وجہ سے اس نر بچے کو بھی جو اسکے ساتھ پیدا ہوا تھا ذبح نہ کرتے۔ **حام** : جب کوئی اونٹ دس اونٹنیوں کو حاملہ کر دیتا تو اسکو حام کہتے کفار اس پر سواری نہ کرتے اور نہ اس پر کوئی بوجھ لادتے۔

(المفردات، ص ۸۴، ۲۵۵، ۵۴۰، ۱۴۰)

☆......واخرج عبد الرزاق وابن ابی شیبة وعبد بن حمید وابن جریر عن زید بن اسلم قال قال رسول اللہ

ﷺ :انی لأعرف اول من سيّب السوائب ، ونصب النصب ، واول من غير دين ابراهيم "، قالوا من هو يا رسول الله؟ قال :"عمرو بن لحی ، أخو بنی كعب ، لقد رأيته يجر قصبه فی النار ، يؤذی أهل النار ريح قصبه ، وإنی لأعرف من بحر البحائر" قالوا من هو يا رسول الله؟ قال: رجل من بنی مدلج ، كانت له ناقتان ، فجدع آذانهما وحرم ألبانهما وظهورهما وقال هاتان لله ، ثم احتاج اليهما فشرب البانهما ، وركب ظهورهما ، قال :فلقد رأيته فی النار وهما يقضمانه بأفواههما ويطآنه بأخفافهما عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے زید بن اسلم سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جس نے سب سے پہلے سائبہ اونٹنیوں کو چھوڑا اور بتوں کے سامنے ذبح کرنے کے پتھر نصب کیے، اور میں اس شخص کو بھی پہچانتا ہوں جس نے سب سے پہلے دین ابراہیمی کو بدل دیا''، لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہے؟ فرمایا: ''وہ عمرو بن لحی ہے جو کہ بنی کعب کا فرد ہے میں نے اسے دوزخ میں اپنی آنتیں گھسیٹتے ہوئے دیکھا ہے اور دوزخیوں کو اس کی آنتوں کی بدبو سے اذیت ہوتی ہے اور میں اس شخص کو بھی پہچانتا ہوں جس نے سب سے پہلے بحیرہ کے کان چیرے''، لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ شخص کون ہے؟ فرمایا: ''وہ بنی مدلج کا شخص ہے اسکی دو اونٹنیاں تھیں اس شخص نے اس کے کان چیر دیئے اور اس کے دودھ اور اس پر سامان لادنا حرام کر دیا اور کہا کہ یہ دونوں اونٹنیاں اللہ کے لئے ہے پھر جب اس شخص کو اس کی ضرورت ہوئی تو اس نے ان اونٹنیوں کا دودھ بھی پیا اور اس پر سواری بھی کی''، سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں اسے جہنم کی آگ میں دیکھتا ہوں کہ وہ اونٹنیاں اسے اپنے مونہوں سے ضرب لگا رہی ہیں اور اپنے کھروں سے روند رہی ہیں۔

(الدر المنثور، ج ۲، ص ۵۹۷)

کیا صرف اپنی فکر کرنا ہی کافی ہے؟

۳:.....امام جلال الدین سیوطی الشافعی نے اسی آیتِ مبارکہ کے تحت اپنی تفسیر ''الدر المنثور'' میں متعدد احادیث نقل کی ہیں جس سے اس آیت مبارکہ کا معنی واضح ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرنے کے بعد آپ نے فرمایا: اے لوگوں! تم اللہ عزوجل کا یہ فرمان پڑھتے ہو اور اسے رخصت گمان کرتے ہو؟ خدا عزوجل کی قسم! اس سے سخت تر آیت کا نزول نہیں ہوا خدا عزوجل کی قسم! تمہیں نیکی کا حکم دینا چاہیے برائیوں سے روکنا چاہیے ورنہ اللہ عزوجل تم سب پر عذاب نازل فرمائے گا۔ اس آیت سے مراد یہ نہیں ہے کہ انسان امر بالمعروف ونهی عن المنكر کو ترک کر دے بلکہ قدرت کے باوجود اس کام کو ترک کرنا جائز نہیں۔

(المدارک، ج ۱، ص ۴۸۱)

☆......☆انبیاءهم: مختلف قوموں نے اپنے انبیائے کرام سے ایسے سوالات کئے مثلاً قوم صالح نے اونٹنی کا معجزہ طلب کیا، قوم عیسی نے مائدہ کے بارے میں سوال کیا، قوم موسی نے اللہ کو اعلانیہ دیکھنے کے بارے میں سوال کیا۔

ای احفظوھا: ایمان والوں سے خطاب کیا کہ تم اپنی فکر کرو، یعنی اپنی جان کو نافرمانی سے بچاؤ اور طاعات بجالاؤ۔

قیل المراد: ایک قول یہ ہے کہ یہ اس آیت میں اہل ایمان کی تسلی خاطر ہے کہ انہیں کافروں کے ایمان نہ لانے پر غم نہ ہو کہ مومنین انہیں اللہ اور اس کے رسول کے فرامین کی جانب بلاتے ہیں اور کافر روگردانی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لیے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے مفسر کے قول" قیل المرا دغیرہ" میں غیر سے مراد گناہ گار مسلمان بھی ہو سکتے ہیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کر لینے کے بعد اپنی جانوں کی حفاظت کرو اگر تم نے ایسا کیا تو تمہیں ان کی گمراہی کچھ نقصان نہ دیگی اور اگر تم نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑ دیا تو تمہیں گمراہ کی گمراہی نقصان پہنچائے گی اس لیے کہ گمراہی کا اقرار کرنا بھی گمراہی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ آیت پاک امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی نفی پر دلالت نہیں کرتی بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل نے اس آیت سے زیادہ سخت حکم کوئی اور نازل نہ فرمایا اور (لوگ امر بالمعروف ونہی عن المنکر) میں رخصت کا حکم مانتے ہیں، معنی آیت یہ ہے تمہیں اہل کتاب کی گمراہی گمراہ نہیں کر سکتی، جیسا کہ مجاہد اور ابن جبیر نے کہا کہ اس آیت میں "من ضلّ" کا مصداق یہود ونصاریٰ ہیں کہ مسلمان ان سے جزیہ لے کر انہیں چھوڑ دیں۔

ابی ثعلبة الخشنی: جس نے زکوۃ دینے کا انکار کیا اس کا نام ابی ثعلبۃ ہے، خشنی عرب کے ایک قبیلے کا نام ہے اس کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا، المصباح میں ہے انتہائی طاقتور شخص کو رجل خشین کہتے ہیں۔ خبر بمعنی الامر: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہ ﴿شھادۃ بینکم﴾ جملہ خبریہ ہے اور یہاں یہ معنی طلب کے لیے آتا ہے۔ ترکیبی اعتبار سے "الشھادۃ" مبتداء اور "اثنان" اس کی خبر ہے اور دونوں کے مابین اذا حضر احدکم الخ جملہ معترضہ ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۲۸۳ وغیرہ)۔

ای الاشیاء: یعنی اس قسم کے سوالات کرنے میں تمہارے لیے بُرائی ہے، جیسا کہ قوم صالح نے سوال کیا تھا کہ سامنے موجود پہاڑ پھٹے اور اس میں سے ایک حاملہ اونٹنی برآمد ہو، جیسا کہ حضرت عیسیٰ کی قوم کا مائدہ سے متعلق سوال کرنا، قوم موسیٰ کا اللہ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کا سوال کرنا، پس ان سوالات کا جواب انہیں شدید تکالیف میں مبتلا کر کے دیا گیا اور ان پر عذاب آکر رہا، یہاں کلام کا مقصود یہ ہے کہ جس طرح نفس حد سے بڑھ جاتا ہے اسی طرح الفاظ بھی حروف کی زیادتی کرنے سے حد سے تجاوز کر جاتے ہیں جس طرح سابقہ قوموں کی مثالوں سے واضح ہے۔ واعجاب کل ذی رای برایہ: یعنی (اُسے) کسی اور کی بات تعجب میں نہ ڈالے، اور نہ ہی نصیحت قبولیت کی حد تک لے جائے کہ اُس کی نصیحت کو مان لے اور خازن میں "فعلیک نفسک" کے بعد یہ الفاظ زائد ہیں: عوام کو چھوڑ دو کیونکہ تمہارے پیچھے کچھ صبر آزما دن اور بھی ہیں، تو جو اُن صبر آزما دنوں میں ڈٹ جائے تو وہ (دین اسلام) پر جم گیا، اور ان صبر آزما دنوں میں اعمال بجالانے والے کو دیگر پچاس آدمیوں کی مثل ثواب ملے گا۔ مع تمیم: تمیم نامی شخص بعد میں اسلام لے آیا تھا، اور مشاہیر صحابہ میں اُن کا شمار ہونے لگا جب کہ عدی بن بداء کا اسلام لانا ثابت نہیں۔ جام: لغت میں جام گلاس کو کہتے ہیں، لیکن

یہاں جام سے مراد چاندی کا بڑا برتن ہے جس کا وزن تین سو مثقال تھا۔ (الصاوی، ج۲، ص ۱۴۸ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۵

اُذْكُرْ ﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ﴾ هُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿فَيَقُوْلُ﴾ لَهُمْ تَوْبِيْخًا لِقَوْمِهِمْ ﴿مَاذَا﴾ اَىِ الَّذِىْ ﴿اُجِبْتُمْ﴾ بِهٖ حِيْنَ دَعَوْتُمْ اِلَى التَّوْحِيْدِ ﴿قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا﴾ بِذٰلِكَ ﴿اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (۱۰۹)﴾ مَا غَابَ عَنِ الْعِبَادِ وَذَهَبَ عَنْهُمْ عِلْمُهُ لِشِدَّةِ هَوْلِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَفَزَعِهِمْ ثُمَّ يَشْهَدُوْنَ عَلٰى اُمَمِهِمْ لَمَّا يَسْكُنُوْنَ اُذْكُرْ ﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِىْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ﴾ بِشُكْرِهَا ﴿اِذْ اَيَّدْتُّكَ﴾ قَوَّيْتُكَ ﴿بِرُوْحِ الْقُدُسِ﴾ جِبْرِيْلَ ﴿تُكَلِّمُ النَّاسَ﴾ حَالٌ مِّنَ الْكَافِ فِىْ اَيَّدْتُّكَ ﴿فِى الْمَهْدِ﴾ اَىْ طِفْلًا ﴿وَكَهْلًا﴾ يُفِيْدُ نُزُوْلَهٗ قَبْلَ السَّاعَةِ لِاَنَّهٗ رُفِعَ قَبْلَ الْكُهُوْلَةِ كَمَا سَبَقَ فِىْ (آلِ عِمْرَانَ) ﴿وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ﴾ كَصُوْرَةِ ﴿الطَّيْرِ﴾ وَالْكَافُ اِسْمٌ بِمَعْنٰى (مِثْلٍ) مَفْعُوْلٌ ﴿بِاِذْنِىْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِىْ﴾ بِاِرَادَتِىْ ﴿وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِىْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى﴾ مِنْ قُبُوْرِهِمْ اَحْيَاءً ﴿بِاِذْنِىْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَنْكَ﴾ حِيْنَ هَمُّوْا بِقَتْلِكَ ﴿اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ اَلْمُعْجِزَاتِ ﴿فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ﴾ مَا ﴿هٰذَا﴾ الَّذِىْ جِئْتَ بِهٖ ﴿اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (۱۱۰)﴾ وَفِىْ قِرَاءَةٍ سَاحِرٌ اَىْ عِيْسٰى ﴿وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ﴾ اَمَرْتُهُمْ عَلٰى لِسَانِهٖ ﴿اَنْ﴾ اَىْ بِاَنْ ﴿اٰمِنُوْا بِىْ وَبِرَسُوْلِىْ﴾ عِيْسٰى ﴿قَالُوْٓا اٰمَنَّا﴾ بِهِمَا ﴿وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ (۱۱۱)﴾ اُذْكُرْ ﴿اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ﴾ اَىْ يَفْعَلُ ﴿رَبُّكَ﴾ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالْفَوْقَانِيَّةِ وَنَصَبَ مَا بَعْدَهٗ اَىْ تَقْدِرُ اَنْ تَسْئَلَهٗ ﴿اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ط قَالَ﴾ لَهُمْ عِيْسٰى ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ فِىْ اِقْتِرَاحِ الْاٰيَاتِ ﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۱۱۲)﴾ ﴿قَالُوْا نُرِيْدُ﴾ سُؤَالَهَا مِنْ اَجْلِ ﴿اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ﴾ تَسْكُنَ ﴿قُلُوْبُنَا﴾ بِزِيَادَةِ الْيَقِيْنِ ﴿وَنَعْلَمَ﴾ نَزْدَادَ عِلْمًا ﴿اَنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ اَىْ اَنَّكَ ﴿قَدْ صَدَقْتَنَا﴾ فِىْ اِدِّعَاءِ النُّبُوَّةِ ﴿وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ (۱۱۳)﴾ ﴿قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا﴾ اَىْ يَوْمَ نُزُوْلِهَا ﴿عِيْدًا﴾ نُعَظِّمُهٗ وَنُشَرِّفُهٗ ﴿لِّاَوَّلِنَا﴾ بَدَلٌ مِّنْ (لَنَا) بِاِعَادَةِ الْجَارِّ ﴿وَاٰخِرِنَا﴾ مِمَّنْ يَّاْتِىْ بَعْدَنَا ﴿وَاٰيَةً مِّنْكَ﴾ عَلٰى قُدْرَتِكَ وَنُبُوَّتِىْ ﴿وَارْزُقْنَا

﴿اِیَّاھَا﴿وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ(۱۱۴)﴾﴿قَالَ اللّٰہُ﴾مُسْتَجِیْبًا لَہٗ﴿ اِنِّیْ مُنَزِّلُھَا﴾ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ﴿عَلَیْکُمْ فَمَنْ یَّکْفُرْ بَعْدُ﴾اَیْ بَعْدَ نُزُوْلِھَا﴿ مِنْکُمْ فَاِنِّیْۤ اُعَذِّبُہٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُہٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ (۱۱۵)﴾فَنَزَلَتِ الْمَلَآئِکَۃُ بِھَا مِنَ السَّمَآءِ عَلَیْھَا سَبْعَۃُ اَرْغِفَۃٍ وَسَبْعَۃُ اَحْوَاتٍ فَاَکَلُوْا مِنْھَا حَتّٰی شَبِعُوْا قَالَہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ وَفِیْ حَدِیْثٍ اُنْزِلَتِ الْمَائِدَۃُ مِنَ السَّمَاءِ خُبْزًا وَلَحْمًا فَاُمِرُوْا اَنْ لَّا یَخُوْنُوْا وَلَا یَدَّخِرُوْا لِغَدٍ ، فَخَانُوْا وَادَّخَرُوْا فَرُفِعَتْ فَمُسِخُوْا قِرَدَۃً وَخَنَازِیْرَ .

﴿ترجمہ﴾

(یاد کیجئے) جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو (مراد قیامت کا دن ہے) پھر فرمائے گا (پیغمبروں سے، انکی قوم کو زجر کرنے کے لیے) کیا (ماذا بمعنی الذی ہے) تمہیں جواب ملا (جب تم نے توحید کی دعوت دی) عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں (اس بات کا) بے شک تو ہی سب غیبوں کا جاننے والا ہے (جو کچھ بندوں سے پوشیدہ ہیں اور پیغمبروں کو یہ ذھول علم قیامت کی ہولناکی اور گھبراہٹ کے باعث ہوگا پھر سکون واطمنان ہونے پر اپنی امتوں پر گواہی دیں گے،......۱...... یاد کیجئے) جب اللہ تعالی فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسی یاد کر انعام اپنے اوپر اور اپنی ماں پر......۲......(یوں کہ اس انعام کا شکر کر) جب میں نے تیری مدد کی (یعنی تجھے تقویت دی) پاک روح (یعنی جبرئیل علیہ السلام) سے تو لوگوں سے باتیں کرتا (جملہ تکلم الناس ، ایدتک کی ضمیر کاف سے حال ہے) پالنے میں (یعنی صغر سنی میں) اور پکی عمر ہو کر (یہ آیت اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نزول قیامت سے قبل تشریف لائیں گے کیونکہ آپ قبل کہولت کے اٹھا لئے گئے تھے جیسا کہ آل عمران میں گزر چکا) اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جب تو بناتا مٹی سے ہیئت (یعنی صورت) پرندی (کاف اسمیہ بمعنی مثل ہے، یہ مفعول بہ ہے تخلق فعل کے لئے) میرے حکم سے پھر اس میں پھونک مارتا تو میرے اذن (یعنی ارادے) سے اڑنے لگتی اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا (یعنی انکی قبروں سے زندہ نکالتا) اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا (جب انہوں نے تیرے قتل کا ارادہ کیا) جب تو انکے پاس روشن نشانیاں (یعنی معجزات) لایا تو انکے کافر بولے نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) یہ (جو آپ لائے ہیں) نہیں مگر کھلا جادو (اور ایک قرأت میں ساحر ہے مطلب یہ ہوگا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نہیں مگر جادوگر) اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا (انہیں آپکی زبانی حکم دیا) یہ کہ (ان بمعنی ان ہے) مجھ پر اور میرے رسول (عیسی علیہ السلام) پر ایمان لاؤ بولے ہم ایمان لائے (دونوں پر) اور گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں (اور یاد کیجئے) جب حواریوں نے کہا اے عیسی بن مریم کیا آپ کا رب طاقت رکھتا ہے (یعنی وہ ایسا کرے گا ایک قرأت میں تستطیع تائے فوقانیہ کے ساتھ ہے اور مابعد منصوب ہے یعنی آپ علیہ السلام اس کی طاقت رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی سے سوال کریں) کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار دے......۳...... کہا (ان سے

حضرت عیسی علیہ السلام نے) اللہ سے ڈرو (مطالبہ آیات کے سلسلے میں) اگر ایمان رکھتے ہو بولے ہم چاہتے ہیں (یہ سوال کرنا اسلئے ہے کہ) اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھریں (یعنی سکون پائیں اور یقین زیادہ ہوجائے) اور ہم جان لیں (ہمارا علم زیادہ ہوجائے) یہ کہ (ان مخففۃ ہے اصل میں انک تھا) آپ نے ہم سے سچ فرمایا (دعوی نبوت کرکے) اور ہم اس پر گواہ ہوجائیں عیسی بن مریم نے عرض کی کہ اے اللہ اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے (یعنی اسکے نزول کا دن ہمارے لیے) عید کا دن ہو......یہ......(جسکی تعظیم کریں اور جسے ہم معظم جانیں) ہمارے اگلے (لاولنا اعادۂ جار کے ساتھ لنا کا بدل ہے) اور پچھلے کیلئے (جو ہمارے بعد آئیں گے) اور تیری طرف سے نشانی (تیری قدرت اور میری نبوت پر) اور ہمیں روزی دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے اللہ نے فرمایا (انکی دعا قبول کرتے ہوئے) کہ میں اسے اتارتا ہوں (منزلھا تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ ہے) تم پر پھر اب جو کفر کرے گا (یعنی مائدۃ کے اترنے کے بعد) تم میں تو بے شک میں اسے وہ عذاب دونگا کہ سارے جہاں میں کسی پر نہ کروں گا......۵......(چنانچہ آسمان سے فرشتے مائدۃ لے کر نازل ہوئے اس میں سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں انہوں نے اس سے کھایا حتی کہ خوب پیٹ بھرلیا، ابن عباس نے یونہی فرمایا اور حدیث پاک میں ہے کہ مائدۃ آسمان سے اترا اس میں روٹی اور گوشت تھا اور ساتھ ہی یہ حکم ہوا کہ خیانت نہ کرنا اور آئندہ کل کے لیے ذخیرہ نہ کرنا لیکن انہوں نے خیانت کی، ذخیرہ کیا تو نعمت خوان اٹھالی گئی اور انہیں بندر اور خنزیر کی صورت میں مسخ کردیا گیا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم﴾

یوم: مضاف......یجمع اللہ الرسل: فعل وفاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... ف: عاطفہ......یقول: قول......ما: اسم استفہام مبتدا......ذا: موصولہ......اجبتم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف مستقر "اذکر" فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب﴾.

قالوا: قول......لا: نفی جنس......علم: اسم......لنا: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ......

انک: حرف مشبہ واسم......انت علام الغیوب: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اذ قال اللہ یعیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدیک اذایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد وکھلا﴾.

اذ: مضاف......قال اللہ: قول......یعیسی ابن مریم: نداء......اذکر: فعل امر بافاعل......نعمۃ: مصدر مضاف، ی

ضمیر متکلم مضاف الیہ......علیک :خبر مجرور معطوف علیہ.....وعلی والدتک :جار مجرور معطوف،ملکر ظرف لغو ملکر شبہ جملہ ہوکر مبدل منہ......اذ: مضاف......ایدت: فعل با فاعل......ک: ضمیر ذوالحال......تکلم: فعل وانت ضمیر ذوالحال......فی المھد: ظرف مستقر معطوف......وکھلا: معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل......الناس :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مفعول...... بروح القدس :ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالندا، اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف مستقر ''اذکر'' فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ علمتک الکتب والحکمة والتورة والانجیل﴾.

و:عاطفہ......اذ :مضاف......علمتک :فعل با فاعل ومفعول......الکتاب: معطوف علیہ......والحکمة والتورة والانجیل :معطوفات ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ ملکر مرکب اضافی ہوکر ماقبل ''اذ ایدتک بروح القدس'' پر معطوف ہے۔

﴿واذ تخلق من الطین کھیئة الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی وتبری الاکمه والابرص باذنی﴾.

و:عاطفہ......اذ: مضاف......تخلق :فعل با فاعل......من الطین :ظرف لغو......ک: بمعنی مثل مضاف......ھیئة الطیر :مرکب اضافی ہوکر مضاف الیہ، ملکر ذوالحال......باذنی: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... ف: عاطفہ......تنفخ فیھا :جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ف: عاطفہ......تکون :فعل ناقص با اسم......طیرا: ذوالحال......باذنی: ظرف مستقر حال، ملکر خبر ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر معطوف اول......و: عاطفہ......تبری :فعل با فاعل......الاکمه والابرص : معطوف علیہ ومعطوف، ملکر ذوالحال......باذنی :ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی اپنے معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ ملکر معطوف ثانی ماقبل ''اذایدتک'' پر ہے۔

﴿واذ تخرج الموتی باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینت فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین﴾.

و:عاطفہ......اذ :مضاف......تخرج الموتی باذنی :جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر معطوف ثالث ماقبل ''اذ ایدتک'' پر...... و:عاطفہ......اذ :مضاف......کففت بنی اسرائیل عنک: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو......اذ: مضاف......جئتھم بالبینت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ف: عاطفہ......قال الذین کفروا: قول......ان: نافیہ......ھذا: مبتدا......الا: اداۃ حصر...... سحر مبین :خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف۔ کففت فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر معطوف رابع ماقبل ''اذایدتک'' پر۔

﴿واذ اوحیت الی الحوارین ان امنوا بی وبرسولی﴾.

و: عاطفہ.....اذ: مضاف......او حیت الی حوارین: فعل بافاعل وظرف لغو......ان: مفسرہ......امنوا بی وبرسولی جملہ فعلیہ ان مفسرہ سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ ملکر معطوف خامس ما قبل'' اذ ایدتک ''پر۔

﴿قالوا امنا واشھد باننا مسلمون﴾

قالوا: قول......امنا: فعل بافاعل، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......اشھد: فعل بافاعل......باننا مسلمون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿اذ قال الحواریون یعیسی ابن مریم ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء﴾

اذ: مضاف......قال الحواریون: قول......یعیسی ابن مریم: نداء......ھل: حرف استفہام...... یستطیع ربک: فعل وفاعل...... ان: مصدریہ......ینزل علینا مائدۃ من السماء: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول وظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر، مفعول ملکر جملہ فعلیہ، ہوکر مقصود بالنداء اپنی ندا سے ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف ''اذکر'' کیلئے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال اتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین﴾

قال: قول......اتقوا اللہ: جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ......ان: شرطیہ......کنتم مومنین: جملہ جزا محذوف ''فتجتنبوا ھذہ السوالات المتعنتۃ'' کیلئے شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا نرید ان ناکل منھا وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونکون علیھا من الشھدین﴾

قالوا: قول......نرید: فعل بافاعل......ان: مصدریہ...... ناکل منھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وتطمئن قلوبنا: جملہ فعلیہ معطوف اول......ونعلم ان قد صدقتنا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی...... ونکون: فعل ناقص بااسم......علیھا: ظرف لغو مقدم......الشاھدین: اسم فاعل بافاعل، اپنے ظرف لغو مقدم سے ملکر مجرور......من: جار، اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثالث، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال عیسی ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا واخرنا وایۃ منک﴾

قال عیسی ابن مریم: قول......اللھم: نداء......ربنا: نداء ثانی......انزل علینا: فعل امر بافاعل وظرف لغو...... مائدۃ: موصوف......من السماء: ظرف مستقر صفت اول...... تکون: فعل ناقص بااسم......لنا: جار مجرور ظرف مستقر، مبدل منہ......لام: جار......اولنا واخرنا: معطوف علیہ ومعطوف ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر بدل، ملکر حال مقدم......عیدا: معطوف علیہ......و: عاطفہ......ایۃ: موصوف......منک: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر ذوالحال اپنے حال مقدم سے ملکر خبر، فعل ناقص اسم وخبر سے

ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثانی اپنے موصوف سے ملکر مفعول......انزل:فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء......اپنی دونوں نداء سے ملکر مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وارزقنا وانت خیر الرازقین﴾.

و:عاطفہ......ارزق:فعل امر وانت ضمیر ذوالحال......وانت خیر الرازقین:جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل......نا:ضمیر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''انزل'' پر معطوف ہے۔

﴿قال اللہ انی منزلھا علیکم﴾.

قال اللہ:قول،انی:حرف مشبہ واسم،منزلھا علیکم:شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العلمین﴾.

ف:مستانفہ......من:شرطیہ مبتدا......یکفر:فعل ھو ضمیر ذوالحال......منکم:ظرف مستقر حال،ملکر فاعل......بعد: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف:جزائیہ......انی:حرف مشبہ واسم......اعذبہ:فعل بافاعل ومفعول......عذابا:موصوف...... لااعذبہ:فعل نفی بافاعل ومفعول......احدا:موصوف......من العلمین:ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ،ملکر مفعول مطلق،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا جمع کیاجانا:

۱......آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو جمع فرمانے کا بیان فرمایا ہے تفسیر خازن میں ہے یہاں تقدیر کلام اس طرح ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یاد کیجئے کہ قیامت کے دن اللہ عزوجل رسولوں کو جمع فرمائے گا اور اللہ عزوجل ان سے دریافت فرمائے گا کہ تمہیں تمہاری امتوں نے کیا جواب دیا؟ کیا تمہاری امتوں نے تمہاری دعوت کورد کردیا جوتم نے انہیں دنیا میں میری توحید اور طاعت سے متعلق دی تھی؟ اور اس سوال کا مقصد ان امتوں پر زجروتوبیخ کرنا ہے جنہوں نے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کو جھٹلا دیا تھا۔

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا یہ جواب دینا کہ لا علم لنا یعنی ہمیں کچھ علم نہیں اس جملے کا کیا مطلب ہے؟ اس بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا یہ عرض کرنا کہ ہم کچھ نہیں جانتے جوتو انکے بارے میں جانتا ہے کہ وہ کیوں ایمان نہ لائے؟ اسلئے کہ تو جانتا ہے جووہ ظاہر کرتے ہیں اور جو چھپاتے ہیں اور ہم نہیں جانتے مگر اتنا جووہ ظاہر کریں لہذا انکے نہ ماننے کے بارے میں تیرا علم ہمارے مقابلے میں زیادہ انفذ اور ابلغ ہے۔ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ اس جملے لا علم لنا کا معنی یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے مگر جو تو نے ہمیں سکھایا اور تیرا علم ہمارے علم سے زیادہ ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہم تیرے اس سوال کرنے کی حکمت

کونہیں جانتے تو ہم سے زیادہ جانتا ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہم اس بات کی حقیقت کونہیں جانتے اسلئے کہ ہم تو اپنی حیات ظاہری میں انکے افعال واقوال کو جانتے تھے اب وفات ظاہری کے بعد انکے بارے میں ہم نہیں جانتے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ انہوں نے ہمارے بعد دین میں کیا اختراع کیا؟ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ خبر عطا فرمائی **و کنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلماتوفیتنی کنت انت الرقیب علیھم** حضرت ابن عباس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ **عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِی الْحَوْضَ حَتّٰی عَرَفْتُھُمْ اخْتُلِجُوا دُوْنِی فَاَقُوْلُ اَصْحَابِی فَیَقُوْلُ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ**"، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میرے حوض کوثر کے پاس سے کچھ لوگ گزریں گے یہاں تک میں انکو پہچان لوں گا کہ وہ مجھ سے دور کھینچے جا رہے ہیں میں کہوں گا کہ یہ تو میرے صحابہ ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا"۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق ،باب فی الحوض رقم ۶۵۸۲،ص ۱۱۳۹).

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ قیامت کے روز سخت ہولناکی ،دل ہلا دینے والے زلزلے ہونگے ، انبیائے کرام علیہم السلام ان ہولناکیوں کی وجہ سے (بتقاضائے بشریت) خوف زدہ ہونگے اور انکے اذہان سے بات نکل جائے گی پھر جب افاقہ ملے گا تو وہ اپنی قوم کو تبلیغ کیے جانے پر گواہی دیں گے۔بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس توجیہ میں ضعف ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں فرمایا ﴿لا یحزنھم الفزع الاکبر﴾ امام فخر الدین رازی ایک اور توجیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام جانتے ہیں کہ اللہ عزوجل علیم ،حلیم اور عادل ہے،اور وہ جانتے ہیں کہ انکی بات نہ تو خیر کا فائدہ دیتی ہے اور نہ ہی شر کو دور کرتی ہے اور ادب کا تقاضا یہی ہے کہ سکوت اختیار کیا جائے اور معاملے کو اللہ عزوجل کے سپرد کر دیا جائے اسی لئے انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔

(الخازن، ج ۲،ص ۸۹،۹۰)

حضرت عیسی علیہ السلام اورانکی والدہ پر نعمتیں :

۲......اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ پر یہ انعام فرمایا کہ صغرسنی میں انہیں اچھی طرح سے پروان چڑھایا، انہیں خوب پاک رکھا اور انہیں عالمین کی عورتوں میں سے چن لیا۔

(الجمل، ج ۲،ص ۲۹۸)

اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کی گئی نعمتوں میں سے سات یہاں شمار فرمائیں جن کا ذکر مذکورہ رکوع میں ملتا ہے اذایــدتک یعنی جب تیری فرشتے کے ذریعے مدد کی، **واذا علمتک** یعنی جب تجھے کتاب سکھائی، **واذ تخلق** جب تو (پرندے کی) صورت بناتا تھا، **واذ تبری** اور جب تو ٹھیک کرتا تھا، **واذ تخرج الموتی** اور جب تو مردوں کو زندہ نکالتا (میرے حکم سے)، **واذ کففت** اور جب میں نے روکا (بنی اسرائیل کو تجھ سے)، **واذ اوحیت** اور جب میں نے دل میں بات ڈالی۔

(الجمل، ج ۲،ص ۲۹۸)

آسمانی نعمت:

سے......اللہ عزوجل نے حضرت عیسی علیہ السلام کی دعا کی برکت سے قوم کی فرمائش پر انکے لئے آسمان سے پانچ اور دوسری روایت کے مطابق ایک روٹی اتاری۔ یہ روٹی جَو سے تیار کردہ تھی اور ابو سعود کی روایت کے مطابق دستر خوان میں ایک بڑی مچھلی تھی جس کی کمر پر نہ تو چھلکا تھا اور نہ ہی اس میں کوئی کانٹا تھا، اسکے سر کے پاس نمک تھا اور دم پر سرکہ، اسکے اطراف میں طرح طرح کی سبزیاں تھیں سوائے کراث نامی سبزی کے۔ پانچ روٹیوں میں سے ایک روٹی پر زیتون، دوسری پر شہد، تیسری پر گھی، چوتھی پر پنیر، پانچویں پر خشک گوشت کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔ حواریوں کے سردار شمعون نے کہا: ''یـا روح اللـه'' یہ دنیاوی کھانے میں سے ہے یا اُخروی؟ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا دونوں میں سے نہیں ہے، بلکہ ایسی چیز ہے کہ جسے اللہ عزوجل نے اپنی قدرت سے پیدا فرمایا ہے اور کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ فرشتے اس دستر خوان کو لئے آسمان وزمین میں تیر رہے تھے اور اس دستر خوان پر سوائے گوشت کے ہر قسم کا کھانا تھا۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس دستر خوان پر جنتی پھل تھے اور عطیہ عوفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ آسمان سے ایک مچھلی اتری جس میں ہر چیز کا ذائقہ تھا۔ (الجمل، ج۲، ص۳۰۴)

☆......☆ **تـوبیـخـا لقولهم:** یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے قیامت کے دن اللہ عزوجل رسولوں سے کیوں پوچھے گا حالانکہ اللہ حقیقت حال سے باخوبی واقف ہے؟ اللہ عزوجل کا پوچھنا اس وجہ سے ہوگا کہ امتوں کو ان کے کفر اور نافرمانیوں پر سرزنش ہوجائے، یہ مراد نہیں کہ اللہ عزوجل ایسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے جس کا اُسے پہلے علم نہ تھا پوچھنے سے علم ہوگا، اللہ عزوجل اس (جہل) سے پاک ہے

ای الذی: اس میں اشارہ ہے کہ ماذا میں ''ما'' استفہامیہ مبتداء ہے، اور ''ذا'' اسم موصول خبر ہے، اور ''اجبتم'' اس کا موصول ہے اور ضمیر عائد جو کے موصول کی جانب لوٹتی ہے محذوف ہے۔

وذهب عنهم علمه...... الخ: یہ عبارت اس سوال مقدر کا جواب ہے کہ حضرات انبیائے کرام قیامت کے دن یوں کیوں کہیں گے کہ انہیں کچھ علم نہیں حالانکہ انہیں اس بات کا علم ہوگا اس جواب سے خلاف واقع امر کی خبر دینا لازم آتا ہے جو کہ حضرات انبیاء کی شان کے خلاف ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یوں دوں گا کہ اس وقت اللہ عزوجل اپنے جلال عظیم کا مظاہرہ ہر ایک پر فرما رہا ہوگا جس کی وجہ سے حضرات انبیائے کرام عصمت ومغفرت کو بھول جائیں گے، یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے آیت کی دوسری توجیہ ماقبل گزری اس توجیہ کے مطابق یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

ای تـقـدر ان تساله: اللہ کا فرمان ﴿هـل تستطیع ربک﴾ میں خطاب حضرت عیسی علیہ السلام سے ہے جب کہ ''ربک'' منصوب ہے اور اس صورت میں مضاف محذوف ہے، تقدیر عبارت یوں ہوگی ''هل تستطیع سوال ربک'' اور یہ بات حواریوں نے خوف کی وجہ سے کہی جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ کی جناب میں رویت کا سوال کیا جس کا حصول نہ ہوسکا، اور اسی طرح ان کی قوم نے رویت باری عزوجل کا سوال کیا تو انہیں کڑک نے آلیا، اور یہ قرائت کسائی کی ہے، اور یہی حضرت بی بی عائشہ صدیقہ کی قرأت ہے اور یہ

بات جلیل القدر حواریوں نے کہی تا کہ دیگر لوگوں سے اللہ ﷻ کی قدرت کے بارے میں شکوک وشبہات رفع ہو جائیں۔
بـزيادة اليقين: حواریوں نے دستر خوان کا سوال محض دلی اطمنان کے لیے کیا تھا، تا کہ علم الیقین عین الیقین میں بدل جائے یعنی اللہ کی قدرت کا علم آنکھوں دیکھے حال میں تبدیل ہو جائے جو کہ ایمان کے قوی ہونے کو مستلزم ہے۔ **اى يـوم نـزولهـا**: دستر خوان کے نازل ہونے کا دن اتوار کا تھا جسے نصاری نے عید کا دن بنالیا۔ **فـنـزلـت الـمـلائـكـة**: حضرت عیسی علیہ السلام نے دو بادلوں کے مابین ایک سرخ رنگ کا رومال ملاحظہ فرمایا، ایک بادل اوپر اور ایک بادل نیچے تھا، لوگ اسے دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ وہ ان کے ہاتھوں کے مابین آ گیا، حضرت عیسی رونے لگے اور فرمایا: ''اے اللہ! تو مجھے اپنے شاکرین بندوں میں کر دے، پھر کھڑے ہوئے اور وضو کیا اور نماز ادا کی اور رونے لگے، پھر رومال ظاہر ہوا، اللہ ﷻ نے فرمایا: اللہ کے نام کی برکت سے بہتر رزق حاصل ہوتا ہے کھاؤ وہ رزق جس کا تم نے سوال کیا، حواری بولے: اے روح اللہ! سب سے پہلے آپ علیہ السلام اس سے کھائیں، حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ کی پناہ کہ میں اس سے کھاؤں جس نے سوال کیا تھا وہ اس سے کھائے، لوگ دستر خوان پر موجود طعام کھانے سے خوف زدہ ہونے لگے، پس حضرت عیسی علیہ السلام نے فاقہ کشوں، مریضوں، برص والوں، جذامیوں اور جہاد سے بیٹھ رہنے والوں کے لیے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''کھاؤ اللہ کے رزق میں سے، یہ تمہارے لیے برکت ہے اور غیروں کے لیے بلاء ہے، لوگوں نے اس سے کھایا اور کھانے والے لوگوں کی تعداد بشمول مرد وعورت تیرہ سو تھی، ایک روایت کے مطابق وہ سات ہزار تین سو افراد تھے، جب لوگ کھا چکے تو دستر خوان اڑنے لگا جسے وہ دیکھتے رہے حتی کہ وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا، اس دستر خوان سے مریض یا کسی آزمائش میں مبتلا شخص نے کھایا تو عافیت میں رہا، فقیر نے کھایا تو غنی ہو گیا، اور جس نے نہ کھایا وہ نادم ہوا، لگا تار چالیس دن صبح کے وقت نازل ہوتا رہا یا ایک قول کے مطابق ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن نازل ہوتا رہا۔ **عليهاسبعة ارغفة الخ**: ماقبل حاشیہ نمبر ۳ میں ملاحظہ فرمالیں۔ **فخانوا وادخروا الخ**: قوم عیسی کے مسخ ہونے کا سبب خیانت اور مائدہ کھانے کو جمع کرنا تھا، یعنی انہوں نے نعمت کے ملنے کے باوجود خیانت وذخیرہ اندوزی کی اور کفر پر قائم رہے، ایک روایت میں ہے کہ ان کے مسخ کیے جانے کا سبب یہ تھا کہ چالیس روز مسلسل نزول مائدہ کے بعد اللہ ﷻ نے حضرت عیسی علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میرا یہ مائدہ فقراء کے لیے ہے نہ کہ اغنیاء کے لیے، یہ حکم اغنیاء پر ناگوار گزرا اور فقراء نے حد سے تجاوز کیا۔ **فـمسخـوا**: اللہ ﷻ نے قوم عیسی میں سے تین سو تیس ۳۳۰ آدمی جنہوں رات اپنی بیویوں کے ساتھ گزاری اور صبح کے وقت خنزیر بن گئے، جب حضرت عیسی علیہ السلام نے خنزیر دیکھے تو رو دیئے، جب حضرت عیسی علیہ السلام نے ان کے نام پکارے تو انہوں نے اشارے سے سر ہلا دیئے لیکن کلام کرنے پر قادر نہ تھے۔ تین، چار یا سات دن زندہ رہنے کے بعد ھلاک ہو گئے۔ (الصاوی، ج۲، ص ١٥٤)۔

رکوع نمبر: ۶

﴿وَ﴾اُذْکُرْ﴿اِذْ قَالَ﴾اَیْ یَقُوْلُ﴿اللّٰہُ﴾لِعِیْسٰی فِی الْقِیَامَۃِ تَوْبِیْخًا لِقَوْمِہٖ﴿یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالَ﴾عِیْسٰی وَقَدْ اَرْعَدَ﴿سُبْحٰنَکَ﴾تَنْزِیْھًا لَکَ مِمَّا لَا یَلِیْقُ بِکَ مِنَ الشَّرِیْکِ وَغَیْرِہٖ﴿مَا یَکُوْنُ﴾مَایَنْبَغِیْ﴿لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ﴾خَبَرُ(لَیْسَ)وَ لِیْ لِلتَّبْیِیْنِ﴿اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ تَعْلَمُ مَا﴾اُخْفِیْہِ﴿فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ﴾اَیْ مَا تُخْفِیْہِ مِنْ مَعْلُوْمَاتِکَ﴿اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ (۱۱۶)﴾﴿مَا قُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِہٖٓ﴾وَھُوَ﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا﴾رَقِیْبًا اَمْنَعُھُمْ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ﴿مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ﴾قَبَضْتَنِیْ بِالرَّفْعِ اِلَی السَّمَاءِ﴿کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ﴾اَلْحَفِیْظَ لِاَعْمَالِھِمْ﴿وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ﴾مِنْ قَوْلِیْ لَھُمْ وَقَوْلِھِمْ بَعْدِیْ وَغَیْرِ ذٰلِکَ﴿شَھِیْدٌ (۱۱۷)﴾مُطَّلِعٌ عَالِمٌ بِہٖ﴿اِنْ تُعَذِّبْھُمْ﴾اَیْ مَنْ اَقَامَ عَلَی الْکُفْرِ مِنْھُمْ﴿فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ﴾وَاَنْتَ مَالِکُھُمْ تَتَصَرَّفُ فِیْھِمْ کَیْفَ شِئْتَ لَا اِعْتِرَاضَ عَلَیْکَ﴿وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ﴾اَیْ لِمَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ﴿فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ﴾اَلْغَالِبُ عَلٰی اَمْرِہٖ﴿الْحَکِیْمُ (۱۱۸)﴾فِیْ صُنْعِہٖ﴿قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا﴾اَیْ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ﴿یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ﴾فِی الدُّنْیَا کَعِیْسٰی﴿صِدْقُھُمْ﴾لِاَنَّہٗ یَوْمُ الْجَزَاءِ﴿لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ﴾بِطَاعَتِہٖ﴿وَرَضُوْا عَنْہُ﴾بِثَوَابِہٖ﴿ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (۱۱۹)﴾وَلَا یَنْفَعُ الْکَاذِبِیْنَ فِی الدُّنْیَا صِدْقُھُمْ فِیْہِ کَالْکُفَّارِ لِمَا یُؤْمِنُوْنَ عِنْدَ رُؤْیَۃِ الْعَذَابِ﴿لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾خَزَائِنُ الْمَطَرِ وَالنَّبَاتِ وَالرِّزْقِ وَغَیْرِھَا﴿وَمَا فِیْھِنَّ﴾اَتٰی بِمَا تَغْلِیْبًا لِغَیْرِ الْعَاقِلِ﴿وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱۲۰)﴾وَمِنْہُ اِثَابَۃُ الصَّادِقِ وَتَعْذِیْبُ الْکَاذِبِ وَخَصَّ الْعَقْلُ ذَاتَہٗ تَعَالٰی فَلَیْسَ عَلَیْھَا بِقَادِرٍ.

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کیجئے) جب فرمائے گا (قال بمعنی یقول ہے) اللہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے، قیامت کے دن ان کی قوم کی سرزنش کرنے کے لیے) اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنالو اللہ کے سوا عرض کرے گا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام لرزتے ہوئے) پاکی ہے تجھے (تو منزہ ہے ہر اس چیز سے جو تیری شان کے لائق نہیں جیسے شریک وغیرہ سے) نہیں ہے (مناسب نہیں ہے) مجھے کہ وہ بات کہوں جو مجھے نہیں پہنچتی (حق، لیس کی خبر ہے اور لی بیان کے لیے ہے) اگر میں نے

ایسا کیا ہوتو ضرور تجھے معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے (یعنی جو میرے نفس نے چھپایا ہے) اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے (یعنی تیری پوشیدہ معلومات سے میں واقف نہیں) بے شک تو ہی سب غیبوں کا جاننے والا ہے میں نے تو ان سے نہ کہا مگر وہی جو تو نے مجھے حکم دیا تھا (اور وہ یہ ہے کہ) اللہ کو پوجو جو میرا بھی رب اور تمہارا بھی رب ہے اور میں ان پر مطلع تھا (شھید ا بمعنی رقیبا ہے انہیں انکے کہے پر روکتا رہا) جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے وفات دی (آسمان کی طرف اٹھالیا توفی فعل بمعنی آسمان کی طرف اٹھانا ہے) تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا (تو محافظ تھا ان کے اعمال کا) اور ہر چیز (میرا قول جو ان سے تھا اور انکا وہ قول میرے بعد تھا وغیرہ) تیرے سامنے حاضر ہے (تو واقف و باخبر ہے ان پر) اگر تو انہیں عذاب کرے (یعنی انہیں جو ان میں سے کفر پر برقرار رہیں) تو وہ تیرے بندے ہیں (اور تو انکا مالک ہے تو جس طرح چاہے ان پر تصرف کرے تجھ پر کوئی اعتراض نہیں) اور اگر تو انہیں بخش دے (یعنی انہیں جو ان میں سے ایمان لائیں) تو تُو غالب (اپنے امر پر) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ (یعنی یوم قیامت) وہ دن ہے جس میں کام آئے گا انہیں جو سچے تھے (دنیا میں جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام) انکا سچ (کہ یہ یوم جزاء ہے) انکے لیے باغ ہیں جنکے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی (انکی طاعت پر) اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی (اسکے ثواب پر) یہ ہے بڑی کامیابی (دنیا میں جھوٹ بولنے والوں کو قیامت کے دن میں سچ بولنا کام نہ دے گا جیسے کافر کہ وہ عذاب کو دیکھ کر ایمان لے آئیں گے) اور اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی (یعنی بارش نباتات اور رزق وغیرہ کے خزانوں کی) اور جو کچھ اس میں ہے سب کی سلطنت ہے (لفظ ما غیر عاقل مخلوق کو غلبہ دینے کے لئے ذکر فرمایا) اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (اسی میں سچے کو ثواب اور جھوٹے کو سزا دینا بھی شامل ہے اور عقل کی رو سے اللہ کی ذات شے کے عموم سے مستثنیٰ ہے اسے اپنی ذات پر قدرت نہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قال یعیسی ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی و امی الھین من دون اللہ﴾.

و: عاطفہ...... اذ: مضاف...... قال اللہ: قول...... یعیسی ابن مریم: نداء...... ھمزہ: حرف استفہام...... انت: مبتدا...... قلت للناس: قول...... اتخذونی: فعل با فاعل و مفعول اول...... و امی: مفعول معہ...... الھین: موصوف...... من دون اللہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ ملکر ظرف مستقر "اذکر" فعل محذوف کیلئے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اذقال الحواریون" پر معطوف ہے۔

﴿قال سبحنک مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق﴾.

قال: قول...... سبحنک: مفعول مطلق فعل محذوف "اسبح" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ

...... ما: نافیہ......یکون:فعل ناقص...... لی : ظرف مستقر خبر مقدم......ان : مصدریہ...... اقول:فعل بافاعل...... ما: موصولہ ......لیس : فعل ناقص بااسم...... لی : ظرف مستقر حال مقدم......ب: زائد...... حق : ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان کنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک﴾.

ان: شرطیہ...... کنت :فعل ناقص واسم...... قلته : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ...... ف:جزائیہ...... قد علمته : جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ...... تعلم :فعل بافاعل......مافی نفسی : موصول صلہ ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ...... و: عاطفہ...... لااعلم:فعل نفی بافاعل...... مافی نفسک:موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تعلم" پر معطوف ہے۔

﴿انک انت علام الغیوب ما قلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبدوا الله ربی وربکم﴾ .

انک: حرف مشبہ واسم، انت علام الغیوب : جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ ، ما:نافیہ، قلت لهم :فعل بافاعل وظرف لغو،الا : اداۃ حصر، مـاامـرتنی به: موصول صلہ،ملکر مبدل منہ،ان :مصدریہ، اعبدوا: فعل بافاعل، الله : موصوف، ربی وربکم : معطوف علیہ ومعطوف،ملکر صفت ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل،ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم﴾.

و: عاطفہ...... کنت :فعل ناقص بااسم...... علیهم :ظرف لغو مقدم...... شهیدا:اسم فاعل بافاعل...... مادمت فیهم : جملہ فعلیہ ظرف،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت علی کل شیء شهید﴾.

ف: مستانفہ...... لما :شرطیہ ظرفیہ ظرف مقدم...... توفیتنی :فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ...... کنت : فعل ناقص بااسم...... انت :ضمیر فصل...... الـرقیـب علیهـم : شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ ...... و: مستانفہ...... انت :مبتدا......علی کل شیء :ظرف لغو مقدم...... شهید: اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفرلهم فانک انت العزیز الحکیم﴾.

ان :شرطیہ...... تعذبهم : جملہ فعلیہ شرط ...... ف: جزائیہ...... انهم عبادک: جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ ...... و:عاطفہ...... ان :شرطیہ..... تـغـفـرلهم: جملہ فعلیہ شرط ...... ف: جزائیہ......انک:حرف مشبہ واسم...... انـت الـعزیز الحکیم : جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال الله هذا یوم ینفع الصدقین صدقهم﴾.

قال الله : قول...... هذا : مبتدا...... یوم : مضاف...... ینفع الصدقین صدقهم : فعل ومفعول وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرمضاف الیہ ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿لهم جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها ابدا ﴾۔

لام: جار......هم: ذوالحال......خلدین: اسم فاعل بافاعل...... فیها : ظرف لغو، ابدا: ظرف، یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر مجرور ملکر ظرف مستقر خبر مقدم......جنت : موصوف......تجری من تحتها الانهر: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿رضی الله عنهم ورضوا عنه ذلک الفوز العظیم ﴾۔

رضی الله عنهم : فعل وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ...... ورضوا عنه : جملہ فعلیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ معترضہ ...... ذلک :مبتدا...... الفوز العظیم : مرکب توصیفی خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لله ملک السموت والارض ومافیهن وهو علی کل شیء قدیر ﴾۔

لله : ظرف مستقر خبر مقدم...... ملک السموت والارض: معطوف علیہ ...... ومافیهن :معطوف،ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ...... و :مستانفہ ...... هو :مبتدا...... علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سوال کرنے کی حکمت:

۱...... یہاں سے سوال کرنے کی ایک حکمت معلوم ہوئی اور وہ یہ کہ سوال ہمیشہ اس لئے نہیں ہوتا کہ سائل کو مسئول عنہ کے علم کی خبر نہیں اور وہ اپنے سوال سے اس غیر معلوم چیز کے بارے میں جاننا چاہتا ہے؟ بلکہ سوال کرنے کے کچھ اور فوائد بھی ہوتے ہیں جیسا کہ یہاں سوال سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی زبان مبارک سے بھی لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خدا یا خدا کے شریک یا اسکے فرزند نہیں۔

لفظ﴿ توفیتنی ﴾ کی توجیہ :

۲...... یہاں بعض لوگوں نے لفظ توفیتنی کے لفظ سے حضرت عیسی علیہ السلام کی موت کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ غلط ہے کیونکہ توفی کا حقیقی معنی مارنا نہیں بلکہ کسی چیز کو پورا اٹھا لینے کے ہے التوفی اخذ الشیٔ وافیا یعنی کسی چیز کو مکمل طور پر اپنے قبضے میں لے لینا۔

(البیضاوی، ج ۱،ص ۴۷۵)

﴿العزیز الحکیم﴾ اور ﴿الغفور الرحیم﴾ کا فرق :

۳...... امام رازی کے والد ضیاء الدین عمر رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ اس آیت کے آخر میں

العزیز الحکیم، الغفور الرحیم سے اولیٰ ہے۔ کیونکہ الغفور الرحیم ایسی صفت ہے جو ہر محتاج کے لئے مغفرت کو واجب کرتی ہے اور العزیز الرحیم ایسی صفت ہے جو ہر ایک کے لئے مغفرت کو واجب نہیں کرتی، کیونکہ عزیز ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ غالب ہے جو چاہے کرے، کوئی اس کو روکنے والا نہیں ہے اور جب وہ عزیز ہو اور ہر اعتبار سے غالب ہو، پھر اس کا بخش دینا ہر اعتبار سے بہت بڑا کرم ہے اور بعض علماء نے یہ کہا کہ اگر وہ الغفور الرحیم کہتے تو یہ متبادر ہوتا کہ وہ شفاعت کر رہے ہیں، اور جب انہوں نے العزیز الحکیم کہا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے یہ معاملہ بالکلیہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے۔ (تبیان القرآن، ج۳، ص۳۷۹)

﴿وما فیھن﴾ میں لفظ ما کا استعمال کیوں ھوا؟

☆.....آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی ہے ان کی سلطنت اللہ ہی کی ملکیت میں ہے، اس آیت میں لفظ مـــا استعمال فرمایا ہے جو کہ غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے من کا استعمال نہ فرمایا جو کہ ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ اس میں ہو سکتا ہے کہ یہ تنبیہ کرنا مقصود ہو کہ آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے خواہ وہ ذوی العقول اور ذوی المعلوم ہوں، یا غیر ذوی العقول اور غیر ذوی المعلوم سب اس کے قبضہ وقدرت میں مسخر ہیں اور سب اس کی قضاء وقدرت کے تابع ہیں۔ اور ذوی العقول اس کے سامنے غیر ذوی العقول اور جمادات کے درجہ میں ہیں، اس کی قدرت کے سامنے کسی کی قدرت نہیں اور اس کے علم کے سامنے کسی کا علم نہیں اسلئے اس آیت میں غیر ذوی العقول کو ذوی العقول پر غلبہ دے کر لفظ ما استعمال فرمایا۔ (تبیان القرآن، ج۳، ص۳۸۱)۔

☆.....☆ فی القیامۃ: اللہ عزوجل قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم کی توبیخ کے لیے فرمائے گا کہ اے مریم کے بیٹے! کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ عزوجل کے سوا، مفسرین اور جمہور کے نزدیک یہ سوال قیامت کے دن ہی ہوگا اور اس پر دلیل لفظِ اذ ہے جو کہ یہاں بمعنی اذا ہے، اور ماضی کے صیغے "قــال" سے اس کلام کو ذکر فرمایا اس لیے کہ اللہ عزوجل کا علم زمانہ ماضی، حال اور مستقبل سب کے لیے برابر ہے، اس لیے کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے اور اس لیے بھی کہ جب کلام کی دلالت ماضی سے ہو تو حصول تحقق کے لیے دلیل ہوتی ہے اور ایک قول یہ کیا گیا کہ مذکورہ سوال قیامت کے دن نہیں بلکہ آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ہوگا اور اس پر دلیل لفظ اذ ہے۔ وقد ارعد: اللہ عزوجل کا کلام پاک سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لرزہ طاری ہو جائے گا اور ان کے جسم پر موجود ہر بال کی جڑ سے خون کی بوندیں ٹپکتی ہونگی۔

توبیخا لقومہ: اس جملے سے اس جانب اشارہ ہے کہ جب یہ کہا گیا کہ اللہ عزوجل ہر چیز جانتا ہے تو پھر اس سوال کا کیا مقصد ہے؟ میں (علامہ صاوی) جواب دوں گا کہ اس سوال سے کافروں کی توبیخ مقصود تھی، اور یہی قول جمہور کے نظریے کی تائید کرتا ہے، اور دوسرے قول (کہ یہ سوال رفع الی السماء کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیا جا چکا) کے ضعف پر دلیل ہے۔

امنعھم مما یقولون :عیسائیوں نے یہ قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں نہیں نکالا تھا بلکہ آپ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے

جانے کے بعد ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کی اور آپ کی والدہ کی الوہیت کا قول کیا تھا پس مفسر کا مذکورہ عبارت نکالنا محلِ نظر ہے۔

قبضتنی بالرفع الی السماء :اس مقام کا خلاصہ یہ ہے کہ عیسائیوں کا یہ مشرکانہ عقیدہ اختیار کرنا آپ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ہوا اور آپ علیہ السلام کے نزول تک وہ اس عقیدے پر رہیں گے قبلِ رفع اور بعد نزول زمین پر کوئی نصرانی نہ رہے گا بلکہ اسلام یا تلوار دونوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا، پس یہ متعین ہوگیا کہ **توفیتنی** بمعنی **رفعتنی الی السماء** اور اس قول کی تائید کہ یہ سوال اللہ عزوجل حضرت عیسی علیہ السلام سے بروزِ قیامت فرمائے گا اس تقریر سے بھی ہوتی ہے۔ **تغلیبالغیر العاقل الخ**:اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ بندہ ہونے کے اعتبار سے سب برابر ہیں، ﴿ان کل من فی السموات والارض الا اتی الرحمن عبدا﴾ یعنی عاقل اور غیر عاقل بندگی اور غلام ہونے میں فرق نہیں ہے، عاقل ہو یا غیر عاقل کوئی بھی اپنی ذات کے نفع نقصان کا ذاتی مالک نہیں۔ (حاشیۃ الصاوی، ج۲، ص۱۵۸)۔

کالکفار: یعنی ابلیس، قیامت کے دن ابلیس بھی سچ بولے گا لیکن اُسے اُس کا سچ بولنا کچھ فائدہ نہ دے گا۔

وخص العقل الخ: یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے، جس کی تقریر یہ ہے ذاتِ باری تعالیٰ بھی شے کے عموم میں داخل ہے اس سے خود اس کا اپنی ذات پر قادر ہونا لازم آئے گا جو کہ درست نہیں مفسر نے اس کا جواب دیا کہ عقل نے شے کے عموم سے ذاتِ باری تعالیٰ کو خاص کر لیا ہے کہ قدرت کا تعلق فقط ممکنات سے ہوتا ہے واجبات اور محالات سے نہیں ہوتا۔ (الجمل، ج۲، ص ۳۰۹)۔

سورۃ الانعام مکیۃ و ایاتھا خمس و ستون و مائۃ

(سورہ انعام مکی ہے اس میں ایک سو پینسٹھ آیتیں ہیں)

اس میں بیس رکوع، تین ہزار ایک سو کلمہ اور بارہ ہزار نو سو پینتیس حروف ہیں

تعارف سورۃ الانعام

اس سورۂ مبارکہ کا نام **الانعام** ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں انعام (مویشیوں) کی حلت و حرمت کے متعلق کفار کے فاسد خیالات کی تردید کی گئی ہے اس لئے اس سورۃ کا نام **الانعام** رکھا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ یہ سورت علاوہ چند آیات بیک وقت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کے سال نزول کا تعین مشکل ہے لیکن مختلف قرائن اور شواہد کے پیش نظر بعض محققین کا یہ خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے آخری حصہ میں ہجرت سے کچھ عرصے پہلے یہ سورت نازل ہوئی۔ مدینہ منورہ میں اسلام کو یہودیت اور عیسائیت سے واسطہ پڑا تھا اس لئے مدنی سورتوں میں انکے عقائد کی تردید، انکے اطوار کے محاسبہ، اور انکی اصلاح پر زیادہ توجہ دی گئی، لیکن مکہ کا ماحول بالکل انوکھا تھا یہاں کے لوگ نظریاتی اور اعتقادی لحاظ سے یکسر جدا تھے یہاں کی زندگی کی مشکلات اور مسائل نرالی قسم کے تھے ان حالات میں اللہ عزوجل کی طرف سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی نازل ہوئی اس میں

انہیں مشکلات کا حل پیش کیا گیا۔

مکہ مکرمہ کی تقریباً تمام تر آبادی مشرک اور بت پرست تھی اور پتھر کے بتوں اور مورتیوں سے متعلق انکا عقیدہ یہ تھا کہ یہ بھی خدا ہیں۔ اس بے سروپا بات میں انہیں ذرا تامل نہ تھا اور جب حضور نبی پاک ﷺ نے انہیں یہ بتایا کہ یہ خدا نہیں تو وہ آپ کے دشمن ہو گئے اور کہنے لگے کہ اجعل الألهة الها واحدا ان هذا لشيء عجاب اس سورۃ مبارکہ میں انکے اس باطل عقیدے کی نفی کردی گئی۔

قرآن پاک اپنے پڑھنے اور سننے والے کو فلسفے کی بھول بھلیوں میں حواس باختہ نہیں کرتا بلکہ یہ عظیم و شان قرآن کائنات کے لیل و نہار میں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ یہ سورج، چاند، ستارے، یہ زمین و آسمان، کہکشاں ہر ایک اپنی زبان حال سے اس رب کریم کا پتہ دیتے ہیں جو کائنات کے ذرے ذرے کا پالنہار ہے۔

مشرکین کی قرآن اور صاحب قرآن اور اسلام کے بارے میں مخالفت کوئی سنجیدگی اور متانت پر مبنی نہ تھی اور قرآنی دلائل پر مبنی ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ جس سے وہ اپنے باطل عقیدے کا رد کر سکیں۔ انکا سارا سرمایہ مذاق مسخری اور بے تقید و خواہ مخواہ کی حجت بازیوں پر مبنی تھا کہ فرشتہ وحی لاتا ہے تو ہمیں کیوں نہیں دکھائی دیتا؟، قرآن کی تعلیم و نبوت جیسے عظیم فریضے کے لئے آمنہ کے دریتیم کو کیوں منتخب کیا گیا؟، اچھا موت کے بعد بھی کوئی زندگی ہے ارے یہ تو بالکل نئی بات کہتے ہیں وغیرہ۔

اللہ ﷻ کی اپنے حبیب ﷺ سے محبت والفت کی بھی نہایت عمدہ جھلک یہاں نظر آتی ہے اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ ہادی حق ﷺ کا دل مبارک انتہائی رنجیدہ و پرملال رہتا تھا۔ اللہ ﷻ نے بار بار انہیں تسلی عطا فرمائی کہ اس طرح کے لوگ سابقہ امتوں میں بھی گزرے ہیں اور انہیں بھی اذیتیں پہنچائی گئی ہیں اور اللہ ﷻ کی یہی سنت مبارکہ ہے ورنہ حق و باطل، نور و ظلمت کا پردہ کیوں کر چاک ہو؟۔

جانوروں کی حلت و حرمت کے بارے میں مشرکین کی جاہلانہ رسموں و رواجوں کی بھی بیخ کنی کی گئی ہے اور انہیں واضح طور پر یہ بتا دیا گیا کہ یہ ساری باتیں من گھڑت ہیں اور اللہ ﷻ نے ان باتوں کا حکم نہیں دیا۔

فضائل

(۱) حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ماقرءت على عليل الاشفاه الله یعنی جس بیمار پر یہ سورت پڑھی جائیگی اللہ ﷻ اس کو شفا عطا فرمائے گا۔ (۲) دیلمی نے ضعیف سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ منادی سورۃ الانعام پڑھنے والے کو ندا فرماتا ہے کہ اس سورۃ سے محبت اور اسکی تلاوت کی برکت کی وجہ سے جنت کی طرف چلے آؤ۔ (۳) ابی محمد القاری علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ جو شخص سورۃ الانعام کی ابتدائی تین آیات کی تلاوت کرے گا اللہ ﷻ اس پر ستر ہزار فرشتوں کو بھیجے گا جو قیامت تک اسکے لئے استغفار کریں گے۔ اور اس شخص کے لئے ان فرشتوں کی گنتی کے برابر اجر ہوگا اور جب قیامت قائم ہوگی اللہ ﷻ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، اسے اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا، اور اسے جنت کے پھل کھلائے گا، وہ شخص کوثر سے پلایا جائے گا، اور اسے سلسبیل سے

غسل دیا جائیگا اور اللہ ﷻ فرمائے گا میں تیرا سچا رب ہوں اور تو میرا سچا بندہ۔ (۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز باجماعت ادا کرے اور اپنے مصلے پر بیٹھے بیٹھے ہی سورۃ الانعام کی تین آیات پڑھے اللہ ﷻ اس پر ستر فرشتوں کو مقرر کر دیتا ہے جو اللہ ﷻ کی تسبیح اور اس شخص کے لئے قیامت کے دن تک استغفار کرتے ہیں۔ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۳ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۷

﴿الْحَمْدُ﴾ وَهُوَ الْوَصْفُ بِالْجَمِيلِ ثَابِتٌ ﴿لِلّٰهِ﴾ وَهَلِ الْمُرَادُ الْاِعْلَامُ بِذٰلِكَ لِلْاِيْمَانِ بِهٖ اَوْ لِلثَّنَاءِ بِهٖ اَوْ هُمَا اِحْتِمَالَاتٌ اَفْيَدُهَا الثَّالِثُ قَالَهُ الشَّيْخُ فِي سُوْرَةِ الْكَهْفِ ﴿الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ خَصَّهُمَا بِالذِّكْرِ لِاَنَّهُمَا اَعْظَمُ الْمَخْلُوْقَاتِ لِلنَّاظِرِيْنَ ﴿وَجَعَلَ﴾ خَلَقَ ﴿الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ﴾ اَيْ كُلَّ ظُلْمَةٍ وَنُوْرٍ وَجَمَعَهَا دُوْنَهُ لِكَثْرَةِ اَسْبَابِهَا وَهٰذَا مِنْ دَلَائِلِ وَحْدَانِيَّتِهٖ ﴿ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ مَعَ قِيَامِ هٰذَا الدَّلِيْلِ ﴿بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (۱)﴾ يُسَوُّوْنَ بِهٖ غَيْرَهُ فِي الْعِبَادَةِ ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ﴾ بِخَلْقِ اَبِيْكُمْ اٰدَمَ مِنْهُ ﴿ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا﴾ لَكُمْ تَمُوْتُوْنَ عِنْدَ انْتِهَائِهٖ ﴿وَاَجَلٌ مُّسَمًّى﴾ مَضْرُوْبٌ ﴿عِنْدَهٗ﴾ لِبَعْثِكُمْ ﴿ثُمَّ اَنْتُمْ﴾ اَيُّهَا الْكُفَّارُ ﴿تَمْتَرُوْنَ (۲)﴾ تَشُكُّوْنَ فِي الْبَعْثِ بَعْدَ عِلْمِكُمْ اَنَّهُ ابْتَدَاَ خَلْقَكُمْ، وَمَنْ قَدَرَ عَلَى الْاِبْتِدَاءِ فَهُوَ عَلَى الْاِعَادَةِ اَقْدَرُ ﴿وَهُوَ اللّٰهُ﴾ مُسْتَحِقٌّ لِلْعِبَادَةِ ﴿فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ﴾ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تَجْهَرُوْنَ بِهٖ بَيْنَكُمْ ﴿وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ (۳)﴾ تَعْمَلُوْنَ مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ ﴿وَمَا تَاْتِيْهِمْ﴾ اَيْ اَهْلَ مَكَّةَ ﴿مِّنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ (۴)﴾ ﴿فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ﴾ بِالْقُرْاٰنِ ﴿لَمَّا جَآءَهُمْ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا﴾ عَوَاقِبُ ﴿مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۵)﴾ ﴿اَلَمْ يَرَوْا﴾ فِيْ اَسْفَارِهِمْ اِلَى الشَّامِ وَغَيْرِهَا ﴿كَمْ﴾ خَبَرِيَّةٌ بِمَعْنٰى كَثِيْرًا ﴿اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ﴾ اُمَّةٍ مِّنَ الْاُمَمِ الْمَاضِيَةِ ﴿مَّكَّنّٰهُمْ﴾ اَعْطَيْنَا هُمْ مَكَانًا ﴿فِي الْاَرْضِ﴾ بِالْقُوَّةِ وَالسَّعَةِ ﴿مَا لَمْ نُمَكِّنْ﴾ نُعْطِ ﴿لَّكُمْ﴾ فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ ﴿وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ﴾ الْمَطَرَ ﴿عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا﴾ مُتَتَابِعًا ﴿وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ﴾ تَحْتَ مَسَاكِنِهِمْ ﴿فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ﴾ بِتَكْذِيْبِهِمُ الْاَنْبِيَاءَ ﴿وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ (۶)﴾ ﴿وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا﴾ مَكْتُوْبًا ﴿فِيْ قِرْطَاسٍ﴾ رَقٍّ كَمَا اقْتَرَحُوْهُ ﴿فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ﴾ اَبْلَغُ مِنْ (عَايَنُوْهُ)، لِاَنَّهُ اَنْفٰى لِلشَّكِّ ﴿لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ﴾ مَا ﴿هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (۷)﴾ تَعَنُّتًا وَعِنَادًا ﴿وَقَالُوْا لَوْلَا﴾ هَلَّا ﴿اُنْزِلَ عَلَيْهِ﴾ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿مَلَكٌ﴾ يُصَدِّقُهٗ ﴿وَلَوْ اَنْزَلْنَا

مَلَکًا﴾ کَمَا اقْتَرَحُوْا فَلَمْ یُؤْمِنُوْا ﴿لَقُضِیَ الْاَمْرُ﴾ بِهَلَاکِهِمْ ﴿ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ﴾ یُمْهَلُوْنَ لِتَوْبَةٍ اَوْ مَعْذِرَةٍ کَعَادَةِ اللّٰهِ فِیْمَنْ قَبْلَهُمْ مِنْ اِهْلَاکِهِمْ عِنْدَ وُجُوْدِ مُقْتَرَحِهِمْ اِذَا لَمْ یُؤْمِنُوْا ﴿وَلَوْ جَعَلْنٰهُ﴾ اَیِ الْمُنَزَّلَ اِلَیْهِمْ ﴿مَلَکًا لَّجَعَلْنٰهُ﴾ اَیِ الْمَلَکَ ﴿رَجُلًا﴾ اَیْ عَلٰی صُوْرَتِهٖ لِیَتَمَکَّنُوْا مِنْ رُؤْیَتِهٖ اِذْ لَا قُوَّةَ لِلْبَشَرِ عَلٰی رُؤْیَةِ الْمَلَکِ ﴿وَ﴾ لَوْ اَنْزَلْنَاهُ وَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا ﴿لَلَبَسْنَا﴾ شَبَّهْنَا ﴿عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ﴾ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ بِاَنْ یَّقُوْلُوْا مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ﴾ فِیْهِ تَسْلِیَةٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ ﴿فَحَاقَ﴾ نَزَلَ ﴿بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ وَهُوَ الْعَذَابُ، فَکَذَا یَحِیْقُ بِمَنِ اسْتَهْزَاَ بِکَ.

﴿ترجمہ﴾

سب خوبیاں (حمد سے مراد وہ وصفِ جمیل ہیں جو ثابت ہیں) اللہ کے لیے (اس بات کا اعلان کرنے سے مراد اللہ تعالیٰ کے اس وصف سے متصف ہونے پر ایمان لانا ہے یا اسکی مدح سرائی کرنا ہے یا یہ دونوں احتمالات مراد ہیں اور زیادہ فائدہ مند یہی تیسرا قول ہے چنانچہ شیخ جلال الدین محلی نے بھی سورۂ کہف میں اسی قول کو اختیار فرمایا ہے) جس نے آسمان اور زمین بنائے (آسمان و زمین کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اسلئے کیا کہ یہ ناظرین کے لیے اعظم مخلوقات ہیں) اور بنایا (جعل بمعنی خلق ہے) اندھیریاں اور روشنی (یعنی تمام اندھیرے اور اجالے......۱......اور ظلمت کو صیغۂ جمع کے ساتھ اسکے کثرت اسباب کی وجہ سے تعبیر کیا اور نور کو صیغۂ جمع کے ساتھ ذکر نہیں کیا یہ اسباب اللہ تعالیٰ کے دلائل وحدانیت میں سے ہیں) اس کے باوجود کافر لوگ (یعنی اس دلیل کے قائم ہونے کے باوجود کافر) اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں (عبادت میں غیر اللہ کو اسکے برابر قرار دیتے ہیں) وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا (یعنی تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا) پھر ایک میعاد کا حکم رکھا (تمہارے لیے، کہ تم اسکی انتہا پر مرجاؤ گے) اور ایک مقرر وعدہ......۲......(مسمی بمعنی مضروب ہے) اسکے یہاں (تمہاری موت کے بعد دوبارہ زندہ اٹھانے کا) پھر تم لوگ (اے کفار) شک کرتے ہو (یہ جاننے کے باوجود کہ اس نے تمہیں ابتداء پیدا کیا پھر تم دوبارہ زندہ کیے جانے میں شک کرتے ہو، کہ جو ابتداءً پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ اٹھانے پر بھی قادر ہے) اور وہی اللہ ہے (یعنی مستحق عبادت ہے) آسمانوں اور زمین میں......۳......اسے تمہارا چھپا اور ظاہر سب معلوم ہے (جو تم آپس میں چھپاتے یا ظاہر کرتے ہو) اور تمہارے کام جانتا ہے (جو اچھے یا بُرے کام تم کرتے ہو) اور نہیں آئی انکے پاس (یعنی اہل مکہ کے پاس) مِن (زائدہ ہے) کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں میں سے (یعنی قرآن میں سے) مگر اس سے منہ پھیرتے ہیں......۴......تو بے شک انہوں نے حق (یعنی قرآن) کو جھٹلایا جب انکے پاس آیا تو اب انہیں سزائیں (انبآؤا بمعنی عواقب ہے) ہوا چاہتی ہیں اس چیز کی جس پر ہنس رہے تھے کیا انہوں نے نہ دیکھا (شام وغیرہ کے سفروں میں) کہ بہت سی (کم خبریہ ہے بمعنی کثیواً) سنگتیں (یعنی ماضی کی امتوں میں سے امتیں......۵......) ہم نے ان سے پہلے کھپادیں ہم نے وہ جماؤ دیا (یعنی انہیں مکان دیئے)

زمین میں (قوت اور وسعت کے ساتھ) جو قدرت نہ دی (نمکن بمعنی نعط ہے) تمہارے لیے (لکم ضمیر میں غیبت سے خطاب کی طرف التفات ہے) اور بھیجا آسمان کو (یعنی بارش کو) ان پر موسلا دھار (مدرارا بمعنی متتابعا ہے) اور انکے نیچے نہریں بہائیں (یعنی ان کے گھروں کے نیچے نہریں بہائیں من تحتهم بمعنی تحت مساکنهم ہے) تو ہم نے انہیں انکے گناہوں (یعنی تکذیب انبیاء) کے سبب ہلاک کیا اور انکے بعد اور سنگت اٹھائی اور اگر ہم تم پر اتارتے لکھا ہوا (کتبا بمعنی مکتوبا ہے) کاغذ میں (یعنی باریک سفید کاغذ پر انکی خواہش کے مطابق) تو وہ اسے ہاتھوں سے چھوتے (یہ جملہ عاینوہ کہنے سے زیادہ بلیغ ہے اسلئے کہ ہاتھ سے چھونا شک کی زیادہ نفی کرنے والا ہے) کافر کہتے کہ یہ نہیں (ان بمعنی ما ہے) مگر کھلا جادو (ان کا یہ قول سرکشی اور عناد کی وجہ سے ہوتا) اور بولے ہرگز نہیں (لولا بمعنی هلا ہے) اتارا گیا ان پر (یعنی محمد ﷺ پر) کوئی فرشتہ (جو انکی تصدیق کرتا) اور اگر ہم فرشتہ اتارتے (جیسا کہ انہوں نے مطالبہ کیا تھا پھر وہ ایمان نہ لاتے) تو کام ہو گیا ہوتا (انکی ہلاکت کا) پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی (یعنی انہیں توبہ و معذرت کی مہلت نہ دی جاتی جیسا کہ ماقبل قوموں کے حوالے سے عادت الٰہی ہے کہ ان کے کئے گئے مطالبہ کو پورا کر دینے کے باوجود بھی ایمان نہ لاتے تو انہیں ہلاک کر دیا جاتا) اور اگر ہم بناتے اسے فرشتہ (یعنی اسے جو ان کی طرف بھیجے گئے ہیں) جب بھی اسے (یعنی فرشتہ کو) مرد ہی بناتے (یعنی مرد کی صورت پر رکھتے، تا کہ انہیں دیکھنے کی قدرت ہو کیونکہ بشر میں طاقت نہیں ہوتی کہ فرشتہ کو دیکھ سکے) اور (اگر ہم فرشتہ اتارتے اور اسے مرد بناتے) تو بھی شبہ رکھتے (للبسنا بمعنی شبهنا ہے) ان پر جس میں اب پڑے ہیں (جس شبہ میں انہوں نے اپنی جانوں کو ڈالا ہے یہ قول کہہ کر ماهذا الا بشر مثلکم) اور ضرور اے محبوب تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹھا کیا گیا (اس میں نبی پاک ﷺ کیلئے تسلی ہے) پس نازل ہوا (حاق بمعنی نزل ہے) ان ہنسی کرنے والوں پر انکی ہنسی کا بدلہ (یعنی عذاب چنانچہ آپکے ساتھ ہنسی کرنے والوں پر بھی اسی طرح عذاب نازل ہوگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الحمد لله الذی خلق السموت والارض وجعل الظلمت والنور﴾.

الحمد : مبتدا...... لام : جار...... الله : موصوف...... الذی : موصول...... خلق السموت والارض : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وجعل الظلمت والنور : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ

﴿ثم الذین کفروا بربهم یعدلون هو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلا﴾.

ثم : عاطفہ للترتیب...... الذین : موصول...... کفروا بربهم : جملہ فعلیہ صلہ ملکر مبتدا...... یعدلون : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... هو : مبتدا...... الذی : موصول...... خلقکم من طین : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثم قضی اجلا : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واجل مسمی عندہ ثم انتم تمترون﴾.

و : مستانفہ......اجل مسمی : مرکب توصیفی مبتدا...... عندہ : ظرف مکان متعلق محذوف خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... ثم : عاطفہ......انتم: مبتدا...... تمترون : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وھو اللہ فی السموت وفی الارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ماتکسبون﴾.

و: مستانفہ...... ھو: مبتدا...... اللہ : بمعنی اسم (معبود)...... فی السموت : جارمجرور معطوف علیہ...... وفی الارض: جارمجرور معطوف،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر اول...... یعلم سرکم وجھرکم : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ویعلم ماتکسبون : جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما تاتیھم من ایۃ من ایت ربھم الا کانوا عنھا معرضین﴾.

و: مستانفہ...... ما :نافیہ...... تاتی :فعل...... ھم :ضمیر ذوالحال...... الا : اداۃ حصر...... کانوا عنھا معرضین : جملہ فعلیہ حال،ملکر مفعول...... من : زائد...... ایۃ :موصوف......من ایت ربھم :ظرف مستقر صفت،ملکر فاعل،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فقد کذبوا بالحق لما جاء ھم﴾.

ف: فصیحہ...... قد :تحقیقیہ ...... کذبوا :فعل بافاعل...... ب:جار...... الحق :موصوف ...... لما : ظرفیہ ظرف مقدم ...... جاء ھم :فعل بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر مجرور،ملک ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کانوا معرضین عنھا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فسوف یاتیھم انبوا ما کانوا بہ یستھزء ون﴾.

ف: عاطفہ ...... سوف :حرف استقبال ...... یاتیھم :فعل ومفعول ...... انباء : مضاف ...... ما: موصولہ...... کانوا: فعل ناقص بااسم ...... بہ یستھزء ون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر فاعل،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الم یروا کم اھلکنا من قبلھم من قرن مکنھم فی الارض مالم نمکن لکم﴾.

ھمزہ: حرف استفہام...... لم یروا :فعل نفی بافاعل ...... کم :ممیز ...... اھلکنا:فعل بافاعل ...... من قبلھم : ظرف مستقر حال مقدم ...... من : جارہ زائدہ ...... قرن : موصوف ...... مکنھم فی الارض :فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ما: موصوفہ ...... لم نمکن لکم: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مصدر محذوف "تمکینا" کی صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر ذوالحال،اپنے حال مقدم سے ملکر تمیز ،اپنے ممیز سے ملکر مفعول بہ ...... اھلکنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وارسلنا السماء علیهم مدرارا وجعلنا الانهر تجری من تحتهم﴾.

و: عاطفہ ...... ارسلنا :فعل بافاعل ، السماء : ذوالحال،مدرارا: حال،ملکر مفعول...... علیهم :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ ...... جعلنا:فعل بافاعل ...... الانهر :مفعول اول،تجری من تحتهم : جملہ فعلیہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاهلکنهم بذنوبهم وانشانا من بعدهم قرنا اخرین﴾.

ف: عاطفہ...... اهلکنهم :فعل بافاعل ومفعول...... بذنوبهم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ...... و : عاطفہ...... انشانامن بعدهم : فعل بافاعل وظرف لغو...... قرناآخرین: مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو نزلنا علیک کتبا فی قرطاس فلمسوه بایدیهم لقال الذین کفروا ان هذا الا سحر مبین﴾.

و: مستانفہ...... لو : شرطیہ ...... نزلنا علیک :فعل بافاعل وظرف لغو...... کتابا: موصوف...... فی قرطاس: ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... ف: عاطفہ...... لمسوه بایدیهم :فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر شرط...... لام: تاکیدیہ ...... قال الذین کفروا : قول...... ان : نافیہ...... هذا: مبتدا...... الا: اداۃ حصر...... سحر مبین :خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وقالوا لولا انزل علیه ملک ولو انزلنا ملکا لقضی الامرثم لا ینظرون﴾.

و: مستانفہ...... قالوا: قول...... لولا: حرف تحضیض...... انزل علیه ملک:فعل مجہول وظرف ونائب الفاعل،ملکر مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ...... و :مستانفہ ...... لو :شرطیہ...... انزلناملکا: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکیدیہ ...... قضی الامر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثم لاینظرون: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ولو جعلنه ملکا لجعلنه رجلا وللبسنا علیهم ما یلبسون﴾.

و: مستانفہ...... لو: شرطیہ...... جعلنه ملکا : جملہ فعلیہ شرط...... لام : تاکیدیہ...... جعلنه رجلا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لام : تاکیدیہ...... لبسنا علیهم : فعل بافاعل وظرف لغو...... مایلبسون : موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ولقد استهزئ برسل من قبلک فحاق بالذین سخروا منهم ما کانوا یستهزء ون﴾.

و: مستانفہ...... لام :تاکیدیہ...... قد:تحقیقیہ ...... استهزئ :فعل مجہول بانائب الفاعل...... ب: جار...... رسل: موصوف...... من قبلک : ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ...... ف: عاطفہ...... حاق :فعل...... بالذین سخروا منهم :ظرف لغو...... ماکانوا به یستهزء ون: موصول صلہ،ملکر

فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "استھزی" پر معطوف ہے۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ولو نزلنا علیک کتبا ......☆ یہ آیت نصر بن حارث اور عبداللہ بن امیہ اور نوفل بن خویلد کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا تھا کہ محمد ﷺ پر ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک تم ہمارے پاس اللہ کی طرف سے کتاب نہ لاؤ جس کے ساتھ چار فرشتے ہوں وہ گواہی دیں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور تم اس کے رسول ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ یہ سب حیلے بہانے ہیں اگر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اتار دی جاتی وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوکر اور ٹٹول کر دیکھ لیتے اور یہ کہنے کا موقع بھی نہ ہوتا کہ نظر بندی کردی گئی تھی کتاب اترتی نظر آئی تھا کچھ بھی نہیں تو بھی یہ بدنصیب ایمان لانے والے نہ تھے اس کو جادو بتاتے اور جس طرح شق القمر کو جادو بتایا اور اس معجزہ کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اس طرح اس پر بھی ایمان نہ لاتے کیونکہ جو لوگ عناداً انکار کرتے ہیں وہ آیات معجزہ سے منتفع نہیں ہوسکتے

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اندھیرے اور اجالے میں سے پہلے کسے پیدا کیا گیا:

۱......اللہ ﷻ نے ذکر میں اندھیرے کو اجالے پر مقدم کیوں کیا؟ علامہ سید محمود آلوسی اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ظلمات کو پہلے اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہ وجود میں بھی پہلے ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ "اللہ ﷻ نے مخلوق کو ظلمت میں پیدا فرمایا پھر انکی طرف اپنا نور ڈالا تو جس تک وہ نور پہنچا اس نے ہدایت پائی اور جس تک نہ پہنچا وہ گمراہ ہوگیا اسی لئے میں کہتا ہوں کہ علم الٰہی میں فیصلہ ہو چکا (روح المعانی الجزء السابع، ص۱۰۹، المظھری، ج۲، ص۴۳۲)۔

﴿ثم قضی اجل﴾ کا معنی:

۲......اجل کے دو معنی ہیں وقت ولادت سے وقت موت تک کے زمانہ کو بھی اجل کہتے ہیں اور وقت موت سے وقت بعث بعد الموت تک کی مدت کو بھی اجل کہتے ہیں اس مدت سے مراد مدتِ برزخ ہے۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ایک اجل پیدائش سے موت تک اور دوسری موت سے بعث تک، پھر اگر انسان نیک ہو صلۂ رحمی کرنے والا ہو تو اسکی اجل میں سے اجلِ دنیاوی میں اضافہ کردیا جاتا ہے اور اگر فاجر ہو قطع رحمی کرنے والا ہو تو اسکی دنیاوی اجل میں کمی کی جاتی ہے۔ اور اجلِ بعث میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

(الجمل، ج۲، ص۳۱۲)

﴿وھو اللہ فی السموت﴾ کے معنی:

۳......جمہور فرماتے ہیں کہ متذکرہ آیت مبارکہ میں ھو مبتداء ہے اور اللہ اسکی خبر، اور سمٰوٰت اسم جلالت کے متعلق ہے اور لفظ اللہ یہاں عبادت کے معنی کو متضمن ہے گویا کہ یوں کہا گیا ہے کہ وھو المعبود فی السمٰوٰت یعنی وہی آسمانوں میں معبود ہے

اور یہ زجاج اور ابن عطیہ کا قول ہے۔ زمخشری نے کہا ہے کہ فی السمٰوٰت لفظ اللہ کے متعلق ہے جیسا کہ کہا جائے کہ وھو المعبود فیھا اور اسی سے یہ قول بھی منقول ہے کہ عبارت یوں ہوگی وھو الذی فی السماء الہ۔ (الجمل، ج۲، ص۳۱۳)

آیات سے اعراض کرنا:

۴......آیت مبارکہ وماتأتیھم من ایۃمن ایت ربھم میں پہلا من زائدہ ہے جو کہ استغراق کے لئے ہے اور دوسرا من تبعیضیہ ہے یعنی ان (ایمان نہ لانے والوں کیلئے) دلائل میں سے کوئی دلیل، معجزات میں سے کوئی معجزہ اور آیات قرآنیہ میں سے کوئی آیت ظاہر نہیں ہوتی کہ وہ اس کی طرف التفات اور نظر کئے بغیر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ (البیضاوی، ج۱، ص۴۷۸)

قرن کے معنی:

۵......قرن سے مراد وہ قوم ہے جو کسی ایک زمانے سے ملی ہوئی ہو۔ اس کی جمع قرون ہے اور اسی کے مطابق نبی پاک ﷺ کا فرمان بھی ہے ﴿خیر القرون قرنی﴾ یعنی بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانے سے ملے ہوئے ہیں یا قرن کسی ایسے خاص زمانے کو کہتے ہیں جس میں لوگ رہتے ہیں۔ ایک قرن کتنے سالوں پر مشتمل ہوتا ہے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں بعض نے کہا ایک قرن چالیس سال کا ہوتا ہے، یا دس سال کا، یا بیس سال کا، یا تیس، پچاس، ساٹھ، ستر، اسی، سو یا ایک سو بیس سال کا ہوتا ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ ایک قرن سو سال کا ہوتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت عبداللہ بن بشر مازنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ تو ایک قرن زندہ رہے گا اور وہ صحابی رضی اللہ عنہ سو سال حیات رہے تھے علامہ بغوی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اسی طرح لکھا ہے اور نھایۃ الجزری میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ تو ایک قرن زندہ رہے گا تو وہ سو سال زندہ رہا اور اگر یہاں قرن سے مراد زمانہ ہو تو اس سے پہلے لفظ اہل محذوف ہوگا۔ (المظھری، ج۲، ص۴۳۵)۔

☆......☆ وھل المراد الاعلام بذلک: اسمِ اشارہ بذلک کا مشار الیہ بثبوت الحمدللہ ہے اگر اس آیت مبارکہ کو اعلان سمجھا جائے تو اس میں احتمال کے مطابق الحمدللہ الخ یہ جملہ لفظاً اور معناً خبریہ ہوگا، او الثناء بہ کہ کر مفسر نے اس دوسرے احتمال کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر اس سے مقصود ثناء ہو تو یہ جملہ انشائیہ ہوگا مفسر نے اوھما کہہ کر تیسرے احتمال کی طرف اشارہ کیا ہے یہ جملہ حقیقت ومجاز کے طور پر دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ ای کل ظلمۃ ونور: ظلمت کے عموم میں جہل اور کفر کی تاریکی بھی داخل ہیں جب کہ نور کے عموم میں علم، ایمان، صبح، اور کسوف کا نور داخل ہے۔ لکثرۃ اسبابھا: نورانیت وتاریکی کے مذکورہ بالا وجوہات کے علاوہ بھی کئی اوصاف ہیں، شیخ الاسلام امام جلال الدین محلی کا یہی نظریہ ہے، اور ہر جرم دار چیز کا سایہ ہوتا ہے اور یہی سایہ ظلمت ہے جب کہ نور جنس واحد کا نام ہے اور اس سے مراد نار (آگ) ہے اور ہر جسمِ نور (روشن) کا مرجع نار ہے جیسے کہ کواکب۔

بخلق ابیکم آدم منہ: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اکثر مفسرین کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہاں "خلقکم

''میں ''کم''ضمیر سے قبل مضاف محذوف ہے تقدیری عبارت یوں ہوگی خلق اباکم آدم من طین الخ۔

عــواقــب: الانباء کی تفسیر عواقب سے فرمائی، مراد یہ ہے کہ ان کے لیے ان کی ہنسی کا بدلہ سزائیں ہیں، تفسیر ابوسعود میں ہے کہ لفظ ''الانباء'' کا استعمال ان جلد پیش آنے والی سزاؤں کے لیے کیا گیا ہے جس کی وعید آیات قرآنیہ میں سنائی گئی ہے۔ **فیـه التفـات :** مفسر یہ بیان کرر ہے ہیں کہ اس مقام میں صنعت التفات کا استعمال ہے کہ غائب کے صیغہ سے اب کلام مخاطب کے صیغہ ''لـکـم'' سے کیا گیا ہے۔ **رق:** مصباح میں ہے کہ رَقّ رائے مفتوحہ کے ساتھ ہے رق کورائے مکسورہ کے ساتھ پڑھنا شاذ لغت ہے بعض قراء نے اللہ ﷻ کے اس فرمان: ﴿رق منشور﴾ میں ''رق''کو، رائے مکسورہ کے ساتھ پڑھا ہے بمعنی وہ جلد جس پر لکھا جاسکے۔

کـمـا اقتـرحـوہ: کلبی اور مقاتل نے کہا کہ نضر بن حارث، عبداللہ بن ابی امیہ اور نوفل ابن خویلد کے بارے میں آیت نازل ہوئی انہوں نے سید عالم ﷺ سے کہا: ''ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمارے پاس اللہ کی کتاب نہ آجائے اور لانے والے چار فرشتے ساتھ ہوں اور وہ اس بات کی گواہی دیں کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

لانــہ انـفـی لـلـشـک: کتاب منزل کو ہاتھ سے چھونا یہ شک کو زیادہ دور کرنے والا اس لیے ہے کہ جادو مرئی (دیکھے جانے والی) چیزوں پر ہوتا ہے ایسی چیزوں میں نہیں ہوتا جنہیں چھوا بھی جاسکے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عمومی طور پر لمس معاینہ کے بعد ہی ہوتا ہے۔

اذ لا قوۃ للبشر: خازن میں ہے کہ انسان میں یہ طاقت نہیں کہ ملائکہ کو دیکھ سکے، اور اگر کوئی شخص فرشتے کو اس کی ظاہری صورت میں دیکھ لے تو دیکھتے ہی بیہوش ہو جائے یہی وجہ ہے کہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں جبرائیل امین کئی مرتبہ حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں آئے، اور حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس بھی فرشتے دو آدمیوں کی صورت میں آئے تھے، اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس بھی فرشتے انسانی شکل میں آئے، اور جب نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل امین کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا تو حضور ﷺ پر غشی طاری ہوگئی۔ (الجمل، ج۲، ص ۳۱۰ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۸

﴿قُلْ﴾لَهُمْ ﴿ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (۱۱)﴾الرُّسُلَ مِنْ هِلَاكِهِمْ بِالْعَذَابِ لِيَعْتَبِرُوْا﴿قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ﴾اِنْ لَّمْ يَقُوْلُوْهُ لَا جَوَابَ غَيْرَهُ﴿ كَتَبَ﴾قَضٰى ﴿ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾فَضْلًا مِّنْهُ وَفِيْهِ تَلَطُّفٌ فِيْ دُعَائِهِمْ اِلَى الْاِيْمَانِ﴿ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾لِيُجَازِيَكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ﴿ لَا رَيْبَ﴾شَكَّ﴿ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ﴾بِتَعْرِيْضِهَا لِلْعَذَابِ مُبْتَدَاءٌ خَبَرُهُ﴿فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ(۱۲)﴾﴿وَلَهٗ﴾تَعَالٰى ﴿ مَا سَكَنَ﴾حَلَّ ﴿ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾اَيْ كُلُّ شَيْءٍ فَهُوَ رَبُّهٗ وَخَالِقُهٗ وَمَالِكُهٗ﴿وَهُوَ السَّمِيْعُ﴾لِمَا يُقَالُ﴿ الْعَلِيْمُ(۱۳)﴾بِمَا يُفْعَلُ ﴿قُلْ ﴾لَهُمْ ﴿اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا﴾اَعْبُدُهٗ ﴿ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ ﴾مُبْدِعِهِمَا﴿وَهُوَ يُطْعِمُ﴾يَرْزُقُ﴿ وَلَا يُطْعَمُ﴾لَا يُرْزَقُ﴿قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ ﴾لِلّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ﴿وَ﴾قِيْلَ لِيْ﴿لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۴)﴾بِهٖ﴿قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ﴾بِعِبَادَةِ غَيْرِهٖ﴿ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (۱۵)﴾هُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ﴿مَنْ يُّصْرَفْ﴾بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ اَيِ الْعَذَابُ وَلِلْفَاعِلِ اَيِ اللّٰهُ وَالْعَائِدُ مَحْذُوْفٌ﴿ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ﴾تَعَالٰى اَيْ اَرَادَلَهُ الْخَيْرَ﴿وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ (۱۶)﴾اَلنَّجَاةُ الظَّاهِرَةُ ﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ﴾بَلَاءٍ كَمَرَضٍ وَفَقْرٍ﴿ فَلَا كَاشِفَ ﴾رَافِعَ﴿لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ﴾ كَصِحَّةٍ وَغِنًى ﴿فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۱۷)﴾وَمِنْهُ مَسُّكَ بِهٖ وَلَا يَقْدِرُ عَلٰى رَدِّهٖ عَنْكَ غَيْرُهٗ﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ﴾اَلْقَادِرُ الَّذِيْ لَا يُعْجِزُهٗ شَيْءٌ مُسْتَعْلِيًا﴿فَوْقَ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِيْمُ ﴾فِيْ خَلْقِهٖ ﴿الْخَبِيْرُ (۱۸)﴾بِبَوَاطِنِهِمْ كَظَوَاهِرِهِمْ وَنَزَلَ لَمَّا قَالُوْا لِلنَّبِيِّ ﷺ اِئْتِنَا بِمَنْ يَشْهَدُ لَكَ بِالنُّبُوَّةِ فَاِنَّ اَهْلَ الْكِتَابِ اَنْكَرُوْكَ﴿قُلْ﴾لَهُمْ﴿ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً﴾تَمْيِيْزٌ مُحَوَّلٌ عَنِ الْمُبْتَدَاءِ﴿ قُلِ اللّٰهُ﴾اِنْ لَّمْ يَقُوْلُوْهُ لَا جَوَابَ غَيْرُهٗ هُوَ﴿ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ﴾عَلٰى صِدْقِيْ ﴿ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ ﴾اُخَوِّفَكُمْ يَا اَهْلَ مَكَّةَ ﴿بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ﴾عَطْفٌ عَلٰى ضَمِيْرِ اُنْذِرَكُمْ اَيْ بَلَغَهُ الْقُرْآنُ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ﴿ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ﴾اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارِيٍّ﴿قُلْ ﴾لَهُمْ ﴿لَّآ اَشْهَدُ ﴾بِذٰلِكَ ﴿قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (۱۹)﴾مَعَهٗ مِنَ الْاَصْنَامِ﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ﴾اَيْ مُحَمَّدًا بِنَعْتِهٖ فِيْ كِتَابِهِمْ﴿ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾مِنْهُمْ﴿ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۲۰)﴾بِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرمادو (ان سے) زمین میں سیر کرو پھر دیکھو......۱ کہ کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا (رسولوں کو کہ انہیں عذاب دیکر ہلاک کردیا گیا کہ تم ان سے عبرت حاصل کرو) تم فرماؤ کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں تم فرماؤ اللہ کا ہے (اگر وہ جواب نہ دیں کہ اس سوال کا بجز اسکے اور کیا جواب ہوسکتا ہے) لازم کرلیا ہے (کتب بمعنی قضی ہے) اس نے اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت ......۲ (اپنے فضل سے، اس طرز میں خطاب فرمانے میں انہیں ایمان کی طرف لطیف دعوت ہے) بے شک ضرور تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا (تا کہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے) جس میں شک نہیں (ریب بمعنی شک ہے) وہ جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی (اپنی جانوں کو عذاب کے لیے پیش کرکے ''الذین خسروا انفسھم'' مبتدا ہے اسکی خبر فھم لایومنون ہے) ایمان نہیں لاتے اور اللہ (تعالی) ہی کا ہے جو موجود ہے (سکن بمعنی حل ہے) رات اور دن میں (یعنی ہر چیز کا وہ رب، خالق اور مالک ہے) اور وہی سنتا ہے (جو کہا جائے) جانتا ہے (جو کیا جائے) تم فرماؤ (ان سے) کیا اللہ کے سوا کسی اور کو ولی......۳ بناؤں (اسکی

عبادت کروں) وہ جس نے زمین وآسمان بغیر کسی سابقہ نمونہ کے پیدا کیے("فــاطــر بمعنی مبدع ہے) اور وہ رزق دیتا ہے(یطعم بمعنی یرزق ہے) اور رزق دیئے جانے سے پاک ہے(لایطعم بمعنی لا یرزق ہے) تم فرماؤ کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھو(اللہ تعالی کے لیے اس امت میں) اور (مجھے کہا گیا ہے کہ) ہرگز (اسکے ساتھ) شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔تم فرماؤ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں (اس کے غیر کی عبادت کر کے) تو مجھے ڈر ہے بڑے دن کے عذاب سے......(یوم عظیم سے مراد قیامت کا دن ہے) جس سے عذاب پھیر دیا جائے (صیغہ مــن یــصــرف مبنی للمفعول یعنی فعل مجہول ہے اس کا نائب الفاعل لفظِ عــــذاب ہے اور اسے مبنی للفاعل یعنی معروف بھی پڑھا گیا ہے اس صورت میں اس کا فاعل اسم جلالت اللہ ہوگا اور ضمیر عائد محذوف ہوگی) اس دن اس پر ضرور اللہ کی مہر ہوئی (یعنی اس کے لیے اللہ تعالی نے خیر کا ارادہ فرمایا) اور یہی کھلی کامیابی (یعنی نجات ظاہری) ہے اور اگر تجھے اللہ کوئی برائی پہنچائے (ضــر مراد آزمائش ہے جیسا کہ مرض اور فقر) تو نہیں دور کرنے والا (کـاشف بمعنی دافع ہے) کوئی اسکا اسکے سوا اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے (جیسا کہ صحت اور غنا) تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے (اور اسی میں خیر اور ضرر پہچانا بھی داخل ہے جو اللہ تعالی نے تجھ سے روک لیا ہے اس کے سوا کوئی اور نہیں جو وہ شے تجھے لوٹا سکے) اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر (قــاهــر کا معنی ہے وہ قادر ذات جسے بڑی سے بڑی چیز بھی عاجز نہ کر سکے) اور وہی حکمت والا ہے (اپنی تخلیق میں) خبیر ہے (ظاہر کی طرح باطن پر بھی خبردار ہے، کافروں نے جب نبی پاک ﷺ سے کہا اپنی نبوت پر دلیل لائیے کہ اہل کتاب آپ ﷺ کو نہیں مانتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ) تم فرماؤ (ان سے کہ) سب سے بڑی گواہی کس کی (لفظ شهــادة تمیز ہے یہ محـول عن المبتدا ہے) تم فرماؤ کہ اللہ (اگر وہ ایسا نہ کہیں تو تم کہو کہ اس کا جواب اسکے سوا کوئی اور ہو بھی نہیں سکتا وہی) گواہ ہے مجھ میں اور تم میں (میری سچائی پر) اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی ہے کہ میں تمہیں اس سے ڈراؤں (اے اہل مکہ اس وحی کے ذریعے) اور جن جن کو پہنچے (بلغ کا عطف انذر کم کی ضمیر پر ہے، یعنی انسان اور جن میں سے جسے یہ قرآن پہنچے......) تو کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا اور خدا ہیں (ائِنّــکــم میں ہمزہ استفہام انکاری ہے) تم فرماؤ (ان سے) میں (یہ) گواہی نہیں دیتا تم فرماؤ وہ تو ایک معبود ہے اور میں بے زار ہوں ان سے جن کو تم شریک ٹھراتے ہو (یعنی بتوں کو اسکے ساتھ) جن کو ہم نے کتاب دی اس نبی (یعنی محمد ﷺ کو انکی نعت کی وجہ سے جو انکی کتاب میں ہے) پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی (ان میں سے) وہ ایمان نہیں لاتے (محمد ﷺ پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل سیروا فی الارض ثم انظروا کیف کان عاقبة المکذبین﴾.

قـل: قول ...... سیـروا فـی الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثـم: عاطفہ...... انـظـروا: فعل امر بافاعل

...... کیف : اسم استفہام خبر مقدم...... کان : فعل ناقص...... عاقبة المکذبین : اسم ملکر، جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قل لمن مافی السموت والارض قل لله﴾.

قل : قول، لمن : ظرف مستقر خبر مقدم، مافی السموت والارض : موصول صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ، قل : قول، لله : ظرف مستقر مبتدا محذوف "ھو" کیلئے خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿کتب علی نفسه الرحمة لیجمعنکم الی یوم القیمة لا ریب فیه﴾.

کتب علی نفسه الرحمة : فعل بافاعل وظرف لغو مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... لام : تاکیدیہ...... یجمعن : فعل تاکید بافاعل...... کم : ذوالحال...... الی : جار...... یوم القیمة : ذوالحال...... لاریب فیه : جملہ اسمیہ حال ملکر مجرور ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿الذین خسروا انفسهم فهم لا یومنون وله ما سکن فی الیل والنهار﴾.

الذین : موصول، خسروا انفسهم : جملہ فعلیہ صلہ ملکر مبتدا، ف : جزائیہ، هم لایومنون : خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و : مستانفہ، له : ظرف مستقر خبر مقدم، ما : موصولہ، سکن فی الیل والنهار : جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وهو السمیع العلیم قل اغیر الله اتخذ ولیا فاطر السموت والارض وهو یطعم ولا یطعم﴾.

و : عاطفہ...... هو : مبتدا...... السمیع : خبر اول...... العلیم : خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ...... قل : قول...... همزه : حرف استفہام...... غیر : مضاف...... الله : موصوف...... فاطر السموت والارض : شبہ جملہ معطوف علیہ...... و : عاطفہ...... هو : مبتدا...... یطعم : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ولایطعم : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ، ہوکر معطوف، ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مضاف الیہ ملکر مفعول اول مقدم...... اتخذ ولیا : فعل بافاعل ومفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قل انی امرت ان اکون اول من اسلم﴾.

قل : قول...... انی : حرف مشبہ واسم...... امرت : فعل مجہول بانائب الفاعل...... ان : مصدریہ...... اکون : فعل ناقص بااسم...... اول : مضاف...... من اسلم : موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ولاتکونن من المشرکین﴾.

و : عاطفہ...... لاتکونن : فعل نہی واسم...... من المشرکین : ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول محذوف "قیل لی

" کیلئے مقولہ ملکر جملہ قولیہ ہوکر ماقبل "قل انی امرت الخ" پر معطوف ہے۔

﴿قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم﴾.

قل : قول...... انی : حرف مشبہ واسم...... اخاف : فعل بافاعل...... ان : شرطیہ...... عصیت ربی : جملہ فعلیہ شرطیہ، جزامحذوف "فانی اخاف" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ معترضہ...... عذاب یوم عظیم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿من یصرف عنه یومئذ فقد رحمه﴾.

من: شرطیہ مبتدا...... یصرف عنه یومئذ : فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو وظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... قد رحمه: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "عذاب یوم عظیم" کی صفت واقع ہے۔

﴿وذلک الفوز المبین وان یمسسک الله بضر فلا کاشف له﴾.

و: مستانفہ...... ذلک : مبتدا...... الفوز المبین : خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ...... ان : شرطیہ...... یمسسک الله بضر : فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... لا: نفی جنس...... کاشف له : شبہ جملہ مبدل منہ...... الا: اداۃ حصر...... ھو: بدل، ملکر اسم "موجود" خبر محذوف ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان یمسسک بخیر فھو علی کل شیء قدیر﴾.

و: عاطفہ...... ان : شرطیہ...... یمسسک بخیر: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... ھو علی کل شیء قدیر : جملہ اسمیہ جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وھو القاھر فوق عبادہ وھو الحکیم الخبیر﴾.

و: مستانفہ...... ھو : مبتدا...... القاھر : اسم فاعل بافاعل...... فوق عبادہ: ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... ھو: مبتدا...... الحکیم: خبر اول...... الخبیر: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ای شیء اکبر شھادۃ قل الله شھید بینی وبینکم﴾.

قل : قول...... ای شیء: مبتدا...... اکبر: خبر، شھادۃ : ان کے درمیان نسبت کی تمیز، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ، قل : قول، الله : مبتدا...... شھید بینی وبینکم : شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم به ومن بلغ﴾.

و: مستانفہ...... اوحی: فعل مجہول...... الی : ظرف لغو...... ھذا القران: نائب الفاعل ...... لام :تعلیلیة......

انذر: فعل بافاعل...... کم: معطوف علیہ...... ومن بلغ: معطوف ملکر مفعول...... بہ: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مجرور ملکر ظرف لغو ثانی یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ائنکم لتشھدون ان مع اللہ الھۃ اخری﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام، انکم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، تشھدون: فعل بافاعل، ان: حرف مشبہ، مع اللہ: ظرف مستقر خبر مقدم، الھۃ اخری: مرکب توصیفی اسم مؤخر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل لا اشھد قل انما ھو الہ واحد واننی بری مما تشرکون﴾۔

قل: قول...... لااشھد: جملہ فعلیہ مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... قل: قول...... انما: حرف مشبہ وما کافہ...... ھو: مبتدا...... الہ واحد: خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... اننی: حرف مشبہ واسم...... بری مماتشرکون: شبہ جملہ خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿الذین اتینھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابنائھم﴾۔

الذین اتینھم الکتب: موصول صلہ ملکر مبتدا...... یعرفونہ: فعل بافاعل ومفعول...... کما یعرفون ابنائھم: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الذین خسروا انفسھم فھم لا یومنون﴾

الذین خسروا انفسھم: موصول صلہ ملکر مبتدا...... ف: جزائیہ...... ھم لایومنون: جملہ اسمیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......قل اغیر اللہ اتخذ ولیا......☆ جب کفار نے حضور اقدس علیہ السلام کو اپنے باپ دادا کے دین کی دعوت دی تو یہ آیت نازل ہوئی

☆......قل ای شیء اکبر شھادۃ......☆ اہل مکہ رسول کریم ﷺ سے کہنے لگے کہ اے محمد ﷺ ہمیں کوئی ایسا دکھایئے جو آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

﴿فانظروا﴾ اور ﴿ثم انظروا﴾ میں فرق:

۱......فانظروا میں فاء سبب کے لئے ہے اسلئے غور وفکر کرنا یہ مسبب بنا اپنے سبب سیر کرنے کیلئے اور ثم انظروا میں ثم سبب کے لئے نہیں آیا ہے ۔ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ غور وفکر کرنے کے لئے سفر کرو اور سفر میں غافل نہ ہو جاؤ اور سیروا فی الارض ثم انظروا سے تجارت وغیرہ کے لئے سفر کرنے کی اباحت ثابت ہوتی ہے اور دوران سفر ہالکین کے بارے میں غور وفکر کرنے کا

واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اسی لئے انظروا کے ساتھ ثم لگایا گیا تا کہ واجب اور مباح کے مابین تباعد ظاہر ہو جائے۔

(المدارک، ج۱،ص۴۹۳)۔

﴿کتب علی نفسه الرحمة﴾ کا معنی:

۲.....علامہ ناصر الدین بیضاوی ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنی ذات مقدسہ پر فضل واحسان کو لازم کر لیا ہے اور اس رحمت سے مراد دارین کی رحمت ہے اور ان رحمتوں میں اللہ ﷻ کا ہدایت دینا، اپنی توحید کا علم عطا کرنا، خالق کائنات کا آسمانی کتاب نازل کرنا، کفر کے باوجود بھی لوگوں کو مہلت دینا وغیرہ داخل ہیں۔ (البیضاوی، ج۱،ص۴۸۱)

کلبی روایت کرتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنی ذات پر امت محمد ﷺ کے لئے رحمت لازم کر لی ہے کہ اللہ ﷻ انہیں تکذیب کرنے پر بھی عذاب نہ کریگا جیسا کہ امم سابقہ اور قرون ماضیہ کی تکذیب پر اللہ ﷻ نے عذاب فرمایا بلکہ اللہ ﷻ امت محمد ﷺ سے عذاب کو قیامت تک کے لئے مؤخر فرمالیا ہے۔ (روح المعانی، الجزء السابع،ص۱۳۵)

☆......عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "لَمَّا قَضَی اللّٰهُ الْخَلْقَ کَتَبَ کِتَابًا عِنْدَهُ غَلَبَتْ اَوْ قَالَ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْش"، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب اللہ ﷻ نے مخلوق کی تخلیق کا فیصلہ فرمایا تو اپنے پاس موجود کتاب میں اپنے دستِ قدرت سے تحریر فرمایا کہ غالب ہوئی یا سبقت کر گئی میری رحمت میرے غضب پر، پس یہ کتاب اللہ ﷻ کے قبضہ قدرت میں عرش کے اوپر موجود ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید ،باب قول لله تعالی، رقم۷۵۵۳،ص۱۳۰٤)

☆......اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ :"جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَاَمْسَکَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ وَاَنْزَلَ فِی الْاَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ ذٰلِکَ الْجُزْءِ تَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ حَتّٰی تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْیَةَ اَنْ تُصِیْبَه"، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہ کائنات ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: "اللہ ﷻ نے اپنی رحمت کے سو حصے کیے جس میں سے ننانوے حصے اپنے پاس رکھ لئے اور ایک حصہ زمین پر اتارا اور یہی وہ ایک حصہ ہے کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتی کہ چوپایہ اپنے بچے کے اوپر سے اپنا پیر ہٹالیتا ہے تا کہ اسکو تکلیف نہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبة ،باب فی سعة رحمة الله تعالی،رقم ٦٨٦٦/٦٨٥٢،ص١٣٤٩)

☆......عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ مِائَةَ رَحْمَةٍ کُلُّ رَحْمَةٍ طِبَاقَ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجَعَلَ مِنْهَا فِی الْاَرْضِ رَحْمَةً فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلٰی وَلَدِهَا وَالْوَحْشُ وَالطَّیْرُ بَعْضُهَا عَلٰی بَعْضٍ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ اَکْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ" حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس دن اللہ عزوجل نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اس دن اس نے سو رحمتیں پیدا کیں، ہر رحمت آسمان اور زمین کے بھراؤ کے برابر ہے اس سو رحمتوں میں سے ایک رحمت زمین پر اتاری اسی ایک رحمت کی وجہ سے ماں اپنی اولاد پر، اور وحشی درندے اور پرندے ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عزوجل اس رحمت کے ساتھ اپنی رحمتوں کو پورا کرے گا''۔ (صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى، رقم: ۶۸۷۱/۲۷۵۲، ص۱۳۴۹)

کیا غیر اللہ بھی مدد کرسکتا ھے:

۳.....ولیا کے معنی مددگار اور معبود کے ہیں اللہ عزوجل نے آیت مبارکہ میں ارشاد فرمایا **قل اغیر اللہ اتخذ ولیا** یعنی تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا کوئی اور ولی یعنی معبود بنالوں، اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں تمام مفسرین نے یہی فرمایا ہے کہ یہاں اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ نے کو یہ فرمانے کا حکم دیا ہے کہ لوگ اللہ عزوجل کو چھوڑ کر کسی اور کو ولی یعنی معبود نہ بنائیں۔

(روح المعانی الجزء السابع، ص۱۴۰، المظهری، ج۲، ص۴۳۹، المدارك، ج۱، ص۴۹۴)

اس طرح کی آیات میں ولی بمعنی معبود ہوتا ہے بعض حضرات ولی کا معنی مددگار کرتے ہیں اور مطلقاً غیر اللہ سے مدد مانگنے کو شرک اور مدد مانگنے والے کو مشرک کہتے ہیں۔ غیر اللہ سے مدد کو مطلقاً شرک کہنا انتہائی جرأت کی بات ہے بلکہ یہ امت مرحومہ کو مشرک بتانے کے مترادف ہے کیونکہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنا یہ ایک ایسا عمل ہے کہ اگر اسے شرک قرار دیا جائے تو نوع انسانی میں سے کوئی بھی شخص اس شرک کے فتوی کا شکار بننے سے نہ بچ سکے، غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک اس صورت میں ہے جب کہ اسے معبود سمجھ کر استعانت کرے یا اس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ عزوجل نہ چاہے تب بھی یہ شخص میری مدد کرسکتا ہے۔ جو مسلمان انبیاء کرام یا اولیاء کرام کو اپنا مددگار سمجھتے ہیں ان سے استعانت کرتے ہیں وہ ان حضرات کو اللہ عزوجل کی اعانت کا مظہر سمجھتے ہیں ان کا عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کے اذن اور اس کی اجازت سے یہ حضرات ہماری مشکلات دور کرسکتے ہیں اس میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں، اللہ عزوجل کے ان پیاروں سے استعانت کرنا حقیقتاً انہیں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنے مقصد کے حصول کے لیے وسیلہ بنانا ہے اب ہم مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر شرف ملت، محسن اہلسنت، استاذ العلماء، حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری علیہ رحمۃ اللہ الھادی کی کتاب ''**عقائد و نظریات**'' سے استعانت کی بحث سے متعلق چند باتیں نقل کرتے ہیں:

امام احمد رضا فاضل بریلوی کا عقیدۂ استمداد:

''اس استعانت ہی کو دیکھئے کہ جس معنی پر غیر خدا سے شرک ہے، یعنی اسے قادر بالذات و مالک مستقل جان کر مدد مانگنا بایں معنی اگر دفع مرض میں طبیب یا دوا سے استمداد کرے یا حاجت فقر میں امیر بادشاہ کے پاس جائے یا انصاف کرنے کو کسی کچہری میں مقدمہ لڑائے، بلکہ کسی سے روزمرہ کے معمولی کاموں میں مدد لے جو بالیقین تمام وہابی روزانہ اپنی عورتوں، بچوں، نوکروں سے کرتے کراتے

ہیں، مثلاً یہ کہنا کہ فلاں چیز اٹھادے یا کھانا پکادے، سب قطعی شرک ہے کہ جب یہ جانا کہ اس کام کے کر دینے پر خود انہیں اپنی ذات سے بے عطائے الٰہی قدرت ہے تو صریح کفروشرک میں کیا شبہ رہا؟ اور جس معنی پر ان سب سے استعانت شرک نہیں، یعنی مظہر عون الٰہی وواسطہ ووسیلہ وسبب سمجھنا، اس معنی پر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے کیوں شرک ہونے لگی؟''۔

خلاصہ یہ کہ کسی بھی مخلوق کو اس طرح مستقل مددگار ماننا کہ وہ اللہ ﷻ کی امداد وعطا کی محتاج نہیں ہے، شرک اور کفر ہے اور کسی مخلوق کو عطائے الٰہی کا مظہر اور وسیلۂ رحمت باری ﷻ ماننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ استعانت اور توسل ایک ہی شے ہے۔ اللہ ﷻ مقصود اصلی ہے، اسے وسیلہ نہیں بنایا جاسکتا، اللہ ﷻ کی بارگاہ میں مقبول اشیاء خواہ وہ ذوات ہوں یا اعمال صالحہ بنانا جائز ہے اور ان سے استعانت بھی جائز ہے، کیونکہ توسل اور استعانت اگرچہ الگ الگ الفاظ ہیں، لیکن ان کی مراد ایک ہی ہے، امام علامہ **تقی الدین سبکی** فرماتے ہیں: ''جب نبی اکرم ﷺ سے کسی شے کے طلب کرنے کے احوال اور اقسام کا بیان ہوگیا اور مطلب ظاہر ہوگیا تو، اب تم اس طلب کو توسل کہو یا تشفع، استغاثہ کہو یا تجوہ یا توجہ کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ ان سب کا مطلب ایک ہی ہے۔

اقسام نسبت:

علماء معانی نے اسناد (نسبت) کی دو قسمیں بیان کی ہیں: (۱) حقیقتِ عقلیہ: حقیقتِ عقلیہ یہ ہے کہ فعل کی نسبت ایسی شے کی طرف کی جائے کہ بہ ظاہر متکلم کے نزدیک فعل اس کی صفت ہو جیسے ''انبت اللہ البقل اللہ ﷻ نے سبزہ اگایا'' سبزہ اگانا اللہ ﷻ کی صفت ہے، جب اس کی نسبت اس ذاتِ قدوس کی طرف کی جائے گی تو اسے حقیقت عقلیہ کہا جائے گا۔ (۲) مجازِ عقلی: مجازِ عقلی یہ ہے کہ فعل کے موصوف کے بجائے اس کے کسی متعلق کی طرف نسبت کر دی جائے اور ساتھ ہی کوئی علامت بھی پائی جائے کہ یہ نسبت موصوف کی طرف نہیں، بلکہ اس کے کسی متعلق کی طرف ہے، مثلاً فعل کی نسبت زمان، مکان یا سبب کی طرف کر دی جائے، مثلاً ''بنی الامیر المدینۃ'' (امیر نے شہر بنایا) حقیقتاً شہر کی تعمیر معماروں اور مزدوروں کا کام ہے، لیکن امیر چونکہ سبب ہے، اس کے کہنے پر شہر تعمیر کیا گیا ہے، اس لیے مجازاً تعمیر کی نسبت اس کی طرف کر دی گئی ہے۔

پھر مجاز پر دلالت کرنے والا قرینہ (علامت) کبھی لفظی ہوگا اور کبھی معنوی علامتِ معنوی کی مثال دیتے ہوئے **علامہ تفتازانی** ''احوال الاسناد الخبری'' میں فرماتے ہیں ''جب موحد سے ''انبت الربیع البقل'' (موسم بہار نے سبزہ اگایا) ایسا کلام صادر ہوگا، تو حکم کیا جائے گا کہ یہ اسنادِ مجازی ہے، کیونکہ موحد کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اگانا موسم بہار کی صفت ہے، جبکہ یہی بات اللہ ﷻ کے وجود کا منکر کہے گا، تو اسے حقیقت کہا جائے گا''۔ یہی **علامہ تفتازانی** فرماتے ہیں: ''کافر نے کہا موسم بہار نے سبزہ اگایا، یہ نسبت اگرچہ اس کی طرف نہیں ہے جس کی صفت اگانا ہے، بلکہ اس کے غیر کی طرف ہے، لیکن اس میں علامت نہیں ہے (حتیٰ کہ اسے مجاز کہا جاسکے) کیونکہ یہ تو اس کی مراد ہے اور اس کا عقیدہ ہے، اسی طرح یہ کہنا کہ طبیب نے مریض کو شفا دی (لہٰذا یہ حقیقت ہے)۔

خلاصہ یہ کہ کافر نے کہا کہ طبیب نے مریض کو شفا دی، تو یہ حقیقت ہے، کیونکہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تاثیر کا قائل ہی نہیں ہے، یہی بات اگر مومن نے کہی، تو اسے مجازِ عقلی کہا جائے گا اور اس کا ایماندار ہونا اس بات کی علامت ہوگا کہ وہ شفا کی نسبت طبیب کی طرف اس لیے کر رہا ہے کہ وہ شفا کا سبب ہے، اس لیے نسبت نہیں کر رہا کہ فی الواقع طبیب نے شفا دی ہے، شفا دینا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کام ہے۔

اس گفتگو پر غور کرنے سے مسئلہ استعانت کی حیثیت بالکل واضح ہو جاتی ہے، کیونکہ انبیاء و اولیاء سے مدد چاہنے والا اگر مومن ہے تو اس کا ایماندار ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اس کے نزدیک کارسازِ حقیقی، مقاصد کا پورا کرنے والا، حاجتیں بر لانے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے، ان امور کی نسبت انبیاء و اولیاء کی طرف مجازِ عقلی کے طور پر کی گئی ہے کہ وہ مقاصد کے پورا ہونے کے لیے سبب اور وسیلہ ہیں۔

سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی "ایاک نستعین" کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "اس جگہ یہ سمجھنا چاہیے کہ غیر سے اس طرح استعانت حرام ہے کہ اعتماد اس غیر پر ہو اور اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امداد کا مظہر نہ جانے اور اگر توجہ محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف ہو اور اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امداد کا مظہر جانے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حکمت اور کارخانۂ اسباب پر نظر کرتے ہوئے اس غیر سے ظاہری استعانت کرے، تو یہ راہِ معرفت سے دور نہ ہوگا اور شریعت میں جائز اور روا ہے، اس قسم کی استعانت انبیاء و اولیاء نے غیر سے کی ہے، درحقیقت استعانت کی یہ قسم غیر سے نہیں ہے، بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے ہے"۔ مشہور اہلِ حدیث نواب وحید الزماں لکھتے ہیں: "اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جو امور انبیاء و اولیاء سے ان کی زندگی میں طلب کیے جاتے تھے، مثلاً دعا اور شفاعت وہ ان کے وصال کے بعد طلب کرنا شرکِ اکبر نہیں ہوگا اور وہ امور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ خاص ہیں اور ان حضرات کی زندگی میں ان سے طلب نہیں کیے جاتے تھے، ایسے امور کا ان سے ان کی وفات کے بعد طلب کرنا شرک ہے جیسے ان امور کا ان کی زندگی میں طلب کرنا شرک ہے، البتہ مجازاً نسبت ہو سکتی ہے جیسے حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: "میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اذن سے مُردوں کو زندہ کرتا ہوں" شیخ الاسلام نے اپنے بعض فتاویٰ میں اس کی تصریح کی ہے"۔

مجازی نسبت پر گفتگو کرتے ہوئے نواب صاحب مزید لکھتے ہیں: "اور جیسے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس ارشاد "و اذ تخلق من الطین" میں پیدا کرنے اور شفا دینے کی نسبت حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف مجازاً کی گئی ہے، پس اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ روح اللہ عَلَیْہِ السَّلَام سے درخواست کرے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اذن سے مردے کو زندہ کریں تو یہ شرکِ اکبر نہ ہوگا، اسی طرح اگر کوئی شخص زندہ ولی سے یا نبی یا ولی کی روح سے یہ درخواست کرے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اذن سے اسے اولاد دیں یا اس کی بیماری دور کر دیں، تو یہ شرکِ اکبر نہ ہوگا"۔

قولِ فیصل: اس تفصیل سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ انبیاء و اولیاء سے حصولِ مقاصد کی درخواست کرنا شرک و کفر نہیں ہے، جیسے عام طور پر مبتدعین کا رویہ ہے کہ بات بات پر شرک اور کفر کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں۔ البتہ یہ ظاہر ہے کہ جب حقیقی حاجت روا، مشکل کشا اور کارساز اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات ہے، تو احسن اور اولیٰ یہی ہے کہ اسی سے مانگا جائے اور اسی سے درخواست کی جائے اور انبیاء و اولیاء کا وسیلہ اس کی

بارگاہ میں پیش کیا جائے، کیونکہ حقیقت، حقیقت ہے اور مجاز، مجاز ہے، یا بارگاہِ انبیاء و اولیاء میں درخواست کی جائے کہ آپ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ ہماری مشکلیں آسان فرمادے اور حاجتیں برلائے، اس طرح کسی کو غلط فہمی بھی پیدا نہیں ہوگی اور اختلافات کی خلیج بھی زیادہ وسیع نہیں ہوگی۔ (العقائد و النظریات، ص ۱۸۶تا۱۸۱)

نافرمانی عذاب کو دعوت دیتی ہے:

۴......اللہ ﷻ کی فرمانبرداری مسلمانوں پر لازم ہے مسلمان یہ جانتا ہے کہ وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی کرکے کوئی کامیابی حاصل نہیں کرسکتا۔ معصیت محرومی کا سبب ہے۔ جب مسلمانوں کے نبی جو کہ عین گناہوں سے پاک تھے انکی ذات سے تو گناہ کا تصور ہی نہیں ہوسکتا لیکن پھر بھی یہ فرمایا کہ میں اپنے رب ﷻ کی نافرمانی کروں مجھے اپنے رب کے عذاب سے ڈر ہے۔ امام غزالی **کیمیاء سعادۃ** میں فرماتے ہیں: کہ انسان کا دل ایک پاک گوہر ہے اور گوہر ملائکہ کی جنس سے ہے درگاہ الوہیت اس کا اصل معدن ہے وہیں سے وہ آیا ہے اور وہیں جائے گا اور یہاں مسافر کی طرح آیا ہے۔ آگے چل کر مزید فرمایا کہ دل گویا ایک روشن آئینہ ہے اور بُرے اخلاق دھواں اور ظلمات ہیں جب دل تک پہنچتے ہیں تو اسے اندھا کردیتے ہیں کہ ایسا بندہ قیامت کے دن اللہ ﷻ کی دید سے محروم رہے گا اور نیک اخلاق گویا کہ نور ہیں کہ دل میں پہنچ کر اسے سیاہی اور گناہوں سے صاف کردیتے ہیں اسی لئے آقائے دو عالم ﷺ نے فرمایا: یعنی ہر بُرائی کے بعد بھلائی کرلو کہ بُرائی کو بھلائی مٹا دیتی ہے۔ آدمی کا دل ابتدائے خلقت میں لوہے کا سا ہے۔ جس سے روشن آئینہ بنتا ہے کہ تمام اس میں دکھائی دیتا ہے بشرطیکہ اسے خوب حفاظت سے رکھیں نہیں تو ایسا زنگ لگ جاتا ہے کہ اس سے آئینہ نہ بن سکے گا۔

(کیمیائے سعادت مترجم، ص ۳۹ وغیرہ)

جسے قرآن کی تعلیم پہنچی:

۵......حضرت محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ **من بلغه القرآن فکانما رأی النبی و کلمه** یعنی جسے قرآن پہنچا وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا اور انکا کلام سنا۔ (الجمل، ج۲، ص۳۲۸)

☆......☆ **لیعتبروا**: یعنی لوگوں کو چاہیے کہ نصیحت پکڑیں، پس نصیحت پکڑنے کے لیے جہاں میں گھومیں پھریں اور غور تفکر کریں (نتیجہ کے طور) انہیں دلائل اور نور تام حاصل ہوگا، یہی سے حضرات صوفیائے کرام نے سیر و سیاحت کو اخذ کیا ہے اس لیے کہ سیاحت ان امور میں سے ہے جو بندے کو واصل الی اللہ ہونے کے درجات میں ترقی کرنے اور اللہ ﷻ کی مصنوعات میں نظر اور تفکر کرنے میں مدد کرتی ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق﴾۔

فضلا منه: مفسر علیہ الرحمۃ کے اس جملے "فضلا منه" سے ان معتزلہ کا رد ہوتا ہے جن کا کہنا ہے "عقلی طور پر اللہ ﷻ کی ذات کے لیے رحمت کرنا واجب ہے اور اس کا تخلف محال ہے"۔ **حل**: حل کی تفسیر سکن سے کرکے مفسر نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ آیت میں

کوئی حذف نہیں ہے، اور اسی پر جمہور مفسرین کا اتفاق ہے، اور لفظ حل بمعنی وجد ہے اور یہ ساکن اور متحرک دونوں کو شامل ہے۔

اعبدہ: اتخذ کی تفسیر اعبدہ سے کی، مراد یہ ہے کہ یہاں ''ولی'' سے مراد معبود ہے، لفظِ ولی مشترک ہے مختلف معانی میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً بمعنی معبودِ حقیقی جیسے فرمایا ﴿فالله هو الولی﴾ بمعنی قریب اور بمعنی ساتھی، اس انسان کو جو اللہ عزوجل کی طاعت گزاری میں منہمک رکھے اسے بھی ولی کہتے ہیں جیسا کہ فرمایا ﴿الله ولی الذین امنوا﴾۔

مبدعهما: اللہ عزوجل زمین و آسمان کو بغیر کسی سابقہ مثال کے نئے سرے سے پیدا کرنے پر قادر ہے، پس فاطر اور فطرۃ بمعنی خلقت ہے، فطر، خلق، انشا: ہم معنی الفاظ ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: میں فطر اور فاطر کے معنی نہیں جانتا تھا حتی کہ میرے پاس دو اعرابی کنوئیں کے مسئلے میں آپس میں جھگڑنے لگے، ان میں سے ایک نے کہا: انا فطرتها میں نے اس کنوئیں کو بنایا '' کی استعمال کے حوالے سے ابتداء کی۔ (الصاوی، ج۲، ص۱۶۶)۔

رکوع نمبر: ۹

﴿وَمَنْ﴾ اَیْ لَا اَحَدَ ﴿اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا﴾ بِنِسْبَتِهِ الشَّرِيْكَ اِلَيْهِ ﴿اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ﴾ اَلْقُرْآن ﴿اِنَّهٗ﴾ اَیِ الشَّانُ ﴿لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (۲۱)﴾ بِذٰلِكَ ﴿وَ﴾ اُذْكُرْ ﴿يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا﴾ تَوْبِيْخًا ﴿اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ (۲۲)﴾ اَنَّهُمْ شُرَكَاءُ اللّٰهِ ﴿ثُمَّ لَمْ تَكُنْ﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿فِتْنَتُهُمْ﴾ بِالنَّصْبِ وَالرَّفْعِ اَیْ مَعْذِرَتُهُمْ ﴿اِلَّآ اَنْ قَالُوْا﴾ اَیْ قَوْلُهُمْ ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا﴾ بِالْجَرِّ نَعْتٌ وَالنَّصْبِ نِدَاءٌ ﴿مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (۲۳)﴾ قَالَ تَعَالٰی ﴿اُنْظُرْ﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ﴾ بِنَفْيِ الشِّرْكِ عَنْهُمْ ﴿وَضَلَّ﴾ غَابَ ﴿عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (۲۴)﴾ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الشُّرَكَاءِ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ﴾ اِذَا قَرَأْتَ ﴿وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً﴾ اَغْطِيَةً لِ ﴿اَنْ﴾ لَا ﴿يَّفْقَهُوْهُ﴾ يَفْهَمُوا الْقُرْآنَ ﴿وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا﴾ صَمَمًا فَلَا يَسْمَعُوْنَهٗ سِمَاعَ قُبُوْلٍ ﴿وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ﴾ مَا ﴿هٰذَآ﴾ اَلْقُرْآنُ ﴿اِلَّآ اَسَاطِيْرُ﴾ اَكَاذِيْبُ ﴿الْاَوَّلِيْنَ (۲۵)﴾ كَالْاَضَاحِيْكِ وَالْاَعَاجِيْبِ جَمْعُ اُسْطُوْرَةٍ بِالضَّمِّ ﴿وَهُمْ يَنْهَوْنَ﴾ النَّاسَ ﴿عَنْهُ﴾ عَنِ اتِّبَاعِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿وَيَنْئَوْنَ﴾ يَتَبَاعَدُوْنَ ﴿عَنْهُ﴾ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ، وَقِيْلَ نَزَلَتْ فِيْ (اَبِیْ طَالِبٍ) وَكَانَ يَنْهٰی عَنْ اَذَاهُ وَلَا يُؤْمِنُ بِهٖ ﴿وَاِنْ﴾ مَا ﴿يُّهْلِكُوْنَ﴾ بِالنَّاْيِ عَنْهُ ﴿اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ﴾ لِاَنَّ ضَرَرَهٗ عَلَيْهِمْ ﴿وَمَا يَشْعُرُوْنَ (۲۶)﴾ بِذٰلِكَ ﴿وَلَوْ تَرٰٓی﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿اِذْ وُقِفُوْا﴾ عُرِضُوْا ﴿عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا يَا﴾ لِلتَّنْبِيْهِ ﴿لَيْتَنَا نُرَدُّ﴾ اِلَی الدُّنْيَا ﴿وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۲۷)﴾ بِرَفْعِ الْفِعْلَيْنِ اِسْتِيْنَافًا، وَنَصْبِهِمَا فِیْ جَوَابِ التَّمَنِّیْ وَرَفْعِ الْاَوَّلِ وَنَصْبِ الثَّانِیْ وَجَوَابُ لَوْ لَرَاَيْتَ اَمْرًا عَظِيْمًا قَالَ تَعَالٰی ﴿بَلْ﴾ لِلْاِضْرَابِ عَنْ اِرَادَةِ الْاِيْمَانِ

الْمَفْهُوْمِ مِنَ التَّمَنِّیْ ﴿ بَدَا ﴾ ظَهَرَ ﴿لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ﴾ يَكْتُمُوْنَ بِقَوْلِهِمْ (وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ) بِشَهَادَةِ جَوَارِحِهِمْ ، فَتَمَنَّوْا ذٰلِكَ ﴿ وَلَوْ رُدُّوْا ﴾ اِلَى الدُّنْيَا فَرْضًا ﴿لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ﴾ مِنَ الشِّرْكِ ﴿ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (۲۸) ﴾ فِيْ وَعْدِهِمْ بِالْاِيْمَانِ ﴿وَقَالُوْآ﴾ اَيْ مُنْكِرُوا الْبَعْثِ ﴿ اِنْ ﴾ مَا ﴿هِيَ﴾ اَيِ الْحَيَاةُ ﴿ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ (۲۹) ﴾ ﴿وَلَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوْا﴾ عُرِضُوْا ﴿عَلٰى رَبِّهِمْ﴾ لَرَاَيْتَ اَمْرًا عَظِيْمًا ﴿ قَالَ﴾ لَهُمْ عَلٰى لِسَانِ الْمَلٰئِكَةِ تَوْبِيْخًا ﴿ اَلَيْسَ هٰذَا﴾ اَلْبَعْثُ وَالْحِسَابُ ﴿ بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ﴾ اِنَّهُ لَحَقٌّ ﴿ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (۳۰) ﴾ بِهٖ فِي الدُّنْيَا.

﴿ترجمہ﴾

اور کون ہے (یعنی کوئی نہیں) اس سے بڑھ کر ظالم جو اللہ پر جھوٹ باندھے (یعنی اسکی طرف شریک کی نسبت کرکے) یا اسکی آیتیں (یعنی قرآن کی آیتیں) جھٹلائے بے شک (انہ میں ہ ضمیر، ضمیر شان ہے) ظالم فلاح نہ پائینگے (افتراء اور تکذیب کرکے) اور (یاد کرو) جس دن ہم سب کو اٹھائیں گے پھر مشرکوں سے (سختی کرتے ہوئے) فرمائیں گے کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جنکا تم دعوی کرتے تھے (کہ وہ اللہ ﷻ کے شریک ہیں) پھر نہ ہوگی (صیغہ تکن میں دولغتیں ہیں اسے تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) انکی کچھ معذرت (فتنتهم نصب اور رفع دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی معذرت ہے) مگر یہ کہ وہ بولے (یعنی انکا یہ کہنا) اپنے رب اللہ کی قسم (ربنا جر کے ساتھ ہوتو صفت اور نصب کے ساتھ ہوتو ندا ہے) کہ ہم مشرک نہ تھے (اللہ ﷻ نے فرمایا) دیکھو (اے محمد ﷺ!) کیسے جھوٹ باندھا خود اپنے اوپر (اپنے آپ سے شرک کی نفی کرکے) اور گم ہوگئیں (ضل بمعنی غاب ہے) ان سے وہ باتیں جو (اللہ ﷻ کے لیے اس کا شریک مان کر) بناتے تھے اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگاتا ہے......(جب آپ ﷺ قرأت فرماتے ہیں) اور ہم نے انکے دلوں پر غلاف کردیئے (اکنۃ بمعنی اغطیۃ ہے تاکہ) اسے نہ سمجھیں (یعنی قرآن نہ سمجھیں یفقهوه بمعنی یفهموه ہے) اور انکے کان میں ٹینٹ (یعنی بہراپن ہے کہ وہ قبولیت کے کانوں سے نہیں سنتے) اور اگر ساری نشانیاں دیکھیں تو ان پر ایمان نہ لائیں گے یہانتک کہ جب تمہارے حضور تم سے جھگڑتے حاضر ہوں تو کافر کہیں نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) یہ (قرآن) مگر (جھوٹی) اگلوں کی داستانیں (اساطیر، اضاحیک، اور اعاجیب کے وزن پر ہے، اساطیر اسطورة بالضم کی جمع ہے) اور وہ روکتے ہیں (لوگوں کو) اس سے (یعنی نبی پاک ﷺ کی اتباع سے) اور دور رہتے ہیں (ینئون بمعنی یتباعدون ہے) اس سے (کہ اس پر ایمان نہیں لاتے کہا گیا کہ ابوطالب کے بارے میں آیت نازل ہوئی جو آپ ﷺ کو تکلیف دینے سے لوگوں کو روکتا تھا اور خود ایمان نہیں لایا) اور نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) ھلاک کرتے (دوری اختیار کرکے) مگر اپنی جانیں (کیونکہ اسکا ضرر انہی پر ہے) اور انہیں شعور نہیں (اپنی جانوں کے ھلاک ہونے کا) اور کبھی تم دیکھو (اے محمد ﷺ!) جب وہ پیش کیے جائیں (وقفوا بمعنی عرضوا ہے) آگ پر

تو کہیں گے (یــــا تنبیہ کیلئے ہے) اے کاش کسی طرح ہم واپس بھیجے جائیں (دنیا میں) اور اپنے رب کی آیتیں نہ جھٹلائیں اور مسلمان ہو جائیں (دونوں فعل نکذب اور نکون مرفوع ہوں تو مستانفہ ہونگے اور منصوب ہوں تو جواب تمنی، اور اگر فعل اول نکذب مرفوع اور ثانی نکون منصوب ہو تو اس صورت میں لو کا جواب شرط لرأیت امرا عظیما محذوف ہوگا، اللہ ﷻ فرماتا ہے) بلکہ (بل یہاں اضراب کے لیے ہے یعنی ان کی اس تمنا سے جو ایمان لانے کا ارادہ مفہوم ہو رہا ہے بل اس کی تردید کر رہا ہے) ظاہر ہو گیا (بدء بمعنی ظهر ہے) جو پہلے چھپاتے تھے......۲......(اپنے اس قول واللہ ربنا ما کنا مشرکین کے ذریعے جو وہ چھپاتے تھے انکے جوارح کی گواہی کے سبب وہ ظاہر ہو گیا تو پھر وہ تمنا کریں گے دنیا میں جا کر ایمان لانے کا کہ) اگر وہ (بالفرض دنیا میں) واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی (شرک) کریں گے جس سے منع کے لئے گئے تھے اور بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں (اپنے وعدہ ایمان میں) اور وہ بولے (یعنی منکرین بعث) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) وہ (یعنی زندگی) مگر ہماری دنیا کی زندگی ہے اور ہمیں اٹھنا نہیں اور کبھی تم دیکھو جب اکھٹے کیے جائیں گے (پیش کیے جائیں گے و قفوا بمعنی عرضوا ہے) اپنے رب کے حضور (تو ضرور آپ ایک عظیم امر دیکھیں گے) فرمائے گا (ان سے فرشتوں کی زبانی سختی کرتے ہوئے) کیا یہ (بعث وحساب) حق نہیں؟ کہیں گے: کیوں نہیں! اپنے رب کی قسم! (بیشک یہ حق ہے) تو اب عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا (جو دنیا میں کیا تھا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایته انه لا یفلح الظالمون﴾.

و: مستانفہ...... من: استفہامیہ مبتدا...... اظلم: اسم تفضیل بافاعل...... من: جار...... من: موصولہ...... افتری علی اللہ کذبا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... او کذب بایته: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... انه: حرف مشبہ بالفعل واسم...... لایفلح الظلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ویوم نحشرهم جمیعا ثم نقول للذین اشرکوا این شرکاؤکم الذین کنتم تزعمون﴾.

و: مستانفہ...... یوم: مضاف، نحشرهم جمیعا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ثم: عاطفہ...... نقول للذین اشرکوا: قول، این: ظرف مکان متعلق بحذوف خبر مقدم...... شرکاء کم: موصوف، الذین: موصول...... کنتم تزعمون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿ثم لم تکن فتنتهم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین﴾.

ثم: عاطفہ...... لم: حرف نفی وجزم...... تکن: فعل ناقص...... فتنتهم: اسم...... الا: اداۃ حصر...... ان: بمصدریہ، قالوا: قول...... و: قسمیہ جار...... اللہ: موصوف...... ربنا: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر، فعل محذوف "نقسم" کیلئے ملکر جملہ

قسمیہ انشائیہ...... ما: نافیہ ......کنا مشرکین: جملہ فعلیہ جواب قسم ،ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقولہ ،ملکر بتاویل مصدر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انظر کیف کذبوا علی انفسھم وضل عنھم ما کانوا یفترون﴾.

انظر: فعل امر بافاعل...... کیف :اسم استفہام حال مقدم ......کذبوا : فعل واوضمیر ذوالحال ملکر فاعل...... علی انفسھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ......و: مستانفہ...... ضل : فعل...... عنھم : ظرف لغو ،ما کانوا یفترون: موصول صلہ ،ملکر فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ومنھم من یستمع الیک وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ وفی اذانھم وقرا﴾.

و: مستانفہ...... منھم : ظرف مستقر خبر مقدم ...... من : موصولہ...... یستمع الیک : جملہ فعلیہ صلہ ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... و:عاطفہ......جعلنا :فعل بافاعل ......علی قلوبھم: ظرف مستقر حال مقدم ......اکنۃ :ذوالحال، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......فی اذانھم :ظرف مستقر حال مقدم......وقرا: ذوالحال ،ملکر معطوف ملکر مفعول ......ان یفقھوہ : جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان یروا کل ایۃ لا یومنوا بھا حتی اذا جاء وک یجادلونک یقول الذین کفروا ان ھذا الا اساطیر الاولین﴾.

و: عاطفہ......ان :شرطیہ...... یروا کل ایۃ : جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لایومنوا : فعل نفی بافاعل ...... بھا: ظرف لغو اول...... حتی : جار...... اذا :ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم...... جاء وا :فعل واوضمیر ذوالحال...... یجادلونک: جملہ فعلیہ حال ،ملکر فاعل...... ک:ضمیر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... .یقول الذین کفروا:قول...... ان : نافیہ...... ھذا: مبتدا،الا: اداۃ حصر...... اساطیر الاولین :خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ثانی،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وھم ینھون عنہ وینئون عنہ وان یھلکون الا انفسھم وما یشعرون﴾.

و: مستانفہ...... ھم :مبتدا...... ینھون عنہ : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ینئون عنہ : جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ...... و: حالیہ...... ان: نافیہ...... یھلکون :فعل بافاعل...... الا: اداۃ حصر...... انفسھم :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... مایشعرون:فعل نفی بافاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ،ملکر حال یہ ماقبل...... ''ینھون'' سے فاعل ہے۔

﴿ولو تری اذ وقفوا علی النار فقالوا یلیتنا نرد ولا نکذب بایت ربنا ونکون من المومنین﴾.

و: مستانفہ...... لو :شرطیہ...... تری :فعل بافاعل ......اذ: مضاف ......وقفوا علی النار : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف : عاطفہ...... قالوا :قول...... یا :حرف ندا للتنبیہ ...... لیتنا: حرف مشبہ واسم...... نرد :فعل بافاعل ......و: بمعنی''مع ''مضاف

...... لانکذب بایت ربنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ...... ونکون من المومنین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر "ان" مضاف الیہ، ملکر مفعول معہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، تری فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "رأیت شیئا مذھلا عظیما" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿بل بدالھم ما کانوا یخفون من قبل ولو ردوا لعادوا لما نھو عنہ وانھم لکذبون﴾.

بل : حرف اضراب وعطف ......بدالھم: فعل وظرف لغو...... ما: نافیہ ...... کانوا: فعل ناقص بااسم......یخفون من قبل : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... لو : شرطیہ......ردوا: جملہ فعلیہ شرط...... لام : تاکیدیہ ......عادوا: فعل واوضمیر ذوالحال...... وانھم لکذبون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل...... لام: جار...... مانھوا عنہ: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالوا ان ھی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین﴾.

و: مستانفہ...... قالوا: قول، ان : نافیہ...... ھی : مبتدا، الا: اداۃ حصر...... حیاتنا: موصوف، الدنیا: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس...... نحن : اسم، ب: زائدہ...... مبعوثین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولوتری اذ وقفوا علی ربھم قال الیس ھذا بالحق﴾.

و: مستانفہ ......لو: شرطیہ......تری: فعل بافاعل...... اذ: مضاف ......وقفوا علی ربھم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "رأیت شیئا عظیما" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ...... قال: قول ......ھمزہ : حرف استفہام...... لیس: فعل ناقص...... ھذا: اسم ...... ب: زائدہ......الحق: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قالوا بلی وربنا قال فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون﴾.

قالوا: قول...... بلی: حرف جواب والاثبات والنفی...... و: قسمیہ جار...... ربنا : مجرور، ملکر ظرف مستقر "نقسم" فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ قسمہ انشائیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ، ......قال: قول......ف: فصیحہ...... ذوقوا العذاب: فعل امر بافاعل ومفعول ...... بما کنتم تکفرون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا علمتم ھذا ثم انحرفتم عن مقتضاہ" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وان یھلکون الا انفسھم......☆ یہ آیت کفار مکہ کے حق میں نازل ہوئی جولوگوں کو سید عالم ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی مجلس میں حاضر ہونے اور قرآن کریم سننے سے روکتے تھے اور خود بھی دور رہتے تھے کہ کہیں کلام مبارک ان کے دل میں اثر نہ کرجائے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا کہ یہ آیت حضور کے چچا ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی جو مشرکین کو تو حضور کی ایذا رسانی سے روکتے تھے اور خود ایمان لانے سے بچتے تھے۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

قرآن پاک کو کان لگاکر سننا:

۱......ابو سفیان، ابو جہل، ولید بن مغیرہ، نضر بن حرث، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف وغیرہ ایک بار قرآنِ پاک سننے کے لیے جمع ہوئے۔ نضر سے اسکے ساتھیوں نے کہا کہ اے ابو قتیبہ یہ کیا کہتے ہیں؟ نضر نے کہا میں اسکے سوا کچھ نہیں جانتا کہ محض زبان کو حرکت دیتے ہیں اور پرانے لوگوں کی کہانیاں بیان کرتے ہیں جیسا کہ میں تمہیں پہلے لوگوں کی کہانیاں سنایا کرتا تھا۔ ابو سفیان نے کہا کہ مجھے انکی باتوں میں سچائی معلوم ہوتی ہے ابو جہل نے کہا ہرگز نہیں انکی باتوں میں سے کسی بات کا اقرار نہ کرنا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ انکی باتوں پر یقین کرنے سے مر جانا بہتر ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۳۳۱)

اکنۃ کنان کی جمع ہے جیسے کہ ازمۃ زمام کی اور اعنۃ عنان کی جمع ہے۔ اور کنان ڈھانپنے والے پردے کو کہتے ہیں اور اس مادہ سے ثلاثی اور رباعی فعل استعمال ہوتا ہے جیسے کہا جائے کہ کننت شیئًا و اکننتہ کنا و اکنانا مگر امام راغب نے کننت اور اکننت میں فرق کیا ہے اور وہ اسطرح کہ انہوں نے کننت کو ظاہری چیز کے چھپانے کے ساتھ خاص کیا ہے جیسے انسان کا، گھر، کپڑوں یا جسم وغیرہ کو چھپانا اور اکننت باطنی چیز چھپانے کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے انسان کا اپنے دل میں کوئی بات چھپانا۔ (الجمل، ج۲، ص۳۳۲)۔

دل میں کفر تکذیب اور معاندت کا چھپانا:

۲......یہاں اللہ عزوجل کافروں کی اس حالت کو بیان فرما رہا ہے کہ کافر جب قیامت کے دن جہنم پر کھڑے کیے جائیں گے، طوق اور زنجیروں کا مشاہدہ کریں گے اور اپنی آنکھوں سے قیامت کے ہوش ربا اور دلدوز امور کو دیکھیں گے اس وقت یہ کہیں گے ﴿یالیتنا نرد ولا نکذب (الانعام ۲۷)﴾ ''یعنی ہائے کاش کہ ہم پھیر دیئے جائیں اور نہ جھٹلائیں'' وہ دنیا کی طرف واپس بھیجے جانے کی تمنا کریں گے تا کہ اچھے عمل بجالائیں اور اللہ عزوجل کی آیات کو نہ جھٹلائیں اور مومن ہو جائیں مگر اللہ تعالیٰ ان پر اس دن ظاہر فرمادے گا جو کفر، تکذیب اور معاندت وہ اپنے سینوں میں چھپاتے تھے اگر چہ وہ آخرت میں اس سے انکاری ہوں۔ قیامت کے دن یہ بھی ظاہر ہو جائے گا کہ وہ دنیا میں حضرات انبیائے کرام کی صداقت کو جانتے تھے اگر چہ انہوں نے اپنے پیروکاروں کے سامنے اسکے برعکس اظہار کیا۔ لہٰذا انبیاء کی حقانیت جاننے کے باوجود ایمان نہ لانے کا وبال اس دن ظاہر ہو جائیگا جیسا کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے فرعون سے کہا ﴿لقد علمت ما انزل ھولاء...... الخ (بنی اسرائیل ۱۰۲)﴾ ''کہا یقیناً تو خوب جانتا ہے کہ انہیں نہ اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے مالک نے'' فرعون اور اسکی قوم کے بارے میں فرمایا ﴿وجحدوا بھا

واستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا (النمل: ۱۴) ''اور انہوں نے انکار کر دیا انکا حالانکہ یقین کر لیا تھا انکی صداقت کا انکے دلوں نے اور انکار محض ظلم اور تکبر کی وجہ سے تھا'' ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد وہ منافقین ہوں جو حضور ﷺ کے سامنے تو اظہار ایمان کرتے تھے اور دل میں کفر کو چھپاتے تھے۔ یہاں کفار کے کلام کی خبر دی جارہی ہے جو وہ قیامت کے دن کریں گے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سورت مکی ہے اور نفاق بعض اہل مدینہ اور اطراف کے بدوؤں میں پیدا ہوا تھا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اگر چہ نفاق مدینہ منورہ میں ظاہر ہوا ہو اسلئے کہ اللہ ﷻ نے نفاق کا ذکر سورۃ عنکبوت میں بھی فرمایا ہے جو کہ مکی سورت ہے چنانچہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ﴿ولیعلمن اللہ الذین امنوا ولیعلمن المنافقین (العنکبوت: ۱۱)﴾ ''اور ضرور دیکھے گا اللہ انہیں جو ایمان لائے اور ضرور دیکھے گا منافقوں کو'' اور یہاں آخرت کے بارے میں منافقین کی بابت خبر دی جارہی ہے کہ وہ عذاب کا معاینہ کریں گے اور اس وقت انکے کرتوتوں کا نتیجہ انکے سامنے آئے گا اور جو دنیا میں اپنے دلوں میں کفر ونفاق اور مخالفت کو چھپایا کرتے تھے وہ بھی اس وقت عیاں ہو جائے گی۔ (ابن کثیر، ج۲، ص۱۶۱)

☆......☆بذلک: اسمِ اشارہ کا مشار الیہ یہ ہے: المذکور من افتراء الکذب و تکذیب آیات اللہ. انھم شرکاء للہ: یہ عبارت نکال کر مفسر نے تزعمون فعل کے مفعول بہ محذوف کو بیان کر دیا۔

بالتاء والیاء: ہمارے یہاں مروّجہ قرأت تاء کے ساتھ ہے لم تکن پڑھنے کی صورت میں ''فتنتھم'' اسم ہونے کی بناء پر مرفوع ہوگا اور ''الا ان قالوا...... الخ'' خبر اور اس کے برعکس توجیہ میں ''فتنتھم'' منصوب ہوگا اور ''ان قالوا...... الخ'' اسم ہونے کی بناء پر مرفوع ہوگا اس قرأت کے مطابق ''واللہ ربنا'' کا مجرور ہونا متعین ہوگا۔ اور دوسری قرأت میں سابقہ توجیہ کے مطابق ''فتنتھم'' منصوب ہوگا اور ''ربنا'' میں بھی نصب متعین ہوگا تو یہ تین قرأتیں تینوں کا خلاصہ یہ ہے دو قرأتوں میں سے ایک میں ''فتنتھم'' مرفوع اور دوسری مجرور ہے ان دونوں قرأتوں میں ''ربنا'' مجرور ہے اور دوسری قرأت یعنی یاء سے پڑھنے کی صورت میں ''فتنتھم'' اور ''ربنا'' دونوں منصوب ہوں گے۔

فوضنا: یہ لفظ نکال کر گویا مفسر نے حضرت ابن عباس کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآنِ پاک میں وارد لو کبھی بھی رونما نہیں ہو سکتا۔

فی وعدھم بالایمان: یعنی اپنے اس وعدہ ایمان میں یہ لوگ جھوٹے ہیں جو ان کی سابقہ تمنا کے ضمن میں پایا جارہا ہے۔

ای معذرتھم: یہاں معذرت سے مراد ان کا جواب دینا ہے اللہ ﷻ نے کافروں کے اس جواب کو ''فتنتھم'' سے اس لیے تعبیر کیا کہ ان کا یہ جواب خالص جھوٹ پر مبنی ہے۔ (الجمل: ج۲، ص۳۳۰ وغیرہ)۔

لا احد: یہ کلمات ذکر کر کے مفسر نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہاں استفہام انکاری نفی کے معنی میں ہے۔

من الشرکاء: یہ کلمات ذکر کر کے ما موصولہ کا بیان کر دیا۔ عنہ: کی تفسیر ''عن اتباع النبی ﷺ'' سے کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کلام میں مضاف محذوف ہے۔ برفع الفعلین استئنافا: یعنی بصورت استیناف یہ دونوں جملے اس سوال مقدر کا جواب ہوں

گے: اگر تمہیں بالفرض لوٹا دیا جائے تو تم دنیا میں کیا کرو گے؟ تو کفار نے جواب کہا و لا نکذب ......الخ.

ونصبهما في جواب التمني: وجہ یہ ہے کہ جواب تمنی کی صورت میں "و لا نکذب" میں واوٗ معیت کا ہوگا جس کے بعد ان مقدر ہوتا ہے اس لیے دونوں افعال کو منصوب پڑھا جائے گا۔

للاضراب: معنیٰ آیت یہ ہوگا معاملہ یوں نہیں جیسا کہ انہوں نے کہا کہ اگر ہمیں دنیا میں لوٹا دیا جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے بلکہ اس بات کے کہنے پر انہیں اللہ ﷻ کی اس حکمت نے ابھارا ہے کہ ان کے اعضاء سے گواہی دلا کر اللہ ﷻ انہیں رسوا کرے۔

شهادة جوارحهم: جار مجرور بدأ فعل کے لیے ظرف لغو ہے۔ على لسان الملائكة یہ عبارت نکال کر مفسر نے اس اعتراض کو دور کیا ہے کہ دیگر مقامات پر تو یہ وارد ہے کہ اللہ ﷻ کافروں کی طرف نہ تو نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ان سے کلام کرے گا تو مفسر نے جواب دیا کہ یہ کلام فرشتے کی زبانی ہوگا۔ (الصاوي، ج۲، ص۱۷۰ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۰

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ﴾بِالْبَعْثِ ﴿ حَتّٰى ﴾غَايَةٌ لِلتَّكْذِيْبِ﴿اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ﴾اَلْقِيَامَةُ ﴿ بَغْتَةً﴾فُجَاءَةً ﴿ قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا﴾هِيَ شِدَّةُ التَّاَلُّمِ وَنِدَاءُهَا مَجَازٌ اَيْ هٰذَا اَوَانُكِ فَاحْضُرِيْ﴿ عَلٰى مَا فَرَّطْنَا ﴾قَصَّرْنَا ﴿فِيْهَا﴾اَيِ الدُّنْيَا ﴿ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ﴾بِاَنْ تَأْتِيَهُمْ عِنْدَ الْبَعْثِ فِيْ اَقْبَحِ شَيْءٍ صُوْرَةً وَاَنْتَنِهٖ رِيْحًا فَتَرْكَبُهُمْ ﴿اَلَا سَآءَ﴾بِئْسَ ﴿ مَا يَزِرُوْنَ (۳۱)﴾يَحْمِلُوْنَهٗ حَمْلَهُمْ ذٰلِكَ ﴿ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ ﴾اَيِ الْاِشْتِغَالُ بِهَا ﴿اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ﴾وَاَمَّا الطَّاعَاتُ وَمَا يُعِيْنُ عَلَيْهَا فَمِنْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ﴿وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ﴾وَفِيْ قِرَاءَةٍ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ اَيِ الْجَنَّةُ ﴿ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ﴾اَلشِّرْكَ ﴿ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۳۲)﴾بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ذٰلِكَ فَيُؤْمِنُوْنَ ﴿قَدْ﴾لِلتَّحْقِيْقِ﴿ نَعْلَمُ اِنَّهٗ﴾اَيِ الشَّانُ﴿ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ ﴾لَكَ مِنَ التَّكْذِيْبِ ﴿فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ﴾ فِي السِّرِّ لِعِلْمِهِمْ اَنَّكَ صَادِقٌ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالتَّخْفِيْفِ اَيْ لَا يَنْسِبُوْنَكَ اِلَى الْكِذْبِ ﴿ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ﴾وَضَعَهٗ مَوْضَعَ الْمُضْمَرِ﴿ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾اَيِ الْقُرْاٰنِ﴿ يَجْحَدُوْنَ (۳۳)﴾يُكَذِّبُوْنَ ﴿وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ﴾فِيْهِ تَسْلِيَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ ﴿ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا ﴾بِاِهْلَاكِ قَوْمِهِمْ فَاصْبِرْ حَتّٰى يَاْتِيَكَ النَّصْرُ بِاِهْلَاكِ قَوْمِكَ﴿وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ﴾مَوَاعِيْدِهٖ ﴿ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ (۳۴)﴾مَا يَسْكُنُ بِهٖ قَلْبُكَ ﴿وَاِنْ كَانَ كَبُرَ﴾عَظُمَ ﴿ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ ﴾عَنِ الْاِسْلَامِ لِحِرْصِكَ عَلَيْهِمْ ﴿فَاِنِ اسْتَطَعْتَ

اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا﴾ سَرَبًا ﴿فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا﴾مُصْعِدًا ﴿فِی السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ﴾مِمَّا اقْتَرَحُوْا فَافْعَلِ الْمَعْنٰی اَنَّکَ لَا تَسْتَطِیْعُ ذٰلِکَ فَاصْبِرْ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰهُ ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ﴾هِدَایَتَهُمْ ﴿لَجَمَعَهُمْ عَلَی الْهُدٰی ﴾وَلٰكِنْ لَّمْ یَشَاْ ذٰلِکَ فَلَمْ یُؤْمِنُوْا ﴿فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ (۳۵)﴾بِذٰلِکَ ﴿اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ ﴾دُعَاءَ کَ اِلَی الْاِیْمَانِ ﴿الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ﴾سِمَاعَ تَفَهُّمٍ وَاعْتِبَارٍ ﴿وَالْمَوْتٰی ﴾اَیِ الْكُفَّارُ شَبَّهَهُمْ بِهِمْ فِیْ عَدَمِ السِّمَاعِ ﴿یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ﴾فِی الْاٰخِرَةِ ﴿ثُمَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ (۳۶)﴾یُرَدُّوْنَ فَیُجَازِیْهِمْ بِاَعْمَالِهِمْ ﴿وَقَالُوْا﴾اَیْ كُفَّارُ مَكَّةَ ﴿لَوْلَا ﴾هَلَّا ﴿نُزِّلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ كَالنَّاقَةِ وَالْعَصَا وَالْمَائِدَةِ ﴿قُلْ﴾لَهُمْ ﴿اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُّنَزِّلَ﴾بِالتَّشْدِیْدِ وَالتَّخْفِیْفِ ﴿اٰیَةً ﴾مِمَّااقْتَرَحُوْا ﴿وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (۳۷)﴾اَنَّ نُزُوْلَهَا بَلَاءٌ عَلَیْهِمْ لِوُجُوْبِ هَلَاكِهِمْ اِنْ جَحَدُوْهَا﴿وَمَا مِنْ﴾زَائِدَةٌ ﴿دَآبَّةٍ ﴾تَمْشِیْ ﴿فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ﴾فِی الْهَوَاءِ ﴿بِجَنَاحَیْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ﴾فِیْ تَدْبِیْرِ خَلْقِهَا وَرِزْقِهَاوَاَحْوَالِهَا ﴿مَا فَرَّطْنَا﴾تَرَكْنَا ﴿فِی الْكِتٰبِ﴾اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ ﴿مِنْ﴾زَائِدَةٌ ﴿شَیْءٍ﴾فَلَمْ نَكْتُبْهُ ﴿ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ (۳۸)﴾فَیَقْضِیْ بَیْنَهُمْ ، وَیَقْتَصُّ لِلْجَمَّاءِ مِنَ الْقَرْنَاءِ ، ثُمَّ یَقُوْلُ لَهُمْ كُوْنُوْا تُرَابًا﴿وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا﴾الْقُرْاٰنِ ﴿صُمٌّ﴾عَنْ سِمَاعِهَا سِمَاعَ قُبُوْلٍ ﴿وَّبُكْمٌ﴾عَنِ النُّطْقِ بِالْحَقِّ ﴿فِی الظُّلُمٰتِ﴾الْكُفْرِ ﴿مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ﴾اِضْلَالَهٗ ﴿یُضْلِلْهُ وَمَنْ یَّشَاْ﴾هِدَایَتَهٗ ﴿یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ﴾طَرِیْقٍ ﴿مُّسْتَقِیْمٍ (۳۹)﴾ دِیْنِ الْاِسْلَامِ ﴿قُلْ﴾یَامُحَمَّدُ لِاَهْلِ مَكَّةَ ﴿اَرَاَیْتَكُمْ﴾اَخْبِرُوْنِیْ ﴿اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ﴾فِی الدُّنْیَا ﴿اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ ﴾الْقِیَامَةُ الْمُشْتَمِلَةُ عَلَیْهِ بَغْتَةً﴿اَغَیْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ﴾لَا﴿ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ(۴۰)﴾فِیْ اَنَّ الْاَصْنَامَ تَنْفَعُكُمْ فَادْعُوْهَا ﴿بَلْ اِیَّاهُ ﴾لَاغَیْرَهٗ ﴿تَدْعُوْنَ﴾فِی الشَّدَائِدِ﴿ فَیَكْشِفُ﴾اللّٰهُ ﴿مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ﴾اَیْ یَكْشِفُهٗ عَنْكُمْ مِنَ الضُّرِّوَنَحْوِهٖ ﴿اِنْ شَآءَ﴾ كَشْفَهٗ ﴿وَتَنْسَوْنَ﴾تَتْرُكُوْنَ ﴿مَا تُشْرِكُوْنَ (۴۱)﴾مَعَهٗ مِنَ الْاَصْنَامِ فَلَاتَدْعُوْنَهٗ .

﴿ترجمہ﴾

بیشک ہار میں رہے وہ جنہوں نے اپنے رب سے ملنے کا (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا) انکار کیا یہاں تک کہ ("حتی اذا" الخ یہ غایۃ خسران کے لئے نہیں بلکہ تکذیب کے لئے ہے) انکے پاس آجائے قیامت (الساعۃ بمعنی القیامۃ ہے) اچانک (بغتۃ بمعنی فجاۃ ہے......) بولے ہائے افسوس (حسرۃ کے معنی شدت الم ہے اور اس حسرت کو ندا کے صیغے کے

ساتھ تلفظ کرنا مجازاً ہے یعنی تیرے آنے کا یہی وقت ہے پس آجا) اس پر کہ اسکے ماننے میں ہم نے کوتاہی کی (فرطنا بمعنی قصرنا ہے) اور وہ اپنا بوجھ اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے ہیں (کہ قیامت کے دن اٹھائے جانے کے وقت انکے اعمال بُری شکل و بدبودار حالت میں انکے پاس آئیں گے اور ان پر سوار ہو جائیں گے) ارے کتنا بُرا (ساء بمعنی بئس ہے) اٹھائے ہوئے ہیں (اپنے برے اعمال کا بوجھ، یزرون بمعنی یحملون ہے) اور دنیا کی زندگی نہیں (یعنی اس میں مشغول ہو جانا نہیں) مگر کھیل کود......۲......(البتہ طاعات اور اسکے معاون اسباب سب اخروی امور میں ہیں) اور بیشک پچھلا گھر (یعنی جنت، اور ایک قرأت میں ولدار الاخرۃ ہے) بھلی انکے لیے جو (شرک سے) بچتے ہیں تو کیا تمہیں سمجھ نہیں (کہ ایمان لے آؤ، تعقلون میں دو لغتیں ہیں اسے تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) بیشک (قد تحقیق کیلئے ہے) ہمیں معلوم ہے کہ (انہ کی ضمیر، ضمیر شان ہے) کہ تمہیں رنج دیتی ہے وہ بات جو یہ (آپ ﷺ کی تکذیب کے حوالے سے) کہہ رہے ہیں تو وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے (باطن میں، اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ سچے ہیں اور ایک قرأت میں یکذبونک تخفیف کے ساتھ ہے یعنی وہ آپ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب نہیں کرتے) بلکہ ظالم (اسم ظاہر مقام مضمر پر لائے) اللہ کی آیتوں (یعنی قرآن) سے انکار کرتے ہیں (یعنی جھٹلاتے ہیں) اور تم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے (اس میں نبی پاک ﷺ کی تسلی کی خاطر ہے......۳......) تو انہوں نے صبر کیا جھٹلانے اور ایذائیں پانے پر یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد آئی (اُس قوم کو ھلاک کر دینے کے ذریعے، تو آپ ﷺ بھی صبر کیجئے کہ آپ ﷺ کے پاس بھی مدد آجائے، آپ کی نافرمان قوم کو ہلاک کر دیا جائے) اور اللہ کے کلمات (یعنی وعدے) بدلنے والا کوئی نہیں اور تمہارے پاس رسولوں کی خبریں آ ہی چکی ہیں (جس سے آپ ﷺ کا دل مبارک سکون پائے) اور اگر بھاری (کبر بمعنی عظم ہے) گزرا تم پر ان کا منہ پھیرنا (اسلام سے، کہ آپ ﷺ ان کے اسلام لانے کی شدید خواہش رکھتے ہیں) تم پر تو اگر تم سے ہو سکے تو کوئی سرنگ (نفقا بمعنی سربا ہے) تلاش کر لو زمین میں یا زینہ (سلم بمعنی سیڑھی ہے) آسمان میں پھر انکے لیے نشانی لے آؤ (جو وہ مطالبہ کریں، تو ایسا کر لوائے محبوب ﷺ! مطلب یہ کہ آپ ﷺ اس کی استطاعت نہیں رکھتے تو صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ فرما دے) اور اللہ چاہتا (انکی ھدایت) تو انہیں ھدایت پر اکھٹا کر دیتا (لیکن اس نے ایسا نہ چاہا تو وہ بھی ایمان نہ لائے) تو اے سننے والے تو ہر گز نادان نہ بن (ان کے ایمان نہ لانے کے معاملے میں) مانتے تو وہی ہیں (آپ ﷺ کی دعوتِ ایمان کو) جو سنتے ہیں (سن کر سمجھتے اور اعتبار کرتے ہیں) اور مردہ دل (یعنی کفار، انہیں عدم سماع کی وجہ سے مردوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے) اللہ انہیں اٹھائے گا (آخرت میں) پھر اسکی طرف ہانکے جائیں گے (پھیرے جائیں گے اور وہ انہیں انکے اعمال کی جزا دیگا) اور بولے (یعنی کفار مکہ) ہر گز نہیں (لولا بمعنی ھلا ہے) اتری ان پر کوئی نشانی......۴......انکے رب کی طرف سے (جیسے ناقۃ اللہ، عصا، مائدۃ) تم فرماؤ (ان سے) کہ اللہ قادر ہے کہ اتارے (ینزل تشدید و تخفیف دونوں کیساتھ پڑھا گیا ہے) کوئی نشانی (جس کا وہ مطالبہ کرتے ہیں) لیکن ان میں اکثر علم نہیں رکھتے (کہ نشانی کا اترنا انکے حق میں آزمائش

ہوگا،اگروہ اس نازل کردہ نشانی کا انکار کرینگے تو ان کی ھلاکت واجب ہو جائے گی)اورنہیں کوئی (مِن زائدہ ہے) جانور (چلنے والے) زمین میں اور نہ کوئی پرندے کے اڑے (ہوا میں) اپنے پروں پر مگر تم جیسی امتیں (اپنی پیدائش، رزق اور احوال وغیرہ کی تدبیر میں......۵......) نہ نظرانداز کیا(فرطنا بمعنی ترکنا ہے)ہم نے کتاب (لوح محفوظ) میں (مِن زائدہ ہے) کچھ (کہ ہم نے اس میں لکھ نہ دیا ہو) پھر اپنے رب کے حضور اٹھائے جائیں گے (تو انکے درمیان فیصلہ کیا جائے گا بغیر سینگ والے جانور کا بدلہ سینگ والے جانور سے لیا جائے گا پھران سے کہا جائے گا کہ مٹی ہو جاؤ) اور جنہوں نے ہماری آیتیں (یعنی قرآن کی) جھٹلائیں بہرے ہیں (کہ قبولیت کے کانوں سے نہیں سنتے) اور گونگے ہیں (حق کلام کرنے سے) اندھیروں میں ہیں (کفر کے) جسے اللہ چاہے (گمراہ کرنا) اسے گمراہ کرے اور جسے چاہے (ھدایت دینا) اسے اس راستے پر ڈال دے (صراط بمعنی طریق ہے) جو سیدھا (یعنی دین اسلام پر) ڈال دے تم فرماؤ (اے محمد ﷺ اہل مکہ سے) بھلا بتاؤ تو (ارائتکم بمعنی اخبرونی ہے) اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے (دنیا میں) یا قیامت قائم ہو (جو عذاب پر مشتمل ہے، اچانک) کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے (نہیں) اگر سچے ہو (اس بات میں کہ بت تمہیں نفع دیں گے تو پکارو انہیں) بلکہ اُسی کو......۶......(نہ کہ غیر کو) پکارو گے (شدائد میں) پس اٹھادے گا (اسے اللہ) جس پر اسے پکارتے ہو (یعنی تمہاری تکلیف وغیرہ دور کردے گا) اگر چاہے (اس تکلیف کو دور کرنا) اور چھوڑ دو گے (تنسون بمعنی تترکون ہے) جنہیں تم شریک ٹھراتے ہو (اللہ کے ساتھ یعنی بتوں کو شریک کرنا تو تم بتوں کو مت پکارو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللہ حتی اذا جاء تھم الساعۃ بغتۃ قالوا یحسرتنا علی مافرطنا فیھا وھم یحملون اوزارھم علی ظھورھم﴾۔

قد : تحقیقیہ...... خسر : فعل......الذین : موصول...... کذبوا بلقاء اللہ : فعل بافاعل وظرف لغو ......حتی : جار، اذا : ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......جاء تھم : فعل ومفعول ......الساعۃ : ذوالحال ......بغتۃ : حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......قالوا : فعل واوضمیر ذوالحال ......و : حالیہ ......ھم : مبتدا......یحملون اوزارھم علی ظھورھم : جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر قول ......یا : حرف ندا...... حسرۃ : مصدر مضاف......نا : ضمیر مضاف الیہ فاعل......علی مافرطنا فیھا : ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر منادی ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول سے ملکر فاعل خسر فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿الا سآء مایزرون وما الحیوۃ الدنیا الا لعب ولھو﴾۔

الا : اداۃ تنبیہ...... سآء : فعل......ما : موصولہ...... یزرون : جملہ فعلیہ صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... و : مستانفہ

ما: نافیہ......الحیوۃ الدنیا:مبتدا ......الا: اداۃ حصر......لعب: معطوف علیہ...... ولھو: معطوف ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللدار الاخرۃ خیر للذین یتقون افلا تعقلون﴾.

و: مستانفہ...... لام: ابتدائیہ...... الدار الاخرۃ: مبتدا......خیر: اسم تفضیل با فاعل......للذین یتقون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......ھمزہ: حرف استفہام...... ف: عاطفہ معطوف علی محذوف" اتغفلون "...... لاتعقلون: فعل نفی با فاعل ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون﴾.

قد: تحقیقیہ...... نعلم: فعل با فاعل......انہ: حرف مشبہ واسم ...... لام: تاکیدیہ ......لیحزنک: فعل ومفعول ،الذی یقولون: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانھم لا یکذبونک ولکن الظلمین بایت اللہ یجحدون﴾.

ف: تعلیلیہ...... انھم: حرف مشبہ واسم...... لایکذبونک: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ ......لکن : حرف مشبہ......الظلمین:اسم ......بایت اللہ یجحدون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد کذبت رسل من قبلک فصبروا علی ما کذبوا واوذوا حتی اتھم نصرنا﴾.

و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ......قد: تحقیقیہ ...... کذبت: فعل مجہول......رسل: موصوف...... من قبلک: ظرف مستقر صفت،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف"نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ،ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ،ف: عاطفہ ،صبروا: فعل با فاعل......علی: جار،ما: مصدریہ،کذبوا: جملہ فعلیہ ما مصدریہ سے ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،اوذوا: فعل با نائب الفاعل، حتی: جار......اتھم نصرنا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہوکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا مبدل لکلمت اللہ ولقد جاءک من نبای المرسلین﴾.

و: مستانفہ...... لا: نفی جنس مبدل اسم ......لکلمت اللہ: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ...... و: مستانفہ...... لام: تاکیدیہ......قد: تحقیقیہ ......جاء: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال...... من نبای المرسلین: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ک: ضمیر مفعول ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف"نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیھم بایۃ﴾.

و: مستانفہ...... ان: شرطیہ ......کان: فعل ناقص با اسم...... کبر علیک اعراضھم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... ان: شرطیہ...... استطعت: فعل با فاعل...... ان: مصدریہ...... تبتغی: فعل با فاعل...... نفقا:

موصوف...... في الارض: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف علیہ...... او: عاطفہ...... سلما: موصوف...... في السماء: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فافعل" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ولو شاء الله لجمعهم على الهدى فلا تكونن من الجهلين﴾۔

و: عاطفہ...... لو: شرطیہ...... شاء الله: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکیدیہ...... جمعهم على الهدى: فعل بافاعل و مفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ف: فصیحہ...... لاتكونن: فعل ناقص نہی با اسم......من الجهلين: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا عرفت هذا" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انما يستجيب الذين يسمعون والموتى يبعثهم الله ثم اليه يرجعون﴾۔

انما: حرف مشبہ وما کافہ، يستجيب: فعل،الذين يسمعون: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ ،الموتى: مبتدا،يبعثهم الله: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ثم: عاطفہ،اليه: ظرف لغو مقدم،يرجعون: فعل مجہول بانائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقالوا لولا نزل عليه اية من ربه﴾۔

و: مستانفہ ......قالوا: قول...... لولا: حرف تحضیض...... انزل عليه: فعل مجہول وظرف لغو...... اية: موصوف......من ربه: ظرف مستقر صفت،ملکر نائب الفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قل ان الله قادر على ان ينزل اية ولكن اكثرهم لا يعلمون﴾۔

قل: قول...... ان الله: حرف مشبہ واسم...... قادر: اسم فاعل بافاعل...... على: جار...... ان ينزل اية: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ...... و: عاطفہ ......لكن: حرف مشبہ......اكثرهم: اسم......لايعلمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما من دابة في الارض ولا طائر يطير بجناحيه الا امم امثالكم﴾۔

و: مستانفہ...... ما: نافیہ...... من: زائد...... دابة: موصوف...... في الارض: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لا: نافیہ...... طائر: موصوف...... يطير بجناحيه: جملہ فعلیہ صفت،ملکر معطوف،ملکر مبتدا...... الا: اداۃ حصر ......امم: موصوف...... امثالكم: صفت،ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ما فرطنا في الكتب من شيء ثم الى ربهم يحشرون﴾۔

ما: نافیہ......فرطنا: فعل بافاعل...... فی الکتب :ظرف لغو......من : زائد...... شیء :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ...... ثم :عاطفہ......الی ربھم : ظرف لغو مقدم...... یحشرون: فعل بانائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین کذبوا بایتنا صم و بکم فی الظلمت ﴾.

و: مستانفہ...... الذین : موصول...... کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... صم: معطوف علیہ...... وبکم: معطوف ملکر خبر اول...... فی الظلمت :ظرف مستقر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿من یشاالله یضللہ ومن یشا یجعلہ علی صراط مستقیم﴾.

من : شرطیہ مبتدا...... یشاء : جملہ فعلیہ شرط...... یضللہ : جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......و :عاطفہ......من: شرطیہ مبتدا......یشاء: جملہ فعلیہ شرط...... یجعلہ علی صراط مستقیم : جملہ فعلیہ جواب شرط محذوف،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ارئیتکم ان اتکم عذاب الله او اتتکم الساعۃ ﴾.

قل: قول......ارئیتکم بمعنی اخبرنی :فعل فاعل ومفعول...... ان :شرطیہ......اتکم عذاب الله : جملہ فعلیہ معطوف علیہ......او اتتکم الساعۃ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزا محذوف "فمن تدعون" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اغیر الله تدعون ان کنتم صدقین ﴾.

ھمزہ : حرف استفہام...... غیر الله :مفعول بہ مقدم...... تدعون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ان: شرطیہ ...... کنتم صدقین: جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فادعوھا" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بل ایاہ تدعون فیکشف ماتدعون الیہ ان شاء وتنسون ماتشرکون﴾.

بل : حرف عطف واضراب...... ایاہ: ضمیر منصوب منفصل مفعول مقدم...... تدعون: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ ......ف: عاطفہ ......یکشف :فعل بافاعل......ماتدعون الیہ : موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......ان: شرطیہ ......شاء :جملہ فعلیہ جزا محذوف "فیکشف ماتدعون الیہ" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ......و : عاطفہ......تنسون: فعل بافاعل...... ماتشرکون: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ایاہ تدعون" پر معطوف ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆......قد نعلم الله لیحزنک......☆اخنس بن شریق اور ابوجہل کی باہم ملاقات ہوئی تو اخنس نے ابوجہل سے کہا اے ابوالحکم (ابو

جہل کو ابوالحکم کہتے تھے) یہ تنہائی کی جگہ ہے اور یہاں کوئی ایسا نہیں جو میری تیری بات پر مطلع ہو سکے اب تو مجھے ٹھیک ٹھیک بتا کہ محمد ﷺ سچے ہیں یا نہیں ابوجہل نے کہا کہ اللہ کی قسم محمد ﷺ بے شک سچے ہیں کبھی کوئی جھوٹا حرف ان کی زبان پر نہ آیا مگر بات یہ ہے کہ یہ قصی کی اولاد ہیں اور لوا۔ سقایت حجابت۔ ندوہ وغیرہ تو سارے اعزاز انہیں حاصل ہی ہیں نبوت بھی انہیں میں ہو جائے تو باقی قرشیوں کیلئے اعزاز کیا رہ گیا۔ ترمذی نے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کی کہ ابوجہل نے حضرت نبی کریم ﷺ سے کہا ہم آپ کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ لائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

«تشریح توضیح واغراض»

قیامت اچانک آئے گی :

۱......سیدنا عبداللہ بن عمر نے فرمایا: ''لوگ رستوں، بازاروں اور اپنی بیٹھکوں میں ہوں گے، حتی کہ دو شخصوں کے درمیان کپڑا پھیلا ہوگا، وہ آپس میں بھاؤ طے کر رہے ہوں گے، ان میں سے کسی ایک نے کپڑے کو اپنے ہاتھ سے ابھی چھوڑا بھی نہ ہوگا کہ صور میں پھونک دیا جائے گا جس کے سبب لوگ ہلاک ہو جائیں گے، آپ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔ ﴿مَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً تَاۡخُذُہُمۡ وَہُمۡ یَخِصِّمُوۡنَ......الایۃ (یٰس:۴۹)﴾ ''راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی کہ انہیں آئے گی جب وہ دنیا کے جھگڑے میں پھنسے ہوں گے تو نہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں''۔

☆......سیدنا ابو ہریرہ ﷜ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرمایا: ''لوگ بازاروں میں خرید و فروخت کر رہے ہوں گے، اور کپڑے ناپ رہے ہوں گے اونٹنی کا دودھ دوھ رہے ہوں گے اور اپنی اپنی ضرورتوں میں لگے ہوں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی، تو نہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں گے۔

☆......حضرت زبیر ﷜ نے فرمایا: ''ایک شخص کپڑے کی پیمائش کر رہا ہوگا، اور ایک شخص اونٹنی کا دودھ دوھ رہا ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی، پھر آپ ﷜ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی: ﴿فلا یستطیعون توصیۃ......الخ (یٰس:۵۰)﴾ ''تو نہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں''۔ (البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ، باب: ماینظرون......الخ، ص ۷۵)

دنیا کی زندگی :

۲......دنیا کی زندگی کو اللہ ﷻ نے کھیل کود سے تعبیر فرمایا، یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے اس کھیل کود والی زندگی سے مراد کن لوگوں کی زندگی ہے؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں: ایک یہ کہ اس سے مراد کافروں کی زندگی ہے کیونکہ مؤمن اپنی زندگی میں خیر ہی کی زیادتی کرتا ہے کیونکہ وہ اپنی دنیاوی زندگی میں اعمال صالحہ اور طاعتوں کو بجالاتا ہے جو کہ آخرت میں حصول سعادت کا سبب بنتی ہے۔ جبکہ کافر کی پوری دنیاوی زندگی اس کے لیے وبال ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت سے مشرکین اور منافقین مراد لئے

ہیں۔دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت مومن و کافر دونوں کو عام ہے کیونکہ انسان لعب ولہو میں تلذذ حاصل کرتا ہے اور پھر اس کے بعد حسرت اور ندامت کرتا ہے کہ جس لہو ولعب میں وہ پڑا تھا وہ تو جلد زائل ہونے والا تھا اور اس میں بقا نہ تھی۔دنیا کی زندگی کو لہو ولعب اس لیے کہا گیا کہ وہ جلد زائل ہو جاتی ہے جیسا کہ کھیل کود جلد ختم ہو جاتا ہے (الخازن، ج۲،ص۱۰۸ ملخصاً)

احادیث طیبہ میں دنیا کی مذمت اور اسکے دھوکے کا بیان ملتا ہے چنانچہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر آرام فرماتے تھے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن نازنین پر نشانات پڑ گئے تھے۔راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم چٹائی کے اوپر کوئی کپڑا وغیرہ بچھا دیں تو نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مجھے دنیا سے کیا مطلب! میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک سوار کسی درخت کے نیچے سایہ حاصل کرنے کو بیٹھے اور پھر اس سائے کو ترک کر کے سفر اختیار کر لے"۔ (ابن ماجه، كتاب الزهد، باب مثل الدنيا، رقم:٤١٠٩، ص ٦٨٤)

☆......حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواروں کی ایک جماعت میں جارہا تھا کہ اسی سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ سے گزرے جہاں بکری کا مردہ بچہ پڑا ہوا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ اسکے مالکوں نے اسکو پھینکا ہوگا تو یہ انکے نزدیک بے وقعت ہوگا؟ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی کہ اسکے بے وقعت ہونے کی وجہ سے ہی اسکے مالکوں نے اسکو پھینکا ہوگا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس قدر یہ بکری کا بچہ اپنے مالکوں کے نزدیک بے وقعت ہے اللہ عزوجل کے نزدیک یہ دنیا اس سے بھی زیادہ بے وقعت ہے"۔

(الجامع الترمذی، كتاب الزهد، باب ماجاء فی اهوان الدنيا، رقم:٢٣٢٨، ص ٦٧٥)

یہاں یہ بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ مطلقاً دنیا میں اشتغال مذموم نہیں ہے بلکہ اپنی ضرورت کے تحت مال کمانا تاکہ اہل وعیال کی کفالت مناسب طریقے سے ہو سکے ضروری ہے۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ عطا فرما رہے تھے، میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ سے زیادہ محتاج کو دیجئے، حتی کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مال عطا فرمایا۔میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دیجئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لے لو، جب تمہارے پاس مال آئے اور تم اس پر نہ تو حریص ہو اور نہ ہی اس کا سوال کر رہے ہو تو اس مال کو لے لو اور جو مال اس طرح نہ ہو اس کے درپے نہ ہو۔

(صحيح مسلم، كتاب الزكوة، باب اباحة الاخذلمن اعطى، رقم٢٢٩٤/١٠٤٥، ص ٤٧٢)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کی آیات:

۳۳......حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو کفار مشرکین اور دیگر دشمنان اسلام تک اسلام کی دعوت پہنچانے اور انکے دعوت تبلیغ کو رد کر دینے کی وجہ سے طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ذیل میں ہم نے ان آیات مبارکہ کو جمع کیا ہے جن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر کی گئی ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی

نافرمانی کررہے ہیں۔

(۱)......﴿فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ (فاطر:۸)﴾ ان پر حسرتوں کی وجہ سے آپ کی جان نہ چلی جائے بے شک اللہ ان کی بناوٹوں کو جانتا ہے۔

(۲)......﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى آثَارِهِمْ إِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ أَسَفاً (الکھف:۶)﴾ اگر وہ اس قرآن پر ایمان نہیں لائے تو کہیں آپ فرط غم سے انکے پیچھے جان نہ دے دیں۔

(۳)......﴿وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا (المزمل:۱۰،۱۱)﴾ ۔ کافروں کی باتوں پر صبر کیجئے اور انکو خوش اسلوبی سے چھوڑ دیجئے اور ان جھٹلانے والے مالداروں کو مجھ پر چھوڑ دیجئے اور انکو تھوڑی سی مہلت دیجئے۔

(۴)......﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (الاحقاف:۳۵)﴾ اور آپ صبر کیجئے جیسا کہ ہمت والے رسولوں نے صبر کیا تھا۔

(۵)......﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً (الانشراح:۵،۶)﴾ کیونکہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے اور بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

(۶)......﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ (الصفت:۱۷۱،۱۷۲،۱۷۳)﴾ ہم نے ان مقرب بندوں سے جو رسول ہیں یہ پہلے کہہ چکے ہیں کہ یقیناً وہی مدد کیے ہوئے ہیں اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غلبہ پانے والا ہے۔

کیا نبی پاک ﷺ کے معجزات اختیاری ہیں؟

ﷺ......نبی پاک ﷺ کو اس بات کا شدید غم تھا کہ اتنی واضح آیات اور روشن نشانیوں کے باوجود یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے ؟اس آیت میں سید عالم ﷺ سے فرمادیا گیا کہ اگر آپ ﷺ پر انکی بے اعتنائی دشوار ہے تو اگر آپ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کرسکتے ہیں تو کیجئے تاکہ انکے پاس ان کا مطلوبہ معجزہ لے آئیں آپ اس پر از خود قدرت نہیں رکھتے لہذا اسی طرح صبر کرتے رہئے۔ اللہ ﷻ نبی کو قدرت عطا فرماتا ہے اور اسی قدرت کے نتیجے میں نبی کی ذات سے معجزہ کا صدور ہوتا ہے۔ لہذا اس سلسلے میں نہ مطلقا یہ کہنا درست ہے کہ کوئی معجزہ نبی کے اختیار میں نہیں اور نہ یہ کہنا بجا ہے کہ تمام معجزات نبی کے اختیار میں ہیں۔ قرآن نبی پاک ﷺ کا معجزہ ہے مگر اسکے نزول کا اختیار آپ ﷺ کے پاس نہیں، بلکہ جب جب اللہ ﷻ نے چاہا آیتیں نازل ہوتی گئیں۔ لیکن بعض معجزات آپ ﷺ کے اختیار میں ہیں۔ تبیان القرآن، جلد ۳، صفحہ ۴۴۸ پر ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام غزالی سے نقل کیا ہے کہ بعض خصائص کی وجہ

سے نبی عام انسانوں سے ممتاز ہوتا ہے اوران خصائص میں سے یہ ہے جس طرح عام انسانو کے اختیار میں افعال عادیہ ہوتے ہیں، اسی طرح نبی کے اختیار میں افعال غیر عادیہ ہوتے ہیں۔ شرح زرقانی علی المواھب اللدنیہ میں ہے کہ معجزہ سے مراد وہ خرق عادت کام ہے جو کسی نبی کی صدق نبوت پر صفۃ لازمہ کے طور پر پایا جائے یعنی ہر وہ خرق عادت کام جو رسالت کے دعوے کے ساتھ مقرون ہو اور نبی کے صدق نبوت پر دلالت کرتا ہو اسے معجزہ کہتے ہیں اور خرق عادت کام کو معجزہ اس لئے بھی کہتے ہیں کہ عام انسان اس کی مثل لانے سے عاجز ہوتے ہیں (شرح زرقانی علی المواھب کتاب فی المعجزات والخصائص ،المقصد الرابع فی معجزاتہ، ج٦،ص٤٠٦)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اہل مکہ نے نبی پاک ﷺ سے معجزہ طلب فرمایا تو سید عالم نور مجسم ﷺ نے انہیں چاند کے دوٹکڑے کر کے دکھائے۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب،باب سوال المشرکین ان یریھم ،رقم٣٦٣٧،ص ٦١٠)

علامہ سید محمود آلوسی نے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ ﴿ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ﴾ کے تحت فرمایا کہ نبی پاک صاحب لولاک سلطان ارض وافلاک ﷺ نے غزوۂ بدر میں اللہ عزوجل کی جناب میں دعا فرمائی کہ اے اللہ! میں تجھ سے اس وعدے کا سوال کرتا ہوں جو تو نے مجھ سے فرمایا ہے، تو جبرئیل علیہ السلام نے آکر سید عالم نور مجسم ﷺ سے عرض کی کہ اپنی مٹھی میں مٹی لیکر کافروں کی طرف پھینکیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے شاھت الوجوہ کہتے ہوئے ایسا ہی کیا اور وہ مٹی ہر کافر کی آنکھوں میں پہنچی اور وہ آنکھیں ملنے لگے۔ (روح المعانی، الجزالتاسع، ص٢٤٤ ملخصاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا کہ تو ابوخیثمہ ہوجا تو وہ ابوخیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ ہوگیا۔ ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہاں لفظ کن تحقیق اور وجود کے لئے آیا ہے مطلب یہ ہے کہ اے شخص تو حقیقت میں ابوخیثمہ ہوجا اور یہ بات قاضی عیاض نے درست فرمائی، تقدیر کلام یہ ہے کہ اللھم اجعلہ ابا خیثمۃ۔

(شرح مسلم علی النووی ، کتاب التوبۃ،باب حدیث توبۃ کعب ابن مالک،رقم٥٣/٢٧٦٩،ص ١٦١٩)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی اپنی مرضی سے جب چاہیں معجزہ دکھا سکتا ہے اور اللہ عزوجل نے معجزات کے حوالے سے نبی کو قدرت و اختیار دے دیا ہے۔

جانوروں اور پرندوں کا ذکر کرنے کی توجیہ :

٥......اس مماثلت کو بیان کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ جس طرح تم انسان اللہ عزوجل کی معرفت، اسکی توحید، تسبیح اور عبادت کرتے ہو اسی طرح یہ جانور اور پرندے بھی اللہ عزوجل کی معرفت، اسکی توحید، تسبیح اور عبادت کرتے ہیں، ایک قول یہ بھی ہے کہ جس طرح تم اللہ عزوجل کی مخلوق ہو اس طرح یہ بھی اللہ عزوجل کی مخلوق ہیں، بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ وہ بھی ایک دوسرے کے کلام کو سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں جس طرح انسان ایک دوسرے کے کلام کو سمجھتے اور ایک

دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ طلب رزق کرنے ،خودکو ہلاکتوں سے بچانے اور مذکر و مؤنث کی پہچان رکھنے میں یہ تمہاری مثل ہیں۔ (الخازن، ج۲، ص ۱۱۱)

﴿ایاہ﴾ میں ہ ضمیر کا مرجع کیا ہے؟

لفظ ایـــاہ میں ہ ضمیر کا مرجع اسمِ جلالت ہے،حصر کے لئے مفعول بہ کو مقدم کیا،مطلب یہ ہے کہ تم مصائب میں تو صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کو پکارتے ہو،اور کسی کو یاد نہیں کرتے اور وہی تمہاری مصیبتوں کو دور فرماتا ہے جسکے لئے تم اس کی بارگاہ اقدس میں التجائیں کرتے ہو۔یہ معاملہ دنیا میں ہوگا جب اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے گا آخرت میں نہیں ہوگا اور اس مصیبت کے وقت میں تم انہیں بھول جاتے ہو جن کو تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شریک ٹھہراتے ہو کیونکہ مصیبت کے وقت میں تمہارے ذہنوں میں یہ بات راسخ ہوتی ہے کہ اس مصیبت کو دور کرنے والا صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے کوئی اور اس تکلیف کو دور نہیں کرسکتا۔ (المظھری، ج۲، ص ۴۵۱)

☆......☆"البعث" اس لفظ سے مفسر نے "لقاء الله" کی تفسیر کی ہے۔

غایة للتکذیب : یہ قید لگا کر مفسر نے خسران کی غایت نہ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے، **لشدائد** بشدائد جیسے مرض،تنگدستی وغیرہ۔

فادعوھا: اس عبارت کو ذکر کر کے مفسر نے جواب شرط محذوف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فاحضری: یہاں صیغۂ خطاب سے مقصود حسرت کو حاضر کرنا نہیں بلکہ ان پر جو شدید ندامت اور حسرت طاری ہے اس کا اعتراف کرنا ہے۔

بـان تـأتیھم: یہ عبارت نکال کر شارح نے اس روایت کے مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے "جب مومن قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل انتہائی حسین صورت اور بہترین خوشبو کے ساتھ اس کا استقبال کرے گا پھر وہ اس مومن سے پوچھے گا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ مومن جواباً کہے گا: نہیں! وہ کہے گا: میں تمہارا نیک عمل ہوں اب تم مجھ پر سوار ہو جاؤ دنیا میں طویل مدت تک میں تم پر سوار تھا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمان ﴿یـــوم یحشر المتقین الی الرحمن وفدا﴾ کا یہی معنی ہے۔اور رہا کافر تو اس کا استقبال اس کا عمل انتہائی قبیح صورت اور شدید ناگوار بو کے ساتھ کرے گا پھر وہ اس کافر سے پوچھے گا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ کافر کہے گا: نہیں! تو وہ کہے گا: میں تیرا برا عمل ہوں تو دنیا میں طویل مدت تک مجھ پر سوار رہا اب میں تجھ پر سوار ہوں گا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وھو یحملون اوزارھم علی ظھورھم﴾ کا یہی معنی ہے۔

ای الاشتغال بھا: یہ کلمات نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ "الحیوۃ الدنیا" سے قبل مضاف 'اشتغال" محذوف ہے، معنی آیت ہوگا دنیاوی زندگی میں مشغول ہونا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری نہ کرنا لھو ولعب ہے۔**اما الطاعات** ......الخ: آیتِ مذکور میں موجود حصر پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ دنیاوی زندگی کے ایسے کئی اعمال ہیں جو لھو ولعب نہیں جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری کے کام کرنا تو مفسر نے اس اشکال کا جواب دیا کہ نیکیاں دنیاوی اشغال و اعمال میں سے نہیں ہیں لہذا یہاں حصرِ حقیقی تام ہے۔

وفی قراۃ بالتخفیف: اس قرأت میں یکذبونک کو یائے مضمومہ کاف ساکنہ اور ذالِ مخففہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بھی قرأت

سبعیہ میں سے ہے۔فی السّر: یہ کلمات نکال کر مفسر نے تکذیب وعدم تکذیب کے حوالے سے کفار کے اقوال متضاد ہونے والا احتمال دور کیا ہے یعنی ظاہر میں کفار آپ کی تکذیب کرتے اور باطن میں آپ کو سچا جانتے ہیں۔ای لا ینسبونک الی الکذب: مفسر کی بیان کردہ تفسیر دونوں قرأتوں کے مناسب ہے معنی آیت یہ بنے گا''وہ باطن میں آپ کے جھوٹا نہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں''۔

بذلک: اس کا مشار الیہ یہ ہے ''بانہ لو اراد اللہ تعالیٰ ایمانھم لآمنوا ''یعنی اس بات سے ناواقف نہ رہنا کہ اگر اللہ عزوجل ان کے ایمان کا ارادہ کرتا تو وہ ایمان لے آتے (الجمل،ج۲،ص۳۳۷وغیرہ)۔

القیامۃ: مفسر نے الساعۃ کی تفسیر القیامۃ سے کی ہے کلام مفسر میں مضاف محذوف ہے یعنی مقدمات القیامۃ اس سے مراد موت ہے۔ چونکہ موت مبادیاتِ ساعت (قیامت) میں سے ہے اس لیے یہاں اس کا نام ساعۃ رکھ دیا گیا ہے۔ھی شدۃ التألم: حسرت کا مکمل معنی یہ ہے ماضی میں ہونے والے نقصان پر شدید رنج وغم کرنا۔

ونداء ھامجاز: یہاں مجازاً حسرت کو عاقل کے قائم مقام کرکے اسے ندا کی گئی ہے کہ حقیقتاً نداء عاقل ہی کو کی جاتی ہے یہاں مقصود لوگوں کو اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ کفار پر قیامت کی ایسی گھبراہٹ طاری ہوگی کہ وہ عاقل وغیر عاقل میں تمیز نہیں کر سکے گا۔

فیہ تسلیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم: تسلی یوں ہے کہ آزمائش جب عام ہوتی ہے تو کچھ نہ کچھ آسان ہو جاتی ہے۔مواعیدہ: اللہ عزوجل کے مدد فرمانے کے وعدوں سے متعلق بعض آیات یہ ہیں ﴿ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون﴾،﴿کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی﴾۔

دعاءک الی الایمان: یہ عبارت نکال مفسر نے ''یستجیب'' کا مفعول بہ ذکر کیا۔فی الآخرۃ: یہ قید لگا کر مفسر نے اپنے پسندیدہ قول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہاں آیت میں حشر کا بیان ہے بعض علماء نے ''یبعثھم اللہ'' کا معنی نعمت ایمان دیکر لوگوں کے مردہ دلوں کو زندہ کرنا بھی کیا ہے۔

تمشی: یہاں مفسر نے ''فی الارض'' کا متعلق خاص مانا ہے کیونکہ اس کے مدمقابل 'یطیر''،''تمشی'' فعل کے مقدر ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔علماء کرام نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی جمیع مخلوق یا تو چلنے والی ہے یا اڑنے والی ہے ان دونوں صفات سے خارج نہیں انہوں نے سمندری جانوروں کو پرندوں کے ساتھ ملحق کیا ہے کیونکہ جس طرح پرندے ہوا میں غوطہ لگاتے ہیں یونہی سمندری جانور سمندر میں غوطہ لگاتے ہیں۔احوالھا: احوال سے مراد مخلوق کو حیات دینا، موت دینا، عزت دینا اور ذلت دینا وغیرہ ہے۔

اللوح المحفوظ: اسے لوحِ محفوظ اس لیے کہتے ہیں کہ اس تک شیطان کی دسترس نہیں ہے یونہی یہ تغیر وتبدل سے بھی محفوظ ہے۔لوحِ محفوظ کی تعریف سورۃ البروج کے تحت حضرت ابن عباس کے حوالے سے خود مفسر نے ان الفاظ کے ساتھ کی ہے ''ھو من درّۃ بیضاء فی الھواء فوق السماء السابعۃ'' مفسر نے یہاں الکتاب کی تفسیر ''اللوح المحفوظ'' سے کی ہے ایک قول کے

مطابق اس سے مراد قرآنِ پاک ہے کتاب سے مراد لوحِ محفوظ ہو تو آیت اپنے عموم پر ہوگی اور اگر کتاب سے مراد قرآنِ پاک ہو تو معنی ہوگا ہم نے اس کتاب میں ہر اس چیز کو بیان کر دیا جس کی طرف مخلوق کو اپنے کاموں میں احتیاج ہوتی ہے۔

لیقضی بینهم: مفسر نے یہ عبارت نکال کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ عزوجل جمیع مخلوق کا فیصلہ فرمائے گا خواہ وہ عاقل ہو یا غیر عاقل۔

اخبرونی: مفسر نے اس آیت میں اور اسی طرح کی دیگر آیات میں "ارء یتکم" کی تفسیر "اخبرونی" سے کی ہے کہ رؤیت میں اصل علم حاصل ہونا یا آنکھ سے دیکھنا ہے پس یہاں رؤیت کا اطلاق بمعنی "علم یا ابصار" کر کے اس کا لازم یعنی اخبار مراد لیا گیا ہے کیونکہ انسان خبر اسی بات کی دیتا ہے جس کا وہ علم رکھتا ہے یا جسے اس نے آنکھوں سے دیکھا ہوتا ہے۔(الصاوی، ج۲، ص۱۷۳ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۱

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ ﴾زَائِدَةٌ ﴿قَبْلِکَ ﴾رُسُلًافَکَذَّبُوْهُمْ ﴿فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ ﴾شِدَّةِ الْفَقْرِ ﴿وَالضَّرَّآءِ﴾اَلْمَرَضِ ﴿ لَعَلَّهُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ (۴۲)﴾یَتَذَلَّلُوْنَ فَیُؤْمِنُوْنَ ﴿فَلَوْلَآ ﴾فَهَلَّا ﴿اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا ﴾ عَذَابُنَا ﴿تَضَرَّعُوْا ﴾اَیْ لَمْ یَفْعَلُوْا ذٰلِکَ مَعَ قِیَامِ الْمُقْتَضٰی لَهٗ ﴿وَلٰـکِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾فَلَمْ تَلِنْ لِلْاِیْمَانِ ﴿ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۴۳)﴾مِنَ الْمَعَاصِیْ فَاَصَرُّوْا عَلَیْهَا ﴿فَلَمَّا نَسُوْا ﴾تَرَکُوْا ﴿مَا ذُکِّرُوْا﴾وُعِظُوْا وَخُوِّفُوْا ﴿ بِهٖ ﴾مِنَ الْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ فَلَمْ یَتَّعِظُوْا ﴿فَتَحْنَا﴾بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ ﴿ عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ ﴾مِنَ النِّعَمِ اِسْتِدْرَاجًا لَهُمْ ﴿ حَتّٰٓی اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا ﴾فَرَحَ بَطَرٍ ﴿اَخَذْنٰهُمْ﴾بِالْعَذَابِ ﴿ بَغْتَةً﴾فَجْاَةً ﴿ فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ (۴۴)﴾ اٰیِسُوْنَ مِنْ کُلِّ خَیْرٍ ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا﴾اَیْ اٰخِرُهُمْ بِاَنْ اُسْتُؤْصِلُوْا ﴿ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۴۵)﴾عَلٰی نَصْرِ الرُّسُلِ وَاِهْلَاکِ الْکَافِرِیْنَ ﴿قُلْ ﴾لِاَهْلِ مَکَّةَ ﴿اَرَاَیْتُمْ﴾اَخْبِرُوْنِیْ ﴿ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَکُمْ ﴾اَصَمَّکُمْ ﴿وَاَبْصَارَکُمْ ﴾اَعْمَاکُمْ ﴿وَخَتَمَ﴾طَبَعَ ﴿ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ ﴾فَلَا تَعْرِفُوْنَ شَیْئًا ﴿مَّنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْکُمْ بِهٖ﴾بِمَا اَخَذَهٗ مِنْکُمْ بِزَعْمِکُمْ ﴿ اُنْظُرْ کَیْفَ نُصَرِّفُ ﴾نُبَیِّنُ ﴿الْاٰیٰتِ ﴾الدَّلَالَاتِ عَلٰی وَحْدَانِیَّتِنَا ﴿ثُمَّ هُمْ یَصْدِفُوْنَ (۴۶)﴾یَعْرِضُوْنَ عَنْهَا فَلَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿قُلْ﴾لَهُمْ ﴿ اَرَاَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً ﴾ لَیْلًا اَوْ نَهَارًا ﴿هَلْ یُهْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ (۴۷)﴾اَلْکَافِرُوْنَ اَیْ مَا یُهْلَکُ اِلَّا هُمْ ﴿وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ﴾مَنْ آمَنَ بِالْجَنَّةِ ﴿ وَمُنْذِرِیْنَ﴾ مَنْ کَفَرَ بِالنَّارِ ﴿ فَمَنْ اٰمَنَ﴾بِهِمْ ﴿ وَاَصْلَحَ﴾عَمَلَهٗ ﴿ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (۴۸)﴾فِی الْاٰخِرَةِ ﴿وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا کَانُوْا

یَفْسُقُوْنَ (۴۹) ﴿یخرجون عن الطاعۃ﴾ قُلْ ﴿لھم﴾ لَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ ﴿التی منھا یرزق﴾ وَلَآ ﴿انی﴾ اَعْلَمُ الْغَیْبَ ﴿ما غاب عنی ولم یوح الی﴾ وَلَا اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ ﴿من الملائکۃ﴾ اِنْ ﴿ما﴾ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی ﴿الکافر﴾ وَالْبَصِیْرُ ﴿المؤمن﴾ لا اَفَلَا تَتَفَکَّرُوْنَ (۵۰) ﴿فی ذلک فتؤمنون﴾.

﴿ترکیب﴾

اور بے شک ہم نے امتوں کی طرف بھیجے (مِن زائدہ ہے) تم سے پہلے (رسل، تو لوگوں نے انہیں جھٹلایا) تو انہیں پکڑا سختی (یعنی شدت فقر) اور تکلیف (یعنی مرض......۱......) سے کہ وہ کسی طرح گڑگڑائیں (یعنی عاجزی کریں اور ایمان لائیں) تو کیوں نہ ہوا (لولا بمعنی ھلا ہے) جب ان پر ہمارا عذاب آیا (باسنا بمعنی عذابنا ہے) تو گڑگڑائے ہوتے (یعنی مقتضی موجود ہونے کے باوجود بھی وہ نہ گڑگڑائے) لیکن ان کے دل سخت ہوگئے (پس انکے دل ایمان کیلئے نرم نہ ہوئے) اور شیطان نے انکے کام انکی نگاہ میں بھلے کردکھائے......۲......(گناہ کے کام، جن پر وہ اصرار کرتے رہے) پھر جب انہوں نے چھوڑ دیا اسے (نسوا بمعنی ترکوا ہے) جو نصیحت کی گئی (یعنی جو وعظ کیا گیا، خوف دلایا گیا) ان کو (سختی اور تکلیف میں لیکن انہوں نے نصیحت نہ مانی) ہم نے کھول دیئے (فتحنا تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ ہے) ان پر ہر چیز کے دروازے......۳......(یعنی نعمتوں کے دروازے، اور یہ ان کے لیے بطور استدراج تھا) یہاں تک کہ وہ خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا (یعنی اترانے لگے) تو ہم نے انہیں پکڑ لیا (عذاب کے ذریعے) اچانک (بغتۃ بمعنی فجاۃ ہے) اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے (یعنی ہر بھلائی سے ناامید ہوگئے) تو جڑ کاٹ دی گئی ظالموں کی (یعنی ان میں سے آخری کو بھی ہلاک کردیا گیا بایں طور پر کہ انہیں جڑ سے اکھیڑ دیا گیا) اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو عالمین کا رب ہے (رسولوں کی مدد کرنے اور کافروں کو ھلاک کرنے پر) تو فرماؤ (اہل مکہ سے) بھلا بتاؤ (ارء یتم بمعنی اخبرتم ہے) اگر تمہارے کان اللہ لے لے (یعنی تمہیں بہرا کردے) اور تمہاری آنکھیں لے لے (یعنی تمہیں اندھا کردے) اور مہر کردے (ختم بمعنی طبع ہے) تمہارے دلوں پر (کہ تم کسی چیز کو نہ پہچانو) تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں یہ چیزیں لادے (جو اس نے تم سے لے لیں تمہارے گمان کے مطابق) دیکھو ہم کس کس رنگ سے بیان کرتے ہیں (نصرف بمعنی نبین ہے......۴......) آیتیں (جو ہماری وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں) پھر وہ منہ پھیر لیتے ہیں (یعنی اعراض کرتے ہیں ان سے، اور ایمان نہیں لاتے) تم فرماؤ (ان سے) بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے اچانک یا کھلم کھلا (رات یا دن میں) تو کون تباہ ہوگا سوا ظالموں کے (یعنی کافروں کے سوا کوئی اور ھلاک نہ ہوگا) اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشخبری دینے (جنت کی، اسے جو ایمان لائے) اور ڈر سناتے (نار جہنم کا، اسے جو کفر کرے) تو جو ایمان لائے (ان پر) اور اصلاح کرے (اپنے عمل کی) انکو نہ کچھ اندیشہ نہ کچھ غم (آخرت میں) اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں انہیں

عذاب پہنچے گا بدلہ ان کے فسق کا (یعنی ان کے طاعت سے نکل جانے کا) تم فرمادو (ان سے) میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں (جس سے رزق دیا جاتا ہے) اور نہ (میں) یہ کہوں کہ میں غیب جان لیتا ہوں (جو مجھ سے پوشیدہ ہے اور میری طرف وحی نہ کیا گیا) اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں ایک فرشتہ ہوں (فرشتوں میں سے) نہیں (ان بمعنی مـا نافیہ ہے) میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے......۵......تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھے (یعنی کافر) اور انکھیارے (یعنی مومن، نہیں!) تو کیا تم غور نہیں کرتے (اس معاملے میں کہ نتیجۃً تم ایمان لے آؤ)

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد ارسلنا الی امم من قبلک﴾.

و: مستانفہ...... لام: تاکیدیہ ......قد: تحقیقیہ...... ارسلنا: فعل بافاعل...... الی: جار...... امم: موصوف...... من قبلک: ظرف مستقر ہوکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ

﴿فاخذنهم بالباساء والضراء لعلهم يتضرعون﴾.

ف: عاطفہ......اخذنهم: فعل بافاعل......هم: ضمیر ذوالحال...... لعلهم يتضرعون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول،...... ب: جار...... الباساء: معطوف علیہ......والضراء: معطوف ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلولا اذجاء هم باسنا تضرعوا ولكن قست قلوبهم وزين لهم الشيطن ما كانوا يعملون﴾

ف: مستانفہ، لولا: حرف توبیخ وتندیم، اذ: مضاف، جاء هم باسنا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم، تضرعوا: فعل واوضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لكن: مخففہ مہملہ، قست قلوبهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، زين لهم الشيطن: فعل وظرف لغو وفاعل، ما كانوا يعملون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر حال، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فلما نسوا ما ذكروا به فتحنا عليهم ابواب كل شيء حتى اذا فرحوا بما اوتوا اخذنهم بغتة﴾.

ف: مستانفہ، لـمـا: شرطیہ ظرفیہ، نسـوا: فعل بافاعل، مـا ذكـروا: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، فتحنا: فعل بافاعل، عليهم: ظرف لغو، ابواب كل شيء: مفعول، حتى: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، فرحوا: فعل بافاعل، بـمـا اوتوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، اخذنهم: فعل بافاعل ومفعول، بغتة: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی...... ،فتحنا: اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿فاذا هم مبلسون﴾.

ف: مستانفہ ...... اذا: فجائیہ...... هم: مبتدا...... مبلسون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فقطع دابر القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العلمين﴾.

ف: عاطفہ...... قطع : فعل مجہول...... دابر : مضاف...... القوم : موصوف...... الذين ظلموا: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... و: مستانفہ...... الحمد: مبتدا...... لام: جار...... الله: موصوف ،رب العلمين: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قل ارء يتم ان اخذ الله سمعكم وابصاركم وختم على قلوبكم من اله غير الله ياتيكم به﴾

قل: قول...... ارء يتم بمعنی اخبرنی: فعل بافاعل ...... ان شرطیہ...... اخذ الله: فعل وفاعل...... سمعكم ابصاركم: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... وختم على قلوبكم: جملہ فعلیہ معطوف ملکر جزا محذوف "فمن تدعون" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مفعول اول...... من: استفہامیہ مبتدا...... اله: موصوف...... غير الله: صفت اول...... ياتيكم به: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿انظر كيف نصرف الايت ثم هم يصدفون﴾.

انظر: فعل امر بافاعل...... كيف: اسم استفہام حال مقدم...... نصرف: فعل ونحن ضمیر مستتر ذوالحال، ملکر فاعل ...... الايت : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ثم: عاطفہ...... هم: مبتدا...... يصدفون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ارء يتكم ان اتكم عذاب الله بغتة او جهرة﴾.

قل: قول...... ارء يتكم بمعنی اخبرنی: فعل بافاعل ومفعول...... ان: شرطیہ...... اتاكم: فعل ومفعول...... عذاب الله: ذوالحال...... بغتة: معطوف علیہ...... اوجهرة: معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فمن تدعون" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿هل يهلك الا القوم الظلمون﴾.

هل: حرف استفہام للنفی، يهلك: فعل مجہول، الا: اداۃ حصر، القوم الظلمون: مرکب توصیفی نائب الفاعل، ملکر جملہ۔

﴿وما نرسل المرسلين الا مبشرين ومنذرين فمن امن واصلح فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون﴾.

و: مستانفہ...... ما: نافیہ...... نرسل: فعل بافاعل...... المرسلين: ذوالحال...... الا: اداۃ حصر...... مبشرين: معطوف علیہ...... ومنذرين: معطوف، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ف: مستانفہ...... من: موصولہ...... امن: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... واصلح: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا...... ف: جزائیہ...... لا: نافیہ...... خوف: مبتدا...... عليهم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لا: نافیہ...... هم يحزنون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والذین کذبوا بایتنا یمسھم العذاب بما کانوا یفسقون﴾.

و: مستانفہ...... الذین : موصول...... کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... یمسھم العذاب: فعل ومفعول وفاعل...... بما کانوا یفسقون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحی الی﴾.

قل: قول...... لا اقول لکم: جملہ فعلیہ قول...... عندی خزائن اللہ : جملہ اسمیہ معطوف علیہ...... ولا اعلم الغیب: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لا اقول لکم : جملہ فعلیہ قول...... انی ملک: جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ معطوف،ملکر مقولہ اول...... ان: نافیہ...... اتبع: فعل بافاعل...... الا: اداۃ حصر...... ما یوحی الی : موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ثانی،اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قل ھل یستوی الاعمی والبصیر افلا تتفکرون﴾.

قل: قول...... ھل: حرف استفہام للنفی...... یستوی: فعل ......الاعمی والبصیر: معطوف علیہ ومعطوف ملکر فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... ھمزہ: حرف استفہام ......ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "لا یستمعون ھذا الکلام الذی یتلی علیکم لا تتفکرون: جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

﴿بالباساء والضراء﴾ کا معنی :

۱؎......علامہ ابوالبرکات نسفی فرماتے ہیں کہ بأساء کے معنی قحط اور بھوک کے ہیں جبکہ ضراء کا معنی مرض، جانی ومالی نقصان کے ہیں یہ آزمائش اس لئے آتی ہے کہ انسان اپنے رب سے خوف کرے، گناہوں سے توبہ کرے کیونکہ انسانی نفس شدائد کے وقت میں خوف محسوس کرتا ہے۔ (المدارک، ج۱، ص۵۰۳)

شیطان کا اعمال کو مزین کرنا:

۲؎......شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے وہ انسان کو سیدھی راہ سے بہکانے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے اور انسان کے سامنے بُرے اعمال کو بھی اچھا کر کے پیش کرتا ہے سید عالم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس نشان ہے کہ قَالَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ وَاِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِکُمَا سُوْءً ا یعنی شیطان انسان کے اندر خون کی طرح چلتا ہے اور میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں برائی ڈال دے۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ ابلیس وجنودہ، برقم ۳۲۸۱ :ص ۵۴۶)

﴿ابواب کل شیء﴾ کا معنی:

۳......عمادالدین ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابواب کل شیء کے معنی دُنیاوی آسائش وآرام اور مال ودولت کی فراوانی ہے۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "اِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلٰى مَعَاصِيْهِ مَا يُحِبُّ فَاِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ﴾". حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''جب تم کسی کو دیکھو کہ اللہ عزوجل اسے باوجود اسکی معصیت کے حسب خواہش عطا فرماتا ہے تو سمجھ لو کہ یہ ڈھیل ہے پھر آپ نے متذکرہ بالا آیت مبارکہ تلاوت فرمائی''۔ (مسند احمد، حدیث عقبہ بن عامر، ج٤، ١٤٥)

☆......عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: "ان الله تبارک وتعالی اذا اراد بقوم بقاء او نماء رزقهم القصد والعفاف، واذا اراد بقوم اقتطاعاً فتح لهم او فتح عليهم باب خيانة ﴿حتى اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة فاذا هم مبلسون ، فقطع دابر القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العالمين﴾". حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے: ''جب اللہ عزوجل کسی قوم کی ترقی اور بقا کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے میانہ روی اور پاک دامنی کی نعمت سے سرفراز فرمادیتا ہے اور جب کسی کی جڑ کاٹنے کا ارادہ فرماتا ہے تو ان پر رزق فراخ فرمائے اور خیانت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (الدر المنثور، ج٣، ص٢٢)

﴿انظر کیف نصرف الایت﴾ کا معنی:

۴......ناصرالدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم آیتوں کو بار بار بیان کرتے ہیں کبھی عقلی مقدمات کی صورت میں، کبھی ترغیب وترہیب کے ضمن میں، کبھی تنبیہ اور کبھی نصیحت کے لیے متقدمین کے احوال کی صورت میں۔(البیضاوی، ج١، ص٤٩٠)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف وحی الٰہی کے پیروکار ہیں:

۵......حکیم الامت مفتی احمد یار خان اپنی کتاب جاء الحق میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: اس آیت کی چار توجیہات مفسرین نے کی ہیں۔اوّلاً یہ کہ علم غیب ذاتی کی نفی ہے،دوم یہ کہ کل علم کی نفی ہے، تیسرے یہ کہ کلام تواضع اور انکسار کے طور پر بیان فرمادیا گیا ہے، چہارم یہ کہ آیت کے معنی یہ ہیں''میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں غیب جانتا ہوں''یعنی دعویٰ علم غیب کی نفی ہے نہ کہ علم غیب کی۔تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کے ماتحت ہے اس آیت میں یہ احتمال بھی ہے کہ لااعلم کا عطف لااقول پر ہو یعنی اے محبوب فرمادو کہ میں غیب نہیں جانتا تو اس میں دلالت اس پر ہوگی کہ غیب بالاستقلال یعنی ذاتی سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے تحت ہے:''میں غیب نہیں جانتا جب تک اس کی مجھ پر وحی نہ کی جاوے یا کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو یا اس سے مراد کل علم کی نفی ہے''۔تفسیر کبیر

میں اسی آیت کے ماتحت ہے: ''یہ فرمان کہ میں غیب نہیں جانتا حضور ﷺ کے اس اقرار پر دلالت کرتا ہے کہ آپ سارے معلومات نہیں جانتے یا یہ کلام بطور تواضع وانکسار فرمایا گیا۔ تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت ہے: حضور ﷺ نے ان چیزوں کی اپنی ذات کریمہ سے نفی فرمائی رب کے لیے عاجزی کرتے ہوئے اور اپنی بندگی کا اقرار فرماتے ہوئے یعنی میں اس میں سے کچھ نہیں کہتا اور کسی چیز کا دعوی نہیں کرتا۔ تفسیر عرائس میں ہے: حضور ﷺ نے انکسار فرمایا کہ اپنی ذات کو انسانیت کی جگہ میں رکھا ورنہ آپ از عرش تا فرش ساری مخلوق میں اشرف ہیں اور ملائکہ اور روحانیین سے زیادہ ستھرے ہیں۔ حق تعالیٰ کی شان جباری کے سامنے عاجزی کے طور پر اس کی سطوت کے سامنے پستی کے اظہار کے طریقہ پر یہ فرمایا یہ دعوی علم غیب کی نفی ہے کہ میں علم غیب کا دعوی نہیں کرتا۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے: یعنی میں تمام مقدورات پر قدرت رکھنے اور تمام معلومات کے جاننے کا دعوی نہیں کرتا۔ تفسیر کبیر میں ہے: میں اللہ عزوجل کے علم سے متصف ہونے کا دعوی نہیں کرتا اور ان دونوں باتوں کے مجموعہ کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ خدا ہونے کا دعوی نہیں کرتے۔ روح البیان میں ہے: اس کا عطف عندی خزائن اللہ پر ہے اور لا م زائدہ ہے یعنی میں یہ دعوی نہیں کرتا کہ خدا کے افعال میں غیب جانتا ہوں اس بناء پر کہ خزائن اللہ میرے پاس تو ہیں مگر میں یہ کہتا نہیں، تو جو شخص یہ کہے کہ نبی اللہ غیب نہیں جانتے تھے اس نے غلطی کی اس آیت میں جس میں یہ مصیب تھا۔ تفسیر مدارک میں ہے: ولا اعلم الغیب کا اعراب زبر ہے عندی خزائن اللہ کے محل پر عطف کی وجہ سے کیونکہ یہ بھی کہی ہوئی بات میں سے ہے گویا آپ ﷺ نے یوں فرمایا کہ میں تم سے نہ یہ کہتا ہوں اور نہ یہ۔ (جاء الحق: ص۹۸ تا۹۶)

☆......☆ **فکذبوھم:** یہاں مفسر نے عبارت محذوفہ اس لیے نکالی ہے تا کہ ''فاخذناھم'' کا اس پر ترتب درست ہو سکے۔

ان لم یعلموا ذلک: ذلک کا مشار الیہ ''التضرع'' ہے یہ عبارت نکال کے مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ آیت میں مذکور ''لولا'' تحضیض کے لیے ہے اور تحضیض نفی کے لیے ہے۔ **مع قیام المقتضی لہ:** مقتضی سے یہاں مراد شدید فقر اور مرض ہے۔

فلم تلن للایمان: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ دل کی سختی سے کفر پیدا ہوتا ہے جیسا کہ تضرع سے ایمان پیدا ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۱۷۹ وغیرہ)

فلم یتعظوا: مفسر نے آیت میں مذکور فعل ''نسوا'' کی تفسیر ترکوا سے کی ہے فعل اپنے جملہ متعلقات سے ملکر بمعنی فلم یتعظوا ہے۔

بان استوصلوا: یہ عبارت نکال مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ ان میں سے آخری فرد کو بھی قطع کر دینے سے مراد ان تمام ہی کو قطع کر دینا ہے یعنی ان میں سے کوئی بھی فرد باقی نہ رہا سب کو ہلاک کر دیا گیا۔

لیلا و نھارا بغتۃ او جھرۃ کی تفسیر ہے یہ معنی حضرت ابن عباس سے منقول ہے قاضی بیضاوی نے اس کا جو معنی بیان کیا ہے وہ اولیٰ ہے۔ (الجمل: ج۲ ص۳۲۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿وَاَنْذِرْ﴾خَوِّفْ ﴿ بِهِ ﴾اَیْ بِالْقُرْآنِ ﴿الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْا اِلٰی رَبِّهِمْ لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ﴾اَیْ غَیْرِهٖ ﴿ وَلِیٌّ﴾یَنْصُرُهُمْ ﴿ وَّلَا شَفِیْعٌ﴾یَشْفَعُ لَهُمْ وَجُمْلَةُ النَّفْیِ حَالٌ مِّنْ ضَمِیْرِ یُحْشَرُوْا وَهِیَ مَحَلُّ الْخَوْفِ ، وَالْمُرَادُ بِهِمُ الْمُؤْمِنُوْنَ الْعَاصُوْنَ ﴿ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ(۵۱)﴾اَللّٰهَ بِاِقْلَاعِهِمْ عَمَّا هُمْ فِیْهِ وَعَمَلِ الطَّاعَاتِ ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ ﴾بِعِبَادَتِهِمْ ﴿وَجْهَهٗ ﴾تَعَالٰی لَا شَیْئًا مِنْ اَغْرَاضِ الدُّنْیَا وَهُمُ الْفُقَرَاءُ ، وَکَانَ الْمُشْرِکُوْنَ طَعَنُوْا فِیْهِمْ وَطَلَبُوْا اَنْ یَّطْرُدَهُمْ لِیُجَالِسُوْهُ ، وَاَرَادَ النَّبِیُّ ﷺ ذٰلِکَ طَمَعًا فِیْ اِسْلَامِهِمْ ﴿مَا عَلَیْکَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ﴾زَائِدَةٌ ﴿ شَیْءٍ ﴾اِنْ کَانَ بَاطِنُهُمْ غَیْرَ مَرْضِیٍّ ﴿وَّمَا مِنْ حِسَابِکَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ ﴾جَوَابُ النَّفْیِ ﴿فَتَکُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ(۵۲)﴾اِنْ فَعَلْتَ ذٰلِکَ ﴿وَکَذٰلِکَ فَتَنَّا﴾اِبْتَلَیْنَا ﴿ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ﴾اَیِ الشَّرِیْفَ بِالْوَضِیْعِ وَالْغَنِیَّ بِالْفَقِیْرِ بِاَنْ قَدَّمْنَاهُ بِالسَّبْقِ اِلَی الْاِیْمَانِ﴿ لِّیَقُوْلُوْٓا﴾اَیِ الشُّرَفَاءُ وَالْاَغْنِیَاءُ مُنْکِرِیْنَ ﴿ اَهٰٓؤُلَاۗءِ﴾الْفُقَرَاءُ ﴿ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنْ بَیْنِنَا﴾بِالْهِدَایَةِ؟ اَیْ لَوْ کَانَ مَا هُمْ عَلَیْهِ هُدًی مَا سَبَقُوْنَا اِلَیْهِ قَالَ تَعَالٰی﴿ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰکِرِیْنَ(۵۳)﴾لَهٗ فَیَهْدِیْهِمْ بَلٰی ﴿وَاِذَا جَآءَکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ﴾لَهُمْ ﴿ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ کَتَبَ﴾قَضٰی ﴿ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ ﴾اَیِ الشَّانُ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْفَتْحِ بَدَلٌ مِّنَ الرَّحْمَةِ ﴿مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ﴾مِنْهُ حَیْثُ اِرْتَکَبَهٗ ﴿ثُمَّ تَابَ﴾رَجَعَ ﴿ مِنْ بَعْدِهٖ﴾بَعْدَ عَمَلِهٖ عَنْهُ ﴿ وَاَصْلَحَ﴾عَمَلَهٗ ﴿ فَاَنَّهٗ﴾اَیْ وَاللّٰهُ ﴿ غَفُوْرٌ﴾لَهٗ ﴿ رَّحِیْمٌ(۵۴)﴾بِهٖ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْفَتْحِ اَیْ فَالْمَغْفِرَةُ لَهٗ ﴿ وَکَذٰلِکَ ﴾ کَمَا بَیَّنَّا مَا ذُکِرَ ﴿نُفَصِّلُ ﴾نُبَیِّنُ ﴿الْاٰیٰتِ﴾اَلْقُرْآنَ لِیَظْهَرَ الْحَقُّ فَیُعْمَلَ بِهٖ ﴿ وَلِتَسْتَبِیْنَ﴾تَظْهَرَ ﴿ سَبِیْلُ ﴾طَرِیْقُ ﴿الْمُجْرِمِیْنَ(۵۵)﴾فَتُجْتَنَبُ ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالتَّحْتَانِیَّةِ ، وَفِیْ اُخْرٰی بِالْفَوْقَانِیَّةِ وَنَصْبُ سَبِیْلَ خِطَابٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ.

﴿ترجمہ﴾

اور ڈراؤ (انـذر بمعنی خـوّف ہے) اس سے (یعنی قرآن سے) انہیں جنہیں خوف ہو کہ اپنے رب کی طرف یوں اٹھائے جائیں کہ اللہ کے سوا ان کا نہ ہوگا کوئی (دون بمعنی غیـر ہے) حمایتی (جو ان کی مدد کرے) اور نہ کوئی سفارشی (جو ان کی سفارش کرے اور لیـس لهم حال ہے یحشروا کی ضمیر سے اور یہی محل خوف ہے جس سے خوف کیا جائے اور مراد اس سے گناہ گار مومن ہیں) اس امید پر کہ وہ ڈریں (اللہ سے ڈریں اپنی بداعمالیوں سے الگ ہو کر اور نیک کام اختیار کر کے) اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے

ہیں صبح وشام چاہتے ہیں (اپنی عبادت کے ذریعے) اس کی رضا (یعنی اللہ عزوجل کی رضا......۱......، وہ کوئی دنیاوی سامان نہیں چاہتے اس سے، مراد فقراء ہیں مشرکین مکہ ان کے بارے میں طعن کرتے تھے اور اس بات کا مطالبہ کرتے تھے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خود سے دور کریں تاکہ وہ ان کی مجلس میں بیٹھیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ایمان لانے کی شدید خواہش میں ایسا کرنے کا ارادہ فرمالیا تھا) تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں (من زائدہ ہے، اگرچہ باطن میں کوئی ناپسندیدہ بات ہو تب بھی) اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں پھر انہیں تم دور کرو (فتطردھم جواب نفی ہے) تو یہ کام (یعنی اگر تم نہیں اپنے سے دور کردو تو یہ) انصاف سے بعید ہے اور اسی طرح ہم نے آزمایا (فتنا بمعنی ابتلینا ہے) ان میں ایک کو دوسرے کے لئے (یعنی شریف کو خسیس کیلئے، غنی کو فقیر کے لیے، یہ کہ ہم نے ان کو ایمان میں سبقت دیدی) تاکہ وہ کہیں (یعنی شرفاء اور اغنیاء انکار کرتے ہوئے) یہ لوگ ہیں (یعنی یہ فقراء ہیں،......۲......کہ) اللہ نے ان پر احسان کیا ہم میں سے (ھدایت عطا فرما کر، اگر وہ واقعی ھدایت پر ہوتے تو ہم پر سبقت نہ لے جاتے، اللہ عزوجل نے فرمایا) کیا اللہ خوب نہیں جانتا شکر کرنے والوں کو (کہ وہ انہیں ھدایت دے؟ کیوں نہیں! اس نے انہیں ہدایت دی ہے) اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو تم فرماؤ (ان سے) تم پر سلام، لازم کرلی (کتب بمعنی قضی ہے) تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت تحقیق (انہ میں ہ ضمیر، ضمیر شان ہے اور قرأت میں ان مفتوح ہے اور رحمۃ سے بدل ہے) کہ تم میں سے جس کسی نے ناواقفیت کی وجہ سے کوئی بُرا کام کرلیا......۳...... (یعنی ناواقفیت کی وجہ سے بُرائی کا ارتکاب کرلے) پھر رجوع کرے (تاب بمعنی رجع ہے) اسکے بعد (اپنے بُرے عمل کے بعد) اور اصلاح کرے (اپنے عمل کی) تو بیشک وہ (یعنی اللہ) بخشنے والا ہے، (اسے) مہربان ہے (اس پر اور ایک قرأت ان مفتوحہ کے ساتھ ہے معنی یہ ہوگا کہ اسکے لیے مغفرت ہے) اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے مذکورہ بات کو بیان کیا) ہم بیان فرماتے ہیں (نفصل بمعنی نبین ہے) آیتیں (قرآن کی) تاکہ حق ظاہر ہو جائے اور اس پر عمل کیا جائے اور تاکہ ظاہر ہو جائے (تستبین بمعنی تظھر ہے) راستہ (سبیل بمعنی طریق ہے) مجرموں کا (جس سے بچا جاسکے، ایک قرأت میں تستبین یائے تحتانیہ اور دوسری قرأت میں تائے فوقانیہ کے ساتھ ہے اور اس قرأت کے مطابق لفظ سبیل منصوب ہے اور خطاب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وانذر به الذين يخافون ان يحشروا الى ربهم﴾.

و : عاطفہ...... انذر : فعل امر بافاعل...... بہ : ظرف لغو...... الذین : موصول...... یخافون : فعل بافاعل...... ان یحشروا الی ربھم : جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ليس لهم من دونه ولى ولا شفيع لعلهم يتقون﴾.

لیس: فعل ناقص...... لام: جار...... ھم: ضمیر ذوالحال...... لعلھم یتقون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم...... من دونہ: ظرف مستقر حال مقدم...... ولی: معطوف علیہ...... ولا شفیع: معطوف، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "ان یحشروا الی ربھم" میں "یحشروا" کی واو ضمیر سے حال واقع ہے۔

﴿ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ﴾.

و: عاطفہ...... لاتطرد: فعل نہی با فاعل...... الذین: موصول...... یدعون: فعل واو ضمیر ذوالحال...... یریدون وجھہ: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل...... ربھم: مفعول...... ب: جار...... الغدوۃ والعشی: معطوف علیہ و معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ موصول سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما علیک من حسابھم من شیء وما من حسابک علیھم من شیء﴾.

ما: مشابہ بلیس...... علیک: ظرف مستقر خبر مقدم...... من حسابھم: ظرف مستقر حال مقدم...... من: جارہ زائد، شیء: ذوالحال، ملکر اسم مؤخر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... ما: مشابہ بلیس...... من حسابک: ظرف مستقر حال مقدم...... من: جارہ زائد...... شیء: ذوالحال، ملکر اسم...... علیھم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر ماقبل "الذین یدعون" میں "یدعون" کے فاعل سے حال ثانی واقع ہے۔

﴿فتطردھم فتکون من الظلمین﴾.

ف: سببیہ...... تطردھم: فعل با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب نفی واقع ہے...... ف: سببیہ...... تکون: فعل ناقص باسم...... من الظلمین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب نہی "لاتطرد" کے جواب میں واقع ہے

﴿وکذلک فتنا بعضھم ببعض لیقولوا اھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا﴾.

و: مستانفہ، کذلک: جار مجرور، ظرف مستقر، فتنا: مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم، فتنا: فعل با فاعل، بعضھم: مفعول، ببعض: ظرف لغو، جار، یقولوا: قول، ھمزہ: حرف استفہام، ھؤلاء: مبتدا، من اللہ علیھم من بیننا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿الیس اللہ باعلم بالشکرین﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، لیس اللہ: فعل ناقص با اسم، ب: جار زائد...... اعلم بالشکرین شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واذا جاءک الذین یومنون بایتنا فقل سلم علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ انہ من عمل منکم سوءا بجھالۃ ثم تاب من بعدہ واصلح فانہ غفور رحیم﴾.

و: مستانفہ...... اذا ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم...... جاء ک: فعل ومفعول...... الذی یومنون بایتنا: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... قل: قول...... سلم علیکم: جملہ اسمیہ مقولہ اول ...... کتب ربکم علی نفسہ: فعل وفاعل وظرف لغو...... الرحمۃ: مبدل منہ...... انہ: حرف مشبہ واسم من: موصولہ...... عمل: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال...... منکم: ظرف مستقر حال...... بجھالۃ: ظرف مستقر حال ثانی، ملکر فاعل...... سوء ا: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... ثم تاب من بعد: جملہ فعلیہ معطوف اول...... واصلح: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مبتدا...... ف: جزائیہ...... انہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ، مبتدا محذوف "امرہ" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ثانی، اپنے قول سے ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وکذلک نفصل الایت ولتستبین سبیل المجرمین﴾.

و: مستانفہ...... کذلک: جار مجرور، ظرف مستقر، تفصیلا مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، مقدم...... نفصل الایت: ...... و: عاطفہ معطوف علی محذوف "لیظھر الحق"...... لام: جار...... تستبین: فعل، سبیل المجرمین: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو بسبب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... ولا تطرد الذین یدعون ......☆ کفار کی ایک جماعت سید عالم ﷺ کی خدمت میں آئی تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کے گرد غریب صحابہ کی ایک جماعت حاضر ہے جو ادنی درجہ کے لباس پہنے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ ہمیں ان لوگوں کے پاس بیٹھتے شرم آتی ہے اگر آپ انہیں اپنی مجلس سے نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں اور آپ کی خدمت میں حاضر رہیں حضور نے اس کو منظور فرمایا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رضائے الٰہی:

۱...... بندے کی عبادت کا اصل مقصد اللہ عزوجل کی رضا ہے آیت مبارکہ میں سید عالم نور مجسم ﷺ کو تنبیہ کی گئی ہے کہ آپ ﷺ ان غرباء کو جو آپ ﷺ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو اپنی بارگاہ سے دور نہ کریں کیونکہ یہ لوگ اللہ عزوجل کی رضا کے حصول میں منہمک ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں وجہ کا ذکر ہے اور مفسرین کرام نے اس کے کئی معنی ذکر کئے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ وجہ سے مراد جہت (یعنی سمت) اور طریق (یعنی راستہ) ہے۔ معنی یہ ہے کہ وہ اس راستے کا ارادہ کرتے ہیں جو رب العالمین کا پسندیدہ ہے جس کا اللہ عزوجل نے حکم ارشاد فرمایا اور زجاج کا کلام اسی بات کا تقاضا کرتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ لفظ وجہ محبت اور

طلب رضا سے کنایہ ہے کیونکہ بندہ جس ذات سے محبت کرتا ہے اس کے چہرے کو دیکھنا پسند کرتا ہے پس رؤیت وجہ محبت کے لوازمات میں سے ہے اسی وجہ سے وجہ سے کنایہ طلب رضا مراد لیتے ہیں، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وجہ کا ذکر یہاں تعظیم کی وجہ سے ہو۔

(روح المعانی، الجزء السابع، ص۲۰۷)

اللہ والے اپنا ہر کام اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر کرتے تھے اور رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر کوشاں رہتے۔ اپنی نیت کو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے خاص کرتے اور مباح و جائز کام بھی اللہ کی رضا جوئی کے لئے ترک کر دیتے، چنانچہ حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں کوہ مکام میں تھا میں نے وہاں انار دیکھے کھانے کو جی چاہا تو ایک اٹھا کر پھاڑا، میں نے چکھا تو وہ کھٹا تھا اسلئے میں انار کو چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔ اسکے بعد میں نے ایک آدمی راستے میں پڑا پایا جس پر بھڑیں اکھٹی ہو رہی تھیں۔ میں نے اس شخص کو سلام کہا اور اس نے جواباً وعلیکم السلام اے ابراہیم کہا! میں نے پوچھا آپ مجھے کیسے پہچانتے ہو؟ اس نے کہا جو اللہ کو پہچان لے اسکے لئے کوئی چیز مخفی نہیں، میں نے کہا: کہ میں نے اللہ عزوجل کے ساتھ تمہارا خاص حال دیکھا ہے۔ کیا تم نے یہ دعا نہیں کی کہ وہ تمہیں بھیڑوں سے نجات دے دے؟ اس نے کہا کہ میں نے بھی اللہ عزوجل کے ساتھ تیرا خاص حال دیکھا ہے۔ کیا تو نے یہ دعا نہیں کی کہ اللہ عزوجل تجھے انار کی شہوت سے نجات دے دے؟ اس لئے کہ انار کا دکھ انسان آخرت میں پاتا ہے اور بھیڑوں کا دکھ انسان صرف دنیا میں پاتا ہے۔ بھیڑیں تو صرف نفس کو کاٹتی ہیں اور شہوات دلوں کو کاٹتی ہیں، اسکے بعد میں اسے چھوڑ کر چلا گیا۔

(مکاشفۃ القلوب مترجم، باب ۵، ص۵۸)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ نیکیوں کی تمام اقسام میں سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ بندہ خالص دل سے اس بات کا اس طرح یقینی اعتقاد رکھے کہ کسی مخالف اعتقاد کا اس میں کوئی احتمال بھی نہ ہو کہ عبادت کرنا بندوں پر اللہ عزوجل کا حق ہے۔ اور اللہ عزوجل کی جانب سے بندوں سے عبادت کا مطالبہ بھی ایسا ہی ہے جیسے حقدار اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے معاذ رضی اللہ عنہ! کیا تم جانتے ہو کہ خدا کا بندے پر اور بندے کا خدا پر کیا حق ہے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ فرمایا: اللہ کا بندوں پر حق یہ کہ وہ خالص اسکی عبادت کریں کسی کو اسکا شریک نہ بنائیں اور بندوں کا خدا پر حق یہ ہے کہ جو مشرک نہ ہو خدا اس کو عذاب نہ کرے۔ (حجۃ اللہ البالغہ، باب ۴۱، ص۱۵۷)

اللہ کا انعام فقراء پر!

۲......اللہ عزوجل نے فقراء اور ضعفاء پر انعام فرمایا یہ انعام اسلام لانے اور متابعت رسول کرنے کی وجہ سے ہے، کافروں نے جب انہیں حقیر جانا اور انہیں بارگاہِ رسالت سے دور کرنا چاہا تو اللہ عزوجل نے کافروں کی مذمت کی اور ان بظاہر نحیف اور کمزور نظر آنے والے حضرات کے سر پر شاکرین کی خلعت رکھ دی اور فرمایا: ﴿الیس اللہ باعلم بالشکرین﴾۔

جہالت کے باعث گناہ ہوجانا:

امام فخر الدین رازی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ ویسے جہالت کا معنی خطا اور غلطی ہے اور جو کام خطاء کی بناء پر ہو اس پر توبہ کی ضرورت نہیں ہوتی یہاں جہالت سے مراد کسی شخص کا غلبہ شہوت سے گناہ کا کام کر لینا ہے مطلب یہ کہ جب کوئی مسلمان عمر کے باوجود کوئی گناہ کا کام کرتا ہے اور پھر اس پر توبہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ حسن بصری نے کہا کہ جس نے کوئی نافرمانی کی وہ جاہل ہے۔ گناہ کو جہالت سے تعبیر کیوں کیا گیا اس کی وجہ میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ گناہ کرنے والے کو اس وجہ سے جاہل کہا گیا ہے کہ وہ اس گناہ کی وجہ سے کتنے ثواب سے محروم رہا اور کتنے عذاب کا مستحق ہوا اس لئے جاہل ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگرچہ وہ اس بات کو جانتا ہے کہ اس کام کا انجام برا ہے لیکن اس نے فوری اور دنیاوی لذت کو دیر سے اور آخرت میں ملنے والی خیر پر ترجیح دی اور جو شخص قلیل کو کثیر پر ترجیح دے اس کو عرف میں جاہل کہا جاتا ہے (التفسیر الکبیر، ج ۵، ص ۷)

☆..... والمراد بهم: هم ضمیر کا مرجع الذين يخافون ہے۔ بلى: یہ حرف نکال کر استفہام تقریری کے جواب کو بیان کیا ہے۔ منكرين: یہ لفظ نکال کر اشارہ کیا ہے کہ یہاں استفہام انکاری علی سبیل التهكم معنی نفی کے لیے ہے۔

لا شيئا: یہ کلمات نکال کر اشارہ کر دیا کہ یہ فعل محذوف لا يريدون کا مفعول بہ بن رہا ہے۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۱۸۱ وغیرہ)

كما بينا ما ذكر: یعنی جیسا کہ ہم نے ابتدائے سورت سے لے کر یہاں تک بیان فرمایا۔ يظهر الحق فيعمل به: اس عبارت کو مفسر نے اس لیے نکالا ہے تا کہ "لتستبين" کا عطف اس پر ہو سکے۔ وفي قراءة التحتانية: یہاں اس مقام میں تین قرأتیں سبعہ ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ لتستبين فعل کو تاء کے ساتھ پڑھا جائے گا تو لفظ سبیل کو مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھنا درست ہوگا کہ تاء مونث کی بھی ہو سکتی ہے اور تاء علامت صیغہ مخاطب بھی ہو سکتی ہے تاء علامت خطاب کی ہو تو اس صورت میں لفظ سبيل منصوب ہوگا اور تاء تانیث کی ہو تو پھر لفظ سبيل مرفوع ہوگا۔ اور اگر تستبين کو علامت مضارع یاء کے ساتھ پڑھا جائے تو اس صورت میں لفظ سبيل کا منصوب ہونا متعین ہوگا۔ (الجمل، ج ۲، ص ۳۵۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

﴿قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ﴾تعبدون﴿ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ﴾في عبادتها﴿ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا﴾إن اتبعتها﴿ وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ (۵۶)﴾﴿قُلْ اِنِّیْ عَلٰى بَیِّنَةٍ﴾بيان﴿ مِّنْ رَّبِّیْ﴾﴿وَ كَذَّبْتُمْ بِهٖ﴾بربي حيث اشركتم﴿ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ﴾من العذاب﴿اِنِ﴾ما﴿ الْحُكْمُ﴾في ذلك وغيره﴿اِلَّا لِلّٰهِ یَقُصُّ﴾القضاء﴿الْحَقَّ وَ هُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ (۵۷)﴾الحاكمين وفي قراءة يقص اي يقول ﴿قُلْ﴾لهم﴿ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ﴾بان اعجله لكم واستريح

وَلٰكِنَّهٗ عِنْدَ اللّٰهِ ﴿ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ (۵۸) ﴾مَتٰى يُعَاقِبُهُمْ ﴿وَعِنْدَهٗ ﴾تَعَالٰى ﴿مَفَاتِحُ الْغَيْبِ ﴾خَزَائِنُهٗ اَوِ الطُّرُقُ الْمُوْصِلَةُ اِلٰى عِلْمِهٖ ﴿لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ﴾وَهِيَ الْخَمْسَةُ اِلٰى فِي قَوْلِهٖ: (اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ)اَلْاٰيَةُ كَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُ ﴿ وَيَعْلَمُ مَا﴾يَحْدِثُ ﴿ فِي الْبَرِّ ﴾اَلْقِفَارِ ﴿وَالْبَحْرِ﴾اَلْقُرَى الَّتِيْ عَلَى الْاَنْهَارِ ﴿ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ ﴾زَائِدَةٌ ﴿وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ﴾عَطْفٌ عَلٰى وَرَقَةٍ ﴿اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۵۹) ﴾هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ ، وَالْاِسْتِثْنَاءُ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ مِنَ الْاِسْتِثْنَاءِ قَبْلَهٗ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ﴾يَقْبِضُ اَرْوَاحَكُمْ عِنْدَ النَّوْمِ ﴿ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ ﴾ كَسَبْتُمْ ﴿بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ﴾اَيِ النَّهَارِ بِرَدِّ اَرْوَاحِكُمْ ﴿ لِيُقْضٰى اَجَلٌ مُّسَمًّى ﴾هُوَ اَجَلُ الْحَيَاةِ ﴿ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ﴾بِالْبَعْثِ ﴿ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۶۰) ﴾فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ.

﴿ترکیب﴾

تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے کہ انہیں پوجوں جن کو تم پوجتے ہو (تدعون بمعنی تعبدون ہے)اللہ کے سوا تم فرماؤ میں تمہاری خواہش پر نہیں چلتا (بتوں کی عبادت کرنے کے معاملے میں) تب میں بہک جاؤں (اگر بالفرض میں تمہاری خواہش کی پیروی کروں......۱......)اور راہ پر نہ رہوں تم فرماؤ میں تو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں حالانکہ (واؤ حالیہ ہے اور قد محذوف ہے)تم اسے (یعنی میرے رب کو اس کے ساتھ بتوں کو شریک ٹھہرا کر) جھٹلاتے ہو میرے پاس وہ نہیں جس کی (جس عذاب کی)تم جلدی مچا رہے ہو، نہیں (ان بمعنی مـــا نافیہ ہے)حکم (اس معاملے اور اس کے سوا دیگر معاملات میں) مگر اللہ کا۔ فیصلہ فرماتا ہے حق (فیصلہ)اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (فاصلین بمعنی حاکمین ہے، اور ایک قرأت میں یقص ہے جو بمعنی یقول ہے)تم فرماؤ (ان سے) اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی مچا رہے ہو تو مجھ میں تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا (میں تمہارے عذاب میں جلدی کرتا اور سکون پاتا مگر اختیار اللہ کے پاس ہے)اور اللہ خوب جانتا ہے ستم گاروں کو (کہ کب انہیں عذاب دینا ہے)اور اسی (یعنی اللہ تعالی) کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی......۲...... (یعنی غیب کے خزانے، یا وہ طریقے کو علم غیب تک پہچانے والے ہیں)انہیں وہی جانتا ہے (وہ پانچ ہیں جو کہ باری تعالی کے فرمان ان اللــه عنــده علم الساعة الخ الآیة ہے جیسا کہ اسے امام بخاری نے روایت کیا)اور جانتا ہے جو کچھ (پیدا ہوتا ہے) خشکی میں (یعنی چٹیل میدان میں)اور تری میں (یعنی ایسے علاقے جو دریا کے پاس واقع ہوں)اور جو (مـــن زائدہ ہے) پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک (ولا رطب، ولا یابس کا عطف ورقة پر ہے) جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو (اس سے مراد لوح محفوظ ہے الا فی ......الخ ماقبل

الا یعلمھا ...... استثناء سے بدل اشتمال ہے)اور وہی ہے جو رات کو تمہیں وفات دیتا ہے (یعنی حالت نیند میں تمہاری روحیں قبض فرماتا ہے ......) اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ (جرحتم بمعنی کسبتم ہے) پھر تمہیں اس میں اٹھاتا ہے (یعنی دن میں تمہاری روحیں لوٹا کر) کہ ٹھرائی ہوئی میعاد پوری ہو (اس سے مراد دنیاوی زندگی ہے) پھر اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے (قیامت میں دوبارہ زندہ ہو کر) پھر وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے (یعنی تمہیں اس پر بدلہ دے گا)

﴿ترکیب﴾

﴿قل انی نهیت ان اعبد الذین تدعون من دون الله ﴾.

قل : قول...... انی :حرف مشبہ واسم...... نهیت: فعل مجہول بانائب الفاعل...... ان :مصدریہ...... اعبد: فعل بافاعل الذین : موصول...... تدعون دون الله : جملہ فعلیہ صلہ ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر بتاویل مصدر مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ ۔

﴿قل لا اتبع اهواء کم قد ضللت اذا وما انا من المهتدین ﴾.

قل : قول...... لااتبع اهواء کم: جملہ فعلیہ مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... قد: تحقیقیہ ...... ضللت : فعل بافاعل، اذا: حرف جواب وجزا "ای ان اتبعت اهواء کم ضللت وما اهتدیت" ،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ و : عاطفہ ،ما: مشابہ بلیس...... انا : اسم...... من المهتدین: ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف ،ملکر جملہ معطوفہ ۔

﴿قل انی علی بینة من ربی و کذبتم به ﴾.

قل : قول، انی : حرف مشبہ واسم، علی : جار، بینة: موصوف، من ربی :ظرف مستقر صفت ،ملکر ذوالحال، و: حالیہ ،کذبتم به: جملہ فعلیہ بتقدیر "قد" حال ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف مستقر ہو کر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ ۔

﴿ما عندی تستعجلون به ان الحکم الا لله یقص الحق وهو خیر الفصلین﴾.

ما: نافیہ...... عندی : ظرف مکان متعلق بمحذوف خبر مقدم...... ماتستعجلون به : موصول صلہ ،ملکر مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......ان: نافیہ...... الحکم: مبتدا...... الا: اداۃ حصر، لام: جار...... الله : ذوالحال...... یقضی الحق : جملہ فعلیہ حال اول...... و: حالیہ...... هو خیر الفاصلین: جملہ اسمیہ حال ثانی ،ملکر مجرور ،اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قل لو ان عندی ماتستعجلون به لقضی الامر بینی وبینکم ﴾.

قل : قول،لو : شرطیہ ان:حرف مشبہ، عندی : ظرف مستقر خبر مقدم، ماتستعجلون به: موصول صلہ ،ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر "ثبت" فعل محذوف کا فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام: تاکیدیہ، قضی الامر: فعل مجہول ونائب الفاعل،

بینی وبینکم : معطوف علیہ ومعطوف،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿والله اعلم بالظلمين وعنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو﴾.

و: مستانفہ......الله : مبتدا......اعلم بالظلمين: شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... و:مستانفہ...... عنده: ظرف مستقر خبر مقدم......مفاتيح الغيب : ذوالحال...... لايعلمها: فعل نفی ومفعول...... الا: اداۃ حصر...... هو: فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ويعلم ما فى البر والبحر وما تسقط من ورقة الا يعلمها ولا حبة فى ظلمت الارض ولا رطب ولا يابس الا فى كتب مبين﴾.

و: مستانفہ...... يعلم : فعل بافاعل...... مافى البر والبحر: موصول صلہ ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... ماتسقط: فعل نفی......من: جارزائدہ...... ورقة : معطوف علیہ...... و:عاطفہ، لا: نافیہ...... حبة : موصوف...... فى ظلمت الارض : ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف اول...... و: عاطفہ...... لا: نافیہ...... رطب: معطوف ثانی...... و: عاطفہ ......لا :نافیہ...... يابس : معطوف ثالث،ملکر ذوالحال...... الا: اداۃ حصر...... يعلمها: جملہ فعلیہ مبدل منہ...... الا: اداۃ حصر ......فى كتب مبين: ظرف مستقر بدل،ملکر حال اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،فعل فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وهو الذى يتوفكم باليل ويعلم ماجرحتم بالنهار﴾.

و: مستانفہ...... هو: مبتدا......الذى : موصول...... يتوفكم باليل: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... يعلم :فعل بافاعل...... ماجرحتم بالنهار: موصول صلہ،ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ملکر صلہ،موصول سے ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ثم يبعثكم فيه ليقضى اجل مسمى﴾.

ثم :عاطفہ...... يبعثكم فيه : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغواول......لام: جار......يقضى اجل مسمى: فعل مجہول و نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغوثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "يتوفكم" پر معطوف۔

﴿ثم اليه مرجعكم ثم ينبئكم بما كنتم تعلمون﴾.

ثم : عاطفہ...... اليه :ظرف مستقر خبر مقدم......مرجعكم : مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "يتوفكم" پر معطوف ثانی، ثم: عاطفہ...... ينبئكم: فعل بافاعل ومفعول......بماكنتم تعملون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "يتوفكم" پر معطوف۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

خواهشات کی پیروی :

۱...... آج کا مسلمان اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ کر حلال وحرام کی تمیز بھول بیٹھا، بے جا خواہشات کی پیروی انسان کو کفر تک لے جاتی ہے۔ یہود ونصاری کا دین میں تحریف کرنا اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے کی وجہ سے تھا لیکن انہوں نے دنیا منافع، نذرانوں کے لالچ میں اپنی آخرت تباہ کر ڈالی جو لوگ بھی اپنے نفس کے احکام پر عمل کرتے ہیں انہیں بالآخر نقصان کا منہ دیکھنا ہی پڑتا ہے۔ سید عالم ﷺ نے نفسانی خواہشات کی پیروی کی ہلاکت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ (۱) لالچ جس کی اطاعت کی جائے، (۲) خواہش جس کی پیروی کی جائے، (۳) ہر سمجھدار آدمی کا اپنی ذاتی رائے پر خوش ہونا۔ (المجمع الزوائد، رقم: ۳۱۳، ج ۱، ص: ۲۶۹)

غیب کی چابی اللہ ﷻ ہی کے پاس ہے:

۲...... مفاتیح الغیب سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت اس حدیث پاک سے ہوتی ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مفاتیح الغیب پانچ ہیں جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، وہ پانچ غیوبات یہ ہیں کل کیا ہوگا؟ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی؟، کون کہاں مرے گا؟ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۲۸)

بعض حضرات جن کا وطیرہ محبوبین خدا کی تنقیص کے لیے کوشش کرنا ہے ایسے لوگ اس آیت سے انبیاء کرام کے علم غیب عطائی کی نفی پر استدلال کرتے ہیں حکیم الامت مفتی احمد یار خان اس آیت مبارکہ سے ان کے باطل استدلال کی قلعی کھولتے ہوئے فرماتے ہیں: مفسرین نے فرمایا ہے کہ مفاتیح الغیب (غیب کی کنجیوں) سے مراد یا تو غیب کے خزانے ہیں یعنی ساری معلومات الہیہ کا جاننا یا اس سے مراد ہے غیب کو حاضر کرنے یعنی چیزوں کے پیدا کرنے پر قادر ہونا ہے کیونکہ کنجی کا کام یہ ہی ہوتا ہے کہ اس سے قفل کھولا جائے اور اندر کی چیز باہر اور باہر کی چیز اندر کر دی جائے اسی طرح حاضر کو غائب اور غائب کو حاضر کرنا یعنی پیدا کرنے اور موت دینے کی قدرت پروردگار ہی کو ہے۔ تفسیر کبیر میں اسی آیت کے تحت ہے" جبکہ پروردگار تمام معلومات کا جاننے والا ہے تو اس مطلب کو اس عبارت سے بیان کیا اور دوسری صورت پر مراد اس سے سارے ممکنات پر قادر ہونا ہے"۔ تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے تحت ہے: "ان چیزوں کے نقش باندھنے کا قلم جو ایسی کنجی ہے جس سے ان چیزوں کی پیدائش کا دروازہ کھولا جاتا ہے (ان کی مناسب صورتوں پر) وہ ہی ملکوت ہے، پس ہر چیز کے ملکوت کے قلم سے ہر چیز کی ہستی ہوتی ہے اور ملکوت کا قلم اللہ ﷻ کے ہاتھ ہے اس لیے کہ غیب سے مراد پیدا کرنے کا جاننا ہے۔ تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت ہے: کیونکہ رب ﷻ جب تمام معلومات کا جاننے والا ہے تو اس معنی کو اس عبارت سے بیان کیا اور دوسری تفسیر پر اس کے معنی یہ ہونگے کہ اس کے نزدیک غیب کے خزانے ہیں اور اس سے مراد ہے

اسے ہر ممکن چیز پر قدرت کاملہ ہے، یا اس سے مراد ہے کہ غیب کی کنجیاں بغیر تعلیم الٰہی کوئی نہیں جانتا۔ تفسیر عرائس البیان میں ہے: حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کنجیوں کو سوائے اللہ ﷻ کے اور سوائے ان محبوبوں کے جن کو اللہ ﷻ خبر دار کرے کوئی نہیں جانتا یعنی ان کے اگلے پچھلے اللہ ﷻ کے ظاہر فرمانے سے پہلے نہیں جانتے۔ تفسیر عنایت القاضی میں ہے ''ان غیب کی کنجیوں کے خدا ﷻ کے ساتھ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جیسی وہ ہیں اس طرح ابتداءً خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اس آیت کے اگر وہ مطلب نہ بیان کئے جاویں جو ہم نے بتائے تو یہ مخالفین کے بھی خلاف ہے کیونکہ بعض علم غیب وہ بھی مانتے ہیں اور اس میں علم غیب کی بالکل نفی ہے۔

علمی نکتہ: بعض صاحبوں نے مجھ سے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اس جگہ ایک نکتہ لکھا ہے وہ یہ کہ اس آیت میں ہے: عندہ مفاتح الغیب دوسری آیت میں ہے: لہ مقالید السموات والارض۔ مفاتیح اور مقالید دونوں کے معنی ہیں کنجیاں اور اگر مفاتیح کا اول و آخر حرف یعنی م، ح لو۔ اور مقالید کا اول و آخر حرف یعنی م، دلو۔ تو بنتا ہے محمد (ﷺ) جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ ذات رسول اللہ ہی ظہور کی کنجی ہے لا یعلمھا الا ھو میں اس طرف اشارہ ہے کہ حضور ﷺ جیسے ہیں ویسا کوئی نہیں جانتا۔ حقیقت محمد یہ کو رب ہی جانے مفاتیح جمع اس لیے بولا کہ آپ کی ہر ادا رحمت الٰہی کی کنجی ہے آپ کا نور عالم کی کنجی کل الخلق من نوری قیامت میں آپ کا سجدہ شفاعت کی کنجی ہے جنت میں آپ کا نام ہر نعمت کی کنجی اور جنت میں آپ کا جانا سب کے لیے جنت کے کھلنے کی کنجی ہے۔ دیکھو ہماری کتاب ''شان حبیب الرحمٰن۔''

علمی نکتہ: اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ رب ﷻ کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اب یہ سوال ہے کہ اس کنجی سے کسی کے لیے دروازہ غیب کھولا بھی گیا یا نہیں؟ یا کسی کو کوئی کنجی دی گئی یا نہیں؟ اس کا جواب قرآن و حدیث سے پوچھو قرآن فرماتا ہے۔ ''انا فتحنا لک فتحا مبینا ہم نے آپ کے لیے ظاہر طور پر کھول دیا'' ۔ کیا کھول دیا؟ اس کی نفیس توجیہیں ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن میں دیکھو۔ قفل اور کنجی میں وہ ہی چیز رکھی جاتی ہے جو کھول کر نکالنی ہو اور جسے نکالنا نہ ہو وہ زمین میں دفن کردی جاتی ہے، پتہ لگا کہ غیب کسی کو دینا تھا اس لیے کنجی بھی بھیجی۔ حدیث پاک میں ہے ''اوتیت مفاتیح خزائن الارض مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں'' اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو کنجی دی بھی گئی آپ کے لیے فتح باب بھی ہوا۔

مفاتیح الغیب کی تفسیر میں بعض لوگوں کی لغزش: شاہ اسماعیل دہلوی کی عبارت ہے کہ ''جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے، اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں اور جب چاہیں نہ کریں۔ سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کسی ولی یا نبی کو جن و فرشتہ کو پیر و مرشد کو امام و امام زادے کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں بلکہ اللہ ﷻ اپنے ارادے سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۴ وغیرہ)

نیند موت کی بہن ہے!

۳؎.....فرماتا ہے وہی ہے جو تمہیں وفات دیتا ہے نیند کو وفات (موت) کہا کیونکہ نیند موت کی ایک قسم ہے اور تـوفـی کی اصل کسی چیز کو پورا اٹھا لینے کے ہے اور یہاں نیند کے لیے لفظ توفی بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ (المظھری، ج۲، ص ۴۵۹)

☆.....حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہر انسان کے ساتھ فرشتہ ہے جب انسان سوتا ہے تو فرشتہ اس کی روح کو پکڑ لیتا ہے پھر جب اللہ ﷻ سے حکم دیتا ہے تو وہ اسکی روح قبض کر لیتا ہے ورنہ اسے اس کی طرف پھیر دیتا ہے۔ اللہ ﷻ کے فرمان ﴿یتوفاکم باللیل﴾ کا یہی معنی ہے۔ (الدر المنثور، ج۳، ص ۲۹)

☆.....حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کون ومکان ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا اہل جنت کو نیند آئے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت کو نیند نہیں آئے گی۔ (المعجم الاوسط، ج ۱ برقم الحدیث ۹۲۳)

☆.....☆قـد : حرف ''قـد'' نکال کر مفسر نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ و کـذبتـم میں واؤ حالیہ ہے جس کے بعد لفظ قد محذوف ہے۔ مـن العذاب: اس عبارت سے مفسر نے ماموصولہ کا بیان ذکر کر دیا معنی آیت یہ ہوگا: میرے پاس وہ عذاب نہیں جس کی تم جلدی مچا رہے ہو۔ القضاء : مفسر نے ''الحق'' سے قبل ''القضاء'' نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ لفظ ''الحق'' کا موصوف القضاء محذوف ہے اور یہ مل کر مفعول مطلق بن رہے ہیں۔ تـعـبـدون :الـدعـاء کا اطلاق سے بھی ہوتا ہے، اور قرآن میں کئی مقامات ایسے ہیں جہاں الدعاء بمعنی تعبدون مذکور ہے اسلئے کہ اس میں طلب بھی شامل ہوتی ہے۔ متی یعاقبھم :اس جملے کے ذریعے اشارہ کرنا مقصود ہے کہ کلام میں دو مضاف حذف ہیں، تقدیر عبارت یوں ہے: والـلـه اعلم بوقت عقوبت الظالمین ،یعنی اللہ ﷻ ظالموں کے انجام کار کے وقت کو جانتا ہے، پس انہیں عذاب کے آنے کی جلدی نہیں کرنی چاہئے اس لیے کہ اگر وہ اپنے گناہوں کی توبہ نہ کریں تو وہ عذاب ان پر لاحق ہونے والا ہے، اور اگر اس عذاب کے آنے میں تاخیر ہو رہی ہے تو یہ اللہ ﷻ کا ان پر حلم ہے اور اگر اللہ ﷻ کا حلم نہ مانا جائے تو ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ رہتا، اللہ ﷻ فرماتا ہے ﴿ولـو اتبـع الـحق اھوائھم لفسدت السموت والارض ومن فیھن﴾۔ الـقـری الـتـی عـلـی الانھـار :یعنی اللہ ﷻ بستی والوں کے رزق کو جانتا ہے اور انکی تعداد کو بھی جانتا ہے وغیرہ وغیرہ، جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ خشکی اور تری سے مراد دو معروف باتیں ہیں، یعنی تمام روئے زمین چاہے وہ خشکی پر محیط ہو یا تری پر، اور تمام عالم اور اس کے عجائبات اللہ ﷻ کی علم وقدرت کے ماتحت ہیں۔ یـقـبـض ارواحـکـم :مفسر نے اس جملے کی بناء اس طرح رکھی ہے کہ بیان ہو جائے کہ انسان کی روحیں دو طرح کی ہوتی ہیں، ایک روح وہ ہوتی ہے جو نیند کے وقت میں قبض کر لی جاتی ہے اور دوسری وہ جو باقی رہتی ہے، جب اللہ ﷻ اس شخص کی موت کا ارادہ کرتا ہے تو دونوں ہی روحوں کو قبض کر لیتا ہے اور اسی نظریہ کے قائل دیگر کئی مفسرین کرام ہیں اور اسی نظریہ کا بیان سورۃ الزمر میں بھی ہے، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: ﴿اللہ یتوفی الانفس حین موتھا﴾۔ (الصاوی، ج۲، ص ۱۸۳ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ١٤

﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ﴾مُسْتَعْلِيًا ﴿فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً﴾مَلٰئِكَةً تُحْصِىْ اَعْمَالَكُمْ ﴿حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ﴾وَفِىْ قِرَاءَةٍ تَوَفَّاهُ ﴿رُسُلُنَا﴾ اَلْمَلٰئِكَةُ الْمُوَكَّلُوْنَ بِقَبْضِ الْاَرْوَاحِ ﴿وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ (٦١)﴾يُقَصِّرُوْنَ فِيْمَا يُؤْمَرُوْنَ بِهٖ ﴿ثُمَّ رُدُّوْا﴾اَىِ الْخَلْقُ ﴿اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ﴾مَالِكِهِمْ ﴿الْحَقِّ﴾اَلثَّابِتِ الْعَدْلِ لِيُجَازِيَهُمْ ﴿اَلَا لَهُ الْحُكْمُ﴾اَلْقَضَآءُ النَّافِذُ فِيْهِمْ ﴿وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ (٦٢)﴾يُحَاسِبُ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ فِىْ قَدْرِ نِصْفِ نَهَارٍ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا لِحَدِيْثٍ بِذٰلِكَ ﴿قُلْ﴾يَامُحَمَّدُ لِاَهْلِ مَكَّةَ ﴿مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾اَهْوَالِهِمَا فِىْ اَسْفَارِكُمْ حِيْنَ ﴿تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا﴾عَلَانِيَةً ﴿وَّخُفْيَةً﴾سِرًّا تَقُوْلُوْنَ ﴿لَئِنْ﴾لَامُ قَسَمٍ ﴿اَنْجٰنَا﴾وَفِىْ قِرَاءَةٍ اَنْجَانَا اَىِ اللّٰهُ ﴿مِنْ هٰذِهٖ﴾الظُّلُمَاتِ وَالشَّدَائِدِ ﴿لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ (٦٣)﴾اَلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿قُلِ﴾لَهُمْ ﴿اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ﴾بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ﴾غَمٍّ سِوَاهَا ﴿ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ (٦٤)﴾بِهٖ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾مِنَ السَّمَآءِ كَالْحِجَارَةِ وَالصَّيْحَةِ ﴿اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ﴾كَالْخَسْفِ ﴿اَوْ يَلْبِسَكُمْ﴾يَخْلِطَكُمْ ﴿شِيَعًا﴾ فِرَقًا مُخْتَلِفَةَ الْاَهْوَاءِ ﴿وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ﴾بِالْقِتَالِ، قَالَ ﷺ لَمَّا نَزَلَتْ " هٰذِهٖ اَهْوَنُ وَاَيْسَرُ "وَلَمَّا نَزَلَ مَا قَبْلَهٗ "اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ "رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ حَدِيْثَ "سَئَلْتُ رَبِّىْ اَنْ لَّا يَجْعَلَ بَاْسَ اُمَّتِىْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيْهَا "وَفِىْ حَدِيْثٍ :لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ" اَمَا اَنَّهَا كَائِنَةٌ وَلَمْ يَاْتِ تَاْوِيْلُهَا بَعْدُ" ﴿اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ﴾ نُبَيِّنُ لَهُمْ ﴿الْاٰيٰتِ﴾ اَلدَّلَالَاتِ عَلٰى قُدْرَتِنَا ﴿لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ (٦٥)﴾يَعْلَمُوْنَ اَنَّ مَاهُمْ عَلَيْهِ بَاطِلٌ ﴿وَكَذَّبَ بِهٖ﴾ بِالْقُرْاٰنِ ﴿قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ﴾الصِّدْقُ ﴿قُلْ﴾لَهُمْ ﴿لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ (٦٦)﴾فَاُجَازِيْكُمْ اِنَّمَا اَنَا مُنْذِرٌ وَ اَمْرُكُمْ اِلَى اللّٰهِ ، وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ ﴿لِكُلِّ نَبَاٍ﴾خَبَرٍ ﴿مُّسْتَقَرٌّ﴾وَقْتٌ يَقَعُ فِيْهِ وَيَسْتَقِرُّ وَمِنْهُ عَذَابُكُمْ ﴿وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (٦٧)﴾تَهْدِيْدٌ لَّهُمْ ﴿وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِىْٓ اٰيٰتِنَا﴾اَلْقُرْاٰنِ بِالْاِسْتِهْزَاءِ ﴿فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾وَلَاتُجَالِسْهُمْ ﴿حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ وَاِمَّا﴾فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَّةِ فِىْ مَاالْمَزِيْدَةِ ﴿يُنْسِيَنَّكَ﴾بِسُكُوْنِ النُّوْنِ وَالتَّخْفِيْفِ وَفَتْحِهَا وَالتَّشْدِيْدِ ﴿الشَّيْطٰنُ﴾فَقَعَدْتَ مَعَهُمْ ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى﴾اَىْ تَذَكُّرِهٖ ﴿مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (٦٨)﴾فِيْهِ وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضِعَ الْمُضْمَرِ وَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ اِنْ قُمْنَا كُلَّمَا خَاضُوْا لَمْ نَسْتَطِعْ

اَنْ نَّجْلِسَ فِی الْمَسْجِدِ وَاَنْ نَّطُوْفَ ، فَنَزَلَ ﴿وَمَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ﴾اللّٰهَ ﴿مِنْ حِسَابِهِمْ﴾اَیِ الْخَائِضِیْنَ ﴿مِّنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿شَیْءٍ﴾اِذَا جَالَسُوْهُمْ ﴿وَّلٰكِنْ﴾عَلَیْهِمْ ﴿ذِكْرٰی﴾تَذْكِرَةٌ لَّهُمْ وَمَوْعِظَةٌ ﴿لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ(۶۹)﴾اَلْخَوْضَ ﴿وَذَرِ﴾اُتْرُكِ ﴿الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ﴾اَلَّذِیْ كُلِّفُوْهُ ﴿لَعِبًا وَّلَهْوًا﴾بِاسْتِهْزَائِهِمْ بِهٖ ﴿وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا﴾فَلَاتَتَعَرَّضْ لَهُمْ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ ﴿وَذَكِّرْ﴾عِظْ ﴿بِهٖ﴾بِالْقُرْاٰنِ النَّاسَ ،لِ ﴿اَنْ﴾لَا ﴿تُبْسَلَ نَفْسٌ﴾تُسْلِمُ اِلَى الْهَلَاكِ ﴿بِمَا كَسَبَتْ﴾عَمِلَتْ ﴿لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾اَیْ غَیْرِهٖ ﴿وَلِیٌّ﴾نَاصِرٌ ﴿وَّلَا شَفِیْعٌ﴾یَمْنَعُ عَنْهَا الْعَذَابَ ﴿وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ﴾تَفْدِ كُلَّ فِدَاءٍ ﴿لَّا یُؤْخَذْ مِنْهَا﴾مَاتَفْدِیْ بِهٖ ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ﴾مَاءٍ بَالِغٍ نِهَایَةَ الْحَرَارَةِ ﴿وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾مُؤْلِمٌ ﴿بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ(۷۰)﴾بِكُفْرِهِمْ .

﴿ترجمہ﴾

اور وہی غالب (قاهر بمعنی مستعلی) ہے اپنے بندوں پر اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے (یعنی فرشتے ......۱...... جو تمہارے اعمال شمار کرتے ہیں) یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے اسکی روح قبض کرتے ہیں (ایک قرأت میں توفته کی جگہ توفاہ آیا ہے) ہمارے رسول (یعنی وہ فرشتے جو ارواح قبض کرنے پر مامور ہیں) اور وہ کوتاہی نہیں کرتے (دیئے گئے حکم کے بارے میں) پھر وہ (یعنی خلق) پھیری جاتی ہے اپنے مولا (اپنے مالک) کی طرف جو حق ہے (یعنی موجود ہے انصاف کرنے والا ہے پس وہ انہیں ان کے کئے کا بدلہ دیگا) سنتا ہے اسی کا حکم ہے (جو قضاء ان میں نافذ ہوتی ہے وہ اسی کی ہے) اور وہ سب سے بڑا جلد حساب کرنے والا ہے (وہ تمام خلق کا حساب دنیاوی دنوں کے نصف دن کی مقدار میں کرلے گا جیسا کہ حدیث میں ہے) تم فرماؤ (اے محمد ﷺ اہل مکہ سے) وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے جنگل اور دریا کی آفتوں سے (جنگل اور دریا کے خوف سے جو تمہیں سفر میں پہنچتے ہیں، اس وقت) تم اسے پکارتے ہو اعلانیہ طور پر (تضرعا بمعنی علانیة ہے) اور آہستہ (کہتے ہو خفیة بمعنی سراً ہے) کہ اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) وہ ہمیں بچادے (اور ایک قرأت میں انجانا ہے یعنی اللہ ﷻ اگر بچالے) اس سے (یعنی ظلمتوں اور شدائد سے) تو ہم ضرور شاکرین (یعنی مومنین میں سے ہو جائینگے) تم فرماؤ (ان سے) اللہ تمہیں نجات دیتا ہے (ینجیکم کو تخفیف اور تشدید دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اس سے اور ہر کرب (یعنی ہر غم سے) پھر تم شریک ٹھراتے ہو (اس کا) تم فرماؤ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے ......۲...... تمہارے اوپر سے (یعنی آسمان سے جیسا کہ پتھر کی بارش یا چنگھاڑ) یا تمہارے پاؤں کے تلے سے (جیسا کہ دھنسا دیا جانا) یا تمہیں خلط ملط کردے (یلبسکم بمعنی یخلطکم ہے) مختلف گروہ کرکے (مختلف خواہشات رکھنے والے گروہ کرکے) اور ایک کو دوسرے کی

سختی چکھائے (جنگ کے ذریعے، جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ان کا عذاب اللہ ﷻ کے عذاب سے کہیں ہلکا ہے اور جب اس سے ماقبل آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی کہ اے اللہ ﷻ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، اسے امام بخاری نے روایت کیا۔ امام مسلم نے روایت کیا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب ﷻ سے عرض کی کہ میری امت آپس میں نہ لڑے پس اس نے مجھے اس دعا سے روک دیا، دوسری حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ہونے والی بات ہے اور اس آیت کے نازل ہونے بعد اس کی تاویل نہیں آئی) دیکھو ہم کیوں کر بیان کرتے ہیں (انکے لئے، نصرف بمعنی نبین ہے) آیتیں (جو ہماری قدرت پر دلالت کرتی ہیں) کہ کہیں انکو سمجھ ہو (وہ جانیں کہ جن باتوں میں وہ جے ہیں وہ باطل ہیں) اور اسے جھٹلایا (یعنی قرآن کو) تمہاری قوم نے اور یہی حق (یعنی سچ) ہے پھر تم فرماؤ (ان سے) تم پر کچھ کڑوڑا نہیں (کہ تمہیں تمہارے کیئے کا بدلہ دوں، سوائے اسکے نہیں کہ میں ڈرانے والا ہوں تمہیں اللہ ﷻ کی طرف بلاتا ہوں اور یہ حکم جہاد سے پہلے کا ہے) ہر خبر (نبأ بمعنی خبر ہے) کا ایک وقت مقرر ہے (اس میں وہ خبر واقع اور مستقر ہوگی اور انہی میں سے تمہیں عذاب دینا بھی ہے) اور عنقریب جان جاؤ گے (یہ انکے لیے دھمکی ہے) اور اے سننے والے جب تو انہیں دیکھے کہ ہماری آیتوں میں پڑے ہیں......۔۔۔۔۔(یعنی قرآن کے ساتھ استہزاء کرنے میں پڑے ہیں) تو ان سے منہ پھیر لے (اور ان کے ساتھ نہ بیٹھ) جب تک اور بات میں پڑیں اور جو کہیں (امّا، میں ان شرطیہ کا نون میم زائدہ میں مدغم ہو رہا ہے) تجھے بھلادے (ینسینک اسے پہلے نون کے سکون اور ''سین'' کی تخفیف کے ساتھ نیز نون مفتوحہ اور سینِ مشددہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) شیطان (اور تم انکے ساتھ بیٹھ جاؤ) تو یاد آئے پر (الذکری بمعنی تذکرۃ ہے) ظالموں کے پاس نہ بیٹھو (یہاں بجائے ضمیر کے اسم ظاہر لایا گیا ہے، مسلمانوں نے کہا کہ ہم مسجد میں بیٹھنے اور طواف کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے کہ کفار وہاں ہر وقت بیہودہ گوئی کرتے رہتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی) اور (اللہ ﷻ) سے ڈرنے والوں پر ان کے (یعنی بیہودہ گوئی کرنے والے کے) حساب سے (من زائدہ ہے) کچھ نہیں (جب کہ وہ انکی مجلس میں بیٹھیں) لیکن (ان پر لازم ہے) نصیحت کرنا (ان لوگوں کو اور وعظ کرنا کہ) شاید وہ باز آئیں (بیہودہ گوئی سے) اور چھوڑ دے (ذر بمعنی اترک ہے) انکو جنہوں نے اپنا دین (جس کے وہ مکلف تھے) ہنسی کھیل بنالیا (اپنے دین کا مذاق اڑا کر) اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا (تو آپ ﷺ انکے درپے نہ ہوں اور یہ حکم فرضیتِ جہاد سے پہلے کا ہے) اور نصیحت دو (ذکر بمعنی عظ ہے) اس سے (یعنی قرآن سے لوگوں کو تا کہ) کوئی جان پکڑی نہ جائے (ہلاکت میں نہ پڑ جائے) اپنے کمائے پر (یعنی اپنے کیئے ہوئے عمل پر) اللہ کے سوا اسکا کوئی نہیں (دون بمعنی غیر ہے) حمایتی (ولی بمعنی ناصر ہے) اور نہ سفارشی (جو اسے عذاب سے بچالے) اور اگر اپنے عوض سارے فدیہ دے دے (تعدل بمعنی تفدی ہے) تو اس سے نہ لئے جائیں (دیا ہوا فدیہ) یہ ہیں وہ جو اپنے کیے پر پکڑے گئے انہیں پینے کا کھولتا پانی (حمیم کا معنی ہے کھولتا پانی) اور دردناک عذاب......۔۔۔۔۔(الیم بمعنی مؤلم ہے)

بدلہ انکے کفر کا ("بما کانوا یکفرون" بمعنی "بکفرھم" ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وھو القاھر فوق عبادہ و یرسل علیکم حفظة حتی اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا وھم لا یفرطون﴾.

و: مستانفہ...... ھو: مبتدا...... القاھر: ذوالحال...... فوق عبادہ: ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ ...... یرسل علیکم حفظة: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول...... حتی: جار...... اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم...... جاء احدکم الموت: فعل ومفعول وفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... توفتہ: فعل ومفعول...... رسلنا: ذوالحال ،وھم لا یفرطون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "ھو القاھر" پر معطوف ہے۔

﴿ثم ردوا الی اللہ مولھم الحق﴾.

ثم: عاطفہ...... ردوا: فعل مجہول با نائب الفاعل...... الی: جار...... اللہ: موصوف...... مولاھم: موصوف ،الحق: صفت، ملکر صفت اپنے موصوف سے ملکر مجرور ملکر ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ماقبل...... "توفتہ" پر معطوف ہے۔

﴿الا لہ الحکم وھو اسرع الحسبین﴾.

الا: اداۃ تنبیہ...... لہ: ظرف مستقر خبر مقدم...... الحکم: مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ...... و: مستانفہ...... ھو: مبتدا، اسرع الحاسبین: خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قل من ینجیکم من ظلمت البر والبحر تدعونہ تضرعا وخفیة﴾.

قل: قول، من: استفہامیہ مبتدا، ینجی: فعل با فاعل، کم: ضمیر ذوالحال، تدعونہ: فعل واو ضمیر ذوالحال، تضرعا وخفیة: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر فاعل ۂ ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مفعول، من: جار ،ظلمت: مضاف، البر: معطوف علیہ ،والبحر: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿لئن انجنا من ھذہ لنکونن من الشکرین﴾.

لام: تاکیدیہ...... ان: شرطیہ...... انجنا من ھذہ: ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ، نکونن: فعل ناقص با اسم ...... من الشکرین: ظرف خبر، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿قل اللہ ینجیکم منھا ومن کل کرب ثم انتم تشرکون﴾.

قل: قول...... اللہ: مبتدا...... ینجیکم: فعل با فاعل ومفعول...... منھا: جار مجرور، ملکر معطوف علیہ...... ومن کل

کرب : جارمجرور ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقول، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... ثم : عاطفہ، انتم : مبتدا...... تشکرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض﴾.

قل : قول......ھو : مبتدا......القادر : اسم فاعل بافاعل...... علی : جار......ان: مصدریہ...... یبعث علیکم : فعل بافاعل وظرف لغو، عذابا: موصوف......من فوقکم: جارمجرور معطوف علیہ...... اومن تحت ارجلکم: جارمجرور معطوف، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر معطوف علیہ...... او: عاطفہ، یلبس: فعل بافاعل...... کم : ضمیر ذوالحال، شیعا: حال، ملکر مفعول، ملکر معطوف اول، یذیق بعضکم باس بعض: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر مقولہ، ملکر قولیہ مستانفہ۔

﴿انظر کیف نصرف الایت لعلھم یفقھون﴾.

انظر : فعل بافاعل...... کیف : اسم استفہام حال مقدم...... نصرف : فعل ونحن ضمیر مستتر ذوالحال، ملکر فاعل...... الایت : ذوالحال......لعلھم یفقھون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وکذب بہ قومک وھو الحق قل لست علیکم بوکیل﴾.

و: مستانفہ...... کذب: فعل...... ب: جار...... ۂ: ضمیر ذوالحال...... وھو الحق : جملہ اسمیہ حال ملکر مجرور...... قومک: فاعل ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... قل: قول...... لست : فعل ناقص بااسم ......علیکم: ظرف لغو مقدم...... ب: زائد ،وکیل: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لکل نبا مستقر وسوف تعلمون﴾.

لام: جار...... کل نبا: مرکب اضافی مجرور ملکر ظرف مستقر خبر مقدم...... مستقر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... سوف :حرف استقبال...... تعلمون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا رایت الذین یخوضون فی ایتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ﴾.

و: مستانفہ...... اذا :ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم...... رایت : فعل بافاعل...... الذین : موصول ،یخوضون فی ایتنا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ...... اعرض عنھم: فعل بافاعل وظرف لغو......حتی : جار......یخوضوا: فعل بافاعل...... فی : جار......حدیث: موصوف......غیرہ: صفت، ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ہوکر جواب شرط مستانفہ۔

﴿وامّا ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین﴾۔

و: مستانفہ، ان: شرطیہ، ما: زائدہ، ینسینک الشیطن: فعل ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، لاتقعد: فعل نہی با فاعل، بعد الذکری: ظرف زمان، مع القوم الظلمین: ظرف مکان، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وما علی الذین یتقون من حسابھم من شیء﴾۔

و: مستانفہ ـــ ما: نافیہ ـــ علی: جار ـــ الذین یتقون: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم ـــ من حسابھم: ظرف مستقر حال مقدم ـــ من: زائدہ ـــ شیء: ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولکن ذکری لعلھم یتقون﴾۔

و: عاطفہ ـــ لکن: مہملہ مخففہ ـــ ذکری: فعل محذوف "یذکرونھم" کیلئے مفعول ـــ یذکرون: فعل وفاعل، ھم: ضمیر ذوالحال ـــ لعلھم یتقون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول ثانی ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وذر الذین اتخذوا دینھم لعبا ولھوا وغرتھم الحیوۃ الدنیا﴾۔

و: عاطفہ، ذر: فعل امر با فاعل، الذین: موصول، اتخذوا: فعل با فاعل، دینھم: مفعول، لعبا ولھوا: معطوف علیہ و معطوف ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ وغرتھم الحیوۃ الدنیا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر، صلہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وذکر بہ ان تبسل نفس بما کسبت لیس لھا من دون اللہ ولی ولا شفیع﴾۔

و: عاطفہ ـــ ذکر بہ: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ان: مصدریہ ـــ تبسل: فعل مجہول ـــ نفس: موصوف ـــ لیس: فعل ناقص ـــ لھا: ظرف مستقر خبر مقدم ـــ من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، ولی ولا شفیع: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر نائب الفاعل ـــ بما کسبت: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان تعدل کل عدل لا یوخذ منھا﴾۔

و: عاطفہ ـــ ان: شرطیہ ـــ تعدل کل عدل: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ـــ لا یؤخذ: فعل نفی مجہول ـــ منھا: ظرف مستقر محلًا مرفوع نائب الفاعل ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ

﴿اولئک الذین ابسلوا بما کسبوا﴾۔

اولئک: مبتدا ـــ الذین: موصول ـــ ابسلوا: فعل مجہول ونائب الفاعل ـــ بما کسبوا: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لھم شراب من حمیم وعذاب الیم بما کانوا یکفرون﴾۔

لھم: ظرف مستقر خبر مقدم......شراب: موصوف...... من حمیم: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ ......و: عاطفہ......عذاب الیم: مرکب توصیفی موصوف......بما کانوا یکفرون: ظرف مستقر، فعل محذوف "اعدلھم" کیلئے فعل مجہول و نائب الفاعل وظرف لغو وظرف مستقر، ملک جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**وما علی الذین یتقون**......☆ مسلمانوں نے کہا تھا کہ ہمیں گناہ کا اندیشہ ہے جبکہ ہم انہیں چھوڑ دیں اور منع نہ کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فرشتے نگھبان ھیں:

لا......فرشتے بنی آدم کے اچھے، برے، فرمانبرداری اور نافرمانی وغیرہ اقوال وافعال پر نگہبان ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں ایک دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب ہے۔ جب انسان نیک عمل کرتا ہے تو دائیں جانب والا اسے لکھ لیتا ہے اور جب برا عمل کرتا ہے تو (دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے فرشتے سے کہتا ہے کہ نہ لکھ ہوسکتا ہے کہ توبہ کرلے، پھر اگر بندہ توبہ نہ کرے تو بائیں جانب والا فرشتہ لکھ لیتا ہے)۔ ان فرشتوں کو انسان پر مقرر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ انسان اس بات کو جان لے کہ اسکے اقوال وافعال صحائف میں لکھے جارہے ہیں اور قیامت کے دن پڑھے جائیں گے۔ اور یہ معاملہ انسانوں کے لئے انکے برے فعل اور معاصی سے زجر کرنے کے لیے ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ﴿ ویرسل علیکم حفظة ﴾ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسانی جانوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ قتادہ کا قول ہے کہ یہ فرشتے انسان کے رزق، اجل اور عمل کی حفاظت کرتے ہیں ﴿حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا﴾ یعنی ملک الموت کے مددگار فرشتے جو کہ انسان کی روح قبض کرنے پر معمور ہیں وہ روح قبض کرتے ہیں، پھر اگر اے سننے والے! تو یہ کہے کہ ایک مقام پر اللہ ﷻ نے یوں ارشاد فرمایا ہے ﴿اللہ یتوفی الانفس حین موتھا﴾ اور دوسرے مقام پر اللہ ﷻ نے فرمایا کہ ﴿ قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم﴾ اور اوپر یہ آیت گزری کہ ﴿توفته رسلنا﴾ یعنی ہمارے رسول موت دیتے ہیں، تو ان آیات کے درمیان تطبیق کیسے ممکن ہے؟ میں اسکا جواب یہ دوں گا کہ حقیقت میں موت دینے والا اللہ ہی ہے۔ چنانچہ جب کسی بندے کی موت کا وقت آتا ہے تو اللہ ﷻ فرشتے کو اسکی روح قبض کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور ملک الموت اپنے اعوان کو یہی حکم صادر فرماتے ہیں، لہذا ملک الموت کے اعوان جب کسی بندے کی روح نکالتے ہوئے حلقوم تک پہنچتے ہیں تو بقیہ روح ملک الموت ازخود نکالتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ملک الموت اکیلے ہی کسی انسان کی روح قبض کرتے ہیں۔ اور آیت مبارکہ میں رسلنا جمع کا صیغہ انکی تعظیم کی وجہ سے لائے ہیں۔ مجاہد کا قول ہے کہ دنیا ملک الموت کے لئے ایک طشت کی

صورت میں بنائی گئی ہے وہ جہاں جانا چاہیں جاسکتے ہیں اور انکے اعوان انکے لئے ایسے کردئے گئے کہ جب کسی جان کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو وہ اسے ملک الموت کے پاس لے آتے ہیں اور پھر ملک الموت اسکی روح قبض کرتے ہیں۔ایک قول یہ بھی ہے کہ کوئی گھر ایسا نہیں کہ جس میں روزانہ ملک الموت دن میں دو مرتبہ نہ آتے ہوں۔ (الخازن، ج٢،ص ١٢)

امت پر عذاب :

٢.....قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا کہ تم فرماؤ کہ اللہ عزوجل اس بات پر قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے (جیسا کہ چنگھاڑ، پتھراؤ، ہوائیں اور آسمانی عذاب) یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے (جیسے زلزلہ، دھنسنے اور غرق ہونے) کا عذاب، یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کرکے اور ایک دوسرے کی سختی چکھائے۔ (روح المعانی ،الجزء السابع ،ص ٢٣٤)

☆......حضرت سعد بن عامر رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ دوجہاں کے آقا مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم مسجد بنی معاویہ کے پاس سے گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں داخل ہوکر دو رکعتیں ادا کیں ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر تک اپنے رب عزوجل کے حضور مناجات کرتے رہے پھر فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا تھا، میں نے اللہ جل جلالہ سے درخواست کی تھی کہ وہ میری امت کو غرق کر کے ہلاک نہ کرے یہ درخواست قبول ہوئی، میں نے اللہ تعالیٰ سے گزارش کی کہ وہ میری امت کو قحط میں مبتلا کر کے ہلاک نہ کرے یہ دعا بھی قبول ہوئی، میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ میرے امتی باہم لڑائی جھگڑا نہ کریں میری یہ دعا قبول نہ ہوئی۔ (صحیح المسلم، کتاب الفتن،باب هلاك هذه الامة بعضهم برقم٧١٥٤/ ٢٨٩٠ :ص ١٤١٤)۔

☆......حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ جل جلالہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا میں نے اسکے مشارق و مغارب دیکھ لئے، میری امت کی بادشاہی زمین کی ان حدوں تک پہنچے گی جو میرے لئے سمیٹ دی گئی تھیں ،اور مجھے سرخ و سفید (سونا و چاندی) دونوں عطا کردیئے گئے۔میں نے اپنے رب سے یہ دعا کی کہ وہ میری امت کو عمومی قحط میں مبتلا کرکے ہلاک نہ کرے اور ان پر کوئی ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو ان سب کو ہلاک کردے اور یہ دعا بھی کی کہ امت تفرقہ بازی نہ کرے اور گروہ بندی میں نہ بٹے اور ایک دوسرے کو باہم فساد کا ذائقہ نہ چکھائے''، تو اللہ عزوجل نے فرمایا: ''اے محمد! میں جب کوئی فیصلہ کرتا ہوں تو اسے رد نہیں کیا جاسکتا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے آپ کو یہ عطا فرمایا کہ میں انہیں عمومی قحط کے ذریعے ہلاک نہیں کروں گا،اور نہ ان پر کسی ایسے دوسرے دشمن کو مسلط کروں گا جو انہیں نیست و نابود کردے بلکہ یہ ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے، قتل کریں گے،اور ناروا سلوک کریں گے'' اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ''مجھے اپنی امت پر گمراہ کرنے والے اماموں اور لیڈروں کا خوف ہے، جب میری امت میں تلوار چلنا شروع ہوگی تو قیامت تک نہیں رکے گی''۔ (مسند احمد،مسند الشامیین ،حدیث شداد بن اوس)

اللہ کی آیتوں میں پڑنا:

سے......اللہ کی آیتوں میں پڑنے سے مراد یہ ہے کہ انہیں جھٹلائے یا انکا مذاق اڑائے یا ان میں طعن کرے، آگے فرمایا کہ شیطان تجھے بھلادے یعنی وسوسے ڈال کر یہ ممانعت بھلادے تو جیسے ہی یاد آئے ان ظالموں سے الگ ہو جا(البیضاوی، ج ۱، ص ۴۹۸)

دردناک عذاب:

سے......ترمذی اور بیہقی نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''جہنمیوں پر بھوک مسلط کی جائے گی اس کے سبب وہ جس عذاب میں ہوں گے وہ دگنا ہو جائے گا وہ فریاد کریں گے مدد مانگیں گے تو ضریع نامی کھانا ان کو دیا جائے گا، جو نہ تو انہیں فربہ کرے گا اور نہ کچھ بھوک دور کرے گا پھر وہ کھانا مانگیں گے تو انہیں کانٹے دار غذا کھانے کو دی جائے گی تب انہیں یاد آئے گا کہ وہ دنیا میں پھندا لگانے والی اشیاء کو پانی سے اُتارتے تھے، تو وہ پانی طلب کریں گے تو لوہے کے کانٹوں کے ساتھ کھولتا ہوا پانی ان کی طرف اُٹھایا جائے گا، پس جب یہ برتن ان کے منہ کے قریب پہنچے گے تو انکے چہرے اس گرم پانی کی شدت سے بھن جائیں گے، پس جب وہ پانی انکے پیٹوں میں داخل ہوگا تو پیٹ میں موجود اشیاء کو کاٹ کر رکھ دے گا تو وہ کہیں گے جہنم کے داروغوں کو بلالاؤ! پس وہ جہنم کے داروغہ سے عرض کریں گے کہ تم اپنے رب سے دعا کرو کہ بس ایک دن کے لیے ہمارے عذاب میں کمی کردے! یہ سن کر وہ کہیں گے، کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں لے کر نہ آئے تھے؟ وہ کہیں گے، کیوں نہیں! تو فرشتے کہیں گے: ''تو اب پکارو اور کافروں کی پکار نہیں مگر باطل''۔

راوی کہتے ہیں پھر جہنمی کہیں گے (جہنم کے نگران فرشتے مالک علیہ السلام کو) پکارو تو وہ سب حضرت مالک علیہ السلام کو پکارنے لگیں گے اور کہیں گے اے مالک! اپنے رب سے کہہ کر وہ ہمارا فیصلہ فرمادے! راوی کہتے ہیں ان سے کہا جائے گا بے شک تمہیں (یہاں) ٹھہرنا ہے۔

حضرت اعمش فرماتے ہیں مجھے خبر دی گئی ہے جہنمیوں کی پکار اور سیدنا مالک علیہ السلام کے جواب دینے کے درمیان ہزار سال کا عرصہ ہے راوی فرماتے ہیں ''تو جہنمی کہیں گے، تم اپنے رب کو پکارو تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں ہے، تو وہ عرض کریں گے ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ (المومنون:۱۰۷،۱۰۶)﴾ اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے رب! ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں۔ اللہ ﷻ ارشاد فرمائے گا ﴿قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ (المومنون:۱۰۸)﴾ دھتکارے پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔ راوی کہتے ہیں: اس وقت جہنمی ہر خیر و بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور اس وقت گدھے کی طرح رینگنے لگیں گے اور ہائے حسرت! ہائے تباہی و بربادی! کی صدائیں لگائیں گے۔

ابن ابو حاتم اور ابو نعیم نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا: ''جب جہنمیوں کو بھوک لگے گی تو کھانے کے لیے انہیں تھوہڑ کا پیڑ دیا جائے گا، وہ اس میں سے کھائیں گے تو انکے چہرے اور جسم کی کھال کٹ جائے گی اور اگر کوئی گزرنے والا ان کے پاس سے گزرے تو انہیں انکی کھالوں اور چہروں کی وجہ سے پہچان لے، پھر ان پر پیاس کا عذاب ڈالا جائے گا تو وہ پانی مانگیں گے تو

انہیں سخت کھولتا ہوا پانی جس کی شدت اپنی انتہاء کو پہنچ چکی ہوگی پینے کے لیے دیا جائے گا۔ پس جب وہ اسے چہروں اور مونہوں کے قریب کریں گی تو اس کی کھالیں گر پڑیں گی۔ اور پیٹ میں موجود تمام اشیاء گل جائیں گی وہ چل رہے ہوں گے اور ان کی آنتیں اور کھال گر رہی ہوگی پھر انہیں لوہے کے گرزوں سے مارا جائے گا۔ پس انکے جسم کا ہر حصہ اپنی جگہ سے گر جائے گا وہ موت کو پکارتے ہوں گے۔ (البدور السافرة، باب ضعام اهل النار و شرابهم ، رقم: ١٤٥١ وغیرہ، ص ٤٣٨)

☆...... ☆وفي قرأة...... الخ: توفاه یہ فعل یا تو ماضی کا ہے اور اس سے تاء کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ یہاں تانیث مجازی ہے یا پھر یہ فعل مضارع کا صیغہ ہے اور اس کی دو تاء میں سے ایک کو حذف کر دیا گیا ہے۔

مالکھم: "مولٰھم" کی تفسیر "مالکھم" سے کر کے مفسر نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ اللہ ﷻ قرآن پاک میں ایک مقام پر فرماتا ہے: ﴿و انّ الکافرین لامولی لھم﴾ اور اس آیت کریمہ میں فرمایا: ﴿مولٰھم الحق﴾ ان دونوں آیات میں بظاہر تضاد ہے مفسر نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ زیر بحث آیت میں لفظ 'مولی' بمعنی 'مالک' ہے اور آپ کی ذکر کردہ آیت میں مولی بمعنی ناصر ہے. فلہٰذا کوئی تضاد نہیں۔ لحدیث بذلک: اس کے علاوہ ایک روایت میں ہے: اللہ ﷻ تمام مخلوق کا حساب اتنی دیر میں کرے گا جتنی دیر میں آدمی بکری کا دودھ دوہ لیتا ہے۔

اھوالھما: "ظلمات" کی تفسیر "اھوال" سے کر کے مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہاں ظلمات سے کنایۃً وہ احوال و شدائد مراد ہیں جو خشکی اور تری کے سفر میں بندوں کو درپیش آتے ہیں۔

الصدق: الحق کی تفسیر الصدق سے کر کے مفسر نے اس بات کی طرف تنبیہ کی ہے کہ چونکہ یہ کتاب منزل من اللہ ہے اسی لیے یہ صدق ہے یا پھر الحق کی تفسیر 'الصدق' سے اس لیے کی ہے کہ اس کی پیشگوئیاں یقینی طور پر واقع ہونے والی ہیں۔

اذا جالسوھم: مراد یہ ہے کہ قرآنی آیات کا استہزاء کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا مطلقاً ممنوع نہیں ہے جب کہ وہ بالفعل اس یاوہ گوئی میں مصروف نہ ہوں تو ان کے ساتھ بیٹھا جا سکتا ہے اسی طرح جو شخص انہیں سمجھانا چاہتا ہے اس برے کام سے منع کرنا چاہتا ہے وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ سکتا ہے (لیکن اس صورت میں اس کا راسخ العلم عالم ہونا ضروری ہے کہ عوام الناس کو بدمذہبوں کے ساتھ مجالست کرنا سخت ممنوع ہے کما حقّق امامنا احمد رضا خان البریلوی علیه الرحمة فی فتاواہ المبارکة.

الذی کلّفوہ: یعنی جس کے وہ لوگ مکلّف ہیں مراد اس سے دینِ اسلام ہے۔ (الصاوی: ج ٢، ص ١٨٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٥

﴿قُلْ اَنَدْعُوْا﴾ اَنَعْبُدُ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا﴾ بِعِبَادَتِهٖ ﴿وَلَا يَضُرُّنَا﴾ بِتَرْكِهَا وَهُوَ الْاَصْنَامُ ﴿وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا﴾ نَرْجِعُ مُشْرِكِيْنَ ﴿بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ﴾ اِلَى الْاِسْلَامِ ﴿كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ﴾ اَضَلَّتْهُ ﴿الشَّيٰطِيْنُ

فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ ﴾ مُتَحَیِّرًا لَا یَدْرِیْ اَیْنَ یَذْهَبُ حَالٌ مِّنَ الْهَاءِ ﴿لَهٗ اَصْحٰبٌ ﴾ رُفْقَةٌ ﴿یَّدْعُوْنَهٗ اِلَی الْهُدَی ﴾ اَیْ لِیَهْدُوْهُ اِلَی الطَّرِیْقِ یَقُوْلُوْنَ لَهٗ ﴿ائْتِنَا ﴾ فَلَا یُجِیْبُهُمْ فَیُهْلِکُ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلْاِنْکَارِ وَجُمْلَةُ التَّشْبِیْهِ حَالٌ مِّنْ ضَمِیْرِ نُرَدُّ ﴿ قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ ﴾ الَّذِیْ هُوَ الْاِسْلَامُ ﴿ هُوَ الْهُدٰی ﴾ وَمَا عَدَاهُ ضَلَالٌ ﴿وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ ﴾ اَیْ بِاَنْ نُّسْلِمَ ﴿ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۷۱) ﴾ ﴿وَاَنْ ﴾ اَیْ بِاَنْ ﴿ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ﴾ تَعَالٰی ﴿ وَهُوَ الَّذِیْ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ (۷۲) ﴾ تُجْمَعُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِلْحِسَابِ ﴿وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ﴾ اَیْ مُحِقًّا ﴿وَ ﴾ اذْکُرْ ﴿یَوْمَ یَقُوْلُ ﴾ لِلشَّیْءِ ﴿کُنْ فَیَکُوْنُ ﴾ هُوَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَقُوْلُ لِلْخَلْقِ قُوْمُوْا فَیَقُوْمُوْنَ ﴿ قَوْلُهُ الْحَقُّ ﴾ اَلصِّدْقُ الْوَاقِعُ لَامَحَالَةَ ﴿ وَلَهُ الْمُلْکُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ﴾ اَلْقَرْنِ، النَّفْخَةُ الثَّانِیَةُ مِنْ اِسْرَافِیْلَ لَا مُلْکَ فِیْهِ لِغَیْرِهٖ (لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ؟ لِلّٰهِ) ﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ﴾ مَاغَابَ وَمَاشُوْهِدَ ﴿وَهُوَ الْحَکِیْمُ ﴾ فِیْ خَلْقِهٖ ﴿ الْخَبِیْرُ (۷۳) ﴾ بِبَاطِنِ الْاَشْیَاءِ کَظَاهِرِهَا ﴿وَ ﴾ اذْکُرْ ﴿اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ ﴾ هُوَ لَقَبُهٗ وَاسْمُهٗ تَارِخُ ﴿اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ﴾ تَعْبُدُهَا اِسْتِفْهَامُ تَوْبِیْخٍ ﴿ اِنِّیْ اَرٰکَ وَقَوْمَکَ ﴾ بِاتِّخَاذِهَا ﴿ فِیْ ضَلٰلٍ ﴾ عَنِ الْحَقِّ ﴿ مُّبِیْنٍ (۷۴) ﴾ بَیِّنٍ ﴿وَکَذٰلِکَ ﴾ کَمَا اَرَیْنَاهُ اِضْلَالَ اَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ ﴿نُرِیْ اِبْرٰهِیْمَ مَلَکُوْتَ ﴾ مُلْکَ ﴿السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ لِیَسْتَدِلَّ بِهٖ عَلٰی وَحْدَانِیَّتِنَا ﴿ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ (۷۵) ﴾ بِهَا وَجُمْلَةُ وَکَذٰلِکَ وَمَا بَعْدَهَا اِعْتِرَاضٌ وَعَطْفٌ عَلٰی قَالَ ﴿فَلَمَّا جَنَّ ﴾ اَظْلَمَ ﴿عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ کَوْکَبًا ﴾ قِیْلَ هُوَ الزُّهْرَةُ ﴿ قَالَ ﴾ لِقَوْمِهٖ وَکَانُوْا نَجَّامِیْنَ ﴿ هٰذَا رَبِّیْ ﴾ فِیْ زَعْمِکُمْ ﴿ فَلَمَّآ اَفَلَ ﴾ غَابَ ﴿ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ (۷۶) ﴾ اَنْ اَتَّخِذَهُمْ اَرْبَابًا لِاَنَّ الرَّبَّ لَایَجُوْزُ عَلَیْهِ التَّغْیِیْرُ وَالْاِنْتِقَالُ لِاَنَّهُمَا مِنْ شَاْنِ الْحَوَادِثِ فَلَمْ یَنْجَعْ فِیْهِمْ ذٰلِکَ ﴿فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا ﴾ طَالِعًا ﴿ قَالَ ﴾ لَهُمْ ﴿ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ ﴾ یُثَبِّتْنِیْ عَلَی الْهُدٰی ﴿ لَاَکُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ (۷۷) ﴾ تَعْرِیْضٌ لِقَوْمِهٖ عَلٰی ضَلَالٍ فَلَمْ یَنْجَعْ فِیْهِمْ ذٰلِکَ ﴿فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا ﴾ ذَکَّرَهٗ لِتَذْکِیْرِ خَبَرِهٖ ﴿رَبِّیْ هٰذَآ اَکْبَرُ ﴾ مِنَ الْکَوَاکِبِ وَالْقَمَرِ ﴿ فَلَمَّا اَفَلَتْ ﴾ وَقَوِیَتْ عَلَیْهِمُ الْحُجَّةُ وَلَمْ یَرْجِعُوْا ﴿قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ (۷۸) ﴾ بِاللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَجْرَامِ الْمُحْدَثَةِ الْمُحْتَاجَةِ اِلٰی مُحْدِثٍ، فَقَالُوْا لَهٗ مَا تَعْبُدُ؟ ﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ ﴾ قَصَدْتُّ بِعِبَادَتِیْ ﴿لِلَّذِیْ فَطَرَ ﴾ خَلَقَ ﴿ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ﴾ اَیِ اللّٰهُ ﴿ حَنِیْفًا ﴾ مَائِلًا اِلَی الدِّیْنِ الْقَیِّمِ ﴿وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (۷۹) ﴾ بِهٖ ﴿وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ﴾ جَادَلُوْهُ فِیْ دِیْنِهٖ وَهَدَّدُوْهُ

بِالْاَصْنَامِ اَنْ تُصِيبَهُ بِسُوْءٍ اِنْ تَرَكَهَا ﴿قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ﴾ بِتَشْدِيْدِ النُّوْنِ وَتَخْفِيْفِهَا بِحَذْفِ اِحْدَى النُّوْنَيْنِ وَهِيَ نُوْنُ الرَّفْعِ عِنْدَ النُّحَاةِ، وَنُوْنُ الْوِقَايَةِ عِنْدَ الْقُرَّاءِ، اَتُجَادِلُوْنَنِيْ ﴿فِی﴾ وَحْدَانِيَّةِ ﴿اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰانِ﴾ تَعَالٰى اِلَيْهَا ﴿وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖ﴾ مِنَ الْاَصْنَامِ اَنْ تُصِيْبَنِيْ بِسُوْءٍ لِعَدَمِ قُدْرَتِهَا عَلٰى شَيْءٍ ﴿اِلَّآ﴾ لٰكِنْ ﴿اَنْ يَّشَآءَ رَبِّیْ شَيْئًا﴾ مِنَ الْمَكْرُوْهِ يُصِيْبُنِيْ فَيَكُوْنُ ﴿وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا﴾ اَیْ وَسِعَ عِلْمُهُ كُلَّ شَیْءٍ ﴿اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ(۸۰)﴾ هٰذَا فَتُؤْمِنُوْنَ ﴿وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ﴾ بِاللّٰهِ وَهِيَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ ﴿وَلَا تَخَافُوْنَ﴾ اَنْتُمْ مِنَ اللّٰهِ ﴿اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ﴾ فِي الْعِبَادَةِ ﴿مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ﴾ بِعِبَادَتِهٖ ﴿عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا﴾ حُجَّةً وَبُرْهَانًا وَهُوَ الْقَادِرُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ ﴿فَاَیُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ﴾ اَنَحْنُ اَمْ اَنْتُمْ ﴿اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(۸۱)﴾ مَنِ الْاَحَقُّ بِهٖ اَیْ وَهُوَ نَحْنُ فَاتَّبِعُوْهُ قَالَ تَعَالٰى ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا﴾ يَخْلِطُوْا ﴿اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ اَیْ شِرْكٍ كَمَا فُسِّرَ بِذٰلِكَ فِیْ حَدِيْثِ الصَّحِيْحَيْنِ ﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ﴾ مِنَ الْعَذَابِ ﴿وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ(۸۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ کیا پوجیں (ندعوا بمعنی نعبد ہے) اللہ کے سوا جو ہمارا نہ بھلا کرے (اپنی عبادت پر) نہ برا کرے (عبادت ترک کرنے پر، مراد بت ہیں) اور الٹے پاؤں پلٹ دیئے جائیں بحالتِ شرک (نرد بمعنی نرجع ہے) بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی (اسلام کی) اور اس کی طرح جسے راہ بھلا دی (استھوتہ بمعنی اضلتہ ہے) شیطان نے......زمین میں حیران ہے (یعنی متحیر ہے نہیں جانتا کہ کہاں جائے لفظ حیران، استھوتہ کی ضمیر "ھا" سے حال ہے) اس کے رفیق (اصحب بمعنی رفقۃ ہے) اسے راہ کی طرف بلا رہے ہیں (تاکہ وہ اسے ھدایت دیں صحیح راستے کی طرف اور یہ اس سے کہتے ہیں) ادھر آ (تو وہ انہیں جواب نہیں دیتا پس وہ ھلاک ہوجاتا ہے، اور اندعو میں استفہام انکاری ہے اور جملہ تشبیہ "کالذی استھوتہ" نرد کی ضمیر سے حال ہے) تم فرماؤ کہ اللہ ہی کی ھدایت (مراد ھدایت سے اسلام ہے) ھدایت ہے (اور جو اس کے سوا ہے وہ گمراہی ہے) اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کے لیے گردن رکھ دیں (لنسلم بمعنی بان نسلم ہے) جو رب ہے سارے جہاں کا اور یہ کہ (ان بمعنی بان ہے) نماز قائم رکھو اور اس سے (اللہ عزوجل سے) ڈرو اور وہی ہے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے (کہ تم قیامت کے دن حساب کیلئے جمع کیے جاؤ گے) اور وہی حق ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے (بالحق بمعنی محقاً ہے) اور (یاد کرو) جس دن فنا ہوئی (ہر چیز) کو وہ کہے گا ہوجا فوراً وہ ہوجائے گی (وہ قیامت کا دن ہے جس دن وہ خلق سے کہے گا کھڑی ہوجا تو وہ کھڑی ہوجائے گی) اس کی

بات سچی ہے (لامحالہ اس کا قول سچ ہے) اور اسی کی سلطنت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا......۲......(الصور بمعنی القرن ہے جس دن اسرافیل علیہ السلام دوسری مرتبہ صور پھونکے گے اس دن اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کی ظاہری سلطنت بھی نہ ہوگی) فرمائے گا: ﴿لمن الملک الیوم﴾ آج کس کی بادشاہت ہے ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا (غائب اور موجود سب کو جاننے والا) اور وہی حکمت والا ہے (اپنی خلقت میں) خبردار ہے (اشیاء کے باطن پر جیسا کہ اسکے ظاہر پر مطلع ہے) اور (یاد کیجئے) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا (آزر اس کا لقب تھا اور نام تارخ تھا) کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو (اسکی عبادت کرتے ہو "اتتخذ" میں ہمزہ استفہام توبیخی ہے) بیشک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو (بتوں کو خدا بنانے کے حوالے سے) کھلی (مبین بمعنی بیّن ہے) گمراہی میں دیکھتا ہوں (جو حق سے دور ہے) اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کے باپ آزر......۳......اور قوم کی گمراہی دکھائی) ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی......۴......(تاکہ وہ اس سے ہماری وحدانیت پر استدلال کرے) اور اسلئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہوجائے (کذلک اور اسکے مابعد کی عبارت جملہ معترضہ ہے اور اس کا قال پر عطف ہے) پھر جب چھا گئی (جنّ بمعنی اظلم ہے) ان پر رات ایک تارا دیکھا......۵......(کہا گیا ہے کہ وہ تارا زہرۃ تھا) بولے (اپنی قوم سے اور وہ نجومی قوم تھی) یہ میرا رب ہے (تمہارے گمان کے مطابق) پھر جب وہ ڈوب گیا (افل بمعنی غاب ہے) بولے مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے (کہ انہیں رب بناؤں کیونکہ رب کیلئے تغیر و انتقال جائز نہیں اسلئے یہ دونوں باتیں حادث ہونے کی علامت ہیں لیکن انہیں آپ کے اس استدلال نے فائدہ نہیں دیا) پھر جب چاند چمکتا (بازغا بمعنی طالعا ہے) دیکھا بولے (ان سے) اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اگر مجھے میرا رب ھدایت نہ کرتا (مجھے ھدایت پر ثابت نہ رکھتا) تو میں بھی انہیں گمراہوں میں ہوتا (یہ جملہ ان کی قوم پر تعریض ہے کہ وہ گمراہ ہیں اور انہیں اس دلیل مذکور نے فائدہ نہ دیا) پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا بولے اسے (لفظ ھذا کو مذکر خبر کے مذکور ہونے کیوجہ سے لائے) میرا رب کہتے ہو یہ تو ان سب سے (یعنی ستاروں اور چاند سے) بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا (اور ان کے خلاف حجت قوی ہوگئی اور وہ کچھ جواب نہ دے سکے) کہا اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھراتے ہو (اللہ عزوجل کا، بت اور دوسرے اجرام محدثہ جو کہ محتاج الی المحدث ہیں، پھر ان مشرکوں نے پوچھا آپ کس کی عبادت کرتے ہیں؟) فرمایا میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا (یعنی میں نے اپنی عبادت سے اس کا قصد کیا) جس نے بنائے (فطر بمعنی خلق ہے) آسمان اور زمین (یعنی اللہ عزوجل نے) ایک اسی کا ہوکر (دین قیم کی طرف مائل ہوتے ہوئے) اور میں (اسکے ساتھ) شرک کرنے والوں میں سے نہیں اور ان کی قوم ان سے جھگڑنے لگی (ان سے انکے دین کے بارے میں اور ان کو بتوں سے خوف دلانے لگے کہ اگر بتوں کو چھوڑ دیا تو برائی پہنچے گی) کہا کیا مجھ سے جھگڑتے ہو (اتحاجونی کو نون کی تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور ایک نون کے حذف کے ساتھ بھی پڑھا گیا، نحویوں کے نزدیک نون رفع حذف ہوگا اور قراء کے نزدیک نون وقایہ محذوف

ہوگا"اتحاجونی" بمعنی "اتجادلوننی" ہے) اللہ (کی وحدانیت) کے بارے میں اور وہ مجھے راہ بتا چکا (اپنی وحدانیت کی طرف) اور مجھے ان کا ڈر نہیں جنہیں تم شریک بتاتے ہو (یعنی بتوں کا کہ وہ مجھے برائی پہنچائیں کیونکہ وہ کچھ قدرت نہیں رکھتے) لیکن (الا بمعنی لـــکـــن ہے) میرا ہی رب کوئی بات چاہے (کہ کوئی ناپسند چیز مجھے پہنچ جائے تو وہ پہنچ جائے گی) میرے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے ("وسع ربی کل شئی علما" بمعنی "وسع علمه کل شئی" ہے) تو کیا تم (اس) نصیحت کو نہیں مانتے (کہ ایمان لے آؤ) اور میں ان سے کیوں کر ڈروں جنہیں تم نے شریک ٹھہرایا ہے حالانکہ (اللہ کا وہ بت نہ نقصان پہنچائیں نہ نفع دیں) اور تم (اللہ تعالیٰ سے) نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کا شریک (عبادت میں) اسکو ٹھہرایا جس کی (عبادت کرنے کی نہ اتاری) اس نے تم پر کوئی سند (یعنی حجت اور دلیل اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو دونوں گروہوں میں امان کا زیادہ سزاوار کون ہے (ہم یا تم؟) اگر تم جانتے ہو (کہ اس امن کا زیادہ حق دار کون ہے یعنی امن کے مستحق ہم ہیں لہذا تم اسی کی پیروی کرو، اللہ ﷻ نے فرمایا کہ) اور جو ایمان لائے اور نہ آمیزش کی (یلبسوا بمعنی یخلطوا ہے) اپنے ایمان میں کسی ناحق کی (یہاں ظلم بمعنی شرک ہے جیسا کہ اس کی تفسیر صحیحین کی حدیث میں ہے) انہیں کیلئے امان ہے (عذاب سے) اور وہی راہ پر ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل اندعوا من دون الله ما لا ینفعنا و لا یضرنا﴾.

قل: قول...... همزه: حرف استفہام، ندعوا: فعل با فاعل...... من دون الله : ظرف مستقر حال مقدم، ما: موصولہ، لاینفعنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و لایضرنا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿و نرد علی اعقابنا بعد اذ هدنا الله کالذی استهوته الشیطین فی الارض حیران﴾.

و: عاطفہ...... نرد: فعل مجہول ونحن ضمیر مستتر ذوالحال، علی اعقابنا: ظرف مستقر حال اول...... کاف: جار، الذی: موصول، استهوت: فعل...... ہٗ: ضمیر ذوالحال، حیران: حال، ملکر مفعول، الشیطین: فاعل...... فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہو کر حال ثانی، ملکر نائب الفاعل...... بعد اذ هدنا الله: ظرف، ملکر ماقبل "ندعوا" پر معطوف ہے۔

﴿له اصحب یدعونه الی الهدی ائتنا﴾.

له: ظرف مستقر خبر مقدم، اصحب: موصوف، یدعون: فعل واو ضمیر ذوالحال، ائتنا: جملہ فعلیہ قول محذوف "یقولون" کیلئے مقولہ، ملکر حال، ملکر فاعل، ہٗ: ضمیر مفعول، الی الهدی: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قل ان هدی الله هو الهدی و امرنا لنسلم لرب العلمین﴾.

قل: قول، ان هدی الله: حرف مشبہ و اسم، هو الهدی: جملہ اسمیہ خبر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، امرنا: فعل مجہول و نائب

الفاعل، لام: جار، نسلم لرب العلمین: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر متوول ہو کر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وان اقیموا الصلوۃ واتقوہ﴾.

و: عاطفہ...... ان: مصدریہ...... اقیموا الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... واتقوہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر ماقبل "نسلم" کے محل پر معطوف ہے "ای امرنا لنسلم لرب العلمین وان اقیموا الصلوۃ"

﴿وھو الذی الیہ تحشرون وھو الذی خلق السموت والارض بالحق﴾.

و: مستانفہ، ھو: مبتدا، الذی: موصول، الیہ تحشرون: صلہ ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ. و: مستانفہ ھو: مبتدا، الذی: موصول، خلق: فعل ضمیر مستتر ذوالحال، بالحق: حال، ملکر فاعل، السموت والارض: مفعول، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ویوم یقول کن فیکون﴾.

و: مستانفہ ......یوم: مضاف...... یقول: قول...... کن: فعل امر بافعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ...... ف: عاطفہ...... یکون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ ملکر ظرف فعل محذوف "اذکر" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قولہ الحق ولہ الملک یوم ینفخ فی الصور﴾.

قولہ: مرکب اضافی مبتدا...... الحق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... لہ: ظرف مستقر خبر مقدم ......الملک: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ...... یوم: مضاف......ینفخ: فعل مجہول...... فی الصور: ظرف مستقر فی محلا مرفوع نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ ملکر ماقبل "یوم یقول" سے بدل ملکر ظرف ماقبل فعل محذوف "اذکر" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿علم الغیب والشھادۃ وھو الحکیم الخبیر﴾.

علم: مضاف...... الغیب: معطوف علیہ...... والشھادۃ: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا محذوف "ھو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......و: مستانفہ...... ھو: مبتدا...... الحکیم: خبر اول...... الخبیر: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واذ قال ابراھیم لابیہ ازر اتتخذ اصناما الھۃ﴾.

و: عاطفہ...... اذ: مضاف...... قال ابرھیم: فعل وفاعل...... لام: جار......ابیہ: مبدل منہ ......ازر: بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول......ھمزہ: حرف استفہام......تتخذ اصناما الھۃ: جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر "اذکر" فعل محذوف کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی اراک وقومک فی ضلال مبین﴾.

انی: حرف مشبہ واسم ......اری: فعل بافاعل...... ک: معطوف علیہ...... وقومک: معطوف، ملکر ذوالحال ......فی

ضلل مبین: ظرف مستقر حال، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و کذلک نری ابراھیم ملکوت السموت والارض﴾.

و: معترضہ...... کذلک: ظرف مستقر "ابصار" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، نری ابراھیم: فعل بافاعل ومفعول اول...... ملکوت السموت والارض: مفعول ثانی یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿ولیکون من الموقنین فلما جن علیه الیل راکو کبا قال ھذا ربی﴾.

و: عاطفہ...... لام: جار...... یکون من الموقنین: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "فعلنا ذلک" کیلئے "فعلنا ذلک" فعل بافاعل ومفعول وظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ...... لما: شرطیہ...... جن علیه الیل: جملہ فعلیہ شرط...... راکو کبا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ...... قال: قول...... ھذا ربی: جملہ اسمیہ مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فلما افل قال لا احب الافلین فلما را القمر بازغا قال ھذا ربی﴾.

ف: عاطفہ...... لما: ظرفیہ شرطیہ...... افل: جملہ فعلیہ شرط...... قال: قول...... لا احب الافلین: جملہ فعلیہ مقولہ ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ...... ف: عاطفہ...... لما: ظرفیہ شرطیہ...... را: فعل بافاعل...... القمر: ذوالحال...... بازغا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... قال: قول...... ھذا ربی: جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما افل قال لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین﴾.

ف: عاطفہ...... لما: ظرفیہ شرطیہ...... افل: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ...... ان: شرطیہ، لم یھدنی ربی: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکید...... اکونن: فعل ناقص بااسم...... من القوم الضالین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، قائم مقام جواب شرط ملکر جواب، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما راالشمس بازغة قال ھذا ربی ھذا اکبر﴾.

ف: عاطفہ...... لما: شرطیہ...... را الشمس بازغة: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... قال: قول...... ھذا ربی: جملہ اسمیہ مقولہ اول...... ھذا اکبر: جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما افلت قال یقوم انی بریء مما تشرکون﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، افلت: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قال: قول، یقوم: جملہ ندائیہ، انی: حرف مشبہ واسم، بری: اسم فاعل بافاعل، مما تشرکون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انی وجھت وجھی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین﴾.

انی: حرف مشبہ واسم...... وجھت : فعل ت ضمیر ذوالحال...... حنیفا: معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... ما: مشابہ بلیس، ان: اسم......من المشرکین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل...... وجھی: مفعول......للذی فطر السموت و الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وحاجه قومه قال اتحاجونی فی الله وقد هدن﴾.

و: مستانفہ، حاجه: فعل ومفعول، قومه: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، قال: قول، همزه : حرف استفہام، تحاجون: فعل بافاعل، نی :نون وقایہ ی ضمیر ذوالحال، وقدهدن: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، فی الله: ظرف لغو، ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولا اخاف ماتشرکون به الا ان یشاء ربی شیا﴾.

و: مستانفہ، اخاف: فعل بافاعل، ما: موصولہ، تشرکون به: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، الا: استثناء، ان: مصدریہ، یشاء ربی شیا: جملہ بتاویل مصدر ملکر مبتدا، خبر محذوف لکن مشیئة ربی اخافها شیئا۔

﴿وسع ربی کل شیء علما افلا تتذکرون﴾.

وسع : فعل......ربی ممیّز...... علما: تمیز، ملکر فاعل...... کل شیء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، همزه :حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اتعرضون عن التامل فی الهتکم جمادات لاالتضرو لاتنفع"، لاتتذکرون: جملہ فعلیہ۔

﴿وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم بالله مالم ینزل به علیکم سلطنا﴾.

و: مستانفہ...... کیف: اسم استفہام حال مقدم...... اخاف : فعل انا ضمیر مستتر ذوالحال، ملکر فاعل...... مااشرکتم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......و: عاطفہ...... لاتخافون: فعل نفی بافاعل...... انکم: حرف مشبہ واسم...... اشرکتم بالله: فعل بافاعل وظرف لغو...... ما: موصولہ...... لم ینزل به : فعل نفی بافاعل وظرف لغو...... علیکم: ظرف مستقر حال مقدم ...... سلطنا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون﴾.

ف: مستانفہ...... ای الفریقین: مرکب اضافی مبتدا ......احق بالامن: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... ان : شرطیہ...... کنتم تعلمون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فاخبرونی ای الفریقین احق بالاتباع" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والذین امنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولئک لهم الامن وهم مهتدون﴾.

الذین: موصول...... امنوا : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ولم یلبسوا ایمانهم بظلم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا ،اولئک: مبتدالهم الامن: جملہ اسمیہ بر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ......هم مهتدون: جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شیطانی راہ:

۱......شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور ہمیشہ انسان کو برائی ہی کی دعوت دیتا ہے۔ سدی کا قول ہے کہ کفار مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہمارے طریقے کی پیروی کرو اور دین محمدی کو چھوڑ دو اس پر اللہ عزوجل کا یہ فرمان نازل ہوا ﴿قل اندعوا من دون اللہ الخ......﴾ یعنی تم فرماؤ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پوجیں جو نہ ہمارا بھلا کرے نہ برا اور اپنی ایڑیوں پر پلٹا دیے جائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی، ہماری مثال تو پھر ایسی ہوگی جسے کسی شیطان نے بہکا دیا ہو ایمان لانے کے بعد اگر تم کفر کرو تو تمہاری مثال ایسے مسافر کی سی ہے جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ سفر کو روانہ ہوا لیکن راستہ بھول گیا اور شیطان نے اسے بھٹکا کر حیرت کے دلدل میں پھنسا دیا اب وہ تصویر حیرت بنا کھڑا ہے اس کے ساتھی سیدھی راہ پر گامزن ہیں اور اسے اپنی طرف بلا رہے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ ہماری طرف آجاؤ کہ ہم سیدھی راہ پر ہیں لیکن وہ انکار کر دیتا ہے اور اپنی ضد پر ہی ڈٹا رہتا ہے۔ یہ اس شخص کی مثال ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کو جاننے کے باوجود بھی جان بوجھ کر بھی گمراہ لوگوں کی پیروی کرتا ہے سیدھی راہ کی طرف بلانے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سیدھی راہ سے مراد دین اسلام ہے۔ قتادہ کا قول ہے کہ استھوتہ کا مطلب ہے کہ شیطان نے اسے گمراہ کر دیا۔ (ابن کثیر، ج۲، ص ۱۸۲)

صور کے بارے میں احادیث:

۲......عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا الصُّوْرُ؟ قَالَ: "قَرْنٌ یُنْفَخُ فِیْهِ"، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صور کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سینگ ہے کہ جس میں پھونکا جائے گا"۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب ما جاء فی شأن الصور، برقم: ۲٤۳۸، ص۷۰۳)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے فتنوں سے متعلق ایک طویل حدیث ذکر فرمائی جس میں صور سے متعلق یہ مضمون ہے: "پھر صور پھونک دیا جائے گا جو شخص بھی اس کو سنے گا وہ ایک طرف گردن جھکا لے گا اور دوسری طرف سے اٹھا لے گا۔ جو شخص سب سے پہلے اسکی آواز سنے گا وہ اپنے اونٹ کا حوض درست کر رہا ہوگا وہ اس آواز کو سنتے ہی بیہوش ہو جائے گا اور دوسرے لوگ بھی بیہوش ہو جائیں گے۔ پھر اللہ عزوجل شبنم کی طرح ایک بارش بھیجے گا جس سے لوگوں کے جسم اگ پڑیں گے۔ پھر جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا پھر لوگ کھڑے ہو کر دیکھیں گے ندا ہوگی کہ لوگوں اپنے رب کے قریب آؤ فرشتوں کو حکم ہوگا اس کو کھڑا کرو، ان سے سوال کیا جائے گا پھر کہا جائے گا کہ دوزخ کے لئے ایک گروہ نکالو، کہا جائے گا کتنے لوگوں کا؟ جواب کے طور پر کہا جائے گا کہ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے کا"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ وہ دن ہے کہ بچوں کو بوڑھا کر دے گا

اور ساق کھول دی جائے گی۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی خروج الدجال، رقم ۷۲۷۵/۲۹۴۰، ص۱۴۴۲)

☆...... عن ابی سعید عن النبی قال :"کیف انعم ؟وقد التقم صاحب القرن القرن وحنی جبھتہ واصغی سمعہ ینظر متی یومر" قالوا یا رسول اللہ فما نقول لہ قال:" قولوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا"، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''میں کس طرح نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤں ؟ حالانکہ صور پھونکنے والے نے اپنے منہ میں صور لیا ہوا ہے اور وہ کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اسے اس میں پھونکنے کا حکم دیا جائے ،اور وہ اس میں پھونکے'' یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم کیا پڑھیں؟ فرمایا:''یوں کہو کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے اور ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا ہے''۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۴۲)

آزر کون تھا؟

۳......قاموس میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا۔امام جلال الدین سیوطی نے مسالک الحنفاء میں لکھا ہے چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں،قرآن مجید میں ہے کہ ﴿نعبد الھک والہ ابائک ابراھیم واسمعیل و اسحق الھا واحد ﴾ اس آیت میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آباء میں ذکر کیا گیا ہے باوجود یہ کہ آپ علیہ السلام عم (چچا) ہیں۔حدیث شریف میں بھی نبی پاک ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو عم (چچا) فرمایا چنانچہ فرمایا رُدُّوْا عَلَیَّ اَبِیْ اور یہاں ابی سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۱۶۰)

ابن ابی حاتم اور حاتم ابو شیخ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارخ تھا اور آزر بت پرست تھا۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۴۴)

مفسرین کا اختلاف ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا یا تارخ، متاخرین مفسرین کی تحقیق یہی ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور آپ کے والدِ ماجد کا نام تارخ تھا اسی بات کو امام اہلسنت فاضلِ بریلوی نے اپنے فتاوی میں ذکر کیا۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی سیر:

۴......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان وزمین کی سیر کرائی اور مجاہد اور سعید بن جبیر فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کو آسمان وزمین کی نشانیاں دکھائیں۔اور یہ اس طرح ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک چٹان پر کھڑے ہوگئے اور آپ علیہ السلام کے لئے آسمان کے غیوبات مکشوف کردیئے گئے یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے عرش، کرسی اور آسمان کے تمام عجائبات کا مشاہدہ فرمالیا، یہاں تک کہ جنت میں اپنے مقام کو بھی دیکھ لیا اسی لئے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ ﴿واتیناہ اجرہ فی الدنیا ﴾ یعنی ہم نے انہیں جنت میں انکا مقام دکھادیا اور انکے لئے زمین کے غیوبات بھی مکشوف کردیئے گئے یہاں تک کہ

آپ علیہ السلام نے زمین کے سب سے نچلے طبقے کو دیکھ لیا اور زمین کے تمام عجائبات کو جان لیا۔ ایک قول ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آسمان وزمین کی سیر فرمارہے تھے اس وقت آپ علیہ السلام نے ایک آدمی کو فحاشی میں مبتلا پایا، آپ علیہ السلام نے اسکے لئے دعائے ضرر فرمائی جس سے وہ ہلاک ہوگیا، آپ علیہ السلام نے دوسرے شخص کو بھی ایسا ہی کرتا پایا اور اسکے لئے بھی دعائے ضرر فرمائی جس سے وہ ہلاک ہوگیا، جب تیسرے شخص کو بھی اسی حال میں پاکر دعائے ضرر کرنا چاہی تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: "تم مستجاب الدعوات ہولہٰذا تم میرے بندوں کے لئے دعائے ضرر نہ کرو کیونکہ میرے بندوں کے ساتھ میرے تین اقسام کے تعلق ہیں ایک ایسے کہ جب وہ مجھ سے معافی چاہیں میں انہیں معاف کردیتا ہوں، دوسرے وہ کہ میں انکے جسموں سے ایسی جان نکالتا ہوں جو میری بندگی کریں یا وہ کہ میں انہیں اپنی جانب اٹھالوں اور اگر چاہوں تو ان پر عذاب کروں یا چاہوں تو معاف کردوں"۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے: "اگر پھر بھی (ایمان سے منہ پھیرے) تو جان لے کہ جہنم اس کی تاک میں ہے"۔ قتادہ کا قول ہے کہ ملکوت السموات سے مراد سورج، چاند اور ستارے ہیں جبکہ ملکوت الارض سے مراد پہاڑ، درخت اور دریا ہیں (الخازن، ج ۲، ص ۱۲۶)۔

نمرود کا خواب:

۵.....علماءِ تفسیر اور اصحابِ اخبار وسیر کا بیان ہے کہ نمرود ابن کنعان بڑا جابر بادشاہ تھا۔ سب سے پہلے اسی نے تاج سر پر رکھا۔ یہ بادشاہ لوگوں سے اپنی پرستش کراتا تھا۔ کاہن اور منجم کثرت سے اسکے دربار میں حاضر رہتے تھے۔ نمرود نے خواب دیکھا کہ ایک ستارہ طلوع ہوا ہے اس کی روشنی کے سامنے آفتاب ماہتاب بالکل بے نور ہوگئے، اس سے وہ بہت خوف زدہ ہوا کاہنوں سے تعبیر دریافت کی انہوں نے کہا کہ اس سال تیری قلمرو میں ایک فرزند پیدا ہوگا جو تیرے زوالِ ملک کا باعث بنے گا اور تیرے دین والے اس کے ہاتھ سے ہلاک ہونگے۔ یہ خبر سن کروہ پریشان ہوا اور اس نے حکم دے دیا کہ جو بچہ پیدا ہو قتل کرڈالا جائے اور مرد عورتوں سے علیحدہ رہیں۔ اور اس کے نگہبانی کے لئے ایک محکمہ قائم کردیا گیا تقدیراتِ الٰہیہ کو کون ٹال سکتا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں اور کاہنوں نے نمرود کو اسکی بھی خبر دی کہ وہ بچہ حمل میں آگیا ہے لیکن چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی عمر کم تھی اسلئے انکا حمل کسی طرح پہچانا ہی نہ گیا۔ جب زمانہ ولادت قریب ہوا تو آپ علیہ السلام کی والدہ اس تہہ خانے میں چلی گئیں جو آپ علیہ السلام کے والد نے شہر سے دور کھود کر تیار کررکھا تھا۔ وہاں آپ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور وہیں آپ علیہ السلام رہے۔ پتھروں سے اس تہہ خانے کا دروازہ بند کردیا جاتا تھا۔ روزانہ والدہ صاحبہ دودھ پلا آتی تھیں اور جب وہاں پہنچتی تھیں تو دیکھتی تھیں کہ آپ علیہ السلام اپنی سرِ انگشت چوس رہے ہیں اور اس سے دودھ برآمد ہوتا ہے۔ آپ علیہ السلام بہت جلد بڑھتے تھے ایک مہینے میں اتنا جتنا دوسرے بچے ایک سال میں، اس میں اختلاف ہے کہ آپ علیہ السلام تہہ خانے میں کتنا عرصہ رہے؟۔ بعض کہتے ہیں کہ سات برس، بعض تیرہ برس اور بعض سترہ برس کہتے ہیں۔ یہ مسئلہ یقینی ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام ہر حال میں معصوم ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنی ابتداءِ ہستی سے تمام اوقات وجود میں عارف ہوتے

ہیں۔ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی والدہ سے دریافت فرمایا میرا پالنے والا کون ہے؟انہوں نے کہا میں،فرمایا تمہارا رب کون ہے؟انہوں نے کہا تمہارے والد،فرمایا ان کا رب کون ہے؟اس پر والدہ نے کہا خاموش رہو اور اپنے شوہر سے جا کر کہا کہ جس لڑکے کی نسبت یہ مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کا دین بدل دے گا وہ تمہارا فرزند ہی ہے اور یہ گفتگو بیان کی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابتداء ہی سے توحید کی حمایت اور عقائد کفریہ کا ابطال شروع فرمادیا۔اور جب ایک سوراخ کی راہ سے رات کو آپ علیہ السلام نے زہرہ اور مشتری ستارہ کو دیکھا تو اقامت حجت شروع کردی کیونکہ اس زمانے کے لوگ بت اور کواکب کی پرستش کیا کرتے تھے،تو آپ علیہ السلام نے انہیں نفیس اور دل نشین پیرایہ میں نظر واستدلال کی طرف رہنمائی کی جس سے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ عالم بتمامہ حادث ہے الٰہ نہیں ہوسکتا وہ خود موجد ومدبر کا محتاج ہے جس کے قدرت واختیار سے اس میں تغیر ہوتے رہتے ہیں۔ (خزائن العرفان،حاشیہ نمبر ١٦٤)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین مومن تھے یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام انکے لئے دعائے مغفرت فرماتے رہے چنانچہ اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے ﴿رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ O رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ O(ابراھیم ٤٠،٤١)﴾۔

☆......☆**محقا:**"بالحق" کی تفسیر محقا سے کرکے اشارہ کردیا کہ یہ جار مجرور محذوف شبہ فعل سے متعلق ہوکر حال بن رہا ہے۔

ما غاب وما شوھد: یاد رہے یہ ہمارے اعتبار سے ہے ورنہ اللہ ﷻ کے لیے تو سب شہادت ہے اس کے لیے کوئی چیز غیب نہیں بلکہ جو زمینوں کی تہہ میں،آسمانوں کی بلندیوں میں ہے سب کا سب اس کے لیے برابر ہے اس پر کوئی بھی شے مخفی نہیں۔

یبتنی علی الھدی:"لم یھدنی" کی تفسیر بایں طور پر کرکے مفسر نے اس بات کی طرف تنبیہ کی ہے کہ اصل ہدایت انبیاء کرام کو ان کی خلقت اور فطرت کے اعتبار سے حاصل ہوتی ہے اصلِ ہدایت کی نفی کا ان سے تصور کبھی نہیں کیا جاسکتا۔(الصاوی،ج٢،ص ١٩١ وغیرہ)۔

ای بان اقیموا: اس جملے سے مفسر نے باری ﷻ کے فرمان"وان اقیموا"کے"لنسلم"پر معطوف ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے جیسا کہ ہمیں نماز قائم کرنے اور پرہیزگاری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

القرن: مفسر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہاں قرن سے کونسا قرن مراد ہے؟علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ مراد وہ قرن ہے جس میں صور پھونکا جائے گا،ایک قول جو کہ مجاہد نے حضرت ابن عمرو بن العاص سے مروی حدیث سے حاصل کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک اعرابی سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا کہ بتائیں صور کیا ہے؟سید عالم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا:جس میں پھونکا جائے گا۔**کما ارینا:** کی تفسیر مفسر نے"کذلک نری ابراھیم"سے کی تاکہ بیان کردیا جائے کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو عین نگاہ بصیرت سے چچا آزر اور اس کی قوم کو حق پر نہ ہونا دکھادیں،پس اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کی مخالفت کی،اسی طرح زمین وآسمان کی سیر ظاہری آنکھوں سے کرادی۔

لقومہ: قوم نے زہرہ ستارے کو دیکھ کر اپنا معبود سمجھ لیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کی ہدایت، ان کے باطل عقیدے کے بطلان اور اپنے حساب سے ان کے ایمان لے آنے کے گمان سے انہیں تبلیغ فرمائی، یا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور استہزاء ان سے کلام کیا نہ کہ اعتقاد رکھتے ہوئے۔ وکانوا نجامین: ساتھ ہی مفسر علیہ الرحمۃ نے اس جملے سے یہ بھی بیان کر دیا کہ قوم ستاروں کی عبادت کرنے لگی جیسا کہ سورج اور چاند وغیرہ کی عبادت کرتی تھی۔

فی زعمکم: "ھذا ربی" کی تفسیر "فی زعمکم" سے کر کے بیان کر دیا کہ "ھذا ربی" جملہ خبریہ ہے نہ کہ استفہامیہ۔

وھددوہ: کا عطف تفسیری جادلوہ پر ہے، یعنی قوم کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑا کرنا بغیر دلیل کے تھا لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ان سے مکالمہ کرنا دلیل سے تھا، پس دونوں مقامات میں فرق ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۳۷۵ وغیرہ)۔

رکوع نمبر ۱۶

﴿وَتِلْکَ﴾مُبْتَدَاءٌ وَيُبْدَلُ مِنْهُ ﴿ حُجَّتُنَا ﴾اَلَّتِیْ اِحْتَجَّ بِهَا اِبْرَاهِيْمُ عَلٰى وَحْدَانِيَّةِ اللّٰهِ ، اُفُوْلِ الْكَوْكَبِ وَمَا بَعْدَهُ وَالْخَبَرُ ﴿ اٰتَيْنٰهَا اِبْرٰهِيْمَ ﴾اَرْشَدْنَاهُ لَهَا حُجَّةً ﴿ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ﴾بِالْاِضَافَةِ وَالتَّنْوِيْنِ فِی الْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ ﴿ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ ﴾فِیْ صُنْعِهٖ ﴿عَلِيْمٌ (۸۳)﴾بِخَلْقِهٖ ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ﴾اِبْنَهٗ ﴿ كُلًّا ﴾مِنْهُمَا ﴿هَدَيْنَا وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ ﴾اَیْ قَبْلَ اِبْرَاهِيْمَ ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ﴾اَیْ نُوْحٍ ﴿ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ ﴾اِبْنَهٗ ﴿وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ﴾اِبْنَ يَعْقُوْبَ ﴿ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ﴾ كَمَا جَزَيْنَاهُمْ ﴿ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ (۸۴)﴾ ﴿وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى﴾اِبْنَهٗ ﴿ وَعِيْسٰى﴾اِبْنَ مَرْيَمَ يُفِيْدُ اَنَّ الذُّرِّيَّةَ تَتَنَاوَلُ اَوْلَادَ الْبِنْتِ ﴿ وَاِلْيَاسَ﴾اِبْنَ اَخِیْ هٰرُوْنَ اَخِیْ مُوْسٰى ﴿ كُلٌّ ﴾ مِنْهُمْ ﴿مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (۸۵)﴾ ﴿ وَاِسْمٰعِيْلَ﴾اِبْنَ اِبْرَاهِيْمَ ﴿ وَالْيَسَعَ﴾اَللَّامُ زَائِدَةٌ ﴿ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا﴾اِبْنَ هَارَانَ اَخِیْ اِبْرَاهِيْمَ ﴿ وَكُلًّا﴾مِنْهُمْ ﴿ فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (۸۶)﴾بِالنُّبُوَّةِ ﴿وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ﴾عَطْفٌ عَلٰى كُلًّا اَوْ نُوْحًا وَمِنْ لِلتَّبْعِيْضِ لِاَنَّ بَعْضَهُمْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ وَلَدٌ وَبَعْضُهُمْ كَانَ فِیْ وُلْدِهٖ كَافِرٌ ﴿ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ﴾اِخْتَرْنَاهُمْ ﴿ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۸۷)﴾ ﴿ذٰلِكَ﴾الدِّيْنُ الَّذِیْ هُدُوْا اِلَيْهِ ﴿ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِیْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَوْ اَشْرَكُوْا﴾فَرْضًا ﴿ لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۸۸)﴾ ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ﴾بِمَعْنَى الْكُتُبِ ﴿ وَالْحُكْمَ ﴾ اَلْحِكْمَةَ ﴿وَالنُّبُوَّةَ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا﴾اَیْ بِهٰذِهِ الثَّلٰثَةِ ﴿ هٰۤؤُلَآءِ ﴾اَیْ اَهْلُ مَكَّةَ ﴿فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا ﴾اَرْصَدْنَا لَهَا ﴿قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ (۸۹)﴾هُمُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ

﴿اُولٰٓـئِکَ الَّـذِیۡنَ ہَدَی ﴾ہُمۡ ﴿اللّٰہُ فَبِہُدٰہُمُ ﴾طَرِیۡقِہِمۡ مِنَ التَّوۡحِیۡدِ وَالصَّبۡرِ ﴿اقۡتَدِہۡ ﴾ بِہَاءِ السَّکۡتِ وَقۡفًـا وَوَصۡلًا وَفِیۡ قِرَاءَ ۃٍ بِحَذۡفِہَـا وَصۡلًا ﴿قُلۡ ﴾لِاَہۡلِ مَکَّۃَ ﴿لَّا اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ﴾اَیِ الۡقُرۡاٰنِ ﴿ اَجۡرًا﴾تُعۡطُوۡنِیۡہِ ﴿ اِنۡ ہُوَ﴾مَاالۡقُرۡاٰنُ ﴿ اِلَّا ذِکۡرٰی﴾عِظَۃٌ ﴿ لِلۡعٰلَمِیۡنَ(۹۰)﴾اَلۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ.

﴿ترجمہ﴾

اور یہ(تلک اسم اشارہ مبتدا ہے اور حجتنا اسم اشارہ کا مبدل منہ ہے) ہماری دلیل ہے (جس سے ابراہیم علیہ السلام نے اللہ ﷻ کی وحدانیت پر آپ علیہ السلام، سورج، چاند، ستاروں کے غروب ہونے سے اللہ ﷻ کی واحدنیت پر استدلال کیا تلک حجتنا مبتدا کی خبر آگے آرہی ہے اتینھا......الخ) کہ ہم نے ابراہیم کو عطا فرمائی (ہم نے اسے دلیل کی طرف رہنمائی فرمائی) اسکی قوم کے خلاف ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں (درجت کو اضافت اور تنوین دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے درجات سے مراد علم وحکمت کے درجات ہیں) بیشک تمہارا رب حکمت والا (اپنی صنعت میں) علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) اور ہم نے انہیں اسحٰق اور (ان کا بیٹا) یعقوب عطا کیے ان سب کو (یعنی ان دونوں انبیاء کرام کو) ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو راہ دکھائی (یعنی ابراہیم علیہ السلام سے پہلے) اور اس کی (یعنی نوح علیہ السلام کی) اولاد میں سے داؤد اور سلیمان (ان کے بیٹے) اور ایوب اور یوسف کو (یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں) اور موسیٰ اور ھارون کو اور ایسا ہی (جیسا کہ ہم نے انہیں بدلہ دیا) ہم بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو اور زکریا اور (ان کے بیٹے) یحییٰ (مریم رضی اللہ تعالی عنہا کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ لفظ "ذریت" بیٹی کی اولاد کو بھی شامل ہوتا ہے) اور الیاس کو (جو کہ حضرت ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے بھائی کے بیٹے ہیں) سب (ان میں سے سب) ہمارے قرب کے لائق ہیں اور اسمٰعیل (ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے) اور یسع (الیسع میں لام زائدہ ہے) اور یونس اور لوط کو (حضرت لوط ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران کے بیٹے ہیں) اور ہر ایک کو (ان میں سے) ہم نے انکے وقت میں سب پر فضیلت دی (نبوت کی وجہ سے) اور کچھ انکے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے (اس جملہ "ومن ابائھم" کا عطف کلا یا نوحا پر ہے اور من تبعیضیہ ہے اسلئے کہ بعض انبیاء کی اولاد نہ تھی اور بعض کی اولاد کافر تھی) اور ہم نے انہیں چن لیا......۱......(اجتبینھم بمعنی اخترناھم ہے) اور سیدھی راہ دکھائی (یعنی وہ دین جس کی طرف انہیں ھدایت کی گئی) اللہ کی ھدایت ہے کہ اپنے بندوں میں جسے چاہے دے اگر وہ (بالفرض) شرک کرتے تو ضرور ان کا کیا اکارت جاتا یہ ہیں جن کو ہم نے یہ کتاب (کتابہ بمعنی کتب) اور حکم (یعنی حکمت) نبوت عطا کی تو اگر اس سے (یعنی ان تین چیزوں سے) منکر ہوں یہ لوگ (یعنی اہل مکہ) تو ہم نے لگا رکھی ہے (یعنی تیار کردی ہے ہم نے ان کے لیے) ایک ایسی قوم جو انکار والی نہیں (مراد مہاجرین اور انصار ہیں) یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی تو انکی ھدایت (یعنی انکے طریقہ توحید اور صبر......۲......) پر چلو (لفظ اقتدہ وصل اور وقف کی حالت میں ہائے سکتہ کے ساتھ ہے اور ایک

قرأت میں حالت وصل میں ھا محذوف ہے) تم فرماؤ (اہل مکہ سے) میں اس پر (یعنی قرآن پر) تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا (کہ تم اجرت دو) وہ (یعنی قرآن) تو نہیں مگر نصیحت (وعظ) سارے جہاں (یعنی انس وجن) کیلئے۔

﴿ترکیب﴾

﴿وتلک حجتنا اتینها ابراهیم علی قومه نرفع درجت من نشاء﴾

و: مستانفہ...... تلک: مبتدا...... حجتنا: خبر اول...... اتینها: فعل با فاعل ومفعول...... ابراھیم: ذوالحال...... علی قومہ: ظرف مستقر حال ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... نرفع: فعل با فاعل...... درجت: مفعول فیہ...... من نشاء: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان ربک حکیم علیم ووھبنا له اسحق ویعقوب کلا ھدینا﴾۔

ان ربک: حرف مشبہ واسم، حکیم: خبر اول، علیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، وھبنا لہ: فعل با فاعل وظرف لغو، اسحق ویعقوب: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، کلا: مفعول مقدم، ھدینا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونوحا ھدینا من قبل ومن ذریته داود و سلیمن وایوب ویوسف وموسی وھرون﴾۔

و: عاطفہ...... نوحا: معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... من ذریتہ: ظرف مستقر حال مقدم...... داود: معطوف علیہ...... وسلیمن وایوب الخ: معطوفات، ملکر ذوالحال، ملکر معطوف، ملکر مفعول...... ھدینا من قبل: فعل با فاعل وظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ

﴿وکذلک نجزی المحسنین﴾۔

و: مستانفہ...... کذلک: ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم، نجزی المحسنین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وزکریا ویحیی وعیسی والیاس کل من الصلحین﴾۔

و: عاطفہ...... زکریا: معطوف علیہ...... ویحیی وعیسی والیاس: معطوفات، ملکر فعل محذوف "ھدینا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... کل: مبتدا...... من الصلحین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واسمعیل والیسع ویونس ولوطا وکلا فضلنا علی العلمین﴾۔

و: عاطفہ...... اسمعیل: معطوف علیہ...... والیسع ویونس ولوطا: معطوفات، ملکر فعل محذوف "ھدینا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... کلا: مفعول مقدم...... فضلنا علی العلمین: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن اباء ھم وذریتھم واخوانھم واجتبینھم وھدینھم الی صراط مستقیم﴾۔

و: عاطفہ......من : جار...... ابائھم : معطوف علیہ...... و ذریتھم: معطوف اول ......واخوانھم: معطوف ثانی،ملکر مجرور،ملکرظرف مستقر ''کـلا'' محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیلی ہوکرفعل محذوف 'ھـدینـا'' فعل محذوف پر معطوف ہے......و: عاطفہ......ھدینھم الی صراط مستقیم: جملہ فعلیہ ماقبل ''اجتبینھم'' پر معطوف ہے۔

﴿ذلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء من عبادہ ولو اشرکوا لحبط عنھم ما کانوا یعملون ﴾۔

ذلک: مبدل منہ...... ھدی اللہ: بدل،ملکر مبتدا...... یھدی بہ: فعل بافعل وظرف لغو...... من یشاء: موصول صلہ ملکر ذوالحال،من عبادہ : ظرف مستقر حال،ملکر ذوالحال، و: حالیہ...... لو: شرطیہ...... اشرکوا: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکیدیہ ،حبط: فعل،عنھم: ظرف لغو،ماکانوایعملون: فاعل،ملکر، جواب شرط،ملکر حال،ملکرمفعول،ملکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اولئک الذین اتینھم الکتب والحکم والنبوۃ ﴾۔

اولئک: مبتدا......الذین : موصول...... اتینھم : فعل بافاعل ومفعول......الکتب والحکم والنبوۃ: ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿فان یکفربھا ھولاء فقد وکلنا بھا قوما لیسوا بھا بکفرین ﴾۔

ف: مستانفہ،ان : شرطیہ،یکفـر بھا ھؤلاء: فعل وظرف لغووفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرشرط، ف: جزائیہ،قد: تحقیقیہ، وکلنابھا: فعل بافاعل وظرف لغو، قوما: موصوف،لیسوابھا بکفرین: جملہ فعلیہ صفت،ملکرمفعول،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿اولئک الذین ھدی اللہ فبھدھم اقتدہ ﴾۔

اولئک: مبتدا،الـذین ھدی اللہ: جملہ موصولہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحہ، بھدھم : ظرف لغومقدم،اقتد: جملہ،ہٗ: سکوت وتقفیہ،ملکرشرط محذوف ''اذا شئت سلوک الطریق القویم والارتفاع الی اسمی المسؤلیات'' کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل لا اسئلکم علیہ اجرا ان ھوالا ذکری للعلمین ﴾۔

قل : قول...... لااسئلکم: فعل نفی بافاعل ومفعول...... علیہ :ظرف مستقر حال مقدم...... اجرا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ،ہوکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... ان: نافیہ......ھو: مبتدا...... الا: اداۃ حصر...... ذکری موصوف لـلعلمین ظرف مستقر ہوکر موصوف وظرف مستقرصفت،ملکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرات انبیائے کرام کا ذکر:

۱......مذکورہ رکوع میں اللہ ﷻ نے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے، چنانچہ ابتداً چار انبیاء کا ذکر فرمایا حضرت

ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، اور حضرت نوح علیہ السلام کا، کہ یہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی اصل ہیں۔ اسکے بعد باقی چودہ انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر کیا جن کے نام یہ ہیں حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یسع علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، یہ کل اٹھارہ انبیائے کرام کا ذکر کیا گیا۔ پھر نبوت کے بعد جن مراتب معتبرہ کا ذکر فرمایا وہ ملک، قدرت اور سلطنت ہیں، جس سے اللہ عزوجل نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو وافر حصہ عطا فرمایا، پھر اللہ عزوجل نے بلاء، آزمائش اور سختی کے نازل ہونے پر صبر کے مرتبے کو ذکر کرنا چاہا تو حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر خصوصیت سے فرمایا اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے بھی بلاء اور شدت پر صبر کیا حتی کہ اللہ عزوجل نے انہیں مصر کی مملکت بھی دی اور نبوت بھی عطا فرمائی، پھر اللہ عزوجل نے ان مراتب معتبرہ کے ذکر کرنے کا اہتمام فرمایا جو حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو معجزات اور براہین کی صورت میں دیئے گئے تھے اور ان مراتب میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا خاص ذکر فرمایا کہ ان دونوں کو اللہ عزوجل نے معجزات سے وافر حصہ عطا فرمایا، اسکے بعد اللہ عزوجل نے ان انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا جنہیں زہد کی نعمت عطا ہوئی اور اس حوالے سے حضرت زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا، اور آخر میں اللہ عزوجل نے ان انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا کہ جن کے پیروکار اور شریعت پر عمل کرنے والے دنیا میں کہیں نہیں پائے جاتے اور ان میں خاص طور پر حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یسع علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر فرمایا اس طرح حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے ذکر کرنے میں ایک حسین مناسبت ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۳۹۲)

جامع الکمالات:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: (اس آیت میں) فرمایا گیا ہے: "اے محبوب! آپ ان تمام بزرگوں کے تمام کمالات کے جامع بن جائیں"، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اول درجہ کے صابر کہ آپ علیہ السلام نے ساڑھے نوسو برس قوم کی اذیتیں برداشت کیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام اول درجہ کے سخی اللہ عزوجل کی راہ میں قربانیاں دینے والے حضرت اسحاق و یعقوب علیہما السلام اول درجہ کی مصیبتوں پر صابر، حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام اول درجہ کے شاکر حضرت یوسف علیہ السلام صبر و شکر کے جامع، حضرت ایوب علیہ السلام بلاؤں، بیماروں پر اعلیٰ درجہ کے صابر، حضرت موسیٰ علیہ السلام شریعت والے بڑے معجزات والے حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علیہم السلام اول درجہ کے زاہد تارک الدنیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اول درجہ کے صادق سچے وعدے والے، حضور یونس علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں اعلیٰ درجہ کے عاجزی و زاری کرنے والے ہی، ان سب کا ذکر فرمانے کے بعد ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا "فبھدھم اقتدہ" آپ ان تمام حضرات کے تمام صفات کے جامع ہوئے کہ جو کمالات ان میں ایک ایک دو دو تھے وہ سب آپ

علیہ السلام میں جمع ہیں، حضور علیہ السلام کی زندگی پاک اس آیت کی جیتی جاگتی بولتی تفسیر ہے (تفسیر نعیمی، ج۷، ص ۵۵٤)

☆......☆ارشد ناہ لها: یہ رہنمائی یا تو بذریعہ الہام تھی یا بذریعہ وحی دونوں اقوال ہیں۔

حجة: یہ لفظ نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ "علی قومه" جارمجرور حجة سے متعلق ہو کر "اتیناہ" کی ضمیر مفعول سے حال بن رہا ہے۔

ای قبل ابراهیم: یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہزار سال قبل۔ عطف علی کلّا: لفظ "کلّا" میں بھی "فضلنا" فعل عامل ہے۔

ذلک الدین الذی هدوا الیه: مراد توحید کا عقیدہ دلیل سے ماننا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ﴿ولو اشرکوا﴾ ہے۔

ارصدنا بها: مفسر نے مذکورہ جملے کے ذریعے "وکلنا بها" کی تفسیر کی ہے، مطلب یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کو ان (حضرات انبیائے کرام) کا ساتھی کر دیا کہ ان کی رسالت پر ایمان لے آئیں اور منصب رسالت کے حقوق کے قیام میں ان کی مدد کریں۔

لان بعضهم لم یکن له ولد: جیسا کہ حضرت یحیٰی علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد نہیں ہے۔(الجمل، ج۲، ص۳۸۹ وغیرہ)۔

فرضا: لفظ "فرضا" نکال کر مفسر نے اس عقیدہ کی طرف تنبیہ کی ہے کہ انبیائے کرام کے حق میں شرک محال ہے۔

هم: یہ ضمیر نکال مفسر نے اشارہ کیا ہے یہاں ضمیر عائد محذوف ہے۔

طریقهم الی التوحید والصبر: یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے، جس کی تقریر یہ ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کو اس آیتِ مبارکہ میں سابقہ انبیائے کرام کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ حضور علیہ السلام سابقہ شریعتوں کو نسخ کرنے والے ہیں اور سب کے سب انبیاء حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں درخواست کرنے والے ہیں۔ اس کا جواب مفسر نے یہ دیا ہے کہ اس آیت میں حضور پرنور علیہ السلام کو توحید پر قائم رہنے اور کفار کی ایذاء رسانیوں پر صبر کا حکم دیا ہے دین کے فروعی مسائل میں پیروی کا حکم نہیں دیا۔ الانس و الجن: اس آیت مبارکہ میں حضور علیہ السلام کی عمومِ رسالت کی دلیل ہے، دلیل کا خلاصہ تشریح کے تحت گزر چکا ہے۔ (الصاوی: ج۲، ص۱۹٦ وغیرہ)۔

رکوع نمبر ۱۷

﴿وَمَا قَدَرُوْا﴾اَیِ الْیَهُوْدُ ﴿ اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾اَیْ مَاعَظَّمُوْهُ حَقَّ عَظْمَتِهٖ اَوْ مَا عَرَفُوْهُ حَقَّ مَعْرِفَتِهٖ ﴿ اِذْ قَالُوْا﴾لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ خَاصَمُوْهُ فِی الْقُرْآنِ ﴿ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ قُلْ﴾لَهُمْ ﴿ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًاوَّهُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ﴾بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ فِی الْمَوَاضِعِ الثَّلٰثَةِ ﴿ قَرَاطِیْسَ﴾اَیْ یَكْتُبُوْنَهٗ فِیْ دَفَاتِرَ مُقَطَّعَةٍ ﴿ تُبْدُوْنَهَا﴾اَیْ مَایُحِبُّوْنَ اِبْدَاءَهٗ مِنْهَا ﴿ وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا﴾مِمَّا فِیْهَا كَنَعْتِ مُحَمَّدٍ علیہ السلام ﴿وَعُلِّمْتُمْ ﴾اَیُّهَا الْیَهُوْدُ فِی الْقُرْآنِ ﴿ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ﴾مِنَ التَّوْرَاةِ بِبَیَانِ مَا الْتَبَسَ عَلَیْكُمْ وَاخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ ﴿ قُلِ اللّٰهُ﴾ اَنْزَلَهٗ اِنْ لَمْ یَقُوْلُوْهُ لَا جَوَابَ غَیْرُهٗ ﴿ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ﴾بَاطِلِهِمْ ﴿ یَلْعَبُوْنَ (۹۱) ﴾﴿وَهٰذَا﴾الْقُرْآنُ ﴿ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ﴾قَبْلَهٗ

مِنَ الْكُتُبِ ﴿ وَلِتُنْذِرَ ﴾بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ عَطْفٌ عَلٰى مَعْنٰى مَاقَبْلَهٗ اَىْ اَنْزَلْنَاهُ لِلْبَرَكَةِ وَالتَّصْدِيْقِ وَلِتُنْذِرَبِهٖ ﴿ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ﴾اَىْ اَهْلَ مَكَّةَ وَسَائِرَالنَّاسِ ﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ(۹۲) ﴾خَوْفًا مِّنْ عِقَابِهَا ﴿وَمَنْ ﴾اَىْ لَا اَحَدٌ ﴿ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴾بِادِّعَاءِ النُّبُوَّةِ وَلَمْ يَكُنْ نَبِيًّا ﴿ اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ ﴾نَزَلَتْ فِى مُسَيْلَمَةَ ﴿ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴾ وَهُمُ الْمُسْتَهْزِئُوْنَ قَالُوْا لَوْنَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا ﴿ وَلَوْ تَرٰى ﴾ يَامُحَمَّدُ ﷺ ﴿اِذِ الظّٰلِمُوْنَ ﴾الْمَذْكُوْرُوْنَ ﴿ فِيْ غَمَرٰتِ ﴾سَكَرَاتِ ﴿الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ﴾اِلَيْهِمْ بِالضَّرْبِ وَالتَّعْذِيْبِ يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ تَعْنِيْفًا ﴿ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ﴾اِلَيْنَا لِنَقْبِضَهَا ﴿ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ ﴾الْهَوَانِ ﴿ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ﴾بِدَعْوَى النُّبُوَّةِ وَالْاِيْحَاءِ كِذْبًا ﴿ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ(۹۳) ﴾تَتَكَبَّرُوْنَ عَنِ الْاِيْمَانِ بِهَا وَجَوَابُ لَوْ لَرَأَيْتَ اَمْرًا فَظِيْعًا ﴿وَ﴾يُقَالُ لَهُمْ اِذَا بُعِثُوْا ﴿لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى ﴾مُنْفَرِدِيْنَ عَنِ الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ ﴿ كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ﴾اَىْ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ﴿وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ ﴾اَعْطَيْنَاكُمْ مِنَ الْاَمْوَالِ ﴿ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ﴾ فِي الدُّنْيَا بِغَيْرِ اِخْتِيَارِكُمْ ﴿وَ﴾يُقَالُ لَهُمْ تَوْبِيْخًا ﴿مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ ﴾اَلْاَصْنَامَ ﴿ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ ﴾اَىْ فِيْ اِسْتِحْقَاقِ عِبَادَتِكُمْ ﴿ شُرَكٰٓؤُا ﴾لِلّٰهِ ﴿لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ ﴾وُصْلُكُمْ اَىْ تَشَتَّتُ جَمْعُكُمْ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالنَّصْبِ ظَرْفٌ اَىْ وُصْلُكُمْ بَيْنَكُمْ ﴿ وَضَلَّ ﴾ذَهَبَ ﴿ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ(۹۴) ﴾فِى الدُّنْيَا مِنْ شَفَاعَتِهَا .

﴿ترجمہ﴾

اورانہوں نے (یعنی یہود نے) قدر نہ جانی اللہ کی......۱......جیسی چاہیے تھی (یعنی انہوں نے اس کی عظمت کو نہ جانا جیسا کہ حق تھایااس کی معرفت حاصل نہ کی جیسا کہ چاہیے تھی) جب بولے (نبی پاک ﷺ سے اورقرآن کریم کے بارے میں جھگڑتے ہوتے) اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتاراتم فرماؤ (ان سے) کس نے اتاری وہ کتاب جو موسی لائے تھے روشنی اورلوگوں کیلئے حدایت بنالیے تم نے جس کے (تجعلونہ یاءاورتاءدونوں لغتوں کے ساتھ تین جگہ آیا ہے) الگ الگ کاغذ (یعنی الگ الگ رجسٹراسے وہ لکھتے تھے) تم ظاہرکرتے ہو (یعنی ان باتوں کوجنہیں ظاہرکرناپسند کرتے ہو) اور بہت سے چھپالیتے ہو (وہ احکام جو اس میں ہیں جیسا کہ اس میں نبی پاک ﷺ کی نعت) اورتمہیں (اے یہود قرآن میں) وہ سکھایا جاتا ہے جو نہ تم کو معلوم تھا نہ تمہارے باپ دادکو (یعنی توریت کی وہ باتیں جس میں تمہیں التباس تھا اور جس میں تم نے اختلاف کیا تھا) فرمادواللہ (نے اسے اتارا اگر وہ یہ نہ کہیں کہ اسکے

علاوہ اس سوال کا کوئی اور جواب نہیں) پھر انہیں چھوڑ دو ان کے باطل کام میں (خوضھم بمعنی باطلھم ہے) میں کھیلتا اور یہ (یعنی قرآن) برکت والی کتاب ہم نے اتاری تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو آگے تھیں (اس سے پہلی کتابیں) اور اس لیے کہ تم ڈرسناؤ (لفظ لتنذر یاء اور تاء دونوں لغتوں کے ساتھ ہے اس کا عطف ماقبل کے اس معنی پر ہے یعنی اسے برکت اور تصدیق اور اس کے ذریعے ڈرانے کیلئے اتارا) بستی والے......۲......اور جو کوئی اس کے گرد ہیں (یعنی اہل مکہ اور سارے لوگ) اور جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی نماز کی حفاظت......۳......کرتے ہیں (آخرت کے عذاب سے خوف کرتے ہوئے) اور کون ہے (یعنی کوئی نہیں) اس سے بڑھ کر ظالم جو اللہ پر جھوٹ باندھے (دعوی نبوت کرکے حالانکہ وہ نبی نہ ہو) یا کہے مجھے وحی ہوئی اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی (آیت مبارکہ مسیلمہ کذاب......۴......کے بارے نازل ہوئی) اور جو کہے ابھی میں اتارتا ہوں ایسا جیسا اللہ نے اتارا (اور وہ استھزاء کرنے والے ہیں بولے اگر ہم چاہتے تو اس کی مثل کہتے) اور کبھی تم دیکھو (اے محمد ﷺ) جب ظالم (جن کا ذکر ہوا) سختیوں میں ہیں (غمرات بمعنی سکرات ہے) موت کی اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں (انکی طرف انہیں مارنے اور عذاب دینے کے لیے، وہ انہیں سختی کرتے ہوئے کہیں گے......۵......) کہ نکالو اپنی جانیں (ہماری طرف کہ ہم انہیں قبض کریں) آج تمہیں خواری (یعنی ھون بمعنی اھوان ہے) کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں (جھوٹا دعوئے نبوت کرکے اور وحی ہونے کا جھوٹا دعوی کرکے) اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے (یعنی اس پر ایمان لانے سے تکبر کرتے ہیں اور لو کا جواب لرأیت امرا فظیعا ہے) اور (ان سے کہا جائے گا جب وہ حساب اور جزاء کیلئے اٹھائے جائیں گے) بیشک ہمارے پاس اکیلے آئے (اہل، مال اور اولاد سے اکیلے ہوکر) جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا (برھنہ پا، برھنہ جسم اور غیر مختون) اور چھوڑ دیا جو ہم نے تمہیں (مال) عطا فرمایا پیٹھ پیچھے (دنیا میں بغیر اپنے اختیار کے) اور (ان سے سختی سے کہا جائے گا) اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشوں (یعنی بتوں) کو نہیں دیکھتے جن کا تم اپنے گمان میں (یعنی مستحق عبادت ہونے میں، اللہ عزوجل کا) شریک بتاتے تھے اور بیشک تمہارے آپس کی ڈور کٹ گئی (تمہارا تعلق ختم ہوگیا، یعنی تمہاری جمعیت بکھر گئی اور ایک قرأت میں بینکم منصوب بر بنائے ظرف ہے یعنی تمہارے آپس کے تعلقات) اور جاتے رہے (ضل بمعنی ذھب ہے) تم سے جو (دنیا میں ان کی شفاعت کے) دعوے کرتے تھے۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما قدروا اللہ حق قدرہ اذقالوا ما انزل اللہ علی بشر من شیء﴾.

و: مستانفہ، ماقدروا اللہ: فعل نفی با فعل ومفعول، حق قدرہ: مفعول مطلق...... اذ: مضاف، قالوا: قول، ماانزل اللہ علی بشر: فعل نفی با فاعل وظرف لغو...... من: زائد، شیء: مفعول، ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل من انزل الکتب الذی جاء بہ موسی نورا وھدی للناس تجعلونہ قراطیس تبدونھا وتخفون کثیرا﴾.

قل: قول...... من: استفہامیہ مبتدا...... انزل: فعل بافاعل...... الکتب: موصوف...... الذی جاء به موسی: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر ذوالحال ...... نورا: معطوف علیہ...... وھدی: معطوف، ملکر حال اول...... تجعلونه: فعل بافاعل ومفعول، قراطیس: موصوف...... تبدونها: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وتخفون کثیرا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا اباء کم﴾.

و: عاطفہ...... علمتم: فعل مجہول ونائب الفاعل...... ما: موصولہ...... لم تعلموا: فعل نفی واو ضمیر مؤکد...... انتم: ضمیر تاکید، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لا: نافیہ، آباء کم: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ہے ماقبل "تجعلونه" پر معطوف ہے۔

﴿قل الله ذرهم فی خوضهم یلعبون﴾.

قل: قول...... الله: مبتدا محذوف "ھو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، ثم: عاطفہ...... ذر: فعل امر بافاعل، ھم: ذوالحال...... یلعبون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، فی خوضهم: ظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وھذا کتب انزلنه مبرک مصدق الذی بین یدیه ولتنذر ام القری ومن حولها﴾.

و: مستانفہ، ھذا: مبتدا، کتب: موصوف، انزلنه: فعل بافاعل ومفعول، و: عاطفہ زائدہ، لام: جار، تنذر: فعل بافاعل ام القری: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من حولها: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت اول، مبارک: صفت ثانی، مصدق الذی بین یدیه: صفت ثالث، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والذین یومنون بالاخرة یومنون به وھم علی صلاتهم یحافظون﴾

و: مستانفہ...... الذین: موصول، یومنون بالاخرة: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا...... یومنون: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ھم: مبتدا...... علی صلاتهم یحافظون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر حال، ملکر فاعل، به: ظرف لغو، ملکر جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ومن اظلم ممن افتری علی الله کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیه شیء ومن قال سانزل مثل ما انزل الله﴾

و: مستانفہ...... من: استفہامیہ مبتدا...... اظلم: اسم تفضیل بافاعل...... من: جار...... من: موصول...... افتری علی الله کذبا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... او: عاطفہ...... قال: قول...... اوحی: فعل مجہول بانائب الفاعل...... الی: جار ی: ضمیر متکلم ذوالحال...... ولم یوح الیه شیء: جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر صلہ اپنے موصول سے ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ...... من: موصولہ...... قال: قول...... سانزل مثل ما انزل الله: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر صلہ

موصول سے ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولو تری اذالظلمون فی غمرت الموت والملئکة باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم﴾.

و: مستانفہ......لو: شرطیہ...... تری: فعل بافاعل...... اذ: مضاف......الظلمون: ذوالحال...... و: حالیہ......
الملئکة: مبتدا...... باسطوا: اسم فاعل مضاف واو ضمیر ذوالحال...... اخرجوا انفسکم: جملہ فعلیہ قول محذوف "یقولون لھم تعنیفاوتقریعا" کیلئے مقولہ، ملکر حال، ملکر فاعل...... ایدیھم: مضاف الیہ مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مبتدا...... فی غمرت الموت : ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاءِ محذوف "لرأیت امرا عظیما" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق﴾.

الیوم: ظرف زمان مقدم...... تجزون: فعل مجہول با نائب الفاعل...... عذاب الھون: مفعول ثانی...... ب: جار...... ما: مصدریہ...... کنتم: فعل ناقص بااسم......تقولون علی اللہ : فعل بافاعل وظرف لغو......غیر الحق : مصدر محذوف "القول" کیلئے صفت ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ما مصدریہ سے ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وکنتم عن ایتہ تستکبرون﴾.

و: عاطفہ...... کنتم: فعل ناقص واسم......عن ایتہ تستکبرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "کنتم تقولون" پر معطوف ہے۔

﴿ولقد جئتمونا فرادی کما خلقنکم اول مرة﴾.

و: مستانفہ...... لام: تاکیدیہ...... جئتمو: فعل "تم" ضمیر ذوالحال......فرادی: حال، ملکر فاعل نا ضمیر مفعول...... کاف: جار...... ما: موصولہ...... خلقنکم اول مرة: فعل بافاعل ومفعول وظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "مجیئا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وترکتم ما خولنکم وراء ظھورکم وما نری معکم شفعاء کم الذین زعمتم انھم فیکم شرکوا﴾.

و: مستانفہ......ترکتم: فعل بافاعل...... ماخولنکم: موصول صلہ ملکر مفعول...... وراء ظھورکم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... نری: فعل بافاعل......معکم: ظرف...... شفعاء کم: موصوف...... الذین: موصول......
زعمتم: فعل بافاعل...... انھم: حرف مشبہ واسم...... فیکم: ظرف مستقر حال مقدم......شرکاء: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، موصوف سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لقد تقطع بینکم وضل عنکم ما کنتم تزعمون﴾

لام: تاکید، قد: تحقیقیہ...... تقطع: فعل "الاتصال" فاعل محذوف، بینکم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، ضل: فعل، عنکم: ظرف لغو، ما کنتم تزعمون: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**وما قدروا الله حق قدرہ**......☆ یہود کی ایک جماعت اپنے حبر الاحبار مالک ابن صیف کو لے کر سید عالم ﷺ سے مجادلہ کرنے آئی سید عالم ﷺ نے اس سے فرمایا: میں تجھے اس پروردگار کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسی علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی کیا توریت میں تو نے یہ دیکھا ہے "ان اللہ یبغض الحبر السمین" یعنی اللہ کو موٹا عالم مبغوض ہے کہنے لگا ہاں یہ توریت میں ہے حضور نے فرمایا تو موٹا عالم تو ہی ہے اس پر وہ غضبناک ہوکر کہنے لگا کہ اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس میں فرمایا گیا کس نے اتاری وہ کتاب جو موسی لائے تھے تو وہ لاجواب ہوا اور یہود اس سے برہم ہوئے اور اس کو جھڑکنے لگے اور اسکو حبر کے عہدہ سے معزول کردیا۔

☆......**ومن اظلم ممن افتری**......☆ یہ آیت مسیلمہ کذاب کے بارے میں نازل ہوئی جس نے یمامہ علاقہ یمن میں نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تھا قبیلہ بنی حنیفہ کے چند لوگ اس کے فریب میں آگئے تھے یہ کذاب زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق میں وحشی قاتل امیر حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

☆......**ومن قال سانزل مثل**......☆ یہ عبداللہ بن ابی سرح کاتب وحی کے حق میں نازل ہوئی جب آیت "ولقد خلقنا الانسان" نازل ہوئی اس نے اس کو لکھا اور آخر تک پہنچتے پہنچتے پیدائش انسان کی تفصیل پر مطلع ہوکر متعجب ہوا اور اس حالت میں آیت کا آخر "تبارک اللہ احسن الخالقین" بے اختیار اسکی زبان پر جاری ہوگیا اس پر اسکو یہ گھمنڈ ہوا کہ مجھ پر وحی آنے لگی اور مرتد ہوگیا، یہ نہ سمجھا کہ نور وحی اور قوت وحسن کلام سے آیت کا آخر کلمہ زبان پر آگیا اس میں اس کی قابلیت کا کوئی دخل نہ تھا زور کلام خود اپنے آخر کو بتادیا کرتا ہے۔ جیسے کبھی کوئی شاعر نفیس مضمون پڑھے وہ مضمون خود قافیہ بتادیتا ہے اور سننے والے شاعر پہلے سے قافیہ پڑھ دیتے ہیں ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ہرگز ویسا شعر کہنے پر قادر نہیں تو قافیہ بتانا ان کی قابلیت نہیں کلام کی قوت ہے اور یہاں تو نور وحی اور نور نبی سے سینہ میں روشنی آتی تھی مجلس شریف سے جدا ہونے اور مرتد ہوجانے کے بعد پھر وہ ایک جملہ بھی ایسا بنانے پر قادر نہ ہوا جو نظم قرآنی سے مل سکتا آخر کار زمانہ اقدس ہی میں قبل فتح مکہ پھر اسلام سے مشرف ہوا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ کی قدر کا معنی:

۱؎ حکیم الامت مفتی احمد یار خان اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: وما قدروا اللہ حق قدرہ یہ نیا جملہ ہے جس میں واؤ ابتدائیہ ہے قدروا بنا قدر سے، قدر کے بہت معنی ہیں تنگی، اندازہ، مقدار، قدردانی، تعظیم و توقیر کسی کی ذات، صفات جاننا پہچاننا، یہاں آخری معنی مراد ہے اور ہوسکتا ہے کہ تعظیم و توقیر یا قدردانی مراد ہو قدروا کا فاعل وہی یہود ہیں جن کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حق قدرہ مفعول مطلق ہے قدروا کا اس کی نحوی ترکیب نحوی کتابوں سے معلوم ہے کہ اصل میں قدرا حقا تھا۔ حق قدر کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ فالواقع جیسی اللہ عزوجل کی شان ہے ویسی جاننا اس معنی سے کسی مخلوق نے اسے نہ جانا خود سید عالم ﷺ فرماتے: " ماعرفناک حق معرفتک " ہماری معرفت محدود ہے اس کی ذات وصفات غیر محدود، دیکھو ہم سمندر کو دیکھ لیتے ہیں مگر اس کی تہہ کو نہیں معلوم کرسکتے، سورج کو دیکھتے ہیں مگر اس کا احاطہ نہیں کرسکتے، ہوا کو محسوس کرتے ہیں مگر اس کی حقیقت کا اندازہ نہیں کرسکتے، جب جنت میں رب عزوجل کا دیدار ہوگا تب بھی اسے دیکھا جائے گا اس کا احاطہ نہیں ہوسکے گا، اس لیے رب عزوجل فرماتا ہے: ﴿لا تدرکہ الابصار﴾ آنکھیں رب عزوجل کو پانہیں سکتیں، دیکھنا اور ہے اور اسے پالینا کچھ اور، دوسرے یہ کہ حق قدر سے مراد ہے جیسی اس کی معرفت ایمان کے لیے ضروری ہے اور جس طرح اسے جاننا ضروری ہے اس طرح نہ جانا یہی معنی مراد ہیں۔ اسی لیے ان پر اظہار عتاب فرمایا جارہا ہے۔ اللہ عزوجل کی معرفت ایمان کے لیے ضروری ہے، ایسی معرفت جو نبی کے ذریعے سے ہوکر اللہ عزوجل تک پہنچادے جس نے حضرات انبیاء کو بھیجا، جس نے ان پر کتابیں اتاریں۔ خدا عزوجل ہی کی ذات کیا ہر چیز کی معرفت نبی کے ذریعہ سے ہوتی ہے، ہم خود کو اپنی ذات و صفات اپنے اعمال و افعال نبی کے ذریعے معلوم ہوئے کہ ہمارے کون سے حال افعال احوال رضائے الٰہی عزوجل کا ذریعہ ہیں اور کون سے غضب الٰہی عزوجل کا باعث؟ کونسی چیز حلال ہے کون سی حرام؟ غرض کہ خالق و مخلوق عابد و معبود کی معرفت نبی کے ذریعے ہوتی ہے، خود اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق﴾۔ (تفسیر نعیمی، ج۷، ص ۵۶۱ وغیرہ)۔

«ام القری» کا معنی:

۲؎ ......علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ ام القری سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اسے ام القری اس لئے کہتے ہیں کہ یہ زمین کا درمیانی اور عمدہ حصہ ہے اور یہی قبلہ ہے اور یہ بڑی شان والا خطہ ہے اور یہ وجہ بھی ہے کہ لوگ اس میں داخل ہوکر امن میں آجاتے ہیں۔

(المدارک، ج ۱، ص ۵۲۱)

لفظ ام کی تحقیق اور مکہ مکرمہ کو ام القری کہنے کی بعض دیگر وجوہ بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان بیان فرماتے ہیں: ام کے معنی ہیں اصل، ماں کو ام اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ بچہ کی اصل ہوتی ہے۔ سورہ فاتحہ کو ام الکتاب کہا جاتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی اصل ہے۔ قری جمع ہے قریۃ کی جس کی اصل قری ہے بمعنی اجتماع، اس لیے عام مہمانوں کے کھانوں کو قری کہا جاتا ہے کہ اس پر لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اصطلاح میں ہر چھوٹی بڑی بستی کو کہا جاتا ہے کہ بستی میں لوگ جمع ہوتے ہیں ام القری مکہ معظمہ کا نام

ہے کیونکہ یہاں سے زمین پھیلی، سب سے پہلے یہی بستی آباد ہوئی، تا قیامت لوگ ہر سال حج وعمرہ کے لیے وہاں جمع ہوتے ہیں اور اس کی طرف ایسے رجوع کرتے ہیں جیسے بچے ماں کی طرف۔ ان وجوہ سے اسے ام القری کہا جاتا ہے، نیز ہر جگہ سے مسلمان اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، اس کی تعظیم ماں کی سی کرتے ہیں۔ چونکہ مکہ والوں کے ایمان لے آنے سے دوسروں کے ایمان کی قوی امید تھی نیز یہاں ہی حضور ﷺ کی ولادت ہے۔ یہاں ہی حضور ﷺ کے عزیز واقارب رہتے تھے اس لیے خصوصیت سے ام القریٰ یعنی مکہ معظمہ کا ذکر فرمایا۔ (تفسیر نعیمی، ج۷، ص ۵۷۴)

نماز کا خصوصیت کے ساتھ ذکر:

۳۔۔۔۔۔نماز کو دیگر تمام عبادات پر خصوصی طور پر ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس بات کی تنبیہ ہو جائے کہ یہ اللہ ﷻ پر ایمان لانے کے بعد تمام عبادات میں اشرف ہے، لہذا بندہ جب اس کی محافظت کرتا ہے تو وہ باقی تمام عبادتوں اور طاعتوں کی بھی نگہداشت کرتا ہے۔ (الخازن، ج۲، ص ۱۳۵)

نماز کی اصل روح یہ ہے کہ انسان اول سے آخر تک خشوع، خضوع اور حضوریٔ قلب کے ساتھ نماز ادا کرے کیونکہ نماز سے یہی مقصود ہے کہ انسان دل کو حق تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ راست و درست رکھے۔ اور یاد الٰہی ﷻ کو کمال تعظیم و ہیبت سے تازہ رکھے کیونکہ قرآن میں بھی اللہ ﷻ نے یہی فرمایا ہے کہ ﴿ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴾ (طٰہٰ: ۱۴) یعنی نماز کو میری یاد کے لئے پڑھا کرو، اور رسول مقبول بی بی آمنہ کے گلشن کے مہکتے پھول ﷺ نے فرمایا: ''بہت سے نمازی ایسے ہیں کہ انہیں سوائے تھکاوٹ کے نماز سے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا''۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ فقط بدن سے ظاہری طور پر نماز ادا کرتے ہیں اور دل غافل رہتا ہے۔ حضور پاک صاحب لولاک سلطان ارض و افلاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بہت سے نمازی ایسے ہیں کہ جنکی نماز کا فقط چھٹا حصہ یا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے یعنی فقط اس قدر حصہ لکھا جاتا ہے جس میں حضوریٔ قلب حاصل ہو۔ (کیمیائے سعادت مترجم، باب نماز کی روح، ص ۱۳۵)

مسیلمۂ کذاب کی منہ زوری:

۴۔۔۔۔۔مسیلمہ کذاب نے قرآن پاک کے مقابل کلام بنانے کا دعویٰ کیا تھا قرآن پاک جو کہ فصاحت وبلاغت کا ایک عظیم سمندر ہے جس کی روانی و گہرائی کو دیکھ کر بحر فصاحت کے غوطہ خور ساحل ہی پر کھڑے رہ گئے، قادر الکلام شعراء کی زبانیں گنگ ہو کر رہ گئیں اس کلام ربانی کا مقابلہ کرنے کے غرض سے مسیلمہ کذاب نے طبع آزمائی کی لیکن ولن تفعلوا کی غیبی خبر کے آگے اس بد باطن کی کیا چلتی، اس کلام معجز کا مقابل تو در کنار اس نے ایسے بے سروپا جملے کہے جس میں فصاحت وبلاغت کی بو بھی نہیں تھی، اس کذاب کے وضع کردہ کلام کا کچھ حصہ ہم قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں: کہتا ہے: یا ضفدع کم ینقین اعلاک فی الماء و اسفلک فی الطین لا الماء تکدرین و لا الشرب تمنعین اے مینڈک! تو کب تک ٹراتا رہے گا، تیرا اوپر والا حصہ پانی میں ہے اور نچلا حصہ کیچڑ میں نہ تو پانی کو گدلا

کرسکتا ہے اور نہ پانی پینے سے تو منع کرسکتا ہے'' مسیلمہ نے قرآن کی سورۃ النازعات سنی تو اس سورت کا مقابلہ کرنے کے لیے ایسی ہرزہ رسائی کی کہ عقل و دانش اس پر خون کے آنسو بہائے تب بھی کم ہے، اولا آپ سورۃ النازعات کی ابتدائی چند آیات اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں ﴿والنزعات غرقا، والنشطت نشطا، والسبحت سبحا، فالسبقت سبقا، فالمدبرات امرا، یوم ترجف الراجفة، تتبعها الرادفة، قلوب یومئذ واجفة، ابصارها خاشعة (النازعت:۱تا۹)﴾ قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور نرمی سے بند کھولیں اور آسانی سے پیریں (تیریں) پھر آگے بڑھ کر جلد پہونچیں پھر کام کی تدبیر کریں کہ کافروں پر ضرور عذاب ہوگا جس دن تھرتھرائیگی تھرتھرانیوالی اس کے پیچھے آئیگی پیچھے آنے والی کتنے دل اس دن دھڑکتے ہونگے آنکھ اوپر نا اٹھا سکیں گے۔

اب اس کذاب کا کلام سنیں: والزارعات زرعا، والحاصدات حصدا، والزاریات قمعا، والطاحنات طحنا، والحافرات حفرا، و الناردات نردا، واللاقمات لقما، لقد فضلتم علی اهل الوبر وما سبقكم اهل المدر

(زینی دحلان السیرة النبویة، ج۳، ص۹۸۹۹)

موت کس کے لیے پسند کی چیز ہے؟

۵......کافر پر عذاب کے سات فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو کہ اسے اس کی روح نکالتے وقت عذاب دیتے ہیں چونکہ کافر اللہ ﷻ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اسلئے اس کی روح نکلنے سے انکار کرتی ہے اور فرشتے اس کی روح کو زبردستی نکالتے ہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ مؤمن بھی تو موت کو ناپسند کرتا ہے؟ تو میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ مومن زندگی کو پسند کرتا ہے اور موت کو ناپسند کرتا ہے لیکن یہ اس وقت تک ہوتا ہے جب تک اس نے اللہ ﷻ کی دائمی نعمتوں کو دیکھا نہیں ہوتا، اور جب وہ اللہ ﷻ کی دائمی نعمتوں کو مشاہدہ کرلیتا ہے تو دنیا کو ذلیل جانتا ہے پھر وہ موت اور اللہ ﷻ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ جبکہ کافر کا معاملہ اس کے برعکس ہے کہ وہ موت کے وقت اللہ ﷻ کے دائمی عذاب کا مشاہدہ کرتا ہے لہذا وہ موت کو شدید ناپسند کرتا ہے۔ اور اس حدیث پاک کو اسی بات کے پیشِ نظر ذکر کئے جانے کا احتمال ہے: ''جو اللہ ﷻ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالی بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ ﷻ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے''۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۰۲ ملخصاً)

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس عنوان پر متعدد احادیث اپنی کتاب البدور السافرۃ میں ذکر کی ہیں ان میں بعض احادیث کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں:

☆......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''بروزِ قیامت تمہارا حشر اس حال میں ہوگا کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون ہونگے''، یہ سن کر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مرد وعورت ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! معاملہ اس روز اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا''۔

☆......حضرت سودہ بنت زمعۃ بیان کرتی ہیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو اس حال میں اُٹھایا جائے گا کہ وہ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون ہوں گے، انہیں ان کے پسینے نے لگام ڈال رکھی ہوگی، اور وہ پسینہ کانوں کی لو تک پہنچ جائے گا''۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا: ''ہمارے پردے کے مقامات کا کیا ہوگا؟ ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: ''لوگ اس سے مشغول ہوں گے اس دن ہر آدمی کو ایک کام ہوگا، جو اسے دوسروں سے بے نیاز کردے گا''۔

☆......حضرت اُمّ سلمۃ بیان کرتی ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: ''بروز قیامت لوگوں کا حشر اس حال میں ہوگا کہ وہ ننگے پاؤں اور ننگے بدن ہوں گے''۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے پردے کے مقامات کا کیا ہوگا؟'' کیا ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے؟ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''لوگ اس کام سے مشغول ہوں گے، میں نے عرض کیا: ''انہیں کیا چیز مشغول کردے گی؟ فرمایا: ''اعمال ناموں کا کھلنا اس میں ذرہ برابر نیکی و بدی لکھی ہوگی، اس میں رائی کے دانہ برابر بھی نیکی بدی لکھی ہوگی''۔ (البدور السافرہ فی احوال الآخرة، باب تحشرون حفاة عراة غزلا، رقم: ۱۴۶، ص ۱۱۶ وغیرہ)۔

☆......☆بالیاء والتاء: ''تجعلونه'' فعل کو علامتِ مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے دوسری قرأت کے مطابق خطاب یہود سے ہوگا اور پہلی قرأت کے مطابق خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہوگا۔

فی المواضع الثلاثة: یعنی''یجعلون''، ''یبدون''اور یخفون'' ان تینوں افعال کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ مقطعة: اس سے مراد یہ ہے کہ یہودیوں نے توریت کو از خود اجزاء میں تقسیم کرلیا تھا انہوں نے توریت کو اتنی سے زائد حصوں میں منقسم کرلیا تھا اس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ وہ جس چیز کو چاہیں چھپا سکیں۔

کنعت محمد ﷺ: اسی طرح انہوں نے ان آیتِ رجم کو اور اس آیت کو کہ اللہ گ موٹے عالم کو مبغوض رکھتا ہے کو بھی چھپالیا تھا۔

القران: لغوی اعتبار سے قرء بمعنی جمع ہے، جب کہ اصطلاح میں اس سے مراد وہ الفظ ہے جو سید عالم ﷺ پر ان کے اعجاز کے لیے نازل کیا گیا اور اس میں ان لوگوں کا رد بھی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کسی بشر پر کچھ نہیں نازل کیا گیا۔

بالتاء والیاء: ''لتنذر ''فعل کو علامت مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے پہلی صورت میں اس فعل کا فاعل نبی کریم ﷺ کی ذات ہوگی اور دوسری قرأت کے مطابق ضمیر فاعل کا مرجع لفظ ''القرآن'' ہوگا۔

ای اھل مکة و سائر الناس: ''مكة'' کو ذکر کرکے مفسر نے امّ القری کی تفسیر کی ہے اور اس سے قبل لفظ ''اھل'' نکال کر مضاف محذوف کی طرف اشارہ کیا ہے، ''حولها'' کی تفسیر ''سائر الناس'' سے کرکے اشارہ کیا ہے کہ ''حولها'' سے مراد فقط مکہ کے قرب و جوار کے علاقے کے مکین مراد نہیں بلکہ تمام ہی لوگ مراد ہیں۔

المذکورون: اس سے مراد مسلیمہ کذاب اور وہ دیگر لوگ ہیں جو دینِ خدا کے ساتھ استہزاء کرنے والے تھے، احسن یہ ہے کہ اس

فرمان کو عموم پر ہی رکھا جائے۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۰۰ وغیرہ)

یقولون لھم: یہ جملہ نکال کر مفسر نے اللہ کے فرمان ﴿اخرجوا انفسکم﴾ کے محل نصب ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے

یقال لھم: یہ کلام کفار سے کون کرے گا؟ اس قائل کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے، یہ اختلاف ایک دوسرے اختلاف کی بناء پر ہے کہ اللہ عزوجل کافروں سے کلام فرمائے گا یا نہیں؟ جن حضرات کا نظریہ ہے اللہ عزوجل کلام فرمائے گا ان کے نزدیک یہاں بھی قائل اللہ عزوجل ہے اور جن کے نزدیک اللہ عزوجل کفار سے کلام نہیں فرمائے گا وہ کہتے ہیں کہ قائل فرشتہ ہوگا جو اللہ عزوجل کے حکم سے ان سے کلام کرے گا۔

الھوان: الھون اس عذاب کو کہتے ہیں جس کے بعد معافی ہو چونکہ کفر پر مرنے والوں کے لیے معافی نہیں ہوگی اس لیے مفسر نے الھون کی تفسیر ''الھوان'' سے کی ہے کہ الھون ذلت اور رسوائی کو کہتے ہیں۔ (الجمل، ج۲، ص ۲۹۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿اِنَّ اللّٰہَ فٰلِقُ﴾ شَاقُّ ﴿الْحَبِّ﴾ عَنِ النَّبَاتِ ﴿وَالنَّوٰی﴾ عَنِ النَّخْلِ ﴿یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ﴾ کَالْاِنْسَانِ وَالطَّائِرِ مِنَ النُّطْفَةِ وَالْبَیْضَةِ ﴿وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ﴾ النُّطْفَةِ وَالْبَیْضَةِ ﴿مِنَ الْحَیِّ ذٰلِکُمُ﴾ الْفَالِقُ الْمُخْرِجُ ﴿اللّٰہُ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ (۹۵)﴾ فَکَیْفَ تُصْرَفُوْنَ عَنِ الْاِیْمَانِ مَعَ قِیَامِ الْبُرْھَانِ ﴿فَالِقُ الْاِصْبَاحِ﴾ مَصْدَرٌ بِمَعْنَی الصُّبْحِ اَیْ شَاقُّ عَمُوْدِ الصُّبْحِ وَھُوَ اَوَّلُ مَا یَبْدُوْ مِنْ نُوْرِ النَّھَارِ عَنْ ظُلْمَةِ الَّیْلِ ﴿وَجَعَلَ الَّیْلَ سَکَنًا﴾ یَسْکُنُ فِیْهِ الْخَلْقُ مِنَ التَّعَبِ ﴿وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ﴾ بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰی مَحَلِّ الَّیْلِ ﴿حُسْبَانًا﴾ حِسَابًا لِلْاَوْقَاتِ وَالْبَاءُ مَحْذُوْفَةٌ وَھُوَ حَالٌ مِنْ مُقَدَّرٍ اَیْ یَجْرِیَانِ کَمَا فِیْ اٰیَةِ الرَّحْمٰنِ ﴿ذٰلِکَ﴾ الْمَذْکُوْرُ ﴿تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ﴾ فِیْ مُلْکِهٖ ﴿الْعَلِیْمِ (۹۶)﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ النُّجُوْمَ لِتَھْتَدُوْا بِھَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ فِی الْاَسْفَارِ ﴿قَدْ فَصَّلْنَا﴾ بَیَّنَّا ﴿الْاٰیٰتِ﴾ الدَّلَالَاتِ عَلٰی قُدْرَتِنَا ﴿لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ (۹۷)﴾ یَتَدَبَّرُوْنَ ﴿وَھُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَکُمْ﴾ خَلَقَکُمْ ﴿مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ ھِیَ اٰدَمُ ﴿فَمُسْتَقَرٌّ﴾ مِنْکُمْ فِی الرَّحِمِ ﴿وَّمُسْتَوْدَعٌ﴾ مِنْکُمْ فِی الصُّلْبِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ الْقَافِ اَیْ مَکَانُ قَرَارٍ لَکُمْ ﴿قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَھُوْنَ (۹۸)﴾ مَا یُقَالُ لَھُمْ ﴿وَھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا﴾ فِیْهِ الْتِفَاتٌ عَنِ الْغَیْبَةِ ﴿بِهٖ﴾ بِالْمَاءِ ﴿نَبَاتَ کُلِّ شَیْءٍ﴾ یَنْبُتُ ﴿فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ﴾ اَیِ النَّبَاتِ شَیْئًا ﴿خَضِرًا﴾ بِمَعْنٰی اَخْضَرَ ﴿نُّخْرِجُ مِنْهُ﴾ مِنَ الْخَضِرِ ﴿حَبًّا مُّتَرَاکِبًا﴾ یَرْکَبُ بَعْضُهٗ بَعْضًا کَسَنَابِلِ الْحِنْطَةِ وَنَحْوِھَا ﴿وَمِنَ النَّخْلِ﴾ خَبَرٌ وَیُبْدَلُ مِنْهُ ﴿مِنْ طَلْعِھَا﴾ اَوَّلُ مَا یَخْرُجُ مِنْھَا مُبْتَدَاٌ ﴿قِنْوَانٌ﴾ عَرَاجِیْنُ ﴿

دَانِیَۃٌ﴾قَرِیْبٌ بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ ﴿وَّ﴾اَخْرَجْنَا بِہٖ﴿جَنّٰتٍ﴾بَسَاتِیْنِ ﴿مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِھًا﴾وَرَقُھُمَا حَالٌ ﴿وَّغَیْرَ مُتَشَابِہٍ﴾ ثَمَرُھُمَا ﴿اُنْظُرُوْٓا﴾یَامُخَاطَبِیْنَ نَظَرَ اِعْتِبَارٍ ﴿اِلٰی ثَمَرِہٖ﴾بِفَتْحِ الثَّاءِ وَالْمِیْمِ وَبِضَمِّھِمَا وَھُوَ جَمْعُ ثَمَرَۃٍ کَشَجَرَۃٍ وَشَجَرٍ وَخَشَبَۃٍ وَخُشُبٍ ﴿اِذَآ اَثْمَرَ﴾اَوَّلَ مَایَبْدُوْ وَکَیْفَ ھُوَ﴿وَ﴾اِلٰی ﴿یَنْعِہٖ﴾ نُضْجِہٖ اِذَا اَدْرَکَ کَیْفَ یَعُوْدُ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکُمْ لَاٰیٰتٍ﴾ دَلَالَاتٌ عَلٰی قُدْرَتِہٖ تَعَالٰی عَلَی الْبَعْثِ وَغَیْرِہٖ ﴿لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (۹۹)﴾خُصُّوْا بِالذِّکْرِ لِاَنَّھُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِھَافِی الْاِیْمَانِ بِخِلَافِ الْکَافِرِیْنَ ﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ﴾مَفْعُوْلٌ ثَانٍ ﴿شُرَکَآءَ﴾مَفْعُوْلٌ اَوَّلٌ وَیُبْدَلُ مِنْہُ ﴿الْجِنَّ﴾حَیْثُ اَطَاعُوْھُمْ فِیْ عِبَادَۃِ الْاَوْثَانِ ﴿وَ﴾قَدْ ﴿خَلَقَھُمْ﴾ فَکَیْفَ یَکُوْنُوْنَ شُرَکَاءَہٗ ﴿وَخَرَقُوْا﴾بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ اَیْ اِخْتَلَقُوْا ﴿لَہٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍ بِغَیْرِ عِلْمٍ﴾ حَیْثُ قَالُوْا عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃُ بَنَاتُ اللّٰہِ ﴿سُبْحٰنَہٗ﴾تَنْزِیْھًا لَہٗ ﴿وَتَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ (۱۰۰)﴾بِاَنَّ لَہٗ وَلَدًا ھُوَ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ چیرنے والا ہے (فالق بمعنی شاق ہے) اگنے والی چیز کو اور (حب بمعنی نبات ہے) گٹھلی کو......۱......(کھجور سے) زندہ کو مردہ سے نکالے (جیسا کہ انسان اور پرندے کو نطفہ اور انڈے سے نکالتا ہے) اور مردہ کو (جیسا کہ نطفہ اور انڈے کو) زندہ سے نکالنے والا......۲......یہ ہے (چیرنے والا، نکالنے والا) ہے اللہ تم کہاں اوندھے جاتے ہو (دلیل قائم ہونے کے بعد ایمان سے کیسے پھرتے ہو؟) تاریکی چاک کر کے صبح نکالنے والا (الاصباح مصدر ہے بمعنی الصبح یعنی صبح کاذب کو چاک کرنے والا ہے عمود الصبح اس ابتدائی روشنی کو کہتے ہیں جو رات کے اندھیرے سے ظاہر ہوتی ہے) اور اس نے رات کو چین بنایا (کہ رات میں مخلوق معاش کی تھکن کے بعد اس میں آرام کرتی ہے......۳......) اور سورج اور چاند کو (الشمس اور القمر دونوں منصوب ہیں ان کا عطف لفظ اللیل کے محل پر ہے) حساب بنایا (یعنی اوقات کار کیلئے حساب بنایا، اور حسبانا میں با محذوف ہے اور فعل یجریان سے حال ہے جیسا کہ سورۂ رحمٰن کی آیت میں ہے) یہ (مذکورہ) سادھایا ہوا ہے اس کا جو غلبہ رکھنے والا ہے (اپنی ملک میں) علم رکھنے والا (اپنی مخلوق کا) اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تارے بنائے کہ ان سے راہ پاؤ خشکی اور تری کے اندھیروں میں (یعنی سفروں میں) ہم نے بیان کردیں ("فصلنا" بمعنی بینا ہے) نشانیاں (جو ہماری قدرت پر دلالت کرتی ہیں) علم والوں کیلئے (تدبر کرنے والوں کے لیے) اور وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا (انشاکم بمعنی خلقکم ہے) ایک جان سے (یعنی آدم علیہ السلام سے) پھر کہیں (تمہیں رحم میں) ٹھہرنا ہے اور کہیں امانت رہنا (صلب میں اور ایک قرأت میں مستودع قاف کی فتح کے ساتھ ہے اس صورت میں ظرف مکان ہوگا)

بیشک ہم نے مفصل آیتیں بیان کردیں ان کیلئے جو سمجھتے ہیں (جو کچھ ان سے کہا جاتا ہے) اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا پھر نکالی ہم نے (فاخرجنا میں غیبوبت سے تکلم کی طرف التفات ہے) اس کے سبب (یعنی پانی کے سبب) ہر قسم کی نباتات (جو اگتی ہے) پھر نکالا ہم نے اس سے (یعنی نباتات سے کچھ) سبزہ (خضر بمعنی اخضر ہے) جو کہ ہم اس (سبزے) سے نکالتے ہیں دانے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے (مرّاکبا بمعنی یرکب بعضه بعضا کے ہے جیسا کہ گیہوں وغیرہ کی بالیاں) اور کھجور کو (ومن النخل خبر مقدم ہے اور من طلعها اس کا بدل ہے) کھجور کے گابھے کو (کھجور کے درخت میں جو شے سب سے پہلے نکلتی ہے اس کو طلع کہتے ہیں اور قنوان مبتدا ہے) پاس پاس گچھے (قنوان دانیة کا معنی ہے کہ وہ گچھے ایک دوسرے سے قریب ہوں گے) اور (ہم نے اس سے نکالے) باغ (جنت بمعنی بساتین ہے) انگور اور زیتون اور انار کے......ہے......کسی بات میں ملتے (یعنی انکے پتے باہم ملتے، متشبها حال ہے) اور کسی بات میں نہ ملتے (ان دونوں کے پھل آپس میں نہیں ملتے) دیکھو (اے مخاطبین اس کی صنعت میں عبرت کی نگاہ سے) اس کے پھلوں کی طرف (ثمرة ثا اور میم کی فتح اور دونوں کی ضمہ کے ساتھ ہے ثمر جمع ہے ثمرة کی جیسا کہ شجر جمع ہے شجرة کی اور خشب جمع ہے خشبة کی) جب پھلے (غور کرو کہ ابتداء جو شے ظاہر ہوتی ہے وہ کیسی ہوتی ہے) اور اسکا پکنا (یعنی پکنے کے بعد اس کو دیکھو کہ وہ کیسا قوی ہوگیا) بیشک اس میں نشانیاں ہیں (جو دوبارہ اٹھائے جانے وغیرہ کے سلسلے میں اللہ ﷻ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں) ایمان والوں کیلئے (خاص طور پر ایمان والوں کا ذکر اسلئے کیا کہ اہل ایمان ہی ان نشانیوں سے نفع اٹھائے ہیں برخلاف کافروں کے) اور بنایا اللہ کیلئے (جعلوا الله، لله جعلوا کا مفعول ثانی ہے) شریک (شركاء جعلوا کا مفعول اول ہے اور الجن، شركاء کا بدل ہے) جنوں کو (اس طرح کہ انہوں نے بتوں کی عبادت میں شیاطین کی اطاعت کی) اور (حالانکہ) اسی نے ان کو بنایا (پھر کیسے وہ خدا کے شریک ہوسکتے ہیں) اور گھڑلیں (خرقوا تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے خرقوا بمعنی اختلقوا ہے) اسکے لیے بیٹے اور بیٹیاں جہالت سے (اس حیثیت سے کہ انہوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ ﷻ کا بیٹا کہا اور فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں) پاکی (ہے اسکے لیے) اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے (کہ اس کی اولاد ہو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الله فالق الحب والنوى يخرج الحي من الميت ومخرج الميت من الحي﴾.

ان الله: حرف مشبہ واسم، فالق: اسم فاعل ھو ضمیر فاعل فالق مضاف، الحب والنوى: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مضاف الیہ ملکر مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، مخرج: اسم فاعل ھو ضمیر فاعل مخرج مضاف، الميت: مضاف الیہ مفعول، من الحي: ظرف لغو ملکر معطوف، ملکر خبر اول، يخرج الحي من الميت: جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ذلكم الله فانى تؤفكون فالق الاصباح وجعل اليل سكنا والشمس والقمر حسبانا﴾.

ذلکم: مبتدا...... الله: موصوف...... فالق: اسم فاعل بافاعل مضاف...... الصباح: مضاف الیہ مفعول،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... جعل: فعل بافاعل...... الیل: معطوف علیہ...... والشمس والقمر: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر معطوف، ملکر مفعول اول......سکنا: معطوف علیہ......حسبانا: معطوف،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... ف: مستانفہ...... انی: بمعنی کیف حال مقدم......تو فکون: فعل واو ضمیر ذوالحال،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ذلک تقدیر العزیز العلیم﴾.

ذلک: مبتدا......تقدیر: مضاف، العزیز: موصوف، العلیم: صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وهو الذی جعل لکم النجوم لتهتدوا بها فی ظلمت البر والبحر﴾.

و: عاطفہ...... هو: مبتدا...... الذی: موصول...... جعل: فعل بافاعل......لکم: ظرف لغو اول...... النجوم: مفعول ، لام: جار...... تهتدوا: فعل واو ضمیر ذوالحال...... فی ظلمت البر والبحر: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل...... بها: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد فصلنا الایت لقوم یعلمون﴾.

قد: تحقیقیہ، فصلنا: فعل بافاعل الایت: مفعول لام: جار قوم: موصوف، یعلمون: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مجرور ملکر ظرف لغو یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وهو الذی انشاکم من نفس واحدة فمستقر و مستودع﴾.

و: عاطفہ......هو: مبتدا...... الذی: موصول...... انشاکم: فعل بافاعل ومفعول...... من نفس واحدة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مبتدا ثانی ف: جزائیہ......مستقر: معطوف علیہ...... ومستودع: معطوف،ملکر خبر محذوف "لکم" کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر اپنے مبتدا ثانی سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد فصلنا الایت لقوم یفقهون﴾.

قد: تحقیقیہ...... فصلنا: فعل بافاعل...... الایت: مفعول......لام: جار...... قوم: موصوف...... یفقهون: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مجرور ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وهوالذی انزل من السماء ماء فاخرجنا به نبات کل شیء﴾.

و: عاطفہ...... هو: مبتدا، الذی: موصول...... انزل من السماء ماء: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ......اخرجنا: فعل بافاعل......به: ظرف لغو...... نبات کل شیء: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "انزل" پر معطوف ہے۔

﴿فاخرجنا منه خضرا نخرج منه حبا متراكبا﴾.

ف: عاطفہ...... اخرجنامنه: فعل بافاعل وظرف لغو...... خضرا: موصوف...... نخرج منه: فعل بافاعل وظرف لغو ،حبا متراكبا: مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن النخل من طلعها قنوان دانية﴾.

و: اعتراضیہ...... من النخل: جارمجرور،ملکر مبدل منہ......من طلعها: جارمجرورملکر بدل،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم...... قنوان دانية: مرکب توصیفی مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿وجنت من اعناب والزيتون والرمان مشتبها وغير متشابه﴾.

و: عاطفہ،جنت: موصوف،من: جار،اعناب: معطوف علیہ،والزيتون والرمان: دونوں معطوف ملکر ذوالحال،مشتبها: معطوف علیہ،وغير متشابه: معطوف،ملکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر ماقبل "نبات كل شيء" پر معطوف ہے۔

﴿انظروا الى ثمره اذا اثمر وينعه﴾.

انظروا: فعل بافاعل...... الى: جار...... ثمره: معطوف علیہ...... وينعه: معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا مقدم...... اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم...... اثمر: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط مؤخر،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان في ذلك لايت لقوم يومنون﴾.

ان: حرف مشبہ......في ذلكم: ظرف مستقر خبر مقدم...... لام: تاکیدیہ...... ايت: موصوف لقوم يومنون: جارمجرور، ظرف مستقر صفت،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وجعلوا لله شركاء الجن وخلقهم﴾.

و: عاطفہ......جعلوا: فعل بافاعل...... لله: ظرف مستقر حال مقدم......شركاء: ذوالحال،ملکر مفعول ثانی......، الجن: ذوالحال......و: حالیہ...... خلقهم: جملہ فعلیہ حال،ملکر مفعول اول یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وخرقوا له بنين وبنت بغير علم سبحنه وتعلى عما يصفون﴾.

و: عاطفہ......خرقوا: فعل واو ضمیر ذوالحال......بغير علم: ظرف مستقر حال ملکر فاعل...... له: ظرف لغو......بنين وبنت: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......سبحنه: مفعول مطلق فعل محذوف......"تنزه" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......تعلى عمايصفون: جملہ فعلیہ ماقبل "تنزه" فعل محذوف پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

﴿ فالق الحب و النوی ﴾ کا معنی:

۱...... علامہ بغوی شافعی فرماتے ہیں کہ فلق سے مراد شق ہے حسن، قتادہ اور سدی کہتے ہیں کہ فلق کا معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ دانے کو بالی سے اور گٹھلی کو کھجور سے شق کرتا ہے۔ اور حب جمع ہے حبۃ کی، اور حبۃ ہر قسم کے بیج اور دانے کو کہتے ہیں خواہ وہ بیج دانے گیہوں کے ہوں یا جو کے یا مکئی کے، ہر وہ شے جس میں گٹھلی نہ ہو اسے بھی حب کہتے ہیں، زجاج کا قول ہے کہ اللہ ﷻ خشک دانے اور گٹھلیوں کو چیرتا ہے تو اس سے سبز پتے نکالتا ہے۔ اور مجاہد کا قول ہے کہ ان دونوں کو چیرتا ہے ان دونوں میں سے پتے نکالتا ہے۔ اور نوی جمع ہے نواۃ کی اور اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جسکا دانہ نہ ہو جیسے کھجور، خوبانی، آڑو وغیرہ اور ضحاک کا قول ہے کہ فالق الحب والنوی سے مراد خالق الحب والنوی ہے۔ (البغوی، ص ۲۸۳)

﴿ یخرج الحی من المیت و...... الخ ﴾ کا معنی:

۲...... علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ آیت کا معنی یا تو یہ ہے کہ اللہ ﷻ سبزے کو خشک دانوں سے اور خشک دانوں کو سبزے سے نکالتا ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ انسان سے نطفے کو اور نطفے سے انسان کو نکالتا ہے یا یہ مراد ہے کہ مؤمن کو کافر سے اور کافر کو مؤمن سے نکالتا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ نے ان لوگوں پر حجت قائم فرمائی ہے جو اسکی خلق میں نگاہِ عبرت کے ساتھ مشاہدہ نہیں کرتے، کہ وہ بعث بعد الموت کا انکار کرنے سے باز آجائیں اس آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ نے ان لوگوں کو بتایا کہ اللہ ﷻ کی ذات وہ ہے جو ان چیزوں کو پیدا کرنے پر قادر ہے تو کیا وہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھانے پر قادر نہیں ہوگی۔ (المدارك، ج ۱، ص ۵۲۳ ملخصًا)

رات آرام کے لئے ہے!

۳...... اللہ ﷻ اپنے بندوں پر کرم فرماتا ہے جہاں اس نے دن کو کام کاج اور کسب معاش کے لئے بنایا وہاں اس نے رات کو سکون و اطمینان کے لئے بنایا، اور یہ اس طرح کہ انسان رات کو آرام کر کے دن بھر کی تھکن اتارے اور اگر قرآن پر عمل کرنے کی نیت سے سوئے تو ثواب بھی پائے۔ لیکن اللہ ﷻ کے نیک بندے جن کی زندگی کا مقصد صرف رضائے الٰہی ﷻ ہوتا ہے وہ نہ دن میں یاد الٰہی ﷻ سے اپنے اوقات کو خالی جانے دیتے ہیں اور نہ ہی رات میں، چنانچہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام جو کہ بندوں میں سب سے اعلیٰ درجے کے مالک ہوتے ہیں وہ راتوں میں جاگ جاگ کر اپنے رب کی رضا کو حاصل کرتے رہتے ہیں، اس کی واضح دلیل خود باری ﷻ کا فرمان ﴿یایها المزمل قم الیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا (المزمل: ۱ تا ۳) ﴾۔

کھجور، انگور، زیتون اور انار کی افادیت:

۴...... کھجور کا مزاج گرم ہے اس کی اصلاح انار اور سکنجبین سے ہو جاتی ہے، اور اس میں وٹامنز (حیاتین) اور تمام اہم معدنی نمکیات پائے جاتے ہیں، اس کے استعمال سے خون کے سرخ ذرات میں اضافہ ہوتا ہے، یہ کلسٹرول کو متوازن رکھتی ہے، مدینہ منورہ

کی عجوہ کھجور خاص طور پر دل کے لئے مفید ہے، یہ پیٹ کے کیڑے مارتی ہے اور پیشاب کھول کر لاتی ہے، سوگرام کھجور میں ۲۱۴ حرارے، ۲ گرام پروٹین، ۷۳ گرام نشاستہ، ایک گرام چکنائی، ۵ء۵ گرام کیلشیم، ۹ء۲ گرام سوڈیم، ۰۰ء۷۹ ملی گرام پوٹاشیم، ۲ء۷ ملی گرام فاسفورس، ۵ء۳ ملی گرام فولاد اور ۷ ملی گرام پھوک ہوتا ہے۔

اللہ ﷻ نے کھجور کے بعد انگور کا ذکر فرمایا کیونکہ انگور تمام پھلوں میں افضل ہے کیونکہ یہ پھل بھی اول سے لے کر آخر تک نفع بخش ہے اس سے سرکہ اور نبیذ بھی بنایا جاتا ہے۔ انگور دو قسم کے ہوتے ہیں ایک چھوٹا انگور ہوتا ہے جب یہ خشک ہو جائے تو اسے کشمش کہتے ہیں اور دوسرا بڑا انگور جب یہ خشک ہو جائے تو اسے منقی کہتے ہیں، انگور کا مزاج گرم تر ہے یہ زود ہضم اور کثیر الغذا ہوتا ہے۔ خون صالح بکثرت پیدا کرتا ہے اور بدن کو فربہ کرتا ہے۔ سوگرام انگور میں ۶۹ حرارے، ایک گرام پروٹین، ۱۶ گرام نشاستہ، ایک گرام چکنائی، ۱۷ ملی گرام کیلشیم، ۲۱ ملی گرام فاسفورس، ۶ء۰ ملی گرام فولاد، ۱۰۰ ملی گرام وٹامن اے، ۰۷ء۰ ملی گرام وٹامن بی اور ۴۲ ملی گرام وٹامن سی ہوتا ہے۔

انگور کے بعد زیتون کا ذکر فرمایا، اس کا پھل سبز اور سیاہ دو رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ فلسطین، ایران، عرب اور جنوبی یورپ میں پیدا ہوتا ہے۔ اسکا تیل بہت مفید ہے، سردی کے دردوں میں اس سے بدن پر مالش کی جاتی ہے یہ بدن کو غذائیت بخشتا ہے، اعصاب کو تقویت دیتا ہے، بڑھاپے کے تمام عوارض میں مفید ہے، جدید سائنسی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ روغن زیتون کولسٹرول کو حل کر لیتا ہے

انار دو قسم کا ہوتا ہے سرخ دانوں والا اور سفید دانوں والا، سرخ دانوں والے کا ذائقہ کھٹا میٹھا ہوتا ہے اور سفید دانوں والا شیریں ہوتا ہے۔ اس کا مزاج سرد تر ہے اس میں غذائیت کم ہے خون صالح پیدا کرتا ہے، اس میں جراثیم کش خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں، ۱۰۰ گرام انار میں ۴۳ ملی گرام کیلشیم، ۲۵ گرام فاسفورس، ۳ء۲ ملی گرام فولاد، ۴۲۰ ملی گرام وٹامن اے، ۱۰۸ ملی گرام وٹامن بی اور ۳۸ ملی گرام وٹامن سی ہوتا ہے۔ (تبیان القرآن، ج۳، ص۶۰۷، ۶۰۸)

☆...... ☆شاق: "فالق" کی تفسیر مفسر نے 'شاق' سے اس لیے کی کہ یہ لفظ لغوی اعتبار سے زیادہ مشہور ہے اور عبرت حاصل کرنے کے زیادہ قریب ترین ہے اور بھی کئی فوائد ہیں۔ عن النخل: اس سے مراد ہر وہ پھل ہے جس میں گٹھلی ہوتی ہے۔

فکیف تصرفون عن الایمان: ایمان باللہ کے بعد اور اعتراف کرتے ہوئے، ایمان سے پھر جانے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی اس لیے کہ اللہ ﷻ تمام چیزوں کا خالق ہے پس اللہ ﷻ کے فرمان 'فانی' میں استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔

شیئا: لفظ "شیئا" محذوف نکال کر مفسر نے لفظ 'خضرا' کے موصوف محذوف کو بیان کیا ہے۔

نظر اعتبار: یعنی اللہ ﷻ کی مصنوعات میں تفکر کرو تا کہ تم جان لو کہ تمہارا رب ہر چاہے پر قادر ہے، پس تم صرف اسی ایک کی عبادت کرو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۰۳ وغیرہ)۔

من النطفة و البيضة: جمیع حیوانات ان دو چیزوں سے پیدا ہوتے ہیں تمام پرندے انڈوں سے اور ان کے سوا دیگر حیوانات نطفہ سے

پیدا ہوتے ہیں۔وفی قراءة بفتح القاف ......الخ: لفظ مستقر کو قاف مفتوحہ اور مکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے ہمارے یہاں مروج قرأت میں یہ لفظ فتحہ کے ساتھ ہے اگر اسے فتحہ کے ساتھ پڑھیں تو یہ اسم مکان ہوگا اور اگر کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو اسم فاعل ہوگا اسی قرأت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مفسر نے لفظ "مستقر" کو مبتدا مانا ہے اور لفظ "منکم" نکال کر اس کی خبر مقدر کو بیان کیا ہے۔لانهم المنتفعون بها: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ظاہر دلائل بھی اسی وقت فائدہ دیتے ہیں جب کہ بندہ مومن ہو جس کے لیے کفر کا فیصلہ سبقت کر چکا اسے آیات فائدہ نہیں دیتیں اور نہ وہ اس سے ہدایت پاتے ہیں۔

ویبدل منه: "من طلعها......الخ" یہ بدل بعض ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۴۰٦ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۹

﴿بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾مُبْدِعُهُمَا مِنْ غَیْرِ مِثَالٍ سَبَقَ ﴿اَنّٰی﴾ کَیْفَ ﴿یَکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ﴾زَوْجَةٌ ﴿وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ﴾مِنْ شَانِهٖ اَنْ یُّخْلَقَ ﴿وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (۱۰۱)﴾﴿ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ﴾وَحِّدُوْهُ ﴿وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ (۱۰۲)﴾حَفِیْظٌ ﴿لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ﴾ اَیْ لَا تَرَاهُ وَهٰذَا مَخْصُوْصٌ لِرُؤْیَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی (وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍنَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ) وَحَدِیْثُ الشَّیْخَیْنِ "اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَاتَرَوْنَ الْقَمَرَ لَیْلَةَ الْبَدْرِ ،وَقِیْلَ الْمُرَادُ لَاتُحِیْطُ بِهٖ ﴿وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ﴾اَیْ یَرَاهَا وَلَا تَرَاهُ وَلَایَجُوْزُ فِیْ غَیْرِهٖ اَوْ یُدْرِکُ الْبَصَرَ وَهُوَ لَا یُدْرِکُهٗ اَوْ یُحِیْطُ بِهٖ عِلْمًا ﴿وَهُوَ اللَّطِیْفُ﴾بِاَوْلِیَائِهٖ ﴿الْخَبِیْرُ (۱۰۳)﴾بِهِمْ قُلْ یَا مُحَمَّدُ﴿قَدْ جَآءَکُمْ بَصَآئِرُ﴾حُجَجٌ ﴿مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ﴾هَافَاٰمَنَ ﴿فَلِنَفْسِهٖ﴾اَبْصَرَ لِاَنَّ ثَوَابَ اِبْصَارِهٖ لَهٗ ﴿وَمَنْ عَمِیَ﴾ عَنْهَا فَضَلَّ ﴿فَعَلَیْهَا﴾ وَبَالُ اِضْلَالِهٖ ﴿وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ (۱۰۴)﴾ رَقِیْبٍ لِاَعْمَالِکُمْ اِنَّمَا اَنَا نَذِیْرٌ ﴿وَکَذٰلِکَ﴾ کَمَابَیَّنَّا مَاذُکِرَ ﴿نُصَرِّفُ﴾ نُبَیِّنُ ﴿الْاٰیٰتِ﴾ لِیَعْتَبِرُوْا ﴿وَلِیَقُوْلُوْا﴾اَیِ الْکُفَّارُ فِیْ عَاقِبَةِ الْاَمْرِ ﴿دَرَسْتَ﴾ ذَاکَرْتَ اَهْلَ الْکِتَابِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ دَرَسْتَ اَیْ کُتُبَ الْمَاضِیْنَ وَجِئْتَ بِهٰذَا مِنْهَا ﴿وَلِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ (۱۰۵)﴾﴿اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ﴾ اَیِ الْقُرْاٰنَ ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ (۱۰۶)﴾﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اَشْرَکُوْا وَمَا جَعَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا﴾رَقِیْبًا فَنُجَازِیُهِمْ بِاَعْمَالِهِمْ ﴿وَمَا اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَکِیْلٍ (۱۰۷)﴾فَتُجْبِرُهُمْ عَلَی الْاِیْمَانِ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ﴾هُمْ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾اَیِ الْاَصْنَامَ ﴿فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا﴾ اِعْتِدَاءً وَظُلْمًا ﴿بِغَیْرِ عِلْمٍ﴾

اَیْ جَهْلًا بِاللّٰہِ ﴿کَذٰلِکَ﴾ کَمَازَیَّنَّا لِھٰٓؤُلَاءِ مَاھُمْ عَلَیْهِ ﴿زَیَّنَّا لِکُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَھُمْ﴾ مِنَ الْخَیْرِ وَالشَّرِّ فَاَتَوْهُ ﴿ثُمَّ اِلٰی رَبِّھِمْ مَّرْجِعُھُمْ﴾ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿فَیُنَبِّئُھُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۱۰۸)﴾ فَیُجَازِیْھِمْ بِهٖ ﴿وَاَقْسَمُوْا﴾ اَیْ کُفَّارُ مَکَّةَ ﴿بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ﴾ اَیْ غَایَةَ اِجْتِھَادِھِمْ فِیْھَا ﴿لَئِنْ جَآءَتْھُمْ اٰیَةٌ﴾ مِمَّا اقْتَرَحُوْا ﴿لَّیُؤْمِنُنَّ بِھَا قُلْ﴾ لَھُمْ ﴿اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ﴾ یُنَزِّلُھَا کَمَا یَشَآءُ وَاِنَّمَا اَنَا نَذِیْرٌ ﴿وَمَا یُشْعِرُکُمْ﴾ یُدْرِیْکُمْ بِاِیْمَانِھِمْ اِذَا جَآءَتْ اَیْ اَنْتُمْ لَا تَدْرُوْنَ ذٰلِکَ ﴿اَنَّھَآ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (۱۰۹)﴾ لِمَا سَبَقَ فِیْ عِلْمِیْ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالتَّاءِ خِطَابًا لِلْکُفَّارِ وَفِیْ اُخْرٰی بِفَتْحِ اَنَّ بِمَعْنٰی (لَعَلَّ) اَوْ مَعْمُوْلَةٌ لِمَا قَبْلَھَا ﴿وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَھُمْ﴾ نُحَوِّلُ قُلُوْبَھُمْ عَنِ الْحَقِّ فَلَا یَفْھَمُوْنَهٗ ﴿وَاَبْصَارَھُمْ﴾ عَنْهُ فَلَا یُبْصِرُوْنَهٗ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿کَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِهٖ﴾ اَیْ بِمَا اُنْزِلَ مِنَ الْاٰیٰتِ ﴿اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُھُمْ﴾ نَتْرُکُھُمْ ﴿فِیْ طُغْیَانِھِمْ﴾ ضَلَالِھِمْ ﴿یَعْمَھُوْنَ (۱۱۰)﴾ یَتَرَدَّدُوْنَ مُتَحَیِّرِیْنَ.

﴿ترجمہ﴾

(بے کسی مثال سابق کے) آسمانوں اور زمین کا بنانے والا کیونکر (انّٰی بمعنی کیف ہے) اسکے بچہ ہو حالانکہ اسکی عورت (صاحبة بمعنی زوجہ ہے) نہیں اس نے ہر چیز پیدا کی (جو پیدا ہونے کے لائق تھی) اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے یہ ہے کہ اللہ تمہارا رب اور اسکے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کا بنانے والا تو اسے ایک مانو (اعبدوہ بمعنی وحدوہ ہے) اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے (وکیل بمعنی حفیظ ہے) آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں (یعنی تم اسے نہیں دیکھ سکتے، اور یہ عام حکم آخرت میں مومنین کی رویت باری ﷻ کرنے کے حوالے سے مخصوص ہے اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿وجوہ یومئذ ناضرة الی ربھا ناظرة﴾ اور شیخین کی حدیث میں ہے کہ تم اپنے رب ﷻ کو ایسے دیکھو گے جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو......۱......اور یہ بھی کہا گیا کہ کوئی آنکھ اس کا احاطہ نہیں کر سکتی) اور سب آنکھیں اسکے احاطہ میں ہیں (یعنی وہ سب کو دیکھتا ہے اور آنکھیں اسے نہیں دیکھ سکتیں، اور کسی غیر کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ تمام کا ادراک کرے کہ اس ذات باری ﷻ کا ادراک کرے یا اس ذات کا علم کے ذریعے احاطہ کرے) اور وہ (اپنے دوستوں پر) لطیف ہے، خبردار ہے (ان پر، فرما دیجئے اے محمد ﷺ ان سے) تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں (بصائر بمعنی دلائل ہے) آئیں تمہارے رب کی طرف سے تو جس نے دیکھا (ان دلائل کو، پھر ایمان لایا) تو اپنے بھلے کو (دیکھا کیونکہ اس دیکھنے کا ثواب اسی کیلئے ہے) اور جو اندھا ہوا (ان دلائل سے، تو گمراہ ہوا) تو اسی پر (اسکی گمراہی کا وبال) ہے اور میں تم پر نگہبان نہیں......۲......(تمہارے اعمال کا، میں صرف ڈرانے والا ہوں حفیظ بمعنی رقیب ہے) اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے مذکورہ بیان کیا) ہم بیان کرتے

ہیں (نصرف بمعنی نبین ہے) آیتیں (تاکہ تم عبرت حاصل کرو) اور اسلئے کہ بول اٹھیں (یعنی کفار اس کام کے انجام سے) کہ تم پڑھتے ہو (یعنی آپ ﷺ نے اہل کتاب کے ساتھ مذاکرہ کیا، اور ایک قرأت میں "درست" ہے یعنی آپ ﷺ نے کتب ماضیہ سے یہ باتیں سیکھی ہیں اور آپ ﷺ انہیں کتب سے یہ باتیں لے کر آئے ہیں) اور اس لیے کہ اسے علم والوں پر واضح کر دیں کہ اس پر (یعنی قرآن پر) چلو جو تمہیں تمہارے رب کی جانب سے وحی ہوتی ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے منہ پھیر لو اور اللہ چاہتا تو وہ شرک نہیں کرتے اور ہم نے تمہیں ان پر نگہبان نہیں کیا (تو ہم انہیں انکے اعمال پر جزا دیں گے، حفیظا بمعنی رقیبا ہے) اور تم ان پر کروڑے نہیں (کہ آپ ﷺ انہیں ایمان لانے پر جبر کریں اور یہ حکم جہاد کے حکم سے پہلے تھا) اور انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں (یعنی بتوں کو) کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے (سرکشی اور ظلم کرتے ہوئے) جہالت سے (یعنی اللہ ﷻ کے بارے میں جاہل ہونے کی وجہ سے) یونہی (یعنی جیسا کہ ہم نے انکے لیے ان کے اعمال بھلے کر دکھائے اسی طرح) ہم نے ہر امت کی نگاہ میں اسکے عمل بھلے کر دیئے ہیں (اچھے ہوں یا برے تو وہ اسے کرتے ہیں) پھر انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے (آخرت میں) اور پھر وہ بتادے گا انہیں جو کرتے تھے (وہ انہیں ان اعمال پر جزا دے گا) اور انہوں نے (یعنی کفار مکہ نے) اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں پوری کوشش سے (یعنی اپنی قسموں میں انتہائی درجہ کی کوشش کی) کہ اگر انکے پاس کوئی نشانی آئی (جس کا انہوں نے مطالبہ کیا) تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے تم فرمادو (ان سے) کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں (وہ اسے جیسا چاہے اتارتا ہے اور میں صرف ڈرانے والا ہوں) اور تمہیں کیا خبر کہ (انکے ایمان لانے کا جب کہ نشانی بھی لائیں یعنی تم ان کے ایمان لانے، نہ لانے کا علم نہیں رکھتے) جب وہ آئیں تو یہ ایمان نہ لائیں (کیونکہ علم الٰہی میں یہ بات ہے کہ نشانیاں نازل کر دی جائیں تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے اور ایک قرأت میں یومنون تاء کے ساتھ ہے اور اس صورت میں خطاب کفار سے ہوگا اور ایک قرأت میں ان مفتوحہ ہے جو بمعنی لعل ہے یا پھر ماقبل کا معمول ہوگا) اور ہم پھیر دیتے ہیں انکے دل (یعنی انکے دل حق سے پھیر دیتے ہیں......۳ے تو وہ حق کو سمجھ نہیں پاتے نقلب بمعنی نحول ہے) اور آنکھوں کو (حق سے، تو وہ اسے نہیں دیکھتے اور ایمان نہیں لاتے) جیسا کہ وہ پہلی بار (نازل کردہ آیات پر) ایمان نہ لائے تھے اور انہیں چھوڑ دیتے ہیں (نذرھم بمعنی نترکھم ہے) انکی سرکشی (یعنی گمراہی) میں بھٹکا کریں (یعمھون بمعنی حیرانی میں بھٹکتے رہنا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿بدیع السموت والارض انی یکون له ولد﴾.

بدیع السموت والارض: مرکب اضافی مبتدا محذوف "ھو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... انی: بمعنی کیف حال مقدم......یکون له: فعل ناقص وظرف مستقر خبر مقدم......ولد: ذوالحال، ملکر اسم موخر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولم تکن له صاحبة وخلق کل شیء وهو بکل شیء علیم﴾.

و: عاطفہ......لم تکن: فعل ناقص منفی، لام: جار......ہ:ضمیر ذوالحال...... و: حالیہ...... خلق کل شیء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......وھو بکل شیء علیم: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم......صاحبة: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلکم الله ربکم لا اله الا هو خالق کل شیء فاعبدوه﴾.

ذلکم: مبتدا...... الله: خبر اول......ربکم: خبر ثانی...... لا: لفی جنس...... اله: مبدل منہ...... الا: اداۃ حصر......ھو: بدل ملکر اسم "موجود" خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ثالث،......خلق کل شیء: خبر رابع، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......ف: تعلیلیہ...... اعبدوہ: فعل فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وهو علی کل شیء وکیل لا تدرکه الابصار وهو یدرک الابصار﴾.

و: عاطفہ...... ھو: مبتدا...... علی کل شیء: ظرف لغو مقدم......وکیل: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......لاتدرکہ الابصار: فعل نفی ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "ذلکم" کیلئے خبر خامس...... و: عاطفہ...... ھو: مبتدا...... یدرک الابصار: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ

﴿وهو اللطیف الخبیر قد جاء کم بصائر من ربکم﴾.

و: عاطفہ......ھو: مبتدا......اللطیف: خبر اول......الخبیر: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ......قد: تحقیقیہ...... جاء کم بصائر من ربکم: فعل مفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فمن ابصر فلنفسه ومن عمی فعلیها﴾.

ف: مستانفہ...... من: شرطیہ مبتدا، ابصر: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ، لنفسہ: ظرف مستقر مبتدا محذوف "الابصار" کیلئے خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ...... من: شرطیہ مبتدا، عمی: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ...... علیھا: ظرف مستقر، مبتدا محذوف "الاعمی" کیلئے خبر، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما انا علیکم بحفیظ﴾.

و: مستانفہ...... ما: مشابہ بلیس...... ان: اسم......علیکم: ظرف لغو مقدم......ب: زائد......حفیظ: اسم فاعل وفاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وکذلک نصرف الایت ولیقولوا درست ولنبینه لقوم یعلمون﴾.

و: مستانفہ......کذلک: ظرف مستقر "تصریفا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم...... نصرف

الایت : فعل بافاعل ومفعول......و : عاطفہ معطوف علی محذوف "لتعتبروا"...... لام: جار...... تعتبروا: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور،ملکر معطوف علیہ...... لام: جار...... یقولوا: قول...... درست : جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور،ملکر معطوف اول...... و : عاطفہ...... لام: جار...... نبینہ لقوم یعلمون: جملہ فعلیہ بتقدیر......ان مجرور،ملکر معطوف ثانی ،ملکر ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اتبع ما اوحی الیک من ربک لا الہ الا ھو واعرض عن المشرکین﴾.

اتبع : فعل امر بافاعل، اوحی الیک: موصول صلہ،ملکر ذوالحال...... من ربک: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،لاالہ الاھو: جملہ اسمیہ معترضہ...... و:عاطفہ، اعرض عن المشرکین: جملہ فعلیہ ماقبل "اتبع مااوحی" پر معطوف ہے۔

﴿ولو شاء اللہ ما اشرکوا﴾.

و: مستانفہ......لو: شرطیہ...... شاء اللہ : فعل وفاعل "عدم اشراکھم" مفعول محذوف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... مااشرکوا: فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وما جعلنک علیھم حفیظا وما انت علیھم بوکیل﴾.

و:عاطفہ...... ما: نافیہ...... جعلنک:فعل بافاعل ومفعول،علیھم حفیظا: شبہ جملہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، انت : اسم...... علیھم:ظرف مقدم،ب: زائد...... وکیل:صفت مشبہ بافاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم﴾.

و: مستانفہ...... لاتسبوا: فعل نہی بافاعل...... الذین: موصول......یدعون: فعل واوضمیر ذوالحال...... من دون اللہ : ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: سببیہ ، یسبـــــوا: فعل واوضمیر ذوالحال بغیر علم:ظرف مستقر حال،ملکر فاعل، اللہ:مفعول،عدوا:مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان جواب نہی واقع ہے۔

﴿کذلک زینا لکل امۃ عملھم﴾.

کذلک: ظرف مستقر "تزیین" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم...... زینـالکل امۃ: فعل بافاعل وظرف لغو......عملھم :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ثم الی ربھم مرجعھم فینبئھم بما کانوا یعملون﴾.

ثم: عاطفہ معطوف علی محذوف "فاتوہ"...... الی ربھم: ظرف مستقر خبر مقدم...... مرجعھم: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ،ف: عاطفہ...... ینبئھم:فعل بافاعل ومفعول......بما کانوا یعملون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاء تھم ایۃ لیومنن بھا ﴾.

و: مستانفہ...... اقسمو: فعل واو ضمیر ذوالحال...... جھد ایمانھم: حال، ملکر فاعل...... باللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ قسمیہ، لام: تاکیدیہ...... ان: شرطیہ...... جاء تھم ایۃ: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکیدیہ، یومنن بھا: فعل بافاعل وظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر جواب قسم اپنی قسم مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ۔

﴿قل انما الایت عند اللہ وما یشعرکم انھا اذا جاء ت لا یومنون ﴾.

قل: قول...... انما: حرف مشبہ واسم...... الایت: مبتدا...... عند اللہ: ظرف متعلق خبر محذوف سے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... و: مستانفہ...... ما: استفہامیہ مبتدا...... یشعر کم: فعل بافاعل ومفعول...... انھا: حرف مشبہ واسم...... اذا جاء ت: مضاف ومضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم...... لایومنون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ونقلب افئدتھم وابصارھم ﴾.

و: مستانفہ...... نقلب: فعل بافاعل، افئدتھم: معطوف علیہ...... وابصارھم: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿کما لم یومنوا بہ اول مرۃ ﴾.

کاف: جار...... ما: مصدریہ...... لم یومنوا: فعل نفی بافاعل...... بہ: ظرف لغو...... اول مرۃ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ما مصدریہ سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر، فعل محذوف "لایومنون" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونذرھم فی طغیانھم یعمھون ﴾.

و: عاطفہ معطوف علی مقدر "لایومنون"...... نذر: فعل بافاعل...... ھم: ضمیر ذوالحال...... فی طغیانھم یعمھون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رویت باری تعالی ممکن ہے!

۱...... اللہ عزوجل کے فرمان ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ کے پیش نظر اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے کہ آخرت میں اللہ عزوجل کا دیدار ہوگا یا نہیں، جمہور علماء کے نزدیک رویت باری تعالیٰ دنیا وآخرت میں ممکن ہے دنیا میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سفر معراج میں دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے اور آخرت میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور مومنین اللہ عزوجل کا دیدار کریں گے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا اس مسئلہ کے تحت ہم انشاءاللہ سورۂ نجم میں کلام کریں گے یہاں ہم اپنے دعوی کے مطابق دلائل پیش خدمت کرتے

ہیں کہ دنیا وآخرت میں اللہ ﷻ کا دیدار ممکن ہے۔قبل اس کے کہ ہم اپنے موضوع پر کلام کریں یہ جاننا چاہئے کہ ادراک کسے کہتے ہیں ؟ چنانچہ علامہ سید شریف جرجانی حنفی اپنی تالیف ''التعریفات'' میں لکھتے ہیں: الادراک :احاطة الشیء بکماله یعنی ادراک کسی چیز کے مکمل احاطہ کرنے کو کہتے ہیں۔ (التعریفات ،ص۱۸)

غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں ﴿رب ارنی انظر الیک ......الخ﴾، یہ آیت امکانِ رؤیتِ باری ﷻ کی روشن دلیل ہے اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ سوال اس بات کی دلیل ہے کہ وہ رؤیتِ باری ﷻ کے امکان کا اعتقاد رکھتے تھے اگر اللہ ﷻ کا دیکھنا محال مانا جائے تو یہ اعتقاد گمراہی اور ضلالت قرار پائے گا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ ﷻ کے کلیم اور اولوالعزم رسول ہیں کس طرح گمراہی کا اعتقاد رکھ سکتے ہیں؟ ثابت ہوا کہ اللہ ﷻ کا دیکھنا ممکن ہے ورنہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پر (معاذ اللہ ﷻ) گمراہی اور ضلالت کا الزام عائد ہوگا اور یہ الزام قطعاً باطل ہے۔لہٰذا اس کا محال ہونا بھی باطل ہوا، وللہ الحمد۔اس آیت ﴿لاتدرکه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير﴾ سے اللہ ﷻ کی رؤیت کی نفی نہیں بلکہ ادراک کی نفی ہوتی ہے اور ادراک کے معنی رؤیت نہیں بلکہ ادراک احاطہ کرنے کو کہتے ہیں اور احاطہ کے معنی ہیں کسی چیز کو گھیر لینا۔لہٰذا آیتِ کریمہ کے معنی ہوئے تمام آنکھیں اللہ ﷻ کو گھیرے میں نہیں لے سکتیں اور اللہ ﷻ سب آنکھوں کو محیط ہے اور سب کو اپنے علم وقدرت کے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔لہٰذا اس آیہ مبارکہ سے اس رؤیت کی نفی ثابت ہوئی جس سے اللہ ﷻ کا احاطہ ہو جائے لیکن رؤیت بلا احاطہ کی نفی اس سے ثابت نہیں ہوسکتی، جیسا کہ حدیثِ پاک میں آیا ہے ''لااحصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک'' اس حدیثِ پاک میں ثنائے الٰہی کے احصاء اور احاطہ کی نفی ہے معاذ اللہ مطلق ثنا کی نفی نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ نعوذ باللہ حضور ﷺ نے اللہ ﷻ کی کوئی ثناء نہیں کی۔پس ظاہر ہوگیا کہ جس طرح احاطہ ثنائے الٰہی کی نفی سے مطلق ثنائے الٰہی کی نفی ثابت نہیں ہوسکتی اسی طرح رؤیت بالا حاطہ کی نفی سے مطلق رؤیت کی نفی بھی ثابت نہیں ہوسکتی۔ (مقالاتِ کاظمی ،ج۱،ص۱۸۴،۱۸۳)

بعض ان آیات بینات واحادیث کا بیان جن میں رویت باری کا ذکر ہے :

(۱) ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ O اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ O (القیامۃ:۲۳،۲۲)﴾ کچھ منہ اس دن تروتازہ ہونگے اپنے رب کو دیکھتے۔(۲) ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (یونس:۲۶)﴾ بھلائی والوں کے لیے بھلائی اور اس سے بھی زائد (۳) ﴿وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ(ق:۳۰)﴾ اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔

☆......مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: ''نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ ﷻ فرمائے گا تم چاہتے کہ میں تم کو کچھ مزید عطا کروں؟'' تو جنتی عرض گزار ہوں گے، کیا تو نے ہمارے چہروں کو اجیالا نہ فرمایا؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل کر کے جہنم سے نجات عطا نہیں فرمائی؟ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں: ''پھر حجابات اٹھالئے

جائیں گے، جنتیوں کو ان کے رب ﷻ کے دیدار سے بڑھ کر کوئی محبوب نعمت عطا نہ کی گئی ہوگی، پھر نبی پاک ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (یونس ۲۶)﴾"۔علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ القوی فرماتے ہیں: حجابات اٹھالیے جائیں گے اس کا معنی یہ ہے ان کی آنکھوں میں اللہ ﷻ کا دیدار کرنے سے جو موانع ہوں گے انہیں اٹھالیا جائے گا، حتی کہ وہ اسے دیکھیں گے اس کی عظمت اور جلال کی صفات کے ساتھ یہاں حجاب مخلوق کے اعتبار سے ہے نہ کہ خالق ﷻ کے اعتبار سے۔ابن جریر نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ﷻ بروز قیامت ایک منادی کو بھیجے گا جو ایسے آواز میں ندا کرے گا جسے لوگوں میں اوّل اور آخر سن لیں گے ندا یہ ہوگی: اے جنتیوں! اللہ نے تم سے حسنی اور زیادۃ کا وعدہ فرمایا تھا پس حسنی جنت ہے اور زیادۃ رحمٰن ﷻ کے وجہ (بیمثال) کا دیدار ہے''۔ پس میں (علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ) کہتا ہوں، رؤیتِ باری ﷻ کے بارے میں احادیث حضرت انس، حضرت جابر بن عبداللہ، جریر بجلی، حذیفہ بن یمان اور حضرت زید بن ثابت، حضرت صہیب رومی، عبادۃ بن صامت، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت مولا علی، حضرت عدی بن حاتم، حضرت عمار بن یاسر، حضرت فضالہ بن عبید، حضرت لقیط، حضرت ابن زرین عقیلی، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوموسی اشعری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

(البدور السافرة،باب زيارة اهل الجنة ربهم ، رقم: ۲۱۹۷ وغیرہ،ص ۶۹۹)۔

دل اللہ کے قبضے میں ہیں!

۳۔۔۔۔۔دل اور آنکھیں اللہ ﷻ کے دستِ قدرت میں ہیں اور اسی کے تصرف میں ہیں۔اللہ ﷻ جن کے لئے چاہے انہیں قائم (ثابت) رکھتا ہے اور جس کے لئے چاہے ٹیڑھا کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ سید عالم نور مجسم ﷺ (تعلیم امت کے لیے) کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ **یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک** یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔دلوں کے پھیرنے سے مراد، انہیں ایمان سے دور کر دینا، اور آنکھوں کے پھیرنے سے مراد انہیں درست راستے کی معرفت سے دور کر دینا ہے۔ (الخازن،ج۲،ص ۴۷)

☆۔۔۔۔۔☆**ھو**: ضمیر نکال مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ ''**بدیع السموات** ......الخ خبر ہے جس کا مبتداء محذوف ہے۔

من شانہ ان یخلق: اس قید کو ذکر کر کے مفسر نے اللہ ﷻ کی ذات وصفات سے احتراز کیا ہے کہ قدرت کا تعلق واجب اور محال سے نہیں ہوتا

و ھذا مخصوص: یہ عبارت نکال کر مفسر نے ''**لا تدرکہ الابصار**'' کے عام خص عنہ البعض ہونے کی تصریح کی ہے کہ مومنین آخرت میں اللہ ﷻ کا دیدار کریں گے۔**لا تحیط بہ**: یعنی اللہ ﷻ کی ذات وصفات کی حقیقت تک نہ تو بصر کو رسائی ہے اور نہ ہی بصیرت کو۔**بصائر**: یہ **بصیرۃ** کی جمع ہے بصیرت اس باطنی نور کو کہتے ہیں جس سے علوم و معارف پیدا ہوتے ہیں۔

فی عاقبۃ الامر: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ ''**لیقولوا**'' میں لام عاقبت کا ہے۔

لان ثواب ابصارہ: یعنی انسان کل بروز قیامت اللہ ﷻ کا دیدار کر کے اپنی ذات کو نفع پہنچائے گا، بندہ کی طاعت سے حاصل ہونے والا نفع اللہ ﷻ کی ذات کو نہیں پہنچتا اور نہ ہی بندے کی ذات سے صادر ہونے والی بدی کا نقصان اللہ ﷻ کی ذات کو ہوتا ہے۔

لیعتبروا: لوگوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے یعنی اس نصیحت کے ذریعے حق و باطل میں فرق کرنا چاہیے، اسی لیے مفسر نے باری ﷻ کے فرمان "ولیقولوا" پر مذکورہ جملے کا عطف مقدر مانا ہے۔

من الخیر والشر: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ اس آیت میں معتزلہ کا رد ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ ﷻ شرور اور قبائح کا ارادہ نہیں فرماتا۔

فاتوہ: یہ عبارت اس لیے محذوف نکالی ہے تاکہ اگلے جملے "ثم الی ربھم مرجعھم" کا اس پر ترتب ہو سکے۔

غایۃ اجتھادھم: کفار بالعموم اپنے باپ دادا اور بتوں کی قسم کھاتے تھے جب اپنی قسم میں شدت پیدا کرنا مقصود ہوتا تب اللہ ﷻ کی قسم اٹھاتے۔

(الصاوی، ج۲، ص۲۰۶ وغیرہ)

ای انتم لا تدرون: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ آیتِ مذکور میں استفہام انکاری، نفی کے معنی میں ہے۔

وھذا قبل الامر بالقتال: وما انت علیھم بوکیل کی تفسیر مفسر نے مذکورہ جملے سے کی ہے، اور یہ حکم منسوخ ہے جو کہ آیت قتال کے نزول سے پہلے تھا اور اس حکم کے منسوخ ہونے کا اشارہ ﴿واعرض عن المشرکین﴾ سے ہوتا ہے۔ اگرچہ لفظی اعتبار سے یہ حکم بعید ہے مگر معنوی اعتبار سے قریب ہے۔

(الجمل، ج۲، ص۴۱۶ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱

﴿وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى﴾ كَمَااقْتَرَحُوْا ﴿وَحَشَرْنَا﴾ جَمَعْنَا ﴿عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا﴾ بِضَمَّتَيْنِ جَمْعُ قَبِيْلٍ، اَیْ فَوْجًا فَوْجًا، وَبِكَسْرِ الْقَافِ وَ فَتْحِ الْبَاءِ اَیْ مُعَايَنَةً فَشَهِدُوْا بِصِدْقِكَ ﴿مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا﴾ لِمَاسَبَقَ فِیْ عِلْمِ اللّٰهِ ﴿اِلَّا﴾ لٰكِنْ ﴿اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ اِيْمَانَهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ (۱۱۱)﴾ ذٰلِكَ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا﴾ كَمَاجَعَلْنَا هٰٓؤُلَاءِ اَعْدَاءَكَ وَيُبْدَلُ مِنْهُ ﴿شَيٰطِيْنَ﴾ مَرَدَةَ ﴿الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِیْ﴾ يُوَسْوِسُ ﴿بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ﴾ مُمَوَّهَهُ مِنَ الْبَاطِلِ ﴿غُرُوْرًا ط﴾ اَیْ لِيَغُرُّوْهُمْ ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ﴾ اَیِ الْاِيْحَاءَ الْمَذْكُوْرَ ﴿فَذَرْهُمْ﴾ دَعِ الْكُفَّارَ ﴿وَمَا يَفْتَرُوْنَ (۱۱۲)﴾ مِنَ الْكُفْرِ مِمَّا زُيِّنَ لَهُمْ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ ﴿وَلِتَصْغٰٓى﴾ عَطْفٌ عَلٰى غُرُوْرًا اَیْ تَمِيْلُ ﴿اِلَيْهِ﴾ اَیِ الزُّخْرُفِ ﴿اَفْئِدَةُ﴾ قُلُوْبُ ﴿الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا﴾ يَكْتَسِبُوْا ﴿مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ (۱۱۳)﴾ مِنَ الذُّنُوْبِ فَيُعَاقَبُوْا عَلَيْهِ وَنَزَلَ لَمَّا طَلَبُوْا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهُمْ حَكَمًا، قُلْ ﴿اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِیْ﴾ اَطْلُبُ ﴿حَكَمًا﴾ قَاضِيًا بَيْنِیْ وَبَيْنَكُمْ ﴿وَّهُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿مُفَصَّلًا﴾ مُبَيَّنًا فِيْهِ الْحَقُّ مِنَ الْبَاطِلِ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ﴾ اَلتَّوْرَاةَ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَاَصْحَابِهٖ ﴿يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (۱۱۴)﴾ اَلشَّاكِيْنَ فِيْهِ وَالْمُرَادُ بِذٰلِكَ التَّقْرِيْرُ لِلْكُفَّارِ اَنَّهٗ حَقٌّ ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ﴾ بِالْاَحْكَامِ وَالْمَوَاعِيْدِ ﴿صِدْقًا وَّعَدْلًا﴾ تَمْيِيْزٌ ﴿لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ﴾ بِنَقْضٍ اَوْ خُلْفٍ ﴿وَهُوَ السَّمِيْعُ﴾ لِمَايُقَالُ ﴿الْعَلِيْمُ (۱۱۵)﴾ بِمَايُفْعَلُ ﴿وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ﴾ اَیِ الْكُفَّارِ ﴿يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ دِيْنِهٖ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ﴾ فِیْ مُجَادَلَتِهِمْ لَكَ فِیْ اَمْرِ الْمَيْتَةِ اِذْ قَالُوْا مَا قَتَلَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَاْكُلُوْهُ مِمَّا قَتَلْتُمْ ﴿وَاِنْ﴾ مَا ﴿هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (۱۱۶)﴾ يَكْذِبُوْنَ فِیْ ذٰلِكَ ﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ﴾ اَیْ عَالِمٌ ﴿مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (۱۱۷)﴾ فَيُجَازِیْ كُلًّا مِّنْهُمْ ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ اَیْ ذُبِحَ عَلٰى اِسْمِهٖ ﴿اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ (۱۱۸)﴾ ﴿وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ مِنَ الذَّبَائِحِ ﴿وَقَدْ فَصَّلَ﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَلِلْفَاعِلِ فِی الْفِعْلَيْنِ ﴿لَكُمْ

مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ﴾ فِیْ آیَةِ (حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ) ﴿اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْهِ﴾ مِنْهُ فَهُوَ اَیْضًا حَلَالٌ لَکُمْ، اَلْمَعْنٰی لَا مَانِعَ لَکُمْ مِنْ اَکْلِ مَا ذُکِرَ وَقَدْ بَیَّنَ لَکُمُ الْمُحَرَّمُ اَکْلُهُ ، وَهٰذَا لَیْسَ مِنْهُ ﴿ وَاِنَّ کَثِیْرًا لَّیُضِلُّوْنَ﴾ بِـفَتْحِ الْیَاءِ وَضَمِّهَا ﴿ بِاَهْوَآئِهِم ﴾ بِمَا تَهْوَاهُ اَنْفُسُهُمْ مِنْ تَحْلِیْلِ الْمَیْتَةِ وَغَیْرِهَا ﴿بِغَیْرِ عِلْمٍ ﴾ یَعْتَمِدُوْنَهُ فِیْ ذٰلِکَ ﴿اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِیْنَ (۱۱۹)﴾ اَلْـمُتَجَاوِزِیْنَ الْحَلَالَ فِی الْحَرَامِ ﴿وَذَرُوْا ﴾ اُتْرُکُوْا ﴿ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ﴾ عَلَانِیَتَهٗ وَسِرَّهٗ وَالْاِثْمُ قِیْلَ الزِّنَا وَقِیْلَ کُلُّ مَعْصِیَةٍ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَیُجْزَوْنَ﴾ فِی الْآخِرَةِ ﴿ بِمَا کَانُوْا یَقْتَرِفُوْنَ (۱۲۰)﴾ یَکْتَسِبُوْنَ ﴿وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ﴾ بِاَنْ مَاتَ اَوْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِهٖ ، وَاِلَّا فَمَا ذَبَحَهُ الْمُسْلِمُ وَلَمْ یُسَمِّ فِیْهِ عَمْدًا اَوْ نِسْیَانًا فَهُوَ حَلَالٌ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَلَیْهِ الشَّافِعِیُّ ﴿ وَاِنَّهٗ﴾ اَیِ الْاَکْلُ مِنْهُ ﴿ لَفِسْقٌ﴾ خُرُوْجٌ عَمَّا یَحِلُّ ﴿وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ﴾ یُوَسْوِسُوْنَ ﴿ اِلٰی اَوْلِیٰٓئِهِمْ ﴾ اَلْکُفَّارِ ﴿لِیُجَادِلُوْکُمْ﴾ فِیْ تَحْلِیْلِ الْمَیْتَةِ ﴿ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ﴾ فِیْهِ ﴿ اِنَّکُمْ لَمُشْرِکُوْنَ(۱۲۱)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اوراگر ہم انکی طرف فرشتے اتارتے اوران سے مردے باتیں کرتے (جیسا کہ انہوں نے مطالبہ کیا) اور ہم اٹھالاتے (حشرنا بمعنی جمعنا ہے)ان کے سامنے ہر چیز آپ ﷺ کی شہادت کی گواہی دیں (قبلا قاف اور باء کے ضمہ کے ساتھ قبیل کی جمع ہے یعنی فوج درفوج اور قبلا قاف کی کسرہ اور باء کی فتح کے ساتھ ہوتو بمعنی بالمشافہ ہے) جب بھی وہ ایمان لانے والے نہ تھے (کہ یہ اللہ ﷻ کے علم میں ہے) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) یہ کہ اللہ چاہتا (ان کا ایمان تو وہ ایمان لے آتے) لیکن ان میں اکثر جاہل ہیں (اس بات سے)اوراسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں (جیسا کہ ان لوگوں کوآپ ﷺ کا دشمن کیا ہےاورلفظ شیـــطیـــن ،عدوا سے بدل ہے) شیطان (یعنی شریر) آدمیوں اور جنوں میں......یـ......وسوسہ ڈالتا ہے(یوحی بمعنی یوسوس ہے)ان میں ایک دوسرے پر بناوٹ کی بات (یعنی باطل سے مزین بات) دھوکے سے (یعنی انہیں دھوکہ دینے کے لیے)اورتمہارارب چاہتا تو وہ ایسانہ کرتے (یعنی مذکورہ طریقے سے وسوسے نہ ڈالتے)توانہیں (یعنی کفارکو) چھوڑ دوان کی بناوٹوں پر (کفروغیرہ کی باتوں پر جوان کے لیے مزین کی گئی ہیں اور یہ حکم جہاد سے پہلے کا ہے)اوراسلئے کہ جھکیں (ولتصغی کا عطف غرورا پر ہے،لتصغی بمعنی تمیل ہے)اس کی طرف (یعنی بناوٹ کی طرف) دل (افئدہ بمعنی قلوب ہے) جنہیں آخرت پرایمان نہیں اوراسے پسند کریں اور گناہ کمائیں (یقترحوا بمعنی یکتسبوا ہے)وہ جوانہیں کمانا ہے(یعنی گناہ،پس وہ آخرت میں اس پر سزادیئے جائیں گے،اورآیت اس

وقت نازل ہوئی جب قریش نے کہا کہ ہمارے اور اپنے درمیان ایک ثالث بنالیں ،فرمادیجئے اے محبوب ﷺ) کیا چاہوں (یعنی طلب کرو) اللہ کے سوا کسی اور کا فیصلہ (یعنی فیصلہ کرنے والا ، جو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے) اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف اتاری کتاب (یعنی قرآن) مفصل (مفصلا بمعنی مبینا ہے.......۲.....،یعنی اس میں حق کو باطل سے کھول کر بیان کردیا گیا) اور جس کو ہم نے کتاب دی (یعنی توریت، جیسا کہ عبداللہ بن سلام اور انکے اصحاب) جانتے ہیں کہ یہ اتارا گیا (لفظ منزل تخفیف وتشدید دونوں کے ساتھ ہے) تیرے رب کی طرف سے سچ تو اے سننے والے تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو (اس کے بارے میں اور مراد اس جملہ سے کافروں پر واضح کرنا ہے کہ یہ کتاب حق ہے ممترین بمعنی شاکین ہے) اور پوری ہے تیرے رب کی بات (احکام اور وعدوں کے لحاظ سے) سچ اور انصاف میں (صدقا اور عدلا تمیز ہیں) اسکی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں (نقصان یا خلاف کرکے) اور وہی ہے سنتا (جو کہا جائے) جانتا ہے (جو کیا جائے) اور اے سننے والے زمین میں اکثر وہ ہیں (یعنی کفار ہیں) کہ جو ان کے پیچھے چلے کہ تجھے اللہ کی راہ (یعنی اسکے دین) سے بہکا دیں نہیں (ان بمعنی مانافیہ ہے) پیچھے چلتے مگر گمان کے.......۳.....(کہ مردار کے بارے آپ ﷺ سے جھگڑتے ہیں، انہوں نے کہا تھا کہ اللہ کا مارا ہوا جانور تمہارے ذبح کیے گئے جانور سے زیادہ کھانے کا حقدار ہے) اور وہ نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر جھوٹ بولتے اس بارے میں (یخرصون بمعنی یکذبون ہے) تیرا رب خوب جانتا ہے (اعلم بمعنی عالم ہے) کہ کون بہکا اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ھدایت والوں کو (وہ ان میں سے ہر ایک کو بدلہ دے گا) تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو (یعنی جسے اللہ کے نام پر ذبح کیا ہو.......۴.....) اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو اور تمہیں کیا ہوا کہ اس (ذبائح) میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا اور بیان کرچکا (فصل اور حرم دونوں فعل معروف ومجہول دونوں طرح پڑھے گئے ہیں) تم سے جو کچھ تم پر حرام ہوا (آیت حرمت علیکم المیتة...... الخ میں) مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو (تو وہ تمہارے لیے حلال ہے مطلب یہ کہ تمہارے لیے اسکے کھانے سے کوئی روک نہیں حالانکہ کھانے کی حرام چیزوں کے بارے تمہیں بتادیا گیا ہے اور ذبیحہ حرام کردہ اشیاء میں سے نہیں) اور بیشک بہتیرے گمراہ کرتے ہیں (لیضلون یاء کی فتح اور ضاد کی ضمہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) اپنی خواہشوں سے (جو انہیں ان کا نفس خواہش دلاتا ہے مردار وغیرہ کے حلال کرنے کے بارے میں) بے جانے (وہ اسی پر اعتماد کرتے ہیں) بیشک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے (جو حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرتے ہیں) اور چھوڑ دو (ظاهر الاثم سے اعلانیہ گناہ اور باطن الاثم سے پوشیدہ گناہ مراد ہیں) کھلا اور چھپا گناہ (اور کہا گیا ہے کہ اثم سے مراد زنا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ تمام نافرمانیاں مراد ہیں) وہ جو کماتے ہیں گناہ عنقریب سزا (آخرت میں) پائیں گے اپنی کمائی کی (یقترفون بمعنی یکتسبون ہے) اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو (یوں کہ جانور مر گیا ہو یا غیر اللہ کے نام پر ذبح ہوا ہو، مگر یہ کہ ذبح مسلمان نے کیا ہو اور عمدا یا نسیانا اللہ کا نام نہ لیا تو وہ حلال ہے یہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اور اسی پر امام شافعی

.......۵...... ہیں) اور بیشک وہ (یعنی اس سے کھانا) ہے (یعنی حلال سے باہر ہونا ہے) اور بیشک شیطان دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں (یوحون بمعنی یوسوسون ہے) اپنے دوستوں (یعنی کفار) کے کہ تم سے جھگڑیں (مردار کو حلال کرنے کے بارے میں) اور اگر تم انکا کہا مانو (اس معاملے میں) تو اس وقت تم مشرک ہو۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولو اننا نزلنا الیهم الملئکة و کلمهم الموتی وحشرنا علیهم کل شیء قبلا ما کانوا لیومنوا الا ان یشاء الله﴾.

و: مستانفہ، لو: شرطیہ ......اننا حرف مشبہ واسم، نزلنا الیهم الملئکة: جملہ فعلیہ معطوف، و کلمهم الموتی: جملہ فعلیہ معطوف اول...... و: عاطفہ...... حشرنا علیهم: فعل بافاعل وظرف لغو...... کل شیء: ذوالحال ،قبلا: حال،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "ثبت" فعل محذوف کیلئے فاعل،ملکر جملہ شرط، ما: نافیہ فعل ناقص بااسم، لام: جار...... یومنوا: فعل بافاعل، الا: حرف استثناء،ان یشاء الله: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر "حال من الاحوال" سے مستثنی متصل، مستثنی منہ سے ملکر "فی" جار محذوف کیلئے مجرور،ملکر ظرف لغو معنی ہوگا "لیومنوا فی حال من الاحوال الا ان یشاء الله" ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مصدر موؤل مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ولکن اکثرهم یجهلون و کذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن﴾.

و: مستانفہ...... لکن اکثرهم: حرف مشبہ واسم...... یجهلون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... و: مستانفہ ،کذلک: ظرف مستقر "جعلا" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم جعلنا: فعل بافاعل......لکل نبی: ظرف مستقر حال مقدم،عدوا: ذوالحال،ملکر مفعول...... شیطین الانس والجن: مرکب اضافی ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ

﴿یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا ولو شاء ربک ما فعلوه﴾.

یوحی بعضهم: فعل وفاعل...... الی بعض: ظرف لغو،زخرف القول: مفعول بہ...... غرورا: مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: مستانفہ،لو: شرطیہ...... شاء ربک: جملہ فعلیہ شرطیہ، مافعلوه: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿فذرهم وما یفترون﴾.

ف: فصیحہ...... ذرهم: فعل امر بافاعل...... هم: معطوف علیہ...... وما یفترون: موصول صلہ ملکر معطوف،ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولتصغی الیه افئدة الذین لا یومنون بالاخرة ولیرضوه ولیقترفوا ما هم مقترفون﴾.

و: عاطفہ، لام: جار،تصغی الیه: فعل وظرف لغو،افئدة: مضاف......الذین لایومنون بالآخرة: موصول صلہ،ملکر

مضاف الیہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مصدر موؤل ہوکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ماقبل "غرورا" پر معطوف اول،و: عاطفہ ،لام: جار، یرضون: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر موؤل ہوکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ماقبل "غرورا" پر معطوف ثانی، و: عاطفہ،لام: جار،یقترفوا ماھم مقترفون: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر موؤل ہوکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ماقبل "غرورا" پر معطوف ثالث۔

﴿افغیر اللہ ابتغی حکما وھو الذی انزل الیکم الکتب مفصلا﴾.

ھمزہ: حرف استفہام...... ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "امیل الی زخارف الدنیا" ......غیر اللہ: غیر مضاف، اللہ: ذوالحال...... و: حالیہ،ھو: مبتدا......الذی: موصول،انزل الیکم: فعل بافاعل وظرف لغو......الکتب: ذوالحال ،مفصلا: حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال،ملکر مضاف الیہ،ملکر حال مقدم...... ابتغی: فعل بافاعل...... حکما: ذوالحال اپنے حال مقدم سے ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین اتینھم الکتب یعلمون انہ منزل من ربک بالحق﴾.

و: مستانفہ...... الذین: موصول...... اتینھم الکتب: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... یعلمون: فعل بافاعل انہ: حرف مشبہ واسم...... منزل: اسم مفعول ھو ضمیر ذوالحال...... بالحق: ظرف مستقر حال ملکر نائب الفاعل...... من ربک: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فلا تکونن من الممترین﴾.

ف: فصیحہ...... لاتکونن: فعل ناقص نہی بااسم......من الممترین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذاعلمت ھذا وتاکدت منہ" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ وھو السمیع العلیم﴾.

و: مستانفہ، تمت: فعل، کلمت ربک: فاعل،صدقا وعدلا: معطوف علیہ ومعطوف ملکر "تماما" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، لا: نفی جنس،مبدل : اسم،لکلمتہ: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ﴾.

و: عاطفہ...... ان: شرطیہ......تطع: فعل بافاعل...... اکثر: مضاف...... من فی الارض: موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......یضلوک عن سبیل اللہ: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون﴾.

و: عاطفہ...... یتبعون: فعل بافاعل...... الا: اداۃ حصر...... الظن: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: عاطفہ......ان:

نافیہ...... هم: مبتدا...... الا: اداۃ حصر...... یخرصون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ربک هو اعلم من یضل عن سبیله وهو اعلم بالمهتدین﴾.

ان ربک: حرف مشبہ و اسم، هو: مبتدا، اعلم: خبر اول، من یضل عن سبیله: موصول صلہ ملکر فعل محذوف "یعلم" کیلئے مفعول، ملکر جملہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ماقبل جملہ شرطیہ "ان تطع الخ" کے مضمون کی تاکید ہے، و: عاطفہ، هو: مبتدا، اعلم بالمهتدین: شبہ جملہ خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "هو اعلم من یضل" پر معطوف ہے۔

﴿فکلوا مما ذکر اسم الله علیه ان کنتم بایته مومنین﴾.

ف: فصیحہ...... کلوا: فعل امر با فاعل...... من: جار...... ما ذکر اسم الله علیه: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کنتم متحققین بالایمان" کیلئے جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ...... ان: شرطیہ...... کنتم: فعل ناقص با اسم...... بایته مومنین: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فکلوا مما ذکر اسم الله علیه" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ

﴿وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم الله علیه وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیه﴾.

و: مستانفہ...... ما: استفہامیہ مبتدا...... لکم: ظرف مستقر، فعل محذوف "ثبت" کیلئے...... ان: مصدریہ، لا تاکلوا: فعل نہی واو ضمیر ذوالحال...... و: حالیہ...... قد: تحقیقیہ، فصل لکم: فعل با فاعل و ظرف لغو...... ما: موصولہ...... حرم علیکم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مستثنی منہ...... الا: اداۃ استثناء...... ما اضطررتم الیه: موصول صلہ، ملکر مستثنی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ملکر فاعل...... مما ذکر اسم الله علیه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر بتقدیر فی جار مجرور، ملکر ظرف لغو "ثبت" فعل محذوف اپنے فاعل و ظرف مستقر و ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان کثیرا لیضلون باهوائهم بغیر علم ان ربک هو اعلم بالمعتدین﴾.

و: عاطفہ...... ان کثیرا: حرف مشبہ و اسم...... لام: تاکیدیہ...... یضلون: فعل واو ضمیر ذوالحال...... بغیر علم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل...... باهوائهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... ان ربک: حرف مشبہ و اسم، هو اعلم بالمهتدین: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿وذروا ظاهر الاثم وباطنه ان الذین یکسبون الاثم سیجزون بما کانوا یقترفون﴾.

و: عاطفہ...... ذروا: فعل امر با فاعل...... ظاهر الاثم: معطوف علیہ...... وباطنه: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان: حرف مشبہ...... الذین یکسبون الاثم: موصول صلہ، ملکر اسم...... سیجزون: فعل واو ضمیر نائب الفاعل...... بما کانوا یقترفون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم الله علیه وانه لفسق﴾.

و: عاطفہ...... لا: لائے نہی...... تاکلوا: فعل بافاعل...... من: جار...... مالم یذکر اسم علیه: موصول صلہ ملکر ذوالحال...... و: حالیہ...... انه لفسق: جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان الشیطین لیوحون الی اولیئهم لیجادلوکم وان اطعتموهم انکم لمشرکون﴾.

و: مستانفہ...... ان الشیطین: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکیدیہ...... یوحون الی اولیائهم: فعل بافاعل وظرف لغو اول...... لام: جار...... یجدلوکم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ......اطعتموهم: جملہ فعلیہ شرط...... انکم لمشرکون: جملہ اسمیہ بحذف الفاء جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولو اننا نزلنا الیهم......☆ابن جریر کا قول ہے کہ یہ آیت استہزاء کرنے والے قریش کی شان میں نازل ہوئی انہوں نے سید عالم ﷺ سے کہا تھا کہ اے محمد ﷺ آپ ہمارے مردوں کو اٹھا لائیے ہم ان سے دریافت کرلیں کہ آپ جو فرماتے ہیں یہ حق ہے یا نہیں اور ہمیں فرشتے دکھائیے جو آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیں یا اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لائیے ان کے جواب میں آیت نازل ہوئی۔

☆......افغیر الله ابتغی حکما ......☆سید عالم ﷺ سے مشرکین کہا کرتے تھے کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان ایک حکم مقرر کیجئے ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شیطان انسان اور جن سے کیا مراد ہے؟

۱......حضرت عکرمہ، ضحاک، سدی اور کلبی علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ﴿لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ (الانعام:۱۱۲)﴾ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ انسانوں کے شیطان وہ ہیں جو انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں اور جنوں کے شیطان وہ ہیں جو کہ جنوں کے ساتھ رہتے ہیں، خلاصہ یہ کہ ابلیس نے اپنے لشکر کے دو گروہ بنائے، ایک کو انسانوں کے پاس بھیج دیا اور دوسرے کو جنوں کے پاس، اور دونوں گروہوں میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے دشمن بھی ہوتے ہیں اور دوست بھی، اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ہر وقت ملتے بھی رہتے ہیں لہذا انسان کے شیطان جن کے شیطان سے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے صاحب کو (جس پر میں مسلط ہوں) اس طرح گمراہ کردیا تو تیرا صاحب بھی اس کی مثل گمراہ ہوگیا اسی طرح وہ ایک دوسرے کو باتیں بیان کرتے ہیں۔ (البغوی، ص۲۷۸)

شیخ سلیمان الجمل فرماتے ہیں کہ انسانوں اور جنوں کے شیاطین سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ہر شیطان چاہے انسانوں میں سے ہو یا جنوں میں سے، فساد پھیلانے پر مستعد رہتا ہے اور یہ حضرت ابن عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے جسے عطاء نے روایت کیا ہے۔اور مجاہد اور قتادہ کا قول ہے کہ جنوں کے شیاطین کے مقابلے میں انسانوں کے شیاطین زیادہ سخت اور سرکش ہوتے ہیں اس لئے کہ جنوں کے شیاطین جب مؤمن صالح کو گمراہ کرنے سے عاجز آجاتے ہیں تو انسان میں کے شیطان کی اس حوالے سے مدد لیتے ہیں تا کہ انسانوں میں کے شیطان اس صالح مؤمن کو گمراہ کر دیں، مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ انسانوں میں کے شیطان جنوں کے شیطان کے مقابلے میں زیادہ سخت ہوتے ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب میں شیطان مردود سے اللہ ﷻ کی پناہ مانگتا ہوں تو جنوں کا شیطان تو چلا جاتا ہے مگر انسانوں کا شیطان میرے پاس آتا ہے اور مجھے معصیت پر مجبور کرتا ہے،اس بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ تمام کے تمام (چاہے انسانوں کے شیطان ہوں یا جنوں کے) ابلیس کی اولاد ہیں اور شیاطین کی طرف اضافت انکے گمراہ کرنے کی وجہ سے ہے۔اور یہ قول عکرمہ،ضحاک،کلبی اور سدی کا ہے۔(الجمل، ج۲، ص۴۲۲)

امام ناصرالدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ ﴿یُوحِی بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ جنوں کے شیاطین انسانوں کے شیاطین کی طرف وسوسہ ڈالتے ہیں یا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ جنوں کے شیاطین ایک دوسرے کو اور انسانوں کے شیاطین ایک دوسرے کو وسوسے ڈالتے ہیں۔ (البیضاوی، ج۱، ص۵۱۲)

قرآن مفصل بیان ہے!

۲......حق و باطل،حلال وحرام اور دیگر احکامات کا واضح بیان قرآن مجید میں ہے کہ امر دین کے معاملے میں کسی قسم کا ابہام باقی نہیں رہا اسکے بعد کسی حکم کی ضرورت باقی نہیں ہے اور قرآن کریم دین کے معاملے میں کافی ہے اور کسی اور بیان و تفصیل سے بے پرواہ کرنے والا ہے اور یہ قرآن ہی کا اعجاز ہے۔ (روح المعانی،الجزء الثامن، ص۳۵۲ ملخصاً)

ظن کی تعریف :

۳......وہ اعتقاد راجح (یعنی قابل ترجیح پختہ خیال) جو نقیض کے احتمال کے ساتھ پایا جائے اور ظن کا استعمال یقین اور شک کے معنی میں بھی کیا جاتا ہے۔ (التعریفات ، ص۱۴۷)

بدگمانی کے حرام ہونے کی دو صورتیں ہیں چنانچہ ایک صورت یہ ہے کہ گمان وہ حرام ہے جس پر گمان کرنے والا مصر ہو اور اسے اپنے دل پر جمالے نہ کہ وہ گمان جو دل میں آئے اور قرار نہ پکڑے۔

(عمدۃ القاری، کتاب النکاح ،باب لایخطب علی خطبۃ،رقم:۵۱۴۴، ج۱۴، ص۹۶)

دوسری صورت یہ ہے کہ شک یا وہم کی بناء پر مومنین سے بدگمانی اس صورت میں حرام ہے جب کہ اس کا اثر اعضاء پر ظاہر ہو یعنی اس کے تقاضے پر عمل کیا جائے ،مثلاً اس بدگمانی کو زبان سے بیان کر دیا جائے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج۲، ص۱۳ ملخصاً)

جس جانور پر بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے اسے کھاؤ:

ہے......قرآن مجید فرقان حمید میں صراحت پائی جارہی ہے کہ اللہ عزوجل کی حلال کردہ اشیاء کو کھاؤ اگر تم اللہ عزوجل کی آیتوں پر ایمان لاتے ہو، یعنی ان گمراہوں کی پیروی نہ کرو جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھرا لیتے ہیں کفار مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تمہارا یہ گمان ہے کہ تم اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہو تو جسے اللہ عزوجل موت دے تمہیں اس جانور کو کھانا چاہئے نہ کہ اس جانور کو جسے تم خود مار ڈالو۔ اس موقع پر مسلمانوں سے کہا گیا کہ اگر تم ایمان پر ثابت قدم ہو تو اس جانور کو کھاؤ جس کے ذبحہ کے وقت اللہ عزوجل کا نام لیا گیا ہو اس جانور کو نہ کھاؤ کہ جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو یا وہ اپنی موت مر گیا ہو۔ (المدارک، ج۱، ص۵۳۳)

قرآن مجید کی آیت مبارکہ اور اسکے تحت تفسیر سے یہ بات بخوبی معلوم ہو گئی کہ ہر وہ جانور جس کے ذبح کے وقت اللہ عزوجل کا نام لیا جائے اسے کھانا بالکل جائز ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا: فکلوا بعض لوگ میلاد فاتحہ کے موقع پر ذبح ہونے والے جانور کو جو کہ اللہ عزوجل ہی کے نام پر ذبح ہوتے ہیں حرام و ناجائز کہتے ہیں ان لوگوں کو ان آیات سے درس حاصل کرنا چاہیے۔

بوقت ذبح تسمیہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کے بارے میں احناف کا نظریہ :

۵......شیخ سلیمان الجمل اس مقام پر فرماتے ہیں کہ امام اعظم کے نزدیک اگر کسی نے جان بوجھ کر تسمیہ ترک کیا تو جانور حلال نہ ہوگا اور نسیان کی صورت میں حلال ہو جائے گا۔ بوقت ذبح بسم اللہ پڑھنے سے متعلق بعض اہم مسائل سے متعلق ہم در مختار اور عالمگیری کی عبارتیں پیش کرتے ہیں

خانیہ میں ہے کہ کسی نے قصاب سے ذبح کروایا اور ساتھ ہی خود بھی چھری پر ہاتھ رکھ دیا کہ قصاب کی ذبح کے معاملے میں مدد کرے، ایسی صورت میں دونوں پر بسم اللہ کہنا واجب ہے اگر کسی ایک نے بھی جان بوجھ کر اللہ کا نام ترک کیا یا یہ خیال کر لیا کہ دوسرے نے کہہ لیا ہے مجھے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے دونوں صورتوں میں جانور حلال نہ ہوگا۔ (الدر المختار، کتاب الاضحیة، ج۹، ص۴۸۲)

کسی شخص نے قربانی کا جانور خریدا اور کسی دوسرے شخص کو ذبح کا حکم دیا اور اس (دوسرے شخص) نے ذبح کیا اور کہا کہ میں نے جان بوجھ کر تسمیہ پڑھنا ترک کیا ہے، اس شخص پر ذبیحہ کی قیمت لازم ہوگی اور اسے حکم کیا جائے گا کہ ایک جانور اسی قیمت کا خرید کر ذبح کرے اور اس کا گوشت صدقہ کرے اور اس میں سے خود نہ کھائے، اور یہ اس صورت میں ہے جب کہ ایام نحر باقی ہوں اور اگر ایام نحر باقی نہ ہوں تو اس کی قیمت صدقہ کرے۔ (الفتاوی الهندیة، کتاب الاضحیة، باب فیما یتعلق بالشرکة، ج۵، ص۳۷۵)

☆......☆لکن: الّا کی تفسیر لکن سے کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہاں استثناء منقطع ہے، جیسا کہ صاحب جلال کی عادت مبارکہ ہے، اس لیے کہ مشیت کا تعلق کسی جنس کے ارادے کے ساتھ نہیں ہوتا، بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ استثناء متصل ہے معنی یہ ہے کہ وہ کسی حال میں ایمان نہیں لائیں گے سوائے اس کے کہ مشیت الٰہی ان کے ایمان کے بارے میں ہو۔

مردۃ: یہ مارد کی جمع ہے مارد جھگڑالو کو کہتے ہیں جو برائی پھیلانے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتا ہو۔

من الباطل: زخروف کو اس قید سے مقید کیا کیونکہ زخروف کا اطلاق ہر مزین شے پر ہوتا ہے خواہ وہ حق ہو یا باطل۔
فیعاقبوا: یہ جملہ نکال کر مفسر نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ کلام باری ﷻ میں مضاف محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہوگی "ولیقترفوا عقاب ماھم مقترفون"۔ والمراء بذلک التقریر الخ: یہ عبارت اس سوال مقدر کا جواب ہے کہ نبی پاک ﷺ کے حق میں احکام الٰہیہ میں شک کرنا محال ہے پس جس وصف کا ہونا آپ ﷺ کے حق میں محال ہے اس سے آپ ﷺ کو نہی کیوں کی گئی ہے؟ اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں ایک جواب یہ ہے کہ یہاں پر کفار پر تعریض ہے کہ تم اس نازل کردہ کتاب میں شک کر رہے ہو اس سے باز آجاؤ یا پھر یہاں بظاہر خطاب حضور ﷺ سے ہے اور مراد دیگر لوگ ہیں۔
فی ذلک: یعنی کفار اپنے اس قول میں جھوٹے ہیں کہ جسے اللہ نے مارا ہے وہ تمہارے مارے ہوئے شکار کے مقابلے میں کھائے جانے کا زیادہ حقدار ہے۔ ای عالم: ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ مضاف الیہ کے بعد اسم تفضیل کا پایا جانا......؟ جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں اسم تفضیل بتاویل اسم فاعل استعمال ہوا ہے۔ ان یجعل بینہ وبینھم حکما: یہود و نصاریٰ کے علماء کو خبر دینا مقصود ہے کہ ان کی کتابوں میں سید عالم ﷺ کے اوصاف موجود ہیں۔ یکذبون: خرص کو خزب اس لیے کہا کہ کذب میں جھوٹے گمانوں کی پیروی کی جاتی ہے۔

(الصاوی، ج۲، ص ۲۱۱ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۲

وَنَزَلَ فِی اَبِیْ جَهْلٍ وَغَیْرِہٖ ﴿اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا﴾ بِالْكُفْرِ ﴿فَاَحْیَیْنٰهُ﴾ بِالْهُدٰی ﴿وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ﴾ یَتَبَصَّرُ بِهِ الْحَقَّ مِنْ غَیْرِہٖ وَهُوَ الْاِیْمَانُ ﴿كَمَنْ مَّثَلُهٗ﴾ مَثَلٌ زَائِدَةٌ اَیْ كَمَنْ هُوَ ﴿فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا﴾ وَهُوَ الْكَافِرُ لَا ﴿كَذٰلِكَ﴾ كَمَا زُیِّنَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ الْاِیْمَانُ ﴿زُیِّنَ لِلْكٰفِرِیْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۱۲۲)﴾ مِنَ الْكُفْرِ وَالْمَعَاصِیْ ﴿وَكَذٰلِكَ﴾ كَمَا جَعَلْنَا فُسَّاقَ مَكَّةَ اَكَابِرَهَا ﴿جَعَلْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا لِیَمْكُرُوْا فِیْهَا﴾ بِالصَّدِّ عَنِ الْاِیْمَانِ ﴿وَمَا یَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ لِاَنَّ وَبَالَهٗ عَلَیْهِمْ ﴿وَمَا یَشْعُرُوْنَ (۱۲۳)﴾ بِذٰلِكَ ﴿وَاِذَا جَآءَتْهُمْ﴾ اَیْ اَهْلَ مَكَّةَ ﴿اٰیَةٌ﴾ عَلٰی صِدْقِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ﴾ بِهٖ ﴿حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ﴾ مِنَ الرِّسَالَةِ وَالْوَحْیِ اِلَیْنَا لِاَنَّا اَكْثَرُ مَالًا وَّاَكْبَرُ سِنًّا قَالَ تَعَالٰی ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ بِالْجَمْعِ وَالْاِفْرَادِ، وَ (حَیْثُ) مَفْعُوْلٌ بِهٖ لِفِعْلٍ دَلَّ عَلَیْهِ اَعْلَمُ اَیْ یَعْلَمُ الْمَوْضِعَ الصَّالِحَ لِوَضْعِهَا فِیْهِ فَیَضَعُهَا، وَهٰٓؤُلَآءِ لَیْسُوْا اَهْلًا لَهَا ﴿سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا﴾ بِقَوْلِهِمْ ذٰلِكَ ﴿صَغَارٌ﴾ ذُلٌّ ﴿عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِیْدٌ ۢ بِمَا كَانُوْا یَمْكُرُوْنَ (۱۲۴)﴾ اَیْ بِسَبَبِ

مَکْرِهِمْ ﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ بِاَنْ يَقْذِفَ فِيْ قَلْبِهٖ نُوْرًا فَيَنْفَسِحُ لَهٗ وَيَقْبَلُهٗ كَمَا وَرَدَ فِيْ حَدِيْثٍ ﴿وَمَنْ يُّرِدْ﴾ اللّٰهُ ﴿اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ عَنْ قُبُوْلِهٖ ﴿حَرَجًا﴾ شَدِيْدَ الضِّيْقِ بِكَسْرِ الرَّاءِ صِفَةٌ وَفَتْحِهَا مَصْدَرٌ وُصِفَ بِهٖ مُبَالَغَةً ﴿كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ يَصَّاعَدُ وَفِيْهِمَا اِدْغَامُ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الصَّادِ فِيْ اُخْرٰى بِسُكُوْنِهَا ﴿فِي السَّمَآءِ﴾ اِذَا كُلِّفَ الْاِيْمَانَ لِشِدَّتِهٖ عَلَيْهِ ﴿كَذٰلِكَ﴾ الْجَعْلُ ﴿يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ﴾ اَلْعَذَابَ اَوِ الشَّيْطَانَ اَيْ يُسَلِّطُهٗ ﴿عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ(۱۲۵)﴾ ﴿وَهٰذَا﴾ اَلَّذِيْ اَنْتَ عَلَيْهِ يَامُحَمَّدُ ﴿صِرَاطُ﴾ طَرِيْقُ ﴿رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا﴾ لَاعِوَجَ فِيْهِ وَنَصْبُهٗ عَلَى الْحَالِ الْمُؤَكِّدَةِ لِلْجُمْلَةِ وَالْعَامِلُ فِيْهَا مَعْنَى الْاِشَارَةِ ﴿قَدْ فَصَّلْنَا﴾ بَيَّنَّا ﴿الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ(۱۲۶)﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الذَّالِ اَيْ يَتَّعِظُوْنَ وَخُصُّوْا بِالذِّكْرِ لِاَنَّهُمْ هُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِهَا ﴿لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ﴾ اَيِ السَّلَامَةِ وَهِيَ الْجَنَّةُ ﴿عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(۱۲۷)﴾ ﴿وَ﴾ اُذْكُرْ ﴿يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ﴾ بِالنُّوْنِ وَالْيَاءِ اَيِ اللّٰهُ الْخَلْقَ ﴿جَمِيْعًا﴾ وَيُقَالُ لَهُمْ ﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ﴾ بِاِغْوَائِكُمْ ﴿وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ﴾ اَلَّذِيْنَ اَطَاعُوْهُمْ ﴿مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ﴾ اِنْتَفَعَ الْاِنْسُ بِتَزْيِيْنِ الْجِنِّ لَهُمُ الشَّهَوَاتِ وَالْجِنُّ بِطَاعَةِ الْاِنْسِ لَهُمْ ﴿وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا﴾ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَهٰذَا تَحَسُّرٌ مِنْهُمْ ﴿قَالَ﴾ تَعَالٰى لَهُمْ عَلٰى لِسَانِ الْمَلٰٓئِكَةِ ﴿النَّارُ مَثْوٰكُمْ﴾ مَاْوَاكُمْ ﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾ مِنَ الْاَوْقَاتِ الَّتِيْ يَخْرُجُوْنَ فِيْهَا لِشُرْبِ الْحَمِيْمِ فَاِنَّهٗ خَارِجُهَا كَمَا قَالَ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ فِيْمَنْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّهُمْ يُؤْمِنُوْنَ فَمَا بِمَعْنٰى مَنْ ﴿اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ﴾ فِيْ صُنْعِهٖ ﴿عَلِيْمٌ(۱۲۸)﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿وَكَذٰلِكَ﴾ كَمَا مَتَّعْنَا عُصَاةَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ ﴿نُوَلِّيْ﴾ مِنَ الْوِلَايَةِ ﴿بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا﴾ اَيْ عَلٰى بَعْضٍ ﴿بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ(۱۲۹)﴾ مِنَ الْمَعَاصِيْ.

﴿ترجمہ﴾

(یہ آیت مبارکہ ابوجہل وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی) اور کیا وہ کہ مردہ تھا (کفر کے سبب) تو ہم نے اسے زندہ کیا (ھدایت کے ذریعے) اور اسکے لیے ایک نور کردیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے (مراد نور ایمان ہے جس کی بدولت وہ حق و ناحق کو دیکھتا

ہے) وہ اس جیسا ہو جائے گا (مثل زائد ہے یہ کمن ھو کے درجہ میں ہے) جو اندھیروں میں ہے ان سے نکلنے والا نہیں (مراد کافر ہیں یعنی مومن و کافر برابر نہیں ہو سکتے) یونہی (جیسا کہ مومنین کیلئے ایمان کو مزین کیا) کافروں کی آنکھ میں انکے اعمال (کفر و معصیت) بھلے کر دیئے گئے اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے مکہ مکرمہ کے فساق کو سردار بنا دیا) ہم نے ہر بستی میں اسکے مجرموں کے سرغنہ کئے کہ اس میں داؤ کھیلیں (ایمان سے روک کر) اور داؤ نہیں کھیلتے مگر اپنی جانوں پر (کہ اس کا وبال انہی پر ہے) اور وہ شعور نہیں رکھتے (اس وبال کا) اور جب آئے انکے (یعنی اہل مکہ) کے پاس کوئی نشانی (نبی پاک ﷺ کے صدق پر) تو کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے (نبی پاک ﷺ کے صدق پر آئی ہوئی نشانی پر) جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ ملے جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا (یعنی رسالت، اور ہماری طرف وحی بھی ہو، اس لئے کہ ہمارے پاس مال بھی زیادہ ہے اور عمر میں بھی ہم بڑے ہیں ......۱...... اللہ ﷻ نے فرمایا) اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے (رسالاتہ جمع اور مفرد دونوں طرح سے آیا ہے اور حیث ایسے فعل کا مفعول بہ ہے جس پر لفظ اعلم دلالت کر رہا ہے یعنی اللہ ﷻ رسالت کے صالح مقام و محل کو جانتا ہے اور اسے اس کے مقام پر رکھتا ہے اور یہ لوگ رسالت کے اہل نہیں ہیں) عنقریب مجرموں کو (انکے اس قول کی وجہ سے) ذلت (صغار بمعنی ذل ہے) اللہ کے یہاں پہنچے گی اور سخت عذاب بدلہ انکے مکر کا (یعنی انکے مکر کے سبب ذلت وخواری پہنچے گی) اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اسکا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے (یعنی اسکے دل میں ایمان کا نور ڈال دیتا ہے تو اس کا دل کشادہ ہو کر نور ایمان کو قبول کر لیتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے......۲......) اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے (قبول اسلام سے، ضیقا تخفیف و تشدید دونوں کے ساتھ ہے) خوب رکا ہوا (شدید تنگ حرجا راء کی کسرہ کے ساتھ صفت کا صیغہ اور فتح کے ساتھ مصدر ہے جو مبالغہ کے طور پر لایا گیا ہے) گویا کہ زبردستی چڑھتا ہے (اور ایک قرأت میں یصّاعد ہے دونوں قرأتوں میں تاء کو ضاد سے بدلا گیا ہے اور صاد کا صاد میں ادغام کیا گیا ہے، اصل میں یتصعد اور یتصاعد تھا ایک قرأت میں اسے، یعلم کے وزن پر صاد کے سکون کے ساتھ پڑھا گیا ہے) آسمان پر (جب اسے ایمان کا مکلف کیا جاتا ہے، تو ایمان لانا چونکہ اس پر دشوار ہے تو وہ یوں سمجھتا ہے کہ جیسا کہ اسے زبردستی آسمان کی طرف چڑھا جا رہا ہو) یونہی (مسلط کرنا) مسلط کرتا ہے اللہ (عذاب یا شیطان کو یعنی اللہ ﷻ مسلط کر دیتا ہے عذاب یا شیطان) ایمان نہ لانے والوں پر اور یہ (جس پر آپ ہیں اے محمد ﷺ) راستہ ہے (صراط بمعنی طریق ہے) تمہارے رب کا سیدھا (جس میں کجی نہیں اور مستقیما حال مؤکدہ کی وجہ سے منصوب ہے اور حال میں عامل اسم اشارہ "ھذا" کا معنی ہے) ہم نے مفصل بیان کر دیں (فصلنا بمعنی بینا ہے) آیتیں نصیحت ماننے والوں کیلئے (یذکرون میں دراصل تاء کا ادغام ذال میں ہے یہ یتعظون کے معنی میں ہے ان لوگوں کی تخصیص اسلئے کی گئی ہے کہ یہی لوگ نصیحت سے فائدہ اٹھاتے ہیں) انکے لیے سلامتی کا گھر ہے (مراد جنت ہے السلام بمعنی السلامۃ ہے) اپنے رب کے یہاں اور وہ ان کا مولی ہے یہ انکے کاموں کا پھل ہے اور (یاد کرو) جس دن اٹھائے گا (اللہ ﷻ مخلوق کو یحشرھم یاء اور نون دونوں قرأتوں کے ساتھ

ہے) تمام کو (اوران سے کہا جائے گا) اے جن کے گروہ تم نے بہت آدمی گھیر لیے (گمراہ کرکے) اور انکے دوست (جو انکے پیروکار ہوئے) آدمی عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ اٹھایا......۳(انسان نے جن سے اس طرح فائدہ اٹھایا کہ جنوں نے انسانوں کی خواہشات کو مزین کرکے پیش کیا اور جنوں نے اس طرح کہ انہوں نے انسان کو اپنا مطیع بنالیا) اور ہم اپنی اس میعاد کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی تھی (مراد قیامت کا دن ہے اور یہ انسانوں کی حسرت کا اظہار ہے) فرمائے گا (اللہ ﷻ بزبان فرشتہ) آگ تمہارا ٹھکانہ (مثوکم بمعنی مـاوکم ہے) ہمیشہ اس میں رہو مگر جس (وقت) خدا چاہے (اس سے مراد وہ اوقات ہیں جس میں جہنمی گرم پانی پینے کیلئے باہر نکالے جائیں گے کیونکہ وہ مقام جہنم کے باہر ہے جیسا کہ باری ﷻ نے فرمایا ثم ان مـرجـعهم لاالـى الـجحيم اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مستثنیٰ وہ لوگ ہیں جن کا ایمان لانا علم الٰہی میں ہے اس صورت میں ما بمعنی من ہے) اے محبوب بیشک تمہارا رب حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) اور یونہی (جیسا کہ ہم نے برتنے دیا نافرمان انسانوں اور جنوں کو ایک دوسرے سے) ہم مسلط کرتے ہیں (لفظ نولی، الولایۃ مصدر سے ہے) ظالموں میں ایک کو دوسرے پر......۳(بعضا، علی بعض کے معنی میں ہے) بدلہ انکے لیے (ان کی نافرمانی) کا۔

﴿ترکیب﴾

﴿او من كان ميتا فاحيينه وجعلنا له نورا يمشى به فى الناس كمن مثله فى الظلمت ليس بخارج منها﴾.

همزه: حرف استفہام......و: عاطفہ معطوف علی محذوف "انتم مثلهم" ...... من: موصولہ......كان ميتا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......فاحيينه: جملہ فعلیہ معطوف اول...... و: عاطفہ......جعلنا بمعنی خلقنا: فعل با فاعل......له: ظرف مستقر حال مقدم، نورا: موصوف......يمشى: فعل هو ضمیر ذوالحال......فى الناس: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......به: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر ذوالحال اپنے حال مقدم سے ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، ملکر مبتدا...... كاف: جار...... من: موصولہ...... مثله: مبتدا...... فى: جار...... الظلمت: ذوالحال......ليس بخارج منها: جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كذلك زين للكافرين ما كانوا يعملون﴾..

كـذلـك: ظرف مستقر "تـزيـيـن" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم......زيـن للكفرين: فعل مجہول وظرف لغو...... ما كانوا يعملون: موصول صلہ ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وكذلك جعلنا فى كل قرية اكبر مجرميها ليمكروا فيها وما يمكرون الا بانفسهم وما يشعرون﴾

و: مستانفہ، كذلك: ظرف مستقر "جعلا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم، جعلنا:

فعل بافاعل، فی کل قریۃ : ظرف مستقر مفعول ثانی، اکبر مجرمیھا: مفعول اول، لام: جار، یمکروا: فعل واؤضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ما: نافیہ، یمکرون: فعل واؤضمیر ذوالحال، وما یشعرون: جملہ فعلیہ حال ملکر فاعل، الا: اداۃ حصر، بانفسھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، فیھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا جاء تھم ایۃ قالوا لن نومن حتی نوتی مثل ما اوتی رسل اللہ﴾.

و: عاطفہ...... اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم...... جاء تھم ایۃ: فعل ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: قول...... لن نؤمن: فعل نفی بافاعل...... حتی : جار...... نؤتی: فعل بانائب الفاعل...... مثل : مضاف...... ما اوتی رسل اللہ : موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ﴾.

اللہ: مبتدا...... اعلم: اسم تفضیل بافاعل...... حیث : مضاف...... یجعل رسالتہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سیصیب الذین اجرموا صغار عند اللہ وعذاب شدید بما کانوا یمکرون﴾.

س: حرف استقبال...... یصیب : فعل، الذین اجرموا: موصول صلہ ملکر مفعول، صغار: موصوف...... عند اللہ : ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر معطوف علیہ...... وعذاب شدید: معطوف، ملکر فاعل، بما کانوا یمکرون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام﴾.

ف: مستانف، من: شرطیہ مبتدا...... یرد اللہ : فعل وفاعل، ان یھدیہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... یشرح صدرہ للاسلام: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السمآء﴾.

و: عاطفہ...... من: شرطیہ مبتدا، یرد : فعل بافاعل، ان یضلہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... یجعل: فعل بافاعل...... صدرہ: ذوالحال...... کانما: حرف مشبہ وما کافہ...... یصعد فی السماء: جملہ فعلیہ حال ملکر مفعول اول...... ضیقا حرجا: مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یومنون﴾.

کذلک: ظرف مستقر "جعلا" مصدر محذوف کیلئے صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم...... یجعل اللہ الرجس

: فعل وفاعل ومفعول اول...... علی الذین لایومنون: ظرف مستقر مفعول ثانی ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وهذا صراط ربک مستقیما قد فصلنا الایت لقوم یذکرون﴾.

و: مستانفہ...... هذا : مبتدا...... صراط ربک : ذوالحال......مستقیما: حال ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......

قد: تحقیقیہ...... فصلنا الایت: فعل بافاعل ومفعول......لقوم یذکرون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿لهم دار السلام عند ربهم وهو ولیهم بما کانوا یعملون﴾.

لهم: ظرف مستقر خبر مقدم...... دار السلام: ذوالحال......عند : مضاف...... ربهم: ذوالحال......و: حالیہ......هو: مبتدا...... ولی: صفت مشبہ بافاعل...... هم: ضمیر مضاف الیہ مفعول...... بما کانوا یعملون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر ظرف متعلق بحذوف حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مبتدا موٴخر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ویوم یحشرهم جمیعا یمعشر الجن قد استکثرتم من الانس﴾.

و: مستانفہ...... یوم: مضاف...... یحشر: فعل بافاعل...... هم : ضمیر ذوالحال......جمیعا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف فعل محذوف "نقول" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول...... یمعشر الجن: جملہ ندائیہ...... قد: تحقیقیہ ،استکثرتم من الانس: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالندا اپنی نداء سے ملکر جملہ قولیہ مستانفہ 'ای یوم یحشرهم جمیعا نقول یمعشر الجن الخ"۔

﴿وقال اولیوهم من الانس ربنا استمتع بعضنا ببعض وبلغنا اجلنا الذیٓ اجلت لنا﴾.

و: عاطفہ، قال: فعل، اولیائهم : ذوالحال، من الانس : ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول ربنا: جملہ ندائیہ، استمتع بعضنا ببعض: فعل وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، بلغنا: فعل بافاعل، اجلنا: موصوف ،الذی اجلت لنا: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال النار مثوکم خلدین فیها الا ما شاء الله﴾.

قال: فعل هو ضمیر راجع بسوئے "الله" فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول...... النار: مبتدا...... مثوی: مضاف......کم: ضمیر ذوالحال...... خلدین: اسم فاعل بافاعل...... فی: جار......ها: ضمیر مستثنی منہ......الا: اداۃ استثناء......ماشاء الله : موصول صلہ، ملکر مستثنی، اپنے مستثنی منہ سے ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو "ای خلدین فی کل زمان من الازمن مشیئة الله" یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ان ربک حکیم علیم وکذلک نولی بعض الظلمین بعضا بما کانوا یکسبون﴾.

ان ربک: حرف مشبہ واسم...... حکیم: خبر اول......علیم: خبر ثانی ،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ...... و: مستانفہ، کذلک : ظرف مستقر "تولیۃ" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم...... نولی: فعل بافاعل ......بعض الظلمین: مفعول اول ......بعضا: مفعول ثانی...... بما کانوا یکسبون: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......اومن کان میتا فاحیینہ......☆ابو جہل نے ایک روز سید عالم ﷺ پر کوئی نجس چیز پھینکی اس روز حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کو گئے ہوئے تھے جس وقت وہ ہاتھ میں کمان لئے ہوئے شکار سے واپس آئے تو انہیں اس واقعہ کی خبر دی گئی گو ابھی تک وہ ایمان سے مشرف نہ ہوئے تھے مگر یہ خبر سن کر ان کو نہایت طیش آیا وہ ابو جہل پر چڑھ گئے اور اس کو کمان سے مارنے لگے اور ابو جہل عاجزی وخوشامد کرنے لگا اور کہنے لگا اے ابو یعلی (حضرت امیر حمزہ کی کنیت ہے) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ محمد ﷺ کیسا دین لائے اور انہوں نے ہمارے معبودوں کو برا کہا اور ہمارے باپ دادا کی مخالفت کی اور ہمیں بدعقل بتایا اس پر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے برابر بدعقل کون ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر پتھروں کو پوجتے ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفی ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں اسی وقت حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا حال اس کے مشابہ ہے جو مردہ تھا ایمان نہ رکھتا تھا اللہ عزوجل نے اس کو زندہ کیا اور نور باطن عطا فرمایا اور ابو جہل کی شان یہی ہے کہ وہ کفر وجہل کی تاریکیوں میں گرفتار ہے اور طرح طرح سے حیلوں اور فریبوں اور مکاریوں سے لوگوں کو بہکاتے اور باطل کو رواج دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆......واذا جاء تھم ایۃ......☆ولید بن مغیرہ نے کہا تھا کہ اگر نبوت حق ہو تو اس کا زیادہ مستحق میں ہوں کیونکہ میری عمر سید عالم ﷺ سے زیادہ ہے اور مال بھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

منصب رسالت کا اہل کون؟

١......قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ ضحاک کا قول ہے کہ کافروں کی قوم میں سے ہر ایک کی یہ تمنا تھی کہ اسے منصب رسالت ووحی سے نوازا جائے جیسا کہ اللہ عزوجل نے انکے بارے میں فرمایا کہ ﴿بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً (المدثر:٥٢)﴾ بلکہ ان میں کا ہر شخص چاہتا ہے کہ کھلے صحیفے اس کے ہاتھ میں دے دئے جائیں۔

(روح المعانی، الجزء الثامن، ص٣٦٨)۔

☆......اخرج احمد عن ابن مسعود قال: "ان اللہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد خیر قلوب العباد فاصطفاہ لنفسہ فابعثہ برسالتہ، ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد فوجد قلوب اصحابہ خیر

قلوب العباد فجعلهم وزراء نبيه يقاتلون على دينه ، فما رأى المسلمون حسناً فهو عند الله حسن ، وما رأوه سيئاً فهو عند الله سيء" . احمد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ''اللہ عزوجل نے لوگوں کے دلوں پر نگاہ فرمائی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو سب سے بہتر پایا چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رسالت کے لئے چن لیا، پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دیگر لوگوں کے دلوں کی طرف نگاہ فرمائی تو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کو بہتر پایا اور انہیں اپنے نبی کا وزیر بنا دیا جو اللہ عزوجل کے دین کے لئے قتال کریں گے، تو جو بات مسلمانوں کے نزدیک اچھی ہے وہ اللہ عزوجل کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جسے مسلمان بُرا جانیں وہ بات اللہ عزوجل کے نزدیک بھی بُری ہے۔ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۸۲)

مذکورہ بالا حدیث پاک سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ منصب رسالت کوئی معمولی چیز نہیں جو ہر خواہش کرنے والے شخص کو دے دیا جائے بلکہ یہ ایسا منصب ہے جسے اللہ عزوجل پاک ہستیوں کو ہی عطا فرماتا ہے۔

شرح صدر کا بیان :

۷..... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شرح صدر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس سے مراد وہ نور ہے جو اللہ عزوجل مومن کے دل میں رکھ دیتا ہے جس سے اس کا سینہ کشادہ اور وسیع ہو جاتا ہے'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس کی کوئی علامت بھی ہے؟ فرمایا ''ہاں دار الخلود یعنی ہمیشہ کے گھر کی جانب متوجہ ہو جانا اور دار الغرور یعنی دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا، اور موت سے پہلے موت کی تیاری کرنا اور ایک روایت میں قبل نزول الموت کے بجائے قبل لقی الموت کے الفاظ ہے۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۱۸، ملخصاً)

عماد الدین ابن کثیر تفسیر ابن کثیر میں اسی قسم کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ ﴿فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ......الخ﴾ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کیسے شرح صدر فرماتا ہے؟ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل مومن کے دل میں نور ڈال دیتا ہے جس سے اسکا دل کشادہ اور وسیع ہو جاتا ہے''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کیا اسکی پہچان کے لئے کوئی نشانی بھی ہے؟ فرمایا: ''وہ شخص کہ جس کا سینہ اللہ عزوجل کشادہ کرے وہ آخرت کی طرف مائل ہوتا ہے اور دنیا سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے اور موت سے پہلے موت کی تیاری کی کوشش کرنے لگتا ہے''۔ ایک قول کے مطابق آیت میں موجود صیغہ حَرَجاً اور راء کی فتح کے ساتھ ہیں یعنی اس سے مراد وہ دل ہے جو کہ ہدایت کے لئے کشادہ نہیں ہے اور ایمان جیسی قابل نفع چیز اس میں داخل نہیں ہو سکتی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک بدوی سے جو کہ بنی مدلج قبیلے کا تھا پوچھا کہ حَرَجَة کیا ہے؟ اس بدوی نے کہا کہ ایسا درخت جو مختلف درختوں کے مابین ہو کہ اس طرف نہ تو کوئی چرواہا جا سکے اور نہ ہی کوئی وحشی جانور اور کوئی اور چیز بھی اس تک نہ پہنچ سکتی ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہی حال منافق کا ہے

کہ اس کے دل تک کوئی خیر کی چیز داخل نہیں ہوتی، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل اسکے لئے اسلام کو تنگ کر دیتا ہے حالانکہ اسلام تو بہت وسیع چیز ہے۔ (ابن کثیر، ج۲، ص۲۱۷، ۲۱۸، ملخصاً)

تفسیر صاوی میں مزید یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل نے ازل میں مخلوق کے دو حصے فرمائے شقی اور سعید، اور ہر حصہ کے لئے جدا علامت بھی بنائی جو اس کی سعادت یا شقاوت پر دلالت کرے۔ پس سعادت کی علامت اسلام کے لئے شرح صدر ہونا ہے اور وارد ہونے والے نور اور احکام کو قبول کرنا ہے اور شقاوت کی علامت دل کا تنگ ہونا ہے اور اس کے مطابق باتوں کو قبول کرنا ہے، اور دونوں قسم کے لوگوں کے لئے آخرت میں رہنے کے لئے گھر بنایا ہے پس اہل سعادت کے لئے جنت اور اس کی نعمتیں ہیں اور اہل شقاوت کے لئے عذاب نار۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۱۸، ملخصاً)

انسان اور جنات ایک دوسرے سے نفع اٹھاتے ہیں :

۳......حسن، جریج اور زجاج وغیرہ فرماتے ہیں کہ انسان کا جنوں سے نفع اٹھانا یہ ہے کہ انسانوں میں سے جب کوئی سفر کرتا اور اسے جنوں سے خوف ہوتا تو کہتا کہ میں اس وادی کے سردار جن سے پناہ مانگتا ہوں، اور جن انسانوں سے اس طرح نفع اٹھاتے کہ جن اس بات کا اعتراف کرتے کہ وہ انسان کو پناہ دینے اور انکی مدد کرنے پر قادر ہیں۔ اور محمد بن کعب بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ انسان اور جن ایک دوسرے کی طاعت اور موافقت کے ذریعے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ (روح المعانی، الجزء الثامن، ص۳۷۵)

ظالم ایک دوسرے پر مسلط ہیں :

۴......اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (الانعام: ۱۲۹)﴾ علامہ خازن فرماتے ہیں کہ کذلک میں کاف تنبیہ کے لئے ہے اور مقصود ماقبل کلام پر تنبیہ کا تقاضا کرنا ہے کہ جس طرح انسان اور جن ایک دوسرے سے نفع اٹھاتے ہیں اسی طرح ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے پر عذاب کی صورت میں مسلط کرتے ہیں جیسا کہ آثار میں ہے کہ جو کسی ظالم کی مدد کرے گا اللہ عزوجل سے اس شخص پر مسلط کر دے گا۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ ہم ان میں ایک کو دوسرے کا حمایتی بنادیں گے چنانچہ مؤمن مؤمن کا حمایتی ہوگا چاہے وہ مؤمن کہیں پر بھی ہو، اور کافر کافر کا حمایتی (دوست) ہوگا چاہے وہ کہیں پر بھی ہو۔ اور دوسری روایت میں حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ وہ جہنم میں ایک دوسرے کی پیروی کریں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو انہیں خیر کی جانب پھیر دیتا ہے اور جب کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ فرمائے تو انہیں شر کی جانب پھیر دیتا ہے چنانچہ اس قول کے مطابق کہا جاسکتا ہے کہ جب رعایا ظالم ہو تو اللہ عزوجل ان پر انہی کی مثل ظالم حکمران مسلط کر دیتا ہے پھر جب اللہ ظالم کے ظلم کی نجات کا ارادہ کرے تو وہ ظالم ظلم چھوڑ دیتا ہے۔ (الخازن، ج۲، ص۱۵۷)۔

☆......بیہقی نے حسن سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہمیں بتائیں کہ اللہ عزوجل کی

رضا اور ناراضگی کی علامت کیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العالمین کی جانب سے جواب ملا کہ جب میں ان سے راضی ہوتا ہوں تو ان میں کے اچھے لوگوں کو ان پر حکمران بناتا ہوں اور جب ان سے ناراض ہوتا ہوں تو ان میں سے بُرے لوگوں کو ان پر حکمران بناتا ہوں۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۸٦)

☆......حضرت کعب احبار روایت کرتے ہیں: ''ہر زمانے میں اللہ لوگوں کے دلوں کے مطابق بادشاہ مقرر کردیتا ہے ۔جب اللہ ان کی بہتری کا ارادہ کرے تو نیک بادشاہ مقرر فرماتا ہے اور جب ان کی ہلاکت کا ارادہ کرے تو عیش پرست بادشاہ مقرر فرماتا ہے''۔ (شعب الایمان، رقم۷۳۸۹، ج٦، ص)

☆......حضرت ابراہیم بن ہمش روایت کرتے ہیں کہ میرے والد کہتے تھے، اے اللہ! تو نے ہمارے اعمال کے مطابق ہم پر حکمران مسلط کردیے، جو نہ ہم کو پہچانتے ہیں اور نہ ہی رحم کرتے ہیں۔ (شعب الایمان، رقم ۷۳۹۰، ج٦، ص)

☆......حضرت یونس بن اسحاق اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جیسے تم ہوگے ویسے تم پر حاکم بنائے جائیں گے، یہ حدیث ضعیف ہے۔ (شعب الایمان، رقم ۷۳۹۱، ج٦، ص)

☆......☆لا: یعنی مومن اور کافر برابر نہیں ہے لفظ لا نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہاں استفہام انکاری ہے۔

مثل زائدة: مثل کو زائدہ اس لیے مانا ہے کہ مثل صفت ہے اور ظلمات میں رہنے والی ان کی ذوات ہیں نہ کہ ان کی صفات۔

لفعل دل علیه اعلم: یہ عبارت نکال کر اس اشکال کو دور کیا گیا ہے کہ ''حیث مفعول بہ ہے ظرف نہیں ہے کیونکہ کنایۃً اس سے مراد وہ ذات ہے جس کے ساتھ رسالت قائم ہے اور یہاں اسم تفضیل مفعول بہ کو نصب دے رہا ہے حالانکہ اسم تفضیل مفعول بہ کو نصب نہیں دیتا، مفسر نے اس کا جواب دیا کہ یہاں اسمِ تفضیل اسم فاعل کی تاویل میں ہے۔

ای بسبب مکرهم: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اس طرف اشارہ کیا ہے ''بالسماء'' میں ''باء'' سببیہ اور ''ما'' مصدریہ ہے۔

وخصّوا بالذکر......الخ: بعض لوگ کہتے ہیں نیک لوگ اب نہیں رہے یونہی بعض حضرات کہتے ہیں میں نے کسی نیک آدمی کو نہیں دیکھا علامہ صاوی فرماتے ہیں: حضرت ابن عطاء اللہ نے فرمایا: اولیاء اللہ گویا کہ پردہ نشین دلہنیں ہیں اور مجرموں کو دلہنیں دکھائی نہیں جاتیں۔

باغوائکم: یہ الفاظ نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ کلامِ باری عزوجل میں مضاف محذوف ہے، تقدیری عبارت یہ ہوگی: ﴿قد استکثرتم من اغواء الانس﴾۔ **والموضع الصالح لوضعها فیه:** یعنی وہ ذات جو رسالت کی حقدار ہے وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات ہے۔ **فساق مکة:** مراد مکہ مکرمہ کے مجرمین و گناہ گار، مفسر نے عبارت کا حل یوں نکالا ہے کہ مجرمیھا مفعول اول مؤخر ہے اور اکبر مفعول ثانی مقدم ہے اور فی کل قریۃ ظرف لغو ہے جو کہ جعلنا کے متعلق ہے۔

لان وبال علیهم: یعنی مکر کرنے والے کے مکر کا وبال اسی پر ہے، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿ولا یحیق المکر السیء الا

باھلہ﴾،﴿سیصیب الذین اجرموا صغار عند اللہ﴾۔شدید الضیق: یعنی اصلاً ھدایت قبول نہ کرنے والا مراد ہے۔

لشدتہ علیہ: جس طرح آسمان پر چڑھنا مشکل کام ہے اسی طرح بدبخت شخص پر ایمان کا قبول کرنا بھی مشکل امر ہے، دل اللہ ﷻ کے دست بے مثل میں ہے جس امر پر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے، انسان کا اس پر بس نہیں چلتا کہ اپنے دل کو (اللہ ﷻ کے چاہنے کے باوجود) اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان ومحبت سے روک سکے اسی لیے اللہ ﷻ نے ہمیں ہدایت کی طلب کا حکم ارشاد فرمایا کہ بندہ اپنے رب ﷻ سے ھدایت کا سوال کرتا رہے اور﴿اھدنا الصراط المستقیم﴾﴿ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذا ھدیتنا﴾کہتا رہے۔سید عالم ﷺ کی تعلیم بھی اس بارے میں یہی ہے چنانچہ حضور ﷺ فرمایا کرتے:"اے دلوں اور آنکھوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ"۔اسی لیے عارفین خوف زدہ رہا کرتے تھے اور اپنے علم وعمل پر اتراتے نہ تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ دل اللہ کے دست بے مثل میں ہیں اور وہ انہیں جس طرح چاہے پھیر دے، اور انہیں ایمان پر خاتمہ ہونے کی صورت ہی میں امن حاصل ہوتا تھا اور یہ اللہ ﷻ کی شان ہے کہ جس پر نعمتوں کا اتمام فرمادے اس کا ایمان سلب نہیں فرماتا کیونکہ اللہ ﷻ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

(الصاوی، ج۲، ص ۶۱۶ وغیرہ)۔

بالصد عن الایمان: منقول ہے کہ کفار کے چار، چار افراد مکۃ المکرمہ کے ہر رستے پر بیٹھے تھے اور لوگوں کو نبی پاک ﷺ پر ایمان لانے سے روکتے تھے اور حضور اکرم ﷺ کو معاذ اللہ ﷻ کذاب، ساحر اور کاہن کہا کرتے تھے۔

الحال المؤکدۃ للجملۃ: صاحبِ جمل فرماتے ہیں"مستقیما"کو حال مؤکدہ قرار دینے میں مفسر سے تسامح ہوا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس صورت میں اس کا عامل وجوبی طور پر پوشیدہ ہوتا حالانکہ یہاں ایسا نہیں۔ (الجمل: ج۲، ص ۴۳۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ﴾ اَیْ مِنْ مَجْمُوْعِكُمْ اَیْ بَعْضُكُمُ الصَّادِقِ بِالْاِنْسِ اَوْ رُسُلُ الْجِنِّ، نُذُرُهُمُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ كَلَامَ الرُّسُلِ فَیُبَلِّغُوْنَ قَوْمَهُمْ﴿یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰۤى اَنْفُسِنَا﴾ اَنْ قَدْ بَلَغَنَا قَالَ تَعَالٰی ﴿وَغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا﴾ فَلَمْ یُؤْمِنُوْا ﴿وَشَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ (۱۳۰)﴾﴿ذٰلِكَ﴾ اَیْ اِرْسَالُ الرُّسُلِ ﴿اَنْ﴾ اَللَّامُ مُقَدَّرَةٌ وَهِیَ مُخَفَّفَةٌ اَیْ لِاَنَّهٗ ﴿لَّمْ یَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ﴾مِنْهَا ﴿وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ (۱۳۱)﴾ لَمْ یُرْسَلْ اِلَیْهِمْ رَسُوْلًا یُبَیِّنُ لَهُمْ ﴿وَلِكُلٍّ﴾ مِنَ الْعَامِلِیْنَ ﴿دَرَجٰتٌ﴾ جَزَاءٌ ﴿مِّمَّا عَمِلُوْا﴾ مِنْ خَیْرٍ وَشَرٍّ ﴿وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ (۱۳۲)﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ ﴿وَرَبُّكَ الْغَنِیُّ﴾ عَنْ خَلْقِهٖ وَعِبَادَتِهِمْ ﴿ذُو الرَّحْمَةِ اِنْ

﴿یَشَاْ یُذْهِبْكُمْ﴾ یَا اَهْلَ مَكَّةَ بِالْاِهْلَاكِ ﴿وَیَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَّا یَشَآءُ﴾ مِنَ الْخَلْقِ ﴿كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِنْ ذُرِّیَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِیْنَ(۱۳۳)﴾ اَذْهَبَهُمْ وَلٰكِنَّهُ اَبْقَاكُمْ رَحْمَةً لَّكُمْ ﴿اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ﴾ مِنَ السَّاعَةِ وَالْعَذَابِ ﴿لَاٰتٍ﴾ لَامُحَالَةَ ﴿وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ(۱۳۴)﴾ فَائِتِیْنِ عَذَابَنَا ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ﴾ حَالَتِكُمْ ﴿اِنِّیْ عَامِلٌ﴾ عَلٰی حَالَتِیْ ﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ﴾ مَوْصُوْلَةٌ مَفْعُوْلُ الْعِلْمِ ﴿تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ﴾ اَیِ الْعَاقِبَةُ الْمَحْمُوْدَةُ فِی الدَّارِ الْاٰخِرَةِ اَنَحْنُ اَمْ اَنْتُمْ ﴿اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ﴾ یُسْعِدُ ﴿الظّٰلِمُوْنَ(۱۳۵)﴾ اَلْكَافِرُوْنَ ﴿وَجَعَلُوْا﴾ اَیْ كُفَّارُ مَكَّةَ ﴿لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ﴾ خَلَقَ ﴿مِنَ الْحَرْثِ﴾ اَلزَّرْعِ ﴿وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا﴾ یَصْرِفُوْنَهٗ اِلَی الضِّیْفَانِ وَالْمَسَاكِیْنِ وَلِشُرَكَائِهِمْ نَصِیْبًا یَصْرِفُوْنَهٗ اِلٰی سَدَنَتِهَا ﴿فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ﴾ بِالْفَتْحِ وَالضَّمِّ ﴿وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا﴾ فَكَانُوْا اِذَا سَقَطَ فِیْ نَصِیْبِ اللّٰهِ شَیْءٌ مِنْ نَصِیْبِهَا اِلْتَقَطُوْهُ اَوْ فِیْ نَصِیْبِهَا شَیْءٌ مِنْ نَصِیْبِهٖ تَرَكُوْهُ وَقَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْ هٰذَا كَمَا قَالَ تَعَالٰی ﴿فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَی اللّٰهِ﴾ اَیْ لِجِهَتِهٖ ﴿وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ یَصِلُ اِلٰی شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ﴾ بِئْسَ ﴿مَا یَحْكُمُوْنَ(۱۳۶)﴾ حُكْمُهُمْ هٰذَا ﴿وَكَذٰلِكَ﴾ كَمَا زُیِّنَ لَهُمْ مَاذُكِرَ ﴿زَیَّنَ لِكَثِیْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ﴾ بِالْوَاْدِ ﴿شُرَكَآؤُهُمْ﴾ مِنَ الْجِنِّ بِالرَّفْعِ فَاعِلٌ (زَیَّنَ) وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِبِنَائِهٖ لِلْمَفْعُوْلِ وَرَفْعِ قَتْلَ وَنَصْبِ الْاَوْلَادِ بِهٖ وَجَرِّ شُرَكَائِهِمْ بِاِضَافَتِهٖ، وَفِیْهِ الْفَصْلُ بَیْنَ الْمُضَافِ وَالْمُضَافِ اِلَیْهِ بِالْمَفْعُوْلِ، وَلَا یَضُرُّ، وَاِضَافَةُ الْقَتْلِ اِلَی الشُّرَكَاءِ لِاَمْرِهِمْ بِهٖ ﴿لِیُرْدُوْهُمْ﴾ یُهْلِكُوْهُمْ ﴿وَلِیَلْبِسُوْا﴾ یَخْلِطُوْا ﴿عَلَیْهِمْ دِیْنَهُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ(۱۳۷)﴾ ﴿وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ﴾ حَرَامٌ ﴿لَّا یَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ﴾ مِنْ خِدْمَةِ الْاَوْثَانِ وَغَیْرِهِمْ ﴿بِزَعْمِهِمْ﴾ اَیْ لَاحُجَّةَ لَهُمْ فِیْهِ ﴿وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا﴾ فَلَا تُرْكَبُ كَالسَّوَائِبِ وَالْحَوَامِیْ ﴿وَاَنْعَامٌ لَّا یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا﴾ عِنْدَ ذَبْحِهَا بَلْ یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اَصْنَامِهِمْ وَنَسَبُوْا ذٰلِكَ اِلَی اللّٰهِ ﴿افْتِرَآءً عَلَیْهِ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ بِمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ(۱۳۸)﴾ عَلَیْهِ ﴿وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ﴾ اَلْمُحَرَّمَةِ وَهِیَ السَّوَائِبُ وَالْبَحَائِرُ ﴿خَالِصَةٌ﴾ حَلَالٌ ﴿لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤی اَزْوَاجِنَا﴾ اَیِ النِّسَاءِ ﴿وَاِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً﴾ بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ مَعَ تَانِیْثِ الْفِعْلِ وَتَذْكِیْرِهٖ ﴿فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ﴾ اَللّٰهُ ﴿وَصْفَهُمْ﴾ ذٰلِكَ بِالتَّحْلِیْلِ وَالتَّحْرِیْمِ اَیْ جَزَاءَهٗ ﴿اِنَّهٗ حَكِیْمٌ﴾ فِیْ صُنْعِهٖ ﴿عَلِیْمٌ(۱۳۹)﴾

بِخَلْقِهٖ ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿اَوْلَادَهُمْ﴾ بِالْوَادِ ﴿سَفَهًا﴾ جَهْلًا ﴿بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ﴾ مِمَّا ذُكِرَ ﴿افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ(۱۴۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں کے رسول نہ آئے تھے (یعنی تمہارے مجموعہ میں سے جو صرف انسانوں پر صادق آئے......۱...... یا جنات کے رسول سے مراد وہ ڈرانے والے ہیں جو رسول کا کلام سن کر اپنی قوم میں تبلیغ کرتے ہیں) تم پر میری آیتیں پڑھتے اور تمہیں یہ دن دیکھنے سے ڈراتے وہ کہیں گے ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی (کہ انہوں نے ہم تک پہنچادیا اللہ عزوجل نے فرمایا) اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈالا (تو وہ ایمان نہ لائے) اور خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے یہ (یعنی رسولوں کا بھیجنا) اسلئے کہ (ان سے ما قبل لام مقدر ہے اور ان مخففہ ہے اور ضمیر شان محذوف، اصل میں لانہ تھا) تیرا رب بستیوں کو ظلم سے (یعنی ان میں سے کسی کو ان کے ظلم کے سبب سے) تباہ نہیں کرتا کہ انکے لوگ بے خبر ہوں (جب تک کہ انکے پاس رسول کوئی نہ بھیج دے جو انہیں بیان کردے) اور ہر ایک کیلئے (عالمین میں سے) جزا ہے (درجت بمعنی جزاء ہے) انکے کاموں کی (اچھے ہو یا بُرے) اور تیرا رب انکے اعمال سے بے خبر نہیں (یعلمون تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور اے محبوب تمہارا رب بے پرواہ ہے......۲......(اپنی مخلوق سے اور انکی عبادت سے) رحمت والا ہے، اے لوگوں وہ چاہے تو تمہیں لے جائے (یعنی اے اہل مکہ وہ چاہے تو تمہیں ہلاک کردے) اور جسے چاہے تمہاری جگہ لادے (خلق میں سے) جیسے تمہیں اوروں کی اولاد سے پیدا کیا (کہ انہیں لے گیا اور تمہیں اپنی رحمت سے باقی رکھا) بیشک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی قیامت اور عذاب کا) ضرور آنے والا ہے (لامحالہ) اور تم تھکا نہیں سکتے (ہمارے عذاب سے بھاگ نہیں سکتے) تم فرماؤ (ان سے) اے میری قوم تم اپنی حالت پر کام کئے جاؤ (مکانکم بمعنی حالکم ہے) میں اپنا کام کرتا ہوں (اپنی حالت پر) تو اب جاننا چاہتے ہو کہ کس کا (من موصولہ ہے اور علم کا مفعول بن رہا ہے) رہتا ہے آخرت کا گھر (آخرت میں عاقبت محمودہ کے ہم حقدار ہیں یا تم) بیشک فلاح (یفلح بمعنی یسعد ہے) نہیں پائینگے ظالم......۳......(یعنی کافر) اور انھوں نے بنائے (یعنی کفار مکہ نے) اللہ کے لیے جو اس نے پیدا کیا (ذرا بمعنی خلق ہے) کھیتی (الحرث بمعنی الزرع ہے) اور مویشی میں حصہ......۴......(جسے وہ مہمانوں اور مساکین پر صرف کرتے تھے اور ان کے شرکاء کے لئے حصہ تھا جسے وہ پجاریوں پر خرچ کرتے تھے) تو بولے یہ اللہ کا ہے انکے خیال میں (بزعمهم زاء کے فتح وضمہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور یہ ہمارے شریکوں کا (شرکاء کے حصہ میں سے کچھ حصہ اللہ عزوجل کے حصہ میں شامل ہوجاتا تو اسے اٹھالیتے اور اگر اللہ عزوجل کے حصے میں سے کچھ حصہ شرکاء کے حصہ میں مل جاتا تو اسے رہنے دیتے اور پھر کہتے کہ اللہ عزوجل اس سے بے پرواہ ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا) تو وہ جو انکے شریکوں کا ہے وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا (یعنی اسکی جہت میں) اور جو خدا کا ہے وہ انکے

شریکوں کو پہنچتا ہے کیا ہی برا (سـاء بمعنی بئـس ہے) حکم لگاتے ہیں (یعنی ان کا یہ حکم کیا ہی بُرا ہے) اور یوں ہی (جیسا کہ انکے لیے مزین کیا جو ذکر ہوا) بہت مشرکوں کی نگاہ میں اولاد کا قتل یعنی انہیں زندہ درگور کرنا......۵......) انکے شریکوں نے بھلا کر دکھایا......٦......(یعنی جنوں نے شرکاء رفع کے ساتھ زین کا فاعل ہے اور ایک قرأت میں مجہول ہے اور نائب فاعل قتل ہے اور لفظ اولاد منصوب ہے اور شـرکـائهم اضافت کیوجہ سے مجرور ہے اس صورت میں مضاف اور مضاف الیہ کے مابین مفعول قتل سے فاصلہ ہو جائے گا اور یہ قتـل چونکہ شرکاء کے حکم سے ہوتا ہے اسلئے شرکاء کی طرف قتـل کی اضافت میں کوئی اشکال نہیں) کہ انہیں ھلاک کردیں (یردوھم بمعنی یھلکوھم ہے) اور مشتبہ کردیں (یلبسوا بمعنی یخلطوا ہے) انکا دین ان پر اور اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے تو تم انہیں چھوڑ دو وہ ہیں اور انکے افتراء اور بولے یہ مویشی اور کھیتی روکی ہوئی (یعنی حرام) ہے اسے وہی کھائے جسے ہم چاہیں (یعنی بتوں کے خادم وغیرہ) اپنے جھوٹے خیال سے (یعنی اس معاملے میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں) اور کچھ مویشی ہیں کہ جن پر سواری حرام کی گئی (تو اس پر سوار نہیں ہوتے، جیسا کہ سوائب اور حوامی) اور کچھ مویشی کہ اس پر اللہ کا نام نہیں لیتے (بوقت ذبح بلکہ بتوں کا نام لیتے ہیں اور تقسیم مذکورہ کو وہ اللہ ﷻ کی طرف منسوب کرتے ہیں) یہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے عنقریب وہ انہیں بدلہ دے گا انکے افتراؤں کا (عـلـیـه جار مجرور صلہ محذوف ہے) اور بولے جو کچھ ان مویشیوں کے پیٹ میں ہے (جو حرام کئے گئے ہیں، مراد سائبہ اور بحائر ہیں) حلال (خالصة بمعنی خلال ہے) ہمارے مَردوں کے لیے اور ہماری ازواج (یعنی عورتوں) پر حرام ہے اور مرا ہوا نکلے (میتہ رفع اور نصب دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یکن فعل کو تذکیر و تانیث کے ساتھ پڑھا گیا ہے) تو وہ سب اس میں شریک ہیں قریب ہے کہ وہ (یعنی اللہ ﷻ) انہیں ان کی باتوں کا بدلہ دے گا (یعنی تـحـلـیـل و تـحـریـم پر بدلہ دے گا) بیشک وہ حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) بیشک تباہ ہوئے جنہوں نے قتل کیا (قتـلـوا تخفیف و تشدید دونوں کے ساتھ ہے) اپنی اولاد کو (یعنی بیٹیوں کو زندہ درگور کیا) جہالت سے (سـفـهـا بمعنی جھلا ہے) اور حرام ٹھہراتے ہیں جو اللہ نے انہیں روزی دی (جو مذکور ہوا یعنی کھیتیاں اور چوپائے) اللہ پر جھوٹ باندھنے کو وہ بہکے اور راہ نہ پائی۔

﴿ترکیب﴾

﴿یمعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم ایتی وینذرونکم لقاء یومکم هذا﴾۔

یـمعشر الجن والانس: جملہ ندائیہ...... همزه: حرف استفہام...... لـم یاتکم: فعل نفی و مفعول......رسل: موصوف ،منکم: ظرف مستقر صفت اول......یـقصون علیکم ایتی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......ینذرونکم: فعل با فاعل و مفعول اول...... لقاء: مضاف...... یومکم: موصوف...... هذا: صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر صفت ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقصود بالندا، اپنی ندا سے ملکر قول محذوف "یقال لھم" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قالوا شهدنا على انفسنا وغرتهم الحيوة الدنيا وشهدوا على انفسهم انهم كانوا كفرين ﴾.

قالوا: قول......شهدنا على انفسنا: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ ،و: اعتراضیہ...... غرتهم الحيوة الدنيا: فعل ومفعول وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ...... و: عاطفہ...... شهدوا على انفسهم: فعل بافاعل وظرف لغو......انهم كانوا كفرين: جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلك ان لم يكن ربك مهلك القرى بظلم واهلها غفلون ﴾.

ذلك: مبتدا......ان: مخففہ با"هو" ضمیرشان محذوف اس کا اسم......لم: حرف نفی...... يكن ربك: فعل ناقص بااسم...... مهلك: اسم فاعل بافاعل مضاف...... القرى: ذوالحال...... بظلم: ظرف مستقر حال اول...... و: حالیہ ،اهلها غفلون: جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر مضاف الیہ مفعول،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ بتقدیر"ب" جار مجرور ملکر ظرف مستقر "ثابت" اسم فاعل کیلئے،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولكل درجت مما عملوا وما ربك بغافل عما يعملون ﴾.

و: مستانفہ،لكل: ظرف مستقر خبر مقدم، درجت: موصوف، مما عملوا: ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،و: مستانفہ،ما: مشابہ بلیس،ربك: اسم، ب: زائد، غافل عمايعملون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وربك الغني ذو الرحمة ان يشا يذهبكم ويستخلف من بعدكم ما يشاء ﴾.

و: مستانفہ...... ربك: مبتدا......الغني: خبراول......ذوالرحمة: خبر ثانی......ان: شرطیہ...... يشاء: جملہ فعلیہ شرط ......يذهبكم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......يستخلف: فعل هو ضمیر مستتر ذوالحال......من بعدكم: ظرف مستقر حال ملکر فاعل...... مايشاء: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ثالث،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿كما انشاء كم من ذرية قوم اخرين ﴾.

كاف: جار،ما: مجرور،ملکر ظرف مستقر "انشاء" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم ،انشاء كم: فعل فاعل ومفعول،من: جار،ذرية: مضاف،قوم اخرين: مرکب توصیفی مضاف الیہ مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ

﴿ان ما توعدون لات وما انتم بمعجزين ﴾.

ان: حرف مشبہ......ماتوعدون: موصول صلہ،ملکر اسم......لام: تاکیدیہ...... ات: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ،ما: مشابہ بلیس......انتم: اسم......ب: زائد......معجزين: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل يقوم اعملوا على مكانتكم انى عامل ﴾.

قل : قول......یقوم : جملہ ندائیہ......اعملوا: فعل امر با فاعل...... علی مکانتکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... انی: حرف مشبہ واسم...... عامل: خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ للامر۔

﴿فسوف تعلمون من تکون له عاقبة الدار انه لا یفلح الظلمون ﴾.

ف: عاطفہ للتعلیل...... سوف : حرف استقبال......تعلمون: فعل بافاعل......من: استفہامیہ مبتدا......تکون له: فعل ناقص وظرف مستقر خبر مقدم......عاقبة الدار: اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ تعلیلیہ ،انه:حرف مشبہ واسم...... لایفلح الظلمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿وجعلوا لله مما ذراالحرث والانعام نصیبا﴾.

و: مستانفہ ......جعلوا: فعل بافاعل...... لله: ظرف مستقر مفعول ثانی......ممّاذرا: جارمجرور ظرف مستقر حال مقدم، من: جار......الحرث والانعام: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال مقدم ثانی......نصیبا: ذوالحال اپنے حالین سے ملکر مفعول اول ملکر جملہ علیہ مستانفہ۔

﴿فقالوا هذا لله بزعمهم وهذا لشرکائنا ﴾.

ف: عاطفہ......قالوا: قول......هذا : مبتدا...... لله: ظرف مستقر "کائن" محذوف کیلئے......بزعمهم: ظرف لغو کائن شبہ فعل اسم فاعل اپنے فاعل وظرف مستقر وظرف لغو سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ ،هذا: مبتدا......لشرکائنا: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما کان لله فهو یصل الی شرکائهم ساء ما یحکمون ﴾.

و: عاطفہ...... ما: موصولہ...... کان لله: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... ف: جزائیہ......هو: مبتدا...... یصل الی شرکائهم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "فما کان لشرکائهم" پر معطوف ہے...... ساء: فعل ذم ،مایحکمون: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مبتدا محذوف "حکمهم" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

﴿وکذلک زین لکثیر من المشرکین قتل اولادهم شرکاؤهم لیردوهم ولیلبسوا علیهم دینهم ﴾.

و: مستانفہ...... کذلک: ظرف مستقر "تزیین" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم ،زین: فعل......لام: جار...... کثیر: موصوف...... من المشرکین: ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو "قتل اولادهم" مفعول......شرکاءهم: فاعل...... لام: جار...... یردوهم: جملہ فعلیہ ......و: عاطفہ...... لام: جار......یلبسوا علیهم دینهم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہوکر مجرور،ملکر معطوف،ملکر ظرف لغو ثانی یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولو شاء الله ما فعلوه فذرهم وما يفترون﴾.

و: مستانفہ......لو: شرطیہ...... شاء الله: فعل وفاعل ہوکر بتاویل مصدر ہوکر "عدم فعلهم" مفعول محذوف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......مافعلوه: فعل نفی بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ...... ف: فصیحہ...... ذر: فعل امر بافاعل......هم: معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... مایفترون: موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذاکان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالوا هذه انعام وحرث حجر لا يطعمها الا من نشاء بزعمهم﴾.

و: مستانفہ...... قالوا: فعل واو ضمیر ذوالحال...... بزعمهم: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ قول...... هذه: مبتدا، انعام: معطوف علیہ......وحرث: معطوف،ملکر موصوف...... حجر: صفت اول......لایطعمها: فعل نفی ومفعول،الا: اداۃ حصر، من نشاء: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثانی،ملکر خبر،اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وانعام حرمت ظهورها وانعام لا يذكرون اسم الله عليها افتراء عليه﴾.

و: عاطفہ...... انعام: موصوف......حرمت ظهورها: فعل مجہول ونائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر،مرکب توصیفی،ہوکر مبتدا محذوف "هذه" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "هذه انعام" پر معطوف اول...... و: عاطفہ...... انعام: موصوف...... لایذکرون اسم الله علیها: فعل بافعل ومفعول وظرف لغو......افتراء علیه: شبہ جملہ مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر مبتدا محذوف "هذه" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "هذه انعام" پر معطوف ثانی۔

﴿سيجزيهم بما كانوا يفترون وقالوا ما فى بطون هذه الانعام خالصة لذكورنا ومحرم على ازواجنا﴾.

سیجزیهم: فعل بافاعل ومفعول، بماکانوایفترون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: مستانفہ،قالوا: قول،ما: موصولہ، فی: جار،بطون: مضاف، هذه: مبدل منہ، الانعام: بدل،ملکر مضاف الیہ،مجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر صلہ،ملکر مبتدا، خالصة لذکورنا: شبہ جملہ معطوف علیہ،ومحرم علی ازواجنا: شبہ جملہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وان يكن ميتة فهم فيه شركاء﴾.

و: عاطفہ...... ان: شرطیہ......یکن: فعل ناقص ھو ضمیر راجع بسوئے "مافی بطونها" اسم...... میتة: خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ...... هم: مبتدا...... فیه: ظرف مستقر حال مقدم...... شرکاء: ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل "مافی بطون هذه" پر معطوف ہے۔

﴿سيجزيهم وصفهم انه حكيم عليم﴾.

س : حرف استقبال...... یجزیھم: فعل بافاعل ومفعول...... وصفھم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... انہ: حرف مشبہ واسم...... حکیم علیم: خبران ، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ تعلیلیہ۔

﴿قد خسر الذین قتلوا اولادھم سفھا بغیر علم وحرموا ما رزقھم اللہ افتراء علی اللہ﴾.

قد: تحقیقیہ...... خسر : فعل......الذین : موصول...... قتلوا: فعل واوضمیر ذوالحال...... بغیر علم : ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......اولادھم: مفعول......سفھا: مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......حرموا: فعل بافاعل ، ما: موصولہ......رزقھم اللہ : فعل ومفعول وفاعل......افتراء علی اللہ : شبہ جملہ ہوکر مفعول لہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قد ضلوا وما کانوا مھتدین﴾.

قد: تحقیقیہ...... ضلوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "قد خسر" کی تاکید ہے......و: عاطفہ......ما: نافیہ ، کانوا: فعل ناقص بااسم......مھتدین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......قد خسر الذین قتلوا......☆ زمانہ جاہلیت کے ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو اپنی لڑکیوں کو نہایت سنگ دلی اور بے رحمی کا یہ عالم تھا کہ کتوں کی پرورش کرتے اور اولاد کو قتل کرتے تھے ان کی نسبت یہ ارشاد ہوا کہ تباہ ہوئے اس میں شک نہیں کہ اولاد اللہ ﷻ کی نعمت ہے اور اس کی ہلاکت سے اپنی تعداد کم ہوتی ہے اپنی نسل مٹتی ہے یہ دنیا کا خسارہ ہے گھر کی تباہی ہے اور آخرت میں اس پر عذاب عظیم ہے تو یہ عمل دنیا اور آخرت دونوں میں تباہی کا باعث ہوا اور اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کر لینا اور اولاد جیسی عزیز اور پیاری چیز کے ساتھ اس قسم کی سفاکی اور بے دردی گوارا کرنا انتہا درجہ کی حماقت اور جہالت ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

انسان اور جن میں سے رسول کا ہونا:

علامہ خازن فرماتے ہیں کہ علماء کا اس آیت کے معنی میں اختلاف ہے کہ جنوں میں سے رسول ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نہیں ہوسکتے۔ اور رسول انسانوں میں سے ہوسکتے ہیں اور انہوں نے اس آیت ﴿رسل منکم﴾ کا جواب یہ دیا کہ ان دونوں میں سے ایک میں رسول بھیجے اور مراد اس سے انسان ہیں اور مضاف محذوف ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے کہ ﴿یخرج منھما اللولو والمرجان (الرحمن:۲۲)﴾ اور موتی و مرجان دونوں سمندروں میں سے نکلتے ہیں حالانکہ ان میں سے ایک یعنی نمکین سمندر

سے نکلتا ہے نہ کہ میٹھے سے اور یہ جائز ہے، کہ ان دونوں کا ذکر اللہ ﷻ نے ساتھ کیا ہے جیسا کہ فرمایا ﴿مرج البحرين يلتقيان﴾ (الرحمن ۱۹) جائز ہے، اور سب کا اس بات پر اتفاق ہے۔ اسی طرح انسانوں اور جنوں کا ذکر ایک ساتھ کر کے اور دونوں کو مخاطب کر کے ایک کی یعنی انسان کی طرف کلام کو پھیرا گیا ہے یہ قول فراء، زجاج اور جمہور اہل علم کا ہے، ضحاک کا قول ہے کہ جنوں میں سے بھی رسول ہوتے ہیں جیسا کہ انسانوں میں سے رسول ہوتے ہیں کیونکہ آیت کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ (الخازن، ج۲، ص۱۵۸ ملتقطاملخصا)

اللہ ﷻ غنی ھے !

۲..... علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ بندوں سے اور انکی عبادت سے بے پرواہ ہے اللہ ﷻ اپنے بندوں پر رحم فرماتا ہے اور نافرمانی کے باوجود بھی انہیں مہلت دیتا ہے۔ اور اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ رسولوں کو بھیجنے کی احتیاج اس رب العالمین کو نہیں کہ وہ تو غنی ہے بلکہ یہ اسکی اپنے بندوں پر رحمت ہے اور مابعد قول ﴿ان يشا يذهبكم﴾ بھی اسی بات کی تاسیس کے لئے ہے۔

(البیضاوی، ج۱، ص۵۱۹)

ظالم فلاح نہ پائیں گے !

۳..... علامہ سید محمود آلوسی ارشاد فرماتے ہیں کہ ظالم اپنے مطلوب میں کامیاب نہ ہونگے اور ظلم کو کفر کی جگہ میں رکھا گیا کیونکہ ظلم کفر سے عام ہے۔ جب ظالم فلاح نہیں پاسکے گے تو کافر کیسے پاسکے گا؟ جو کہ ظلم کے بڑے درجے پر ہے۔

(روح المعانی، الجزء الثامن، ص۳۸۲)

کھیتی اور مویشی میں حصہ :

۴..... مشرکین تمام کھیتیوں، جانوروں، پھلوں، ہر قسم کے مالوں میں اللہ ﷻ کے لئے حصہ مقرر کیا کرتے تھے اور بتوں کے لئے بھی، چنانچہ جو حصہ اللہ ﷻ کے لئے مقرر کرتے اسے کمزوروں اور مساکینوں پر خرچ کرتے اور جو حصہ بتوں کے لئے مقرر کرتے اسے بتوں اور اسکے خدام پر خرچ کرتے، پھر اگر ایسا ہوتا کہ اللہ ﷻ کے لئے مقرر کردہ حصے میں سے کچھ حصہ بتوں کے مقررہ حصے میں گر جاتا تو اسے چھوڑ دیتے اور کہتے کہ اللہ ﷻ اس سے بے پرواہ ہے اور جو حصہ بتوں کے لئے مقرر ہے اس میں سے کچھ اللہ ﷻ کے لئے مقرر کردہ حصہ میں گر جاتا تو اسے بتوں کے لئے متعین کردہ حصہ میں شامل کر دیتے اور کہتے کہ یہ محتاج ہیں۔ (البغوی، ص۲۸٤)

بیٹیوں کے فضائل :

۵..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کون و مکاں کی مدنی سلطان ﷺ نے فرمایا ''جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا بہنیں ہوں پھر وہ ان کی اچھی طرح پرورش کرے اور ان کی معاملے میں اللہ ﷻ سے ڈرتا رہے تو اس کے لئے جنت ہے''۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی النفقة، برقم ۱۹۲۳، ص۵۷۰)

☆......ایک روایت میں ہے: ''جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ایک روایت میں ہے: ''پھر وہ ان کی اچھی تربیت کرے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو اس کے لئے جنت ہے''۔

(ایضا،رقم ۱۹۱۹،ص ۵۶۹)

خاندانی منصوبہ بندی:

ے......عصر حاضر کے ممتاز عالم دین علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اپنی تصنیف تبیان القرآن کی جلد نمبر ۳،ص ۶۶۲ پر خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

شیطان نے جو انکے لئے قتل اولاد کو مزین کیا تھا اسکی ایک وجہ یہ تھی کہ شیاطین نے انکے دلوں میں یہ خوف ڈالا کہ اگر بچے زیادہ ہو گئے تو انکی پرورش مشکل ہوگی سو وہ تنگی رزق کے ڈر سے اپنے بچوں کو قتل کر دیتے تھے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ (الاسراء:۳۱)﴾ اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم انہیں بھی رزق دینگے اور تمہیں بھی۔آج کل حکومتی ذرائع نشر و اشاعت سے ضبط تولید اور خاندانی منصوبہ بندی کا بہت زبردست پروپگینڈہ کیا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ کم بچے خوش حال گھرانا اور یہ کہا جاتا ہے کہ قیام پاکستان سے (۴۷تا۹۷ء) تک ملک کی آبادی تقریبا چار گناہ ہوگئی ہے اور ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کے اس سیلاب کے آگے بند باندھنا ضروری ہے۔ملک کے وسائل آبادی کے اس سیلاب کے متحمل نہیں ہوسکتے اس لئے بچے دو ہی اچھے،لیکن خاندانی منصوبہ بندی اور ضبط تولید کی بنیاد تنگی رزق کا خوف ہے اور یہی زمانہ جہالت میں کافروں اور مشرکوں کا نظریہ تھا جس کا قرآن مجید نے سختی کے ساتھ رد کیا ہے اور نبی پاک ﷺ نے اس پر زور دیا ہے کہ بچے زیادہ پیدا کئے جائیں۔

امام ابو موسی اشعث رضی اللہ عنہ متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، مجھے ایک عورت ملی ہے جو بہت خوبصورت اور عمدہ خاندان کی ہے لیکن اس سے بچے نہیں ہوتے (یعنی وہ بانجھ ہے) کیا میں اس سے نکاح کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں'' !وہ دوبارہ آیا اور پھر اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے پھر منع فرمایا،اس نے تیسری مرتبہ آکر اجازت طلب کی تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''محبت کرنے والی اور بچہ دینے والی عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ بے شک میں کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا''۔

(السنن نسائی ،کتاب النکاح،باب کراهية تزويج العقيم، رقم:٣٢٢٤، ص ٧٧٤)

قرآن مجید کی اس صاف آیت اور حدیث صحیح کا صاف منشا اور صریح منشا اولاد کی کثرت ہے نہ کہ اولاد کی قلت !اس لئے خاندانی منصوبہ بندی اور ضبط تولید کا وسائل پیداوار میں کمی کی بنیاد پر پروپگینڈہ کرنا اسلام کے خلاف ہے اور اسکو کسی جبری قانون کے ذریعے عوام پر لاگو کرنا شرعا جائز نہیں البتہ کسی صحیح شرعی عذر کی بناء پر جدید طبی طریقہ سے ضبط ولادت کو روکا جائے تو وہ جائز ہے۔

ضبط تولید کے بارے میں مصنف کی تحقیق :

خاندانی منصوبہ بندی کو کسی عام قانون کے ذریعہ جبراً تمام مسلمانوں پر لاگو کر دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ اول تو اسکی اباحت تمام مکاتب فقہ کے نزدیک متفق نہیں ہے شیخ حزم اور علامہ رویانی عزل کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور بعض فقہاء کراہت کے ساتھ اسکی اجازت دیتے ہیں اور جو فقہاء اسکی بلا کراہت اجازت دیتے ہیں وہ اس کو بیوی کی اجازت کے ساتھ مشروط کرتے ہیں اس لئے خاندانی منصوبہ بندی کو کسی عام قانون کے ذریعہ ہر شخص پر لازم کر دینا شرعاً جائز نہیں ہے اور انفرادی طور پر بھی دو صورتوں میں خاندانی منصوبہ بندی اصلاً جائز نہیں ہے۔

☆ کوئی شخص تنگی رزق (خشية املاق) کے خوف کی وجہ سے ضبط تولید کرے، یہ اسلئے ناجائز ہے کہ اس کا حرمت کی علت ہونا قرآن مجید میں منصوص ہے کہ ﴿وَلَاتَقْتُلُوْااَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ (الاسراء: ۳۱)﴾۔

☆ کوئی شخص لڑکیوں کی پیدائش سے احتراز کے لئے ضبط تولید کرے، کیونکہ ان کی تزویج میں مشقت اور عار کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور یہ نیت زمانہ جاہلیت کے مشرکین عرب کی تھی قرآن وحدیث میں اس کی بہت زیادہ مذمت کی گئی ہے۔

جن صورتوں میں مخصوص حالات کے تحت انفرادی طور پر ضبط تولید جائز ہے وہ حسب ذیل ہیں:

۱......لونڈیوں سے ضبط تولید کرنا تا کہ اولاد مزید غلام ولونڈی بننے سے محفوظ رہے، ہر چند کہ اب لونڈی غلاموں کا رواج نہیں ہے لیکن اسلام کے احکام دائمی اور کلی ہیں اگر کسی زمانہ میں یہ رواج ہو جائے تو لونڈیوں کے ساتھ ضبط تولید کا عمل جائز ہوگا۔

۲......اگر سلسلہ تولید کو قائم رکھنے سے عورت کے شدید بیمار ہونے کا خدشہ ہو تو ضبط تولید جائز ہے۔

۳......اگر مسلسل پیدائش سے بچوں کی تربیت اور نگہداشت میں حرج کا خدشہ ہو تو وقفے سے پیدائش کے لئے ضبط تولید جائز ہے کیونکہ جب گھر میں صرف ایک عورت ہو اور نو دس ماہ بعد دوسرا بچہ آجائے تو اس کے لئے دونوں بچوں کو سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔

۴......حمل اور وضع حمل کے وقفوں کے دوران بعض صورتوں میں انسان اپنی خواہش پوری نہیں کر سکتا اس لئے زیادہ عرصے تک بیوی سے جنسی خواہش پوری کرنے کی نیت سے ضبط تولید کرنا جائز ہے۔

۵......بعض عورتوں کو آپریشن سے بچہ ہوتا ہے بیوی کو آپریشن کی تکلیف اور جان کے خطرے سے بچانے کے لئے یہ عمل جائز ہے۔

۶......جب پیٹ میں مزید آپریشن کی گنجائش نہ رہے تو ایسا طریقہ اختیار کرنا واجب ہے جس سے سلسلہ تولید بالکلیہ بند ہو جائے۔

۷......اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ مزید بچہ پیدا ہونے سے عورت کی جان خطرہ میں پڑ جائے گی تب بھی سلسلہ تولید کو بند کرنا واجب ہے۔

☆......☆ای منه مجموعکم: یہ عبارت نکال کر مفسر نے اس اعتراض کا جواب دیا کہ ظاہر آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ جنات میں بھی رسل گزرے ہیں حالانکہ رسالت انسانوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ مفسر نے اس کے دو جواب دیئے ہیں (۱) ذکر دونوں کو کیا گیا لیکن

اس مجموعہ سے مراد انسان ہیں جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان﴾ حالانکہ یہ دونوں اشیاء میٹھے نہیں بلکہ کھاری سمندر سے نکلتی ہیں (٢) یہاں جن کے لیے لفظ "رسل" استعمال کیا گیا ہے لیکن مراد "رسل الرسل" ہیں یعنی وہ جنات جو انبیاء کرام سے دین سیکھ کر ان کے سفیر و مبلغ بن کر دیگر جنات کی طرف گئے انہیں "رسل" کہا گیا ہے۔

منها: یہ لفظ نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہ جار مجرور محذوف سے متعلق ہو کر لفظ "قوی" سے حال بن رہا ہے۔

ولکنه ابقاکم رحمة لکم: یعنی تمہارے نبی ﷺ کے موجود ہونے کی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کو رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے نہ کہ عذاب بنا کر۔ **بالاهلاک:** یعنی یک بارگی سب کو ھلاک فرما دے ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے جیسا کہ عاد و ثمود کو ھلاک کر دیا۔

من العاملین: سے مراد فرمانبردار و نافرمان ہیں۔ **ای العاقبة المحمودة فی الدار:** اضافت فیوی کی جانب اشارہ ہے، مراد یہ ہے کہ انجام کار کامل سرور و راحت سے مزین ہو گا۔

انحن ام انتم: یہاں یہ مناسبت پائی جا رہی ہے کہ مَن استفہامیہ ہے نہ کہ موصولہ، اگر مَن کو موصولہ بنایا جائے تو کلام یوں ہونا چاہیے کہ "فسوف تعلمون الفریق الذی له عاقبة الدار". **الی سدنتها:** بمعنی خدمتها ہے۔ **الزرع:** دانہ وغیرہ جو بھی بویا جاتا ہے۔ **فکانوا اذا سقط فی نصیب الله شیء من نصیبها التقطوه:** شرکاء کے حصہ میں سے کچھ حصہ اللہ ﷻ کے حصہ میں شامل ہو جاتا تو اسے اٹھا لیتے یعنی کسی چیز کو پاکیزہ جان کر اپنے معبودوں کے حصے سے بدل دیتے ورنہ رہنے دیتے کہ اللہ تو بے پرواہ ہے، یونہی کسی چیز کے ہلاک ہو جانے پر بھی کرتے۔ **ونسبوا ذلک:** سائبہ، حامی، بحیرہ کے اعتبار سے تقسیم کی گئی کہ بالکلیہ نفع اٹھانا ممنوع قرار دیا جائے، یا سواری کرنا ممنوع قرار دیا جائے کہ اپنے اور اپنی اولاد کے لیے اس جانور کا دودھ تو حاصل کر لیں مگر سواری نہیں کر سکتے، یا یہ قسم ہو کہ بوقت ذبح بتوں کے نام لیے جائیں، ملخصا۔ (الصاوی، ج٢، ص ٢٢١ وغیرہ)۔

جزاء: درجات کی تفسیر جزاء سے کر کے مفسر نے اس اشکال کو دور کیا ہے کہ لفظ "درجات" نیکوکاروں کے لیے استعمال ہوتا ہے حالانکہ مذکورہ آیت نیک و بد سب کو شامل ہے، پس مفسر نے اس کا جواب یہ دیا کہ یہاں "درجات" سے مراد "جزاء" ہے اور یہ لفظ "درجات" پانے والے اور اس سے نچلے طبقات دونوں پر صادق آتا ہے۔

حکمهم هذا: حکمهم نکال کر مفسر نے مخصوص بالذم جو کہ محذوف تھا اسے بیان کر دیا اور لفظ هذا نکال کر بیان کر دیا کہ حکمهم مبدل منہ ہے هذا اس کا بدل ہے یہ ملکر مبتداء اور ماقبل جملہ اس کی خبر ہے۔ **وغیرهم:** یعنی دیگر مرد کہ عورتوں کے لیے ان جانوروں سے کسی طرح کا نفع اٹھانا انہوں نے حرام کر رکھا تھا۔

مع تانیث الفعل وتذکیره: فعل ناقص یکن کو اگر علامتِ مضارع تاء کے ساتھ پڑھیں تو وجہ تانیث مافی بطون هذه الانعام کا معنی یعنی الاجنة ہو گا اس قرأت کے مطابق لفظ میتة منصوب ہو گا اور فعل ناقص کو علامتِ مضارع یاء کے ساتھ پڑھیں تو وجہ تذکیر

لفظ مسا کا اعتبار کرنا ہوگا اس صورت میں میتۃ منصوب ہوگا اور اگر لفظ میتۃ کی تانیث مجازی کا اعتبار کرتے ہوئے فعل ناقص کی علامت مضارع یاء کے ساتھ پڑھا جائے تو اس صورت میں لفظ میتۃ مرفوع ہوگا۔ (الجمل، ج۲، ص ٤٤٠ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ﴾ خلق ﴿جَنّٰتٍ﴾ بساتين ﴿مَّعْرُوْشٰتٍ﴾ مبسوطات على الارض كالبطيخ ﴿وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ﴾ بان ارتفعت على ساق كالنخل ﴿وَّ﴾ انشأ ﴿النَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ﴾ ثمره وحبه في الهيئة والطعم ﴿وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا﴾ ورقهما حال ﴿وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ﴾ طعمهما ﴿كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ﴾ قبل النضج ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ﴾ زكاته ﴿يَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ بالفتح والكسر من العشر او نصفه ﴿وَلَا تُسْرِفُوْا﴾ باعطاء كله فلا يبقى لعيالكم شيء ﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (۱۴۱)﴾ المتجاوزين ما حد لهم ﴿وَ﴾ انشأ ﴿مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً﴾ صالحة للحمل عليها كالابل الكبار ﴿وَّفَرْشًا﴾ لا تصلح له كالابل الصغار والغنم سميت فرشا لانها كالفراش الارض لدنوها منها ﴿كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ﴾ طرائقه في التحريم والتحليل ﴿اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (۱۴۲)﴾ بين العداوة ﴿ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ﴾ اصناف بدل من حمولة وفرشا ﴿مِنَ الضَّاْنِ﴾ زوجين ﴿اثْنَيْنِ﴾ ذكرا وانثى ﴿وَمِنَ الْمَعْزِ﴾ بالفتح والسكون ﴿اثْنَيْنِ قُلْ﴾ يا محمد لمن حرم ذكور الانعام تارة واناثها اخرى ونسب ذلك الى الله ﴿ءٰٓالذَّكَرَيْنِ﴾ من الضأن والمعز ﴿حَرَّمَ﴾ الله عليكم ﴿اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ منهما ﴿اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ ذكرا كان او انثى ﴿نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ﴾ عن كيفية تحريم ذلك ﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۱۴۳)﴾ فيه المعنى من اين جاء التحريم؟ فان كان من قبل الذكورة فجميع الذكور حرام، او الانوثة فجميع الاناث، او اشتمال الرحم فالزوجان، فمن اين التخصيص؟ والاستفهام للانكار ﴿وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ اَمْ﴾ بل ﴿كُنْتُمْ شُهَدَآءَ﴾ حضورا ﴿اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا﴾ التحريم فاعتمدتم ذلك لا بل انتم كاذبون فيه ﴿فَمَنْ﴾ اي لا احد ﴿اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ بذلك ﴿لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (۱۴۴)﴾.

﴿ترجمہ﴾

وہی ہے جس نے پیدا کیے.....۱.....(انشا بمعنی خلق ہے) باغ (جنت بمعنی بساتین ہے) بچھے ہوئے (زمین پر پھیلے ہوئے جیسا کہ خربوزے) اور کچھ بے بچھے (جیسے کھجور کے درخت اپنے تنوں پر کھڑے ہوئے) اور (پیدا کیے) کھجور کے درخت اور کھیتیاں اگائیں جس کے کھانے مختلف ہیں (یعنی اسکے پھل اور دانے شکل وصورت اور ذائقے میں مختلف ہیں) اور زیتون اور انار کسی بات میں ملتے (یعنی زیتون اور انار کے پتے ملتے جلتے ہوتے ہیں، متشبھا حال ہے) اور کسی میں الگ (یعنی دونوں ذائقے میں الگ ہیں) کھاؤ اس کا پھل جب پھل لائے (پکنے سے پہلے) اور اسکا حق (یعنی زکوۃ) دو جس دن کٹے (حصادہ حاء کی فتح اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے عشر یا نصف عشر.....۲.....مراد ہے) اور بے جا نہ خرچ کرو.....۳.....(کہ تمام ہی دے ڈالو اور اپنے عیال کیلئے کچھ باقی نہ رکھو) بیشک اسے اسراف کرنے والے پسند نہیں (یعنی اپنی حد سے تجاوز کرنے والے) اور (پیدا کیے) مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے (جو سامان لادنے میں کام آتے ہیں جیسا کہ بڑے اونٹ) اور کچھ زمین پر بچھے (جو سامان لادنے کے کام نہ آئیں جیسا کہ چھوٹے اونٹ اور بکری انہیں فرشا زمین سے قریب ہونے کیوجہ سے کہا) کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو (یعنی اس کے طریقے پر حلال وحرام کرنے کے معاملے میں نہ چلو) بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے (اس کی دشمنی واضح ہے) آٹھ نر ومادہ.....۴.....(ازواج بمعنی اصناف، بدل ہے حمولة وفرشا سے) ایک جوڑ بھیڑ کا (یعنی نر ومادہ) اور ایک جوڑ بکری کا (المعز عین کے فتح اور سکون دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) تم فرماؤ (اے محمد ﷺ ان سے جو کبھی نر چوپایہ حرام قرار دیتے ہیں اور کبھی مادہ چوپایہ اور اسے اللہ عزوجل کی طرف منسوب کرتے ہیں) کیا دو نر (بھیڑ وبکر) حرام کیے (اللہ عزوجل نے تم پر) یا دونوں مادہ (دونوں قسموں سے) یا جسے دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہیں (نر ہو یا مادہ) کسی علم سے بتاؤ (اس تحریم کی کیفیت کے بارے میں) اگر تم سچے ہو (اس معاملے میں، معنی آیت یہ ہے کہ یہ تحریم کہاں سے ثابت ہے اگر یہ تحریم نر ہونے کی سے ہے تو سارے نر حرام ہونے چاہیے اور اگر مادہ ہونے کی وجہ سے حرمت ہو تو ساری مادہ حرام ہونی چاہیے اور جو رحم میں ہے اس کیوجہ سے تحریم ہو تو نر ومادہ دونوں حرام ہونے چاہیے پھر یہ تخصیص کیسی؟ اور ءالذکرین میں ہمزہ استفہام انکاری کے لیے ہے) اور ایک جوڑا اونٹ کا اور ایک جوڑا گائے کا تم فرماؤ کیا اس نے دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہیں کیا (ام بمعنی ہل ہے) تم موجود (یعنی شھداء بمعنی حضورا ہے) تھے جب اللہ نے تمہیں حکم دیا (اس حرمت کا جس پر تم نے اعتماد کر لیا نہیں بلکہ تم اس معاملے میں جھوٹے ہو) پس کون ہے (یعنی کوئی نہیں) اس سے بڑھ کر ظالم جو اللہ پر جھوٹ باندھے (حرمت کے بارے میں) کہ لوگوں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرے بیشک اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔

﴿ترکیب﴾

﴿وھو الذی انشا جنت معروشت وغیر معروشت والنخل والزرع مختلفا اکلہ والزیتون والرمان متشابھا

وغیر متشابہا ﴾.

و: مستانفہ،ھو: مبتدا،الذی: موصول،انشا: فعل بافاعل، جنت: موصوف،معروشات وغیرمعروشات: معطوف علیہ ومعطوف ملکر صفت،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،النخل والزرع: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر ذوالحال، مختلفا اکلہ: اسم فاعل "اکلہ" فاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر حال،ملکر معطوف اول،والزیتون والرمان: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر ذوالحال ،متشابہاو غیر متشابہ: معطوف علیہ ومعطوف ملکر حال،ملکر معطوف ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ کلوا من ثمرہ اذا اثمر واتو حقہ یوم حصادہ ولا تسرفوا ﴾.

کلوامن ثمرہ: فعل امر بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،اتواحقہ: فعل امر بافاعل ومفعول،یوم حصادہ: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول،و: عاطفہ،لاتسرفوا: فعل نہی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی،ملکر جواب شرط مقدم،اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، اثمر: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط مؤخر،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿انہ لا یحب المسرفین ومن الانعام حمولۃ وفرشا ﴾.

انہ: حرف مشبہ واسم...... لایحب المسرفین: جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، و: عاطفہ...... من الانعام: ظرف مستقر حال مقدم...... حمولۃ وفرشا: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر ذوالحال،ملکر ماقبل "ھو الذی انشا جنت معروشات" میں "جنت معروشات" پر معطوف ثالث۔

﴿کلوا مما رزقکم اللہ ولا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین ﴾.

کلوا: فعل امر بافاعل...... ممارزقکم اللہ: ظرف لغو،ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ...... لاتتبعوا: فعل نہی بافاعل......خطوت الشیطن: مفعول،ملکر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... انہ. حرف مشبہ واسم...... لکم: ظرف مستقر حال مقدم......عدو مبین: مرکب توصیفی ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ثمنیۃ ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین ﴾.

ثمنیۃ ازواج: مرکب اضافی مبدل منہ...... اثنین: معطوف علیہ......و: عاطف...... اثنین: معطوف،ملکر بدل اپنے مبدل منہ سے ملکر مفعول،فعل محذوف "انشاء" کیلئے......من الضان: جار مجرور معطوف علیہ،......و: عاطفہ......من المعز: جار مجرور معطوف،ملکر ظرف لغو فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ء الذکرین حرم ام الانثیین اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین ﴾.

قل: قول......ھمزہ: حرف استفہام...... الذکرین: معطوف علیہ......ام: عاطفہ...... الانثیین: معطوف اول،ام:

عاطفہ......ما: موصولہ...... اشتملت علیہ ارحام الانثیین: فعل وظرف لغو وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول...... حرم: فعل بافاعل یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معترضہ۔

﴿نبئونی بعلم ان کنتم صدقین﴾.

نبئونی بعلم: فعل امر بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ...... ان: شرطیہ...... کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "نبئونی بعلم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ

﴿ومن الابل الاثنین ومن البقر الاثنین﴾.

و: عاطفہ، من الابل: جارمجرور، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من البقر: جارمجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو فعل محذوف "انشا" کیلئے، اثنین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اثنین: معطوف، ملکر ماقبل "ثمنیة ازواج" سے بدل ہے، ملکر مفعول، فعل محذوف "انشاء" اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، ومن الابل ...... اثنین: ماقبل "من الضأن اثنین ومن المعز اثنین" پر معطوف ہے۔

﴿قل ء الذکرین حرم ام الانثیین اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین﴾. اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر۱۴۳ میں گزری ہے۔

﴿ام کنتم شھدآء اذ وصکم اللہ بھذا﴾.

ام: منقطعہ استفہامیہ بمعنی بل ...... کنتم: فعل ناقص بااسم......شھداء: اسم فاعل جمع ھم ضمیر مستتر فاعل......اذ: مضاف...... وصکم اللہ بھذا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا لیضل الناس بغیر علم﴾.

ف: فصیحہ، من: استفہامیہ مبتدا، اظلم: اسم تفضیل بافاعل، ممن: جار، من: موصولہ، افتری: فعل ھو ضمیر ذوالحال، بغیر علم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، کذبا: مفعول، لیضل الناس: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "اذا عرفتم ھذا ورسخ فی عقدلکم" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... لایھدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

توحید کا بیان:

۱......رکوع کے آغاز ہی میں اللہ ﷻ نے اپنی قدرت کے کمالات ذکر فرمائے، اور یہی پھل پھول، پرندے، درندے بلکہ انسان اپنے وجود ہی پر غور کرلے تو واحد رب العالمین کی وحدانیت کا درس ملتا ہے لیکن اقوام عالم کی تہذیب وتمدن اور معاشرے میں

اصولی اور بنیادی اختلافات کی سب سے بڑی وجہ توحید باری ﷻ کے عقیدے میں اختلاف کا پایا جانا ہے، بنی نوع انسان کو ایک مرکز پر لانے کا کوئی طریقہ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کہ انہیں معبود واحد کی وحدانیت کے اعتقادی مرکز پر جمع کر دیا جائے لیکن فطرت انسانی محض عقل کی روشنی میں اس مرکز وحدت تک پہنچنے میں ایسی دلیل کی محتاج تھی جو صحیح معنی میں اسے منزل مقصود تک پہنچا دے اور تمام بنی نوع انسان کے لیے ایسی کامل اور قطعی دلیل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ رسالت توحید کی دلیل ہے اور اس دلیل کو دعوی سے اتنا قرب ہے کہ دونوں کے درمیان واو عاطفہ تک کی گنجائش نہیں، معلوم ہوا کہ قرب الٰہی کا ذریعہ صرف اور صرف قرب مصطفائی ہے اور توحید کا وسیلہ رسالت ہے۔

کھیتی کا حق!

۲......کھیتی کے حق سے مراد اس کا عشر اور نصف عشر ہے چنانچہ کس صورت میں عشر لازم ہوگا اور کس صورت میں نصف عشر ہوگا اس بارے میں ہم فقہائے کرام کی تحقیق کو بحوالہ ذکر کرتے ہیں:

☆...... جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے، اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کھیت کی سیرابی چرسے یا ڈول وغیرہ سے ہو اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے۔ اور پانی خرید کر آبپاشی کی گئی ہے تو نصف عشر واجب ہوگا اور اگر وہ کھیت کچھ دنوں مینھ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کچھ دنوں ڈول وغیرہ سے تو غالب کا اعتبار ہوگا یعنی اگر اکثر مینھ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کبھی ڈول وغیرہ سے تو عشر واجب ہوگا اور اکثر ڈول سے سیراب ہوتا ہے اور کبھی مینہ کے پانی سے تو ایسی صورت میں نصف عشر واجب ہوگا۔ (الدر المختار، کتاب الزکوة، باب العشر، ج۳، ص ۲۶٤)

☆...... امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک زمین سے نکلنے والا ہر پودا مثلاً گیہوں، جو، باجرا، دھان، اور ہر قسم کے غلے، لوبیے، پھول، ہری سبزیاں، تربوز، خربوزہ، کھیرا، ککڑی، بوٹیاں، السی وغیرہ کا بیج، دیگر بیج، اخروٹ، بادام، زیرہ، دھنیا کے بیج وغیرہ پر عشر واجب ہے۔

(عالمگیری کتاب الزکوة، باب السادس فی زکوة الزرع والثمار، ج۱، ص ۲۰٤)

☆...... عشر اور نصف عشر جس چیز میں واجب ہوتا ہے اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا یہ نہیں ہوگا کہ مصارف زراعت، ہل بیل، نہروں کے کرائے، حفاظت کرنے والوں کی اجرت وغیرہ نکال کر عشر یا نصف عشر لیا جائے۔

(رد المحتار، کتاب الزکوة، باب العشر، مطلب: مهم فی حکم اراضی، ج۳، ص ۲٦۹)

☆...... جو چیزیں ایسی ہیں کہ جنگی پیداوار سے منافع حاصل کرنا مقصود نہ ہو، اور نہ عادۃً اس زمین سے غلّہ حاصل کیا جاتا ہو اس پر عشر واجب نہ ہوگا جیسے لکڑی، گھاس اور بانس وغیرہ کیونکہ ان اشیاء سے زمین کو فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

(بدائع صنائع، کتاب الزکوة، فصل اما شرائط المحلية، ج۲، ص ۸۸)

☆......جس زمین سے شہد حاصل ہو اس پر عشر واجب ہے جبکہ امام شافعی کے نزدیک شہد پر عشر واجب نہیں ہے انکی دلیل یہ ہے کہ شہد حیوان کا مُتَوَلِّد (پیدا کردہ مادہ) ہے اور انہوں نے اسے ابریسم سے تشبیہ دی ہے جبکہ ہمارے نزدیک اس پر عشر واجب ہوگا اور دلیل حضور ﷺ کا فرمان جو کہ (نصب الرایہ ج٢، ص ٣٩٠) میں مذکور ہے کہ شہد میں عشر واجب ہے۔(الهداية، كتاب الزكوة، باب الزرع، ج٢، ص٦١)

☆...... عشر واجب ہونے کے لئے سال کا گزرنا شرط نہیں ہے کیونکہ یہاں زمینی پیداوار سے منافع مقصود ہے، امام وقت جبراً بھی عشر لے سکتا ہے اور ترکے میں سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے اور عشر دین کی موجودگی میں بھی واجب ہوگا اور چھوٹے بچے، پاگل، مکاتب، ماذون اور وقف کی زمین پر بھی عشر واجب ہوگا اور اسکو مجازاً زکوۃ کا نام دیا گیا ہے۔(الدرالمختار، كتاب الزكوة، باب العشر، ج٣، ص٢٦٥ وغيره)

☆...... کھیتیوں اور پھلوں سے عشر کس وقت لیا جائے گا اس بارے میں ائمہ میں اختلاف پایا گیا ہے چنانچہ امام اعظم اور امام زفر کے نزدیک جب پھل نکل آئیں اور کام کے قابل ہو جائیں اور فساد کا زمانہ بھی گزر جائے اگر چہ ابھی توڑنے کے قابل نہ ہوئے ہوں، عشر واجب ہو جائے گا۔ (الجوهرة النيرة، كتاب الزكوة، باب الزرع و الثمار، الجزء الاول، ص١٥٤)

اسراف نہ کرو!

٣......حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ جو مال تو اللہ ﷻ کی طاعت میں خرچ نہ کرے وہ اسراف ہے۔ تفسیر خازن میں ہے کہ اللہ ﷻ نے پہلے یہ فرمایا کہ اللہ ﷻ نے تمہارے لئے پھل، میوے اور کھیتیاں پیدا کیں تو تم ان میں سے کھاؤ اور جب کھیتیاں پک جائیں اور اپنا پھل لے آئیں تو جس دن کھیتی کٹے اسکا حق ادا کرو یعنی عشر ادا کرو، مطلب یہ کہ جو مال تمہیں اللہ ﷻ نے دیا ہے اس میں سے اللہ ﷻ کی راہ میں بھی خرچ کرو، ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ بے جا نہ خرچو، پتہ چلا کہ جو مال اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ ہوا وہی صحیح جگہ پر خرچ ہوا لہذا بندے کو چاہئے کہ وہ اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنے میں سستی اور تنگ دلی کا مظاہرہ نہ کرے۔

آٹھ قسم کے جانور حلال ھیں:

٤......یہاں اللہ ﷻ نے آٹھ قسم کے جانوروں کا ذکر فرمایا ہے، بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے کے نر و مادہ سب حلال ہیں ۔زمانۂ جاہلیت میں لوگ ان میں سے بعض کو اپنے اوپر یا اپنی عورتوں پر محض ہوائے نفس کی خاطر حرام کر لیتے تھے۔ اللہ ﷻ نے آٹھ جوڑوں کا مفصل بیان کرکے اس مسئلے کو واضح کر دیا کہ ان جانوروں میں کوئی نر و مادہ کسی پر حرام نہیں ہے۔

☆......☆انشا: فعل مقدر نکال کر مفسر اشارہ کیا ہے کہ النخل و الزرع ،جنت پر معطوف ہے۔

طعمهما: یعنی رنگ، بو اور سائز بھی مختلف ہوتی ہے۔ **لا احد**: یہ عبارت نکال کر بتادیا کہ استفہام بیان نفی کے لیے ہے۔

بالفتح و الكسر: لفظ حصاد کو ایک قرأت میں حاء مفتوحہ کے ساتھ اور ایک قرأت میں حاء مسکورہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

صالحة للحمل عليها: اس عبارت کو ذکر کرکے مفسر نے حمولة کا معنی بیان کیا ہے اور زیادہ مناسب یہ تھا کہ حمولة کی

تفسیر کبار سے اور فرش کی تفسیر مغار سے کرتے تا کہ یہ لفظ اونٹ کے ساتھ ساتھ، گائے بکری کو بھی شامل ہو جاتا۔

زکاتہ: یہ حضرت ابن عباس اور انس بن مالک کی تفسیر ہے، اشکال یہ ہے کہ سورۃ الانعام مکی ہے جب کہ فرضیت زکوۃ کا تعلق ہجرت کے تیسرے سال مدینہ منورہ سے ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ متذکرہ آیت مدنی ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حاضر لوگوں کو حق طعام دے دیا جائے اور باقی کھیتی اور پھل وغیرہ کو فقراء کے لیے چھوڑ دیا جائے (یعنی ضرورت کے تحت غلہ وغیرہ رکھ کر باقی فقراء کو دے دیا جائے) اور یہ قول حسن، عطاء اور مجاہد کا ہے لیکن جب فرضیت زکوۃ کی آیت نازل ہوئی تو یہ قول بھی منسوخ قرار پایا، ملخصا۔

صالحة للحمل عليها: مفسر اس جانب گئے ہیں کہ مویشیوں میں چھوٹے اور بڑے قد کے علاوہ بھی ہوتے ہیں اور حمولة کی تفسیر الکبار سے کرتے تو عمومی طور پر اونٹ، گائے، بکری وغیرہ اور فرشا کی تفسیر الصغار سے کرتے کہ جن جانوروں سے اون اور بال وغیرہ حاصل ہوتے ہیں سب شامل ہو جاتا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حمولۃ سے مراد وہ جانور ہیں جن پر سواری ہوتی ہے جیسے اونٹ، ملخصا۔

بین العداوۃ: ہمارے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام سے شیطان کی عداوت ظاہر ہے، اور یہ عداوت ان کی ذریت سے بھی چلتی چلی آ رہی ہے، ایک قول کے مطابق جب حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا معاملہ ہوا تو شیطان شدت عداوت سے (چیخ اور یصرخ صیغے کا معنی نکال لیں)۔

(الصاوی، ج ۲، ص ۲۲٦ وغیرہ)

قبل النضج: یعنی پکنے سے قبل ان میں سے کھایا جاسکتا ہے کیونکہ پک جانے کے بعد چونکہ اس سے عشر متعلق ہوتا ہے اس لیے عشر کی ادائیگی سے قبل اس میں سے کھانا ممنوع ہے، وضاحت تشریح و توضیح میں دیکھیے۔

(الجمل، ج ۲، ص ٤٥١ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۵

﴿قُل لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ﴾ شَیْئًا﴿ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّکُوْنَ ﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ ﴿مَیْتَةً﴾ بِالنَّصْبِ وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ بِالرَّفْعِ مَعَ التَّحْتَانِیَّةِ ﴿ اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا ﴾ سَائِلًا بِخِلَافِ غَیْرِهٖ کَالْکَبِدِ وَالطِّحَالِ ﴿اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ ﴾ حَرَامٌ ﴿اَوْ﴾ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ ﴿ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ﴾ اَیْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِهٖ ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ﴾ اِلٰی شَیْءٍ مِّمَّا ذُکِرَ فَاَکَلَهٗ ﴿ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوْرٌ ﴾ لَهٗ مَا اَکَلَ ﴿رَّحِیْمٌ (۱۴۵)﴾ بِهٖ وَیَلْحَقُ بِمَا ذُکِرَ بِالسُّنَّةِ کُلُّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَمِخْلَبٍ مِنَ الطَّیْرِ ﴿وَعَلَی الَّذِیْنَ هَادُوْا ﴾ اَیِ الْیَهُوْدُ ﴿حَرَّمْنَا کُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ﴾ وَهُوَ مَالَمْ تُفَرَّقْ اَصَابِعُهٗ کَالْاِبِلِ وَالنَّعَامِ ﴿ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَا ﴾ اَلثُّرُوْبَ وَشَحْمَ الْکُلٰی ﴿اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَا﴾ اَیْ مَاعُلِّقَ بِهَا مِنْهُ﴿ اَوِ ﴾ حَمَلَتْهُ ﴿الْحَوَایَا ﴾ اَلْاَمْعَاءُ جَمْعُ حَاوِیَاءٍ اَوْ حَاوِیَةٍ ﴿اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ﴾ مِنْهُ هُوَ شَحْمُ الْاَلْیَةِ فَاِنَّهٗ

اُحِلَّ لَهُمْ ﴿ ذٰلِکَ ﴾ التَّحْرِیْمُ ﴿جَزَیْنٰهُمْ﴾ بِهٖ ﴿ بِبَغْیِهِمْ﴾ بِسَبَبِ ظُلْمِهِمْ بِمَا سَبَقَ فِیْ سُوْرَةِ النِّسَاءِ ﴿ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (۱۴۶) ﴾فِیْ اَخْبَارِنَا وَمَوَاعِیْدِنَا ﴿فَاِنْ کَذَّبُوْکَ﴾ فِیْمَا جِئْتَ بِهٖ ﴿ فَقُلْ﴾ لَهُمْ ﴿ رَّبُّکُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ﴾ حَیْثُ لَمْ یُعَاجِلْکُمْ بِالْعُقُوْبَةِ وَفِیْهِ تَلَطُّفٌ بِدُعَائِهِمْ اِلَی الْاِیْمَانِ﴿وَلَا یُرَدُّ بَاْسُهٗ﴾ عَذَابُهٗ اِذَا جَاءَ ﴿ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ (۱۴۷) ﴾﴿سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَکْنَا ﴾ نَحْنُ ﴿وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ ﴾ فَاِشْرَاکُنَا وَتَحْرِیْمُنَا بِمَشِیْئَتِهٖ فَهُوَ رَاضٍ بِهٖ قَالَ تَعَالٰی ﴿کَذٰلِکَ ﴾ کَمَا کَذَّبَ هٰٓؤُلَاءِ ﴿کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ رُسُلَهُمْ ﴿حَتّٰی ذَاقُوْا بَاْسَنَا ﴾ عَذَابَنَا ﴿قُلْ هَلْ عِنْدَکُمْ مِّنْ عِلْمٍ﴾ بِاَنَّ اللّٰهَ رَاضٍ بِذٰلِکَ ﴿ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا﴾ اَیْ لَاعِلْمَ عِنْدَکُمْ ﴿ اِنْ﴾ مَا ﴿ تَتَّبِعُوْنَ﴾ فِیْ ذٰلِکَ ﴿ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ﴾ مَا ﴿ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ(۱۴۸)﴾ تَکْذِبُوْنَ فِیْهِ ﴿قُلْ ﴾ اِنْ لَمْ تَکُنْ لَکُمْ حُجَّةٌ ﴿فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ﴾ اَلتَّامَّةُ ﴿ فَلَوْ شَآءَ﴾ هِدَایَتَکُمْ ﴿ لَهَدٰکُمْ اَجْمَعِیْنَ (۱۴۹)﴾﴿قُلْ هَلُمَّ ﴾ اَحْضِرُوْا ﴿شُهَدَآءَکُمُ الَّذِیْنَ یَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ﴾الَّذِیْ حَرَّمْتُمُوْهُ ﴿فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ(۱۵۰)﴾یُشْرِکُوْنَ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر (کوئی) چیز حرام مگر یہ کہ ہو (یکون تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) مردار (میتة نصب کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور ایک قرأت میں یکون کو علامتِ مضارع یاء کے ساتھ اور لفظ "میتة" کو رفع کے ساتھ پڑھا گیا ہے) یا رگوں کا بہتا خون (مسفوحا بمعنی سائلا ہے، برخلاف ایسے خون کے جو بہنے والا نہ ہو جیسے کلیجی اور تلی......۱......) یا خنزیر کا گوشت کہ وہ حرام ہے (نجس بمعنی حرام ہے) یا (مگر یہ کہ وہ جانور) بے حکمی کا ہو جس کے ذبح میں غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو (اھل لغیر اللہ بہ کا معنی ہے وہ ذبیحہ جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا جائے) تو جو مجبور ہو (مذکورہ بالا چار چیزوں میں سے کسی جانب، تو اسے کھائے......۲......) نہ یوں کہ آپ خواہش کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے تو بیشک اللہ بخشنے والا ہے (اسے اس ممنوعہ چیزوں کے کھانے پر جو اس نے کھایا) مہربان ہے (اس پر، اور سنت کی رو سے ہر دانت رکھنے والے جانور کو درندہ اور پنجہ سے زخمی کرنے والے کو پرندہ کہتے ہیں) اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا (ھادوا بمعنی یہود ہے) ہر ناخن والا جانور (جنکی انگلیاں الگ الگ نہ ہوں جیسے اونٹ اور شتر مرغ......۳......) اور گائے اور بکری کی چربی ان پر حرام کی (آنتوں کی باریک جھلی اور گردوں کی چربی) مگر جو انکی پیٹھ میں لگی ہو (یعنی جو دونوں جانوروں کی کمر میں لگی ہو) یا (جو ملی ہوئی ہو) آنتوں سے (امعاء بمعنی

الحوایا ہےاور امعاء حاویاء یاحاویۃ کی جمع ہے) یا ہڈی سے ملی ہو (مراد اس سے الیۃ یعنی سُرین کی چربی ہے اور یہ انکے لیے مذکورہ تینوں چیزوں میں حلال تھی) یہ (حرام کرنا) ہم نے انکی سرکشی کا بدلہ دیا (انکے ظلم کے سبب جیسا کہ سورۂ نساء ...... میں گزر چکا) اور بیشک ہم ضرور سچے ہیں (اپنی خبروں اور وعیدوں میں) پھر اگر وہ تمہیں جھٹلائیں (آپ ﷺ کے لائے ہوئے لائحہ عمل حلت وحرمت کے بارے میں تو) تم فرماؤ (ان سے) کہ تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے (کہ وہ سزا دینے میں عجلت یعنی جلدی نہ کرے گا اس کلام میں نرم طریقے سے انہیں ایمان کی طرف بلانا ہے) اور اس کا عذاب نہ پھیر جائے گا (جب وہ آجائے) مجرموں پر سے، اب کہیں گے مشرک کہ اللہ چاہتا تو (ہم) شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے (تو ہمارا شریک ٹھہرانا اور حرام کرنا اس کی مشیت سے ہے اور وہ اس سے راضی ہے ...... اللہ ﷻ نے فرمایا) ایسا ہی (جیسا کہ ان لوگوں نے جھٹلایا) ان سے اگلوں نے (اپنے رسولوں کو) جھٹلایا تھا یہاں تک کہ ہمارا عذاب چکھا (باسنا بمعنی عذابنا ہے) تم فرماؤ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے (کہ اللہ اس (تکذیب انبیاء) سے راضی ہے) تو اسے ہمارے لیے نکالو (یعنی تمہارے پاس کوئی علم نہیں ہے) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) پیروی کرتے تم (تکذیب انبیاء کے معاملے میں) مگر گمان کی اور نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) تم مگر تخمینے لگاتے (یعنی انبیائے کرام کے جھٹلانے کے بارے میں جھوٹ کہتے ہو) تم فرماؤ (اگر تمہارے پاس دلیل نہ ہو) تو اللہ ہی کی حجت پوری ہے ...... (البالغہ بمعنی التامہ ہے) تو وہ چاہتا (تمہاری ھدایت) تو تم سب کو ھدایت فرماتا تم فرماؤ لاؤ (ھلم بمعنی احضروا کے معنی میں ہے) اپنے گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے اسے حرام کیا (جسے تم حرام کرتے ہو) پھر اگر وہ گواہی دے بیٹھیں تو تو اے سننے والے انکے ساتھ گواہی نہ دینا اور ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا جو ہماری آیتیں جھٹلاتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اپنے رب کا برابر والا ٹھہراتے ہیں (یعدلون بمعنی یشرکون ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دما مسفوحا او لحم خنزیر﴾.

قل: قول...... لا اجد: فعل نفی با فاعل...... فی: جار...... ما اوحی الی: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، محرما: اسم مفعول ھو ضمیر مستتر نائب الفاعل ...... علی: جار...... طاعم: موصوف...... یطعمه: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو شبہ جملہ ہو کر مستثنی منہ...... الا: حرف استثناء...... ان: مصدریہ، یکون: فعل ناقص با اسم، او دما مسفوحا او لحم خنزیر: معطوف علیہ ومعطوفان، ملکر خبر ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مستثنی، ملکر مفعول فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فانه رجس او فسقا اهل لغیر الله به﴾.

ف: تعلیلیہ، انه رجس: جملہ اسمیہ تعلیلیہ، او: عاطفہ، فسقا: موصوف، اھل: فعل مجہول ھو ضمیر مستتر ذوالحال

،لغیر الله: ظرف مستقر حال،ملکر نائب الفاعل، بہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر ماقبل "او لحم خنزیر" پر معطوف ہے۔

﴿فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان ربک غفور رحیم﴾.

ف: استنافیہ...... من: شرطیہ مبتدا...... اضطر: فعل مجہول ہو ضمیر ذوالحال...... غیر: مضاف...... باغ: معطوف علیہ ،و: عاطفہ...... لا: نافیہ...... عاد: معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر حال،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فلا مؤخذة" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... ف: تعلیلیہ ......ان ربک غفور رحیم: جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿وعلی الذین هادوا حرمنا کل ذی ظفر﴾.

و: مستانفہ...... علی الذین هادوا: ظرف لغو مقدم، حرمنا: فعل بافاعل، کل ذی ظفر: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ومن البقر والغنم حرمنا علیهم شحومهما الا ما حملت ظهورهما او الحوایا او ما اختلط بعظم﴾.

و: عاطفہ...... من البقر والغنم: ظرف لغو مقدم، حرمنا علیهم: فعل بافاعل وظرف لغو...... شحومهما: مستثنیٰ منہ، الا: اداۃ استثناء...... ما: موصولہ، حملت: فعل...... ظهورهما: معطوف علیہ، اوالحوایا: معطوف اول، او: عاطفہ،ما اختلط بعظم: موصول صلہ،ملکر معطوف ثانی،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مستثنیٰ،ملکر مفعول، حرمنا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک جزینهم ببغیهم وانا لصدقون﴾.

ذلک: مبتدا، جزینهم ببغیهم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، و: مستانفہ، انا الصدقون: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فان کذبوک فقل ربکم ذو رحمة واسعة ولا یرد باسه عن القوم المجرمین﴾.

ف: مستانفہ......ان: شرطیہ...... کذبوک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ......قل: قول......ربکم: مبتدا، ذو: مضاف، رحمة واسعة: مرکب توصیفی ہوکر مضاف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... لا یرد باسه: فعل نفی مجہول ونائب الفاعل...... من القوم المجرمین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿سیقول الذین اشرکوا لو شاء الله ما اشرکنا ولا اباؤنا ولا حرمنا من شیء﴾.

سین: حرف استقبال......یقول الذین اشرکوا: قول، لو: شرطیہ...... شاء الله: فعل وفاعل مفعول محذوف "عدم اشراکنا" ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ما اشرکنا: فعل نفی نا ضمیر معطوف علیہ و: عاطفہ......لا: نافیہ، اباء نا: معطوف،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ، لا: نافیہ......حرمنا: فعل بافاعل......من: زائدہ......شیء: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿کذلک کذب الذین من قبلهم حتی ذاقوا باسنا﴾.

کذلک: جار مجرور ظرف مستقر "تکذیبا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہو کر مفعول مطلق مقدم، کذب: فعل، الذین من قبلهم: موصول صلہ، ملکر فاعل، حتی: جار...... ذاقوا باسنا: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل هل عندكم من علم فتخرجوه لنا﴾.

قل: قول...... هل: حرف استفہام...... عندکم: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم......من: جارہ زائدہ، علم: مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ ملکر جملہ قولیہ...... ف: سببیہ...... تخرجوا: فعل بافاعل ہ ضمیر مفعول...... لنا: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون﴾.

ان: نافیہ...... تتبعون: فعل بافاعل......الا: اداۃ حصر...... الظن: مفعول ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... ان: نافیہ، انتم: مبتدا......الا: اداۃ حصر...... تخرصون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل فلله الحجة البالغة فلو شاء لهدكم اجمعين﴾.

قل: قول... ف: فصیحہ، لله: ظرف مستقر خبر مقدم...... الحجة البالغة: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف "ان لم تكن لكم حجة" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... ف: عاطفہ، لو: شرطیہ......شاء: فعل بافاعل مفعول محذوف "هدايتكم"، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام: تاکیدیہ...... هدى: فعل بافاعل...... کم: مؤکد...... اجمعين: تاکید ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل هلم شهدائكم الذين يشهدون ان الله حرم هذا﴾.

قل: قول، هلم: اسم فعل امر بمعنی "احضروا" بافاعل، شهداء کم: موصوف، الذين موصوله يشهدون: فعل بافاعل، ان الله حرم هذا: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فان شهدوا فلا تشهد معهم﴾.

ف: عاطفہ...... ان: شرطیہ......شهدوا: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ...... لاتشهد: فعل نہی بافاعل......معهم: ظرف مکان، ملکر جملہ فعلیہ جزاء ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تتبع اهواء الذين كذبوا باٰيتنا والذين لا يؤمنون بالاٰخرة وهم بربهم يعدلون﴾.

و: عاطفہ......لاتتبع: فعل نہی بافاعل......اهواء: مضاف، الذين كذبوا باٰيتنا: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......الذين: اسم موصول......لا يؤمنون بالاٰخرة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وهم بربهم يعدلون: جملہ اسمیہ معطوف ملکر صلہ، ملکر معطوف ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "فلاتشهد معهم" پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حرام خون کا بیان:

۱......مسفوحا مصدر السفح کامفعول مطلق ہے،اس سے مراد سیلان (بہتا خون) یا اوپر سے پانی انڈیلنا ہے اور دم مسفوح تمام جانوروں کا حرام ہوتا ہے اگر چہ مچھلی یا مکھی کا ہو اور امام اعظم کے نزدیک مچھلی میں دراصل خون ہوتا ہی نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اس خون کو خشک کیا جائے تو وہ سفید ہو جاتا ہے،اس کے برخلاف دوسرے خون جو کہ جگر اور تلی میں ہوتا ہے پاک ہے،سید عالم ﷺ نے دوقسم کے مردار اور دو ہی قسم کے خون حلال فرمائے اور وہ مچھلی،ٹڈی،کلیجی اور تلی ہے(الصاوی،ج۲،ص ۲۲۹)۔

جان بچانے کے لئے حرام چیز بھی کھانا جائز ہے!

۲......اللہ عزوجل نے مردار،بہتا خون،خنزیر اور بے حکمی کا جانور جسکے ذبح میں غیر خدا کا نام لیا گیا ہو حرام فرمایا،ہاں یہ ضرور ہے کہ انسان حالت اضطرار میں پہنچ جائے اور اضطراری کیفیت میں حرام بقدر ضرورت حلال ہو جاتا ہے یہاں سے پتہ چلا کہ اللہ عزوجل انسان پر ظلم نہیں فرماتا بلکہ انسان پر رحم وکرم فرماتا ہے اور اضطرار کی حالت میں حرام کے کھانے پر بھی مواخذہ نہ کرے گا۔

یہود کے لئے حرمت:

۳......یہود پر ہر جانور جس کی انگلیاں آپس میں جڑی ہو چاہے چوپایہ ہو یا پرندہ حرام کیا گیا تھا اس میں اونٹ اور شتر مرغ داخل ہیں۔ (المدارک،ج۱،ص۵۴۵)

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ہر انگلی رکھنے والے جانور مثلا اونٹ،درندے اور پرندے یہود پر حرام کئے گئے،ایک قول یہ بھی ہے کہ ہر پنجہ اور کھر رکھنے والا جانور حرام کیا گیا اور کُھر کو مجازا ظفر کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔(البیضاوی،ج۱،ص ۵۲٤)۔

یہود کی سرکشی :

۴......یہود کی سرکشی کا کچھ بیان سورۃ النساء کی ان دو آیات میں ہے﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ...... (النساء:۱۵۵)﴾ تو ان کی کیسی بدعہدیوں کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی،اور اس لئے کہ اللہ کی آیات کے منکر ہوئے ......الخ،﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ......(النساء:۱۶۰)﴾ تو یہودیوں کے بڑے ظلم کے سبب ہم نے وہ بعض ستھری چیزیں کہ ان کے لئے حلال تھیں ان پر حرام فرمادیں......۔

مشیئت الٰہی کا بیان :

۵......مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ مشرکین نے یہ بات بنائی تھی کہ اگر اللہ عزوجل چاہتا تو ہم شریک نہ ٹھہراتے،اور یہ بات انکے (یعنی مشرکین کے) کفر اور شرک پر قائم رہنے کی دلیل تھی،اور مشرکین کا یہ بھی کہنا تھا کہ اللہ عزوجل اس بات پر قادر ہے کہ ہمارے اور

ہمارے باطل عقیدے (یعنی کفر و شرک) کے مابین حائل ہو جاتا یہاں تک کہ ہم ایسا نہ کرتے اور جبکہ اللہ عزوجل نے ایسا نہیں کیا تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ راضی ہے، اور اس نے ہمیں اس کا حکم دیا۔ (الخازن، ج۲، ص۱۶۹)

اسی طرح قرآن مجید میں یہ بھی ہے کہ ﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ (النحل: ۳۵)﴾ علامہ صاوی فرماتے ہیں کہ مشرکین نے بات محض اپنے آپ کو حق پر ظاہر کرنے کیلئے کہی تھی نہ کہ قبائح پر عذر کرتے ہوئے وہ دعوی کرتے تھے کہ اسکی مشیت اس کی رضا کو مستلزم ہے۔ پس اللہ عزوجل وہی چاہتا ہے جو اسکی رضا ہوتی ہے اور کفار سے کفر اس کی مشیت سے واقع ہوا ہے تو وہ اس سے راضی بھی ہے تو اے محمد ﷺ آپ یہ کیسے کہتے ہو کہ اللہ عزوجل ہمیں اس کام پر عذاب دے گا جس سے وہ راضی ہے؟ اس شبہ کے ازالہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی مشیت اس کی رضا کو مستلزم نہیں ہے بلکہ معاملہ یہ ہے کہ اگرچہ قبائح اسکی مشیت میں داخل ہیں مگر وہ قبیح باتوں سے راضی نہیں ہے اور حسن بھی اس کی مشیت میں داخل ہے اور وہ اس سے راضی بھی ہوتا ہے پس ہر چیز اس کی مشیت میں داخل ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۳۱)

﴿فلله الحجة البالغة﴾ کے معنی:

۶.....تم پر اللہ عزوجل کی حجت پوری ہوئی یعنی اوامر اور نواھی کے سلسلے میں حجتیں پوری ہوئیں، اسکی مشیت تمہارے حق میں کوئی دلیل نہیں اسلئے کہ اس کی مشیت اس کی رضا کو مستلزم نہیں ہے وہ جو چاہے کرے اور جس چیز کا اپنی حکمت کے مطابق چاہے حکم کرے، اور اس سے اس کی حکمت کے بارے میں کوئی سوال نہیں کر سکتا جبکہ لوگوں سے اس بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اس آیت مبارکہ سے معتزلہ نے دلیل پکڑی ہے کہ کفر اللہ عزوجل کی مشیت اور ارادے سے نہیں ہوتا ورنہ اللہ عزوجل ان کے قول ﴿لو شاء الله ما اشركنا﴾ پر ناراضگی کا اظہار نہ کرتا، اور ان کے قول پر ان کی تکذیب نہ کرتا اللہ عزوجل نے ان کے قول (عموم مشیت) کی تکذیب نہیں کی بلکہ ان کا قول تو اللہ عزوجل کے اس فرمان کے موافق ہے ﴿ولو شاء لهدكم اجمعين﴾ اللہ عزوجل نے یہ نہیں فرمایا کہ تم اپنے اس قول میں جھوٹے ہو، بلکہ اس بات پر ناراضگی فرمائی کہ انہوں نے رسولوں کی اس پیغام میں تکذیب کی، اور رسولوں کا پیغام یہ تھا کہ اللہ عزوجل کفر سے راضی نہیں اور جو اللہ عزوجل نے حرام نہیں کیا وہ یہ حرام کرتے ہیں۔ اور بحائر وغیرہ کی تحریم کو اپنے گمان کے مطابق اللہ عزوجل کی مشیت جانتے ہیں کہ اللہ عزوجل اس حرمت پر راضی ہے۔ (المظھری، ج۲، ص۵۰۸)

☆......☆ شیئا: یہ لفظ نکال کر "محرما" کے موصوف محذوف کی طرف اشارہ کر دیا۔

بالیاء والتاء: "یکون" کو یاء کے ساتھ پڑھنے کی وجہ تو ظاہر ہے اسے علامت مضارع تاء کے ساتھ پڑھنا رعایتِ خبر کی بناء پر ہے۔

فیما ذکر: مذکورہ بالا چار اشیاء مراد ہیں۔ **کل ذی ناب:** جیسے تمام درندے لومڑی، بلی، بھیڑیا وغیرہ۔

ما علق بھا منه: "منه" ضمیر کا مرجع "الشحم" ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۴۵۶ وغیرہ)۔

مخلب من الطیر: جیسا کہ چیل، گدھ، چگادڑ وغیرہ، اور یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور امام مالک کے نزدیک چگادڑ کے سوا تمام پرندے کھانا جائز ہے، اور تمام درندے مکروہ ہیں ماسوا کتے، الانسی اور قرد کے، اور ان کے کراہت اور حرمت کے بارے میں دو اقوال ہیں، پس امام مالک کے مشہور مذہب کے مطابق گھوڑے، خچر اور گدھے کا کھانا حرام ہے اور امام شافعی کے مذہب کے مطابق گھوڑے (خیل) کا کھانا مباح ہے اور خچر اور گدھے کا کھانا غیر مباح ہے۔

ثروب: ثرب کی جمع ہے بمعنی باریک چربی جو کرش اور آنتوں وغیرہ پر چڑھی ہوتی ہے، اور یہاں فقط اسی چربی کے حلال ہونے کا بیان ہے جو کرش پر لگی ہوتی ہے۔ کالابل: مرغابی، بطخ وغیرہ بھی ان پر حرام تھیں۔

فی اخبارنا ومواعیدنا: حرمت کا سبب ان کی بغاوت تھی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرق النساء کی وجہ سے اپنے اوپر اونٹ کا گوشت حرام کر لیا تھا جس کا بیان قرآن میں موجود ہے ﴿کل الطعام حلا لبنی اسرائیل﴾ المختصر۔

ای ذبح علی اسم غیرہ: جیسا کہ قربانی کے ذریعے قُربِ الٰہی مقصود ہوتا ہے اسی طرح بتوں وغیرہ سے قُرب کے حصول کو مانا جائے۔

وفیہ تلطف الخ: مفسر کے متذکرہ جملے سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ اللہ ﷻ کے فرمان ﴿ربکم ذو رحمۃ واسعۃ﴾ یعنی اللہ ﷻ وسیع رحمت فرمانے والا ہے لہٰذا اس فرمان مقدس نشان ﴿ربکم ذو عقاب شدید﴾ کا کیا جواب ہوگا؟ میں کہتا ہوں کہ اللہ چاہتا ہے کہ بندہ توبہ کے ذریعے ایمان کی جانب سبقت کرے اور اس رحیم ذات سے مایوس نہ ہو۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۲۹ وغیرہ)۔

ایک اہم بات

سید المبلغین، رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دنیا اور آخرت دونوں طالب بھی ہیں اور مطلوب بھی، پس جو آخرت کو طلب کرتا ہے دنیا اسے تلاش کرتی ہے یہاں تک کہ وہ اس میں سے اپنا پورا پورا حصہ لے لیتا ہے اور جو دنیا کا طلبگار ہوتا ہے آخرت اسے ڈھونڈتی رہتی ہے یہاں تک کہ موت اسے آکر دبوچ لیتی ہے۔ (الفتوحات المکیہ، الباب الموفی ستین وخمسمائۃ، ج ۸، ص ۴۵۷، دار الفکر بیروت)۔

رکوع نمبر: ٦

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ﴾ اَقْرَءُ ﴿مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا﴾ مُفَسِّرَةٌ ﴿تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ﴾ اَحْسِنُوْا ﴿اِحْسَانًا ج وَلَا تَقْتُلُوْآ اَوْلَادَكُمْ﴾ بِالْوَادِ ﴿مِّنْ﴾ اَجْلِ ﴿اِمْلَاقٍ ط﴾ فَقْرٍ تَخَافُوْنَهُ ﴿نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ﴾ اَلْكَبَائِرَ كَالزِّنَا ﴿مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ اَىْ عَلَانِيَتَهَا وَسِرَّهَا ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ كَالْقَوَدِ وَحَدِّ الرِّدَّةِ وَرَجْمِ الْمُحْصِنِ ﴿ذٰلِكُمْ﴾ اَلْمَذْكُوْرُ ﴿وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (۱۵۱)﴾ تَتَدَبَّرُوْنَ ﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ﴾ اَىْ بِالْخَصْلَةِ الَّتِىْ ﴿هِىَ اَحْسَنُ﴾ وَهِىَ مَافِيْهِ صَلَاحُهٗ ﴿حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ﴾ بِاَنْ يَحْتَلِمَ ﴿وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ج﴾ بِالْعَدْلِ وَتَرْكِ الْبَخْسِ ﴿لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ طَاقَتَهَا فِىْ ذٰلِكَ فَاِنْ اَخْطَاَ فِى الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ صِحَّةَ نِيَّتِهٖ فَلَا مُؤَاخِذَةَ عَلَيْهِ كَمَاوَرَدَ فِىْ حَدِيْثٍ ﴿وَاِذَا قُلْتُمْ﴾ فِىْ حُكْمٍ اَوْ غَيْرِهٖ ﴿فَاعْدِلُوْا﴾ بِالصِّدْقِ ﴿وَلَوْ كَانَ﴾ اَلْمَقُوْلُ لَهٗ اَوْ عَلَيْهِ ﴿ذَا قُرْبٰى﴾ قَرَابَةٍ ﴿وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۱۵۲)﴾ بِالتَّشْدِيْدِ تَتَعِظُوْنَ وَالسُّكُوْنِ ﴿وَاَنَّ﴾ بِالْفَتْحِ عَلٰى تَقْدِيْرِ اللَّامِ وَالْكَسْرِ اِسْتِيْنَافًا ﴿هٰذَا﴾ اَلَّذِىْ وَصَّيْتُكُمْ بِهٖ ﴿صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا﴾ حَالٌ ﴿فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ﴾ اَلطُّرُقَ الْمُخَالِفَةَ لَهٗ ﴿فَتَفَرَّقَ﴾ فِيْهِ حَذْفُ اِحْدَى التَّاءَيْنِ تَمِيْلُ ﴿بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ دِيْنِهٖ ﴿ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۱۵۳)﴾ ﴿ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ﴾ اَلتَّوْرَاةَ وَثُمَّ لِتَرْتِيْبِ الْاَخْبَارِ ﴿تَمَامًا﴾ لِلنِّعْمَةِ ﴿عَلَى الَّذِىْ اَحْسَنَ﴾ بِالْقِيَامِ بِهٖ ﴿وَتَفْصِيْلًا﴾ بَيَانًا ﴿لِّكُلِّ شَىْءٍ﴾ يَحْتَاجُ اِلَيْهِ فِى الدِّيْنِ ﴿وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ﴾ اَىْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ ﴿بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ﴾ بِالْبَعْثِ ﴿يُؤْمِنُوْنَ (۱۵۴)﴾.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ سناؤں (اتل بمعنی اقرء ہے) جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ (الا دراصل ان لا ہے ان مفسرہ ہے) اسکا کوئی شریک ......۱......نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو (احسنوا فعل محذوف ہے) ......۲......اور اپنی اولاد قتل نہ کرو (یعنی بچیوں کو زندہ درگور نہ کرو) تنگدستی کے باعث (من بمعنی اجل ہے ای لاتقتلوا اولادکم لاجل الاملاق) ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے اور بے حیائیوں کے قریب نہ جاؤ (یعنی کبیرہ گناہ کے، جیسا کہ زنا) جو ان میں کھلے ہیں اور جو چھپے (ظاہر اور

باطن بمعنی اعلانیہ اور پوشیدہ ہے) اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے قتل نہ کرو سوائے حق کے......۳......(جیسا کہ قصاص، مرتد کی حد اور شادی شدہ کو رجم کرنا) یہ (مذکورہ احکام) ہیں کہ اللہ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ کہیں تم غور کرو (تعقلون بمعنی تتدبرون ہے) یتیموں کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس (یعنی خصلت کے ساتھ جو) بہت اچھی ہو (جس میں ان کی بھلائی ملحوظ ہو) جب تک وہ اپنی قوت کو پہنچیں (یوں کہ جوان ہو جائیں......۴......) اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو......۵......(یعنی دیانت داری کے ساتھ اور مال گھٹانے کو ترک کرنے کے ساتھ، قسط بمعنی عدل ہے) ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اسکے مقدور بھر (پھر اگر وہ ناپ و تول میں غلطی کر جائے تو اللہ ﷻ اس کی نیت جانتا ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے وسیع بمعنی طاقۃ ہے) اور جب بات کرو (فیصلہ کرو یا کسی اور بارے میں کہو) تو انصاف کی کہو (سچائی کے ساتھ) اگر چہ ہو وہ (جس کے موافق یا مخالف بات کی ہو) قریبی رشتے دار (قربی بمعنی قرابۃ ہے) اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو (تذکرون تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی تتعظون ہے) اور یہ کہ (ان فتح کے ساتھ، لام مقدر ہے یعنی لان اور کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو مستانفہ ہے) یہ ہے (جس کی تمہیں تاکید کی) میرا سیدھا راستہ (مستقیما حال ہے) تو اس پر چلو اور راہیں نہ چلو (جو اللہ ﷻ کے راستے کے مخالف ہو) کہ جدا کریں گے (فتفرق میں ایک تاء حذف ہے یہ بمعنی تمیل ہے) تمہیں اسکی راہ (یعنی اس کے دین) سے یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی (توریت اور لفظ ثم خبر کی ترتیب کیلئے ہے) پورا کرنے کو (نعمت) اس پر جو بھلائی کرے (جو اس بھلائی پر قائم رہے) اور تفصیل (یعنی بیان) ہر کسی چیز کا (جس کی دین میں ضرورت ہو) اور ھدایت اور رحمت کہ کہیں وہ (یعنی بنی اسرائیل) اپنے رب سے ملنے (یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر) ایمان لائیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا به شیئا﴾

قل: قول...... تعالو: فعل امر با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... اتل: فعل با فاعل......ما: موصولہ......حرم ربکم علیکم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبدل منہ...... ان: مصدریہ......لاتشرکوا به شیئا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہو کر بدل ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، اپنے امر سے ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وبالوالدین احسانا و لا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم و ایاھم﴾

و: عاطفہ......بالوالدین: ظرف مستقر "احسنوا" فعل مقدر کیلئے......احسانا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لاتشرکوا به شیئا" پر معطوف ہے، و: عاطفہ...... لاتقتلوا اولادکم من املاق: فعل نہی با فاعل و مفعول و ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، نحن: مبتدا، نرزق: فعل با فاعل......کم: معطوف علیہ...... و ایاھم: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرم الله الا بالحق﴾

و: عاطفہ......لاتقربوا: فعل نہی بافاعل...... الفواحش: مبدل منہ......ماظہر منہا: موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، وما بطن: موصول صلہ ملکر معطوف ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......لاتقتلوا: فعل و ضمیر ذوالحال......النفس: موصوف، التی حرم الله: موصول صلہ ملکر صفت ملکر مفعول......الا: اداۃ حصر......بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلکم وصکم بہ لعلکم تعقلون﴾.

ذلکم: مبتدا...... وصی: فعل بافاعل...... کم: ضمیر ذوالحال...... لعلکم تعقلون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول بہ: بہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی هی احسن حتی یبلغ اشدہ﴾.

و: عاطفہ......لاتقربوا: فعل نہی بافاعل...... مال الیتیم: مفعول...... الا: اداۃ حصر...... ب: جار......التی: موصول، هی احسن: جملہ اسمیہ صلہ ملکر "الخصلة" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو اول "اسی بالخصلة التی هی احسن" ......حتی: جار......یبلغ اشدہ: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واوفوا الکیل والمیزان بالقسط لا نکلف نفسا الا وسعها﴾.

و: عاطفہ، اوفوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال، بالقسط: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، الکیل والمیزان: معطوف علیہ و معطوف ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ، لانکلف: فعل نفی بافاعل، نفسا: مفعول اول، الا: اداۃ حصر، وسعها: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذاقربی وبعهد الله اوفوا﴾.

و: عاطفہ......اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم...... قلتم: فعل بافاعل، ملکر شرط...... ف: جزائیہ، اعدلوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال...... و: حالیہ......لو: شرطیہ غیر جازمہ...... کان: فعل ناقص بااسم......ذاقربی: خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، وبعهد الله: جار مجرور متعلق "اوفوا"، اوفوا: فعل امر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلکم وصکم بہ لعلکم تذکرون وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوہ﴾.

ذلکم: مبتدا......وصی: فعل بافاعل......کم: ضمیر ذوالحال......لعلکم تذکرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول بہ: بہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......ان هذا: حرف مشبہ و اسم...... صراطی: ذوالحال......مستقیما: حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ......ف: فصیحہ...... اتبعوہ: جملہ فعلیہ شرط محذوف...... "اذا اردتم الفوز والنجاة من مهاوی البدع ومساقط الضلالات" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ﴾.

و: عاطفہ،لا: نافیہ،تتبعوا: فعل بافاعل،السبل: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف: سببیہ،تفرق: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال،عن سبیلہ: ظرف مستقر "ای متنائیۃ عن سبیلہ" ملکر فاعل بکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مصدر مؤول ہوکر جواب نہی واقع ہے۔

﴿ذلکم وصکم بہ لعلکم تتقون﴾. اس آیت کی نظیر کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۵۱ میں گزر چکی۔

﴿ثم اتینا موسی الکتب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شیء وھدی ورحمۃ﴾.

ثم: عاطفہ،اتینا موسی الکتب: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، تماما: مصدر بافاعل محذوف...... علی: جار،الذی احسن: موصول صلہ ملکر مجرور ملکر ظرف لغو ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ، تفصیلا: مصدر بافاعل محذوف،لکل شیء: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف اول،وھدی: معطوف ثانی،ورحمۃ: معطوف ثالث،ملکر مفعول لہ یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لعلھم بلقاء ربھم یؤمنون﴾.

لعلھم: حرف مشبہ واسم...... بلقاء ربھم: ظرف لغو مقدم......یومنون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شرک کی حقیقت:

۱......صدر الافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی اپنی کتاب ''اطیب البیان فی ردّ تقویۃ الایمان میں شرح عقائد کے حوالے سے شرک کی تعریف نقل کرتے ہیں:الاشراک ھو اثبات الشریک فی الالوھیۃ یعنی وجوب الوجود کما للمجوس اوبمعنی استحقاق العبادۃ کما لعبدۃ الاصنام یعنی شرک ثابت کرنا ہے شریک کا الوھیت بمعنی وجوب وجود میں جیسا کہ مجوس کرتے ہیں،یا بمعنی استحقاق عبادت میں جیسا بت پرست کرتے ہیں۔کذا فی شرح الفقہ الاکبر للملاّ علی القاری .

مزید صدر الافاضل نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے حوالے سے شرک کی تین اقسام نقل کی ہیں:ایک تو یہ کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے ،دوسرے یہ کہ کسی اور کو اس کے سوا حقیقتاً خالق جانے ،تیسرے عبادت میں کہ غیر خدا کی عبادت کرے یا اس کو مستحق عبادت سمجھے۔

سید عالم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کے بارے میں خبر نہ دوں؟ اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا''۔ (صحیح مسلم،کتاب الایمان،باب بیان الکبائر واکبرھا،رقم :۸۷،ص ۵۳)۔

پیکر حسن جمال صاحب خوش خصال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو،ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کو بھی ذکر فرمایا۔ (صحیح مسلم،کتاب الایمان،باب بیان الکبائر واکبرھا، رقم :۸۹،ص ۵۳)۔

سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ باعث نزول سکینہ فیض گنجینہ صاحب معطر معبر پسینہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنا دین بدل ڈالا تم اسے قتل کردو''۔ (صحیح بخاری، کتاب المرتدین و المعاندین ،باب حکم المرتد و المرتدۃ،رقم :۶۹۲۲،ص۳۱۳)۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک:

۲.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اس شخص کی ناک خاک آلود ہو اور یہ جملہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے والدین دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور انکی خدمت کرکے جنت میں داخل نہ ہو گیا''۔ (ریاض الصالحین، ص ۱۱۵)

☆......نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں، پھر آپ ﷺ نے ان گناہوں میں والدین کی نافرمانی کو بھی ذکر فرمایا۔(صحیح مسلم، کتاب الایمان،باب بیان الکبائر واکبرھا ،رقم :۸۷،ص۵۳)۔

☆......سید عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی رضا والد کی رضا میں ہے، اور اللہ عزوجل کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے، یہ حدیث صحیح ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ،باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین،رقم :۱۹۰۷،ص۵۶۶)۔

☆......نبی پاک صاحب لولاک سلطان ارض وافلاک ﷺ نے فرمایا: ''باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے اگر تو چاہے تو اس کی حفاظت اور اگر چاہے تو اسے ضائع کردے، اس حدیث پاک کو امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے۔(ایضا،رقم :۱۹۰۶،ص ۵۶۵)۔

☆......نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔'' یعنی والدہ کے لیے تواضع اختیار کرنا اور انہیں راضی کرنا، یہ دخول جنت کا سبب ہے۔(الفیض القدیر ،ج۳ ص ۴۷۷)

☆......شہنشاہ مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور جہاد کی اجازت چاہی تو نبی پاک ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا: ''کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کی: جی ہاں! ارشاد فرمایا: تو ان دونوں کی خدمت میں کوشش کر''۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر باب الجہاد باذن الابوین ،رقم: ۳۰۰۴، ص ۴۹۶)۔

احترام مسلم:

۳.....قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ﴿ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق﴾ جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی ہے اسے ناحق نہ مارو، لیکن چند امور ایسے ہیں کہ جن میں قتل کرنا مباح ہوتا ہے وہ یہ ہیں مرتد ہونا، قصاص یا بیاہے ہوئے کا زنا کرنا، بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہو اس کا خون حلال نہیں مگر ان تین سببوں میں سے کسی ایک سبب سے، یا تو بیاہے ہونے کے باوجود اس سے زنا سرزد ہوا ہو یا اس نے کسی کو ناحق قتل کیا ہو اور اس کا قصاص اس پر آتا ہو یا وہ دین چھوڑ کر مرتد ہو گیا ہو۔ (خزائن العرفان،حاشیہ نمبر ۳۱۳)

یتیموں کے مال کی حفاظت ان کے جوان ہونے تک!

۴.....قرآن مجید میں اللہ ﷻ نے یتیموں کے مال کی حفاظت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے زیر سرپرست یتیم کے مال کی حفاظت کرے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے، شعبی اور مالک نے کہا کہ اس عمر تک پہنچ جائے جس میں اس کی نیکیاں اور بدیاں لکھی جاتی ہیں، ابوالعالیہ نے کہا کہ اس عمر کو پہنچے کہ سمجھدار اور صاحب قوت ہو جائے، کلبی کا قول ہے کہ اشد سے مراد اٹھارہ سال کی عمر ہے، ایک قول کے مطابق تیس یا چالیس یا ساٹھ سال کی عمر بھی بتائی گئی ہے، ضحاک کے قول کے مطابق اشد سے مراد بیس سال کی عمر ہے، سدی کے قول کے مطابق تیس سال کی عمر ہے، اور مجاہد فرماتے ہیں کہ تینتیس (۳۳) سال کی عمر مراد ہے، یہ وہ اقوال ہیں جو مفسرین کرام سے اس آیت مبارکہ میں مذکور لفظ اشد کے تحت نازل ہوئے اور ان اقوال میں جو مدت ذکر کی گئی ہے اس جوانی کی نہایت مدت کا بیان ہے نہ کہ مدت ابتداء کا۔ (الخازن، ج۲، ص۱۷۲)

صحیح ناپ تول کا حکم:

۵.....صاحب حق کو اس کا حق عدل اور بغیر کسی کمی کے ادا کرے، تفسیر کبیر میں ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ ناپ اور تول پورا کرنا دونوں انصاف کے معنی میں ہیں تو تکرار کا کیا فائدہ ہے؟ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ اللہ ﷻ نے معطی (دینے والے) کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ حقدار کو بغیر کسی نقصان کے اس کا حق ادا کرے، اور اسی طرح صاحب حق کو بھی یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنا حق لیتے وقت زیادتی نہ چاہے۔ (روح المعانی، الجزء الثامن، ص ٤١٤)

☆......☆اجل: یہ لفظ نکال کر مفسر نے اشارہ کر دیا کہ یہاں "من" سببیہ ہے۔ المذکور: یعنی مذکورہ چار امور۔

ای علانیتھا: کھلے اور ظاہر گناہ جیسے قتل، زنا، چوری وغیرہ۔ الطرق المخالفة: یعنی مخالف ادیان۔ بان یحتلم: یہ اشد کی تفسیر ہے، ابتدائی ایام کے اعتبار سے جب کہ عمر تینتیس ۳۳ سال کو پہنچ جائے اور جوانی کی انتہائی عمر مراد ہے جب کہ انسان کی قوت وحرارت میں تیزی آجاتی ہے، پس ابتدائی جوانی کی عمر بلوغت سے اور اختتامی عمر تینتیس ۳۳ سال تک ہے۔ (الجمل، ج۲، ص ٤٦٥ وغیرہ)۔

وسرّھا: چھپے ہوئے گناہ جیسے عجب، ریا، تکبر، حسد وغیرہ۔ الطرق المنحالفة: یعنی اس سے مراد اسلام کے ماسِوا ادیان ہیں۔

بالخصلة: یہ لفظ نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے التی ھی احسن موصول صلہ مل کر "الخصلة" مصدر کی صفت ہے۔

وثم لترتیب الاخبار: ثم ترتیب ذکری کے لیے ہے، ترتیب زمانی کے لیے نہیں ہے یہ عبارت اس سوال مقدر کا جواب ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نزول قرآن سے پہلے کتاب دی گئی تو پھر یہاں ثمّ کے ساتھ عطف کیسے درست ہوگا کہ ثمّ تو ترتیب مع التراخی کے لیے آتا ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں ثم محض عطف کے لیے آیا ہے جیسا کہ واو عاطفہ ہوتا ہے یہاں ترتیب وتراخی کا قصد نہیں پایا جا رہا۔ للنعمة: یعنی دنیاوی واخروی نعمتیں مراد ہیں۔ بالقیام بہ: یعنی نیک شخص کے نیکی پر قائم رہنے کا

سبب، کہ ان امور کی اتباع کر کے نیکی پر جما رہتا ہے اور برائی سے اجتناب کرتا ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۳۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۷

﴿وَهٰـذَا﴾ الْقُرْآنُ ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ﴾ يَا اَهْلَ مَكَّةَ بِالْعَمَلِ بِمَا فِيْهِ ﴿وَاتَّقُوْا﴾ الْكُفْرَ ﴿لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (۱۵۵)﴾ اَنْزَلْنٰهُ لِ﴿اَنْ﴾ لَا ﴿تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ﴾ اَلْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى ﴿مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ وَاِسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَىْ اِنَّا ﴿كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ﴾ قِرَاءَ تِهِمْ ﴿لَغٰفِلِيْنَ (۱۵۶)﴾ لِعَدَمِ مَعْرِفَتِنَا لَهَا اِذْ لَيْسَتْ بِلُغَتِنَا ﴿اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّا اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّا اَهْدٰى مِنْهُمْ﴾ لِجَوْدَةِ اَذْهَانِنَا ﴿فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ﴾ بَيَانٌ ﴿مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ﴾ لِمَنِ اتَّبَعَهُ ﴿فَمَنْ﴾ اَىْ لَا اَحَدَ ﴿اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ﴾ اَعْرَضَ ﴿عَنْهَا سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ﴾ اَىْ اَشَدَّهُ ﴿بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ (۱۵۷)﴾ ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ﴾ مَايَنْتَظِرُ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ لِقَبْضِ اَرْوَاحِهِمْ ﴿اَوْ يَاْتِىَ رَبُّكَ﴾ اَىْ اَمْرُهُ بِمَعْنٰى عَذَابِهِ ﴿اَوْ يَاْتِىَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ﴾ اَىْ عَلَامَاتُهُ الدَّالَّةُ عَلَى السَّاعَةِ ﴿يَوْمَ يَاْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ﴾ وَهِىَ طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا كَمَا فِىْ حَدِيْثِ الصَّحِيْحَيْنِ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾ اَلْجُمْلَةُ صِفَةُ نَفْسٍ ﴿اَوْ﴾ نَفْسًا لَمْ تَكُنْ ﴿كَسَبَتْ فِىْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ طَاعَةً اَىْ لَاتَنْفَعُهَا تَوْبَتُهَا كَمَا فِى الْحَدِيْثِ ﴿قُلِ انْتَظِرُوْٓا﴾ اَحَدَ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ ﴿اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ (۱۵۸)﴾ ذٰلِكَ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ﴾ بِاخْتِلَافِهِمْ فِيْهِ فَاَخَذُوْا بَعْضَهُ وَتَرَكُوْا بَعْضَهُ ﴿وَكَانُوْا شِيَعًا﴾ فِرَقًا فِىْ ذٰلِكَ وَفِىْ قِرَاءَةٍ فَارَقُوْا اَىْ تَرَكُوْا دِيْنَهُمُ الَّذِىْ اُمِرُوْا بِهِ وَهُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى ﴿لَسْتَ مِنْهُمْ فِىْ شَىْءٍ﴾ فَلَاتَتَعَرَّضْ لَهُمْ ﴿اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ﴾ يَتَوَلَّاهُ ﴿ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ﴾ فِى الْاٰخِرَةِ ﴿بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (۱۵۹)﴾ فَيُجَازِيْهِمْ بِهِ وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ﴾ اَىْ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴿فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ اَىْ جَزَاءُ عَشْرِ حَسَنَاتٍ ﴿وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا﴾ اَىْ جَزَاؤُهُ ﴿وَهُمْ لَايُظْلَمُوْنَ (۱۶۰)﴾ يُنْقَصُوْنَ مِنْ جَزَائِهِمْ شَيْئًا ﴿قُلْ اِنَّنِىْ هَدٰىنِىْ رَبِّىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ وَيُبْدَلُ مِنْ مَحَلِّهِ ﴿دِيْنًا قِيَمًا﴾ مُسْتَقِيْمًا ﴿مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۶۱)﴾ ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِىْ وَنُسُكِىْ﴾ عِبَادَتِىْ مِنْ حَجٍّ وَغَيْرِهِ ﴿وَمَحْيَاىَ﴾ حَيَاتِىْ ﴿وَمَمَاتِىْ﴾ مَوْتِىْ ﴿لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱۶۲)﴾ ﴿لَاشَرِيْكَ لَهٗ﴾ فِىْ ذٰلِكَ ﴿وَبِذٰلِكَ﴾ اَىِ التَّوْحِيْدِ ﴿اُمِرْتُ وَاَنَا

اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ(۱۶۳)﴾ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ﴿قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا﴾ اِلٰهًا اَیْ لَا اَطْلُبُ غَیْرَهٗ ﴿وَّهُوَ رَبُّ﴾ مَالِکُ ﴿کُلِّ شَیْءٍ وَّلَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ﴾ ذَنْبًا ﴿اِلَّا عَلَیْهَا وَلَا تَزِرُ﴾ تَحْمِلُ نَفْسٌ ﴿وَّازِرَةٌ﴾ اٰثِمَةٌ ﴿وِّزْرَ﴾ نَفْسٍ ﴿اُخْرٰی ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ(۱۶۴)﴾ ﴿وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ﴾ جَمْعُ خَلِیْفَةٍ اَیْ یُخْلِفُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا فِیْهَا ﴿وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ﴾ بِالْمَالِ وَالْجَاهِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ ﴿لِّیَبْلُوَکُمْ﴾ لِیَخْتَبِرَکُمْ ﴿فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ﴾ اَیْ اَعْطَاکُمْ اِیَّاهُ لِیَظْهَرَ الْمُطِیْعُ مِنْکُمْ وَالْعَاصِیْ ﴿اِنَّ رَبَّکَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ﴾ لِمَنْ عَصَاهُ ﴿وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ﴾ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿رَّحِیْمٌ(۱۶۵)﴾ بِهِمْ.

﴿ترجمہ﴾

اور یہ (قرآن) برکت والی کتاب ......۱...... ہم نے اتاری تو اسکی پیروی کرو (اے اہل مکہ اس میں موجود احکام پر عمل کرو) اور بچو (کفر سے) کہ تم پر رحم ہو (ہم نے یہ کتاب اسلئے نازل کی) کہ (نہ) کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں (یعنی یہود و نصاری) پر نازل ہوئی تھی اور تحقیق (ان مخففہ ہے اسکا اسم انا ضمیر متکلم محذوف ہے) اور ہمیں انکے پڑھنے پڑھانے (دراستهم بمعنی قرأتهم ہے) کی کچھ خبر نہ تھی (کہ ہماری زبان نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں اس کی کچھ معرفت نہ تھی) یا کہو کہ ہم پر کتاب اترتی تو ہم ان سے زیادہ ٹھیک راہ پر ہوتے (اپنی ذہنی عمدگی کی وجہ سے) تو تمہارے پاس روشن بیان (بینة بمعنی بیان ہے) تمہارے رب کی طرف سے آیا اور ھدایت اور رحمت (اس کی پیروی کرنے والے کیلئے) تو کون ہے (یعنی کوئی نہیں) اس سے زیادہ ظالم جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور منہ پھیرے (یعنی اعراض کرے) اس سے عنقریب وہ جو ہماری آیتوں سے منہ پھیرتے ہیں ہم انہیں برے (یعنی سخت) عذاب کی سزا دیں گے بدلہ انکے منہ پھیرنے کا کس انتظار میں ہیں (یعنی جھٹلانے والے منتظر نہیں ہیں) مگر یہ کہ آئے انکے پاس (تاتیهم علامت مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) فرشتے (انکے روحیں قبض کرنے) یا تمہارا رب (اس کا حکم یعنی اس کا عذاب آئے) یا تمہارے رب کی نشانی آئے (یعنی قیامت کی علامتیں ......۲......) جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی (مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے) کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لائی تھی (یہ جملہ لم تکن امنت من قبل نفس کی صفت ہے) یا (کوئی جان کہ نہ) اپنے ایمان میں کوئی بھلائی کمائی تھی (یعنی اس جان کو توبہ کرنا فائدہ نہ دے گا جیسا کہ حدیث میں ہے) تم فرماؤ راستہ دیکھو (ان چیزوں میں سے کسی ایک کا) ہم بھی دیکھتے ہیں (راستہ) وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں (دین میں اختلاف کیا تو انہوں نے دین کے بعض حصہ کو پکڑ لیا اور بعض کو ترک کردیا) اور کئی گروہ ہوگئے

(شیعا بمعنی فرقا ہے...... ۳؎......اور ایک قرأت میں فارقوا ہے یعنی اپنے دین کو ترک کر دیا جس کا حکم کیے گئے تھے مراد اس سے یہود و نصاری ہیں) اے محبوب تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں (تو آپ ﷺ انکے درپے نہ ہوں) ان کا معاملہ اللہ ہی کے حوالے ہے (یعنی اللہ ﷻ ان کا والی ہے) پھر وہ انہیں بتادے گا (آخرت میں) جو کچھ وہ کرتے تھے (وہ انہیں اس پر جزا دے گا اور یہ حکم آیت سیف سے منسوخ ہے) جو ایک نیکی لائے (یعنی لا الـه الا اللـه کہے) تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں (یعنی اس کے لیے دس نیکیوں کی جزا ہے ......۴؎......) اور جو برائی لائے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر (یعنی اسے اسی کی جزا ملے گی) اور ان پر ظلم نہ ہوگا (ان کی جزا سے کچھ کمی نہ ہوگی) تم فرماؤ بیشک مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی (صراط مستقیم کے محل نصب سے دینا قیما بدل واقع ہو رہا ہے) ٹھیک دین (قیما بمعنی مستقیما ہے) ابراہیم کی ملت جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرک نہ تھے تم فرماؤ بیشک میری نماز اور میرے (یعنی میری عبادت حج وغیرہ) اور میرا جینا (محیای بمعنی حیاتی ہے) اور میرا مرنا (مماتی بمعنی موتی ...... ۵؎...... ہے) سب اللہ کیلئے ہے جو رب سارے جہاں کا اس کا کوئی شریک نہیں (چاروں امور مذکورہ میں) اور اسی کا (یعنی توحید کا) مجھے حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں (اس امت میں) تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا اور رب چاہوں (میں کوئی اور رب طلب نہیں کرتا رب بمعنی الٰہ ہے) حالانکہ وہ رب (یعنی مالک) ہے ہر چیز کا اور جو کوئی کمائے (گناہ) وہ اسی کے ذمہ ہے اور نہ اٹھائے گی (کوئی جان تزر بمعنی تحمل ہے) بوجھ (یعنی گناہ) دوسری جان کا......۶؎......پھر تمہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے وہ تمہیں بتادے گا جس میں اختلاف کرتے تھے اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب کیا (خلئف جمع ہے خلیفۃ کی یعنی وہ زمین میں بعض کو بعض پر خلیفہ کرتا ہے) اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی (مال و جاہ وغیرہ سے) کہ تمہیں آزمائے (لیبلوکم بمعنی لیختبرکم ہے) اس چیز میں جو تمہیں عطا کی (تاکہ تم میں فرمانبردار اور نافرمان کو ظاہر کر دے اتکم بمعنی اعطاکم ہے) بیشک تمہارے رب کو اسے عذاب کرتے دیر نہیں لگتی (جو اس کی نافرمانی کرے) اور بیشک ضرور بخشنے والا ہے (مومنین کو) مہربان ہے (ان پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وھذا کتب انزلنہ مبرک فاتبعوہ﴾.

و: مستانفہ...... ھذا: مبتدا...... کتب: موصوف......انزلنہ: جملہ فعلیہ صفت اول...... مبارک: صفت ثانی، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... ف: فصیحہ......اتبعوہ: جملہ فعلیہ "اذا اردتم ان تنتفعوا ببرکتہ" شرط محذوف کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واتقوا لعلکم ترحمون ان تقولوا انما انزل الکتب علی طائفتین من قبلنا وان کنا عن دراستھم لغفلین﴾.

و: عاطفہ...... اتقوا: فعل واو ضمیر ذوالحال......لعلکم ترحمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل...... ان: مصدریہ، تقولوا: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ...... انزل الکتب: فعل مجہول ونائب الفاعل......علی: جار......طائفتین: ذوالحال......من: جار......قبل

: مضاف ...... نا: ضمیر ذوالحال......و: حالیہ...... ان : مخففہ مہملہ...... کنا: فعل ناقص بااسم......عن دراستھم لغفلین: شبہ جملہ خبر ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر بتاویل مصدر "کراھیۃ" مصدر محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی ہوکر مفعول لہ...... اتقوا: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿او تقولوا لو انا انزل علینا الکتب لکنا اھدی منھم﴾.

او: عاطفہ...... تقولوا: قول...... لو: شرطیہ......انا: حرف مشبہ واسم...... انزل علینا الکتاب : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ "ثبت" فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ...... کنا: فعل ناقص بااسم...... اھدی منھم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر ماقبل "ان تقولوا" پر معطوف ہے۔

﴿فقد جاء کم بینۃ من ربکم وھدی ورحمۃ﴾.

ف: فصیحہ......قد: تحقیقیہ ......جاء کم : فعل ومفعول......بینۃ : موصوف......من ربکم: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ......وھدی: معطوف اول......ورحمۃ : معطوف ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "صدقتم فیما تمنون بی انفسکم من وعود مزیفۃ" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فمن اظلم ممن کذب بایت اللہ وصدف عنھا﴾.

ف: عاطفہ......من: استفہامیہ مبتدا...... اظلم : اسم تفضیل بافاعل......من: جار من: موصولہ...... کذب بایت اللہ : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وصدف عنھا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سنجزی الذین یصدفون عن ایتنا سوء العذاب بما کانوا یصدفون﴾.

سنجزی: فعل بافاعل......الذین یصدفون عن ایتنا: موصول صلہ، ملکر مفعول اول......سوء العذاب :مفعول ثانی ،بما کانوا یصدفون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ھل ینظرون الا ان تاتیھم الملئکۃ اویاتی ربک او یاتی بعض ایت ربک﴾.

ھل: حرف استفہام نفی، ینظرون: فعل بافاعل، الا: اداۃ حصر، ان : مصدریہ، تاتیھم الملئکۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، اویاتی ربک: جملہ فعلیہ معطوف اول، او یاتی بعض ایت ربک: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یوم یاتی بعض ایت ربک لا ینفع نفسا ایمانھا لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانھا خیرا﴾.

یوم: مضاف...... یاتی بعض ایت ربک: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم...... لاینفع: فعل نفی...... نفسا: ذوالحال......لم تکن : فعل نفی ناقص بااسم...... امنت من قبل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... او کسبت فی ایمانھا خیرا: جملہ

فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مفعول ـــ ایمانها: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل انتظروا انا منتظرون ﴾.

قل: قول ـــ انتظروا: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ ـــ انا: حرف مشبہ واسم ـــ منتظرون: اسم فاعل بافاعل خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان الذین فرقوا دینهم و کانوا شیعا لست منهم فی شیء ﴾.

ان: حرف مشبہ ـــ الذین: موصول ـــ فرقوا دینهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ـــ وکانوا شیعا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر اسم، لست: فعل ناقص بااسم ـــ منهم: ظرف مستقر "مستقر" شبہ فعل محذوف کیلئے ـــ فی شیء: ظرف، اسم فاعل بافاعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما امرهم الی الله ثم ینبئهم بما کانوا یفعلون ﴾.

انما: حرف مشبہ واسم ـــ امرهم: مبتدا ـــ الی الله: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ـــ ثم: عاطفہ ـــ ینبئهم: فعل بافاعل ومفعول ـــ بما کانوا یفعلون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ومن جاء بالسیئة فلا یجزی الا مثلها ﴾.

من: شرطیہ مبتدا، جاء بالحسنة: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، له: ظرف مستقر خبر مقدم، عشر امثالها: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ہو: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، جاء بالسیئة: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لایجزی: فعل نفی مجہول بانائب الفاعل، الا: اداۃ حصر، مثلها: مفعول ثانی، ملکر جملہ جزاء، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وهم لا یظلمون قل اننی هدانی ربی الی صراط مستقیم دینا قیما ملة ابراهیم حنیفا ﴾.

و: عاطفہ ـــ هم: مبتدا ـــ لایظلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ـــ قل: قول ـــ اننی: حرف مشبہ واسم ـــ هدنی ربی: فعل ومفعول وفاعل ـــ الی صراط مستقیم: ظرف مستقر مبدل منہ ـــ دینا قیما: مرکب توصیفی مبدل منہ ـــ ملة: مضاف ـــ ابراهیم: ذوالحال ـــ حنیفا: حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر بدل، اپنے مبدل منہ سے ملکر پھر بدل، مبدل منہ سے ملکر مفعول ثانی ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وما کان من المشرکین ﴾.

و: عاطفہ ـــ ما: نافیہ ـــ کان: فعل ناقص بااسم ـــ من المشرکین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العلمین لا شریک له ﴾.

قل: قول......ان: حرف مشبہ......صلاتی :معطوف علیہ......ونسکی ومحیای ومماتی :معطوفات،ملکر اسم، لام: جار......الله: موصوف......رب العلمین: مرکب اضافی ذوالحال......لا شریک لہ: جملہ اسمیہ حال،ملکر صفت،ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وبذلک امرت وانا اول المسلمین﴾.

و: عاطفہ......بذلک : ظرف لغو مقدم...... امرت :فعل مجہول با نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......انا: مبتدا......اول المسلمین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل اغیر الله ابغی ربا وهو رب کل شیء﴾.

قل: قول......همزہ: حرف استفہام...... غیر الله: ذوالحال...... ربا: حال اول...... و: حالیہ......هو رب کل شیء: جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر مفعول مقدم...... ابغی: فعل با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ولا تکسب کل نفس الا علیها ولا تزر وازرة وزر اخری﴾.

و: عاطفہ......لاتکسب :فعل نفی......کل نفس: ذوالحال...... الا: اداۃ حصر...... علیها: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ...... لاتزر :فعل نفی...... وازرة : فاعل...... وزراخری: مرکب اضافی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم الی ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم فیه تختلفون﴾.

ثم: عاطفہ......الی ربکم: ظرف مستقر خبر مقدم......مرجعکم: مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ...... ف: عاطفہ......ینبئکم: فعل با فاعل ومفعول......ب: جار...... ما: موصولہ...... کنتم فیه تختلفون: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وهو الذی جعلکم خلئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجت لیبلوکم فی ما اتکم﴾.

و: عاطفہ،هو: مبتدا،الذی : موصول، جعلکم: فعل با فاعل ومفعول اول، خلئف الارض: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ،و: عاطفہ،رفع بعضکم : فعل با فاعل ومفعول،فوق بعض :ظرف، لام: جار، یبلوکم: فعل با فاعل ومفعول،فی ما اتکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف،ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ربک سریع العقاب وانه لغفور رحیم﴾.

ان ربک: حرف مشبہ واسم......سریع العقاب: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......انه لغفور رحیم: جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......قل اغیر الله ابغی ربا......☆ کفار نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ آپ ہمارے دین کی طرف لوٹ آیئے اور ہمارے

معبودوں کی عبادت کیجئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولید بن مغیرہ کہتا تھا کہ میرا رستہ اختیار کرو اس میں اگر کچھ گناہ ہے تو میری گردن پر اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ وہ رستہ باطل ہے خدا شناس کس طرح گوارا کرسکتا ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کو رب بتائے اور یہ بھی باطل ہے کہ کسی کا گناہ دوسرا اٹھا سکے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

برکت والی کتاب:

۱......اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ یہ کتاب بُرکت والی ہے یعنی خیر کثیر اور دینی و دنیاوی منافع کو لئے ہوئے ہے۔ مطلب یہ کہ یہ عظیم کتاب ہے جسے لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی جانب بیت العزت میں نازل کیا گیا پھر حسب مصلحت بتدریج اتارا گیا، یہ کتاب اپنے اندر خیر کثیر اور دنیا میں بیماری وغیرہ سے شفایابی جیسے منافع لئے ہوئے ہے۔ اور خسف (زمین میں دھنسائے جانے) مسخ (یعنی شکل وصورت کے بگڑ جانے)، اور ضلال (یعنی گمراہی) جیسے امور سے امن دلاتی ہے۔ اور آخرت میں اپنے ماننے والے کو سوالاتِ قیامت کے جوابات بتائے گی اور اس کے ایمان پر شھادت دیگی اور میدانِ حشر کی گرمی میں اپنے ماننے والے کے لئے سایہ فراہم کرے گی اور اسے اونچے درجے تک پہنچائی گی۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۳۵)

قیامت کی بعض نشانیاں:

۲......حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ سید عالم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا گفتگو کررہے تھے''؟ ہم نے جواب دیا کہ ہم قیامت کے بارے میں بات کررہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ دس نشانیاں نہ ظاہر ہوجائیں۔ اور وہ دس نشانیاں یہ ہیں مشرق، مغرب اور جزیرۂ عرب کا دھنسنا، دھوئیں کا نکلنا، دجال، دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اور قعرۃ عدن سے ایک آگ نمودار ہوگی جو کہ وہاں سے لوگوں کو بھگائے گی''، اور ایک روایت میں حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کا ذکر ہے اور آخری نشانی یہ ہے کہ ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو دھکیل کر سمندوں کی طرف لے جائے گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعۃ، باب فی آیات التی تکون قبل الساعۃ، رقم ۷۱۷۹/۲۹۰۱: ص ۱۴۲۰)

☆...... حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کوئی اور بیان نہیں کرے گا، اور وہ بات یہ ہے کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ یہ باتیں ظاہر نہ ہوجائیں علم اٹھالیا جائے گا، جہل ظاہر ہوجائے گا، شراب عام پی جائے گی، زنا عام ہوجائے گا، مردوں کی تعداد کم اور عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہوجائے گا یہاں تک کہ ایک آدمی کی کفالت میں پچاس پچاس عورتیں

ہونگیں۔ (صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب اثم الزنا، رقم:۶۸۰۸، ص۱۱۷)

فرقہ بندی:

۳..... فرقہ بندی کی مذمت قرآن مجید میں جگہ جگہ کی گئی ہے ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہود و نصاریٰ سید عالم ﷺ کی بعثت سے قبل اختلاف میں پڑے اور فرقے میں بٹ گئے پھر جب سید عالم نور مجسم شاہ بنی آدم ﷺ مبعوث ہوئے تو ان کے متعلق یہ آیت ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا (الانعام:۱۰۹) ﴾ نازل ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا (الانعام:۱۰۹) ﴾ سے مراد اہل بدعت اور خواہشات کے پیروکار گمراہ لوگ ہیں۔

حضرت ابن ابی حاتم اور نحاس اور ابن مردویہ حضرت ابی غالب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس آیت میں مذکور افراد سے مراد خوارج ہیں''۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۱۱۷)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: ''کہ بیشک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئی اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی اور سارے ہی جہنمی ہونگے سوائے ایک کے''، صحابۂ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ جنتی فرقہ کونسا ہے؟ حضور ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: ''ما انا علیہ و اصحابی یعنی جو میری اور میرے صحابہ کے طریقہ پر عمل کرتا ہوگا وہ جنتی فرقہ ہے''۔ (سنن الترمذی، کتاب الایمان عن رسول، باب ماجاء فی افتراق ھذہ الامۃ، رقم: ۲۶۵۰، ص۷۵۹)

اسلام میں نیکی کا صلہ:

۴..... عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: '' اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُكُمْ اِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَ كُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا''، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کائنات فخر موجودات ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلام کو اچھا کرلے تو اسکے لئے اسکی ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک لکھ دیا جائے گا اور جو گناہ کرے تو اس کے لیے ہر گناہ کے بدلے میں ایک ہی گناہ لکھا جائیگا''۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حسن اسلام المرء، رقم:۴۲، ص۱۰)

میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو!

۵..... یہاں سید عالم ﷺ سے خطاب ہے کہ اے محبوب آپ ﷺ ان کافروں مشرکوں سے فرمادیجئے کہ میری نماز، تمام عبادتیں، زندگی اور موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ مجاہد، سعید بن جبیر، ضحاک اور سدی رحمہم اللہ کا قول ہے کہ اس مقام پر نسک سے حج

اور عمرہ کا ذبیحہ مراد لیا گیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ نسک سے مراد عبادات اور ناسک سے مراد عابد ہے، ایک قول یہ ہے کہ مناسک سے مراد اعمال حج ہیں، ایک قول کے مطابق نسک سے مراد ہر وہ عمل ہے جو اللہ ﷻ کے قرب کا سبب بنے جیسے نماز، حج، ذبح اور عبادات وغیرہ، اور واحدی نے ابو اعرابی سے روایت کیا ہے کہ نسک اس ڈھلی ہوئی چاندی کو کہتے ہیں جو میل کچیل وغیرہ سے صاف ہوتی ہے، اسی مناسبت سے عبادت گزار کو ناسک کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی اپنے نفس کو گناہوں کی گندگی سے پاک و صاف کر لیتا ہے۔

صلاتی و نسکی کو ذکر کرنے میں اس بات کی دلیل ہے کہ تمام عبادات جو بندہ کرتا ہے وہ خالص اللہ ﷻ کے لیے ہونی چاہیے اور اس کی مزید تاکید اس فرمان ﴿لله رب العالمن لا شریک له﴾ سے ہوتی ہے۔ مزید یہ فرمان و محیای و مماتی اس بات کی طرف رہنمائی کر رہی ہے کہ میری حیات اور موت اللہ ﷻ کی تخلیق اور اسکی قضاء اور قدر سے ہے اسی نے مجھے زندگی دی اور وہی مجھے موت دے گا، ایک قول کے مطابق حیاتی سے مراد عمل صالح ہے اور مماتی سے مراد اللہ ﷻ پر ایمان رکھنا ہے، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ "حیاتی" سے مراد طاعت گزاری ہے یعنی میری طاعتیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں اور "مماتی" یعنی میرے مرنے کے بعد میری جزا بھی اللہ ﷻ ہی کے ذمہ کرم پر ہے اس کلام کا حاصل یہ ہوا کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو اس بات کا حکم دیا کہ ان کافروں مشرکوں کو یہ بتا دیں کہ میری نماز، قربانی اور ساری عبادات، میری زندگی اور میری موت اللہ ﷻ کی خلق اسکی قضاء و قدر سے واقع ہوتی ہیں اور یہی مراد اس فرمان ﴿لله رب العالمن لا شریک له﴾ کی ہے کہ معبود ہونے، خلق، قضاء و قدر اور تمام افعال میں کسی کو اسکا شریک نہیں کیا جا سکتا۔

(الخازن، ج ۲، ص ۱۷۸)

☆......☆ قرأتهم: یعنی اہل کتاب کی سابقہ کتابوں کو پڑھنے سے غافل تھے۔ ایها: یہ لفظ "رب" کی تفسیر ہے۔

لا احد: یہ لفظ نکال کر اشارہ کر دیا کہ دیگر استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔ فی ذلک: ذلک کا مشار الیہ "دینهم" ہے۔

فاخذوا ببعضه: جیسا کہ اللہ ﷻ نے سورۂ نساء میں ان کے قول کی حکایت کی: ﴿ویقولون نومن ببعض و نكفو ببعض﴾۔

امره: لفظ "امر" نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہاں کلام میں مضاف محذوف ہے اور اسی سے یہ وہم دور ہو گیا کہ "اتیان" ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے اور یہ معنی اللہ ﷻ کے حق میں محال ہے۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۵۳ وغیرہ)

بالتاء والیاء: علامتِ مضارع یاء کے ساتھ "تاتی" فعل کو پڑھنا اس لیے درست ہے کہ یہاں "الملئکة" کی تانیث حقیقی نہیں۔

الجملة: "لم تکن آمنت من قبل" یہ لفظ "نفس" کی صفت ہے۔

لا اطلب: یہ عبارت ذکر کر کے مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہاں استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۷۲ وغیرہ)

سورة الاعراف مكية الا ﴿واسألهم عن القرية﴾ الثمان او الخمس آيات وهى مائتان و خمس او ست آيات

سورہ اعراف مکی ہے سوائے ﴿واسالھم عن القریة﴾ سے آٹھ یا پانچ آیتوں کے، اس سورۃ میں دوسو پانچ یا چھ آیتیں ہیں۔
اس میں چوبیس رکوع، تین ہزار تین سو پچیس کلمے اور چودہ ہزار دس حروف ہیں۔

تعارف سورة الاعراف و فضائل

کہا جاتا ہے کہ سورۂ انعام اور اعراف کا زمانہ قریب قریب ہے یعنی ہجرت سے پہلے مکی دور کے آخری سالوں میں اس کا نزول ہوا۔ اس سورۃ میں بھی خطاب انہیں لوگوں سے ہے جو سورۃ الانعام میں مخاطب تھے یعنی مشرکین عرب، اس لئے انہیں کے عقائد باطلہ کی تردید، انہیں کے اوہام فاسدہ کا بطلان، انہیں کی غلط کاریوں کا ازالہ اور انہیں کی کج فہمیوں کی اصلاح پر سارا زور دیا گیا ہے فرق صرف اجمال اور تفصیل کا ہے، سابقہ سورت میں جو مسائل اجمالاً مذکور ہوئے تھے یہاں انہیں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ پہلے یہ بھی بتا گیا تھا کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے جب اپنی اپنی قوموں کو توحید کی دعوت دی تھی اور اس کے لئے نا قابل تردید دلائل پیش کئے تو ان میں غور وفکر کرنے کی بجائے انکی قوموں نے انکا مذاق اڑایا، انکی تکذیب کی اور نہیں اذیت پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، اس سورت میں متعدد انبیائے کرام علیہم السلام کا نام لے کر انکا ذکر کیا گیا ہے اور انکی قوموں کا ان سے ناروا سلوک اور برتاؤ بھی بیان کیا گیا ہے، کیونکہ جب مزاج بگڑ جاتا ہے اور فطرت سلیمہ مسخ ہوجاتی ہے تو اس وقت حق پزیری کی استعداد بیکار اور مفلوج ہوکر رہ جاتی ہے۔ صداقتوں کا آفتاب اپنی تمام تر تابناکیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے لیکن آنکھیں اس کے نور کو نہیں دیکھ سکتیں، دلائل کی زبان اعلان حق کررہی ہوتی ہے مگر کان اسے سن نہیں سکتے، اور دل و دماغ حق سمجھنے کی توفیق سے محروم ہوجاتے ہیں، افہام وتفہیم، ترغیب وترہیب کوئی چیز کارگر ثابت نہیں ہوتی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات کا تفصیلاً بیان بھی ہوا ہے کہ آپ علیہ السلام کو دو قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑا ہے۔ ایک فرعون اور اسکے حواری اور دوسرے قوم بنی اسرائیل، فرعونی طبقہ حکمران تھا، بے شمار مراعات اور اختیارات اسے حاصل تھیں، ملک کی ساری دولت وثروت اسے حاصل تھی، عیش وعشرت کے سب سامان انہیں میسر تھے اور کسی قیمت پر ان سے دست بردار ہونے کے لئے تیار نہ تھے، یہاں تک کہ جب جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے آگے اپنا گھٹنا ٹیک دیا اور تائب ہوکر ایمان لے آئے تب بھی فرعونی ذہنیت نے انہیں قبول نہ کیا، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے ناجائز اختیارات اور مراعات سے محروم ہوجائیں، ان کی لوٹ کھسوٹ پر پابندیاں لگادی جائیں، اور انکی عیش ونشاط کی بساط الٹ دی جائے، اور وہ اسکے لئے کسی طرح آمادہ نہ تھے۔

دوسرا گروہ بنی اسرائیل کا تھا جو ذلت کی پستیوں میں پڑے رہنے کی وجہ سے انکی ہمتیں پست اور حوصلے سرد پڑ چکے تھے، انکی خواہش تھی کہ بغیر لڑے ان پر فتوحات کے دروازے کھول دئے جائیں حتی کہ انہیں کھانے پینے تک کے لئے ہاتھ پاؤں نہ چلانے پڑیں بلکہ آسمانی دسترخوان انکے لئے نازل ہوجائے ان تمام واقعات کا ذکر اس سورت مبارکہ میں فصاحت وبلاغت کے ساتھ کیا گیا ہے۔

☆...... حضرت ابوایوب اور زید بن ثابت سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ مغرب کی نماز کی دونوں رکعتوں میں سورۃ الاعراف پڑھتے تھے۔ (الدر المنثور،ج۳، ص۱۲۵)

رکوع نمبر:۸

﴿الٓمّٓصٓ (۱)﴾ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ بِذٰلِکَ ھٰذَا ﴿کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ﴾ خِطَابٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ ﴿فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ﴾ ضِیْقٌ ﴿مِّنْہُ﴾ اَنْ تُبَلِّغَہٗ مَخَافَۃَ اَنْ تُکَذَّبَ ﴿لِتُنْذِرَ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِاُنْزِلَ اَیْ لِلْاِنْذَارِ ﴿بِہٖ وَذِکْرٰی﴾ تَذْکِرَۃٌ ﴿لِلْمُؤْمِنِیْنَ (۲)﴾ بِہٖ قُلْ لَھُمْ ﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ﴾ اَیِ الْقُرْاٰنَ ﴿وَلَا تَتَّبِعُوْا﴾ تَتَّخِذُوْا ﴿مِنْ دُوْنِہٖٓ﴾ اَیِ اللّٰہِ اَیْ غَیْرِہٖ ﴿اَوْلِیَآءَ﴾ تُطِیْعُوْنَھُمْ فِیْ مَعْصِیَتِہٖ تَعَالٰی ﴿قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ (۳)﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ تَتَّعِظُوْنَ وَفِیْہِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الذَّالِ وَفِیْ قِرَاءَۃٍ بِسُکُوْنِھَا وَمَا زَائِدَۃٌ لِتَاْکِیْدِ الْقِلَّۃِ ﴿وَکَمْ﴾ خَبَرِیَّۃٌ مَفْعُوْلٌ ﴿مِّنْ قَرْیَۃٍ﴾ اُرِیْدَ اَھْلُھَا ﴿اَھْلَکْنٰھَا﴾ اَرَدْنَا اِھْلَاکَھَا ﴿فَجَآءَھَا بَاْسُنَا﴾ عَذَابُنَا ﴿بَیَاتًا﴾ لَیْلًا ﴿اَوْ ھُمْ قَآئِلُوْنَ (۴)﴾ نَائِمُوْنَ بِالظَّھِیْرَۃِ وَ(الْقَیْلُوْلَۃُ) اِسْتِرَاحَۃُ نِصْفِ النَّھَارِ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مَعَھَا نَوْمٌ، اَیْ مَرَّۃً جَاءَھَا لَیْلًا، وَمَرَّۃً نَھَارًا ﴿فَمَا کَانَ دَعْوٰھُمْ﴾ قَوْلُھُمْ ﴿اِذْ جَآءَھُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ (۵)﴾ ﴿فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْھِمْ﴾ اَیِ الْاُمَمَ عَنْ اِجَابَتِھِمُ الرُّسُلَ وَعَمَلِھِمْ فِیْمَا بَلَغَھُمْ ﴿وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ (۶)﴾ عَنِ الْاِبْلَاغِ ﴿فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْھِمْ بِعِلْمٍ﴾ لَنُخْبِرَنَّھُمْ عَنْ عِلْمٍ بِمَا فَعَلُوْہُ ﴿وَمَا کُنَّا غَآئِبِیْنَ (۷)﴾ عَنْ اِبْلَاغِ الرُّسُلِ وَالْاُمَمِ الْخَالِیَۃِ فِیْمَا عَمِلُوْا ﴿وَالْوَزْنُ﴾ لِلْاَعْمَالِ اَوْ لِصَحَائِفِھَا بِمِیْزَانٍ لَہٗ لِسَانٌ وَکِفَّتَانِ کَمَا وَرَدَ فِیْ حَدِیْثٍ کَائِنٍ ﴿یَوْمَئِذِ ن﴾ اَیْ یَوْمَ السُّؤَالِ الْمَذْکُوْرِ وَھُوَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ ﴿الْحَقُّ﴾ اَلْعَدْلُ صِفَۃُ الْوَزْنِ ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ﴾ بِالْحَسَنَاتِ ﴿فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۸)﴾ اَلْفَائِزُوْنَ ﴿وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ﴾ بِالسَّیِّئَاتِ ﴿فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ﴾ بِتَصْیِیْرِھَا اِلَی النَّارِ ﴿بِمَا کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ (۹)﴾ یَجْحَدُوْنَ ﴿وَلَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ﴾ یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ ﴿فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْھَا مَعَایِشَ﴾ بِالْیَاءِ اَسْبَابًا تَعِیْشُوْنَ بِھَا جَمْعُ مَعِیْشَۃٍ ﴿قَلِیْلًا مَّا﴾ لِتَاْکِیْدِ الْقِلَّۃِ ﴿تَشْکُرُوْنَ (۱۰)﴾ عَلٰی ذٰلِکَ .

﴿ترجمہ﴾

الٓمّٓصٓ (اللہ ﷻ ہی اس کی مراد جانتا ہے......۱......) یہ کتاب تمہاری طرف اتاری گئی (خطاب نبی پاک ﷺ سے ہے) تو

تمہارے جی میں تنگی نہ ہو (حرج بمعنی ضیق ہے) اس سے (بوقت تبلیغ جھٹلائے جانے کے خوف سے) تاکہ ڈرسناؤ (لتنذر، انزل کے متعلق ہے لتنذر بمعنی للانذار ہے) اس سے اور نصیحت کرو (ذکری بمعنی تذکرۃ ہے) مسلمانوں کے لئے (قرآن سے، فرمادیجئے ان سے اے لوگوں!) اس پر چلو جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا (یعنی قرآن) اور نہ بناؤ (تتبعوا بمعنی تتخذوا ہے) اسے چھوڑ کر (یعنی اللہ ﷻ کو چھوڑ کر اس کے سوا) دوستوں کو (کہ تم ان کی اطاعت کرنے لگو اللہ ﷻ کی نافرمانی کرنے میں) بہت ہی کم سمجھتے ہو (تذکرون تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ تتعظون کے معنی میں ہے اور اس میں تاء کا ادغام ذال میں ہو رہا ہے اصل میں تتذکرون ہے اور ایک قرأت میں ذال کے سکون کے ساتھ ہے اور ما زائدہ قلت کی تاکید کیلئے ہے) اور کتنی ہی (کم خبریہ مفعول ہے) بستیاں (مراد اہل بستی ہیں) ہم نے ھلاک کیں (انکی ھلاکت کا ارادہ کیا) تو ان پر ہمارا عذاب آنا (بأسنا بمعنی عذابنا ہے......۲......) رات میں (بیاتا بمعنی لیلاً ہے) یا جب وہ دوپہر کو سوتے تھے (اور قیلولہ لنصف نہار میں آرام کرنے کو کہتے ہیں اگرچہ نیند نہ آئے یعنی کبھی رات میں عذاب آیا کبھی دن میں) تو ان کے منہ سے کچھ نہ نکلا (دعوٰھم بمعنی قولھم ہے) جب ہمارا عذاب ان پر آیا مگر یہی بولے کہ ہم ظالم تھے تو بیشک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے (رسولوں کی دعوت قبول کرنے اور ان کی تبلیغ پر عمل کرنے کے بارے میں) اور بیشک ضرور ہمیں پوچھنا ہے رسولوں سے (تبلیغ رسالت کے بارے میں......۳......) تو ضرور ہم ان کو بتادیں گے اپنے علم سے (ہم انہیں اپنے علم سے خبردیں گے جو انہوں نے کیا ہے) اور ہم کچھ غائب نہ تھے (رسولوں کی تبلیغ اور گذشتہ امتوں کے اعمال سے) اور تول......۴......(اعمال یا ان صحائف کا جن پر اعمال درج ہیں، میزان پر جس کی ایک زبان اور دو پلڑے ہونگے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، ہوگا) اس دن (یعنی مذکورہ سوال کئے جانے والے دن، مراد اس دن سے قیامت کا دن ہے) ضرور ہونی ہے (الحق، الوزن کی صفت ہے) تو جن کے پلے (نیکیوں کے) بھاری ہوئے تو وہی مراد کو پہنچے (المفلحون بمعنی الفائزون ہے) اور جن کے پلے (برائیوں کے سبب) ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھاٹے میں ڈالی (یعنی اپنی جان کو آگ کے قریب کردیا) ان زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری آیتوں پر ظلم کرتے تھے (یظلمون بمعنی یجحدون ہے) اور بیشک ہم نے تمہیں (اے بنی آدم) زمین میں جماؤ دیا اور تمہارے لیے اس میں زندگی کے اسباب بنائے جن کے ذریعے تم زندگی گزارتے ہو (معایش......۵......یاء کے ساتھ ہے بمعنی اسباب یہ معیشۃ کی جمع ہے) بہت ہی کم کرتے ہو۔

﴿ترکیب﴾

﴿المص، کتب انزل الیک فلا یکن فی صدرک حرج منہ لتنذر بہ وذکری للمومنین﴾.

المص: مبتدا محذوف "ھذا" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... کتب: موصوف...... انزل الیک: فعل مجہول با نائب الفاعل وظرف لغو...... لام: جار......تنذر بہ: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ،

ذکری للمومنین: شبہ جملہ معطوف، ملکر "ھو" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ......ف: عاطفہ......لا: نافیہ......یکن: فعل ناقص ،فی صدرک: ظرف مستقر خبر مقدم...... حرج: موصوف......منہ: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلا ما تذکرون﴾۔

اتبعوا: فعل امر با فاعل...... ما انزل الیکم: موصول صلہ، ملکر ذوالحال......من ربکم: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......لاتتبعوا: فعل نہی با فاعل......من دونہ: ظرف لغو، اولیاء: مفعول ملکر جملہ فعلیہ...... قلیلا: مصدر محذوف "تذکرا" کیلئے صفت ملکر مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم......ما: زائدہ...... تذکرون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکم من قریۃ اھلکنھا فجاء ھا باسنا بیاتا او ھم قائلون﴾۔

و: مستانفہ...... کم: خبریہ ممیز......من قریۃ: ظرف مستقر تمیز، ملکر مبتدا...... اھلکنھا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ......جاء: فعل......ھا: ضمیر ذوالحال...... بیاتا: معطوف علیہ...... ھم قائلون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر حال، ملکر مفعول، باسنا: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اھلکنھا" پر معطوف ہے۔

﴿فما کان دعوھم اذ جاء ھم باسنا الا ان قالوا انا کنا ظلمین﴾۔

ف: مستانفہ ما: نافیہ کان: فعل ناقص......دعوی: مصدر مضاف......ھم: ضمیر مضاف الیہ فاعل......اذ: مضاف، جاء ھم باسنا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر اسم...... الا: اداۃ حصر......ان: مصدریہ...... قالوا: قول...... انا کنا ظلمین: جملہ اسمیہ مقولہ ملکر جملہ قولیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلنسئلن الذین ارسل الیھم ولنسئلن المرسلین﴾۔

ف: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، نسئلن: فعل با فاعل، الذین ارسل الیھم: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف ،"نقسم" کیلئے جواب قسم ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، لنسئلن المرسلین: جملہ فعلیہ ماقبل، "لنسئلن الذین" پر معطوف ہے۔

﴿فلنقصن علیھم بعلم وما کنا غائبین﴾۔

ف: عاطفہ............لام: تاکیدیہ......نقصن: فعل......نحن ضمیر مستتر ذوالحال......بعلم: ظرف مستقر حال اول و: حالیہ...... ماکنا غائبین: جملہ فعلیہ حال ثانی ملکر فاعل...... علیھم ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والوزن یومئذ الحق فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون﴾۔

و: مستانفہ...... الوزن: موصوف......الحق: صفت، ملکر مبتدا......یومئذ: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... ف: مستانفہ...... من: شرطیہ مبتدا...... ثقلت موازینہ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......اولئک ھم المفلحون:

جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسھم بما کانوا بایتنا یظلمون﴾.

و: عاطفہ......من: شرطیہ مبتدا......خفت موازینہ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......اولئک: مبتدا...... الذین: موصول......خسروا انفسھم: فعل بافاعل ومفعول...... بما کانوا بایتنا یظلمون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد مکنکم فی الارض وجعلنا لکم فیھا معایش قلیلا ما تشکرون﴾.

وَ: مستانفہ......لام: تاکیدیہ...... قد: تحقیقیہ...... مکنکم فی الارض: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......جعلنا: فعل بافاعل...... لکن: ظرف لغو...... فیھا: ظرف مستقر حال مقدم......معایش: ذوالحال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر قسم محذوف "نقسم" قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، قلیلا: شکرا مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم......ما: زائدہ......تشکرون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

﴿المص﴾ کی تحقیق:

۱......علامہ جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں کہ سورتوں کی ابتداء میں یہ متشابہات ہیں۔ اور مختار قول اس بارے میں یہ ہے کہ یہ قرآن مجید فرقان حمید کے اسرار ہیں، جس کے بارے میں اللہ ﷻ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ابن منذر وغیرہ نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ ان سے سورتوں کے افتتاحی کلمات کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: کہ ہر کتاب کے کچھ راز ہوتے ہیں اور قرآن مجید کے راز یہ سورتوں کے افتتاح ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کے معنی ہیں ﴿الم نشرح لک صدرک﴾ (الاتقان، ج۲، ص ۱۵)۔

☆......ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمان المص کا معنی انا اللہ افصل یعنی میں اللہ فیصلہ کرتا ہوں۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے کہ المص کا معنی ھو المصور یعنی اللہ مصور (یعنی تصویر بناتا) ہے۔ محمد بن کعب قرظی علیہ الرحمۃ اللہ الغنی المص کا معنی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ الف سے اللہ، میم سے مراد رحمٰن ہے اور صاد سے مراد صمد ہے۔ ابو شیخ نے ضحاک علیہ الرحمۃ سے روایت کیا ہے کہ المص کے معنی انا اللہ الصادق یعنی میں اللہ صادق (سچا) ہوں۔

(الدر المنثور، ج۳، ص ۱۲۵)

اللہ کا عذاب:

۲......قرآن مجید میں اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ کتنی ہی بستیاں ہم نے ہلاک کردیں اور ان پر ہمارا عذاب رات یا دوپہر کے

وقت میں آیا چنانچہ قوم لوط وقت سحر میں ہلاک ہوئی اور قوم شعیب وقت قیلولہ میں ہلاک ہوئی۔ (المدارک، ج۱، ص ۵۵۵)

امتوں اور رسولوں سے پوچھنے کا کیا مطلب ھے؟

س۔۔۔۔۔امتوں سے پوچھنے کا مطلب یہ ہے کہ اے امتوں! تم نے کیا عمل کئے؟ جب تمہارے پاس رسول رسالت دے کر بھیجے گئے، اور رسولوں سے بھی پوچھنا ہے کہ اے رسولوں کیا تم نے اپنی رسالت کا پیغام امت تک پہنچا دیا یا نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کے معنی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل لوگوں سے دریافت فرمائے گا رسولوں کی دعوت قبول کرنے کے بارے میں اور رسولوں سے بھی پوچھے گا پیغام رسالت پہنچانے کے بارے میں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے کہ قیامت کے روز کتاب کو میزان پر رکھ دیا جائے گا اور وہ کتاب جس نے جو عمل کیا ہوگا اس کے مطابق کلام کرے گی۔ سدی کا قول ہے کہ امتوں سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کیا عمل کئے؟ جب رسول تمہارے پاس پیغام حق لائے، اور رسولوں سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم نے لوگوں کو رسالت کا پیغام پہنچا دیا؟ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ لوگوں نے تو اپنے جرم کا اعتراف کر لیا اس قول کے ذریعے کہ ﴿انا کنا ظالمین﴾ تو پھر اس سوال کا کیا فائدہ؟ میں (علامہ خازن) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اگرچہ انہوں نے اپنے ظلم کا اعتراف کر لیا ہے مگر یہاں سوال کرنے سے کافروں کو ملامت کرنا اور زجر کرنا مقصود ہے۔ مزید یہ کہ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ علم ہونے کے باوجود کہ رسولوں نے رسالت کا پیغام پہنچا دیا ہے سوال کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ میں (علامہ خازن) اس کا جواب یہ دوں گا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو کافر اس بات کا انکار کریں گے کہ رسولوں نے انہیں پیغام رسالت پہنچایا ہے، بلکہ وہ یہ کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری اور ڈر سنانے والا آیا ہی نہیں، چنانچہ رسولوں سے پوچھنے میں اس بات کی گواہی ہو جائے گی کہ انہوں نے امتوں کو پیغام پہنچا دیا ہے اور اس پوچھنے میں ان کافر امتوں کو ملامت اور زجر ہوگی اور ان پر مزید ذلت و رسوائی اور عذاب ہوگا۔

(الخازن، ج۲، ص ۱۸۱ وغیرہ)

یاد رہے کہ قیامت کے دن ہر حاکم سے اس کی رعایا کے بارے میں اور عورت سے اس کے شوہر کے مال و متاع کی محافظت کے بارے میں سوال ہوگا، بلکہ ہر شخص سے اسکے اعمال اور کردار کے بارے میں سوال ہوگا، متعدد احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں ہم ان میں سے چند احادیث پیش کرتے ہیں:

☆۔۔۔۔۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہ دو جہاں مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم میں سے ہر ایک شخص نگران ہے اور ہر نگران سے اس کی رعیت کے بارے میں بروز قیامت پوچھا جائے گا، امام اپنی قوم کا نگران ہے اور اس سے اس کی قوم کے بارے میں سوال ہوگا، آدمی اپنے اہل کا نگران ہے اس سے اس کے اہل کے بارے میں سوال ہوگا، عورت اپنے شوہر کے مال اور متاع کی نگران ہے اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا، خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کے بارے

میں سوال ہوگا، جو شخص اپنے باپ کے مال کا نگران ہو اس سے اس کے باپ کے مال کے بارے میں سوال ہوگا اور ہر ایک نگران سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا"۔ (صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری، رقم:۸۹۳، ص۱۴۳)۔

یہ حدیث امام بخاری نے مزید سات مقامات پر ذکر کی ہے جس کی قدرے تفصیل ہم یہاں قارئین کی سہولت کے لئے ذکر کر دیتے ہیں۔ کتاب الاستقراض رقم ۲۴۰۹، کتاب العتق رقم ۲۵۵۴، ۲۵۵۸، کتاب الوصایا رقم ۲۷۵۱، کتاب النکاح رقم ۵۱۸۸، ۵۲۰۰، کتاب الاحکام رقم ۷۱۳۸۔

☆...... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دوعالم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قیامت کے دن بندہ اپنے رب کے حضور سے اس وقت تک اپنے قدم نہ ہٹا سکے گا جب تک کہ چار سوالوں کے جواب نہ دے لے، اس شخص نے اپنی عمر کن کاموں میں بسر کی، جوانی کن کاموں میں گزاری، مال کہاں سے حاصل کیا اور اسے کہاں خرچ کیا، اپنے حاصل کئے ہوئے علم پر کہاں تک عمل کیا۔ (سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب فی القیامۃ، رقم:۲۴۲۴، ص۶۹۹)

میزان عمل :

☆...... اس دن میزان ضرور قائم ہوگی، اکثر مفسرین کا قول ہے کہ میزان پر اعمال کے وزن کرنے کا ارادہ کیا جائے گا اور اللہ ﷻ ایک میزان یعنی ترازو جس کے ایک پلڑے کی لمبائی چوڑائی مشرق و مغرب جتنی ہوگی نصب فرمائے گا، علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ وزن کرنے کی کیفیت کیا ہوگی؟ چنانچہ اس ضمن میں بعض علماء کا موقف یہ ہے کہ اعمال جن صحائف پر مذکور ہیں انہیں وزن کیا جائے گا، ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص کے ننانوے دفتر ہونگے جو حد نگاہ تک پھیلے ہوئے ہونگے اس میں سے ایک پرچی جس پر کلمۂ طیبہ لاالہ الااللہ واشھدان محمد عبدہ ورسولہ لکھا ہوگا اس پرچی کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں باقی دفاتر رکھے جائیں گے تو کلمۂ طیبہ والی پرچی جس پلڑے میں ہوگی اس کا وزن بڑھ جائے گا، ایک قول یہ ہے کہ لوگوں کا وزن کیا جائے گا جیسا کہ روایت میں ہے کہ کل بروز قیامت ایک موٹے شخص کو لایا جائے گا اور اس کا وزن کیا جائے گا تو وہ اپنے وزن میں مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ اعمال کا وزن ہوگا لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نیک اعمال اچھی صورت میں لائے جائیں گے اور بُرے اعمال بُری صورت میں لائے جائیں گے اور انہیں میزان میں رکھا جائے گا، اور اعمال کو میزان میں رکھ کر وزن کرنے کی حکمت یہ ہے کہ دنیا میں بندوں کا اللہ ﷻ پر ایمان لانے کے سلسلے میں امتحان ہو جائے اور لوگوں پر عقبیٰ کی حجت بھی تمام ہو جائے۔ (البغوی، ص ۲۹۵ وغیرہ)

جاننا چاہیے کہ قیامت میں لوگوں کے تین گروہ ہونگے ایک متقون، دوسرے مخلطون اور تیسرے کفار، بہرحال متقی پرہیزگاروں کی نیکیاں، روشن و چمکدار پلڑے میں رکھی جائیں گی اور انکے صغیرہ گناہ دوسرے یعنی گناہوں والے پلڑے میں رکھے جائیں

گے اور انکے صغائر کے وزن کو اللہ عزوجل بڑھنے نہ دیگا اور کبائر سے اجتناب کرنے کی برکت سے ان کے صغائر بھی مٹا دیگا اور انہیں جنت میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا اور ہر ایک جنتی پر اس کے اعمال کے حساب سے انعام کیا جائے گا، کافروں کے کفریہ اعمال کو اندھیرے میں ڈوبے پلڑے میں رکھا جائے گا اور ان کے اعمال نامے میں کوئی نیکی ہوگی ہی نہیں کہ جسے نیکی والے پلڑے میں رکھا جائے لہذا اللہ عزوجل ان کے بارے میں جہنم کا فیصلہ دے گا ان دونوں قسموں کا بیان قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ آیات وزن میں مذکور ہے، تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو مخلطین کہلاتے ہیں ان کے بارے میں احادیث طیبہ میں مضامین ملتے ہیں چنانچہ ان کی نیکیاں روشن و چمکدار پلڑے میں اور برائیاں اندھیرے میں ڈوبے پلڑے میں رکھی جائیں گی تو اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا اگر چہ نیکیاں کم ہوں یا برابر ہوں ایسے لوگوں کی جنت کی طرف رہنمائی کی جائے گی وہ جنت میں جائیں گے اور جن کے گناہوں کا بوجھ بھاری ہوا اگر چہ گناہ کم ہی کیوں نہ ہوں انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا مگر اللہ عزوجل اپنی رحمت سے جسے چاہے معاف کر دے۔ (الصاوی، ج ۲،ص ۲۴۳)

معایش سے کیا مراد ہے؟

۵...... قاموس میں ہے کہ اس سے مراد دنیاوی عیش وعشرت ہے، کہا جاتا ہے کہ عاش یعیش عیشًا و معاشًا اور معیشة وعیشة عین کی کسرہ کے ساتھ، اور اسی طرح عیشوشة اور العیش بھی عین کی کسرہ کے ساتھ ہے مراد اس سے وہ کھانا ہے جس سے انسان تلذذ حاصل کرے اور اس کھانے میں روٹی بھی داخل ہے اور المعیشة سے بھی وہ کھانا اور مشروب مراد ہے کہ جس سے انسانی زندگی تعیش میں گزرے اور جس کے ذریعے زندگی سہولت کے ساتھ گزارنے کا سامان حاصل ہو، اس کی جمع معایش ہے۔

(الجمل، ج ۳،ص ۱۰ ملخصاً)

شکر کی تعریف مع چند مفید ابحاث:

۶...... شکر کے لغوی معنی یہ ہیں کہ منعم کی زبان، دل اور دیگر اعضاء پر ہونے والی نعمتوں کی تعظیم و تکریم کرے۔ اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ سمع، بصر اور دیگر نعمتیں جو بندے کو اللہ عزوجل نے دی ہیں انہیں ان کے تخلیق کے حقیقی مقاصد کے لیے خرچ کرے۔

(التعریفات، ص ۱۳۱)

☆...... حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کسی بندے کو اہل، مال اور اولاد کی صورت میں کوئی نعمت عطا کرے، پھر وہ کہے ﴿ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ﴾ یعنی جو اللہ عزوجل چاہے، نیکی کرنے کی طاقت اسی کی توفیق سے ہے۔ (یعنی اللہ عزوجل کا شکر ادا کرے) تو وہ موت کے علاوہ کوئی آفت نہیں دیکھے گا''۔ (المعجم الاوسط، ج۳، رقم: ۴۲۶۱،ص ۱۸۳)

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ﴿لئن شکرتم لا زیدنکم (ابراھیم:۷)﴾ یعنی اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا۔

حضرت سیدنا سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا وہیب نے عید الفطر کے دن کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا تو ارشاد

فرمایا: ''اگران لوگوں کے روزے قبول کرلئے گئے ہیں تو یہ شاکرین کا طریقہ نہیں ہے اور اگران کے روزے قبول نہیں کئے گئے تو یہ خائفین کا طریقہ نہیں ہے''۔ (شعب الایمان للبیهقی ،باب فی الصیام، ج۳،رقم:۳۷۲۷، ص ۳٤٦)۔

حضرت امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ ''نعمت کا بکثرت ذکر کیا کرو کیونکہ اس کا ذکر اس کا شکر ہے''۔ (فضیلة الشکر، باب فی الانحراف عن......الخ ،رقم: ۷۰،ص ۵۷)۔

حضرت صدقہ بن یسار فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام محراب میں تشریف فرما تھے، اچانک ان کے پاس سے ایک چھوٹا سا طوطا گزرا، آپ علیہ السلام اسے دیکھ کر اس کی خلقت میں غور وخوض کرنے لگے اور تعجب کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے اس کی تخلیق کیوں فرمائی؟'' اللہ عزوجل نے اس طوطے کو قوت گویائی عطا فرمائی اور اس نے عرض خدمت کی: ''اے داؤد علیہ السلام! کیا آپ کو تعجب ہو رہا ہے؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! آپ علیہ السلام پر اللہ نے جو عظیم فضل فرمایا ہے، اس کے مقابلے میں مجھے ملنے والے فضل پر میں بہت زیادہ اللہ عزوجل کا شکر کرتا ہوں'' (تاریخ دمشق لابن عساکر، رقم: ۲۰۳۷، داؤد بن ایشا، ج۱۷، ص ۹۵)۔

☆......☆هذا: اسم اشارہ محذوف نکال کر بتا دیا کہ ''کتب الخ'' یہ سب ملکر مبتدائے محذوف کی خبر ہے۔

ان تبلغه: یہ عبارت مقدر مان کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ کلام میں مضاف محذوف ہے، مراد ای من تبلیغه ہے، صحیح قول یہ ہے کہ ضمیر عائد المنزل ،الانزال یا الانذار کی جانب لوٹے گی۔ مرّة جاء ها لیلا: جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر رات میں عذاب آیا۔ قول المفسر: ''ومرّة نهارا'' جیسے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر دن میں عذاب آیا۔

اردنا اهلاکها: اگر یہ کہا جائے کہ آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ عذاب (اُن لوگوں کی) ھلاکت کا مسبب بن رہا ہے (نہ کہ سبب)، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں کلام میں کچھ محذوف ہے۔

والقیلولة استراحة نصف النهار: حاصل کلام یہ ہے کہ قیلولہ کے بارے میں دو اقوال ہیں ایک یہ کہ دو پہر کے وقت کی نیند یا دن کے درمیانی حصے کا آرام جس میں نیند نہ ہو صرف لیٹنا ہو۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲٤۱ وغیرہ)۔

للاعمال اویصحائفها: یہ دو اقوال ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ وزن عاملین کا ہوگا جیسا کہ تشریح وتوضیح کے تحت اس قول کا ذکر گزرا۔

خبریة: کم خبریہ ہے یعنی ''کم'' بمعنی کثیر ہے۔ (الجمل، ج۳، ص ۵ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۹

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ﴾ اَیْ اٰبَاءَ کُمْ اٰدَمَ ﴿ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ﴾ اَیْ صَوَّرْنَاهُ وَاَنْتُمْ فِیْ ظَهْرِهٖ ﴿ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ﴾ سُجُوْدَ تَحِیَّةٍ بِالْاِنْحِنَاءِ ﴿فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ﴾ اَبَا الْجِنِّ کَانَ بَیْنَ الْمَلٰئِكَةِ ﴿لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ(۱۱)﴾ ﴿قَالَ﴾ تَعَالٰی ﴿مَا مَنَعَكَ اَلَّا﴾ زَائِدَةٌ ﴿تَسْجُدَ اِذْ﴾ حِیْنَ ﴿اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَیْرٌ

مِنۡهُ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِیۡنٍ (۱۲)﴾ ﴿قَالَ فَاهۡبِطۡ مِنۡهَا﴾ اَیۡ مِنَ الۡجَنَّةِ وَقِیۡلَ مِنَ السَّمٰوٰتِ ﴿فَمَا یَکُوۡنُ﴾ یَنۡبَغِیۡ ﴿لَکَ اَنۡ تَتَکَبَّرَ فِیۡهَا فَاخۡرُجۡ﴾ مِنۡهَا ﴿اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیۡنَ (۱۳)﴾ اَلذَّلِیۡلِیۡنَ ﴿قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡ﴾ اَخِّرۡنِیۡ ﴿اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ (۱۴)﴾ اَیِ النَّاسُ ﴿قَالَ اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ (۱۵)﴾ وَفِیۡ آیَةٍ اُخۡرٰی (قَالَ فَبِمَا اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاَقۡعُدَنَّ) اَیۡ وَقۡتِ النَّفۡخَةِ الۡاُوۡلٰی ﴿قَالَ فَبِمَآ اَغۡوَیۡتَنِیۡ﴾ اَیۡ بِاِغۡوَائِکَ لِیۡ وَالۡبَاءُ لِلۡقَسَمِ وَجَوَابُهٗ ﴿لَاَقۡعُدَنَّ لَهُمۡ﴾ اَیۡ لِبَنِیۡ آدَمَ ﴿صِرَاطَکَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (۱۶)﴾ اَیۡ عَلَی الطَّرِیۡقِ الۡمُوۡصِلِ اِلَیۡکَ ﴿ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمۡ مِّنۡ بَیۡنِ اَیۡدِیۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ اَیۡمَانِهِمۡ وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ﴾ اَیۡ مِنۡ کُلِّ جِهَةٍ فَاَمۡنَعُهُمۡ عَنۡ سُلُوۡکِهٖ قَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ وَلَا یَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ یَّاۡتِیَ مِنۡ فَوۡقِهِمۡ لِئَلَّا یَحُوۡلَ بَیۡنَ الۡعَبۡدِ وَبَیۡنَ رَحۡمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَلَا تَجِدُ اَکۡثَرَهُمۡ شٰکِرِیۡنَ (۱۷)﴾ مُؤۡمِنِیۡنَ ﴿قَالَ اخۡرُجۡ مِنۡهَا مَذۡءُوۡمًا﴾ بِالۡهَمۡزَةِ مَعِیۡبًا اَوۡ مَمۡقُوۡتًا ﴿مَّدۡحُوۡرًا﴾ مُبۡعَدًا عَنِ الرَّحۡمَةِ ﴿لَمَنۡ تَبِعَکَ مِنۡهُمۡ﴾ مِنَ النَّاسِ وَاللَّامُ لِلۡاِبۡتِدَاءِ اَوۡ مُوَطِّئَةٌ لِلۡقَسَمِ وَهُوَ ﴿لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ (۱۸)﴾ اَیۡ مِنۡکَ بِذُرِّیَّتِکَ وَمِنَ النَّاسِ، وَفِیۡهِ تَغۡلِیۡبُ الۡحَاضِرِ عَلَی الۡغَائِبِ، وَفِی الۡجُمۡلَةِ مَعۡنٰی جَزَاءٍ مِنَ الشَّرۡطِیَّةِ اَیۡ مَنِ اتَّبَعَکَ اُعَذِّبُهٗ ﴿وَیٰۤاٰدَمُ اسۡکُنۡ اَنۡتَ﴾ تَاۡکِیۡدٌ لِلضَّمِیۡرِ فِیۡ اُسۡکُنۡ لِیُعۡطَفَ عَلَیۡهِ ﴿وَزَوۡجُکَ﴾ حَوَّاءُ بِالۡمَدِّ ﴿الۡجَنَّةَ فَکُلَا مِنۡ حَیۡثُ شِئۡتُمَا وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ﴾ بِالۡاَکۡلِ مِنۡهَا وَهِیَ الۡحِنۡطَةُ ﴿فَتَکُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ (۱۹)﴾ ﴿فَوَسۡوَسَ لَهُمَا الشَّیۡطٰنُ﴾ اِبۡلِیۡسُ ﴿لِیُبۡدِیَ﴾ یُظۡهِرَ ﴿لَهُمَا مَا وُرِیَ﴾ فُوۡعِلَ مِنَ الۡمُوَارَاةِ ﴿عَنۡهُمَا مِنۡ سَوۡاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰکُمَا رَبُّکُمَا عَنۡ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ﴾ کَرَاهَةَ ﴿اَنۡ تَکُوۡنَا مَلَکَیۡنِ﴾ وَقُرِئَ بِکَسۡرِ اللَّامِ ﴿اَوۡ تَکُوۡنَا مِنَ الۡخٰلِدِیۡنَ (۲۰)﴾ اَیۡ وَذٰلِکَ لَازِمٌ عَنِ الۡاَکۡلِ مِنۡهَا کَمَا فِیۡ آیَةٍ اُخۡرٰی (هَلۡ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَةِ الۡخُلۡدِ وَمُلۡکٍ لَّا یَبۡلٰی) ﴿وَقَاسَمَهُمَا﴾ اَیۡ اَقۡسَمَ لَهُمَا بِاللّٰهِ ﴿اِنِّیۡ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیۡنَ (۲۱)﴾ فِیۡ ذٰلِکَ ﴿فَدَلّٰهُمَا﴾ حَطَّهُمَا عَنۡ مَنۡزِلَتِهِمَا ﴿بِغُرُوۡرٍ﴾ مِنۡهُ ﴿فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ﴾ اَیۡ اَکَلَا مِنۡهَا ﴿بَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا﴾ اَیۡ ظَهَرَ لِکُلٍّ مِنۡهُمَا قُبُلُهٗ وَقُبُلُ الۡآخَرِ وَدُبُرُهٗ، وَسُمِّیَ کُلٌّ مِنۡهُمَا (سَوۡاَةً) لِاَنَّ اِنۡکِشَافَهٗ یَسُوۡءُ صَاحِبَهٗ ﴿وَطَفِقَا یَخۡصِفٰنِ﴾ اَخَذَا یَلۡزِقَانِ ﴿عَلَیۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَنَّةِ﴾ لِیَسۡتَتِرَا بِهٖ ﴿وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمۡ اَنۡهَکُمَا عَنۡ تِلۡکُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلۡ لَّکُمَآ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمَا عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ (۲۲)﴾ بَیِّنُ الۡعَدَاوَةِ وَالۡاِسۡتِفۡهَامُ لِلتَّقۡرِیۡرِ ﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا﴾ بِمَعۡصِیَتِنَا ﴿وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ (۲۳)﴾ ﴿قَالَ اهۡبِطُوۡا﴾ اَیۡ آدَمَ وَحَوَّاءَ بِمَا

اشْتَمَلْتُمَا عَلَيْهِ مِنْ ذُرِّيَّتِكُمَا ﴿بَعْضُكُمْ﴾ بَعْضُ الذُّرِّيَّةِ ﴿لِبَعْضٍ عَدُوٌّ﴾ مِنْ ظُلْمِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا ﴿وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ﴾ مَكَانُ اِسْتِقْرَارٍ ﴿وَّمَتَاعٌ﴾ تَمَتُّعٌ ﴿إِلَىٰ حِينٍ (۲۴)﴾ تَنْقَضِي فِيهِ آجَالُكُمْ ﴿قَالَ فِيهَا﴾ أَيِ الْأَرْضِ ﴿تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ (۲۵)﴾ بِالْبَعْثِ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا (یعنی تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو.....۱.....) پھر تمہارے نقشے بنائے (یعنی ہم نے آدم علیہ السلام کی صورت بنائی اور تم اس کی پشت میں تھے) پھر ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو (یعنی سجدۂ تعظیمی کرو یعنی جھک جاؤ) تو ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (جو جنوں کا سردار تھا، اور ملائکہ کے ساتھ رہتا تھا) یہ سجدہ والوں میں نہ ہوا.....۲..... فرمایا (اللہ ﷻ نے) کس چیز نے تجھے روکا کہ (الا میں لام زائدہ ہے) تو نے سجدہ نہ کیا جب (یعنی جس وقت) میں نے تجھے حکم دیا تھا بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا فرمایا تو یہاں سے اتر جا (یعنی جنت سے اور بعض نے کہا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا آسمان سے اتر جا) پس نہیں لائق (یکون بمعنی ینبغی ہے) تجھے کہ یہاں رہ کر غرور کرے نکل (اس جنت یا آسمان سے) تو ہے ذلت والوں میں (الصغرین بمعنی الذلیلین ہے) بولا مجھے فرصت دے (انظرنی بمعنی اخرنی ہے) اس دن تک کہ (لوگ) اٹھائے جائیں فرمایا تجھے مہلت ہے (اور دوسری آیت میں الی یوم الوقت المعلوم ہے یعنی نفخۂ اولی کے وقت تک) بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا (یعنی تیرے مجھے گمراہ کرنے کی قسم، باء قسمیہ ہے اور لاقعدن جواب قسم ہے) میں ضرور بیٹھوں گا ان کی (یعنی بنی آدم کی) تاک میں تیرے سیدھے راستے پر (یعنی تجھ تک پہنچنے والے راستے پر) پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے داہنے اور ان کے بائیں سے (یعنی ہر جہت سے آؤں گا اور انہیں تیری راہ سے روکوں گا، ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا کہ شیطان اوپر سے حملہ آور ہونے کی استطاعت نہیں رکھتا کہ بندے اور اللہ ﷻ کی رحمت کے مابین حائل ہو جائے) اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار (یعنی مؤمنین) نہ پائے گا فرمایا یہاں سے نکل جا رد کیا گیا (لفظ مذء وما ہمزہ کے ساتھ ہے یعنی عیب دار، غضب کا شکار ہو کر) رحمت سے دور (مدحورا بمعنی مبعص عن الرحمة ہے) جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا (یعنی ان لوگوں میں سے، لمن میں لام ابتدائیہ ہے، پھر تاکید قسم کے لیے ہے جواب قسم لاملئن ہے) میں تم سب سے جہنم بھر دوں گا (یعنی تجھے تیری ذریت سمیت اور دیگر لوگوں سے بھی، اس جملے میں حاضر کی غائب پر تغلیب ہے اور جملہ لاملئن میں من شرطیہ کی معنوی طور پر جزاء ہے یعنی جو تیری پیروی کرے گا میں اسے عذاب دوں گا) اور (فرمایا) اے آدم تو (انت، اسکن کی ضمیر پر تاکید کیلئے ہے تا کہ اس کا اسکن..... پر عطف صحیح ہو سکے) اور تیرا جوڑ (حوا، لفظ حوّاء کا تلفظ مد کے ساتھ ہے) جنت میں رہو تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس پیڑ کے قریب نہ جانا (کہ اس سے کھاؤ، مراد گندم ہے.....۳.....) کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے پھر شیطان (یعنی ابلیس) نے ان کے جی میں وسوسہ ڈالا.....۴..... کہ کھول

کردے (یبدی بمعنی یظھر ہے) جوان پرچھپی ہیں (وُرِی بروزن فوعل ہے جوکہ مواراۃ الستر سے ماخوذ ہے) انکی شرم کی چیزیں اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی (کراہت) کی وجہ سے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دوفرشتے ہوجاؤ (اور ملکین کولام کی کسرہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) یا ہمیشہ جینے والے ہوجاؤ (یعنی اس درخت سے کھانے کا یہ لازم اثر ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے ہل ادلک علی شجرۃ الخلد وملک لایبلی) اوران سے قسم کھائی......۵......(یعنی ان سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھائی) کہ میں تم دونوں کا خیرخواہ ہوں (اس معاملے میں) تو اتارلایا انہیں (ان دونوں کو جنت سے نیچے اتارلایا) فریب سے پھر جب انہوں نے وہ پیڑ چکھا (یعنی اس پیڑ سے کھایا) ان پر ان کی شرم کی چیزیں کھل گئیں (یعنی ان میں سے ہرایک پر ان کا قبل اور دوسرے کا قبل اور دبر ظاہر ہوگیا اور شرم گاہوں کو سوأۃ کہا اسلئے کہ اس کا انکشاف اس کے صاحب کو برا لگتا ہے) اور جوڑنے لگے (یخصفان بمعنی یلزقان ہے) اپنے بدن پر جنت کے پتے (کہ ان پتوں سے بدن چھپائیں) اور انہیں ان کے رب نے فرمایا کیا میں نے تمہیں اس پیڑ سے منع نہ کیا تھا اور نہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے (اس کی دشمنی ظاہر ہے اور لفظ الم میں ہمزہ استفہام تقریری ہے) دونوں نے عرض کی اے ہمارے رب ہم نے اپنا آپ برا کیا (اپنی معصیت کے ساتھ) تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے فرمایا اترو (یعنی آدم اور حوا اپنی ذریت سمیت) تمہارے بعض (یعنی تمہاری بعض ذریت) بعض کے دشمن ہیں (ان میں بعض دوسرے بعض پر ظلم کریں گے) اور تمہیں زمین میں ایک وقت تک ٹھرنا ہے (یعنی ٹھرنے کی جگہ ہے) اور برتنا ہے (متاع بمعنی تمتع ہے) ایک وقت تک (اپنی عمروں کے پورا ہونے تک اس میں رہنا ہے) فرمایا اسی میں (یعنی زمین میں) جیوگے اور اسی میں مروگے اور اسی میں اٹھائے جاؤگے (قیامت کے دن، تخرجون کو معروف ومجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد خلقنکم ثم صورنکم ثم قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم ﴾.

و: مستانفہ......لام: تاکید......قد: تحقیقیہ...... خلقنکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثم صورنکم: جملہ فعلیہ معطوف اول...... ثم: عاطفہ......قلنا الملئکۃ: قول...... اسجدوا لادم: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف ثانی، ملکر "نقسم" قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فسجدوا الا ابلیس لم یکن من السجدین ﴾.

ف: عاطفہ......سجدوا: فعل واوضمیر مستثنی منہ......الا: حرف استثناء......ابلیس: ذوالحال......لم یکن من السجدین: جملہ فعلیہ حال، ملکر مستثنی اپنے مستثنی منہ سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال ما منعک الا تسجد اذا امرتک ﴾.

قال: قول......ما: استفہامیہ مبتدا...... منعک: فعل بافاعل ومفعول...... ان: مصدریہ......لا: زائدہ لتاکید ،تسجد: فعل بافاعل...... اذ: مضاف......امرتک: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول ثانی ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال انا خیر منہ ،خلقتنی من نار و خلقتہ من طین ﴾

قال: قول......انا: مبتدا......خیر منہ : شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ......خلقتنی من نار: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر معطوف علیہ......من طین: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قال فاھبط منھا فما یکون لک ان تتکبر فیھا﴾.

قال: قول...... ف: عاطفہ......اھبط منھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ف: عاطفہ......ما: نافیہ......یکون: بمعنی یصح فعل تام...... لک: ظرف لغو......ان : مصدریہ......تتکبر: فعل انت ضمیر ذوالحال......فیھا: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل،ملکر جملہ فعلیۃ ہوکر معطوف ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاخرج انک من الصغرین قال انظرنی الی یوم یبعثون ﴾.

ف: عاطفہ،اخرج: فعل انت ضمیر ذوالحال،انک من الصاغرین: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ، قال: قول،انظرنی: فعل امر بافاعل ومفعول،الی: جار، یوم یبعثون: مرکب اضافی مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال انک من المنظرین قال فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم ﴾.

قال: قول،انک من المنظرین: جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ، قال: قول،ف: عاطفہ،ب: جار،ما: مصدریہ، اغویتنی: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،ملکر ظرف مستقر "اقسم" فعل محذوف کیلئے ملکر جملہ فعلیہ، لام: تاکیدیہ، اقعدن لھم : فعل بافاعل وظرف لغو،صراطک: موصوف،المستقیم: صفت،ملکر مفعول فیہ،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ثم لاتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم ﴾.

ثم : عاطفہ...... لام: تاکیدیہ...... اتینھم: فعل بافاعل ومفعول......من بین ایدیھم: جارمجرور،ملکر معطوف علیہ،ومن خلفھم: جارمجرور،ملکر معطوف اول...... وعن ایمانھم : جارمجرور معطوف ثانی......عن شمائلھم: جارمجرور معطوف ثالث،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "اقسم" قسم محذوف کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ولا تجد اکثرھم شکرین قال اخرج منھا مذؤما مدحورا﴾.

و: مستانفہ،لاتجد: فعل نفی بافاعل،اکثرھم : ذوالحال،شکرین: حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، قال: قول،

اخرج: فعل باتت ذوالحال، مذء وما: حال اول، مدحورا: حال ثانی، ملکر فاعل، منھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لمن تبعک منھم لاملئن جھنم منکم اجمعین﴾۔

لام: تاکیدیہ...... من: شرطیہ مبتدا...... تبع: فعل ھو ضمیر ذوالحال...... منھم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل...... ک: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ...... املئن جنھم: فعل بافاعل ومفعول...... من: جار...... کم: ضمیر ذوالحال ماجمعین: حال ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کیلئے جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر قسم محذوف "اقسم" کیلئے جواب قسم ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿ویادم اسکن انت وزوجک الجنة فکلا من حیث شئتما﴾۔

و: عاطفہ...... یادم: جملہ ندائیہ...... اسکن: فعل امر انت ضمیر مستتر مؤکد...... انت: تاکید، ملکر معطوف علیہ وزوجک: معطوف، ملکر فاعل...... الجنة: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ...... و: عاطفہ، کلا: فعل امر بافاعل...... من: جار...... حیث: مضاف...... شئتما: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تقربا ھذہ الشجرة فتکونا من الظلمین﴾۔

و: عاطفہ...... لاتقربا: فعل نہی بافاعل...... ھذہ الشجرة: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: سببیہ...... تکونا: فعل ناقص بااسم...... من الظلمین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان جواب نہی واقع ہورہا ہے۔

﴿فوسوس لھما الشیطن لیبدی لھما ماوری عنھما من سواتھما﴾۔

ف: عاطفہ...... وسوس لھما الشیطن: فعل، وظرف لغو وفاعل...... لام: جار...... یبدی لھما: فعل بافاعل وظرف لغو...... ما: موصولہ وری: فعل مجہول بانائب الفاعل...... عن: جار...... ھما: ذوالحال...... من سواتھما: ظرف مستقر حال ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مجرور ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال ما نھکما ربکما عن ھذہ الشجرة الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخلدین﴾۔

و: عاطفہ...... قال: قول...... ما: نافیہ...... نھکما: فعل ومفعول...... ربکما: فاعل، عن ھذہ الشجرة: ظرف لغو، الا: اداۃ حصر...... ان: مصدریہ...... تکونا ملکین: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ...... تکونا من الخالدین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر "کراھیة" مصدر محذوف کیلئے مضاف الیہ ملکر مرکب اضافی مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وقاسمھما انی لکما لمن النصحین﴾۔

و: مستانفہ...... قاسمھما: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... انی: حرف مشبہ واسم...... لکما: ظرف لغو

مقدم......الـنـصـحـيـن: اسم فاعل با فاعل ،ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور......، من: جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفسرہ ماقبل جملہ "قاسمهما" کیلئے۔

﴿فدلهما بغرور فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سواتهما﴾.

ف: عاطفہ......دلـهـمـا بـغـرور: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......لـمـا: ظرفیہ شرطیہ ،ذاقاالشجرة: فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ شرط...... بدت لهماسواتهما: فعل وظرف لغووفاعل،ملکر جملہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وطفقا يخصفن عليهما من ورق الجنة﴾.

و: عاطفہ......طـفـقـا: افعال شروع میں سے ہے،اس میں الف اس کا اسم ہے،......يـخـصـفـان: فعل الف تثنیہ ذوالحال ......عليهما: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،من ورق الجنة: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ونادهما ربهما الم انهكما عن تلكما الشجرة واقل لكما ان الشيطن لكما عدو مبين﴾.

و: عاطفہ......نـادهـمـا ربهما: فعل ومفعول وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... همزه: حرف استفہام...... لم: حرف جازم...... انهكما: فعل با فاعل ومفعول...... عن تلكماالشجرة: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......اقل لكما: قول......ان الشيطن: حرف مشبہ واسم...... لكما: ظرف مستقر حال مقدم......عدو مبين: مرکب توصیفی،حال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ معطوف،ملکر مفسرہ ماقبل جملہ "نادهما" ہے۔

﴿قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنكونن من الخسرين﴾.

قالا: قول......ربنا: نداء......ظـلـمـناانفسنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......ان: شرطیہ......لم: حرف جازم ،تـغـفـرلنا: معطوف علیہ......وتـرحـمـنـا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط...... ،لـنـكـونـن من الخسرين: جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم قائم مقام جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف،ملکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال اهبطوا بعضكم لبعض عدو ولكم في الارض مستقر ومتاع الى حين﴾.

قال: قول...... اهبطوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال...... بعضكم: مبتدا......لبعض: ظرف مستقر حال مقدم......عدو: ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......لـكـم: ظرف مستقر خبر مقدم،فـي الارض: ظرف لغو مقدم...... مستـقـر: اسم مفعول باھو ضمیر نائب الفاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ...... ومتـاع الـى حين: شبہ جملہ ہوکر معطوف،ملکر مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال فيها تحيون وفيها تموتون و منها تخرجون﴾.

قال: قول......فیها تحیون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وفیها تموتون: جملہ فعلیہ معطوف اول ،ومنها تخرجون: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تخلیق آدم وحوا:

۱......عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِیَدِیْ فَقَالَ: "خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ یَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِیْهَا الْجِبَالَ یَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ یَوْمَ الِاثْنَیْنِ وَخَلَقَ الْمَکْرُوْهَ یَوْمَ الثُّلٰثَاء وَخَلَقَ النُّوْرَ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَبَثَّ فِیْهَا الدَّوَابَّ یَوْمَ الْخَمِیْسِ وَخَلَقَ آدَمَ ﷷ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ فِیْ آخِرِ الْخَلْقِ فِیْ آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِیْمَا بَیْنَ الْعَصْرِ اِلَی اللَّیْلِ"، حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا :"اللہ ﷻ نے ہفتے کے دن مٹی کو پیدا فرمایا، اتوار کے دن پہاڑوں کو، پیر کے دن درختوں کو، ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن، بدھ کے روز نور کو، جمعرات کے دن زمین میں چوپائے بسائے اور جمعہ کے دن سب سے آخر میں عصر کی وقت کی آخری گھڑیوں میں حضرت آدم ﷷ کو پیدا فرمایا"۔ (صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة ،باب ابتداء الخلق و خلق آدم برقم :۶۹۴۸/۲۷۸۹، ص۱۳۷۴)

اور پیدائش انسان کی ابتداء مٹی سے فرمائی، پھر اس کی نسل رکھی ایک بے قدرے پانی کے خلاصہ سے، قرار پکڑنے کی جگہ میں پھر اسے سننے اور دیکھنے والا کر دیا، کہ وہ اس سے پہلے کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ اور انسان کو علم اور تعلیم سے شرف بخشا اور اللہ ﷻ نے حضرت آدم ﷷ کو اپنے عزت والے بے مثل ہاتھوں سے پیدا فرمایا اور اس مجسمے کو صورت دی، اور اس میں اپنی روح پھونکی، اور فرشتوں نے اسے سجدہ کیا، اور اس سے اس کا جوڑا بی بی حوام البشر کو بنایا اور حضرت آدم ﷷ کو ان سے مانوس کر دیا، اور دونوں جنت میں رہنے لگے۔ اللہ ﷻ نے ان دونوں پر اپنی نعمتیں مکمل فرمائیں، پھر ان دونوں کو زمین پر بھیج دیا جس میں اس حکمت والے رب ﷻ کی حکمت کارفرما تھی، اور آدم وحوا علیہما السلام سے زمین میں کئی مرد وعورتیں پھیلا دیں اور اپنی قدرت عظیمہ سے انہیں بادشاہ اور رعایا، فقراء اور غرباء، آزاد اور غلام کر دیا۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۱،ص ۵)

ابلیس کا سجدہ نہ کرنا:

۲......بعض محققین نے ذکر کیا ہے کہ فرشتوں کو ہم نے آدم ﷷ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تا کہ وہ اس حکم سے عدول نہ کریں اور یہ حکم سجدہ آدم ﷷ کی تخلیق سے قبل کیا گیا تھا اور اس بات پر اللہ ﷻ کا کلام شاہد ہے ﴿فاذا سویته و نفخت فیه من روحی فقعوا له ساجدین (الحجر:۲۹)﴾ اور اس کا وقوع بعد میں ہوا ﴿اسجدوا لآدم﴾ اور یہ فرمان اس بات پر بین دلیل ہے کہ فرشتوں کو اس بات کا حکم پہلے ہی دے دیا گیا تھا۔ حاصل کلام یہ کہ فرشتوں کو پہلے ہی سجدہ کا حکم دے دیا گیا تھا لیکن یہ حکم معلق تھا پھر دوبارہ سابق

حکم کی مطابقت کے لئے فرشتوں کو ﴿اسجدوا لآدم﴾ کے خطاب سے نوازا گیا(روح المعانی، الجزء الثامن ،ص ٤٥٦)

فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا آدم علیہ السلام کے دخول جنت سے پہلے تھا اور سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام اور آخر میں عزرائیل علیہ السلام نے سجدہ کیا اسکے بعد دیگر مقرب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ اور فرشتوں کے مدت سجدہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ کتنی دیر تک سجدہ میں رہے اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ سو سال تک سجدہ میں رہے اور دوسرا قول پانچ سو سال کا ہے اور اسکے علاوہ اور بھی اقوال پائے جاتے ہیں اور یہ سجدہ تعظیمی تھا۔ (الصاوی، ج ۲،ص ٢٤٥)

حسن کا قول ہے کہ ابلیس فرشتوں میں سے نہ تھا کیونکہ وہ آگ سے پیدا ہوا اور فرشتے نور سے اور اس کا استثناء فرشتوں سے اس لئے کر دیا گیا کہ وہ بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے میں فرشتوں کے ساتھ شامل تھا، پھر جب اس نے سجدہ نہ کیا تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ﴿لم یکن من السـاجدین (الاعراف:۱۲)﴾ یہی وجہ ابلیس کو فرشتوں سے مستثنیٰ کرنے کی تھی۔ (الخازن، ج ۲،ص ١٨٤)

ابونعیم نے حلیہ میں اور دیلمی نے جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے جد سے روایت کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دین کے بارے میں سب سے پہلے اپنی رائے سے قیاس کرنے والا ابلیس تھا اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو اس نے جواب میں کہا ﴿انا خیـر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین (ص:۷٦)﴾ ابوجعفر فرماتے ہیں کہ جس نے دین کے معاملے میں اپنی رائے سے قیاس کیا اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے ابلیس کے ساتھ کر دے گا کیونکہ اس نے ابلیس کی پیروی کی۔ (الدر المنثور، ج ۳،ص ١٣٤)

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور اس نے اللہ عزوجل سے اسی وقت یہ کہہ دیا تھا کہ میں لوگوں کو بہکاؤں گا انکے آگے، پیچھے ،دائیں اور بائیں سے۔ شیطان انسان کو بہکاتا ہے اور جن چار سمتوں سے بہکاتا ہے اس کا ذکر بھی فرما دیا جیسا کہ قرآن میں اس کا بیان ملتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ چار سمتوں کا ذکر فرمایا گیا لیکن دو سمتوں کا ذکر نہیں ہوا اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیطان نے اوپر اور نیچے دو سمتوں کا ذکر نہ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اوپر سے اللہ عزوجل کی رحمت نازل ہوتی ہے اور نیچے سے آنا غیر معروف ہے۔ (المظهری، ج ۳،ص ١٤)

درخت کی نشاندھی:

۳۵.....علامہ ناصر الدین بیضاوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ وہ درخت جسے حضرت آدم و حوا علیہما السلام نے کھایا تھا وہ یا تو گندم کا درخت تھا یا انگور کا یا انجیر کا۔ (البیضاوی، ج ۱،ص۸۹)

وسوسه اور اس کا علاج:

۳۶.....علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ وسوسہ کہتے ہیں برے اور گھٹیا خطرے (یعنی خیال) کو اور اس کی اصل وسواس ہے اور اس سے مراد زیور کی آواز یا ہلکی آواز ہے۔ (المفردات، ص ٥٣٧)

فَقَالَ (النبی ﷺ): "یَا اَبَا ذَرٍّ ﷺ تَعَوَّذْ مِنْ شَرِّ شَیَاطِیْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ"، قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَهَلْ لِلْاِنْسِ شَیَاطِیْنُ ؟قَالَ: "نَعَمْ شَیَاطِیْنُ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِی بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا"، نبی پاک ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: "اے ابوذر ﷺ شیاطین جن اور انس سے پناہ مانگو"، حضرت ابوذر ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ کیا انسانوں کے بھی شیطان ہوتے ہیں؟ فرمایا: "ہاں، جو ایک دوسرے (کے دلوں میں) دھوکے سے بات ڈالتے ہیں"۔

اسی حدیث پاک میں آگے سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اے ابوذر! کیا میں تمہیں جنت کا خزانہ نہ بتاؤں اور وہ خزانہ یہ ہے کہ تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا کر"۔ (مسند احمد، مسند الانصار، مسند ابو امامہ الباھلی، برقم: ۲۱۷۸۵، ص ۳۵۵)

رد شیعت:

۵.....قرآن مجید میں ہے کہ ﴿وقاسمهما انی لکمالمن الناصحین﴾ اس آیت سے شیعہ حضرات کا تقیہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔ سب سے پہلا تقیہ ابلیس نے کیا کہ دل میں آدم کی دشمنی رکھ کر زبان سے ان کی دوستی ظاہر کی اس کا نام تقیہ ہے

(تفسیر نعیمی، ج۸، ص۳۴۷)

☆.....☆ اباکم: یہ لفظ نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ کلام میں مضاف محذوف ہے۔

سجود تحیۃ بالانحناء: اس عبارت سے مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہاں سجدہ سے مراد لغوی سجدہ ہے یعنی فقط جھکنا سجدہ شرعی جو پیشانی زمین پر رکھ کر کیا جاتا ہے وہ مراد نہیں سجدہ تعظیمی کرنا یعنی معظم افراد کے آگے جھکنا پچھلی شرائع میں مشروع تھا، بعض حضرات نے اسے باقاعدہ سجدہ کہا کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے اپنی پیشانیاں زمین پر رکھیں اس تقریر پر یہ سجدہ اللہ عزوجل کو تھا اور حضرت آدم علیہ السلام مثلِ کعبہ ان کے لیے قبلہ تھے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ سجدہ حضرت آدم علیہ السلام ہی کو تھا لیکن یہ سجدہ تعظیمی تھا۔ نوٹ: سجدۂ تعظیمی ہماری شریعت میں حرام ہے امام اہلسنت نے اس کی حرمت پر ایک مستقل رسالہ بنام "الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ" تحریر فرمایا ہے۔ اباالجن: دوسرا قول یہ ہے کہ ابلیس ابوالشیاطین ہے یعنی کافر جنوں کا باپ ہے۔

حطهما عن منزلتهما: یعنی شیطان کا دھوکا ان دونوں کے جنت سے اترنے کا ظاہری سبب بنا یہاں منزلت سے مراد آپ کی برگزیدگی میں کمی ہو جانا نہیں کہ آپ کی شان ورفعت میں اللہ عزوجل نے مزید اضافہ فرمادیا۔

او انتم فی ظهره: بعض نسخوں میں او انتم اور بعض میں و انتم ہے، پس اول ثانی کا جواب ہوگا، حاصل کلام یہ ہے کہ لوگوں کا دونوں مقامات ﴿ثم صورنکم﴾، ﴿ثم قلنا ......﴾ میں اختلاف ہے، پس بعض ان دونوں جملوں میں کوئی ترتیب لازم نہیں کرتے اور اسے بمنزلہ واو بیان کرتے ہیں اور آیت کو اپنے ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ثم ترتیب زمانی کے لیے ہے اور خلق وتصویر کے اعتبار سے کلام میں مضاف کو حذف مانا ہے۔ واللام للابتداء :لمن میں لام ابتدائیہ ہے اور من اسم موصول مبتداء ہے۔

حواء: بی بی حوا کا نام حوا اس لیے رکھا ہے انہیں حی (زندہ) سے پیدا کیا گیا یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کیا گیا۔

الذلیلین: الصاغرین کی تفسیر ہے، مراد اس سے ذال کی فتح اور ضمہ ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۴٤ وغیرہ)۔

صورناہ: "صورنکم" کی تفسیر صورناہ سے کر کے اس سوال کے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے کہ فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم آپ علیہ السلام کی اولاد کی تخلیق سے پہلے دیا گیا تھا حالانکہ آیت تو اس کے عکس پر دلالت کر رہی ہے؟ تو اس کا جواب دیا یہاں اولادِ آدم کی نہیں بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت بنائے جانے کا بیان ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۱۱ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۰

﴿یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا﴾ اَیۡ خَلَقۡنَاہُ لَکُمۡ ﴿یُّوَارِیۡ﴾ یَسۡتُرُ ﴿سَوۡاٰتِکُمۡ وَرِیۡشًا﴾ ھُوَ مَا یَتَجَمَّلُ بِہٖ مِنَ الثِّیَابِ ﴿وَلِبَاسُ التَّقۡوٰی﴾ اَلۡعَمَلُ الصَّالِحُ وَالسَّمۡتُ الۡحَسَنُ، بِالنَّصۡبِ عَطۡفًا عَلٰی لِبَاسًا وَالرَّفۡعِ مُبۡتَدَاءٌ خَبَرُہٗ جُمۡلَۃُ ﴿ذٰلِکَ خَیۡرٌ ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ﴾ دَلَائِلُ قُدۡرَتِہٖ ﴿لَعَلَّھُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ (۲۶)﴾ فَیُؤۡمِنُوۡنَ فِیۡہِ اِلۡتِفَاتٌ عَنِ الۡخِطَابِ ﴿یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ﴾ لَا یُضِلَّنَّکُمۡ ﴿الشَّیۡطٰنُ﴾ اَیۡ لَا تَتَّبِعُوۡہُ فَتُفۡتَنُوۡا ﴿کَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ﴾ بِفِتۡنَتِہٖ ﴿مِّنَ الۡجَنَّۃِ یَنۡزِعُ﴾ حَالٌ ﴿عَنۡھُمَا لِبَاسَھُمَا لِیُرِیَھُمَا سَوۡاٰتِھِمَا اِنَّہٗ﴾ اَیِ الشَّیۡطَانُ ﴿یَرٰکُمۡ ھُوَ وَقَبِیۡلُہٗ﴾ جُنُوۡدُہٗ ﴿مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَھُمۡ﴾ لِلَطَافَۃِ اَجۡسَادِھِمۡ اَوۡ عَدَمِ اَلۡوَانِھِمۡ ﴿اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ﴾ اَعۡوَانًا وَقُرَنَاءَ ﴿لِلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ (۲۷)﴾ ﴿وَاِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَۃً﴾ کَالشِّرۡکِ وَطَوَافِھِمۡ بِالۡبَیۡتِ عُرَاۃً قَائِلِیۡنَ لَا نَطُوۡفُ فِیۡ ثِیَابٍ عَصَیۡنَا اللّٰہَ فِیۡھَا فَنُھُوۡا عَنۡھَا ﴿قَالُوۡا وَجَدۡنَا عَلَیۡھَاۤ اٰبَآءَنَا﴾ فَاقۡتَدَیۡنَا بِھِمۡ ﴿وَاللّٰہُ اَمَرَنَا بِھَا﴾ اَیۡضًا ﴿قُلۡ﴾ لَھُمۡ ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ اَتَقُوۡلُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ (۲۸)﴾ اَنَّہٗ قَالَہٗ اِسۡتِفۡھَامُ اِنۡکَارٍ ﴿قُلۡ اَمَرَ رَبِّیۡ بِالۡقِسۡطِ﴾ اَلۡعَدۡلِ ﴿وَاَقِیۡمُوۡا﴾ مَعۡطُوۡفٌ عَلٰی مَعۡنٰی بِالۡقِسۡطِ اَیۡ قَالَ اَقۡسِطُوۡا وَاَقِیۡمُوۡا اَوۡ قَبۡلَہٗ فَاَقۡبِلُوۡا مُقَدَّرًا ﴿وُجُوۡھَکُمۡ﴾ لِلّٰہِ ﴿عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ﴾ اَیۡ اَخۡلِصُوۡا لَہٗ سُجُوۡدَکُمۡ ﴿وَّادۡعُوۡہُ﴾ اُعۡبُدُوۡہُ ﴿مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ﴾ مِنَ الشِّرۡکِ ﴿کَمَا بَدَاَکُمۡ﴾ خَلَقَکُمۡ وَلَمۡ تَکُوۡنُوۡا شَیۡئًا ﴿تَعُوۡدُوۡنَ (۲۹)﴾ اَیۡ یُعِیۡدُکُمۡ اَحۡیَاءً یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ ﴿فَرِیۡقًا﴾ مِنۡکُمۡ ﴿ھَدٰی وَفَرِیۡقًا حَقَّ عَلَیۡھِمُ الضَّلٰلَۃُ اِنَّھُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ﴾ اَیۡ غَیۡرِہٖ ﴿وَیَحۡسَبُوۡنَ اَنَّھُمۡ مُّھۡتَدُوۡنَ (۳۰)﴾ ﴿یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ﴾ اَیۡ مَا یَسۡتُرُ عَوۡرَتَکُمۡ ﴿عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ﴾ عِنۡدَ الصَّلٰوۃِ وَالطَّوَافِ ﴿وَّکُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا﴾ مَا شِئۡتُمۡ ﴿وَلَا تُسۡرِفُوۡا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ (۳۱)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے آدم کی اولاد بیشک ہم نے تمہاری لیے ایک لباس وہ بنایا کہ (انزلناہ علیکم بمعنی خلقناہ لکم ہے) کہ چھپائے (یواری بمعنی یستر ہے) تمہاری شرم کی چیزیں اور ایک لباس وہ کہ تمہاری آرائش ہو......۱......(مراد وہ کپڑے ہیں جن سے زیب و زینت ہو) اور پرہیزگاری کا لباس (عمل صالح یا سنجیدگی و وقار، لباس التقوی، منصوب ہوگا لباسا پر عطف کرتے ہوئے اور مرفوع کی صورت میں مبتداء ہوگا اور جملہ ذلک خیــــرا اسکی خبر ہے) وہ سب سے بھلا یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے (یعنی اس کی قدرت کے دلائل ہیں) کہ کہیں وہ نصیحت مانیں (اور وہ ایمان لے آئیں لعلھم میں خطاب سے غیوبت کی طرف التفات پایا گیا ہے......۲......) اے آدم کی اولاد خبردار تمہیں فتنہ میں نہ ڈالے (یعنی گمراہ نہ کردے) شیطان (یعنی تم اس کی پیروی نہ کرو کہ فتنہ میں جا پڑو) جیسا تمہارے ماں باپ کو (اپنے فتنہ میں مبتلا کرکے) جنت سے نکالا اتروادیئے (ینزع، ابویکم سے یا اخرج کے فاعل سے حال ہے) ان کے لباس کہ ان کی شرم کی چیزیں انہیں نظر پڑیں بیشک وہ (یعنی شیطان) اور اس کا کنبہ دیکھتا ہے تمہیں (قبیلہ بمعنی جنودہ ہے) کہ تم انہیں نہیں دیکھتے (ان کے لطیف جسم ہونے یا بے رنگت ہونے کی وجہ سے......۳......) بیشک ہم نے شیطانوں کو ان کا ولی (یعنی مددگار اور ان کا ساتھی) بنادیا جو ایمان نہیں لاتے اور جب کوئی بے حیائی کریں (جیسا کہ شرک اور برہنہ طواف کرنا یہ کہتے ہوئے کہ جس کپڑے میں اللہ ﷻ کی نافرمانی کی ہے اس میں ہم طواف کعبہ نہیں کریں گے انہیں جب اس سے روکا جائے) تو کہتے ہیں کہ ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو پایا (لہذا ہم ان کی اقتداء کرتے ہیں) اور اللہ نے ہمیں اسکا حکم دیا ہے تو فرماؤ (ان سے) بیشک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا اللہ پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں (کہ اللہ ﷻ نے ایسی بات کا حکم دیا ہو اتقولون میں ہمزہ استفہام انکاری ہے) تم فرماؤ میرے رب نے انصاف (قسط بمعنی عدل ہے) کا حکم دیا ہے اور سیدھے کرو (اسکا عطف بالقسط کے معنی پر ہے یعنی اصل عبارت قال اقسطوا او اقیموا یا اس سے پہلے اقبلو مقدر مانیں گے) اپنے چہرے (اللہ ﷻ کیلئے) ہر نماز کے وقت (یعنی اپنے سجدوں کو اسی کیلئے خالص کرو) اور اس کی عبادت کرو (وادعوہ بمعنی اعبدوہ ہے) اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے (شرک سے) جیسا کہ اس نے تمہارا آغاز کیا (کہ تمہیں عدم سے وجود میں لایا) ویسے ہی پلٹو گے (یعنی وہ قیامت میں تمہیں دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے گا) ایک فرقے کو (تم میں سے) راہ دکھائی اور ایک فرقے کی گمراہی ثابت ہوئی انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو والی بنایا (دون بمعنی غیــر ہے) اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو (جو تمہارے شرم کی چیزیں چھپائے......۴......) جب مسجد میں جاؤ (نماز و طواف کے وقت) اور کھاؤ اور پیو (جو چاہو......۵......) اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿یبنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواٰتکم وریشا﴾.

یبنی ادم: جملہ ندائیہ......قد: تحقیقیہ ......انزلنا علیکم: فعل بافاعل وظرف لغو......لباسا: موصوف......یواری سواتکم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف علیہ......و ریشا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء سے ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ

﴿ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من ایت اللہ لعلھم یذکرون ﴾.

و: مستانفہ......لباس التقوی: مبتدا......ذلک خیر: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......ذلک: مبتدا......من ایت اللہ: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... لعلھم: حرف مشبہ واسم...... یذکرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یبنی ادم لا یفتننکم الشیطن کما اخرج ابویکم من الجنة ینزع عنھما لباسھما لیریھما سواتھما﴾.

یبنی ادم: جملہ ندائیہ، لایفتنن: فعل نہی، کم: ضمیر مفعول، الشیطن: فاعل، کاف: جار، ما: موصولہ، اخرج: فعل ھو ضمیر ذوالحال، ینزع عنھما لباسھما: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، موصول سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر "فتنة" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿انہ یرکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم ﴾.

انہ: حرف مشبہ واسم، یری: فعل ھو ضمیر مستتر مؤکد، ھو: تاکید، ملکر معطوف علیہ، وقبیلہ: معطوف ملکر فاعل، کم: ضمیر مفعول، من: جار، حیث: مضاف، لاترونھم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿انا جعلنا الشیطین اولیاء للذین لا یومنون ﴾.

انّا: حرف مشبہ واسم...... جعلنا الشیطین: فعل بافاعل ومفعول اول......اولیاء: موصوف...... للذین لایومنون: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿واذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا علیھا اباء نا واللہ امرنا بھا﴾.

و: مستانفہ......اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم...... فعلوا فاحشة: جملہ فعلیہ شرط...... قالوا: قول ،وجدناعلیھا اباء نا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... اللہ: مبتدا......امرنابھا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء اتقولون علی اللہ مالا تعلمون ﴾.

قل: قول...... ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... لایامر بالفحشاء: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ ،ھمزہ: استفہامیہ تقولون: فعل بافاعل......علی اللہ: ظرف لغو......مالاتعلمون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل امر ربی بالقسط واقیموا وجوھکم عن کل مسجد وادعوہ مخلصین لہ الدین﴾.

قل: قول، امر ربی بالقسط: فعل وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ، و: عاطفہ معطوف علی محذوف "اقسطوا"، اقیموا وجوھکم: فعل امر بافاعل ومفعول، عند کل مسجد: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ادعوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال، مخلصین: اسم فاعل بافاعل، لہ: ظرف لغو، الدین: مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر فاعل، ہٗ: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کما بداء کم تعودون فریقا ھدی وفریقا حق علیھم الضللۃ﴾.

کاف: جار......مابداکم: موصول جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "عودا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم......تعودون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ......فریقا: مفعول مقدم......ھدی: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: مستانفہ......فریقا: موصوف......حق علیھم الضللۃ: جملہ فعلیہ صفت، ملکر "اضل" فعل محذوف کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿انھم اتخذوا الشیطین اولیاء من دون اللہ ویحسبون انھم مھتدون﴾.

انھم: حرف مشبہ واسم...... اتخذوا الشیطن: فعل بافاعل ومفعول اول......اولیاء: موصوف...... من دون اللہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......یحسبون: فعل بافاعل......انھم مھتدون: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿یبنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا﴾.

یبنی ادم: جملہ ندائیہ...... خذوا: فعل امر بافاعل...... زینتکم: مفعول......عند کل مسجد: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......وکلوا واشربوا ولاتسرفوا: جملہ فعلیہ معطوفات، ملکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿انہ لا یحب المسرفین﴾.

انہ: حرف مشبہ واسم ......لایحب المسرفین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یبنی ادم خذوا زینتکم...... ☆مسلم شریف میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دن میں مرد اور عورتیں رات میں ننگے ہوکر طواف کرتے تھے اس آیت میں ستر چھپانے اور کپڑے پہننے کا حکم دیا گیا اور اس میں دلیل ہے کہ ستر عورت نماز وطواف اور ہر حال میں واجب ہے۔

☆......وکلوا واشربوا ولاتسرفوا ...... ☆کلبی کا قول ہے کہ بنی عامر زمانہ حج میں اپنی خوراک بہت ہی کم کر دیتے تھے اور گوشت اور چکنائی تو بالکل کھاتے ہی نہ تھے اور اس کو حج کی تعظیم جانتے تھے مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایسا کرنے کا زیادہ حق ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ کھاؤ پیو، گوشت ہو خواہ چکنائی ہو اور اسراف نہ کرو اور وہ یہ ہے کہ سیر ہو چکنے کے بعد بھی کھاتے رہو یا حرام کی پرواہ نہ کرو اور یہ بھی اسراف ہے کہ جو چیز اللہ عزوجل نے حرام نہیں کی اس کو حرام کرلو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

فرمایا کھا جو چاہے اور پہن جو چاہے اسراف اور تکبر سے بچتا رہ مسئلہ آیت میں دلیل ہے کہ کھانے اور پینے کی تمام چیزیں حلال ہیں سوائے ان کے جن پر شریعت میں دلیل حرمت قائم ہو کیونکہ یہ قاعدہ مقررہ مسلمہ ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اباحت ہے مگر جس پر شارع نے ممانعت فرمائی ہو اور اس کی حرمت دلیل مستقل سے ثابت ہو۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ستر عورت فرض ھے !

ا.....قرآن مجید میں ہے کہ ﴿یبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواتکم وریشا﴾ اے آدم کی اولاد بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بھلا، اس آیت مبارکہ میں ستر عورت کی اہمیت، فرضیت اور ضرورت کا مفصل بیان ہے۔ انسان اپنے اعضائے بدن کو لباس سے چھپائے خواہ مرد ہو کہ عورت یہ سب کے لئے ضروری ہے۔ انسان اور جانور میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ جانوروں میں لباس نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی اور انسان کو اللہ عزوجل نے لباس سے زینت دی ہے کہ وہ اپنے ستر کو لباس کے ذریعے چھپائے، اور اسی لباس کے ذریعے مناسب طور پر زینت بھی کرے۔ ہم نے مناسب طور پر اس لئے کہا کہ جو حدود و قیود شریعت نے ہمارے لئے متعین کی ہیں ان کا پاس رکھنے ہی میں ہماری بھلائی ہے۔ آج کے پُرفتن دور میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ لباس تنگ سے تنگ تر ہوتا جارہا ہے۔ مرد ہوں یا عورتیں سب کے سب تنگ لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ ایک دور تھا کہ لباس سے بھی مرد و عورت کی تمیز ہوتی تھی، مگر آجکل کے دور میں یہ تمیز بھی جاتی رہی اور مَردوں نے عورتوں کے اور عورتوں نے مَردوں کے لباس پہننے شروع کر دیئے ہیں۔ کل تک مرد پینٹ شرٹ پہن کر اغیار کی سنت پر عمل کر کے اتراتا تھا آج عورتوں نے بھی چونکہ مَردوں کے شانہ بشانہ چلنا ہے پینٹ اور شرٹ پہننا شروع کر دیا ہے۔ جب جسم پر ظاہری لباس ہی مکمل نہ ہو تو پھر لباس تقوی کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ اور عورتوں نے تو لفظ عورت کے معنی ہی پر غور نہ کیا کہ عورت کے معنی ہی چھپانے کی چیز ہیں چنانچہ شہنشاہ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''عورت چھپانے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے''۔

تقوی اور پرہیزگاری کا لباس ایسا لباس ہے کہ جو انسان اسے زیب تن کر لیتا ہے وہ ہمیشہ کامیاب و کامران رہتا ہے اور یہی قرآن و سنت اور بزرگان دین کی سیرت سے مستفاد ہوتا ہے۔ چنانچہ ام المؤمنین بی بی سَودہ نے فرض حج ادا فرما لیا تھا جب ان سے نفلی حج کے بارے میں کہا گیا تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ ''میں فرض حج کر چکی ہوں میرے رب عزوجل نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم دیا ہے قسم خدا کی! اب میرے بجائے میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا'' راوی فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! اس کے بعد زندگی کے آخری سانس تک آپ گھر سے باہر نہ نکلیں۔ (الجامع الترمذی کتاب الرضاع عن رقم: ۱۱۷۶، ص ۳۵۸)، (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۴۹)۔

لعلھم کے ذریعے خطاب کیوں؟

۲...... یہاں یؤمنون کے خطاب سے التفات حاصل کرنے کے لئے لعلھم کا صیغہ استعمال کیا حالانکہ یہ مقام لعلکم کے صیغے کا تقاضا کرتا ہے۔ (الجمل، ج۳،ص۲۳)

شیطان کا دور سے دیکھنا :

۳...... اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ بے شک شیطان اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے تم اسے نہیں دیکھتے، اس کی وجہ مفسرین نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ان کے جسم ہوا کی مانند ہیں، ان کے جسموں کی لطافت کی وجہ سے ہم نہ تو انہیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کا تحقق کر سکتے ہیں اور جان سکتے ہیں لیکن جس کے لئے اللہ عزوجل چاہے وہ شیطان اور اس کے کنبے کو دیکھ لیتا ہے۔ احادیث مبارکہ سے بات ثابت ہے کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ حضرات انبیائے و اولیاء کرام جنات کو انکی اصل حالت میں دیکھ لیتے ہیں۔ اس حوالے سے چند روایات ملاحظہ فرمایئے:

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''گزشتہ رات ایک بہت بڑا جن مجھ پر حملہ آور ہوا تا کہ میری نماز فاسد کردے میں نے ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں یہانتک کہ صبح تم سب اس کو دیکھ لیتے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الایسر او الغریم، رقم: ٤٦١، ص ٨٠)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں کہ مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ''شیطان مجھ پر بلی کی شکل میں پیش کیا گیا'' اور مسلم نے حدیث ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ''شیطان میرے پاس آگ کا شعلہ لے کر آیا تا کہ میرے چہرے کو جلا دے'' اور نسائی نے بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ''میں نے اس کو پکڑ کر پچھاڑ ڈالا اور اسکا گلا گھونٹا یہاں تک کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں اس کے لعاب کی ٹھنڈک پائی''۔

(فتح الباری، کتاب الصلاۃ، باب الایسر او الغریم، ج ١، ص ٧٣٠)

☆...... صحابیٔ رسول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی جن کو دیکھا چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زکوۃ کی حفاظت پر مامور فرمایا پھر ایک شخص آیا اور مٹھی بھر کر لینے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے جاؤں گا۔ اور اس کے فریاد رسی کرنے پر میں نے اسے چھوڑ دیا، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہ پھر آئے گا، ایسا تین مرتبہ ہوا ، اور تیسری رات جب وہ آیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسے پکڑ لینے پر اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو آیۃ الکرسی کی تعلیم دی کہ جو یہ پڑھ لے وہ صبح تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے چھوڑ دیا، حضور علیہ السلام نے فرمایا ''اگر چہ وہ جھوٹا ہے مگر یہ بات اس نے سچ کہی ہے اے ابو ہریرہ! تم جانتے ہو کہ تین راتوں سے کون تم سے باتیں کر رہا تھا؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو سرکار

علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجل، رقم: ۲۳۱۱، ص ۳۷۰ ملخصاً)

زینت جائز ہے!

ﷺ......اے اولادِ آدم زینت کرو جس سے تمہاری ستر پوشی ہو، معلوم ہوا زینت جائز ہے خواہ وہ لباس کے ذریعے حاصل کی جائے یا سامانِ زینت سے، ہاں فحاشی ممنوع ہے آج مسلمان زینت اور فحاشی میں فرق نہیں کرتے اور نیم عریاں لباس کو زینت کا نام دیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں بدامنی اور بے راہ روی اور فحاشی کا دور دورہ نظر آتا ہے۔ آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے یہ بھی حکم دیا کہ جب مسجد میں جاؤ تو اپنی زینت لو! مطلب یہ کہ مسجد اللہ عزوجل کا گھر ہے انسان جس کے پاس نوکری کرتا ہے اس کے پاس جاتے ہوئے اپنے لباس اور طور اطوار ٹھیک کرلیتا ہے تو مسجد میں جاتے ہوئے ان باتوں کا اور زیادہ خیال رکھنا چاہیے، جہاں تک زینت کا تعلق ہے مرد و عورت کے لئے زینت کرنا جائز ہے جبکہ شرعی قیود کا خیال رکھا جائے۔

کھانے پینے کے آداب:

ھ......اللہ عزوجل نے حلال چیزوں سے متعلق حکم ارشاد فرمایا ہے کہ کھاؤ اور پیو جو چاہو اور اسراف نہ کرو، اب ہم کھانے پینے سے متعلق چند احادیث و آداب ذکر کرتے ہیں۔ امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے احیاء علوم الدین میں کھانا کھانے کے سات آداب ذکر فرماتے ہیں جس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کھانے سے پہلے بھوک لگی ہونا ضروری ہے جو کوئی کھانا شروع کرتے وقت بھی بھوکا ہو اور ابھی بھوک باقی ہو اور ہاتھ کھینچ لے تو وہ ہرگز طبیب کا محتاج نہ ہوگا۔ (احیائے علوم الدین، کتاب اداب الاکل، ج ۲، ص ٦)

انسان کے لئے پیٹ بھر کر کھانا پینا جائز ہے لیکن اپنے پیٹ کو حرام اور شبہات سے بچاتے ہوئے حلال غذا بھی بھوک سے کم کھانے میں دین و دنیا کے بیشمار فوائد ہیں۔ کھانا میسر نہ ہونے کی صورت میں مجبوراً بھوکا رہنا کوئی کمال کی بات نہیں، ہاں کمال تو یہ ہے کہ انسان کھانا موجود ہوتے ہوئے محض اللہ عزوجل کی رضا جوئی کے حصول کی نیت سے بھوکا رہ جائے، پانی یا ٹھنڈے مشروب کا گلاس سامنے ہوتے ہوئے بھی امام عالی مقام اور ان کے رفقاء کی پیاس کو یاد کرتے ہوئے سخت گرمی میں سادہ پانی پی لے، یا کم پر اکتفاء کرلے، شہنشاہ مدینہ ﷺ کئی راتیں مسلسل فاقہ فرماتے آپ ﷺ کے اہل خانہ کو رات کا کھانا میسر نہ آتا اور اکثر جو کی روٹی کھاتے۔

(الجامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی معیشۃ النبی، رقم: ۲۳٦۷، ص ٦۸٤)

اہل اللہ قلیل الکلام، قلیل الطعام اور قلیل المنام ہوتے ہیں اور یہی درس وہ دوسروں کو بھی دیتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کا اس حوالے سے عمل ملاحظہ فرمائیں مولانا محمد حسین صاحب میرٹھی کا بیان کچھ اس طرح ہے کہ میں نے رمضان المبارک کی بیس تاریخ سے اعتکاف کیا، اعلیٰ حضرت مسجد میں تشریف لائے تو فرمایا کہ جی تو چاہتا ہے کہ میں بھی اعتکاف کروں مگر دینی مشاغل کے باعث فرصت نہیں ملتی، آخر کار چھبیس رمضان المبارک کو فرمایا ''آج سے میں بھی معتکف ہی ہو جاؤں''۔ مولانا محمد حسین میرٹھی فرماتے ہیں کہ

شام کو کھجور وغیرہ سے افطار تو فرما لیتے مگر اعلیٰ حضرت کو میں نے کسی دن کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھا، سحر کو ایک چھوٹے سے پیالے میں فیرنی اور ایک چھوٹی پیالی میں چٹنی آیا کرتی تھی وہی نوش فرما لیا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے دریافت کیا حضور! فیرنی اور چٹنی کا کیا جوڑ؟ فرمایا ''نمک سے کھانا شروع کرنا اور نمک ہی پر ختم کرنا سنت ہے اس لئے چٹنی آتی ہے''۔ (حیات اعلی حضرت، ج۱، ص۴۱)

بعض لوگوں کی بار بار کھانے بلکہ یوں کہا جائے کہ جو جی میں آتا ہے چرتے رہنے اور بے سمجھے پیٹ میں انڈیل لینے کی عادت تشویش کا باعث بن سکتی ہے۔ حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ''صرف ایک خراب لقمہ دل کی کیفیت کو بسا اوقات اس طرح خراب کر دیتا ہے کہ پھر عمر بھر دل راہِ راست پر نہیں آتا اور بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ وہی لقمہ سال بھر تک تہجد کی نعمت سے آدمی کو محروم کر دیتا ہے. نیز بعض اوقات ایک بار بدنگاہی کرنے والا عرصہ تک تلاوت قرآن مجید کی سعادت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ (منہاج العابدین، ص۱۵۷)

☆......☆خلقناه لكم: لباس کو نازل کیا یعنی ہم نے تمہارے لیے لباس کو آسمانی تدبیر کے ساتھ یعنی آسمان سے نازل ہونے والے سبب بارش وغیرہ سے پیدا کیا کہ روٹی وغیرہ دیگر اشیاء پانی سے پیدا ہوتی ہیں۔

العمل الصالح: لباس التقوى کی تفسیر العمل الصالح سے کی کہ جس طرح لباس سردی گرمی وغیرہ سے بچاتا ہے عمل صالح انسان کو عذاب الٰہی سے بچاتا ہے۔

کالشرک: ''فاحشة'' کی تفسیر کالشرک سے کرکے مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہاں اس سے مراد عمومی گناہ ہیں خاص ''زنا'' مراد نہیں۔

استفهام انکار: مالاتعلمون استفہام انکاری ہے لیکن اس میں نہی کا معنی پایا جا رہا ہے۔

معطوف على معنى......الخ : یہ عبارت نکال کر اس وہم کو دور کیا ہے کہ ''اقیموا'' جملہ انشائیہ ہے، اس کا عطف ماقبل کے لفظ پر درست نہیں معنی پر درست ہے اور یہاں عطف معنی ہی کے اعتبار سے ہو رہا ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۲۲ وغیرہ)

فيه التفات عن الخطاب: ''لعلهم'' میں خطاب سے غیوبۃ کی طرف التفات کیا گیا ہے جب کہ ظاہر کا تقاضا تو یہی تھا کہ لعلکم تذکرون کہا جاتا۔ جنوده: ''قبیل'' کی تفسیر ''جنود'' سے کی کیونکہ قبیل مختلف افراد کے اجتماع کو کہتے ہیں جبکہ قبیلہ ان افراد کے مجموعہ کو کہتے ہیں جن کا باپ ایک ہو۔

مایستر عورتکم : راعی اس مقام پر سبب نزول کی وجہ سے ہے، اور اصل یہ ہے کہ (بقدر ضرورت جو اعضائے شرم چھپائے) فرض ہے، اور لفظ اپنے عموم کی وجہ سے نماز، طواف اور دیگر کار خیر میں اچھے کپڑے پہننے کی ترغیب دیتا ہے جو کہ شرعاً مستحب ہیں، غور کرو۔

للطافة اجسامهم: شیاطین کے اجسام ہوا کی مانند لطیف ہیں، ہم اسے جانتے تو ہیں اور اس کا تحقق بھی کر لیتے ہیں کہ لیکن ان کی لطافت کی وجہ سے انہیں دیکھ نہیں سکتے اور ان کا ہمیں دیکھ لینا ہماری جسمانی کثافتوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۵۰)۔

رکوع نمبر: ۱۱

﴿قُلْ﴾ اِنْکَارًا عَلَیْهِمْ ﴿مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾ مِنَ اللِّبَاسِ ﴿وَالطَّیِّبٰتِ﴾ اَلْمُسْتَلَذَّاتِ ﴿مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ بِالْاِسْتِحْقَاقِ وَاِنْ شَارَکَهُمْ فِیْهَا غَیْرُهُمْ ﴿خَالِصَةً﴾ خَاصَّةً بِهِمْ بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ حَالٌ ﴿یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ﴾ نُبَیِّنُهَا مِثْلَ ذٰلِکَ التَّفْصِیْلِ ﴿لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ (۳۲)﴾ یَتَدَبَّرُوْنَ فَاِنَّهُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِهَا ﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ﴾ اَلْکَبَائِرَ کَالزِّنَا ﴿مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ اَیْ جَهْرَهَا وَسِرَّهَا ﴿وَالْاِثْمَ﴾ اَلْمَعْصِیَةَ ﴿وَالْبَغْیَ﴾ عَلَی النَّاسِ ﴿بِغَیْرِ الْحَقِّ﴾ هُوَ الظُّلْمُ ﴿وَاَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ﴾ بِاِشْرَاکِهٖ ﴿سُلْطٰنًا﴾ حُجَّةً ﴿وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۳۳)﴾ مِنْ تَحْرِیْمِ مَالَمْ یُحَرَّمْ وَغَیْرِهٖ ﴿وَلِکُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ﴾ مُدَّةٌ ﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ﴾ عَنْهُ ﴿سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ (۳۴)﴾ عَلَیْهِ ﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا﴾ فِیْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِیَّةِ فِیْ مَا الْمَزِیْدَةِ ﴿یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی﴾ اَلشِّرْکَ ﴿وَاَصْلَحَ﴾ عَمَلَهٗ ﴿فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (۳۵)﴾ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا﴾ تَکَبَّرُوْا ﴿عَنْهَآ﴾ فَلَمْ یُؤْمِنُوْا بِهَا ﴿اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (۳۶)﴾ ﴿فَمَنْ﴾ اَیْ لَا اَحَدٌ ﴿اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا﴾ بِنِسْبَةِ الشَّرِیْکِ وَالْوَلَدِ اِلَیْهِ ﴿اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿اُولٰٓئِکَ یَنَالُهُمْ﴾ یُصِیْبُهُمْ ﴿نَصِیْبُهُمْ﴾ حَظُّهُمْ ﴿مِّنَ الْکِتٰبِ﴾ مِمَّا کُتِبَ لَهُمْ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ مِنَ الرِّزْقِ وَالْاَجَلِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ ﴿حَتّٰٓی اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا﴾ اَیِ الْمَلٰٓئِکَةُ ﴿یَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْٓا﴾ لَهُمْ تَبْکِیْتًا ﴿اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ﴾ تَعْبُدُوْنَ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا﴾ غَابُوْا ﴿عَنَّا﴾ فَلَمْ نَرَهُمْ ﴿وَشَهِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ﴾ عِنْدَ الْمَوْتِ ﴿اَنَّهُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ (۳۷)﴾ ﴿قَالَ﴾ تَعَالٰی لَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ﴿ادْخُلُوْا فِیْٓ﴾ جُمْلَةِ ﴿اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِادْخُلُوْا ﴿کُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ﴾ النَّارَ ﴿لَّعَنَتْ اُخْتَهَا﴾ اَلَّتِیْ قَبْلَهَا لِضَلَالِهَا بِهَا ﴿حَتّٰٓی اِذَا ادَّارَکُوْا﴾ تَلَاحَقُوْا ﴿فِیْهَا جَمِیْعًا قَالَتْ اُخْرٰهُمْ﴾ وَهُمُ الْاَتْبَاعُ ﴿لِاُوْلٰهُمْ﴾ اَیْ لِاَجْلِهِمْ وَهُمُ الْمَتْبُوْعُوْنَ ﴿رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا﴾ مُضَعَّفًا ﴿مِّنَ النَّارِ قَالَ﴾ تَعَالٰی ﴿لِکُلٍّ﴾ مِنْکُمْ وَمِنْهُمْ ﴿ضِعْفٌ﴾ عَذَابٌ مُضَعَّفٌ ﴿وَّلٰکِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ (۳۸)﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ مَا لِکُلِّ فَرِیْقٍ ﴿وَقَالَتْ اُوْلٰهُمْ لِاُخْرٰهُمْ فَمَا کَانَ لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ﴾ لِاَنَّکُمْ لَمْ تَکْفُرُوْا بِسَبَبِنَا فَنَحْنُ وَاَنْتُمْ سَوَاءٌ، قَالَ تَعَالٰی لَهُمْ

﴿فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ(۳۹)﴾

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ (انہیں انکار کرتے ہوئے) کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت (یعنی لباس) جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی اور پاک (یعنی لذیذ) رزق تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کیلئے ہے دنیا میں (استحقاق کے اعتبار سے اگر چہ اس میں دوسرے بھی شریک ہوتے ہیں) اور خالص (مومنوں کے لئے خاص ہیں، خالص مرفوع ہونے کی صورت میں خبر ثانی اور منصوب ہونے کی صورت میں حال ہے) قیامت میں تو انہیں کی ہے یوں ہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں (ہم اسی طرح تفصیل سے بیان کرتے ہیں) تدبر کرنے والوں کیلئے (کہ نفع تدبر کرنے والے ہی اٹھاتے ہیں "یعلمون" بمعنی یتدبرون ہے) تم فرماؤ میرے رب نے تو بے حیائیاں......۱......حرام فرمائی ہیں (یعنی کبائر جیسا کہ زنا) جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی (یعنی ظاہری اور پوشیدہ) اور گناہ (یعنی معصیت) اور (لوگوں پر) ناحق زیادتی (مراد ظلم ہے) اور یہ کہ اللہ کا شریک کرواسے جس کی (یعنی جس کے شریک ہونے کی) اس نے سند (سلطان بمعنی حجة ہے) نہ اتاری اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے (یعنی تحریم وغیرہ کے حوالے سے اسے حرام کہو جو اس نے حرام نہ کیا) اور ہر گروہ کی ایک اجل (یعنی مدت) ہے تو جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی (اس سے) نہ پیچھے ہو اور نہ (اس پر) آگے......۲......اے آدم کی اولاد اگر (لفظ اما میں ان شرطیہ کے نون کا ادغام ما زائدہ میں ہو رہا ہے) تمہارے پاس تم میں کے رسول آئیں میری آیتیں پڑھتے تو جو بچے (شرک سے) اور اصلاح کرے (اپنے عمل کی) تو نہ اس پر کچھ خوف اور نہ کچھ غم (آخرت میں) اور جنہوں نے میری آیتیں جھٹلائیں اور اس کے مقابل (پر ایمان نہ لائے) تکبر کیا......۳......(استکبروا بمعنی تکبروا ہے) وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا تو کون ہے (یعنی کوئی نہیں) اس سے بڑھ کر ظالم جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا (اس کی طرف شریک اور اولاد منسوب کر کے) یا اس کی آیتیں (یعنی آیاتِ قرآن کو) جھٹلایا انہیں ان کا حصہ (نصیبھم بمعنی حظھم ہے) لکھا (جو ان کے لیے لوح محفوظ میں رزق، موت وغیرہ لکھا ہے) پہنچے گا یہاں تک کہ ان کے پاس آئیں ہمارے بھیجے ہوئے (یعنی ملائکہ) ان کی جان نکالنے......۴......تو ان سے کہیں (ڈانٹتے ہوئے) کہاں ہیں جن کو تم پوجتے تھے (تدعون بمعنی تعبدون ہے) اللہ کے سوا کہتے ہیں وہ گم گئے (یعنی غائب ہوگئے) ہم سے (ہم نے انہیں نہ دیکھا) اور اپنی جانوں پر آپ گواہی دیتے ہیں (بوقت موت) کہ وہ کافر تھے فرمائے گا (اللہ عزوجل ان سے قیامت کے دن) داخل ہو جاؤ (تمام) امتوں میں جو تم سے پہلے جن اور آدمیوں کی آگ میں گئیں (فی النار، ادخلوا کے متعلق ہے) جب ایک گروہ داخل ہوتا ہے (آگ میں) دوسرے پر لعنت کرتا ہے (جو اس سے پہلی جماعت تھی کہ وہ ان کی وجہ سے گمراہ ہوئی) یہاں تک کہ جب جا پڑے (ایک دوسرے سے مل گئے) سب اس میں تو پچھلے (جو تابع تھے) پہلوں کو (یعنی اپنے سرداروں کو) کہیں گے (لاولھم بمعنی لاجلھم ہے) اے ہمارے رب انہوں نے ہمیں بہکایا تھا تو انہیں آگ کا دونا (ضعفاً بمعنی مضعفاً ہے) عذاب دے......۵......فرمائے گا (

اللہ عزوجل) سب کو (تم کو اور ان کو) دونا ہے (یعنی دو دو نا عذاب ہے) مگر تمہیں خبر نہیں (جو تم سے ہر فریق کے لیے تیار کیا گیا ہے تعلمون ،تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور پہلے پچھلے سے کہیں گے تو تم ہم سے کچھ اچھے نہ رہے (کہ تم نے ہماری وجہ سے کفر نہیں کیا تو ہم اور تم برابر ہیں اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا) تو چکھو عذاب بدلہ اپنے کئے کا۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل من حرم زينة الله التى اخرج لعباده والطيبت من الرزق﴾.

قل: قول......من: استفہامیہ مبتدا......حرم: فعل با فاعل......زینة الله: موصوف......التى اخرج لعباده: موصول صلہ ،ملکر صفت ،ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......الطيبت: ذوالحال......فى الرزق: ظرف مستقر حال ملکر معطوف ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قل هى للذين امنوا فى الحيوة الدنيا خالصة يوم القيمة﴾.

قل: قول......هى: ذوالحال......فى الحيوة الدنيا: ظرف مستقر حال اول......خالصة يوم القيمة: شبہ جملہ حال ثانی ،ملکر مبتدا......للذين امنوا، ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿كذلك نفصل الايت لقوم يعلمون﴾

كذلك: ظرف مستقر "تفصيلا" مصدر محذوف کیلئے صفت ،ملکر مرکب توصیفی مطلق مقدم......نفصل الايت: فعل با فاعل و مفعول......لقوم يعلمون: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل انما حرم ربى الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغى بغير الحق وان تشركوا بالله ما لم ينزل به سلطنا وان تقولوا على الله ما لا تعلمون﴾.

قل: قول...... انما: حرف مشبہ و ما کافہ...... حرم ربى: فعل و فاعل......الفواحش: مبدل منہ......ما ظهر منها: موصول صلہ ،ملکر معطوف علیہ......وما بطن: موصول صلہ ملکر معطوف اول......والاثم والبغى: معطوف علیہ و معطوف ملکر ذوالحال، بغير الحق: ظرف مستقر حال ،ملکر معطوف ثانی......وان تشركوا بالله ما لم ينزل به سلطنا: مصدر مؤول معطوف ثالث، وان تقولوا على الله ما لا تعلمون: مصدر مؤول معطوف رابع ،ملکر بدل ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ولكل امة اجل فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون﴾.

و: مستانفہ......لكل امة: ظرف مستقر خبر مقدم......اجل: مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......ف: مستانفہ...... اذا: شرطیہ ظرفیہ مفعول فیہ مقدم......جاء اجلهم: جملہ فعلیہ ہو کر شرط...... لا يستاخرون: فعل نفی با فاعل...... ساعة: ظرف زمان

ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و : عاطفہ...... لایستقدمون: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایتی فمن تقی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ﴾.

یبنی ادم: جملہ ندائیہ......ان : شرطیہ...... ما: زائدہ...... یاتینکم: فعل ومفعول......رسل: موصوف...... منکم: ظرف مستقر صفت اول...... یقصون علیکم ایتی: جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......من: شرطیہ مبتدا...... اتقی واصلح: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ومعطوف،ملکر شرط...... ف: جزائیہ...... لا: نافیہ......خوف: مبتدا...... علیھم: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......ولاھم یحزنون: جملہ اسمیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جوب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿والذین کذبوا بایتنا واستکبروا عنھا اولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون ﴾.

و: عاطفہ،الذین : موصول، کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واستکبروا عنھا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ، ملکر مبتدا،اولئک: مبتدا،اصحب النار : ذوالحال، ھم فیھاخلدون: جملہ اسمیہ حال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایتہ ﴾.

ف: مستانفہ، من: استفہامیہ مبتدا، اظلم : اسم تفضیل بافاعل،من: جار،من:موصولہ، افتری علی اللہ کذبا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،او کذب بایتہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اولئک ینالھم نصیبھم من الکتب حتی اذا جاء تھم رسلنا یتوفونھم قالوا این ما کنتم تدعون من دون اللہ ﴾

اولئک: مبتدا...... ینالھم:فعل ومفعول...... نصیب،ھم: ذوالحال...... من الکتب: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل...... حتی : جار...... اذا :ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......جاء تھم: فعل ومفعول...... رسلنا: ذوالحال...... یتوفونھم: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......، قالوا: قول...... این: اسم استفہام ظرف مکان متعلق بمحذوف خبر مقدم......ما: موصولہ ،کنتم: فعل ناقص بااسم...... تدعون من دون اللہ: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا ضلوا عنا شھدوا علی انفسھم انھم کانوا کفرین ﴾.

قالو: قول...... ضلوا عنا: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ...... و:عاطفہ......شھدوا علی انفسھم: فعل بافاعل وظرف لغو...... انھم کانوا کفرین: جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال ادخلوا فی امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی النار ﴾.

قالوا: قول ادخلوا: فعل امر واوضمیر ذوالحال فی: جار امم: موصوف قد خلت: جملہ فعلیہ صفت اول من قبلکم: ظرف مستقر صفت ثانیہ من الجن و الانس: ظرف مستقر صفت ثالثہ، فی النار: ظرف مستقر صفت رابعہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿کلما دخلت امة لعنت اختها حتی اذا ادارکوا فیها جمیعا قالت اخرٰھم لاولٰھم ربنا ھٰؤلاء اضلونا﴾.

کلما: ظرف شرطیہ دخلت امة: جملہ فعلیہ شرط لعنت اختها: فعل بافاعل ومفعول حتی: جار ،اذا: ظرفیہ شرطیہ، ادارکوا: فعل واوضمیر ذوالحال جمیعا: حال، ملکر فاعل، فیها: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط قالت اخرٰھم لاولٰھم: فعل وفاعل ومتعلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، ربنا: جملہ ندائیہ، ھٰؤلاء: مبتدا اضلونا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاٰتھم عذابا ضعفا من النار قال لکل ضعف ولکن لا تعلمون﴾.

ف: فصیحہ اٰتھم: فعل بافاعل ومفعول عذابا: موصوف ضعفا: صفت اول من النار: ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا اضلونا" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالت اولٰھم لاخرٰھم فما کان لکم علینا من فضل﴾.

و: عاطفہ قالت اولٰھم لاخرٰھم: جملہ فعلیہ قول ف: عاطفہ ما: نافیہ کان: فعل ناقص ،لکم: ظرف مستقر خبر مقدم علینا: ظرف لغو مقدم من: زائدہ فضل: مصدر بافاعل محذوف، ملکر شبہ جملہ ہوکر اسم مؤخر ،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فذوقوا العذاب بما کنتم تکسبون﴾.

ف: فصیحہ ذوقوا العذاب: فعل امر بافاعل ومفعول ، بما کنتم تکسبون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا تبین لکم وعلمتموہ ثم اصررتم علی موقفکم المغایر" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فحاشی حرام ہے!

۱.....فحاشی اسے کہتے ہیں جس سے سلیم الطبع شخص نفرت کرے اور یہ فحاشی عقل میں نقص پیدا کردے۔(التعریفات، ص ۱٦۷)

قرآن مجید میں لفظ "فاحشة" زنا کے لیے استعمال ہوا ہے امام جلال الدین سیوطی نے یہاں "فاحشة" سے کبیرہ گناہ مثلاً زنا وغیرہ

مراد لیے ہیں۔ مشرکین مکہ برہنہ کعبہ معظمہ کا طواف کیا کرتے تھے اور اللہ ﷻ کی حلال کردہ اشیاء کو اپنی مرضی سے حرام کرلیا کرتے تھے ،اس آیت میں اللہ ﷻ نے اثم کا لفظ بھی ذکر کیا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فاحشة اور اثم میں کیا فرق ہے؟ اللہ ﷻ نے دونوں کا الگ الگ کیوں ذکر فرمایا؟ اس بارے میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں۔ایک قول کے مطابق فاحشة سے مراد کبیرہ گناہ ہیں اور اثم سے مراد صغیرہ گناہ، لہذا اب آیت مبارکہ کا معنی یہ ہوگا کہ اے محبوب ان کافروں سے فرمادیجئے کہ میرے رب ﷻ نے کبیرہ اور صغیرہ دونوں ہی گناہ حرام فرمادیئے ،ایک قول یہ بھی ہے کہ فاحشة سے مراد وہ گناہ ہیں جس پر حد لازم آئے اور اثم سے مراد وہ گناہ ہیں جس پر حد لازم نہ آئے اور یہ قول پہلے قول کے مقابلے میں زیادہ قریب ہے۔ (الخازن، ج۲، ص۱۹۵)

فرشتے جان نکالتے ھیں:

۲......آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ نے اپنے اس قانون کی وضاحت کی ہے کہ زندگی اور موت اللہ ﷻ کے اختیار میں ہے مگر موت کے وقت روح قبض کرنا یہ ملک الموت اور ان کے اعوان کا کام ہے۔اس آیت مبارکہ سے یہ بات بخوبی معلوم ہوجاتی ہے کہ اللہ ﷻ کے کام میں اللہ ﷻ جسے چاہے تصرف کرنے کا اختیار عطا فرمائے۔

یہاں تک کہ یہ فرشتے یعنی ملک الموت اور اس کے اعوان جب ان لوگوں کے پاس آتے ہیں جنہوں نے رسولوں کو جھٹلایا ہے تاکہ انکی عمریں اور انکے رزق کے ختم ہونے پر ان کی روحیں قبض کریں،اور فرشتے ان کافروں سے کہیں گے جن کی یہ لوگ اللہ ﷻ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے اور فرشتوں کا یہ کہنا زجر وتوبیخ کے لئے ہوگا نہ کہ بطور استعلاء (یعنی بڑائی جتانے کے لئے)،مطلب یہ کہ وہ کہاں ہیں؟ جن کی تم اللہ ﷻ کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے؟ انہیں بلاؤ کہ وہ تم سے نازل شدہ عذاب کو دور کریں۔(الجمل، ج۳، ص۳۲)

آخرت میں (سب کیلئے) دونا عذاب ھے!

۳......ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو شیخ نے سدی سے روایت کیا ہے اللہ ﷻ کا فرمان قد خلت بمعنی قد مضت ہے ۔جب ایک گروہ جہنم میں داخل ہوتا ہے دوسرے پر لعنت کرتا ہے یعنی مشرک مشرکین پر لعنت کرتے ہیں، یہود یہود پر، نصاری نصاری پر ،ستارہ پرست ستاروں کو پوجنے والوں پر اور آگ کی عبادت کرنے والے آگ پوجنے والوں پر، یعنی ہر بعد میں آنے والا پہلے آنے والے پر لعنت کرتا ہے ﴿حتی اذاادّٰرکوا فیہا جمیعا قالت اخراھم ﴾ یہاں تک کہ جب سب اس میں جاپڑیں تو جو آخری زمانے میں ہوئے ہوں ﴿لاولھم ﴾ اپنے پہلوں کو کہیں گے جن کے لئے یہ دین (یعنی اسلام) مشروع کیا گیا تھا ﴿ربنا ھؤلاء اضلونا ...... قال لکل ضعف ﴾ اے رب ہمارے انہوں نے ہمیں بہکایا تھا تو انہیں آگ کا دونا عذاب دے، اللہ ﷻ فرمائے گا سب کے لئے دونا عذاب ہے چاہے وہ پہلے ہوں یا کہ پچھلے ﴿وقالت اولاھم لاخراھم فما کان لکم علینا من فضل ﴾ اور پہلے پچھلے سے کہیں گے کہ تم کچھ ہم سے اچھے نہ رہے یعنی تم بھی اسی طرح گمراہ ہوئے جس طرح ہم گمراہ ہوئے۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۱۵٤)

☆......☆مـن اللباس: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما اور اکثر مفسر نے یہاں زینۃ کی تفسیر لباس سے کی ہے لیکن خصوصی سبب کے بجائے عموم لفظ کی طرف نظر کرتے ہوئے جمیع اقسام کی جائز زینتیں مراد لینا زیادہ مناسب ہے۔(الجمل: ج۳،ص۲۸ وغیرہ)

بـالاستـحـقاق: یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے کہ مشاہدہ ہے کہ کفار بھی نعمتوں سے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں تو مفسر نے جواب دیا کہ ان نعمتوں کے دنیا میں حقیقی حقدار مسلمان ہیں کفار بالتبع ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

الشـرک: یہ لفظ نکال کر مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ یہاں تـقـوی سے مراد عام تقوی ہے یعنی شرک سے بچنا، دوسرا تقوی سے گناہوں سے بچنا اور سب سے اعلٰی درجہ کا تقوی ہے ماسوی اللہ سے بچنا۔

استکبروا: کی تفسیر "تکبروا" سے کر کے اشارہ کر دیا کہ یہاں استفعال اپنے مشہور خاصہ طلب ماخذ کے لیے مستعمل نہیں۔

مالکل فریق: یہ عبارت نکال کر یعلمون کے مفعول بہ محذوف کی طرف اشارہ کر دیا۔(الصاوی، ج۲،ص۲۵۳ وغیرہ)

ایک اہم بات

بندے کا خود کو بڑا سمجھنا اور اپنے اعمال کو اچھا خیال کرنا خود پسندی کہلاتا ہے، اس کی وجہ سے عمل پر ناز، لوگوں پر بڑائی اور نفس سے راضی رہنے کی وبائیں جنم لیتی ہیں۔اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت سیدنا ابن عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "غفلت، شہوت اور نفس کی کارستانیوں پر راضی رہنا تمام بُرائیوں کی جڑ ہے"۔ (ایقاظ الھمم شرح متن الحکم، الجزء الاول، ص ۵۰، المکتبۃ الشاملۃ)۔

رکوع نمبر ۱۲

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا﴾ تكبّروا ﴿ عَنْهَا﴾ فلم يؤمنوا بها ﴿ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ﴾
اِذَا عرج بارواحهم اليها بعد الموت فيهبط بها الى (سجين) بخلاف المؤمن فتفتح له ويصعد بروحه
الى السماء السابعة كما ورد في حديث ﴿ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ﴾ يدخل ﴿ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ
الْخِيَاطِ﴾ ثقب الابرة وهو غير ممكن فكذا دخولهم ﴿وَكَذٰلِكَ﴾ الجزاء ﴿نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ(۴۰)﴾
بالكفر ﴿لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ﴾ فراش ﴿ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ﴾ اغطية من النار جمع غاشية وتنوينه
عوض من الياء المحذوفة ﴿ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ(۴۱)﴾ ﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾
مبتداء وقوله ﴿ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ طاقتها من العمل اعتراض بينه وبين خبره وهو ﴿ اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ(42)﴾ ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ حقد كان بينهم في الدنيا ﴿
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ﴾ تحت قصورهم ﴿ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوْا﴾ عند الاستقرار في منازلهم ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
هَدٰىنَا لِهٰذَا﴾ العمل الذي هذا جزاؤه ﴿وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ﴾ حذف جواب لولا لدلالة
ماقبله عليه ﴿ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ ﴾ مخففة اى انه اومفسرة في المواضع الخمسة
﴿تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ(۴۳)﴾ ﴿وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ﴾ تقريرا وتبكيتا
﴿ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا﴾ من الثواب ﴿ حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ ﴾ كم ﴿رَبُّكُمْ﴾ من العذاب ﴿
حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ﴾ نادى مناد ﴿ بَيْنَهُمْ﴾ بين الفريقين اسمعهم ﴿ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى
الظّٰلِمِيْنَ(۴۴)﴾ ﴿الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ﴾ الناس ﴿ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ دينه ﴿وَيَبْغُوْنَهَا﴾ اى يطلبون السبيل ﴿
عِوَجًا ﴾ معوجة ﴿وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ (۴۵)﴾ ﴿وَبَيْنَهُمَا﴾ اى اصحاب الجنة والنار ﴿ حِجَابٌ﴾
حاجز قيل هو سور الاعراف ﴿ وَعَلَى الْاَعْرَافِ﴾ وهو سور الجنة ﴿ رِجَالٌ ﴾ استوت حسناتهم
سيئاتهم كما في الحديث ﴿يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا﴾ من اهل الجنة والنار ﴿ بِسِيْمٰىهُمْ ﴾ بعلامتهم وهي بياض
الوجوه للمؤمنين وسوادها للكافرين لرؤيتهم لهم اذ موضعهم عال ﴿وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ
عَلَيْكُمْ﴾ قال تعالى ﴿ لَمْ يَدْخُلُوْهَا﴾ اى اصحاب الاعراف الجنة ﴿ وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ (۴۶)﴾ في دخولها
قال الحسن لم يطمعهم الا لكرامة يريدها بهم وروى الحاكم عن حذيفة قال (بينماهم كذلك اذ طلع

عَلَيْهِمْ رَبُّكَ فَقَالَ قُوْمُوْا اُدْخُلُوْا الْجَنَّةَ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ) ﴿وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ﴾ اَيْ اَصْحَابُ الْاَعْرَافِ ﴿تِلْقَآءَ﴾ جِهَةَ ﴿اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَاتَجْعَلْنَا﴾ فِي النَّارِ ﴿مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۴۷)﴾

﴿ترجمہ﴾

وہ جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور انکے مقابل تکبر (یعنی غرور) کیا (ان پر ایمان نہ لائے) انکے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے (جب مرنے کے بعد ان کی روحیں آسمان کی طرف بلند ہوں گی تو انہیں سجین کی طرف دھکیل دیا جائے گا بخلاف مومن کے کہ اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اسکی روح ساتویں آسمان تک بلند ہوجائے گی جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے......ا...) اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں جب تک داخل (یلج بمعنی یدخل ہے) نہ ہو سوئی کے ناکے میں اونٹ (سوئی کے سوراخ میں، اور یہ ناممکن ہے تو ایسے ہی ان کا جنت میں داخلہ بھی ناممکن ہے......۲......) اور ایسی ہی (جزا) ہم مجرموں کو (کفر کا) بدلہ دیتے ہیں انہیں آگ ہی بچھونا (مھاد بمعنی فراش ہے) آگ ہی لحاف (آگ کا اوڑھنا، غواش جمع ہے غاشیۃ کی اور تنوین یائے محذوفہ کے عوض میں ہے) اور ظالموں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اور وہ جو ایمان لائے اور طاقت بھر اچھے کام کئے ہم کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتے (والذین امنوا......الخ مبتداء ہے اور اللہ کا فرمان لا نکلف......الخ مبتداء اور خبر کے مابین جملہ معترضہ ہے، اور اس کی خبر اولٰئک اصحٰب......الخ ہے) وہ جنت والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے (ان کے مابین قلبی عداوت جو دنیا میں تھی......۳......) ان کے نیچے (یعنی ان کے محلوں کے نیچے) نہریں بہیں گی اور کہیں گے (اپنے ٹھکانوں میں پہنچ جانے کے بعد) سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی (یعنی اس عمل کی جس کی جزا جنت ہے) اور ہم ہدایت نہ پاتے اگر وہ ہمیں راہ نہ دکھاتا (لولا کا جواب حذف ہے جس پر اس کا ماقبل جملہ وما کنا لنھتدی...... الخ دلالت کررہا ہے) بیشک ہمارے رب کے رسول حق لائے اور ندا ہوئی کہ (ان مخففہ یعنی اصل میں انہ تھا یا مفسرہ ہے پانچوں مواقع میں......۴......) یہ جنت تمہیں میراث ملی صلہ تمہارے اعمال کا اور جنت والوں نے دوزخ والوں کو پکارا ......۵......(فرحت اور دلیل کے غالب ہوجانے کے طور پر) کہ ہمیں تو مل گیا جو سچا وعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا (یعنی ثواب) تو کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے سچا وعدہ تمہیں دیا تھا (عذاب کا) بولے ہاں اور اعلان کرنے والے (منادی نے پکار دیا) اعلان کردیا بیچ میں (فریقین کے درمیان انہیں سناتے ہوئے) کہ اللہ کی لعنت ظالموں پر جو (لوگوں کو) روکتے ہیں اللہ کی راہ (یعنی اس کے دین) سے اور چاہتے ہیں (طلب کرتے ہیں راستہ کی) کجی (ٹیڑھا پن) اور آخرت کا انکار رکھتے ہیں اور (جنت و دوزخ) کے بیچ ایک پردہ (روک ہے، اور کہا گیا کہ مراد اعراف کی دیوار ہے) اور اعراف......۶......پر (مراد جنت کی دیوار ہے) کچھ مرد ہونگے (جن کی نیکیاں اور اور برائیاں برابر ہونگی جیسا کہ حدیث میں ہے،) ہر ایک کو پہچانتے ہونگے (اہل جنت و دوزخ میں سے) ان کی

پیشانیوں سے (بسیمھم بمعنی بعلامتھم ہے، مراد مومنین کے چہرے سفید اور کافروں کے سیاہ ہونگے کہ وہ انہیں ان کی علامات سے پہچان لیں گے اپنے بلند مقام کی وجہ سے) اور وہ جنتیوں کو پکاریں گے کہ سلام تم پر (اللہ عزوجل فرمائے گا) یہ (یعنی اصحب اعراف جنت میں) نہ گئے اور اس کی طمع رکھتے ہیں (اس میں داخلے کی، حسن نے کہا کہ اعراف والوں میں جنت کی طمع صرف اس کی جنت کی کرامت کی وجہ سے پیدا ہوگی اور حاکم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اعراف پر ہوں گے کہ رب العالمین جلوہ افروز ہوگا اور فرمائے گا کہ داخل ہو جاؤ جنت میں، میں نے تمہارے گناہ بخش دیئے ہیں) اور جب ان کی آنکھیں (یعنی اعراف والوں کی آنکھیں) دوزخیوں کی طرف (یعنی سمت ہوں گی) کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں (آگ میں) ظالموں کے ساتھ نہ کرنا۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الذین کذبوا بایتنا واستکبروا عنھا لا تفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط﴾.

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واستکبروا عنھا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر اسم، لاتفتح لھم ابواب السماء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ، لایدخلون الجنة: فعل نفی ومفعول فیہ، حتی: جار، یلج الجمل فی سم الخیاط: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکذلک نجزی المجرمین لھم من جھنم مھاد ومن فوقھم غواش﴾.

و: مستانفہ...... کذلک: ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم، نجزی المجرمین: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، من جھنم: ظرف مستقر حال مقدم، مھاد: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، ومن فوقھم: ظرف مستقر خبر مقدم...... غواش: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکذلک نجزی الظلمین﴾.

و: عاطفہ...... کذلک: ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم...... نجزی الظلمین: فعل بافاعل ومفعول۔

﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت لا نکلف نفسا الا وسعھا اولئک اصحب الجنة ھم فیھا خلدون﴾.

و: مستانفہ...... الذین: موصول...... امنوا وعملوا الصلحت: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا...... لانکلف نفسا: فعل نفی بافاعل ومفعول...... الا: اداۃ حصر...... وسعھا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ...... اولئک: مبتدا...... اصحب الجنة: ذوالحال...... ھم فیھا خلدون: جملہ اسمیہ حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ونزعنا ما فی صدورهم من غل تجری من تحتهم الانهر﴾.

و: عاطفہ،نزعنا: فعل بافعل،ما: موصول،فی : جار،صدور: مضاف،هم: ضمیر ذوالحال،تجری من تحتهم الانهر: جملہ فعلیہ حال،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر صلہ،ملکر ذوالحال،من غل :ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقالوا الحمد لله الذی هدنا لهذا﴾.

و: عاطفہ...... قالوا: قول...... الحمد : مبتدا...... لام: جار...... الله : موصوف...... الذی: موصول،هدنا لهذا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما کنا لنهتدی لو لا ان هدانا الله﴾.

و: مستانفہ، ما: نافیہ...... کنا: فعل ناقص بااسم...... لام: جار......نهتدی: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ...... لو لا: حرف امتناع شرطیہ...... ان: مصدریہ...... هدنا الله: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر محذوف "موجودة" کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط،جواب لولا محذوف "مااهتدينا" ای لو لا هداية الله موجودة "اهتدينا" ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لقد جاء ت رسل ربنا بالحق﴾.

لام: تاکیدیہ...... قد: تحقیقیہ ......جاء ت رسل ربنا بالحق: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "والله" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ونودوا ان تلکم الجنة اورثتموها بما کنتم تعملون﴾.

و: مستانفہ، نودوا: فعل مجہول بانائب الفاعل،ان: مفسرہ،تلکم: مبتدا،الجنة: ذوالحال،اورثتموها: فعل مجہول ونائب الفاعل ومفعول، بما کنتم تعملون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال،ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ونادی اصحب الجنة اصحب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعد ربکم حقا﴾.

و: مستانفہ،اصحب الجنة : فعل وفاعل،اصحب النار: مفعول......ان: مفسرہ...... قد : تحقیقیہ،وجدنا: فعل بافاعل، ماوعدنا ربنا: موصول صلہ،ملکر مفعول اول، حقا: مفعول ثانی،ملکر معطوف علیہ...... ف: عاطفہ حرف استفہام،وجدتم: فعل بافاعل،ماوعد ربکم: موصول صلہ،ملکر مفعول اول......حقا: مفعول ثانی،ملکر معطوف،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا نعم فاذن مؤذن بينهم ان لعنة الله علی العلمين﴾.

قالوا: قول،نعم: حرف ایجاب "وجدناه حقا" جملہ فعلیہ محذوف مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ،ف: عاطفہ،اذن مؤذن بینهم: فعل وفاعل وظرف، ان :مفسرہ، لعنة الله: مبتدا، علی الظلمين: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا وھم بالاخرۃ کفرون﴾.

الذین: موصول، یصدون عن سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... یبغون: فعل واو ضمیر ذوالحال، وھم بالاخرۃ کفرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ھا: ضمیر ذوالحال...... عوجا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا محذوف "ھم" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وبینھما حجاب وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیمھم﴾.

و: عاطفہ، بینھما: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، حجاب: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔ و: عاطفہ، علی الاعراف رجال: موصوف، یعرفون کلا بسیمھم: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ونادوا اصحب الجنۃ ان سلم علیکم﴾.

و: مستانفہ...... نادوا اصحب الجنۃ: فعل با فاعل ومفعول...... ان: مفسرہ...... سلم: مبتدا...... علیکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ان مفسرہ کے ساتھ ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿لم یدخلوھا وھم یطمعون واذا صرفت ابصارھم تلقاء اصحب النار قالوا ربنا لا تجعلنا مع القوم الظلمین﴾.

لم یدخلوھا: فعل نفی واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ ھم یطمعون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ھا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ صرفت ابصارھم: فعل مجہول ونائب الفاعل، تلقاء اصحب النار: ظرف مکان، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: قول، ربنا: جملہ ندائیہ لا تجعلنا مع القوم الظلمین: جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سجین، علیین اور مرنے کے بعد کے کچھ احوال:

۱...... سورۃ المطففین کے تحت محلی کی عبارت ہے کہ سجین سے مراد شیاطین اور کفار کے اعمال کی جامع کتاب ہے اور یہ قول بھی کیا گیا ہے کہ سجین سے مراد ساتوں زمین کے نیچے ایک مکان ہے جو ابلیس اور اس کے لشکر کی قیام گاہ ہے۔ اور علیین سے مراد ملائکہ اور مومن الثقلین کے اعمال خیر کی جامع کتاب ہے اور اس بارے میں دوسرا قول ساتویں آسمان پر تحت العرش مکان کا نام علیین ہے۔ (الجمل، ج ۳، ص ۳۶ ملخصاً)

آسمانوں کے دروازے کافروں کے لئے نہ کھولے جائیں گے اس سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مفصل کلام یہ ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت ہے جسے ہم کچھ اختصار کرتے ہوئے پیش کر رہے ہیں راوی فرماتے ہیں کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں گئے۔ ہم نے اسے قبر میں دفن کر دیا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر کے پاس بیٹھ گئے اور ہم

بھی حضور پرنور ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے، ہمارے سروں پر پرندے جمع ہو گئے تھے نبی پاک ﷺ کے مبارک ہاتھ میں عود کی لکڑی تھی جس سے آپ ﷺ زمین کریدر ہے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنے سر کو اٹھایا اور دو یا تین مرتبہ یہ فرمایا: ''عذاب قبر سے پناہ مانگو''، پھر فرمایا ''مؤمن بندہ جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو آخرت میں اس کا استقبال کیا جاتا ہے، آسمانی فرشتے ان پر سورج کی طرح چمکدار شکلوں میں نازل ہوتے ہیں، انکے پاس جنتی کفن ہوتے ہیں، اور جنتی خوشبو یہاں تک کہ وہ مؤمنین کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، پھر اس مؤمن مردے کے پاس ملک الموت آتا ہے جو اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے پاکیزہ روح اپنے رب کی رضا اور مغفرت کی جانب بڑھ ہو پانی کے قطرے کے بہاؤ کی سی تیزی سے نکلتی ہے پھر اس کے کفن اور خوشبو کو جنتی کفن اور خوشبو میں بدل دیا جاتا ہے، وہ پاکیزہ روح فرشتوں کے ہمراہ فرشتوں کے سرداروں کے پاس سے گزرتی ہے اور سردار کہتے ہیں کہ یہ پاکیزہ روح کس کی ہے؟ تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ فلاں بن فلاں کی، اور ہر آسمان پر اس کی اچھی داد و تحسین ہوتی ہے۔ جب ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں تو اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو علیین میں لکھ دو، اور اسے زمین کی جانب لوٹا دو کیونکہ میں نے ہی اسے زمین سے پیدا کیا اور میں ہی اسے اس میں پھر لے جاؤں گا، اور اسی سے دوبارہ نکالوں گا چنانچہ پھر اس کی روح اس کے جسم کی طرف لوٹا دی جاتی ہے۔

قبر میں دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں **من ربک** ؟ یعنی تیرا رب کون ہے؟ تو مردہ جواب دیگا کہ **ربی الله** یعنی میرا رب اللہ ہے، پھر فرشتے کہیں گے **مادینک** ؟ یعنی تیرا دین کیا ہے؟ تو نیک مردہ جواب دے گا کہ **دینی الاسلام** پھر مردے سے تیسرا سوال ہوگا کہ **ما هذا الرجل الذی بعث فیکم** ؟ یعنی تیرے پاس یہ پیاری صورت والا کون بھیجا گیا؟ تو مردہ جواب دے گا کہ **هو رسول الله** ﷺ کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فرشتے اس مرد مؤمن سے پوچھے گے **ماعملک** ؟ کہ دنیا میں تیرا عمل کیا تھا؟ مردہ جواب دیگا کہ قرآن پڑھنا، اس پر ایمان لانا، اور اس کی تصدیق کرنا، پھر منادی آسمان سے یہ ندا کرے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے اس کے لئے جنتی فرش بچھا دو، اس کے کفن کو جنتی کفن سے بدل دو، اور اسکے لئے جنتی کھڑکی کھول دو، پھر اس مردے کی روح اس کے پاس پاکیزہ صورت میں آئے گی اور اس کی قبر حد نگاہ تک وسیع کر دی جائے گی اور اس کے پاس ایک بندہ حسن شکل وصورت میں اور پاکیزہ کپڑوں میں آئے گا اور اس مردے سے کہے گا کہ تجھے مبارک ہو جس دن کے بارے میں تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا وہ یہی ہے۔ مردہ اس سے کہے گا کہ اے حسین چہرے والے! تو کون ہے؟ تو وہ شخص کہے گا کہ میں تیرا نیک عمل ہوں پھر وہ مردہ کہے گا کہ اے رب ﷻ قیامت قائم فرما! قیامت قائم فرما! قیامت قائم فرما! تا کہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹ جاؤں۔

اور کافر بندہ کہ جب وہ دنیا سے منقطع ہو کر آخرت کی جانب بڑھے گا تو اس کے پاس بُری شکل میں فرشتے آئیں گے، اور فرشتے اس کے سامنے بیٹھ جائیں گے، اور ملک الموت اس کے سر کی جانب بیٹھ جائیں گے، اور کہیں گے کہ اے خبیث روح! اللہ ﷻ کے غضب اور اس کی ناراضگی کے ساتھ جسم سے نکل! اور اس کے ساتھ وہ تمام معاملات جو مؤمن کے ساتھ اچھے انعام واکرام کے

ساتھ ہوئے تھے وہ اس کے ساتھ بُرے طریقے سے پیش آئیں گے یہاں تک کہ آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور اللہ ﷻ ایسے بندے کے متعلق فرمائے گا کہ اے میرے فرشتوں اس کو زمین کے سب سے نچلے طبقے میں رہنے والے سجین میں لکھ دو پھر اس کی روح (سختی سے) نکال لی جاتی ہے، پھر نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے یہ آیت ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِیْ بِهِ الرِّيْحُ فِیْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (الحج: ۳۱)﴾

پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، اور اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور اس کے پاس بیٹھ کر سوالات کریں گے کہ من ربک ؟ما دینک ؟ماهذا الرجل الذی بعث فیکم؟ اور کافر مردہ ہر سوال کے جواب میں یہ کہے گا کہ هاه هاه (یعنی میں نہیں جانتا) پھر اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دیا جائے گا اور اس کے واسطے آگ کے دروازے کھول دئے جائیں گے، اس کی گرمی اس شخص کی جانب بڑھے گی، اس کی قبر اس کے لئے تنگ کردی جائے گی، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی، اس کے پاس ایک بدصورت آدمی، گندے بدبودار کپڑوں میں آئے گا اور اس مردے سے کہے گا کہ تجھے بشارت ہو آج کے دن کے بُرے عذاب کی جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا مردہ اس بدشکل آدمی سے کہے گا کہ تو بدصورت شخص کون ہے جو بُری خبر لے کر آیا ہے؟ بدصورت شکل والا شخص کہے گا کہ میں تیرا بُرا عمل ہوں، مردہ کہے گا کہ اے رب قیامت قائم نہ کرنا"۔

☆......ابن جریر نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "﴿لاتفتح لهم ابواب السماء﴾ کا معنی یہ ہے کہ نہ تو کافروں کا کلام آسمان کی جانب بلند ہو سکے اور نہ ہی عمل"۔ ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ﴿لاتفتح لهم ابواب السماء﴾ کا معنی یہ ہے کہ نہ تو ان کے عمل آسمان کی جانب بلند ہوں اور نہ ہی ان کی دعا"۔ ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "﴿لاتفتح لهم ابواب السماء﴾ کا معنی یہ ہے کہ آسمان کے دروازے نہ تو ان کی روحوں کے لئے کھولے جائیں گے اور نہ ہی ان کے اعمال کے لئے"۔ (الدر المنثور، ج۳، ص ۱۵۵)

کافر کا دخول جنت ہونا ناممکن ہے!

۲......اونٹ ایک بڑی جسامت والا جانور ہے اور سوئی کا ناکہ یعنی سوراخ انتہائی کم ہوتا ہے فقط اتنا کہ اس میں دھاگہ ڈالا جاسکے، ہمارا مشاہدہ ہے کہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ دھاگہ موٹا ہو تو سوئی کے ناکے میں اس کا داخل ہونا مشکل ہوتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ موٹے دھاگے کے لئے قدرے بڑے سوراخ والی سوئی استعمال کی جاتی ہے۔ بہر حال کسی نہ کسی صورت میں دھاگے کے پتلے یا موٹے ہونے پر سوئی کا انتظام کر لیا جاتا ہے مگر سوئی کے ناکے میں اونٹ کا داخل ہونا یہ ناممکن ہے کہ اونٹ ایک عظیم الجثہ جانور ہے اور سوئی کا ناکہ اس کے مقابلے میں انتہائی باریک، جس طرح سوئی کے ناکے میں اونٹ کا داخل ہونا ناممکن ہے بالکل اسی طرح کافر کا جنت میں داخل ہونا بھی ناممکن ہے۔

﴿حقد کان بینھم فی الدنیا﴾ کے معنی:

۳......حقد کے معنی ہیں کہ کسی کے لئے دل کا تنگ ہونا اور یہ بیماری حسد کی بنیاد ہے اور اس سے مراد قلبی نافرمانی ہے جس سے توبہ واجب ہوتی ہے۔اور نفس کا مجاہدہ بھی تا کہ اس بیماری سے خلاصی حاصل کی جاسکے۔مذکورہ آیت میں صالحین کے کبائر کا ان کے صغائر سے فرق کرنا مراد ہے۔اور یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں،ایک وہ ہیں جنہوں نے دنیا میں اپنے دل باطنی امراض سے خالص (پاک) کر لئے،یہ لوگ دنیا میں ایسے ہیں جیسے جنتی جنت میں ہوتے ہیں یہ لوگوں کے لئے وہ پسند کرتے ہیں جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں ان لوگوں سے مراد حضرات انبیائے کرام علیہم السلام ہیں اور وہ جو ان کے نقش قدم پر تھے،دوسرے وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو خالص نہیں کر پائے اور وہ اپنے جی میں موجود بیماریوں پر راضی نہیں ہیں،اور اپنے نفس کو ان بیماریوں پر ملامت کرتے رہتے ہیں،یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نفس کا مجاہدہ کرتے ہیں اور ان لوگوں سے اس بات کا مواخذہ نہ کیا جائے گا،تیسرے وہ لوگ ہیں جو اپنے دل کو خالص نہیں کر پائے،اپنے باطن میں موجود بیماریوں پر راضی ہیں،اس سے مراد فساق ہیں کہ جن پر مجاہدہ کرنا واجب ہے تا کہ اپنے نفوس کو ان آفات سے پاک کر سکیں۔ (الصاوی،ج۲،ص۲۵۸)

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ فرماتے ہیں:''دل چار طرح کے ہوتے ہیں(۱) قلب اجرد اس کی مثال روشن چراغ جیسی ہے کہ جس میں نہ تو کینہ ہوتا ہے نہ ہی دھوکا اور یہ مومن کے دل کی مثال ہے۔اس کے چراغ سے مراد اس کے دل میں موجود نور ایمانی ہے۔(۲) **قلب اغلف**:اس سے مراد وہ دل ہے جو غلاف میں لپیٹا ہوا ہو اور یہ کافر کے دل کی مثال ہے۔(۳) **قلب منکوس**:اس سے مراد منافقوں کا دل ہے جو پہچان کرنے کے باوجود بھی انکار کرتا ہے۔(۴) **قلب مصفح**:یہ وہ دل ہے کہ جس میں ایمان اور نفاق دونوں ہوتا ہے۔پس اس دل میں موجود ایمان کی مثال اس بڑی کشتی کی طرح ہے جس میں صاف ستھرا پانی بھر جائے اور نفاق کی مثال اس زخم کی طرح ہے جس میں پیپ اور خون بھر جائے پس جو بھی صفت دل پر غالب آجائے وہ اسی کا مظہر بن جاتا ہے

(المعجم الصغیر للطبرانی،باب من اسمہ موسی،حصہ ۲،ص۱۱۰)

مواضع خمسہ کا بیان:

۴......وہ پانچ مواضع جو اعراف والوں کے کلام کے بارے میں قرآن مجید میں مذکور ہیں یہ ہیں(۱)......ان تلکم الجنة، (۲)......او ان اورثتموھا......الخ،(۳)......ان قد وجدنا ......الخ ،(۴)......ان لعنة اللہ ......الخ؛(۵)......ان افیضوا علینا من الماء.

جنتی جھنمی کو پکاریں گے:

۵......یعنی جنتی لوگ دوزخیوں کو آواز دیں گے کہ ہم نے تو اپنے رب کے ثواب کا وعدہ واقعتاً پالیا ہے۔کیا تم سے تمہارے

رب نے عذاب کا وعدہ کیا تم نے بھی واقعتاً پالیا ہے؟ مومنین یہ سوال اپنی حالت پر مسرت کے اظہار اور دشمن کی تکلیف پر خوشی کے اظہار کیلئے کریں گے۔ جس طرح اللہ ﷻ نے پہلے ماوعدنا فرمایا تھا لیکن بعد میں وعدکم نہیں فرمایا تا کہ یہ اس تمام کو شامل ہو جائے جس کا اللہ ﷻ نے وعدہ فرمایا تھا مثلاً بعث، حساب اور اہل جنت کی نعمتیں، کیونکہ ان سے جو وعدہ تھا وہ صرف ان کو تکلیف دینا ہی نہ تھا بلکہ وہ تمام چیزیں تھیں جو ان کے لئے تکلیف کا باعث تھیں۔ جس طرح ان کو عذاب ملنا ان کے لئے تکلیف دہ تھا اسی طرح مومنین کو نعمتوں کا ملنا بھی ان کے لئے تکلیف دہ تھا۔ اس لئے دوسرے کلام میں مفعول کو حذف کیا گیا ہے تا کہ تمام امور کو شامل ہو جائے۔

(المظهری، ج۳، ص ۳۱)

اعراف کیا ھے؟

۲...... جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پردہ ہے، ایک قول یہ ہے کہ اہل جنت اور اہل دوزخ کے مابین پردہ ہوگا اور اس سے مراد وہ آڑ ہے جس کا ذکر اللہ ﷻ نے اس آیت ﴿فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ(الحدید:۱۳)﴾ اور اعراف پر کچھ لوگ ہونگے، اعراف سے مراد وہ آڑ ہے جو جنت اور دوزخ کے مابین ہوگی، ایک قول کے مطابق اعراف، عرف کی جمع ہے اور اس سے مراد اونچا مکان ہے، اور اس سے مراد مرغ کی کلغی ہے جو اس کے جسم سے بلند اٹھی ہوئی ہوتی ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ اس آڑ کو اعراف اس لئے کہا گیا کہ اس مقام پر موجود اصحاب دیگر لوگوں کو پہچانیں گے۔ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ جن کے بارے میں اللہ ﷻ نے یہ فرمایا کہ اعراف پر کھڑے ہونگے۔ حضرت حذیفہ ﷺ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ قوم ہے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر تھیں، ان لوگوں کی بدیاں جہنم میں جانے کے مقابلے میں کم ہونگی اور انکی نیکیاں اتنی زیادہ ہونگی کہ جس کی وجہ سے وہ جہنم میں نہ جائیں گے پس وہ اعراف پر کھڑے ہونگے یہاں تک کہ اللہ ﷻ اس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے، پھر وہ اللہ ﷻ کے فضل ورحمت سے جنت میں داخل ہونگے، اور یہ لوگ سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونگے۔ عبد العزیز بن یحیی کنانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں کہ اصحاب اعراف سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین فطرت پر پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے دین کو نہ بدلا، ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد مشرکین کے بچے ہیں، حسن کا قول ہے کہ اس سے مراد اعراف پر کھڑے ہوئے وہ اعلی مرتبے کے مومنین ہونگے جو جنت اور دوزخ پر مطلع ہیں اور یہ لوگ دونوں فریقین کے احوال کو جانتے ہیں۔

(البغوی، ص ۳۰٤)

☆......☆ غاشیۃ: کی اصل غواشی یاء کی تنوین کے ساتھ، یاء پر ضمہ کی تنوین زبان پر ثقل تھی اس لئے اسے حذف کر دیا گیا اب اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو بھی حذف کر دیا۔

اذا عرج بارواحھم: یعنی ان کی دعائیں اور اعمال، جیسا کہ مومنین کی روحیں، دعائیں اور اعمال بلند ہوتے ہیں۔

فی المواضع الخمسۃ: کا بیان ہم نے ماقبل کر دیا ہے۔ النار: سے مراد اصحاب نار ہیں، مضاف کے حذف کے ساتھ۔
معوجۃ: خازن کی عبارت میں ہے کہ یہاں کجی کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ دین اسلام اور اس طریقے کو جو مشروع کیا گیا ہے بدلنا چاہتے تھے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور جس کی تعظیم کا اللہ نے حکم نہ دیا اس کی تعظیم کیا کرتے تھے، پس یہی وجہ ان کی گمراہی کی ہوئی۔ وھو سور الجنۃ: کا بیان ماقبل ''اعراف کیا ہے'' عنوان کے تحت ہو چکا ہے۔
اذا طلع علیھم ربک: یعنی جب اعراف والوں کے لیے ان کے رب نے ظاہر کر دیا، مطلب یہ ہے کہ ان سے پردہ ہٹا دیا کہ جس کی وجہ سے وہ جنتیوں کو دیکھ سکیں گے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۵ وغیرہ)
اعتراض: مبتدا اور خبر کے مابین جملہ معترضہ ہے، جملہ معترضہ لانے میں حکمت یہ ہے کہ کافروں پر تنبیہ ہو جائے کہ جنت اگرچہ عظیم نعمت ہے اور بندہ اس میں بغیر کسی کلفت ومشقت کے آسان اعمال بجالانے سے چلا جائے گا، اگر کسی شخص کے ذہن میں یہ وسوسہ آئے کہ جنت مکروہات کو چھوڑ دیتی ہے، (یعنی مکروہ اعمال کر کے جنت میں نہیں جایا جاسکتا)، پھر یہ کیسے کہا جائے کہ جنت آسان اعمال کے بجالانے سے مل جائے گی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں بالمکارہ سے مراد خواہش نفس کی مخالفت کرنا ہے، اور یہ یہ معاملہ بندے کی طاقت کے مطابق ہوتا ہے، پس آسان عمل سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنی طاقت کے مطابق کسی فعل صالح کو کرے اور غیر صالح کو ترک کردے۔ نادی مناد: مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں، ایک قول کے مطابق دیگر فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ مراد ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۵۷ وغیرہ)۔

رکوع نمبر ۱۳

﴿وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا﴾ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ ﴿یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰی عَنْكُمْ﴾ مِنَ النَّارِ ﴿جَمْعُكُمْ﴾ اَلْمَالُ اَوْ كَثْرَتُكُمْ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ (۴۸)﴾ اَیْ وَاسْتِكْبَارُكُمْ عَنِ الْاِیْمَانِ وَیَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مُشِیْرِیْنَ اِلٰی ضُعَفَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ﴾ قَدْ قِیْلَ لَهُمْ ﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ (۴۹)﴾ وَقُرِئَ اُدْخِلُوْا بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَدَخَلُوْا فَجُمْلَةُ النَّفْیِ حَالٌ اَیْ مَقُوْلًا لَهُمْ ذٰلِكَ ﴿وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ﴾ مِنَ الطَّعَامِ ﴿قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا﴾ مَنَعَهُمَا ﴿عَلَی الْكٰفِرِیْنَ (۵۰)﴾ ﴿الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ نَنْسٰهُمْ﴾ نَتْرُكُهُمْ فِی النَّارِ ﴿كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا﴾ بِتَرْكِهِمُ الْعَمَلَ لَهُ ﴿وَمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ (۵۱)﴾ اَیْ وَكَمَا جَحَدُوْا ﴿وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ﴾ اَیْ اَهْلَ مَكَّةَ ﴿بِكِتٰبٍ﴾ قُرْاٰنٍ ﴿فَصَّلْنٰهُ﴾ بَیَّنَّاهُ بِالْاَخْبَارِ وَالْوَعْدِ وَالْوَعِیْدِ ﴿عَلٰی عِلْمٍ﴾ حَالٌ اَیْ عَالِمِیْنَ بِمَا فُصِّلَ فِیْهِ ﴿هُدًی﴾ حَالٌ مِّنَ

الْهَاءِ ﴿ وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۵۲)﴾ بِهٖ ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ﴾ مَا يَنْتَظِرُوْنَ ﴿اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ﴾ عَاقِبَةَ مَافِيْهِ ﴿يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ﴾ هُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ﴾ تَرَكُوا الْاِيْمَانَ بِهٖ ﴿ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ﴾ هَلْ ﴿ نُرَدُّ﴾ اِلَى الدُّنْيَا ﴿ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ﴾ نُوَحِّدُ اللّٰهَ وَنَتْرُكُ الشِّرْكَ فَيُقَالُ لَهُمْ لَا، قَالَ تَعَالٰى ﴿ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ﴾ اِذْ صَارُوْا اِلَى الْهَلَاكِ ﴿وَضَلَّ﴾ ذَهَبَ ﴿ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (۵۳)﴾ مِنْ دَعْوَى الشَّرِيْكِ .

﴿ترجمہ﴾

اور اعراف والے کچھ مردوں کو (دوزخیوں میں سے......۱......) پکاریں گے جنہیں ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہیں کہیں گے نہ دفع کرسکا تم سے (آگ) تمہارا جتھا (یعنی مال یا تمہاری کثیر تعداد) اور وہ جو تم غرور کرتے تھے (یعنی تمہارا ایمان لانے سے تکبر کرنا اور غریب مسلمانوں کے واسطے اشارہ کرکے کہنا کہ) کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر تم قسمیں کھاتے تھے کہ اللہ ان پر اپنی رحمت کچھ نہ کرے گا (ان کے واسطے کہا جائے گا کہ) جنت میں جاؤ نہ تم کو اندیشہ اور نہ کچھ غم (ایک قرأت میں ادخلوا مجہول بڑھا گیا ہے اور دخلوا بھی پڑھا گیا ہے اور لاخوف ......الخ جملہ نفی حال ہے یعنی یہ کہ ان سے کہا جائے لاخوف ......الخ) اور دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے پینے کا پانی دو یا اس رزق......۲......(یعنی کھانے) کا جو اللہ نے تمہیں دیا کہیں گے اللہ نے ان دونوں کو حرام (یعنی ممنوع) کیا ہے کافروں پر جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا اور دنیا کی زیست نے انہیں فریب دیا تو آج ہم انہیں بھلا دینگے (یعنی انہیں چھوڑ دینگے آگ میں) جیسا انہوں نے اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا......۳......(کہ اس کے دن کیلئے عمل چھوڑ دیئے) اور جیسا ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے (یعنی جیسا کہ وہ انکار کرتے تھے) اور بیشک ہم ان کے (یعنی اہل مکہ) کے پاس کتاب (یعنی قرآن) لائے ہم نے جسے مفصل بیان کردیا (یعنی ہم نے اس کی خبریں وعدے وعیدیں بیان کردیں) ہم نے بڑے علم سے (علی علم، فصلناہ کے فاعل سے حال ہے، یعنی اس کی تفصیلات سے باخبر ہیں) ھدایت (ھدی حال ہے بکتٰب سے) اور رحمت ایمان والوں کیلئے (جو اس پر ایمان لائیں) نہیں راہ دیکھتے (یعنی انتظار کرتے) مگر اس کے انجام (یعنی کتاب کے انجام کی) جس دن اس کا بتایا انجام (مراد قیامت کا دن ہے) وہ جو اسے پہلے سے بھلائے بیٹھے تھے (یعنی ایمان چھوڑ بیٹھے تھے) بیشک ہمارے رب کے رسول حق لائے تو ہے، کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری شفاعت کریں یا (او بمعنی ھل ہے) ہم واپس بھیجے جائیں (دنیا میں) کہ پہلے کاموں کے خلاف کام کریں (اللہ ﷻ کی وحدانیت مانیں اور شرک چھوڑیں، ان سے کہا جائے گا نہیں اللہ ﷻ فرماتا ہے) انہوں نے اپنی جانیں نقصان میں ڈالیں (کہ وہ ھلاکت میں پڑے) اور گم ہوگیا (یعنی گزر گیا) ان سے جو بہتان اٹھاتے تھے (یعنی شریک ہونے کے دعوے کرتے تھے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ونادی اصحب الاعراف رجالا یعرفونهم بسیمهم قالوا ما اغنی عنکم جمعکم وما کنتم تستکبرون﴾.

و: مستانفہ، نادی اصحب الاعراف: فعل وفاعل، رجال: موصوف، یعرفونهم بسیمهم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، قالوا: قول، ما: استفہامیہ مبتدا، اغنی عنکم: فعل بافاعل وظرف لغو، جمعکم: معطوف علیہ، و ماکنتم تستکبرون: جملہ فعلیہ ما مصدریہ سے ملکر معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اهولاء الذین اقسمتم لا ینالهم الله برحمة﴾.

همزه: استفہامیہ...... هؤلاء: مبتدا...... الذین: موصول...... اقسمتم: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ...... لا ینالهم الله برحمة: فعل نفی ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ادخلوا الجنة لا خوف علیکم ولا انتم تحزنون﴾.

ادخلوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال...... لا: نافیہ مہملہ...... خوف: مبتدا...... علیکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... ولا انتم تحزنون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل...... الجنة: مفعول فیہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول محذوف "قد قیل لهم" کیلئے مقولہ، ملکر ماقبل "هؤلاء" اسم اشارہ کیلئے خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ونادی اصحب النار اصحب الجنة ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم الله﴾.

و: عاطفہ...... نادی اصحب النار اصحب الجنة: فعل وفاعل ومفعول،...... ان: مفسرہ...... افیضوا علینا: فعل بافاعل وظرف لغو...... من الماء: معطوف علیہ...... او: عاطفہ...... مما رزقکم الله: معطوف، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ان مفسرہ کے ساتھ ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا ان الله حرمهما علی الکفرین الذین اتخذوا دینهم لهوا ولعبا وغرتهم الحیوة الدنیا﴾.

قالوا: قول...... ان الله: حرف مشبہ واسم...... حرمهما: فعل بافاعل ومفعول...... علی: جار...... الکفرین: موصوف...... الذین: موصول...... اتخذوا دینهم: فعل بافاعل ومفعول اول...... لهوا ولعبا: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... وغرتهم: فعل ومفعول...... الحیوة الدنیا: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فالیوم ننسهم کما نسوا لقاء یومهم هذا وما کانوا بایتنا یجحدون﴾.

ف: فصیحہ...... الیوم: ظرف مقدم...... ننسهم: فعل بافاعل ومفعول...... کاف: جار...... ما: مصدریہ...... نسوا:

فعل بافاعل...... لقاء: مضاف،یومھم: موصوف، ھذا: صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ما مصدریہ سے ملکر بتاویل مصدر معطوف علیہ،و: عاطفہ...... ما: مصدریہ، کانوا بایتنایجحدون: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر "نسیا" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولقد جئنھم بکتب فصلنہ علی علم ھدی ورحمۃ لقوم یومنون﴾.

و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ،قد: تحقیقیہ، جئنھم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، کتاب: موصوف، فصلنہ: فعل بافاعل وٗ ضمیر ذوالحال، علی علم: ظرف مستقر حال، ھدی: معطوف علیہ،و: عاطفہ، رحمۃ لقوم یومنون: شبہ جملہ معطوف،ملکر حال ثانی ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿ھل ینظرون الا تاویلہ یوم یاتی تاویلہ یقول الذین نسوہ من قبل قد جاء ت رسل ربنا بالحق﴾.

ھل: حرف استفہام للانکار...... ینظرون: فعل بافاعل...... الا: اداۃ حصر...... تاویلہ: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......یوم: مضاف...... یاتی تاویلہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف مقدم...... یقول: فعل...... الذین نسوہ من قبل: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول......قد تحقیقیہ ......جاء ت رسل ربنا بالحق: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فھل لنا من شفعاء فیشفعوا لنا﴾.

ف: مستانفہ...... ھل: حرف استفہام...... لنا: ظرف مقدم...... من: زائدہ...... شفعاء: مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ ،ف: سببیہ ......یشفعوا لنا: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان جواب استفہام واقع ہے۔

﴿او نرد فنعمل غیر الذی کنا نعمل﴾.

او: عاطفہ......نرد: فعل مجہول بانائب الفاعل...... ف: سببیہ ...... نعمل: فعل بافاعل...... غیر: مضاف......الذی کنانعمل: موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان جواب استفہام واقع ہے۔

﴿قد خسروا انفسھم وضل عنھم ما کانوا یفترون﴾.

قد: تحقیقیہ...... خسروا انفسھم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: عاطفہ......ضل عنھم: فعل وظرف لغو...... ما کانو یفترون: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "قد خسر" پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

جھنمی جنتی کو پکاریں گے:

۱......ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب اعراف پر کھڑے ہوئے لوگ جنت میں چلے جائیں گے تو اہل جہنم

چاہیں گے کہ ان کی کلفت جنتیوں کے صدقے دور ہو، لہٰذا اس مقصد کے لئے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جناب میں فریادرسی کریں گے کہ مولا! ہمارے قرابت دار جنت میں ہیں تو ہمیں اجازت دے تو ہم انہیں دیکھیں، اور ان سے کلام کریں، انہیں اجازت دی جائے گی تو وہ اپنے عزیزوں کو جنت میں دیکھیں گے اور ان پر جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انعام واکرام ہوا ہے اسے جان لیں گے۔ اور جنتی اپنے عزیزوں کو جہنم میں دیکھیں گے اور وہ انہیں انکے سیاہ چہروں کی وجہ سے نہ پہچان پائیں گے۔ جہنمی جنتی کو انکے ناموں سے پکاریں گے اسی طرح آدمی اپنے باپ اور بھائی کو پکارے گا کہ میں جل چکا ہوں مجھ پانی ڈالو تو ان جنتیوں سے کہا جائے گا کہ انہیں جواب دو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پانی اور کھانے کو جہنمیوں پر حرام کیا ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۴۰۵)

مکالمہ گوئی کا مقصد :

۲......یہ مکالمہ گوئی جو اہل اعراف اور اہل جہنم کے مابین ہوئی یا جو اہل جنت اور اہل جہنم کے مابین ہوئی اس کے بیان کرنے کا مقصد محض قصہ گوئی نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ اے انسانوں! تم ان باتوں سے عبرت حاصل کرو، اور وہ قصور اور لغزشیں جن کی وجہ سے بڑے بڑے نامور جہنم کے حقدار قرار پائے ان سے اجتناب کرو، ورنہ انجام تمہارا بھی وہی ہے جو ان کا ہوا اور ان غلطیوں میں سب سے بڑی بڑی غلطیاں یہ ہیں (۱) احکام الٰہی کو لہو لعب سمجھنا یعنی سنجیدگی سے ان کو قبول نہ کرنا بلکہ ان کو مذاق اور کھیل بنائے رکھنا جی چاہا تو عمل پیرا ہوئے اور جی نہ چاہے تو ہم کسی کے پابند نہیں ہیں معاذاللہ۔ (۲) انسان دنیا کی محبت میں ایسا منہمک ہو جائے کہ اسے حلال وحرام کی تمیز ہی نہ رہے۔ (۳) قیامت کے دن کا انکار کرے۔

اگر اللہ نے بھلا دیا تو!

۳......اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے ساتھ ایسا معاملہ کرے گا جیسا معاملہ فراموش کئے گئے لوگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ یہ محال ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نہیں بھول جائے اور اس کے علم سے کوئی چیز مخفی نہیں جیسا کہ فرمایا ﴿قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَى (طٰہٰ:۵۲)﴾ ان (قوموں) کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے میرا رب نہ بھولے نہ بہکے، اس آیت میں ننسٰھم کما نسوا بطور مقابلہ ومشاکلہ کہا جیسا کہ ﴿ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ (التوبۃ:۶۷)﴾ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا ہے تو اللہ نے بھی ان کو فراموش کر دیا ہے، اور فرمایا کہ ﴿قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰى (طٰہٰ:۱۲۶)﴾ فرمائے گا یونہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تھیں تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تجھے بھلا دیا جائے گا، اسی طرح ﴿وَقِیْلَ الْیَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا (الجاثیۃ:۳۴)﴾ اور ان سے کہہ دیا گیا کہ آج ہم تمہیں فراموش کر دیں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے ساتھ بھلائی کرنے کو فراموش کر دیا ہے اور انہیں عذاب دینا فراموش نہیں کیا ایک اور روایت میں آپ یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ ہم بھی انہیں اسی طرح ترک کر دیں گے جس طرح انہوں نے اس دن کی

ملاقات کوترک کیے رکھا، مجاہد یہ معنی بیان فرماتے ہیں کہ ہم انہیں آگ میں چھوڑ دیں گے، سدی کا قول ہے کہ ہم انہیں اپنی رحمت سے ترک کردیں گے جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کے لئے اعمال کوترک کیے رکھا۔ (ابن کثیر، ج ۲، ص ۲۷۳)

☆...... اللہ ﷻ قیامت کے دن بندے سے پوچھے گا کیا میں نے تمہیں بیوی نہیں دی تھی؟ کیا میں نے تم پر اپنا کرم نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تمہارے لئے گھوڑے، اونٹ اور مویشی مسخر نہیں کیے تھے؟ تو سرداری کرتا تھا اور خوشحال زندگی بسر کرتا تھا، وہ عرض کرے گا کیوں نہیں، اللہ ﷻ فرمائے گا کہ تجھے یقین تھا کہ تیری میرے ساتھ ملاقات ہوگی؟ وہ کہے گا نہیں، تو اللہ ﷻ فرمائے گا کہ آج میں بھی تمہیں اسی طرح فراموش کرتا ہوں جس طرح تم نے مجھے بھلائے رکھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقاق، باب الدنیا سجن المؤمن رقم: ۲۹۶۸/۷۳۳۲، ص ۱٤٥٦)

☆......☆ من الطعام: پانی اور کھانے دونوں کو شامل ہے جس طرح افیضوا، القوا کے معنی کو متضمن ہے۔

عاقبة ما فیه: یعنی قیامت میں، ان کافروں کے عذاب سے متعلق جو خبریں قرآن میں ہیں۔ بترکھم فی النار: یعنی اللہ ان کی دعا کو قبول نہ کرے گا اور نہ ہی ان کی کمزوری ورسوائی پر رحم کرے، بلکہ انہیں آگ میں جلتا چھوڑ دیگا جیسا کہ انہوں نے اعمال صالحہ بجالانا چھوڑ دیئے تھے۔

بالاخبار والوعد ......الخ: یعنی مجید میں ہم نے نو اقسام کی تفاصیل رکھی ہیں جسے کسی شاعر نے یوں تعبیر کیا ہے۔

حلال حرام محكم متشابه: بشير نظير قصة عظة مثل.

من دعوى الشريک: جن لوگوں کا یہ دعوی ہے کہ شریک بھی کچھ نفع دیتے ہیں، اور جب کفار ان بتوں کی عبادت انہیں اللہ ﷻ کا شریک جان کر کرتے ہیں تو پھر ان بتوں کو اللہ ﷻ کے حضور ان کافروں کی شفاعت بھی کرنی چاہیے۔ (الجمل، ج ۳، ص ٤٥ وغیرہ)۔

بترکھم العمل له: میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ یہاں مضاف حذف ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہوگی ﴿کما نسوا العمل للقاء یومھم ھذا﴾۔ الی ضعفاء المسلمین: جنہیں دنیا کی زندگی میں عذاب دیتے تھے، اور مشرکین ان پر سختی کرتے تھے، جیسا کہ حضرت صہیب، بلال حبشی، سلمان، خباب ﷺ وغیرہ اصحاب کے ساتھ ہوا۔ منعھما: جنتیوں کا دوزخیوں سے یوں کہنا کہ اللہ نے ہمیں تم پر پانی اور رزق وغیرہ ڈالنے سے منع کیا ہے، یہ ممانعت مجاز کے قبیلے سے ہے تا کہ ان سے موت کی تکلیف منقطع ہوجائے اور یہ بھی جان لیں کہ جنتی دوزخی کے مابین اسباب منقطع ہو چکے ہیں اور اللہ جنتی کے دل سے دوزخی کے بارے میں پیدا ہونے والے رحم کو کھینچ لیتا ہے تا کہ دوزخیوں پر جو عذاب متحقق ہو چکا ہے وہ اس کا مزہ چکھ لیں۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲٦۰ وغیرہ)

رکوع نمبر ۱۴

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ﴾ مِنْ اَیَّامِ الدُّنْیَا ، اَیْ فِیْ قَدْرِھَا لِاَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ ثَمَّ

شَمْسٍ، وَلَوْ شَاءَ خَلَقَهُنَّ فِيْ لَمْحَةٍ، وَالْعُدُوْلُ عَنْهُ لِتَعْلِيْمِ خَلْقِهِ التَّثَبُّتَ ﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ هُوَ فِي اللُّغَةِ سَرِيْرُ الْمَلِكِ اسْتِوَاءً يَلِيْقُ بِهِ ﴿يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ﴾ مُخَفَّفًا وَمُشَدَّدًا اَيْ يُغَطِّيْ كُلًّا مِّنْهُمَا بِالْاٰخَرِ ﴿يَطْلُبُهٗ﴾ يَطْلُبُ كُلٌّ مِّنْهُمَا الْاٰخَرَ طَلَبًا ﴿حَثِيْثًا﴾ سَرِيْعًا ﴿وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ﴾ بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالرَّفْعِ مُبْتَدَاءٌ خَبَرُهٗ ﴿مُسَخَّرٰتٍ﴾ مُذَلَّلَاتٍ ﴿بِاَمْرِهٖ﴾ بِقُدْرَتِهٖ ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ﴾ جَمِيْعًا ﴿وَالْاَمْرُ﴾ كُلُّهٗ ﴿تَبٰرَكَ﴾ تَعَاظَمَ ﴿اللّٰهُ رَبُّ﴾ مَالِكُ ﴿الْعٰلَمِيْنَ (۵۴)﴾ ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا﴾ حَالٌ تَذَلُّلًا ﴿وَّخُفْيَةً﴾ سِرًّا ﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (۵۵)﴾ فِي الدُّعَاءِ بِالتَّشَدُّقِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ ﴿وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ﴾ بِالشِّرْكِ وَالْمَعَاصِيْ ﴿بَعْدَ اِصْلَاحِهَا﴾ بِبَعْثِ الرُّسُلِ ﴿وَادْعُوْهُ خَوْفًا﴾ مِنْ عِقَابِهٖ ﴿وَّطَمَعًا﴾ فِيْ رَحْمَتِهٖ ﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (۵۶)﴾ اَلْمُطِيْعِيْنَ وَتَذْكِيْرُ قَرِيْبٍ الْمُخْبَرِ بِهٖ عَنْ رَحْمَةٍ لِاِضَافَتِهَا اِلَى اللّٰهِ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ﴾ اَيْ مُتَفَرِّقَةً قُدَّامَ الْمَطَرِ، وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِسُكُوْنِ الشِّيْنِ تَخْفِيْفًا وَفِيْ اُخْرٰى بِسُكُوْنِهَا وَفَتْحِ النُّوْنِ مَصْدَرًا وَفِيْ اُخْرٰى بِسُكُوْنِهَا وَضَمِّ الْمُوَحَّدَةِ بَدَلَ النُّوْنِ اَيْ بُشْرًا، وَمُفْرَدُ الْاُوْلٰى (نُشُوْرًا) (كَرَسُوْلٍ) وَالْاٰخِرَةُ (بَشِيْرٌ) ﴿حَتّٰى اِذَا اَقَلَّتْ﴾ حَمَلَتِ الرِّيٰحُ ﴿سَحَابًا ثِقَالًا﴾ بِالْمَطَرِ ﴿سُقْنٰهُ﴾ اَيِ السَّحَابَ وَفِيْهِ الْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ ﴿لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ﴾ لَا نَبَاتَ بِهٖ اَيْ لِاِحْيَائِهَا ﴿فَاَنْزَلْنَا بِهِ﴾ بِالْبَلَدِ ﴿الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ﴾ بِالْمَاءِ ﴿مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ كَذٰلِكَ﴾ الْاِخْرَاجِ ﴿نُخْرِجُ الْمَوْتٰى﴾ مِنْ قُبُوْرِهِمْ بِالْاِحْيَاءِ ﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۵۷)﴾ فَتُؤْمِنُوْنَ ﴿وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ﴾ اَلْعَذْبُ التُّرَابُ ﴿يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ﴾ حَسَنًا ﴿بِاِذْنِ رَبِّهٖ﴾ هٰذَا مَثَلٌ لِّلْمُؤْمِنِ يَسْمَعُ الْمَوْعِظَةَ فَيَنْتَفِعُ بِهَا ﴿وَالَّذِيْ خَبُثَ﴾ تُرَابُهٗ ﴿لَا يَخْرُجُ﴾ نَبَاتُهٗ ﴿اِلَّا نَكِدًا﴾ عُسْرًا بِمَشَقَّةٍ وَهٰذَا مَثَلٌ لِّلْكَافِرِ ﴿كَذٰلِكَ﴾ كَمَا بَيَّنَّا مَا ذُكِرَ ﴿نُصَرِّفُ﴾ نُبَيِّنُ ﴿الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ (۵۸)﴾ اللّٰهَ، فَيُؤْمِنُوْنَ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان وزمین چھ دن......۱...... میں بنائے (یعنی دنیاوی دنوں کے اعتبار سے یعنی اتنے وقت میں، اس وقت سورج تو تھا نہیں اگر اللہ ﷻ چاہتا تو ایک لمحہ میں ایسا کر دیتا لیکن اس نے مہلت سے کام لیکر مخلوق کو جلدی نہ کرنے کی تعلیم دی) پھر عرش پر استواء فرمایا (لغت میں عرش شاہی تخت کو کہتے ہیں اور استـــــواء ایسا جو اس کی شان کے لائق ہو......۲......) رات دن کو ایک دوسرے سے ڈھانکتا ہے (لفظ یغشی تخفیف وتشدید دونوں لفظوں کے ساتھ ہے یعنی دونوں ایک دوسرے کو چھپاتے

ہیں) طلب کرتا ہے (ان میں سے ہر ایک دوسرے کو طلب کرتا ہے) جلد (حثیثاً بمعنی سریعا ہے) سورج چاند ستارے کو (والنجوم، سموت پر عطف ہونے کی صورت میں منصوب ہے اور مرفوع مبتداء کی وجہ سے ہے اور اس کی خبر مسخرات ہے) پابند ہیں (مسخرات بمعنی مذللات ......۳...... ہے) اس کے حکم کے (یعنی اس کی قدرت کے) سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا (سب کا) اور حکم دینا (سب کو) بڑی برکت والا ہے (تبارک بمعنی تعاظم ہے) اللہ رب (یعنی مالک) سارے جہاں کا اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے ......۴...... (تضرعا حال ہے بمعنی تذللا) اور آہستہ (خفیۃ بمعنی سرا ہے) بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں (دعا میں کثرت کلام تو ہو حضوری قلب نہ ہو، اور آواز بھی بلند ہو) اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ (شرک اور معصیت کرکے) اس کے سنور جانے (یعنی رسول کو بھیجنے) کے بعد اور اس سے دعا کرو ڈرتے (اس کے عذاب سے) اور طمع کرتے (اس کی رحمت کی) بیشک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے (محسنین بمعنی مطیعین ہے اور لفظ قریب کا مذکر لانا جس سے مراد رحمت ہے اسم جلالت اللہ ﷻ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے ہے) اور وہی ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے اس کی رحمت کے آگے مژدہ سناتی (یعنی بارش سے پہلے ہی پھیل جاتی ہیں اور لفظ بشراً ایک قرأت میں شین کے سکون کی حالت میں اور دوسری قرأت میں نون مفتوح اور سکون شین کے ساتھ بطور مصدر ہے اور ایک قرأت میں سکون شین اور باء کی ضمہ کے ساتھ بشرا کے معنی میں ہے اور اول قرأت کا مفرد نشور بروزن رسول ہے اور آخری قرأت پر بشیر ہے) یہاں تک کہ جب اٹھالائیں (ہوائیں) بھاری بادل (بارش کے) چلاتے ہیں ہم اسے (یعنی بادل، سقنہ میں غائب یعنی وھو الذی یرسل سے التفات ہے) مردہ شہر کی طرف (جس میں سبزہ نہیں ہوتا یعنی اسے حیات حاصل نہیں) پھر ہم نے (مردہ شہر میں) پانی اتارا پھر ہم نے اس (پانی) سے طرح طرح کے پھل نکالے اسی طرح (نکالنا ہے) ہمارا مردوں کو (انہیں قبروں سے زندہ کرکے) کہیں تم نصیحت مانو (ایمان لاؤ) اور جو پاک زمین ہے (یعنی خوشگوار مٹی ہے) اس کا سبزہ (اچھا) نکلتا ہے اللہ کے حکم سے (یہ مومن کی مثال ہے کہ وہ نصیحت سنتے اور اس سے نفع اٹھاتے ہیں) اور جو (مٹی) خراب ہے اس میں نہیں نکلتا (اس کا سبزہ) مگر تھوڑا (مشقت کے ساتھ، یہ کافر کی مثال ہے......۵......) یوں ہی (جیسا کہ ہم نے بیان کیا جو مذکور ہوا) ہم بیان کرتے ہیں (نصرف بمعنی نبین ہے) آیتیں ان کے لیے جو احسان مانیں (اللہ ﷻ کا اور ایمان لائیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان ربکم الله الذی خلق السموت والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش یغشی الیل النهار یطلبه حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره﴾.

ان ربکم: حرف مشبہ واسم...... الله: موصوف...... الذی: موصول...... خلق: فعل بافاعل...... السموت: معطوف علیہ...... والارض: معطوف اول...... و: عاطفہ...... الشمس: معطوف علیہ...... والقمر والنجوم: معطوفان، ملکر ذوالحال،

مسخرت بامرہ: شبہ جملہ حال، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول، فی ستة ایام: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ثم: عاطفہ ......استوی: فعل ہو ضمیر مستتر ذوالحال......یغشی: فعل بافاعل...... الیل: ذوالحال......یطلبہ: فعل بافاعل ومفعول، حثیثا: مصدر محذوف "طلبا" کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول اول، النھار: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، علی العرش: ظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الا له الخلق والامر تبرک الله رب العلمین﴾.

الا: اداۃ تنبیہ...... له: ظرف مستقر خبر مقدم...... الخلق: معطوف علیہ...... والامر: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... تبارک: فعل...... الله: موصوف...... رب العلمین: صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ادعوا ربکم تضرعا وخفیة انه لا یحب المعتدین﴾.

ادعوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال...... تضرعا: معطوف علیہ...... وخفیة: معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل،......ربکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... انه: حرف مشبہ واسم...... لایحب المعتدین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها وادعوه خوفا وطمعا﴾.

و: مستانفہ...... تفسدوا: فعل نہی بافاعل......فی الارض: ظرف لغو......بعد اصلاحها: ظرف، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ادعوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال......خوفا وطمعا: ملکر حال، ملکر فاعل......ہ: ضمیر مفعول، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان رحمت الله قریب من المحسنین﴾.

ان رحمة الله: حرف مشبہ واسم...... قریب من المحسنین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿هو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمته حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقنه لبلد میت﴾.

و: عاطفہ......هو: مبتدا......الذی: موصول......یرسل: فعل بافاعل...... الریح: ذوالحال......بشرا: حال، ملکر مفعول...... بین یدی رحمته: ظرف...... حتی: جار...... اذا: ظرفیہ شرطیہ...... اقلت: فعل بافاعل...... سحابا ثقالا: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......سقنه لبلد میت: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فانزلنا به الماء فاخرجنا به من کل الثمرات﴾.

ف: عاطفہ...... انزلنا به الماء: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ...... اخرجنا به: فعل بافاعل وظرف لغو...... من کل الثمرت: ظرف مستقر "رزقا" محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک نخرج الموتی لعلکم تذکرون﴾۔

کذلک: ظرف مستقر "تصریفا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم...... نخرج الموتی: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، لعلکم: فعل رجاء باسم...... تذکرون: جملہ خبر، ملکر جملہ۔

﴿والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا﴾۔

و: مستانفہ...... البلد الطیب: مرکب توصیفی ہوکر مبتدا...... یخرج: فعل، نباتہ: ذوالحال ...... باذن ربہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو: عاطفہ...... الذی خبث: موصول صلہ، ملکر "البلد" موصوف کیلئے صفت ملکر مبتدا، لایخرج: فعل نفی ھو ضمیر مستتر ذوالحال......الا: اداۃ حصر، نکدا: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذلک نصرف الایت لقوم یشکرون﴾۔

کذلک: ظرف مستقر "تصریفا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم......نصرف الایت: فعل بافاعل ومفعول......لام: جار......قوم: موصوف...... یشکرون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

لفظ یوم کی تحقیق:

لے......اللہ عزوجل نے فرمایا کہ فی ستۃ ایام یعنی چھ دنوں میں، علامہ راغب اصفہانی علیہ رحمۃ الغنی فرماتے ہیں کہ یوم کا لفظ طلوع شمس سے غروب شمس تک کا کہلاتا ہے اور کبھی یوم سے مراد مطلقاً زمانہ بھی ہوتا ہے۔ (المفردات، ص۵۵٤)

علامہ زبیدی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ یوم کا مشہور و معروف معنی طلوع شمس سے لیکر غروب شمس تک کا ہے، جبکہ منجمین کے نزدیک اس کا معنی ایک طلوع شمس سے لیکر دوسرے طلوع شمس تک کی مقدار کا نام یوم ہے یا ایک غروب سے لیکر دوسرے غروب تک کی مقدار اور مطلقاً زمانہ کے معنی میں بھی یوم کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے (تاج العروس، ج ۹، ص۱۱۵)

عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہیں کہ چھ دنوں سے مراد اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعہ ہیں اور انہی دنوں میں ساری مخلوق مجتمع ہوئی، اور انہی دنوں میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ ان دنوں کی مقدار کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا ان میں سے ہر دن دنیا کی مقدار کے برابر تھا یا ہزار سال کا، جیسا کہ مجاہد اور امام احمد بن حنبل علیہما الرحمۃ نے تصریح کی ہے اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی ہے۔ بہر حال ہفتے کے روز مخلوق کی پیدائش نہیں ہوئی کیونکہ یہ ساتواں دن ہے اور اسے سبت کا نام دیا گیا ہے اور سبت کے معنی ہیں قطع کرنا۔ (ابن کثیر، ج۲، ص۲۷٤)

☆......عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِیَدِیْ فَقَالَ: "خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ یَوْمَ السَّبْتِ

وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَخَلَقَ آدَمَ علیہ السلام بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ الْخَلْقِ فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ". حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: "اللہ عزوجل نے ہفتے کے دن مٹی (یعنی زمین) کو پیدا فرمایا، اتوار کے دن اس میں پہاڑ نصب کئے، پیر کے دن درخت اور منگل کے روز ناپسندیدہ چیزیں، بدھ کے دن نور اور جمعرات کے روز جانور پیدا کئے اور جمعہ کے دن کی آخری ساعتوں میں عصر سے مغرب کے مابین حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا"۔ (صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة و الجنة، باب ابتداء الخلق، رقم: ٦٩٤٨/٢٧٨٩، ص ١٣٧٤)۔

حافظ ابن کثیر نے اس حدیث کے بارے میں بحث کرتے ہوئے کہا کہ امام بخاری اور دیگر حفاظ حدیث نے اس حدیث پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے یعنی یہ مرفوع حدیث نہیں ہے بلکہ اسرائیلیات میں سے ہے۔ (ابن كثير، ج ٢، ص ٢٧٤)

حضرت عبداللہ بن سلام بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اتوار اور پیر کے روز زمین کو پیدا فرمایا اور اس میں منگل اور بدھ کو دو دنوں میں اس کے باشندوں کی روزی مقرر کی اور جمعرات اور جمعہ کو دو دنوں میں آسمانوں کو پیدا کیا اور جمعہ کی آخری ساعتوں میں یعنی عصر سے مغرب کے درمیانی وقت میں حضرت آدم علیہ السلام کو عجلت میں پیدا کیا اور یہی وہ ساعت ہے کہ جس میں قیامت قائم ہوگی۔ (كتاب الاسماء و صفات للبيهقي، ص ٣٨٣)

زمین و آسمان کی پیدائش کے بارے میں متعدد مضطرب اور متعارض روایات مروی ہیں ان میں وہی روایت معتبر ہیں جو قرآن مجید کے مطابق ہوں۔

"اللہ عزوجل عرش پر مستوی ہے" کے معانی:

۲.....علامہ غلام رسول سعیدی تبیان القرآن جلد ۳، ص ۱۵۸ وغیرہ پر استوائے باری عزوجل کے بارے میں فرماتے ہیں، اس مسئلے میں کہ اللہ عزوجل عرش پر مستوی ہے اس بارے میں شیخ ابن تیمیہ کے باطل عقیدے کا رد اور ساتھ ہی ساتھ صحیح اسلامی عقیدے کا پرچار کرتے ہوئے ہم درج ذیل ایک اہم اور تفصیلی جائزہ پیش کرتے ہیں چنانچہ شیخ ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ "اللہ عزوجل پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں جو اپنی صفات بیان کی ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے جو اللہ عزوجل کی صفات بیان کی ہیں ان پر بغیر کسی تحریف و تکییف اور تمثیل کے ایمان لایا جائے، مطلب یہ کہ ان صفات کی نہ تو کوئی تاویل کی جائے اور نہ ہی ان کی مخلوق کے ساتھ کوئی مثال دی جائے، بلکہ یہ ایمان رکھا جائے کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ اور وہ سمیع و بصیر ہے۔ اور اللہ عزوجل نے جس چیز کے ساتھ خود کو موصوف کیا ہے اس کی نفی نہ کی جائے، اور اللہ عزوجل کے کلمات کو نہ بدلا جائے، اور اس کے اسماء اور آیات کو نہ بدلا جائے، اور

نہ ہی ان کا کوئی معنی متعین کیا جائے، اور نہ مخلوق کی صفات سے ان کی مثال دی جائے کیونکہ اللہ ﷻ کا کوئی ہم نام ہے نہ کوئی کفو ہے، نہ کوئی اس کا مثل ونظیر ہے، نہ اس کا مخلوق پر قیاس کیا جائے، کیونکہ اللہ ﷻ خود اپنے کو اور دوسروں کو زیادہ جاننے والا ہے۔ اور اس کا قول سب سے زیادہ سچا ہے پھر اس کے تمام رسول سچے ہیں نہ خلاف ان لوگوں کے جو بغیر علم کے اللہ ﷻ کے متعلق باتیں کرتے ہیں اسی لئے اللہ ﷻ نے فرمایا ہے کہ ﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۞ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۞ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ (الصافات، ١٨٠تا١٨٢)﴾

رسولوں کے مخالفین اللہ ﷻ کی جو صفات بیان کرتے ہیں اللہ ﷻ نے ان سے اپنی برائت فرمائی ہے۔ اور رسولوں نے جو اللہ ﷻ کی نقص وعیب سے جو برائت بیان کی تھی ان پر سلام بھیجا ہے اللہ ﷻ کے لئے سمع اور بصر ثابت ہے کیونکہ اس نے فرمایا کہ انه هو السميع البصير ۞ اللہ ﷻ کے لئے چہرہ ثابت ہے کیونکہ اس نے فرمایا کہ و يبقى وجه ربك ذو الجلال وا لاكرام ۞ اور كل شيء هالك الا وجهه ۞ اور اللہ ﷻ کے دو ہاتھ ثابت ہیں کیونکہ اس نے فرمایا ما منعك ان تسجد لما خلقت بيدى ۞ اور اللہ ﷻ کے لئے دو آنکھیں ثابت ہیں کیونکہ اس نے فرمایا و اصبر لحكم ربك فانك باعيننا ۞ اور اللہ ﷻ کے لئے عرش پر استواء ثابت ہے کیونکہ اس نے فرمایا الرحمن على العرش استوى ۞ اور اس طرح کی سات آیتیں ہیں۔

(العقیدۃ الواسطیہ مع شرحہ، ص ٦٣۔١٥ ملخصاً مطبوعہ دار السلام ریاض)

اس کے بعد احادیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اللہ ﷻ آسمان دنیا کی طرف اپنی شان کے لائق نازل ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر رات کے آخری تہائی حصے میں ہمارا رب ﷻ آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے (صحیح بخاری و مسلم) اور اللہ ﷻ خوش ہوتا ہے اور ہنستا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ﷻ کو اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو گم شدہ اونٹنی کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے (صحیح بخاری و مسلم) اللہ ﷻ ان دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنستا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے (صحیح بخاری و مسلم) اللہ ﷻ کی ٹانگ اور قدم ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں لوگوں کو ڈالا جاتا رہے گا حتی کہ وہ کہے گی کہ کیا اور زیادہ بھی ہیں حتی کہ اللہ ﷻ اس میں اپنی ٹانگ رکھ دے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا۔ (صحیح بخاری و مسلم)۔ (العقیدۃ الواسطیہ مع شرحہ، ص ٨٣۔٨٠ ملخصاً مطبوعہ دار السلام ریاض)۔

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، شیخ ابن تیمیہ کے نظریے "استواء" اور صفات میں اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں "شیخ ابن تیمیہ نے حمویہ اور واسطیہ میں لکھا ہے کہ اللہ ﷻ کے لئے ہاتھ پیر چہرہ اور پنڈلی کا جو ذکر آیا ہے وہ اس کی صفات حقیقیہ ہیں۔ اور اللہ ﷻ عرش پر بذاتہ مستوی ہے اس سے کہا گیا کہ اس سے تحیز اور انقسام لازم آئے گا تو اس نے کہا کہ میں یہ نہیں جانتا کہ تحیز اور انقسام اجسام کے خواص میں سے ہیں، اسی وجہ سے ابن تیمیہ کے متعلق کہا گیا کہ وہ اللہ ﷻ کے لئے تحیز اور انقسام کا قائل ہے"۔

(الدرر الکامنہ، ج١، ص ١٥٤، مطبوعہ دار الجلیل بیروت)

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی فرماتے ہیں کہ: ابن تیمیہ کا یہ قول کہ اللہ ﷻ جسمیت، جہت اور انتقال سے موصوف ہے اور وہ عرش کے برابر ہے، نہ چھوٹا، نہ بڑا، اللہ ﷻ اس قبیح افتراء سے پاک ہے جو کہ صریح کفر ہے۔

(الفتاوی الحدیثیه، ص ۱۰۰، مطبوعه مصطفی البابی الحلبی و اولاده به مصر)

علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف با بن ہمام فرماتے ہیں: اللہ ﷻ عرش پر مستوی ہے اور یہ ایسا استواء نہیں ہے جیسا ایک جسم کا دوسرے پر استواء ہوتا ہے کہ وہ اس سے مماس ہوتا ہے یا اس کی محاذات (سمت) میں ہوتا ہے۔ بلکہ جو استواء اس کی شان کے لائق ہو جس کو اللہ ﷻ ہی زیادہ جاننے والا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ ﷻ عرش پر مستوی ہے اور مخلوق کے ساتھ اس کی مشابہت کی نفی کی جائے، رہا یہ کہ استواء علی العرش سے مراد عرش پر غلبہ ہو تو یہ ارادہ بھی جائز ہے۔ البتہ اس ارادہ کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے اور واجب وہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے البتہ اگر یہ خدشہ ہو کہ عام لوگ استواء سے وہی معنی سمجھیں گے کہ جو جسم کے لوازم سے ہے کہ اللہ ﷻ عرش سے متصل ہے یا عرش کی محاذات میں ہے تو استواء کو غلبہ سے تعبیر کرنے میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح کتاب اور سنت میں جو ایسے الفاظ ہیں جس سے جسمیت ظاہر ہوتی ہے مثلاً انگلی، قدم اور ہاتھ اس پر ایمان لانا واجب ہے کیونکہ انگلی اور ہاتھ وغیرہ اللہ ﷻ کی صفت ہیں ان سے مراد مخصوص اعضاء نہیں ہیں بلکہ وہ معنی مراد ہے جو اللہ ﷻ کی شان کے لائق ہے اور اللہ ﷻ ہی اس معنی کو زیادہ جاننے والا ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ہاتھ اور انگلی کی تاویل قدرت اور قہر سے کی جاتی ہے اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: حجر اسود اللہ ﷻ کا دایاں ہاتھ ہے اس کی تاویل کی جاتی ہے تا کہ عام لوگوں کی عقلیں اللہ ﷻ کی جسمیت کی طرف نہ منتقل ہوں اس تاویل سے یہ ارادہ بھی ممکن ہے لیکن اس پر جزم اور یقین نہیں کرنا چاہئے۔ ہمارے اصحاب (ماتریدیہ) کے قول کے مطابق یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں اور متشابہ کا حکم یہ ہے کہ اس دنیا میں اس کی مراد متوقع نہیں۔

(مسائره مع شرح المسامره، ج ۱، ص ۳۶۔۳۱ ملخصاً، مطبوعه دائرة المعارف الاسلامیه، مکران)

☆...... امام مالک نے عمر بن الحکم سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میری ایک باندی بکریوں کو چراتی تھی۔ ایک دن ایک بکری گم ہوگئی میں نے اس سے اس کے متعلق پوچھا، تو اس نے کہا اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے مجھے اس پر افسوس ہوا میں بھی آخر انسان ہوں میں نے اسے ایک تھپڑ مار دیا، اور مجھ پر پہلے سے ایک غلام آزاد کرنا تھا کیا میں اس غلام کی جگہ اس باندی کو آزاد کردوں؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اللہ ﷻ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ آسمان میں، آپ ﷺ نے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ ہیں، تب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسے آزاد کردو۔ (الموطا رقم: ۱۵۱۱، ابو داؤد رقم: ۹۳۰)

امام ابن عبد البر فرماتے ہیں: نبی پاک ﷺ نے اس باندی سے جو سوال کیا کہ اللہ کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ آسمان میں، تمام اہل سنت (یعنی محدثین) اس پر متفق ہیں اور وہ یہی کہتے ہیں جو اللہ ﷻ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ اللہ عرش پر مستوی ہے اور اللہ ﷻ آسمان میں ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے اور یہ قرآن مجید کی ان آیات سے بالکل ظاہر ہے ﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ

بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ (الملک:١٦)﴾ ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعاً اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (فاطر:١٠)﴾ ﴿تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (المعارج:٤)﴾ .

قرآن مجید میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں اور ہم نے اپنی کتاب التمهيد میں اس سے زیادہ بیان کی ہیں۔

(الاستذکار، ج۲۳،ص۱۶۸۔۱۶۷ ملخصاً،مطبوعہ بیروت)

امام ابوبکر بن فورک نے بعض سے روایت کیا ہے کہ استواء کے معنی بلند ہے، یعنی اللہ ﷻ عرش پر بلند ہے اور اس بلندی سے مسافت اور مکان کی بلندی مراد نہیں ہے کہ کوئی شخص ایسی جگہ ہو جو جگہ دوسری جگہ سے بلند ہو، بلکہ اس سے مراد وہ بلندی ہے جو اللہ ﷻ کی شان کے لائق ہے اور ثم کا تعلق مستوی علیہ کے ساتھ ہے نہ کہ الاستواء کے ساتھ۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہمارے سلف صالحین میں یہ مشہور ہے کہ اس کی مراد اللہ ﷻ پر چھوڑ دی جائے، صالحین فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ عرش پر اس طرح مستوی ہے جیسا اس نے ارادہ کیا ہے اگر چہ وہ ٹھہرنے اور جگہ پکڑنے سے پاک ہے۔ اور استواء کی تفسیر استیلاء سے کرنا بُری بات ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ استواء کا معنی استیلاء ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کا غالب ہونا اللہ ﷻ کے غالب ہونے کی طرح ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ یہ کہے کہ اللہ ﷻ ایسا غالب ہے جیسا کہ اس کی شان ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وہ یہ کہے کہ اللہ ﷻ عرش پر ایسا مستوی ہے جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔ (روح المعانی، الجزء الثامن، ص ۵۲۱)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ اس آیت کی تفسیر کے تحت صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں کہ "یہ استواء متشابہات میں سے ہے، ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی اس سے جو مراد ہے حق ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان لانا واجب، حضرت مترجم قدس سرہ العزیز نے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ آفرینش کا خاتمہ عرش پر جا ٹھہرا واللہ اعلم باسرار کتابہ۔

(کنزالایمان مع خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۹۹)

دھریت کا رد :

۳۔۔۔۔۔آیت مبارکہ ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِی الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثاً وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ (الاعراف:۵۴)﴾ میں دھریت کا رد ہے کیونکہ وہ اللہ ﷻ کو مانتے ہی نہیں اور اللہ ﷻ کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں گویا کہ یہ کائنات یونہی بن گئی ہے۔ متذکرہ آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ کی شان کا بیان ہے کہ وہ ان تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہی عالمین کا رب ہے

دعا عبادت کا مغز ھے :

ع......اللہ عزوجل نے دعا مانگنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے کہ اس کی بارگاہ میں دعا مانگی جائے انسان نے جب اللہ عزوجل کی شان جان لی کہ وہ مالک ہے اور تمام کائنات کا پالنے والا ہے تو اب چاہئے کہ بندہ دعا کا سہارا لیتے ہوئے اپنی جائز حاجتوں اور پریشانیوں کے دفع کے لئے مالک عزوجل کی بارگاہ صمدیت میں دعا کرے، اور اس کی بارگاہ میں خوف اور طمع دونوں کی امید رکھے، کیونکہ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ :"اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ"، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دعا عبادت کا مغز ہے''۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول الله، باب ومنه، رقم: ۳۳۸۲، ص۹۷۳)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ عزوجل سے دعا کرو اور قبولیت کا یقین رکھو اور جان لو کہ اللہ عزوجل غافل دل سے مانگی ہوئی دعا کو قبول نہیں کرتا''۔ (ایضا، باب ما جاء فی جامع الدعوات، رقم: ۳۴۹۰، ص۱۰۰۱)

علماء فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ مصیبت دور کرنے کے لئے دعا میں اپنے دونوں ہاتھوں کی پشت آسمان کی جانب بلند کرے اور جب اللہ عزوجل سے کسی چیز کا سوال کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو آسمان کی جانب بلند کرے۔

(فتح الباری، کتاب الاستسقاء، باب رفع الامام یده فی الاستسقاء، ج۲، ص۶۵۸)

اچھی زمین کی پیداوار اچھی:

۵......اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جو زمین اچھی ہے اس کا سبزہ اللہ عزوجل کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا، اچھی زمین سے مراد مومنین ہیں اور اس کے سبزہ سے ان کا عمل مراد ہے۔ مومنین کے قلب پر نزول قرآن کی مثال ایسی ہے جیسے پاک زمین پر بارش، جب مومن پر قرآن پڑھا جائے تو وہ اس سے نفع اٹھاتے ہیں اور ان سے ان قرآن کے نتیجے میں طاعات، عبادات اور اخلاق حمیدہ کا صدور ہوتا ہے۔ اور کافر کی مثال اس ردی اور بنجر زمین کی طرح ہے کہ جس سے بارش ہونے پر فائدہ نہ اٹھایا جائے، یہی وجہ ہے کہ جب کافر قرآن کو سنتا ہے تو اس سے اس کے کفر اور سرکشی میں زیادتی ہی ہوتی ہے اور وہ قرآن سے نفع نہیں اٹھاتا

(الجمل، ج۳، ص۵۴)

یہاں موضوع کی مناسبت سے ایک واقعہ ذکر کرنا چاہوں گا جسے میں نے معتبر علماء سے سنا ہے لیکن (تادم بیان کہیں کسی کتاب پڑھا نہیں ہے) ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے ان کی گھنی داڑھی کے بارے میں پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی گھنی ہے اور میری داڑھی (یعنی سائل کی) مختصر ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برجستہ جواب دیا کہ ''اے شخص کیا تو نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی کہ جو زمین اچھی ہوتی ہے وہ زیادہ اگاتی ہے اور جو پلید ہوتی ہے وہ کم اگاتی ہے، تیری زمین پلید ہے اس لئے اس نے کم اگایا اور میری زمین اچھی ہے اس لئے اس نے زیادہ اگایا''۔ یہاں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی علمی استطاعت کا بخوبی پتہ چل گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو قرآن پر کتنا عبور حاصل تھا۔

☆......☆مذللات: بمعنی مسخرات ہیں یعنی وہ (امور یا چیزیں) جن سے تسخیر کا ارادہ کیا جائے مثلاً طلوع، غروب، رجوع، مسیر و

غیرہ۔ (الجمل،ج٣،ص٤٩)

استواء یلیق به: ماقبل مفصل کلام ہو چکا ہے وہیں ملاحظہ کیجئے۔ای یغطی کلا منهما بالاخر: یہاں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ آیت مبارکہ میں کچھ محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے"ویغشی النهار الیل"،اور مذکورہ جملے کی تائید اس فرمان ﴿یکور الیل علی النهار ویکور النهار علی الیل ﴾ سے بھی ہوتی ہے۔سرا: یعنی دل میں پکارے، کیونکہ جس طرح قرائت کے ذریعے اللہ عزوجل کی عبادت ہوتی ہے بالکل اسی طرح دعا کے ذریعے بھی اللہ عزوجل کی عبادت ہوتی ہے، پس دل میں دعا کا خیال آنا ہی کافی ہے۔یہ بھی جانا جائے کہ جب انسان تنہا ہے تو افضل طریقہ یہ ہے کہ دل میں دعا وزاری کرے اور جب کسی مجمع میں ہے تو بلند آواز سے التجائیں کرے۔

بالتشدق: اس سے مراد حضوری قلب کے بغیر کثرت کلام ہے اور یہ قول مفسر ﴿تضرعا﴾ کی جانب راجع ہے۔

المطیعین: اگرچہ توبہ کے ذریعے طاعت بجالائے، توبہ کو دعا پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد دعا کرے تا کہ دعا پاک دل سے کی جائے، پس پاک دل سے کی ہوئی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔

لانبات به: زمین کے مردہ ہو جانے کو بطور کنایہ نبات کے نہ ہونے سے تشبیہ دی ہے۔(الصاوی، ج٢، ص ٦٢٢ وغیرہ)۔

رکوع نمبر ١٥

﴿لَقَدْ﴾ جَوَابُ قَسَمٍ مَحْذُوفٍ ﴿ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ﴾ بِالْجَرِّ صِفَةٌ لِاِلٰهٍ وَالرَّفْعِ بَدَلٌ مِنْ مَحَلِّهٖ ﴿ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْکُمْ ﴾ اِنْ عَبَدْتُّمْ غَیْرَهٗ ﴿عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ(٥٩)﴾ هُوَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ ﴿ قَالَ الْمَلَاُ ﴾ الْاَشْرَافُ ﴿مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ(٦٠)﴾ بَیِّنٍ ﴿قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ﴾ هِیَ اَعَمُّ مِنَ الضَّلَالِ فَنَفْیُهَا اَبْلَغُ مِنْ نَفْیِهٖ ﴿ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ(٦١)﴾ ﴿اُبَلِّغُکُمْ﴾ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ ﴿ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ﴾ اُرِیْدُ الْخَیْرَ ﴿ لَکُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ(٦٢)﴾ ﴿ اَ﴾ کَذَّبْتُمْ ﴿وَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ﴾ مَوْعِظَةٌ ﴿ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی ﴾ لِسَانِ ﴿رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ﴾ الْعَذَابَ اِنْ لَمْ تُؤْمِنُوْا﴿ وَلِتَتَّقُوْا ﴾ اللّٰهَ ﴿وَلَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ(٦٣)﴾ بِهَا ﴿فَکَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ﴾ مِنَ الْغَرَقِ ﴿ فِی الْفُلْکِ ﴾ السَّفِیْنَةِ ﴿وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا﴾ بِالطُّوْفَانِ ﴿ اِنَّهُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ(٦٤)﴾ عَنِ الْحَقِّ .

﴿ترجمہ﴾

بیشک (لقد محذوف قسم واللہ کا جواب قسم ہے،اصل واللہ لقد ہے) ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو

اس نے کہااے میری قوم اللہ کو پو جو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں (لفظ غیرہ جر کے ساتھ الہ کی صفت اور رفع کی صورت میں بدل ہوگا، الہ کے مبتدا ہونے کا اعتبار کرتے ہوئے) بیشک مجھے خوف ہے (کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت کر کے) بڑے دن کے عذاب (مراد قیامت کا دن ہے) میں نہ پڑ جاؤ اس کی قوم کے سردار (یعنی شرفاء) بولے بیشک ہم تمہیں کھلی (مبین بمعنی بین ہے) گمراہی میں دیکھتے ہیں کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں (لفظ ضلالۃ، الضلال سے عام ہے اس لئے ضلالۃ عام کی نفی الضلال خاص کی نفی سے زیادہ بلیغ ہے) میں تو رب العالمین کا رسول ہوں میں تمہیں پہنچاتا ہوں (ابلغکم تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ ہے) اپنے رب کی رسالتیں اور تمہارا بھلا (یعنی خیر) چاہتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے کیا (تم جھٹلاتے ہو) تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پاس ذکر (یعنی نصیحت) آئی تمہارے رب کے پاس سے تم میں سے ایک مرد کی (زبان) پر کہ وہ تمہیں ڈرائے (عذاب سے، اگر تم ایمان نہ لاؤ) اور ڈرو (اللہ ﷻ سے) اور کہیں تم پر رحم ہو (پرہیزگاری کی وجہ سے) تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ تھے نجات دی (غرق ہونے سے) کشتی (یعنی سفینے) میں اور اپنی آیتیں جھٹلانے والوں کو ڈبودیا (طوفان میں) بیشک وہ (حق سے) اندھا گروہ تھا۔

﴿ترکیب﴾

﴿لقد ارسلنا نوحا الی قومه فقال یقوم اعبدوا الله ما لکم من اله غیره﴾.

لام: تاکیدیہ...... قد: تحقیقیہ...... ارسلنا نوحا الی قومه: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ...... قال: قول...... یقوم: جملہ ندائیہ...... اعبدوالله: جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ...... ما: نافیہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم...... من: زائدہ...... اله: موصوف...... غیره: صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم﴾.

انی: حرف مشبہ واسم...... اخاف علیکم: فعل بافاعل وظرف لغو......عذاب: مضاف...... یوم عظیم: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال الملا من قومه انا لنرک فی ضلل مبین﴾.

قال: فعل، الملأ: ذوالحال، من ومه: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، نرک: فعل بافاعل ومفعول، فی ضلل مبین: ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال یقوم لیس بی ضللة ولکنی رسول من رب العلمین﴾.

قال: قول......یقوم: جملہ ندائیہ...... لیس: فعل ناقص...... بی: خبر مقدم...... ضللة: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ

ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لکنی: حرف مشبہ واسم...... رسول: موصوف...... من رب العلمین: ظرف مستقر صفت بلکر خبر، بلکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، بلکر مقصود بالنداء، بلکر مقولہ، بلکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ابلغکم رسلت ربی وانصح لکم واعلم من اللہ ما لا تعلمون﴾.

ابلغکم: فعل بافاعل ومفعول...... رسلت ربی: مفعول، بلکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... انصح لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، بلکر معطوف اول...... و: عاطفہ...... اعلم: فعل بافاعل...... من اللہ: ظرف لغو...... ما لا تعلمون: موصول صلہ بلکر مفعول، بلکر معطوف ثانی، بلکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿اوعجبتم ان جاء کم ذکر من ربکم علی رجل منکم لینذرکم ولتتقوا﴾.

ھمزہ: حرف استفہام...... و: عاطفہ معطوف علی محذوف "کذبتم وعجبتم"...... عجبتم: فعل بافاعل...... ان: مصدریہ...... جاء کم: فعل ومفعول...... ذکر: موصوف...... علی: جار...... رجل: موصوف...... منکم: ظرف مستقر صفت، بلکر "لسان" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، بلکر مجرور، بلکر ظرف مستقر ہوکر صفت، بلکر فاعل "ای ذکر علی لسان رجل منکم"...... من ربکم: ظرف لغو...... لام: جار...... ینذرکم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، بلکر معطوف علیہ...... ولتتقوا: جار مجرور، بلکر معطوف، بلکر ظرف لغو ثانی، بلکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، بلکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولعلکم ترحمون فکذبوہ﴾.

و: عاطفہ...... لعلکم: حرف مشبہ واسم...... ترحمون: جملہ فعلیہ خبر، بلکر جملہ اسمیہ...... ف: فصیحہ...... کذبوہ: فعل بافاعل ومفعول، بلکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذ اردت ان تعلم مغبۃ امرھم فقد کذبوہ" کیلئے جزا، بلکر جملہ شرطیہ۔

﴿فانجینہ والذین معہ فی الفلک واغرقنا الذین کذبوا بایتنا﴾.

ف: عاطفہ، انجینہ: فعل فاعل و ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذین معہ: موصول صلہ، بلکر معطوف، بلکر مفعول، فی الفلک: ظرف لغو، بلکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اغرقنا: فعل بافاعل، الذین کذبو بایتنا: موصول صلہ بلکر مفعول، بلکر جملہ فعلیہ۔

﴿انھم کانوا قوما عمین﴾.

انھم: حرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص با اسم، قوما عمین: مرکب توصیفی خبر، بلکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، بلکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت نوح علیہ السلام:

۱...... ابن منذر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ چونکہ آپ علیہ السلام اپنے آپ پر کثرت سے نوحہ (یعنی گریہ وزاری) کرتے

تھے اس لئے آپ کا نام نوح پڑ گیا۔ (الدر المنثور، ج۳،ص۱۷٤)

☆......حضرت سعد بن مسعود ثقفی فرماتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام کپڑے پہنتے تو اللہ عزوجل کی حمد فرماتے اور جب کھاتے پیتے تو شکر ادا فرماتے اسی وجہ سے ان کا نام عبدا شکورا پڑ گیا۔ (اسد الغابہ،سعد بن مسعود الثقفی، ج۲،ص۲۳۸)

آپ علیہ السلام کا نام نوح بن لامک ہے اور ایک قول کے مطابق لمک بن متشولخ اور آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام عونہ ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ قینوس بنت براکیل بن قشولخ ہے جبکہ بعض نے کہا کہ متوشخ بن خنوخ، اور ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اخنوخ سے مراد حضرت ادریس علیہ السلام ہیں اور یہی پہلے نبی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قلم سے لکھا اور یہ مھلیل کے صاحبزادے تھے۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام مھلائیل تھا اور یہ قنین کے بیٹے تھے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام قینان تھا، اور ایک قول کے مطابق قانن بن انوش اور دوسرے قول کے مطابق ان کا نام مانیش بن شیث تھا جو کہ آدم کے صاحبزادے تھے۔ مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے مابین دس صدیوں کا زمانہ ہے جیسا کہ طبرانی نے ابوذر سے مرفوعا روایت کیا ہے۔ اور اسی سلسلہ نسب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نوح علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام کے بعد تشریف لائے ہیں جیسا کہ امام بغوی نے ذکر کیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا نام سکن تھا کیونکہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ علیہ السلام کے پاس آ کر سکون پاتے تھے۔ ایک قول کے مطابق آپ علیہ السلام کا نام شاکر تھا اور بعض کے مطابق یشکر بھی کہا جاتا ہے۔ امام سیوطی نے الاتقان میں مستدرک للحاکم سے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام کا نام عبدا لغفار تھا، اور اکثر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا خیال ہے کہ انہیں ادریس کہا جاتا ہے، اور آپ علیہ السلام کو نوح کہنے کی وجہ آپ علیہ السلام کا اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے کثرت سے گریہ وزاری کرنا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ آپ علیہ السلام کا رونا قیامت کی ہولناکی کی وجہ سے ہے، بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک کتے کو دیکھا جو کہ بدصورت تھا تو فرمایا کہ بدصورت کتا! تو اللہ عزوجل نے اس کتے کو قوت گویائی عطا فرمائی اور اس نے کہا کہ یہ عیب میری طرف سے ہے یا میرے خالق کی جانب سے؟ کتے کے کلام کو سن کر آپ علیہ السلام پر غشی طاری ہوگئی اور جب افاقہ ہوا تو خوب گریہ وزاری فرمائی۔ بغوی کا قول ہے کہ آپ علیہ السلام ایک جزامی کتے کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ دور ہو، اے بدصورت کتے! اللہ علیہ السلام نے وحی نازل فرمائی کہ اے نوح! تو نے مجھ پر عیب لگایا ہے یا کتے پر؟ بعض علماء کا کہنا ہے کہ آپ علیہ السلام اس لئے روتے تھے کہ آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کی بددعا کی تھی، ایک قول یہ ہے کہ آپ علیہ السلام اس لئے زیادہ روتے تھے کہ آپ علیہ السلام نے اپنے رب سے اپنے بیٹے کی سفارش کی تھی، واللہ تعالی اعلم، ایک قول کے مطابق جس وقت اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کو مبعوث کیا اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مستدرک میں ان سے مرفوع حدیث ہے کہ جس وقت آپ علیہ السلام مبعوث ہوئے اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر چالیس سال تھی، آپ علیہ السلام اپنی قوم میں ساڑھے نو

(950) سال رہے، اور طوفان کے بعد آپ علیہ السلام ساٹھ سال زندہ رہے یہاں تک کہ لوگ کثیر ہوگئے اور کئی علاقوں میں پھیل گئے۔

(المظھری، ج۳، ص٤٤ وغیرہ)

روایت میں آتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے سفینہ دو سال میں بنایا، اس کا طول (یعنی لمبائی) تین سو ذراع، عرض (یعنی چوڑائی) پچاس اور چھت کی موٹائی تیس ذراع تھی۔ اس کشتی کے تین درجے تھے، سب سے نچلے درجے میں چوپائے اور وحشی جانور سوار تھے اور درمیانے میں انسان اور سب سے اوپر کے درجے میں پرندے تھے۔ آپ علیہ السلام اس سفینے میں دس رجب کو سوار ہوئے اور دس محرم کو اس سے اترے۔ (الجمل، ج۳، ص۵۸)

حضرت نوح علیہ السلام پوری زندگی روزے رکھتے سوائے عید الفطر اور عید الاضحٰی، اور حضرت داؤد علیہ السلام نصف دہر روزے رکھتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر ماہ تین دن روزے رکھتے یا ایک دہر روزہ رکھتے اور ایک دہر افطار کرتے۔ جہاں تک حضرت نوح علیہ السلام کی قبر کا تعلق ہے تو ابن جریر اور ازرقی نے عبد الرحمٰن بن سابط اور دیگر تابعین سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قبر مسجد حرام میں ہے۔ اور یہ قول زیادہ صحیح اور قوی ترین ہے کیونکہ اسے کثیر متاخرین نے نقل کیا ہے۔ (البدایة والنھایة، جزء ۱، ج۱، ص۱۳۳ وغیرہ)

نوٹ: دہر کے معنی ہیں زمانۂ دراز، دنیاوی زندگی کا پورا زمانہ، ایک ہزار سال، ایک لاکھ سال۔

☆...... ☆ھی اعم من الضلال: اس لئے کہ الضلال ہر جہت سے حق سے باہر ہونے کا نام ہے اور الضلالة سے مراد یہ ہے کہ حق سے باہر ہوجانا اگرچہ کسی بھی جہت سے ہو۔ السفینة: ماقبل ذکر ہوچکا ہے۔

موعظة: یعنی تمہیں عذاب الٰہی کا خوف دلاتے ہیں اگر تم ایمان نہ لاؤ تو گرفتار عذاب ہوجاؤ۔ (الصاوی، ج۲، ص۲٦٦ وغیرہ)۔

رکوع نمبر ١٦

﴿وَ﴾ اَرْسَلْنَا ﴿اِلٰی عَادٍ﴾ الْاُوْلٰی ﴿اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ وَحِّدُوْهُ ﴿مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (٦٥)﴾ تَخَافُوْنَهٗ فَتُؤْمِنُوْنَ ﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ﴾ جَهَالَةٍ ﴿وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ (٦٦)﴾ فِی رِسَالَتِکَ ﴿قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (٦٧)﴾ ﴿اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ (٦٨)﴾ مَامُوْنٌ عَلَی الرِّسَالَةِ ﴿اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی﴾ لِسَانِ ﴿رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ﴾ فِی الْاَرْضِ ﴿مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً﴾ وَقُوَّةً وَطُوْلًا وَكَانَ طَوِیْلُهُمْ مِائَةَ ذِرَاعٍ وَقَصِیْرُهُمْ سِتِّیْنَ ﴿فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ﴾ نِعَمَهٗ ﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (٦٩)﴾ تَفُوْزُوْنَ ﴿قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ﴾ نَتْرُکَ ﴿مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ﴾ بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ ﴿اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (٧٠)﴾ فِیْ قَوْلِکَ

﴿قَالَ قَدْ وَقَعَ﴾ وَجَبَ ﴿عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ﴾ عَذَابٌ ﴿وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ﴾ اَىْ سَمَّيْتُمْ بِهَا ﴿اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ﴾ اَصْنَامًا تَعْبُدُوْنَهَا ﴿مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا﴾ اَىْ بِعِبَادَتِهَا ﴿مِنْ سُلْطٰنٍ﴾ حُجَّةٍ وَبُرْهَانٍ ﴿فَانْتَظِرُوْٓا﴾ الْعَذَابَ ﴿اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ (۷۱)﴾ ذٰلِكُمْ بِتَكْذِيْبِكُمْ لِيْ فَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الرِّيْحُ الْعَقِيْمُ ﴿فَاَنْجَيْنٰهُ﴾ اَىْ هُوْدًا ﴿وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ﴾ الْقَوْمِ ﴿الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ اَىْ اِسْتَاْصَلْنَاهُمْ ﴿وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (۷۲)﴾ عَطْفٌ عَلٰى كَذَّبُوْا.

﴿ترجمہ﴾

اور (ہم نے بھیجا) عاد (یعنی عاد اولی......۱......) کی طرف ان کی برادری سے ھود......۲......کو کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو (ایک اللہ ﷻ پر ایمان لاؤ) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں (کہ تم اس سے ڈر کر ایمان لے آؤ) قوم کے سردار بولے بیشک ہم تمہیں بیوقوف (شفاھۃ بمعنی جھالۃ ......۳......ہے) سمجھتے ہیں اور بیشک ہم تمہیں (تمہاری رسالت کے معاملے میں) جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں کہا اے میری قوم مجھے بیوقوفی سے کیا علاقہ! میں تو پروردگار عالم کا رسول ہوں میں تمہیں پہنچاتا ہوں (ابلغکم تشدید وتخفیف دونوں کے ساتھ ہے) اپنے رب کی رسالتیں اور میں تمہارا معتمد خیر خواہ ہوں (رسالت پر امین ہوں) اور کیا تمہیں اس بات کا اچھنبا ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں ایک مرد کی (زبان) پر کہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب اس نے تمہیں جانشین کیا (زمین میں) قوم نوح کا اور تمہارے بدن کا پھیلاؤ بڑھایا (قوت اور طول کے اعتبار سے، چنانچہ ان کا لمبا قد ۱۰۰ ہاتھ اور چھوٹا قد ۶۰ ہاتھ ہوتا تھا) تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو (الاء بمعنی نعم ہے) کہ کہیں تمہارا بھلا ہو (یعنی تم کامیاب ہو) بولے کیا تم ہمارے پاس اسلئے آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور چھوڑ دیں (نذر بمعنی نترک ہے) جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے تو لاؤ جس (عذاب) کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر سچے ہو (اپنی بات میں) کہا ضرور پڑ گیا (یعنی واجب ہو گیا) تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب پڑ گیا (رجس بمعنی عذاب ہے) کیا مجھ سے خالی ان ناموں میں جھگڑ رہے ہو جو ایجاد کر لئے (یعنی رکھ لیے) تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (ان بتوں کے جنہیں تم پوجتے ہو......۴......) اللہ نے نہ اتاری ان کے ساتھ (یعنی ان کی عبادت پر) کوئی سند (حجت اور دلیل) تو راستہ دیکھو (عذاب کا) میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں (تمہارا میری تکذیب کرنے کے سبب تو ان پر زوردار ہوا بھیجی گئی) تو ہم نے نجات دی اسے (یعنی ھود علیہ السلام کو) اور اس کے ساتھ والے (مومنوں) کو اپنی ایک بڑی رحمت فرما کر اور جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی (یعنی انہیں تباہ و برباد کر دیا) اور وہ ایمان والے نہ تھے (مومنین کا عطف کذبوا پر ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والی عاد اخاھم ھودا قال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ﴾.

و: عاطفہ...... الی: جار......عاد: مجرور، ملکر ظرف مستقر "ارسلنا" فعل محذوف کیلئے...... اخاھم: مبدل منہ......ھودا: بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... قال یقوم: جملہ فعلیہ "ف" حرف عطف کے حذف کیساتھ ماقبل آیت نمبر ۵۹ پر معطوف ہے۔

﴿افلا تتقون قال الملا الذین کفروا من قومه انا لنراک فی سفاهة وانا لنظنک من الکذبین﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام...... ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اتغفلون"......، لاتتفکرون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... قال: فعل...... الملأ: موصوف...... الذین کفروا من قومه: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، انا: حرف مشبہ واسم......لنرک فی سفاھة: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... انا: حرف مشبہ واسم ، لنظنک من الکاذبین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال یقوم لیس بی سفاهة ولکنی رسول من رب العلمین﴾. اس آیت کی مثل ترکیب ماقبل آیت نمبر ۶۱ میں گزری ہے۔

﴿ابلغکم رسلت ربی وانا لکم ناصح امین﴾.

ابلغکم: فعل بافاعل ومفعول...... رسلت ربی: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: عاطفہ...... انا: مبتدا ،لکم ناصح: شبہ جملہ خبر اول......امین: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اوعجبتم ان جاء کم ذکر من ربکم علی رجل منکم لینذرکم﴾.

اس آیت کی ترکیب کیلئے ماقبل آیت نمبر ۶۳ ملاحظہ کریں۔

﴿واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح وزادکم فی الخلق بصطة﴾.

و: عاطفہ معطوف علی محذوف "تدبروا فی امرکم" فعل بافاعل...... اذ: مضاف...... جعلکم: فعل بافاعل ومفعول اول...... خلفاء: ذوالحال...... من بعد قوم نوح: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... زاد: فعل بافاعل......کم: ضمیر ذوالحال...... فی الخلق: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول اول...... بصطة: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول فیہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذکروا الاء الله لعلکم تفلحون﴾.

ف: فصیحہ......اذکروا: فعل واو ضمیر ذوالحال...... لعلکم تفلحون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل...... الاء الله: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذاعرفتم هذا حق المعرفة" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا اجئتنا لنعبد الله وحده ونذر ماکان یعبد اباؤنا﴾.

قالوا: قول......ھمزہ: حرف استفہام...... جئتنا: فعل بافاعل ومفعول...... لام: جار...... نعبد: فعل بافاعل، الله:

ذوالحال، وحده: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... نذر: فعل بافاعل......ما کان یعبداباء نا: موصول صلہ، ملکر مفعول: ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فاتنا بما تعدنا ان كنت من الصدقين﴾.

ف: فصیحہ...... اتنا: فعل امر بافاعل ومفعول...... بما تعدنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... ان: شرطیہ...... كنت: فعل ناقص بااسم......من الصدقين: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فاتنا" کیلئے، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال قد وقع عليكم من ربكم رجس وغضب﴾.

قال: قول...... قد: تحقیقیہ......وقع عليكم: فعل بافاعل وظرف لغو...... من ربكم: ظرف مستقر حال مقدم، رجس وغضب: ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿اتجادلونني في اسماء سميتموها انتم واباؤكم ما نزل الله بها من سلطن﴾.

همزه: حرف استفہام، تجادلونني: فعل بافاعل ومفعول، في: جار، اسماء: موصوف، سميتموها: فعل واو ضمیر مؤکد، انتم: تاکید، ملکر معطوف علیہ، واباء كم: معطوف، ملکر فاعل، ها: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت اول...... ما نزل الله: فعل نفی وفاعل، بها: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، سلطن: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانتظروا اني معكم من المنتظرين﴾.

ف: فصیحہ...... انتظروا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا كان الامر كذلك" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ، اني: حرف مشبہ واسم...... معكم: ظرف مقدم......المنتظرين: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور......من: جار، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فانجينه والذين معه برحمة منا﴾.

ف: عاطفہ......انجينا: فعل بافاعل...... ہ: ضمیر معطوف علیہ ......والذين معه: معطوف ملکر مفعول......ب: جار، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقطعنا دابر الذين كذبوا بايتنا وما كانوا مؤمنين﴾.

و: عاطفہ......قطعنا: فعل بافاعل......دابر: مضاف...... الذين: موصول...... كذبوا بايتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وما كانوا مومنين: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

۱...... یہاں عاد اولی مراد ہے، یہ پہلی قوم تھی جس نے طوفان نوح کے بعد بتوں کی عبادت کی۔

(البداية والنهاية، قصة هود، جزء ۱، ج ۱، ص ۱۳۵)

حضرت ہود علیہ السلام:

۲...... حضرت ہود علیہ السلام کا نام ھود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ہے اور حضرت ہود علیہ السلام کو عابر بن شالخ بن ارفکشد بن سام بن نوح بھی کہا جاتا ہے۔ اور حضرت ہود علیہ السلام کو ھود بن عبداللہ بن رباح بن جارود بن عاد بن عوص بن ارم جو کہ سام بن نوح کے بیٹے ہیں بھی کہا جاتا ہے۔ ابن جریر نے کہا کہ حضرت ہود علیہ السلام کو عاد بن عوص بن سام بن نوح اس قبیلے کی وجہ سے کہتے تھے جس میں آپ علیہ السلام رہائش پزیر تھے۔ وہ قوم عربا کہلاتے تھے جو کہ احقاف یعنی ریت کے پہاڑوں میں رہتے تھے جو کہ عمان کے دائیں جانب کا علاقہ تھا۔ (البداية والنهاية، قصةهود، جزء ۱، ج ۱، ص ۱۳۴ وغيره)

حضرت ہود علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چمکتا تھا۔ جب لوگوں نے اس نور کو دیکھا تو کہا کہ یہ شخص ایک خدا کی عبادت کرے گا اور بتوں کو توڑے گا۔ لوگوں نے آپ علیہ السلام کی بڑی تعظیم کی اور آپ علیہ السلام کے بعد سو سال تک حضرت صالح علیہ السلام کے زمانے تک کوئی نبی نہ آیا۔ اور وہ زمانہ ملوکیت کا تھا اور بادشاہ اور ان کی رعایا بتوں کو پوجتے تھے اور ایسے بھی تھے جو سورج اور آگ کو پوجتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود میں پیدا ہوئے۔ حضرت ہود علیہ السلام، نوح علیہ السلام کی شریعت کے پیروکار تھے۔ آپ علیہ السلام کی عمر چار سو سال تھی اور دوسرے قول کے مطابق چار سو ساٹھ سال تھی۔ تاریخ شامی میں ابن حبیب کا قول ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو چونتیس سال تھی، اور ابن کلبی کا قول ہے کہ چار سو تریسٹھ سال زندہ رہے اور ان کی ماں کا نام مرجانہ تھا جو کہ پاک باز عورت تھیں۔ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک حضر موت میں ہے، ایک قول کے مطابق آپ علیہ السلام کی قبر مبارک مکہ میں ہے۔ بغوی کہتے ہیں کہ حضرت علی سے روایت ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک حضر موت کی علاقے کثیب احمر میں ہے اور عبدالرحمٰن بن سابط فرماتے ہیں کہ رکن مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیانی حصے میں ننانوے (99) انبیائے کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں۔ اور حضرت ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام کی قبریں بھی اسی خطے میں ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ جب کسی نبی کی قوم ہلاک ہوتی تو وہ نبی اور ان کے نیک ساتھی مکہ مکرمہ میں آ کر اللہ عزوجل کی عبادت کرتے یہاں تک کہ ان کی وفات کا وقت آ جاتا۔ ابن اسحاق نے اخ سے نسبی بھائی مراد لیا ہے۔ اور شیخ ابو بکر نے جنس کا اعتبار کیا ہے۔ آپ علیہ السلام کو ان میں اس لئے شامل کیا کیونکہ وہ لوگ آپ علیہ السلام کی بات سمجھتے تھے اور آپ علیہ السلام کی حالت سے واقف تھے اور آپ علیہ السلام کی پیروی کرنے میں رغبت رکھتے تھے۔ (المظهری، ج ۳، ص ۴۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک بلاد یمن میں ہے اور متاخرین علماء نے فرمایا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر دمشق میں ہے۔ (البداية والنهايةقصة هود، جزء ۱، ج ۱، ص ۱۴۶)

حضرات انبیائے کرام کو گالی دینا جرم ہے! :

۳ے...... حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے آپ علیہ السلام کی جانب جہالت کو منسوب کیا۔ اور یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے حضرات انبیائے کرام علیہم الرضوان کی قدر و قیمت نہ جانی اور ان کی شان کو نہ سمجھ سکے۔ نبی کی شان میں ادنی سی بے ادبی ایمان کے ضائع ہونے کا سبب بن سکتی ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں یہ بیماری عام ہے۔ بظاہر اچھے خاصے پڑھے لکھے مذہبی ذہن رکھنے والے بھی بسا اوقات اس لعنت میں گرفتار نظر آئے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کی تبلیغ کا دارو مدار ہی ان نفوس قدسیہ کی شان گھٹانا ہے میری مراد وہابی، دیوبندی اور غیر مقلد حضرات ہیں لگتا ہے کہ ان لوگوں نے نبی کی شان میں گستاخی کرنا پچھلی قوموں سے سیکھا ہے کیونکہ ہر ایک کسی نہ کسی کو اپنا آئیڈیل بناتا ہے انہوں نے **شیطانوں** کو اپنا آئیڈیل بنالیا۔ ہم نے جا بجا ان عبارات کا پرچار عطائین جلد اول میں بھی کیا ہے اور زیر دست جلد ثانی میں بھی کئی مقامات پر ذکر کر دیا ہے۔

۴ے...... حضرت ہود کی قوم جن بتوں کی عبادت کرتی تھی وہ تین تھے جن کے نام یہ ہیں صداً، صموداً، ھراً۔

(البداية والنهاية، جزء ۱، ج ۱، ص ۱۳٤ وغیرہ)

☆......☆ **مامون علی الرسالة:** حضرت نوح علیہ السلام نے قوم سے عرض کی کہ میں نہ تو وحی الٰہی میں سے کچھ کمی کرتا ہوں اور نہ ہی زیادتی کرتا ہوں بلکہ وحی مکمل پہنچانے پر مامون کیا گیا ہوں۔ **مائة ذراع ......الخ:** قوم نوح کے لمبے قد والے چار سو ذراع یا پانچ سو ذراع، اور چھوٹے قد والے تین سو ذراع کے ہوتے تھے، ان کے قد بڑے قبہ کی مانند ہوتے، اور مرنے کے بعد ان کی آنکھیں حلقے سے باہر پھیل جاتی تھیں۔

تفوزون: یعنی اللہ عزوجل کی رضا اور نعمت کی زیادتی پر کامیابی پاؤ گے، اس لئے کہ نعمت پر شکر اسے دوام بھی دیتا ہے اور بڑھاتا بھی ہے۔

وجب: بمعنی حق وثبت ہے، وجب کو ماضی سے تعبیر کرنے میں اس جانب اشارہ ہے کہ دشمنان خدا پر ضرور مصیبت واقع ہوگی۔

فارسلت علیهم الریح العقیم: بغیر بارش کے سخت تیز ہوا، اور اس ہوا کا آغاز شام ڈھلے صبح کے طلوع کے وقت میں بدھ کے دن شوال المکرم سے آٹھ روز پہلے ہوا، اور یہ ہوائیں ان پر سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہیں، پس ان کے مرد، عورتیں، بچے اور اموال ہلاک ہو گئے، ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ نے سرد ہوا بھیجی، آدمی اور اونٹ ان ہواؤں میں زمین و آسمان میں تیرتے معلوم ہوتے، لوگ ان ہواؤں کو دیکھ کر گھروں میں داخل ہو جاتے اور دروازے بند کر دیتے، یہ ہوائیں ان کے گھروں میں داخل ہو کر انہیں ہلاک کر ڈالتیں، پھر انہیں گھروں سے نکلا دیا اور اللہ نے کالے رنگ کے پرندے بھیج کر انہیں دریاؤں میں پھنکوا دیا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ان پر ریت کا عذاب بھیجا جس میں وہ سات راتیں اور آٹھ دن مبتلا رہے اور ان کی سنسناہٹ ریت کے نیچے سے سنائی دیتی تھی، پھر ہواؤں نے بحکم خداوندی ان سے ریت کو دور کر دیا، پھر انہیں اٹھا کر دریا میں ڈال دیا گیا۔

عطف علی کذبوا: اس جملے کا فائدہ یہ ہے کہ اس جانب اشارہ ہو جائے کہ اللہ عزوجل حق والوں کے ایمان نہ لانے سے باخبر تھا اور صاحب ایمان لوگ عذاب سے بچ جائیں گے، تو اے سننے والے تو ہلاک ہونے والوں کا غم نہ کر۔ (الصاوی، ج۲، ص۶۷۲ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۷

﴿وَ﴾ اَرْسَلْنَا ﴿اِلٰى ثَمُوْدَ﴾ بِتَرْكِ الصَّرْفِ مُرَادًابِهِ الْقَبِيْلَةُ ﴿اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ﴾ مُعْجِزَةٌ ﴿مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ عَلٰى صِدْقِىْ ﴿هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً﴾ حَالٌ عَامِلُهَا مَعْنَى الْاِشَارَةِ وَكَانُوْا سَاَلُوْهُ اَنْ يُّخْرِجَهَا لَهُمْ مِنْ صَخْرَةٍ عَيَّنُوْهَا ﴿فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِىْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ﴾ بِعَقْرٍ اَوْ ضَرْبٍ ﴿فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۷۳)﴾ ﴿وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ﴾ فِى الْاَرْضِ ﴿مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ﴾ اَسْكَنَكُمْ ﴿فِى الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا﴾ تَسْكُنُوْنَهَا فِى الصَّيْفِ ﴿وَّتَنْحِتُوْنَ﴾ مِنَ ﴿الْجِبَالَ بُيُوْتًا﴾ تَسْكُنُوْنَهَا فِى الشِّتَاءِ وَنَصْبُهُ عَلَى الْحَالِ الْمُقَدَّرَةِ ﴿فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (۷۴)﴾ ﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ﴾ تَكَبَّرُوْا عَنِ الْاِيْمَانِ بِهٖ ﴿لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ﴾ اَىْ مِنْ قَوْمِهٖ بَدَلٌ مِّمَّا قَبْلَهٗ بِاِعَادَةِ الْجَارِ ﴿اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ اِلَيْكُمْ ﴿قَالُوْۤا﴾ نَعَمْ ﴿اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ (۷۵)﴾ ﴿قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِىْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (۷۶)﴾ وَكَانَتِ النَّاقَةُ لَهَا يَوْمٌ فِى الْمَاءِ وَلَهُمْ يَوْمٌ فَمَلُّوْا ذٰلِكَ ﴿فَعَقَرُوا النَّاقَةَ﴾ عَقَرَهَا قُدَارٌ بِاَمْرِهِمْ بِاَنْ قَتَلَهَا بِالسَّيْفِ ﴿وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ﴾ بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ عَلٰى قَتْلِهَا ﴿اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (۷۷)﴾ ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ﴾ الزَّلْزَلَةُ الشَّدِيْدَةُ مِنَ الْاَرْضِ وَالصَّيْحَةُ مِنَ السَّمَآءِ ﴿فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (۷۸)﴾ بَارِكِيْنَ عَلَى الرُّكَبِ مَيِّتِيْنَ ﴿فَتَوَلّٰى﴾ اَعْرَضَ صَالِحٌ ﴿عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّىْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ (۷۹)﴾ ﴿وَ﴾ اذْكُرْ ﴿لُوْطًا﴾ وَيُبْدَلُ مِنْهُ ﴿اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ﴾ اَىْ اَدْبَارَ الرِّجَالِ ﴿مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (۸۰)﴾ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ﴿اِنَّكُمْ﴾ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيْلِ الثَّانِيَةِ وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى الْوَجْهَيْنِ ﴿لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (۸۱)﴾ مُتَجَاوِزُوْنَ الْحَلَالَ اِلَى الْحَرَامِ ﴿وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ﴾ اَىْ لُوْطًا وَاَتْبَاعَهٗ ﴿مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ (۸۲)﴾ مِنْ اَدْبَارِ الرِّجَالِ ﴿فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ

كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ (۸۳) اَلْبَاقِيْنَ فِي الْعَذَابِ ﴿وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا﴾ هُوَ حِجَارَةُ السِّجِّيْلِ فَاَهْلَكْتَهُمْ ﴿ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ (۸۴)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور (ہم نے بھیجا) ثمود کی طرف (لفظ ثمود غیر منصرف ہے، اس سے مراد قبیلہ ہے) ان کی برادری سے صالح ......۱...... کو بھیجا کہا اے میری قوم! اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بیشک تمہارے پاس روشن دلیل (یعنی معجزہ) تمہارے رب کی طرف سے آیا (میری صداقت پر) یہ اللہ کا ناقہ ہے تمہارے لیے نشانی (اٰیۃ حال ہے، جس میں عمل معنی اشارہ ھذہ کررہا ہے تقدیر عبارت انظروا الیھا فی ھذہ الحال ہے، قوم نے صالح علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا کہ وہ ان کی آنکھوں کے سامنے چٹان سے اونٹنی نکال کر دکھائیں) تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ (پاؤں کاٹنے یا مارنے کے ساتھ) کہ تمہیں درد ناک عذاب آئے گا اور یاد کرو جب تم کو جانشین کیا (زمین میں) عاد کا اور جگہ دی (مسکن دیا) زمین میں محل بناتے ہو (گرمیوں کے دنوں میں رہنے کیلئے) اور پہاڑوں میں مکان تراشتے ہو (جاڑے کے دنوں میں رہنے کیلئے اور لفظ بیوتا پر نصب حال مقدرہ کی وجہ سے ہے) تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔ اس کی قوم کے تکبر والے (پیغمبر پر ایمان لانے کو عار جاننے والے) کمزور مسلمانوں سے بولے (یعنی اپنی قوم سے لمن امن منھم بدل ہے الذین استضعفوا سے، اعادۂ عامل کے ذریعے) کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کے رسول ہیں (تمہاری طرف) بولے (ہاں) وہ جو کچھ لے کر بھیجے گئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں متکبر بولے جس پر تم ایمان لائے ہمیں اس سے انکار ہے (اور ایک دن اونٹنی پانی پیئے اور ایک دن دوسرے لوگوں کیلئے مقرر رہے) پس ناقہ کی کونچیں (قدار نامی شخص نے لوگوں کے کہنے پر تلوار سے اس کی ٹانگیں ......۲......) کاٹ دیں اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور بولے اے صالح ہم پر لے آؤ جس کا تم وعدہ دے رہے ہو (ناقہ کے قتل پر عذاب ہونے کا) اگر تم رسول ہو تو انہیں زلزلہ نے آلیا (زمین میں سخت زلزلہ اور آسمان سے چنگھار نے ......۳......) تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (سرنگوں مردہ پڑے ہوئے رہ گئے) تو منہ پھیر لیا (یعنی اعراض کیا صالح نے) ان سے اور کہا اے میری قوم بیشک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچادی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کے غرضی ہی نہیں ......۴...... اور (یاد کیجئے اے محمد ﷺ) لوط ......۵...... کو بھیجا (لوطا، اذ سے مبدل منہ ہے) جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا وہ بے حیائی کرتے ہو (مردوں کے پاس آکر ......۶......) جو تم سے پہلے جہاں میں کسی (انسان اور جن) نے نہ کی تو تم (ءانکم دونوں ہمزہ کی تحقیق اور دوسرے کی تسہیل اور ان دونوں کے مابین الف کے ادخال کے ساتھ پڑھا گیا) مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم حد سے گزر گئے (کہ حلال سے حرام کی طرف تجاوز کر گئے) اور اس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہنا کہ انکو نکال دو (یعنی لوط علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کو) اپنی بستی سے یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں (مردوں سے دور رہ کر) تو ہم نے اسے

اوراس کے گھر والوں کونجات دی مگراس کی عورت وہ رہ جانے والوں میں ہوئی (عذاب میں باقی رہنے والوں میں) اورہم نے ان پرایک مینہ (پتھر کی بارش کی،......ے......توانہیں حلاک کردیا) تو دیکھوکیساانجام ہوامجرموں کا۔

﴿ترکیب﴾

﴿والی ثمود اخاھم صلحا قال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ﴾۔

و: عاطفہ...... الی ثمود: جارمجرور،ظرف مستقر "ارسلنا" فعل محذوف کیلئے......اخاھم: مبدل منہ......صلحا: بدل،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،قال یقوم......الخ:اس آیت کی ترکیب کیلئے ماقبل آیت نمبر ۵۹ ملاحظہ فرمائیں۔

﴿قد جاء تکم بینۃ من ربکم ھذہ ناقۃ اللہ لکم ایۃ﴾۔

قد: تحقیقیہ...... جاء تکم: فعل ومفعول......بینۃ: موصوف......من ربکم: ظرف مستقر صفت،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "قال" کیلئے مقولہ ہے، ھذہ مبتدا......ناقۃاللہ: ذوالحال......آیۃ: حال،ملکر خبراول،ظرف مستقر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فذروھا تاکل فی ارض اللہ ولا تمسوھا بسوء فیاخذکم عذاب الیم﴾۔

ف: تفریعیہ...... ذروھا: فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... تاکل: فعل بافاعل...... فی ارض اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب امرواقع ہے...... و: عاطفہ...... لاتمسوھابسوء: فعل نہی بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: سبیہ ، یاخذکم عذاب الیم: فعل ومفعول وفاعل ملکر جملہ فعلیہ جواب نہی واقع ہے۔

﴿واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد وبواکم فی الارض تتخذون من سھولھا قصورا و تنحتون الجبال بیوتا﴾۔

و: عاطفہ...... اذکروا: فعل امر بافاعل...... اذ: مضاف......جعلکم خلفاء من بعد عاد: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ...... بوا: فعل بافاعل...... کم: ضمیر ذوالحال......تتخذون من سھولھا قصورا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ...... تنحتون: فعل بافاعل...... الجبال: ذوالحال...... بیوتا: حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر مفعول ، فی الارض: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول فیہ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذکروا الاء اللہ ولا تعثوا فی الارض مفسدین﴾۔

ف: فصیحہ...... اذکروا الاء اللہ: جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... لاتعثوا : فعل نہی واوضمیر ذوالحال......مفسدین: حال،ملکر فاعل...... فی الارض: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال الملا الذین استکبروا من قومہ للذین استضعفوا لمن امن منھم اتعلمون ان صالحا مرسل من ربہ﴾۔

قال: فعل......الملأ: موصوف......الذین استکبروا من قومہ: موصول صلہ،ملکر صفت،ملکر فاعل......لام: جار ،الذین: موصول......استضعفوا: فعل مجہول واو ضمیر مبدل منہ...... لمن امن منھم: ظرف مستقر بدل،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول......ھمزہ: حرف استفہام......تعلمون: فعل بافاعل......صلحا: حرف مشبہ واسم...... مرسل من ربہ: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قالوا انا بما ارسل بہ مؤمنون﴾.

قالوا: قول......انا: حرف مشبہ واسم...... بماارسل بہ : ظرف لغو مقدم......مومنون: اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال الذین استکبروا انا بالذی امنتم بہ کفرون﴾.

قال الذین استکبروا: قول......انا: حرف مشبہ واسم...... بالذی امنتم بہ : ظرف لغو مقدم...... کفرون: اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فعقروا الناقة وعتوا عن امر ربھم وقالوا یصلح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین﴾.

ف: فصیحہ...... عقروا الناقة : فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......عتوا: فعل واو ضمیر ذوالحال...... عن امر ربھم : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "عقروا" پر معطوف ہے......و: عاطفہ...... قالوا: قول......یصلح: جملہ ندائیہ ،ائتنا بما تعدنا: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ "عقروا" پر معطوف ہے۔ ،ان: شرطیہ......کنت من المرسلین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فاتنا" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاخذتھم الرجفة فاصبحوا فی دارھم جثمین﴾.

ف: عاطفہ......اخذتھم الرجفة: فعل بافعل،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......اصبحوا: فعل ناقص بااسم......فی دارھم جثمین: شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فتولی عنھم وقال یقوم لقد ابلغتکم رسالة ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون النصحین﴾.

ف: عاطفہ،تولی عنھم: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ،قال: قول،یقوم: جملہ ندائیہ،لام: تاکیدیہ،قد: تحقیقیہ، ابغتکم رسالةربی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،نصحت: فعل بافاعل،لام : جار...... کم: ضمیر ذوالحال،و: عاطفہ ،لکن :حرف استدراک،لا تحبون النصحین: جملہ حال،ملکر مفعول،ملکر معطوف،ملکر مقولہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولوطا اذ قال لقومہ اتاتون الفاحشة﴾.

و: عاطفہ، لوطا: مبدل منہ،اذ: مضاف،قال لقومه: قول،همزه: حرف استفہام،تاتون الفاحشة: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف متعلق بحذوف بدل،ملکر "اذکر "فعل محذوف کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما سبقكم بها من احد من العلمين انكم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء﴾.

ماسبقكم: فعل نفی ومفعول......بها: ظرف مستقر حال مقدم......من: زائدہ، احد: موصوف،من العلمين: ظرف مستقر صفت،ملکر ذوالحال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، انكم: حرف مشبہ واسم ،لام: تاکیدیہ......تاتون: فعل واوضمیر ذوالحال، من دون النساء: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل......الرجال: مفعول......شهوة: مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بل انتم قوم مسرفون وما كان جواب قومه الا ان قالوا اخرجوهم من قريتكم﴾.

بل: حرف اضراب......انتم: مبتدا......قوم مسرفون: مرکب توصیفی خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......ما: نافیہ ،كان: فعل ناقص جواب......قومه: خبر......الا: اداۃ حصر......ان: مصدریہ......قالوا: قول......اخرجوهم من قريتكم: فعل امر بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انهم اناس يتطهرون فانجينه واهله الا امراته كانت من الغبرين﴾.

انهم: حرف مشبہ واسم...... اناس: موصوف......يتطهرون: جملہ فعلیہ صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ...... ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فحل عليهم العذاب"...... انجينا: فعل بافاعل......ہ: ضمیر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... اهله: مستثنی منہ...... الاامراته: مستثنی،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... ، كانت من الغبرين: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وامطرنا عليهم مطرا فانظر كيف كان عاقبة المجرمين﴾.

و: عاطفہ......امطرناعليهم مطرا: فعل بافاعل وظرف لغو مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف: مستانفہ...... انظر: فعل بافاعل ،كيف: اسم استفہام خبر مقدم،كان: فعل ناقص......عاقبةالمجرمين: اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قوم ثمود کے حالات:

۱......قوم ثمود کا سلسلہ نسب یہ ہے ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح اور یہاں ثمود سے مراد قبیلہ ثمود ہے۔ابوعمرو بن العلاء فرماتے ہیں کہ اس بستی کا نام ثمود پانی کی قلت کی وجہ سے رکھا گیا اور الثمد کے معنی بھی ماء قلیل ہے ان لوگوں کے مکانات حجاز اور شام کے مابین حجر سے وادی القری تک ہیں اور قرآن مجید میں جو یہ کہا کہ ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس سے نسبی بھائی مراد ہے دینی نہیں،اوراس سے مراد صالح بن عبید بن آسف بن ماشیح بن عبید بن حاذر بن ثمود ہے۔ (البغوی،ص۲۱۰)

حضرت صالح علیہ السلام اور ہود علیہ السلام کے مابین سو سال کا زمانہ ہے۔ اور حضرت صالح علیہ السلام نے دوسو اسی سال کی زندگی گزاری۔
(الجمل، ج ۳، ص ٦٢)

نووی کہتے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کے پاس بیس سال رہے اور مکہ مکرمہ میں آپ علیہ السلام نے وفات پائی اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر مبارک اٹھاون سال تھی۔
(روح المعانی، الجزء الثامن ، ص ٥٥٦)

اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ ایک دن قوم ثمود جمع ہوئی۔ ان کے پاس اللہ عزوجل کے رسول حضرت صالح علیہ السلام تشریف لائے اور انہیں نصیحت کی، اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈرایا، وعظ کیا اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کو ماننے کا حکم دیا۔ قوم نے کہا کہ اگر آپ علیہ السلام ہمارے لئے اس پہاڑ (سامنے موجود پہاڑ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا) سے ایک زندہ اونٹنی نکال دیں جس میں فلاں فلاں خصوصیات ہونی چاہئیں، اور ساتھ ہی انہوں نے اس اونٹنی کے اوصاف ذکر کرنا شروع کر دیئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ "اگر میں تمہاری فرمائش کے مطابق کردوں تو کیا تم میری دعوت کو قبول کرلو گے؟ اور میری نبوت کی تصدیق کرو گے؟" انہوں نے اقرار کیا، حضرت صالح علیہ السلام نے اس پر عہد و پیمان لئے (کیونکہ آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ ان میں کئی ایسے بھی ہونگے جو معجزہ دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائیں گے اور میری نبوت کی تصدیق نہ کریں گے) پھر آپ علیہ السلام نے نماز کی جانب توجہ فرمائی اور اللہ عزوجل کے حضور نماز میں مشغول ہوگئے، پھر اللہ عزوجل سے قوم کی طلب کے مطابق دعا گو ہوئے، اللہ عزوجل نے پہاڑ کو حکم عطا فرمایا کہ وہ پھٹے اور اس میں سے مطلوبہ خصوصیات کی حامل اونٹنی برآمد ہو، پھر جب انہوں نے امر عظیم، ڈرانے والا منظر، قدرت باہرہ، دلیل قاطعہ، برہان ساطعہ دیکھ لی تو ان میں اکثر ایمان لے آئے لیکن اکثر کفر، گمراہی اور عناد پر ہی ڈٹے رہے، اسی مناسبت سے اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿فَظَلَمُوْا بِهَا﴾ یعنی وہ حد سے بڑھے اور حق کی پیروی نہ کی۔

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا ﴿هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً﴾ ناقہ کی اضافت اللہ عزوجل کی جانب کی، یہ اضافت تشریفی اور تعظیمی ہے، جیسے اللہ عزوجل کا فرمان ﴿بَيْتُ اللّٰهِ، عَبْدُ اللّٰهِ﴾ تمہارے لئے اللہ عزوجل کی نشانی ہیں یعنی یہ نشانی اس صدق پر دلیل ہے جو میں تمہارے پاس لایا ہوں، لہٰذا اسے چھوڑ دو کہ یہ اللہ عزوجل کی زمین سے کھائے ﴿وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ﴾ اس بات پر اتفاق ہوا کہ یہ ناقہ اپنے ظاہری حال پر برقرار رہے اور زمین میں جہاں چاہے چرتی پھرے، اور ایک دن چھوڑ کر ایک دن اسے پانی پر چھوڑ دیا جائے، جس دن اسے پانی پر چھوڑا جاتا تھا اس دن کنوئیں کا سارا پانی پی جاتی تھی۔ دوسرے دن صبح لوگوں کی حاجت پوری کرنا دشوار ہوتا تھا، قوم سے کہا گیا کہ اس کا دودھ ان کے لئے کفایت کرے گا جیسا کہ باری عزوجل کا فرمان ہے ﴿لَهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ﴾ قوم سے صبر نہ ہوسکا اور انہوں نے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ اس کی کونچیں کاٹ دی جائیں، شیطان نے قوم کو ان کا عمل مزین کر کے دکھایا کہ یہی ان کے لئے بہتر ہے۔
(البداية والنهاية، قصة صالح نبی ثمود الجزء ١، ج ١، ص ١٥٠ وغیرہ)

ناقہ کی کونچیں کس بدبخت نے کاٹیں:

۲......قوم کے سردار قدار بن سالف بن جندع نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں، یہ شخص بھورے رنگ کا مالدار آدمی تھا، اس شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ زنا سے پیدا شدہ تھا، یہ کام اتفاق رائے سے ہوا اس لئے اس کے کام کو سب نہ ماننے والوں کی جانب منسوب کیا۔ (البداية والنهاية، قصة صالح بنى ثمود، الجزء ۱، ج ۱، ص ۱۵۱)

قوم صالح پر عذاب کی صورت:

۳......قوم صالح پر عذاب کی صورت اس طرح بنی کہ جمعرات کی صبح جس کو ایام النظرۃ کہا گیا ان کے چہرے زرد پڑ گئے جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں عذاب سے ڈرایا تھا، دوسرے دن صبح ان کے چہرے سرخ ہو گئے اور یہ دن جمعہ کا تھا جسے ایام التأجیل کہا گیا ہے، پھر تیسرے دن ان کے چہرے سیاہ پڑ گئے اور یہ ہفتے کا دن تھا جسے ایام المتاع کہا گیا، چوتھے دن کی صبح اتوار کے دن قوم خوشبو لگا کر عذاب کے انتظار میں بیٹھ گئی، انہیں معلوم نہ ہوتا تھا کہ عذاب کیسے اور کس جانب سے آئے گا؟ جب سورج طلوع ہوا، آسمان سے ایک زوردار آواز آئی اور ان کے نیچے یعنی زمین سے شدید زلزلہ آیا جس سے روحیں پرواز کر گئیں، نفوس چلے گئے، ہلنا جلنا بند ہو گیا، آوازیں تھم گئیں اور حقیقت ظاہر ہوئی اور گویا صبح ان کی اس حال میں ہوئی کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے کہ نہ تو ان میں روح باقی اور نہ ہی کوئی حس و حرکت۔ (البداية والنهاية، قصة صالح بنى ثمود، الجزء ۱، ج ۱، ص ۱۵۳)

نصیحت کرے اگرچہ اس کا نتیجہ بر آمد نہ ہو:

۴......اللہ عزوجل نے یہاں ایک قانون دے دیا کہ انسان خیر خواہی اور وعظ و نصیحت کو نہ چھوڑے، یہی تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ رہا ہے۔ انسان پر اللہ عزوجل نے عمل کرانے اور منوانے کی ذمہ داری نہیں رکھی بلکہ اللہ عزوجل نے پہنچا دینے کی ذمہ داری رکھی ہے۔ انسان دین کی بات پہنچا دے چاہے سننے والا اس بات پر عمل کرے یا نہ کرے، یہاں آیت مبارکہ میں بھی حضرت صالح علیہ السلام نے یہی فرمایا کہ "میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کی غرضی پسند نہیں کرتے" یہاں سے ان لوگوں کی سوچ کا بھی در بند ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو نیکی کی دعوت دیتے ہیں مگر کوئی ہماری دعوت پر لبیک کہتا ہی نہیں، کوئی ہماری بات مانتا ہی نہیں اسلئے ہم لوگوں کو دین کی دعوت دینے سے اعراض کرتے ہیں۔ مسلمان کی یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے بلکہ اسے نیکی کی دعوت کو عام کرنا چاہیے چہ جائے کہ کوئی عمل نہ ہی کرے۔

حضرت لوط علیہ السلام:

۵......حضرت لوط علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے لوط بن ھارون بن آزر، آپ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے، آپ علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ سرزمین شام کی جانب ہجرت کی، آپ علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے سدوم اور اس کے آس پاس

کے علاقے کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ آپ علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ عزوجل کی عبادت کی طرف بلاتے، انہیں نیکی کا حکم دیتے اور گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکتے جو خود ان کی اپنی ایجاد تھے اور پہلے کسی نے ان کاموں کا ارتکاب نہ کیا تھا، وہ گناہ کا کام یہ تھا کہ وہ عورتوں کو چھوڑ کر مرد سے اپنی خواہش پوری کرتے، اور یہ ایسی بُرائی تھی جس کے بارے میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک ان کے سوا کسی کو خیال نہ آیا تھا اور نہ ہی پہلے یہ چیز معروف تھی۔ اہل سدوم نے اس برائی کو رواج دیا خلیفہ ولید بن عبدالملک بانی جامع مسجد دمشق فرماتے ہیں کہ اگر اللہ عزوجل قرآن مجید میں قوم لوط کا قصہ بیان نہ کرتا تو مجھے اس بات کو گمان بھی نہ ہوتا کہ کوئی مرد بھی مرد سے ایسا فعل کرسکتا ہے۔ (ابن کثیر، ج ۲ ص۲۸۶)

اکثر ناسبین کا یہ قول ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ مستدرک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔ ابن عساکر نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ بی بی سارہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔ (روح المعانی، الجزء الثامن، ص ٥٦٥)

غیر محل میں قربت کرنا جرم ہے!

٦......اگر کوئی شخص غیر محل یعنی دبر میں وطی کرے تو امام اعظم کے نزدیک مطلقاً حد نہیں بلکہ ایسی صورت میں تعزیر ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک اجنبی پر ایسا فعل کرنے کی صورت میں حد لازم ہوگی جبکہ اگر کوئی شخص ایسا فعل کسی باندی. غلام یا زوجہ سے کرے تو بالاجماع حد نہ ہوگی بلکہ تعزیر ہوگی، درر میں ہے کہ ایسے شخص کو آگ میں جلادیا جائے یا اس پر دیوار گرادی جائے اور پھر اوپر سے پتھر مار مار کر سنگسار کردیا جائے ،الحاوی میں ہے کہ ایسا فعل کرنے والے کو کوڑے لگانا زیادہ صحیح ہے، فتح القدیر میں ہے کہ ایسے شخص کو قید کیا جائے حتی کہ مرجائے یا توبہ کرلے، اور اگر پھر یہی جرم کرے تو امام وقت اسے قتل کردے۔ (الدر المختار، کتاب الحدود، باب الوطی یوجب الحد، ج ٦، ص ٣٨)

آہ !قوم لوط کی بربادی:

۷......حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے بازو کے کناروں سے قوم لوط کے گھروں کو اکھیڑ کر رکھ دیا، قوم لوط سات شہروں میں قیام پزیر تھی، بعض محققین کا کہنا ہے کہ قوم لوط میں چار سو انسان تھے، ایک قول یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ان کی تعداد چار ہزار تھی، اور ان کے ساتھ حیوانات بھی تھے، اور ان کے شہروں میں زمینیں، گھر اور دیگر کام کاج کے ٹھکانے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کی جانب بلند کرکے الٹا پلٹ کر رکھ دیا یہاں تک کہ آسمان کے فرشتوں نے کتوں کے بھونکنے اور مرغ کی آوازیں سنیں۔ اور ان پر آسمان سے پتھر برسائے اور ہر پتھر پر اس کا نام کندہ تھا جس سے اس شخص کی ہلاکت ہونی تھی جیسا کہ اللہ کا فرمان بھی ہے کہ ﴿مُسَوَّمَۃً عِنۡدَ رَبِّکَ لِلۡمُسۡرِفِیۡنَ﴾۔ (البدایة والنهایة، ذکر اولاد ابراهیم، الجزء ١، ج ١، ص ٢٠١)

☆......☆بترک الصرف: اسباب منع صرف میں سے دو اسباب علمیۃ اور تانیث پائے جارہے ہیں۔

من صخرۃ عینوھا :قریب ترین پہاڑ جو کہ ایک ہی تھا، اشارہ کر کے کہا گیا کہ اس پہاڑ سے......، ایک اونٹنی نکالیے جو کہ بڑے پیٹ والی (حاملہ)، بالوں والی، اور اون والی ہو، حضرت صالح نے دعا کی جس کی برکت سے معجزہ رونما ہوا، المختصر، باقی ماقبل دیکھ لیں۔

فی الارض :سے مفسر علیہ الرحمۃ اس جانب اشارہ فرما رہے ہیں کہ آیت میں حذف موجود ہے جس کی جانب مابعد والی آیت دلالت کر رہی ہے۔تکبروا عن الایمان بہ:اس جملے میں جانب اشارہ ہے کہ استکبر وا میں سین زائدہ ہے۔

عقرھاقدار :اس بدبخت کے بارے میں تحقیق ماقبل مذکور ہے۔ بان قتلھا بالسیف : العقر سے مراد النحر ہے، یہاں سبب کا مسبب پر اطلاق کیا جارہا ہے، اس لیے کہ العقر اونٹ یا اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کو کہتے ہیں، جس سے وہ مرنے کے قریب ہو جائے، مطلب یہ کہ اسے مارنا مقصود تھا۔والصیحۃ من السماء:عذاب کی کیفیت ماقبل مفصل بیان کر دی گئی ہے۔

اذکر:یہ خطاب سید عالم ﷺ سے ہے۔الانس والجن :یعنی تمام ہی بہائم، اور ہی فعل قبیح صرف قوم لوط میں یا محمد عربی کی امت کے فساق میں موجود ہے، اور اسی طرح قوم لوط اپنی مجالس میں بخوشی فخریہ بُرائی کیا کرتے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے﴿وتاتون فی نادیکم المنکر﴾ یعنی بڑی فحاشی کرتے ہیں۔

الباقین فی العذاب: الغبر باب قعد سے ہے، اور اس کا استعمال مستقبل میں البقاء کے معنی میں ہوتا ہے یا ماضی میں المکث کے معنی میں، اور یہاں اول معنی یعنی مستقبل والا معنی مراد ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۶۹ وغیرہ)۔

رکوع نمبر:۱۸

﴿وَ﴾اَرْسَلْنَا ﴿اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ﴾ مُعْجِزَةٌ ﴿مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ عَلٰى صِدْقِيْ ﴿فَاَوْفُوْا﴾ اَتِمُّوْا ﴿الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا﴾ تَنْقُصُوْا ﴿النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ﴾ بِالْكُفْرِ وَالْمَعَاصِيْ ﴿بَعْدَ اِصْلَاحِهَا﴾ بِبَعْثِ الرُّسُلِ ﴿ذٰلِكُمْ﴾ اَلْمَذْكُوْرُ ﴿خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ(۸۵)﴾ مُرِيْدِى الْاِيْمَانَ فَبَادِرُوْا اِلَيْهِ ﴿وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ﴾ طَرِيْقٍ ﴿تُوْعِدُوْنَ﴾ تُخَوِّفُوْنَ النَّاسَ بِاَخْذِ ثِيَابِهِمْ اَوِ الْمَكْسِ مِنْهُمْ ﴿وَتَصُدُّوْنَ﴾ تَصْرِفُوْنَ ﴿عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ دِيْنِهٖ ﴿مَنْ اٰمَنَ بِهٖ﴾ بِتَوَعُّدِكُمْ اِيَّاهُ بِالْقَتْلِ ﴿وَتَبْغُوْنَهَا﴾ تَطْلُبُوْنَ الطَّرِيْقَ ﴿عِوَجًا﴾ مُعْوَجَّةً ﴿وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ(۸۶)﴾ قَبْلَكُمْ بِتَكْذِيْبِهِمْ رُسُلَهُمْ اَىْ اٰخِرَ اَمْرِهِمْ مِنَ الْهَلَاكِ ﴿وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِىْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا﴾ بِهٖ ﴿فَاصْبِرُوْا﴾ اِنْتَظِرُوْا ﴿حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا﴾ وَبَيْنَكُمْ بِاِنْجَاءِ الْمُحِقِّ وَاِهْلَاكِ الْمُبْطِلِ ﴿وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ(۸۷)﴾ اَعْدَلُهُمْ ۔

﴿ترجمہ﴾

اور (ہم نے بھیجا) مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب ......۱......کو کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بیشک تمہارے پاس روشن دلیل (یعنی معجزہ) تمہارے رب کی طرف سے آئی (میری صداقت پر) تو پورا (یعنی مکمل) کرو ناپ اور تول......۲......اور کم (تبخسوا بمعنی تنقصوا ہے) نہ دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور زمین میں فساد (کفر ومعصیت کر کے) نہ پھیلاؤ انتظام (انبیاء کے بھیجنے) کے بعد یہ (ناپ تول میں کمی اور فساد نہ کرنے میں) تمہارا بھلا ہے اگر ایمان لاؤ (ایمان کا ارادہ کرو تو جلد ایمان کی طرف بڑھو) اور ہر دانستہ (صراط بمعنی طریق ہے) پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گیروں کو ڈراؤ (لوگوں کو خوف دلاؤ ان سے ان کے کپڑے اور ٹیکس وغیرہ لے کر) اور روکتے رہو (تصدون بمعنی تصرفون ہے) اللہ کی راہ (یعنی اس کے دین) سے جو اس پر ایمان لائے (یعنی جو حضرت شعیب علیہ السلام پر ایمان لے آئے اسے قتل کی دھمکیاں دے کر) اور چاہتے ہو (یعنی راستہ طلب کرتے ہو) کجی (یعنی ٹیڑھے پن) کا اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اس نے تمہیں بڑھا دیا اور دیکھو فسادیوں کا کیسا انجام ہوا (تم سے پہلے تکذیب انبیاء کی وجہ سے، بالآخر ان کا انجام ھلاکت ہے) اور اگر تم میں ایک گروہ اس (حضرت شعیب علیہ السلام پر) ایمان نہ لایا تو صبر (فاصبروا بمعنی انتظروا ہے) کرو یہاں تک کہ اللہ ہم میں فیصلہ کر دے (ہمارے مابین اھل حق کو نجات اور باطل کو ھلاک کر دے) اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر (زیادہ انصاف والا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والی مدین اخاھم شعیبا﴾.

و: عاطفہ، الی مدین: ظرف مستقر "ارسلنا" فعل محذوف کیلئے، اخاھم: مبدل منہ، شعیبا: بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ قد جاء تکم بینۃ من ربکم﴾. ترکیب کیلئے ماقبل آیت ۳ ملاحظہ فرمائیں۔

﴿فاوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاء ھم ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا﴾.

ف: فصیحہ......اوفوا: فعل امر با فاعل......الکیل والمیزان: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ...... و: عاطفہ، لاتبخسوا: فعل نہی با فاعل......الناس: مفعول اول...... اشیاء ھم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف اول...... و: عاطفہ ...... لاتفسدوا: فعل نہی با فاعل......فی: جار......الارض: ذوالحال......بعد اصلاحھا: ظرف زمان بحذوف حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف ثانی، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلکم خیر لکم ان کنتم مؤمنین﴾.

ذلکم: مبتدا...... خیر لکم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... ان: شرطیہ...... کنتم مومنین: جملہ فعلیہ جزا

محذوف ''فبادروا الی الایمان'' کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تقعدوا بکل صراط توعدون وتصدون عن سبیل اللہ من امن بہ وتبغونھا عوجا﴾.

و: عاطفہ،لاتقعدوا: فعل نہی واوضمیر ذوالحال......توعدون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......تصدون عن سبیل اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو......من امن بہ: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول...... و: عاطفہ ،تبغون: فعل بافاعل......ھا:ضمیر ذوالحال......عوجا: حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی،ملکر حال،ملکر فاعل،بکل صراط:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذکروا اذ کنتم قلیلا فکثرکم وانظروا کیف کان عاقبۃ المفسدین﴾.

و:عاطفہ......اذکروا: فعل بافاعل...... اذ: مضاف...... کنتم قلیلا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... فکثرکم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ...... انظروا: فعل بافاعل...... کیف کان عاقبۃ المفسدین: جملہ فعلیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان کان طائفۃ منکم امنوا بالذی ارسلت بہ وطائفۃ لم یومنوا فاصبروا حتی یحکم اللہ بیننا﴾.

و: عاطفہ،ان: شرطیہ،کان: فعل ناقص،طائفۃ منکم: معطوف علیہ،و طائفۃ: معطوف،ملکر اسم،امنوا بالذی ارسلت بہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،لم یومنوا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ،اصبروا: فعل امر بافاعل، حتی: جار،یحکم اللہ بیننا: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وھو خیر الحکمین﴾.

و:مستانفہ...... ھو:مبتدا......خیر الحکمین:خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت شعیب علیہ السلام:

۱......حضرت شعیب علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے شعیب بن ثویب بن مدین بن ابراھیم اوران کی ماں کا نام میکیل تھا جو کہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں،ایک قول یہ ہے کہ ان کا سلسلہ نسب شعیب بن یثرون بن ثویب بن مدین بن ابراھیم تھا۔حضرت شعیب علیہ السلام نابینا تھے انہیں ان کی قوم کی جانب حسن مراجعت کی وجہ سے خطیب الانبیاء کہا جاتا ہے۔ان کی قوم کافر تھی اور ناپ طول میں کمی کرتی تھی۔ (الخازن،ج ۲،ص ۲۲۶)

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام،حضرت یوسف

علیہ السلام کے بعد ہوئے ہیں۔ وھب بن منبہ فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام مکہ میں وفات فرما گئے تھے اور ان کے ساتھ کے مؤمنین بھی، اور ان کی قبریں مکہ مکرمہ کے غربی جانب دارالندہ اور دار بنی سہم کے مابین ہیں۔

(البداية والنهاية، قصة مدين قوم شعيب ،الجزء ١، ج ١، ص ٢١٢)

اسلامی نظام معیشت کم ناپ تول حرام ہے!

۴......اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اس کے اصول وقوانین پر عمل کرنے ہی میں ہماری بھلائی ہے۔ اسلام نظام معیشت کے اصول میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ ناپ طول کا خاص خیال رکھا جائے۔ آج اسلامی معاشرے میں اس اصول پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے طرح طرح کے مسائل دیکھنے میں آ رہے ہیں اور جرائم کی بھرمار نے ہمارے معاشرے کو ردی پر لگی ہوئی دیمک کی طرح چاٹ لیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی نظام معیشت کے اصولوں پر عمل درآمد کرایا جائے اور حکومتی سطح پر اس سلسلے میں مناسب پیش رفت کی جائے۔

☆......معجزہ☆: حضرت شعیب علیہ السلام کے معجزہ کا ذکر قرآن مجید میں نہیں کیا گیا، ایک قول کے مطابق معجزہ سے مراد ان کی اپنی ذات مبارکہ ہے اس لئے کہ ان کو اللہ عزوجل نے ایسے اوصاف سے نوازا ہے کہ کوئی ان کا معارضہ پیش نہیں کر سکتا، اور اس بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ معجزہ سے مراد ان کا یہ قول ﴿فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ﴾ ہے۔

تطلبون الطريق: کو سبیل یعنی راستے سے تعبیر کیا گیا، مراد اس سے طریق معنوی یعنی دین ہے، مطلب یہ ہے کہ سیدھے راستے سے ٹیڑھے راستے کی جانب عدول کر جاؤ۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۷۳ وغیرہ)۔

المذکور: باپ تول پورا کرنے، کمی بیشی اور فساد نہ کرنا مراد ہے۔ قبلکم: قوم لوط، کہ اللہ عزوجل نے کیسے ان پر پتھروں کا عذاب آسمان سے بھیجا۔ (الجمل، ج ۳، ص ۷۱ وغیرہ)۔

ایک اہم بات

سلف صالحین علیہ رحمۃ اللہ المبین فرماتے ہیں: ''گناہ کفر کے قاصد ہیں''۔ (الزواجر عن اقتراف الكبائر، خاتمة في تحذير من جملة، ج ۱، ص ۲۸، دارالفکر بیروت)۔

رکوع نمبر: ۱

﴿ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ﴾ عَنِ الْاِیْمَانِ ﴿ لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ﴾ تَرْجِعُنَّ ﴿ فِیْ مِلَّتِنَا ﴾ دِیْنِنَا وَغَلَّبُوْا فِی الْخِطَابِ الْجَمْعَ عَلَی الْوَاحِدِ لِاَنَّ شُعَیْبًا لَمْ یَکُنْ فِیْ مِلَّتِهِمْ قَطُّ وَعَلٰی نَحْوِهٖ اَجَابَ ﴿قَالَ﴾ نَعُوْدُ فِیْهَا ﴿ اَوَلَوْ کُنَّا کٰرِهِیْنَ (۸۸)﴾لَهَا اِسْتِفْهَامُ اِنْکَارٍ ﴿ قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِکُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰهُ مِنْهَا وَمَا یَکُوْنُ ﴾یَنْبَغِیْ ﴿لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَآ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا﴾ ذٰلِکَ فَیَخْذِلُنَا ﴿ وَسِعَ رَبُّنَا کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا﴾ اَیْ وَسِعَ عِلْمُهٗ کُلَّ شَیْءٍ وَمِنْهُ حَالِیْ وَ حَالُکُمْ ﴿ عَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ﴾ اُحْکُمْ ﴿ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ (۸۹)﴾ اَلْحَاکِمِیْنَ ﴿وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ ﴾ اَیْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ﴿لَئِنِ﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ (۹۰)﴾﴿ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ ﴾ اَلزَّلْزَلَةُ الشَّدِیْدَةُ ﴿فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ (۹۱)﴾ بَارِکِیْنَ عَلَی الرُّکَبِ مَیِّتِیْنَ﴿الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا﴾ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهٗ ﴿ کَاَنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ وَاسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَیْ کَاَنَّهُمْ ﴿لَّمْ یَغْنَوْا﴾ یُقِیْمُوْا ﴿ فِیْهَا﴾ فِیْ دِیَارِهِمْ ﴿ اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ (۹۲)﴾ اَلتَّاْکِیْدُ بِاِعَادَةِ الْمَوْصُوْلِ وَغَیْرِهٖ لِلرَّدِّ عَلَیْهِمْ فِیْ قَوْلِهِمُ السَّابِقِ ﴿فَتَوَلّٰی﴾ اَعْرَضَ ﴿ عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ ﴾ فَلَمْ تُؤْمِنُوْا ﴿فَکَیْفَ اٰسٰی ﴾ اَحْزَنُ ﴿عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ (۹۳)﴾اِسْتِفْهَامٌ بِمَعْنَی النَّفْیِ .

﴿ترجمہ﴾

اس کی قوم کے (ایمان سے) متکبر سردار بولے اے شعیب قسم ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والے مسلمانوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم آجاؤ (تعودن بمعنی ترجعن ہے) ہمارے دین (ملتنا بمعنی دیننا ہے، مذکورہ خطاب میں جماعت کو واحد پر غالب کرلیا ہے اسلئے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کبھی ان کے دین پر نہ تھے......۱...... پھر جواب بھی اسی انداز میں ہے کہ) کہا کیا (ہم لوٹ جائیں دین کفر میں) اگر چہ ہم بیزار ہوں (اولو میں استفہام انکاری ہے) ضرور ہم اللہ پر جھوٹ باندھیں گے اگر تمہارے دین میں آجائیں بعد اسکے کہ اللہ نے ہمیں اس سے بچایا ہے اور ہم مسلمانوں میں کسی کے لئے (مناسب) نہیں کہ تمہارے دین میں آئے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے (تو وہ ہمیں رسوا کردے) ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے (یعنی اس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہے......۲...... اور ایسی میں میرا اور تمہارا حال ہے) اللہ ہی پر بھروسہ کیا اے ہمارے رب فیصلہ (یعنی حکم) کر ہم میں......۳......اور

ہماری قوم میں حق اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے(الفتحین بمعنی الحاکمین ہے)اور اس کی قوم کے کافر سردار بولے(یعنی انکے بعض نے بعض سے کہا)اگر(لئن میں لام قسمیہ ہے)تم شعیب کے تابع ہوئے تو ضرور نقصان میں رہو گے تو انہیں زلزلہ(یعنی شدید زلزلہ)نے آلیا تو صبح اپنے گھروں میں اوندھے(گھٹنوں کے بل مردہ......ہو......)پڑے رہ گئے شعیب کو جھٹلانے والے(الذین کذبوا......الخ،مبتداء ہے اور اس کی خبر کان لم یغنوا فیھا ہے)گویا کہ(ان مخففہ ہے اور اس کا اسم محذوف ہے اصل میں کانھم ہے)کبھی نہ رہے(لم یغنوا بمعنی لم یقیموا ہے)وہ اس میں(یعنی ان گھروں میں)شعیب کو جھٹلانے والے ہی تباہی میں پڑے (الذین کذبوا......الخ،موصول وغیرہ کو دوبارہ لاکر قول سابق کی تردید کرنا مقصود ہے)تو شعیب نے منہ پھیرا(یعنی اعراض کیا)ان سے اور کہا اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی (تو تم ایمان نہ لائے) تو کیوں کر غم کروں(اسی بمعنی احزن ہے)کافروں کا(کیف استفہامیہ نفی کے معنی میں ہے)

﴿ترکیب﴾

﴿قال الملا الذین استکبروا من قومہ لنخرجنک یشعیب والذین امنوا معک من قریتنا او لتعودن فی ملتنا﴾

قال: فعل......الملا: موصوف......الذین استکبروا من قومہ: موصول صلہ،ملکر صفت،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول......لام: تاکیدیہ...... تخرجن: فعل بافاعل...... ک: معطوف علیہ......و: عاطفہ......الذین امنوا معک: موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر مفعول...... من قریتنا: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... او: عاطفہ...... لام: تاکیدیہ...... تعودن فی ملتنا: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر قسم محذوف"واللہ" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقصود بالنداء...... یشعیب : جملہ ندائیہ،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال اولو کنا کرھین﴾.

قال: قول......ھمزہ: حرف استفہام...... و: حالیہ...... لو: شرطیہ غیر جازمہ...... کنا کرھین: فعل ناقص بااسم وخبر،ملکر جملہ فعلیہ فعل محذوف"نعود" کے فاعل سے حال ہے ای"انعود ولو کنا کرھین" ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قد افترینا علی اللہ کذبا ان عدنا فی ملتکم بعد اذ نجنا اللہ منھا﴾.

قد: تحقیقیہ......افترینا علی اللہ کذبا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ان: شرطیہ...... عدنا فی ملتکم: فعل مجہول باضمیر ذوالحال ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف"فقد افترینا علی اللہ کذبا" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ......بعد: مضاف...... اذ نجنا اللہ منھا: مرکب اضافی مضاف الیہ،ملکر ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر نائب الفاعل۔

﴿وما یکون لنا ان نعود فیھا ان یشاء اللہ ربنا﴾.

و: مستانفہ...... ما: نافیہ...... یکون لنا: فعل ناقص وظرف مستقر خبر...... ان: مصدریہ...... نعود فیھا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مستثنی منہ......الا: حرف استثناء......ان: مصدریہ...... یشاء: فعل...... اللہ: مبدل منہ...... ربنا: بدل،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مستثنی،ملکر اسم موخر،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وسع ربنا کل شیء علما علی اللہ توکلنا ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفتحین﴾.

وسع: فعل......ربنا: ممیز...... علما: تمیز،ملکر فاعل...... کل شیء: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... علی اللہ: ظرف لغو مقدم...... توکلنا: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... ربنا: جملہ ندائیہ......افتح: فعل امر بافاعل......بیننا وبین قومنا: ظرف ،بالحق: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: مستانفہ......انت: مبتدا......خیر الفتحین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وقال الملا الذین کفروا من قومہ لئن اتبعتم شعیبا انکم اذا لخسرون﴾.

و: مستانفہ...... قال الملأ الذین کفروا من قومہ: جملہ فعلیہ قول...... لام: تاکیدیہ...... ان: شرطیہ،اتبعتم شعیبا: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......انکم: حرف مشبہ واسم...... اذا: حرف جواب وجزا......لام: تاکیدیہ،خسرون: خبر ،ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم،قائم مقام جواب شرط،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جثمین﴾.

ف: عاطفہ...... اخذتھم الرجفۃ: فعل ومفعول وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......اصبحوا: فعل ناقص بااسم ......فی دارھم جثمین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین کذبوا شعیبا کان لم یغنوا فیھاالذین کذبوا شعیبا کانوا ھم الخسرون﴾.

الذین: موصول...... کذبو شعیبا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... کان: مخففہ ھو ضمیر شان اسم...... لم یغنوا فیھا: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......الذین: موصول، کذبوا شعیبا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... کانوا: فعل ناقص بااسم ھم ضمیر فصل،الخسرون: خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فتولی عنھم وقال یقوم لقد ابلغتکم رسلت ربی ونصحت لکم﴾.

ف: عاطفہ......تولی: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... قال: قول......یقوم: جملہ ندائیہ،لام: تاکیدیہ...... قد: تحقیقیہ...... ابلغتکم: فعل بافاعل ومفعول......رسلت ربی: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......نصحت لکم: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فکیف اسی علی قوم کفرین﴾.

ف: مستانفہ...... کیف : اسم استفہام حال مقدم......اسی: فعل مضارع انا ضمیر ذوالحال اپنے حال مقدم سے ملکر فاعل قوم کفرین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت شعیب علیہ السلام کبھی کافروں کے دین پر نہ تھے!

۱......اللہ عزوجل نے کافروں کا جملہ بیان فرمایا کہ"یا تمہیں لوٹ آنا ہوگا ہماری ملت میں"،اس جملے سے یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کبھی ان کافروں کے دین میں تھے،حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ﴿ان شعیباً لم یکن علی دینھم ولا فی ملتھم یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کبھی ان کے دین اور ملت میں نہ تھے﴾۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کافروں نے یہ کیوں کہا؟اس کے کئی جوابات ہیں ہم یہاں تفسیر الجمل کے حوالے سے ان کے جوابات ذکر کرتے ہیں چنانچہ پہلا جواب اس کا یہ ہے کہ کافر سرداروں نے لوگوں کو گمراہ کرنے اور وہم میں ڈالنے کے لئے یہ کہا کہ پہلے کبھی وہ ان کے دین اور ملت میں تھے،دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ کافروں نے چاہا کہ وہ ان کے دین کی طرف واپس آجائیں کیونکہ جب حضرت شعیب علیہ السلام کی بعثت ہوئی تھی تو ابتداً آپ علیہ السلام نے اپنا ایمان مخفی رکھا تھا اور ان کا سکوت اختیار کرنا انہیں ان کافروں کے جھوٹے خداؤں سے بری کرتا ہے،تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا واحد پر جماعت کو غلبہ دینے کے لئے ہے کہ جب حضرت شعیب علیہ السلام ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے میں شریک ہوتے تھے تو اس وجہ سے کافروں نے قوم کی حالت پر ان کے بھی ہونے کا حکم لگا دیا،حضرت شعیب علیہ السلام کو جماعت پر غلبہ دینے کے لئے،اور بہتر یہ ہے کہ لتعودن کو لتصیرن کے معنی میں لیا جائے تاکہ کسی قسم کا اشکال نہ رہے۔ (الجمل،ج۳،ص۷٤)

اللہ عزوجل کا علم ہر چیز کو محیط ہے!

۲......حضرت شعیب علیہ السلام نے گویا اس طرح فرمایا کہ میں نے تمہیں اللہ عزوجل کے دین کی دعوت دے دی،اور اس کا پیغام پہنچا دیا،اب اگر تم نہ مانو تو اللہ عزوجل میرے عمل کو بھی جانتا ہے اور تمہارے عمل سے بھی واقف ہے۔اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے اور وہ کائنات کے ذرّے ذرّے کا علم رکھتا ہے اس کی نگاہ بے مثال سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کس کا نیک عمل اسے جنت میں لے جائے گا؟اور کون اپنی عمر کے آخری حصے میں شقاوت میں جا پڑے گا؟کون سعادت مندیوں کی منزلیں طے کرتا ہوا اس دنیائے ناپائیدار سے کامیاب ہو کر رخصت ہوگا؟اور کون اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا؟الغرض اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے اور ہمیں اس کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ نہ جانے اس نے ہمارے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے؟آیا ہم آخری دم تک سعادت مندوں میں داخل ہیں یا ہم بھی......؟اللہ بُری موت سے بچائے آمین۔

﴿ربنا افتح بیننا﴾ کے معنی:

۳......یہاں فتح کا معنی حکم ہے، الفتاح قاضی کو کہتے ہیں کیونکہ وہ معاملہ کو واضح کرتا ہے یا یہ معنی ہیں کہ معاملہ کو ظاہر فرمادے تاکہ جھوٹے اور سچے کا معاملہ منکشف ہوجائے، اس صورت میں یہ فتح المشکل سے مشتق ہوگا جس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے فلاں چیز کو منکشف کردیا۔ (المظھری، ج۳، ص ٦١)

قوم شعیب پر عذاب کی کیفیت:

۴......شیخ الامام داعیۃ الاسلام محمد متولی الشعراوی فرماتے ہیں کہ اپنے پیٹوں کے بل ایسے پڑے رہ گئے کہ ان میں حرکت تک باقی نہ رہی، قرآن مجید میں اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿ وتری کل امۃ جاثیۃ (الجاثیۃ:۲۸) ﴾ یعنی اپنے گھٹنوں کے بل گر گئے، اور ان کا اپنے گھٹنوں کے بل گرنا ان کی ذلت اور ان کے عاجز ہونے کی دلیل ہے۔ شیخ الاسلام نے لسان العرب سے علامہ جمال الدین افریقی کا قول بھی ذکر کیا ہے کہ "ان کے جسم زمین پر پڑے رہ گئے، ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ انہیں جب آزمائش پہنچی تو وہ زمین سے چمٹ کر رہ گئے، اور الجاثم کے معنی ہیں کہ کسی کا اپنے پاؤں کے بل زمین سے چمٹ جانا جیسا کہ پرندہ بیٹھتا ہے، یعنی جب انہیں عذاب آیا تو وہ مرگئے زمین سے لگتے ہوئے۔

ابن کثیر نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ انہیں شدید زلزلے نے آلیا کہ ان کی روحیں ان کے جسموں سے نکل گئیں، اور حیوانات زمین پر جمادات کی طرح ہوگئے، اور صبح ان کے جسم زمین پر ایسے پڑے تھے کہ نہ تو ان میں روح تھی، نہ حرکت اور نہ ہی حواس باقی رہے۔ (قصص الانبیاء، ص ١٥٤)

☆......☆ وعلی نحوہ اجاب: اس کا جواب ماقبل تشریح، حاشیہ نمبرا، میں مذکور ہے۔

ینبغی: یکون بمعنی ینبغی ہے، اللہ کی مشیت کے سوا احوال میں سے کسی حال میں اور نہ ہی اوقات میں سے کسی وقت میں ہمارا (تمہارے دین کی جانب) لوٹنا نہ تو صحیح ہوسکتا ہے اور نہ ہی ایسا تصور کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ قول ابو سعود کا ہے۔

احکم: کرخی کے قول کے مطابق احکم بمعنی اقض ہے، قوم شعیب قاضی کو الفتاح یا الفاتح کا نام دیتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قاضی حق کو واضح کرتا ہے۔ (الجمل، ج۳، ص ٧٤ وغیرہ)۔

آسی: اصل میں دو ہمزہ کے ساتھ أأسی تھا، دوسری ہمزہ کو الف سے بدل دیا گیا ہے۔

وغلبوا فی الخطاب الجمع علی الواحد الخ: سوال قائم کیا جاتا ہے کہ حضرت شعیب سابقہ زندگی میں کبھی قوم کے دین میں داخل نہ تھے، تو پھر جمع کو واحد پر غلبہ کیوں دیا گیا؟ مفسر نے اس جواب کو صرف رجوع کے ذریعے عود کرنے سے محمول کیا ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ عاد کبھی کبھار صار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اور اس صورت میں جب کہ عاد بمعنی صار مستعمل ہو تو نہ ہی

اشکال بنے گا اور نہ ہی اس کا کوئی جواب ہوگا۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۷٤ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۲

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ﴾ فَکَذَّبُوْهُ ﴿اِلَّآ اَخَذْنَا﴾ عَاقَبْنَا﴿ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ﴾ شِدَّةُ الْفَقْرِ ﴿وَالضَّرَّآءِ﴾ اَلْمَرَضِ ﴿لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ (۹۴)﴾ یَتَذَلَّلُوْنَ فَیُؤْمِنُوْنَ ﴿ثُمَّ بَدَّلْنَا﴾ اَعْطَیْنَا هُمْ ﴿مَکَانَ السَّیِّئَةِ﴾ اَلْعَذَابِ ﴿الْحَسَنَةَ﴾ اَلْغِنٰی وَالصِّحَّةَ ﴿حَتّٰی عَفَوْا﴾ کَثُرُوْا ﴿وَّقَالُوْا﴾ کُفْرًا لِّنِعْمَةِ ﴿قَدْ مَسَّ اٰبَآءَ نَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ﴾ کَمَا مَسَّنَا وَهٰذِهٖ عَادَةُ الدَّهْرِ وَلَیْسَتْ بِعُقُوْبَةٍ مِّنَ اللّٰهِ فَکُوْنُوْا عَلٰی مَا اَنْتُمْ عَلَیْهِ قَالَ تَعَالٰی ﴿فَاَخَذْنَاهُمْ﴾ بِالْعَذَابِ ﴿بَغْتَةً﴾ فَجْاَةً ﴿وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ (۹۵)﴾ بِوَقْتِ مَجِیْئِهٖ قَبْلَهٗ ﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓی﴾ اَلْمُکَذِّبِیْنَ ﴿اٰمَنُوْا﴾ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِمْ ﴿وَاتَّقَوْا﴾ اَلْکُفْرَ وَالْمَعَاصِیْ ﴿لَفَتَحْنَا﴾ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ ﴿عَلَیْهِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ﴾ بِالْمَطَرِ ﴿وَالْاَرْضِ﴾ بِالنَّبَاتِ ﴿وَلٰکِنْ کَذَّبُوْا﴾ اَلرُّسُلَ ﴿فَاَخَذْنٰهُمْ﴾ عَاقَبْنَاهُمْ ﴿بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (۹۶)﴾ ﴿اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓی﴾ اَلْمُکَذِّبُوْنَ ﴿اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا﴾ عَذَابُنَا ﴿بَیَاتًا﴾ لَیْلًا ﴿وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ (۹۷)﴾ غَافِلُوْنَ عَنْهُ ﴿اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًی﴾ نَهَارًا ﴿وَّهُمْ یَلْعَبُوْنَ (۹۸)﴾ ﴿اَفَاَمِنُوْا مَکْرَ اللّٰهِ﴾ اِسْتِدْرَاجَهٗ اِیَّاهُمْ بِالنِّعْمَةِ وَاَخْذُهُمْ بَغْتَةً ﴿فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (۹۹)﴾

﴿ترجمہ﴾

اور نہ بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی (کہ بستی والوں نے اسے جھٹلایا) مگر پکڑا (اخذنا بمعنی عاقبنا ہے) ہم نے اس کے رہنے والوں کو سختی (شدت فقر سے) اور تکلیف (مرض......۱......) میں کہ وہ کسی طرح گریہ وزاری کریں (یعنی عاجزی کرتے ہوئے ایمان لے آئیں) پھر بدل دیا ہم نے (یعنی ہم نے عطا کیا انہیں) برائی (یعنی عذاب) کی جگہ بھلائی......۲...... (یعنی غنا اور صحت) یہاں تک کہ بہت (یعنی کثیر) ہوگئے اور بولے (انکار نعمت کرتے ہوئے) بیشک ہمارے باپ دادا کو رنج و راحت پہنچے تھے (جیسا کہ ہمیں پہنچا اور یہ عادت زمانہ ہے اور یہ اللہ عزوجل کی طرف سے عذاب نہیں ہے لہذا تم جس طریقہ پر قائم ہو اسی پر قائم رہو فرمایا اللہ عزوجل نے) تو ہم نے پکڑ لیا انہیں (عذاب کے ساتھ) اچانک (وہ عذاب آگیا) اور وہ شعور نہ رکھتے تھے (یعنی اس عذاب کے آنے سے پہلے اس کا وقت نہ جانتے تھے) اور اگر بستی والے (یعنی جھٹلانے والے) ایمان لاتے (اللہ عزوجل اور اسکے رسول علیہ السلام پر) اور ڈرتے......۳...... (کفر اور معاصیت سے) تو ہم کھول دیتے (لفتحنا تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ ہے) ان پر آسمان سے

برکتیں (بارش کے ذریعے) اور زمین سے ......سے...... (سبزہ) مگر انہوں نے جھٹلایا (رسول ﷺ کو) تو ہم نے انہیں پکڑلیا (یعنی انہیں سزا دی) ان کے کیے پر، کیا بستی والے نہیں ڈرتے (جھٹلانے پر) کہ ان پر ہمارا عذاب (بأسنا بمعنی عذابنا ہے) رات (بیاتا بمعنی لیلا ہے) کو آئے جب وہ سوتے ہوں (غافل ہو کر عذاب سے) یا بستیوں والے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب (دن چڑھے) آئے اور وہ کھیل رہے ہوں کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں......۵...... (کہ نعمتوں میں انہیں ڈھیل ملتی رہے اور اچانک پکڑ لیے جائیں) تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔

﴿ترکیب﴾

﴿وماارسلنا فی قریة من نبی الا اخذنا اهلها بالباساء والضراء لعلهم یضرعون﴾.

و: مستانفہ...... ما: نافیہ...... ارسلنا: فعل بافعل...... فی: جار...... قریة: ذوالحال...... الا: اداۃ حصر، اخذنا اهلها: فعل بافاعل وذوالحال...... ب: جار...... الباساء: معطوف علیہ...... والضراء: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، لعلهم یضرعون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "قد" حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو...... من: زائدہ...... نبی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ثم بدلنا مكان السیئة الحسنة حتی عفوا وقالوا قد مس اباء نا الضراء والسراء فاخذناهم بغتة وهم لا یشعرون﴾.

ثم: عاطفہ...... بدلنا: فعل بافاعل...... مكان السیئة: مفعول اول...... الحسنة: مفعول ثانی...... حتی: جار، عفوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... قالوا: قول...... قد: تحقیقیہ...... مس اباء نا: فعل ومفعول...... الضراء والسراء: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... اخذنا: فعل بافاعل...... هم: ذوالحال...... بغتة: حال اول...... و: حالیہ...... هم لایشعرون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، بدلنا: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو ان اهل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیهم بركت من السماء والارض ولكن كذبوا فاخذنهم بما كانوا یكسبون﴾.

و: مستانفہ...... لو: شرطیہ...... ان اهل القری: حرف مشبہ واسم...... امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... واتقوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ "ثبت" فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ...... فتحنا: فعل بافاعل...... علی: جار...... هم: ضمیر ذوالحال...... و: حالیہ...... لكن: استدراکیہ...... كذبوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ف: عاطفہ...... اخذنهم بما كانوا یكسبون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو...... بركت: موصوف...... من السماء والارض: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿افامن اهل القری ان یاتیهم باسنا بیاتا وهم نائمون﴾.

همزہ: حرف استفہام...... ف: عاطفہ......امن: فعل......اهل القری: فاعل......ان: مصدریہ......یاتیهم: فعل،هم ضمیر ذوالحال...... باسنا: فاعل......بیاتا: ظرف......و: حالیہ......هم نائمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اخذنهم بغتة" پر معطوف ہے۔

﴿اوامن اهل القری ان یاتیهم باسنا ضحی وهم یلعبون﴾.

همزہ: حرف استفہام...... و: عاطفہ...... امن اهل القری: فعل وفاعل...... ان: مصدریہ...... یاتیهم: فعل وهم ضمیر ذوالحال...... وهم یلعبون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول...... باسنا: فاعل......ضحی: ظرف زمان، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افامنوا مکر الله فلا یامن مکر الله الا القوم الخسرون﴾.

همزہ: حرف استفہام......ف: عاطفہ......امنوا مکر الله: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ ،لایامن: فعل نفی......مکر الله: مفعول......الا: اداۃ حصر...... القوم الخسرون: مرکب توصیفی فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سختی اور مرض کے ذریعے پکڑ کرنا:

۱......ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بالباساکا معنی فقر ہے اور الضراء کا معنی مرض ہے اور یہ معنی اس قول کے تحت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ باسا یعنی تنگی مال میں ہوتی ہے اور ضراء یعنی تکلیف انسانی جان میں ہوتی ہے۔ ایک قول کے مطابق باس کے معنی محتاجی اور تنگ دستی کے ہیں اور ضراء کے معنی تنگی اور بدحالی کے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سختی جنگ میں ہوتی ہے اور تکلیف قحط میں ہوتی ہے۔ (البغوی، ص۳۱٤)

نیک اعمال نزول رحمت اوربد اعمال نزول عذاب کا باعث ہیں!

۲......سیئۃ فعل قبیح کو کہتے ہیں اور یہ حسنۃ کی ضد ہے۔ آیت مبارکہ میں یہ فرمایا جارہا ہے کہ لوگ اگر سختی اور مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد گریہ وزاری کریں، اللہ عزوجل کی جناب میں توبہ واستغفار بجالائیں، تو ہم برائی کی جگہ بھلائی بدل دیں اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ بندہ جب تائب ہوکر اللہ عزوجل کے حضور پیش ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اسے انعام واکرام سے نوازتا ہے اور اگر اسے مصیبتیں بھی پہنچیں تو یہ مصیبتیں انکے گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہیں۔

☆...... عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا یَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِی نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ

وَمَالِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن مرد اور عورت کی جان، مال اور اولاد پر ہمیشہ مصیبتیں آتی رہتی ہیں حتی کہ وہ اس حال میں اللہ عزوجل سے ملاقات کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب ما جاء فی الصبر برقم: ۲٤۰۷، ص ٦۹۵)

ایمان اور تقوی:

۳؎.....قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے دو الفاظ استعمال کئے ہیں ایک امنوا اور دوسرا اتقوا یعنی ایمان لاتے اور ڈرتے، یہاں ہم امنوا کے حوالے سے انتہائی نفیس نکتہ پیش کرتے ہیں جو کہ اہل ایمان کے لئے مسرت کا باعث ہوگا۔ سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں جو کچھ بھی فرمایا ہے وہ حق ہے اس پاک کلام کا ایک ایک لفظ اور حرف حق ہے چاہے ان کے معانی ہمیں سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں اور یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ یہ کلام ایک بحر عمیق ہے جو اس میں جتنا غوطہ زن ہوگا وہ اسی قدر ہیرے جواہرات نکال لے گا اب انسان جتنا چاہے اس پاک کلام سے مستفیض ہو اور اپنی دنیا اور آخرت کو سنوالے۔ ہم بات کر رہے ہیں کہ لفظ امنوا میں کیا اسرار و رموز پوشیدہ ہیں؟ علمائے ربانیین نے کہا کہ امنوا میں چار لفظ ہیں الف، میم، نون اور واو، اس میں الف سے اللہ رب العالمین کی طرف، میم سے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف اور نون سے دیگر نبیوں کی جانب اور واو سے تمام ولیوں کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ جب تک بندہ ان تمام پر ایمان نہ لے آئے اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

نوٹ: یہاں کوئی یہ نہ سمجھے کہ ایمان کا دارومدار صرف انہی چار باتوں پر ہے بلکہ یہ نکتہ اہل محبت کے لئے ہے باقی جہاں تک ایمان مفصل اور ایمان مجمل کا تعلق ہے تو اس کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے۔

شیخ جرجانی فرماتے ہیں کہ تقوی فی الطاعۃ سے اخلاص مراد لیا جاتا ہے اور تقوی فی المعصیۃ سے ترک اور حذر مراد لیا جاتا ہے، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ بندہ اللہ عزوجل کے سوا کسی سے نہ ڈرے، ایک قول یہ ہے کہ آداب شریعت کی محافظت کرے، ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ اے انسان تو ہر اس چیز سے اجتناب کر جو تجھے اللہ عزوجل سے دور کردے، ایک قول کے مطابق نفس کو خوش کرنے والی باتوں سے بچائے اور ممنوعات کو چھوڑ دے، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اے انسان تو اپنے جی میں اللہ عزوجل کی (رضا جوئی) کے سوا کوئی چیز نہ پائے، ایک قول یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے فرمان کے سوا کسی اور کام میں خیر کو نہ پائے، ایک قول کے مطابق یہ بھی ہے کہ تقوی یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی اقتداء ان کی قولی اور فعلی حدیثوں میں کرے۔ (التعریفات، ص ٦۹)

زمینی اور آسمانی برکتیں:

۴؎.....زمینی اور آسمانی برکتوں سے مراد بارشیں اور نباتات ہیں یا یہ مراد ہے کہ پرہیزگار لوگوں پر ہر جانب سے خیر نازل ہوتی ہے۔ (المدارک، ج ۱ ص ۵۸۸)

اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر!

۵......انسان اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر سے ہر وقت لرزاں وترساں رہے، معلوم نہیں کہ اللہ رب العزت نے ہمارے بارے میں کیا خفیہ تدبیر فرمائی ہے اُسکی ڈھیل اور دنیاوی انعام اور اکرام پر انسان دلیر نہ ہوجائے، ہم نہیں جانتے کہ ہماری آئندہ کی زندگی کیسی ہوگی اور ہمارا انجام کیا ہوگا یہ بھی نہیں معلوم، اے کاش کہ ہم ان چند جملوں کو اپنی گرہ سے باندھ لیں۔

☆......فَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے مابین ایک ذراع (ہاتھ) کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر نوشتۂ تقدیر اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ جہنمیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے مابین ایک ذراع کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر نوشتۂ تقدیر اس پر غالب آجاتی ہے اور وہ جنتیوں کے سے عمل کرنے لگ جاتا ہے۔

(صحيح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة، رقم: ۳۲۰۸، ص ۵۳۶)

☆......☆ فکذبوہ: اس جملے سے مفسر نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ کلام میں حذف موجود ہے اس لئے کہ باری ﷻ کا فرمان ﴿الا اخذنا اهلها﴾ کا ترتب ارسال پر نہیں بلکہ تکذیب پر ہوتا ہے۔

العذاب: یعنی فقر وفاقہ اور مرض۔ کفرا للنعمة: یعنی حضرات انبیائے کرام کی تکذیب کرنا، نعمت کی ناشکری کرنے کے مترادف ہے۔ رسلهم: یعنی بستی والوں کے رسول، ایک قول رسلہ یعنی اللہ ﷻ کے رسول بھی کیا گیا ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۷۵ وغیرہ)۔

کما مسنا: یعنی مذکورہ دونوں امور (فقر ومرض)، اور یہی اللہ ﷻ کا مبارک طریقہ ہے......الخ۔

والمعاصی: یعنی قوم کے تمام تر اقوال کہ ہمارے آباء کو سختی پہنچی، آخر تک جو معاملات ہوئے، نافرمانی میں شامل ہیں۔

استدراجه ایاهم الخ: کیا لوگ اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہوگئے، المکر کو اس معنی میں استعمال کرنا مجاز ابطور استعارہ ہے، اس لیے کہ یہاں حقیقی معنی مراد نہیں لیا جاسکتا، اور مختار میں ہے کہ المکر بمعنی الخدیعة ہے، اور کبھی مکر باب نصر سے ماکر مکار کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔ (الجمل، ج۳، ص ۷۸ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۳

﴿اَوَلَمْ يَهْدِ﴾ يَتَبَيَّنْ ﴿لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ﴾ بِالسُّكْنٰى ﴿مِنْ بَعْدِ﴾ هَلَاكِ ﴿اَهْلِهَا اَنْ﴾ فَاعِلٌ مُخَفَّفَةٌ وَاسْمُهَا مَحْذُوْفٌ فَاعِلٌ اَیْ اَنَّهُ ﴿لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ﴾ بِالْعَذَابِ ﴿بِذُنُوْبِهِمْ﴾ كَمَا اَصَبْنَا مَنْ قَبْلَهُمْ وَالْهَمْزَةُ فِي الْمَوَاضِعِ الْاَرْبَعَةِ لِلتَّوْبِيْخِ، وَالْفَاءُ وَالْوَاوُ الدَّاخِلَةُ عَلَيْهِمَا لِلْعَطْفِ، وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِسُكُوْنِ

الْوَاوِ فِی الْمَوْضِعِ الْاَوَّلِ عَطْفًا بِاَوْ ﴿وَ﴾ نَحْنُ ﴿نَطْبَعُ﴾ نَخْتِمُ ﴿ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ (۱۰۰)﴾ اَلْمَوْعِظَةَ سِمَاعَ تَدَبُّرٍ ﴿ تِلْکَ الْقُرٰی﴾ اَلَّتِیْ مَرَّ ذِکْرُهَا ﴿ نَقُصُّ عَلَیْکَ﴾ یَامُحَمَّدُ ﴿ مِنْ اَنْبَآئِهَا﴾ اَخْبَارِ اَهْلِهَا ﴿ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ﴾ اَلْمُعْجِزَاتِ الظَّاهِرَاتِ ﴿ فَمَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا﴾ عِنْدَ مَجِیْئِهِمْ ﴿ بِمَا کَذَّبُوْا﴾ کَفَرُوْا بِهٖ ﴿ مِنْ قَبْلُ ﴾ قَبْلَ مَجِیْئِهِمْ بَلْ اِسْتَمَرُّوْا عَلَی الْکُفْرِ ﴿کَذٰلِکَ ﴾ اَلطَّبْعِ ﴿یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ(۱۰۱)﴾ ﴿وَمَا وَجَدْنَا لِاَکْثَرِهِمْ﴾ اَیِ النَّاسِ ﴿ مِّنْ عَهْدٍ ﴾ اَیْ وَفَاءٍ بِعَهْدِهِمْ یَوْمَ اَخْذِ الْمِیْثَاقِ ﴿وَاِنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ ﴿ وَّجَدْنَآ اَکْثَرَهُمْ لَفٰسِقِیْنَ(۱۰۲)﴾ ﴿ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ ﴾ اَیِ الرُّسُلِ الْمَذْکُوْرِیْنَ ﴿مُّوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ ﴾ اَلتِّسْعِ ﴿اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ﴾ قَوْمِهٖ ﴿فَظَلَمُوْا ﴾ کَفَرُوْا ﴿بِهَا فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ(۱۰۳)﴾ بِالْکُفْرِ مِنْ اِهْلَاکِهِمْ ﴿وَقَالَ مُوْسٰی یٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱۰۴)﴾ اِلَیْکَ فَکَذَّبَهٗ فَقَالَ اَنَا ﴿ حَقِیْقٌ﴾ جَدِیْرٌ ﴿ عَلٰٓی اَنْ﴾ اَیْ بِاَنْ ﴿ لَّآ اَقُوْلَ عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ﴾وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالتَّشْدِیْدِ الْیَاءِ فَحَقِیْقٌ مُبْتَدَاءٌ خَبَرُهٗ اَنْ وَمَا بَعْدَهٗ ﴿ قَدْ جِئْتُکُمْ بِبَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَرْسِلْ مَعِیَ ﴾ اِلَی الشَّامِ ﴿بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ(۱۰۵)﴾ وَکَانَ اِسْتَعْبَدَهُمْ ﴿قَالَ ﴾ فِرْعَوْنُ لَهٗ ﴿اِنْ کُنْتَ جِئْتَ بِاٰیَةٍ ﴾ عَلٰی دَعْوَاکَ ﴿فَاْتِ بِهَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ(۱۰۶)﴾ فِیْهَا ﴿فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ (۱۰۷)﴾ حَیَّةٌ عَظِیْمَةٌ ﴿وَّنَزَعَ یَدَهٗ ﴾ اَخْرَجَهَا مِنْ جَیْبِهٖ ﴿فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ﴾ ذَاتَ شُعَاعٍ ﴿ لِلنّٰظِرِیْنَ(۱۰۸)﴾خِلَافَ مَاکَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ الْاُدْمَةِ.

﴿ترجمہ﴾

اور کیا ہدایت (واضح) نہ ہوئی انہیں جو زمین کے وارث ہوئے (سکونت کے اعتبار سے) بعد اسکے رہنے والوں کی (ہلاکت) کے (ان مخففہ ہے اوراس کا فاعل محذوف ہے اصل عبارت انه ہے) اگر ہم چاہیں توانہیں آفت (یعنی عذاب) پہنچائیں گناہوں پر (جیسا کہ ہم نے ان سے پہلوں کو پہنچائی اور ھمزہ ان چاروں مواقع پر توبیخ کیلئے ہے اور فاء اور واو ان دونوں افامن اهل القری کا فاخذنهم بغتة اور اومن اهل القری کا اولم یهد پرعطف کیلئے داخل ہوا ہے اور ایک قرأت میں واو ساکنہ اول وضع میں واو عاطفہ کے ساتھ ہے) اور (ہم نے) مہر لگا دی (نطبع بمعنی نختم ہے) ان کے دلوں پر کہ وہ کچھ نہیں سنتے (نصیحت کی باتیں غور وفکر کے کان سے) یہ بستیاں ہیں (جن کا ذکر گزر چکا) جن کے احوال (اس کے رہنے والوں کی خبریں......۱......) بیان کرتے ہیں ہم (اے محمد ﷺ) آپ پر اور بیشک ان کے پاس انُ کے رسول روشن دلیلیں (ظاہر معجزات......۲......) لیکر آئے تو وہ اس قابل نہ ہوئے کہ

وہ اس پر ایمان لاتے (ان نشانیوں کے آنے کے وقت میں) جسے جھٹلا چکے تھے (یعنی اس کا انکار کر چکے تھے) پہلے سے (ان نشانیوں کے آنے سے پہلے بلکہ وہ کفر پر برقرار رہے) یونہی (مہر لگاتا ہے) اللہ چھاپ لگا دیتا ہے کافروں کے دلوں پر اور ان میں اکثر (لوگوں) کو ہم نے قول میں سچا نہ پایا (یعنی اپنے کئے عہد کو پورا کرتے نہ پایا جس دن ان سے عہد لیا گیا تھا) اور ضرور (ان مخففہ ہے) ان میں اکثر کو بیوقوف ہی پایا پھر اسکے بعد (یعنی مذکورہ رسولوں کے بعد) ہم نے موسی......۳......کو اپنی (نو) نشانیوں......۴......کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں (یعنی اس کی قوم) کی طرف بھیجا تو انہوں نے زیادتی......۵......(کفر) کیا ان نشانیوں پر تو دیکھو کیسا انجام ہوا مفسدوں کا (ان نشانیوں کے انکار کے سبب ان کی ہلاکت ہوئی) اور موسی نے کہا اے فرعون میں پروردگار عالم کا رسول ہوں (تیری طرف، تو فرعون نے حضرت موسی علیہ السلام کو جھٹلایا تو موسی علیہ السلام نے کہا کہ مجھے) سزاوار ہے (حقیق بمعنی جدیر ہے) کہ (ان بمعنی بان ہے) اللہ پر نہ کہوں مگر سچی بات (اور ایک قرأت میں یاء کی تشدید کے ساتھ علیّ ہے اور حقیق مبتدا ہے اور ان لااقول اس کی خبر ہے) میں تم سب کے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لیکر آیا ہوں تو میرے ساتھ (ملک شام تک) بنی اسرائیل کو چھوڑ دے (اور وہ فرعون غلامی کرتے تھے) بولا (فرعون حضرت موسی علیہ السلام سے) اگر تم کوئی نشانی لیکر آئے ہو (اپنے دعوے پر) تو لاؤ اگر سچے ہو (اپنے دعوے میں) تو موسی نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ فوراً ایک ظاہر اژدھا (یعنی بڑا سانپ) بن گیا اور اپنا ہاتھ نکالا (اپنے گریبان سے) تو وہ سفید روشن (شعاع کی طرح) دیکھنے والوں کیلئے ہو گیا (بخلاف اپنی گندمی رنگت کے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اولم یهد للذین یرثون الارض من بعد اهلها ان لو نشاء اصبنهم بذنوبهم﴾.

همزہ: حرف استفہام...... و: عاطفہ......لم یهد: فعل نفی......لام: جار......الذین: موصول...... یرثون الارض من بعد اهلها: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر مجرور ملکر ظرف لغو......ان: مخففہ ضمیر شان محذوف "ھو" اسم...... لو: شرطیہ...... نشاء: جملہ فعلیہ ہو کر شرط...... اصبنهم بذنوبهم: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونطبع علی قلوبهم فهم لا یسمعون تلک القری نقص علیک من انبائها﴾.

و: مستانفہ...... نطبع علی قلوبهم: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ف: عاطفہ للتعقیب...... هم: مبتدا...... لایسمعون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... تلک: مبدل منہ...... القری: بدل، ملکر مبتدا...... نقص علیک: فعل با فاعل وظرف لغو اول......عن انبائها: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد جاء تهم رسلهم بالبینت فما کانوا لیومنوا بما کذبوا من قبل﴾.

و: مستانفہ......لام: تاکیدیہ......قد: تحقیقیہ ...... جاء تھم رسلھم بالبینت: فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرقسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ...... ف: عاطفہ......ما: نافیہ......کانوا: فعل ناقص بااسم،لام: جار......یومنوا: فعل بافاعل......ب: جار......ما: موصولہ......کذبوا من قبل: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک یطبع الله علی قلوب الکفرین وما وجدنا لاکثرھم من عھد﴾.

کذلک: ظرف مستقر "طبعا" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم......یطبع الله: فعل وفاعل......علی قلوب الکفرین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ...... و: اعتراضیہ......ما: نافیہ......وجدنا: فعل بافاعل ،لاکثرھم: ظرف مستقر حال مقدم......من عھد: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿وان وجدنا اکثرھم لفسقین﴾.

و: عاطفہ،ان: مخففہ غیر عاملہ، وجدنا اکثرھم: فعل بافاعل ومفعول اول، لام: فارقہ، فسقین: مفعول ثانی، جملہ فعلیہ

﴿ثم بعثنا من بعدھم موسی بایتنا الی فرعون وملائہ فظلموا بھا﴾.

ثم: عاطفہ...... بعثنا: فعل بافاعل...... من بعدھم: ظرف مستقر حال مقدم......موسی: ذوالحال،ملکر مفعول،بایتنا: ظرف لغو......الی فرعون وملائہ: ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ظلموا بھا: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین﴾.

ف: عاطفہ...... انظر: فعل بافاعل...... کیف: اسم استفہام خبر مقدم...... کان: فعل ناقص...... عاقبۃ المفسدین: اسم موخر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال موسی یفرعون انی رسول من رب العالمین حقیق علی ان لا اقول علی الله الا الحق قد جئتکم بینۃ من ربکم﴾.

و: مستانفہ...... قال موسی: قول...... یفرعون: جملہ ندائیہ...... انی: حرف مشبہ واسم...... رسول: موصوف ......من رب العلمین: ظرف مستقر صفت اول......قد: تحقیقیہ ......جئتکم: فعل بافاعل ومفعول...... ب: جار......بینۃ: موصوف...... من ربکم: ظرف مستقر،صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثانی ،ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ......حقیق: اسم فاعل بافاعل...... علی: جار......ان: مصدریہ...... لااقول علی الله: فعل بافاعل وظرف لغو......الا: اداۃ حصر......الحق: "قولا" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر "انا" مبتدا محذوف کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فارسل معی بنی اسرائیل﴾

ف: فصیحہ......ارسل معی: فعل امر با فاعل وظرف...... بنی اسرائیل: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا استمعت کلامی وثبت الی الرشد" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال ان کنت جئت بایة فات بها ان کنت من الصدقین﴾.

قال: قول......ان: شرطیہ...... کنت: فعل ناقص با اسم...... جئت بایة: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......، فات بها: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... ان: شرطیہ...... کنت من الصدقین: جملہ فعلیہ شرط جزا محذوف "فات بها"، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فالقی عصاہ فاذا هی ثعبان مبین ونزع یدہ فاذا هی بیضاء للنظرین﴾.

ف: عاطفہ......القی عصاہ: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......اذا: فجائیہ......هی: مبتدا......ثعبان مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......نزع یدہ: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ...... اذا: فجائیہ...... هی: مبتدا...... بیضاء للنظرین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی خبر اللہ نے دی:

۱......اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ "یہ بستیاں ہیں جن کے احوال ہم تمہیں سناتے ہیں" تاکہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم جان لو کہ ہم اپنے رسولوں کی اور ان پر جو بھی ایمان لائے ان لوگوں کی اپنے اور ان کے دشمنوں یعنی کافروں پر مدد کرتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرات انبیائے کرام اور خصوصاً سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب دینے والی ذات کوئی اور نہیں بلکہ خود خالق کائنات ہے جو کہ اپنے نبی کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔ سابقہ مقامات پر علم غیب کے حوالے سے ہم گفتگو کر چکے ہیں اس لئے یہاں ہم نے اختصار سے کام لیا ہے۔

معجزہ:

۲......وہ خرق عادت کام جو خیر وسعادت کی دعوت پر مبنی ہو اور اس خرق عادت کام کا دعوی کرنے والا وصف نبوت سے متصف ہو اور اس دعوے کے اظہار سے اس کا مقصد یہ ہو کہ وہ اللہ عزوجل کا رسول ہے۔ (التعریفات، ص ۲۱۷)

☆......عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیٌّ اِلَّا اُعْطِیَ مَا مِثْلُهُ اٰمَنَ عَلَیْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِی اُوْتِیتُ وَحْیًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَیَّ فَاَرْجُو اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَهُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "حضرات انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کوئی نبی ایسا نہیں ہے کہ جسے اس قدر معجزات نہ دئے گئے ہوں کہ اس کی وجہ سے

کوئی بشر اس پر ایمان لے آئے اور مجھے اللہ ﷻ نے وحی (یعنی قرآن مجید) عطا فرمایا اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے متبعین کی تعداد دیگر نبیوں کے پیروکار سے زیادہ ہوگی۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحی برقم: ۴۹۸۱، ص ۸۹۳)۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے قرآن بطور معجزہ دیا گیا ہے اس لئے کہ اللہ ﷻ نے ہر نبی کو خاص معجزہ عطا فرمایا اور اس معجزہ جیسا بعینہ کمال کسی اور کو نہ دیا اور یہ اسلئے کیا تا کہ قوم اس معجزہ کے ذریعے نبی کے تابع ہو جائے۔ اور ہر نبی کا معجزہ اس کی قوم کی حسب حالت ہوا کرتا تھا جیسا کہ فرعون کے دور سلطنت میں جادو کا دور دورہ تھا لہذا موسی علیہ السلام کو عصاء والا معجزہ دیا گیا، جس نے فرعونیوں کی تمام بناوٹیں نگل لیں اور ایسا کسی جادوگر سے نہ ہو پایا، اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام نے مردے زندہ کئے، مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو درست کیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس دور میں طب اپنے عروج پر تھی اسی لئے حضرت عیسی علیہ السلام کو اسی مناسبت سے معجزہ دیا گیا کہ ان جیسی قدرت کسی طبیب میں نہ پائی جاتی تھی، اسی طرح جس زمانے میں نبی پاک ﷺ عرب میں مبعوث ہوئے اس وقت عرب کے لوگ بلاغت میں غایت درجے کا کمال رکھتے تھے، سید عالم ﷺ کو قرآن (بطور معجزہ) دیا گیا اور انہیں چیلنج کیا گیا کہ اس کی مثل کوئی ایک سورت لائیں مگر وہ نہ لاسکے، قرآن مجید کی عظمت کے حوالے سے ایک قول یہ بھی ہے کہ قرآن کا مثل کچھ بھی نہیں ہوسکتا نہ صورتاً اور نہ ہی حقیقتاً بخلاف دیگر معجزات کے کہ وہ (کسی نہ کسی اعتبار سے) مثل ہونے سے خالی نہیں ہیں، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ ہر نبی کو جو معجزات دیئے گئے اس کی مثل ان سے پہلے کہیں نہ کہیں صورتاً یا حقیقتاً ضرور موجود تھی لیکن قرآن کے مثل کسی کو پہلے کبھی نہ دیا گیا اسی لئے یہ کہا گیا کہ "میں امید کرتا ہوں کہ بروز قیامت میرے متبعین کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی"۔ (فتح الباری، کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحی برقم: ۴۹۸۱، ج ۹، ص ۸)

علامہ احمد بن محمد قسطلانی معجزہ کی شرائط ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں (۱) معجزہ وہ کام ہوتا ہے جو عادتاً محال ہو جیسے کسی کا چاند کے دو ٹکڑے کرنا، انگلیوں سے پانی کا پھوٹ پڑنا، لاٹھی کا اژدھا بن جانا اور پتھر سے اونٹنی کا نکالنا، اس قید سے وہ کام خارج ہو گئے جو عادت کے مطابق ہوں۔ (۲) اس فعل کے معارضہ اور مقابلہ کو پیش کیا جائے اور بعض کا کہنا یہ بھی ہے کہ اس فعل کے ساتھ رسالت کا دعوی مقرون ہو۔ (۳) رسالت کا دعوی کرنے والے نے جس فعل کو صادر کیا ہے کوئی اور شخص اس فعل کی مثل نہ لاسکے، بعض نے یہ بھی کہا کہ معارضہ سے مامون ہونے کی ساتھ دعوی رسالت کا ہونا بھی شرط ہے۔ اس قید سے وہ امور نکل گئے جو خلاف عادت ہوں اور دعوی نبوت سے پہلے ہوئے ہوں جیسے اعلان نبوت سے پہلے ہمارے پیارے نبی ﷺ پر بادل کا سایہ کرنا اور شق صدر وغیرہ ان کو ارہاص کہتے ہیں اس طرح اس قید سے اولیاء اللہ کی کرامات بھی خارج ہو گئیں کیونکہ ان کے ساتھ بھی دعوی نبوت مقرون نہیں ہوتا۔ قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہیں کہ معجزہ کی تعریف میں جو تحدی کی شرط لگائی گئی ہے یعنی اس فعل کے معارضہ اور مقابلہ کو طلب کیا جانا، اس کی دلیل نہ تو کہیں کتاب میں ہے اور نہ ہی کہیں حدیث میں اور نہ ہی اس پر اجماع ہے اور بے شمار معجزات ایسے ہیں جن کے صدور پزیر ہونے میں نہ تو معارضہ کی طلب ہوئی اور نہ ہی مقابلہ کی مثلاً کنکریوں

کا کلمہ پڑھنا، انگلیوں سے پانی کا پھوٹ پڑنا، ایک صاع (چار کلوگرام) کھانا دوسو آدمیوں کو پیٹ بھر کر کھلا دینا، آنکھ میں لعاب دھن ڈالنا، بکری کے گوشت کا کلام کرنا، اونٹ کا بارگاہ رسالت میں شکایت کرنا، اور یہ تحقیق ہے کہ سوائے قرآن مجید کے اور کسی معجزہ میں تحدی نہ کی گئی۔ (۴) ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ فعل مدعی نبوت کے دعوی کے موافق ہو اگر وہ خلاف عادت فعل مدعی نبوت کے دعوی کے خلاف ہو تو اسے معجزہ نہیں بلکہ اہانت کہتے ہیں۔ (شرح زرقانی، کتاب فی المعجزات والخصائص، باب المقصد الرابع، ج۶، ص۴۰۶ وغیرہ ملخصاً)

ہم طلباء کی سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بات بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں لفظ معجزہ کہیں نہیں ذکر ہوا بلکہ اس کے بجائے برھان، آیۃ اور بینہ کے لفظ ذکر کئے گئے ہیں۔ المواھب اللدنیہ کی متذکرہ عبارت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ خرق عادت کام اگر نبی سے اعلان نبوت سے پہلے صادر ہو تو اسے ارھاص اور اگر اعلان نبوت کے بعد صادر ہو تو معجزہ اور غیر نبی (یعنی ولی اللہ) سے ایسا فعل جو عادتاً محال ہوتا ہے صادر ہو تو اسے کرامت اور کافر سے خرق عادت کا صدور اس کے کفر میں اضافے کا باعث ہوتا ہے اور اس کے اس فعل کو استدراج کہا جاتا ہے اور اگر کوئی خلاف عادت فعل کسی نبی سے اس کے دعوئ نبوت کے خلاف صادر ہو تو اسے اہانت کہیں گے۔

ہمارے اس پرفطن دور میں جہاں اور دینی اور شرعی معاملات میں اختلاف ہو چلا اور بدمذہبوں نے بھولے بھالے مسلمانو کی دین سے متعلق عدم توجہی اور کم علمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے غلط نظریات وعقائد کو عوام میں پھیلانا شروع کیا، وہاں اس بارے میں بھی کہ معجزہ نبی کے اختیار سے نہیں ہوتا اور نبی کو اس کے صدور پر کوئی اختیار نہیں ہے وغیرہ باتیں عوام میں پھیلانا شروع کر دیں اور آج حال یہ ہے کہ مسلمان کو اس طرح کے مسائل میں اتنا الجھا دیا گیا کہ بسا اوقات بھولا بھالا مسلمان حقائق کو خواہ مخواہ ہی رد کرتا جاتا ہے۔ ہم نے مناسب خیال کیا کہ لگے ہاتھوں اس حقیقت کو بھی آشکارا کر دیا جائے تاکہ نہ صرف ہمارے طلباء بلکہ ہر پڑھنے والا شخص اس مسئلے کی حقیقت سے بخوبی واقف ہو جائے اللہ ﷻ اپنے پاک کلام کی برکت سے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

☆...... حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ''مسجد (نبوی) کی چھت کھجور کے پتوں سے بنائی گئی تھی سید عالم ﷺ ان میں سے ایک تنہ پر ٹیک لگائے خطبہ فرماتے تھے پھر جب منبر بنا دیا گیا تو حضور ﷺ اس پر تشریف فرما ہو کر خطبہ فرماتے ہم نے سنا کہ اس لکڑی کے سوکھے تنے سے رونے کی ایسی آواز آئی جیسے کوئی اونٹی اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے حتی کہ سید عالم نبی محتشم ﷺ نے اس سوکھے تنے پر اپنا دست شفقت پھیرا تو اس کا رونا بند ہو گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ، رقم: ۳۵۸۶، ص۶۰۲)

☆...... حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ تبوک کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ دوران سفر ایک شخص سفید کپڑوں میں ملبوس ریگستان سے آتا دکھائی دیا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ''کن ابا خیثمۃ'' یعنی اے پیچھے آنے والے ابو خیثمہ ہو جا تا! وہ ابو خیثمہ انصاری ہو گیا۔ (صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب حدیث توبۃ کعب بن مالک، رقم: ۶۹۱۰/۲۷۶۹، ص۱۳۵۷)

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض نے فرمایا کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کن تحقیق اور وجود کے لئے آتا ہے اور نبی پاک ﷺ نے اس آنے والے شخص سے یہ فرمایا کہ اے شخص تو حقیقتًا ابــا خیثمة ہو جا! قاضی عیاض نے جو کچھ کہا ہے یہی صحیح ہے اور یہاں حضور ﷺ کے فرمان کے معنی کو سمجھنے کے لئے تقدیر عبارت یوں ہوگی کہ الــلهــم اجعله ابا او ابو خیثمة یعنی اے اللہ ﷻ تو اسے ابو خیثمہ کردے!۔ (شرح نووی علی مسلم، کتاب التوبة، باب حدیث توبة کعب بن مالك، رقم: ۶۹۱۰، ص ۱۶۱۹)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اسی حدیث مذکورہ کے تحت شرح صحیح مسلم جلد نمبر ۷ صفحہ ۵۴۶ پر فرماتے ہیں کہ شیخ انور شاہ کاشمیری نے فیض الباری شرح بخاری میں لکھا شیخ عبدالغنی نابلسی نے عارف جامی سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے عارف جامی کی دعوت کی اور عمداً مردہ مرغی پکادی، عارف جامی نے کہا ''اللہ کے اذن سے زندہ ہو'' وہ مرغی زندہ ہوگئی، اسی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی کے وعظ میں ایک چیل نے شور مچا کر خلل ڈالا، آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تیری گردن کاٹ دے، وہ اسی وقت مر کر زمین پر گرگئی ، وعظ کے بعد آپ نے فرمایا ''اللہ کے اذن سے اٹھ جا'' وہ اٹھ گئی۔

شیخ بنوری کا کہنا ہے کہ: میں نے شیخ بدر عالم میرٹھی سے سنا ہے کہ ایک طالب علم جو کی روٹی کھا رہا تھا اور شیخ عبدالقادر جیلانی بھنی ہوئی مرغی کھا رہے تھے، طالب علم کی ماں اس سے ملنے آئی تو اس کہا آپ مرغی کھا رہے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی کھا رہا ہے! حضرت شیخ نے مرغی کی طرف اشارہ کر کے کہا ''اللہ کے اذن سے کھڑی ہو جا'' وہ زندہ ہوگئی، شیخ نے فرمایا: جب تیرا بیٹا اس مقام پر پہنچے گا تو وہ بھی مرغی کھالے گا۔ (فیض الباری، ج ۲، ص ۶۱، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند مع حاشیہ شیخ محمد یوسف بنوری)

مولانا رشید احمد گنگوہی اور دیگر علمائے دیوبند کا نظریہ اس بارے میں جدا ہے۔ چنانچہ ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ یہاں فتاوی رشیدیه کامل کی عبارت نقل کریں تا کہ ان کے نظریے کی مزید وضاحت ہو جائے ''بعض اولیاء کو اللہ ﷻ آلہ تکمیل اور ارشاد خلق بناتا ہے کہ اس کے ذریعے سے باذن اللہ مطالب برآمد ہوتے ہیں نہ کہ اولیاء خود متصرف و مستقل بنتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب وہ آلہ ٹھہرے تو اگرچہ حاجت روائی تو بذریعہ آلہ ہوتی ہے مگر خود آلہ سے بھی دعا و استعانت طلب کرنا شرک ہے، پس ایسی صورت میں متصرف حقیقی کو چھوڑ کر آلہ سے طلب کرنا بھی خالی از مشابہت شرک نہیں۔ (فتاوی رشیدیه کامل، ص ۲۰۳)

مولانا صاحب کی عبارت سے یہ بات سامنے آئی کہ حضرات اولیائے کرام و (انبیائے کرام) سے معجزات و کرامات کا صدور ہونا محض اللہ ﷻ کی مرضی و اختیار سے ممکن ہے، ان حضرات کو خود کوئی اختیار نہیں ہے اور ان کی حیثیت قدرت الٰہی کے سامنے ایک آلہ کی سی ہے اور بس، ہمارا کہنا یہ ہے کہ اگر ان کی مان لی جائے تو ان تمام روایات اور اختیارات کا انکار لازم آئے گا جو ان حضرات کے حوالے سے ہم نے بھی ذکر کئے اور دیگر کتب صحیحہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور علامہ عینی نے عــمــدة القاری اور نووی نے شــرح نووی میں حدیث جریج کے حوالے سے لکھا کہ بعض اوقات حضرات اولیاء کرام سے کرامات ان کی اپنی طلب اور اختیار سے واقع ہوتی ہیں۔

حضرت موسی علیہ السلام کی ذات پاک:

۳؎......آپ علیہ السلام کا نام موسی بن عمران بن قاهث بن عازر بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراهیم تھا ۔آپ علیہ السلام کا ذکر مبارک قرآن مجید میں کئی مقامات پر طوالت اور اختصار کے ساتھ آیا ہے۔اکثر اقوال کے مطابق آپ علیہ السلام کو چالیس سال کی عمر مبارک میں نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔(البداية والنهاية، قصة موسى كليم الجزء ۱، ج ۱ ص ۲۶۳ وغیرہ ملتخصاً و ملطقتاً)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''شب معراج میں کثیب احمر کے پاس حضرت موسی علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ حضرت موسی علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔

(سنن نسائی، کتاب قيام الليل و تطوع النهار، باب ذكر صلاة نبی الله موسى ،رقم:۱۶۲۷،ص۴۱۶)

اس حدیث سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات بعد از ممات ثابت ہوتی ہے۔

حضرت موسی علیہ السلام نے ایک سو بیس سال کی زندگی گزاری، حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مابین ایک سو چالیس سالوں کا زمانہ ہے۔اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسی علیہ السلام کے مابین سات سو سال کا زمانہ ہے۔حضرت موسی علیہ السلام کے دور کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن الریان تھا اور فرعون اس کا لقب تھا اور اصل میں فرعون کسی شخص کا نام ہے پھر اس علم (نام) کو بطور لقب زمانہ جاہلیت میں مصر کے ہر بادشاہ کے لئے بولا جانے لگا،فرعون نے چھ سو بیس سال کی زندگی بسر کی اور اس نے چار سو سال حکومت کی،اور اس دوران اسے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچی اس کی کنیت ابومرۃ تھی،ایک قول کے مطابق اس کی کنیت ابوعباس تھی اور اس سے مراد دوسرا فرعون ہے اور فرعون اول اس کا بھائی ہے اور اس کا نام قابوس بن مصعب عمالقہ کا بادشاہ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور کے فرعون کا لقب نمرود ہے اور اس امت کا فرعون ابوجہل ہے۔ (الصاوی، ج۲،ص۲۷۷ ملتقطاً وملخصاً)

حضرت موسی علیہ السلام کے نو معجزات:

۴؎......اللہ عزوجل نے حضرت موسی علیہ السلام کو نو معجزات عطا فرمائے چنانچہ وہ نو معجزات یہ ہیں عصاء، ید بیضاء، قحط سالی، طوفان ،ٹڈی، جوں، مینڈک، خون، مال کی بربادی۔یہ تمام معجزات کا ذکر اسی سورۃ مبارکہ میں ہے سوائے ایک معجزہ کے اور وہ فرعونیوں کے مال کی بربادی ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کا ذکر سورۃ یونس کی آیت نمبر ۸۸ میں فرمایا۔ (الصاوی، ج ۲،ص۲۷۷)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کا عصاء مبارک بادام کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔عبد بن حمید اور ابو شیخ نے قتادہ سے روایت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا عصاء مبارک حضرت موسی علیہ السلام کو اس وقت دیا گیا جب وہ مدین کی جانب تشریف لے جانے لگے، وہ عصاء حضرت موسی علیہ السلام کے لئے رات کے وقت میں روشن ہوجاتا تھا اور دن کے وقت میں جب حضرت موسی علیہ السلام اُسے زمین پر مارتے تو زمین سے رزق نمودار ہوتا،اور اس عصاء کی مدد سے آپ علیہ السلام جانوروں کے لئے پتے جھاڑنے کا کام

بھی کرتے۔اس بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ یہ جنتی عصاء تھا جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے تھا پھر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس سے ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت یہ ہے کہ اس عصاء کا نام ماشا تھا۔

☆......روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی تو وہ زرد رنگ کا ایک بال والا اژدھا بن گیا اس کے دونوں جبڑوں کے مابین اسّی ذراع (یعنی ایک سو بیس فٹ) کا فاصلہ تھا اور وہ اپنی دم پر کھڑا ہو کر زمین سے ایک میل بلند تھا اژدھا اتنا بڑا تھا کہ اس کا ایک جبڑا زمین پر تھا اور دوسرا فرعون کے محل کی دیوار پر تھا وہ فرعون کے پکڑنے کیلئے دوڑا فرعون اپنی جان بچانے کو تخت چھوڑ کر بھاگا اس حالت میں اس کے دست لگ گئے ،ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ اس ایک دن میں اس کے چار سو دست جاری ہوئے ،اور بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ اس کے پیٹ میں ایک ایسی بیماری جاری ہوگئی جو تا دم مرگ دور نہ ہوسکی ،ایک روایت کے مطابق اژدھے نے فرعون کا جبہ اپنی داڑھ میں پکڑلیا اور لوگوں پر حملہ کیا جس سے بھگدڑ مچی اور اس بھگدڑ میں پچیس ہزار کی تعداد ماری گئی ،بالآخر فرعون نے چیخ کر کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں تمہیں اس ذات پاک کی قسم دیتا ہوں جس نے تمہیں بھیجا ہے تم اس اژدھے کو پکڑلو میں تم پر ایمان لے آؤں گا اور تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دوں گا ،حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اژدھے کو پکڑا تو مثل سابق لاٹھی بن گیا ،جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کو پکڑلیا فرعون نے پھر سے نافرمانی کی اور پرانی روش پر ہی قائم رہا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضاء کا معجزہ بھی دیا گیا تھا ایسا سفید نورانی ہاتھ جو کہ خرق عادت فعل تھا جیسے دیکھنے والوں کا مجمع جمع ہو جاتا ،ایک روایت یہ ہے اس نور کی روشنی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے زمین وآسمان کو روشن کردیا۔

(روح المعانی ،الجزء التاسع ،ص ۳۰ وغیرہ)

ظلم کی تعریف اهل لغت کے نزدیک!

۵......اہل لغت اور کثیر علماء کے نزدیک کسی چیز کو اس کی غیر وضع میں رکھنا ظلم کہلاتا ہے۔کبھی اسے نقصان اور کبھی زیادتی کے ساتھ مختص کیا جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ اسے اس کے وقت اور مکان کے عدول سے بھی مختص کیا جاتا ہے۔بعض حکماء کے نزدیک ظلم تین طرح کا ہوتا ہے۔(۱) بندے اور اللہ عزوجل کے مابین ،اور اس کا بڑا درجہ کفر ،شرک اور نفاق ہے اسی لئے اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ ﴿اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمن:۱۳)﴾،﴿اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (الھود:۱۸)﴾،﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ (الزمر:۳۲)﴾،﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِباً (الانعام:۲۱)﴾: (۲) بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم کرنا ،اور اس تعریف کا خاص قصدان فرامین سے ہوتا ہے ﴿وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا (الشوری:۴۰)﴾،﴿اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ (الشوری:۴۲)﴾،﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْماً (الاسراء:۳۳)﴾۔(۳) بندے کا اپنی ذات پر ظلم کرنا ،اور اس تعریف کا خاص قصدان فرامین سے ہوتا ہے ﴿فَمِنْھُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ (الفاطر:۳۲)﴾،﴿وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ (البقرہ:۲۳۱)﴾،﴿فَمَا کَانَ اللّٰہُ

﴿لِيَظۡلِمَهُمۡ وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ (الروم:۹)﴾۔ (المفردات، ص۳۱۸، ۳۱۹ ملتقطاً و ملخصاً)

فرعونیوں نے ایمان کی جگہ پر کفر کو رکھا اس لئے اللہ ﷻ نے ان کے اس اقدام کو کفروا بہا کے بجائے ظلموا بہا فرمایا

☆......☆للذین یرثون: وہ لوگ جو زمین کے مالک ہوئے، اس سے مراد اہل مکہ اور اس کے ارد گرد کے لوگ تھے۔

فی المواضع الاول: یعنی واو کی وضع میں، مراد یہ قول ہے: او امن اهل القری، یا باو کے عطف کے ساتھ، اس صورت میں ہمزہ عاطف کا جزء ہوگی نہ کہ استفہامیہ، اس لیے کہ ہمزہ استفہامیہ کی فقط تین ہی صورتیں ہوتی ہیں۔

عند مجیئهم: یعنی حضرات رسل کرام ان بستی والوں کے پاس واضح نشانیات و معجزات لے کر آئے، یعنی انہوں نے حضرات رسل کرام کی شریعت کو جھٹلایا، یعنی جس طرح رسل کرام کے آنے سے پہلے انہوں نے اپنی من مانی کر کے زندگی گزاری تھی بالکل اسی طرح ان حضرات کے تشریف لانے کے بعد اور واضح معجزات ظاہر کرنے کے بعد بھی ان کا یہی حال رہا۔ (الجمل، ج۳، ص۸۰ وغیرہ)۔

فی المواضع الاربعة: یعنی چار مقامات جن میں سے دو فاء کے ساتھ اور دو واو کے ساتھ مذکور ہیں، (۱) افامن اهل القری، (۲) اوامن اهل القری، (۳) افامنوا مکر الله، (۴) اولم یهد للذین۔

التی مر ذکرها: یعنی ماقبل قوم نوح، عاد، ثمود، لوط اور شعیب کی قوم کا ذکر گزر چکا ہے۔ الی الشام: یعنی مصر میں ان کے رہائش پذیر ہونے کے سبب، اگرچہ ان کی اصل سرزمین شام ہے، حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادے مصر میں اپنے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات کو آئے، پھر یہیں رہائش پذیر ہوئے اور ان کی نسلیں یہیں بسنے لگیں، پھر فرعون کے قہر و غضب کی وجہ سے حضرت موسیٰ نے انہیں اس قید سے نجات دلائی۔ استعبدهم: یعنی فرعون نے مصر کی قوم کو خاص غلام بنالیا۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۷۷ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۴

﴿قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيۡمٌ (۱۰۹)﴾ فَائِقٌ فِیۡ عِلۡمِ السِّحۡرِ وَفِی الشُّعَرَاءِ اَنَّهٗ مِنۡ قَوۡلِ فِرۡعَوۡنَ نَفۡسِهٖ فَكَاَنَّهُمۡ قَالُوۡهُ مَعَهٗ عَلٰی سَبِيۡلِ التَّشَاوُرِ ﴿يُّرِيۡدُ اَنۡ يُّخۡرِجَكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ فَمَاذَا تَاۡمُرُوۡنَ (۱۱۰)﴾ ﴿قَالُوۡۤا اَرۡجِهۡ وَاَخَاهُ﴾ اَخِّرۡ اَمۡرَهُمَا ﴿وَاَرۡسِلۡ فِی الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِيۡنَ (۱۱۱)﴾ جَامِعِيۡنَ ﴿يَاۡتُوۡكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ﴾ وَفِیۡ قِرَاءَةٍ سَحَّارٍ ﴿عَلِيۡمٍ (۱۱۲)﴾ يَفۡضُلُ مُوۡسٰی فِیۡ عِلۡمِ السِّحۡرِ فَجَمَعُوۡا ﴿وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرۡعَوۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ﴾ بِتَحۡقِيۡقِ الۡهَمۡزَتَيۡنِ وَتَسۡهِيۡلِ الثَّانِيَةِ وَاِدۡخَالِ اَلِفٍ بَيۡنَهُمَا عَلَی الۡوَجۡهَيۡنِ ﴿لَنَا لَاَجۡرًا اِنۡ كُنَّا نَحۡنُ الۡغٰلِبِيۡنَ (۱۱۳)﴾ ﴿قَالَ نَعَمۡ وَاِنَّكُمۡ لَمِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ (۱۱۴)﴾ ﴿قَالُوۡا يٰمُوۡسٰۤی اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِیَ﴾ عَصَاكَ ﴿وَاِمَّاۤ اَنۡ نَّكُوۡنَ نَحۡنُ الۡمُلۡقِيۡنَ (۱۱۵)﴾ مَا مَعَنَا ﴿قَالَ اَلۡقُوۡا﴾ اَمۡرٌ لِّلۡاِذۡنِ بِتَقۡدِيۡمِ اِلۡقَائِهِمۡ تَوَصُّلًا بِهٖ اِلٰی اِظۡهَارِ الۡحَقِّ ﴿فَلَمَّاۤ اَلۡقَوۡا﴾ حِبَالَهُمۡ وَعِصِيَّهُمۡ ﴿سَحَرُوۡۤا اَعۡيُنَ النَّاسِ﴾ صَرَفُوۡهَا عَنۡ

حَقِیْقَۃِ اِدْرَاکِھَا ﴿وَاسْتَرْھَبُوْھُمْ﴾ خَوَّفُوْھُمْ حَیْثُ خَیَّلُوْھَا حَیَّاتٌ تَسْعٰی ﴿وَجَآءُوْا بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ(۱۱۶)﴾ ﴿وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ فَاِذَا ھِیَ تَلْقَفُ ﴾بِحَذْفِ اِحْدَی التَّاءَ یْنِ فِی الْاَصْلِ تَبْتَلِعُ ﴿مَا یَاْفِکُوْنَ(۱۱۷)﴾ یَقْلِبُوْنَ بِتَمْوِیْھِھِمْ ﴿فَوَقَعَ الْحَقُّ﴾ثَبَتَ وَظَھَرَ ﴿وَبَطَلَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(۱۱۸)﴾ مِنَ السِّحْرِ ﴿فَغُلِبُوْا﴾ اَیْ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُہٗ ﴿ھُنَالِکَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ(۱۱۹)﴾صَارُوْا ذَلِیْلِیْنَ ﴿وَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیْنَ(۱۲۰)﴾ ﴿قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ(۱۲۱)﴾ ﴿رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ(۱۲۲)﴾ لِعِلْمِھِمْ بِاَنَّ مَاشَاھَدُوْہُ مِنَ الْعَصَا لَا یَتَاَتّٰی بِالسِّحْرِ ﴿قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ﴾ بِتَحْقِیْقِ الْھَمْزَتَیْنِ وَاِبْدَالِ الثَّانِیَۃِ اَلِفًا ﴿بِہٖ﴾ بِمُوْسٰی ﴿قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ﴾ اَنَا ﴿لَکُمْ اِنَّ ھٰذَا﴾ الَّذِیْ صَنَعْتُمُوْہُ ﴿لَمَکْرٌ مَّکَرْتُمُوْہُ فِی الْمَدِیْنَۃِ لِتُخْرِجُوْا مِنْھَآ اَھْلَھَا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ(۱۲۳)﴾ مَایَنَالُکُمْ مِنِّیْ ﴿لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ﴾ اَیْ یَدَ کُلِّ وَاحِدٍ اَلْیُمْنٰی وَرِجْلَہُ الْیُسْرٰی ﴿ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ(۱۲۴)﴾ ﴿قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا﴾ بَعْدَ مَوْتِنَا بِاَیِّ وَجْہٍ کَانَ ﴿مُنْقَلِبُوْنَ(۱۲۵)﴾ رَاجِعُوْنَ فِی الْاٰخِرَۃِ ﴿وَمَا تَنْقِمُ﴾ تُنْکِرُ ﴿مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا﴾ عِنْدَ فِعْلِ مَاتَوَعَّدَہٗ بِنَا لِئَلَّا نَرْجِعَ کُفَّارًا ﴿وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ(۱۲۶)﴾.

﴿ترجمہ﴾

قوم فرعون کے سردار بولے یہ تو ایک علم والا جادوگر ہے (جو کہ علم سحر.......۱ یعنی جادو میں ماہر ہے، سورۃ الشعراء میں ہے کہ یہ بات فرعون نے اپنے جی میں کہی تھی گویا کہ یہ درباری بھی مشورہ میں فرعون کے ساتھ تھے) تمہیں تمہارے ملک سے نکالا چاہتا ہے تو تمہارا کیا مشورہ ہے بولے انہیں اور ان کے بھائی کو ٹھہرالو (یعنی دونوں کو مہلت دے دو) اور شہروں میں لوگ جمع کرنے والے بھیج دو (حشرین بمعنی جامعین ہے) کہ وہ تیرے پاس جادوگر (ایک قرأت میں سحار ہے) بہت جاننے والے کو (جو موسیٰ علیہ السلام سے علم سحر میں فضیلت رکھتا ہو، تو وہ جمع ہو گئے) اور جادوگر فرعون کے پاس آئے بولے (ء ان دو ہمزہ کی تحقیق اور دوسری ہمزہ کی تسہیل اور دونوں صورتوں میں دونوں کے درمیان الف کے ساتھ آیا ہے) کچھ ہمیں انعام ملے گا اگر ہم غالب آئیں بولا ہاں اور اس وقت تم مقرب ہو جاؤ گے بولے اے موسیٰ یا تو آپ ڈالیں (اپنا عصا) یا ہم ڈالنے والے ہوں (جو ہمارے پاس ہے......۲) کہا تمہیں ڈالو (انہیں ڈالنے میں پہل کرنے کا حکم دیا تا کہ پہلے ڈالنے کو اظہار حق کا وسیلہ بنایا جا سکے) جب انہوں نے ڈالا (اپنی رسیاں اور لاٹھیاں) لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا (لوگوں کی آنکھیں حقیقت کے ادراک سے پھیر دیں) اور انہیں ڈرایا (خوفزدہ کر دیا اس حیثیت سے لوگ ایسے بھاگتے سانپ خیال کرنے لگے) اور بڑا جادو لائے اور ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی اپنا عصا ڈال تو نگلنے لگا (تلقف

اصل میں ایک تاء کے حذف کے ساتھ تبتلع کے معنی میں ہے) انکی بناوٹوں کو (یعنی ان کی باطل تزئین شدہ بناوٹوں کو) تو حق ثابت (وقع بمعنی ثبت اور ظهر ہے) ہوااوران کا کام (یعنی جادو) باطل ہوا پس مغلوب ہوئے (یعنی فرعون اوراس کی قوم) اورذلیل ہوکر پلٹے (انقلبوا صاغرین بمعنی صاروا ذلیلین ہے) اور جادوگر سجدے میں گرادیئے گئے......۱۲۰ بولے ہم ایمان لائے جہاں کے رب پر جو رب ہے موسیٰ اور ھارون کا (اپنے علم کے ذریعے کہ جس چیز کا مشاہدہ انہوں نے کیا ہے وہ جادو کے ذریعے نہیں ہوسکتا) فرعون بولا تم ایمان لے آئے (ء امنتم دو ہمزہ کی تحقیق اور دوسری ہمزہ کو الف سے بدلنے کے ساتھ آیا ہے) اس (یعنی موسیٰ علیہ السلام) پر قبل اس کے کہ (میں) اجازت دوں بیشک یہ (جو کچھ تم نے کیا) بڑا جعل ہے جو تم سب نے شہر میں پھیلایا ہے کہ شہر والوں کو اس سے نکال دوتو اب جان جاؤ گے (جو تمہیں مجھ سے پہنچے گا) قسم ہے کہ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا (یعنی ہر ایک کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹوں گا) پھر تم سب کو سولی دوں گا بولے ہم اپنے رب کی طرف (بعد ہماری موت کے جہاں کہیں ہوں) پھرنیوالے ہیں (لوٹنے والے ہیں آخرت میں) اور تجھے کیا بُرا لگا (تنقم بمعنی تنکر ہے) ہمارا یہی نہ کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لے آئے جب وہ ہمارے پاس آئیں اے ہمارے رب ہم پر صبر انڈیل دے (اس تکلیف دینے کے وقت میں جس کا فرعون نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ کہیں ہم کفر کی طرف پھر نہ جائیں) اور ہمیں مسلمان اٹھا......۱۲۶۔

﴿ترکیب﴾

﴿قال الملا من قوم فرعون ان ھذا لسحر علیم﴾.

قال: فعل......الملا: موصوف......من قوم فرعون: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر قول...... ان ھذا: حرف مشبہ واسم......لسحر علیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿یرید ان یخرجکم من ارضکم فما ذا تامرون﴾.

یرید: فعل بافاعل......ان: مصدریہ......یخرجکم من ارضکم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لسحر" کیلئے صفت ثانی...... ف: عاطفہ...... ماذا: اسم استفہام مفعول مقدم، تامرون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا ارجه واخاه وارسل فی المدائن حشرین یاتوک بکل سحر علیم﴾.

قالوا: قول...... ارج: فعل امر بافاعل...... ہ: ضمیر معطوف علیہ......واخاہ: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... ارسل فی المدائن: فعل بافاعل وظرف لغو......حشرین: "رجالا" محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... یاتوک: فعل بافاعل ومفعول...... بکل

سحر علیم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے۔

﴿وجاء السحرة فرعون قالوا ان لنا لاجرا ان كنا نحن الغلبين﴾.

و: مستانفہ...... جاء السحرة فرعون: فعل وفاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... قالوا: قول......ان: حرف مشبہ......لنا: ظرف مستقر خبر مقدم...... لاجرا: اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ......ان: شرطیہ...... كنا: فعل ناقص بااسم...... نحن الغلبين: خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فان لنا لاجرا" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال نعم وانكم لمن المقربين﴾.

قال: قول......نعم: حرف ایجاب قائم مقام جملہ محذوف "ان لكم لاجرا" ...... و: عاطفہ......انكم: حرف مشبہ واسم......لام: تاکیدیہ......من المقربين: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر محذوف جملہ "ان لكم لاجرا" پر معطوف،ملکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قالوا يموسى اما ان تلقى واما ان نكون نحن الملقين﴾.

قالوا: قول...... يموسى: جملہ ندائیہ......اما: حرف شرط......ان تلقى: مصدر مؤول مبتدا محذوف "نامرك" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "مهمايكن من شيء في الدنيا" شرط محذوف کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ و: عاطفہ اما: حرف شرط......ان: مصدریہ...... تكون نحن الملقين: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتدا محذوف "فامرنا" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "مهمايكن من شيء في الدنيا" شرط محذوف کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف،ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال القوا فلما القوا سحروا اعين الناس واسترهبوهم وجاء وا بسحر عظيم﴾.

قال: قول......القوا: فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ...... ف: مستانفہ......لما: شرطیہ،القوا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط......سحروا اعين الناس: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... واسترهبوهم: جملہ فعلیہ معطوف اول...... وجاء وبسحر عظيم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی ملکر جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واوحينا الى موسى ان الق عصاك فاذا هى تلقف ما يافكون﴾.

و: مستانفہ...... اوحينا الى موسى: فعل بافاعل وظرف لغو......ان: مصدریہ...... الق عصاك: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فالقاها" ...... اذا: فجائیہ...... هى: مبتدا...... تلقف: فعل بافاعل ......مايافكون: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فوقع الحق وبطل ما كانوا يعملون فغلبوا هنالك وانقلبوا صغرين﴾.

ف: عاطفہ......وقع الحق: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......بطل: فعل......ما کانوا یعملون: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......غلبوا ھنالک: فعل مجہول با نائب الفاعل وظرف مکان،ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... انقلبوا: فعل واو ضمیر ذوالحال...... صغرین: حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والقی السحرة سجدین قالوا امنا برب العلمین رب موسی وھرون﴾.

و: عاطفہ......القی: فعل مجہول...... السحرة: ذوالحال......سجدین: حال ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... قالوا: قول...... امنا: فعل بافاعل......ب: جار...... رب العلمین: مبدل منہ......رب موسی وھرون: بدل،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغوملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال فرعون امنتم به قبل ان اذن لکم﴾.

قال فرعون: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول......امنتم بہ: فعل بافاعل وظرف لغو...... قبل: مضاف......ان: مصدریہ......اذن لکم: فعل نا ضمیر فاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مضاف الیہ،ملکر ظرف، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ان ھذا لمکر مکرتموہ فی المدینة لتخرجوا منھا اھلھا﴾.

ان ھذا: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکیدیہ......مکر: موصوف......مکرتموہ: فعل بافاعل ومفعول......فی المدینة: ظرف لغو اول......لام: جار......تخرجوا: فعل بافاعل......منھا: ظرف لغو......اھلھا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فسوف تعلمون لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ثم لاصلبنکم اجمعین﴾.

ف: فصیحہ......سوف: حرف استقبال...... تعلمون: فعل بافاعل مفعول محذوف "تعلمون مایحل بکم من قوارع العذاب" ملکر جملہ فعلیہ......لام: قسمیہ......اقطعن: فعل بافاعل...... ایدیکم وارجلکم: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر مفعول ......من خلاف: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "اقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ......ثم: عاطفہ...... لام: تاکیدیہ ...... اصلبن: فعل بافاعل...... کم: مؤکد...... اجمعین: تاکید،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا انا الی ربنا منقلبون﴾.

قالوا: قول......انا: حرف مشبہ واسم...... الی ربنا: ظرف لغو مقدم...... منقلبون: اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وما تنقم منا الا ان امنا بایت ربنا لما جاء تنا﴾.

و: عاطفہ ...... ما: نافیہ...... تنقم: فعل وانت ضمیر فاعل...... منا: ظرف لغو...... الا: اداۃ حصر......ان: مصدریہ......

امنا بایت ربنا: فعل بافاعل وظرف لغو...... لما: ظرفیہ مضاف......جاء تنا: جملہ فعلیہ جزا محذوف "امنا بھا من غیر تردد" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین﴾.

ربنا: جملہ ندائیہ، افرغ علینا صبرا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، توفنا: فعل بافاعل و نا ضمیر ذوالحال، مسلمین: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقصود بالندا، ملکر جملہ جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

سحر کیا ھے؟

۱......شیخ جرجانی فرماتے ہیں کہ سحر سے مراد تخییل (کوئی چیز مشتبہ کرنا)، ملمع سازی اوراس چیز کا ارادہ کرنا ہے جس کی کوئی اصل نہ ہو جیسا کہ کئی متکلمین کے نزدیک سحر کی یہی تعریف ہے۔ (التعریفات، ص ۱۲۱)

جن سے فرعون نے قرب کا وعدہ کیا تھا کہ اگر تم موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے تو میرے مقرب ہو جاؤ گے ان جادوگروں کی تعداد کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے، مقاتل کے نزدیک ان کی تعداد بہتر تھی جن میں دو قبطی اور ستر بنی اسرائیلی تھے، کلبی کے قول کے مطابق ان کی تعداد اہل نینوی کے ستر عام آدمی تھے، کعب کے قول کے مطابق بارہ ہزار اور سدی کے مطابق تین ہزار اور کچھ زائد، عکرمہ کے مطابق ستر ہزار اور محمد بن منکدر کے مطابق اسی ہزار جادوگر تھے، مقاتل کہتے ہیں کہ جادوگروں کا سردار شمعون تھا اور ابن جریج کے مطابق یوحنا نامی شخص جادوگروں کا سردار تھا۔ (البغوی، ص ۳۱۷)

باادب با نصیب!

۲......جادوگر بولے اے موسیٰ علیہ السلام یا تو آپ علیہ السلام اپنا عصا ڈالیں یا ہم ابتدا کریں، یعنی اپنی لاٹھیاں اور رسیاں ڈالیں۔ اس آیت مبارکہ میں ایک لطیف نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جادوگروں نے ادب کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رعایت فرمائی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے اوپر مقدم کیا اور کوئی شک نہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کے ادب کے صدقے میں ان پر ایمان اور ھدایت کے ذریعے احسان فرمایا ہو کہ انھوں نے اولاً ادب کی رعایت فرمائی اور اپنی رغبت اس بارے میں ظاہر فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے کہا کہ تم اپنی ذات کو لاٹھیاں اور رسیاں ڈالنے میں مقدم کرو، ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو ابتدا کرنے کی اجازت کیسے دے دی؟ جب کہ آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ جادو ہے اور جادو کرنا جائز نہیں ہے؟ میں یہ کہوں گا

کہ اس بارے میں علماء نے کئی جوابات دیئے ہیں، ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ اگر تم اپنے فعل کو سچ جانتے ہو تو ڈالو اور اگر ایسا نہیں ہے تو نہ سہی، دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو رسیاں اور لاٹھیاں ڈالنے کا حکم دیا تا کہ اپنا معجزہ عصاء ظاہر کرسکیں کیونکہ اگر وہ ابتداء نہ کرتے تو آپ علیہ السلام کو معجزہ ظاہر کرنے کا موقع نہ ملتا، تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ ان لوگوں کا رسیاں اور لاٹھیاں ڈالنا ضروری ہے اور تخییر (یعنی دو چیزوں میں سے ایک کو منتخب کرنے) کا وقوع تقدیم و تاخیر سے ہوتا ہے لہٰذا آپ علیہ السلام نے انہیں تقدیم کا حکم دیا تا کہ ان پر معجزہ کا ظہور بھی اسی طرح غلبے سے ہو اس لئے کہ اگر (حضرت موسیٰ علیہ السلام) ابتدا کرتے تو انہیں غلبہ و ظہور حاصل نہ ہوتا اس لئے آپ علیہ السلام نے انہیں (یعنی جادوگروں کو) ابتداء کرنے کا حکم دیا۔ جب جادوگروں نے ابتداء کی تو لوگوں کی آنکھوں کو حقیقت کے ادراک کرنے سے اپنی ملمع سازی اور تخیل کے ذریعے پھیر دیا اور یہی جادو ہے۔ اور یہی واضح فرق جادو اور معجزہ کے مابین ہے کہ جادو بشر کا فعل ہے اور معجزہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا اللہ عزوجل کی جناب سے، اور ایک فرق جادو اور معجزہ میں یہ بھی ہے کہ جادو میں آنکھوں کی نظر بندی ہوتی ہے کہ کسی چیز کی حقیقت کو جان لینے سے نظر کو پھیر دیا جائے جبکہ معجزہ میں کسی چیز کی حقیقت نفس ہی کو پھیر دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا دوڑنے والا اژدھا بن گیا۔ (الخازن، ج۲، ص۲۳۵)

جادوگروں کا اظہار ایمان سے قبل سجدہ کرنا!

س...... یہاں کسی کے ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے کہ جادوگروں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر ایمان لانا واجب تھا نہ کہ سجدہ، انہوں نے سجدہ کو ایمان لانے پر کیوں مقدم کیا؟ میں (علامہ خازن) اس کا جواب یہ دوں گا کہ جب اللہ عزوجل نے ان کے دل میں ایمان اور معرفت کو ڈال دیا تو وہ اللہ عزوجل کی دی ہوئی ہدایت اور ایمان باللہ اور تصدیق رسول پر شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر پڑے پھر اس کے بعد انہوں نے اپنا ایمان ظاہر کیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ جب جادوگروں نے اللہ عزوجل کی عظیم قدرت اور امر عصاء پر اس کا غلبہ، اقتدار دیکھا کہ اس عظیم کارنامے پر کسی بشر کو قدرت نہیں ہوسکتی اور جادوگروں کے تمام شبہات زائل ہو گئے جو کہ ان کے دلوں میں تھے اور اس عظیم قدرت کو دیکھ کر اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں اس کی شان کی تعظیم کی خاطر سجدے میں گر گئے اس کے بعد انہوں نے اپنا ایمان ظاہر کیا، ایک قول یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب جادوگروں نے معجزہ دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ امر سماوی ہے جادو نہیں ہے لہٰذا وہ سجدے میں گر گئے اور بولے ہم عالمین کے رب عزوجل اور موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے رب عزوجل پر ایمان لائے۔ (الخازن، ج۲، ص۲۳۷)

یہاں ہم ضمناً سجدے کا طریقہ بھی ذکر کردیتے ہیں چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب کوئی شخص سجدہ کرے تو وہ سات ہڈیوں پر سجدہ کرے منہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پنجے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب اعضاء السجود و النھی، رقم: ۹۸۷، ص ۲۳۵)

وقتِ مصیبت دعا کرنا:

ہ...... یہاں جادوگروں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ ﷻ تو ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں مسلمان اٹھا! جادوگروں نے صبر اس لئے مانگا تھا کہ فرعون نے کہا تھا کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمت کاٹوں گا اور تمہیں سولی دونگا۔ فرعون کی جانب سے آنے والی اس آزمائش پر انہوں نے صبر کی دعا مانگی اور یہ بھی دعا مانگی کہ اللہ ﷻ انہیں دینِ حق پر ثابت قدم رکھے آمین۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرعونی دن کے اول وقت میں جادوگر تھے اور آخر وقت میں شھید۔ (الخازن، ج۲، ص۲۳۷)

☆...... ☆علم السحر : مفسر کی عبارت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سحر میں محض خیال بندیاں ہوتی ہیں۔ انسان کی آنکھوں کو حقیقت کے پہچاننے سے روک دیا جاتا بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ نظر بندی کر دی جاتی ہے اور انسان کسی چیز کی حقیقت کو جاننے سے قاصر رہتا ہے جیسا کہ ہم نے سحر کی تعریف میں مذکورہ بالا حاشیہ نمبر''ا'' کے تحت کلام کیا ہے۔ ذات شعاع : ایسا نور جو سورج کی روشنی پر غالب آجائے۔ فکانهم قالوه معه: فرعون کا یہ بیان وہاں موجود فرعونی اور آنے والے جادوگروں کے حوالے سے ہے۔

فجمعوه: فرعون نے بہتر، ایک ہزار بارہ، ایک ہزار پندرہ، ستر ہزار، اسی ہزار جادوگر جمع کر لئے۔

ان ما تلقی...... الخ: ان مصدر یہ ہے اور مفعول محذوف ہے، اصل عبارت یوں ہے: اختر اما القائک۔

امـــر لـلاذن : حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادو کرنے کی اجازت کیوں مرحمت فرمائی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا: تاکہ حق ظاہر ہو جائے۔ فی الاصل: اصل عبارت تتلقف ہے، دو تاء میں سے ایک کو بوجہ تخفیف حذف کر دیا گیا ہے، اور یہ جمہور کی قرائت ہے۔

ماینالکم منی: اس جملے میں اشارہ ہے کہ مفعول تعلمون محذوف ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۷۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۵

﴿وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ﴾ لَهُ ﴿اَتَذَرُ﴾ تترک ﴿مُوسٰی وَقَوْمَهٗ لِیُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ﴾ بالدُّعاءِ اِلٰی مُخَالفتِک ﴿وَیَذَرَکَ وَ اٰلِهَتَکَ﴾ وَکَانَ صَنَعَ لَهُمْ اَصْنَامًا صِغَارًا یَعْبُدُوْنَهَا وَقَالَ اَنَا رَبُّکُمْ وَرَبُّهَا وَلِذَا قَالَ (اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی) ﴿قَالَ سَنُقَتِّلُ﴾ بِالتَّشْدِیْدِ وَالتَّخْفِیْفِ ﴿اَبْنَآءَ هُمْ﴾ الْمَوْلُوْدِیْنَ ﴿وَنَسْتَحْیٖ﴾ نَسْتَبْقِیْ ﴿نِسَآءَ هُمْ﴾ کَفِعْلِنَا بِهِمْ مِنْ قَبْلُ ﴿وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ (۱۲۷)﴾ قَادِرُوْنَ فَفَعَلُوْا بِهِمْ ذٰلِکَ فَشَکَا بَنُوْ اِسْرَآئِیْلَ ﴿قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ج﴾ عَلٰی اَذَاهُمْ ﴿اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ یُوْرِثُهَا﴾ یُعْطِیْهَا ﴿مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ﴾ الْمَحْمُوْدَةُ ﴿لِلْمُتَّقِیْنَ (۱۲۸)﴾ اَللّٰهُ ﴿قَالُوْا اُوْذِیْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ط قَالَ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّهْلِکَ عَدُوَّکُمْ وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ (۱۲۹)﴾ فِیْهَا۔

﴿ترجمہ﴾

اور قوم فرعون کے سردار (فرعون سے) بولے کیا تو چھوڑتا ہے (اتذر بمعنی تترک ہے) موسی اور اس کی قوم کو کہ وہ زمین میں فساد پھیلائیں (تیری مخالفت کی طرف بلانے کے ذریعے......ا......) اور موسی تجھے اور تیرے ٹھرائے ہوئے رب کو چھوڑ دے (اور فرعون نے لوگوں کیلئے چھوٹے چھوٹے بت بنا رکھے تھے اور قوم ان بتوں کی عبادت کرتی تھی اور فرعون کہتا تھا کہ میں تمہارا اور ان بتوں کا بھی رب ہوں اور یہ بھی کہ میں بڑا رب ہوں......۲......) بولا اب ہم قتل کریں گے (سنقتل تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ ہے) ان کے (نومولود پیدائشی) بیٹوں کو اور زندہ رکھیں گے (یعنی باقی رکھیں گے) ان کی بیٹیوں کو (جیسا کہ ہم نے ان کے ساتھ پہلے کیا تھا) اور بیشک ہم ان پر غالب ہیں (یعنی قادر ہیں پھر انہوں نے ایسا کیا تو بنی اسرائیل نے شکایت کی) موسی نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ کی مدد چاہو اور صبر کرو (فرعونیوں کی تکلیفوں پر) بیشک زمین کا مالک اللہ ہے (وہ عطا فرماتا ہے) اپنے بندوں میں جسے چاہے اور انجام (محمودہ) پرہیزگاروں کیلئے ہے......۳......(اللہ ﷻ کے پاس) بولے ہم ستائے گئے آپ کے آنے سے پہلے اور آپ کے تشریف لانے کے بعد قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمنوں کو ھلاک کرے اور اس کی جگہ زمین کا مالک تمہیں بنائے پھر دیکھے کیسے انجام کرتے ہو (زمین میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الملا من قوم فرعون اتذر موسی وقومه ليفسدوا فی الارض ويذرک والھتک﴾.

و: مستانفہ...... قال: فعل......الملا: ذوالحال......من قوم فرعون: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول...... ھمزہ: حرف استفہام......تذر: فعل بافاعل......موسی وقومه: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مفعول......لام: جار......يفسدوا فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......يذر: فعل بافاعل......ک: ضمیر معطوف علیہ......و: عاطفہ......الھتک: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال سنقتل ابناء ھم ونستحی نساء ھم وانا فوقھم قھرون﴾.

قال: قول......سنقتل: فعل بافاعل......ابناء ھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ،نستحی: فعل بافاعل......نساء ھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول...... و: عاطفہ...... انا: حرف مشبہ واسم...... فوقھم قاھرون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال موسی لقومه استعينوا بالله واصبروا﴾.

قال موسی لقومه: فعل وفاعل ومتعلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول...... استعينوا: فعل امر بافاعل...... بالله: ظرف لغو، ملکر

جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......اصبروا: فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین﴾.

ان الارض: حرف مشبہ واسم......لام: جار......اللہ: ذوالحال......یورثھا: فعل بافاعل ومفعول...... من: موصولہ ،یشاء: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر ذوالحال...... من عبادہ: ظرف مستقر حال ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال،ملکر مجرور ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ......و:مستانفہ...... العاقبۃ: مبتدا...... للمتقین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قالوا اوذینا من قبل ان تاتینا ومن بعد ما جئتنا﴾.

قالوا: قول......اوذینا: فعل مجہول وناضمیر نائب الفاعل...... من: جار......قبل: مضاف......ان تاتینا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......من: جار......بعد: مضاف......ما جئتنا: جملہ فعلیہ ما مصدریہ سے ملکر بتاویل مصدر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر معطوف،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال عسی ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض﴾.

قال: قول......عسی: فعل مقارب......ربکم: اسم......ان یھلک عدوکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......یستخلفکم فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف ملکر بتاویل مصدر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فینظر کیف تعملون﴾.

ف: عاطفہ للتعقیب...... ینظر: فعل بافاعل...... کیف: اسم استفہام حال مقدم...... تعملون: فعل واوضمیر ذوالحال ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یستخلفکم" پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بنی اسرائیل حضرت موسی علیہ السلام کی پیروکار بن گئی:

۱......زمین سے مراد مصر کی سرزمین ہے اور فساد سے دینی اور دنیاوی دونوں قسم کے فساد مراد ہیں یعنی موسی علیہ السلام اور ان کی قوم اپنے دین کی دعوت عام کر کے لوگوں کو تجھ سے دور کریں گے۔ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جس وقت جادوگر حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لے آئے اس وقت بنی اسرائیل کے ستر ہزار افراد حضرت موسی علیہ السلام کے پیروکار ہوگئے۔

(روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۴۱)

فرعون کے معبود کون تھے؟

۲......قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر المظہری میں اس بارے میں کئی اقوال نقل فرماتے ہیں۔حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں فرعون کے پاس ایک گائے تھی جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا اور جب لوگ اس خوبصورت گائے کو دیکھتے تو فرعون انہیں اس کی عبادت کا حکم دیتا، اسی لئے سامری جادوگر نے فرعونیوں کے لئے بچھڑا بنایا تھا، حسن کا قول ہے کہ فرعون نے اپنے گلے میں ایک صلیب لٹکایا ہوا تھا جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا، سدی کا قول ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کے لئے بت بنا رکھے تھے جس کی عبادت کرنے کا وہ قوم کو حکم کرتا تھا اور اپنی قوم سے کہتا یہ تمہارے معبود ہیں اور میں تمہارا رب ہوں اور ان کا بھی اور یہ بھی کہتا کہ میں تمہارا بڑا رب ہوں، ایک قول اس بارے میں یہ بھی ملتا ہے کہ فرعونی ستاروں کی پوجا کیا کرتے تھے، اور ابن مسعود، ابن عباس، شعبی اور ضحاک رضی اللہ عنہم نے ویذرک و الھتک کو الف کی کسرہ کے ساتھ عبادک کے وزن پر پڑھا ہے اور الھتک کا معنی بھی عبادتک ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ الھتک سے مراد سورج ہے اور فرعونی سورج کی عبادت کرتے تھے۔ (المظھری، ج۳، ص۶۸)

﴿عاقبت﴾ پرہیزگاروں کیلئے:

۔۔۔۔۔ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے پہلے بھی ظلم وستم کے شکار ہوا کرتے تھے اور بعثت کے بعد بھی، حتی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد بھی فرعون نے طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا رکھا اور لڑکوں کو بے دریغ ذبح کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو امید دلائی کہ فتح اور کامیابی پرہیزگاروں کی ہوگی اور فرعون مع اپنے لشکر ہلاک و برباد ہو جائے گا۔ پتہ چلا کہ وقتی طور پر آنے والی پریشانی سے انسان کو گھبرانا نہیں چاہیے اور ہر حال میں امید اللہ عزوجل کی ذات پر ہونی چاہیے یہ سختیاں، پریشانیاں اور آزمائشیں ہمیشہ ہمیشہ نہیں رہ جاتیں بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔

☆۔۔۔۔۔☆ من قبل: یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۸۱)

ففعلوا ذلک بھم: بیٹوں کو قتل اور عورتوں یعنی بچیوں کو زندہ رکھا۔ اصناما صغارا: یعنی صورتا ستاروں کی مانند۔ (الجمل، ج۳، ص۹۵)

رکوع نمبر: ۶

﴿وَلَقَدْ اَخَذْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ﴾ بِالْقَحْطِ ﴿وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (۱۳۰)﴾ يَتَّعِظُوْنَ فَيُؤْمِنُوْنَ ﴿فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ﴾ اَلْخِصْبُ وَالْغِنٰى ﴿قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ﴾ اَىْ نَسْتَحِقُّهَا وَلَمْ يَشْكُرُوْا عَلَيْهَا ﴿وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ﴾ جَدْبٌ وَبَلَاءٌ ﴿يَّطَّيَّرُوْا﴾ يَتَشَاءَمُوْا ﴿بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ط﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ﴾ شُؤْمُهُمْ ﴿عِنْدَ اللّٰهِ﴾ يَاْتِيْهِمْ بِهٖ ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۳۱)﴾ اَنَّ مَا يُصِيْبُهُمْ مِنْ عِنْدِهٖ ﴿وَقَالُوْا﴾ لِمُوْسٰى ﴿مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ (۱۳۲)﴾ فَدَعَا عَلَيْهِمْ ﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ﴾ وَهُوَ مَاءٌ دَخَلَ بُيُوْتَهُمْ وَوَصَلَ اِلٰى حُلُوْقِ الْجَالِسِيْنَ سَبْعَةَ اَيَّامٍ ﴿

وَالْجَرَادُ﴾ فَاکَلَ زَرْعَھُمْ وَثِمَارَھُمْ کَذٰلِکَ ﴿وَالْقُمَّلَ﴾ اَلسُّوْسُ اَوْ ھُوَ نَوْعٌ مِنَ الْقُرَادِ فَتَتَبَّعَ مَاتَرَکَہُ الْجَرَادُ ﴿وَالضَّفَادِعَ﴾ فَمَلَاَتْ بُیُوْتَھُمْ وَطَعَامُھُمْ ﴿وَالدَّمَ﴾ فِیْ مِیَاھِھِمْ ﴿اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ﴾ مُبَیِّنَاتٍ ﴿فَاسْتَکْبَرُوْا﴾ عَنِ الْاِیْمَانِ بِھَا ﴿وَکَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ(۱۳۳)﴾ ﴿وَلَمَّا وَقَعَ عَلَیْھِمُ الرِّجْزُ﴾ اَلْعَذَابُ ﴿قَالُوْا یٰمُوْسٰی ادْعُ لَنَا رَبَّکَ بِمَا عَھِدَ عِنْدَکَ﴾ مِنْ کَشْفِ الْعَذَابِ عَنَّا اِنْ آمَنَّا ﴿لَئِنْ﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿کَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَکَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَکَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ(۱۳۴)﴾ ﴿فَلَمَّا کَشَفْنَا﴾ بِدُعَاءِ مُوْسٰی ﴿عَنْھُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓی اَجَلٍ ھُمْ بٰلِغُوْہُ اِذَا ھُمْ یَنْکُثُوْنَ(۱۳۵)﴾ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَھُمْ وَیُصِرُّوْنَ عَلٰی کُفْرِھِمْ ﴿فَانْتَقَمْنَا مِنْھُمْ فَاَغْرَقْنٰھُمْ فِی الْیَمِّ﴾ اَلْبَحْرِ الْمِلْحِ ﴿بِاَنَّھُمْ﴾ بِسَبَبِ اَنَّھُمْ ﴿کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا عَنْھَا غٰفِلِیْنَ(۱۳۶)﴾ لَایَتَدَبَّرُوْنَھَا ﴿وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ﴾ بِالْاِسْتِعْبَادِھِمْ وَھُمْ بَنُوْاِسْرَائِیْلَ ﴿مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَھَا الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْھَا﴾ بِالْمَاءِ وَالشَّجَرِ صِفَةٌ لِّلْاَرْضِ وَھِیَ الشَّامُ ﴿وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ الْحُسْنٰی﴾ وَھِیَ قَوْلُہٗ(وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا...... الخ) ﴿عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ بِمَا صَبَرُوْا﴾ عَلٰی اَذٰی عَدُوِّھِمْ ﴿وَدَمَّرْنَا﴾ اَھْلَکْنَا ﴿مَا کَانَ یَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُہٗ﴾ مِنَ الْعِمَارَةِ ﴿وَمَا کَانُوْا یَعْرِشُوْنَ(۱۳۷)﴾ بِکَسْرِ الرَّاءِ وَضَمِّھَا یَرْفَعُوْنَ مِنَ الْبُنْیَانِ ﴿وَجٰوَزْنَا﴾ عَبَّرْنَا ﴿بِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا﴾ فَمَرُّوْا ﴿عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ﴾ بِضَمِّ وَکَسْرِھَا ﴿عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّھُمْ﴾ یُقِیْمُوْنَ عَلٰی عِبَادَتِھَا ﴿قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰھًا﴾ صَنَمًا نَعْبُدُہٗ ﴿کَمَا لَھُمْ اٰلِھَةٌ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْھَلُوْنَ(۱۳۸)﴾ حَیْثُ قَابَلْتُمْ نِعْمَةَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ بِمَا قُلْتُمُوْہُ ﴿اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ﴾ ھَالِکٌ ﴿مَّا ھُمْ فِیْہِ وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(۱۳۹)﴾ ﴿قَالَ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰھًا﴾ مَعْبُوْدًا وَاَصْلُہٗ اَبْغِیْ لَکُمْ ﴿وَّھُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ(۱۴۰)﴾ فِیْ زَمَانِکُمْ بِمَاذَکَرَہٗ فِیْ قَوْلِہٖ ﴿وَ﴾ اذْکُرْ ﴿اِذْ اَنْجَیْنٰکُمْ﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ اَنْجَاکُمْ ﴿مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَکُمْ﴾ یُکَلِّفُوْنَکُمْ وَیُذِیْقُوْنَکُمْ ﴿سُوْٓءَ الْعَذَابِ﴾ اَشَدَّہٗ وَھُوَ ﴿یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ﴾ یَسْتَبْقُوْنَ ﴿نِسَآءَکُمْ وَفِیْ ذٰلِکُمْ﴾ اَلْاِنْجَاءِ اَوِ الْعَذَابِ ﴿بَلَآءٌ﴾ اِنْعَامٌ اَوْ اِبْتِلَاءٌ ﴿مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ (۱۴۱)﴾ اَفَلَا تَتَّعِظُوْنَ فَتَنْتَھُوْنَ عَمَّا قُلْتُمْ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے فرعون والوں کو برسوں کے (قحط) اور پھلوں کے گھاٹے سے پکڑا کہ کہیں وہ نصیحت مانیں (یعنی نصیحت

پکڑتے ہوئے ایمان لائیں) تو جب انہیں بھلائی ملتی (یعنی سر سبزی اور مال) کہتے یہ ہمارے لیے ہے (کہ ہم اس کے مستحق ہیں اور وہ اس کا شکر نہ کرتے) اور جب بُرائی پہنچتی (یعنی خشک سالی اور آزمائش آپڑتی) تو فال (یعنی بدشگونی ......۱......) لیتے موسیٰ اور اس کے ساتھ والے (مومنین) سے سن لو انکے نصیبے کی شامت (یعنی نحوست) تو اللہ کے یہاں ہے (جو اللہ ﷻ کی طرف سے ان کے پاس آئی) لیکن ان میں اکثر کو خبر نہیں (کہ انہیں جو مصیبت پہنچی وہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہے) اور بولے (موسیٰ علیہ السلام سے) تم کیسی بھی نشانی لے کر ہمارے پاس آؤ کہ ہم پر اس سے جادو کرو ہم کسی طرح تم پر ایمان لانے والے نہیں (تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے عذاب کی دعا فرمائی) تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان ......۲...... (مراد پانی ہے جو ان کے گھروں میں داخل ہو گیا اور بیٹھنے والوں کے حلق تک پہنچ گیا یہ عذاب سات دن تک رہا) اور ٹڈی (جو ان کے کھیت اور پھل کھا گئی اسی طرح) اور جوئیں (گھن یا چیچڑی کی ایک قسم ہے تو اس نے ٹڈی کا چھوڑا ہوا کھالیا) اور مینڈک (جو ان کے گھروں اور کھانوں سب میں بھر گئے) اور خون (ان کے پانی میں) جدا جدا (مفصلات بمعنی مبینات ہے) نشانیاں تو انہوں نے تکبر کیا (ان نشانیوں پر ایمان لانے سے) اور وہ مجرم قوم تھی اور جب ان پر عذاب پڑتا (زجر بمعنی عذاب ہے) کہتے اے موسیٰ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے (ہم سے عذاب دور کرنے کا، اگر ہم ایمان لائیں) اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تم ہم پر عذاب اٹھادو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کردیں گے پھر جب ہم (موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے سبب) ان سے عذاب اٹھالیتے ایک مدت کیلئے جس تک انہیں پہنچنا ہے جبھی وہ پھر جاتے (یعنی عہد توڑ دیتے اور اپنے کفر پر مصر رہتے) تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو انہیں دریا (یعنی نمکین سمندر) میں ڈبودیا اسلئے (یعنی اس سبب سے کہ) ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے بے خبر تھے (وہ ان آیتوں میں غور وفکر نہیں کرتے تھے) اور ہم نے اس قوم کو جو دبالی گئی تھی (غلامی کے سبب مراد بنی اسرائیل ہیں) وارث کیا اس زمین کے مشرق اور مغرب کا جس میں ہم نے برکت رکھی (پانی اور درخت کی کثرت سے التی، ارض کی صفت ہے مراد سرزمین شام ہے) اور تیرے رب کا اچھا وعدہ (کلمہ حسنہ سے مراد اس کا فرمان ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا ......الخ ہے) پورا ہوا بنی اسرائیل پر بدلہ ان کے صبر کا (یعنی ان کا دشمنوں کی اذیت پر صبر کرنے کا بدلہ پورا ہوا) اور ہم نے برباد (یعنی ہلاک) کردیا جو کچھ فرعون اور اس کی قوم (عمارتیں) بناتی اور جو چنائیاں اٹھاتے تھے (یعرشون راء کی کسرہ اور ضمہ کے ساتھ ہے یعنی وہ جو عمارتیں بلند کرتے تھے) اور ہم نے پار اتارا (جاوزنا بمعنی وعدنا ہے) بنی اسرائیل کو دریا سے ......۳...... تو وہ آئے (یعنی گزرے) ایسی قوم کے پاس جو جمے بیٹھے تھے (یعکفون کاف کی ضمہ اور کسرہ کے ساتھ ہے) اپنے بتوں کے آگے (وہ لوگ اس کی عبادت پر قائم تھے) بولے اے موسیٰ ہمیں ایک خدا بنادے (بت جس کی ہم عبادت کریں) جیسا ان کے لیے اتنے خدا ہیں بولا تم ضرور جاہل لوگ ہو (اللہ ﷻ کی نعمتوں کا مقابلہ ایسی باتوں سے کرتے ہو جو تم کہتے ہو) یہ حال تو بربادی (یعنی ہلاکت) کا ہے جس میں یہ لوگ ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں بڑا باطل ہے کہا کیا اللہ کے سوا تمہارا اور کوئی خدا تلاش کروں (یعنی معبود اور

ابـغيكم بمعنی ابـغـی لكم ہے) حالانکہ ہم نے تمہیں زمانے بھر پر فضیلت دی (تمہارے زمانے میں جیسا کہ اللہ ﷻ نے اس بات کو اپنے فرمان ﴿علی العالمین﴾ میں ذکر فرمایا) اور (یاد کرو) جب اس نے تمہیں نجات دی (اور ایک قرأت میں انجاکم ہے) فرعون والوں سے کہ وہ تمہیں چکھاتے (یعنی وہ تمہیں تکلیف دیتے اور مزہ چکھاتے) بُری مار کا (جو زیادہ شدید ہے اور وہ یہ ہے کہ) وہ تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے اور زندہ چھوڑتے (یعنی باقی رکھتے تھے) تمہاری بیٹیوں کو اور اس میں (یعنی نجات دینے یا عذاب کرنے میں) آزمائش ہے (جو انعام دے کر ہو یا امتحان لیکر ہو) تمہارے رب کی بڑی (تو کیا تم نصیحت نہیں پکڑو گے اور اپنے کہے سے باز نہیں آؤ گے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اخذنا ال فرعون بالسنین ونقص من الثمرات لعلهم یذکرون﴾۔

و: مستانفہ...... لام: تاکیدیہ...... قد: تحقیقیہ...... اخذنا: فعل با فاعل...... ال فرعون: ذوالحال...... لعلهم یذکرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول...... بِ: جار...... السنین: معطوف علیہ ...... ونقص من الثمرت: شبہ جملہ معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿فاذا جاء تهم الحسنة قالوا لنا هذه﴾۔

ف: عاطفہ...... اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء تهم الحسنة: فعل ومفعول وفاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: قول، لنا: ظرف مستقر خبر مقدم، هذه: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تصبهم سیئة یطیروا بموسی ومن معه﴾۔

و: عاطفہ...... ان: شرطیہ...... تصبهم سیئة: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... یطیروا: فعل با فاعل...... ب: جار...... موسی: معطوف علیہ...... ومن معه: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الا انما طئرهم عند الله ولکن اکثرهم لا یعلمون﴾۔

الا: حرف تنبیہ، انما: حرف مشبہ وما کافہ، طئر: مضاف، هم: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لکن اکثرهم: حرف مشبہ واسم، لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مبتداء، عند الله: ظرف مکان متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وقالوا مهما تاتنا به من ایة لتسحرنا بها فما نحن لک بمومنین﴾۔

و: عاطفہ، قالوا: قول، مهما: اسم شرط جازم مبتدا...... تاتنا: فعل ھی ضمیر ذوالحال، من ایة: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل نا ضمیر مفعول، به: ظرف لغو، لتسحرنا بها: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ، ما: مشابہ بلیس، نحن: اسم، لک بمومنین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فارسلنا علیهم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم ایت مفصلت فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین﴾.

ف: عاطفہ، ارسلنا: فعل بافاعل، علیهم: ظرف لغو، الطوفان: معطوف......والجراد والقمل والضفادع والدم: معطوفات، ملکر ذوالحال...... ایت: موصوف، مفصلت: صفت، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ، استکبروا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ارسلنا" پر معطوف ہے......و: عاطفہ کانوا: فعل ناقص بااسم، قومامجرمین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولما وقع علیهم الرجز قالوا یاموسی ادع لنا ربک بما عهد عندک﴾.

و: عاطفہ......لما: شرطیہ......وقع علیهم الرجز: فعل وظرف لغووفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ، قالوا: قول ،یموسی: جملہ ندائیہ......ادع لناربک: فعل امر بافاعل وظرف لغو ومفعول......بماعهد عندک: ظرف لغوثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لئن کشفت عنا الرجز لنومنن لک ولنرسلن معک بنی اسرائیل﴾.

لام: تاکیدیہ...... ان: شرطیہ...... کشفت عنا الرجز: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ، لام: تاکیدیہ...... نومنن لک: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لام: تاکیدیہ...... نرسلن: فعل بافاعل...... معک: ظرف......بنی اسرائیل: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ محذوف "واللہ" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلما کشفنا عنهم الرجز الی اجل هم بلغوه اذاهم ینکثون﴾.

ف: عاطفہ......لما: شرطیہ...... کشفناعنهم: فعل بافاعل وظرف لغو......الجزا: ذوالحال...... الی: جار...... اجل: موصوف...... هم بالغوه: جملہ اسمیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... اذا: فجائیہ، هم: مبتدا...... ینکثون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فانتقمنا منهم فاغرقناهم فی الیم بانهم کذبوا بایتنا وکانوا عنها غفلین﴾.

ف: عاطفہ...... انتقمنامنهم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ...... اغرقنهم: فعل بافاعل ومفعول، فی الیم: ظرف لغو......ب: جار......انهم: حرف مشبہ واسم...... کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... کانوا: فعل ناقص واؤضمیر اسم......عنهاغفلین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربها التی برکنا فیها﴾.

و: مستانفہ،اورثنا: فعل بافاعل......القوم: موصوف،الذین : موصول...... کانوا: فعل ناقص بااسم،یستضعفون: فعل واوضمیرنائب الفاعل......مشارق الارض: معطوف علیہ،ومغاربھا: معطوف،ملکرموصوف......التی: موصول،بر کنافیھا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکرصفت،ملکرمفعول ثانی،ملکرجملہ فعلیہ ہوکرخبر،ملکرجملہ فعلیہ ہوکرصلہ ملکرصفت،ملکرمفعول ملکرجملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وتمت كلمت ربك الحسنى على بنى اسرائيل بما صبروا﴾.

و: عاطفہ......تمت: فعل...... کلمت ربک: موصوف......الحسنی: صفت،ملکرفاعل...... علی بنی اسرائیل: ظرف لغو...... بماصبروا: ظرف لغوثانی،ملکرجملہ فعلیہ ماقبل ''اورثنا'' پرمعطوف ہے۔

﴿ودمرنا ما كان يصنع فرعون وقومه وما كانوا يعرشون﴾.

و: عاطفہ......دمرنا: فعل بافاعل......ما: موصولہ...... کان: فعل ناقص واسم......یصنع فرعون وقومہ: فعل وفاعل، ملکرخبر،ملکرصلہ،ملکرمعطوف علیہ......و: عاطفہ......ما: موصولہ...... کانوا یعرشون:صلہ،ملکرمعطوف،ملکرمفعول،ملکرجملہ فعلیہ۔

﴿وجوزنا ببنى اسرائيل البحر فاتوا على قوم يعكفون على اصنام لهم﴾.

و: عاطفہ...... جوزنا: فعل بافاعل...... ببنی اسرائیل: ظرف لغو......البحر: مفعول،ملکرجملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ ، اتوا: فعل بافاعل......علی : جار......قوم: موصوف......یعکفون: فعل بافاعل......علی :جار...... اصنام: موصوف......لھم: ظرف مستقرصفت،ملکرمجرور،ملکرظرف لغو،ملکرجملہ فعلیہ ہوکرصفت،ملکرمجرور،ملکرظرف لغو،ملکرجملہ فعلیہ۔

﴿قالوا يموسى اجعل لنا الها كما لهم الهة﴾.

قالو: قول......یموسی: جملہ ندائیہ......اجعل لنا: فعل امر بافاعل وظرف لغو...... الھة: موصوف...... کاف: جار، ما: کافہ...... لھم: ظرف مستقرخبرمقدم...... الھة: مبتداموخر،ملکرجملہ اسمیہ ہوکرمجرور،ملکرظرف مستقرصفت،ملکرمفعول،ملکرجملہ فعلیہ ہوکرمقصود بالنداء،ملکرمقولہ،ملکرجملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال انكم قوم تجهلون﴾.

قال: قول،انکم: حرف مشبہ واسم، قوم: موصوف، تجھلون: جملہ فعلیہ صفت،ملکرخبر،ملکرمقولہ،ملکرجملہ قولیہ۔

﴿ان هولاء متبرما هم فيه وبطل ما كانوا يعملون﴾.

ان ھؤلاء: حرف مشبہ واسم......متبر: اسم مفعول، ماھم فیہ : موصول صلہ،ملکرنائب الفاعل،ملکرشبہ جملہ ہوکرمعطوف علیہ...... و: عاطفہ،بطل : اسم فاعل...... ماکانوا یعملون: موصول صلہ ملکرفاعل،ملکرشبہ جملہ ہوکرمعطوف،ملکرخبر،ملکرجملہ اسمیہ۔

﴿قال اغير الله ابغيكم الها وهو فضلكم على العلمين﴾.

قال: قول......ھمزہ: حرف استفہام...... غیر: مضاف......اللہ: ذوالحال،و: حالیہ...... ھو: مبتدا...... فضلکم علی العلمین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال،ملکر مضاف الیہ،ملکر حال مقدم......ابغیکم: فعل با فاعل ومفعول......الھا: ذوالحال مقدم سے ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واذ انجینکم من اٰل فرعون یسومونکم سوء العذاب یقتلون ابناء کم ویستحیون نساء کم﴾.

و: مستانفہ، اذا: مضاف،انجینکم: فعل بافعل ومفعول،من: جار،اٰل فرعون: ذوالحال ،یسومونکم سوء العذاب: جملہ فعلیہ مبدل منہ،یقتلون ابناء کم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویستحیون نساء کم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بدل، ملکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر ظرف مستقر،فعل محذوف"اذکروا" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم﴾.

و: مستانفہ...... فی ذلکم: ظرف مستقر خبر مقدم......بلاء: موصوف...... من ربکم: ظرف مستقر صفت اول عظیم صفت ثانیہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

«تشریح توضیح واغراض»

بدفالی اوربدشگونی لینا:

لـ......یطیرو ا بمعنی یتشاء موا ہے۔پیر کرم شاہ صاحب ازہری فرماتے ہیں''بدفالی اور بدشگونی کو عربی زبان میں تطیر کہتے ہیں کیونکہ اہل عرب اکثر پرندوں سے بدفالی پکڑتے اس لئے یہ لفظ طیر سے مشتق ہوا،مشرک قوموں میں فال گیری کی رسم بہت قدیم سے ہے ان کے اوہام پرست ہر چیز سے اثر قبول کرتے ہیں،کسی کام کو نکلے راستے میں کوئی جانور سامنے سے گزر گیا،کسی پرندے کی آواز کان میں پڑ گئی فوراً گھر واپس لوٹ آئے۔اسلام نے جہاں اور مشرکانہ رسموں کی ممانعت کی وہاں اس نے تطیر (بدفالی) کا خاتمہ کردیا چنانچہ حضور پرنور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے''من رجعت الطیرۃ عن حاجتہ فقد اشرک یعنی جو کسی چیز سے بدفالی پکڑ کر اپنے مقصد سے لوٹ آیا اس نے شرک کیا''،عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ!ایسا شخص کیا کفارہ دے تاکہ اس کی توبہ قبول ہو؟فرمایا یہ کہے ''اللھم لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا الہ غیرک ثم یمضی لحاجتہ یعنی اے اللہ عزوجل تیری فال کے بغیر کوئی فال نہیں ہے تیری بھلائی کے بغیر کوئی بھلائی نہیں اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں، یہ الفاظ کہہ کر اپنے کام کو چلا جائے اس کی توبہ قبول ہوگی''۔ (ضیاء القرآن،ج۲،ص۷٤)

☆......عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ ذَکَرُوْا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:'' اِنْ کَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَۃِ وَالْفَرَسِ''. حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشادفرمایا:''بدشگونی کوئی چیز نہیں

ہوتی اور اگر ہوتی تو گھر، عورت اور سواری میں ہوتی‘‘۔(صحيح بخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی المال، رقم:۵۰۹۴، ص۹۱۱)

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ طبرانی میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ کسی کیلئے دنیا میں شقاوت، بُرا گھر، عورت اور سواری ہے اور طبرانی ہی کی روایت میں ہے کہ بُرا گھر وہ ہے جو تنگ ہو اور اس کے پڑوسی اچھے نہ ہوں، بُری سواری وہ کہ جس پر سوار نہ ہوا جاسکے، اور بُری عورت وہ ہوتی ہے جو بانجھ ہو اور اس کے اخلاق بھی اچھے نہ ہوں۔

(فتح باری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی المال، رقم:۵۰۹۶ ج۱۱، ص۱۷۱)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے سنا ’’بدشگونی میں کچھ نہیں ہاں نیک شگون میں بھلائی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ نیک شگون کیا ہے؟ فرمایا: ’’اچھی بات جو تم میں سے کسی سے سنی جائے‘‘۔

(ادب المفرد، باب الطیرۃ، رقم:۹۱۰، ص۱۷۱)

فرعونیوں پر پے در پے عذاب:

۲...... جب جادوگروں کے ایمان لانے کے بعد بھی فرعونی اپنے کفر و سرکشی پر جمے رہے تو ان پر آیات الٰہیہ پیاپے وارد ہونے لگیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ یا اللہ عزوجل فرعون زمین میں بہت سرکش ہوگیا ہے، اور اس کی قوم نے عہد شکنی کی، انہیں ایسے عذاب میں گرفتار فرما جو ان کے لئے سزاوار ہو، اور میری قوم اور بعد والوں کے لئے عبرت، تو اللہ عزوجل نے طوفان بھیجا، ابر آیا، اندھیرا ہوا، کثرت سے بارش ہونے لگی، قبطیوں کے گھروں میں پانی بھر آیا یہاں تک کہ وہ اس میں کھڑے رہ گئے اور پانی ان کی گردنوں کی ہنسلیوں تک آ گیا، ان میں سے جو بیٹھا ڈوب گیا نہ ہل سکتے تھے نہ کچھ کام کرسکتے تھے سنیچر سے سنیچر سات دن تک اسی مصیبت میں مبتلا رہے اور باوجود اس کے کہ بنی اسرائیل کے گھر ان کے گھروں سے متصل تھے ان کے گھروں میں پانی نہ آیا، جب یہ لوگ عاجز ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا ہمارے لئے دعا فرمائیے کہ یہ مصیبت رفع ہو تو ہم آپ علیہ السلام پر ایمان لائیں اور بنی اسرائیل کو آپ علیہ السلام کے ساتھ بھیج دیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی طوفان کی مصیبت رفع ہوئی، زمین میں وہ سرسبزی و شادابی آئی جو پہلے نہ دیکھی تھی، کھیتیاں خوب ہوئیں درخت خوب پھلے تو فرعونی کہنے لگے یہ پانی تو نعمت تھا اور ایمان نہ لائے۔ ایک مہینہ تو عافیت سے گزرا پھر اللہ عزوجل نے ٹڈی بھیجی، وہ کھیتیاں اور پھل درختوں کے پتے مکان کے دروازے چھتیں تختے سامان حتیٰ کہ لوہے کی کیلیں تک کھا گئیں اور قبطیوں کے گھروں میں بھر گئیں اور بنی اسرائیل کے یہاں نہ گئیں، اب قبطیوں نے پریشان ہو کر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی اور ایمان لانے کا وعدہ کیا اس پر عہد و پیمان کیا سات روز یعنی شنبہ سے شنبہ تک ٹڈی کے عذاب میں مبتلا رہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے نجات پائی، کھیتیاں اور پھل جو کچھ باقی رہ گئے تھے انہیں دیکھ کر کہنے لگے یہ ہمیں کافی ہیں ہم اپنا دین نہیں چھوڑتے چنانچہ ایمان نہ لائے، عہد وفا نہ کیا اور اپنے اعمال خبیثہ میں مبتلا ہوگئے۔ ایک مہینہ عافیت سے گزرا پھر اللہ عزوجل نے

قمل بھیجے، اس میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ قمل گھن ہے، بعض کہتے ہیں کہ جُوں، بعض کہتے ہیں ایک اور چھوٹا سا کیڑا ہے، اس کیڑے نے جو کھیتیاں اور پھل باقی رہے تھے وہ کھالئے، کپڑوں میں گھس جاتا تھا اور جلد کو کاٹتا تھا، کھانے میں بھر جاتا تھا، اگر کوئی دس بوری گیہوں چکی پر لے جاتا تو تین سیر واپس لاتا باقی سب کیڑے کھا جاتے، یہ کیڑے فرعونیوں کے بال بھویں پلکیں چاٹ گئے، جسم پر چیچک کی طرح بھر جاتے، سونا دشوار کر دیا تھا اس مصیبت سے فرعونی چیخ پڑے اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سات روز کے بعد دعا کی درخواست کی اور آپ علیہ السلام کی دعا سے یہ مصیبت بھی رفع ہوئی لیکن فرعونیوں نے پھر عہد شکنی کی اور پہلے سے زیادہ خبیث تر عمل کرنے شروع کئے۔ ایک مہینہ امن میں گزرنے کے بعد پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی تو اللہ عزوجل نے مینڈک بھیجے اور حال یہ ہوا کہ آدمی بیٹھتا تھا تو اس کی مجلس میں مینڈک بھر جاتے تھے، بات کرنے کو منہ کھولتا تو مینڈک کود کر منہ میں پہنچتا، ہانڈیوں میں مینڈک، کھانوں میں مینڈک، چولھوں میں مینڈک بھر جاتے تھے، آگ بجھ جاتی تھی بیٹھتے تھے تو مینڈک اوپر سوار ہوتے تھے، اس مصیبت سے فرعونی رو پڑے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا اب کی بار ہم پکی توبہ کرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے عہد و پیمان لے کر دعا کی تو سات روز بعد یہ مصیبت بھی دفع ہوئی اور ایک مہینہ عافیت سے گزرا، لیکن پھر انہوں نے عہد توڑ دیا اور اپنے کفر کی طرف لوٹے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا فرمائی تو تمام کنوؤں کا پانی نہروں اور چشموں کا پانی، دریائے نیل کا پانی ان کے لئے تازہ خون بن گیا انہوں نے فرعون سے اس کی شکایت کی تو کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادو سے تمہاری نظر بندی کر دی، انہوں نے کہا کیسی نظر بندی! ہمارے برتنوں میں خون کے سوا پانی کا نام و نشان نہیں تو فرعون نے حکم دیا کہ قبطی بنی اسرائیل کے ساتھ ایک ہی برتن میں پانی لیں تو جب بنی اسرائیل نکالتے تو پانی نکلتا قبطیین نکالتے تو اسی برتن سے خون نکلتا یہاں تک کہ فرعونی عورتیں پیاس سے عاجز ہو کر بنی اسرائیل کی عورتوں کے پاس آئیں اور ان سے پانی مانگا تو وہ پانی ان کے برتن میں آتے ہی خون بن گیا تو فرعونی عورت کہنے لگی کہ تو پانی اپنے منہ میں لے کر میرے منہ میں کلی کر دے، جب تک وہ پانی اسرائیلی عورت کے منہ میں رہا پانی تھا جب فرعونی عورت کے منہ میں پہنچا خون ہو گیا، فرعون خود پیاس سے مضطر ہوا تو اس نے تر درختوں کی رطوبت چوسی وہ رطوبت منہ میں پہنچتے ہی خون ہو گئی، سات روز تک خون کے سوا کوئی اور چیز پینے کو میسر نہ آئی، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی اور ایمان لانے کا وعدہ کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی یہ مصیبت بھی رفع ہوئی مگر ایمان پھر بھی نہ لائے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۲۴۳)

بنی اسرائیل کا دریا پار کرنا:

۳..... جس دریا کو بنی اسرائیل نے عبور کیا تھا وہ کون سا دریا تھا؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ تفسیر روح المعانی میں علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد "دریائے قلزم" تھا اور مجمع البیان میں ہے کہ اس سے مراد "دریائے نیل" تھا لیکن بحر المحیط میں اس قول کو غلط قرار دیا ہے۔ کلبی سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دریا کو

عاشورہ کے دن فرعون کی ہلاکت کے بعد عبور کیا اوران کی قوم نے شکر کے طور پر روزہ رکھا۔(روح المعانی، الجزء التاسع،ص۵۶)

☆......☆بالقحط: مراد بارش کا روک لینا ہے۔ونقص من الثمرات: باری ﷻ کے فرمان کا معنی ہے آفات کے ذریعے غلے کا تلف ہونا مراد ہے۔بدعاء موسی: پانچوں (یعنی طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک اورخون) ہر ایک عذاب کے آنے کی دعا۔

فدعا علیهم :حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ اے رب ﷻ! تیرا بندہ فرعون زمین میں سرکش ہو گیا ہے اور حد سے بڑھ گیا ہے ،اوراس کی قوم نے عہد و پیمان کو توڑ دیا ہے،اے رب ﷻ! تو انہیں عذاب کے ذریعے رسوا کر اور یہ عذاب ان پر بطور سزا ہو،اور میری قوم کے لئے نصیحت،اور میرے بعد والوں کے لئے نشانی۔

ینقضون عهدهم : مراد وہ عہد ہے جسے فرعونیوں نے اپنے قول ﴿لنؤمنن ولنرسلن معک بنی اسرائیل﴾ کے ذریعے ذکر کیا تھا۔فی زمانکم :مراد قبطی قوم ہے کہ بنی اسرائیل کو قوم قبط پر ابتلاء اور اغراق سے نجات کے ذریعے فضیلت دی۔

یقیمون علی عبادتهم : گائے کی صورت میں مورتیاں ہیں،ایک قول کے مطابق پتھروں کی بنی ہوئی مورتیاں مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ حقیقی گائے (گوشت پوست) کی مراد ہے۔

متبر بمعنی هالک :اس جملے ﴿ان هولاء متبر ماهم فیه﴾ میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ وہ بتوں کے آگے آسن مارے بیٹھے ہیں،اور صیغہ متبر میں دو صورتیں ہیں۔ایک یہ کہ ما موصولہ بمعنی الذی نائب الفاعل ہو اور جملہ اسمیہ اس کا صلہ اور ضمیر عائد ہو ،دوسری صورت یہ ہے کہ ما موصولہ مبتدا ہو اور متبر اس کی خبر مقدم اور جملہ ان کی خبر۔ (الجمل،ج۳،ص۹۶وغیرہ)۔

صنما نعبده: کہا گیا ہے کہ وہ اس قول ﴿اجعل لنا الها﴾ کے ذریعے مرتد ہو گئے کہ انہوں نے اس قول کے ذریعے بتوں کی عبادت کا قصد کیا،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ مرتد نہیں ہوئے بلکہ وہ جاہل ہیں کہ تقرب الی اللہ کے لئے بتوں کی عبادت کا قصد کر بیٹھے اور ایسا قصد دین کے معاملے میں نقصان نہیں دیتا،ہماری شریعت میں یہ دونوں صورتیں مردود ہیں۔

البحر الملح :مراد غرق ہونے کا وقت ہے۔اللہ ﷻ کا فرمان ﴿فانتقمنا منهم ﴾یعنی ہم نے ان پر انتقام وارد کر دیا،اور اس انتقام سے مراد غرق ہونا ہے۔ (الصاوی،ج۲،ص۲۸۴)۔

رکوع نمبر:۷

﴿وَوٰعَدْنَا﴾بِاَلِفٍ وَدُوْنِهَا ﴿مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً﴾ نُكَلِّمُهٗ عِنْدَ اِنْتِهَائِهَا بِاَنْ یَّصُوْمَهَا ، وَهِیَ (ذُو الْقَعْدَةِ) فَصَامَهَا ، فَلَمَّا تَمَّتْ اَنْكَرَ خُلُوْفَ فَمِهٖ فَاسْتَاكَ ، فَاَمَرَهُ اللّٰهُ بِعَشْرَةٍ اُخْرٰی لِیُكَلِّمَهٗ بِخُلُوْفِ فَمِهٖ كَمَا قَالَ تَعَالٰی﴿وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ﴾ مِنْ ذِی الْحَجَّةِ ﴿فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖ﴾ وَقْتُ وَعْدِهٖ بِكَلَامِهٖ اِیَّاهُ ﴿اَرْبَعِیْنَ﴾حَالٌ ﴿لَیْلَةً﴾ تَمْیِیْزٌ ﴿وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ﴾ عِنْدَ ذَهَابِهٖ اِلَی الْجَبَلِ لِلْمُنَاجَاةِ ﴿اخْلُفْنِیْ﴾ كُنْ خَلِیْفَتِیْ ﴿

فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ﴾ اَمْرَهُمْ ﴿وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ (۱۴۲)﴾ بِمُوَافَقَتِهِمْ عَلَی الْمَعَاصِیْ ﴿وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا﴾ اَیْ لِلْوَقْتِ الَّذِیْ وَعَدْنَاهُ بِالْکَلَامِ فِیْهِ ﴿وَکَلَّمَهٗ رَبُّهٗ﴾ بِلَا وَاسِطَةٍ کَلَامًا سَمِعَهٗ مِنْ کُلِّ جِهَةٍ ﴿قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ﴾ نَفْسَکَ ﴿اَنْظُرْ اِلَیْکَ قَالَ لَنْ تَرٰنِیْ﴾ اَیْ لَا تَقْدِرُ عَلٰی رُؤْیَتِیْ وَالتَّعْبِیْرُ بِهٖ دُوْنَ لَنْ اُرٰی یُفِیْدُ اِمْکَانَ رُؤْیَتِهٖ تَعَالٰی ﴿وَلٰـکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ﴾ الَّذِیْ هُوَ اَقْوٰی مِنْکَ ﴿فَاِنِ اسْتَقَرَّ﴾ ثَبَتَ ﴿مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰنِیْ﴾ اَیْ تَثْبُتُ لِرُؤْیَتِیْ وَاِلَّا فَلَا طَاقَةَ لَکَ ﴿فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ﴾ اَیْ ظَهَرَ مِنْ نُوْرِهٖ قَدْرُ نِصْفِ اَنْمِلَةِ الْخِنْصَرِ کَمَا فِیْ حَدِیْثٍ صَحَّحَهُ الْحَاکِمُ ﴿لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا﴾ بِالْقَصْرِ وَالْمَدِّ اَیْ مَدْکُوْکًا مُسْتَوِیًا بِالْاَرْضِ ﴿وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا﴾ مَغْشِیًّا عَلَیْهِ لِهَوْلِ مَا رَاٰی ﴿فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَکَ﴾ تَنْزِیْهًا لَکَ ﴿تُبْتُ اِلَیْکَ﴾ مِنْ سُؤَالِ مَا لَمْ اُوْمَرْ بِهٖ ﴿وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ (۱۴۳)﴾ فِیْ زَمَانِیْ ﴿قَالَ﴾ تَعَالٰی ﴿یٰمُوْسٰۤی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ﴾ اخْتَرْتُکَ ﴿عَلَی النَّاسِ﴾ اَهْلَ زَمَانِکَ ﴿بِرِسٰلٰتِیْ﴾ بِالْجَمْعِ وَالْاِفْرَادِ ﴿وَبِکَلَامِیْ﴾ اَیْ تَکْلِیْمِیْ اِیَّاکَ ﴿فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ﴾ مِنَ الْفَضْلِ ﴿وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ (۱۴۴)﴾ لِاَنْعُمِیْ ﴿وَکَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ﴾ اَیْ اَلْوَاحِ التَّوْرَاةِ وَکَانَتْ مِنْ سِدْرِ الْجَنَّةِ اَوْ زَبَرْجَدٍ اَوْ زُمُرُّدٍ سَبْعَةً اَوْ عَشْرَةً ﴿مِنْ کُلِّ شَیْءٍ﴾ یَحْتَاجُ اِلَیْهِ فِی الدِّیْنِ ﴿مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِیْلًا﴾ تَبْیِیْنًا ﴿لِّکُلِّ شَیْءٍ﴾ بَدَلٌ مِّنَ الْجَارِ وَالْمَجْرُوْرِ قَبْلَهٗ ﴿فَخُذْهَا﴾ قَبْلَهٗ قُلْنَا مُقَدَّرًا ﴿بِقُوَّةٍ﴾ بِجِدٍّ وَاجْتِهَادٍ ﴿وَّاْمُرْ قَوْمَکَ یَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا سَاُورِیْکُمْ دَارَ الْفٰسِقِیْنَ (۱۴۵)﴾ فِرْعَوْنَ وَاَتْبَاعَهٗ وَهِیَ مِصْرُ لِتَعْتَبِرُوْا بِهِمْ ﴿سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ﴾ دَلَائِلِ قُدْرَتِیْ مِنَ الْمَصْنُوْعَاتِ وَغَیْرِهَا ﴿الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ﴾ بِاَنْ اُخْذِلَهُمْ فَلَا یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْهَا ﴿وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ﴾ طَرِیْقَ ﴿الرُّشْدِ﴾ الْهُدٰی الَّذِیْ جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ﴿لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا﴾ یَسْلُکُوْهُ ﴿وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ﴾ اَلضَّلَالِ ﴿یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ذٰلِکَ﴾ اَلصَّرْفُ ﴿بِاَنَّهُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ (۱۴۶)﴾ تَقَدَّمَ مِثْلُهٗ ﴿وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ﴾ اَلْبَعْثِ وَغَیْرِهٖ ﴿حَبِطَتْ﴾ بَطَلَتْ ﴿اَعْمَالُهُمْ﴾ مَا عَمِلُوْهُ فِی الدُّنْیَا مِنْ خَیْرٍ کَصِلَةِ رَحِمٍ وَصَدَقَةٍ فَلَا ثَوَابَ لَهُمْ لِعَدَمِ شَرْطِهٖ ﴿هَلْ﴾ مَا ﴿یُجْزَوْنَ اِلَّا﴾ جَزَاءَ ﴿مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۱۴۷)﴾ مِنَ التَّکْذِیْبِ وَالْمَعَاصِیْ.

﴿ترجمہ﴾

اور ہم نے وعدہ فرمایا (واعدنا الف اور بغیر الف دونوں طرح سے ہے) موسیٰ سے تیس رات کا......۱......(کہ ہم ان راتوں کے اختتام پر ان سے کلام کریں گے اور وہ ان دنوں کو روزے سے گزاریں اور مراد اس سے ذوالقعدہ کا مہینہ تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے روزے رکھے پھر جب روزے کی مدت مکمل ہوئی تو منہ کی بو ناپسند جانتے ہوئے مسواک کی تو اللہ عزوجل نے دس دن اور روزے کا حکم دیا تاکہ منہ کی بو والی حالت میں ان سے کلام فرمائے چنانچہ فرمایا) تو دس دن اور بڑھا کر (ذوالحجۃ کے) مدت پوری کی اس کے رب نے (یعنی ہم کلام ہونے کے وعدے کا وقت) چالیس راتوں کا (اربعین حال ہے......۲......اور لیلۃ تمیز ہے) اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا (پہاڑ کی طرف مناجات کیلئے جاتے وقت) میرے نائب رہنا (یعنی میرے خلیفہ ہونا) میری قوم پر اور اصلاح کرنا (ان کے کاموں کی) اور فسادیوں کی راہ کو دخل نہ دینا (یعنی گناہ پر ان کی موافقت نہ کرنا) اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا (یعنی اس وقت میں کہ جس میں ہم نے ان سے کلام کرنے کا وعدہ کیا تھا) اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا......۳......(بلا واسطہ کلام فرمایا اور آپ علیہ السلام نے اسے ہر جہت سے سماعت فرمایا......۴......) عرض کی اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا (یعنی اپنا آپ دیکھا) کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا (یعنی تو مجھے دیکھنے پر قدرت نہیں رکھتا اور لن اری کے بجائے لن ترانی فرمانے کی تعبیر یہ ہے کہ رویت باری تعالیٰ ممکن ہے......۵......) ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ (جو تجھ سے قوی ہے......۶......) یہ اگر ٹھہرا (یعنی ثابت رہا) اپنی جگہ پر تو، تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا (یعنی تو میری رویت پر ثابت رہے گا اگر ایسا نہ ہوا تو تجھ میں رویت کی طاقت نہیں) پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا (یعنی چھوٹی انگلی کی پورے کی مقدار میں اپنا نور ظاہر فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے) اسے پاش پاش کر دیا (لفظ دکا قصر اور مد دونوں کے ساتھ ہے یعنی ریزہ ریزہ زمین کے برابر ہو گیا) اور موسیٰ گرا بے ہوش (یعنی رویت کی دہشت پر غشی کھاتے ہوئے......۷......) پھر جب ہوش ہوا بولا پاکی ہے تجھے (یعنی تیرے لیے پاکی ہے) میں تیری طرف رجوع لایا (یعنی اس سوال سے جس کا مجھے حکم نہ دیا گیا) اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں (اپنے زمانے میں) فرمایا (اللہ عزوجل نے اس سے) اے موسیٰ میں نے تجھ چن لیا (یعنی تجھے منتخب کیا......۸......) لوگوں پر (تیرے زمانے کے) اپنی رسالتوں (لفظ رسلتی جمع اور مفرد دونوں کے ساتھ ہے) اور اپنے کلام سے (یعنی اپنی ہم کلامی سے تجھے شرف بخشا) تو لے جو میں نے تجھے عطا فرمایا (یعنی فضل) اور شکر والوں میں ہو (میری نعمتوں پر) اور ہم اس کے لیے تختیوں میں لکھ دیں (یعنی توریت کی تختیاں جو کہ جنت کے بیری کے درخت کی یا زبرجد یا زمرد کی سات یا دس تھیں......۹......) ہر چیز کی (جس کی طرف انہیں دین میں ضرورت ہے) نصیحت اور تفصیل (تفصیلا بمعنی تبیینا ہے) ہر چیز کی (لکل شئی ماقبل جار مجرور سے بدل ہے) تو اے موسیٰ اسے پکڑ (فخذھا سے قبل قلنا مقدر ہے) مضبوطی سے (یعنی کوشش اور سعی کر کے) اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کریں......۱۰......عنقریب میں تجھے دکھاؤں گا بے

حکموں کا گھر (یعنی فرعون اور اس کے متبوعین کا گھر، مراد اس سے شہر مصر والے ہیں تا کہ تم ان لوگوں سے عبرت حاصل کرو) اور میں اپنی آیتوں سے انہیں پھیر دوں گا (یعنی اپنی قدرت کے دلائل مصنوعات وغیرہ کے ذریعے) جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں (چنانچہ ان کی اس بڑائی کے سبب سے میں انہیں ذلیل کر دوں گا تو وہ زمین میں غور وفکر نہیں کرتے) اور اگر سب نشانیاں دیکھیں ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر (سبیل بمعنی طریق ہے) ھدایت کی راہ دیکھیں (ہدایت وہ ہے جو اللہ ﷻ کی طرف سے آئے) اس میں چلنا پسند نہ کریں (یعنی وہ اس راستے کی اتباع نہ کریں) اور گمراہی (ضلال) کا راستہ نظر پڑے تو اس میں چلنے کو موجود ہو جائیں یہ (غلط روی) اس لیے کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے غفلت برتی (اس کلام کی مثل ماقبل گزر چکا) اور جنہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کی پیشی کی تکذیب کی (یعنی بعث وغیرہ کی) اکارت (یعنی باطل) گئے اس کے اعمال (یعنی جو خیر کے اعمال انہوں نے دنیا میں کیے جیسا کہ صلہ رحمی اور صدقہ تو ان کے لیے شرط ایمان نہ پائی جانے کی وجہ سے ثواب نہ ہوگا) نہیں (ھل بمعنی ما نافیہ ہے) بدلہ ملے گا مگر وہی (بدلہ) جو وہ کرتے تھے (یعنی آیات کی تکذیب اور معصیت)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وو عدنا موسی ثلثین لیلۃ واتممنھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ﴾.

و: مستانفہ...... وعدنا موسی: فعل وفاعل ومفعول...... ثلثین لیلۃ: ممیز تمیز، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ...... و: عاطفہ...... اتممنھابعشر: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "وعدنا" پر معطوف ہے...... ف: عاطفہ ...... تم: فعل...... میقات ربہ: مرکب اضافی ذوالحال...... اربعین لیلۃ: ممیز تمیز ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال موسی لاخیہ ھرون اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین﴾.

و: عاطفہ...... قال: فعل وفاعل...... لام: جار...... اخیہ: مبدل منہ...... ھرون: بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول...... اخلفنی فی قومی: فعل امر بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... اصلح: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول...... و: عاطفہ...... لاتتبع: فعل نہی بافاعل...... سبیل المفسدین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولما جاء موسی لمیقاتنا وکلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک﴾.

و: عاطفہ، لما: شرطیہ، جاء موسی لمیقاتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وکلمہ ربہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط ،قال: قول، رب: جملہ ندائیہ، ارنی: فعل امر بافاعل ومفعول اول ومفعول ثانی محذوف "نفسک"، ملکر جملہ فعلیہ، انظر الیک: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب امر ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال لن ترنی ولکن انظر الی الجبل﴾.

قال: قول...... لن ترانی: فعل نفی با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لکن: حرف استدراک...... انظر الی الجبل: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فان استقر مکانہ فسوف ترنی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا﴾.

ف: عاطفہ...... ان: شرطیہ...... استقر مکانہ: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ...... سوف: حرف استقبال، ترانی: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ...... ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، تجلی ربہ للجبل: فعل وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... جعلہ: فعل با فاعل ومفعول، دکا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ...... خر: فعل...... موسی: ذوالحال...... صعقا: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما افاق قال سبحانک تبت الیک وانا اول المومنین﴾.

ف: عاطفہ...... لما: شرطیہ...... افاق: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... قال: قول...... سبحنک: فعل محذوف "اسبح" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ...... تبت الیک: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... انا: مبتدا اول المومنین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال یموسی انی اصطفیتک علی الناس برسلتی وبکلامی﴾.

قال: قول...... یموسی: جملہ ندائیہ...... انی: حرف مشبہ واسم...... اصطفیتک: فعل با فاعل ومفعول...... علی الناس: ظرف لغو...... برسلتی: جار مجرور معطوف علیہ...... وبکلامی: جار مجرور، معطوف، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فخذ ما اتیتک وکن من الشکرین﴾.

ف: فصیحہ، خذ: فعل امر با فاعل...... ما اتیتک: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... کن: فعل ناقص با اسم...... من الشکرین: ظرف مستقر خبر، ملکر معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیء موعظۃ وتفصیلا لکل شیء﴾.

و: مستانفہ...... کتبنالہ: فعل با فاعل وظرف لغو...... فی الالواح: ظرف لغو ثانی...... من کل شیء: ظرف مستقر مفعول...... موعظۃ: معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... تفصیلا لکل شیء: شبہ جملہ معطوف، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فخذھا بقوۃ وامر قومک یاخذوا باحسنھا﴾.

ف: فصیحہ...... خذ: فعل امر انت ضمیر ذوالحال...... بقوۃ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل...... ھا: ضمیر مفعول، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... امر قومک: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا کان لامر کذلک" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ......یاخذوا: فعل با فاعل......باحسنھا: ظرف لغو، ملکر جواب امر واقع ہے۔

﴿ساوریکم دار الفسقین ساصرف عن ایاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق﴾۔

ساوریکم: فعل با فاعل ومفعول، دار الفسقین: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ساصرف عن ایتی: فعل با فاعل و ظرف لغو، الذین یتکبرون فی الارض: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، بغیر الحق: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان یروا کل ایۃ لا یومنوا بھا وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا﴾۔

و: عاطفہ...... ان: شرطیہ......یروا کل ایۃ: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لایومنوا بھا: فعل نفی با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......ان: شرطیہ......یرواسبیل الرشد: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لایتخذوہ سبیلا: فعل نفی با فاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا ذلک بانھم کذبوا بایتنا وکانوا عنھا غفلین﴾۔

و: عاطفہ......ان: شرطیہ...... یرواسبیل الغی: جملہ فعلیہ شرط...... یتخذوہ سبیلا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ذلک: مبتدا......ب: جار......انھم: حرف مشبہ واسم...... کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... کانوا عنھاغفلین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین کذبوا بایتنا ولقاء الاخرۃ حبطت اعمالھم﴾۔

و: مستانفہ...... الذین: موصول، کذبوا: فعل با فاعل......ب: جار، ایتنا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لقاء الاخرۃ: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا...... حبطت اعمالھم: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ

﴿ھل یجزون الا ما کانوا یعملون﴾۔

ھل: استفھامیہ...... یجزون: فعل واؤ ضمیر نائب الفاعل، الا: اداۃ حصر......ماکانوایعملون: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح وتوضیح واغراض﴾

تیس راتوں کا وعدہ:

۱......اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا کہ اگر وہ ان میں روزے رکھیں تو ان کے اختتام پر ہم ان

سے کلام کریں گے۔ علامہ صاوی اس آیت اور اس کے تحت جلالین کے تفسیری نکات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہاں صرف تیس راتوں کا اعتبار کیا گیا نہ کہ تیس دنوں کا، جبکہ روزے دنوں میں ہوا کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام اس مدت میں رات اور دن دونوں کا روزہ رکھا کرتے تھے اس لئے کہ صوم وصال کی حرمت غیر نبی کے لئے ہے۔ یہاں روزے کو رات کے ساتھ تعبیر کر کے محض دن کے ساتھ اختصار کرنے کے وہم کو دور کیا گیا ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ فرمایا تھا کہ جب اللہ عزوجل ان کے دشمن فرعون کو ہلاک کردے گا تو ان کے لئے اللہ عزوجل کی جناب سے کتاب لائیں گے جس میں (ان کے بعض باتوں پر ایمان لانے اور بعض کو چھوڑ دینے) کا بیان ہے۔ پھر جب اللہ عزوجل نے فرعون کو ہلاک کر دیا تو حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ ان پر کتاب کو اتارے جس کا اس نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا، لہذا اللہ عزوجل نے انہیں حکم فرمایا کہ تیس دن روزے رکھیں، جب حضرت موسی علیہ السلام نے تیس دن (ورات) کے روزے مکمل کر لئے تو اپنے منہ کی بو (جو کہ روزے رکھنے سے ہوتی ہے) کو ناپسند فرمایا تو آپ علیہ السلام نے عود کی لکڑی سے مسواک کیا، ایک قول یہ ہے کہ درخت کے پتے کھائے، ایک قول یہ بھی ہے کہ فرشتوں نے کہا کہ ہم ان کے منہ کی بو کو مشک کی خوشبو کی مانند سونگھتے تھے جسے حضرت موسی علیہ السلام نے مسواک کے ذریعے ختم کر دیا پھر اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ ذی الحجۃ کے دس دن کے روزے رکھے اور بنی اسرائیل کا فتنہ بھی ان دس دنوں میں ہوا۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۸۵)

آیت مبارکہ میں اس بات کی جانب بھی اشارہ ملتا ہے کہ اسلام میں تاریخ کا اعتبار دنوں کے بجائے راتوں سے ہوتا ہے اور تاریخ کا آغاز رات سے ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ قمری مہینہ کی ابتداء رات سے ہوتی ہے۔ (تبیان القرآن، ج ٤، ص ۲۹۳ ملخصاً)

اربعین کے منصوب ہونے کی وجوہات:

۲...... اربعین کے منصوب ہونے کی تین وجوہات ہیں۔ (۱) یہ حال ہے، علامہ زمخشری نے فرمایا کہ اربعین حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے مراد یہ ہے کہ تم بالغاً ھذا العدد، شیخ نے کہا کہ اس بناء پر اربعین حال نہیں ہے بلکہ حال ھو کے محذوف ہونے کی وجہ سے ہے۔ (۲) مفعول بہ ہونے کی وجہ سے اربعین کو منصوب کہا گیا ہے۔ (۳) ظرفیت کی وجہ سے اربعین منصوب ہے۔ (الحمل، ج۳، ص ۱۰٦)

حضرت موسی علیہ السلام کا اللہ سے کلام فرمانا:

۳...... سعید بن منصور، ابی منذر، حاکم، مردویہ اور بیہقی نے الاسماء و الصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس دن حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے کلام فرمایا اس وقت آپ علیہ السلام نے اونی جبہ، اونی چادر، اونی شلوار اور دراز گوش کی کھال کی جوتیاں پہنی ہوئی تھیں۔

☆...... ابو شیخ عبد الرحمن بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں جس وقت حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے کلام فرمایا

انہوں نے خود کو چالیس دن تک روکے رکھا کہ انہیں کوئی نہ دیکھ پائے حتی کہ رب العالمین کے نور کے جلوؤں میں وصال فرمایا۔

(الدر منثور، ج۳، ص۲۱۶)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں: لمیقاتنا میں لام تخصیص کے لئے ہے اس سے مراد وہ مقررہ وقت ہے جو ہم نے ان سے کلام کرنے کے لئے مختص کیا تھا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں ملاقات کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بدن مبارک اور کپڑوں کی صفائی کا خصوصی اہتمام فرمایا۔ اس قصہ میں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اللہ عزوجل نے سات فرسخ تک تاریکی پیدا کردی اور شیاطین کو ان سے دور بھگا دیا، حشرات الارض کو نکال دیا اور کراماً کاتبین فرشتوں کو بھی آپ علیہ السلام سے دور کردیا، آسمان آپ علیہ السلام کے سامنے کھول دیا گیا کہ آپ علیہ السلام نے آسمان کے فرشتوں کو ہوا میں کھڑا ہوتا ہوا دیکھا اور عرش کو اپنے سامنے دیکھا پھر اللہ عزوجل سے مناجات ہوئی یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی آواز سنی، اور جبرئیل علیہ السلام بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ تھے، مگر وہ اس کلام کو جو آپ علیہ السلام سے اللہ عزوجل نے فرمایا اسے نہ سنا یہاں تک ہوا کہ آپ علیہ السلام نے عرش پر قلم چلنے کی آواز بھی سن لی۔ (المظھری، ج۲، ص۷۷)

ہر سمت سے کلام سننے کی توجیہ:

۴...... **بیضاوی فرماتے ہیں** کہ روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کا کلام ہر سمت سے سن رہے تھے، میں اس روایت کی توجیہ میں یہ کہوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل کے کلام کو کسی خاص جہت سے نہ سنا بلکہ آپ علیہ السلام جس جہت کی جانب متوجہ ہوتے بلا کسی فرق کے آپ علیہ السلام کو اللہ جل جلالہ کا کلام سنائی دیتا، یہی وجہ تھی کہ آپ علیہ السلام کو اپنے رب عزوجل سے ملاقات کا شوق ہوا۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے آخرت کی رویت پر قیاس کرتے ہوئے دنیا میں رویت کا سوال کیا۔ (المظھری، ج۲، ص۷۷)

کیا نبی غیر ضروری سوال کرسکتا ہے؟

۵...... اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں کسی بشر میں یہ کمال نہیں کہ میرے دیدار کی تاب لاسکے، جس نے دنیا میں میری طرف دیکھا وہ مرگیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی "الٰہی میں نے تیرا کلام سنا تو مجھے تیرے دیدار کا شوق ہوگیا ہے اور مجھے تجھے دیکھ کر مرجانا بہتر معلوم ہوتا کہ میں تجھے نہ دیکھ کر زندہ رہوں"، امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے لن ترانی فرمایا لا اری نہیں فرمایا جس میں اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اسلوب رویت باری کے امکان کے لئے مفید ہے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ پہاڑ یعنی مدین کا بڑا پہاڑ اپنی جگہ قائم رہا تو تو مجھے دیکھ لے گا اس پہاڑ کو زبیر کہا جاتا ہے۔ سدی نے کہا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے کلام فرمایا تو شیطان زمین میں گھس گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدموں کے پاس سے نکلا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وسوسہ دیا کہ جس نے تجھ سے کلام کیا ہے وہ اللہ عزوجل کی ذات بے مثال نہیں ہے بلکہ وہ تو شیطان ہے۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رویت کا سوال کیا۔ اس آیت مبارکہ میں دنیا میں امکان رویت پر بھی دلیل ہے کیونکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے ناممکن اور لغو

بات کا سوال کرنا محال ہے خاص کروہ سوال جو اللہ ﷻ کی ذات کے بارے میں غیر معرفت کا مقتضی ہو، اور لن ترانی کا جملہ اس بات پر دلیل ہے جب تک دنیا قائم ہے اس میں آپ علیہ السلام کے لئے رویت کا وقوع نہ ہوگا اور اس میں کسی دوسرے کے لئے عدم وقوع کی دلیل نہیں پائی جاتی۔ (المظهری، ج۲، ص۷۷)

یہاں ایک ایمان افروز نکتہ ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے دیدار کی خواہش کی تھی، میرے آقا سرور دوجہاں ﷺ کو بغیر خواہش کے دیدار کرایا، حضرت موسی علیہ السلام نے پہاڑ پر تجلی دیکھی میرے آقا ﷺ نے بے حجاب دیدار کیا، حضرت موسی علیہ السلام چھنگلیا کے نصف پورے کی مقدار نور کی تجلی دیکھ کر از خود رفتہ ہو گئے میرے سرکار ﷺ نے دیدار بے حجاب کیا اور رب الانام نے اپنی قدرت کا دست بے مثال آپ ﷺ کے دونوں ثـدیـیـن کے مابین رکھ دیا، حضرت موسی علیہ السلام کو کلام سننے کے بعد رویت کا شوق ہوا جبکہ حضور پرنور ﷺ نے دیدار کے بعد کلام فرمایا، حضرت موسی علیہ السلام کو طور پہاڑ پر بلایا گیا جبکہ میرے سرکار کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی، حضرت موسی علیہ السلام کو کلام سے نوازنے کے لئے کائنات کا نظام نہ روکا گیا جبکہ حضور ﷺ کے لئے کائنات کا نظام روک دیا گیا۔ ان باتوں سے کسی کے ذہن میں یہ بات ہرگز نہ آئے کہ ہم نے معاذ اللہ ﷻ حضرت موسی علیہ السلام کی شان کم کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ حضور ﷺ تمام حضرات انبیائے کرام علیہم السلام میں افضل ہیں۔ جس کا ثبوت قرآن مجید میں ﴿تـلـك الـرسـل فضلنا بـعـضهم على بعض (البقرة: ۲۵۳)﴾، سے بھی ملتا ہے، ماقبل روایت سے کوئی یہ ذہن نہ بنالے کہ شیطان کا حضرات انبیائے کرام پر زور چل جاتا ہے جبھی تو اس نے حضرت موسی علیہ السلام کو وسوسے میں مبتلا کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کو یقین تھا کہ کلام فرمانے والی ذات رب ﷻ ہی کی ہے، آپ علیہ السلام نے علم الیقین کو عین الیقین میں تبدیل کرنے کے لئے دیدار کی خواہش ظاہر کی۔

پتھروں کا ادراک:

۶..... پس دیکھنے کی طاقت اللہ ﷻ کی رحمت نے پہاڑ میں نہ رکھی، تا کہ پہاڑ کی طاقت حضرت موسی علیہ السلام کے مقابلے میں معدوم رہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۸۶)

پہاڑ پتھر کی جنس سے ہے اور پتھر میں یہ طاقت ہے کہ اللہ ﷻ کی تسبیح کرتے ہیں جیسا کہ کلام باری ﷻ ہے کہ ﴿وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (البقرة:۷۴)﴾ دیکھتے بھی ہیں اور اللہ ﷻ سے ڈرتے بھی ہیں نہ یہ بھی جان لیں کہ پہاڑ دیدار الٰہی سے ریزہ ریزہ ہو گیا کہ اگرچہ عظیم الجثہ ہے اور موسی علیہ السلام بے ہوش ہو گئے جو کہ بشری عوارض بھی رکھتے ہیں اگرچہ نبی ہیں۔ پتہ چلا کہ نبی کی طاقت پہاڑ سے بہت زیادہ ہے۔

حضرت موسی علیہ السلام کا بے ہوش ہونا:

۷..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن فرماتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام پر غشی طاری ہو گئی، قتادہ کا قول ہے کہ آپ

علیہ السلام نے انتقال فرمایا لیکن پہلا قول اصح ہے اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿فلما افاق﴾ اور مرنے والے کو موت سے افاقہ نہیں ہوا کرتا اور ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے افاقہ پایا۔ کلبی کا قول ہے کہ جمعرات کے دن حضرت موسی علیہ السلام بے ہوش ہوئے جو کہ عرفہ کا دن تھا اور انہیں جمعہ کے دن جو کہ یوم نحر تھا توریت عطا فرمائی۔ واقدی کا قول ہے جب حضرت موسی علیہ السلام بے ہوش ہوئے تو آسمان کے فرشتوں نے کہا کہ ابن عمران کے رویئت کے سوال کا کیا ہوا؟ بعض کتابوں میں یہ ہے کہ آسمان کے فرشتے حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آئے جبکہ وہ بے ہوش تھے انہوں نے حضرت موسی علیہ السلام کو ایڑی ماری اور کہا اے حیض والی عورت کے بیٹے! کیا تو نے رب العزت کی رویئت کی خواہش کی تھی؟ پھر جب حضرت موسی علیہ السلام کو غشی سے افاقہ ہوا اور جانا کہ انہوں اس امر عظیم کا سوال کیا تھا جو ان کے لئے جائز نہ تھا۔ (الخازن، ج۲، ص۲٤۷)

حضرت موسی علیہ السلام کو اللہ نے چن لیا:

۸......اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اے موسی علیہ السلام! بے شک ہم نے تمہیں تیرے زمانے میں موجود لوگوں میں سے چن لیا، اگر چہ حضرت ہارون علیہ السلام بھی نبی تھے مگر وہ حضرت موسی علیہ السلام کے پیروکار تھے اور باوجود نبی ہونے کے کلیم (اللہ عزوجل سے کلام فرمانے والے) نہ تھے اور نہ صاحب شریعت تھے۔ (البیضاوی، ج۱، ص۵۷۱)

توریت کی تختیاں:

۹......اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ہم نے اس کے لئے تختیوں میں لکھ دی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق توریت کی تختیاں مراد ہیں۔ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ ہم نے ان کے لئے توریت کی تختیوں میں لکھ دیا۔ بغوی نے کہا کہ حدیث میں ہے کہ یہ تختیاں جنت کے بیری کے درخت کی تھیں اور اس کا طول بارہ ذراع تھا، حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے دستِ بے مثال سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اور اپنے دستِ بے مثال ہی سے توریت کی تختیاں لکھیں۔ حسن فرماتے ہیں کہ یہ تختیاں لکڑی کی تھیں، کلبی کہتے ہیں کہ یہ تختیاں سبز زبرجد کی تھیں، سعید بن جبیر کا قول ہے کہ سرخ یاقوت کی تھیں، ابن جریج نے کہا کہ زمرد کی تھیں اللہ عزوجل نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا تو وہ جنت عدن سے لے آئے پھر اسے اس قلم سے لکھا جس سے ذکر لکھا تھا اور نور کی نہر کی روشنائی استعمال کی تھی، ربیع بن انس کا قول ہے کہ یہ تختیاں زبرجد کی تھیں اور وہب کے قول کے مطابق اللہ عزوجل نے ایک چٹان سے تختیاں تراشنے کا حکم دیا تھا جسے اللہ عزوجل نے نرم کر دیا، پھر اپنے بے مثال ہاتھ سے انہیں تراشا پھر اپنے بے مثال ہاتھ سے انہیں چیرا اور حضرت موسی علیہ السلام نے ان دس کلمات کو لکھنے کے وقت قلم کے چلنے کی آواز سنی تھی اور یہ معاملہ دس ذی الحجۃ کا تھا۔ یہ تختیاں موسی علیہ السلام کے قد کے مطابق دس ہاتھ لمبی تھیں، ایک قول یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام عرفہ کے دن بے ہوش ہوئے تھے اور یوم النحر کے دن آپ علیہ السلام کو یہ تختیاں دی گئی تھیں اور یہ قول قریب بہ صحیح ہے۔ اہل علم کا تختیوں کی تعداد کے بارے میں بھی اختلاف ہے چنانچہ حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ کل سات تختیاں تھیں اور انہیں سے یہ بھی منقول ہے کہ دو تختیاں تھیں،فراء کا قول ہے کہ اہل عرب جمع کا اطلاق ایک سے زائد میں کرتے ہیں،وہب کے مطابق دس تختیاں تھیں،مقاتل کے قول کے مطابق چھ تختیاں تھیں،ربیع بن انس کہتے ہیں کہ توریت نازل ہوئی تو وہ ستر اونٹوں کا بوجھ تھی اور اس کا ایک بوجھ ایک سال میں پڑھا جاتا تھا سوائے حضرت موسیٰ علیہ السلام، یوشع علیہ السلام،عزیر علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے،مطلب یہ کہ اس کو کسی نے ان چار کے علاوہ حفظ نہ کیا،حسن کے مطابق توریت میں یہ آیت ﴿وکتبنا لہ فی الالواح ......الخ﴾ ہزارویں آیت ہے۔ (الجمل،ج۳،ص۱۰۹)

توریت کی اچھی باتیں اختیار کرنے کا معنی :

۱......توریت کی اچھی باتیں اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حلال کو حلال جانے اور حرام کو حرام جانے اور اس کی مثالوں پر غور و فکر کرے اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہو اور اس کے متشابہات پر توقف کرے۔یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جسے عطاء نے بیان کیا،حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے تو موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو وہ حکم دیا جس کا قوم کو حکم نہ کیا گیا تھا،قطرب کے مطابق باحسنھا سے مراد بحسنھا ہے یعنی یہ سارا کا سارا حسن ہے،ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس کی اچھی باتیں فرائض اور نوافل ہیں جس پر حصول ثواب کا استحقاق ہوتا ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ مباح ہے کہ جس پر ثواب مرتب نہیں ہوتا،اچھی بات سے مراد یہ ہے کہ ہر دو احکام میں سے اچھا حکم اختیار کرے یعنی قصاص کے معاملے میں معاف کر دینا اور انتقام لینے کے معاملے میں صبر کرنا۔ (البغوی،ص۳۲٤)

☆......☆امرھم:بنی اسرائیل کے کاموں کی اصلاح کرنا اور ان سے غفلت نہ برتنا۔

ذلائل قدرتی : میں ان کے دلوں کو سخت کر دوں گا اور اپنی آیتوں کے سمجھنے کا خدوخال ان کے دل و دماغ سے مٹا دوں گا،پس وہ نہ تو تفکر کریں گے اور نہ ہی تدبر۔

لعدم شرطہ : مراد ثواب ہے یعنی ایمان شرط ہے۔پس ایمان ثواب کے مرتب ہونے کے لئے شرط ہے جو کہ مومنوں کو انکے اعمال پر دیا جاتا ہے،پس کافروں کے نیک اعمال جس پر نیت موقوف نہیں ہوتی ان کو دنیا ہی میں جزا دے دی جاتی ہے یا ان کافروں سے کفر کے سوا دوسرے بُرے اعمال کی سزا میں کمی کی جائے گی۔لیکن کافروں کے حق میں اس بات کو ثواب نہ کہا جائے گا جیسا کہ مشائخ کرام نے فرمایا ہے۔ (الصاوی،ج۲،ص۲۸٦ وغیرہ ملخصاً)

مستویا بالارض : کلبی کہتے ہیں کہ طور پہاڑ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو گیا،ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ پہاڑ چھ ٹکڑوں میں منقسم ہو گیا،اس میں سے تین مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں احد،ورقان اور رضوی کے نام سے پائے جاتے ہیں اور باقی تین مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں ثور،ثبیر اور حراء کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ (الجمل،ج۳،ص۱۰۸)

رکوع نمبر:۸

﴿وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْ بَعْدِهٖ﴾ اَیْ بَعْدَ ذَهَابِهٖ اِلَی الْمُنَاجَاةِ ﴿ مِنْ حُلِیِّهِمْ ﴾ اَلَّذِیْ اِسْتَعَارُوْهُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ بِعِلَّةِ عُرْسٍ فَبَقِیَ عِنْدَهُمْ ﴿ عِجْلًا ﴾ صَاغَهٗ لَهُمْ مِنْهُ السَّامِرِیُّ ﴿جَسَدًا﴾ بَدَلٌ لَحْمًا وَدَمًا﴿لَّهٗ خُوَارٌ ﴾ اَیْ صَوْتٌ یُسْمَعُ اِنْقَلَبَ كَذٰلِکَ بِوَضْعِ التُّرَابِ الَّذِیْ اَخَذَهٗ مِنْ حَافِرِ فَرَسِ جِبْرِیْلَ فِیْ فَمِهٖ فَاِنَّ اَثَرَهُ الْحَیَاةُ فِیْمَا یُوْضَعُ فِیْهِ وَمَفْعُوْلُ اِتَّخَذَ الثَّانِیْ مَحْذُوْفٌ اَیْ اِلٰهًا﴿اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا ﴾ فَكَیْفَ یَتَّخِذُ اِلٰهًا ﴿اِتَّخَذُوْهُ﴾ اِلٰهًا ﴿ وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ(۱۴۸)﴾ بِاتِّخَاذِهٖ ﴿وَلَمَّا سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ﴾ اَیْ نَدِمُوْا عَلٰی عِبَادَتِهٖ ﴿ وَرَاَوْا ﴾ عَلِمُوْا ﴿اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا﴾ بِهَا وَذٰلِکَ بَعْدَ رُجُوْعِ مُوْسٰی ﴿قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْ لَنَا ﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ فِیْهِمَا ﴿لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (۱۴۹)﴾ ﴿وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤی اِلٰی قَوْمِهٖ غَضْبَانَ﴾ مِنْ جِهَتِهِمْ ﴿ اَسِفًا ﴾شَدِیْدَ الْحُزْنِ ﴿قَالَ﴾ لَهُمْ ﴿ بِئْسَمَا﴾ اَیْ بِئْسَ خِلَافَةً ﴿ خَلَفْتُمُوْنِیْ ﴾ هَا ﴿مِنْ بَعْدِیْ ﴾ خِلَافَتُكُمْ هٰذِهٖ حَیْثُ اَشْرَكْتُمْ ﴿اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ وَاَلْقَی الْاَلْوَاحَ﴾ اَلْوَاحَ التَّوْرَاةِ غَضَبًا لِرَبِّهٖ فَتَكَسَّرَتْ ﴿ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ﴾ اَیْ بِشَعْرِهٖ بِیَمِیْنِهٖ وَلِحْیَتَهٗ بِشِمَالِهٖ ﴿ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ﴾ غَضَبًا ﴿ قَالَ﴾ یَا ﴿ ابْنَ اُمَّ﴾بِكَسْرِ الْمِیْمِ وَفَتْحِهَا اَرَادَ اُمِّیْ وَذِكْرُهَا اَعْطَفُ لِقَلْبِهٖ ﴿ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا ﴾ قَارَبُوْا ﴿یَقْتُلُوْنَنِیْ فَلَا تُشْمِتْ ﴾ تُفْرِحْ ﴿بِیَ الْاَعْدَآءَ﴾ بِاِهَانَتِکَ اِیَّایَ ﴿ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ(۱۵۰)﴾ بِعِبَادَةِ الْعِجْلِ فِی الْمُؤَاخَذَةِ ﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ﴾ مَاصَنَعْتُ بِاَخِیْ ﴿وَلِاَخِیْ﴾ اَشْرَكَهٗ فِی الدُّعَاءِ اِرْضَاءً لَهٗ وَدَفْعًا لِلشَّمَاتَةِ بِهٖ ﴿ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ(۱۵۱)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور موسیٰ کے بعد (یعنی ان کے مناجات کیلئے جانے کے بعد) اس کی قوم نے اپنے زیوروں سے (جو انہوں نے فرعونی قوم سے شادی کیلئے ادھار لیے تھے......۱......اور فرعونی قوم کے غرق ہونے کے بعد انہی کے پاس رہ گئے تھے) بچھڑا بنالیا (یعنی سامری ......۲......نے ان زیوروں کو ڈھال کر ان کے لیے بچھڑا بنالیا تھا) بے جان کا دھڑ (جسدا بدل ہے، گوشت اور خون والا) گائے کی طرح آواز کرتا (یعنی آواز سنی جاتی تھی اور یہ انقلابی کیفیت اس مٹی کی برکت سے پیدا ہوئی تھی جو جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے کھر سے لگی ہوئی بچھڑے کے منہ میں ڈال دی تھی تو مٹی کی برکت سے اس میں حیات کا اثر پایا جاتا تھا اور اتخذ کا مفعول ثانی الھا محذوف

ہے) کیا نہ دیکھا کہ وہ ان سے نہ بات کرتا ہے اور نہ انہیں کچھ راہ بتائے (تو کیسے انہوں نے؟) اسے (معبود) بنالیا اور وہ ظالم تھے (اسے معبود بنالینے کی وجہ سے) اور جب پچھتائے (یعنی وہ اس کی عبادت پر نادم ہوئے ......۳......) اور سمجھے (یعنی جان لیا) کہ ہم بہکے (اس بچھڑے کی وجہ سے اور یہ موسیٰ علیہ السلام کے لوٹنے کے بعد ہوا) بولے اگر ہمارا رب ہم پر مہر نہ کرے اور ہمیں نہ بخشے (یرحمنا اور یغفرلنا یہ دونوں لفظ یاء اور تاء دونوں کے ساتھ ہیں) تو ہم تباہ ہوئے اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف پلٹا غصہ میں بھرا (ان کی طرف جھنجلایا ہوا (شدید غم میں بھرا) کہا (ان سے) تم نے بری (خلافت یعنی) جانشینی کی میرے بعد (یعنی تمہاری یہ جانشینی بُری ہے کہ تم نے شرک کیا) کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے جلدی کی اور تختیاں ڈال دیں (توریت کی تختیاں، اپنے رب کی خاطر غصہ ہوتے ہوئے تو وہ تختیاں ٹوٹ گئیں ......۴......) اور اپنے بھائی کے سر کے بالوں کو (یعنی اپنے بھائی کے سر کے بالوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں اور داڑھی......۵......کو بائیں ہاتھ میں) پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگا (غصہ فرماتے ہوئے) کہا (اے) میرے ماں جائے (ام میم کی کسرہ اور فتح کے ساتھ ہے اور اصل یا ابن امی تھا اور ام کا لفظ دل کو نرم کرنے کیلئے کہا تھا) قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا (کادوا بمعنی قاربوا ہے) کہ مجھے مار ڈالیں تو تو خوش نہ کر (تشمت بمعنی تفرح ہے) مجھ پر دشمنوں کو (یعنی میری اہانت کر کے) اور مجھے ظالموں میں نہ ملا (یعنی بچھڑے کی عبادت کرنے والوں کے ساتھ مواخذہ کرتے ہوئے) کہا اے میرے رب مجھے بخش دے (جو کچھ میں نے اپنے بھائی کے ساتھ کیا) اور میرے بھائی کو (انہوں نے دعا میں بھائی کو اسلئے شریک کیا کہ ان کی دلجوئی ہو اور دشمن کی خوشی بھی دفع ہو جائے) اور ہمیں اپنی رحمت کے اندر لے لے اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿واتخذ قوم موسی من بعده من حلیهم عجلا جسدا له خوار﴾.

و: عاطفہ...... اتخذقوم موسی: فعل وفاعل...... من بعده: ظرف لغو اول، من حلیهم: ظرف لغو ثانی......عجلا جسدا: مبدل منہ وبدل، ملکر موصوف، له: ظرف مستقر خبر مقدم......خوار: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت، ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الم یروا انه لا یکلمهم ولا یهدیهم سبیلا اتخذوه وکانوا ظلمین﴾.

همزه: حرف استفہام...... لم یروا: فعل نفی بافاعل......انه: حرف مشبہ واسم...... لایکلمهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ...... لایهدیهم سبیلا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، اتخذوه: فعل با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ...... کانوا ظلمین: فعل ناقص بااسم وخبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولما سقط فی ایدیهم وراوا انهم قد ضلوا قالوا لئن لم یرحمنا ربنا ویغفرلنا لنکونن من الخسرین﴾.

و: مستانفہ......لما: شرطیہ...... سقط فی ایدیهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... راوا: فعل بافاعل

،الھم قد ضلوا : جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر شرط...... قالوا: قول...... لام: تاکیدیہ...... ان: شرطیہ،لم یرحمنا ربنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ویغفرلنا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط...... لام: تاکیدیہ...... نکونن: فعل ناقص بااسم، من الخسرین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولما رجع موسی الی قومه غضبان اسفا قال بئسما خلفتمونی من بعدی﴾.

و: مستانفہ......لما: شرطیہ......رجع: فعل...... موسی: ذوالحال......غضبان: حال اول......اسفا: حال ثانی،ملکر فاعل......الی قومه: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... قال: قول...... بئس: فعل ذم ھو ضمیر ممیز......ما: نکرہ موصوفہ ......خلفتمونی من بعدی: جملہ فعلیہ صفت،ملکر تمیز،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر مبتدا محذوف "خلافتکم" کیلئے خبر مقدم،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اعجلتم امر ربکم والقی الألواح واخذ براس اخیه یجره الیه﴾.

ھمزہ: حرف استفہام...... عجلتم: فعل بافاعل......امر ربکم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... القی الالواح : فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "قال" پر معطوف ہے......و: عاطفہ...... اخذ: فعل ھو ضمیر ذوالحال......یجره الیه: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل......برأس اخیه: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی﴾.

قال: قول...... ابن ام: جملہ ندائیہ...... ان القوم: حرف مشبہ واسم......استضعفونی : فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... کادوا: فعل مقارب واسم......یقتلوننی: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فلا تشمت بی الاعداء ولا تجعلنی مع القوم الظلمین﴾.

ف: فصیحہ...... تشمت : فعل نہی بافاعل......بی : ظرف لغو...... الاعداء: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ......و: عاطفہ...... لاتجعلنی: فعل نہی بافاعل ومفعول......مع القوم الظلمین: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر شرط محذوف "اذا علمت عذری" کیلئے جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال رب اغفرلی ولاخی وادخلنا فی رحمتک وانت ارحم الرحمین﴾.

قال: قول......رب: جملہ ندائیہ......اغفر: فعل امر بافاعل......لی: جار مجرور،ملکر معطوف علیہ......ولاخی : جار

مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ۔ ۶.....و : عاطفہ..... ادخلنا فی رحمتک : فعل امر بافعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

«تشریح و توضیح و اغراض»

زیورات بطور عاریت لے کر بچھڑا بنانا:

۱.....اللہ عزوجل نے ان لوگوں کے بارے میں خبر دی ہے جو بنی اسرائیل میں سے بچھڑے کی پوجا کر کے گمراہ ہوئے، یہ بچھڑا سامری نے قبطیوں سے زیور عاریتاً لے کر بنایا تھا اور سامری نے ان زیورات کو ڈھال کر بچھڑے کی سی صورت دے دی، پھر اس کے منہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدموں سے لگی ہوئی خاک ڈال دی جس کی وجہ سے اس میں گائے کی سی آواز پیدا ہوگئی اور یہ معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میقات یعنی طور پر جانے کے بعد ہوا۔ (ابن کثیر، ج ۲، ص ۳۰۷)

سامری جادو گر کون تھا؟

۲.....علامہ صاوی فرماتے ہیں کہ سامری کا نام موسیٰ تھا (جبکہ البدایۃ والنہایہ اور دیگر کتب میں اس کا نام ہارون بتایا گیا ہے)، یہ ولد الزنا تھا، اس کی ماں نے اسے پہاڑ کے دامن میں جنم دیا، اللہ عزوجل نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس کے پاس بھیجا اور جبرئیل علیہ السلام اسے اپنی انگلی سے دودھ پلاتے، پس اسی وجہ سے سامری حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پہچان لیتا جب وہ زمین میں اترتے، جب حضرت جبرائیل علیہ السلام فرعون کے غرق ہونے کے دن اترے اور وہ گھوڑے پر سوار تھے، جو چیز بھی ان کے گھوڑے کے کُھر کے نیچے آتی اس جگہ سے سبزہ اور پھل اگنے لگتا، سامری نے یہ بات تاڑلی، اور جان لیا کہ اس مٹی میں اثر ہے، اس نے اس مٹی سے کچھ لے کر محفوظ کرلیا، پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات کو گئے تو اس نے ایک بچھڑا بنایا اور اس میں وہ مٹی ڈال دی اور کہا کہ یہ تمہارا اور موسیٰ علیہ السلام کا رب ہے (الصاوی، ج ۲، ص ۲۸۹) عبد الرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو شیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ سامری نے آل فرعون سے عاریتاً زیور لئے اور انہیں جمع کر کے ایک بچھڑے کی صورت میں ڈھالا تو اللہ عزوجل نے اسے جسم، گوشت، خون اور آواز والا کر دیا۔ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۲۳۴)

نوٹ: سامری نے بھی یہ بات مانی کہ تبرکات میں برکت ہوتی ہے جبھی اس نے اس مٹی کو اٹھا کر اپنے پاس محفوظ کیا کہ اس مٹی میں برکت ہے۔

سقط فی ایدیھم کی تحقیق:

۳.....اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿سقط فی ایدیھم﴾ یعنی وہ نادم ہوئے، یہ لفظ قرآن سے پہلے کہیں نہیں سنا گیا اور نہ ہی اہل عرب اس لفظ کو پہچانتے تھے اور ان کے اشعار میں بھی یہ مستعمل نہ تھا، ابو عبیدہ نے کہا کہ جو کسی کام پر نادم ہو اور کسی کام سے عاجز آجائے تو اس کے بارے میں ﴿سقط فی ایدیھم﴾ کہا جاتا ہے، واحدی نے مذکورہ جملے میں ید کے ذکر کرنے کی دو صورتیں ذکر کی

ہیں جسے ہم اختصار کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ ہاتھوں کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے ذکر کیا ہے کہ گناہ براہ راست اور بلا واسطہ اسی سے ہوتے ہیں اور ملامت بھی اسی پر ہوتی ہے کیونکہ ہاتھ ہی کو جارحۃ العظمیٰ کہا جاتا ہے، چنانچہ جو گناہ ہاتھ سے نہ ہوں ان کو بھی انہیں کی جانب منسوب کر دیا جاتا ہے جیسے اللہ ﷻ کا فرمان ہے ﴿ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ یَدَاکَ (الحج:۱۰)﴾ اور کئی گناہ ایسے ہیں جو کہ ہاتھوں سے نہیں ہوتے، دوسری صورت یہ ہے کہ ندامت تو دل میں ہوتی ہے اور اس کا اثر ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے کیونکہ نادم شخص اپنے ہاتھ کو کاٹتا ہے اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارتا ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ کَفَّیْہِ (الکھف:۴۲)﴾ اور تقلیب کف کو ندامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۱۵)

توریت کی تختیاں زمین پر ڈال دینا :

۴......علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تختیوں کو زمین پر ڈال دینا شدت غضب اور زجر اور حمیت دین کے لئے تھا، پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ تختیاں زمین پر ڈالیں تو ان میں سے بعض ٹوٹ گئیں۔ امام بیضاوی کے اس قول پر متاخرین میں سے شیخ صبغۃ اللہ آفندی حیدری نے اعتراض کیا ہے کہ حمیت دین کتاب اللہ ﷻ کی تعظیم کا تقاضا کرتی ہے اور یہ بھی کہ اس کا احترام کیا جائے اور ٹوٹنے اور کسی وجہ سے نقص آجانے سے اس کی حفاظت کی جائے، اور صحیح یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دینی حمیت اور شدت غضب کی وجہ سے بے قابو ہو گئے اور غیر اختیاری طور پر ان سے وہ تختیاں گر گئیں اور یہ ان سے ترک تحفظ صادر ہوا اور اس ترک تحفظ کو تغلیظاً ڈال دینے سے تعبیر کیا گیا ہے، اور فرمایا کہ ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کے حق میں گناہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ علامہ صبغۃ اللہ آفندی کے قول کا تعقب کرتے ہوئے علامہ صالح آفندی نے ایک نحوی بحث کرنے کے بعد فرمایا اس آیت کی توجیہ یہی ہے جو علامہ قاضی ناصر الدین بیضاوی نے کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تختیاں ڈال دینا شدت غضب وحمیت کے منافی نہیں ہو سکتا جو کہ مخفی نہیں ہے۔

علامہ آلوسی کے نزدیک یہ توجیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس فعل پر کوئی عتاب نہیں کیا گیا چہ جائے کہ یہ کہا جائے کہ ان کے ترک تحفظ کو تغلیظاً ڈال دینے سے تعبیر کیا گیا اور یہ کہنا کہ ابرار کی نیکیاں مقربین کے حق میں گناہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس آیت میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر زجر و توبیخ کی گئی ہے اور میرے نزدیک اس آیت کا حاصل یہ ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے شرک کو دیکھا تو وہ حمیت دین کی وجہ سے سخت غصہ میں آگئے اور اپنے ہاتھوں کو جلد فارغ کرنے کے لئے جلدی سے وہ تختیاں زمین پر ڈال دیں تاکہ وہ اپنے بھائی کا سر پکڑ سکیں جسے قرآن مجید میں ڈالنے سے تعبیر فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس فعل میں کسی طرح بھی ان تختیوں کی بے ادبی نہیں ہے اور بعض تختیوں کا زمین پر ڈالنے کی وجہ سے ٹوٹ جانا صرف دینی دینی غیرت وحمیت کی وجہ سے تھا۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۹۰، ۹۱)

سابقہ ادوار میں داڑھی کی حیثیت !

۵......داڑھی بڑھانا حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت مبارکہ ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "انھــــکـــوا الشوارب، واعفوا اللحی یعنی مونچھیں مٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ"۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب اعفاء اللحی، رقم:۵۸۹۳، ص۱۰۳۶)

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: "قُصُّوْا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوْا عَثَانِيْنَكُمْ وَخَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ مونچھیں پست کرو اور داڑھیوں کو بڑھنے دو اور یہود کی مخالفت کرو"۔(مسند احمد، مسند باقی للانصار، حدیث ابو امام الباھلی، رقم:۲۱۷۸۰، ج۶، ص۳۵۴)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ داڑھی کم از کم چار انگل چھوڑنا واجب ہے اور اس سے کم رکھنا جائز نہیں، حرام ہونے میں منڈانے کی مثل ہے اگر چہ منڈانا خبیث تر ہے۔ (الفتاوی الرضویۃ مخرجۃ، ج۲۲، ص۶۸۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی مبارکہ کو پکڑ کر اپنی جانب کھینچا، معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام نے بھی داڑھی بڑھائی تھی اور یہ ہمارا خود ساختہ استدلال نہیں ہے بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ "دس چیزیں شرائع قدیمہ مستمرۂ انبیائے کرام سے ہیں ان میں لبیں ترشوانا اور داڑھی بڑھانا داخل ہے"۔(سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ، باب السواک من الفطرۃ، رقم: ۵۳، ص۲۴)

☆......الـذی اسـتـعـاروہ ☆: یعنی فرعون کے غرق ہونے سے پہلے اور بعد میں وہ بچھڑا بنی اسرائیل کے پاس بطور غنیمت رہا، یعنی بنی اسرائیل کے سرزمین مصر سے نکلنے اور فرعون کے غرق ہونے تک ان کے پاس رہا، پھر قوم بنی اسرائیل سرزمین شام میں رہائش پذیر ہوئی۔ ای بعد ذھابہ الی المناجاۃ: یعنی قوم کے عہد کرنے کے بعد کہ قوم غیر خدا کی عبادت نہ کرے گی۔ صاغہ لھم منہ السامری: یعنی سامری جادوگر نے قوم کے لیے زیورات کی مدد سے بچھڑا بنایا، اس جادوگر کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا اور یہ منافق شخص تھا۔ انـقـلـب: یعنی زیورات کی مدد سے بچھڑا بنایا، یعنی وہ بولنے والا بچھڑا تھا۔ فـــان اثـرہ...... الـخ: کس طرح بچھڑے سے آواز پیدا ہوتی تھی؟ اس کا بیان ماقبل میں مذکور ہے۔ فتکسرت: تختیاں کتنی تھیں اور کس طرح ٹوٹ گئیں مکمل تحقیق ماقبل موجود ہے۔(الحمل، ج۳، ص ۱۱۳ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۹

قَالَ تَعَالٰی ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ﴾ اِلٰھًا ﴿سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ﴾ عَذَابٌ ﴿مِّنْ رَّبِّھِمْ وَذِلَّۃٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا﴾ فَعُذِّبُوْا بِالْاَمْرِ بِقَتْلِ اَنْفُسِھِمْ وَضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ﴿وَکَذٰلِکَ﴾ کَمَا جَزَیْنَاھُمْ ﴿نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ (۱۵۲)﴾ عَلَی اللّٰہِ بِالْاِشْرَاکِ وَغَیْرِہٖ ﴿وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا﴾ رَجَعُوْا عَنْھَا ﴿مِنْ بَعْدِھَا وَ اٰمَنُوْٓا﴾ بِاللّٰہِ ﴿اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِھَا﴾ اَیِ التَّوْبَۃِ ﴿لَغَفُوْرٌ﴾ لَھُمْ ﴿رَّحِیْمٌ (۱۵۳)﴾ بِھِمْ ﴿وَلَمَّا سَکَتَ﴾ سَکَنَ ﴿عَنْ مُّوْسَی الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ﴾ الَّتِیْ اَلْقَاھَا ﴿وَفِیْ نُسْخَتِھَا﴾ اَیْ مَا نُسِخَ فِیْھَا اَیْ کُتِبَ ﴿ھُدًی﴾ مِنَ الضَّلٰلَۃِ ﴿وَّرَحْمَۃٌ لِّلَّذِیْنَ ھُمْ لِرَبِّھِمْ یَرْھَبُوْنَ (۱۵۴)﴾ یَخَافُوْنَ وَاُدْخِلَ اللَّامُ عَلٰی

اَلْمَفْعُوْلِ لِتَقَدُّمِهٖ ﴿وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ﴾ اَیْ مِنْ قَوْمِهٖ ﴿سَبْعِیْنَ رَجُلًا﴾ مِمَّنْ لَمْ یَعْبُدُوا الْعِجْلَ بِاَمْرِهٖ تَعَالٰی ﴿لِّمِیْقَاتِنَا﴾ اَیْ لِلْوَقْتِ الَّذِیْ وَعَدْنَاهُ بِاِتْیَانِهِمْ فِیْهِ لِیَعْتَذِرُوْا مِنْ عِبَادَةِ اَصْحَابِهِمُ الْعِجْلَ فَخَرَجَ بِهِمْ ﴿فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ﴾ اَلزَّلْزَلَةُ الشَّدِیْدَةُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِاَنَّهُمْ لَمْ یَزَایَلُوْا قَوْمَهُمْ حِیْنَ عَبَدُوا الْعِجْلَ، قَالَ وَهُمْ غَیْرُ الَّذِیْنَ سَاَلُوا الرُّؤْیَةَ وَاَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ ﴿قَالَ﴾ مُوْسٰى ﴿رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ﴾ اَیْ قَبْلَ خُرُوْجِیْ بِهِمْ لِیُعَایِنَ بَنُوْاِسْرَائِیْلَ ذٰلِکَ وَلَا یَتَّهِمُوْنِیْ ﴿وَاِیَّایَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا﴾ اِسْتِفْهَامُ اِسْتِعْطَافٍ اَیْ لَا تُعَذِّبْنَا بِذَنْبِ غَیْرِنَا ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿هِیَ﴾ اَیِ الْفِتْنَةُ الَّتِیْ وَقَعَتْ فِیْهَا السُّفَهَاءُ ﴿اِلَّا فِتْنَتُکَ﴾ اِبْتِلَاؤُکَ ﴿تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ﴾ اِضْلَالَهٗ ﴿وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ﴾ هِدَایَتَهٗ ﴿اَنْتَ وَلِیُّنَا﴾ مُتَوَلِّیْ اُمُوْرِنَا ﴿فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ (۱۵۵)﴾ ﴿وَاكْتُبْ﴾ اَوْجِبْ ﴿لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ﴾ حَسَنَةً ﴿اِنَّا هُدْنَا﴾ تُبْنَا ﴿اِلَیْکَ قَالَ﴾ تَعَالٰی ﴿عَذَابِیْ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ﴾ تَعْذِیْبَهٗ ﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ﴾ عَمَّتْ ﴿كُلَّ شَیْءٍ﴾ فِی الدُّنْیَا ﴿فَسَاَكْتُبُهَا﴾ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ (۱۵۶)﴾ ﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ﴾ مُحَمَّدًا ﷺ ﴿الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ﴾ بِاِسْمِهٖ وَصِفَتِهٖ ﴿یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ﴾ مَا حُرِّمَ فِیْ شَرْعِهِمْ ﴿وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ مِنَ الْمَیْتَةِ وَنَحْوِهَا ﴿وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ﴾ ثِقْلَهُمْ ﴿وَالْاَغْلٰلَ﴾ اَلشَّدَائِدَ ﴿الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ﴾ كَقَتْلِ النَّفْسِ فِی التَّوْبَةِ وَقَطْعِ اَثَرِ النَّجَاسَةِ ﴿فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ﴾ مِنْهُمْ ﴿وَعَزَّرُوْهُ﴾ وَقَّرُوْهُ ﴿وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗ﴾ اَیِ الْقُرْاٰنَ ﴿اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۵۷)﴾.

﴿ترجمہ﴾

(فرمایا) بیشک وہ جنہوں نے بچھڑے کو (معبود بنالیا) عنقریب انہیں غضب (یعنی عذاب) اور ذلت پہنچنا ہے دنیا کی زندگی میں (یعنی اپنی جانوں کو قتل کرنے کے حکم کے ذریعے وہ عذاب دئے جائینگے اور ان پر قیامت تک ذلت مسلط کردی جائے گی) اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے انہیں بدلہ دیا) ہم بدلہ دیتے ہیں بہتان والوں کو (اللہ ﷻ کے ساتھ شرک وغیرہ کرنے والوں کو) اور جنہوں نے برائیاں لیں (یعنی ان برائیوں سے رجوع کیا) پھر اس کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے (اللہ ﷻ پر) تو بے شک تمہارا رب اس کے بعد (یعنی توبہ کے بعد) بخشنے والا (ہے انہیں......) مہربان ہے (ان پر) اور جب موسیٰ کا غصہ تھما (سکت بمعنی سکن ہے) تختیاں

اٹھالیں (جو زمین پر ڈال دی تھیں) اور ان کی تحریر میں (یعنی جو تختی میں تحریر کیا گیا ہے یعنی لکھا گیا ہے) ہدایت (گمراہی سے) اور رحمت ہے......۲......ان کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں (یعنی خوف کرتے ہیں اور الذین مفعول پر دخول لام اس کے مقدم ہونے کی وجہ سے ہے) اور موسی نے اپنی قوم سے (یعنی اصل میں من قومه تھا) ستر مرد (ان لوگوں میں سے جنہوں نے اللہ ﷻ کے حکم کے مطابق بچھڑے کی عبادت نہ کی) ہمارے وعدے کیلئے چنے (یعنی اس وقت کے بارے میں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ آئیں اور اپنی قوم کی طرف سے بچھڑے کی عبادت پر معذرت کریں تو وہ ان کے ساتھ نکلے) پھر جب انہیں زلزلہ نے لیا (یعنی سخت زلزلہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ لوگ بھی اپنی قوم کے ساتھ جڑے رہے جبکہ قوم نے بچھڑے کی عبادت کی اور یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے رویت باری ﷻ کے بارے میں سوال نہ کیا تھا اور انہیں کڑک نے پکڑ لیا) عرض کی (موسی علیہ السلام نے) اے رب میرے تو چاہتا تو پہلے ہی انہیں ہلاک کر دیتا اور مجھے بھی (یعنی میرے ساتھ نکلنے سے پہلے تاکہ بنی اسرائیل بھی دیکھ لیتے اور وہ مجھ پر تہمت نہ لگاتے) کیا تو ہمیں اس کام پر ھلاک فرمائے گا جو ہمارے بیوقوفوں نے کیا (اتھلکنا میں استفہام مہربانی طلب کرنے کیلئے ہے یعنی تو ہمیں دوسرے کے گناہوں کی وجہ سے عذاب نہ فرما) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) وہ (یعنی وہ فتنہ جس میں بیوقوف پڑ گئے) مگر تیرا آزمانا (یعنی تیری طرف سے ابتلا) تو اس سے بہکائے (یعنی گمراہ کرے) جسے چاہے اور راہ دکھائے (یعنی ہدایت دے) جسے چاہے......۳......تو ہمارا مولی ہے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر مہر کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور لکھ دے (یعنی واجب کر دے) ہمارے لیے دنیا میں بھلائی اور آخرت میں (بھلائی) بیشک ہم رجوع لائے (یعنی ہم نے توبہ کی) تیری طرف فرمایا (اللہ ﷻ نے) میرا عذاب، میں جسے چاہوں دوں (یعنی جسے عذاب دینا چاہوں) اور میری رحمت گھیرے ہے (وسعت بمعنی عمت ہے) ہر چیز کو (دنیا میں......۴......) تو عنقریب میں لکھ دوں گا نعمتوں کو (آخرت میں) ان کے لیے جو ڈرتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی (یعنی محمد ﷺ کی......۵......) جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں (مع ان کے نام و اوصاف کے......۶......) وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائیگا (جو ان کی سابقہ شریعتوں میں حرام تھیں) اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا (مردار وغیرہ......۷......) اور ان پر سے وہ بوجھ (اصرھم بمعنی ثقلھم ہے) اور طوق (شدید) گلے کے جو ان پر تھے......۸......اتارے گا (جیسا کہ توبہ کی صورت میں قتل نفس اور اثر نجاست کو کاٹ پھینکنا......۹......) تو وہ جو اس پر ایمان لائیں (ان میں سے) اور اس کی تعظیم کریں......۱۰......(عزوہ بمعنی وقروہ ہے) اور اسے مدد دیں اور اس نور (یعنی قرآن) کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الذین اتخذوا العجل سینالھم غضب من ربھم وذلة فی الحیوۃ الدنیا﴾.

ان: حرف مشبہ......الذین اتخذوا العجل: موصول صلہ،ملکر اسم...... س: حرف استقبال...... ینالھم: فعل ومفعول ......غضب: موصوف......من ربھم: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... ذلة: موصوف......فی الحیوة الدنیا: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و کذلک نجزی المفترین﴾.

و: عاطفہ...... کذلک : ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم......نجزی المفترین: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین عملوا السیات ثم تابوا من بعدها وامنوا ان ربک من بعدها لغفور رحیم﴾.

و: عاطفہ...... الذین: موصولہ......عملوا السیئات: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثم: عاطفہ...... تابوا من بعدھا: جملہ فعلیہ معطوف اول...... وامنوا : جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر مبتدا...... ان: حرف مشبہ...... ربک: ذوالحال...... من بعدھا : ظرف مستقر حال،ملکر اسم...... لام: تاکیدیہ...... غفور: خبر اول......رحیم: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولما سکت عن موسی الغضب اخذ الالواح وفی نسختها ھدی ورحمة للذین ھم لربھم یرھبون﴾.

و: مستانفہ......سکت عن موسی الغضب: فعل وظرف لغو وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... اخذ: فعل بافاعل ،الالواح: ذوالحال...... و: حالیہ...... فی نسختھا: ظرف مستقر خبر مقدم......ھدی ورحمة: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر موصوف...... لام: جار......الذین: موصول...... ھم: مبتدا......لربھم یرھبون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ،ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واختار موسی قومه سبعین رجلا لمیقاتنا﴾.

و: مستانفہ...... اختار موسی قومه: فعل وفاعل ومفعول...... وسبعین: ممیز......رجلا: تمیز ملکر ذوالحال،لمیقاتنا: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فلما اخذتھم الرجفة قال رب لو شئت اھلکتھم من قبل وایای﴾.

ف: عاطفہ...... لام: شرطیہ......اخذتھم الرجفة: جملہ فعلیہ شرط...... قال: قول......رب: جملہ ندائیہ...... لو: شرطیہ ...... شئت : جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،اھلکت: فعل بافاعل......ھم: معطوف علیہ......و: عاطفہ، ایای: معطوف،ملکر مفعول......من قبل : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اتھلکنا بما فعل السفھاء منا﴾.

همزه: حرف استفہام......تهلكنا: فعل بافاعل ومفعول...... ب: جار......ما: موصولہ......فعل السفهاء منا: فعل وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان هي الا فتنتک تضل بها من تشاءٍ وتهدى من تشاء﴾.

ان: نافیہ......هي: مبتدا...... الا: اداۃ حصر...... فتنه: مضاف......ک: ضمیر ذوالحال......تضل بها: فعل بافاعل وظرف لغو......من يشاء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... تهدى من تشاء: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انت ولينا فاغفرلنا وارحمنا وانتّ خير الغفرين﴾.

انت: مبتدا......ولينا: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......ف: فصیحہ...... اغفرلنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وارحمنا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا كـان الامـر كـذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ......و: مستانفہ......انت: مبتدا...... خير الغفرين: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واكتب لنا في هذه الدنيا حسنة وفي الاخرة انا هدنا اليک﴾.

و: عاطفہ...... اكتب لنا: فعل امر بافاعل وظرف لغو...... في هذه الدنيا: جامجرور، ملکر معطوف علیہ......وفي الاخرة: جارمجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف مستقر حال...... حسنة: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... انا: حرف مشبہ واسم...... هدنااليک: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قال عذابي اصيب به من اشاء ورحمتي وسعت كل شيء﴾.

قال: قول......عذابي: مبتدا......اصيب به: فعل بافاعل وظرف لغو......من اشاء: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... رحمتي: مبتدا...... وسعت كلّ شيء: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فساكتبها للذين يتقون ويوتون الزكاة والذين هم بايتنا يومنون﴾.

ف: مستانفہ......ساكتبها: فعل بافاعل ومفعول......لام: جار......الذين: موصول......يتقون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ...... يوتون الزكوة: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......الذين: موصول......هم بايتنايومنون: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذين يتبعون الرسول النبي الامي يجدونه مكتوبا عندهم في التورة والانجيل يامرهم بالمعروف وينههم

عن المنکر﴾.

الذین: موصول......یتبعون: فعل با فاعل......الرسول: موصوف......النبی: صفت اول ......الامی: صفت ثانی ،الذی: موصول......یجدونہ: فعل با فاعل ومفعول......مکتوبا: اسم مفعول با نائب الفاعل......عندھم: ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر ذوالحال......فی التوراۃ والانجیل: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر صفت ثالث، ملکر ذوالحال ،یامرھم بالمعروف: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... ینھھم عن المنکر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر ماقبل......"الذین ھم بایتنایومنون" سے بدل ہے۔

﴿ویحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخبئث ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم﴾.

و: عاطفہ...... یحل لھم الطیبت: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل......"یامرھم" پر معطوف ثالث......، و: عاطفہ...... یضع عنھم: فعل با فاعل وظرف لغو......اصرھم: معطوف علیہ......و: عاطفہ......الاغلل: موصوف ......التی کانت علیھم: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یامرھم" پر معطوف رابع۔

﴿فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون﴾.

ف: مستانفہ...... الذین: موصول......امنوابہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وعزروہ: جملہ فعلیہ معطوف اول...... ونصروہ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی...... و: عاطفہ......اتبعوا: فعل با فاعل......النور: موصوف...... الذی انزل معہ: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثالث، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، اولئک ھم المفلحون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح وتوضیح واغراض﴾

توبہ گناھوں کو مٹا دیتی ھے!

۱......علامہ خازن فرماتے ہیں کہ جو شخص بُرے اعمال کرے اور ہر چھوٹا اور بڑا گناہ حتی کہ کفر بھی اختیار کرے، اور پھر ان بُرے اعمال کے کرنے کے بعد اللہ عزوجل کی جانب رجوع کرے اور اللہ عزوجل کی تصدیق کرے کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ اللہ عزوجل نے آگے مزید فرمایا "اے محمد یا اے توبہ کرنے والے انسان! بیشک تمہارا رب عزوجل تمہارے توبہ کرنے کے بعد گناہوں کو بخشنے والا ہے اور توبہ کرنے والے پر رحم فرماتا ہے"، اور اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ چھوٹے اور بڑے گناہ توبہ کرنے کے معاملے میں مشترک ہیں اور اللہ عزوجل تمام گناہوں کو اپنے فضل ورحمت سے معاف فرماتا ہے اور اس آیت میں تقدیر کلام یہ ہے کہ بندہ تمام گناہوں سمیت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو اور توبہ کرے اور توبہ کرنے میں اخلاص پیدا کرے کہ اللہ عزوجل اس کے گناہوں کو معاف فرمادیگا اور اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور یہ مذنبین (گناہ گاروں) اور تائبین (توبہ کرنے والے) کے لئے عظیم بشارت ہے۔ (الخازن، ج۲، ص۲۵۳)

توریت میں ہدایت اور رحمت ہے!

۲......حضرت موسیٰ علیہ السلام طبعاً غصے والے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام نرم مزاج، اسی وجہ سے بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں حضرت ہارون علیہ السلام کو محبوب رکھتے تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غضب میں تختیاں زمین پر ڈالیں تو ٹوٹ گئیں، پھر ان میں سے چھ اٹھالی گئیں اور ایک باقی رہی، ہر چیز کی تفصیل ان چھ تختیوں میں تھی جو کہ اٹھالی گئیں اور ایک جو باقی رہی اس میں ہدایت اور رحمت ہے۔ (المدارک، ج۱، ص۶۰۷)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لوگوں کو طور پر لے جانا اور ان کا اللہ عزوجل کے دیدار کی خواہش کرنا وغیرہ کے بارے میں ہم سورۂ البقرۃ میں کلام کر چکے ہیں لہٰذا ہم دوبارہ یہاں اس بحث کو ذکر نہیں کرتے۔

ہدایت اور گمراہی اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے :

۳......یعنی گمراہ لوگوں کی گمراہی کے سبب تو جسے چاہے گمراہ کرے کہ وہ حد سے بڑھے یا گمان کی پیروی کرے یا اس جیسے دیگر گناہوں کا ارتکاب کرے، اور جسے چاہے ہدایت دے کہ اس کا ایمان (فتنے کے باوجود) قوی ہو، ایک قول یہ ہے کہ جسے اللہ عزوجل چاہے رجفۃ (زلزلہ) کے ذریعے عذاب پہنچائے اور جس کے لئے اللہ عزوجل چاہے اس عذاب کو پھیر دے، ایک قول یہ ہے کہ جسے اللہ عزوجل چاہے فتنے پر ترکِ صبر اور ثواب کے حصول اور جنت کے دخول کے لیے اپنی رضا کو ترک کرنے کے ذریعے گمراہ کرے اور جس کے لئے چاہے اپنی رضا اور صبر کی دولت عطا کر کے ہدایت عطا فرمائے۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص۱۰۱)

نوٹ: ہاتھ سے مراد قدرتِ الٰہی ہے۔

رحمتِ الٰہی کا آسرا:

۴......کہا جاتا ہے کہ جب یہ آیت ﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ (الاعراف:۱۵۶)﴾ نازل ہوئی تو ابلیس خوش ہوا اور اس نے کہا کہ میں اللہ کی رحمت میں داخل ہو گیا۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۹۳)

غور کرنے کی بات ہے کہ ابلیس جو کہ قطعی جہنمی ہے۔ اس کے جہنمی ہونے پر قرآن میں جابجا بیان موجود ہے لیکن پھر بھی وہ اللہ عزوجل کی رحمت پر امید لگائے بیٹھا ہے حالانکہ امید لگانا اس بدبخت کے حق میں بے سود ہے۔ ہم اہلِ ایمان ہیں اگرچہ لاکھ گناہ گار ہی سہی مگر اس کی رحمت بہت وسیع ہے، ہمیں اللہ عزوجل کی رحمت پر کتنا بھروسہ ہونا چاہیے؟ قرآن خود فرماتا ہے ﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر:۵۳)﴾ اور حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے فرمایا: "سبقت رحمتی علی غضبی یعنی میری رحمت میرے غضب پر حاوی ہے"۔

بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے :

۵.....ہم جاننا چاہیں گے کہ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟لہذا اپنے موضوع پر مستقل بحث شروع کرنے سے پہلے ہم نبی اور رسول میں بنیادی فرق کو واضح کر دینا چاہیں گے علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ والرسول هو انسان بعثه الله تعالى الى الخلق لتبليغ الاحكام وقد يشترط فيه الكتاب بخلاف النبى فانه اعم یعنی رسول وہ انسان ہوتا ہے جسے اللہ ﷻ نے احکام کی تبلیغ کے لئے مخلوق کی جانب بھیجا ہو اور بسا اوقات اس میں کتاب کی شرط لگائی جاتی ہے بخلاف نبی کے، کہ وہ عام ہے خواہ اس کے پاس کتاب ہو یا نہ ہو۔ (شرح عقائد، ص ۱۷)

صاحب کشاف کی تعریف سے لفظ نبی اور رسول میں یہ فرق سمجھ میں آتا ہے کہ رسول وہ ہوتا ہے جسے ایک خاص کتاب سے نوازا گیا ہو اور نبی عام ہوتا ہے (یعنی اس کے پاس کتاب کا ہونا ضروری نہیں) لیکن "کشف" میں اس تعریف پر تعقب کیا گیا ہے کہ اکثر رسولوں کے پاس مستقل کتاب نہیں تھی جیسے حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام اور کتنے ہی اور، پھر فرمایا کہ تحقیق یہ ہے کہ نبی وہ انسان ہوتا ہے جو اللہ ﷻ کی ذات وصفات کی بغیر کسی بشر کے واسطے خبر دے اور ان امور کی بھی خبر دے جنہیں محض عقل سے نہیں جانا جا سکتا اور رسول سے مراد وہ ذات ہے جو ان اوصاف کے علاوہ ان کی اصلاح پر بھی مامور ہو جن کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہو۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۱۰۶)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ فرق مناسب نہیں ہے بلکہ فرق یہ ہونا چاہیے رسول کے پاس کتاب ہونا ضروری ہے خواہ کتاب جدید ہو یا کسی سابق رسول کی کتاب ہو، دوسرا فرق یہ ہے کہ رسول عام ہے وہ فرشتہ بھی ہوتا ہے اور انسان بھی اس کے برخلاف نبی صرف انسان ہی ہوتا ہے، تیسرا فرق یہ ہے کہ رسول کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس پر فرشتہ وحی لائے اور نبی کے لئے یہ ضروری نہیں ہے یہ جائز ہے کہ اسکے دل پر وحی کی جائے یا خواب میں اس پر وحی کی جائے۔ (تبیان القرآن، ج ٤، ص ٣٥٦)

علامہ خازن فرماتے ہیں کہ النبی معناه المخبر من أنبأ ينبىء وقيل هو بمعنى الرفيع مأخوذ من النبوة وهو المكان المرتفع یعنی نبی کے معنی ہیں خبر دینے والا یہ انباء ينبیء سے مشتق ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ وہ رفیع یعنی بلند رتبہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور النبوۃ سے ماخوذ ہے اور اس سے مراد بلند جگہ ہے۔ (الخازن، ج ١، ص ٤٩)

دیگر مفسرین نے بھی یہی معنی لکھے ہیں ہم نے یہاں کچھ حوالے ذکر کر دیئے ہیں۔ ہم یہاں اُمی کی مختصر بحث کریں گے اس لئے کہ ہم اول جلد میں نبی کے موضوع پر کلام کر چکے ہیں چنانچہ شیخ جرجانی فرماتے ہیں کہ اُمـی اسے کہتے ہیں جو قرأت (پڑھنا) اور لکھنا نہ جانے۔ (التعريفات، ص ٤١)

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نحن امة امية لا نكتب ولا نحسب یعنی ہم ایک اُمی امت ہیں جو نہ لکھ سکتے ہیں اور نہ حساب کر سکتے ہیں"۔ محققین نے لکھا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا امی ہونا انکے بڑے معجزات میں سے ہے اور اس

بات کا بھی بیان ہے کہ نبی پاک ﷺ ایک ایسی کتاب لائے ہیں جس کی فصاحت و بلاغت نے مخلوق کو عاجز کر دیا ہے۔اور آپ ﷺ رات دن اس پاک کتاب کو لوگوں پر بغیر کسی زیادتی ،نقصان اور رد و بدل کے پڑھتے تھے اور یہ (پڑھنا) آپ ﷺ کے معجزہ پر دلیل ہے اور اس سے مراد اللہ ﷻ کا یہ فرمان ﴿سنقرئک فلا تنسی﴾ ہے۔ایک قول مفسرین نے یہ بھی کیا ہے کہ اگر سید عالم نور مجسم ﷺ کتابت وغیرہ جانتے (مطلب یہ کہ حضور پر نور ﷺ تو سب کچھ جانتے ہیں یہاں بات حضور کے امی ہونے کے حوالے سے ہو رہی ہے) تو پھر حضور سید عالم نبی محتشم ﷺ ایسا مبارک کلام لاتے جس میں تہمت وغیرہ کا احتمال ہوتا کہ انہوں نے اپنی جانب سے لکھ لیا ہے اور کہیں اور سے منقول کیا ہے اور پھر جب کہ آپ ﷺ امی ہوں اور پھر ایسا عظیم قرآن لائیں جس میں اولین و آخرین کا علم ہو اور غیبی خبریں بھی مذکور ہوں تو یہ پڑھنا آپ ﷺ کے معجزہ پر دلیل بنتا ہے۔اور اسی طرح کتابت کرنا انسان کو علم کے حصول کی جانب مشغول ہونے کو متعین کرتا ہے پھر سید عالم ﷺ کا ایسی مبارک شریعت اور آداب حسنہ کے ساتھ ہی علوم کثیرہ اور حقائق دقیقہ بغیر کسی کتاب کے مطالعے اور کسی جانب مشغول ہونے کے لانا آپ ﷺ کے معجزہ پر دلیل ہے۔ (الخازن، ج۲، ص۲۵۷)

☆......حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے ارشاد فرمایا ''جمعرات کا دن کیسا تھا؟ وہ جمعرات کا دن! پھر وہ رونے لگے حتی کہ ان کے آنسوؤں سے سنگریزے بھیگ گئے'' پس میں نے کہا اے ابن عباس! ''جمعرات کے دن میں کیا بات ہے''؟ انہوں نے کہا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ کا درد زیادہ ہو گیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا، ''میرے پاس (کاغذ اور قلم) لاؤ، میں تمہیں ایک ایسا مکتوب لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے''، پس صحابہ کرام میں اختلاف ہوا اور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے پاس اختلاف نہیں ہونا چاہیے تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، آپ ﷺ کا کیا حال ہے؟ کیا آپ ﷺ بیماری میں کچھ کہہ رہے ہیں؟ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ، رقم: ۴۴۳۱، ص۷۵۴)

نبی آخرالزمان کے بارے میں بشارتیں:

۶......یعنی نبی پاک ﷺ کے نام و اوصاف جنہیں وہ اپنے پاس لکھا ہوا پائیں کہ نبی پاک ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے، مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی، آپ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور صدقہ قبول نہ فرماتے اور یہ بات ان کے عظیم اخلاق اور اوصاف کی وجہ تھی۔ خمیس نے تاریخ میں لکھا ہے کہ توریت میں لفظ محمد سریانی زبان میں اَلْمُنْحَمِنَّا لکھا ہوا ہے میم کی ضمہ، نون کے ساکن، حاء کی فتح دوسری میم کی کسرہ اور آخری نون کی تشدید اور اس کے بعد الف کے ساتھ مذکور ہے اور اس کا معنی محمد ہے۔حسن نے کعب الاحبار سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا نام اہل جنت کے نزدیک عبد الکریم ہے اور اہل دوزخ کے نزدیک عبد الجبار، اہل عرش کے نزدیک عبد المجید، تمام ملائکہ کے نزدیک عبد الحمید، حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے نزدیک عبد الوھاب، شیاطین کے نزدیک عبد القاھر، جنات کے نزدیک عبد الرحیم، پہاڑوں میں آپ ﷺ کا نام عبد الخالق، دریاؤں میں عبد القادر، سمندروں میں

عبدالمھیمن ،شیروں میں عبدالغیاث،وحشیوں میں عبدالرزاق،تورات میں موذموذ،انجیل میں طاب طاب ،مصحف میں عاقب ،زبور میں فاروق،اوراللہ ﷻ کے حضور آپ ﷺ کا نام طٰہٰ اور محمد ہے۔ (الصاوی،ج۱،ص۲۹۳)

نبی کیا کچھ نہیں کرسکتا؟

۷.....اللہ ﷻ نے ارشادفرمایا کہ جوغلامی کرے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اورانجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا(جو انکی شریعت میں حرام تھیں جیسے اونٹ کے گوشت ،گائے بکری اور بھیڑ کی چربیاں وغیرہ)اورگندی چیزیں ان پر حرام فرمائے گا(مردار وغیرہ جیسے خون اورخنزیر کا گوشت)اوران پر سے وہ بوجھ(یہاں بوجھ سے مراد وہ عہدو پیان ہیں جو نبی اسرائیل سے توریت میں موجود احکام پر عمل کرنے کے حوالے سے لئے گئے تھے)اور گلے کے پھندے(لوہے کے طوق جوان کے گلے میں پڑے ہیں)جوان پر تھے اتارے گا۔ (الجمل،ج۳،ص۱۲٤)

یہاں ایک ایمان افروزنکتہ ذکرکرتا ہوں اور یہ محبت کی بات بھی ہے جو کہ اہل محبت کے لئے ایمان مین تازگی کا سبب بنے گی اوروہ بات یہ ہے کہ قرآن اللہ ﷻ کا کلام ہے اور عبادت بھی اللہ ﷻ ہی کی ہوتی ہے اللہ ﷻ نے اس آیت مبارکہ میں یہ نہیں فرمایا کہ اگرتم اس دین میں داخل ہوجاؤ تو میں تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کروں گا اور خبیث اشیاء کوحرام کروں گا بلکہ فرمایا کہ جس طرح یہ نبی تمہیں نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اسی طرح یہی نبی تمہارے لئے پاکیزہ اشیاء کوحلال اور غیر پاکیزہ کوحرام فرمائے گا ،گویااللہ ﷻ یہ چاہتا ہے کہ شان میرے اس شان والے نبی کی ظاہر ہو جو کہ میرا محبوب بھی ہے اور میری جانب سے بھیجا ہوا پیغمبر بھی ،یہاں سے ان لوگوں کی باطنی گندگی بھی دور ہوجانی چاہیے جو نبی کو مجبور محض سمجھتے ہیں ایسا ہرگزنہیں ہے اور نہ ہی اللہ ﷻ معاذاللہ ﷻ محتاج ہے کہ ان باتوں کی نسبت اپنے حبیب ﷺ کی جانب کرے بلکہ اللہ ﷻ اپنے حبیب ﷺ کی عزت افزائی چاہتا ہے اسی لئے ایسا مبارک فرمان ان کی شان کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا۔

بنی اسرائیل کے گلے کے پھندے:

۸.....اللہ ﷻ نے حضور ﷺ کی شان بیان کی کہ یہ نبی کی شان ہے کہ اگر بنی اسرائیل ان پرایمان لے آئیں تو یہ نبی ان کے گلے کے پھندے اتاردے گا۔مذکورہ آیت میں گلے کے پھندے سے مراد نبی اسرائیل کی وہ دینی اور شرعی مشکلات تھیں جوان پر شدید بوجھ بنی ہوئی تھیں مثلاً توبہ کے ضمن میں جان کو ہلاک کرنا،خطا کرنے والے عضو کو کاٹنا،بدن اور کپڑے کے جس حصے پرنجاست لگی ہو اسے کاٹنا،قتل کی صورت میں قصاص اور دیت کا متعین ہونا،ہفتے کے دن شکار وغیرہ سے اجتناب کرنا،کنائس کے علاوہ کسی اورجگہ پرنمازادانہ کرسکناوغیرہ شدائد جو نبی اسرائیل کی شریعت میں ان پر بوجھ کی طرح تھے۔ (الجمل،ج۳،ص۱۲٤)

توبہ کی مختلف صورت!

۹......بچھڑے کی پوجا کرنے کے سلسلے میں جو غضب بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا وہ یہ تھا کہ ان کی توبہ اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک کہ وہ ایک دوسرے کو قتل نہ کریں جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا﴿فَتُوبُوْا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ (البقرۃ: ۵۴)﴾ جہاں تک ذلت کا تعلق ہے تو اس کے بعد انہیں دنیاوی زندگی میں ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ (ابن کثیر، ج ۲، ص ۳۰۸)

حضور ﷺ کا ادب کرنا رکن ایمان ہے!

۱۰......اہل ایمان کو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اعمال سے سبق حاصل کرنا چاہئے کیونکہ حضور ﷺ کا ادب کرنا یہ ایمان کا رکن ہے، وہ بشر ضرور ہیں مگر ہم جیسے نہیں، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان کی تعظیم وتوقیر میں کہاں کمی چھوڑی؟ کئی واقعات ایسے ہیں کہ جن میں حضور ﷺ کی سواری مبارک کی تعظیم کا درس ملتا ہے، کہیں حضور ﷺ کے بول و براز اور خون مبارک کی برکتیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پائیں اور ان کی بھی تعظیم کرکے جنت کی خوشخبریاں دنیا میں حاصل کیں۔ آیت مبارکہ میں بھی اللہ ﷻ نے یہی سبق دیا ہے کہ جو نبی (ﷺ) پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم کریں اور انہیں مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو ان پر اترا تو وہی مراد کو پہنچے۔ اس آیت قرآنی کے ضمن میں ہم حضور ﷺ کی تعظیم کے حوالے سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات اور آپ ﷺ کی بے ادبی کرنے پر موجود وعیدوں کو ذکر کرتے ہیں تاکہ اس موضوع کو صحیح معنوں میں سمجھا جاسکے، حضور ﷺ اگرچہ بظاہر دیکھنے میں ہماری مثل ہیں لیکن ان کی شان بڑی اعلیٰ ہے جبھی تو اللہ ﷻ نے قرآن پر عمل کرنے کا درس بعد میں دیا پہلے اپنے نبی کی تعظیم کا حکم دیا مولانا روم فرماتے ہیں: کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

یعنی اے عزیز! پاک لوگوں کو اپنے جیسا قیاس نہ کر، شیر اگرچہ لکھنے میں شِیر (دودھ) کی مانند ہے مگر دونوں میں بڑا فرق ہے۔

☆......حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحُد میں سید عالم ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوگیا تو لب مبارک بھی زخمی ہوا جس سے خون بہنے لگا، حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ (جو کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ہیں) نے دیکھ کر آپ ﷺ کے مبارک ہونٹ کو اپنے منہ میں لیکر دبانا شروع کردیا اور اتنا دبایا کہ وہ جگہ سفید ہوگئی اور خون نکلنا بند ہوگیا، جب وہ حضور ﷺ کے مبارک ہونٹ کو چوس رہے تھے اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا: ''اے سنان! اسے پھینک دو''! تو انہوں نے کہا واللہ! میں آپ ﷺ کے خون مبارک کو زمین میں پر نہ پھینکوں گا، اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ خون نگل لیا، حضور ﷺ نے فرمایا: ''مَن مس دمی لم تصبه وفی روایة لم تمسه النار یعنی تم میں سے جسے بھی میرا خون چھو جائے اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی''۔

☆......ابن سعد فرماتے ہیں کہ لو وقع منه شئ علی الارض ،لنزل علیهم العذاب من السماء یعنی اگر حضور پرنور ﷺ کے خون مبارک میں سے کچھ بھی حصہ زمین پر گرتا تو اللہ ﷻ اہل احد پر آسمان سے عذاب نازل فرما دیتا۔

ینابیع میں ہے کہ اللہ عزوجل نے سید عالم ﷺ نے خون مبارک کے قطرات کو آسمان کی جانب بلند فرمادیا، ینابیع کہتے ہیں کہ لو وقع منھا شیء علی الارض لم ینبت علیھا نبات یعنی ان خون مبارک کے قطرات میں سے کوئی بھی قطرہ زمین پر گرتا تو وہاں پر سبزہ نہ اُگتا۔ (شرح زرقانی علی المواھب ،کتاب المغازی، ج۲،ص ٤٢٦ ،سبل الھدی ؤالرشاد، کتاب المعازی، ج٤، ص ۲۰۰)۔

☆...... بی بی ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات سید عالم ﷺ نے ایک برتن میں پیشاب فرمایا، میں اٹھی اور اسے پانی سمجھ کر پی گئی کیونکہ میں پیاسی تھی صبح کو حضور ﷺ کے پوچھنے پر جب میں نے بتایا کہ واللہ وہ تو میں پی گئی ہوں تو آپ ﷺ ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے نواجذ ظاہر ہونے لگے اور فرمایا'' اما إنک لا یفجع بطنک بعدہ أبدا یعنی آج کے بعد تجھے پیٹ میں کبھی بھی درد نہ ہوگا''۔ (مستدرك للحاكم، باب ذكر ام ايمن، رقم: ۷۰۱۳، ج،ص)

☆...... اسی طرح برکت نامی ایک کنیز جو کہ ام المؤمنین بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ہمراہ حبشہ سے آئی ہوئی تھیں، انہوں نے سید عالم ﷺ کا بول مبارک پی لیا تھا (جو کہ پاکیزہ تھا جس میں نہ تو بو تھی اور نہ ہی اس کا ذائقہ متغیر تھا) جس پر حضور ﷺ نے انہیں بشارت دی'' تو نے اپنے پیٹ کو جہنم سے بچالیا''، قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ولم یامر واحدامنھم بغسل فم ولانھاہ عن عودہ یعنی حضور نے ان دونوں خواتین سے یہ نہ کہا کہ اپنے منہوں کو دھوؤ اور آئندہ کے لئے ایسا نہ کرنا۔ (نسیم الریاض ،فصل :فی نظافۃ جسمہ، ج۲، ص ۳۱)۔

☆...... مسور بن مخرمہ اور مردان سے روایت کردہ طویل حدیث میں ہے کہ عروہ نے نبی پاک ﷺ کے اصحاب کو بغور ملاحظہ فرمایا اس نے کہا کہ بخدا محمد ﷺ جب تھوکتے تھے تو کوئی نہ کوئی صحابی اپنا ہاتھ آگے کر دیتا، پھر اس لعاب کو اپنے چہرے اور ہاتھوں پر ملتا اور جب آپ ﷺ کسی کام کا حکم دیتے تو سب ہی اس کام کو کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ،جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو آپ ﷺ کے وضو کے پانی کو لینے کیلئے اس طرح جھپٹ پڑتے کہ لگتا کہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے ،اور جب آپ ﷺ بات کرتے تو سارے ہی خاموش ہو جاتے آپ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے آپ ﷺ کو گھور کر نہیں دیکھتے، جب عروہ بن مسعود کفار قریش کی جانب گئے تو کہا اے میری قوم خدا کی قسم! میں کئی بادشاہوں قیصر و کسری اور نجاشی کے دربار میں وفود لے کر گیا ہوں اور میں نے کسی بادشاہ کی ایسی تعظیم ہوتے نہیں دیکھی جیسی محمد ﷺ کی انکے اصحاب کرتے ہیں، جب یہ تھوکتے ہیں تو کوئی اسے اپنے ہاتھ پر لے لیتا ہے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں پر ملتا ہے، جب کسی کام کو کہیں تو صحابہ اس کام کو کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، جب وضو کرتے ہیں تو ایک دوسرے پر بچے ہوئے پانی کو حاصل کرنے کے لئے جھپٹ پڑتے ہیں ،جب بات کریں تو سارے ہی خاموش ہو کر سماعت کرتے ہیں تم ان کا مقابلہ ہرگز نہ کر سکو گے۔

(صحيح البخاري، كتاب الشروط، باب الشروط، رقم: ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ص ٤٤٧)

یہاں تک ہم نے حضور پرنور ﷺ کی تعظیم کے بارے میں بیان فرمادیا، اب لگے ہاتھوں یہ بھی جان لیا جائے کہ حضور ﷺ

کی ادنی سی گستاخی انسان کو کفر تک پہنچا سکتی ہے، تاہم فقہائے کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں اور ایسے شخص کی توبہ سے حد ساقط نہیں ہوتی علامہ ابن عابدین معروف علامہ شامی فرماتے ہیں: **نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوتی کیونکہ توبہ کرنے سے حد ساقط نہیں ہوتی اور اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم دنیا کے ساتھ خاص ہے، بہر حال اللہ ﷻ کی جناب میں (یعنی آخرت میں) اس کی توبہ مقبول ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔** علامہ علاؤ الدین حصکفی فرماتے ہیں جو شخص اپنے قول کے ذریعے مقام رسالت مآب ﷺ کی جناب میں گستاخی کرے یا اپنے فعل کے ذریعے ایسا کرے کہ اسے نبی ﷺ سے دلی بغض ہو، ایسے شخص کو بطور حد قتل کیا جائے گا جیسا کہ اسکی تصریح گزر چکی ہے۔ (الدر المختار مع ردالمحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦ ص ٣٧٠، ٣٧١)

ہمارے اسلاف حضور ﷺ کے مبارک فرامین کا بھی بے حد احترام فرمایا کرتے تھے، چنانچہ ہم اسی ضمن میں چند واقعات ذکر کرتے ہیں۔ حضرت مصعب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے سامنے جب سید عالم ﷺ کا ذکر خیر ہوتا تو ان کا رنگ شدت خوف کے باعث متغیر ہو جاتا اور شدت خشوع کی وجہ سے جھک جاتے یہاں تک کہ اپنی جگہ پر بمشکل بیٹھ پاتے، جب ان سے اس کیفیت کے بارے میں سوال کیا جاتا تو فرماتے کہ اگر تم ہمارے اسلاف کے خشوع کی وہ کیفیت دیکھ لیتے جو میں نے دیکھی ہے تو میری اس حالت پر ضرور گواہی دیتے۔

حضرت مصعب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن المنکدر جو کہ اپنے دور کے سید القراء تھے، ہم ان سے جب بھی کسی حدیث کے بارے میں دریافت فرماتے تو وہ رونے لگتے یہاں تک کہ ہمیں ان پر رحم آنے لگتا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جعفر بن محمد الصادق کو دیکھا، آپ بہت زیادہ خوش طبعی کرنے والے اور تبسم فرمانے والے تھے لیکن جب ان کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر ہوتا تو ان کا رنگ زرد پڑ جاتا اور میں نے ان کو کبھی بھی بغیر وضو کے حدیث پاک بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا وہ ہمیں حدیث بیان کر رہے تھے انہیں بچھو نے سولہ مرتبہ ڈنک مارا جس سے ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو کر زرد پڑ گیا لیکن انہوں نے سید عالم ﷺ کی حدیث منقطع نہیں کی، جب مجلس برخاست ہوئی تو لوگوں نے وجہ دریافت کی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے سولہ مرتبہ بچھو نے ڈنک مارا اور میں صبر کرتا رہا اور میرا صبر صرف رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے احترام کی وجہ سے تھا۔ (نسیم الریاض شرح قاضی عیاض، فصل: فی تعظم النبی بعد موته، ج ٤، ص ٤٨٧ وغیرہ ملتقطاً ملخصاً)

آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ **جو اس نبی پر ایمان لائے ان کی تعظیم کرے اور انہیں مدد دیں اور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں جو ان کے ساتھ اترا**، متذکرہ آیت مبارکہ کے ترجمے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوئی کہ حضور ﷺ کی تعظیم کو قرآن پر عمل کرنے سے مقدم رکھا گیا، اس سے بھی حضور ﷺ کی شان ظاہر ہوتی ہے کہ اگر حضور ہی نہ ہوتے تو قرآن کیسے ملتا؟ سب کچھ حضور ﷺ کی برکتوں سے ہی ملتا ہے اور ان کی تعظیم ہی میں فلاح و کامرانی ہے۔

☆......☆الهـــا: ان کی تعداد چھ لاکھ آٹھ ہزار تھی اور باقی بارہ ہزار وہ تھے جنہوں نے بچھڑے کی پوجا نہ کی تھی، اسلئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دریا عبور کرنے والوں کی کل تعداد چھ لاکھ بیس ہزار تھی۔ رجعوا عنها: یعنی گناہوں سے توبہ کرے، اس میں سے ایک گناہ بچھڑے کی پرستش کرنا بھی ہے۔ فی الدنیا: یعنی کوئی مسلمان، کافر، فرمانبردار، نافرمان ایسا نہیں جو رحمت (الٰہی) میں الٹ پلٹ نہ ہوتا ہو۔ وهم غير الذين سالوا الروية: وہ لوگ مراد ہیں جو متذکرہ بالا میعاد کے حوالے سے شامل نہ تھے بلکہ یہ وہ لوگ تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حصول تورات کے لئے ساتھ گئے تھے اور جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور رب عزوجل کا مکالمہ سنا تو کہا ﴿ارنا الله جهرة......﴾، تو انہیں کڑک نے آلیا۔ حسنة: سے مراد جنت ہے۔

مماحرم في شرعهم: یعنی اونٹ کا گوشت، اور بکری، بھیڑ اور گائے کی چربی۔ من الميتة ونحوها: یعنی خون اور خنزیر کا گوشت۔

كقتل النفس: یعنی قتل کے معاملے میں قصاص متعین کرنا یا دیت کی حرمت، اور ہفتہ کے دن کے شکار، نماز سوائے کنائس کے کہیں نہ ادا کرسکنا، اسی طرح کے دیگر دشوار گزار امور جس کی سابقہ امتیں مکلف بنائی گئیں تھیں، اور ان شدائد کو مجازاً اغلال کہا گیا۔

اى القرآن: قرآن کو نور کہا گیا، جس طرح قرآن معنوی گمراہی سے بچاتا ہے اسی طرح حسی گمراہی سے بھی بچاتا ہے۔

باسمه وصفته: یعنی محمد ﷺ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوگی، مدینہ منورہ میں ہجرت کریں گے، ھدیہ قبول کرینگے، صدقہ ادا کریں گے، اور یہ اوصاف سید عالم ﷺ کے ہونگے اور یہ اخلاق عظیمہ کے منصب پر فائز ہونگے۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۹۱ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۰

﴿قُلْ﴾ خِطَابٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ ﴿يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهِ﴾ اَلْقُرْآنِ ﴿وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ(۱۵۸)﴾ تَرْشُدُوْنَ ﴿وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰى أُمَّةٌ﴾ جَمَاعَةٌ ﴿يَّهْدُوْنَ﴾ النَّاسَ ﴿بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُوْنَ(۱۵۹)﴾ فِي الْحُكْمِ ﴿وَقَطَّعْنٰهُمُ﴾ فَرَّقْنَا بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ ﴿اثْنَتَيْ عَشْرَةَ﴾ حَالٌ ﴿أَسْبَاطًا﴾ بَدَلٌ مِّنْهُ أَيْ قَبَائِلَ ﴿أُمَمًا﴾ بَدَلٌ مِّمَّا قَبْلَهُ ﴿وَأَوْحَيْنَا إِلٰى مُوْسٰى إِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهُ﴾ فِي التِّيْهِ ﴿أَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ﴾ فَضَرَبَهُ ﴿فَانْبَجَسَتْ﴾ اِنْفَجَرَتْ ﴿مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا﴾ بِعَدَدِ الْأَسْبَاطِ ﴿قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ﴾ سِبْطٍ مِّنْهُمْ ﴿مَّشْرَبَهُمْ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ﴾ فِي التِّيْهِ مِنْ حَرِّ الشَّمْسِ ﴿وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى﴾ هُمَا التُّرَنْجُبِيْنُ وَالطَّيْرُ السَّمَانِيْ بِتَخْفِيْفِ الْمِيْمِ وَالْقَصْرِ وَقُلْنَا لَهُمْ ﴿كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ(۱۶۰)﴾ ﴿وَ﴾ اذْكُرْ ﴿إِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ

﴿الْقَرْيَةَ﴾ بَيْتَ الْمَقْدِسِ ﴿وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا﴾ اَمْرُنَا ﴿حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ﴾ اَىْ بَابَ الْقَرْيَةِ ﴿سُجَّدًا﴾ سُجُوْدَ اِنْحِنَاءٍ ﴿نَّغْفِرْ﴾ بِالنُّوْنِ وَالتَّاءِ مَبْنِيًا لِلْمَفْعُوْلِ ﴿لَكُمْ خَطِيْٓئٰتِكُمْ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ (۱۶۱)﴾ بِالطَّاعَةِ ثَوَابًا ﴿فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ﴾ فَقَالُوْا حَبَّةٌ فِىْ شَعْرَةٍ وَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى اِسْتَاهِهِمْ ﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا﴾ عَذَابًا ﴿مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ (۱۶۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ (نبی پاک ﷺ سے خطاب ہے) اے لوگوں میں تم سب کی طرف......۱......اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں جلائے اور مارے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں (یعنی قرآن) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ (یعنی ہدایت......۲......) پاؤ اور موسیٰ کی قوم ......۳......سے ایک گروہ (یعنی جماعت) ہے کہ ہدایت دیتے ہیں (لوگوں کو) حق کی اور اسی سے انصاف کرتے ہیں (حکم میں) اور ہم نے بانٹ دیا انہیں (یعنی بنی اسرائیل کو جدا جدا کر دیا) بارہ (عشرۃ حال......۴......ہے) قبیلے (اسباطا بدل......۵......ہے اثنتی عشرۃ سے یعنی قبائل) گروہ گروہ (امما، اسباطا سے بدل ہے) اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کو جب اس سے اس کی قوم نے پانی مانگا (مقام تیہ میں) کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو (تو انہوں نے عصا مارا) تو پھوٹ نکلے (یعنی بہہ پڑے) اس میں سے بارہ چشمے (یعنی قبیلوں کی گنتی کے برابر) ہر گروہ نے (یعنی ان میں سے ہر قبیلے نے) اپنا گھاٹ پہچان لیا اور ہم نے ان پر ابر سائبان کیا (مقام تیہ میں سورج کی تمازت سے) اور ان پر من وسلویٰ اتارا (من ترنجبین کی طرح شریں چیز ہے......۶......اور سلویٰ آسمانی پرندہ ہے من میم کی تخفیف اور قصر کے ساتھ ہے اور ہم نے ان سے کہا) کھاؤ ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا لیکن اپنی ہی جانوں کا برا کرتے ہیں اور (یاد کرو) جب ان سے فرمایا گیا اس شہر میں بسو (یعنی بیت المقدس میں) اور اس میں جو چاہو کھاؤ اور کہو (ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ) گناہ اترے اور دروازے میں داخل ہو (یعنی بستی کے دروازے میں) سجدہ کرتے ہوئے (یعنی سجدۂ تعظیمی بجالاتے ہوئے......۷......) ہم بخش دیں گے (نغفر نون اور تاء دونوں کے ساتھ مبنی للمفعول ہے) تمہارے گناہ عنقریب نیکوں کو زیادہ عطا فرمائیں گے (طاعت پر ثواب کرتے ہوئے) تو ان میں کے ظالموں نے بات بدل دی اس کے خلاف جس کا انہیں حکم تھا (یعنی انہوں نے کہا حبة فی شعرة یعنی بال میں دانہ ہے اور سرین گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے) تو ہم نے ان پر عذاب (رجزا بمعنی عذابا ہے) بھیجا آسمان سے بدلہ ان کے ظلم کا۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا الذی له ملک السموت والارض لا اله الا هو یحی ویمیت﴾.

قل: قول،انی : حرف مشبہ واسم ،رسول: صفت مشبہ مضاف ،الله: اسم جلالت موصوف،الذی : موصول،له ملک السموت والارض: جملہ اسمیہ مبدل منہ،لااله الاهو: جملہ اسمیہ بدل اول،یحی ویمیت: جملہ معطوف علیہ ومعطوف،ملکر بدل ثانی،ملکر صلہ ملکر صفت،ملکر فاعل،الی :جار کم: ضمیر ذوالحال،جمیعا: حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ،ملکر خبر،ملکر قول،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فامنوا بالله ورسوله النبی الامی الذی یومن بالله وکلمته واتبعوه لعلکم تهتدون﴾.

ف: فصیحہ......امنوا : فعل امر بافاعل......ب: جار،الله : معطوف علیہ......و: عاطفہ...... رسوله: موصوف،النبی: صفت اول......الامی: صفت ثانی......الذی : موصول......یومن بالله وکلمته: جملہ فعلیہ صلہ ملکر صفت ثالث،ملکر معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ...... اتبعوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال......لعلکم تهتدون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل......ہٗ: ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ملکر شرط محذوف "اذاکان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن قوم موسی امة یهدون بالحق وبه یعدلون﴾.

و: مستانفہ...... من قوم موسی: ظرف مستقر خبر مقدم......امة: موصوف......یهدون بالحق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......به یعدلون: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صفت،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقطعنهم اثنتی عشرة اسباطا امما﴾.

و: عاطفہ...... قطعنهم: فعل بافاعل ومفعول......اثنتی عشرة : مبدل منہ......اسباطا: مبدل منہ،بدل......امما: بدل،ملکر پھر بدل،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واوحینا الی موسی اذ استسقه قومه ان اضرب بعصاک الحجر﴾.

و: عاطفہ...... اوحیناالی موسی :فعل بافاعل وظرف لغو......اذا: مضاف...... استسقه قومه: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف......، ان: مصدریہ......اضرب بعصاک الحجر: فعل امر بافاعل وظرف لغو ومفعول ملکر مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانبجست منه اثنتا عشرة عینا قد علم کل اناس مشربهم﴾.

ف: فصیحہ......انبجست منه: فعل وظرف لغو، اثنتا عشرة: ممیّز،عینا: تمییز ،ملکر فاعل،ملکر شرط محذوف "اذاضرب بعصاک الحجر" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ...... قد: تحقیقیہ ......علم کل اناس مشربهم: فعل وفاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وظللنا علیهم الغمام وانزلنا علیهم المن والسلوی﴾.

و : عاطفہ......ظللنا: فعل بافاعل......علیهم: ظرف لغو......الغمام: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... انزلنا علیهم: فعل بافاعل وظرف لغو...... المن والسلوی: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کلوا من طیبت ما رزقنکم وما ظلمونا ولکن کانوا انفسهم یظلمون﴾.

کلوا: فعل بافاعل......من: جار......طیبت: مضاف......مارزقنکم: موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول محذوف "قلنا" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ......و: مستانفہ...... ماظلموا: فعل نفی واوضمیر ذوالحال...... و: حالیہ ...... لکن: حرف استدراک......کانوا انفسهم یظلمون: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل...... نا: ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واذ قیل لهم اسکنوا هذه القریة وکلوا منها حیث شئتم وقولوا حطة﴾.

و: عاطفہ...... اذ: مضاف......قیل لهم: قول......اسکنوا: فعل بافاعل......هذه القریة: مفعول،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ...... کلوا منها: فعل بافاعل وظرف لغو......حیث شئتم: ظرف،ملکر معطوف اول،و: عاطفہ...... قولوا: قول...... حطة: مبتدا محذوف "مسالتنا" کیلئے خبر،ملکر مقولہ،ملکر معطوف ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف،فعل محذوف "اذکر" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وادخلوا الباب سجدا نغفر لکم خطیئتکم سنزید المحسنین﴾.

و: عاطفہ......ادخلوا: فعل امر واوضمیر ذوالحال...... سجدا: حال،ملکر فاعل......الباب: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،نغفر لکم خطیئتکم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے،سنزید المحسنین: مفعول ملکر جملہ فعلیہ

﴿فبدل الذین ظلموا منهم قولا غیر الذی قیل لهم﴾.

ف: عاطفہ...... بدل: فعل......الذین: موصول......ظلموا: فعل واوضمیر ذوالحال......منهم: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر فاعل......قولا: موصوف......غیر: مضاف......الذی قیل لهم: مضاف الیہ،ملکر صفت،ملکر مفعول اول "بالذی قیل لهم" ظرف مستقر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فارسلنا علیهم رجزا من السماء بما کانوا یظلمون﴾.

ف: عاطفہ......ارسلنا علیهم: فعل بافاعل وظرف لغو......رجزا: موصوف......من السماء: ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول......، بما کانو یظلمون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ھے!

۱......تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں، یہ آیت مبارکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عامہ پر بین دلیل

ہے کہ آپ ﷺ ساری خلق کے رسول ہیں اور کل جہاں آپ ﷺ کی امت ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ﷛ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں، ہر نبی کو اپنی مخصوص قوم کی جانب مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ وسیاہ کی جانب مبعوث کیا گیا، میرے لئے غنائم حلال کی گئی ہیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی تھیں، میرے لئے تمام روئے زمین طاہر مطہر اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے پس جو شخص جس جگہ نماز کا وقت پائے نماز ادا فرمالے، اور ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کردیا گیا ہے اور مجھے شفاعت عطا کردی گئی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب، رقم: ۳۳۵، ص۵۸)

علامہ عینی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو عرب، عجم، کالے، گورے، ان کی قوم یا ان کے علاوہ قوم کی جانب رسول بنا کر بھیجا جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سباء:۲۸)﴾

(عمدۃ القاری، کتاب التیمم، باب، رقم ۳۳۵، ج۳، ص۱۹۶)

امام ابن حجر عسقلانی اسی حدیث کے تحت کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''وبعثت الی کل احمر و اسود (رواہ مسلم) یعنی میں تمام گورے اور کالے کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں''، کہا گیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ میں عجم کے گورے اور عرب کے کالے سب لوگوں کی جانب رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، ایک قول میں گورے سے مراد انسان اور کالے سے مراد جنات لیا گیا ہے۔

(فتح الباری، کتاب التیمم، باب، رقم ۳۳۵، ج۱، ص۵۷۸)

الرشد کی تعریف:

۲......الرشد، الغی کا مخالف ہے، اور یہ ہدایت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ رَشَدَ یَرْشُدُ، وَرَشِدَ یَرْشَدُ۔

(المفردات، ص۲۰۲)

قوم موسی سے مراد کون ہیں؟

۳......قوم موسی کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد بنی اسرائیل کے وہ لوگ ہیں جو ایمان لے آئے یعنی حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب، ایک قول کے مطابق وہ لوگ مراد ہیں جو دین حق پر قائم رہے اور اس دین حق سے مراد وہ دین ہے جو حضرت موسی علیہ السلام ان کے پاس تحریف اور تبدیل سے قبل لائے اور یہ لوگ اسی دین کی دعوت دیتے تھے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ یہ لوگ تو قلیل تعداد میں تھے اور ''امۃ'' کا لفظ تو کثیر جماعت پر بولا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب یہ لوگ دین میں خالص ہوئے تو ان کے لئے ''امۃ'' کا لفظ استعمال کرنا جائز ہوگا جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے ﴿اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً (النحل:۱۲۰)﴾ (الجمل، ج۳، ص۱۲۶)

حال کا بیان:

۴......حال اس اسم نکرہ کو کہتے ہیں جو فاعل یا مفعول کی حالت بیان کرے جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا(زید سوار ہونے کی حالت میں آیا) میں رَاکِبًا، جس فاعل یا مفعول کی حالت بیان کی جائے، اسے ذوالحال کہتے ہیں جیسے مذکورہ مثال میں زَیْدٌ۔ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہو تو اسے حال سے پہلے لانا چاہیے تا کہ حالت نصبی کی وجہ سے صفت سے التباس نہ ہو جائے جیسے جَاءَنِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ (میرے پاس ایک شخص سواری کی حالت میں آیا)۔کبھی مفرد کی بجائے جملہ خبریہ حال واقع ہو رہا ہوتا ہے جیسے رَأَیْتُ الْاَمِیْرَوَهُوَ رَاکِبٌ (میں نے امیر کو سواری کی حالت میں دیکھا) اس صورت میں جملے میں ایک ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو ذوالحال کی جانب لوٹے جیسے مذکورہ جملے میں ہو۔

بدل کا بیان:

۵......بدل، تابع کی قسم سے ہے اور یہ وہ تابع ہے کہ جس چیز کی نسبت اس کے متبوع کی جانب کی جائے اس نسبت سے دراصل یہ خود مراد ہوتا ہے۔اس کے متبوع کو مبدل منہ کہتے ہیں۔اس کی چار اقسام ہیں۔(۱) بدل الکل: وہ تابع ہے جس کا مدلول وہی ہو جو اس کے متبوع کا مدلول ہو، جیسے جَاءَ زَیْدٌ اَخُوْکَ(آیا زید یعنی تیرا بھائی) میں اَخُوْکَ۔(۲)بدل البعض :وہ تابع ہے کہ جس کا مدلول اس کے متبوع کے مدلول کا جز ہو، جیسے ضَرَبْتُ زَیْدًا رَأْسَهٗ(میں نے زید کے سر کو مارا) میں رَأْسَهٗ۔(۳) بدل الاشتمال :وہ تابع ہے کہ جس کا مدلول متبوع کے مدلول سے ایسا تعلق رکھنے والا ہو جو کل یا جزو کے علاوہ ہو، جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُهٗ (زید کا کپڑا چھینا گیا) میں ثَوْبُهٗ ۔(۴)بدل الغلط :وہ تابع ہے کہ جس کے مدلول کو غلطی سے ذکر کر دیا گیا ہو اور اسے غلطی کے ازالے کے طور پر لایا گیا ہو، جیسے صَلَّیْتُ الظُّهْرَ الْعَصْرَ (میں نے ظہر...... بلکہ عصر پڑھی) میں الْعَصْرَ۔

بنی اسرائیل پر انعامات کی ایک جھلک:

۶......وہ میٹھی چیز جو آسمان سے برف کی طرح طلوع فجر سے طلوع شمس تک اترتی، ہر انسان ایک صاع لیتا، اور جنوب کی سمت سے چلنے والی ہوا ان پر آسمانی پرندے گزارتی اور ہر شخص اپنی ضرورت کے تحت اس سے حاصل کر لیتا۔(الجمل، ج۳، ص۱۲۷)

نوٹ: بنی اسرائیل پر اللہ عزوجل کے انعامات جس میں پتھر سے پانی کے چشمے جاری ہو جانا، من و سلوی کا آسمان سے نازل ہونا (جس کا ماقبل ذکر کر دیا)، ایک مخصوص مقدار کے مطابق ہر ایک کا حاصل کر سکنا، ذخیرہ شدہ کا خراب ہو جانا، ہٹ دھرمی کرتے ہوئے بیت المقدس میں سرین کے بل گھسٹ کر گزرنا وغیرہ کا ذکر ہم نے اول جلد میں سورۃ البقرۃ کے تحت کر دیا ہے یہاں ہم دوبارہ ذکر نہیں کر رہے۔

سجدۂ تعظیمی کا پچھلی شریعتوں میں حکم:

۷......یعنی زمین پر پیشانی رکھ کر کیا جانے والا شرعی سجدہ نہ تھا بلکہ اس سے مراد لغوی سجدہ یعنی سجدۂ انحناء تھا یعنی بنی اسرائیل کو چاہیے کہ وہ جھکنے والی ہیئت اختیار کریں۔خطیب میں ہے کہ یہ قصہ سورۃ البقرۃ میں بھی اسی طرح گزر گیا لیکن سورۃ البقرۃ

میں موجود آیت اور اس سورۃ کی آیت کے الفاظ کچھ وجوہ کے اعتبار سے مختلف ہیں اول یہ کہ وہاں یعنی سورۃ البقرۃ میں فرمایا تھا ﴿ واذ قلنا ادخلوا هذه القرية ﴾ اور یہاں یعنی سورۃ الاعراف میں فرمایا ﴿ اذقیل لهم اسكنوا هذه القرية ﴾ ثانی یہ ہے کہ وہاں فرمایا ﴿ فكلوا ﴾ ف کے لفظ کے ساتھ، اور یہاں فرمایا ﴿ و كلوا ﴾ لفظ واو کے ساتھ، ثالث یہ کہ وہاں فرمایا ﴿ رغداً ﴾ اور یہاں اس لفظ یا اس کے متبادر کا اسقاط کر دیا گیا، رابع یہ ہے کہ وہاں فرمایا ﴿ وادخلوا الباب سجداً وقولوا حطة ﴾ اور یہاں اس جملے کی تقدیم و تاخیر یعنی ﴿ وقولوا حطة وادخلوا الباب سجداً ﴾ فرمایا، خامس یہ کہ وہاں فرمایا ﴿ نغفر لكم خطاياكم ﴾ اور یہاں فرمایا ﴿ نغفرلكم خطيئاتكم ﴾، سادس یہ کہ وہاں فرمایا ﴿ وسنزيد المحسنين ﴾ اور یہاں واو کے حذف کرنے کے ساتھ ﴿ سنزيد المحسنين ﴾ فرمایا، سابع یہ کہ وہاں فرمایا ﴿ فانزلنا على الذين ظلموا ﴾ اور یہاں فرمایا ﴿ فارسلنا عليهم ﴾، ثامن یہ کہ وہاں فرمایا ﴿ بما كانوا يفسقون ﴾ اور یہاں فرمایا ﴿ بما كانوا يظلمون ﴾۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۲۸)

نوٹ: یہاں ہم طوالت کی بناء پر ان وجوہات کو نہیں بیان کر رہے قارئین چاہیں تو الجمل، جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۲۸ کا مطالعہ فرمائیں۔

☆...... ☆الترنجبين: ایک قسم کا میٹھا، جو کہ اُن پر برف کے اُولے کی طرح نازل ہوتا تھا، نزول کا وقت فجر سے لیکر طلوع شمس تک ہوتا تھا اور ہر شخص کے لئے ایک صاع ہوتا تھا۔

والطير السماني: جنوب کی جانب سے آنے والی ہوا آسمانی پرندہ لاتی تھی، اور ہر شخص اس سے اپنی ضرورت کے مطابق حاصل کرتا تھا۔

بيت المقدس: جس بستی میں بنی اسرائیل کو رہنے کا حکم دیا تھا ایک قول کے مطابق اس سے مراد مقام اریحاء تھا، سورۃ البقرۃ میں اس بارے میں دونوں اقوال ملتے ہیں، پہلے قول کے قائل حضرت موسیٰ ہیں جب وہ مقام تیہ میں تھے اور دوسرے کے قائل حضرت یوشع بن نون ہیں، اور یہ قول بھی قابل اعتماد ہے جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں گزرا۔ سجود الانحناء: مراد لغوی سجدہ ہے، جو کہ رکوع والی ہیئت پر ہوتا ہے۔ فقالوا حبه في شعرة: سورۃ البقرۃ میں اس کا بیان موجود ہے، وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۹۵ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۱

﴿ واسْئَلْهُمْ ﴾ يَامُحَمَّدُ تَوْبِيخًا ﴿ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ﴾ مُجَاوِرَةَ بَحْرِ الْقُلْزَمِ وَهِيَ اَيْلَةُ مَاوَقَعَ بِاَهْلِهَا ﴿ اِذْ يَعْدُوْنَ ﴾ يَعْتَدُوْنَ ﴿ فِي السَّبْتِ ﴾ بِصَيْدِ السَّمَكِ الْمَامُوْرِيْنَ بَتَرْكِهٖ فِيْهِ ﴿ اِذْ ﴾ ظَرْفٌ لِيَعْدُوْنَ ﴿ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا ﴾ ظَاهِرَةً عَلَى الْمَاءِ ﴿ وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ﴾ لَا يُعَظِّمُوْنَ السَّبْتَ اَىْ سَائِرَ الْاَيَّامِ ﴿ لَا تَاْتِيْهِمْ ﴾ اِبْتِلَاءً مِّنَ اللّٰهِ ﴿ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (۱۶۳) ﴾ وَلَمَّا اصَادُوا السَّمَكَ اِفْتَرَقَتِ الْقَرْيَةُ اَثْلَاثًا ثُلُثٌ صَادُوْا مَعَهُمْ وَثُلُثٌ نَهَوْهُمْ وَثُلُثٌ اَمْسَكُوْا عَنِ الصَّيْدِ وَالنَّهْيِ ﴿ وَاِذْ ﴾ عَطْفٌ عَلٰى اِذْ قَبْلَهٗ ﴿ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ ﴾ لِمَ تَصُدُّ وَلَمْ تَنْهَ لِمَنْ نَهٰى ﴿ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا اللّٰهُ

مُهلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَاباً شَدِيدًا قَالُوْا﴾ مَوْعِظَتُنَا ﴿ مَعْذِرَةً ﴾ نَعْتَذِرُ بِهَا ﴿إِلَى رَبِّكُمْ﴾ لِئَلَّا تُنْسَبَ إِلَى تَقْصِيرٍ فِي تَرْكِ النَّهْيِ ﴿ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ(١٦٤)﴾ الصَّيْدَ ﴿فَلَمَّا نَسُوْا﴾ تَرَكُوْا ﴿ مَا ذُكِّرُوْا ﴾ مَا وُعِظُوْا ﴿بِهِ﴾ فَلَمْ يَرْجِعُوا ﴿ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ بِالْاِعْتِدَاءِ ﴿ بِعَذَابٍ بَئِيسٍ ﴾ شَدِيدٍ ﴿بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (١٦٥)﴾ ﴿فَلَمَّا عَتَوْا﴾ تَكَبَّرُوْا ﴿ عَنْ ﴾ تَرْكِ ﴿مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ(١٦٦)﴾ صَاغِرِيْنَ فَكَانُوْهَا ، وَهٰذَا تَفْصِيْلٌ لِمَا قَبْلَهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا اَدْرِیْ مَا فُعِلَ بِالْفِرْقَةِ السَّاكِتَةِ؟ وَقَالَ عِكْرِمَةُ لَمْ تُهْلِكْ لِاَنَّهَا كَرِهَتْ مَا فَعَلُوْهُ وَقَالَتْ(لِمَ تَعِظُوْنَ) ؟ الخ وَرَوَى الْحَاكِمُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ رَجَعَ اِلَيْهِ وَاَعْجَبَهُ ﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ﴾ اَعْلَمَ ﴿ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ ﴾ اَيِ الْيَهُوْدِ ﴿اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ﴾ بِالذِّلِّ وَاَخْذِ الْجِزْيَةِ فَبَعَثَ عَلَيْهِمْ سُلَيْمَانَ وَبَعْدَهُ بُخْتَ نَصَّرَ فَقَتَلَهُمْ وَسَبَاهُمْ وَضَرَبَ عَلَيْهِمُ الْجِزْيَةَ فَكَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلَى الْمَجُوْسِ اِلٰى اَنْ بُعِثَ نَبِيُّنَا ﷺ فَضَرَبَهَا عَلَيْهِمْ ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ﴾ لِمَنْ عَصَاهُ ﴿ وَاِنَّهُ لَغَفُوْرٌ﴾ لِاَهْلِ طَاعَتِهِ ﴿ رَّحِيْمٌ(١٦٧)﴾ بِهِمْ ﴿وَقَطَّعْنٰهُمْ﴾ فَرَّقْنَاهُمْ ﴿ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا﴾ فِرَقًا ﴿ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ﴾ نَاسٌ ﴿ دُوْنَ ذٰلِكَ﴾ اَلْكُفَّارُ وَالْفَاسِقُوْنَ ﴿ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ﴾ بِالنِّعَمِ ﴿ وَالسَّيِّاٰتِ﴾ بِالنِّقَمِ ﴿ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ(١٦٨)﴾ عَنْ فِسْقِهِمْ ﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ﴾ اَلتَّوْرَاةَ عَنْ آبَائِهِمْ ﴿ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى﴾ اَیْ حُطَامَ هٰذَا الشَّیْءِ الدَّنِيِّ اَيِ الدُّنْيَا مِنْ حَلَالٍ وَحَرَامٍ ﴿ وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا﴾ مَافَعَلْنَاهُ ﴿ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ﴾ اَلْجُمْلَةُ حَالٌ ، اَیْ يَرْجُوْنَ الْمَغْفِرَةَ وَهُمْ عَائِدُوْنَ اِلٰى مَا فَعَلُوْهُ مُصِرُّوْنَ عَلَيْهِ ، وَلَيْسَ فِي التَّوْرَاةِ وَعْدُ الْمَغْفِرَةِ مَعَ الْاِصْرَارِ ﴿اَلَمْ يُؤْخَذْ﴾ اِسْتِفْهَامُ تَقْرِيْرٍ ﴿ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ﴾ اَلْاِضَافَةُ بِمَعْنٰى فِيْ ﴿ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا﴾ عَطْفٌ عَلٰى يُؤْخَذْ قَرَءُوْا ﴿ مَا فِيْهِ﴾ فَلِمَ كَذَبُوْا عَلَيْهِ بِنِسْبَةِ الْمَغْفِرَةِ اِلَيْهِ مَعَ الْاِصْرَارِ ﴿ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ﴾ اَلْحَرَامَ ﴿ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(١٦٩)﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ اَنَّهَا خَيْرٌ فَيُؤْثِرُوْنَهَا عَلَى الدُّنْيَا ﴿وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ ﴾ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ ﴿بِالْكِتٰبِ ﴾ مِنْهُمْ ﴿وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ﴾ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَاَصْحَابِهِ ﴿اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ(١٧٠)﴾ اَلْجُمْلَةُ خَبَرُ الَّذِيْنَ وَفِيْهِ وُضِعَ الظَّاهِرُ مَوْضِعَ الْمُضْمَرِ اَیْ اَجْرَهُمْ ﴿ وَ﴾ اذْكُرْ ﴿اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ﴾ رَفَعْنَاهُ مِنْ اَصْلِهِ ﴿ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْا ﴾ اَيْقَنُوْا ﴿اَنَّهٗ وَاقِعٌ بِهِمْ﴾ سَاقِطٌ عَلَيْهِمْ بِوَعْدِ

اللّٰہِ اِیَّاھُم بِوُقُوْعِہٖ اِنْ لَّمْ یَقْبَلُوْا اَحْکَامَ التَّوْرَاۃِ وَ کَانُوْا اَبَوْھَا لِثِقْلِھَا فَقَبَلُوْا وَقُلْنَا لَھُمْ ﴿ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ﴾ بِجِدٍّ وَاجْتِھَادٍ ﴿ وَّاذْکُرُوْا مَا فِیْہِ﴾ بِالْعَمَلِ بِہٖ ﴿ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ(۱۷۱)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اوران سے حال پوچھو(اے محمد ﷺ سختی کرتے ہوئے) اس بستی کا کہ دریا کے کنارے آباد تھی (یعنی جو بحر قلزم کے کنارے آباد تھی مراد قوم ایلہ......۱...... ہے جو اپنے اہل کے ساتھ آباد تھے) جب وہ حد سے بڑھتے (یعدون بمعنی یعتدون ہے) ہفتہ کے بارے میں (مچھلی کے شکار کے بارے میں جبکہ اس دن میں شکار منع تھا) جب (اذ، یعدون کا ظرف ہے) ہفتے کے دن ان کی مچھلیاں پانی پر تیرتی ان کے سامنے آتیں (یعنی پانی پر ظاہر ہوجاتیں......۲......) اور جو دن ہفتہ کا نہ ہوتا (یعنی ہفتہ کے سوا باقی دنوں کی تعظیم کرتے) نہ آتیں (یہ اللہ ﷻ کی طرف سے آزمائش تھی) اسی طرح ہم انہیں آزماتے تھے ان کی بے حکمی کے سبب (یعنی مچھلی کے شکار کے سلسلے میں قبیلے والوں کے تین گروہ ہوگئے تھے چنانچہ تہائی لوگ شکار کرتے تہائی لوگ شکار سے منع کرتے اور تہائی لوگ نہ شکار کرتے نہ منع کرتے) اور جب (اس اذ کا عطف ماقبل اذ پر ہے) ان میں سے ایک گروہ نے کہا (جو شکار نہ کرتے اور شکار سے منع کرنے والوں کو بھی نکیر نہ فرماتے) کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا ہے بولے (ہمارا نصیحت کرنا) معذرت کرنے کیلئے ہے (یعنی ہم اس نصیحت کے ذریعے عذر پیش کریں گے) تمہارے رب کے حضور (یعنی تاکہ ہم نھی عن المنکر ترک کرنے والوں کی طرف نہ منسوب کیے جائیں) اور شاید انہیں ڈر ہو (شکار کرنے سے) پھر جب بھلا (نسوا بمعنی ترکوا ہے) بیٹھے جو نصیحت (ما ذکروا بمعنی ما وعظوا ہے) انہیں ہوئی تھی (اور نصیحت کی طرف نہ لوٹے) ہم نے بچالیے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور پکڑا ظالموں (یعنی دشمنوں) کو برے عذاب (یعنی شدید عذاب) میں بدلہ ان کی نافرمانی کا پھر جب انہوں نے سرکشی (یعنی تکبر کیا) ممانعت (یعنی چھوڑنے) کے حکم سے ہم نے ان سے فرمایا ہوجاؤ بندر دھتکارے ہوئے (یعنی ذلیل ہوکر چنانچہ ایسے ہی ہوگئے اور فلما عتوا یہ جملہ ماقبل واخذنا الذین کی تفصیل ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ خاموش رہنے والے گروہ کے ساتھ کیا ہوا اور عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ہلاک نہ کیے گئے اسلئے کہ وہ شکار کرنے والوں کی حرکتوں کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے لم تعظون ......الخ ......۳...... اور حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بھی عکرمہ کی رائے کو پسند کرتے ہوئے اختیار کرلیا ہے) اور جب حکم سنادیا (تأذن بمعنی اعلم ہے) تمہارے رب نے کہ ضرور بھیجتا رہوں گا ان پر (یعنی یہود پر) قیامت کے دن تک جو انہیں بری مار چکھائے (یعنی ذلیل کرے اور جزیہ لے چنانچہ اللہ ﷻ نے سلیمان علیہ السلام کو بھیجا اور ان کے بعد بخت نصر کو جس نے ان کو قتل کیا، قید کیا اور ان پر ٹیکس مقرر کیے جو وہ نبی پاک ﷺ کے زمانے تک مجوسیوں کو ادا کرتے رہے اور نبی پاک ﷺ نے بھی ان پر جزیہ مکرر رکھا) بیشک تمہارا رب ضرور جلد عذاب

دینے والا ہے (اسے جو اس کی نافرمانی کرے) اور بیشک وہ بخشنے والا (اپنے فرمانبرداروں کو) مہربان ہے (ان پر) اور ہم نے بانٹ دیا (یعنی متفرق کردیا) زمین میں گروہ گروہ ان میں کچھ نیک ہیں اور کچھ (لوگ) اور طرح کے (یعنی کفار اور فاسق) اور ہم نے انہیں بھلائیوں (یعنی رحمتوں) اور برائیوں (یعنی سزاؤں) سے آزمایا کہ کہیں وہ (اپنی نافرمانی سے) رجوع لائیں پھر ان کی جگہ ان کے بعد وہ ناخلف آئے......۴...... کہ کتاب (یعنی توریت کے، اپنے آباء واجداد کی طرف سے) وارث ہوئے اس دنیا کا مال لیتے ہیں (یعنی اس دنیا کی حقیر چیز بھی یعنی حلال ہو یا حرام لے لیتے ہیں......۵......) اور کہتے اب ہماری بخشش ہوگی (یعنی جو ہم نے کیا ہے اس کی وجہ سے) اور اگر ویسا ہی مال ان کے پاس اور آئے تو لے لیں (یہ جملہ حال ہے یعنی مغفرت کی امید رکھتے ہیں اور بُرے کاموں کے عادی ہیں اور انہی پر مصر رہتے ہیں اور توریت میں گناہ پر اصرار کرنے والے کی مغفرت کا وعدہ نہیں ہے) کیا نہ لیا گیا (الم میں ہمزہ استفہام تقریری ہے) ان پر کتاب میں عہد (یہ اضافت اضافتِ فِیْوِیُ کے معنی میں ہے......۶......) کہ اللہ کی طرف نسبت نہ کریں مگر حق اور انہوں نے پڑھا (درسوا کا عطف یوخذ پر ہے اور درسوا، قرءوا کے معنی میں ہے) جو کچھ اس میں ہے (یعنی پھر کیوں گناہ پر اصرار کرتے ہوئے اسے مغفرت کے ساتھ منسوب کرتے ہوئے جھوٹ بولتے ہیں) اور بیشک آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کو (یعنی انہیں جو حرام سے پرہیز کرتے ہیں) تو کیا تمہیں عقل نہیں (یعقلون تاء اور یاء دونوں کے ساتھ ہے اور آخرت بہتر ہے تو چاہیے کہ وہ اسے دنیا پر ترجیح دیں) اور جو مضبوط تھامتے ہیں (یمسکون تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ ہے) کتاب کو (ان کتابیوں میں سے) اور انہوں نے (جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب نے) نماز قائم کی ہم نیکوں کا نیک اجر نہیں گنواتے (انا لا نضیع......الخ، الذین کی خبر ہے اور اس جملے میں ضمیر ظاہر اجرھم کو مضمر کی جگہ لایا گیا ہے یعنی ان کا اجر......۷......) اور (یاد کرو) جب ہم نے پہاڑ اٹھایا (یعنی ہم نے اسے اس کی اصل سے بلند کیا) ان پر گویا کہ وہ سائبان ہے اور سمجھے (یعنی یقین کرلیا) کہ وہ ان پر گر پڑے گا (یعنی آج کہ دن اللہ ﷻ کا وعدہ ہے اس کے گرنے کا، اگر وہ توریت کے احکام قبول نہ کریں اور وہ دن ان پر سخت تھا تو انہوں نے احکام قبول کیے اور ہم نے ان سے کہا) لو جو ہم نے تمہیں دیا زور سے (جستجو اور کوشش سے) اور یاد کرو جو اس میں ہے (اس پر عمل کرتے ہوئے) کہ کہیں تم پرہیزگار ہو۔

﴿ترکیب﴾

﴿وسئلهم عن القرية التي كانت حاضرة البحر اذ يعدون في السبت اذ تاتيهم حيتانهم يوم سبتهم شرعا ويوما لا يسبتون لا تاتيهم﴾

و: عاطفہ......اسئلهم: فعل با فاعل ومفعول......عن: جار......القرية موصوف......التى كانت حاضرة البحر: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو......اذ: مضاف......يعدون فى السبت: فعل با فاعل وظرف لغو......اذ: مضاف

،تاتیھم: فعل ومفعول...... حیتانھم: ذوالحال......شرعا: حال،ملکر فاعل......یوم یسبتھم: ظرف ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ
،و: عاطفہ...... یوم لایسبتون: ظرف مقدم...... لاتاتیھم: فعل نفی بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر مضاف الیہ ملکر ظرف،یعدون اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر ظرف، اسئل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک نبلوھم بما کانوا یفسقون﴾.

کذلک: ظرف مستقر "بلاء" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم...... نبلوھم: فعل بافاعل ومفعول......بما کانوا یفسقون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ قالت امۃ منھم لم تعظون قوما اللہ مھلکھم او معذبھم عذابا شدیدا﴾.

و: عاطفہ......اذ: مضاف......قالت امۃ منھم: جملہ فعلیہ ہوکر قول...... لام: جار......ما: استفہامیہ مجرور،ملکر ظرف لغو مقدم......تعظون: فعل بافاعل......قوما: موصوف...... اللہ: مبتدا......مھلکھم: معطوف علیہ......او: عاطفہ......معذبھم: اسم فاعل بافاعل ومفعول......عذاب شدیدا: مفعول ثانی،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر مضاف الیہ ظرف ماقبل "اذیعدون" سے بدل واقع ہے۔

﴿قالوا معذرۃ الی ربکم ولعلھم یتقون﴾.

قالوا: فعل واو ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......لعلھم یتقون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، معذرۃ: مصدر بافاعل،الی ربکم: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف "تعتذر" کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما نسوا ما ذکروا بہ انجینا الذین ینھون عن السوء واخذنا الذین ظلموا بعذاب بئیس بما کانوا یفسقون﴾.

ف: مستانفہ......لما: شرطیہ......نسوا: فعل بافاعل......ماذکروابہ: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، انجینا: فعل بافاعل......الذین:موصول......ینھون عن السوء: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......اخذنا: فعل بافاعل......الذین ظلموا: مفعول......ب: جار......عذاب بئیس: مجرور،ملکر ظرف لغو اول ،بما کانوا یفسقون: ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿فلما عتوا عن ما نھوا عنہ قلنا لھم کونوا قردۃ خسئین﴾.

ف: عاطفہ...... لما: شرطیہ،عتوا: فعل بافاعل......عن مانھوا عنہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... قلنا لھم: قول ،کونوا: فعل ناقص بااسم،قردۃ: موصوف،خاسئین: صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ

﴿واذ تاذن ربک لیبعثن علیھم الی یوم القیمۃ من یسومھم سوء العذاب﴾.

و: عاطفہ...... اذ: مضاف...... تاذن ربک: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ قائم مقام قسم...... لام: تاکیدیہ...... یبعثن علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو...... الی یوم القیمۃ: ظرف لغو ثانی...... من: موصولہ...... یسومھم سوء العذاب: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مفعول ثالث،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر ظرف فعل محذوف "اذکر" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربک لسریع العقاب وانہ لغفور رحیم﴾.

ان ربک: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکیدیہ...... سریع العقاب: خبر،ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ...... انہ: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکیدیہ...... غفور: خبر اول...... رحیم: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقطعنھم فی الارض امما منھم الصلحون ومنھم دون ذلک﴾.

و: عاطفہ...... قطعنھم فی الارض: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو...... امما: موصوف...... منھم: ظرف مستقر خبر مقدم...... الصلحون: مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... منھم: ظرف مستقر خبر مقدم...... دون ذلک: ظرف مکان متعلق بمحذوف "ناس" محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مبتدا مؤخر "ای منھم ناس دون ذلک" ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وبلونھم بالحسنت والسیات لعلھم یرجعون﴾.

و: عاطفہ،بلونا: فعل بافاعل...... ھم: ضمیر ذوالحال...... لعلھم یرجعون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مفعول...... ب: جار،الحسنات: معطوف علیہ...... والسیئات: معطوف ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فخلف من بعدھم خلف ورثوا الکتب یاخذون عرض ھذا الادنی ویقولون سیغفرلنا﴾.

ف: عاطفہ...... خلف: فعل...... من بعد ھم: ظرف مستقر حال مقدم...... خلف: موصوف...... ورثوا الکتاب: جملہ فعلیہ صفت اول...... یاخذون: فعل بافاعل،عرض ھذا الادنی: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... یقولون: قول،سیغفرلنا: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف،ملکر صفت ثانی،ملکر ذوالحال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان یاتھم عرض مثلہ یاخذوہ﴾.

و: مستانفہ...... ان: شرطیہ...... یاتھم: فعل ومفعول...... عرض: موصوف...... مثلہ: صفت،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... یاخذوہ: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿الم یوخذ علیھم میثاق الکتب ان لا یقولوا علی اللہ الا الحق ودرسوا ما فیہ﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، لم یؤخذ: فعل نفی مجہول......علیھم: ظرف لغو......میثاق الکتب : مبدل منہ،ان : مصدریہ، لایقولوا علی اللہ: فعل نفی بافاعل وظرف لغو،الا: اداۃ حصر......الحق : مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل،ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ...... درسوا:فعل بافاعل،مافیہ:موصول صلہ ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لم یؤخذ" پر معطوف ہے۔

﴿والدار الاخرۃ خیر للذین یتقون افلا تعقلون﴾.

و: مستانفہ......الدار الاخرۃ: مبتدا...... خیرا: اسم تفضیل بافاعل......للذین یتقون: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... ھمزہ: حرف استفہام...... ف: عاطفہ...... لاتعقلون: فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین یمسکون بالکتب واقاموا الصلوۃ انا لا نضیع اجر المصلحین﴾.

و: مستانفہ......الذین: موصول،یمسکون بالکتب: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ،اقاموا الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتداء،انا: حرف مشبہ واسم...... لانضیع اجر المصلحین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ نتقنا الجبل فوقھم کانہ ظلۃ﴾.

و: عاطفہ......اذ: مضاف......نتقنا: فعل بافاعل......الجبل: ذوالحال......فوقھم: ظرف مکان متعلق بمحذوف حال اول ......کانہ ظلۃ: جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر ظرف فعل محذوف "اذکر" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وظنوا انہ واقع بھم خذوا ما اتینکم بقوۃ واذکروا ما فیہ لعلکم تتقون﴾.

و: عاطفہ......ظنوا: فعل بافاعل......انہ: حرف مشبہ واسم...... واقع بھم: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......خذوا: فعل واو ضمیر ذوالحال......بقوۃ: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل......ما اتینکم : موصول صلہ ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر قول محذوف "وقلنا لھم" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......والذین یمسکون بالکتب......☆ یہ آیت اہل کتاب میں سے حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ ایسے اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے پہلی کتاب کا اتباع کیا اس کی تحریف نہ کی اسکے مضامین کو نہ چھپایا اور اس کتاب کے اتباع کی بدولت انہیں قرآن پاک پر ایمان نصیب ہوا۔

﴿تشریح و توضیح و اغراض﴾

مقام ایلہ یا کوئی اور بستی ؟

۱......اِس بستی کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کونسی تھی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ بستی مصر و مدینہ کے درمیان ہے، ایک قول ہے کہ مدین وطور کے درمیان، زہری نے کہا کہ وہ قریہ طبریہ شام ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت ہے کہ وہ مدین ہے، بعض نے کہا کہ ایلہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ جب وہ ہفتے کے بارے میں حد سے بڑھے کہ باوجود ممانعت کے ہفتے کے روز شکار کرتے اس بستی کے لوگ تین گروہ میں منقسم ہوگئے تھے، ایک تہائی ایسے لوگ تھے جو شکار سے باز رہے اور شکار کرنے والوں کو منع کرتے تھے اور ایک تہائی خاموش تھے دوسروں کو منع نہ کرتے تھے اور منع کرنے والوں سے کہتے تھے ایسی قوم کو نصیحت کیوں کرتے ہو جنہیں اللہ عزوجل ہلاک کرنے والا ہے ایک گروہ وہ خطا کار لوگ تھے جنہوں نے حکم الٰہی کی مخالفت کی اور شکار کیا اور کھایا اور بیچا۔ اور جب وہ اس معصیت سے باز نہ آئے تو منع کرنے والے گروہ نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ بودوباش نہ رکھیں گے اور گاؤں کو تقسیم کر کے ایک دیوار درمیان میں کھینچ دی، منع کرنے والوں کا ایک دروازہ الگ تھا جس سے آتے جاتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے خطا کاروں پر لعنت کی، ایک روز منع کرنے والوں نے دیکھا کہ خطا کاروں میں سے کوئی نہیں نکلا تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید آج شراب کے نشے میں مدہوش ہوگئے ہونگے، انہیں دیکھنے کے لئے دیوار پر چڑھے تو دیکھا کہ وہ بندروں کی صورتوں میں مسخ ہوگئے تھے اب یہ لوگ دروازہ کھول کر داخل ہوئے تو وہ بندر اپنے رشتے داروں کو پہچانتے تھے ان لوگوں نے ان سے کہا کیا ہم لوگوں نے تم سے منع نہ کیا تھا انہوں نے سر کے اشارے سے کہا ہاں اور وہ سب ہلاک ہوگئے اور منع کرنے والے سلامت رہے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۳۱۳، ۳۱۴)

قوم ایلہ پر شکار کی حرمت:

۲......ہفتے کے دن میں قوم ایلہ پر جس طرح مچھلی کا شکار کرنا حرام تھا اسی طرح تمام کام کاج، تجارتیں اور کسب بھی ممنوع تھا ۔ پس ہوتا یہ تھا کہ اس دن میں مچھلیاں سمندر کی سطح پر ادھر اُدھر سے آ کر چھا جاتیں، قوم نے سمندر کے اطراف میں نالیاں ایسے بنالیں کہ مچھلیاں اس میں جمع ہو جائیں اور نکلنے نہ پائیں، اور یہ کام انہوں نے جمعہ کے دن کیا، جب ہفتے کے دن میں لگا تار مچھلیاں ان نالیوں میں جمع ہوجاتیں تو اہل ایلہ ان نالیوں کو بند کر دیتے اور جب ہفتے کا دن نکل جاتا تو ساری مچھلیاں نکال لیتے، اللہ عزوجل نے ان پر غضب فرمایا اور ان پر خلاف امر کام بجالانے پر لعنت فرمائی۔ (البدایة والنہایة، قصة اصحاب ایلهة الذین، الجزء ۲، ج۱، ص ۵۱۱ ملخصًا و ملتقطًا)

قوم ایلہ پر عذاب کی صورتیں:

۳......اصحاب ایلہ پر عذاب کے بارے میں کچھ بیان ہم نے حاشیہ نمبر "۱" میں کر دیا ہے یہاں فقط چند اقوال موضوع کو تشنگی سے بچانے کی غرض سے ذکر کئے جاتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ جب قوم پر عذاب آگیا اور قوم بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دی گئی تو عذاب کردہ قوم نے اپنے عزیز و اقارب کو پہچانا اور اس بات کا اقرار کیا کہ انہیں نصیحت کی گئی تھی لیکن کارگر نہ ہوئی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس قول کو ذکر کرنے کے بعد رونے لگے اور فرمایا کہ ہم کئی منکرات دیکھتے ہیں لیکن اس پر نکیر نہیں فرماتے اور اس

بارے میں کچھ بھی نہیں کہتے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے ایک قول یہ ملتا ہے کہ بستی والوں کے نوجوانوں پر عذاب یہ ہوا کہ وہ بندر بن گئے اور سرداروں پر یہ کہ وہ خنزیر ہو گئے، ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ مسخ ہونے کی حالت میں تین دن سے زیادہ نہ زندہ رہے اور یہ لوگ نہ تو کھاتے تھے اور نہ ہی پیتے تھے اور نہ ہی ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور تحقیق ہم نے ان کے آثار کو سورۃ البقرۃ اور سورۃ الاعراف میں بیان کر دیا ہے اور اللہ عزوجل ہی کے لئے ساری حمد و ستائش ہے، ابن حاتم اور ابن جریر نے ابن ابی نجیح کے طرق سے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اصحاب ایلہ کے دل مسخ کئے گئے تھے اور ان کی صورتیں بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ نہ کی گئی تھیں اور اس کی مثال اللہ عزوجل کے فرمان مبارک میں ملتی ہے اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (الجمعة:۵)﴾۔ (البداية والنهاية، قصة اصحاب ايلة بالذين، الجز ۲، ج ۱، ص ۵۱۳ ملخصًا و ملتقطًا)

حاشیہ جلالین میں اسی آیت مبارکہ کے تحت ہے کہ اگر کہا جائے کہ وعظ کو ترک کرنا معصیت ہے، اور اسی طرح برائی سے نہ روکنا بھی معصیت ہے تو لازم ہوا کہ دونوں قسم کے لوگ اس قول ﴿وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ کے تحت داخل ہو جائیں، ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ یہ لازم نہیں ہے اس لئے کہ نھی عن المنکر فرض کفایہ ہے اور بعض کے اس پر عمل درآمد کرنے سے یہ بعض سے ساقط ہو جاتا ہے۔ (جلالین جھازی سائز، حاشیہ نمبر ۱۹، ص ۱۴۳)

ناخلف لوگ :

یعنی...... ایک نسل کے بعد دوسری نسل کا آنا، قاموس میں اسی طرح ہے اور ابو حاتم نے کہا خلف لام کے سکون کے ساتھ ہو تو اس سے مراد اولاد ہے اس میں واحد و جمع دونوں برابر ہیں، اگر خلف لام کے فتح کے ساتھ ہو تو اس سے مراد اس کا معنی متبادل ہے چاہے وہ متبادل بیٹا ہو یا کوئی اور شخص، ابن الاعرابی نے کہا کہ خلف اگر فتح کے ساتھ ہو تو اس سے مراد نیک اولاد ہے اور اگر سکون کے ساتھ ہو تو اس سے مراد اولادِ بد ہے۔ (المظھری، ج ۳، ص ۹۶)

آیت مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ جب کسی قوم کے جانشین نا اہل لوگ ہوں تو وہ قوم ترقی کیا کرے گی اپنے ساتھ سب کو لے ڈوبنا ہی اس کا مقدر ہوا کرتا ہے۔ حکومتی سطح سے نیچے تک اگر ہم اس کا جائزہ لیں تو یہ بات ہمیں بخوبی سمجھ آتی ہے کہ جہاں کہیں بھی کسی عہدے یا منصب پر نا اہل لوگ متعین اور قابض ہوتے ہیں وہاں کا نظام درہم کا برہم اور برہم کا درہم ہی ہوا کرتا ہے، وہ قوم نہ تو معاشی و معاشرتی لحاظ سے ترقی کرتی ہے نہ ہی اسلامی اقدار و شعائر کا لحاظ و پابندی کر سکتی ہے، ملکی زر مبادلہ اور خزانے خالی نظر آتے ہیں کیونکہ ان پر نا اہل لوگ قابض ہیں اور نچلی سطح کے لوگ اس کی لپیٹ میں آ کر روٹی کپڑا اور مکان تک کی نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں، ملک آئے دن بحران کا شکار نظر آتا ہے، وسائل کم اور مسائل زیادہ ہو جاتے ہیں، ساتھ ہی یہ ناخلف و نادہندہ لوگ آئے دن ہونے والی لوٹ مار اور دہشت گردی کا پیش خیمہ بھی بنتے ہیں، ہمارے ہاں ایک رواج یہ بھی ہے کہ بعض سلاسل میں گدی نشین پے در پے چلتے

چلے آتے ہیں اس میں بھی اکثر اوقات نااہل لوگ دینی اقدار وشرعی تقاضوں کو پامال کرتے دیکھے گئے ہیں، کئی بار دیکھنے میں آیا کہ جدی پشتی گدی نشین لوگ کس طرح لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ یہ بات میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ دین کے نام پر لوٹنے والوں کی آج کی دنیا میں بڑی کثرت نظر آتی ہے میرا اپنا مشاہدہ ہے کہ مجھے میرے ایک قریبی دوست جو کہ سرائیکی زبان بولنے والا ہے تاہم علمائے سے محبت کرنے والا اور عقیدت رکھنے والا ہے۔ ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ پنجاب کے کسی علاقے سے ایک پیر آیا ہے اور گھر کے اکثر افراد اُس کے ابا جان کے مرید ہیں جو کہ ایک نیک پرہیزگار شخص تھے لیکن یہ ان کا بیٹا جو کہ ان کا گدی نشین آیا ہے اور ہر سال ایک آدھ مرتبہ آتا ہے اور تعویز وغیرہ کے ذریعے اور دیگر طور طریقوں سے اچھی خاصی رقم اکٹھی کر لیتا ہے۔ جب میں نے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو مجھے بھی ملایا گیا جس کا چہرہ نبی پاک ﷺ کی سنت داڑھی شریف سے صاف تھا۔ میں نے کلام کرنا شروع کیا کہ حضرت آج جمعہ کا دن تھا آپ نے نماز تو پاس والی مسجد میں ہی ادا کی ہوگی؟ اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ نہیں ہم جھوٹ نہیں بولتے ہم نے جمعہ نہیں پڑھا دراصل ہمارے پیٹ میں درد تھا۔ اس بنے بنائے گدی نشین ناخلف پیر کی حالت دیکھ کر اور نماز جمعہ کے بارے میں یہ جواب سن کر میں نے مزید بات کرنے کی جسارت نہ کی کہ مبادا یہ اور حیلے بہانے بنا کر اپنا اعمال نامہ خراب کرے گا۔ کاش کہ یہ گدی نشینی کا سلسلہ ختم ہو اور خلیفہ بناتے وقت احتیاط برتی جائے تاکہ اس قسم کے لوگ بھولی بھالی عوام کو لوٹنے میں کامیاب نہ ہوں۔

دنیاوی زندگی کا سامان:

۵...... اس دنیائے ناپائیدار کا سامان لیتے ہیں اور ادنی، دنو یا دنانۃ سے مشتق ہے اور عرض سے مراد ساز وسامان ہے اور اس کا اطلاق کم یا کثیر ہر مال پر ہوتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ عـــرض اس مال کو کہتے ہیں جس کے لئے ثبات نہ ہو، اسی وجہ سے متکلمین ہر اس چیز کے لئے عرض کا لفظ استعمال کرتے ہیں جو جوہر کے علاوہ ہو مثلاً رنگ، ذائقہ وغیرہ، یہی وجہ ہے کہ دنیا کو عرض کہا جاتا ہے کیونکہ اسے بھی ثبات نہیں ہوتا، اور اس سے مراد وہ مال ہے جو علمائے یہود اپنے جاہلوں سے لیتے اور اسے کھاتے اور نبی پاک ﷺ کی نعت چھپانے کی بھی یہی وجہ تھی اور کلام پاک (توریت) میں تحریف کرنے کا منشا بھی یہی تھا کہ کہیں آمدنی بند نہ ہو جائے

۔ (المظھری، ج۳، ص۹۷)

اضافت فیوی کا بیان:

۶...... وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر فی محذوف ہو، اس صورت میں مضاف الیہ مضاف کے لیے ظرف ہوتا ہے مثلاً مکرالليل اصل میں مکر فی اللیل ہے۔

آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے!

۷...... دنیا میں رہتے ہوئے دنیا اور اسباب دنیا سے کنارہ کشی کرنے والے لوگ ہی آخرت کے عظیم انعامات پاتے ہیں جو

آخرت کے عمدہ محلات کی طرف نظر کرتے ہیں وہ اس دنیا کی آسائشیں اور خوش پوشیاں ترک کردیتے ہیں اور جو اس دنیائے ناپائیدار میں ہی ہر قسم کی آسائشیں چاہیں ان لوگوں کی نظر آخرت کے انعام واکرام کی جانب بہت کم ہوا کرتی ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ آخرت کے عظیم اور پائیدار اور نہ ختم ہونے والے انعام واکرام کی جانب توجہ دی جائے ، اس معاملے میں سیدنا مالک بن دینار کا واقعہ بھی ہمارے لئے نہایت تسلی کا سامان مہیا کرتا ہے کہ دنیائے ناپائیدار کے عوض آخرت کا سودا کرنا گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار ایک مرتبہ بصرہ کے ایک محلے میں ایک زیر تعمیر عالیشان محل کے اندر داخل ہوئے ، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک حسین نوجوان مزدوروں ، مستریوں اور کام کرنے والوں کو بڑے انہماک سے کام کی ہدایت کررہا ہے۔ حضرت سیدنا مالک بن دینار نے اپنے رفیق حضرت سیدنا جعفر بن سلیمان سے فرمایا" دیکھئے یہ نوجوان کتنی دلچسپی سے محل کی تعمیر وتزیین میں مصروف ہے، مجھے اس کے حال پر رحم آرہا ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ ﷻ سے اس کے لئے دعا کروں کہ اللہ ﷻ اسے اس حال سے نجات دے، کیا عجب کہ یہ جنتی نوجوانوں میں سے ہوجائے"، یہ فرما کر حضرت مالک بن دینار حضرت سیدنا جعفر بن سلیمان کے ساتھ اس کے پاس تشریف لے گئے ، سلام کیا، اس نے آپ کو نہ پہچانا، جب تعارف ہوا تو آپ کی خوب عزت وتوقیر کی اور تشریف آوری کا مقصد دریافت کیا، حضرت سیدنا مالک بن دینار نے فرمایا: آپ اس عالیشان محل پر کتنی رقم خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ نوجوان نے کہا ایک لاکھ درہم، حضرت مالک بن دینار نے فرمایا اگر یہ رقم آپ مجھے دے دیں تو میں آپ کے لئے ایک ایسے محل کی ضمانت دیتا ہوں جو اس سے زیادہ خوبصورت اور پائیدار ہے، اس کی مٹی مشک وزعفران کی ہوگی ، وہ کبھی منہدم نہ ہوگا اور صرف محل ہی نہیں اس کے ساتھ خادم خادمائیں اور سرخ یاقوت کے قبے نہایت شاندار اور حسین خیمے وغیرہ بھی ہوں گے، اور اس محل کو معماروں نے نہیں بنایا بلکہ وہ صرف اللہ ﷻ کے کن کہنے سے بنا ہے، نوجوان نے جواباً عرض کی: مجھے اس بارے میں ایک شب غور کرنے کی مہلت عنایت فرمائیں، حضرت سیدنا مالک بن دینار نے فرمایا بہتر، اس مکالمے کے بعد یہ حضرات وہاں سے چلے آئے ، حضرت سیدنا مالک بن دینار کو رات میں بار بار اس نوجوان کا خیال آتا رہا اور آپ اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے رہے، صبح کے وقت پھر اس جانب تشریف لے گئے تو نوجوان کو اپنے دروازے پر منتظر پایا ، نوجوان نے بڑے پرتپاک طریقے سے استقبال کرتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں عرض کی: کیا آپ کو کل کی بات یاد ہے؟ حضرت سیدنا مالک بن دینار نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں! تو نوجوان ایک لاکھ دراہم کی تھیلیاں حضرت سیدنا مالک بن دینار کے حوالے کرتے ہوئے عرض گزار ہوا کہ یہ رہی میری پونجی اور یہ حاضر ہیں قلم دوات اور کاغذ۔ حضرت سیدنا مالک بن دینار نے کاغذ اور قلم ہاتھ میں لے کر اس مضمون کا بیع نامہ تحریر فرمایا" بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ تحریر اس غرض کے لئے ہے کہ حضرت سیدنا مالک بن دینار فلاں بن فلاں کے لئے اس کے دنیاوی مکان کے عوض اللہ ﷻ سے ایک ایسے شاندار محل دلانے کا ضامن ہے اور اگر اس محل میں مزید کچھ اور بھی : ہو تو اللہ ﷻ کا فضل ہے، اس ایک لاکھ درہم کے بدلے میں میں نے ایک جنتی محل کا سودا فلاں بن فلاں سے کرلیا ہے جو اس کے دنیاوی مکان

سے زیادہ وسیع اور شاندار ہے اور وہ جنتی محل قرب الٰہی کے سائے میں ہے''۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار نے بیع نامہ اس نوجوان کے ہاتھ میں دیکر ایک لاکھ دراہم شام سے پہلے پہلے فقراء اور مساکین میں صرف کردیئے، اس عظیم عہد نامہ کو لکھے ہوئے ابھی چالیس دن بھی نہ گزرے تھے کہ نماز فجر کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے حضرت سیدنا مالک بن دینار کی نگاہ مسجد کی محراب کی جانب پڑی، کیا دیکھتے ہیں کہ اس نوجوان کے لئے لکھا ہوا وہی کاغذ وہاں رکھا ہے اور اس کی پشت پر بغیر سیاہی کے یہ تحریر چمک رہی ہے، اللہ ﷻ کی جانب سے مالک بن دینار کے لئے پروانہ برأت ہے کہ تم نے جس محل کے لئے ہمارے نام سے ضمانت لی تھی وہ ہم نے اس نوجوان کو عطا فرمادیا بلکہ اس سے ستر گنا زیادہ نوازا۔ حضرت مالک بن دینار اس تحریر کو لے کر جلدی سے اس نوجوان کے گھر گئے، وہاں سے رونے دھونے کا شور بلند ہورہا تھا معلوم کرنے پر بتایا گیا کہ وہ نوجوان کل رات انتقال کر گیا ہے ،غسال کا کہنا ہے کہ اس نوجوان نے مجھے اپنے پاس بلایا اور وصیت کی کہ میری میت کو تم غسل دینا اور ایک کاغذ مجھے کفن کے اندر رکھنے کی وصیت کی، چنانچہ حسب وصیت اس کی تدفین کی گئی، حضرت مالک بن دینار نے مسجد کی محراب سے ملا ہوا کاغذ اسے دکھایا تو اس نے بے اختیار کہا کہ واللہ یہ تو وہی کاغذ ہے جو میں نے کفن میں رکھا تھا، یہ ماجرا دیکھ کر ایک شخص نے حضرت مالک بن دینار کی جناب میں دو لاکھ درہم کے عوض میں جنت کی ضمانت لکھنے کی التجاء کی تو آپ نے فرمایا ''جو ہونا تھا وہ ہو چکا، اللہ ﷻ جس کے ساتھ جو کرنا چاہتا ہے کرتا ہے'' حضرت مالک بن دینار اس مرحوم نوجوان کو یاد کرکے اشک باری فرماتے رہے۔ (روض الریاحین، ص۵۸، ۵۹)۔

☆...... ☆ ابتلاء من الله 'اللہ ﷻ کے فرمان تاتیھم اور لا تاتیھم کے لئے علت ہے۔ فی ترک النھی :یہ جملہ لئلا ننسب الی ......الخ اس بات پر دلیل ہے کہ امر بالمعروف والنھی عن المنکر ہر شریعت میں مشروع تھا۔

عن الصید و النھی: یہاں ان تین گروہوں کا بیان ہے جسے ہم نے حاشیہ نمبر ایک میں ذکر کردیا ہے۔ بالحسنات: ہم انہیں نعمتوں ،پیداوار میں کثرت اور عافیت کے ذریعے بھی آزمائیں گے اور قحط سالی اور شدائد کے ذریعے بھی، تاکہ وہ توبہ کریں اور اپنے رب ﷻ کی طاعت کی جانب آئیں بیشک حسنات اور سیئات دونوں اللہ ﷻ کی طاعت گزاری کی دعوت دیتی ہیں۔ بہرحال حسنات بھی ترغیب کے لئے ہیں اور سیئات بھی ترغیب کے لئے۔ اجر ھم: کی بجائے اجر المصلحین لائے۔(الجمل، ج۳، ص ۱۳۰ وغیرہ)۔

وسباھم: مراد عورتیں اور بچے ہیں۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۹۸)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿وَ﴾ اذْکُرْ ﴿اِذْ﴾ حِیْنَ ﴿اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ﴾ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ مِمَّا قَبْلَهٗ بِاِعَادَةِ الْجَارِّ ﴿ذُرِّیَّتَهُمْ﴾ بِاَنْ اَخْرَجَ بَعْضَهُمْ مِنْ صُلْبِ بَعْضٍ مِنْ صُلْبِ آدَمَ، نَسْلًا بَعْدَ نَسْلٍ، کَنَحْوِ مَا یَتَوَالَدُوْنَ کَالذَّرِّ بِنُعْمَانَ یَوْمَ عَرَفَةَ وَنَصَبَ لَهُمْ دَلَائِلَ عَلٰی رُبُوْبِیَّتِهٖ وَرَکَّبَ فِیْهِمْ عَقْلًا ﴿وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ

﴿قَالَ ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى ﴾ اَنْتَ رَبُّنَا ﴿شَهِدْنَا ﴾ بِذٰلِكَ وَالْاِشْهَادُ لِ﴿اَنْ﴾ لَا ﴿ تَقُوْلُوْا﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ اَيِ الْكُفَّارُ ﴿ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا﴾ التَّوْحِيْدِ ﴿ غٰفِلِيْنَ (١٧٢)﴾ لَا نَعْرِفُهُ ﴿اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ﴾ اَيْ قَبْلَنَا ﴿ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ﴾ فَاقْتَدَيْنَا بِهِمْ ﴿ اَفَتُهْلِكُنَا﴾ تُعَذِّبُنَا ﴿ بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ (١٧٣)﴾ مِنْ آبَائِنَا بِتَاسِيْسِ الشِّرْكِ؟ اَلْمَعْنٰى لَا يُمْكِنُهُمُ الْاِحْتِجَاجُ بِذٰلِكَ مَعَ اِشْهَادِهِمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ بِالتَّوْحِيْدِ وَالتَّذْكِيْرُ بِهٖ عَلٰى لِسَانِ صَاحِبِ الْمُعْجِزَةِ قَائِمٌ مَقَامَ ذِكْرِهٖ فِي النُّفُوْسِ ﴿وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ﴾ نُبَيِّنُهَا مِثْلَ مَا بَيَّنَّا الْمِيْثَاقَ لِيَتَدَبَّرُوْهَا ﴿ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (١٧٤)﴾ عَنْ كُفْرِهِمْ ﴿وَاتْلُ﴾ يَامُحَمَّدُ ﴿ عَلَيْهِمْ﴾ اَيِ الْيَهُوْدِ ﴿ نَبَاَ ﴾ خَبَرَ ﴿الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا﴾ خَرَجَ بِكُفْرِهٖ كَمَا تَخْرُجُ الْحَيَّةُ مِنْ جِلْدِهَا وَهُوَ بَلْعَم بن بَاعُوْرَاءَ مِنْ عُلَمَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ، سُئِلَ اَنْ يَّدْعُوَ عَلٰى مُوْسٰى وَاُهْدِيَ اِلَيْهِ شَيْءٌ ، فَدَعَا فَانْقَلَبَ عَلَيْهِ وَانْدَلَعَ لِسَانُهُ عَلٰى صَدْرِهٖ ﴿ فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ﴾ فَاَدْرَكَهُ فَصَارَ قَرِيْنَهُ ﴿ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ (١٧٥)﴾ ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ﴾ اِلٰى مَنَازِلِ الْعُلَمَاءِ ﴿ بِهَا﴾ بِاَنْ نُوَفِّقَهُ لِلْعَمَلِ ﴿ وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ﴾ سَكَنَ ﴿ اِلَى الْاَرْضِ ﴾ اَيِ الدُّنْيَا وَمَالَ اِلَيْهَا ﴿وَاتَّبَعَ هَوٰهُ﴾ فِيْ دُعَائِهٖ اِلَيْهَا فَوَضَعْنَاهُ ﴿ فَمَثَلُهٗ﴾ صِفَتُهُ ﴿ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ﴾ بِالطَّرْدِ وَالزَّجْرِ ﴿ يَلْهَثْ ﴾ يَدْلَعُ لِسَانَهُ ﴿اَوْ﴾ اِنْ ﴿ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ﴾ وَلَيْسَ غَيْرُهُ مِنَ الْحَيْوَانِ كَذٰلِكَ ، وَجُمْلَتَا الشَّرْطِ حَالٌ اَيْ لَاهِثًا ذَلِيْلًا بِكُلِّ حَالٍ ، وَالْقَصْدُ التَّشْبِيْهُ فِي الْوَضْعِ وَالْخِسَّةِ ، بِقَرِيْنَةِ (الْفَاءِ) الْمُشْعِرَةِ بِتَرْتِيْبِ مَا بَعْدَهَا عَلٰى مَا قَبْلَهَا مِنَ الْمَيْلِ اِلَى الدُّنْيَا وَاِتِّبَاعِ الْهَوٰى، وَبِقَرِيْنَةِ قَوْلِهٖ ﴿ذٰلِكَ﴾ الْمَثَلُ ﴿ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ﴾ عَلَى الْيَهُوْدِ ﴿ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (١٧٦)﴾ يَتَدَبَّرُوْنَ فِيْهَا فَيُؤْمِنُوْنَ ﴿سَآءَ﴾ بِئْسَ ﴿ مَثَلًا الْقَوْمُ ﴾ اَيْ مَثَلُ الْقَوْمِ ﴿الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ (١٧٧)﴾ بِالتَّكْذِيْبِ ﴿مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (١٧٨)﴾ ﴿وَلَقَدْ ذَرَاْنَا﴾ خَلَقْنَا ﴿ لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا﴾ اَلْحَقَّ ﴿ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا﴾ دَلَائِلَ قُدْرَةِ اللّٰهِ بَصَرَ اِعْتِبَارٍ ﴿ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ﴾ اَلْآيَاتِ وَالْمَوَاعِظَ سِمَاعَ تَدَبُّرٍ وَاتِّعَاظٍ ﴿اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ﴾ فِيْ عَدَمِ الْفِقْهِ وَالْبَصَرِ وَالْاِسْتِمَاعِ ﴿ بَلْ هُمْ اَضَلُّ﴾ مِنَ الْاَنْعَامِ لِاَنَّهَا تَطْلُبُ مَنَافِعَهَا وَتَهْرُبُ مِنْ مَّضَارِّهَا وَهٰٓؤُلَاءِ يُقْدِمُوْنَ عَلَى النَّارِ مُعَانِدَةً ﴿ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (١٧٩)﴾ ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴾ اَلتِّسْعَةُ

وَالتِّسْعُوْنَ الْوَارِدُ بِهَا الْحَدِيْثُ وَالْحُسْنٰى مُؤَنَّثُ الْاَحْسَنِ ﴿فَادْعُوْهُ﴾ سَمُّوْهُ ﴿بِهَا وَذَرُوْا﴾ اُتْرُكُوْا ﴿الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ﴾ مِنْ "اَلْحَدَ" وَ"لَحَدَ" يَمِيْلُوْنَ عَنِ الْحَقِّ ﴿فِيْ اَسْمَآئِهٖ﴾ حَيْثُ اِشْتَقُّوْا مِنْهَا اَسْمَاءً لِاٰلِهَتِهِمْ كَاللَّاتِ مِنَ اللّٰهِ وَالْعُزّٰى مِنَ الْعَزِيْزِ وَمَنَاةِ مِنَ الْمَنَّانِ ﴿سَيُجْزَوْنَ﴾ فِي الْاٰخِرَةِ جَزَاءَ ﴿مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۸۰)﴾ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ ﴿وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ (۱۸۱)﴾ هُمْ اُمَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَمَا فِي الْحَدِيْثِ.

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کرو) جب (یعنی جس وقت) تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے (من ظھورھم ماقبل من بنی ادم سے بدل اشتمال ہے، حرف جار مــن کے اعادہ کے ساتھ) ان کی نسل نکالی (یعنی اس طرح کہ آدم علیہ السلام کی اولاد در اولاد کو ایک دوسرے کی صلب سے نسل در نسل چیونٹیوں کی طرح ان کی پیدائش بڑھی، اللہ جل جلالہ نے اولادِ آدم سے عہد نعمان عرفہ کے دن لیا اور ان پر اپنی ربوبیت کے دلائل گاڑ دیئے اور ان میں عقل کو بھی رکھ دیا) اور انہیں خود ان پر گواہ کیا (فرمایا اللہ جل جلالہ نے) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب بولے کیوں نہیں (تو ہمارا رب جل جلالہ ہے......۱......) ہم گواہ ہوئے (ان دلائل پر اور قبول کیا اسلئے کہ) کہیں (نہ) کہو (تقولوا یاء اور تاء دونوں کے ساتھ دونوں جگہوں پر ہے اور مراد اس سے کفار ہیں) قیامت کے دن کہ ہمیں اس (یعنی توحید) کی خبر نہ تھی (یعنی ہم اسے نہ پہچانتے تھے) یہ کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا (یعنی ہم سے پہلوں نے) اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے ہیں (تو ہم نے ان کی اقتداء کی) کیا تو ہمیں ہلاک کرے گا (یعنی عذاب کرے گا) اس پر جو ہر باطل نے کیا (یعنی ہمارے آباء واجداد نے جو شرک کی بنیاد رکھی، مطلب یہ کہ لوگوں کا اپنی توحید کی گواہی دینے کے بعد اس قسم کے احتجاج کا موقع نہ رہے گا اور صاحب معجزہ کی زبان سے عہد یاد دلانا دلی یادداشت کے قائم مقام ہے......۲......) اور ہم اسی طرح آیتیں رنگ رنگ سے بیان کرتے ہیں (یعنی ہم آیتوں کو اسی طرح بیان کرتے ہیں جس طرح سے میثاق یعنی عہد کو بیان کیا ہے تا کہ وہ ان میں غور وفکر کریں) اور اسلئے کہ وہ پھر آئیں (اپنے کفر سے) اور سناؤ (اے محمد ﷺ!) انہیں (یعنی یہود کو) حال (نبــاء بمعنی خبــر ہے) اس کا جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا (جیسا کہ سانپ کینچلی سے نکل جاتا ہے مراد اس سے بلعم بن باعورا ہے جو کہ بنی اسرائیل کے علماء میں سے تھا اسے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کیلئے بددعا کا کہا گیا اور اس کی طرف ھدیہ پیش کئے گئے چنانچہ اس نے بددعا کی تو اسی پر پلٹی اور اس کی زبان سینے تک لٹک گئی......۳......) تو شیطان اس کے پیچھے لگا (یعنی شیطان اسے لاحق ہوا تو وہ اسی کے ساتھ مل گیا) تو گمراہوں میں ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اسے اٹھا لیتے (علماء کی منازل رفیعہ کی طرف) ان آیات کے سبب (عمل کی توفیق دے کر) مگر وہ تو پکڑا گیا (یعنی ٹھہر گیا) زمین (یعنی دنیا اور اس کے مال کی طرف) اور اپنی خواہش کے تابع ہوا (یعنی اپنی دعا میں خواہش کا پیروکار ہوا تو ہم نے

اسے کردیا) تو اس کا حال (یعنی اس کی شان) کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے (یعنی دھتکارے اور ڈانٹے) تو ہانپے (یعنی اپنی زبان نکالے) یا (او بمعنی ان ہے) چھوڑ دے تب بھی ہانپے (اور ایسا کتے کے سوا کسی اور جانور میں نہیں ہوتا اور دونوں شرطیہ جملے تطردوہ اور تتزجروہ حال ہیں یعنی ہر حال میں ہانپتا کانپتا ہے اور اس مثال کا مقصد بے حیثیت کرنے اور ذلت میں تشبیہ دینا ہے اور اس کا قرینہ فاء ہے جس میں اشارہ ہے کہ اس کے مابعد کا مضمون ماقبل المیل من الدنیا واتباع الھوی پر مرتب ہو رہا ہے اللہ ﷻ کا فرمان) یہ (یعنی کہاوت) حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو تم نصیحت سناؤ (یہود کو) کہ کہیں وہ دھیان کریں (یعنی اس میں تدبر کرکے ایمان لے آئیں) کیا بری (ساء بمعنی بئس ہے) کہاوت ہے ان کی (یعنی اس قوم کی) جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اپنی ہی جانوں کو برا کرتے تھے (تکذیب کرکے) جسے اللہ راہ دکھائے تو وہی راہ پر ہیں اور جسے گمراہ کرے تو وہی نقصان میں رہے اور بیشک ہم نے پیدا کئے (ذرأنا بمعنی خلقنا ہے) جہنم کیلئے بہت جن اور آدمی......؎...... وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں (حق کی) اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں (اللہ ﷻ کی قدرت کے دلائل اعتبار کی آنکھوں سے) اور وہ کان جن سے سنتے نہیں (یعنی آیات اور مواعظ تدبر اور نصیحت کے کان سے) وہ چوپایوں کی طرح ہیں......؎......(سمجھنے، دیکھنے اور سننے کے معاملے میں) بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ (یعنی جانور بھی قابل نفع چیز کی طلب اور قابل نقصان چیز سے بھاگتا ہے لیکن یہ لوگ محض عناد کی وجہ سے آگ کی طرف لپکتے جارہے ہیں) وہی غفلت میں پڑے ہیں اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام (ننانوے نام......؎...... جس پر حدیث وارد ہوئی ہے اور الحسنی، الحسن کی مونث ہے) تو اسے پکارو (فادعوہ بمعنی سموہ ہے) اس سے اور چھوڑ دو (یعنی ترک کردو) انہیں جو حق سے نکلتے ہیں (اَلحد اور لَحَدَ دونوں قرائتیں ہیں یعنی حق سے اعراض کرتے ہیں) اس کے ناموں میں (اس طرح کے وہ اللہ ﷻ کے ناموں میں اپنے معبودوں کے نام کے مشتاق رہتے ہیں جیسا کہ ان کے بت کا نام لات ہے جسے وہ اللہ سے، العزی کو العزیز سے اور منات کو المنان سے تعبیر کرنے کے مشتاق ہیں) وہ جلد پائیں گے (یعنی آخرت میں جزاء) اپنا کیا (اور یہ حکم قتال سے پہلے کا تھا) اور ہمارے بنائے ہوؤں میں ایک گروہ وہ ہے کہ حق بتائیں اور اس پر انصاف کریں (مراد امت محمدیہ ﷺ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ اخذ ربک من بنی ادم من ظھورھم ذریتھم﴾.

و: عاطفہ......اذ: مضاف...... اخذ ربک: فعل وفاعل......من بنی ادم: جار مجرور مبدل منہ......من ظھورھم: جار مجرور بدل، ملکر ظرف لغو...... ذریتھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اخذ" پر معطوف ہے...... قالوا: قول...... بلی: حرف جواب مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى﴾

و: عاطفہ...... اشهد: فعل ہو ضمیر ذوالحال......همزه: حرف استفہام......لست: فعل ناقص بااسم...... ب: زائدہ ،بربکم: خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول محذوف "قائلا" کیلئے مقولہ،ملکر حال،ملکر فاعل......هم: مفعول......على انفسهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اخذ" پر معطوف ہے......قالوا: قول......بلى: حرف جواب مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿شهدنا ان تقولوا يوم القيمة انا كنا عن هذا غفلين او تقولوا انما اشرك اباؤنا من قبل﴾.

شهدنا: فعل بافاعل...... ان: مصدریہ...... تقولوا يوم القيمة: جملہ فعلیہ ہوکر قول...... انا: حرف مشبہ واسم...... كنا: فعل ناقص بااسم......عن هذا: ظرف لغو مقدم......غفلين: اسم فاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف علیہ......او: عاطفہ...... تقولوا: قول......انما: حرف مشبہ و ما کافہ......اشرك: فعل،اباء نا: ذوالحال...... من قبل: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف،ملکر بتاویل مصدر "كراهية" مصدر محذوف کیلئے مضاف الیہ،ملکر مرکب اضافی ہوکر مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افتهلكنا بما فعل المبطلون وكذلك نفصل الايت ولعلهم يرجعون﴾.

همزه: استفہام......ف: عاطفہ......تهلكنا: فعل بافاعل ومفعول...... بمافعل المبطلون: ظرف لغو،ملکر جملہ......و: عاطفہ......كذلك: ظرف مستقر "تفصيلا" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم......نفصل الايت: فعل بافاعل ومفعول "لهم" متعلق محذوف...... لام: جار......هم: ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......لعلهم يرجعون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتل عليهم نبا الذى اتينه ايتنا فانسلخ منها فاتبعه الشيطن فكان من الغوين﴾.

و: عاطفہ...... اتل عليهم: فعل بافاعل وظرف لغو......نبا: مضاف...... الذى: موصول...... اتينه ايتنا: جملہ فعلیہ ومعطوف علیہ...... فانسلخ منها: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ...... اتبعه الشيطن: فعل ومفعول وفاعل، "خطواته" مفعول محذوف ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ، كان: فعل ناقص بااسم...... من الغوين: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو شئنا لرفعنه بها ولكنه اخلد الى الارض واتبع هواه﴾.

و: مستانفہ...... لو: شرطیہ...... شئنا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ......رفعنه بها: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ......و: عاطفہ...... لكنه: حرف مشبہ واسم...... اخلد الى الارض:

جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ...... اتبع ھوہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمثله كمثل الكلب ان تحمل عليه يلهث او تتركه يلهث﴾.

ف: فصیحہ...... مثله: مبتدا...... کاف: جار، مثل الكلب : مرکب اضافی مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "اذا كان الامر كذلک" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ...... ان: شرطیہ، تحمل عليه : جملہ فعلیہ شرط، يلهث: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر معطوف علیہ......او: عاطفہ، تتركه: جملہ فعلیہ شرط ، يلهث: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر معطوف، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک مثل القوم الذين كذبوا باٰيٰتنا فاقصص القصص لعلهم يتفكرون﴾.

ذلک: مبتدا، مثل : مضاف، القوم: موصوف، الذين: موصول، كذبو باٰيٰتنا: جملہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحہ، اقصص: فعل امر انت ضمیر ذوالحال، لعلهم يتفكرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، القصص: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذاتحققت ان المثل المذكور مثل هؤلاء المكذبين" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ساء مثلا القوم الذين كذبوا باٰيٰتنا وانفسهم كانوا يظلمون﴾.

ساء: فعل ھو ضمیر ممیز...... مثلا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر مقدم...... القوم: موصوف...... الذين : موصول، كذبوا باٰيٰتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......انفسهم: مفعول مقدم......يظلمون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، كانوا: فعل ناقص با اسم، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿من يهد الله فهو المهتدى ومن يضلل فاولئک هم الخسرون﴾.

من: شرطیہ مفعول بہ مقدم......يهد الله: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......ھو: مبتدا، المهتدى : خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......من: شرطیہ مفعول بہ مقدم......يضلل : فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......فاولئک هم الخسرون: جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولقد ذرانا لجهنم كثيرا من الجن والانس لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها﴾.

و: عاطفہ......لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ......ذرانا: فعل با فاعل...... لجهنم: ظرف لغو...... كثيرا: موصوف، من الجن والانس: ظرف مستقر صفت، ملکر ذوالحال، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم...... قلوب : موصوف، لايفقهون بها: جملہ معطوف علیہ، ولهم اعين...... الخ : جملہ اسمیہ معطوفات، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿اولئک كالانعام بل هم اضل اولئک هم الغفلون﴾.

اولئک: مبتدا...... کالانعام: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......بل: حرف اضراب......ھم: مبتدا......اضل: خبر ملکر جملہ اسمیہ......اولئک: مبتدا...... ھم الغفلون: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بھا﴾.

و: مستانفہ...... للہ: ظرف مستقر خبر مقدم...... الاسماء الحسنی: مرکب توصیفی مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ......ف: فصیحہ ...... ادعوہ بھا: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذاکان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون﴾.

و: عاطفہ...... ذروا: فعل بافاعل...... الذین: موصول،یلحدون فی اسمائہ: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، سیجزون: فعل بانائب الفاعل، ماکانوا یعملون: موصول صلہ،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون﴾.

و: عاطفہ......من: جار......من خلقنا: موصول صلہ،ملکر مجرور ظرف مستقر خبر مقدم......امۃ: موصوف......یھدون بالحق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......وبہ یعدلون: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صفت،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وللہ الاسماء الحسنی ......☆ابوجہل نے کہا تھا کہ محمد ﷺ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ ایک پروردگار کی عبادت کرتے ہیں پھر وہ اللہ اور رحمٰن دو کو کیوں پکارتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس جاہل بے خرد کو بتایا گیا کہ معبود تو ایک ہی ہے نام اس کے بہت ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کیاھمیں عالم ارواح کی گواھی یاد ھے!

۱......ہم دنیادار لوگ چونکہ دنیاوی گندگیوں اور کثافتوں میں گھرے ہوئے ہیں اسلئے ہم نے اس گواہی ﴿الست بربکم قالوا بلی شھدنا (الاعراف:۱۷۲)﴾ کو بھی بھلا دیا ہے جو ہم سے عالم ارواح میں لی گئی تھی، حالانکہ اللہ ﷻ کے نیک بندوں کا معاملہ ہم سے بالکل مختلف ہے وہ یاد رکھتے ہیں چنانچہ حضرت ذوالنون سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ میثاق یاد ہے؟ انہوں نے کہا ایسے یاد ہے کہ گویا اب بھی میرے کانوں میں اس عہد کی آوازیں آرہی ہیں اور بعض عارفین نے کہا کہ لگتا ہے کہ یہ میثاق کل لیا گیا تھا۔(روح المعانی، الجزء التاسع،ص ۱۴۱)

اصل سے مراد کون ھے؟ -

۲......اور صاحب معجزہ کی زبان حق ترجمان سے عہد یاد دلانا دلی یادداشت کے قائم مقام ہے، چنانچہ اس وقت سب سے

پہلے جس ذرہ نے جواب دیا وہ سید عالم ﷺ کا مبارک ذرہ تھا۔ اور یہ کعبہ کی مٹی کا ذرہ تھا اور سب سے پہلے زمین کا یہی حصہ بنایا گیا، اور پھر اسی کو پھیلایا گیا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے، جب آپ ﷺ کی مٹی کعبہ مشرفہ کی تھی تو آپ ﷺ کا مزار فائز الانوار بھی کعبہ مشرفہ میں ہونا چاہئے تھا اس لئے کہ روایت میں ہے کہ جس جگہ کی مٹی سے انسان بنایا جاتا ہے اسی جگہ اس کا مدفن ہوتا ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ جب طوفان آیا تھا تو ایک جگہ کی مٹی اڑ کر دوسری جگہ پہنچ گئی تھی اور مٹی کا وہ مبارک اور پاک مبدء جو سید عالم ﷺ کی ذات بالا صفات کی تخلیق کا ذریعہ بنا اس جگہ کو پہنچ گیا جہاں اب مدینہ منورہ میں سید عالم ﷺ آرام فرما ہیں۔ اس کلام سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ تخلیق کی اصل ہیں اور تمام کائنات آپ ﷺ کی تابع ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کیونکہ آپ ﷺ کا ذرہ مبارک تمام ہی مخلوق کی اصل ہے اس لئے آپ ﷺ کا لقب امی ہے۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۱۴۷)

اب یہ اشکال کیسے ہوسکتا ہے کہ صاحب معجزہ کی زبان مبارک سے عہد یاد دلانا دلی یادداشت کے قائم مقام نہ ہو، اس لئے کہ ساری مخلوق کی اصل حضور پرنور ﷺ ہیں اور جب اصل سے عہد کی یاددہانی کروائی گئی تو گویا وہ ایسا ہوا جیسے سب سے یاددہانی کروائی گئی

بالعم باعور کا واقعہ:

۳.....بلعم باعور جس کا واقعہ مفسرین نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جبارین سے جنگ کا قصد کیا اور سرزمین شام میں نزول فرمایا تو بلعم باعور کی قوم اس کے پاس آئی اور اس سے کہنے لگی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت تیز مزاج ہیں اور ان کے ساتھ کثیر لشکر ہے وہ یہاں آئے ہیں اور ہمیں ہمارے بلاد سے نکالیں گے اور قتل کریں گے اور بجائے ہمارے، بنی اسرائیل کو اس سرزمین میں آباد کریں گے تیرے پاس اسم اعظم ہے اور تیری دعا قبول ہوتی ہے تو نکل اور اللہ عزوجل سے دعا کر اللہ عزوجل انہیں یہاں سے ہٹا دے، بلعم باعور نے کہا کہ تمہارا برا ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور ان کے ساتھ فرشتے ہیں، ایماندار لوگ ہیں، میں کیسے ان پر دعا کروں؟، میں جانتا ہوں جو اللہ عزوجل کے نزدیک ان کا مرتبہ ہے، اگر میں ایسا کروں تو میری دنیا و آخرت برباد ہوجائے گی مگر قوم اس سے اصرار کرتی رہی اور بہت الحاح وزاری کے ساتھ انہوں نے اپنا یہ سوال جاری رکھا تو بلعم باعور نے کہا کہ میں اپنے رب عزوجل کی مرضی معلوم کرلوں اور اس کا یہی طریقہ تھا کہ جب کبھی کوئی دعا کرتا پہلے مرضی الٰہی معلوم کرلیتا اور خواب میں اس کا جواب مل جاتا چنانچہ اس مرتبہ بھی اس کو یہی جواب ملا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمراہیوں کے خلاف دعا نہ کرنا، اس نے قوم سے کہہ دیا کہ میں نے اپنے رب عزوجل سے اجازت چاہی تھی مگر میرے رب عزوجل نے ان پر دعا کرنے کی ممانعت فرمادی، تب قوم نے اس کو ہدیئے اور نذرانے دیئے جو اس نے قبول کئے اور قوم نے اپنا سوال جاری رکھا تو پھر دوسری مرتبہ بلعم باعور نے رب عزوجل سے اجازت چاہی اس کا کچھ جواب نہ ملا تو قوم کے لوگ کہنے لگے کہ اگر اللہ عزوجل کو منظور نہ ہوتا تو وہ پہلے کی طرح دوبارہ بھی منع فرماتا اور قوم کا الحاح و اصرار اور بھی زیادہ ہوا حتیٰ کہ انہوں نے اس کو فتنہ میں ڈال دیا اور آخر کار وہ بددعا کرنے کے لئے پہاڑ پر چڑھا تو جو بددعا کرتا تھا اللہ عزوجل اس کی زبان کو اس کی قوم کی طرف

پھیر دیتا تھا اور اپنی قوم کے لئے جو دعائے خیر کرتا تھا بجائے قوم کے نبی اسرائیل کا نام اس کی زبان پر آتا تھا قوم نے کہا اے بلعم! یہ کیا کر رہا ہے نبی اسرائیل کے لئے دعا کرتا ہے ہمارے لئے بددعا! کہا میرے اختیار میں میری زبان نہیں اور اس کی زبان باہر نکل پڑی تو اس نے اپنی قوم سے کہا میری دنیا و آخرت دونوں برباد ہو گئیں۔ (کنز الایمان مع خزائن العرفان ،حاشیہ ۳۴۲)

معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کے بارے انسان کو زبان چلانے سے پہلے کئی مرتبہ سوچ لینا چاہیے مبادا ایسا نہ ہو کہ پچھتانا پڑے۔ اللہ عزوجل نے بلعم باعور کو کتے سے تشبیہ دی کہ اس کی زبان ایسی باہر نظر آتی ہے جیسے کہ کتے کی زبان ہوتی ہے۔

جنات کا ذکر پہلے کرنے کی وجوہات:

۴...... اللہ عزوجل نے آیت مبارکہ میں جنات کا ذکر پہلے کیا اور اس کے بعد انسان کا، اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان سے پہلے جنات پیدا ہوئے اور اس سرزمین میں آباد تھے جب اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو فرمایا ﴿(ویسفک الدماء) یریقها بالقتل کما فعل بنو الجان و کانوا فیها فلما افسدوا ارسل الله علیهم الملائكة فطردوهم الى الجزائر والجبال(البقرۃ: ۳۰)﴾ یعنی اے اللہ تو انسان کو پیدا کرے گا تو خون بہائے گا، قتل کے ذریعے جیسا کہ جنات نے کیا اور وہ زمین میں رہتے تھے پھر جب انہوں نے زمین میں فساد کیا تو اللہ عزوجل نے فرشتوں کو ان پر بھیجا جنہوں نے انہیں جزیروں اور پہاڑوں کی جانب دھکیل دیا۔ (الجمل، ج ۱، ص ۵۵)

☆...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ہزار سال قبل جنات موجود تھے اور زمین میں خون ریزیاں کرتے تھے، اللہ عزوجل نے فرشتوں کے لشکر کو ان کی جانب بھیجا جس نے انہیں جزیروں اور پہاڑوں کی جانب دھکیل دیا ۔یہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی منقول ہے۔ (قصص الانبیاء، ص ۹)

چوپایوں سے بڑھ کر گمراہ کون؟

۵...... اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ بے شک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے بہت جن اور آدمی یعنی کفار جو کہ حق سے اعراض کرتے ہیں وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں یعنی ان کے دل سمجھنے سے عاری ہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں یعنی ان کی آنکھیں حق نہیں دیکھ پاتیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں یعنی نصیحت کی باتیں سن نہیں سکتے ایسے لوگ چوپایوں کی مانند ہیں کہ کھانے پینے کے دنیوی کاموں میں تمام حیوانات بھی اپنے حواس سے کام لیتے ہیں، اگر انسان بھی فقط اتنا ہی کرے گا تو پھر اسے جانور پر کیا فضیلت ہوئی بلکہ ان کافر انسانوں کا حال تو جانوروں سے بھی بدتر ہے کیونکہ جانور بھی اپنے نفع نقصان کو جانتا ہے لیکن یہ کافر تو ان سے بھی گئے گزرے ہو گئے کہ جہنم کی جانب بڑھے چلے جا رہے ہیں اور انہیں اس بات کی خبر بھی نہیں کہ وہ اپنا کتنا بڑا نقصان کر رہے ہیں۔

اللہ عزوجل کے اچھے نام:

۶...... عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ اِسْمًا مِائَةٌ اِلَّا وَاحِدًا لَا یَحْفَظُهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ وَتْرٌ

یُحِبُّ الْوِتْر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو، انہیں کوئی یادنہیں کرتا مگروہ جو جنت میں داخل ہو، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ طاق (یعنی وِتر) ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب لله مائة اسم، رقم ٦٤١٠، ص ١١١٣)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مبارک نام قرآن مجید فرقان حمید کی اٹھائیس ۲۸ سورتوں میں سو سے زائد کی تعداد میں ذکر کئے گئے ہیں ہم ان کا جائزہ لیتے ہیں کہ وہ کون کون سے ہیں؟ اور کن کن سورتوں میں مذکور ہیں؟ (۱) سورۃ الفاتحۃ: میں پانچ نام ذکر کئے گئے ہیں یااللہ ،یارب ،یا رحمن ،یارحیم ،یامالک ۔(۲) سورۃ البقرۃ : میں تینتیس ۳۳ ناموں کا ذکر ملتا ہے وہ یہ ہیں یامحیط ،یاقدیر ،یا علیم ،یاحکیم، یاعلی ،یاعظیم، یاتواب ،یابصیر ،یاولی ،یاواسع ،یاکافی ،یارء وف، یابدیع ،یاشاکر ،یاواحد ،یاسمیع ،یاقابض ،یاباسط ،یاحی ،یاقیوم ،یاغنی ،یاحمید ،یاغفور ،یاحلیم ،یااله ،یاقریب ،یامجیب ،یاعزیز ،یانصیر، یاقوی ،یاشدید، یاسریع ،یاخبیر ۔(۳) آل عمران : میں چھ مبارک ناموں کا ذکر ملتا ہے وہ یہ ہیں یاوھاب ،یاقائم ،یا صادق ،یا باعث ،یامنعم ،یامتفضل ۔(۴) النساء: میں سات نام ذکر کئے گئے ہیں یارقیب ،یاحسیب ،یاشھید ،یامقیت ،یاوکیل ،یاعلی ،یاکبیر. (۵) الانعام : میں چار نام ذکر کئے گئے ہیں یافاطر ،یاقاھر ،یالطیف، یا برھان ۔(۶) الاعراف: میں دو نام مذکور ہیں یامحیی، یاممیت ۔(۷) الانفال : میں بھی دو نام ذکر کئے گئے ہیں یانعم المولی اور یانعم النصیر ۔(۸) ھود: میں چار نام یاحفیظ، یامجید، یاودود، یافعال لمایرید ذکر کئے گئے ہیں۔(۹) الرعد: میں دو نام مذکور ہیں یاکبیر ،یامتعال ۔(۱۰) ابراھیم: میں دو نام مذکور ہیں یامنان ،یاوارث ۔(۱۱) الحجر: میں فقط ایک نام ذکر کیا گیا ہے وہ ہے یاخلاق۔(۱۲) مریم: میں بھی ایک نام مذکور ہے یافرد۔(۱۳) طٰہٰ: میں بھی فقط ایک نام مذکور ہے اور وہ ہے یاغفار ۔(۱۴) المؤمنون میں ایک نام یاکریم مذکور ہے۔(۱۵) النور: میں دو نام ذکر کئے گئے ہیں یاحق ،یامبین ۔(۱۶) الفرقان : میں ایک نام ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے یاھادی (۱۷) سبا: میں ایک نام یافتاح مذکور ہے۔(۱۸) الزمر: میں ایک نام یاعالم مذکور ہے۔(۱۹) غافر: میں چار نام یاغافر ،یاقابل التوبۃ، یاذالطول، یارفیع ذکر کئے گئے ہیں۔(۲۰) الذاریات: میں تین نام ذکر کئے گئے ہیں یارزاق، یاذالقوۃ، یامتین ۔(۲۱) الطور: میں ایک نام ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے یابر۔(۲۲) القمر: میں دو نام ذکر کئے گئے ہیں یاملیک ،یامقتدر . (۲۳) الرحمن : میں پانچ نام ذکر کئے گئے ہیں یاذی الجلال والاکرام، یارب المشرقین، یا رب المغربین ،یاباقی، یامھیمن ۔(۲۴) الحدید: میں چار نام ذکر کئے گئے ہیں یااول، یا آخر ،یاظاھر ،یاباطن۔(۲۵) الحشر: میں گیارہ نام ذکر کئے گئے ہیں یاملک ،یاقدوس ،یاسلام ،یامؤمن ،یامھیمن، یاعزیز، یاجبار ،یامتکبر ،یاخالق، یاباری، یامصور۔(۲۶) البروج: میں چار نام مذکور ہیں یابدی، یامعید، العزیز ،الحمید ۔(۲۷) الفجر: میں ایک نام یاوتر مذکور ہے۔(۲۸) الاخلاص: میں دو نام ذکر کئے گئے ہیں یااحد اور یاصمد۔ (الدر المنثور، ج۳، ص ۲۷۱)

نوٹ:البروج میں دونام العزیز اور الحمید کا اضافہ ہم نے قرآن کودیکھ کرکیا ہے،قارئین مزید سورتوں میں بھی کمی پائیں تو درست کرلیں
☆......☆یوم عرفۃ عرفہ کے ایک جانب وادی کا نام نعمان ہے،علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ میثاق کب لیا گیا،ایک قول کے مطابق دخول جنت سے پہلے،دوسرے قول کے مطابق دخول جنت کے بعد اور تیسرے قول کے مطابق جنت میں یہ وعدہ لیا گیا۔

(جلالین جهازی سائز،حاشیه ۱٦،ص۱٤٤)

فادرکہ: یہ صیغہ ﴿فاتبعه الشیطان﴾ بلعم باعور کی مذمت کرنے کے معاملے میں مبالغہ کے طور پر لایا گیا ہے،کہ وہ بڑا عالم تھا،پھر شیطان اس کے پیچھے ہوا۔ (الصاوی، ج۲،ص۳۰۳)

الی منازل العلماء: یہاں سے علماء کی قدرومنزلت معلوم ہوئی کہ اللہ ﷻ نے انہیں درجات رفیعہ سے نوازا ہے لیکن ان درجات کا حصول اس وقت ہوگا جب کہ ایمان محفوظ ہو،اگر ایمان ہی نہ ہو تو کسی کو عالم ہونا فائدہ نہ دیگا جیسا کہ بلعم باعور کو فائدہ نہ ہوا۔

کذلک: جس طرح کتا کہ اس پر بوجھ ہو یا نہ ہو،وہ ہانپتا کانپتا ہے،اسی طرح وہ انسان کہ علم دین اس کے دامن گیر ہو اور وہ دنیا کے مال کی جانب کوشاں رہے،دنیا کی لالچ اور آسائش اس کے پیش نظر ہوں،نفسانی خواہشات کا وہ پابند ہو،اسی کتے کی مثل ہے کہ چاہے اس پر بوجھ ہو یا نہ ہو،چاہے اس پر کوئی سختی نہ ہی کرے اس کی صفت ہانپتا کانپتا ہے اور یہ صفت صرف اسی کے ساتھ متصف ہے۔

رکوع نمبر:۱۳

﴿وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا﴾ الْقُرْآنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ﴾ نَأْخُذُهُمْ قَلِيْلًا قَلِيْلًا ﴿مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۸۲)﴾ ﴿وَاُمْلِيْ لَهُمْ﴾ اَمْهِلُهُمْ ﴿اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ (۱۸۳)﴾ شَدِيْدٌ لَا يُطَاقُ ﴿اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا﴾ فَيَعْلَمُوْا ﴿مَا بِصَاحِبِهِمْ﴾ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿مِّنْ جِنَّةٍ﴾ جُنُوْنٍ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (۱۸۴)﴾ بَيِّنُ الْاِنْذَارِ ﴿اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ﴾ مُلْكِ ﴿السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا﴾ فِيْ ﴿خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ﴾ بَيَانٌ لِمَا فَيَسْتَدِلُّوْا بِهٖ عَلٰى قُدْرَةِ صَانِعِهٖ وَوَحْدَانِيَّتِهٖ ﴿وَ﴾ فِيْ ﴿اَنْ﴾ اَيْ اَنَّهٗ ﴿عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ﴾ قَرُبَ ﴿اَجَلُهُمْ﴾ فَيَمُوْتُوْا كُفَّارًا فَيَصِيْرُوْا اِلَى النَّارِ فَيُبَادِرُوْا اِلَى الْاِيْمَانِ ﴿فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ﴾ اَيِ الْقُرْآنِ ﴿يُؤْمِنُوْنَ (۱۸۵)﴾ ﴿مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ط وَيَذَرُهُمْ﴾ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ مَعَ الرَّفْعِ اِسْتِئْنَافًا وَالْجَزْمِ عَطْفًا عَلٰى مَحَلِّ مَابَعْدَ الْفَاءِ ﴿فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (۱۸۶)﴾ يَتَرَدَّدُوْنَ تَحَيُّرًا ﴿يَسْئَلُوْنَكَ﴾ اَيْ اَهْلُ مَكَّةَ ﴿عَنِ السَّاعَةِ﴾ اَلْقِيَامَةِ ﴿اَيَّانَ﴾ مَتٰى ﴿مُرْسٰهَا قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿اِنَّمَا عِلْمُهَا﴾ مَتٰى تَكُوْنُ ﴿عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا﴾ يُظْهِرُهَا ﴿لِوَقْتِهَآ﴾ اَللَّامُ بِمَعْنٰى فِيْ ﴿اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ﴾ عَظُمَتْ ﴿فِي السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ ﴾ عَلٰی اَھْلِھَا لِھَوْلِھَا ﴿لَا تَاْتِیْکُمْ اِلَّا بَغْتَةً ﴾ فُجَاْةً ﴿یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ ﴾ مُبَالِغٌ فِی السُّؤَالِ ﴿عَنْھَا﴾ حَتّٰی عَلِمْتَھَا ﴿قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰهِ ﴾ تَاکِیْدُ ﴿وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ(۱۸۷)﴾ اَنَّما عِلْمُھَا عِنْدَهٗ تَعَالٰی ﴿قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا﴾ اَجْلِبُهٗ ﴿وَّلَا ضَرًّا﴾ اَدْفَعُهٗ ﴿اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ مَاغَابَ عَنِّیْ ﴿لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ﴾ مِنْ فَقْرٍ وَغَیْرِهٖ لِاِحْتِرَازِیْ عَنْهُ بِاِجْتِنَابِ الْمَضَارِ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿اَنَااِلَّا نَذِیْرٌ﴾ بِالنَّارِ لِلْکَافِرِیْنَ ﴿وَبَشِیْرٌ ﴾ بِالْجَنَّةِ ﴿لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ(۱۸۸)﴾

﴿ترجمہ﴾

اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں (یعنی قرآن کی مراد اہل مکہ ہیں) جلد ہم انہیں آہستہ آہستہ عذاب کی طرف لے جائیں گے (یعنی ہم انہیں تھوڑا تھوڑا کر کے عذاب کے قریب کریں گے......۱......) جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی اور میں انہیں ڈھیل دوں گا (یعنی انہیں مہلت دوں گا) بیشک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے (یعنی سخت ہے کہ جس کا مقابلہ نہیں ہوسکتا) کیا سوچتے نہیں (کہ جان جاتے) کہ ان کے صاحب (محمد ﷺ کو) جنون (یعنی پاگل پن) سے کچھ علاقے نہیں (ان بمعنی مـــا نافیہ ہے) وہ تو صرف ڈر سنانے والے ہیں (یعنی کھلا ڈرانے والے ہیں) کیا انہوں نے نگاہ نہ کی آسمان اور زمین کی سلطنت (یعنی بادشاہی) میں اور جو چیز اللہ نے بنائی (مـن شی یہ جملہ مـاکا بیان ہے، تو چاہیے کہ ان چیزوں سے اس کے بنانے والے کی قدرت اور وحدانیت پر استدلال کریں) اور یہ کہ (ان بمعنی انـــہ ہے) شاید قریب آگیا (یعنی نزدیک آگیا) ان کا وعدہ (پھر اگر حالت کفر میں مریں تو آگ میں ڈالے جائیں گے پس چاہیے کہ ایمان کی طرف جلدی کریں) تو اس (یعنی قرآن) کے بعد اور کونسی بات پر یقین لائیں گے جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور انہیں چھوڑتا ہے (یـذرھم یاء اور نون دونوں کے ساتھ مرفوع ہوتے ہوئے جملہ مستانفہ ہوگا اور فـلاھـادی کے محل پر عطف کرتے ہوئے جزم کے ساتھ بھی پڑھا ہے) کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں (یعنی حیران تردد میں رہیں) تم سے (اہل مکہ) قیامت کو پوچھتے ہیں (الساعة بمعنی القیامة ہے......۲......) کہ کب کو (ایان بمعنی متی ہے) ٹھری ہے تم فرماؤ (ان سے) اس کا علم (کہ کب وہ واقع ہوگی) تو میرے رب کے پاس ہے نہیں ظاہر کرے گا (یعنی قیامت کو ظاہر نہیں کرے گا) اس کے وقت پر (لوقتھا میں لام بمعنی فی ہے) مگر وہی بھاری پڑ رہی ہے (ثقلت بمعنی عظمت ہے) آسمانوں اور زمین میں (اس کے رہنے والوں پر اس کا خوف) تم پر نہ آئے گی مگر اچانک (ہی آجائے گی) تم سے ایسا پوچھتے ہیں (یعنی پوچھنے میں مبالغہ کرتے ہیں) گویا تم نے خوب تحقیق کر رکھا ہے (حتی کہ تم نے اسے جان لیا ہے) تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے (دوبارہ یہ جملہ تاکید ہے) لیکن بہت لوگ نہیں جانتے (اس کا علم صرف اللہ ﷻ کے پاس ہے) تم فرماؤ میں اپنی جان کے نفع (کمانے) اور نقصان (دور

کرنے) کرنے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا کرتا (جو مجھ سے پوشیدہ ہے) تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت سی بھلائی جمع کر لی......اور مجھے اور کوئی برائی نہ پہنچی (فقر وغیرہ سے محفوظ رہتا نقصانات سے اجتناب کرتے ہوئے) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر میں تو ڈر (کافروں کو آگ کا) اور خوشی سنانے والا ہوں (جنت کی) انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿والذین کذبوا بایتنا سنستدرجھم من حیث لا یعلمون و املی لھم ان کیدی متین﴾.

و: مستانفہ...... الذین: موصول...... کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا...... سنستدرجھم: فعل با فاعل ومفعول، من حیث لایعلمون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: مستانفہ...... املی لھم: جملہ فعلیہ مبتدا محذوف "انا" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اولم یتفکروا ما بصاحبھم من جنة ان ھو الا نذیر مبین﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ......لم: حرف نفی وجازم، یتفکروا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، بصاحبھم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائدہ، جنة: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: نافیہ، ھو: مبتدا، الا: اداۃ حصر، نذیر مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولم ینظروا فی ملکوت السمٰوت والارض وما خلق اللہ من شیء وان عسی ان یکون قد اقترب اجلھم﴾.

ھمزہ: حرف استفہام...... و: عاطفہ......لم ینظروا: فعل نفی با فاعل...... فی: جار...... ملکوت السموت والارض: مرکب اضافی معطوف علیہ......و: عاطفہ...... ما: موصولہ...... خلق اللہ من شیء: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ...... ان: مصدریہ...... عسی: فعل مقارب با فاعل، ان: مصدریہ...... یکون قد اقترب اجلھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فبای حدیث بعدہ یومنون من یضلل اللہ فلا ھادی لہ﴾.

ف: مستانفہ...... بای حدیث: ظرف لغو مقدم......بعدہ: ظرف مقدم...... یومنون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، من: شرطیہ مفعول بہ مقدم......یضلل اللہ: فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط...... ف: جزائیہ......لا: نفی جنس...... ھادی: اسم...... لہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویذرھم فی طغیانھم یعمھون یسئلونک عن الساعة ایان مرسھا﴾.

و: مستانفہ......یذر: فعل با فاعل......ھم: ضمیر ذو الحال......فی طغیانھم یعمھون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......یسئلونک: فعل با فاعل ومفعول......عن: جار......الساعة: مبدل...... ایان: ظرف مکان متعلق بمحذوف

خبر مقدم...... موسھا: مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا هو﴾۔

قل: قول......انما: حرف مشبہ وماکافہ...... علمها: مبتدا......عند: مضاف......ربی: ذوالحال......لایجلیها: فعل نفی ومفعول...... لوقتها: ظرف لغو......الا: اداۃ حصر...... هو: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ثقلت فی السموت والارض لا تاتیکم الا بغتة﴾۔

ثقلت: فعل بافاعل......فی السموت والارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... لاتاتی: فعل نفی ھی ضمیر ذوالحال......الا: اداۃ حصر......بغتة: حال، ملکر فاعل...... کم: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿یسئلونک کانک حفی عنها قل انما علمها عند الله ولکن اکثر الناس لا یعلمون﴾۔

یسئلونک: فعل بافاعل......ک: ضمیر ذوالحال...... کانک: حرف مشبہ واسم......حفی عنها: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......قل: قول، انما: حرف مشبہ وماکافہ......علمها: مبتدا......عندالله: مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، لکن اکثر الناس: حرف مشبہ واسم، لایعلمون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله﴾۔

قل: قول......لااملک: فعل نفی بافاعل...... لنفسی: ظرف لغو، نفعا: معطوف علیہ......و: عاطفہ، لا: نافیہ، ضرا: معطوف، ملکر مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، ماشاء الله: موصول صلہ، ملکر مستثنی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء﴾۔

و: مستانفہ......لو: شرطیہ...... کنت: فعل ناقص بااسم...... اعلم الغیب: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ...... استکثرت: فعل بافاعل......من الخیر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... ماعسی: فعل نفی ومفعول......السوء: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یومنون﴾۔

ان: نافیہ......انا: مبتدا...... الا: اداۃ حصر......نذیر: معطوف علیہ......و: عاطفہ...... بشیر: صفت مشبہ بافاعل، لام: جار......قوم: موصوف......یومنون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**اولم یتفکروا ما بصاحبھم**......☆ جب نبی کریم ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر شب کے وقت قبیلہ کو پکارا اور فرمایا کہ میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوں اور آپ ﷺ نے انہیں اللہ ﷻ کا خوف دلایا اور پیش آنے والے حوادث کا ذکر کیا تو ان میں سے کسی نے آپ ﷺ کی طرف جنون کی نسبت کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کیا انہوں نے تفکر و تامل سے کام نہ لیا اور عاقبت اندیشی و دور بینی بالکل بالائے طاق رکھ دی اور یہ دیکھ کر کہ سید الانبیاء ﷺ اقوال وافعال حکمت وقدرت کی روشن دلیلیں ہیں۔

☆......**یسئلونک عن الساعة**......☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں بتایئے کہ قیامت کب قائم ہوگی کیونکہ ہمیں اس کا وقت معلوم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**قل لا املک لنفسی**......☆ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت راہ میں تیز ہوا چلی چوپائے بھاگے تو نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ مدینہ طیبہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میرا ناقہ کہاں ہے عبداللہ بن ابی منافق اپنی قوم سے کہنے لگا ان کا کیسا عجب حال ہے کہ مدینہ میں مرنے والے کی تو خبر دے رہے ہیں اور اپنا ناقہ معلوم ہی نہیں کہ کہاں ہے؟ سید عالم ﷺ پر اس کا یہ قول بھی مخفی نہ رہا حضور ﷺ نے فرمایا منافق لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں اور میرا ناقہ اس گھاٹی میں ہے اس کی نکیل ایک درخت میں الجھ گئی ہے چنانچہ جیسا فرمایا تھا اسی شان سے وہ ناقہ پایا گیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نعمتیں آزمائش کے طور پر!

۱......یعنی ہم انہیں ایک کے بعد دوسری چیز دیتے رہینگے، اور وہ ہماری نافرمانی میں مبتلا رہینگے، یہاں تک کہ ان کی انتہا ہلاکت کے فیصلہ پر ہو، اور وہ نعمتوں ہی کے گمان میں رہیں، اسی لئے کہا گیا ہے کہ اے انسان جب تو یہ دیکھے کہ کسی بندے پر اللہ ﷻ کی نعمتیں ہو رہی ہیں اور وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی میں پڑا ہوا ہے تو جان لے کہ یہ اس کے حق میں استدراج ہے (الصاوی، ج ۲، ص ۳۰۵)

اللہ ﷻ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے علامہ **صاوی** علیہ الرحمۃ پر کہ انہوں نے کیسی عمدہ اور اہم بات سمجھا دی کہ مال اور ظاہری انعام واکرام کی فراوانی سے انسان یہ نہ سمجھے کہ اس نے کسی نیکی کے ذریعے یہ سب پالیا ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ استدراج ہو! بندے کو چاہئے کہ ہر وقت اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر سے ڈرتا رہے کہ نہ جانے اس پر ہونے والی نعمتوں کی وجہ کیا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ استدراج ہو، حضرت **ذوالنون مصری** علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "انسان کسی راستے پر ہو اور اس سے خوف نہ جاتا ہو پھر جب خوف زائل ہو جائے تو جان لے کہ وہ شخص راستے سے بہک گیا ہے"۔ حضرت **حاتم اصم** علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ "ہر چیز کے لئے زینت ہے اور عبادت کی زینت خوف ہے اور خوف کی علامت امید ہے"۔ (الرسالة القشيرية، باب الخوف، ص ۲۰۰)

انسان خوف اور امید کی ملی جلی کیفیت میں رہے، اللہ ﷻ کی نعمتوں پر امید کرتے ہوئے شکر بھی بجالائے اور خوف کرتے

ہوئے استدراج سے پناہ بھی مانگتا رہے۔

قیامت کا علم کس کے پاس ہے؟

۲......قیامت کا علم اللہ عزوجل کے پاس ہے یہود نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نبی ہیں تو بتائیں کہ قیامت کب آئے گی؟ کیونکہ ہمیں اس کا وقت معلوم ہے۔ سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ قیامت کو ساعت کیوں کہتے ہیں ؟ علامہ مدارک نے فرمایا کہ القیامۃ کو الساعۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اچانک آئے گی یا اس دن میں حساب جلدی سے ہوگا یا یہ وجہ ہے کہ لانها عند الله علی طولها کساعة من الساعات عند الخلق یعنی اللہ عزوجل کے نزدیک قیامت کی لمبائی (طوالت) اتنی ہے جتنی مخلوق کے نزدیک گھڑیوں میں سے ایک گھڑی۔ (المدارک، ج۱، ص۶۲۲)

محققین کہتے ہیں کہ قیامت کے وقت کو مخفی اس لئے رکھا گیا تا کہ وہ اس سے خوف کرتے رہیں اور ڈرتے رہیں، اس لئے کہ جب لوگوں کو معلوم نہ ہوگا کہ قیامت کب آئے گی تو وہ خوف و امید اور اس دن کی ہولنا کیوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہیں گے، پس یہ بات انہیں طاعت اور توبہ کی جانب مائل کرے گی اور نافرمانیوں پر زجر بھی کرے گی۔ (الخازن، ج۲، ص۲۷۸)

ذیل میں نمبروار کچھ حدیثیں موضوع کی مناسبت سے پیش خدمت ہیں:

(۱)......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب قائم ہوگی؟ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم پر افسوس ہے تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی''؟ اس نے کہا کہ میں نے قیامت کے لئے اس کے سوا کوئی تیاری نہیں کی کہ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اس کے ساتھ رہو گے جس کے ساتھ محبت کرتے ہو''، ہم حاضرین نے پوچھا کہ ہم بھی اسی طرح ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''! تو ہم اس دن بہت زیادہ خوش ہوئے۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب، باب مناقب عمر، رقم: ۳۶۸۸، ص۶۱۹)

(۲)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں مسلمانوں سے گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آ گیا اور اس نے کہا کہ قیامت کب آئے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام جاری رکھا، بعض کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کلام سن لیا اور اسے پسند نہیں فرمایا اور بعض کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کلام نہیں سماعت فرمایا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گفتگو ختم فرما چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شخص کہاں ہے جس نے قیامت سے متعلق سوال کیا تھا''، اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب امانتیں ضائع ہونے لگے گی تو قیامت کا انتظار کرنا''، اس شخص نے پوچھا کہ امانت کیسے ضائع ہوگی؟ فرمایا: ''جب منصب نا اہل کے سپرد کر دیا جائے گا تو تم قیامت کا انتظار کرنا''۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب فضل العلم، رقم: ۵۹، ص۱۴)

(۳)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول بی بی آمنہ کے گلشن کے مہکتے پھول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ حجاز مقدس سے ایک ایسی آگ نمودار نہ ہو جس سے بصری کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں''۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعۃ، رقم: ۷۱۸۳، ص ۱۴۲۱)

(۴)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تین جھوٹوں کا خروج نہ ہو جائے اور یہ تینوں جھوٹے یہ گمان کریں گے کہ وہ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعۃ، رقم: ۷۲۳۶، ص ۱۴۲۹)

(۵)......حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بالا خانے سے ہماری جانب متوجہ ہوئے اور ہم قیامت سے متعلق باہم گفتگو کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو: سورج مغرب سے طلوع ہوگا، یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کا نکلنا، تین جگہوں کا دھنس جانا ایک مشرق، دوسرا مغرب اور تیسرا جزیرۂ عرب، آگ عدن کے گڑھوں سے نکل کر لوگوں کو ہانکے گی، یا (فرمایا) جمع کرے گی جہاں وہ رات گزاریں گے وہ بھی رات گزارے گی اور جہاں وہ دوپہر کا قیلولہ کریں گے وہ بھی کرے گی''۔ (جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی الخسف، رقم: ۲۱۹۰، ص ۶۳۷)

(۶)......حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قریب ہے کہ نہر فرات (نہر کوفہ) اپنے خزانے کھول دے تو جو بھی وہاں حاضر ہوگا اس (سونے کے) خزانوں سے کچھ بھی نہ لے گا''۔ (مشکوۃ المصابیح، باب اشراط الساعۃ، الفصل الاول، ص ۴۶۹)

(۷)......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں شہنشاہ دو جہاں مکی مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ درندے انسانوں سے کلام نہ کرلیں، اور اس وقت تک کہ انسان سے اس کی چابک کی رسی کلام کرلے، اور جوتوں کے تسمے بھی کلام کریں گے، اور انسان کی ران اسے بتائے گی کہ اس کے جانے کے بعد اس کے گھر والوں نے کیا کام کیا''۔ (جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی کلام السباع، رقم: ۲۱۸۸، ص ۶۳۷)

(۸)......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں کہ میرے بعد کوئی ایسا نہ ہوگا جس نے حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان سنا ہو، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صاحب لولاک سلطان ارض و افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی نشانیاں ہیں کہ علم کم ہو جائے گا (یعنی علم اٹھ جائے گا)، جہالت ظاہر (عام) ہو جائے گی، زنا عام ہو جائے گا، عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی، مردوں کی تعداد میں کمی ہو جائے گی یہاں تک کہ ایک مرد کی کفالت میں پچاس پچاس عورتیں ہونگی۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب رفع العلم، رقم: ۸۰، ص ۱۹)

(۹)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے، پھر جب وہ مغرب سے طلوع ہوگا تو سارے لوگ اسے دیکھ کر ایمان لے آئیں گے لیکن اس

وقت کا ایمان لانا انہیں فائدہ نہ دے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے، اور قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ دو آمیوں نے کسی چیز کو خریدنے کے لئے کپڑے پھیلائے ہونگے لیکن خریدنے اور کپڑوں کو لپیٹنے نہ پائیں گے اور قیامت یوں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص دودھ لے کر چلا ہوگا لیکن اسے پینے نہ پائے گا اور قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ ایک آدمی جانوروں کو پانی پلانے کے لئے حوض پر لے جائے گا لیکن پلانے نہیں پائے گا اور قیامت یوں قائم ہوگی کہ ایک آدمی نے کھانے کے لئے لقمہ اٹھایا ہوگا مگر اسے کھانے نہیں پائے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب، رقم: ٦٥٠٦، ص١١٢٧)

(۱۰)......حضرت سلامہ بنت حر بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ اہل مسجد امامت کرنے کے لئے ایک دوسرے سے کہیں گے اور انہیں نماز پڑھانے کے لئے کوئی امام نہیں ملے گا۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی کراھیۃ التدافع، رقم: ٥٨١، ص١٢١)

(۱۱)......قیس بن ابی حاتم حضرت مرداس اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''نیک لوگ ایک ایک کر کے چلے جائیں گے اور تلچھٹ یعنی بھوسی باقی رہ جائے گی جیسے جو کی بھوسی یا ردی کھجوریں باقی رہ جاتی ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ذھاب الصالحین، رقم: ٦٤٣٤، ص١١١٦)

(۱۲)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مالک کون ومکاں مکی مدنی سلطان ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات پاک کی قسم! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک آدمی کسی آدمی کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا کاش اس کی جگہ میں ہوتا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب شدۃ الزمان، رقم: ٤٠٣٧، ص٦٦٧)

(۱۳)......حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ دین کے لئے قتال کرتی رہے گی اور اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی اور کسی کی مخالفت سے ان کو ضرر نہیں ہوگا حتی کہ ان پر قیامت آجائے گی اور اسی حال پر ہوں گے''، حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص نے کہا ہاں اللہ عزوجل ایک ہوا بھیجے گا جس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی اور اس کا مس ریشم کی طرح ہوگا اور جس شخص کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ اس کی روح قبض کرلے گی پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی''۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب قولہ ﷺ، رقم: ٤٨٥٠، ص٩٧٠)

(۱۴)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ دو عظیم گروہوں میں جنگ عظیم نہ ہو جائے اور دونوں جماعتوں کا دعوی ایک ہی ہوگا اور قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ تیس دجالوں کا ظہور نہ ہو جائے اور یہ سارے ہی خود کو اللہ عزوجل کا رسول گمان کریں گے''۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ، رقم: ٣٦٠٩، ص٦٠٥)

(۱۵)......حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ''مھدی میری عترت سے اولاد فاطمہ سے ہوگا''۔
(مشکوۃ المصابیح، باب اشراط الساعۃ، الفصل الثانی، ص ۴۷۰)

(۱۶)......حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ زمانہ متقارب نہ ہو جائے اور سال مہینے کی طرح گزرے، مہینہ ہفتے کی طرح، ہفتہ دن کی طرح، دن ایک گھنٹہ کی مانند، اور ایک گھنٹہ آگ کی چنگاری کی مانند گزر جائے گا۔
(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی تقارب، رقم: ۲۳۳۹، ص ۶۷۷)

(۱۷)......حضرت علی ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میری امت پندرہ کاموں کو کرے گی تو ان پر مصائب کا آنا حلال ہو جائے گا''، حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ پندرہ کام کیا ہیں؟ جواباً ارشاد فرمایا: ''جب مال غنیمت کو ذاتی دولت بنالیا جائے گا، اور امانت مال غنیمت بنالی جائے گی، زکاۃ کو جرمانہ سمجھ لیا جائے گا، جب لوگ اپنی بیویوں کی فرمانبرداری کریں گے اور ماؤں کی نافرمانی کریں گے، دوست کے ساتھ تو بھلائی کریں گے اور باپ کے ساتھ برائی، مسجدوں میں آوازیں بلند کی جائیں گی قوم کے ذلیل ترین شخص کو امام بنالیا جائے گا، جب کسی شخص کے شر کے ڈر سے اس کی عزت کی جائے گی، شراب پی جائے گی، ریشم پہنا جائے گا، گانے والیاں اور ساز رکھا جائے گا، امت کے آخری لوگ پہلوں کو گالی دیں گے، اس وقت میں تم سرخ آندھیوں، زلزلوں اور مسخ ہونے کے عذاب کا انتظار کرنا''۔
(جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامۃ، رقم: ۲۲۱۷، ص ۶۴۵)

(۱۸)......حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک عرب کا حاکم وہ شخص نہیں ہوگا جو میرے اہل بیت سے ہے اس کا نام میرے نام کے مطابق یعنی محمد ہوگا'' اور ایک روایت میں اس طرح ہے: ''اگر دنیا میں سے صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ ﷻ اس دن کو اتنا لمبا کرے گا حتی کہ اس دن میں ایک شخص میرے اہل بیت سے مبعوث کرے گا جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا، وہ شخص زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم وجور سے بھری ہوئی تھی''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب المھدی، باب، رقم: ۴۲۸۲، ص ۷۹۶)

(۱۹)......حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ مال بہت زیادہ نہ ہو جائے حتی کہ ایک شخص مال کی زکوۃ لے کر نکلے اور اسے کوئی ایسا شخص نہ ملے جو اس کو قبول کرے جب تک کہ سرزمین عرب چراگاہوں اور نہروں والی نہ ہو جائے''۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الترغیب فی الصدقۃ، رقم: ۲۲۲۸، ص ۴۶۰)

(۲۰)......حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ''تخلیق آدم سے لیکر قیامت تک جو امر کبیر ہے وہ (خروج) دجال ہے۔
(مشکوۃ المصابیح، باب علامات بین یدی الساعۃ، الفصل الاول، ص ۴۷۲)

(۲۱)......حضرت عبداللہ بن عمرو العاص سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حضرت عیسی علیہ السلام زمین کی

جانب نزول فرمائیں گے، وہ شادی کریں گے ان کی اولاد ہوگی، وہ پینتالیس ۴۵ سال عمر گزاریں گے پھر فوت ہونگے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کیئے جائیں گے چنانچہ میں اور عیسیٰ ایک ہی قبر سے ابوبکر اور عمر کے درمیان سے اٹھائے جائینگے۔

(مشکوة المصابیح، باب قرب الساعة، الفصل الثالث، ص ٤٨٠)

(۲۲)......اوس بن اوس نے سید عالم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے اس دن میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن میں ان کی روح قبض کی جائے گی، اسی دن صور پھونکی جائے گی اور اسی دن میں صعقہ (گرج، آواز، موت) ہوگی تو تم اس دن میں مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(سنن نسائی، کتاب الجمعه، باب اکثار الصلاة، رقم: ١٣٧٠، ص ٣٤٧)

جاننا چاہیے کہ ایسا شخص جسے کچھ علم نہ ہو، کیا قیامت کے بارے میں اتنی خبریں دے سکتا ہے؟ کیا ایسا ممکن ہے کہ جو نہ جانتے ہوئے بھی اتنا جانتا ہو کہ بغیر اس کے بتائے کسی کو اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہوتا ہو؟، جہاں سید عالم ﷺ نے یہ فرمایا: ''کچھ نہیں جانتا'' یا یہ فرمایا: ''اے محبوب ان لوگوں سے کہہ دو کہ قیامت کا علم تو اللہ کے پاس ہے اور وہ اسے اس کے وقت پر ظاہر کرے گا''، یہ اس لئے تھا کہ یہ بات صاف طور پر ظاہر ہو جائے کہ یہود کا یہ کہنا کہ ہم قیامت کا علم رکھتے ہیں غلط ہے، اور یہ واضح ہو جائے کہ نبوت کے لوازم میں یہ بات شامل ہی نہیں کہ نبی قیامت کے بارے میں بتائے کہ وہ کب قائم ہوگی؟ ہاں ہم اہل ایمان یہ جانتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو علم عطا فرمایا، جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کتنا عطا فرمایا، یہ دینے والا جانے اور جسے دیا گیا وہ جانے، ہمیں ناپ طول کرنے کی حاجت نہیں ہونی چاہیے۔ علامہ آلوسی کی ایک عبارت اس بارے میں ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ ﷻ نے علم عطا فرمایا چنانچہ آپ ﴿وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (الاسراء:٨٥)﴾ کے تحت فرماتے ہیں کہ **فلم يقبض رسول الله ﷺ حتى علم كل شیء يمكن العلم به كما يدل عليه ما اخرجه الامام احمد و الترمذی** یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو ہر اس چیز کا علم نہیں دے دیا جس کا علم دینا ممکن تھا اس بات پر امام احمد اور ترمذی کی تخریج کردہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

(روح المعانی، الجزء التاسع، ص ١٩٦)

سید عالم ﷺ کی ذات سے علم غیب کی نفی جہالت کا پالندہ ہے!

۳......اہل سنت و جماعت کا یہ دعوی ہے کہ سید عالم ﷺ غیب کا علم جانتے تھے اور یہ دعوی بے دلیل نہیں ہے۔ شیخ سلیمان الجمل اس بارے میں ایک اعتراض قائم کرکے اس کا جواب دیتے ہیں **اعتراض** یہ ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ سید عالم ﷺ نے غیب کی خبریں دیں اور کئی احادیث اس مضمون پر موجود ہیں اور غیب کی خبریں دینا سید عالم ﷺ کے بڑے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے پھر

ان سب شواہد کو جو کہ علم غیب مصطفیٰ کے حوالے سے پائے جاتے ہیں انہیں اور اس آیت مبارکہ ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾ میں کیسے تطبیق کی جائے؟ علامہ شیخ سلیمان الجمل فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ بات سید عالم ﷺ نے بطریق تواضع اور آدب کہی ہو اور اس آیت کا معنی کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اتنا کہ جتنا اللہ ﷻ نے مجھے عطا فرمایا اور مجھے اس کی قدرت دی، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ بات سید عالم ﷺ نے اس وقت کی ہو جب کہ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو غیب کے علم سے نہ نوازا ہو پھر جب آپ ﷺ کو اللہ ﷻ نے غیب سے نواز دیا تو آپ ﷺ نے اس کی خبریں دینا شروع کر دیں۔ (الجمل، ج۳، ص۱۵۳)

سید عالم ﷺ کی ذات ستودہ صفات سے مطلقاً علم غیب کی نفی کرنا جہالت کا پالندہ ہے۔ اور ایسا کوئی اہل ایمان نہیں کرسکتا ، یہ وہی لوگ ہیں جنہیں اسلام سے کچھ علاقہ نہیں۔ کسی مفسر نے سید عالم ﷺ سے کہیں بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں کی ہے۔ آئیں اب عبارتوں کا ترتیب وار ذکر کیے دیتے ہیں کہ جن میں علمائے دیو بند نے حضور پر نور ﷺ کے علم غیب کی نفی کی اور آپ ﷺ کی شان اقدس میں نامناسب الفاظ استعمال فرمائے۔

(۱) قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے تو نہ کھولے، اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اختیار دے دیا ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں، سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہیں کرلیں یہ کسی ولی و نبی کو، جن و فرشتے کو، پیر و مرشد کو، امام و امام زادے کو، بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں بلکہ اللہ صاحب نے اپنے ارادے سے کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دے دیتا ہے۔ (بلغة الحيران فى ربط آيات الفرقان، ص۱)

(۲) جب انبیائے علیہم السلام کو غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا، اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر مشابہ بکفر ہے۔ (المرجع السابق)

(۳) لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات ان کو ہوتا ہے۔ (شمائم امداديه، ص۶۱)

(۴) تھانوی کی یہ عبارت متذکرہ بالا عبارت سے بالکل مختلف ہے وہ عبارت یہ ہے کہ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی چیز کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ (حفظ الايمان، ص۷)

(۵) شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک

نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (البراهین قاطعه،ص ۵۱)۔

نوٹ: وہابی، دیوبندی شرم کریں، اور اپنے بڑوں کی ان گستاخانہ عبارات سے رجوع کر کے اپنے ایمان کی فکر کریں، ورنہ......۔

☆......☆ کید اصل میں مکر اور خدع کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے، اللہ ﷻ کے لئے یہ لفظ (مکر اور خدع کے معنی میں) استعمال ہونا باطل ہے، بلکہ اس سے مراد استدراج ہے جو کہ شدید ہے، اور اس استدراج کا ظاہر احسان ہے اور باطن خذلان (یعنی رسوائی) ہے۔

(الصاوی، ج ۲، ص ۳۰۵)

فبای حدیث بعدہ یؤمنون: ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ان نہ ماننے والوں (یعنی کافروں) کی موت قریب ہو، پھر ان کے لئے کیا بات ہے کہ موت سے پہلے قرآن پر ایمان لانے کی جلدی نہیں مچاتے، اور حق واضح ہونے کے بعد کس چیز کے انتظار میں ہیں، اور اس قرآن سے زیادہ کونسی حق چیز کی انہیں امید ہے۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۵۰)

ایک اہم بات

حضرت سیدنا ضرار بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ دنیا اور اس کی زینت سے گھبراتے تھے، رات اور اس کے اندھیرے سے سکون پاتے تھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بعض دفعہ انہیں دیکھا کہ جب رات کی تاریکی شدت اختیار کر جاتی، ستارے چمکنے لگتے تو آپ رضی اللہ عنہ سانپ کے ڈسے ہوئے کی طرح بے قرار ہو جاتے اور غمزدہ کی طرح رونے لگتے اور اپنی داڑھی مبارک پکڑ کر ارشاد فرماتے: "اے دنیا! تو مجھے دھوکا دینا چاہتی ہے، میری طرف سنور کر آتی ہے، جا! کسی اور کو دھوکہ دے میں نے تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں، کیونکہ تیری عمر قلیل، تیری مجلس حقیر اور تو بڑی خطرناک ہے، ہائے! ہائے! زادِ راہ قلیل، سفر طویل اور راستہ پُر خطر ہے۔ (حلیة الاولیاء، علی بن ابی طالب، حدیث: ۲۶۱، ج ۱، ص ۱۲۶، دارالکتب العلمیة)۔

رکوع نمبر: ۱۴

﴿هُوَ﴾ اَيِ اللّٰهُ ﴿الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ اَىْ آدَمَ ﴿وَجَعَلَ﴾ خَلَقَ ﴿مِنْهَا زَوْجَهَا﴾ حَوَّاءَ ﴿لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا﴾ وَيَاْلَفُهَا ﴿فَلَمَّا تَغَشّٰهَا﴾ جَامَعَهَا ﴿حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا﴾ هُوَالنُّطْفَةُ ﴿فَمَرَّتْ بِهٖ﴾ ذَهَبَتْ وَجَاءَ تْ لِخِفَّتِهٖ ﴿فَلَمَّا اَثْقَلَتْ﴾ بِكِبَرِ الْوَلَدِ فِىْ بَطْنِهَا وَاَشْفَقَا اَنْ يَّكُوْنَ بَهِيمَةً ﴿دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا﴾ وَلَدًا ﴿صَالِحًا﴾ سَوِيًّا ﴿لَّنَكُونَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ (۱۸۹)﴾ لَکَ عَلَيْهِ ﴿فَلَمَّا اٰتٰهُمَا﴾ وَلَدًا ﴿صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ﴾ وَفِىْ قِرَاءَ ةٍ بِكَسْرِ الشِّيْنِ وَالتَّنْوِيْنِ اَىْ شَرِيْكًا ﴿فِيْمَا اٰتٰهُمَا﴾ بِتَسْمِيَتِهٖ عَبْدَ الْحَارِثِ وَلَايَنْبَغِىْ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا اِلَّا لِلّٰهِ وَلَيْسَ بِاِشْرَاكٍ فِى الْعُبُوْدِيَّةِ لِعَصْمَةِ آدَمَ وَرَوَى سَمُرَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَمَّا وَلَدَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا اِبْلِيْسُ وَكَانَ لَا يَعِيْشُ لَهَا وَلَدٌ ، فَقَالَ سَمِّيْهِ عَبْدَ الْحَارِثِ فَاِنَّهٗ يَعِيْشُ ، فَسَمَّتْهُ فَعَاشَ ، فَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ وَاَمْرِهٖ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ ، وَالتِّرْمِذِىُّ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيْبٌ ﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۱۹۰)﴾ اَىْ اَهْلُ مَكَّةَ بِهٖ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْجُمْلَةُ مُسَبَّبَةٌ عَطْفٌ عَلٰى خَلَقَكُمْ وَمَا بَيْنَهُمَا اِعْتِرَاضٌ ﴿اَيُشْرِكُوْنَ﴾ بِهٖ فِى الْعِبَادَةِ ﴿مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ (۱۹۱)﴾ ﴿وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ﴾ اَىْ لِعَابِدِيْهِمْ ﴿نَصْرًا وَّلَا اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ (۱۹۲)﴾ بِمَنْعِهَا مِمَّنْ اَرَادَ بِهِمْ سُوْءًا مِنْ كَسْرٍ اَوْ غَيْرِهٖ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّوْبِيْخِ ﴿وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ﴾ اَيِ الْاَصْنَامَ ﴿اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ﴾ اِلَيْهِ ﴿اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ (۱۹۳)﴾ عَنْ دُعَائِهِمْ وَلَا يَتَّبِعُوْهُ لِعَدَمِ سِمَاعِهِمْ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ﴾ تَعْبُدُوْنَ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ﴾ مَمْلُوْكَةٌ ﴿اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ﴾ دُعَاءَكُمْ ﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۱۹۴)﴾ فِىْ اَنَّهَا آلِهَةٌ ثُمَّ بَيَّنَ غَايَةَ عِجْزِهِمْ وَفَضْلِ عَابِدِيْهِمْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ ﴿اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ﴾ بَلْ اَ ﴿لَهُمْ اَيْدٍ﴾ جَمْعُ يَدٍ ﴿يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ﴾ بَلْ اَ ﴿لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ﴾ بَلْ اَ ﴿لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا﴾ اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارِىٍّ اَىْ لَيْسَ لَهُمْ شَىْءٌ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ لَكُمْ فَكَيْفَ تَعْبُدُوْنَهُمْ وَاَنْتُمْ اَتَمُّ حَالًا مِنْهُمْ ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ يَا مُحَمَّدُ ﴿ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ﴾ اِلٰى هَلَاكِىْ ﴿ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ (۱۹۵)﴾ تُمْهِلُوْنَ فَاِنِّىْ لَا اُبَالِىْ بِكُمْ ﴿اِنَّ وَلِيِّ ـىَ اللّٰهُ﴾ مُتَوَلِّىْ اُمُوْرِىْ ﴿الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ﴾ اَلْقُرْآنَ ﴿وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (۱۹۶)﴾ بِحِفْظِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ (۱۹۷)﴾ فَكَيْفَ اُبَالِىْ ﴿وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ﴾ اَيِ

الْاَصْنَامَ ﴿ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا وَتَرٰهُمْ﴾ اَىِ الْاَصْنَامَ يَامُحَمَّدُ ﴿ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ﴾ اَىْ يُقَابِلُوْنَكَ كَالنَّاظِرِ ﴿ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (۱۹۸)﴾ ﴿ خُذِ الْعَفْوَ﴾ اَىِ الْيُسْرَ مِنْ اِخْلَاقِ النَّاسِ وَلَا تَبْحَثْ عَنْهَا ﴿ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾ اَلْمَعْرُوْفِ ﴿وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (۱۹۹)﴾ فَلَاتُقَابِلْهُمْ بِسَفَهِهِمْ ﴿وَاِمَّا﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَةَ فِىْ مَا الْمَزِيْدَةِ ﴿ يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ﴾ اَىْ اَنْ يُصْرِفُكَ عَمَّا اُمِرْتَ بِهٖ صَارِفٌ ﴿ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ جَوَابُ الشَّرْطِ وَجَوَابُ الْاَمْرِ مَحْذُوْفٌ يَدْفَعُهُ عَنْكَ ﴿ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ﴾ لِلْقَوْلِ ﴿ عَلِيْمٌ(۲۰۰)﴾ بِالْفِعْلِ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ﴾ اَصَابَهُمْ ﴿ طٰٓئِفٌ﴾وَفِىْ قِرَاءَةٍ طَائِفٌ اَىْ شَىْءٌ اَلَمَّ بِهِمْ ﴿ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا ﴾ عِقَابَ اللّٰهِ وَثَوَابَهٗ ﴿فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ(۲۰۱)﴾ اَلْحَقَّ مِنْ غَيْرِهٖ فَيَرْجِعُوْنَ ﴿ وَاِخْوَانُهُمْ﴾ اَىْ اِخْوَانُ الشَّيَاطِيْنِ مِنَ الْكُفَّارِ ﴿ يَمُدُّوْنَهُمْ﴾ اَىِ الشَّيَاطِيْنَ ﴿ فِى الْغَىِّ ثُمَّ﴾ هُمْ ﴿ لَا يُقْصِرُوْنَ(۲۰۲)﴾ يَكُفُّوْنَ عَنْهُ بِالتَّبَصُّرِ كَمَا تَبَصُّرُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ ﴾ اَىْ اَهْلَ مَكَّةَ ﴿بِاٰيَةٍ ﴾مِمَّا اقْتَرَحُوْا ﴿قَالُوْا لَوْلَا ﴾ هَلَّا ﴿اجْتَبَيْتَهَا﴾ اَنْشَاْتَهَا مِنْ قَبْلِ نَفْسِكَ ﴿ قُلْ ﴾ لَهُمْ ﴿اِنَّمَا اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ﴾ وَلَيْسَ لِىْ اَنْ آتِىَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِىْ بِشَىْءٍ ﴿ هٰذَا ﴾ الْقُرْآنُ ﴿بَصَآئِرُ ﴾ حُجَجٌ ﴿مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۲۰۳)﴾ ﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾ عَنِ الْكَلَامِ ﴿ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ(۲۰۴)﴾ نَزَلَتْ فِىْ تَرْكِ الْكَلَامِ فِى الْخُطْبَةِ وَعُبِّرَ عَنْهَا بِالْقُرْآنِ لِاِشْتِمَالِهَا عَلَيْهِ وَقِيْلَ فِىْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ مُطْلَقًا ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ﴾ اَىْ سِرًّا ﴿ تَضَرُّعًا﴾ تَذَلُّلًا ﴿ وَخِيْفَةً﴾ خَوْفًا مِّنْهُ ﴿ وَ﴾ فَوْقَ السِّرِّ ﴿دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ﴾ اَىْ قَصْدًا بَيْنَهُمَا ﴿ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴾ اَوَائِلِ النَّهَارِ وَاَوَاخِرِهٖ ﴿وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (۲۰۵)﴾ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ ﴾ اَىِ الْمَلَائِكَةِ ﴿لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ يَتَكَبَّرُوْنَ ﴿ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ﴾ يُنَزِّهُوْنَهٗ عَمَّالَايَلِيْقُ بِهٖ ﴿ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ (۲۰۶)﴾ اَىْ يَخُصُّوْنَهٗ بِالْخُضُوْعِ وَالْعِبَادَةِ فَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ .

﴿ترجمہ﴾

وہی (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے) جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا (یعنی آدم علیہ السلام سے) اور بنایا (جعل بمعنیٰ خلق ہے) اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا (یعنی بی بی حوا......) کہ اس سے چین پائے (یعنی اس سے الفت پائے) پھر جب مرد اس پر چھایا (یعنی اس سے مجامعت کی) اسے ایک ھلکا سا بوجھ رہ گیا (مراد نطفہ ہے) تو اسے لیے پھرا کہ (یعنی گئی اور آئی اس کی خفت کی وجہ سے)

پھر جب بوجھل پڑی (پیٹ میں بچہ کے بڑا ہونے سے، اور دونوں خوف کھاتے ہیں کہ کہیں جانور نہ ہو) دونوں نے اپنے رب سے دعا کی اگر تو ہمیں نیک (سلامت بدن والا) بچہ دے گا تو بیشک ہم شکر گزار ہونگے (تیرے، اس عطا پر) پھر جب اس نے انہیں نیک (بچہ) عطا فرمایا تو انہوں نے ساجھی ٹھرائے (اور ایک قرأت میں شرکاء، شین کی کسرہ اور تنوین کے ساتھ ہے یعنی شریک) اس کی عطا میں (اس بچہ کا نام عبد الحرث رکھا......۲......اور اللہ ﷻ کے سوا کسی کا بندہ نہیں ہوسکتا اور یہ شرک فی العبودیت نہیں کہ آدم علیہ السلام ایک معصوم نبی ہیں اور سمرۃ نے نبی پاک ﷺ سے روایت کیا: ''جب حوا نے بچے کو جنم دیا ابلیس ان کے گرد گھومتا تھا اور حوا کے بچے زندہ نہ رہتے تھے ابلیس نے کہا کہ اس کا نام عبدالحرث رکھو تو وہ زندہ رہے گا، انہوں نے اس کا نام عبد الحرث رکھا تو وہ زندہ رہا اور یہ شیطان کی طرف سے بی بی حوا کے دل میں بات ڈالنا تھا اور اس کا حکم'' اسے حاکم نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی نے کہا کہ حسن غریب ہے) تو اللہ کو برتری ہے ان کے شرک سے (یعنی اہل مکہ کے بتوں کو شریک ٹھرانے سے اور جملہ فتعالی اللہ...... الخ کا عطف خلقکم پر ہے اور درمیان میں جملہ معترضہ ہے) کیا اسے شریک کرتے ہو (عبادت میں) جو کچھ نہ بنائے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں اور وہ طاقت نہیں رکھتے کہ ان کو (یعنی ان کی عبادت کرنے والوں کو) مدد پہنچائیں اور نہ اپنی جانوں کی مدد کریں (یعنی جو ان کی توڑ پھوڑ کرنا چاہے اسے بھی روک نہیں سکتے ......۳......اور أیشر کون میں استفہام توبیخی ہے) اور اگر تم انہیں (یعنی بتوں کو) راہ کی طرف بلاؤ تو تمہارے پیچھے نہ آئیں (یتبعوکم تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ ہے) تم پر ایک سا ہے چاہے تم انہیں پکارو (اپنی طرف) یا چپ رہو (پکارنے سے، وہ عدم سماعت کے باعث پیروی نہ کریں گے) بیشک وہ جن کو تم پوجتے ہو (یعنی عبادت کرتے ہو) اللہ کے سوا بندے ہیں (یعنی مملوک ہیں) تمہاری طرح تو انہیں پکارو پھر وہ تمہیں جواب دیں گے (تمہاری پکار کا) اگر تم سچے ہو (اس بارے میں کہ وہ معبود ہیں پھر اس کے بعد ان بتوں کی غایت عجز کو اور ان پر ان کے عبادت گزاروں کی فضیلت کو بیان کیا فرمایا) کیا ان کے پاؤں ہیں جس سے چلیں یا (بلکہ کیا) ان کے ہاتھ ہیں (اید جمع ہے ید کی) جس سے گرفت کریں یا (بلکہ کیا) ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا (بلکہ کیا) ان کے کان ہیں جن سے سنیں (چاروں مواضع استفہام انکاری ہیں یعنی انہیں ان چیزوں میں سے کچھ میسر نہیں جو تمہیں دی ہیں تو کیسے تم ان کی عبادت کرتے ہو؟ جبکہ تم ان سے حالت میں اتم میں ہو) تم فرماؤ (اے محمد ﷺ ان سے) اپنے شریکوں کو پکارو (میری ھلاکت کیلئے) پھر مجھ پر داؤں چلو اور مجھے مہلت نہ دو (تنظرون بمعنی تمھلون ہے، کہ مجھے تمہاری دھمکیوں کی کچھ پرواہ نہیں) بیشک میرا اولی اللہ ہے (میرے امور کا والی) جس نے کتاب (یعنی قرآن) اتاری اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے (یعنی ان کی حفاظت کرتا ہے......۴......) اور جنہیں اس کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کرسکتے اور نہ خود اپنی مدد کریں (تو کیسے میں ان کی پرواہ کروں؟) اور اگر تم انہیں (یعنی بتوں کو) راہ کی طرف بلاؤ تو نہ سنیں اور تو انہیں دیکھے (یعنی بتوں کو اے محمد ﷺ) کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں (یعنی دیکھنے والے کی طرح وہ آپ ﷺ کی طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے ہیں) اور انہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا اے

محبوب معاف کرنا اختیار کرو (یعنی لوگوں سے آسان برتاؤ کرو اور ان سے بحث نہ کرو) اور بھلائی کا حکم دو (العرف بمعنی المعروف ہے) اور جاہلوں سے منہ پھیرلو......۵...... (یعنی ان کی بے وقوفیوں پر مقابلہ نہ کرو) اور اے سننے والے اگر (امــا میں نون شرطیہ کا مازائدہ میں ادغام ہے) شیطان تجھے کوئی کونچادے......٦...... (یعنی آپ ﷺ کو حکم سے پھیرنے لگے) تو اللہ کی پناہ مانگ (فاستعذ بالله جواب شرط ہے اور جواب امر محذوف ہے یعنی یدفعه عنک ہے) بیشک وہی سنتا (بات کو) جانتا ہے (کام کو) بیشک وہ جوڈر والے ہیں جب انہیں ٹھیس لگتی ہے (یعنی پہنچتی ہے) کسی شیطانی خیال کی (اور ایک قرأت میں طـائف ہے ای شـیء الـم بهـم) ہوشیار ہو جاتے ہیں (اللہ ﷻ کی سزا، اور اس کے ثواب سے) اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں (حق کے علاوہ امور سے) اور وہ جو بھائی ہیں (یعنی شیطان کے بھائی کفار وغیرہ) کھینچتے ہیں (شیطان) انہیں گمراہی میں پھر (وہ) کمی نہیں کرتے (یعنی غور وفکر کرکے اس سے رک نہیں جاتے جیسا کہ متقی رک جاتے ہیں) اور اے محبوب جب ان کے پاس (یعنی اہل مکہ) کوئی آیت (جس کی وہ خواہش کرتے ہوں) لائیں تو کہتے ہیں کیوں نہ بنائی (لولا بمعنی هــلا ہے) تم نے دل سے (یعنی تم نے اسے اپنے جی سے بنالیا ہے) تم فرماؤ (ان سے) میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب سے وحی ہوتی ہے (یعنی میں اپنے جی سے کوئی چیز نہیں لاتا) یہ (قرآن) روشن دلیلیں (یعنی حجتیں) تمہارے رب کی طرف سے ہیں اور ھدایت اور رحمت مسلمانوں کیلئے اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے تو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو......ے...... (کلام کرنے سے) کہ تم پر رحم ہو (آیت مبارکہ خطبہ میں ترک کلام کے بارے میں نازل ہوئی اور اس کی تعبیر قرآن سے کی گئی اسلئے کہ خطبہ قرآنی آیات پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ مطلقا قرأت قرآن میں کلام کرنے سے منع کیا گیا) اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو (یعنی حالت سری میں) زاری (یعنی تذلل کرتے ہوئے) اور ڈر سے (اس سے ڈرتے ہوئے) اور (کچھ آواز سے) بے آواز بلند کیے (یعنی متوسط آواز سے) صبح اور شام (دن کے اول اور آخر وقت میں) اور غافلوں میں نہ ہونا (اللہ ﷻ کے ذکر سے) بیشک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) تکبر نہیں کرتے (یستکبرون بمعنی یتکبرون ہے) اس کی عبادت سے اور اس کی پاکی بولتے (ان باتوں سے جو اس کی شان کے لائق نہیں) اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں (خاص اسی کی بندگی اور خضوع اختیار کرتے ہیں تو تم بھی انہیں کی مثل ہو جاؤ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿هو الذی خلقکم من نفس واحدة وجعل منها زوجها لیسکن الیها﴾.

هو: مبتدا...... الذی: موصول......خلقکم: فعل بافاعل ومفعول......من نفس واحدة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......جعل منها زوجها: فعل بافاعل وظرف ومفعول......لام: جار......یسکن الیها: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما تغشها حملت حملا خفیفا فمرت به﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ،تغشها: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، حملت : فعل بافاعل، حملاخفیفا: مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ،مرت به : فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما اثقلت دعوا الله ربهما لئن اتیتنا صالحا لنکونن من الشکرین﴾.

ف: عاطفہ...... لما: شرطیہ......اثقلت : جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... دعوا: فعل بافاعل...... الله: مبدل منہ......ربهما: بدل،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ......لام: تاکیدیہ، ان: شرطیہ......اتیتنا صالحا: فعل بافاعل ومفعول...... صالحا: "ولدا" محذوف کیلئے صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......لام: تاکیدیہ ......نکونن من الشکرین: جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلما اتهما صالحا جعلا له شرکاء فیما اتهما﴾.

ف: عاطفہ...... لما: شرطیہ......اتهماصالحا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... جعلا: فعل بافاعل......له: ظرف مستقر حال مقدم، شرکاء: موصوف......فیما اتهما: ظرف مستقر صفت،ملکر ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فتعلی الله عما یشرکون ایشرکون ما لا یخلق شیئا وهم یخلقون﴾.

ف: عاطفہ، تعالی الله: فعل بافاعل، علی : جار،ما :موصول، یشرکون : جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،متعلق تعالی کے لیے،همزه:استفہامیہ انکاری، یشرکون: فعل بافاعل، ،ما :موصولہ، لایخلق......الخ :صلہ ملکر مفعول بہ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یستطیعون لهم نصرا ولا انفسهم ینصرون﴾.

و: عاطفہ......لایستطیعون لهم نصرا: فعل نفی بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ...... لا: نافیہ ،انفسهم: مفعول مقدم......ینصرون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان تدعوهم الی الهدی لا یتبعوکم﴾.

و: مستانفہ...... ان: شرطیہ......تدعوهم الی الهدی: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لایتبعوکم : فعل نفی بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿سواء علیکم ادعوتموهم ام انتم صامتون﴾.

سواء علیکم: شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم...... همزه: استفہامیہ، دعوتموهم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ......ام: عاطفہ......انتم: مبتدا......صامتون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم﴾۔

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، تدعون من دون اللہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم، عباد: موصوف، امثالکم: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صدقین﴾۔

ف: فصیحہ...... ادعوھم: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف...... ف: عاطفہ...... لیستجیبوا: لام امر وفعل فاعل، لکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر شرط محذوف "اذاصح ذلک" کیلئے جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ...... ان: شرطیہ...... کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فادعوھم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الھم ارجل یمشون بھا ام لھم اید یبطشون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا ام لھم اذان یسمعون بھا﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام...... لھم: ظرف مستقر خبر مقدم...... ارجل: موصوف...... یمشون بھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر معطوف علیہ...... ام: عاطفہ...... لھم: ظرف مستقر خبر مقدم...... اید: موصوف...... یبطشون بھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر معطوف اول...... ام: عاطفہ...... لھم: ظرف مستقر خبر مقدم...... اعین: موصوف...... یبصرون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر معطوف ثانی...... ام: عاطفہ...... لھم: ظرف مستقر خبر مقدم...... اذان: موصوف...... یسمعون بھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر معطوف ثالث، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قل ادعوا شرکاء کم ثم کیدون فلا تنظرون﴾۔

قل: قول...... ادعوا شرکاء کم: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... ثم: عاطفہ، کیدون: جملہ فعلیہ معطوف اول...... ف: عاطفہ...... لاتنظرون: فعل نہی با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ان ولی اللہ الذی نزل الکتب وھو یتولی الصلحین﴾۔

ان ولی: حرف مشبہ واسم...... اللہ: موصوف...... الذی نزل الکتب: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ، ھو: مبتدا...... یتولی الصلحین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ہوکر معطوف، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون نصرکم ولا انفسھم ینصرون﴾۔

و: عاطفہ...... الذین: موصول...... تدعون من دونہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا...... لایستطیعون نصرکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... لا: نافیہ...... انفسھم ینصرون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان تدعوھم الی الھدی لا یسمعوا وترھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون﴾۔

و: عاطفہ...... ان: شرطیہ......تدعوهم الی الهدی: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لایسمعوا: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ......و: مستانفہ......تری: فعل با فاعل......هم: ضمیر ذوالحال...... ینظرون الیک: جملہ فعلیہ حال اول...... و: حالیہ، هم لایبصرون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجهلین﴾.

خذالعفو: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ...... امر بالعرف: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ...... اعرض عن الجهلین: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واما ینزغنک من الشیطن نزغ فاستعذ بالله انه سمیع علیم﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......ما: زائدہ......ینزغنک: فعل ومفعول...... من الشیطن: ظرف مستقر حال مقدم...... نزغ: ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......استعذبالله: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ......انه: حرف مشبہ واسم...... سمیع: خبر اول......علیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین اتقوا اذا مسهم طئف من الشیطن تذکروا فاذا هم مبصرون﴾.

ان: حرف مشبہ......الذین اتقوا: موصول صلہ، ملکر اسم......اذا: شرطیہ......مسهم: فعل ومفعول......طئف: موصوف، من الشیطن: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......تذکروا: جملہ فعلیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ...... اذا: فجائیہ......هم: مبتدا......مبصرون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واخوانهم یمدونهم فی الغی ثم لا یقصرون﴾.

و: مستانفہ......اخوانهم: مبتدا......یمدونهم فی الغی: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......ثم: عاطفہ......لایقصرون: فعل نفی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا لم تاتهم بایة لولا اجتبیتها﴾.

و: عاطفہ، اذا: شرطیہ ظرفیہ مفعول فیہ مقدم، لم تاتهم بایة: فعل نفی با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: قول، لولا: حرف تحضیض، اجتبیتها: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی هذا بصائر من ربکم وهدی ورحمة لقوم یومنون﴾.

قل: قول، انما: حرف مشبہ وماکافہ......اتبع: فعل با فاعل، ما: موصولہ، یوحی الی من ربی: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، هذا: مبتدا، بصائر: موصوف، من ربکم: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، وهدی: معطوف اول، و:

عاطفہ،رحمۃ: مصدر بافاعل،لقوم یومنون: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون﴾۔

و: مستانفہ...... اذا: ظرفیہ شرطیہ.....قری القران: فعل مجہول ونائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ، استمعوا لہ: فعل امر بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......انصتوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال...... لعلکم ترحمون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخفیۃ ودون الجھر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغفلین﴾۔

و: عاطفہ......اذکر: فعل انت ضمیر ذوالحال...... فی نفسک: جار مجرور ظرف مستقر معطوف علیہ......و: عاطفہ،دون: مضاف......الجھر: ذوالحال......من القول: ظرف مستقر حال،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف متعلق بمحذوف معطوف،ملکر حال،ملکر فاعل......ربک: مفعول......تضرعا وخیفۃ: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر مفعول لہ...... ب: جار......الغدو: معطوف علیہ ،والاصال: معطوف ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،لاتکن: فعل نہی،من: جار،الغفلین: مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ ولہ یسجدون﴾۔

ان: حرف مشبہ......الذین عند ربک: موصول صلہ،ملکر اسم......لایستکبرون عن عبادتہ: فعل نفی بافاعل وظرف لغو،ملکر جار،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......قل ادعوا شرکاء کم ......☆سید عالم ﷺ نے جب بت پرستی کی مذمت کی اور بتوں کی عاجزی اور بے اختیاری کا بیان فرمایا تو مشرکین نے دھمکایا اور کہا کہ بتوں کو برا کہنے والے تباہ ہوجاتے ہیں برباد ہوجاتے ہیں یہ بت انہیں ہلاک کردیتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر بتوں میں کچھ قدرت سمجھتے ہو تو انہیں پکارو اور میری نقصان رسانی میں ان سے مدد لو اور تم بھی جو مکر وفریب کرسکتے ہو وہ میرے مقابلہ میں کرو اور اس میں دیر نہ کرو مجھے تمہاری اور تمہارے معبودوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں اور تم سب میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت آدم علیہ السلام کی تسکین خاطر:

۱......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے نقل کی ہے کہ ابلیس کو جنت سے نکال دیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام جنت میں رہائش پزیر تھے اور جنت میں تنہا چلتے پھرتے تھے اور جنت میں کوئی نہ تھا کہ جس سے آپ علیہ السلام سکون پاتے، پس آپ علیہ السلام سو گئے اور بیدار ہونے پر اپنے سامنے ایک عورت کو کھڑا پایا جسے اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی پسلی سے پیدا فرمایا تھا، آپ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تو کون

ہے؟بولی:عورت،آپ علیہ السلام نے فرمایا:تو کیوں پیدا کی گئی ہے؟اس نے کہا اس لئے تاکہ آپ علیہ السلام مجھ سے سکون پائیں،فرشتوں نے اپنے علم سے مشاہدہ کرتے ہوئے فرمایا:اے آدم علیہ السلام اس عورت کا نام کیا ہے؟آدم علیہ السلام نے فرمایا حوّا،بولے حوّا کیوں؟آدم علیہ السلام نے فرمایا:اس لئے کہ اللہ عزوجل نے اسے زندہ چیز سے پیدا فرمایا ہے۔(قصص الانبیاء،ص۱۳،البدایۃ والنہایۃ، باب خلق آدم،الجزء ۱،ج ۱،ص۸۳)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''عورتوں سے اچھا سلوک کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا اوپر والا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے،اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ ڈالو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی،پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا۔(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء،باب خلق آدم،رقم:۳۳۳۱،ص۵۵۳)

اولاد کو اچھا نام دیا جائے!

۲......عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ بی بی حوا جب بھی حاملہ ہوتیں ان کا بچہ زندہ نہ رہتا تھا ان کے پاس شیطان آیا اور کہا:اس بچے کا نام عبد الحارث رکھو تو یہ زندہ رہے گا،چنانچہ بچہ کا نام عبد الحارث رکھا اور یہ شیطان کی جانب سے وحی (یعنی بات دل میں ڈالنے) اور حکم کرنے سے ہوا۔

☆......عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جب بی بی حوا حاملہ ہوئیں تو شیطان ان کے پاس آیا اور کہا:اگر تو میری بات مانے گی تو تیرا بچہ سلامت (یعنی زندہ) رہے گا،اس بچے کا نام عبد الحارث رکھنا،بی بی حوا نے ایسا نہ کیا تو بچہ مر گیا،دوسری مرتبہ جب بی بی صاحبہ حاملہ ہوئیں تو ایسا ہی ہوا اور بی بی صاحبہ نے بچے کا نام عبد الحارث نہ رکھا،پھر جب تیسری بار بی بی صاحبہ حاملہ ہوئیں تو شیطان پھر آیا اور کہا اگر تو میری بات مان تو تیرا بچہ سلامت رہے گا اور اگر ایسا نہ کرتو چوپائے کو جنے گی تو بی بی صاحبہ اس کی بات سے ڈر گئیں اور اس کی مان لی۔ (الدر المنثور،ج ۳،ص۲۷۷)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ ملائکہ کے ہاں ابلیس لعین کا نام حارث تھا،علامہ غلام رسول سعیدی غفرلہ اسی آیت مبارکہ کے تحت تبیان القرآن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ آیات حضرت آدم علیہ السلام و بی بی حوا کے متعلق ہیں تو یہ آیتیں مشرکین کے رد میں نازل ہوئی ہیں اور اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہاں ھمزہ،استفہام کا مقدر ہے یعنی اجعلا لہ شرکاء اور ان آیتوں کا معنی اس طرح ہوگا کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کی دعا کے موافق ان کو صحیح سالم بیٹا عطا کر دیا تو کیا انہوں نے اللہ عزوجل کے شریک گھڑ لئے تھے؟تو اے مشرکو!تم کیوں اللہ کے لئے شریک گھڑتے ہو؟اور اللہ عزوجل اس چیز سے بلند ہے جس میں یہ مشرک اللہ عزوجل کے لئے شریک بناتے ہیں۔

آج کل بُرے ناموں کی وبا چل پڑی ہے لوگ بغیر سوچے سمجھے اپنے بچوں کے نام فلمی اداکاروں،ایکٹروں،کھلاڑیوں کے نام پر رکھ لیتے ہیں،نئے اور انوکھے نام کی جستجو میں ایسے نام بھی رکھ لئے جاتے ہیں جن کے معنی ہی کچھ نہیں ہوتے،پھر ناموں کے

بُرے اثرات جب بچے کی شخصیت پر بُرے اثرات چھوڑتے ہیں تو یہی والدین سر پکڑ کر روتے ہیں، کیا ہی اچھا ہو کہ نام رکھنے سے پہلے کسی عالم دین اور مذہبی شخص سے مشورہ کر لیا جائے تاکہ بعد کی پریشانی اور پچھتاوے کا سامنہ نہ کرنا پڑے۔ اب ہم نام اچھے رکھنے سے متعلق کچھ احادیث ذکر کرتے ہیں جس میں یہ بیان کریں گے کہ والدین اپنی اولاد کو کیسا نام دیں؟ اور یہ بھی کہ اولاد کا والدین پر حق ہے کہ اسے اچھا نام دیا جائے۔

☆......بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اولاد کا والد پر یہ حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اچھا ادب سکھائے۔ (کنز العمال، کتاب النکاح، ج ۱٦، رقم: ٤٥١٨٤، ص ١٧٣)

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے ناموں میں اللہ ﷻ کے نزدیک زیادہ پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں (صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب النهی عن التکنی، رقم: ٥٤٨٠، ص ١٠٧٤)

☆......دیلمی نے بی بی عائشہ طیبہ طاہرہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اچھوں کے نام پر نام رکھو اور اپنی حاجتیں اچھے چہرہ والوں سے طلب کرو''۔ (المسند الفردوس، ج ٢، رقم ٢٣٢٩، ص ٥٨)

☆......ابن عساکر نے حضرت ابوامامہ ﷛ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس کے لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام کی برکت حاصل کرنے کیلئے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے''۔

(الفتاوی الرضویة مخرجه، ج ٢٤، ص ٦٨٦)

☆......حافظ ابو طاہر سلفی نے حضرت انس ﷛ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن دو شخص اللہ ﷻ کے حضور کھڑے کئے جائیں گے، حکم ہوگا کہ انہیں جنت میں لے جاؤ عرض کریں گے، الٰہی! ہم کس عمل کے سبب جنت کے قابل ہوئے؟، ہم نے تو جنت میں جانے کا کوئی کام نہیں کیا؟ فرمائے گا: جنت میں جاؤ! میں نے حلف کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہوگا دوزخ میں نہ جائیگا'' (المرجع السابق)۔

☆......ابن سعد طبقات میں عثمان عمری سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں کسی کا کیا نقصان ہے کہ اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

(طبقات الکبری لابن سعد، الطبقة الاولی من اهل المدینة من التابعین، محمد بن طلحه، ج ٥، رقم: ٦٢٢، ص ٤٠)

کیا کوئی عاجز محض بھی خدا ہوسکتا ہے؟

۳......اللہ ﷻ نے متذکرہ آیت مبارکہ میں فرمایا کہ یہ بت جنہیں لوگ اللہ کا شریک بنالیتے ہیں یہ تو عاجز محض ہیں یہ کچھ نہیں کر سکتے نہ کچھ بنا سکیں نہ کسی کو نفع دے سکیں، نہ کسی کی مدد کر سکیں اور نہ ہی اپنی مدد کرنے پر قادر ہوں، اگر ان کے ناک پر مکھی ہی بیٹھ

جائے تو ہٹا نہ سکیں کسی کو کیا فائدہ دیں گے، اگر انہیں اللہ ﷻ کی راہ کی جانب بلاؤ تو نہ آئیں گے انہیں پکارنا نہ پکارنا ایک ہی بات ہے، نہ ان کے پاؤں ہیں کہ جس سے چلیں اور نہ ہی ہاتھ کہ جس سے پکڑیں، نہ ہی آنکھیں کہ جس سے دیکھیں، نہ ہی کان کہ جس سے سنیں ،اب انہیں (یعنی کافروں کو) فیصلہ کر لینا چاہیے کہ جو اس قدر مجبور و عاجز ہو وہ خدا ﷻ کیوں کر ہوسکتا ہے کہ جسے کچھ اختیار ہی نہیں ہے ان عاجزوں کا حال تو یہ ہے کہ اگر کوئی انہیں توڑ پھوڑ ڈالے تو بھی یہ کچھ نہیں کر سکتے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ساتھ کیا تھا اور کلہاڑا ان کے بڑے بت کی گردن پر رکھ دیا تھا، جو ایسے عاجز محض ہوں وہ کسی اور کو کیا نفع پہنچائیں گے۔

حقیقی حفاظت کرنے والا اللہ ﷻ ہے!

۴......اللہ ﷻ صالحین کی حفاظت فرماتا ہے۔ انسان کے لئے اللہ ﷻ کی حفاظت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، بندہ ہونے کی حیثیت سے یہ بات ہمارے دل ودماغ کے ایک ایک خلیے میں موجود و متمکن ہے کہ سب سے بڑی حفاظت اللہ ﷻ کی ہے۔ جناب ابو القاسم القشیری النیسابوری فرماتے ہیں کہ اولیاء یعنی صالحین کو ہر سختی اور تکلیف میں اللہ ﷻ کی دائمی حفاظت ہوتی ہے، اور ولایت کی شرط میں سے یہ بھی ہے کہ ولی محفوظ ہو جیسا کہ نبی کا معصوم ہونا نبوت کی شرط میں سے ہے۔ (الرسالۃ القشیریۃ ،باب الولایۃ،ص ۳٦۵)

جاہل سے مُونہ پھیر لیا جائے!

۵......اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔ عقلمند انسان جاہل سے بحث مباحثہ کبھی نہیں کرتا بلکہ ان سے اعراض کرنے ہی میں اپنا فائدہ جانتا ہے اور یہی قرآن کی تعلیم بھی ہے کہ جاہل کے منہ نہ لگا جائے کیونکہ اسے سمجھانا ناممکن اگرچہ نہ ہو مگر مشکل بہت ہے اس لئے ایسوں سے دور ہی رہا جائے۔ قرآن میں ایک اور مقام پر ہے کہ ﴿وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾ (الفرقان:٦٣) اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔

شیطان کا وسوسہ ڈالنا!

٦......اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اے سننے والے اگر تجھے شیطان کوئی کونچا دے یعنی کسی بُرے کام کی جانب اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگ بیشک وہی سنتا جانتا ہے۔ اس ترجمے سے یہ معلوم ہوا کہ اس آیت کے مخاطب عام مومنین ہیں نہ کہ سید عالم ﷺ۔ تفسیر خازن کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت میں خطاب سید عالم ﷺ کو ہے یہی وجہ ہے کہ علامہ خازن علیہ الرحمۃ نے اعتراض قائم کر کے اس کا جواب بھی عطا فرمایا ہے چنانچہ آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ نبی تو معصوم ہوتے ہیں شیطان کا ان پر کوئی زور نہیں چلتا، یہاں تک کہ دل میں کونچا دینے اور استعاذہ (شیطان سے پناہ طلب کرنے) کی حاجت پڑے، اس کا جواب دو طرح سے ہوسکتے ہیں۔ اول صورت یہ ہے کہ اے محبوب ﷺ! اگر بالفرض شیطان آپ ﷺ کو کوئی وسوسہ ڈالے تو آپ ﷺ اللہ ﷻ کی پناہ مانگیں اور آپ ﷺ کو شیطان نے کبھی وسوسہ نہ ڈالا، جیسے اللہ ﷻ نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ

لَیَحۡبَطَنَّ عَمَلُکَ (الزمر: ٦٥)﴾ یعنی اگر بالفرض آپ نے شرک کیا تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے (یہاں بھی اعلیٰ حضرت نے عام لوگ مراد لئے ہیں)، اور سید عالم ﷺ شرک سے پاک پیدا کئے گئے ہیں، دوسری صورت یہ ہے کہ شیطان وسوسہ کیسے دے، جب کہ اللہ ﷻ نے اپنے نبی ﷺ کے دل مبارک کو شیطانی وسوسے کے قبول وثبوت سے پاک رکھا ہے۔ (الخازن، ج ٢، ص ٢٨٤)

☆......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر کسی کے ساتھ ایک شیطان لگا دیا گیا ہے اور فرشتوں میں سے ایک فرشتہ بھی لگا دیا گیا ہے''، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کا کیا معاملہ ہے؟ فرمایا: ''اللہ ﷻ نے میری اس کے مقابلے میں مدد کی اور وہ مسلمان ہو گیا، پس اب وہ مجھے خیر کے سوا کوئی اور حکم کرتا ہی نہیں''۔

(صحیح مسلم، کتاب صفة القيامة، باب تحريش الشيطان، رقم: ٧٠٠٢، ص ١٣٨٥)

قرآن کا حق!

ے......اللہ ﷻ کے پاک کلام کی بڑی برکتیں اور رحمتیں ہیں، انسان ان کو سمیٹے تا کہ اس کا ایمان مضبوط ہو، یقین پختہ اور دل انوار وتجلیات کا مخزن بنے۔ لیکن یہ اسی وقت ہوگا جب انسان قرآن کو پڑھے اور اگر پڑھنا نہیں جانتا تو سننے کی سعادت حاصل کرے۔ آج کل عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مسلمان تلاوت قرآن کے وقت میں باتیں کرتے ہیں اور منع کرو تو مانتے بھی نہیں، اس طرح اپنے ہاتھوں اپنے لئے تباہی کا سامان کرتے ہیں۔ اکثر صبح کے اوقات میں دکانوں اور گاڑیوں میں تلاوت قرآن پاک کی کیسٹ چلا دی جاتی ہے اور اس کا مقصد صرف برکت کا حصول ہوتا ہے کہ صبح کے وقت میں قرآن سے ابتدا ہو گی تو برکتیں ملیں گی، اس بھولے بھالے مسلمان کو کس طرح سمجھایا جائے کہ تلاوت قرآن کو سننا واجب ہے اور یہ کیسٹ آن کر کے اپنے کاموں میں لگا ہوا ہے برکتیں کیا ملنی ہیں الٹا گناہ کا وبال اپنے کھاتے میں پڑ رہا ہے، قرآن مجید کا حق یہ ہے کہ اسے بغور سننا واجب ہے چنانچہ مفسرین کرام نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اس آیت مبارکہ سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

علامہ ابو البرکات نسفی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ نماز اور علاوہ نماز میں قرآن کا سننا اور خاموش رہنا واجب ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نزول کے وقت قرآن پڑھیں تو تم اسے کان لگا کر سنو، جمہور صحابہ کرام اس طرف گئے ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے سماع کے حق میں ہے اور ایک قول کے مطابق خطبہ کو سننے کے بارے میں اور ایک قول کے مطابق علاوہ خطبے کے بھی سماع واجب ہے اور یہی اصح ترین قول ہے۔ (المدارك، ج ١، ص ٦٢٨)

☆......جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے جب کہ وہ مجمع بغرض سننے کے حاضر ہوں ورنہ ایک کا سننا کافی ہے، اگر چہ اور اپنے کام میں ہوں۔ (الفتاوى الرضوية مخرجه، باب آداب، ج ٢٣، ص ٣٥٢)

☆......بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے، لوگ اگر نہ سنیں گے تو گناہ

پڑھنے والے پر ہے، اگر کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لئے مقرر نہ ہو تو اگر پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا تو اس پر گناہ۔

(غنیة المستملی، القرائة خارج الصلوة، ص ۴۹۷)

☆......قرآن مجید بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے جب کہ کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو ایذا نہ پہنچے۔ (المرجع السابق)

ایک ضروری مسئلہ کی طرف عوام الناس کی توجہ دلانا چاہوں گا، علماء اگر چہ جانتے ہیں مگر انہیں بھی عوام کو اس کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں دعا کے اختتام پر آیتِ درود ﴿ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا ......الخ﴾ پڑھی جاتی ہے اور ائمہ مساجد علی النبی پر رکتے ہیں اور عوام محبت میں حق نبی یا برحق نبی یا لبیک کہتے ہیں پھر امام یایھا الذین امنوا ......الخ پڑھتے ہیں اور اس مسئلے کی جانب توجہ نہیں ہوتی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی اختیار کرنی چاہیے، اے کاش کہ ہم اس جانب بھی توجہ فرمائیں۔

☆......☆و اشفقا: یعنی حضرت آدم وحوا نے خوف محسوس کیا کہ پیٹ میں موجود حمل چوپائے کا ہے، پس دونوں حضرات کو خوف محسوس ہوا کہ کہیں کتا یا بندر وغیرہ چوپایہ نہ ہو، اور انہیں یہ خوف اس لئے محسوس ہوا کہ انہیں سابقہ زندگی میں اس بات کا تجربہ نہ تھا اور نہ ہی حمل کی حقیقت حال سے واقف تھے، خصوصاً ابلیس لعین نے ان کے پاس آ کر یوں کہہ دیا: تیرے پیٹ میں کیا ہے؟ بی بی حوا فرماتی ہیں: ''میں نہیں جانتی''، بولا: گمان ہوتا ہے کہ کتا، بندر یا کوئی اور جانور ہوگا، اور یہ بھی گمان ہوتا ہے کہ تیری آنکھ، منہ، پیٹ کے پھٹ جانے کے سبب سے باہر نمودار ہوگا، بی بی حوا اس تمام بات سے خوف زدہ ہوئیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو ان باتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا، پس حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ ﴿لئن اتیتنا صلحا لنکونن من الشکرین﴾ دعا کی۔

شریکا: مراد ابلیس لعین ہے، یعنی حضرت آدم و بی بی حوا نے بچے کی پیدائش کے معاملے میں ابلیس کو اللہ عزوجل کا شریک جانا اسی مناسبت سے ابلیس نے بچے کا نام عبد الحارث رکھا اور ساتھ ہی وہ بچہ عبد اللہ بھی ہے، پس اُس بچے کی مِلک وسیادت کی مناسبت سے ابلیس اللہ عزوجل کا شریک ہو گیا، اسی مناسبت سے مفسر نے شرکاء کی تفسیر شریکا سے کی۔

بتسمتہ: جب بچہ پیدا ہوا تو ابلیس ان حضرات کے پاس آیا اور عبد الحارث یا عبد الحراث نام تجویز کئے، کہ آسمانوں میں ابلیس کے یہی نام تھے، پھر جب انہیں چوپائے ہونے کا خوف لاحق ہوا تھا یا یہ خوف کہ پیدا ہونے والا بچہ زندہ نہیں رہے گا تو ابلیس نے کہا کہ اس کا نام عبد الحارث رکھو گے تو زندہ رہے گا کہ میں اللہ کے مقابل (خدا) ہوں (معاذ اللہ)، مقرب ہوں تو میری بات مانو اور اس کا نام عبد الحارث رکھو تو بچہ زندہ رہے گا، اور اس بات سے ابلیس لعین کی غرض یہ تھی کہ وہ بچہ اس کا بندہ کہلائے اور وہ (ابلیس بد بخت) اللہ کی تخلیق میں اس کا شریک ہو جائے (معاذ اللہ)۔ روی السمرة ......الخ: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ابلیس نے حضرت آدم

وبی بی حوا کو دو مرتبہ دھوکہ دیا، ایک مرتبہ جنت میں اور دوسری مرتبہ زمین پر"۔

ای الیسر من اخلاق......الخ: یعنی لوگوں سے ان کے اخلاق واعمال کے حوالے سے بغیر کسی جستجو میں پڑے درگزر سے کام لو، اور ان کے عذر کو قبول کرو، اور چیزوں کے بارے میں بحث وتکرار سے گریز کرو، اور عفو کا معنی ہے کہ ہر معاملے میں نرمی وآسانی سے کام لو۔

فلا تقابلهم بسفههم: امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں اس آیت سے بڑھ کر کوئی آیت نہیں جو اخلاق کی اعلیٰ قدر ومنزلت کا درس دیتی ہو، جاھلوں سے اعراض کرنے کا معنی یہ ہے کہ قول وفعل کے ذریعے نہ تو انہیں پہچانو، نہ ان سے مقابلہ کرو۔

نزلت فی ترک الکلام ......الخ: آیت مبارکہ سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ امر وجوب کے لیے آتا ہے۔

ای سرا: یعنی صرف خود سنے، اور ایسا چاہے تلاوت قرآن مجید میں ہو یا دعا میں ہو یا تسبیح وتہلیل میں ہو، اس لئے کہ مخفی عمل میں اخلاص داخل ہو جاتا ہے اور تفکر بھی خوب ہو سکتا ہے۔

استفهام انکاری: ﴿اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا﴾ ان چاروں مقامات پر ہمزہ استفہام انکاری ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۱۵۴ وغیرہ)۔

ولا تبحث عنها: مجاہد فرماتے ہیں کہ لوگوں کے اخلاق اور ان کے اعمال سے درگزر کرو اور تجسس نہ کرو، متذکرہ آیت میں دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے، ایک انسان کے ساتھ آسان گفتگو کرنے کا اور دوسرا امر بالمعروف و نهی عن المنکر جس کے بارے میں ہم عطائین کی اول جلد میں کلام کر چکے ہیں وہاں دیکھا جا سکتا ہے۔ ای اخوان الشیاطین: شیطان کے بھائیوں سے مراد کفار اور فساق ہیں۔

ای یخصونه بالخضوع: یہاں خضوع کی تفسیر سجود سے کی گئی ہے، سجدہ مطلق عبادت ہے نہ کہ معروف سجدہ، اور سجدے کو خاص اس لئے کیا گیا کہ ساجد دیگر بندوں میں اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۱۱ وغیرہ)۔

سورة الانفال مدنية او الا «واذ يمكر بك» الآيات السبع مكية وهي خمس او ست او سبع و سبعون آية

سورۃ الانفال مدنی ہے سوائے ﴿واذ یمکر بک سے لیکر سات آیتیں﴾ جو کہ مکی ہیں اس میں پچھتر ۷۵،

چھیتر ۷۶ یا ستتر ۷۷ آیتیں ہیں۔

اس سورۃ میں ایک ہزار پچھتر ۱۰۷۵ کلمے اور پانچ ہزار اسی ۵۰۸۰ حروف ہیں

تعارف سورة الانفال

اس سورۃ کا نام انفال اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس کا آغاز انفال (یعنی مال غنیمت) کے بیان سے کیا گیا، اس سورۃ مبارکہ کا

نزول سن ۲ھ غزوۂ بدر کے فوراً بعد ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سورۃ مبارکہ کا اکثر حصہ اسی غزوہ سے متعلق ہے یہی وجہ ہے کہ اسے مکمل طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ غزوۂ بدر کے محرکات و اسباب کو جان لیا جائے۔ آگے ہم غزوہ بدر کے بارے میں مختلف تفاسیر سے حاصل شدہ ایک خلاصہ پیش کر رہے ہیں اس امید پر کہ قارئین اس سے استفادہ حاصل کریں گے اور یہ خلاصہ اس سورۃ مبارکہ کو سمجھنے اور جاننے میں معاون و مددگار رہے گا انشاء اللہ ﷻ۔

تاریخ اسلام میں کفر و ایمان کی جنگ ہمیشہ سے رہی ہے ہر دور میں اگر اہل حق کا رعب و دبدبہ رہا ہے تو ساتھ ہی اسے مٹانے کے لئے کفر کا سر توڑ حملہ بھی موجود رہا ہے، یہ نہیں ہو سکتا کہ رحمانی طاقتیں دین اسلام کی بقاء و سر بلندی چاہیں اور اس کے مقابلے میں طاغوتی طاقتیں یکسر صفحۂ ہستی پر موجود ہی نہ ہوں، اگر ایسا ہوتا تو پھر اسلام و کفر کا فرق ہی کیسے معلوم ہوتا؟ خور پیغمبر اعظم ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کرلیں انسان دم بخود رہ جاتا ہے کہ نبی اکرم نور مجسم ﷺ اور ان کے اصحاب کی جد و جہد کے بعد بھی ان کافروں میں سے کئی لوگوں کو اسلام کے زیور بے مایاں سے آراستہ و پیراستہ نہ کر سکے شاید ان کے مقدر میں ہی اسلام کا نور نہ تھا یہی وجہ رہے کہ حضور علیہ السلام گاہے بگاہے وعظ و نصیحت کے باوجود انہیں اسلام کی دولت نصیب نہ ہو سکی۔ غزوۂ بدر کا سبب بھی کچھ اسی طرح کا تھا واقعہ کچھ یوں ہے کہ حضور علیہ السلام کی روز بروز کوششوں سے اسلام کو ترقی ملنی شروع ہو چکی تھی اور ہجرت کے بعد تو صورت حال بالکل ہی بدل گئی، مکہ مکرمہ کے مظلوم اور حالات کے ستائے ہوئے مسلمان مدینہ منورہ میں جمع ہونے لگے، وہاں کے دو بڑے قبیلوں میں اسلام تیزی سے پھیلنے لگا جن کے نام اوس و خزرج ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہونے لگا اور چند عرصے میں اتنی کامیابی ملی جتنی مکی زندگی کے تیرہ سال ظلم و زیادتی برداشت کرنے کے بعد بھی نہ ملی تھی اور پھر حضور علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ نے ان کے مابین اخوت و بھائی چارہ قائم کر دیا، ساتھ ہی گرد و نواح کے یہود سے بھی کچھ معاہدے کئے گئے جن میں یہ بات سرفہرست کہ ہر ایک کو ان کے مذہب پر عمل پیراہ ہونے کی مکمل آزادی ہوگی اور کسی دشمن کے حملہ آور ہونے کی صورت میں مل کر مقابلہ کیا جائے گا اور یہ حالات کفار مکہ سے پوشیدہ نہ تھے اور ان کی کوشش یہی تھی کہ کسی طرح مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منورہ میں بھی اسلام کی روز افزوں ترقی کو روکا جائے اور اس مقصد میں کامیابی پانے کے لئے ان کے پاس دو راہیں تھیں ایک یہ کہ عبداللہ بن ابی کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لی جائے دوسرے یہ کہ یہود کو کسی طریقے سے بہلا پھسلا کر اپنے ساتھ ملا لیا جائے کیونکہ عبداللہ بن ابی کی شخصیت ایسی تھی کہ حضور علیہ السلام کی آمد سے پہلے اس کے لئے گورنری مانی جا چکی تھی اور تاج پوشی کا اعلان بھی ہو چکا تھا لیکن جیسے ہی سید عالم ﷺ نے مدینے میں قدم رنجہ فرمایا سارا کیا دھرا اکارت گیا، بلکہ کل تک جو اس کی بادشاہی چاہتے تھے وہ آج حضور علیہ السلام کی خم دار زلفوں کے اسیر ہو چکے ہیں، دوسری جانب یہود نے یہ جان کر معاہدے کئے تھے کہ مسلمان چوں کہ کمزور ہیں، مالی حالت بھی درست نہیں ہے لہذا ان کے ساتھ مالی لالچ کے ذریعے انہیں اسلام سے پھیر کر اپنے دین میں داخل کرلیں گے لیکن وہ بھی ناکام رہے۔ اب ایسی حالت میں جب کہ ایک جانب

عبداللہ بن ابی پٹ چکا تھا دوسری طرف یہود اپنے منصوبے میں ناکام ہوتے دکھائی دے رہے تھے کفار مکہ کو ان دونوں کی مدد حاصل کر کے مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی کرنے اور انہیں کسی طرح زیر کر کے اپنا تسلط جمانے کی ایک کرن نظر آنے لگی اور انہوں نے عملی اقدامات شروع کر دیئے اور ان دونوں گروہوں کی مدد سے گاہے بگاہے مسلمانوں میں فساد و فتنہ انگیزی کرنے لگے۔ اسلام صفحۂ ہستی سے مٹ جانے والا مذہب نہیں ہے مسلمان ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والی قوم ہیں، حضور علیہ السلام نے ابتداً تجارتی شاہراہ پر اپنی گرفت مضبوط کی جو کہ بحر احمر کے کنارے یمن سے شام کی طرف جاتی تھی جس پر اہل مکہ، طائف اور دوسرے قبائل کے تجارتی کاروان اپنا بیش قیمت سامان لے کر جایا کرتے تھے اور اہل مکہ کی تمام تر معیشت کا دارومدار اسی پر تھا لہذا حضور علیہ السلام نے سب سے پہلے قبیلہ جہینہ، بنی ضمرہ، بنی مدلج جو کہ اس شاہراہ کے اطراف میں آباد تھے ان سے روابط قائم کر کے معاہدے کیئے اور گاہے بگاہے چھوٹے موٹے دستے بھیج کر کفار مکہ کو مرعوب کرنے کی کوشش بھی کی۔

قدرت کا ایسا کرنا ہوا کہ ۲ھ کا سال تھا، ابوسفیان کی قیادت میں ایک تجارتی قافلہ شام سے مکہ کی جانب لوٹ رہا تھا، اس کے پاس محافظ دستے کی تعداد کم تھی اور اسے یہ خوف کھائے جارہا کہ کہیں مسلمان حملہ نہ کر دیں لہذا اس نے ایک شخص جس کا نام کتابوں میں ضمضم بن عمرو الغفاری بتایا جاتا ہے (اس کو) اجرت دے کر دوڑایا کہ جاؤ اور اہل مکہ سے کہو کہ تجارتی قافلے کو محمد علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں سے بچانے کیلئے اپنے گھروں سے نکلیں کہ مبادا مسلمان حملہ آور ہو کر تجارتی سامان لوٹ نہ لیں جائیں، اس شخص نے جا کر اپنے جاہلانہ دستور کے مطابق اونٹ کے کان چیر دئے، ناک کاٹ دی، پالان الٹ دیا، اپنی قمیض آگے یا پیچھے سے پھاڑ ڈالی اور زور زور سے چیخنا چلانا شروع کر دیا کہ تجارتی قافلہ کو مسلمانوں نے لوٹ لیا لہذا امداد کو جاؤ وغیرہ کلمات کہے، چنانچہ ابوجہل نے یہ سنتے ہی لوگوں کو جنگ پر ابھارا مکہ مکرمہ کا ہر گھر اس مہم میں شریک ہوا کیوں کہ سارے مکہ مکرمہ کے رہنے والوں کا اس میں ذاتی مفاد تھا لیکن راستے ہی میں انہیں یہ اطلاع ملی کہ قافلہ صحیح سلامت پہنچ گیا ہے۔ ابوجہل اس موقع پر اس بات پر ڈٹ گیا کہ مسلمانوں کی اس مختصری جماعت کو آج ہی ٹھکانے لگا دیا جائے تاکہ ہر بار کا قصہ ہی تمام ہو جائے۔

حضور پرنور علیہ السلام تین سو تیرہ مجاہدین کی قلیل تعداد لیکر نکلے۔ یہ سارے جاں نثار حضور علیہ السلام کے ایک اشارے پر تن من دھن قربان کرنے کے لئے تیار تھے، یہ وہ قوم نہ تھی جو یہ کہنے والی ہو کہ اے محمد آپ اور آپ کا رب جا کر لڑیں ہم یہاں کھڑے دیکھ رہے ہیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا تھا بلکہ یہ تو وہ تھے جو کہ کہتے تھے کہ آپ علیہ السلام جو کہیں جہاں جس طرح ہم کرنے کے لئے تیار ہیں بہر حال مسلمانوں کے اس قلیل قافلے نے بدر پہنچ کر خیمے نصب کر دیئے، رات سارے لوگ محو استراحت تھے لیکن چشمان مصطفیٰ رب العزت کی یاد کے لئے بیدار تھیں۔ ساری رات اللہ جل جلالہ کی بارگاہ صمدیت عرض و نیاز پیش کرتے رہے: ''اے اللہ عزوجل! ہمارے سامنے قریش کا قافلہ ہے جو کہ ساز و سامان سے لیس ہے اور تیرے نبی کو جھٹلانے کے در پے ہے، اے اللہ عزوجل ہمیں تیری اس مدد کی

ضرورت ہے جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے، اگر یہ مٹھی بھر جماعت جو کہ تیری یاد میں مصروف ہیں ہلاک ہوگئی تو پھر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا''۔ سترہ رمضان جمعہ کے دن کفر نے اپنے تمام زور اور قوت سے حق کو کچلنے کے لئے سر توڑ کوشش کی اور اس حالت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد و نصرت نہ ہوتی تو آج مسلمان کہیں نہ نظر آتے، الحتصر مال غنیمت تقسیم کرنے کا طریقہ بھی اس سورۃ میں واضح بیان کر دیا تا کہ مال غنیمت کے حوالے سے کبھی کوئی تنازع نہ ہو آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بالا تبار بھی بیان کر دی گئی ہے۔

رکوع نمبر: ۱۵

لَمَّا اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فِیْ غَنَائِمِ بَدْرٍ فَقَالَ الشُّبَّانُ هِیَ لَنَا لِاَنَّا بَاشَرْنَا الْقِتَالَ وَقَالَ الشُّیُوْخُ كُنَّا رِدْءً لَكُمْ تَحْتَ الرَّایَاتِ وَلَوْ انْكَشَفْتُمْ لَفِئْتُمْ اِلَیْنَا فَلَا تَسْتَاْثِرُوْا بِهَا نَزَلَ ﴿یَسْئَلُوْنَكَ﴾ یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿عَنِ الْاَنْفَالِ﴾ اَلْغَنَائِمِ لِمَنْ هِیَ ﴿قُلِ﴾ لَهُمْ ﴿الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ یَجْعَلَانِهَا حَیْثُ شَاءَ فَقَسَّمَهَا صلی اللہ علیہ وسلم بَیْنَهُمْ عَلَی السَّوَاءِ، رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ﴾ اَیْ حَقِیْقَةَ مَا بَیْنَكُمْ بِالْمَوَدَّةِ وَتَرْكِ النِّزَاعِ ﴿وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۱)﴾ حَقًّا ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ اَلْكَامِلُوْنَ الْاِیْمَانُ ﴿الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ﴾ اَیْ وَعِیْدُهٗ ﴿وَجِلَتْ﴾ خَافَتْ ﴿قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا﴾ تَصْدِیْقًا ﴿وَّعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ (۲)﴾ بِهٖ یَثِقُوْنَ لَا بِغَیْرِهٖ ﴿الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ یَاْتُوْنَ بِهَا بِحُقُوْقِهَا ﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ﴾ اَعْطَیْنَاهُمْ ﴿یُنْفِقُوْنَ (۳)﴾ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ ﴿اُولٰٓىِٕكَ﴾ اَلْمَوْصُوْفُوْنَ بِمَا ذُكِرَ ﴿هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا﴾ صِدْقًا بِلَا شَكٍّ ﴿لَهُمْ دَرَجٰتٌ﴾ مَنَازِلُ فِی الْجَنَّةِ ﴿عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ (۴)﴾ فِی الْجَنَّةِ ﴿كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَیْتِكَ بِالْحَقِّ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِاَخْرَجَ ﴿وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَكٰرِهُوْنَ (۵)﴾ اَلْخُرُوْجَ، وَالْجُمْلَةُ حَالٌ مِّنْ كَافِ اَخْرَجَكَ وَكَمَا خَبَرُ مُبْتَدَاءٍ مَحْذُوْفٍ اَیْ هٰذِهِ الْحَالُ فِیْ كَرَاهَتِهِمْ لَهَا مِثْلَ اِخْرَاجِكَ فِیْ حَالِ كَرَاهَتِهِمْ، وَقَدْ كَانَ خَیْرًا لَّهُمْ، فَكَذٰلِكَ هٰذِهٖ اَیْضًا، وَذٰلِكَ اَنَّ اَبَا سُفْیَانَ قَدِمَ بِعِیْرٍ مِنَ الشَّامِ، فَخَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَصْحَابُهٗ لِیَغْنَمُوْهَا، فَعَلِمَتْ قُرَیْشٌ فَخَرَجَ اَبُوْ جَهْلٍ وَمُقَاتِلُوْا مَكَّةَ لِیَذُبُّوْا عَنْهَا وَهُمُ النَّفِیْرُ، وَاَخَذَ اَبُوْ سُفْیَانَ بِالْعِیْرِ طَرِیْقَ السَّاحِلِ فَنَجَتْ، فَقِیْلَ لِاَبِیْ جَهْلٍ اِرْجِعْ فَاَبٰی وَسَارَ اِلٰی بَدْرٍ، فَشَاوَرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَصْحَابَهٗ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَنِیْ اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ، فَوَافَقُوْهُ عَلٰی قِتَالِ النَّفِیْرِ، وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ وَقَالُوْا لَمْ نَسْتَعِدَّ لَهٗ، كَمَا قَالَ تَعَالٰی ﴿یُجَادِلُوْنَكَ فِی الْحَقِّ﴾ اَلْقِتَالِ ﴿بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ﴾ ظَهَرَ لَهُمْ ﴿كَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَهُمْ

يَنْظُرُوْنَ(۶)﴾ اِلَيْهِ عَيَانًا فِي كَرَاهَتِهِمْ لَهُ ﴿وَ﴾ اذْكُرْ ﴿اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ﴾ اَلْعِيْرَ اَوِ النَّفِيْرَ ﴿اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ﴾ تُرِيْدُوْنَ ﴿اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ﴾ اَيِ الْبَاْسِ وَالسِّلَاحِ وَهِيَ الْعِيْرُ ﴿تَكُوْنُ لَكُمْ﴾ لِقِلَّةِ عُدَدِهَا وَعَدَدِهَا بِخِلَافِ النَّفِيْرِ ﴿وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ﴾ يُظْهِرَهُ ﴿بِكَلِمٰتِهِ﴾ اَلسَّابِقَةِ بِظُهُوْرِ الْاِسْلَامِ ﴿وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ(۷)﴾ آخِرَهُمْ بِالْاِسْتِيْصَالِ فَاَمَرَكُمْ بِقِتَالِ النَّفِيْرِ ﴿لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ﴾ يَمْحَقَ ﴿الْبَاطِلَ﴾ اَلْكُفْرَ ﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ(۸)﴾ اَلْمُشْرِكُوْنَ ذٰلِكَ اُذْكُرْ ﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ﴾ تَطْلُبُوْنَ مِنْهُ الْغَوْثَ بِالنَّصْرِ عَلَيْهِمْ ﴿فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ﴾ اَيْ بِاَنِّيْ ﴿مُمِدُّكُمْ﴾ مُعِيْنُكُمْ ﴿بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ(۹)﴾ مُتَتَابِعِيْنَ يَرْدِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَعَدَهُمْ بِهَا اَوَّلًا ثُمَّ صَارَتْ ثَلٰثَةَ آلَافٍ ثُمَّ خَمْسَةً كَمَا فِي آلِ عِمْرَانَ وَقُرِئَ بِاَلُفٍ كَاَفْلُسٍ جَمْعٌ ﴿وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ﴾ اَيِ الْاِمْدَادَ ﴿اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ(۱۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

(جب مسلمانوں میں بدر کی غنیمتوں کے بارے میں اختلاف ہوا تو جوان کہتے کہ غنیمتیں ہمارے لیے ہونی چاہئیں کہ ہم نے کہ کفار کے ساتھ قتال کیا اور بوڑھے بولے کہ ہم تمہارے لیے جھنڈوں کے پاس کھڑے ہشت پناہی کرتے رہے، تم جب ہزیمت پاتے تو ہماری طرف لوٹتے ، لہذا مالِ غنیمت فقط اپنے لیے مخصوص نہ کرلو اس پر آیت نازل ہوئی کہ) تم سے پوچھتے ہیں (اے محمد ﷺ) غنیمتوں......۱...... کے بارے میں (کہ یہ غنیمتیں کس کے لئے ہیں) تم فرماؤ (ان سے) غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں (وہ جسے چاہیں دیں چنانچہ نبی پاک ﷺ نے نوجوان اور بوڑھے کے مابین برابر تقسیم فرما دیا......۲......اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا) تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل رکھو (یعنی آپس میں دوستی رکھو اور جھگڑا ترک کرو) اور اللہ اور رسول کا حکم مانو اگر ایمان (کامل) رکھتے ہو ایمان والے وہی ہیں (یعنی کامل ایمان والے) کہ جب اللہ یاد کیا جائے (یعنی اس کی وعید سنائی جائے) ڈر جائیں (یعنی خوف کھا جائیں......۳......) ان کے دل اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان (تصدیق کرنے کے سلسلے میں) ترقی پائے ......۴......اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں (اس کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کریں) وہ جو نماز کے قائم رکھیں (یعنی اسے اس کے حقوق کے ساتھ ادا کریں) اور ہمارے دیئے سے (یعنی جو ہم نے انہیں عطا کیا) کچھ (اللہ ﷻ کی راہ میں) خرچ کریں یہی (مذکورہ صفات کے حامل) سچے مسلمان ہیں......۵......(بلاشک سچے ہیں) ان کے لیے درجے ہیں (یعنی جنت میں منازل) ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی (جنت میں) جس طرح اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد

کیا......٦......(بـالـحق، اخـرج کے متعلق ہے)اور بیشک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا(یعنی جنگ کے لیے نکلنے پر ناخوش تھا،اور جملہ وان فـریـقـا مـن ......الخ ،اخرجک کی ضمیر سے حال ہےاور کـمـا مبتدائے محذوف کی خبر ہے،''تقدیر عبارت یوں ہے :الانـفـال ثـابـتـة لـلــه ثـبـوتـا کـمـا اخـرجـک ''یعنی یہ حالت کہ غنیمت برابر تقسیم کرنا انہیں اسی طرح ناپسند ہے جس طرح اللہ ﷻ کا آپ ﷺ کو جنگ کیلئے نکالنا انہیں ناپسند ہے حالانکہ آپ ﷺ کا جنگ کیلئے نکلنا بھی ان کے لیے بہتر تھا اسی طرح تقسیم غنیمت بھی،واقعہ یہ ہے کہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ ملک شام سے واپس آرہا تھا نبی پاک ﷺ اور ان کے اصحاب قافلے سے مقابلے کیلئے نکلے تا کہ غنیمت بھی حاصل ہو،قریش کو کسی طرح یہ معلوم ہوا تو ابوجھل نکلا اور اس کی معیت میں اہل مکہ بھی قافلے کے بچاؤ کیلئے نکل پڑے،اس قسم کے گروہ کو نفیر کہتے ہیں۔ابوسفیان ساحلی راستے سے تجارتی مال لیکر نکلنے میں کامیاب ہو گیا،ابوجھل کو لوٹنے کا کہا گیا مگر اس نے انکار کیا اور بدر کی طرف بڑھا،نبی پاک ﷺ نے اصحاب سے مشورہ......کے......فرمایا کہ اللہ ﷻ نے مجھ سے دو گروہوں میں سے ایک کے بارے میں وعدہ فرمایا ہے تو بعض صحابہ نے اس گروہ سے قتال کی تائید کی اور بعض نے ناپسند کیا اور بولے کہ ہم تیاری سے نہیں آئے ہیں جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا) سچی بات (قتال) میں تم سے جھگڑتے تھے بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا (ان کے لیے) گویا وہ آنکھوں دیکھی موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں (یعنی موت ان کی آنکھوں کے سامنے ہےاور وہ اسے ناپسند کرتے ہیں)اور (یاد کرو) جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں گروہوں (تجارتی قافلہ اور لشکر قریش) میں ایک تمہارے لیے ہےاور تم یہ چاہتے تھے (تـودون بمعنی تریدون ہے) کہ جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں (یعنی ہتھیار کا خوف نہیں،مراد تجارتی قافلہ ہے) وہ تمہیں ملے (اپنی تعداد اور سامان جنگ کی کمی کی وجہ سے برخلاف نفیر کے) اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ سچ کو سچ کر دکھائے (یعنی ظاہر کردے) اپنے کلام سے (جو پہلے اسلام کو ظاہر کرکے کیا) اور کافروں کی جڑ کاٹ دے (یعنی ان کی آخری بنیاد تک کو علیحدہ کردے تو اس نے قتال کا حکم دیا) کہ سچ کو سچ کردے اور باطل (یعنی کفر) کو جھوٹا کرے (یعنی مٹادے) اگرچہ مجرم (مشرکین اس کا) برا مانیں (یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے (یعنی تم کفار پر مدد طلب کرتے تھے) تو اس نے تمہاری سن لی (انی بمعنی بانی ہے) کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں (ممدکم بمعنی معینکم ہے) ہزاروں فرشتوں کی قطار سے (لگا تار پے در پے بعض کے بعد اور بعض،یعنی اولا ہزار پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار سے جیسا کہ ال عـمـران میں ذکر ہےاور ایک قرأت میں الف بروزن افـلـس جمع کے صیغہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور یہ تو اللہ نے کیا (یعنی امداد دی) مگر تمہاری خوشی کو اور اسلئے کہ تمہارے دل چین پائیں اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول﴾.

یسئلونک عن الانفال: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......قل: قول......الانفال: مبتدا،لام:

جار......الله: معطوف علیہ......والرسول: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فاتقوا الله واصلحوا ذات بینکم واطیعوا الله ورسوله ان کنتم مومنین﴾.

ف: فصیحہ......اتقوا الله: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......اصلحوا: فعل بافاعل...... ذات بینکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول......و: عاطفہ......اطیعوا: فعل بافاعل......الله رسوله: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ......ان: شرطیہ...... کنتم مومنین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "اتقوا الله" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انما المومنین الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم واذا تلیت علیهم ایته زادتهم ایمانا وعلی ربهم یتوکلون﴾.

انما: حرف مشبہ وماکافہ...... المومنون: مبتدا......الذین: موصول......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم...... ذکر الله: فعل ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، وجلت قلوبهم: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ......اذا: شرطیہ......تلیت علیهم ایته: فعل وظرف لغو ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... زادتهم ایمانا: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف اول...... و: عاطفہ...... علی ربهم: ظرف لغو مقدم...... یتوکلون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الذین یقیمون الصلوة ومما رزقناهم ینفقون اولئک هم المومنون حقا﴾.

الذین: موصول......یقیمون الصلوة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ......ممارزقنهم ینفقون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، اولئک: مبتدا ثانی......هم: مبتدا، المومنون: اسم فاعل بافاعل......حقا: "ایمانا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا ثانی سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لهم درجت عند ربهم ومغفرة ورزق کریم﴾.

لهم: ظرف مستقر خبر مقدم......درجت: موصوف...... عند ربهم: ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......مغفرة: معطوف اول......و: عاطفہ......رزق کریم: معطوف ثانی، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کما اخرجک ربک من بیتک بالحق وان فریقا من المومنین لکرهون﴾.

کاف: بمعنی "مثل" مضاف، ما: موصولہ، اخرج: فعل، ک: ذوالحال، و: حالیہ، ان فریقا من المومنین: حرف مشبہ واسم، لکرهون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر مفعول، ربک: ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، عن بیتک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی ہوکر مبتدا محذوف "هذه الحال" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یجادلونک فی الحق بعد ما تبین کانما یسافون الی الموت وھم ینظرون﴾.

یجادلونک: فعل واوضمیرذوالحال...... کانما: حرف مشبہ وماکافہ...... یساقون: فعل واوضمیرذوالحال......و: حالیہ، ھم: مبتدا...... ینظرون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ملکرحال،ملکرنائب الفاعل، الی الموت: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرحال ،ملکرفاعل......ک: ضمیرمفعول......فی الحق: ظرف لغو......، بعد: مضاف......ماتبین: جملہ فعلیہ مامصدریہ سےملکر بتاویل مصدر مضاف الیہ،ملکرظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انھا لکم وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم﴾.

و: عاطفہ......اذ: مضاف......یعد: فعل...... کم: ضمیرذوالحال......و: حالیہ......تودون: فعل بافاعل......ان غیر ذات الشوکۃ: حرف مشبہ واسم......تکون لکم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرحال،ملکرمفعول ،اللہ: فاعل......احدی الطائفتین: مرکب اضافی مبدل منہ......انھا: حرف مشبہ واسم......لکم: ظرف مستقرخبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکربدل،ملکرمفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکرظرف،فعل محذوف''اذکر'' کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویرید اللہ ان یحق الحق بکلمتہ ویقطع دابر الکفرین﴾.

و: عاطفہ،یرد اللہ: فعل بافاعل،ان: مصدریہ،یحق الحق بکلمتہ: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،یقطع :فعل بافاعل،دابرالکفرین: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتاویل مصدرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون﴾.

لام: جار......یحق الحق: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرمعطوف علیہ...... و: عاطفہ...... یبطل: فعل ھوضمیر ذوالحال......و: حالیہ......لو: شرطیہ غیرجازمہ......کرہ المجرمون: جملہ فعلیہ حال،ملکرفاعل...... الباطل: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکربتقدیران مجرور،ملکرظرف مستقر،فعل محذوف''فعل ذلک'' کیلئے،فعل اپنے متعلقات سےملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملئکۃ مردفین﴾.

اذ: مضاف......تستغیثون ربکم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکرظرف فعل محذوف ''اذکر'' کیلئے ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ......استجاب لکم: فعل بافاعل وظرف لغو......انی: حرف مشبہ واسم......ممد: اسم فاعل بافاعل مضاف،کم: ضمیرمضاف الیہ مفعول......ب: جار......الف: موصوف...... من الملئکۃ: ظرف مستقرصفت اول ،مردفین: صفت ثانی،ملکرمجرور،ملکرظرف لغو،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماجعلہ اللہ الا بشری ولتطمئن بہ قلوبکم﴾.

و: مستانفہ......ماجعل : فعل نفی......ہٗ: مفعول...... اللہ: فاعل......الا: اداۃ حصر......بشری: معطوف علیہ......و: عاطفہ...... لام: جار......تطمئن بہ قلوبکم: فعل وظرف لغو وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر معطوف، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما النصر الا من عند اللہ ان اللہ عزیز حکیم﴾.

و: مستانفہ...... ما: نافیہ...... النصر: مبتدا......الا: اداۃ حصر......من عند اللہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... عزیز حکیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یسئلونک عن الانفال ......☆حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت ہم اہل بدر کے حق میں نازل ہوئی جب غنیمت کے معاملہ میں ہمارے درمیان اختلاف پیدا ہوا اور بدمزگی کی نوبت آگئی تو اللہ عزوجل نے معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکال کر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مال برابر تقسیم کر دیا۔

☆......اذ تستغیثون ربکم ......☆مسلم شریف کی حدیث ہے روز بدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا کہ ہزار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تین سو دس سے کچھ زیادہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبلے کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے مبارک ہاتھ پھیلا کر اپنے رب عزوجل سے یہ دعا کرنے لگے یارب عزوجل! جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے پورا کر یارب عزوجل جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا عنایت فرما، یارب عزوجل اگر تو اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کردے گا تو زمین میں تیری پرستش نہ ہوگی اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے رہے یہاں تک کہ دوش مبارک سے چادر شریف اتر گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور چادر مبارک دوش اقدس پر ڈالی اور عرض کیا: یا نبی اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مناجات اپنے رب عزوجل کے ساتھ کافی ہوگئی وہ بہت جلد اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مال غنیمت کا بیان:

۱......شیخ ابوالحسن جرجانی فرماتے ہیں کہ نفل (جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ انفال جمع ہے نفل کی) کے لغوی معنی زیادتی ہے اسی زیادتی کی وجہ سے مال غنیمت کو نفل کہتے ہیں اسلئے کہ مال غنیمت کی زیادتی، مقصود شرعی جہاد یعنی اللہ عزوجل کا نام بلند کرنے اور اس کے دشمنوں پر غضب کرنے کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے اور شرعی لحاظ سے وہ اسم ہے جو فرائض اور واجبات کی زیادتی سے مشروع ہوا اور شرع میں مندوب، مستحب اور تطوع کو بھی نفل کہتے ہیں۔ (التعریفات، ص ۲۴۱)

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ نفل غنیمت کے مال کو کہتے ہیں، لیکن مختلف اعتبار سے اس کے مختلف معنی لئے جاتے

ہیں کسی جنگ میں کامیابی کے اعتبار سے حاصل ہونے والے مال کو مالِ غنیمت کہتے ہیں اور یہ اعتبار کیا جائے کہ بغیر وجوب کے ابتدا یہ مال اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے عطیہ ہے اسی وجہ سے نفل اور غنیمت میں عموم خصوص کا فرق ہے چنانچہ جو مال مشقت یا بغیر مشقت، بطور استحقاق یا بغیر استحقاق کے حاصل ہو، جہاد میں کامیابی ملنے سے پہلے یا بعد میں حاصل ہو تو ایسے مال کو مالِ غنیمت کہتے ہیں۔ایک قول کے مطابق بغیر تقسیم سے پہلے ملنے والے مال کو بھی غنیمت کہتے ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ مال ہے جو مسلمانوں کو بغیر کسی قتال کے حاصل ہو اس سے مراد مالِ فیئ ہے۔ایک قول کے مطابق مالِ غنیمت کی تقسیم کے بعد سامان سے جو چیزیں الگ کر لی جاتی ہیں اسے نفل کہتے ہیں جیسا کہ آیت قرآنیہ میں ہے ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ (الانفال:۱)﴾۔ (المفردات،ص۵۰۴)

☆......حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں، ہر نبی کو اپنی مخصوص قوم کی جانب مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ وسیاہ کی جانب مبعوث کیا گیا ، میرے لئے غنیمت حلال کی گئی اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی تھی، میرے لئے تمام روئے زمین طاہر مطہر اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے پس جو شخص جس جگہ نماز کا وقت پائے نماز ادا فرمالے، اور ایک میل کی مسافت پر رعب طاری کردیا گیا ہے اور مجھے شفاعت عطا کردی گئی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب، رقم: ۳۳۵،ص۵۸)

اختیاراتِ مصطفی در باب تقسیم مال غنیمت:

۲......یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصا ہے کہ جس کے لئے چاہیں جو چاہیں عطا کردیں، مالِ غنیمت کی تقسیم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل اختیار دیا گیا ہے جیسا کہ دیگر معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بااختیار ہیں۔روایت میں ہے کہ بدر کے روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کسی دشمن کو قتل کرے اس کے لئے اتنا اتنا ہے اور جو قید کرائے تو اس کے لئے اتنا اتنا ہے“، نوجوان قتل کرنے اور مالِ غنیمت حاصل کرنے کی جانب جلدی فرماتے تو بوڑھے ان سے کہتے کہ ہم بھی تمہارے معاون و مددگار تھے لہذا ہمیں بھی مال ملنا چاہئے، پس ان کے آپس کے تنازعے کی وجہ سے آیت مبارکہ اتری اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں برابر مال تقسیم فرمادیا۔(روح المعانی، الجزء التاسع، ص۲۱۴، ملخصاً)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف:

۳......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف کی سات علامتیں ہیں۔ (۱) وہ علامت جو زبان سے ظاہر ہو، پس انسان اپنی زبان کو جھوٹ ، غیبت ، فضول گوئی سے بچائے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر، تلاوت قرآن مجید، اور علمی مذاکرے میں مشغول رہے۔(۲) وہ علامت جو پیٹ کے حوالے سے پائی جائے، پس اپنے پیٹ میں حلال اور طیب بقدر ضرورت ہی داخل کرے۔(۳) اللہ عَزَّوَجَلَّ کا وہ خوف جو آنکھوں کی حفاظت سے متعلق ہے، پس حرام کی طرف نظر نہ کرے اور نہ ہی دنیا کی طرف رغبت کی نظر سے دیکھے بلکہ دنیا کو عبرت کی نظر سے ملاحظہ کرے۔(۴) ہاتھوں کے ذریعے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کی صورت یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کو حرام کی جانب نہ بڑھائے اور صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

طاعت کی جانب ہی اپنے ہاتھوں کو بڑھائے۔(۵) پاؤں کے خوف خدا عزوجل کا تعلق اس طرح سے ہے کہ اپنے پاؤں کو اللہ عزوجل کی نافرمانی کی جانب نہ بڑھائے۔(۶) دل میں اللہ عزوجل کا خوف ایسا ہو کہ دل میں عداوت، بغض، اپنے بھائیوں کا حسد نہ پایا جائے اور نصیحت اور باہمی شفقت کا دور دورہ ہو۔(۷) اللہ عزوجل کے حکم کی نافرمانی سے خوف کرے اور اس کی طاعت بجالائے خاص اسی کی رضا کے لئے۔

(تنبیہ الغافلین، باب ما جاء فی خوف اللہ، ص ۲۱۹ ملخصاً)

شاہ کرمانی فرماتے ہیں کہ خوف کی علامت دائمی حزن ہے اور ابوالقاسم نے کہا کہ انسان جس چیز سے خوف کرتا ہے اس سے دور بھاگتا ہے اور جو اللہ عزوجل سے خوف کرتا ہے تو وہ اللہ عزوجل کی طرف بھاگتا ہے۔ (الرسالۃ القشیریۃ، باب الخوف، ص ۱۰۹ ملخصاً)

ایمان میں زیادتی سے کیا مراد ہے؟

☆......ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل کے فرمان ﴿زادتھم ایمانا﴾ سے مراد تصدیق کرنا ہے۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو شیخ نے ربیع بن انس سے روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل کے فرمان ﴿زادتھم ایمانا﴾ سے مراد یہ ہے کہ ان لوگوں کی خشیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ابن ابی حاتم اور ابو شیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل کے فرمان ﴿زادتھم ایمانا﴾ سے مراد یہ ہے کہ ایمان میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے اور ایمان کی زیادتی اور کمی سے مراد قول اور عمل ہے۔

(الدر المنثور، ج ۳، ص ۲۹۷)

قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿واذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا﴾ یعنی جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جب بھی کوئی نئی آیت ان پر تلاوت کی جاتی تو وہ اس آیت پر نئے سرے سے اقرار کرتے اور اس کی تصدیق کرتے، یہ ان کے ایمان کی زیادتی ہے۔ لوگوں کا اس بات میں اختلاف ہے کہ ایمان میں کمی یا زیادتی ہوتی ہے یا نہیں؟ پس وہ لوگ جن کا کہنا یہ ہے کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے وہ کہتے ہیں کہ ایمان اہل لغت کے نزدیک زیادتی قبول نہیں کرتا اور ایمان سے مراد تصدیق اور اعتقاد قلبی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایمان زیادتی اور نقصان قبول نہیں کرتا۔ اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ایمان تین چیزوں کا مجموعہ ہے اور اس سے مراد تصدیق قلبی، اقرار لسانی اور عمل بالجوارح اور ارکان ہے۔ پس اس آیت پر دو طرح سے استدلال کیا جاسکتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایمان میں زیادتی ہوتی ہے، یہ قول اس بات پر صریح دلیل ہے کہ ایمان زیادتی قبول کرتا ہے اور دوسرے طرز پر اس آیت پر اس وجہ سے استدلال ہوسکتا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ ایمان میں زیادتی سے مراد فقط تصدیق قلبی ہے۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایمان کے تہتر ۷۳ سے شعبے ہیں ان میں سب سے اعلیٰ شعبہ لاالہ الا اللہ ہے اور ادنیٰ شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے، اور حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے اس حدیث کو صحیحین نے روایت کیا ہے۔ یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ ایمان کے اعلیٰ اور ادنیٰ درجے ہوتے ہیں اور جب ایسا ہے تو پھر یہ زیادتی اور نقصان کو

قبول کرتا ہے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۱۹۱ ۲ ملتقطاً و ملخصاً)

ایمان زیادتی اور نقصان کو قبول کرتا ہے اور اس بات سے متعلق امام بخاری کا قول ہے کہ میں اپنے شہر کے ایک ہزار سے زائد علماء سے ملا اور میں نے ان میں سے کسی ایک کو اس بات کے میں اختلاف کرتے نہ دیکھا کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور یہ زیادتی اور نقصان کو قبول کرتا ہے۔ اور یہ وہی معنی ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے دریافت کرنے پر نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں ایمان میں کمی وزیادتی ہوتی ہے اور اس کی زیادتی یہ ہے کہ ایمان اتنا ترقی پائے کہ انسان جنت میں داخل ہو جائے اور اس کا نقصان یہ ہے کہ انسان اس نقصان کی وجہ سے جہنم میں چلا جائے''۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۲۲۰)

سچے مسلمان کون؟

۵......ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ ﷻ کی یاد کی جائے ان کے دل ڈر جائیں، اور جب ان پر اللہ ﷻ کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب پر بھروسہ کریں، اور وہ لوگ جو نماز قائم کریں اور ہمارے دئے ہوئے رزق میں سے خرچ کریں تو یہی لوگ سچے ہیں۔ حضرت حسن ؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کیا آپ مومن ہیں؟ فرمایا اگر تم مجھ سے ایمان باللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اور اس کے رسولوں، آخرت پر ایمان، جنت، دوزخ، بعث اور حساب کے بارے میں پوچھتے ہو تو میں مومن ہوں اور اگر تو اس آیت ﴿انما المومنین﴾ کے بارے میں جاننا چاہتے ہو تو میں نہیں جانتا کہ میں مومنین میں شامل ہوں بھی یا نہیں۔

(المدارک، ج ۱، ص ۶۳۰)

☆......حضرت حارث بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا گزر نبی پاک ﷺ کے پاس سے ہوا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے حارث! تم نے صبح کیسے کی''؟ میں نے عرض کی کہ میں نے ایک سچے مومن اور حقیقی مومن کی حیثیت سے صبح کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے حارث غور کرلو کہ کیا کہہ رہے ہو، ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے بتاؤ تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے''؟ میں نے عرض کی! میں نے دنیا سے ترک تعلق کرلیا ہے، رات کو جاگ کر عبادت کرتا ہوں اور دن کو روزہ رکھ کر پیاس برداشت کرتا ہوں، اور میرا حال یہ ہے کہ میں اپنے رب ﷻ کے عرش کو نمایاں دیکھ رہا ہوں، گویا ایسا ہے کہ جنتیوں کو باہم ملاقات کرتے دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو بلبلاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے حارث! تم نے حقیقت ایمان کو پالیا ہے، اس پر کاربند رہنا اور یہ جملہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا''۔

(ابن کثیر، ج ۲، ص ۳۵۶)

اور ان لوگوں کے لئے (جو کہ سچے مسلمان ہیں) درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی حضرت ربیع بن انس سے روایت ہے کہ جنت کے دو درجوں کے مابین ستر درجوں کا فاصلہ ہے جس کی جانب ایک گھوڑا سوار ستر سال میں پہنچے۔

(روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۲۲۲)

اعلائے کلمۃ الحق اور بدر کے مقتولین کی خبریں:

۶۔....اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب جس طرح تمہیں تمہارے رب نے گھر سے حق کے ساتھ برآمد کیا اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا اور اس کی وجہ مسلمانوں کے پاس افرادی قوت اور اسلحہ کی کمی تھی کہ مبادا مسلمان اس قلت کے باعث نقصان نہ اٹھائیں۔اس آیت مبارکہ کے ضمن میں ہم کچھ احادیث طیبہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو کہ غزوۂ بدر سے متعلق نازل ہوئیں۔

☆......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اصحاب بدر کی تعداد سے متعلق کلام کر رہے تھے کہ ان کی تعداد اصحاب طالوت کے برابر تھی جنھوں نے نہر کو پار کیا تھا اور نہر کو پار کرنے والے صرف مومن ہی تھے اور اصحاب بدر کی تعداد تین سو دس اور کچھ اوپر تھی۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب عدۃ اصحاب بدر، رقم:۳۹۵۹، ص۶۶۹)

☆......حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بدر کے روز کم عمر قرار دیئے گئے، اس دن مہاجرین کی تعداد ساٹھ اور کچھ تھی اور انصار کی تعداد دو سو چالیس اور کچھ اوپر تھی۔ (ایضا، رقم:۳۹۵۶، ص۶۶۸)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے قافلے کی خبر پہنچی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشورے سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض کیا، پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اور ان کے مشورے سے بھی اعراض کیا، پھر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ حکم کریں کہ ہم سمندر میں گھوڑے دوڑادیں تو ہم ایسا کرلیں گے، اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ حکم کریں کہ ہم برک الغماد تک گھوڑے دوڑادیں تو ہم ایسا بھی کرلیں گے، پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا، لوگ آئے اور وادیٔ بدر میں اترے۔وہاں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے پانی پلانے والے ملے جن میں قبیلہ بنی حجاج کا ایک سیاہ فام شخص بھی تھا صحابہ نے اسے پکڑ لیا اور اس سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں سوال کیا۔اس نے جواب دیا کہ مجھے ابوسفیان کا تو کچھ علم نہیں ہے مگر یہ بتادوں کہ یہاں ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف آئے ہیں۔جب اس نے یہ کہا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے مارنا شروع کردیا اس نے کہا اچھا میں ابوسفیان کے متعلق بتاتا ہوں، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے چھوڑا تو وہ کہنے لگا کہ مجھے ابوسفیان کا پتہ نہیں ہے مگر ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف یہاں ہیں اس کا یہ بیان سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے پھر سے مارنا شروع کردیا اس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ماجرا دیکھا تو فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جب وہ تم سے سچ کہتا ہے تو تم اس کو مارتے ہو اور جب جھوٹ بولتا ہے تو چھوڑ دیتے ہو"۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "یہ فلاں کافر کے گرنے کی جگہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر اس جگہ ہاتھ مبارک رکھتے جہاں جس کافر نے مرنا ہے"، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جس کے بارے میں جہاں جہاں مرنے کی جگہ بتائی تھی وہاں سے کوئی کافر متجاوز نہ ہوا۔ (صحیح مسلم، کتاب المغازی، باب غزوۃ بدر، رقم ۴۵۱۲، ص ۹۰۰)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب مقتولین کو کنوئیں میں ڈال دیا پھر ان کی لاشوں کے پاس آ کر کہا)''اے فلاں کے بیٹے فلاں! اے فلاں کے بیٹے فلاں! کیا تم نے اس وعدے کو پالیا جو تم سے تمہارے رب عزوجل نے کیا تھا ؟اسلئے کہ میں نے اپنے رب سے کئے ہوئے وعدے کو پالیا ہے''۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان خالی جسموں سے بات کررہے ہیں جن میں روح نہیں ہے؟ نور کے پیکر نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اے عمر! تم ان سے زیادہ نہیں جانتے، البتہ اتنا ہے کہ وہ (یعنی مقتولین بدر) جواب دینے پر قادر نہیں ہیں''۔(صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة، باب عرض مقعد المیت، رقم:۷۱۱۶، ص۱۴۰۶)

☆......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بدر کے دن میں صف میں کھڑا ہوا تھا، میں نے اپنی دائیں بائیں جانب دیکھا تو میرے دائیں بائیں دو انصاری کم سن بچے کھڑے تھے، میرے دل میں اس وقت یہ خواہش ہوئی کہ کاش ان کی بجائے میرے آس پاس ان سے زیادہ طاقتور لوگ کھڑے ہوتے، اچانک ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا کہ اے چچا! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اے میرے بھائی جائے! تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر میں نے اس کو دیکھ لیا تو میرا جسم اس کے جسم سے اس وقت تک الگ نہیں ہوگا حتی کہ وہ مر جائے جس کی موت پہلے مقرر ہو چکی ہے۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اس کی باتوں پر تعجب ہوا لیکن ساتھ ہی دوسرے نے بھی یہی کہا ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ میں نے دیکھا کہ ابوجہل لوگوں کے درمیان پھر رہا ہے، میں نے کہا کیا تم نہیں دیکھ رہے وہ شخص جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے تھے۔حضرت عبدالرحمٰن نے کہا کہ وہ دونوں ابوجہل پر باز کی طرح لپکے اس پر حملہ کیا اور قتل کر دیا، پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:''تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے''؟ ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا :''کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لیں''؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلواریں دیکھیں اور فرمایا:''تم دونوں نے اسے قتل کیا'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کے جسم سے چھینا ہوا سامان معاذ بن عمرو بن الجموع کو دیا جائے اور ان دونوں کے نام معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن الجموع تھا۔(صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب من لم یخمس، رقم:۳۱۴۱، ص۵۲۱)

مشورہ کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

ے......نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے بدر میں قتال کے لئے جانے کے حوالے سے مشورہ لیا۔(الصاوی، ج۳، ص۷)

مشورہ کرنا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔اگر اس موقع پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ نہ فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر کوئی اعتراض وارد نہ ہوتا، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شارع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اور صرف اللہ عزوجل کے محتاج ہیں کسی اور سے مشورہ کرنا تعلیم امت کے لئے ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ مشورہ انسان اپنے ہم مراتب اور سمجھ بوجھ رکھنے والے

شخص سے لے، ہر چلتے پھرتے اور غیر اہم شخص سے مشورہ لینا سنت مبارکہ نہیں ہے۔ حضور ﷺ کا اپنے اصحاب سے مشورہ لینا آپ ﷺ کی اعلیٰ ظرفی ہے۔ مشورہ کے ذریعے انسانی اہمیت، رواداری اور باہمی تعلقات کو فروغ بھی حاصل ہوتا ہے۔

☆......☆تحت الرایات: یعنی ہم اپنی رائے، تدبیر اور ثابت قدمی کے ذریعے تمہارے جھنڈے تحت شامل تھے کہ تم ہزیمت کے وقت میں ہمارے پاس ہی آتے تھے۔ ومقاتلوا مکۃ: ان کی تعداد ایک ہزار میں پچاس کم تھی، نفیر سے مراد اہل مکہ ہیں اور اس سے مراد ہر وہ لشکر ہے جو لڑنے کے لئے اکٹھا ہوا ہو بحقوقھا: میں باء ملابست کے لئے ہے۔ وقد کان خیرا لھم: جملہ حالیہ ہے، یعنی مسلمانوں کے لیے جہاد کے لیے نکلنا بہتر ہے تا کہ ان پر مدد اور کامیابی کا ترتب ہو سکے۔

فابی وسار الی بدر: ابو جہل نے انکار کیا اور محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کے قتل کے ارادے سے نکلا، سید عالم ﷺ نے اپنے اصحاب سے ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے قتل کرنے کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا اور یہ مشورہ بدر کے قریبی علاقے میں ہوا۔

ظھر لھم: مسلمانوں کے لیے حق یعنی قتال کرنا ظاہر ہو گیا یعنی انہیں پتہ چل گیا کہ وہ ٹھیک کام کر رہے ہیں اور علامتیں ظاہر ہونے لگیں کہ انہیں کامیابی ملنے والی ہے جہاں کہیں توجہ کریں۔ (الجمل، ج۳، ص۱٦٤ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱٦

اُذْکُرْ ﴿اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَۃً﴾ اَمْنًا مِمَّا حَصَلَ لَکُمْ مِنَ الْخَوْفِ ﴿مِّنْہُ﴾ تَعَالٰی ﴿وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَھِّرَکُمْ بِہٖ﴾ مِنَ الْاَحْدَاثِ وَالْجَنَابَاتِ ﴿وَیُذْھِبَ عَنْکُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ﴾ وَسْوَسَتَہٗ اِلَیْکُمْ بِاَنَّکُمْ لَوْ کُنْتُمْ عَلَی الْحَقِّ مَا کُنْتُمْ ظَمَاءً مُحْدِثِیْنَ وَالْمُشْرِکُوْنَ عَلَی الْمَاءِ ﴿وَلِیَرْبِطَ﴾ یَحْبِسَ ﴿عَلٰی قُلُوْبِکُمْ﴾ بِالْیَقِیْنِ وَالصَّبْرِ ﴿وَیُثَبِّتَ بِہِ الْاَقْدَامَ (۱۱)﴾ اَنْ تَسُوْخَ فِی الرَّمْلِ ﴿اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ﴾ الَّذِیْنَ اَمَدَّ بِھِمُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿اَنِّیْ﴾ اَیْ بِاَنِّیْ ﴿مَعَکُمْ﴾ بِالْعَوْنِ وَالنَّصْرِ ﴿فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ بِالْاِعَانَۃِ وَالتَّبْشِیْرِ ﴿سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ﴾ اَلْخَوْفَ ﴿فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ﴾ اَیِ الرُّءُوْسَ ﴿وَاضْرِبُوْا مِنْھُمْ کُلَّ بَنَانٍ (۱۲)﴾ اَیْ اَطْرَافَ الْیَدَیْنِ وَالرِّجْلَیْنِ فَکَانَ الرَّجُلُ یَقْصِدُ ضَرْبَ رَقَبَۃِ الْکَافِرِ فَتَسْقُطُ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَیْہِ سَیْفُہٗ وَرَمَاھُمْ ﷺ بِقُبْضَۃٍ مِنَ الْحَصٰی فَلَمْ یَبْقَ مُشْرِکٌ اِلَّا دَخَلَ فِیْ عَیْنَیْہِ مِنْھَا شَیْءٌ فَھَزَمُوْا ﴿ذٰلِکَ﴾ الْعَذَابُ الْوَاقِعُ بِھِمْ ﴿بِاَنَّھُمْ شَآقُّوا﴾ خَالَفُوْا ﴿اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (۱۳)﴾ لَہٗ ﴿ذٰلِکُمْ﴾ اَلْعَذَابُ ﴿فَذُوْقُوْہُ﴾ اَیْ اَیُّھَا الْکُفَّارُ فِی الدُّنْیَا ﴿وَاَنَّ لِلْکٰفِرِیْنَ﴾ فِی الْاٰخِرَۃِ ﴿عَذَابَ النَّارِ (۱۴)﴾ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

زَحْفًا ﴾ اَیْ مُجْتَمِعِیْنَ کَاَنَّھُمْ لِکَثْرَتِھِمْ یَزْحَفُوْنَ ﴿ فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ(۱۵)﴾ مُنْھَزِمِیْنَ ﴿وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ﴾ اَیْ یَوْمَ لِقَائِھِمْ ﴿ دُبُرَہٗ اِلَّا مُتَحَرِّفًا﴾ مُنْعَطِفًا ﴿ لِّقِتَالٍ ﴾ بِاَنْ یُرِیَھُمُ الْفِرَّۃَ مَکِیْدَۃً وَھُوَ یُرِیْدُ الْکَرَّۃَ ﴿اَوْ مُتَحَیِّزًا﴾ مُنْضَمًّا ﴿ اِلٰی فِئَۃٍ﴾ جَمَاعَۃٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَسْتَنْجِدُ بِھَا ﴿ فَقَدْ بَآءَ﴾ رَجَعَ ﴿ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰہُ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ(۱۶)﴾ اَلْمَرْجِعُ ھِیَ وَھٰذَا مَخْصُوْصٌ بِمَا اِذَا لَمْ یَزِدِ الْکُفَّارُ عَلَی الضِّعْفِ ﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ ﴾ بِبَدْرٍ بِقُوَّتِکُمْ ﴿وَلٰـکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ ﴾ بِنَصْرِہٖ اِیَّاکُمْ ﴿وَمَا رَمَیْتَ ﴾ یَامُحَمَّدُ اَعْیُنَ الْقَوْمِ ﴿اِذْ رَمَیْتَ ﴾ بِالْحَصٰی لِاَنَّ کَفًّا مِنَ الْحَصٰی لَایَمْلَاُ عُیُوْنَ الْجَیْشِ الْکَثِیْرِ بِرَمْیَۃِ بَشَرٍ ﴿وَلٰـکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی﴾ بِاِیْصَالِ ذٰلِکَ اِلَیْھِمْ فَعَلَ ذٰلِکَ لِیَقْھَرَ الْکَافِرِیْنَ ﴿ وَلِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْہُ بَلَاءً ﴾ عَطَاءً ﴿حَسَنًا ﴾ ھُوَ الْغَنِیْمَۃُ ﴿اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ ﴾ لِاَقْوَالِھِمْ ﴿عَلِیْمٌ(۱۷)﴾ بِاَحْوَالِھِمْ ﴿ذٰلِکُمْ﴾ اَلْاِبْلَاءُ حَقٌّ ﴿ وَاَنَّ اللّٰہَ مُوْھِنُ﴾ مُضْعِفُ ﴿ کَیْدِ الْکٰفِرِیْنَ(۱۸)﴾ ﴿اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا﴾ اَیُّھَا الْکُفَّارُ اَیْ تَطْلُبُوْا الْفَتْحَ اَیِ الْقَضَاءَ حَیْثُ قَالَ اَبُوْ جَھْلٍ مِنْکُمْ اَللّٰھُمَّ اَیُّنَا کَانَ اَقْطَعَ لِلرَّحْمِ وَاَتَانَا بِمَا لَا نَعْرِفُ فَاَحِنْہُ الْغَدَاۃَ اَیْ اَھْلِکْہُ ﴿ فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ﴾ اَلْقَضَاءُ بِھَلَاکِ مَنْ ھُوَ کَذٰلِکَ وَھُوَ اَبُوْ جَھْلٍ وَمَنْ قُتِلَ مَعَہٗ دُوْنَ النَّبِیِّ ﷺ وَالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿ وَاِنْ تَنْتَھُوْا﴾ عَنِ الْکُفْرِ وَالْحَرْبِ ﴿ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاِنْ تَعُوْدُوْا﴾ لِقِتَالِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿ نَعُدْ ﴾ لِنَصْرِہٖ عَلَیْکُمْ ﴿وَلَنْ تُغْنِیَ﴾ تَدْفَعَ ﴿ عَنْکُمْ فِئَتُکُمْ ﴾ جَمَاعَتُکُمْ ﴿شَیْئًا وَلَوْ کَثُرَتْ وَاَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ(۱۹)﴾بِکَسْرِ اِنَّ اِسْتِئْنَافًا وَفَتْحِھَا عَلٰی تَقْدِیْرِ اللَّامِ.

﴿ترجمہ﴾

(یادکرو) جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اس (اللہ ﷻ) کی طرف سے چین تھی (جس کی وجہ سے تمہیں خوف سے......۱......امن حاصل ہوا) اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس (یعنی حدث اور جنابت) سے ستھرا کردے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمادے (تمہاری طرف سے اس کے وسوسے دور فرمادے......۲......، کہ اگر تم حق پر ہوتے تو پیاسے، بے وضو نہ رہتے اور مشرکین پانی پر قابض نہ ہونے) اور ڈھارس بندھائے (یربط بمعنی یحبس ہے) تمہارے دلوں کو (یقین اور صبر دے کر) اور اس سے تمہارے قدم جمادے (کہ ریت میں دھنس نہ جائیں) اے محبوب جب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا (جن کے ذریعے مسلمانوں کو مدد پہنچائی گئی تھی) کہ میں (انی بمعنی بانی ہے) تمہارے ساتھ ہوں (مدد ونصرت کے ذریعے) تم مسلمانوں کو ثابت رکھو (مدد اور خوشخبری دے کر......۳......) عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت (یعنی خوف) ڈال دوں گا اور کافروں کی گردنوں (یعنی سروں)

سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ (یعنی ان کے ہاتھوں اور پاؤں کے اطراف پر، چنانچہ جب کوئی شخص کافر کے سر پر ضرب مارنا چاہتا تو قبل اسکے کہ اس تک تلوار پہنچتی وہ کٹ کر گر جاتا اور نبی پاک ﷺ ان پر مٹھی میں موجود کنکریاں پھینکتے تو کوئی مشرک ایسا نہ بچا کہ جس کی آنکھ میں کنکر نہ گئے ہوں......۴......پس نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ذلیل ہوئے) یہ (عذاب جوان پر واقع ہوا) اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی (شاقوا بمعنی خالفوا ہے) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے (اس کے لیے) یہ (عذاب) تو چکھو (اے کافر دنیا میں) اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ کافروں کو (آخرت میں) آگ کا عذاب ہے اے ایمان والو جب کافروں کے لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو (یعنی دونوں لشکر جمع ہو جاؤ اور کافروں کا لشکر اپنی کثرت کی وجہ سے قریب ہو) تو انہیں پیٹھ نہ دو (شکست کھا کر) اور جو اس دن (ان کے ملنے کے دن) انہیں پیٹھ دے گا مگر ہنر کرنے (متحرفا بمعنی منعطفا ہے) لڑائی کا (کہ دھوکے سے بھاگتا دکھائی دے اور مقصد لڑائی کی جانب لوٹنا ہو) یا اپنی جماعت میں (یعنی مسلمانوں کی جماعت میں حصول مدد کیلئے) جاملنے کو (متحیزا بمعنی منضما ہے) تو وہ پلٹا (باء بمعنی رجع ہے) اللہ کے غضب میں اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی (وہ، اور یہ حکم خاص اس وقت ہے جب کفار کی تعداد دو چند سے زائد نہ ہو) تم نے انہیں قتل نہ کیا (بدر میں اپنی قوت سے) بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا (خاص اس جنگ میں تمہاری مدد فرما کر) اور وہ خاک جو (اے محمد ﷺ قوم کی آنکھوں میں) تم نے پھینکی (مٹھی بھر کنکریاں اور وہ بھی ایک انسان کی طرف سے بڑے لشکر کی آنکھوں میں نہیں بھر سکتیں) بلکہ اللہ نے پھینکی (یعنی کنکریاں کافروں تک پہنچائیں......۵......اور یہ اسلئے کیا تا کہ کافروں کو ذلیل کرے) اور اسلئے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انجام......۶......(مال غنیمت مراد ہے) عطا فرمائے بیشک اللہ سنتا (ان کے اقوال کو) اور جانتا ہے (ان کے احوال کو) یہ (انجام حق ہے) اور اللہ سست کرنے والا ہے (موھن بمعنی مضعف ہے۔) کافروں کے داؤ کو اگر تم فیصلہ مانگتے ہو (اے کافرو تم فتح طلب کرتے ہو یعنی فیصلہ جیسا کہ تم میں سے ابو جہل نے کہا کہ اے اللہ ہم میں سے جو رشتوں کو توڑ رہا ہو اور نئی باتیں لا رہا ہو کل تو اسے ھلاک کر دینا) تو یہ فیصلہ تم پر آچکا (یعنی ہلاکت کا فیصلہ جو ایسا تھا اور وہ ابو جہل تھا اور جو اس کے ساتھ قتل ہوئے نہ کہ نبی پاک ﷺ اور مومنین) اور اگر باز آؤ (کفر اور جنگ سے) تو تمہارا بھلا ہے اور اگر تم پھر شرارت کرو (نبی کریم ﷺ سے جنگ کرنے کی) تو ہم پھر سزا دینگے (انہیں تم پر مدد دے کر) اور تمہیں کچھ کام نہ دے گا (تغنی بمعنی تدفع ہے) تمہارا جتھا (یعنی تمہاری جماعت) چاہے کتنا ہی ہو اور اس کے ساتھ یہ کہ اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے (ان کسرہ کے ساتھ مستانفہ اور فتح کے ساتھ ہونے کی صورت میں لام کی تقدیر کے ساتھ ہوگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اذ یغشیکم النعاس امنة منه وینزل علیکم من السماء ماء لیطهرکم به ویذهب عنکم رجز الشیطن ولیربط علی قلوبکم ویثبت به الاقدام﴾.

اذ: مضاف......یغشیکم النعاس: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی...... امنة منه: مرکب توصیفی مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......ینزل علیکم من السماء ماء: فعل بافاعل وظرف لغواول وثانی ومفعول......لام: جار یطھرکم بہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......یذھب عنکم رجز الشیطن: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مجرور،ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......لام: جار......یربط علی قلوبکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... ثبت بہ الاقدام: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتقدیر ان مجرور،ملکر معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف ہوکر ماقبل آیت نمبر ۷ میں "اذ یعدکم" سے بدل ہے۔

﴿اذ یوحی ربک الی الملئکة انی معکم﴾.

اذ: مضاف......یوحی ربک الی الملئکة: فعل وفاعل وظرف لغو......انی معکم: جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف ہوکر ماقبل "اذیعدکم" آیت نمبر ۷ سے بدل ثالث واقع ہے۔

﴿فثبتوا الذین امنوا﴾.

ف: فصیحہ......ثبتوا: فعل بافاعل......الذین امنوا: جملہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا ثبت ھذا" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منھم کل بنان﴾.

سالقی: فعل بافاعل......فی: جار......قلوب: مضاف...... الذین کفروا: موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو،الرعب: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ف: عاطفہ،اضربوا: فعل بافاعل......فوق الاعناق: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ...... اضربوا: فعل بافاعل......منھم: ظرف مستقر حال مقدم......کل بنان: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک بانھم شاقوا اللہ ورسولہ ومن یشاقق اللہ ورسولہ فان اللہ شدید العقاب﴾.

ذلک: مبتدا......ب: جار......انھم: حرف مشبہ واسم......شاقوا اللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مجرور،ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: مستانفہ......من: شرطیہ مبتدا......یشاقق اللہ و رسولہ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......ان اللہ شدید العقاب: جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ذلکم فذوقوہ وان للکفرین عذاب النار﴾.

ذلکم: معطوف علیہ،و: عاطفہ،ان: حرف مشبہ،للکفرین: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب النار: اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر مبتدا محذوف "العقاب" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف: مستانفہ،ذوقوہ: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿یایھا الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار﴾.

یایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ......اذا: شرطیہ......لقیتم :فعل بافاعل......الذین کفروا: ذوالحال......زحفا: حال، ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......لاتولوھم: فعل نہی بافاعل ومفعول......الادبار: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ﴾.

و: مستانفہ......من: شرطیہ مبتدا...... یول: فعل ھو ضمیر ذوالحال...... الا: اداۃ حصر......متحرفا لقتال: شبہ جملہ معطوف علیہ......او: عاطفہ......متحیزا الی فئۃ: شبہ جملہ معطوف،ملکر حال،ملکر فاعل......ھم: ضمیر مفعول......یومئذ: ظرف ،دبرہ: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ،قد: تحقیقیہ......باء :فعل بافاعل......ب : جار......غضب: موصوف ،من اللہ: ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وماواہ جھنم وبئس المصیر﴾.

و: مستانفہ......ماوہ: مبتدا......جنھم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......و: عاطفہ......بئس المصیر: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر مقدم "مصیرھم" مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم﴾.

ف: فصیحہ......لم تقتلوھم: فعل نفی بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا افتخرتم بقتلھم فلم تقتلوھم" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......لکن اللہ: حرف مشبہ واسم...... قتلھم : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی﴾.

و: عاطفہ......مارمیت: فعل نفی بافاعل......اذ: مضاف......رمیت: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ......لکن اللہ : حرف مشبہ واسم...... رمی: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولیبلی المومنین منہ بلاء حسنا ان اللہ سمیع علیم﴾.

و: عاطفہ......لام : جار......یبلی المومنین: فعل بافاعل ومفعول......منہ: ظرف مستقر حال مقدم......بلاء حسنا: مرکب توصیفی ذوالحال ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "فعل ذلک" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ،ان اللہ : حروف مشبہ واسم...... سمیع علیم: خبر ان،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلکم وان اللہ موھن کید الکفرین﴾.

ذلکم: خبر محذوف "الابلاء حق" کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ "ای ذلکم الابلاء حق" ......و: عاطفہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم،موھن کید الکفرین: مرکب اضافی خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر فعل محذوف "واعلموا" کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ

﴿ان تستفتحوا فقد جاء کم الفتح وان تنتھوا فھو خیر لکم وان تعودوا نعد﴾.

ان: شرطیہ......تستفتحوا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......قد: تحقیقیہ......جاء کم الفتح: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ...... ان: شرطیہ......تنتھوا: جملہ فعلیہ شرط...... فھو خیر لکم: جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ،و: عاطفہ......ان: شرطیہ......تعودوا: جملہ فعلیہ شرط نعد: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولن تغنی عنکم فئتکم شیئا ولو کثرت وان اللہ مع المومنین﴾.

و: عاطفہ......لن تغنی: فعل نفی......عنکم: ظرف لغو......فئتکم: فاعل......شیئا: ذوالحال......و: حالیہ......لو: شرطیہ غیر جازمہ...... کثرت: جملہ فعلیہ حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... ان اللہ مع المومنین: جملہ اسمیہ فعل محذوف "اعلموا" کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......فلم تقتلوھم ولکن اللہ ......☆ جب مسلمان جنگ بدر سے واپس ہوئے تو ان میں سے ایک کہتا تھا کہ میں نے فلاں کو قتل کیا دوسرا کہتا تھا میں نے فلاں کو قتل کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اس قتل کو تم اپنے زور وقوت کی طرف نسبت نہ کرو کہ یہ در حقیقت اللہ ﷻ کی امداد اور اس کی تقویت اور تائید ہے۔

☆......ان تستفتحوا فقد جاء ......☆ یہ خطاب مشرکین کو ہے جنہوں نے بدر میں سید عالم ﷺ سے جنگ کی اور ان میں سے ابو جہل نے اپنی اور حضور کی نسبت یہ دعا کی کہ یارب ہم میں جو تیرے نزدیک اچھا ہو اس کی مدد کر اور جو بُرا ہو اسے مبتلائے مصیبت کر اور ایک روایت میں ہے کہ مشرکین نے مکہ مکرمہ سے بدر کو چلتے وقت کعبہ معظمہ کے پردوں سے لپٹ کر یہ دعا کی تھی کہ یارب اگر محمد ﷺ حق پر ہوں تو انکی مدد فرما اور اگر ہم حق پر ہوں تو ہماری مدد کر اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جو فیصلہ تم نے چاہا تھا وہ کر دیا گیا اور جو گروہ حق پر تھا اس پر فتح دی گئی یہ تمہارا مانگا ہوا فیصلہ ہے اب آسمانی فیصلہ سے بھی جو ان کا طلب کیا ہوا تھا اسلام کی حقانیت ثابت ہوئی ابو جہل بھی اس جنگ میں ذلت اور رسوائی کے ساتھ مارا گیا اور اس کا سر رسول اللہ ﷺ کے حضور میں حاضر کیا گیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نیند کہ خوف سے امن کا سامان کرتی ھے!

[۱]......اور یاد کرو جب اس نے تم پر نیند ڈال دی اور اس سے مراد ہلکی نیند ہے اس کی جانب سے امن، یعنی تمہیں تمہارے

دشمن سے تمہارے رب ﷻ کی جانب سے امان ہے کہ وہ تمہیں غالب کرے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جنگ میں نیند کا آنا اللہ ﷻ کی جانب سے امن ہے اور نماز میں نیند کا آنا شیطان کی جانب سے ہوتا ہے، اور جنگ میں نیند کے آنے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جسے اپنی جان کا خوف ہو اسے نیند نہیں آیا کرتی تو جسے شدید خوف کے وقت میں نیند آگھیرے تو یہ امن کے نزول اور خوف کے زائل ہونے پر دلیل ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جب مسلمانوں کو اپنی تعداد کے کم ہونے اور دشمنوں کی تعداد کے زیادہ ہونے کی وجہ سے خوف ہوا تو ایسا خیال آتے ہی انہیں شدید پیاس محسوس ہوئی، اللہ ﷻ نے ان پر نیند کو طاری کر دیا تا کہ انہیں راحت حاصل ہو جائے اور ان سے سخت پیاس کا غلبہ دور ہو جائے اور وہ دشمن کے قتال پر متمکن رہیں، یہ نیند کا طاری ہونا ان کے حق میں ایک نعمت تھی اس لئے کہ وہ ہلکی تھی اس حیثیت سے کہ اگر وہ دشمن کا قصد کرتے تو اسے پہچان لیتے اور اس تک پہنچ جاتے اور اسے اپنے سے دور بھی کر سکتے تھے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ نیند اللہ ﷻ کی جانب سے امن تھی جو ان پر یک دم طاری ہوئی اور وہ سارے کے سارے اپنی کثرت کے ساتھ سو گئے اور اس طرح تمام مجاہدین کا باوجود شدید خوف کے سو جانا عادتاً محال فعل ہے اسلئے کہا جاتا ہے کہ یہ نیند معجزہ کے حکم میں ہے اس لئے کہ امر خارق عن العادۃ ہے۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۷۳، ملخصاً)

رجز بمعنی عذاب :

۲..... قرآن مجید فرقان حمید میں رجز کا لفظ استعمال ہوا ہے اور اصل میں رجز عذاب شدید کو کہتے ہیں اور یہاں مجازاً نفس میں آنے والے شیطانی وسوسے کو اہل ایمان کے مشقت میں پڑنے کی وجہ سے رجز کہا گیا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ مشقت جو انسانی نفس کو پہنچے وہ رجز ہے۔ خطیب فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو شیطان نے وسوسہ دلایا کہ تم گمان کرتے ہو کہ حق پر ہو اور تم میں اللہ ﷻ کے نبی جلوہ گر ہیں اور تم اللہ ﷻ کے ولی ہو، جبکہ حال یہ ہے کہ مشرک تمہارے پانی پر غالب ہیں اور تم بے وضو اور بے غسل ہو کر نمازیں پڑ رہے ہو، تم کیسے گمان کرتے ہو کہ تم دشمن پر غالب آجاؤ گے؟ اور وہ تمہیں مہلت نہ دیں گے مگر اتنی کہ تمہیں پانی کی مشقت میں مبتلا کریں پھر جب تم سے پانی کی تنگی دور ہو تو تمہاری جانب آجائیں گے اور تم میں جسے چاہیں گے قتل کریں گے اور تمہارے بقیہ کو مکہ کی جانب لے چلیں گے مسلمان ان وسوسوں سے شدید غمگین ہوئے اور ڈر گئے تو اللہ ﷻ نے بارش اتاری جس سے وادی بھر گئی۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۷٤)

مسلمانوں کے دلوں کو تقویت دینا:

۳..... اللہ ﷻ نے مسلمانوں کے قلوب کو کس طرح تقویت دی اس کی کیفیت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جس طرح شیطان کو قوت حاصل ہے کہ وہ ابن آدم کے قلب میں برا وسوسہ ڈال سکتا ہے اسی طرح فرشتے کو بھی قوت حاصل ہے کہ وہ ابن آدم کے قلب میں خیر کا الہام کر سکتا ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس ثابت قدمی سے مراد یہ ہے کہ فرشتے مومنین کے ساتھ قتال کے لئے حاضر ہونگے اور قتال پر بالفعل ان کی مدد و نصرت کریں گے، ایک قول یہ ہے کہ ایمان والوں کی ثابت قدمی کے معنی یہ ہیں کہ فرشتے انہیں

مدد اور کامیابی کی بشارت دیتے ہیں پس فرشتے صفوں میں چلتے تھے اور کہتے کہ خوشخبری ہو اللہ عزوجل تمہارا مددگار ہے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۹)

مٹھی بھر کنکر تباہی کا سبب بن گئیں:

۴...... مٹھی بھر کنکریوں کا سارے کافروں کی آنکھوں میں چلے جانا معجزہ ہے، علامہ صاوی اور صاحب جمل یہاں منہ اور ناک میں کنکریاں جانا مراد لیتے ہیں۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حکیم بن حزام سے روایت کیا ہے کہ بدر کے دن ہم نے آسمان سے کچھ گرنے کی آواز سنی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کنکریاں ہوں اور وہ سفلچی یعنی ہاتھ دھونے کے برتن میں گری ہوں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں پھینکیں کہ جس سے کافروں کو ہزیمت اٹھانا پڑی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے دن میں نے آسمان سے کنکر گرنے کی آواز سنی کہ وہ سفلچی میں گر رہی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ مجھے مٹھی بھر کنکریاں دی گئیں۔ ایک قول میں یہ ہے کہ تین کنکریاں تھیں۔

(شرح زرقانی علی المواهب باب غزوة بدر الکبری، ج ۲، ص ۲۹۵)

خدا مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں!

۵...... اللہ عزوجل نے متذکرہ آیت مبارکہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو اپنا فعل قرار دیا ہے کہ یہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے کیا، ابن عساکر نے مکحول سے روایت کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ بن ربیعہ پر حملہ کیا تو مشرکین غصے میں آگئے اور بولے ایک پر دو حملہ آور ہوئے؟ پھر قتال میں مشغول ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے اللہ عزوجل! تو نے مجھے ان سے قتال کا حکم دیا اور مدد کا وعدہ بھی کیا اور تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی میں کنکر لئے پھر ان کافروں کے چہروں کی جانب پھینکا اور اللہ عزوجل کے اذن سے انہیں شکست دی۔ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۳۱۷)

علامہ صاوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ بظاہر آیت مبارکہ میں تناقض ہے اس لئے کہ اس آیت ﴿ومارميت اذ رميت﴾ میں نفی اور اثبات دونوں موجود ہیں۔ جواب یہ ہے کہ نفی کافروں کی آنکھوں میں کنکریاں پہنچانے کی کی گئی ہے اور اثبات کنکریوں کو پھینکے جانے کا کیا گیا ہے جس کی جانب مفسر کا جواب ﴿ بایصال ذلک الیهم﴾ سے اشارہ ملتا ہے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۱۱)

کسی بشر میں یہ وسعت و کمال نہیں ہوتی کہ وہ ایک مٹھی کنکر کسی لشکر کی جانب پھینکے اور ہر آنکھ میں وہ کنکر داخل ہو جائے چنانچہ کنکر کا پھینکنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوا اور اس کی تاثیر (کہ وہ ہر ایک کی آنکھ میں پہنچ جائے) اللہ عزوجل کی طرف سے ہوئی اور اس لئے آیت کا یہ معنی (یعنی توجیہ) نفی اور اثبات دونوں کے حوالے سے درست ہے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۳۰۱)

بَلا بمعنی نعمت:

۶...... یعنی اللہ عزوجل تم پر عظیم نعمت مدد اور غنیمت کے ذریعے فرمائے اور نشانیوں کا مشاہدہ۔ (البیضاوی، ج ۲، ص ۱۳)

اس آیت میں بلاء کو نعمت کی طرف محمول کیا ہے پھر یہ کہ بلاء کا اطلاق نعمت اور محنت (سخت مصیبت) دونوں پر ہوتا ہے اور بلاء کی اصل اختبار یعنی آزمائش ہے اور مَحْنَة کے ساتھ آزمائش اظہارِ صبر کے لئے ہے اور نعمة کے ساتھ آزمائش اظہارِ شکر لے لئے ہوگا۔

(الجمل، ج ۳، ص ۱۸۰)

☆...... ☆فی الرمل: تمہارے قدموں کو جما دے کہ ریت پر چلنا آسان ہو جائے، اسلئے کہ عادتاً ریت پر چلنا تنگی کا باعث ہوتا ہے پھر جب اس ریت پر بارش کا پانی برسا اور ریت بیٹھ گئی تو اس پر چلنا آسان ہو گیا، اور ریت کا غبار تک باقی نہ رہا کہ اس پر چلنا تشویش کا باعث بنے، اسی وجہ سے مفسر علیہ الرحمۃ نے ان تسرخ فی الزمل یعنی ان تغوص و تذھب فی الرمل فرمایا۔

الخوف: رعب سے مراد خوف ہے کہ جس کی وجہ سے کافر ٹھہر نہ سکیں، اور یہ اللہ کی طرف سے مومنین کے لئے نعمت ہے کہ اس نے مشرکین کے دلوں میں خوف ڈال دیا۔ رقبة الکافر: ابوداؤد مازنی فرماتے ہیں کہ میں بدر میں موجود تھا، انہوں نے کہا کہ میں مشرکین کے کسی آدمی کے درپے ہوا کہ اسے ماروں میری تلوار اس تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر کٹ کر گر گیا پس میں نے جان لیا کہ اس کا قتل کسی اور نے کیا ہے۔ حضرت سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ بدر کے دن ہم دیکھتے کہ ہماری تلوار مشرک تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر جسم سے جدا ہو جاتا۔ الواقع بھم: کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب، قتل اور قید کیا جانا اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی وجہ سے ہے اور اللہ کا عذاب سخت ہے یعنی آج بدر کے دن ان پر نازل ہونے والا عذاب قلیل ہے اس کی بہ نسبت جو اللہ ﷻ نے ان کے لئے قیامت کے دن کے لئے جمع کیا ہے۔ بنصرہ ایاکم: یعنی اللہ ﷻ ان کی روحیں لے گیا یا یہ مراد ہے کہ تم نے انہیں اپنی قوت سے قتل نہ کیا جیسا کہ شارح نے کہا یعنی تمہاری قوت ان کے قتل میں مؤثر نہ ہوئی بلکہ تاثیر اللہ کی تھی۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۷۴ وغیرہ)۔

ایھا الکفار: اہل مکہ سے یہ خطاب ان کی بے عزتی کرنے کے لئے ہے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں کہ جن پر ہلاکت واقع ہوگی اور فتح ان کے علاوہ یعنی مومنین کی ہوگی۔

ابوجہل اور دیگر اہل قریش نے جب بدر کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا، تو کعبہ کی اوٹ میں یہ دعا کی جسے مفسر نے ذکر فرمایا۔

فیصلہ اہل مکہ اور محمد عربی ﷺ کے مابین ہوگا کہ اہل حق کی مدد اور اہل باطل کی ذلت و رسوائی ہوگی۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۱۱، ملخصاً)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا﴾ تُعرِضُوْا ﴿عَنْهُ﴾ بِمُخَالَفَةِ اَمْرِهٖ ﴿وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ (۲۰)﴾ اَلْقُرْاٰنَ وَالْمَوَاعِظَ ﴿وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ (۲۱)﴾ سِمَاعَ تَدَبُّرٍ وَاِتِّعَاظٍ وَهُمُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ ﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ﴾ عَنْ سِمَاعِ الْحَقِّ ﴿الْبُكْمُ﴾ عَنِ النُّطْقِ بِهٖ ﴿الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ (۲۲)﴾ ﴿وَ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ خَیْرًا﴾ صَلَاحًا بِسِمَاعِ الْحَقِّ ﴾

لَاَسْمَعَهُمْ﴾ سِمَاعَ تَفَهُّمٍ ﴿وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ﴾ فَرْضًا وَقَدْ عَلِمَ اَنْ لَا خَيْرَ فِيْهِمْ﴿لَتَوَلَّوْا﴾ عَنْهُ ﴿وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ(۲۳)﴾ عَنْ قُبُوْلِهٖ عِنَادًا وَجُحُوْدًا ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ﴾ بِالطَّاعَةِ ﴿اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ مِنْ اَمْرِ الدِّيْنِ لِاَنَّهٗ سَبَبُ الْحَيَاةِ الْاَبَدِيَّةِ ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ﴾ فَلَايَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّؤْمِنَ اَوْ يَكْفُرَ اِلَّا بِاِرَادَتِهٖ ﴿وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ(۲۴)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً﴾ اِنْ اَصَابَتْكُمْ ﴿لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً﴾ بَلْ تَعُمُّهُمْ وَغَيْرَهُمْ وَاِتِّقَاؤُهَا بِاِنْكَارِ مُوْجِبِهَا مِنَ الْمُنْكَرِ ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ(۲۵)﴾ لِمَنْ خَالَفَهٗ ﴿وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ اَرْضِ مَكَّةَ ﴿تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ﴾ يَاْخُذُكُمُ الْكُفَّارُ بِسُرْعَةٍ ﴿فَاٰوٰىكُمْ﴾ اِلَى الْمَدِيْنَةِ ﴿وَاَيَّدَكُمْ﴾ قَوَّاكُمْ ﴿بِنَصْرِهٖ﴾ يَوْمَ بَدْرٍ بِالْمَلٰٓئِكَةِ ﴿وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ﴾ الْغَنَائِمِ ﴿لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ(۲۶)﴾ نِعَمَهٗ وَنَزَلَ فِيْ اَبِيْ لُبَابَةَ مَرْوَانَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ وَقَدْ بَعَثَهٗ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ لِيَنْزِلُوْا عَلٰى حُكْمِهٖ، فَاسْتَشَارُوْهُ فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنَّهُ الذَّبْحُ لِاَنَّ عِيَالَهٗ وَمَالَهٗ فِيْهِمْ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ﴾ لَا ﴿تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ﴾ مَا اُؤْتُمِنْتُمْ عَلَيْهِ مِنَ الدِّيْنِ وَغَيْرِهٖ ﴿وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(۲۷)﴾ ﴿وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ لَكُمْ صَادَّةٌ عَنْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ(۲۸)﴾ فَلَا تُفَوِّتُوْهُ بِمُرَاعَاةِ الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَالْخِيَانَةِ لِاَجْلِهِمْ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور نہ پھرو (تولوا بمعنی تعرضوا ہے) اس سے (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالف کرنے سے) حالانکہ تم سنتے ہو (قرآن اور نصیحت کی باتیں) اور ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور وہ نہیں سنتے (یعنی تدبر اور نصیحت حاصل کرنے کے ارادے سے، مراد اس سے منافقین اور مشرکین ہیں......۱......) بیشک سب جانوروں میں بدتر......۲......اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے (حق سننے سے) گونگے (حق بولنے سے) ہیں جن کو عقل نہیں اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلائی (خیرا بمعنی صلاحا ہے، حق سننے کی) جانتا تو انہیں سنا دیتا (سمجھنے والا سننا) اور اگر سنا دیتا (بالفرض، اور وہ جانتا تھا کہ ان میں کوئی خیر نہیں......۳......) جب بھی انجام کار منہ پھیر دیتے (حق سے) پلٹ جاتے (حق قبول کرنے سے عناد اور سرکشی کے باعث) اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ......۴...... (طاعت بجالاتے ہوئے) جب رسول تمہیں اس چیز کیلئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی (دین کے معاملے میں کیوں کہ دین ہی حیات ابدی کا سبب ہے) اور جانو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے (

پس وہ ایمان یا انکار کی استطاعت نہیں رکھتا مگر اسکے ارادے سے) اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے (تو وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا) اور اس فتنہ سے (اگر تمہیں پہنچے) ڈرو جو ہرگز تم میں خاص ظالموں ہی کو نہ پہنچے گا (بلکہ تم بھی اور دوسرے بھی سب اس کی لپیٹ آجائیں گے......۵......اور اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ منکرات سے اجتناب کرے) اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے (اس کے لیے جو اس کی مخالفت کرے) اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے ملک (سرزمین مکہ) میں دبے ہوئے ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ (یعنی کفار جلدی سے تمہیں پکڑ) اچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں جگہ دی (مدینہ میں) اور زور دیا (یعنی قوی) کیا اپنی مدد سے (بدر کے دن ملائکہ کے ذریعے) اور ستھری چیزیں (غنیمتیں) تمہیں روزی دی کہ کہیں تم احسان مانو (اس کی نعمتوں کا اور آیت ابولبابہ مروان بن عبدالمنذر کے بارے میں نازل ہوئی کہ جسے نبی پاک ﷺ نے بنو قریظہ کی طرف بھیجا تو وہ نبی پاک ﷺ کا حکم لے کر گئے انہوں نے ابولبابہ سے مشورہ کیا تو ابولبابہ نے اشارتاً ان سے کہہ دیا کہ حضور ﷺ ان کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہ اس لئے کہ ابولبابہ کے عیال اور مال ان ہی کے پاس تھے) اے ایمان والو اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور (نہ) اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت (دین وغیرہ کے معاملے جس میں تم امین بنائے گئے ہو) اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہیں (جو امور آخرت میں تمہارے لیے رکاوٹ ہیں) اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے (لہذا مال و اولاد کی خاطر بڑے ثواب کو نہ چھوڑو اور نہ ان کی وجہ سے خیانت کرو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تولوا عنہ وانتم تسمعون﴾.

یایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ...... اطیعوا: فعل با فاعل......اللہ ورسولہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ......لاتولوا: فعل نہی واو ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......انتم تسمعون: جملہ اسمیہ حال فعل محذوف "اعلموا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ ہوکر معطوف ملکر مقصود بالنداء۔

﴿ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وھم لا یسمعون﴾.

و: عاطفہ......لا: نافیہ......تکونوا: فعل ناقص با اسم......کاف: جار......الذین موصول......قالوا: قول......سمعنا: فعل وضمیر ذوالحال......وھم لایسمعون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون﴾.

ان: حرف مشبہ......شر الدواب: ذوالحال......عند اللہ: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم......الصم: خبر اول، البکم: موصوف......الذین لایعقلون: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو علم الله فيهم خيرا لا سمعهم ولو اسمعهم لتولوا وهم معرضون﴾.

و: مستانفہ......لو: شرطیہ......علم الله فيهم خيرا: فعل وفاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......لام: تاکیدیہ......اسمعهم: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ مستانفہ......و: عاطفہ......لو: شرطیہ......اسمعهم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،لام: تاکیدیہ،تولوا: فعل واو ضمیر ذوالحال،وهم معرضون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿يايها الذين امنوا استجيبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحييكم﴾.

يايها الذين امنوا: جملہ ندائیہ...... استجيبوا: فعل امر بافاعل......لله: جار مجرور معطوف علیہ......وللرسول: جار مجرور معطوف،ملکر ظرف لغو، اذ: مضاف......دعاكم: فعل بافاعل ومفعول......لمايحييكم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واعلموا ان الله يحول بين المرء وقلبه وانه اليه تحشرون﴾.

و: عاطفہ...... اعلموا: فعل بافاعل...... ان الله: حرف مشبہ واسم......يحول بين المرء وقلبه: ظرف ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ،انه: حرف مشبہ واسم......اليه تحشرون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "استجيبوا" پر معطوف ہے۔

﴿واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة﴾.

و: عاطفہ......اتقوا: فعل بافاعل......فتنة: موصوف،لاتصيبن: فعل نہی انت ضمیر ذوالحال،خاصة: حال،ملکر فاعل ،الذين ظلموا منكم: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "استجيبوا" پر معطوف ہے

﴿واعلموا ان الله شديد العقاب واذكروا اذ انتم قليل مستضعفون فى الارض تخافون ان يتخطفكم الناس﴾.

و: عاطفہ......اعلموا: فعل بافاعل......ان الله: حرف مشبہ واسم...... شديد العقاب: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......، و: عاطفہ...... اذكروا: فعل بافاعل......اذ: مضاف......انتم: مبتدا......قليل: خبر اول......مستضعفون فى الارض: شبہ جملہ خبر ثانی......تخافون: فعل بافعل......ان يتخطفكم الناس: مصدر مؤول،ملکر جملہ فعلیہ خبر ثالث،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر مفعول بہ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاوكم وايدكم بنصره ورزقكم من الطيبت لعلكم تشكرون﴾.

ف: عاطفہ......اوكم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......ايدكم بنصره: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......رزقكم: فعل بافاعل......كم: ضمیر ذوالحال......لعلكم تشكرون: جملہ اسمیہ حال،

ملکر مفعول......من الطیبت: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا لاتخونوا اللہ والرسول وتخونوا امنتکم وانتم تعلمون﴾۔

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ...... لاتخونوا: فعل نہی با فاعل......اللہ والرسول: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......تخونوا: فعل واؤضمیر ذوالحال......وانتم تعلمون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل...... امنتکم: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنۃ وان اللہ عندہ اجر عظیم﴾۔

و: عاطفہ......اعلموا: فعل وفاعل......انما: حرف مشبہ وما کافہ...... اموالکم واولادکم: مبتدا خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... عندہ: مرکب اضافی خبر مقدم......اجر عظیم: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان شر الدواب عند اللہ ......☆ یہ آیت نبی عبدالدار بن قصی کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ جو کچھ محمد ﷺ لائے ہم اس سے بہرے گونگے اندھے ہیں یہ سب لوگ جنگ احد میں مقتول ہوئے اور میں سے صرف دو شخص ایمان لائے مصعب بن عمیر اور سویبط بن حرملہ۔

☆......یایھا الذین امنوا لاتخونوا ......☆ یہ آیت ابولبابہ ہارون بن عبدالمنذ ر انصاری کے حق میں نازل ہوئی واقعہ یہ تھا کہ رسول کریم ﷺ نے یہود بنی قریظہ کا دو ہفتے سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ فرمایا وہ اس محاصرہ سے تنگ آگئے اوران کے دل خائف ہوگئے تو ان سے ان کے سردار کعب بن اسد نے یہ کہا کہ اب تین شکلیں ہیں یا تو اس شخص یعنی سید عالم ﷺ کی تصدیق کرو اوران کی بیعت کرلو کیونکہ قسم بخدا وہ نبی مرسل ہیں یہ ظاہر ہو چکا اور یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب میں ہے ان پر ایمان لے آؤ جان، مال، اہل واولاد سب محفوظ رہیں گے مگر اس بات کو لوگوں نے نہ مانا کعب نے دوسری شکل پیش کی اور کہا کہ تم اگر اسے نہیں مانتے تو آؤ پہلے ہم اپنے بی بی بچوں کو قتل کردیں پھر تلواریں کھینچ کر محمد ﷺ اوران کے اصحاب کے مقابل آئیں کہ اگر ہم اس مقابلہ میں ہلاک بھی ہوجائیں تو ہمارے ساتھ اپنے اہل واولاد کا غم تو نہ رہے اس پر قوم نے کہا کہ اہل واولاد کے بعد جینا ہی کس کام کا؟،تو کعب نے کہا یہ بھی منظور نہیں ہے تو سید عالم ﷺ سے صلح کی درخواست کرو شاید اس میں کوئی بہتری کی صورت نکلے تو انہوں نے حضور سے صلح کی درخواست کی لیکن حضور نے منظور نہ فرمایا سوائے اس کے کہ اپنے حق میں سعد بن معاذ کے فیصلہ کو منظور کریں اس پر انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ابولبابہ کو بھیج دیجئے کیونکہ ابو لبابہ سے ان کے تعلقات تھے اور ابولبابہ کا مال اوران کی اولاد اوان کے عیال سب قریظہ کے پاس تھے حضور نے ابوالبابہ کو بھیج دیا بنی قریظہ

نے ان سے رائے دریافت کی کہ کیا ہم سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور کرلیں کہ جو کچھ وہ ہمارے حق میں فیصلہ دیں وہ ہمیں قبول ہو ابولبابہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ یہ تو گلے کٹوانے کی بات ہے، ابولبابہ کہتے ہیں کہ میرے قدم اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائے تھے کہ میرے دل میں یہ بات جم گئی کہ مجھ سے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت واقع ہوئی یہ سوچ کر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں تو نہ آئے سیدھے مسجد شریف پہنچے اور مسجد شریف کے ایک ستون سے اپنے آپ کو بندھوالیا اور اللہ ﷻ کی قسم کھائی کہ نہ کچھ کھائیں گے نہ پئیں گے یہاں تک کہ مرجائیں یا اللہ ﷻ ان کی توبہ قبول کرے وقتاً فوقتاً ان کی بی بی آکر انہیں نمازوں کے لئے اور انسانی حاجتوں کے لئے کھول دیا کرتی تھیں اور پھر باندھ دیئے جاتے تھے حضور کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا: ''ابولبابہ میرے پاس آتے تو میں انکے لئے مغفرت کی دعا کرتا لیکن جب انہوں نے یہ کیا ہے تو میں انہیں نہ کھولوں گا جب تک اللہ ﷻ ان کی توبہ قبول نہ کرے''، وہ سات روز بندھے رہے نہ کچھ کھایا نا پیا یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر گر گئے پھر اللہ ﷻ نے انکی توبہ قبول کی صحابہ نے انہیں توبہ قبول ہونے کی بشارت دی تو انہوں نے کہا میں خدا کی قسم نہ کھلوں گا جب تک رسول کریم ﷺ مجھے خود نہ کھولیں حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کھول دیا، ابولبابہ نے کہا میری توبہ اس وقت پوری ہوگی جب میں اپنی قوم کی بستی چھوڑ دوں گا جس میں مجھ سے یہ خطا سرزد ہوئی اور میں اپنے کل مال کو اپنے ملک سے نکال دوں سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تہائی مال کا صدقہ کرنا کافی ہے'' ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

چوپایوں جیسے کون ؟

۱۔۔۔۔۔علامہ ابوالبرکات نسفی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے نہ سننے والوں سے مراد منافقین اور اہل کتاب لئے ہیں، اس لئے کہ وہ تصدیق کرنے والے نہیں گویا ایسا ہے کہ وہ سنتے ہی نہیں، مطلب یہ کہ تم قرآن اور نبوت کی تصدیق کرو پھر جب تم بعض امور میں رسول ﷺ کی طاعت سے منہ پھیرو تو تم چوپاؤں اور اس جیسوں کی طرح ہوئے اور تمہارا سننا ایمان نہ لانے والوں کے سننے کی طرح ہوگیا۔

(المدارک، ج۱، ص۶۳۸)

کائنات کی بدترین مخلوق:

۲۔۔۔۔۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ بنی عبدالدار بن قصی کے لوگ تھے، وہ کہتے تھے کہ ہم صم بکم عمی ہیں جب نبی پاک ﷺ ہمارے پاس آئے، یہ سارے لوگ بدر میں قتل کئے گئے ان میں سے صرف دو اصحاب مصعب بن عمیر اور سویبط بن حرملۃ ایمان لائے۔ دابۃ کا اطلاق حقیقی انسان پر کیا، اس لئے کہ کتب لغت میں ہر حیوان چاہے وہ آدمی ہی کیوں نہ ہو اسے مطلق دواب کہا جاتا ہے اور مصباح میں ہے کہ زمین پر موجود ہر حیوان کو دابۃ کہا جاتا ہے چاہے وہ ممیز ہو یا غیر ممیز۔ (الجمل، ج۳، ص۱۸۱)

علم باری ﷻ کا بیان:

سے......اس آیت کا معنیٰ اس طرح ہے کہ اگر اللہ ﷻ کو ان میں کسی خیر کا علم ہوتا تو وہ ان کو ضرور سنا دیتا، خلاصہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ کو ان میں کسی خیر کا علم نہیں ہے اور اللہ ﷻ کو جس چیز کے ہونے کا علم نہ ہو اس کا ہونا محال ہے، یعنی اللہ ﷻ کو اس چیز کے متعلق یہ علم ہوگا کہ وہ نہیں ہے. کیونکہ اگر کوئی چیز فی نفسہ نہ ہو اور اللہ ﷻ کو یہ علم ہو کہ وہ ہے تو یہ علم خلاف واقع ہوگا، اور جو علم خلاف واقع ہو وہ جہل ہوتا ہے اور اللہ ﷻ کا علم واقع کے مطابق ہوتا ہے لہذا جو چیز ہے اس کے متعلق اللہ ﷻ کو علم ہوگا کہ وہ ہے اور جو چیز نہیں ہے اس کے متعلق اللہ ﷻ کو علم ہوگا کہ وہ نہیں ہے اور چونکہ ان میں کوئی خیر نہیں تھی اس لئے اللہ ﷻ کو علم تھا کہ ان میں کوئی خیر نہیں ہے اس کو اللہ ﷻ نے یوں تعبیر فرمایا: اگر اللہ ﷻ کو ان میں کسی خیر کا علم ہوتا یعنی اللہ ﷻ کو ان میں کسی خیر کا علم نہیں ہے۔اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اللہ ﷻ کو ان میں کسی خیر کا علم ہوتا تو وہ ان کو دین حق کے دلائل اور آخرت کے متعلق نصیحتیں سناتا اور ان کے ذہنوں اور دماغوں میں اس کی فہم پیدا کردیتا، اور اگر وہ یہ جاننے کے باوجود کہ ان میں کوئی خیر نہیں ہے اور وہ دلائل اور نصائح سے کوئی نفع حاصل نہیں کریں گے، پھر بھی ان کو دلائل اور نصائح سنا دیتا تو وہ ضرور اعراض کرتے ہوئے پیٹھ پھیر دیتے۔ (تبیان القرآن، ج ٤ ص ٦٠٠)

نماز میں حضور ﷺ کے بلانے پر حاضر ہونا:

سے......فرض نماز میں حضور ﷺ کے بلانے پر حاضر ہونا قرآن کی نص سے، اسی آیت سے ثابت ہے اور فرض نماز میں سوائے حضور ﷺ کے بلانے کے کسی کے بلانے پر حاضر نہ ہوا جائے۔ حضرت سعید بن معلٰی سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ شہنشاہ کائنات ﷺ نے مجھے اپنے پاس بلایا میں نے جواب نہ دیا (بعد نماز مکمل کرنے کے میں بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا) میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھا، حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا اللہ ﷻ نے یہ نہیں فرمایا ﴿استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم (الانفال:٢٤)﴾''۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل فاتحۃ الکتاب، رقم:٥٠٠٦، ص٨٩٧)

☆......بیہقی نے مکحول سے تخریج کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہاری ماں تجھے بلائے اس حال میں کہ تم نماز (یعنی نفلی نماز) پڑھ رہے ہو تو اس کے پاس حاضر ہو، اور جب تمہیں تمہارا باپ بلائے تو حاضر نہ ہو حتی کہ تم نماز سے فارغ ہو جاؤ۔

(الدر المنثور، ج ٤، ص ٣١٥)

اس آیت مبارکہ سے حضور ﷺ کی فرمانبرداری کا درس ملتا ہے کہ اہل ایمان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نبی کے حکم کی بجاآوری کرے چاہے اللہ ﷻ کی عبادت یعنی نماز کی حالت ہی میں کیوں نہ ہو، انسان اس بات پر غور وخوض کرے کہ حضور ﷺ کی فرمانبرداری واجب ہے اور یہ ایسا واجب ہے کہ نماز کی تکمیل بعد میں، پہلے حضور ﷺ کے حکم کی بجاآوری، پتہ چلا کہ حضور ﷺ کی اطاعت پہلے اور نماز کی تکمیل بعد میں اور ایسا کرنے پر انعام یہ ملے گا کہ مسلمان اس سے زندگی پائے گا۔ علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کا حکم ماننا واجب ہے جب کسی کو حضور ﷺ بلائیں اور وہ حالت نماز میں ہو

،علامہ شافعی فرماتے ہیں کہ اس کی نماز باطل ہی نہیں ہوتی کہ حضورﷺ کے حکم کی فرمانبرداری بھی اللہ ﷻ کے حکم کی تعمیل میں داخل ہے ۔اور امام رویانی علیہ رحمۃ الوالی فرماتے ہیں کہ نماز میں حضورﷺ کی اطاعت واجب نہیں ہے اور حاضر ہونے سے نماز باطل ہو جائے گی ۔اس بارے میں اور بھی اقوال ہیں۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۲۵۱)

سارے ہی گرفتار عذاب ہوں گے:

۵......اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو ہرگز تم میں خاص ظالموں کو ہی نہ پہنچے گا اور جان لو کہ اللہ ﷻ کا عذاب سخت ہے۔اب ہم اس بارے میں کچھ حدیثیں ذکر کرتے ہیں جس سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوگا، اور ہم اللہ ﷻ کی نافرمانی ترک کرتے ہوئے عذاب الٰہی سے بچنے کی کوشش کریں گے۔

☆...... نبی پاکﷺ سے سنا گیا کہ آپﷺ نے فرمایا: ''اللہ ﷻ کسی خاص عمل کی وجہ سے عام عذاب نہ کرے گا حتی کہ اپنی پس پشت بُرائی دیکھے گا اور اس بات پر بھی قادر ہوگا کہ اسے دور کرے اور وہ اسے دور نہ کرے گا اور جب ایسا ہو جائے گا تو اللہ ﷻ عام وخاص سب پر عذاب کرے گا۔ (مسند احمد، مسند شامیین، حدیث عدی ابن عمیرۃ، برقم: ۱۷۲۶۷، ج ۵، ص ۲۱۳)

☆......ابن جریر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہﷺ سے سنا کہ آقائے دو جہاں کی مدنی مصطفیﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں کوئی شخص ایسا نہیں کہ وہ کسی قوم میں رہتا ہو اور اس قوم کے لوگ بُرائی میں مبتلا ہوں اور وہ شخص اس بُرائی کو بدلنے پر قادر ہوتے ہوئے نہ بدلے تو اللہ ﷻ ان کے مرنے سے پہلے ان پر عذاب بھیجے (ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی برقم: ۴۳۳۹، ص ۸۰۸)

ایک اشکال کا جواب شیخ سلیمان الجمل نے دیا ہے اور وہ اشکال یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿ولا تزر وازرۃ وزر اخری (الانعام: ۱۶۴، الاسراء: ۱۵، الزمر: ۷، فاطر: ۱۸)﴾ کوئی جان کسی دوسری جان کو بوجھ نہ اٹھائے گی۔شیخ سلیمان فرماتے ہیں کہ میں اس کا جواب کہ یہ دوں گا کہ جب لوگ برائی کے معاملے میں ایک دوسرے کی مدد کریں تو قدرت رکھنے والے پر اسے بدلنا واجب ہے، پھر جب اس پر سکوت اختیار کرے تو سارے ہی نافرمان ہیں، اس برائی کو کرنے والے اور اس پر راضی ہونے والے یعنی اس پر خاموشی اختیار کرنے والے، لہذا اللہ ﷻ نے اپنی حکمت سے برائی پر راضی رہنے والے کو برائی کے کرنے والے کی منزلت میں کر دیا اور سزا کے معاملے میں سب کو شامل کر دیا۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۸۴)

☆......☆ بمخالفۃ الامر: یعنی رسول کے حکم کی مخالفت کرنے سے، التولی کی نسبت فقط رسول کی جانب کی گئی اس لئے کہ کوئی شخص مخالفت نہیں کرتا مگر رسول کے حکم کی، معنی یہ ہے کہ نہ تو رسول کے حکم سے اعراض کرو نہ ہی جہاد میں ان کی معاونت کرنے سے۔

فلا تنفوتوہ: اس لئے کہ آخرت کی سعادت دنیاوی سعادت سے بہتر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اخروی سعادت کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے جبکہ دنیاوی سعادت ختم ہو جائے گی اور کم ہو جائے گی۔

صادة عن امور الاٰخرة: بمعنی مانعة عن امور الاٰخرة ہے۔ (الجمل،ج۳،ص۱۸۱وغیرہ)۔

الا بـــار ادتـــہ: اس کے ارادے سے کفر اور ایمان مراد نہیں ہے بلکہ سمع، بصر، شم، ذوق اور لمس مراد ہیں کہ یہ پانچوں حواس خمسہ اللہ ﷻ کے قبضۂ قدرت میں ہیں، اگر اللہ ﷻ چاہے تو انہیں باقی رکھے اور چاہے تو لے جائے اور ایمان اور کفر کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کہ سعادت اور شقاوت کی علت یہی ہیں۔ مـن الـمـنـکـر: پس ظالم پر عذاب اس کے ظلم کی وجہ سے ہوگا اور غیر ظالم پر اس گناہ کے اقرار، اس پر سکوت اور نہی عن المنکر کے ترک کرنے کی وجہ سے عذاب ہوگا۔ (الصاوی، ج ۳،ص ۱۳)

رکوع نمبر:۱۸

وَنَـزَلَ فِـیْ تَـوْبَتِہٖ ﴿یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا﴾ بِالْاَمَانَةِ وَغَیْرِھَا ﴿اللّٰہَ یَجْعَل لَّکُمْ فُرْقَانًا﴾ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ مَـاتَـخَـافُوْنَ فَتَنْجُوْنَ ﴿وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ﴾ ذُنُوْبَکُمْ ﴿وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۹﴾﴾ ﴿وَ﴾ اذْکُـرْ یَامُـحَـمَّـدُ ﷺ ﴿اِذْ یَـمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾ وَقَدْ اِجْتَمَعُوْا لِلْمُشَاوَرَةِ فِیْ شَاْنِکَ بِدَارِ النَّـدْوَةِ ﴿لِیُثْبِتُوْکَ﴾ یُـوْثِـقُـوْکَ وَیَـحْبِسُـوْکَ ﴿اَوْ یَـقْتُـلُوْکَ﴾ کُـلُّهُـمْ قَتْـلَةَ رَجُـلٍ وَاحِدٍ ﴿اَوْ یُـخْرِجُـوْکَ﴾ مِـنْ مَـکَّةَ ﴿وَیَـمْکُرُوْنَ﴾ بِکَ ﴿وَیَمْکُرُ اللّٰہُ﴾ بِھِمْ بِتَدْبِیْرِ اَمْرِکَ بِاَنْ اَوْحٰی اِلَیْکَ مَـادَبَّرُوْہُ وَاَمَرَکَ بِالْخُرُوْجِ ﴿وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ﴿۳۰﴾﴾ اَعْـلَمُھُمْ بِہٖ ﴿وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا﴾ اَلْقُرْآنُ ﴿قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ ھٰـذَآ﴾ قَالَهُ النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ لِاَنَّهٗ کَانَ یَاْتِی الْحِیْرَةَ یَتَّجِرُ فَیَشْتَرِی کُتُبَ اَخْبَارِ الْاَعَاجِمِ وَیُحَدِّثُ بِھَا اَھْلَ مَکَّةَ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿ھٰذَآ﴾ اَلْقُرْآنُ ﴿اِلَّآ اَسَاطِیْرُ﴾ اَکَاذِیْبُ ﴿الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۱﴾﴾ ﴿وَاِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰـذَا﴾ اَلَّذِیْ یَقْرَؤُہُ مُحَمَّدٌ ﴿ھُوَ الْحَقُّ﴾ اَلْمُنَزَّلُ ﴿مِنْ عِنْدِکَ فَـاَمْـطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۲﴾﴾ مُـوْلِـمٍ عَـلٰی اِنْکَارِہٖ قَالَهُ النَّضْرُ اَوْغَیْرُہٗ عَلٰی سَبِیْـلِ الْاِسْتِھْـزَاءِ اَوِالْاِیْھَامِ اَنَّهٗ عَلٰی بَصِیْرَةٍ وَجَزْمٍ بِبُطْلَانِہٖ قَالَ تَعَالٰی ﴿وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ﴾ بِمَاسَاَلُوْہُ ﴿وَاَنْتَ فِیْھِمْ﴾ لِاَنَّ الْعَذَابَ اِذَا نَزَلَ عَمَّ وَلَمْ تُعَذَّبْ اُمَّةٌ اِلَّا بَعْدَ خُرُوْجِ نَبِیِّھَا وَالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْھَا ﴿وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾﴾ حَیْـثُ یَقُوْلُوْنَ فِیْ طَوَافِھِمْ غُفْرَانَکَ غُفْرَانَکَ وَقِیْلَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ الْـمُسْتَـضْـعَـفُوْنَ فِیْھِـمْ کَـمَـا قَالَ تَعَالٰی (لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا) ﴿وَمَا لَھُمْ اَلَّا یُعَذِّبَھُمُ اللّٰہُ﴾ بِالسَّیْفِ بَعْدَ خُرُوْجِکَ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ ، وَعَلَی الْقَوْلِ الْاَوَّلِ ھِیَ نَاسِخَةٌ لِمَا قَبْلَھَا ، وَقَدْ عَـذَّبَھُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَغَیْرِھَا ﴿وَھُمْ یَصُدُّوْنَ﴾ یَمْنَعُوْنَ النَّبِیَّ ﷺ وَالْمُسْلِمِیْنَ ﴿عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾

اَنْ یَّطُوْفُوْا بِہٖ ﴿وَمَا کَانُوْآ اَوْلِیَآءَ ہٗ﴾ کَمَازَعَمُوْا ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾﴾ اَنْ لَّا وِلَایَۃَ لَھُمْ عَلَیْہِ ﴿وَمَا کَانَ صَلَاتُھُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُکَآءً﴾ صَفِیْرًا ﴿وَّتَصْدِیَۃً﴾ تَصْفِیْقًا اَیْ جَعَلُوْا ذٰلِکَ مَوْضِعَ صَلَاتِھِمُ الَّتِیْ اُمِرُوْا بِھَا ﴿فَذُوْقُوا الْعَذَابَ﴾ بِبَدْرٍ ﴿بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾﴾ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ﴾ فِیْ حَرْبِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ﴾ فِیْ عَاقِبَۃِ الْاَمْرِ ﴿عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً﴾ نَدَامَۃً لِفَوَاتِھَا وَفَوَاتِ مَاقَصَدُوْہُ ﴿ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ﴾ فِی الدُّنْیَا ﴿وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾ مِنْھُمْ ﴿اِلٰی جَھَنَّمَ﴾ فِی الْاٰخِرَۃِ ﴿یُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾﴾ یُسَاقُوْنَ ﴿لِیَمِیْزَ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِتَکُوْنُ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ اَیْ یُفَصِّلُ ﴿اللّٰہُ الْخَبِیْثَ﴾ اَلْکَافِرَ ﴿مِنَ الطَّیِّبِ﴾ اَلْمُؤْمِنِ ﴿وَیَجْعَلَ الْخَبِیْثَ بَعْضَہٗ عَلٰی بَعْضٍ فَیَرْکُمَہٗ جَمِیْعًا﴾ یَجْمَعُہٗ مُتَرَاکِمًا بَعْضُہٗ عَلٰی بَعْضٍ ﴿فَیَجْعَلَہٗ فِیْ جَھَنَّمَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾﴾.

﴿ترجمہ﴾

(اور یہ آیت ابولبابہ کی توبہ کے بارے میں نازل ہوئی) اے ایمان والوں اگر اللہ سے ڈروگے (امانت وغیرہ کے معاملے میں ......۱......) تو تمہیں وہ دے گا جس سے حق کو باطل سے جدا کرلو (یعنی جو تمہارے اور ان خطرات کے مابین فیصلہ کن ہوگا جن میں تم مبتلا ہو پھر تم نجات پاجاؤ گے) اور تمہاری برائیاں اتاردے گا اور تمہارے (گناہ) بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے اور (اے محمد ﷺ یاد کرو) جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے (یعنی آپ ﷺ کی شان کے بارے مشورہ کرنے دارالندوۃ میں جمع ہوتے تھے......۲......) کہ تمہیں بند کرلیں (یعنی مضبوطی سے باندھ دیں اور قید کردیں) یا شہید کردیں (سب مل ایک شخص کو) یا نکال دیں (مکہ سے) وہ اپنا سا مکر کرتے تھے (آپ ﷺ کے ساتھ......۳......) اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا (ان کے ساتھ آپ ﷺ کے معاملے میں اور وہ یہ کہ اس نے آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے ان کے مشورہ سے آگاہ فرمایا اور آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم صادر فرمایا) اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر (وہ انہیں ان کے ارادوں سمیت جانتا ہے) اور جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں (قرآن کی) تو کہتے ہیں ہم نے سنا ہم چاہتے تو ایسی ہم بھی کہہ دیتے (اس بات کا کہنے والا نضر بن حارث تھا اس نے یہ بات اسلئے کہی تھی کہ مقام حیرۃ میں تجارت کی غرض سے جاتا اور وہاں سے عجمی تاریخ کی کتابیں خرید کرلے آتا اور اہل مکہ کو اس سے پڑھ کر سناتا) یہ (قرآن) تو نہیں مگر کہانیاں (جھوٹی داستانیں) اگلوں کی اور بولے اے اللہ اگر یہی (وہ جسے محمد ﷺ پڑھتے ہیں) حق (اتارا ہوا) ہے تیری طرف سے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا (سخت تکلیف دہ قرآن کے انکار کرنے پر نضر وغیرہ نے یہ بات بطور استہزاء کہی تھی یا علی وجہ البصیرۃ دھوکہ دینے

کیلئے اوراس کے باطل ہونے کولازم قرار دینے کیلئے اللہ ﷻ نے فرمایا) اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے (جس بات کا وہ اس سے سوال کر رہے ہیں) جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو......۳۳......(اسلئے کہ عذاب جب آتا ہے تو سب کو گھیر لیتا ہے اور کوئی امت عذاب نہیں دی جاتی جب تک کہ اس کا نبی اور مومنین اس بستی سے نکل نہ جائیں) اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں (اس اعتبار سے کہ طواف کرتے ہوئے کہتے غفرانک غفرانک اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ ان میں کے کمزور مسلمان تھے جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا لو تزیلوا لعذبنا ......الخ) اور انہیں کیا ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ کرے (تلوار سے، بعد آپ ﷺ کے اور کمزروں کے ہجرت کر جانے کے اور پہلے قول کی صورت میں یہ آیت پہلی آیت کیلئے ناسخ ہو جائے گی چنانچہ اللہ ﷻ نے بدر وغیرہ میں انہیں عذاب دیا) اور وہ روک رہے ہیں (یعنی نبی پاک ﷺ اور مسلمانوں کو روکتے ہیں) مسجد حرام سے (یہ کہ وہ اس میں طواف کعبہ کریں) اور وہ اس کے اہل نہیں (جیسا کہ وہ گمان کرتے ہیں) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) اس کے اولیاء مگر پرہیز گار......۵......مگر ان میں اکثر کو علم نہیں (یعنی کافروں کو اس پر کوئی ولایت حاصل نہیں ہے) اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی (مکاء بمعنی صفیرا ہے) اور تالی......۶......(بطور تصفیف ،اور یہ تالی وہ اس جگہ بجاتے جہاں نماز پڑھنے کا حکم کیا گیا تھا) تو اب عذاب چکھو (بدر میں) بدلہ اپنے کفر کا بیشک کافر اپنے مال خرچ کرتے ہیں (نبی پاک ﷺ سے جنگ کرنے کے معاملے میں) کہ اللہ کی راہ سے روکیں تو اب انہیں خرچ کریں گے پھر وہ ان پر (اپنے مقصد کے نہ پائے جانے پر) پچھتائے ہونگے (یعنی نادم ہونگے مال خرچ ہو جانے اور مقصد فوت ہو جانے پر) پھر مغلوب کر دیئے جائیں گے (دنیا میں) اور کافر (ان میں سے) جہنم کی طرف (آخرت میں) اکھٹے کئے جائیں گے (یحشرون بمعنی یساقون ہے) تاکہ جدا فرمادے (لیمیز، تکون کے متعلق ہے تخفیف اور تشدید دونوں لغتوں کے ساتھ یفصل کے معنی میں ہے) اللہ گندے (یعنی کافر) کو ستھرے (یعنی مومن) سے اور نجاستوں کو تلے اوپر رکھ کر سب ایک ڈھیر بنا کر (یعنی ایک دوسرے پر تہہ در تہہ کر کے) جہنم میں ڈال دے وہی نقصان پانے والے ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیاتکم ویغفر لکم﴾.

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ......ان: شرطیہ......تتقوا اللہ: جملہ فعلیہ ہو کر شرط...... یجعل لکم فرقانا: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ......و: عاطفہ......یکفر عنکم سیاتکم: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف اول......ویغفر لکم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واللہ ذو الفضل العظیم﴾.

و: مستانفہ......اللہ: مبتدا، ذو: مضاف......الفضل العظیم: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک﴾.

و: عاطفہ......اذ: مضاف......یمکر بک: فعل وظرف لغو......الذین کفروا: فاعل......لام: جار......یثبتوک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......او: عاطفہ......یقتلوک: جملہ فعلیہ معطوف اول......او: عاطفہ......یخرجوک: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر المکرین﴾.

و: مستانفہ......یمکرون: فعل بافاعل، ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......یمکر اللہ: فعل وفاعل ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......و: عاطفہ......اللہ: مبتدا......خیر المکرین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا تتلی علیھم ایتنا قالوا قد سمعنا﴾.

و: عاطفہ......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......تتلی علیھم ایتنا: فعل وظرف لغو ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......قالوا: قول......قد: تحقیقیہ......سمعنا: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لو نشاء لقلنا مثل ھذا الا اساطیر الاولین﴾.

لو: شرطیہ......نشاء: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ...... قلنا: فعل بافاعل......مثل ھذا: "قولا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ......ان: نافیہ......ھذا: مبتدا......الا: اداۃ حصر ،اساطیر الاولین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم﴾.

و: عاطفہ......اذ: مضاف......قالوا: قول......اللھم: جملہ ندائیہ......ان: شرطیہ...... کان ھذا: فعل ناقص بااسم، ھو: ضمیر فصل......الحق: ذوالحال......من عندک: ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ، امطر علینا: فعل بافاعل وظرف لغو......حجارۃ: موصوف......من السماء: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، او: عاطفہ......ائتنا بعذاب الیم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، فعل محذوف "اذکر" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم﴾.

و: مستانفہ......ما: نافیہ......کان اللہ: فعل ناقص بااسم......لام: جار......یعذب: فعل بافاعل......ھم: ضمیر ذوالحال ،و: حالیہ......انت فیھم: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول مضاف الیہ، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ...... كان الله: فعل ناقص واسم......معذب: اسم فاعل بافاعل مضاف......هم: ضمیر ذوالحال ،وهم يستغفرون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مفعول مضاف الیہ،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما لهم الا يعذبهم الله وهم يصدون عن المسجد الحرام﴾.

و: عاطفہ......ما: استفہامیہ مبتدا......لام: جار،هم: ذوالحال، ان: مصدریہ......لا يعذب: فعل نفی،هم: ضمیر ذوالحال ،و: حالیہ......هم: مبتدا......يصدون عن المسجد الحرام: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال،ملکر مفعول، الله: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر "ب" جار مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وماكانوا اولياءه ان اولياؤه الا المتقون ولكن اكثرهم لا يعلمون﴾.

و: عاطفہ،ما: نافیہ،كانوا: فعل ناقص بااسم،اوليائه: خبر،ملکر جملہ فعلیہ، ان: نافیہ،اولياءه: مبتدا،الا: اداۃ حصر،المتقون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: مستانفہ،لكن اكثرهم: حرف مشبہ واسم، لايعلمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وما كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصدية فذوقوا العذاب بما كنتم تكفرون﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......كان: فعل ناقص......صلاتهم: ذوالحال......عند البيت: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم......الا: اداۃ حصر......مكاء و تصدية: خبر،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: فصیحہ......ذوقوا العذاب: فعل بافاعل ومفعول ،بماكنتم تكفرون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذاكان الامر كذلك" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الذين كفروا ينفقون اموالهم ليصدوا عن سبيل الله﴾.

ان: حرف مشبہ......الذين كفروا: اسم......ينفقون اموالهم: فعل بافاعل ومفعول......لام: جار......يصدوا عن سبيل الله: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فسينفقونها ثم تكون عليهم حسرة ثم يغلبون﴾.

ف: عاطفہ......سينفقونها: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ......ثم: عاطفہ......تكون: فعل ناقص بااسم،عليهم: ظرف مستقر حال مقدم......حسرة: ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ......ثم: عاطفہ...... يغلبون: جملہ فعلیہ۔

﴿والذين كفروا الى جهنم يحشرون ليميز الله الخبيث من الطيب ويجعل الخبيث بعضه على بعض فيركمه جميعا فيجعله في جهنم﴾.

و: عاطفہ......الذين كفروا: مبتدا......الى جهنم: ظرف لغو مقدم......يحشرون: فعل بانائب الفاعل...... لام:

جار......یمیز اللہ الخبیث من الطیب: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......یجعل: فعل بافاعل......الخبیث: مبدل منہ......بعضہ: بدل، ملکر مفعول......علی بعض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول...... ف: عاطفہ......یرکم: فعل بافاعل......ہٗ: موکد......جمیعا: تاکید، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی...... فیجعلہ فی جھنم: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک ھم الخسرون﴾

اولئک: مبتدا......ھم الخسرون: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......واذا تتلی علیھم ایتنا......☆ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جس نے سید عالم ﷺ سے قرآن پاک سن کر کہا تھا کہ ہم چاہتے تو ہم بھی ایسی ہی کتاب کہہ لیتے اللہ تعالی نے ان کا یہ مقولہ نقل کیا کہ اس میں ان کی کمال بے شرمی و بے حیائی ہے کہ قرآن پاک کی تحدی فرمانے اور فصحائے عرب کو قرآن کریم کے مثل ایک سورہ بنالانے کی دعوتیں دینے اور ان سب کے عاجز و درماندہ رہ جانے کے بعد یہ کلمہ کہنا اور ایسا ادعائے باطل کرنا نہایت ذلیل حرکت ہے۔

☆......ان الذین کفروا ینفقون......☆ یہ آیت کفار میں سے ان بارہ قریشیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے لشکر کفار کا کھانا اپنے ذمہ لیا تھا اور ہر ایک ان میں سے لشکر کو کھاتا دیتا تھا ہر روز دس اونٹ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

خیانت معصیت ہے!

۱......حضرت ابو حمید الساعدی بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ایک شخص کو صدقات وصول کرنے کا عامل بنایا جب وہ آیا تو اس نے کہا کہ یہ چیزیں تمہارے لئے ہیں اور یہ چیزیں مجھے ہدیہ کی گئی ہیں۔ نبی پاک ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے، آپ ﷺ نے اللہ ﷻ کی حمد کے بعد فرمایا: "ان لوگوں کا کیا حال ہے جن کو ہم اپنے بعض مناصب پر عامل بناتے ہیں پھر وہ ہمارے پاس آکر یہ کہتا ہے کہ یہ چیزیں تمہارے لئے ہیں اور یہ چیزیں مجھے ہدیہ کی گئی ہیں، وہ اپنی ماں کے گھر میں یا اپنے باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھ گیا، پھر یہ دیکھا جاتا کہ اس کو کوئی چیز ہدیہ کی گئی یا نہیں"، "اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم میں سے جو شخص بھی کوئی چیز لے گا وہ قیامت کے دن اس کی گردن پر سوار ہوگی، اگر وہ اونٹ ہے تو وہ بڑبڑا رہا ہوگا، اگر وہ گائے ہے تو وہ ڈکرا رہی ہوگی اور اگر وہ بکری ہے تو وہ ممیا رہی ہوگی"، پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کردئے اور فرمایا "اے اللہ! کیا میں نے تبلیغ کردی ہے؟"۔

(السنن ابو داؤد، کتاب الخراج، باب فی ھدایا العمال، رقم: ۲۹۴۶، ص ۵۶۱)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

(سنن الترمذی، کتاب الایمان عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی علامۃ المنافق، رقم: ۲٦٤٠، ص ۷۵٦)

دارالندوہ کی سازش ناکام :

۲..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ذکر فرمایا کہ کفارِ قریش دارالندوہ یعنی دارِ قصی بن کلاب میں جمع ہوئے اور قریش کے سارے ہی فیصلے اس میں ہوتے تھے، یہاں وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مشورہ کرنے جمع ہوئے اس دن کو یوم الزحمۃ کا نام دیا گیا ہے۔اس مشاورت میں قریش کے معزز لوگ شریک ہوئے تھے جن میں بنی عبد شمس سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو سفیان بن حرب، (جو کہ بعد میں اسلام لے آئے)، بنی نوفل بن عبد مناف سے طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم (یہ بھی بعد میں اسلام لے آئے)، بنی عبد الدار بن قصی سے نضر بن حرث بن کلدۃ، بنی اسد بن عبد العزی سے ابو بختری بن ہشام، زمعہ بن الاسود (یہ بعد میں اسلام لے آئے)، حکیم بن حزام (یہ بھی بعد میں اسلام لے آئے)، بنی مخزوم سے ابو جہل بن ہشام، بنی سہم سے نبیہ اور منبہ حجاج کے بیٹے، بنی جمح سے امیہ بن خلف اس کے علاوہ اور بھی بہت سے تھے کہ جن کو قریش میں شمار نہیں کیا جاتا اور ابلیس لعین ایک بڈھے کی صورت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں شیخ نجدی ہوں مجھے تمہارے اس اجتماع کی اطلاع ہوئی تو میں آیا مجھ سے تم کچھ نہ چھپانا میں تمہارا رفیق ہوں اور اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمہاری مدد کروں گا انہوں نے اس کو شامل کر لیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی ابو البختری نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر ایک مکان میں قید کر دیا جائے اور مضبوط بندشوں سے باندھ دیا جائے دروازہ بند کر کے صرف ایک سوراخ چھوڑ دو جس سے کبھی کبھی کھانا پانی دیا جائے اور وہیں وہ ہلاک ہو کر رہ جائیں، اس پر شیطان لعین جو شیخ نجدی بنا ہوا تھا بہت ناخوش ہوا اور بولا بہت ناقص رائے ہے یہ خبر مشہور ہوگی اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم آئیں گے اور تم سے مقابلہ کریں گے اور ان کو تمہارے ہاتھ سے چھڑا لیں گے، لوگوں نے کہا شیخ نجدی ٹھیک کہتا ہے پھر ہشام بن عمرو اکھڑا ہوا اس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ان کو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ پر سوار کر کے اپنے شہر سے نکال دو پھر وہ جو کچھ بھی کریں اس سے تمہیں کچھ ضرر نہیں ابلیس نے اس رائے کو بھی ناپسند کیا اور کہا جس شخص نے تمہارے ہوش اڑا دیئے اور تمہارے دانشمندوں کو حیران بنا دیا اس کو تم دوسروں کی طرف بھیجتے ہو تم نے اس کی شیریں کلامی سیف زبانی دل کشی نہیں دیکھی ہے؟ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم کے قلوب تسخیر کر کے ان لوگوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے، اہل مجمع نے کہا کہ شیخ نجدی کی رائے ٹھیک ہے اس پر ابو جہل کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میرے پاس ایک رائے ہے، لوگوں نے کہا اے ابو الحکم کیا؟ اس نے کہا کہ قریش کے ہر ہر خاندان سے ایک ایک عالی جوان منتخب کیا جائے اور ان کو تیز تلواریں دیں جائیں وہ سب یک بارگی حضرت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر حملہ آور ہو کر قتل کر دیں (معاذ اللہ عزوجل) تو بنی ہاشم قریش کے تمام قبیلوں سے نہ لڑ سکیں

گے غایت یہ کہ خون کا معاوضہ دینا پڑے وہ دے دیا جائے گا، ابلیس لعین نے اس تجویز کو پسند کیا اور ابو جہل کی بہت تعریف کی اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ گوش گزار کیا اور عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواب گاہ میں شب کو نہ رہیں اللہ عزوجل نے اذن دیا ہے کہ مدینہ طیبہ کا عزم فرمائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شب میں اپنی خواب گاہ میں رہنے کا حکم فرمایا: ''ہماری چادر شریف اوڑھو تمہیں کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی''، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے اور مشت خاک دست مبارک میں لی اور آیت ﴿انا جعلنا فی اعناقهم اغلالا﴾ پڑھ کر محاصرہ کرنے والوں پر ماری سب کی آنکھوں اور سروں پر پہنچی سب اندھے ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مع ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غارِ ثور میں تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امانتیں پہنچانے کے لئے مکہ مکرمہ میں چھوڑا، مشرکین رات بھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سرائے اقدس کا پہرہ دیتے رہے صبح جب قتل کے ارادے سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کیا کہ کہاں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہمیں معلوم نہیں تو تلاش کے لئے نکلے جب غار پر پہنچے تو مکڑی کے جالے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں ہوتے تو یہ جالے باقی نہ رہتے۔ حضور اس غار میں تین دن ٹھہرے پھر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔

(سبل الهدی والرشاد، باب الثانی فی سبب هجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج٤، ص ٢٣١ وغيره ملخصاً و ملتقطاً)

اللہ عزوجل کی قدرت کے سامنے چال باز کی چال نہیں چل سکتی:

۳۔۔۔۔۔مکر کی اصل خفیہ طور پر دھوکہ دینا ہے، یعنی وہ اللہ عزوجل سے دھوکہ کرتے تھے اور اللہ عزوجل انہیں ان کے مکر کی سزا دیتا ہے، اور سزا دینے کو مکر کا نام اس لئے دیا گیا کہ یہ سزا ان کے مکر کے مقابلے میں ہے، ایک قول یہ ہے کہ اللہ عزوجل ان سے ان کے مکر کے مقابل معاملہ فرمائے گا، اور مکر سے مراد تدبیر ہے، اور اللہ عزوجل کی جانب سے جو تدبیر ہے وہ حق کے ساتھ ہے، مطلب یہ کہ مشرکین مکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے کو باطل کرنے کے لئے چال چلتے اور اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے مکر کو ظاہر فرماتا، انہیں قوت اور مدد دیتا، پس اللہ عزوجل نے مشرکین کے کام اور ان کی تدبیریں ضائع فرمادیں اور اللہ عزوجل کا فعل اور اس کی تدبیر غالب ہوئی۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۸۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں جاری ہیں:

۴۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿وما کان اللہ لیعذبهم وانت فیهم (الانفال: ۳۳)﴾، اس آیت مبارکہ کے بارے میں کئی اقوال مذکور ہوئے ہیں، یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالمین کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ صمدیت کا ایک اصول ہے کہ وہ کسی قوم پر اس وقت تک عذاب نہیں کرتا جب تک اس قوم میں اس کا پیغمبر موجود ہو لہٰذا غور کریں تو یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام اور دیگر حضرات انبیائے کرام کو دیکھ لیں تو جب تک یہ حضرات ان نافرمانوں کے ساتھ تھے، اس وقت تک عام بربادی کا عذاب نہ آیا کہ ان

حضرات کی موجودگی میں پوری بستی الٹ دی گئی ہو، ہاں ایسا ضرور ہوا ہے کہ ان حضرات کو مع ان پر ایمان لانے والوں کے وہاں سے نکالا گیا اور پھر ان بستیوں پر عذاب نازل کیا گیا۔ حضور پر نور ﷺ جب تک مکہ مکرمہ میں جلوہ فرما تھے اس وقت تک عذاب نہ آیا بلکہ آپ ﷺ کے ہجرت کے بعد بھی کچھ مسلمان مکہ مکرمہ میں مقیم تھے اور وہ توبہ واستغفار میں لگے رہتے اللہ ﷻ نے عذاب نازل نہ کیا، ہاں جب سارے مسلمان مکہ مکرمہ چھوڑ گئے اسوقت اللہ ﷻ نے فتح مکہ کا اذن دیا اور اب وہ عذاب آ گیا جس کے بارے میں آیت مبارکہ ﴿وما لهم الا يعذبهم الله(الانفال:۳۴)﴾ نازل ہوئی۔

ایک قول اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں یہ کیا گیا ہے کہ جب کفار اپنی آخری حد کو پہنچے اور کہا کہ اگر محمد ﷺ اپنے قول میں سچے ہیں تو ہم پر آسمان سے پتھر نازل ہوں اللہ ﷻ نے خبر ارشاد فرمائی کہ محمد ﷺ اپنے قول میں سچے ہیں اور جب تک سید عالم ﷺ ان کے مابین ہیں اللہ ﷻ ان کے دشمنوں اور ان کی رسالت کا انکار کرنے والوں پر عذاب نہیں کرے گا اور یہ عذاب نہ کرنا سید عالم ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے ہے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۳۰۹)

خدام المساجد کون ہوسکتے ہیں؟

۵..... مختلف تفاسیر کے مطالعے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہاں یہ نکتہ بیان فرمادیا گیا کہ مسجد کے اولیاء متقی اور پرہیزگار ہوں، جو کہ شرک کی گندگی سے پاک ہوں اللہ ﷻ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے ہوں یعنی مسلمان ہوں، ساتھ ہی یہ بھی ہونا چاہیے کہ تقوی اور پرہیزگاری بھی پائی جائے جس کا آج کے دور میں کافی حد تک فقدان نظر آتا ہے اللہ ﷻ رحم فرمائے۔ دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ خدام المساجد کے نام سے ایک شعبہ قائم ہے اور یہ حضرات مفتیان کرام سے فتاوی طلب کرتے ہوئے مساجد کے تعمیر وتوسیع کا کام کرتے ہیں اگرچہ دیگر سنی حضرات کے ہاں بھی اس بات کا اہتمام ہوتا ہے لیکن دعوت اسلامی کے ماحول میں اس جانب زیادہ توجہ دی جاتی ہے، ساتھ ہی شیخ طریقت امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی جانب سے یہ تاکید ہے کہ مساجد کی انتظامیہ میں ایک عالم یا مفتی کا ہونا ضروری ہے تاکہ نادانی کی وجہ سے یہ خدمت قبر و آخرت میں زحمت کا باعث نہ بن جائے۔

قوم قریش کی ہٹ دھرمی:

۶..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ قریش بیت اللہ کا برہنہ طواف کیا کرتے تھے، اور سیٹیاں بجاتے تھے، مجاہد نے کہا کہ وہ نبی پاک ﷺ کے طواف کرتے وقت معارضہ پیش کرتے تھے اور آپ ﷺ کی نماز اور طواف میں خلل ڈالنے کے لئے سیٹیاں بجاتے تھے، مقاتل کا قول ہے کہ جب نبی پاک ﷺ مسجد حرام میں نماز پڑھنے آتے تو دائیں بائیں کھڑے ہو کر سیٹیاں بجاتے تاکہ آپ ﷺ کی نماز میں التباس واشتباہ پیدا کردیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے قول کے مطابق ان کا سیٹیاں اور تالیاں بجانا ان کی عبادت تھی، اور مجاہد ومقاتل کے مطابق وہ نبی پاک ﷺ کو ایذا پہنچانے کے لئے ایسا کیا کرتے تھے۔ (الرازی، ج ۵، ص ۴۸۱)

☆......☆رجل واحد: یعنی قوم کے نوجوان یک بارگی حملہ کردیں، اوراس جملے ﴿ کلھم قتلة رجل واحد﴾ میں ابوجہل کی رائے کی جانب اشارہ ہے۔ اور جملہ ﴿ او یخرجوک من مکہ ﴾ میں ہشام بن عمرو کی رائے کی جانب اشارہ ہے۔

بما سالوہ: پتھروں کا عذاب یا دردناک عذاب مراد ہے، نہ کہ عام عذاب، جو کہ نبی پاک ﷺ کی برکت سے اٹھالیا گیا۔

غفرانک غفرانک: جملہ ﴿وھم یستغفرون ﴾معذبھم کی ضمیر سے جملہ حالیہ ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ ان پر عذاب نہ فرمائے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کررہے ہیں، پس ان کا استغفار کرنا ان پر عذاب نازل نہ ہونے کے سلسلے میں ان کے لئے نفع بخش ہے، اگر کوئی معترض یہ اشکال پیش کرے کہ اللہ نے فرمایا ﴿قدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا ﴾ اور اللہ کا یہ فرمان ﴿وما دعاء الکفرین الا فی تباب ﴾ تو میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ کافروں کا استغفار کرنا ان کو فقط دنیا میں کام آئے گا اور متذکرہ دونوں آیات مبارکہ سے آخرت میں فائدہ کا حاصل ہونا مراد نہیں ہے، پس کافروں کے اچھے اعمال نیت کے محتاج نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ صدقات اور اچھے کام اور استغفار کرنا، یہ اعمال صالحہ انہیں دنیا میں نفع دینگے اور دنیا میں ان سے عذاب کو دور کریں گے اور آخرت میں نفع نہ دیں گے۔

یاتی الحیرة: الحیرة حاء کی کسرہ کے ساتھ ہے، مراد اس سے کوفہ کے قریب ایک شہر ہے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۱۶ وغیرہ)۔

ما قصدوہ: محمد ﷺ کے مقابلے میں ان (کافروں) کی مدد۔ (الجمل، ج ۳، ص ۱۹۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۹

﴿قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ كَاَبِي سُفْيَانَ وَاَصْحَابِهٖ ﴿اِنْ يَّنْتَهُوْا﴾ عَنِ الْكُفْرِ وَقِتَالِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿ يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ﴾ مِنْ اَعْمَالِهِمْ ﴿ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا ﴾ اِلٰى قِتَالِهٖ ﴿فَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ(۳۸)﴾ اَیْ سُنَّتُنَا فِيْهِمْ بِالْاِهْلَاكِ فَكَذَانَفْعَلُ بِهِمْ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ ﴾ تُوْجَدَ ﴿فِتْنَةٌ ﴾ شِرْكٌ ﴿وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ﴾ وَحْدَهٗ وَلَايُعْبَدُ غَيْرُهٗ ﴿ فَاِنِ انْتَهَوْا ﴾ عَنِ الْكُفْرِ ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ(۳۹)﴾ فَيُجَازِيْهِمْ بِهٖ ﴿ وَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ عَنِ الْاِيْمَانِ ﴿ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰكُمْ﴾ نَاصِرُكُمْ وَمُتَوَلِّيْ اُمُوْرِكُمْ ﴿ نِعْمَ الْمَوْلٰى﴾ هُوَ ﴿ وَنِعْمَ النَّصِيْرُ(۴۰)﴾ اَیِ النَّاصِرُلَكُمْ.

﴿ترجمہ﴾

تم کافروں سے فرماؤ (ابوسفیان اور اس کے اصحاب سے) اگر وہ باز رہیں (کفر اور نبی پاک ﷺ سے قتال وغیرہ سے) تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف فرمادیا جائے گا (ان کے سابقہ اعمال) اور اگر پھر وہی کریں (یعنی نبی پاک ﷺ سے قتال وغیرہ) تو اگلوں کا

دستور گزر چکا (یعنی سابقہ نافرمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے حوالے سے ہمارا طریقہ، تو یہی طریقہ ان کے ساتھ بھی ہوگا) اور ان سے لڑو یہاں تک کہ نہ باقی رہے (یعنی نہ پایا جائے) کوئی فساد (یعنی شرک) اور سارا دین ......۳۔......اللہ ہی کا ہو جائے (اسی ایک کیلئے اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے) پھر اگر وہ باز رہیں (کفر سے) تو اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے (وہ انہیں اس پر جزا دیگا) اور اگر وہ پھریں (ایمان سے) تو جان لو کہ اللہ تمہارا مولی ہے (تمہارا مددگار اور تمہارے کاموں پر نگہبان) تو کیا ہی اچھا مولی (وہ) اور کیا ہی اچھا مددگار (یعنی تمہارا مدد کرنے والا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفرلھم ما قد سلف﴾.

قل للذین کفروا: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول، ان: شرطیہ، ینتھوا: جملہ فعلیہ شرط، یغفرلھم: فعل وظرف لغو......ماقد سلف: موصول صلہ، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وان یعودوا فقد مضت سنۃ الاولین﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......یعودوا: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ......قد: تحقیقیہ......مضت سنۃ الاولین: فعل و مرکب اضافی فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ﴾.

و: عاطفہ......قتلوھم: فعل با فاعل ومفعول......حتی: جار......لاتکون: فعل نفی......فتنۃ: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، و: عاطفہ......یکون: فعل ناقص......الدین کلہ: موکد تاکید، ملکر......اسم للہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "قل للذین کفروا" پر معطوف ہے۔

﴿فان انتھوا فان اللہ بما یعملون بصیر وان تولوا فاعلموا ان اللہ مولکم﴾.

ف: عاطفہ......ان: شرطیہ......انتھوا: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم......بمایعملون بصیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......ان: شرطیہ......تولوا: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ، اعلموا: فعل با فاعل......ان اللہ مولکم: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿نعم المولی ونعم النصیر﴾.

نعم المولی: فعل و فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مبتدا محذوف "ھو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......نعم النصیر: فعل و فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مبتدا محذوف "ھو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

دین اور ملت میں فرق:

۱.....علماء فرماتے ہیں کہ دین اور ملت دونوں لفظ ذات کے لحاظ سے متحد ہیں اور اعتبار کے لحاظ سے مختلف، پھر اگر شریعت کو اس حیثیت سے لیا جائے کہ اس کی پیروی کی جائے تو اس کا نام دین ہے، اور شریعت کو اس حیثیت سے لیا جائے کہ ان شرعی نکات کو جمع کیا جائے اسے ملت کہتے ہیں، اور اگر شریعت کو اس طرح لیا جائے کہ انسان اس جانب رجوع کرے تو اسے مذہب کہتے ہیں۔ایک قول یہ بھی ہے کہ دین ملت اور مذہب میں یہ فرق ہے کہ دین وہ ہے کہ جس کی نسبت اللہ ﷻ کی جانب کی جاتی ہے، ملت وہ ہے کہ جس کی نسبت حضور ﷺ کی جانب کی جاتی ہے اور مذہب وہ ہے کہ جسے مجتہد کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ (التعریفات، ص۱۰۹)

☆.....☆من اعمالھم: کفر اور دیگر گناہوں سے۔ (الجمل، ج۳، ص۱۹۳)

الی قتالہ: العود کی اصل الرجوع عن الشیء ہے یعنی کسی چیز سے رجوع کے بعد عقل میں فتور آنے یا کسی قسم کے اشتباہ کی وجہ سے اس سے پھر جاؤ، اور یہاں پر العود کا معنی اسلام سے پھر جانا ہے یعنی کسی عقلی فتور یا اشتباہ کی وجہ سے اسلام سے پھر جائے اور صحیح ترین قول یہ ہے کہ العود کی تفسیر استمرار علی الکفر کی جائے۔ (الصاوی، ج۳، ص۱۹)

ایک اہم بات

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''جب بندہ قبر میں جائے گا تو عذاب اس کے قدموں کی جانب سے آئے گا تو اس کے قدم کہیں گے: تیرے لئے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں، کیونکہ یہ رات میں سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا، پھر عذاب اس کے سینے یا پیٹ کی طرف سے آئے گا تو وہ کہے گا کہ تمہارے لئے میری جانب سے کوئی راستہ نہیں، کیونکہ یہ رات میں سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا، پھر وہ عذاب اس کے سَر کی جانب سے آئے گا تو سَر کہے گا کہ تمہارے لئے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ رات میں سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا، تو یہ سورۃ روکنے والی ہے، عذاب قبر سے روکتی ہے، تورات میں اس کا نام سورۃ الملک ہے جو اسے رات میں پڑھتا ہے بہت زیادہ اور اچھا عمل کرتا ہے (المستدرك، کتاب التفسیر، باب المانعة من عذاب القبر، رقم: ۳۸۹۲، ج۳، ص ۳۲۲، دار المعرفة بیروت)۔

رکوع نمبر : ۱

﴿وَاعۡلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ﴾ اَخَذۡتُمۡ مِنَ الۡكُفَّارِ قَهۡرًا ﴿مِّنۡ شَيۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ﴾ يَاۡمُرُ فِيۡهِ بِمَا يَشَاۤءُ ﴿وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِي الۡقُرۡبٰى﴾ قَرَابَةِ النَّبِيِّ ﷺ مِنۡ بَنِيۡ هَاشِمٍ وَبَنِي الۡمُطَّلِبِ ﴿وَالۡيَتٰمٰى﴾ اَطۡفَالِ الۡمُسۡلِمِيۡنَ الَّذِيۡنَ هَلَكَ آبَاؤُهُمۡ وَهُمۡ فُقَرَاۤءُ ﴿وَالۡمَسٰكِيۡنِ﴾ ذَوِي الۡحَاجَةِ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ﴿وَابۡنِ السَّبِيۡلِ﴾ اَلۡمُنۡقَطِعِ فِيۡ سَفَرِهٖ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ، اَيۡ يَسۡتَحِقُّهُ النَّبِيُّ ﷺ وَالۡاَصۡنَافُ الۡاَرۡبَعَةُ عَلٰى مَا كَانَ يَقۡسِمُهٗ مِنۡ اَنَّ لِكُلٍّ خُمُسَ الۡخُمُسِ ، وَالۡاَخۡمَاسُ الۡاَرۡبَعَةُ الۡبَاقِيَةُ لِلۡغَانِمِيۡنَ ﴿اِنۡ كُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ﴾ فَاعۡلَمُوۡا ذٰلِكَ ﴿وَمَآ﴾ عَطۡفٌ عَلٰى بِاللّٰهِ ﴿اَنۡزَلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا﴾ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ وَالۡاٰيَاتِ ﴿يَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ﴾ اَيۡ يَوۡمَ بَدۡرٍ الۡفَارِقِ بَيۡنَ الۡحَقِّ وَالۡبَاطِلِ ﴿يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ﴾ اَلۡمُسۡلِمُوۡنَ وَالۡكُفَّارُ ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ (۴۱)﴾ وَمِنۡهُ نَصۡرُكُمۡ مَعَ قِلَّتِكُمۡ وَكَثۡرَتِهِمۡ ﴿اِذۡ﴾ بَدَلٌ مِنۡ يَوۡمَ ﴿اَنۡتُمۡ﴾ كَائِنُوۡنَ ﴿بِالۡعُدۡوَةِ الدُّنۡيَا﴾ اَلۡقُرۡبٰى مِنَ الۡمَدِيۡنَةِ وَهِيَ بِضَمِّ الۡعَيۡنِ وَكَسۡرِهَا جَانِبُ الۡوَادِيۡ ﴿وَهُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الۡقُصۡوٰى﴾ اَلۡبُعۡدٰى مِنۡهَا ﴿وَالرَّكۡبُ﴾ اَلۡعِيۡرُ كَائِنُوۡنَ بِمَكَانٍ ﴿اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ﴾ مِمَّا يَلِي الۡبَحۡرَ ﴿وَلَوۡ تَوَاعَدۡتُّمۡ﴾ اَنۡتُمۡ وَالنَّفِيۡرُ لِلۡقِتَالِ ﴿لَاخۡتَلَفۡتُمۡ فِي الۡمِيۡعٰدِ وَلٰكِنۡ﴾ جَمَعَكُمۡ بِغَيۡرِ مِيۡعَادٍ ﴿لِّيَقۡضِيَ اللّٰهُ اَمۡرًا كَانَ مَفۡعُوۡلًا﴾ فِيۡ عِلۡمِهٖ وَهُوَ نَصۡرُ الۡاِسۡلَامِ وَمَحۡقُ الۡكُفۡرِ فَعَلَ ذٰلِكَ ﴿لِّيَهۡلِكَ﴾ يَكۡفُرَ ﴿مَنۡ هَلَكَ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ﴾ اَيۡ بَعۡدَ حُجَّةٍ ظَاهِرَةٍ قَامَتۡ عَلَيۡهِ وَهِيَ نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مَعَ قِلَّتِهِمۡ عَلَى الۡجَيۡشِ الۡكَثِيۡرِ ﴿وَّيَحۡيٰى﴾ يُؤۡمِنُ ﴿مَنۡ حَيَّ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ (۴۲)﴾ اُذۡكُرۡ ﴿اِذۡ يُرِيۡكَهُمُ اللّٰهُ فِيۡ مَنَامِكَ﴾ اَيۡ نَوۡمِكَ ﴿قَلِيۡلًا﴾ فَاَخۡبَرۡتَ بِهٖ اَصۡحَابَكَ فَسُرُّوۡا ﴿وَلَوۡ اَرٰىكَهُمۡ كَثِيۡرًا لَّفَشِلۡتُمۡ﴾ جَبُنۡتُمۡ ﴿وَلَتَنَازَعۡتُمۡ﴾ اِخۡتَلَفۡتُمۡ ﴿فِي الۡاَمۡرِ﴾ اَمۡرِ الۡقِتَالِ ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ﴾ كُمۡ مِنَ الۡفَشَلِ وَالتَّنَازُعِ ﴿اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ (۴۳)﴾ بِمَا فِي الۡقُلُوۡبِ ﴿وَاِذۡ يُرِيۡكُمُوۡهُمۡ﴾ اَيُّهَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿اِذِ الۡتَقَيۡتُمۡ فِيۡۤ اَعۡيُنِكُمۡ قَلِيۡلًا﴾ نَحۡوَ سَبۡعِيۡنَ اَوۡ مِائَةٍ وَهُمۡ اَلۡفٌ لِتَقۡدِمُوۡا عَلَيۡهِمۡ ﴿وَّيُقَلِّلُكُمۡ فِيۡۤ اَعۡيُنِهِمۡ﴾ لِيُقۡدِمُوۡا وَلَا يَرۡجِعُوۡا عَنۡ قِتَالِكُمۡ وَهٰذَا قَبۡلَ الۡتِحَامِ الۡحَرۡبِ فَلَمَّا الۡتَحَمَ اَرَاهُمۡ اِيَّاهُمۡ مِثۡلَيۡهِمۡ كَمَا فِيۡ آلِ عِمۡرَانَ ﴿لِيَقۡضِيَ اللّٰهُ اَمۡرًا كَانَ مَفۡعُوۡلًا وَاِلَى اللّٰهِ تُرۡجَعُ﴾ تَصِيۡرُ ﴿الۡاُمُوۡرُ (۴۴)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو (یعنی کافروں سے بطور جبر......۱......) تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ (یعنی وہ اس بارے میں جو چاہے حکم دے) اور رسول اور قرابت والوں (یعنی نبی پاک ﷺ کے قرابت والوں بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب) اور یتیموں (یعنی مسلمانوں کے وہ بچے جن کے آباء ان کے بچپن میں ہلاک ہوگئے اور وہ فقیر ہیں) اور محتاجوں (یعنی مسلمانوں میں سے حاجت مند) اور مسافروں کا ہے (یعنی جو حالت سفر میں مسلمانوں سے بچھڑ گئے ہوں تو اس غنیمت کے مال سے نبی ﷺ اور چاروں حقدار پانچویں حصہ میں سے پانچویں حصے کے حقدار ہونگے اور کل مال کے چار حصے غانمین یعنی مجاھدین کیلئے ہیں) اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر (تو جان لو) اور اس پر جو (وما کا عطف باللہ پر ہے) ہم نے اپنے بندے پر اتارا (یعنی محمد ﷺ پر ملائکہ اور آیات وغیرہ) فیصلہ کے دن (یعنی بدر کے روز جو حق باطل کے مابین فیصلہ کرنے والا دن تھا) جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں (مسلمان اور کفار کی) اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے (اور اسی میں ایک چیز تمہاری مدد ہے باوجود تمہاری قلت اور ان کی کثرت کے) جب (اذ، یوم سے بدل ہے) تم (تھے) نالے کے کنارے (یعنی مدینہ کے قریب اور عدوۃ عین کی ضمہ اور کسرہ کے ساتھ ہے مراد وادی کی ایک جانب ہے) اور کافر پرلے کنارے (یعنی وادی سے دور دوسری جانب) اور قافلہ (یعنی تجارتی قافلہ) تم سے ترائی میں (یعنی اس حصہ میں جہاں سے دریا متصل ہے) اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے (یعنی تم اور قافلہ قتال کے سلسلے میں) تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے لیکن (اس نے تمہیں بغیر میعاد کے جمع کردیا) یہ اسلئے کہ اللہ پورا کردے جو کام ہونا ہے (اپنے علم سے، اور وہ اسلام کی مدد اور کفر کو مٹانا ہے تو اللہ ﷻ نے یہ کیا) تاکہ ھلاک ہو (یعنی وہ جو کفر کرے) دلیل سے ھلاک ہو (یعنی بعد حجت ظاہرہ کے جو اس پر قائم ہوچکی ہے اور اس حجت سے مراد مومنین کی باوجود ان کی قلت کے کافروں کی جماعت کثیرہ پر مدد کرنا ہے) اور زندہ رہے (یعنی جو ایمان لائے) دلیل سے زندہ رہے......۲......اور بیشک اللہ ضرور سنتا جانتا ہے (یاد کرو) جبکہ اللہ تمہیں کافروں کو تمہاری خواب (یعنی نیند میں......۳......) تھوڑا دکھاتا تھا (تو آپ ﷺ نے اس کی خبر اپنے اصحاب کو دی جس سے وہ خوش ہوئے) اور اے مسلمانوں اگر وہ تمہیں بہت کرکے دکھاتا تو ضرور تم بزدلی کرتے (جبنتم بمعنی فنشلتم ہے) اور جھگڑتے (یعنی اختلاف کرتے) معاملہ میں (یعنی قتال کے معاملے میں) مگر اللہ نے بچالیا (تمہیں بزدلی اور تنازع سے) بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے (جو دلوں میں ہے) اور جب اس نے تمہیں دکھایا وہ لشکر (اے مومنوں) تمہاری آنکھوں میں تھوڑا کرکے (یعنی ستر یا سو اور وہ ہزار تھے تاکہ تم ان سے مقابلے میں آگے بڑھو) اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کیا (تاکہ وہ مقابلے میں آگے بڑھیں اور تمہارے قتال سے پلٹ نہ جائیں اور یہ جنگ چھڑنے سے پہلے کی بات ہے اور جب جنگ چھڑ گئی تو مسلمان کو کافروں کی تعداد اپنے سے دوگنی دکھائی جیسا کہ آل عمران میں ہے) کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے اور اللہ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں (ترجع بمعنی تصیر ہے) سب کام۔

﴿ترکیب﴾

﴿واعلموا انما غنمتم من شیء فان لله خمسه وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل﴾.

و: مستانفہ......اعلموا: فعل بافاعل......ان: حرف مشبہ...... ما: موصولہ......غنمتم: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر ذوالحال......من شیء: ظرف مستقر حال،ملکر اسم......ف: جزائیہ......ان: حرف مشبہ......لله: جارمجرور معطوف علیہ ،وللرسول: جارمجرور معطوف اول......و: عاطفہ......لام: جار......ذی القربی: معطوف علیہ......والیتمی والمسکین وابن السبیل: معطوفات،ملکر مجرور،ملکر معطوف ثانی،ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر مقدم......خمسه: اسم مؤخر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مبتدا محذوف "حکمه" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر ان اپنے اسم وخبر سے ملکر مفعول فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان کنتم امنتم بالله وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعن﴾.

ان: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص بااسم،امنتم: فعل بافاعل،ب: جار،لله: معطوف علیہ،و: عاطفہ،ما: موصولہ،انزلنا علی عبدنا: فعل بافاعل وظرف لغو،یوم الفرقان: مبدل منہ،یوم التقی الجمعن: بدل،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فاعلموا اذلک" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والله علی کل شیء قدیر اذ انتم بالعدوة الدنیا وهم بالعدوة القصوی والرکب اسفل منکم﴾.

و: مستانفہ......الله: مبتدا......علی کل شیء: ظرف لغو مقدم......قدیر: صفت مشبہ بافاعل،یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......اذانتم: مبتدا......بالعدوة الدنیا: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ،هم: مبتدا......بالعدوة القصوی: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف اول......و: عاطفہ......الرکب: مبتدا......اسفل منکم: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف ثانی،ملکر مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر ظرف ماقبل 'یوم الفرقان' سے بدل واقع ہے۔

﴿ولو تواعدتم لاختلفتم فی المیعد﴾.

و: عاطفہ......لو: شرطیہ......تواعدتم: فعل بافعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ......اختلفتم فی المیعد: فعل بافاعل وظرف ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولکن لیقضی الله امرا کان مفعولا لیهلک من هلک عن بینة ویحیی من حی عن بینة﴾.

و: عاطفہ،لکن: مہملہ للاستدراک،لام: جار،یقضی الله: فعل وفاعل،امرا: موصوف،کان مفعولا: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر مبدل منہ،لام: جار،یهلک: فعل وفاعل،من هلک: ملکر ذوالحال،عن بینة: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،یحیی من حی عن بینة: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر

بتقدیر ان مجرور، ملکر بدل، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "جمعکم بغیر میعاد" کیلئے فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان الله لسمیع علیم اذ یریکھم الله فی منامک قلیلا﴾.

و: مستانفہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکیدیہ......سمیع: خبر اول......علیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......اذ: مضاف......یریکھم اللہ: فعل ومفعول اول وثانی وفاعل......فی منامک: ظرف مستقر حال......قلیلا: ذوالحال، ملکر مفعول ثالث، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، فعل محذوف "اذکر" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو اراکھم کثیرا لفشلتم ولتنازعتم فی الامر﴾.

و: عاطفہ......لو: شرطیہ......ارکھم کثیرا: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی وثالث، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... لام: تاکیدیہ......فشلتم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......لام: تاکیدیہ......تنازعتم فی الامر: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولکن الله سلم انه علیم بذات الصدور﴾.

و: عاطفہ......لکن اللہ: حرف مشبہ واسم......سلم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... انہ: حرف مشبہ واسم......علیم بذات الصدور: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ یریکموهم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا﴾.

و: عاطفہ......اذ: مضاف......یریکمو: فعل بافاعل ومفعول اول......ھم: ذوالحال......فی اعینکم: ظرف لغو مقدم، قلیلا: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر مفعول ثانی...... اذ: مضاف......التقیتم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف ہوکر ماقبل "اذیریکھم اللہ" سے بدل ہے۔

﴿ویقللکم فی اعینهم لیقضی الله امرا کان مفعولا﴾.

و: عاطفہ، یقلل: فعل بافاعل، کم: ضمیر ذوالحال، فی اعینھم: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، لام: جار، یقضی اللہ: فعل وفاعل، امرا: موصوف، کان مفعولا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والی الله ترجع الامور﴾. و: عاطفہ......الی اللہ: ظرف لغو مقدم......ترجع الامور: فعل ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مال غنیمت کی تقسیم کا حکم:

۱......مال غنیمت کی تقسیم کے قاعدے کلیے بیان کرنے سے پہلے ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ مال فئے اور مال تنفیل کی

تعریفیں بیان کردیں تا کہ آگے کا مضمون جاننے میں آسانی ہو۔

مالِ فئے: اس چیز کا نام ہے کہ جس کے حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں نے اپنے گھوڑوں اوراونٹوں کو نہ دوڑایا ہو جیسے امام المسلمین کی جانب بھیجے جانے والا مال یا وہ مال جو اہل حرب سے کسی معاہدہ کے ذریعے حاصل ہوا ہو اور اس مال میں خمس واجب نہیں ہوتا اسلئے کہ یہ مالِ غنیمت نہیں ہے جبکہ غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو کافروں سے جنگ میں غلبہ اور قہر کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اور جو مال اس طرح حاصل نہ ہو اس پر خمس نہیں، مالِ فئے صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص ہے۔ آپ ﷺ کے لئے جائز تھا جیسا چاہیں اس مال میں تصرف کریں، چاہیں تو اپنی ذات پر ہی خرچ کریں اور چاہیں تو لوگوں میں تقسیم کردیں۔ مالِ فئے کے بارے میں اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ﴾ (الحشر: ۶) (البدائع الصنائع، کتاب السیر، باب واما الفئی، ج۷، ص۱۷۲)

تنفیل: امام پر کوئی تنگی (یعنی حرج والی بات) نہیں ہے کہ وہ جنگ کی حالت میں لوگوں کو قتال پر ابھانے کے لئے کہے کہ جس نے کسی کافر کو مارا تو اس کا سلب یعنی مال اُسی کے لئے ہے اور امام فوجی دستے سے یہ کہے کہ میں تمہیں (فلاں کام کرنے یا فلاں کے قتل) کرنے کے بعد اس کے چوتھائی حصے کا مالک بنادوں گا، بعد اس کے کہ تمہارے لئے خمس میں کوئی کمی ہو۔ اسلئے کہ تحریض (کسی کام کے لئے ابھارنا) مستحب ہے اور اس پر نص باری ﷻ کا فرمان ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ﴾ (الانفال: ۶۵) اور تنفیل کرنا تحریض کی ایک قسم ہے۔ (فتح القدیر مع ھدایۃ، کتاب السیر، باب الغنائم و قسمتھا، فصل فی التنفیل، ج۵، ص۲۴۹)

مالِ غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو اہل حرب سے قہر اور غلبہ کے ذریعے حاصل کیا جائے اور یہ قہر وغلبہ فوج ہی کے ذریعے حاصل ہوگا، چاہے وہ فوج حقیقتاً ہو یا حکماً اور حکماً فوج سے مراد امام کا اذن ہے۔ امام شافعی کے نزدیک اہل حرب سے غلبے کے ساتھ جو مال بھی حاصل کیا جائے وہ غنیمت ہے۔ اور امام شافعی فوج یا امام کے اذن کی شرط نہیں لگاتے۔ اس بات سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جب فوج دار الحرب میں داخل ہو اور انہیں مالِ غنیمت حاصل ہو تو بالاجماع اس مالِ غنیمت کو تقسیم کیا جائے گا، چاہے فوج امام کے اذن سے داخل ہوئی ہو یا بغیر اذن کے، جبکہ مالِ غنیمت قہر وغلبہ سے حاصل ہو۔ (البدائع الصنائع، کتاب السیر، باب واما الغنیمۃ، ج۷، ص۱۷۴)

امام مالِ غنیمت کے پانچ حصے کیے جائیں، ایک حصہ نکال کر باقی چار حصے مجاہدین پر تقسیم کردیے جائیں گے اور سوار بہ نسبت پیدل کے دُگنا پائے گا، یعنی ایک اس کا حصہ اور ایک گھوڑے کا اور گھوڑا اعربی ہو یا اور قسم کا سب کا ایک ہی حکم ہے، سردار، لشکر اور سپاہی دونوں برابر ہیں یعنی جتنا سپاہی کو ملے گا اتنا ہی سردار کو بھی ملے گا، اونٹ اور گدھے اور خچر کسی کے پاس ہوں تو اون کی وجہ سے کچھ زیادہ نہ ملے گا یعنی اسے بھی پیدل والے کے برابر ملے گا اور کسی کے پاس چند گھوڑے ہوں جب بھی اتنا ہی ملے گا جتنا ایک گھوڑے کی وجہ سے ملتا ہے۔ (المختصر القدوری مع توضیح الضروری، کتاب السیر، ص۲۴۶ وغیرہ، ملخصاً، بہار شریعت مخرجہ، حصہ: ۹، باب: غنیمت کی تقسیم، ج۲، ص ۴۳۷)۔

بدر کے دن مسلمانوں پر احسان !

۲۔۔۔۔۔۔یہاں وہ احسان یاد دلایا جارہا ہے جو بدر کے دن مسلمانوں پر کیا گیا تھا، اس آیت کے چند کلمات تحقیق طلب ہیں عدوۃ جانب وادی، یعنی وادی کے ایک طرف کو عدوۃ کہتے ہیں بکسر العین یعنی عِدوۃ بھی پڑھا گیا ہے۔ پہلی صورت میں اس کی جمع عُدٰی اور دوسری صورت میں عِدٰی ہوگی۔ الدنیا، ادنی کی مونث ہے جو دنی یدنو (قریب ہونے) سے ماخوذ ہے اس سے مراد وادیٔ بدر کی وہ سمت ہے جو مدینہ طیبہ سے قریب تر تھی۔ قصوی، اقصی کی جمع ہے، قصا یقصو (دور ہونے) سے ماخوذ ہے۔ اس سے مراد وادیٔ بدر کی دوسری سمت ہے۔ رکب کے معنی ہیں اونٹوں کا قافلہ اس سے مراد اہل مکہ کا تجارتی قافلہ ہے جو شام سے مکہ واپس آرہا تھا۔

جیسے پہلے بیان ہو چکا کہ مسلمان کفار سے جنگ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اگر تم تیاری کر کے نکلتے تو ان کی کثرت اور اپنی قلت کو ملاحظہ کر کے ہمت ہار بیٹھتے اور میدان جنگ سے کترا کر نکل جاتے لیکن چونکہ مشیت ربانی یہ تھی کہ حق کا بول بالا اور کافر کا منہ کالا ہو اس لئے حالات ایسے پیدا کر دئے گئے کہ جنگ کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہ رہا، اس طرح اللہ عزوجل کی مرضی پوری ہو کر رہی اس جنگ میں کفار کی رسوا کن شکست سے حقیقت اتنی واضح اور روشن ہوگئی کہ شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہی اب اگر کوئی اسلام قبول کر کے حیات جاودانی قبول کرتا ہے تو دلیل سے اور کوئی کفر پر چمٹا رہتا ہے تو جان بوجھ کر اپنی مرضی سے، کیا عجیب اور حسین تعبیر ہے۔ (ضیاء القرآن، ج ۲، ص ۱۵۲ وغیرہ)۔

نبی کا خواب سچا ہوتا ہے :

۳۔۔۔۔۔۔علامہ خازن فرماتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار قریش کا لشکر قلیل دکھایا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر اپنے اصحاب کو دی، علماء نے کہا کہ نبی کا خواب حق ہوتا ہے یہ خواب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دشمن پر جری بنانے اور ان کے دلوں کو قوت دینے کے لئے ہے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۳۱۵)

یہاں یہ خلجان پیدا ہوتا ہے کہ نبی کا خواب حق ہوا کرتا ہے کیونکہ یہ وحی ہی کی ایک قسم ہے پھر اس کے برعکس ہونے کا تو احتمال ہی نہیں اگر خواب میں قلیل دیکھا تھا اور واقع میں ان کا کثیر ہونا خواب کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ خواب میں قلیل دکھانے کا مطلب یہ تھا کہ ان کی تعداد خواہ کچھ ہو لیکن وہ قلیل تعداد کی طرح ضعیف اور کمزور ہونگے اور خواب کا یہی مطلب صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے سمجھا تھا۔ (ضیاء القرآن، ج ۲، ص ۱۵۳)

☆۔۔۔۔۔۔☆قرابۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔۔۔۔الخ : یہ امام شافعی کا مذہب ہے، امام مالک کے نزدیک فقط آل نبی ہاشم مال غنیمت کے مستحق ہیں، اور امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس اور آل حرث مال غنیمت کے مستحق ہیں۔ فعل ذلک: مراد ان کا بغیر میعاد کے جمع ہونا ہے اور بغیر کسی تامل کے جنگ کے لئے نکل پڑنا ہے۔

ایاهم مثلیهم: یعنی کافروں کی مثل اور کافروں کی تعداد ایک ہزار تھی، پس کافروں نے مسلمانوں کو دو ہزار کی تعداد میں دیکھا تاکہ ان کے دل کمزور ہوں اور مسلمان ان پر متمکن رہیں، پس یہاں اور ماقبل قول میں کوئی قابل تعارض بات نہیں۔

بدل من یوم : یہ یعنی ''اذ'' دوسرا بدل ہے اور یہ بدل اشتمال ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۰ وغیرہ)۔

فاعلموا ذلک : اس جملے فاعلموا ذلک میں اس جانب اشارہ ہے کہ جواب شرط محذوف ہے اور اس شرط کو ماقبل مادہ غنمتم سے مقدر مانا ہے جبکہ بعض نے فامتثلوا ذلک مقدر مانا ہے یعنی اس علم سے مراد مجرد علم نہیں ہے بلکہ علم سے مراد وہ علم ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق عمل اور طاعت کے ساتھ مقترن ہو، کیونکہ مجرد علم میں تو کافر اور مومن برابر ہیں۔

جمعکم بغیر میعاد: اللہ ﷻ نے تم سب کو بغیر میعاد کے متعین کئے جمع فرمادیا، ابی سعود میں ہے کہ لو تواعدتم یعنی تم اور وہ قتال کے لئے وعدہ کر لیتے، پھر تم ان کا حال اور اپنی حالت جانتے تو دشمن سے ہیبت زدہ ہوتے ہوئے میعاد کے معاملے میں اختلاف کرتے اور ان کے مقابلے میں مدد ہونے سے ناامید ہو جاتے۔

نحو سبعین ......الخ: قلیلا سے بدل ہے، اور وهم الوف سے مراد یہ ہے کہ کفار نفس الامر میں ہزار تھے، اور لتقدموا علیهم اس فرمان ﴿واذ یریکموهم...... الخ﴾ کے لئے علت ہے۔ (الجمل، ج۳، ص ۱۹۵ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۲

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً﴾ جَمَاعَةً كَافِرَةً ﴿ فَاثْبُتُوْا﴾ لِقِتَالِهِمْ وَلَا تَنْهَزِمُوْا ﴿ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا ﴾ اُدْعُوْهُ بِالنَّصْرِ ﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾﴾ تَفُوْزُوْنَ ﴿وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا﴾ تَخْتَلِفُوْا فِیْمَا بَیْنَكُمْ ﴿ فَتَفْشَلُوْا ﴾ تَجْبُنُوْا ﴿وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ ﴾ قُوَّتُكُمْ وَدَوْلَتُكُمْ ﴿وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴿۴۶﴾﴾ بِالنَّصْرِ وَالْعَوْنِ ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ ﴾ لِیَمْنَعُوْا عِیْرَهُمْ وَلَمْ یَرْجِعُوْا بَعْدَ نَجَاتِهَا ﴿بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ ﴾ حَیْثُ قَالُوْا لَانَرْجِعُ حَتّٰی نَشْرَبَ الْخُمُوْرَ وَنَنْحَرَ الْجُزُوْرَ وَتَضْرِبَ عَلَیْنَا الْقِیَانُ بِبَدْرٍ فَیَتَسَامَعُ بِذٰلِكَ النَّاسُ ﴿وَیَصُدُّوْنَ﴾ اَلنَّاسَ ﴿ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ ﴿ مُحِیْطٌ ﴿۴۷﴾﴾ عِلْمًا فَیُجَازِیْهِمْ بِهٖ ﴿وَ﴾ اُذْكُرْ ﴿اِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ ﴾ اِبْلِیْسُ ﴿اَعْمَالَهُمْ ﴾ بِاَنْ شَجَّعَهُمْ عَلٰی لِقَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ لَمَّا خَافُوا الْخُرُوْجَ مِنْ اَعْدَائِهِمْ بَنِیْ بَكْرٍ ﴿وَقَالَ ﴾ لَهُمْ ﴿لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ﴾ مِنْ كِنَانَةَ وَكَانَ اَتَاهُمْ فِیْ صُوْرَةِ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ سَیِّدِ تِلْكَ النَّاحِیَةِ ﴿ فَلَمَّا تَرَآءَتِ﴾ اِلْتَقَتِ ﴿ الْفِئَتٰنِ ﴾ اَلْمُسْلِمَةُ وَالْكَافِرَةُ وَرَاَی الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَانَ یَدُهٗ فِیْ یَدِ

الْحٰرِثِ بْنِ هِشَامٍ ﴿نَكَصَ﴾ رَجَعَ ﴿عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾ هَارِبًا ﴿وَقَالَ﴾ لَمَّا قَالُوْا لَهٗ اَتَخْذِلُنَا عَلٰى هٰذَا الْحَالِ ﴿اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ﴾ مِنْ جِوَارِكُمْ ﴿اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ﴾ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ ﴿اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ﴾ اَنْ يُّهْلِكَنِيْ ﴿وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (۴۸)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو جب کسی فوج (یعنی کافر جماعت) سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو (لڑنے میں اور شکست مت کھانا) اور اللہ کی یاد بہت کرو (یعنی اسے مدد کیلئے پکارو......ا......) کہ تم مراد کو پہنچو (یعنی کامیاب ہو جاؤ) اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں (یعنی آپس میں اختلاف نہ کرو......۲......) کہ پھر بزدلی کرو گے (تفشلوا بمعنی تجبنوا ہے) اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی (یعنی تمہاری قوت اور سلطنت) اور صبر کرو بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے (اپنی مدد اور نصرت کے ذریعے) اور ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے نکلے (تاکہ مسلمانوں کو روکیں، اور قافلے کے نجات پا لینے کے بعد بھی نہ لوٹے) اتراتے اور لوگوں کو دکھانے کو (اس اعتبار سے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نہ لوٹیں گے یہاں تک کہ بدر میں شراب نہ پی لیں، اونٹ نہ ذبح کر لیں اور گانے والیوں سے مزامیر نہ سن لیں تاکہ لوگ اس کے متعلق دوسروں سے سن لیں) اور روکتے (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے اور ان کے سب کام (یعملو ن میں یاء اور تاء دونوں لغتیں ہیں) اللہ کے قابو میں ہیں (یعنی اس کے علم میں ہیں اور وہ انہیں اس پر جزا دے گا) اور (یاد کرو) جب کہ شیطان (یعنی ابلیس) نے ان کی نگاہ میں ان کے اعمال بھلے کر دکھائے......۳......(انہیں مسلمانوں پر دلیری دلائی جبکہ کافر اپنے دشمن بنی بکر کی وجہ سے مسلمانوں سے قتال کے لئے نکلنے سے ڈرتے تھے) اور بولا (ان سے) آج تم پر کوئی شخص غالب آنے والا نہیں اور تم میری پناہ میں ہو (کنانہ قبیلہ سے، اور ابلیس ان کے پاس سراقہ بن مالک کی شکل میں آیا جو اس قبیلے کا سردار مانا جاتا تھا) پھر جب آمنے سامنے ہوئے (تراءت بمعنی التقت ہے) دونوں لشکر (مسلمان اور کافر اور ابلیس نے فرشتوں کو اترتے دیکھا حالانکہ اس کا ہاتھ حارث بن ہشام کے ہاتھ میں تھا) پھر گیا (نکص بمعنی رجع ہے) الٹے پاؤں (بھاگتے ہوئے) اور بولا (جب بولے کیا تو ہمیں اس حال میں چھوڑے جاتا ہے) میں تم سے الگ ہوں (تمہاری حفاظت اور مدد سے) میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا (یعنی فرشتے......۴......) میں اللہ سے ڈرتا ہوں (کہ وہ مجھے ہلاک نہ کر دے) اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿یاایها الذین امنوا اذا لقیتم فئة فاثبتوا واذکروا الله کثیرا لعلکم تفلحون﴾.

یاایها الذین امنوا: جملہ ندائیہ......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......لقیتم فئة: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......اثبتوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......اذکروا: فعل واو ضمیر ذوالحال

،لعلکم تفلحون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل......اللہ : اسم جلالت مفعول...... کثیرا: مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا﴾

و: عاطفہ......اطیعوا: فعل با فاعل......اللہ رسولہ: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ،لاتنازعوا: فعل نہی با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر ماقبل "اذکروا" پر معطوف ہے......ف: سببیہ......تفشلوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،وتذھب ریحکم : جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتقدیر ان جواب نہی واقع ہے،و: عاطفہ......اصبروا: فعل با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اذکروا" پر معطوف ہے۔

﴿ان اللہ مع الصبرین ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس ویصدون عن سبیل اللہ﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ واسم،مع الصبرین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،لا: نفی،تکونوا: فعل ناقص با اسم، کاف: جار،الذین: موصول،خرجوا: فعل واؤضمیر ذوالحال،بطرا: معطوف علیہ،ورئاء الناس : معطوف اول،و: عاطفہ،یصدون عن سبیل اللہ : جملہ فعلیہ معطوف ثانی ملکر حال،ملکر فاعل،من دیارھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ بما یعملون محیط﴾.

و: مستانفہ......اللہ: مبتدا......بمایعملون محیط: شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واذ زین لھم الشیطن اعمالھم﴾.

و: مستانفہ......اذ: مضاف......زین لھم الشیطن اعمالھم: فعل وظرف لغو وفاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم﴾.

و: عاطفہ......قال: قول......لا: نفی جنس......غالب: اسم......لام: جار......کم: ذوالحال......من الناس: ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر، ثابت شبہ فعل محذوف کیلئے......الیوم: مفعول فیہ،ثابت اسم فاعل با فاعل اپنے ظرف مستقر ومفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......انی: حرف مشبہ واسم...... جار لکم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر ماقبل "زین" پر معطوف ہے۔

﴿فلما تراء ت الفئتن نکص علی عقبیہ وقال انی بریء منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف اللہ﴾

ف: عاطفہ،لما: ظرفیہ شرطیہ،تراء ت الفئتن: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، نکص : فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال

،علی عقبیہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، قال: قول، انی: حرف مشبہ واسم، بری منکم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول، انی: حرف مشبہ واسم، اری مالا ترون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، انی: حرف مشبہ واسم، اخاف اللہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثالث، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف، ملکر جواب شرط ملکر، جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ شدید العقاب﴾ ماقبل ترکیب گزر چکی ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولا تکونوا کالذین خرجوا......☆ یہ آیت کفار قریش کے حق میں نازل ہوئی جو بدر میں بہت اتراتے اور تکبر کرتے آئے تھے سید عالم ﷺ نے دعا کی یارب یہ قریش آگئے تکبر وغرور میں سرشار اور جنگ کے لئے تیار تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں، یارب اب وہ مدد عنایت ہو جس کا تو نے وعدہ کیا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب ابوسفیان نے دیکھا کہ قافلہ کو کوئی خطرہ نہیں تو انہوں نے قریش کے پاس پیام بھیجا کہ تم قافلہ کی مدد کیلئے آئے تھے اب اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے لہذا واپس جاؤ اس پر ابوجہل نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم واپس نہ ہوں گے یہاں تک ہم بدر میں اتریں تین روز قیام کریں اونٹ ذبح کریں بہت سے کھانے پکائیں، شرابیں پئیں ،کنیزوں کا گانا بجانا سنیں، عرب میں ہماری شہرت ہو اور ہماری ہیبت ہمیشہ باقی رہے لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا جب وہ بدر میں پہنچے تو جام شراب کی جگہ انہیں ساغر موت پینا پڑا اور کنیزوں کی ساز ونوا کی جگہ رونے والیاں انہیں روئیں، اللہ ﷻ مومنین کو حکم فرماتا ہے کہ اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں اور سمجھ لیں کہ فخر وریا اور غرور تکبر کا انجام خراب ہے بندے کو اخلاص اور اطاعت خدا اور رسول ہونا چاہیے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قتال میں ذکر سے کیا مراد ہے؟

۱......علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ مفسرین کرام علیہم الرضوان میں سے بعض نے کہا کہ ذکر سے مراد دعا ہے اور قتال میں ذکر کرنے کے حوالے سے کئی دعائیں روایت کی گئی ہیں جس میں یہ بھی ہے کہ اللھم انت ربنا وربھم نواصینا و نواصیھم بیدک فاقتلھم واھزمھم ،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ دل میں اللہ ﷻ کی دیا کی جائے اور اس کی مدد کی امید کی جائے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کی یاد کرو دنیا میں دشمن پر مدد حاصل کرنے اور آخرت میں ثواب کے حصول کے لئے تاکہ تم اس یاد یعنی دعا کے ذریعے قتال میں ثابت قدم رہو۔ (روح المعانی ،الجزء التاسع ،ص ۲۹۳)

☆......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دو وقت میں کی جانے والی دعائیں رد نہیں کی جاتیں، نداء کے وقت کی جانے والی دعا اور جب دو فوجیں آپس میں ملیں اس وقت کی دعا''۔

☆......ابن ابی شیبہ نے قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے اصحاب تین اوقات میں آواز کو پست

رکھنا پسند فرماتے تھے، قتال کے وقت میں، تلاوت قرآن کے وقت میں، جنازہ کے وقت میں۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۳۴۳)

بعض مفسرین نے ذکر کو مطلق اور عموم دونوں صورتوں پر باقی رکھا ہے، اور اسی میں حالت قتال میں تکبیر کہنا بھی شامل ہے۔

(الجمل، ج۳، ص۱۹۸)

اطاعت امیر کا حکم اور تنازع سے بچنا:

۲...... اللہ عزوجل نے آیت مبارکہ ﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا﴾ میں فرمایا کہ مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور آپس میں نہ جھگڑو، اس آیت مبارکہ میں امیر کی اطاعت کا درس دیا گیا ہے کہ اس کی برکتیں تمہیں حاصل ہوں، اور واقعی کئی واقعات ایسے ہیں کہ امیر کی اطاعت نہ کرنے سے نقصان پہنچتا ہے۔ مشہور واقعے کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جنگ اُحد میں پچاس ۵۰ تیر اندازوں کا ایک دستہ پہاڑی کے ایک جانب متعین کیا گیا تھا اور امیر (یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم یہ تھا کہ چاہے کچھ ہی ہو جائے اس درّے کو نہ چھوڑنا، لیکن حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی معیت میں متعین اس فوجی دستے نے جلد بازی کی اور مال غنیمت لوٹنے کے لئے اس درّے کو چھوڑ دیا، نتیجہ ہم سب جانتے ہیں کہ دشمنوں نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اگر یہ فوجی دستہ امیر کی نافرمانی نہ کرتا تو مسلمانوں کو ہزیمت کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

مسلمانوں ریاکار نہ بنو!

۳...... میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو   کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی

انسان ہر کام اللہ عزوجل کی رضا جوئی کے لئے کرے اور کسی بھی نیکی کو کرنے سے پہلے اپنی نیت درست کر لے، مسلمانوں کو اس آیت ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ﴾ میں ریاکاری سے بچنے کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ کفار قریش کی طرح نہ ہونا جنہیں اپنے لشکر اور سازوسامان پر ناز ہے مسلمان اپنے کام میں نیت خالص کر لینے کے بعد اپنی کوشش کرے اور نتیجہ اپنے پروردگار پر چھوڑ دے کہ تھوڑی سی ریا بھی نیکیوں کو برباد کر دینے کے لئے کافی ہے۔

دیارھم سے مراد مکہ مکرمہ ہے، یعنی مسلمانوں کو مکہ مکرمہ سے روکیں، اور مفسر کا قول ولم یرجعوا کا عطف خرجوا پر ہے یعنی مارے جائیں یا قتل کئے جائیں، اور بیضاوی میں ہے کہ جب کفار حجفة کے مقام پر پہنچے، تو ابوسفیان نے دیکھا کہ قافلہ کو کوئی خطرہ نہیں رہا تو انہوں نے قریش کے پاس پیام بھیجا کہ تم قافلہ کی مدد کیلئے آئے تھے اب اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے لہذا واپس جاؤ، اس پر ابوجہل نے کہا کہ خدا کی قسم ہم واپس نہ ہوں گے یہاں تک ہم بدر میں اتریں تین روز قیام کریں، اونٹ ذبح کریں، بہت سے کھانے پکائیں، شرابیں پئیں، کنیزوں کا گانا بجانا سنیں عرب میں ہماری شہرت ہو اور ہماری ہیبت ہمیشہ باقی رہے (الجمل، ج۳، ص۲۰۰)۔

لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا جب وہ بدر میں پہنچے تو جام شراب کی جگہ انہیں ساغر موت پینا پڑا اور کنیزوں کی ساز و نوا کی جگہ

رونے والیاں انہیں روئیں۔

یوم بدر شیطان کی بے بسی:

۴......عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَرِيْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا رُئِيَ الشَّيْطَانُ يَوْمًا هُوَ فِيْهِ اَصْغَرُ وَلَا اَدْحَرُ وَلَا اَحْقَرُ وَلَا اَغْيَظُ مِنْهُ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَمَا ذَاكَ اِلَّا لِمَا رَاٰى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ اِلَّا مَا اُرِيَ يَوْمَ بَدْرٍ قِيْلَ وَمَا رَاٰى يَوْمَ بَدْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَمَا اِنَّهُ قَدْ رَاٰى جِبْرِيْلَ يَزَعُ الْمَلٰئِكَةَ طلحہ بن عبید اللہ بن کریز فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان کو کبھی دن بھی اس قدر چھوٹا، اس قدر رحمت سے دور، اس قدر حقیر، اور اس قدر غضبناک نہیں دیکھا گیا جتنا وہ عرفہ کے دن ہوتا ہے، کیونکہ اس دن وہ اللہ عزوجل کی رحمت نازل ہوتے ہوئے دیکھتا ہے، اور بڑے بڑے گناہ گاروں کی اللہ عزوجل طرف معافی دیکھتا ہے۔ اور جس قدر ذلیل وہ جنگ بدر کے دن میں تھا'' پوچھا گیا کہ اس نے بدر کے دن میں کیا دیکھا تھا؟ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی صفیں ترتیب دے رہے ہیں''۔ (الموطا امام مالك، كتاب الحج، باب جامع الحج، برقم:۹۴۸، ص۲۸۸)

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ابلیس کو انسانی شکل وصورت میں متشکل ہونے کی قدرت دی جائے اور اگر ایسا ہے تو پھر اسے شیطان کیوں کہا جاتا ہے؟ میں (علامہ خازن) اس کا جواب یہ دونگا کہ اللہ عزوجل نے اسے اس کام کی قوت اور قدرت دی جیسا کہ اللہ عزوجل نے ملائکہ کو انسانی شکل میں متشکل ہونے کی قدرت عطا فرمائی ہے، لیکن نفس باطنہ متغیر نہیں ہوتی پس تغیر صورت سے تغیر حقیقت کا پایا جانا لازم نہیں آتا۔ (الخازن، ج۲، ص۳۱۹)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جنگ کے بعد لوگوں نے سراقہ کو مکہ میں دیکھا تو اسے کہا کہ اے سراقہ! تو نے ہماری صفوں کو توڑ ڈالا اور ہمیں ہزیمت اور شکست سے دوچار کر دیا، تو سراقہ نے کہا قسم بخدا! مجھے تو تمہارے معاملات میں سے کسی کا علم ہی نہیں ہے حتی کہ تمہاری ہزیمت کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کیونکہ میں وہاں گیا ہی نہیں، لیکن لوگوں نے اس بات کو سچا تسلیم نہ کیا لیکن جب یہ لوگ مشرف با اسلام ہوئے اور وہ آیات سنیں جو اللہ عزوجل نے شیطان کے بارے میں نازل فرمائیں تھیں، تو پھر انہیں یقین ہوگیا کہ وہ ابلیس تھا جو کہ ان کے پاس سراقہ بن مالک کی صورت میں آیا تھا۔ (المظهرى، ج۳، ص۲۰۵)

☆......☆جماعة كافرة: یعنی تم کسی جماعت سے لڑو، اور صیغہ الفئة کے ساتھ کافرۃ کی صفت ذکر نہیں کی گئی اس لئے کہ مومنین صرف کفار ہی سے لڑتے ہیں اور والقاء غلبہ قتال کے لئے ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۱۹۸)

دولتکم: قاموس اور مختار میں ہے کہ یہاں ریح کو مطلق مراد لیا گیا ہے، اور اس سے قوت، سربلندی، رحمت، نصرت اور سلطنت مراد لی گئی ہے۔ دولتکم دال کی فتح کے ساتھ ہے یہاں دولة الحرب مراد ہے، اور اس کی جمع دولة دال کی کسرہ کے ساتھ ہے، اور الدولة

فی المال دال کی ضمہ کے ساتھ اوراس کی جمع دول بھی دال کی ضمہ کے ساتھ ہے (الجمل، ج۳،ص۱۹۹)۔

علامہ خازن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مقاتل نے کہا کہ ریح سے مراد تمہاری حدت یعنی شدت مراد ہے، اور اخفش اور ابو عبیدہ نے کہا کہ اس سے مراد تمہاری سلطنت وحکومت مراد ہے اور یہاں ''ریح بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے اوراس سے مراد کسی کام کا نافذ ہونا مراد ہے، جیسا کہ اہل عرب کہتے ہیں ''فلاں کی ہوا جاتی رہی جب کہ اس کے سامنے وہ کام آیا جسے وہ نہ چاہتا تھا، اور قتادہ اور ابن زید نے کہا کہ یہاں مراد ریح النصر ہے اور مسلمانوں کی مدد نہ ہوتی تھی مگر اس طرح پر کہ اللہ ہوا کو بھیجتا جو دشمنوں کے رخ کو پھیر دیتی، اوراسی سے متعلق سید عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ میری مدد ہوا کے ذریعے سے کی گئی۔ (الخازن، ج۲، ص۳۱۷)

فیتسامع بذلک الناس: سے مراد یہ ہے کہ لوگ ہماری بہادری اور فیاضی کی تعریف کریں۔ (الجمل، ج۳،ص ۲۰۰ وغیرہ)۔

مــن اعــدائهــم بنــي بكــر: جب کافروں کو اپنے دشمنوں کا مکہ مکرمہ سے قتال کے لئے نکلنا محسوس ہوا تو شیطان نے انکی ڈھارس بندھائی، مفسر کا قول بنی بکر، من اعدائهم سے بدل ہے اور اس سے مراد قبیلہ کنانہ ہے، جو کہ قریش کے قبیلے کے قریب ہے اور ان دونوں قبیلوں کے مابین کئی جنگیں ہوئی ہیں۔قوتکم: کا اطلاق غلبہ، رحمت اور نصرت پر ہوتا ہے۔

لیمنعوا عیرهم :تا کہ مسلمانوں کو اس قافلے سے روکے جس میں ابوسفیان بھی تھے۔لما خافوا الخروج: جب کافروں کو ان کے دشمنوں سے یعنی بنی بکر سے خوف دلایا جس وقت کفار کا گروہ مسلمانوں سے قتال کے لیے مکہ مکرمہ سے نکل رہا تھا۔ (الصاوی، ج۳،ص۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر:۳

﴿اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ ضَعْفُ اِعْتِقَادٍ ﴿غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ﴾ اَىِ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿دِيْنُهُمْ﴾ اِذْخَرَجُوْا مَعَ قِلَّتِهِمْ يُقَاتِلُوْنَ الْجَمْعَ الْكَثِيْرَ تَوَهُّمًا اَنَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ بِسَبَبِهٖ قَالَ تَعَالٰى فِىْ جَوَابِهِمْ ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ يَثِقْ بِهٖ يَغْلِبْ ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ﴾ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ ﴿حَكِيْمٌ (۴۹)﴾ فِىْ صُنْعِهٖ ﴿وَلَوْ تَرٰى﴾ يَامُحَمَّدُ ﷺ ﴿اِذْ يَتَوَفَّى﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ﴾ حَالٌ ﴿وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ﴾ بِمَقَامِعَ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿وَ﴾ يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ ﴿ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (۵۰)﴾ اَىِ النَّارِ وَجَوَابُ لَوْ لَرَاَيْتَ اَمْرًا عَظِيْمًا ﴿ذٰلِكَ﴾ التَّعْذِيْبُ ﴿بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ﴾ عَبَّرَ بِهَا دُوْنَ غَيْرِهَا لِاَنَّ اَكْثَرَ الْاَفْعَالِ تُزَاوِلُ بِهَا ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ﴾ اَىْ بِذِىْ ظُلْمٍ ﴿لِّلْعَبِيْدِ (۵۱)﴾ فَيُعَذِّبُهُمْ بِغَيْرِ ذَنْبٍ دَاْبُ هٰٓؤُلَآءِ ﴿كَدَاْبِ﴾ كَعَادَةِ ﴿اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ﴾ بِالْعِقَابِ ﴿بِذُنُوْبِهِمْ﴾ جُمْلَةُ كَفَرُوْا وَمَا بَعْدَهَا مُفَسِّرَةٌ لِمَا قَبْلَهَا ﴿اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ﴾ عَلٰى مَايُرِيْدُهٗ ﴿شَدِيْدُ

الْعِقَابِ(۵۲)﴾ ﴿ذٰلِکَ﴾ اَیْ تَعْذِیْبُ الْکَفَرَةِ ﴿بِاَنَّ﴾ اَیْ بِسَبَبِ اَنَّ ﴿اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَھَا عَلٰی قَوْمٍ﴾ مُبْدِلًا لَھَا بِالنِّقْمَةِ ﴿حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ﴾ یُبَدِّلُوْا نِعْمَتَھُمْ کُفْرًا کَتَبْدِیْلِ کُفَّارِ مَکَّةَ اِطْعَامَھُمْ مِنْ جُوْعٍ وَاَمْنَھُمْ مِنْ خَوْفٍ وَبَعْثَ النَّبِیِّ ﷺ اِلَیْھِمْ بِالْکُفْرِ وَالصَّدِّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَقِتَالِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿وَاَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ(۵۳)﴾ ﴿کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ فَاَھْلَکْنٰھُمْ بِذُنُوْبِھِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ﴾ قَوْمَہٗ مَعَہٗ ﴿وَکُلٌّ﴾ مِنَ الْاُمَمِ الْمُکَذِّبَةِ ﴿کَانُوْا ظٰلِمِیْنَ(۵۴)﴾ وَنَزَلَ فِیْ قُرَیْظَةَ ﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ(۵۵)﴾ ﴿اَلَّذِیْنَ عٰھَدْتَّ مِنْھُمْ﴾ اَنْ لَایُعِیْنُوا الْمُشْرِکِیْنَ ﴿ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَھُمْ فِیْ کُلِّ مَرَّةٍ﴾ عَاھَدُوْا فِیْھَا ﴿وَّھُمْ لَا یَتَّقُوْنَ(۵۶)﴾ اَللّٰہَ فِیْ غَدْرِھِمْ ﴿فَاِمَّا﴾ فِیْہِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِیَّةِ فِیْ مَا الْمَزِیْدَةِ ﴿تَثْقَفَنَّھُمْ﴾ تَجِدَنَّھُمْ ﴿فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ﴾ فَرِّقْ ﴿بِھِمْ مَّنْ خَلْفَھُمْ﴾ مِنَ الْمُحَارِبِیْنَ بِالتَّنْکِیْلِ بِھِمْ وَالْعُقُوْبَةِ ﴿لَعَلَّھُمْ﴾ اَیِ الَّذِیْنَ خَلْفَھُمْ ﴿یَذَّکَّرُوْنَ(۵۷)﴾ یَتَّعِظُوْنَ بِھِمْ ﴿وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ﴾ عَاھَدُوْکَ ﴿خِیَانَةً﴾ فِیْ عَھْدٍ بِاَمَارَةٍ تَلُوْحُ لَکَ ﴿فَانْۢبِذْ﴾ اِطْرَحْ عَھْدَھُمْ ﴿اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَآءٍ﴾ حَالٌ اَیْ مُسْتَوِیًا اَنْتَ وَھُمْ فِی الْعِلْمِ بِنَقْضِ الْعَھْدِ بِاَنْ تُعَلِّمَھُمْ بِہٖ لِئَلَّا یَتَّھِمُوْکَ بِالْغَدْرِ ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ(۵۸)﴾ .

﴿ترجمہ﴾

جب کہتے تھے منافق اور وہ جن کے دلوں میں آزار ہے (یعنی اعتقادی کمزوری) کہ یہ (مسلمان) مغرور ہیں اپنے دین پر (یہ بات منافقوں نے تو ہم کے طور پر کہی جب مسلمان اپنی قلت کے باوجود کثیر مجمع سے قتال کیلئے نکلے کہ مسلمان اپنے دین کی وجہ سے مدد کیے جائیں گے اللہ ﷻ نے ان کے جواب میں فرمایا......۱......) اور جو اللہ پر بھروسہ کرے (یعنی جو اس پر اعتماد کرے وہ اسے غالب کرے گا) تو بیشک اللہ غالب (اپنے معاملے میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اور کبھی تو دیکھے (اے محمد ﷺ) جب جان نکالتے ہیں (یتوفی میں دو لغتیں ہیں یاء اور تاء دونوں کے ساتھ) فرشتے کافروں کی، مار رہے ہیں (یضربون حال ہے) ان کے منہ پر اور ان کی پیٹھ پر (لوہے کے گرز......۲......) اور (کہتے ہیں ان سے) چکھو جلنے کا عذاب (یعنی آگ کا اور لو کا جواب لرایت امرا عظیما محذوف ہے) یہ (عذاب دینا) بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا (ان کاموں کی تعبیر ہاتھ سے کی اسلئے کہ اکثر افعال ہاتھ ہی سے ہوتے ہیں......۳......) اور یہ اللہ ظلم نہیں کرتا (یعنی ظلم کرنے والا نہیں......۴......) اپنے بندوں پر (کہ وہ انہیں بغیر گناہ کے عذاب دے، ان لوگوں کی عادت......۵......) جیسا کہ دستور (یعنی عادت) فرعون والوں اور ان سے اگلوں کی وہ اللہ کی آیتوں کے منکر

ہوئے تو اللہ نے انہیں پکڑا (سزا دیتے ہوئے) ان کے گناہوں پر (جملہ کفروا اور اس کا مابعد اپنے ماقبل کی تفسیر ہے) بیشک اللہ قوت والا (جس بات کا وہ ارادہ کرے) سخت عذاب والا ہے یہ (یعنی کفر پر عذاب دینے والا ہے) اسلئے کہ (یعنی اس وجہ سے ہے کہ) اللہ کسی قوم سے جو نعمت انہیں دی تھی بدلتا نہیں (یعنی نعمت کو عذاب دیکر نہیں بدلتا......٦......) جب تک وہ خود نہ بدل جائیں (یعنی نعمت کو کفر کرکے بدل دیں جیسا کہ کفار مکہ نے کھانے کی نعمت کو بھوک سے، امن کی نعمت کو خوف سے اور نبی پاک ﷺ کو ان کی طرف بھیجنے کی نعمت کو ان کے ساتھ کفر کرکے اور اللہ ﷻ کی راہ سے روک کر اور مومنین سے قتال کے ذریعے بدل دیا) اور بیشک اللہ سنتا جانتا ہے جسے فرعون والے اور ان سے اگلوں کا دستور......٧......انہوں نے اپنے رب کی آیتیں جھٹلائیں تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا اور ہم نے فرعونیوں کو ڈبو دیا (اس کی قوم کو اس کے ساتھ ڈبو دیا) اور وہ سب (جھٹلانے والے گروہ) ظالم تھے (اور آیت مبارکہ بنو قریظہ کے بارے میں نازل ہوئی) کہ بیشک جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لاتے وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا (کہ وہ مشرکین کی مدد نہ کریں گے) پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں (جب بھی وہ عہد کرتے ہیں) اور ڈرتے نہیں (اللہ سے اپنی بد عہدی کے معاملے میں......٨......) پھر اگر (اما میں نون شرطیہ کا ما زائدہ میں ادغام ہے) تم انہیں پاؤ (تثقفنهم بمعنی تجدنهم ہے) لڑائی میں تو انہیں ایسا قتل کرو کہ بھگاؤ (شرد بمعنی فرق ہے) ان کے پیچھے والوں کو (یعنی محاربین کو، مصیبت میں ڈالتے ہوئے اور سزا دیتے ہوئے) اس امید پر کہ شاید (ان کے پیچھے والے لوگوں کو) عبرت ہو (وہ ان سے نصیحت پکڑیں) اگر تم کسی قوم سے اندیشہ کرو (جنہوں نے آپ ﷺ سے عہد کیا تھا) دغا کا (عہد کے معاملے میں، آپ ﷺ کو کوئی بد عہدی ظاہر ہو) تو پھینک دو (یعنی ڈال دو ان کا عہد) ان کی طرف برابری پر (علی سواء ترکیب میں حال ہے یعنی عہد ٹوٹنے کا حال جاننے میں آپ ﷺ اور وہ یکساں ہو جائیں اس طرح کہ آپ ﷺ ان پر واضح کر دیجئے تا کہ آپ ﷺ پر بد عہدی کا الزام نہ آجائے) بیشک دغا والے اللہ کو پسند نہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبهم مرض غر هولاء دینهم﴾.

اذ: مضاف......یقول: فعل......المنفقون: معطوف علیه......و: عاطفه......الذین: موصول......فی قلوبهم مرض: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول......غر هؤلاء: فعل ومفعول......دینهم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر "اذکر" فعل محذوف کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یتوکل علی الله فان الله عزیز حکیم﴾.

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا......یتوکل علی الله: جملہ فعلیہ جزا محذوف "یغلب" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ف: عاطفہ تعلیلیہ......ان الله: حرف مشبہ واسم، عزیز حکیم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ولو ترى اذ يتوفى الذين كفروا الملئكة يضربون وجوههم وادبارهم وذوقوا عذاب الحريق﴾.

و: مستانفہ......لو: شرطیہ......ترى: فعل بافاعل......اذ: مضاف......يتوفى: فعل......الذين كفروا: موصول صلہ، ملکر مفعول، الملئكة: ذوالحال......يضربون: فعل بافاعل، وجوههم وادبارهم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذوقوا عذاب الحريق: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "يقولون" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ جزائیہ محذوف "لرأيت شيئا عظيما" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلك بما قدمت ايديكم وان الله ليس بظلام للعبيد﴾.

ذلك: مبتدا......ب: جار......ما: موصولہ......قدمت ايديكم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ، ان الله: حرف مشبہ واسم......ليس: فعل ناقص بااسم......ب: زائد......ظلام للعبيد: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مجرور ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كداب ال فرعون والذين من قبلهم﴾.

كاف: جار......دأب: مضاف......ال فرعون: معطوف علیہ......و: عاطفہ......الذين من قبلهم: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر "دأب هؤلاء" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿كفروا بايت الله فاخذهم الله بذنوبهم ان الله قوى شديد العقاب﴾.

كفروا: فعل بافاعل......بايت الله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......ف: عاطفہ......اخذهم الله بذنوبهم: فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر ماقبل "دأب ال فرعون" کی تفسیر واقع ہے......ان الله: حرف مشبہ واسم......قوى: خبر اول......شديد العقاب: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلك بان الله لم يك مغيرا نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم وان الله سميع عليم﴾.

ذلك: مبتدا......ب: جار......ان الله: حرف مشبہ واسم......لم: حرف نفی وجزم......يك: فعل ناقص بااسم، مغيرا: اسم فاعل بافاعل......نعمة: موصوف......انعمها على قوم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، حتى: جار......يغيروا: فعل بافاعل، ما بانفسهم: موصول صلہ، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور ملکر ظرف لغو "مغيرا" اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......ان الله: حرف مشبہ واسم...... سميع عليم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر، خبر اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كداب ال فرعون والذين من قبلهم﴾. ماقبل ترکیب گزر چکی ہے۔

﴿کذبوا بایت ربھم فاھلکنھم بذنوبھم واغرقنا ال فرعون و کل کانوا ظلمین﴾.

کذبوا ابایت ربھم: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......ف: عاطفہ......اھلکنھم بذنوبھم: فعل وفاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول......و: عاطفہ......اغرقنا الی فرعون: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر ماقبل "داب ال فرعون" کی تفسیر واقع ہے،و: عاطفہ......کل: مبتدا......کانوا ظلمین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان شر الدواب عند الله الذین کفروا فھم لا یومنون الذین عاھدت منھم ثم ینقضون عھدھم فی کل مرۃ وھم لا یتقون فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون﴾.

ان: حرف مشبہ......شر الدواب: ذوالحال......عند الله: ظرف متعلق بحذوف حال،ملکر اسم......الذین کفروا: موصول صلہ،ملکر مبدل منہ......الذین: موصول......عاھدت منھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ثم: عاطفہ......ینقضون عھدھم فی کل مرۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول......و: عاطفہ......ھم لایتقون: جملہ اسمیہ معطوف ثانی ملکر صلہ،ملکر مبتدا......ف: جزائیہ......(اما) ان: شرطیہ......ما: زائدہ......تثقفنھم فی الحرب: جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......شرد: فعل امر بافاعل......ب: جار......ھم: ذوالحال......لعلھم یذکرون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو......من خلفھم: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر بدل،ملکر خبر،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ......ف: فصیحہ......ھم لایومنون: جملہ اسمیہ محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزاء،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علی سواء ان الله لا یحب الخائنین﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......ما: زائدہ......تخافن من قوم خیانۃ: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......انبذ: فعل انت ضمیر مستتر ذوالحال......علی سواء: ظرف مستقر حال ملکر فاعل......الیھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل "اما تثقفنھم" پر معطوف ہے......ان الله: حرف مشبہ واسم......لا یحب الخائنین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......الذین عھدت منھم......☆ ﴿ان شر الدواب......﴾ اوراس کے بعد کی آیتیں قریظہ کے یہودیوں کے حق میں نازل ہوئیں جن کا رسول کریم ﷺ سے عہد تھا وہ آپ ﷺ سے نہ لڑیں گے، نہ آپ ﷺ کے دشمنوں کی مدد کریں گے، انہوں نے عہد توڑا اور مشرکین مکہ نے جب رسول کریم ﷺ سے جنگ کی تو انہوں نے ہتھیاروں سے ان کی مدد کی، پھر حضور ﷺ سے معذرت کی کہ ہم بھول گئے تھے اور ہم سے قصور ہوا، پھر دوبارہ عہد کیا اور اس کو بھی توڑا۔ اللہ ﷻ نے انہیں سب جانوروں سے بدتر بتایا کیونکہ کفار سب

جانوروں سے بدتر ہیں اور باوجود کفر کے عہد شکن بھی ہوں تو اور بھی خراب۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دینی معاملے میں اعتراض کرنا دشمنان اسلام کا کام ہوتا ہے:

۱......اعتراض کرنے والے مشرکین ہوں یا کمزور اعتقاد کے مسلمان یا منافقین، ایک عمدہ بات یہ معلوم ہورہی ہے کہ ان کے اعتراض کا جواب اللہ ﷻ دے رہا ہے، معلوم ہوا کہ دین کے معاملے میں اعتراض کرنا یہ متذکرہ بالاقسم کے لوگوں کا ہی کام ہوتا ہے اور اس اعتراض کا جواب دینا رب ﷻ کی سنت مبارکہ ہے اور وہ جواب یہ ہے ﴿ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾۔

کافروں کے لئے لوہے کی گرز:

۲......مقامع : جمع ہے مِقمعة کی، مراد اس سے مڑے ہوئے کنارے والی لکڑی یا لوہے کے گرز ہیں، اگر انہیں دنیا کے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو پہاڑ جل کر ریزہ ریزہ ہوجائے۔ (الصاوی، ج۲۳۰۳)

☆...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: ''مومن بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے لئے اس کی قبر ستر ہاتھ لمبی کردی جاتی ہے، اور اس کی قبر میں خوشبو پھیلا دی جاتی ہے، اور اس کے لئے حریر کا بستر بچھا دیا جاتا ہے، پھر اگر اس کے پاس قرآن میں سے کچھ ہوتا ہے تو اس کا نور ہی اس کے لئے کافی ہے، اور اگر اس کے پاس قرآن میں سے کچھ بھی نہ ہو تو سورج کا نور اس کو کافی ہے اور وہ بندہ مومن اپنی قبر میں دولہن کی طرح ہوتا ہے وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ گویا نیند سے سیر ہی نہ ہوا ہو، اس کے برعکس کافر کے لئے اس کی قبر تنگ کردی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اس کے پیٹ سے مل جاتی ہیں اور اس کی قبر کی زندگی بختی اونٹ کی زندگی کی طرح ہے وہ اس کا گوشت کھاتے ہیں یہاں تک کہ اس کی ہڈیوں پر گوشت باقی نہیں رہتا، اس مردے پر عذاب کے فرشتے پیش کئے جاتے ہیں جو کہ صم، بکم اور عمی کی صفات کے حامل ہوتے ہیں اور ان فرشتوں کے پاس لوہے کے گرز ہوتے ہیں جس سے وہ اس کافر مردے کو مارتے ہیں اور وہ فرشتے چونکہ صم، بکم اور عمی کی صفات کے حامل ہوتے ہیں اس لئے اس کی چیخ و پکار کو نہیں سن پاتے کہ اس پر رحم کریں، اور نہ ہی اسے دیکھ سکتے ہیں کہ اس پر ترس کھاسکیں، اور اس مردے کو صبح شام آگ میں جلایا جاتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، باب عذاب القبر و شدته، ص ۱۹، ملخصاً)

افعال خبیثہ کا تعلق کس سے؟

۳......انسان کے اکثر افعال چونکہ ہاتھ ہی سے ہوتے ہیں اس لئے ان افعال کو ''ایدیکم'' سے تعبیر کیا گیا نہ کہ کسی اور عضو سے، علامہ خازن علیہ الرحمۃ ایک اعتراض قائم کرتے ہیں اور پھر اس کا جواب بھی دیتے ہیں کہ اگر تو (اے پڑھنے سننے والے!) یہ

کہے کہ ''یـــد''یعنی ہاتھ تو کفر کا محل نہیں ہے اور کفر کا محل تو دل ہے اس لئے کہ کفر تو عقیدے کا نام ہے اور اعتقاد کا محل تو دل ہوتا ہے اور ظاہر آیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس کفر کا فاعل ''ید''یعنی ہاتھ ہے اور یہ بات ممتنع ہے۔

میں (علامہ خازن علیہ الرحمۃ) اس اعتراض کا یہ جواب دوں گا کہ ''یـــد'' کو یہاں پر قدرت سے تعبیر کیا گیا ہے اس لئے کہ ''ید'' یعنی ہاتھ عمل اور قدرت کا آلہ ہوتے ہیں اور عمل کے معاملے میں مؤثر ہوتے ہیں پس ''ید''کو قدرت سے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے۔ (الخازن، ج۲، ۲۰۰۲)

اللہ ﷻ کسی بندہ پر ظلم نہیں کرتا :

۴......اللہ ﷻ کی قدرت کا قانون ہے کہ گناہ گاروں کو ان کے گناہ کی وجہ سے عذاب فرماتا ہے اور اگر چاہے تو اپنی شان کریمی کی صفت کے باعث معاف بھی فرمائے اور جو کفر پر رہے اور اس کا خاتمہ کفر ہی پر ہو اس پر عذاب ہونا ضرور ہے، کیونکہ اللہ ﷻ کسی بندہ پر ظلم نہیں فرماتا اور یہ اس لئے کہ ساری کائنات اس کی ملک اور اس کی قدرت کے ماتحت ہے اور وہ ان میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور جاننا چاہئے کہ ظلم ایک عیب ہے اور اللہ ﷻ ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ ظلام مبالغے کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے بہت زیادہ ظلم کرنے والا، اور یہ قاعدہ ہے کہ جب مقید کی نفی کی جائے تو وہ نفی قید کی طرف راجح ہوتی ہے، اور اس کا معنی یہ ہوا کہ وہ بندوں پر ظلم تو کرتا ہے مگر بہت زیادہ ظلم نہیں کرتا اور یہ اللہ کے لئے محال ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ظلام مبالغہ کا صیغہ ہے اور وہ کثرت ظلم پر دلالت کرتا ہے اور بندے بھی کثیر ہیں اور ظلم کی کثرت بندوں کی کثرت کے مقابلے میں ہے، اور یہ قاعدہ ہے کہ جب جمع کا مقابلہ جمع سے ہو تو احاد کی تقسیم احاد سے ہوتی ہے اس لئے اس آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ کسی ایک بندہ پر بھی ظلم نہیں کرتا۔ (تبیان القرآن، ج٤، ص٦٥٧)

دأب کی تفسیر:

۵......محذوف مبتداء'' داب ھؤلاء ''﴿کدأب ال فرعون﴾ کی خبر ہے، یعنی ان کفار کا عمل اور طریقہ جس پر یہ چل رہے ہیں اور جسے اپنائے ہوئے ہیں ایسا ہی ہے جیسے فرعونیوں کا طریقہ اور دستور تھا اور ان سے پہلے لوگوں کی مثل جیسے قوم نوح، عاد اور ثمود۔ اور ﴿کـفـروا بایٰات اللہ﴾ ''دأب'' کی تفسیر کر رہا ہے یعنی ان کا طریقہ اور عمل یہ ہے کہ انہوں نے آیات الٰہی کے ساتھ کفر کیا ہے تو اللہ ﷻ نے انہیں ان کے گناہوں کے باعث عذاب کے ساتھ پکڑ لیا اور انہیں اپنی گرفت میں لے لیا، بیشک اللہ ﷻ قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے، کوئی چیز اس پر غالب نہیں آسکتی اور نہ ہی کوئی چیز اس کے عذاب کو روک سکتی ہے۔ (المظھری، ج۳، ص۲۰۷)۔

خازن میں ہے کہ ''داب'' کی اصل ادامۃ الـعـمـل ہے یعنی کسی کام پر مداومت کرنا، کہا جاتا ہے کہ فلاں نے ایسا کیا ، مطلب یہ ہے کہ فلاں ہمیشہ ایسا کرتا ہے، پھر عادت کو'' دابـــا'' کا نام دے دیا گیا اسلئے کہ انسان اپنی عادت پر دوام اختیار کرتا ہے

۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آلِ فرعون یہ یقین رکھتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کے نبی ہیں پھر بھی انہیں جھٹلایا، ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے کہ جب ان لوگوں کے پاس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صداقت کے ساتھ مبعوث ہوئے تو انہوں نے انہیں جھٹلا دیا، تو اللہ عزوجل نے ان کافروں پر بھی وہی سزا نازل کردی جو کہ فرعونیوں پر نازل کی تھی۔ (الجمل، ج۳، ص۲۰٤)

جب تک قوم اپنی حالت نہ بدلنا چاہیے......!

٦...... "نقمۃ" نون کی کسرہ کے ساتھ ہے اس کے معنی ہیں سزا، بدلہ اور عذاب۔ اللہ عزوجل کسی قوم سے نعمت کو زائل نہیں کرتا جب تک کہ وہ قوم کفر اور نعمت پر شکر نہ کر کے اسے بدل ڈالے اور جب قوم ایسا کرے تو اللہ عزوجل اس نعمت کو بدل دیتا ہے اور وہ نعمت سلب کرلی جاتی ہے۔ سدی نے کہا کہ اللہ عزوجل کی نعمت سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور اللہ عزوجل نے قریش اور اہل مکہ پر یہ نعمت فرمائی تو انہوں نے اس نعمت کو جھٹلایا اور اس کا انکار کیا تو اللہ عزوجل نے اس نعمتِ عظیمہ کو انصار کی جانب پھیر دیا۔ (البغوی، ص۳۰۸)

قاضی بیضاوی ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مان لیا جائے کہ قریش مکہ بہت خوش حال، فراخی اور وسعت کی حالت میں نہ تھے لیکن وہ جس حال میں بھی تھے وہ بدر کی شکست کی ذلت کہ جس میں ان کے ستر افراد مارے گئے اور ستر ہی قید کئے گئے اور اس ذلت کے مقابلے میں ان کی پہلی زندگی جس پر شکست کا داغ نہ تھا بہر حال بہتر تھی، اور اس زندگی کے مقابلہ میں نعمت تھی لیکن جب انہوں نے اس نعمت کی ناقدری کی اور ناشکری کی تو اللہ عزوجل نے اس نعمت کو دنیا میں شکست کی ذلت کے عذاب اور آخرت میں دائمی عذاب سے بدل دیا، اور ان کا اس دنیا اور آخرت کے عذاب میں مبتلا ہونا اِن کے اپنے کفر اور معصیت کی وجہ سے تھا، اللہ عزوجل کا ان پر کسی وجہ سے ظلم نہیں تھا۔ (تبیان القرآن، ج٤، ص٦٥٨)

لفظ "دأب" کی تکرار کا کیا فائدہ ہے؟

ے......اس آیت مبارکہ ﴿کدأب ال فرعون﴾ کی تکرار کی گئی ہے، پہلی مرتبہ اس عذاب کی خبر دینے کے لئے ہے کہ اللہ عزوجل نے کسی کو اس کے بُرے فعل پر یہ عذاب نہ کیا، مراد اس عذاب سے یہ ہے کہ فرشتوں کا ان لوگوں کی روحیں نکالنے کے وقت میں ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مارنا، اور دوسری مرتبہ اس لئے ذکر کیا ہے کہ یہ بتادے کہ اللہ عزوجل نے لوگوں کو ان کے بُرے کام پر ہلاک کرنے اور غرق کرنے کا عذاب دیا ہے، اس بارے میں اور بھی اقوال ہیں۔

تفسیر خازن میں ہے کہ ایک ہی آیت کے دو مرتبہ تکرار کرنے کا کیا فائدہ؟ میں (علامہ خازن) کہتا ہوں اس کے کئی فوائد ہیں۔ ایک یہ ہے کہ دوسری مرتبہ کا کلام پہلی مرتبہ کے کلام کی تفصیل بیان کرتا ہے، پہلی آیت میں ان کے عذاب کی وجہ سے پکڑے جانے کا بیان ہے اور دوسری آیت میں ان کے غرق ہونے کا بیان ہے پس دوسری آیت پہلی آیت کی تفسیر کے لئے لائی گئی ہے کہ معلوم ہوجائے کہ ان کو کس عذاب سے پکڑا گیا۔ (الجمل، ج۳، ص۲۰۵ ملخصاً)

عہد شکن کے ساتھ سلوک!

۸......''فی غدرھم'' کے معنی ہیں عہد کا توڑنا، اللہ عزوجل نے یہاں ﴿اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ......الخ (الانفال:۵۶،۵۷)﴾ میں یہ قانون دے دیا کہ معاہدہ توڑنے والوں سے کیسا سلوک کرنا چاہیے؟ بنی قریظہ کے یہود نے سید عالم ﷺ سے معاہدے کئے تھے کہ نہ آپ ﷺ سے لڑیں اور نہ ہی آپ ﷺ کے دشمنوں کی مدد کریں گے، لیکن مشرکین مکہ کی مسلمانوں سے ہونے والی لڑائی میں جنگی ہتھیار سے مدد کی اور جب ایسا ہوا تو مسلمانوں سے کہہ دیا گیا کہ اگر تم انہیں کہیں پاؤ تو انہیں ایسا قتل کرو جس سے ان کے پسماندوں کو بھگاؤ اور ایسا کرنے میں یہ امید کی جاتی ہے کہ ان کی ہمتیں ٹوٹ جائینگی اور ان کی جماعت منتشر ہوگی اور انہیں عبرت حاصل ہوگی۔ ایسا ہی مضمون اللہ عزوجل نے سورۃ التوبۃ میں بھی بیان فرمایا چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ......اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْا اَيْمَانَهُمْ......(التوبہ:۱،۱۳)﴾۔

☆......☆ضعف اعتقاد: مراد وہ ضعیف الاعتقاد لوگ ہیں جن کے دل ابھی تک ایمان سے مطمئن نہیں ہوئے اور ان کے دل میں ابھی تک شکوک وشبہات باقی ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد مشرکین ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد منافقین ہیں اور دونوں وصفوں کے درمیان عطف مغایرات پائے جانے کے سبب ہے یعنی ان میں نفاق بھی تھا اور اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات بھی۔(البیضاوی، ج۲،ص۲۵) ☆......عبدالرزاق اور ابن المنذر نے کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ مراد وہ قوم ہے جو اسلام کا اقرار کرتی تھی اور مکہ مکرمہ کی رہنے والی تھی، یہ لوگ مشرکین عرب کے ساتھ بدر کے دن نکلے اور مسلمانوں کی (تعداد تھوڑی دیکھ کر) کہنے لگے ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈالا ہے۔ (الدر المنثور، ج۳،ص۳۴۶)

غالب علی امرہ : اللہ اپنے امر پر غالب ہے یعنی قلیل، ضعیف، کثیر اور قوی پر مسلط ہے۔ (المدارک، ج۱،ص۶۵۰)۔

یثق بہ :﴿یتوکل علی اللہ﴾ کی تفسیر ہے اور مفسر کا قول یغلب مقدر جواب شرط ہے یعنی ومن یتوکل علی اللہ یغلب اور اللہ عزوجل کا فرمان ﴿فان اللہ عزیز﴾ اس محذوف کی علت ہے۔ حال :یضربون حال ہے من الملئکۃ سے یا من الذین کفروا سے، اس لئے یضربون میں ان دونوں مراجع کا امکان ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ یتوفی میں موجود ھو ضمیر فاعل ہو جو اللہ عزوجل کے لئے ہے، اس وقت الملئکۃ مبتداء اور اس کا مابعد خبر ہوگی اور جملہ الملئکۃ یضربون حالیہ ہوگا من الذین کفروا سے اور واو حالیہ سے مستغنی ہو جائیگا اس ضمیر کی وجہ سے جو یتوفاھم میں عائد ہے (الجمل، ج۳،ص۲۰۲ وغیرہ)۔

﴿فشرد بھم﴾: میں با سببیہ ہے اور کلام مبارکہ میں مضاف حذف ہے یعنی ''سبب عقوبتھم و تنکیلھم'' (ان کی سزا اور مصیبت کے سبب)، ''من خلفھم''﴿شرد﴾ کا مفعول ہے، مراد اس سے کفار مکہ ہیں، مطلب یہ ہے کہ جب تمہیں قریظہ پر کامیابی (یعنی قابو) حاصل ہو جائے تو انہیں سزا دو، تاکہ یہ سزا کفار مکہ وغیرہ کو جنہوں نے عہد شکنی کی ہے متفرق کردے اور انہیں نصیحت

حاصل ہوجائے اور دوسروں کو بھی اس سے عبرت حاصل ہو، یہاں تک کہ اے محبوب کسی میں بھی آپ ﷺ سے محاربہ کی طاقت نہ رہے
عبرھا: جب نافرمانی کے سبب تمام ہی اعضاء عذاب برداشت کریں گے تو پھر ایدی کا خاص طور پر کیوں ذکر کیا؟ میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ یَد کا اطلاق قدرت پر ہوتا ہے اس لحاظ سے ایدیکم فرمایا۔ (الصاوی، ج۳، ص۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

وَنَزَلَ فِيمَنْ اَفْلَتَ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ﴾ يَامُحَمَّدُ ﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا﴾ اللّٰهَ اَیْ فَاتَوْهُ ﴿اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ (۵۹)﴾ لَا يَفُوْتُوْنَهُ وَفِی قِرَاءَةٍ بِالتَّحْتَانِيَةِ، فَالْمَفْعُوْلُ الْاَوَّلُ مَحْذُوْفٌ اَیْ (اَنْفُسَهُمْ) وَفِی الْاُخْرٰی بِفَتْحِ اِنَّ عَلٰی تَقْدِيْرِ اللَّامِ ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ﴾ لِقِتَالِهِمْ ﴿مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ قَالَ ﷺ "هِیَ الرَّمْیُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ﴿وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰی حَبْسِهَا فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴿تُرْهِبُوْنَ﴾ تُخَوِّفُوْنَ ﴿بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ اَیْ كُفَّارَ مَكَّةَ ﴿وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ﴾ اَیْ غَيْرِهِمْ وَهُمُ الْمُنَافِقُوْنَ اَوِ الْيَهُوْدُ ﴿لَا تَعْلَمُوْنَهُمُ اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ﴾ جَزَاؤُهٗ ﴿وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (۶۰)﴾ تُنْقَصُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا ﴿وَاِنْ جَنَحُوْا﴾ مَالُوْا ﴿لِلسَّلْمِ﴾ بِكَسْرِ السِّيْنِ وَفَتْحِهَا الصُّلْحُ ﴿فَاجْنَحْ لَهَا﴾ وَعَاهِدْهُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ وَمُجَاهِدٌ مَخْصُوْصٌ بِاَهْلِ الْكِتَابِ اِذْ اُنْزِلَتْ فِیْ بَنِیْ قُرَيْظَةَ ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ﴾ ثِقْ بِهٖ ﴿اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ﴾ لِلْقَوْلِ ﴿الْعَلِيْمُ (۶۱)﴾ بِالْفِعْلِ ﴿وَاِنْ يُّرِيْدُوْا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ﴾ بِالصُّلْحِ لِيَسْتَعِدُّوْا لَكَ ﴿فَاِنَّ حَسْبَكَ﴾ كَافِيْكَ ﴿اللّٰهُ هُوَ الَّذِیْ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ (۶۲)﴾ ﴿وَاَلَّفَ﴾ جَمَعَ ﴿بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ﴾ بَعْدَ الْاِحَنِ ﴿لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾ بِقُدْرَتِهٖ ﴿اِنَّهٗ عَزِيْزٌ﴾ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ ﴿حَكِيْمٌ (۶۳)﴾ لَا يُخْرِجُ شَیْءٌ عَنْ حِكْمَتِهٖ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ﴾ حَسْبُكَ ﴿مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۶۴)﴾۔

﴿ترجمہ﴾

(آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب کفار بدر کے دن شکست خوردہ ہوکر بھاگ نکلے) اور ہرگز گمان نہ کریں (اے محمد......ﷺ) کافر کہ بچ کر نکلیں گے (اللہ سے، یعنی وہ اس کے عذاب سے نجات پاگئے) یقیناً وہ اسے عاجز نہیں کرسکتے (کہ وہ اس کے عذاب کو دور نہیں کرسکتے اور ایک ان کے فتح اور لام کی تقدیر کے ساتھ لانھم ہے) اور ان کے لیے تیار رکھو (یعنی ان سے قتال

کیلئے) جوقوت تمہیں بن پڑے (نبی پاک ﷺ نے فرمایا قوت سے مراد تیر پھینکنا ہے، اور اسے مسلم نے روایت کیا......۲) اور جتنے گھوڑے باندھ سکو (رباط مصدر ہے بمعنی وہ گھوڑا جسے اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کیلئے اصطبل میں روکا گیا ہو) کہ دھاک بٹھاؤ (یعنی خوف دلاؤ) ان سے جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں (یعنی کفار مکہ) اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں (یعنی ان کے علاوہ، مراد منافقین اور یہود ہیں) جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو خرچ کرو گے تمہیں پورا دیا جائے گا (اس کا بدلہ) اور کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہو گے (یعنی جزاء سے کچھ بھی کمی نہ کی جائے گی) اور اگر وہ جھکیں (یعنی مائل ہوں) صلح کی طرف (السلم سین کی فتح اور کسرہ کے ساتھ صلح......۳ کے معنی میں ہے) تو تم بھی جھکو (اور ان سے معاہدہ کرو، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ یہ حکم آیت سیف سے منسوخ ہے اور مجاہد نے کہا کہ یہ حکم اہل کتاب کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ یہ آیت بنوقریظہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے) اور اللہ پر توکل کرو (یعنی اعتماد کرو) بیشک وہ سنتا (ہے بات کو) جانتا (ہے افعال کو) اور اگر وہ تمہیں فریب دیا چاہیں......۴ (صلح کے ذریعے آپ ﷺ کے خلاف مستعد رہیں) تو بیشک کافی ہے (حسبک بمعنی کافیک ہے) اللہ اور وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا اور الفت ڈال دی (الف بمعنی جمع ہے) انکے دلوں میں (بعد کینہ کے) اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے ان کے دل نہ ملا سکتے لیکن اللہ نے ان کے دل (اپنی قدرت سے) ملا دیئے بیشک وہ غالب ہے (اپنے معاملے میں) اور حکمت والا ہے (یعنی اس کی حکمت سے کوئی چیز باہر نہیں) اے غیب بتانے والے نبی اللہ تمہیں کافی (اور کافی ہیں تجھے) یہ جتنے مسلمان جو تمہارے پیرو ہوئے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولا یحسبن الذین کفروا سبقوا انهم لا یعجزون﴾۔

و: عاطفہ......لایحسبن: فعل نہی......الذین کفروا: فاعل "انفسهم" مفعول اول محذوف......سبقوا: جملہ فعلیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ......انهم: حرف مشبہ واسم......لایعجزون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم واخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم﴾۔

و: عاطفہ......اعدوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال، ترھبون بہ: فعل با فاعل وظرف لغو......عدو اللہ: معطوف علیہ وعدوکم: معطوف اول......و: عاطفہ، اخرین: موصوف، من دونهم: ظرف مستقر صفت اول......لاتعلمونهم: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر فاعل......لهم: ظرف لغو، ما استطعتم: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من قوة: جار مجرور معطوف علیہ، ومن رباط الخیل: جار مجرور معطوف ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما تنفقوا من شیء فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون﴾.

و: مستانفہ......ما: شرطیہ ذوالحال......من شیء: ظرف مستقر حال ملکر مفعول مقدم، تنفقوا: فعل بافاعل، فی سبیل اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......یوف: فعل مجہول بانائب الفاعل......الی: جار......کم: ضمیر ذوالحال......و: حالیہ، انتم لاتظلمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوکل علی اللہ انه هو السمیع العلیم﴾.

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، جنحوا للسلم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، اجنح لها: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، توکل عَلی اللہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، انه هو السمیع العلیم: حرف مشبہ واسم وخبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللہ﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......یریدوا: فعل بافاعل......ان: مصدریہ......یخدعوک: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......ان حسبک اللہ: حرف مشبہ واسم وخبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿هو الذی ایدک بنصره و بالمومنین والف بین قلوبهم﴾.

هو: مبتدا، الذی: موصول، ایدک: فعل بافاعل ومفعول، بنصره: جارمجرور معطوف علیہ، وبالمومنین: جارمجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الف بین قلوبهم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبهم ولکن اللہ الف بینهم انه عزیز حکیم﴾.

لو: شرطیہ......انفقت: فعل بافاعل، مافی الارض: موصول صلہ ملکر ذوالحال، جمیعا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ماالفت: فعل نفی بافاعل......بین قلوبهم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: مستانفہ، لکن اللہ الف بینهم: حرف مشبہ واسم وخبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، انه عزیز حکیم: حرف مشبہ واسم وخبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿یایها النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین﴾.

یایها النبی: جملہ ندائیہ، حسبک: خبر مقدم، اللہ: اسم جلالت معطوف علیہ، و: عاطفہ، من اتبعک: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من المومنین: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......یایها النبی حسبک اللہ ......☆ سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بارے میں نازل ہوئی، ایمان سے صرف تینتیس مرد اور چھ عورتیں مشرف ہوچکے تھے تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے

اس قول کی بناپر یہ آیت مکی ہے نبی کریم ﷺ کے حکم سے مدنی سورت میں لکھی گئی۔ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت غزوہ بدر میں قبل قتال کے بارے میں نازل ہوئی اس تقدیر پر آیت مدنی ہے اور مومنین سے یہاں ایک قول میں انصار ایک میں تمام مہاجرین والانصار مراد ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

لفظ محمد کی تحقیق:

۱......لفظ محمد اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس سے مراد وہ ذات ہے اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا کَثِیْرًا مَرَّۃً بَعْدَمَرَّۃٍ وہ ذات جس کی کثرت کے ساتھ باربار تعریف کی جائے۔امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں ومحمد اذا کثرت خصاله المحمودة یعنی محمد اسے کہتے ہیں جس کی قابل تعریف عادات حد سے بڑھ جائیں۔ (المفردات،ص۱۳۸)

جاننا چاہیے کہ شہادت توحید کے دواجزاء ہیں،ایک مثبت اور دوسرا منفی،جس میں پہلا منفی ہے یعنی لا الہ الا اللہ اور دوسرا مثبت یعنی محمد رسول اللہ ﷺ۔پہلے حصے میں ما سوی اللہ کے باقی سے الوہیت کی نفی کردی گئی ہے،مطلق الہ کا مطلب ہوتا ہے معبود اور یہ معبود کوئی بھی ہوسکتا ہے مگر جب لفظ الـــہ کے ساتھ الف لام کا اضافہ کردیا جائے تو یہ اللہ بن جاتا ہے اور اس سے مراد صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی کی ذات ستودہ صفات ہوتی ہے۔اسی طرح جب لفظ کتاب بولا جائے تو اس سے مراد کوئی بھی کتاب ہوسکتی ہے چاہے وہ کتاب کسی بھی زبان میں کسی بھی ملک کے کسی بھی موضوع پر لکھی گئی ہولیکن جب کتاب کے ابتداء میں الف لام کا اضافہ کردیا جائے تو اس سے مراد کلام اللہ یعنی قرآن مجید فرقان حمید ہوگا۔اسی طرح قیاس کرتے جائیں تو کئی باتیں معلوم ہونگی، حمد کا لفظ اور اس کے دیگر مشتقات عام ہیں،تعریف کسی کی بھی ہوسکتی ہے اور تعریف کرنے والا کوئی بھی ہوسکتا ہے اور محمود بننے کا اعزاز کسی کو بھی مل سکتا ہے لیکن جب محمد وجود میں آجائے تو اس سے مراد فقط ایک ہی ہستی،ایک ہی شخصیت،اور ایک ہی ذات ہوگی جن کے لئے مبداء کائنات ازل سے سجایا گیا ہے،جملہ کائنات میں فقط اسی ذات پاک کو یہ نام عطا کیا گیا ہے۔آج جتنے بھی اس نام کے کہلانے والے ہیں سب ان کے غلام ہیں حقیقی محمد کہلانے کی حقدار وہی ذات ہے جو مدینے طیبہ کے والی ہیں۔

الفاظ مجموعۂ حروف ہوتے ہیں اگر ان میں سے کسی ایک حرف کو حذف کردیا جائے تو بقیہ حروف اپنے معنی کھو بیٹھتے ہیں،مثلا ناصر ایک بامعنی لفظ ہے اس کے معنی ہیں مدد کرنے والا اور اس کا مجموعہ ن۔ا۔ص۔ر۔ہے،اگر ان حروف میں سے پہلے حرف نون کو حذف کردیا جائے تو باقی اصر رہ جاتا ہے جوکہ بے معنی لفظ ہے۔لیکن یہ قاعدہ لفظ اللہ اور محمد میں نہیں پایا جاتا یعنی لفظ اللہ اور محمد اس قاعدے اور کلیے سے مستثنیٰ ہیں لہذا اگر لفظ اللہ سے الف حذف کردیا جائے تو باقی للہ بچتا ہے اور اس کے معنی ہیں اللہ کے لئے،اگر دوسرا حرف یعنی پہلا لام ہٹادیا جائے تو الہ رہ جاتا ہے جس کے معنی ہیں معبود،اگر الف اور لام دونوں کو حذف کردیا جائے تو باقی لہ بچتا ہے جس کے معنی ہیں اللہ کے لئے،اور اگر الف اور دونوں لام حذف کردیئے جائیں تو لفظ ہ (ہو) باقی رہ جاتا ہے جس کے معنی ہیں وہی اللہ۔

اسی طرح لفظ محمد کا بھی ہر لفظ با مقصد اور با معنی ہے مثلاً اگر شروع سے میم کو حذف کر دیا جائے تو باقی حمد بچتا ہے جس کے معنی ہیں تعریف وتوصیف، اگر حاء کو کم کر دیا جائے تو مد باقی رہ جائے گا جس کے معنی ہیں مدد کرنے والا، اگر میم اور حاء دونوں کو حذف کر دیا جائے تو باقی مدرہ جاتا ہے جس کے معنی ہیں دراز اور بلند اور یہ بھی حضور پرنور ﷺ کی رفعت کی جانب اشارہ ہے، اگر دوسرے میم کو بھی حذف کر دیا جائے تو فقط د (دال) باقی رہ جائے گا جس کے معنی ہیں دلالت کرنے والا یعنی اسم محمد اللہ ﷻ کی وحدانیت پر دال ہے۔

مسلمان اپنی قوت اکھٹی کرلیں!

۲...... اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: اور ان کے لئے قوت تیار کر رکھو جو تم سے بن پڑے، چنانچہ ابو شیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ (الانفال: ۶۰)﴾ سے تیر، تلوار اور ہتھیار مراد ہیں۔

(الدر المنثور، ج ۴، ص ۳۴۹)

سید عالم ﷺ کا یہ فرمان "اَلا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ" تیر کے علاوہ کسی دوسری قوت کی نفی نہیں کرتا جیسا کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا "الحج عرفة" اور اسی طرح آپ ﷺ کا یہ فرمان "الندم توبة"، اپنے غیر کی نفی نہیں کرتا بلکہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان باتوں کا ذکر افضل مقصود ہے۔

(الخازن، ج ۲، ص ۳۲۲)

☆...... عَنْ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ (الانفال: ۶۰)﴾ اَلا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ اَلا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ اَلا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے سید عالم ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا وہ فرماتے ہیں کہ "﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ (الانفال: ۶۰)﴾ خبر دار قوت تیر میں ہے، خبر دار قوت تیر میں ہے، خبر دار قوت تیر میں ہے"۔

(صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الرمي، برقم: ۴۸۳۹، ص ۹۶۹)

دشمن سے صلح کا بیان:

۳...... اللہ ﷻ نے اس رکوع کے آغاز میں کافروں کی ہٹ اور گھمنڈ کے محل کو چکنا چور کیا کہ وہ ہر گز یہ خیال نہ کریں کہ وہ ہاتھ سے نکل گئے اور جنگ بدر سے بھاگ کر قید وقتل کی صعوبتوں سے بچ گئے ہیں، بلکہ وہ عاجز نہیں کر سکتے پھر مسلمانوں سے خطاب فرمایا کہ وہ اپنی کمریں باندھ لیں، قوت اکھٹی کرلیں اور جس طرح بن پڑے دشمن پر اپنی دھاک بٹھائیں کیونکہ وہ اللہ ﷻ کے بھی دشمن ہیں اور اے محبوب تمہارے بھی دشمن ہیں۔ اور راہ خدا میں تم جو بھی خرچ کرو تمہیں اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی طرح تم گھاٹے میں نہ رہو گے اور اگر وہ صلح کی جانب جھکیں تو تم بھی جھکو اور اللہ ﷻ پر بھروسہ کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ ﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا (الانفال: ۶۱)﴾ آیت سیف

سے منسوخ ہے اور مجاہد کے قول کے مطابق یہ آیت مبارکہ اہل کتاب کے ساتھ مخصوص ہے اور دونوں صورتوں میں صلح سے مراد جزیہ کا نافذ کرنا ہے۔ (الجمل، ج ۳،ص ۲۱۰)

دشمن کا دھوکہ مسلمانوں کو مضر نہیں:

۲۔۔۔۔۔۔اور اگر وہ تمہیں دھوکہ دیا چاہیں، اللہ ﷻ کے اس فرمان ﴿ وَاِنْ یُّرِیْدُوْٓا اَنْ یَّخْدَعُوْکَ (الانفال: ۶۲) ﴾ میں جواب شرط محذوف ہے اور وہ ہے فصالحهم، اور تمہیں ان سے خوف نہ ہو کیونکہ اللہ ﷻ تجھے کافی ہے اور خازن میں ہے کہ وہ تم سے ۔۔۔ کریں اور مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد بنو قریظہ ہیں اور معنی یہ ہے کہ اگر وہ دھوکہ دینے کو صلح کا اظہار کریں تاکہ تم ان سے ہاتھ روک لو تو اے محبوب! اللہ ﷻ تجھے اپنی مدد و نصرت سے کفایت کرے گا۔

آیت مبارکہ میں ﴿بِالْمُؤْمِنِیْنَ﴾ سے مراد انصار ہیں یعنی اوس اور خزرج کے، ان کے مابین ایک سو بیس سال سے لڑائی تھی۔ پھر اگر تو یہ کہے کہ اللہ ﷻ نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا تو مومنوں سے (حصول) مدد کی کیا حاجت کہ اللہ ﷻ نے ﴿بِالْمُؤْمِنِیْنَ﴾ فرمایا؟ میں (شیخ سلیمان) اس کا جواب یہ دونگا کہ تائید اور مدد ایک اللہ وحدہ کی جانب سے حاصل ہوئی لیکن اس کی مدد کبھی اسباب باطنہ غیر معلومہ کے ذریعے سے ہوتی ہے اور کبھی اسباب ظاہرہ معلومہ کے ذریعے سے، تو وہ مدد جو اسباب باطنہ کی وجہ سے ہو تو اس سے مراد اللہ ﷻ کا یہ فرمان ﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَکَ بِنَصْرِهٖ﴾ ہے اسلئے کہ اس کے اسباب باطنہ بغیر وسائط معلومہ سے ہوتے ہیں اور وہ مدد جو اسباب ظاہرہ کے ذریعے حاصل ہو اس سے مراد اللہ ﷻ کا فرمان ﴿بِالْمُؤْمِنِیْنَ﴾ ہے اس لئے کہ اس کے اسباب ظاہرہ وسائط معلومہ کے ساتھ ہوتے ہیں اور اس سے مراد صیغہ المومنون ہے اور اللہ ﷻ مسبب الاسباب ہے اور وہی ان میں اپنی نصرت قائم کرنے والا ہے۔ (الجمل، ج ۳،ص ۲۱۰ وغیرہ)

آیت مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمان خوف نہ کھائیں اور سیاسی میدان میں اپنے قدموں کو لغزش بھی نہ دیں، بلکہ بین الاقوامی سیاست دلیرانہ ہونی چاہیے اگر مسلمان دوسروں سے مرعوب ہوتے رہے، کسی کے اشارے پر چلتے رہے جیسا کہ آجکل ہمارے ملک کی سیاسی صورت حال ہے تو پھر اللہ ﷻ ہی حافظ ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ دلیری سے سیاست کریں اور اپنے مذہبی اور ملکی مفاد کو مدنظر رکھیں اور بس۔

☆۔۔۔۔۔۔☆ فالمفعول الاول محذوف: حفص، ابن عامر اور حمزہ نے لایحسبن کو یاء کے ساتھ پڑھا ہے، لہٰذا اس صورت میں اس کا فاعل اسم موصول ہوگا اور مفعول اول انفسهم ہے جو کہ تکرار کی وجہ سے محذوف ہے یا فاعل ضمیر ہے جو کہ من خلفهم کی جانب راجع ہے۔ باقی قراء حضرات نے اسے تاء کے ساتھ پڑھا ہے اور اس کے دونوں مفعول الذین کفروا سبقوا ہیں جس کا مفہوم یہ ہے لا تحسبنهم سابقین فائتین من عذابنا یعنی آپ انہیں ہمارے عذاب سے بچ نکلنے والا گمان نہ کریں۔ ابن عامر نے انهم کو

ہمزہ کے فتح اور لام کی تقدیر کے ساتھ لانھم پڑھا ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ لایعجزون میں لام زائدہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ کافر اللہ کو عاجز کرنے کا گمان تک نہ کریں اس صورت میں سبقوا سابقین کے معنی میں حال ہے۔ (المظھری، ج ۳،ص ۲۱۰)

رباط: مصدر سماعی ہے جو کہ فعال کے وزن پر ہے، قیاسی نہیں ہے اگر قیاسی ہوتا تو اشتراک کا تقاضا کرتا جیسے قاتل اور خاصم ،اور یہاں ایسا نہیں ہے جس کی جانب شارح کا قول حبسھا سے اشارہ ملتا ہے۔ (الجمل، ج ۳،ص ۲۰۹)

وھم المنافقون: منافقین تو اسلام کے اظہار کے لئے قتال نہیں کرتے پھر ان کو قوت اور گھوڑوں کے باندھنے سے کیوں ڈرایا گیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس قول سے مراد انہیں خوف دلانا مقصود ہے، ان کے دلوں میں خوف اور غم داخل کرنا مقصود ہے اسلئے کہ جب وہ مسلمانوں کی قوت اور ان کی خودداری کو دیکھ لیں گے تو ان کے دلوں میں مسلمانوں کا ڈر اور خوف بیٹھ جائے گا

تنقصون منه شیئا: تم ظلم نہ کئے جاؤ گے کی تفسیر مذکورہ جملے سے کی، اس لیے کہ اللہ نے جو خیر کا وعدہ کیا ہے وہ نہیں بدلتا گویا کہ اُس وعدہ کا پورا کرنا واجب ہے، اور اُس کا مخالف کرنا بھی حلال ہے اور اس سے ظلم حقیقی مراد نہیں لیا جائے گا کیونکہ اس صورت میں غیر کی ملک میں تصرف کرنا کہلائے گا اور اللہ کی ملکیت میں کوئی (ساجھی) نہیں۔ قال ابن عباس: کفار سے جزیہ بطور صلح لینا جائز ہے یا نہیں، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ حکم آیت سیف سے منسوخ ہے، اگر جزیہ کے علاوہ مصالحت یا امان ہو تو یہ منسوخ نہیں (جائز ہے)، اور اس طرح کی مصالحت یا امان ہر کافر سے جائز ہے اور یہ امام شافعی کا قول ہے، ان کے نزدیک فقط اہل کتاب سے جزیہ لے سکتے ہیں، امام مالک فرماتے ہیں کہ ہر کافر سے جزیہ لینا جائز ہے چہ جائے کہ وہ اہل کتاب سے ہو یا کسی اور گروہ مذہب سے (الصاوی، ج ۳،ص ۲۶ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۵

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ﴾ حُثَّ ﴿الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ﴾ لِلْكُفَّارِ ﴿اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ﴾ مِنْهُمْ ﴿وَاِنْ یَّكُنْ﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ ﴿مِّنْكُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ﴾ اَیْ بِسَبَبِ اَنَّهُمْ ﴿قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ (۶۵)﴾ وَهٰذَا خَبَرٌ بِمَعْنَى الْاَمْرِ اَیْ لِیُقَاتِلِ الْعِشْرُوْنَ مِنْكُمُ الْمِائَتَیْنِ وَالْمِائَةُ الْاَلْفَ وَیَثْبُتُوْا لَهُمْ ثُمَّ نُسِخَ لَمَّا كَثُرُوْا بِقَوْلِهٖ ﴿اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا﴾ بِضَمِّ الضَّادِ وَفَتْحِهَا عَنْ قِتَالِ عَشَرَةِ اَمْثَالِكُمْ ﴿فَاِنْ یَّكُنْ﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ ﴿مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ﴾ مِنْهُمْ ﴿وَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ بِاِرَادَتِهٖ وَهُوَ خَبَرٌ بِمَعْنَى الْاَمْرِ اَیْ لِتُقَاتِلُوْا مِثْلَیْكُمْ وَتَثْبُتُوْا لَهُمْ ﴿وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (۶۶)﴾ بِعَوْنِهٖ وَنَزَلَ لَمَّا اَخَذُوا الْفِدَاءَ مِنْ اَسْرٰى بَدْرٍ ﴿مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ ﴿لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ﴾ یُبَالِغَ فِیْ قَتْلِ الْكُفَّارِ ﴿تُرِیْدُوْنَ﴾ اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿عَرَضَ الدُّنْیَا﴾ حُطَامَهَا بِاَخْذِ الْفِدَاءِ ﴿وَاللّٰهُ یُرِیْدُ﴾ لَكُمْ ﴿الْاٰخِرَةَ﴾ اَیْ ثَوَابَهَا بِقَتْلِهِمْ ﴿وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ

حَكِيْمٌ (۶۷)﴾ هٰذَا مَنْسُوْخٌ بِقَوْلِهٖ (فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً) ﴿لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ﴾ بِاِحْلَالِ الْغَنَائِمِ وَالْاَسْرٰى لَكُمْ ﴿لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ﴾ مِنَ الْفِدَاءِ ﴿عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۶۸)﴾ ﴿فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۶۹)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے غیب کی خبریں بتانے والے ترغیب دو (حرض بمعنی حث ہے) مسلمانوں کو جہاد کی......(کفار سے) اگر تم میں کے بیس صبر والے ہوں گے (ان میں سے) دوسو پر غالب ہونگے اور اگر ہوں (یکن تاء اور یاء دونوں لغتوں کے ساتھ ہے) تم میں کے سوتو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے اس لیے کہ (یعنی اس وجہ سے کہ وہ) سمجھ نہیں رکھتے (یہ خبر امر کے معنی میں ہے یعنی تم میں کے بیس دوسو کے ساتھ اور سو ہزار کافروں کے ساتھ ڈٹ جائیں پھر جب مسلمانوں کی تعداد بڑھی تو یہ آیت منسوخ کردی گئی اس قول کے ذریعے) اب اللہ نے تم پر سے تخفیف فرمائی اور اسے علم ہے کہ تم کمزور ہو (ضعفاء ضاد کی ضمہ اور فتح کے ساتھ ہے یعنی اپنے سے دس گنا طاقت سے قتال کرنے میں کمزوری آگئی ہے) پھر اگر ہوں (یکن تاء اور یاء دونوں لغتوں کے ساتھ ہے) تم میں سو صبر والے (ان میں سے) دوسو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں کے ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہونگے اللہ کے حکم سے (یعنی اس کے ارادے سے اور یہ خبر، امر کے معنی میں ہے کہ وہ اپنے سے دوگنی تعداد سے لڑیں اور ان پر ثابت قدم رہیں) اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے (یعنی اللہ ﷻ کی مدد اور اگلی آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیا) کسی نبی کو لائق نہیں کہ (یکون تاء اور یاء دونوں لغتوں کے ساتھ ہے) کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے (یعنی کفار کے قتل میں مبالغہ کرے) تم لوگ (اے مسلمانوں) دنیا کا مال چاہتے ہو (دنیاوی ساز و سامان فدیہ لیکر) اور اللہ (تمہارے لیے) آخرت چاہتا ہے (یعنی آخرت کا ثواب ان کے قتل کرنے پر) اور اللہ غالب حکمت والا ہے (یہ حکم آیت فاما منا بعد و اما فداء سے منسوخ ہے) اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا (غنیموں کے حلال ہونے اور قیدی بنانے کے بارے میں تمہارے لیے) تو اے مسلمانوں تم نے جو کافروں سے مال (یعنی فدیہ ......) لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا النبی حرض المومنین علی القتال﴾.

یایھاالنبی: جملہ ندائیہ، حرض: فعل امر وانت: ضمیر مستتر فاعل، المومنین: مفعول بہ......علی القتال: جار مجرور ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانھم قوم لا یفقھون﴾.

و: عاطفہ،ان: شرطیہ......یکن منکم مائة: جملہ فعلیہ شرط...... یغلبوا: فعل بافاعل......الفا: موصوف......من الذین کفروا: ظرف مستقر صفت،ملکرمفعول......ب: جار......انھم: حرف مشبہ واسم......قوم: موصوف،لایفقھون: جملہ فعلیہ صفت،ملکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ،مجرورا اپنے جار سے ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الئن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا﴾.

الئن: ظرف مقدم،خفف اللہ: فعل وفاعل،عنکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ،علم: فعل بافاعل، ان فیکم: حرف مشبہ وظرف مستقر خبر مقدم،ضعفا: اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿فان یکن منکم مائة صابرة یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ﴾.

ف: عاطفہ،ان: شرطیہ......یکن منکم مائة صابرة: جملہ فعلیہ شرط...... یغلبوا امائتین: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......ان: شرطیہ......یکن منکم الف: جملہ فعلیہ شرط...... یغلبوا الفین: فعل بافاعل ومفعول......باذن اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ مع الصبرین﴾:

و: عاطفہ،اللہ: مبتدا......مع الصبرین: ظرف متعلق بمحذوف خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض﴾.

ما: نافیہ،کان: فعل تام،لنبی: ظرف لغومقدم،ان: مصدریہ،یکون: فعل ناقص،لہ: ظرف مستقر خبر مقدم،اسری: اسم مؤخر ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل،حتی: جار،یثخن فی الارض: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرة واللہ عزیز حکیم﴾.

تریدون: فعل بافاعل،عرض الدنیا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: مستانفہ،اللہ: مبتدا......یرید الاخرة: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......و: عاطفہ......اللہ: مبتدا ......عزیز: خبر اول......حکیم: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم﴾.

لولا: شرطیہ......کتب: موصوف......من اللہ: ظرف مستقر صفت اول......سبق: جملہ فعلیہ صفت ثانی ملکر خبر محذوف "موجود" کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط......لام: تاکیدیہ......مسکم: فعل ومفعول......فی: جار......مااخذتم: موصول صلہ ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو......عذاب عظیم: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فکلوا مما غنمتم حللا طیبا واتقوا اللہ ان اللہ غفور رحیم﴾.

ف: فصیحہ، کلوا: فعل بافاعل،من: جار......ما: موصولہ،غنمتم: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر ذوالحال، حلالاطیبا: مرکب توصیفی حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،اتقوا الله: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط محذوف "مادمت قد ابحت لکم الغنائم" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ،ان الله: حرف مشبہ واسم، غفور: خبراول،رحیم: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**ماکان لنبی ان یکون له اسری** ......☆مسلم شریف وغیرہ کی احادیث میں ہے کہ جنگ بدر میں ستر کافر قید کر کے سید عالم ﷺ کے حضور میں لائے گئے،حضور ﷺ نے ان کے متعلق صحابہ کرام ﷡ سے مشورہ طلب فرمایا:حضرت **ابوبکر صدیق**﷜ نے عرض کیا کہ یہ آپ ﷺ کی قوم وقبیلے کے لوگ ہیں میری رائے میں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اس سے مسلمانوں کو قوت بھی پہنچے گی اور کیا عجب ہے کہ اللہ ﷻ ان لوگوں کو اسلام نصیب کرے،حضرت عمر﷜ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی،آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں رہنے نہ دیا،یہ کفر کے سردار اور سرپرست ہیں ان کی گردنیں اڑائیے،اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو فدیہ سے غنی کیا ہے،علی مرتضی﷜ کو عقیل پر اور حضرت حمزہ﷜ کو عباس پر اور مجھے میرے قرابتی پر مقرر کیجئے کہ ان کی گردنیں ماردیں آخر کار فدیہ ہی لینے کی رائے قرار پائی اور جب فدیہ لیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

جهاد کی ترغیب:

۱......قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ ﷻ نے جہاد کے لئے مومنوں کو ترغیب دلائی کہ مسلمانوں کی تعداد قلیل ہو تو کچھ فرق نہیں پڑتا،حوصلہ بلند ہونا چاہئے کہ تعداد قلیل ہی کیوں نہ ہو بلند حوصلہ انہیں اپنے سے کئی گناہ بڑے لشکر سے جنگ پر آمادہ کردے گا۔ اسی ترغیب والے مضمون کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم احادیث نبوی ﷺ سے جہاد کی اہمیت اور فضائل پرمبنی احادیث ذکر کرتے ہیں تاکہ اس کی اہمیت مزید آشکار ہوجائے اور مسلمانوں میں مزید اس عظیم نعمت کا شوق بیدار ہو۔

☆......اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ ﷜ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُولُ:" وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّی اُقْتَلُ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا حضرت ابوہریرہ﷜ سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:"قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میری تو یہی خواہش ہے کہ اللہ ﷻ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں"۔

(صحيح البخاری ،كتاب الجهاد ،باب تمنی الشهادة،رقم:٢٧٩٧،ص٤٦٣)

☆......عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷜ عَنِ النَّبِیِّ لَا يُكْلَمُ اَحَدٌ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِی سَبِيْلِهٖ اِلَّا جَاءَ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی اللہ عزوجل کی راہ میں زخمی ہوگا، اور اللہ عزوجل خوب جانتا کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوا، تو قیامت میں اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا، رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی''۔

(صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الجهاد، رقم: ٤٧٥٥، ص ٩٥٣)

☆......عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَا يَجِدُ الشَّهِيْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا كَمَا يَجِدُ اَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''شہید کو اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کئے جانے سے فقط اتنا درد ہوتا ہے جتنا تم میں سے کسی ایک کو چیونٹی کے کاٹنے کا درد ہوتا ہے''۔

(الجامع الترمذی، كتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل المرابط، رقم: ١٦٧٤، ص ٥٠٩)

☆......حضرت مسروق سے آیت ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس روایت کے متعلق پوچھا گیا جو لوگ اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے (ال عمران: ١٦٩) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں، ان کے لئے عرش میں قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں وہ جہاں چاہتی ہیں چرتی ہیں، اور پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتی ہیں۔ پھر ان کا رب عزوجل ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے تم کسی چیز کو چاہتے ہو؟ وہ کہتے ہیں ہم کس چیز کی خواہش کریں کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں چرتے ہیں''۔ یہ مکالمہ تین مرتبہ ہوگا جب وہ دیکھیں گے کہ ان کو بغیر پوچھے نہیں چھوڑا جا رہا تو وہ کہیں گے کہ ہمارے رب ہماری یہ خواہش ہے کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں دوبارہ لوٹا دیا جائے حتی کہ ہم تیری راہ میں دوبارہ قتل کیے جائیں، جب اللہ عزوجل یہ دیکھے گا کہ ان کو اور کوئی خواہش نہیں ہے تو ان کو چھوڑ دیا جائے گا۔

(سنن ابن ماجه، كتاب فضائل الجهاد، باب فضل الشهادة، رقم ٢٨٠١، ص ٤٧٦)

☆......عن سهل ابن سعد قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: "الغدوة والروحة فی سبيل الله عزوجل افضل من الدنيا وما فيها" حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی راہ میں صبح کرنا یا شام کرنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے''۔ (سنن نسائی، كتاب الجهاد، باب فضل غدوة فی سبيل الله، رقم: ٣١١٥، ص ٧٤١)

☆......عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو اس حال میں مرا کہ اس نے جہاد کیا نہ اس کے دل میں جہاد کی خواہش ہوئی وہ نفاق کے ایک شعبہ پر مرا''۔ (سنن ابی داؤد، كتاب الجهاد، باب كراهية ترك الغزو، رقم: ٢٥٠٢، ص ٤٦٨)

ہم یہاں جہاد کے فرض کفایہ اور فرض عین ہونے اور شرائط کا بیان کرتے ہیں چنانچہ فقہائے کرام فرماتے ہیں:

(۱)...... جہاد ابتداً فرض کفایہ ہے پس اگر کسی ایک جماعت نے کرلیا تو سب کی طرف سے ساقط ہوگیا اور اگر سب مسلمانوں نے چھوڑ دیا تو سارے ہی گناہ گار ہونگے۔ (کنز الدقائق مع کشاف الحقائق، کتاب السیر و الجهاد، ص ۱۷۷)

(۲) اگر کفار کسی شہر پر ہجوم کریں تو الاقرب فالاقرب کے قانون کے تحت تمام مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہوگا۔ اور درر کی عبارت میں ہے کہ جہاد فرض عین اس وقت ہوگا جب کہ دشمن اسلامی سرحد پر حملہ کردے تو قرب وجوار کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہوگا اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جہاد پر قدرت رکھتے ہوں۔ (رد المحتار، کتاب الجهاد، مطلب فی الفرق بین فرض العین، ج ٦، ص ۲۰۱ ملتقطاً)

(۳)...... جہاد کے واجب ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ مجاہد کے پاس جنگ کرنے کے لئے ہتھیار ہوں، زادراہ اور سواری کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ (رد المحتار، کتاب الجهاد، مطلب: طاعة الوالدین فرض عین، ج ٦، ص ۲۰۵)

(۴)...... بچے، عورت، غلام، اندھے، اپاہج اور لنگڑے پر جہاد فرض نہیں ہے اور جہاد کے فرض عین ہونے کی صورت میں جب کہ کفار ہجوم کردیں تو عورت اور غلام بھی بغیر اپنے شوہر اور آقا کی اجازت کے جہاد پر نکلیں گے۔

(کنز الدقائق مع کشاف الحقائق، کتاب السیر و الجهاد، ص ۱۷۷)

(۵)...... جہاد کے مباح ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں ایک یہ ہے کہ دشمن کو دی جانے والی دین حق کی دعوت کو قبول کرنے سے باز رہنا اور ان کے (یعنی مسلم اور غیر مسلم ممالک) کے مابین امن وامان اور کوئی عہد و پیمان کی صورت بھی نہ ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ مسلمان جہاد کے ذریعے اسلام کی شان وشوکت اور قوت کے بڑھنے کی امید رکھتے ہوں اور اگر ایسی امید نہ ہو تو پھر قتال جائز نہیں کہ انسان اس میں پڑ کر اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے۔ (عالمگیری، کتاب السیر، باب الاول فی تفسیره شرعا و شرطه، ج ۲، ص ۲۰۹)

اسیران جنگ کا فدیہ!

۲...... علامہ ابن عابدین شامی (وحرم فداؤهم) کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ کافر قیدیوں سے مطلق بدلہ یعنی فدیہ لینا جائز نہیں کہ مال لے کر کافر قیدیوں کو چھوڑ دے یا مسلمان قیدیوں کے بدلے کافر قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے، پہلی صورت مشہور قول کے مطابق جائز نہیں ہے اور ضرورت کے وقت مال لیکر کافر قیدی کو چھوڑنا جائز ہے جیسا کہ السیر الکبیر میں ہے اور امام محمد نے کہا کہ مسلمان قیدی کے بدلے میں کافر قیدی کو چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ کافر شیخ فانی ہو اور اس کی نسل بڑھنے کی امید نہ ہو جیسا کہ الاختیار میں ہے اور دوسری صورت یعنی مسلمان قیدی کے بدلے میں کافر قیدی کو چھوڑنا امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے نزدیک جائز نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے۔ اور پہلی صورت صحیح ہے جیسا کہ الزاد میں ہے لیکن ظاهر الروایة کے مطابق یہ یعنی دوسری صورت بھی جائز ہے جیسا کہ المحیط میں مذکور ہے اور یہ تمام اقوال القهستانی میں مذکور ہیں اور ایسے ہی زیلعی نے السیر

الکبیر کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کا جائز ہونا زیادہ ظاہر روایت ہے۔ فتح القدیر میں ہے کہ یہی امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول ہے اور یہی ائمہ ثلاثہ کا قول ہے۔ اور صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث سے بھی یہ قول ثابت ہے کہ ایک مشرک کے بدلے دو مسلمان اور ایک (مشرک) عورت کے بدلے دو مسلمان چھوڑائے گئے جو کہ مکہ مکرمہ میں قید تھے۔

میں (علامہ شامی) کہتا ہوں کہ ہم اسی بناء پر یہ کہتے ہیں کہ فقہ کے متون میں جو یہ لکھا ہے کہ مالی فدیہ کے بدلے میں مشرکین کو چھوڑنا حرام ہے اس قید سے مراد یہ ہے کہ جب مسلمانوں کو مال غنیمت کی ضرورت نہ ہو، لیکن جب ان کو مال کی ضرورت ہو تو مشرکین کو مالی فدیہ کے بدلے میں چھوڑنا جائز ہے اور اسی طرح مسلمان قیدیوں کے بدلہ میں کافر قیدیوں کو چھوڑنا بھی جائز ہے۔

(رد المحتار، کتاب الجهاد، مطلب :بیان معنی الغنیمة و الفیء، ج٦،ص٢٢٨)

☆......☆ وهذا خبر بمعنی الامر: یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا کہ ہزار (کے لشکر سے بغیر مقابلے کے) سو مسلمانوں کا بغیر لڑائی کے فرار ہونا حرام تھا، پھر یہ حکم منسوخ ہوا۔ وهو خبر بمعنی الامر: اور یہ حکم قیامت کے دن تک قائم رہے گا کہ ہزار مسلمان دو ہزار دشمنان اسلام پر غالب رہیں گے۔ ونزل لما اخذوا الفداء من اسری بدر: اس کا بیان شان نزول میں دیکھ لیں۔ (الصاوی، ج٣،ص ٢٨)۔

باحلال الغنائم: جملہ فدیے وغیرہ اس حکم میں شامل ہیں جو قیدیوں سے لئے جاتے ہیں، خطیب کہتے ہیں کہ جب آیت ﴿لولا کتب من الله سبق﴾ نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ اور مومنوں نے اپنے ہاتھ فدیہ لینے سے روک لئے تھے (الجمل، ج٣، ص ٢١٥)۔

رکوع نمبر: ٦

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسَارٰی﴾ وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ اَلْاَسْرٰی ﴿ اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا ﴾ اِیْمَانًا وَاِخْلَاصًا ﴿یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ﴾ مِنَ الْفِدَاءِ بِاَنْ یُّضْعِفَهٗ لَكُمْ فِی الدُّنْیَا وَیُثِیْبَكُمْ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ﴾ ذُنُوْبَكُمْ ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (٧٠)﴾ ﴿وَاِنْ یُّرِیْدُوْا﴾ اَیِ الْاَسْرٰی ﴿ خِیَانَتَكَ ﴾ بِمَا اَظْهَرُوْا مِنَ الْقَوْلِ ﴿فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ﴾ قَبْلَ بَدْرٍ بِالْكُفْرِ ﴿ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ﴾ بِبَدْرٍ قَتْلًا وَاَسْرًا فَلْیَتَوَقَّعُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ اِنْ عَادُوْا ﴿ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿ حَكِیْمٌ (٧١)﴾ فِیْ صُنْعِهٖ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ﴾ وَهُمُ الْمُهَاجِرُوْنَ ﴿وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا ﴾ اَلنَّبِیَّ ﷺ ﴿وَّنَصَرُوْۤا﴾ وَهُمُ الْاَنْصَارُ ﴿ اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ﴾ فِی النُّصْرَةِ وَالْاِرْثِ ﴿ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ﴾ بِكَسْرِ الْوَاوِ وَفَتْحِهَا ﴿ مِّنْ شَیْءٍ ﴾ فَلَا اِرْثَ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ وَلَا نَصِیْبَ لَهُمْ فِی الْغَنِیْمَةِ ﴿ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا﴾ وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰخِرِ السُّوْرَةِ ﴿وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْكُمُ

النَّصْرُ ﴾ لَهُمْ عَلَى الْكُفَّارِ ﴿إِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ﴾ عَهْدٌ فَلَا تَنْصُرُوْهُمْ عَلَيْهِمْ وَتَنْقُضُوْا عَهْدَهُمْ ﴿ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾﴾ ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ﴾ فِي النُّصْرَةِ وَالْاِرْثِ فَلَا اِرْثَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ ﴿ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ ﴾ اَیْ تَوَلِّي الْمُسْلِمِيْنَ وَقَطْعِ الْكُفَّارِ ﴿تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾﴾ بِقُوَّةِ الْكُفْرِ وَضُعْفِ الْاِسْلَامِ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾﴾ فِي الْجَنَّةِ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ ﴾ اَیْ بَعْدَ السَّابِقِيْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ وَالْهِجْرَةِ ﴿وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ﴾ اَيُّهَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ ﴿ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ﴾ ذُو الْقَرَابَاتِ ﴿ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ ﴾ فِي الْاِرْثِ مِنَ التَّوَارُثِ بِالْاِيْمَانِ وَالْهِجْرَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فِي الْاٰيَةِ السَّابِقَةِ ﴿فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ﴾ اَللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾﴾ وَمِنْهُ حِكْمَةُ الْمِيْرَاثِ .

﴿ترجمہ﴾

اے غیب کی خبریں بتانے والے جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ (اور ایک قرأت میں اسری ہے) اگر اللہ نے تمہارے دل میں بھلائی جانی (ایمان اور اخلاص کی صورت میں) تمہیں عطا فرمائے گا (اللہ ﷻ) جو تم سے لیا گیا اس سے بہتر (بطور فدیہ، وہ یہ کہ تمہیں دنیا میں اس سے دگنا دے گا اور آخرت میں ثواب عطا فرمائے گا......۱......) اور تمہیں بخش دے گا (یعنی تمہارے گناہوں کو) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اے محبوب اگر وہ (یعنی قیدی) تم سے دغا چاہیں گے (جو وہ اپنی باتوں سے ظاہر کریں) تو اس سے پہلے اللہ ہی کی خیانت کر چکے ہیں (بدر سے پہلے کفر کر کے) تو اللہ نے تمہارے قابو میں دیدیئے (بدر میں قتل اور قید کرنے کے سلسلے میں، اگر ان کے اطوار یہی رہے تو آئندہ بھی انہیں ایسی ہی توقع کی امید رکھنی چاہیے) اور اللہ جاننے والا ہے (اپنی مخلوق کو) حکمت والا ہے (اپنی بناوٹ پر) بیشک جو ایمان لائے اور اللہ کے لیے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے (مراد اس سے مہاجرین ہیں) اور وہ جنہوں نے (نبی کو) جگہ دی اور مدد کی (مراد اس سے انصار ہیں) وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں (یعنی مدد اور وراثت کے معاملے میں......۲......) اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی تمہیں ان کا ترکہ نہیں پہنچتا (ولایتھم واو کی کسرہ اور فتح کے ساتھ ہے) کچھ بھی (لہٰذا تمہارے اور ان کے مابین میراث جاری نہ ہوگی اور غنیمت میں بھی انکے لیے حصہ نہ ہوگا) جب تک ہجرت نہ کریں (اور یہ حکم اولو الارحام بعضھم اولی ببعض سے منسوخ ہے) اور اگر وہ دین میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر (ان کے لیے کفار پر) مدد دینا واجب ہے مگر ایسی قوم پر کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے (یعنی کوئی عہد ہے تو اب تم

ان کی مدد کر کے اپنے عہد کو نہ توڑو......۷۲) اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں (یعنی مدد اور وراثت کے معاملے میں تو تمہارے اور ان کے مابین میراث جاری نہ ہوگی......۷۳) اگر ایسا نہ کرو گے (یعنی مسلمانوں سے دوستی اور کفار سے قطع تعلق) تو زمین میں بڑا فساد ہوگا (کفر کے قوی اور اسلام کے کمزور ہونے کے ساتھ) اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی (جنت میں) اور جو بعد کو ایمان لائے (یعنی ایمان اور ہجرت میں سبقت کرنے والوں کے بعد) اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں (اے مہاجرین وانصار) اور رشتے والے (یعنی قرابت والے) ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں (میراث کے معاملے میں......۷۵......آیات سابقہ کی بہ نسبت ایمان اور ہجرت کے حوالے سے) اللہ کی کتاب میں (یعنی لوح محفوظ میں) بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے (اور اسی علم میں میراث کی حکمت بھی داخل ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسری ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یوتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم﴾

یایھاالنبی: جملہ ندائیہ، قل: فعل امر با فاعل، لام: جار، من فی ایدیکم: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من الاسری: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول......ان: شرطیہ......یعلم اللہ فی قلوکم خیرا: فعل وفاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، یوتکم: فعل بافاعل ومفعول، خیرا مما اخذ منکم: شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یغفرلکم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واللہ غفور رحیم وان یریدوا خیانتک فقد خانوا اللہ من قبل﴾.

و: عاطفہ......اللہ: مبتدا......غفور: خبر اول......رحیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......ان: شرطیہ، یریدوا خیانتک: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ......قد: تحقیقیہ......خانوا اللہ من قبل: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فامکن منھم واللہ علیم حکیم﴾.

ف: عاطفہ......امکن منھم: فعل بافاعل وظرف لغو "ن" ضمیر محذوف مفعول "ای امکنک منھم" ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ...... اللہ: مبتدا......علیم: خبر اول......حکیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک بعضھم اولیاء بعض﴾.

ان: حرف مشبہ......الذین : موصول......امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وھاجروا: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ......جھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ،الذین: موصول......اٰوَوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... نصروا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر اسم......اولئک: مبتدا......بعضھم اولیاء بعض: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین امنوا ولم یھاجروا ما لکم من ولایتھم من شیء حتی یھاجروا﴾.

و: عاطفہ......الذین: موصول......امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ولم یھاجروا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتدا......ما: نافیہ......لکم: ظرف مستقر خبر مقدم......من ولایتھم: ظرف مستقر حال مقدم......من: زائد......شیء: ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر......حتی: جار......یھاجروا: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو معنی فعل نفی کیلئے جوکہ "ما" نافیہ سے مستفاد ہے "ای انتفت ولایتک علیھم الی ھجرتھم" ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر الا علی قوم بینکم وبینھم میثاق﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......استنصروکم فی الارض: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ......علیکم: ظرف مستقر خبر مقدم......النصر: مستثنیٰ منہ......الا: حرف استثناء......علی : جار......قوم: موصوف،بینکم: معطوف علیہ......وبینھم: معطوف،ملکر ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم......میثاق: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر نصر مصدر محذوف کیلئے،ملکر شبہ جملہ ہوکر مستثنیٰ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ بما تعملون بصیر والذین کفروا بعضھم اولیاء بعض﴾.

و: مستانفہ......اللہ: مبتدا......بما تعملون بصیر: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ......و: عاطفہ......الذین کفروا: موصول صلہ،ملکر مبتدا......بعضھم: مبتدا ثانی......اولیاء بعض : خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر﴾.

ان: شرطیہ......لا: زائدہ،تفعلوہ: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، تکن: فعل تام بمعنی "تحصل"...... فتنۃ : معطوف علیہ......وفساد کبیر: معطوف،ملکر فاعل،فی الارض: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والذین امنوا وھاجروا وجھدوا فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک ھم المومنون حقا﴾.

و: عاطفہ،الذین : موصول،امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وھاجروا: جملہ فعلیہ معطوف اول، وجھدوا فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ،الذین : موصول...... اووا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ونصروا:

جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر معطوف، ملکر مبتدا......اولئک: مبتدا، هم: مبتدا ثانی، المومنون: اسم فاعل بافاعل، حقا: "ایمانا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لهم مغفرة ورزق كريم والذين امنوا من بعد وهاجروا وجاهدوا معكم فاولئك منكم﴾.

لهم: ظرف مستقر خبر مقدم......مغفرة: معطوف علیہ......ورزق كريم: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ، الذين: موصول......امنوا من بعد: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وهاجروا: جملہ فعلیہ معطوف اول...... وجهدوا معكم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مبتدا......ف: جزائیہ......اولئك منكم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واولوا الارحام بعضهم اولى ببعض فى كتب الله ان الله بكل شىء عليم﴾.

و: عاطفہ......اولوا الارحام: مبتدا......بعضهم: مبتدا ثانی......اولى ببعض: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......فى: جار......كتب الله: مجرور، ملکر ظرف مستقر "هذاالحكم" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... ان الله: حرف مشبہ واسم......بكل شىء عليم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......يا يها النبى قل لمن فى ايديكم ......☆ یہ آیت حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو سید عالم ﷺ کے چچا ہیں یہ کفار قریش کے ان دس سرداروں میں سے تھے جنہوں نے جنگ بدر میں لشکر کفار کے کھانے کی ذمہ داری لی تھی اور یہ اس خرچ کیلئے بیس اوقیہ سونا ساتھ لے کر چلے تھے (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے)، لیکن ان کے ذمے جس دن کھلانا تجویز ہوا تھا خاص اسی روز جنگ کا واقعہ پیش آیا اور قتال میں کھانے کھلانے کی فرصت و مہلت نہ ملی تو یہ بیس اوقیہ سونا ان کے پاس بچ رہا جب وہ گرفتار ہوئے اور یہ سونا ان سے لے لیا گیا تو انہوں نے درخواست کی کہ یہ سونا ان کے فدیہ میں محسوب کرلیا جائے مگر رسول کریم ﷺ نے انکار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "جو چیز ہماری مخالفت میں صرف کرنے کے لئے لائے تھے وہ نہ چھوڑی جائے گی"، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر ان کے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کے فدیئے کا بار بھی ڈالا گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا محمد ﷺ! تم مجھے اس عالم میں چھوڑو گے کہ میں باقی عمر قریش سے مانگ مانگ کر بسر کیا کروں؟، تو حضور ﷺ نے فرمایا: "پھر وہ سونا کہاں جس کو تمہارے مکہ مکرمہ سے چلتے وقت تمہاری بی بی ام الفضل نے دفن کیا ہے اور تم ان سے کہہ کر آئے ہو کہ خبر نہیں ہے مجھے کیا حادثہ پیش آئے اگر میں جنگ میں کام آجاؤں تو یہ تیرا ہے اور عبداللہ اور عبیداللہ کا اور فضل اور قثم کا (سب انکے بیٹے تھے)"، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: "مجھے میرے رب عزوجل نے خبردار کیا ہے"، اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں بے شک آپ ﷺ سچے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ ﷺ اس کے بندے اور

رسول ہیں میرے اس راز پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی مطلع نہ تھا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجوں عقیل ونوفل کو حکم دیا وہ بھی اسلام لائیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مال غنیمت کی تقسیم:

۱......روایت میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے کچھ مال آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کے لئے وضو فرمایا لیکن اس وقت تک نماز ادا نہیں فرمائی جب تک کہ اس مال کو تقسیم نہ کرلیا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم دیا کہ اس مال سے کچھ لے لو تو انہوں نے جتنا وہ اٹھا سکتے تھے لے لیا اور فرمایا کہ یہ اس سے بہتر ہے جو مجھ سے (بیس اوقیہ سونا) لیا گیا تھا اور میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں۔ یہ بھی روایت ہے کہ ان کے پاس بیس غلام تھے اور ان میں سے ادنی غلام بیس ہزار کی تجارت کرتا اور اس کا نفع مجھے ملتا ہے اور میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دوسرے وعدے یعنی آخرت کے ثواب کی بھی امید کرتا ہوں۔ (المدارک، ج۱، ص۶۵۸)

محکوم مسلمانوں کی مدد:

۲......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

تمام ہی مفسرین نے اس آیت مبارکہ سے یہی مسئلہ ثابت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود مہاجرین اصحاب کو جگہ عطا فرمائی اور انہیں اپنی جگہوں پر ٹھہرایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی، اس سے مراد انصار تھے۔ ابتداً مہاجرین وانصار ایک دوسرے کے وارث تھے پھر یہ آیت مبارکہ ایک اور آیت ﴿واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض (الانفال:۷۵)﴾ سے منسوخ ہوگئی۔ اس آیت مبارکہ سے احترام مسلم کا درس ملا کہ مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی کریں

معاہدات کا احترام:

۳......اسلام ایک پاکیزہ اور پرامن مذہب ہے کسی قسم کی نااتفاقی کو پسند نہیں کرتا، چاہے وہ نااتفاقی ملکی سطح پر ہو یا بین الاقوامی سطح پر، ہر قسم کی اندرونی وبیرونی، خارجی وداخلی نااتفاقی کو محبوب نہیں رکھتا، اور چاہتا ہے کہ ہر قسم کی پیچیدگیوں سے امت مسلمہ کو بچایا جائے، چاہے وہ پیچیدگیاں ملکی سطح پر ہوں یا علاقائی سطح پر، ہر قسم کے رزائل کو دور کیا جائے۔ اور یہ اس وقت ممکن ہے جب کہ عہد و پیمان کا پاس رکھا جائے، دیکھیں نا جب صلح حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹا تو کس طرح کے مسائل نے جنم لیا؟ اور کیسے کیسے خدشات سروں پر منڈلانے لگے؟ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان ہر ہر پلیٹ فارم پر اپنے وعدوں کا خیال کریں اور حکمرانوں کو بھی چاہیے کہ لوٹے نہ بنیں اپنے ذاتی نفع کی وجہ سے ملک وقوم کو نقصان نہ پہنچائیں۔

موانع ارث کا بیان:

ﷺ.....موانع ارث میں سے ایک اختلاف دین بھی ہے پس کافر اور مرتد مسلمان کے مال کے وارث نہ بن سکیں گے اس کی دلیل اللہ ﷻ کا فرمان ﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا (النساء:۱۴۱)﴾ اور نہ ہی مسلمان کافر کی وراثت کا مالک بن سکتا ہے اسی پر علماء احناف اور شوافع اور صحابۂ کرام کا عمل رہا ہے اور دلیل ابوداؤد کی یہ حدیث ہے کہ لا يتوارث اهل ملتين شتى ہے یعنی دوالگ دین کے ماننے والے کبھی ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔(السراجیۃ مع برکات السراج، ص ۱۵)

رشتے دار بعض، بعض سے قریب تر ہیں :

۵.....ماقبل آیات میں یہ بات جانی گئی کہ مہاجرین وانصار آپس میں مل جل کر رہتے تھے اور انصاریوں نے مہاجرین سے بڑی ملنساری کا سلوک کیا۔ اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی اور وہ دونوں یعنی مہاجر وانصار ایک دوسرے کے وارث ہیں۔ پھر اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا اور فرمایا کہ رشتے دار ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں۔ یہاں سے ذوی الارحام کی اہمیت بھی ظاہر ہوئی۔ ذوی الارحام کسے کہتے ہیں؟ اور ان میں کون کون سے رشتے دار شامل ہیں اس کی مختصراً وضاحت درج ذیل ہے:

ذو الـــرحـم کے لغوی معنی مطلقاً قرابت دار ہیں چاہے وہ فروض میں سے ہوں یا عصبہ میں سے یا اس کے علاوہ میں سے ہوں۔ اور اس کی شرعی تعریف یہ ہے کہ ہر وہ قریبی رشتے دار جو فرائض اور عصبات میں سے نہ ہوں یعنی اس کا حصہ کتاب اللہ میں مقرر نہ ہو اور نہ ہی سنت رسول میں مقرر ہو اور نہ ہی اجماع امت سے انکے حصے مقرر ہوں۔ اور ذوی الارحام کی اقسام درج ذیل ہے۔

(۱) جو میت کی اولاد میں سے ہوں اور یہ اولاد میت کی بیٹیوں اور پوتیوں کی ہو۔ (۲) جن کی اولاد میں خود میت شامل ہے اور اس سے مراد اجداد ساقطہ ہیں یعنی وہ اصحاب جو فرائض اور عصبات کی وجہ سے ساقط ہو چکے ہوں یعنی جد فاسد یا جدہ فاسدہ چاہے ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ (۳) میت کے ماں باپ کی اولاد میں ہوں، جیسے حقیقی یا علاتی بھائیوں کی بیٹیاں اور اخیافی بھائیوں کے بیٹے بیٹیاں (۴) جو میت کے دادا، دادی، نانی، نانا کی اولاد میں سے ہوں جیسے باپ کا ماں شریک بھائی اور انکی اولاد پھوپھیاں اور ان کی اولاد، ماموں اور ان کی اولاد، خالائیں اور ان کی اولاد اور ماں باپ دونوں کی طرف سے چچاؤں کی بیٹیاں یا ان کی اولاد۔

(السراجیہ مع برکات السراج، باب ذوی الارحام، ص ۹۰، ۹۱ وغیرہ)

☆.....☆فی قراۃ الاسری: ایک قرأت میں امالہ کے ساتھ الأساری ہے اور دوسری قرأت میں بغیر امالہ کے الأسری ہے۔

فلا أرث ......الخ: اولی صورت یہ ہے کہ اس عبارت ولا نصیب لهم فی الغنیمة میں کچھ حذف ماننا جائے کیونکہ اس عبارت پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ غنیمت تو اسے ملے گی جو قتال کرے اور متذکرہ مومنین نے قتال نہ کیا۔ (الصاوی، ج۳، ص ۳۰ وغیرہ)۔

ویثبتکم فی الاخرۃ: کافر قیدیوں کے قول سے مراد یہ قول نرضی بالاسلام ہے یعنی ہم اسلام سے راضی ہیں۔

فلیتوقعوا: جواب شرط ہے اور شرط ماقبل فرمان باری ﷻ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ ہے۔

بما اظهروا من القول: کہ ہم اسلام پر راضی ہیں۔ ولا نصیب لهم فی الغنیمة: اس لیے کہ بندہ غنیمت کا حقدار اس وقت ہوتا ہے جب کہ کافروں کے ساتھ قتال کرے اور ان (منافقین) نے ایسا نہیں کیا لہذا ان کے لیے مالِ غنیمت میں کوئی حصہ نہیں۔

ای بعد السابقین: سن ۶ ھ، واقعہ حدیبیہ کے بعد ہجرت کی، اور فتح مکہ سے پہلے، اور خازن کی عبارت میں ﴿من بعد﴾ کے قول پر اختلاف ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کی اور اس سے مراد دوسری ہجرت ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ متذکرہ آیت ﴿والذین امنوا وهاجروا ......الخ﴾ کے نزول کے بعد ہجرت کی، غزوہ بدر کے بعد ہجرت کی، لیکن صحیح ترین قول یہ ہے کہ مراد دوسری ہجرت ہے کیونکہ دوسری ہجرت پہلی ہجرت کے بعد رونما ہوئی، اور ہجرت کا سلسلہ فتح مکہ کے بعد ختم ہو گیا کیونکہ فتح مکہ کے بعد پورا عرب دار الاسلام بن گیا۔ (الجمل، ج ۳، ص ۲۱۷ وغیرہ)۔

سورة التوبه مدينة او الا الآيتين آخرها وهى مائة و ثلاثون او الا آية

سورۃ التوبہ مدنی ہے سوائے آخری دو آیتوں کے، اس میں ایک سو تیس یا ایک سو انتیس آیتیں ہیں

اس سورۃ میں سولہ رکوع، چار ہزار اٹھتر کلمے، دس ہزار چار سو اٹھاسی حروف ہیں

تعارف سورة التوبه

انوار التنزیل مع اسرار التاویل میں اس سورہ کے کئی نام ہیں التوبه، المقشقشة، البحوث، المبعثرة، المنقرة، المثيرة، الحافرة المخزية، المنكلة، المشردة، المدمدمة اور العذاب۔ اس سورۃ مبارکہ میں مومنین کی توبہ کا اور منافقین سے نجات کا ذکر ہے، یہ سورۃ منافقوں سے بیزاری کا اعلان کرتی ہے اور یہ سورۃ منافقین کے حال اور ان کے آثار پر بحث کرتی ہے اور ان کے معاملات کی نشاندہی کرتی ہے اور انہیں رسوا، بدنام اور ہلاک کرتی ہے۔ (انوار التنزیل مع اسرار التاویل، ج ۲، ص ۳۵)

☆......ابو شیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ سورة البراءة میں بسم الله الرحمن الرحيم کیوں نہ لکھی گئی؟ انہوں نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ بسم الله الرحمن الرحيم امان ہے اور سورۃ براءۃ امان اٹھانے دینے کے لئے نازل ہوئی ہے۔ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۳۷۷)

یہ سورۃ مبارکہ سن ۹ ھ میں نازل ہوئی کیونکہ اس سورۃ میں غزوۂ تبوک کا خصوصیت کا ساتھ ذکر ملتا ہے اور یہ غزوہ ماہ رجب سن ۹ ھ میں ہوا، اور مشرکین سے عام بیزاری اور قطع تعلقات کا اعلان بھی اسی سال حج کے موقع پر کیا گیا۔ اس سورۃ میں بسم الله الرحمن الرحيم نہ لکھی جانے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ سید عالم ﷺ نے اس سورۃ کے آغاز میں بسم الله الرحمن الرحيم لکھنے کا حکم نہ فرمایا، ایک قول یہ بھی ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام اس سورۃ مبارکہ کو لے کر حاضر ہوئے تھے تو انہوں نے بھی بسم

اللہ الرحمن الرحیم ذکر نہ کی تھی۔

مکہ مکرمہ سن ۸ھ کو فتح ہوا اور اس کے بعد دن بدن اسلام کو ترقی اور عروج حاصل ہوتا رہا، عرب خصوصاً حجاز کا بے آب وگیاہ خطہ کسی فاتح کے لئے اپنے اندر کوئی دلکشی نہیں رکھتا تھا۔ سید عالم نورِ مجسم ﷺ کی دعوت حق سے اسلام کو روز بروز ترقی مل رہی تھی اور قیصر روم تک اس ترقی وکامیابی کی اطلاعیں بھی پہنچ رہی تھیں لیکن اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ بُصری کے بادشاہ شرجیل کی جانب بھی اپنے ایک قاصد کے ساتھ دعوت حق روانہ کیا مگر اس نے اس قاصد کو قتل کروادیا، ذات الطرح کے باشندے مدینہ طیبہ سے پندرہ مسلمانوں کو اپنے ہمراہ اس غرض سے لائے کہ وہ انہیں دین اسلام سکھائیں گے لیکن انہوں نے بھی نامناسب طریقہ اختیار کرتے ہوئے ایک کے سوا سب کو شہید کر دیا۔ حضور انور ﷺ نے ان مسلمانوں کے ناحق بہنے والے خون کا بدلہ چاہا جس کے نتیجے میں حالات ناساز گار ہونے لگے ،ایک طرف شرجیل اور ہرقل بادشاہ کی ایک ایک لاکھ کی فوج ہے اور دوسری جانب مسلمانوں کا گنا چنا تین ہزار کا لشکر جس کے سپہ سالار زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش فرما گئے۔ اب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں کہ اسلام کا علم بلند کرنے کو بہادری کے جوہر دکھا کر اسلام دشمنوں کو واصل بہ جہنم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہی ہوا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ بھر پور جوہر دکھائے اور دشمنان اسلام کی آنکھیں کھول دیں کہ مسلمان طاقتور قوم ہیں اگر یہ میدان میں آجائیں تو دشمن کا عظیم لشکر بھی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا کیونکہ ان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی خصوصی رحمت شامل حال ہے۔ اس واقعے نے ہرقل بادشاہ کو چوکنا کر دیا اور اس نے یہ نیت کرلی کہ مسلمانوں کی روز افزوں ترقی اور بڑھتی ہوئی طاقت کو کچلنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا اور اس نے اسی مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مدینہ پر حملہ کرنے کا پروگرام بنانا شروع کر دیا۔

نگاہِ رحمت سے یہ حالات کب چھپ سکتے تھے؟ آپ ﷺ نے بھی شام پر حملہ کرنے کا ارادہ فرمالیا۔ ان دنوں ملک میں عام قحط سالی کا دور دورہ تھا، گرمی کا مہینہ بھی تھا، سخت دھوپ اور گرم لُو کی تمازت میں تیاری شروع ہو چکی تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عمر بھر کی جمع پونجی الغرض جو کچھ اپنے دولت خانے میں پایا حاضرِ خدمت کر دیا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا آدھا سامان پیشِ خدمت کر دیا ،حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہزار ہا اشرفیاں خدمتِ اقدس میں نظر کر دیں، عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کب پیچھے رہنا تھا انہوں نے بھی مال کے ڈھیر قدمین اقدس میں نچھاور کر دئے، بہر حال عاشقان رسول کا تیس ہزار کا قافلہ جس کی قیادت کوئی اور نہیں فخر دو جہاں سرور ذیشاں ﷺ کر رہے تھے روانہ ہوا۔ ایک طرف گرمی کی تمازت ہے تو دوسری طرف سواریوں کی قلت، ایک طرف ساز وسامان کی کمی دامن گیر ہے تو دوسری جانب قیصر کے عظیم لشکر کی خیال بندیاں، تاہم ہمت مرداں مدد خدا کے جذبے سے سرشار محبوب رب دو عالم ﷺ کی معیت میں تبوک کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ سید عالم ﷺ اس مقام پر بیس روز مقیم رہے اور اس عرصہ میں گردونواح کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں سے جزیہ لینے پر صلح کرلی اور عرب کے قبائل پر مسلمانوں کی ہیبت چھا گئی اور منافقین اور اسلام دشمنوں کے بنے بنائے منصوبے پر پانی پھر

گیا اور طویل عرصے کے بعد امید کی ایک کرن جو انہیں چمکتی نظر آئی تھی وہ بھی اب بجھتی دکھائی دینے لگی۔ سید عالم ﷺ کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ غیر مسلم طاقتوں کے ساتھ صلح وسلامتی رہے اور اسی وجہ سے ان کے ساتھ صلح کے معاہدے کئے گئے لیکن فریق ثانی نے ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کی اور جب بھی جس طرح موقع بن پایا عہد شکنی کی لہٰذا اس سورۃ مبارکہ کی آیت نمبر۴ میں اس بات کی وضاحت پائی جاتی ہے کہ کافروں سے کئے گئے ان تمام معاہدوں کو منسوخ کیا جائے جنہوں نے عہد شکنی کی ہے۔ اس سورۃ میں اس اہم مسئلہ کی جانب بھی صراحت پائی جاتی ہے کہ مسجد اللہ عزوجل کا گھر ہے اور اس کے متولی بھی اللہ والے ہی ہونے چاہیے نہ کہ کافر مشرک جو کہ نجس ہیں اور اپنی باطنی گندگی کی وجہ سے اس منصب کے اہل نہیں اور نہ ہی ان کی مشرکانہ رسوم اس پاک گھر میں ادا ہو سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ اس مبارک اور برکت والی پیاری پیاری سورت میں ہے جس کا صحیح علم مکمل مطالعہ سے ہی ہوگا۔

رکوع نمبر: ۷

وَلَمْ تُكْتَبْ فِيهَا الْبَسْمَلَةُ لِاَنَّهُ ﷺ لَمْ يَأْمُرْ بِذٰلِكَ كَمَا يُؤْخَذُ مِنْ حَدِيْثٍ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَاُخْرِجَ فِيْ مَعْنَاهُ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ الْبَسْمَلَةَ اَمَانٌ وَهِيَ نَزَلَتْ لِرَفْعِ الْاَمْنِ بِالسَّيْفِ وَعَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّكُمْ تُسَمُّوْنَهَا سُوْرَةَ التَّوْبَةِ وَهِيَ سُوْرَةُ الْعَذَابِ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّهَا آخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ هٰذِهٖ ﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ وَاصِلَةٌ ﴿اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱)﴾ عَهْدًا مُطْلَقًا اَوْ دُوْنَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ اَوْ فَوْقَهَا وَنَقْضُ الْعَهْدِ بِمَا يُذْكَرُ فِيْ قَوْلِهٖ ﴿فَسِيْحُوْا﴾ سِيْرُوْا آمِنِيْنَ اَيُّهَا الْمُشْرِكُوْنَ ﴿فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ﴾ اَوَّلُهَا شَوَّالٌ بِدَلِيْلِ مَا سَيَاْتِيْ وَلَا اَمَانَ لَكُمْ بَعْدَهَا ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ﴾ اَيْ فَائِتِيْ عَذَابَهٗ ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ (۲)﴾ مُذِلُّهُمْ فِي الدُّنْيَا بِالْقَتْلِ وَالْاُخْرٰى بِالنَّارِ ﴿وَاَذَانٌ﴾ اِعْلَامٌ ﴿مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ﴾ يَوْمَ النَّحْرِ ﴿اَنَّ﴾ اَيْ بِاَنَّ ﴿اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ وَعُهُوْدِهِمْ ﴿وَرَسُوْلُهٗ﴾ بَرِيْٓءٌ اَيْضًا، وَقَدْ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَلِيًّا مِنَ السَّنَةِ وَهِيَ سَنَةُ تِسْعٍ فَاَذَّنَ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنٰى بِهٰذِهِ الْاٰيَاتِ، وَاَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ﴿فَاِنْ تُبْتُمْ﴾ مِنَ الْكُفْرِ ﴿فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ﴾ عَنِ الْاِيْمَانِ ﴿فَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَبَشِّرِ﴾ اَخْبِرْ ﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (۳)﴾ مُؤْلِمٍ وَهُوَ الْقَتْلُ وَالْاَسْرُ فِي الدُّنْيَا وَالنَّارُ فِي الْاٰخِرَةِ ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا﴾ مِنْ شُرُوْطِ الْعَهْدِ ﴿وَلَمْ يُظَاهِرُوْا﴾ يُعَاوِنُوْا ﴿عَلَيْكُمْ اَحَدًا﴾ مِنَ الْكُفَّارِ ﴿فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى﴾ اِنْقِضَاءِ ﴿مُدَّتِهِمْ﴾ الَّتِيْ عَاهَدْتُّمْ عَلَيْهَا ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

الْمُتَّقِيْنَ(٤) ﴾ بِـاِتْـمَامِ الْعُهُوْدِ ﴿فَاِذَا انْسَلَخَ ﴾ خَرَجَ ﴿الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ ﴾ وَهُوَ آخِرُ مُدَّةِ التَّاجِيْلِ ﴿فَاقْتُلُوْا الْـمُشْـرِكِيْـنَ حَيْـثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ﴾ فِيْ حِلٍّ اَوْ حَرَمٍ ﴿ وَخُذُوْهُمْ ﴾ بِالْاَسْرِ ﴿وَاحْصُرُوْهُمْ ﴾ فِي الْقِلَاعِ وَالْحُصُوْنِ حَتّٰى يَضْطَرُّوْا اِلَى الْقَتْلِ اَوِ الْاِسْلَامِ ﴿وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ﴾ طَرِيْقٍ يَسْلُكُوْنَهٗ وَنَصْبُ كُلَّ عَـلٰـى نَزْعِ الْـخَـافِـضِ ﴿فَـاِنْ تَـابُـوْا ﴾ مِـنَ الْـكُـفْرِ ﴿واَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ﴾ وَلَاتَتَعَرَّضُوْا لَهُمْ ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(٥) ﴾ لِمَنْ تَابَ ﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ مَرْفُوْعٌ بِفِعْلٍ يُفَسِّرُهٗ ﴿ اسْـتَـجَـارَكَ ﴾ اِسْتَـاْمَـنَـكَ مِـنَ الْقَتْلِ ﴿فَاَجِرْهُ ﴾ اٰمِنْهُ ﴿ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ﴾ الْقُرْآنَ ﴿ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَـاْمَـنَـهٗ ﴾ اَيْ مَوْضَعَ اَمْنِهٖ وَهُوَ دَارُ قَوْمِهٖ اِنْ لَمْ يُؤْمِنْ لِيَنْظُرَ فِيْ اَمْرِهٖ ﴿ ذٰلِكَ ﴾ الْمَذْكُوْرُ ﴿ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ(٦) ﴾ دِيْنَ اللّٰهِ فَلَا بُدَّلَهُمْ مِنْ سِمَاعِ الْقُرْآنِ لِيَعْلَمُوْا .

﴿ترجمہ﴾

(اس سورت کی ابتداء میں بسم اللہ اسلئے نہ لکھی گئی کہ نبی کریم ﷺ ہی نے اس کا حکم نہ فرمایا جیسا کہ حاکم کی روایت کردہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور اس کا معنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی لیا گیا ہے کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورت تلوار کے ساتھ امن اٹھا دینے کیلئے نازل ہوئی ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ اس کا م نام سورۂ توبہ رکھتے ہیں حالانکہ یہ سورۂ عذاب ہے اور بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ قرآن کریم کی سورتوں میں سب سے آخر میں نازل ہوئی، یہ) بے زاری کا حکم سنانا (پہنچانا) ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے......١......ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ تھا اور وہ قائم نہ رہے (یعنی مشرکین سے مطلق عہد کیا تھا یا چار ماہ سے کم کا یا چار ماہ سے زیادہ کا اور عہد شکنی کی جس کا اللہ عزوجل کے فرمان میں ذکر کیا گیا) تو چلو پھرو (یعنی اے مشرکوں امن کی حالت میں سیر کرو) چار مہینے زمین پر (مہینے کی ابتدا شوال سے ہوگی جس کی دلیل عنقریب ذکر ہوگی اور ان چار مہینوں کے بعد تمہارے لیے امان نہیں) اور جان رکھو کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے (یعنی اس کے عذاب کو دور نہیں کر سکتے) اور اللہ کافروں کو رسوا کرے گا (یعنی دنیا میں قتل اور آخرت میں عذاب نار کے ذریعے رسوا کرے گا) اور اعلان (اذان بمعنی اعلام ہے) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن (حج الاکبر بمعنی یوم النحر ہے......٢......) کہ (ان بمعنی بان ہے) اللہ بے زار ہے مشرکوں سے (اور ان کے معاہدوں سے) اور اس کا رسول (یعنی وہ بھی بے زار ہے، چنانچہ نبی پاک ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ سال ٩ھ کا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یوم النحر کے دن منی میں ان آیات کا اعلان فرمایا اور یہ کہ اس سال کے بعد نہ تو مشرک حج کریں گے اور نہ ہی کعبہ مشرفہ کا برہنہ طواف کریں گے......٣......اسے بخاری نے روایت کیا) تو اگر تم توبہ کرو (کفر سے) تو تمہارا بھلا ہے اور اگر

منہ پھیرو (ایمان لانے سے) تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا سکو گے اور خوشخبری سنادو (بشر بمعنی اخبر ہے) کافروں کو دردناک عذاب کی (یعنی سخت تکلیف دہ عذاب کی، مراد اس سے دنیا میں قتل اور قید اور آخرت میں عذاب نار ہے) مگر وہ مشرک جن سے تمہارا معاہدہ تھا پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہیں کی (یعنی عہد کی شرطوں میں کمی نہ کی......۴......) اور مدد نہ دی (یظاھروا بمعنی یعاونوا ہے) تمہارے مقابل کسی ایک کی (کفار میں سے) تو اس کا عہد پورا کرو (اختتام) مدت تک (یعنی جس مدت تک کیلئے تم نے ان سے عہد کیا تھا) بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے (جو عہد کو پورا کرنے والے ہیں) پھر جب گزر جائیں (انسلخ بمعنی خرج ہے) حرمت والے مہینے (مراد اس سے مدت کا آخری وقت ہے) تو مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ (یعنی حل یا حرم میں) اور انہیں پکڑو (یعنی قید کرنے کے ذریعے) اور قید کرو (یعنی قلعوں اور محفوظ مقاموں میں یہاں تک کہ وہ قتل یا اسلام کی طرف مجبور کیے جائیں) اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو (یعنی ان کے راستوں پر چلو اور کل منصوب بنزع الخافض ہے) پھر اگر وہ توبہ کریں (کفر سے) اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو (یعنی ان کے درپے نہ ہو......۵......) بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (اسے جو توبہ کرے) اور اے محبوب اگر کوئی مشرک (احد کو فعل استجارک کی وجہ سے مرفوع پڑھا گیا ہے) تم سے پناہ مانگے (یعنی قتل کیے جانے سے امن طلب کرے ......٦......) تو اسے پناہ دو (یعنی امان دو) کہ وہ اللہ کا کلام (قرآن) سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو (اس کی امن کی جگہ سے مراد وہ جگہ ہے جو اس کی قوم کا علاقہ ہے تاکہ اگر ایمان نہ لایا تو اسے اپنے معاملے میں غور کرنے کا موقع مل جائے) یہ (مذکورہ حکم) اسلئے کہ وہ نادان لوگ ہیں (یعنی اللہ کے دین سے نادان ہیں پس ان کے جاننے کیلئے قرآن سننا ضروری ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿براء ة من الله ورسوله الی الذین عاھدتم من المشرکین﴾

براء ة : موصوف......من : جار......الله ورسوله: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مجرور صفت، ملکر مبتدا......الی: جار ،الذین :موصول......عاھدتم من المشرکین: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فسیحوا فی الارض اربعة اشھر واعلموا انکم غیر معجزی الله وان الله مخزی الکفرین﴾

ف: فصیحہ......سیحوا فی الارض: فعل بافاعل ومتعلق......اربعة اشھر :مفعول فیہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ......اعلموا: فعل بافاعل......انکم غیر معجزی الله: جملہ اسمیہ معطوف علیہ......و :عاطفہ......ان الله مخزی الکفرین: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر قول محذوف "فقولوا ایھا المسلمون للمشرکین" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذان من الله ورسوله الی الناس یوم الحج الاکبر ان الله بریء من المشرکین﴾

و: عاطفہ.....اذان: موصوف،من اللہ و رسولہ: ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا...... الی الناس: ظرف مستقر "کائن" اسم فاعل محذوف کیلئے،یوم الحج الاکبر: ظرف "کائن" اسم فاعل بافاعل ظرف مستقر وظرف لغو سے ملکر شبہ جملہ ہوکرخبر اول،ان اللہ: حرف مشبہ واسم، بری من المشرکین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ رسولہ: "بری منھم" خبر محذوف کیلئے مبتدا"ای رسولہ بری منھم" ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر خبر ثانی،مبتدا اپنی دونوں خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان تبتم فھو خیر لکم و ان تولیتم فاعلموا انکم غیر معجزی اللہ﴾.

ف: مستانفہ...... ان: شرطیہ.....تبتم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ.....ھو: مبتدا......خیر لکم: شبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......ان: شرطیہ.....تولیتم: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ.....اعلموا: فعل بافاعل......انکم غیر معجزی اللہ: جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وبشر الذین کفروا بعذاب الیم﴾.

و: عاطفہ.....بشر: فعل امر بافاعل......الذین کفروا: مفعول......بعذاب الیم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الا الذین عاھدتم من المشرکین﴾.

الا: حرف استثناء.....الذین: موصول......عاھدتم من المشرکین: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر ماقبل "براء ۃ من اللہ ورسولہ الی الذین عاھد تم من المشرکین" میں "المشرکین" سے مستثنی واقع ہے"ای براء ۃ من اللہ ورسولہ الی الذین عاھد تم من المشرکین الاالذین عاھدتم من المشرکین".

﴿ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم﴾.

ثم: عاطفہ.....لم ینقصوکم شیئا: فعل نفی بافاعل ومفعول اول وثانی،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ.....لم یظاھروا علیکم احدا: فعل نفی بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ......و:عاطفہ.....اتموا: فعل امر بافاعل......الیھم: جار مجرور مبدل منہ......الی مدتھم: جار مجرور بدل،ملکر ظرف لغو......عھدھم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اللہ یحب المتقین﴾. ان اللہ: حرف مشبہ واسم......یحب المتقین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذاانسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد﴾.

ف: مستانفہ......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......انسلخ الاشھر الحرم: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ.....اقتلوا المشرکین: فعل بافاعل ومفعول......حیث وجدتموھم: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،وخذوھم: جملہ فعلیہ معطوف اول...... واحصروھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی...... و: عاطفہ.....اقعدوا: فعل امر بافاعل

،لھم: ظرف لغو...... کل موصد: مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفوررحیم﴾۔

ف: مستانفہ......ان: شرطیہ......تابوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... واقاموا الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول ،واتوا الزکوۃ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر شرط...... ف: جزائیہ......خلوا سبیلھم: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ ،ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... غفوررحیم: خبران،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلم اللہ ثم ابلغہ مامنہ﴾۔

و: مستانفہ......احد: موصوف......من المشرکین: ظرف مستقر صفت،ملکر فعل محذوف "استجارک" کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفسر......استجارک: جملہ فعلیہ تفسیر،ملکر شرط...... ف: جزائیہ......اجرہ: فعل امر بافاعل ومفعول......حتی: جار......یسمع کلام اللہ: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثم: عاطفہ......ابلغہ مامنہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ذلک بانھم قوم لایعلمون﴾۔

ذلک: مبتدا،ب: جار،انھم: حرف مشبہ واسم،قوم: موصوف،لایعلمون: جملہ فعلیہ صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مجرور ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ ﷻ اور اسکے رسول ﷺ کی جانب سے اعلان برائت:

۱...... یہ برائت اللہ ﷻ کی طرف سے ہے براءۃ مصدر ہے جیسے النشاءۃ اور الدناءۃ۔مفسرین کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو منافقین نے جھوٹی خبریں پھیلانا شروع کردیں اور مشرکین نے اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے مابین ہونے والے عہد توڑ ڈالے تو اللہ ﷻ نے بھی ان سے نقضِ عہد کا حکم دیا اور اس بارے میں فرمان دیا کہ ﴿واما تخافن من قوم خیانۃ﴾۔زجاج نے کہا کہ اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ بری ہیں اس بات سے کہ ان سے کوئی عہد کریں اور اسے پورا بھی کریں جب کہ وہ عہد توڑ دیتے ہوں۔ (البغوی،ص ۳۶۳)

یوم نحر کا بیان:

۲...... یوم النحر کو یوم الحج بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ اعمال حج اسی میں اختتام پزیر ہوتے ہیں،اور اسے عمرہ سے احتراز کرتے ہوئے حج اکبر کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اس لئے کہ عمرہ حج اصغر ہے۔عمرہ میں اعمال حج کے مقابلے میں کم ہوتے

ہیں اور جب عمرے کے اعمال میں رمی جمار و وقوف عرفہ وغیرہ کی زیادتی کر دی جائے تو اس اعتبار سے حج کو اکبر کہا جاتا ہے۔

(الجمل، ج۳، ص ۲۲۵)

☆...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے جب حج ادا فرمایا تو آپ یوم النحر یعنی دس ذی الحجہ کو جمرات کے درمیان کھڑے ہو گئے اور فرمایا یہ حج اکبر کا دن ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الخطبة فی، رقم: ۱۷۴۲، ص ۲۸۱)

☆...... ابن مردویہ نے ابن ابی اوفی سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "یوم اضحیٰ کا دن یہ حج اکبر کا دن ہے"۔

(الدر المنثور، ج۳، ص ۳۸۱)

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ رحمۃ القوی تبیان القرآن جلد ۵، ص ۵۵ پر فرماتے ہیں جس کو ہم انہی کی ذکر کی گئی تخاریج کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ احادیث اور آثار صحابہ میں ایام حج اکبر کا اطلاق آیا ہے اور کسی دن کے حج اکبر ہونے پر اتفاق نہیں ہے، اور عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ جب جمعہ کے دن یوم عرفہ ہو تو وہ حج اکبر ہوتا ہے اس کے ثبوت میں ہر چند کہ کوئی صریح حدیث نہیں ہے تاہم بکثرت دلائل شرعیہ سے ان دن کا حج اکبر ہونا ثابت ہے، اس لئے اس کو حج اکبر کہنا صحیح ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ جس سال جمعہ کے دن یوم عرفہ ہو اس سال کے حج کا ثواب ستر حج سے زیادہ ہوتا ہے۔

ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ نے جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس کے حج اکبر ہونے کے ثبوت میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، اس میں وہ لکھتے ہیں: جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس پر حج اکبر کا اطلاق کرنا بہت مشہور ہے اور زبان زد خلائق ہے، اور خلق خدا کی زبانیں حق کا قلم ہوتی ہیں اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس چیز کو مسلمان حسن یعنی اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی حسن ہے اور جس چیز کو مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے۔ (مسند احمد، ج۳، رقم: ۳۶۰۰، مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ)

امام زرین بن معاویہ نے تجرید الصحاح میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا "افضل ایام، یوم عرفہ ہے اور جب یہ جمعہ کے دن ہو تو یہ بغیر جمعہ کے ستر حج سے افضل ہے"۔ (اتحاف السادة المتقین، ج ٤، ص ٧٤، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر)

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ بعض محدثین نے یہ لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اگر بالفرض یہ واقع میں ضعیف ہو بھی تو کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہوتی ہے اور بعض جاہلوں کا یہ کہنا کہ یہ حدیث موضوع ہے، باطل اور مردود ہے (علامہ مناوی اور حافظ ابن قیم نے اس حدیث کو باطل کہا ہے) کیونکہ زرین بن معاویہ عبدری کبراء محدثین اور عظماء مخرجین میں سے ہیں، اور محققین کے نزدیک ان کا کسی حدیث کو نقل کر دینا معتمد سند ہے، جبکہ انہوں نے اس کو صحاح ستہ کی تجرید میں بیان کیا ہے، اس لئے یہ سند اگر صحیح نہیں ہے تو ضعیف سے کسی میں کم نہیں ہے اور اس حدیث کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ جمعہ کے دن عبادات کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے، اور علامہ نووی نے اپنے مناسک میں بیان کیا ہے کہ جب عرفہ جمعہ کے دن ہو تو تمام اہل موقف کی مغفرت

کردی جاتی ہے، علامہ ابو طالب مکی نے اس حدیث کو قوت القلوب میں بیان کیا ہے۔ ابن جماعہ نے اس حدیث کو نبی پاک ﷺ کی طرف مسند کر کے بیان کیا ہے، اور علامہ سیوطی نے اس کو جماعہ سے نقل کر کے مقرر کر رکھا ہے اور یہ چیز قواعد میں سے ہے کہ جب کسی حدیث کے متعدد طرق ہوں تو وہ قوی بن جاتی ہے اور اس پر دلیل ہوتی ہے کہ اس حدیث کی اصل ہے۔

(الحظ اوفر فی الحج الاکبر مع مسلك المتقسط ،ص۴۸۲ ،مطبوعه ادارة القرآن کراچی)

علامہ علاؤ الدین حصکفی فرماتے ہیں کہ جب عرفہ جمعہ کے دن ہو تو ستر حج کا ثواب ہے اور میدان عرفات میں ہر فرد کے لئے بلاواسطہ مغفرت کردی جاتی ہے۔(الدر المختار، کتاب الحج ،باب الهدی،ص ۴۷) بلاواسطہ مغفرت سے کیا مراد ہے؟ علامہ شامی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ مطلق وقوف عرفہ والوں کی مغفرت کردی جاتی ہے تو پھر اس دن یعنی جمعہ کی تخصیص کا کیا فائدہ؟ ایک قول اس کے جواب کے بارے میں یہ کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ جمعہ کے دن والوں کی بلا واسطہ مغفرت کر دیتا ہے، جبکہ دوسرے دنوں میں ایک قوم کی مغفرت دوسری قوم کی وجہ سے ہوتی ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن حجاج اور غیر حجاج سب کی بخشش کردی جاتی ہے اور دوسرے دن میں فقط حجاج کی مغفرت کی جاتی ہے۔(رد المحتار، کتاب الحج ،باب الهدی،ص ۴۷)

اعلان حج :

۳......نبی پاک ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو منی میں جمع کر کے حج کے بارے میں معلومات فراہم کریں اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "لوگوں سے کہہ دینا کہ میرے پاس یہ پیغام میرے اقارب میں سے ایک شخص کی جانب سے آیا ہے"۔ اور نبی پاک صاحب لولاک سلطان ارض و افلاک ﷺ نے اس سال (یعنی سورہ توبہ کے نزول کے سال) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حج کے لئے بھیجا اور خود تشریف نہ لے گئے، اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ کو امیر قافلہ بنا کر اپنے پیغام کے پہنچانے کے لئے روانہ فرمایا۔ اور مفسر کا قول فاذن سے مراد لوگوں کو بڑی آواز سے اعلان کرنا مراد ہے۔ اور مفسر کا قول بهذه الایات سے مراد اس سورت کی تیس یا چالیس آیات مراد ہیں اور مفسر کا یہ قول کہ وان لا یحج سے مراد یہ ہے کہ لوگوں میں یہ اعلان کر دینا کہ حج نہ کریں اور نہ ہی کعبہ معظمہ کا طواف کریں کہ مشرکین بیت اللہ کا برہنہ طواف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کپڑوں میں جس میں ہم نے اللہ ﷻ کی نافرمانی ہے طواف نہ کریں گے۔ (الجمل، ج۳،ص ۲۲۶)

معاهدات کی پابندی شرط هے :

۴......معاہدات کی پابندی ایک اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے کسی بھی مملکت کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہے کہ علاقائی، صوبائی اور بین الاقوامی معاہدات کا پاس رکھا جائے۔ آیت مبارکہ میں اپنے عہد کی پاسداری کرنے والے بنی ضمرہ کے لوگ مراد ہیں جو کہ بنی کنانہ کا ایک قبیلہ ہے اللہ اور اس کے رسول نے عہد کو مدت تک پورا کرنے کا حکم صادر فرمایا اور اس وقت ان کی مدت کے نو ماہ

باقی تھے، اور (مدت کا باقی رہ جانا ہی) سبب تھا کہ قوم بنی ضمرہ نے عہد کو نہ توڑا۔ (الجمل، ج ۳، ص ۲۲۷)

آج حالات بدل گئے، اب مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے عہد کر کے پورا نہیں کرتا، حکمران عوام سے عہد در عہد کئے جاتے ہیں مگر انہیں بھی ان عہد و پیمان کو پورا کرنے کی زحمت نہیں ہوتی، ہم نے عنوان تو یہ قائم کیا کہ معاہدات کو پورا کرنا شرط ہے اور یہی اس آیت سے ثابت بھی ہوتا ہے کہ معاہدات کا پاس رکھا جائے لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ مسلمان کو اس کا پابند کیسے کیا جائے؟ کون اس جانب توجہ دلائے؟ اوپر سے لیکر نیچے تک ہر کوئی اسلام کے زرین اصولوں سے نا آشنا اور بیزار نظر آتا ہے ایسے میں جو کوئی خاص عنایت کے سبب اس جانب متوجہ ہو جائے تو سبحان اللہ ورنہ اللہ ہمارے حال زار پر اپنے حبیب کے صدقے رحم فرمائے۔

دستور اسلامی میں نماز اور زکوۃ کی اهمیت :

۵......اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ پھر اگر لوگ شرک سے توبہ کرتے ہوئے ایمان لے آئیں اس وجہ سے کہ انہیں جو تمہاری جانب سے تکلیف پہنچی ہے اور اپنے ایمان اور توبہ کی تصدیق کے لئے نماز و زکوۃ کی پابندی کریں۔ ان دو عبادات کے ذکر کرنے پر اس لئے اکتفاء کیا گیا کہ یہ دونوں عبادات، دیگر عبادات بدنیہ اور مالیہ کی سردار ہیں۔ (روح المعانی، الجزء العاشر، ص ۳۴۳)

مستامن کا حکم

۶......مستامن وہ شخص ہے جو دوسرے ملک میں امان لیکر گیا، دوسرے ملک سے مراد وہ ملک ہے جس میں غیر قوم کی سلطنت ہو یعنی حربی دار الاسلام میں یا مسلمان دار الکفر میں امان لیکر گیا تو مستامن ہے۔

(بہار شریعت مخرجہ، حصہ ۹، باب: مستامن کا بیان، ج ۲، ص ۴۴۳)

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا اے محبوب اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے یعنی کوئی مشرک تمہارے پاس مہینے کے مہینے گزرنے کے بعد آئے کہ جن میں تمہارے اور ان کے مابین کوئی عہد نہ ہو اور امن طلب کرے تا کہ تمہاری دعوت توحید اور قرآن سنے تو اسے امن دو حتی کہ اللہ ﷻ کا کلام مبارک سماعت کر لے اور اس پر تدبر بھی کر لے اور حقیقت پر مطلع بھی ہو جائے، پھر اس کے کلام مبارک سن لینے اور اس پر تدبر کر لینے کے بعد اگر اسلام نہ لائے تو اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو تا کہ وہاں جا کر امن سے رہ سکے، ثم قاتلہ ان شئت اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ مستامن اذیت نہ دیا جائے اور مدت گزر جانے کے بعد اس کا دار الاسلام میں ٹھہرنا بھی جائز نہیں۔

(المدارک، ج ۱، ص ۶۶۴)

☆......☆ یذکر فی قولہ : اس سے تینوں عہد مراد ہیں چاہے مطلق عہد ہو، یا چار ماہ سے کم کا یا چار ماہ سے زیادہ کا۔

اولھا شوال : اس کا اول شوال المکرم اور آخر محرم الحرام ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس کا اول ذی القعدہ کی دس تاریخ ہے اور آخر ربیع الاول کی دس تاریخ کو ہے اس لئے کہ اس سال حج اس دن کو ہوا تھا، پھر اس کے اگلے سال دس ذی الحج کو ہوا اور اسی سال سید

عالمﷺ نے حج ادا فرمایا اور فرمایا "ان الزمان قد استدار کھیئته یوم خلقه الله یعنی زمانہ گھوم کر اپنی اصلی ہیئت پر آ گیا ہے"، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس کی ابتداء دس ذی الحجہ ہے اور آخر دس ربیع الثانی۔

المخبر: مراد مطلق بشارت کی خبر ہے اور اس خبر کو بشارت کی خبر کے ساتھ کافروں کا مذاق اڑانے کے لئے تعبیر کیا۔

بدلیل ماسیأتی: سے مراد اللہ عزوجل کا فرمان ﴿فاذا انسلخ الاشھر الحرم﴾ ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص۳۳ وغیرہ)۔

بما یذکر فی قوله: سے مراد وہ اباحت ہے جو اللہ عزوجل کے فرمان فسیحوا فی الارض ......الخ میں ذکر کی گئی، اس لئے کہ قول باری عزوجل میں اباحت کا حکم ہے اور بما میں باء ملابست کے لئے ہے جو کہ اللہ عزوجل کے فرمان براء ۃ کے متعلق ہے اور یہ برائت اور علیحدگی اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے تینوں صورتوں میں مشرکین کے ساتھ رہنے کے حوالے سے ہے۔

التی عاهدتم علیها: سے مراد التی عاهدتموهم علیها ہے۔

وهو اخر مدة التاجیل: مراد یہاں مدت تاجیل کا اپنی انتہا کو پہنچنا ہے، یعنی جو مدت ان کے لئے مقرر کی گئی تھی اس پر زیادتی کرنا جائز نہیں ہے، لیکن یہ قول اس وقت ہے جب کہ ہماری قوت مستحکم ہو یعنی مسلمان مضبوط قوت کے مالک ہوں اور اگر مسلمان کمزور ہوں تو پھر مدت میں زیادتی کرنا حسب حاجت دس ماہ تک زیادتی کرنا جائز ہے، پس مذکورہ جملہ حالیہ یا مستانفہ ہے۔

کل: کو منصوب، نزع خافض کی وجہ سے پڑھا گیا ہے اور علی یا باء ظرفیہ یا فی مقدر ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۲۲۳ وغیرہ)۔

ایک اہم بات

کسی بزرگ نے حضرت سیدنا ذکوان علیہ رحمۃ الرحمن کو اُن کی وفات کے ایک سال بعد خواب میں دیکھا تو استفسار فرمایا: "کونسی قبریں زیادہ روشن ہوتی ہیں؟ فرمایا، دنیا میں مصیبتیں اٹھانے والوں کی" (تنبیه المغترین، الباب الثالث، ص ١٦٦)۔

رکوع نمبر:۸

﴿کَیْفَ﴾ اَیْ لَا ﴿یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَھْدٌ عِنْدَاللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ﴾ وَھُمْ کَافِرُوْنَ بِھِمَا غَادِرُوْنَ ﴿اِلَّاالَّذِیْنَ عَاھَدْتُّمْ عِنْدَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَةِ وَھُمْ قُرَیْشٌ اَلْمُسْتَثْنُوْنَ مِنْ قَبْلُ ﴿فَمَا اسْتَقَامُوْا لَکُمْ﴾ اَقَامُوْا عَلَی الْعَھْدِ وَلَمْ یَنْقُضُوْهُ ﴿فَاسْتَقِیْمُوْا لَھُمْ﴾ عَلَی الْوَفَاءِ بِهٖ وَمَا شَرْطِیَّةٌ ﴿اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ(۷)﴾ وَقَدْ اِسْتَقَامَ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلٰی عَھْدِھِمْ حَتّٰی نَقَضُوْا بِاِعَانَةِ بَنِیْ بَکْرٍ عَلٰی خُزَاعَةَ ﴿کَیْفَ﴾ یَکُوْنُ لَھُمْ عَھْدٌ ﴿وَاِنْ یَّظْھَرُوْا عَلَیْکُمْ﴾ یَظْفَرُوْا بِکُمْ ﴿لَا یَرْقُبُوْا﴾ یُرَاعُوْا ﴿فِیْکُمْ اِلًّا﴾ قَرَابَةً ﴿وَّلَا ذِمَّةً﴾ عَھْدًا بَلْ یُؤْذُوْکُمْ مَااسْتَطَاعُوْا وَجُمْلَةُ الشَّرْطِ حَالٌ ﴿یُرْضُوْنَکُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ﴾ بِکَلَامِھِمُ الْحَسَنِ ﴿وَتَاْبٰی قُلُوْبُھُمْ﴾ اَلْوَفَاءَ بِهٖ ﴿وَاَکْثَرُھُمْ فَاسِقُوْنَ(۸)﴾ نَاقِضُوْنَ لِلْعَھْدِ ﴿اِشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿ثَمَنًا قَلِیْلًا﴾ مِنَ الدُّنْیَا، تَرَکُوْا اِتِّبَاعَھَا لِلشَّھَوَاتِ وَالْھَوٰی ﴿فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ﴾ دِیْنِهٖ ﴿اِنَّھُمْ سَآءَ﴾ بِئْسَ ﴿مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(۹)﴾ بِهٖ عَمَلُھُمْ ھٰذَا ﴿لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُعْتَدُوْنَ(۱۰)﴾ ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوةَ فَاِخْوَانُکُمْ﴾ اَیْ فَھُمْ اِخْوَانُکُمْ ﴿فِی الدِّیْنِ وَنُفَصِّلُ﴾ نُبَیِّنُ ﴿الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ(۱۱)﴾ یَتَدَبَّرُوْنَ ﴿وَاِنْ نَّکَثُوْٓا﴾ نَقَضُوْا ﴿اَیْمَانَھُمْ﴾ مَوَاثِیْقَھُمْ ﴿مِّنْ بَعْدِ عَھْدِھِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ﴾ عَابُوْهُ ﴿فَقَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْکُفْرِ﴾ رُؤَسَاءَهُ فِیْهِ وَضْعُ الظَّاھِرِ مَوْضَعَ الْمُضْمَرِ ﴿اِنَّھُمْ لَآ اَیْمَانَ﴾ عُھُوْدَ ﴿لَھُمْ﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْکَسْرِ ﴿لَعَلَّھُمْ یَنْتَھُوْنَ(۱۲)﴾ عَنِ الْکُفْرِ ﴿اَلَا﴾ لِلتَّحْضِیْضِ ﴿تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّکَثُوْٓا﴾ نَقَضُوْا ﴿اَیْمَانَھُمْ﴾ عُھُوْدَھُمْ ﴿وَھَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ﴾ مِنْ مَکَّةَ لَمَّا تَشَاوَرُوْا فِیْهِ بِدَارِ النَّدْوَةِ ﴿وَھُمْ بَدَءُوْکُمْ﴾ بِالْقِتَالِ ﴿اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ حَیْثُ قَاتَلُوْا خُزَاعَةَ حُلَفَاءَکُمْ مَعَ بَنِیْ بَکْرٍ فَمَا یَمْنَعُکُمْ اَنْ تُقَاتِلُوْھُمْ ﴿اَتَخْشَوْنَھُمْ﴾ اَتَخَافُوْنَھُمْ ﴿فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ﴾ فِیْ تَرْکِ قِتَالِھِمْ ﴿اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ(۱۳)﴾ ﴿قَاتِلُوْھُمْ یُعَذِّبْھُمُ اللّٰهُ﴾ بِقَتْلِھِمْ ﴿بِاَیْدِیْکُمْ وَیُخْزِھِمْ﴾ یُذِلُّھُمْ بِالْاَسْرِ وَالْقَھْرِ ﴿وَیَنْصُرْکُمْ عَلَیْھِمْ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ(۱۴)﴾ مِمَّا فُعِلَ بِھِمْ ھُمْ بَنُوْ خُزَاعَةَ ﴿وَیُذْھِبْ غَیْظَ قُلُوْبِھِمْ﴾ کَرْبَھَا ﴿وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ﴾ بِالرُّجُوْعِ اِلَی الْاِسْلَامِ کَاَبِیْ سُفْیَانَ ﴿وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ(۱۵)﴾ ﴿اَمْ﴾ بِمَعْنٰی ھَمْزَةِ الْاِنْکَارِ ﴿حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَکُوْا وَلَمَّا﴾ لَمْ ﴿یَعْلَمِ اللّٰهُ﴾ عِلْمَ ظُھُوْرٍ ﴿الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا مِنْکُمْ﴾ بِالْاِخْلَاصِ ﴿وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَةً﴾ بِطَانَةً

وَاَوْلِيَاءَ الْمَعْنٰى وَلَمْ يُظْهِرِ الْمُخْلِصُوْنَ وَهُمُ الْمَوْصُوْفُوْنَ بِمَا ذُكِرَ مِنْ غَيْرِهِمْ ﴿ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ(۱۶) ﴾

﴿ترجمہ﴾

کیسے (یعنی نہیں) ہوگا مشرکین کے لئے ......۱......اللہ اور اس کے رسول کے پاس کوئی عہد (مشرکین سے مراد وہ کافر ہیں جنہوں نے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے عہد شکنی کی) مگر وہ جن سے تمہارا معاہدہ مسجد حرام کے پاس ہوا (حدیبیہ کے روز، مراد وہ قریش ہیں جو پہلے ہی مستثنیٰ ہیں) تو جب تک وہ تمہارے لیے عہد پر قائم رہیں (یعنی وہ عہد پر قائم رہیں اور عہد کو نہ توڑیں) تم ان کے لیے قائم رہو (یعنی ان کے ساتھ وفاداری کرو اور فما میں ما شرطیہ ہے) بیشک پرہیز گار اللہ کو خوش آتے ہیں (چنانچہ نبی پاک ﷺ اپنے عہد پر قائم رہے یہاں تک کہ قریش نے بنوخزاعہ کے خلاف بنوبکر کی مدد کر کے عہد توڑ دیا) بھلا کیوں کر......۲......(ان کے واسطے کوئی عہد ہو) ان کا حال تو یہ ہے کہ تم پر قابو پائیں (یظھروا علیکم بمعنی یظفروا بکم ہے) تو لحاظ نہ کریں (یعنی رعایت نہ کریں) رشتے داری......۳......(یعنی قرابت کا) اور نہ عہد کا (یعنی وفا کا بلکہ اگر وہ استطاعت پائیں تو تمہیں اذیت دیں اور جملہ شرط حال ہے) اپنے منہ سے تمہیں راضی کرتے ہیں (یعنی اپنے اچھے کلام سے) اور ان کے دلوں میں انکار ہے (یعنی ان کے دل عہد کو پورا کرنے سے انکاری ہیں) اور ان میں اکثر بے حکم ہیں (یعنی عہد توڑنے والے) اللہ کی آیتوں (یعنی قرآن کی آیتوں) کے بدلے تھوڑے دام لیے (دنیا میں، یعنی شہوات اور ہوائے نفس کی وجہ سے ان آیتوں کی پیروی ترک کردی) تو اس کی راہ (یعنی اس کے دین) سے روکا بیشک وہ بہت ہی برے (ساء بمعنی بئس ہے) کام کرتے ہیں (اللہ ﷻ کی راہ سے روکنا وغیرہ برے ہیں) کسی مسلمان میں نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا اور وہی سرکش ہیں پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں (اخوانکم بمعنی فھم اخوانکم ہے......۴......) اور ہم مفصل بیان کرتے ہیں (نفصل بمعنی نبین ہے) آیتیں جاننے والوں کیلئے (یعنی غور وفکر کرنے والوں کے لئے) اور اگر یہ لوگ توڑ دیں (نکثوا بمعنی نقضوا ہے) اپنی قسمیں (یعنی اپنے عہد و پیمان) اپنے معاہدے کے بعد اور تمہارے دین میں منہ آئیں (یعنی دین کے معاملے میں عیب لگائیں) تو کفر کے سرغنوں سے لڑو (یعنی کفر کے سرداروں سے، یہاں ضمیر کے بجائے اسم ظاہر آئمۃ الکفر لایا گیا ہے) بیشک ان کی (ایک قرأت میں لھم کسرہ کے ساتھ ہے) قسمیں (یعنی عہد) کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں (کفر سے) کیا (الا تحضیض کیلئے ہے) اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں (یعنی عہد و پیمان) توڑ دیئے (نکثوا بمعنی نقضوا ہے) اور رسول کے نکالنے کا ارادہ کیا (مکہ سے جب انہوں نے اس بارے میں دار الندوۃ میں مشاورت کی) حالانکہ انہی کی طرف سے (جنگ کی) پہل ہوئی (اس اعتبار سے کہ تمہارے حلیف قبیلہ بنوخزاعہ سے بنوبکر کے ساتھ ملکر جنگ کی تو تمہیں کس چیز نے ان کے ساتھ قتال کرنے سے روکا) کیا ان سے ڈرتے ہو (یعنی کیا ان سے خوف کھاتے ہو) تو اللہ اس کا

زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو (دشمنوں سے قتال نہ کرنے کے معاملے میں) اگر ایمان رکھتے ہو تو ان سے لڑو اللہ انہیں (یعنی کفار کو قتل ہونے کے ذریعے) عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا (قید اور غضب میں مبتلا کرکے) اور تمہیں ان پر مدد دے گا اور ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کریگا (جو معاملہ ان کے ساتھ کیا جائے گا اس پر ایمان والوں کو خوش کرے گا مراد بنو خزاعہ ہیں) اور ان کے دلوں کی گھٹن (یعنی بے چینی) دور فرمائے گا اور اللہ جس کی چاہے توبہ قبول فرمائے (اسلام کی طرف رجوع کے ذریعے جیسا کہ ابوسفیان کے ساتھ ہوا) اور اللہ علم وحکمت والا ہے کیا (ام بمعنی ہمزہ انکاری ہے) اس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی (نہ) پہچان کرائی اللہ نے (یعنی اللہ ﷻ نے جہاد کے سلسلے میں سچے اور جھوٹے کی تمیز ظاہر نہ کی) ان کی جو تم سے جہاد کریں گے (اخلاص کے ساتھ) اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے......۵......(یعنی راز دار اور دوست، معنی یہ ہے کہ وہ مخلصین کو ظاہر نہ کرے گا مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو اپنے غیر کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں) اور اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿کیف یکون للمشرکین عهد عند الله وعند رسوله الا الذین عاهدتم عند المسجد الحرام﴾.

کیف: اسم استفہام حال مقدم......عهد: مصدر با فاعل......عند الله: معطوف علیہ......وعند رسوله: معطوف، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ ہو کر ذوالحال، ملکر اسم مؤخر......، یکون: فعل ناقص......لام: جار......المشرکین: مستثنیٰ منہ......الا: حرف استثناء، الذین: موصول......عهدتم عند المسجد الحرام: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مستثنیٰ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم ......یکون: فعل ناقص اپنے اسم مؤخر وخبر مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما استقاموا لکم فاستقیموا لهم ان الله یحب المتقین﴾.

ف: مستانفہ......ما: شرطیہ مبتدا، استقاموا لکم: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، استقیموا لهم: فعل با فاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......ان الله: حرف مشبہ واسم، یحب المتقین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کیف وان یظهروا علیکم لا یرقبوا فیکم الا ولا ذمة﴾.

کیف: "عهد" ذوالحال محذوف کیلئے حال، ملکر اسم مؤخر "یکون للمشرکین": "فعل ناقص محذوف کیلئے، یکون: فعل ناقص......لام: جار......المشرکین: ذوالحال......و: حالیہ......یظهروا علیکم: جملہ فعلیہ شرط...... لا یرقبوا: فعل نفی با فاعل......فیکم: ظرف لغو......الا: معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......ذمة: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ "ای کیف یکون للمشرکین عهد وان یظهروا علیکم لا یرقبوا فیکم الا ولا ذمة".

﴿یرضونکم بافواھھم وتابیٰ قلوبھم واکثرھم فاسقون﴾.

یرضوکم بافواھھم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......و: عاطفہ......تابی قلوبھم: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......اکثرھم: مبتدا......فسقون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اشتروا بایت اللہ ثمنا قلیلا فصدوا عن سبیلہ انھم ساء ما کانوا یعملون﴾.

اشتروا بایت اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو......ثمنا قلیلا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......صدوا عن سبیلہ: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ......انھم: حرف مشبہ واسم...... ساء: فعل......ما کانوا یعملون: موصول صلہ ملکر فاعل، جملہ فعلیہ ہوکر مبتدا محذوف "عملھم" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا یرقبون فی مومن الا ولا ذمة واولئک ھم المعتدون﴾.

لایرقبون: فعل نفی بافاعل......فی مومن: ظرف لغو......الا: معطوف علیہ......و: عاطفہ...... لا: نافیہ......ذمة: معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ...... اولئک: مبتدا......ھم المعتدون: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوة فاخوانکم فی الدین ونفصل لایت لقوم یعلمون﴾.

ف: مستانفہ......ان: شرطیہ......تابوا : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... واقاموا الصلوة: جملہ فعلیہ معطوف اول ،واتوا الزکوة: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر شرط...... ف: جزائیہ......اخوانکم: ذوالحال...... فی الدین: ظرف مستقر حال،ملکر "ھم" مبتدا محذوف کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ......و: اعتراضیہ......نفصل الایت: فعل بافاعل ومفعول......، لقوم یعلمون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمة الکفر﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......نکثوا: فعل بافاعل......ایمانھم: ذوالحال......من بعد عھدھم: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......طعنوا فی دینکم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط...... ف: جزائیہ......قاتلوا: فعل امر بافاعل......ائمة الکفر: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون﴾.

انھم: حرف مشبہ واسم......لا: نفی جنس......ایمان: اسم......لام: جار......ھم: ذوالحال......لعلھم ینتھون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدء وکم اول مرة﴾.

الاّ: حرف تحضیض......تقاتلون: فعل بافاعل......قوما: موصوف......نکثوا ایمانهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......هموا باخراج الرسول: جملہ فعلیہ معطوف اول...... و: عاطفہ......هم: مبتدا......بدء وکم اول مرة: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اتخشونهم فالله احق ان تخشوه ان کنتم مومنین﴾.

همزه: حرف استفہام......تخشونهم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: فصیحہ...... الله: مبدل منہ، ان تخشون: مصدر مؤول بدل، ملکر مبتدا......احق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ ،ان: شرطیہ...... کنتم مومنین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فخشیة الله احق" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قاتلوهم یعذبهم الله بایدیکم ویخزهم وینصرکم علیهم ویشف صدور قوم مومنین ویذهب غیظ قلوبهم﴾.

قاتلوهم: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ......یعذبهم الله بایدیکم: فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ویخزهم: جملہ فعلیہ معطوف اول، وینصرکم علیهم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی...... ویشف صدور قوم مومنین: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، و: عاطفہ......یذهب غیظ قلوبهم: جملہ فعلیہ معطوف رابع، ملکر جواب امر واقع ہے۔

﴿ویتوب الله علی من یشاء والله علیم حکیم﴾.

و: مستانفہ......یتوب الله: فعل وفاعل......علی من یشاء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: مستانفہ......الله: مبتدا......علیم حکیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم الله الذین جاهدوا منکم ولم یتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المومنین ولیجة﴾.

ام: منقطعہ......حسبتم: فعل بافاعل......ان: مصدریہ......تترکوا: فعل مجہول واو ضمیر ذوالحال......و: حالیہ...... لما: حرف جازم......یعلم الله: فعل وفاعل......الذین: موصول......جهدوا منکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ، لم یتخذوا: فعل نفی بافاعل......من: جار......دون: مضاف......الله: معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......رسوله: معطوف اول......ولا المومنین: معطوف ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو......ولیجة: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والله خبیر بما تعملون﴾

.و: عاطفہ......الله: مبتدا......خبیر بماتعملون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کفارِ مشرکین سے تعلقات:

١......آیت ﴿كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾ میں دو باتوں کا خصوصیت سے بیان ہے کہ مشرکین کے لئے اللہ اور رسول کے پاس کوئی عہد کیونکر ہوگا اس لئے کہ وہ عہد شکنی اور عذر خواہی کیا کرتے تھے، ہاں وہ لوگ جن سے تمہارا معاہدہ مسجد حرام کے پاس ہوا اور اس سے مراد بنو کنانہ اور بنی ضمرہ کے لوگ ہیں تو جب تک وہ تمہارے عہد پر قائم رہیں تم بھی ان کے عہد پر قائم رہو۔اس آیت مبارکہ کے تحت مفتی نعیم الدین مراد آبادی نے یہی لکھا ہے کہ مسلمان کو کفار مشرکین کے ساتھ کیسے تعلقات رکھنے چاہئے؟ اور اگر دشمن اسلام قبول کرلے تو جنگ بند کردینی چاہیے۔ (کنزالایمان مع خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ١٧، ١٨ ملخصاً)

لفظ ''کیف'' کے تکرار کی کیا وجہ ہے؟

٢......علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ کیف کا تکرار ان کے عہد کے ثابت ہونے کو بعید تصور کرنے کے لئے ہے یا ان کے ایفائے عہد کے حکم کو باقی رکھنے کے لئے ہے، جب کہ ساتھ میں استبعاد یعنی بعید ہونے کی علت پر بھی تنبہ کی گئی ہو اور فعل یکون کو حذف کیا گیا ہے اس لئے کہ وہ پہلے ہی معلوم ہے یعنی ان کا عہد کیسے ہوسکتا جب کہ حالت یہ ہے کہ اگر وہ غالب آئیں تو نہ رشتے داری کا لحاظ کریں اور نہ ہی عہد کا پاس رکھیں۔ (البیضاوی، ج ٢، ص ٣٨)

''ال'' میں کیا راز پوشیدہ ہوسکتے ہیں؟

٣......مزید فرماتے ہیں الاَّ بمعنی حلفا ہے یا قرابۃ جیسا کہ حسان بن ثابت ﷺ نے فرمایا:

لَعَمْرُکَ اِنَّ اِلَّکَ مِنْ قُرَیْشٍ ۔۔۔ کَالِّ السَّقْبِ مِنْ رَالِ النَّعَامِ

ہوسکتا ہے کہ یہ حلف یعنی معاہدہ کے لئے الال سے مشتق ہو جس کا معنی جوار اور پڑوس ہے کیونکہ عرب جب معاہدہ کرتے تو اپنی آوازوں کو بلند کرتے اور اس معاہدہ کی تشہیر کرتے پھر یہ قرابت کیلئے استعمال ہونے لگا کیونکہ قریبی رشتے داروں کا جو تعلق ہوتا ہے وہ معاہدہ والوں کا نہیں ہوتا، پھر یہ ترتیب کے لئے استعمال کیا گیا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ ال الشیء سے مشتق ہے جس سے کسی شئے کی حد بیان کرنا مقصود ہے یا یہ ال البرق سے مشتق ہے جس کا معنی بجلی کی چمک ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ ال کا معنی اللہ ہے اور یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے جیسے جبرئل اور جبرائیل میں ایلا پڑھا جاتا ہے۔ (البیضاوی، ج ٢، ص ٣٩)

اسلامی نظام حیات کی تین بنیادی شرطیں:

٤......اللہ عزوجل نے یہاں اسلامی نظام حیات میں داخل ہونے کی تین شرطیں بیان کی ہیں کہ پہلے کفر و سرکشی سے توبہ کرکے ایمان لے آئے، اور نماز قائم کرے، زکوۃ ادا کرے۔ یہی تین شرطیں ہیں جو بندے کو اسلامی نظام حیات میں داخل کردیں گئیں اور اس پر ایک انعام یہ ملے گا کہ جو کوئی ان تینوں باتوں پر عمل پیراہ ہوجائے تو وہ تمہارے دینی بھائی ہونگے۔

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت اہل قبلہ کے خون بہانے کی حرمت پر دلیل ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا ہے کہ تمہیں نماز و زکوۃ کا ایک ساتھ حکم دیا ہے تو جس نے زکوۃ ادا نہ کی اس کی نماز بھی نہ ہوگی۔

(المظہری، ج ۳، ص ۲۳۶)

ولیجہ کے معنی:

۵......امام راغب اصفہانی علیہ رحمۃ الوالی فرماتے ہیں کہ ''ولیجۃ'' سے مراد ہر وہ شخص ہے کہ جس پر انسان اعتماد کرے اور وہ اس کے اہل میں سے نہ ہو۔

(المفردات، ص ۵٤۷)

رازدار یا دوست بنائے کہ وہ مسلمانوں کے راز فاش کریں، اور قتادہ کے قول کے مطابق ولیجۃ بمعنی خیانۃ ہے، اور ضحاک کے نزدیک بمعنی خدیعۃ ہے، عطاء کے نزدیک اس سے مراد اولیاء ہیں، ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو کسی دوسری چیز میں داخل ہو اور وہ اس چیز کی جنس سے نہ ہو جس میں داخل ہوئی ہے اسے ولیجۃ کہتے ہیں جیسے کوئی شخص کسی قوم میں جائے اور وہ اس قوم کا نہ ہو۔

(البغوی، ص ۳٦۷)

☆...... ☆ مکہ مکرمہ سے چھ فرسخ (ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے) کے فاصلے پر ایک مقام کا نام حدیبیہ ہے، مفسر کا قول وھم قریش المستثنون من قبل یعنی قریش اور وہ پہلے ہی اللہ عزوجل کے فرمان ﴿الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا﴾ کے ذریعے مستثنیٰ ہیں۔ ایک اشکال پایا جاتا ہے کہ یہ آیات ۹ھ شوال کے مہینے میں نازل ہوئیں، اور قریش میں کے کچھ لوگ ۷ھ کے اختتام پر مسلمان ہوئے، فتح مکہ ۸ھ میں ہوا، علامہ خازن فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ بنی ضمرۃ کا ہے جو کہ حدیبیہ کے دن جملہ قبائل کے ساتھ قریش کے عہد و پیمان میں شامل ہوئے تھے اور سارے ہی حدیبیہ کے دن کے عہد و پیمان کو توڑ بیٹھے سوائے بنی ضمرۃ کے، اسی وجہ سے سید عالم ﷺ نے بنی ضمرۃ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو اس کی مدت تک پورا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

علی خزاعۃ: قریش نے عہد شکنی کی اور حضور ﷺ کے حلیف بنی خزاعہ کے خلاف بنو بکر کی امداد کی تھی، یہی کلام باری عزوجل، کلام مفسر اور جمل و صاوی کی عبارتوں سے صاف واضح ہے۔ آگے اللہ عزوجل نے ایک اور جملہ ارشاد فرمایا کہ اللہ پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے، یعنی جو عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں گویا وہ اللہ کے نزدیک پرہیزگار ہیں۔ للشھوات والھوی: یعنی اعراض فانیہ (فانی ساز و سامان) اور شھوات زائلہ (ختم ہو جانے والی خواہشات) کی وجہ سے اللہ عزوجل کی آیتوں کو ان کی جگہ سے بدل دیتے ہیں (الصاوی، ج ۳، ص ۳٦ وغیرہ)۔

للشھوات: میں لام تعلیلیہ ہے اور کلام مفسر میں مضاف حذف ہے اصل عبارت یوں ہے کہ ای لاجل تحصیل الشھوات والھوی، ای ما تھواہ النفس والشھوات، اور الھوی کی تفسیر مال قلیل سے کی گئی ہے۔ ان کی خواہشات (وہ) کھانا تھا جو کہ ابو سفیان نے انہیں نقض عہد پر محمول کرنے کے لئے کھلایا۔

بدلیل ماسیأتی : سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ﴿ فاذا السلخ الاشھر الحرم ﴾ ہے۔

﴿فما استقاموا لکم ﴾: میں ما یا تو ظرفیہ ہے اور محل نصب میں فاستقیموا لھم استقامتھم لکم کی بناء پر ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ ما شرطیہ مانا جائے اور اس صورت میں اس کے محل کی دو صورتیں ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ ظرف زمان کی بناء پر محل نصب میں ہو اور اس صورت میں تقدیر کلام یہ ہوگا ای زمان استقاموا لکم فاستقیموا لھم اور اس کی نظیر ابو البقاء نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمان ﴿ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لھا (فاطر:۲)﴾ اور دوسری صورت ما ابتدائے عامل ہونے کی بناء پر محل رفع میں ہو اور اس کی خبر کے بارے میں کئی مشہور اقوال ہیں۔

رؤساہ وفیہ وضع الظاھر موضع المضمر: اس مقام کا تقاضا تو یہ تھا کہ فقاتلوھم کہہ دیا جاتا اور یہ بھی ہوسکتا تھا کہ ظاہر ائمۃ سے عدول کر کے فقاتلوا الکافرین کہہ دیا جاتا، پس ائمۃ سے تعبیر کرنے میں کافروں کے سرداروں کے وصف ذمیم کی قباحت کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ مجاہد کے قول کے مطابق رؤسا سے مراد فارس، روم اور اس کے گردونواح کے کفار مراد ہیں۔ (الجمل، ج ۳، ص ۲۳۰ وغیرہ، روح المعانی، الجزء العاشر، ج ۳، ص ۳۵۴)

کابی سفیان: یہاں ابوسفیان سے مراد سفیان بن حرب، ام المؤمنین بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا کے والد ماجد مراد ہیں جو کہ فتح مکہ کے دن حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور دیگر اسلام قبول کرنے والوں میں عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ اور سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ جو کہ کافروں کے بڑے سرغنہ جانے جاتے تھے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان پر احسان فرمایا اور انہیں اسلام سے مزین فرمایا۔ (الخازن، ج ۲، ص ۳۴۰)

رکوع نمبر: ۹

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ﴾ بالافراد والجمع بدخولہ والقعود فیہ ﴿ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ ﴾ بطلت ﴿اَعْمَالُهُمْ ﴾ لعدم شرطھا ﴿وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ(۱۷)﴾ ﴿ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ﴾ احدا ﴿ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ(۱۸)﴾ ﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ ای اھل ذلک ﴿ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ فی الفضل ﴿ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ(۱۹)﴾ الکافرین نزلت ردا علی من قال ذلک وھو العباس او غیرہ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً﴾ رتبۃ ﴿ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ من غیرھم ﴿ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ(۲۰)﴾ الظافرون بالخیر ﴿يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ

وَرِضْوَانٍ وَجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ (۲۱) ﴾ دَائِمٌ ﴿ خٰلِدِيْنَ ﴾ حَالٌ مُّقَدَّرَةٌ ﴿ فِيْهَا اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (۲۲) ﴾ وَنَزَلَ فِيْمَنْ تَرَكَ الْهِجْرَةَ لِاَجْلِ اَهْلِهٖ وَتِجَارَتِهٖ ﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوْا ﴾ اِخْتَارُوْا ﴿ الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۲۳) ﴾ ﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ ﴾ اَقْرِبَاؤُكُمْ وَفِيْ قِرَاءَةٍ عَشِيْرَاتُكُمْ ﴿ وَاَمْوَالُ ن اقْتَرَفْتُمُوْهَا ﴾ اِكْتَسَبْتُمُوْهَا ﴿ وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا ﴾ عَدَمَ نَفَاقِهَا ﴿ وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ ﴾ فَقَعَدْتُّمْ لِاَجْلِهٖ عَنِ الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ ﴿ فَتَرَبَّصُوْا ﴾ اِنْتَظِرُوْا ﴿ حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ﴾ تَهْدِيْدٌ لَّهُمْ ﴿ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (۲۴) ﴾.

﴿ترجمہ﴾

مشرکوں کونہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں (لفظ مساجد مفرد اور جمع دونوں طرح سے آیا ہے......۱......یعنی مشرکوں کو نہیں پہنچتا کہ وہ اس میں داخل ہوں یا اس میں بیٹھیں) خود اپنے کفر کی گواہی دے کر یہ لوگ کہ ضائع ہوگئے (حبطت بمعنی بطلت ہے) ان کے اعمال (شرط نہ پائی جانے کی وجہ سے) اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور (کسی سے) اللہ کے سوانہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت کو (یعنی ان کاموں کے کرنے والوں کو) برابر ٹھرالیا اس کے جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں (فضل میں) اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا (یعنی کافروں کو، یہ آیت حضرت عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اس قول کے رد میں نازل ہوئی کہ دونوں برابر ہیں) وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے......۲......ان کا درجہ (یعنی رتبہ) اللہ کے یہاں (دوسروں کے مقابلے میں) بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے (یعنی کامیاب ہوئے خیر کے ساتھ) ان کا رب انہیں خوشخبری سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور ان باغوں کی جن میں انہیں دائمی نعمت ہے (مقیم بمعنی دائم ہے) ہمیشہ ہمیشہ (خالدین حال مقدرہ ہے) ان میں رہیں گے بیشک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے (اور آیت مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنے اہل اور تجارت کی وجہ سے ہجرت ترک کردی کہ) اے ایمان والو اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ پسند کریں (یعنی اختیار کریں) ایمان پر کفر اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں......۳......تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ (یعنی تمہارے اقرباء اور ایک قرأت میں عشیراتکم ہے) اور تمہاری کمائی کے مال (اقترفتموھا بمعنی اکتسبتموھا ہے) اور سودا جس کے نقصان

کاتمہیں ڈر ہے (یعنی سامان کے عدم مقبولیت کاتمہیں خوف ہے) اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے (کہ ان چیزوں کی وجہ سے تم ہجرت اور جہاد سے بیٹھ رہ جاؤ) سے زیادہ پیاری ہوں......ج......تو راستہ دیکھو (تربصوا بمعنی انتظروا ہے) یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے (یہ ان کے لیے دھمکی ہے) اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

﴿ترکیب﴾

﴿ما کان للمشرکین ان یعمروا مسجد اللہ شھدین علی انفسھم بالکفر﴾۔

ما: نافیہ......کان للمشرکین: فعل ناقص وظرف مستقر خبر مقدم......ان: مصدریہ......یعمروا: فعل واؤضمیر ذوالحال ،شھدین: اسم فاعل بافاعل......علی انفسھم: ظرف لغو اول......بالکفر: ظرف لغو ثانی،ملکر شبہ جملہ ہوکر حال،ملکر فاعل ،مسجد اللہ: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک حبطت اعمالھم وفی النار ھم خلدون﴾۔

اولئک: مبتدا......حبطت اعمالھم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ......فی النار: ظرف لغو مقدم ،خلدون: اسم فاعل بافاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر......ھم: مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما یعمر مسجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ ولم یخش الا اللہ﴾۔

انما: حرف مشبہ وما کافہ...... یعمر: فعل......مسجد اللہ: مفعول......من: موصولہ...... امن باللہ والیوم الاخر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......واقام الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول...... واتی الزکوۃ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی...... و: عاطفہ،لم یخش: فعل نفی بافاعل......الا: اداۃ حصر......اللہ: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثالث،ملکر صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فعسی اولئک ان یکونوا من المھتدین﴾۔

ف: فصیحہ......عسی: فعل رجاء......اولئک: اسم......ان: مصدریہ......یکونوا من المھتدین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام......جعلتم: فعل بافاعل......سقایۃ الحاج: معطوف علیہ......وعمارۃ المسجد الحرام: معطوف،ملکر "اھل" محذوف مضاف کیلئے مضاف الیہ،ملکر مفعول اول "ای اھل سقایۃ الحاج"...... کاف: بمعنی "مثل" مضاف......من: موصولہ......امن باللہ والیوم الاخر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وجھد فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول ثانی،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا یستوٗن عند اللہ واللہ لا یھدی القوم الظلمین﴾۔

لایستوٗن: فعل نفی با فاعل......عند اللہ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... و: مستانفہ......اللہ: مبتدا......لایھدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ﴾۔

الذین: موصول......امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وھاجروا: جملہ فعلیہ معطوف اول...... و: عاطفہ، جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مبتدا......اعظم: ممیز......درجۃ: تمییز، ملکر ذوالحال ،عند اللہ: ظرف متعلق، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واولئک ھم الفائزون یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنت﴾۔

و: عاطفہ......اولئک: مبتدا......ھم الفائزون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ......یبشرھم ربھم: فعل ومفعول وفاعل......ب: جار......رحمۃ: موصوف......منہ: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ......ورضوان: معطوف اول، وجنت: معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لھم فیھا نعیم مقیم خلدین فیھا ابدا ان اللہ عندہ اجر عظیم﴾۔

لام: جار......ھم: ذوالحال......خلدین: اسم فاعل با فاعل......فیھا: ظرف لغو......ابدا: ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم......فیھا: ظرف مستقر حال مقدم......نعیم مقیم: مرکب توصیفی ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم......عندہ: خبر مقدم......اجر عظیم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا لا تتخذوا اباء کم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان﴾۔

یایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ...... لاتتخذوا: فعل نہی با فاعل......اباء کم: معطوف علیہ......واخوانکم: معطوف ملکر مفعول اول......اولیاء: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا مقدم...... ان: شرطیہ......استحبوا الکفر علی الایمان: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط مؤخر، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون﴾۔

و: عاطفہ......من: شرطیہ مبتدا......یتول: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال......منکم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......ھم: مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......اولئک: مبتدا......ھم الظلمون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومسکن ترضونها احب الیکم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی الله بامره﴾

قل: قول ،ان: شرطیہ......کان: فعل ناقص،اباء کم: معطوف علیہ......واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم: معطوف اول وثانی وثالث، و: عاطفہ......اموال: موصوف،اقترفتموها: جملہ فعلیہ صفت،ملکر معطوف رابع...... و: عاطفہ،تجارة: موصوف......تخشون کسادها: جملہ فعلیہ صفت ،ملکر معطوف خامس،و: عاطفہ،مسکن: موصوف،ترضونها: جملہ فعلیہ صفت ،ملکر معطوف سادس ،ملکر اسم......احب: اسم تفضیل بافاعل،الیکم: ظرف لغو......من: جار،الله: معطوف علیہ،و رسوله: معطوف اول،وجهاد فی سبیله: معطوف ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ...... تربصوا: فعل امر بافاعل،حتی: جار ......یاتی الله بامره: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿والله لایهدی القوم الفسقین﴾ .و: مستانفہ......الله: مبتدا......لایهدی القوم الفسقین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ماکان للمشرکین ان یعمروا ......☆ کفارِ قریش کے روسا کی ایک جماعت جو بدر میں گرفتار ہوئی اور ان میں حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے ان کو اصحاب کرام نے شرک پر عار دلائی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تو خاص حضرت عباس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل آنے پر بہت سخت سست کہا حضرت عباس کہنے لگے کہ تم ہماری برائیاں تو بیان کرتے ہو اور ہماری خوبیاں چھپاتے ہو،ان سے کہا گیا کیا آپ کی کچھ خوبیاں بھی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں ہم تم سے افضل ہیں،ہم مسجد حرام کو آباد کرتے ہیں،کعبہ کی خدمت کرتے ہیں،حاجیوں کو سیراب کرتے ہیں،اسیروں کو رہا کراتے ہیں،اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مسجدوں کا آباد کرنا کافروں کو نہیں پہنچتا کیونکہ مسجد آباد کی جاتی ہے اللہ کی عبادت کے لئے! تو جو خدا ہی کا منکر ہو اس کے ساتھ کفر کرے وہ کیا مسجد آباد کرے گا؟ اور آباد کرنے کے معنی میں بھی کئی قول ہیں ایک تو یہ آباد کرنے سے مسجد کا بنانا،بلند کرنا،مرمت کرنا مراد ہے کافر کو اس سے منع کیا جائے گا دوسرا قول یہ ہے کہ مسجد آباد کرنے سے اس میں داخل ہونا بیٹھنا مراد ہے۔

☆......الذین امنوا وهاجروا ......☆ روزِ بدر جب مسجد حرام کی خدمت اور حاجیوں کے لئے سبیلیں لگانے کا شرف حاصل ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آگاہ کیا گیا کہ جو عمل ایمان کے ساتھ نہ ہوں وہ بیکار ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

صرف مسلمان مسجد تعمیر کریں!

۱......اللہ عزوجل نے متواتر دو آیات مبارکہ ایسی نازل فرمادیں جس میں اس بات کا شافی وافی بیان ہے کہ مسجد اللہ عزوجل کے گھر

ہیں اور اسے آباد کرنا مومنوں کے ساتھ خاص ہے۔ کافروں کا یہ خیال تھا کہ ہم مسجد حرام کو آباد کرنے والے ہیں، حاجیوں کو سیراب کرتے ہیں، اسیروں کو رہائی دلاتے ہیں انہیں یہ سمجھا دیا گیا کہ تمہارے لئے یہ سارے کام اس وقت نیکی شمار ہوں جب کہ تم اللہ ﷻ پر ایمان لے آؤ، اگر تم ایمان ہی نہ لاؤ، اللہ جل شانہ کو اپنا مالک ہی نہ مانو تو پھر یہ سارے کام تمہارے لئے کہاں سے نیکی بن جائیں گے؟ لہذا ان دونوں آیات میں یہ مسئلہ واضح کر دیا گیا کہ ایمان شرط ہے اگر ایمان نہ ہو تو کوئی نیکی نیکی شمار نہیں ہوتی۔ پتہ چلا کہ لاکھ نمازیں پڑھیں، روزے رکھیں، زکوۃ ادا کریں، گلی گلی محلّہ محلّہ پھریں، ماتھے پر نماز کے نشان بھی قائم کرلیں، سال سال بھر کے لئے راہ خدا میں سفر کو جائیں اگر ایمان نہیں رہا تو یہ سارے کام کوئی فائدہ نہ دیں گے اور ایمان حضور ﷺ کی محبت کا نام ہے علامہ خازن فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں: ''ایمان باللہ میں ایمان بالرسول داخل ہے''۔ کافروں اور دین دشمنوں کی عبادت چاہے بدنی ہو یا مالی قابل قبول نہ ہونے کی وجہ ان کے ایمان نہ ہونے یا ایمان کا فساد ہے۔

اعلی حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مولانا امام احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں: کافر نے مسجد کے لئے وقف کیا وقف نہ ہوگا کہ یہ اس کے خیال میں کار ثواب نہیں اور اگر کافر نے ایک مندر یا شوالے کے لئے وقف کیا تو وقف نہ ہوگا کہ یہ واقع میں کار ثواب نہیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے کہ وقف کی ایک شرط یہ ہے کہ فی نفسہ قربت ہو اور تصرف کرنے والے کے ہاں بھی قربت ہو، اسی طرح اگر کسی ذمی نے اپنے گھر کو مسلمانوں کیلئے مسجد بنایا پھر فوت ہوگیا، تو وہ اس کے وارثوں کے لئے میراث ہوگی اور یہ سب کا قول ہے یونہی جواہر الخلاطی میں ہے اور اگر ذمی نے اپنا گھر بیعہ یا کنیسہ یا آتشکدہ اپنی تندرستی میں بنا دیا پھر فوت ہوگیا تو میراث قرار پائے گا

(الفتاوی الرضویة مخرجه، کتاب الوقف، ج۱۶، ص۱۳۰ وغیرہ)

اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿انما یعمر مسٰجد اللہ﴾ ظاہر یہ ہے کہ یہاں جمع حقیقی مراد ہے اور اس سے مراد زمین کے ہر گوشے میں مسجد جانے والے مومنین مراد ہیں۔ اور کرخی میں ہے کہ ﴿انما یعمر مسٰجد اللہ﴾ سے مراد مساجد کو بنانا، اسے فرش، قندیل اور عبادت سے مزین کرنا اور (اس میں) دنیا کی باتیں ترک کرنا۔ (الجمل، ج ۳، ص۲۳۶)

اللہ ﷻ کے نیک بندے جو مسجد کی قدر کرتے ہیں اس میں اللہ ﷻ کی عبادت و بندگی کرتے ہیں اور اللہ ﷻ کو راضی کرنے کے لئے جب جس طرح موقع بن پائے اللہ ﷻ کے گھر میں پڑے رہتے ہیں ان کے بارے میں اللہ ﷻ کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب ﷺ کا بڑا مبارک فرمان ہے: ''المساجد بیوت المتقین یعنی مساجد پرہیزگاروں کا گھر ہیں''۔

(تنبیه الغافلین، باب حرمة المساجد، ص۱۷۴)

ہم جانتے ہیں کہ مسجدیں اللہ کے گھر ہیں لہذا اس میں دنیاوی کلام کرنا ہماری نیکیوں کو نقصان پہنچائے گا، سید عالم ﷺ کا فرمان ہے:

''مسجد میں (دنیا کی) مباح باتیں کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے''۔(کشف الخفاء، الجزء الاول)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے مسجد میں پڑے رہنا بہت بڑی سعادت مندی ہے تاہم مسجد میں جانے سے پہلے یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ انسان ایسی حالت میں مسجد میں جا بھی سکتا ہے یا نہیں؟ یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ ناپاکی کی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے لیکن ایک بات ایسی بھی ہے کہ جس کی جانب عام طور پر لوگوں کا ذہن نہیں جاتا اور وہ بات یہ ہے کہ بدبو کی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے اپنے فتاوی، فتاوی رضویہ جدید، جلد ۷، ص ۳۸۴ میں فرماتے ہیں: منہ میں بدبو ہونے کی حالت میں (گھر میں پڑھی جانے والی) نماز بھی مکروہ ہے اور ایسی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے جب تک منہ صاف نہ کرلے اور دوسرے نمازی کو ایذا پہنچنی حرام ہے اور وہ دوسرا نمازی نہ بھی ہو تو بھی بدبو سے ملائکہ کو ایذا پہنچتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ''جس چیز سے انسان کو تکلیف محسوس ہوتی ہے فرشتے بھی ان سے تکلیف محسوس کرتے ہیں''۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد ،باب نهی من اکل ثوما ،رقم:٥٦٤،ص ٢٦٠)

اب ہم مسجد بنانے کی اہمیت وفضیلت کے بارے میں چند احادیث طیبہ پیش کرتے ہیں چنانچہ محمود بن لبید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے اسے ناپسند کیا اور یہ چاہا کہ مسجد کو اس کی اصلی ہیئت پر چھوڑ دیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے مسجد بنائے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے اسی کے مثل جنت میں گھر بنائے گا'' (صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق،باب فضل بناء المساجد ،رقم:٧٣٦٥،ص ١٤٦١)۔

☆...... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ فرمایا: ''جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے چھوٹی یا بڑی مسجد بنائے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا''۔ (الجامع الترمذی، کتاب الصلوۃ،باب ما جاء فی فضل بنیان ، رقم:٣١٩،ص ١١٤)

ایمان، جهاد اور هجرت کا درجه افضل هے!

۲...... عَنِ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ رَجُلٌ مَا اُبَالِي اَنْ لَا اَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اَنْ اُسْقِيَ الْحَاجَّ وَقَالَ آخَرُ مَا اُبَالِي اَنْ لَا اَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اَنْ اَعْمُرَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَقَالَ آخَرُ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَقَالَ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَلٰكِنْ اِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ دَخَلْتُ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فِيْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ) الْآيَةَ اِلٰى آخِرِهَا. حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک شخص نے کہا اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے کسی اور عمل کی ضرورت نہیں ہے سوائے اس کے کہ میں حجاج کو پانی پلاتا رہوں گا۔ دوسرے شخص نے کہا کہ مجھے اسلام لانے کے بعد کسی اور عمل کی ضرورت نہیں ہے مگر میں مسجد

حرام کی خدمت کروں گا اور اس کو آباد رکھوں گا۔ تیسرے شخص نے کہا کہ تم نے جو باتیں کیں اس سے جہاد کرنا افضل ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس آوازیں بلند نہ کرو اور وہ جمعہ کا دن تھا لیکن میں جمعہ کی نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کروں گا تب اللہ عزوجل نے یہ آیت ﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ آخر تک نازل فرمائی۔ (صحیح مسلم ،کتاب الامارة ،باب فضل الشهادة فی ،رقم:٤٧٦٤ ،ص ٩٥٥)۔

ایمان کی اهمیت قرابتداری سے زیادہ هے!

۳۔۔۔۔۔آیتِ مبارکہ میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں پر یہ واجب کیا ہے کہ وہ اپنے رشتے داروں، مال و دولت، اپنی جان کے مقابلے میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب رکھیں، اور اللہ عزوجل کی رضا و محبت میں ہجرت بھی کریں اور ضرورت پڑنے پر جہاد بھی کریں۔

☆۔۔۔۔۔ حضرت سبرہ بن ابی فاکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ شیطان ابن آدم کے راستوں میں بیٹھ جاتا ہے، وہ اسلام کے راستہ میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم اپنے دین اور اپنے آباء و اجداد کے دین کو چھوڑ رہے ہو؟ ابن آدم شیطان کی بات رد کر کے اسلام قبول کر لیتا ہے، پھر وہ اس کی ہجرت کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم ہجرت کر کے اپنے وطن کی زمین اور آسمان چھوڑ رہے ہو؟ مہاجر کی مثال اس گھوڑے کی طرح ہے جو رسی سے بندھا ہوا ہو یعنی تم ایک اجنبی شہر میں جا کر مقید ہو جاؤ گے اور کسی جگہ آ جا نہیں سکو گے، ابن آدم شیطان کی اس بات کو بھی رد کر کے ہجرت اختیار کر لیتا ہے، پھر شیطان اس کے جہاد کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم جہاد کرنے جا رہے ہو، تم اپنی جان اور مال کو خطرہ میں ڈالو گے، تم جہاد میں مارے جاؤ گے، تمہاری بیوی دوسرا نکاح کر لیگی، تمہارا مال تقسیم ہو جائے گا، ابن آدم شیطان کی اس بات کو بھی رد کر کے جہاد کو روانہ ہو جاتا ہے۔ جس مسلمان نے ایسا کیا تو اللہ عزوجل پر حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے۔ (سنن نسائی، کتاب الجهاد، باب ما لمن اسلم و ،رقم:٣١٣١ ،ص ٧٤٥)

دوستی دشمنی اور محبت "الله اور رسول" کے لئے :

۴۔۔۔۔۔جس طرح اللہ عزوجل تمام جہانوں کا رب ہے بالکل اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ محبوب خدا جناب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اصل ایمان بلکہ جانِ ایمان بلکہ روحِ ایمان ہے۔ جس طرح جسم میں روح نہ ہو تو وہ جسم مُردہ کہلاتا ہے اسی طرح جس دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو تو وہ محض ویرانہ ہے جہاں کسی کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ محبت میلانِ قلب کا نام ہے کہ انسان کا دل کسی جانب مائل ہو جائے اور یہ دل جس کی جانب مائل ہو جائے تو پھر کیا ہوتا ہے؟ اس کا جواب ہم حدیث پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دینا چاہیں گے چنانچہ نبیوں کے پیکر شفیعِ روزِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ حُبُّكَ الشَّیْءَ یُعْمِی وَیُصِمُّ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: محبت محبوب کے عیب دیکھنے اور سننے

سے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الھوی، رقم: ۵۱۳۰، ص ۹۵۷)

علامہ قسطلانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ اعلم ان المحبة (اللام عوض عن) جان لو کہ بے شک مصطفی کریم ﷺ کی محبت (جیسا کہ ابن قیم نے مدارج السالکین میں کہا ہے) ایسا بلند مرتبہ ہے کہ اس کو حاصل کرنے والے سبقت سے حاصل کرتے ہیں اور اس کی معرفت کے لئے سابقین کوششیں کرتے ہیں اور اسی عالی مرتبہ کو حاصل کرنے میں عاشقان رسول ﷺ ایک دوسرے سے غلبہ چاہتے ہیں اور اسی محبت رسول ﷺ کی نسیم کی راحت سے عابد لوگ راحت پاتے ہیں۔ یہی محبت دلوں کی خوراک وطعام ہے اور روحوں کی غذا ہے اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور یہ محب کی حیات ہے کہ جو اس سے محروم رہا اس کا شمار مُردوں میں ہوتا ہے۔ یہ وہ نور ہے کہ جس کے پاس یہ مفقود ہے وہ ظلمات میں غرق ہے، یہ وہ شفاء ہے کہ جس کے پاس یہ معدوم ہے تو اس کے دل میں تمام امراض طویلہ داخل ہوگئے، یہ وہ لذت ہے کہ جو اس سے محروم رہا تو اس کا سب عیش غموں اور دردوں والا ہوگیا، یہ محبت ایمان اعمال صالحہ، مقامات عُلیا، اور حالات رفیعہ کی وہ روح ہے جب یہ چاروں محبت رسول کریم ﷺ سے خالی ہوں تو یہ چاروں چیزیں اس جثہ کی طرح ہونگیں کہ جس میں روح نہ ہو، یہ محبت بلد حقیقی کی جانب سیر کرنے والوں کے بوجھ اٹھاتی ہے جس تک وہ بغیر مشقت نفس کے نہ پہنچ سکتے تھے، یہی محبت ان کو ایسے مقامات رفیعہ اور منازل عالیہ تک لے جاتی ہے کہ اس محبت کے بغیر وہ کبھی اس مقام تک نہ پہنچ سکتے تھے، یہ محبت ان کو ملیک مقتدر کے حریم قدس میں مجالس صدق کے ایسے مقامات میں بٹھاتی ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کی محبت کے بغیر کبھی واصلین الوہیت میں داخل نہ ہوسکتے اور یہ محبت رسول اللہ کی جناب تک پہنچنے کے لئے وہ سواری ہے کہ ان کو اپنے ظہور اور نورانیت میں رات کے اول، درمیانے اور آخری حصے میں محبوب حقیقی یعنی خدا ﷻ کے مقام قرب میں سیر کراتی ہے، یہ وہ مضبوط راستہ ہے کہ ان کو بغیر عذاب وعتاب کے جنت میں لے جائے گی۔ قسم ہے اس خدائے غفار کی کہ محبین اور عشاق رسول ﷺ دارین کا شرف حاصل کر گئے اسلئے کہ ان کو حضور ﷺ کی محبت کے صدقے میں خدائے رحمٰن کی جناب سے وافر حصہ ملا اور اس بات کا مشار الیہ یہ فرمان مبارک ہے "انت مع من احببت یعنی تو کل قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے"۔ (زرقانی علی المواھب، الفصل الاول فی وجوب محبتہ، ج ۹، ص ۵۹)۔

محبت رسول دلیل بھی مانگتی ہے جیسے کہ علامہ سید احمد کاظمی فرماتے ہیں کہ بعض حضرات کا مسلک یہ ہے کہ محبت کا معیار محبوب کی اتباع اور اس کی پیروی ہے قاعدہ ہے کہ "ان المحب لمن یحب مطیع یعنی محب محبوب کا مطیع اور تابع ہوتا ہے"۔

(مقالات کاظمی، ج ۳، ص ۲۸۱)۔

جان لیجئے کہ ہماری دوستی دشمنی اور محبت کا معیار اسلامی تقاضے کے مطابق ہونا چاہئے چنانچہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تین چیزیں جس میں جمع ہو جائیں اس نے ایمان کی حلاوت کو پالیا، وہ تین چیزیں یہ ہیں کہ سب سے زیادہ اُسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہو، دوسرا یہ کہ اگر کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لئے کرے اور تیسرا یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد کفر میں جانے کو اس طرح ناپسند

کرے جیسا کہ آگ میں جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حلاوۃ الیمان ،رقم:۱۶، ص۶)

یہ بھی جان لینا چاہئے کہ والدین اور رشتے داروں کی محبت اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں ہیچ ہے! اور یہ بھی کہ کافر رشتے داروں سے دوستی نہیں ہوسکتی اس کی نظیر قرآن کی آیت ﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ ......(التوبۃ:۲۴)﴾ سے ملتی ہے اور حضور ﷺ کے فرمان سے بھی ملتی ہے: "عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں"۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان ،رقم:۱۵، ص۶)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد صاحب حضرت ابو قحافہ اسلام لائے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: اس ذات باری ﷻ کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا البتہ حضرت ابو طالب کے اسلام لانے میں میری آنکھ کی ٹھنڈک زیادہ تھی یہ نسبت میرے باپ کے اسلام لانے میں اس لئے زیادہ ہے کہ حضرت ابو طالب کے ایمان لانے میں آپ ﷺ کی آنکھ کی ٹھنڈک زیادہ ہے۔

اس روایت کے تحت علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن جب حضور ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو پکڑ کر (کیونکہ کہ وہ نابینا تھے) حضور ﷺ کی جناب میں لائے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس بوڑھے کو گھر میں رہنے دیتے میں خود آجاتا، اس پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ والد صاحب اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں تشریف لے آئیں حضور ﷺ نے ان کے والد کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ تو وہ اسلام لے آئے۔ (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ،فصل:فیما روی عن السلف والائمۃ ،ج۴۳، ص۴۲۵)

جان لو ایمان کی ہے جان حب مصطفیٰ ... اور بجز ذکر نبی مردود ہے ذکر خدا!

لم یخلق الرحمن آدم والذی ... من نسلہ الا لحب محمد ﷺ

نبی کی محبت بڑی چیز ہے ... خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے۔

شراب عشق احمد کی عجب پر کیف مستی ہے ... کہ جاں دے کر اگر اک بوند مل جائے تو سستی ہے!

اگر کسی کے ماں باپ کافر ہوں تو کیا ان سے صلہ رحمی کی جائے یا نہیں، اس بارے میں قرآن اور حدیث کا واضح بیان موجود ہے چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا (لقمان:۱۵)﴾ دنیا میں مشرک ماں باپ سے نیک سلوک کرو۔

☆......حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میرے پاس میری ماں آئیں اس حال میں کہ وہ مشرکہ تھیں اور جب قریش نے مسلمانوں سے معاہدہ کیا تھا تو وہ ان کے ساتھ تھیں، میں نے رسول ﷺ سے سوال کیا: میرے

پاس میری ماں آئی ہیں وزاں حال یہ کہ وہ اسلام سے اعراض کرتی ہیں، کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فضل النفقۃ، رقم: ۱۰۰۳/۲۲۴۱، ص ۴۵۷)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ وہ ایک بستی میں داخل ہوئے جس میں ایک ظالم بادشاہ تھا اس نے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق کہا ان کو آجر (ہاجر) دے دو، اور نبی پاک ﷺ کو ایک ہزار زہر آلود بکری ہدیہ کی گئی، اور ابو حمید نے کہا: ایلہ کے بادشاہ نے نبی پاک ﷺ کو ایک سفید خچر ہدیہ کیا، اور آپ ﷺ کو ایک چادر پہنائی اور آپ ﷺ نے اس سرزمین پر اس بادشاہ کی حکومت کے لئے لکھا۔

(صحیح البخاری، کتاب الھبۃ، باب قبول الھدیۃ من المشرکین، ص ۴۲۳)

متذکرہ بالا آیت مبارکہ اور احادیث طیبہ کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کہ کفار اور مشرکین سے دوستی اور محبت کرنا منع ہے اور بغیر دوستی اور محبت کے ان کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور ان سے تحائف لینا اور ان کو تحائف دینا، ان سے قرض اور خرید و فروخت جائز ہے۔

☆......المسٰجد: اور المسجد جمع اور مفرد دونوں قرائتیں پائی جاتی ہیں، مفرد ماننے کی صورت میں مسجد حرام مراد ہوگی یا یہ کہ لفظ المسجد اسم جنس ہے اور اس میں تمام ہی مساجد داخل ہیں، اور جمع ہونے کی صورت میں کل بقعۃ مسجد حرام مراد ہوگا جسے مسجد کہا جاتا ہے یا اس لحاظ سے کہ مسجد حرام تمام مساجد کا قبلہ ہے۔ نوٹ: اسم جنس وہ ہوتا ہے کہ جس کے مدخول سے نفس ماہیت مراد ہو اور افراد کا بالکل لحاظ نہ ہو۔ جیسے الرجل خیر من المرأۃ یعنی جنس مرد جنس عورت سے بہتر ہے۔

ای اھل ذلک: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے اصل عبارت یہ ہے کہ اجعلتم اھل سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن امن۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۳۸ وغیرہ)۔

لعدم شرطھا: کافروں کے اعمال صالحہ جو وہ کرتے اور اس پر فخر کرتے تھے برباد ہوئے مثلاً مساجد کی تعمیر اور خدمت کرنا، حاجیوں کو پانی پلانا وغیرہ اس لئے کہ کفر کے ہوتے ہوئے نیک اعمال میں تاثیر نہیں پائی جاتی (ایمان شرط ہے)۔

من غیرھم: جملہ فی الغیر میں حاجیوں کو پانی پلانے والے اور مسجد کی عمارت بنانے والے کفار داخل ہیں، اور اس جملے میں وہ مومن بھی داخل ہیں جن میں یہ تینوں اوصاف نہیں پائے جاتے بلکہ اُن میں اِن اوصاف میں سے ایک یا دو ہی پائے جاتے ہیں۔

(الجمل، ج ۳، ص ۲۳۶ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۰

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِىْ مَوَاطِنَ﴾ لِلْحَرْبِ ﴿كَثِيْرَةٍ﴾ كَبَدْرٍ وَقُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ ﴿وَ﴾ اذْكُرْ ﴿يَوْمَ حُنَيْنٍ﴾ وَادٍ بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ اَىْ يَوْمَ قِتَالِكُمْ فِيْهِ هَوَازِنَ وَذٰلِكَ فِىْ شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ ﴿اِذْ﴾ بَدَلٌ مِنْ يَوْمَ

﴿اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ﴾ فَقُلْتُمْ لَنْ نُغْلَبَ الْيَوْمَ مِنْ قِلَّةٍ وَكَانُوا اِثْنَىْ عَشَرَ اَلْفًا وَالْكُفَّارُ اَرْبَعَةَ آلَافٍ ﴿فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾ مَامَصْدَرِيَّةٌ اَىْ مَعَ رُحْبِهَا اَىْ سَعَتِهَا فَلَمْ تَجِدُوْا مَكَانًا تَطْمَئِنُّوْنَ اِلَيْهِ لِشِدَّةِ مَا لَحِقَكُمْ مِنَ الْخَوْفِ ﴿ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ (۲۵)﴾ مُنْهَزِمِيْنَ وَثَبَتَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَلَيْسَ مَعَهُ غَيْرُ الْعَبَّاسِ وَاَبُوْ سُفْيَانَ آخِذٌ بِرِكَابِهِ ﴿ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهُ﴾ طَمَانِيْنَتَهُ ﴿عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ فَرَدُّوْا اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لَمَّا نَادَاهُم الْعَبَّاسُ بِاِذْنِهٖ وَقَاتَلُوْا ﴿وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا﴾ مَلٰئِكَةً ﴿وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ بِالْقَتْلِ وَالْاِسْرِ ﴿وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ (۲۶)﴾ ﴿ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ﴾ مِنْهُمْ بِالْاِسْلَامِ ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۲۷)﴾ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾ قَذَرٌ لِخُبْثِ بَاطِنِهِمْ ﴿فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ﴾ اَىْ لَا يَدْخُلُوا الْحَرَمَ ﴿بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ عَامَ تِسْعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً﴾ فَقْرًا بِانْقِطَاعِ تِجَارَتِهِمْ عَنْكُمْ ﴿فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ﴾ وَقَدْ اَغْنَاهُمْ بِالْفُتُوْحِ وَالْجِزْيَةِ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۲۸)﴾ ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ وَاِلَّا لَآمَنُوْا بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ﴿وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾ كَالْخَمْرِ ﴿وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ﴾ اَلثَّابِتِ النَّاسِخِ لِغَيْرِهٖ مِنَ الْاَدْيَانِ وَهُوَ دِيْنُ الْاِسْلَامِ ﴿مِنَ﴾ بَيَانٌ لِلَّذِيْنَ ﴿الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ﴾ اَىِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى ﴿حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ﴾ اَلْخَرَاجَ الْمَضْرُوْبَ عَلَيْهِمْ كُلَّ عَامٍ ﴿عَنْ يَّدٍ﴾ حَالٌ اَىْ مُنْقَادِيْنَ اَوْ بِاَيْدِيْهِمْ لَا يُوَكِّلُوْنَ لَهَا ﴿وَهُمْ صٰغِرُوْنَ (۲۹)﴾ اَذِلَّاءُ مُنْقَادُوْنَ لِحُكْمِ الْاِسْلَامِ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ نے بہت سے (جنگی) میدانوں میں تمہاری مدد فرمائی (جیسا کہ بدر، قریظہ اور نضیر کے موقع پر تمہاری مدد فرمائی ......۱......) اور (یاد کرو) حنین کے دن (حنین مکہ اور طائف کے مابین ایک وادی ہے یعنی جس دن تم نے ہوازن سے قتال کیا تھا اور یہ واقعہ شوال ۸ھ میں کو پیش آیا......۲......) جب (اذ یوم سے بدل ہے) تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے (یعنی تم نے کہا تھا کہ آج کے دن ہم تعداد کی کمی کی وجہ سے ہرگز مغلوب نہ ہونگے اور اس وقت مسلمان بارہ ہزار تھے اور کافر چار ہزار......۳......) تو وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین تم پر اتنی وسیع ہو کر تنگ ہو گئی (بما میں ما مصدریہ ہے یعنی زمین اپنی کشادگی کے ہوتے ہوئے تنگ ہو گئی) تو تم نے ایسی کوئی جگہ نہ پائی کہ جس میں تمہیں شدت خوف سے اطمنان حاصل ہو) پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے (شکست کھاتے ہوئے، اور نبی

پاک علیہ اپنے سفید خچر پر ثابت قدم رہے اور ان کے پاس سوائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ جس کے ہاتھ میں رکاب تھا کھڑے تھے کوئی اور نہ تھا......۴......) پھر اللہ نے اپنی تسکین (یعنی اپنی طمانیت) اتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر (تو وہ نبی پاک علیہ کے پاس لوٹ کر آئے جب کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ کے اذن سے انہیں ندا فرمائی اور وہ لڑے) اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے (یعنی فرشتوں کے......۵......) اور کافروں کو عذاب دیا (قتل اور قید کرنے کا) اور منکروں کی یہی سزا ہے پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ دے گا (ان میں سے، اسلام کے ذریعے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو مشرک نرے (یعنی اپنی باطنی خباثت کی وجہ سے) ناپاک ہیں تو وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں (یعنی وہ حرم میں داخل نہ ہونے پائیں......٦......) اس سال کے بعد (یعنی ہجرت کے نویں سال کے بعد) اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہو (یعنی فقر کا، اُن سے تمہاری تجارتی سرگرمیاں منقطع ہوجانے کا) تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند کردے گا اپنے فضل سے اگر چاہے (چنانچہ اس نے مسلمانوں کو فتح اور جزیہ کے ذریعے غنی کردیا......۷......) بیشک اللہ علم وحکمت والا ہے لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر (مگر یہ کہ وہ نبی علیہ پر ایمان لائیں) اور حرام نہیں مانتے جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے (جیسا کہ شراب حرام کی) اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے (جو کہ ثابت اور اپنے سوا تمام ادیان کو ناسخ کرنے والا ہے مراد دین اسلام ہے) من (یہ الذین کیلئے بیان ہے) جو کتاب دیئے گئے (یعنی یہود ونصاری) یہاں تک کہ جزیہ نہ دے دیں (یعنی وہ سالانہ ٹیکس جو ان پر متعین تھا ادا نہ کریں) اپنے ہاتھ سے (ید حال ہے یعنی حکم مانتے ہوئے اپنے ہاتھ سے ادا کردے اس کے لیئے وکیل نہ بنائے) ذلیل ہوکر (حقیر ہوکر حکم اسلام کو مانتے ہوئے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم﴾.

لام: تاکیدیہ......قد: تحقیقیہ......نصرکم اللہ: فعل ومفعول وفاعل......فی: جار......مواطن کثیرۃ: مرکب توصیفی معطوف علیہ......و: عاطفہ......یوم حنین: مرکب اضافی مبدل منہ......اذ: مضاف......اعجبتکم کثرتکم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "اللہ" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلم تغن عنکم شیئا و ضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین﴾.

ف: عاطفہ، لم تغن: فعل نفی بافاعل، عنکم: ظرف لغو، شیئا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ضاقت علیکم: فعل وظرف لغو، الارض: ذوالحال، ب: بمعنی "مع" مضاف، ما: مصدریہ، رحبت: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، ولیتم: فعل تم ضمیر ذوالحال، مدبرین: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المومنین وانزل جنودا لم تروھا وعذب الذین کفروا﴾.

ثم: عاطفہ......انزل اللہ سکینتہ: فعل وفاعل ومفعول......علی رسولہ : معطوف علیہ......وعلی المومنین: معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......و : عاطفہ......انزل : فعل بافاعل......جنودا: موصوف......لم تروھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......عذب: فعل بافاعل......الذین کفروا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وذلک جزاء الکفرین ثم یتوب اللہ من بعد ذلک علی من یشاء﴾.

و: عاطفہ......ذلک : مبتدا......جزاء الکفرین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......ثم: عاطفہ......یتوب اللہ : فعل واسم جلالت ذوالحال......من بعد ذلک : ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......علی من یشاء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......اللہ : مبتدا......غفور رحیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا﴾.

یایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ...... انما: حرف مشبہ وما کافہ...... المشرکون: مبتدا......نجس: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، ف: فصیحہ......لایقربوا المسجد الحرام : فعل نہی بافاعل ومفعول......بعد: مضاف، عامھم: موصوف، ھذا : صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذاکان الامر کذلک" کی جزا ، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء ان اللہ علیم حکیم﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......خفتم عیلۃ: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ......سوف: حرف استقبال......یغنیکم اللہ من فضلہ: فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ......ان: شرطیہ......شاء: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فسوف یغنیکم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... علیم حکیم :خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قاتلوا الذین لایومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ماحرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صغرون﴾.

قاتلوا: فعل امر بافاعل، الذین: موصول، لایومنون: فعل نفی بافاعل...... باللہ ولا بالیوم الاخر: ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ......لایحرمون: فعل نفی بافاعل، ماحرم اللہ ورسولہ: مفعول، ملکر معطوف اول......و: عاطفہ، لایدینون: فعل نفی واو ضمیر ذوالحال، من الذین اوتوا الکتب: ظرف مستقر حال اول، و: حالیہ......ھم صغرون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل ......دین الحق : مفعول، حتی : جار......یعطوا : فعل واو ضمیر ذوالحال، عن ید: ظرف مستقر حال اول، و: حالیہ، ھم صغرون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، دین الحق: مفعول......حتی : جار، یعطوا : فعل واو ضمیر ذوالحال...... عن ید: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......الجزیۃ: مفعول، ملکر جملہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ...... ☆مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کہ نبی ﷺ کو روم سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا اور اسی کے نازل ہونے کے بعد غزوہ تبوک ہوا کلبی کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے قبیلہ بنی قریظہ اور بنو نضیر کے حق میں نازل ہوئی سید عالم ﷺ نے ان سے صلح منظور فرمائی اور یہی پہلا جزیہ ہے جو اہل اسلام کو ملا اور پہلی ذلت ہے جو کفار کو مسلمانوں کے ہاتھوں پہنچی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بنو قریظہ وبنو نضیر کے احوال:

۱...... غزوۂ بدر کا حال تو ہم نے سابقہ ابحاث میں تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ یہاں ہم صرف غزوہ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے بارے میں اختصار کے ساتھ چند اہم باتیں ذکر کرتے ہیں۔

غزوہ بنی قریظہ: یہ ہجرت کے پانچویں سال وقوع پزیر ہوا۔ جب سید عالم ﷺ غزوۂ خندق سے واپس تشریف لائے تو نماز ظہر کے بعد بنو قریظہ سے جنگ کا حکم آیا۔ بنو قریظہ نقض عہد کر کے احزاب کے ساتھ مل گئے تھے۔ اس لئے حضور ﷺ تین ہزار کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور پچیس دن اُن کو محاصرہ میں رکھا۔ آخر کار انہوں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم کو تسلیم کر لیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مرد قتل کئے جائیں اور عورتیں و بچے گرفتار کر لئے جائیں اور ان کا مال واسباب غنیمت سمجھا جائے۔ اس پر سید عالم ﷺ نے فرمایا: قَضَیْتَ بِحُکْمِ اللّٰہِ یعنی تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ مَردوں کی تعداد چھ سو یا سات سو تھی۔ اسی سال رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت بی بی زینب رضی اللہ تعالی عنہا سے ہوا جن کا قصہ قرآن میں موجود ہے۔

غزوہ بنو نضیر: یہ غزوہ ہجرت کے چوتھے سال ماہ ربیع الاول میں ہوا جس کی وجہ نقض عہد سابق تھا۔ بنو عامر کے دو شخص جن کے ساتھ سید عالم ﷺ کا عہد تھا مدینہ منورہ سے اپنے اہل کی طرف نکلے۔ راستے میں عمرو بن امیہ ضمری ان سے ملا، اسے معلوم نہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے جوار میں ہیں۔ اس نے دونوں کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مطالبہ دیت کے لئے بنو نضیر سے مدد مانگی۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ تشریف رکھیے ہم باہم مشورہ کرتے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ حضرات ابو بکر وعمر وعلی رضی اللہ عنہم وغیرہ کے ساتھ ان کی ایک دیوار تلے بیٹھ گئے۔ یہود نے بجائے مدد دینے کے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ بے خبری میں دیوار پر سے آپ ﷺ پر چکی کا پاٹ پھینک دیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ فوراً وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لائے اور جنگ کے لئے تیار ہو کر ان پر حملہ آور ہوئے۔ بنو قریظہ بھی برسر پیکار تھے آخر کار آپ ﷺ نے بنو نضیر کو جلاوطن کر دیا۔ بدیں شرط ان کو اجازت دی کہ جو مال وہ اونٹوں پر لے جا سکتے ہیں لے جائیں۔ چنانچہ وہ اپنے اموال لے کر خیبر میں اور بعض اذرعات واقع شام میں چلے گئے مگر بنو قریظہ پر آپ ﷺ نے احسان کیا کہ ان کو امن دیا جائے۔ جمادی الاولی میں غزوہ ذات الرقاع ہوا، رسول ﷺ بنو محارب اور بنو ثعلبہ کے قصد

سے نجد کی طرف نکلے۔مگر قتال وقوع میں نہ آیا۔امام بخاری نے اس غزوہ کو غزوہ خیبر کے بعد بتایا ہے۔ممکن ہے کہ یہ غزوہ دو دفعہ ہوا ہو صلوٰۃ الخوف سب سے پہلے اسی غزوہ میں پڑھی گئی (سیرت رسول عربی، ص ۱٦٤ وغیرہ)

وادیٔ حنین :

۲......علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ذوالمجاز کے پہلو میں طائف کے قریب یہ وادی ہے۔عرفات کی جہت سے یہ مکہ سے دس بارہ میل ہے،ابوعبیدہ بکری فرماتے ہیں حنین بن قابشہ بن مہلا ئیل کے نام پر اس وادی کا نام حنین پڑ گیا۔اور اہل مغازی نے کہا کہ نبی پاک ﷺ حنین کے لئے شوال کے مہینے کے گزرنے پر نہیں نکلے بلکہ کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ جس وقت حنین کے لئے نکلے اس وقت رمضان مبارک کی دو راتیں باقی تھیں۔ (فتح الباری کتاب المغازی ،باب قول الله تعالی، ج۸،ص۳۳)

یوم حنین اللہ کی مدد و نصرت :

۳......حنین ایک وادی ہے طائف کے قریب مکہ مکرمہ سے چند میل کے فاصلہ پر، یہاں فتح مکہ سے تھوڑے ہی روز بعد قبیلہ ہوازن وثقیف سے جنگ ہوئی اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کثیر بارہ ہزار تھی یا اس سے زائد تھی اور مشرکین چار ہزار تھے۔ جب دونوں لشکر مقابل ہوئے تو مسلمانوں میں سے کسی شخص نے اپنی کثرت پر نظر کر کے یہ کہا کہ اب ہم ہرگز مغلوب نہ ہوں گے یہ کلمہ رسول کریم ﷺ کو بہت گراں گزرا کیونکہ حضور ﷺ ہر حال میں اللہ ﷻ پر توکل فرماتے تھے اور تعداد کی قلت و کثرت پر نظر نہ رکھتے تھے۔جنگ شروع ہوئی اور قتال شدید ہوا مشرکین بھاگے اور مسلمان مال غنیمت لینے میں مصروف ہو گئے تو بھاگے ہوئے لشکر نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور تیروں کی بارش شروع کر دی اور مشرکین تیر اندازی میں بہت مہارت رکھتے تھے،نتیجہ یہ ہوا کہ اس ہنگامے میں مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے،لشکر بھاگ پڑا اور سید عالم ﷺ کے پاس سوائے حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور آپ کے ابن عم (چچازاد) ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کے اور کوئی نہ رہا۔حضور ﷺ نے اس وقت اپنی سواری کو کفار کی طرف آگے بڑھایا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ بلند آواز سے اپنے اصحاب کو پکاریں۔ان کے پکارنے سے وہ لوگ لبیک لبیک کہتے ہوئے پلٹ آئے اور کفار سے جنگ شروع ہو گئی جب لڑائی خوب گرم ہوئی حضور ﷺ نے اپنے دست کرم میں سنگ ریزے لے کر کفار کے مونہوں پر مارے اور فرمایا رب محمد کی قسم بھاگ!سنگریزوں کا مارنا تھا کہ کفار بھاگ پڑے اور رسول کریم ﷺ نے ان کی غنیمتیں مسلمانوں کو تقسیم فرما دیں۔

(کنزالایمان مع خزائن العرفان،حاشیہ نمبر ۵۰)

حضرت عباس کی اہمیت اور ان کا نسب:

۴......حضرت عباس نے نبی پاک ﷺ کے خچر مبارک کی لگام تھامی ہوئی تھی۔اور ابوسفیان جو کہ سید عالم ﷺ کے چچازاد ہیں ان کا نسب سفیان بن الحرث بن عبدالمطلب ہے،اور دونوں فتح مکہ کے روز ایمان لے آئے۔سیرۃ شامی میں ہے کہ حنین کے روز جو سید عالم ﷺ

کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے ان کی تعداد میں مہاجرین میں سے ۳۳ اور انصار میں سے ۶۶ افراد شامل تھے۔ (الجمل، ج۳، ص ۲۴۰)

☆......حضرت عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ، رشتے میں سید عالم ﷺ کے چچا ہیں اور ان کی کنیت ابو الفضل ہے۔ ان کی ماں کا نام نُتَیلۃ بنت جنات بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید مناۃ بن عامر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ سے عمر میں دو یا تین سال زیادہ رکھتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں آپ رضی اللہ عنہ کفار قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ بدر کے دن آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا اور اپنے بھائی کے بیٹوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن الحارث کا فدیہ دیا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ہجرت رسول ﷺ سے پہلے اسلام لے آئے تھے لیکن اپنا اسلام چھپاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن بھی حاضر تھے اور یوم حنین بھی، جب کے دیگر اصحاب منتشر ہو گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شان کے بارے میں حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کے یہ الفاظ ملتے ہیں کہ من آذی عمی فقد آذانی یعنی جس نے میرے چچا کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ (اسد الغابۃ، ج۳، ص ۵۹ ملخصاً)

ابلق گھوڑے سوار :

۵......ایک روایت کا خلاصہ ہے کہ مشرکین میں سے ایک شخص نے بعض مسلمانوں سے جنگ کے اختتام کے بعد کہا کہ: سفید چہروں والے ابلق گھوڑے سوار کہاں گئے؟ ہم نے انہیں تمہارے ساتھ نمایاں ہیئت میں دیکھا اور ہم (یعنی ہمارے ساتھی مشرکین) انہیں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ اس بارے میں سید عالم ﷺ کو خبر دی گئی تو حضور پر نور ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے۔ اور اس روایت کے بارے میں کوئی قابل اعتماد سند نہیں ہے۔ (روح المعانی، الجزء العاشر، ص ۳۷۵)

کہا جاتا ہے کہ ان فرشتوں کی تعداد پانچ ہزار یا آٹھ ہزار یا سولہ ہزار تھی، اور اس بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ فرشتوں نے سوائے بدر کے کسی غزوہ میں قتال نہیں کیا، اور ان فرشتوں کا نزول صرف مسلمانوں کی دلی تقویت کے لئے ہوا تھا اور انہیں دیکھا نہیں جا سکتا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ کافر انہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور مواہب میں ہے کہ ابو جعفر جریر نے اپنی سند سے انہوں نے عبد الرحمٰن سے اور انہوں نے ایک آدمی سے روایت کیا ہے کہ حنین کے دن مشرکین کہا کرتے تھے کہ جب ہم اور اصحاب رسول ﷺ حنین کے دن ملتے تھے تو اصحاب رسول ﷺ ہمارے پاس بکری کا دودھ دوہنے کی مقدار بھی نہ کھڑے رہے، پھر ہم ان کا پیچھا کرتے رہے یہاں تک کہ ہم ایک سفید چہرے والے مرد کے پاس پہنچے اور وہ رسول اللہ ﷺ تھے، اور ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے مابین سفید چہرے والے خوبصورت آدمی تھے، انہوں نے ہمیں کہا کہ چہرے بدل گئے واپس لوٹ جاؤ اور وہ ہمارے کندھوں پر سوار ہو گئے۔ (الجمل، ج۳، ص ۲۴۰)

کافر کا (غرض شرعی کے لئے) مسجد میں آنا!

۶......اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾ (التوبۃ: ۲۸) اس لئے کہ شرک بمنزلہ نجس کے ہے، یا یہ مراد ہے کہ مشرک پاک نہیں ہوتے، غسل نہیں کرتے اور نہ ہی نجاست سے بچتے ہیں، پس وہ نجاست کے ساتھ ملتبس

رہتے ہیں یا وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ عین نجاست ان کے وصف نجس پر مبالغہ کرتے ہوئے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ان کی نجاست سے مراد نجاست عینی ہے جیسے کتا اور سُور یہاں تک کہ حسن کہتے ہیں جو شخص کسی مشرک سے چُھو جائے اسے چاہئے کہ وضو کرے اور اہل مذہب ان دونوں اقوال کے خلاف بات کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ النجس مصدر ہے جو کہ مرد وعورت،تثنیہ وجمع سب کے لئے برابر مستعمل ہے۔ (الجمل،ج۳،ص۲٤۱)

جملہ بلاد اسلام میں کافروں کے دخول کے بارے میں تین صورتیں پائی جاتی ہیں ان میں سے پہلی یہ ہے کہ حرم پاک میں کافر کا داخل ہونا جائز نہیں ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ نے معاہدے کیلئے دخول جائز رکھا ہے،دوسری صورت یہ ہے کہ حجاز مقدس میں بلا اجازت داخل نہ ہوں اور تین دن سے زائد حجاز مقدس میں قیام نہیں کرسکتا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ دو دین جزیرہ عرب میں جمع نہیں ہوسکتے اور اُس کی طولی حد اقصی عدن سے ریف عراق تک ہے،اور عرضی حد جدہ اور اس کے اردگرد کے علاقہ سے ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ شام تک ہے،تیسری صورت یہ ہے کہ سارے بلاد اسلام میں کافر بطور ذمی اور امان ٹھہر سکتا ہے لیکن شرعی غرض کے لئے مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا۔ (الصاوی،ج۳،ص٤۱)

جزیہ :

ے.....جزیہ سے مراد وہ رقم ہے جو اہل ذمہ (یعنی ذمی کافر) سے لی جائے اور اس کا نام جزیہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ رقم ان کی جان کی حفاظت کے لئے کفایت کرتی ہے۔ (المفردات،ص۱۰۰)

☆.....حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رِوایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "مسلمان پر کوئی جزیہ نہیں ہے۔"

(سنن ابی داؤد،کتاب الخراج،باب فی الذمی یسلم،برقم۳۰۵۳،ص۵۸٤)

یہاں سے معلوم ہوا کہ جزیہ مسلمان پر متعین نہیں ہوتا کہ جو بھی اسلام کے دامن میں آجائے اس پر جزیہ نہیں۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جزیہ کن لوگوں پر متعین ہوتا ہے؟ فقہائے کرام جزیہ کی دو قسمیں بیان فرماتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے،☆.....کافر ذمی سے کسی مقدار معین پر صلح ہوئی ہو کہ وہ سالانہ اتنا دیں گے اور اس میں کمی بیشی نہ کریں گے اور اس صورت میں شرع میں کوئی خاص مقدار متعین نہیں ہوتی بلکہ جتنے پر صلح ہوجائے وہی مقرر ہوجاتا ہے،☆.....کسی ملک کو فتح کیا ہو اور کافروں کے املاک بدستور چھوڑ دیئے جائیں اب سلطنت کی جانب سے ان پر جزیہ متعین کیا جائے اس کی مقدار یہ ہے کہ فقیر سے ہر ماہ ایک درہم لیا جائے،متوسط سے ہر ماہ دو درہم،امیر سے ہر ماہ چار درہم لئے جائیں۔یہ بھی جاننا چاہئے کہ یہاں فقیر،متوسط اور امیر کسے کہتے ہیں؟ ایسا شخص جو دوسو درہم سے کم کا مالک ہو یا کسی بھی چیز کا مالک نہ ہو وہ فقیر ہے،جو شخص دوسے لیکر دس ہزار سے کم کا مالک ہو وہ متوسط ہے اور جو ایسا ہے کہ دس ہزار یا اس سے زائد کا مالک ہے وہ امیر کی تعریف میں داخل ہوتا ہے۔

(الدرالمختار مع رد المحتار،کتاب الجھاد،باب العشر،ج،ص۳۱۷ وغیرہ،بھار شریعت،باب جزیہ کا بیان،حصہ نہم،ج۲،ص٤٤۸وغیرہ)۔

☆......☆فردوا: مفسر کا قول فردوا یعنی ارتدوا ،رجعوا کے معنی ہے، حضرت عباس ﷺ کی آواز بلند تھی اتنی کہ آٹھ میل تک سنائی دے۔ واد بین مکة و الطائف: حنین مکہ اور طائف کے مابین اٹھارہ میل دور ایک وادی کا نام ہے جیسا کہ خازن میں ہے۔
ہوازن: قبیلہ حلیمۃ السعد یہ کو کہتے ہیں۔ (الجمل، ج۳، ص۲۴۰، ملخصاً)

المنقادین: کی تفسیر لازم کے ساتھ کی گئی ہے یعنی ید کو الانقیاد سے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے (الصاوی، ج۳، ص۴۳)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ٭ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتْ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ﴾ عِيسٰى ﴿ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُم بِاَفْوَاهِهِمْ ﴾ لَامُسْتَنَدَ لَهُمْ عَلَيْهِ بَلْ ﴿يُضَاهِؤُنَ ﴾ يُشَابِهُوْنَ بِهِ ﴿قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ﴾ مِنْ آبَائِهِمْ تَقْلِيْدًا لَهُمْ ﴿ قَاتَلَهُمُ ﴾ لَعَنَهُمْ ﴿اللّٰهُ اَنّٰى﴾ كَيْفَ ﴿ يُؤْفَكُوْنَ (۳۰)﴾ يُصْرَفُوْنَ عَنِ الْحَقِّ مَعَ قِيَامِ الدَّلِيْلِ ﴿اِتَّخَذُوْآ اَحْبَارَهُمْ ﴾عُلَمَاءِ الْيَهُوْدِ ﴿وَرُهْبَانَهُمْ﴾ عُبَّادَ النَّصَارٰى ﴿ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ حَيْثُ اِتَّبَعُوْهُمْ فِيْ تَحْلِيْلِ مَا حُرِّمَ وَتَحْرِيْمِ مَا اُحِلَّ ﴿وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْا﴾ فِي التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ ﴿ اِلَّا لِيَعْبُدُوْا﴾ اَيْ بِاَنْ يَّعْبُدُوْا ﴿ اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ ﴾ تَنْزِيْهًا لَهُ ﴿عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۳۱)﴾ ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ﴾ شَرْعَهُ وَبَرَاهِيْنَهُ ﴿ بِاَفْوَاهِهِمْ﴾ بِاَقْوَالِهِمْ فِيْهِ ﴿ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ﴾ يُظْهِرَ ﴿ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (۳۲)﴾ ذٰلِكَ ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ﴾ مُحَمَّدًا ﷺ ﴿ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ﴾ يُغْلِبَهُ ﴿ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ جَمِيْعِ الْاَدْيَانِ الْمُخَالِفَةِ لَهُ ﴿ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (۳۳)﴾ ذٰلِكَ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ﴾يَاْخُذُوْنَ ﴿ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ﴾ كَالرُّشَا فِي الْحُكْمِ ﴿ وَيَصُدُّوْنَ﴾ النَّاسَ ﴿ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ دِيْنِهِ ﴿ وَالَّذِيْنَ﴾ مُبْتَدَاءٌ ﴿ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا﴾ اَيِ الْكُنُوْزَ ﴿ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اَيْ لَايُؤَدُّوْنَ مِنْهَا حَقَّهُ مِنَ الزَّكَاةِ وَالْخَيْرِ ﴿ فَبَشِّرْهُمْ﴾ اَخْبِرْهُمْ ﴿ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (۳۴)﴾ مُؤْلِمٍ ﴿يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى﴾ تُحْرَقُ ﴿بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ﴾ تُوْسَعُ جُلُوْدُهُمْ حَتّٰى تُوْضَعَ عَلَيْهَا كُلُّهَا وَيُقَالُ لَهُمْ ﴿ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (۳۵)﴾ اَيْ جَزَاءَهُ ﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ﴾ اَلْمُعْتَدِّ بِهَا لِلسَّنَةِ ﴿عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ﴾ اَللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ ﴿يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ﴾ اَيِ الشُّهُوْرِ ﴿ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ مُحَرَّمَةٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمِ وَرَجَبٌ﴿ ذٰلِكَ ﴾ اَيْ تَحْرِيْمُهَا ﴿الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾

اَلْـمُسْتَقِيْمُ ﴿ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ ﴾ اَيِ الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ ﴿ اَنْفُسَكُمْ ﴾ بِالْمَعَاصِيْ فَاِنَّهَا فِيْهَا اَعْظَمُ وِزْرًا وَّقِيْلَ فِي الْاَشْهُـرِ كُـلِّهَا ﴿ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً ﴾ جَمِيْعًا فِيْ كُلِّ الشُّهُوْرِ ﴿ كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (۳۶) ﴾ بِـالْعَوْنِ وَالنَّصْرِ ﴿ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ ﴾ اَيِ التَّاْخِيْرُ لِحُرْمَةِ شَهْرٍ اِلٰى آخَرَ كَمَا كَانَتِ الْـجَـاهِلِيَّةُ تَفْعَلُهُ مِنْ تَاْخِيْرِ حُرْمَةِ الْمُحَرَّمِ اِذَا اَهَلَّ وَهُمْ فِي الْقِتَالِ اِلٰى صَفَرٍ ﴿ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ﴾ لِكُفْرِهِمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ فِيْهِ ﴿ يُضَلُّ ﴾ بِضَمِّ الْيَاءِ وَفَتْحِهَا ﴿ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ ﴾ اَيِ النَّسِيْٓءَ ﴿ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَـامًا لِّيُوَاطِئُوْا ﴾ يُوَافِقُوْا بِتَحْلِيْلِ شَهْرٍ وَّتَحْرِيْمِ آخَرَ بَدَلَهٗ ﴿ عِدَّةَ ﴾ عَدَدَ ﴿ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ﴾ مِنَ الْاَشْهُرِ فَلَا يَـزِيْـدُوْنَ عَـلٰى تَـحْـرِيْمِ اَرْبَعَةٍ وَّلَا يَنْقُصُوْنَ وَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلٰى اَعْيَانِهَا ﴿ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ﴾ فَظَنُّوْهُ حَسَنًا ﴿ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (۳۷) ﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور یہود بولے عزیر اللہ کا بیٹا اور نصرانی بولے مسیح (عیسی علیہ السلام) اللہ کا بیٹا......۱...... ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں (جس پر ان کے پاس کوئی سند نہیں بلکہ) وہ نقل اتارتے ہیں (یعنی وہ ان باتوں کی مشابہت کرتے ہیں) جو اگلے کافر (یعنی محض اپنے آباء کی تقلید کرتے ہیں) مارے انہیں (قـتـلهم بمعنی لعنهم ہے) اللہ، کہاں (انی بمعنی کیف ہے) اوندھے جاتے ہیں (یعنی دلیل قائم ہونے کے باوجود حق سے پھر جاتے ہیں) انہوں نے اپنے پادریوں (یعنی علمائے یہود) اور جوگیوں (یعنی نصرانی عبادت گزاروں) کو اللہ کے سوا خدا بنالیا (حلال اشیاء کو حرام اور حرام اشیاء کو حلال کرنے کے حوالے سے ان ارباب کی پیروی کرتے ہو ......۲......) اور مسیح بن مریم کو اور انہیں حکم نہ تھا (توریت اور انجیل میں) مگر یہ کہ عبادت کریں ایک اللہ کی (الا لیـعـبـدوا بمعنی بـان یـعـبـدوا ہے) اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسے پاکی ہے (یعنی اس کے لیے پاکیزگی ہے) شرک سے چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور بجھادے......۳...... (یعنی اس کے بتائے ہوئے راستے اور دلائل ختم کردے) اپنے منہ سے (یعنی اپنی باتوں سے جو وہ کرتے ہیں) اور اللہ نہ مانے گا مگر یہ کہ پورا کرے (یعنی ظاہر کردے) اپنے نور کو پڑے برا مانیں کافر (اس بات کا) وہی ہے جس نے اپنا رسول بھیجا (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہدایت اور سچے دین کے ساتھ کہ اسے ظاہر (یعنی غالب) کردے سب دینوں پر (یعنی اس کے تمام مخالف ادیان پر) پڑے برا مانیں مشرک (اس بات کا) اے ایمان والو بیشک بہت پادری اور جوگی کھاتے ہیں (یاکلون بمعنی یاخذون ہے) لوگوں کا مال ناحق......۴...... (جیسا کہ مقدمات میں رشوت لینا) اور روکتے ہیں (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے (یعنی اس کے دین سے) اور وہ کہ (الـذیـن مبتداء ہے) جو جوڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے (یعنی مال کو) اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے......۵...... (یعنی اس میں

سے اس کا حق یعنی زکوۃ وخیرات نہیں ادا کرتے) انہیں خوشخبری سناؤ(فبشرھم بمعنی اخبرھم ہے) دردناک (یعنی سخت تکلیف دہ) عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر داغیں گے (یعنی جلائیں گے) اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں (ان کی کھالیں اتنی دراز کردی جائیں گی کہ اس پر سب مال آجائے اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا (یعنی اس جوڑنے کا بدلہ) بیشک مہینوں کی گنتی (جس سے مال کا شمار حساب کیا جاتا ہے) اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتب میں (یعنی لوح محفوظ......٦......میں) جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے (یعنی مہینے اسی وقت سے ہیں) ان میں سے چار حرمت والے ہیں (یعنی محترم ہیں ذو القعدہ ،ذو الحجۃ ،محرم اور ،رجب) یہ (یعنی مہینوں کی حرمت) سیدھا دین ہے (قیم بمعنی مستقیم ہے) تو ان مہینوں میں ظلم نہ کرو (یعنی حرمت والے مہینوں میں) اپنی جانوں پر (نافرمانی کرکے ،اس لئے کہ ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم کرنا بڑا گناہ ہے اور بعض نے کہا کہ تمام مہینے مراد ہیں) اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو (یعنی ہر مہینے میں) جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے (مدد اور نصرت کے ذریعے) ان کا مہینہ پیچھے ہٹانا نہیں مگر (یعنی حرمت والے مہینے کو دوسرے کی طرف بدل دینا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں تھا اگر عین حالت جنگ میں محرم کا چاند ہو جاتا تو اس کی حرمت صفر کی طرف مشتمل کردیتے) کفر میں بڑھنا ہے (یعنی اللہ کے اس حکم میں کفر کرنا ہے) گمراہ کیے جاتے ہیں (یضل یاء کی ضمہ اور فتحہ کے ساتھ ہے) کافر اسے حلال ٹھہراتے ہیں (یعنی مہینے پیچھے ہٹانے کو) ایک برس اور دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں کہ برابر ہو جائیں (یعنی موافق ہو جائیں تحلیل والے مہینوں کا تحریم والے مہینوں سے بدلنا) گنتی (عدۃ بمعنی عدد ہے) جو اللہ نے حرام فرمائیں (مہینوں میں ،غرض کہ حرمت کو چار مہینوں سے زیادہ بڑھنے نہیں دیتے اور نہ گھٹنے دیتے ہیں لیکن بعینہ حرمت والے مہینوں پر نگاہ نہیں کرتے) اور اللہ کے حرام کیے ہوئے حلال کرلیں اور ان کے برے کام ان کی آنکھوں میں بھلے لگتے ہیں (یعنی وہ انہیں اچھا گمان کرتے ہیں) اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصری المسیح ابن اللہ ذلک قولھم بافواھھم﴾

و: عاطفہ......قالت الیھود: قول......عزیر: مبتدا......ابن اللہ: خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ......و: عاطفہ......قالت النصری: قول......المسیح ابن اللہ: جملہ اسمیہ مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ......ذلک: مبتدا......قولھم: ذوالحال ،بافواھھم: ظرف مستقر حال ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یضاھؤن قول الذین کفروا من قبل قتلھم اللہ انی یوفکون﴾.

یضاھئون: فعل بافاعل......قول: مضاف......الذین: موصول...... کفروا: فعل واو ضمیر ذوالحال......من قبل: ظرف

مستقر حال،ملکر فاعل، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......قـاتـلـهـم الـلـه: فعل ومفعول وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ دعائیہ......انی : اسم استفہام حال مقدم،یؤفکون: فعل مجہول واوضمیر ذوالحال،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اتـخـذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسيح ابن مريم وما امروا الا ليعبدوا الها واحدا لا اله الا هو سبحنه عما يشركون﴾.

اتـخـذوا: فعل واوضمیر ذوالحال......و: حالیہ...... مـا امـروا: فعل نفی با نائب الفاعل......الا: اداۃ حصر......لام: جار ،یـعـبـدوا: فعل بافاعل......الهـا: موصوف......واحـد : صفت ثانی......سبـحـن: مصدر مضاف......هٗ: مضاف الیہ فاعل ،عـمـا یشرکون: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف "نسبح" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثالث،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیران مجرور،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل، احبارهم: معطوف علیہ،ورهبانهم: معطوف اول،والمسيح ابن مريم: معطوف ثانی،ملکر مفعول اول......اربابا: موصوف......من دون الله: ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿يريدون ان يطفئوا نور الله بافواههم﴾.

يريدون: فعل بافاعل......ان: مصدریہ......يطفئوا نور الله بافواههم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ويابى الله الا ان يتم نوره ولو كره الكفرون﴾.

و: عاطفہ......یـابی: جاری مجری "لم ترد" فعل...... الـلـه: فاعل...... الا: اداۃ حصر......ان: مصدریہ......یتم: فعل هو ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......لو: شرطیہ...... كره الكفرون: جملہ فعلیہ جزامحذوف "لاتـمـه ولـم يبال بكراهتهم" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر حال،ملکر فاعل......نوره: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون﴾.

هو: مبتدا......الذى : موصول......ارسـل رسـولـه :فعل بافاعل ومفعول......ب: جار......هـدى وديـن الحق : مجرور،ملکر ظرف لغو...... لام: جار......یظهر:فعل هو ضمیر مستتر ذوالحال......و: حالیہ......لو: وصلیہ...... كره المشركون: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل......هٗ:ضمیر مفعول......عـلـى : جار......الـديـن: مؤکد...... كـلـه: تاکید،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیران مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يايها الذين امنوا ان كثيرا من الاحبار والرهبان لياكلون اموال الناس بالباطل ويصدون عن سبيل الله﴾.

یـایهـاالـذین امنوا: جملہ ندائیہ......ان: حرف مشبہ...... كثيرا: موصوف......من: جار......الاحبار: معطوف علیہ

،والرھبان: معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر اسم......لام: تاکیدیہ......یاکلون: فعل با فاعل......اموال الناس: ذوالحال......بالباطل: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......یصدون عن سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم﴾۔

و: عاطفہ،الذین: موصول،یکنزون الذھب والفضۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ،لاینفقونھا فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،بشرھم بعذاب الیم: فعل امر با فاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم﴾

یوم: مضاف......یحمی: فعل مجہول ھو ضمیر مستتر راجع بسوئے "النار" نائب الفاعل، علیھا: ظرف لغو اول،فی نار جھنم: ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،ف: عاطفہ،تکوی بھا: فعل مجہول وظرف لغو،جباھھم وجنوبھم وظھورھم: معطوف علیہ ومعطوفان،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر ظرف فعل محذوف "اذکر" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون﴾۔

ھذا: مبتدا......ماکنزتم لانفسکم: موصول صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر قول محذوف "یقال لھم" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ......ف: فصیحہ......ذوقوا: فعل امر با فاعل......ماکنتم تکنزون: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتب اللہ یوم خلق السموت والارض منھا اربعۃ حرم﴾۔

ان: حرف مشبہ......عدۃ الشھور: ذوالحال......عند اللہ: مبدل منہ......یوم خلق السموت والارض: بدل، ملکر ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر اسم......اثنا عشر: ممیز......شھرا: تمیز،ملکر موصوف......فی کتب اللہ: ظرف مستقر صفت اول......منھا: ظرف مستقر خبر مقدم......اربعۃ حرم: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک الدین القیم فلا تظلموا فیھن انفسکم﴾۔

ذلک: مبتدا......الدین القیم: مرکب توصیفی خبر،ملکر جملہ اسمیہ......ف: فصیحہ......لاتظلموا: فعل نہی با فاعل ،فیھن: ظرف لغو......انفسکم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذاکان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ﴾۔

و: عاطفہ......قاتلوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال......کافۃ: حال،ملکر فاعل......المشرکین: مفعول......کاف: جار ،ما: مصدر......یقاتلون: فعل واو ضمیر ذوالحال......کافۃ: حال،ملکر فاعل......کم: ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،ملکر

ظرف مستقر "قتالا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واعلموا ان اللہ مع المتقین﴾۔

و: عاطفہ، اعلموا: فعل امر با فاعل، ان اللہ مع المتقین: حرف مشبہ واسم و خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما النسیء زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما لیواطؤا عدۃ ما حرم اللہ فیحلوا ما حرم اللہ زین لہم سوء اعمالہم﴾۔

انما: حرف مشبہ وما کافہ...... النسی: مبتدا...... زیادۃ فی الکفر: شبہ جملہ خبر اول...... یضل بہ: فعل وظرف لغو، الذین کفروا: ذوالحال...... یحلونہ عاما: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... یحرمونہ عاما: فعل با فاعل ومفعول وظرف...... لام: جار...... یواطئوا: فعل با فاعل...... عدۃ: مضاف...... ماحرم اللہ: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ف: عاطفہ...... یحلوا: فعل واو ضمیر ذوالحال...... زین لہم سوء اعمالہم: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ماحرم اللہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر حال اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل یضل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ لا یھدی القوم الکفرین﴾۔و: عاطفہ اللہ: مبتدا، لایھدی القوم الکفرین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**وقالت الیھود عزیر ابن اللہ**...... ☆ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں یہود کی ایک جماعت آئی وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم آپ کا کس طرح اتباع کریں آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا اور آپ حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا نہیں سمجھتے۔

☆...... **والذین یکنزون الذھب والفضۃ**...... ☆ سدی کا قول ہے کہ یہ آیت مانعین زکوۃ کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ اللہ ﷻ نے احبار اور رہبان کی حرص مال کا ذکر فرمایا تو مسلمانوں کو مال جمع کرنے اور اس کے حقوق ادا نہ کرنے سے حذر دلایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جس مال کی زکوۃ دی گئی وہ کنز نہیں خواہ دفینہ ہی ہو اور جس کی زکوۃ نہ دی گئی وہ کنز ہے جس کا ذکر قرآن میں ہوا کہ اس کے مالک کو اس سے داغا جائے گا۔ رسول کریم ﷺ سے اصحاب نے عرض کی کہ سونے چاندی کا تو یہ حال معلوم ہوا پھر کونسا مال بہتر ہے جس کو جمع کیا جائے؟ فرمایا "ذکر والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور نیک بی بی جو ایماندار کی اس کے ایمان پر مدد کرے" یعنی پرہیزگار ہو کہ اس کی صحبت سے طاعت وعبادت کا شوق بڑھے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

یہود ونصاری کا حد سے تجاوز:

۱...... یہود و نصاری دونوں ہی فریقوں پر لعنت ہو کہ انہوں نے اللہ عزوجل کی شان کے بارے حد سے تجاوز کیا اور یہ گمان کیا کہ عزیر اور عیسی اللہ عزوجل کے بیٹے ہیں اور یہ اللہ کے بارے میں بہت بڑی بات انہوں نے کردی، اس گمان پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور انہوں نے سوائے مجرد قول اور اپنے سابقہ آباء کی تقلید میں ان کے مشابہ یہ بات کہی تھی جو ان کے دلوں میں پائی جاتی تھی۔

(البداية والنهاية، باب ان الله منزه عن الولد، ج ۱، ص ۴۵۶)

حافظ ابو القاسم بن عساکر لکھتے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام کا نام عزیر بن جروۃ تھا، اور کہا جاتا ہے کہ ابن سوریق بن عدیا بن ایوب بن درزنا بن عری بن تقی بن اسبوع بن فنحاص بن العازر بن ہارون بن عمران تھا، بعض آثار میں یہ بھی آیا ہے کہ عزیر بن سروخا ہے۔ ان کی قبر مبارک دمشق میں ہے۔ آپ علیہ السلام کی عمر مبارک جب چالیس سال ہوئی تو اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کو حکمت عطا فرمائی آپ علیہ السلام سے زیادہ کسی کو بھی توریت نہ تو حفظ تھی اور نہ ہی کوئی آپ علیہ السلام سے زیادہ اسے جانتا تھا۔ جب بادشاہ بخت نصر کی ظلم کاریاں انتہا کو پہنچنے لگیں اور وہ لوگوں پر ظلم و زیادیاں کرنے لگا، ساتھ ہی توریت کے نسخے بھی اس نے جلانے شروع کر دیئے، حضرت عزیر علیہ السلام کے والد گرامی سروخا نے بخت نصر کے ایام میں ایک مقام پر توریت چھپادی تھی جس کے بارے میں حضرت عزیر علیہ السلام کے سوا کوئی اور نہ جانتا تھا، حضرت عزیر علیہ السلام لوگوں کو اس جگہ لے گئے اور توریت کو کھود نکالا، اس کے اوراق گل گئے تھے اور لکھائی مٹ چکی تھی۔ حضرت عزیر علیہ السلام ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور قوم آپ علیہ السلام کے اطراف میں بیٹھ گئی۔ آسمان سے دو ستارے نازل ہوئے اور حضرت عزیر علیہ السلام کے پیٹ میں داخل ہوگئے اور ان کو توریت یاد آگئی اور انہوں نے بنی اسرائیل کے لئے از سرنو توریت لکھوادی، جب بنی اسرائیل نے حضرت عزیر علیہ السلام سے یہ غیر معمولی امور دیکھے تو بغیر کسی دلیل کے کہنے لگے کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔

مشہور یہ ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کا شمار بنی اسرائیل کے انبیائے کرام میں سے ہوتا ہے، اور یہ داؤد علیہ السلام و سلیمان علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام و یحیی علیہ السلام کے مابین ہوئے ہیں اور یہ اس وقت بھی توریت کے حافظ تھے جب کہ بنی اسرائیل میں کوئی اور توریت کا حافظ نہ تھا، اللہ عزوجل نے انہیں بطور الہام حفظ کرایا اور آپ علیہ السلام بنی اسرائیل سے بڑی تفصیل سے کلام کیا کرتے تھے۔

(قصص الانبياء، قصة العزير، ص ۳۷۱، ملخصاً و ملتقطاً)

یہود کے اس مقالے کی وجہ حضرت ابن عباس نے یہ بیان کی ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام ان کے مابین موجود تھے اور تورات بھی ان کے پاس تھی اور تابوت سکینہ بھی ان کے پاس تھا لیکن انہوں نے تورات کو ضائع کردیا اور ناحق باتوں پر عمل کرنے لگے اللہ عزوجل نے ان کے پاس سے تابوت سکینہ اٹھا لیا اور انہیں تورات بھلا دی اور ان کے دلوں سے اسے (یعنی تورات کو) محو کردیا تو حضرت عزیر علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی جناب میں گڑگڑا کر دعا کی کہ وہ انہیں یعنی بنی اسرائیل کو تورات واپس دے دے اسی دوران جب کہ وہ اللہ عزوجل کی جناب میں گریہ وزاری فرما رہے تھے آسمان سے ایک نور نازل ہوا جو کہ ان کے پیٹ میں داخل ہوگیا اور انہوں نے اپنی قوم کو

اجازت دی اور فرمایا کہ اے قوم: اللہ ﷻ نے تورات میری جانب لوٹادی ہے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے اور آپ انہیں تورات کی تعلیم دینے لگے اور جتنی مدت اللہ ﷻ نے چاہی آپ علیہ السلام ان میں موجود رہے حضرت عزیر علیہ السلام کے رخصت ہو جانے کے بعد انہیں تابوت سکینہ بھی دے دیا گیا پھر جب ان کے پاس تابوت آیا اور انہوں نے اس میں تورات دیکھی اور حضرت عزیر علیہ السلام سے سیکھی ہوئی تورات سے اس کا موازنہ کیا تو فرمایا کہ حضرت عزیر علیہ السلام پر اس کرم نوازی کی وجہ صرف یہ ہے کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔

مسیح حضرت عیسی کا لقب ہے، بہرحال جب حضرت عیسی علیہ السلام کسی بیمار پر ہاتھ مبارک پھیرتے تو وہ اس بیماری سے نجات پا جاتا ان کا حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ ﷻ کا بیٹا کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے اکیاسی ۸۱ سال تک دین حق پر تھے وہ قبلہ کی جانب منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ انکے اور یہود کے مابین جنگ ہوئی یہود میں ایک شخص بڑا بہادر تھا اور اس کا نام بولص تھا اس نے حضرت عیسی علیہ السلام کی جماعت کو قتل کر دیا پھر بولص نے یہود سے کہا کہ اگر حضرت عیسی علیہ السلام حق پر تھے تو ہم نے تو ان کا انکار کیا ہے اور ہمارا ٹھکانہ تو جہنم بن گیا ہے اور ہم تو خسارہ اٹھانے والے ہو جائیں گے کہ ہم تو جائیں جہنم میں اور وہ لوگ جنت میں جائیں۔ میں (بقول بولص) عیسائیوں کو راہ سے بہکانے کا ایک حیلہ کرتا ہوں تا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ جہنم میں داخل ہوں اس نے اپنے گھوڑے جس پر سوار ہو کر جنگ کیا کرتا تھا اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں اور پھر اظہار ندامت اور توبہ کرنے لگا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا پھر اس کے پاس نصرانی آئے اور کہنے لگے کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں تمہارا دشمن بولص ہوں، مجھے آسمان سے ایک ندا آئی ہے کہ تمہاری توبہ اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک کہ تم نصرانی نہ ہو جاؤ، میں نے اب توبہ کی ہے نصرانی اسے اپنے کنیسہ میں لے گئے اور وہ نصرانی بن گیا وہ سال بھر تک اس کنیسہ میں مقیم رہا یہاں تک کہ اس نے انجیل سیکھ لی پھر باہر نکلا اور کہا کہ مجھے یہ ندا آئی ہے کہ اللہ ﷻ نے میری توبہ قبول فرمالی ہے نصرانیوں نے اس کی تصدیق کر دی اور اسے پسند کرنے لگے، یہ بولص ان میں بڑی شان کا مالک بن گیا۔ پھر اس نے ان میں سے تین آدمیوں سے عہد لیا جن میں ایک نسطور، دوسرا یعقوب اور تیسرا ملکان تھا، بولص نے نسطور کو یہ سکھا دیا کہ عیسی مریم اور الہ تین خدا ہیں، یعقوب کو یہ سکھا دیا کہ عیسی انسان نہیں ہیں بلکہ اللہ کے بیٹے ہیں اور ملکان کو یہ سکھا دیا کہ عیسی بھی اللہ کی طرح ہمیشہ رہیں گے، جب وہ تینوں اپنے عقائد میں پختہ ہو گئے تو ان میں سے ہر ایک کو خلوت میں بلا کر کہا کہ تو میرا خاص (خلیفہ) ہے تم سب لوگوں کو اپنے اپنے سکھائے جانے کے مطابق لوگوں کو دعوت دینا اور بولص نے یہ بھی کہا کہ میں نے خواب میں حضرت عیسی کو دیکھا ہے اور وہ مجھ سے راضی ہیں اور اس نے تینوں سے کہا کہ میں کل اپنے آپ کو رضائے عیسی کی خاطر قتل کروں گا تم مختلف جگہوں پر کوچ کرنا چنانچہ اس کے مرنے کے تین دن کے بعد ان تینوں نے مختلف جگہوں کی جانب کوچ کیا ایک روم کی جانب چل دیا، دوسرا بیت المقدس کی جانب اور تیسرا بیت المقدس کی دوسری جانب، اب ہر ایک نے اپنے دین کی دعوت دینی شروع کر دی ہر ایک کے کچھ نہ کچھ پیروکار بن گئے باہم اختلاف کی بنا پر ان میں جنگ چھڑ گئی اور آپس میں

لڑنے مرنے لگے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۴۳)

جس دن سے نصاری نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جناب میں اس کلمۂ باطل (یعنی عیسی خدا کے بیٹے ہیں) کا تلفظ کیا ہے، اس وقت سے لیکر قیامت تک ان پر متواتر لعنت پڑتی رہے گی اور ان کی باطل کاریوں، اعمال کی قلت، کثرت جہالت، اور ان کے کفریہ اقوال کے رد میں کئی آیات قرآنی نازل ہوئی ہیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ باطل کی کئی شاخیں ہوتی ہیں اور اس میں بہت زیادہ اختلاف اور تعارض ہوتا ہے جب کہ حق میں کوئی اختلاف اور اضطراب نہیں پایا جاتا۔ (البداية والنهاية، باب ان الله منزه عن الولد، ج ۱، ص ۴۵۸)

جن چیزوں کو اللہ اوراس کیے رسول حرام کریں:

۲۔۔۔۔۔عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب کہ میرے گلے میں سونے کی صلیب تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عدی! اس بت کو اپنے گلے سے اتار دے''، عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے اتار دیا پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ(التوبة: ۳۱)﴾ تلاوت فرمائی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنے علماء وصوفیاء کی عبادت تو نہیں کرتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا وہ علماء اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام نہیں کرتے اور تم بھی انہیں حرام سمجھتے ہو اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال کہتے ہیں اور تم بھی ان کو حرام سمجھتے ہو''۔ عدی فرماتے ہیں میں نے عرض کی کہ واقعی یہ بات تو ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہی ان کی عادت ہے''۔ (سنن الترمذی، كتاب التفسير، باب من سورة التوبة، رقم: ۳۱۰۶، ص ۸۸۲)

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دین کو بادشاہوں، علماء سوء اور بے علم صوفیاء نے تبدیل کیا ہے (المظهری، ج ۳، ص ۲۷۷)

جن چیزوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حرام نہ کریں، وہ مباح یعنی جائز ہوا کرتی ہیں، مثلاً میلاد، فاتحہ خوانی، نذر و نیاز اور اسی طرح کی اور کئی جائز و مباح امور کو ناجائز کہنا دین پر افتراء باندھنا ہے اور ایسا کام کوئی نادان تو کر سکتا ہے، ذی شعور کی مجال نہیں ہونی چاہیے۔

اللہ کے نور سے مراد جملہ امور شرعیہ ہیں:

۳۔۔۔۔۔مفسر کے قول شرعہ و براھینہ میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نور کو مٹادنے سے مراد اس کی شریعت کے جملہ امور امر و نواہی سے متعلق احکام کی مخالفت کرنا ہے، اور براھین سے مراد اس کی وحدانیت اور شرکاء اور اولاد سے منزہ ہونے کے متعلق روشن دلائل ہیں، اور دلائل کو نور کا نام اس لئے دیا گیا کہ اس سے حق کی جانب ہدایت و معرفت حاصل ہوتی ہے۔ کرخی کے قول کے مطابق اس سے مراد وہ ہے جس سے محسوسات کی جانب رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

خازن میں ہے کہ کفار اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین جو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اس کی تکذیب کے ذریعے ابطال کا ارادہ کرتے تھے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ نور سے مراد وہ دلائل ہیں جو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت نبوت پر دلالت کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (۱) مراد وہ

معجزات باہرہ ہیں جو کہ آپ ﷺ کے دست حق پرست سے صادر ہوئے اور آپ ﷺ کی صدق نبوت پر دلالت کرنے والے ہیں (۲) مراد قرآن مجید فرقان حمید ہے جو کہ اللہ ﷻ کی بارگاہ سے نازل ہوا اور آپ ﷺ کی صدق نبوت کے لئے دائمی معجزہ ہے۔ (۳) نور سے مراد وہ دین اسلام ہے جس کا آپ ﷺ کو حکم دیا گیا اور جس میں سوائے اللہ کی تعظیم، اس کی ثناء و توصیف، اس کے اوامر کی بجا آوری، نواہی سے پرہیز، اس کی طاعت گزاری، اسی کی عبادت کا حکم، اس کے علاوہ دوسرے معبودوں سے بیزاری اختیار کرنا، یہ وہ روشن اور واضح دلائل ہیں جو کہ سید عالم ﷺ کی صدق نبوت پر دال ہیں۔ پس جو جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے اس کے ابطال کا ارادہ کرے تحقیق وہ اپنے مقصد میں خائب وخاسر رہا اور اس کا عمل باطل گیا۔ (الجمل، ج۳، ص۲۴۷)

علامہ صاوی اس بارے میں انتہائی اہم اور ایمان افروز نکتہ بیان فرماتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ **وسمی نورا لانہ ینور البصائر و یھدیھا للرشاد ولانہ اصل کل نور حسی و معنوی** یعنی سید عالم ﷺ کو آیت مبارکہ میں نور کہا گیا ہے اسلئے کہ حضور ﷺ ایسا نور ہیں جو عقلوں کو روشن کرتے ہیں اور انہیں ہدایت کی راہ پر گامزن کرتے ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ آپ ہر نور حسی اور معنوی کی اصل ہیں۔ (الصاوی، ج۲، ص۱۰۳)

سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں میری ماں نے جب مجھے بطن میں اٹھایا تو انہوں نے دیکھا کہ ان سے نور ظاہر ہوا جس کی وجہ سے زمین شام کے محلات روشن ہو گئے''۔ ایک روایت میں ہے کہ بُصریٰ کے محلات روشن ہو گئے جبکہ ایک روایت میں ہے کہ مشرق سے مغرب تک روشن ہو گئے۔

(سبل الھدی والرشاد، باب فی وضعہ ﷺ والنور الذی، ج۱، ص۳۴۱ وغیرہ)

یہ تو ایک خصوصیت کے بارے میں ہم نے چند حوالاجات اکٹھے کئے حضور ﷺ تمام اوصاف و کمالات نبوت و رسالت سے متصف ہیں۔ اگر ان کے کمالات کو کوئی شمار کرنا چاہے تو اس کی زندگی تو ختم ہو سکتی ہے حضور ﷺ کے کمالات و مناقب کا کما حقہ احاطہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں، جہاں تک نور محمدی کا تعلق ہے تو ہم یہ ضرور کہیں گے کہ ہماری نظر سے ایسی کوئی حدیث نہیں گزری کہ جس میں یہ ملتا ہو کہ والدہ ماجدہ نے فرمایا ہو کہ مجھ سے بشر نے خروج کیا یا مجھ سے بشر ظاہر ہوا۔ ہاں ہمارا عقیدہ صرف یہ ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ لباس بشری پہن کر تشریف لائے اور آپ ﷺ صورۃً بشر ہیں بے عیب، بے مثل، بے مثال، افضل البشر۔

رشوت کی تعریف :

☆......رشد راء کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور رشوت اس مال کو کہتے ہیں جو حق یا باطل کو ثابت کرنے کے لئے دیا جائے یعنی حق کو حق اور باطل کو باطل قرار دینے کے لئے دیا جانے والا مال رشوت کہلاتا ہے۔ (التعریفات، ص۱۱۴)

قانون سازی کے اختیارات اپنے ہاتھوں میں لے کر بنی اسرائیل کے عالموں اور راہبوں نے طرح طرح سے لوگوں کو لوٹنا

شروع کر دیا۔ عیسائی مذہبی رہنماؤں کو قرون وسطی میں جو تسلط اور اقتدار حاصل رہا اس سے انہوں نے کس طرح ناجائز فائدہ اٹھایا اور کس بے دردی سے اپنے عقیدت مندوں کی دولت کو ہتھیایا اس کی روداد بڑی دلچسپ اور بڑی المناک ہے۔ کیتھولک فرقہ کا پوپ جنت کے ٹکٹ قیمتاً فروخت کرتا تھا۔ اس کے نائب بھی بخشش گناہ کے پروانے لکھ کر دیا کرتے تھے اور خریدار اپنی مالی استطاعت کے مطابق اس کی قیمت ادا کرتا تھا۔ بادشاہوں، شہزادوں، امراء، وزراء اور قوم کے دولتمند طبقہ کی خاطر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا کرتے اور اس طرح ان سے منہ مانگے نذرانے وصول کرتے۔ رشوت لے کر مقدمات کا فیصلہ کرتے اس کے علاوہ اور متعدد طریقے تھے جن سے وہ دولت کے پجاری دولت جمع کرنے میں شب و روز رہا کرتے۔ لیکن یہ چیز کبھی ذہن سے نہ اترے کہ یہی بدکاریاں اگر اسلام کے عالم اور پیر کریں گے تو وہ بھی اسی طرح مجرم قرار دیئے جائیں گے بلکہ ان کا جرم اور زیادہ سنگین ہوگا کیونکہ وہ سید المرسلین ﷺ کی آخری شریعت کے امین و نگہبان ہیں۔ (ضیاء القرآن، ج۲، ص۱۹۹)۔

مال کی زکوٰۃ نہ دینے پر وعیدیں:

۵...... مال کی زکوٰۃ نہ دینے پر وعیدیں، یہ ایسا موضوع ہے جس کے بارے میں ہر خاص و عام جس کا دین سے کچھ نہ کچھ لگاؤ ہو وہ اس بات کو خوب جانتا ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے مال میں سے خرچ کرنے کا اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی، قیامت کے دن اس کے لئے ایک گنجا سانپ بنایا جائے گا جس کے دو زہریلے ڈنک ہونگے، اس سانپ کو اس کا طوق بنا دیا جائے گا، پھر وہ اس کو اپنے جبڑوں سے پکڑے گا، پھر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں''، پھر آپ ﷺ نے سورۃ ال عمران کی آیت نمبر ۱۸۰ تلاوت فرمائی۔ (صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب اثم مانع الزکوۃ، رقم: ۱۴۰۳، ص۲۲۶)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک سلطان ارض و افلاک ﷺ نے فرمایا ''کوئی سونے اور چاندی کا مالک ایسا نہیں ہے کہ اس مال کا حق نہ دے اور وہ مال قیامت کے دن اس کے لئے دروازوں کے تختوں کی صورت میں نہ آئے، پھر ان تختوں کو آگ میں گرم کیا جائے گا اور اُن تختوں سے (صاحب مال کو زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی بناء پر) اس کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا، اس دن کی مقدار پانچ سو سال ہوگی اور عذاب کا سلسلہ چلتا رہے گا یہاں تک کہ مخلوق کے مابین فیصلہ ہو جائے پھر مخلوق اپنا راستہ جنت یا جہنم کی جانب دیکھ لے گی''۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ دو عالم ﷺ نے فرمایا: ''دینار دینار پر اور درہم درہم پر نہ رکھا جائے گا لیکن اللہ عزوجل صاحب مال کی کھال کو وسیع کر دے گا پھر اس مال کے ذریعے صاحب مال کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ کو داغا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ ہے تیرا وہ مال جو تو نے اپنے لئے جمع کیا تھا تو اپنے جمع کئے مال کا مزہ چکھو''۔

☆......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں مکی مدنی سلطان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مال والے کو خوشخبری سنادو کہ (زکوۃ ادا نہ کرنے کی صورت میں) ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا''۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۴۱۹)

لوح محفوظ کیا ہے؟

۶......لوح محفوظ سفید موتی کی بنی ہوئی تختی ہے جس کا طول آسمان وزمین کے درمیانی حصہ جتنا ہے، اور اس کا عرض مشرق سے لے کر مغرب کے مابین کے فاصلہ کے برابر ہے، اس کے کنارے موتی اور یاقوت کے ہیں، اور دفاتر سرخ یاقوت کے ہیں، اس کے قلم نور کے ہیں تو کلام عرش کے ساتھ معقود ہے اور اس کی اصل فرشتے کی رود ک ہے۔ انس بن مالک وغیرہ سلف سالحین نے کہا کہ لوح محفوظ حضرت اسرافیل کی پیشانی میں ہے، اور مقاتل کے قول کے مطابق لوح محفوظ عرش کے دائیں جانب ہے۔

(البداية والنهاية، باب ذكر اللوح المحفوظ، ج۱، ص۱۵)

☆......☆انی یوفکون: میں استفہام تعجب پایا جاتا ہے، اور یہ استفہام خلق کی جانب راجح ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل کو کوئی بات تعجب میں ڈالنے والی نہیں ہے، یہ کلام اہل عرب کی عادت کے مطابق ان سے کیا گیا ہے، پس اللہ عزوجل نے اپنے نبی کے لئے ان کے حق کو ترک کرنے اور ان کے باطل پر مصر رہنے کی وجہ سے یہ بات عجیب بنادی۔ المخالفة له: حسب تقاضائے حکمت دیگر ادیان کو اس دین کے ذریعے منسوخ کردے، اور یہ جملہ ﴿جميع الاديان المخالفة له﴾ سابقہ جملے ﴿على الدين كله﴾ کے بیان اور وضاحت کے لئے ہے۔ اور کافروں کے وصف شرک کو بعد وصف کفر کے ذکر کرنا اس بات پر دلالت کرنے کے لئے ہے کہ وہ رسول کی رسالت کا انکار کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ عزوجل کا شریک بھی ٹھراتے تھے۔ (الجمل، ج۳، ص۲٤٦ وغیرہ)

کنز: کی جمع کنوز ہے اس سے مراد وہ مال ہے جو زمین میں دفن ہو۔ (التعریفات، ص۱۷۸)

ای جزائه: مفسر کے قول ای جزاؤہ میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام مبارکہ میں مضاف حذف ہے (ای وبال کونکم تکنزون) اس لئے کہ کنز کو چکھا تو نہیں جاسکتا اور یہ عذاب صاحب مال کو زکوۃ نہ دینے کی وجہ سے قیامت میں ہوگا۔

محرمة: بمعنی معظمة و محترمة ہے کہ جس میں طاعات کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص٤٦ وغیرہ)۔

لیواطئوا: یحرمون کے متعلق ہے یا اس فعل کے متعلق ہے جو ان دونوں مذکورہ فعلوں کے مجموعہ پر دلالت کرتا ہے، یعنی وہ موافقت پیدا کرنے کی خاطر ایسا کرتے۔ مواطاة کا معنی موافقت ہے مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے حرام کردہ چار مہینوں کی تعداد میں موافقت پیدا کرنے کے لئے ایسا کرتے تھے۔ پس جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا ہوتا اسے حلال کرتے تا کہ حرمت والے مہینوں کی تعداد میں زیادتی نہ ہوجائے۔ وہ صرف تعداد کی رعایت رکھتے تھے وقت کی رعایت نہیں کرتے۔ (المظهری، ج۳، ص۲۸٦)

رکوع نمبر: ۱۲

وَنَزَلَ لَمَّا دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ اِلٰى غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَكَانُوْا فِيْ عُسْرَةٍ وَشِدَّةِ حَرٍّ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ﴾ بِاِدْغَامِ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الْمُثَلَّثَةِ وَاجْتِلَابِ هَمْزَةِ الْوَصْلِ اَيْ تَبَاطَأْتُمْ وَمِلْتُمْ عَنِ الْجِهَادِ ﴿اِلَى الْاَرْضِ﴾ وَالْقُعُوْدِ فِيْهَا وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّوْبِيْخِ ﴿اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ وَلَذَّاتِهَا ﴿مِنَ الْاٰخِرَةِ﴾ اَيْ بَدَلَ نَعِيْمِهَا ﴿فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِيْ﴾ جَنْبِ مَتَاعِ ﴿الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ (۳۸)﴾ حَقِيْرٌ ﴿اِلَّا﴾ بِاِدْغَامِ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَّةِ لَا فِي الْمَوْضَعَيْنِ ﴿تَنْفِرُوْا﴾ تَخْرُجُوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِلْجِهَادِ ﴿يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ مُؤْلِمًا ﴿وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ﴾ اَيْ يَاْتِيْ بِهِمْ بَدْلَكُمْ ﴿وَلَا تَضُرُّوْهُ﴾ اَيِ اللّٰهَ اَوِ النَّبِيَّ ﷺ ﴿شَيْئًا﴾ بِتَرْكِ نَصْرِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ نَاصِرُ دِيْنِهٖ ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۳۹)﴾ وَمِنْهُ نَصْرُ دِيْنِهٖ وَنَبِيِّهٖ ﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ﴾ اَيِ النَّبِيَّ ﷺ ﴿فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ﴾ حِيْنَ ﴿اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ مِنْ مَكَّةَ اَيْ اَلْجَأَهُ اِلَى الْخُرُوْجِ لَمَّا اَرَادُوْا قَتْلَهٗ اَوْ حَبْسَهٗ اَوْ نَفْيَهٗ بِدَارِ النَّدْوَةِ ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ﴾ حَالٌ اَيْ اَحَدَ اثْنَيْنِ وَالْاٰخَرُ اَبُوْ بَكْرٍ، اَلْمَعْنٰى نَصَرَهُ اللّٰهُ فِيْ مِثْلِ تِلْكَ الْحَالَةِ فَلَا يَخْذُلُهٗ فِيْ غَيْرِهَا ﴿اِذْ﴾ بَدَلٌ مِنْ اِذْ قَبْلَهٗ ﴿هُمَا فِي الْغَارِ﴾ نَقْبٌ فِيْ جَبَلِ ثَوْرٍ ﴿اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ اَبِيْ بَكْرٍ وَقَدْ قَالَ لَهٗ لَمَّا رَاَى اَقْدَامَ الْمُشْرِكِيْنَ لَوْ نَظَرَ اَحَدُهُمْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَاَبْصَرَنَا ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ بِنَصْرِهٖ ﴿فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ﴾ طُمَاْنِيْنَتَهٗ ﴿عَلَيْهِ﴾ قِيْلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقِيْلَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ ﴿وَاَيَّدَهٗ﴾ اَيِ النَّبِيَّ ﷺ ﴿بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا﴾ مَلٰئِكَةٍ فِي الْغَارِ وَمَوَاطِنِ قِتَالِهٖ ﴿وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ اَيْ دَعْوَةَ الشِّرْكِ ﴿السُّفْلٰى﴾ اَلْمَغْلُوْبَةَ ﴿وَكَلِمَةُ اللّٰهِ﴾ اَيْ كَلِمَةُ الشَّهَادَةِ ﴿هِيَ الْعُلْيَا﴾ اَلظَّاهِرَةُ الْغَالِبَةُ ﴿وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ﴾ فِيْ مُلْكِهٖ ﴿حَكِيْمٌ (۴۰)﴾ فِيْ صُنْعِهٖ ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا﴾ نِشَاطًا وَغَيْرَ نُشَاطٍ وَقِيْلَ اَقْوِيَاءَ وَضُعَفَاءَ اَوْ اَغْنِيَاءَ وَفُقَرَاءَ وَهِيَ مَنْسُوْخَةٌ بِاٰيَةِ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ ﴿وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۴۱)﴾ اَنَّهٗ خَيْرٌ لَّكُمْ فِيْهِ تَثَاقَلُوْا وَنَزَلَ فِي الْمُنَافِقِيْنَ الَّذِيْنَ تَخَلَّفُوْا ﴿لَوْ كَانَ﴾ مَا دَعَوْتَهُمْ اِلَيْهِ ﴿عَرَضًا﴾ مَتَاعًا مِنَ الدُّنْيَا ﴿قَرِيْبًا﴾ سَهْلَ الْمَاْخَذِ ﴿وَّسَفَرًا قَاصِدًا﴾ وَسَطًا ﴿لَّاتَّبَعُوْكَ﴾ طَلَبًا لِلْغَنِيْمَةِ ﴿وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ﴾ اَلْمَسَافَةُ فَتَخَلَّفُوْا ﴿وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ﴿لَوِ اسْتَطَعْنَا﴾ اَلْخُرُوْجَ ﴿لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ﴾ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (۴۲)﴾ فِيْ قَوْلِهِمْ ذٰلِكَ.

﴿ترجمہ﴾

(اور آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب نبی پاک علیہ السلام نے لوگوں کو تبوک......۱...... کے لئے بلایا اور لوگ اس وقت تنگی کا شکار تھے شدید گرمی تھی لہذا ان پر شاق گزرا) اے ایمان والو تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ خدا کی راہ میں کوچ کرو تو بوجھل ہو جاتے ہو (اثاقلتم میں دراصل تاء کا ثاء میں ادغام ہے اور ابتداء میں ہمزہ وصل لایا گیا ہے تاکہ ساکن سے کلمے کی ابتداء نہ ہو یعنی تم سست پڑ گئے اور جہاد سے کنارہ کشی کی) زمین پر (یعنی زمین پر بیٹھ جاتے ہو اور ما استفہامیہ توبیخ کیلئے ہے) کیا تم نے دنیا کی زندگی (اور اس کی لذتیں) آخرت کے بدلے (یعنی آخرت کی نعمتوں کے بدلے) پسند کرلیں اور جیتی دنیا کا اسباب آخرت کے (اسباب کے) سامنے نہیں مگر تھوڑا (قلیل بمعنی حقیر ہے) اگر (الا میں لام کا اِن شرطیہ کے نون میں ادغام ہے، دونوں جگہوں پر) تم نہ کوچ کرو گے (یعنی نبی پاک علیہ السلام کے ساتھ جہاد کے لئے نہ نکلو گے) تو تمہیں سخت سزا دے گا (الیم بمعنی مؤلم ہے) اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا (یعنی تمہارے بدلے اور لوگ لے آئے گا......۲......) اور تم اس کا نہ بگاڑ سکو گے (اللہ عزوجل یا نبی پاک علیہ السلام کا) کچھ بھی (یعنی اس کی مدد نہ کر کے اسلئے کہ اللہ عزوجل اپنے دین کی خود مدد کرنے والا ہے) اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے (اور اسی میں اس کے دین اور اس کے نبی کی مدد کرنا بھی داخل ہے) اگر تم محبوب (یعنی نبی پاک علیہ السلام) کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب (اذ بمعنی حین ہے) انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا (یعنی انہیں مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا، جب کفار نے دار الندوہ میں ان کے قتل، قید اور جلا وطن کرنے کا منصوبہ بنایا) صرف دو جان سے (ثانی اثنین حال ہے یعنی دو میں سے ایک آپ علیہ السلام اور دوسرے ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے......۳...... مطلب یہ کہ اس نازک حالت میں آپ علیہ السلام کی مدد فرمائی تو دوسری حالتوں میں بھی آپ علیہ السلام کو نہ چھوڑے گا) جب (یہ اذ قبل اذ سے بدل ہے) وہ دونوں غار میں تھے (یعنی جبل ثور کی غار میں......۴......) جب (یہ اذ بدل ثانی ہے) اپنے یار سے فرماتے تھے (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے، جب کہ ان کی نظر مشرکوں کے قدموں پر پڑی اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ علیہ السلام اگر انہوں نے نیچے دیکھ لیا تو ہم نظر آجائیں گے......۵......) غم نہ کھا بیشک اللہ (یعنی اس کی مدد) ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اپنا سکینہ (یعنی اطمنان) اتارا اس پر (بعض نے کہا کہ نبی پاک علیہ السلام پر اور بعض نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر) اور اس کی (یعنی نبی پاک علیہ السلام کی) مدد فرمائی فوجوں سے جو تم نے نہ دیکھیں (فرشتے جو غار میں اور میدان جنگ میں لڑے......۶......) اور کافروں کی بات (یعنی دعوت شرک) نیچے ڈالی (مغلوب کردی) اور اللہ ہی (یعنی کلمہ شہادت ہی) کا بول بالا ہے (جو کہ ظاہر، غالب ہے) اور اللہ غالب (اپنے ملک میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے (یعنی مستعد ہو کر یا مستعد نہ ہو کر اور بعض نے کہا کہ قوی ہوتے ہوئے یا کمزور ہوتے ہوئے یا غنی ہوتے ہوئے یا فقیر ہوتے ہوئے اور یہ آیت لیس علی الضعفاء ......الخ سے منسوخ ہے) اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر جانو (بیشک راہ خدا میں نکلنا تمہارے لیے بھلا ہے تو بوجھل نہ ہو جاؤ

اورآیت مبارکہ ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جو جہاد سے پیچھے رہ گئے......ہے......) اگر کوئی (جس کی طرف تم انہیں دعوت دیتے ہو) مال (یعنی متاع دنیا) قریب (یعنی آسانی سے حاصل ہونے والا) یا متوسط (یعنی اوسط درجے کا) سفر ہوتا تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے (طلب غنیمت کیلئے) مگر ان پر تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا (یعنی سفر کی وجہ سے وہ پیچھے رہ گئے) اور اب اللہ کی قسمیں کھائیں گے (جب تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے) کہ ہم سے بن پڑتا (نکلنا) تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں (جھوٹے حلف اٹھا کر) اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بیشک ضرور جھوٹے ہیں (اپنے اس قول میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض﴾.

یایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، اذا: ظرفیہ شرطیہ، قیل لکم: فعل با نائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قول، انفروا ...... اللہ: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر شرط، اثاقلتم: فعل بافاعل، الی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل﴾.

ھمزہ: حرف استفہام......رضیتم: فعل تم ضمیر ذوالحال......بالحیوۃ الدنیا: ظرف لغو......من الاخرۃ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ......ما: نافیہ......متاع الحیوۃ الدنیا: ذوالحال...... فی الاخرۃ: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا......الا: اداۃ حصر......قلیل: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا واللہ علی کل شیء قدیر﴾.

ان: شرطیہ......تنفروا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط......یعذبکم عذابا الیما: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ، یستبدل: فعل بافاعل......قوما: موصوف......غیرکم: صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف...... و: عاطفہ، لاتضروہ شیئا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔ و: عاطفہ......اللہ: مبتدا، علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا﴾.

ان: شرطیہ، لاتنصروہ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ......قد: تحقیقیہ، نصرہ اللہ: فعل ومفعول وفاعل، اذ: مضاف، اخرج: فعل......ہ: ضمیر ذوالحال، ثانی اثنین: حال، ملکر مفعول، الذین کفروا: فاعل ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مبدل منہ، اذھما فی الغار: بدل اول، اذ: مضاف، یقول لصاحبہ: قول......لاتحزن: فعل نہی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ اول...... ان

اللہ معنا: جملہ اسمیہ تعلیلیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر بدل ثانی، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی﴾.

ف: عاطفہ......انزل اللہ سکینتہ علیہ: جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......ایدہ: فعل بافاعل ومفعول......ب: جار......جنود: موصوف......لم تروھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......جعل: فعل بافاعل......کلمۃ الذین کفروا: مفعول اول......السفلی: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکلمۃ اللہ ھی العلیا واللہ عزیز حکیم﴾.

و: مستانفہ، کلمۃ اللہ: مبتدا، ھی العلیا: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اللہ عزیز حکیم: مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انفروا خفافا وثقالا وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ﴾.

انفروا: فعل امر واوضمیر ذوالحال......خفافا: معطوف علیہ......وثقالا: معطوف ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......جھدوا: فعل امر بافاعل......ب: جار...... اموالکم وانفسکم: مجرور، ملکر ظرف لغو اول......فی سبیل اللہ: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون﴾.

ذلکم: مبتدا......خیر لکم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ......ان: شرطیہ......کنتم تعلمون: جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فجاھدوا" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لو کان عرضا قریبا وسفرا قاصدا لا تبعوک ولکن بعدت علیھم الشقۃ﴾.

لو: شرطیہ......کان: فعل ناقص بااسم......عرضا قریبا: معطوف علیہ......سفرا قاصدا: معطوف ملکر خبر ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......لام: تاکیدیہ......اتبعو: فعل، واوضمیر ذوالحال......و: حالیہ......لکن: مہملہ......بعدت علیھم الشقۃ: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل......ک: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وسیحلفون باللہ لو استطعنا لخرجنا معکم یھلکون انفسھم﴾.

و: مستانفہ، سیحلفون: فعل واوضمیر ذوالحال، یھلکون انفسھم: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، باللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ......لو: شرطیہ، استطعنا: جملہ فعلیہ شرط، لخرجنا معکم: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿واللہ یعلم انھم لکذبون﴾.

و: عاطفہ، اللہ: مبتدا......یعلم: فعل بافاعل......انھم لکذبون: جملہ اسمیہ مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... **یایھا الذین امنوا ما لکم اذا قیل......** ☆ یہ آیت غزوۂ تبوک کی ترغیب میں نازل ہوئی۔

☆...... **لو کان عرضا قریبا و سفرا قاصدا ......** ☆ یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے غزوہ تبوک میں جانے سے تخلف کیا تھا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مقام تبوک :

۱...... تبوک ایک مقام ہے اطراف شام میں مدینہ طیبہ سے چودہ منزل فاصلہ پر۔ رجب ۹ ہجری میں طائف سے واپسی کے بعد سید عالم ﷺ کو خبر پہنچی کہ عرب کے نصرانیوں کی تحریک سے ہرقل شاہ روم نے رومیوں اور شامیوں کی فوج گراں جمع کی ہے اور وہ مسلمانوں پر حملے کا ارادہ رکھتا ہے تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا۔ یہ زمانہ نہایت تنگی، قحط سالی اور شدتِ گرمی کا تھا یہاں تک کہ دو دو آدمی ایک ایک کھجور پر بسر کرتے تھے، سفر دور کا تھا، دشمن کثیر اور قوی تھے اس لئے بعض قبیلے بیٹھ رہے اور انہیں اس وقت جہاد میں جانا گراں معلوم ہوا اور اس غزوہ میں بہت سے منافقین کا پردہ فاش اور حال ظاہر ہو گیا۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے اس غزوہ میں بڑی عالی ہمتی سے خرچ کیا دس ہزار مجاہدین کو سامان دیا اور دس ہزار دینار اس غزوہ پر خرچ کئے، نو سو اونٹ اور سو گھوڑے مع ساز و سامان کے اس کے علاوہ ہیں اور اصحاب نے بھی خوب خرچ کیا، ان میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اپنا کُل مال حاضر کر دیا جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال حاضر کیا اور سید عالم ﷺ تیس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں چھوڑا۔ عبداللہ بن اُبی اور اس کے ہمراہی منافقین ثنیۃ الوداع تک چل کر رہ گئے جب لشکرِ اسلام تبوک میں اترا تو انہوں نے دیکھا کہ چشمے میں پانی بہت تھوڑا ہے، رسولِ کریم ﷺ نے اس کے پانی سے اس میں کُلی فرمائی جس کی برکت سے پانی جوش میں آیا اور چشمہ بھر گیا، لشکر اور اس کے تمام جانور اچھی طرح سیراب ہوئے۔ حضرت نے کافی عرصہ یہاں قیام فرمایا۔ ہرقل اپنے دل میں آپ ﷺ کو سچا نبی جانتا تھا اس لئے اسے خوف ہوا اور اس نے آپ ﷺ سے مقابلہ نہ کیا۔ حضرت نے اطراف میں لشکر بھیجے چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو سے زائد سواروں کے ساتھ اکیدر حاکمِ دومۃ الجندل کے مقابل بھیجا اور فرمایا کہ تم اس کو نیل گائے کے شکار میں پکڑ لو چنانچہ ایسا ہی ہوا جب وہ نیل گائے کے شکار کے لئے اپنے قلعے سے اترا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کو گرفتار کر کے خدمت اقدس میں لائے۔ حضور ﷺ نے جزیہ مقرر فرما کر اس کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح حاکمِ ایلہ پر اسلام پیش کیا اور جزیہ پر صلح فرمائی۔ واپسی کے وقت جب حضور ﷺ مدینہ کے قریب تشریف لائے تو جو لوگ جہاد میں ساتھ ہونے سے رہ گئے تھے وہ حاضر ہوئے حضور ﷺ نے اصحاب سے فرمایا کہ ان میں سے کسی سے کلام نہ کریں اور اپنے پاس نہ بٹھائیں جب تک ہم اجازت نہ دیں تو مسلمانوں نے ان سے

اعراض کیا یہاں تک کہ باپ اور بھائی کی طرف بھی التفات نہ کیا۔ (کنزالایمان مع خزائن العرفان ،حاشیہ نمبر ۸۸)

اللہ ﷻ اپنے نبی کا مددگار ھے:

۲......اللہ ﷻ تمہارے بدلے دوسری قوم لے آئے گا جو کہ تم سے بہتر اور فرمانبردار ہو۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مراد اہل فارس ہیں ۔ایک قول یہ کیا گیا کہ دوسری قوم سے مراد اہل یمن ہیں ،اس جملے میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ اللہ ﷻ اپنے نبی کی نصرت اور اپنے دین کے اعزاز کا ضامن ہے ،پس لوگ اگر سید عالم ﷺ کے ساتھ جہاد پر نکل کھڑے ہوں تو انہیں بھی نصرت حاصل ہوگی اور اللہ ﷻ کی جناب سے اجر ملے گا ،اور اگر بوجھل قدم ہو جائیں اور جہاد سے پیچھے رہ جائیں تو ان کے نہ جانے کے باوجود بھی دین کو نصرت حاصل ہوگی اور انہیں نہ جانے کی وجہ سے عتاب ہوگا ۔اور ہو سکتا ہے کہ نہ جانے والے وہم کریں کہ رسول اللہ ﷺ کو اعزاز اور نصرت تو صرف انہیں کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے تو اللہ ﷻ نے آگے فرمادیا کہ ﴿ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ﴾۔ (الخازن ،ج۲،ص ۳٦۰)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مختصر شجرہ نسب:

۳......آپ رضی اللہ عنہ کا پورا نام عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لؤی القرشی التیمی ،ابوبکر الصدیق بن ابی قحافہ ،رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ۔آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر سلمی بنت صخر بن عامر تھا ،عام الفیل کے دو سال چھ ماہ بعد پیدا ہوئے ۔بعثت سے قبل بھی آپ ﷺ کے ساتھ رہے ،اور آپ ﷺ پر ایمان لانے میں سبقت فرمائی ،مکہ مکرمہ میں طویل عرصے تک آپ ﷺ کے ساتھ رہے ،ہجرت مدینہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے ،غار ثور میں بھی ہمراہ ،اور وقت اخیر تک حضور ﷺ کے ہمراہ ،تبوک کے دن بھی ساتھ تھے ،اور نبی پاک ﷺ کی حیات ظاہری میں سن نو ہجری میں لوگوں کے ساتھ حج فرمایا ،اور آپ ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد خلافت کے منصب پر فائز ہوئے اور مسلمانوں نے ان کو خلیفۃ الرسول کا لقب خاص دیا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ،ج٤،ص ١٤٤)

آپ رضی اللہ عنہ نے سید عالم ﷺ سے حدیث پاک روایت کی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ سے دیگر صحابہ حضرت عمر ،عثمان ،علی ،عبدالرحمٰن بن عوف ،ابن مسعود ،ابن عمرو ،ابن عباس ،حذیفہ ،زید بن ثابت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے ۔آپ رضی اللہ عنہ کے نام مبارک کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے ۔ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالکعبۃ تھا اور سید عالم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ رکھا ،ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ رکھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عتیق رکھا ۔آپ رضی اللہ عنہ کا نام عتیق کس وجہ سے رکھا گیا ؟اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے لہذا بعض کے قول کے مطابق اس کی وجہ آپ رضی اللہ عنہ کا حسن و جمال تھا اور بعض کے نزدیک اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے اہل میں کوئی عیب نہیں پایا جاتا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو عتیق کہتے ہیں ،ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو عتیقا کہا گیا اس لئے کہ سید عالم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو انت عتیق اللہ من

النار یعنی تم نارِ دوزخ سے آزاد ہو فرمایا۔ (اسد الغابۃ، ج۳، ص۲۰۴)

واقدی اور حاکم حضرت عائشہ طیبہ طاہرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر کی بیماری اس طرح شروع ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے بروز شنبہ یعنی پیر جمادی الاخر کی سات تاریخ کو غسل فرمایا اور اس دن سخت سردی تھی، اس سے آپ رضی اللہ عنہ کو بخار ہوا اور پندرہ دن تک رہا۔ ان دنوں میں آپ رضی اللہ عنہ نماز نہیں پڑھا سکے اور آخر بروز سہ شنبہ منگل بائیس جمادی الاخری کو ۱۳ھ میں تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء مترجم، ص۱۱۹)

غارِ ثور کا نقشہ:

۴......مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلے پر غارِ ثور ہے۔ جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق تین راتیں قیام پذیر رہے۔

(زرقانی علی المواھب، باب: ھجرۃ المصطفی واصحابہ، ج۲، ص۱۰۷)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے تیرھویں سال ربیع الاول کے مہینے میں ہجرت فرمائی، دن پیر کا تھا جیسا کہ امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ تمہارے نبی پیر کے دن پیدا ہوئے، پیر ہی کے دن مکہ مکرمہ سے ہجرت کی غرض سے نکلے، پیر ہی کو مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا اور پیر ہی کے دن وفات فرمائی۔ (البدایۃ والنھایۃ، باب ھجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسہ، ج۲، ص۱۹۱)

صاحبانِ غار پر کرم الٰھی:

۵......کفار کی قوم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتی ہوئی غار کے دھانے پر آ پہنچی، ان کے پاؤں غار کے دھانے پر تھے لیکن وہ انہیں (یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) دیکھ نہیں پا رہے تھے، یہ اللہ عزوجل کی جانب سے ان دونوں کی حفاظت تھی، لہٰذا مسند امام احمد کی حدیث ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ خدشہ ظاہر کیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابو بکر! تو کیا گمان کرتا ہے کہ ہم دونوں کے ساتھ تیسری ذات اللہ عزوجل کی نہیں ہے۔ (البدایۃ والنھایۃ، باب ھجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسہ، ج۲، ص۱۹۶، ملخصاً)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دائمی معیت اپنے لئے ثابت کی وہی اپنے صاحب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے بھی ثابت فرمادی۔ یہاں سے روافض کا رد ہو جاتا ہے جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کی صحابیت ہی کے انکاری ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار کے سوا تین صحابہ کے علاوہ باقی سب مرتد ہو گئے تھے وہ تین صحابہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔

غیبی امداد:

۶......یہ ملائکہ کا ایسا لشکر تھا جس نے کفار کے چہروں کو مارا اور آنکھوں کو دیکھنے سے محروم کر دیا۔ ابونعیم اسماء بنت ابی بکر سے روایت فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر نے غار کے دہانے پر ایک شخص کو دیکھا تو عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ آپ

علیہ السلام نے فرمایا ہرگز نہیں، فرشتے اب اپنے پروں کے ساتھ پردہ کئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ اٹھا اور ان کی جانب منہ کر کے پیشاب کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابو بکر! اگر یہ تجھے دیکھ رہا ہوتا تو ایسا نہ کرتا"۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے کفار کے دلوں میں رعب اور ہیبت ڈال دی حتی کہ وہ لوٹ گئے۔ مجاہد اور کلبی فرماتے ہیں کہ ملائکہ نے بدر کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کی تھی پس یہاں یہ بتا دیا کہ اللہ عزوجل نے غار ثور میں دشمنوں کے مکر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھیر دیا ہے پھر یوم بدر کو ملائکہ کے ذریعے نصرت کا ظہار فرمایا۔ (المظھری، ج۳، ص۲۹۲)

منافقین اسلام دشمن ھیں:

ے:...... ابن ہشام نے عبد اللہ بن حارثہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ خبر پہنچی کے منافقین کے کچھ لوگ سُوَیلم یہودی کے ہاں قیام پذیر ہیں اور لوگوں کو غزوہ میں جانے سے روک رہے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو بھیجا اور حکم دیا کہ سویلم کے گھر کو جلا دو پس طلحہ نے یونہی کیا۔ ضحاک بن خلیفہ نے جو کہ سویلم کے گھر کے پیچھے رہتا تھا (دھاوا بولتے ہوئے) حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی ٹانگ کو کاٹ دیا، اصحاب رسول نے ضحاک پر دھاوا بولتے ہوئے انہیں دور ہٹا دیا۔ (سبل الھدی والرشاد، باب فی بعض ما دار بین رسول اللہ ﷺ، ج۵، ص۴۳۷)

☆...... ☆جنب متاع: میں جنب کے کئی معنی ہیں پہلو، سمت، گوشہ، کنارہ، بدل و مقابلہ، سلسلہ۔ کہتے ہیں ھذا قلیل فی جنب مودتک، ماذا فعلتَ فی جنب حاجتی۔ قرآن مجید میں ہے ﴿یَا حَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِیْ جَنْبِ اللّٰهِ (الزمر ۵۶)﴾ ہائے افسوس ان تقصیروں پر جو میں نے اللہ کے بارے میں کیں۔ متذکرہ قول مفسر میں دنیا کے مال کو آخرت کے مقابلے میں تھوڑا بتایا گیا ہے۔ (قاموس الوحید اردو، ج۱، ص۲۸۵)۔

علی ابی بکر: اکثر مفسرین کے نزدیک اس قول کے مخاطب حضرت ابو بکر صدیق ہیں کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک سکون و طمانیت میں تھا۔ (المدارک، ج۱، ص۶۸۱)

والقعود فیھا: یعنی اقامت اختیار کر لی اور تبوک کا سفر نہ کیا۔ فی الموضعین: دونوں جگہوں پر لام کا ان شرطیہ میں ادغام ہے ایک مقام تو یہی ﴿فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ﴾ اور دوسرا مقام ﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ﴾ ہے۔ ومنه نصر دینه: اللہ عزوجل ہر چاہے پر قادر ہے اور اسی میں اپنے دین اور اپنے نبی کی مدد بھی شامل ہے بغیر کسی واسطے کے۔ بنصره: اللہ عزوجل کی مدد سے مراد اس کی دائمی معیت ہے اور جس کے ساتھ اللہ عزوجل کی دائمی معیت ہو غم وغیرہ جیسی کوئی چیز اس کے گرد نہیں گھومتی۔

ای دعوة الشرک: مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ شرک کی دعوت سے مطلقاً ہر قسم کا شرک مراد ہے چاہے اللہ ثالث ثلاثة کہا جائے، یا شرکیہ عقائد کی دعوت دی جائے یا ہر وہ بات جو شرک پر دلالت کرتی ہو۔

نشاط :نشیط کی جمع ہے جیسے کرام جمع ہے کریم کی۔ (الجمل ،ج۳،ص۲۵۴وغیرہ)۔

رکوع نمبر:۱۳

وَكَانَ عَلَيْكِ اَذِنَ لِجَمَاعَةٍ فِي التَّخَلُّفِ بِاجْتِهَادٍ مِنْهُ فَنَزَلَ عِتَابًا لَهُ وَقَدَّمَ الْعَفْوَ تَطْمِيْنًا لِقَلْبِهِ ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ﴾ فِي التَّخَلُّفِ وَهَلَّا تَرَكْتَهُمْ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا﴾ فِي الْعُذْرِ ﴿وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ(۴۳)﴾ فِيْهِ ﴿لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ فِي التَّخَلُّفِ عَنْ ﴿اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ(۴۴)﴾ فِي التَّخَلُّفِ ﴿اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ﴾ شَكَّتْ ﴿قُلُوْبُهُمْ﴾ فِي الدِّيْنِ ﴿فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ(۴۵)﴾ يَتَحَيَّرُوْنَ ﴿وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ﴾ مَعَكَ ﴿لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً﴾ اُهْبَةً مِنَ الْاٰلَةِ وَالزَّادِ ﴿وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ﴾ اَيْ لَمْ يُرِدْ خُرُوْجَهُمْ ﴿فَثَبَّطَهُمْ﴾ كَسَّلَهُمْ ﴿وَقِيْلَ﴾ لَهُمْ ﴿اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ(۴۶)﴾ الْمَرْضٰى وَالنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ اَيْ قَدَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذٰلِكَ ﴿لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا﴾ فَسَادًا بِتَخْذِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿وَّلَاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ﴾ اَيْ اَسْرَعُوْا بَيْنَكُمْ بِالْمَشْيِ بِالنَّمِيْمَةِ ﴿يَبْغُوْنَكُمْ﴾ يَطْلُبُوْنَ لَكُمْ ﴿الْفِتْنَةَ﴾ بِاِلْقَاءِ الْعَدَاوَةِ ﴿وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ﴾ مَا يَقُوْلُوْنَ سِمَاعَ قُبُوْلٍ ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ(۴۷)﴾ ﴿لَقَدِ ابْتَغَوُا﴾ لَكَ ﴿الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ﴾ اَوَّلَ مَا قَدِمْتَ الْمَدِيْنَةَ ﴿وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ﴾ اَيْ اَجَالُوا الْفِكْرَ فِيْ كَيْدِكَ وَاِبْطَالِ دِيْنِكَ ﴿حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ﴾ النَّصْرُ ﴿وَظَهَرَ﴾ عَزَّ ﴿اَمْرُ اللّٰهِ﴾ دِيْنُهٗ ﴿وَهُمْ كٰرِهُوْنَ(۴۸)﴾ لَهٗ فَدَخَلُوْا فِيْهِ ظَاهِرًا ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ﴾ فِي التَّخَلُّفِ ﴿وَلَا تَفْتِنِّيْ﴾ وَهُوَ الْجَدُّ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ عَلَيْكِ هَلْ لَكَ فِيْ جِلَادِ بَنِي الْاَصْفَرِ فَقَالَ اِنِّيْ مُغْرَمٌ بِالنِّسَاءِ وَاَخْشٰى اِنْ رَاَيْتُ نِسَاءَ بَنِي الْاَصْفَرِ اَنْ لَا اَصْبِرَ عَنْهُنَّ فَاَفْتَتِنُ قَالَ تَعَالٰى ﴿اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا﴾ بِالتَّخَلُّفِ وَقُرِئَ سَقَطَ ﴿وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ(۴۹)﴾ لَا مَحِيْصَ لَهُمْ عَنْهَا ﴿اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ﴾ كَنَصْرٍ وَغَنِيْمَةٍ ﴿تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ﴾ شِدَّةٌ ﴿يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَا اَمْرَنَا﴾ بِالْحَزْمِ حِيْنَ تَخَلَّفْنَا ﴿مِنْ قَبْلُ﴾ قَبْلَ هٰذِهِ الْمُصِيْبَةِ ﴿وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ(۵۰)﴾ بِمَا اَصَابَكَ ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾ اِصَابَتَهٗ ﴿هُوَ مَوْلٰنَا﴾ نَاصِرُنَا وَمُتَوَلِّيْ اُمُوْرِنَا ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ(۵۱)﴾ ﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ﴾ فِيْهِ حَذْفُ اِحْدَى التَّاءَيْنِ مِنَ الْاَصْلِ اَيْ تَنْتَظِرُوْنَ اَنْ يَّقَعَ ﴿بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى﴾ الْعَاقِبَتَيْنِ ﴿الْحُسْنَيَيْنِ﴾

تَثْنِيَةُ حُسْنٰى تَانِيْثُ اَحْسَنَ النَّصْرُ اَوِ الشَّهَادَةُ ﴿وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ﴾ نَنْتَظِرُ ﴿بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ﴾ بِقَارِعَةٍ مِّنَ السَّمَآءِ ﴿اَوْ بِاَيْدِيْنَا﴾ بِاَنْ يُّؤْذَنَ لَنَا فِيْ قِتَالِكُمْ ﴿فَتَرَبَّصُوْا﴾ بِنَا ذٰلِكَ ﴿اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ(٥٢)﴾ عَاقِبَتَكُمْ ﴿قُلْ اَنْفِقُوْا﴾ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ ﴿طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ﴾ مَاانْفَقْتُمُوْهُ ﴿اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ(٥٣)﴾ وَالْاَمْرُ هُنَا بِمَعْنَى الْخَبَرِ ﴿وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ﴾ فَاعِلٌ وَاَنْ تُقْبَلَ مَفْعُوْلٌ ﴿كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى﴾ مُتَثَاقِلُوْنَ ﴿وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ(٥٤)﴾ اَلنَّفَقَةَ لِاَنَّهُمْ يَعُدُّوْنَهَا مَغْرَمًا ﴿فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ﴾ اَیْ لَاتَسْتَحْسِنْ نِعَمَنَا عَلَيْهِمْ فَهِیَ اِسْتِدْرَاجٌ ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ﴾ اَیْ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ ﴿بِهَا فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ بِمَايَلْقَوْنَ فِيْ جَمْعِهَا مِنَ الْمَشَقَّةِ وَفِيْهَا مِنَ الْمَصَائِبِ ﴿وَتَزْهَقَ﴾ تَخْرُجَ ﴿اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ(٥٥)﴾ فَيُعَذِّبَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ﴾ اَیْ مُؤْمِنُوْنَ ﴿وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ(٥٦)﴾ يَخَافُوْنَ اَنْ تَفْعَلُوْا بِهِمْ كَالْمُشْرِكِيْنَ فَيَحْلِفُوْنَ تَقِيَّةً ﴿لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً﴾ يَلْجَئُوْنَ اِلَيْهِ ﴿اَوْ مَغٰرٰتٍ﴾ سَرَادِيْبَ ﴿اَوْ مُدَّخَلًا﴾ مَوْضِعًا يَدْخُلُوْنَهٗ ﴿لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ(٥٧)﴾ يُسْرِعُوْنَ فِیْ دُخُوْلِهٖ وَالْاِنْصِرَافِ عَنْكُمْ اِسْرَاعًا لَا يَرُدُّهٗ شَیْءٌ كَالْفَرَسِ الْجَمُوْحِ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ﴾ يَعِيْبُكَ ﴿فِی﴾ قَسْمِ ﴿الصَّدَقٰتِ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ(٥٨)﴾ ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾ مِنَ الْغَنَائِمِ وَنَحْوِهَا ﴿وَقَالُوْا حَسْبُنَا﴾ كَافِيْنَا ﴿اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ﴾ مِنْ غَنِيْمَةٍ اُخْرٰى مَايَكْفِيْنَا ﴿اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ(٥٩)﴾ اَنْ يُّغْنِيَنَا ، وَجَوَابُ لَوْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ.

﴿ترجمہ﴾

(نبی پاک ﷺ سے ایک جماعت نے جہاد سے پیچھے رہ جانے کے بارے میں اجازت چاہی تو سید عالم نور مجسم ﷺ نے انہیں اپنی رائے سے ......۱...... اجازت مرحمت فرمادی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اتنا فرمانے سے آپ ﷺ نے ان کو اجازت کیوں عطا فرمائی معافی کے الفاظ کو اطمنان قلب مبارک کیلئے مقدم کردیا) اللہ تمہیں معاف کرے......۲...... تم نے انہیں کیوں اذن دیا (جنگ سے رہ جانے کا اور انہیں کیوں رخصت دے دی؟) جب تک کہ نہ کھلے تھے تم پر سچے (عذر پیش کرنے میں) اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے (اپنے عذر میں) اور وہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں (پیچھے رہ جانے کے بارے میں چھٹی نہ مانگیں) کہ اپنے مالوں

اور جانوں سے جہاد نہ کریں اور اللہ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو صرف وہی اجازت مانگتے ہیں (پیچھے رہ جانے کی) جنہیں اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں اور ان کے دل (دین کے معاملے میں) شک (ارتابت بمعنی شکت ہے) میں پڑے ہیں تو وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول ہیں انہیں نکلنا منظور ہوتا (تمہارے ساتھ) تو اس کا سامان کرتے (یعنی آلات جنگ اور زادراہ کی تیاری کرتے) لیکن خدا ہی کو ان کا اٹھنا ناپسند ہوا (یعنی اللہ عزوجل نے ان کے نکلنے کا ارادہ نہ فرمایا) تو ان میں کاہلی (یعنی سستی......۳......) بھردی اور فرمایا گیا (ان سے) کہ بیٹھ رہو بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ (مریضوں عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھ رہو یعنی اللہ عزوجل نے ان کے لئے بیٹھ رہنا مقدر فرمادیا) اگر وہ تم میں نکلتے تو ان سے سوا نقصان کے تمہیں کچھ نہ بڑھتا (یعنی مسلمانوں کو ذلیل کر کے فساد برپا کرتے) اور دوڑ دھوپ کرتے تمہارے مابین (یعنی تمہارے مابین لگائی بجھائی میں جلدی کرتے) اور چاہتے (یعنی تمہارے واسطے طلب کرتے) فتنہ (دشمنی ڈال کر) اور تم میں ان کے جاسوس موجود ہیں (جو سنی ہوئی باتیں بیان کرتے ہیں) اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو بیشک انہوں نے (تمہارے لیے) پہلے ہی (یعنی پہلی بار ہی جب کہ آپ ﷺ نے مدینہ میں قدم رنجہ فرمایا تھا) فتنہ چاہا تھا اور اے محبوب تمہارے لیے تقدیریں الٹی پلٹیں (یعنی تمہیں دھوکہ دینے اور تمہارے دین کو باطل کرنے کے سلسلے میں اپنی فکر وہمت لگادی......۴......) یہاں تک کہ حق آگیا (یعنی مدد آگئی) اور ظاہر ہوا (ظھر بمعنی عز ہے) اللہ کا حکم (یعنی اللہ عزوجل کا دین) اور انہیں ناگوار تھا (دین الٰہی، پس وہ دین الٰہی میں ظاہری طور پر داخل ہوئے) اور ان میں کوئی تم سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجئے (جہاد سے پیچھے رہ جانے کی) اور فتنہ میں نہ ڈالئے (مراد اس سے جد بن قیس......۵......تھا، نبی پاک ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم بنی اصفر سے جنگ کیلئے تیار ہو؟ تو اس نے کہا کہ میں عورتوں کا شیدائی ہوں اور مجھے خوف ہے کہ بنی اصفر کی عورتیں دیکھ کر صبر نہ کرسکوں، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ) سن لو وہ فتنہ ہی میں پڑے (جہاد سے پیچھے رہ کر اور ایک قرأت میں سقط پڑھا گیا ہے) اور بیشک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو (یعنی کافروں کو اس سے مفر نہیں) اگر تمہیں بھلائی پہنچے (جیسا کہ مدد اور غنیمت) تو انہیں برا لگے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت (یعنی شدت) پہنچے تو کہیں ہم نے اپنا کام ٹھیک کرلیا تھا (یعنی احتیاط کرتے ہوئے جنگ سے پیچھے رہے) پہلے ہی (یعنی اس مصیبت کے آنے سے پہلے ہی) اور خوشیاں مناتے پھر جائیں (تمہاری مصیبت پر) تم فرماؤ (ان سے) ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا (یعنی جو اس نے ہمارے لئے مصیبت لکھ دی) وہ ہمارا مولیٰ ہے (یعنی ہمارا مددگار اور ہمارے کاموں پر کارساز) اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ......۶......چاہیے تم فرماؤ ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو (تربصون کی دو تاء میں سے ایک کو حذف کیا گیا ہے یعنی تم اس بات کا انتظار کرتے ہوئے کہ واقع ہو جائیں ہم پر) دو بھلائیوں (انجاموں) میں سے ایک (حسنیین، حسنی کا تثنیہ ہے جو کہ احسن کا مؤنث ہے اور اس سے مراد مدد الٰہی یا شہادت ہے) اور ہم تم پر اس انتظار (یتربص بمعنی ننتظر ہے) میں ہیں کہ اللہ تم پر عذاب ڈالے اپنے پاس سے (آسمانی مصیبت) یا ہمارے ہاتھوں (اور وہ اس طرح کہ ہمیں تم سے قتال کی اجازت دے) تو اب راہ

دیکھو (ہمارے بارے میں مصیبت آنے کی) ہم بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہے ہیں (تمہارے انجام کی) تم فرماؤ کہ خرچ کرو (اللہ ﷻ کی طاعت میں) دل سے یا ناگواری سے ہرگز نہ قبول ہوگا تم سے (جو بھی تم اس کی راہ میں خرچ کرو) بیشک تم بے حکم لوگ ہو (یہاں صیغۂ امر خبر کے معنی میں ہے) اور انہیں منع نہ کیا کہ ان سے قبول کیے جائیں (تقبل میں دو لغتیں ہیں تاء اور یاء کے ساتھ) ان کے نفقات مگر اسلئے کہ (الا انھم ،منعھم کا فاعل اور ان تقبل اس کا مفعول ہے) اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے......یے..... (بوجھل ہوتے ہوئے) اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری سے (ہرجانہ جانتے ہوئے گن گن کر خرچ کرتے ہیں) تو تمہیں ان کے مال اور اولاد کا تعجب نہ آئے (یعنی ہم یہ نعمتیں ان پر تحسین کیلئے نہیں کرتے بلکہ یہ ان کیلئے ڈھیل ہے ......۵......) اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے ان پر وبال ڈالے (یعنی ان چیزوں کے سبب سے ان پر عذاب کرے) دنیا کی زندگی میں (دنیا میں ان چیزوں کے جمع کرنے پر جو کچھ انہیں مشقت و مصیبت پہنچتی ہے) اور نکلے (تزھق بمعنی تخرج ہے) ان کی جانیں حالت کفر پر (اور وہ آخرت میں سخت عذاب دیئے جائیں) اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں (یعنی مومنین میں سے ہیں) اور تم میں سے نہیں ہاں وہ لوگ ڈرتے ہیں (یعنی خوف کرتے ہیں کہ تم ان کے ساتھ بھی وہ کرو گے جیسا کہ مشرکین کے ساتھ کیا لہذا برائے تقیہ مومن ہونے کا حلف اٹھاتے ہیں) اگر پائیں کوئی پناہ (یعنی جس کی طرف انہیں کچھ پناہ ملے) یا غار (مغرت بمعنی سرادیب ہے) یا سما جانے کی جگہ (یعنی ایسی جگہ جس میں وہ داخل ہو جائیں) تو رسیاں تڑاتے ادھر پھر جائیں گے (یعنی اس جگہ میں داخل ہونے کی جلدی مچائیں گے اور تم سے جلدی کرتے ہوئے پھر جائیں گے بے لگام گھوڑے کی طرح کہ انہیں کوئی چیز پھیر نہ دے) اور ان میں کوئی وہ ہے جو تم پر طعن کرتا ہے (یعنی عیب لگاتا ہے) صدقے بانٹنے میں تو اگر ان میں کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض ہیں اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا (مال غنیمت وغیرہ) اور کہتے ہمیں کافی ہے (حسبنا بمعنی کافینا ہے) اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (اور غنیمت جو ہمیں کافی ہو) ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے (کہ وہ ہمیں غنی کردے گا اور لو کا جواب کان خیرا لھم محذوف ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿عفا اللہ عنک لم اذنت لھم حتی یتبین لک الذین صدقوا وتعلم الکذبین﴾.

عفا اللہ عنک . فعل و فاعل و ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ......لام: جار......ما: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، اذنت: فعل با فاعل......لھم: ظرف لغو ثانی......حتی: جار......یتبین لک: فعل و ظرف لغو......الذین صدقوا: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ، تعلم الکذبین: جملہ فعلیہ معطوف ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثالث، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا یستاذنک الذین لا یومنون باللہ والیوم الاخر ان یجھدوا باموالھم وانفسھم واللہ علیم بالمتقین﴾.

لایستاذنک: فعل نفی ومفعول......الذین : موصول......یومنون باللہ والیوم الاخر: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر فاعل ،ان: مصدریہ...... یجھدوا باموالھم وانفسھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر "فی" جار مجرور ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ و: عاطفہ......اللہ : مبتدا......علیم بالمتقین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما یستاذنک الذین لا یومنون باللہ والیوم الاخر وارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون﴾۔

انما......والیوم الاخر کی ترکیب ماقبل گزرچکی، وارتابت قلوبھم :فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ، ف: عاطفہ ،ھم مبتدا،فی ریبھم: جار مجرور ظرف لغو مقدم، یترددون:فعل وفاعل ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔

﴿ولو ارادوا الخروج لا عدوا لہ عدۃ ولکن کرہ اللہ انبعاثھم﴾۔

و: مستانفہ......لو: شرطیہ......ارادوا الخروج: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکیدیہ......اعدوا لہ عدۃ:فعل بافاعل وظرف لغو،ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و :مستانفہ ،لکن :استدراک، کرہ اللہ انبعاثھم:فعل وفاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فثبطھم وقیل اقعدوا مع القعدین﴾۔

ف: عاطفہ......ثبطھم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......قیل : قول......اقعدوا مع القعدین: فعل امر بافاعل وظرف ،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لو خرجوا فیکم ما زادوکم الا خبالا ولا اوضعوا خللکم یبغونکم الفتنۃ وفیکم سمعون لھم واللہ علیم بالظلمین﴾۔

لو: شرطیہ......خرجوا فیکم : جملہ فعلیہ شرط، مازادوکم: فعل نفی بافاعل ومفعول......الا: اداۃ حصر،خبالا: مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......لام: تاکید......اوضعوا: فعل واؤضمیر ذوالحال،یبغونکم الفتنۃ: جملہ فعلیہ حال اول،و: حالیہ......فیکم: ظرف مستقر خبر مقدم،سمعون لھم: شبہ جملہ مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال،ملکر فاعل،خللکم: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ،و: عاطفہ،اللہ: مبتدا،علیم بالظلمین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لقد ابتغوا الفتنۃ من قبل وقلبوا لک الامور حتی جاء الحق وظھر امر اللہ وھم کرھون﴾۔

لام: تاکیدیہ......قد: تحقیقیہ ......ابتغوا الفتنۃ من قبل: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ......قلبوا: فعل واؤضمیر ذوالحال......وھم کرھون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل......لک: ظرف لغو......الامور: مفعول ،حتی : جار......جاء الحق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......ظھر امر اللہ : جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتقدیر...... ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی﴾۔

و: عاطفہ......منھم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ......یقول: قول، ائذن لی: فعل با فاعل و ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لاتفتنی: فعل نہی با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا فی الفتنة سقطوا و ان جهنم لمحیطة بالکفرین﴾.

الا: حرف تنبیہ......فی الفتنة: ظرف لغو مقدم......سقطوا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......ان جهنم: حرف مشبہ و اسم......لام: تاکیدیہ......محیطة بالکفرین: شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان تصبک حسنة تسؤهم و ان تصبک مصیبة یقولوا قد اخذنا امرنا من قبل و یتولوا و هم فرحون﴾.

ان: شرطیہ......تصبک حسنة: جملہ فعلیہ شرط......تسؤهم: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......ان: شرطیہ......تصبک مصیبة: جملہ فعلیہ شرط......یقولوا: قول......قد: تحقیقیہ......اخذنا امرنا من قبل: فعل با فاعل و مفعول و ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......یتولوا: فعل واو ضمیر ذوالحال......وهم فرحون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط۔

﴿قل لن یصیبنا الا ما کتب الله لنا هو مولانا﴾.

قل: قول......لن یصیبنا: فعل نفی و مفعول......الا: اداۃ حصر......ما: موصولہ......کتب: فعل......الله: ذوالحال، هو مولنا: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل......لنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿و علی الله فلیتوکل المومنون قل هل تربصون بنا الا احدی الحسنیین﴾.

و: عاطفہ، علی الله: ظرف لغو مقدم، ف: تعلیلیہ، لیتوکل: فعل امر، المومنون: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، قل: قول، هل: حرف استفہام، تربصون بنا: فعل با فاعل و ظرف لغو، الا: اداۃ حصر، احدی الحسنیین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿و نحن نتربص بکم ان یصیبکم الله بعذاب من عنده او بایدینا﴾.

و: عاطفہ......نحن: مبتدا......نتربص بکم: فعل با فاعل و ظرف لغو......ان: مصدریہ......یصیبکم الله: فعل و مفعول و فاعل......ب: جار......عذاب: موصوف......من عنده: جار مجرور معطوف علیہ......او بایدینا: جار مجرور معطوف، ملکر صفت، ملکر مجرور ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فتربصوا انا معکم متربصون﴾.

ف: فصیحہ......تربصوا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا اردتم ان تعلموا النتائج و مایلقاه کل منا و منکم" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ......انا: حرف مشبہ و اسم......معکم متربصون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل انفقوا طوعا او کرھا لن یتقبل منکم الکم کنتم قوما فسقین﴾.

قل: قول......انفقوا: فعل امر واؤضمیر ذوالحال......طوعا او کرھا: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ......لن یتقبل: فعلِ نفی با نائب الفاعل...... منکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... انکم: حرف مشبہ واسم...... کنتم: فعل ناقص بااسم......قوما فسقین: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما منعھم ان تقبل منھم نفقتھم الا انھم کفروا باللہ وبرسولہ﴾.

و: عاطفہ......مامنعھم: فعل نفی ومفعول......ان: مصدریہ......تقبل منھم: فعل مجہول وظرف لغو......نفقتھم: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی......الا: اداۃ حصر......انھم: حرف مشبہ واسم...... کفروا باللہ وبرسولہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یاتون الصلوۃ الا وھم کسالی ولا ینفقون الا وھم کرھون﴾.

و: عاطفہ، لایاتون: فعل نفی واؤضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، و: حالیہ، ھم کسالی: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، الصلوۃ: مفعول ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لاینفقون: فعل نفی واؤضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، وھم کرھون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم﴾.

ف: عاطفہ......لاتعجبک: فعل نہی ومفعول......اموالھم: معطوف......و: عاطفہ......لا: نافیہ......اولادھم: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا وتزھق انفسھم وھم کرھون﴾.

انما: حرف مشبہ وما کافہ......یرد اللہ: فعل وفاعل......لام: جار......یعذب: فعل بافاعل......ھم: ذوالحال......فی الحیوۃ الدنیا: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول......بھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......تزھق: فعل بافاعل، انفس: مضاف......ھم: ضمیر ذوالحال......وھم کفرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویحلفون باللہ انھم لمنکم وما ھم منکم ولکنھم قوم یفرقون﴾.

و: مستانفہ......یحلفون باللہ: جملہ فعلیہ قسمیہ...... ان: حرف مشبہ......ھم: ذوالحال......ما: مشابہ بلیس......ھم: اسم......منکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لکنھم: حرف مشبہ واسم...... قوم یفرقون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر حال، ملکر اسم......لمنکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿لو يجدون ملجا او مغرت او مدخلا لولوا اليه وهم يجمحون﴾.

لو: شرطیہ......یجدون: فعل بافاعل......ملجا: معطوف علیہ......او مغرت: معطوف......او مدخلا: معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......لام: تاکیدیہ......ولوا: فعل واؤضمیر ذوالحال......وھم یجمحون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، الیہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومنهم من يلمزك في الصدقت﴾.

و: عاطفہ......منھم: ظرف مستقر خبر مقدم......من: موصولہ......یلمزک فی الصدقت: فعل باعل ومفعول ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان اعطوا منها رضوا وان لم يعطوا منها اذا هم يسخطون﴾.

ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، اعطوامنھا: جملہ فعلیہ شرط، رضوا: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ، ان: شرطیہ، لم یعطوامنھا: جملہ فعلیہ شرط، اذا: فجائیہ، ھم: مبتدا، یسخطون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولو انهم رضوا ما اتهم الله ورسوله وقالوا حسبنا الله سيوتينا الله من فضله ورسوله﴾

و: عاطفہ......لو: شرطیہ......انھم: حرف مشبہ واسم......رضوا: فعل بافاعل......مااتھم اللہ ورسولہ: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......قالوا: قول......حسبنااللہ: مبتدا خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "ثبت" فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......سیوتینا: فعل ومفعول، اللہ: معطوف علیہ......ورسولہ: معطوف، ملکر فاعل......من فضلہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انا الى الله رغبون﴾

انا: حرف مشبہ واسم......الی اللہ: ظرف لغومقدم......راغبون: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ومنھم من یقول ائذن لی ......☆ یہ آیت جد بن قیس منافق کے حق میں نازِل ہوئی جب نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کے لئے تیاری فرمائی تو جد بن قیس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میری قوم جانتی ہے کہ میں عورتوں کا بڑا شیدائی ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ میں رومی عورتوں کو دیکھوں گا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا اس لئے آپ ﷺ مجھے یہیں ٹھہر جانے کی اجازت دیجئے اور ان عورتوں کے فتنہ میں نہ ڈالئے، میں آپ ﷺ کی اپنے مال سے مدد کروں گا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اس کا حیلہ تھا اور اس میں سوائے نِفاق کے اور کوئی علت نہ تھی، رسولِ کریم ﷺ نے اس کی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور اسے اجازت دے دی۔ اس کے حق میں یہ آیت نازِل ہوئی۔

☆...... قل انفقوا طوعا او کرها ...... ☆ یہ آیت جد بن قیس منافق کے جواب میں نازِل ہوئی جس نے جہاد میں نہ جانے کی اجازت طلب کرنے کے ساتھ یہ کہا تھا کہ میں اپنے مال سے مدد کروں گا۔ اس پر حضرت حق تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب سیدِ عالَم ﷺ سے فرمایا کہ تم خوشی سے دو یا ناخوشی سے تمہارا مال قبول نہ کیا جائے گا یعنی رسولِ کریم ﷺ اس کو نہ لیں گے کیونکہ یہ دینا اللہ ﷻ کے لئے نہیں ہے۔

☆...... ومنهم من يلمزک ...... ☆ یہ آیت ذُوالخُوَیصَرَہ تمیمی کے حق میں نازِل ہوئی، اس شخص کا نام حُرقُوص بن زُہَیر ہے اور یہی خوارِج کی اصل وبنیاد ہے۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ رسولِ کریم ﷺ مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے تو ذُوالخُوَیصَرَہ نے کہا یارسولَ اللہ عدل کیجئے! حضور ﷺ نے فرمایا: ''تجھے خرابی ہو میں نہ عدل کروں گا تو عدل کون کریگا''؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن ماردوں، حضور ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو اس کے اور بھی ہمراہی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے، وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے گلوں سے نہ اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے''۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نبی پاک ﷺ کا اجتھاد کرنا جائز ھے یا نھیں؟

۱...... اس بارے میں اختلاف ہے کہ سیدِ عالم ﷺ کے لئے احکام غیر مکلفہ میں یعنی جن احکام کا آپ ﷺ کو مکلف نہ بنایا گیا ہو ان میں آپ ﷺ کا اجتہاد جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب کے سلسلے میں یہ صورت درست ہے کہ نبی اپنے اجتہاد میں ہمیشہ برحق ہوتا ہے۔ اور مفسر کا قول عتاب الله له کے جملے میں حضور ﷺ کے فعل کو امر مباح اور حسنات الابرار سيئات المقربين کے زمرے میں شامل کرنا مراد ہے نہ کہ گناہ کے زمرے میں۔ (الصاوی، ج۳، ص ۵۰)

علامہ سمرقندی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ اس کلام کا معنی عفاک الله يا سليم القلب لم اذنت لهم یعنی اے سلیم القلب اللہ تجھے عافیت دے تو نے کیوں اجازت عطا فرمادی؟ اس کے بجائے اگر کلام کا آغاز اس طرح ہوتا کہ آپ ﷺ نے ان کو کیوں اجازت دے دی تو اس بات کا شدید اندیشہ تھا کہ کلام کی ہیبت جلالت وتاثیر سے آپ ﷺ کا قلب نازنین شق ہوجاتا، اس لئے اللہ ﷻ نے اپنی رحمت سے پہلے ہی یہ فرمادیا کہ اللہ تمہیں معاف کرے! تاکہ آپ ﷺ کا دل مبارک مطمئن اور پرسکون رہے پھر فرمایا اے محبوب! تم نے ان میں صادق اور کاذب کا پول کھلنے سے پہلے ہی انہیں اجازت کیوں دے دی؟ اس اسلوب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور پرنور ﷺ کا اللہ ﷻ کی بارگاہ صمدیت میں بڑا مقام ہے۔ نفطویہ کہتے ہیں کہ بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ نبی ﷺ پر اس آیت میں عتاب کیا گیا ہے، حالانکہ نبی پاک ﷺ عتاب کئے جانے سے بہت بعید ہیں بلکہ آپ ﷺ کا اختیار تھا کہ

اجازت دیتے یا نہ دیتے اور جب آپ ﷺ نے منافقین کو جہاد سے رہ جانے کی اجازت دیدی تو اللہ ﷻ نے یہ خبردی کہ اگر آپ ﷺ اجازت نہ دیتے تو بھی یہ اپنے نفاق کی وجہ سے غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوتے اور آپ ﷺ کے اجازت دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، الفصل الثالث فیما ورد فی خطابه ایاه، ج۱، ص۲۷۷ وغیرہ ملخصاً)

﴿لم اذنت لھم﴾ میں کیا راز کارفرماں ھے؟

۲۔ ...اللہ ﷻ نے فرمایا کہ ''اللہ ہی کو ان کا اٹھانا ناپسند ہوا تو ان میں کاہلی بھردی'' سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان منافقوں کے جہاد پر جانے ہی میں کوئی فساد کارفرما تھا تو نبی پاک ﷺ کی ذات والاصفات پر جہاد سے رہ جانے کی اجازت دینے کی صورت میں کلام کرنا کیسا؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ان منافقوں کا نبی پاک ﷺ کے ساتھ جہاد پر نکلنے میں بڑا فساد کارفرما تھا اور اس کی جانب اللہ ﷻ ہی کے فرمان میں دلیل پائی جاتی ہے ﴿لَوْ خَرَجُوْا فِیْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا (التوبة:۴۷)﴾ دوسری بات یہ رہ گئی کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب سب طبیبوں کے طبیب ﷺ سے ﴿لم اذنت لھم﴾ کے جملے سے کیوں خطاب فرمایا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے انہیں بغیر کسی جانچ پڑتال، تأمل اور تدبر کے جہاد سے بیٹھ رہنے کی اجازت مرحمت فرمادی، اسی سبب سے اللہ ﷻ نے ﴿لم اذنت لھم﴾ فرمایا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں یہ بات اس لئے کہی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے قبل نزول وحی کے ان کو جہاد میں بیٹھ رہنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ (الخازن، ج۲، ص۳۶۸)

﴿کسل﴾ کے معانی:

۳۔ ...قاموس میں ہے کہ کســل کے معنی ہیں کہ کسی چیز کے بارے میں بوجھل ہوجانا یا کسی چیز کے بارے میں رخنہ پیدا ہوجانا۔ اللہ ﷻ نے ان (منافقوں) کے بارے میں جہاد سے بیٹھ جانا ان کا مقدر فرمادیا یہی وجہ ہے مفسر نے وقدر اللــه تعالی ذلک فرمادیا اور یہ ﴿اقعدوا مع القاعدین﴾ کی تفسیر ہے، ایک قول یہ کیا گیا کہ اقعدوا فرمانے میں نہ تو بالفعل، نہ من اللہ اور نہ ہی من النبی کوئی کلام ہے اور اسی قول کو شارح نے اختیار کیا ہے۔ اور اللہ ﷻ نے منافقوں کے دل میں جہاد کیلئے نکلنے کے حوالے سے کراہیت ڈال دی یا شیطان نے جہاد سے بیٹھ رہ جانے کا وسوسہ دیا یا منافقین ایک دوسرے کو اس بارے میں کہنے لگے یا یہ کہ نبی پاک ﷺ نے انہیں بغیر جانچ پڑتال کے اجازت مرحمت فرمادی۔ (الجمل، ج۳، ص۲۶۱)

دشمنان اسلام کا طرز عمل:

۴۔ ...چغلی، ہزیمت یا رسوائی پھیلانے میں جلدی کرتے اور ان امور کو عام کرنے کے لئے اپنی سواریاں دوڑاتے ہیں۔ یہ وضع البعیر وضعا سے مشتق ہے جس کا معنی تیز دوڑنا ہے۔ خلال کے معنی وسط اور درمیان کے ہیں۔ بعض علماء نے اس جملہ کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ تمہارے درمیان ایسی باتیں پھیلانے کے درپے ہوتے ہیں جو تمہارے اتحاد اور نظم ونسق کو پارہ پارہ کردیں۔ اور

یبغونکم فتنۃ جملہ حالیہ ہے اوضعوا کی ضمیر سے۔ (المظھری، ج۳، ص۲۰۲)

ہمیشہ سے دشمنانِ اسلام کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ اسلام میں امن و آشتی، بھائی چارے اور باہمی رواداری کی فضا کو خراب کیا جائے اور اپنے اس مقصد میں کامیابی کے لئے جس طرح چودہ سو سال پہلے کے دشمنانِ اسلام اپنا وقت، مال اور اثر و رسوخ استعمال کیا کرتے تھے اسی طرح آج نئے دور کے نئے اور جدید انداز کے پیشِ نظر اسلام دشمن طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہیں اور مسلمان ان کے چکر میں آ کر اپنے ہی ملک میں اپنے ہی مسلمان بھائیوں کا قتلِ عام کر رہا ہے۔ آہ...... آج باہمی ہمدردی کی مثالیں فقط کتابوں اور قصے کہانیوں کی حد تک نظر آتی ہیں۔ اسلام تو غیروں کے ساتھ بھلائی کا درس دیتا ہے لیکن افسوس کہ آج کا مسلمان............۔

جد بن قیس کا نسب:

۵......یعنی ان سے تلوار کے ذریعے قتال کرو، ایک نسخہ میں جلاد کے بجائے جہاد ہے اور یہی ظاہر قول ہے۔ بنواصفر سے مراد روم کے بادشاہ ہیں یا دوسری رائے کے مطابق بنواصفر سے مراد اصفر بن عیصو بن اسحٰق کی اولاد ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص۵۲)

جد بن قیس کا پورا نام جد بن قیس بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمۃ الانصاری سلمی تھا۔ اس کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور یہ براء بن معرور کا چچازاد بھائی تھا۔ ایک قول کے مطابق اس نے توبہ کر لی تھی اور اس کی توبہ قبول ہوئی اور خلافتِ عثمانیہ میں اس کا انتقال ہوا۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، باب الجیم و الدال، ج۱، ص۳۷۳)

ہر حال میں اللہ ﷻ پر بھروسہ کیجئے:

۶......آیتِ مبارکہ میں فلیتوکل کا لفظ ہے اس میں فاء سببیہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلام کی بنیاد چار ارکان پر ہے وہ یہ ہیں عدل، یقین، صبر، اور جہاد۔ علماء ان چار بنیادی ارکان کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں۔ (۱) یقین کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ عمل خالص اللہ ﷻ کی رضا کے لئے کیا جائے نہ تو اس میں دنیاوی غرض ہو اور نہ ہی کسی مخلوق کی رضا پائی جائے۔ اور یقین کی دوسری قسم یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے وعدے پر ایمان رکھے اس سے مراد رزق ہے کہ رزق کا ذمہ اللہ ﷻ کا ہے۔ (۲) عدل کی بھی دو قسمیں ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ جس پر جس کسی کا حق ہے وہ طلب سے پہلے پہل حقدار کو اس کا حق دے دے اور دوسری قسم یہ ہے کہ اگر کسی غیر پر اس کا کوئی حق باقی ہے تو اس پر طلب کرنے کے معاملے میں نرمی کرے۔ (۳) صبر بھی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ فرائض کی بجاآوری کے حوالے پابندی کرے یعنی فرائض پر صبر کر لے اور دوسری یہ کہ اللہ ﷻ نے جن باتوں سے منع کیا ہے اس سے صبر کرے یعنی ان کاموں کو چھوڑ دے۔ (۴) جہاد کی دو قسمیں ہیں ایک یہ ہے کہ دشمن سے غافل نہ ہو مراد شیطان ہے اس لئے کہ انسان تو اس سے غافل ہو جاتا ہے لیکن وہ انسان سے غافل کبھی نہیں ہوتا جیسا کہ بھیڑیا کہ جب بکری کے ریوڑ میں جائے تو بکریوں کو غافل پا کر سب

پر حملہ آور ہو جائے اور دوسری قسم یہ ہے کہ اولا دآدم میں اکثر فتنے مال کی وجہ سے ہیں ۔ (تنبيه الغافلين، باب التوكل على الله، ص٢٦٦)

جاننا چاہیے کی توکل ایمان کے ابواب میں سے ہے اور ایمان کے سارے ابواب علم، حال اور عمل ہی سے ترتیب پاتے ہیں اور توکل بھی علم ہی سے ترتیب پاتا ہے مراد یہ ہے کہ علم ایمان کی اصل ہے اور عمل اس کا ثمرہ ہے اور حال کو توکل کا نام دیا جاتا ہے۔

لفظ توکل وکالت سے مشتق ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں نے اپنا کام فلاں کے سپرد کر دیا اور اس کام کے حوالے سے فلاں پر اعتماد کر لیا اور جس کے سپرد کام کیا جائے اسے وکیل کہتے ہیں اور کام سپرد کرنے والے کو متوکل کہا جاتا ہے اور متوکل کا اپنے وکیل پر اعتماد ہوتا ہے اور وہ اسے کمی بیشی کرنے والا اور عاجز تصور نہیں کرتا، پس توکل نام ہے اپنے وکیل پر قلبی اعتماد کا۔ پس جان لے کہ لا حول ولا قوة الا بالله یعنی اللہ عزوجل کی ذات کے سوا کوئی طاقت وقوت نہیں، بیشک حول کو حركة سے تعبیر کیا جاتا ہے اور قوة کو قدرة سے تعبیر کرتے ہیں اور جس دل میں یہ کیفیت نہ پائی جائے تو اپنے یقین کی کمزوری پر نظر کرے کہ اس کے یقین میں کمی ہے۔

(احياء العلوم الدين، كتاب التوحيد والتوكل، ج٤، ص٣٢٨، ملخصاً)

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ بندہ کب متوکل بنتا ہے؟ فرمایا کہ جب وہ اللہ عزوجل سے ہر حال میں راضی بارضا ہو۔ حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ توکل کا اول مقام یہ ہے کہ بندہ مرنے والے کی طرح ہو جائے کہ جب اسے غسل دیا جاتا ہے تو غسال جیسا چاہتا ہے اسے الٹتا پلٹتا ہے اور اس مرنے والے کی اپنی کوئی حرکت اور تدبیر نہیں ہوتی۔ امام ابودقاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ توکل مومنین کی صفت ہے اور تسلیم خواص الخواص کی صفت ہے۔ (الرسالة القشيرية، باب التوكل، ص٢٣٨)

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک بوڑھے آدمی نے خواب میں پوچھا کہ کون سی چیز بندے کو اللہ عزوجل کے قریب کر دیتی ہے؟ تو میں نے کہا کہ جس کی کوئی ابتداء اور انتہاء ہو، پس جس کی ابتداء پرہیزگاری اور انتہاء تسلیم و رضا اور توکل ہو۔ (شرح فتوح الغيب، المقالة السابعة والاربعون، ص١٤٣)

منافق کی نشانی نماز میں سُستی :

ے......ان کے نفقات کو قبولیت کے درجے تک پہنچنے سے ان کا کفر، نماز میں سستی اور کراہیت کے ساتھ اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنا روکتا ہے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے گا کہ کفر تو مستقل عدم قبولیت کا ذریعہ ہے پھر ان مذکورہ بالا تینوں امور کی تعلیل کا کیا فائدہ؟ اور سبب کے مستقل پائے جانے میں غیر کا اثر باقی نہیں رہتا پھر ان تینوں کے ذکر کرنے کا کیا مقصد؟ ہم کہیں گے کہ اس قول سے معتزلہ کے قول کی جانب توجہ کرنا مقصود ہے کہ ان کے نزدیک علل حکم میں مؤثر ہوتی ہیں، اور اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ اسباب معرفہ نہ تو ثواب کے وجوب کے لئے ضروری ہیں اور نہ ہی عقاب کے واجب ہونے کے لئے، بلکہ اسباب معرفہ کو ایک شئ میں جمع کرنا یہ جائز ہے۔

(روح المعاني، الجزء العاشر، ص٤٣٠)

نماز ایک عظیم عبادت ہے اور نبی پاک ﷺ کے فرمان کے مطابق اسلام اور کفر میں فرق کرنے والی چیز نماز ہی ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ اتنی اہم عبادت کو آج اتنی آسانی سے ضائع کر دیا جاتا ہے۔ اور قرآن اللہ ﷻ کا کلام ہے اس میں اللہ نے نماز میں سستی کرنے والے کو منافق کی نشانی بتایا کہ یہ نماز کی جانب سستی سے آتے ہیں۔ ہم مومن ہیں، خود کو عاشق رسول کہلاتے ہیں ہمیں کتنی توجہ کی ضرورت ہے اس بارے میں ہر شخص خود ہی غور کر لے۔ ابن حزم علیہ رحمۃ الاکرم فرماتے ہیں کہ نماز کو اس کے وقت میں نہ پڑھنے سے بڑا گناہ کوئی نہیں ہے اور مومن کو ناحق قتل کرنا۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نماز کا ترک کرنے والا کافر ہے اور ملت سے خارج ہے اگر توبہ نہ کرے اور نماز نہ پڑھے تو اسے قتل کیا جائے اور امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں نماز کا ترک کرنے والا فاسق ہے کافر نہیں، پھر ان ائمہ میں اس بات کا اختلاف ہے کہ ایسے شخص کو قتل کیا جائے یا نہیں لہذا امام مالک و شافعی کے نزدیک اسے قتل کیا جائے اور امام اعظم کے نزدیک اس پر تعزیر کی جائے نہ کہ قتل۔ (الکبائر، ص ۲۵ وغیرہ)

منافق کے لیے مال واولاد سبب عذاب ہے !کیسے؟

۸...... اگر کسی کے ذہن میں سوال آئے کہ مال اور اولاد دنیا میں کیسے عذاب کا سبب ہے جب کہ دنیا میں ان دونوں سے لذت اور سرور حاصل ہوتا ہے؟ میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ اولاد اور مال دنیا میں عذاب کے حصول کا سبب ہے اور اس سے مراد وہ مشقت ہے جو مال اور اولاد کی وجہ سے دنیا میں آتی ہے پھر جب یہ دونوں چیزیں حاصل ہو جائیں تو مشقت میں اضافہ ہوتا ہے اور ان دونوں کی وجہ سے غم، خوف اور مصائب میں بھی زیادتی ہوتی ہے، پھر اگر یہ کہا جائے کہ ان دونوں کی وجہ سے تو مومن و کافر سب کو نقصان و مصیبت پہنچتی ہے تو پھر منافقین کی تخصیص کا کیا فائدہ؟ میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ مومن یہ جانتا ہے کہ وہ آخرت میں دنیا کی مصیبتوں پر ثواب دیا جائیگا پس اس کے حق میں مال اور اولاد دنیا میں عذاب کا سبب نہیں بنیں گے اور منافق آخرت کا عقیدہ نہیں رکھتا اور نہ ہی اسکے لئے آخرت میں ثواب نہیں ہے پس اسے دنیا ہی میں غم، مصیبت اور شدت مال اور اولاد کی وجہ سے حاصل ہوگا۔ ثابت ہوا کہ دنیا میں مال اور اولاد منافق کے ۔لئے سبب عذاب ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مال اور اولاد کی وجہ سے دنیا میں عذاب ہوگا اور وہ اس طرح کہ ان سے زکوۃ لی جائیگی اور راہ خدا میں خرچ کریں گے بغیر ثواب کے حصول کے اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ بیٹا کسی جنگ یا جہاد میں قتل ہوگا اور مال بھی اس سے لیا جائے گا مگر منافق باپ کو اس پر کوئی ثواب نہ ملے گا۔ (الخازن، ج ۲، ص ۳۷۱)

☆......☆ فی التخلف : یعنی بغیر کسی عذر کے جہاد سے پیچھے رہ جانا، ایسے ہی مابعد کلام میں کہا گیا کہ **شکت قلوبھم فی الدین** یعنی ان کے دل دین کے معاملے میں شک میں پڑے ہیں۔ اس جملے میں شک اور ارتیاب کی اضافت دل کی جانب کی گئی ہے اس لئے کہ دل ہی معرفت اور ایمان کا محل ہے، پس جب اس میں شک داخل ہو جائے تو دل منافق ہو جاتا ہے۔

من قبل : سے مراد غزوۂ تبوک ہے اور لفظ القبل کی تفسیر مفسر نے اول ما قدمت المدینہ سے کی جیسا کہ عبداللہ بن ابی جنگ احد کے دن اپنے ساتھیوں کو لے کر جنگ سے پھیر گیا، اور جملہ اول ما قدمت میں ما موصولہ ہے۔

قارعة : بمعنی صاعقة ہے اور مختار میں ہے کہ زمانے کے شدائد میں سے سخت ترین مصیبت وتکالیف۔

فی قتالکم : میں مختلف لغات ہیں ایک نسخہ میں بقتالکم ہے جب کہ ایک دوسرے نسخہ میں بقتلکم ہے۔

﴿ لن یتقبل منکم ﴾ماانفقتموہ : کے معنی یہ ہیں کہ تم سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اس لئے کہ یہ انفاق اللہ ﷻ کی رضا کے لئے نہیں ہوا ہے۔

مغارات : جمع ہے مغارۃ کی، اس کے معنی ہیں زمین یا پہاڑ میں پستی کی جانب ہو۔ اور سرادب واحد ہے اس کی جمع سراديب ہے اور اس سے مراد وہ تنگ جگہ ہے کہ جس میں بمشکل داخل ہوا جا سکے۔ (الجمل، ج۳، ص ۲۶۰ وغیرہ)

لانهم یعدونها مغرما : یعنی وہ لوگ نہ تو نفقات پر حصول ثواب کی امید رکھتے تھے اور نہ ہی ان کے ترک کرنے پر عذاب کا خوف انہیں ہوتا تھا۔

ان تصبک حسنة : اگر اے محبوب تمہیں بعض غزوات میں فائدہ پہنچے اور بعض میں مصیبت، یہاں حسنۃ کا مقابل مصیبة ہے اور اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ ثواب دونوں پر مرتب ہوتا ہے اور سورۂ آل عمران میں حسنة کا مقابل سیئة سے ہے اس لئے کہ آل عمران میں خطاب مومنین سے ہے اور ان میں بعض مومنین میں برائی دیکھی گئی۔

اس آیت میں حسنة کے مقابل سیئة کے بجائے مصیبة ذکر کیا گیا اس لئے کہ یہاں خطاب نبی پاک ﷺ سے ہے اس لئے کہ انہیں مصیبت پر صبر کرنے پر ثواب مرتب ہوتا ہے، نبی ﷺ کی ذات پر سیئة کے لفظ کا اطلاق کیا جانا اور پھر اس پر عتاب کیا جانا یہ متصور ہی نہیں ہو سکتا۔

حسنیین : محذوف موصوف کی صفت ہے، جس کی جانب مفسر کے قول عاقبتین سے اشارہ ملتا ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۵۲ وغیرہ)۔

الامر هنا : بمعنی الخبر سے مراد انفقوا ہے معنی یہ کہ تمہارے نفقات غیر مقبول ہیں چاہے تم خوش دلی سے خرچ کرو یا غمی سے۔ پتہ چلا کہ ایمان اعمال کی قبولیت کے لئے شرط ہے اگر ایمان نہ ہو تو کوئی عمل قابل قبول نہیں اللہ ہمیں صحابۂ کرام کے ایمان جیسا ایمان عطا فرمائے۔ ایمان ہوتے ہوئے خرچ کرنے کی فضیلت یہ ہے کہ سخی اللہ، جنت اور لوگوں کے قریب ہوتا ہے اور دوزخ سے دور ہوتا ہے جبکہ بخیل اللہ، جنت اور لوگوں سے دور اور دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔ (حجة الله البالغه، الجزء الثانی، ص ۷۴)

رکوع نمبر:۱۴

﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ﴾ اَلزَّکٰوٰتُ مَصْرُوْفَةٌ ﴿لِلْفُقَرَآءِ﴾ اَلَّذِيْنَ لَايَجِدُوْنَ مَايَقَعُ مَوْقِعًا مِنْ كِفَايَتِهِمْ ﴿وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ اَلَّذِيْنَ لَايَجِدُوْنَ مَايَكْفِيْهِمْ ﴿وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا﴾ اَيِ الصَّدَقَاتِ مِنْ جَابٍ وَقَاسِمٍ وَكَاتِبٍ وَحَاشِرٍ ﴿وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾ لِيُسْلِمُوْا اَوْ يَثْبُتُ اِسْلَامُهُمْ اَوْ يَسْلِمُ نُظَرَاؤُهُمْ اَوْ يَذُبُّوْا عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ اَقْسَامٌ وَالْاَوَّلُ وَالْاَخِيْرُ لَا يُعْطَيَانِ الْيَوْمَ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ ﷺ لِعِزِّ الْاِسْلَامِ ، بِخِلَافِ الْاٰخِرَيْنِ فَيُعْطَيَانِ عَلَى الْاَصَحِّ ﴿وَفِيْ﴾ فَكِّ ﴿الرِّقَابِ﴾ اَيِ الْمُكَاتَبِيْنَ ﴿وَالْغٰرِمِيْنَ﴾ اَهْلِ الدَّيْنِ اِنِ اسْتَدَانُوا الْغَيْرَ مَعْصِيَةً اَوْ تَابُوْا وَلَيْسَ لَهُمْ وَفَاءٌ اَوْ لِاِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ وَلَوْ اَغْنِيَاءَ ﴿وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اَيِ الْقَائِمِيْنَ بِالْجِهَادِ مِمَّنْ لَافَيْءَ لَهُمْ وَلَوْ اَغْنِيَاءَ ﴿وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ اَلْمُنْقَطِعِ فِيْ سَفَرِهٖ ﴿فَرِيْضَةً﴾ نَصَبٌ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ ﴿مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿حَكِيْمٌ (۶۰)﴾ فِيْ صُنْعِهٖ فَلَا يَجُوْزُ صَرْفُهَا لِغَيْرِ هٰؤُلَاءِ ، وَلَا مَنْعَ صِنْفٍ مِنْهُمْ اِذَا وُجِدَ فَيُقَسِّمُهَا الْاِمَامُ عَلَيْهِمْ عَلَى السَّوَاءِ وَلَهٗ تَفْضِيْلُ بَعْضِ آحَادِ الصِّنْفِ عَلٰى بَعْضٍ ، وَاَفَادَتِ اللَّامُ وُجُوْبَ اِسْتِغْرَاقِ اَفْرَادِهٖ لٰكِنْ لَا يَجِبُ عَلٰى صَاحِبِ الْمَالِ اِذَا قَسَمَ لِعُسْرِهٖ ، بَلْ يَكْفِيْ اِعْطَاءُ ثَلٰثَةٍ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ وَلَا يَكْفِيْ دُوْنَهَا كَمَا اَفَادَتْهُ صِيْغَةُ الْجَمْعِ وَبَيَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّ شَرْطَ الْمُعْطٰى مِنْهَا الْاِسْلَامُ وَاَنْ لَا يَكُوْنَ هَاشِمِيًّا وَلَا مُطَّلَبِيًّا ﴿وَمِنْهُمْ﴾ اَيِ الْمُنَافِقِيْنَ ﴿الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ﴾ بِعَيْبِهٖ وَبِنَقْلِ حَدِيْثِهٖ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ﴾ اِذَا نُهُوْا عَنْ ذٰلِكَ لِئَلَّا يَبْلُغَهٗ ﴿هُوَ اُذُنٌ﴾ اَيْ يَسْمَعُ كُلَّ قِيْلٍ وَيَقْبَلُهٗ فَاِذَا حَلَفْنَا اِنَّالَهٗ لَمْ نَقُلْ صَدَّقَنَا ﴿قُلْ﴾ هُوَ ﴿اُذُنُ ؕ﴾ مُسْتَمِعٌ ﴿خَيْرٍ لَّكُمْ﴾ لَامُسْتَمِعُ شَرٍّ ﴿يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ﴾ يُصَدِّقُ ﴿لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ فِيْمَا اَخْبَرُوْهُ بِهٖ لَالِغَيْرِهِمْ وَاللَّامُ زَائِدَةٌ لِلْفَرْقِ بَيْنَ اِيْمَانِ التَّسْلِيْمِ وَغَيْرِهٖ ﴿وَرَحْمَةٌ﴾ بِالرَّفْعِ عَطْفًا عَلٰى اُذُنٌ وَالْجَرِّ عَطْفًا عَلٰى خَيْرٍ ﴿لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۶۱)﴾ ﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ﴾ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ فِيْمَا بَلَغَكُمْ عَنْهُمْ مِنْ اَذَى الرَّسُوْلِ اَنَّهُمْ مَااَتَوْهُ ﴿لِيُرْضُوْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ﴾ بِالطَّاعَةِ ﴿اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (۶۲)﴾ حَقًّا ، وَتَوْحِيْدُ الضَّمِيْرِ لِتَلَازُمِ الرِّضَائَيْنِ اَوْ خَبَرُ اللّٰهِ اَوْرَسُوْلِهٖ مَحْذُوْفٌ ﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّهٗ﴾ اَيِ الشَّاْنُ ﴿مَنْ يُّحَادِدِ﴾ يُشَاقِقِ ﴿اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ﴾ جَزَاءً ﴿خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ (۶۳)﴾ ﴿يَحْذَرُ﴾ يَخَافُ

﴿الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ﴾ اَیِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ﴾ مِنَ النِّفَاقِ وَهُمْ مَعَ ذٰلِکَ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿قُلِ اسْتَهْزِءُوْا﴾ اَمْرُ تَهْدِيْدٍ ﴿اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ﴾ مُظْهِرٌ ﴿مَّا تَحْذَرُوْنَ(۶۴)﴾ اِخْرَاجَهٗ مِنْ نِفَاقِکُمْ ﴿وَلَئِنْ﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿سَاَلْتَهُمْ﴾ عَنْ اِسْتِهْزَائِهِمْ بِکَ وَالْقُرْاٰنِ وَهُمْ سَائِرُوْنَ مَعَکَ اِلٰی تَبُوْکَ ﴿لَيَقُوْلُنَّ﴾ مُعْتَذِرِيْنَ ﴿اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ﴾ فِی الْحَدِيْثِ لِنَقْطَعَ بِهِ الطَّرِيْقَ وَلَمْ نَقْصُدْ ذٰلِکَ ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ(۶۵)﴾ ﴿لَا تَعْتَذِرُوْا﴾ عَنْهُ ﴿قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾ اَیْ ظَهَرَ کُفْرُکُمْ بَعْدَ اِظْهَارِ الْاِيْمَانِ ﴿اِنْ نَّعْفُ﴾ بِالْيَاءِ مَبْنِيًّا لِلْمَفْعُوْلِ وَالنُّوْنِ مَبْنِيًّا لِلْفَاعِلِ ﴿عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ﴾ بِاِخْلَاصِهَا وَتَوْبَتِهَا كَمَخْشِیِّ بْنِ حَمِيْرٍ ﴿نُعَذِّبْ﴾ بِالتَّاءِ وَالنُّوْنِ ﴿طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ(۶۶)﴾ مُصِرِّيْنَ عَلَی النِّفَاقِ وَالْاِسْتِهْزَاءِ .

﴿ترجمہ﴾

صدقات (یعنی فرض زکوۃ) تو صرف انہیں لوگوں کیلئے ہے جو محتاج (یعنی وہ لوگ جو اپنے پاس بقدر کفایت مال نہ پائیں) اور نادار (جس کے پاس کچھ نہ ہو کہ انہیں کفایت کرے......۱......) اور جو اسے (یعنی صدقات کو لوگوں سے وصول کرنے والے، انہیں مستحقین تک پہنچانے والے، اس کا حساب لکھنے والے اور مستحقین وغیرہ سے عشر وصول کرنے والے......۲......) اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے (تاکہ وہ اسلام لے آئیں یا اسلام پر ثابت قدم رہیں یا ان کو دیکھ کر دوسروں کو ترغیب ملے یا مسلمان کا بچاؤ کرتے ہوں ان میں سے قسم اول اور آخر کو امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے نزدیک اب نہ دیا جائے گا جبکہ اصح قول کے مطابق باقی دو قسموں پر اب بھی زکوۃ خرچ کی جائے گی......۳......) اور گردنیں چھڑانے میں (مکاتبین کی......۴......) اور قرضداروں کو (جنہوں نے گناہ کے علاوہ کسی کام کے لئے قرضہ لیا ہو یا لیا تو گناہ کے کام کیلئے ہو مگر اب اس گناہ پر تائب ہو چکے ہوں اور ان لوگوں کے پاس ادائیگی کیلئے کچھ نہ ہو اور باہمی معاملے کی درستگی کیلئے کچھ نہ ہو اگر چہ غنی ہوں......۵......) اور اللہ کی راہ میں (مجاہدین پر کہ جن کے پاس مال فئے نہ ہو اگر چہ غنی ہوں......۶......) اور مسافر کو (کہ جس کی زادِ راہ ختم ہو چکی ہو......۷......) ٹھہرالیا ہوا ہے (فریضۃ فعل مقدر فرض کی وجہ سے منصوب ہے) اللہ کا اور اللہ علیم ہے (اپنی مخلوق پر) اور حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں، پس زکوۃ کو ان مصارف کے سوا خرچ کرنا جائز نہیں اور ان آٹھ اقسام میں سے کسی قسم کے پائے جانے کی صورت میں زکوۃ خرچ کرنے سے منع نہ کیا جائے اور یہ تقسیم امام وقت برابری کی بنیاد پر کرے گا اور اس کے لیے جائز ہے کہ کسی صنف پر خرچ کرنے میں کمی وزیادتی کرے اور للفقراء میں لام استغراقی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان تمام افراد کا مال لینا بلا استثناء درست ہے اور مالدار کو زکوۃ نہ دی جائے جب کہ وہ اپنی تنگ دستی

کی قسم کھائے تاہم ہر صنف میں سے تین تین آدمیوں کو زکوۃ دینا کافی ہوگا اور اس سے زیادہ کو نہیں اسلئے کہ جمع کے صیغے کا اطلاق تین پر ہوتا ہے اور سنت سے بھی یہی ثابت ہے اور جس کو زکوۃ دی جائے وہ مسلمان ہو ہاں ہاشمی اور مطلبی نہ ہو......۸......) اور ان میں کوئی وہ ہے (یعنی منافقین میں) جو غیب کی خبر دینے والے نبی (پر عیب لگا کر یا ان کی باتوں کی نقل اتار کر......۹......) ان کو ستاتے ہیں اور (جب انہیں اس بات سے منع کیا جائے کہ کہیں نبی ﷺ تک یہ بات پہنچ نہ جائے) تو کہتے ہیں وہ تو کانوں کا کچا ہے (یعنی وہ تو ہر کہی بات سن لیتے ہیں اور قبول بھی کر لیتے ہیں ہم ان کے سامنے حلف اٹھالینگے کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی تو وہ ہماری تصدیق بھی کرلیں گے) تم فرماؤ (وہ) کان (سننے والے) تمہارے بھلے کو ہیں (نہ کہ برائی کے سننے والے) اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں (یعنی تصدیق کرتے ہیں) مسلمانوں کی بات کی (جس بات کی مسلمان انہیں خبر دیں نہ کہ غیر کی باتوں کی اور للمومنین میں لام زائدہ ایمان تصدیق اور تسلیم وغیرہ میں فرق کرنے کیلئے ہے) اور رحمت ہیں (رحمة مرفوع ہے اذن پر عطف ہونے کی وجہ سے اور مجرور ہوگا خیر پر عطف ہونے کی وجہ سے) ان کے واسطے جو تم میں مسلمان ہیں اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے تمہارے سامنے (اے مومنوں جو بات تمہیں ان کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینے کے حوالے سے پہنچی ہے وہ اس کی تردید کرتے ہیں) اللہ کی قسم کھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کرلیں اور اللہ ورسول کا حق زائد تھا کہ انہیں راضی کرتے (ان کی طاعت کرکے) اگر مومن ہوتے (سچے اور یرضوہ میں واو ضمیر لانا اس بات کو لازم کرتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا ایک ہی ہے یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خبر اسم جلالت اللہ محذوف ہو تقدیر عبارت یوں ہو کہ اللہ احق ان یرضوہ و رسولہ احق ان یرضوہ ہے) کیا انہیں خبر نہیں کہ جو (انہ میں ہ ضمیر شان ہے) خلاف کرے (یحادد بمعنی یشاقق ہے) اللہ اور اس کے رسول کا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے ڈرتے ہیں (یحذر بمعنی یخاف ہے) منافق کہ ان (مومنین) پر نازل نہ کی جائے کوئی سورۃ جو ظاہر کردے ان کے دل میں چھپے (نفاق کو ظاہر کردے پھر بھی یہ لوگ استہزاء کرتے ہیں) تم فرماؤ ہنسے جاؤ (یہ حکم بطور تھدید ہے) اللہ کو ضرور نکالنا (یعنی ظاہر کرنا) ہے وہ جس کا تمہیں ڈر ہے (یعنی تمہارے نفاق کو ظاہر کرنے کا) اور اگر (ولئن میں لام قسمیہ ہے) اے محبوب تم ان سے پوچھو (ان کے تم پر ہنسی کرنے اور قرآن پر اور جو تمہارے ساتھ تبوک میں حاضر ہونے کے بارے میں) تو کہیں گے (عذر پیش کرتے ہوئے) کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے (یعنی اسی طرح باتیں کرتے ہوئے راستہ طے کرنا چاہتے تھے ہم نے ہنسی بنانے کا قصد نہ کیا تھا) تم فرماؤ (ان سے) کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ (ان باتوں سے) تم کافر ہوچکے مسلمان ہوکر (یعنی تمہارا کفر اظہار ایمان کے باوجود ظاہر ہوچکا ہے) اگر ہم معاف کردیں (نعف یاء کے ساتھ مبنی للمفعول ہوگا اور نون کے ساتھ مبنی للفاعل ہے) تم میں سے کسی کو (ان کے اخلاص اور توبہ، جیسا کہ مخشی بن حمیر کو معاف کردیا) تو اوروں کو عذاب کریں (نعذب بھی تاء اور نون دونوں کے ساتھ ہے) اسلئے کہ وہ مجرم تھے (نفاق اور استہزاء پر مصر رہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿انما الصدقت للفقراء والمسکین والعملین علیها والمولفة قلوبهم وفی الرقاب والغرمین وفی سبیل الله وابن السبیل﴾.

انما: حرف مشبہ وما کافہ......الصدقت : مبتدا......لام: جار......الفقراء: معطوف علیہ......والمسکین: معطوف اول......والعاملین علیها: شبہ جملہ معطوف ثانی......و: عاطفہ......المولفة: اسم مفعول......قلوبهم: نائب الفاعل،ملکر شبہ جملہ معطوف ثالث......و: عاطفہ......فی : جار......الرقاب والغارمین: مجرور،ملکر معطوف رابع،و: عاطفہ......فی : جار......سبیل الله وابن السبیل: مجرور،ملکر معطوف خامس،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فریضة من الله والله علیم حکیم﴾.

فریضة: موصوف......من الله: ظرف مستقر صفت،ملکر فعل محذوف "فرض الله ذلک" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......الله: مبتدا......علیم حکیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومنهم الذین یوذون النبی ویقولون هو اذن﴾.

و: مستانفہ......منهم: ظرف مستقر خبر مقدم......الذین: موصول......یوذون النبی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......یقولون: قول......هو اذن: جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل اذن خیر لکم یومن بالله ویومن للمومنین ورحمة للذین امنوا منکم﴾.

قل: قول......اذن: مضاف......خیر: موصوف......لکم: ظرف مستقر صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفسر......یومن: بالله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ویومن للمومنین: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر تفسیر،ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ......رحمة: موصوف ،للذین امنوا منکم: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف،ملکر مبتدا محذوف "هو" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿والذین یوذون رسول الله لهم عذاب الیم﴾.

و: عاطفہ......الذین : موصول......یوذون رسول الله: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... لهم: ظرف مستقر خبر مقدم ،عذاب الیم: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یحلفون بالله لکم لیرضوکم والله ورسوله احق ان یرضوه ان کانوا مومنین﴾.

یحلفون بالله: فعل واؤ ضمیر ذوالحال وظرف لغو اول......لکم: ظرف لغو ثانی......لیرضونکم: ظرف لغو ثالث،و: حالیہ......الله ورسوله: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر مبتدا......احق: خبر مقدم......ان یرضوه: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتدا مؤخر،

بلکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، بلکر جملہ اسمیہ حال، بلکر فاعل، بلکر جملہ فعلیہ ماقبل "الذین یوذون" خبر ثانی، بلکر جملہ اسمیہ......ان: شرطیہ، کانوا مومنین: جملہ فعلیہ جزامحذوف "فالله ورسوله احق" کیلئے شرط، بلکر جملہ شرطیہ۔

﴿الم یعلموا انهٗ من یحادد الله ورسوله فان له نار جهنم خالدا فیها ذلک الخزی العظیم﴾۔

همزه: حرف استفہام......لم یعلموا: فعل نفی با فاعل......انه: حرف مشبہ واسم...... من: شرطیہ مبتدا......یحاد دالله ورسوله: جملہ فعلیہ شرط......ف: جزائیہ......ان: حرف مشبہ...... لام: جار......ہٗ: ضمیر ذوالحال......خالدافیها: شبہ جملہ حال، بلکر مجرور، بلکر ظرف مستقر خبر...... نـــار جهـــنم: اسم مؤخر، بلکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، بلکر جملہ شرطیہ خبر، بلکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، بلکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، بلکر جملہ فعلیہ......ذلک: مبتدا...... الخزی العظیم: خبر، بلکر جملہ اسمیہ۔

﴿یحذر المنفقون ان تنزل علیهم سورة تنبئهم بما فی قلوبهم﴾

یحذر المنفقون: فعل وفاعل،ان: مصدریہ،تنزل علیهم: فعل مجہول وظرف لغو،سورة: موصوف،تنبئهم: فعل بافاعل ومفعول،بمافی قلوبهم: ظرف لغو،بلکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، بلکر نائب الفاعل، بلکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، بلکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل استهزء وا ان الله مخرج ما تحذرون﴾

قل: قول......استهزء وا: فعل بافاعل، بلکر جملہ فعلیہ مقولہ اول...... ان الله: حرف مشبہ واسم...... مخرج: اسم فاعل بافاعل......ماتحذرون: مفعول، بلکر شبہ جملہ ہوکر خبر، بلکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ثانی، بلکر جملہ قولیہ۔

﴿ولئن سالتهم لیقولن انما کنا نخوض ونعلب﴾۔

و: مستانفہ......لام: تاکیدیہ......ان: شرطیہ......سالتهم: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکیدیہ......یقولن: قول،انما: حرف مشبہ وماکافہ...... کـنـا: فعل ناقص بااسم......نخوض : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ونـلـعب: جملہ فعلیہ معطوف، بلکر خبر، بلکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، بلکر جملہ قولیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، بلکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جوابِ قسم، بلکر جملہ قسمیہ۔

﴿قل ابالله وایته ورسوله کنتم تستهزء ون﴾۔

قل: قول......همزه: حرف استفہام،ب: جار......الله : معطوف علیہ......وایتـه ورسوله: معطوفان، بلکر مجرور، بلکر ظرف لغو مقدم......تستهزء ون: فعل بافاعل، بلکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ، کنتم: فعل ناقص بااسم، بلکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، بلکر جملہ قولیہ۔

﴿لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ان نعف عن طائفة منکم نعذب طائفة بانهم کانوا مجرمین﴾۔

لاتعتذروا: فعل نہی واوذوالحال......قد: تحقیقیہ ...... کفرتم بعد ایمانکم : جملہ فعلیہ حال، بلکر فاعل، بلکر جملہ فعلیہ ،ان: شرطیہ......نعف: فعل بافاعل......عـن طـائـفـة منکم : ظرف لغو، بلکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... نـعـذب طائفة: فعل بافاعل

ومفعول......بانھم کانوا مجرمین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ومنھم الذین یؤذون النبی ......☆ منافقین اپنے جلسوں میں سیدِ عالم ﷺ کی شان میں ناشائستہ باتیں بکا کرتے تھے۔ ان میں سے بعضوں نے کہا کہ اگر حضور ﷺ کو خبر ہوگئی تو ہمارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ جلاس بن سوید منافق نے کہا ہم جو چاہیں کہیں حضور کے سامنے مکر جائیں گے اور قسم کھالیں گے وہ تو کان ہیں ان سے جو کہہ دیا جائے سن کر مان لیتے ہیں۔ اس پر اللہ ﷻ نے یہ آیت نازِل فرمائی اور یہ فرمایا کہ اگر وہ سننے والے بھی ہیں تو خیر اور صلاح کے سننے اور ماننے والے ہیں شر اور فساد کے نہیں۔

☆...... یحلفون باللہ لکم لیرضوکم......☆ منافقین اپنی مجلسوں میں سیدِ عالم ﷺ پر طعن کیا کرتے تھے اور مسلمانوں کے پاس آکر اس سے مکر جاتے تھے اور قسمیں کھا کھا کر اپنی بریّت ثابت کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مسلمانوں کو راضی کرنے کے لئے قسمیں کھانے سے زیادہ اہم اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنا تھا اگر ایمان رکھتے تھے تو ایسی حرکتیں کیوں کیں جو خدا اور رسول کی ناراضی کا سبب ہوں۔

☆......ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب ......☆ غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے منافقین کے تین نفروں میں سے دو رسولِ کریم ﷺ کی نسبت تمسخراً کہتے تھے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ روم پر غالب آجائیں گے، کتنا بعید خیال ہے اور ایک نفر بولتا تو نہ تھا مگر ان باتوں کو سن کر ہنستا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم ایسا ایسا کہہ رہے تھے انہوں نے کہا ہم راستہ کاٹنے کے لئے ہنسی کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کررہے تھے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور ان کا یہ عذر وحیلہ قبول نہ کیا گیا اور ان کے لئے یہ فرمایا گیا جو آگے ارشاد ہوتا ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

احناف وشوافع کے نزدیک فقیر ومسکین کی تعریفات:

۱......شوافع کے نزدیک فقیر وہ ہے جو مسکین کے مقابلے زیادہ بُرے حال میں پایا جائے اور یہ وہ ہوتا ہے کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو یا بقدرِ کفایت نہ ہو۔ (الجمل، ج۳، ص۲۶۹)

احناف کے نزدیک مسئلہ یہ ہے، علامہ علاؤالدین حصکفی فرماتے ہیں: ''فقیر وہ ہوتا ہے کہ جس کے پاس مال نصاب کی مقدار میں نہ پایا جائے یا نصاب کی مقدار میں مال ہو مگر کسی حاجت میں مستغرق ہو۔

(الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الزکوۃ، باب المصرف، ج۳، ص۲۸۳)۔

شوافع کے نزدیک جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا کہ مسکین کا حال فقیر کے مقابلے میں اچھا ہوتا ہے اور اس کے پاس اتنا مال ہوتا

ہے جونصاب تک پہنچ جاتا ہے،شوافع اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فقر سے اللہ کی پناہ مانگی چنانچہ حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:" اللھم انی اعوذبک من الکفر و الفقر یعنی اے اللہ میں تجھ سے کفر اور فقر سے پناہ مانگتا ہوں۔

(سنن ابو داؤد کتاب الادب ،باب مایقول اذا اصبح ،رقم: ۵۰۹۰،ص۹۵۱)

مسکین وہ ہے کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لئے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال کرنا حلال ہے۔ (الفتاوی الهندية، كتاب الزكوة ،باب السابع فی المصارف، ج۱،ص۲۰۶)

عاملین زکوۃ:

۲......عاملین کو امام وقت اس کی محنت اور کوشش کی مقدار میں مال دے گا ،اور آٹھواں حصہ مقرر نہ کیا جائے بلکہ امام وقت جتنا چاہے عامل کی محنت کو مدنظر رکھتے ہوئے دے۔امام شافعی کے نزدیک اس میں اختلاف ہے ان کے نزدیک آٹھواں حصہ مقرر ہے اس لئے کہ اللہ ﷻ نے زکوۃ کے آٹھ مصارف بیان کئے ہیں اس لئے عامل کو بھی آٹھواں حصہ ملے گا۔ہمارے نزدیک مقدار متعین نہیں ہے اس لئے کہ عامل کا استحقاق بطریق کفایت ہوتا ہے نہ کہ بطریق زکوۃ،لہذا ہمارے نزدیک اگر چہ عامل غنی ہو پھر بھی امام وقت سے اپنے کام پر مال لے سکتا ہے۔ (الهداية مع بداية المبتدی، كتاب الزكوة ،باب من يجوز دفع الصدقات، ج۲،ص۶۹)

مؤلفة القلوب:

۳...... مؤ لفة القلوب کے کا حصہ اب ساقط ہو چکا ہے اس لئے کہ اللہ ﷻ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اور مسلمانوں کو اس سے مستغنی فرمادیا اور سی پر اجماع امت ہے۔ (قدوری مع توضیح الضروری ،باب من يجوز دفع الصدقات،ص۵۱)

مُکاتبین:

۴......رقاب سے مراد مکاتب غلام کو دینا ہے کہ مال زکوۃ سے بدل کتاب ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن آزاد کرے۔

(بهار شریعت ،باب مال زکوۃ کن لوگوں پر صرف کیا جائے، حصہ پنجم، ج۱،ص۳۰)

غارمین:

۵......ہمارے نزدیک غارم وہ ہے جس پر قرضہ لازم ہو اور اپنے قرضے سے فاضل کسی نصاب کا مالک نہ ہو جبکہ امام شافعی کے نزدیک غارم سے مراد وہ ہے جس نے مسلمانوں کے درمیان باہمی پھوٹ کی اصلاح کی خاطر اور دو قبیلوں کے درمیان عداوت کی آگ ٹھنڈی کرنے کی خاطر مالی خسارہ مول لیا ہو۔ (الهداية مع بداية المبتدی، كتاب الزكوة ،باب من يجوز دفع الصدقات،ج۲،ص۷۰)

فی سبیل اللہ:

۶......امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فی سبیل اللہ سے مراد یہ ہے کہ جہاد پر جانے والوں پر زکوۃ کی رقم خرچ کی

جائے اور شرع میں اسی مسئلے کی رعایت کی گئی ہے، امام محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد فرماتے ہیں کہ جو مسلمان حج کو جائیں انہیں بھی یہ رقم دی جاسکتی ہے ان کی دلیل سید عالم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ ایک شخص کے لئے راہ خدا میں اونٹ لیا گیا تھا سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر حاجی کو سوار کرو، امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں کہ غازی کو زکوۃ کی رقم دی جاسکتی ہے اگر چہ وہ غنی ہو لیکن احناف کے نزدیک ضرورت کے پیش نظر غازی پر زکوۃ کی رقم صرف کی جاسکتی ہے۔ (البدائع الصنائع، کتاب الزکوۃ، فصل الذی یرجع الی المؤدی، ج۲، ص۶۸)۔

مسافر:

۷......ہر مسافر کو ابن سبیل کہا جاتا ہے، اگر چہ اپنے حال میں غنی ہو اور صاحب مال ہونے کی وجہ سے اس پر زکوۃ بھی واجب ہوتی ہو اور اسے ادائیگی کا حکم بھی کیا جاتا ہو، لیکن حالت سفر میں فقیر ہونے کی صورت میں اسے زکوۃ دی جائے گی۔

(البحر الرائق مع کنز الدقائق، کتاب الزکوۃ، باب المصرف، ج۲، ص۳۸۳، ملخصاً)

لام استغراقی یا تملیکی:

۸......علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ مشہور یہ ہے کہ شوافع کے نزدیک لام تملیک کے لئے ہے اور یہی ان کے مذہب کا مقتضی ہے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ جب یہ تمام اصناف موجود ہوں تو ان تمام اصناف پر زکوۃ کو تقسیم کرنا واجب ہے اور چونکہ اس آیت میں ہر صنف کو جمع کے صیغہ کے ساتھ ذکر کیا ہے اس لئے ہر صنف کے تین افراد پر تقسیم کرنا واجب ہے اور ہمارے، مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ زکوۃ دینے والا ہر صنف پر زکوۃ تقسیم کرے یا کسی ایک صنف پر زکوۃ کی رقم صرف کرے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر صنف کے تین افراد پر زکوۃ تقسیم کی جائے، کسی ایک فرد کو بھی پوری رقم دی جاسکتی ہے کیونکہ اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ کن لوگوں کو زکوۃ دی جاسکتی ہے، اور یہ نہیں فرمایا کہ ان سب کو زکوۃ دینا ضروری ہے، اور اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ ﴿وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ (البقرۃ: ۲۷۱)﴾ بنتی ہے۔ اس آیت میں فقراء کو صدقہ دینے کو زیادہ بہتر فرمایا گیا ہے، اور فقراء ایک صنف ہیں۔ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کے پاس صدقہ کا مال آیا تو آپ ﷺ نے صرف ایک صنف میں تقسیم کیا اور وہ صنف مؤلفۃ القلوب تھی، پھر جب دوبارہ مال آیا تو آپ ﷺ نے فقط مقروضوں کو دیا، اس میں دلیل ہے کہ ایک صنف پر اختصار کرنا جائز ہے اور اس آیت میں جمع کے صیغوں پر الف لام جنس ہے، کیونکہ عہد اور استغراق کا الف لام متصور نہیں ہے اور جنس صدقہ کو کسی صنف کی جنس پر خرچ کرنے کو بیان فرمایا ہے، اس لئے کسی صنف کے ایک فرد پر بھی پوری زکوۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔

(روح المعانی، الجزء العاشر، ص۴۴۰)

سید عالم ﷺ نے اپنی ذات اور اپنی اولاد پر صدقہ حرام فرمادیا، لہذا آل علی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل، آل حارث بن عبدالمطلب اور ان کے موالی سب پر صدقہ لینا حرام ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''بے شک صدقہ لوگوں کا میل ہے اور یہ محمد اور آل

محمد کے لئے حلال نہیں ہے''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الخراج والامارۃ، باب فی بیان مواضع، رقم: ۲۹۸۵، ص ۵۷۰)

شان انبیائے کرام:

۹.....حضرات انبیائے کرام کی شان میں عیب بیان کرنا، ان کی باتوں کی نقل اتارنا یا کسی اور طریقے سے ان کی بے ادبی کرنا کفر ہے۔ چنانچہ جو شخص حضور ﷺ کو انبیاء میں سے آخری نبی نا جانے یا حضور کی کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے، آپ ﷺ کے موئے مبارک کو تحقیر سے یاد کرے، آپ ﷺ کے کپڑوں کو میلا یا گندہ بتائے، حضور ﷺ کے ناخن بڑے بڑے کہے یہ سب کفر ہے بلکہ اگر کسی کے اس کہنے پر کہ حضور ﷺ کو کدو پسند تھا یہ کہے کہ مجھے پسند نہیں تو بعض علماء کے نزدیک کافر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اس حیثیت سے اسے ناپسند ہے کہ حضور ﷺ کو پسند تھا تو کافر ہے۔ یوہیں کسی نے یہ کہا کہ حضور اقدس ﷺ کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار انگشت ہائے مبارک چاٹ لیا کرتے تھے اس پر کسی نے کہا یہ ادب کے خلاف ہے یا کسی قسم کی تحقیر کرے مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا، یا شملہ لٹکانا ان کی اہانت کرنا کفر ہے جبکہ سنت کی توہین مقصود ہو۔ (بھار شریعت مخرجہ، باب مرتد کا بیان، حصہ نھم، ج ۱، ص ۸٦)

منافقین کا سید عالم ﷺ کو کان کہنا بھی برائے تمسخر، تذلیل اور عیب بیان کرنے کے لئے تھا اور اس کا حکم بھی یہی ہے جو کہ ہم نے مندرجہ بالا میں بیان کر دیا۔

☆.....☆ **هو اذن**: عرب میں اذن یعنی کان اس کو کہتے ہیں جو ہر بات کو سنے جو اس سے کہی جائے اور اس کی تصدیق کرے اور عین یعنی آنکھ اس کو کہتے ہیں جو بغور دیکھے گویا کہ وہ سراپا آنکھ ہے، اسی طرح جو ہر بات کو سن کر اس کی تصدیق کر دیتا ہے گویا کہ وہ سراپا کان ہے۔ (تبیان القرآن، ج ۵، ص ۱۸۱، ملخصاً)

یرضوہ: میں ہ ضمیر کا مرجع اسم جلالت ہے کیونکہ اللہ کی خوشنودی جھوٹے ایمان کے ساتھ تو متحقق ہو نہیں سکتی بلکہ اس کی رضا کا دارومدار تو اطاعت اور اخلاص پر ہے لہذا التقدیر عبارت یوں ہے کہ **واللہ احق ان یرضوہ والرسول کذالک** یعنی اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اسے راضی کیا جائے اور اس کا رسول بھی زیادہ مستحق ہے کہ اسے راضی کرے، بعض علماء نے فرمایا کہ ضمیر کا مرجع اللہ اور رسول دونوں ہی ہیں اور ضمیر واحد میں یہ حکمت ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کی رضا میں کوئی تفاوت نہیں ہے، گویا وہ ایک ہی شے ہیں، بعض مفسرین نے یہ بھی کہا کہ ضمیر واحد رسول کی جانب راجع ہے اس لئے کہ کلام رسول کو اذیت دینے والوں اور انہیں راضی کرنے والوں کے بارے میں ہو رہا ہے۔ (المظھری، ج ۳، ص ۳۲۷)

اخراجہ من نفاقکم: اس سورت کا ایک نام فاضحہ بھی ہے یعنی یہ سورت مبارکہ منافقوں کو رسوا کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں منافقوں کے دلی بغض کو سید عالم ﷺ پر بذریعہ وحی اور الہام کے ظاہر فرما دیا۔ (ابن کثیر، ج ۲، ص ٤٥٦، ملخصاً)

ولم نقصد ذلک: منافقوں کا قول یہ تھا کہ **ھیھات ھیھات**، یہ شخص (یعنی محمد ﷺ) شام اور اس کے محلات فتح کرنے کا ارادہ

کرتا ہے، اللہ ﷻ نے اس بات کی اطلاع اپنے نبی ﷺ کو عطا فرمادی کہ منافقین پیٹھ پیچھے ایسی باتیں کررہے ہیں، منافقوں سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ نہیں ہم نے نہ آپ کے بارے ایسی کوئی بات کی ہے نہ ہی آپ کے اصحاب کے بارے میں کہا بلکہ ہم تو محض سفر کاٹنے کی غرض سے باتیں کررہے تھے۔ ماأتوہ: بمعنی مافعلوہ ہے اور ایک نسخے میں آذوہ ہے۔

بعد اظہار الایمان: رسول کی توہین ایمان کی تباہی کا سبب ہے، تمہارا کفر ایمان کے اظہار کے بعد ظاہر ہے یعنی تم ظاہری طور پر کفر کے قریب ہو نہ کہ ایمان کے۔ (الصاوی، ج۳، ص۷۵ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۵

﴿اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ﴾ اَیْ مُتَشَابِهُوْنَ فِی الدِّیْنِ کَاَبْعَاضِ الشَّیْءِ الْوَاحِدِ ﴿یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْکَرِ﴾ اَلْکُفْرِ وَالْمَعَاصِیْ ﴿وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ﴾ اَلْاِیْمَانِ وَالطَّاعَةِ ﴿وَیَقْبِضُوْنَ اَیْدِیَهُمْ﴾ عَنْ الْاِنْفَاقِ فِی الطَّاعَةِ ﴿نَسُوا اللّٰهَ﴾ تَرَکُوْا طَاعَتَهٗ ﴿فَنَسِیَهُمْ﴾ تَرَکَهُمْ مِنْ لُطْفِهٖ ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۶۷)﴾ ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْکُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا هِیَ حَسْبُهُمْ﴾ جَزَاءً وَّعِقَابًا ﴿وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ (۶۸)﴾ دَائِمٌ اَنْتُمْ اَیُّهَا الْمُنَافِقُوْنَ ﴿کَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ کَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْکُمْ قُوَّةً وَّاَکْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا﴾ تَمَتَّعُوْا ﴿بِخَلَاقِهِمْ﴾ نَصِیْبِهِمْ مِنَ الدُّنْیَا ﴿فَاسْتَمْتَعْتُمْ﴾ اَیُّهَا الْمُنَافِقُوْنَ ﴿بِخَلَاقِکُمْ کَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ﴾ فِی الْبَاطِلِ وَالطَّعْنِ فِی النَّبِیِّ ﷺ ﴿کَالَّذِیْ خَاضُوْا ؕ﴾ اَیْ کَخَوْضِهِمْ ﴿اُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۶۹)﴾ ﴿اَلَمْ یَاْتِهِمْ نَبَاُ﴾ خَبَرُ ﴿الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ﴾ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿وَّثَمُوْدَ﴾ قَوْمِ صَالِحٍ ﴿وَقَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ﴾ قَوْمِ شُعَیْبٍ ﴿وَالْمُؤْتَفِکٰتِ ؕ﴾ قُرٰی قَوْمِ لُوْطٍ اَیْ اَهْلِهَا ﴿اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ج﴾ بِالْمُعْجِزَاتِ فَکَذَّبُوْهُمْ فَاُهْلِکُوْا ﴿فَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ﴾ بِاَنْ یُّعَذِّبَهُمْ بِغَیْرِ ذَنْبٍ ﴿وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ (۷۰)﴾ بِارْتِکَابِ الذَّنْبِ ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ﴾ لَایُعْجِزُهٗ شَیْءٌ عَنْ اِنْجَازِ وَعْدِهٖ وَوَعِیْدِهٖ ﴿حَکِیْمٌ (۷۱)﴾ لَایَضَعُ شَیْئًا اِلَّا فِیْ مَحَلِّهٖ ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ؕ اِقَامَةٍ ﴿وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكۡبَرُ﴾ اَعۡظَمُ مِنۡ ذٰلِکَ کُلِّهٖ ﴿ذٰلِکَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ (۷۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

منافق مرد اور عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں (یعنی دین کے معاملے میں دونوں برابر ہیں جیسا کہ ایک چیز کے اجزاء کا حال یکساں ہوتا ہے) برائی (کفر اور معصیت) کا حکم دیں اور بھلائی (ایمان اور طاعت سے) منع کریں اور اپنی مٹھی بند رکھیں (طاعت گزاری کے معاملے میں خرچ کرنے کے معاملے میں) وہ اللہ کو بھول بیٹھے (یعنی اس کی طاعت کو چھوڑ دیا) تو اللہ نے انہیں بھلا دیا (یعنی انہیں اپنے لطف سے دور کر دیا) بیشک منافق وہی پکے بے حکم ہیں اللہ نے منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے وہ انہیں بس ہے (بطور جزا اور عتاب کے) اور اللہ کی ان پر لعنت ہے (یعنی وہ انہیں اپنی رحمت سے دور کر دے گا) اور ان کے لیے قائم رہنے والا عذاب ہے (دائمی ......۱...... اے منافقوں) جیسے وہ جو تم سے پہلے زور میں بڑھ کر تھے اور ان کے مال و اولاد تم سے زیادہ تو وہ برت گئے (فاستمتعوا بمعنی تمتعوا ہے) اپنا حصہ (دنیا میں) تو تم نے (اے منافقوں) اپنا حصہ برتا جیسے اگلے اپنا حصہ برت گئے اور تم بے ہودگی میں پڑے (باطل کاموں میں اور نبی پاک ﷺ پر طعن کرنے میں) جیسے وہ پڑے تھے (یعنی جیسا کہ ان کی بے ہودگی تھی ویسی ہی تمہاری ہوئی) ان کے عمل اکارت گئے دنیا اور آخرت میں اور وہی لوگ گھاٹے میں ہیں کیا انہیں خبر (نباء بمعنی خبر ہے) نہ آئی اپنے سے اگلوں کی قوم نوح و عاد......۲...... (قوم ھود) اور قوم ثمود کی (یعنی قوم صالح کی ......۳......) اور ابراہیم کی قوم اور مدین والے......۴...... (قوم شعیب کی) اور وہ بستیاں کہ الٹ دی گئیں (مراد قوم لوط اور اس کے رہنے والے لوگ ہیں) ان کے رسول روشن دلیلیں ان کے پاس لائے تھے (معجزات جس کو انہوں نے جھٹلایا اور ھلاک ہوئے) تو اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا (یہ کہ بغیر گناہ کے انہیں عذاب دیتا) بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظالم تھے (گناہ کا ارتکاب کر کے) اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا......۵...... بے شک اللہ غالب (کوئی چیز اسے اس کے وعدے اور وعید کو پورا کرنے سے روک نہیں سکتی) حکمت والا ہے (ہر کام اس کے محل ہی میں کرتا ہے......۶......) اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے جن کے نیچے نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کا بسنے کے باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی......۷...... (یعنی ہر نعمت سے بڑی) یہی ہے بڑی مراد پانی۔

﴿ترکیب﴾

﴿المنفقون والمنفقت بعضهم من بعض یامرون بالمنکر وینهون عن المعروف ویقبضون ایدیهم﴾.

المنفقون: معطوف علیہ......والمنفقت: معطوف، ملکر مبتدا......بعضهم: مبتدا......من بعض: ظرف مستقر خبر، ملکر

جملہ اسمیہ ہوکر خبر اول......یامرون بالمنکر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وینھون عن المنکر: جملہ فعلیہ معطوف اول ،ویقبضون ایدیھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نسوا اللہ فنسیھم ان المنفقین ھم الفسقون﴾.

نسوا اللہ: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ......نسیھم: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ......ان المنفقین: حرف مشبہ و اسم......ھم الفسقون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعد اللہ المنفقین والمنفقت والکفار نار جھنم خلدین فیھا ھی حسبھم﴾.

وعد اللہ: فعل وفاعل......المنفقین: معطوف علیہ، والمنفقت: معطوف اول، والکفار: معطوف ثانی، ملکر ذوالحال ،خلدین فیھا: شبہ جملہ حال، ملکر مفعول اول......نار جھنم: ذوالحال، ھی حسبھم: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ

﴿ولعنھم اللہ ولھم عذاب مقیم﴾.

و: عاطفہ......لعنھم اللہ: فعل ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......لھم: ظرف مستقر خبر مقدم......عذاب مقیم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کالذین من قبلکم کانوا اشد منکم قوۃ واکثر اموالا واولادا﴾.

کاف: بمعنی "مثل" مضاف......الذین من قبلکم: موصول صلہ، ملکر ذوالحال......کانوا: فعل ناقص با اسم......اشد منکم: شبہ جملہ ممیز......قوۃ: تمیز، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......اکثر: ممیز......اموالا: معطوف علیہ......واولادا: معطوف ملکر تمیز، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر مبتدا محذوف "انتم" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاستمتعوا بخلاقھم فاستمتعتم بخلاقکم کما استمتع الذین من قبلکم بخلاقھم﴾.

ف: عاطفہ، استمتعوا بخلقھم: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، استمتعتم بخلقکم: فعل با فاعل وظرف لغو، کاف: جار، ما: موصولہ، استمتع: فعل......الذین من قبلکم: موصول صلہ، ملکر فاعل، بخلاقھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "استمتاعا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وخضتم کالذی خاضوا﴾.

و: عاطفہ......خضتم: فعل با فاعل......کاف: جار......الذی خاضوا: مجرور، ملکر ظرف مستقر......"خوضا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ اولئک ھم الخسرون﴾ .

اولئک: مبتدا......حبطت اعمالھم: فعل وفاعل......فی الدنیا والاخرۃ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرخبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......اولئک: مبتدا......ھم الخسرون: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم یاتھم نبا الذین من قبلھم قوم نوح وعاد وثمود وقوم ابراھیم واصحب مدین والمؤتفکت﴾.

ھمزہ: ہمزہ استفہامیہ: ،لم یاتھم: فعل نفی ومفعول،نبا: مضاف،الذین من قبلھم: موصول صلہ،ملکر مبدل منہ،قوم: مضاف،نوح: معطوف علیہ،وعادوثمود: معطوفان،ملکر مضاف الیہ،ملکر معطوف،و: عاطفہ،قوم: مضاف،ابراھیم: معطوف علیہ،واصحب مدین والموتفکت: معطوفان،ملکر مضاف الیہ،ملکر معطوف،ملکر بدل،ملکر مضاف الیہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اتتھم رسلھم بالبینت فما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون﴾.

اتتھم رسلھم بالبینت: فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......ف: عاطفہ......ما: نافیہ......کان اللہ: فعل ناقص واسم......لام: جار......یظلمھم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر"مریدا" شبہ فعل کیلئے،ملکر شبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ......لکن: مہملہ......کانوا: فعل ناقص بااسم،انفسھم یظلمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والمؤمنوں والمؤمنت بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ ویطیعون اللہ ورسولہ﴾.

و: عاطفہ،المومنون والمومنت: مبتدا،بعضھم اولیاء بعض: جملہ اسمیہ خبراول،یامرون بالمعروف: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،وینھون عن المنکر: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ،یقیمون الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ویؤتون الزکوۃ: جملہ فعلیہ معطوف ثالث،ویطیعون اللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ معطوف رابع،ملکر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم﴾.

اولئک: مبتدا،سیرحمھم اللہ: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ان اللہ عزیز حکیم: حرف مشبہ واسم وخبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعد اللہ المؤمنین والمؤمنت جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ومسکن طیبۃ فی جنت عدن﴾.

وعداللہ: فعل وفاعل......المومنین: معطوف علیہ...... والمومنات: معطوف،ملکر ذوالحال......خلدین فیھا: شبہ جملہ حال،ملکر مفعول اول......جنت: موصوف،تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت،ملکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ ،مسکن: موصوف......طیبۃ: صفت اول،فی جنت عدن: ظرف مستقر صفت ثانی،ملکر معطوف،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ورضوان من اللہ اکبر ذلک ھو الفوز العظیم﴾.

و: عاطفہ......رضوان: موصوف...... من اللہ: ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا......اکبر: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......ذلک:

مبتدا......ھو الفوز العظیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دشمنان اسلام کے لیے دائمی عذاب:

۱......اس سے پہلی آیت میں اللہ عزوجل نے منافقین کے جرائم بیان کئے تھے کہ وہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے منع کرتے ہیں اور اللہ عزوجل کے احکام پر عمل نہیں کرتے اور اس آیت میں ان جرائم کی سزا بیان فرمائی ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں رہیں گے ،اور اللہ عزوجل نے ان پر لعنت فرمائی ہے۔اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے ان کو اپنی رحمت سے بالکل دور کر دیا ہے، پھر فرمایا کہ ان کے لئے عذاب مقیم ہے،اس پر یہ اعتراض ہے کہ عذاب مقیم کا معنی ہے دائمی عذاب اور اس کا ذکر تو خالدین فیھا میں ہو چکا لہذا یہ تکرار ہے؟،اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے فرمایا تھا کہ ان کو دوزخ کا دائمی عذاب ہوگا اور عذاب مقیم سے مراد کسی اور قسم کا عذاب ہے جو کہ دائمی ہے،دوسرا جواب یہ ہے کہ عذاب مقیم سے مراد ان کا دنیاوی عذاب ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کو اپنے نفاق کی وجہ سے ہر وقت یہ خوف رہتا تھا کہ اللہ عزوجل وحی کے ذریعے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نفاق سے مطلع کر دے گا اور ان کو ہر وقت اپنی رسوائی کا خطرہ رہتا تھا۔

(تبیان القرآن،ج۵،ص۱۸۸)

حضرت نوح علیہ السلام اور ھود علیہ السلام کا سلسلہ نسب:

۲......حضرت نوح علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے نوح بن لامک بن متوشلخ بن خنوخ،مراد ادریس بن یرد بن مہلائیل بن قینن بن انوش بن شیث بن ابوالبشر آدم علیہ السلام ہیں۔ابن جریر کے قول کے مطابق یہ حضرت آدم علیہ السلام کے ایک سو چھبیس ۱۲۶سال بعد پیدا ہوئے۔اور ان کی قوم کو اللہ عزوجل نے طوفان سے غرق فرمایا۔ (قصص الانبیاء،ص۵۱)

حضرت ھود علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے ھود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ھود سے مراد عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح مراد ہے،یہ بھی کہا گیا ہے کہ ھود بن عبداللہ بن رباح بن الجارود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح مراد ہے جسے ابن جریر نے ذکر کیا ہے۔ان کی قوم بے بارش ہوا کے عذاب سے ہلاک ہوئی۔ (ایضا،ص۷۵)

حضرت صالح علیہ السلام کا سلسلہ نسب:

۳......حضرت صالح علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے صالح بن عبد بن ماسح بن عبید بن حاجر ابن ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح،قوم نے جب ان کی بات نہ مانی اور ایک اللہ عزوجل کی عبادت پر مستقیم نہ ہوئے اور بتوں کی عبادت پر گامزن رہے تو اللہ عزوجل نے ان کی قوم کو کڑک کے ذریعے ہلاک کر دیا۔ (البدایۃ والنھایۃ،قصۃ الصالح نبی ثمود،ج۱،ص۱۴۶)

حضرت ابراھیم علیہ السلام وشعیب علیہ السلام کا سلسلہ نسب:

ع.....حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلسلۂ نسب یہ ہے ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن راعو بن فالغ بن عابر بن شالح بن ارفخشذ بن سام بن نوح ہے۔آپ علیہ السلام کی کنیت ابوضیفان تھی،اور کہا جاتا ہے کہ جب تارخ (یعنی آپ کے والد) کی عمر پچھتر ۷۵ سال ہوئی تو ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی قوم کو نعمتوں کے سلب اور نمرود کو مچھر کے ذریعے ہلاک کیا۔(ایضا،ص ۱۵۶)

حضرت شعیب علیہ السلام کا سلسلۂ نسب یہ ہے شعیب بن یشجن بن لاوی بن یعقوب،ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ شعیب بن نویب بن عبید بن مدین بن ابراہیم ہے،یہ قول بھی ہے کہ شعیب بن عیفا بن مدین بن ابراہیم،شعیب بن ضیفور بن عیفا بن ثابت بن مدین بن ابراہیم اور بھی کئی اقوال ان کے نسب کے بارے میں بتائے جاتے ہیں۔ان کی قوم کو چھتری والے دن آگ کے ذریعے اکھیڑ دیا گیا

(قصص الانبیاء،ص ۱٤۹)

کلمہ طیبہ کی برکتیں:

۵.....وہ قوم جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول نہیں کیا ان کی بعض خصلتوں کا بیان گزر چکا کہ انہیں نیکی سے طبعی ضد ہے اور برائی سے طبعی مناسبت،اللہ عزوجل کی راہ میں کچھ خرچ کرنے سے ان کے دل ڈوب ڈوب جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی یاد تو انہیں نصیب نہیں لیکن جنہوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور اسلام کو اپنا دین اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی اور مرشد تسلیم کیا۔کیا انہوں نے صرف اپنا لیبل ہی بدلا ہے یا اِن میں اور اُن میں حقیقی فرق بھی ہے؟۔اس آیت میں اسی حقیقی فرق اور عظیم انقلاب کی کیفیت بیان کی جارہی ہے جو لا الہ الا اللہ کہنے سے انسان میں رونما ہوتا ہے فرمایا جو خوش نصیب مرد اور عورتیں میرے حبیب کی دعوت کو قبول کرتی ہیں ان میں ایک ایسا انقلاب رونما ہوتا ہے جو ان کے ظاہر و باطن کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔وہ نیکی کو فروغ دینے کے لئے اپنے سارے وسائل وقف کردیتے ہیں۔اپنی راحت و آرام کو قربان کردیتے ہیں اور ضرورت پڑے تو نیکی کا پرچم بلند رکھنے کے لئے وہ اپنی جان بھی خوشی خوشی نثار کردیتے ہیں اور ان کا وجود باطل کے لئے تو ایک چیلنج ہوتا ہے وہ باطل اور برائی کی سروری قبول کرنے سے صاف انکار کردیتے ہیں اور جہاں تک ان کا بس چلتا ہے وہ اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں دریغ نہیں کرتے۔یہ لوگ نماز ادا کرتے ہیں،زکوۃ دیتے ہیں،صرف اسی پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کی اطاعت کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔

(ضیاء القرآن،ج ۲،ص ۲۳۱)

رضائے الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے:

٦.....اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے اس لئے کہ یہ ہر کامیابی اور سعادت کا ذریعہ ہے۔ (المدارک،ج ۱،ص ٦۹٤)

☆.....حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اللہ عزوجل اہل جنت سے فرمائے گا اے جنتیوں!وہ کہیں گے لبیک اے ہمارے رب عزوجل! ہم تیری اطاعت کے لئے حاضر ہیں۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم راضی ہوگئے؟وہ کہیں گے ہم کیوں نہ

راضی ہوں تو نے ہمیں اتنا کچھ دیا ہے جو تو نے اپنی مخلوق میں کسی کو نہ دیا، اللہ ﷻ فرمائے گا میں تم کو اس سے افضل چیز عطا فرماؤں گا۔ وہ عرض کریں گے اس سے افضل چیز اور کیا ہے؟ اللہ ﷻ فرمائے گا میں نے تم پر اپنی رضا حلال کر دی ہے اب میں تم سے کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب مع اهل الجنة، رقم: ۷۵۱۸، ص ۱۲۹۶)

تبیان القرآن جلد ۵ صفحہ نمبر ۱۹۲ پر ہے کہ اللہ ﷻ کی رضا سب سے بڑی نعمت ہے، بندہ کو جب علم ہو جائے کہ اس کا مولیٰ اس سے راضی ہے تو اس کو ہر نعمت سے زیادہ خوشی ہوتی ہے، جیسا کہ اس کو جسمانی آرام اور آسائش حاصل ہو لیکن اس کو یہ علم ہو کہ اس کا مولیٰ اس سے ناراض ہے تو تمام عیش اور آرام مکدر ہو جاتا ہے اور اس کو پھولوں کی سیج بھی کانٹوں کی طرح چبھتی ہے اور جب اس کو اپنے مولیٰ اور محبوب کی رضا کا علم ہو تو جسمانی تکالیف اور بھوک و پیاس کا بھی احساس نہیں ہوتا چہ جائیکہ جسمانی نعمتوں اور لذتوں کے ساتھ اس کو یہ علم ہو کہ اس کا مالک و مولیٰ اور محبوب بھی اس سے راضی ہے تو اس کی خوشی اور راحت کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ رضا سے جوان کے دلوں میں لذت اور خوشی حاصل ہوتی ہے وہ جنت کی تمام نعمتوں سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے اور ان کی آنکھیں سب سے زیادہ اس نعمت سے ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ زمخشری نے کہا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا کہ اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے، اس میں مقربین کے درجات کی جانب اشارہ ہے ہر چند کہ تمام جنتی اللہ ﷻ سے راضی ہوتے ہیں لیکن ان کے درجات مختلف ہوتے ہیں، ہر فلاح اور سعادت کا سبب اللہ ﷻ کی رضا ہے۔ (البحر المحیط، ج ۵، ص ۶۱ وغیرہ)

حضرت ابو سلیمان علیہ الرحمۃ نے جب یہ فرمایا کہ لو القانی فی النار لکنت بذلک راضیا یعنی اللہ مجھے آگ میں ڈال دے تو میں اس پر بھی راضی ہوں، بعض حکماء نے اس قول کے بارے میں یہ معنی متعین فرمائے کہ رضا نہ تو اللہ ﷻ سے جنت کا سوال کرتی ہے اور نہ ہی جہنم سے پناہ مانگتی ہے۔

حضرت ابو عثمان علیہ الرحمۃ سے سید عالم ﷺ کے فرمان اسالک الرضا بعد القضاء کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ قضاء کے بعد رضا کا سوال کرنا ہی در اصل رضا ہے اس لئے کہ قضاء سے پہلے رضا کا سوال کرنا یہ رضا نہیں بلکہ عزم کہلاتا ہے۔ (الرسالة القشيرية مع تعليقات، ص ۲۷۴)

☆......☆ المؤتفکات: سے مراد وہ قوم ہے جنہیں قوم لوط کے دیہات مین جن کو الٹ دیا گیا تھا، اوپر والا حصہ نیچے اور نیچے والا اوپر کر دیا گیا، کنکھروں کی بارش برسائی گئی تھی۔ (المظهری، ج ۳، ص ۳۳۴)

متشابهون فی الدین: منافقین دین کے معاملے میں ایک ہی ہیں اور دین سے مراد نفاق ہے، اور خازن کی عبارت میں ہے کہ دینی معاملے میں اعمال خبیثہ اور نفاق کے حوالے سے ایک ہی ہیں، جیسا کوئی انسان دوسرے کے لئے کہے کہ "تو میرے اور میں تیرے جیسا ہوں"، یعنی تو اور میں ایک ہی کام میں مشغول ہیں۔ نصیبهم من الدنیا: یعنی دنیوی لذتوں سے تلذذ اختیار کرلو، عـلـقهم علق سے

مشتق ہے اس کے معنی تقدیر کے ہیں یعنی بندے کو اس وہی ملتا ہے جو اس کی تقدیر میں ہوتا ہے۔

وعدہ و وعیدہ: اور اللہ کو اس کے وعدے کی ادائیگی میں کوئی عاجز نہیں کر سکتا اور اس کا وعدہ مومنین کے لئے جنت کا اور منافقین کے عذاب نار کا ہے۔ وقولہ لا یضع شیئا الا فی محلہ یعنی وہ اپنی حکمت سے ہر چیز کو اس کے محل میں رکھتا ہے پس یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے احکام کی بنیاد ایسے حکیمانہ ضوابط پر رکھی ہے جو اہل طاعت اور اہل معصیت کو نعمت یا عذاب تک پہنچادے اور یہی وعدہ اور وعید مومنوں اور منافقوں سے ان کے حقوق کے بارے میں ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۲۷۷ وغیرہ)

ترکوا طاعتہ: انسان سے اس کے نسیان پر مواخذہ نہ ہوگا، اس مقام پر مراد ترک طاعت ہے۔ اللہ ﷻ نے اپنے بندوں پر تخفیف فرمائی کہ نسیان پر مواخذہ نہ فرمایا، کیونکہ نسیان انسان کی جبلت میں شامل ہے اور یہ اس سے جدا بھی نہیں ہو سکتا لہذا اللہ نے اس پر موخذاہ بھی نہ فرمایا، سید عالم ﷺ کا فرمان بھی اس پر دلیل ہے کہ فرمایا آپ ﷺ نے ''رفع الخطاء و النسیان عن امتی'' یعنی میری امت سے خطا اور نسیان اٹھا دیا گیا ہے یعنی ان پر مواخذہ نہ ہوگا۔

کخوضھم: سے اس جانب گئے ہیں کہ الذی سے پہلے ان مصدریہ محذوف ہے، اور یہ نحویوں کا پرانا طریقہ ہے اور اس صورت میں ایک مفعول مطلق محذوف بھی ماننا پڑے گا تا کہ الذی سے ماخوذ مصدر کے مشابہ ہو جائے اور اس صورت میں تقدیر عبارت یہ ہوگی خضتم خوضا کخوضھم یعنی تم ڈوبے جیسا کہ وہ لوگ ڈوبے، اور صحیح یہ ہے کہ الذی کو محذوف موصوف کی صفت مانا جائے اس صورت میں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ کالخوض الذی خاضوہ (الصاوی، ج۳، ص۵۸ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۶

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ﴾ بِالسَّیْفِ ﴿وَالْمُنٰفِقِیْنَ﴾ بِاللِّسَانِ وَالْحُجَّةِ ﴿وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ﴾ بِالْاِنْتِھَارِ وَالْمَقْتِ ﴿وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (۷۳)﴾ اَلْمَرْجِعُ ھِیَ ﴿یَحْلِفُوْنَ﴾ اَیِ الْمُنَافِقُوْنَ ﴿بِاللّٰہِ مَا قَالُوْا﴾ مَابَلَغَکَ عَنْھُمْ مِنَ السَّبِ ﴿وَلَقَدْ قَالُوْا کَلِمَةَ الْکُفْرِ وَکَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِھِمْ﴾ اَظْھَرُوْا الْکُفْرَ بَعْدَ اِظْھَارِ الْاِسْلَامِ ﴿وَھَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا﴾ مِنَ الْفَتْکِ بِالنَّبِیِّ لَیْلَةَ الْعَقَبَةِ عِنْدَ عَوْدِہٖ مِنْ تَبُوْکَ وَھُمْ بِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَضَرَبَ عَمَّارُ ابْنُ یَاسِرٍ وُجُوْہَ الرَّوَاحِلِ لِمَا غَشُّوْہُ فَرَدُّوْا ﴿وَمَا نَقَمُوْا﴾ اَنْکَرُوْا ﴿اِلَّآ اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ﴾ بِالْغَنَائِمِ بَعْدَ شِدَّةِ حَاجَتِھِمْ اَلْمَعْنٰی لَمْ یَنَلْھُمْ مِنْہُ اِلَّا ھٰذَا وَلَیْسَ مِمَّا یُنْقَمُ ﴿فَاِنْ یَّتُوْبُوْا﴾ عَنِ النِّفَاقِ وَیُؤْمِنُوْا بِکَ ﴿یَکُ خَیْرًا لَّھُمْ وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا﴾ عَنِ الْاِیْمَانِ ﴿یُعَذِّبْھُمُ اللّٰہُ عَذَابًا اَلِیْمًا فِی الدُّنْیَا﴾ بِالْقَتْلِ ﴿وَالْاٰخِرَةِ﴾ بِالنَّارِ ﴿وَمَا لَھُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ﴾ یَحْفَظُھُمْ مِنْہُ ﴿وَّلَا نَصِیْرٍ (۷۴)﴾ یَمْنَعُھُمْ ﴿وَمِنْھُمْ مَّنْ عٰھَدَ اللّٰہَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِہٖ لَنَصَّدَّقَنَّ﴾ فِیْہِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الصَّادِ

﴿وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ(۷۵)﴾ وَهُوَ ثَعْلَبَةُ بْنُ حَاطِبٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ اَنْ يَّدْعُوْلَهُ اَنْ يَّرْزُقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَيُؤَدِّيَ مِنْهُ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ فَدَعَا لَهُ فَوُسِّعَ عَلَيْهِ فَانْقَطَعَ عَنِ الْجُمُعَةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنَعَ الزَّكَاةَ كَمَا قَالَ تَعَالٰى ﴿فَلَمَّا اٰتٰهُم مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا﴾ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ ﴿وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۷۶)﴾ ﴿فَاَعْقَبَهُمْ﴾ اَيْ فَصَيَّرَ عَاقِبَتَهُمْ ﴿نِفَاقًا﴾ ثَابِتًا ﴿فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ﴾ اَيِ اللّٰهَ ، وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (۷۷)﴾ فِيْهِ فَجَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِزَكَاتِهٖ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ مَنَعَنِيْ اَنْ اَقْبَلَ مِنْكَ فَجَعَلَ يَحْثُوا التُّرَابَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثُمَّ جَاءَ بِهَا اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَلَمْ يَقْبَلْهَا ثُمَّ اِلٰى عُمَرَ فَلَمْ يَقْبَلْهَا ثُمَّ اِلٰى عُثْمَانَ فَلَمْ يَقْبَلْهَا وَمَاتَ فِيْ زَمَانِهٖ ﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْا﴾ اَيِ الْمُنَافِقُوْنَ ﴿اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ﴾ مَا اَسَرُّوْهُ فِيْ اَنْفُسِهِمْ ﴿وَنَجْوٰهُمْ﴾ مَا تَنَاجَوْا بِهٖ بَيْنَهُمْ ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (۷۸)﴾ مَا غَابَ عَنِ الْعِيَانِ وَلَمَّا نَزَلَتْ اٰيَةُ الصَّدَقَةِ جَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيْرٍ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ مُرَاءٍ وَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فَقَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا فَنَزَلَ ﴿اَلَّذِيْنَ﴾ مُبْتَدَاٌ ﴿يَلْمِزُوْنَ﴾ يَعِيْبُوْنَ ﴿الْمُطَّوِّعِيْنَ﴾ اَلْمُتَنَفِّلِيْنَ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ طَاقَتَهُمْ فَيَاْتُوْنَ بِهٖ ﴿فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ﴾ وَالْخَبَرُ ﴿سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ﴾ جَازَاهُمْ عَلٰى سُخْرِيَّتِهِمْ ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۷۹)﴾ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ تَخْيِيْرٌ لَهٗ فِي الْاِسْتِغْفَارِ وَتَرْكِهٖ قَالَ ﷺ "اِنِّيْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ" يَعْنِي الْاِسْتِغْفَارَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ﴿اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ قِيْلَ الْمُرَادُ بِالسَّبْعِيْنَ الْمُبَالَغَةُ فِيْ كَثْرَةِ الْاِسْتِغْفَارِ وَفِي الْبُخَارِيِّ حَدِيْثٌ " لَوْ اَعْلَمُ اَنِّيْ لَوْزِدْتُّ عَلَى السَّبْعِيْنَ غُفِرَ لَزِدْتُّ عَلَيْهَا " وَقِيْلَ الْمُرَادُ الْعَدَدُ الْمَخْصُوْصُ لِحَدِيْثِهٖ اَيْضًا "وَسَاَزِيْدُ عَلَى السَّبْعِيْنَ " فَبَيَّنَ لَهٗ حَسْمُ الْمَغْفِرَةِ بِاٰيَةِ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ(۸۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے غیب کی خبریں دینے والے نبی جہاد فرماؤ (تلوار سے) کافروں اور منافقوں پر (زبان اور دلیل کے ذریعے) اور ان پر سختی کرو (زجر اور شدید بغض کا اظہار کرتے ہوئے) اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی (المصیر بمعنی المرجع ہے) قسم کھاتے ہیں (منافقین) اللہ کی کہ انہوں نے نہ کہا (یعنی ان منافقوں کی طرف سے اے محبوب آپ کو کوئی سب وشتم نہ

پہنچا) اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آ کر کافر ہوئے (یعنی اسلام ظاہر کرنے کے بعد انہوں نے کفر ظاہر کیا......۱......) اور وہ چاہا جو انہیں نہ ملا (غزوہ تبوک سے واپسی پر عقبہ کی رات جب انہوں نے نبی پاک ﷺ کو دھوکے سے قتل کرنا چاہا اور یہ دس سے کچھ زائد افراد تھے حضرت عمار بن یاسر نے مار مار کران کی سواریوں کو بھگا دیا) اور انہیں کیا بُرا لگا (نقموا بمعنی انکروا ہے) یہی نہ کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا (شدت حاجت کے وقت انہیں مال غنیمت سے نواز دیا، مطلب یہ کہ انہیں صرف سفر میں یہ تنگی پہنچی تھی اور یہ کوئی عیب والی بات نہیں) تو اگر وہ توبہ کر لیں (نفاق سے اور آپ پر ایمان لے آئیں) تو ان کا بھلا ہے اور اگر منہ پھیریں (ایمان سے) تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا دنیا میں (قتل کے ذریعے) اور آخرت میں (نار جہنم کا عذاب دے کر) اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا (کہ جو ان کی عذاب الٰہی سے حفاظت کر سکے) اور نہ مددگار (جو ان سے عذاب کو روک سکے) اور ان میں کوئی وہ ہیں......۲......جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اللہ اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے (لنصدقن میں تا کا صاد میں ادغام ہے) اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے (اس سے ثعلبہ بن حاطب مراد ہے اس نے نبی پاک ﷺ سے دعا کرنے کا سوال کیا کہ اگر اللہ اسے وسیع رزق عطا کرے تو وہ اس رزق میں سے ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرے گا نبی پاک ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی اور اس پر رزق وسیع کر دیا گیا اس نے ابتداء جمعہ پھر جماعت ترک کر دی اور زکوۃ دینے سے بھی منع کر دیا جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا) تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور پھر گئے (اللہ ﷻ کی طاعت گزاری سے) اور وہ منہ پھیرنے والے تھے تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا (یعنی ثابت کر دیا انہیں نفاق پر......۳......) اس دن تک کہ اس سے ملیں گے (یعنی اللہ ﷻ سے اور مراد اس دن سے قیامت کا دن ہے) بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے (راہ خدا میں مال خرچ کرنے کے معاملے میں، نزول آیت کے بعد وہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا لیکن نبی پاک ﷺ نے اس سے زکوۃ نہ لی کہ اللہ ﷻ نے تجھ سے زکوۃ لینے سے منع کیا ہے اور وہ اپنے سر میں مٹی ڈالتا ہوا آپ ﷺ کی بارگاہ سے رخصت ہوا پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں آیا مگر اس سے زکوۃ نہ لی گئی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں آیا اور اس سے زکوۃ نہ لی گئی بالآخر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی آیا اور اس سے زکوۃ نہ لی گئی اور وہ انہی کے دور میں مر گیا) کیا انہیں (یعنی منافقوں کو) خبر نہیں کہ اللہ ان کی چھپی (یعنی ان کے دل میں پوشیدہ بات) اور ان کی سرگوشی (یعنی باہمی خیال بندیوں) کو جانتا ہے اور یہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے (جو انسانی آنکھ سے اوجھل ہو، جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ایک شخص نے آ کر بہت مال صدقہ کیا تو منافق نے اس شخص کو ریا کار کہا اور ایک شخص نے ایک صاع صدقہ کیا تو کہنے لگے کہ اللہ ﷻ تنے صدقہ سے بے پرواہ ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ) وہ جو (الذین مبتداء ہے) عیب لگاتے ہیں (یلمزون بمعنی یعیبون ہے) رغبت کرنے والے (مطوعین بمعنی متنفلین ہے) مسلمانوں کو خیرات کرنے سے اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے (یعنی اپنی

طاقت بھر کمائی لے کر حاضر ہو جاتے ہیں) تو ان سے ہنستے ہیں (فیسخرون منهم کا عطف یلمزون پر ہے اور خبر آگے سخر الله منهم ہے) اللہ ان کی ہنسی کی سزا دیگا (یعنی ان کے مذاق کا بدلہ) اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (اے محمد ﷺ) تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو (یعنی نبی پاک ﷺ کو استغفار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا تھا.....الخ.....تو نبی پاک نے استغفار کرنے کو پسند فرمایا اسے بخاری نے روایت کیا) اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا (بعض نے کہا کہ ستر مرتبہ کا عدد کثرت استغفار میں مبالغہ کرنا ہے اور بخاری میں حدیث ہے: ''اگر میں جانتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے میں بخشش ہوگی تو میں زیادہ بھی کر لیتا''، اور بعض کے نزدیک خاص یہی عدد مراد ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: ''میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفا کروں گا''، مگر آیت مبارکہ استغفر لهم اولم تستغفر لهم میں آپ ﷺ کو ان کے بارے میں حتمی فیصلہ سنا دیا گیا) یہ اسلئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہوئے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها النبی جاهد الکفار والمنفقین واغلظ علیهم﴾

یایها النبی: جملہ ندائیہ.....جاهد: فعل امر با فاعل.....الکفار والمفقین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، و: عاطفہ.....اغلظ علیهم: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وماوهم جهنم وبئس المصیر﴾.

و: مستانفہ.....ماوهم: مبتدا.....جهنم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ..... و: عاطفہ.....بئس: فعل ذم.....المصیر: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مبتدا محذوف ''مصیرهم'' کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یحلفون بالله ماقالوا﴾.

یحلفون بالله: جملہ فعلیہ قسمیہ.....ماقالوا: فعل نفی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ولقد قالوا کلمة الکفر وکفروا بعد اسلامهم﴾.

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، قالوا: فعل با فاعل، کلمة الکفر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کفروا: فعل با فاعل.....بعد اسلامهم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر قسم محذوف ''نقسم'' کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ

﴿وهموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغناهم الله ورسوله من فضله﴾.

و: عاطفہ.....هموا: فعل با فاعل.....بمالم ینالوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''قالوا کلمة الکفر'' پر معطوف ہے،..... و: عاطفہ.....مانقموا: فعل نفی با فاعل.....الا: اداۃ حصر.....ان: مصدریہ.....اغنهم: فعل ومفعول.....الله ورسوله:

فاعل......من فضله: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فان یتوبوا یک خیرا لهم﴾.

ف: عاطفہ......ان: شرطیہ......یتولوا: جملہ فعلیہ شرط...... یک: فعل ناقص بااسم......خیرا لهم: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان یتولوا یعذبهم الله عذابا الیما فی الدنیا والاخرة﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......یتولوا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... یعذبهم الله: فعل ومفعول وفاعل......عذابا الیما: مفعول ثانی......فی الدنیا والاخرة: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومالهم فی الارض من ولی ولا نصیر﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......لهم: ظرف مستقر خبر مقدم......فی الارض: ظرف مستقر حال مقدم......من: زائدہ ،ولی: معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......نصیر: معطوف،ملکر ذوالحال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومنهم من عهد الله لئن اتنا من فضله لنصدقن ولنکونن من الصلحین﴾.

و: عاطفہ......منهم: ظرف مستقر خبر مقدم......من: موصولہ......عهد الله: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......لام: قسمیہ تاکیدیہ......ان: شرطیہ......اتنا من فضله: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکیدیہ......نصدقن: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لام: تاکیدیہ...... نکونن: فعل ناقص بااسم......من الصلحین: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ،ملکر جواب قسم قائم مقام جواب شرط،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلما اتهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون﴾.

ف: عاطفہ......لما: شرطیہ......اتهم من فضله: جملہ فعلیہ شرط، بخلوا به: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ،تولوا: فعل واوضمیر ذوالحال......و: حالیہ،هم معرضون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاعقبهم نفاقا فی قلوبهم الی یوم یلقونه بما اخلفوا الله ما وعدوه وبما کانوا یکذبون﴾.

ف: عاطفہ......اعقبهم: فعل بافاعل ومفعول......نفاقا: موصوف......فی قلوبهم: ظرف مستقر "راسخا" شبہ فعل محذوف کیلئے،ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت،ملکر ذوالحال......الی: جار......یوم: مضاف......یلقونه: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر مجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر حال،ملکر مفعول ثانی......ب: جار......ما: موصولہ......اخلفوا الله: فعل بافاعل ومفعول......ما وعدوه: جملہ فعلیہ ما مصدریہ سے ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مجرور ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......ب: جار......ما کانوا یکذبون:

موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الم یعلموا ان اللہ یعلم سرھم ونجوھم وان اللہ علام الغیوب﴾.

ھمزہ: حرف استفہام......لم یعلموا: فعل نفی بافاعل......ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... یعلم سرھم ونجوھم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ملکر معطوف علیہ،......و: عاطفہ......انّ اللــہ: حرف مشبہ واسم...... علام الغیوب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقت والذین لا یجدون الا جھدھم فیسخرون منھم سخر اللہ منھم ولھم عذاب الیم﴾.

الذین: موصول، یلمزون: فعل بافاعل، المطوعین: ذوالحال......من المومنین: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، فی الصدقت: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......ف: عاطفہ، یسخرون منھم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذین: موصول، لایجدون: فعل نفی بافاعل، الا: اداۃ حصر، جھدھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر معطوف، ملکر مبتدا، سخر اللہ منھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لھم عذاب الیم: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿استغفرلھم او لاتستغفرلھم﴾.

استغفرلھم: فعل امر بمعنی خبر بافاعل......لھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، او: عاطفہ......لاتستغفر: فعل نہی بمعنی خبر بافاعل......لھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان تستغفرلھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم﴾.

ان: شرطیہ......تستغفر لھم: فعل بافاعل وظرف لغو......سبعین: ممیّز......مرۃ: تمییز، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......لن یغفر اللہ: فعل نفی وفاعل......لھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک بانھم کفروا باللہ ورسولہ واللہ لا یھدی القوم الفسقین﴾.

ذلک: مبتدا......ب: جار......انھم: حرف مشبہ واسم...... کفروا باللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ......اللہ: مبتدا......لایھدی: فعل نفی بافاعل......القوم الظلمین: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یحلفون باللہ ما قالوا...... ☆ امام بغوی نے کلبی سے نقل کیا کہ یہ آیت جلاس بن سوید کے حق میں نازل ہوئی۔ واقعہ یہ تھا

کہ ایک روز سید عالم ﷺ نے تبوک میں خطبہ فرمایا اس میں منافقین کا ذکر کیا اور ان کی بدحالی و بداعمالی کا ذکر فرمایا، یہ سن کر جلاس نے کہا کہ اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر، جب حضور ﷺ مدینہ واپس تشریف لائے تو عامر بن قیس نے حضور ﷺ سے جلاس کا مقولہ بیان کیا، جلاس نے انکار کیا اور کہا کہ یارسول اللہ عامر نے مجھ پر جھوٹ بولا۔ حضور ﷺ نے دونوں کو حکم فرمایا کہ منبر کے پاس قسم کھائیں، جلاس نے بعد عصر منبر کے پاس کھڑے ہو کر اللہ کی قسم کھائی کہ یہ بات اس نے نہیں کہی اور عامر نے اس پر جھوٹ بولا پھر عامر نے کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ بے شک یہ مقولہ جلاس نے کہا اور میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا پھر عامر نے ہاتھ اٹھا کر اللہ ﷻ کے حضور میں دعا کی یارب ﷻ اپنے نبی پر ﷺ کی تصدیق نازل فرما۔ ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے آیت میں "فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَكُ خَیْرًا لَّهُمْ" سن کر جلاس کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ نے مجھے توبہ کا موقع دیا، عامر بن قیس نے جو کچھ کہا سچ کہا، میں نے وہ کلمہ کہا تھا اور اب میں توبہ و استغفار کرتا ہوں حضور ﷺ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور وہ توبہ پر ثابت رہے۔

☆...... **ومنھم من عٰھد اللّٰہ** ...... ☆ ثعلبہ بن حاطب نے سید عالم ﷺ سے درخواست کی اس کے لئے مالدار ہونے کی دعا فرمائی، حضور ﷺ نے فرمایا اے ثعلبہ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس بہت سے بہتر ہے جس کا شکر ادا نہ کر سکے، دوبارہ پھر ثعلبہ نے حاضر ہو کر یہی درخواست کی اور کہا جس نے آپ ﷺ کو سچا نبی بنا کر بھیجا کہ اگر وہ مجھے مال دے گا تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اللہ ﷻ نے اس کی بکریوں میں برکت فرمائی اور اتنی بڑھیں کہ مدینہ میں ان کی گنجائش نہ ہوئی تو ثعلبہ ان کو لے کر جنگل میں چلا گیا اور جمعہ و جماعت کی حاضری سے بھی محروم ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اس کا حال دریافت فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ اس کا مال بہت کثیر ہو گیا ہے اور اب جنگل میں بھی اس کے مال کی گنجائش نہ رہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ثعلبہ پر افسوس پھر جب حضور اقدس ﷺ نے زکوٰۃ کے تحصیل کرنے والے بھیجے، لوگوں نے انہیں اپنے اپنے صدقات دیئے جب ثعلبہ سے جا کر انہوں نے صدقہ مانگا اس نے کہا یہ تو ٹیکس ہو گیا، جاؤ میں سوچ لوں جب یہ لوگ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں واپس آئے تو حضور نے ان کے کچھ عرض کرنے سے قبل دو مرتبہ فرمایا "ثعلبہ پر افسوس" تو یہ آیت نازل ہوئی پھر ثعلبہ صدقہ لے کر حاضر ہوا تو سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے مجھے اس کے قبول فرمانے کی ممانعت فرمادی۔ وہ اپنے سر پر خاک ڈال کر واپس ہوا پھر اس صدقہ کو خلافت صدیقی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا انہوں نے بھی اسے قبول نہ فرمایا پھر خلافت فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا انہوں نے بھی قبول نہ فرمایا اور خلافت عثمانی میں یہ شخص ہلاک ہو گیا۔

☆...... **الذین یلمزون المطوعین** ...... ☆ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو لوگ صدقہ لائے ان میں کوئی بہت کثیر لائے انہیں تو منافقین نے ریاکار کہا اور کوئی ایک صاع (ساڑھے تین سیر) لائے تو انہیں کہا اللہ کو اس کی کیا پرواہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسولِ کریم ﷺ نے لوگوں کو صدقہ کی رغبت دلائی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چار ہزار درہم لائے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا کل مال آٹھ ہزار درہم تھا چار ہزار تو یہ راہِ خدا میں حاضر ہیں اور چار ہزار میں نے گھر والوں کے لئے روک لئے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو تم نے دیا اللہ اس میں برکت فرمائے اور جو روک لیا اس میں بھی برکت فرمائے، حضور کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ان کا مال بہت بڑھا یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے دو بیبیاں چھوڑیں انہیں آٹھواں حصہ ملا جس کی مقدار ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم تھی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

کس کلمے نے اسلام لانے کے بعد منافقوں کے کفر کو ظاہر کیا؟

۱......وہ کلمہ جو منافقوں کے اسلام لانے کے بعد ان کے کفر کو ظاہر کر گیا وہ کیا تھا؟ اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ وہ کلمہ جلاس بن سوید کا قول لئن کان محمد صادقا لنحن شر من الحمیر یعنی اگر محمد ﷺ سچے ہوں تو ہم گدھے سے بھی بُرے ہیں، ایک قول یہ کیا گیا کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی کا قول لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل تھا کہ ہم اگر ہم مدینہ پہنچے تو عزت والوں میں سے ذلیلوں کو نکال دینگے معاذ اللہ عزوجل۔ (الخازن، ج۲، ص ۳۸۵)

ظاہری آیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ مسلمان ہوں پھر وہ ایسے کافر ہو گئے کہ اصلا مسلمان تھے ہی نہیں، میں اس بات کا جواب یہ دوں گا کہ انہوں نے اسلام لانے کے بعد کفر کو ظاہر کیا۔ (الصاوی، ج۳، ص ۶۰)

ثعلبہ کے متعلق کچھ تحقیق:

۲......اللہ عزوجل کے فرمان ومنھم من عاھد اللہ سے مراد منافق ہے اور اگر اس سے مراد ثعلبہ ہوں تو ابتداءً اسلام میں یہ صحیح تھے بعد میں منافق ہو گئے، پس صحیح قول یہ ہے کہ مراد منافق ہے۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ثعلبہ نبی پاک ﷺ کی مسجد میں خادم تھا، یہاں تک کہ سید عالم ﷺ نے اسے حمامۃ المسجد کا لقب دیا، پھر جب نبی پاک ﷺ نے اسے مسجد سے جلدی آتے جاتے دیکھا تو فرمایا "تجھے کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کی طرح جلدی کرتا ہے"۔ اس نے کہا کہ میں غریب آدمی ہوں اور میں اپنی زوجہ کا کپڑا لیکر نماز کے آتا ہوں جب میں نماز پڑھ کے جاتا ہوں تو میری زوجہ اسی کپڑے سے نماز پڑھتی ہے اس لئے میں جلدی چلا جاتا ہوں، آپ ﷺ نے اللہ سے دعا فرمائی کہ وہ اس کے رزق میں کشادگی کرے۔

(الجمل، ج۳، ص ۲۸٤)

ابن کلبی نے کہا کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری بدری صحابی تھے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے، اگر ثعلبہ بن حاطب سے مراد وہی ہیں جن کے متعلق سورہ توبہ کی آیت نازل ہوئی ہے تو یا تو ابن کلبی کو ان کے جنگ احد میں شہید ہونے سے متعلق وہم ہوا ہے یا پھر ثعلبہ بن حاطب

سے متعلق یہ قصہ صحیح نہیں ہے یا پھر اس قصے میں ثعلبہ بن حاطب کے علاوہ کوئی اور شخص ہے۔(اسد الغابہ،ثعلبہ بن حاطب، ج۱،ص۳۲۶)

واحدی نے نقل کیا ہے کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری ہی وہ شخص ہے جس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے اور انہوں نے اس پر کوئی دلیل نہیں ذکر کی اور نہ ہی یہ ذکر کیا کہ وہ بدری صحابی ہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ امام ابن اسحٰق نے انہیں بدریین میں شمار کیا ہے اور میرے نزدیک ثعلبہ بن حاطب اس کے غیر ہیں جس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ شخص حضرت عثمان غنی کے دور میں فوت ہوا تھا اور حضرت ثعلبہ بن حاطب کے متعلق ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے اور المہدوی نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت حاطب بن ابی بلتعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے لیکن اس پر بھی اعتراض ہے کیونکہ حضرت حاطب بھی بدری صحابی ہیں اور مہاجرین صحابہ میں سے ہیں۔ (فتح الباری، کتاب المساقاة، باب السکر الانہار، رقم:۲۳۵۹/ ۲۳۶۰، ج۵،ص۴۵)

نفاق:

۳......اللہ عزوجل نے ان کے دلوں میں نفاق کو قیامت تک کے لئے جما دیا، نفاق ایک ایسا مرض ہے کہ جس میں پیدا ہو جائے اس کی دین و دنیا برباد کر دیتا ہے اور انسان تباہی کے دہانے پر کھڑا ہو جاتا ہے۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اسے امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے''۔

☆...... حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس میں چار باتیں جمع ہو جائیں وہ خالص منافق ہے، اور جس میں کوئی ایک خصلت پائی جائے تو وہ نفاق ہی کی خصلت کہلائے گی اور چار خصلتیں یہ ہیں جب امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو جھوٹ بولے اور جب لڑائی جھگڑا ہو تو گالم گلوچ کرے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق، رقم:۳۳،۳۴،ص۹)

منافق کے لیے استغفار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار:

۴......تخییر لہ فی الاستغفار: یعنی چاہیں تو ان کے لئے استغفار کریں اور چاہیں تو نہ کریں(الجمل، ج۳،ص۲۸۹)، ہمیں فتح الباری کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انی لارجوا ان یسلم بذلک الف من قومہ یعنی میں اپنے رب سے امید کرتا ہوں کہ اس کی (یعنی عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کے سبب سے) ہزار آدمی اس کی قوم سے اسلام قبول کرلیں گے''۔(فتح الباری، کتاب التفسیر، باب استغفر لھم او لا، رقم:۴۶۷۱، ج۸،ص۴۲۹)

اکثر روایات صحیحہ میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ ﴿استغفر لھم او لم تستغفر لھم (التوبہ:۸۰)﴾ یعنی '' آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں''، سے یہ سمجھا کہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے، اکابر علماء کی ایک جماعت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر اشکال پیدا ہوا ہے کیونکہ قرآن مجید کی اس

آیت سے آپ ﷺ کو استغفار کا اختیار دینا واضح نہیں ہوتا، اس لئے بعض اکابر علماء نے اس حدیث پر جرح کی ہے، حالانکہ یہ حدیث بکثرت طرق صحیحہ سے مروی ہے۔ امام بخاری، امام مسلم، اور صحیحین کے مخرجین کا اس کی صحت پر اتفاق ہے، اس لئے اس حدیث کا انکار علم حدیث سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ علامہ ابن منیر نے کہا کہ اس آیت کا مفہوم سمجھنے میں لوگوں کو لغزش ہوئی حتی کہ قاضی ابوبکر نے اس حدیث کا انکار کیا اور کہا اس حدیث کو قبول کرنا جائز نہیں ہے، اور امام الحرمین نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، علامہ داؤدی نے کہا کہ یہ حدیث غیر محفوظ ہے، اس انکار کی وجہ وہی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھی تھی کہ "آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کے لئے ستر مرتبہ بھی استغفار کریں تو اللہ ان کو نہیں بخشے گا"۔ اس آیت مبارکہ سے منافقین کی مغفرت کی نفی میں مبالغہ مراد ہے، ستر کے عدد کی خصوصیت اور اختیار دینا مراد نہیں ہے، جیسا کہ اس آیت کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے، اس لئے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے اس قول پر اشکال ہے کہ میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا۔ بعض متاخرین نے یہ جواب دیا ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ابن ابی کی قوم کی تالیف کے لئے یہ فرمایا تھا، اور آپ ﷺ کا یہ ارادہ نہیں تھا کہ اگر آپ ﷺ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کریں گے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی، اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ "اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ ستر بار سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر بار سے زیادہ استغفار کرتا" رواہ بخاری، لیکن ثابت وہ روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "میں عنقریب ستر بار سے زیارہ استغفار کروں گا"، بعض علماء نے یہ جواب دیا کہ سید عالم ﷺ کا یہ جواب استصحاب حال پر مبنی ہے، کیونکہ اس آیت کے نزول سے پہلے اس کے لئے استغفار کرنا جائز تھا، اس لئے وہ اپنی اصل کے مطابق اب بھی جائز ہے، اور یہ اچھا جواب ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت سے نفی مغفرت کے مبالغہ کو سمجھنے کے باوجود اصل کے حکم کو باقی قرار دیا لیکن اس پر عمل کرنے میں کوئی تنافی نہیں ہے گویا کہ آپ ﷺ نے ستر بار سے زیادہ استغفار کرنے پر حصول مغفرت کو جائز قرار دیا لیکن اس پر یقین نہیں کیا، اور بعض نے یہ جواب دیا کہ اللہ ﷻ سے استغفار کرنا فی نفسہ عبادت ہے، سو نبی کریم ﷺ نے بہ قصد عبادت ستر بار سے زیادہ استغفار کیا اور اس سے آپ ﷺ کا یہ ارادہ نہیں تھا کہ عبد اللہ بن ابی کی مغفرت ہو جائے، اس جواب پر یہ اشکال ہے کہ اس اعتبار سے پھر جس کی مغفرت محال ہو اس کے لئے بھی مغفرت طلب کرنا جائز ہو حالانکہ یہ ناجائز ہے۔

(فتح الباری، کتاب التفسیر، باب ولا تصل علی احد، رقم: ٤٦٧٢، ج٨، ص٤٣١)

☆......☆ **باللسان والحجة:** سے مراد یہ ہے کہ تلوار کے ساتھ نہیں بلکہ ان کے ساتھ کلمۂ شہادت کا تلفظ کرتے ہوئے جہاد کرو، اور جو بھی کلمہ پاک کی گواہی دے لے ان کے ساتھ قتال نہ کیا جائے۔ اور بیضاوی کی عبارت یہ ہے کہ منافقین کے ساتھ حجت لازم کرتے ہوئے اور حد قائم کرنے کے ذریعے جہاد کرو۔

من الفتک: فاء کی تثلیث کے ساتھ باب نصر یا ضرب سے ہے، اور اس سے مراد دھوکے یا غفلت سے قتل کرنا ہے۔ اور مفسر کے قول

لیلة العقبی سے مراد تبوک اور مدینہ کی درمیانی رات ہے۔ وہ بارہ آدمی جو سید عالم ﷺ کی راہ میں ناپاک ارادے سے بیٹھے تھے، سید عالم ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آگے اونٹنی کی مہار تھامے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے تھے اور یہ اپنے ارادے میں ناکام رہے، مفسر کا قول وجوہ الرواحل سے منافقین کے وہ اونٹ مراد ہیں جن پر یہ لوگ سوار تھے، مفسر کا قول فردوہ یعنی منافقین اپنے ارادے میں ناکام ہوئے اور غصہ ہوتے ہوئے وادی کی جانب لوٹے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے اور ان کا مقصد سید عالم ﷺ کو ان کی سواری سے گرا کر موت کے گھاٹ اتار دینا تھا معاذ اللہ عزوجل۔

بالقتل: منافقین جب اپنا کفر ظاہر کریں تو ان سے قتال کیا جائے گا اور یہ قول ماقبل قول کہ منافقین سے زبان اور دلیل کے ذریعے بحث کی جائے نہ کہ تلوار سے، کے منافی نہیں ہے اس لئے کہ یہ قول اس وقت تھا جب منافقین نے اپنا کفر ظاہر نہ کیا تھا بلکہ وہ بظاہر ایمان پر تھے۔

فجاء بعد ذلک: یعنی نزول آیت کے بعد باطن میں تائب ہوئے بغیر آیا، وقولہ منعنی یعنی وحی کے ذریعے مجھے منع کیا گیا ،وقولہ جعلوا یحثو التراب علی راسہ یعنی اپنے سر پر خوف کے مارے مٹی ڈالتا ہوا آیا کہ کہیں مجھے کافروں میں نہ شمار کرلیا جائے اور مسلمانوں کے زمرے سے نکال نہ دیا جائے اور کافروں کا سا معاملہ نہ کیا جائے۔

ما تناجوا بہ: یعنی اللہ عزوجل جانتا ہے جو بات وہ نبی پاک ﷺ کو دھوکہ دینے کے بارے میں کہتے ہیں اور زکوۃ کی ادائیگی سے انکار کرنے کے حوالے سے کہتے ہیں وغیرہ۔ (الجمل، ج ۳، ص ۲۸۱ وغیرہ)۔

ولیس مما ینقم: میں ینقم سے مراد یعاب یا یکرہ ہے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۶۱)

بعد شدۃ حاجتھم: فضل واحسان ہر صاحب دل کے نزدیک محبوب اور مرغوب چیز ہوتی ہے جو کہ محبت اور فرمانبرداری کا موجب ہے ، نہ کہ عداوت وانتقام کا۔ یہ جملہ " ھموا " کے فاعل سے حال ہے اور ان کے خبیث باطنی اور بدنیتی کو بیان کر رہا ہے کیونکہ انہوں نے احسان کے مقابلہ میں عداوت واحسان فراموشی کا ثبوت دیا تھا، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مولی بن عدی بن کعب نے انصاری آدمی کو قتل کر دیا تو حضور ﷺ نے اس پر بارہ ہزار درہم دیت کا فیصلہ فرمایا۔ علامہ بغوی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ جلاس کا غلام قتل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت بارہ ہزار درہم مقرر فرمائی تو وہ غنی ہوگیا۔ اس کے متعلق یہ ارشاد اغنھم اللہ و رسولہ من فضلہ نازل ہوا، کلبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمانے سے پہلے اہل مدینہ بہت تنگ اور فقر کی زندگی گزارتے تھے۔ آپ ﷺ تشریف لائے تو غنائم کے ملنے کی وجہ سے وہ خوشحال اور مالدار ہوگئے۔

جاء رجل: سے مراد عبدالرحمٰن بن عوف ہیں جن کے پاس کل آٹھ ہزار اوقیہ سونا تھا جس میں سے چار ہزار درہم لائے اور فرمایا کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار تھا جس میں سے چار ہزار میں نے اپنے اہل وعیال کے لئے روک لیا ہے اور چار ہزار آپ ﷺ اللہ کی راہ میں قبول فرمائیں، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "اللہ برکت عطا فرمائے جو تو نے راہ خدا میں دیا اور جو تو نے اپنے اہل وعیال کے لئے رکھ چھوڑا

،اللہ نے ان کے مال میں اتنی برکت دی کہ ان کی ایک بیوی نے اسّی ہزار درہم چوتھائی حصے پر صلح کر لی تھی جب کہ ان کا حق اس سے بھی زیادہ تھا،اسی دن عاصم بن عدی عجلانی نے ایک سووسق کھجور صدقہ کئے تھے اور ابوعقیل انصاری نے ایک صاع کھجور پیش کیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے ساری رات پانی کھینچنے کی مزدوری کی ہے جس کی اجرت مجھے دو صاع ملی ہے جس میں سے ایک صاع میں نے گھر والوں کے لئے رکھ دیا ہے اور دوسرا صاع آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش خدمت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس صاع کو صدقہ کے ڈھیروں پر بکھیر کر ڈال دو،منافقین کہنے لگے کہ عبدالرحمٰن بن عوف اور عاصم نے فقط ریاکاری اور اپنی فیاضی کے لئے مال خرچ کیا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ابی عقیل کے اس تھوڑے سے صدقہ سے بے نیاز ہیں۔ (المظھری،ج۴،ص۳۲۷وغیرہ)۔

رکوع نمبر:۱۷

﴿فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ﴾ عَنْ تَبُوْکَ ﴿بِمَقْعَدِهِمْ﴾ اَیْ بِقُعُوْدِهِمْ ﴿خِلٰفَ﴾ اَیْ بَعْدَ ﴿رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا﴾ اَیْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ﴿لَا تَنْفِرُوْا﴾ تَخْرُجُوْا اِلَى الْجِهَادِ ﴿فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا﴾ مِنْ تَبُوْكَ فَالْاَوْلٰى اَنْ يَّتَّقُوْهَا بِتَرْكِ التَّخَلُّفِ ﴿لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ (۸۱)﴾ يَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ مَاتَخَلَّفُوْا ﴿فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا﴾ فِي الدُّنْيَا ﴿وَّلْيَبْكُوْا﴾ فِي الْاٰخِرَةِ ﴿كَثِيْرًا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (۸۲)﴾ خَبَرٌ عَنْ حَالِهِمْ بِصِيْغَةِ الْاَمْرِ ﴿فَاِنْ رَّجَعَكَ﴾ رَدَّكَ ﴿اللّٰهُ﴾ مِنْ تَبُوْكَ ﴿اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ﴾ مِمَّنْ تَخَلَّفَ بِالْمَدِيْنَةِ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ ﴿فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ﴾ مَعَكَ اِلٰى غَزْوَةٍ اُخْرٰى ﴿فَقُلْ﴾ لَهُمْ ﴿لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ (۸۳)﴾ اَلْمُتَخَلِّفِيْنَ عَنِ الْغَزْوِ مِنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَغَيْرِهِمْ وَلَمَّا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى ابْنِ اُبَيٍّ نَزَلَ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ لِدَفْنٍ اَوْ زِيَارَةٍ ﴿اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ (۸۴)﴾ كَافِرُوْنَ ﴿وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ﴾ تَخْرُجَ ﴿اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (۸۵)﴾ ﴿وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ﴾ اَیْ طَائِفَةٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿اَنْ﴾ بِاَنْ ﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ﴾ ذَوُو الْغِنٰى ﴿مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ (۸۶)﴾ ﴿رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ﴾ جَمْعُ خَالِفَةٍ اَیِ النِّسَاءِ اللَّاتِيْ تَخَلَّفْنَ فِي الْبُيُوْتِ ﴿وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ (۸۷)﴾ اَلْخَيْرَ ﴿لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ﴾ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ﴿وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ(۸۸)﴾ اَیِ الْفَائِزُوْنَ ﴿اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ(۸۹)﴾.

﴿ترجمہ﴾

خوش ہوئے پیچھے رہ جانے والے (تبوک سے......۱......) بیٹھ رہے (مقعدهم بمعنی بقعودهم ہے) پیچھے (خلف بمعنی بعد ہے) رسول کے، اور انہیں گوارنہ ہوا کہ اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں اور بولے (یعنی ایک دوسرے سے بولے) نہ نکلو (یعنی جہاد کیلئے نہ نکلو) اس گرمی میں تم فرماؤ جہنم کی آگ زیادہ سخت گرم ہے (تبوک کی گرمی سے لہٰذا اولی یہ ہے کہ تم تبوک میں شرکت کرکے اس آگ سے بچنے کا سامان کرو......۲......) کاش انہیں سمجھ ہوتی (یعنی وہ جانتے تو پیچھے بیٹھ نہ رہتے) تو انہیں چاہیے کہ (دنیا میں) تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں (آخرت کے بارے میں) بدلہ اس کا جو کماتے تھے (امر کے صیغہ سے ان کے حال کی خبر ہے) پھر اے محبوب اگر تجھے واپس (رجعک بمعنی ردک ہے) لے جائے اللہ (تبوک سے) ان میں سے کسی گروہ کی طرف (یعنی مدینہ منورہ میں رہ جانے والے منافقین کی طرف) تو وہ تم سے جہاد کے لئے نکلنے کی اجازت مانگے (یعنی تمہارے ساتھ دوسرے غزوہ میں نکلنے کی) تو تم فرمانا (ان سے) کہ تم کبھی میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن سے نہ لڑو تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنا پسند کیا تو بیٹھ رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ (عورتیں اور بچے وغیرہ جو غزوہ سے پیچھے بیٹھ رہے ان کے ساتھ، جب نبی پاک ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھی تو آیت نازل ہوئی کہ) اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا (دفن یا زیارت قبر کیلئے......۳......) بیشک وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق (یعنی کفر) ہی میں مر گئے ان کے مال یا اولاد پر تعجب نہ کرنا اللہ یہی چاہتا ہے کہ اسے دنیا میں ان پر وبال کرے اور نکل جائے (تزهق بمعنی تخرج ہے) کفر ہی پر ان کا دم اور جب کوئی سورۃ اترے (قرآن کی) یہ کہ (ان بمعنی بیان ہے) ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول کے ہمراہ جہاد کرو تو ان کے مقدور (یعنی مالدار) تم سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیجئے بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہو لیں انہیں پسند آیا کہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں (خوالف، خالفة کی جمع ہے یعنی وہ عورتیں جو گھروں میں رہ گئی تھیں) کے ساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو وہ کچھ (خیر) نہیں سمجھتے لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور ان کے لئے (دنیا و آخرت میں) بھلائیاں ہیں اور یہی مراد کو پہنچے (مفلحون بمعنی فائزون ہے) اللہ نے ان کے لیے تیار کر رکھی ہیں بہشتیں جنکے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی بڑی مراد ملنی ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿فرح المخلفون بمقعدهم خلف رسول الله﴾.

فرح المخلفون: فعل وفاعل......ب: جار......مقعد: مضاف......ھم: ذوالحال......خلف رسول الله: مرکب اضافی حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وكرهوا ان يجاهدوا باموالهم وانفسهم في سبيل الله وقالوا لا تنفروا في الحر﴾.

و: عاطفہ......کرھوا: فعل بافاعل......ان: مصدریہ......یجاهدوا: فعل بافاعل......باموالهم وانفسهم: ظرف لغو......في سبيل الله: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ...... قالوا: قول......لاتنفروا في الحر: فعل نہی بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف، ملکر ماقبل "فرح المخلفون" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل نار جهنم اشد حرا لو كانوا يفقهون﴾.

قل: قول......نار جهنم: مبتدا......اشد: اسم تفضیل ھو ضمیر ممیز......حرا: تمییز، ملکر فاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ......لو: شرطیہ...... کانوا یفقهون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "ماتخلفوا" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فليضحكوا قليلا وليبكوا كثيرا جزاء بما كانوا يكسبون﴾.

ف: فصیحہ......لام: امر......یضحکوا: فعل امر بافاعل......قلیلا: "ضحکا" مصدر محذوف کی صفت ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......لیبکوا: فعل امر بافاعل......کثیرا: "بکاء" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق......جزاء: موصوف......بما کانوا یکسبون: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر شرط محذوف "اذاکان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان رجعك الله الى طائفة منهم فاستاذنوك للخروج فقل لن تخرجوا معي ابدا ولن تقاتلوا معي عدوا﴾.

ف: تفریعیہ عاطفہ......ان: شرطیہ......رجعک الله: فعل ومفعول وفاعل......الی: جار......طائفة: موصوف ......منهم: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف...... ف: عاطفہ......استاذنوک: فعل بافاعل ومفعول......للخروج: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر شرط...... ف: جزائیہ......قل: قول......لن تخرجوا: فعل نفی بافاعل......معي: ظرف مکان...... ابدا: ظرف زمان ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ...... و: عاطفہ......لن تقتلوا: فعل نفی بافاعل ،معي: ظرف مکان......عدوا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انكم رضيتم بالقعود اول مرة فاقعدوا مع الخلفين﴾.

انکم: حرف مشبہ واسم......رضیتم بالقعود: فعل بافاعل وظرف لغو...... اول مرة: ظرف زمان، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر

معطوف علیہ......ف: عاطفہ......اقعدوا: فعل امر با فاعل......مع الخالفین: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ﴾.

و: مستانفہ......لاتصل: فعل نہی با فاعل...... علی: جار......احد: موصوف......منھم: ظرف مستقر صفت اول ......مات: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو...... ابدا: ظرف زمان مفعول فیہ، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......لاتقم علی قبرہ: فعل نہی با فاعل وظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فسقون﴾.

انھم: حرف مشبہ واسم...... کفروا باللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ، ماتوا: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ......ھم فسقون: جملہ اسمیہ حال ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ولا تعجبک اموالھم واولادھم﴾.

و: عاطفہ، لاتعجبک: فعل نفی ومفعول......اموالھم: معطوف علیہ......اولادھم: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما یرید اللہ ان یعذبھم بھا فی الدنیا وتزھق انفسھم وھم کفرون﴾. ترکیب ماقبل آیت نمبر ۵۵ میں گزری۔

﴿واذا انزلت سورۃ ان امنوا باللہ وجاھدوا مع رسولہ استاذنک اولوا الطول منھم وقالوا ذرنا نکن مع القاعدین﴾.

و: مستانفہ......اذا: شرطیہ ظرفیہ مفعول فیہ مقدم......انزلت سورۃ: فعل ونائب الفاعل......ان: مصدریہ، امنوا باللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......جھدوا مع رسولہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر بتقدیر "ب" جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، استاذنک: فعل ومفعول......اولوا الطول: ذوالحال......منھم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ، قالوا: قول......ذرنا: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، نکن: فعل ناقص با اسم ......مع القعدین: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿رضوا بان یکونوا مع الخوالف وطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون﴾.

رضوا: فعل با فاعل......ب: جار......ان: مصدریہ......یکونوا: فعل ناقص با اسم......مع الخوالف: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......و: عاطفہ......طبع علی قلوبھم: فعل مجہول با نائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ......ھم: مبتدا......لایفقھون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لکن الرسول والذین امنوا معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم﴾.

لکن: مخففہ......الرسول: معطوف علیہ......و: عاطفہ......الذین امنوا معہ: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مبتدا ،جھدوا باموالھم وانفسھم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واولئک لھم الخیرات واولئک ھم المفلحون﴾

و: عاطفہ......اولئک: مبتدا......لھم الخیرات: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......اولئک: مبتدا ......ھم الفلحون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اعد اللہ لھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ذلک الفوز العظیم﴾

اعداللہ: فعل وفاعل......لام: جار......ھم: ضمیر ذوالحال......خلدین فیھا: شبہ جملہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ،جنت: موصوف......تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... ذلک: مبتدا ......الفوز العظیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولا تصل علی احد منھم......☆ عبداللہ بن اُبَی بن سلول منافقوں کا سردار تھا جب وہ مرگیا تو اس کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جو مسلمان، صالح، مخلص صحابی اور کثیر العبادت تھے۔ انہوں نے یہ خواہش کی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باپ عبداللہ بن اُبَی بن سلول کو کفن کے لئے اپنا قمیص مبارک عنایت فرمادیں اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھادیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اس کے خلاف تھی لیکن چونکہ اس وقت تک ممانعت نہیں ہوئی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضور کا یہ عمل ایک ہزار آدمیوں کے ایمان لانے کا باعث ہوگا اس لئے حضور نے اپنی قمیص بھی عنایت فرمائی اور جنازہ میں شرکت بھی کی۔ قمیص دینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو بدر میں اسیر ہوکر آئے تھے تو عبداللہ بن اُبَی نے اپنا کُرتا انہیں پہنایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بدلہ کردینا بھی منظور تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد پھر کبھی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی منافق کے جنازہ میں شرکت نہ فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مصلحت بھی پوری ہوئی چنانچہ جب کفار نے دیکھا کہ ایسا شدید العداوت شخص جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کُرتے سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے عقیدے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے حبیب اور اس کے سچے رسول ہیں۔ یہ سوچ کر ہزار کافر مسلمان ہوگئے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

غزوۂ تبوک کا بیان:

۱......غزوہ تبوک کو غزوۂ عسرت بھی کہتے ہیں۔ یہ لشکر ہجرت کے نویں سال، جمعرات کے دن رجب کے مہینے میں روانہ ہوا ۔اس کا سبب یہ بنا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ عرب کے عیسائیوں نے روم کے ہرقل بادشاہ کو خط لکھ کر یہ بتایا کہ ایک شخص ہے جو

نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور رومی اور عرب کے عیسائی مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ سال تنگی کا تھا اور گرمی کی شدت بھی زوروں پر تھی، سید عالم ﷺ نے اپنے جانثار صحابہ کرام سے مال جمع کرنا شروع کر دیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان جو کہ چار ہزار درہم تھا پیش خدمت کر دیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر کا آدھا سامان خدمت اقدس میں پیش کر دیا، حضرت عثمان غنی نے اتنا دیا کہ سید عالم ﷺ فرمایا اے عثمان! اب تجھے کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکتا، اے عثمان! اللہ تجھے بخشے جو تو نے چھپ کر یا ظاہر کر کے دیا، اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا، دیگر صحابہ کرام نے بھی اپنی اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کیا۔ منافقین نے جنگ سے رہ جانے کی اجازت چاہی تو سید عالم ﷺ نے انہیں اجازت عطا فرمادی اور تین ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب دیار ثمود کے مقام پر پہنچے تو فرمایا کہ کوئی یہاں کے کنوئیں کا پانی نہ پئے اور اس وادی سے روتے ہوئے گزرو کہ اس مقام پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا، آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ رات کو شدید ہوا چلے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا، کچھ آگے گئے تو سید عالم ﷺ کی ناقہ گم ہوگئی اس پر ایک منافق جس کا نام زید بن لصیت بتایا جاتا ہے نے کہا کہ کیا محمد ﷺ یہ گمان نہیں کرتے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور آسمانوں کی خبریں دیتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ان کا ناقہ کہاں ہے؟ حضور ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو فرمایا کہ جاؤ فلاں جگہ ناقہ کی نکیل پھنس گئی ہے نکال لاؤ۔ تبوک کے کنویں پر پانی کم تھا لوگ تھوڑا تھوڑا پیتے تھے اور کئی لوگ پانی کے حصول کے لئے جمع تھے پھر جب سید عالم ﷺ نے اس سے مبارک ہاتھ و منہ دھویا تو آپ ﷺ کی برکت سے پانی اتنا جاری ہوا کہ لوگوں نے خوب پیا۔ تبوک کے مقام پر مقام ایلہ کے لوگ آئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے مصالحت فرمائی اور جزیہ پر راضی ہو گئے۔ تبوک ہی سے سید عالم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر بن عبدالمالک نصرانی سردار دومۃ الجندل کو زیر کرنے کے لئے چار سو سواروں کے ساتھ بھیجا اور یہ بھی فرمادیا کہ تم اکیدر کو نیل گائے شکار کرتے پاؤ گے۔ چاندنی رات میں ایک نیل گائے جنگل سے آکر اکیدر کے قلعے کے دروازے پر سینگ مانے لگی اکیدر اس کے شکار کے لئے قلعہ سے اتر آیا۔ اثنائے شکار میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے دستہ نے اس پر حملہ کر دیا اور گرفتار کر کے مدینہ منورہ لے آیا۔ اس نے بھی جزیہ پر صلح کر لی۔ (زرقانی علی المواهب اللدنیه، کتاب المغازی، باب: ثم غزوة التبوك، ج٤، ص٦٦ ملخصاً)

جهنم کی آگ کی سختی:

۲..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بنی آدم جس آگ کو جلاتے ہیں وہ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے''۔
(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار، رقم: ۳۲٦٥، ص٥٤٤)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ایک ہزار سال تک دوزخ کی آگ کو بھڑکایا گیا حتی کہ وہ سرخ ہوگئی، پھر اس کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتی کہ وہ سفید ہوگئی، پھر اس کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی، پس وہ سیاہ تاریک ہے۔ (الجامع الترمذی، کتاب صفه جهنم، باب منه، رقم: ۲٦۰۰، ص۷٤٥)

یہی وجہ ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا کہ انہیں چاہئے کہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ، یہ ان کے کاموں کی سزا ہے جو وہ کرتے ہیں ۔حافظ ابن کثیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ ''دنیا قلیل ہے، یہ منافق اس میں جتنا چاہیں ہنس لیں، اور جب یہ دنیا منقطع ہوجائے گی اور یہ اللہ کی طرف جائیں گے تو پھر یہ روئیں گے اور یہ رونا کبھی ختم نہ ہوگا۔(ابن کثیر، ج۲،ص۴۶۹)

☆......حضرت موسیٰ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ (صحیح البخاری، کتاب الکسوف، باب الصدقة فی الکسوف، رقم:۱۰۴۴، ص۱۶۸)

☆......حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگوں روؤ اگر تم کو رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرکے روؤ، کیونکہ دوزخی دوزخ میں روئیں گے حتی کہ ان کے آنسوان کے چہروں پر ایسا بہیں گے جیسا کہ نہریں ہیں، یہاں تک کہ ان کے آنسو ختم ہوجائیں گے، پھر ان کا خون بہے گا اور وہ خون اتنا زیادہ بہہ رہا ہوگا کہ اگر اس میں کشتی چلائیں تو وہ چل پڑے گی۔

(مجمع الزوائد، رقم:۴۶۷۳، ج۱۰، ص۳۹۱)

منافقین کی نماز جنازہ پڑھانے یا پڑھنے کا مسئلہ:

۳......علامہ خطابی علیہ رحمۃ الکافی فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کے ساتھ جو بھی معاملہ فرمایا یہ منافقین کی نماز جنازہ پڑھانے کی ممانعت سے پہلے فرمایا اور اس کا مقصد عبد اللہ بن ابی کے بیٹے اور اس کی قوم کی دلجوئی اور کمال شفقت پر مبنی فضل تھا ۔قتادہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''میری قمیص اس سے عذاب کو دور نہیں کر سکتی لیکن مجھے اس بات کی امید ہے کہ میرے جنازہ پڑھانے سے ہزار کافر مسلمان ہوجائیں گے'' اور ایسا ہی ہوا۔ ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے استغفار کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور یہ فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا، حالانکہ عبد اللہ بن ابی کی وفات ۹ھ میں ہوئی ہے اور ہجرت سے پہلے جب ابو طالب کی وفات ہوئی اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''جب تک مجھے منع نہ کیا جائے، میں تمہارے لئے استغفار کرتا رہوں گا، اس وقت قرآن مجید کی یہ آیت ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَلَوْ كَانُوْۤا اُولِیْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ (التوبة:۱۱۳)﴾ نازل ہوئی، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سید عالم ﷺ کو ہجرت سے پہلے ہی مشرکین کے لئے استغفار کرنے سے منع فرما دیا گیا تھا تو پھر آپ ﷺ نے ہجرت کے نو سال بعد عبد اللہ بن ابی کے لئے استغفار کیوں کیا؟

جواب اس کا یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اس استغفار کرنے سے منع کیا گیا تھا جس میں حصول مغفرت اور قبولیت دعا کی توقع پائی جائے جیسا کہ ابو طالب کے لئے استغفار کے معاملہ میں تھا، اس کے برخلاف آپ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کے لئے جو استغفار کیا تھا اس سے غرض اس کی مغفرت کا حصول نہیں تھا، بلکہ اس سے غرض یہ تھی کہ اس کے بیٹے کی دلجوئی کی جائے اور اس کے قول کی تالیف قلبی

ہو۔بعض علماء نے یہ بھی جواب دیا کہ اللہ ﷻ نے اس کے لئے استغفار کرنے سے منع فرمایا ہے جس کا خاتمہ شرک پر ہوا ہو اور یہ ممانعت اس کے لئے استغفار کرنے کے معاملے کو مستلزم نہیں ہے جو دین اسلام کے اظہار کرتے ہوئے مرا ہو، اور یہ بہت اچھا جواب ہے۔

(فتح الباری ، کتاب التفسیر ،باب استغفر لھم او لا ، رقم:٤٦٧١ ص٤٢٨ ملخصاً)

یہاں اس مضمون کو مکمل کرتے ہوئے ہم یہ بھی بیان کرنا چاہیں گے کہ اہلسنت و جماعت کا قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرنے اور اذان کے بارے میں کیا مؤقف ہے۔ سید عالم ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا کہ میت کے دفن کئے جانے کے بعد اس کی قبر پر کھڑے رہتے تھے اور اس کے لئے دعا فرماتے کہ اللہ ﷻ اس کو منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں ثابت قدمی عطا کرے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرو، کیونکہ اب اس سے سوال کیا جائے گا''۔

(سنن ابو داؤد ، کتاب الجنائز ،باب الاستغفار عند القبر ، رقم:٣٢٢١ ص٦١٤)

سید عالم ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور کی زیارت کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ کو اجازت عطا فرمائی گئی اور اس اجازت سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ سیدتنا بی بی آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا موحدین میں سے تھیں، نہ کہ مشرکین میں سے اور یہی میرا مختار مذہب ہے اور اس استدلال کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو کافروں کی قبر پر کھڑے ہونے سے منع فرمایا گیا ہے اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ مومنہ ہیں ورنہ آپ ﷺ کو اجازت نہ دی جاتی ، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سید عالم ﷺ کو یہ علم ہو کہ زمانہ جاہلیت میں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ توحید پر تھیں اور آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ اس کی صحت پر اطلاع دی گئی ، اس لئے اب یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ کا اجازت طلب کرنا اس بات کو لازم کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ مومنہ نہ تھیں ورنہ آپ ﷺ بغیر اجازت کے زیارت قبر انور فرمالیتے، آپ ﷺ کا اجازت طلب کرنا اپنے علم کو مقرر اور ثابت کرنے کے لئے ہے۔ (روح المعانی ،الجزء العاشر ،ص ٤٧٩)

☆......☆ خبر عن حالھم بصیغۃ الامر :امام رازی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اگرچہ امر کے صیغے ہیں لیکن ان کا معنی خبر ہے یعنی عنقریب ان منافقین کو یہ حالت حاصل ہو گی یعنی دنیا کی زندگی کم ہے اس لئے ان کے ہنسنے کے مواقع کم ہوں گے اور آخرت غیر متناہی ہے اور اس میں ان کو درد اور عذاب و تکلیف کے باعث رونا پڑے گا، اور یہ لوگ غیر متناہی زمانہ تک روتے ہی رہیں گے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ یہ ان کے کاموں کی یعنی کفر و نفاق کی سزا ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ (الرازی ،ج٦،ص ١١٤)۔

من تخلف : ،منھم کی ضمیر کے بیان کے لئے لایا گیا اور من المنافقین فرمان مبارک الی الطائفۃ کے بیان کے لئے ہے۔ پس ان میں سے بعض منافقین پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھے اور علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ جہاد سے رہ جانے والے منافقین کی تعداد بارہ تھی۔ (الجمل ،ج٣،ص ٢٩١)۔

علی بن اُبی: اس کا نام عبداللہ تھا، والد کا نام اُبی، والدہ کا نام سلول، منافقین کا سردار تھا، اس کا بیٹا صالح مسلمان تھا، اس کے کہنے پر سید عالم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، اسے سید عالم ﷺ کی قمیص کا کفن دیا گیا، روایت کی جاتی ہے کہ سید عالم ﷺ نے عبداللہ بن اُبی کے ساتھ کئے جانے والے اس عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میری قمیص اور نماز پڑھنا اسے (عذاب الٰہی) سے نہیں بچا سکتی اللہ کی قسم! میں امید کرتا ہوں کہ میرے اس عمل سے اس کی قوم کے ہزار افراد ایمان لے آئیں گے، اور روایت میں ہے کہ جب قوم نے نبی پاک ﷺ کی مبارک قمیص دیکھی تو اس کی قوم کے ہزار افراد ایمان لے آئے۔

کافرون: عبداللہ بن اُبی کے ٹولے کی (حرکات وسکنات) کو فسق کہا گیا، اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے منافق کے مقابلے میں کہ کافر اپنے دین میں عادل ہوتا ہے، منافق اپنے اعمال خبیثہ کی وجہ سے کبھی کسی کو راضی نہیں کر سکتا، اور اس کا کوئی دین بھی نہیں کہ جس پر استقرار کیا جا سکتا ہو، اسی لئے منافق کو کافر تعبیر کرنے کے بعد فاسق کہتے ہیں، یعنی اس میں دونوں ہی اوصاف موجود ہوتے ہیں یعنی کفر بھی ہے اور طبیعت کا خسیس وخبیث پن بھی پایا جاتا ہے۔

طائفة من القرآن: سے مراد قرآن کا کل یا بعض حصہ ہے۔ (الصاوی ج۳، ص۶۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ﴾ بِاِدْغَامِ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الذَّالِ اَيِ الْمُعْتَذِرُوْنَ بِمَعْنَى الْمَعْذُوْرِيْنَ وَقُرِئَ بِهٖ ﴿مِنَ الْاَعْرَابِ﴾ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ﴿لِيُؤْذَنَ لَهُمْ﴾ فِي الْقُعُوْدِ لِعُذْرِهِمْ فَاَذِنَ لَهُمْ ﴿وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ فِيْ اِدِّعَاءِ الْاِيْمَانِ مِنْ مُنَافِقِي الْاَعْرَابِ عَنِ الْمَجِيْءِ لِلْاِعْتِذَارِ ﴿سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ(۹۰)﴾ ﴿لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ﴾ كَالشُّيُوْخِ ﴿وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى﴾ كَالْعُمْيِ وَالزَّمْنٰى ﴿وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ﴾ فِي الْجِهَادِ ﴿حَرَجٌ﴾ اِثْمٌ فِي التَّخَلُّفِ عَنْهُ ﴿اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ فِيْ حَالِ قُعُوْدِهِمْ بِعَدَمِ الْاِرْجَافِ وَالتَّثْبِيْطِ وَالطَّاعَةِ ﴿مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ﴾ بِذٰلِكَ ﴿مِنْ سَبِيْلٍ﴾ طَرِيْقٍ بِالْمُؤَاخَذَةِ ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ﴾ لَهُمْ ﴿رَّحِيْمٌ(۹۱)﴾ بِهِمْ فِي التَّوْسِعَةِ ﴿وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ﴾ مَعَكَ اِلَى الْغَزْوِ وَهُمْ سَبْعَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَقِيْلَ بَنُوْ مِقْرَنٍ ﴿قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ﴾ حَالٌ ﴿تَوَلَّوْا﴾ جَوَابُ اِذَا اَيِ انْصَرَفُوْا ﴿وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ﴾ تَسِيْلُ ﴿مِنَ﴾ لِلْبَيَانِ ﴿الدَّمْعِ حَزَنًا﴾ لِاَجْلِ ﴿اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ(۹۲)﴾ فِي الْجِهَادِ ﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ﴾ فِي التَّخَلُّفِ ﴿وَهُمْ اَغْنِيَآءُ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ(۹۳)﴾

تَقَدَّمَ مِثْلُهٗ.

﴿ترجمہ﴾

اور بہانہ بنانے والے آئے (معذرون اصل میں معتذرون تھا، تاء کا ذال میں ادغام ہوا ہے بمعنی عذر پیش کرنے والے اور اس کی قرأت معذروین بھی کی گئی ہے) گنوار (نبی پاک ﷺ کے پاس) کہ انہیں رخصت دی جائے (بیٹھ رہنے کی عذر کی وجہ سے تو انہیں اجازت دی گئی) اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے اللہ اور رسول سے جھوٹ بولا (یعنی منافق دیہاتی جو ایمان کا جھوٹا دعویٰ کرتے تھے وہ جھوٹ بول کر بھی عذر کرنے نہ آئے) جلد ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب پہنچے گا ضعیفوں (یعنی بوڑھوں) پر کچھ حرج نہیں اور نہ ہی بیماروں پر (جیسا کہ اندھے، اور اپاہج) اور نہ ان پر جنہیں خرچ کا مقدور نہ ہو (جہاد میں) حرج (یعنی جہاد سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے گناہ) جب کہ اللہ اور رسول کے خیر خواہ ہیں......۱......(یعنی گھر میں بیٹھے رہنے کے بعد بھی فتنہ پروری اور لوگوں کو جہاد اور طاعت گزاری سے روکتے نہ رہیں) نیکی والوں پر کوئی راہ نہیں (یعنی مواخذہ کی کوئی راہ نہیں) اور اللہ بخشنے والا (انہیں) مہربان ہے (ان پر وسعت کرنے میں) اور نہ ان پر جو تمہارے حضور حاضر ہوں کہ تم انہیں سواری عطا فرماؤ (اپنے ساتھ غزوہ میں جانے کیلئے، وہ سات انصاری صحابہ تھے......۲......، جو کہ قبیلہ بنی مقرن کے لوگ تھے) تم سے یہ جواب پائیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں اس پر یوں واپس جائیں (تولوا، اذا کا جواب ہے یعنی تم سے پھر کر جائیں) کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ابلتے ہوں (تفیض بمعنی تسیل ہے) من (بیانیہ ہے) غم سے (اسلئے) کہ خرچ کا (جہاد میں) مقدور نہ پایا مواخذہ تو ان سے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں (پیچھے رہ جانے کے بارے میں) اور وہ دولت مند ہیں انہیں پسند آیا کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی تو وہ کچھ نہیں جانتے (اس کی مثل کلام ماقبل گزر چکا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وجاء المعذرون من الاعراب لیؤذن لهم وقعد الذین کذبوا الله ورسوله﴾.

و: مستانفہ......جاء: فعل......المعذرون: ذوالحال......من الاعراب: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......لام: جار......یوذن لهم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......قعد: فعل......الذین: موصول......کذبوا الله رسوله: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر فاعل، ملکر معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿سیصیب الذین کفروا منهم عذاب الیم﴾.

س: حرف استقبال...... یصیب: فعل......الذین: موصول......کفروا: فعل واو ضمیر ذوالحال......منهم: ظرف مستقر حال، ملکر صلہ، ملکر مفعول......عذاب الیم: مرکب توصیفی فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج﴾.

لیس: فعل ناقص......علی الضعفاء: جارمجرور معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......علی المرضی: جار مجرور معطوف اول......و: عاطفہ......لا: نافیہ......علی: جار......الذین: موصول......لایجدون: فعل بافاعل......ماینفقون: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکرصلہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف ثانی، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم......حرج: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذ نصحوا للہ ورسولہ﴾.

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......نصحوا: فعل بافاعل......لام: جار......اللہ ورسولہ: مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فلایخرجون حینئذ" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ما علی المحسنین من سبیل واللہ غفور رحیم﴾.

ما: نافیہ......علی المحسنین: ظرف مستقر خبر مقدم......من: زائدہ......سبیل: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......اللہ: مبتدا......غفور رحیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملهم قلت لا اجد ما احملکم علیہ تولوا واعینهم تفیض من الدمع حزنا ان لا یجدوا ما ینفقون﴾.

و: عاطفہ......لا: نافیہ......علی: جار......الذین: موصول......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......ما: زائدہ، اتو: فعل بافاعل......ک: ضمیر ذوالحال......قلت: قول، لااجد: فعل نفی بافاعل......مااحملکم علیہ: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر حال، ملکر مفعول، لتحملهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... تولوا: فعل واو ضمیر ذوالحال ......و: حالیہ......اعینهم: مبتدا......تفیض: فعل "ھی" ضمیر مستتر ممیز......من الدمع: ظرف مستقر تمییز، ملکر ذوالحال، حزنا: حال، ملکر فاعل......ان: مصدریہ...... لایجدوا: فعل نفی بافاعل......ماینفقون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر معطوف ہے ماقبل آیت "علی الضعفاء" پر اور "لیس" کی خبر واقع ہے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما السبیل علی الذین یستاذنونک وھم اغنیاء﴾.

انما: حرف مشبہ وما کافہ، السبیل: مبتدا، علی: جار، الذین: موصول، یستاذنون: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ھم اغنیاء: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل......ک: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿رضوا بان یکونوا مع الخوالف﴾.

رضوا: فعل بافاعل......ب: جار......ان: مصدریہ......یکونوا: فعل ناقص بااسم......مع الخوالف: ظرف متعلق بمحذوف خبر،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وطبع الله علی قلوبهم فهم لا يعلمون﴾.

و: عاطفہ......طبع الله علی قلوبهم: فعل وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......هم: مبتدا ،لايعلمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... ولا علی الذین اذا ما ...... ☆ اصحابِ رسول ﷺ میں سے چند حضرات جہاد میں جانے کے لئے حاضر ہوئے انہوں نے حضور ﷺ سے سواری کی درخواست کی، حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تمہیں سوار کروں تو وہ روتے واپس ہوئے۔ان کے حق میں یہ آیت نازِل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

نصیحت الله ،اس کے رسول اور نیکوکار کے لئے ہے!

ا......نصیحت سے مراد وہ دعا ہے جس میں اصلاح اور ترک فساد پایا جائے۔ (التعریفات،ص۲۳۷)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:"دین نصیحت ہے"،ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کس کے لئے ؟فرمایا"اللہ کے لئے،اس کی کتاب کے لئے،اس کے رسول کے لئے،ائمہ مسلمین کے لئے،اور عام مسلمانوں کے لئے"۔

(صحیح مسلم،کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحة، رقم:۱۰۱/۵۵،ص۵۵)

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی **نصیحت** سے مراد یہ ہے کہ بندہ اللہ پر ایمان لائے اور اس کے ساتھ کی شریک نہ کرے ،اس کی صفات میں الحاد نہ کرے،اللہ عزوجل کی ذات بالا صفات کو ہر قسم کے عیوب ونقائص سے مبرا جانے،کسی کام کو اس کے لئے محال تصور نہ کرے،اس کے احکامات کی اطاعت کرے،اور اس کی نافرمانی نہ کرے،کسی سے محبت اور بغض رکھے تو اللہ عزوجل ہی کی خاطر رکھے،کافروں سے جہاد کرے،اللہ عزوجل کی نعمتوں کا شکر بجالائے اور اپنے تمام امور میں اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

اللہ عزوجل کی کتاب کے لئے **نصیحت** کے معنی یہ ہیں بندہ یہ جانے کہ یہ اللہ عزوجل کا کلام ہے اور مخلوق کا کوئی کلام اس کے مثل نہیں ہوسکتا،مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے مثل لانے پر قادر نہیں ہے،اس کلام کی آیتوں میں کمی زیادتی ہونا محال ہے،بندے کو چاہئے کہ کتاب اللہ کی تعظیم کرے اور اس کی تلاوت ایسی کرے جیسا کہ اس کا حق ہے،مخالفین اسلام اس پاک کلام پر جو کچھ اعتراضات کرتے ہیں ان کا جواب دے،مبتدعین کی باطل تاویلات کا سدباب کرے،اس کے عجائب پر غور وفکر کرے،اس کے مسائل پر عمل پیراہو،اس

کی آیات سے احکام شرعیہ کا استنباط کرے، اس کے عموم خصوص ناسخ منسوخ سے بحث وتکرار کرے، اس کے اوامر ونواہی کا خیال کرے، نشر واشاعت اور دعوت تبلیغ کی جانب توجہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے نصیحت کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرے اور آپ ﷺ جو کچھ لائے ہیں اس کو تہہ دل سے مانے، آپ کی پیروی کرے، آپ ﷺ کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی کرے، آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرے، آپ ﷺ کی سنت کو زندہ کرنے کی سعی کرے، آپ ﷺ کی شریعت کی نشر و اشاعت کرے اور اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کو دور کرے، احادیث مبارکہ سے مسائل کا استنباط کر کے اس کی دعوت کو عام کرے، حدیث کی حجیت کا اقرار اور نشر واشاعت پر خصوصی توجہ دے، حدیث کے پڑھنے پڑھانے کے وقت ادب کا خاص خیال کرے، آپ ﷺ کی سیرت اخلاق اور آداب کو اپنائے، آپ ﷺ کے اصحاب، اہل بیت اور ازواج مطہرات کی محبت رکھے، مبتدعین کی جانب سے احادیث کی باطل تاویلات کا رد کرے، احادیث کی الگ الگ اقسام کو جانے اور ان کے مراتب کی رعایت کرے۔

ائمہ مسلمین کے لئے نصیحت کے معنی یہ ہیں کہ حق بات کی معاونت کرے، اس میں ان کی اطاعت کرے، ان کی خطا پر نرمی سے ان کی توجہ مبذول کرائے، جن اہم امور سے ان میں غفلت پائی جائے اس جانب احسن طریقے سے ان کی توجہ مبذول کرائے، ان کی بیعت پر قائم رہے، ان کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کرے، ان کی اطاعت پر لوگوں کو مائل کرے، ان کی اقتداء میں نماز ادا کرے، ان کے ساتھ جہاد پر روانہ ہو، ان سے کوئی ظلم صادر ہو تو ان کے خلاف طاقت کا مظاہرہ نہ کرے الا یہ کہ ان سے علی الاعلان کوئی کفر صادر ہو معاذ اللہ، اور اگر ائمہ مسلمین سے علماء اور مجتہدین مراد ہوں تو ان کے لئے نصیحت کا معنی یہ ہے کہ ان کی روایت کردہ احادیث کو ماننا اور ان کے احکام اور فتاوی کی تقلید کرنا اور ان کے ساتھ اچھا گمان رکھے۔ عامۃ المسلمین کے لئے نصیحت کے معنی یہ ہیں کہ دنیا اور آخرت میں ان کی سعادت اور فلاح پر رہنمائی کی جائے، ایذاء دینے والی باتوں کو ان سے دور کیا جائے، جن شرعی احکام سے وہ لاعلم ہوں انہیں سکھائے جائیں، قابل ضرر چیزوں کو ان سے دور کرے، مفید چیزیں معلومات اور اہم باتیں فراہم کرے، ان سے حسد نہ کرے، جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہی ان کے لئے بھی پسند کرے۔ ہر شخص پر اس کی حسب طاقت نصیحت کرنا لازم ہے جب وہ یہ جانے کہ اس کی نصیحت مانی جائے گی تو اسے نصیحت کرنا لازم ہوگا اور اگر کسی قسم کی بدامنی اور ناگوار صورتحال یا مصیبت میں پڑ جانے کا خوف ہو تو ایسی صورت میں نصیحت کرنا لازم نہیں۔

(نووی علی مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحۃ، رقم ۹۵/۵۵، ص ۱۳۰)۔

شوق جہاد نے صحابہ کو رُلادیا:

۲......قتادہ وغیرہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں صحابہ کرام کا ایک گروہ حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمارے لئے سواریوں کا بندوبست فرمادیں، یہ سب صحابہ مفلس ونادار تھے۔ اللہ ﷻ کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب ﷺ نے فرمایا "میرے پاس تو کوئی انتظام نہیں"، جب وہ واپس پلٹے تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور انہیں افسوس تھا کہ ہماری غربت

ہمارے شوقِ شہادت کی راہ میں رکاوٹ بن گئی۔ان صحابہ کے ناموں کے بارے میں اختلاف ہے تاہم جن ناموں پر اتفاق ہے وہ یہ ہیں سالم بن عمیر جن کا تعلق بنی عمرو بن عوف الاوسی سے تھا،علبہ بن زید،ابولیلی بن عبدالرحمٰن، ہرمی بن عبداللہ۔

(سبل الهدى والرشاد، كتاب المغازى باب فى غزوة تبوك ،ج٥،ص٤٣٨)

☆......☆من منافقى الاعراب : ، كذبوا كا بیان ہے، منافقین کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو سید عالم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے جھوٹا عذر پیش کیا اور دوسرے وہ جو نہ تو آئے اور نہ ہی عذر پیش کیا۔

فى التوسعة: کا معنی ہے ان معذورین سے حرج کی نفی کرنا یعنی ان سے تنگی دور کرنا۔ (الجمل؛ ج٣،ص٢٩٥ وغیرہ)۔

وقيل بنو مقرن : کہاجاتا ہے کہ تین بھائی معقل، سوید اور نعمان تھے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ ابوموسی اشعری ﷛ کے اصحاب تھے، انہوں نے قسم اٹھائی تھی کہ انہیں (کسی جانور پر) سواری نہ کریں گے، ایک قیدی سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں اونٹ لایا، سید عالم ﷺ اسے حضرت (ابوموسی ﷛) کے پاس بھیج دیا، (تین بھائیوں) نے عرض کی ہم اس سواری پر اس وقت تک نہ بیٹھیں گے جب تک کہ سید عالم ﷺ سے استفسار نہ کرلیں، کیونکہ ابوموسی ﷛ نے قسم کھائی ہے کہ ہمیں سواری پر سوار نہ کریں گے اور ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی قسم بھول گئے ہوں، وہ حضرت ابوموسی کے پاس آئے اور عرض خدمت ہوئے کہ کیا بات ہے، ہم آپ کو قسم پورا کرنے کے حوالے سے خیر میں نہیں دیکھتے ،امام مالک کے نزدیک اس قسم کی قسم سے کفارہ لازم نہیں آتا اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ لازم آتا ہے۔(الصاوی، ج٣، ص ٦٧)۔

ایک اہم بات

سیدنا امام اعظم ﷛ ایک جنازہ میں تشریف لے گئے، دھوپ کی بڑی شدت تھی اور وہاں کوئی سایہ نہ تھا، ساتھ ہی ایک شخص کا مکان تھا، جس کی دیوار کا سایہ دیکھ کر لوگوں نے سیدنا امام اعظم امام ابوحنیفہ ﷛ سے عرض کی کہ حضور! اس مکان کے سایہ میں کھڑے ہوجایئے۔میرے آقا امام اعظم ﷛ نے ارشاد فرمایا کہ اس مکان کا مالک میرا مقروض ہے اور اگر میں نے اس کی دیوار سے کچھ نفع حاصل کیا تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ ﷻ کے نزدیک سود لینے والوں میں شمار نہ ہوجاؤں، کیونکہ سید عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ’’جس قرض سے کچھ نفع لیا جائے وہ سود ہے‘‘۔(تذکرۃ الاولیاء ،ص ١٨٨ ،انتشارات گنجینہ تہران)۔

رکوع نمبر: ۱

﴿یَعۡتَذِرُوۡنَ اِلَیۡکُمۡ ﴾ فِی التَّخَلُّفِ ﴿اِذَا رَجَعۡتُمۡ اِلَیۡهِمۡ ﴾ مِنَ الۡغَزۡوِ ﴿قُلۡ ﴾ لَهُمۡ ﴿لَّا تَعۡتَذِرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَکُمۡ﴾ نُصَدِّقَکُمۡ ﴿ قَدۡ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنۡ اَخۡبَارِکُمۡ ﴾ اَیۡ اَخۡبَرَنَا بِاَحۡوَالِکُمۡ ﴿وَسَیَرَی اللّٰهُ عَمَلَکُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ ﴾ بِالۡبَعۡثِ ﴿اِلٰی عٰلِمِ الۡغَیۡبِ وَالشَّهَادَةِ ﴾ اَیِ اللّٰهِ ﴿فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ (۹۴) ﴾ فَیُجَازِیۡکُمۡ عَلَیۡهِ ﴿سَیَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَکُمۡ اِذَا انۡقَلَبۡتُمۡ ﴾ رَجَعۡتُمۡ ﴿اِلَیۡهِمۡ ﴾ مِنۡ تَبُوۡکَ وَاَنَّهُمۡ مَعۡذُوۡرُوۡنَ فِی التَّخَلُّفِ ﴿لِتُعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ ﴾ بِتَرۡکِ الۡمُعَاتَبَةِ ﴿فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ اِنَّهُمۡ رِجۡسٌ ﴾ قَذَرٌ لِخُبۡثِ بَاطِنِهِمۡ ﴿وَّمَاۡوٰهُمۡ جَهَنَّمُ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ (۹۵) ﴾ ﴿یَحۡلِفُوۡنَ لَکُمۡ لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَرۡضٰی عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ (۹۶) ﴾ اَیۡ عَنۡهُمۡ وَلَا یَنۡفَعُ رِضَاکُمۡ مَعَ سَخَطِ اللّٰهِ ﴿اَلۡاَعۡرَابُ ﴾ اَهۡلُ الۡبَدۡوِ ﴿اَشَدُّ کُفۡرًا وَّنِفَاقًا ﴾ مِنۡ اَهۡلِ الۡمُدُنِ لِجَفَائِهِمۡ وَغِلۡظِ طِبَاعِهِمۡ وَبُعۡدِهِمۡ عَنۡ سِمَاعِ الۡقُرۡاٰنِ ﴿وَّاَجۡدَرُ﴾ اَوۡلٰی ﴿اَنۡ ﴾ اَیۡ بِاَنۡ ﴿لَّا یَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ ﴾ مِنَ الۡاَحۡکَامِ وَالشَّرَائِعِ ﴿وَاللّٰهُ عَلِیۡمٌ﴾ بِخَلۡقِهٖ ﴿ حَکِیۡمٌ (۹۷) ﴾ فِیۡ صُنۡعِهٖ بِهِمۡ ﴿وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مَا یُنۡفِقُ ﴾ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ﴿مَغۡرَمًا﴾ غَرَامَةً وَخُسۡرَانًا لِاَنَّهٗ لَا یَرۡجُوۡا ثَوَابَهٗ بَلۡ یُنۡفِقُهٗ خَوۡفًا وَهُمۡ بَنُوۡ اَسَدٍ وَغَطۡفَانَ ﴿ وَّیَتَرَبَّصُ ﴾ یَنۡتَظِرُ ﴿بِکُمُ الدَّوَآئِرَ ﴾ دَوَائِرَ الزَّمَانِ اَنۡ تَنۡقَلِبَ عَلَیۡکُمۡ فَیَتَخَلَّصُوۡا ﴿عَلَیۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِ ﴾ بِالضَّمِّ وَالۡفَتۡحِ اَیۡ یَدُوۡرُ الۡعَذَابُ وَالۡهَلَاکُ عَلَیۡهِمۡ لَا عَلَیۡکُمۡ ﴿وَاللّٰهُ سَمِیۡعٌ ﴾ لِاَقۡوَالِ عِبَادِهٖ ﴿عَلِیۡمٌ (۹۸) ﴾ بِاَفۡعَالِهِمۡ ﴿وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ یُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ﴾ کَجُهَیۡنَةٍ وَمُزَیۡنَةٍ ﴿ وَیَتَّخِذُ مَا یُنۡفِقُ ﴾ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ﴿قُرُبٰتٍ ﴾ تُقَرِّبُهٗ ﴿عِنۡدَ اللّٰهِ وَ﴾ وَسِیۡلَةً اِلٰی ﴿صَلَوٰتِ ﴾ دَعَوَاتِ ﴿الرَّسُوۡلِ ﴾ لَهٗ ﴿اَلَاۤ اِنَّهَا﴾ اَیۡ نَفَقَتَهُمۡ ﴿ قُرۡبَةٌ ﴾ بِضَمِّ الرَّاءِ وَسُکُوۡنِهَا ﴿لَّهُمۡ ﴾ عِنۡدَهٗ ﴿سَیُدۡخِلُهُمُ اللّٰهُ فِیۡ رَحۡمَتِهٖ ﴾ جَنَّتِهٖ ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ ﴾ لِاَهۡلِ طَاعَتِهٖ ﴿رَّحِیۡمٌ (۹۹) ﴾ بِهِمۡ.

﴿ترجمہ﴾

تم سے بہانے بنائیں گے (جہاد سے رہ جانے کے بارے میں......۱......) جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (جنگ سے فارغ ہو کر) تم (ان سے) فرمانا بہانے نہ بناؤ (ہم ہرگز تمہاری تصدیق نہ کریں گے......۲......) اللہ نے تمہاری خبریں دے دی ہیں (یعنی ہمیں تمہارے احوال کی خبر دے دی ہے) اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے پھر تمہیں لوٹایا جائیگا (مرنے کے بعد

اٹھا کر) اس کی طرف جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے (یعنی اللہ عزوجل کی طرف......۴......) وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے (یعنی وہ تمہیں اس پر جزاء دیگا) اب تمہارے آگے اللہ کی قسم کھائیں گے......۵...... جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے (انقلبتم بمعنی رجعتم ہے، جنگ تبوک سے فارغ ہونے کے بعد وہ تمہارے پاس آکر قسمیں کھائیں گے کہ وہ عذر کی وجہ سے جنگ سے رہ گئے) اس لئے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو (عتاب ترک کر کے ان سے چشم پوشی کرو......۵......) تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑ دو وہ تو نرے پلید ہیں (باطنی خباثت کی وجہ سے گندے ہیں) اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے بدلہ اس کا جو کماتے تھے تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو گر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بیشک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا (یعنی اللہ عزوجل ان سے راضی نہ ہوگا اور اللہ ﷻ کی ناراضگی کے ساتھ آپ ﷺ کی رضا ان کو نفع نہ دی گی) اعرابی......۶...... (یعنی گنوار دیہاتی) کفر ونفاق میں زیادہ سخت ہیں (بمقابلہ شہری کافروں کے، اپنے ظلم وجفاء، سخت دلی، اور سماع قرآن سے دوری کی وجہ سے) اور اسی قابل ہیں (اجدر بمعنی اولی ہے) کہ (ان دراصل بان ہے) اللہ نے جو حکم (یعنی احکام اور شرائع) اپنے رسول پر اتارے اس سے جاہل رہیں اور اللہ علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) اور حکمت والا ہے (اس صنعت میں جو وہ ان کے ساتھ فرماتا ہے) اور کچھ گنوار وہ ہیں کہ جو خرچ کرنے کو (راہ خدا عزوجل میں) تاوان سمجھیں......۷...... (یعنی اسے تاوان اور مالی نقصان سمجھیں کیونکہ وہ ثواب کی امید نہیں رکھتے بلکہ بربنائے خوف اپنا مال نیکی کے کاموں میں خرچ کیا کرتے تھے ان گنواروں سے مراد قبیلہ بنو اسد، اور غطفان تھا) اور انتظار کریں (یتربص بمعنی ینتظر ہے) تم پر گردشیں آنے کا......۸...... (کہ گردش زمانہ کہیں تمہیں الٹ پلٹ کردے اور اس خرچے سے ان کی جان چھوٹ جائے) انہیں پر ہے بری گردش (یعنی ہلاکت وعذاب انہی پر گھوم رہا ہے آپ لوگوں پر نہیں) اور اللہ سننے والا ہے (اپنے بندوں کے اقوال کو) جاننے والا ہے (ان کے کاموں کو) اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں (جیسے قبیلہ جھینہ اور مزینۃ) اور بناتے ہیں اسے جو خرچ کرتے (اللہ عزوجل کی راہ میں) نزدیکیاں (جو انہیں قرب دلائیں گی) اللہ کے یہاں (وسیلہ) دعائیں لینے کا (صلوات بمعنی دعوات ہے) رسول کی......۹...... (ان کے لئے) ہاں ہاں! وہ (یعنی ان کا یہ خرچ کرنا) باعث قربت ہے (لفظ قربۃ میں راء ساکن اور مضموم دونوں طرح پڑھا گیا ہے) ان کے لیے (اللہ کے نزدیک)، اللہ جلد انہیں داخل کرے گا اپنی رحمت میں (یعنی اپنی جنت میں) بیشک اللہ بخشنے والا ہے (اپنے فرمانبرداروں کو) مہربان ہے (ان پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیھم﴾

یعتذرون: فعل بافاعل......الیکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......رجعتم الیھم: جملہ فعلیہ جزا محذوف "یعتذرون الیکم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل لا تعتذروا لن نومن لکم قد نبانا اللہ من اخبارکم﴾

قل: قول......لاتعتذروا: فعل نہی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ...... لن نومن: فعل نفی بافاعل،لکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ......قد: تحقیقیہ......نبانا اللہ: فعل ومفعول وفاعل......من اخبارکم: ظرف مستقر......"اخبارا" محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وسیری اللہ عملکم ورسولہ ثم تردون الی علم الغیب والشھادۃ﴾

و: عاطفہ......سین: حرف استقبال،یری اللہ: فعل وفاعل......عملکم ورسولہ: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ثم: عاطفہ،تردون: فعل بافاعل......الی: جار،علم: مضاف،الغیب والشھادۃ: مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فینبئکم بما کنتم تعملون سیحلفون باللہ لکم اذا انقلبتم الیھم لتعرضوا عنھم﴾

ف: عاطفہ...... ینبئکم: فعل بافاعل ومفعول......بما کنتم تعملون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ...... سیحلفون باللہ: فعل بافاعل وظرف لغو......لکم: ظرف لغو ثانی......اذا: مضاف......انقلبتم الیہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف ، لام: جار ،تعرضوا عنھم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثالث،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم محذوف "انھم معذرون فی تخلفھم" کیلئے قسم،ملکر جملہ قسمیہ ہوکر ماقبل "یعتذرون الیکم" سے بدل واقع ہے۔

﴿فاعرضوا عنھم انھم رجس وماوھم جھنم جزاء بما کانوا یکسبون﴾

ف: فصیحہ،اعرضوا عنھم: فعل امر بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ،انھم: حرف مشبہ واسم، رجس: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: مستانفہ،ماوھم: مبتدا،جھنم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،جزاء: مصدر بافاعل،بما کانوا یکسبون: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر "یجزون" فعل محذوف کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یحلفون لکم لترضوا عنھم فان ترضوا عنھم فان اللہ لا یرضی عن القوم الفسقین﴾

یحلفون لکم: فعل بافاعل وظرف لغو...... لام: جار......ترضوا عنھم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ......ف: فصیحہ......ان: شرطیہ......ترضوا عنھم: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فلاینفعھم رضاکم" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ ف: عاطفہ تعلیلیہ،ان اللہ: حرف مشبہ واسم لایرضی عن القوم الفسقین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿الاعراب اشد کفرا و نفاقا واجدر الا یعلموا حدود ما انزل اللہ علی رسولہ

الاعراب: مبتدا......اشد: اسم تفضیل ھو ضمیر مستتر ممیز...... کفرا ونفاقا: تمیز ،ملکر فاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ

،و: عاطفہ......اجدر: اسم تفضیل با فاعل،ان: مصدریہ......لایعلموا: فعل نفی با فاعل......حدود: مضاف......ما انزل الله علی رسوله: موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله علیم حکیم ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما ویتربص بکم الدوائر﴾

و: عاطفہ،الله: مبتدا،علیم حکیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،من الاعراب: ظرف مستقر خبر مقدم،من: موصولہ،یتخذ: فعل با فاعل،ما ینفق: موصول صلہ،ملکر مفعول اول،مغرما: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ،یتربص: فعل با فاعل،بکم: ظرف مستقر حال مقدم،الدوائر: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿علیهم دائرة السوء والله سمیع علیم﴾

علیهم: ظرف مستقر خبر مقدم......دائرة السوء: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ دعائیہ......و: عاطفہ......الله: مبتدا،سمیع علیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن الاعراب من یومن بالله والیوم الاخر ویتخذ ما ینفق قربت عند الله وصلوت الرسول﴾

و: عاطفہ،من الاعراب: ظرف مستقر خبر مقدم،من: موصولہ،یومن بالله والیوم الاخر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ،یتخذ: فعل با فاعل،ما ینفق: موصول صلہ،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،صلوت الرسول: معطوف،ملکر مفعول اول،قربت: موصوف، عندالله: ظرف متعلق بمحذوف صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا انها قربة لهم سیدخلهم الله فی رحمته ان الله غفور رحیم﴾

الا: حرف تنبیہ،انها: حرف مشبہ و اسم، قربة: موصوف،لهم: ظرف مستقر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،سیدخلهم الله: فعل ومفعول وفاعل،فی رحمته: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، غفور رحیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......علیهم دائرة السوء ......☆ یہ آیت قبیلہ اسد وغطفان وتمیم کے اعرابوں کے بارے میں نازل ہوئی پھر اللہ ﷻ نے ان میں سے جن کو مستثنی کیا ان کا ذکر اگلی آیتوں میں ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

معذورین کا بیان:

۱......تبوک سے رہ جانے والوں کی تعداد اسّی سے کچھ زیادہ تھی، پس وہ سید عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کی بارگاہ میں آکر باطل طریقے سے عذر پیش کرنے لگے۔ اور رب کریم کا یہ فرمان ﴿قل لا تعتذروا﴾ سید عالم ﷺ کی زبان اقدس سے ان عذر

پیش کرنے والوں کے جواب کے طور پر میں نکلا۔ (الصاوی، ج۳، ص۶۷)

ایک ایمان افروز نکتہ جسے تفسیر مظہری میں پڑھا وہ یہ کہ ان عذر کرنے والوں اور باطل خیال بندیوں کو سید عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کی بارگاہ میں پیش کرنے والوں نے بعد میں پیش کیا، اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو اس کی اطلاع پہلے ہی عطا فرما دی۔

تصدیق نہ کرنے سے کیا مراد ھے؟

۲۔۔۔۔۔لن نومن لکم بمعنی لن نصدقکم ہے یعنی ہم تمہارے جھوٹے اعذار کی تصدیق ہرگز نہ کریں گے، اور اس جملے سے مراد لاتعتذروا میں موجود علت کی نفی کرنا ہے کیونکہ عذر پیش کرنے والے کی غرض یہ ہوتی ہے کہ جس معاملے میں وہ عذر پیش کر رہا ہے اس کے عذر کی تصدیق کی جائے۔ (المدارک، ج۱، ص۲۰۷)

عالم الغیب کون ھے؟

۳۔۔۔۔۔اللہ ﷻ ہر غیب اور ظاہر کو جاننے والا ہے، اور ہر غیب اور ہر ظاہر کو جاننا اللہ ﷻ کے ساتھ مخصوص ہے۔ الغیب میں لام استغراق کا ہے اس لئے مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں ہے، **اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی** اپنے رسالے **"الامن والعلی"** میں فرماتے ہیں کہ علم غیب بالذات اللہ ﷻ کے لئے خاص ہے، کفار اپنے معبودان باطل وغیرہم کے لئے مانتے تھے لہٰذا مخلوق کا عالم الغیب کہنا مکروہ اور یوں کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ اللہ کے بتائے سے امور غیب پر انہیں اطلاع ہے۔

معذورین کے حوالے سے فنی تحقیق:

۴۔۔۔۔۔جملہ سیحلفون باللہ جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کے جھوٹے عذر کی تاکید اور تقریر کے لئے ہے، اور جملہ سیحلفون میں سین تاکید کے لئے ہے اور معطوف علیہ محذوف ہے جس پر کلام مبارکہ دلالت کر رہا ہے اور محذوف جملہ سے مراد ما اعتذروا بہ من الأکاذیب ہے، اور جملہ سیحلفون، یعتذرون کا بدل یا بیان ہے۔ مفسر کا قول انھم معذورون فی التخلف میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ معطوف علیہ محذوف ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۲۹۹)

بترک المعاتبۃ:

۵۔۔۔۔۔مفسر کا قول بترک المعاتبۃ جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کی توبیخ کے لئے ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۲۹۹)

اعرابی کسے کہتے ھیں؟

۶۔۔۔۔۔العرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں، اور الاعراب اصل میں اس کی جمع ہے۔ پھر یہ دیہات اور گاؤں میں رہنے والوں کے لئے اسم بن گیا، عرف میں جنگلوں اور صحراء میں رہنے والوں کو الاعرابی کہا جاتا ہے ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ الاعراب کی جمع اعاریب ہے اور الاعراب کا معنی بیان ہے۔ (المفردات، ص۳۳۱)

عرب اور اعراب میں فرق یہ ہے کہ اعراب کی اللہ ﷻ نے اس آیت میں مذمت فرمائی اور عرب کی سید عالم ﷺ نے مدح فرمائی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا ''تین وجوہ سے عرب سے محبت رکھو کیونکہ میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہوگی''۔ (المجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۵۲)

لفظ مغرما کی تحقیق:

۷.....اللہ ﷻ کا فرمان ﴿من یتخذ ما ینفق مغرما﴾ من مبتداء ہے، اور من موصولہ یا موصوفہ بھی ہوسکتا ہے، اور مغرما مفعول ثانی ہے اس لئے کہ یہاں اتخذ لفظ صیر کے معنی میں ہے، اور لفظ المغرم، الخسران کے معنی میں ہے جو کہ الغرام سے مشتق ہے مراد اس سے ہلاکت ہے اس لئے کہ ان کے مال خرچ کرنے کا سبب یہی ہلاکت تھی کہ نہ خرچ کرنے سے ہلاکت آجائے گی۔ (الجمل، ج ۳، ص ۳۰۱)

دوائر کی تحقیق:

۸.....دوائر، دائرہ کی جمع ہے اس سے مراد وہ تکالیف ہیں جو انسانوں کو مصیبت کے ذریعے گھیر لیتی ہیں۔

(الصاوی، ج ۳، ص ۶۸)

حصول قُرب کا ذریعہ!

۹.....تبیان القرآن جلد ۵ صفحہ نمبر ۲۳۵ پر ہے کہ قربات جمع ہے قربۃ کی، اور یہ وہ چیز ہے جس سے اللہ ﷻ کی طرف تقرب حاصل کی جائے اور اس کا معنی یہ ہے کہ وہ جو کچھ اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرتے تھے اس کو اللہ ﷻ کی طرف قرب کا ذریعہ قرار دیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی دعا کے حصول کا سبب قرار دیتے تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ صدقہ کرنے والوں کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے۔

☆.....حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے پاس جب کوئی صدقہ لے کر آتا تو آپ ﷺ فرماتے ''اے اللہ! فلاں پر صلوۃ نازل فرما یعنی اس پر رحم فرما اور اس کی مغفرت فرما''، اور جب میرے باپ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! آل ابو اوفی پر صلوۃ بھیج''۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الزکوۃ، باب دعاء المتصدق، رقم: ۱۵۹۰، ص ۲۹۸)۔

☆.....☆ ای اللہ: یہاں اس جانب اشارہ ہے کہ ضمیر کی جگہ اسم ظاہر (اسم جلالت) لایا گیا ہے، تاکہ نافرمانوں پر مزید شدت کا اظہار کیا جاسکے۔ من الاحکام و الشرائع: اس جملے کے ذریعے حدود کا بیان مقصود ہے۔

ای عنھم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں مقام اضمار ہے، تاکہ ان کے طاعت سے نکل جانے کے وصف پر مزید طعن وتشنیع کی جاسکے۔ قربات: یہاں مضاف محذوف ہے، اصل عبارت یوں ''بسبب قربات'' ہے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۶۸)

رکوع نمبر: ۲

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ﴾ وَهُمْ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا اَوْ جَمِيْعُ الصَّحَابَةِ ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ﴾ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿بِاِحْسَانٍ﴾ فِى الْعَمَلِ ﴿رَّضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ بِطَاعَتِهٖ ﴿وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ بِثَوَابِهٖ ﴿وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ﴾ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِزِيَادَةِ مِنْ ﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ(۱۰۰)﴾ ﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ﴾ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ﴿مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ﴾ كَاَسْلَمَ وَاَشْجَعَ وَغِفَارٍ ﴿وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ﴾ مُنَافِقُوْنَ اَيْضًا ﴿مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ لَجُّوْا فِيْهِ وَاسْتَمَرُّوْا ﴿لَا تَعْلَمُهُمْ﴾ خِطَابٌ لِلنَّبِىِّ ﷺ ﴿نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ﴾ بِالْفَضِيْحَةِ اَوِ الْقَتْلِ فِى الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ ﴿ثُمَّ يُرَدُّوْنَ﴾ فِى الْاٰخِرَةِ ﴿اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ(۱۰۱)﴾ هُوَ النَّارُ ﴿وَ﴾ قَوْمٌ ﴿اٰخَرُوْنَ﴾ مُبْتَدَاءٌ ﴿اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ﴾ مِنَ التَّخَلُّفِ نَعْتُهُ وَالْخَبَرُ ﴿خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا﴾ هُوَ جِهَادُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ اَوْ اِعْتِرَافُهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ اَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ ﴿وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا﴾ وَهُوَ تَخَلُّفُهُمْ ﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(۱۰۲)﴾ نَزَلَتْ فِىْ اَبِىْ لُبَابَةَ وَجَمَاعَةٍ اَوْ ثَقُوْا اَنْفُسَهُمْ فِىْ سَوَارِى الْمَسْجِدِ لَمَّا بَلَغَهُمْ مَا نُزِّلَ فِى الْمُتَخَلِّفِيْنَ وَحَلَفُوْا لَا يَحِلُّهُمْ اِلَّا النَّبِىُّ ﷺ فَحَلَّهُمْ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ مِنْ ذُنُوْبِهِمْ فَاَخَذَ ثُلُثَ اَمْوَالِهِمْ وَتَصَدَّقَ بِهَا ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ اَىْ اُدْعُ لَهُمْ ﴿اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ﴾ رَحْمَةٌ ﴿لَّهُمْ﴾ وَقِيْلَ طَمَانِيَّةٌ بِقَبُوْلِ تَوْبَتِهِمْ ﴿وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ(۱۰۳)﴾ ﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ﴾ يَقْبَلُ ﴿الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ﴾ عَلٰى عِبَادِهٖ بِقَبُوْلِ تَوْبَتِهِمْ ﴿الرَّحِيْمُ(۱۰۴)﴾ بِهِمْ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِيْرِ بِهٖ تَهْيِيْجُهُمْ اِلَى التَّوْبَةِ وَالصَّدَقَةِ ﴿وَقُلِ﴾ لَهُمْ اَوْ لِلنَّاسِ ﴿اعْمَلُوْا﴾ مَاشِئْتُمْ ﴿فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ﴾ بِالْبَعْثِ ﴿اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ اَىِ اللّٰهِ ﴿فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ(۱۰۵)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ ﴿وَ اٰخَرُوْنَ﴾ مِنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ ﴿مُرْجَوْنَ﴾ بِالْهَمْزِ وَتَرْكِهٖ مُؤَخَّرُوْنَ عَنِ التَّوْبَةِ ﴿لِاَمْرِ اللّٰهِ﴾ فِيْهِمْ بِمَا يَشَاءُ ﴿اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ﴾ بِاَنْ يُمِيْتَهُمْ بِلَا تَوْبَةٍ ﴿وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿حَكِيْمٌ(۱۰۶)﴾ فِىْ صُنْعِهٖ بِهِمْ وَهُمُ الثَّلٰثَةُ الْاٰتُوْنَ بَعْدُ مِرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَكَعْبُ بْنُ مَالِكٍ وَهِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ تَخَلَّفُوْا كَسَلًا وَمَيْلًا اِلَى الدَّعَةِ لَا نِفَاقًا وَلَمْ يَعْتَذِرُوْا اِلَى النَّبِىِّ ﷺ كَغَيْرِهِمْ فَوُقِّفَ اَمْرُهُمْ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَهَجَرَهُمُ النَّاسُ حَتّٰى نَزَلَتْ تَوْبَتُهُمْ بَعْدُ ﴿وَ﴾ مِنْهُمْ ﴿الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا﴾ وَهُمْ اِثْنَا عَشَرَ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ ﴿ضِرَارًا﴾ مُضَارَّةً لِاَهْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ ﴿وَّكُفْرًا﴾ لِاَنَّهُمْ

بَنَوْهُ بِاَمْرِ اَبِیْ عَامِرِ الرَّاهِبِ لِیَكُوْنَ مَعْقِلًا لَهُ یَقْدِمُ فِیْ مَنْ یَّاْتِیْ مِنْ عِنْدِهٖ وَكَانَ ذَهَبَ لِیَاْتِیَ بِجُنُوْدٍ مِنْ قَیْصَرَ لِقِتَالِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿وَتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ اَلَّذِیْنَ یُصَلُّوْنَ بِقُبَاءٍ بِصَلَاةِ بَعْضِهِمْ فِیْ مَسْجِدِهِمْ ﴿وَاِرْصَادًا﴾ تَرَقُّبًا ﴿لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ﴾ اَیْ قَبْلَ بِنَائِهٖ وَهُوَ اَبُوْ عَامِرِ الْمَذْكُوْرِ ﴿وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ﴾ مَا ﴿اَرَدْنَآ﴾ بِبِنَائِهٖ ﴿اِلَّا﴾ اَلْفِعْلَةَ ﴿الْحُسْنٰى﴾ مِنَ الرِّفْقِ بِالْمِسْكِیْنِ فِی الْمَطَرِ وَالْحَرِّ وَالتَّوْسُعَةِ عَلَى الْمُسْلِمِیْنَ ﴿وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ(۱۰۷)﴾ فِیْ ذٰلِكَ وَكَانُوْا سَاَلُوا النَّبِیَّ ﷺ اَنْ یُّصَلِّیَ فِیْهِ فَنَزَلَ ﴿لَا تَقُمْ﴾ تُصَلِّ ﴿فِیْهِ اَبَدًا﴾ فَاَرْسَلَ جَمَاعَةً هَدَمُوْهُ وَحَرَّقُوْهُ وَجَعَلُوْا مَكَانَهٗ كُنَاسَةً تُلْقٰی فِیْهَا الْجِیَفُ ﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ﴾ بُنِیَتْ قَوَاعِدُهٗ ﴿عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ﴾ وُضِعَ یَوْمَ حَلَلْتُ بِدَارِ الْهِجْرَةِ وَهُوَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ كَمَا فِی الْبُخَارِیْ ﴿اَحَقُّ﴾ مِنْهُ ﴿اَنْ﴾ اَیْ بِاَنْ ﴿تَقُوْمَ﴾ تُصَلِّیَ ﴿فِیْهِ رِجَالٌ﴾ هُمُ الْاَنْصَارُ ﴿یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ(۱۰۸)﴾ اَیْ یُثِیْبُهُمْ وَفِیْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الطَّاءِ رَوٰى ابْنُ خُزَیْمَةَ فِیْ صَحِیْحِهٖ عَنْ عُوَیْمِرِ بْنِ سَاعِدَةَ اَنَّهٗ ﷺ اَتَاهُمْ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ فَقَالَ " اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَحْسَنَ عَلَیْكُمُ الثَّنَاءَ فِی الطُّهُوْرِ فِیْ قِصَّةِ مَسْجِدِكُمْ فَمَا هٰذَا الطُّهُوْرُ الَّذِیْنَ تَطَهَّرُوْنَ بِهٖ " قَالُوْا وَاللّٰهِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَعْلَمُ شَیْئًا اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ لَنَا جِیْرَانٌ مِنَ الْیَهُوْدِ وَكَانُوْا یَغْسِلُوْنَ اَدْبَارَهُمْ مِنَ الْغَائِطِ فَغَسَلْنَا كَمَا غَسَلُوْا، وَفِیْ حَدِیْثٍ رَوَاهُ الْبَزَّارُ فَقَالُوْا نَتَّبِعُ الْحِجَارَةَ بِالْمَاءِ فَقَالَ هُوَ ذَاكَ فَعَلَیْكُمُوْهُ ﴿اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى﴾ مَخَافَةٍ ﴿مِنَ اللّٰهِ وَ﴾ رَجَاءٍ ﴿رِضْوَانٍ﴾ مِنْهُ ﴿خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰى شَفَا﴾ طَرَفِ ﴿جُرُفٍ﴾ بِضَمِّ الرَّاءِ وَسُكُوْنِهَا جَانِبٍ ﴿هَارٍ﴾ مُشْرِفٍ عَلَى السُّقُوْطِ ﴿فَانْهَارَ بِهٖ﴾ سَقَطَ مَعَ بَانِیْهِ ﴿فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ﴾ خَیْرٌ تَمْثِیْلٌ لِلْبِنَاءِ عَلٰى ضِدِّ التَّقْوٰى بِمَا یَؤُوْلُ اِلَیْهِ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِیْرِ اَیِ الْاَوَّلُ خَیْرٌ وَهُوَ مِثَالُ مَسْجِدِ قُبَاءٍ، وَالثَّانِیْ مَسْجِدِ الضِّرَارِ ﴿وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ(۱۰۹)﴾ ﴿لَا یَزَالُ بُنْیَانُهُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَةً﴾ شَكًّا ﴿فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ﴾ تَنْفَصِلَ ﴿قُلُوْبُهُمْ﴾ بِاَنْ یَّمُوْتُوْا ﴿وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿حَكِیْمٌ(۱۱۰)﴾ فِیْ صُنْعِهٖ بِهِمْ .

﴿ترجمہ﴾

اور سب میں اگلے پچھلے مہاجر اور انصار......۱......(یا تو اس سے وہ انصار و مہاجر صحابہ کرام ﷺ مراد ہیں جو جنگ بدر میں شہید ہوئے......۲......یا پھر تمام صحابہ کرام ﷺ مراد ہیں) اور جو ان کے پیرو ہوئے (قیامت تک......۳......) بھلائی کے ساتھ (یعنی اچھے اعمال

کر کے) اللہ ان سے راضی (ان کی فرماں برداری کی وجہ سے) اور وہ اللہ سے راضی (اس کے عطا کردہ ثواب کے سبب) اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں (ایک قرأت میں مــن زائد ہے) ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے اور تمہارے آس پاس کے (اے اہل مدینہ) کچھ گنوار منافق ہیں (جیسے قبیلہ اسلم، اشجع اور غفار کے) اور کچھ مدینہ والے (بھی منافق ہیں) ان کی خو ہو گئی ہے نفاق (یہ نفاق میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اس پر ڈٹے ہوئے ہیں......۴......) تم انہیں نہیں جانتے (یہ خطاب نبی پاک ﷺ سے ہے) ہم انہیں جانتے ہیں جلد ہم انہیں دوبارہ عذاب کریں گے (دنیا میں رسوا اور قتل کر کے اور عذاب قبر میں مبتلا کر کے......۵......) پھر پھیرے جائیں گے (آخرت میں) بڑے عذاب کی طرف (اس سے مراد جہنم کا عذاب ہے) اور (ایک قوم) دوسری ہے (اخــرون مبتدا ہے) جو اپنے گناہوں کے مقر ہوئے (جہاد پر نہ جانے کے گناہ کا اقرار کیا، اعترفوا بذنوبھم یہ اخرون کی صفت اور خبر ہے) اور ملایا ایک کام اچھا (اس عمل صالح سے مراد ان کا اس تخلف سے قبل جہاد میں شریک ہونا ہے یا اپنے گناہوں کا اعتراف کر لینا وغیرہ ہے......۶......) اور دوسرا برا (اس سے مراد تخلف یعنی جہاد سے رہ جانا ہے) قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (یہ آیت مبارکہ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جب انہیں خبر پہنچی کہ اس جنگ میں شرکت سے رہ جانے والوں کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے تو اسے سن کر انہوں نے اپنے جسموں کو مسجد میں ستونوں سے بندھوا لیا اور قسم کھائی کہ اپنے آپ کو نہ کھولیں گے جب تک حضور ﷺ راضی ہو کر خود نہ کھولیں پس جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو نبی پاک ﷺ نے انہیں کھول دیا) اے محبوب ﷺ ان کے مال میں سے زکوۃ کی تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو (انہیں ان کے گناہوں سے اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ نے ان کا ثلث مال قبول فرما کر صدقہ کر دیا......۷......) اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو (صــلـوۃ بمعنی دعا ہے) بیشک تمہاری دعائیں (یعنی رحمت ہے) ان کے لیے (ایک قول یہ ہے کہ ان کی توبہ قبول ہونے کا اطمنان ہے......۸......) اور اللہ سنتا جانتا ہے کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے......۹......اور لیتا ہے (یعنی قبول فرماتا ہے) صدقات کو اور یہ کہ اللہ ہی (اپنے بندوں کی طرف ان کی توبہ قبول کر کے) رحم کرنے والا ہے (الــم پر ہمزہ استفہام تقریری ہے اور اس سے مقصود لوگوں کو صدقہ دینے اور توبہ کرنے پر ابھارنا ہے......۱۰......) اور تم فرماؤ (ان سے یا لوگوں سے) کام کرو (جو چاہو) اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان اور جلد تمہیں پھیرا جائے گا (موت کے بعد دوبارہ زندہ کر کے) اس کی طرف جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے (یعنی اللہ جل جلالہ کی طرف) تو وہ تمہارے کام تمہیں جتا دے گا (تمہیں ان کی جزا دے گا) اور کچھ (متـخـلـفـین، پیچھے رہ جانے والوں میں سے) موقوف رکھے گئے (لفظ مــرجــون کو ہمزہ اور بغیر ہمزہ دونوں طرح پڑھا گیا ہے یعنی کچھ سے عذاب موخر کر دیا گیا ہے......۱۱......) اللہ کے حکم پر (جو اُس نے ان لوگوں کے بارے میں چاہا) یا تو ان پر عذاب کرے (کہ بلا توبہ کی توفیق دیئے انہیں موت عطا فرمائے) یا ان کی توبہ قبول کرے اللہ علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) حکمت والا ہے (ان تمام امور میں جو وہ ان کے ساتھ فرماتا ہے یہ رہ جانے والے تین اشخاص تھے مرارۃ بن ربیع، کعب

بن مالک اور ہلال بن امیہ یہ لوگ بر بنائے نفاق نہیں بلکہ سستی اور آسائش کے پیش نظر جنگ میں نہیں گئے ان حضرات نے دیگر لوگوں کی طرح بارگاہ رسالت میں معذرت نہیں کی ان کا معاملہ پانچ راتوں تک موقوف رہا اور لوگوں نے ان کا بائیکاٹ کر دیا اس کے بعد ان کی قبولیت توبہ کی آیت نازل ہوئی) اور (ان میں سے) وہ جنہوں نے مسجد بنائی (یہ بارہ منافق تھے) نقصان پہنچانے کو......۱۲ (مسجد قباء کے نمازیوں کو نقصان پہنچانے کو) اور کفر کے سبب (کیونکہ انہوں نے یہ مسجد ابو عامر نامی راہب کے حکم سے بنائی تا کہ ان کا ایک ٹھکانہ بن جائے جس میں وہ ان کے پاس آنا جانا کر سکے وہ ان کے پاس آتا تھا تا کہ وہ نبی پاک ﷺ سے جنگ کرنے کیلئے قیصر کے پاس سے لشکر لا سکے) اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو (جو مسجد قباء میں نماز ادا کرتے تھے ان میں سے بعض ان کی مسجد ضرار میں جانے لگیں) اور اس کے انتظار میں ہیں (ارصادا بمعنی ترقبا ہے) جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے (یعنی مسجد بننے سے پہلے ہی، مراد اس سے ابو عامر ہے جس کا ماقبل ذکر ہوا) اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے نہ چاہا (ان بمعنی ما ہے) مگر بھلائی (کا کام کہ بارش اور گرمی میں مساکین کیلئے آسانی ہو جائیگی اور مسلمانوں کیلئے وسعت و کشادگی ہوگی) اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں (اپنی قسم میں اور انہوں نے نبی پاک ﷺ سے سوال کیا کہ وہ اس مسجد میں آکر نماز پڑھیں تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) تم کھڑے نہ ہونا (یعنی نماز نہ پڑھنا) اس مسجد میں کبھی (تب رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو اس مسجد کی طرف روانہ کیا ان حضرات نے اس مسجد کو ڈھا کر جلا دیا اور اس کی جگہ کچرا کونڈی بنا دی جس میں مردار پھینکے جاتے تھے) بیشک وہ مسجد جس کی بنیاد رکھی گئی (جس کے ستونوں کی بنیاد رکھی گئی) پہلے ہی دن سے تقوی پر (اس مسجد کی بنیاد نبی پاک ﷺ نے اس وقت رکھی جب آپ ﷺ کا قیام مدینہ طیبہ میں تھا اس سے مراد مسجد قباء ہے......۱۳ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے) وہ زیادہ لائق ہے (مسجد ضرار کے مقابلے میں) کہ تم کھڑے ہو اس میں (یعنی نماز پڑھو) اسمیں وہ لوگ ہیں (مراد اس سے انصار ہیں) کہ خوب ستھرے ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں (یعنی اللہ ﷻ ان کو ثواب عطا فرمائے گا لفظ المطھرین میں دراصل تاء کا طاء میں ادغام ہے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں سیدنا عویمر بن ساعدہ سے روایت کیا کہ نبی پاک ﷺ مسجد قباء میں انصار کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا اے گروہ انصار! تمہاری مسجد کے واقعہ میں اللہ ﷻ نے تمہاری ثناء فرمائی ہے تو وہ کونسی پاکی ہے جسے تم اختیار کرتے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں کہ ہمارے ہمسائے یہودی ہیں وہ بڑا استنجاء کر کے اپنی ادبار دھوتے ہیں تو ہم بھی ان کی طرح بڑا استنجاء کرنے کے بعد مقام مخصوص کو دھونے لگے جس طرح وہ دھویا کرتے تھے، اور بزاز کی روایت کردہ حدیث میں ہے انہوں نے عرض کی ہم ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد پانی سے طہارت کرتے ہیں یہ سن کر حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہی وہ فعل ہے تم اپنے اس معمول پر ڈٹے رہو) تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی اللہ سے ڈر (تقوی بمعنی خوف و ڈر ہے) اور (امید کرتے ہوئے) اس کی رضا کی وہ بھلا یا وہ جس نے اپنی بنیاد رکھی ایک گرنے والے گڑھے کے کنارے......۱۴ (شفا کا معنی طرف و کنارہ ہے جرف کو راء مضموم اور ساکن دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، ھار اس چیز کو کہتے ہیں جو گرنے کے قریب ہو) تو وہ اسے لیکر گر پڑا (

یعنی اپنے بنانے والے کے سمیت گر پڑا) جہنم کی آگ میں (وہ بہتر ہے ام من اسس یا اس عمارت بنانے کی تمثیل ہے جو تقوی کے متضاد ہو اس کے گرنے کے قریب ہونے کے سبب سے اور الظلمین استفہام تقریری ہے معنی پہلا شخص بہتر ہے یہ مسجد قباء کی مثل ہے اور دوسرا مسجد ضرار کی مثال ہے) اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا وہ تعمیر جو چنی ہمیشہ ان کے دل میں کھٹکتی رہے گی (ریبۃ بمعنی شک ہے) مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں (بایں طور پر کہ وہ مر جائیں) اور اللہ جاننے والا ہے (اپنی مخلوق کو) حکمت والا ہے (ان امور میں جو وہ ان کے ساتھ فرماتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والسبقون الاولون من المهجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضو عنه واعدلهم جنت تجرى تحتها الانهر خلدين فيها ابدا﴾

و: عاطفہ......السبقون: موصوف،الاولون: صفت،ملکر ذوالحال،من المهاجرین والانصار: ظرف مستقر حال ،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،الذین: موصول......اتبعوا: فعل واو ضمیر ذوالحال،باحسان: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ھم: مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر معطوف،ملکر مبتدا،رضی الله عنهم: فعل وفاعل وظرف،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ورضوا عنه: جملہ فعلیہ معطوف اول،و: عاطفہ......اعد: فعل بافاعل،لام: جار......ھم: ذوالحال،خلدین فیھا ابدا: شبہ جملہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،جنت: موصوف......تجری تحتها الانهر: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلك الفوز العظيم وممن حولكم من الاعراب منفقون ومن اهل المدينة مردوا على النفاق لا تعلمهم﴾

ذلک: مبتداء،الفوز العظیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: مستانفہ،من: جار،من: موصولہ،حولکم: ظرف صلہ،ملکر مجرور،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،من اهل المدینة: ملکر معطوف،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم،من الاعراب: ظرف مستقر حال مقدم،منفقون: ذوالحال،ملکر موصوف،مردوا علی النفاق: جملہ فعلیہ صفت اول، لاتعلمهم: جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نحن نعلمهم سنعذبهم مرتين ثم يردون الى عذاب عظيم﴾

نحن: مبتدا......نعلمهم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ...... سنعذبهم: فعل بافاعل ومفعول......مرتین: ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ......ثم: عاطفہ......یردون: فعل بانائب الفاعل......الی عذاب عظیم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واخرون اعترفوا بذنوبهم خلطوا عملا صالحا واخر سيئا﴾

و: عاطفہ،اخرون: موصوف......اعترفوا بذنوبهم: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مبتداء، خلطوا: فعل بافاعل،عملا صالحا: مرکب توصیفی معطوف علیہ......واخر سیئا: مرکب توصیفی معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿عسی اللہ ان یتوب علیھم ان اللہ غفور رحیم﴾

عسی اللہ : فعل مقارب واسم......ان یتوب علیھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر،ملکر جملہ فعلیہ...... ان اللہ: حرف مشبہ واسم...... غفور رحیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم﴾

خذ: فعل امر انت ضمیر ذوالحال......تطھرھم : جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وتزکیھم بھا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر حال،ملکر فاعل......من اموالھم : ظرف لغو......صدقۃ: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......صل: فعل امر بافاعل،علیھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "خذ من اموالھم" پر معطوف ہے۔

﴿ان صلوتک سکن لھم واللہ سمیع علیم﴾

ان صلوتک: حرف مشبہ واسم......سکن: موصوف،لھم: ظرف مستقر صفت ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ ،اللہ : مبتدا......سمیع علیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم یعلموا ان اللہ ھو یقبل التوبۃ عن عبادہ ویاخذ الصدقت وان اللہ ھو التواب الرحیم﴾.

ھمزہ: حرف استفہام،یعلموا: فعل نفی بافاعل،ان اللہ: حرف مشبہ واسم،ھو: مبتدا،یقبل التوبۃ عن عبادہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ......یاخذ الصدقت: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ،ان اللہ : حرف مشبہ واسم،ھو التواب الرحیم: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنین﴾.

و: عاطفہ......قل: قول......اعملوا: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ...... ف: فصیحہ......یری: فعل......اللہ: معطوف علیہ......ورسولہ: معطوف اول......والمومنون: معطوف ثانی،ملکر فاعل......عملکم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذاکان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وستردون الی علم الغیب والشھادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون﴾ ترکیب ماقبل گزر چکی ہے۔

﴿واخرون مرجون لامر اللہ اما یعذبھم واما یتوب علیھم واللہ علیم حکیم﴾.

و: عاطفہ......اخرون: موصوف......مرجون: اسم مفعول واو ضمیر نائب الفاعل......لامر اللہ: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت،ملکر مبتدا......اما: حرف شرط وتفصیل......یعذبھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......اما: حرف تفصیل،یتوب علیھم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......اللہ: مبتدا......علیم حکیم : خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین اتخذوا مسجدا ضرارا و کفرا وتفریقا بین المومنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل﴾

و: مستانفہ......الذین: موصول......اتخذوا مسجدا: فعل بافاعل ومفعول......ضرارا: معطوف علیہ......وکفرا: معطوف اول......وتفریقابین المومنین: شبہ جملہ معطوف ثانی......و: عاطفہ......ارصادا: مصدر بافاعل......لام: جار......من: موصولہ......حارب: فعل بافاعل......اللہ ورسولہ: مفعول......من قبل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ معطوف ثالث، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر محذوف "فیمایتلی علیکم" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشھد انھم لکذبون﴾.

و: عاطفہ......لام: تاکیدیہ......یحلفن: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم...... ان: نافیہ......اردنا: فعل بافاعل، الا: حرف حصر......الحسنی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ،و: عاطفہ......اللہ: مبتدا......یشھد: فعل بافاعل......انھم لکذبون: جملہ اسمیہ۔

﴿لا تقم فیہ ابدا لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ﴾.

لاتقم: فعل نہی بافاعل......فیہ: ظرف لغو، ابدا: ظرف، ملکر جملہ......لام: تاکیدیہ......مسجد: موصوف، اسس: فعل بانائب الفاعل......علی التقوی: ظرف لغو......من اول یوم: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا...... احق: اسم تفضیل بافاعل......ان تقوم فیہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر "ب" جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین﴾.

فیہ: ظرف مستقر خبر مقدم......رجال: موصوف، یحبون: فعل بافاعل......ان یتطھروا: جملہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ، اللہ: مبتدا......یحب المتطھرین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افمن اسس بنیانہ علی تقوی من اللہ ورضوان خیر﴾

ھمزہ: استفہامیہ، من: موصولہ، اسس بنیانہ: فعل بافاعل ومفعول، علی: جار، تقوی: موصوف، من اللہ: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، ورضوان: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، خیر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام من اسس بنیانہ علی شفا جرف ھار فانھار بہ فی نار جھنم﴾

ام: عاطفہ......من: موصولہ، اسس بنیانہ: فعل بافاعل ومفعول......علی شفاجرف ھار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر محذوف "خیر" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ......انھار: کا اسس پر عطف ہے اور اس کا فاعل جرف کی ضمیر ہے، اور بہ: فانھار کے متعلق ہے، ...... فی نار جھنم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والله لا یهدی القوم الظلمین لا یزال بنیانهم الذی بنوا ریبة فی قلوبهم الا ان تقطع قلوبهم والله علیم حکیم﴾.

و: عاطفہ......الله: مبتدا......لا یهدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، لا یزال: فعل ناقص، بنیانهم: موصوف،الذی بنوا: موصول صلہ ملکر صفت،ملکر اسم،ریبة: موصوف،فی قلوبهم: ظرف مستقر صفت،الا: حرف استثناء،ان تقطع قلوبهم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر "وقت" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ،ملکر مستثنی،مستثنی منہ محذوف" فی کل وقت من الاوقات" کیلئے ملکر ظرف مستقر ہوکر صفت ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،الله: مبتدا،علیم حکیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ

﴿شانِ نزول﴾

☆......واخرون اعترفوا بذنوبهم خلطوا ......☆ جمہور مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت مدینہ طیّبہ کے مسلمانوں کی ایک جماعت کے حق میں نازِل ہوئی جو غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے تھے اس کے بعد نادم ہوئے اور توبہ کی اور کہا افسوس ہم گمراہوں کے ساتھ یا عورتوں کے ساتھ رہ گئے اور رسولِ کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب جہاد میں ہیں۔ جب حضور ﷺ اپنے سفر سے واپس ہوئے اور قریب مدینہ پہنچے تو ان لوگوں نے قسم کھائی کہ ہم اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں گے اور ہرگز نہ کھولیں گے یہاں تک کہ رسولِ کریم ﷺ ہی کھولیں۔ یہ قسمیں کھا کر وہ مسجد کے ستونوں سے بندھ گئے جب حضور ﷺ تشریف لائے اور انہیں ملاحظہ کیا تو فرمایا یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو جہاد میں حاضر ہونے سے رہ گئے تھے۔ انہوں نے اللہ ﷻ سے عہد کیا ہے کہ یہ اپنے آپ کو نہ کھولیں گے جب تک حضور ان سے راضی ہو کر انہیں خود نہ کھولیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں انہیں نہ کھولوں گا نہ ان کا عذر قبول کروں جب تک کہ مجھے اللہ کی طرف سے ان کے کھولنے کا حکم دیا جائے۔ تب یہ آیت نازِل ہوئی اور رسولِ کریم ﷺ نے انہیں کھولا تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ مال ہمارے رہ جانے کے باعث ہوئے، انہیں لیجئے اور صدقہ کیجئے اور ہمیں پاک کر دیجئے اور ہمارے لئے دعائے مغفرت فرمایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے تمہارے مال لینے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس پر اگلی آیت "خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ" نازِل ہوئی۔

☆......والذین اتخذوا مسجدا ضرارا ......☆ یہ آیت ایک جماعتِ منافقین کے حق میں نازِل ہوئی جنہوں نے مسجدِ قُبا کو نقصان پہنچانے اور اس کی جماعت متفرق کرنے کے لئے اس کے قریب ایک مسجد بنائی تھی۔ اس میں ایک بڑی چال تھی وہ یہ کہ ابو عامر جو زمانِ جاہلیت میں نصرانی راہب ہو گیا تھا، سیدِ عالم ﷺ کے مدینہ طیّبہ تشریف لانے پر حضور سے کہنے لگا یہ کون سا دین ہے جو آپ لائے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: میں مِلّتِ حنیفیہ، دینِ ابراہیم لایا ہوں، کہنے لگا میں اسی دین پر ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا نہیں، اس نے کہا کہ آپ نے اس میں کچھ اور ملا دیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا نہیں، میں خالص، صاف مِلّت لایا ہوں۔ ابو عامر نے کہا ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ اس کو مسافرت میں تنہا اور بیکس کر کے ہلاک کرے، حضور ﷺ نے آمین فرمایا۔ لوگوں نے اس کا نام ابو عامر فاسق رکھ دیا، روزِ اُحد ابو عامر فاسق نے حضور سے کہا کہ جہاں کہیں کوئی قوم آپ سے جنگ کرنے والی ملے گی میں اس کے ساتھ ہو کر آپ

سے جنگ کروں گا چنانچہ جنگِ حنین تک اس کا یہی معمول رہا اور وہ حضور کے ساتھ مصروف جنگ رہا، جب ہوازن کو شکست ہوئی اور وہ مایوس ہو کر مُلکِ شام کی طرف بھاگا تو اس نے منافقین کو خبر بھیجی کہ تم سے جو سامانِ جنگ ہو سکے قوت وسلاح سب جمع کرو اور میرے لئے ایک مسجد بناؤ، میں شاہِ روم کے پاس جاتا ہوں وہاں سے رومی لشکر لے کر آؤں گا اور سیدِ عالم ﷺ اور ان کے اصحاب کو نکالوں گا۔ یہ خبر پاکر ان لوگوں نے مسجدِ ضرار بنائی تھی اور سیدِ عالم ﷺ سے عرض کیا تھا یہ مسجد ہم نے آسانی کے لئے بنادی ہے کہ جو لوگ بوڑھے، ضعیف، کمزور ہیں وہ اس میں بہ فراغت نماز پڑھ لیا کریں، آپ اس میں ایک نماز پڑھ دیجئے اور برکت کی دعا فرما دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب تو میں سفرِ تبوک کے لئے پابرکاب ہوں، واپسی پر اللہ ﷻ کی مرضی ہوگی تو وہاں نماز پڑھ لوں گا جب نبی ﷺ غزوہ تبوک سے واپس ہو کر مدینہ شریف کے قریب ایک موضع میں ٹھہرے تو منافقین نے آپ سے درخواست کی کہ ان کی مسجد میں تشریف لے چلیں۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور ان کے فاسد ارادوں کا اظہار فرمایا گیا تب رسولِ کریم ﷺ نے بعض اصحاب کو حکم دیا کہ اس مسجد کو جاکر ڈھادیں اور جلادیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ابو عامر راہب مُلکِ شام میں بحالتِ سفر بے کسی وتنہائی میں ہلاک ہوا

☆...... **فیہ رجال یحبون ان یتطھروا** ...... ☆ یہ آیت اہلِ مسجدِ قُبا کے حق میں نازِل ہوئی۔ سیدِ عالم ﷺ نے ان سے فرمایا اے گروہِ انصار اللہ ﷻ نے تمہاری ثنا فرمائی تم وضو اور استنجے کے وقت کیا عمل کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم بڑا استنجاء تین ڈھیلوں سے کرتے ہیں اس کے بعد پھر پانی سے طہارت کرتے ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

السابقون الاولون کون ھیں؟

۱...... **والسابقون** مبتداء ہے اور اس کی خبر کے بارے میں تین صورتیں ہیں پہلی یہ ہے کہ اس کی خبر **رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ** ہے کیونکہ کہ ظاہر طور پر جملہ دعائیہ ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ **الاولون** اس کی خبر ہو اور آیت کا معنی یہ ہے کہ اس ملت میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے یا اہلِ ہجرت میں سے جنت کی جانب سبقت کرنے والے پہلے، اور تیسری صورت یہ ہے کہ **من المھاجرین والانصار** اس کی خبر ہو اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہونگے کہ اس جملے میں اس بات کی اطلاع ہے کہ اس امت کے سابقین مہاجرین وانصار ہیں۔ یہ صورتیں **ابوالبقاء** نے ذکر کی ہیں۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۰۲)

علماء کا اس جملے **السابقون الاولون** کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے چنانچہ حضرت سعید بن میسب، قتادہ اور ابن سیرین رحمہم اللہ نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو دو قبلوں کی جانب نماز پڑھتے تھے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے مراد اہلِ بدر ہیں، **شعبی** علیہ رحمۃ اللہ القوی نے کہا کہ اس سے مراد بیعت رضوان والے ہیں اور یہ بیعت حدیبیہ میں ہوئی تھی، **محمد بن کعب قرظی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے فرمایا کہ اس سے مراد تمام صحابہ کرام ہیں کیونکہ سب نے سیدِ عالم ﷺ کی صحبت پائی ہے، **حمید بن زیاد** علیہ رحمۃ اللہ الغفار

فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے **محمد بن کعب القرظی** علیہ رحمۃ اللہ القوی سے کہا کہ تم مجھے حضور ﷺ کے اصحاب کے بارے میں خبر دو گے جنہیں کوئی فتنہ پہنچا ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ نے ان تمام کی مغفرت فرمادی اور ان کے لئے جنت واجب فرمادی، میں یعنی حمید بن زیاد نے کعب القرظی سے پوچھا کہ کتاب اللہ کی کونسی آیت مبارکہ میں اس کا بیان موجود ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو نے قرآن مجید کی یہ آیت نہیں سنی کہ ﴿السابقون الاولون من المهاجرين والانصار﴾ اللہ نے تمام اصحاب نبی ﷺ پر جنت واجب فرمادی بلکہ ایک روایت میں یہ زیادتی ہے کہ ﴿والذين اتبعوهم باِحسان﴾ فرمایا اس سے تابعین بطور شرط مراد لئے گئے ہیں کیونکہ وہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے حسنات کی پیروی فرماتے تھے نہ کہ سیئات کی۔ بعض علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اس سے مراد سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور سب سے پہلے بی بی **خدیجۃ الکبریٰ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام لائیں اور اس آیت سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے سید عالم ﷺ کے ساتھ نماز ادا فرمائی، بعض علماء نے فرمایا کہ بی بی **خدیجۃ الکبریٰ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد سب سے پہلے اسلام لانے والے **حضرت علی** رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے پھر ان کے اسلام لانے کی عمر کے بارے میں اختلاف پایا جاتا کہ وہ کس سن ہجری میں اسلام لائے؟ ایک قول یہ ہے کہ جب وہ دس سال کے تھے اس وقت اسلام قبول فرمایا اور ایک قول اس سے کم عمر کا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ جب انہوں نے اسلام قبول کیا اس وقت وہ بالغ ہو چکے تھے اور اس میں صحیح قول یہ ہے کہ وہ بالغ ہونے سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے۔ اس بارے میں اور بھی اقوال ہیں جو کہ ہم طوالت کی وجہ سے ذکر نہیں کر رہے۔ (الخازن، ج۲، ص۲۹۹)

من بیانیہ ہے یا تبعیضیہ؟

۲۔۔۔۔۔مفسر کا قول **وهم من شهد بدرا** اس جملے میں من تبعیضیہ ہے اور مفسر کا قول **او جميع الصحابة** کی بناء پر من بیانیہ ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۰۳)

قیامت تک کے لیے صلحاء کا عمل قابل تعریف وستائش ہے!

۳۔۔۔۔۔**الی یوم القیامة** میں اس جانب اشارہ ہے کہ اس سے مراد ہر زمانے کے صلحاء شامل ہیں۔ (الصاوی، ج۳، ص۶۹)

معلوم ہوا کہ عمل صلحاء کا مقبول ہے اور جو عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا وہ نور علی نور ہے، ہاں جو عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کے مطابق نہ ہو وہ اسی وقت محبوب ہوگا جب کہ دین اسلام کے تقاضوں کے مطابق ہو کیونکہ ہر نیا عمل جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں نہ پایا جاتا ہو لیکن اس کی اصل شریعت میں پائی جاتی ہو وہ مباح اور جائز ہوتا ہے چنانچہ سید عالم ﷺ کا فرمان اس بارے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے **من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها بعده من غير ان ينقص من اجورهم شئي ،ومن سن في الاسلام سنة سيئة كان عليه وزرها و وزر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اوزارهم شئي** جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ نکالے اس کے لئے اپنے عمل کا بھی اجر ہے اور بعد کے عاملین کا بھی اجر ہے اور بعد کے عاملین کے اجر میں کوئی کمی نہ

ہوگی اور جو دین اسلام میں کوئی بُرا طریقہ نکالے اس کے لئے اپنے عمل کا بھی گناہ ہے اور بعد کے عالمین کا بھی گناہ ہے اور بعد کے عالمین کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب الحث علی الصدقہ، رقم ۱۰۱۷/۲۲۴۰، ص ٤٦٢)

صالحین سے تعلقات قائم کرنے والے دنیا و آخرت کی ابدی نعمتیں پالیتے ہیں، کیا ہم نہیں دیکھتے کہ غوث اعظم کی بارگاہ میں چور بھی قطب/ ابدال بن جاتا ہے، کیا ہم نے نہیں جانا کہ ہر دور میں صالحین نے دین اسلام پر عمل کرانے کے لیے نئے نئے طریقے نکال کر لوگوں کو راہ حق کا مسافر بنادیا، بڑے بڑے شرابی کبابی اور بدمعاش بھی صالحین کے دامن سے وابستہ ہو کر دین اسلام کے مبلغ بن جاتے ہیں، آنکھوں دیکھی مثال اس دور کے ولی کامل شیخ طریقت امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری کی ذات سراپا شفقت بنیاد ہے کہ ان کی نیک سیرت اور دین دوستی نے معاشرے کے کئی بگڑے ہوئے نوجوانوں کو سنت کی راہ پر لگا کر مساجد کا امام بنادیا اور صحیح حدیث میں ہے: ''جو کسی کو خیر پر رہنمائی کرے اس کے لئے عمل کرنے والے کی مثل اجر ہے''۔ (ریاض الصالحین، مقدمۃ المؤلف، ص ۱۰)

نافرمانی پر ڈٹ جانا ہلاکت کا سبب ہے!

۴......لجوا فیہ والستمروا یعنی وہ نفاق پر ڈٹے رہے، کہا جاتا ہے کہ تمرد فلان علی ربہ یعنی فلاں اپنے رب ﷻ کی نافرمانی پر ڈٹ گیا یعنی حد سے بڑھ گیا، اور وہ اپنے رب کی معصیت میں گرفتار ہوگیا، اسی قبیل سے یہ جملہ المرید والمارد ہے۔ ابن اسحاق علیہ الرحمۃ نے کہا کہ وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی میں ڈٹ گئے اور اس کے سوا اعمال کو ترک کردیا اور ابن زیاد علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ نافرمانی پر مستقیم رہے اور توبہ نہ کی۔ (البغوی، ص ۳۹۰)

ابو عامر نے نافرمانی پر کمر کس لی، نتیجہ یہی ہوا کہ حالت سفر میں مفلسی کی موت مر گیا۔

منافقین کے لیے تین عذابات:

۵......اللہ ﷻ نے فرمایا اے محبوب آپ ان کے حال کو نہیں جانتے، اگر کوئی یہ کہے کہ منافقین کے حال جاننے سے نفی کیسے کی گئی جب کہ اللہ ہی کا فرمان ہے ﴿ولتعرفنهم فی لحن القول (محمد: ۳۰)﴾ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیت نفی آیت اثبات سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ مفسر کا قول بالفضیحۃ او القتل فی الدنیا و عذاب القبر میں علماء کا اختلاف ہے کہ پہلا عذاب کونسا پیش آیا؟ چنانچہ ایک قول یہ ہے کہ احکام اسلامی منافقین پر جاری ہوئے اور وہ قتل اور قید نہ کئے گئے بلکہ سید عالم ﷺ نے انہیں مسجد سے نکال باہر کیا جیسا کہ ابن مسعود ؓ کی حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ آپ ﷺ نے اللہ ﷻ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا: ''تم لوگوں میں کچھ منافقین بھی ہیں اے فلاں بن فلاں نکل تو منافق ہے''، یہاں تک کہ سید عالم ﷺ نے چھتیس ۳۶ منافقین کو مسجد سے باہر نکالا، اور مفسر کا قول عذاب القبر یہ دوسرا عذاب ہے، اور عنقریب تیسرا قول بھی ذکر کیا جائے گا کہ ﴿ثم یردون الی عذاب عظیم﴾ اور یہ منافقین کے لئے تیسرا عذاب ہوگا۔ (الصاوی، ج۳، ص ۷۰)

عمل صالح بمعنی توبہ یا......:

٦...... یہاں عمل صالح سے یا اعتراف وقصور اور توبہ مراد ہے یا اس تخلف سے پہلے غزوات میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ حاضر ہونا مراد ہے یا طاعت وتقوی کے تمام اعمال اس تقدیر پر آیت تمام مسلمانوں کے حق میں ہوگی۔

(کنز الایمان مع خزائن العرفان ،حاشیہ نمبر۲۳٦)

باء کے بجائے واو کیوں لائے؟

۷...... اللہ عزوجل کا فرمان واخر سیئا میں واو بمعنی باء یعنی باخر ہے، علامہ تفتازانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے کہا کہ واو کی حقیقت یہ ہے کہ واو جمع کے لئے آتی ہے اور باء الصاق کے لئے، اور جمع اور الصاق دونوں ایک ہی قبیل سے ہیں پس واو بمعنی باء بطریق استعارہ لائی گئی ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۰۵)

متذکرہ آیت میں صدقہ سے کیا مراد ھے؟

۷...... یہاں صدقہ سے مراد زکوۃ نہیں ہے بلکہ گناہوں کے کفارے کے لئے انہوں نے یہ صدقہ دیا تھا، مگر بعض علماء اس سے زکوۃ مراد لیتے ہیں تطھر میں ضمیر خطاب کا مرجع آپ ﷺ کی ذات اقدس ہے یا یہ واحد مونث غائب کا صیغہ ہے اور ضمیر کا مرجع صدقہ ہے اور تزکیھم میں تاء مخاطب کی ہے یعنی آپ ﷺ ان کی نیکیوں کو بڑھائیں اور انہیں مخلصین کے بلند و بالا مقامات پر فائز فرمادیں۔ (المظھری، ج۳، ص۳۵۰)

اس آیت مبارکہ میں صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ صدقہ ہے جو کہ ان کے گناہوں کے کفارہ کے طور پر ہو اس لئے کہ صدقہ واجبہ ثلث مال کا نہیں ہوتا۔ (الجمل، ج۳، ص۳۰٦)

صلوۃ بمعنی نماز یا دعا:

۸...... لغت کے اعتبار سے صلوۃ کی اصل دعا ہے، امام شافعی فرماتے ہیں کہ امام کے لئے سنت ہے کہ جب بھی صدقہ لے تو صدقہ دینے والے کے لئے دعا کرے پس وہ اس طرح کہے کہ آجرک اللہ فیما اعطیت وبارک فیما ابقیت یعنی اللہ تجھے اجر دے اس پر جو تو نے مجھے دیا اور جو تیرے پاس باقی ہے اس میں برکت دے، بعض نے کہا کہ امام پر واجب ہے کہ صدقہ دینے والے کو دعا دے، اور بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ امام پر صدقہ وصول کرتے وقت دعا دینا مستحب ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ صدقات واجبہ کے وصول کرتے وقت دعا دینا واجب ہے اور نافلہ کے وصول کرتے وقت نفل، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ امام پر واجب ہے اور فقیر کے لئے مستحب، بعض علماء نے کہا ہے کہ اللھم صل علی فلان کہنا مستحب ہے اور اس قول پر ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے جب ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں صدقہ پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللھم صل علی آل ابی

او فی اس حدیث کو صحیحین نے تخریج کیا ہے۔

ایک قوم میں صلاتک کو صلواتک جمع کے صیغے کے ساتھ پڑھا گیا ہے، آپ ﷺ کی دعا ان کے لئے باعث رحمت ہے، ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان کے لئے طمانیت ہے، ایک قول یہ ہے کہ اللہ عزوجل ان سے ان کا صدقہ قبول فرمائے، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ عزوجل ان کے دلوں کو ثابت یعنی مستقیم کرے۔ (الخازن، ج۲، ص ٤٠٤)

اکثر عن اور من ایک ھی معنی میں مستعمل ہوتے ہیں!

۹......عن عبادہ متعلق ہے یقبل کے، اور صرف عن کے ساتھ متعدی ہے اس لئے کہ عن اور من کے معنی قریب قریب ہیں۔ ابن عطیہ نے کہا کہ کئی مقامات ایسے ہیں جہاں دونوں ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں جیسے لا صدقه الا عن غنی و من غنی۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۰۷)

تھییجھم بمعنی حثھم وترغیبھم:

۱۰......مفسر کا قول استفھام للتقریر سے مراد مخاطب کو حکم کے ذریعے اقرار پر محمول کرنا ہے، اور مفسر کا قول تھییجھم کے معنی حثھم و ترغیبھم ہے یعنی انہیں توبہ پر ابھارنا اور ترغیب دلانا مقصود ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۷۲)

"عن التوبہ" سے صاحب جمل نے کیا مراد لی ھے؟

۱۱......عن التوبۃ یعنی توبہ کا جلد قبول ہونا یا دیر سے قبول ہونا مراد ہے، اور ان میں توبہ کا مادہ تو پایا جاتا تھا لیکن انہوں نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں صریح عذر پیش نہ کیا اور ان میں ندامت اور حزن یعنی غم کی کیفیت پائی جاتی تھی۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۰۸)

مسجد ضرار بنانے والے (ابو عامر) کا پس منظر:

۱۲......رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے پہلے مدینہ طیبہ میں خزرج کا ایک آدمی رہتا تھا جس کا نام ابو عامر راہب تھا، ایام جاہلیت میں یہ نصرانی ہو گیا تھا، اور اہل کتاب کا علم حاصل کر چکا تھا۔ ایام جاہلیت میں ایک عبادت گزار شخص تھا اور اس کو اپنے قبیلے میں بہت فضیلت حاصل تھی۔ جب نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسلمان آپ ﷺ کے گرد جمع ہونے لگے اور اسلام کو مقبولیت ہونے لگی اور غزوۂ بدر میں بھی اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا تو ابو عامر پر یہ تمام امور بہت شاق گزرے اور اس نے برملا اسلام اور مسلمانوں سے عداوت کا اظہار شروع کر دیا اور مدینہ سے بھاگ کر کفار مکہ سے جا ملا، یہ ان کو رسول ﷺ کے خلاف جنگ پر مائل کرتا تھا لہذا عرب کے سارے قبیلے جمع ہو گئے اور جنگ احد کے لئے پیش قدمی کی، اس جنگ میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو آزمائش میں ڈالا اور مسلمانوں کو اس جنگ میں نقصان ہوا۔ اس فاسق نے دونوں طرف کی صفوں کے مابین کئی گڑھے کھود دئے تھے، ابو عامر نے جنگ شروع ہونے سے قبل اپنی قوم انصار کی طرف بڑھ کر انہیں مخاطب کیا اور ان کو اپنی موافقت کی دعوت دی

،جب انصار نے ابو عامر کی یہ حرکت دیکھی تو کہا اے فاسق !اے دشمن خدا!اللہ تجھے برباد کرے،اوراس کی شدید مذمت کی،وہ واپس ہونے لگا سید عالم ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآن پڑھ کر سنایا لیکن اس نے سرکشی کی اور انکار کیا،سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ ﷻ اسے جلاوطنی کیا حالت میں موت دے۔اب ابو عامر روم کے بادشاہ ہرقل کے پاس گیا اور اپنی قوم میں سے منافقین کو مکہ مکرمہ بھیجا کہ میں لشکر لے کر آرہا ہوں،رسول اللہ ﷺ سے خوب جنگ ہوگی اور میں غالب آجاؤں گا اور منافقین کو یہ کہلا بھیجا کہ وہ اس کے لئے ایک پناہ کی جگہ بنائیں اور جو میرا پیغام یا احکام لے کر آئیں ان کے لئے امن کی ایک پناہ گاہ بناؤ تا کہ جب وہ خود مدینہ منورہ آئے تو وہ جگہ اس کے لئے جائے کمین گاہ کام دے،چنانچہ منافقین نے مسجد قبا کے قریب ہی ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور سید عالم ﷺ کی تبوک روانگی سے پہلے ہی وہ اس کام سے فارغ بھی ہو گئے اور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں آکر درخواست پیش کی کہ آپ ﷺ ہماری مسجد میں نماز ادا فرمائیں تاکہ یہ مسجد مستند ہو جائے۔انہوں نے سید عالم ﷺ سے کہا کہ ہم نے یہ مسجد صرف کمزوروں،بوڑھوں کے لئے بنائی ہے تاکہ سردی کے ایام میں ان کے لئے آسانی ہو جائے اور وہ مسجد میں عبادت بجالا سکیں۔سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں تو اسوقت تبوک کا سفر درپیش ہے جب ہم واپس ہونگے تو انشاء اللہ دیکھا جائے گا جب حضور ﷺ تبوک سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے اور فقط ایک دن یا آدھے دن کی مسافت پر مدینہ منورہ سے دور تھے تو جبرئیل امین وحی لے کر نازل ہوئے اور فرمایا کہ منافقین نے مسجد ضرار بنائی ہے اور ان کا مقصد تفرقہ ڈالنا ہے اور اس کو ابو عامر کی کمین گاہ بنانا ہے۔سید عالم ﷺ نے مسلمانوں کو مسجد ضرار کی جانب بھیج دیا کہ وہ اسے منہدم کر دیں اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (البدایه والنهایة ،قصة مسجد ضرار، ج۳،ص ۲٤ وغیرہ ملخصاً)

مسجد قبا میں سید عالم ﷺ کا پہلا جمعہ:

۱۳۔۔۔۔۔۔اللہ کا فرمان مقدس نشان ہے کہ مسجد کی بنیاد اول دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔مفسر کا قول وضع یوم حللت بدار الھجرۃ سے مراد پیر کا دن ہے،پس نبی پاک ﷺ چار دن پیر منگل بدھ جمعرات قباء میں مقیم رہے اور جمعہ کی صبح روانہ ہوئے اور جمعہ ہی کو مدینہ میں داخل ہوئے اور یہ بھی کہا گیا کہ جمعہ کو نماز ادا فرمائی اور یہ پہلا جمعہ تھا جو مدینہ منورہ میں نبی پاک ﷺ نے پڑھایا،اور اسی قول کی بناء پر یہ کہا گیا کہ سید عالم ﷺ نے چار دن قباء میں قیام فرمایا،اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ چودہ دن قیام فرمایا ،اور ایک قول بائیس دن کا بھی ہے۔ (الصاوی، ج۳،ص ۷٤)

شفاء ہر چیز کے کنارے میں ہے:

۱۴۔۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا کیا وہ مسجد بہتر ہے کہ جس کی بنیاد تقوی و پرہیزگاری پر رکھی گئی یا وہ کہ گڑھے کے کنارے؟،یہاں گڑھے کے کنارے سے مراد گمراہی اور عدم تقوی ہے۔اور مصباح میں ہے کہ شفاء ہر چیز کے کنارے کو کہتے ہیں۔(الجمل،ج۳،ص ۳۱۲)

☆۔۔۔۔۔۔☆ وھم من شھر بدرا: کیونکہ یہ لوگ حضرات انبیائے کرام اور مرسلین کے بعد افضل ترین ہیں۔

او جمیع الصحابۃ: من المھجرین میں من بیانیہ ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد بیعت رضوان والے لوگ ہیں، اور یہ پندرہ سو افراد تھے، ایک قول کے مطابق احد والے مراد ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہر وہ شخص جو فتح مکہ کے بعد اسلام میں داخل ہوا، اس حکم میں داخل ہے، دلیل فرمان باری ﷻ ہے ﴿لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی﴾. الی یوم القیامۃ: اس میں قیامت تک کے صلحاء شامل ہیں۔ بالفضیحۃ والقتل: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مرۃ الاولی کے قول میں اختلاف ہے، لیکن اول قول کہ منافقین کو رسوائی کا سامنا ہو گا صحیح ترین قول ہے، اس لیے کہ منافقین پر ظاہری طور پر اسلامی احکام جاری ہوتے ہیں، پس نہ تو وہ قتل کیے جائیں گے اور نہ ہی قید، اور ان کی رسوائی مسجدوں سے باہر نکالنے میں ہے، ابن مسعود کی روایت میں ہے کہ: نبی پاک ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، اللہ کی حمد وثناء فرمائی، پھر ارشاد فرمایا: ''تم میں منافقین موجود ہیں''؟ جس کا میں نام لیتا ہوں وہ اٹھ کھڑا ہو، پھر ارشاد فرمایا: کھڑے ہو! اے فلاں، تو منافق ہے، یہاں تک کہ سید عالم ﷺ نے سینتیس ۳۷ اشخاص کے نام لئے''۔

وعذاب القبر: یہ مرۃ الثانیۃ یعنی دوسرا قول ہے، عنقریب مرۃ الثالثۃ یعنی تیسرا قول ﴿ثم یردون الی عذاب عظیم﴾ جو انہیں قبر کے بعد والی منازل میں رسوائی دے گا مذکورہ ہے، پس منافقین کے لئے تین عذابات ہیں۔

ونزلت فی ابی لبابۃ: کا بیان شان نزول میں ہو چکا ہے۔ وجماعۃ: سے مراد دس افراد ہیں، ایک قول آٹھ کا کیا گیا ہے، ایک قول پانچ کا ہے، ایک قول تین کا کیا گیا ہے، یہ وہ لوگ تھے جو تبوک میں جانے سے رہ گئے تھے، پھر اس کے بعد نادم ہوئے، پھر جب سید عالم ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ فرما ہوئے......، باقی بیان شان نزول میں دیکھ لیں۔

فاخذ ثلث اموالھم: یعنی اپنے گناہوں کا کفارہ، اور ان لوگوں سے حاصل کرو جو یہ کہتے ہیں میرا مال راہ خدا میں فقراء کے لئے صدقہ ہے، ایسے لوگوں سے امام مالک کے نزدیک ایک ثلث لیا جائے اور آیت کا عموم صدقات واجبہ ومستحبہ دونوں کو شامل ہے۔

ماشئتم: راہ خدا میں خرچ کرنے والوں کے لئے عظیم وعدے اور نافرمانوں کے لئے وعید کا ذکر ہے، مراد یہ ہے کہ اے توبہ کرنے والو! اپنا عمل کرو، اور ایھا الناس کا خطاب عمومی طور پر ہر قسم کے کار خیر کے لئے آتا ہے، کہ اللہ ﷻ تمہیں اس پر ثواب مرتب کرے گا، اور برائی اختیار کرنے پر عذاب کی وعید ہے، یا اللہ ﷻ چاہے تو تمہیں معاف ہی فرما دے۔

فی صنعہ: یعنی اللہ ﷻ کے کاموں میں کسی کو سوال کرنے کی مجال نہیں، نہ ہی اس کے احکام میں طعن کی گنجائش۔

بامر ابی عامر الرھب: مراد حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ''غسیل الملائکۃ'' کے والد ہیں۔

یوم حللت بدار الھجرۃ: مراد پیر کا دن ہے، سید عالم ﷺ مسجد قباء میں پیر سے جمعرات تک ٹھہرے، اور جمعۃ المبارک کی صبح کو روانگی کے لئے نکلے، پس مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور جمعۃ المبارک کی نماز ادا فرمائی، یہ اسلام میں سب سے پہلا جمعہ تھا جو سید عالم ﷺ

نے ادا فرمایا، قباء میں سید عالم ﷺ چار راتیں ٹھرے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ چودہ راتیں قیام پذیر رہے، اور ایک قول کے مطابق بائیس راتیں قیام میں گزاریں۔ (الصاوی، ج۳، ص ٦٩ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۳

﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ﴾ بِاَنْ يَبْذُلُوْهَا فِيْ طَاعَتِهٖ كَالْجِهَادِ ﴿بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ﴾ جُمْلَةُ اِسْتِئْنَافٍ بَيَانٌ لِلشِّرَاءِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِتَقْدِيْمِ الْمَبْنِيِّ لِلْمَفْعُوْلِ اَيْ فَيُقْتَلُ بَعْضُهُمْ وَيُقَاتِلُ الْبَاقِيْ ﴿وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا﴾ مَصْدَرَانِ مَنْصُوْبَانِ بِفِعْلِهِمَا الْمَحْذُوْفِ ﴿فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ﴾ اَيْ لَا اَحَدًا اَوْفٰى مِنْهُ ﴿فَاسْتَبْشِرُوْا﴾ فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ ﴿بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ﴾ اَلْبَيْعُ ﴿هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (۱۱۱)﴾ اَلْمُنِيْلُ غَايَةَ الْمَطْلُوْبِ ﴿التَّآئِبُوْنَ﴾ رَفْعٌ عَلَى الْمَدْحِ بِتَقْدِيْرِ مُبْتَدَاءٍ مِنَ الشِّرْكِ وَالنِّفَاقِ ﴿الْعٰبِدُوْنَ﴾ اَلْمُخْلِصُوْنَ الْعِبَادَةَ لِلّٰهِ ﴿الْحٰمِدُوْنَ﴾ لَهٗ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ﴿السَّآئِحُوْنَ﴾ اَلصَّائِمُوْنَ ﴿الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ﴾ اَيِ الْمُصَلُّوْنَ ﴿الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ﴾ لِاَحْكَامِهٖ بِالْعَمَلِ بِهَا ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۱۲)﴾ بِالْجَنَّةِ وَنَزَلَ فِيْ اِسْتِغْفَارِهٖ ﷺ لِعَمِّهٖ اَبِيْ طَالِبٍ وَاِسْتِغْفَارِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ لِاَبَوَيْهِ الْمُشْرِكَيْنِ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اُوْلِيْ قُرْبٰى﴾ قَرَابَةٍ ﴿مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (۱۱۳)﴾ اَلنَّارِ بِاَنْ مَاتُوْا عَلَى الْكُفْرِ ﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ﴾ بِقَوْلِهٖ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ رَجَاءَ اَنْ يُّسْلِمَ ﴿فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ﴾ بِمَوْتِهٖ عَلَى الْكُفْرِ ﴿تَبَرَّاَ مِنْهُ﴾ وَتَرَكَ الْاِسْتِغْفَارَ لَهٗ ﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ﴾ كَثِيْرُ التَّضَرُّعِ وَالدُّعَاءِ ﴿حَلِيْمٌ (۱۱۴)﴾ صَبُوْرٌ عَلَى الْاَذٰى ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ﴾ لِلْاِسْلَامِ ﴿حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ﴾ مِنَ الْعَمَلِ فَلَا يَتَّقُوْهُ فَيَسْتَحِقُّوا الضَّلَالَ ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۱۱۵)﴾ وَمِنْهُ مُسْتَحِقُّ الْاِضْلَالِ وَالْهِدَايَةِ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَمَا لَكُمْ﴾ اَيُّهَا النَّاسُ ﴿مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَيْ غَيْرِهٖ ﴿مِنْ وَّلِيٍّ﴾ يَحْفَظُكُمْ مِنْهُ ﴿وَّلَا نَصِيْرٍ (۱۱۶)﴾ يَمْنَعُكُمْ عَنْ ضَرَرِهٖ ﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ﴾ اَيْ اَدَامَ تَوْبَتَهٗ ﴿عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ اَيْ وَقْتِهَا وَهِيَ حَالُهُمْ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ كَانَ الرَّجُلَانِ يَقْتَسِمَانِ تَمْرَةً وَالْعُشْرَةُ يَعْتَقِبُوْنَ الْبَعِيْرَ الْوَاحِدَ

وَاشْتَدَّ الْحَرُّ حَتّٰی شَرِبُوْا الْفَرْثَ ﴿مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ تَمِيْلُ ﴿قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ﴾ عَنْ اِتِّبَاعِهٖ اِلَى التَّخَلُّفِ لِمَا هُمْ فِيْهِ مِنَ الشِّدَّةِ ﴿ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ﴾ بِالثَّبَاتِ ﴿اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ(۱۱۷)﴾﴿وَ﴾ تَابَ ﴿عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ عَنِ التَّوْبَةِ عَلَيْهِمْ بِقَرِيْنَةِ ﴿حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾ اَىْ مَعَ رَحْبِهَا اَىْ سَعَتِهَا فَلَا يَجِدُوْنَ مَكَانًا يَطْمَئِنُّوْنَ اِلَيْهِ ﴿وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ﴾ قُلُوْبِهِمْ لِلْغَمِّ وَالْوَحْشَةِ بِتَاخِيْرِ تَوْبَتِهِمْ فَلَايَسَعُهَا سُرُوْرٌ وَلَااُنْسٌ ﴿وَظَنُّوْٓا﴾ اَيْقَنُوْا ﴿اَنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ ﴿لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ﴾ وَفَّقَهُمْ لِلتَّوْبَةِ ﴿لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ(۱۱۸)﴾.

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں (یوں کہ وہ انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرماں برداری میں جیسا کہ جہاد میں صرف کردیں) اس بدلے کہ ان کیلئے جنت ہے......۱......اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں (ویقتلون جملہ مستانفہ ہے جو اس خرید وفروخت کا بیان ہے، ایک قرأت میں فعل مجہول یقتلون پہلے آیا ہے اس صورت میں معنی ہوگا ان میں سے بعض کے قتل کر دیئے جانے کے بعد باقی مسلمان جنگ کریں) اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ (وعدا حقا دونوں مفعول مطلق ہونے کی بناء پر منصوب ہیں ان کے فعل محذوف ہیں......۲......) توریت وانجیل اور قرآن......۳......میں اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون (یعنی اس سے بڑھ کر عہد پورا کرنے والا کوئی نہیں) تو خوشیاں مناؤ (اس میں غائب سے خطاب کی طرف التفات ہے) اپنے سودے کی تو تم نے اس کے ساتھ کیا یہی (سودا) بڑی کامیابی ہے (انتہائی مطلوب شے کا پانا ہے) توبہ والے......۴......(شرک ونفاق سے توبہ کرنے والے التائبون مخصوص بالمدح ہونے کی بناء پر مرفوع ہے اس سے پہلے مبتدا پوشیدہ ہے......۵......) اللہ کی عبادت کرنے والے (اخلاص سے) حمد کرنے والے (ہر حال میں) روزے والے (السائحون بمعنی الصائمون ہے) رکوع والے سجدہ والے (یعنی نماز پڑھنے والے) بھلائی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے (یعنی اسی کے احکامات بجالانے والے) اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو (جنت کی، آیت مبارکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے چچا ابوطالب اور بعض صحابہ کے اپنے مشرک والدین کے استغفار کرنے کے بارے میں نازل ہوئی) نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتے دار ہوں (اولی قربة بمعنی ذوی قرابة ہے) جبکہ انہیں کھل چکا وہ دوزخ والے ہیں (جحیم بمعنی نار ہے کہ ان کی موت کفر پر ہوئی ہے) اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو اس سے کر چکا تھا (یعنی آپ علیہ السلام نے اس کے اسلام لانے

کی امید پر کہا تھا کہ اب میں اپنے رب سے تیرے لیے بخشش مانگوں گا) پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے (اس کے کفر پر مرنے کے سبب) تو اس سے بری ہوگیا (اور اس کے لیے استغفار کرنا ترک فرمادیا......۶......) بیشک ابراہیم بڑا ہی نرم دل (گریہ و زاری اور دعا کرنے والا) حلیم ہے (یعنی اذیتوں پر بہت صبر کرنے والا ہے) اور اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو گمراہ فرمائے بعد ہدایت دینے کے (اسلام کی) جب تک انہیں صاف نہ بتادے کہ کس چیز سے انہیں بچنا ہے (یعنی کس عمل سے انہیں بچنا ہے پس وہ اس عمل سے نہیں بچتے اور گمراہی کے مستحق ہوتے ہیں......۷......) اور بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے (اور اسی میں یہ چیز بھی داخل ہے کہ کون گمراہی کا اور کون ہدایت کا مستحق ہے) بیشک اللہ ہی کیلئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جلاتا ہے اور مارتا ہے اور نہیں تمہارے لیے (اے لوگوں) اللہ کے سوا (دون بمعنی غیــر ہے) کوئی والی (جو تمہیں اس سے محفوظ رکھ سکے) اور نہ مددگار (جو اس کی طرف سے پہنچنے والے نقصان کو تم سے روک سکے) بیشک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں (دائمی توبہ کی قبولیت کے ذریعے) ان غیب کی خبریں بتانے والے ......۸......اور ان مہاجرین اور انصار......۹......پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا......۱۰......(ســاعۃ بمعنی وقت ہے یہ مشکل کی گھڑی غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی حالت کی تھی ایک کھجور دو مرد تقسیم کر کے کھارہے تھے اور دس آدمیوں میں سواری کیلئے ایک اونٹ تھا باری باری اس پر سوار ہوئے تھے گرمی کی ایسی شدت تھی کہ ان حضرات قدسیہ نے تلچھٹ وغیرہ پی لیا) بعد اس کے کہ قریب تھا کہ پھر جائیں (یــزیغ بمعنی تـمـیل ہے، یـزیغ کو یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ان میں کہ کچھ لوگوں کے دل (جنگ سے بیٹھ کر حضور ﷺ کی اتباع سے دور ہوجائیں کیونکہ اس جنگ میں زبردست شدت و دشواریاں تھیں) پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا (انہیں ثابت قدمی عطا فرماکر) بیشک وہ (ان پر) نہایت مہربان رحم والا ہے اور (رحمت سے متوجہ ہوا) ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے (توبہ سے......۱۱......) یہاں تک کہ جب زمین ان پر تنگ ہوگئی وسیع ہونے کے باوجود (یعنی زمین کے وسیع وعریض ہونے کے باوجود وہ کوئی ایسا مکان نہیں پاتے تھے جہاں انہیں اطمینان وسکون مل سکے) اور ان پر ان کی جانیں تنگ ہوگئیں (قبولیت توبہ میں تاخیر کی وجہ سے غم اور وحشت کے سبب ان کے دل تنگ ہوگئے اس تنگی کے سبب نہ کوئی سرور ان کے دلوں میں راہ پاتا اور نہ کوئی انسیت حاصل ہوتی تھی......۱۲......) اور انہیں یقین ہوا (ظنوا بمعنی ایقنوا ہے) کہ (ان مخففہ ہے) اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر ان کی توبہ قبول کی (انہیں توبہ کرنے کی توفیق دی) کہ وہ توبہ کریں بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم......اشتری: فعل بافاعل......من المومنین: ظرف لغو...... انفسھم واموالھم: مفعول، ب: جار......ان لھم الجنۃ: جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون﴾.

یقاتلون فی سبیل اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر معطوف علیہ......ف: عاطفہ......یقتلون: فعل بافاعل،ملکر معطوف اول......و: عاطفہ......یقتلون: فعل بانائب الفاعل،ملکر معطوف ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وعدا علیہ حقا فی التورۃ والانجیل والقران﴾.

وعدا : موصوف......علیہ : ظرف مستقر صفت اول......فی التورۃ والانجیل والقران: ظرف مستقر "مذکورا" شبہ فعل محذوف کیلئے،ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت ثانی،ملکر فعل محذوف کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......حقا: فعل محذوف "حق ذلک الوعد" کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن اوفی بعہدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ﴾.

و: مستانفہ......من: استفہامیہ مبتدا،اوفی: اسم تفضیل بافاعل......بعہدہ: ظرف لغواول......من اللہ: ظرف لغوثانی، ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،ف: فصیحہ......استبشروا: فعل امر بافاعل،ب: جار......بیعکم :موصوف،الذی بایعتم بہ: موصول صلہ ملکر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وذالک ھوالفوز العظیم﴾.

و: عاطفہ......ذلک :مبتدا......ھوالفوز العظیم : جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿التائبون العبدون الحمدون السائحون الرکعون السجدون الامرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحفظون لحدود اللہ وبشر المومنین﴾

التائبون: خبراول......العبدون: خبرثانی......الحمدون: خبرثالث......السائحون: خبررابع......الراکعون: خبر خامس......السجدون: خبرسادس......الامرون بالمعروف: شبہ جملہ معطوف علیہ......والناھون عن المنکر: شبہ جملہ معطوف اول......والحفظون لحدود اللہ: شبہ جملہ معطوف ثانی،ملکر خبر سابع مبتدا محذوف "ھم" کیلئے ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ ،بشرالمومنین: فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ماکان للنبی امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولوکانوا اولی قربی من بعد ماتبین لھم انھم اصحب الجحیم﴾.

ما: نافیہ......کان: فعل ناقص،لام: جار......النبی: معطوف علیہ،والذین امنوا: معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبرمقدم،ان: مصدریہ،یستغفروا: فعل بافاعل،لام: جار،المشرکین: ذوالحال،و: حالیہ،لو: وصلیہ، کانوا: فعل ناقص بااسم ،اولی قربی: خبر،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ...... من: جار،بعد:

مضاف......ما: موصولہ،تبین لھم: فعل وظرف لغو، انھم اصحب الجحیم: جملہ اسمیہ فاعل،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر،ما: نافیہ سے متعلق معنیٰ فعل کیلئے "ای انتفی الاستغفار من بعد...... الخ" ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماكان استغفار ابراهيم لابيه الا عن موعدة وعدهااياه﴾.

و: مستانفہ،ما: نافیہ،کان: فعل ناقص،استغفار: مصدرمضاف،ابراھیم: مضاف الیہ فاعل،لابیہ: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکراسم،الا: حرف حصر،عن: جار،موعدۃ: موصوف، وعدھاایاہ: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما تبين له انه عدولله تبرا منه ان ابراهيم لاواه حليم﴾.

ف: عاطفہ......لما: شرطیہ......تبین لہ: فعل وظرف لغو...... انہ عدو للہ: جملہ اسمیہ فاعل،ملکر جملہ شرط......تبرأ منہ: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ،ان: حرف مشبہ، ابراھیم: اسم،لام: حرف مزحلقہ،اواہ حلیم: خبراول وثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وماكان الله ليضل قوما بعد اذ هدهم حتى يبين لهم ما يتقون﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......کان اللہ: فعل ناقص واسم......لام: جار......یضل: فعل بافاعل......قوما: مفعول......بعد اذھدھم: مرکب اضافی ظرف......حتی: جار......یبین لھم: فعل بافاعل وظرف لغو......مایتقون: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الله بكل شىء عليم ان الله له ملك السموت والارض يحيى ويميت﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ واسم......بکل شیء علیم: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ......ان اللہ: حرف مشبہ واسم......لہ: ظرف مستقر خبر مقدم......ملک السموت والارض: مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ خبراول......یحیی ویمیت: جملہ فعلیہ معطو علیہ ومعطوف،ملکر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومالكم من دون الله من ولى ولا نصير﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......لکم: ظرف مستقر خبر مقدم......من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم...... من: زائدہ ،ولی: معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......نصیرا: معطوف،ملکر ذوالحال،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لقد تاب الله على النبى والمهجرين والانصار الذين اتبعوه فى ساعة العسرة من بعد ما كاد يزيغ قلوب فريق منهم ثم تاب عليهم﴾.

لام: قسمیہ......قد: تحقیقیہ ...... تاب اللہ: فعل وفاعل،علی: جار،النبی: معطوف علیہ......و: عاطفہ ،المھاجرین: معطوف اول،و: عاطفہ......الانصار: موصوف......الذین: موصول،اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر صفت،

ملکر ذوالحال، من: جار...... بعد: مضاف......ما: موصولہ...... کاد: فعل مقارب بااسم......یزیغ قلوب فریق منهم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر حال، ملکر معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ثم: عاطفہ، تاب علیهم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿انه بهم رء وف رحيم﴾

انه: حرف مشبہ واسم......بهم: ظرف لغو مقدم......رء وف: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر اول......رحيم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعلى الثلثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا ملجا من الله الا اليه﴾

و: عاطفہ......على: جار......الثلثة: موصوف......الذين: موصول......خلفوا: فعل بانائب الفاعل......حتى: جار، اذا: مضاف......ضاقت عليهم الارض: فعل وظرف لغو وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ......ظنوا: فعل بافاعل، ان: مخففہ باھو ضمیر شان محذوف اسم......لا: نفی جنس......ملجا: اسم ظرف بافاعل......الا: حرف حصر......اليه: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ اسم......من الله: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مجرور، ملکر ماقبل "على النبى والمهاجرين" پر معطوف ہے۔

﴿ثم تاب عليهم ليتوبوا ان الله هو التواب الرحيم﴾

ثم: عاطفہ...... تاب عليهم: فعل بافاعل وظرف لغو...... لام: جار......يتوبوا: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ......ان الله: حرف مشبہ واسم...... هو التواب الرحيم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ان الله اشترى من المؤمنين ......☆ جب انصار نے رسولِ کریم ﷺ سے شبِ عُقبہ بیعت کی تو عبداللہ بن رواحہ ؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! اپنے ربّ کے لئے اور اپنے لئے کچھ شرط فرمالیجئے جو آپ چاہیں، فرمایا میں اپنے ربّ کے لئے تو یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے لئے یہ کہ جن چیزوں سے تم اپنے جان و مال کو بچاتے اور محفوظ رکھتے ہو اس کو میرے لئے بھی گوارانہ کرو، انہوں نے عرض کیا کہ ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا ملے گا، فرمایا: جنّت۔

☆......ما كان للنبى والذين امنوا ......☆ اس آیت کی شانِ نُزول میں مفسرین کے چند قول ہیں (۱) نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لئے استغفار کروں گا جب تک کہ مجھے ممانعت نہ کی جائے تو اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرما کر

ممانعت فرمادی ۔(۲) سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ربّ سے اپنی والدہ کی زیارتِ قبر کی اجازت چاہی اس نے مجھے اجازت دی پھر میں نے ان کے لئے اسِتغفار کی اجازت چاہی تو مجھے اجازت نہ دی اور مجھ پر یہ آیت نازِل ہوئی۔ "مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ" اقول : یہ وجہ شانِ نُزول کی صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث حاکم نے روایت کی اور اس کو صحیح بتایا اور ذہبی نے حاکم پر اعتماد کر کے میزان میں اس کی تصحیح کی لیکن مختصر المستدرک میں ذہبی نے اس حدیث کی تضعیف کی اور کہا کہ ایوب بن ہآنی کو ابنِ معین نے ضعیف بتایا ہے، علاوہ بریں یہ حدیث بخاری کی حدیث کے مخالف بھی ہے جس میں اس آیت کے نُزول کا سبب آپ ﷺ کا والدہ کے لئے استِغفار کرنا نہیں بتایا گیا بلکہ بخاری کی حدیث سے یہی ثابت ہے کہ ابو طالب کے لئے استِغفار کرنے کے باب میں یہ حدیث وارِد ہوئی، اس کے علاوہ اور حدیثیں جو اس مضمون کی ہیں جن کو طبرانی اور ابنِ سعد اور ابنِ شاہین وغیرہ نے روایت کیا ہے وہ سب ضعیف ہیں ۔ابن سعد نے طبقات میں حدیث کی تخریج کے بعد اس کو غلط بتایا اور سند المحدثین امام جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ التعظیم والمنته میں اس مضمون کی تمام احادیث کو معلول بتایا، لہذا یہ وجہ شانِ نُزول میں صحیح نہیں اور یہ ثابت ہے اس پر بہت دلائل قائم ہیں کہ سیدِ عالم ﷺ کی والدہ ماجدہ مؤحّدہ اور دینِ ابراہیمی پر تھیں ۔(۳) بعض اصحاب نے سیدِ عالم ﷺ سے اپنے آباء کے لئے استِغفار کرنے کی درخواست کی تھی اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔

☆......**وماکان استغفار ابراھیم لابیہ**......☆حضرت علی مرتضی ﷛ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازِل ہوئی" سَاَسْتَغْفِرُلَکَ رَبِّی "تو میں نے سنا کہ ایک شخص اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت کر رہا ہے باوجودیکہ وہ دونوں مشرک تھے تو میں نے کہا تو مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے، اس نے کہا کیا ابراہیم ﷥ نے آزر کے لئے دعا نہ کی تھی؟ وہ بھی تو مشرک تھا ۔یہ واقعہ میں نے سیدِ عالم ﷺ سے ذکر کیا اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور بتایا گیا کہ حضرت ابراہیم ﷥ کا استِغفار بہ امیدِ اسلام تھا جس کا آزر آپ ﷥ سے وعدہ کر چکا تھا اور آپ ﷥ آزر سے استِغفار کا وعدہ کر چکے تھے جب وہ امید منقطع ہوگئی تو آپ ﷥ نے اس سے اپنا علاقہ قطع کر دیا۔

☆......**حتی یبین لھم ما یتقون**......☆جب مومنین کو مشرکین کے لئے استِغفار کرنے سے منع فرمایا گیا تو انہیں اندیشہ ہوا کہ ہم پہلے جو استِغفار کر چکے ہیں کہیں اس پر گرفت نہ ہو۔اس آیت سے انہیں تسکین دی گئی اور بتایا گیا کہ ممانعت کا بیان ہونے کے بعد اس پر عمل کرنے سے مؤاخذہ ہوتا ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مومنین کی جان و مال کو جنت کے بدلہ خریدلیا!

لـ......ماقبل آیات میں اللہ ﷻ نے منافقین کی خرابیوں، برائیوں اور سازشوں کو ذکر فرمایا کہ وہ تبوک میں نہ جا کر کتنے بڑے نفع

کو ضائع کر بیٹھے اور اس آیت میں اللہ عزوجل نے مومنین کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے عوض خریدا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں اور مالوں کے عوض جنت خریدتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے جہاد میں جانے والوں کو جو اجر کے طور پر جنت کا مژدہ سنایا ہے اسے شراء یعنی خریدنے سے تشبیہ دی ہے ہمارے یہاں عرف میں خریدنے کا معنی یہ ہے کہ ایک شخص اپنی کوئی چیز اپنی ملک سے نکال کر کسی دوسرے کو کسی اور چیز کے عوض دے۔ پس مجاہدین نے اپنی جانوں اور مالوں کے عوض جنت کے سودے کئے ہیں جو کہ اعلیٰ درجے کے نفع کا سودا ہے۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اس کو اپنے گھر سے نکالنے کا محرک صرف اس کی راہ میں جہاد کرنے کا جذبہ ہوتا ہے اس کے کلام کی تصدیق کرنا ہوتا ہے، اللہ عزوجل اس شخص کے لئے اس بات کا ضامن ہو گیا ہے کہ اس کو جنت میں داخل کر دے یا اس کو اس کے گھر اجر اور مال غنیمت کے ساتھ لوٹا دے"۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب فضل الجهاد، رقم: ۲۷۵۳، ص ٤٦٨)

محذوفات کا بیان:

۲......کلام باری عزوجل میں دونوں مصدر منصوب ہیں اور ان دونوں کے فعل محذوف یہ ہیں یعنی وعدھم وعدا و حق ذلک الوعد حقا بمعنی تحقق اور ثبت ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۱۵)

توریت اور انجیل میں عہد خداوندی کا ذکر:

۳......یعنی یہ وعدہ جو اللہ عزوجل نے مجاہدین سے کیا ہے توریت اور انجیل اسی طرح ثابت تھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ اس بات میں یہ دلیل ہے کہ جہاد کا حکم تمام شرائع میں موجود اور تمام ملتوں میں مکتوب تھا۔ (الخازن، ج۳، ص۴۰۹)

موجودہ توریت اور انجیل میں اس وعدے کی تصریح نہیں ہے چنانچہ مفتی محمد عبدہ نے لکھا "اس وعدے کی صحت موجودہ تورات اور انجیل میں نہیں ہے، کیونکہ تورات اور انجیل کا کافی حصہ ضائع ہو چکا ہے اور اس میں تحریفات بھی ہو چکی ہیں، بلکہ اس کے اثبات کے لئے قرآن مجید کی تصریح کافی ہے۔ (المنار، ج۱۱، ص۴۹)

عبادت گزاروں کی مدح سرائی:

۴......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "الشھید من کان فیہ الخصال التسع وتلا ھذہ الایۃ یعنی جس شخص میں یہ نو خصلتیں پائی جائیں وہ شہید ہے پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ التائبون سے مفسرین کرام نے متذکرہ بالا مومنین مراد لئے ہیں، العبدون سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت بجالاتے ہیں اور حسن سے روایت ہے کہ اس سے مراد وہ ہیں جو شرک سے توبہ کریں اور نفاق سے بیزاری ظاہر کریں، الحمدون سے اسلام کی نعمت کا شکر بجالانا مراد ہے، السئحون سے مراد روزہ دار ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیاحۃ امتی الصیام یعنی میری امت کی

سیاحت روزہ ہے یا اس سے مراد طالب علم بھی ہوسکتا ہے کیونکہ علم دین کے طلب کرنے والے بھی زمین میں سیاحت کرتے ہیں اور اس کے ماخذ و مراجع کو طلب کرتے ہیں یا اس سے مراد کسی اعتبار سے زمین میں سفر کرنے والے مراد ہیں، الراکعون والسجدون سے نماز کی حفاظت کرنے والے مراد ہیں، الأمرون بالمعروف سے ایمان معرفت اور طاعت مراد ہے، والناھون عن المنکر سے شرک اور معصیت سے منع کرنا مراد ہے، والحفظون لحدود اللہ سے اوامر ونواہی یا معالم شرع کی رعایت کرنا مراد ہے۔

(المدارك، ج۱، ص۷۱۲)

بتقدیر مبتداء سے کیا مراد ہے؟

۵..... مفسر کا قول بتقدیر مبتداء سے مرادھم المؤمنون المذکورون التائبون ہے، یعنی مذکورہ توبہ کرنے والے مومنین۔ (الجمل، ج۳، ص۳۱۶)

وترک الاستغفار لہ کے محامل:

۶..... مفسر جلال کا یہ جملہ وترک الاستغفار لہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں عام ذہنوں میں آنے والے شکوک وشبہات کو دور کردیتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آزر سے بیزاری ظاہر کی اور ان کے لئے استغفار کرنا ترک فرمادیا، یہاں سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ آپ علیہ السلام نے اپنے چچا کے لئے اس وقت تک استغفار فرمایا جب تک آپ علیہ السلام پر ظاہر نہ ہوا کہ یہ ایمان لانے والا نہیں پھر جب آپ علیہ السلام پر ظاہر ہوگیا جیسا کہ قرآن کا بھی بیان ہے کہ ﴿فلما تبین لہ انہ عدو للہ﴾ تو پھر اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اس کے لئے کبھی دعا نہ فرمائی۔ حکم خداوندی کے نزول سے پہلے اگر حضرات انبیائے کرام کسی کام کو کریں تو اس کام کے کرنے کی وجہ سے ان نفوس قدسیہ کی ذات پر کوئی حرف نہیں آتا جیسا کہ ہم نے سابقہ اسی سورت کی آیت نمبر ۸۰ اور ۸۴ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اس کا خاطر خواہ ذکر کردیا ہے کہ حضور جانتے تھے کہ عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے سے اس بدبخت کو کوئی فائدہ نہ ہوگا ہاں دیگر ہزار کفار کے ایمان لانے کا سبب بن جائے گا۔ لہذا اس قسم کی آیات سے ان نفوس قدسیہ کی ذات ستودہ صفات کے بارے میں کسی قسم کا شبہ ظاہر کرکے اپنے ایمان کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

ہاں زندہ کافروں کیلئے دعا کرنا جائز ہے اس بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین ہماری رہنمائی کرتے ہیں چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے کہا یارسول اللہ ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا ڈالا ہے ان کے خلاف اللہ سے دعا کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے" (الجامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ثقیف، رقم:۳۹۶۸، ص۱۱۱۱)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: "اے اللہ! اسلام کو عزت دے ابوجہل بن ہشام سے یا عمر بن خطاب سے"، پھر اگلی صبح کو حضرت عمر نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ (ایضاً، باب فی مناقب ابی حفص، رقم:۳۷۰۱، ص۱۰۵۲)

محذورات سے خود کو بچائے رکھیے!

ے......من العمل فلا یتقوہ فیستحقوا الاضلال یعنی ان کاموں سے نہ بچے جس سے بچنا ضروری ہے تو وہ گمراہی کا مستحق ہوگا۔ انسان کو چاہئے کہ محذورات سے اپنے آپ کو بچائے رکھے، مفسر جلال علیہ رحمۃ کے متذکرہ جملے سے یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی بندے کو گمراہی کا مستحق بناتی ہے۔ آیت مبارکہ کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فی اصل الاشیاء اباحۃ یعنی اشیاء میں اصل چیز اباحت ہے۔ جب فوت شدہ کافروں کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی ممانعت نازل ہوگئی اس کے بعد ان کے لئے دعا کرنا گمراہی ہوگا اور نزول آیت سے پہلے جنہوں نے اپنے فوت شدگان کافروں کے لئے دعائے مغفرت کی وہ مباح قرار پائیگی۔ لہذا یہ نکتہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ عزوجل کے احکام پر عمل پیرا ہونا گمراہی سے بچائے گا اور حکم نازل نہ ہونے سے پہلے جو معاملہ ہو وہ اباحت کے درجے میں داخل ہوگا نہ کہ کراہت کے درجے میں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے پاس قرآن مجید مکمل موجود ہے اور اب کوئی نبی نہیں آنے والا لہذا ضروری ہے کہ جن باتوں پر قرآن و سنت میں نکیر نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی ادلہ اربعہ اور سلف صالحین نے ان اعمال کو ناپسند کیا ہے تو ایسے اعمال نہ صرف مباح کے درجے میں داخل ہیں بلکہ کار خیر کے لوٹنے کا بہت بڑا ذریعہ بھی ہیں لہذا امت کو ان اعمال کے ترک کرنے پر خواہ مخواہ زور دے کر فتنہ میں مبتلا نہ کیا جائے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ سے کیا مراد ہے؟

۸......آیت کے آغاز میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ: اللہ نے نبی کی توبہ قبول فرمائی، اس میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ جب منافقین نے جھوٹے بہانے پیش کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوۂ تبوک میں نہ جانے کی اجازت لی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظاہر کا اعتبار کرتے ہوئے ان کو اجازت دیدی، اس کے متعلق اس سے پہلے یہ آیت آچکی ہے ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ (التوبۃ ۴۳)﴾۔

اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ نہیں فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ظاہر حال کا اعتبار نہ کریں اور ان کے پیش کردہ بہانوں کو مسترد کر دیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے منع فرمایا ہوتا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دے دیتے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اجازت دینا مکروہ تنزیہی ہوتا یا ترک اولی یا ترک افضل ہوتا، بلکہ صحیح یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر حال پر عمل کرنے اور باطن کو اللہ کے سپرد کرنے کا حکم دیا گیا۔

امام شافعی نے کتاب الام میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت نقل کر کے یہ کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ وہ ظاہر پر حکم کرتے ہیں اور باطن کو اللہ عزوجل کے سپرد کرتے ہیں اور حافظ ابو طاہر نے ادارۃ الحکام میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کندی اور حضرمی کے درمیان فیصلہ فرمایا تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا اس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے خلاف فیصلہ کیا ہے حالانکہ حق میرا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ظاہر کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں اور باطن اللہ عزوجل کے سپرد ہے۔

(تحفۃ الطالب بہ معرفۃ احادیث مختصر ابن الحاجب، ص ۱۴۵)۔

سو یہی کہا جائے گا کہ آپ ﷺ نے اپنے اجتہاد سے ان کو اجازت دی تھی بالفرض اگر یہ اجتہادی خطا بھی ہو تب بھی آپ ﷺ اس پر ایک اجر کے مستحق ہیں اور اللہ ﷻ نے جو فرمایا ہے ''اس نے نبی کی توبہ قبول فرمائی'' اس کا معنیٰ آپ کے درجات کی بلندی ہے، آپ ﷺ اللہ ﷻ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے ہر روز توبہ و استغفار فرماتے تھے۔ (تبیان القرآن، ج۵، ص۲۷۸)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''اللہ کی قسم! میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں''۔ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی، رقم:۶۳۰۷، ص ۱۰۹۷)

مہاجرین و انصار کی توبہ کی قبولیت:

۹......انسان اپنی طویل زندگی میں سہو، تسامح اور لغزشوں سے خالی نہیں ہوتا، اور یہ امور صغائر کے باب سے ہوتے ہیں یا ترک اولیٰ یا خلاف اولیٰ کے قبیل سے، پھر جب نبی پاک ﷺ اور مسلمانوں نے اس سفر میں بہت تکلیفیں، مشقتیں اور سختیاں اٹھائیں تو اللہ ﷻ نے خبر دی کہ ان کی یہ تکلیفیں اور سختیاں ان کی اس طویل زندگی کی تمام لغزشوں اور خلاف اولیٰ کاموں کے لئے کفارہ بن گئیں اور یہ تکلیفیں ان کی اخلاص کے ساتھ توبہ کے قائم مقام ہیں، اس لئے اللہ ﷻ نے فرمایا: اللہ نے نبی کی توبہ قبول کی اور ان مہاجرین اور انصار کی جنہوں نے تنگی کے وقت میں نبی کی اتباع کی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس سفر میں ان پر بہت سختیاں اور صعوبتیں آئیں تھیں اور مسلمانوں کے دلوں میں وسوسے آتے رہتے تھے اور جب بھی کسی کے دل میں کوئی وسوسہ آتا وہ اللہ ﷻ سے توبہ کرتا اور اس وسوسہ کے ازالے کے لئے اللہ ﷻ سے گڑگڑا کر دعا کرتا تو ان کی کثرت توبہ کی وجہ سے اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ بعید نہیں ہے کہ اس سفر میں مسلمانوں سے کچھ گناہ ہوگئے ہوں، لیکن اس سفر کی صعوبتوں کی وجہ سے اللہ ﷻ نے ان کے گناہ معاف فرمادئے، اس لئے اللہ ﷻ نے فرمایا: اللہ نے نبی کی توبہ قبول کی اور ان مہاجرین اور انصار کی جنہوں نے تنگی کے وقت میں نبی کی اتباع کی، ہر چند کہ ان مہاجرین اور انصار کے گناہ معاف کردئے گئے تھے لیکن ان کے ساتھ نبی پاک ﷺ کا ذکر دین میں عظیم مرتبے پر متنبہ کرنے کے لئے فرمایا کہ وہ اتنے عظیم درجہ پر فائز ہیں کہ قبولیت توبہ میں ان کے ساتھ نبی ﷺ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

(التفسیر الکبیر، ج۶، ص۱۶۲)

غزوۃ العسرۃ کی بدحالی:

۱۰......یعنی غزوہ تبوک میں جس کو غزوہ عُسرت بھی کہتے ہیں، اس غزوہ میں عسرت کا یہ حال تھا کہ دس دس آدمیوں میں سواری کے لئے ایک ایک اونٹ تھا، نوبت یہ نوبت اسی پر سوار ہو لیتے تھے اور کھانے کی قلت کا یہ حال تھا کہ ایک ایک کھجور پر کئی کئی آدمی گزر بسر کرتے تھے اس طرح کہ ہر ایک نے تھوڑی تھوڑی چوس کر ایک گھونٹ پانی پی لیا، پانی کی بھی نہایت قلت تھی، گرمی شدت کی تھی، پیاس کا غلبہ اور پانی ناپید۔ اس حال میں صحابہ اپنے صدق و یقین اور ایمان و اخلاص کے ساتھ حضور ﷺ کی جاں نثاری میں ثابت قدم

رہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ عزوجل سے دعا فرمایئے! فرمایا: کیا تمہیں یہ خواہش ہے عرض کیا جی ہاں! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک اٹھا کر دعا فرمائی: اور ابھی دستِ مبارک اٹھے ہی ہوئے تھے کہ اللہ عزوجل نے اَبر بھیجا، بارش ہوئی، لشکر سیراب ہوا، لشکر والوں نے اپنے برتن بھر لئے اس کے بعد جب آگے چلے تو زمین خشک تھی، ابر نے لشکر کے باہر بارش ہی نہیں کی وہ خاص اسی لشکر کو سیراب کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔ (کنز الایمان مع خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۲۷۳)

وعلی الثلثة کا ترتب:

ا......اور جملہ وعلی الثلثة کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب مرتب کیا جائے یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ فرمائی، اور یہ بھی جائز ہے کہ وعلی الثلثة کو علیھم کی ضمیر کی جانب مرتب کیا جائے یعنی ثم تاب علیھم وعلی الثلثة اور اسی تکرار کی وجہ سے حرف جر لایا گیا ہے۔

عن توبة علیھم کے معنی توبہ کا قبول ہونا ہے پس فان توبة الله علی الانسان کا معنی اللہ کی جناب میں توبہ کا قبول ہونا ہے اور، مفسر کے جملہ بقرینة میں اس بات کی وضاحت ہے کہ امور مذکورہ توبہ کی عدم قبولیت پر مرتب ہوتے ہیں مگر جو غزوہ سے پیچھے رہ گئے تھے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ غزوہ سے پیچھے رہ جانے والے یہ تین ہیں کعب بن مالک، حضرت ہلال بن امیہ اور حضرت مرارہ بن ربیع۔ (الجمل، ج ۳، ص ۳۲۲، ملخصاً)

فلا یسعھا سرور کے معانی:

۲......فلا یسعھا سرور بمعنی لا یدخلھا سرور ہے اور ایک دوسری عبارت میں ہے کہ نہ تو سرور ہوتا ہے اور نہ ہی انس حاصل ہوتا ہے۔ (الجمل، ج ۳، ص ۳۴٤)

☆......☆ جملة استیناف: ابو سعود کی عبارت میں ہے، یقاتلون فی سبیل الله جملہ مستانفہ ہے، نفس اشتراء کے بیان کے لئے نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ عزوجل کی راہ میں لڑنا جان و مال کا اشتراء نہیں کہلاتا، ہاں مذکورہ بیع کی جستجو پیدا کرنے کا بیان ضرور ہے، جیسا کہ کہا جائے کہ لوگ جنت کا سودا کیسے کریں گے؟ تو جواب ہوگا اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کر کے۔

الصائمون: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت کی سیاحت روزہ ہے''، سیاحت کو روزے سے اس لئے تشبیہ دی کہ روزہ خواہشات کو مارتا ہے اور اسی طرح شہروں میں عبادت الٰہی کے گھومنا پھرنا، یا یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ روزہ سے نفس کی ریاضت ہوتی ہے اور اسی ریاضت کی وجہ سے (انسان) منازل طے کرتا ہے۔ رجاء ان یسلم: آیت کا ظاہر یہ تقاضا کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ان کے لئے استغفار کریں گے، اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہے۔

ای ادام توبته: یہ جملہ ہر نبی، مہاجرین اور انصار کی توبہ سے متعلق تفسیر ہے، اور یہ جملہ اس سوال کا بھی جواب بن رہا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نبی تو معصوم ہوتے ہیں اور مہاجرین وانصار نے اس معاملے میں تو کوئی گناہ کیا ہی نہیں، بلکہ انہوں نے تو نبی کی پیروی کی ہے،

علامہ خازن اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہاں مراد سید عالم ﷺ کی ذات اقدس سے مواخذہ کی نفی کرنا ہے جوانہوں نے بعض حضرات کو تبوک سے رہ جانے کی اجازت مرحمت فرمادی تھی جیسا کہ فرمان ﷻ ﴿عفا الله عنک ......الخ ﴾ ہے، اور یہ باب افضل کے ترک کرنے کے حوالے سے مذکور ہے نہ کہ سید عالم ﷺ کی ذات اقدس پر عقاب کے وجوب کے حوالے سے، اور مہاجرین وانصار کو شرف ومنزلت دینے کے لئے انہیں سید عالم ﷺ کی توبہ کے ساتھ ملادیا گیا، ملتقطاو ملخصاً۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۱۵ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۴

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ ﴾ بِتَرْكِ مَعَاصِيهِ ﴿وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (۱۱۹)﴾ فِي الْاِيْمَانِ وَالْعُهُوْدِ بِاَنْ تَلْزَمُوا الصِّدْقَ ﴿مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﴾ اِذَاغَزَا ﴿وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ﴾ بِاَنْ يَّصُوْنُوْهَا عَمَّارَضِيَهُ لِنَفْسِهٖ مِنَ الشَّدَائِدِ وَهُوَ نَهْيٌ بِلَفْظِ الْخَبَرِ ﴿ذٰلِكَ ﴾ اَيِ النَّهْيُ عَنِ التَّخَلُّفِ ﴿بِاَنَّهُمْ ﴾ بِسَبَبِ اَنَّهُمْ ﴿لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ ﴾ عَطْشٌ ﴿وَّلَا نَصَبٌ ﴾ تَعَبٌ ﴿وَّلَا مَخْمَصَةٌ ﴾ جُوْعٌ ﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا ﴾ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰى وَطْأً ﴿يَّغِيْظُ ﴾ يَغْضَبُ ﴿الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ ﴾ لِلّٰهِ ﴿نَّيْلًا ﴾ قَتْلًا اَوْ اِسْرًا اَوْ نَهْبًا ﴿اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ﴾ لِيُجَازُوْا عَلَيْهِ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (۱۲۰)﴾ اَيْ اَجْرَهُمْ بَلْ يُثِيْبُهُمْ ﴿وَلَا يُنْفِقُوْنَ﴾ فِيْهِ ﴿ نَفَقَةً صَغِيْرَةً ﴾ وَلَوْ تَمْرَةً ﴿وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا ﴾ بِالسَّيْرِ ﴿اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ ﴾ ذٰلِكَ ﴿لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۲۱)﴾ اَيْ جَزَاءَهُ وَلَمَّا وُبِّخُوْا عَلَى التَّخَلُّفِ وَاَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً نَفَرُوْا جَمِيْعًا فَنَزَلَ ﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا ﴾ اِلَى الْغَزْوِ ﴿كَآفَّةً فَلَوْلَا ﴾ فَهَلَّا ﴿نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ ﴾ قَبِيْلَةٍ ﴿مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ ﴾ جَمَاعَةٌ وَمَكَثَ الْبَاقُوْنَ ﴿لِّيَتَفَقَّهُوْا ﴾ اَيِ الْمَاكِثُوْنَ ﴿فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ ﴾ مِنَ الْغَزْوِ بِتَعْلِيْمِهِمْ مَاتَعَلَّمُوْهُ مِنَ الْاَحْكَامِ ﴿لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (۱۲۲)﴾ عِقَابَ اللّٰهِ بِامْتِثَالِ اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَهٰذِهٖ مَخْصُوْصَةٌ بِالسَّرَايَا ، وَالَّتِيْ قَبْلَهَا بِالنَّهْيِ عَنْ تَخَلُّفِ وَاحِدٍ فِيْمَا اِذَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو (اس کی نافرمانیاں ترک کرکے ......۱......) اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ......۲......(جو ایمان اور اپنے وعدوں میں سچے ہیں بایں طور پر کہ تم سچ کو لازم پکڑلو) مدینہ والوں اوران کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ سے

پیچھے بیٹھے رہیں (جب کہ آپ ﷺ غزوے میں جائیں) اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں (اور جن شدائد پر صبر کرنے کو حضور اپنی جان کیلئے راضی ہیں......۳......وہ ان سے اپنی جان بچانا چاہیں لفظ ھــو خبر کے ساتھ نہی ہے) یہ (جہاد میں جانے سے روکنا) اسلئے ہے کہ انہیں جو پیاس (ظمأ بمعنی عطش ہے) یا تکلیف (نصب بمعنی تعب یعنی تھکن وتکلیف کے ہیں) یا بھوک (مخمصة بمعنی جوع ہے) اللہ کی راہ میں پہنچتی ہیں اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں (موطئا مصدر ہے بمعنی وطأ) جس سے کافروں کو غضب آئے (یغیظ بمعنی یغضب ہے) اور جو کچھ بگاڑتے ہیں کسی دشمن کا (یعنی اللہ کے دشمن کا) بگاڑنا (جیسے انہیں مارنا، قیدی بنانا یا انہیں جھڑکنا......۴......) سب کے بدلے ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے (تاکہ انہیں اس کی جزا دی جائے) بیشک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا (بلکہ انہیں ثواب عطا فرماتا ہے) اور جو تھوڑا خرچ کریں (اگرچہ ایک کھجور ہی سہی) یا زیادہ خرچ کریں اور وادیاں طے کریں (سفر کرکے) لکھا جاتا ہے ان کے لئے (وہ سب......۵......) تاکہ اللہ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے (یعنی ان کے سب سے بہتر کاموں کی انہیں جزاء دے......۶......، جب جہاد سے رہ جانے پر مسلمانوں کو توبیخ کی گئی اور پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ کو جنگ کیلئے روانہ فرمایا......۷......تو تمام ہی لوگ جنگ میں شریک ہونے کے لیے نکل آئے تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ نکلیں (غزوے میں شریک ہونے کیلئے) سب کے سب تو کیوں نہ ہو (فلولا بمعنی فھلا ہے) کہ ان کے ہر قبیلے میں سے (فرقة بمعنی قبیلة ہے) ایک جماعت نکلے (طائفة بمعنی جماعة ہے اور باقی لوگ وہیں ٹھہرے رہیں) تاکہ فقاہت حاصل کریں (وہیں ٹھہرے رہ کر) دین کی......۸......اور ڈرسنائیں اپنی قوم کو جب وہ لوٹ کر ان کے پاس آئے (غزوے سے فارغ ہو کر تب وہ انہیں ان احکامات کی تعلیم دیں جو وہ سیکھ چکے ہیں) اس امید پر کہ وہ بچیں (اللہ عزوجل کے عتاب سے اس کے احکامات بجالا کر اور ممنوعہ امور سے باز رہ کر، حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ آیت مبارکہ سرایا کے ساتھ مخصوص ہے اور اس سے ماقبل والی آیت جس میں ہر ایک کیلئے جنگ میں حاضر ہونے پر نہی کی گئی وہ اس صورت میں ہے جبکہ حضور پرنور ﷺ خود بنفس نفیس غزوے کیلئے تشریف لے جائیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصدقین﴾.

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ......اتقوا اللہ: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کونوا: فعل ناقص با اسم......مع الصدقین: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ماکان لاھل المدینة ومن حولھم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ ولا یرغبوا بانفسھم عن نفسہ﴾.

ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لام: جار، اھل المدینة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من حولھم: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من

الاعراب: ظرف مستقر حال،ملکر معطوف،ملکر مجرور،ملکرظرف مستقر خبر مقدم،ان: مصدریہ،یتخلفوا عن رسول الله: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لایرغبوا: فعل نہی بافاعل،بانفسهم: ظرف لغواول، عن نفسه: ظرف لغوثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک بانهم لا یصیبهم ظما ولا نصب ولا مخمصة فی سبیل الله ولا یطؤن موطئا یغیظ الکفار﴾

ذلک: مبتدا......ب: جار......انهم: حرف مشبہ واسم...... لایصیبهم: فعل نفی ومفعول......ظلما: معطوف علیہ،و: عاطفہ......لا: نافیہ......نصب: معطوف اول......و: عاطفہ......لا: نافیہ......مخمصة: موصوف......فی سبیل الله: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف ثانی،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لایطئون: فعل نفی بافاعل......موطئا: موصوف ،یغیظ الکفار: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا ینالون من عدو نیلا الا کتب لهم به عمل صالح﴾.

و: عاطفہ،لاینالون: فعل نفی واوضمیر ذوالحال،الا: اداۃ حصر، کتب لهم به: فعل مجہول وظرف لغواول وثانی،عمل صالح: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،من عدو: ظرف لغو،نیلا: مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لایطئون" پر معطوف ہے۔

﴿ان الله لا یضیع اجر المحسنین ولا ینفقون نفقة صغیرة ولا کبیرة﴾.

ان الله لایضیع اجر المحسنین: حرف مشبہ واسم وخبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،لاینفقون: فعل نفی بافاعل،نفقة: موصوف،صغیرة: معطوف علیہ،و: عاطفہ،لا: نافیہ، کبیرة: معطوف،ملکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ "لایطئون" پر عطف ہے۔

﴿ولا یقطعون وادیا الا کتب لهم لیجزیهم الله احسن ما کانوا یعملون﴾.

و: عاطفہ...... لایقطعون: فعل نفی واوضمیر ذوالحال......الا: اداۃ حصر......کتب لهم: فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغواول......لام: جار......یجزیهم الله: فعل ومفعول وفاعل......احسن: مضاف......ماکانوا یعملون: مضاف الیہ،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغوثانی،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل...... وادیا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کان المومنون لینفروا کافة﴾

و: عاطفہ......ما: نافیہ...... کان المومنون: فعل ناقص واسم......لام: جار......ینفروا: فعل واوضمیر ذوالحال، کافة: حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون﴾.

ف: فصیحہ،لولا: حرف تحضیض،نفر: فعل،من کل فرقة: ظرف لغو...... منهم: ظرف مستقر حال مقدم......طائفة: ذوالحال،ملکر فاعل،لام: جار......یتفقهوا فی الدین: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ......لام: جار،ینذروا

قومھم: فعل بافاعل ومفعول......اذا: مضاف......رجعوا: فعل واوضمیر ذوالحال......لعلھم یحذرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل ،الیھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بترک معاصیہ کے معانی:

۱......مفسر جلال کا قول بترک معاصیہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل سے ڈرنا یہ ہے کہ اس کی نافرمانی کو ترک کردیا جائے، اور علامہ خازن فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل سے ڈرنے کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کو ترک کردیا جائے، علامہ سید محمود آلوسی اور علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل سے ڈرنا یہ ہے کہ بندہ ان معاملات سے دور رہے جس میں رب العالمین عزوجل کی رضا نہ ہو، تفسیر ابن عباس میں ہے کہ اللہ عزوجل سے ڈرنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے جو تمہیں حکم دیا اس میں اللہ عزوجل کی اطاعت کرو۔

سچے کون ہیں؟

۲......نافع کا قول ہے کہ سچوں سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب ہیں، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سچوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ مراد ہیں، ابن جریج فرماتے ہیں کہ مہاجرین بھی سچوں میں داخل ہیں اس کی وجہ یہ ہیں کہ اللہ نے فرمایا ﴿للفقراء المھاجرون اولئک ھم الصدقون﴾، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سچوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں کہ جن کی نیتیں سچی تھیں اور ان کے دل اور اعمال میں استقامت پائی جاتی تھی اور وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خلوص نیت کے ساتھ تبوک کے لئے روانہ ہوئے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ سچے وہ ہیں جو گناہ کا اعتراف کرتے ہیں اور جھوٹ بولنے کے عذر نہیں پیش کرتے۔

(البغوی، ص۳۹۷)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''صدق کو لازم پکڑلو، کیونکہ صدق نیکی کی ہدایت دیتا ہے اور نیکی جنت کی ہدایت دیتی ہے، ایک انسان ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کا قصد کرتا ہے حتی کہ وہ اللہ عزوجل کے ہاں بھی سچا لکھ دیا جاتا ہے، اور تم جھوٹ سے بچو اور جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں ایک بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کا قصد کرتا ہے حتی کہ وہ اللہ عزوجل کے ہاں بھی جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے''۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالی، رقم: ۶۰۹۴، ص۱۰۶۳)

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے''۔(الجامع الترمذی، کتاب البر و الصلہ، باب ما جاء فی الصدق، رقم: ۱۹۷۹، ص۵۸۳)

حضرت میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ بعض صورتوں میں کذب صدق کے مقابلے میں بہتر ہے، اس کی مثال یہ دی کہ

جب کسی شخص کو دیکھو کہ کسی مسلمان کو قتل کرنے کے درپے ہے اور اس کے بارے میں تم سے پوچھے تو تم پر واجب ہے کہ اسے جھوٹ بولتے ہوئے کہہ دو کہ میں نے فلاں کو نہیں دیکھا۔

ام کلثوم روایت کرتی ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو تین مقامات کے علاوہ کسی معاملے میں جھوٹ بولنے کی اجازت دیتے ہوئے نہ سنا اور وہ تین مقامات یہ ہیں بندہ اصلاح کی غرض سے جھوٹ کا سہارا لے یعنی فریقین میں باہمی اصلاح کرانا مقصود ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہے، کسی جنگی معاملے میں جھوٹ کا سہارا لے سکتا ہے تاکہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچے، میاں بیوی میں باہمی تنازعہ کو دور کرنے کے لئے جھوٹ بول سکتا ہے، حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ کذب سارے کا سارا گناہ ہے مگر وہ کہ کسی مسلمان کو نفع دے یا کسی مسلمان سے ضرر دور کرے۔ (الاحیاء العلوم الدین، باب بیان ما رخص فیہ من الکذب، ج۳، ص۱۸۵ وغیرہ ملخصاً و ملتقطاً)

دین کی سربلندی کے لیے مشکلات سے گھبرانا چھوڑ دیں!

۳......کرخی کی عبارت میں ہے کہ بان یصونوھا ...... الخ کے تحت صاحب کشاف نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو حکم کیا گیا ہے کہ وہ مصیبت اور تنگی کو قبول کرتے ہوئے سید عالم ﷺ کے ساتھ نکل کھڑے ہوں اور مصیبت (یعنی تبوک کے وقت میں) رغبت، بشاشت اور خوشی سے حضور ﷺ کے ساتھ ہو جائیں اور لوگ اپنی جانوں کو مصیبت میں ڈال دیں جیسا کہ سید عالم ﷺ نے جانتے ہوئے (دین کی سربلندی کے لئے) اپنی جان کو تکلیف میں ڈالا کہ ان کی جان اللہ ﷻ کے نزدیک زیادہ معزز اور مکرم ہے پس جب سید عالم ﷺ معزز اور مکرم ہونے کے باوجود شدت اور ہول میں اپنی جان کو دین کے لئے پیش کر دیا تو دیگر لوگوں پر واجب ہے کہ وہ ان شدائد کی پرواہ کئے بغیر ہی اپنی جانوں کو پیش کر دیں۔ (تلخیص از الجمل، ج۳، ص۳۲۵)

مصدر نیلا کی امثلہ:

۴......مذکورہ مثالیں قتلاً و اسراً و نھباً مصدر نیلا کی ہیں، اور یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ مصدر کو کسی چیز کے حصول کے معنی میں استعمال کیا جائے، اور ابو سعود کی عبارت میں ہے کہ نیلا مصدر ہے جو کہ قتل، قید اور لوٹ مار کرنے کے معنی میں مستعمل ہے یا یہ مفعول بمعنی شیئا ما ینال من قبلھم کے معنی میں مستعمل ہے یعنی وہ چیز جو ان سے پہلے پہنچی۔ (الجمل، ج۳، ص۳۲۶)

﴿الا کتب لھم﴾ سے کیا مراد ہے؟

۵......﴿الا کتب لھم﴾ ذلک یعنی یہاں متذکرہ دونوں احکام مال خرچ کرنے اور وادی طے کرنے کے بارے میں احکام مراد ہیں۔ (الجمل، ج۳، ص۳۲۷)

ای جزائہ کے محذوف:

۶......مفسر جلال کا قول ای جزائہ سے اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے، اصل عبارت یہ ہے ای

جزاء احسن ما کانوا ......الخ ۔ (الصاوی، ج۳، ص۸۲)

سریہ کسے کہتے ہیں؟

ے......سریہ اسم ہے جوکہ سو سے پانچ سو کی تعداد پر بولا جاتا ہے اور اگر تعداد پانچ سو سے تجاوز کر کے آٹھ سو تک پہنچ جائے تو اسے منسر کہتے ہیں، اور آٹھ سو سے چار ہزار تک کی تعداد کو جیش کہا جاتا ہے، اور اس سے زیادہ کو جحفل اور جملہ سرایاہ سے مراد وہ لشکر ہے جو سید عالم ﷺ نے اسلام کی سربلندی کے لئے روانہ فرمایا اور خود اس میں شریک نہ ہوئے اس طرح کے لشکروں کی تعداد ۴۷ ہے جبکہ جن لشکر میں سید عالم ﷺ خود بنفس نفیس شریک ہوئے انہیں غزوات کہا جاتا ہے جن کی تعداد ۲۷ ہے اور سید عالم ﷺ نے ان غزوات میں سے فقط آٹھ غزوات میں قتال فرمایا۔ (الصاوی، ج۳، ص۸۲)

فقاہت فی الدین کی تعریف اور موجودہ مسلمانوں کا حال!

۸......علامہ راغب اصفہانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فقہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فقہ کے لغوی معنی ہیں علم غائب سے علم حاضر کی جانب پہنچنا پس فقہ ایک خاص علم ہے اور اصطلاحی معنی احکام شرعیہ کا علم ہے (المفردات، ص۳۸۵)

شیخ جرجانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں کہ فقہ کا لغوی معنی ہے متکلم کے کلام سے اس کی غرض کو سمجھنا اور اصطلاحی معنی ہیں احکام شرعیہ عملیہ کا علم جو ان کے دلائل تفصیلیہ سے حاصل ہو، ایک قول یہ ہے کہ فقہ اس مخفی معنی پر واقفیت ہونے کو کہتے ہیں جس کے ساتھ حکم متعلق ہے اور یہ وہ علم ہے جو رائے اور اجتہاد سے مستنبط ہوتا ہے اور اس میں غور فکر کی ضرورت ہوتی ہے اس وجہ سے اللہ عزوجل کو فقیہ نہیں کہا جاتا کیونکہ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ (التعریفات، ص۱۷۰)

قرآن کے بیان سے یہ بات واضح ہے کہ تفقہ فی الدین ہر کسی پر لازم نہیں ہے بلکہ ایک جماعت پر لازم ہے جو کہ دین میں فقاہت حاصل کرے تاکہ دیگر لوگوں کے شرعی معاملات کو حل کر سکے، یہاں سے ایک مسئلہ تو یہ واضح ہو گیا کہ ہر شخص اپنے تئیں مجتہد نہ بن جائے کہ قرآن کا ترجمہ پڑھ کر خود ہی اپنے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرنے لگے بلکہ علماء اور دیگر ارباب علم واقتدار کے پاس جاجا کر اپنے دینی مسائل حل کروائے، یہ بھی معلوم ہوا کہ عام لوگ علماء ومشائخ کی پیروی اور تقلید کریں تاکہ شرعی مسائل کی شکل و صورت نہ بگڑے اور دین اسلام جو قیامت تک باقی رہنے والا دین ہے اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ قائم ودائم رہے، یہ بھی ضروری ہے کہ علم سیکھنے کے لئے مدارس کا رخ کیا جائے اور اس جانب اپنی جستجو کو مرکوز ومربوط کیا جائے۔

آج ہمارے معاشرے میں دینی معاملات میں ہر ایک عالم وفاضل بنا نظر آتا ہے، مسجد ہو یا مدرسہ یا کوئی اور دینی معاملہ، کیا ضرورت پڑی ہے علماء کے پاس جانے کی؟ کیا حیثیت ان علماء ومشائخ کی؟ ارے ان کے پاس کیا ہے؟ یہ لوگ فتنہ وفساد کرنے والے ہیں؟ ان مولویوں نے کام خراب کر کے رکھا ہوا ہے؟۔ جی ہاں عام لوگوں کے تأثرات اسی قسم کے ہوتے ہیں، مذہبی شخصیات اکثر و

بیشتر تنقید کا نشانہ بنتی رہتی ہیں اس کی ایک وجہ شاید یہ ہوسکتی ہے کہ کچھ مسلمان کہلانے والوں نے اسلام کو بدنام کرنے کے لئے اسلحہ اور ہتھیار کے بل بوتے پر لوگوں میں انتشار پیدا کر دیا اور اب حال یہ ہے کہ عام لوگ صحیح وغلط کی تمیز نہیں کر پا رہے۔ میرا تعلق مسلک اعلیٰ حضرت سے ہے اور ہمارے ہاں نہ تو ہتھیار و اسلحہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور نہ ہی ہم کسی کے عبادت خانوں اور عام راستوں، بسوں اور دیگر نمایاں وغیر نمایاں مقامات پر بم دھماکے، ہڑتالیں اور مروجہ کسی قسم کی دہشت گردی کے قائل ہیں اور حالیہ ذرائع ابلاغ اور ٹی وی پروگرام میں بھی جتنی نشان دہی کی گئی ہے ان میں کہیں بھی ہم مسلک بریلوی کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ کہنا یہ چاہتا تھا کہ بات دور نکل گئی ہم مسلمان اللہ کے بندے ہیں اور ہمارا مقصد اللہ ﷻ کے دین کی خدمت اور اس کی مخلوق کو خوش رکھنے کی کوشش کرنا ہے، ہمیں کیا ہو گیا کہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر سارے اِدھر اُدھر کے غلط کاموں میں لگ گئے۔

☆......☆فیہ: یعنی اللہ کی راہ میں چھوٹی، بڑی، کم یا زیادہ خرچ کرنا۔

بتعلیمهم ما تلعموه: یعنی انہیں دین کے احکام سکھاؤ، اور یہ سکھانا ڈرانے کے معنی میں ہے۔(الجمل، ج۳، ص۳۲۶)

قال ابن عباس: حضرت ابن عباس کے اس فرمان ''تفقه فی الدین'' کی وجہ سے سرایا میں جانے سے رہ جانے کا حکم''، بیان کر دیا تا کہ متذکرہ آیت اور ماقبل آیت میں تعارض ختم ہو جائے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۸۲)۔

رکوع نمبر: ۵

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ﴾ اَیِ الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ مِنْهُمْ ﴿وَلْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً﴾ شِدَّةً اَیْ اَغْلِظُوْا عَلَیْهِمْ ﴿وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ (۱۲۳)﴾ بِالْعَوْنِ وَالنَّصْرِ ﴿وَاِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿فَمِنْهُمْ﴾ اَیِ الْمُنَافِقِیْنَ ﴿مَّنْ یَّقُوْلُ﴾ لِاَصْحَابِهٖ اِسْتِهْزَاءً ﴿اَیُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِیْمَانًا﴾ تَصْدِیْقًا قَالَ تَعَالٰی ﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا﴾ لِتَصْدِیْقِهِمْ بِهَا ﴿وَّهُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ (۱۲۴)﴾ یَفْرَحُوْنَ بِهَا ﴿وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ ضُعْفُ اِعْتِقَادٍ ﴿فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ﴾ كُفْرًا اِلٰی كُفْرِهِمْ لِكُفْرِهِمْ بِهَا ﴿وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (۱۲۵)﴾ ﴿اَوَلَا یَرَوْنَ﴾ بِالْیَاءِ اَیِ الْمُنَافِقُوْنَ وَالتَّاءِ اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿اَنَّهُمْ یُفْتَنُوْنَ﴾ یُبْتَلَوْنَ ﴿فِیْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ﴾ بِالْقَحْطِ وَالْاَمْرَاضِ ﴿ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ﴾ مِنْ نِفَاقِهِمْ ﴿وَلَا هُمْ یَذَّكَّرُوْنَ (۱۲۶)﴾ یَتَّعِظُوْنَ ﴿وَاِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ﴾ فِیْهَا ذِكْرُهُمْ وَقَرَاَهَا النَّبِیُّ ﷺ ﴿نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ﴾ یُرِیْدُوْنَ الْهَرَبَ یَقُوْلُوْنَ ﴿هَلْ یَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ﴾ اِذَا قُمْتُمْ فَاِنْ لَمْ یَرَهُمْ اَحَدٌ قَامُوْا وَاِلَّا ثَبَتُوْا ﴿ثُمَّ انْصَرَفُوْا﴾ عَلٰی كُفْرِهِمْ ﴿صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ﴾

عَنِ الْهُدٰی ﴿ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ (۱۲۷)﴾ اَلْحَقَّ لِعَدَمِ تَدَبُّرِهِمْ ﴿لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ﴾ اَیْ مِنْکُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ ﴿ عَزِیْزٌ ﴾ شَدِیْدٌ ﴿عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ ﴾ اَیْ عَنَتُکُمْ مَشَقَّتُکُمْ وَلِقَاؤُکُمُ الْمَکْرُوْهَ ﴿حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ ﴾ اَنْ تَهْتَدُوْا ﴿بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ ﴾ شَدِیْدُ الرَّحْمَةِ ﴿رَّحِیْمٌ (۱۲۸)﴾ یُرِیْدُ لَهُمُ الْخَیْرَ ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا ﴾ عَنِ الْاِیْمَانِ بِکَ ﴿فَقُلْ حَسْبِیَ ﴾ کَافِیَّ ﴿اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ ﴾ بِهٖ وَثِقْتُ لَا بِغَیْرِهٖ ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ ﴾ اَلْکُرْسِیُّ ﴿الْعَظِیْمِ (۱۲۹)﴾ خَصَّهٗ بِالذِّکْرِ لِاَنَّهٗ اَعْظَمُ الْمَخْلُوْقَاتِ وَرَوَی الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرِکِ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ آخِرُ آیَةٍ نَزَلَتْ لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ اِلٰی آخِرِ السُّوْرَةِ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو جہاد کروان کافروں سے جوتمہارے قریب ہیں (یعنی جوان میں سے سب سے زیادہ قریب ہوں پھراس سے قریب درجہ بدرجہ......۱......) اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں (یعنی تم ان پر سختی کرو غلظة سختی کے معنی میں ہے......۲......) اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (کہ انہیں مدد و نصرت کے ذریعے غلبہ دیتا ہے) اور جب کوئی سورت اترتی ہے (قرآن پاک کی) تو ان میں سے (یعنی منافقین میں سے) کوئی کہنے لگتا ہے (بطور استہزاء صحابہ کرام ﷺ سے) کہ اس نے تم میں سے کس کے ایمان کو ترقی دی (ایمانا بمعنی تصدیقا ہے اللہ ﷻ فرماتا ہے) تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی (تاکہ وہ اس کے ذریعے تصدیق کریں) اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں (وہ اس پر خوش ہیں......۳......) اور وہ جن کے دل میں آزار ہے (ضَعِیْفُ الْاِعْتِقَادِیْ ہے) انہیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی (ان کے کفر کو اس آیت کے انکار کی وجہ سے مزید بڑھا دیا......۴......) اور وہ کفر ہی پر مرگئے کیا انہیں نہیں سوجھتا (یرون کو یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یاء کے ساتھ پڑھیں گے تو معنی ہوگا کیا منافقین کو نہیں سوجھتا اور اگر تاء کے ساتھ پڑھیں تو معنی ہوگا کیا مسلمانوں کو......الخ) وہ آزمائے جاتے ہیں (یفتنون بمعنی یبتلون ہے) ہر سال ایک یا دو بار (قحط سالی اور امراض کے ذریعے) پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں (اپنے نفاق سے) نہ نصیحت مانتے ہیں (یذکرون بمعنی یتعظون ہے) اور جب کوئی سورت اترتی (جس میں انکا ذکر ہوا اور نبی پاک اس کی تلاوت فرمائیں تو) ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے (بھاگنے کے ارادے سے کہتے ہیں......۵......) کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں (جب تم کھڑے ہوتے ہو اگر کوئی نہ دیکھتا ہو تو اٹھ کر آجاؤ ورنہ وہیں جمے رہو) پھر پلٹ جاتے ہیں (اپنے کفر پر) اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے (ہدایت سے) دور فرما کر کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں (عدم تدبر کی وجہ سے حق کو سمجھتے نہیں ہیں) بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول (یعنی تم ہی لوگوں میں سے محمد ﷺ تمہارے پاس تشریف لائے) عزیز ہیں (یعنی دشوار ہے) ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا (یعنی تمہارے کسی مشقت میں پڑنا اور

تمہیں کوئی مکروہ بات پہنچے تو انہیں گراں گزرتا ہے) تمہاری بھلائی کے چاہنے والے (کہ تمہیں ہدایت مل جائے) مسلمانوں پر کمال مہربان (شدید رحمت فرمانے والے) مہربان......٦......(مسلمانوں کے زبردست خیرخواہ) پھر اگر وہ منہ پھیریں (تم پر ایمان لانے سے) تو تم فرمادو مجھے اللہ کافی ہے (حسبی بمعنی کافی ہے) اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر توکل کیا (یعنی اسی پر بھروسہ کیا اس کے غیر پر نہیں) اور وہ بڑے عرش (یعنی کرسی) کا مالک ہے (عرش کو بالخصوص اس لیے ذکر کیا کہ یہ عظیم ترین مخلوقات میں سے ہے، حاکم نے مستدرک میں سیدنا ابی بن کعب ﷺ سے روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن پاک کی آخری آیت لقد جاء کم رسول ......الخ نازل ہوئی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار﴾۔

یایها الذین امنوا: جملہ ندائیہ...... قاتلو: فعل امر با فاعل ......الذین: موصول......یلونکم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال......من الکفار: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿ولیجدوا فیکم غلظة واعلموا ان الله مع المتقین﴾۔

و: عاطفہ......لام: لام امر......یجدوا: فعل بافاعل......فیکم: ظرف لغو......غلظة: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......اعلموا: فعل امر بافاعل......ان الله مع المتقین: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا ما انزلت سورة فمنهم من یقول ایکم زادته هذه ایمانا﴾

و: مستانفہ......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......ما: زائدہ، انزلت سورة: فعل ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ، منهم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ......یقول: قول، ایکم: مبتدا......زادته هذه: فعل ومفعول وفاعل......ایمانا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر صلہ، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاما الذین امنوا فزادتهم ایمانا وهم یستبشرون﴾۔

ف: عاطفہ تفریعیہ......اما: حرف شرط......الذین امنوا: موصول صلہ، ملکر مبتدا......ف: جزائیہ...... زادت: فعل بافاعل...... هم: ضمیر ذوالحال......وهم یستبشرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول...... ایمانا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مهمایکن من شیء فی الدنیا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما الذین فی قلوبهم مرض فزادتهم رجسا الی رجسهم وماتوا وهم کفرون﴾۔

و: عاطفہ، اما: حرف شرط......الذین: موصول......فی قلوبهم: ظرف مستقر خبر مقدم......مرض: مبتدا موخر، ملکر جملہ

اسمیہ صلہ، ملکر مبتدا۔۔۔۔ف: جزائیہ۔۔۔۔زادتهم: فعل با فاعل ومفعول۔۔۔۔رجسا: موصوف۔۔۔۔الی رجسهم: ظرف مستقر صفت ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ۔۔۔۔و: عاطفہ۔۔۔۔ماتوا: فعل واو ضمیر ذوالحال۔۔۔۔وهم کفرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف۔۔۔۔"مهمایکن من شیء فی الدنیا" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اولا یرون انهم یفتنون فی کل عام مرة او مرتین ثم لا یتوبون ولا هم یذکرون﴾۔

ھمزہ: استفہام۔۔۔۔و: عاطفہ۔۔۔۔لایرون: فعل نفی با فاعل، انهم: حرف مشبہ واسم، یفتنون فی کل عام: فعل بانائب الفاعل وظرف لغو، مرة: معطوف علیہ، او مرتین: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لایتوبون: جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، لا: نافیہ۔۔۔۔هم یذکرون: جملہ اسمیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا ما انزلت سورة نظر بعضهم الی بعض هل یرکم من احد ثم انصرفوا﴾۔

و: عاطفہ۔۔۔۔اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم۔۔۔۔ما: زائدہ۔۔۔۔انزلت سورة: فعل ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط۔۔۔۔نظر: فعل۔۔۔۔بعضهم: ذوالحال۔۔۔۔هل: استفہامیہ۔۔۔۔یرکم: فعل ومفعول۔۔۔۔من: زائدہ۔۔۔۔احد: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "قائلین" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر حال، ملکر فاعل۔۔۔۔الی بعض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ۔۔۔۔ثم: عاطفہ۔۔۔۔انصرفوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿صرف الله قلوبهم بانهم قوم لا یفقهون﴾۔

صرف الله قلوبهم: فعل وفاعل ومفعول۔۔۔۔ب: جار۔۔۔۔انهم: حرف مشبہ واسم۔۔۔۔قوم: موصوف، لایفقهون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ دعائیہ۔

﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رءوف رحیم﴾

لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ۔۔۔۔جاء کم: فعل ومفعول، رسول: موصوف۔۔۔۔من انفسکم: ظرف مستقر صفت اول۔۔۔۔ عزیز: صفت مشبہ۔۔۔۔علیه: ظرف لغو۔۔۔۔ماعنتم: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت ثانی۔۔۔۔حریص علیکم: شبہ جملہ صفت ثالث۔۔۔۔بالمومنین رءوف: شبہ جملہ صفت رابع۔۔۔۔رحیم: صفت خامس، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فان تولوا فقل حسبی الله لا اله الا هو﴾۔

ف: عاطفہ۔۔۔۔ان: شرطیہ۔۔۔۔تولوا: جملہ فعلیہ شرط۔۔۔۔ف: جزائیہ۔۔۔۔قل: قول۔۔۔۔حسبی: خبر مقدم۔۔۔۔الله: ذوالحال۔۔۔۔لا: نفی جنس۔۔۔۔اله: موصوف۔۔۔۔الا: بمعنی غیر مضاف۔۔۔۔هو: مضاف الیہ ملکر اسم "موجود" خبر محذوف، ملکر جملہ

اسمیہ حال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم﴾

علیہ : ظرف لغو مقدم......توکلت: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... و : عاطفہ......ھو: مبتدا......رب: مضاف ......العرش العظیم: مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مفسر جلال کے نزدیک الاقرب فالاقرب کے معانی:

۱......مفسر جلال کا قول الاقرب فالاقرب منھم کے معنی ہیں جو گھر شہر اور نسب میں قریب ہوانہیں پہلے قتل کرو، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مثلاً قریظہ، بنی نضیر اور حنین وغیرہ سے پہلے قتال کرو اور روم سے بھی کہ وہ شام کے قریبی ہیں، اور شام عراق کے قریب ہے ۔بعض علماء نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد ابن زید ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۲۸)

ای اغلظوا علیھم کا معانی:

۲......مفسر جلال کا قول ای اغلظوا علیھم سے اس جانب اشارہ ہے کہ آیت مبارکہ ولیجدوا فیکم غلظۃ میں سبب کو مسبب کے بدلے استعمال کیا گیا ہے اس لئے کہ کافروں میں غصہ پایا جاتا تھا جو کہ مسبب ہے مسلمانوں پر غصہ ہونے سے۔

(الصاوی، ج۳، ص۸۳)

نزول قرآن ایمان کی زیادتی کا سبب ہے!

۳......مفسر جلال کا قول یفرحون بھا کا مطلب یہ کہ مومنین قرآن کی ایک کے بعد ایک آیت کے نزول سے خوش ہوتے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کبھی کوئی آیت قرآنی اترتی ان کے ایمان میں زیادتی ہوتی اور یہ زیادتی آخرت میں مزید ثواب کے حصول کا ذریعہ بن جاتی یعنی جس طرح ایمان میں زیادتی نزول قرآن کی وجہ سے ہوئی اسی طرح اسی نزول قرآن سے کافروں کے کفر میں زیادتی ہوئی۔ (الخازن، ج۲، ص۴۲۳)

کفر میں زیادتی:

۴......مفسر جلال کا قول کفرا الی کفرھم میں اس جانب اشارہ ہے کہ لفظ ازدادوا کو ضم کے معنی میں لیا گیا ہے کیونکہ تضمین کہتے ہیں کسی لفظ کو دوسرے لفظ کی جگہ لاکر اسی جیسا معاملہ کرنا، ای رجسا مضموما الی رجسھم یعنی ان کافروں پر گندگی در گندگی چڑھی ہوئی ہے، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ الی بمعنی مع ہے۔

کافروں کے کفر میں زیادتی کی وجہ تھی کہ یہ سارے کے سارے نازل ہونے والی سورت کے معاملے میں جھگڑتے تھے یا

اس کے بارے میں ہنسی مذاق کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ اپنے کفر میں اور آگے بڑھتے تھے، کفر کو رجس کہا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر قبیح ترین اشیاء میں سے ہے، اور لغوی اعتبار سے رجس کی اصل پلید چیز ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۲۹)

یریدون الھرب کسے کہتے ہیں؟

۵.....مفسر جلال کا قول یریدون الھرب کے معنی ہیں کہ سورت کے نزول کے سبب انہیں حاصل ہونے والی فضیحت یعنی رسوائی کا خوف ہوتا تھا جس کی وجہ سے وہ بھاگ جانے کا ارادہ کرتے تھے۔ (الصاوی، ج۳، ص۸۳)

ھل یراکم من احد یعنی مسلمانوں میں سے، جملہ ھل یراکم محل نصب صیغہ قول کے مضمر ہونے کی وجہ سے، اصل عبارت یوں ہے کہ یقولون ھل یراکم، اور جملہ قول حال ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہے، اور من احد فاعل ہے من کی زیادتی کی وجہ سے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۲۹)

سید عالم ﷺ کی شان عظمت!

٦..... یہ خطاب اہل عرب سے ہے کہ اے اہل عرب! تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول جنہیں تم ان کے نسب اور حسب سے پہچانتے ہو آئے ہیں اور یہ اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے فرزند ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عرب میں صرف ایک ہی صحیح النسب قبیلہ ہے جس میں سید عالم ﷺ پیدا ہوئے ہیں، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جاہلیت کی ولادت میں سے کسی قسم کی کوئی بات ان کی جانب منسوب نہیں ہوسکتی، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نکاح کے ذریعے پیدا شدہ ہوں نہ کہ جہالت کے ذریعے اور یہ بات طبری اور بغوی نے ثعلبی کی سند سے ذکر کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم نور مجسم صاحب بنی آدم ﷺ نے فرمایا: ''میری ولادت زمانۂ جاہلیت کی ولادت کی طرح نہیں بلکہ اہل اسلام میں جس طرح نکاح کے ذریعے ولادت ہوتی ہے اسی طرح ہوئی ہے''۔ قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ من انفسکم اس لئے کہ کوئی حاسد اللہ کی جانب سے عطا کردہ ان کی نبوت اور کرامت پر حسد نہ کرے، ابن عباس اور ظہری سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ انفسکم کو فاء کی فتح کے ساتھ پڑھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے اے لوگوں! جو تم سب میں نفیس ترین اور اشرف و افضل تھا وہ تمہارے پاس آیا۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''اللہ نے کنانہ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں چن لیا اور قریش کو کنانہ میں سے منتخب کرلیا، اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا''۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿عزیز علیه ماعنتم﴾ یعنی تمہارے بہت زیادہ مشاق اور ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا بڑا گراں گزرتا ہے۔ ﴿حریص علیکم﴾ یعنی تمہارے ایمان اور تم تک خیر پہنچانے کے حریص ہیں، قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ تمہاری ہدایت کے حریص ہیں کہ اللہ تمہیں ہدایت عطا فرمائے، ﴿بالمؤمنين رءوف رحیم﴾ یعنی فرمانبرداروں کے لئے رؤوف اور نافرمانوں کے لئے رحیم ہیں۔

حسن بن فضیل سے روایت ہے کہ اللہ ﷻ نے کسی نبی کو دو ناموں کے ساتھ جمع نہیں فرمایا لیکن سید عالم ﷺ کو دونوں ہی نام عطا فرمادیئے یعنی رءوف اور رحیم۔ (الخازن، ج۲، ص ۴۲۵)

☆......☆ لاصحابہ: مراد ضعیف مومنین ہیں۔ یفرحون بھا: جب کبھی قرآن کی کوئی آیت نازل ہوتی تو ان کے ایمان میں ترقی کا ذریعہ بنتی اور یہ حکم آج تک باقی ہے، کہ جو شخص کلام اللہ سے خوش ہوتا ہے وہ مومن صادق بن جاتا ہے اور جو اس کی سماعت وغیرہ سے جی کتراتا ہے وہ کافر یا قریب بہ کفر ہو جاتا ہے۔ یریدون الھروب: نزول قرآن کے وقت رسوائی کے خوف سے ایک دوسرے کی طرف جھانکتے ہیں۔ الکرسی: شبہ ہوتا ہے کہ عرش و کرسی متحد ہیں، اور یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ کرسی عرش کے مقابلے میں قلیل ہے (الصاوی، ج۳، ص ۸۳ وغیرہ)۔

ایک اھم بات

بعض صورتوں میں چندہ "وقف" کے حکم میں آتا ہے اور بعض صورتوں میں نہیں آتا، چنانچہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت مولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں سوال ہوا: مسجدوں، مدرسوں کی تعمیر و اخراجات کے لئے یا کسی اور مذہبی و دینی ضرورت کے لئے جو چندے وصول ہوتے ہیں یہ محض صَدَقہ ہیں یا وَقف بھی کہے جاسکتے ہیں؟

الجواب: عموماً یہ چندے صَدَقہ نافِلہ ہوتے ہیں ان کو وَقف نہیں کہا جاسکتا کہ وَقف کے لئے یہ ضَرور ہے کہ اَصل حَبس (محفوظ) کرکے اس کے مَنافع کام میں صَرف کئے جائیں، جس کے لئے "وقف" ہو، نہ کہ خود اَصل ہی کو خرچ کر دیا جائے۔ یہ چندے جس خاص غرض کے لئے کئے گئے ہیں اس کے غیر میں صَرف نہیں کئے جاسکتے، اگر وہ غَرض پوری ہو چکی ہو تو جس نے دیئے ہیں اُس کو واپس کئے جائیں یا اُس کی اجازت سے دوسرے کام میں خرچ کریں، بغیر اجازت خرچ نہیں کرنا ناجائز ہے (فتاوی امجدیہ، ج۳، ص ۳۸، مکتبہ رضویہ کراچی)۔

تعارف سورۃ یونس

سورۂ یونس مکی ہے سوائے دو آیات کے جو ﴿فان کنت فی شک﴾ سے دو آیات یا یہ تیسری آیت ﴿و منهم من یومن بــه﴾ بھی غیر مکیہ ہے، اس سورت مبارکہ میں ایک سونو یا ایک سودس آیتیں ہیں، اس میں اٹھارہ سو بتیس ۱۸۳۲ کلمے اور نو ہزار ننانوے حروف ہیں۔ اس سورۃ کا نام حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا ہے اس لئے کہ اس سورۃ کے ایک رکوع میں آپ علیہ السلام کی قوم کی نجات کا ذکر ہوا ہے اور یہ سورت گیارہ رکوعات پر مشتمل ہے۔

اس سورۃ کے نزول کے سال کے بارے میں تعین کرنا مشکل ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب سید عالم ﷺ نے تبلیغ کا حق ادا فرما دیا، طرح طرح کے دلائل اور بینات سے ان کا رد فرما دیا لیکن وہ اپنی ضد اور ڈھٹائی کی روش سے باز نہ آئے اور ان کے معاندانہ رویہ میں مزید ترشی اور تلخی آ گئی، لہذا اس سورت میں خاص طور سے ان اقوام کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کے فرامین کو پس پشت ڈال دیا اور جب ان کی ہدایت کی کوئی امید ہی نہ رہی تو عذاب الٰہی نے انہیں آ لیا۔ اس سورت مبارکہ کے مخاطب اہل مکہ بنے اس لئے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ سورۃ الصفت میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر بہت زیادہ آیا ہے لہذا اُس سورت یعنی سورۃ الصفت کا نام سورۃ یونس ہونا چاہئے حالانکہ ایسا نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ وجہ تسمیہ میں یہ ضروری نہیں ہے کہ جس چیز کا نام رکھا جائے اس میں اس چیز کی مناسبت ہونی چاہیے، یہ ضروری نہیں کہ جہاں وہ مناسبت پائی جائے وہاں وہ نام بھی ہو کیونکہ وجہ تسمیہ جامع مانع نہیں ہوا کرتی، اس کی مثال اس طرح سمجھ لیں کہ خمر انگور کی شراب کو کہتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ خامرہ کے معنی ہیں ڈھانپنا کیونکہ یہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے اس لئے اسے خمر کہتے ہیں لیکن بھنگ بھی عقل کو ڈھانپ لیتی ہے لہذا اسے بھی خمر کہا جائے تو ایسا نہیں ہو سکتا، عام مثال یہ جان لیں کہ پاجامہ کو پاجامہ کیوں کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ پیروں کا لباس ہے، اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ شلوار، غرارہ، تہبند، پتلون اور ہر وہ لباس جو پیروں کا لباس ہو وہ پاجامہ کہلانے لگے۔

اس سورت مبارکہ کے درج ذیل مضامین ہیں۔

☆...... اس سورت مبارکہ کا آغاز "الــــر" سے ہوا جو کہ حروف تہجی ہیں اور سید عالم ﷺ کی رسالت پر بین دلیل ہیں۔ ☆...... اس سورت مبارکہ میں مخلوقات کی حکمتیں اور ان کی جزا اور سزا کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ ☆...... مومنین کے لئے بشارتیں اور مشرکین کے لئے وعیدیں بیان ہوئیں ہیں۔ ☆...... سابقہ امتوں کے عذاب کے تذکرے اور کافروں پر جلد عذاب نازل کرنے کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ ☆...... آخرت میں مومنوں اور کافروں کے احوال کا تفاوت اور باطل خداؤں کی اپنے عبادت گزاروں سے بیزاری کا بیان ہے ساتھ ہی اللہ ﷻ کے علاوہ کسی اور کی الوہیت کا رد بلیغ بھی فرما دیا گیا ہے۔ ☆...... قرآن منزل من الله ہے اور اس پر دلائل اور

براہین قائم کیے گئے ہیں اور مشرکین کے باطل قول کی تردید بھی فرمائی گئی ہے۔☆......مشرکین کو قرآن کی مثل کوئی سورت بنالانے کا چیلنج دیا گیا ہے۔☆......خشکی وتری میں قدرت کی نشانیوں کا بیان اور دنیا کی زیب وزینت کے زوال کے اسباب ومحرکات کا بیان بھی فرمادیا گیا ہے۔☆......اولیاء اللہ کی شان اور دنیا وآخرت کی بشارتوں کا ذکر بھی اس سورت میں ملتا ہے۔☆......مشرکین کی مذمت کہ انہوں نے اللہ ﷻ کے حرام کو حلال کرلیا اور ساتھ ہی سید عالم ﷺ کی تسکین خاطر بھی کی گئی ہے۔☆......انبیائے سابقین میں حضرت نوح علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام کے احوال پر غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے۔☆......اہل کتاب کی شہادت سے رسول کریم ﷺ کی رسالت کے صدق کو بیان کیا گیا ہے۔

رکوع نمبر: ٦

﴿الٓرٰ﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِكَ ﴿تِلْكَ﴾ اَیْ هٰذِهِ الْاٰیَاتُ ﴿اٰیٰتُ الْكِتٰبِ﴾ اَلْقُرْاٰنِ وَالْاِضَافَةُ بِمَعْنٰى مِنْ ﴿الْحَكِیْمِ(١)﴾ اَلْمُحْكَمِ ﴿اَكَانَ لِلنَّاسِ﴾ اَیْ اَهْلِ مَكَّةَ اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ وَالْجَارُ وَالْمَجْرُوْرُ حَالٌ مِنْ قَوْلِهٖ ﴿عَجَبًا﴾ بِالنَّصْبِ خَبَرُ كَانَ وَبِالرَّفْعِ اِسْمُهَا وَالْخَبَرُ وَهُوَ اِسْمُهَا عَلَى الْاُوْلٰى ﴿اَنْ اَوْحَیْنَآ﴾ اَیْ اِیْحَاؤُنَا ﴿اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ﴾ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿اَنْ﴾ مُفَسِّرَةٌ ﴿اَنْذِرِ﴾ خَوِّفْ ﴿النَّاسَ﴾ اَلْكَافِرِیْنَ بِالْعَذَابِ ﴿وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ﴾ اَیْ بِاَنَّ ﴿لَهُمْ قَدَمَ﴾ سَلَفَ ﴿صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ اَیْ اَجْرًا حَسَنًا بِمَا قَدَّمُوْهُ مِنَ الْاَعْمَالِ ﴿قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا﴾ اَلْقُرْاٰنَ الْمُشْتَمِلَ عَلٰى ذٰلِكَ ﴿لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ(٢)﴾ بَیِّنٌ وَفِیْ قِرَاءَةٍ لَسَاحِرٌ وَالْمُشَارُ اِلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ﴾ مِنْ اَیَّامِ الدُّنْیَا اَیْ فِیْ قَدْرِهَا لِاَنَّهٗ لَمْ یَكُنْ ثَمَّ شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ، وَلَوْ شَاءَ لَخَلَقَهُنَّ فِیْ لَمْحَةٍ وَالْعُدُوْلُ عَنْهُ لِتَعْلِیْمِ خَلْقِهٖ اَلتَّثَبُّتُ ﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ اِسْتِوَاءً یَلِیْقُ بِهٖ ﴿یُدَبِّرُ الْاَمْرَ﴾ بَیْنَ الْخَلَائِقِ ﴿مَا مِنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿شَفِیْعٍ﴾ یَشْفَعُ لِاَحَدٍ ﴿اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ط﴾ رَدٌّ لِقَوْلِهِمْ اَنَّ الْاَصْنَامَ تَشْفَعُ لَهُمْ ﴿ذٰلِكُمُ﴾ اَلْخَالِقُ الْمُدَبِّرُ ﴿اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ط﴾ وَحِّدُوْهُ ﴿اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ(٣)﴾ بِاِدْغَامِ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الذَّالِ ﴿اِلَیْهِ﴾ تَعَالٰى ﴿مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا﴾ مَصْدَرَانِ بِاَنْ مَنْصُوْبَانِ بِفِعْلِهِمَا الْمُقَدَّرِ ﴿اِنَّهٗ﴾ بِالْكَسْرِ اِسْتِئْنَافًا وَالْفَتْحِ عَلٰى تَقْدِیْرِ اللَّامِ ﴿یَبْدَؤُا الْخَلْقَ﴾ اَیْ بَدَاَهٗ بِالْاِنْشَاءِ ﴿ثُمَّ یُعِیْدُهٗ﴾ بِالْبَعْثِ ﴿لِیَجْزِیَ﴾ یُثِیْبَ ﴿الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ﴾ مَاءٍ بَالِغٍ نِهَایَةَ الْحَرَارَةِ ﴿وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ مُؤْلِمٌ ﴿بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ(٤)﴾ اَیْ بِسَبَبِ كُفْرِهِمْ ﴾

﴿هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً﴾ ذَاتَ ضِيَاءٍ اَىْ نُوْرٍ ﴿وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ﴾ مِنْ حَيْثُ سَيْرِهٖ ﴿مَنَازِلَ﴾ ثَمَانِيَةً وَّعِشْرُوْنَ مَنْزِلًا فِىْ ثَمَانٍ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَيَسْتَتِرُ لَيْلَتَيْنِ اِنْ كَانَ الشَّهْرُ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا اَوْ لَيْلَةً اِنْ كَانَ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا ﴿لِتَعْلَمُوْا﴾ بِذٰلِكَ ﴿عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ﴾ الْمَذْكُوْرَ ﴿اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ لَاعَبَثًا، تَعَالٰى عَنْ ذٰلِكَ ﴿يُفَصِّلُ﴾ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ يُبَيِّنُ ﴿الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (۵)﴾ يَتَدَبَّرُوْنَ ﴿اِنَّ فِى اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ بِالذِّهَابِ وَالْمَجِىْءِ وَالزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ ﴿وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ﴾ مِنْ مَلٰئِكَةٍ وَشَمْسٍ وَقَمَرٍ وَنُجُوْمٍ وَغَيْرَ ذٰلِكَ ﴿وَ﴾ فِى ﴿الْاَرْضِ﴾ مِنْ حَيَوَانٍ وَجِبَالٍ وَبِحَارٍ وَاَنْهَارٍ وَاَشْجَارٍ وَغَيْرِهَا ﴿لَاٰيٰتٍ﴾ دَلَالَاتٍ عَلٰى قُدْرَتِهٖ تَعَالٰى ﴿لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ (۶)﴾ فَيُؤْمِنُوْنَ، خَصَّهُمْ بِالذِّكْرِ لِاَنَّهُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِهَا ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا﴾ بِالْبَعْثِ ﴿وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ بَدَلَ الْاٰخِرَةِ لِاِنْكَارِهِمْ لَهَا ﴿وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا﴾ سَكَنُوْا اِلَيْهَا ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا﴾ دَلَائِلِ وَحْدَانِيَّتِنَا ﴿غٰفِلُوْنَ (۷)﴾ تَارِكُوْنَ النَّظَرَ فِيْهَا ﴿اُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (۸)﴾ مِنَ الشِّرْكِ وَالْمَعَاصِىْ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ﴾ يُرْشِدُهُمْ ﴿رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ﴾ بِهٖ بِاَنْ يَّجْعَلَ لَهُمْ نُوْرًا يَهْتَدُوْنَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴿تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (۹)﴾ ﴿دَعْوٰهُمْ فِيْهَا﴾ طَلَبُهُمْ لِمَا يَشْتَهُوْنَهٗ فِى الْجَنَّةِ اَنْ يَّقُوْلُوْا ﴿سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ﴾ اَىْ يَااللّٰهِ فَاِذَا مَاطَلَبُوْهُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ﴿وَتَحِيَّتُهُمْ﴾ فِيْمَا بَيْنَهُمْ ﴿فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ﴾ مُفَسِّرَةٌ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

الٓـر (اس کی مراد اللہ ہی بہتر جانتا ہے......۱......) یہ (یعنی یہ آیات) اس کتاب کی آیتیں ہیں (ایت الکتاب میں اضافت منی ہے) جو حکیم ہے (یعنی محکم ہے......۲......) کیا لوگوں کو (یعنی اہل مکہ کو، اکان میں ہمزہ استفہام انکاری ہے اور جار مجرو رعجبا سے حال ہے) اس کا اچنبھا ہوا (عجبا منصوب ہونے کی صورت میں کان کی خبر ہے اور مرفوع ہونے کی صورت میں کان کا اسم ہوگا) ہمارے وحی بھیجنے سے (ان اوحینا بمعنی ایحاؤنا ہے) انہیں سے ایک آدمی کی طرف (مراد محمد ﷺ ہیں) کہ (ان مفسرہ ہے) ڈرساؤ (انذر بمعنی خوف ہے) لوگوں کو (یعنی کافروں کو عذاب کا) اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے (ان دراصل بان ہے) سچ کا مقام ہے ان کے رب کے پاس (قدم بمعنی سلف ہے......۳......یعنی ان کے آگے کو بھیجے ہوئے نیک اعمال کا بدلہ) کافر بولے بیشک یہ (قرآن انذار و تبشیر پر مشتمل ہے) یہ کھلا جادوگر ہے (مبین بمعنی بین ہے اور ایک قرأت

میں لسحر کی جگہ لسحر ہے اور مشارالیہ نبی پاک ﷺ ہیں) بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے (یعنی دنیاوی چھ دن کی مقدار میں کیونکہ وہاں نہ سورج تھا اور نہ چاند اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں ایک لمحے میں پیدا فرما دیتا ایک لمحہ سے عدول کرنے میں اپنی مخلوق کو جلد بازی نہ کرنے کی تعلیم دینا مقصود ہے) پھر عرش پر استواء فرمایا (جیسا اس کی شان کے لائق ہے......۲......) کام کی تدبیر فرماتا ہے (اپنی مخلوق کے درمیان) کوئی نہیں (مامن میں لفظ من زائدہ ہے) سفارشی (جو کسی کی سفارش کر سکے) مگر اس کی اجازت کے بعد (یہ کفار کے اس قول کا رد ہے کہ بت ان کی سفارش کریں گے) یہ ہے (خالق اور مدبر) اللہ تمہارا رب تو اس کی بندگی کرو (اسے یکتا مانو) تو کیا تم دھیان نہیں کرتے (تذکرون میں دراصل تاء کا ذال میں ادغام کیا گیا ہے) اسی کی طرف (یعنی اللہ عزوجل ہی کی طرف) تم سب کو پھرنا ہے اللہ کا سچا وعدہ (وعدا اور حقا دونوں مفعول مطلق ہیں جن کے افعال محذوف ہیں) بیشک وہ (جملہ مستانفہ کی بناء پر انه بالکسر ہے اور لام مقدر مانا جائے تو انہ بالفتح ہے) پہلی بار بناتا ہے......۵......(مخلوق کو پہلی بار بھی بنانے والا وہی ہے) پھر دوبارہ بنائے گا (دوبارہ اٹھانے کے لئے) کہ صلہ دے (یعنی ثواب دے) ان کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے انصاف کا اور کافروں کے لئے پینے کو کھولتا پانی (انتہائی شدید گرم پانی) دردوالا عذاب ہے (الیم بمعنی مؤلم ہے) بدلہ ان کے کفر کا (یعنی ان کے کفر کے سبب ان کو اس کا بدلہ دے گا) وہی ہے جس نے سورج کو روشن بنایا (پرضیاء بنایا یعنی پرنور بنایا) اور چاند چمکتا اور اس کے لیے مقرر کیں (اس کے سفر کے حساب سے) منزلیں (چاند ہر ماہ کی اٹھائیس راتوں میں اٹھائیس منازل طے کرتا ہے اور دو راتیں چھپا رہتا ہے اگر ماہ تیس دن کا ہو تو دو دن اور رات اور اگر انتیس کا ہو تو ایک دن اور رات......۶......) کہ تم جانو (اس سے) برسوں کی گنتی اور حساب اللہ نے نہ بنایا اس کو (یعنی ان مذکورہ اشیاء کو) مگر حق (یعنی ان کی تخلیق عبث نہیں کہ اللہ عزوجل عبث کرنے سے پاک اور بلند و بالا ہے) بیان فرماتا ہے (یفصل یاء اور نون دونوں کے ساتھ بمعنی یبین ہے) آیتیں لوگوں کے لئے کہ وہ جانیں (یعنی اس میں تدبر کریں) بیشک رات اور دن کا بدلتے آنا (ایک کا جانا دوسرے کا آنا ان کے طویل اور چھوٹا ہونے میں) اور جو کچھ پیدا فرمایا اللہ نے آسمانوں میں (جیسے فرشتے، سورج، چاند اور تارے وغیرہا) اور زمین (میں جیسے حیوان، پہاڑ، سمندر، نہریں اور درخت وغیرہا) ان میں نشانیاں ہیں (اللہ عزوجل کی قدرت پر دلالت کرنے والی) ڈر والوں کے لئے (پس وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں، متقین کو بالخصوص اس لئے ذکر کیا کیونکہ یہی حضرات ان نشانیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں) بیشک وہ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی) اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے (آخرت کے بدلے، آخرت کا انکار کرتے ہوئے) اور اس پر مطمئن ہو گئے (اور اس میں پر سکون ہو کر رہ گئے) اور وہ جو ہماری آیتوں سے (یعنی ہماری وحدانیت کے دلائل سے) غفلت کرتے ہیں (انہیں نظر نہیں کرتے) ان لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے بدلہ اس کا جو انہوں نے کمایا (یعنی شرک اور گناہ سے) بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے انہیں ہدایت دیگا (انہیں راہ دیگا) ان کا رب ان کے ایمان کے سبب (بایں طور پر کہ اللہ عزوجل بروز قیامت ان لوگوں کیلئے نور بنا دے گا جس کے سبب

وہ راہ یاب ہو جائیں گے) ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی رحمت کے باغوں میں ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ (یعنی جنت میں من چاہی چیز طلب کرنے کے لئے وہ یوں عرض کریں گے......) اللہ تجھے پاکی ہے (اللھم بمعنی اے اللہ ہے، پس اسی وقت جو کچھ انہوں نے طلب کیا ہوگا ان کے سامنے آجائے گا) اور ان کا ملتے وقت (آپس میں) خوشی کا پہلا بول سلام ہے اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ کہ (ان مفسرہ ہے) سب خوبیاں سراہا اللہ جو رب ہے سارے جہاں کا۔

﴿ترکیب﴾

﴿الر تلک ایت الکتب الحکیم﴾

الر: "ھذا" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ......تلک: مبتدا......ایت: مضاف......الکتب الحکیم: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منھم ان انذر الناس﴾

ھمزہ: استفہامیہ......کان: فعل ناقص......للناس: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو......ان: مفسرہ، انذر الناس: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ان مفسرہ سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وبشر الذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم﴾

و: عاطفہ، بشر: فعل امر بافاعل، الذین امنوا: مفعول، ان لھم: حرف مشبہ وظرف مستقر خبر مقدم، قدم صدق: موصوف، عند ربھم: ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر اسم مؤخر، جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ ماقبل "انذر الناس" پر معطوف ہے۔

﴿قال الکفرون ان ھذا لسحر مبین﴾

قال الکفرون: قول، ھذا: حرف مشبہ واسم، لسحر مبین: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان ربکم اللہ الذی خلق السموت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامر﴾

ان ربکم: حرف مشبہ واسم، اللہ: موصوف......الذی: موصول، خلق: فعل بافاعل، السموت والارض: مفعول ......فی ستۃ ایام: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......ثم: عاطفہ......استوی علی العرش: فعل بافاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر صلہ اپنے موصول سے ملکر صفت، ملکر خبر اول......یدبر الامر: جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿مامن شفیع الا من بعد اذنہ ذلکم اللہ ربکم فاعبدوہ﴾

ما: مشابہ بلیس......من: زائدہ......شفیع: اسم......الا: اداۃ حصر......من بعد اذنہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ذلکم: مبدل......اللہ: بدل، ملکر مبتدا......ربکم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......ف: فصیحہ......اعبدوہ: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ

فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿افلا تذکرون الیہ مرجعکم جمیعا وعد اللہ حقا﴾.

ھمزہ: استفہامیہ......ف: عاطفہ...... لا تذکرون: فعل نفی با فعل، ملکر جملہ فعلیہ......الیہ: ظرف مستقر خبر مقدم ،مرجع: مصدر مضاف...... کم: ذوالحال......جمیعا: حال، ملکر مضاف الیہ فاعل......وعد اللہ: مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......حقا: فعل محذوف "حق ذلک" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انہ یبدؤ االخلق ثم یعیدہ لیجزی الذین امنوا وعملوا الصلحت بالقسط﴾.

انہ: حرف مشبہ واسم، یبدؤ الخلق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یعیدہ: فعل با فاعل ومفعول، لام: جار ،یجزی: فعل با فاعل، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ملکر صلہ، ملکر مفعول، بالقسط: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والذین کفروا لھم شراب من حمیم وعذاب الیم بما کانوا یکفرون﴾.

و: عاطفہ......الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر مبتدا......لھم: ظرف مستقر خبر مقدم......شراب: موصوف...... من حمیم: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ......عذاب: موصوف......الیم: صفت اول......بما کانوا یکفرون: ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا وقدرہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب﴾.

ھو: مبتدا......الذی: موصول......جعل: فعل با فاعل......الشمس: ذوالحال......ضیاء: حال، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ......القمر: ذوالحال......نورا: حال، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......قدرہ منازل: فعل با فاعل ومفعول وظرف...... لام: جار......تعلموا: فعل با فاعل......عدد: مضاف......السنین والحساب: مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما خلق اللہ ذلک الا بالحق یفصل الایت لقوم یعلمون﴾.

ماخلق: فعل نفی......اللہ: فاعل......ذلک: ذوالحال......الا: اداۃ حصر......بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......یفصل الایت: فعل با فاعل ومفعول......لقوم یعلمون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی اختلاف الیل والنھار وما خلق اللہ فی السموت والارض لایت لقوم یتقون﴾.

ان: حرف مشبہ......فی: جار......اختلاف الیل والنھار: معطوف علیہ......و: عاطفہ......ما: مصدریہ...... خلق

اللہ فی السموت والارض: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف، ملکر مجرور، ملکرظرف مستقر خبر مقدم......لام: تاکیدیہ......ایت: موصوف، لقوم یقتون: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین لا یرجون لقاء نا ورضوا بالحیوۃ الدنیا واطمانوا بھا والذین ھم عن ایتنا غفلون اولئک ماوھم النار بما کانوا یکسبون﴾.

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، لایرجون: فعل نفی واو ضمیر ذوالحال، لقائنا: مفعول بہ، و: حالیہ، رضوا بالحیوۃ الدنیا: جملہ معطوف علیہ، واطمانوا بھا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر "قد" حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر معطوف علیہ مبتدا، والذین: مستانفہ وموصول، ھم: مبتدا، عن ایاتنا غفلون: جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ماوھم: مبتدا، النار: خبر اول، بما کانوا یکسبون: ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ان کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت یھدیھم ربھم بایمانھم تجری من تحتھم الانھر فی جنت النعیم﴾.

ان: حرف مشبہ......الذین: موصول......امنوا وعملوا الصلحت: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم...... یھدیھم ربھم بایمانھم: فعل با مفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر اول......تجری من تحتھا الانھر: فعل وظرف لغو وفاعل......فی جنت النعیم: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿دعواھم فیھا سبحنک اللھم وتحیتھم فیھا سلم﴾.

دعوٰھم: ذوالحال......فیھا: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا......سبحنک: مفعول مطلق فعل محذوف "نسبح" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء......اللھم: جملہ ندائیہ مقصود بالنداء مقدم سے ملکر جملہ ندائیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ...... تحیتھم: ذوالحال......فیھا: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا...... سلم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واخر دعواھم ان الحمد للہ رب العالمین﴾.

و: عاطفہ، اخر دعوھم: مرکب اضافی مبتدا، ان: مخففہ "ھو" ضمیر شان محذوف اسم......الحمد: مبتدا......لام: جار، اللہ: موصوف......رب العلمین: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......اکان للناس عجبا ان اوحینا ......☆ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کو رسالت سے مشرّف فرمایا اور آپ ﷺ نے اس کا اظہار کیا تو عرب منکر ہوگئے اور ان میں سے بعضوں نے یہ کہا کہ اللہ اس سے برتر ہے کہ کسی بشر کو رسول بنائے، اس پر یہ آیات نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

الر کے بارے میں دو اقوال :

۱.....قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ الــــر یہ قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ سورت کا نام ہے۔ (الخازن، ج۲، ص٤٢٦)

حروف مقطعات کی ضروری بحث ہم پہلی جلد میں صفحہ نمبر ۳۰ پر کر دی ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جائے۔

ناقابل منسوخ کتاب!

۲.....حکیم بمعنی محکم ہے یعنی یہ کتاب منسوخ نہیں ہے، اس میں کذب، تناقض اور تضاد بھی نہیں ہے، حادثات زمانہ سے یہ کتاب مٹ نہیں سکتی اور یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلیل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے نبی ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب بھی بلا کسی تبدیلی کے قیامت تک باقی رہے گی، اس کے برخلاف دیگر انبیائے سابقین ایک خاص زمانہ کے لئے نبی تھے اور ان کی کتب بھی تبدیلی سے محفوظ نہ رہ سکیں یہاں تک کہ اب وہ زبان بھی نہیں جس میں وہ کتب نازل ہوئی تھیں۔ (تبیان القرآن، ج٥، ص٣٢٣)

اضافت موصوف الی الصفت کا بیان:

۳.....اللہ عزوجل کا فرمان قــدم صــدق میں اضافت موصوف سے صفت کی جانب پائی جاتی ہے جیسا کہ جامع مسجد، پہلی نماز، پسندیدہ شکار اور اس اضافت کا فائدہ یہ ہے کہ فضل کی زیادتی اور قــدم کی مدح ہو جائے، کیونکہ ہر وہ چیز جس کی اضافت صدق کی جانب کی جائے وہ ممدوح (یعنی تعریف کی گئی) ہوا کرتی ہے، اور شارح نے قدم کی تفسیر سلف سے کی ہے اس لئے کہ اس میں قدم کا معنی اجر کے ساتھ پایا جاتا ہے پس اس صورت میں سلف سے مراد یہ ہوگی کہ ما اسلفوہ و قدموہ من الثواب یعنی کیا ہی وہ ثواب میں آگے نکل گئے، اور ان کا ثواب میں مقدم ہونا سبب میں مقدم ہونے کے معنی میں ہے پس اسی مناسبت سے کہا کہ بـمـا قدموہ من الاعمال یعنی جو اعمال انہوں نے آگے بھیجے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۳۳)

خــازن میں ہے کہ مفسرین اور اہل لغت کی عبارت میں قــدم کے معنی کے حوالے سے اختلاف ہے چنانچہ ابن عباس نے فرمایا کہ اس سے مراد اچھا اجر ہے جو انہوں نے اپنے اعمال کے ذریعے آگے بھیجا، اور ضحاک کا قول ہے کہ اس سے مراد سچائی پر مرتب ہونے والا ثواب ہے، مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد اعمال صالحہ یعنی ان کی نمازیں، روزے، صدقات اور تسبیحات ہیں، حسن فرماتے ہیں کہ اچھے اعمال جن کے ذریعے وہ (نیکی میں) آگے نکل جائیں، اور ابن عباس سے ایک روایت یہ ہے کہ ان کے لئے لوح محفوظ میں پہلے سعادت مند لوگوں کے ذکر میں سبقت ہو، زید بن اسلم نے کہا کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہے اور یہی ایک قول قتادہ کا بھی ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ان کے لئے ان کے رب عزوجل کے حضور منازل رفیعہ ہیں، اور قــدم کی اضافت صــدق کی جانب کرنا

ایسا ہے جیسا کہ موصوف کی اضافت اس کی صفت کی جانب کی جائے جیسے جامع مسجد، پہلی نماز اور پسندیدہ شکار، ابوعبیدہ فرماتے ہیں کہ ہر خیر اور شر میں سبقت لے جانے والا اہل عرب کے نزدیک قــــدم کے معنی میں ہے جیسا کہ کہا جائے کہ فلاں اسلام کے معاملے میں سبقت لے گیا یا خیر کے معاملے میں یا فلاں میرے پاس خیر اور شر کے معاملے میں مقدم ہے، ابولیث اور ابوالہیثم فرماتے ہیں کہ القدم السابقة یعنی اِن (سید عالم ﷺ) کے لئے اللہ ﷻ کے حضور خیر میں سبقت رکھی گئی ہے، اور لفظ قدم کا اس معنی میں اطلاق کا سبب یہ ہے کہ کوشش اور سبقت قدم اٹھانے سے ہی ممکن ہے، اسی وجہ سے مسبب کو سبب کا نام دیا گیا ہے جیسا کہ نعمۃ کو ید کے ساتھ لایا جاتا ہے اس لئے کہ نعمت ہاتھ ہی سے دی جاتی ہے (الخازن، ج۳، ص۴۲۷)

عرش کا بیان:

۴۔۔۔۔۔حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے عرش کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور کرسی عرش سے ملی ہوئی ہے اور پانی کرسی کے نیچے اور ہوا عرش کے اوپر ہے اور فرشتوں نے عرش کو اپنے کندھوں کے اوپر اٹھایا ہوا ہے اور عرش کے گرد چار دریا ہیں اور ان دریاؤں میں چار فرشتے کھڑے اللہ ﷻ کی تسبیح بیان کر رہے ہیں، اور عرش بھی اللہ ﷻ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ کرسی جو آسمان و زمین کو محیط ہے قدموں کی جگہ ہے اور عرش کی مقدار کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا، سوا اس کے جس نے اسے پیدا فرمایا ہے اور تمام آسمان گنبد کی مانند ہیں۔ (کتاب العظمة، رقم۱۹۲، ص۱۹۸)

مفسر جلال فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ عرش پر اپنی شان کے لائق استواء فرماتا ہے اور یہی سلف صالحین کا طریقہ ہے اور اس استواء سے مراد قہر اور تصرف ہے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۳٤)

علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ رحمٰن کا عرش پر استوا کے معنی یہ ہیں کہ اللہ ﷻ کی تخلیق کرنے کا سلسلہ عرش پر مکمل ہو گیا اور اس نے عرش کے ماوراء کسی چیز کو پیدا نہیں کیا اور اس نے دنیا اور آخرت میں جو کچھ بھی پیدا کیا ہے وہ دائرہ عرش سے خارج نہیں ہے کیونکہ وہ تمام کائنات کو حاوی ہے، استواء کا معنی ہم نے تمام ہونا اور مکمل ہونا کیا ہے اور یہ اس آیت سے مستفاد ہے ﴿وَلَـمَّـا بَـلَـغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰى﴾ (القصص:۱۴) اور جب وہ اپنے شباب کو پہنچا اور تام اور مکمل ہو گیا۔

اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں چھ مقامات پر عرش پر استواء کا ذکر کیا ہے اور ہر جگہ آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے کے بعد عرش پر استواء کا ذکر کیا ہے ﴿اِنَّ رَبَّـكُـمُ الـلّٰـهُ الَّـذِىْ خَـلَـقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ (الاعراف:۵۴) بیشک تمہارے رب اللہ نے چھ دنوں میں آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا پھر اس کا پیدا کرنا عرش پر تام اور مکمل ہو گیا۔

یعنی اس کے پیدا کرنے کا سلسلہ عرش پر تمام ہو گیا اس نے عرش کے بعد کسی چیز کو پیدا نہیں کیا۔ مطلب یہ ہے کہ عرش تمام ممالک میں سب سے اعظم ہے اور اللہ ﷻ اس پر باعتبار رتبہ کے بلند ہے، مثلاً جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمارے اوپر ہوا ہے، پھر اس کے اوپر آسمان

ہے اور جب ہمارا وہم سات آسمانوں سے ترقی کرتا ہے تو اس کے اوپر کرسی ہے اور جب ہم کرسی سے ترقی کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ عرش کے اوپر ہے جو کہ مخلوقات کی انتہا ہے اس کے آگے ہماری فکر کی کوئی سیڑھی نہیں ہے اور عرش پر جا کر ہماری فکر کی پرواز ٹھہر جاتی ہے اور عرش کے اوپر اور اس سے باعتبار رتبہ کے بلند اللہ ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے کا سلسلہ عرش پر جا کر ٹھہر گیا اور یہی عرش پر استواء کا معنی ہے۔ (الیواقیت الجواھر، ج۱، ص۱۸۲ وغیرہ)

مضارع ماضی کے معنوں میں:

۵......اللہ نے فرمایا یبداء الخلق یعنی مخلوق کی تخلیق فرمائی، یہاں مضارع یبداء ماضی کے معنی میں ہے۔ جس کی جانب شارح نے اشارہ فرمایا اور یہ صورت غریبہ یعنی انتہائی کم استعمال ہونے والی صورت ہے جس کی جانب مفسر نے استحضارا تعبیر فرمایا ہے۔ (الجملج۳، ص۳۳۵)

چاند کی روشنی اور اس کی منزلیں سائنس کی نظر میں

۶......چاند زمین کے گرد گردش کرتا ہے اور اپنی گردش کے فلک کو ستائیس دن، سات گھنٹوں اور تینتالیس منٹوں میں طے کرتا ہے لیکن اسے اس جگہ پر پہنچنے کے لئے جہاں وہ سورج سے نور حاصل کر سکے مزید ایک یا دو دن لگتے ہیں، اس لئے نیا چاند تیس یا انتیس دن کے بعد دکھائی دیتا ہے۔ علماء فلک نے چاند کے لئے اٹھائیس منزلیں مقرر کی ہیں اور ہر منزل کو اس کے ستارے یا ستاروں کے مجموعہ سے موسوم کیا ہے جہاں وہ ہر رات پہنچ جاتا ہے چنانچہ علماء عرب نے اس کی منازل کے مندرجہ ذیل نام مقرر کئے ہیں۔

السرطان، البطین، الثریا، النعائم، النفعه، النعة، الذراع، النشرة، الطرف، الجبهة، الزبرة، الصرفة، العواء، السماک، الاعزل، الغفرة، الزبانی، الاکلیل، القلب، الشولة، النعائم، البلدة، سعد الذابح، سعد بلع، سعد السعود، سعد الاخبیة، فرغ الدلو المقدم، الفرغ الموخر، اور بطن الحوت. پھر انہیں بارہ مشہور برجوں میں منقسم کیا گیا ہے جن کے نام یہ ہیں حمل، ثور، جوزاء، اسد، سرطان، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت۔ اس طرح ہر برج ساڑھے تین منزلوں پر مشتمل ہوگا جب تک چاند ان منزلوں میں ہوتا ہے وہ آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے پھر اگر مہینہ انتیس کا ہو تو ایک رات اور اگر تیس کا ہو تو رات نگاہوں سے اوجھل رہتا ہے اور پھر از سر نو منزل اول سے گردش شروع کر دیتا ہے۔ (ضیاء القرآن، ج۲، ص۲۸۰)

اھل جنت اور خادمین جنت!

ے......یہ کلمہ طلبهم لما یشتهونه فی الجنة اہل جنت اور خادمین جنت کے مابین ہر اس چیز کے بارے میں علامت ہے جو جنتی طلب کریں گے، پس جب جنتی کھانے کا ارادہ کریں گے تو کہیں گے سبحانک اللهم یعنی اے اللہ عزوجل تجھے پاکی ہے

پس خادمین جنت جنتیوں کے لئے کھانے کے دستر خوان لائیں گے جو کہ میلوں میل پھیلے ہوں گے اور ہر دستر خوان میں ستر ہزار پلیٹیں ہونگی اور ہر پلیٹ میں رنگ برنگ کے کھانے ہونگے جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہ ہونگے، پس جب جنتی کھانے سے فارغ ہونگے تو اللہ ﷻ کی حمد بجالائیں گے۔ (الصاوی، ج۳،ص۸۹)

☆......☆ المحکم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ فعیل بمعنی مفعول ہے، اور اس کا معنی ہے، اس راستے کی طرف رہنمائی جس میں فساد نہ ہو، نہ زمانے کا تغیر ہو، جس میں جھوٹ اور تناقض کا عیب نہ پایا جائے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ فعیل بمعنی فاعل ہو، یعنی حاکم کے معنی میں ہو، حکومت کرنے والا، اور اس میں احکام دینیہ بھی شامل ہیں جس کی فرمانبرداری پائی جائے۔

استفهام انکاری: فرمان باری ﷻ اکان الناس میں استفہام انکاری ہے، یعنی اہل مکہ کے لئے لائق نہیں، مناسب نہیں کہ سید عالم ﷺ کی رسالت کے بارے میں یوں کہیں، ''اللہ تعالی نے ایسے کو رسول بنا کر لوگوں کی جانب بھیجا جو ابو طالب کا یتیم ہے۔

بالرفع اسمها: عجب رفع کے ساتھ پڑھنا قرائت شاذہ ہے لہذا مناسب خیال ہوا کہ مفسر اس کو بیان کردے۔

بفعلها المقدر: دونوں مصادر کے ساتھ افعال مقدر ہیں اصل عبارت یوں ہے: "وعدکم وعدا، وحقه حقا"۔

ذات ضیاء: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ضیاء مصدر ہے، اور ضوء کی جمع ہونے کا احتمال بھی رکھتا ہے، معنی یہ ہے کہ کثیر مقدار میں روشنی، اور یہ وہ روشنی ہے جو قوی اور عظیم ہونے کی صفت سے متصف ہے، اور مطلق نور سے خاص ہے، کہا جاتا ہے کہ ضیاء سے مراد مطلق روشنی ہے جب کہ نور سے مراد کسی کسب سے حاصل ہونے والی روشنی مراد ہے، پس سورج سے حاصل ہونے والی روشنی کو ضیاء اور چاند سے حاصل ہونے والی روشنی کو نور کہتے ہیں۔ (الصاوی، ج۳، ص ۸۵وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۷

وَنَزَلَ لَمَّا اسْتَعْجَلَ الْمُشْرِكُوْنَ الْعَذَابَ ﴿وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ﴾ اَیْ كَاسْتِعْجَالِهِمْ ﴿بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَلِلْفَاعِلِ ﴿اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ﴾ بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ بِاَنْ يُّهْلِكَهُمْ وَلٰكِنْ يُّمْهِلَهُمْ ﴿فَنَذَرُ﴾ نَتْرُكُ ﴿الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (۱۱)﴾ يَتَرَدَّدُوْنَ مُتَحَيِّرِيْنَ ﴿وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ﴾ اَلْكَافِرَ ﴿الضُّرُّ﴾ اَلْمَرَضُ وَالْفَقْرُ ﴿دَعَانَا لِجَنْبِهٖ﴾ اَیْ مُضْطَجِعًا ﴿اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا﴾ اَیْ فِیْ كُلِّ حَالٍ ﴿فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ﴾ عَلٰى كُفْرِهٖ ﴿كَاَنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ وَاسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَیْ كَاَنَّهٗ ﴿لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ﴾ كَمَا زُيِّنَ لَهُ الدُّعَاءُ عِنْدَ الضُّرِّ وَالْاِعْرَاضُ عِنْدَ الرَّخَاءِ ﴿زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ﴾ اَلْمُشْرِكِيْنَ ﴿مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۲)﴾ ﴿وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ﴾ اَلْاُمَمَ ﴿مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ يَا اَهْلَ مَكَّةَ ﴿لَمَّا ظَلَمُوْا﴾ بِالشِّرْكِ ﴿وَ﴾ قَدْ ﴿جَآءَ تْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ اَلدَّلَالَاتِ عَلٰى صِدْقِهِمْ

﴿وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا﴾ عَطْفٌ عَلٰى ظَلَمُوْا ﴿كَذٰلِكَ﴾ كَمَا اَهْلَكْنَا اُوْلٰئِكَ ﴿نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ(١٣)﴾ اَلْكَافِرِيْنَ ﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ﴾ يَااَهْلَ مَكَّةَ ﴿خَلٰٓئِفَ﴾ جَمْعُ خَلِيْفَةٍ ﴿فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ(١٤)﴾ فِيْهَا وَهَلْ تَعْتَبِرُوْنَ بِهِمْ فَتُصَدِّقُوْا رُسُلَنَا ﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا﴾ اَلْقُرْاٰنُ ﴿بَيِّنٰتٍ﴾ ظَاهِرَاتٍ حَالٌ ﴿قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا﴾ لَايَخَافُوْنَ الْبَعْثَ ﴿ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ﴾ لَيْسَ فِيْهِ عَيْبُ آلِهَتِنَا ﴿اَوْ بَدِّلْهُ﴾ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِكَ ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿مَا يَكُوْنُ﴾ يَنْبَغِىْ ﴿لِىْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ﴾ قِبَلِ ﴿نَفْسِىْ اِنْ﴾ مَا ﴿اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّىْ﴾ بِتَبْدِيْلِهٖ ﴿عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ(١٥)﴾ هُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ﴾ اَعْلَمَكُمْ ﴿بِهٖ﴾ وَلَانَافِيَةٌ عَطْفٌ عَلٰى مَاقَبْلَهٗ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِلَامٍ جَوَابِ لَوْ اَىْ لَاَعْلَمَكُمْ بِهٖ عَلٰى لِسَانِ غَيْرِىْ ﴿فَقَدْ لَبِثْتُ﴾ مَكَثْتُ ﴿فِيْكُمْ عُمُرًا﴾ سِنِيْنًا اَرْبَعِيْنَ ﴿مِّنْ قَبْلِهٖ﴾ لَااُحَدِّثُكُمْ بِشَىْءٍ ﴿اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(١٦)﴾ اَنَّهٗ مِنْ قِبَلِىْ ﴿فَمَنْ﴾ اَىْ لَا اَحَدٌ ﴿اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ بِنِسْبَةِ الشَّرِيْكِ اِلَيْهِ ﴿اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ﴾ اَلْقُرْاٰنِ ﴿اِنَّهٗ﴾ اَىِ الشَّانَ ﴿لَا يُفْلِحُ﴾ يُسْعِدُ ﴿الْمُجْرِمُوْنَ(١٧)﴾ اَلْمُشْرِكُوْنَ ﴿وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَىْ غَيْرِهٖ ﴿مَا لَا يَضُرُّهُمْ﴾ اِنْ لَّمْ يَعْبُدُوْهُ ﴿وَلَا يَنْفَعُهُمْ﴾ اِنْ عَبَدُوْهُ وَهُوَ الْاَصْنَامُ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ﴾ عَنْهَا ﴿هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ﴾ تُخْبِرُوْنَهٗ ﴿بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَافِى الْاَرْضِ﴾ اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ اَىْ لَوْ كَانَ لَهٗ شَرِيْكٌ لَعَلِمَهٗ اِذْ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَىْءٌ ﴿سُبْحٰنَهٗ﴾ تَنْزِيْهًا لَهٗ ﴿وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ(١٨)﴾ مَعَهٗ ﴿وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ عَلٰى دِيْنٍ وَاحِدٍ وَهُوَ الْاِسْلَامُ مِنْ لَّدُنْ آدَمَ اِلٰى نُوْحٍ وَقِيْلَ مِنْ عَهْدِ اِبْرَاهِيْمَ اِلٰى عَمْرِو بْنِ لُحَى ﴿فَاخْتَلَفُوْا﴾ بِاَنْ ثَبَتَ بَعْضٌ وَكَفَرَ بَعْضٌ ﴿وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ﴾ بِتَاْخِيْرِ الْجَزَاءِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ﴾ اَىِ النَّاسِ فِى الدُّنْيَا ﴿فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ(١٩)﴾ مِنَ الدِّيْنِ بِتَعْذِيْبِ الْكَافِرِيْنَ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ﴾ اَىْ اَهْلُ مَكَّةَ ﴿لَوْلَا﴾ هَلَّا ﴿اُنْزِلَ عَلَيْهِ﴾ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﴿اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ كَمَا كَانَ لِلْاَنْبِيَاءِ مِنَ النَّاقَةِ وَالْعَصَا وَالْيَدِ ﴿فَقُلْ﴾ لَهُمْ ﴿اِنَّمَا الْغَيْبُ﴾ مَاغَابَ عَنِ الْعِبَادِ اَىْ اَمْرُهٗ ﴿لِلّٰهِ﴾ وَمِنْهُ الْاٰيَاتُ فَلَا يَاْتِىْ بِهَا اِلَّا هُوَ وَاِنَّمَا عَلَىَّ التَّبْلِيْغُ ﴿فَانْتَظِرُوْا﴾ اَلْعَذَابَ اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا ﴿اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ(٢٠)﴾.

﴿ترجمہ﴾

(جب مشرکین نے نزولِ عذاب کیلئے جلدی مچائی تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی......ا......) اور اگر اللہ لوگوں پر برائی ایسی جلد بھیجتا (جیسی وہ جلدی کرتے ہیں) بھلائی کی تو پورا ہو چکا ہوتا (فعل لقضی مجہول اور معروف دونوں طرح پڑھا گیا ہے) ان کی طرف ان کا وعدہ (اجلهم مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھا گیا ہے بایں طور پر کہ انہیں اللہ ﷻ ہلاک فرما دیتا لیکن وہ انہیں مہلت دے رہا ہے......۲......) تو ہم چھوڑتے ہیں انہیں (نذر بمعنی نترک ہے) جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے پھریں (حیرانی کے عالم میں متردد رہیں) اور جب پہنچتی ہے آدمی (یعنی کافر) کو تکلیف (جیسے مرض اور تنگدستی) ہمیں پکارتا ہے اپنی کروٹ کے بل (لیٹے ہوئے) اور بیٹھے اور کھڑے (یعنی ہر حال میں) پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں چل دیتا ہے (اپنے کفر پر ......۳......) گویا (کان مخففہ ہے اس کا اسم محذوف ہے اصل میں کانہ ہے) کبھی کسی تکلیف کے پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا یونہی (جیسا کہ مصیبت کے وقت ان کے لیے اللہ ﷻ کو پکارنا اور آسانی وکشادگی کے وقت اس سے اعراض کرنا مزین کیا گیا) بھلے کر دکھائے ہیں حد سے بڑھنے والے کو (یعنی مشرکین کو) ان کے اعمال اور بیشک ہم نے ہلاک فرما دیں امتیں (قرون بمعنی امم ہے) تم سے پہلے (اے اہل مکہ) جب وہ حد سے بڑھے (شرک کر کے) حالانکہ ان کے رسول ان کے پاس روشن دلیلیں لیکر آئے (ایسی دلیلیں جو ان کی صداقت کا ثبوت تھیں) وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے (اس جملہ وما کانوا لیومنوا کا عطف ظلموا پر ہے......۴......) یونہی (جیسا کہ ہم نے انہیں ہلاک کیا) ہم بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو (یعنی کافروں کو) پھر ہم نے تمہیں بنایا (اے اہل مکہ) خلیفہ (جانشین، خلائف خلیفة کی جمع ہے) ان کے بعد (زمین میں) کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو (کیا ان لوگوں کے حال سے عبرت پکڑ کر ہمارے رسولوں کی تصدیق کرتے ہو) اور جب ان پر ہماری وہ آیات (قرآن کی) پڑھی جاتی ہیں جو ظاہر ہیں (بینت حال بن رہا ہے) تو وہ کہنے لگے جنہیں ہم سے ملنے کی امید نہیں (یعنی جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے سے نہیں ڈرتے) کہ اس کے سوا اور قرآن لایئے (جس میں ہمارے خداؤں کی بُرائی نہ ہو) یا اسی کو بدل دیجئے (اپنی طرف سے......۵......) تم فرما دو (ان سے) نہیں پہنچتا مجھے (لائق نہیں) کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں (تلقاء ی بمعنی قبل جانب کے ہے) میں تابع نہیں ہوں مگر اسی کا جو مجھے وحی ہوتی ہے (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مجھے ڈر ہے بڑے دن کے عذاب کا (یعنی روز قیامت کے عذاب کا) اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں (قرآن کو تبدیل کر کے) تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ تم کو اس سے خبردار کرتا (لا نافیہ ہے اور اس کا عطف ماقبل پر ہے نیز ایک قرأت میں لام لا ادرکم بہ، لو شرطیہ کا جواب بن رہا ہے اس صورت میں معنی ہوگا وہ ضرور تمہیں میرے غیر کی زبانی اس کا علم عطا فرما دیتا) تو میں گزار چکا ہوں (لبثت بمعنی مکثت ہے) تم میں اپنی ایک عمر (یعنی چالیس سال) اس سے پہلے (اس زمانے میں تمہیں کچھ نہیں سنایا) تو کیا تمہیں عقل نہیں (کہ یہ قرآن میرا اپنا بنایا ہوا نہیں ہے) تو کون ہے (یعنی کوئی نہیں) اس سے بڑھ کر ظالم جو اللہ پر جھوٹ باندھے (اس کے لیے شریک بتائے) یا اس (قرآن عظیم کی) کی آیتیں جھٹلائے بیشک (انہ کی ضمیر، ضمیر شان ہے)

مجرموں (یعنی مشرکین) کا بھلا نہ ہوگا (یفلح بمعنی یسعد ہے) اور اللہ کے سوا (دون بمعنی غیر) ایسی چیز کو پوجتے ہیں جو ان کا کچھ نقصان نہ کرے (اگر وہ اس کی عبادت نہ کریں) اور نہ کچھ ان کو نفع پہنچائیں (اگر وہ اس کی عبادت کریں، مراد اس سے بت ہیں) اور کہتے ہیں (ان کے بارے میں) کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں تم فرماؤ (ان لوگوں سے) کیا اللہ کو وہ بات بتاتے ہو (یعنی اس بات کی خبر دیتے ہو) جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے اور نہ زمین میں (اتنبئون استفہام انکاری ہے یعنی اگر اس کا بفرض محال کوئی شریک ہوتا تو وہ اسے جان لیتا کہ اس پر کوئی شے مخفی نہیں ہے) اسے پاکی ہے (وہ منزہ ہے ہر عیب سے) اور وہ برتر ہے اس سے (جسے) وہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں اور لوگ ایک ہی امت تھے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا نوح علیہ السلام تک ایک ہی دین یعنی اسلام پر تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے عہد مبارک سے لے کر عمرو بن لحی کے زمانے تک ایک ہی دین پر تھے) پھر مختلف ہوئے (بعض اسلام پر ثابت قدم رہے اور بعض نے کفر کیا) اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی (کہ جزاء قیامت کے لئے موخر کی جائے گی) تو وہ ان کے درمیان فیصلہ فرما دیتا (یعنی ان لوگوں کے بارے میں دنیا میں) جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں (یعنی جس دین کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اللہ عزوجل کافروں کو عذاب دیکر فیصلہ فرما دیتا) اور کہتے ہیں (اہل مکہ) کیوں نہیں (لولا بمعنی ھلا ہے) اتری ان پر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے......۶......(جیسا کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس اونٹنی، عصا اور ید بیضاء کی نشانیاں تھیں) تم فرماؤ (ان لوگوں سے) غیب (یعنی وہ امور جو لوگوں سے اوجھل ہیں یعنی غیب کا معاملہ) اللہ کے لئے ہیں (اور یہ نشانیاں مر، جملہ ان امور سے ہے اور یہ نشانیاں اللہ عزوجل ہی عطا فرماتا ہے میرے ذمہ تو لوگوں کو تبلیغ کرنا ہے) اب راستہ دیکھو (عذاب کا اگر ایمان نہیں لاتے ہو تو) میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولو یعجل اللہ للناس الشر استعجالھم بالخیر لقضی الیھم اجلھم﴾

و: مستانفہ......لو: شرطیہ......یعجل اللہ للناس الشر: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول......استعجالھم بالخیر: شبہ جملہ مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط......لام: تاکیدیہ......قضی الیھم اجلھم: فعل مجہول وظرف لغو و نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿فنذر الذین لا یرجون لقاء نا فی طغیانھم یعمھون﴾.

ف: عاطفہ معطوف ہے ماقبل مفہوم نفی پر "ای لانعجل لھم الشر ولانقضی الیھم اجلھم"، نذر: فعل با فاعل، الذین: موصول، لایرجون لقاء نا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، فی طغیانھم یعمھون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا او قائما﴾.

و: مستانفہ......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......مس الانسان الضر: فعل ومفعول وفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ......دعا: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال......لجنبه: ظرف مستقر معطوف علیہ......او قاعدا: معطوف اول......او قائما: معطوف ثانی، ملکر حال، ملکر فاعل...... نا: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿فلما کشفنا عنه ضره مر کان لم یدعنا الی ضر مسه﴾.

ف: عاطفہ......لما: شرطیہ......کشفناعنه ضره: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... مر: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال......کاف: مخففہ یا ھو ضمیر مستتر اسم......لم یدعنا: فعل نفی با فاعل ومفعول......الی: جار......ضر: موصوف......مسه: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کذلک زین للمسرفین ما کانوا یعملون﴾.

کذلک: ظرف مستقر "تزیین" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم......زین للمسرفین: فعل مجہول وظرف لغو......ما کانوا یعملون: موصول صلہ، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد اهلکنا القرون من قبلکم لما ظلموا وجاء تهم رسلهم بالبینت وما کانوا لیومنوا﴾.

و: مستانفہ......لام: قسمیہ......قد: تحقیقیہ......اھلکنا القرون من قبلکم: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو......لما: بمعنی حین مضاف......ظلموا: فعل واو ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......جاء تھم رسلھم بالبینت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿کذلک نجری القوم المجرمین﴾.

کذلک: ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم......نجزی: فعل بافاعل......القوم المجرمین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم جعلنکم خلئف فی الارض من بعدهم لننظر کیف تعملون﴾.

ثم: عاطفہ......جعلنکم: فعل بافاعل ومفعول......خلئف: ذوالحال......فی الارض: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ثانی......من بعدھم: ظرف لغو......لام: تعلیلیہ، ننظر: فعل بافاعل......کیف: اسم استفہام......تعملون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اھلکنا القرون" پر معطوف ہے۔

﴿واذا تتلی علیهم ایتنا بینت قال الذین لا یرجون لقاء نا ائت بقران غیر هذا او بدله﴾.

و: عاطفہ......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......تتلی علیھم: فعل مجہول وظرف لغو......ایاتنا: ذوالحال......بینت:

حال،ملکرنائب الفاعل یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکرشرط...... قال: فعل......الذین لایرجون لقاء نا: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرقول......ائت: فعل امر بافاعل......ب: جار......قران: موصوف......غیر ھذا: صفت،ملکر مجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......او: عاطفہ......بدلہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل مایکون لی ان ابدلہ من تلقای نفسی﴾۔

قل: قول......ما: نافیہ......یکون: فعل ناقص......لی: ظرف مستقر خبر مقدم......ان: مصدریہ......ابدلہ: فعل بافاعل ومفعول......من تلقاء ی نفسی: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدراسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان اتبع الا ما یوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم﴾۔

ان: نافیہ......اتبع: فعل بافاعل......الا: اداۃ حصر......مایوحی الی: موصول صلہ،ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ......انی: حرف مشبہ واسم...... اخاف: فعل بافاعل......عذاب یوم عظیم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ...... ان: شرطیہ،عصیت ربی: جملہ فعلیہ جزامحذوف "فاخاف عذاب یوم عظیم" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ معترضہ۔

﴿قل لو شاء اللہ ماتلوتہ علیکم ولا ادرکم بہ﴾۔

قل: قول،لو: شرطیہ،شاء اللہ: جملہ فعلیہ شرط، ماتلوتہ علیکم: فعل نہی بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،لاادرکم بہ: فعل نفی بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط ملکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون﴾۔

ف: عاطفہ تعلیلیہ......قد: تحقیقیہ......لبثت: فعل ت ضمیر ذوالحال......فیکم: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل......عمرا: ظرف زمان،من قبلہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ھمزہ: ستفہامیہ......ف: عاطفہ...... لاتعقلون: فعل نفی یافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایتہ انہ لا یفلح المجرمون﴾۔

ف: عاطفہ......من: استفہامیہ مبتدا......من: جار......من: موصولہ......افتری علی کذبا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،او: عاطفہ......کذب بایتہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مجرور،ملکرظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ...... انہ: حرف مشبہ واسم ،لایفلح المجرمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم﴾۔

و: مستانفہ......یعبدون: فعل بافاعل......من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم،ما: موصولہ......لایضرھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لاینفعھم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ﴾.

و: عاطفہ،یقولون: قول،ھؤلاء: مبتدا،شفعاء نا: ذوالحال ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر خبر،ملکر جملہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل اتنبؤن اللہ بما لا یعلم فی السموت ولافی الارض﴾.

قل: قول......ھمزہ: حرف استفہام......اتنبئون اللہ: فعل بافاعل ومفعول......ب: جار......ما: موصولہ......لایعلم: فعل نفی بافاعل......فی السموت: جارمجرور معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......فی الارض: جارمجرور معطوف،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿سبحنہ وتعالی عما یشرکون﴾.

سبحنہ: مفعول مطلق "سبح"،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ،تعلی عمایشرکون: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا﴾.

و: مستانفہ......ما: نافیہ......کان الناس: فعل ناقص واسم......الا: اداۃ حصر......امۃ واحدۃ: خبر،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ......ف: عاطفہ......اختلفوا: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ماقبل آیت کے معنی پر " ای کان الناس علی الحق"

﴿ولولا کلمۃ سبقت من ربک لقضی بینھم فیما فیہ یختلفون﴾.

و: عاطفہ،لولا: حرف شرط،کلمۃ: موصوف،سبقت من ربک: جملہ فعلیہ صفت،ملکر "موجود" محذوف کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ شرطیہ،لام: تاکیدیہ،قضی بینھم: فعل مجہول بانائب الفاعل،بینھم: ظرف،فیمافیہ یختلفون: ظرف لغو،ملکر جواب لولا۔

﴿ویقولون لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ فقل انما الغیب للہ﴾.

و: عاطفہ......یقولون: قول......لولا: حرف شرط......انزل علیہ: فعل مجہول وظرف لغو......ایۃ من ربہ: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط......ف: جزائیہ......قل: قول......انما: حرف مشبہ وما کافہ...... الغیب: مبتدا......للہ: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جواب لولا ماقبل شرط سے ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فانتظروا انی معکم من المنتظرین﴾.

ف: فصیحہ......انتظروا: فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذاکان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ......انی: حرف مشبہ واسم...... معکم: ظرف مقدم......من: جار......المنتظرین: اسم فاعل بافاعل،اپنے ظرف مقدم سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولو یعجل اللہ للناس...... ☆نضر بن حارث نے کہا تھا یا ربّ یہ دینِ اسلام اگر تیرے نزدیک حق ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا۔ اس بات پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور بتایا گیا کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کافروں کے لئے عذاب میں جلدی فرماتا جیسا کہ ان کے لئے مال و اولاد وغیرہ دنیا کی بھلائی دینے میں جلدی فرمائی تو وہ سب ہلاک ہو چکے ہوتے۔

☆......ائت بقران غیر ھذا او بدلہ...... ☆کفار کی ایک جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو آپ اس قرآن کے سوا دوسرا قرآن لائیے جس میں لات وعزّیٰ و منات وغیرہ بتوں کی برائی اور ان کی عبادت چھوڑنے کا حکم نہ ہو اور اگر اللہ ایسا قرآن نازِل نہ کرے تو آپ اپنی طرف سے بنا لیجئے یا اسی قرآن کو بدل کر ہماری مرضی کے مطابق کر دیجئے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ ان کا یہ کلام یا تو بطریقِ تمسخر واستہزاء تھا یا انہوں نے تجربہ وامتحان کے لئے ایسا کہا تھا کہ اگر یہ دوسرا قرآن بنا لائیں یا اس کو بدل دیں تو ثابت ہو جائے گا کہ قرآن کلامِ ربانی نہیں ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اس کا یہ جواب دیں جو آیت میں مذکور ہوتا ہے۔

﴿تشریح توضیح اغراض﴾

انسان بُرے کلمات مُونہ سے نکالنے میں احتیاط کرے!

۱......آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے عذاب میں جلدی کی، ان آیات کو جھٹلاتے، استہزاء کرتے، بعث بعد الموت کا انکار کرتے کہ ان پر حساب اور جزا مرتب نہ ہوگا اور وہ کہتے تھے اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک ......الخ یعنی اے اللہ اگر یہ تیری جانب سے حق ہو تو...... (الجمل، ج۳، ص۳۲۹)

انسان اپنے اوپر، اولاد پر، مال واسباب پر لعن طعن نہ کرے نا معلوم وہ وقت قبولیت دعا کا ہو اور پھر ساری زندگی کا پچھتاوا رہ جائے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی بواط کی جنگ میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجدی بن عمرو جہنی کو ڈھونڈ رہے تھے، ایک اونٹ پر ہم پانچ چھ سات آدمی باری باری سفر کرتے تھے ایک انصاری اونٹ پر بیٹھنے لگا اور اس نے اونٹ کو بٹھایا پھر اس پر سوار ہوا پھر اس کو چلانے لگا۔ اونٹ نے اس کے ساتھ کچھ سرکشی کی تو اس نے اونٹ کو کہا کہ اللہ تجھ پر لعنت کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اونٹ کو لعنت کرنے والا شخص کون ہے''؟ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اونٹ سے اتر جاؤ، ہمارے ساتھ کسی ملعون جانور کو نہ رکھو، اپنے آپ کو بددعا نہ کرو، اپنی اولاد کو بددعا نہ کرو، اور نہ اپنے اموال کو بددعا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وہ ساعت ہو کہ جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کسی چیز کا سوال کیا جائے تو وہ دعا مستجاب ہو جائے''۔

(صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب حدیث جابر، رقم۳۰۰۹/۷۴۰۹، ص۱۶۷۰)

مہلت فقط وقت اجل تک!

ؒ......ولکن یمھلہم یعنی اللہ انہیں مہلت عطا فرماتا ہے، اور یہ اس کا فضل اور کرم ہے کہ انہیں ان کی اجل تک مہلت دیتا ہے پھر جب ان کی موت کا وقت آتا ہے تو ایک ساعت نہ وہ آگے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ایک ساعت انہیں بعد میں موت آسکتی ہے۔ مفسر کا قول یترددون متحیرین یعنی عذاب سے راہ فرار کے حوالے سے متردد اور حیران ہیں اور وہ راہ فرار نہیں پاتے۔

(الصاوی، ج۳، ص۹۰)

کافر کیوں مُسرف ھیں؟

ۓ......ناشکری گویا انسان کی سرشت میں رچی بسی ہوئی ہے کہ مصیبت کے وقت میں تو سوتے جاگتے ہر وقت اللہ ﷻ کی یاد کرتا ہے مگر جیسے ہی وہ آزمائش یا مصیبت ٹلتی ہے تو اللہ ﷻ کی ناشکری میں لگ جاتا ہے چاہیے تو یہ تھا کہ مصیبت کے وقت میں دعا کے ساتھ ساتھ صبر کا دامن نہ چھوڑتا اور مصیبت ٹلنے پر اللہ ﷻ کی حمد اور اس کا شکر بجالاتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ مصیبت خود ہمارے اعمال کی شامت ہو کیونکہ قرآن کا بیان ہے ﴿مَآ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ (الشوریٰ:۳۰)﴾ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری آزمائش کے لئے ہو جیسا کہ قرآن کا بیان ہے ﴿وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ (البقرۃ:۱۵۵)﴾ لہٰذا صبر کرنے میں عافیت ہے۔

☆......حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "مسلمان کو کوئی کانٹا چبھے یا اس سے زیادہ کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچے اللہ ﷻ اس تکلیف (پر صبر کرنے کی) وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند فرماتا اور ایک گناہ مٹاتا ہے"۔

(صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب ما جاء فی کفارۃ، رقم: ٥٦٤٠، ص٩٩٩)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے خواہ وہ تھکاوٹ ہو یا غم ہو یا قرض یا بیماری ہو حتیٰ کہ کوئی فکر ہو جس کی وجہ سے وہ پریشان ہو رہا ہو، اللہ ﷻ اس مصیبت کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے"۔ (صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب ما جاء فی کفارۃ، رقم: ٥٦٤١، ص٩٩٩)

آیت مبارکہ میں کافر کو مُسرِف کہا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کافر اپنی جان و مال کو ضائع کر دیتا ہے، جان کو بتوں کی عبادت کر کے خود کو عذاب کا مستحق بنا کر ضائع کرتا ہے اور مال کو بتوں کی بھینٹ چڑھانے اور ان کی تزیین اور آرائش میں صرف کر کے ضائع کر دیتا ہے اور جو مصیبت کے وقت میں تو اللہ ﷻ کی جانب متوجہ ہو مگر مصیبت کے دور ہونے پر اللہ ﷻ کی یاد کو بھلا دے تو ایسا شخص بھی اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے والا اور اپنے دین کو ضائع کرنے والا کہلائے گا۔ کافر چونکہ اپنا کثیر مال دنیا کی رنگینیوں اور بتوں کی تزیین اور خسیس کاموں میں صرف کر دیتا ہے اس لئے یہ مسرف ہے کیونکہ یہ آخرت کی نا ختم ہونے والی ابدی نعمتوں کو نظر انداز کر کے دنیا کے فانی انعام و اکرام کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔

کافروں کی ھلاکت کے دو اسباب:

۴......قولِ مفسر عطف علی ظلموا یعنی جیسا کہ کہا گیا کہ جب کافروں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور کفر پر مصر رہے تو اس حیثیت سے انہیں مہلت دینا کچھ فائدہ نہ دیگا اور ہم نے انہیں ہلاک کر دیا پس ان کی ہلاکت کا سبب مجموعی طور پر یہ دونوں کام ظلموا انفسھم اور اصروا علی الکفر بنے۔ (الجمل، ج۳، ص۳۴۱)

صاحب قرآن سے استهزاء کرنا دشمنان اسلام کا کام ھے!

۵......امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ جاننا چاہئے کہ کافروں کا یہ اقدام (کہ اس قرآن کے بجائے کچھ اور لے آئیں) دو صورتوں کا احتمال رکھتا ہے ایک یہ ہے کہ انہوں نے یہ بات مذاق اور ٹھٹھا کہ طور پر کہی تھی اور ان کا یہ کلام لو جئتنا بقرآن غیر ھذا لامنا بک یعنی اگر آپ ہمارے پاس اس قرآن کے علاوہ کچھ اور لے آئیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، اور اس جملے سے ان کا مقصد آپ ﷺ کا مذاق اڑانا اور آپ ﷺ کے ساتھ ٹھٹھا کرنا تھا، دوسرا احتمال یہ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے یہ بات تجربہ اور امتحان کے طور پر کہی تھی یہاں تک کہ اگر سید عالم ﷺ ان کے کہے کے مطابق کچھ کرتے تو کافر یہ جان لیتے کہ سید عالم ﷺ اپنے قول ان ھذا القرآن ینزل علیه من عند الله میں معاذ اللہ جھوٹے ہیں۔ (الجمل، ج۳، ص۳۴۲)۔

بدنصیب ہیں وہ لوگ جو صاحب قرآن محبوب رب رحمٰن کے ساتھ استہزاء کریں یا کسی بھی طریقے سے ان کے ساتھ بے ادبی کا معاملہ کریں، دنیا و آخرت میں بربادی سے ڈرنا چاہیے، ایسے لوگوں کی توبہ قبول ہے یا کہ نہیں، علامہ ابن عابدین الشامی فرماتے ہیں: "نبی پاک ﷺ کی جناب میں گستاخی کرنے والے شخص کی توبہ مقبول ہے یا نہیں؟ اس بارے میں صاحب فتاوی بزازیہ نے نقل کیا: ہمارے نزدیک گستاخِ رسول کو قتل کرنا واجب ہے اور ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہے اگرچہ وہ اسلام لے آئے، آپ علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ کی نسبت قاضی عیاض مالکی کی کتاب الشفاء اور ابن تیمیہ حنبلی کی کتاب الصارم المسلول کی طرف کی ہے پھر بعد میں آنے والے علماء نے انہی کی پیروی کی اور اس مسئلہ کو اپنی کتاب میں بعینہ اسی طرح ذکر کر دیا حتی کہ خاتمۃ المحققین ابن ہمام اور صاحب الدرر اور الغرر نے بھی اسے یونہی ذکر کیا حالانکہ شفاء شریف اور الصارم المسلول میں مذکور مسئلہ شوافع اور حنابلہ کا مذہب ہے، امام مالک سے ایک روایت مع الجزم یہ ہے کہ ایسے شخص کی توبہ ہمارے نزدیک مقبول ہے۔ ہمارے مذہب کی کتب متقدمہ میں یہی منقول ہے جیسا کہ امام ابو یوسف کی کتاب الخراج میں اور امام طحاوی کی شرح مختصر اور النتف وغیرہ کتب مذہب میں ہے اور تمام تعریفیں اور احسان مندیاں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جیسا کہ میں (علامہ شامی) نے اس مسئلہ کو اپنی ایک کتاب مین خوب واضح کر دیا ہے۔ اس قدر تفصیل سے یہ مسئلہ مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہین کیا۔ اس کتاب کا نام مَیں نے تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام او احد اصحابہ الکرام علیھم الصلوۃ والسلام رکھا۔ (درس عقود رسم المفتی، ص ۴۱)۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں اسلام و رفع دیگر احکام انکی (یعنی گستاخانِ رسول کی) توبہ اگر سچے دل سے ہو ضرور مقبول

ہے۔ہاں!اس میں اختلاف ہے کہ سلطانِ اسلام انہیں بعدِ توبہ واسلام صرف تعزیر دے،یا اب بھی سزائے موت دے وہ جو"بـزازیة" اور اس کے بعد کی بہت کتبِ معتمدہ میں ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں اس کے یہی معنی ہیں۔ (الفتاوی الرضویة مخرجه، ج١٤، ص٣٠٤)

قرآن معجزہ ہے!

۱؎......اہلِ باطل کا طریقہ ہے کہ جب ان کے خلاف برہانِ قوی قائم ہوتی ہے اور وہ جواب سے عاجز ہو جاتے ہیں تو اس برہان کا ذکر اس طرح چھوڑ دیتے ہیں جیسے کہ وہ پیش ہی نہیں ہوئی اور یہ کہا کرتے ہیں کہ دلیل لاؤ تا کہ سننے والے اس مغالطہ میں پڑ جائیں کہ ان کے مقابل اب تک کوئی دلیل ہی نہیں قائم کی گئی ہے۔اس طرح کفار نے حضور کے معجزات اور بالخصوص قرآنِ کریم (جو معجزہ عظیمہ ہے) اس کی طرف سے آنکھیں بند کر کے یہ کہنا شروع کیا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتری گویا کہ معجزات انہوں نے دیکھے ہی نہیں اور قرآنِ پاک کو وہ نشانی شمار ہی نہیں کرتے۔اللہ عزوجل نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ فرما دیجئے کہ غیب تو اللہ کے لئے ہے اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں۔تقریرِ جواب یہ ہے کہ دلالتِ قاہرہ اس پر قائم ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنِ پاک کا ظاہر ہونا بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان میں پیدا ہوئے،ان کے درمیان حضور بڑھے،تمام زمانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کی آنکھوں کے سامنے گزرے،وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ نے نہ کسی کتاب کا مطالعہ کیا نہ کسی استاد کی شاگردی کی،یکبارگی قرآنِ کریم آپ پر ظاہر ہوا اور ایسی بے مثال اعلیٰ ترین کتاب کا ایسی شان کے ساتھ نزول بغیر وحی کے ممکن ہی نہیں۔یہ قرآنِ کریم کے معجزہ قاہرہ ہونے کی برہان ہے اور جب ایسی قوی برہان قائم ہے تو اثباتِ نبوت کے لئے کسی دوسری نشانی کا طلب کرنا قطعاً غیر ضروری ہے،ایسی حالت میں اس نشانی کا نازل کرنا نہ کرنا اللہ عزوجل کی مشیت پر ہے چاہے کرے چاہے نہ کرے تو یہ امرِ غیب ہوا اور اس کے لئے انتظار لازم آیا کہ اللہ کیا کرتا ہے لیکن وہ یہ غیر ضروری نشانی جو کفار نے طلب کی ہے نازل فرمائے یا نہ فرمائے نبوت ثابت ہو چکی اور رسالت کا ثبوت قاہر معجزات سے کمال کو پہنچ چکا۔ (کنزالایمان مع خزائن العرفان،حاشیہ نمبر ٤٨)

☆......☆لجنبیه: حال ہے دعانا کے فاعل سے اور لام بمعنی علی ہے (الصاوی،ج٣، ص٩٠)۔

ای فی کل حال: اس جملے نے اس جانب اشارہ ملتا ہے کہ مراد تعمیم و تخصیص ہے،یعنی انسان کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو سوتے،بیٹھے،کھڑے تینوں حالتوں میں اللہ عزوجل کی یاد کرتا ہے اور عام طور پر عادتاً انسان میں یہ بات پائی نہیں جاتی۔عطف علی ظلموا: کہا جاتا ہے کہ جب گناہ اور کفر پر اصرار (بڑھ) گیا اور مہلت دینے کا کوئی فائدہ نہ رہا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا،پس یہ دونوں باتیں ان کے ہلاک ہونے کا سبب بن گئیں۔وھو الاسلام: لوگ ایک ہی دین پر قائم تھے سے مراد دو اقوال لئے جاتے ہیں،یہ دونوں اقوال میں سے ایک قول ہے،دوسرا قول یہ ہے کہ وہ کافر تھے،تفسیر قرطبی میں حضرت ابن عباس کا قول منقول ہے کہ لوگ ایک ہی دین یعنی کفر پر قائم تھے جس وقت اللہ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا لوگ کفر پر تھے،اور انہی سے یہ قول بھی منقول ہے کہ عہد ابراہیم میں

لوگ کفر پر تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جہالت کے دور میں تولد فرمایا، پس اللہ عزوجل نے (لوگوں کی ہدایت کے لئے) حضرت ابراہیم اور دیگر حضرات انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۴۰ وغیرہ)۔

رکوع نمبر:۸

﴿وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ﴾ اَیْ کُفَّارَ مَکَّۃَ ﴿رَحْمَۃً﴾ مَطَرًا وَخِصْبًا ﴿مِّنْ م بَعْدِ ضَرَّآءَ﴾ بُؤْسٍ وَجَدْبٍ ﴿مَسَّتْھُمْ اِذَا لَھُمْ مَّکْرٌ فِیْٓ اٰیَاتِنَا﴾ بِالْاِسْتِھْزَاءِ وَالتَّکْذِیْبِ ﴿قُلِ﴾ لَھُمْ ﴿اللّٰہُ اَسْرَعُ مَکْرًا﴾ مُجَازَاۃً ﴿اِنَّ رُسُلَنَا﴾ اَلْحَفَظَۃَ ﴿یَکْتُبُوْنَ مَا تَمْکُرُوْنَ (۲۱)﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ ﴿ھُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ﴾ وَفِیْ قِرَاءَۃٍ یُنْشِرُکُمْ ﴿فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰٓی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ﴾ اَلسُّفُنِ ﴿وَجَرَیْنَ بِھِمْ﴾ فِیْہِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْخِطَابِ ﴿بِرِیْحٍ طَیِّبَۃٍ﴾ لَیِّنَۃٍ ﴿وَّفَرِحُوْا بِھَا جَآءَتْھَا رِیْحٌ عَاصِفٌ﴾ شَدِیْدَۃُ الْھُبُوْبِ تَکْسِرُ کُلَّ شَیْءٍ ﴿وَّجَآءَھُمُ الْمَوْجُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ اُحِیْطَ بِھِمْ﴾ اَیْ اُھْلِکُوْا ﴿دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ﴾ اَلدُّعَاءَ ﴿لَئِنْ﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿اَنْجَیْتَنَا مِنْ ھٰذِہٖ﴾ الْاَھْوَالِ ﴿لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ (۲۲)﴾ اَلْمُوَحِّدِیْنَ ﴿فَلَمَّآ اَنْجٰھُمْ اِذَا ھُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ﴾ بِالشِّرْکِ ﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُکُمْ﴾ ظُلْمُکُمْ ﴿عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ﴾ لِاَنَّ اِثْمَہٗ عَلَیْھَا ھُوَ ﴿مَّتَاعَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا﴾ تَمَتَّعُوْنَ فِیْھَا قَلِیْلًا ﴿ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُکُمْ﴾ بَعْدَ الْمَوْتِ ﴿فَنُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۲۳)﴾ فَنُجَازِیْکُمْ عَلَیْہِ وَفِیْ قِرَاءَۃٍ بِنَصْبِ مَتَاعٌ اَیْ تَتَمَتَّعُوْنَ ﴿اِنَّمَا مَثَلُ﴾ صِفَۃُ ﴿الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ﴾ مَطَرٍ ﴿اَنْزَلْنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِہٖ﴾ بِسَبَبِہٖ ﴿نَبَاتُ الْاَرْضِ﴾ وَاشْتَبَکَ بَعْضُہٗ بِبَعْضٍ ﴿مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ﴾ مِنَ الْبُرِّ وَالشَّعِیْرِ وَغَیْرِھِمَا ﴿وَالْاَنْعَامُ﴾ مِنَ الْکَلَاءِ ﴿حَتّٰٓی اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَھَا﴾ بُھْجَتَھَا مِنَ النَّبَاتِ ﴿وَازَّیَّنَتْ﴾ بِالزَّھْرِ وَاَصْلُہٗ تَزَیَّنَتْ اُبْدِلَتِ التَّاءِ زَایًا وَاُدْغِمَتْ فِی الزَّایِ ﴿وَظَنَّ اَھْلُھَآ اَنَّھُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْھَآ﴾ مُتَمَکِّنُوْنَ مِنْ تَحْصِیْلِ ثِمَارِھَا ﴿اَتٰھَآ اَمْرُنَا﴾ قَضَاؤُنَا اَوْ عَذَابُنَا ﴿لَیْلًا اَوْ نَھَارًا فَجَعَلْنٰھَا﴾ اَیْ زَرْعَھَا ﴿حَصِیْدًا﴾ کَالْمَحْصُوْدِ بِالْمَنَاجِلِ ﴿کَاَنْ﴾ مُخَفَّفَۃٌ اَیْ کَاَنَّھَا ﴿لَّمْ تَغْنَ﴾ تَکُنْ ﴿بِالْاَمْسِ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ﴾ نُبَیِّنُ ﴿الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (۲۴)﴾ ﴿وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ﴾ اَیِ السَّلَامَۃِ وَھِیَ الْجَنَّۃُ بِالدُّعَاءِ اِلَی الْاِیْمَانِ ﴿وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾ ھِدَایَتَہٗ ﴿اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۲۵)﴾ دِیْنِ الْاِسْلَامِ ﴿لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا﴾ بِالْاِیْمَانِ ﴿الْحُسْنٰی﴾ اَلْجَنَّۃُ ﴿وَزِیَادَۃٌ﴾ ھِیَ النَّظْرُ اِلَیْہِ تَعَالٰی کَمَا فِیْ حَدِیْثِ مُسْلِمٍ ﴿وَلَا یَرْھَقُ﴾ یَغْشٰی ﴿وُجُوْھَھُمْ قَتَرٌ﴾

سَوَادٌ ﴿وَّلَا ذِلَّةٌ﴾ كَآبَةٌ ﴿اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ(۲۶)﴾ ﴿وَالَّذِيْنَ﴾ عَطْفٌ عَلٰى لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا اَىْ وَلِلَّذِيْنَ ﴿كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ﴾ عَمِلُوا الشِّرْكَ ﴿جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿عَاصِمٍ﴾ مَانِعٍ ﴿كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ﴾ اُلْبِسَتْ ﴿وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا﴾ بِفَتْحِ الطَّاءِ جَمْعُ قِطْعَةٍ وَاِسْكَانِهَا اَىْ جُزْءًا ﴿مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۷)﴾ ﴿وَ﴾ اذْكُرْ ﴿يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ﴾ اَىِ الْخَلْقَ ، ﴿جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ﴾ نُصِبَ بِالْزَمُوْا مُقَدَّرًا ﴿اَنْتُمْ﴾ تَاْكِيْدٌ لِلضَّمِيْرِ الْمُسْتَتَرِ فِى الْفِعْلِ الْمُقَدَّرِ لِيُعْطَفَ عَلَيْهِ ﴿وَشُرَكَآؤُكُمْ﴾ اَىِ الْاَصْنَامُ ﴿فَزَيَّلْنَا﴾ مَيَّزْنَا ﴿بَيْنَهُمْ﴾ وَبَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا فِىْ آيَةِ (وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ) ﴿وَقَالَ﴾ لَهُمْ ﴿شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ (۲۸)﴾ مَا نَافِيَةٌ وَقُدِّمَ الْمَفْعُوْلُ لِلْفَاصِلَةِ ﴿فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ اَىْ اِنَّا ﴿كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ(۲۹)﴾ ﴿هُنَالِكَ﴾ اَىْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ ﴿تَبْلُوْا﴾ مِنَ الْبَلْوٰى وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِتَائَيْنِ مِنَ التِّلَاوَةِ ﴿كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ﴾ قَدَّمَتْ مِنَ الْعَمَلِ ﴿وَرُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ﴾ اَلثَّابِتِ الدَّائِمِ ﴿وَضَلَّ﴾ غَابَ ﴿عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ(۳۰)﴾ عَلَيْهِ مِنَ الشُّرَكَاءِ.

﴿ترجمہ﴾

اور جبکہ ہم مزہ دیتے ہیں لوگوں کو (یعنی کفار مکہ کو......۱......) رحمت کا (بارش برسا کر اور سبزہ اگا کر) کسی تکلیف کے بعد (فقر وفاقہ اور خشک سالی کے بعد) جو انہیں پہنچی تھی جبھی وہ ہماری آیتوں کے ساتھ داؤ چلتے ہیں (ان کا مذاق اڑا کر اور انہیں جھٹلا کر) تم فرما دو (ان سے) اللہ کی خفیہ تدبیر (مکرا بمعنی مجازاۃ ہے) سب سے جلدی ہو جاتی ہے......۲...... بیشک ہمارے رسل (یعنی فرشتے) تمہارے مکر لکھ رہے ہیں (یمکرون یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) وہی ہے کہ تمہیں چلاتا ہے (اور ایک قرأت میں یسیر کم کی جگہ ینشر کم ہے) خشکی اور تری میں یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہو (الفلک بمعنی السفن ہے) اور وہ انہیں لیکر چلے (اس مقام میں غیبوبت سے خطاب کی طرف التفات کیا گیا ہے......۳......) اچھی ہوا سے......۴...... (خوشگوار ہوا سے) اور اس پر خوش ہوئے ان پر آندھی کا جھونکا آیا (یعنی ان پر زبردست ہوا چلی جس نے سب کچھ توڑ پھوڑ کر رکھ دیا) اور ہر طرف لہروں نے انہیں آلیا اور سمجھ لیے کہ ہم گھر گئے (یعنی ہلاک ہونے والے ہیں) اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں نرے اس کے بندے ہو کر کہ اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تو اس (یعنی ان ہولناکیوں سے) ہمیں بچالے گا تو ہم ضرور شکر (شکرین بمعنی موحدین ہے) کرنے والوں میں سے ہونگے پھر اللہ جب انہیں بچالیتا ہے جبھی وہ زمین میں ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں (شرک کر کے) اے لوگو تمہاری زیادتی (تمہارا ظلم

)تمہاری ہی جانوں کا وبال ہے(کیونکہ اس کا گناہ تمہاری جانوں ہی پر ہے......۵......یہ) دنیاوی زندگی کا سامان ہے(جس میں تم تھوڑا برت رہے ہو) پھر تمہیں ہماری طرف پھرنا ہے(مرنے کے بعد......٦......) اس وقت ہم تمہیں جتادیں گے جو تمہارے اعمال تھے(پس ہم تمہیں ان کا بدلہ دیں گے اور ایک قرأت میں متاع منصوب ہے اس صورت میں فعل تتمتعون محذوف ہوگا) دنیا کی زندگی کی صفت......۷......(مثل بمعنی صفت ہے) تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی (یعنی بارش) کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب (بہ میں باء سببیہ ہے) زمین سے اگنے والی چیزیں سب گھنی ہو کر نکلیں (اس حال میں کہ وہ باہم ملی ہوئی تھیں) جو کچھ آدمی کھاتے ہیں (جیسے گندم، جو وغیرہ) اور چوپائے (جیسے گھاس) یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگھار لے لیا (خوب پھلی پھولی سرسبز وشاداب ہوئی) اور خوب آراستہ ہوگئی (کلیاں نکلنے کے سبب ازینت کی اصل تزینت ہے تاء کو زاء سے بدل کر زاء میں مدغم کردیا) اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آگئی (ہم اس کے پھل حاصل کرنے پر قادر ہوچکے ہیں) ہمارا حکم اس پر آیا (ہمارا فیصلہ یا ہمارا عذاب) رات میں یا دن میں تو اسے کردیا (یعنی اس کی کھیتی کو کردیا) کاٹی ہوئی (درانتی سے) گویا (کان مخففہ ہے دراصل کانہا تھا) تھی ہی نہیں کل کو (لم تغن بمعنی لم تکن ہے) ہم یونہی بیان کرتے ہیں (نفصل بمعنی نبین ہے) آیتیں غور کرنے والوں کیلئے اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے (ایمان لانے کی طرف، دار السلامۃ سے مراد جنت ہے) اور ہدایت دیتا ہے اسے (جس کی ہدایت) چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف (یعنی اسلام کی طرف، ایمان کے ساتھ) بھلائی کرنے والوں کیلئے بھلائی ہے (یعنی جنت ہے) اور اس سے بھی زائد (زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے......۸......جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے) اور نہ چڑھے گی (نہیں چھائے گی) ان کے منہ پر سیاہی......۹......(قتر بمعنی سواد ہے) اور نہ خواری (یعنی غم ورنج) وہی جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ لوگ جنہوں نے (اس والذین کا عطف الذین احسنوا یعنی وللذین پر ہے) برائیاں کمائیں (شرک کریں) تو برائی کا بدلہ اسی جیسا......۱۰......

اور ان پر ذلت چڑھے گی انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا (من اللہ میں من زائدہ ہے اور عاصم بمعنی مانع ہے) گویا کہ چڑھا دیئے ہیں (اغشیت بمعنی البست ہے) ان کے موہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے (قطعا طاء مفتوحہ کے ساتھ قطعۃ کی جمع ہے اور طاء ساکن کے ساتھ بمعنی ٹکڑے کے ہے) وہی دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور (یاد کرو اس دن کو) جس دن ہم ان سب کو اٹھائیں گے (یعنی تمام مخلوق کو) پھر مشرکوں سے فرمائیں گے اپنی جگہ رہو (مکان فعل مقدر الزموا کا مفعول ہونے کے سبب منصوب ہے) تم (انتم فعل مقدر میں موجود ضمیر مستتر کی تاکید ہے تاکہ فعل مقدر پر عطف کیا جاسکے) اور تمہارے شریک (یعنی بت) تو ہم جدا کردیں گے (علیحدگی کردیں گے) ان کے (اور مسلمانوں کے درمیان جیسا کہ ایک آیت میں ارشاد فرمایا: وامتازوا الیوم ایھا المجرمون) اور کہیں گے (ان سے) ان کے شریک تم ہمیں نہیں پوجتے تھے (ما کنتم میں ما نافیہ ہے اور فاصلہ کیلئے مفعول کو مقدم کیا گیا ہے) تو اللہ گواہ کافی ہے ہم میں اور تم میں کہ (ان مخففہ ہے اصل میں انا ہے) ہمیں تمہارے پوجنے کی خبر بھی نہ تھی یہاں (یعنی

اُس روز) جانچ لے گی (تبلوا یہ بلوی سے مشتق ہے، اور ایک قرائت میں دو تاء تتبلوا کے ذریعے تلاوت کی گئی ہے) ہر جان جوآگے بھیجا (جوعمل آگے کیلئے بھیجا) اور اللہ کی طرف پھیرے جائیں گے جوان کا سچا مولی ہے (حق بمعنی ثابت و دائم ہے) اور گم ہوجائیں گی (یعنی غائب ہو جائیں گی) ان سے ان کی ساری بناوٹیں (جو وہ شریک باری ﷻ ٹھرا کر اللہ ﷻ پر جھوٹ باندھتے تھے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ اذقنا الناس رحمة من بعد ضرآء مستهم اذا لهم مكر فى اياتنا﴾.

و: مستانفہ......اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......اذقنا الناس: فعل با فاعل ومفعول......رحمة: موصوف......من: جار......بعد: مضاف......ضراء: موصوف......مستهم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......اذا: فجائیہ......لهم: ظرف مستقر خبر مقدم......مكر: موصوف......فى ايتنا: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿قل الله اسرع مكرا ان رسلنا يكتبون ما تمكرون﴾.

قل: قول، الله: مبتدا، اسرع: اسم تفضیل ہو ضمیر ممیّز، مكرا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ان رسلنا: حرف مشبہ واسم، يكتبون: فعل با فاعل، ماتمكرون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هو الذى يسيركم فى البر والبحر حتى اذا كنتم فى الفلك وجرين بهم بريح طيبة وفرحوا بها جاءتها ريح عاصف وجاءهم الموج من كل مكان وظنوا انهم احيط بهم﴾

هو: مبتدا......الذى: موصول......يسيركم: فعل با فاعل ومفعول......فى البر والبحر: ظرف لغو......حتى: جار اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......كنتم فى الفلك: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......جرين: فعل با فاعل......ب: جار......هم: ضمیر ذوالحال......وفرحوابها: جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو...... بريح طيبة: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط......جاءتها ريح عاصف: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وجاءهم الموج من كل مكان: جملہ فعلیہ معطوف اول......وظنوا انهم احيط بهم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی يسير، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿دعوا الله مخلصين له الدين﴾.

دعوا: فعل واو ضمیر ذوالحال......مخلصين له: اسم فاعل با فاعل وظرف لغو......الدين: مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر فاعل......الله: اسم جلالت مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿لئن انجيتنا من هذه لنكونن من الشكرين﴾.

لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، انجامنا من هذه: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، نکونن: فعل ناقص با اسم، من الشکرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلما انجهم اذا هم يبغون في الارض بغير الحق﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ......انجاھم: جملہ فعلیہ شرط...... اذا: فجائیہ......ھم: مبتدا......یبغون: فعل واو ضمیر ذوالحال ......بغیر الحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿يايها الناس انما بغيكم على انفسكم متاع الحيوة الدنيا﴾.

یایھااللناس: جملہ ندائیہ......انما: حرف مشبہ وما کافہ...... بغیکم: مبتدا......علی انفسکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ......متاع الحیوۃ الدنیا: فعل محذوف "تبتغون" کیلئے مفعول بہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم الينا مرجعكم فننبئكم بما كنتم تعملون﴾.

ثم: عاطفہ......الینا: ظرف مستقر خبر مقدم......مرجعکم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......ف: عاطفہ......ننبئکم: فعل با فاعل ومفعول......بما کنتم تعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما مثل الحيوة الدنيا كماء انزلنه من السماء﴾.

انما: حرف مشبہ وما کافہ...... مثل الحیوۃ الدنیا: مبتدا...... کاف: جار......ماء: موصوف......انزلنہ من السماء: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فاختلط به نبات الارض مما ياكل الناس والانعام حتى اذا اخذت الارض زخرفها وازينت وظن اهلها انهم قادرون عليها اتها امرنا ليلا اونهارا﴾.

ف: عاطفہ، اختلط: فعل......بہ: ظرف لغو، نبات الارض: ذوالحال، من: جار، ما، یاکل الناس والانعام: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل......حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......اخذت الارض زخرفھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وازینت: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ......ظن اھلھا: فعل فاعل، انھم قدرون علیھا: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط، اتھا امرنا: فعل ومفعول وفاعل، لیلا: معطوف علیہ، او نھارا: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی اختلط، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فجعلنها حصيدا كان لم تغن بالامس﴾.

ف: عاطفہ......جعلنہا: فعل بافاعل......ھا: ضمیر ذوالحال...... کان: حرف مشبہ مخففہ باضمیر شان "ھا" محذوف اسم، لم تغن بالامس: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول اول......حصیدا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک نفصل الایت لقوم یتفکرون﴾.

کذلک: ظرف مستقر "تفصیلا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق......نفصل الایت: فعل بافاعل ومفعول......لقوم یتفکرون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ یدعوا الی دار السلام ویھدی من یشاء الی صراط مستقیم﴾.

و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، یدعوا: فعل بافاعل، الی دار السلم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یھدی: فعل بافاعل، من یشاء: موصول صلہ ملکر مفعول، الی صراط المستقیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ ولا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلۃ﴾

لام: جار......الذین: موصول......احسنوا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم...... الحسنی: معطوف علیہ......وزیادۃ: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......و: مستانفہ......لا یرھق وجوھھم: فعل نفی ومفعول......قتر: معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......ذلۃ: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿اولئک اصحب الجنۃ ھم فیھا خلدون﴾.

اولئک: مبتدا، اصحب الجنۃ: ذوالحال، ھم: مبتدا، فیھا خلدون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین کسبوا السیات جزاء سیئۃ بمثلہا وترھقھم ذلۃ﴾.

و: مستانفہ......الذین: موصول، کسبوا السیئات: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا جزاء، سیئۃ: مبتدا ثانی، بمثلھا: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: مستانفہ......ترھقھم: فعل ومفعول، ذلۃ: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ما لھم من اللہ من عاصم کانما اغشیت وجوھھم قطعا من الیل مظلما﴾.

ما: مشابہ بلیس......لھم: ظرف مستقر خبر مقدم......من اللہ: ظرف لغو مقدم......من: زائدہ......عاصم: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ...... کانما: حرف مشبہ وما کافہ...... اغشیت وجوھھم: فعل ونائب الفاعل......قطعا: موصوف......من الیل: ظرف مستقر صفت اول......مظلما: صفت ثانی، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿اولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون ویوم نحشرھم جمیعا﴾.

اولئک: مبتدا......اصحب النار: ذوالحال......ھم فیھا خلدون: جملہ اسمیہ حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......یوم:

مضاف......نحشر: فعل بافاعل......هم : ذوالحال......جميعا : حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف "نفعل ذلک کله" کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ثم نقول للذین اشرکوا مکانکم انتم وشرکاؤکم فزیلنا بینهم وقال شرکاؤهم ما کنتم ایانا تعبدون﴾.

ثم: عاطفہ،نقول للذین اشرکوا: قول،مکانکم: اسم فعل امر بمعنی الزموا، کم : ضمیر مؤکد،انتم : تاکید،ملکر معطوف علیہ،وشرکاء کم: معطوف،ملکر فاعل،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ف: مستانفہ، زیلنا بینهم: فعل بافاعل وظرف ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،و: عاطفہ،قال شرکاء هم: قول،ما: نافیہ،کنتم : فعل ناقص بااسم،ایانا تعبدون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فکفی بالله شهیدا بیننا وبینکم﴾.

ف: مستانفہ، کفی : فعل......ب: زائد ،الله ممیز، بینناوبینکم: شبہ جملہ تمیز،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان کنا عن عبادتکم لغفلین﴾.

ان: مخففہ مہملہ...... کنا: فعل ناقص بااسم......عن عبادتکم: ظرف لغومقدم......لام: تاکیدیہ......غفلین : اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿هنالک تبلوا کل نفس مااسلفت وردوا الی الله مولهم الحق وضل عنهم ما کانوا یفترون﴾.

هنالک: ظرف مقدم،تبلوا کل نفس: فعل وفاعل،مااسلفت : موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......ردوا: فعل مجہول بانائب الفاعل،الی: جار......الله : موصوف،مولهم: صفت اول......الحق: صفت ثانی،ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ......ضل عنهم: فعل وظرف لغو، ما کانوا یفترون: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قحط سالی کا عذاب!

۱......کفار مکہ کے قول لو لا انزل علیه آیة من ربه پر یہ واذااذقنا الناس آخری جواب ہے،جب کفار مکہ سرکشی اور (سید عالم ﷺ کی) اطاعت نہ کرنے کے معاملے میں حد سے بڑھ گئے تو اللہ عزوجل نے انہیں سات سال تک قحط سالی میں مبتلا فرمادیا،پھر بعد میں بارشیں نازل فرما کران پر رحم فرمایا،انہوں نے پھر ہنسی مذاق اڑانا شروع کردیا اور مال و دولت بتوں پر ضائع کرنا شروع کردیا اور بولے اگر قحط سالی ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہوئی ہے جیسا کہ محمد کہتے ہیں تو ہمیں بارشیں وشادابیاں نہ ملی ہوتیں اس لئے کہ ہم نے توبہ تو کی ہی نہیں۔ (الصاوی،ج۳،ص۹۳)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ قریش نے ایمان لانے کے معاملے میں بہت تاخیر کردی، نبی پاک ﷺ

نے ان کے خلاف دعا فرمائی تو ان کو قحط نے جکڑ لیا حتی کہ وہ اس میں ہلاک ہونے لگے۔ انہوں نے مردار اور ہڈیاں کھائیں، پھر آپ ﷺ کے پاس ابوسفیان آیا اور اس نے کہا اے محمد! آپ صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے، آپ اللہ سے دعا کیجئے، سید عالم ﷺ نے یہ دعا پڑھی ''آپ اس دن کا انتظار کیجئے جب آسمان واضح دھواں لائے گا (الدخان:۱۰)''، پھر وہ دوبارہ اپنے کفر کی جانب لوٹ گئے۔ منصور کی روایت میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی تو ان پر بارشیں ہوئیں اور پورا آسمان بادلوں سے ڈھک گیا پھر لوگوں نے بارش کی کثرت کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش نازل فرما اور ہم پر بارش نازل نہ فرما تو بادل آپ ﷺ کے سر سے ہٹ گئے اور آپ ﷺ کے اردگرد بارش ہونے لگی۔

(صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، باب اذا استشفع المشرکون، رقم: ۱۰۲۰، ص ۱٦٤)

اللہ ﷻ مکر کی سزا دیتا ھے:

۲۔۔۔۔۔اے محمد ﷺ فرما دیجئے کہ اللہ زیادہ تیز ہے مکر کی سزا دینے میں، مکر کے معنی کے اعتبار سے اس کا استعمال اللہ ﷻ کے لئے جائز نہیں ہے۔ اس لئے جب اللہ ﷻ کی طرف یہ لفظ استعمال ہو تو اس کا معنی یا تو استدراج ہوگا یعنی کسی کو بتدریج بربادی کی جانب لے جانا کہ شعور تک نہ ہو جس طرح حضرت علی ؓ کا قول ہے کہ جسے اللہ ﷻ دنیا میں وسعت عطا فرماتا ہے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ میرے ساتھ مکر ہے تو ایسا شخص دھوکہ میں ہے، میں کہتا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ جسے دنیا کی نعمتوں سے وافر حصہ دیا جائے اور وہ شکر گزار نہ ہو وہ دھوکے میں ہے۔ یا مکر کا مطلب مکر کی سزا دینا ہے یعنی اللہ ﷻ نے انہیں فوراً سزا دے دی، یا یہ مطلب ہے کہ ان کے اپنے فریب میں غور وفکر سے پہلے ہی انہیں بربادی تک پہنچا دیا۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس کا معنی یہی ہے کہ اللہ ﷻ کا عذاب تمہیں جلدی ہلاک کرنے والا ہے اس مکر کے مقابلے میں جس کے ذریعے تم اللہ ﷻ کے دین کو مٹانا چاہتے ہو، کیونکہ اللہ ﷻ جس چیز کا ارادہ فرماتا ہے وہ ہو کر رہتی ہے کیونکہ وہ اپنے ارادے کو پورا کرنے پر قادر ہے اور تم حق کو مٹانے پر قادر نہیں ہو۔ (المظھری، ج۳، ص۴۰۷)

خطاب سے غیبت کی جانب اشارہ:

۳۔۔۔۔۔ فیہ التفات عن الخطاب سے مراد یہ ہے کہ یہاں (کنتم میں) مبالغہ کے لئے خطاب سے غیبت کی طرف التفات کیا گیا ہے اور اس کی حکمت کفار کی قباحت زیادہ ظاہر کرنا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نعمت کا شکر ادا کرنے والے نہ تھے، بہر حال اولاً خطاب مسلمان اور کافر ہر ایک سے ان پر نعمتوں پر شکر کرنے کے حوالے سے ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص۹٤)

ھوا کی تسخیر کا بیان:

۴۔۔۔۔۔اللہ کا فرمان بریح، جرین کے متعلق ہے، اسی بناء پر کہا جاتا ہے کہ ایک فعل ذو معمول کی جانب لفظاً اور معناً حرف جر کے ساتھ کیسے متعدی ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلا باء (جو کہ بھم کے ساتھ ہے) متعدی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ مررت بزید

،اور دوسرا باء (جوکہ بریح میں ہے) سببیہ ہے، پس معنی مختلف ہوگئے، پس اسی مناسبت کی وجہ سے ایک عامل کے ساتھ دونوں متعلق ہیں، اور یہ بھی جائز ہے کہ دوسرے باء کو حال کے لئے نامزد کیا جائے اس صورت میں یہ ایک محذوف فعل کی جانب متعلق ہوگا اور تقدیر عبارت اس صورت میں یہ ہوگی کہ جرین بھم ملتبسة بریح طیبۃ پس اس صورت میں دوسرا باء الفلک کی ضمیر سے حال ہوگا۔

مصباح میں ہے کہ ریح آسمان وزمین کے مابین موجود ہوا کو کہتے ہیں اور اس کی اصل واو (روح) ہے لیکن واو کو یاء سے انکسار کی وجہ سے تبدیل کردیا گیا اور اس کی جمع ارواح اور ریاح ہے اور بعض علماء نے اس کی جمع اریاح بیان کی ہے اور ابو حاتم نے اسے غلط قرار دیا اور کہا کہ الریح اکثر کے نزدیک مؤنث ہے، پس کہا جاتا ہے کہ ریح ہوا کے معنی میں ہونے کی وجہ سے مذکر ہے، ابن الانباری نے کہا کہ ریح کے مؤنث ہونے پر کوئی علامت نہیں ہے اور یہی حال سارے اسماء کا ہے سوائے اعصار کے کہ یہ مذکر ہے۔

(الجمل، ج۳، ص ۳۴۷)

امام رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ کسی نے آپ رضی اللہ عنہ سے اللہ عزوجل کے موجود ہونے پر دلیل طلب کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم کیا کرتے ہو؟ اس نے عرض کی میرا پیشہ سمندری تجارت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے بحری سفر کا کوئی واقعہ سنانے کی فرمائش کی۔ اس نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں سمندر میں سفر کر رہا تھا کہ طوفان آیا اور میری کشتی ٹوٹ گئی مجھے ایک تختہ مل گیا میں اس کے سہارے سمندر میں تیرنے لگا اچانک تیز آندھی چلنے لگی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جھٹ اس سے پوچھا سچ بتاؤ جب تمہاری کشتی ٹوٹ چکی تھی اور تمہارا تختہ بپھری ہوئی موجوں کے رحم و کرم پر تھا، کیا اس وقت تمہارے دل میں کسی برتر ہستی کے حضور میں عجز و نیاز کے جذبات پیدا ہوئے تھے۔ اس نے جواب میں کہا جی ہاں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فالھک ھو الذی تضرعت الیه فی ذلک الوقت یہی تیرا معبود ہے جس کے لئے مصیبت کے وقت میں تیرے دل میں عاجزی کے جذبات پیدا ہوئے تھے۔

(ضیاء القرآن، ج۲، ص ۲۹۱)

وحدتِ ربی کا معنی:

۵...... مطلب یہ کہ تمہاری سرکشی کا وبال تمہیں پر آئے گا، اللہ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے گا جیسا کہ مطیع کی طاعت اللہ کو نفع نہیں دیتی۔ عارفین کہتے ہیں کہ جو چیز تجھے نقصان پہنچائے وہ گناہ ہے اور جو فائدہ دے وہ طاعت، پس مشرک کا اللہ عزوجل کے لئے کسی کو شریک کرنا اللہ عزوجل کی ذات کے لئے شرک کو ثابت نہیں کرتا بلکہ یہ تو محض افتراء اور جھوٹ ہے، اور اس کا وبال ایسا کرنے والے پر ہے، اور بندے کا توحید پر گامزن رہنا اللہ عزوجل کی وحدانیت ثابت نہیں کرتا بلکہ اللہ عزوجل تو ازل و ابد سے واحد حقیقی ہے بلکہ وحدت ربی کا معنی یہ ہے کہ میرے رب کی وحدت میرے دل میں قائم ہے اور یہ معنی نہیں ہیں کہ میں نے اللہ عزوجل کے لئے اس کی وحدت کو ثابت کیا ہے جبکہ وہ وحدت نہ تھی کہ ایسا کہنا صریح کفر ہے۔

(الصاوی، ج۳، ص ۹۴)

موت کی اقسام :

۶.....موت کی قسمیں حیات کی قسموں کے حسب حیثیت ہیں، پس پہلی قسم یہ ہے کہ قوت نامیہ موجودہ (یعنی بڑھنے والی قوت) کا انسان حیوان اور نباتات سے زائل (یعنی ختم) ہونا جیسے اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (حدید:۱۷)﴾ جان لو کہ اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ محسوس کرنے والی قوت کا انسان حیوان اور نباتات سے زائل ہونا جیسے اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (مریم:۲۳)﴾ بولی ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی۔ ﴿یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَ اِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا (مریم:۶۶)﴾ اور آدمی کہتا ہے کیا جب میں مر جاؤں گا تو ضرور عنقریب جلا کر نکالا جاؤں گا۔ تیسری قسم یہ ہے کہ سوچنے سمجھنے کی قوت کا انسان حیوان اور نباتات سے زائل ہونا اور جہالت کا پیدا ہو جانا جیسے اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ (الانعام:۱۲۲)﴾ اور کیا وہ کہ مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کیا۔ ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی (النمل:۸۰)﴾ بیشک تمہارے سنائے نہیں سنتے مردے۔ چوتھی قسم یہ ہے کہ غم کی وجہ سے طبیعت کا مکدر یعنی ناخوش ہونا جسے اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ﴿وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَیِّتٍ (ابراھیم:۱۷)﴾ اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں۔ پانچویں قسم نیند ہے پس کہا جاتا ہے کہ نیند خفیف یعنی ہلکی موت ہے اور موت ثقیل یعنی بھاری نیند ہے اسی بناء پر اللہ عزوجل نے دونوں کو توفیا کے نام سے موسوم فرمایا۔ ﴿اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا (الزمر:۴۲)﴾ اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں ان کے سوتے میں۔ اور اللہ عزوجل کا فرمان ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ (ال عمران:۱۶۹)﴾ اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ان نفوس قدسیہ یعنی شہداء سے ان پر کی جانے والی نعمتوں کی وجہ سے موت کی نفی کی گئی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان نفوس قدسیہ سے مذکورہ درج ذیل حزن کی بھی نفی کی گئی ہے جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَیِّتٍ (ابراھیم:۱۷)﴾ اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں۔ اور اللہ عزوجل کا فرمان ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (ال عمران:۱۸۵)﴾ ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ پس اس موت کو قوت حیوانیہ کے زائل ہونے اور روح کے جسم سے نکلنے سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے اللہ کا فرمان ہے ﴿اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ (الزمر:۳۰)﴾ بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

(المفردات، ص ۴۷۹)

☆.....حسن رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے ''مومن پر موت کی شدت اور اس کا کرب تلوار کے تین سو وار کی مقدار کے برابر ہے۔

(تنبیه الغافلین، باب هول الموت و شدته، ص ۱۲)

☆......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''بیشک تم گردش ایام میں ہو اور موت اچانک آجائے گی جس نے بھلائی کا بیج بویا عنقریب وہ امید کی فصل کاٹے گا اور جس نے برائی کاشت کی جلد ہی ندامت کی کھیتی پائے گا، ہر کاشت کار کے لئے اسی کی کھیتی ہے''۔

(ذم الهوی، باب ۵۰، ص۴۹۸)

دنیا کی بے ثباتی :

۷......اللہ عزوجل نے یہاں دنیا کی بے قدری بیان کی ہے کہ اس دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے پانی برسے اور اس کے نتیجے میں کھیتیاں اگیں اور انسان، حیوان سب ہی اس سے کھائیں، نفع اٹھائیں اور یہ گمان کریں کہ وہ ان کھیتیوں پر ہمیشہ قابو پائے رہیں گے لیکن اللہ عزوجل کا حکم آجائے اور سب کچھ برباد ہو جائے۔

منقول ہے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے ایک سادہ جھونپڑی میں رہائش اختیار فرمائی، عرض کیا گیا کہ بہتر تھا کہ آپ علیہ السلام کوئی عمدہ مکان تعمیر فرما لیتے، فرمایا کہ جو مر جائے گا یعنی جسے موت کا یقین ہے اس کے لئے یہ بھی بہتر ہے۔

(العقد الفرید، ج۳، ص۱٤٦)

حضرت سیدنا ابو زکریا تیمی فرماتے ہیں کہ خلیفہ سلیمان بن عبد الملک مسجد حرام شریف میں موجود تھا کہ اس کے پاس ایک پتھر لایا گیا جس پر کوئی تحریر کندہ تھی اس نے ایسے شخص کو بلانے کا کہا جو اس کو پڑھ سکے، چنانچہ مشہور تابعی بزرگ حضرت سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اسے پڑھا، اس میں لکھا تھا ''اے ابن آدم! اگر تو اپنی موت کے قریب ہونے کو جان لے تو لمبی لمبی امیدوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے اپنے نیک عمل میں زیادتی کا سامان کرے اور حرص اور دنیا کمانے کی تدبیریں کم کر دے، یاد رکھ اگر تیرے قدم پھسل گئے تو روز قیامت تجھے ندامت کا سامنا ہوگا، تیرے اہل و عیال تجھ سے بیزار ہو جائیں گے اور تجھے تکلیف میں مبتلا چھوڑ دیں گے، تیرے ماں باپ اور عزیز و اقارب بھی تجھے چھوڑ دیں گے، تیری اولاد اور قریبی رشتے دار تیرا ساتھ نہ دیں گے، پھر تو لوٹ کر دنیا میں آسکے گا نہ ہی نیکیوں میں اضافہ کر سکے گا، پس اس حسرت اور ندامت کی ساعت سے پہلے دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے عمل کر لے۔

(ذم الهوی، باب ۵۰، ص۴۹۸)

دیدار الٰھی کی نعمت :

۸......ھی النظر الیہ تعالی یہ جمہور صحابہ اور تابعین کا قول ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ زیادتی سے مراد رضوان اللہ اکبر یعنی اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ زیادتی سے مراد دگنی نیکیاں ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد موتیوں کا ایک کمرہ ہے جس کے چار دروازے ہیں لیکن پہلا قول معتمد علیہ ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل کا دیدار تمام باتوں کو مستلزم ہے اور اس پر دلیل یہ حدیث ہے کہ ''جب جنتی جنت میں داخل ہوگا اللہ عزوجل فرمائے گا کیا تم مزید کچھ چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے اے اللہ عزوجل! کیا تو نے

ہمارے چہرے روشن نہ کئے، کیا تو نے ہمیں جہنم سے نجات اور جنت میں داخل نہ کیا؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ پردے ہٹادے گا اور جنتیوں کو جو کچھ دیا گیا انہیں اللہ ﷻ کے دیدار سے زیادہ محبوب کچھ نہ ہوگا''۔ایک روایت میں مزید یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ پھر سید عالم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿للذین احسنوا الحسنی وزیادة﴾ جاننا چاہئے کہ سارے جنتی جنت میں اللہ ﷻ کا دیدار کریں گے اور اس دیدار کی مثال ایسی ہوگی جیسے سات دنوں میں جمعہ کا دن اہم ہوتا ہے، سال میں عید کا دن اہم ہوتا ہے اور یہ رؤیت تمام ہی جنتیوں کے لئے ہوگی، اور خواص کے مراتب متفاوت ہیں ان میں سے کچھ ایسے ہونگے جو ہر صبح وشام اللہ ﷻ کا دیدار کریں گے، اور کچھ ایسے ہیں جو نماز کے اوقات کی مثل پانچ وقتوں میں اللہ ﷻ کا دیدار کریں گے، اور کچھ ایسے بھی ہونگے کہ جن سے رؤیت میں کبھی کوئی حجاب والی کیفیت نہ پائی جائے گی حتی کہ جب بھی انہیں ایک آن کے لئے رؤیت سے حجاب والی کیفیت پائی جائے تو یہ لوگ جنت سے نکل جانے کی تمنا کریں گے۔ (الصاوی، ج۳، ص۹٦)

﴿ولا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلة﴾ کا معنی

۹......جنتیوں کے چہروں پر جنت میں کسی قسم کا کوئی غبار نہ ہوگا کہ جس کی وجہ سے ان کا چہرہ کالا نظر آئے یا اس پر ذلت کے کوئی آثار ظاہر ہوں یا چہرہ زرد پڑ جائے، مطلب یہ ہے کہ جنتیوں پر وہ کچھ نہ پیش کیا جائے گا جو جہنمیوں پر پیش ہوگا یا یہ معنی ہے کہ جنتیوں پر وہ کچھ نہ پیش ہوگا جو ان پر غم اور برے حال کو ظاہر کرے۔ایک قول یہ ہے کہ جنتیوں کا اپنے دشمن جہنمیوں کے حال کے تذکرے سے خوشی میں مسرور ہونے سے یہ مقصد ہے کہ انسان جب اپنے دشمن کی ذلت اور برے حال کے بارے میں سنتا ہے تو اسے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ (روح المعانی، الجزء الحادی عشر، ص۱۳۸ ملخصاًو ملتقطاً)

برائی کا بدلہ اس کی مثل برائی!

۱۰......اللہ ﷻ کا فرمان والذین کسبوا السیئات یعنی وہ لوگ جو برے اعمال کریں اور برے اعمال سے مراد کفر اور معصیت ہے تو ان لوگوں پر اسی کی مثل بدلہ ہے یعنی ان لوگوں کے لئے ان کی برائی کا بدلہ اسی کی مثل سزا ہے۔اور اس قید سے مقصود یہ ہے کہ حسنات اور سیئات میں فرق پر تنبیہ ہو جائے اس لئے کہ حسنات کا ثواب ایک سے دس گنا، سات سو گنا یا اللہ ﷻ کے فضل کی کوئی حد نہیں کہ جتنا چاہے زیادہ کردے۔لیکن سیئات کا بدلہ اسی کی مثل (اللہ ﷻ) کے عدل پر منحصر ہے۔ (الخازن، ج۲، ص۴٤٠)

☆......☆ من البلوی بمعنی تخبر و تعلم ہے اور ایک قرائت میں تتلوا محذوف مضاف کے ساتھ ہے تقدیر عبارت یہ ہوگی ای تتلوا صحائف ما اسلفت یعنی سابقہ صحائف پڑھو۔لینۃ: ایسی ہوا جو مقصد تک پہنچادے۔ (الجمل، ج۳، ص۳٥٤)

رکوع نمبر: ۹

﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ﴾ بِالْمَطَرِ ﴿وَالْاَرْضِ﴾ بِالنَّبَاتِ ﴿اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ﴾ بِمَعْنَى

اَلْاَسْمَاعِ اَیْ خَلَقَهَا ﴿ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ﴾ بَیْنَ الْخَلَائِقِ ﴿فَسَیَقُوْلُوْنَ ﴾ هُوَ ﴿اللّٰهُ فَقُلْ ﴾ لَهُمْ ﴿اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (۳۱)﴾ فَتُؤْمِنُوْنَ ﴿فَذٰلِكُمُ ﴾ اَلْفَعَّالُ لِهٰذِهِ الْاَشْیَاءِ ﴿اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ﴾ اَلثَّابِتُ ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ج﴾ اِسْتِفْهَامُ تَقْرِیْرٍ اَیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ غَیْرُهٗ فَمَنْ اَخْطَاَ الْحَقَّ وَهُوَ عِبَادَةُ اللّٰهِ وَقَعَ فِی الضَّلَالِ ﴿فَاَنّٰی ﴾ كَیْفَ ﴿تُصْرَفُوْنَ (۳۲)﴾ عَنِ الْاِیْمَانِ مَعَ قِیَامِ الْبُرْهَانِ ﴿كَذٰلِكَ ﴾ كَمَا صَرَفَ هٰؤُلَاءِ عَنِ الْاِیْمَانِ ﴿حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَی الَّذِیْنَ فَسَقُوْا ﴾ كَفَرُوْا وَهِیَ (لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ) اَلْاٰیَةَ اَوْهِیَ ﴿اَنَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (۳۳)﴾ ﴿قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ (۳۴)﴾ تُصْرَفُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ مَعَ قِیَامِ الدَّلِیْلِ ﴿قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّهْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ ﴾ بِنَصْبِ الْحُجَجِ وَخَلْقِ الْاِهْتِدَاءِ ﴿قُلِ اللّٰهُ یَهْدِیْ لِلْحَقِّ اَفَمَنْ یَّهْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ ﴾ وَهُوَ اللّٰهُ ﴿اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَهِدِّیْٓ ﴾ یَهْتَدِیْ ﴿اِلَّآ اَنْ یُّهْدٰی ﴾ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اِسْتِفْهَامُ تَقْرِیْرٍ وَتَوْبِیْخٍ اَیِ الْاَوَّلُ اَحَقُّ ﴿فَمَا لَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ (۳۵)﴾ هٰذَا الْحُكْمَ الْفَاسِدَ مِنْ اِتِّبَاعِ مَالَا یَحِقُّ اِتِّبَاعُهٗ ﴿وَمَا یَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ ﴾ فِیْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ ﴿اِلَّا ظَنًّا ط﴾ حَیْثُ قَلَّدُوْا فِیْهِ آبَاءَ هُمْ ﴿اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا ﴾ فِیْمَا الْمَطْلُوْبُ مِنْهُ الْعِلْمُ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِمَا یَفْعَلُوْنَ (۳۶)﴾ فَیُجَازِیْهِمْ عَلَیْهِ ﴿وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ یُّفْتَرٰی ﴾ اَیْ اِفْتِرَاءً ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ اَیْ غَیْرِهٖ ﴿وَلٰكِنْ ﴾ اُنْزِلَ ﴿تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ ﴾ مِنَ الْكُتُبِ ﴿وَتَفْصِیْلَ الْكِتٰبِ ﴾ تَبْیِیْنَ مَا كَتَبَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاَحْكَامِ وَغَیْرِهَا ﴿لَا رَیْبَ ﴾ شَكَّ ﴿فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۳۷)﴾ مُتَعَلِّقٌ بِتَصْدِیْقَ اَوْ بِاُنْزِلَ الْمَحْذُوْفِ وَقُرِئَ بِرَفْعِ تَصْدِیْقَ بِتَقْدِیْرِ هُوَ ﴿اَمْ ﴾ بَلْ اَ ﴿یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ﴾ اِخْتَلَقَهٗ مُحَمَّدٌ ﴿قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ ﴾ فِی الْفَصَاحَةِ وَالْبَلَاغَةِ عَلٰی وَجْهِ الْاِفْتِرَاءِ فَاِنَّكُمْ عَرَبِیُّوْنَ فُصَحَاءُ مِثْلِیْ ﴿وَادْعُوْا ﴾ لِلْاِعَانَةِ عَلَیْهِ ﴿مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ اَیْ غَیْرِهٖ ﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۳۸)﴾ فِیْ اَنَّهٗ اِفْتِرَاءٌ فَلَمْ یَقْدِرُوْا عَلٰی ذٰلِكَ ، قَالَ تَعَالٰی ﴿بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِهٖ ﴾ اَیِ الْقُرْاٰنِ وَلَمْ یَتَدَبَّرُوْهُ ﴿وَلَمَّا ﴾ لَمْ ﴿یَاْتِهِمْ تَاْوِیْلُهٗ ﴾ عَاقِبَةُ مَا فِیْهِ مِنَ الْوَعِیْدِ ﴿كَذٰلِكَ ﴾ التَّكْذِیْبِ ﴿كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ رُسُلَهُمْ ﴿فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ (۳۹)﴾ بِتَكْذِیْبِ الرُّسُلِ اَیْ آخِرَ اَمْرِهِمْ مِنَ الْهَلَاكِ فَكَذٰلِكَ نُهْلِكُ هٰؤُلَاءِ ﴿وَمِنْهُمْ ﴾ اَیْ اَهْلِ مَكَّةَ ﴿مَّنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ﴾ لِعِلْمِ

اللّٰہِ ذٰلِکَ مِنۡهُ ﴿وَمِنۡهُم مَّنۡ لَّا يُؤۡمِنُ بِهٖ﴾ اَبَدًا ﴿وَرَبُّکَ اَعۡلَمُ بِالۡمُفۡسِدِيۡنَ﴿۴۰﴾﴾ تَهۡدِيۡدٌ لَهُمۡ .

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ(ان سے) تمہیں کون روزی دیتا ہے آسمان سے (بارش کے ذریعے) اور زمین سے (نباتات کے ذریعے) یا کون مالک ہے ساعت کا (سمع بمعنی اسماع ہے یعنی کان پیدا کرنے والا کون ہے) اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے......۱......اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے (مخلوق کے مابین) تو اب کہیں گے کہ (وہ) اللہ (ہے) تو تم فرماؤ (ان سے) کیوں نہیں ڈرتے (تتقون بمعنی تومنون ہے) تو یہ (ان تمام اشیاء کو کرنے والا) اللہ ہے تمہارا سچا رب (الحق بمعنی الثابت ہے......۲......) پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی (فماذا استفہام تقریری ہے معنی یہ ہے کہ حق کے بعد سوائے گمراہی کے کچھ نہیں، پس جس نے حق سے خطاء کی یعنی اللہ عزوجل کی عبادت سے خطاء کی وہ گمراہی میں پڑ گیا) تو کیسے (انی بمعنی کیف ہے) پھرتے ہو (روشن دلیل قائم ہونے کے باوجود ایمان لانے سے......۳......) یونہی (جیسا کہ یہ لوگ ایمان لانے سے پھر گئے) ثابت ہو چکی ہے تیرے رب کی بات فاسقوں پر (یعنی کافروں پر اور وہ بات یہ ہے لاملئن جھنم الایہ یا یہ) کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ اول بنائے پھر فناء کے بعد دوبارہ بنائے تم فرماؤ اللہ اول بناتا ہے پھر فناء کے بعد دوبارہ بنائے گا تو کہاں اوندھے جاتے ہو (دلیل قائم ہونے کے باوجود اس کی عبادت بجالانے سے کہاں پھرتے ہو......۴......) تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ حق کی راہ دکھائے (دلائل قائم کرکے اور ہدایت قبول کرنے کا مادہ پیدا فرما کر) تم فرماؤ کہ اللہ حق کی راہ دکھاتا ہے تو کیا جو حق کی راہ دکھائے......۵......(اور وہ اللہ عزوجل ہے) اس کے حکم پر چلنا چاہیے یا اس کے جو خود ہی راہ نہ پائے (یھدی بمعنی یھتدی ہے) جب تک راہ دکھایا نہ جائے (وہ اتباع کئے جانے کا حقدار ہے، احق ای یتبع ؟ استفہام تقریری اور توبیخی ہے مراد یہ ہے کہ اول ہی لائق ہے کہ اس کے حکم پر چلا جائے) تو تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو (جس کے حکم پر نہیں چلنا چاہیے اس کی بات ماننے کا یہ کیسا فاسد حکم لگاتے ہو؟) اور ان میں اکثر نہیں چلتے (بتوں کی عبادت کرنے کے معاملے میں) مگر گمان پر (کہ اس باب میں انہوں نے اپنے آباء واجداد کی تقلید کی) بیشک گمان حق کا کچھ کام نہیں دیتا......۶......(اس صورت میں جب کہ اس سے مقصود علم ہو) بیشک اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے (پس وہ انہیں اس کا بدلہ دیگا) اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے (یفتری فعل باب افتراء سے ہے) اللہ کے سوا (یعنی اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جو اس کلام کو اتارے) اور لیکن (اسے اتارا گیا ہے) کہ وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور کتاب کی تفصیل (اللہ عزوجل کے مقرر کردہ احکامات وغیرہ کو بیان کرتی ہے) اس میں کچھ شک نہیں ہے (ریب بمعنی شک ہے) پروردگار عالم کی طرف سے (من رب العالمین یا تو لفظ تصدیق کے متعلق ہے یا فعل محذوف انزل کے، لفظ تصدیق اور تفصیل کو مبتدا مقدر ہونے سبب مرفوع بھی پڑھا گیا ہے) بلکہ (ام بمعنی بل ہے کیا) یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بنالیا (یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے

بنالیا ہے، کہ تم فرماؤ ایک سورت لے آؤ اس جیسی (فصاحت و بلاغت میں اس کی مثل ہو......یے.....، تم عربی فصیح افراد ہو میری مثل) اور بلاؤ (اس کام میں مدد دینے کیلئے) اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں (دون بمعنی غیر ہے) اگر تم سچے ہو (اپنے اس دعوی میں کہ یہ سیدنا محمد ﷺ نے خود بنالیا ہے، پس وہ اس پر قادر نہ ہو سکے تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) بلکہ اسے جھٹلایا جس کے علم پر قابو نہ پایا (یعنی قرآن کے علم پر قابو نہ پایا، اوران لوگوں نے اس میں غور و تفکر نہیں کیا) اور ابھی انہوں نے اس کا انجام نہیں دیکھا (لما بمعنی لم ہے بمعنی انجام ہے یعنی اس میں موجود وعید کا انجام ان کے پاس نہیں آیا) ایسا ہی (جھٹلایا) ان سے اگلوں نے جھٹلایا تھا (اپنے رسولوں کو) تو دیکھو ظالموں کا کیسا انجام ہوا (رسولوں کو جھٹلانے کے سبب یعنی ان کا انجام ہلاکت و بربادی ہوا پس اسی طرح یہ لوگ بھی ہلاک ہونگے) اوران میں کوئی (یعنی اہل مکہ میں سے......۸......) اس پر ایمان لائے گا (اللہ ﷻ کو اس کے ایمان لانے کا علم ہے) اور ان میں کوئی اس پر ایمان نہیں لائے گا (کبھی بھی) اور تمہارا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے (اس آیت میں کافروں کیلئے تہدید ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر﴾.

قل: قول، من: استفہامیہ مبتدا......یرزقکم من السماء والارض: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ام: عاطفہ منقطعہ......من: استفہامیہ مبتدا......یملک السمع والابصار: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف اول......و: عاطفہ ،من: استفہامیہ مبتدا......یخرج الحی من المیت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ......ویخرج المیت من الحی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف ثانی......و: عاطفہ......من یدبر الامر: جملہ اسمیہ معطوف ثالث، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فسیقولون اللہ فقل افلا تتقون﴾.

ف: مستانفہ......سیقولون: قول......اللہ: مبتدا محذوف......"ھو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ......ف: فصیحہ......قل: قول......ھمزہ: حرف استفہام......ف: عاطفہ......لاتتقون: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر شرط محذوف "اذاکان الامر کذلک" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فذلکم اللہ ربکم الحق فما ذا بعد الحق الا الضلل فانی تصرفون﴾.

ف: عاطفہ، ذلکم: مبتدا، اللہ: موصوف، ربکم: موصوف، الحق: صفت، ملکر مرکب توصیفی ہو کر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، ماذا: اسم استفہام ذوالحال، بعد الحق: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا، الا: اداۃ حصر، الضلل: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ،ف: عاطفہ، انی: اسم استفہام بمعنی کیف حال مقدم، تصرفون: فعل مجہول واو ضمیر ذوالحال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک حقت کلمت ربک علی الذین فسقوا انھم لا یومنون﴾.

کذلک: ظرف مستقر "حقا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، حقت: فعل، کلمت ربک: مبدل منہ، انھم لا یومنون: جملہ اسمیہ بدل، ملکر فاعل، علی الذین فسقوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ھل من شرکائکم من یبدؤا الخلق ثم یعیدہ﴾.

قل: قول......ھل: استفہامیہ......من شرکاء کم: ظرف مستقر خبر مقدم......من: موصولہ......یبدئا الخلق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ثم: عاطفہ......یعیدہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل اللہ یبدؤا الخلق ثم یعیدہ فانی توفکون﴾.

قل: قول، اللہ: مبتدا، یبدؤا الخلق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم یعیدہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، انی: بمعنی کیف اسم استفہام حال مقدم، توفکون: فعل واو ضمیر ذوالحال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ھل من شرکائکم من یھدی الی الحق قل اللہ یھدی للحق﴾.

قل: قول، ھل: استفہامیہ، من شرکاء کم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، یھدی الی الحق: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قل: قول، اللہ: مبتدا، یھدی للحق: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی﴾.

ھمزہ: استفہامیہ، ف: عاطفہ، من: موصولہ، یھدی الی الحق: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، احق: اسم تفضیل با فاعل مضاف، ان یتبع: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، من: موصولہ، لایھدی: فعل نفی، ھو ضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، ان یھدی: بتاویل مصدر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر محذوف "احق ان یتبع" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فما لکم کیف تحکمون وما یتبع اکثرھم الا ظنا﴾.

ف: مستانفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، کیف تحکمون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، مایتبع: فعل نفی، اکثرھم: فاعل، الا: اداۃ حصر، ظنا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان الظن لا یغنی من الحق شیئا ان اللہ علیم بما یفعلون﴾.

ان الظن: حرف مشبہ واسم، لایغنی: فعل نفی با فاعل، من الحق: ظرف مستقر حال مقدم، شیئا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، علیم بمایفعلون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما کان ھذا القران ان یفتری من دون اللہ ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل الکتب لا ریب فیہ من رب العلمین﴾.

و: مستانفہ،ما: نافیہ،کان: فعل ناقص،ھذاالقران: اسم،ان: مصدریہ،یفتری من دون الله: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ،و: عاطفہ،لکن: مہملہ،تصدیق الذی بین یدیہ: معطوف اول،و: عاطفہ،تفصیل الکتب: معطوف ثانی،ملکرخبر،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،لا: نفی جنس،ریب: ذوالحال،من رب العلمین: ظرف مستقر حال،ملکراسم،فیہ: ظرف مستقرخبر،ملکرجملہ اسمیہ۔

﴿ام یقولون افتراہ قل فاتوا بسورۃ مثلہ وادعوا من استطعتم من دون الله﴾.

ام: منقطعہ عاطفہ بمعنی بل......یقولون: قول......افترہ: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکرقولیہ...... قل: قول......ف: فصیحہ،اتوا: فعل امر بافاعل......ب: جار......سورۃ: موصوف......مثلہ: صفت،ملکرمجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......ادعوا: فعل امر بافاعل......من استطعتم: موصول صلہ،ملکرذوالحال......من دون الله: ظرف مستقر حال،ملکرمفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکرشرط محذوف "ان کان الامر کما تقولون" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان کنتم صدقین بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتھم تاویلہ﴾

ان: شرطیہ...... کنتم صدقین: جملہ فعلیہ ہوکرجزامحذوف "فاتوا وادعوا" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ،بل: عاطفہ ،کذبوا: فعل بافاعل......ب: جار......ما: موصولہ......لم یحیطوا بعلمہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......لمایاتھم تاویلہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکرصلہ،ملکرمجرور ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک کذب الذین من قبلھم﴾.

کذلک: ظرف مستقر "تکذیبا" مصدرمحذوف کیلئے صفت،ملکرمرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم...... کذب: فعل ،الذین من قبلھم: موصول صلہ،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانظر کیف کان عاقبۃ الظلمین﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فاھلکنا"...... انظر: فعل امر بافاعل...... کیف: اسم استفہام خبرمقدم...... کان: فعل ناقص......عاقبۃ الظلمین: اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومنھم من یومن بہ ومنھم من لا یومن بہ وربک اعلم بالمفسدین﴾.

و: عاطفہ......منھم: ظرف مستقرخبرمقدم......من یومن بہ: موصول صلہ،ملکرمبتدامؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ ،منھم: ظرف مستقرخبرمقدم......من لایومن بہ: موصول صلہ،ملکرمبتدامؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......ربک: مبتدا،اعلم بالمفسدین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قدرت الٰہی کے کرشمے :

۱......اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مشیت ہے کہ اللہ زندہ انسان کو مردار نطفہ سے نکالتا ہے اور اسی طرح پرندے کو انڈے سے، اور مردار نطفہ سے زندہ انسان کو اور مردار انڈے سے زندہ پرندے کو نکالتا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مومن کو کافر سے نکالتا ہے اور کافر کو مومن سے، اور ان دونوں اقوال میں اول قول حقیقت سے قریب ترین ہے۔ (الخازن، ج۲، ص۴۴۲)

الثابت کے معنی:

۲......مفسر کا جملہ الثابت یعنی وہ ذات جو ازل وابد میں کبھی زوال کو قبول نہ کرے۔ (الصاوی، ج۳، ص۹۹)

ہمارا عقیدہ ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں، نہ احکام میں، نہ اسماء میں، واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے۔ ازلی کے بھی یہی معنی ہیں باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں وہی اس کا مستحق ہے کہ اسی کی عبادت و پرستش کی جائے۔

(بہار شریعت مخرجہ، حصہ ۱، عقائد مطلعقہ ذات وصفات، ج۱، ص۲)

دلائل کے باوجود ایمان سے رہ جانا عقلمندی نہیں!

۳......دلیل قائم ہونے کے باوجود ایمان لانے سے تردد کرنا یہ دانش مند کا کام نہیں ہے۔ اور دلائل بہت ہیں اسی رکوع کی ابتدائی آیات پر ہم غور کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شان یہ ہے کہ وہ مردے سے زندے اور زندے سے مردے کو نکالتا ہے، اپنی مخلوق میں تدبر فرماتا ہے، آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے، زمین سے سبزے اگاتا ہے، سنتا دیکھتا ہے، الغرض وہ مالک الملک تمام ہی اچھائیوں، خوبیوں، شان وقدر ومنزلت کا منبع ہے کہ جس کی صفات کو مخلوق گننے سے قاصر ہے ہم نے تو فقط وہ صفات بیان کی ہیں جو متذکرہ رکوع میں صراحت کے ساتھ خود خالق کائنات نے بطور دلیل بیان کی ہیں۔ اتنی ساری خوبیوں کے باوجود اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات بالا صفات پر ایمان نہ لانا صرف اپنی ذات کو خسارے میں ڈالنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

ایمان نہ لانے کا انجام:

۴......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے صاف فرمایا کہ اے محبوب! تم فرمادو کہ کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ہے جو مخلوق کی ابتدا بھی کرے اور پھر اسے فنا کے بعد لوٹا بھی دے آپ ہی فرمائیے کہ اللہ ہی مخلوق کی ابتدا کرتا ہے اور فنا کے بعد اسے لوٹاتا بھی ہے۔ اس قرآنی عبارت کی مفسر جلال نے یہ تفسیر کی ہے کہ تم دلیل کے قائم ہونے کے باوجود اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت سے منہ پھیرتے ہو، علامہ صاوی فرماتے ہیں کہ یہ ساتواں سوال ہے اور معنی اس کا یہ ہے کہ کیا تمہارے شرکاء میں کوئی ہے جو دلیل قائم کرے، اور رسول بھیجے اور بندے کو ہدایت کے راستے کی رہنمائی کرے۔ اور جب مشرکین اس تنبیہ کے باوجود بھی مسلمان نہ ہوئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس جواب کو انہی کی جانب پھیر

دیا۔ (الصاوی، ج۳،ص۹۹)

اللہ عزوجل مخلوق کو اپنی وحدانیت پر قائم دلائل کے ذریعے ظاہر ہونے والے دین کی جانب ہدایت فرماتا ہے جبکہ کافروں اور گمراہوں کے سردار کسی غیر کی ہدایت پر قدرت نہیں پاتے سوائے اس کے کہ اللہ عزوجل انہیں حق کی جانب ہدایت فرمائے، پس دین کی اتباع اور اللہ عزوجل کی دی ہوئی ہدایت کو مضبوطی سے پکڑے رہنا غیر خدا کی اتباع سے بہتر ہے۔ (الجمل، ج۳،ص۳۵۸)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات میں شرک اور مشرکین کی مذمت کے بارے میں بیشمار ابواب پائے جاتے ہیں علامہ ذہبی فرماتے ہیں: **فمن اشرک باللہ ثم مات مشرکا فھو من اصحاب النار قطعا ،کما ان من آمن باللہ و مات مومنا فھو من اصحاب الجنۃ و ان عذب** یعنی جو اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرائے پھر اسی حال میں مرجائے تو ایسا شخص قطعی جہنمی ہے اور جو اللہ عزوجل پر ایمان لائے اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہو تو وہ جنتی ہے اگر چہ عذاب (گناہوں کی وجہ سے) دیا جائے۔

☆......نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہ سے ڈراتا ہوں اور وہ تین ہیں شرک باللہ ،والدین کی نافرمانی اور جھوٹ''۔ایک اور مقام پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات برائیوں سے بچو''،ان میں ایک شرک بھی ہے ۔رحمت عالم نور مجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دین کو بدل دے اسے قتل کردو''، یہ حدیث صحیح ہے۔

(الکبائر،الکبیرۃ الاولی الشرک باللہ تعالی،ص۹)

﴿افمن یھدی الی الحق ﴾ کا معنی:

۵......یہ آٹھواں سوال ہے جس کا جواب آیت مبارکہ میں نہیں ہے،اور شارح نے فرمایا: **افمن** میں **من** مبتداء ہے اور **احق** اس کی خبر ہے،اور اللہ عزوجل کا فرمان **امن لا یھدی** مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے جو کہ شارح نے مقدر بیان کی ہے کہ **احق ان یتبع**۔ (الجمل، ج۳،ص۳۵۷)

گمان کی پیروی

۶......ظن سے مراد خلاف حقیقت کام ہے،اس میں شک اور وہم دونوں پائے جاتے ہیں،اور یہ کلام کفار کے حق میں ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کے بتائے ہوئے راستے کی پیروی کرتے ہیں۔پس ان کے لئے دنیا اور آخرت میں تقلید کے معاملے میں کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔جہاں تک مومن کا تعلق ہے تو اس کا دل ایمان سے بھرا ہوا ہوتا ہے اس حیثیت سے کہ وہ توحید پر دلائل قائم کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور اس معاملے میں وہ عارفین کی پیروی کرتا ہے اور وہ عارفین کے قبیل سے ہوتا بھی نہیں ہے بلکہ وہ تو پختہ یقین رکھنے والا مومن ہے جس کے پاس گمان کی کوئی صورت ہی نہیں پائی جاتی بلکہ اس کا یقین واقع کے مطابق ہوتا ہے۔(الصاوی، ج۳،ص۱۰۰)

یہاں آیت میں مطلق ظن مراد ہے اور گمان حق سے ذرہ بھر بے نیاز نہیں کرسکتا تو ظن فاسد کیسے حق سے بے نیاز کرے

گا؟اورحق سے مراد علم اوراعتقاد صحیح ہے جو کہ واقع کے مطابق ہو اور جار مجرور ماقبل کے متعلق ہیں اور شیئاً مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور شیئاً کو مفعول بہ بنانا بھی جائز ہے اور جار مجرور اپنی وضع کے اعتبار سے حال ہونگے اور جملہ استینافیہ ظن کی شان اور اس کا بطلان بیان کرنے کے لئے ہے۔حرف نفی جب مضارع پر داخل ہو تو حسب مقام استمرار نفی کا فائدہ دیتا ہے اس صورت میں اتباع سے مراد اذعان (اطاعت)، انقیاد (فرمانبرداری) اور قصر (عجز) ہوگا۔ (روح المعانی ،الجزء الحادی عشر،ص ۱۵٤)

چار مقامات پر معترضین قرآن کو کھلا چیلنج!

ے.....خطیب کی عبارت میں ہے کہ فصاحت بلاغت اور حسن نظم میں اس جیسی کوئی سورت لے آؤ، کیونکہ تم بھی انہی (یعنی سید عالم ﷺ) کی مثل عرب ہو اور بلیغ وفطین ہو، اگر یہ کہا جائے کہ یہ چیلنج تمام چھوٹی بڑی سورتوں کو شامل ہے یا خاص بڑی سورتوں کو؟ تو میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہ آیت سورۃ یونس کی ہے جو کہ مکی سورت مبارکہ ہے، پس مراد اسی کی مثل سورت لانا ہوگی اس لئے کہ مشار الیہ کا قریب ہونا ممکن ہے۔یہ امام رازی کا جواب ہے اور اولی بات یہ ہے کہ تمام سورتوں کو شامل ہے کیونکہ وہ کسی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے لانے پر بھی قادر نہ تھے۔سید عالم ﷺ نے قرآن مجید میں چار مقامات پر کھلا دعوی پیش کیا وہ یہ ہیں۔

(۱) قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگر چہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔(۲) اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے جی سے بنالیا تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ۔(۳) قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ تم کہہ دو کہ اس کی مثل کوئی سورت لے آؤ۔(۴) فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔(الجمل، ج۳،ص ۳٦۱)

اہل مکہ کی دو اقسام:

۸.....اہل مکہ سے مراد وہ ہیں جو قرآن پر عنقریب مستقبل میں ایمان لے آئیں گے، مطلب یہ ہے کہ اہل مکہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہے جو بعد میں نزول آیات پر غور وفکر کر کے ایمان لے آئے گی اور دوسری وہ ہے جو بعد میں بھی ایمان نہ لائے گی۔

(الجمل، ج۳،ص ۳٦۲)

☆.....☆ما كتبه الله سے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہونا مراد ہے۔من رب العالمین میں تین صورتیں ہو سکتی ہیں، تصدیق یا تفصیل کے متعلق ہو، اس صورت میں باب تنازع بیتنازع ہوگا جب کہ عالمین کو معنی کی جہت کے اعتبار سے متعلق کرنا صحیح ہوتا ہے۔

من رب العالمین حال ثانیہ ہے، یہ محذوف فعل ای انزل للتصديق من رب العالمين کے متعلق ہوگا۔(الجمل، ج۳،ص۳٦۰)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ﴾ لَهُمْ ﴿لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ﴾ اَيْ لِكُلٍّ جَزَاءُ عَمَلِهٖ ﴿اَنْتُمْ بَرِيْٓئُوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ (۴۱)﴾ وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ﴾ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ ﴿اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ﴾ شَبَّهَهُمْ فِيْ عَدَمِ الْاِنْتِفَاعِ بِمَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ﴿وَلَوْ كَانُوْا﴾ مَعَ الصَّمَمِ ﴿لَا يَعْقِلُوْنَ (۴۲)﴾ يَتَدَبَّرُوْنَ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ (۴۳)﴾ شَبَّهَهُمْ بِهِمْ فِيْ عَدَمِ الْاِهْتِدَاءِ بَلْ اَعْظَمُ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (۴۴)﴾ ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ﴾ اَيْ كَاَنَّهُمْ ﴿لَّمْ يَلْبَثُوْا﴾ فِي الدُّنْيَا اَوِ الْقُبُوْرِ ﴿اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ﴾ لِهَوْلِ مَارَاَوْ وَجُمْلَةُ التَّشْبِيْهِ حَالٌ مِنَ الضَّمِيْرِ ﴿يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ﴾ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِذَا بُعِثُوْا ثُمَّ يَنْقَطِعُ التَّعَارُفُ لِشِدَّةِ الْاَهْوَالِ، وَالْجُمْلَةُ حَالٌ مُقَدَّرَةٌ اَوْ مُتَعَلِّقُ الظَّرْفِ ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ﴾ بِالْبَعْثِ ﴿وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (۴۵)﴾ ﴿وَاِمَّا﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَّةِ فِيْ مَا الْمَزِيْدَةِ ﴿نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ﴾ بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ فِيْ حَيَاتِكَ، وَجَوَابُ الشَّرْطِ مَحْذُوْفٌ اَيْ فَذَاكَ ﴿اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ﴾ قَبْلَ تَعْذِيْبِهِمْ ﴿فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ﴾ مُطَّلِعٌ ﴿عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ (۴۶)﴾ مِنْ تَكْذِيْبِهِمْ وَكُفْرِهِمْ فَيُعَذِّبُهُمْ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ﴾ مِنَ الْاُمَمِ ﴿رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ﴾ اِلَيْهِمْ فَكَذَّبُوْهُ ﴿قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ﴾ بِالْعَدْلِ فَيُعَذَّبُوْا وَيُنْجِيَ الرَّسُوْلُ وَمَنْ صَدَّقَهٗ ﴿وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (۴۷)﴾ بِتَعْذِيْبِهِمْ بِغَيْرِ جُرْمٍ فَكَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِهٰٓؤُلَاءِ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ﴾ بِالْعَذَابِ ﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۴۸)﴾ فِيْهِ ﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا﴾ اَدْفَعُهٗ ﴿وَّلَا نَفْعًا﴾ اَجْلِبُهٗ ﴿اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾ اَنْ يُّقْدِرَنِيْ عَلَيْهِ فَكَيْفَ اَمْلِكُ لَكُمْ حُلُوْلَ الْعَذَابِ ﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ﴾ مُدَّةٌ مَّعْلُوْمَةٌ لِهَلَاكِهِمْ ﴿اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ﴾ يَتَاَخَّرُوْنَ عَنْهُ ﴿سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (۴۹)﴾ يَتَقَدَّمُوْنَ عَلَيْهِ ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ﴾ اَخْبِرُوْنِيْ ﴿اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ﴾ اَيِ اللّٰهِ ﴿بَيَاتًا﴾ لَيْلًا ﴿اَوْ نَهَارًا مَّاذَا﴾ اَيُّ شَيْءٍ ﴿يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ﴾ اَيِ الْعَذَابِ ﴿الْمُجْرِمُوْنَ (۵۰)﴾ اَلْمُشْرِكُوْنَ فِيْهِ، وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضَعَ الْمُضْمَرِ، وَجُمْلَةُ الْاِسْتِفْهَامِ جَوَابُ الشَّرْطِ كَقَوْلِكَ اِذَا اَتَيْتُكَ مَاذَا تُعْطِيْنِيْ، وَالْمُرَادُ بِهِ التَّهْوِيْلُ اَيْ مَا اَعْظَمَ مَا اسْتَعْجَلُوْهُ ﴿اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ﴾ حَلَّ بِكُمْ ﴿اٰمَنْتُمْ بِهٖ﴾ اَيِ اللّٰهِ اَوِ الْعَذَابِ عِنْدَ نُزُوْلِهٖ، وَالْهَمْزَةُ لِاِنْكَارِ التَّاْخِيْرِ فَلَا يُقْبَلُ مِنْكُمْ وَيُقَالُ لَكُمْ ﴿آٰلْئٰنَ﴾ تُؤْمِنُوْنَ ﴿وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ (۵۱)﴾ اِسْتِهْزَاءً

﴿ثُمَّ قِيۡلَ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡخُلۡدِ ﴾اَیِ الَّذِیۡ تَخۡلُدُوۡنَ فِیۡہِ ﴿ھَلۡ ﴾ مَا ﴿تُجۡزَوۡنَ اِلَّا ﴾ جَزَاءً ﴿بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡسِبُوۡنَ (۵۲)﴾﴿وَيَسۡتَنۡۢبِـُٔوۡنَكَ ﴾ یَسۡتَخۡبِرُوۡنَکَ ﴿اَحَقٌّ هُوَ ﴾ اَیۡ مَاوَعَدۡتَّنَا بِہٖ مِنَ الۡعَذَابِ وَالۡبَعۡثِ ﴿قُلۡ اِیۡ ﴾ نَعَمۡ ﴿وَرَبِّىۡۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ‌ۍ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ (۵۳)﴾بِفَائِتِیۡنِ الۡعَذَابَ.

﴿ترجمہ﴾

اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو فرمادو (ان لوگوں سے) میرے لیے میری کرنی اور تمہارے لیے تمہاری کرنی......۱......(یعنی سب کے لئے اس کے عمل کا بدلہ ہے) تمہیں میرے کام سے علاقہ نہیں اور مجھے تمہارے کام سے تعلق نہیں (یہ آیت مبارکہ آیت قتال سے منسوخ ہے......۲......) اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں (جب تم قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہو) تو کیا تم بہروں کو سنادو گے (تلاوت قرآن سے فائدہ نہ اٹھانے کے حوالے سے کفار کو بہروں سے تشبیہ دی گئی ہے......۳......) اگر چہ وہ (بہرے ہونے کے ساتھ) عقل نہ رکھتے ہوں (غور وفکر نہ کرتے ہوں) اور ان میں کوئی تمہاری طرف تکتا ہے کیا تم اندھوں کو راہ دکھادو گے اگر چہ وہ نہ سوجھیں (راہ یاب نہ ہونے کے حوالے سے کفار کو اندھوں سے تشبیہ دی گئی بلکہ یہ لوگ اندھوں سے بھی بڑھ کر ہیں......۴......) آنکھیں اندھی نہیں بلکہ دل اندھے ہیں جو سینوں میں ہیں بیشک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اور جس دن انہیں اٹھائے گا......۵......گویا (کان مخففہ ہے اصل میں کانہ تھا) وہ نہ رہے تھے (دنیا یا اپنی قبروں میں) مگر اس دن کی ایک گھڑی (ان کی یہ حالت قیامت کی دہشت وگھبراہٹ دیکھ کر ہوگی، یہ جملہ حال مقدر ہے) آپس میں پہچان کریں گے (جب انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا تو وہ ایک دوسرے کو پہچان رہے ہونگے پھر قیامت کی شدید ہولناکیوں کی وجہ سے وہ باہمی تعارف ختم ہوجائیگا......۶......یہ جملہ حال مقدر ہے یا پھر ظرف کے متعلق ہے) کہ پورے گھاٹے میں رہے وہ جنہوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا (یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے کو) اور ہدایت پر نہ تھے اور اگر (اما اس میں ان شرطیہ کا ما زائدہ میں ادغام کیا گیا ہے) ہم تمہیں دکھادیں کچھ (جس کا) ہم انہیں وعدہ دے رہے ہیں (یعنی آپ کی حیات ظاہری میں عذاب دکھادیں اور اما کا جواب شرط محذوف ہے جو فذاک ہے) یا تمہیں اپنے پاس بلالیں (انہیں عذاب دینے سے پہلے ہی) بہرحال انہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے پھر اللہ نگہبان......۷......(یعنی مطلع ہے) ان کے کاموں پر (ان کی تکذیب کرنے اور کفر کرنے پر پس اللہ ﷻ انہیں سخت ترین عذاب فرمائے گا) اور ہر امت میں (تمام امتوں میں سے) ایک رسول ہوا جب ان کا رسول آتا (ان کے پاس تو وہ اسے جھٹلاتے......۸......) ان پر انصاف کا فیصلہ کردیا جاتا (قسط بمعنی عدل ہے پس جھٹلانے والوں کو عذاب دیتا اور اپنے رسول اور ان کے ماننے والوں کو نجات عطا فرماتا) اور ان پر ظلم نہ ہوتا (کہ بغیر جرم کے انہیں عذاب دیا جاتا......۹......پس اسی طرح ان لوگوں کے ساتھ بھی کیا جائے گا) اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا (عذاب نازل ہونے کا) اگر تم سچے ہو (اپنے اس وعدے میں) تم فرماؤ میں اپنی

جان کے بُرے کا اختیار نہیں رکھتا (کہ خود سے اسے دور کرلوں) اور نہ بھلے کا (کہ خود سے اسے حاصل کرلوں) مگر جو اللہ چاہے (کہ وہ مجھے جس پر چاہے قدرت عطا فرمادے پھر میں تم پر عذاب نازل کرنے کا اختیار ذاتی کیسے رکھ سکتا ہوں؟) ہر گروہ کیلئے ایک اجلٌ ہے (ان کی ہلاکت کی ایک موت ہے جو اللہ ﷻ کو معلوم ہے) جب ان کا وعدہ آئے گا تو نہ پیچھے ہٹیں گے (اس اجل سے) ایک گھڑی نہ آگے بڑھیں (اس گھڑی سے آگے بھی نہ بڑھ سکیں گے) تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو (مجھے خبر تو دو) اگر اس (یعنی اللہ) کا عذاب تم پر آئے رات کو (بیاتا بمعنی لیلا ہے) یا دن کو تو کیا ہے (وہ کون سی چیز ہے......ما......) جس کی جلدی ہے (یعنی عذاب کی جلدی ہے) مجرموں کو (یعنی مشرکوں کو، اس آیت میں اسم ضمیر کی جگہ اسم ظاہر المجرمون کو رکھا گیا ہے اور جملہ استفہامیہ جواب شرط بن رہا ہے جیسے آپ کہتے ہیں ان اتیتک ماذا تعطینی اور استفہام سے مراد ان لوگوں کو ڈرانا ہے کہ جس چیز کے بارے میں وہ جلدی مچا رہے ہیں وہ کتنی عظیم ہے) تو کیا جب ہو پڑے گا (تم پر نازل ہو جائے گا) اس وقت اس کا یقین کرو گے (اس وقت اللہ ﷻ پر ایمان لاؤ گے یا اس وقت عذاب نازل ہوتا دیکھ کر اس پر یقین کرو گے اور ہمزہ اس تاخیر کے انکار کے لیے ہے پس اس وقت تمہارا ایمان قبول نہیں کیا جائے گا اور تم سے کہا جائے گا) اب (ایمان لاتے ہو) پہلے تو اس کی جلدی مچا رہے تھے (مذاق اڑاتے ہوئے) پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشہ کا عذاب چکھو (یعنی اس عذاب کا مزہ چکھو جس میں ہمیشہ رہو گے) تمہیں کچھ اور بدلہ نہ ملے گا مگر (بدلہ اس کا) جو تم کماتے تھے (آیت مبارکہ میں مذکور لفظ ھل بمعنی ما نافیہ ہے) اور تم سے پوچھتے ہیں (تم سے یہ خبر دریافت کرتے ہیں) کیا وہ حق ہے (یعنی اس نے ہم سے عذاب اور بعث کا وعدہ کیا ہے؟) تم فرماؤ ہاں میرے رب کی قسم بیشک وہ ضرور حق ہے اور تم کچھ عاجز کرنے والے نہیں ہو (تم عذاب سے بچنے والے اور اس کو فوت کرنے والے نہیں ہو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بری ء مما تعملون﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ...... کذلک: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ......قل: قول......لی عملی: جملہ اسمیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لکم عملکم: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ...... انتم: مبتدا ،بریئون مما اعمل: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......انا: مبتدا......بری مما تعملون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومنهم من یستمعون الیک افانت تسمع الصم ولو کانوا لا یعقلون﴾.

و: عاطفہ......منهم: ظرف مستقر خبر مقدم......من: موصولہ......یستمعون الیک: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......همزہ: حرف استفہام......ف: عاطفہ......انت: مبتدا......تسمع الصم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ......لو: وصلیہ......کانوا: فعل ناقص با اسم...... لا یعقلون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومنهم من ينظر اليک افانت تهدى العمى ولو كانوا لا يبصرون﴾.

و: عاطفہ......منهم: ظرف مستقر خبر مقدم......من ينظر اليک: موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......همزه: حرف استفہام......ف: عاطفہ......انت: مبتدا......تهدى العمى: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ...... لو: وصلیہ...... كانوا: فعل ناقص با اسم......لايبصرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الله لا يظلم الناس شيئا ولكن الناس انفسهم يظلمون﴾.

ان الله: حرف مشبہ واسم......لايظلم الناس: فعل نفی با فاعل، الناس: ذوالحال، و: حالیہ......لكن الناس: حرف مشبہ واسم، انفسهم يظلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول...... شيئا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ويوم يحشرهم كان لم يلبثوا الا ساعة من النهار يتعارفون بينهم﴾.

و: عاطفہ......يوم: مضاف......يحشر: فعل با فاعل......هم: ذوالحال......جميعا: حال اول......كان: مخففہ با "ھو" ضمیر شان محذوف اسم......لم يلبثوا: فعل نفی با فاعل...... الا: اداۃ حصر......ساعة: موصوف......من النهار: ظرف مستقر صفت، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی......يتعارفون بينهم: جملہ فعلیہ حال ثالث، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، فعل محذوف "يتعارفون" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قد خسر الذين كذبوا بلقاء الله وما كانوا مهتدين﴾.

قد: تحقیقیہ......خسر: فعل......الذين: موصول......كذبوا بلقاء الله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ، ما كانوا مهتدين: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واما نرينک بعض الذى نعدهم اونتوفينک فالينا مرجعهم﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......ما: زائدہ......نرينک: فعل با فاعل ومفعول......بعض الذى نعدهم: مرکب اضافی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......او: عاطفہ......نتوفينک: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط...... ف: جزائیہ......الينا: ظرف مستقر خبر مقدم......مرجعهم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ثم الله شهيد على ما يفعلون﴾.

ثم: عاطفہ......الله: مبتدا......شهيد: صفت مشبہ با فاعل......على مايفعلون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ

﴿ولكل امة رسول فاذا جاء رسولهم قضى بينهم بالقسط وهم لا يظلمون﴾.

و: عاطفہ، لكل امة: ظرف مستقر خبر مقدم......رسول: موصوف، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "يبعث اليهم"......

اذا: شرطیہ ظرفیہ مفعول فیہ مقدم......جاء رسولھم: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قضی : فعل مجہول با "ھو" ضمیر ذوالحال ،بالقسط : ظرف مستقر حال،ملکر نائب الفاعل......بین: مضاف،ھم: ضمیر ذوالحال......وھم لایظلمون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیۃ۔

﴿ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صدقین﴾.

و: مستانفہ......یقولون: قول......متی : ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم......ھذاالوعد: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ......ان: شرطیہ...... کنتم صدقین: جملہ فعلیہ محذوف "فمتی ھذاالوعد" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل لا املک لنفسی ضرا ولا نفعا الا ما شاء اللہ لکل امۃ اجل﴾.

قل: قول......لااملک لنفسی : فعل نفی با فاعل وظرف لغو......ضرا: معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ...... نفعا: معطوف،ملکر مستثنی منہ......الا: حرف استثنا......ماشاء اللہ : موصول صلہ،ملکر مستثنی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،اول، لکل امۃ: ظرف مستقر خبر مقدم......اجل: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون﴾.

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم......جاء اجلھم: جملہ فعلیہ شرط...... لایستاخرون: فعل نفی با فاعل......ساعۃ: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لایستقدمون: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل ارایتم ان اتکم عذابہ بیاتا او نھارا ما ذا یستعجل منہ المجرمون﴾.

قل: قول،ارئیتم: بمعنی اخبرنی : فعل امر با فاعل ومفعول......ان: شرطیہ،اتکم عذابہ: فعل ومفعول وفاعل،بیاتا: معطوف علیہ،او: عاطفہ،نھارا: معطوف،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ شرط "ف" جزائیہ محذوف،ماذا: اسم استفہام مبتدا،یستعجل منہ المجرمون: فعل وظرف لغو وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اثم اذا ما وقع امنتم بہ الئن وقد کنتم بہ تستعجلون﴾.

ھمزہ: حرف استفہام،ثم: عاطفہ،اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،ما: زائدہ،وقع: فعل با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط، امنتم بہ: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ،ھمزہ: حرف استفہام،الئن: ظرف متعلق بفعل محذوف "تومنون"، تومنون: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ،قد: تحقیقیہ ،کنتم: فعل ناقص با اسم،بہ تستعجلون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم قیل للذین ظلموا ذوقوا عذاب الخلد ھل تجزون الا بما کنتم تکسبون﴾.

ثم: عاطفہ،قیل للذین ظلموا: قول،ذوقوا: فعل امر با فاعل،عذاب الخلد: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ

قولہ ھل: حرف استفہام للانکار، تجزون: فعل بانائب الفاعل، الا: اداۃ حصر بما کنتم تکسبون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویستنبؤنک احق ھو قل ای وربی انہ لحق وما انتم بمعجزین﴾.

و: عاطفہ......یستنبؤنک: فعل بافاعل ومفعول......ھمزہ: حرف استفہام...... حق: خبر مقدم......ھو: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......قل: قول......ای: حرف جواب......و: قسمیہ جار......ربی: مجرور، ملکر ظرف مستقر، فعل محذوف "اقسم" کیلئے، ملکر جملہ قسمیہ......انہ لحق: جملہ اسمیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......ما: مشابہ بلیس......انتم: مبتدا، ب: زائد......معجزین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ویقولون متی ھذا الوعد ......☆ جب آیت "اِمَّا نُرِیَنَّکَ " میں عذاب کی وعید دی گئی تو کافروں نے براہ سرکشی یہ کہا کہ اے محمد (ﷺ) جس عذاب کا آپ وعدہ دیتے ہیں وہ کب آئے گا، اس میں کیا تاخیر ہے، اس عذاب کو جلد لائیے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ہر انسان اپنے اعمال کا جواب دہ ہے!

لے......انسان اپنے اعمال صالحہ کا ثواب اور اعمال بد کا عذاب پائے گا، یہی وجہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میرا عمل میرے ساتھ ہے اور تمہارا عمل تمہارے ساتھ، ایسا نہیں ہے کہ تمہارے برے اعمال کی وجہ سے مجھے نقصان ہو۔ کسی شخص سے دوسرے کے اعمال کا مواخذہ نہ ہوگا جس پر قرآن کی کئی آیات دلالت کرتی ہیں۔(۱) ﴿اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ وَ اَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ (الھود:۳۵)﴾ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اُسے اپنے جی سے بنالیا تم فرماؤ اگر میں نے بنالیا ہوگا تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں۔(۲) ﴿وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (الانعام:۱۶۴)﴾ اور جو کوئی کچھ کمائے وہ اسی کے ذمہ ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔(۳) ﴿قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (سبا:۲۵)﴾ تم فرماؤ ہم نے تمہارے گمان میں اگر کوئی جرم کیا تو اس کی تم سے پوچھ نہیں نہ تمہارے کوتکوں کا ہم سے سوال۔

علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ آیت مبارکہ ﴿فقل لی عملی ...... مما تعملون﴾ میں تاکید ہے جو کہ لام تخصیص کا فائدہ دیتی ہے کہ نہ تو تم میرے اعمال پر مواخذہ کئے جاؤ گے اور نہ ہی میں تمہارے اعمال پر مواخذہ کیا جاؤں گا، اور اس بناء پر یہ آیت محکم ہے جو کہ آیت سیف سے غیر منسوخہ ہے اس لئے کہ آیت مبارکہ کا مدلول خاص ہے جو کہ اپنے ہر فعل کے ثمرات یعنی ثواب اور عتاب

کو لئے ہوئے ہے اور آیت سیف کے حکم کو کسی فعل کے ثمرات سے رفع نہیں کیا جا سکتا۔ (روح المعانی، الجزء الحادی عشر، ص ۱٦٣)

علامہ صاوی کے نزدیک بھی یہ آیت جہاد والی آیت سے غیر منسوخ ہے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۱۰۲)

''فقل لی عملی......الخ'' کن حضرات کے نزدیک منسوخ ھے!

۲......آیت مبارکہ ﴿فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بریء مما تعملون﴾ مقاتل اور کلبی کے نزدیک آیت سیف سے منسوخ ہے۔ (البغوی، ص ٤٠٨)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بھروں کو نھیں سناتے:

۳...... شبههم بهم فی عدم الانتفاع یعنی کافروں کے لئے قرآن کا سننا مشتبہ کر دیا ہے ان کے بہرے پن کی وجہ سے، یعنی ان کے شبہ میں پڑنے کی یہی وجہ بتائی جاتی ہے کہ جب سماعت ہی نہ ہو تو آواز سے کیسے فائدہ اٹھایا جائے؟، یہی حال ان کافروں کا ہے کہ وہ اپنے دلوں پر پردے ہونے کی وجہ سے قرآن کے سننے سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

کفار مکہ قرآن کو جھٹلانے والے ہیں ان میں ایک گروہ سید عالم ﷺ کی قرائت کی جانب جھکتا ہے لیکن ان کے دل قرآن کو نہیں مانتے، آپ ﷺ ان کے دلوں پر لگی ہوئی مہر ہوتے ہوئے ان کے ایمان کی طمع نہ کریں، نہ تو وہ حق کو سمجھیں گے اور نہ ہی اس کی پیروی کریں گے اور اس میں سید عالم ﷺ کے لئے تسلی خاطر ہے گویا اللہ ﷻ نے فرمایا اے محبوب! آپ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے غمزدہ نہ ہوں اسلئے کہ آپ ﷺ بہروں کو سنانے کی قدرت نہیں پاتے اگر چہ وہ عقل نہ رکھتے ہوں یعنی غور و فکر نہ کرتے ہوں۔

(الصاوی، ج ۳، ص ۱۰۲)

کافر بصارت وبصیرت دونوں سے عاری ھیں:

۴......یہ کافر بصیرت یعنی ذکاوت فہم و فراست کے اندھے ہیں اور ان پر قرآن میں شبہ بصر یعنی قوت باصرہ دیکھنے کی قوت کی وجہ سے پڑا ہے اور بصیرت کا ناپید ہونا یہ بصر کے ناپید ہونے کے ضرر سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۱۰۳)

میدان حشر کے معاملات

۵......ویوم نحشرهم ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اس کے منصوب ہونے میں کچھ اور بھی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) کان لم یلبثوا میں موجود فعل کی بنا پر منصوب ہے، (۲) یتعارفون کی وجہ سے منصوب ہے، (۳) ویوم نحشرهم محذوف فعل اذکر کی وجہ سے منصوب ہے۔ (الجمل، ج ۳، ص ۳٦٤)

اے محمد ﷺ! یاد کرو جب ہم ان سب مشرکوں کو حساب کے لیے جمع کریں گے، اور حشر کی اصل یہ ہے کہ جماعت کا نکالنا اور انہیں اپنے مکانوں یعنی قبروں سے بے آرام کرنا۔ جیسا کہ وہ دنیا میں اس دن کی ایک ساعت ہی ٹھہرے تھے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے

کہ وہ اپنی قبروں میں اس دن کی مقدار کے مقابلے میں ایک ساعت ہی ٹھرے تھے لیکن پہلی صورت اولی ہے، حشر کے دن اپنی قبور میں رہنے کے معاملے میں مومنین اور کافرین سب کا ایک ہی حال ہوگا، پس کافر اس دن دنیا میں اپنی عمروں سے فائدہ نہ اٹھانے کی وجہ سے اپنی عمروں کو کم جانیں گے اور مومنین اپنی اعمار سے منتفع ہونے کی وجہ سے اپنی اعمار کو کم نہ جانیں گے (بلکہ مناسب خیال کریں گے)، اور کافروں کا اپنی اعمار کو کم جاننے کا سبب یہ ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں اپنی اعمار کو طلب مال اور حرص دنیا میں ضائع کردیا اور اللہ ﷻ کی اطاعت نہ کی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کافر جب اس دن کی ہولنا کی دیکھیں گے تو وہ دن ان پر بھاری پڑ جائے گا اور دنیا کی زندگی کو وہ کم جانیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے مقابلے میں وہ آخرت میں زیادہ ایک دوسرے کے قریب کے مکان میں ہونگے۔ (الخازن، ج۲، ص ٤٤٥)

قیامت کی ہولناکیوں میں پہچان کے معانی:

۶...... یعرف بعضهم بعضا یعنی قبروں سے نکلتے وقت وہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے جیسا کہ وہ دنیا میں ایک دوسرے کو پہچانتے تھے پھر قیامت کی ہولنا کیوں کی وجہ سے یہ پہچان بھی ختم ہو جائے گی، بعض آثار میں یہ ہے کہ انسان قیامت کے دن اپنے بعض پڑوسیوں کو پہچانے گا لیکن اس دن کی ہیبت اور خشیت کے باعث کلام نہ کر سکے گا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ قیامت کے احوال مختلف ہونگے بعض ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور بعض نہ پہچانیں گے۔ (الخازن، ج۲، ص ٤٤٥)

قبروں سے نکلتے وقت ایک دوسرے کو ایسا پہچانیں گے جیسا کہ تھوڑی ہی دیر کے لئے جدا ہوئے ہوں پھر اس دن کی شدت کی وجہ سے ایک دوسرے کی پہچان ختم ہو جائے گی۔ (البیضاوی، ج۲، ص ۱۰۳)

☆...... حضرت سیدنا فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ بروز قیامت ماں اپنے بیٹے سے ملے گی اور کہے گی، اے بیٹے! کیا تو میرے پیٹ میں نہ رہا، کیا تو نے میرا دودھ نہ پیا؟ بیٹا عرض کرے گا، اے میری ماں! کیوں نہیں، اس پر ماں کہی گی، بیٹا! میرے گناہوں کا بوجھ بہت بھاری ہے اس میں سے تو صرف ایک ہی گناہ اٹھالے، بیٹا کہے گا، میری ماں! مجھ سے دور ہو جا! مجھے اپنی فکر لاحق ہے، میں تیرا یا کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ (الروض الفائق، ص ١٨٤)۔

مقامِ ذیل میں ثم کے معنی پر بحث:

۷...... اللہ ﷻ کا فرمان ﴿ ثم الله شهيد ﴾ یہاں ثم ترتیب زمانی نہیں بلکہ ترتیب اخبار کے لئے ہے اور فی نفسها ترتیب قصص کے لئے بھی نہیں ہے، ابوالبقاء مثال دیتے ہیں کہ تیرا یہ کہنا زید عالم ثم هو کریم، زمخشری نے کہا کہ اگر تو یہ کہے کہ اللہ دونوں جہان میں تیرے کئے پر نگہبان ہے تو ثــم کا کیا معنی ہوگا؟ میں اس کا جواب یہ دونگا کہ میں نے گواہی دی اور اس سے مراد فیصلہ یا نتیجہ ہے اور فیصلہ سے مراد عقاب ہے یعنی یہ کہا جائے گا کہ اللہ ﷻ تیرے اعمال پر انتقام لینے والا ہے۔ (الجمل، ج۳، ص ٣٦٦)

اجتماع امت:

۸...... فکذبوہ یعنی بعض نے رسول کو جھٹلایا اور بعض نے تصدیق کی، پس مفسر جلال کا قول اس مقدر کے ساتھ صحیح ہوگا اور مفسر کا قول ہے وینجی الرسول ومن صدقہ ،وینجی مبنی للمفعول ہے باب انجاہ سے مخففہ ہونے کی صورت میں یا باب نجاہ سے مثقلہ ہونے کی صورت میں۔ (الجمل،ج۳،ص۳۶۷)

اللہ عزوجل کا فرمان مبارک ﴿قضی بینھم بالقسط﴾ یعنی ان کے (حضرات انبیاء کرام اور ان کی امت کے) مابین عدل کے ساتھ فیصلہ ہوگا اور جس وقت میں ان کے مابین فیصلہ ہوگا اس بارے میں دو اقوال ہیں (۱) یہ فیصلہ دنیا کی زندگی میں ہوگا اس لئے کہ اللہ عزوجل نے ہر امت میں ایک رسول تبلیغ رسالت، حجت قائم کرنے اور اعذار کو ختم کرنے (کہ اگر ہمارے پاس کوئی رسول آتا اور ہمیں احکام کی تبلیغ اور توحید کا درس دیتا تو ہم نافرمانی نہ کرتے) کے لئے بھیجے گئے پھر بھی لوگ نہ مانیں اور رسولوں کو جھٹلائیں تو اللہ عزوجل رسول اور امت کے مابین فیصلہ فرمادیگا اور یہ فیصلہ دنیا میں ہوگا کہ اللہ عزوجل کافروں کو ہلاک فرمائے گا اور رسولوں اور مومنین کو نجات عطا فرمائے گا اور یہ معاملہ عدل کے ساتھ ہوگا نہ کہ ظلم کے ساتھ اس لئے کہ رسول کے آنے سے پہلے ثواب اور عقاب کچھ نہیں ہوتا۔(۲) قول اس بارے میں یہ ہے کہ فیصلہ آخرت میں ہوگا اور وہ اس طرح کہ اللہ عزوجل سب امتوں کو حساب کے لئے جمع فرمائے گا اور ان کے مابین فیصلہ فرمادے گا اور مومن وکافر، نافرمان وفرمان بردار سب کے بارے میں رسول گواہی دیں گے اور اس گواہی سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل عدل میں مبالغہ کا اظہار فرمانا چاہتا ہے۔ (الخازن،ج۲،ص۴۴۶)

ظلم کا بیان:

۹...... ظلم کی لغوی تعریف یہ ہے کہ کسی چیز کا غیر محل میں رکھ دینا، اور اصطلاح شریعت میں حق سے باطل کی جانب بڑھنے کو ظلم کہتے ہیں اور اس سے مراد جور ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کسی کی ملک میں تصرف کرنا اور حد سے آگے بڑھ جانا۔

(التعریفات،ص۱۴۷)

مفسر جلال کا قول بتعذیبھم بغیر جزم یعنی بغیر کسی جرم کے سزا دینا اور اللہ عزوجل بغیر جرم کے سزا دینے سے پاک ہے اس لئے کہ عذاب گناہ کی وجہ سے مرتب ہوتا ہے اور بغیر گناہ کے عذاب دینے کو ظلم کہا جاتا ہے اور بتعذیبھم بمعنی بجرمھم زیادہ واضح قول ہے۔ (الجمل،ج۳،ص۳۶۷)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس نشان ہے: ''جو کسی کی دعوت میں بغیر بلائے گیا وہ چور ہو کر گھسا اور غارت گری کر کے نکلا''۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمۃ، باب :ماجاء فی اجابۃ الدعوۃ،رقم :۳۷۴۱)۔

آج کل قرض کے نام پر لوگوں کے ہزاروں لاکھوں روپے ہڑپ کر لئے جاتے ہیں، ابھی تو یہ سب آسان لگ رہا ہوگا لیکن

قیامت میں بہت مہنگا پڑے گا،اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ارشادفرماتے ہیں:''جو دنیا میں کسی کے تقریبا تین پیسے دین یعنی قرض دبالیگا بروز قیامت اس کے بدلے سات سو باجماعت نمازیں دینا پڑیں گی''۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ،ج۲۵، ص ۶۹) ۔حضرت سیدنا سلیمان طبرانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشادفرمایا:''ظالم کی نیکیاں مظلوم کو،مظلوم کے گناہ ظالم کو دلوائے جائیں گے''۔

(المعجم الکبیر،ج۴،رقم:۳۹۶۹، ص۱۴۸)۔

عذاب میں جلدی کرنے کی مذمت:

☆......ماذا مبتداء بمعنی ای شیء ہے،جیسا کہ شارح نے کہا کہ ذا کلام عرب میں بے معنی ہے اس لئے اس کے ساتھ ما لایا گیا تا کہ یہ ایک ایسا اسم ہوجائے جو کہ استفہام کے معنی میں ہوجائے اور جملہ یستعجل ......الخ خبر ہے۔

مفسر کا قول موضع المضمر مراد اس سے ذاو مع تاء خطاب ہے،پس اس مقام کا حق یہ تھا کہ اس طرح کہا جاتا کہ ماذا تستعجلون اور یہاں مضمر سے عدول کیا گیا ہے اس کی وجہ ابوحیان نے یہ بیان کی ہے کہ وصف موجب پر ترک استعجال کے حوالے سے تنبیہ کرنا مقصود ہے یعنی عذاب تو آنا ہی ہے جلدی کس بات کی ہے؟حق یہ ہے کہ مجرم اپنے گناہ پر ہونے والی سزا سے خوف کرے،اور گناہ کے نتیجے میں آنے والی ہلاکت سے خوفزدہ رہے،اور اگر عذاب کے آنے میں دیر ہے تو وہ اس کی جلدی کیوں کرتا ہے؟

جملہ شرطیہ ارائیتم کے متعلق ہے اور معنی اس کا یہ ہے کہ ان اتاکم عذابہ تعالی ای شیء تستعجلونہ منہ یعنی اگر اللہ ﷻ کا عذاب تمہارے پاس آنے ہی والا ہے تو پھر کس چیز کی وجہ سے تم اس کی طلب کے بارے میں جلدی کرتے ہو؟۔

(الجمل،ج۳،ص۳۶۸)

ما اعظم مااستعجلوہ یعنی اس صورت میں عذاب کی جلدی کرنا زیادہ بھیانک صورتحال ہے لہذا عذاب کی جلدی کرنا نامناسب ہے بلکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ عذاب سے دوری اختیار کی جائے۔ (الجمل،ج۳،ص۳۶۸ وغیرہ)۔

☆......☆بفائتین العذاب:یعنی عذاب سے دور بھاگنا، بلکہ اللہ کا عذاب لامحالہ تمہیں پالے گا۔

المراد بہ : سے مراد استفہام ہے،لانکار التاخیر یہ جملہ ثم سے مستفاد ہوا ہے اور تقدیر کلام یہ ہے کہ اء خوتم ثم آمنتم بہ اذا وقع :یعنی پہلے تم نے ایمان لانے کو موخر کیا پھر جب عذاب آگیا تو تم ایمان لاتے ہو؟ مطلب یہ ہے کہ ایمان لانے میں تاخیر مناسب نہیں ہے اور اس حالت میں (عذاب کے وقت میں) ایمان لانا منافع بخش بھی نہیں ہے۔ (الصاوی،ج۳،ص۱۰۴)

من العذاب: میں بعض عذاب کا بیان ہے،فی حیاتک متعلق ہے عذاب کے۔ (الجمل،ج۳،ص۳۶۶)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ﴾ كَفَرَتْ ﴿مَا فِى الْاَرْضِ﴾ جَمِيْعًا مِنَ الْاَمْوَالِ ﴿لَافْتَدَتْ بِهٖ﴾ مِنَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴿وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ﴾ عَلٰى تَرْكِ الْاِيْمَانِ ﴿لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ﴾ اَىْ اَخْفَاهَا رُؤُسَاهُمْ عَنِ الضُّعَفَاءِ الَّذِيْنَ اَضَلُّوْهُمْ مَخَافَةَ التَّعْبِيْرِ ﴿وَقُضِىَ بَيْنَهُمْ﴾ بَيْنَ الْخَلَائِقِ ﴿بِالْقِسْطِ﴾ بِالْعَدْلِ ﴿وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ(۵۴)﴾ شَيْئًا ﴿اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ﴾ بِالْبَعْثِ وَالْجَزَاءِ ﴿حَقٌّ﴾ ثَابِتٌ ﴿وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ﴾ اَىِ النَّاسِ ﴿لَا يَعْلَمُوْنَ(۵۵)﴾ ذٰلِكَ ﴿هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ(۵۶)﴾ فِى الْاٰخِرَةِ فَيُجَازِيْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ﴾ اَىْ اَهْلَ مَكَّةَ ﴿قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ كِتَابٌ فِيْهِ مَالَكُمْ وَعَلَيْكُمْ وَهُوَ الْقُرْاٰنُ ﴿وَشِفَآءٌ﴾ دَوَاءٌ ﴿لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ﴾ مِنَ الْعَقَائِدِ الْفَاسِدَةِ وَالشُّكُوْكِ ﴿وَهُدًى﴾ مِنَ الضَّلَالِ ﴿وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ(۵۷)﴾ بِهٖ ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ﴾ اَلْاِسْلَامِ ﴿وَبِرَحْمَتِهٖ﴾ اَلْقُرْاٰنِ ﴿فَبِذٰلِكَ﴾ اَلْفَضْلِ وَالرَّحْمَةِ ﴿فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ(۵۸)﴾ مِنَ الدُّنْيَا بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿قُلْ اَرَاَيْتُمْ﴾ اَخْبِرُوْنِىْ ﴿مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ خَلَقَ ﴿لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا﴾ كَالْبَحِيْرَةِ وَالسَّائِبَةِ وَالْمَيْتَةِ ﴿قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ﴾ فِىْ ذٰلِكَ بِالتَّحْلِيْلِ وَالتَّحْرِيْمِ لَا ﴿اَمْ﴾ بَلْ ﴿عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ(۵۹)﴾ تَكْذِبُوْنَ بِنِسْبَةِ ذٰلِكَ اِلَيْهِ ﴿وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ اَىُّ شَىْءٍ ظَنُّهُمْ بِهٖ ﴿يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُ لَا يُعَاقِبُهُمْ لَا ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ﴾ بِاِمْهَالِهِمْ وَالْاِنْعَامِ عَلَيْهِمْ ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ(۶۰)﴾

﴿ترجمہ﴾

اور اگر ہر ظالم جان (یعنی کافر جان) زمین میں جو کچھ ہے (وہ تمام ہی اموال کی مالک ہوتی تو) ضرور اپنی جان چھڑانے میں دیتی (قیامت کے دن اپنی جان عذاب سے چھڑانے کے لئے ......۱......) اور دل میں چپکے چپکے پریشان ہوئے (ایمان نہ لانے پر) جب عذاب دیکھا (یعنی کفار کے سرداروں نے عار لگائے جانے کے خوف سے ان کمزوروں سے اپنی پشیمانی چھپائی جنھیں انہوں نے گمراہ کیا تھا) اور ان میں فیصلہ کردیا گیا (یعنی مخلوق کے درمیان) انصاف کے ساتھ (بالقسط بمعنی بالعدل ہے) اور ان پر ظلم نہ ہوگا (کچھ بھی) سن لو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے، سن لو بیشک اللہ کا وعدہ (مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور بدلہ دیئے جانے کا) سچا ہے (حق بمعنی ثابت ہے) مگر ان میں (یعنی ان لوگوں میں سے) اکثر کو خبر نہیں (اس بات کی......۲......) وہ جلاتا اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھروگے (آخرت میں وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا) اے لوگوں (اے اہل مکہ) تمہارے

پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی (یعنی ایسی کتاب آئی جس میں ان باتوں کا بیان ہے جو تمہارے لیے حلال ہیں اور جو تم پر حرام ہیں مراد اس سے قرآن پاک ہے) اور شفاء (یعنی دوا......ع......) اس کی جو سینوں میں ہیں (یعنی برے عقیدے اور شکوک وشبہات کی) اور ھدایت (گمراہی سے) اور (اس کے سبب) رحمت ایمان والوں کے لئے تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل (یعنی اسلام) اور اسی کی رحمت (یعنی قرآن) اور اسی (کے فضل ورحمت) پر چاہے کہ خوشی کریں......ع......وہ بہتر ہے اس سے جسے وہ جمع کرتے ہیں (دنیاوی اسباب میں سے، یجمعون یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) تم فرماؤ ذرا دیکھو تو (یعنی مجھے خبر کرو) جو اتارا (یعنی پیدا فرمایا) رزق اللہ نے تمہارے لیے اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام وحلال ٹھرالیا (جیسا کہ بحیرہ سائبہ اور مردار جانور) تم فرماؤ کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی (اس کو حرام وحلال قرار دینے کے بارے میں) یا (بلکہ) تم اللہ پر افتراء کرتے ہو (اس کی نسبت اللہ کی طرف کرکے جھوٹ بولتے ہو) اور کیا گمان ہے ان کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں (کسی چیز کے سبب انہوں نے اس کا گمان کرلیا) قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا (کیا یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ انہیں سزا نہ ملے یہ گمان تو درست نہیں) بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرتا ہے (انہیں مہلت عطا فرما کر ان پر انعامات فرما کر) مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولو ان لکل نفس ظلمت ما فی الارض لافتدت بہ﴾

و: مستانفہ......لو: شرطیہ......ان: حرف مشبہ......لام: جار......کل: مضاف......نفس: موصوف......ظلمت: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم......مافی الارض: موصول صلہ، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "ثبت" فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، افتدت بہ: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿واسروا الندامۃ لما راوا العذاب وقضی بینھم بالقسط وھم لا یظلمون﴾

و: عاطفہ......اسروا الندامۃ: فعل با فاعل ومفعول......لما: بمعنی "حین" مضاف......راوا العذاب: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مفعول فیہ، ملکر جملہ فعلیہ...... وقضی بینھم ......الخ: اس کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۴۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿الا ان للہ ما فی السموت والارض الا ان وعد اللہ حق ولکن اکثرھم لا یعلمون ھو یحی ویمیت والیہ ترجعون﴾

الا: اداۃ تنبیہ......ان: حرف مشبہ، للہ: ظرف مستقر خبر مقدم......مافی السموت والارض: موصول صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......الا: حرف تنبیہ......ان وعد اللہ: حرف مشبہ واسم، حق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: مستانفہ......لکن اکثرھم: حرف مشبہ واسم، لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ھو: مبتدا......یحی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویمیت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الیہ ترجعون: ظرف لغو مقدم وفعل با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایھا الناس قد جاء تکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمة للمومنین﴾.

ماقبل اس قسم کی ترکیب گزرچکی ہے۔

﴿قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا﴾.

قل : قول......ب: جار......فضل اللہ: مجرور،ملکرمعطوف علیہ......و: عاطفہ......برحمتہ: جارمجرورمعطوف اول، ف: عاطفہ......بذلک: جارمجرورمعطوف ثانی،ملکرظرف لغومقدم......ف: فصیحہ......لیفرحوا: فعل امرغائب بافاعل،ملکرجملہ فعلیہ شرط محذوف"ان فرحوا بشیء" کیلئے جزا،ملکرجملہ شرطیہ ہوکرمقولہ،ملکرجملہ قولیہ۔

﴿ھو خیر مما یجمعون﴾.

ھو: مبتدا......خیر: اسم تفضیل بافاعل......ممایجمعون: ظرف لغو،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبر،ملکرجملہ اسمیہ۔

﴿قل ارء یتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منہ حرام وحللا﴾.

قل: قول......اریتم: بمعنی خبرنی: فعل امربافاعل......ما: موصولہ......انزل اللہ لکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ف: عاطفہ......جعلتم منہ: فعل بافاعل وظرف لغو......حراما وحللا: مفعول،ملکرجملہ فعلیہ معطوف،ملکرصلہ،ملکرذوالحال...... من رزق: ظرف مستقرحال،ملکرمفعول،ملکرجملہ فعلیہ ہوکرمقولہ،ملکرجملہ قولیہ۔

﴿قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون﴾.

قل: قول......ھمزہ: حرف استفہام......اللہ: مبتدا......اذن لکم: جملہ فعلیہ خبر،ملکرجملہ اسمیہ معطوف علیہ...... ام: عاطفہ منقطعہ......علی اللہ تفترون: جملہ فعلیہ معطوف،ملکرمقولہ،ملکرجملہ قولیہ۔

﴿وما ظن الذین یفترون علی اللہ الکذب یوم القیمة﴾.

و: عاطفہ......ما: استفہامیہ مبتدا......ظن: مصدرمضاف......الذین: موصول......یفترون علی اللہ الکذب: جملہ فعلیہ صلہ،ملکرمضاف الیہ،ملکرفاعل......یوم القیمة: ظرف،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبر،ملکرجملہ اسمیہ۔

﴿ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثرھم لا یشکرون﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ واسم......لام: تاکیدیہ......ذو: مضاف......فضل: مصدربافاعل......علی: جار......الناس: ذوالحال......و: حالیہ......لکن اکثرھم: حرف مشبہ واسم......لایشکرون: جملہ فعلیہ خبر،ملکرجملہ اسمیہ حال،ملکرمجرور،ملکرظرف لغو،ملکرشبہ جملہ ہوکرمضاف الیہ،ملکرخبر،ملکرجملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ذرا غور کیجئے!

۱......زمین کے سارے خزانے دے کر بھی قیامت کے دن کے عذاب سے بچنا ممکن نہیں،(فـداء بمعنی بـذل ،خرچ کرنے کے معنی میں) مستعمل ہے۔اندازہ کریں کہ قیامت کی ہولناکی کیسی ہوگی؟ کیا ہم سب کچھ برداشت کرلیں گے؟ کیا ہم نے اس کے لئے کوئی تیاری کر رکھی ہے کہ فلاں مال یا فلاں چیز دے دلا کر جان چھڑالیں گے؟ یا ایسے ہی اپنی مگن میں زندگی گزارے چلے جارہے ہیں۔اگر چہ مال دے کر جان چھڑانا ناممکن ہے،غور کریں۔

قیامت میں کافروں کی عقلوں کا حال!

۲...... ذلک......الخ، یعنی کافروں کی عقول کی خرابی اور غفلت کی وجہ سے یہ معاملہ ہوگا، پس وہ جو چاہیں گے کہیں گے اور جو چاہیں گے کریں گے۔متذکرہ لفظ ذلک دونوں امور کو ثابت کرتا ہے کہ آسمان وزمین میں سب کچھ اللہ ﷻ ہی کا ہے اور قیامت میں دوبارہ اٹھنے اور جزا و سزا سے متعلق وعدہ بھی سچا ہے۔ (الجمل، ج۳،ص ۳۷۱)

غفلت کے سبب عقل کے خلل کے باعث اللہ ﷻ کے دونوں وعدوں کا انکار کریں گے اور اس انکار کرنے والوں کو اکثر کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے، اس میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ ان لوگوں میں سے بہت تھوڑے ایسے ہونگے جو کہ اس بات کو جانیں گے یعنی ہزار میں سے فقط ایک ہی، جیسا کہ حدیث میں ہے:''اے آدم اپنی ذریت کو فیصلے کے دن کی جانب بڑھائے، تو ہزار میں سے ایک جنت اور باقی جہنم کی جانب جائیں گے۔ (الصاوی، ج۳،ص ۱۰۶)

قرآن میں نصیحت اور شفاء ہے:

۳......قرآن مجید میں نصیحت ہے اس لحاظ سے کہ ہر رغبت رکھنے والے کو (بھلائی) کی طرف بلاتا ہے اور بھاگنے والے پر زجر و توبیخ کرتا ہے۔پس قرآن میں موجود اوامر و نواہی اس کی جانب رغبت رکھنے والے کے لئے داعی ہیں اور اس سے بھاگنے والے کے لئے پیغام زجر و توبیخ۔ (المدارک، ج۲،ص ۲۸)

بعض محققین اس آیت مبارکہ کے ذریعے اس جانب اشارہ فرماتے ہیں کہ انسانی نفس کے کئی مراتب ہیں، کمال مرتبہ یہ ہے کہ جو قرآن کو مضبوطی کے ساتھ تھام لیتا ہے وہ قرآن کے ذریعے نجات پالیتا ہے اس بارے میں چار اقوال ذکر کئے جاتے ہیں (۱) ایسی راہ اختیار کرنا جو مناسب نہ ہو، اس جانب اللہ ﷻ کا فرمان ''الموعظة'' اشارہ کرتا ہے کیونکہ اس میں معاصیت میں پڑے رہنے والوں کے لئے زجر کی کیفیت پائی جاتی ہے۔(۲) باطن میں عقائد فاسدہ اور ملکات رذیہ کے ذریعے ایسی راہ اختیار کرنا جو کہ نامناسب ہو اس کی جانب'' شفاء '' کے ذریعے اشارہ کیا گیا ہے۔(۳) نفس کو عقائد حقہ اور اخلاق فاضلہ سے مزین کرنا، اور یہ صرف ہدایت ہی کے ذریعے ممکن ہے لہذا اس جانب اللہ ﷻ کا فرمان'' وھدی'' اشارہ کرتا ہے۔(۴) ظاہری اور باطنی نفس میں انوار و تجلیات الٰہیہ کا

ظہور ہونا اور نفس کا کامل ومستعد ہو جانا یہ''رحمة'' کے زمرے میں آتا ہے۔

حاصل یہ کہ ''الموعظة'' سے خلق کی ظاہری تطہیر کی جانب اشارہ ہے اور اس مراد شریعت ہے،''شفاء'' سے باطنی تطہیر یعنی عقائد فاسدہ اور اخلاق ذمیمہ سے روح کی باطنی تطہیر کی جانب اشارہ ہے اور اس سے مراد طریقت ہے،''ھدی'' سے صدیقین کے دلوں میں حق کے ظاہر ہونے کی جانب اشارہ ہے اور اس سے مراد حقیقت ہے،''رحمة'' سے کمال بلوغ یعنی نور معرفت الٰہی جس سے فیض کے دریا بہنے لگیں مراد اس قسم سے نبوت اور خلافت ہے۔ان تمام درجات میں تقدیم اور تاخیر ممکن نہیں ہے۔

متذکرہ آیت مبارکہ سے امام جلال الدین سیوطی شافعی نے یہ استدلال کیا ہے کہ قرآن جس طرح باطنی امراض سے شفاء کا ذریعہ ہے اسی طرح امراض بدنی سے بھی شفاء کا ذریعہ ہے چنانچہ ابن مردویہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ''ایک شخص نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں سینے کی بیماری کی شکایت کی، سید عالم ﷺ نے فرمایا:''قرآن پڑھو کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿شفاء لما فی الصدور﴾ کہ قرآن میں دل کی بیماری کا علاج ہے''۔ (روح المعانی،الجزء الحادی عشر،ج۲،ص۱۸۴)

☆......حضرت بی بی عائشہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے اہل میں کوئی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ اس کے اوپر ''قل اعوذ برب الفلق'' اور''قل اعوذ برب الناس'' پڑھتے۔

(صحیح مسلم،کتاب الطب،باب رقیة المریض،رقم:۵۶۰۸/۲۱۹۱۲،ص۱۰۹۹)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے چند اصحاب سفر میں تھے،ان کا گزر عرب کے کسی قبیلے سے ہوا،صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان سے مہمانی طلب کی،انہوں نے صحابہ کرام کو مہمان نہیں بنایا۔قبیلے کے سردار کو بچھو نے ڈنک مارا ہوا تھا،انہوں نے اس کے لئے تمام جتن کر لئے لیکن کسی چیز نے فائدہ نہ دیا۔ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ جماعت جو یہاں ٹھری ہے ہوسکتا ہے ان کے پاس کوئی چیز ہو،قوم کے لوگ اس مقدس جماعت صحابہ کے پاس گئے اور کہا،اے لوگو!ہمارے سردار کو بچھو نے ڈنک مار دیا ہے اور ہم ہر ممکن کوشش کرنے کے باوجود اسے فائدہ نہیں پہنچاسکے،کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے تو صحابہ میں سے کسی نے کہا ہاں!اللہ کی قسم میں دم کرتا ہوں،لیکن اللہ عزوجل کی قسم ہم نے تم سے مہمانی طلب کی تھی لیکن تم نے ہماری مہمانی نہیں کی،اب میں تم پر بالکل دم نہیں کروں گا حتی کہ تم مجھے کوئی انعام دو۔انہوں نے بکریوں کی ایک معین تعداد پر صلح کر لی (ابن ماجہ میں ۳۰ بکریاں بتائی گئی ہیں) پھر وہ گئے اور مسلم شریف کی روایت کے مطابق سورہ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کر دیا۔وہ بالکل ٹھیک ہو گیا اور اس طرح چلنے لگا کہ گویا بیمار ہی نہ ہوا تھا۔سردار نے کہا کہ ان سے جس انعام کا وعدہ کیا ہے وہ انہیں پورا پورا دو۔بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا کہ اس انعام کو پورا پورا تقسیم کرلو،بعض نے کہا کہ نہیں یہ دم کی اجرت ہے اس کو اس وقت تقسیم نہ کرو یہاں تک کہ ہم نبی پاک ﷺ تک پہنچ جائیں اور ان سے شرعی حکم معلوم کریں۔جب وہ سید عالم ﷺ کے پاس گئے اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا

"تمہیں کس نے بتایا کہ یہ زمانہ جاہلیت کا دم ہے"، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے درست کیا اس کو تقسیم کرلو اور اس میں میرا حصہ بھی نکالو"، پھر سید عالم ﷺ تبسم فرمانے لگے۔ (صحیح بخاری ،کتاب الاجارۃ ،باب مایعطی فی الرقیۃ،رقم۲۲۷۶،ص۳۶۳)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہترین دوا قرآن مجید ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطب،باب الستفشاء بالقرآن،رقم۳۵۰۱،ص۵۸۵)

درحقیقت قرآن ہر بیماری کی شفاء ہے خواہ قلبی وروحانی ہو یا بدنی اور جسمانی، علماء امت نے کچھ روایات وآثار سے اور کچھ اپنے تجربے سے آیات قرآنی کے خواص اور فوائد مستقل کتابوں میں جمع بھی کردیئے ہیں، امام غزالی کی کتاب **خواص قرآنی** اس کے بیان میں مشہور ومعروف ہے جس کی تلخیص مولانا اشرف علی تھانوی نے **اعمال قرآنی** کے نام سے کی ہے، اور مشاہدات وتجربات اتنے ہیں کہ ان کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قرآن کریم کی مختلف آیتیں مختلف امراض جسمانی کے لئے بھی شفاء کلی ثابت ہوتی ہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد قلب وروح کی بیماریوں کو ہی دور کرنا ہے اور ضمنی طور پر جسمانی بیماریوں کا بھی بہترین علاج ہے۔

(معارف القرآن، ج٤، ص٥٤٣)۔

حضور کی آمد پر فرحت اور مسرت کرنا:

☆......اس آیت میں اللہ عزوجل کے فضل اور رحمت سے سیدنا محمد ﷺ کو بھی مراد لیا گیا ہے۔امام **جلال الدین سیوطی شافعی** فرماتے ہیں: **خطیب** اور **ابن عساکر** نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ **قل بفضل اللہ** میں **فضل اللہ** سے مراد نبی ﷺ ہیں اور رحمت سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆......ابو شیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ آیت مبارکہ میں **فضل اللہ** سے مراد علم ہے اور رحمت سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات بالا صفات ہے۔ (الدر منثور، ج٣، ص٥٥٥)

معلوم ہوا کہ سید عالم ﷺ کی آمد کے موقع پر خوشی منانا کوئی غیر شرعی طریقہ کار نہیں ہے، حضور ﷺ کی آمد کی خوشی منانا جائز جائز اور جائز ہی ہے اس کی نظیر اس آیت سے بھی ملتی ہے ﴿اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا (ابراھیم:۲۸)﴾ یعنی وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نعمت کفر سے تبدیل کردی۔

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم یہ لوگ کفار قریش ہیں اور عمرو نے کہا کہ وہ قریش ہیں اور سیدنا محمد ﷺ اللہ کی نعمت ہیں۔ (صحیح بخاری ،کتاب المغازی ،باب قتل ابی جھل،رقم: ۳۹۷۷،ص۶۷۱)

اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ (ال عمران:۱۷۱)﴾ وہ اللہ کی نعمت اور فضل پر خوشیاں مناتے ہیں۔

قرآن وحدیث اور آثار سے ثابت ہوا کہ سید عالم ﷺ اللہ کی نعمت ہیں اور نعمت کا چرچا کیا جاتا ہے، نعمت ملنے پر خوشی منائی جاتی ہے، ایسا نہیں کہ کالے کپڑے پہن کر بیٹھ جائیں اور واویلا کرنا شروع کردیں، اور خوشیاں منانے والوں کو مشرک بدعتی کہنا شروع

کردیں، نعمت پر خوشی منانا امر مستحسن ہے اور اس کے لئے اگر کوئی دلیل صحابہ اور سلف صالحین سے نہ بھی معلوم ہو تو کوئی حرج نہیں پڑتا کیونکہ کسی امر مستحسن کے لئے صحابہ کے دور کا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا۔

☆......☆ بین الخلائق: یعنی مسلمانوں کے لئے جنت کا اور کافروں کے لئے جہنم کا فیصلہ کیا جائے گا، اور یہ بھی درست ہے کہ ظالم اور مظلوم کے مابین صحیح فیصلہ کر دیا جائے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۰۶)

مخافة التعییر: یعنی عار دلائے جانے کے خوف سے، سرداروں کو یہ خوف تھا کہ قوم کے ضعیف لوگ انہیں عار دلائیں گے اور زجر و توبیخ کریں گے جنہوں نے دنیا کی زندگی میں ان کی پیروی کی ہے اور جنہیں ان سرداروں نے گمراہ کر دیا۔

ای اھل مکہ: صحیح یہ ہے کہ اس سے تمام مکلفین مراد ہیں۔

والمیتة: کفار نے اپنے تئیں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا، چنانچہ بحیرہ اور سائبہ کو حرام قرار دیا (ان کی تعریفات ماقبل ذکر ہو چکی ہیں)، اور مردار کو حلال قرار دے دیا۔ (الجمل، ج۳، ص ۳۷۲ وغیرہ)۔

ایک اھم بات

اگر چندے کے صَندوقچے سے نکلی ہوئی رقم کا غلط استعمال ہو گیا مثلاً متولیانِ مسجد نے اتفاق رائے سے کسی غریب مقتدی کو اُس سے کچھ رقم اُدھار دے دی اور وہ اب ادا نہیں کرتا، اس کا حال کیا ہے؟

الجواب: اول تو یہی گناہ کا کام تھا کہ مسجد کا چندہ کسی مقتدی کا اُدھار دیدیا اِس لئے کہ جو چندہ مسجد کے لئے کیا جاتا ہے اُس میں مقتدیوں کو اُدھار دینے کا عُرف (رواج) نہیں ہے، توبہ کرنی ہوگی اور وہ رقم ڈوب جانے کی صورت میں جس جس سے قرض دینے کے حق میں فیصلہ کیا اُس کو رقم پلے سے ادا کرنی ہوگی۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''متولی کو رَوا نہیں کہ مالِ وقف کو قرض دے یا بطورِ قرض اپنے تصرف میں لائے'' (الفتاوی الرضویہ، ج۱۶، ص ۵۷۴، رضا فاؤنڈیشن لاھور)۔

رکوع نمبر: ۱۲

﴿وَمَا تَكُوْنُ﴾ يَامُحَمَّدُ ﴿فِي شَأْنٍ﴾ اَمْرٍ ﴿وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ﴾ اَىْ مِنَ الشَّاْنِ اَوِ اللّٰهِ ﴿مِنْ قُرْاٰنٍ﴾ اَنْزَلَهٗ عَلَيْكَ ﴿وَلَا تَعْمَلُوْنَ﴾ خَاطَبَهٗ وَاُمَّتَهٗ ﴿مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا﴾ رُقَبَاءَ ﴿اِذْ تُفِيْضُوْنَ﴾ تَاْخُذُوْنَ ﴿فِيْهِ﴾ اَىِ الْعَمَلِ ﴿وَمَا يَعْزُبُ﴾ يَغِيْبُ ﴿عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ﴾ وَزْنِ ﴿ذَرَّةٍ﴾ اَصْغَرَ نَمْلَةٍ ﴿فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۶۱)﴾ بَيِّنٍ هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۶۲)﴾ فِي الْاٰخِرَةِ هُمْ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (۶۳)﴾ اَللّٰهَ بِامْتِثَالِ اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ فُسِّرَتْ فِيْ حَدِيْثٍ صَحَّحَهُ الْحَاكِمُ بِالرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ يَرَاهَا الرَّجُلُ اَوْ تُرٰى لَهٗ ﴿وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ بِالْجَنَّةِ وَالثَّوَابِ ﴿لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ﴾ لَاخُلْفَ لِمَوَاعِيْدِهٖ ﴿ذٰلِكَ﴾ الْمَذْكُوْرُ ﴿هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (۶۴)﴾ ﴿وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ﴾ لَكَ لَسْتَ مُرْسَلًا وَغَيْرَهٗ ﴿اِنَّ﴾ اِسْتِيْنَافٌ ﴿الْعِزَّةَ﴾ اَلْقُوَّةَ ﴿لِلّٰهِ جَمِيْعًا هُوَ السَّمِيْعُ﴾ لِلْقَوْلِ ﴿الْعَلِيْمُ (۶۵)﴾ بِالْفِعْلِ فَيُجَازِيْهِمْ وَيَنْصُرُكَ ﴿اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ﴾ عَبِيْدًا وَمِلْكًا وَخَلْقًا ﴿وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ﴾ يَعْبُدُوْنَ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَىْ غَيْرِهٖ اَصْنَامًا ﴿شُرَكَآءَ﴾ لَهٗ عَلَى الْحَقِيْقَةِ تَعَالٰى عَنْ ذٰلِكَ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿يَّتَّبِعُوْنَ﴾ فِيْ ذٰلِكَ ﴿اِلَّا الظَّنَّ﴾ اَىْ ظَنَّهُمْ اَنَّهَا اٰلِهَةٌ تَشْفَعُ لَهُمْ ﴿وَاِنْ﴾ مَا ﴿هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (۶۶)﴾ يَكْذِبُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ ﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ط﴾ اِسْنَادُ الْاِبْصَارِ اِلَيْهِ مَجَازٌ لِاَنَّهٗ يُبْصَرُ فِيْهِ ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ﴾ دَلَالَاتٍ عَلٰى وَحْدَانِيَّتِهٖ تَعَالٰى ﴿لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ (۶۷)﴾ سَمَاعَ تَدَبُّرٍ وَاِتِّعَاظٍ ﴿قَالُوْا﴾ اَيِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ الْمَلٰئِكَةَ بَنَاتُ اللّٰهِ ﴿اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا﴾ قَالَ تَعَالٰى لَهُمْ ﴿سُبْحٰنَهٗ﴾ تَنْزِيْهًا لَهٗ عَنِ الْوَلَدِ ﴿هُوَ الْغَنِيُّ﴾ عَنْ كُلِّ اَحَدٍ اِنَّمَا يَطْلُبُ الْوَلَدَ مَنْ يَّحْتَاجُ اِلَيْهِ ﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ مِلْكًا وَخَلْقًا وَعَبِيْدًا ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ﴾ حُجَّةٍ ﴿بِهٰذَا﴾ اَلَّذِيْ تَقُوْلُوْنَهٗ ﴿اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۶۸)﴾ اِسْتِفْهَامُ تَوْبِيْخٍ ﴿قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ بِنِسْبَةِ الْوَلَدِ اِلَيْهِ ﴿لَا يُفْلِحُوْنَ (۶۹)﴾ لَايَسْعَدُوْنَ لَهُمْ ﴿مَتَاعٌ﴾ قَلِيْلٌ ﴿فِي الدُّنْيَا﴾ يَتَمَتَّعُوْنَ بِهٖ مُدَّةَ حَيَاتِهِمْ ﴿ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ﴾ بِالْمَوْتِ ﴿ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ﴾ بَعْدَ الْمَوْتِ ﴿بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ (۷۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اورتم (اے محمد ﷺ) کسی کام میں ہو (شان بمعنی امر ہے) اور اس کی طرف سے پڑھو (منہ کی ضمیر یا تو ضمیر شان ہے یا اس کا مرجع اسم جلالت ہے) کچھ قرآن (جسے ہم نے تم پر نازل کیا ہے) اور تم لوگ کوئی کام کرو (یہ خطاب حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی امت سے ہے) ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں (یعنی اس پر مطلع ہوتے ہیں) جب تم شروع کرتے ہو (تفیضون بمعنی تاخذون ہے،) اس کو (یعنی اس کام کو) اور غائب نہیں (یعزب بمعنی یغیب ہے) تمہارے رب سے ذرہ کے وزن برابر کوئی چیز (مثقال بمعنی وزن ہے اور ذرۃ انتہائی چھوٹی چیونٹی کو کہتے ہیں) زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز نہیں جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو (مبین بمعنی بین ہے مراد اس سے لوح محفوظ ہے) سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم (اور آخرت میں وہ لوگ ......۱......) جو ایمان لائے اور ڈرتے ہیں ......۲...... (اللہ سے اس کے احکامات بجالا کر اور ممنوعہ کاموں سے بچ کر) انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں (اس کی تفسیر اس حدیث میں فرمائی جس کی تصحیح حاکم نے کی کہ اس سے مراد اچھے خواب ہیں جو مومن مرد دیکھتا ہے یا اس کے لیے وہ اچھا خواب دیکھا جاتا ہے ......۳......) اور آخرت میں (جنت اور ثواب) اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں (اس کے وعدوں کو ٹالنے والا کوئی نہیں ہے ......۴......) یہی (مذکورہ بالا باتیں) بڑی کامیابی ہے اور تم غم نہ کرو ان کی باتوں کا (کہ تم رسول نہیں ہو وغیرہ معاذ اللہ) بیشک (ان استیناف کے لئے ہے) عزت (یعنی قوت) ساری اللہ کیلئے ہے وہی سننے والا ہے (باتوں کا) اور علم رکھنے والا ہے (اعمال کا پس وہ انہیں اس کا بدلہ دیگا اور تمہاری مدد فرمائے گا) سن لو بیشک اللہ ہی کی ملک ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں (اس کے بندے مملوک اور مخلوق ہیں) اور کاہے کے پیچھے جارہے ہیں جو پکار رہے ہیں (یدعون بمعنی یعبدون ہے، یعنی جو عبادت کررہے ہیں) اللہ کے سوا (یعنی غیر اللہ کی، مراد اس سے بت ہیں) شریک ٹھہراتے ہوئے (یعنی بتوں کو حقیقت میں اللہ عزوجل کا شریک ٹھہراتے ہوئے، اللہ عزوجل شریک کے ہونے سے بلند و بالا ہے) وہ تو پیچھے نہیں جاتے (اس معاملے میں) مگر گمان کے (یعنی ان کا یہ گمان ہے کہ یہ بت ان کے خدا ہیں جو ان کی شفاعت کریں گے) اور وہ تو نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے (اس بارے میں جھوٹ بولتے ہیں) وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ اس میں چین پاؤ اور دن بنایا تمہاری آنکھیں کھولتا (ابصار کی نسبت نہار دن کی طرف مجازی ہے کیونکہ بندہ دن میں دیکھنے کے لائق ہوتا ہے) بے شک اس میں نشانیاں ہیں (اللہ عزوجل کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی) سننے والوں کے لئے (جو تدبر اور نصیحت قبول کرنے کی نیت سے سنیں) بولے (یہود و نصاریٰ اور وہ لوگ جن کا یہ گمان ہے کہ فرشتے اللہ عزوجل کی بیٹیاں ہیں) اللہ نے اپنے لیے اولاد بنائی (اللہ عزوجل نے ان کے رد میں فرمایا) پاکی اس کو (اولاد سے منزہ اور مبرء ہے) وہی بے نیاز ہے (ہر ایک سے، اولاد تو وہ طلب کرتا ہے جسے اس کی ضرورت ہو) اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں (مملوک، مخلوق اور بندے ہونے کے اعتبار سے) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) تمہارے

پاس کوئی سند (سلطان بمعنی حجۃ ہے) اس کی (جو تم لوگ کہہ رہے ہو) کیا اللہ پر وہ بات بتاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں (اتقولون استفہام توبیخی ہے) تم فرماؤ وہ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں (اس کی طرف اولاد کو منسوب کرکے) ان کا بھلا نہ ہوگا (وہ کامیاب نہ ہوں گے) برتنا ہے (تھوڑا) دنیا میں (جس کو وہ اپنی مدت حیات میں برت لیں گے) پھر انہیں ہماری طرف واپس آنا ہے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے وقت) پھر ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے (موت کے بعد) بدلہ ان کے کفر کا۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما تکون فی شان وما تتلوا منه من قران﴾

و: عاطفہ......ما: نافیہ......تکون: فعل ناقص با اسم......فی شان: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ ،ماتتلوا: فعل نفی با فاعل......منه: ظرف لغو......من: زائد......قران: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شهودا اذ تفیضون فیه﴾۔

و: عاطفہ......لا تعملون: فعل نفی واو ضمیر ذوالحال......الا: اداۃ حصر......کنا: فعل ناقص با اسم......علیکم: ظرف لغو مقدم......شهودا: جمع "شاهد" اسم فاعل با فاعل......اذ تفیضون فیه: ظرف، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل......، من: زائد......عمل: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما یعزب عن ربک من مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء﴾۔

و: عاطفہ......ما: نافیہ......یعزب عن ربک: فعل و ظرف لغو، من: زائد......مثقال ذرة: ذوالحال، فی الارض: جارمجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ......لا: نافیہ، فی السماء: جارمجرور معطوف، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتب مبین﴾

و: مستانفہ......لا: نفی جنس......اصغر من ذلک: شبہ جملہ معطوف علیہ......ولا اکبر: ماقبل پر عطف ہے، ملکر اسم ،الا: اداۃ حصر......فی کتب مبین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون﴾۔

الا: حرف تنبیہ......ان اولیاء الله: حرف مشبہ و اسم......لا: نافیہ......خوف: مبتدا......علیهم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......لا: نافیہ......هم یحزنون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین امنوا وکانوا یتقون لهم البشری فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة﴾۔

الذین: موصول......امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......وکانوا یتقون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا محذوف

"هم" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ......لهم: ظرف مستقر خبر مقدم......البشری : ذوالحال...... فی الحیوۃ الدنیا: جار مجرور معطوف علیہ......و: عاطفہ......فی الاخرۃ: جار مجرور معطوف،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لا تبدیل لکلمت الله ذلک هو الفوز العظیم و لا یحزنک قولهم﴾.

لا تبدیل: لانفی جنس واسم......لکلمت الله: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ذلک: مبتدا......هو الفوز العظیم: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......لایحزنک: فعل نہی با مفعول......قولهم: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان العزة لله جمیعا هو السمیع العلیم الا ان لله من فی السموت ومن فی الارض﴾.

ان: حرف مشبہ......العزة: ذوالحال......جمیعا: حال،ملکر اسم ،لله: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......هو: مبتدا...... السمیع العلیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،الا: حرف تنبیہ......ان الله: حرف مشبہ وظرف مستقر خبر مقدم...... من فی السموت: موصول صلہ معطوف علیہ......ومن فی الارض: معطوف،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما یتبع الذین تدعون من دون الله شرکاء ان یتبعون الا الظن وان هم الا یخرصون﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......یتبع: فعل......الذین یدعون: موصول صلہ،ملکر فاعل......من دون الله: ظرف مستقر حال مقدم......شرکاء: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ان: نافیہ......یتبعون: فعل با فاعل......الا: اداۃ حصر......الظن: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......ان: نافیہ......هم: مبتدا......الا: اداۃ حصر......یخرصون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هو الذی جعل لکم الیل لتسکنوا فیه والنهار مبصرا﴾.

هو: مبتدا......الذی: موصول......جعل لکم: فعل با فاعل وظرف لغو......الیل: ذوالحال......لام: جار...... تسکنوا فیه: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......النهار: ذوالحال......مبصرا: حال،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت لقوم یسمعون قالوا اتخذ الله ولدا سبحنه﴾.

ان: حرف مشبہ......فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم......لام: تاکیدیہ......ایت: موصوف......لقوم یسمعون: ظرف مستقر صفت،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......قالوا: قول......اتخذ الله ولدا: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ...... سبحن: فعل محذوف "سبح" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿هو الغنی له ما فی السموت وما فی الارض﴾.

هو: مبتدا......الغنی: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......له: ظرف مستقر خبر مقدم......مافی السموت: موصول صلہ،ملکر معطوف

علیہ......و: عاطفہ......مافی الارض: موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر مبتدا مؤخر جملہ اسمیہ۔

﴿ان عندکم من سلطن بھذا اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون﴾.

ان: نافیہ......عندکم: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم......من: زائدہ......سلطن: موصوف......بھذا: ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......ھمزہ: حرف استفہام......تقولون: فعل بافاعل......علی اللہ: ظرف لغو......مالاتعلمون: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون﴾.

قل: قول......ان: حرف مشبہ......الذین: موصول......یفترون علی اللہ الکذب: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر اسم، لایفلحون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿متاع فی الدنیا ثم الینا مرجعھم ثم نذیقھم العذاب الشدید بما کانوا یکفرون﴾.

متاع: موصوف......فی الدنیا: ظرف مستقر صفت،ملکر خبر محذوف "لھم" کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ......ثم: عاطفہ......الینا: ظرف مستقر خبر مقدم......مرجعھم: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......ثم: عاطفہ......نذیقھم: فعل بافاعل ومفعول......العذاب الشدید: مفعول ثانی......بماکانوا یکفرون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

شان ولی:

۱......لفظ ولی سے مراد اللہ کی ذات وصفات کا ایسا عارف جو کہ نیکیوں پر مواظبت اور معصیت سے اجتناب کرنے والا ہو اور لذات اور شہوات میں منہمک ہونے والا نہ ہو۔

اپنے نفس کو فنا کرنے کے بعد بندہ جس مقام حق تک پہنچتا ہے اسے ولایت کہتے ہیں اور شرع میں ولایت نام ہے کسی غیر کے چاہنے یا نہ چاہنے کے باوجود حکم شرع نافذ کرنا۔ (التعریفات،ص۲۴۹)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ ارشاد فرماتا ہے: جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی، میں اس سے اعلان جنگ کر دیتا ہوں، جس چیز سے بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے اس میں سب سے زیادہ محبوب مجھے وہ عبادت ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتی کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں، اور جب میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہوجاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کے ہاتھ ہوجاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پیر ہوجاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے

اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں، اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اس کو ضرور پناہ دیتا ہوں، اور میں جس کام کو بھی کرنے والا ہوں کسی کام میں اتنا تردد نہیں کرتا جتنا تردد میں مومن کی روح کو قبض کرنے میں کرتا ہوں۔ وہ موت کو پسند نہیں کرتا اور میں اسے رنجیدہ کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق ،باب التواضع ،رقم: ۶۵۰۱،ص۱۱۲۷)

علامہ شامی اپنے رسالے میں فرماتے ہیں کہ جو اولیاء کی عظمت کا قائل نہیں یخشی علیه سوء الخاتمة یعنی خوف ہے کہ اس کا خاتمہ بُرا ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ سے اس آیت ﴿وَ الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ (المومنون: ۶۰) ﴾ کے بارے میں استفسار کیا کہ کیا اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو شرابیں پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ فرمایا ''اے صدیق کی نور دیدہ! ایسا نہیں یہ ان لوگوں کا بیان ہے جو روزے رکھتے ہیں، صدقے دیتے ہیں اور ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں یہ اعمال نامقبول نہ ہو جائیں۔ (جامع الترمذی، کتاب التفسیر ،باب المؤمنون ،رقم: ۳۱۸۶،ص۹۰۸)

☆......حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سید عالم ﷺ نے متعدد بار جنت کی بشارت دی، اس کے باوجود وہ قبر کو دیکھ کر اتنے روتے کہ ان کی داڑھی مبارک بھیگ جاتی۔ (جامع الترمذی، کتاب الزهد ،باب ما جاء فی ذکر الموت ،رقم :۲۳۱۵، ص۶۷۲)

ان احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ حضرات اولیائے کرام رحمہم اللہ اگر چہ نیکیوں میں زندگی گزاریں، نمازیں پڑھیں، دیگر بھاری عبادات وریاضات کا بوجھ اٹھائیں لیکن اللہ عزوجل سے خوف کا عالم ایسا کہ قبر کو دیکھ کر ہی رونا شروع کر دیں کہ یہ آخرت کی منازل میں سے سب سے پہلی منزل ہے۔

علامہ خازن فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو آخرت میں کوئی خوف نہ ہوگا جب کہ دوسرے خوفزدہ ہونگے اور نہ ہی انہیں اس چیز پر غم ہوگا کہ دنیا کی نعمتیں اور لذتیں جاتی رہیں۔ بعض محققین نے لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کو آخرت میں خوف وحزن نہ ہوگا اسلئے کہ دنیا میں وہ رنج وغم اور پریشانی سے محفوظ نہیں رہتے۔ (الخازن، ج۲، ص۴۵۱)

شیخ سلیمان الجمل نے اولیاء اللہ سے خوف وحزن کی نفی فرمائی ہے اور فرمایا کہ اس سے مراد قیامت کے دن کا خوف ہے حدیث میں ہے کہ اولیاء اللہ کو کوئی خوف نہ ہوگا جب کہ لوگ خوفزدہ ہونگے اور انہیں کوئی غم نہ ہوگا جب کہ لوگ غمگین ہونگے۔

(الجمل، ج۳، ص۳۷۶)

اولیائے کرام کی برکتیں اور فضیلتیں بے حدو بے شمار ہیں، عام انسان ان کے دامن سے وابستہ ہو کر نہ صرف دنیا کی برکتیں اور فضیلتیں سمیٹ لیتا ہے بلکہ کسی خاص مرید پر تو ایسا بھی کرم خاص ہوتا ہے کہ وہ مرید صادق علم ومعرفت کی منازل طے کر کے خود ولایت کے مرتبے پر جا پہنچتا ہے۔ اولیائے کرام کی سیرت کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ کسی مصیبت اور پریشانی کے عالم میں ان کی بارگاہ

میں جانے سے وہ مصیبت نہ صرف ٹلتی ہے بلکہ کرم بالائے کرم ہوجاتا ہے چنانچہ شارح بخاری علیہ الرحمۃ تھذیب التھذیب میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوعلی نیشاپوری سخت ترین پریشانی میں آگئے تو حضور سید عالم ﷺ نے خواب میں بشارت دی کہ سر الی قبر یحی بن یحی و استغفر و سل تقض حاجتک فاصبحت ففعلت ذلک فقضیت حاجتی یعنی یحیٰ بن یحیٰ کی قبر پر حاضری دو اور استغفار کرو اور سوال کرو تمہاری حاجت پوری کردی جائیگی تو میں صبح اٹھا پس میں نے ایسا ہی کیا تو میری حاجت پوری کردی گئی۔

(تھذیب التھذیب، ج ۶، ص ۲۹۸)

کسی کے ذہن میں یہ وسوسہ آئے کہ اللہ ﷻ کے سوا کسی اور سے مدد مانگنا جائز نہیں ہے، اس کا جواب میں یہ دونگا کہ قرآن مجید میں آصف بن برخیہ کا واقعہ مشہور ہے کہ انہوں نے بھاری تخت جو کہ سات محلوں میں بند تھا اور دربان کے پہرے بھی تھے، پلک جھپکتے میں حضرت سلیمان کے دربار میں پیش کردیا اور یہ کام انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق کیا اگر یہ شرک تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے شرک کی دعوت دی اور ان کی شریعت میں شرک جائز تھا اور ہماری شریعت میں ناجائز ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ شرک کو نہ تو کسی نبی نے پسند کیا اور نہ ہی کسی ولی نے، اور نبوت اور ولایت یہ اللہ ﷻ کا خاص انعام ہے جو خاص بندوں کو دیا جاتا ہے۔ اور یہ اللہ ﷻ کی دی ہوئی طاقت سے ہوا، چنانچہ قرآن مجید کے الفاظ ہیں ھذا من فضل ربی یعنی یہ میرے رب کا فضل ہے۔

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ "جب اللہ ﷻ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے کہتا ہے کہ اے جبرئیل! میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر، پس جبرئیل علیہ السلام بھی بندے سے محبت کرنے لگتا ہے پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان میں اعلان کرتا ہے کہ اللہ ﷻ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر روئے زمین پر اس شخص کی قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ برقم: ۳۲۰۹، ص ۵۳۶)

ولایت کے لئے ایمان اور تقوی شرط ہے:

۲...... اللہ ﷻ نے ولی کی پہچان بیان فرمادی کہ ولی کون ہوسکتا ہے؟ یہ جان لیں کہ ولایت کوئی ایسی چیز نہیں جو ہم پیسے دیکر خرید لیں، بلکہ یہ تو اللہ ﷻ کا انعام ہے جسے اللہ ﷻ چاہے عطا فرمادے۔ اس پرفتن دور میں ان لوگوں نے بھی خود کو ولی کہنا شروع کردیا ہے جو کل تک پیری مریدی اور ولایت کو بیکار جانتے تھے اور خود کو موحد کہتے تھے آج اپنا سلسلہ نقشبندی بتاتے ہیں کہ ہم نقشبندی ہیں، حالانکہ ہمارے نزدیک ان کا یہ قول صرف اور صرف خیال بندی ہے اور یہ وہابی دیوبندی ہی ہیں۔ ولایت کی پہلی شرط ایمان ہے اور یہ حضور سید عالم ﷺ کی شان میں بے ادبی کرنے والا پہلے اپنے ایمان کی خیر منائے بعد میں ولایت کی فکر کرے۔

ہمارے بعض لوگ مزاروں اور فٹ پاتھوں پر بیٹھے ہوؤں کو خواہ مخواہ ولی جاننے لگتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ شاید یہ ہو کہ ان

کے بال بڑے بڑے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی گلے میں موتیوں کی مالائیں بھی ہوتی ہیں۔ جو ایک وقت کی نماز نہ پڑھے، ساری غلط حرکتیں کرے، کیا وہ بھی ولی ہوسکتا ہے؟ جب کہ اللہ ﷻ نے ولایت کی دوسری شرط تقوی و پرہیز گاری رکھی ہے۔ جیسے نماز، وضو، غسل اور دیگر اہم امور کا ہی خیال نہیں ہے وہ ولی کیسا؟ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ان کو کچھ دینے کا وبال کتنا ہے کہ آپ ایسے شخص کی مدد کررہے ہیں جو آپ ہی کے دیئے ہوئے پیسوں سے سارے غلط کام کرے گا۔ قرآن میں اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿الذین امنوا و کانوا یتقون﴾ یعنی ولی وہ ہے جو ایمان والا ہے اور ساتھ ہی متقی بھی ہے۔

بشارتوں سے کیا مراد ہے؟

۳۔۔۔۔۔اہل مصر میں سے ایک شخص نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا ﴿لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ﴾، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے مجھ سے اس چیز کے متعلق سوال کیا کہ کسی اور نے مجھ سے اس کے متعلق سوال نہ کیا، جب ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''اس سے مراد نیک خواب ہیں جو مسلمان شخص دیکھتا ہے یا اس کے لئے وہ خواب دیکھے جاتے ہیں یہ اس کی دنیا کی زندگی میں بشارت ہے اور آخرت میں اس کی بشارت جنت ہے۔ (جامع الترمذی، کتاب الرؤیا، باب قولہ لھم البشری، رقم: ۲۲۸۰، ص ۶۶۲)

☆۔۔۔۔۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی اب میرے بعد کوئی رسول اور نبی نہیں آئے گا'' لوگوں پر یہ بات گراں گزری تو آپ ﷺ نے فرمایا ''لیکن لوگوں کے لئے مبشرات یعنی بشارتیں ہیں''، لوگوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ بشارتیں کیا ہے؟ فرمایا ''مسلمانوں کے خواب اور یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے''۔ (جامع الترمذی، کتاب الرؤیا، باب قولہ لھم البشری، رقم: ۲۲۷۹، ص ۶۶۲)

☆۔۔۔۔۔☆اصغر نملۃ: ایک قول گرد وغبار کے باریک ذرات کیا گیا ہے اور دوسرا قول مچھر سے بھی چھوٹی چیز مراد لی گئی ہے۔

ای الیھود: یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو، نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو اور مشرکین عرب فرشتوں کو اللہ کی اولاد مانتے تھے۔

لا یسعدون: یعنی اللہ کی ذات بالا صفات پر جھوٹی نسبت کرنے والے اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہونگے بلکہ خائب وخاسر رہیں گے اور اے محبوب! اگر تم ان پر نعمتوں کی کثرت بھی کردو تو یہ لوگ ان نعمتوں کے زوال کا سبب ہی بنیں گے (الصاوی، ج ۳، ص ۱۰۸ وغیرہ)۔

لاخلف لمواعیدہ: ابی سعود کی عبارت ہے کہ پرہیز گار مومنین کے لیے بشارتوں سے متعلق اللہ کے تمام وعدوں پر مبنی اقوال بدلنے والے نہیں ہیں۔ القوۃ: سے مراد غلبہ اور قدرت ہے اور یہ لفظ دو معنوں پر مشتمل ہے، پس اللہ ﷻ کے بارے میں یہ اسی معنی میں مستعمل ہے جس کا ذکر کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حق میں یہ ان کے اظہار دین کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور مومنین کے حق میں یہ ان کی ان کے دشمنوں کے معاملے میں مدد کرنے کے بارے میں مستعمل ہے۔ پس اللہ ﷻ کی عزت سے مراد کامل عزت ہے جو کہ معبود

ہونے، حیادار ہونے اور ہمیشہ باقی رہنے وغیرہ سے متعلق ہے پس اس لحاظ سے عزت خاص اللہ ﷻ کے لئے مختص ہے نہ کہ مشترک ،اسی وجہ سے اللہ ﷻ نے فرمایا﴿ولله العزة ولرسوله وللمومنين (المنافقون:۸)﴾ اور تحقیق یہ ہے کہ ساری عزت حقیقتاً اللہ ﷻ کے لئے ہیں لیکن جو اللہ ﷻ کے رسول اور مومنین سے صادر ہوتی ہیں وہ ان کی تعظیم اور تکریم کے لئے ہیں۔

یکذبون فی ذلک سے مراد ای فی اتباع ظنهم یعنی ان کا اپنے گمان کی پیروی کرنا مراد ہے۔(الجمل، ج۳، ص۳۷۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

﴿وَاتْلُ﴾ یَامُحَمَّدُ ﴿عَلَیْهِمْ﴾ اَیْ کُفَّارِ مَكَّةَ ﴿نَبَاَ﴾ خبرَ ﴿نُوْحٍ﴾ وَیُبْدَلُ مِنْهُ ﴿اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ﴾ شَقَّ ﴿عَلَیْكُمْ مَّقَامِیْ﴾ لُبْثِیْ فِیْكُمْ ﴿وَتَذْكِیْرِیْ﴾ وَعْظِیْ اِیَّاكُمْ ﴿بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ﴾ اَعْزِمُوْا عَلٰى اَمْرٍ تَفْعَلُوْنَهٗ بِیْ ﴿وَشُرَكَآءَ﴾ اَلْوَاوُ بِمَعْنٰى مَعَ ﴿كُمْ ثُمَّ لَا یَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَیْكُمْ غُمَّةً﴾ مَسْتُوْرًا بَلْ اَظْهِرُوْهُ وَجَاهِرُوْنِیْ بِهٖ ﴿ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَیَّ﴾ اَمْضُوْا فِیَّ مَا اَرَدْتُّمُوْهُ ﴿وَلَا تُنْظِرُوْنِ (۷۱)﴾ تُمْهِلُوْنِ، فَاِنِّیْ لَسْتُ مُبَالِیًا بِكُمْ ﴿فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ﴾ عَنْ تَذْكِیْرِیْ ﴿فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ﴾ ثَوَابٍ عَلَیْهِ فَتَوَلَّوْا ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿اَجْرِیَ﴾ ثَوَابِیْ ﴿اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (۷۲)﴾ ﴿فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ﴾ اَلسَّفِیْنَةِ ﴿وَجَعَلْنٰهُمْ﴾ اَیْ مَنْ مَّعَهٗ ﴿خَلٰٓئِفَ﴾ فِی الْاَرْضِ ﴿وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا﴾ بِالطُّوْفَانِ ﴿فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ (۷۳)﴾ مِنْ اِهْلَاكِهِمْ فَكَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِمَنْ كَذَّبَكَ ﴿ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ﴾ اَیْ نُوْحٍ ﴿رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ﴾ كَاِبْرَاهِیْمَ وَهُوْدَ وَصَالِحٍ ﴿فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ﴾ اَلْمُعْجِزَاتِ ﴿فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ﴾ اَیْ قَبْلَ بَعْثِ الرُّسُلِ اِلَیْهِمْ ﴿كَذٰلِكَ نَطْبَعُ﴾ نَخْتِمُ ﴿عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ (۷۴)﴾ فَلَا تَقْبَلُ الْاِیْمَانَ كَمَا طَبَعْنَا عَلٰى قُلُوْبِ اُولٰٓئِكَ ﴿ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ﴾ قَوْمِهٖ ﴿بِاٰیٰتِنَا﴾ اَلتِّسْعِ ﴿فَاسْتَكْبَرُوْا﴾ عَنِ الْاِیْمَانِ بِهَا ﴿وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ (۷۵)﴾ ﴿فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِیْنٌ (۷۶)﴾ بَیِّنٌ ظَاهِرٌ ﴿قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ﴾ اِنَّهٗ لَسِحْرٌ ﴿اَسِحْرٌ هٰذَا﴾ وَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَتٰى بِهٖ وَاَبْطَلَ سِحْرَ السَّحَرَةِ ﴿وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ (۷۷)﴾ وَالْاِسْتِفْهَامُ فِی الْمَوْضِعَیْنِ لِلْاِنْكَارِ ﴿قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا﴾ لِتَرُدَّنَا ﴿عَمَّا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِیَآءُ﴾ اَلْمُلْكُ ﴿فِی الْاَرْضِ﴾ اَرْضِ مِصْرَ ﴿وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِیْنَ (۷۸)﴾ مُصَدِّقِیْنَ ﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ

عَلِیۡمٍ(۷۹)﴾ فَـائِـقٍ فِی عِلۡمِ السِّحۡرِ ﴿فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَۃُ قَالَ لَھُمۡ مُّوۡسٰی ﴾ بَعۡدَ مَاقَالُوۡا لَہٗ اَنۡ تُلۡقِیَ وَاِمَّا اَنۡ نَّـکُوۡنَ نَحۡنُ الۡمُلۡقِیۡنَ ﴿اَلۡقُوۡا مَآ اَنۡتُمۡ مُّلۡقُوۡنَ (۸۰)﴾ ﴿فَلَـمَّا اَلۡقَوۡا ﴾ حِبَالَھُمۡ وَعِصِیَّھُمۡ ﴿قَالَ مُوۡسٰی مَا ﴾ اِسۡتِفۡھَامِیَّۃٌ مُبۡتَدَاءٌ خَبَرُہٗ ﴿جِئۡتُمۡ بِہِ السِّحۡرُ ؕ ﴾ بَـدَلٌ وَفِیۡ قِرَاءَ ۃٍ بِھَمۡزَۃٍ وَاحِدَۃٍ اِخۡبَارٌ فَمَا مَوۡصُوۡلٌ مُبۡتَدَاءٌ ﴿اِنَّ اللّٰـہَ سَیُبۡطِلُہٗ ﴾ اَیۡ سَیُمۡحِقُہٗ ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصۡلِحُ عَمَلَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ(۸۱)﴾ ﴿وَیُحِقُّ ﴾ یُثۡبِتُ وَیُظۡھِرُ ﴿اللّٰہُ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ ﴾ بِمَوَاعِیۡدِہٖ ﴿وَلَوۡ کَرِہَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ(۸۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور پڑھ کر سناؤ (اے محمد ﷺ) انہیں (یعنی کفار مکہ کو) نوح کی خبر (نبا بمعنی خبر ہے، نباء نوح مبدل منہ ہے اور اس کا بدل اذ قـال لـقـومـہ ہے) جب اس نے اپنی قوم سے کہا......اے......اگر تم پر گراں ہو (شاق ہو) میرا کھڑا ہونا (میرا تم میں رہنا) اور یاد دلانا (میرا تمہیں وعظ و نصیحت کرنا) اللہ کی نشانیاں تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا تو مل کر کام کرو (تم جو میرے ساتھ کام کرنا چاہتے ہو اس کا قصد کرلو) اپنے جھوٹے معبودوں سمیت (واو بمعنی مـع ہے) پھر تمہارا کام تم پر کچھ مخفی نہ رہے (چھپا نہ رہے بلکہ اسے ظاہر کر دو) پھر جو ہو سکے میرا کرلو (میرے بارے میں جو ارادہ کر رکھا ہے کر گزرو) اور مجھے مہلت نہ دو (تـنـظـرون بمعنی تـمـھـلـون ہے، مجھے تمہاری کچھ پرواہ نہیں ہے) پھر اگر تم منہ پھیرو (میری نصیحت سے) تو میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا (اس پر کچھ بدلہ نہیں مانگتا کہ تم منہ پھیرتے ہو) نہیں (ان بمعنی مـا نافیہ ہے) میرا اجر مگر اللہ پر (یعنی میرا ثواب اللہ ﷻ پر ہے) اور مجھے حکم ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی (فلک بمعنی سـفـیـنـۃ ہے) اور بنایا ہم نے (انہیں جو ان کے ساتھ ہے) نائب (زمین میں) اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کو ہم نے ڈبو دیا (طوفان میں) تو دیکھو ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا (کہ انہیں ہلاک کر دیا گیا پس جو آپ علیہ السلام کی تکذیب کرے گا ہم اس کے ساتھ یہی کریں گے) پھر اس کے بعد ہم نے بھیجا (یعنی نوح علیہ السلام کے بعد) اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف (جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام، ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کو) تو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں لیکر آئے (یعنی معجزات لیکر آئے) تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر جسے پہلے جھٹلا چکے تھے (جسے وہ بعثت رسل عظام سے پہلے جھٹلا چکے تھے) ہم یونہی مہر (نـطـبـع بمعنی نـخـتـم ہے) لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر (پس وہ ایمان قبول نہیں کرتے جیسا کہ ہم نے ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دی) پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف (مـلائـہ بمعنی قـومـہ ہے) اپنی نشانیاں لیکر بھیجا (یعنی نو نشانیاں لیکر) تو انہوں نے تکبر کیا (ان نشانیوں پر ایمان لانے سے) اور وہ مجرم لوگ تھے تو جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا بولے یہ تو ضرور کھلا جادو ہے (یعنی روشن اور واضح جادو ہے) موسیٰ نے کہا کیا حق کی نسبت ایسا کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آیا (کہ یہ جادو ہے) کیا یہ جادو ہے (اور جو حق لے کر آئے گا وہ کامیاب ہوگا اور جادوگروں کا جادو باطل

کردے گا) اور جادوگر مراد کو نہیں پہنچتے (یہاں دونوں مقامات پر استفہام انکار کیلئے ہے) بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اس سے پھیر دو (تلفتنا بمعنی لترد نا ہے) جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور زمین (مصر) میں تمہیں دونوں کی بڑائی رہے (تم دونوں کی بادشاہت رہے) اور ہم تم پر ایمان لانے کے نہیں (تمہاری تصدیق کرنے کے نہیں) اور فرعون بولا ہر جادوگر علم والے کو میرے پاس لاؤ (جو علم سحر میں زبردست ماہر ہو) پھر جب جادوگر آئے ان سے موسی نے کہا (ان کے موسی علیہ السلام سے یہ دریافت کر لینے کے بعد کہ پہلے آپ ڈالتے ہیں یا ہم اپنا جادو ڈالیں) ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے پھر جب انہوں نے ڈالا (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو تو) موسی نے کہا یہ جو (ما استفہامیہ مبتدا ہے اور اس کی خبر جئتم به ہے) تم لائے یہ جادو ہے (السحر ،ما استفہامیہ سے بدل ہے اور ایک قرأت میں السحر سے ماقبل ہمزہ استفہامیہ خبر ہے اور ما موصولہ مبتدا ہے) اب اللہ اسے باطل کردے گا (اسے مٹا کر رکھ دے گا) اللہ مفسدوں کا کام نہیں بناتا اور حق کر دکھاتا ہے (ثابت اور ظاہر فرما دیتا ہے) اللہ حق کو اپنی باتوں سے (اپنے وعدوں کے سبب) پڑے برا مانیں مجرم۔

﴿ترکیب﴾

﴿واتل علیهم نبا نوح اذ قال لقومه یقوم ان کان کبر علیکم مقامی وتذکیری بایت الله فعلی الله توکلت﴾

و: عاطفہ......اتل: فعل امر......علیهم: ظرف لغو......نبا نوح: ذوالحال، اذ: ظرف لغو مقدم، قال: فعل، لام جار، لقومه: مجرور، سب ملکر حال، ملکر مفعول بہ، مقامی: معطوف علیہ......و: عاطفہ......تذکیری بایت الله: شبہ جملہ معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط......ف: جزائیہ......علی الله: ظرف لغو مقدم......توکلت: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاجمعوا امرکم وشرکاء کم ثم لا یکن امرکم علیکم غمة﴾

ف: فصیحہ......اجمعوا: فعل امر بافاعل......امرکم: معطوف علیہ......وشرکاء کم: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ......ثم: عاطفہ......لا: ناھیہ......یکن: فعل ناقص......امرکم: اسم......علیکم: ظرف مستقر حال مقدم......غمة: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم اقضوا الی ولا تنظرون فان تولیتم فما سالتکم من اجر﴾

ثم: عاطفہ......اقضوا الی: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......لاتنظرون: فعل نہی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ......ف: مستانفہ......ان: شرطیہ......تولیتم: جملہ فعلیہ شرط......ف: جزائیہ......ماسالتکم: فعل نفی بافاعل ومفعول......من: زائد......اجر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ان اجری الا علی الله وامرت ان اکون من المسلمین﴾

ان: نافیہ......اجری : مبتدا......الا : اداۃ حصر......علی اللہ: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......ھو: عاطفہ......
امرت: فعل مجہول بانائب الفاعل......ان اکون من المسلمین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فکذبوہ فنجینہ ومن معہ فی الفلک وجعلنھم خلئف﴾۔

ف: عاطفہ...... کذبوہ: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......نجینہ: فعل بافاعل......ہ: ضمیر معطوف علیہ......و: عاطفہ......من معہ: موصول صلہ،ملکر معطوف ملکر مفعول......فی الفلک: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......
جعلنھم: فعل بافاعل ومفعول اول......خلئف: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واغرقنا الذین کذبوا بایتنا فانظر کیف کان عاقبۃ المنذرین﴾۔

و: عاطفہ......اغرقنا: فعل بافاعل......الذین: موصول......کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، ف: مستانفہ......انظر: فعل امر بافاعل......کیف: اسم استفہام خبر مقدم......کان: فعل ناقص......عاقبۃ المنذرین: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ثم بعثنا من بعدہ رسلا الی قومھم فجاؤھم بالبینت﴾۔

ثم: عاطفہ......بعثنا: فعل بافاعل......من بعدہ: ظرف مستقر حال مقدم......رسلا: موصوف......الی قومھم: ظرف مستقر صفت،ملکر ذوالحال مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف: عاطفہ......جاء وھم: فعل بافاعل ومفعول،بالبینت: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما کانوا لیومنوا بما کذبوا بہ من قبل﴾۔

ف: عاطفہ،ما: نافیہ،کانوا: فعل ناقص بااسم،لام: جار......یومنوا: فعل بافاعل،ب: جار......ما کذبوا بہ: موصول صلہ ملکر ذوالحال،من قبل: ظرف مستقر حال ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک نطبع علی قلوب المعتدین﴾۔

کذلک: ظرف مستقر "طبعا" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، نطبع: فعل بافاعل ،علی قلوب المعتدین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم بعثنا من بعدھم موسی وھرون الی فرعون وملاء بہ بایتنا﴾۔

ثم: عاطفہ،بعثنا: فعل بافاعل،من بعدھم: ظرف مستقر حال مقدم،موسی وھرون: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر ذوالحال،بایتنا: ظرف مستقر حال ثانی ملکر مفعول،الی: جار،فرعون: معطوف علیہ،وملائہ: معطوف ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین﴾۔

ف: عاطفہ......استکبروا: فعل واوضمیر ذوالحال......و: حالیہ...... کانوا: فعل ناقص بااسم......قومامجرمین: خبر،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما جاء هم الحق من عندنا قالوا ان هذا لسحر مبين﴾.

ف: عاطفہ......لما: شرطیہ......جاء هم الحق: فعل ومفعول وفاعل،من عندنا: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... قالوا: قول......ان هذا: حرف مشبہ واسم...... لسحر مبين: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال موسى اتقولون للحق لما جاء كم اسحر هذا ولا يفلح السحرون﴾.

قال موسى: قول،همزه: استفہامیہ......تقولون للحق: فعل بافاعل وظرف لغو،لما: بمعنی "حین" مضاف،جاء كم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول،همزه: استفہامیہ،سحر: خبر مقدم،هذا: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ......و: حالیہ......لايفلح السحرون: جملہ فعلیہ حال ہے ماقبل "تقولون" کی ضمیر فاعل سے۔

﴿قالوا اجئتنا لتلفتنا عما وجدنا عليه اباء نا﴾.

قالوا: قول،همزه: استفہامیہ،جئتنا: فعل بافاعل،لام: جار،تلفتنا: فعل بافاعل ومفعول......عماوجدنا عليه اباء نا: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،تكون: فعل ناقص،لكما: ظرف مستقر خبر مقدم،الكبرياء: ذوالحال، في الارض: ظرف مستقر حال،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وتكون لكما الكبرياء في الارض وما نحن لكما بمومنين﴾.

و: عاطفہ،تكون: فعل ناقص، لكما: جار مجرور خبر مقدم،والكبرياء: ذوالحال......في الارض: جار مجرور حال...... ملکر اسم مؤخر ،ملکر شبہ جملہ ناقصہ ماقبل پر معطوف ہے،و: عاطفہ......ما: مشابہ بلیس......نحن: اسم......لكما: ظرف لغو مقدم......ب: زائد...... مومنين: اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقال فرعون ائتوني بكل سحر عليم﴾.

و: عاطفہ......قال فرعون: قول......ائتوني: فعل بافاعل ومفعول......ب: جار...... كل: مضاف......سحر عليم: مرکب توصیفی مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما جاء السحرة قال لهم موسى القوا ما انتم ملقون﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فاتوبالسحرة" لما: شرطیہ،جاء السحرة: جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... قال لهم موسى: قول،القوا: فعل امر بافاعل......ما: موصولہ،انتم ملقون: جملہ اسمیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما القوا قال موسی ما جئتم بہ السحر﴾.

ف: عاطفہ......لما: شرطیہ......القوا: جملہ فعلیہ شرط...... قال موسی : قول......ما جئتم بہ: موصول صلہ، ملکر مبتدا ،السحر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ سیبطلہ ان اللہ لا یصلح عمل المفسدین﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ واسم......سیبطلہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... ان اللہ : حرف مشبہ واسم...... لایصلح :فعل نفی با فاعل......عمل المفسدین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویحق اللہ الحق بکلمتہ ولو کرہ المجرمون﴾.

و: عاطفہ......یحق اللہ: فعل وفاعل......الحق: ذوالحال......و: حالیہ......لو: وصلیہ...... کرہ المجرمون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول...... بکلمتہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نوح علیہ السلام کی نصیحت:

۱......اللہ عزوجل اپنے نبی سے فرما رہا ہے کہ آپ ان جھٹلانے والے اور مخالفت کرنے والے کفار مکہ کو نوح کی خبر سنائیں جنہیں ان کی قوم نے جھٹلایا پھر کس طرح اللہ نے ہلاک کر دیا اور تمام کو غرق آب کر کے تباہ و برباد کر دیا، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کفار مکہ کو بھی ایسی ہی تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑے۔

حضرت نوح نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اگر تمہارے درمیان میرا قیام اور دلائل و براہین الٰہیہ کے ساتھ وعظ کرنا تم پر گراں گزرتا ہے تو مجھے کوئی خدشہ نہیں، میں نے تو اللہ عزوجل پر بھروسہ کر رکھا ہے، اس لئے اب مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ تمہارا ردعمل کیا ہوتا ہے اور نہ میں دعوت تبلیغ سے باز آؤں گا۔ تم اپنے شرکاء کی معاونت سے ایک متفقہ فیصلہ کرلو اور میرے خلاف لائحہ عمل ترتیب دے لو ،خوب واضح کرلو جس میں کسی قسم کا کوئی خفا یا التباس نہ ہو۔ پھر اگر تم اپنے آپ کو حق پر گمان کرتے ہو تو میرے ساتھ جو چاہو کر گزرو اور مجھے ایک گھڑی کی مہلت نہ دو، مجھے تمہاری کوئی پرواہ نہیں ہے اور نہ ہی میں تم سے ڈرتا ہوں کیونکہ تمہاری کوئی حقیقت اور حیثیت نہیں جیسا کہ ﴿قَالَ اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (ھود:۵۴)﴾ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بُری جھپٹ پہنچی کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔ ﴿مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ (ھود:۵۵)﴾ تم سب مل کر میرا برا چاہو پھر مجھے مہلت نہ دو۔ ﴿اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ (ھود:۵۶)﴾ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا رب ہے اور تمہارا رب۔ (ابن کثیر، ج۲، ص۵۲۷)

☆......☆لبثی فیکم: بمعنی مکثی بینکم یعنی میرا تمہارے درمیان رہنا۔قد افلح من اتی به: جملہ حالیہ ہے۔

علی امر تفعلونه بی :ای کھلاکی یعنی میری ہلاکت ۔لواب علیه ای علی التذکیر :یعنی نصیحت کرنے پر۔

تســـــع آیـــــــات: ماقبل سورۂ اعراف میں آٹھ نشانیوں کا ذکر گزر چکا جو کہ یہ ہیں عصاء، ید بیضاء، قحط سالی، طوفان ،ٹڈی، جوں، مینڈک، خون اور نویں نشانی اس فرمان میں ہے کہ ﴿ربنا اطمس علی اموالهم﴾ یعنی اے ہمارے رب ان کے مال برباد کردے۔ (الصاوی، ج۳، ص۱۱۳ وغیرہ)

شر کائکم : یعنی اپنے شریکوں کو ساتھ ملالو، یعقوب نے شر کائکم کو اجمعوا کی ضمیر پر عطف کرتے ہوئے پڑھا ہے اور درمیان میں فاصلہ ہونے کی وجہ سے یہ عطف بغیر مرفوع مفصل ضمیر کی تاکید کے بھی جائز ہے۔یعنی تم اور تمہارے شریک مل کر میرے قتل کا یا مجھے کوئی تکلیف پہنچانے کا پختہ ارادہ کرلو۔باقی قراء نے شرکاء پر نصب پڑھی ہے یا تو اس لئے کہ یہ مفعول معہ ہے اور واو بمعنی مـــع ہے ۔الزجاج نے یہی ترکیب بیان کی ہے یا اس کا عطف امـــر کم پر ہے اور مضاف محذوف ہے ای اقـــصـــدوا امـــر کم و امـــر شر کائکم یا یہ فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے ای ادعوا شر کائکم۔

السحر :ابو عمر اور ابو جعفر نے آلسّحر یعنی مد کے ساتھ پڑھا ہے،اس بناء پر کہ ما استفہامیہ مبتدا ہے۔اور جئتم به اس کی خبر ہے ۔اور آسحر مبتداء محذوف کی خبر ہے۔پھر جملہ مـا جئتم به کا بدل ہے تقدیر عبارت یوں ہونی چاہئے اَھُوَ السِّحْرُ اَوِالسِّحْرُ ھُوَ ۔جمہور علماء نے خبر کی بنا پر مد کے بغیر پڑھا ہے یعنی الّذی جئتم به السِّحْرُ یعنی تم اللہ کی نشانیوں کو جادو کہتے ہو وہ جادو نہیں بلکہ جادو تو وہ ہے جو تم نے پیش کیا ہے۔ابن مسعود کی قرائت جمہور کی قرائت کی تائید کرتی ہے مَا جِئْتُمْ بِهٖ سِحْرٌ ۔

(المظهری، ج۳، ص۴۳۱ وغیرہ)

امضوا فیما ماار دتموه: یعنی نفذو احکم جاری کرو،اور ما اردتموه میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ اقضوا کا مفعول محذوف ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان وقضینا الیه ذلک الامر پس مفعول صریح سے عدول کیا گیا ہے۔بیضاوی میں ہے کہ ثم اقضوا یعنی ادوا الی ذلک الامر الذی تریدون بی یعنی تم اس معاملے میں جو کچھ میرے ساتھ کرنا چاہتے ہو کر گزرو۔

من اهلاکهم: عاقبت کا بیان ہے اور فکذلک نفعل بمن کذبک یہ مقصود بالسیاق یعنی سیاق کلام کے عین مطابق ہے۔

عن الایمان بها :یعنی ان نو نشانیوں پر ایمان لانا مراد ہے اور ایک نسخہ میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پر ایمان لانا مراد لیا گیا ہے۔

استفهامیه :یعنی استفہام توبیخ اور تحقیر کے لئے ہے یعنی کون سی چیز ہے جو تم اپنے ساتھ لائے ہو۔ (الجمل، ج۳، ص۳۸۳)

فی الموضعین : وہ دو مقام یہ ہیں جہاں استفہام انکار کے لئے لایا گیا ہے اتقولون للحق......اور دوسرا اسحر هذا ......

(جلالین جهازی سائز حاشیه نمبر ۱۱، ص۱۷۷)

رکوع نمبر:۱۴

﴿فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰی اِلَّا ذُرِّیَّةٌ﴾ طَائِفَةٌ ﴿مِّنْ﴾ اَوْلَادِ ﴿قَوْمِهٖ﴾ اَیْ فِرْعَوْنَ ﴿عَلٰی خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهِمْ اَنْ یَّفْتِنَهُمْ﴾ یُصَرِّفُهُمْ عَنْ دِیْنِهٖ بِتَعْذِیْبِهٖ ﴿وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ﴾ مُتَکَبِّرٍ ﴿فِی الْاَرْضِ﴾ اَرْضِ مِصْرَ ﴿وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِیْنَ (۸۳)﴾ اَلْمُتَجَاوِزِیْنَ الْحَدَّ بِادِّعَاءِ الرُّبُوْبِیَّةِ ﴿وَقَالَ مُوْسٰی یٰقَوْمِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَیْهِ تَوَکَّلُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ (۸۴)﴾ ﴿فَقَالُوْا عَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (۸۵)﴾ اَیْ لَاتُظْهِرْ هُمْ عَلَیْنَا فَیَظُنُّوْا اَنَّهُمْ عَلَی الْحَقِّ فَیَفْتِنُوْا بِنَا ﴿وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِکَ مِنَ الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ (۸۶)﴾ ﴿وَاَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی وَاَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّا﴾ اِتَّخِذَا ﴿لِقَوْمِکُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قِبْلَةً﴾ مُصَلّٰی تُصَلُّوْنَ فِیْهِ لِتَاْمَنُوْا مِنَ الْخَوْفِ وَکَانَ فِرْعَوْنُ مَنَعَهُمْ مِنَ الصَّلٰوةِ ﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ اَتِمُّوْهَا ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (۸۷)﴾ بِالنَّصْرِ وَالْجَنَّةِ ﴿وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَآ اِنَّکَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا رَبَّنَا﴾ اٰتَیْتَهُمْ ذٰلِکَ ﴿لِیُضِلُّوْا﴾ فِیْ عَاقِبَتِهٖ ﴿عَنْ سَبِیْلِکَ﴾ دِیْنِکَ ﴿رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ﴾ اِمْسَخْهَا ﴿وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ﴾ اِطْبَعْ عَلَیْهَا وَاسْتَوْثِقْ ﴿فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ (۸۸)﴾ اَلْمُؤْلِمَ دَعَا عَلَیْهِمْ وَاَمَّنَ هٰرُوْنُ عَلٰی دُعَائِهٖ ﴿قَالَ﴾ تَعَالٰی ﴿قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا﴾ فَمُسِخَتْ اَمْوَالُهُمْ حِجَارَةً وَلَمْ یُؤْمِنْ فِرْعَوْنُ حَتّٰی اَدْرَکَهُ الْغَرَقُ ﴿فَاسْتَقِیْمَا﴾ عَلَی الرِّسَالَةِ وَالدَّعْوَةِ اِلٰی اَنْ یَّاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ ﴿وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (۸۹)﴾ فِیْ اِسْتِعْجَالِ قَضَائِیْ، رُوِیَ اَنَّهٗ مَکَثَ بَعْدَهَا اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ﴿وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ﴾ لَحِقَهُمْ ﴿فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا﴾ مَفْعُوْلٌ لَهٗ ﴿حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَکَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ﴾ اَیْ بِاَنَّهٗ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْکَسْرِ اِسْتِئْنَافًا ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (۹۰)﴾ کَرَّرَهٗ لِیُقْبَلَ مِنْهُ فَلَمْ یُقْبَلْ وَدَسَّ جِبْرِیْلُ فِیْ فِیْهِ مِنْ حَمْاَةِ الْبَحْرِ مَخَافَةَ اَنْ تَنَالَهُ الرَّحْمَةُ وَقَالَ لَهٗ ﴿آٰلْئٰنَ﴾ تُؤْمِنُ ﴿وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ (۹۱)﴾ بِضَلَالِکَ وَاِضْلَالِکَ عَنِ الْاِیْمَانِ ﴿فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ﴾ نُخْرِجُکَ مِنَ الْبَحْرِ ﴿بِبَدَنِکَ﴾ جَسَدِکَ الَّذِیْ لَارُوْحَ فِیْهِ ﴿لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ﴾ بَعْدَکَ ﴿اٰیَةً﴾ عِبْرَةً فَیَعْرِفُوْا عُبُوْدِیَّتَکَ وَلَا یُقْدِمُوْا عَلٰی مِثْلِ فِعْلِکَ، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ بَعْضَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ شَکُّوْا فِیْ مَوْتِهٖ فَاَخْرَجَ لَهُمْ لِیَرَوْهُ ﴿وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ﴾ اَیْ اَهْلِ مَکَّةَ ﴿عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ (۹۲)﴾ لَایَعْتَبِرُوْنَ بِهَا.

﴿ترجمہ﴾

تو موسیٰ پر ایمان نہ لائے مگر ذریت (یعنی ایک گروہ) اس کی قوم میں سے (یعنی اس کی قوم کی اولاد میں سے۔۔۔۔۱۔۔۔۔) فرعون اور اس کے درباریوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ انہیں بہکا نہ دے (عذاب دیکر انہیں ان کے دین سے پھیر نہ دے) اور بیشک فرعون سر اٹھانے والا تھا (تکبر کرنے والا تھا) زمین میں (سرزمین مصر میں) اور بیشک وہ حد سے گزر گیا (خدائی کا دعویٰ کر کے حد سے بڑھنے والوں میں سے ہوگیا) اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم اسلام رکھتے ہو بولے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا اے اللہ ہم کو ظالم لوگوں کے لئے آزمائش نہ بنا (یعنی ہمارے خلاف ان کی مدد نہ فرما کہ وہ یہ سمجھنے لگیں کہ وہ لوگ حق پر ہیں پس وہ ہمارے سبب فتنہ میں پڑیں گے) اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں سے نجات دے اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ بناؤ (تبوا بمعنی اتخذا ہے) مکانات اپنی قوم کے لئے مصر میں (سرزمین مصر میں) اور اپنے گھروں کو قبلہ کرو (نماز پڑھنے کی جگہ کرو جس میں تم نماز پڑھ سکو تا کہ تمہیں خوف سے امن حاصل ہو اس لئے فرعون ان مومنین کو نماز سے روکا کرتا تھا) اور نماز قائم رکھو (نماز کو مکمل کرو) اور مسلمانوں کو خوشخبری سناؤ (مدد آنے کی اور جنت کی) اور موسیٰ نے عرض کی اے رب ہمارے تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو آسائش اور مال دنیا کی زندگی میں دیئے اے رب ہمارے (تو نے انہیں یہ چیزیں عطا فرمائیں) اس لیے کہ تیری راہ سے بہکا دیں (ان آرام اور آسائشوں کے انجام میں تیرے دین سے بہکا دیں) اے رب ہمارے ان کے مال برباد کر دے۔۔۔۔۲۔۔۔۔ (ان کے اموال کو مسخ کر دے) اور ان کے دل سخت کر دے۔۔۔۔۳۔۔۔۔ (اس پر مہر کر دے اور انہیں سخت کر دے) کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں (الیم بمعنی مؤلم ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے دعائے ضرر کی اور حضرت ہارون علیہ السلام نے ان کی دعا پر آمین کہا اللہ عزوجل نے ارشاد) فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی (پس ان کے اموال مسخ کر کے پتھر کر دیئے گئے اور فرعون ایمان نہ لایا حتیٰ کہ اسے ڈوبنے نے آلیا) تو ثابت قدم رہو (تم رسالت اور دعوت دینے پر جب تک ان پر عذاب نہیں آجاتا) اور نادانوں کی راہ نہ چلو (میرے فیصلہ میں جلدی مچانے کے بارے میں، مروی ہے کہ اس دعا کے چالیس سال بعد دعا کی قبولیت تک موسیٰ علیہ السلام ٹھہرے رہے) اور ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے تو ان کا پیچھا کیا (ان کا تعاقب کیا) فرعون اور اس کے لشکروں نے سرکشی اور ظلم کرنے کے لئے (بغیا و عدوا مفعول لہ ہے) یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آلیا بولا میں ایمان لایا کہ (انہ دراصل بانہ ہے اور ایک قرأت میں انہ ان مکسورہ کے ساتھ بطور استیناف ہے) کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں (میں ایمان لایا اس جملہ کی تکرار اس غرض سے کی کہ اس کا ایمان لانا قبول ہو جائے لیکن اس کا ایمان لانا مقبول نہ ہوا، جبرئیل امین علیہ السلام نے اس خوف سے کہ کہیں یہ رحمت نہ پالے اس کے منہ میں سمندر کی کیچڑ ڈال دی اور اسے کہا) کیا اب (تو ایمان لاتا ہے) اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا (اپنی گمراہی اور دوسروں کو ایمان سے گمراہ کرنے کے سبب) آج ہم تیری لاش کو ترا دیں گے (تیری لاش کو

سمندر سے نکال دیں گے) تیرے بدن کو(تیرے جسم کو جس میں روح نہ ہوگی) کہ تو اپنے خلف (یعنی اپنے بعد والوں کے لئے) نشانی ہو(یعنی سامان عبرت ہو لوگ تیرے بندے ہونے کو پہچان لیں اور تیری مثل کام کرنے پر پیش قدمی نہ کریں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے بعض بنی اسرائیلوں کو فرعون کی موت سے متعلق شک ہوا ان لوگوں کے لئے اس کی لاش کو نکالا گیا تاکہ وہ اسے دیکھ لیں)اور بیشک بہت سے لوگ (اھل مکہ میں سے) ہماری آیتوں سے غافل ہیں (ان سے نصیحت حاصل نہیں پکڑتے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فما امن لموسی الا ذریة من قومه علی خوف من فرعون وملائهم ان یفتنهم ﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فالقی موسی عصاہ......مایافکون" ...... ماامن: فعل ماضی منفی......لموسی: ظرف لغو......الا: اداۃ حصر......ذریة: موصوف......من قومه: ظرف مستقر صفت، ملکر ذوالحال......علی: جار بمعنی "مع" مضاف ......خوف: مصدر بافاعل......من: جار...... فرعون وملائهم: معطوف علیہ و معطوف ملکر مبدل منہ......ان یفتنهم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر متعلق بمحذوف حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿وان فرعون لعال فی الارض وانه لمن المسرفین﴾.

و: معترضہ......ان فرعون: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکیدیہ......عال فی الارض: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ، و: اعتراضیہ......انه: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکیدیہ، من المسرفین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿وقال موسی یقوم ان کنتم امنتم بالله فعلیه توکلوا ان کنتم مسلمین ﴾.

و: عاطفہ......قال موسی: قول......یقوم: جملہ ندائیہ......ان: شرطیہ...... کنتم: فعل ناقص بااسم......امنتم بالله: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط......ف: جزائیہ......علیه توکلوا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ......ان: شرطیہ...... کنتم مسلمین: جملہ فعلیہ جزا محذوف'' فعلیه توکلوا'' کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فقالوا علی الله توکلنا ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظلمین ونجنا برحمتک من القوم الکفرین﴾.

ف: عاطفہ......قالوا: قول......علی الله توکلنا: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ...... ربنا: جملہ ندائیہ......لاتجعلنا: فعل نہی بافاعل و مفعول اول......فتنة: موصوف......للقوم الظلمین: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ......و: عاطفہ......نجنا: فعل امر بافاعل "نا" ضمیر ذوالحال......برحمتک: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول......من القوم الکفرین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واوحینا الی موسی واخیه ان تبوا لقومکما بمصر بیوتا﴾.

و: مستانفہ،اوحینا: فعل باقاعل،الی: جار،موسی واخیہ: مجرور،ملکر ظرف لغو،ان: مصدریہ،تبوا: فعل باقاعل،لقومکما: ظرف لغو،بمصر: ظرف مستقر حال مقدم،بیوتا: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واجعلوا بیوتکم قبلة واقیموا الصلوة وبشر المومنین﴾۔

و: عاطفہ.....اجعلوابیوتکم: فعل باقاعل ومفعول.....قبلة: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تبوا" پرمعطوف ہے

و: عاطفہ.....اقیموا الصلوة: فعل امر باقاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وقال موسی ربنا انک اتیت فرعون وملاته زینة واموالا فی الحیوة الدنیا ربنا لیضلوا عن سبیلک﴾۔

و: عاطفہ،قال موسی: قول،ربنا: موکد،ربنا: تاکید،ملکر جملہ ندائیہ،انک: حرف مشبہ واسم،اتیت: فعل باقاعل،فرعون وملاه: مفعول،زینة: موصوف،فی الحیوة الدنیا: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف علیہ،واموالا: معطوف،ملکر مفعول ثانی،لام: جار یضلوا عن سبیلک: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ربنا اطمس علی اموالهم واشدد علی قلوبهم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم﴾۔

ربنا: جملہ ندائیہ.....اطمس علی اموالهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ.....و: عاطفہ.....اشدد علی قلوبهم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ معترضہ.....ف: عاطفہ.....لایومنوا: فعل نہی باقاعل.....حتی: جار.....یروا العذاب الالیم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "لیضلوا عن سبیلک" پر معطوف ہے۔

﴿قال قد اجیبت دعوتکما فاستقیما ولا تتبعن سبیل الذین لا یعلمون﴾۔

قال: قول.....قد: تحقیقیہ.....اجیبت دعوتکما: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ..... ف: فصیحہ.....استقیما: فعل امر باقاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ.....و: عاطفہ.....لاتتبعان: فعل نہی باقاعل.....سبیل الذین لایعلمون: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وجوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتبعهم فرعون وجنوده بغیا وعدوا حتی اذا ادرکه الغرق قال امنت انه لا اله الا الذی امنت به بنو اسرائیل﴾

و: مستانفہ.....جاوزنا: فعل باقاعل.....ببنی اسرائیل: ظرف لغو.....البحر: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ..... و: عاطفہ.....اتبعهم: فعل ومفعول.....فرعون وجنوده: فاعل.....بغیا: معطوف علیہ.....وعدوا: معطوف،ملکر مفعول لہ.....

حتی: جار.....اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم.....ادرکه الغرق: جملہ فعلیہ شرط.....قال: قول.....امنت: فعل باقاعل،انه: حرف مشبہ واسم.....لا: نفی جنس.....اله: موصوف.....الا: بمعنی غیر مضاف.....الذی: موصول.....امنت به بنوا اسرائیل:

جملہ فعلیہ صلہ ،ملکر مضاف الیہ ،ملکر صفت ،ملکر اسم "موجود" محذوف خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جزا ،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور ،ملکر ظرف لغو "اتبع" فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانا من المسلمین الئن وقد عصیت قبل و کنت من المفسدین﴾.

و: عاطفہ......انا: مبتدا......من المسلمین: ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ......ھمزہ: حرف استفہام......الئن: ظرف متعلق بفعل محذوف "امنت" فعل با "ت" ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......قد: تحقیقیہ......عصیت قبل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......کنت من المفسدین: جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر حال ،ملکر فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک ایة وان کثیرا من الناس عن ایتنا لغفلون﴾.

ف: مستانفہ......الیوم: ظرف مقدم......ننجیک: فعل بافاعل "ک" ضمیر ذوالحال......ببدنک: ظرف مستقر حال ،ملکر مفعول ،لام: جار......تکون: فعل ناقص بااسم......لمن خلفک: ظرف مستقر حال مقدم......ایة: ذوالحال ،ملکر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا بیان:

۱......آیت مبارکہ ﴿آمن لموسیٰ الا ذریة من قومه﴾ اللہ عزوجل نے اس بات کا ذکر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی خاطر کے لئے فرمایا، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں سے کثیر لوگوں کے ایمان کا اہتمام فرماتے رہے، اور لوگوں کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے ،کفر اور تکذیب جیسے معاملات پر مصر رہنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملاقات کرنے سے اکتانے لگے تو اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی کی خاطر بیان فرمایا کہ یہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت عظیمہ ہے اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام بھی عظیم معجزات لائے تھے لیکن پھر بھی ﴿فما آمن له الا ذرية﴾ اور لفظ ذریۃ ایسا اسم ہے جو کہ قلیل تعداد پر بولا جاتا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ الذریۃ بمعنی القلیلۃ ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد تصغیر اور قلیل تعداد مراد ہے، اور آیت مبارکہ میں موجود ھاء کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کس جانب راجع ہے ایک قول کے مطابق یہ قومه سے بطور کنایہ مذکور ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی جانب راجع ہے اور اس سے موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل جو کہ مصر میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہے مراد لی گئی ہے۔مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہے جن کی جانب بنی اسرائیل سے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا گیا جن کے آباء ہلاک ہو چکے تھے اور اولاد باقی تھی، پس اس اعتبار سے ذریۃ کہا اور ان کے باپ دادے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے اس وجہ سے تھے کہ وہ بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی بنی اسرائیل ہی میں سے تھے۔ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ

قوم ہے جو فرعون کے قتل سے نجات پا گئی اور یہ معاملہ ایسے ہوا کہ جب فرعون نے بنی اسرائیل کے قتل کا حکم دیا تو اس وقت بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جب اس نے بچہ جنا تو اپنا بچہ قبطیوں کو ہبہ کر دیا کہ کہیں فرعون اسے بھی قتل نہ کرا دے، پس وہ بچہ قبطیوں میں پلا بڑھا پھر جس دن موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ غالب آیا تو قبطی ان پر ایمان لے آئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے فرمایا کہ ذریۃ من قومہ بمعنی من بنی اسرائیل ہے اور ھاء فرعون کی جانب راجع ہے یعنی سوائے فرعون کی ذریۃ کے سب ایمان لے آئے۔ عطیہ نے کہا کہ ایمان لانے والے فرعون کی قوم کے لوگ تھے جو تعداد کے اعتبار سے کم تھے اور وہ یہ تھے فرعون کی بیوی، اس کا خازن، اس کے خازن کی بیوی اور فرعون کو کنگھا کرنے والا نوکر بھی مومن تھا۔ فراء نے کہا کہ انہیں ذریۃ اس لئے کہا کہ ان کے باپ قبطی اور مائیں بنی اسرائیلی تھیں اور انسان ایمان لانے کے معاملے میں اپنی ماں اور خالاؤں کی پیروی کرتا ہے جس طرح اہل فارس کی اولاد کو ذریۃ کہا جاتا ہے جنہوں نے اپنے بیٹوں کو یمن میں ڈال دیا تھا اس لئے کہ ان کی مائیں دوسری قوم سے تھیں۔ (الجمل، ج۳، ص۳۸۸)

مال کی ہلاکت:

۲......الطمس کے معنی ہیں کسی چیز کے اثر کو مٹا کر ختم کر دینا، اور الطمس علی اموالھم سے مراد کسی چیز کی صورت اور ہیئت کو مٹا دینا۔ مجاہد نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ ان کے مال کو ہلاک کر دے۔ اکثر مفسرین نے کہا کہ ان کے مال کو مسخ کر دے اور ان کی ہیئت کو بدل دے۔ قتادہ نے کہا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ان کے مال، کھیتاں، برتن، ہیرے جواہرات سب پتھر ہو گئے، محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ ان کے مال پتھر کی مثل ہو گئے، اور ایسا بھی ہوا کہ آدمی اپنی اہلیہ کے ساتھ ہوتا اور دونوں پتھر ہو جاتے یہاں تک کہ اس کی اہلیہ روٹی لئے اس کے سامنے پتھر بنی کھڑی ہے اور یہ قول ضعیف ہے اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو ان کے مال کی ہلاکت کی دعا فرمائی تھی نہ کہ ان کے اپنے مسخ ہونے کی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے فرمایا ہمیں یہ بات پہنچی کہ ان لوگوں کے دراہم اور دینار منقش پتھر ہو گئے جن کی ہیئت پلیٹوں اور برتنوں کی طرح تھی، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے ایک تھیلا منگوایا جس میں فرعونیوں کے بقایا جات تھے، اس میں سے ایک ٹوٹا ہوا انڈہ جو کہ پتھر ہو چکا تھا اور اخروٹ نکلا وہ بھی پتھر ہو چکا تھا، سدی نے کہا کہ اللہ عزوجل نے ان کے اموال کو پتھر کی صورت میں مسخ کر دیا اسی طرح ان کے کھجور اور پھلوں کے باغات کو آٹے اور دوسرے کھانوں کو پتھر بنا دیا اور یہ موسیٰ علیہ السلام کی نو نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔ (الجمل، ج۳، ص۳۹۱)

دلوں کی سختی:

۳......ان کے دلوں کو سخت فرما دے اور ان پر مہر لگا دے تا کہ ان میں نرمی نہ پیدا ہو اور نہ ایمان کو قبول کرنے کے لئے ان کے دلوں میں انشراح (کشادگی) ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ میری نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا بلکہ یہ سرکش سے سرکش ہوئے چلے جا رہے ہیں تو آپ علیہ السلام نے ان کے لئے دعائے ضرر فرمائی اور آپ علیہ السلام کو بذریعہ وحی معلوم ہو چکا تھا کہ یہ ایمان نہ

لائیں گے۔ان کے ایمان نہ لانے سے قبل ان کے لئے دعا کرنا جائز نہ تھا اس لئے کہ آپ علیہ السلام کا کام تو ان کو ایمان کی دعوت دینا تھا ایمان نہ لانے کی دعا کیسے کر سکتے تھے؟ اگر یہ کہا جائے کہ جب آپ علیہ السلام کو معلوم ہو چکا تھا کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے تو پھر اس دعائے ضرر کا کیا فائدہ؟ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ شاید اللہ عزوجل کی رضا کے لئے دشمنوں سے بغض کا اظہار تھا یا اللہ عزوجل کے حکم کی پیروی میں آپ علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی۔مثلاً تم بھی کہتے ہو کہ ابلیس پر اللہ کی لعنت ہو حالانکہ یہ بات واضح ہے کہ وہ پہلے ہی ملعون ہے حقیقت میں یہ اللہ عزوجل کے حکم ان الشیطن لکم عدوا فاتخذوہ عدوا کی پیروی کرنا ہے۔ (المظھری ،ج۳،ص۴۳۵)

☆......☆اطبع علیھا :ای اختم علیھا یعنی ان کے دلوں پر مہر لگا دے،طبع علی شیء (یعنی کسی چیز پر مہر کرنا) باب نفع سے بمعنی ختم علیہ ہے۔اور مفسر کا قول وامن ھارون علی دعائہ یعنی حضرت ہارون علیہ السلام نے موسی علیہ السلام کی دعا پر آمین فرمایا اور یہ بھی اللہ عزوجل کے فرمان دعوتکما کے مطابق دعا کرنا ہی کہلائے گا۔

حتی ادرکہ الغرق:یعنی اسے اس کے ایمان لانے نے فائدہ نہ دیا(جب کہ وہ ڈوبتے ہوئے ایمان کا اقرار کررہا تھا)۔

ان یفتنھم:یہ فرعون سے بدل اشتمال ہے یعنی فرعون کے فتنہ کے خوف سے،یا خوف کا مفعول ہے یا لام کے حذف کے بعد مفعول لہ ہے

لا تظھر علینا: یعنی انہیں ہم پر غلبہ نہ دے،ایک نسخہ میں فیفتتنوا بنا ہے یعنی اگر تو انہیں ہم پر مسلط کرے تو ان کے دل میں یہ بات آئے گی کہ اگر ہم حق پر نہ ہوتے تو اللہ ہمیں ان پر مسلط نہ کرتا اور یہ ان کے کفر پر جمے رہنے کے حوالے سے قوی شبہ ہوگا،پس اس لحاظ سے ان کا ہم پر مسلط ہونا ان کے لئے فتنہ ہے۔ لتأمنوا من الخوف: ای من الفراعنۃ یعنی جب تم کلیسہ اور کنائس وغیرہ میں نماز پڑھو،بنی اسرائیل نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ ہم اپنی نماز کو دوسروں پر ظاہر کرتے ہوئے نہیں پڑھ سکتے تو اللہ عزوجل نے انہیں اجازت دی کہ اپنے گھروں میں نماز ادا کریں۔ننجیک من البحر: پس اللہ عزوجل نے دریا کو حکم دیا کہ اس کی لاش کو کنارے پر ڈال دو،پس جب بنی اسرائیل نے دیکھا تو اس کی موت کی تحقیق کی اللہ عزوجل نے دوبارہ اسے دریا میں ڈال دیا۔ایک قول یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے اسے دیکھ کر پہچانا،اس وقت پھر کسی پانی نے کبھی کسی مردہ کو قبول نہیں کیا۔ (الجمل،ج۳،ص۳۸۸ وغیرہ)

فمسخت اموالھم :یعنی دینار،دراہم،کھجوروں کے باغات،کھیتیاں،پھل،روٹی،انڈے وغیرہ سب برباد ہو گئے،ایک قول یہ کیا گیا کہ مسخ کردئے گئے،ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ایسا بھی ہوا کہ آدمی اپنی اہلیہ کے ساتھ ہوتا اور دونوں پتھر ہو جاتے یہاں تک کہ اس کی اہلیہ روٹی لئے اس کے سامنے پتھر بنی کھڑی ہے اور یہ قول ضعیف ہے اس لئے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے تو ان کے مال کے مسخ ہونے کی دعا فرمائی تھی نہ کہ اپنے مسخ ہونے کی۔روی انہ:فرعونیوں پر عذاب نازل ہونے سے پہلے جب کہ حضرت موسی علیہ السلام ان میں دعا کے بعد چالیس سال تک دعوت تبلیغ فرماتے رہے،اور عذاب کی دعا کی قبولیت میں تاخیر حکمت تھی جو کہ اللہ نے آپ علیہ السلام کو سکھائی۔

فیعرفوا عبودیتک :یعنی اس کا دعوی الوہیت باطل ہوا اس لئے کہ معبود کو موت کبھی نہیں آتی۔

السموھا: اسے یعنی نماز کو اس کی شرائط، ارکان معلومہ سمیت پورا کرو، "اٰتیتھم ذلک" اس سے جملہ تاکیدات کو پورا کرنا مراد ہے (کہ فرعونیوں کو دنیا میں مال، عیش وآسائش سب کچھ ملی ہے) اور "لیضلوا" میں لام عاقبت اور صیرورت کے لئے ہے اور اس جانب کہ لام عاقبت کے لئے ہے مفسر کا قول "فی عاقبتہ" سے اشارہ ملتا ہے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۱۱۷ وغیرہ)

قبلۃ: مراد اس سے مساجد ہیں جن میں قبلہ کی سمت توجہ کی جاتی ہے، یا کعبہ معظمہ مراد ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کعبہ معظمہ میں نماز پڑھتے تھے، انہیں سب سے پہلے یہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنے گھروں میں نماز کا اہتمام فرمائیں تا کہ ان کا ایمان ظاہر نہ ہو اور لوگ انہیں اذیت نہ دیں، اور لوگ ان کے دین میں فتنہ نہ کرنے پائیں جس طرح ابتدائے اسلام میں مسلمان مکہ مکرمہ میں نماز نہ پڑھتے تھے کہ مبادا کہیں کوئی فتنہ ہو جائے۔ (المدارک، ج ۲، ص ۳۷)

وقال لہ: مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام فرعون کے پاس ایک استفتاء لائے جس کا مضمون یہ تھا کہ اس بادشاہ کا کیا حکم ہے ایسے غلام کے حق میں جس نے ایک شخص کے مال ونعمت میں پرورش پائی پھر اس کی ناشکری کی اور اس کے حق کا منکر ہو گیا اور اپنے آپ مولیٰ ہونے کا مدعی بن گیا اس پر فرعون نے یہ جواب لکھا کہ جو غلام اپنے آقا کی نعمتوں کا انکار کرے اور اس کے مقابل آئے اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو دریا میں ڈبو دیا جائے جب فرعون ڈوبنے لگا تو حضرت جبرئیل نے اس کا وہی فتویٰ اس کے سامنے کر دیا اور اس کو اس نے پہچان لیا۔ (کنز الایمان مع خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۱۹۴)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿وَلَقَدْ بَوَّاْنَا﴾ اَنْزَلْنَا ﴿بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ﴾ مَنْزِلَ كَرَامَةٍ وَهُوَ الشَّامُ وَمِصْرُ ﴿وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ فَمَا اخْتَلَفُوْا﴾ بِاَنْ آمَنَ بَعْضٌ وَكَفَرَ بَعْضٌ ﴿حَتّٰی جَآءَهُمُ الْعِلْمُ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ (۹۳)﴾ مِنْ اَمْرِ الدِّیْنِ بِاِنْجَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَتَعْذِیْبِ الْكَافِرِیْنَ ﴿فَاِنْ كُنْتَ﴾ یَامُحَمَّدُ ﴿فِیْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ﴾ مِنَ الْقَصَصِ فَرْضًا ﴿فَسْئَلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ﴾ التَّوْرَاةَ ﴿مِنْ قَبْلِكَ﴾ فَاِنَّهُ ثَابِتٌ عِنْدَهُمْ یُخْبِرُوْكَ بِصِدْقِهِ، قَالَ ﷺ لَا اَشُكُّ وَلَا اَسْأَلُ ﴿لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ (۹۴)﴾ اَلشَّاكِّیْنَ فِیْهِ ﴿وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (۹۵)﴾ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ﴾ وَجَبَتْ ﴿عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ﴾ بِالْعَذَابِ ﴿لَا یُؤْمِنُوْنَ (۹۶)﴾ ﴿وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ (۹۷)﴾ فَلَا یَنْفَعُهُمْ حِیْنَئِذٍ ﴿فَلَوْلَا﴾ فَهَلَّا ﴿كَانَتْ قَرْیَةٌ﴾ اُرِیْدَ اَهْلُهَا ﴿اٰمَنَتْ﴾ قَبْلَ نُزُوْلِ الْعَذَابِ بِهَا ﴿فَنَفَعَهَآ اِیْمَانُهَآ اِلَّا﴾ لٰكِنْ ﴿قَوْمَ یُوْنُسَ

لَمَّآ اٰمَنُوْا ﴾ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْعَذَابِ وَلَمْ يُؤَخِّرُوْا اِلٰى حُلُوْلِهٖ ﴿كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ (۹۸)﴾ اِنْقِضَاءِ آجَالِهِمْ ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ ﴾ بِمَا لَمْ يَشَاءِ اللّٰهُ مِنْهُمْ ﴿حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (۹۹)﴾ لَا ﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ بِاِرَادَتِهٖ ﴿وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ ﴾ اَلْعَذَابَ ﴿عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ (۱۰۰)﴾ يَتَدَبَّرُوْنَ آيَاتِ اللّٰهِ ﴿قُلِ ﴾ لِكُفَّارِ مَكَّةَ ﴿انْظُرُوْا مَاذَا ﴾ اَيِ الَّذِيْ ﴿فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ مِنَ الْآيَاتِ الدَّالَّةِ عَلٰى وُحْدَانِيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ ﴾ جَمْعُ نَذِيْرٍ اَيِ الرُّسُلُ ﴿عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ (۱۰۱)﴾ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ اَيْ مَا تَنْفَعُهُمْ ﴿فَهَلْ ﴾ فَمَا ﴿يَنْتَظِرُوْنَ ﴾ بِتَكْذِيْبِكَ ﴿اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ مِنَ الْاُمَمِ اَيْ مِثْلَ وَقَائِعِهِمْ مِنَ الْعَذَابِ ﴿قُلْ فَانْتَظِرُوْا ﴾ ذٰلِكَ ﴿اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ (۱۰۲)﴾ ﴿ثُمَّ نُنَجِّيْ ﴾ اَلْمُضَارِعُ لِحِكَايَةِ الْحَالِ الْمَاضِيَةِ ﴿رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ مِنَ الْعَذَابِ ﴿كَذٰلِكَ ﴾ اَلْاِنْجَاءِ ﴿حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۰۳)﴾ اَلنَّبِيَّ ﷺ وَاَصْحَابَهٗ حِيْنَ تَعْذِيْبِ الْمُشْرِكِيْنَ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے جگہ دی (یعنی ہم نے اتارا) بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ (عزت و کرامت کی جگہ مراد اس سے شام اور مصر ہے......۱......) اور انہیں ستھری روزی عطا کی تو اختلاف میں نہ پڑے (یوں کہ بعض ایمان لیکر آئے اور بعض نے کفر کیا......۲......) مگر علم آنے کے بعد بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کردے گا جس میں جھگڑتے تھے (یعنی دین کے معاملے میں جھگڑتے تھے، اللہ ﷻ مومنین کو نجات اور کافروں کو عذاب دیکر فیصلہ فرمائے گا) اور اگر تمہیں (اے محمد ﷺ) کچھ شبہ ہو اس میں جو ہم نے تمہاری طرف اتارا (یعنی قرآنی قصوں میں بالفرض تمہیں شک ہو......۳......) تو ان سے پوچھ دیکھ جو کتاب (یعنی تورات) پڑھنے والے ہیں تجھ سے پہلے (کہ بلاشبہ یہ ان کے نزدیک ثابت ہے وہ تمہیں اس کے سچے ہونے کی خبر دیں گے نبی پاک ﷺ نے فرمایا مجھے نہ تو شک ہے اور نہ میں کسی سے پوچھوں گا) بیشک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا تو تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو (اس کے بارے میں ، ممترین بمعنی شاکین ہے) اور ہرگز ان میں نہ ہونا جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں کہ تو خسارے والوں میں ہو جائے گا بیشک وہ جن پر ٹھیک پڑ چکی (لازم ہو چکی) تیرے رب کی بات (عذاب دینے کی) ایمان نہ لائیں گے اگر چہ سب نشانیاں ان کے پاس آئیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں (پس اس وقت ایمان لانا انہیں نفع نہ دیگا) تو نہ ہوئی ہوتی (لولا بمعنی ھلا ہے) کوئی بستی (مراد بستی والے ہیں) کہ ایمان لاتی (عذاب نازل ہونے سے پہلے) تو اس کا ایمان کام آتا مگر (لیکن) یونس کی قوم جب ایمان

لائے ......ہے......(جس عذاب کا انہیں وعدہ دیا گیا تھا اس کی نشانیوں کو دیکھتے وقت یہ لوگ ایمان لائے اور ایمان لانا انہوں نے عذاب اترنے تک کیلئے موخر کیا) ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور ایک وقت انہیں برتنے دیا (ان کی عمروں کے مکمل ہونے تک) اور اگر تمہارا رب چاہتا زمین میں جتنے ہیں سب کے سب ایمان لیکر آتے تو کیا تم لوگوں کو زبردستی کرو گے (کہ جس کے بارے میں اللہ ﷻ کی مشیت نہ ہو) یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں (تم ایسا نہیں کرو گے) اور کسی جان کی قدرت نہیں کہ ایمان لائے مگر اللہ کے اذن سے (اس کے ارادے سے) اور ڈالتا ہے عذاب (رجس یعنی عذاب ہے) ان پر جنہیں عقل نہیں (جو اللہ ﷻ کی آیتوں میں غور و فکر نہیں کرتے) تم فرماؤ (کفار مکہ سے) دیکھو کیا ہے (یعنی دیکھو جو ہے) آسمانوں اور زمین میں (نشانیاں جو اللہ ﷻ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں) اور آیتیں اور رسول انہیں کچھ نہیں دیتے (نذر جمع نذیر ہے بمعنی رسل) جن کے نصیب میں ایمان نہیں (اللہ ﷻ کے علم میں یعنی یہ انہیں نفع نہ دیں گے) یہ انتظار نہیں کر رہے (آپ ﷺ کو جھٹلا کر، ھل بمعنی ما نافیہ ہے) مگر انہیں لوگوں کے سے دنوں کا جو ان سے پہلے ہو گزرے (دیگر امتوں کا، یعنی ان کی مثل عذاب نازل ہونے کا) تم فرماؤ تو انتظار کرو (اس کا) میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں پھر ہم نجات دیں گے (فعل مضارع بمعنی گذشتہ حال کے بیان کیلئے ہے) اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو (عذاب سے) اسی طرح (نجات دینا) ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کو نجات دینا (یعنی مشرکین کو عذاب دیتے وقت نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کو نجات دینا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد بوانا بنی اسرائیل مبوا صدق ورزقنهم من الطیبت﴾.

و: مستانفہ، لام: تاکید......قد: تحقیقیہ، بوانا نبی اسرائیل: فعل با فاعل ومفعول، مبوا صدق: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......و: عاطفہ، رزقنهم من الطیبت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فما اختلفوا حتی جاء هم العلم﴾.

ف: عاطفہ، ما اختلفوا: فعل نفی با فاعل، حتی: جار، جاء هم العلم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربک یقضی بینهم یوم القیمة فیما کانوا فیه یختلفون﴾.

ان ربک: حرف مشبہ واسم...... یقضی بینهم: فعل با فاعل وظرف......یوم القیمة: ظرف ثانی......فیما کانوا فیه یختلفون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرء ون الکتب من قبلک﴾.

ف: مستانفہ......ان: شرطیہ...... کنت: فعل ناقص با اسم......فی: جار......شک: موصوف......مما انزلنا الیک:

ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......اسئل: فعل امر با فاعل......الذین یقرء ون الکتب: موصول صلہ،ملکر ذوالحال......من قبلک: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لقد جاء ک الحق من ربک فلا تکونن من الممترین﴾.

لام: تاکید،قد: تحقیقیہ،جاء ک: فعل ومفعول،الحق: فاعل،من ربک: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ،ف: عاطفہ،لا: ناھیہ،تکونن: فعل ناقص بااسم،من الممترین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تکونن من الذین کذبوا بایت اللہ فتکون من الخسرین﴾

و: عاطفہ،لا: ناھیہ،تکونن: فعل ناقص بااسم،من: جار،الذین کذبوا بایت اللہ: موصول صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ،ف: سببیہ،تکون: فعل ناقص بااسم،من الخسرین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب نہی واقع ہے۔

﴿ان الذین حقت علیھم کلمت ربک لا یومنون ولو جاء تھم کل ایة حتی یروا العذاب الالیم﴾.

ان: حرف مشبہ......الذین: موصول......حقت علیھم کلمت ربک: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر اسم...... لایومنون: فعل نفی واوضمیر ذوالحال......و: حالیہ......لو: وصلیہ......جاء تھم کل ایة: فعل ومفعول وفاعل......حتی: جار......یروا العذاب الالیم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلولا کانت قریة امنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس﴾

ف: مستانفہ......لولا: تحضیہ......کانت: فعل تام......قریة: موصوف......امنت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فنفعھا ایمانھا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صفت،ملکر مستثنی منہ......الا: حرف استثناء......قوم یونس: مستثنی،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لما امنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا ومتعنھم الی حین﴾.

لما: شرطیہ......امنوا: جملہ فعلیہ شرطیہ...... کشفناعنھم: فعل بافاعل وظرف لغو......عذاب الخزی: ذوالحال،فی الحیوة الدنیا: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......متعنھم: فعل بافاعل ومفعول،الی حین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولو شاء ربک لامن من فی الارض کلھم جمیعا﴾.

و: مستانفہ......لو: شرطیہ......شاء ربک: جملہ فعلیہ شرط...... لام: تاکید......امن: فعل......من فی الارض: موصول صلہ ملکر مؤکد......کلھم: تاکید،ملکر ذوالحال......جمیعا: حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین﴾.

ھمزہ: حرف استفہام......ف: عاطفہ......انت: مبتدا......تکرہ الناس: فعل بافاعل ومفعول......حتی: جار ،یکونوا مؤمنین: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......کان: فعل ناقص......لنفس: ظرف مستقر خبر مقدم......ان: مصدریہ......تومن: فعل بافاعل ،الا: اداۃ حصر......باذن اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون﴾.

و: عاطفہ،یجعل الرجس: فعل بافاعل ومفعول،علی: جار،الذین لایعقلون: موصول صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ

﴿قل انظروا ما ذا فی السموت والارض﴾.

قل: قول......انظروا: فعل امر بافاعل......ماذا: اسم استفہام مبتدا......فی السموٰت والارض: ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما تغنی الایت والنذر عن قوم لا یومنون﴾.

و: معترضہ......ماتغنی: فعل نفی......الایت والنذر: فاعل......عن: جار......قوم: موصوف......لایومنون: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فهل ینتظرون الا مثل ایام الذین خلوا من قبلهم﴾.

ف: مستانفہ......هل: حرف استفہام......ینتظرون: اسم فاعل بافاعل......الا: اداۃ حصر......مثل: مضاف......ایام: موصوف......الذین خلوا من قبلهم: موصول صلہ،ملکر صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل فانتظروا انی معکم من المنتظرین﴾.

قل: قول......ف: فصیحہ......انتظروا: فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ......ان: حرف مشبہ......ی: ضمیر ذوالحال......معکم: ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر اسم ......من المنتظرین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم ننجی رسلنا والذین امنوا کذلک حقا علینا ننج المومنین﴾.

ثم: عاطفہ،ننجی: فعل بافاعل،رسلنا: معطوف علیہ،والذین امنوا: معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ محذوف جملہ "نهلک الامم" پر معطوف ہے،کذلک: ظرف مستقر "انجاء" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم

،نبج المومنین: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ، حقا علینا: شبہ جملہ فعل محذوف "یحق" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بنی اسرائیل کی عزت افزائی :

۱......یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو قابل تعریف ٹھیک عزت کی جگہ عطا فرمائی، اہل عرب کا طریقہ ہے کہ جب کسی جگہ کی تعریف کرتے ہیں تو اس کی اضافت صدق کی جانب کرتے ہیں جیسے قدم صدق اور رجل صدق ،اسی لئے اللہ ﷻ نے بھی ﴿مبوأ صدق﴾ فرمایا۔وھو الشام ومصر ایک قول کیا گیا ہے کہ فقط مصر کو عزت کی جگہ عطا فرمائی کیونکہ کہ یہ سرزمین فرعون اور اس کی قوم کے زیر تسلط تھی ،دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اس سے سرزمین شام یعنی بیت المقدس اور اردن کی سرزمین ہے کیونکہ یہ شہر سر سبز وشاداب اور خیر وبرکت سے بھرپور شہر تھے۔ (الجمل، ج۳،ص۳۹۷،الصاوی، ج۳،ص ۱۲۰)

قرآن کو علم کہنے کی وجہ کیا تھی؟

۲......سید عالم ﷺ جب مبعوث ہوئے تو بعض لوگ جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام ایمان لائے اور بعض نے حسد کرتے ہوئے انکار کیا۔ایک قول یہ کیا گیا کہ اس اختلاف سے مراد قرآن کا علم ہے،اور قرآن کو علم کا نام دیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن علم کے حاصل کرنے کا سبب ہے۔اور قرآن اختلاف کے ختم کرنے کا بھی سبب ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں (۱) یہود سید عالم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی آپ ﷺ کے اوصاف اور نعت سے باخبر تھے اور مشرکین سے اس بارے میں فخر کیا کرتے تھے، پھر جب سید عالم ﷺ مبعوث تو یہود نے سرکشی اور حسد کی وجہ سے ان پر ایمان لانے سے انکار کیا اور اس لئے بھی انکار کیا کہ ان کی ریاست کے معاملات برقرار رہیں، پس ان میں سے بعض ایمان لائے اور غالب اکثریت نے انکار کیا۔(۲) یہود نزول قرآن سے پہلے ایک ہی دین پر قائم تھے پھر جب قرآن مجید نازل ہوا تو ایک گروہ ایمان لایا اور دوسرا انکار کر گیا۔ (الجمل، ج۳،ص۳۹۷)

قرآن میں کسے شک تھا؟

۳......مفسر علیہ الرحمۃ نے فرضاً فرمایا ہے اور یہ ان کنت فی شک کے متعلق ہے، یعنی آپ ﷺ کو قرآن کے وقوع میں کوئی شک ہونا محال ہے اور یہ فرض فرض محال کے قبیل سے ہے، اور یہ ایک جواب ہے دوسرا قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ خطاب تو سید عالم ﷺ سے کیا گیا ہے لیکن اس سے مراد دوسرے لوگ ہیں، ایک قول کے مطابق معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ (الجمل، ج۳،ص۳۹۷)

قرآن میں ایسی آیات بینات ہیں جس سے یہ بات اظہر من الشمس کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ سید عالم ﷺ کی ذات ستودہ صفات کو قرآن مجید میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہوسکتا۔(۱) ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (یونس:۱۰۴)﴾ تم فرماؤ اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے کسی شبہ میں ہو تو میں تو اسے نہ پوجوں

گا جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔(۲)﴿وَ لَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (الزمر:٦٤)﴾ اور بیشک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اسے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو ہار میں رہے گا۔

اگر سید عالم ﷺ جو کہ شارح ہیں، اللہ کے احکامات عام لوگوں تک پہچانے والے ہیں اگر آپ ﷺ ہی شک وتردد میں مبتلا ہوں تو پھر باقی مخلوق کا خدا ہی حافظ ہو جائے گا۔لہذا یہ بات ماننا پڑے گی کہ سید عالم ﷺ کو قرآن میں یا کسی احکام میں کسی قسم کا کوئی شک نہ تھا بلکہ یہ خطاب سید عالم ﷺ کو تھا اور مراد اس سے عام لوگ تھے۔

حضرت یونس علیہ السلام کا نسب اور انکی قوم پر عذاب کا واقعہ !

☆......حضرت یونس علیہ السلام کا نسب یہ ہے: لاوی بن یعقوب بن اسحق بن ابراھیم کے نواسے ہیں، شام کے رہنے والے اور بعلبک کے عمال میں سے تھے، ایک قول کے مطابق یہ بچپن میں فوت ہو گئے تھے ان کی والدہ ماجدہ نے اللہ عزوجل کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام سے اس بارے میں عرض کی، ان کی دعا کی برکت سے اللہ عزوجل نے انہیں دوبارہ زندہ کیا۔یہ اپنی ماں کے اکلوتے فرزند تھے، چالیس سال کی عمر میں آپ علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا، آپ علیہ السلام بنی اسرائیل کے عبادت گزاروں میں سے تھے اور اپنے دین کو بچانے کے لئے شام چلے گئے اور دجلہ کے کنارے پہنچ گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اہل نینوا کی جانب بھیجا جو کہ دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے جہاں موصل نامی شہر ہے وہاں کا ایک قدیم شہر نینوا بھی ہے۔ (مختصر تاریخ دمشق، ج۲۸،ص۱۰۵)

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو بت پرستی ترک کرنے کی اور توحید پر قائم رہنے کی دعوت دی تو انہوں نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو خبر دی کہ تین دن کے بعد ان پر عذاب آئے گا، جب ان پر آثار ظاہر ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کے مطابق ان کے اور عذاب کے مابین صرف دو تہائی میل کا فاصلہ رہ گیا تھا، مقاتل کے قول کے مطابق ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تھا، ابو صالح فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ انہوں نے عذاب کی تپش اپنے کندھوں پر محسوس کی، بعض نے کہا کہ آسمان پر سیاہ رنگ کے بادل نمودار ہو گئے اور بہت سخت دھواں ظاہر ہونے لگا، جس نے ان کے شہر کو ڈھانپ لیا، اور ان کے مکانوں کی چھتیں سیاہ پڑ گئیں، جب ان کو ہلاکت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور اپنے سروں پر راکھ ڈالنے لگے، اور تمام لوگ بڑے چھوٹے سب ہی ایک میدان میں جمع ہو گئے اور سب نے با آواز بلند اللہ تعالیٰ کی بارگاہ صمدیت میں توبہ کی اور صدق دل سے معافی چاہی اور کہا کہ ہم حضرت یونس علیہ السلام کے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی توبہ ایسی تھی کہ انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ جو زیادتیاں کی تھیں ان کی بھی تلافی کر لی حتی کہ اگر کسی نے دوسرے کا پتھر دیوار میں لگایا تھا تو وہ بھی اکھاڑ کر واپس کر دیا۔اور ابوالجلد

نے کہا کہ جب ان پر عذاب کے آثار نمودار ہوئے تو وہ اپنے بڑے بوڑھے عالم کے پاس گئے اور اس سے عذاب سے نجات کے متعلق سوال کیا اس نے کہا کہ یہ کہو: یاحی حین لاحی یاحی محی الموتی یاحی لااله الا انت یعنی اے زندہ! جب کوئی زندہ نہ ہو، اے زندہ! مردوں کو زندہ کرنے والے، اے زندہ! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

جب انہوں نے یہ کلمات کہے تو ان سے عذاب کو دور کردیا گیا۔ مقاتل نے کہا کہ وہ چالیس دن تک اللہ ﷻ سے فریاد کرتے رہے، پھر ان سے عذاب کو دور کیا گیا۔ دس محرم جمعہ کے دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس سے جا چکے تھے، ان سے کہا گیا کہ آپ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس چلے جائیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا: **میں ان کے پاس کیسے جاؤں؟، وہ مجھ کو جھوٹا قرار دیں گے** اور ان کے ہاں دستور یہ تھا کہ جو شخص جھوٹا ثابت ہو اور اس کے پاس اپنی سچائی پر کوئی دلیل نہ ہو اس کو قتل کردیا جاتا تھا، تب حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کی ناراضگی کے سبب دریا کی جانب چلے گئے اور مچھلی نے انہیں نگل لیا (ابن کثیر، ج۲، ص۵۳۷)

عذاب کو دیکھنے کے باوجود قوم یونس کی دعا قبول ہوئی جب کہ فرعون نے عذاب کو دیکھ کر دعا مانگی تو اس کی دعا قبول نہ ہوئی، اس کے کئی جوابات دیئے جاسکتے ہیں چنانچہ **علامہ خازن** نے اس کے تین جواب ارشاد فرمائے ہیں۔(۱) عذاب دیکھ کر دعا کرنا قوم یونس کے ساتھ خاص ہے کیونکہ و الله يفعل مايشاء ويحكم ما يريد کہ اللہ جو چاہے کرے اور جس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے۔(۲) فرعون اس وقت ایمان کا دعوے دار ہوا جب کہ اسے عذاب کی خبر دی گئی اور نجات کی امید ہی نہ رہی اور قوم یونس سے عذاب دور تھا اور عذاب ان پر نازل نہ ہوا تھا اور انہیں عذاب کی خبر نہ دی گئی پس وہ ان مریض کی مثل تھے جو موت سے خوف کرے اور نجات کی امید رکھے۔(۳) اللہ ﷻ نے اپنے علم سے یہ بات جان لی کہ قوم یونس کی دعا سچے دل سے ہے جب کہ فرعون نے سچے دل سے دعا نہ مانگی تھی اسی وجہ سے فرعون کا ایمان لانا نا قابل قبول ہوا۔ (الخازن، ج۲، ص۴۶۶)

ایک قول یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام **مچھلی** کے پیٹ میں تین دن رہے، **شعبی** کہتے ہیں کہ چاشت کے وقت **مچھلی** نے ان کو نگلا تھا اور شام کے وقت اگل دیا، **قتادہ** نے کہا کہ وہ اس میں تین دن رہے، **امام جعفر صادق** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اس میں سات دن رہے، **سعید بن ابوالحسن** اور **ابو مالک** نے کہا کہ وہ اس میں چالیس دن رہے اور اللہ ہی کو علم ہے کہ وہ **مچھلی** کے پیٹ میں کتنا رہے تاہم ان کا وظیفہ لا اله الاانت سبحنک انی کنت من الظالمین تھا۔ (البدايه والنهاية، قصة يونس، الجزء۱، ج۱، ص۲۰۸)

☆......آپ علیہ السلام کی فضیلت میں سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ "میں نہیں کہتا کہ کوئی شخص یونس بن متی سے افضل ہے"۔

(صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول الله تعالی برقم: ۳۴۱۵ ص۵۷۴)

☆......☆ لا اشک و لا اسال: یعنی مجھے نہ تو شک ہے نہ میں کسی سے پوچھوں گا۔ یہ حدیث اس بات پر بین دلیل بنتی ہے کہ خطاب یقیناً سید عالم ﷺ سے تھا مگر مراد اس سے سید عالم نہیں بلکہ عام لوگ تھے جنہیں قرآن میں تردد تھا۔

فلا ینفعھم حینئذ : یعنی موت کے وقت جب کہ عذاب کو نازل ہوتا دیکھ لیا اس وقت کا ایمان قابل قبول نہیں ہے جیسا کہ فرعون کو اس وقت کے ایمان نے نفع نہ دیا۔ (الجمل، ج٣، ص٣٩٨)

بـاذنـه : لوگوں کا ایمان لانا اللہ کے اذن پر مبنی ہے، اس بارے میں تین اقوال ہیں چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ باذن الله سے مراد بـامر الله یعنی اللہ کا حکم ہے، عطاء فرماتے ہیں کہ باذن الله بمعنی بمشیئة الله یعنی اللہ کی مشیت ہے، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ باذن الله کے معنی بعلم الله یعنی اللہ کا علم ہے۔ (البغوی، ص٤١٨)

ای مثل وقائعھم من العذاب : سے مراد قتل بالسیف ہے۔ (الصاوی، ج٣، ص١٢٢)

رکوع نمبر: ١٦

﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ﴾ اَیْ اَهْلَ مَکَّةَ ﴿اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ دِیْنِیْ﴾ اَنَّهٗ حَقٌّ ﴿فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَیْ غَیْرِهٖ وَهُوَ الْاَصْنَامُ لِشَکِّکُمْ فِیْهِ ﴿وَلٰکِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىکُمْ﴾ یَقْبِضُ اَرْوَاحَکُمْ ﴿وَاُمِرْتُ اَنْ﴾ اَیْ بِاَنْ ﴿اَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (١٠٤)﴾ ﴿وَ﴾ قِیْلَ لِیْ ﴿اَنْ اَقِمْ وَجْهَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا﴾ مَائِلًا اِلَیْهِ ﴿وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (١٠٥)﴾ ﴿وَلَا تَدْعُ﴾ تَعْبُدُ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُکَ﴾ اِنْ عَبَدْتَّهٗ ﴿وَلَا یَضُرُّکَ﴾ اِنْ لَمْ تَعْبُدْهُ ﴿فَاِنْ فَعَلْتَ﴾ ذٰلِکَ فَرْضًا ﴿فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ (١٠٦)﴾ ﴿وَاِنْ یَّمْسَسْکَ﴾ یُصِبْکَ ﴿اللّٰهُ بِضُرٍّ﴾ کَفَقْرٍ وَمَرَضٍ ﴿فَلَا کَاشِفَ﴾ رَافِعَ ﴿لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ﴾ دَافِعَ ﴿لِفَضْلِهٖ﴾ اَلَّذِیْ اَرَادَکَ بِهٖ ﴿یُصِیْبُ بِهٖ﴾ اَیْ بِالْخَیْرِ ﴿مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (١٠٧)﴾ ﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ﴾ اَیْ اَهْلَ مَکَّةَ ﴿قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ﴾ لِاَنَّ ثَوَابَ اِهْتِدَائِهٖ لَهٗ ﴿وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا﴾ لِاَنَّ وَبَالَ ضَلَالِهٖ عَلَیْهَا ﴿وَمَاۤ اَنَا عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ (١٠٨)﴾ فَاُجْبِرُکُمْ عَلَی الْهُدٰی ﴿وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤی اِلَیْکَ وَاصْبِرْ﴾ عَلَی الدَّعْوَةِ وَاَذَاهُمْ ﴿حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰهُ﴾ فِیْهِمْ بِاَمْرِهٖ ﴿وَهُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ (١٠٩)﴾ اَعْدَلُهُمْ وَقَدْ صَبَرَ حَتّٰی حَکَمَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ بِالْقِتَالِ وَاَهْلِ الْکِتَابِ بِالْجِزْیَةِ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ اے لوگو (یعنی اے اہل مکہ) اگر تم میرے دین کی طرف سے کسی شبہ......١...... میں ہو (یعنی دین کے حق ہونے کے بارے میں) تو میں تو اسے نہ پوجوں گا جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو (یعنی غیر اللہ کو مراد اس سے بت ہیں تمہارے دین میں شک

کرنے کے سبب) ہاں اس اللہ کو پوجتا ہوں جو تمہاری جان نکالے گا (تمہاری روحیں قبض فرما کر) اور مجھے حکم ہے کہ (ان دراصل بیان ہے) ایمان والوں میں ہوں اور (مجھے کہا گیا ہے) کہ اپنا منہ دین کیلئے سیدھا رکھ سب سے الگ ہو کر (دین حق کی طرف مائل ہو کر) اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے (تدع بمعنی تعبد ہے) اگر تو اس کی عبادت کر بھی لے) اور نہ برا (اگر تو ان بتوں کی عبادت نہ کرے) اور اگر تو ایسا (بالفرض) کرے تو اس وقت تو ظالموں سے ہوگا اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے (جسے فقر و مرض یمسسک بمعنی یصبک ہے) تو کوئی ٹالنے والا نہیں (کوئی اٹھانے والا نہیں) اسکا اسکے سوا اور اگر تیرا بھلا چاہے تو کوئی رد کرنے والا نہیں ......۲ ...... (کوئی دور کرنے والا نہیں) اس کے فضل کو (جس کا اس نے تیرے لیے ارادہ فرمایا ہے) اسے پہنچاتا ہے (یعنی بھلائی کو) اپنی بندوں میں سے جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے تم فرماؤ اے لوگوں (یعنی اے اہل مکہ) تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا تو جو راہ پر آیا اپنے بھلے کو راہ پر آیا (کیونکہ اسکے ہدایت پر آنے کا ثواب اسی کیلئے ہے) اور جو بہکا وہ اپنے برے کو بہکا ......۳ ...... (کہ اسکی گمراہی کا وبال اسی پر ہے) اور میں تم پر نگران نہیں ہوں (کہ تمہیں ہدایت کی راہ پر آنے پر مجبور کروں) اور اس پر چلو جو تم پر وحی ہوتی ہے اور صبر کرو (نیکی کی دعوت کی راہ اور انکی تکلیفوں پر) یہاں تک کہ اللہ حکم فرمائے (ان کے بارے میں اپنے حکم سے) اور وہ سب سے بہتر حکم فرمانے والا ہے (سب سے سچا حکم فرمانے والا ہے نبی کریم ﷺ صبر سے کام لیتے رہے حتی کہ اللہ ﷻ نے مشرکین کے خلاف جزیہ کا حکم فرما دیا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل یایها الناس ان کنتم فی شک من دینی فلا اعبد الذین تعبدون من دون الله ولکن اعبد الله الذی یتوفکم﴾

قل: قول ...... یایها الناس: جملہ ندائیہ ...... ان: شرطیہ ...... کنتم: فعل ناقص با اسم ...... فی: جار ...... شک: موصوف ...... من دینی: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط ...... ف: جزائیہ ...... لا اعبد: فعل نفی بفاعل ...... الذین تعبدون: موصول صلہ، ملکر ذوالحال ...... من دون الله: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ ...... لکن: حرف استدراک ...... اعبد: فعل با فاعل ...... الله: موصوف ...... الذی یتوفکم: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء ملکر جملہ ندائیہ ہو کر مقولہ۔

﴿وامرت ان اکون من المومنین و ان اقم وجھک للدین حنیفا﴾

و: عاطفہ ...... امرت: فعل مجہول با نائب فاعل ...... ان: مصدریہ، اکون من المومنین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ ...... و: عاطفہ ...... ان: مصدریہ ...... اقم وجھک: فعل امر با فاعل و مفعول ...... لام: جار ...... الدین: ذوالحال ،حنیفا: حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تکونن من المشرکین ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک﴾۔

و: عاطفہ۔۔۔لا: ناھیہ۔۔۔تکونن من المشرکین: جملہ فعلیہ۔۔۔و: عاطفہ۔۔۔لاتدع: فعل نہی بافاعل۔۔۔من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم۔۔۔ما: موصولہ۔۔۔لاینفعک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ۔۔۔و: عاطفہ۔۔۔لایضرک: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فان فعلت فانک اذا من الظلمین﴾۔

ف: عاطفہ۔۔۔ان: شرطیہ۔۔۔فعلت: جملہ فعلیہ شرط۔۔۔ف: جزائیہ۔۔۔انک: حرف مشبہ واسم۔۔۔اذا: فجائیہ، من الظلمین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو﴾۔

و: عاطفہ۔۔۔ان: شرطیہ۔۔۔یمسسک اللہ بضر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا: نفی جنس، کاشف: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف۔۔۔ھو: مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم "موجود" محذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ﴾۔

و: عاطفہ۔۔۔ان: شرطیہ۔۔۔تردک بخیر: جملہ فعلیہ شرط۔۔۔ف: جزائیہ۔۔۔لا: نفی جنس۔۔۔راد: اسم، لفضلہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یصیب بہ من یشاء من عبادہ وھو الغفور الرحیم﴾۔

یصیب بہ: فعل بافاعل وظرف لغو۔۔۔من یشاء: موصول صلہ ملکر ذوالحال۔۔۔من عبادہ: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔۔۔و: مستانفہ۔۔۔ھو: مبتدا۔۔۔الغفور الرحیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل یایھا الناس قد جاء کم الحق من ربکم﴾

قل: قول۔۔۔یایھا الناس: جملہ ندائیہ۔۔۔قد: تحقیقیہ۔۔۔جاء کم الحق من ربکم: فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا﴾۔

ف: فصیحہ، من اھتدی: موصول صلہ، ملکر مبتدا۔۔۔ف: جزائیہ۔۔۔انما: حرف مشبہ وما کافہ۔۔۔یھتدی لنفسہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ۔۔۔و: عاطفہ۔۔۔من ضل: موصول صلہ ملکر مبتدا۔۔۔ف: جزائیہ۔۔۔انما یضل علیھا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما انا علیکم بوکیل واتبع ما یوحی الیک واصبر حتی یحکم اللہ وھو خیر الحکمین﴾.

و: مستانفہ.....ما: مشابہ بلیس، انا: اسم.....علیکم بوکیل: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،و: مستانفہ،اتبع: فعل امر بافاعل.....ما یوحی الیک: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ،اصبر: فعل امر بافاعل.....حتی: جار یحکم اللہ: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: مستانفہ،ھو: مبتدا.....خیر الحکمین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شک کی تعریف:

علامہ شیخ جرجانی شک کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "دو متضاد چیزوں میں تردد ہونا کہ کسی ایک جانب ترجیح حاصل نہ ہو۔ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جس کی دونوں طرفیں برابر ہوں کہ کسی جانب دل نہ جمے، پھر جب ایک جانب ترجیح دی جائے تو دوسری جانب گمان مبذول ہوجائے، پھر جب ظن غالب ہوجائے تو یہی ظن غالب یقین کے مرتبے میں ہوتا ہے۔ (التعریفات ،ص ۱۳۲)۔

بندے کا نفع ونقصان:

۲.....نقصان سے مراد مرض،شدت، یا آزمائش ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی ان نقصانات سے نہیں بچاسکتا اور اسی طرح دنیا وآخرت میں خیر کو روک لے تو کوئی نہیں جو اس روکی ہوئی خیر کو واپس لاسکے اور اگر ایسا ممکن ہے تو فقط اس کے فضل سے ہی ممکن ہے۔ متذکرہ آیت میں نفع اور نقصان کا ساتھ ذکر کرکے تنبیہ فرمادی، اس مقام پر کلام کے انداز میں تھوڑا سا اختلاف ہے، الخیر کے ساتھ ارادۃ کا ذکر فرمایا اور الضر کے ساتھ مس کا ذکر فرمایا حالانکہ دونوں معاملوں میں تلازم ہے۔اس میں حکمت یہ ہے کہ خیر مراد بالذات ہے، جبکہ الضر مقصود بالذات نہیں بلکہ واسطہ ہے۔دوسرا نکتہ یہاں یہ ہے کہ فضلہ کی جگہ ضمیر ہونی چاہیے تھی لیکن ایسا نہیں کیا گیا بلکہ اسم ظاہر لائے اس لیے کوئی بندہ فضل واحسان کا مستحق نہیں بلکہ وہ باری تعالیٰ اس کے ساتھ فضل فرماتا ہے۔اسی طرح تکلیف دور کرنے میں استثناء فرمایا ہے بھلائی پہنچانے میں استثناء نہیں فرمایا کیونکہ اللہ عزوجل کے ارادے کا رد نہیں ہوسکتا۔

ابونعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل کے نبی کو وحی فرمائی کہ تم اپنی امت کے اہل اطاعت کو کہہ دو کہ اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرو میں کسی بندہ کو قیامت کے حساب کے لیے کھڑا کرونگا۔اگر چاہوں گا تو اسے عذاب نہیں دونگا، ورنہ اسے عذاب دونگا اور اسی طرح اپنی امت کے گناہگاروں سے بھی کہہ دو کہ اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھوں میں نہ ڈالا کرو، میں بڑے بڑے گناہ بخش دیتا ہوں مجھے کوئی پرواہ نہیں"۔ (المظھری ،ج ۳،ص ٤٤٣)۔

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اپنے زمانے کی خیر طلب کرو، اور اللہ کی رحمت سے منہ (نہ) موڑو کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنی رحمت فرماتا ہے، اور اللہ سے اپنی پاکدامنی کے

سوالی بنے رہو اور اپنے رعایا کو ایمان کی (دعوت) دیتے رہو۔ (الدر المنثور، ج۳، ص ۵۷۵)۔

برائی کو چھپانا واجب ھے:

۳۔۔۔۔۔عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: من نفس عن مسلم کربۃ من کرب الدنیا، نفس اللہ عنہ کربۃ من کرب یوم القیامۃ، ومن ستر مسلما سترۃ اللہ فی الدنیا والاخرۃ، ومن یسر علی معسر، یسر اللہ علیہ فی الدنیا والاخرۃ، واللہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیہ ۔۔۔۔۔۔، ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے دنیا کی کوئی پریشانی دور کی، اللہ اس کی آخرت کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور کردے گا جو شخص کسی مسلمان کا پردہ رکھتا ہے اللہ اس کا دنیا اور آخرت میں پردہ رکھتا ہے اور اللہ عزوجل بندے کی اس وقت تک مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب علم، رقم ۲۲۵: ص ۵۷)۔

عن سالم بن عبد اللہ قال سمعت ابا ھریرۃ یقول: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: کل امتی معافی الا المجاھرین، وان من المجاھرۃ ان یعمل الرجل باللیل عملا، ثم یصبح وقد سترہ اللہ فیقول: یا فلان عملت البارحۃ کذا وکذا، وقد بات یسترہ ربہ ویصبح یکشف ستر اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجاہرین کے سوا میری امت کے ہر شخص کو معاف کردیا جائے گا اور مجاہرہ یہ ہے کہ بندہ رات کو ایسا عمل کرے جس سے اللہ عزوجل ناراض ہوتا ہو اور دن میں وہ عمل لوگوں کے سامنے بیان کردے۔

(الصحیح البخاری، کتاب الادب، باب ستر المؤمن علی نفسہ، رقم: ۶۰۶۹، ص ۱۰۵۹)۔

☆۔۔۔۔۔☆ انہ حق: دینی سے بدل ہے، یعنی حقیقتاً اور حتماً تم دین کے بارے میں شک میں ہو۔

وقیل لی: یعنی وحی اترنے کی برکت کے ذریعے میں خود کو دین حنیف پر قائم کرلوں، یعنی میں اپنا چہرہ (مبارک) کلیتاً تیری ذات پاک کی جانب پھیردوں۔ علی الدعوۃ: یعنی خاص تمہارا انہیں دین کی دعوت دینا۔ اعدلھم: اللہ عزوجل کی طرف سے صادر ہونے والے احکام چہ جائے ان کی اطلاع باطنی ہو یا کہ ظاہری ہو، یا کسی اور زاویے سے ہو مبنی بر خطاء ہونے کا تصور ہی نہیں ہوسکتا، یا صرف وہ احکام جس کی ظاہری طور پر اطلاع دیتا ہے باطن میں اس کے علم سے خطاء کر جائے۔ (الجمل، ج۳، ص ۴۰۳ وغیرہ)۔

تعارف سورۃ ھود

سورۃ ھود مکیہ ہے، سوائے آیت اقم الصلوۃ ۔۔۔۔۔الخ یا سوائے فلعلک تارک۔۔۔۔۔ الخ واولئک یومنون بہ کے، اس سورت میں حضرت ھود کا تذکرہ ہے اسی مناسبت سے اسے آپ علیہ السلام کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ ایک سو تیئس ۱۲۳ آیات

پر مشتمل ہے۔اس کے کلمات کی تعداد ایک ہزار چھ سو اور حروف کی تعداد نو ہزار پانچ سو چھیاسٹھ ۹۵۶۷ ہے۔ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے اس سورت کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔قرائن اس بات پر شاہد ہیں کہ سورۂ یونس کے فوراً بعد یہ سورۃ نازل ہوئی۔ابتدائی دو رکوع میں بڑے مؤثر انداز میں کفار کے سامنے اسلام کے بنیادی عقائد مثلاً توحید، رسالت، قیامت کے احوال پیش کئے گئے اور انہیں بتایا گیا کہ وہ ذات جس کا اتنا وسیع علم ہے وہ کائنات کے ہر گوشے کو جانتا ہے۔آغاز و انجام ہر چیز سے باخبر ہے۔کفار مشرکین کو ان کے باطل نظریئے کے رد کے طور پر چیلنج بھی کر دیا گیا کہ اگر یہ واقعی غیر اللہ کا کلام ہے تو اس کے مقابل کوئی دس سورتیں ہی بنا لاؤ۔مومن و کافر کے فرق کو واضح کر دیا گیا کہ مومن سختی و مصیبت میں صبر سے کام لیتا ہے اور فراخی کے وقت میں شکر ادا کرتا ہے جب کہ کافر راحت و آسائش کے ایام میں تکبر کرتا ہے اور مصیبت و سختی کے دور میں واویلا کرتا ہے۔سید عالم ﷺ کی تسکین خاطر کا بھی اہتمام کیا گیا کہ آپ ﷺ کفار و مشرکین کی اذیتوں پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانیں دیں اور عبادت الٰہی پر سرگرم رہ کر رب کائنات کی بخشش و نوازشات پر نظر جمائے رکھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ بوڑھے ہو گئے، فرمایا مجھے ھود، الواقعہ، المرسلات، عم یتساءلون، اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو علی السری سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ سورۂ ھود نے آپ کو بوڑھا کر دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میں نے عرض کی: سورۂ ھود کی کسی چیز نے آپ ﷺ کو بوڑھا کر دیا؟ کیا انبیاء کرام کے قصص اور ان کی امتوں کی ہلاکت نے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، لیکن اللہ کے اس ارشاد نے ﴿فاستقم کما امرت (ھود:۱۱۲)﴾۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۵۷۷)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿الٓر﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِكَ هٰذَا ﴿كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ﴾ بِعَجِيْبِ النَّظْمِ وَبَدِيْعِ الْمَعَانِيْ ﴿ثُمَّ فُصِّلَتْ﴾ بُيِّنَتْ بِالْاَحْكَامِ وَالْقَصَصِ وَالْمَوَاعِظِ ﴿مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ(۱)﴾ اَيِ اللّٰهِ ﴿اَنْ﴾ اَيْ بِاَنْ ﴿لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ط اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ﴾ بِالْعَذَابِ اِنْ كَفَرْتُمْ ﴿وَّبَشِيْرٌ(۲)﴾ بِالثَّوَابِ اِنْ آمَنْتُمْ ﴿وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ﴾ مِنَ الشِّرْكِ ﴿ثُمَّ تُوْبُوْا﴾ اِرْجِعُوْا ﴿اِلَيْهِ﴾ بِالطَّاعَةِ ﴿يُمَتِّعْكُمْ﴾ فِي الدُّنْيَا ﴿مَّتَاعًا حَسَنًا﴾ بِطِيْبِ عَيْشٍ وَسِعَةِ رِزْقٍ ﴿اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ هُوَ الْمَوْتُ ﴿وَّيُؤْتِ﴾ فِي الْآخِرَةِ ﴿كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ﴾ فِي الْعَمَلِ ﴿فَضْلَهٗ﴾ جَزَاءَهٗ ﴿وَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ فِيْهِ حَذْفُ اِحْدَى التَّائَيْنِ اَيْ تُعْرِضُوْا ﴿فَاِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ(۳)﴾ هُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ(۴)﴾ وَمِنْهُ

الثَّوَابُ وَالْعَذَابُ وَنَزَلَ كَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْمَنْ كَانَ يَسْتَحْيِي اَنْ يَّتَخَلّٰى اَوْ يُجَامِعَ فَيُفْضِيَ اِلَى السَّمَاءِ ، وَقِيْلَ فِي الْمُنَافِقِيْنَ ﴿اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ﴾ اَيِ اللّٰهِ ﴿اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ﴾ يَتَغَطَّوْنَ بِهَا ﴿يَعْلَمُ﴾ تَعَالٰى ﴿مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ﴾ فَلَا يُغْنِيْ اِسْتِخْفَاؤُهُمْ ﴿اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ(۵)﴾ اَيْ بِمَا فِي الْقُلُوْبِ .

﴿ترجمہ﴾

الــر (اسکی مراد اللہ خوب جانتا ہے) یہ ایک کتاب ہے جسکی آیات محکم ......۱...... ہیں (زبردست ترتیب کے ساتھ منظم ومرتب ہیں اور بدیع المعانی ہیں) پھر تفصیل کی گئیں (احکام قصص اور نصائح کو ان آیات کریمہ میں بیان کیا گیا ہے) حکمت والے خبردار کی طرف سے (یعنی اللہ ﷻ کی طرف سے) کہ بندگی نہ کرو مگر اللہ کی بیشک میں تمہارے لیے اسکی طرف سے ڈرسنانے والا ہوں (ان بمعنی بیــان ہے، عذاب کا اگر کفر کروگے تو) اور خوشی سنانے والا ہوں (ثواب کی اگر تم ایمان لاؤگے) اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو (شرک سے) پھر اس کی طرف توبہ کرو......۲...... (اس کی فرمانبرداری کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرو) تمہیں برتنے کو دے گا (دنیا میں) اچھا برتنا (خوشگوار زندگی اور رزق کی فراوانی) ایک ٹھرائے وعدے تک (یعنی موت آنے تک) اور پہنچائے گا (آخرت میں) ہر فضیلت والے کو......۳...... (جو عمل میں فضیلت رکھتا ہو) اس کا فضل (یعنی اسکا بدلہ) اور اگر منہ پھیرو (تولوا میں دو میں سے ایک تاء کو حذف کردیا گیا ہے، بمعنی اعراض کرنا ہے) تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں (یعنی روز قیامت کا) تمہیں اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے (اور من جملہ اس کی قدرت میں ثواب وعذاب دینا بھی ہے یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو استنجاء یا جماع کرنے سے حیا کرتے اور آسمان کی طرف رخ نہ کرتے اور ایک قول کے مطابق یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے) سنو وہ اپنے سینے دوہرے کرتے ہیں......۴...... کہ اس سے پردہ کریں (یعنی اللہ ﷻ سے) سنو جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سارا بدن ڈھانپ لیتے ہیں (سارا بدن چھپالیتے ہیں) اس وقت بھی وہ (یعنی اللہ ﷻ) ان کا چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے (ان کا یہ چھپانا انہیں کچھ فائدہ نہیں دے گا) بیشک وہ سینوں کی بات جاننے والا ہے (یعنی دلوں میں موجود باتوں کو جاننے والا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الر کتب احکمت ایته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر الا تعبدوا الا اللہ﴾.

الــر: "هذا" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... کتب: موصوف...... احکمت ایته: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ، ثم: عاطفہ...... فصلت: فعل مجہول با نائب الفاعل...... من: جار...... لدن: مضاف...... حکیم خبیر: مرکب توصیفی مضاف

الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو...... ان: مصدریہ...... لاتعبدوا الا الله: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر "لام" جار مجرور،ملکر ظرف مستقر مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر صفت ملکر "ھذا" مبتدا محذوف کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اننی لکم منه نذیر وبشیر﴾.

اننی: حرف مشبہ واسم......لکم: ظرف لغو مقدم...... نذیر: صفت مشبہ با فاعل،ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ......و: عاطفہ، بشیر: معطوف،ملکر ذوالحال......، منه: ظرف مستقر حال مقدم،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیه﴾.

و: عاطفہ......ان: مصدریہ......استغفروا ربکم: فعل امر با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثم: عاطفہ، توبوا الیه: فعل امر با فاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتاویل مصدر ماقبل "الاتعبدوا الا الله" پر معطوف ہے۔

﴿یمتعکم متاعا حسنا الی اجل مسمی ویوت کل ذی فضل فضله﴾.

یمتعکم: فعل با فاعل ومفعول،متاعا حسنا: مفعول مطلق،الی اجل مسمی: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،یوت: فعل با فاعل، کل ذی فضل: مفعول،فضله: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب امر واقع ہے۔

﴿وان تولوا فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......تولوا: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ......انی: حرف مشبہ واسم...... اخاف علیکم: فعل با فاعل وظرف لغو......عذاب یوم کبیر: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الی الله مرجعکم وهو علی کل شیء قدیر﴾.

الی الله: ظرف مستقر خبر مقدم......مرجعکم: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......ھو: مبتدا......علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا انهم یثنون صدورهم لیستخفوا منه﴾.

الا: حرف تنبیہ......انهم: حرف مشبہ واسم...... یثنون صدورهم: فعل با فاعل ومفعول......لام: جار......لیستخفوا منه: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا حین یستغشون ثیابهم یعلم مایسرون وما یعلنون انه علیم بذات الصدور﴾.

الا: حرف تنبیہ......حین: مضاف......یستغشون ثیابهم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف مقدم...... یعلم: فعل با فاعل......مایسرون: موصول صلہ معطوف علیہ......و: عاطفہ......مایعلنون: موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ

فعلیہ، انہ: حرف مشبہ واسم...... علیم بذات الصدور: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

محکم آیات کے معانی ومطالب:

لے...... اس بارے میں چند نکات ذکر کیے جاتے ہیں، (۱) اس کتاب کی عبارت مستحکم ہے، اس میں کوئی نقص وخلل نہیں ہے جیسے کوئی بہت مضبوط اور پختہ عمارت ہو۔ (۲) جس طرح تورات اور انجیل کو قرآن پاک نے منسوخ کر دیا ہے اسی طرح قرآن مجید کسی کتاب سے منسوخ نہیں ہے، یہ مستحکم کتاب ہے، ہر چند کہ اس کی بعض آیتوں کے احکام اس کی بعض دوسری آیتوں سے منسوخ ہیں مگر اس کی اکثر اور غالب آیات کے احکام منسوخ نہیں ہیں، اور وہ آیات بھی اس لحاظ سے مستحکم ہیں کہ ان آیات کی تلاوت باقی ہے اور ان کو پڑھنے سے اجر ملتا ہے۔ (۳) اس کتاب میں جو اصول اور عقائد بیان کیے گئے ہیں مثلاً توحید، رسالت، تقدیر، قیامت، حشر نشر، جزا وسزا، یہ محکم ہیں اور رہ یہ اصول نسخ کو قبول نہیں کرتے۔ (۴) اس کتاب کی تمام آیتوں میں تناقض اور تضاد نہیں ہے، یہ سب مستحکم ہیں۔ (۵) اس کتاب کی تمام آیات انتہائی فصیح وبلیغ ہیں، تمام انسانوں اور جنات کو اس کی کسی ایک سورت کی نظیر لانے کا چیلنج کیا گیا لیکن آج تک کوئی اس کی نظیر نہیں لا سکا، حالانکہ اسلام اور قرآن کے مخالف بہت زیادہ ہیں اور علم اور تحقیق کے شعبہ جات دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ (۶) علوم دینیہ کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم کا تعلق اصول اور اعتقاد کے ساتھ ہے مثلاً اللہ عَزَّوَجَلَّ پر، فرشتوں پر، نبیوں اور رسولوں پر اور آسمانی کتابوں پر، تقدیر پر، قیامت پر، جزا وسزا پر، اور ان کی تمام تفاصیل ودلائل کو جاننا، تہذیب اور اصلاح سے ہے، اس کا نام فقہ ہے اور دوسری قسم کا تعلق احوال باطنہ کی تہذیب اور اس کی اصلاح سے ہے اور اس کا نام علم تصوف ہے اور جو کتاب ان تینوں علوم پر مشتمل ہے اور عقائد اور ظاہری اور باطنی اعمال کے اصول اور کلیات پر حاوی اور متکفل ہے، وہ صرف قرآن مجید ہے اور اس پائے کی کوئی اور کتاب نہیں ہے، آسمانی کتابوں میں نہ دنیاوی کتابوں میں۔ (۷) یہ کتاب تغیر اور تبدل سے محفوظ ہے، اس کتاب کی کوئی آیت اس سے کم ہو سکتی ہے نہ اس میں کسی اور آیت کا اضافہ ہو سکتا ہے، اس لحاظ سے اس کی تمام آیات مستحکم ہیں۔ (تبیان القرآن، ج۵، ص ۴۹۳)۔

استغفار کرنے پر توبہ کی تاکید کیوں؟

۲...... دونوں یعنی توبہ واستغفار کرنے والوں کے مرتبہ میں فرق بیان کیا گیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہو پھر اس کی جانب رجوع لاؤ اس لیے کہ استغفار طلب مغفرت کے لیے ہوتی ہے اور اس سے مراد پردہ ہے اور توبہ شرک یا معصیت سے رجوع کرنے کا نام ہے اسی لیے استغفار کو توبہ کے مقابلے میں مقدم ذکر کیا اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہوں سے معافی چاہو اور مستقبل میں ان گناہوں کے بجالانے سے بھی توبہ کرو۔ فراء کا قول ہے کہ آیت مبارکہ ﴿استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ﴾ میں ثم بمعنی واو ہے اس لیے کہ استغفار اور توبہ ایک ہی معنی میں تاکید کے لیے مستعمل

ہیں۔ (الخازن، ج۲، ص ۴۷۱)۔

استغفار وتوبہ کے ثمرات:

ہے.....اگر تم وہ اعمال بجالاؤ جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے یعنی استغفار وتوبہ بجالاؤ اور خالص رضائے الٰہی عزوجل کے لیے عبادت بجالاؤ تو اللہ عزوجل تمہارے لیے دنیا کی زندگی اور اسباب رزق میں کشادگی کردے گا کہ تم دنیا میں امن وخیر ووسعت کے ساتھ زندگی گزاروگے۔ بعض کا قول یہ بھی ہے کہ المتاع الحسن سے مراد مقدورات پرصبر ورضامندی ہے۔ یعنی اللہ عزوجل تمہیں اچھا نفع دے گا جب کہ تمہاری موت کا وقت ہو۔ اگر یہ کہا جائے کہ حدیث شریف میں ہے الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر یعنی دنیا کی زندگی مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب الدنیا سجن المؤمن، رقم: ۲۹۵۶، ص ۱۴۵۱)۔ تو کبھی بندے پر تنگی کے اوقات ہوتے ہیں، اور انسان اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال پر خرچ نہیں کرپاتا، اس صورت حال میں اللہ عزوجل کے فرمان ﴿یمتعکم متاعا حسنا﴾ کو متذکرہ حدیث کے ساتھ کیسے تطبیق دی جائے گی؟ میں (علامہ خازن) اس کا جواب یہ دوں گا کہ حدیث متذکرہ بالا کے مطابق زندگی گزارنے والے کے لیے اللہ عزوجل نے آخرت میں بڑے ثواب اور قائم رہنے والی نعمت تیار کی ہے کہ مومن نے اس دنیا کی زندگی کو قید خانے میں رہتے ہوئے گزارا اور کافر کے لئے دنیا کی زندگی جنت ہے پس کافروں کے لیے دنیا کی زندگی کو جنت کی طرف منسوب کرکے بیان کردیا کہ اللہ عزوجل نے آخرت میں ان کے لیے دردناک دائمی عذاب تیار کر رکھا ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ پس جس بندہ مومن کے لیے بعض اوقات تنگی کا سا معاملہ ہوتا ہے تو وہ تنگی اس کے درجات کی بلندی اور گناہوں کے کفارے کا سبب بنتی ہے اور تمام احوال میں مصیبتوں پر صبر کرنا بندۂ مومن کے لیے ایسا ہے جیسا کہ وہ اللہ عزوجل کی رضا پر ہر حال میں راضی ہے۔ اللہ عزوجل کا یہ فرمان ﴿ویؤت کل ذی فضل فضلہ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل ہر عمل صالح کا اجر دنیا میں اور آخرت میں ثواب دے گا، ابوالعالیہ نے کہا: جو دنیا میں نیکیوں کی کثرت کرتا ہے تو یہ نیکیوں کی کثرت اس کے لئے دنیا میں حسنات کی زیادتی اور جنت میں درجات کی بلندی کا سبب بنتی ہیں اس لیے کہ درجات اعمال کی مقدار کے مقابلے میں بلند ہوتے ہیں، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: جس کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہونگی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس کی بُرائیاں نیکیوں کے مقابلے میں زیادہ ہونگی وہ جہنم میں داخل ہوگا اور جو دونوں حوالے سے برابری کے درجے میں ہوگا وہ اعراف میں ہوگا پھر جنت میں داخل ہوگا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو بُرائی کا ارتکاب کرے اس کے لئے ایک بُرائی لکھی جائے گی اور جو نیکی کرے اس کے لئے نیکی لکھی جائے گی اور جو نیکی کرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جسے دنیا میں اپنی نیکیوں کا ایک بدلہ ملے تو اس کے لئے آخرت میں نو نیکیاں باقی رکھ دی جائیں گی (الخازن، ج۳، ص ۴۷۱)

یشنون کی تحقیق انیق!

۶ے.....لغوی اعتبار سے یثنون کسی چیز کو لپیٹنے، دوہرا کرنے اور تہہ در تہہ کرنے کو کہتے ہیں، ثنی یثنی ثنیا الشیی :عطفہ ،طواہ، رد بعضہ علی بعض ،جب کپڑے کو تہہ در تہہ لپیٹا جاتا ہے تو عرب کہتے ہیں ثنی الثوب، کپڑے کی ایک تہہ کو ثنی اور جمع اثناء کہتے ہیں، اثناء الثوب :اطواہ ومطاویہ اور ثنی کا صلہ جب عن ہو تو اس کا معنی موڑنا، پھیرنا ہوتا ہے ثناہ عنہ:لواہ وحولہ اور جب اس کا صلہ علی ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کو کسی چیز پر لپیٹ دینا تاکہ وہ اس میں چھپ جائے۔ثناہ علیہ :اطبقہ وطواہ لیخفیہ اس لغوی تحقیق کو پیش نظر رکھتے ہوئے آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب حضور سید عالم نور مجسم ﷺ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے یا وعظ فرماتے تو جو منافق اور کافر اس مجلس میں موجود ہوتے وہ اپنے سر جھکا لیتے اور اپنے سینوں کو دوہرا کر کے اپنی رانوں سے ملا لیتے تاکہ وہ حضور ﷺ کی نگاہوں سے چھپ جائیں مبادا حضور ﷺ ان کی طرف متوجہ ہو کر براہ راست ان سے خطاب فرمائیں اور انہیں ان کی باطنی بدبختی پر سرزنش نہ کریں، یستخفو منہ میں منہ کی ضمیر کا مرجع ذات پاک مصطفیٰ ہے۔علامہ نیشاپوری نے لکھا:یثنون صدورھم کا معنی اعراض اور روگردانی کرنا ہے یعنی کافر و منافقین کی عادت تھی کہ حضور ﷺ جب انہیں دعوت ایمان دیتے اور کفر و نفاق سے باز آنے کی تلقین کرتے تو بجائے اس کے کہ وہ اس ناصح مشفق کی نصیحت کو سنتے مانتے بلکہ وہ الٹا بے رخی کا مظاہرہ کرتے تھے۔صاحب تاج العروس نے اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے فرمایا: ثنی صدرہ ثنیا اسرفیہ العداوۃ او طوی مافیہ استخفاء یعنی کسی کے متعلق سینے میں بغض و عداوت کے جذبات کو چھپانا۔اس تحقیق کی رو سے آیت کا مدعا یہ ہوگا کہ کفار و منافقین اسلام اور داعی اسلام سے اپنی دشمنی اور عداوت کو اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں تاکہ وہ اس کو حضور ﷺ پر ظاہر نہ ہونے دیں اور پس پردہ دین اسلام کو نقصان پہنچانے کا کام کرتے رہیں۔

☆......☆فی من کان:یعنی مسلمانوں کی جماعت۔ان یتخلی:یعنی قضائے حاجت پوری کرے۔فیفضی: کا نصب ان مصدریہ پر عطف ہونے کی وجہ سے ہے، مراد یہ ہے کہ بوقت قضائے حاجت یا مجامعت آسمان کی جانب فرحت آمیز حالت میں سر اُٹھانے سے حیاء کرتے تھے، جیسا کہ زکریا علی بیضاوی نے ذکر کیا۔ (الجمل، ج۳، ص ۴۰۹)

ایک اہم بات

کسی کے پاس چندے کی رقم امانتاً رکھی ہوئی تھی اور وہ گم ہوگئی یا کسی نے چُرا لی یا چھین لی، ایسی صورت میں کیا اُس کو تاوان دینا پڑے گا؟ الجواب: امانت کا مال اگر اچھی طرح سنبھال کر رکھا اور ضائع ہوگیا تو تاوان نہیں ورنہ ہے۔ میرے آقا امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں: ''اگر متولی نے کوئی بے احتیاطی نہیں کی تو اُس پر تاوان نہیں، اگر وہ قسم کھالے گا تو اُس کی بات مانی جائے گی اور اگر بے احتیاطی کی مثلاً صندوق کُھلا چھوڑ دیا، غیر محفوظ جگہ رکھا تھا تو اُس پر تاوان ہے (الفتاوی الرضویۃ مخرجہ، ج۱۶، ص ۵۶۹ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱

﴿وَمَا مِنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ﴾ هِيَ مَادَبَّ عَلَيْهَا ﴿اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ تَكَفَّلَ بِهٖ فَضْلًا مِنْهُ تَعَالٰى ﴿وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا﴾ مَسْكَنَهَا فِي الدُّنْيَا اَوِ الصُّلْبِ ﴿وَمُسْتَوْدَعَهَا﴾ بَعْدَ الْمَوْتِ اَوْ فِي الرَّحِمِ ﴿كُلٌّ﴾ مِمَّا ذُكِرَ ﴿فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۶)﴾ بَيِّنٌ هُوَاللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ﴾ اَوَّلُهَا الْاَحَدُ وَآخِرُهَا الْجُمُعَةُ ﴿وَّكَانَ عَرْشُهٗ﴾ قَبْلَ خَلْقِهِمَا ﴿عَلَى الْمَآءِ﴾ وَهُوَ عَلٰى مَتْنِ الرِّيْحِ ﴿لِيَبْلُوَكُمْ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِخَلَقَ اَيْ خَلَقَهُمَا وَمَا فِيْهِمَا مَنَافِعُ لَكُمْ وَمَصَالِحُ لِيَخْتَبِرَكُمْ ﴿اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ اَيْ اَطْوَعُ لِلّٰهِ ﴿وَلَئِنْ قُلْتَ﴾ يَا مُحَمَّدُ لَهُمْ ﴿اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ﴾ مَا ﴿هٰذَآ﴾ اَلْقُرْآنُ النَّاطِقُ بِالْبَعْثِ وَالَّذِيْ تَقُوْلُهٗ ﴿اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (۷)﴾ بَيِّنٌ، وَفِيْ قِرَاءَةٍ سَاحِرٌ، وَالْمُشَارُ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ ﴿وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰى﴾ مَجِيْءِ ﴿اُمَّةٍ﴾ اَوْقَاتٍ ﴿مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ﴾ اِسْتِهْزَاءً ﴿مَا يَحْبِسُهٗ﴾ مَايَمْنَعُهٗ مِنَ النُّزُوْلِ، قَالَ تَعَالٰى ﴿اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا﴾ مَدْفُوْعًا ﴿عَنْهُمْ وَحَاقَ﴾ نَزَلَ ﴿بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۸)﴾ مِنَ الْعَذَابِ.

﴿ترجمہ﴾

اورزمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں (آیت میں مذکور لفظ من زائدہ ہے دابۃ ......۱...... ہر اس حیوان کو کہتے ہیں جو زمین پر چلے) مگر اسکا رزق ......۲...... اللہ کے ذمہ کرم پر ہے (اپنے فضل سے اس نے رزق کا ذمہ لیا ہے) اور وہ جانتا ہے کہاں ٹھہرے گا (دنیا یا باپ کی پشت میں اس کے مسکن کو) اور کہاں سپرد ہوگا (مرنے کے بعد یا عورت کے رحم میں) سب کچھ (جو مذکور ہوا) ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے (مبین بمعنی بین ہے اس سے مراد لوح محفوظ ہے) اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا (ان میں کا پہلا دن ہفتہ اور آخری دن جمعہ تھا) اور اس کا عرش (زمین وآسمان کی تخلیق سے پہلے) پانی پر تھا ......۳...... (اور پانی ہوا کی پشت پر تھا) کہ تمہیں آزمائے (لیبلوکم خلق کے متعلق ہے یعنی اس نے زمین وآسمان میں موجود اشیاء کو تمہارے منافع اور مصلحتوں کیلئے بنایا تاکہ تمہیں جانچے) تم میں سے کس کا کام اچھا ہے (کون اللہ ﷻ کا زیادہ فرماں بردار ہے) اور اگر تم فرماؤ (ان سے اے محمد ﷺ!) کہ بیشک تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ تو نہیں (یہ قرآن جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے کو بیان کررہا ہے یا جو آپ فرمارہے ہیں) مگر کھلا جادو (مبین بمعنی بین ہے، ایک قرأت میں لفظ ساحر ہے اور مشار الیہ نبی پاک ﷺ ہیں) اور اگر ہم ان سے عذاب ہٹادیں ایک مقررہ وقت (کے آنے) تک (امۃ ......۴...... بمعنی اوقاۃ ہے معدودۃ سے پہلے اوقاۃ موصوف محذوف ہے) تو

ضرور کہیں گے (بطور استہزاء) کس چیز نے روکا ہے (عذاب نازل ہونے سے کیا مانع ہے، اللہ ﷻ فرماتا ہے) سن لو جس دن ان پر آئے گا پھیرا نہ جائے گا ان سے (یعنی دور نہ کیا جائے گا) اور گھیرے گا (نازل ہوگا) وہی (عذاب) جس کی ہنسی اڑاتے تھے۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها﴾.

و: ابتدائیہ......ما: نافیہ......من: زائدہ......دابة: موصوف......فی الارض: متعلق بمحذوف صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مبتدا......الا: اداۃ حصر......علی الله: خبر مقدم......رزقها: مبتدا موخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویعلم مستقرها ومستودعها کل فی کتب مبین﴾.

و: عاطفہ......یعلم: فعل "ھو" ضمیر فاعل......مستقرها: معطوف علیہ......ومستودعها: معطوف، ملکر مفعول، یعلم فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ......کل: مبتدا......فی. جار......کتاب: موصوف......مبین: صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مجرور، ملکر متعلق بمحذوف ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وھو الذی خلق السموت والارض فی ستة ایام﴾.

و: عاطفہ......ھو: مبتدا......الذی: موصول......خلق: فعل ھو ضمیر فاعل......السموت والارض: مفعول......فی ستة ایام: متعلق خلق سے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکان عرشه علی الماء﴾.

و: حالیہ......کان: فعل ناقص......عرشه: مرکب اضافی اسم......علی الماء: متعلق بمحذوف خبر، کان فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال خلق، فعل کی ھو ضمیر فاعل سے۔

﴿لیبلوکم ایکم احسن عملا﴾.

لام: جار......یبلو: فعل مضارع ھو ضمیر فاعل، کم: ضمیر مفعول بہ، ای: مضاف، کم: مضاف الیہ، ملکر مبتدا، احسن: ممیز، عملا: تمیز، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، یبلو فعل اپنے متعلقات سے ملکر مجرور، ملکر متعلق ہوا "خلق" فعل ماقبل کیلئے۔

﴿ولئن قلت انکم مبعوثون من بعد الموت﴾.

و: عاطفہ......لام: قسمیہ......ان: شرطیہ......قلت: فعل ت ضمیر فاعل......ان: حرف مشبہ بالفعل......کم: ضمیر اسم......مبعوثون: اسم مفعول ھم ضمیر نائب الفاعل......من بعد الموت: متعلق بمبعوثون، اسم مفعول اپنے نائب الفاعل ومتعلق سے ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، قلت فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط۔

﴿لیقولن الذین کفروا ان هذا الا سحر مبین﴾.

لام: ابتدائیہ برائے تاکید......یقولن: فعل مضارع با نون تاکید، الذین کفروا: موصول صلہ ملکر فاعل، ان: نافیہ، هذا: مبتدا، الا: حرف حصر......سحر مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، یقولن فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب قسم۔

﴿ولئن اخرنا عنهم العذاب الی امة معدودة لیقولن مایحبسه﴾.

و: عاطفہ، لام: برائے قسم......ان: شرطیہ......اخرنا: فعل بافاعل، عنهم: ظرف لغو اول......العذاب: مفعول...... الی امة معدودة: ظرف لغو ثانی، اخرنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: ابتدائیہ برائے تاکید، یقولن: فعل "و" ضمیر فاعل، ما: استفہامیہ مبتدا، یحبسهُ: جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، یقولن فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب قسم۔

﴿الا یوم یاتیهم لیس مصروفا عنهم﴾.

الا: حرف تنبیہ، یوم یاتیهم: ظرف مقدم مصروفا کیلئے، لیس: فعل ناقص هو ضمیر اسم، مصروفا: اسم مفعول هو ضمیر نائب الفاعل، عنهم: ظرف لغو، اسم مفعول اپنے نائب الفاعل ظرف مقدم اور لغو سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، لیس اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وحاق بهم ما کانوا به یستهزء ون﴾.

و: عاطفہ......حاق: فعل......بهم: ظرف لغو......ما: موصولہ......کانوا: فعل ناقص واو ضمیر اسم......به: ظرف لغو مقدم، یستهزء ون: فعل واو ضمیر فاعل اور ظرف لغو مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، کانوا فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ما موصولہ اپنے صلہ سے ملکر فاعل، حاق فعل اپنے فاعل و ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دابة الارض سے کیا مراد ہے؟

۱......الدابة ہر ذی روح حیوان کو کہتے ہیں چہ جائے کہ مذکر ہو یا مونث، عقل رکھنے والا ہو یا بے عقل، یہ لفظ الدیب سے ماخوذ ہے مراد یہ ہے کہ ہلکی چال چلنے والا حیوان۔ عرب چار پاؤں پر چلنے والے حیوان کو دابة کہتے ہیں جیسا کہ گھوڑا، مفسرین کرام نے لغوی معنی مراد لئے ہیں کہ زمین پر چلنے والا کوئی حیوان ایسا نہیں کہ اس کے رزق کے معاملات اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر نہ ہوں۔

(روح المعانی، الجزء الثانی العشر، ص ۲۸۵)۔

رزق کی بحث

۲......سب سے پہلے یہ جان لیں کہ آیت مبارکہ ﴿ومامن دابة ...... الخ﴾ سے زمین پر ہر چلنے والا مرزوق مراد ہے

(الخیالی علی شرح العقائد النسفیة، مبحث الرزق، ص ۱۱۴)۔

ہر وہ شئی جو اللہ ﷻ کسی جاندار کو کھانے کے لئے عطا فرمائے اسے رزق کہتے ہیں اور ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس کا اطلاق حلال وحرام دونوں پر ہوتا ہے۔ (شرح العقائد، ص ۹۵)۔

رزق اسے کہتے ہیں جو اللہ ﷻ نے حیوان کے نفع کے لئے اتارا ہے، پس ہر ایک اپنا پورا حق حاصل کرتا ہے اور کوئی شخص کسی دوسرے کا رزق نہیں کھا سکتا، ایک قول یہ ہے کہ جس کے لیے جو رزق متعین ہے وہی اس سے نفع اٹھا سکتا ہے یا کھا سکتا ہے۔ معتزلہ نے ایک قید کا اضافہ یہ کیا ہے کہ کوئی بھی شخص رزق کے حوالے سے اپنی اصل کے اعتبار سے قبیح فعل کے ارتکاب میں جرح نہ ہو جائے پس جو شخص طویل عمر تک رزق حرام کماتا ہے تو وہ مرزوق نہ ہوا اور ہمارے نزدیک ''حرام کے رزق'' ہونے پر بھی نصوص دلالت کرتی ہیں۔

(شرح المقاصد ،المبحث الرابع في الرزق ،ج۳،ص۲۳٦)۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں: روایت ہے کہ جس وقت حضرت موسی علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی تھی، ان کے دل میں اپنے گھر والوں کا خیال آیا (کہ انہوں نے کھانا کھایا یا نہیں) اللہ ﷻ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ایک چٹان پر لاٹھی ماریں، اس سے ایک پتھر ٹوٹ کر نکلا، پھر انہوں نے اس دوسرے پتھر پر لاٹھی ماری، اس سے ایک اور پتھر ٹوٹ کر نکلا، انہوں نے اس پر بھی لاٹھی ماری اس سے پھر ایک پتھر اور نکلا، اس پتھر میں چیونٹی کے برابر ایک کیڑا تھا، اس کے منہ میں کاغذ کے قائم مقام کوئی چیز تھی، اللہ ﷻ نے حضرت موسی علیہ السلام کو اس کیڑے کا کلام سنایا، وہ کہہ رہا تھا، پاک ہے وہ جو مجھے دیکھتا ہے اور میرے کلام کو سنتا ہے اور میری جگہ کو جانتا ہے اور مجھے یاد رکھتا ہے اور مجھے نہیں بھولتا۔ (التفسير الكبير، ج٦، ص٣١٨)۔

حکیم ترمذی زید بن اسلم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ اشعریوں کی ایک جماعت جو حضرت ابو موسی، حضرت ابو مالک، حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہم پر مشتمل تھی، جب انہوں نے ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے پاس سفر میں جو کھانا تھا وہ ختم ہو چکا تھا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھانے کا سوال کرنے کے لئے ایک شخص کو بھیجا۔ جب وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر پہنچا تو انہوں نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے ﴿ومـا مـن دابة...... الـخ ﴾ سنا، اس شخص نے کہا: اللہ ﷻ کے نزدیک اشعریوں کی بنسبت چوپایوں کو رزق دینا زیادہ آسان تو نہیں ہے۔ وہ واپس آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں گیا اور اس نے اپنے اصحاب سے کہا: تم کو خوشخبری ہو تمہارے پاس مدد آنے والی ہے۔ اس کے اصحاب نے یہی سمجھا کہ سید عالم ﷺ کے پاس گیا ہو گا اور سید عالم ﷺ نے طعام بھیجنے کا وعدہ کیا ہو گا، اسی دوران دو آدمی ان کے پاس برتنوں میں کھانا لے کر آ گئے جن میں گوشت کا سالن اور روٹیاں تھیں۔ انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا، پھر اس شخص نے اپنے بعض اصحاب سے کہا: تم یہ کھانا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤ کیونکہ ہم پیٹ بھر کر کھا چکے ہیں، پھر جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ہمارے لئے جو کھانا بھیجا تھا اس سے عمدہ اور لذیذ کھانا ہم نے کبھی نہیں کھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تو تمہیں کوئی کھانا نہیں بھیجا۔ انہوں نے بتایا کہ

انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس نے کیا کیا تھا اور اپنے اصحاب سے کیا کہا تھا، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کو اللہ ﷻ نے رزق دیا تھا (الدرالمنثور، ج۳، ص ۵۸۰)۔

کیا عرش الٰہی پانی پر ہے؟

۳......عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ﷛ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول : کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السموات والارض بخمسین الف سنة ،قال :وعرشه علی الماء یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیر لکھ دی اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ (صحیح مسلم ،کتاب القدر ،باب حجاج آدم وموسی ،رقم :۲۶۵۳،ص ۱۳۰۶)۔

حضرت عمران بن حصین ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اپنی اونٹنی کو دروازہ سے باندھ دیا۔ آپ ﷺ کے پاس بنوتمیم کے لوگ آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنوتمیم! بشارت کو قبول کرو''، انہوں نے کہا: آپ ﷺ ہمیں بشارت تو دے چکے ہیں اب ہم کو عطا فرمائیں، یہ مکالمہ دو بار ہوا، پھر آپ ﷺ کے پاس اہل یمن آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اہل یمن! بشارت کو قبول کرو اگرچہ بنوتمیم نے قبول نہیں کیا''، انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! ہم نے قبول کر لیا، ہم آپ ﷺ کے پاس اس امر دنیا سے متعلق پوچھنے آئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا اور اس نے ذکر میں ہر چیز لکھ دی، اور آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور ذکر (لوح محفوظ) میں ہر چیز لکھ دی۔ (صحیح بخاری ،کتاب بدء الخلق، باب ماء جاء فی قول ،رقم : ۳۱۹۱،ص ۵۳۲)۔ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ عینی فرماتے ہیں اللہ کا عرش پانی پر ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ عرش کے نیچے صرف پانی ہی ہے۔ اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ عرش اور پانی آسمانوں اور زمین سے پہلی دو تخلیقیں ہیں۔ لہذا احدیث کی رو سے عرش اور پانی اس عالم رنگ وبو کی ابتدائی تخلیقیں ہیں، اگر یہ کہا جائے کہ ان میں سے پہلے نمبر پر کونسی تخلیق ہوئی تو میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ پانی، اس لیے کہ مسند احمد، امام ترمذی نے ابی رزین عقیلی سے مرفوع روایت کی ہے کہ ان الماء خلق قبل العرش یعنی پانی عرش سے پہلے تخلیق کیا گیا ہے۔ سدی نے بھی یہ قول مختلف اسانید سے نقل کیا کہ پانی سے پہلے کوئی تخلیق نہ ہوئی۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ ترمذی، مسند احمد میں عبادۃ بن صامت ﷛ سے مرفوع حدیث ہے کہ سب سے پہلے اللہ ﷻ نے قلم پیدا کیا پھر اس سے کہا لکھ! تو اس نے قیام قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب لکھ دیا۔ اس حدیث کو حسن، عطا، مجاہد ابن جریر، ابن جوزی نے اختیار کیا ہے اور ابن جریر نے محمد بن اسحاق سے حکایت کی ہے کہ سب سے پہلے اللہ ﷻ نے نور اور ظلمت کو پیدا کیا، پھر ان میں تمیز اس طرح کی کہ ظلمت کو رات میں رکھ دیا تو وہ اور تاریک ہو گئی اور نور کو دن میں رکھ دیا تو وہ دیکھنے میں اور روشن ہو گی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے اللہ ﷻ نے نور محمد ﷺ کو پیدا کیا۔ میں (علامہ عینی) اس کا

جواب یہ دوں گا کہ ہر چیز اپنی نسبت کے اعتبار سے اول تخلیق میں شمار کی جاتی ہے اور ہر چیز اپنے مابعد کے بعد سب سے اول ہی شمار ہوتی ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قول، رقم: ۳۱۹۱، ج ۱۰، ص ۵۴۲)۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں: عرش اور پانی کے درمیان کوئی حائل نہیں تھا، ایسا نہیں کہ عرش پانی کی پیٹھ پر رکھا ہوا تھا (البیضاوی، ج۲، ص ۱۲۲)۔

امام رازی فرماتے ہیں: اس آیت میں اللہ ﷻ کی عظیم الشان قدرت پر دلالت ہے کیونکہ عرش تمام آسمانوں اور زمینوں سے زیادہ بڑا ہے، اس کے باوجود اللہ ﷻ نے اس کو پانی پر قائم کیا ہے پس اگر اللہ ﷻ بغیر کسی ستون کے وزنی چیز کو رکھنے پر قادر نہ ہوتا تو عرش پانی پر نہ ہوتا اور اللہ ﷻ نے پانی کو بھی بغیر کسی سہارے کے قائم کیا، نیز عرش کے پانی پر ہونے کا یہ معنی نہیں کہ عرش پانی کے ساتھ ملتصق اور متصل ہے، یہ اس طرح ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے آسمان زمین کے اوپر ہے۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص۳۱۹)۔

لفظ"امت" کا اطلاق قرآن کی رو سے:

☆......یہاں چند قرآنی نکات پیش خدمت کیے جاتے ہیں، (۱) و ما من دابة فی الارض و لا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثـــــالـــکـــم زمین پر چلنے والا کوئی نہیں اور فضا میں اپنے بازوؤں سے اڑنے والا ہر پرندہ تمہاری ہی مثل جماعتیں ہیں (الانعام:۳۸) ﴾، (۲) ﴿کان الناس امة واحدة سب لوگ ایک ہی امت ہیں (البقرۃ:۲۱۳) ﴾، (۳) ﴿ولو شاء ربک لجعل الناس امة واحدة اور اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت کر دیتا (ھود:۱۱۸) ﴾، (۴) ﴿ولتکن منکم امة واحـــــدة یـدعـون الـی الـخیـر اور تم میں سے لوگوں کا ایک گروہ ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے (ال عمران: ۱۰۴) ﴾، (۵) ﴿انا وجدنا ابائنا علی امة یعنی ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک ہی دین پر پایا (الزخرف: ۲۲) ﴾، (٦) ﴿وادکر بعد امة یعنی اسے ایک مدت کے بعد یوسف یاد آیا (الیوسف:٤٥) ﴾، (۷) ﴿ان ابراهیم کان امة قانتا لله یعنی بے شک ابراہیم اپنی اجتماعی عبادات کے اعتبار سے ایک امت تھے، اللہ کے فرمانبردار (النحل: ۱۲۰) ﴾۔

☆......☆فضلا منه تعالی: یعنی اللہ ﷻ کی مشیت پر موقوف ہے چاہے تو رزق دے اور چاہے تو نہ دے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ آیت ﴿الا علی الله رزقها ﴾ میں علی بمعنی من ای من الله رزقها ہے، مجاہد کہتے ہیں جو بھی اس کے پاس رزق آئے وہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہے، اور کبھی رزق نہیں آتا تو بندہ بھوک سے مرجاتا ہے۔

الصلب: اللہ ﷻ اپنے بندے کے آباء واجداد کی پشت بھی جانتا ہے اور مرنے کے بعد قبر میں رکھے جانے سے بھی واقف ہے کہ میرا فلاں بندہ کس قبر میں رکھا جائے گا (الجمل، ج۳، ص ۴۱۰ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۲

﴿وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ﴾ اَلْكَافِرَ ﴿مِنَّا رَحْمَةً﴾ غِنًى وَصِحَّةً ﴿ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ﴾ قَنُوْطٌ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ﴿كَفُوْرٌ (۹)﴾ شَدِيْدُ الْكُفْرِ بِهٖ ﴿وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ﴾ فَقْرٍ وَشِدَّةٍ ﴿مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ﴾ اَلْمَصَائِبُ ﴿عَنِّيْ ط﴾ وَلَمْ يَتَوَقَّعْ زَوَالَهَا وَلَا شُكْرَ عَلَيْهَا ﴿اِنَّهٗ لَفَرِحٌ﴾ بَطِرٌ ﴿فَخُوْرٌ (۱۰)﴾ عَلَى النَّاسِ بِمَا اُوْتِيَ ﴿اِلَّا﴾ لٰكِنْ ﴿الَّذِيْنَ صَبَرُوْا﴾ عَلَى الضَّرَّاءِ ﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ فِي النَّعْمَآءِ ﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ (۱۱)﴾ هُوَ الْجَنَّةُ ﴿فَلَعَلَّكَ﴾ يَامُحَمَّدُ ﴿تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ﴾ فَلَا تُبَلِّغْهُمْ اِيَّاهُ لِتَهَاوُنِهِمْ بِهٖ ﴿وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ﴾ بِتِلَاوَتِهٖ عَلَيْهِمْ لِاَجْلِ ﴿اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ﴾ هَلَّا ﴿عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ﴾ يُصَدِّقُهٗ كَمَا اقْتَرَحْنَا ﴿اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِيْرٌ﴾ فَلَا عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلَاغُ لَا الْاِتْيَانُ بِمَا اقْتَرَحُوْهُ ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (۱۲)﴾ حَفِيْظٌ فَيُجَازِيْهِمْ ﴿اَمْ﴾ بَلْ اَ ﴿يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ﴾ اَيِ الْقُرْاٰنَ ﴿قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ﴾ فِي الْفَصَاحَةِ وَالْبَلَاغَةِ ﴿مُفْتَرَيٰتٍ﴾ فَاِنَّكُمْ عَرَبِيُّوْنَ فُصَحَاءُ مِثْلِيْ تَحَدَّاهُمْ بِهَا اَوَّلًا، ثُمَّ بِسُوْرَةٍ ﴿وَّادْعُوْا﴾ لِلْمُعَاوَنَةِ عَلٰى ذٰلِكَ ﴿مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَيْ غَيْرِهٖ ﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۱۳)﴾ فِيْ اَنَّهُ افْتَرَاهُ ﴿فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ﴾ اَيْ مَنْ دَعَوْتُمُوْهُمْ لِلْمُعَاوَنَةِ ﴿فَاعْلَمُوْا﴾ خِطَابٌ لِلْمُشْرِكِيْنَ ﴿اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ﴾ مُتَلَبِّسًا ﴿بِعِلْمِ اللّٰهِ﴾ وَلَيْسَ افْتِرَاءً عَلَيْهِ ﴿وَاَنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ اَيْ اَنَّهُ ﴿لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۱۴)﴾ بَعْدَ هٰذِهِ الْحُجَّةِ الْقَاطِعَةِ اَيْ اَسْلِمُوْا ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا﴾ بِاَنْ اَصَرَّ عَلَى الشِّرْكِ، وَقِيْلَ هِيَ فِي الْمُرَائِيْنَ ﴿نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ﴾ اَيْ جَزَاءَ مَا عَمِلُوْهُ مِنْ خَيْرٍ كَصَدَقَةٍ وَصِلَةِ رَحْمٍ ﴿فِيْهَا﴾ بِاَنْ نُوَسِّعَ عَلَيْهِمْ رِزْقَهُمْ ﴿وَهُمْ فِيْهَا﴾ اَيِ الدُّنْيَا ﴿لَا يُبْخَسُوْنَ (۱۵)﴾ يُنْقَصُوْنَ شَيْئًا ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ﴾ بَطَلَ ﴿مَا صَنَعُوْا فِيْهَا﴾ اَيِ الْاٰخِرَةِ فَلَا ثَوَابَ لَهٗ ﴿وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۶)﴾ ﴿اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ﴾ بَيَانٍ ﴿مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ وَهُوَ النَّبِيُّ ﷺ اَوِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَهِيَ الْقُرْاٰنُ ﴿وَيَتْلُوْهُ﴾ يَتَّبِعُهٗ ﴿شَاهِدٌ﴾ لَهٗ يُصَدِّقُهٗ ﴿مِّنْهُ﴾ اَيْ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ جِبْرِيْلُ ﴿وَمِنْ قَبْلِهٖ﴾ اَيِ الْقُرْاٰنِ ﴿كِتٰبُ مُوْسٰۤى﴾ اَلتَّوْرَاةُ شَاهِدٌ لَهٗ اَيْضًا ﴿اِمَامًا وَّرَحْمَةً﴾ حَالٌ كَمَنْ لَيْسَ كَذٰلِكَ ﴿اُولٰٓئِكَ﴾ اَيْ مَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ ﴿يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ﴾ اَيْ بِالْقُرْاٰنِ فَلَهُمُ الْجَنَّةُ ﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ﴾ جَمِيْعِ الْكُفَّارِ ﴿فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ﴾ شَكٍّ ﴿مِّنْهُ﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

النَّاسِ﴾ اَیْ اَھْلُ مَکَّۃَ ﴿لَا یُؤْمِنُوْنَ (۱۷)﴾ ﴿وَمَنْ﴾ اَیْ لَا اَحَدٌ ﴿اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا﴾ بِنِسْبَۃِ الشَّرِیْکِ وَالْوَلَدِ اِلَیْہِ ﴿اُولٰٓئِکَ یُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّھِمْ﴾ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ جُمْلَۃِ الْخَلْقِ ﴿وَیَقُوْلُ الْاَشْھَادُ﴾ جَمْعُ شَاھِدٍ وَھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ یَشْھَدُوْنَ لِلرُّسُلِ بِالْبَلَاغِ عَلَی الْکُفَّارِ بِالتَّکْذِیْبِ ﴿ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلٰی رَبِّھِمْ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (۱۸)﴾ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ﴾ دِیْنِ الْاِسْلَامِ ﴿وَیَبْغُوْنَھَا﴾ یَطْلُبُوْنَ السَّبِیْلَ ﴿عِوَجًا﴾ مُعَوَّجَۃً ﴿وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ﴾ تَاْکِیْدٌ ﴿کٰفِرُوْنَ (۱۹)﴾ ﴿اُولٰٓئِکَ لَمْ یَکُوْنُوْا مُعْجِزِیْنَ﴾ اللّٰہَ ﴿فِی الْاَرْضِ وَمَا کَانَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ﴾ اَیْ غَیْرِہٖ ﴿مِنْ اَوْلِیَآءَ﴾ اَنْصَارٍ یَمْنَعُوْنَھُمْ مِنْ عَذَابِہٖ ﴿یُضٰعَفُ لَھُمُ الْعَذَابُ﴾ بِاِضْلَالِھِمْ غَیْرَھُمْ ﴿مَا کَانُوْا یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ﴾ لِلْحَقِّ ﴿وَمَا کَانُوْا یُبْصِرُوْنَ (۲۰)﴾ اَیْ لِفَرْطِ کَرَاھَتِھِمْ لَہٗ کَاَنَّھُمْ لَمْ یَسْتَطِیْعُوْا ذٰلِکَ ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ﴾ لِمَصِیْرِھِمْ اِلَی النَّارِ الْمُؤَبَّدَۃِ عَلَیْھِمْ ﴿وَضَلَّ﴾ غَابَ ﴿عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ (۲۱)﴾ عَلَی اللّٰہِ مِنْ دَعْوَی الشَّرِیْکِ ﴿لَا جَرَمَ﴾ حَقًّا ﴿اَنَّھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ ھُمُ الْاَخْسَرُوْنَ (۲۲)﴾ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا﴾ سَکَنُوْا وَاطْمَاَنُّوْا اَوْ اَنَابُوْا ﴿اِلٰی رَبِّھِمْ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (۲۳)﴾ ﴿مَثَلُ﴾ صِفَۃُ ﴿الْفَرِیْقَیْنِ﴾ الْکُفَّارِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿کَالْاَعْمٰی وَالْاَصَمِّ﴾ ھٰذَا مَثَلُ الْکَافِرِ ﴿وَالْبَصِیْرِ وَالسَّمِیْعِ﴾ ھٰذَا مَثَلُ الْمُؤْمِنِ ﴿ھَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا﴾ لَا ﴿اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ (۲۴)﴾ فِیْہِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الذَّالِ تَتَّعِظُوْنَ ۔

﴿ترکیب﴾

اور اگر ہم آدمی (یعنی کافر) کو اپنی کسی رحمت کا مزہ چکھادیں (مالداری وصحتمندی کا) پھر اسے اس سے چھین لیں ضرور وہ بڑا ناامید ہے (مایوس ہوتا ہے اللہ عزوجل کی رحمت سے) ناشکرا ہے (اس کے ساتھ شدید کفر کرنے والا ہے) اور اگر ہم اسے رحمت کا مزہ دیں مصیبت کے بعد (مثلاً فقر اور سختیوں کے بعد) جو اسے پہنچی تو ضرور کہے گا کہ بُرائیاں (یعنی مصائب) مجھ سے دور ہوئیں (اسے ان نعمتوں کے زوال کا نہ اندیشہ ہوتا ہے نہ وہ ان کا شکر کرتا ہے) بیشک وہ خوش ہونے والا (فرح بمعنی بطر ہے) بڑائی مارنے والا ہے (ان نعمتوں کے سبب لوگوں پر جو اسے ملتی ہے) مگر (الا بمعنی لکن ہے) جنہوں نے صبر کیا (مصیبتوں پر) اور اچھے کام کئے ......۱...... (خوش حالی میں) ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے (یعنی جنت ہے) پس کیا یہ ہوسکتا ہے کہ آپ (اے محمد ﷺ) چھوڑ دیں کچھ حصہ اس کا جو وحی کی جاتی ہے ......۲...... آپ کی طرف (اور ان سے نرمی برتتے ہوئے ان تک نہ پہنچائیں) اور تنگ ہو جائے اس کے ساتھ آپ کا

سینہ (اسکی تلاوت سے اس وجہ سے) کہ وہ کہتے ہیں ان کے ساتھ کوئی خزانہ کیوں نہ اُترا یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا (جو انکی تصدیق کرتا جیسا کہ ہم ان سے مطالبہ کررہے ہیں) تم تو ڈرسنانے والے ہو (آپ ﷺ کے ذمہ تو پہنچا دینا ہے، جس چیز کا وہ آپ ﷺ سے مطالبہ کررہے ہیں اسے لانا آپ ﷺ پر لازم نہیں ہے) اور اللہ ہر چیز پر محافظ ہے (حفاظت فرمانے والا ہے پس وہ انہیں جزا دیگا) یا (ام بمعنی بــل ہے) یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے (یعنی قرآن پاک) کو جی سے بنالیا تم فرماؤ اسکی مثل دس سورتیں لے آؤ......۱۳......(فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے جو اسکی مثل ہو) بنائی ہوئی (کہ تم بھی میری مثل فصیح عرب ہو، حضور نے اولا انہیں دس سورتیں لانے کا چیلنج دیا پھر ایک ایک سورت اسکی مثل لانے کا چیلنج دیا) اور بلالو (اس کام میں مدد کیلئے) اللہ کے سوا جو مل سکیں (یعنی اللہ ﷻ کے غیر کو) اگر تم سچے ہو (اس دعوی میں کہ یہ انہوں نے خود بنالیا ہے) تو اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں (یعنی وہ لوگ جنہیں تم مدد کیلئے بلارہے ہو) تو سمجھ لو (یہ خطاب مشرکین سے ہے) کہ وہ اترا ہے (اس حال میں کہ متلبس ہے) اللہ کے علم ہی سے (یہ اس پر افتراء نہیں ہے) اور یہ کہ (ان دراصل بــان ہے) اسکے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو کیا اب تم مانو گے (اس قطعی دلیل کے بعد یعنی اب تم اسلام لے آؤ) جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہے (شرک پر مصر ہو کر ایک قول کے مطابق یہ آیت ریا کاروں کے حق میں اتری) ہم ان کا پورا پھل دیدیں گے (یعنی ہم ان کے نیک کاموں کا بدلہ جیسا کہ صدقہ وصلہ رحمی کی جزا دیں گے) اس میں (یوں کہ ہم ان پر ان کا رزق کشادہ کردیں گے) اور اس میں (یعنی دنیا میں) کمی نہ دیں گے (کچھ کمی نہیں کریں گے) یہ ہیں وہ جن کیلئے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ اور اکارت گیا (باطل ہوگیا) جو کچھ وہاں کرتے تھے......۱۶......(یعنی آخرت کے بارے میں جو وہ عمل کرتے تھے انہیں اس پر کچھ ثواب نہیں ملے گا) اور نابود ہوئے جو انکے عمل تھے تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے بیان پر ہو (اس سے مراد نبی پاک ﷺ یا مسلمان ہیں اور بیــنـة سے مراد قرآن ہے بینة بمعنی بیان ہے) اور آئے اس پر (یعنی اسکی اتباع کرنے والا ہوا) گواہ (جو اسکی تصدیق کرتا ہے) اسکی طرف سے (یعنی اللہ ﷻ کی طرف سے، مراد اس سے جبرائیل علیہ السلام ہیں) اور اس سے (یعنی قرآن سے) پہلے موسیٰ کی کتاب (تورات بھی اسکی گواہ ہے) جو تھی پیشوا اور رحمت (امــامــا ورحــمـة حال ہے، جو اللہ ﷻ کی طرف سے بیان پر ہو وہ اسکی طرح ہے جو ایسا نہ ہو) وہ (جو اپنے رب کی جانب سے بیان پر ہیں) اس پر ایمان لاتے ہیں......۵......(یعنی قرآن پر پس انکے لیے جنت ہے) اور جو ان کا منکر ہو سارے گروہوں میں (یعنی تمام کفار میں) تو آگ اس کا وعدہ ہے تو اے سننے والے تجھے اس میں (یعنی قرآن میں) کچھ شک نہ ہو (مــريـة بمعنی شک ہے) بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے لیکن بہت آدمی (یعنی اہل مکہ) ایمان نہیں رکھتے اور کون ہے (یعنی کوئی نہیں ہے) اس سے بڑھ کر ظالم جو اللہ پر جھوٹ باندھے (اسکی طرف شریک یا اولاد کو منسوب کرکے) وہ اپنے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے (قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے) اور گواہ کہیں گے......۱۶......(گواہ سے مراد فرشتے ہیں جو رسل عظام کے حق میں تبلیغ کردینے کی اور کفار کے انہیں جھٹلانے کی گواہی دیں گے اشھاد، شاھد کی جمع ہے) یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا ارے

ظالموں پر (یعنی مشرکوں پر) خدا کی لعنت جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں (یعنی دین اسلام سے) اور چاہتے ہیں اسکی (یعنی طلب کرتے ہیں اس راستے کی) کجی (یعنی اسکو ٹیڑھا کرنا) اور وہی آخرت کے منکر ہیں...... یے...... (دوسری ضمیر ھم تاکید کیلئے ہے) وہ تھکانے والے نہیں (اللہ عزوجل کو) زمین میں اور نہ اللہ سے جدا (یعنی غیر اللہ) انکے کوئی حمایتی ہیں (مددگار ہیں، جو انہیں عذاب الٰہی سے بچاسکیں) انہیں عذاب پر عذاب ہوگا (انکے دوسروں کو گمراہ کرنے کے سبب) وہ نہ سن سکتے تھے (حق کو) اور نہ دیکھتے (حق کو سخت ناپسند کرنے کیوجہ سے گویا کہ وہ اسکو دیکھنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے) وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں (کہ انہوں نے اپنی جانوں کو آگ میں پہنچادیا جو ان پر ہمیشہ بھڑکتی رہے گی) اور ان سے کھوگئیں (غائب ہوگئیں) وہ باتیں جو جوڑتے تھے (اللہ عزوجل پر، یعنی شریک باری تعالیٰ کے دعوے) یقیناً (لاجرم بمعنی حقا ہے) وہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہیں بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور رجوع لائے (اخبتوا کا معنی ہے پرسکون و مطمئن رہے اور رجوع لائے) اپنے رب کی طرف وہ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے دونوں فریق (یعنی کفار اور مومنین) کی مثل (یعنی انکا حال) ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا (یہ کافر کی مثال ہے) اور دوسرا دیکھتا اور سنتا (یہ مومن کی مثال ہے) کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے (نہیں ان کا حال یکساں نہیں) تو کیا تم دھیان نہیں کرتے (تذکرون میں تاء کا ذال میں ادغام ہوا ہے اصل میں یہ تتعظون تھا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولئن اذقنا الانسان منا رحمة﴾.

و: عاطفہ...... لام: قسمیہ...... ان: شرطیہ...... اذقنا: فعل بافاعل...... الانسان: مفعول...... منا: متعلق بمحذوف حال مقدم...... رحمة: ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ۔

﴿ثم نزعنها منه انه لیوس کفور﴾.

ثم: عاطفہ...... نزعنها: فعل بافاعل ومفعول...... منه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہے "اذقنا...... الخ" پر، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط...... ف: جزائیہ...... ان: حرف مشبہ بالفعل...... ہ: ضمیر اسم...... لام: تاکیدیہ...... لیوس: خبر اول...... کفور: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولئن اذقنه نعماء بعد ضراء مسته لیقولن ذهب السیات عنی انه لفرح فخور﴾.

و: عاطفہ...... لام: قسمیہ...... ان: شرطیہ...... اذقنا: فعل بافاعل...... ہ: ضمیر مفعول...... نعماء: موصوف...... بعد: مضاف...... ضراء: موصوف...... مسته: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف ہوکر صفت، ملکر مفعول ثانی، اذقنا: فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط...... لام: تاکیدیہ...... یقولن: فعل بافاعل...... ذهب السیات عنی: جملہ فعلیہ ہوکر

مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبریہ جواب قسم، جواب شرط محذوف ہے جواب قسم کی دلالت کی بنا پر،ان: حرف مشبہ بالفعل،ۂ: ضمیر اسم،لام: تاکیدیہ،فرح: خبر اول،فخور: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا الذین صبروا وعملوا الصلحت اولئک لھم مغفرۃ واجر کبیر﴾.

الا: حرف استثناء......الذین: موصول......صبروا: جملہ معطوف علیہ......وعملوا الصلحت: جملہ معطوف،ملکر صلہ ،ملکر مستثنی منقطع،مستثنی منہ "الانسان" ماقبل ہے،اولئک: مبتدا......لھم: متعلق بمحذوف خبر مقدم،مغفرۃ: مبتدا مؤخر،خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ......واجر کبیر: مرکب توصیفی معطوف،ملکر خبر اولئک،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلعلک تارک بعض ما یوحی الیک وضائق بہ صدرک﴾.

ف: مستانفہ......لعل: حرف مشبہ بالفعل......ک: اسم......تارک: اسم فاعل ھو ضمیر فاعل......بعض: مضاف،ما: موصولہ......یوحی: فعل ھو ضمیر نائب الفاعل......الیک: متعلق،فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ،ملکر مفعول،تارک اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ......وضائق بہ صدرک: شبہ جملہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان یقولوا لولا انزل علیہ کنز او جاء معہ ملک﴾.

ان: مصدریہ......یقولوا: فعل بافاعل......لولا: حرف تحضیض......انزل: فعل......علیہ: ظرف لغو......کنز: نائب الفاعل،ملکر معطوف علیہ......او: عاطفہ......جاء: فعل......معہ: ظرف......ملک: فاعل،ملکر معطوف،ملکر مفعول،یقولوا فعل اپنے متعلقات اوران مصدریہ سے ملکر مصدر مؤول ہوکر مفعول لہ ضائق کیلئے یابدل ہے ضائق بہ صدرک میں ضمیر سے۔

﴿انما انت نذیر واللہ علی کل شیء وکیل ام یقولون افترہ﴾.

انما: حرف حصر......انت: مبتدا......نذیر: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔اگلے جملہ کی ترکیب پیچھے گذر چکی ہے،ام: منقطعہ بمعنی بل...... یقولون: فعل بافاعل......افترہ: جملہ مفعول......یقولون: فعل،اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریت﴾.

قل: فعل امر بافاعل......ف: فصیحہ......اتوا: فعل امر بافاعل......ب: جار......عشر: مضاف......سور: موصوف ،مثلہ: صفت اول......مفتریت: صفت ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر متعلق اتوا کیلئے،فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول،فعل امر اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صدقین﴾.

و: عاطفہ......ادعوا: فعل واو ضمیر فاعل......من: موصولہ......استطعتم: فعل بافاعل ملکر صلہ،ملکر ذوالحال......من دون

الـلـه: متعلق بحذوف حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ...... ان: شرطیہ..... کنتم: فعل ناقص تم ضمیر اسم...... صدقین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، جواب شرط محذوف "وادعوا من استطعتم من دون الله"، شرط اپنے جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فالم يستجيبوا لكم فاعلموا انما انزل بعلم الله﴾.

ف: عاطفہ......ان: شرطیہ......لـم یستـجیـبـوا: فعل بافاعل......لـکـم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط...... ف: جزائیہ......اعـلـموا: فعل واوضمیر فاعل......انما: کافہ......انزل: فعل ھو ضمیر ذوالحال......بـعـلـم الله: متعلق بحذوف حال، ملکر نائب الفاعل، فعل اپنے نائب الفاعل سے ملکر جملہ ہوکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان لا اله الا هو فهل انتم مسلمون﴾.

ف: عاطفہ......هل انتم مسلمون: جملہ اسمیہ ماقبل ترکیب گذر چکی۔

﴿من كان يريد الحيوة الدنيا وزينتها نوف اليهم اعمالهم فيها وهم فيها لا يبخسون﴾.

من: شرطیہ مبتدا...... کان: فعل ناقص ھو ضمیر اسم......یـریـدالحیوة الدنیا وزینتها: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......نوف: فعل نحن ضمیر پوشیدہ فاعل......الیهم: ظرف لغو......اعـمـال: مضاف......هم: ذوالحال......فیها: متعلق بحذوف حال اوّل......و: حالیہ......هـم فیهـا......الخ: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، نوف فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر......من: مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک الذین لیس لهم فی الاخرة الا النار﴾.

اولئک: مبتدا......الذین: موصول......لیس: فعل ناقص......لهم: خبر مقدم......فی الاخرة: متعلق بحذوف حال مقدم......الا: حرف استثناء......النار: ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وحبط ما صنعوا فیها وبطل ما کانوا یعملون﴾.

و: عاطفہ......حبط: فعل......ما: موصولہ......صنعوا فیها: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ، بطل: خبر مقدم......ما: موصولہ...... کانوا یعملون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افمن کان علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه﴾.

همزه: حرف استفهام، من: مبتدا خبر محذوف "لغیره"، ملکر جملہ اسمیہ..... کان: فعل ناقص ھو ضمیر اسم......علی: جار، بینة: موصوف......من ربه: متعلق بحذوف صفت، ملکر مجرور، ملکر متعلق بحذوف ہوکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ......یتلو: فعل......ہ: ضمیر مفعول......به شاهد: موصوف......منه: متعلق بحذوف صفت، ملکر فاعل......ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن قبله كتب موسى اماماورحمة﴾.

و: عاطفہ......من قبله: متعلق بمحذوف خبر مقدم...... كتاب موسى: ذوالحال......اماما: معطوف علیہ......ورحمة: معطوف، ملکر مبتدا موخر، اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک یومنون به ومن یکفر به من الاحزاب فالنار موعده﴾.

اولئک: مبتدا......یومنون به: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ......من: شرطیہ مبتدا، یکفر: فعل ہو ضمیر ذوالحال......به: ظرف لغو......من الاحزاب: متعلق بمحذوف حال، ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل وظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط......ف: جزائیہ......النار: مبتدا......موعده: خبر، ملکر جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلا تک فی مرية منه﴾.

ف: فصیحہ......لاتک: فعل ناقص انت ضمیر اسم......فی: جار......مرية: موصوف......منه: صفت، ملکر مجرور، ملکر متعلق محذوف ہوکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انه الحق من ربک ولکن اکثر الناس لا یومنون﴾.

ان: حرف مشبہ بالفعل......ہٗ: ضمیر اسم......الحق: ذوالحال......من ربک: متعلق بمحذوف حال اول......و: حالیہ، لکن: حرف مشبہ بالفعل...... اکثر الناس: اسم...... لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر حال ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا﴾.

و: استئنافیہ......من: استفہامیہ مبتدا......اظلم: اسم تفضیل ہو ضمیر فاعل......من: جار......من: موصولہ......افترى على الله كذبا: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو......اسم تفضیل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک یعرضون على ربهم ويقول الاشهاد هولاء الذين كذبوا على ربهم﴾.

اولئک: مبتدا......یعرضون: فعل با نائب الفاعل......على ربهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......یقول: فعل......الاشهاد: فاعل......هؤلاء الذين ......الخ: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا لعنة الله على الظلمين﴾.

الا: حرف تنبیہ......لعنة الله: مرکب اضافی مبتدا......على الظلمين: متعلق بمحذوف خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذين یصدون عن سبيل الله ويبغونها عوجا﴾.

الذين: موصول......یصدون: فعل با فاعل......عن سبيل الله: ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......یبغون:

فعل ھم ضمیر ذوالحال......ھا: مفعول......عوجا: حال، ملکر فاعل، ملکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر بدل ہے ماقبل "الظلمین" سے۔

﴿وھم بالاخرۃ ھم کفرون﴾.

و: عاطفہ......ھم: مؤکد......بالاخرۃ: ظرف لغو مقدم......ھم: تاکید، ملکر مبتدا...... کفرون: اسم فاعل ھم ضمیر فاعل اور ظرف لغو مقدم سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک لم یکونوا معجزین فی الارض﴾.

اولئک: مبتدا......لم یکونوا: فعل واو ضمیر اسم......معجزین فی الارض: شبہ جملہ ہو کر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما کان لھم من دون اللہ من اولیاء﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ...... کان: فعل ناقص...... لھم: خبر مقدم......من دون اللہ: ظرف مستقر حال......من: زائد، اولیاء: ذوالحال، ملکر اسم، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یضعف لھم العذاب ما کانوا یستطیعون السمع وما کانوا یبصرون﴾.

یضعف: فعل مجہول......لھم: متعلق......العذاب: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ما: نافیہ...... کانوا: فعل ناقص واو ضمیر اسم......یستطیعون السمع: جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ تعلیل ہے مضاعفۃ عذاب کی، وما کانوا یبصرون: جملہ فعلیہ معطوف ہے......"ما کانوا یستطیعون" پر۔

﴿اولئک الذین خسروا انفسھم وضل عنھم ما کانوا یفترون﴾.

اولئک: مبتدا......الذین: موصول......خسروا انفسھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......ضل عنھم ......الخ: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا جرم انھم فی الاخرۃ ھم الاخسرون﴾.

لا: نافیہ......جرم: فعل......ان: حرف مشبہ بالفعل......ھم: ضمیر اسم......فی الاخرۃ: حال مقدم......ھم: ذوالحال اپنے حال سے ملکر مبتدا......الخسرون: خبر، خبر ان اپنے اسم وخبر سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت واخبتوا الی ربھم اولئک اصحب الجنۃ ھم فیھا خلدون﴾.

ان: حرف مشبہ بالفعل......الذین: موصول......امنوا وعملوا...... ربھم: صلہ، موصول صلہ ملکر اسم، اولئک: مبتدا ......اصحب الجنۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر اول ان کیلئے......ھم فیھا خلدون: جملہ اسمیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿مثل الفریقین کالاعمی والاصم والبصیر والسمیع﴾۔

مثل: مضاف۔۔۔۔۔۔الفریقین: مضاف الیہ،ملکر مبتدا۔۔۔۔۔ک: جار۔۔۔۔۔اعمی والاصم والبصیر والسمیع: مجرور، ملکر متعلق محذوف خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھل یستوین مثلا افلا تذکرون﴾۔

ھل: حرف استفہام۔۔۔۔۔یستوین: فعل ھما ضمیر ممیز۔۔۔۔۔مثلا: تمییز،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔۔۔۔۔ ھمزہ: حرف استفہام ف: استنافیہ۔۔۔۔۔لاتذکرون: فعل،اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆۔۔۔۔۔اولئک الذین لیس لھم ۔۔۔۔۔☆ضحاک نے کہا کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں ہے کہ اگر وہ صلہ رحمی کریں یا محتاجوں کو دیں یا کسی پریشان حال کی مدد کریں یا اسی طرح کوئی اور نیکی کریں تو اللہ ﷻ وسعت رزق وغیرہ سے ان کے عمل کی جزا دنیا ہی میں دے دیتا ہے اور آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں،ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو ثواب آخرت کے تو معتقد نہ تھے اور جہادوں میں مالِ غنیمت حاصل کرنے کو حاضر ہوتے تھے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مصیبت وراحت کا خیر ہونا:

۱۔۔۔۔۔عن صہیب الرومی قال قال رسول اللہ ﷺ :عجبا لامر المومن ان امرہ لہ کلہ خیر ،ولیس ذلک لاحد الا للمومن ،ان اصابتہ سراء شکر، فکان خیرا لہ ،وان اصابتہ ضراء صبر فکان خیرا لہ رواہ مسلم حضرت صہیب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کے حال پر تعجب ہوتا ہے،اس کے ہر حال میں خیر ہے اور یہ مومن کے سوا کسی اور کا وصف نہیں،اگر اس کو راحت پہنچے تو شکر کرتا ہے اور وہ اس کے لئے خیر ہے اور اگر اس کو مصیبت پہنچے تو صبر کرتا ہے اور وہ بھی اس کے لئے خیر ہے'' اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆۔۔۔۔۔وعن علقمۃ قال قال عبد اللہ: الصبر نصف الایمان والیقین الایمان کلہ رواہ الطبرانی فی الکبیر علقمہ عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ صبر نصف ایمان ہے اور یقین کل ایمان ہے۔

(الترغیب والترھیب ،الترغیب فی الصبر سیما لمن، ج۴،ص ۱۳۱)۔

☆۔۔۔۔۔عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال :ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ھم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکۃ یشاکھا ،الا کفر اللہ بھا من خطایاہ یعنی

حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''مؤمن کو جو بھی درد ہو یا تھکاوٹ ہو یا بیماری ہو یا غم ہو یا فکر اور پریشانی ہو تو اللہ ﷻ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب المرض، باب ما جاء فی کفارۃ، رقم: ۵٦٤۲، ص ۹۹۹)۔

☆......عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ لايصيب المؤمن شوكة فما فوقها، الا رفعه الله بها درجة وحط عنه بها خطيئة یعنی حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو کانٹا یا اس سے کم کوئی چیز چبھے تو اللہ ﷻ اس کے سبب اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔

(الجامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی ثواب المریض، رقم: ۹٦۷، ص ۲۹۷)۔

کیا نبی وحی سے کچھ حذف کرسکتا ہے؟

۲......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مشرکین نے سید عالم ﷺ سے کہا کہ ''ہم آپ کی پیروی اس وقت کریں گے کہ آپ ہمارے پاس ایسی کتاب لائیں جس میں ہمارے معبودوں کی برائی نہ بیان کی گئی ہو، حسن کا قول ہے مشرکین میں سے بعض نے کہا کہ ان سے کہو کہ وہ یہ جملہ ﴿ان الساعة آتية (طٰہ:۱۵)﴾ نہ کہیں، بعض محققین نے یہ بھی کہا ہے کہ ﴿تارک بعض ما يوحى اليک﴾ سے مراد مشرکین کی جہالت، اندھی تقلید اور باطل پر اصرار کرنا ہے۔ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وحی کے بعض حصے میں خیانت کرنا اور نازل کیے ہوئے میں سے کچھ حذف کر دینا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اگر اسے جائز مانا جائے تو شرائع اسلامیہ میں شک پایا جانا ثابت ہوگا اور یہ شک نبوت کے لیے طعن بنے گا اور رسالت سے مقصود یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے احکام کی تبلیغ کر دی جائے چہ جائے کہ بظاہر اس کا فائدہ حاصل نہ ہو اس لیے کہ رسول کی رسالت کا مقصود تبلیغ کر دینا ہے اور جب ایسا کر دیا تو ثابت ہوا کہ ﴿فلعلک تارک بعض مايوحى اليک﴾ دوسری چیز ہے یعنی یا تو یہ برداشت کیا جائے کہ تبلیغ کے بدلے میں مشرکین آپ ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کا تلفظ کریں گے یا یہ کہ سید عالم وحی کے بعض حصے حذف کر دیں اور دونوں میں سے یہی زیادہ مناسب ہے کہ احکامات وحی مکمل طور پر پہنچا دی جائے اور مشرکین کی نازیبا باتوں پر صبر کر کے اجر کا مستحق بنا جائے۔ ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس آیت پاک میں لفظ لعل سے مراد تبعید ہے، یعنی آپ ﷺ کفار کے طعن وتشنیع کی وجہ سے وحی کے بعض حصہ کو ترک نہ کریں، ہر چند کہ آپ ﷺ سے وحی کے کسی حصہ کی تبلیغ کو ترک کرنا ممکن نہیں تھا لیکن اللہ ﷻ نے تنبیہ کے طور پر ایسا فرمایا

(التفسیر الکبیر، ج٦، ص ۳۲۳ ملخصاً وملتقطاً)۔

قرآن کا مثل ممکن نہیں!

۳......یہاں معترضین کے اعتراضات کا بہانگ دہل جواب دیا گیا ہے، اور پہلے بھی کئی مقامات پر جوابات دیئے جاچکے

ہیں چنانچہ﴿قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذاالقرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (بنی اسرائیل:۸۸)﴾،﴿فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صدقین (الطور:۳۴)﴾، ﴿وان کنتم فی ریب ممانزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ(البقرۃ:۲۳)﴾،﴿قل فاتوا بسورۃ مثلہ وادعوا من استطعتم من دون اللہ (یونس: ۳۸)﴾۔

ریاکار عذاب نار کا مستحق ھے!

۲؎.....قرآن مجید فرقان حمید میں جن مقامات پر اس موضوع کی مناسبت سے آیات مذکور ہے وہ یہ ہیں ﴿من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا لہ جھنم یصلھا مذموما مدحورا ومن اراد الاخرۃ وسعی لھا سعیھا وھو مومن فاولئک کان سعیھم مشکورا جولوگ صرف دنیا کے خواہش مند ہیں ہم ان کو اس دنیا سے جتنا ہم چاہیں اس دنیا میں دے دیتے ہیں، پھر ہم نے ان کے لیے دوزخ کوٹھکانا بنادیا ہے وہ اس دوزخ میں مذمت کیا ہوا اور دھتکارا ہوا داخل ہوگا ،اور جوشخص مومن ہو اور وہ آخرت کا ارادہ کرے اور اسی کے لیے کوشش کرے تو ان ہی لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی (بنی اسرائیل: ۱۸،۱۹)﴾،﴿من کان یرید حرث الاخرۃ نزدلہ فی حرثہ ومن کان یرید حرث الدنیا نوتہ منھا ومالہ فی الاخرۃ من نصیب جوشخص آخرت کی کھیتی کا ارادہ کرے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی کو زیادہ کریں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرے، ہم اس کو اس میں سے دیں گے اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے (الشوری: ۲۰)﴾۔

علامہ خازن فرماتے ہیں کہ مفسرین کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ آیت ﴿اولئک الذین لیس لھم فی الاخرۃ...... الخ﴾ کے قائل کون لوگ ہیں؟ قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت یہود ونصاری کے بارے میں نازل ہوئی اور حسن کا قول بھی یہی ہے۔ضحاک کا قول ہے کہ جوشخص نیک کام بغیر تقوی کے انجام دے تو ایسے شخص کو دنیا میں اجر دیا جائے گا مثلا صلہ رحمی کی، سائل کو عطا کر دیا، مجبور وبیکس پر کرم نوازی کردی یا اسی طرح کے دیگر بھلائی کے کام کر دیئے تو ایسے شخص کے لیے دنیا میں معیشت وسیع کر دی جائے گی، رزق میں فراوانی ہوگی لیکن آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ایک قول یہ بھی ہے کہ منافقین غزوات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے غنائم طلب کرتے تھے اور انہیں آخرت کے ثواب کی کوئی امید نہ تھی،ایک قول یہ بھی ہے کہ آیت کا اطلاق اپنے عموم پر ہے چہ جائے کہ کفار، منافقین، یا مومنین میں یہ صفت پائی جائے بہر حال مذموم ہی ہے۔ (الخازن ،ج۲، ص ۴۷۷)۔

علامہ جرجانی التعریفات میں فرماتے ہیں:ترک الاخلاص فی العمل بملاحظۃ غیر اللہ فیہ یعنی غیر اللہ کے دیکھنے کی وجہ سے اخلاص کو عمل سے ترک کردینا ریاکاری کہلاتا ہے۔ (التعریفات ،ص ۱۱۶)۔

حضرت سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس لوگوں کا ہجوم تھا، جب لوگ ان سے چھٹ گئے تو اہل شام میں سے ناتل نامی ایک شخص نے کہا:اے شیخ! آپ مجھے وہ حدیث سنایئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو،آپ نے فرمایا:

میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے: ''قیامت کے دن سب سے پہلے جس شخص کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا، اس کو بلایا جائے گا اور اسے اس کی نعمتیں دکھائی جائیں گی، جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ عزوجل فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا: میں نے تیری راہ میں جہاد کیا حتی کہ شہید ہو گیا، اللہ عزوجل فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، بلکہ تو نے اس لیے قتال کیا تھا کہ تو بہادر کہلائے سو تجھے بہادر کہا گیا، پھر اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا، حتی کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور ایک شخص نے علم حاصل کیا اور لوگوں کو تعلیم دی اور قرآن مجید پڑھا، اس کو بلایا جائے گا اور اس کو اس کی نعمتیں دکھائی جائیں گی، جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ عزوجل اس سے فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم حاصل کیا اور اس علم کو سکھلایا اور تیرے لیے قرآن مجید پڑھا، اللہ عزوجل فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے اس لیے علم حاصل کیا تھا تاکہ تو عالم کہلائے، اور تو نے قرآن پڑھا تاکہ تو قاری کہلائے تو تجھے عالم اور قاری کہہ دیا گیا پھر اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا، حتی کہ اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ایک شخص پر اللہ عزوجل نے وسعت کی اور اس کو ہر قسم کا مال عطا کیا، اس کو قیامت کے دن بلایا جائے گا اور وہ نعمتیں دکھائی جائیں گی اور جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ عزوجل فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں سے کیا کام کیا؟ وہ کہے گا: میں نے ہر اس راستے پر خرچ کیا جس راستہ پر مال خرچ کرنا تجھے پسند ہے، اللہ عزوجل فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے یہ کام اس لیے کیا کہ تجھے سخی کہا جائے سو تجھے سخی کہہ دیا گیا، پھر اس کو منہ کے بل جہنم میں گھسیٹ کر ڈالنے کا حکم ہوگا اور پھر اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء، رقم: ۵۔۱۹۰، ص ۹٦٤)۔

؎ میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی

تمام امتیں حضور پرنور ﷺ پر ایمان لائیں:

۵......اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اللہ عزوجل کی طرف سے دلیل پر ہو اور اس کے پاس اللہ عزوجل کی طرف سے گواہ بھی ہو یعنی محمد ﷺ یا مومنین اہل کتاب، کیا یہ لوگ ان لوگوں کی طرح ہو سکتے ہیں جو دنیا کی زندگی اور اس کی آسائش کو طلب کرتے ہیں؟ علامہ قرطبی نے کہا کہ **شاھد** سے مراد رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک ہے کیونکہ جس شخص میں ذرا بھی عقل ہو جب وہ نبی ﷺ کے رخ انور کو دیکھے گا تو فوراً یقین کرلے گا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ **بینۃ** (دلیل) سے مراد اللہ عزوجل کی معرفت ہے جس سے دل روشن ہوتے ہیں اور **شاھد** سے مراد عقل اور فطرت سلیمہ ہے جس پر انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے شہنشاہ کون مکان ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اس امت میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو میری نبوت کی خبر سنے خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی پھر وہ شخص اس حال میں مرے کہ وہ میرے لائے ہوئے دین پر ایمان نہ لایا ہو تو وہ شخص دوزخی ہی ہوگا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا برقم: ۱۵۳، ص ۹۲)۔

گواہوں کی گواہی:

۱۸...... بروز قیامت فرد جرم ایسے عائد نہیں ہوگا بلکہ گواہ گواہی دیں گے، گواہوں سے مراد فرشتے ہیں جو ان کے اعمال کو نوٹ کررہے ہیں۔ ابوالشیخ نے مجاہد سے یہی مفہوم روایت کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ گواہ انبیاء ورسل ہوں گے، یہ ضحاک کا قول ہے اس کی تائید اللہ عزوجل کا یہ فرمان ذیشان بھی کرتا ہے۔ ﴿فکیف اذ جئنا من کل امة بشهید و جئنا بک علی هولاء شهیدا (النساء: ٤١)﴾ یعنی ہر امت سے اس پر گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے۔ حضرت ابن مبارک نے حضرت سعید بن المسیب سے نقل کیا ہے کہ قال لیس من یوم الا وتعرض علی النبی ﷺ وامته غدوة وفیعرفهم بسیماهم واعمالهم فلذالک یشهد علیهم یعنی آپ پر اور آپ کی امت پر، روز صبح شام پیش کی جاتی ہے آپ انہیں ان کے چہروں اور اعمال کی وجہ سے پہچانتے ہیں اس لیے قیامت کے دن ان پر گواہی دیں گے۔ قتادہ فرماتے ہیں گواہ تمام مخلوق ہوگی صحیحین میں ہے ابن عمر رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں ان الله یدنی المومن فیضع علیه کفه ویستره فیقول اتعرف ذنب کذا فیقول نعم ای رب حتی قرره بذنوبه ورای فی نفسه انه قد هلک قال سترتها علیک فی الدنیا وانا اغفرها لک الیوم فیعطی کتاب حسناته واما الکفار والمنافقون فینادی بهم علی رؤوس الخلائق یعنی اللہ عزوجل قیامت کے روز مومن کو اپنے قریب کرے گا پھر اس پر اپنی شان کے لائق اپنا ہاتھ رکھ کر اسے ڈھانپ لے گا اور فرمائے گا اے میرے بندے تو نے یہ گناہ کیا تھا، مومن کہے گا ہاں میرے پروردگار! حتی کہ اپنے تمام گناہوں کا خود ہی اعتراف کرلے گا پھر سوچے گا میں تو ہلاک ہوگیا، اللہ عزوجل فرمائے گا اے مومن بندے میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کی پردہ دری نہیں کی اور آج بھی تیرے گناہوں کی بخشش کرتا ہوں، پس اللہ عزوجل اسے نیکیوں والا اعمال نامہ عطا فرمائے گا مگر کافر و منافق کی سرعام پیشی ہوگی۔ (المظہری، ج۳، ص ٤٥٥)۔

کفارمکہ کی مذمت کی وجوهات:

۱۹...... اس سے ماقبل آیت میں اللہ عزوجل نے سات وجوہات بیان فرمائی تھیں: (۱) وہ اللہ عزوجل پر جھوٹا بہتان تراشتے تھے ، اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ عزوجل پر جھوٹا بہتان باندھے۔ (۲) وہ ذلت اور رسوائی کے ساتھ اللہ عزوجل کے سامنے پیش کیے جائیں گے، فرمایا: اور یہ لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ (۳) تمام گواہ ان کے خلاف گواہی دیں گے کہ انہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا، فرمایا: اور تمام گواہ یہ کہیں گے کہ انہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا۔ (۴) وہ اللہ عزوجل کے نزدیک ملعون ہیں، فرمایا: سنو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (۵) وہ اللہ عزوجل کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں، فرمایا: جو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ (٦) وہ اسلام کے خلاف شکوک وشبہات ڈالتے ہیں، فرمایا: اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں۔ (۷) وہ آخرت کے منکر

ہیں،فرمایا:وہ آخرت کا کفر کرنے والے ہیں۔

اور ان آیتوں میں ان کی مزید سات وجوہ سے مذمت فرمائی ھے:

(۱)وہ اللہ ﷻ کے عذاب سے بھاگ نہیں سکتے،فرمایا:یہ لوگ زمین میں (اللہ کو) عاجز کرنے والے نہ تھے۔(۲)اللہ ﷻ کے عذاب سے بچانے کے لیے ان کا کوئی مددگار نہیں،فرمایا:اور نہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار تھا۔(۳)ان کا عذاب دُگنا کیا جائے گا،فرمایا:ان کے لیے عذاب کو دُگنا کیا جائے گا۔(۴)ان میں حق کو سننے کی طاقت ہے نہ دیکھنے کی،فرمایا:یہ شدت کفر کی وجہ سے حق کو سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور نہ یہ بغض کی وجہ سے حق کو دیکھتے تھے۔(۵)انہوں نے اللہ ﷻ کی عبادت کے بدلہ میں بتوں کی عبادت کو خرید لیا اور یہ ان کے گھاٹے اور خسارے کا سبب ہے،فرمایا:یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال دیا۔(۶)انہوں نے دین کو دنیا کے بدلے میں فروخت کر دیا اور اس میں ان کو دنیا میں گھاٹا ہوا کہ انہوں نے عزت والی چیز کو دے کر ذلت والی چیز کو لے لیا اور آخرت کا خسارہ یہ ہے کہ وہ ذلت والی چیز بھی ضائع اور ہلاک ہوگئی اور اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہا،فرمایا:اور جو کچھ یہ افتراء کرتے تھے وہ ان سے جاتا رہا۔(۷)چونکہ انہوں نے نفیس چیز کو دے کر خسیس چیز کو لیا اس لئے ان کا خسارہ لازمی اور یقینی ہے،فرمایا:بلاشبہ یقیناً یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ (تبیان القرآن، ج۵، ص ۵۱۸)۔

☆......☆**ولم یتوقع زوالھا**:مراد نعمتوں کا زوال ہے۔ **لتھاونھم** :بمعنی **استھزائھم** ہے۔

تحداھم بھا اولا:کا بیان حاشیہ نمبر۲، میں مفصل طور پر موجود ہے،ملاحظہ فرمالیں۔

بان اصر علی الشرک:یعنی کفر پر اصرار کریں،اور یہ معاملہ کفار کے بارے میں وارد ہے،اور اللہ ﷻ کے فرمان کے مطابق بھی اس بارے میں کوئی اشکال نہیں پایا جاتا ﴿لیس لھم فی الاخرۃ الا النار﴾۔ **ھی فی المرائین**: بمعنی **باعمالھم** ہے،جو شخص (فقط) دنیا کی زیب وزینت کا ارادہ کرے،سید عالم ﷺ اس کے بارے میں فرماتے ہیں:''جو شخص غیر اللہ کے لئے علم حاصل کرے یا اس سے غیر اللہ کا ارادہ کرے تو اُسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''۔اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جو شخص علم دین رضائے الٰہی کے لئے نہیں بلکہ دنیا کی غرض کے لئے حاصل کرتا ہے،اسے قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہ ملے گی''۔ (الجمل، ج۳،ص ۴۱۳ وغیرہ)۔

ای غیرہ :اللہ ﷻ کے سوا معبود بنائے،چاہے بت ہوں،یا دیگر تمام ہی مخلوقات۔ **بان نوسع علیھم رزقھم** :یعنی جزا،دنیا میں اعمال حسنہ کی،اور آخرت میں اس کے لئے جزاء کی قسم سے کوئی چیز نہ ہوگی۔

فلا ثواب لہ:یعنی اسے دنیا میں اس کے اعمال حسنہ کا بدلہ بطور جزاء دے دیا گیا،اب آخرت میں اُس کے لئے کوئی حصہ نہیں۔

باضلالھم غیرھم :یہاں ایک سوال مقدر کا جواب مذکور ہے،سوال یہ ہے کہ حسنات میں تضاعف (دُگنا ہونا) ہوتا ہے نہ کہ سیئات

میں، جیسا کہ فرمان باری ﷻ ہے ﴿ومن جاء بالسیئة فلا یجزی الا مثلھا﴾؟ جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں تضاعف سے مراد شدتِ عذاب ہے، یعنی معذبین کو دو قسم کے عذاب ہونگے ایک تو ان کے اپنے گناہوں کے سبب اور دوسرے دیگر لوگوں کو بُرائی کی دعوت عام کرنے کے سبب۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۳۰ وغیرہ)۔

رکوع نمبر:۳

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖۤ اِنِّیْ﴾ اَیْ بِاَنِّیْ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْكَسْرِ عَلٰی حَذْفِ الْقَوْلِ ﴿لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (۲۵)﴾ بَیِّنُ الْاِنْذَارِ ﴿اَنْ﴾ اَیْ بِاَنْ ﴿لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ﴾ اِنْ عَبَدْتُّمْ غَیْرَهٗ ﴿عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ (۲۶)﴾ مُؤْلِمٍ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ﴿فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ﴾ وَهُمُ الْاَشْرَافُ ﴿مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا﴾ وَلَا فَضْلَ لَكَ عَلَیْنَا ﴿وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا﴾ اَسَافِلُنَا كَالْحَاكَةِ وَالْاَسَاكِفَةِ ﴿بَادِیَ الرَّاْیِ﴾ بِالْهَمْزِ وَتَرْكِهٖ اَیْ اِبْتِدَاءً مِّنْ غَیْرِ تَفَكُّرٍ فِیْكَ وَنَصَبُهٗ عَلَی الظَّرْفِ اَیْ وَقْتَ حُدُوْثِ اَوَّلِ رَاْیِهِمْ ﴿وَمَا نَرٰی لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ﴾ فَتَسْتَحِقُّوْنَ بِهِ الْاِتِّبَاعَ مِنَّا ﴿بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ (۲۷)﴾ فِیْ دَعْوَی الرِّسَالَةِ، اَدْرَجُوْا قَوْمَهٗ مَعَهٗ فِی الْخِطَابِ ﴿قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ﴾ اَخْبِرُوْنِیْ ﴿اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ﴾ بَیَانٍ ﴿مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ رَحْمَةً﴾ نُبُوَّةً ﴿مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ﴾ خُفِیَتْ ﴿عَلَیْكُمْ﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِتَشْدِیْدِ الْمِیْمِ وَالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ ﴿اَنُلْزِمُكُمُوْهَا﴾ اَنُجْبِرُكُمْ عَلٰی قُبُوْلِهَا ﴿وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ (۲۸)﴾ لَا نَقْدِرُ عَلٰی ذٰلِكَ ﴿وَیٰقَوْمِ لَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ﴾ عَلٰی تَبْلِیْغِ الرِّسَالَةِ ﴿مَالًا﴾ تُعْطُوْنِیْهِ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿اَجْرِیَ﴾ ثَوَابِیْ ﴿اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ كَمَا اَمَرْتُمُوْنِیْ ﴿اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ﴾ بِالْبَعْثِ فَیُجَازِیْهِمْ وَیَاْخُذُ لَهُمْ مِمَّنْ ظَلَمَهُمْ وَطَرَدَهُمْ ﴿وَلٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ (۲۹)﴾ عَاقِبَةَ اَمْرِكُمْ ﴿وَیٰقَوْمِ مَنْ یَّنْصُرُنِیْ﴾ یَمْنَعُنِیْ ﴿مِنَ اللّٰهِ﴾ اَیْ عَذَابِهٖ ﴿اِنْ طَرَدْتُّهُمْ﴾ اَیْ لَا نَاصِرَ لِیْ ﴿اَفَلَا﴾ فَهَلَّا ﴿تَذَكَّرُوْنَ (۳۰)﴾ بِاِدْغَامِ التَّاءِ الثَّانِیَةِ فِی الْاَصْلِ فِی الذَّالِ تَتَّعِظُوْنَ ﴿وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ﴾ اِنِّیْ ﴿اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ﴾ بَلْ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ﴿وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْۤ﴾ تَحْتَقِرُ ﴿اَعْیُنُكُمْ لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ﴾ قُلُوْبِهِمْ ﴿اِنِّیْۤ اِذًا﴾ اِنْ قُلْتُ ذٰلِكَ ﴿لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ (۳۱)﴾ ﴿قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا﴾ خَاصَمْتَنَا ﴿فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ﴾ بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ ﴿اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (۳۲)﴾ فِیْهِ ﴿قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ﴾ تَعْجِیْلَهٗ لَكُمْ فَاِنَّ اَمْرَهٗ اِلَیْهِ

لَا اِلَیَّ ﴿وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ(۳۳)﴾ بِفَائِتِیْنَ اللّٰه ﴿وَلَا یَنْفَعُکُمْ نُصْحِیْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَکُمْ اِنْ کَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَکُمْ﴾ اَیْ اِغْوَاءَ کُمْ وَجَوَابُ الشَّرْطِ دَلَّ عَلَیْهِ وَلَا یَنْفَعُکُمْ نُصْحِیْ ﴿هُوَ رَبُّکُمْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ(۳۴)﴾ قَالَ تَعَالٰی ﴿اَمْ﴾ بَلْ اَ ﴿یَقُوْلُوْنَ﴾ اَیْ کُفَّارُ مَکَّةَ ﴿افْتَرٰهُ﴾ اِخْتَلَقَ مُحَمَّدٌ الْقُرْآنَ ﴿قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ﴾ اِثْمِیْ اَیْ عُقُوْبَتُهٗ ﴿وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ(۳۵)﴾ مِنْ اِجْرَامِکُمْ فِیْ نِسْبَةِ الْاِفْتِرَاءِ اِلَیَّ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ میں (انی دراصل بانی تھا اور ایک قرأت میں قول کے حذف کی بنا پر ان کو مکسور پڑھا گیا ہے) تمہارے لیے صریح ڈرسنانے والا ہوں (کھلا ڈرسنانے والا ہوں) کہ (ان دراصل بان تھا) اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بیشک میں ڈرتا ہوں تم پر (اگر تم اسکے غیر کی عبادت کرو) ایک مصیبت والے دن کے عذاب سے (جو دنیا و آخرت میں تمہیں تکلیف دینے والا ہوگا) تو اسکی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے (قوم کے سردار) ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں......۱...... (اور تمہیں ہم پر کچھ فضیلت حاصل نہیں ہے) اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے ......۲...... (ہمارے نچلے طبقے کے لوگوں نے جیسے جولا ہے اور موچیوں نے) سرسری نظر میں (لفظ رای کو ہمزہ کے ساتھ اور بغیر ہمزہ دونوں طرح پڑھا گیا ہے، یعنی ان لوگوں نے آپ کے بارے میں غور وفکر نہیں کیا اور ایمان لے آئے، بادی الرای ظرف ہونے کی بناء پر منصوب ہے یعنی پہلی رائے دین میں پیدا ہوتے وقت ہی یہ لوگ آپ پر ایمان لے آئے) اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے (جسکی بناء پر تم لوگ اس بات کے حقدار بنو کہ ہم تمہاری اتباع کریں) بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں (دعوی رسالت میں ان کافروں نے خطاب میں آپکے ساتھ آپکی قوم کو بھی داخل کرلیا) بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو (مجھے خبر تو دو) اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں (بینة بمعنی بیان ہے) اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت (یعنی نبوت) بخشی تو تم اس سے اندھے رہے (وہ تم پر مخفی ہے ایک قرأت میں عمیت کی میم کو مشدد اور اس فعل کو مجہول پڑھا گیا) کیا ہم اسے جبراً تم پر مسلط کریں گے (اسکے قبول کر لینے پر تم کو مجبور کریں گے) اور تم بیزار ہو (ہم اسکی طاقت ذاتی نہیں رکھتے) اور اے قوم! میں تم سے کچھ اس پر (یعنی تبلیغ رسالت پر) مال نہیں مانگتا......۳...... (کہ مجھے مال دو) میرا اجر (میرا ثواب) تو اللہ ہی پر ہے اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں ہوں......۴...... (جیسا کہ تم مجھے حکم دے رہے ہو) بیشک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے بعد اللہ انہیں جزا دیگا اور جن لوگوں نے ان پر ظلم کیا اور دھتکارا ان سے انہیں حق دلائے گا) اور میں تم کو (تمہارے کام کے انجام سے) نرے جاہل لوگ

پاتا ہوں اور اے قوم مجھے اللہ سے (یعنی اسکے عذاب سے) کون بچالیگا (ینصر بمعنی یمنع ہے) اگر میں انہیں دور کردوں گا (یعنی میرا کوئی مددگار نہ ہوگا) تو تم دھیان کیوں نہیں کرتے (تذکرون بمعنی تتعظون ہے تذکرون کی دوسری تاء کا ادغام دراصل ذال میں ہوا ہے) اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں......۵......اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (بلکہ ظاہر صورت میں، میں تمہاری مثل بشر ہوں) اور میں انہیں نہیں کہتا جن کو تمہاری نگاہیں حقیر سمجھتی ہیں کہ ہرگز اللہ انہیں کوئی بھلائی نہ دے گا (تزدری بمعنی تحقر ہے) اور اللہ خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے (انفسھم بمعنی قلوب ہے، اور اگر ایسا کہوں) تو جبھی میں ظالمین میں سے ہو جاؤں بولے اے نوح! تم ہم سے جھگڑے......۶......(ہم سے خصومت کی) اور بہت ہی جھگڑے تو لے آؤ جس کا (یعنی جس عذاب کا) ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر تم اس میں سچے ہو (اپنے قول میں) بولا وہ تو اللہ تم پر لائے گا اگر چاہے (اس عذاب کو تم جلد لانا اس کا معاملہ اسی کے سپرد ہے میری طرف نہیں) اور تم تھکا نہ سکو گے (تم اللہ کا مقابلہ نہ کرسکو گے) اور تمہیں میری نصیحت نفع نہ دیگی اگر میں تمہارا بھلا چاہوں جب کہ اللہ تمہاری گمراہی چاہے......۷......(ان یغویکم، اغوائکم کے معنی میں ہے اس کا جواب شرط محذوف ہے جس پر یہ کلام دلالت کر رہا ہے و لا ینفعکم نصحی) وہ تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف پھرو گے (اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) بلکہ کہتے ہیں (کفارِ مکہ) انہوں نے اسے اپنے جی سے بنالیا (یعنی محمد ﷺ نے قرآن اپنی طرف سے بنایا ہے) تم فرماؤ اگر میں نے بنالیا ہوگا تو یہ گناہ مجھ پر ہے (یعنی اسکی سزا مجھ پر ہے) اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں (تمہارے مجھ پر "اللہ" پر جھوٹ باندھنے کی نسبت کرنے کا جو جرم ہے میں اس سے بری ہوں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد ارسلنا نوحا الی قومه انی لکم نذیر مبین﴾۔

و: استئنافیہ......لام: قسمیہ......قد: تحقیقیہ......ارسلنا: فعل بافاعل......نوحا: مفعول......الی قومه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......ان: حرف مشبہ بالفعل......ی: ضمیر اسم......لکم: متعلق بنذیر...... نذیر مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان لا تعبدوا الا الله انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم﴾۔

ان: مفسرہ......لا: ناھیہ......تعبدوا: فعل بافاعل......الا: حرف حصر......الله: اسم جلالت مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......

ان: حرف مشبہ بالفعل، ی: ضمیر اسم......اخاف علیکم......الخ: جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فقال الملا الذین کفروا من قومه﴾۔

ف: عاطفہ......قال: فعل......الملأ: موصوف......الذین: موصول...... کفروا: فعل واو ضمیر ذوالحال......من قومه: متعلق بمحذوف حال، ملکر فاعل، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿مانرک الا بشرا مثلنا وما نرک اتبعک الا الذین ھم اراذلنا بادی الری﴾.

ما: نافیہ......نری: فعل......ک: ضمیر مفعول اول......الا: حرف حصر......بشر: موصوف......مثلنا: صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ "فقال الملا" کیلئے......و: عاطفہ......ما: نافیہ......نری: فعل......ک: ضمیر مفعول اول......اتبعک: فعل......ک: ضمیر مفعول......الا: حرف حصر......الذین ھم اراذلنا: فاعل......بادی الرای: مفعول......اتبع فعل اپنے متعلقات سے ملکر مفعول ثانی، نری فعل اپنے متعلقات سے ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وما نری لکم علینا من فضل بل نظنکم کذبین﴾.

و: عاطفہ......ما: نافیہ......نری: فعل بافاعل......لکم: ظرف لغو......علینا: ظرف لغو مقدم......من: زائد......فضل: مصدر رھو ضمیر فاعل اور متعلق مقدم سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "نری" پر معطوف ہے......بل: حرف عطف......نظنکم کذبین: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قال یقوم ارایتم ان کنت علی بینة من ربی واتنی رحمة من عندہ فعمیت علیکم﴾.

قال: فعل بافاعل......یقوم: جملہ فعلیہ ندائیہ...... ھمزہ: استفہامیہ......رأیتم: فعل بافاعل......ان: شرطیہ......کنت علی بینة من ربی: جملہ فعلیہ شرط "انلزمکموھا" جملہ جواب شرط محذوف......واتنی رحمة من عندہ: معطوف ہے "کنت علی بینة" پر ...... فعمیت علیکم: جملہ معطوف ہے "کنت علی بینة" پر شرط، ملکر مفعول اول۔

﴿انلزمکموھا وانتم لھا کرھون﴾.

ھمزہ: استفہامیہ......نلزم: فعل بافاعل......کمو: ذوالحال......ھا: مفعول ثانی......وانتم لھا کرھون: جملہ حال، ملکر مفعول اول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر رأیتم کا مفعول ثانی، رأیتم فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء، ملکر مفعول، قال فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ویقوم لا اسئلکم علیہ مالا ان اجری الا علی اللہ﴾.

و: عاطفہ، یقوم: جملہ ندائیہ، لااسئلکم: فعل بافاعل ومفعول، علیہ: حال، مالا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، اپنی نداء سے ملکر ماقبل پر معطوف ہے، ان: نافیہ، اجری: مبتدا، الا: حرف حصر، علی اللہ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما انا بطارد الذین امنوا انھم ملقوا ربھم ولکنی ارکم قوما تجھلون﴾.

و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، انا: اسم، ب: زائد، طارد: مضاف، الذین امنوا: مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: حرف مشبہ، ھم: اسم، ملقوا ربھم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لکن: حرف مشبہ، ی: ضمیر اسم، ار کم...... الخ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویقوم من ینصرنی من اللہ ان طردتھم افلا تذکرون﴾.

و: عاطفہ، یقوم: جملہ ندائیہ......من: مبتدا......ینصرنی من اللہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... ان: شرطیہ...... طردتم: جملہ فعلیہ شرط "فمن ینصرنی" جواب شرط محذوف، ملکر جملہ شرطیہ......افلاتذکرون: ماقبل ترکیب گذر چکی۔

﴿ولااقول لکم عندی خزائن اللہ ولااعلم الغیب ولااقول انی ملک﴾.

و: عاطفہ......لا: نافیہ......اقول: فعل بافاعل......لکم: ظرف لغو......عندی خزائن اللہ: معطوف علیہ...... ولااعلم الغیب: معطوف، ملکر مفعول......اقول: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ......لااقول: فعل نفی بافاعل......لکم: ظرف لغو......انی ملک: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولااقول للذین تزدری اعینکم لن یوتیھم اللہ خیرا اللہ اعلم بما فی انفسھم﴾.

و: عاطفہ......لا: نافیہ......اقول: فعل بافاعل......للذین تزدری اعینکم: متعلق......لن یوتیھم...... الخ: جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......اللہ: مبتدا ......اعلم بمافی انفسھم: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انی اذا لمن الظلمین﴾.

ان: حرف مشبہ بالفعل......ی: ضمیر اسم......اذا: حرف جواب وجزا......لام: تاکیدیہ......من الظلمین: ملکر جملہ اسمیہ

﴿قالوا ینوح قد جدلتنا فاکثرت جدالنا﴾.

قالوا: فعل بافاعل ملکر قول......ینوح: جملہ فعلیہ ندائیہ...... قد جدلتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... فاکثرت جدالنا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصدقین﴾.

ف: فصیحہ......اتنا: فعل بافاعل......بماتعدنا: ظرف لغو بسبب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، جزا محذوف "ان کنت صادقا" ، ملکر جملہ شرطیہ، ان: شرطیہ...... کنت من الصدقین: جملہ فعلیہ شرط جواب شرط محذوف "فاتنا بماتعدنا"، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال انما یاتیکم بہ اللہ ان شاء وما انتم بمعجزین﴾.

قال: فعل بافاعل، انما: کافہ، یاتی: فعل، کم: مفعول، بہ: ظرف لغو، اللہ: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط مقدم، ان: شرطیہ، شاء: فعل بافاعل ملکر شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ "قال" کیلئے، وماانتم ......الخ جملہ اسمیہ "کم" ضمیر سے حال ہے۔

﴿ولاینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم﴾.

و: عاطفہ......لاینفع: فعل بامفعول......نصحی: فاعل، ملکر جملہ شرطیہ......ان: شرطیہ......اردت ان انصح لکم:

جملہ فعلیہ شرط اول......ان: شرطیہ...... کان اللہ...... الخ: جملہ فعلیہ شرط ثانی، اس کے جواب پر "لاینفعکم نصحی" دلالت کرتا ہے، شرط ثانی اپنے جواب سے ملکر شرط اول کیلئے جواب شرط، شرط اول ہے، جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿هو ربكم واليه ترجعون ام يقولون افتره﴾۔

ھو: مبتدا...... ربکم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......الیہ: ظرف لغو مقدم...... ترجعون: فعل اپنے نائب الفاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ......ام: منقطع...... یقولون: فعل بافاعل، ملکر قول......افترہ: جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل ان افتريته فعلي اجرامي وانا برئ مما تجرمون﴾۔

قل: فعل بافاعل......ان: شرطیہ......افتریتہ: فعل بافاعل ومفعول ملکر شرط......ف: جزائیہ......علی اجرامی: جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ......و: مستانفہ......انا: مبتدا......بری مماتجرمون: شبہ جملہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بشر کی تعریف اور انسان پر لفظ بشر کا اطلاق:

۱......ظاہری جلد کو بشر کہتے ہیں جب کہ کھال کے باطنی حصے کو ادمۃ کہتے ہیں، واحد اور جمع کے لئے دونوں کے لیے بشر آتا ہے البتہ تثنیہ بشرین آتا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں بھی لفظ بشر آیا ہے وہاں انسان کا جثہ اور اس کا ظاہر مراد ہے جیسے فرمایا ﴿انی خالق بشرا من طین (ص: ۷۱) یعنی میں مٹی سے بشر بنانے والا ہوں﴾ (المفردات، ص ۵۷)۔

کفار مکہ حضرات انبیائے کرام کا مرتبہ کم کرنے کے لیے ان کو بشر کہتے تھے جیسا کہ فرمایا ﴿فقالوا ابشرا منا واحدا نتبعه انا اذا لفی ضلال وسعر (القمر: ۲۴) یعنی پس وہ کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی میں سے ایک بشر کی اتباع کریں پھر تو بیشک ہم ضرور گمراہی اور عذاب میں ہیں﴾۔

پس ماندہ لوگوں کا ایمان معتبر ہے!

۲......روم کے بادشاہ ہرقل نے ابوسفیان کو طلب فرمایا اور سید عالم ﷺ سے متعلق دریافت کیا کہ قوم کے معزز لوگ ان کی پیروی کررہے ہیں یا پس ماندہ لوگ؟ ابوسفیان نے کہا: پس ماندہ اور کمزور لوگ پیروی کرتے ہیں۔ ہرقل نے کہا: پس ماندہ اور کمزور لوگ ہی پیروی کرتے ہیں۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ کمزور و پس ماندہ لوگوں کے ایمان لانے میں کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ جس پر حق ظاہر ہوجائے اسے روگردانی اور انکار کرنے کی مجال نہیں ہونی چاہیے۔ (التفسیر الکبیر، ج ۲، ص ۵۴۹)۔

اگر شریعت مطہرہ کا مطالعہ کیا جائے تو یہی کمزور، غریب اور معاشرے کے پس ماندہ لوگ دینی معاملات میں پیش رفت کرتے ہیں، اخروی لحاظ سے ان لوگوں کا مقام بلند ہے چنانچہ حدیث میں ہے عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ: یدخل فقراء

المسلمین الجنة قبل الاغنیاء باربعین خریفا یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان فقراء (اپنے) اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہونگے۔ وعن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ابشروا یامعشر الصعالیک تدخلون الجنة قبل الاغنیاء بنصف یوم وذلک خمسمائة عام یعنی حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خوشخبری ہوائے تنگ دستوں! تم امیروں سے نصف دن پہلے جنت میں جاؤ گے اور قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کا ہوگا''۔ (البدور السافرة فی احوال الاخرة، باب دخول الفقراء الجنة، ص ۲۱۵)۔

تبلیغ رسالت پر اجر کا طلب کرنا:

۳......النبی وہ انسان ہوتا ہے جسے اللہ عزوجل نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجا ہو، اور اسی طرح رسول کی تعریف ہے لیکن فرق یہ ہے کہ رسول کے پاس شریعت اور کتاب ہوتی ہے اور رسول کی بعثت میں مصلحتیں کارفرما ہوتی ہیں اور اللہ عزوجل کی جانب سے ہونے والے لطف کا احاطہ نہیں ہوسکتا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نبی وہ ہے جسے خواب میں دیکھا جاسکتا ہے اور رسول وہ ہوتا ہے جسے دیکھا نہیں جاسکتا مگر اس کی آواز سنی جاسکتی ہے۔ (شرح المقاصد، الفصل الاول فی النبوة، ج۳، ص ۲٦۷)۔

جان لیں کہ رسالت کا منصب ایسا ہے کہ ہر کوئی اپنی مرضی سے اس کا متحمل نہیں ہوسکتا بلکہ اللہ عزوجل جس پر اپنا خاص فضل فرمائے اسے یہ منصب عطا فرماتا ہے۔ جب ہم یہ مان رہے ہیں کہ منصب رسالت خاص فضل سے حاصل ہوتا ہے تو جس پر اللہ عزوجل کا فضل خاص ہے اسے مخلوق سے اجر لینے نہ لینے سے کیا غرض، بلکہ ایسا خاص بندہ جو رسالت کے منصب پر فائز ہے، اس پر ہر وقت رحمت خداوندی کی بارشیں ہو رہی ہیں، فضل و کرم کی نچھاور ہو رہی ہے اسے دنیا اور اس کے ناپائیدار مال و متاع سے کیا غرض؟ یہی وجہ ہے کہ ہر رسول نے یہی کہا کہ مجھے اس تبلیغ پر تم لوگوں سے کچھ نہیں چاہیے بلکہ میرا اجر میرا رب ہی دے گا۔

مومنوں کو اپنی مجالس سے نہ نکالا جائے!

۴......اس آیت مبارکہ کی روشنی میں ایک قول یہ ملتا ہے کہ حضرات انبیائے کرام سے گناہ کا صدور ہوا، معترضین کہتے ہیں اس آیت مبارکہ میں غریب مومنوں کو کافروں کی رضاجوئی کے لیے مجالس سے دور کیا جارہا ہے جو کہ معصیت ہے، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فقراء مومنین کو کافروں کی رضاجوئی کے لیے اپنی مجلس سے دور کرنا بھی قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداوة والعشی یریدون وجھه (الانعام: ۵۲)﴾، بس یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذنب کی جانب دلیل ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ آیت مبارکہ مطلق غرباء کو دور کرنے سے متعلق مذکور ہے، اور واقعہ مذکورہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق مذکور ہے جو کہ اوقات معینہ کی تقلیل پر مصلحتوں کی رعایت کرتے ہوئے بیان ہوا۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص ۳٤۱)۔

حضرت نوح علیہ السلام کا اللہ کے خزانے اور علم غیب کی نفی کرنا:

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے: اگر تم میری تکذیب اس وجہ سے کرتے ہو اور میری پیروی اس لیے نہیں کرتے کہ میرے پاس زیادہ مال اور بڑا مرتبہ نہیں ہے، تو میں نے کب اس کا دعویٰ کیا ہے؟ اور میں نے کب تم سے یہ کہا ہے کہ اللہ ﷻ کے رزق کے خزانے اور اس کا مال میرے پاس ہے؟ حتیٰ کہ تم اس معاملہ میں مجھ سے بحث کرو اور میری نبوت کا انکار کرو، میں نے تو صرف رسالت اور اللہ ﷻ کے پیغام پہنچانے کا دعویٰ کیا ہے، اور نہ میں نے یہ کہا ہے کہ میں از خود غیب کو جانتا ہوں حتیٰ کہ تم سے اس کے مستبعد ہونے کی وجہ سے اس کا انکار کروں، اور میں نے جو نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اللہ ﷻ کے عذاب سے ڈرایا ہے وہ وحی کے ذریعہ سے ہے اور اللہ ﷻ کے خبر دینے کی وجہ سے ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا تو انہوں نے آپ علیہ السلام سے متعدد غیب کی چیزوں کے متعلق سوال کیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اللہ ﷻ کی دلیل کی وجہ سے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور میں اللہ ﷻ کے بتلائے بغیر غیب کو نہیں جانتا، اور فرمایا: میں یہ نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں، اس میں کفار کے اس قول کا رد ہے کہ ہم آپ کو اپنے جیسا بشر ہی سمجھتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنی نبوت کو رواج دینے کے لیے یہ نہیں کہا کہ میں فرشتہ ہوں حتیٰ کہ تم یہ کہو کہ آپ علیہ السلام تو ہماری طرح بشر ہیں اور فرشتے نہیں ہیں کیونکہ بشریت نبوت کے منافی نہیں ہے، تم نے ان تین چیزوں کے نہ ہونے کو میری تکذیب کا ذریعہ بنایا ہے، حالانکہ میں نے ان میں سے کسی چیز کا دعویٰ نہیں کیا۔

(روح المعانی ،الجزء الثانی عشر، ص ۳۳۷)۔

موجودہ دور کے وہابی دیوبندی کی بدتمیزی ملاحظہ ہو، مولانا مفتی محمد شفیع جنہیں دیوبندی حضرات مفتی اعظم پاکستان کہتے ہیں بیان کرتے ہیں: یعنی میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ اللہ کے خزانے میرے ہاتھ میں ہیں، اس میں ان لوگوں کے اس خیال کی تردید ہے کہ جب اللہ کی طرف سے رسول ہو کر آئے ہیں تو ان کے ہاتھ میں خزانے ہونے چاہئیں جن سے لوگوں کو داد و دہش کرتے رہیں، نوح نے بتلا دیا کہ انبیاء کی بعثت کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ وہ لوگوں کو متاع دنیا میں الجھائیں، اس لیے خزانوں سے ان کا کیا کام۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس میں ان لوگوں کے اس خیال کی تردید ہو جو بعض لوگ سمجھا کرتے ہیں کہ اللہ نے انبیاء کو بلکہ اولیاء کو بھی مکمل اختیارات دے دیئے ہیں، اللہ کی قدرت کے خزانے ان کے ہاتھ میں ہوتے ہیں جس کو چاہیں دیں جس کو چاہیں نہ دیں تو نوح کے اس ارشاد سے واضح ہو گیا کہ اللہ ﷻ نے اپنی قدرت کے خزانوں کا مکمل اختیار کسی نبی کو بھی سپرد نہیں کیا، اولیاء کا تو کیا ذکر ہے، البتہ اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں اور خواہشیں اپنی قدرت سے پوری فرماتے ہیں۔ دوسرے فرمایا ﴿ولا اعلم الغیب﴾ ان جاہلوں کا یہ بھی خیال تھا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا رسول ہو وہ عالم الغیب بھی ہونا چاہیے، اس جملہ نے واضح کر دیا کہ نبوت و رسالت علم غیب کی مقتضی نہیں اور کیسے ہوتی جب کہ علم غیب حق تعالیٰ کی خصوصی صفت ہے جس میں کوئی نبی یا فرشتہ شریک نہیں ہوسکتا، ہاں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں غیب کے اسرار پر مطلع کر دیتے ہیں مگر اس کی وجہ سے ان کو عالم الغیب کہنا درست نہیں ہوتا کیونکہ ان کے

اختیارات میں نہیں ہوتا کہ جس غیب کو چاہیں معلوم کرلیں۔ (معارف القرآن، ج٤، ص ٦١٦)۔

افسوس صد ہزار افسوس یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو موحد اور دین کے ٹھیکے دار سمجھتے ہیں اور کلام حضرات انبیائے کرام کے حوالے سے فرمار ہے ہیں۔ کیا ان بدبختوں کی نظر سے ﴿علم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول ...... الایة(الجن: ٢٦،٢٧) ﴾ نہیں گزرتی، ہم اہلسنت و جماعت نے یہ دعوی ہی کب کیا ہے کہ نبی اپنی مرضی سے غیب پر مطلع ہوتا ہے۔ نبی اللہ کی عطا سے غیب جانتا ہے اور اس پر کئی روایات موجود ہیں جن کی اسناد کے حوالے سے اگر دیوبندی کلام کریں تو خود پھنستے ہیں۔

عن ابن شهاب قال :قال حمید بن عبد الرحمن :سمعت معاوية خطيبا يقول :سمعت النبی ﷺ يقول : من يرد الله به خيرا يفقهه فی الدين ،وانما انا قاسم والله يعطی راوی کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ سے سنا فرماتے ہیں: جس کے ساتھ اللہ ﷻ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ ﷻ عطا فرمانے والا ہے(صحیح البخاری ، کتاب العلم ،باب من یرد الله برقم: ٧١، ص ١٧)،قال النبی ﷺ انی فرط لکم وانا شهيد عليکم ،وانی اعطيت مفاتيح خزائن الارض او مفاتيح الارض ،وانی والله ما اخاف عليکم ان تشرکوا بعدی ،ولکن اخاف عليکم ان تنافسوا فيها سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تم پر گواہ ہوں، اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا زمین کی چابیاں دے دی گئی ہیں اور مجھے اپنے بعد تم سے شرک کا خوف نہیں ہے ہاں صرف اس بات کا خوف ہے کہ تم دنیا کو زیادہ پسند کرنے لگ جاؤ گے۔ (صحیح البخاری ، کتاب الجنائز، باب الصلوة علی الشهيد، رقم: ١٣٤٨، ص ٢١٥)۔

بے عشق محمد جو پڑھتے ہیں بخاری، آتا ہے بخار ان کو بخاری نہیں آتی۔ کیا کوئی اپنے دشمن سے کہتا ہے کہ میرے پاس بہت مال ہے، حضرت نوح علیہ السلام نے بھی نہ ماننے والوں کو جوابا کہا کہ مجھے اس لئے نہیں مانتے کہ بظاہر میرے ہاتھ خالی ہیں تو میں نے کہاں خزانے کا دعوی کیا ہے؟ اسی طرح قرآن میں سید عالم کے حوالے سے بھی کلام ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے بھی کافروں کو یونہی جواب دیا۔ سید عالم ﷺ کی شان میں ادنی سی بے احتیاطی ہمارے نزدیک ایمان کے چلے جانے کا سبب بن سکتی ہے چنانچہ اعلی حضرت فاضل بریلوی نے دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی عبارت: بان سعة علم ابليس ثابت بالنصوص ،ای نص وجدتموه فی سعة علمه ﷺ ،اس عبارت کے جواب میں اعلی حضرت نے فرمایا: ويجب ان تعلم ان جميع من سب النبی ﷺ ،او قال فی حقه مالا يليق به تعريضا، او شبهه بشیء علی طريق السب له ،او الازراء عليه ای التنقيص له ،وان لم يكن قصد السب او التقصير لشانه ، ای تحقيره كتصغير اسمه ،او صفة من صفاته ،او الغض منه بمعنی اقل التنقيص فهو كافر مرتد ،مستوجب القتل ،بالاجماع الامة كما نص علی غير واحد من الامة ،ولالم يخالف فيه احد الا ابن حزم القائل . (المعتقد والمنتقد،الفصل الثانی :فی تحريم تنقيصه ﷺ،ص ١٤٧)۔

لفظ جدال کی تحقیق:

۶......علامہ جرجانی فرماتے ہیں: کسی ذات سے دلیل، شبہہ اور کلام کی درستگی کے ذریعے فساد کو دور کرنا جدل کہلاتا ہے (التعریفات، ص ۷۹) علامہ راغب اصفہانی کہتے ہیں: اجدال طاقت اور شکرے کو کہتے ہیں اور اسی سے جدال بنا ہے، یعنی بحث کرنے والوں میں سے ہر ایک فریق سامنے والے کو اس کی رائے سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جدال کے معنیٰ بچھاڑ دینا ہے یعنی اپنے مخالف کو پچھاڑ دیا جائے۔ (المفردات، ص ۹۷) ۔علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ دین کے معاملے میں جدال کرنا محمود ہے ،اسی وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر حضرات انبیائے کرام نے اپنی قوموں سے جدال کیا تاکہ حق کا غلبہ ہو جائے اور جس نے ان کے موقف کو قبول کر لیا وہ کامیاب وکامران ہوا اور جس نے ان کے موقف کو مسترد کر دیا وہ ناکام رہا اور ناحق جدال کرنا کہ باطل کو غلبہ ہو مذموم ہے اور ایسا جدال کرنے والا دنیا اور آخرت میں ملامت اور مذمت کیا جاتا ہے۔

جب اللہ کسی کی گمراہی کا ارادہ کرے!

ے......امام رازی فرماتے ہیں کہ کبھی اللہ عزوجل بندے سے اس کے کفر کا ارادہ فرماتا ہے، اور جب اللہ عزوجل کسی بندے کے کفر کا ارادہ کرے تو پھر اس کا ایمان لانا محال ہے اور حضرت نوح علیہ السلام نے جو فرمایا تھا: وہ ہمارے مذہب کی صحت پر صراحتاً دلالت کرتا ہے۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص ٣٤٢)۔

☆......☆والاساکفة: کی جمع اسکاف ہے، مراد جوتے بنانے والا ہے، یہ اللہ عزوجل کی عادت کریمہ ہے کہ حضرات انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے اولا پیروکار (مالی اعتبار سے) کمزور ترین لوگ ہوتے ہیں، پس وہ پیروی کئے جانے پر تکبر نہیں کرتے۔

انجبر کم علی قبولھا: یعنی تمہیں زبردستی قبول کرانے کی ہمیں کوئی قدرت نہیں دی گئی جب کہ تم ایمان لانے کو مکروہ گمان کرتے ہو، بلکہ ایمان زبانی اقرار وتسلیم باطنی کا نام ہے، مطلب یہ ہے کہ میں اپنے رب عزوجل کی جانب سے دلیل پر ہوں اور مجھے میرے رب عزوجل نے نبوت عطا فرمائی ہے، اور تم نبوت کی (قدر ومنزلت سے) بے خبر ہو، بس میرا کام تو پہنچا دینا ہے۔

کما امرتمونی: آپ (نوح) علیہ السلام اپنے اردگرد سے جہلاء کو ہٹا دیں، ہم آپ علیہ السلام کی پیروی کریں گے، ہم حیا کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کی مجلس میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھیں، اسی قسم کا قول قوم قریش نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا جس کا بیان سورۃ الانعام میں ہے، ان کے رد میں آیت نازل ہوئی ﴿فلا تطرد الذین یدعون ربھم﴾ (الصاوی، ج٣، ص ١٣٤ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۴

﴿وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّـهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ﴾ تَحْزَنْ ﴿بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ (٣٦)﴾ مِنَ الشِّرْکِ فَدَعَا عَلَیْهِمْ بِقَوْلِهٖ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ ، الخ فَاَجَابَ اللّٰهُ دُعَاءَهٗ وَقَالَ

﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ﴾ اَلسَّفِيْنَةَ ﴿بِاَعْيُنِنَا﴾ بِمَرْاٰیَّ مِنَّا وَحِفْظِنَا ﴿وَوَحْيِنَا﴾ اَمْرِنَا ﴿وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ كَفَرُوْا بِتَرْكِ اِهْلَاكِهِمْ ﴿اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ (۳۷)﴾ ﴿وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ﴾ حِكَايَةُ حَالٍ مَاضِيَةٍ ﴿وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ﴾ جَمَاعَةٌ ﴿مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ﴾ اِسْتَهْزَءُوْا بِهٖ ﴿قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ (۳۸)﴾ اِذَا نَجَوْنَا وَغَرِقْتُمْ ﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ﴾ مَوْصُوْلَةٌ مَفْعُوْلُ الْعِلْمِ ﴿يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ﴾ يَنْزِلُ ﴿عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (۳۹)﴾ دَائِمٌ ﴿حَتّٰى﴾ غَايَةٌ لِلصَّنْعِ ﴿اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا﴾ بِاِهْلَاكِهِمْ ﴿وَفَارَ التَّنُّوْرُ﴾ لِلْخَبَّازِ بِالْمَاءِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَامَةً لِنُوْحٍ ﴿قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا﴾ فِی السَّفِيْنَةِ ﴿مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ﴾ اَیْ ذَكَرٍ وَاُنْثٰى اَیْ مِنْ كُلِّ اَنْوَاعِهِمَا ﴿اثْنَيْنِ﴾ ذَكَرٍ وَاُنْثٰى وَهُوَ مَفْعُوْلٌ وَفِی الْقِصَّةِ اِنَّ اللّٰهَ حَشَرَ لِنُوْحٍ السِّبَاعَ وَالطَّيْرَ وَغَيْرَهُمَا فَجَعَلَ يَضْرِبُ بِيَدَيْهِ فِیْ كُلِّ نَوْعٍ فَتَقَعُ يَدُهُ الْيُمْنٰى عَلَى الذَّكَرِ وَالْيُسْرٰى عَلَى الْاُنْثٰى فَيَحْمِلُهُمَا فِی السَّفِيْنَةِ ﴿وَاَهْلَكَ﴾ اَیْ زَوْجَتَهُ وَاَوْلَادَهُ ﴿اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ﴾ اَیْ مِنْهُمْ بِالْاِهْلَاكِ وَهُوَ زَوْجَتُهُ وَوَلَدُهُ كِنْعَانُ بِخِلَافِ سَامٍ وَحَامٍ وَيَافِثٍ فَحَمَلَهُمْ وَزَوْجَاتِهِمْ ثَلٰثَةً ﴿وَمَنْ اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗ اِلَّا قَلِيْلٌ (۴۰)﴾ قِيْلَ كَانُوْا سِتَّةَ رِجَالٍ وَنِسَاءُهُمْ، وَقِيْلَ جَمِيْعُ مَنْ كَانَ فِی السَّفِيْنَةِ ثَمَانُوْنَ نِصْفُهُمْ رِجَالٌ وَنِصْفُهُمْ نِسَاءٌ ﴿وَقَالَ﴾ نُوْحٌ ﴿ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا﴾ بِفَتْحِ الْمِيْمَيْنِ وَضَمِّهِمَا مَصْدَرَانِ اَیْ جَرْيُهَا وَرُسُوُّهَا اَیْ مُنْتَهٰى سَيْرِهَا ﴿اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۴۱)﴾ حَيْثُ لَمْ يُهْلِكْنَا ﴿وَهِیَ تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ﴾ فِی الْاِرْتِفَاعِ وَالْعِظَمِ ﴿وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ﴾ كِنْعَانَ ﴿وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ﴾ عَنِ السَّفِيْنَةِ ﴿يّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ (۴۲)﴾ ﴿قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِیْ﴾ يَمْنَعُنِیْ ﴿مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ﴾ عَذَابِهٖ ﴿اِلَّا﴾ لٰكِنْ ﴿مَنْ رَّحِمَ﴾ اللّٰهُ فَهُوَ الْمَعْصُوْمُ قَالَ تَعَالٰى ﴿وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ (۴۳)﴾ ﴿وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ﴾ اَلَّذِیْ نَبَعَ مِنْكِ فَشَرِبَتْهُ دُوْنَ مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَصَارَ اَنْهَارًا وَبِحَارًا ﴿وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ﴾ اَمْسِكِیْ عَنِ الْمَطَرِ فَاَمْسَكَتْ ﴿وَغِيْضَ﴾ نَقَصَ ﴿الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ﴾ تَمَّ اَمْرُ هِلَاكِ قَوْمِ نُوْحٍ ﴿وَاسْتَوَتْ﴾ وَقَفَتِ السَّفِيْنَةُ ﴿عَلَى الْجُوْدِیِّ﴾ جَبَلٌ بِالْجَزِيْرَةِ بِقُرْبِ الْمَوْصِلِ ﴿وَقِيْلَ بُعْدًا﴾ هَلَاكًا ﴿لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۴۴)﴾ اَلْكَافِرِيْنَ ﴿وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ﴾ كِنْعَانَ ﴿مِنْ اَهْلِیْ﴾ وَقَدْ وَعَدْتَّنِیْ بِنَجَاتِهِمْ ﴿وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ﴾ اَلَّذِیْ لَا خُلْفَ فِيْهِ ﴿وَاَنْتَ اَحْكَمُ

الْحٰکِمِیْنَ (۴۵)﴾ اَعْلَمُھُمْ وَاَعْدَلُھُمْ ﴿قَالَ﴾ تَعَالٰی ﴿یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ﴾ النَّاجِیْنَ اَوْ مِنْ اَھْلِ دِیْنِکَ ﴿اِنَّهٗ﴾ اَیْ سُؤَالُکَ اِیَّایَ بِنَجَاتِهٖ ﴿عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ﴾ فَاِنَّهٗ کَافِرٌ وَلَا نَجَاةَ لِلْکَافِرِیْنَ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِکَسْرِ مِیْمِ عَمِلَ فِعْلٌ وَنَصَبُ غَیْرَ فَالضَّمِیْرُ لِاِبْنِهٖ ﴿فَلَا تَسْئَلْنِ﴾ بِالتَّشْدِیْدِ وَالتَّخْفِیْفِ ﴿مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ مِنْ اِنْجَاءِ اِبْنِکَ ﴿اِنِّیْٓ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ (۴۶)﴾ بِسُؤَالِکَ مَالَمْ تَعْلَمْ ﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ﴾ مِنْ ﴿اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ﴾ مَافَرَطَ مِنِّیْ ﴿وَتَرْحَمْنِیْٓ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ (۴۷)﴾ ﴿قِیْلَ یٰنُوْحُ اھْبِطْ﴾ اِنْزِلْ مِنَ السَّفِیْنَةِ ﴿بِسَلٰمٍ﴾ بِسَلَامَةٍ اَوْ بِتَحِیَّةٍ ﴿مِّنَّا وَبَرَکٰتٍ﴾ خَیْرَاتٍ ﴿عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَکَ﴾ فِی السَّفِیْنَةِ اَیْ مِنْ اَوْلَادِھِمْ وَذُرِّیَّتِھِمْ وَھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿وَاُمَمٌ﴾ بِالرَّفْعِ مِمَّنْ مَعَکَ ﴿سَنُمَتِّعُھُمْ﴾ فِی الدُّنْیَا ﴿ثُمَّ یَمَسُّھُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۴۸)﴾ فِی الْاٰخِرَةِ وَھُمُ الْکُفَّارُ ﴿تِلْکَ﴾ اَیْ ھٰذِہِ الْاٰیَاتُ الْمُتَضَمِّنَةُ قِصَّةَ نُوْحٍ ﴿مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ﴾ اَخْبَارِ مَاغَابَ عَنْکَ ﴿نُوْحِیْھَآ اِلَیْکَ﴾ یَامُحَمَّدُ ﴿مَا کُنْتَ تَعْلَمُھَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ ھٰذَا﴾ اَلْقُرْآنِ ﴿فَاصْبِرْ﴾ عَلَی التَّبْلِیْغِ وَاَذٰی قَوْمِکَ کَمَا صَبَرَ نُوْحٌ ﴿اِنَّ الْعَاقِبَةَ﴾ اَلْمَحْمُوْدَةَ ﴿لِلْمُتَّقِیْنَ (۴۹)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اورنوح کووحی ہوئی کہ تمہاری قوم سے مسلمان نہ ہونگے مگر جتنے ایمان لا چکے تو غم نہ کھا اس پر (لاتبتئس بمعنی لاتحزن ہے) جو وہ کرتے ہیں (یعنی جو شرک وہ کرتے ہیں، پھر ان الفاظ کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام نے انکے لیے دعائے ضرر کی رب لاتذر ......الخ پس اللہ عزوجل نے انکی دعا قبول کی اور فرمایا) اور کشتی بناؤ (فلک بمعنی سفینة ہے) ہماری آنکھوں کے سامنے......۱......(یعنی ہمارے سامنے ہماری حفاظت میں) اور ہماری وحی (یعنی حکم) سے اور ظالموں (یعنی کافروں) کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا (ان کو ہلاک نہ کرنے کے بارے میں) وہ ضرور ڈوبائے جائیں گے اور نوح کشتی بناتا ہے (یعنی مضارع ماضی کے معنی میں ہے) اور جب اسکی قوم کی کوئی جماعت اس پر گزرتی اس پر ہنستی......۲......(ملأ بمعنی جماعة ہے) بولا اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے جیسا تم ہنستے ہو......۳......(جب ہم طوفان سے نجات پا جائیں گے اور تم غرق کر دیئے جاؤ گے) تو اب جان جاؤ گے کس پر (من اسم موصول ہے علم کا مفعول بن رہا ہے) آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے اوا ترتا ہے وہ عذاب جو ہمیشہ رہے (یحل بمعنی ینزل ہے اور مقیم بمعنی دائم ہے) یہاں تک کہ (لفظ حتی کشتی بننے کیلئے غایت ہے) جب ہمارا حکم آیا (انہیں ہلاک کرنے کا) اور تنور ابلا......۴......(یعنی نانبائی کا تندور پانی ابلنے لگا یہ حضرت نوح علیہ السلام کیلئے علامت تھی) ہم نے فرمایا اس (کشتی میں

)سوار کرلے ہر جوڑے کو (یعنی ہر نوع حیوانات میں سے ایک نر اور ایک مادہ کو (دو کے) جن میں سے ایک نر ہو دوسرا مادہ، زوجین اثنین مفعول بن رہا ہے اس کا وقعہ یوں ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت نوح علیہ السلام کیلئے ہر طرح کے درندوں، پرندوں وغیرہ کو جمع فرما دیا پس آپ علیہ السلام ان میں سے ہر نوع پر اپنے دونوں ہاتھ مارتے تو ان کا دایاں ہاتھ نر اور بایاں ہاتھ مادہ پر پڑتا پس یوں آپ علیہ السلام اس نر اور مادہ کو کشتی میں سوار فرما لیتے) اور اپنے گھر والوں کو (یعنی اپنی بیوی اور اپنی اولاد کو) ان کے سوا جن پر بات پڑ چکی (یعنی گھر والوں میں سے جن کے ہلاک کئے جانے کی بات پڑ چکی اور اس سے مراد آپ علیہ السلام کی زوجہ او آپ علیہ السلام کا بیٹا کنعان تھا آپ علیہ السلام کے دیگر بیٹے سام، حام، یافث اور انکی تین بیویاں کشتی میں سوار تھے) اور باقی مسلمانوں کو اور اسکے ساتھ مسلمان نہ تھے مگر تھوڑے (ایک قول یہ ہے ایماندار چھ مرد اور انکی بیویاں تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کشتی میں کل اَسّی افراد تھے جن میں سے نصف مرد اور نصف عورتیں تھیں) اور بولا (نوح علیہ السلام) اس میں سوار ہو اللہ کے نام پر اسکا چلنا اور ٹھرنا......۵......(مجریها و مرسها دونوں کی میم کو منصوب اور مضموم دونوں طرح پڑھا گیا ہے، یہ دونوں مصدر ہیں انکا معنی یہ ہے کشتی کا چلنا اور سفر کی انتہاء پر اسکا رکنا) بیشک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے (کہ وہ ہمیں ہلاک نہیں فرمائے گا) اور وہ انہیں لئے جارہی تھی ایسی موجوں میں (جو بلند و بالا ہونے ہونے میں ایسی تھیں) جیسے پہاڑ اور نوح نے اپنے بیٹے (کنعان) کو پکارا......٦......اور وہ اس (کشتی سے) کنارے تھا اے میرے بچے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو بولا اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا (پانی کو مجھ تک پہنچنے سے روک دے گا) کہا آج اللہ کے امر (یعنی اللہ ﷻ کے عذاب) سے کوئی بچانے والا نہیں مگر (لیکن) جس پر وہ (اللہ ﷻ) رحم کرے (پس وہی بچ سکے گا اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) اور ان کے بیچ میں موج آڑے آئی تو وہ ڈوبتوں میں رہ گیا اور حکم فریا گیا کہ اے زمین اپنا (وہ) پانی نگل لے (جو تجھ سے پھوٹ رہا ہے پس زمین نے وہ پانی تو پی لیا مگر آسمان سے نازل ہونے والے پانی کو نہیں پیا تو وہی پانی نہروں اور سمندروں کی صورت میں ہو گیا) اور اے آسمان تھم جا (بارش برسانے سے رک جا یہ حکم سن کر بارش برسنا بند ہو گئی) اور پانی خشک کر دیا گیا (یعنی پانی کم کر دیا گیا) اور کام تمام ہوا (یعنی نوح علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کا کام مکمل ہوا) اور وہ (کشتی) کوہِ جودی پر ٹھری......ے......(جودی موصل کے قریب موجود جزیرے کے ایک پہاڑ کا نام ہے، استوت بمعنی وقفت ہے) اور فرمایا گیا کہ دور ہوں (یعنی ہلاک ہوں) بے انصاف لوگ (یعنی کافر لوگ) اور نوح نے اپنے رب کو پکارا عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا (کنعان) بھی تو میرا گھر والا ہے (اور تو نے مجھ سے انہیں نجات دینے کا وعدہ کا کیا تھا) اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے (جس کا خلاف نہیں ہوتا ہے) اور تو سب سے بڑھ کر حکم والا (سب سے بڑھ کر علم والا سب سے بڑھ کر عدل والا ہے) فرمایا (اللہ ﷻ نے) اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں نہیں (جو نجات یافتہ ہیں یا مراد یہ ہے کہ وہ تیرے دین پر نہیں) بیشک وہ (یعنی تیرا اسکی نجات کا سوال کرنا) غیر صالح عمل ہے (کہ وہ کافر ہے اور کافروں کیلئے نجات نہیں ہے، اور ایک قرأت میں عمل کا میم مکسور ہے اور یہ بطور فعل آیا ہے اور غیر منصوب ہے اور عمل کی ضمیر لابنہ کی

طرف راجع ہے) تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ (لاتسئلن فعل مشدد اور مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے) جس کا تجھے علم نہیں (یعنی اپنے بیٹے کی نجات کا) میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن (اس شے کا سوال کر کے جسکا تجھے علم نہیں ہے) عرض کی اے رب میرے میں تیری پناہ چاہتا ہوں (اس سے) کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں ......۸......اور اگر تو مجھے نہ بخشے (جو کمی مجھ سے ہوئی) اور رحم نہ کرے تو میں زیاں کار ہو جاؤں......۹......فرمایا گیا اے نوح اتر (کشتی سے اھبط بمعنی انزل ہے) ہماری طرف سے سلام (یعنی سلامتی یا اس سے مراد تحیت ہے) اور برکتوں (یعنی بھلائیوں) کے ساتھ جو تجھ پر ہیں......۱۰......اور تیرے ساتھ کے (کشتی میں موجود) کچھ گروہوں پر (یعنی انکی اولاد اور ذریت پر جو مسلمان ہوں گے) اور کچھ گروہ ہیں (لفظ امم مرفوع ہے ان میں سے جو تمہارے ساتھ ہیں) جنہیں ہم (دنیا میں) برتنے دینگے پھر اس میں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا (آخرت میں اور مراد اس سے کفار ہیں) یہ (آیتیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کو شامل ہیں) غیب کی خبریں......۱۱......(یعنی ان امور کی خبریں ہیں جو آپ علیہ السلام سے پوشیدہ تھیں) انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے (یعنی قرآن پاک) سے تو صبر کرو (تبلیغ پر اور اپنی قوم کی اذیتوں پر جیسا کہ نوح علیہ السلام نے صبر کیا) بیشک (اچھا) انجام پرہیزگاروں کا۔

﴿ترکیب﴾

﴿واوحی الی نوح انه لن یومن من قومک الا من قد امن﴾۔

و: عاطفہ......اوحی: فعل......الی نوح: ظرف لغو، ان: حرف مشبہ بالفعل......ہ: ضمیر اسم......لن یومن: فعل، من قومک: ظرف لغو......الا: للحصر......من قد امن: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تبتئس بما کانوا یفعلون واصنع الفلک باعیننا ووحینا﴾۔

ف: عاطفہ......لاتبتئس: فعل نہی......بما کانوا......الخ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......اصنع: فعل بافاعل......الفلک: مفعول......باعیننا ووحینا: ظرف مستقر حال ہے "مفعول" سے، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولاتخاطبنی فی الذین ظلموا انهم مغرقون﴾۔

و: عاطفہ......لاتخاطبنی: فعل بافاعل ومفعول......فی الذین ظلموا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ......ان: حرف مشبہ بالفعل......هم: ضمیر اسم......مغرقون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ویصنع الفلک وکلما مر علیه ملا من قومه سخروا منه﴾۔

و: ابتدائیہ، یصنع: فعل بافاعل، الفلک: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: حالیہ، کلما: ظرف زمان مقدم متضمن معنی شرط، مر علیه ملأ من قومه: جملہ فعلیہ شرط، سخروا منه: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ حال "مفعول" سے۔

﴿قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون﴾.

قال: فعل بافاعل ملکر قول......ان: شرطیہ......تسخروا منا: جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ......انا: حرف مشبہ واسم، اسخر منکم ......الخ: جملہ فعلیہ خبر ملکر جواب شرط، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فسوف تعلمون من یاتیہ عذاب یخزیہ ویحل علیہ عذاب مقیم﴾.

ف: مستانفہ......تعلمون: فعل بافاعل، من یاتیہ ......الخ: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ...... و: عاطفہ...... یحل: فعل......علیہ: ظرف لغو......عذاب مقیم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ "یاتیہ عذاب یخزیہ" پر معطوف ہے۔

﴿حتی اذاجاء امرنا وفار التنور﴾.

حتی: جار......اذا: مضاف......جاء امرنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... و: عاطفہ......فار التنور: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو "اصنع الفلک" کیلئے۔

﴿قلنا احمل فیھا من کل زوجین اثنین﴾.

قلنا: فعل بافاعل......احمل: قول......فیھا: ظرف لغو...... من کل: حال......زوجین: موصوف......اثنین: صفت، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ "قلنا" کیلئے۔

﴿واھلک الا من سبق علیہ القول ومن امن﴾.

و: عاطفہ......اھلک: فعل بافاعل......الا: حرف استثناء......من سبق ......الخ: موصول صلہ ملکر مستثنی ہے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ "زوجین" پر عطف ہے، ومن امن :کا عطف علی اھلک پر ہے۔

﴿وما امن معہ الا قلیل﴾.

و: عاطفہ......ما امن: فعل نفی......معہ: ظرف......الا: للحصر ......قلیل: فاعل یہ سب ملکر "اھلک" پر معطوف ہے۔

﴿وقال ارکبوا فیھا بسم اللہ مجریھا ومرسھا﴾.

و: عاطفہ......قال: فعل بافاعل......ارکبوا: فعل واو ضمیر ذوالحال......فیھا: ظرف لغو......بسم اللہ: خبر مقدم...... مجرھا ومرسھا: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل......ارکبوا: فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربی لغفور رحیم وھی تجری بھم فی موج کالجبال﴾.

ان: حرف مشبہ بالفعل......ربہ: اسم......لغفور رحیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: مستانفہ......ھی: مبتدا......تجری: فعل بافاعل......بھم: متعلق بمحذوف حال ہے فاعل سے......فی: جار......موج : موصوف...... کالجبال: صفت، ملکر مجرور، ملکر

ظرف لغو......یجری: فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ونادی نوح ابنه و کان فی معزل﴾.

و: عاطفہ، نادی: فعل، نوح: فاعل، ابنه: ذوالحال، و کان فی معزل: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یبنی ارکب معنا و لا تکن مع الکفرین﴾.

یبنی: جملہ فعلیہ ندائیہ، ارکب معنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و لاتکن مع الکافرین: جملہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء۔

﴿قال ساوی الی جبل یعصمنی من الماء﴾.

قال: قول......ساوی: فعل بافاعل......الی: جار......جبل: موصوف......یعصمنی...... الخ: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل وظرف لغو سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال لا عاصم الیوم من امر الله الا من رحم﴾.

قال: قول......لا: نفی جنس......عاصم: اسم......الیوم: ظرف متعلق ہے "امر" سے......من امر الله: متعلق بمحذوف خبر......الامن رحم: مستثنی ہے "عاصم" سے، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وحال بینهما الموج فکان من المغرقین﴾.

و: عاطفہ......حال: فعل......بینهما: ظرف......الموج: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ......کان: فعل بااسم، من المغرقین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقیل یارض ابلعی ماء ک ویسماء اقلعی﴾.

و: عاطفہ......قیل: فعل مجہول بافاعل......یارض: جملہ ندائیہ......ابلعی ماء ک: جملہ مقصود بالنداء، ملکر معطوف علیہ، ویسماء اقلعی: معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعدا للقوم الظلمین﴾.

و: عاطفہ......(یہ سب جملہ فعلیہ بعض بعض پر معطوف ہیں)...... و: عاطفہ......قیل: فعل مجہول بانائب الفاعل، بعدا: مصدر مفعول مطلق، للقوم الظالمین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ونادی نوح ربه فقال رب ان ابنی من اهلی وان وعدک الحق وانت احکم الحکمین﴾.

و: استنافیہ......نادی: فعل......نوح: فاعل......ربه: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ......قال: فعل بافاعل ملکر قول......رب ان ابنی من اهلی: جملہ ندائیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ......ان وعدک الحق: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف

ہے،وانت احکم الحکمین: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قال ینوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح﴾.

قال: قول......ینوح: جملہ ندائیہ......انہ لیس من اھلک: جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ......ان: حرف مشبہ......ۂ: ضمیر اسم......عمل: موصوف......غیر صالح: صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم﴾.

ف: فصیحہ......لاتسئل: فعل بافاعل......نی: ضمیر محذوف مفعول اول......ما: موصول......لیس لک بہ علم: جملہ صلہ،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی اعظک ان تکون من الجھلین﴾.

ان: حرف مشبہ،ی: ضمیر اسم،اعظ: فعل بافاعل،ک: مفعول،ان تکون ......الخ: مفعول ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال رب انی اعوذبک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم﴾.

قال: فعل بافاعل......رب: جملہ ندائیہ......ان: حرف مشبہ...... ی: ضمیر اسم......اعوذ: فعل بافاعل......بک: متعلق ،ان اسئلک ......الخ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر خبر،ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿والا تغفر لی وترحمنی اکن من الخسرین﴾.

و: عاطفہ......ان: شرطیہ......لا: نافیہ......تغفرلی: جملہ معطوف علیہ......وترحمنی: معطوف،ملکر شرط،اکن: فعل ناقص انا ضمیر اسم......من الخاسرین: خبر،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قیل ینوح اھبط بسلم منا وبرکت علیک وعلی امم ممن معک﴾.

قیل: قول......ینوح: جملہ ندائیہ......اھبط: فعل امر......ب: جار......سلم منا: معطوف علیہ......وبرکت: موصوف......علیک: معطوف علیہ......وعلی امم من معک: معطوف،ملکر صفت،ملکر معطوف،ملکر مجرور،ملکر متعلق بمحذوف فاعل سے حال ہے،اھبط فعل اپنے فاعل سے ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وامم سنمتعھم ثم یمسھم منا عذاب الیم﴾.

و: استئنافیہ......امم: موصوف"ممن معک" محذوف صفت،ملکر مبتدا......سنمتعھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... ثم: عاطفہ......یمسھم: فعل بامفعول......منا: حال مقدم......عذاب الیم: ذوالحال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر خبر

﴿تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا انت ولا قومک من قبل ھذا﴾.

تلک: مبتدا......من انباء الغیب: متعلق بمحذوف خبر اول......نو حیھا الیک: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ......ما: نافیہ، کنت: فعل ناقص بااسم......تعلم: فعل انت ضمیر مؤکد...... ھا: مفعول......انت: تاکید، ملکر معطوف علیہ......ولاقومک: معطوف، ملکر فاعل، ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر خبر ثالث......من قبل ھذا: حال ہے "نوحیھا" کی "ھا" ضمیر سے۔

﴿فاصبر ان العاقبة للمتقین﴾

ف: فصیحہ......اصبر: فعل امر بافاعل جملہ فعلیہ جواب شرط، شرط محذوف " ان عرفت ھذہ القصة" کیلئے......ان: حرف مشبہ بالفعل......العاقبة: اسم......للمتقین: متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض:﴾

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی کچھ تحقیق:

۱......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نہیں جانتے تھے کہ کشتی کیسے بنائی جائے؟، اللہ عزوجل نے انہیں وحی فرمائی کے پرندے کے سینے کی مانند کشتی بناؤ۔ (الدر المنثور، ج۳، ص ۵۹۲)۔

اللہ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی اپنی نگرانی میں بنانے کی تاکید اس لیے کی کہ درستگی کی جانب ھدایت کی جاتی رہے۔

علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اس کشتی میں کتنے افراد سوار تھے؟ چنانچہ مختلف اقوال یوں ملتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے مطابق اسی مرد وعورتیں کشتی میں سوار تھے، حضرت کعب الاحبار کے مطابق ۷۲ مرد وعورتیں، ایک قول کے مطابق دس تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام سال بھر سوائے دوعیدین کے روزے رکھا کرتے تھے۔ ایک قول کے مطابق جس وقت حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے ان کی عمر مبارک ۶۰۰ سال تھی، اور طوفان کے بعد ۳۵۰ سال زندہ رہے لیکن یہ قول محل نظر ہے اس لیے کہ قرآنی آیات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام طوفان سے پہلے اپنی قوم میں ۹۵۰ سال رہے پھر ان کی قوم کو طوفان نے آلیا، بعد طوفان کے کتنا عرصہ حیات رہے اس بارے میں اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے۔ ہاں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے قول کے مطابق ۴۸۰ سال طوفان سے پہلے اور بعد طوفان کے ۳۵۰ سال حیات رہے۔ ایک مرسل روایت کے مطابق ان کی قبر انور مسجد حرام میں ہے اور یہ قول کئی متاخرین سے ثابت ترین قول ہے۔ (البدایة والنهایة، باب قصة النوح، ج۱، ص ۱۲۵)۔

کشتی بنانے جانے کامذاق کیوں اڑایاگیا؟

۲......امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام پر اس طرح مذاق اڑایا گیا: (۱) اے نوح! تم رسالت کا دعوی کرتے کرتے بڑھئی بن گئے۔ (۲) اگر تم رسالت کے دعوی میں سچے ہوتے تو اللہ تمہیں کشتی بنانے کی مشقت میں نہ ڈالتا۔ (۳) اس سے پہلے انہوں نے کشتی نہیں دیکھی تھی نہ ان کو یہ معلوم تھا کہ کشتی کس کام آتی ہے اس لیے وہ اس پر تعجب کرتے اور ہنستے تھے۔ (۴) وہ

کشتی بہت بڑی تھی اور جس جگہ وہ کشتی بنارہے تھے وہ جگہ پانی سے بہت دور تھی اس لیے وہ کہتے تھے کہ یہاں پر پانی نہیں ہے اور اس کشتی کو دریاؤں اور سمندر کی طرف لے جانا تمہارے بس میں نہیں ہے، اس لیے ان کے خیال میں اس جگہ کشتی بنانا محض بے عقلی کا کام تھا۔(۵) جب حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو طویل مدت تک تبلیغ فرماتے رہے اور انہیں غرق ہونے والے عذاب سے ڈراتے رہے اور لوگوں نے جب اس خبر کا مشاہدہ نہ دیکھا اور نہ کوئی آثار تباہی و بربادی نظر آئے تو قوم نے انہیں ان کے قول میں جھوٹا گمان کیا پھر جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانے میں مشغول ہوگئے تو انہوں نے مذاق اڑانا شروع کردیا۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص ٣٤٥)

مذاق اڑانے والوں کو جواب:

٣...... اس مذاق اڑانے والوں کو ہماری جانب سے یہ جوابات دیئے جاسکتے ہیں (١) جس طرح تم ہم پر ہنسی بنارہے ہو اسی طرح ہم بھی تم پر ہنسنے کے حقدار ہیں جب تم پر دنیا اور آخرت میں غرق ہونے اور رسوائی کا عذاب آئے گا۔(٢) اگر تم ہم پر کشتی بنانے کی وجہ سے جہالت کا حکم لگاؤ تو ہم بھی تم پر تمہارے کفر میں پڑے رہنے کی اور اللہ عزوجل کے دین سے ناگواری اور اس کے عذاب کے حقدار ہونے وجہ سے جہالت کا حکم لگانے میں تم سے زیادہ حقدار ہیں۔(٣) اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ مذاق اڑانا معاصیت کے زمرے میں آتا ہے لہذا حضرات انبیائے کرام کے لائق یہ بات کیوں کر ہوسکتی ہے؟ ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ جیسی اللہ عزوجل نے اس معصیت کے جواب میں ﴿وجزاء سیئة سیئة مثلها (الشوری: ٤٠)﴾ فرمایا ہے۔ (المرجع السابق)۔

تنور کا ابلنا:

٤...... حضرت ابن عباس کے مطابق تنور سے مراد ھند میں عین الوردان کے نام سے موسوم ہے، اور شعبی کے مطابق تنور کوفہ میں ہے، اور قتادہ کے مطابق جزیرہ عرب میں، اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مطابق تنور سے مراد پوء کا پھٹنا اور فجر کا طلوع ہونا ہے یعنی اس کی روشنی مراد ہے۔ (البدایة والنھایة ،باب قصة النوح ،ج١، ص ١٢٥)۔

ہر کام اللہ عزوجل کے نام سے کیا جائے!

٥...... کل ذی بال لم یبدء بسم الله فھو اجزم یعنی ہر وہ ذی شان کام جو بسم اللہ کے بغیر کیا جائے پختہ نہیں ہوتا۔

(نورالایضاح مع بذریعة النجاح، حاشیه نمبر١ ص٩)۔

عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: کل کلام لا یبداء فیه بالحمد لله فھو اجزم یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر وہ کام جو اللہ عزوجل کی حمد سے شروع نہ ہو وہ ناتمام رہتا ہے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الادب،باب الھدی فی الکلام، رقم: ٤٨٤٠،ص ٩٠٧)۔

کیا کافر بیٹے کو حضرت نوح علیہ السلام کا کشتی میں بلانا صحیح تھا؟

۶......علامہ آلوسی فرماتے ہیں اس کے کئی جوابات ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کشتی میں کیوں بلایا؟(۱) ہوسکتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا منافق ہو، حضرت نوح علیہ السلام کے سامنے ایمان ظاہر کرتا ہو لیکن درحقیقت کافر ہو۔(۲) حضرت نوح علیہ السلام کو یہ علم تھا کہ کافر ہے لیکن ان کو یہ گمان تھا کہ جب وہ طوفان کی ہولناکیوں اور اس میں غرق ہونے کے خطرہ کو مشاہدہ کرے گا تو ایمان لے آئے گا، لہذا انہوں نے جو کہا: اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا، ان کا یہ کہنا اسے ایمان کی دعوت دینا تھا۔(۳) قرآن میں جو یہ کہا: جب کہ وہ ان سے الگ تھا، اس کی ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ وہ کشتی سے الگ تھا کیونکہ اس کا گمان تھا کہ وہ پہاڑ کے دامن میں پناہ لے لیگا۔ دوسری وجہ الگ ہونے کی یہ ہوسکتی ہے کہ وہ اپنے باپ اور بھائیوں اور مسلمانوں سے الگ تھا، تیسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ وہ کفار کی جماعت سے الگ تھا اس لیے حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں بلایا کہ شاید وہ ایمان لے آئے گا کیونکہ الگ جو کھڑا ہے۔ (روح المعانی ،الجزء الثانی عشر، ص ۳۵۹)۔

کشتی جب جودی پہاڑ پر ٹھری!

۷......جودی پہاڑ آج بھی قائم ودائم ہے، عراق موصل کے قریب شمال میں جزیرہ ابن عمر کے قریب آرمینیہ کی سرحد پر ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ کشتی میں حضرت نوح علیہ السلام سمیت ۸۰ افراد تھے، اور یہ حضرات ایک سو پچاس دن تک کشتی ہی میں رہے، اللہ عزوجل نے کشتی کا منہ مکہ مکرمہ کی جانب کر دیا اور چالیس دن تک کشتی بیت اللہ کا طواف کرتی رہی، پھر جودی پہاڑ کی طرف روانہ ہوئی اور وہیں ٹھرگئی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کوے کو خشکی کی خبر لانے کے لیے بھیجا لیکن وہ ایک مردار کو کھانے میں لگ گیا اور اس نے دیر لگادی، پھر ایک کبوتر کو بھیجا وہ اپنی چونچ میں زیتون کے درخت کا پتا لے آیا، اس سے حضرت نوح علیہ السلام نے اندازہ لگایا کہ پانی سوکھ گیا ہے اور زمین ظاہر ہوگئی ہے۔ آپ علیہ السلام جودی کے نیچے اترے اور وہیں ایک بستی کی بنیاد رکھی۔ ایک دن صبح کو جب لوگ نیند سے بیدار ہوئے تو سب کی زبانیں بدلی ہوئی تھیں، اسّی لوگ مختلف زبانیں بول رہے تھے، ان میں سب سے بہتر زبان عربی تھی۔ کوئی شخص دوسرے کے کلام کو نہیں سمجھ رہا تھا، اللہ عزوجل نے اپنے پیغمبر کو سب کی زبانیں سکھادیں اور وہ سب کو ایک دوسرے کے کلام سمجھا رہے تھے۔ (ابن کثیر، ج۲، ص ٥٥٤، الخازن، ج۲، ص ٤٨٦)۔

حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے اہل کے بارے میں سوال کرنا:

۸......علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کنعان کے بارے میں اس لیے سوال کیا کہ ان کی نظر میں ان کا صاحبزادہ منافق تھا، اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت نوح علیہ السلام ہرگز اسے اپنے اہل میں شمار نہ کرتے اور نہ ہی اس کی نجات کے لیے سوالی ہوتے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ماقبل بھی گزر چکا ہے کہ ﴿ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انهم مغرقون (ھود:۳۷)﴾، لہذا حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے بارے میں جتنا جانتے تھے اسی اعتبار سے سوال فرمایا۔ اللہ عزوجل کا یہ فرمانا ﴿لیس

مـــن اهـــلـک ﴾جن لوگوں کی نجات کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ظاہری اور باطنی اعتبار سے مومنین ہیں۔ حضرات انبیائے کرام فرمانبردار ہوتے ہیں چنانچہ فوراً حضرت نوح علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ﴿قال رب انی اعوذبک ان اسئلک مالیس لی به علم(ھود:٤٧)﴾ یعنی مستقبل کی ایسی بات کا سوال کروں جس کا تو نے مجھے علم نہیں دیا۔ (المدارك، ج۲، ص ٦٤ وغیره)۔

کونسی قرابت معتبر ھے؟

۹.....نسلی و نسبی قرابت کی کوئی حیثیت نہیں اگر ایمان نہ پایا جائے، حضرت نوح علیہ السلام کے واقعے سے یہی درس ملتا ہے ۔انسان کا کتنا ہی قریبی رشتے دار ہو یا خون کا رشتہ ہو اگر ایمان نہیں تو شریعت کسی رشتے کو نہیں مانتی۔ خطبہ حجۃ الوداع میں سید عالم ﷺ نے صاف بیان کر دیا کہ اللہ عزوجل کے ہاں سب سے زیادہ معزز متقی شخص ہے۔

سلامتی اور برکت کس کے لیے؟

۱۰.....ابن جریر اور ابن المنذر نے محمد قرظی سے روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے سلامتی اور برکت کے ساتھ داخل ہونے میں قیامت تک کے ہر مومن مرد و عورت مراد ہیں، اور جہاں عـــذاب الیـم کا وعدہ فرمایا ہے اس میں قیامت تک کہ تمام کافر مرد و عورت شامل ہیں۔ (روح المعانی، الجزء الثانی عشر، ص ۳۷۹)۔

غیب کی خبریں:

۱۱.....ماقبل ہم نے نبی کو غیب کی خبر دیئے جانے کے حوالے سے مفصل کلام کیا ہے اور اپنا موقف قرآن و حدیث سے واضح کر دیا ہے۔ ہمارا موقف اس بارے میں کہ نبی کو اللہ عزوجل غیب عطا فرماتا ہے خود ساختہ نہیں بلکہ قرآن و حدیث کے عین مطابق اور صحابہ تابعین کے دور کا ترجمان ہے۔ مولانا شفیع صاحب کی چرب زبانی کا بھی ہم نے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر دیا ہے۔ عقل مند اور صاحب ایمان شخص جس کے دل میں نبی کی ذرہ برابر بھی محبت ہو وہ اس نظریے کو سمجھ لے گا۔ کور باطن وہابی دیوبندی کو ہمیں سمجھانے کی ضرورت نہیں۔

☆.....☆ فـدعـا عـلیهم: حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو ایمان لے آنے کی امید کرتے ہوئے بلانا......اس کی تحقیق ہم نے ماقبل حاشیہ نمبر ٦، کے تحت بیان کر دی ہے۔ حـکایة حال ماضیة: یعنی مضارع، ماضی کے معنی میں ہے۔ ای زوجته: کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں، ان میں سے ایک صاحب ایمان تھیں جو کہ کشتی میں سوار ہوئیں اور دوسری ایمان نہ لائیں جنہیں کشتی میں سوار نہ کیا گیا۔ وهـو زوجتـه: جو کہ ایمان نہ لائیں، ان کا نام واعلۃ یا واعکۃ تھا، روایات ملتی ہیں کہ طوفان آنے سے چالیس سال پہلے انہیں بانجھ پن پہنچ چکا تھا اور وہ اس مدت میں بچہ پیدا نہ کر سکے، تا کہ ان کے دلوں میں (بوقت طوفان) چھوٹے بچے کی محبت نہ گھر کر جائے۔

بخلاف سام: کی کنیت ابوالعرب، حام کی کنیت ابوالسودان، اور یافث کی کنیت ابوالترک ہے۔

جبل بـالجزیرة: مراد شہر عراق ہے، باقی تحقیق ہم نے ماقبل حاشیہ نمبر ۷، میں کر دی ہے۔ ای سوالک: اس جملے میں اس جانب اشارہ

ملتا ہے کہ انه میں موجود ضمیر نوح کی طرف لوٹتی ہے، اور یہاں مضاف حذف ہے، تقدیر عبارت یوں ہے کہ "قال الله یا نوح"، تیرا سوال غیر معقول ہے، اللہ ﷻ مسلمانوں کے سوا کسی کی شفاعت قبول نہیں کرتا، تیرا سوال مبنی بر خطاء ہے اور اس قسم کے سوال کی نظیر ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے چچا کے لئے دعا استغفار کرنے والے قصے سے ملتی ہے، اور اس قسم کے سوال کرنے سے نبی کی نبوت پر کوئی طعن نہیں پڑتا، اس لئے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ایمان لے آنے کا گمان کیا تھا کیونکہ وہ ایمان ظاہر کرتا تھا، اور حضرات رسل ظاہر پر حکم کرتے ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ انه میں موجود ضمیر ولد کی طرف راجع ہے (الصاوی، ج۳، ص۱۳۶ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۵

﴿وَ﴾ اَرْسَلْنَا ﴿اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ﴾ مِنَ الْقَبِیْلَةِ ﴿هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ وَحِّدُوْهُ ﴿مَا لَكُمْ مِّنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنْ﴾ مَا ﴿اَنْتُمْ﴾ فِیْ عِبَادَتِكُمُ الْاَوْثَانَ ﴿اِلَّا مُفْتَرُوْنَ(۵۰)﴾ كَاذِبُوْنَ عَلَى اللّٰهِ ﴿یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ﴾ عَلَى التَّوْحِیْدِ ﴿اَجْرًا اِنْ﴾ مَا ﴿اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى الَّذِیْ فَطَرَنِیْ﴾ خَلَقَنِیْ ﴿اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(۵۱)﴾ ﴿وَ یٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ﴾ مِنَ الشِّرْكِ ﴿ثُمَّ تُوْبُوْۤا﴾ اِرْجِعُوْا ﴿اِلَیْهِ﴾ بِالطَّاعَةِ ﴿یُرْسِلِ السَّمَآءَ﴾ اَلْمَطَرَ وَكَانُوْا قَدْ مُنِعُوْهُ ﴿عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا﴾ كَثِیْرًا الدُّرُوْرِ ﴿وَّ یَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰی﴾ مَعَ ﴿قُوَّتِكُمْ﴾ بِالْمَالِ وَالْوَلَدِ ﴿وَ لَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ(۵۲)﴾ مُشْرِكِیْنَ ﴿قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ﴾ بُرْهَانٍ عَلٰی قَوْلِكَ ﴿وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِكِیْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ﴾ اَیْ لِقَوْلِكَ ﴿وَ مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ(۵۳)﴾ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿نَّقُوْلُ﴾ فِیْ شَاْنِكَ ﴿اِلَّا اعْتَرٰىكَ﴾ اَصَابَكَ ﴿بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ﴾ فَخَبَلَكَ لِسَبِّكَ اِیَّاهَا فَاَنْتَ تَهْذِیْ ﴿قَالَ اِنِّیْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ﴾ عَلَیَّ ﴿وَ اشْهَدُوْۤا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ(۵۴)﴾ بِهٖ ﴿مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ﴾ اِحْتَالُوْا فِیْ هَلَاكِیْ ﴿جَمِیْعًا﴾ اَنْتُمْ وَاَوْثَانُكُمْ ﴿ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ(۵۵)﴾ تُمْهِلُوْنِ ﴿اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ مَا مِنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿دَآبَّةٍ﴾ نَسَمَةٌ تَدُبُّ عَلَى الْاَرْضِ ﴿اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا﴾ اَیْ مَالِكُهَا وَقَاهِرُهَا فَلَا نَفْعَ وَلَا ضَرَرَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَخَصَّ النَّاصِیَةَ بِالذِّكْرِ لِاَنَّ مَنْ اُخِذَ بِنَاصِیَتِهٖ یَكُوْنُ فِیْ غَایَةِ الذُّلِّ ﴿اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ(۵۶)﴾ اَیْ طَرِیْقِ الْحَقِّ وَالْعَدْلِ ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ فِیْهِ حَذْفُ اِحْدَى التَّائَیْنِ اَیْ تُعْرِضُوْا ﴿فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَیْكُمْ وَ یَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْنَهٗ شَیْــٴًـا﴾ بِاِشْرَاكِكُمْ ﴿اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ(۵۷)﴾ رَقِیْبٌ ﴿وَ لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا﴾ عَذَابُنَا ﴿نَجَّیْنَا هُوْدًا وَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ﴾ هِدَایَةٍ ﴿مِّنَّا وَ نَجَّیْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ(۵۸)﴾ شَدِیْدٍ ﴿وَ تِلْكَ عَادٌ﴾ اِشَارَةٌ

اِلٰی آثَارِھِمْ اَیْ فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ وَانْظُرُوْا اِلَیْھَا ثُمَّ وَصَفَ اَحْوَالَھُمْ فَقَالَ ﴿جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ﴾ جَمْعٌ لِاَنَّ مَنْ عَصٰی رَسُوْلًا عَصٰی جَمِیْعَ الرُّسُلِ لِاشْتِرَاکِھِمْ فِیْ اَصْلِ مَا جَاؤُوْا بِهٖ وَھُوَ التَّوْحِیْدُ ﴿وَاتَّبَعُوْا﴾ اَیِ السَّفَلَةُ ﴿اَمْرَ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ (۵۹)﴾ مُعَانِدٍ لِلْحَقِّ مِنْ رُؤُسَائِھِمْ ﴿وَاُتْبِعُوْا فِیْ ھٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً﴾ مِنَ النَّاسِ ﴿وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ﴾ لَعْنَةً عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ ﴿اَلَآ اِنَّ عَادًا کَفَرُوْا﴾ جَحَدُوْا ﴿رَبَّھُمْ اَلَا بُعْدًا﴾ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ﴿لِّعَادٍ قَوْمِ ھُوْدٍ (۶۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور (ہم نے بھیجا) عاد کی طرف انکے بھائی......۱......(یعنی ہم قوم) ہود کو کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو (اسکو ایک مانو) اسکے سو اتمہارا کوئی معبود نہیں (مالکم من میں من زائدہ ہے) تم نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے، بتوں کی عبادت کرنے کے معاملہ میں) مگر بہتان باندھنا (اللہ ﷻ پر جھوٹ باندھنا) اے قوم میں اس (توحید پر) تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میری مزدوری تو اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا (فطرنی بمعنی خلقنی ہے اوران بمعنی ما نافیہ ہے) تو کیا تمہیں عقل نہیں اور اے میری قوم اپنے رب سے معافی چاہو (شرک کرنے سے) پھر اسکی طرف رجوع لاؤ (توبوا بمعنی ارجعوا ہے اسکی اطاعت کرکے) بارش بھیجے گا (لفظ سماء کو ذکر کرکے مراد بارش لیا ہے، اوران پر بارش برسنا روک دیا گیا تھا) خوب زور کی (خوب برسنے والی) اور تم میں جتنی قوت ہے اس کے ساتھ اور زیادہ دے گا......۲......(مال اور اولاد کی صورت میں قوت بڑھائے گا، آیت میں مذکور لفظ الی بمعنی مع ہے) اور جرم (یعنی شرک) کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو بولے اے ہود تم کوئی دلیل لیکر ہمارے پاس نہ آئے (یعنی تم اپنے قول کی کوئی دلیل لیکر نہیں آئے بینۃ بمعنی برھان ہے) اور ہم خالی تمہارے کہنے سے (یعنی تمہارے کہنے کی وجہ سے) اپنے خداؤں کو چھوڑنے کے نہیں نہ تمہاری بات پر یقین لائیں ہم تو یہی کہتے ہیں (تمہارے حال کے بارے میں ان بمعنی ما نافیہ ہے) کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بری جھپٹ پہنچی (پس چونکہ تم انہیں برا بھلا کہا کرتے تھے اس سبب سے اس نے تمہاری عقل کو خراب وفاسد کردیا پس اسی بناء پر تم یہ ہذیانی کلام کررہے ہو) کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں (اپنی ذات پر) اور تم سب گواہ ہوجاؤ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم شریک ٹھراتے ہو (اس احکم الحاکمین سا تجھ) تم میرا برا چاہو (میری ہلاکت کا کوئی حیلہ کرو) سب کے سب ملکر (تم اور تمہارے بت سب ملکر) پھر مجھے مہلت نہ دو (تنظرون بمعنی تمھدون ہے) میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا رب ہے اور تمہارا رب کوئی چلنے والا نہیں (مامن میں من زائدہ ہے، دابۃ زمین پر چلنے والے نفس کو کہتے ہیں) جسکی چوٹی اسکے قبضہ قدرت میں نہ ہو (جس کا وہ مالک نہ ہو جس پر وہ غالب نہ ہو پس نفع ونقصان اسی کے اذن سے ہوتا ہے اور ناصیہ کو بالخصوص ذکر کیا کیونکہ جسے پیشانی سے پکڑا گیا ہو وہ انتہائی ذلت میں ہوتا ہے) بیشک میرا رب سیدھے راستے پر ملتا ہے (یعنی حق اور عدل کے راستے پر ملتا ہے) پھر اگر تم منہ پھیرو (تولوا بمعنی تعرضوا ہے اس فعل میں دو تاء تھیں جن میں سے ایک

محذوف کردی گئی ہے) تو میں تمہیں پہنچا چکا جو تمہاری طرف لیکر بھیجا گیا اور میرا رب تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے (اپنے شرک کرنے کے ذریعے) بے شک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے......۵۷......(حفیظ بمعنی رقیب ہے) اور جب ہمارا امر (یعنی ہمارا عذاب) آیا ہم نے ھود اور اسکے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر (ہدایت عطا فرما کر) بچالیا اور انہیں سخت عذاب سے نجات دی......۵۸......(غلیظ بمعنی شدید ہے) اور یہ عاد ہیں (اس سے اشارہ ان کے آثار اور نشانات کی طرف ہے مراد یہ ہے کہ زمین میں سیر کر کے ان کا حال دیکھو پھر اللہ ﷻ نے ان کے احوال کا بیان کرتے ہوئے فرمایا) کہ اپنے رب کی آیتوں سے منکر ہوئے اور اسکے رسولوں کی نافرمانی کی (رسل لفظ جمع ذکر کیا گیا کیونکہ جس نے ایک رسول کی نافرمانی کی اس نے تمام رسولوں کی نافرمانی کی کیونکہ جو وہ لیکر آئے یعنی توحید اس میں یہ تمام حضرات مشترک تھے) اور چلے (نچلے طبقے کے لوگ) ہر بڑے سرکش ہٹ دھرم کے کہنے پر (یعنی اپنے سرداروں کے کہنے پر جو حق کے دشمن تھے) اور قیامت کے دن (تمام مخلوق کے سامنے بھی ان پر لعنت ہوگی) بے شک عاد نے کفر کیا (انکار کیا) اپنے رب سے، ارے دور ہوں (اللہ ﷻ کی رحمت سے) عاد ھود کی قوم۔

﴿ترکیب﴾

﴿والی عاد اخاھم ھودا﴾

و: عاطفہ عطف علی قصۃ نوح "ارسلنا" فعل محذوف بافاعل...... الی عاد: ظرف لغو......اخاھم: مبدل منہ، ھودا: بدل، ملکر مفعول، ارسلنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ﴾.

قال یقوم: ترکیب ماقبل گزر چکی......اعبدوا: فعل بافاعل......اللہ: موصوف......ما: نافیہ......لکم: خبر مقدم، من: زائد......الہ: موصوف......غیرہ: صفت، ملکر مبتدا موخر، اپنی خبر سے مقدم سے ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان انتم الا مفترون﴾.

ان: نافیہ......انتم: مبتدا......الا: للحصر......مفترون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یقوم لا اسئلکم علیہ اجرا ان اجری الا علی الذی فطرنی افلا تعقلون﴾.

یقوم: جملہ ندائیہ......لااسئل: فعل بافاعل......لکم: مفعول، علیہ: ظرف لغو......اجرا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ......ان: نافیہ......اجری: مبتدا......الا: للحصر......علی الذی فطرنی: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، افلاتعقلون: ترکیب ماقبل گذر چکی۔

﴿ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا﴾.

و: عاطفہ......یقوم: جملہ ندائیہ......استغفروا: فعل بافاعل......ربکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء...... ثم:

عاطفہ......توبوا: فعل بافاعل......الیہ : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ "استغفروا" پرمعطوف ہے......یرسل: فعل بافاعل، السماء: ذوالحال......علیکم: ظرف لغو......مدرارا: حال،ملکر مفعول،یرسل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ جواب امر۔

﴿ویزدکم قوۃ الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین﴾۔

و: عاطفہ......یزدکم: فعل بافاعل ومفعول......قوۃ: موصوف......الی قوتکم: صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ "یرسل" پرمعطوف ہے......و: عاطفہ......لاتتولوا: فعل "انتم" ضمیر ذوالحال......مجرمین : حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا یھود ما جئتنا ببینۃ﴾۔

قالوا: فعل بافاعل ملکر قول......یھود: جملہ ندائیہ......ما: نافیہ......جئتنا: فعل بافاعل ومفعول......ببینۃ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما نحن بتارکی الھتنا عن قولک وما نحن لک بمومنین﴾۔

و: عاطفہ......ما: حجازیہ(مشابہ بلیس)...... نحن: مبتدا......ب؛ زائد......تارکی الھتنا: ذوالحال......عن قولک: حال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......ما: حجازیہ......نحن: اسم......لک بمومنین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان نقول الا اعترک بعض الھتنا بسوء﴾۔

ان: نافیہ......نقول : فعل بافاعل......الا: للحصر ......اعتراک: مصدر مضاف......ک: ضمیر مفعول......بعض الھتنا: فعل......بسوء: ظرف متعلق باعتراک،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال انی اشھد اللہ واشھدوا انی بریء مما تشرکون﴾۔

قال: فعل بافاعل،ان: حرف مشبہ بالفعل،ی: ضمیر اسم،اشھد: فعل بافاعل،اللہ: اسم جلالت مفعول،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،اشھدوا: فعل بافاعل،انی بریء مماتشرکون: جملہ مفعول،ملکر معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿من دونہ فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون﴾۔

من دونہ: ظرف مستقر ہوکر حال(تشرکون کے فاعل سے)، ف: فصیحہ......کیدوا: فعل امر بافاعل......نی: مفعول......جمیعا: فاعل سے حال ہے،ملکر جملہ فعلیہ......ثم: عاطفہ......لاتنظروا: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی توکلت علی اللہ ربی وربکم﴾۔

ان: حرف مشبہ بالفعل......ی: ضمیر اسم......توکلت : فعل بافاعل......علی: جار......اللہ : موصوف......ربی وربکم: صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،توکلت فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما من دابة الا ھو اخذ بناصيتها ان ربی علی صراط مستقیم﴾۔

ما: نافیہ.....من: زائدہ.....دابۃ: مبتدا.....الا: للحصر.....ھو اخذ بناصیتھا: جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ.....
ان: حرف مشبہ بالفعل.....ربی: اسم.....علی صراط مستقیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان تولوا فقد ابلغتکم ما ارسلت بہ الیکم﴾۔

ف: عاطفہ.....ان: شرطیہ.....تولوا: فعل بافاعل ملکر شرط.....ف: جزائیہ.....قد: تحقیقیہ..... ابلغتکم: فعل بافاعل ومفعول.....ما ارسلت بہ الیکم: موصول صلہ ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویستخلف ربی قوما غیرکم ولا تضرونہ شیئا﴾۔

و: استئنافیہ.....یستخلف: فعل.....ربی: فاعل.....قوما: موصوف.....غیرکم: صفت ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو: عاطفہ.....لاتضرونہ: فعل بافاعل ومفعول.....شیئا: حال.....من الضرر: ذوالحال، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربی علی کل شیء حفیظ ولما جاء امرنا نجینا ھودا والذین امنوا معہ برحمۃ منا﴾۔

ان: حرف مشبہ.....ربی: اسم.....علی کل شیء: متعلق بحفیظ..... حفیظ: صفت مشبہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ
.....و: مستانفہ.....لما: شرط.....جاء امرنا: جملہ فعلیہ شرط..... نجینا: فعل بافاعل.....ھودا والذین امنوا معہ: مفعول برحمۃ منا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ونجینھم من عذاب غلیظ وتلک عاد جحدوا بایت ربھم وعصوا رسلہ﴾۔

و: عاطفہ.....نجینھم: فعل بافاعل ومفعول.....من عذاب غلیظ: ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، وعصوا رسلہ: جملہ "جحدوا" پر معطوف ہے۔

﴿واتبعوا امر کل جبار عنید واتبعوا فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیمۃ﴾۔

و: عاطفہ.....اتبعوا: فعل بافاعل.....امر کل..... الخ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے.....و: عاطفہ، اتبعوا: فعل بانائب الفاعل.....فی: جار.....ھذہ الدنیا: معطوف علیہ.....ویوم القیمۃ: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو.....
لعنۃ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الا ان عادا کفروا ربھم الا بعدا لعاد قوم ھود﴾۔

الا: حرف تنبیہ، ان: حرف مشبہ، عادا: اسم، کفروا ربھم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ..... الا: حرف تنبیہ، بعدا: مصدر مفعول مطلق "بعدا" فعل محذوف کیلئے، لعاد قوم ھود: ظرف لغو، بعدوا فعل محذوف اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

اخاھم کہنے کی وجہ:

۱......علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں اس سورت مبارکہ میں بیان ہونے والا یہ دوسرا قصہ ہے، اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اس کا عطف ﴿ولقد ارسلنا نوحا﴾ پر ہے۔ آیت مبارکہ ﴿والی عاد اخاھم ھودا﴾ کا لفظی ترجمہ یہی ہے کہ ''ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ھود کو بھیجا''۔ اللہ عزوجل نے حضرت ھود کو قوم عاد کا بھائی فرمایا حالانکہ معلوم تھا کہ یہ نہ تو نسبی بھائی ہیں نہ ہی دینی، اس لیے کہ حضرت ھود علیہ السلام قبیلہ عاد سے تعلق رکھتے تھے اور یہ عرب کا ایک قبیلہ ہے جو کہ یمن کے قریب واقع ہے، اخاھم کہنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ ان کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جیسا کہ کسی شخص کو کہا جاتا ہے یا اخا تمیم اور یا اخا سلیم

(التفسیر الکبیر، ج٦، ص ٣٦٢)۔

بعض لوگ اس قسم کی آیات اور کچھ احادیث سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام کو بھائی کہنا جائز ہے جیسے مولوی اسماعیل دھلوی لکھتے ہیں، مشکوۃ، باب عشرۃ النساء میں ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نقل کرتی ہیں کہ پیغمبر خدا مہاجرین وانصار میں بیٹھے تھے کہ آیا ایک اونٹ اور پھر اس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو، سوان کے اصحاب کہنے لگے: اے پیغمبر خدا! تم کو سجدہ کرتے ہیں جانور اور درخت سو، ہم کو ضرور چاہیے کہ تم کو سجدہ کریں، سوفرمایا: بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔ اسماعیل دھلوی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ''ف'' کا عنوان قائم کر کے اس حدیث کا فائدہ لکھتے ہیں: یعنی انسان آپس میں سب بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، سواس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے، بندگی اس کی چاہیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء وانبیاء، امام وامام زادہ، پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی، وہ بڑے بھائی ہوئے، ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے، ہم ان کو چھوٹے ہیں سوان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے نہ خدا سی۔ (تقویۃ الایمان، ص٤٣)

تقویۃ الایمان والا تو مرکھپ گیا، میں اس کی ذریت سے پوچھتا ہوں کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کے حوالے سے ہے ﴿وعصی ادم ربہ فغوی (طٰہٰ:١٢١)﴾، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہے ﴿قال رب انی ظلمت نفسی (القصص:١٦)﴾، حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق ہے ﴿لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین (الانبیاء:٨٧)﴾۔ کیا خیال ہے ان تمام حضرات انبیائے کرام کی جانب معصیت کا فتویٰ دھونپ دینا چاہیے اس لیے کہ یہ خود اپنے آپ کو ظالم کہنے پر تلے ہوئے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مولانا موصوف اور ان کی ذریت کی جانب اگر ''الظلمین'' نسبت کر دی جائے تو کیا خیال ہے؟ غور کر لیجئے!

طاقت وقوت میں اضافہ:

۲......یعنی تمہیں مال واولاد سے تقویت دے گا، یہ تقویت دینا یوں ہے کہ ان کی عورتیں بانجھ تھیں بچہ نہ جن سکتی تھیں ،حضرت ھود علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اگر تم ایمان لے آؤ تو اللہ عزوجل تمہارے لیے آسمان سے بارش نازل کرے گا اور تمہارے مال میں اضافہ کرے گا اور تمہاری عورتوں کے رحموں کو اس قابل کردے گا کہ وہ اولاد جن سکیں، پس وہ تمہاری مال واولاد سے مدد کرے گا،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ عزوجل تمہارے دین وابدان میں قوت دے کر مدد کرے گا۔ (الخازن، ج۲، ص ۴۸۹)۔

حضرت ھود علیہ السلام کا قوم سے مکالمہ:

۳......حضرت ھود علیہ السلام نے کہا اے میری قوم اپنے رب سے معافی چاہو (ایمان لاکر) پھر اس کی طرف رجوع لاؤ تم پر زور کا مینہ بھیجے گا اور تم میں جتنی قوت ہے اس سے اور زیادہ دے گا (مال واولاد کے ساتھ) اور جرم کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو (میری اولاد سے)، بولے اے ھود! تم کوئی دلیل لے کر ہمارے پاس نہ آئے (جو تمہارے دعوے کی صحت پر دلالت کرتی اور یہ بات انہوں نے بالکل غلط اور جھوٹ کہی تھی حضرت ھود علیہ السلام نے انہیں جو معجزات دکھائے تھے ان سب سے مکر گئے) اور ہم خالی تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے نہیں نہ تمہاری بات پر یقین لائیں۔ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بُری جھپٹ پہنچی (یعنی تم جو بتوں کو بُرا کہتے ہو اس لیے انہوں نے تمہیں دیوانہ کردیا مراد یہ ہے کہ اب جو کچھ کہتے ہو یہ دیوانگی کی باتیں ہیں) کہا میں اللہ عزوجل کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم اللہ عزوجل کے سوا اس کا شریک ٹھراتے ہو تم سب مل کر میرا بُرا چاہو (یعنی تم اور وہ جنہیں تم معبود سمجھتے ہو سب مل کر مجھے ضرر پہنچانے کی کوشش کرو) پھر مجھے مہلت نہ دو (مجھے تمہاری اور تمہارے معبودوں کی اور تمہاری مکاریوں کی کچھ پرواہ نہیں اور مجھے تمہاری شوکت وقوت سے کچھ اندیشہ نہیں جن کو تم معبود کہتے ہو وہ جماد بے جان ہیں نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ ضرر ان کی کیا حقیقت کہ وہ مجھے دیوانہ کرسکتے یہ حضرت ھود علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک زبردست جبار صاحب قوت وشوکت قوم سے جو آپ علیہ السلام کے خون کی پیاسی اور جان کی دشمن تھی اس طرح کے کلمات فرمائے اور اصلا خوف نہ کیا اور وہ قوم باوجود انتہائی عداوت اور دشمنی کے آپ علیہ السلام کو ضرر پہنچانے سے عاجز رہی) میں نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کیا جو میرا رب ہے اور تمہارا رب کوئی چلنے والا نہیں (اس میں بنی آدم اور حیوان سب آگئے) جس کی چوٹی اس کے قبضہ قدرت میں نہ ہو (وہ سب کا مالک ہے اور سب پر غالب وقادر ومتصرف ہے) بیشک میرا رب سیدھے راستے پر ملتا ہے۔پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تمہیں پہنچا چکا جو تمہاری طرف لے کر بھیجا گیا (اور حجت ثابت ہو چکی ہے) اور میرا رب تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے گا (یعنی اگر تم نے ایمان لانے سے اعراض کیا اور جو احکام میں تمہاری طرف لایا ہوں انہیں قبول نہ کیا تو اللہ تمہیں ہلاک کرے گا اور بجائے تمہارے ایک دوسری قوم کو تمہارے دیار واموال کا والی بنائے گا جو اس کی توحید کے معتقد ہوں اور اس کی عبادت کریں) اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے (کیونکہ وہ

اس سے پاک ہے کہ اسے کوئی ضرر پہنچ سکے لہذا تمہارے اعراض کا جو ضرر ہے وہ تمہیں کو پہنچے گا) بیشک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے (اور کسی کا قول، فعل اس سے مخفی نہیں جب وہ قوم ھود نصیحت پذیر نہ ہوئی تو بارگاہ قدیر برحق سے ان کے عذاب کا حکم نافذ ہوا)۔

(کنزالایمان مع خزائن العرفان مع حواشی ،خلاصہ آیت ۵۲ تا۵۷)۔

قوم ھود پر عذاب الٰھی!

☆......قوم ھود پر عذاب کی کیفیت یہ ہے کہ سات دن اور آٹھ راتوں تک مسلسل زبردست آندھی بھیجی، یہ سخت اور تیز ہوا ان کے نتھنوں میں گھستی اور پچھلے سوراخ سے نکل کر انہیں منہ کے بل زمین پر گرا دیتی حتی کہ وہ اس طرح ہو گئے جس طرح کھجور کے تنے زمین پر گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ انہیں اس طرح ہلاک کیوں کیا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہوا سخت یخ بستہ اور ٹھنڈی ہو یا وہ ہوا بہت تیز اور بہت سخت ہو اور اس نے ان کو زمین پر پچھاڑ دیا ہو، ان میں سے ہر چیز ممکن ہے۔ اللہ ﷻ کا فرمان کہ: ''ہم نے ھود اور ایمان والوں کو نجات دی''، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آندھی سب پر آئی یعنی ایمان والوں پر بھی اور کافروں پر بھی۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص٣٦٦)

☆......☆ وحدوہ: توحید کو عبادت کہا گیا، اس لئے کہ یہ بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

کاذبون علی اللہ: اس حیثیت سے کہ تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ یہ بت اللہ ﷻ کے شریک ہیں تم ان کی عبادت کرو۔

بالمال والولد: یعنی اللہ ﷻ نے قوم ھود پر انعام فرمایا، جب کہ عورتیں ۳۳ سال کی عمر میں بچہ پیدا کرنے سے عاجز ہو جایا کرتی تھیں۔

فلا نفع ولا ضرر الا باذنہ: یعنی اے انسان تم اور جملہ مخلوق، اللہ ﷻ کی ذات کے سوا کسی چیز سے کوئی نفع نہیں اٹھا سکتے۔

(الصاوی، ج۳، ص ۱۴۱ وغیرہ)۔

ایک اھم بات

مال غصب کسے کہتے ہیں؟

الجواب: صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مالِ مُتَقَوِّم (جسے شریعت نے مال قرار دیا ہو) مُحتَرَم (جسے شریعت نے قابل حرمت قرار دیا ہو) مَنقُول (منتقلی مال وسامان) سے جائز قبضے کو ہٹا کر ناجائز قبضہ کرنا غصب ہے جب کہ یہ قبضہ خُفیہ (پوشیدہ طور پر) نہ ہو (بہار شریعت ،حصہ ۱۵، ص ۲۳)۔

رکوع نمبر:٦

﴿وَ﴾ اَرۡسَلۡنَا ﴿اِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ﴾ مِنَ الۡقَبِیۡلَةِ ﴿صٰلِحًا قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ﴾ وَحِّدُوۡهُ ﴿مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ هُوَ اَنۡشَاَکُمۡ﴾ اِبۡتَدَءَ خَلۡقَکُمۡ ﴿مِّنَ الۡاَرۡضِ﴾ بِخَلۡقِ اَبِیۡکُمۡ اٰدَمَ مِنۡهَا ﴿وَاسۡتَعۡمَرَکُمۡ فِیۡهَا﴾ جَعَلَکُمۡ عُمَّارًا تَسۡکُنُوۡنَ بِهَا ﴿فَاسۡتَغۡفِرُوۡهُ﴾ مِنَ الشِّرۡکِ ﴿ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا﴾ اِرۡجِعُوۡا ﴿اِلَیۡهِ﴾ بِالطَّاعَةِ ﴿اِنَّ رَبِّیۡ قَرِیۡبٌ﴾ مِنۡ خَلۡقِهٖ بِعِلۡمِهٖ ﴿مُّجِیۡبٌ (٦١)﴾ لِمَنۡ سَاَلَهٗ ﴿قَالُوۡا یٰصٰلِحُ قَدۡ کُنۡتَ فِیۡنَا مَرۡجُوًّا﴾ نَرۡجُوۡ اَنۡ تَکُوۡنَ سَیِّدًا ﴿قَبۡلَ هٰذَاۤ﴾ الَّذِیۡ صَدَرَ مِنۡکَ ﴿اَتَنۡهٰىنَاۤ اَنۡ نَّعۡبُدَ مَا یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا﴾ مِنَ الۡاَوۡثَانِ ﴿وَاِنَّنَا لَفِیۡ شَکٍّ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡهِ﴾ مِنَ التَّوۡحِیۡدِ ﴿مُرِیۡبٍ (٦٢)﴾ مُوۡقِعٍ فِی الرَّیۡبِ ﴿قَالَ یٰقَوۡمِ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ کُنۡتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ﴾ بَیَانٍ ﴿مِّنۡ رَّبِّیۡ وَ اٰتٰىنِیۡ مِنۡهُ رَحۡمَةً﴾ نُبُوَّةً ﴿فَمَنۡ یَّنۡصُرُنِیۡ﴾ یَمۡنَعُنِیۡ ﴿مِنَ اللّٰهِ﴾ اَیۡ عَذَابِهٖ ﴿اِنۡ عَصَیۡتُهٗ فَمَا تَزِیۡدُوۡنَنِیۡ﴾ بِاَمۡرِکُمۡ لِیۡ بِذٰلِکَ ﴿غَیۡرَ تَخۡسِیۡرٍ (٦٣)﴾ تَضۡلِیۡلٍ ﴿وَیٰقَوۡمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَکُمۡ اٰیَةً﴾ حَالٌ عَامِلُهُ الۡاِشَارَةُ ﴿فَذَرُوۡهَا تَاۡکُلۡ فِیۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ﴾ عَقۡرٍ ﴿فَیَاۡخُذَکُمۡ عَذَابٌ قَرِیۡبٌ (٦٤)﴾ اِنۡ عَقَرۡتُمُوۡهَا ﴿فَعَقَرُوۡهَا﴾ عَقَرَهَا قِدَارٌ بِاَمۡرِهِمۡ ﴿فَقَالَ﴾ صَالِحٌ ﴿تَمَتَّعُوۡا﴾ عِیۡشُوۡا ﴿فِیۡ دَارِکُمۡ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ﴾ ثُمَّ تُهۡلَکُوۡنَ ﴿ذٰلِکَ وَعۡدٌ غَیۡرُ مَکۡذُوۡبٍ (٦٥)﴾ فِیۡهِ ﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا﴾ بِاِهۡلَاکِهِمۡ ﴿نَجَّیۡنَا صٰلِحًا وَّالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ﴾ وَهُمۡ اَرۡبَعَةُ اٰلَافٍ ﴿بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَ﴾ نَجَّیۡنَاهُمۡ ﴿مِنۡ خِزۡیِ یَوۡمِئِذٍ﴾ بِکَسۡرِ الۡمِیۡمِ اِعۡرَابًا وَفَتۡحِهَا بِنَاءً لِاِضَافَتِهٖ اِلٰی مَبۡنِیٍّ وَهُوَ الۡاَکۡثَرُ ﴿اِنَّ رَبَّکَ هُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ (٦٦)﴾ الۡغَالِبُ ﴿وَاَخَذَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوا الصَّیۡحَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دِیَارِهِمۡ جٰثِمِیۡنَ (٦٧)﴾ بَارِکِیۡنَ عَلَی الرُّکَبِ مَیِّتِیۡنَ ﴿کَاَنۡ﴾ مُخَفَّفَةٌ وَاِسۡمُهَا مَحۡذُوۡفٌ اَیۡ کَاَنَّهُمۡ ﴿لَّمۡ یَغۡنَوۡا﴾ یُقِیۡمُوۡا ﴿فِیۡهَا﴾ فِیۡ دَارِهِمۡ ﴿اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوۡدَ کَفَرُوۡا رَبَّهُمۡ اَلَا بُعۡدًا لِّثَمُوۡدَ (٦٨)﴾ بِالصَّرۡفِ وَتَرۡکِهٖ عَلٰی مَعۡنَی الۡحَیِّ وَالۡقَبِیۡلَةِ.

﴿ترجمہ﴾

اور (ہم نے بھیجا) ثمود کی طرف اسکے بھائی (یعنی ہم قوم) صالح کو کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو (اس کو ایک مانو) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اس نے تمہیں پیدا کیا (تمہاری خلق کی ابتداء فرمائی) زمین سے......(تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو زمین سے پیدا فرما کر) اور اس میں تمہیں بسایا (تمہیں آباد کرنے والا بنایا کہ تم زمین میں رہائش کرتے ہو) تو اس سے معافی چاہو (شرک کے گناہ سے) پھر اسکی طرف رجوع کرو (اسکی فرماں برداری کرکے، توبوا بمعنی ارجعوا کے ہے) بیشک میرا رب قریب ہے (باعتبار

اپنے علم کے اپنی مخلوق سے) دعا سننے والا ہے (اسکی جو اس سے سوال کرے) بولے اے صالح تم ہم میں ہونہار معلوم ہوتے تھے (ہم امید رکھتے تھے کہ تم سردار قوم بنو گے) اس سے پہلے (یعنی اس بات سے پہلے جو تم سے صادر ہوئی ہے) کیا تم ہمیں اس سے منع کرتے ہو کہ پوجیں انہیں (ان بتوں کو) جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اور بیشک جس بات (یعنی جس توحید) کی طرف ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے ایک بڑے دھوکے میں ڈالنے والے شک میں ہیں......۲...... (مـریـب کا معنی ہے شک میں ڈالنے والی شے) بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل (بینة بمعنی بیان ہے) پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت (یعنی نبوت) بخشی تو مجھے اللہ سے (یعنی اسکے عذاب سے) کون بچائے گا (اس کا عذاب مجھ سے کون روکے گا) اگر میں اسکی نافرمانی کروں تو تم مجھے نہ بڑھاؤ گے (اس کام کا مجھے حکم دے کر) سوا نقصان کے (سوائے گمراہی اور ضلالت کے) اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی ......۳...... (ناقة بمعنی اونٹنی) ہے تمہارے لیے نشانی (اية حال ہے، اُس کا عامل اسم اشارہ ہے) تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بُرائی سے ہاتھ نہ لگانا (اسکی کونچیں کاٹنے کے غرض سے) کہ تم کو نزدیک عذاب پہنچے (اگر تم نے اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں) تو انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ دیں (کونچیں کاٹنے والے شخص کا نام قدار تھا جس نے دیگر لوگوں کے حکم پر یہ کام کیا) تو (صالح علیہ السلام نے) کہا برت لو (عیش کرلو) اپنے گھروں میں تین دن اور (پھر تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا) یہ وعدہ ہے (اس میں) کہ جھوٹا نہ ہوگا پھر جب ہمارا حکم آیا (ان کو ہلاک کر دینے کا) ہم نے صالح اور اسکے ساتھ کے مسلمانوں کو (جنکی تعداد چار ہزار تھی) اپنی رحمت فرما کر بچالیا اور اس دن کی رسوائی سے (یـومـئـذ کی میم کو معرب ہونے کی بناء پر مکسور اور مبنی کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے مبنی ہونے کے سبب مفتوح پڑھا گیا ہے اور اسی پر اکثر ہیں) بے شک تمہارا رب قوی غالب (عـزیـز بمعنی غـالـب) ہے اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آلیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے ......۴...... (یعنی مردہ حالت میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے) گویا (کان مخففه ہے اس کا اسم محذوف ہے اصل میں کانهم ہے) کبھی یہاں تھے ہی نہیں (یغنوا بمعنی یقیموا ہے یعنی وہ اپنے گھروں میں بسے ہی نہ تھے) سن لو بیشک ثمود اپنے رب سے منکر ہوئے ارے لعنت ہو ثمود پر (ثمود کو منصرف پڑھا گیا اور حـــی اور قبیلة کے معنی کو ملحوظ رکھ کر اسے غیر منصرف پڑھا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والی ثمود اخاهم صلحا قال یقوم اعبدوا الله ما لکم من اله غیره﴾.

و: عاطفہ......الی ثمود ......الخ: ظرف مستقر فعل محذوف "ارسلنا" کیلئے معطوف ہے۔

﴿هو انشاکم من الارض واستعمرکم فیها فاستغفروه ثم توبوا الیه﴾.

هو: مبتدا......انشاکم من الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... واستعمرکم فیها: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ،

ف: فصیحہ......استغفروہ: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ......توبوا: فعل بافاعل، الیہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربی قریب مجیب قالوا یصلح قد کنت فینا مرجوا قبل ھذا﴾.

ان: حرف مشبہ......ربی: اسم......قریب مجیب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، قالوا: قول......یصلح: جملہ ندائیہ......قد: تحقیقیہ، کنت: فعل ناقص واسم......فینا: حال مقدم......مرجوا قبل ھذا: ذوالحال، خبر، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اتنھانا ان نعبد مایعبد اباؤنا واننا لفی شک مما تدعونا الیہ مریب﴾.

ھمزہ: استفہامیہ......تنھانا: فعل بافاعل ومفعول......ان نعبد...... الخ: بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض متعلق بفعل، ملکر جملہ فعلیہ......و: مستانفہ......ان: حرف مشبہ......نا: اسم......لام: تاکید......فی: جار......شک: موصوف، مماتدعونا الیہ: صفت اول......مریب: صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال یقوم ارایتم ان کنت علی بینۃ من ربی واتنی منہ رحمۃ﴾

قال: فعل بافاعل ملکر قول......یقوم: جملہ ندائیہ......ھمزہ: استفہامیہ......رأیتم: فعل بافاعل......ان: شرطیہ، کنت علی...... الخ: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ......واتنی رحمۃ منہ: جملہ معطوف، ملکر شرط۔

﴿فمن ینصرنی من اللہ ان عصیتہ﴾.

ف: جزائیہ......من: مبتدا، ینصرنی من اللہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر مفعول رأیتم فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ان: شرطیہ......عصیتہ: جملہ فعلیہ شرط، جواب شرط محذوف "فمن ینصرنی من اللہ"۔

﴿فما تزیدوننی غیر تسخیر ویقوم ھذہ ناقۃ اللہ لکم ایۃ﴾.

ف: عاطفہ......ما: نافیہ......تزیدون: فعل بافاعل......نی: مفعول اول......غیر تخسیر: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......یقوم: جملہ ندائیہ......ھذہ: مبتدا......ناقۃ اللہ: ذوالحال......لکم: حال مقدم......ایۃ: ذوالحال، ملکر حال......ناقۃ اللہ: ذوالحال اپنے حال سے ملکر خبر مبتدا خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فذروھا تاکل فی ارض اللہ﴾.

ف: عاطفہ، ذروھا: جملہ فلعیہ، تاکل: فعل بافاعل، فی ارض اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر۔

﴿ولاتمسوھابسوء فیاخذکم عذاب قریب﴾.

و: عاطفہ......لاتمسوھا: فعل بافاعل وضمیر مفعول......بسوء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: سببیہ، یاخذ: فعل......کم: مفعول......عذاب قریب: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فعقروها فقال تمتعوا فی دارکم ثلثة ایام ذلک وعد غیر مکذوب﴾۔

ف: عاطفہ......عقروھا: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ......ف: عاطفہ......قال: قول......تمتعوا: فعل واو ضمیر ذوالحال، فی دارکم: متعلق بمحذوف حال، ملکر فاعل......ثلثة ایام: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ،...... ذلک: مبتدا......وعد: موصوف......غیر مکذوب: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما جاء امرنا نجینا صلحا والذین امنوا معه برحمة منا ومن خزی یومئذ﴾۔

ف: رابطہ/حینیہ/عاطفہ، ما: شرطیہ......جاء امرنا: جملہ فعلیہ شرط...... نجینا: فعل بافاعل......صلحا والذین امنوا معه: مفعول......برحمة منا: ذوالحال وحال، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ...... و: عاطفہ......من خزی یومئذ: ظرف متعلق محذوف "نجینا" کے ہے۔

﴿ان ربک هو القوی العزیز واخذ الذین ظلموا الصیحة فاصبحوا فی دیارهم جثمین﴾۔

ان: حرف مشبہ......ربک: اسم......ھو القوی العزیز: جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......اخذ: فعل...... الذین ظلموا: مفعول، الصیحة: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ......اصبحوا: فعل ناقص بااسم......فی دیارھم: ظرف لغو......جاثمین: اسم فاعل، ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کان لم یغنوا فیها الا ان ثمودا کفروا ربهم الا بعدا لثمود﴾۔

کان: حرف مشبہ (مخففہ)...... لم یغنوا: فعل بافاعل......فیھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، اسم محذوف "ھم"، حرف مشبہ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ......الاان...... الخ: اس قسم کی ترکیب ماقبل گزر چکی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تخلیق انسانی مٹی سے ہوئی یا نطفہ سے؟

۱......اللہ عزوجل نے تمہیں زمین (مٹی) سے پیدا کیا، اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا، دوسری صورت یہ ہے کہ انسان منی اور حیض کے خون سے پیدا ہوتا ہے اور منی خون سے بنتی ہے اور خون غذا سے پیدا ہوتا ہے اور غذا گوشت، روٹی، سبزیوں اور پھلوں سے حاصل ہوتی ہے اور ان سب چیزوں کا نتیجہ زرعی پیداوار ہیں اور زرعی پیداوار کا رجوع زمین کی طرف ہوتا ہے پس واضح ہوگیا کہ اللہ عزوجل نے انسان کو زمین سے پیدا کیا ہے۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص ٣٦٧)۔

شک اور مریب میں فرق:

۲......اس آیت میں شک اور مریب کا لفظ استعمال فرمایا ہے، شک یہ ہے کہ انسان نفی اور اثبات کے درمیان متردد ہو اور

مریب وہ شخص ہے جو کسی کے ساتھ بدگمانی کررہا ہو، جب انہوں نے یہ کہا کہ ہم شک میں ہیں تو اس کا معنی یہ تھا کہ ہمیں آپ علیہ السلام کے قول کے صحیح ہونے کے متعلق تردد ہے اور جب اس کے ساتھ مـــریـــب کا لفظ کہا تو اس کا معنی یہ تھا کہ ان کے اعتقاد میں حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کا فاسد اور غلط ہونا راجح ہو چکا ہے۔ (تبیان القرآن، ج۵، ص ۵۷۶)۔

ناقة الله میں اضافت کونسی ہے؟

۳:.....علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہاں اضافت تشریف وتنبیہ کے لیے ہے اور یہ معجزہ حضرت صالح علیہ السلام کے صدق نبوت پر دلیل ہے، علامہ خازن نے فرمایا کہ یہاں نـاقة کی اضافت اللہ عزوجل کی جانب تشریف کے لیے ہے جیسے بیت اللہ، عبد اللہ کہا جاتا ہے اور یہ ناقة بطور معجزہ تھی اور قوم کے لیے حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت پر دلیل تھی، علامہ رازی فرماتے ہیں کہ یہ ناقة چھ وجوہ کی بنا پر قوم کے لیے معجزہ ثابت ہوئی۔(۱) اللہ عزوجل نے اس کی تخلیق چٹان میں فرمائی، (۲) اس کی تخلیق پہاڑ کے دامن سے ہوئی کہ پہاڑ پھٹا اور اونٹنی برآمد ہوئی، (۳) یہ اونٹنی بغیر کسی مذکر کے حاملہ ہوئی، (۴) آن واحد میں اونٹنی نے بچہ جن دیا، (۵) روایت میں ہے کہ ایک دن اونٹنی پانی پیتی اور ایک دن قوم پانی پیتی، (۶) اونٹنی سے حاصل ہونے والا دودھ اتنا ہوتا کہ ایک بڑی جماعت اس سے مستفیض ہوتی۔

قوم صالح پر عذاب:

۴:.....جس اونٹنی کو اللہ عزوجل نے اپنی نشانی قرار دیا، اس کی اضافت اپنی جانب کی اس کی عظمت کا حال دیکھیں کہ قوم نے اس کی تعظیم نہ کی تو برباد ہوئی، جاننا چاہیے کہ اونٹنی سے بڑھ کر انسانی جان کی حیثیت ہوتی ہے، حضرت صالح علیہ السلام سے بڑھ کر میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ہے، جو قوم صالح علیہ السلام کے معجزات کی قدر نہ کرنے پر عذاب میں مبتلا ہوئی تو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر نہ کرنے پر اور ان کی اولاد کو کربلا کے تپتے میدان میں خاک وخون میں تڑپا کر شہید کردے وہ عذاب سے کیسے بچ سکتی ہے؟ خیر یہ تو محبت کی باتیں تھیں لیکن درس ضرور ہے کہ یزیدی گروہ مع اپنے سردار عذاب نار کے یقیناً مستحق ہیں اور ہماری دعا ہے کہ اللہ عزوجل دونوں جہاں میں انہیں ذلیل ورسوا کرے۔ سورۃ الاعراف: ۸۷ میں فرمایا گیا کہ وہ زلزلہ سے ہلاک ہوئے اور یہاں فرمایا کہ چیخ سے ہلاک ہوگئے ، دونوں میں تطبیق یوں ہے کہ چیخ سے زلزلہ آیا اور وہ سب کے سب ہلاک ہوگئے۔ علامہ رازی فرماتے ہیں کہ چیخ سے مراد بجلی کی کڑک ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ بہت زبردست اور ہولناک چیخ تھی جس کو سن کر وہ سب اپنے گھروں میں منہ کے بل اوندھے گر گئے اور اسی حال میں مرگئے اور یہ بھی کہا گیا کہ اللہ عزوجل نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ چیخ ماریں اور ان کی چیخ سے سب اسی وقت مرگئے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ چیخ موت کا سبب کیسے بنی؟ تو جواب یہ ہے کہ اس چیخ سے ہوا میں گونج پیدا ہوئی اور جب وہ گونج ان کے کانوں تک پہنچی تو ان کے کانوں کے پردے پھٹ گئے اور اس کا اثر ان کے دماغ تک پہنچ گیا اور وہ اسی وقت مرگئے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بادلوں کے پھٹنے سے چیخ پیدا ہوئی اور اس سے بجلی گری اور اس بجلی سے وہ سب جل کر مرگئے ہوں۔

☆......☆بخلق ابیکم: یعنی تمہیں تمہارے باپ کے نطفے سے پیدا کیا، اسی طرح مخلوق کی تخلیق کا سلسلہ رہا۔

التی صدرمنک: مراد یہ ہے کہ سابقہ قوم کو بھی بتوں کی عبادت سے منع کیا گیا تھا۔

موقع فی ریب: ماقبل حاشیہ نمبر۲، کا مطالعہ کیجئے۔ (الجمل، ج۳، ص ٤٤٨ وغیرہ)۔

بعلمہ: اللہ عزوجل اپنی مخلوق سے قرب معنوی کے اعتبار سے قریب ہے، اللہ عزوجل کی ذات احاطہ کئے جانے اور جہت سے پاک ہے، اللہ عزوجل اپنی شان کے لائق سماعت، بصارت، وغیرہ کی وجہ سے قریب ہے۔

تضلیل: یعنی میں تمہاری پیروی کروں، مطلب یہ ہے کہ مجھے خبر دو کہ میں دلیل پر ہوں اور میری نبوت میرے رب کے پاس سے ہے، اور مجھے میرے رب کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا اگر میں تمہاری پیروی کروں اور اپنے رب کی نافرمانی کروں، اور ایسا ہو تو میں خائب و خاسر ہو جاؤں کہ میرے رب نے مجھ پر اکرام کیا اور کیا تم نے کسی نبی کو کافر ہوتے دیکھا ہے؟۔(الصاوی، ج۳، ص ١٤٤)۔

رکوع نمبر:۷

﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى﴾ بِاِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ بَعْدَهُ ﴿قَالُوْا سَلٰمًا﴾ مَصْدَرٌ ﴿قَالَ سَلٰمٌ﴾ عَلَيْكُمْ ﴿فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ (۶۹)﴾ مَشْوِيٍّ ﴿فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ﴾ بِمَعْنٰى اَنْكَرَهُمْ ﴿وَاَوْجَسَ﴾ اَضْمَرَ فِيْ نَفْسِهٖ ﴿مِنْهُمْ خِيْفَةً﴾ خَوْفًا ﴿قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ (۷۰)﴾ لِنُهْلِكَهُمْ ﴿وَامْرَاَتُهٗ﴾ اَيْ اِمْرَاَةُ اِبْرَاهِيْمَ سَارَةُ ﴿قَآئِمَةٌ﴾ تَخْدِمُهُمْ ﴿فَضَحِكَتْ﴾ اِسْتِبْشَارًا بِهَلَاكِهِمْ ﴿فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ﴾ بَعْدَ ﴿اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ (۷۱)﴾ وَلَدَهُ تَعِيْشُ اِلٰى اَنْ تَرَاهُ ﴿قَالَتْ يٰوَيْلَتٰىٓ﴾ كَلِمَةٌ تُقَالُ عِنْدَ اَمْرٍ عَظِيْمٍ وَالْاَلِفُ مُبْدَلَةٌ مِنْ يَاءِ الْاِضَافَةِ ﴿ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ﴾ لِيْ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ سَنَةً ﴿وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا﴾ لَهٗ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ سَنَةً وَنَصَبُهٗ عَلَى الْحَالِ وَالْعَامِلُ فِيْهِ مَافِيْ ذَا مِنَ الْاِشَارَةِ ﴿اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ (۷۲)﴾ اَنْ يُّوْلَدَ وَلَدٌ لِهَرِمَيْنِ ﴿قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ﴾ قُدْرَتِهٖ ﴿رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ﴾ يَا ﴿اَهْلَ الْبَيْتِ﴾ بَيْتِ اِبْرَاهِيْمَ ﴿اِنَّهٗ حَمِيْدٌ﴾ مَحْمُوْدٌ ﴿مَّجِيْدٌ (۷۳)﴾ كَرِيْمٌ ﴿فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ﴾ اَلْخَوْفُ ﴿وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى﴾ بِالْوَلَدِ اَخَذَ ﴿يُجَادِلُنَا﴾ يُجَادِلُ رُسُلَنَا ﴿فِيْ﴾ شَانِ ﴿قَوْمِ لُوْطٍ (۷۴)﴾ ﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ﴾ كَثِيْرُ الْاِنَاةِ ﴿اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ (۷۵)﴾ رَجَّاعٌ، فَقَالَ لَهُمْ اَتُهْلِكُوْنَ قَرْيَةً فِيْهَا ثَلٰثُمِائَةِ مُؤْمِنٍ؟ قَالُوْا لَا قَالَ اَفَتُهْلِكُوْنَ قَرْيَةً فِيْهَا مِائَتَا مُؤْمِنٍ؟ قَالُوْا لَا قَالَ اَفَتُهْلِكُوْنَ قَرْيَةً فِيْهَا اَرْبَعُوْنَ مُؤْمِنًا؟ قَالُوْا لَا قَالَا اَفَتُهْلِكُوْنَ قَرْيَةً فِيْهَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ مُؤْمِنًا؟ قَالُوْا لَا، قَالَ

اَفَرَأَيْتُمْ اِنْ كَانَ فِيْهَا مُؤْمِنٌ وَاحِدٌ؟ قَالُوْا لَا ، قَالَ ﴿قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوطًا قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ...... الخ﴾ فَلَمَّا اَطَالَ مُجَادِلَتَهُمْ قَالُوْا: ﴿يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا﴾ اَلْجِدَالِ ﴿اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ﴾ بِهَلَاكِهِمْ ﴿وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ(۷۶)﴾ ﴿وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ﴾ حَزِنَ بِسَبَبِهِمْ ﴿وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا﴾ صَدْرًا لِاَنَّهُمْ حِسَانُ الْوُجُوْهِ فِيْ صُوْرَةِ اَضْيَافٍ فَخَافَ عَلَيْهِمْ قَوْمَهٗ ﴿وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ(۷۷)﴾ شَدِيْدٌ ﴿وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ﴾ لَمَّا عَلِمُوْا بِهِمْ ﴿يُهْرَعُوْنَ﴾ يُسْرِعُوْنَ ﴿اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ﴾ قَبْلَ مَجِيْئِهِمْ ﴿كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ وَهِيَ اِتْيَانُ الرِّجَالِ فِي الْاَدْبَارِ ﴿قَالَ﴾ لُوْطٌ ﴿يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ﴾ فَتَزَوَّجُوْهُنَّ ﴿هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ﴾ تُفْضِحُوْنِيْ ﴿فِيْ ضَيْفِيْ﴾ اَضْيَافِيْ ﴿اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ(۷۸)﴾ يَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ ﴿قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ﴾ حَاجَةٍ ﴿وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ(۷۹)﴾ مِنْ اِتْيَانِ الرِّجَالِ ﴿قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً﴾ طَاقَةً ﴿اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ(۸۰)﴾ عَشِيْرَةٍ تَنْصُرُنِيْ لَبَطَشْتُ بِكُمْ فَلَمَّا رَاَتِ الْمَلٰئِكَةُ ذٰلِكَ ﴿قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ﴾ بِسُوْءٍ ﴿فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ﴾ طَائِفَةٍ ﴿مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ﴾ لِئَلَّا يَرٰى عَظِيْمَ مَا يَنْزِلُ بِهِمْ ﴿اِلَّا امْرَاَتَكَ﴾ بِالرَّفْعِ بَدَلٌ مِنْ اَحَدٌ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالنَّصْبِ اِسْتِثْنَاءٌ مِنَ الْاَهْلِ اَيْ فَلَا تَسْرِ بِهَا ﴿اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ﴾ فَقِيْلَ لَمْ يَخْرُجْ بِهَا وَقِيْلَ خَرَجَتْ وَالْتَفَتَتْ فَقَالَتْ وَاقَوْمَاهُ فَجَاءَ هَا حَجَرٌ فَقَتَلَهَا وَسَاَلَهُمْ عَنْ وَقْتِ هَلَاكِهِمْ فَقَالُوْا ﴿اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ﴾ فَقَالَ اُرِيْدُ اَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالُوْا ﴿اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ(۸۱)﴾ ﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا﴾ بِاِهْلَاكِهِمْ ﴿جَعَلْنَا عَالِيَهَا﴾ اَيْ قُرَاهُمْ ﴿سَافِلَهَا﴾ اَيْ بِاَنْ رَفَعَهَا جِبْرِيْلُ اِلَى السَّمَاءِ وَاَسْقَطَهَا مَقْلُوْبَةً اِلَى الْاَرْضِ ﴿وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ﴾ طِيْنٍ طُبِخَ بِالنَّارِ ﴿مَّنْضُوْدٍ(۸۲)﴾ مُتَتَابِعٍ ﴿مُّسَوَّمَةً﴾ مُعَلَّمَةً عَلَيْهَا اِسْمُ مَنْ يُرْمٰى بِهَا ﴿عِنْدَ رَبِّكَ﴾ ظَرْفٌ لَهَا ﴿وَمَا هِيَ﴾ اَلْحِجَارَةُ اَوْ بِلَادُهُمْ ﴿مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ اَيْ اَهْلِ مَكَّةَ ﴿بِبَعِيْدٍ(۸۳)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہمارے فرشتے ......۱......ابراہیم کے پس مژدہ لیکر آئے (حضرت اسحاق علیہ السلام کا اور انکے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کا) بولے سلام......۲......(لفظ سلام مصدر ہے) کہا سلام ہو (تم پر) پھر کچھ دیر نہ کی کہ انکے ہاتھ کھانے تک نہیں پہنچتے ان کو اجنبی سمجھا (نکرھم بمعنی انکرھم ہے) اور چھپایا (اوجس کا معنی کسی شے کو دل میں چھپانا ہے) ان سے خوف

(خیفۃ بمعنی خوف ہے) بولے ڈرنہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں......۷۰......(تاکہ ہم انہیں ہلاک کردیں) اور اسکی (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی) بیوی (حضرت بی بی سارہ) کھڑی تھی (انکی خدمت کرنے کیلئے) وہ ہنسنے لگی......۷۱......(ان کافروں کی ہلاکت کی خوشخبری سن کر) تو ہم نے اسے اسحٰق کی خوشخبری دی اور اسحٰق کے پیچھے (یعنی اسکے بعد) یعقوب کی (یعنی حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کی انہیں بشارت دی گئی کہ وہ طویل عرصہ زندہ رہیں گے حتی کہ اپنے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھ سکے گے) بولی ہائے خرابی (یا ویلتی یہ کلمہ کسی امر عظیم کے وقت کہا جاتا ہے، یاء مضاف کے بدلے میں یہاں الف آگیا ہے) کیا میرے بچہ ہوگا اور میں بوڑھی ہوں (میری عمر ننانوے سال ہے) اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے (جن کی عمر ایک سو بیس سال ہے، شیخا حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے اس میں عامل اسم اشارہ ذا کا معنی ہے) بیشک یہ تو اچنبھے کی بات ہے (کہ دو بوڑھوں کے ہاں اولاد ہو) فرشتے بولے کیا اللہ کے کام (اسکی قدرت) کا اچنبھا کرتی ہو، اللہ کی رحمتیں اور اسکی برکتیں تم پر اے گھر والو......۷۳......(یعنی ابراہیم علیہ السلام کے گھر والو) بیشک وہی ہے سب خوبیوں والا (حمید بمعنی محمود ہے، وہ ذات جسکی حمد بیان کی جائے) عزت والا (مجید بمعنی کریم ہے) پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہوا (روع بمعنی خوف ہے) اور اسے خوش خبری ملی (اولاد کی، لگا) ہم سے (یعنی ہمارے فرشتوں سے) قوم لوط (کے معاملے کے بارے) میں جھگڑنے......۷۴......بیشک ابراہیم حلیم (انتہائی متحمل مزاج) آہیں کرنے والا رجوع (لانے والا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان فرشتوں سے فرمایا کیا تم اس بستی کو ہلاک کردو گے جس میں تین سو مومن ہیں؟ انہوں نے عرض کیا نہیں آپ علیہ السلام نے پھر فرمایا کیا تم لوگ ایسی بستی کو برباد کردو گے جس میں دو سو مومن ہوں؟، انہوں نے عرض کیا نہیں، آپ علیہ السلام نے پھر فرمایا کیا تم اس بستی کو تہس نہس کردو گے جس میں چالیس مومن رہتے ہوں؟ انہوں نے عرض کیا نہیں، آپ علیہ السلام نے پھر فرمایا کہ تم ایسی بستی کو ہلاک کروگے جس میں چودہ مومن رہتے ہو انہوں نے عرض کیا نہیں، آپ علیہ السلام نے پھر ارشاد فرمایا اگر بستی میں ایک مومن ہو تو تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے عرض کی ہم اس بستی کو ہلاک نہیں کریں گے تب آپ علیہ السلام نے فرمایا اس میں حضرت لوط علیہ السلام رہتے ہیں تو انہوں نے یہ سن کر عرض کیا، ہم انہیں خوب جانتے ہیں جو اس میں رہتے ہیں پس جب انکی باہمی بحث طول پکڑ گئی تو انہوں نے عرض کیا) اے ابراہیم اس سے (یعنی اس بحث و مباحثہ سے) باز رہو بیشک میرے رب کا حکم آچکا (انکی ہلاکت کے بارے میں) اور بیشک ان پر عذاب آنے والا ہے کہ پھیرا نہ جائے گا اور جب لوط کے پاس ہمارے فرشتے آئے اسے ان کا غم ہوا (اپنی قوم کی برائی کی وجہ سے وہ غمگین ہوگئے) اور ان کے سبب دل تنگ ہوا (کیونکہ یہ فرشتے جو بصورت مہمان آتے تھے انتہائی حسین و جمیل صورتوں کے مالک تھے، پس آپ علیہ السلام کو ان پر اپنی قوم کی دست درازی کا خوف ہوا ذرعا بمعنی صدرا ہے) اور بولا بڑی سختی کا دن ہے......۷۷......(عصیب بمعنی شدید ہے) اور اسکے پاس اسکی قوم آئی (جب اسے انکی آمد کا علم ہوا) اسکی طرف جلدی کرتے ہوئے (یھرعون بمعنی یسرعون ہے) اور انہیں آگے ہی سے (یعنی ان فرشتوں کے آنے سے پہلے ہی) برے کاموں کی عادت پڑی

تھی (یعنی مَردوں کے ساتھ لواطت کرنے کی انہیں عادت پڑ چکی تھی، حضرت لوط علیہ السلام نے) کہا اے قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں (تم ان سے شادی کرلو) یہ تمہارے لیے ستھری ہیں اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوانہ کرو (لاتخزون بمعنی لاتفضحون ہے) میرے مہمانوں میں.....۸.....(ضیفی بمعنی اضیافی ہے) کیاتم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں (جو نیکی کا حکم کرے اور برائی سے منع کرے) بولے تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں (ہمیں انکی کوئی حاجت نہیں ہے) اور تم ضرور جانتے ہو جو ہماری خواہش ہے (یعنی مَردوں کے ساتھ لواطت کرنا) بولے اے کاش مجھے تمہارے مقابل قوت (یعنی طاقت) ہوتی یا کسی مضبوط پائے کی پناہ لیتا (یعنی کسی ایسے خاندان کی پناہ لیتا جو میری مدد کرے پس جب فرشتوں نے دیکھی) فرشتے بولے اے لوط ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں وہ تم تک (کسی برے ارادے سے) نہیں پہنچ سکتے تو اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جاؤ (آیت میں مذکور لفظ بقطع بمعنی طائفۃ ہے) اور تم میں کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے (کہ وہ اس عظیم مصیبت کو نہ دیکھ سکے جو ان پر نازل کی جائے گی) سوائے تمہاری عورت کے (امرأتک مرفوع ہوگا اس صورت میں یہ احد سے بدل ہوگا اور ایک قرأت میں اسے منصوب پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ الاھل سے مستثنی ہوگا) اسے بھی وہی پہنچنا ہے جو انہیں پہنچے گا (ایک قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اس کو ساتھ لیکر نہیں نکلے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ساتھ نکلی تھی نزول عذاب کے وقت اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور کہا ہائے میری قوم! پس اسے بھی ایک پتھر آلگا ان لوگوں کی ہلاکت کے وقت کے بارے میں آپ علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا تو انہوں نے آپکی بارگاہ میں عرض کیا) بیشک ان کا وعدہ صبح کے وقت ہے (آپ علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے زیادہ جلدی چاہتا ہوں، فرشتے بولے) کیا صبح قریب نہیں پھر جب ہمارا حکم آیا (انکو ہلاک کردینے کا، تو وہ بولے) ہم نے اس کے (یعنی انکی بستیوں کے) اوپر کو اس کا نیچا کردیا (بایں طور پر کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ان بستیوں کو آسمان کی طرف بلند کردیا اور وہاں سے انہیں الٹا کر زمین کی طرف پھینک دیا) اور اس پر کنکر کے پتھر لگاتار (منضود بمعنی متتابع یعنی پے درپے) برسائے جو نشان کئے ہوئے تھے.....۹.....(جس پر وہ پتھر برسائے گئے اس پر انکے نام لکھے تھے) تیرے رب کے پاس (عند ربک ظرف بن رہا ہے) اور (وہ (یعنی پتھر یا انکی ...) کچھ ظالموں سے (یعنی اہل مکہ سے) دور نہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد جاء ت رسلنا ابراھیم بالبشری قالوا سلما قال سلم﴾.

و: عاطفہ.....لام: قسمیہ.....قد: تحقیق.....جاء ت: فعل.....رسلنا: فاعل.....ابراھیم: مفعول.....بالبشری: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم.....قالوا: قول.....سلما: مفعول مطلق "سلمنا"، فعل محذوف کیلئے، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قال: قول.....سلم: مبتدا "علیکم" خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فما لبث ان جاء بعجل حنیذ فلمارا ایدیھم لا تصل الیہ نکرھم واوجس منھم خیفۃ﴾.

ف: عاطفہ......ما: نافیہ......لبث: فعل...... ان جاء ......الخ: جملہ بتاویل مصدر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ، لما: شرطیہ......را: فعل بافاعل......ایدیھم: مفعول...... لاتصل الیہ : جملہ حال ہے مفعول سے یہ سب ملکر شرط......نکر: فعل بافاعل ھم ضمیر مفعول ملکر معطوف علیہ......واوجس ......الخ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر محذوف جملہ "فقربہ الیھم فلم یمدوا ایدیھم" پر معطوف ہے۔

﴿قالوا لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط﴾.

قالوا: قول......لاتخف: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ...... ان: حرف مشبہ...... نا: ضمیر اسم......ارسلنا الی قوم لوط: جملہ فعلیہ خبر، ملکر مفعول، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وامراتہ قائمۃ فضحکت فبشرنھا باسحق ومن وراء اسحق یعقوب﴾.

و: مستانفہ......امراتہ: مبتدا......قائمۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......فضحکت : جملہ فلعیہ ماقبل پر معطوف ہے، فبشرنھا باسحق: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، و: عاطفہ......من وراء اسحق: ظرف مستقر خبر مقدم، یعقوب: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالت یویلتی ء الد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا﴾.

قالت : فعل بافاعل......یا: حرف نداء......ویلتا: مضاف ی ضمیر متکلم مضاف الیہ، ملکر منادی حرف ندا قائم مقام ادعوا، فعل انا ضمیر فاعل ومنادی سے جملہ ندائیہ...... ھمزہ: استفھامیہ......الد: فعل انا ضمیر ذوالحال......و: حالیہ......انا عجوز : جملہ اسمیہ حال اول......وھذا بعلی شیخا: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان ھذا لشیء عجیب قالوا اتعجبین من امر اللہ﴾.

ان: حرف مشبہ......ھذا: اسم......لشیء عجیب: اخبار، ملکر جملہ اسمیہ......قالوا: قول......ھمزہ: استفھامیہ، تعجبین: فعل بافاعل......من امر اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿رحمت اللہ وبرکتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید﴾.

رحمت اللہ: معطوف علیہ......وبرکتہ: معطوف، ملکر مبتدا......علیکم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......اھل البیت: منادی حرف نداء محذوف "ای یااھل البیت" جملہ ندائیہ......ان: حرف مشبہ...... ہٗ: ضمیر اسم......حمید مجید: خبریں، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما ذھب عن ابراھیم الروع وجاء تہ البشری﴾.

ف: عاطفہ......لما: شرطیہ......ذھب: فعل......عن ابراھیم: ظرف لغو......الروع: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......وجاء تہ البشری: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط جواب لما محذوف "ای اقبل اوفطن لمجادلتھم" ۔

﴿یجادلنا فی قوم لوط ان ابراھیم لحلیم اواہ منیب﴾.

یجادلنا: فعل بافعل ناضمیر مفعول......فی قوم لوط: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ...... ان: حرف مشبہ...... ابراھیم : اسم......لحلیم اواہ منیب: اخبار ثلاثہ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یابراھیم اعرض عن ھذا انہ قد جاء امر ربک وانھم اتیھم عذاب غیر مردود﴾.

یابراھیم: جملہ فعلیہ ندائیہ،اعرض عن ھذا: جملہ فعلیہ انشائیہ مقصود بالنداء،ان: حرف مشبہ،ۂ: ضمیر اسم،قد جاء ......الخ: جملہ فعلیہ خبر،و: عاطفہ،ان: حرف مشبہ،ھم: اسم،اتیھم: خبر،عذاب غیر مردود : مرکب توصیفی "اتیھم" کا فاعل۔

﴿ولما جاءت رسلنا لوطا سیء بھم وضاق بھم ذرعا﴾.

و: عاطفہ......لما: شرطیہ......جاءت رسلنا: فعل بافاعل......لوطا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط...... سیء: فعل مجہول بانائب الفاعل......بھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... وضاق بھم ذرعا: معطوف،ملکر جواب شرط۔

﴿وقال ھذا یوم عصیب وجاءہ قومہ یھرعون الیہ ومن قبل کانوا یعملون السیات﴾.

و: عاطفہ......قال: قول......ھذا یوم عصیب: جملہ اسمیہ مقولہ......و: عاطفہ......جاء: فعل،ۂ: ضمیر مفعول......قومہ: فاعل......یھرعون الیہ: جملہ فعلیہ حال ہے فاعل سے،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ...... و: حالیہ......من قبل: ظرف متعلق ہے "یعملون" کے...... کانوا: فعل ناقص بااسم......یعملون ......الخ: جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ حال ہے "قومہ" سے۔

﴿قال یقوم ھؤلاء بناتی ھن اطھرلکم﴾.

قال : قول......یقوم: جملہ ندائیہ......ھؤلاء: بناتی: مبتدا،ھن: للفصل......اطھرلکم: خبر،ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ۔

﴿فاتقوا اللہ ولا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل رشید﴾.

ف: فصیحہ،اتقوا: فعل بافاعل،اللہ: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ولاتخزون : فعل بافاعل ومفعول،فی ضیفی : ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے،ھمزہ: استفہامیہ،لیس :فعل ناقص،منکم: خبر مقدم،رجل رشید: اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا لقد علمت مالنا فی بنتک من حق﴾.

قالوا: قول......لقد: تحقیق......علمت: فعل بافاعل......ما: حجازیہ......لنا: خبر مقدم......فی بنتک : ظرف مستقر حال مقدم......من: زائد......حق : اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وانک لتعلم مانرید قال لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید﴾.

و: عاطفہ......انک: حرف مشبہ واسم...... لتعلم مانرید: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،قال: قول......لو: شرطیہ

......ان: حرف مشبہ،لی: خبر......بکم: حال......قوۃ: ذوالحال،ملکر اسم،ملکر "ثبت"،فعل محذوف کا فاعل،فعل فاعل ملکر شرط جواب لو محذوف "لفعلت بکم وصنعت" او: عاطفہ......اوی الی رکن......الخ: جملہ فعلیہ "ثبت" فعل محذوف پر عطف ہے۔

﴿قالوا یلوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک﴾۔

قالوا: قول......یلوط: جملہ ندائیہ......انارسل ربک: جملہ اسمیہ مقصود بالنداء......اول لن یصلواالیک: جملہ فعلیہ مقصود بالنداء ثانی،اپنی نداء سے ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاسر باھلک بقطع من الیل﴾۔

ف: عاطفہ،اسر: فعل انت ضمیر ذوالحال،باھلک: حال ملکر فاعل،بقطع من الیل: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یلتفت منکم احد الا امراتک﴾۔

و: عاطفہ......لایلتفت: فعل......منکم: حال مقدم......احد: ذوالحال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... الا: حرف استثناء ،امرأتک: مستثنیٰ ہے ماقبل "فاسر باھلک" میں "اھلک" سے۔

﴿انہ مصیبھا ما اصابھم ان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب﴾۔

ان: حرف مشبہ ۃ ضمیر اسم،مصیبھا: خبر مقدم،ما اصابھم: مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکران کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ان: حرف مشبہ،موعدھم: اسم،الصبح: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ھمزہ: استفہام،لیس: فعل ناقص،الصبح: اسم،بقریب: جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما جاء امرنا جعلنا عالیھا سافلھا﴾۔

ف: عاطفہ......لما: حینیہ......جاء امرنا: جملہ فعلیہ شرط...... جعلنا: فعل بافاعل......عالیھا: مفعول اول،سافلھا: مفعول ثانی،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وامطرنا علیھا حجارۃ من سجیل منضود مسومۃ عند ربک﴾۔

و: عاطفہ......امطرنا: فعل بافاعل......علیھا: ظرف لغو......حجارۃ: موصوف......من سجیل منضود: صفت اول......مسومۃ عند ربک: صفت ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماھی من الظلمین ببعید﴾.و: عاطفہ،ما: حجازیہ،ھی: اسم،من الظلمین: متعلق "بعید" کے،ب: زائد،بعید: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے پاس کتنے فرشتے آئے؟

۱......رسولوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کتنے رسول آئے؟ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ تین

رسول آئے حضرت جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ نو فرشتے آئے، اور ایک قول کے مطابق بارہ فرشتے مراد ہیں، اس کے علاوہ بھی اقوال پائے جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک سو پچھتر سال کی زندگی مبارک گزاری، ان کے اور حضرت نوح علیہ السلام کے مابین ۱۶۴۰ سالوں کا فاصلہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت اسحٰق علیہ السلام ۱۸۰ سال حیات رہے اور حضرت یعقوب بن اسحٰق نے ۱۴۷ سال کی مبارک زندگی پائی۔ (الصاوی، ج۳، ص۱۴۵)۔

سلام کی تحقیق :

۲۔۔۔۔۔فرشتوں نے کہا سلاما یعنی سلمنا او نسلم علیک سلاما اور جواباً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا علیکم سلام او سلام علیکم ۔ مرقاۃ شریف میں ہے: قد صح بالاحادیث المتواترة معنی ان السلام باللفظ سنة وجوابه واجب کذلک یعنی جو احادیث تواتر کے درجے تک پہنچی ہوئی ہیں ان سے بصحت ثابت ہے سلام دینا اس کے الفاظ کے ساتھ سنت ہے اور اس کا جواب دینا بھی اسی لفظ سے واجب ہے۔(مرقاة المفاتیح ،کتاب الآداب ،باب السلام ،فصل الثانی ،ج۸، ص ۴۷۰)۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے گروہ میں سے نہیں جو ہمارے غیروں کی شکل بنے، یہ کہ یہود سے مشابہت پیدا کرے اور نہ نصاریٰ سے کہ یہود کا سلام انگلی سے اشارہ کرنا ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی سے اشارہ (الجامع الترمذی، کتاب الاستیذان والادب، رقم: ۲۷۰۴، ص ۷۷۴)۔ سلام کے متعلق بہت مسائل ہیں، کس کس کو سلام کرنا منع ہے، ہاں بدمذہب کو سلام کرنا حرام ہے، فاسق کو سلام کرنا ناجائز ہے، جو برہنہ ہو یا استنجاء کررہا ہو اسے سلام نہ کیا جائے، جو کھانا کھا رہا ہو اسے سلام نہ کیا جائے، جو اذان یا تلاوت یا کسی ذکر میں مشغول ہو اسے سلام نہ کرے، کافر یا مبتدع یا فاسق کو سلام نہ کرنے کی صحیح ضرورت پیش آئے تو لفظ سلام نہ کہے بلکہ ہاتھ اٹھانے یا اور کوئی لفظ کہ نہ سلام ہو نہ تعظیم کہنے پر قناعت کرے، یا مجبور ہو تو آداب کہے یعنی آ میرے پاؤں داب، یا آداب شریعت کہ تو نے اپنے فسق سے ترک کردیے ہیں، بجالا۔ (الفتاوی الرضویة مخرجه ،ج۲۲، ص ۳۷۸)۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا خوف محسوس کرنا:

۳۔۔۔۔۔فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا: خوف (عذاب) نہ کیجیے ہم قوم لوط کی جانب بھیجے گئے ہیں، یہ جملہ اس وقت کہا گیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں پہچان لیا لیکن یہ نہ جان پائے کہ یہ حضرات کیوں بھیجے گئے ہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہرہ پر خوف کے آثار دیکھے ہوں یا ان کے چہرے کا رنگ بدلتا ہوا دیکھا ہو۔ (المدارك، ج۲، ص ۷۲)

بی بی سارہ کا ھنسنا کن وجوہ پر مبنی تھا؟

۴۔۔۔۔۔علامہ رازی فرماتے ہیں کہ بی بی سارہ کا ہنسنا کئی وجوہات پر مبنی ہوسکتا ہے جو کہ یہ ہیں۔(۱) فرشتوں کا یہ فرمانا ﴿لاتخف انا ارسلنا ...... الخ﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خوف کے زائل ہونے کا سبب بنا اور یہی سبب بی بی سارہ کے ہنسنے

کا کہ انسان خوف زائل ہونے پر ہنستا مسکراتا ہے۔(۲) ہوسکتا ہے بی بی صاحبہ قوم لوط کے کفر اور خبیث اعمال اور ان کی ہلاکت کی خبر سن کر مسرور ہوئیں اور ہنسنے لگیں۔(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ﴿الا تاکلون﴾ فرشتوں نے جواباً عرض کی ہم بغیر ثمن دیئے نہیں کھاتے ،حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اس کا ثمن ایک مرتبہ حمد باری تعالیٰ ہے ،اس جملہ پر حضرت میکائیل علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے عرض کی کہ ''یہ بندہ اس بات کا حقدار ہے کہ اللہ عزوجل اسے اپنا خلیل بنائے''۔ بی بی صاحبہ یہ دیکھ کر ہنسنے لگیں۔(۴) بی بی صاحبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض گزار ہوئیں کہ انہیں بھیجئے کہ اللہ عزوجل کسی نافرمان قوم کو عذاب میں مبتلا کیے بغیر نہیں چھوڑتا، ان کا یہ جملہ مکمل ہوا تھا کہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر تشریف لے آئے اور انہوں نے قوم لوط کی بربادی کی خبر دی، بی بی صاحبہ اپنی بات کے موافق حکم باری تعالیٰ سن کر ہنسنے لگیں۔(۵) جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی کہ ہم بشر نہیں بلکہ فرشتے ہیں جو کہ حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمان قوم کو عذاب دینے آئے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے معجزہ طلب کیا تو انہوں نے بطور معجزہ بُھنا ہوا بچھڑا اچھلتا کودتا دکھا دیا جسے دیکھ کر بی بی سارہ ہنسنے لگیں۔(۶) انہیں قوم لوط کی غفلت پر ہنسی آئی کہ ان پر عذاب آنے والا ہے اور یہ اتنے غافل ہیں۔(۷) انہیں اس بات پر تعجب نے ہنسایا کہ اتنے بڑھاپے میں جب کہ وہ ستر سے زائد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سو سال کے قریب پہنچ چکے تھے اور فرشتے انہیں اسحق علیہ السلام اور اسحق علیہ السلام کے بعد یعقوب علیہ السلام کی خبر سے نواز رہے ہیں۔(۸) بی بی صاحبہ کو تعجب ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اتنے رعب و دبدبہ کے باوجود تین افراد سے ڈر گئے۔(الرازی ،ج۶، ص ۳۷۴ ملخصاً)۔

اہل بیت کا اطلاق کن لوگوں پر ہوتا ہے؟

۵......آیت مبارکہ میں اس بات کا استدلال پایا جاتا ہے کہ زوجہ، اہل بیت میں داخل ہے اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے اور اس مؤقف کی تائید سورۃ الاحزاب کی آیت مذکورہ ﴿یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (الاحزاب: ۳۳)﴾ سے بھی ہوتا ہے۔ شیعہ حضرات اس مؤقف کے قائل نہیں ہیں ان حضرات کا کہنا ہے کہ وہ زوجہ اہل بیت میں داخل ہے جو نسب کے اعتبار سے قریبی ہو چونکہ بی بی سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چچازاد تھیں اس لیے انہیں اہل بیت میں شمار کیا گیا ہے، شیعہ حضرات کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ان کے شرف کی وجہ سے انہیں اہل بیت میں شمار کیا گیا ہو اور شرف کے اعتبار سے دیکھا جائے تو نسبی شرف کو خاص مقام حاصل ہوتا ہے اسی لیے انہوں نے البیت کو شرف نسبی کی جانب محمول کیا تاکہ بی بی عائشہ کو اہل بیت کے زمرے سے خارج کردیا جائے جو کہ ماقبل سورۃ الاحزاب سے بھی ثابت ہورہا ہے۔ (تلخیص از روح المعانی ،الجزء الثانی عشر ،ص ۴۱۴)۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا فرشتوں سے مجادلہ کرنا:

۶......یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں سے سوال و کلام کرنے لگے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مجادلہ یہ تھا کہ اگر قوم لوط کی بستیوں میں پچاس ایماندار ہوں تو بھی انہیں ہلاک کروگے، فرشتوں نے کہا نہیں فرمایا اگر چالیس ہوں انہوں نے کہا نہیں، آپ

علیہ السلام نے فرمایا اگر تیس ہوں انہوں نے فرمایا جب بھی نہیں، آپ علیہ السلام فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا ایک ہی مسلمان موجود ہو تب ہلاک کر دو گے انہوں نے کہا نہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا اس میں لوط ہیں، فرشتوں نے کہا ہمیں معلوم ہے جو وہاں ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ آپ علیہ السلام عذاب میں تاخیر چاہتے تھے تا کہ اس بستی والوں کو کفر و معاصی سے باز آنے کے لیے ایک فرصت اور مل جائے۔ (کنزالایمان مع خزائن العرفان ،حاشیہ نمبر ۱۵۷)۔

حضرات انبیائے کرام کا منصب!

۷.....حضرات انبیائے کرام رقیق القلب ہوتے ہیں، انہیں کسی کے عذاب دیئے جانے کا صدمہ ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مجادلہ کرنے کا سبب بھی یہی تھا کہ قوم کو مہلت مل جائے اور وہ عذاب میں مبتلا نہ ہو، اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کا غمزدہ ہونا، دل تنگ ہونا اور عذاب کے دن کو سختی سے تعبیر کرنا اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ خود سیدنا محمد مصطفیٰ کا حال بھی یہی رہا کہ عذاب میں مبتلا ہونے سے قوم کو بچاتے رہے۔

مہمان نوازی کے تقاضے:

۸.....حضرت ابوشریح العدوی بیان کرتے ہیں کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا کہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے، اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ مہمان کی تکریم کرے اور اسے جائزہ دے''، صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! جائزہ کیا ہے؟ فرمایا: ''ایک دن اور ایک رات اس کی زیادہ خاطر مدارات کرے اور تین دن اس کی ضیافت کرے (کھانا کھلائے)، اور اس سے زیادہ دن اس کی طرف سے صدقہ ہے''۔ ''اور جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من کان یؤمن برقم: ۶۰۱۹، ص ۱۰۵۲ ،صحیح مسلم ، کتاب اللقطة ،باب الضیافة ونحوها، رقم: ۱۷۲۶، ص ۸۷۲)۔

علامہ نووی شافعی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مسلمانوں کا اس بارے میں اجماع ہے کہ مہمان کی خاطر تواضع کی جائے ،امام شافعی ، مالک اور امام اعظم علیہم الرحمۃ اور جمہور کے نزدیک مہمان کی ضیافت کرنا سنت ہے واجب نہیں، جب کہ امام ابولیث اور امام احمد کے نزدیک ایک دن اور رات کی ضیافت کرنا واجب ہے۔ امام احمد کے نزدیک دیہاتی اور بستی والے کی ایک دن اور رات ضیافت واجب ہے نہ کہ شہری کی ، جمہور کہتے ہیں کہ احادیث میں جو مہمان کی ضیافت کی تاکید آئی ہے اس کی وجہ استحباب میں پختگی ،اخلاق کی تکمیل اور مہمان کے حق کی تاکید کی جانب اشارہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے ''جمعہ کے دن غسل کرنا ہر مسلم پر واجب ہے'' یہ حکم بھی استحباب میں تاکید پیدا کرنے کے لیے ہے۔ (نووی علی مسلم ، کتاب القطة ،باب الضیافة ونحوها، ص ۱۱۱۲)۔

حضرت ابوکریمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایک رات تو مسلمان پر مہمان کا حق ہے، جو شخص کسی

مسلمان کے گھر رہے تو وہ اس مسلمان پر قرض ہے، اب مہمان چاہے تو میزبان سے قرض وصول کرے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الاطعمة، باب ما جاء فی الضیافة ،رقم: ۳۷۵۰، ص ۷۰۲)۔

قوم لوط پر عذاب کا منظر!

۹...... (حضرت جبرئیل علیہ السلام) نے بستی کو الٹ دیا اور اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کردیا اور ان پر پے در پے پتھر برسائے گئے، جس پتھر پر جس کا نام تھا وہ اسی پر پڑا، چہ جائے کہ وہ شہر میں حاضر تھے یا شہر سے غائب کسی سفر وغیرہ میں تھے۔ (قصص الانبیاء ،قصه لوط ،ص ۱٤٦) مزید تحقیق سورۃ الاعراف کے تحت اسی جلد میں دیکھ لیں۔

☆......☆ خوفا: حاشیہ نمبر ۳، مطالعہ کیجئے۔ سارۃ: تخفیف وتشدید دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی (زوجہ ہونے کے ساتھ ساتھ) چچا زاد بھی تھیں، مہمانوازی کے طریقوں سے واقف کار تھیں، جب کہ عرب ممالک کی عادت ہے کہ ان کی عورتیں مہمان نوازی سے دور رہتی ہیں۔ استبشارا بھلاکھم: جب فرشتوں کا قول ﴿انا ارسلنا الی قوم لوط﴾ سمجھ گئیں تو ہنسنے لگیں، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بی بی سارہ نے سمجھ لیا کہ یہ فرشتے اللہ عزوجل نے ان کے پاس بھیجے ہیں، اور ان کے ساتھ ایسے فرشتے بھی ہیں جو قوم لوط پر پتھروں کا عذاب کریں گے۔

ولدہ: یعنی حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں۔ تعیش ...... الخ: جملہ خوشخبریوں کے ساتھ یہ بھی کہ بی بی سارہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھی دیکھیں گی۔

غیر مردود: بمعنی مصروف ہے، یعنی عذاب نہ تو مجادلہ کرنے سے، نہ دعا کرنے سے اور نہ ہی کسی اور وجہ سے ٹل سکتا ہے۔

فخاف علیھم قومہ: یعنی حضرت لوط علیہ السلام کو اپنی قوم کی وجہ سے خوف ہوا کہ کہیں ان حسین فرشتوں کے ساتھ کوئی فحاشی کا معاملہ نہ کرنے کی کوشش کریں۔ باھلاکھم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد امر حقیقی کی ہے یعنی ہلاکت ہوگی اور ایک قول یہ ہے کہ ہلاکت سے مراد عذاب ہے، لیکن بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں عذاب مراد لینا ممکن نہیں ہے اس لئے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿فلما جاء امرنا فجعلنا عالیھا﴾ میں فاجعلنا جزائیہ ہے، اور اس سے مراد عذاب ہے، اور امرنا شرط ہے اور شرط بغیر جزا کے ایسا ہوا جیسا کہ امر بغیر عذاب کے۔ (الجمل ،ج۳، ص ٤٥٤ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۸

﴿وَ﴾ اَرْسَلْنَا ﴿اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ﴾ وَحْدَہٗ ﴿مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْٓ اَرٰکُمْ بِخَیْرٍ﴾ نِعْمَۃٌ تُغْنِیْکُمْ عَنِ التَّطْفِیْفِ ﴿وَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ﴾ اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا ﴿عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ (۸۴)﴾ بِکُمْ یُھْلِکُکُمْ وَوَصْفُ الْیَوْمِ بِہٖ مَجَازٌ لِوُقُوْعِہٖ فِیْہِ ﴿وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا

الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ ﴾ اَتِمُّوْهُمَا ﴿بِالْقِسْطِ﴾ بِالْعَدْلِ ﴿وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَ هُمْ﴾ لَاتَنْقُصُوْهُمْ مِنْ حُقُوْقِهِمْ شَيْئًا ﴿وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ(۸۵)﴾ بِالْقَتْلِ وَغَيْرِهٖ مِنْ عَثِيَ بِكَسْرِ الْمُثَلَّثَةِ اَفْسَدَ وَمُفْسِدِيْنَ حَالٌ مُؤَكِّدَةٌ لِمَعْنٰى عَامِلِهَا تَعْثَوْا ﴿بَقِيَّتُ اللّٰهِ﴾ رِزْقُهُ الْبَاقِيْ لَكُمْ بَعْدَ اِيْفَاءِ الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ ﴿خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ مِنَ الْبَخْسِ ﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ(۸۶)﴾ رَقِيْبٍ اُجَازِيْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ اِنَّمَا بُعِثْتُ نَذِيْرًا ﴿قَالُوْا﴾ لَهٗ اِسْتِهْزَاءً ﴿يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ﴾ بِتَكْلِيْفِ ﴿اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ﴾ مِنَ الْاَصْنَامِ ﴿اَوْ﴾ نَتْرُكَ ﴿اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ط﴾ اَلْمَعْنٰى هٰذَا اَمْرٌ بَاطِلٌ لَايَدْعُوْ اِلَيْهِ دَاعٍ بِخَيْرٍ ﴿اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ(۸۷)﴾ قَالُوْا ذٰلِكَ اِسْتِهْزَاءً ﴿قَالَ يٰقَوْمِ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا﴾ حَلَالًا اَفَاَشُوْبُهٗ بِالْحَرَامِ مِنَ الْبَخْسِ وَالتَّطْفِيْفِ ﴿وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ﴾ وَاَذْهَبَ ﴿اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ﴾ فَاَرْتَكِبَهٗ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ﴾ لَكُمْ بِالْعَدْلِ ﴿مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْ﴾ قُدْرَتِيْ عَلٰى ذٰلِكَ وَغَيْرِهٖ مِنَ الطَّاعَاتِ ﴿اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ(۸۸)﴾ اَرْجِعُ ﴿وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ﴾ يَكْسِبَنَّكُمْ ﴿شِقَاقِيْٓ﴾ خِلَافِيْ فَاعِلُ يَجْرِمُ وَالضَّمِيْرُ مَفْعُوْلٌ اَوَّلٌ وَالثَّانِيْ ﴿اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ﴾ مِنَ الْعَذَابِ ﴿وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ﴾ اَيْ مَنَازِلُهُمْ اَوْ زَمَنَ هَلَاكِهِمْ ﴿مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ(۸۹)﴾ فَاعْتَبِرُوْا ﴿وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ﴾ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿وَدُوْدٌ(۹۰)﴾ مُحِبٌّ لَهُمْ ﴿قَالُوْا﴾ اِيْذَانًا بِقِلَّةِ الْمُبَالَاةِ ﴿يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ﴾ نَفْهَمُ ﴿كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا﴾ ذَلِيْلًا ﴿وَلَوْلَا رَهْطُكَ﴾ عَشِيْرَتُكَ ﴿لَرَجَمْنٰكَ﴾ بِالْحِجَارَةِ ﴿وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ(۹۱)﴾ كَرِيْمٍ عَنِ الرَّجْمِ وَاِنَّمَا رَهْطُكَ هُمُ الْاَعِزَّةُ ﴿قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ط﴾ فَتَتْرُكُوْا قَتْلِيْ لِاَجْلِهِمْ وَلَا تَحْفَظُوْنِيْ لِلّٰهِ ﴿وَاتَّخَذْتُمُوْهُ﴾ اَيِ اللّٰهَ ﴿وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا﴾ مَنْبُوْذًا خَلْفَ ظُهُوْرِكُمْ لَا تُرَاقِبُوْنَهٗ ﴿اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ(۹۲)﴾ عِلْمًا فَيُجَازِيْكُمْ ﴿وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ﴾ حَالَتِكُمْ ﴿اِنِّيْ عَامِلٌ﴾ عَلٰى حَالَتِيْ ﴿سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ﴾ مَوْصُوْلَةٌ مَفْعُوْلُ الْعِلْمِ ﴿يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَارْتَقِبُوْٓا﴾ اِنْتَظِرُوْا عَاقِبَةَ اَمْرِكُمْ ﴿اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ(۹۳)﴾ مُنْتَظِرٌ ﴿وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا﴾ بِاِهْلَاكِهِمْ ﴿نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ

الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ ﴾ صَاحَ بِهِمْ جِبْرِيلُ ﴿فَاَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (۹۴)﴾ بَارِكِيْنَ عَلَى الرُّكَبِ مَيِّتِيْنَ ﴿كَاَنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ اَىْ كَاَنَّهُمْ ﴿لَّمْ يَغْنَوْا﴾ يُقِيمُوْا ﴿فِيْهَا اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ(۹۵)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور (ہم نے بھیجا) مدین کی طرف انکے ہم قوم شعیب کو کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو (اسکوایک مانو) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کرو......۱...... بے شک میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں (میں تمہیں ان نعمتوں میں دیکھ رہا ہوں جو تمہیں ناپ تول میں کمی کرنے سے مستغنی کرنے والی ہیں) اور مجھے تم پر ڈر ہے (اگر تم ایمان نہیں لاتے) گھیر لینے والے دن کے عذاب کا (جو کہ تمہیں گھیر کر تمہیں ہلاک کردیگا اور یوم کی صفت محیط مجازا بنائی گئی ہے کہ اسی میں عذاب واقع ہوگا) اور اے میری قوم ناپ اور تول پوری کرو (انہیں مکمل کرو) انصاف کے ساتھ (قسط بمعنی عدل ہے) اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو (یعنی انکے حق میں سے کسی چیز کو کم نہ کرو) اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو (قتل وغیرہ کرکے، لاتعثوا فعل عثی سے ہے اور اس میں حرف ثاء مکسور ہے یہ بمعنی افسد ہے اور لفظ مفسدین معنوی طور پر اس کا حال مؤکدہ ہے اور اسکا عامل فعل لاتعثوا ہے) اور اللہ کا دیا (یعنی اس کا وہ عطا کردہ رزق جو ناپ تول مکمل کرنے کے بعد تمہارے پاس باقی رہتا ہے) تمہارے لیے بہتر ہے (ناپ تول میں کمی کرنے سے) اگر تمہیں یقین ہو اور میں تم پر کچھ نگہبان نہیں (حفیظ بمعنی رقیب یعنی نگہبان کے ہے یعنی میں تم پر نگہبان نہیں کہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دوں، میں تو ڈر سنانے والا ہوں) بولے (حضرت شعیب علیہ السلام سے بطور استہزاء) اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے......۲...... (ہم کو اسکی تکلیف دینے کا) کہ ہم ان کو (یعنی ان بتوں کو) چھوڑ دیں جنہیں ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے یا (ہم چھوڑ دیں) اپنے مال میں جو کرنا چاہیں (معنی یہ ہے کہ یہ امر تو باطل ہے کوئی بھی بھلائی کی طرف بلانے والا اسکی طرف نہیں بلا سکتا) ہاں جی تمہیں بڑے عقلمند نیک چلن ہو (انہوں نے یہ بات بھی بطور استہزاء کہی تھی) کہا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھی (یعنی حلال) روزی دی......۳...... (تو کیا میں اسے حرام یعنی ناپ تول میں کمی کرنے کے ساتھ ملالوں) اور میں نہیں چاہتا کہ تمہاری مخالفت کروں اور جاؤں اس بات کی طرف جس سے تمہیں منع کرتا ہوں) میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی چاہتا ہوں (تم لوگوں کیلئے عدل وانصاف کے ذریعے سے) اور میری توفیق نہیں (اس پر اور دیگر بھلائیوں پر مجھے قدرت نہیں ہے) مگر اللہ ہی کی طرف سے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (انیب بمعنی ارجع ہے) اور اے میری قوم تمہیں میری ضد (شقاقی یجرم فعل کا فاعل ہے اور فعل سے متصل کم ضمیر مفعول بہ اول ہے اور دوسرا مفعول بہ ان یصیبکم آگے آرہا ہے) نہ کموادے (یجرمنکم بمعنی یکسبنکم ہے) کہ تم پر پڑے جو (عذاب) پڑا تھا نوح کی قوم یا ھود کی قوم یا صالح کی قوم پر اور لوط کی قوم پر (یعنی انکے گھر یا انکی ہلاکت کا زمانہ تو) کچھ تم سے دور نہیں

(تو تم ان سے مہلت حاصل کرو) اور اپنے رب سے معافی چاہو پھر اسکی طرف رجوع لاؤ بیشک میرا رب مہربان ہے (مومنین پر) محبت والا ہے (ان سے محبت کرنے والا ہے) بولے (ان کی بات کی پرواہ نہ کرنے کا اظہار کرنے کیلئے بولے) اے شعیب ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں......ﷺ......(نفقه بمعنی نفهم ہے) اور بیشک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں (یعنی بے سروساماں دیکھتے ہیں) اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا (رهطک بمعنی عشیرتک ہے) تو ہم نے تمہیں رجم کر دیا ہوتا......۵......(پتھروں کے ذریعے) اور کچھ ہماری نگاہ میں تمہیں عزت نہیں (کہ تمہارے عزت دار ہونے کی وجہ سے ہم تمہیں رجم نہیں کریں گے ہاں تمہارا کنبہ ضرور عزت دار ہے) کہا اے میری قوم کیا تم پر میرے کنبہ کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے (کہ انکی وجہ سے مجھے قتل نہیں کرتے اور اللہ ﷻ کیلئے میری حفاظت نہیں کرتے) اور اسے (یعنی اللہ ﷻ کو) تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا (یعنی تم نے اللہ ﷻ کو فراموش کر رکھا تم اس کے حکم کی کچھ پرواہ نہیں کرتے) بیشک جو کچھ تم کرتے ہو سب میرے رب کے بس میں ہے (باعتبار علم وہ سب کو محیط ہے وہ تمہیں بدلہ دیگا) اور اے میری قوم تم اپنی جگہ (حالت) میں اپنا کام کیے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں (اپنی حالت پر) اب جانا چاہتے ہو کس پر (من اسم موصول ہے جو فعل تعلمون کا مفعول بن رہا ہے) آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے گا اور کون جھوٹا ہے اور انتظار کرو (اپنے انجام کا انتظار کرو ارتقبوا بمعنی انتظروا ہے) اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں (رقیب بمعنی منتظر ہے) اور جب ہمارا حکم آیا (ان کو ہلاک کر دینے کا) ہم نے شعیب اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر بچالیا اور ظالم کو چیخ نے آلیا (حضرت جبریل علیہ السلام نے انکے لیے ایک چیخ لگائی) تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے......۶......(مردہ حالت میں گھٹنوں کے بل رہ گئے) گویا (کان مخففہ ہے اصل میں کانهم تھا) کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے (یغنوا بمعنی یقیموا ہے) ارے دور ہو مدین جیسے دور ہوئے ثمود۔

﴿ترکیب﴾

﴿والی مدین اخاهم شعیبا قال یقوم اعبدوا الله مالکم من اله غیره﴾.

و: عاطفہ......الی مدین: ظرف لغو......اخاهم شعیبا: مبدل منہ بدل، ملکر مفعول "ارسلنا" فعل محذوف کیلئے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ......قال ......الخ: اس جملہ کی ترکیب ماقبل گزر چکی۔

﴿ولا تنقصوا المکیال والمیزان انی ارکم بخیر وانی اخاف علیکم عذاب یوم محیط﴾.

و: عاطفہ، لاتنقصوا: فعل نہی بافاعل، المکیال والمیزان: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان: حرف مشبہ، ی: ضمیر اسم، ارکم بخیر: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، ی: ضمیر اسم، اخاف علیکم...... الخ: جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویقوم اوفوا المکیال والمیزان بالقسط﴾.

و: عاطفہ......یقوم : جملہ ندائیہ......اوفوا: فعل واؤضمیر ذوالحال......المکیال والمیزان : مفعول......بالقسط : حال، ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿ولا تبخسوا الناس اشياء هم ولا تعثوا في الارض مفسدين﴾.

و: عاطفہ......لاتبخسوا: فعل نہی با فاعل......الناس: مفعول بہ اول......اشیاء ھم: مفعول بہ ثانی، ملکر جملہ فعلیہ......

و: عاطفہ......لاتعثوا: فعل نہی واؤضمیر ذوالحال، في الارض: ظرف لغو، مفسدين: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بقيت الله خير لكم ان كنتم مومنين وما انا عليكم بحفيظ﴾.

بقيت الله: مبتدا......خير لكم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......ان: شرطیہ...... كنتم مومنين: جملہ فعلیہ شرط، جزاء محذوف "فبقية الله خير لكم"، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......ما: حجازیہ، انا: اسم......عليكم بحفيظ: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا يشعيب اصلوتك تامرك ان نترك ما يعبد اباؤنا او ان نفعل في اموالنا مانشوا﴾.

قالوا: قول، يشعيب: جملہ ندائیہ، همزه: استفہام، صلاتک: مبتدا، تامر: فعل با فاعل، ک: مفعول، ان نترک...... الخ: جملہ بتاویل مصدر معطوف علیہ، اوان نفعل ......الخ: معطوف، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ۔

﴿انک لانت الحليم الرشيد﴾.

ان: حرف مشبہ......ک: ضمیر اسم......لانت ......الخ: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال يقوم ارايتم ان كنت على بينة من ربي ورزقني منه رزقا حسنا﴾.

قال: فعل با فاعل......يقوم : جملہ ندائیہ......همزه: استفہام، ارء يتم: فعل با فاعل......ان: شرطیہ...... كنت على ......الخ : جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ورزقني منه...... الخ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، جزاء محذوف "افاشرب رزقي بالحرام من البخس"، ملکر مفعول، رأيتم فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما اريد ان اخالفكم الى ما انهكم عنه﴾.

و: عاطفہ......ما اريد: فعل نفی با فاعل......ان: مصدریہ......اخالفكم: فعل با فاعل ومفعول......الى ما انهكم عنه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول، ما اريد فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اريد الا الاصلاح ما استطعت﴾.

ان: نافیہ......اريد: فعل با فاعل......الا: للحصر ......الاصلاح: مفعول بہ......ما: ظرفیہ مضاف......استطعت: جملہ مضاف الیہ، ملکر مفعول فیہ، اريد فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب﴾۔

و: عاطفہ......ما: نافیہ......توفیقی: مبتدا......الا: للحصر ......باللہ: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......علیہ توکلت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......والیہ منیب: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مبتدا سے حال ہے۔

﴿ویقوم لا یجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم ھود او قوم صلح﴾۔

و: مستانفہ،یقوم: جملہ ندائیہ......لایجرمنکم: فعل بامفعول......شقاقی: فاعل......ان: مصدریہ......یصبکم: فعل بامفعول......مثل: مضاف،ما: موصولہ......اصاب: فعل بافاعل،قوم نوح...... الخ: مفعول،ملکر صلہ، ملکر مضاف الیہ،ملکر فاعل، یصب اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر مفعول ثانی......لایجرمنکم: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿وما قوم لوط منکم ببعید واستغفروا ربکم ثم توبوا الیہ﴾۔

و: مستانفہ،ما: حجازیہ،قوم لوط: اسم......منکم: متعلق ببعید...... ب: زائد......بعید: صفت مشبہ،ملکر خبر......و: مستانفہ،استغفروا: فعل بافاعل......ربکم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ......ثم: عاطفہ......توبوا الیہ: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ان ربی رحیم ودود قالوا یشعیب ما نفقہ کثیرا مما تقول﴾۔

ان: حرف مشبہ......ربی: اسم......رحیم: خبر اول......ودود: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ......قالوا: فعل بافاعل ملکر قول ،یشعیب جملہ ندائیہ،مانفقہ: فعل نفی بافاعل...... کثیرا: موصوف......بماتقول: صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿وانا لنراک فینا ضعیفا﴾۔

و: عاطفہ......انا: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکید......نرک: فعل بافاعل ومفعول......فینا: حال......ضعیفا: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولولا رھطک لرجمناک وما انت علینا بعزیز﴾۔

و: عاطفہ......لولا: حرف شرط......رھطک: مبتدا"موجود" خبر محذوف مبتدا،ملکر شرط لام: لتاکید:رجمنک: جملہ فعلیہ جواب،لولا :حرف شرط......و: عاطفہ،ما: حجازیہ......انت: اسم،علینا: متعلق بعزیز،ب: زائدہ،عزیز: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال یاقوم ارھطی اعز علیکم من اللہ﴾۔

قال: قول......ھمزہ: استفہام......رھطی: مبتدا......اعز: اسم تفضیل ھو ضمیر فاعل......علیکم: متعلق اول،من اللہ: متعلق ثانی،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واتخذتموہ وراء کم ظھریا ان ربی بما تعملون محیط﴾۔

و: حالیہ،اتخذتموہ: فعل بافاعل وضمیر مفعول،وراء کم: ظرف،ظھریا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ حال ہے "علیکم" کی ضمیر "کم" سے......ان: حرف مشبہ،ربی: اسم......بماتعملون محیط: ظرف مستقر ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویاقوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل﴾.

و: استنافیہ،یقوم: جملہ ندائیہ......اعملوا: فعل بافاعل......علی مکانتکم: ظرف مستقر حال ہے فاعل،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء......ان: حرف مشبہ ی ضمیر اسم......عامل: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء ثانی۔

﴿سوف تعلمون من یاتیہ عذاب یخزیہ ومن ھو کاذب﴾.

سوف: حرف استقبال......تعلمون: فعل بافاعل......من: موصولہ......یاتی: فعل ہٗ ضمیر مفعول......عذاب یخزیہ: مرکب توصیفی فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ اپنے موصول سے ملکر معطوف علیہ......و: عاطفہ......من ھو کاذب: موصول صلہ ملکر معطوف،ملکر مفعول......تعلمون: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وارتقبوا انی معکم رقیب﴾.

و: مستانفہ،ارتقبوا: جملہ فعلیہ......ان: حرف مشبہ......ی: ضمیر اسم......معکم رقیب: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولماجاء امرنا نجینا شعیبا والذین امنوا معہ برحمۃ منا﴾. اس جیسی آیت کی ترکیب ماقبل گزر چکی ملاحظہ فرمائیں۔

﴿واخذت الذین ظلموا الصیحۃ فاصبحوا فی دیارھم جثمین﴾.

و: عاطفہ......اخذت: فعل......الذین ظلموا: مفعول......الصیحۃ: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ اصبحوا: فعل ناقص واسم......فی دیارھم: متعلق......جاثمین: اسم فاعل اپنے فاعل "ھم" ضمیر اور متعلق سے ملکر خبر،ملکر فعلیہ ناقصہ۔

﴿کان لم یغنوا فیھا الا بعدالمدین کما بعدت ثمود﴾.

کان: حرف مشبہ مخففہ "ھم" اسم محذوف......لم یغنوا فیھا: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ...... الا: تنبیہ......بعدا: مصدر مفعول مطلق فعل محذوف "بعدوا" کیلئے......لمدین: ظرف لغو......کمابعدت ثمود: صفت ہے مصدر مفعول مطلق کیلئے فعل محذوف اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ناپ طول میں کمی جرم ہے:

۱......قال النبی ﷺ زن وارجح یعنی سید عالم ﷺ نے فرمایا: "وزن کرو اور راجح کرو"۔

• (سنن ابوداؤد، کتاب البیوع، باب فی الرجحان، رقم: ۳۳۳۶، ص ۶۳۵)۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں پر ظلم و تعدی نہ کرے گا مگر وہ شخص جو ناز ادہ ہے یا اس میں زنا کا دخل ہے''، اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

جو شخص کسی کا مال چرائے، یا جبراً چھین لے، یا دبا کر رشوت میں لے، یا ظلماً تلف کرے، تو ان صورتوں میں علاوہ جرم شرعی کے جس میں خود سرکار مدعی ہے اس ظلم پر مظلوم کے دو مطالبے عائد ہوتے ہیں، ایک مطالبۂ ظلم کہ اسے ستایا آزار پہنچایا، دوسرا مطالبۂ مال، مطالبۂ ظلم تو مطلقاً اسی مظلوم کے لیے ہے، تو اس کی معافی کا اختیار بھی اسی کو ہے۔ رہا مطالبۂ مال، اس میں دو صورتیں ہیں: اگر حیات مظلوم میں وہ مطالبہ مردہ ہو گیا جس کے وصول کی اصلاً توقع نہ رہی، مثلاً ظالم مرگیا اور مال کچھ نہ چھوڑا، جب تو یہ مطالبہ بھی اسی مظلوم کے لیے ہے اور اسی کے معاف کئے معاف ہوگا کہ دَین جب مردہ ہو جائے اس میں توریث جاری نہیں ہوتی، تو مظلوم کے بعد اس کا بیٹا اس مطالبے کا مالک نہ ہو، اور اگر اس کی زندگی میں مطالبہ مردہ نہ ہو تو بعد انتقال مظلوم پسرِ مظلوم کی طرف منتقل ہوگا، اور صورت مسئولہ میں مطالبۂ مال کے معاف کرنے کا اختیار بکر کو ہوگا، اور مطالبہ ظلم سے درگزر کا مجاز زید، ھندیہ میں ہے اگر کسی نے فوت ہونے کے بعد لوگوں کے ذمہ قرض، عین چیز یا غصب چھوڑا اور ترکہ میں ورثاء کو وصول نہ ہوئی ہوں تو قیاس یہ ہے کہ ظلم برداشت کرنے کا ثواب ورثاء کو ملے کیونکہ یہ اس میت کے بعد ان اموال کے وارث بنے اور جب کہ استحسان یہ ہے کہ اگر ان اموال کا نقصان مرنے والے کی موت سے پہلے مکمل طور پر واضح ہو گیا تو ثواب میت کو ملے گا کیونکہ نقصان میں وارثت نہیں، اگر یہ نقصان موت کے بعد تام ہوا تو پھر ثواب ورثاء کو ملے گا کیونکہ ان میں وراثت جاری ہوئی ہے اس لیے کہ موت کے وقت یہ اموال میت کی ملکیت تھے۔(فتاوی رضویہ مخرجہ، ج۱۹، ص ٦٦٧ وغیرہ)(فتاوی ھندیہ، کتاب الغصب، باب الرابع عشر، ج۵، ص ۱۹۵)۔ وہ لوگ غور کریں کہ دوسروں کا مال ناحق دبا لیتے ہیں، خود بھی کھاتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی کھلاتے ہیں۔ ماقبل عبارت سے عبرت حاصل کریں کہ کسی کا مال ناحق کھانا کتنا بڑا جرم اور قیامت میں کس قدر محرومی اور ثواب میں کمی کا باعث بن سکتا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل (البقرۃ:۱۸۸)﴾۔ مال ناحق کھانا جرم ہی جرم ہے اور عذاب کا بیان آگے بیان ہوگا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی نماز!

۷۔۔۔۔۔حمزہ، کسائی اور حفص نے صلوۃ کو مفرد پڑھا ہے اور دوسرے قراء نے صلوۃ کو جمع پڑھا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کثرت سے نماز پڑھتے تھے اس لیے انہوں نے یہ بات کہی، اعمش فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ تمہاری قرائت یہ حکم دیتی ہے (یعنی نماز یہ حکم دیتی ہے) کہ ہم ان بتوں کی عبادت ترک کر دیں جن کی عبادت ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے۔ یہاں مضاف کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اس تقدیر کی وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے فعل کا پابند نہیں کیا جاتا۔ انہیں توحید کا درس دیا تو انہوں نے استہزاء اور مزاح کے ساتھ جواب دیا اور نماز پر طعن کیا اور وہ یہ شعور دینا چاہتے تھے کہ کوئی عقلمند داعی تو ایسی بات کی تبلیغ

نہیں کرتا شاید آپ علیہ السلام جو اس طرح کی ہمیشہ عبادت وریاضت میں مصروف رہتے ہیں اس کی وجہ سے آپ علیہ السلام کے دل میں خطرات ووساوس پیدا ہوتے ہیں جو ایسی باتوں پر برانگیختہ کرتے ہیں کہ (ہم دولت وثروت حاصل کرلیں اور اپنے آباؤاجداد کے طریق عبادت کو بھی ترک کردیں) آپ علیہ السلام کثرت سے نماز ادا فرماتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا، اسی وجہ سے انہوں نے لفظ صلوۃ جمع ذکر کیا اور ذکر میں بھی صرف نماز کو خاص کیا (المظھری، ج ۳، ص ۴۸۳)۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا رزق ملنے کو اللہ عزوجل کی جانب منسوب کرنا:

۳...... ﴿ورزقنی منه رزقا حسنا﴾ اس بات پر دلیل ہے کہ رزق اللہ عزوجل کی جانب سے حاصل ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کی اعانت سے حاصل ہوتا ہے اور اس میں کسب کا کوئی دخل نہیں، اور اس جملہ میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ عزت اللہ عزوجل کی طرف سے ہے کہ (مجھے رزق حسن عطا فرمایا) اور ذلت اللہ عزوجل کی جانب سے ہے۔ اور جب سب کچھ اللہ عزوجل کی طرف سے ہے تو ہمیں نہ تو تمہاری مخالفت کی پرواہ ہے اور نہ تمہاری موافقت نہ ہونے کا خوف، بلکہ میں تو اللہ عزوجل کے دین کی تبلیغ اور شریعت کو واضح کرنے کے لیے ہوں۔ (التفسیر الکبیر، ج ٦، ص ۳۸۸)۔

مانفقه کے معنی میں احتمالات:

۴...... علامہ رازی فرماتے ہیں مانفقه کے بارے میں دو مسائل بیان کیے جائیں گے، (۱) علماء فرماتے ہیں "مانفقه" سے مراد یہ ہے کہ جو آپ بیان کرتے ہیں اس میں سے اکثر ہم نہیں جانتے یا یہ مراد ہے کہ وہ اپنے اذہان میں ان کی بات نہیں ڈالتے اس لیے کہ ان سے شدید نفرت کرتے ہیں جیسا کہ فرمان باری عزوجل ہے ﴿وجعلنا علی قلوبهم اکنة ان یفقهوه (الانعام: ۲۵)﴾، ایک قول یہ ہے کہ وہ دل سے تو بات سمجھتے تھے لیکن اس بات پر کھڑے نہ رہتے، پس اس کی مثال اس شخص کی مانند ہوگئی جو اپنے ساتھی کی بات میں عیب نکالنے کے لیے کہے کہ تمہاری بات مجھے سمجھ میں نہیں آتی کہ کہنا کیا چاہتے ہو، یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو باتیں ان سے حضرت شعیب علیہ السلام کہتے وہ توحید، نبوت اور بعث بعد الموت کے دلائل پر مبنی تھیں اور ظلم وچوری ترک کرنے کی وعیدات پر مشتمل تھیں پس انہیں (یہی آسان لگا کہ کہہ دیں) مانفقه یعنی ہم ان دلائل کی صحت سے واقف نہیں ہیں۔ (۲) مانفقه سے خاص علم فقہ مراد ہے جس کی فقاہت انہیں حاصل ہی نہیں، "الصحاح" میں ہے کہ فقہ سے مراد فہم ہے، "القاموس المحیط" میں ہے کہ الفقه فاء کے کسرہ کے ساتھ ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کا علم اور اس چیز کا فہم، "المصباح المنیر" میں ہے فقہ سے مراد کسی چیز کا فہم ہے، ابن فارس نے فرمایا کہ ہر چیز کا علم اس چیز کا فقہ کہلاتا ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں لفظ "الفقه" کا استعمال دو معنی کے لیے ہوتا ہے، ایک یہ ہے کہ امت کا ایک گروہ احکام شرعیہ عملیہ جو کہ قرآن، سنت اور ان سے استنباط کے ذریعے حاصل ہوئے ہیں انہیں حفظ کرلے، چہ جائے کہ حفظ دلائل سے کرے یا محض مسائل حفظ کرے دلائل یاد نہ کرے، پس اصولیوں کے نزدیک لفظ "الفقه" مجتہدین کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ مجتہد مطلق، مجتہد

منتسب (جسے مجتہد کہا جاتا ہو) یا مجتہد مذہب چہ جائے کہ وہ اصحاب تخریج میں سے ہو یا اصحاب وجوہ میں سے سب ہی داخل ہیں۔اور دوسری صورت جس چیز پر ''الفقہ'' کا اطلاق ہوتا ہے اس سے مراد احکام ومسائل کا مجموعہ ہے، پس فقیہ حضرات صرف احکام شرعیہ عملیہ کی بات کرتے ہیں جو وحی کے ذریعے حاصل ہوئے ہوں چہ جائے کہ وہ احکام عملیہ یقینی ہوں یا ظنی طور پر حاصل ہوئے ہوں۔پس اسی طرح علم الفروع یا الفروع دونوں صورتوں کا اطلاق علم فقہ پر ہوتا ہے، بہر حال وہ صورت جو عقائد کے مقابلہ میں ہو یا اصول دین کے مقابلے میں علم فقہ کے ہی زمرے میں آتی ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ احکام عملیہ کی تصدیق فرع ہے تصدیق بالعقائد کی، اور جو چیز اصول فقہ کے مقابلے میں آئے اس سے مراد وہ اصول وادلہ ہوتے ہیں جو اصول فقہ کے موضوع بنتے ہیں (الفتاوی تتارخانیہ، ج۱، ص ۹۰۸)۔

درمختار میں ہے ''کل انسان غیر الانبیاء لا یعلم ماارادالله تعالی له وبه لان ارادته تعالی بالغیب الا الفقهاء فانهم علموا ارادته تعالی بهم بحدیث الصادق المصدوق من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے سوا کوئی آدمی نہیں جانتا کہ اللہ عزوجل کا اس کے لئے اور اس کے ساتھ کیا ارادہ ہے؟، کیونکہ اللہ عزوجل کا ارادہ غیب ہے مگر فقہاء کرام جانتے ہیں کہ ان کے ساتھ اللہ عزوجل کا کیا ارادہ ہے؟ اس لئے کہ صادق ومصدوق ذات جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص کے ساتھ اللہ عزوجل بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے''۔علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: یہاں فقہاء سے مراد وہ علماء ہیں جو کہ اللہ عزوجل کے احکام کا علم رکھنے کے ساتھ ساتھ ان احکام پر عمل بھی کرتے ہیں، بدکردار اور بداعتقاد علماء سوء مراد نہیں ہیں۔علامہ سید عبد الغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ علامہ شامی کے اس قول کی تائید امام حسن بصری کے قول سے بھی ہوتی ہے کہ فقیہ صرف وہی ہے جو دنیا سے اعراض کرتا ہے اور آخرت میں رغبت کرتا ہے''۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار ،مقدمۃ الکتاب، ج۱، ص ۱۳۸)

علماء فرماتے ہیں: الفقه زرعه عبد الله بن مسعود ،وسقاه علقمه، وحصده ابراهیم نخعی، وداسه حماد ،وطحنه ابو حنیفة، وعجنه ابو یوسف ، وخبزه محمد رحمه الله ،فسائر الناس یأکلون من خبزه ،وقد نظم بعضهم فقال: الفقه زرع ابن مسعود، وعلقمة حصاده ثم ابراهیم دواس ،نعمان طاحنه ،یعقوب عاجنه محمد خابز ،والآکل الناس . ''فقہ کو حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کاشت کیا، حضرت علقمہ نے اس کو پانی سے سیراب کیا، حضرت ابراہیم نخعی نے اس کی فصل کاٹی، حضرت حماد نے بھوسی سے دانے نکالے، امام ابو حنیفہ نے چکی میں دانوں کا آٹا بنایا، امام ابو یوسف نے آٹا گوندھا، امام محمد رحمہ اللہ نے روٹیاں پکائیں اور سب لوگوں نے روٹیاں کھائیں''۔(ردالمحتار علی درمختار ،مقدمة الکتاب، ج۱، ص ۱۴۱)

☆...... ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ علم حصول فضیلت کا ذریعہ ہے، علم مملوک کو ملوک کی مجالس میں بلند مراتب پر فائز کرتا ہے، اور علماء نہ ہوں تو امراء ہلاک ہو جائیں (المرجع السابق، ص ۱۲۵)

نبی کی شان میں گستاخی:

۵......لولا رهطک بمعنی جماعتک وعشیرتک ہے، ایک قول یہ ہے کہ رھط کے معنی تین سے دس تک ہیں ،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ رھط کے معنی سات ہیں، لرجمناک سے مراد یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کو پتھر سے قتل کر دیتے، پتھر سے قتل

کرنا رحم کرنا کہلاتا ہے جو کہ قتل کرنے کے حوالے سے سب سے بُرا معاملہ ہے، ایک قول یہ ہے کہ ان لوگوں کی مراد یہ تھی کہ آپ علیہ السلام کو گالی دیتے یا گندی زبان سے ہم کلام ہوتے۔ (الخازن، ج۲، ص ۵۰۰)۔

قوم شعیب پر عذاب الٰہی:

۶.....مراد یہ ہے کہ جب عذاب کا وقت آیا تو فرشتوں میں سے ایک نے چنگھاڑ ڈالی، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے عذاب کا حکم کرنا مراد ہے، دو تقدیروں پر معاملہ اس طرح ہوا کہ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے ساتھ مومنین کو اللہ جل جلالہ نے اپنی رحمت سے نجات عطا فرمائی اور اس میں دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ اللہ عزوجل نے انہیں اپنی خاص رحمت سے عذاب سے نجات عطا فرمائی لہذا اس میں تنبیہ ہے کہ بندے کو جو کچھ بھی ملتا ہے خاص اللہ عزوجل کی رحمت اور اس کے فضل سے ملتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ رحمت سے مراد ایمان، طاعت اور تمام اعمال صالحہ ہیں اور ان اعمال کی توفیق بھی اللہ عزوجل ہی کی بارگاہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ جل جلالہ نے عذاب کی کیفیت کا بھی بیان فرمایا کہ جبرئیل امین علیہ السلام کی چیخ نے ان میں موجود ہر (نافرمان) ذی روح کی روح قبض کر لی کہ وہ اپنے مکان میں مردہ پڑے رہے جیسا کہ وہ اپنے مکانوں میں کبھی زندہ ہی نہ تھے۔ (التفسیر الکبیر، ج۶، ص ۳۹۲)

☆......☆ **ووصف الیوم** ......الخ: یعنی نفس الامر میں جو دن عذاب الٰہی کو گھیر لے گا۔ **ارجع**: جس دن میں مجھے کوئی مصیبت پہنچے یا آخرت میں مجھے کوئی مصیبت پہنچے۔ **ای منازلھم**: قوم لوط اور قوم شعیب کی بستیاں مثل پڑوس کے قریب قریب تھیں۔ **او زمن ھلاکھم**: یعنی مجھے ان کی ہلاکت کی خبر پہنچی تھی۔ **ایذانا بقلة المبالاة**: مراد ہنسی اڑانا ہے۔

انما رھطک ھم الاعزة: دین کے معاملے میں تمہارا کنبہ ہمارے موافق ہے، نہ کہ شان و شوکت و قوت کے لحاظ سے۔

صاح بھم جبرئیل: یعنی ایسی آواز جس سے ان سب کی روحیں قبض ہو گئیں۔ (الجمل، ج۳، ص ٤٦٤ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۹

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ (۹۶)﴾ بُرْھَانٍ بَیِّنٍ ظَاھِرٍ ﴿اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ (۹۷)﴾ سَدِیْدٍ ﴿یَقْدُمُ﴾ یَتَقَدَّمُ ﴿قَوْمَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ﴾ فَیَتَّبِعُوْنَهٗ کَمَا اتَّبَعُوْهُ فِی الدُّنْیَا ﴿فَاَوْرَدَھُمُ﴾ اَدْخَلَھُمُ ﴿النَّارَ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ (۹۸)﴾ ھِیَ ﴿وَاُتْبِعُوْا فِیْ ھٰذِهٖ﴾ اَیِ الدُّنْیَا ﴿لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ﴾ لَعْنَةً ﴿بِئْسَ الرِّفْدُ﴾ اَلْعَوْنُ ﴿الْمَرْفُوْدُ (۹۹)﴾ رِفْدُھُمْ ﴿ذٰلِکَ﴾ اَلْمَذْکُوْرُ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهٗ ﴿مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّهٗ عَلَیْکَ﴾ یَامُحَمَّدُ ﴿مِنْھَا﴾ اَیِ الْقُرٰی ﴿قَآئِمٌ﴾ ھَلَکَ اَھْلُهٗ دُوْنَهٗ ﴿وَّ﴾ مِنْھَا ﴿حَصِیْدٌ (۱۰۰)﴾ ھَلَکَ بِاَھْلِهٖ فَلَا اَثَرَ لَهٗ کَالزَّرْعِ الْمَحْصُوْدِ بِالْمَنَاجِلِ ﴿وَمَا ظَلَمْنٰھُمْ﴾ بِاِھْلَاکِھِمْ بِغَیْرِ ذَنْبٍ ﴿وَلٰکِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَھُمْ﴾ بِالشِّرْکِ ﴿فَمَاۤ اَغْنَتْ﴾ دَفَعَتْ ﴿عَنْھُمْ اٰلِھَتُھُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ﴾

يَعْبُدُوْنَ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَیْ غَيْرِهٖ ﴿مِنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ﴾ عَذَابُهٗ ﴿وَمَا زَادُوْهُمْ﴾ بِعِبَادَتِهِمْ لَهَا ﴿غَيْرَ تَتْبِيْبٍ (۱۰۱)﴾ تَخْسِيْرٍ ﴿وَكَذٰلِكَ﴾ مِثْلُ ذٰلِكَ الْاَخْذِ ﴿اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى﴾ اُرِيْدَ اَهْلُهَا ﴿وَهِيَ ظَالِمَةٌ﴾ بِالذُّنُوْبِ اَیْ فَلَا يُغْنِیْ عَنْهُمْ مِنْ اَخْذِهٖ شَيْءٌ ﴿اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ (۱۰۲)﴾ رَوَى الشَّيْخَانِ عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِیْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ) اَلْاٰيَةَ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ﴾ الْمَذْكُوْرِ مِنَ الْقَصَصِ ﴿لَاٰيَةً﴾ لَعِبْرَةً ﴿لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ﴾ اَیْ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ﴾ فِيْهِ ﴿النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ (۱۰۳)﴾ يَشْهَدُهٗ جَمِيْعُ الْخَلَائِقِ ﴿وَمَا نُؤَخِّرُهٗ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ (۱۰۴)﴾ لِوَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ ﴿يَوْمَ يَاْتِ﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ ﴿لَا تَكَلَّمُ﴾ فِيْهِ حَذْفُ اِحْدَى التَّائَيْنِ ﴿نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ تَعَالٰى ﴿فَمِنْهُمْ﴾ اَیِ الْخَلْقِ ﴿شَقِيٌّ﴾ ﴿وَّ﴾ مِنْهُمْ ﴿سَعِيْدٌ (۱۰۵)﴾ كُتِبَ كُلٌّ فِی الْاَزَلِ ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا﴾ فِیْ عِلْمِهٖ تَعَالٰى ﴿فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ﴾ صَوْتٌ شَدِيْدٌ ﴿وَّشَهِيْقٌ (۱۰۶)﴾ صَوْتٌ ضَعِيْفٌ ﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ﴾ اَیْ مُدَّةَ دَوَامِهِمَا فِی الدُّنْيَا ﴿اِلَّا﴾ غَيْرَ ﴿مَا شَآءَ رَبُّكَ﴾ مِنَ الزِّيَادَةِ عَلٰى مُدَّتِهِمَا مِمَّا لَا مُنْتَهٰى لَهٗ وَالْمَعْنٰى خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ﴿اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (۱۰۷)﴾ ﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا﴾ بِفَتْحِ السِّيْنِ وَضَمِّهَا ﴿فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا﴾ غَيْرَ ﴿مَا شَآءَ رَبُّكَ﴾ كَمَا تَقَدَّمَ وَدَلَّ عَلَيْهِ فِيْهِمْ قَوْلُهٗ ﴿عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ (۱۰۸)﴾ مَقْطُوْعٍ وَمَا تَقَدَّمَ مِنَ التَّاْوِيْلِ هُوَ الَّذِیْ ظَهَرَ وَهُوَ خَالٍ مِنَ التَّكَلُّفِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ ﴿فَلَا تَكُ﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿فِیْ مِرْيَةٍ﴾ شَكٍّ ﴿مِّمَّا يَعْبُدُ هٰؤُلَآءِ﴾ مِنَ الْاَصْنَامِ اِنَّا نُعَذِّبُهُمْ كَمَا عَذَّبْنَا مَنْ قَبْلَهُمْ وَهٰذَا تَسْلِيَةٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ ﴿مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ﴾ اَیْ كَعِبَادَتِهِمْ ﴿مِّنْ قَبْلُ﴾ وَقَدْ عَذَّبْنَاهُمْ ﴿وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ﴾ مِثْلَهُمْ ﴿نَصِيْبَهُمْ﴾ حَظَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ ﴿غَيْرَ مَنْقُوْصٍ (۱۰۹)﴾ اَیْ تَامًّا.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں اور صریح غلبے......۱...... کے ساتھ بھیجا (یعنی کھلی اور واضح دلیل کے ساتھ بھیجا) فرعون اور اسکے درباریوں کی طرف تو وہ فرعون کے کہنے پر چلے اور فرعون کا کام راستے کا نہ تھا (یعنی سیدھا) نہ تھا اپنی قوم کے آگے ہوگا (یقدم بمعنی یتقدم ہے) قیامت کے دن (پس اسکی قوم اسکے پیچھے چلے گی جیسا کہ دنیا میں وہ اس کے پیچھے چلا کرتی تھی) تو انہیں دوزخ

میں لا اتارے گا (یعنی انہیں داخل جہنم کردے گا) اور وہ کیا ہی برا گھاٹ اترنے کا (یعنی جہنم) اور انکے پیچھے پڑی اس میں (یعنی اس دنیا میں) لعنت اور قیامت کے دن (بھی لعنت ہوگی) کیا ہی برا انعام جو انہیں ملا (کیا ہی بری مدد جو انہیں ملی ہے) یہ (جو مذکور ہوا، ذلک مبتدا ہے اسکی خبر آگے من انباء ......آرہی ہے) بستیوں کی خبریں ہیں کہ ہم تمہیں سناتے ہیں (اے محمد ﷺ!) ان میں (ان بستیوں میں سے) کوئی کھڑی ہے (رہائشی اسکے ہلاک ہو چلے اور بستی سلامت ہے) اور کوئی کٹ گئی (یعنی بستی رہائشیوں سمیت ہلاک و برباد ہوگئی پس انکا کوئی نشان باقی نہیں جیسا کہ درانتی سے کاٹی گئی کھیتی ہوتی ہے) اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا (کہ انہیں بغیر کسی گناہ کے ہلاک کیا ہو) بلکہ خود انہوں نے اپنا برا کیا......۲......(شرک کرکے) کچھ بے پرواہ نہ کیا (کچھ دور نہ کیا) ان سے انکے معبود نے جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے (فعل یدعون بمعنی یعبدون ہے، دون بمعنی غیر ہے، من شیء میں من زائدہ ہے) جب تمہارے رب کا حکم آیا (یعنی اسکا عذاب آیا) اور ان سے (یعنی ان کے بتوں کی پرستش نے) انہیں خسارے کے سوا کچھ نہ بڑھا اور ایسی ہی (یعنی ایسی ہی پکڑ کی مثل) تیرے رب کی پکڑ جب بستیوں کو (یعنی بستی والوں) کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر (انکے گناہوں کے سبب اس کی پکڑ سے کوئی چیز انکو بے پرواہ نہیں کر سکے گی) بیشک اسکی پکڑ سخت دردناک ہے (بخاری ومسلم نے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ ظالم کو مہلت دیتا ہے حتی کہ جب اسکی پکڑ فرماتا ہے تو اسے نہیں چھوڑتا"، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی "وکذلک اخذ ربک") بیشک اس میں (ان مذکورہ قصوں میں) نشانی ہے (یعنی عبرت ہے) اس کے لیے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے وہ (یعنی قیامت کا دن) وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکھٹے ہونگے اور وہ دن حاضری کا ہے (اس میں تمام مخلوق حاضر ہوگی) اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی مدت کیلئے (ایک وقت تک کیلئے جو اللہ عزوجل کو معلوم ہے) جس دن وہ (دن) آئے گا کوئی جان بے حکم خدا بات نہ کرے گی (تکلم میں دو تاء تھیں جن میں سے ایک حذوف کردی گئی ہے) تو ان میں سے بعض (یعنی بعض مخلوق) بدبخت ہے اور (ان میں سے بعض) خوش نصیب (ان میں سے، ہر چیز کو ازل میں لکھ دیا گیا ہے) تو وہ جو بدبخت ہیں ......۳......(اللہ عزوجل کے علم میں) وہ تو دوزخ میں ہیں اس میں انکے لیے زفیر (یعنی سخت آواز ہوگی) اور شھیق ......۴......(یعنی پست وکمزور آواز ہوگی) وہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین رہیں (یعنی دنیا میں زمین وآسمان کے رہنے کی مدت کے برابر) مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا (یعنی انکی اس مدت میں جو اضافہ تمہارا رب چاہے اور یہ وہ مدت ہے جسکی انتہا نہیں یعنی وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے) بیشک تمہارا رب جب جو چاہے کرے اور وہ جو خوش نصیب ہوئے (سعدوا کو معروف ومجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) وہ جنت میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین رہیں مگر (الا بمعنی غیر ہے) جتنا تمہارے رب نے چاہا......۵......(جیسا کہ اس کا بیان ماقبل گزرا اور اس غیر منتہی مدت پر یہ فرمان بھی دلالت کرتا ہے) غیر مجذوذ بمعنی مقطوع ہے) یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہوگی (اور مذکورہ آیت کی تاویل جو مجھ پر ظاہر ہوئی وہ تکلف سے خالی ہے۔

اور اللہ عزوجل اپنی مراد کو زیادہ جاننے والا ہے) تو نہ پڑو تم (اے محمد ﷺ) شک میں (مــریة بمعنی شک ہے) اس سے جسے (یعنی جن بتوں کو) یہ کافر پوجتے ہیں (ہم انہیں یونہی عذاب دیں گے جیسا کہ ان سے اگلوں کو عذاب دیا اور یہ نبی پاک ﷺ کیلئے تسلی ہے) یہ ویسا ہی پوجتے ہیں جیسا پہلے ان کے باپ دادا پوجتے تھے (یعنی یہ اپنے باپ دادوں کی طرح ہی بتوں کو پوج رہے ہیں) اور بیشک ہم ان کا حصہ (عذاب کا حصہ) انہیں پورا (مکمل) پھیر دیں گے (ان کے باپ دادوں کی مثل) جس میں کمی نہ ہوگی۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد ارسلنا موسی بایتنا وسلطن مبین الی فرعون وملائه﴾

و: عاطفہ......لقد: تحقیق......ارسلنا: فعل بافاعل......موسی: ذوالحال......بایتنا وسلطن مبین: ظرف مستقر حال ،ملکر مفعول......الی فرعون وملائه: ظرف لغو، ارسلنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاتبعوا امر فرعون وما فرعون برشید﴾.

ف: عاطفہ......اتبعوا: فعل بافاعل......امر فرعون: ذوالحال......و: حالیہ......ما: حجازیہ......فرعون: اسم...... برشید: خبر......ما: حجازیہ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یقدم قومه یوم القیمة فاوردهم النار وبئس الورد المورود﴾.

یقدم: فعل بافاعل......قومه: مفعول......یوم القیمة: ظرف یہ سب ملکر جملہ مستانفہ...... ف: عاطفہ......اورد: فعل بافاعل......هم: مفعول اول......النار: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......بئس: فعل، الورد المورود: فاعل، ملکر خبر مقدم مخصوص بالذم "وردهم" مبتدا محذوف اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتبعوا فی هذه لعنة ویوم القیمة﴾.

و: عاطفہ......اتبعوا: فعل مجہول واو ضمیر نائب الفاعل......فی: جار......هذه: معطوف علیہ......لعنة: مفعول......و: عاطفہ......یوم القیمة: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بئس الرفد المرفود﴾.

بئس: فعل ذم......الرفد المرفود: فاعل، ملکر خبر مقدم مخصوص بالذم "رفدهم" مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک من انباء القری نقصه علیک منها قائم وحصید﴾.

ذلک: مبتدا......من انباء القری: ظرف مستقر خبر اول......نقصه علیک: جملہ فعلیہ خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ......منها: ظرف مستقر خبر مقدم......قائم وحصید ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما ظلمنھم ولکن ظلموا انفسھم﴾.

ف: عاطفہ......مااغنت: فعل نفی بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......لکن: استدراک......ظلموا: فعل بافاعل......انفسھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما اغنت عنھم الھتھم التی یدعون من دون اللہ من شیء﴾.

ف: عاطفہ......مااغنت: فعل نفی......عنھم: ظرف لغو......الھتھم: موصوف......التی: موصول......یدعون: فعل بافاعل......من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم......من: زائدہ......شیء: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر فاعل، مااغنت: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لما جاء امر ربک وما زادوھم غیر تتبیب﴾.

لما: ظرفیہ حینیہ......جاء امر ربک: جملہ فعلیہ ظرف متعلق ہے "اغنت" کے......و: عاطفہ......مازادوا: فعل بافاعل......ھم: ضمیر مفعول اول......غیر تتبیب: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ "اغنت" پر معطوف ہے۔

﴿وکذلک اخذ ربک اذا اخذ القری وھی ظالمۃ﴾.

و: مستانفہ......کذلک: ظرف مستقر خبر مقدم......اخذ ربک: مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ......اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط......اخذ: فعل بافاعل......القری: ذوالحال......وھی ظالمۃ: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، جواب شرط محذوف "فلایغنی عنھم من اخذہ شیء".

﴿ان اخذہ الیم شدید ان فی ذلک لایۃ لمن خاف عذاب الاخرۃ﴾.

ان: حرف مشبہ......اخذہ: اسم......الیم شدید: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: حرف مشبہ......فی ذلک: متعلق بمحذوف خبر مقدم......لام: تاکید، ایۃ: موصوف......لمن خاف...... الخ: ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک یوم مجموع لہ الناس وذالک یوم مشھود﴾.

ذلک: مبتدا......یوم: موصوف......مجموع: اسم مفعول......لہ: ظرف لغو......الناس: نائب الفاعل اسم مفعول، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ، ذلک: مبتدا......یوم: موصوف......مشھود: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما نوخرہ الا لاجل معدود یوم یات لا تکلم نفس الا باذنہ﴾.

و: استنافیہ......مانؤخر: فعل نفی بافاعل......ہ: ضمیر مفعول......الا: حصر......لاجل معدود: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، یوم: موصوف......یات: جملہ صفت ملکر ظرف مقدم......لاتکلم: فعل نفی......نفس: ذوالحال......الا: حصر......باذنہ: متعلق

بمحذوف حال،ملکر فاعل،فعل نفی اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمنهم شقی وسعید فاما الذين شقوا ففی النار لهم فيها زفير وشهيق خلدين فيها ما دامت السموت والارض﴾

ف: تفریعیہ......منهم: متعلق بمحذوف خبر مقدم......شقی وسعید: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ......ف: تفریعیہ......اما: شرط...... الذین: موصول......شقوا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا...... ف: جزائیہ......فی النار: متعلق بمحذوف خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،خلدین: اسم فاعل......فیها: ظرف لغو......ما: مصدریہ ظرفیہ......دامت السموت والارض: جملہ مضاف الیہ......ها: مصدریہ،ملکر ظرف،خلدین اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر "الذين شقوا" سے حال ہے۔

﴿الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما يريد﴾۔

الا: حرف استثناء......ماشاء ربک: موصول صلہ ملکر "خلود" سے مستثنیٰ ہے......ان: حرف مشبہ......ربک: اسم ،فعال: اسم مبالغہ بافاعل......لمایرید: ظرف،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واما الذين سعدوا ففی الجنة خلدين فيها ما دامت السموت والارض الا ما شاء ربک﴾

اسکے مثل آیت کی ترکیب ابھی ماقبل گزری۔

﴿عطاء غير مجذوذ فلا تک فی مرية مما يعبد هؤلاء﴾۔

عطاء: موصوف......غیر مجذوذ: صفت،ملکر مفعول مطلق "اعطوا" فعل محذوف کیلئے،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل کی تاکید ہے......ف: مستانفہ......لاتک: فعل نہی انت ضمیر اسم......فی: جار......مرية: موصوف......ممایعبد هؤلاء: صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿مايعبدون الا كما يعبد اباؤهم من قبل﴾۔

ما: نافیہ......یعبدون: فعل بافاعل......الا: حصر......کمایعبد اباء هم من قبل: متعلق بمحذوف مصدر محذوف "عبدا" کی صفت،ملکر مفعول......یعبدون فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانا لموفوهم نصيبهم غير منقوص﴾۔

و: عاطفہ......انا: حرف مشبہ واسم...... لام: تاکید......موفوا: اسم فاعل بافاعل......نصيبهم: مفعول......غیر منقوص: حال ہے مفعول سے،یہ سب ملکر مضاف هم ضمیر مضاف الیہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سلطن کسے کہتے ہیں؟

ا......اکثر علماء کے نزدیک حجت کو سلطن کہتے ہیں جیسا کہ علامہ راغب اصفہانی نے المفردات میں اور علامہ خازن نے تفسیر خازن میں بیان کیا، اور سلطن مبین سے مراد معجزہ ظاہرہ باہرہ لیا ہے جو کسی نبی کی نبوت پر دلالت کرے، زجاج کا قول یہ بھی ہے کہ سلطن بمعنی حجة ہے اور سلطن کو سلطانا اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اللہ عزوجل کی طرف سے زمین پر دلیل ہوتی ہے۔ آیات اور سلطان میں فرق کیا ہے؟ یہ بھی سمجھنا ضروری ہے، علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام کو نو نشانیاں دی گئی تھیں جو کہ یہ ہیں عصا، ید بیضاء، طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک، خون، جانوں اور مالوں میں کمی، لیکن آیت میں غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ آیاتنا اور سلطن مبین کے مابین حرف عطف ہے اور مراد فقط ایک نشانی عصا مبارک ہے۔ یعنی آیاتنا سے مراد تمام نشانیاں ہیں اور سلطن مبین سے مراد فقط ایک ہی حجت یعنی عصا مراد ہے، اور اس حجت کو ان کے شرف کی وجہ سے ماعدا سے ممتاز کیا گیا۔ (روح المعانی، الجزء الثانی عشر، ص ٤٥٢)۔

﴿وما ظلمنهم ولکن ظلموا انفسهم﴾ کی توجیہ :

۲......اس بارے میں کئی وجوہ ہیں (۱) یعنی ہم نے انہیں عذاب دے کر یا ھلاک کر کے ظلم نہ کیا بلکہ انہوں نے کفر و معصیت کر کے اپنی جانوں پر خود ظلم کیا۔ (۲) جب کسی قوم پر عذاب آتا ہے تو اللہ عزوجل کی جانب سے ظلم کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس کا عدل مراد ہوتا ہے، اس لیے کہ قوم نے ابتداء اپنی جانوں پر ظلم کیا تو نتیجے کے طور پر انہیں عذاب الٰہی نے آلیا۔ (۳) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کہ دنیا میں ان لوگوں پر اپنی نعمتوں اور رزق میں کمی نہ کرے لیکن قوم اللہ عزوجل کے حقوق میں کمی کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرلیتی ہے۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص ٣٩٦)۔

شقی اور سعید کی جانچ کیسے ہو؟

۳......شقی اسے کہتے ہیں جس کے نوشتہ تقدیر میں شقاوت لکھ دی گئی ہے، اور سعید اسے کہتے ہیں جس کے نوشتہ تقدیر میں سعادت لکھ دی گئی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ پر گئے، ہم بقیع میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو بیٹھ گئے اور اس لکڑی کے ساتھ کچھ لحہ زمین کریدتے رہے۔ پھر فرمایا ہر نفس کا جنت یا دوزخ میں ٹھکانا لکھا جا چکا ہے، ہر نفس کا بد بخت یا سعادت مند ہونا لکھا جا چکا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! پھر ہم اپنے نوشتہ تقدیر پر بھروسہ کرتے ہوئے عمل کرنا چھوڑ کیوں نہ دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں لیکن عمل کرو، ہر ایک کو اس کے لکھے ہوئے کے مطابق میسر آئے گا، اہل شقاوت کو اہل شقاوت کے اعمال میسر آئیں گے اور اہل سعادت کو اہل سعادت کے عمل کی توفیق ہوگی"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی: "﴿فاما من اعطی واتقی، وصدق بالحسنی﴾ اس حدیث کو امام بغوی نے روایت کیا ہے اور صحیحین میں بھی یونہی مذکور ہے۔ (سنن ابو داؤد، کتاب السنة، باب فی القدر، رقم: ٤٦٩٤، ص ٨٧٨)۔

زفیر اور شہیق کے معنی :

۴؎......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، الزفیر کے معنی بڑی اونچی آواز ہے، جب کہ الشھیق کے معنی کمزور ہلکی آواز ہے، ضحاک اور مقاتل نے کہا کہ الزفیر گدھے کی پہلی آواز اور الشھیق گدھے کی آخری آواز کو کہتے ہیں۔ ابوالعالیہ نے کہا کہ الزفیر سے مراد حلق سے نکلنے والی آواز ہے جب کہ الشھیق سے مراد سینے سے نکلنے والی آواز ہے۔ (التفسیر البغوی، ص ۴۳۷)۔

دائمی عذاب کا ھونا یا نہ ھونا کن کے بارے میں ھے؟

۵؎......اللہ عزوجل نے فرمایا: وہ دوزخ میں رہیں گے جب تک آسمان وزمین رہیں گے مگر جتنا آپ کا رب چاہے۔ پتہ چلا کہ کچھ عرصے بعد دوزخیوں کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا، قتادہ اور ضحاک کا قول ہے کہ یہ استثناء ان موحدین کی طرف راجع ہے جنہوں نے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا تھا، اللہ عزوجل جب تک چاہے گا ان کو دوزخ میں رکھے گا پھر ان کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا۔ (تبیان القرآن، ج۵، ص ۶۳۳)

☆......☆ کما اتبعوہ فی الدنیا: جیسا کہ دنیا میں فرعون کی پیروی کرنے والے دریا میں فرعون کے ساتھ غرق ہوئے، کفر وگمراہی میں جا پڑے۔ ھلک باھلہ: یعنی بستی والوں کا اثر باقی نہیں ہے، قائم اور حصید کو زرع کے ساتھ تشبیہ دی، اس لئے کہ بعض اپنی ساق (پنڈلی) پر قائم ہے اور بعض کٹ گئی۔ فیہ: اس جملے میں اشارہ ہے کہ لام بمعنی فی ہے، یعنی قیامت کے دن اللہ عزوجل انسان، جنات اور سب مخلوق کو جمع فرمائے گا۔ کتب فی کل الازل: یعنی لکھا ہوا خاتمہ ظاہر ہو جائے گا۔ فی علمہ: جن کا خاتمہ کفر پر ہوگا اور جو ایمان پر سبقت کریں گے۔ فی الدنیا: مراد آسمان دنیا اور اس کی اراضی ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۵۳ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۰

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ﴾ اَلتَّوْرَاةَ ﴿فَاخْتُلِفَ فِيْهِ﴾ بِالتَّصْدِيْقِ وَالتَّكْذِيْبِ كَالْقُرْاٰنِ ﴿وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ﴾ بِتَاخِيْرِ الْحِسَابِ وَالْجَزَاءِ لِلْخَلَائِقِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ﴾ فِي الدُّنْيَا فِيْمَا اِخْتَلَفُوْا فِيْهِ ﴿وَاِنَّهُمْ﴾ اَيِ الْمُكَذِّبِيْنَ بِهٖ ﴿لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ (۱۱۰)﴾ مُوْقِعٌ فِي الرِّيْبَةِ ﴿وَاِنَّ﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿كُلًّا﴾ مَازَائِدَةٌ وَاللَّامُ مُوْطِئَةٌ لِقَسَمٍ مُقَدَّرٍ اَوْ فَارِقَةٌ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِتَشْدِيْدِ لَمَّا بِمَعْنٰى اِلَّا فَاِنْ نَافِيَةٌ ﴿لَمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ﴾ اَيْ جَزَاءَهَا ﴿اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (۱۱۱)﴾ عَالِمٌ بِبَوَاطِنِهٖ كَظَوَاهِرِهٖ ﴿فَاسْتَقِمْ﴾ عَلَى الْعَمَلِ بِاَمْرِ رَبِّكَ وَالدُّعَاءِ اِلَيْهِ ﴿كَمَا اُمِرْتَ وَ﴾ لِيَسْتَقِمْ ﴿مَنْ تَابَ﴾ اٰمَنَ ﴿مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا﴾ تَجَاوَزُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ ﴿اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۱۱۲)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ ﴿وَلَا تَرْكَنُوْا﴾ تَمِيْلُوْا ﴿اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ بِمَوَدَّةٍ اَوْ مُدَاهَنَةٍ اَوْ رِضًا بِاَعْمَالِهِمْ ﴿فَتَمَسَّكُمُ﴾ تُصِيْبَكُمْ

﴿النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَیْ غَیْرِہٖ ﴿مِنْ﴾ زَائِدَۃٌ ﴿اَوْلِیَآءَ﴾ یَحْفَظُوْنَكُمْ مِنْهُ ﴿ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (۱۱۳)﴾ تُمْنَعُوْنَ مِنْ عَذَابِهٖ ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ﴾ اَلْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ اَیِ الصُّبْحِ وَالظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ﴿وَزُلَفًا﴾ جَمْعُ زُلْفَةٍ اَیْ طَائِفَةٍ ﴿مِّنَ الَّیْلِ﴾ اَیِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ﴾ كَالصَّلٰوَاتِ الْخَمْسِ ﴿یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ﴾ اَلذُّنُوْبَ الصَّغَائِرَ نَزَلَ فِیْمَنْ قَبَّلَ اَجْنَبِیَّةً فَاَخْبَرَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ : اِلٰی هٰذَا؟ فَقَالَ : "لِجَمِیْعِ اُمَّتِیْ كُلِّهِمْ" رَوَاهُ الشَّیْخَانِ ﴿ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ (۱۱۴)﴾ عِظَةٌ لِلْمُتَّعِظِیْنَ ﴿وَاصْبِرْ﴾ یَا مُحَمَّدُ عَلٰی اَذٰی قَوْمِكَ اَوْ عَلَی الصَّلٰوۃِ ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (۱۱۵)﴾ بِالصَّبْرِ عَلَی الطَّاعَةِ ﴿فَلَوْلَا﴾ فَهَلَّا ﴿كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ﴾ اَلْاُمَمِ الْمَاضِیَةِ ﴿مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِیَّةٍ﴾ اَصْحَابُ دِیْنٍ وَفَضْلٍ ﴿یَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِی الْاَرْضِ﴾ اَلْمُرَادُ بِهِ النَّفْیُ اَیْ مَا كَانَ فِیْهِمْ ذٰلِكَ ﴿اِلَّا﴾ لٰكِنْ ﴿قَلِیْلًا مِّمَّنْ اَنْجَیْنَا مِنْهُمْ﴾ نَهَوْا فَنَجَوْا وَمِنْ لِلْبَیَانِ ﴿وَاتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا﴾ بِالْفَسَادِ وَتَرْكِ النَّهْیِ ﴿مَآ اُتْرِفُوْا﴾ نُعِّمُوْا ﴿فِیْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِیْنَ (۱۱۶)﴾ ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِیُهْلِكَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ﴾ مِنْهُ لَهَا ﴿وَاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ (۱۱۷)﴾ مُؤْمِنُوْنَ ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ اَهْلَ دِیْنٍ وَاحِدٍ ﴿وَّلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ (۱۱۸)﴾ فِی الدِّیْنِ ﴿اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ﴾ اَرَادَ لَهُمُ الْخَیْرَ فَلَا یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ ﴿وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ﴾ اَیْ اَهْلَ الْاِخْتِلَافِ لَهٗ وَاَهْلَ الرَّحْمَةِ لَهَا ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ﴾ وَهِیَ ﴿لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ﴾ اَلْجِنِّ ﴿وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (۱۱۹)﴾ ﴿وَكُلًّا﴾ نُصِبَ بِنَقُصُّ وَتَنْوِیْنُهٗ عِوَضٌ عَنِ الْمُضَافِ اِلَیْهِ اَیْ كُلُّ مَا یَحْتَاجُ اِلَیْهِ ﴿نَّقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا﴾ بَدَلٌ مِنْ كُلًّا ﴿نُثَبِّتُ﴾ نُطَمْئِنُ ﴿بِهٖ فُؤَادَكَ﴾ قَلْبَكَ ﴿وَجَآءَكَ فِیْ هٰذِهِ﴾ اَلْاَنْبَاءِ اَوِ الْاٰیَاتِ ﴿الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ (۱۲۰)﴾ خُصُّوْا بِالذِّكْرِ لِانْتِفَاعِهِمْ بِهَا فِی الْاِیْمَانِ بِخِلَافِ الْكُفَّارِ ﴿وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ﴾ حَالَتِكُمْ ﴿اِنَّا عٰمِلُوْنَ (۱۲۱)﴾ عَلٰی حَالَتِنَا تَهْدِیْدٌ لَهُمْ ﴿وَانْتَظِرُوْا﴾ عَاقِبَةَ اَمْرِكُمْ ﴿اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ (۱۲۲)﴾ ذٰلِكَ ﴿وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ اَیْ عِلْمُ مَا غَابَ فِیْهِمَا ﴿وَاِلَیْهِ یُرْجَعُ﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ یَعُوْدُ وَلِلْمَفْعُوْلِ یُرَدُّ ﴿الْاَمْرُ كُلُّهٗ﴾ فَیَنْتَقِمُ مِمَّنْ عَصٰی ﴿فَاعْبُدْهُ﴾ وَحِّدْهُ ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ﴾ ثِقْ بِهٖ فَاِنَّهٗ كَافِیْكَ ﴿وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۱۲۳)﴾ وَاِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِوَقْتِهِمْ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْفَوْقَانِیَّةِ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب (یعنی تورات) دی تو اس میں پھوٹ پڑگئی (بعض نے تصدیق کی بعض نے جھٹلایا جیسا کہ قرآن کے ساتھ کیا گیا) اگر تمہارے رب کی ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی (کہ مخلوق کا حساب اور انکی جزاء کو قیامت کے دن تک مؤخر کیا جائے گا) تو جبھی ان کا فیصلہ کردیا جاتا (دنیا میں اس معاملہ میں جس میں انہوں نے اختلاف کیا تھا) اور بیشک وہ (یعنی اسے جھٹلانے کو) اسکی طرف سے دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں (مریب کا معنی شک میں ڈالنے والی چیز ہے) اور بیشک (ان کو مشدد ومخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے) جتنے ہیں (یعنی تمام ہی مخلوق، لما میں ما زائدہ ہے اور لام قسم مقدر کی تاکید کیلئے ہے یا فرق بیان کرنے کیلئے ہے اور ایک قرأت میں لما مشدد آیا ہے بمعنی الا ہے اور ان نافیہ ہے) انہیں تمہارا رب انکے اعمال کا پورے دیگا (یعنی انہیں انکے اعمال کو پورا بدلہ دیگا) اسے ان کے کاموں کی خبر ہے (وہ انکے باطن کو اسی طرح جانتا ہے جیسا کہ ان کے ظاہر کو جانتا ہے) تو قائم رہو......۱......(اپنے رب کے حکم کے مطابق عمل پر اور اسکی عبادت پر) جیسا تمہیں حکم ہے اور (چاہیے کہ قائم رہے وہ) جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے (یعنی ایمان لایا ہے تم پر) اور اے لوگوں سرکشی نہ کرو (اللہ عزوجل کی حدود سے آگے نہ بڑھو) بیشک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (پس وہ تمہیں ان کا بدلہ دیگا) اور نہ جھکو......۲......(مائل نہ ہو) ظالموں کی طرف (مودت یا مداھنت کا اظہار کر کے یا انکے اعمال پر راضی ہو کر) کہ تمہیں آگ چھوئے گی (تمسکم بمعنی تصیبکم ہے) اور اللہ کے علاوہ (لفظ دون بمعنی غیر ہے) تمہارا کوئی حمایتی نہیں (جو تمہاری اس سے حفاظت کر سکے، من زائدہ ہے) پھر مدد نہ پاؤ (تم اس کے عذاب کو روک نہ پاؤ گے) اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں......۳......(یعنی صبح وشام میں مراد اس سے فجر، ظہر اور عصر کی نماز ہے) کناروں میں (زلفا، زلفة کی جمع ہے اس کا معنی طائفة ہے) رات کے (مراد اس سے مغرب اور عشاء ہے) بیشک نیکیاں (جیسے پانچوں نمازیں) برائیوں کو مٹا دیتی ہیں......۴......(یعنی گناہ صغیرہ کو، یہ آیت مبارکہ ان صاحب کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے ایک اجنبیہ کا بوسہ لے لیا تھا پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس آیت کے نزول کی خبر دی تو آپ ﷺ نے عرض کیا کیا یہ صرف میرے لئے ہے؟ ارشاد فرمایا: "یہ میری ساری امت کے لیے ہے"، اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے) یہ نصیحت ہے ماننے والوں کیلئے (ذاکرین بمعنی متعظین ہے) اور صبر کرو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کی طرف سے ملنے والی تکلیفوں پر، اور نماز پر مداومت کرو) کہ اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا (جو اطاعت الٰہی پر مداومت اختیار کرتے ہیں) تو کیوں نہ ہوئے (فلولا بمعنی ھلا ہے) ان بستیوں میں سے (یعنی گزشتہ امتوں میں سے) جو تم سے پہلے ہوئیں ایسے جن میں بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہوتا (جو دیندار اور صاحب فضل ہوئے) کہ زمین میں فساد سے روکتے (نہی سے مراد نفی ہے یعنی ان میں یہ بات تھی ہی نہیں) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) ان میں تھوڑے تھے وہی جن کو ہم نے نجات دی (انہوں نے فساد فی الارض سے لوگوں کو روکا اور نجات پاگئے یہاں من بیانیہ ہے) اور ظالموں نے پیروی کی (فساد فی الارض

کی یا نہی کو ترک کرنے کی) اس عیش کی (ان نعمتوں و آزائشوں کی) جوانہیں دیا گیا اور وہ گناہگار تھے اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو ہلاک کردے......۵......(خود ان پر) ظلم کرکے اور انکے لوگ اچھے ہوں (یعنی صاحب ایمان ہوں) اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کردیتا (ایک ہی دین کو ماننے والا کردیتا) اور وہ ہمیشہ اختلاف......٦......میں رہیں گے (دین کے معاملے میں) مگر جن پر تمہارے رب نے رحم کیا (انکے لیے خیر کا ارادہ فرمایا پس وہ دین کے معاملے میں اختلاف میں نہیں رہیں گے) اور انہیں (یعنی دین میں اختلاف کرنے والوں کو اختلاف کیلئے اور رحمت والوں کو رحمت کیلئے) بنایا ہے اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی (اور وہ یہ ہے) کہ بیشک ضرور جہنم بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں کو ملا کر (الجنة بمعنی الجن ہے) اور سب کچھ (کلا منصوب نے نقص فعل کی وجہ سے اسکی تنوین مضاف الیہ کے عوض ہے جو کہ یہ ہے کل مایحتاج الیه ہے) ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھرائیں (ما، کلا سے بدل ہے، نثبت کے معنی اطمنان بخشا ہے اور فؤاد کا معنی دل ہے) اور ان (خبروں یا آیتوں میں) تمہارے پاس حق آیا اور مسلمانوں کو پند و نصیحت......ے......(مسلمانوں کا بالخصوص ذکر ان کے ان آیات سے ایمان لانے کے معاملہ میں فائدہ حاصل کرنے کے سبب ہے بخلاف کافروں کے وہ ان سے منتفع نہیں ہوتے) اور کافروں سے فرماؤ تم اپنی جگہ (اپنے حال پر) پر کام کئے جاؤ ہم اپنا کام کرتے ہیں (اپنے حال پر رہ کر، یہ ان کیلئے دھمکی ہے) اور راہ دیکھو (تم اپنے انجام کی) ہم بھی راہ دیکھتے ہیں (تمہارے انجام کی) اور اللہ ہی کیلئے ہے زمین و آسمان کے غیب (یعنی وہ جانتا ہے ان دونوں میں موجود غائب اشیاءکو) اور اسی کی طرف رجوع ہے (یرجع کو معروف و مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے پہلی صورت میں یہ بمعنی یعود ہے اور دوسری صورت میں بمعنی یرد ہے) سب کاموں کی (پس وہ اپنے نافرمانوں سے انتقام لے گا) تو اسکی بندگی کرو (اسکو ایک مانو) اور اس پر توکل کرو (اسی پر اعتماد کرو کہ بلاشبہ وہ تمہیں کافی ہے) اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں (وہ تمہارے کاموں کی جزا کو وقت مقررہ تک کیلئے موخر فرما رہا ہے، یعملون کو تاء فوقانیہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے یعنی تعملون پڑھا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اتینا موسی الکتب فاختلف فیه﴾.

و: استئنافیہ......لقد: تحقیق......اتینا: فعل با فاعل......موسی: مفعول اول......الکتب: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ،

ف: عاطفہ......اختلف: فعل مجہول......فیه: ظرف مستقر قائم مقام نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولولا کلمة سبقت من ربک لقضی بینهم﴾.

و: عاطفہ......لولا: حرف امتناع......کلمة: موصوف، سبقت من ربک: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا، خبر محذوف "موجود"، ملکر جملہ اسمیہ......لام: تاکید......قضی: فعل با نائب الفاعل......بینهم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ جواب لولا۔

﴿وانھم لفی شک منه مریب﴾.

و: حالیہ......ان: حرف مشبہ ھم ضمیر اسم......لام: تاکید......فی: جار......شک: موصوف......منه: صفت اول ،مریب: صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر متعلق بمحذوف ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "بینھم" کی ضمیر سے حال ہے۔

﴿وان کلا لما لیوفینھم ربک اعمالھم انه بما یعملون خبیر﴾.

و: عاطفہ......ان: حرف مشبہ، کل: اسم، لما: بمعنی الا......لام: جواب قسم مقدر......یوفینھم: فعل بامفعول، ربک: فاعل، اعمالھم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر اسمیہ، ان: حرف مشبہ ۂ ضمیر اسم، بمایعملون خبیر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاستقم کما امرت ومن تاب معک﴾.

ف: فصیحہ......استقم: فعل امر بافاعل......ک: جار......ماامرت: مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت ہے مصدر محذوف "استقاما" کیلئے، ملکر مفعول مطلق......و: عاطفہ......من تاب معک: موصول صلہ معطوف ہے "استقم" کی ضمیر فاعل سے، اور فاصلہ کی وجہ سے یہ عطف جائز ہے یا پھر یہ مفعول معہ واقع ہے، استقم فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولاتطغوا انه بما تعملون بصیر﴾.

و: عاطفہ......لاتطغوا: فعل نہی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ......انه بما......الخ: ان اپنے اسم وخبر کے ساتھ ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار﴾.

و: مستانفہ......لاترکنوا: فعل بافاعل......الی الذین ظلموا: ظرف لغو......ف: سببیہ "ان" مقدرہ......تمسکم النار: جملہ فعلیہ منصوب بان مفعول، لاترکنوا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما لکم من دون الله من اولیاء ثم لا تنصرون﴾.

و: مستانفہ......ما: نافیہ......لکم: خبر مقدم......من دون الله: حال مقدم......من: زائد......اولیاء: ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ......ثم: عاطفہ......لاتنصرون: فعل بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واقم الصلوة طرفی النھار وزلفا من الیل ان الحسنت یذھبن السیات﴾.

و: عاطفہ......اقم: فعل بافاعل، الصلوة: مفعول......طرفی النھار: معطوف علیہ، وزلفامن الیل: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، ان: حرف مشبہ......حسنت: اسم، یذھبن: فعل بافاعل......السیئات: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک ذکری للذکرین واصبر فان لا یضیع اجر المحسنین﴾.

ذلک: مبتدا......ذکری: موصوف......للذاکرین: ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ، اصبر:

فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ "اقم" پر معطوف ہے.....ف:تعلیلیہ.....ان اللہ لایضیع اجر المحسنین: جملہ اسمیہ۔

﴿فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیة ینھون عن الفساد فی الارض﴾.

ف: مستانفہ.....لولا:حرف تنبیہ..... کان: فعل ناقص.....من: جار.....القرون: ذوالحال.....من قبلکم: حال ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال مقدم.....اولوا بقیة: ذوالحال،ملکر اسم.....ینھون: فعل بافاعل.....عن: جار..... الفساد: ذوالحال.....فی الارض: ظرف مستقر حال،ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الا قلیلا ممن انجینا منھم﴾.

الا: حرف استثناء.....قلیلا: موصوف.....من: جار.....من: موصول.....انجینامنھم: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ہوکر صفت،ملکر مستثنیٰ منقطع "ینھون" کے فاعل سے۔

﴿واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیه وکانوا مجرمین﴾.

و: عاطفہ.....اتبع: فعل.....الذین ظلموا: فاعل.....ما: موصولہ.....اترفوا فیه: جملہ معطوف علیہ.....وکانوا مجرمین: جملہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مفعول،اتبع فعل اپنے متعلقات سے ملکر محذوف جملہ "فلم ینھوا عن الفساد" کے فاعل سے۔

﴿وما کان ربک لیھلک القری بظلم واھلھا مصلحون﴾.

و: مستانفہ.....ما: نافیہ.....کان: فعل ناقص.....ربک: اسم.....لام: جحد جار.....یھلک: فعل بافاعل...... القری: مفعول.....بظلم: حال ہے فاعل سے.....واھلھامصلحون: جملہ حال ہے مفعول،ملکر جملہ ہوکر مجرور،ملکر "مریدا" خبر محذوف کے متعلق،فعل ناقص اپنے اسم وخبر ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولوشاء ربک لجعل الناس امة واحدة ولا یزالون مختلفین﴾.

و: مستانفہ، لو:شرطیہ، شاء ربک: فعل بافاعل......، لام: جواب لو، جعل الناس: فعل بافاعل ومفعول اول، امة واحدة: مفعول ثانی،ملکر جملہ شرطیہ،و:عاطفہ، یزالون: فعل ناقص واسم ،مختلفین: خبر،ملکر جملہ فعلیہ ناقصہ ہوا۔

﴿الا من رحم ربک ولذلک خلقھم وتمت کلمة ربک لاملئن جھنم من الجنة والناس اجمعین﴾

الا من رحم ربک: استثناء منقطع بمعنی لکن ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی "لکن من رحم ربک"،و: مستانفہ، لذلک: میں لام قسمیہ واسم اشارہ،خلقھم کے متعلق ہے، خلقھم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ:تمت کلمة ربک: فعل بافاعل،ملکر معطوف،ملکر مشار الیہ،ملکر قسم۔

﴿وکلا نقص علیک من انباء الرسل مانثبت به فؤادک وجاءک فی ھذہ الحق وموعظة وذکری للمومنین﴾.

كلا: مصدر کی وجہ سے منصوب ہے،تقدیرعبارت یوں ہے: كل القصص نقص عليك ،باقی ترکیب ماقبل میں دیکھ لیں۔

﴿ وقل للذين لايومنون اعملوا على مكانتكم انا عملون ﴾.

و :مستانفه،قل :قول، ل: جار،الذين لا يو منون :صلہ،ملکر مجرور،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ، اعملوا :فعل امر ،انت ضمیر مستتر فاعل، على: جار،مكانتكم :مجرور،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، انا عملون: ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانتظروا انا منتظرون﴾

و: مستانفہ......انتظروا :فعل امر بافاعل، انامنتظرون :حرف مشبہ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ ولله غيب السموت والارض واليه يرجع الامر كله فاعبدوه وتوكل عليه وما ربك بغافل عما تعملون ﴾.

ولله : خبرمقدم، غيب السموت والارض: مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ، اليه : جارمجرورظرف لغومقدم يرجع کے متعلق ہے، يرجع الامر : فعل مجہول ونائب فاعل، كله تاكيد ،ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ،ف فصیحہ ،اعبدوه :فعل امر وضمیر مستتر فاعل ومفعول،ملکر معطوف علیہ ،وتوكل عليه :جملہ معطوف اول، و: عاطفہ ،ما حجازیہ :ربك :اسم ،بغافل عما تعملون: جملہ خبر،ملکر معطوف ثانی ،ملکر مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

استقامت کسے کہتے ہیں؟

۱......شیخ جرجانی ''الاستقامة'' کی کئی تعریفات ذکر کرتے ہیں: کسی چیز کے اجزائے مفروضہ کے یکجا ہونے کو ''استقامت'' کہتے ہیں۔اہل حقیقت کے نزدیک اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ تمام عہد و پیمان کو پورا کرنے کا نام استقامت ہے، کھانا پینا پہننا ہر کام میں متوسط حد تک صراط مستقیم کی رعایت کا نام ہے چہ جائے کہ دینی معاملہ ہو یا دنیاوی، پس یہی آخرت کے حوالے سے صراط مستقیم ہے اوراسی وجہ سے سید عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے سورۃ ھود کی آیت ﴿فاستقم كما امرت (ھود: ۱۱۲) ﴾ نے بوڑھا کردیا۔ایک قول ''استقامت'' کی تعریف میں یہ کیا گیا ہے کہ اطاعت کو بجالانا اور معصیت سے اجتناب کرنا **استقامت** کہلاتا ہے،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ **استقامت** ضد ہے ٹیڑھا پن کی، مطلب یہ کہ **استقامت** کا معنی یہ ہے کہ بندہ شریعت اور عقل کے ذریعے سے بندگی کے راستے پر گامزن رہے، **استقامت** کے معنی مداومت بھی ہے اور یہ بھی کہ بندہ خیال کرے کہ اے بندے! تجھے اللہ عزوجل کی بارگاہ صمدیت میں (مزاحمت وغیرہ) کا کچھ اختیار نہیں، **ابوعلی دقاق** نے کہا کہ **استقامت** کے تین درجے ہیں: اول کا نام **تقویم** ہے یعنی نفس کو ادب سکھانا، دوم کا نام **اقامة** ہے یعنی دلوں کو شائستہ و شستہ بنائے، سوم **استقامة** ہے یعنی (شریعت کے) بھیدوں کا قرب پانا۔ (التعریفات، ص ۲۳)۔

رکون کے معنی:

۲......کسی چیز کے ایک جانب جس پر جس اس کا اسکان ہو رکن کہتے ہیں۔ (المفردات، ص۲۰۸)۔

رکون سے مراد محبت اور میلان قلب ہے، ﴿ولا ترکنوا الی الذین﴾ کے معنی ہیں کہ اعمال صالحہ پر راضی نہ ہو جاؤ، سدی کا قول ہے تاریک راہوں کی پردہ ہوشی نہ کرو، عکرمہ فرماتے ہیں کہ ظالموں کی فرمانبرداری نہ کرو، ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ ظالموں کی تسکین خاطر نہ کرو (الخازن، ج۲، ص ۵۰۶)۔

دوطرفوں میں نماز سے کیا مراد ہے؟

۳......دوطرفوں سے مراد صبح وشام ہے، زلفة سے مراد وہ گھڑی ہے جو دن کے آخری حصے میں ہو، اسی سے ازلفۃ یعنی وہ گھڑی قریب ہو تو نماز ادا کرو، صبح کی نماز سے مراد نماز فجر ہے، شام کی نماز سے مراد ظہر وعصر ہے اور دن کے آخری وقت میں مغرب وعشاء ہوتی ہیں۔ (المدارك، ج۲، ص ۸۸)۔

پانچ اوقات میں گناہ معاف ہونے کا مطلب کیا ہے؟

۴......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ بتاؤ کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر دریا ہو، جس میں وہ ہر روز دن میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو تم کیا کہتے ہو، کیا اس کے بدن پر میل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازوں کی ایسی ہی مثال ہے، اللہ عزوجل ان کی وجہ سے اس شخص کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلوة، باب الصلوات الخمس كفارة، رقم: ٥٢٨، ص ٩٠)۔

ابن العربی نے فرمایا: جس طرح بندہ اپنے بدن اور کپڑوں کی گندگی کثیر پانی سے دور کر لیتا ہے، اسی طرح نماز انسان کو گناہوں کی گندگی سے پاک وصاف کر دیتی ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا (مراد وہی گناہ ہیں جو نماز کے سبب معاف ہوئے)۔ اگر کسی کے ذہن میں سوال آئے کہ حدیث کا ظاہر تو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ صغائر وکبائر دونوں ہی مراد ہوں کیونکہ خطا کا اطلاق دونوں ہی پر ہوتا ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس نشان ہے کہ ''پانچوں نمازیں اپنے مابین ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں جب کہ کبائر سے اجتناب کرے''۔ ابن بطال نے کہا کہ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراد صغیرہ گناہ ہیں اس لیے کہ صغائر کو خطا ''درن (میل کچیل)'' سے مشابہت کی وجہ سے کہا گیا ہے۔ (عمدة القاري، كتاب مواقيت الصلوة، باب الصلوات الخمس، رقم: ٥٢٨، ص ٢٢)۔

نزول عذاب کے اسباب:

۵......سابقہ آیتوں میں بھی یہ مضامین پائے جاتے ہیں کہ قوم کی ہٹ دھرمی کے سبب پوری بستی ایک ساتھ عذاب کا شکار

ہو جایا کرتی تھی، حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے سوا کسی قوم نے عذاب کے نزول کو دیکھنے پر توبہ کی اور ان کی توبہ قبول ہوئی ایسا نہ ہوا۔
اس آیت میں ان پر عذاب نازل کرنے کے دو سبب بیان فرمائے: ان میں نیک لوگوں کی ایسی جماعت نہ تھی جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے اور فساد پھیلانے سے روکتے، دوسرا سبب یہ تھا کہ وہ لوگ فانی لذات، شہوات اور طاقت واقتدار کے نشہ میں دھت تھے، معلوم ہوا کہ لذات، شہوات، طاقت واقتدار کے نشے میں مستغرق رہنا اور یاد الٰہی کو چھوڑ دینا فساد زمانہ اور عذاب الٰہی کو دعوت دیتا ہے۔

کونسا اختلاف محمود ہوتا ہے؟

۶......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا: ''یہود اکہتر یا بہتر فرقوں میں منقسم ہوئی، اسی طرح نصاریٰ میں، اور میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب السنة، باب شرح السنة، رقم:٤٥٩٦، ص ٨٦٠)۔
حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے لوگ ضرور وہ کام کریں گے جو بنی اسرائیل برابر برابر کرتے تھے، یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علی الاعلان زنا کیا ہو تو دوسری امت کے لوگ بھی یہ عمل کریں گے اور بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں منقسم ہوئی اور میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی ایک فرقے کے سوا سارے جہنم میں ہوں گے، صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ وہ جنتی فرقہ کونسا ہے؟ فرمایا: ''جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں''۔

(الجامع الترمذی، کتاب الأیمان، باب ماجاء فی افتراق، رقم: ٢٦٥٠، ص ٧٥٩)۔

جاننا چاہیے کہ جس اختلاف کو مذموم کہا گیا ہے وہ عقائد کا اختلاف ہے جب کہ محمود اختلاف جو ائمہ مجتہدین کے مابین ہوتا ہے وہ فروعی معاملات کا اختلاف ہوتا ہے، دلیل درج ذیل حدیث پاک ہے۔
☆......حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب غزوہ احزاب سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے نماز نہ پڑھے، بعض مسلمانوں نے راستہ میں عصر کی نماز کا وقت پالیا، ان میں سے بعض نے کہا کہ بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے نماز نہیں پڑھیں گے اور بعض نے کہا بلکہ ہم نماز پڑھیں گے، رسول اللہ ﷺ نے ہم سے یہ ارادہ نہیں فرمایا تھا، پھر انہوں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ان میں سے کسی کو ملامت نہیں فرمائی

(صحیح البخاری، کتاب صلوة الخوف، باب صلاة الطالب، رقم:٩٤٦، ص ١٥٢)

دین خیر خواہی کا نام ہے!

ے......بخاری، کتاب الایمان میں ہے ''الدین النصیحة...... للہ، ولرسولہ و لائمة المسلمین وعامتھم''۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے لیے دین کیسے نصیحت ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ایمان کا تعلق ذات باری ﷻ کی طرف ہے اور اس کے بارے میں شک کی نفی کرنا بھی مطلوب ہے، ذات پاک کے بارے الحاد سے بچنا بھی ضروری ہے، اس کی

صفات کو تمام اجلال وا کمال کے ساتھ ماننا، ذات پاک کو ہر قسم کے نقائص سے جدا ماننا، فرمانبرداری میں قائم اور نافرمانی سے اجتناب کرنا، فرمانبرداری کے امور میں مدد کرنا اور نافرمانی کے امور میں مدد نہ کرنا، نعمت کا اعتراف، اس پر شکر، اور تمام امور میں اس کی ذات کو خالص کر لینا، ایک قول یہ ہے کہ درحقیقت یہاں ایک اضافت ہے جو کہ عبد کی طرف ہے اور اسے اس کے نفس کے بارے نصیحت کی طرف گامزن کرتی ہے اس لیے کہ اللہ عزوجل ناصح کی نصیحت اور تمام عالمین سے بے پرواہ ہے۔

واما النصیحۃ لکتابہ :سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات پاک ہے اور اللہ کے کلام پر ایمان ہونا چاہیے اور یہ کہ مخلوق کا کوئی کلام اس کے مشابہ نہیں ہوسکتا، اور نہ ہی مخلوق میں کوئی اس قسم کا کلام تیار کرسکتا ہے، پھر اس کی تعظیم وتوقیر اور تلاوت کا حق ادا کرنا ہے، اور حروف کو صحیح طور پر ادا کرنا ہے، اور اس کی تصدیق کرنا ہے، اس کے علوم کو سمجھنا ہے، اور عمل کرنا ہے، متشابہ آیات کو تسلیم کرنا ہے، ناسخ ومنسوخ، عموم خصوص میں بحث وتکرار (مثبت طور) پر کرنا، اس کے علوم کو پھیلانا اور اس پاک کلام کے وسیلے سے دعا کرنا۔ **واما النصیحۃ لرسول لہ** : رسالت کی تصدیق اور جو کچھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں ان پر ایمان لانا، اوامر ونواہی میں ان کی فرمانبرداری کرنا، زندگی وموت ہر حال میں ان کی مدد ونصرت کا خواہاں ہونا، ان کے حق کو عظیم جاننا اور ان کی سنتوں پر عمل پیراہ ہونا، ان کے تعلیم دینے پر التفات کرنا، ادب آداب، محبت اہل بیت واصحاب کی رعایت کرنا۔ **واما النصیحۃ للائمۃ** : ائمہ کرام کے لائے ہوئے حق پر ان کی مدد کرنا اور ان کی اطاعت کرنا، نصیحتوں کو ماننا اور ان کے مدمقابل تلوار سے جہاد کرنے سے بچے رہنا، ان کے پیچھے نمازیں ادا کرنا، بوقت ضرورت ان کے ساتھ جہاد میں شامل ہونا، انہیں صدقات پیش کرنا، یہ سب معاملات اصحاب حکومت ائمہ کے حوالے سے مشہور ہیں جیسا کہ خلفاء واولیاء، بعض لوگوں نے علماء دین کے حوالے سے بھی تعبیر کیا ہے، ان علماء کی نصیحتوں کو قبول کرنا اور ان کے احکام میں ان کی اقتداء کرنا اور ان پر حسن ظن قائم رکھنا۔ **واما النصیحۃ العامۃ** : عام لوگوں کے لیے دنیا وآخرت کے مصالحت میں کئی ارشادات ہیں، لوگوں کو اذیت دینے والے معاملات سے ہاتھ روک لینا، جاہل لوگوں کو تعلیم دینا، نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا، پارسائی کی حفاظت کرنا، لوگوں پر شفقت کرنا، جو بھلی چیز اپنے لیے پسند کرے وہی دوسرے مسلمان بھائی کے لیے پسند کرے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین، ج ۱، ص ۴۷۰)۔

☆......☆ **ای کل الخلائق**: یعنی مومن وکافر، اس جملے سے اس جانب اشارہ ہے کہ کلا میں تنوین عوض ہے مضاف الیہ سے۔

او مداھنۃ: قاموس میں ہے کہ دل میں اس کے خلاف بات ظاہر کرنا مداہنت کہلاتا ہے۔

ای المغرب والعشاء : زلفا کے ذریعے ان نمازوں کی تفسیر کی گئی ہے جو رات کے وقت میں ادا کی جاتی ہیں، اور اس کی جمع زلف اور زلفات ہے، جیسا کہ غرف اور غرفات ہے، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ زلفا سے مراد رات کی وہ گھڑیاں ہیں جو دن (کے کچھ حصے) کو

اپنے اندر لئے ہوئے ہیں یا دن کی وہ گھڑیاں ہیں جو رات (کے کچھ حصے) کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔

مصلحون: کہا جاتا ہے کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے اور باء سببیہ ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿ان الشرک لظلم عظیم﴾ (لقمان: ۱۳)، معنی یہ ہے کہ اللہ یونہی لوگوں کو ہلاک نہ کرے گا جب کہ لوگ بغیر کسی خواہش نفسانی اور لوگوں کے حقوق میں درگزر کرتے ہوئے اصلاح کرنے والے ہوں نہ کہ تنگی کرنے والے ہوں کہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال نہ رکھتے ہوں۔

امۃ واحدۃ: سے مراد دین اسلام ہے، معنی یہ ہے کہ اپنی مشیت کی وجہ سے اللہ عزوجل نے تمام لوگوں کو دین پر قائم ہونے والا نہ فرمایا۔

نصب بنقص: معنی یہ ہے کہ اے محبوب! تمہیں ان تمام رسولوں کے قصے سنا دیئے جن کی احتیاج تھی، مراد یہ ہے کہ جس سے تمہارا دل مضبوط رہے۔ (الجمل، ج۳، ص ۴۸۱ وغیرہ)۔

ایک اہم بات

سود وغیرہ حرام مال سے حج قبول ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: توشہ مال حلال سے لے ورنہ قبول حج کی امید نہ رکھے اگرچہ فرض اُتر جائے گا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بیشک اللہ پاک ہے اور پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے" (صحیح مسلم، رقم: ۱۰۱۵)، (بہار شریعت مخرجہ، حصہ ۶، ص ۲۲، مکتبۃ المدینۃ)۔

تعارف سورۃ یوسف

اس سورت پاک میں اللہ رب العالمین نے حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بڑی عمدگی اور فصاحت وبلاغت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔اس کی آیتوں کی تعداد ایک سو گیارہ ہے اس میں ۱۶۰۰ کلمے اور ۷۱۶۶ حروف ہیں اور بارہ رکوع ہیں۔صحیح قول کے مطابق یہ سورت مکی ہے۔ویسے تو قرآن مجید میں سابقہ انبیاء کرام کے واقعات کا بیان موجود ہے لیکن اللہ عزوجل نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کو''احسن القصص ''فرمایا،اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ تکمیل انسانیت کی منزل رفیع کی طرف جو راستہ جاتا ہے اس کے سارے پیچ وخم،نشیب وفراز،باریکیاں ودشواریاں،غافل کردینے والے منازل وتلخ دشواریاں،صبر واستقامت کے پہاڑ بن کر اپنی منزل پر ڈٹے رہنا وغیرہ''احسن القصص ''ہونے کی دلیل ہے۔حضرت اسحٰق علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت یعقوب علیہ السلام کا خانوادہ کنعان کے علاقہ میں فروکش ہے،اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کو بیٹوں کی نعمت سے نوازا جو خوبرو،درازقد،تنومند اور جفاکش تھے۔آخری عمر میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاں ایک فرزند تولد ہوتا ہے جو حسن ورعنائی کا حسین وجمیل پیکر ہے۔باپ کا حسین بیٹے کی جانب مائل ہونا دیگر بھائیوں کے دل میں حسد کی چنگاریاں بھڑکانے لگا۔حسن وجمال کے پیکر حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے،سورج،چاند انہیں سجدہ کررہے ہیں۔صبح اس کا ذکر اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام سے کردیا،حضرت یعقوب علیہ السلام نے نور نبوت سے خواب کی تعبیر جان لی کہ میرا یہ بیٹا جہاں کئی کمالات کا مالک ہے وہیں منصب نبوت کا بھی حقدار ہے۔مقام یوسف علیہ السلام پر للچائی ہوئی آنکھوں سے نظر ڈالنے والے یاد رکھیں کہ اس راہ کا پہلا مرحلہ ہی کتنا کٹھن ہے؟ کنواں تنگ،تاریک اور گہرا ہے لیکن برادران یوسف علیہ السلام جو کہ سوتیلے ہیں اور حسد میں انتہاء کو پہنچ چکے ہیں اسی تاریک کنویں کو حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کا چراغ گل کرنے کے لیے رسّہ ڈال کر،بدن نازنین سے کرتا اتار کر اوپر سے رسّہ کاٹ دیا۔آہ کائنات نے یہ منظر دیکھا ہے کہ ایک نبی زادے کو جو کہ خود بھی نبوت کے تاج کو پہنے ہوئے ہے بے رحم بھائیوں نے سوتیلے پن اور حسد کی آگ میں جل کر کیسا سلوک کیا،لیکن مارنے والے سے بچانے والے کی قدرت یقینا بہت ہے لہذا حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے انہیں کنوئیں کی تہہ میں جانے سے پہلے ہی اپنے نورانی پروں میں تھام کر ایک بڑے پتھر پر بٹھا دیا۔کنویں میں تین روز رہنے کے بعد کسی طرح مصر کے بازار میں پہنچے،خاندان نبوت کا چشم وچراغ آج مصر کے بازار میں بیچا جارہا ہے۔آنکھ قدرت الٰہی عزوجل کے نظارے کررہی ہے اور دل صبر کے گھونٹ پی رہا ہے۔بہر حال عزیز مصر نے سب سے زیادہ قیمت دے کر ایک مجبور آزاد کو غلامی کا لقب دے دیا۔اب نہ تاریک کنواں ہے،نہ سوتیلے بھائیوں کی سرد مہری،نہ بازار کی نیلام گاہ بلکہ ایک اور آزمائش منتظر ہے۔اللہ عزوجل نے حسن دے کر آزمائش میں ایسا ثابت قدم کیا کہ زمانہ ان کے پائے استقامت پر حیران وششدر ہے۔قصر شاہی میں ہر سو رنگینیاں محوخرام ہیں۔اب جوانی نکھر کر قدم چوم رہی ہے اور آزمائش کا ایک نیا سلسلہ بھی دام گیر ہونے کو ہے۔عزیز مصر جو کہ اولاد پیدا کرنے کی قدرت نہ رکھتا تھا اور اس کی زوجہ محترمہ بی بی زلیخہ ابھی تک کنواری

ہی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن میں گرفتار ہو کر بُرائی کی جانب مائل کرنا چاہا لیکن کامیابی نے یہاں بھی آپ علیہ السلام کے قدم چومے اور گواہی ملنے کے باوجود قید خانے کی زندگی کے تلخیاں برداشت کیں۔ ادھر مصر کے بادشاہ نے خواب دیکھا جس کی تعبیر شاہی کاہنوں سے نہ بن پڑی آخر درباریوں میں وہ شخص بھی تھا جس نے قید خانے میں آپ علیہ السلام سے تعبیر پوچھی تھی اور اسے صحیح پایا تھا بادشاہ سے اجازت لے کر قید خانے میں حاضر خدمت ہو کر تعبیر معلوم کرنے کی جسارت کرتا ہے۔ یہاں بھی حضرت یوسف علیہ السلام نے اعلی ظرفی کا مظاہرہ کیا اور تعبیر کے ساتھ ساتھ تدبیر بھی بیان فرمادی۔ تعبیر وتدبیر جان کر بادشاہ کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی دین داری کا ایسا اثر ہوا کہ بادشاہ ملنے کا خواہشمند ہوا۔ بادشاہ نے احوال جان کر زنان مصر سے بھی باز پرس کی لیکن سب نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی شہادت دی۔ قید سے نکل گئے لیکن زبان یہی تلفظ کر رہی ہے کہ وما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا مارحم ربی ان ربی غفور رحیم یعنی مجھے میری پاکدامنی پر ناز نہیں، نفس کا کام تو بُرائی کا حکم دینا ہے مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے، سبحان اللہ کیا شان نبوت ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں مصر کے بادشاہ کا نام ''اپوفس apophis'' بتایا جاتا ہے۔ اسی کے عہد سلطنت میں مصر اپنی تاریخ کے بدترین قحط میں مبتلا ہوا۔ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے ان حالات کا بڑی جواں مردی سے مقابلہ کیا اور خوشحالی کے ایام میں غلہ محفوظ بھی کر لیا تاکہ مشکل وقت میں قوم کو دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ بالآخر مجبوری ولاچاری میں وہی بھائی جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالا تھا غلہ لینے حاضر ہوئے۔ باپ کی طرف سے خون کا رشتہ بھائیوں سے بچھڑے ہوئے چالیس سال ہونے کے باوجود پہچان کے آگے کوئی روک نہ بن سکا۔ آہ یہ وہی بھائی ہیں جنہوں نے اتنی بے رحمانہ کوشش کر کے چھوٹے بھائی کو کنوئیں میں دھکیل دیا اور آج یہی چھوٹا بھائی تمام آزمائشوں سے گزرنے کے بعد مصر کی وزارت کے منصب پر فائز ہے اور یہ غلہ حاصل کرنے کے لیے سائل کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ اب بھی حضرت یوسف علیہ السلام نے کوئی اقدامی کاروائی نہ فرمائی بلکہ تدبیر سے سگے بھائی بنیامین کو روک لیا اور انہیں واپس روانہ کردیا تاکہ والد محترم کی ملاقات کے اسباب ہو سکیں۔ بالآخر وہ دن بھی آیا کہ طویل جدائی کے بعد بچھڑا ہوا بیٹا باپ سے مل کر اپنی داستان غم سناتا ہے۔ آج یہ بچھڑا ہوا بیٹا مصر کی وزارت کے منصب پر فائز ہے اور بی بی زلیخا اس کے نکاح میں ہیں۔

رکوع نمبر: ۱۱

﴿الٓرٰ﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِکَ ﴿تِلْکَ﴾ هٰذِهِ الْآيَاتُ ﴿اٰيٰتُ الْكِتٰبِ﴾ اَلْقُرْآنِ وَالْاِضَافَةُ بِمَعْنٰى "مِنْ" ﴿الْمُبِيْنِ (۱)﴾ اَلْمُظْهِرِ لِلْحَقِّ مِنَ الْبَاطِلِ ﴿اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا﴾ بِلُغَةِ الْعَرَبِ ﴿لَعَلَّكُمْ﴾ يَا اَهْلَ مَكَّةَ ﴿تَعْقِلُوْنَ (۲)﴾ تَفْهَمُوْنَ مَعَانِيَهٗ ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ﴾ بِاِيْحَائِنَا ﴿اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ اَىْ وَاِنَّهٗ ﴿كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ (۳)﴾ اُذْكُرْ ﴿اِذْ قَالَ يُوْسُفُ

لِاَبِیۡہِ ﴾ یَعۡقُوۡبَ ﴿یٰۤاَبَتِ ﴾ بِالۡکَسۡرِ دَلَالَۃٌ عَلٰی یَاءِ الۡاِضَافَۃِ الۡمَحۡذُوۡفَۃِ وَالۡفَتۡحِ دَلَالَۃٌ عَلٰی اَلِفٍ مَحۡذُوۡفَۃٍ قُلِبَتۡ عَنِ الۡیَاءِ ﴿اِنِّیۡ رَاَیۡتُ ﴾ فِی الۡمَنَامِ ﴿اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ رَاَیۡتُہُمۡ ﴾ تَاکِیۡدٌ ﴿لِیۡ سٰجِدِیۡنَ (۴)﴾ جُمِعَ بِالۡیَاءِ وَالنُّوۡنِ لِلۡوَصۡفِ بِالسُّجُوۡدِ الَّذِیۡ ھُوَ مِنۡ صِفَاتِ الۡعُقَلَاءِ ﴿قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقۡصُصۡ رُءۡیَاکَ عَلٰۤی اِخۡوَتِکَ فَیَکِیۡدُوۡا لَکَ کَیۡدًا ﴾ یُحۡتَالُوۡنَ فِیۡ ھَلَاکِکَ حَسَدًا لِعِلۡمِھِمۡ بِتَاۡوِیۡلِھَا مِنۡ اَنَّھُمُ الۡکَوَاکِبُ وَالشَّمۡسُ اُمُّکَ وَالۡقَمَرُ اَبُوۡکَ ﴿اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ (۵)﴾ ظَاھِرُ الۡعَدَاوَۃِ ﴿وَکَذٰلِکَ ﴾ کَمَا رَاَیۡتَ ﴿یَجۡتَبِیۡکَ ﴾ یَخۡتَارُکَ ﴿رَبُّکَ وَیُعَلِّمُکَ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ ﴾ تَعۡبِیۡرُ الرُّؤۡیَا ﴿وَیُتِمُّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ ﴾ بِالنُّبُوَّۃِ ﴿وَعَلٰۤی اٰلِ یَعۡقُوۡبَ ﴾ اَوۡلَادَہٗ ﴿کَمَاۤ اَتَمَّھَا ﴾ بِالنُّبُوَّۃِ ﴿عَلٰۤی اَبَوَیۡکَ مِنۡ قَبۡلُ اِبۡرٰھِیۡمَ وَاِسۡحٰقَ اِنَّ رَبَّکَ عَلِیۡمٌ ﴾ بِخَلۡقِہٖ ﴿ حَکِیۡمٌ (۶)﴾ فِیۡ صُنۡعِہٖ بِھِمۡ.

﴿ترجمہ﴾

الٓر (اس کی مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی خوب جانتا ہے) وہ (یعنی یہ آیتیں) اس کتاب کی آیات ہیں (یعنی قرآن کی آیات، الکتاب میں اضافت منی ہے) جو واضح ہیں (یعنی حق کو باطل سے ظاہر کرنے والی ہیں) ہم نے اسے عربی قرآن اتارا (یعنی عرب کی لغت میں) کہ تم (اے اہل مکہ) سمجھو (تم اسکے معانی سمجھو) ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سناتے ہیں......۱......اس لیے کہ ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کی وحی بھیجی (یہ وحی ہمارے بھیجنے کے سبب ہے) اور بیشک (ان مخففہ ہے اصل میں وانـــہ ہے) اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی......۲......(یاد کرو) جب یوسف نے اپنے باپ (حضرت یعقوب علیہ السلام) سے کہا اے میرے باپ (ابـــت تاء مکسور کے ساتھ ہے یاء محذوفہ پر دلالت کر رہا ہے اور مفتوح پڑھنے کی صورت میں یہ اس الف محذوف پر دلالت کرے گا جو یاء کے بدلے آیا ہے) نے دیکھا (خواب میں) میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے انہیں اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا......۳......(رأیتـــم یہ ماقبل کی تاکید ہے، ســجدین یہ جمع سالم ہے جسے وصف سجدہ بیان کرنے کیلئے لایا گیا ہے جو کہ عــاقلین کی صفت ہے) کہا میرے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے (خواب کی تعبیر کو جان کر کہ ستاروں سے مراد وہ خود ہیں اور سورج سے مراد تمہاری ماں اور چاند سے مراد تمہارے والد ہیں تو بر بنائے حسد وہ تمہیں ہلاک کرنے کا کوئی بہانہ ڈھونڈیں گے) بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے (اسکی دشمنی ظاہر ہے) اور اسی طرح (جیسا کہ تو نے دیکھا ہے) تجھے چن لے گا (تجھے منتخب کرلے گا) تیرا رب اور تجھے خوابوں کی تاویل کا علم سکھائے گا (یعنی علـم الرؤیـا، اور تجھ) پر اپنی نعمت پوری کرے گا......۴......(نبوت کے ذریعے) اور یعقوب (یعنی اسکی اولاد پر) جس طرح اس نے اس نعمت کو پورا کیا (نبوت دے کر) تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق پر

بیشک تیرارب علم رکھنے والا ہے(اپنی مخلوق کا) اور حکمت والا ہے (اس صنعت میں جو وہ انکے ساتھ فرماتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الر تلک ایت الکتب المبین﴾۔

الر: خبر مبتدا محذوف "ھذا" کیلئے......تلک: مبتدا......ایت الکتاب المبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا انزلنه قرءٰنا عربیا لعلکم تعقلون﴾۔

ان: حرف مشبہ......نا: ضمیر اسم......انزلنا: فعل بافاعل......ہٗ: ضمیر ذوالحال......قرءانا عربیا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ......لعل: حرف مشبہ...... کم: ضمیر اسم......تعقلون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک ھذا القرآن﴾۔

نحن: مبتدا......نقص: فعل بافاعل......علیک: ظرف لغو......احسن القصص: مفعول بہ......بما اوحینا...... الخ: ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان کنت من قبله لمن الغفلین﴾۔

و: حالیہ......ان: مخففہ......کنت: فعل ناقص......ت: ضمیر اسم......من قبله: ظرف مستقر حال ہے اسم سے......لمن الغفلین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل میں "علیک" کی "ک" ضمیر سے حال ہے۔

﴿اذ قال یوسف لابیه یابت انی رایت احد عشر کوکبا﴾۔

اذ: مضاف، قال یوسف لابیه: جملہ فعلیہ قول، یابت: جملہ ندائیہ، ان: حرف مشبہ، ی: ضمیر اسم، رأیت: فعل بافاعل ،احد عشر کوکبا: ممیز تمیز ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف "اذکر" فعل محذوف کیلئے۔

﴿والشمس والقمر رایتھم لی سجدین﴾۔

و: عاطفہ......الشمس والقمر: معطوف ہیں "احد عشر" پر......رأیتھم: فعل بافاعل ومفعول......لی سجدین: شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل کی تاکید ہے۔

﴿قال یبنی لا تقصص رءیاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا﴾۔

قال یبنی: جملہ فعلیہ قول، لاتقصص: فعل نہی انت ضمیر فاعل، رؤیاک: مفعول، علی اخوتک: ظرف لغو، ف: سببیہ "ان" ناصبہ محذوف، یکیدو الک کیدا: جملہ فعلیہ جواب نہی میں واقع ہے، لاتقصص اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ۔

﴿ان الشیطن للانسان عدو مبین وکذلک یجتبیک ربک﴾۔

ان: حرف مشبہ، الشیطن: اسم، للانسان: حال، عدو مبین: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، کذلک: ظرف مستقر صفت ہے مصدر محذوف "اجتباک" کیلئے، ملکر مفعول مطلق مقدم، یجتبیک: فعل بامفعول، ربک: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویعلمک من تاویل الاحادیث﴾۔

و: مستانفہ...... یعلم: فعل بافاعل...... ک: ضمیر مفعول...... من تاویل الاحادیث: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویتم نعمته علیک وعلی ال یعقوب کما اتمها علی ابویک من قبل ابراهیم واسحق ان ربک علیم حکیم﴾

و: عاطفہ، یتم: فعل بافاعل...... نعمته: مفعول...... علیک وعلی ال یعقوب: ظرف لغو، ک: جار، ما: ،اتمها: فعل بافاعل ومفعول...... علی: جار، ابویک: ذوالحال، منقب: حال، ملکر مبدل منہ، ابراهیم واسحق: بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، یتم فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، ان ......الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......الر تلک ایت الکتب...... ☆ علماء یہود نے اشراف عرب سے کہا تھا کہ سید عالم ﷺ سے دریافت کرو کہ اولاد یعقوب ملک شام سے مصر میں کس طرح پہنچی اور ان کے وہاں جا کر آباد ہونے کا کیا سبب ہوا اور حضرت یوسف کا واقعہ کیا ہے؟، اس پر یہ سورہ مبارکہ نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآن میں لفظ "القصص" کن مقامات پر استعمال ہوا ہے:

ا......(۱) ان هذا لهو القصص الحق وما من اله الا الله (ال عمران: ٦٢) ۔(۲) فاقصص القصص لعلهم یتفکرون (الاعراف: ١٧٦)، (۳) نحن نقص علیک احسن القصص (الیوسف: ٣)، (۴) فلما جاء ه وقص علیه القصص قال لا تخف (القصص: ٢٥)۔

احسن القصص کی وجوهات: ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں جہاں حکمتیں ہیں وہاں عبرتیں بھی ہیں جیسا کہ فرمایا ﴿لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب (یوسف: ١١١)﴾۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی تنگ ذہنی اور حسد و کینہ کا جواب بھی احسن طریقے سے دیا اور انہیں معاف فرمانے کے ساتھ ساتھ اچھا بدلہ بھی دیا جیسا کہ فرمان ہے ﴿قال لا تثریب علیکم الیوم (الیوسف: ٩٢)﴾۔ ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں عبرت، احکام، نکات، فوائد جو کہ دین و دنیا میں فائدہ سے خالی نہیں ہیں، سبھی کا ذکر بڑی فصاحت کے ساتھ ہے۔ خالد بن معدان فرماتے ہیں کہ سورۃ یوسف اور مریم جنت میں جنتیوں کی کفایت کریں گی۔

مکمل ہونے میں چالیس سال کا عرصہ لگا اور دوسرے قول کے مطابق اسّی سال کا عرصہ لگا۔ (التفسیرالکبیر، ج۶، ص ۴۱۹)۔

☆.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک شخص کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک جز ہوتا ہے''۔(صحیح البخاری، کتاب الرؤیا، باب رؤیا الصالحین، رقم: ۶۹۸۳، ص ۱۲۰۵)۔

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ: ''نبوت سے اب صرف بشارتیں باقی رہ گئیں ہیں''، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی بشارتوں سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سچے خواب''! امام ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ وہ خواب مسلمان خود دیکھتا ہے یا کوئی دوسرا مسلمان اس کے بارے میں دیکھتا ہے۔(صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب المبشرات، رقم: ۶۹۹۰، ص ۱۲۰۶)۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ: اچھے خواب کی تین قسمیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ اس میں اللہ عزوجل کی حمد کی جائے، دوسرے یہ کہ اس خواب میں کسی خوشخبری کی جانب اشارہ ملے، تیسرے یہ کہ کسی سے کلام کرنا پایا جائے لیکن پسندیدہ شخصیت سے نہ کہ ناپسندیدہ شخص سے، ناپسندیدہ خواب کی چار قسمیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ اس خواب سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگی جائے، اور شیطان کے شر سے پناہ مانگی جائے، خواب میں کسی چیز کے ملنے پر تین بار بائیں جانب تھتکارے، چوتھے یہ کہ اس خواب کے بارے میں کسی سے ذکر کرنا پسند نہ کرے۔ (فتح الباری، کتاب التعبیر، باب الرویا من الله، ج۱۲، ص۴۵۸)۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کے مقام کا بیان کرنا:

☆.....حسن کا قول ہے کہ تمہارا رب تمہیں نبوت کے ذریعے چن لے گا، بعض کا قول یہ ہے کہ درجوں اور مراتب عظیمہ کی بلندی فرمائے گا، ﴿ویعلمک من تأویل الاحادیث (الیوسف: ۶)﴾ سے کئی وجوہات مراد ہو سکتی ہیں (۱) خوابوں کی تعبیر کا علم دیا جانا مراد ہو جسے تاویلا کے نام سے تعبیر کیا یعنی لوگوں کے ان خوابوں کی تعبیر کا علم جو وہ سوتے وقت دیکھتے ہیں، بعض نے تو یہاں تک فرمایا کہ انہیں غایت درجے کی تعبیر کا علم دیا گیا تھا، (۲) باتوں کی تاویلات کا علم جو قرآن واحادیث میں متقدمین حضرات انبیائے کرام سے مروی ہیں، جیسا کہ ہمارے زمانے کے علماء ومشائخ میں سے ایک قرآن کی تفسیر وتاویل میں مشغول ہے، احادیث کی تاویل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث ہیں، (۳) تاویل احادیث سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی دی ہوئی حکمت وجلالت کے ذریعے مخلوق کی روحانی اور جسمانی کیفیات کا استدلال کرنا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿ویتم نعمته علیک وعلی آل یعقوب (الیوسف: ۶)﴾ اس مقام پر اتمام نعمت سے نبوت کا عطا کرنا مراد نہیں ہے کہ اگر یہی مراد لیا جائے تو تکرار لازم آئے گا بلکہ اتمام نعمت سے مراد دنیا وآخرت کی سعادتیں ہیں۔ پس دنیا کی سعادتوں سے مراد اولاد کی کثرت، ملازمین، پیروکار، وسعت مال، جاہ منصب اور مخلوق میں تعریف وتوصیف کا بڑھ جانا مراد ہے اور آخرت کی سعادت سے مراد علوم کثیرہ، اخلاق فاضلہ اور اللہ عزوجل کی یاد میں منہمک ہونا مراد ہے۔ پس جن حضرات نے

﴿لمن الغافلین﴾ کا مقصد:

۲......حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ کے بارے میں فرمایا: اے محمد ﷺ! آپ کو بذریعہ وحی بیان کیا گیا بعض مفسرین نے یہ کہا کہ اس سے پہلے سید عالم ﷺ اس قصے سے یا شریعت واحکام سے غافل تھے۔ (المظھری، ج۴، ص ۵)

حضرات انبیائے کرام کے خواب:

۳......علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ: "جو کچھ حالت نیند میں دیکھا جاتا ہے اسے خواب کہتے ہیں" (المفردات، ص ۱۹۰)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں میں سے مکرم کون ہے؟ فرمایا: "اکرمهم عند الله اتقاهم یعنی اللہ عزوجل کے نزدیک لوگوں میں مکرم وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے"۔ لوگوں نے عرض کی ہم آپ ﷺ سے یہ سوال نہیں کرتے، سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لوگوں میں سے حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے نبی مکرم ہیں، کہ وہ اللہ عزوجل کے نبی (حضرت یعقوب علیہ السلام) کے بیٹے ہیں، کہ وہ اللہ عزوجل کے نبی (حضرت اسحٰق علیہ السلام) کے بیٹے ہیں کہ وہ اللہ عزوجل کے خلیل (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے بیٹے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بستانہ نامی ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے محمد! (ﷺ)، مجھے ان ستاروں کے نام بتائیں جن کو حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تھا، نبی کریم ﷺ خاموش رہے اور آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا، اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ ﷺ کو ان ستاروں کے نام بتائے، پھر رسول کریم ﷺ نے اس یہودی کو بلوایا اور فرمایا: اگر میں تم کو ان ستاروں کے نام بتادوں تو تم مان لوگے؟ اس نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے نام بتائے جربان، الطارق، الذیال، ذوالکتفین، قابس، وثاب، عمودان، الفلیق، المصبح، الضروح، ذوالفرغ، الضیاء، اور النور، اس یہودی نے کہا کہ اللہ کی قسم! ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، ج۲، ص ۵۸۳)۔

علامہ رازی فرماتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن کی حالت میں خواب دیکھا، لیکن وہ کونسا معین زمانہ تھا جس میں خواب دیکھا اس کا علم سوائے خبر کے نہیں ہوسکتا۔ وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے سات سال کی عمر میں خواب دیکھا کہ گیارہ لاٹھیاں ایک دائرہ کی شکل میں زمین میں مرکوز ہیں اور ایک چھوٹی لاٹھی نے ان گیارہ بڑی لاٹھیوں کو نگل لیا، حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد سے اس خواب کے بارے میں بیان کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: خبردار یہ خواب اپنے بھائیوں کو ہرگز نہ بتانا، گیارہ سال کی عمر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے پھر خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج چاند انہیں سجدہ کررہے ہیں۔ انہوں نے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کو بیان کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پھر یہی کہا کہ خبردار! اپنے بھائیوں سے اس بارے میں ذکر نہیں کرنا ورنہ وہ تمہارے خلاف کوئی سازش کریں گے، ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب اور اس کی تعبیر

"الاجتباء" سے درجات عالیہ کی بلندی مراد لی ہے، وہ اتمام نعمت سے نبوت مراد لیتے ہیں۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص ٤٢٠)۔

☆.....☆ بایحائنا: باء سببیہ ہے، اور ما مصدر یہ ہونے کی جانب اشارہ ہے، اور جار مجرور نقص کے متعلق ہیں۔

تاکید: یہ جملہ پہلے جملے کی تاکید کے لئے بیان ہوا ہے، اور صحیح یہ ہے کہ ﴿رایتھم لی﴾ مقدر سوال کا جواب ہے جو ﴿انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر﴾ سے پیدا ہوا ہے، سوال یہ ہے کہ رویت کی کیفیت کیا تھی؟ جواب ﴿رایتھم لی ساجدین﴾ ہے۔

والشمس امک والقمر ابوک: الشمس کی تاویل امہ سے کرنے میں حکمت یہ ہے کہ سورج سے روشنی نکلتی ہے مراد حضرات انبیائے کرام ہیں اور القمر کی ابوک سے تعبیر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ چاند لوگوں کو اندھیرے میں راستے کی ھدایت کرتا ہے، اسی مناسبت سے ابوک کو قمر سے تعبیر کیا کہ حضرات انبیائے کرام لوگوں کو جہالت وشرک کے اندھیروں سے نکالتے ہیں اور بھائیوں کو کواکب سے تعبیر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ان کا نور اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے نور تک نہیں پہنچتا، ہوسکتا ہے کہ وہ فقط نبی ہوں رسول نہ ہوں، یا فقط ولی ہوں ان میں کوئی نبی نہ ہو، اور مفسرین کہتے ہیں کہ بالشمس سے امہ مراد لینے میں دو اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ ماجدہ راحیل کا انتقال ہو چکا تھا، اور یہاں ان کی خالہ مراد ہیں۔ (الصاوی، ج٣، ص ١٦١ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۲

﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ﴾ خبر ﴿يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖ﴾ وَهُمْ اَحَدَ عَشَرَ ﴿ اٰيٰتٌ ﴾ عِبَرٌ ﴿لِّلسَّآئِلِيْنَ (٧)﴾ عَنْ خَبَرِهِمْ ﴿اِذْ قَالُوْا ﴾ اَیْ بَعْضُ اِخْوَةِ یُوْسُفَ لِبَعْضِهِمْ ﴿لَيُوْسُفُ ﴾ مُبْتَدَاءٌ﴿وَاَخُوْهُ ﴾ شَقِيْقَةٌ "بِنْيَامِيْنُ" ﴿اَحَبُّ ﴾ خَبَرُ ﴿اِلٰۤى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ﴾ جَمَاعَةٌ ﴿اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ ﴾ خَطَأٍ ﴿مُّبِيْنِ (٨)﴾ بَيِّنٍ بِاِيْثَارِهِمَا عَلَيْنَا ﴿ نِ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا ﴾ اَیْ بِاَرْضٍ بَعِيْدَةٍ ﴿يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ ﴾ بِاَنْ يُقْبِلَ عَلَيْكُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ لِغَيْرِكُمْ ﴿وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ ﴾ اَیْ بَعْدَ قَتْلِ يُوْسُفَ اَوْ طَرْحِهٖ ﴿قَوْمًا صٰلِحِيْنَ (٩)﴾ بِاَنْ تَتُوْبُوْا ﴿قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ ﴾ هُوَ "يَهُوْدَا" ﴿لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ ﴾ اِطْرَحُوْهُ ﴿فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ﴾ مُظْلِمِ الْبِئْرِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْجَمْعِ ﴿يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ﴾ اَلْمُسَافِرِيْنَ ﴿اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (١٠)﴾ مَا اَرَدْتُّمْ مِنَ التَّفْرِيْقِ فَاكْتَفُوْا بِذٰلِكَ ﴿قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ (١١)﴾ لَقَائِمُوْنَ بِمَصَالِحِهٖ ﴿ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا ﴾ اِلَى الصَّحْرَاءِ ﴿يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ ﴾ اَلنُّوْنُ وَالْيَاءُ فِيْهِمَا نَنْشِطُ وَنَتَّسِعُ ﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (١٢)﴾ ﴿قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا ﴾ اَیْ ذِهَابُكُمْ ﴿بِهٖ ﴾ لِفِرَاقِهٖ ﴿وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ﴾ اَلْمُرَادُ بِهِ الْجِنْسُ وَكَانَتْ اَرْضُهُمْ كَثِيْرَةَ الذِّئَابِ ﴿ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ (١٣)﴾ مَشْغُوْلُوْنَ ﴿قَالُوْا لَئِنْ ﴾ لَامُ

قَسَم ﴿اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ﴾ جَمَاعَةٌ ﴿اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ (۱۴)﴾ عَاجِزُوْنَ فَاَرْسَلَهُ مَعَهُمْ ﴿فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا﴾ عَزَمُوْا ﴿اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ج﴾ وَجَوَابُ لَمَّا مَحْذُوْفٌ اَیْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ بِاَنْ نَزَعُوْا قَمِيْصَهٗ بَعْدَ ضَرْبِهٖ وَاِهَانَتِهٖ وَاِرَادَةِ قَتْلِهٖ وَاَدْلَوْهُ ، فَلَمَّا وَصَلَ اِلٰى نِصْفِ الْبِئْرِ اَلْقَوْهُ لِيَمُوْتَ فَسَقَطَ فِي الْمَاءِ ثُمَّ اَوٰى اِلٰى صَخْرَةٍ فَنَادَوْهُ فَاَجَابَهُمْ بِظَنِّ رَحْمَتِهِمْ فَاَرَادُوْا رَضْخَهٗ بِصَخْرَةٍ فَمَنَعَهُمْ يَهُوْدَا ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ﴾ فِي الْجُبِّ وَحْیٌ حَقِيْقَةٌ وَلَهٗ سَبْعَ عَشْرَةَ سَنَةً اَوْ دُوْنَهَا تَطْمِيْنًا لِقَلْبِهٖ ﴿لَتُنَبِّئَنَّهُمْ﴾ بَعْدَ الْيَوْمِ ﴿بِاَمْرِهِمْ﴾ بِصَنِيْعِهِمْ ﴿هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (۱۵)﴾ بِكَ حَالَ الْاِنْبَاءِ ﴿وَجَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً﴾ وَقْتَ الْمَسَاءِ ﴿يَّبْكُوْنَ (۱۶)﴾ ﴿قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ﴾ نَرْمِیْ ﴿وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا﴾ ثِيَابِنَا ﴿فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ﴾ بِمُصَدِّقٍ ﴿لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ (۱۷)﴾ عِنْدَكَ لَاتَّهَمْتَنَا فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ لِمَحَبَّةِ يُوْسُفَ فَكَيْفَ وَاَنْتَ تُسِیْئُ الظَّنَّ بِنَا ؟ ﴿وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ﴾ مَحَلُّهٗ نَصْبٌ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ اَیْ فَوْقَهٗ ﴿بِدَمٍ كَذِبٍ﴾ اَیْ ذِیْ كِذْبٍ بِاَنْ ذَبَحُوْا "سَخْلَةً" وَلَطَخُوْهُ بِدَمِهَا وَذَهَلُوْا عَنْ شَقِّهٖ وَقَالُوْا اِنَّهٗ دَمُهٗ ﴿قَالَ﴾ يَعْقُوْبُ لَمَّا رَاٰهُ صَحِيْحًا وَعَلِمَ كِذْبَهُمْ ﴿بَلْ سَوَّلَتْ﴾ زَيَّنَتْ ﴿لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا﴾ فَفَعَلْتُمُوْهُ بِهٖ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾ لَا جَزَعَ فِيْهِ ، وَهُوَ خَبَرُ مُبْتَدَاءٍ مَحْذُوْفٍ اَیْ اَمْرِیْ ﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ﴾ اَلْمَطْلُوْبُ مِنْهُ الْعَوْنُ ﴿عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (۱۸)﴾ تَذْكُرُوْنَ مِنْ اَمْرِ يُوْسُفَ ﴿وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ﴾ مُسَافِرُوْنَ مِنْ "مَدْيَنَ" اِلٰى مِصْرَ فَنَزَلُوْا قَرِيْبًا مِنْ جُبِّ يُوْسُفَ ﴿فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ﴾ اَلَّذِیْ يَرِدُ الْمَاءَ لِيَسْتَسْقِیَ مِنْهُ ﴿فَاَدْلٰى﴾ اَرْسَلَ ﴿دَلْوَهٗ﴾ فِي الْبِئْرِ فَتَعَلَّقَ بِهَا يُوْسُفُ فَاَخْرَجَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ ﴿قَالَ يٰبُشْرٰى﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ "بُشْرٰی" وَنِدَاؤُهَا مَجَازٌ اَیْ اُحْضُرِیْ فَهٰذَا وَقْتُكَ ﴿هٰذَا غُلٰمٌ﴾ فَعَلِمَ بِهٖ اِخْوَتُهٗ فَاَتَوْهُ ﴿وَاَسَرُّوْهُ﴾ اَیْ اَخْفَوْا اَمْرَهٗ جَاعِلِيْهِ ﴿بِضَاعَةً﴾ بِاَنْ قَالُوْا هٰذَا عَبْدُنَا اَبَقَ ،وَسَكَتَ يُوْسُفُ خَوْفًا مِنْ اَنْ يَّقْتُلُوْهُ ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ م بِمَا يَعْمَلُوْنَ (۱۹)﴾ ﴿وَشَرَوْهُ﴾ بَاعُوْهُ مِنْهُمْ ﴿بِثَمَنٍ بَخْسٍ﴾ نَاقِصٍ ﴿دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ﴾ عِشْرِيْنَ اَوِ اثْنَيْنِ وَعِشْرِيْنَ ﴿وَكَانُوْا﴾ اَیْ اِخْوَتُهٗ ﴿فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ (۲۰)﴾ فَجَاءَتْ بِهِ السَّيَّارَةُ اِلٰى مِصْرَ فَبَاعَهُ الَّذِیْ اِشْتَرَاهُ بِعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا وَزَوْجَیْ وَ ثَوْبَيْنِ .

﴿ترجمہ﴾

بیشک یوسف اور اسکے بھائیوں (کی خبر) میں (جن کی تعداد گیارہ تھی) نشانیاں ہیں (یعنی عبرتیں ہیں) پوچھنے والوں کیلئے (یعنی انکے قصہ کے متعلق پوچھنے والوں کیلئے یاد کرو) جب بولے (حضرت یوسف علیہ السلام کے بعض بھائی دیگر بعض سے) کہ ضرور یوسف (اسم علم، یوسف مبتدا ہے) اور اس کا (سگا) بھائی (بنیامین) زیادہ پیارے ہیں (لفظ احب خبر ہے) ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم ایک جماعت ہیں (عصبة بمعنی جماعة ہے) بیشک ہمارے باپ ضرور کھلی ضلال ــــ۱ــــ (یعنی خطاء) میں ہیں (کہ ان دونوں کو ہم پر ترجیح دیتے ہیں عصبہ بمعنی بس ہے) یوسف کو مار ڈالو یا کہیں زمین میں پھینک آؤ ــــ۲ــــ (یعنی دور دراز کسی جگہ پھینک آؤ) کہ تمہارے باپ کا منہ صرف تمہاری ہی طرف رہے (یوں کہ ان کی توجہ تمہاری طرف سے تمہارے غیر کی طرف وہ متوجہ نہ ہوں) اور اسکے بعد (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے یا پھینک آنے کے بعد) پھر نیک ہو جانا (توبہ کرکے) ان میں ایک کہنے والا بولا (یہ قائل یہودا تھا) یوسف کو مارو نہیں اور اسے ڈال دو (یعنی انہیں پھینک دو) اندھیرے کنویں میں (ایک قرأت میں الغیبت کو جمع پڑھا گیا ہے) کہ کوئی چلتا (یعنی مسافر) اسے لے جائے ــــ۳ــــ اگر تمہیں کرنا ہے (وہ تفریق جس کا ارادہ تم کر چکے ہو تو بس اسی پر اکتفاء کرو) بولے اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملہ میں ہمارا اعتبار نہیں اور ہم تو اسکے خیر خواہ ہیں (یعنی اس کا خیال رکھنے والے ہیں) کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے (صحراء کی طرف) کہ میوے کھائے اور کھیلے ــــ۴ــــ (یرتع ویلعب دونوں افعال یاء اور نون دونوں کے ساتھ آئے ہیں) اور بیشک ہم اسکے نگہبان ہیں بولا بیشک مجھے رنج دے گا کہ اسے لے جاؤ (یعنی تمہارا اس کو لیجانا مجھے رنج دے گا کہ میری اس سے فرقت ہوگی) اور ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھالے ــــ۵ــــ (الذئب سے مراد جنس ذئب ہے اس سرزمین میں بھیڑیے با کثرت تھے) اور تم اس سے بے خبر رہو (اپنے کھیل کود میں مشغول رہو) بولے اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) اسے بھیڑیا کھا جائے اور ہم ایک جماعت ہیں (عصبة بمعنی جماعة ہے) جب تو ہم کسی مصرف کے نہیں (خسرون بمعنی عاجزون ہے، پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ بھیج دیا) پھر جب اسے لے گئے اور سب کی رائے یہ ٹھری کہ (سب نے یہی ارادہ کر لیا کہ) اسے اندھے کنویں میں ڈال دیں (لما کا جواب محذوف ہے اور وہ یہ ہے فعلوا ذلک، انہوں نے یہ کام کر ڈالا یوں کہ ان کو مارنے پیٹنے اور اہانت کرنے لگے اور ان کو قتل کرنے کا ارادہ کرنے کے بعد انہوں نے ان کا قمیص اتار لیا اور انہیں کنویں میں ڈال دیا جب آپ علیہ السلام کنویں کی نصف گہرائی تک پہنچ گئے تو انہوں نے آپ علیہ السلام کو پھینک دیا تا کہ آپ علیہ السلام موت سے ہمکنار ہو جائیں، پس آپ علیہ السلام پانی میں گرے پھر آپ علیہ السلام نے ایک چٹان کی پناہ لی اسی اثناء میں ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کو پکارا آپ علیہ السلام نے یہ گمان کیا کہ انکے دل میں رحم کا جذبہ ہے انہیں جواب دیا آپکی آواز سن کر انہوں نے بھاری چٹان کے ذریعے آپ علیہ السلام کا سر مبارک توڑنے کا ارادہ کیا پھر یہودا نے انہیں اس کام سے روکا) اور ہم نے اسے وحی بھیجی ــــ۶ــــ (حقیقی وحی اس کنویں میں انکے اطمنان قلب کے لیے، اس وقت انکی عمر سترہ سال یا اس سے کم تھی) کہ ضرور تو انہیں جتادے گا (آنے والے دنوں میں) ان کا یہ کام (انکی اس کارستانی کو) ایسے وقت

کہ وہ نہ جانتے ہونگے (تجھے، یہ جملہ انباء کا حال بن رہا ہے) اور رات ہوئے (یعنی شام کے وقت) اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے بولے اے ہمارے باپ ہم باہم مقابلہ کررہے تھے (تیراندازی کررہے تھے) اور یوسف کو اپنے اسباب (یعنی اپنے کپڑوں) کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہیں کریں گے (ہماری تصدیق نہیں کریں گے) اگرچہ ہم سچے ہوں (آپ علیہ السلام کے نزدیک یوسف علیہ السلام کی محبت کی وجہ سے اس قصہ میں آپ علیہ السلام ضرور ہم پر الزام رکھیں گے، پس تو آپ علیہ السلام ہمارا کیسے یقین کریں گے؟ حالانکہ آپ علیہ السلام ہم سے اچھا گمان نہیں رکھ رہے) اور اسکے کرتے پر لگالائے (علی قمیصہ ظرفیت کی بناء پر محلاً منصوب ہے یعنی کرتے پر لگالائے) جھوٹا خون (یعنی جھوٹ والا، یوں کہ انہوں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور اس قمیص کو اسکے خون سے رنگ لیا اور اسی قمیص کو پھاڑنا بھول گئے پھر آکر بولے کہ اسکا خون ہے) کہا (یعقوب علیہ السلام نے جب قمیص کو ثابت دیکھا اور آپ علیہ السلام نے ان کا جھوٹا ہونا جان لیا) بلکہ بنالی (یعنی مزین کردی) تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے واسطے (تو تم نے اسکے مطابق عمل کرڈالا) تو صبر اچھا ......ہے......(صبر جمیل وہ ہے جس میں جزع فزع نہ ہو صبر جمیل مبتدا محذوف امری کی خبر بن رہا ہے) اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں (اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے) جو تم بتا رہے ہو (یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں تم جس بات کا ذکر کررہے ہو اس پر) اور ایک قافلہ آیا (مسافروں کا مدین سے مصر کی طرف، پس انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام والے کنویں کے قریب پڑاؤ ڈالا) انہوں نے اپنا پانی لانے والا بھیجا (جو پانی پر پہنچا تاکہ اس سے پانی نکال سکے) تو اس نے ڈالا (یعنی اس نے پھینکا) اپنا ڈول (کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام اس ڈول کے ساتھ چمٹ گئے، پس اس نے آپ علیہ السلام کو باہر نکال دیا جب اس نے آپ علیہ السلام کو دیکھا تو) بولا آیا کیسی خوشی کی بات ہے (اور ایک قرأت میں بشرِی پڑھا گیا ہے، یہ ندا مجازی ہے اس کا معنی ہے اے خوش خبری تو آجا یہ تیرے آنے کا وقت ہے) یہ تو ایک لڑکا ہے (اس بات کی خبر آپ علیہ السلام کے بھائیوں کو ہوئی تو وہ آپہنچے) اور اسے چھپالیا (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملے کو چھپالیا انہیں بناتے ہوئے......؟) اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور اسے بیچ ڈالا (یعنی اسے قافلہ والوں کے ہاتھ بیچ دیا) کھوٹے داموں (یعنی ناقص) گنتی کے روپوں پر (جو بیس یا بائیس درہم تھے) اور انہیں (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو) اس میں کچھ رغبت نہ تھی (پس یہ قافلہ انہیں لیکر مصر پہنچا پھر جس شخص نے آپ علیہ السلام کو خریدا تھا اس نے آپ علیہ السلام کو بیس دینار، جوتوں کے ایک جوڑے اور دو کپڑوں کے عوض فروخت کردیا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لقد کان فی یوسف واخوتہ ایت للسائلین﴾۔

لقد: تحقیق......کان: فعل ناقص......فی یوسف واخوتہ: ظرف مستقر خبر مقدم......ایت للسائلین: اسم مؤخر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم میں واقع ہوا۔

﴿اذ قالوا لیوسف واخوہ احب الی ابینا منا ونحن عصبة﴾.

اذ: مضاف...... قالوا: فعل بافاعل...... لام: تاکید...... یوسف واخوہ: مبتدا...... احب: اسم تفضیل ھو ضمیر فاعل ......الی ابینا: ظرف لغو......منا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: حالیہ...... نحن عصبة: جملہ اسمیہ حال ہے "منا" کی "نا" ضمیر سے جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف "اذکر" فعل محذوف کیلئے۔

﴿ان ابانا لفی ضلل مبین اقتلوا یوسف او اطرحوہ ارضا﴾

ان: حرف مشبہ، ابانا: اسم...... لفی ضلل مبین: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ...... اقتلوہ: فعل امر با فاعل...... یوسف: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، او: عاطفہ...... اطرحوہ: فعل بافاعل ومفعول...... ارضا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿یخل لکم وجہ ابیکم وتکونوا من بعدہ قوما صلحین﴾.

یخل: فعل...... لکم: ظرف لغو...... وجہ ابیکم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر...... و: عاطفہ...... تکونوا: فعل ناقص واو ضمیر اسم...... من بعدہ: ظرف مستقر اسم سے حال ہے...... قوما صلحین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قال قائل منہم لا تقتلوا یوسف والقوہ فی غیبت الجب﴾.

قال: فعل...... قائل منہم: فاعل ملکر قول...... لاتقتلوا یوسف: جملہ فعلیہ معطوف علیہ...... والقوہ فی غیب الجب: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿یلتقطہ بعض السیارة ان کنتم فعلین﴾.

یلتقطہ: فعل بامفعول...... بعض السیارة: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر...... ان: شرطیہ...... کنتم فعلین: جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف "فھذا ھو الرای الصواب"، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا یابانا مالک لا تامنا علی یوسف وانا لہ لنصحون﴾.

قالوا: قول، یابانا: جملہ ندائیہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لک: خبر، لاتامناعلی یوسف: جملہ فعلیہ "لک" میں "ک" ضمیر سے حال ہے، وانالہ لنصحون: جملہ اسمیہ "لاتامنا" میں "نا" ضمیر سے حال ہے، مالک: جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ۔

﴿ارسلہ معنا غدا یرتع ویلعب وانا لہ لحفظون﴾.

ارسلہ: فعل بافاعل ومفعول، معنا: ظرف مکان، غدا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، یرتع: فعل بافاعل ملکر معطوف علیہ...... ویلعب: فعل بافاعل ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، وانالہ لحافظون: جملہ اسمیہ "معنا" میں "نا" ضمیر سے حال ہے۔

﴿قال انی لیحزننی ان تذھبوا بہ﴾.

قال: قول......ان: حرف مشبہ...... ی: ضمیر اسم......لام: تاکید......یحزننی: فعل ی ضمیر مفعول......ان تذھبوا بہ: جملہ بتاویل مصدر فاعل، ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واخاف ان یاکلہ الذئب وانتم عنہ غفلون﴾.

و: عاطفہ......اخاف: فعل بافاعل......ان: مصدریہ......یاکلہ الذئب: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول......وانتم عنہ غفلون: جملہ اسمیہ حال ہے "یاکلہ" کی "ہ" ضمیر سے یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا لئن اکلہ الذئب ونحن عصبۃ انا اذا لخسرون﴾.

قالوا: قول، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، اکلہ الذئب: جملہ فعلیہ شرط، ونحن عصبۃ: جملہ اسمیہ حال ہے "اکلہ" کی ۂ ضمیر سے، انا: حرف مشبہ واسم، اذا: حرف جواب، لخسرون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر مقولہ۔

﴿فلما ذھبوا بہ واجمعوا ان یجعلوہ فی غیبت الجب﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ حینیہ، ذھبوا بہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اجمعوا: فعل بافاعل، ان یجعلوہ......الخ: جملہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط "فعلوا بہ مافعلوہ من الاذی" جزاء محذوف، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واوحینا الیہ لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لا یشعرون﴾.

و: عاطفہ......اوحینا: فعل بافاعل......الیہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... لام: قسمیہ......تنبئن: فعل بافاعل......ھم: مفعول، بامرھم ھذا: ظرف لغو......وھم لایشعرون: جملہ اسمیہ حال ہے "ھم" مفعول سے، ملکر جملہ فعلیہ قسم مقدر کا جواب ہے۔

﴿وجاء واباھم عشاء یبکون﴾.

و: عاطفہ......جاء وا: فاعل......اباھم: مفعول بہ......عشاء: ظرف زمان......یبکون: جملہ فعلیہ حال ہے "فاعل" سے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا یابانا انا ذھبنا نستبق وترکنا یوسف عند متاعنا﴾.

قالوا: فعل بافاعل......یابانا: جملہ ندائیہ......انا: حرف مشبہ واسم...... ذھبنا: فعل بافاعل......نستبق: جملہ فعلیہ فاعل سے حال ہے، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ......وترکنا ......الخ: جملہ معطوف، ملکر خبر، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ۔

﴿فاکلہ الذئب وما انت بمومن لنا ولو کنا صدقین﴾.

ف: عاطفہ......اکلہ الذئب: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے......و: عاطفہ......ما: حجازیہ......انت: اسم......بمومن لنا: خبر، ملکر جملہ اسمیہ......و: عاطفہ......لو: شرطیہ...... کناصدقین: جملہ فعلیہ شرط، جزامحذوف جس پر ماقبل کلام دلالت کررہا ہے۔

﴿وجاء و علی قمیصہ بدم کذب﴾.

و: عاطفہ.....جاء وا: فعل بافاعل.....علی قمیصہ: جارمجرور فی محل نصب علی الظرفیہ (ای فوق قمیصہ) حال ہے "دم" سے.....بدم کذب: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال بل سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل﴾.

قال: فعل بافاعل، بل: حرف ایجاب.....سولت: فعل، لکم: ظرف لغو.....انفسکم: فاعل، امرا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ.....فصبر جمیل: خبر، مبتدا محذوف "امری" ...... یا فصبر جمیل: مبتدا، خبر محذوف "اختارہ"، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله المستعان علی ما تصفون﴾.

و: عاطفہ.....الله: مبتدا.....المستعان: اسم مفعول ہو ضمیر نائب الفاعل.....علی ماتصفون: ظرف لغو، شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وجاءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلی دلوہ﴾.

و: مستانفہ.....جاءت: فعل.....سیارۃ: فاعل ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ.....ارسلوا: فعل بافاعل، واردھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ......ف: عاطفہ.....ادلی دلوہ: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قال یبشری ھذا غلم واسروہ بضاعۃ والله علیم بما یعملون﴾.

قال: قول.....یبشری: جملہ ندائیہ.....ھذا غلم: جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ.....و: عاطفہ.....اسروہ: فعل بافاعل ومفعول.....بضعۃ: حال ہے مفعول سے، ملکر جملہ فعلیہ...... والله علیم..... الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وشروہ بثمن بخس دراھم معدودۃ وکانوا فیہ من الزاھدین﴾.

و: عاطفہ، شروہ: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، ثمن بخس: مبدل منہ، دراھم معدودۃ: بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، فیہ: ظرف لغو متعلق بالزاھدین، من الزاھدین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دیگر بیٹوں پر حضرت یوسف علیہ السلام وبنیامین کو ترجیح کیوں دی؟

۱.....روایت میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی بنیامین کو زیادہ محبت کیا کرتے تھے، دیگر بھائی اسی گمان کی وجہ سے ان دونوں سے حسد کرنے لگے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا تو ان کے حوالے سے والد گرامی کی محبت اور زیادہ ہوگئی جس پر انہیں صبر نہ ہو سکا کہ والد گرامی ہمیشہ انہیں اپنے سینے سے لگائے رہتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ ان باتوں سے ان

کے دل میں والد گرامی کے فراق کا جذبہ ابھرتا ہو اور ان کے حسد میں مزید اضافہ ہوتا ہو جس کی وجہ سے انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اٹھا کر کنوئیں میں ڈال دیا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین سے زیادہ محبت کی وجہ ان دونوں کا عمر میں ان حضرات سے چھوٹا ہونا اور ان کی والدہ ماجدہ کا انتقال فرما جانا ہے، اور انسانی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ چھوٹا بچہ زیادہ پیارا ہوا کرتا ہے۔ اب محبت کا تقاضا تو یہ تھا کہ بنیامین سے محبت زیادہ ہونی چاہیے تھی اس لیے کہ بنیامین عمر میں حضرت یوسف علیہ السلام سے چھوٹے تھے کیونکہ بنیامین کی ولادت کے بعد حالت نفاس ہی میں ان کی والدہ انتقال کر گئیں تھیں لیکن آیت مقدسہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زیادہ محبوب تھے۔ مفسرین کرام نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب ان کی محبت میں اضافہ کا سبب بنا ہے لہٰذا اس اعتبار سے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام پر کوئی ملامت نہیں ہونی چاہئے۔ بھائیوں نے اپنے اجتہاد سے یہ بات کی تھی کہ مجتہد کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی بھی کرتا ہے اور کبھی درست فیصلہ بھی دیتا ہے چہ جائے کہ نبی ہی کیوں نہ ہو؟ بعض مفسرین نے اسی وجہ سے کہا ہے کہ اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ان پر ایمان لاتے اور ان کے رسول ہونے پر یقین رکھتے تو اعتراض کیوں کرتے کہ والد گرامی ان کی محبت کے حوالے سے خطا پر ہیں، ان کے طریقے کو غلط نہ سمجھتے اور ان پر طعن نہ کرتے، اور اگر یہ حضرات مکذبین ہیں تو ان کا کفر واجب و ظاہر ہے العیاذ باللہ، اور ایسا قول کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ (روح المعانی، الجزء الثانی عشر، ٦٢٥)۔

بعض نام نہاد مسلمان کہلانے والے، دین سے کوسوں دور اور حب دنیا کے نشے میں چور خود کو مفسر و محقق کہلانے والوں نے آیت مبارکہ ﴿ان ابانا لفی ضلل مبین (الیوسف: ٨)﴾ کا غلط ترجمہ کیا ہے جس کا نمونہ ہم درج ذیل پیش کرتے ہیں، ہمارا مقصد فقط اصلاح ہے اور عام لوگوں اور طلباء تک غلط تراجم کی نشاندہی کرنی ہے، ساتھ ہی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا ترجمہ بھی پیش خدمت ہے (۱) **مولانا حفیظ جالندھری**، مودودی کے ترجمے کی تلخیص کرتے ہوئے اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں "بیشک ہمارے اباجان بالکل ہی بہک گئے"۔ (۲) **مولانا اشرفعلی تھانوی** نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا: "واقعی ہمارے باپ اس مقدمہ میں کھلی غلطی پر ہیں"۔ (۳) **مولانا عبد الباری اورنگ آبادی** نے اس آیت کا ترجمہ کیا: "اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے باپ صریح غلطی پر ہیں"۔ (۴) **شاہ رفیع الدین صاحب** لکھتے ہیں: "تحقیق ہمارا باپ البتہ بیچ غلطی ظاہر کے ہے"۔ (۵) **جناب طاہر القادری صاحب** نے ترجمہ کیا: بیشک ہمارے والد ان کی محبت میں کھلی وارفتگی میں ہیں"۔ (۶) **اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی** فرماتے ہیں: "بیشک ہمارے باپ صراحتاً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں"۔

اقدام جرم کرنے کی وجوہات:

۲...... علامہ رازی فرماتے ہیں کہ اس میں کئی وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جانتے تھے کہ وہ کبیرہ گناہ میں مبتلا ہونے والے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم ایسا کرنے کے بعد (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو نقصان پہچانے کے بعد) اللہ جل جلالہ کی

جناب میں توبہ کرلیں گے اور صالحین کی قوم میں سے ہوجائیں گے۔(۲) ان حضرات کا مقصد دینی مصالحت تھی ہی نہیں بلکہ اپنے والد گرامی کی بارگاہ میں سرخروئی حاصل کرنا مقصود تھا تاکہ ان کے والد ان کی محبت میں مشغول ہوجائیں۔(۳) ان حضرات کا مقصد اس بُرے اقدام کی وجہ سے ہونے والی وحشت کو دور کرنا تھا، پس جب وحشت دور ہوگی تو اپنے مقاصد بھی پایۂ تکمیل تک پہنچ جائیں گے۔ مفسرین کے اقوال اس بارے میں بھی مختلف ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا مشورہ کس نے دیا تھا؟ چنانچہ اس بارے میں دو اقوال ہیں ایک یہ کہ ان کے بھائیوں میں سے کسی نے کہا تھا کہ انہیں قتل کردیا جائے، دوسرا یہ کہ کسی اجنبی شخص نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ پیش کیا اور کسی بھائی نے اس جانب مشورہ دینے میں پہل نہ کی، وھب کا کہنا ہے کہ مشورہ دینے والا شمعون تھا، مقاتل کا کہنا ہے کہ روبیل نے قتل کرنے کا مشورہ دیا۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ ان حضرات کے بارے میں ایسا کیسے کہا جاسکتا ہے جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی نبی تھے؟ ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اُس وقت تمام بھائی مراھق تھے بالغ نہ تھے کہ ان پر حکم شرعی نافذ ہوتا، یہ قول ضعیف ہے اس لیے کہ اللہ عزوجل کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کے لیے یہ مثال دینا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک ایسی جماعت کے ساتھ روانہ کردیں جو بچوں کی جماعت ہو ان میں کوئی بھی انسان عاقل نہ ہو جو انہیں بُرائی سے منع کرے، اس قول پر آیت پاک کا یہ جزء ﴿وتکونوا من بعدہ قوما صالحین﴾ (الیوسف:۹) بھی دلالت کرتا ہے کہ توبہ سے قبل سارے بھائی نیک نہ تھے، یہ قول ان کے بچے ہونے کے منافی ہے، بعض نے جواب دیا کہ یہ مسئلہ باب الصغائر کا ہے، اور یہ حکم بھی اسی طرح بعید مانا جائے گا جیسا کہ ماقبل کا حکم کرنا کہ سارے ہی بچے تھے کو بعید قیاس مانا گیا اس لیے کہ نبی معصوم ہوتا ہے چہ جائے کہ کمسن ہو لہٰذا اس کا باپ کو ایذا دینا، جھوٹ بولنا، اپنے چھوٹے بھائی کو ہلاک کرنے کی سعی کرنا سارے ہی کبائر ہیں بلکہ اس مسئلے کا صحیح جواب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی نبی نہ تھے، اگر نبی ہوتے تو اس طرح کا اقدام نہ کرتے۔ (التفسیر الرازی، ج٦، ص ٤٢٤)۔

لقطہ کیا ہے؟

سـ..... علامہ زبیدی تاج العروس میں لکھتے ہیں: ''لقطہ اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی شخص کو راستہ میں گری پڑی مل جائے اور معرف اس شخص کو کہتے ہیں جو گری پڑی چیز کو اٹھانے والا ہو، اور اگر راستے میں کوئی بچہ پڑا ہوا مل جائے تو اسے لقیط کہتے ہیں۔ (تاج العروس، ج۵، ص ٢١٦ وغیرہ)۔

حضرت زید بن خالد جہنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے لقطہ کے متعلق سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس تھیلی کے باندھنے کی ڈوری اور اس تھیلی کو پہچان کر یاد رکھو، پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرو، اگر اس کا مالک آجائے تو فبہا ورنہ اس کو تم رکھ لو'' اس شخص نے پوچھا: اور گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ تمہاری یا تمہارے بھائی کی ہے یا بھیڑیے کی'' اس نے پوچھا: اور گم شدہ اونٹ کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں اس سے کیا مطلب؟ اس کے ساتھ اس

کی مشک (پیٹ میں پانی) ہے اوراس کا جوتا بھی اس کے ساتھ ہے، وہ پانی کے گھاٹ پر جائے گا اور درختوں کے پتے کھائے گا حتی کہ اس کا مالک اس کو پکڑ لے گا"۔ (صحیح البخاری، کتاب فی اللقطة، باب اذا لم یوجد صاحب اللقطة، رقم:۲٤۲۹، ص ۳۹۱)۔

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی فرماتے ہیں: غلام اور آزاد ہونے کے اعتبار سے لقیط کا حکم یہ ہے کہ وہ آزاد ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لقیط کے متعلق یہ فیصلہ کیا کہ وہ آزاد ہے، اوراس لیے بھی کہ اولادِ آدم میں اصل یہ ہے کہ وہ آزاد ہیں کیونکہ غلامی تو ان کو کافروں کی حمایت میں لڑنے اور پھر جنگی قیدی ہونے کی وجہ سے عارض ہوتی ہے، اس لیے اصل پر عمل کرنا واجب ہے اوراس پر وہ تمام احکام لاگو ہوں گے جو آزاد انسانوں پر لاگو ہوتے ہیں۔ اور اسلام اور کفر کے اعتبار سے لقیط کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کے شہروں یا ان کے مضافات میں ملا ہے تو وہ مسلمان قرار دیا جائے گا، حتی کہ اگر وہ مرگیا تو اس کو غسل دیا جائے گا اوراس کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی اوراس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور اگر اس کو ذمی نے یہودیوں یا عیسائیوں کی کسی عبادت گاہ میں پڑا ہوا پایا یا وہ ذمیوں کی کسی بستی میں ملا جس میں کوئی مسلمان نہیں تھا تو اس کو ظاہر حال کے اعتبار سے ذمی قرار دیا جائے گا، اسی طرح اگر اس کو مسلمان نے کسی یہودیوں یا عیسائیوں کے معبد میں پایا یا اہل ذمہ کی بستی میں پایا تو اس کو ذمی قرار دیا جائے گا۔ اوراس کے نسب کے اعتبار سے حکم یہ ہے کہ وہ مجہول النسب ہے حتی کہ اگر کسی انسان نے دعوی کیا کہ وہ اس کے نسب سے ہے تو اس کا دعوی صحیح قرار دیا جائے گا اوراس کا اس سے نسب ثابت ہو جائے گا۔ اس کو زمین سے اٹھانے کا حکم یہ ہے کہ اس کا اٹھانا مستحب ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لقیط کے اٹھانے کو نیک کام قرار دیا، بلکہ اس کو بہت افضل نیکی قرار دی، کیونکہ لقیط ایک نفس انسان ہے اوراس کا کوئی محافظ نہیں بلکہ وہ ضائع ہونے کے خطرہ میں ہے اور اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے ایک انسان کی زندگی بچائی گویا اس نے تمام انسانوں کی زندگی بچائی (المائدۃ:۳۲)"۔ لقیط کو رکھنے کے اعتبار سے حکم یہ ہے کہ جس شخص نے اسے اٹھایا ہے وہ اس کو رکھنے کا زیادہ حقدار ہے اور کسی دوسرے کے لیے لقیط کو اس سے لینا جائز نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: "جس شخص نے کسی مردہ زمین کو آباد کیا وہ اس کی ہے"۔ اوراس کے خرچے کے اعتبار سے حکم یہ ہے کہ اس کا خرچ بیت المال کے ذمہ ہے اور اگر لقیط کے ساتھ کچھ مال بندھا ہوا ملے تو وہ لقیط کا ہے جیسے اس کے جسم کے کپڑے اس کی ملکیت ہیں اور اگر وہ کسی سواری پر بندھا ہوا ملے تو سواری بھی اس کی ملکیت ہے اور پھر سواری کو بیچ کر اس کا خرچ پورا کیا جائے گا، کیونکہ بیت المال سے ضرورت کی بناء پر خرچ لیا جاتا ہے اور اب ضرورت نہیں ہے اوراس کی جان اوراس کے مال میں اس کا ولی سلطان ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے"۔ (البدائع الصنائع، کتاب اللقیط، ج٦، ص ۳۰۰)۔

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ سے یہ روایت ہے کہ اگر لقطہ دو سو درہم (۶۱۲٫۳۶ گرام چاندی) یا اس سے زیادہ مالیت کا ہو تو ایک سال اعلان کیا جائے اور اگر دو درہم سے کم مالیت ہو تو دس درہم (۳۰٫۶۱۸ گرام چاندی) تک ایک ماہ اعلان کیا

جائے اور اگر دس درہم سے کم مالیت کی چیز ہو تو جتنی مدت مناسب سمجھے اعلان کرے اور ایک روایت یہ ہے کہ تین درہم (۹،۱۸۵۴گرام چاندی) سے لے کر دس درہم (۳۰،۶۱۸گرام چاندی) تک دس دن اعلان کرے اور ایک درہم (۳۰،۶۱۸گرام چاندی) سے لے کر تین درہم (۹،۱۸۵۴گرام چاندی) تک تین دن تک اعلان کرے اور اگر ایک دانق یعنی درہم کا چھٹا حصہ (۰،۱۵۰۳گرام چاندی) یا اس سے زیادہ ہو تو ایک درہم تک ایک دن اعلان کرے اور اگر ایک دانق سے کم ہو تو دائیں بائیں دیکھ کر کسی فقیر کے ہاتھ پر رکھ دے، علامہ سرخسی نے کہا کہ یہ نصاب لازم نہیں بلکہ قلیل میں اپنی صوابدید کے مطابق اعلان کرے۔ علامہ سرخسی نے گویا امام اعظم کی پہلی روایت کو لیا ہے اور ظاہر الروایۃ جس کو امام محمد نے ''کتاب الاصل'' میں ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ قلیل اور کثیر میں فرق کے بغیر ایک سال اعلان کرے اور یہی امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا قول ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر کسی تفصیل اور فرق کے بیان کیا: ''من التقط شیا فلیعرف سنة یعنی جس کو کوئی چیز ملی ہو وہ اس کا ایک سال اعلان کرے''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وحضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے، امام اعظم سے جو پہلی روایت ہے کہ دوسو درہم سے زیادہ سے لیکر دس درہم تک ایک سال اعلان کرے اور دس درہم سے کم میں جتنی مدت تک مناسب سمجھے اعلان کرے اس کی دلیل یہ ہے کہ جن روایات میں ایک سال اعلان کرنے کا ذکر ہے وہ اس لقطہ کے بارے میں ہیں جو ایک سو دینار تھا جو ایک ہزار درہم کے مساوی ہے اور دس درہم یا اس سے زیادہ کی مالیت کی وجہ یہ ہے کہ مہر کی کم از کم مقدار نصاب سرقہ یعنی دس درہم ہے، یعنی دس درہم شرعاً قیمتی مال ہے، کیونکہ اس کے عوض چور کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور فرج حلال ہو جاتی ہے اس لیے کہ دس درہم کی مالیت کے حکم کو بھی ایک ہزار درہم کے حکم کے ساتھ لاحق کر دیا اور دس درہم سے کم کو چونکہ یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے اس لیے اس کے اعلان کی مدت ایک سال نہیں رکھی بلکہ اس کو اعلان کرنے والے کی صوابدید پر چھوڑ دیا۔ (فتح القدیر، کتاب القطة، ج٦، ص١١٣)۔

کھیل کود کی حیثیت شریعت کی نظرمیں کیا ھے ؟

۴۔۔۔۔۔۔قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ یرتع ویلعب کو ابو عمرو اور ابن عامر نے دونوں صیغے جو متکلم یعنی نون کے ساتھ پڑھے ہیں اور عین کے جزم کے ساتھ پڑھا ہے، نرتع کو رتع ترتع رتعا سے مراد سرسبزی ہے، اس کلام سے ان کی مراد یہ تھی کہ ہم پھل کھائیں، دوڑیں، شکار کریں اور تیر اندازی کریں وغیرہ جو شریعت میں مباح ہیں۔ ابن کثیر نے دونوں صیغوں میں نون کے فتح کے ساتھ اور عین کی کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ اصل میں نرتعی تھا، یہ باب افتعال ہے اور رعی سے مشتق ہے (المظھری، ج٤، ص١٢)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے جابر کیا تو نے نکاح کر لیا''؟ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: ''کنواری سے نکاح کیا یا شادی شدہ سے''؟ عرض کی شادی شدہ سے، فرمایا: ''اگر کنواری عورت سے شادی کرتے کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی'' (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب اذھمت طائفتان منکم برقم٤٠٥٢: ص٦٨٦)۔

☆......حضرت عائشہ طیبہ طاہرہ سے روایت ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کے ساتھ سفر میں تھیں، آپ ﷺ نے حضرت عائشہ کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کیا، حضرت عائشہ آپ ﷺ سے آگے نکل گئیں، (بی بی عائشہ فرماتی ہیں) پھر جب میرا بدن بھاری ہو گیا تھا تو میں نے ایک بار پھر مقابلہ کیا، اس وقت نبی ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پچھلی بار کا بدلہ ہے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب :في السبق على الرجل، رقم:٢٥٧٨، ص ٤٨٢)۔

☆......حضرت عبداللہ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ جن گھوڑوں کو اضمار کیا گیا تھا ان کا مقابلہ نبی کریم ﷺ نے حفیاء سے لے کر ثنیۃ الوداع تک کرایا اور جن گھوڑوں کو اضمار نہیں کیا گیا تھا نبی کریم ﷺ نے ان کا مقابلہ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنو زریق تک کرایا، حضرت ابن عمر بھی ان لوگوں میں سے تھے جن کے درمیان مقابلہ کرایا گیا۔ (ابن ماجه، کتاب الجهاد، باب السبق والرهان، رقم: ٢٨٧٧، ص ٤٨٨)۔

اضمار: کا معنی یہ ہے کہ ایک مدت تک گھوڑے کو کھانے کے لیے معمول سے کم چارہ دیا جائے اور اس کو ایک کوٹھڑی میں بند کر کے رکھا جائے حتی کہ اس کو خوب پسینہ آئے، پھر اس کے بعد اس کو معمول کے مطابق چارہ دیا جائے۔

مانا کہ موجودہ دور میں گھوڑے کی سواری، تیر اکی اور نیزہ بازی سے جہاد نہیں ہوگا کہ دور سابق میں یہ کھیل اسی وجہ سے جائز قرار دیے گئے کہ مسلمان کھیل ہی کھیل میں جہاد کی تربیت حاصل کر لیں، بہر حال ہم نے آیات وروایات سے جان لیا کہ کھیل کونسا کھیلنا جائز ہے؟ اب موجودہ دور میں مسلمانوں کھیل تماشوں میں مصروف ہو کر نمازیں، روزے اور دیگر فرائض وواجبات کو ترک کر دینے کا حال بھی دیکھ لیں، بلکہ یہ بات زیادہ دکھ میں مبتلا کرتی ہے کہ جمعہ تک چھوڑ دیا جاتا ہے، اسلامی ملک میں مسلمان نماز جیسا اہم فریضہ چھوڑ دیں افسوس صد افسوس! مزید حیرت حکومتوں کی پالیسی پر ہے کہ عام تعطیل کا بھی اعلان کر دیا جاتا ہے۔ ایسا کھیل جن کی شریعت نے حمایت نہ کی، مزید اس کے ذریعے بے حیائی اور گناہ کبیرہ کا دروازہ کھلتا ہو دنیا وآخرت میں کس قدر نقصان کا پیش خیمہ بن سکتا ہے......!۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیشن گوئی:

۵......ایک قول یہ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ ایک بھیڑیا حضرت یوسف علیہ السلام پر حملہ آور ہوا ہے جس کی وجہ سے بتقاضائے بشریت وہ گھبرا گئے، ہو سکتا ہے کہ خوف کی وجہ سے ہو کہ حضرات انبیائے کرام کے دیکھے جانے والے خواب حقیقت پر محمول ہوتے ہیں یعنی انہیں خواب کے ذریعے کوئی رہنمائی ملنے والی ہوتی ہے، اسی وجہ سے خواب میں بھیڑیے کے دیکھنے کو دشمن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں میں سے کسی ایک کو بھیڑیے کی صورت میں دیکھا اور حضرت یعقوب جلیل القدر بزرگ تھے، کوئی نہ جان پایا کہ ان کا یہ خواب اپنی تعبیر کے اعتبار سے کس قسم میں داخل ہوتا ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام پر خواب کی تعبیر مخفی رہی جیسا کہ ان کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ان کے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کی تعبیر کہ بعد میں جنت سے مینڈھا آیا حالانکہ اس میں خطا والی کوئی بات نہ تھی، یہ قول ہمارے شیخ ابن العربی کا

ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ پہاڑ کی بلندی پر ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام وادی کے نیچے موجود ہیں کہ اچانک دس بھیڑیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو گھیر لیا، وہ انہیں پھاڑ کھانا چاہتے تھے پھر ایک نے ان کو ہٹایا پھر زمین پھٹ گئی اور حضرت یوسف علیہ السلام اس میں تین دن چھپے رہے۔ (روح المعانی ،الجزء الثانی عشر، ص ٥٣٢)۔

وحی سے مراد نبوت کی وحی ہے یا الہام ؟

۶......اکثر مفسرین کا قول ہے کہ درحقیقت اللہ عزوجل نے ان کی جانب وحی فرمائی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کے پاس بھیجا تا کہ وہ اندھے کنوئیں میں ان سے مانوس ہوجائیں، اور انہیں باہر نکلنے کی خوشخبری بھی دیں اور ان کے بھائیوں کو ان کے کیئے پر خبردار کریں اور بدلہ دیں اور یہ قول محقق کی ایک بہت بڑی جماعت کا ہے، ہاں اس میں اختلاف یہ ہے کہ جس وقت وحی کا سلسلہ ہوا حضرت یوسف علیہ السلام بالغ تھے یا نہیں چنانچہ بعض نے کہا کہ اس وقت وہ بالغ تھے اور ان کی عمر مبارک پندرہ سال تھی اور بعض کا قول یہ بھی ہے کہ کم سن تھے مگر اللہ عزوجل نے انہیں کامل، عاقل، ھدایت پر چلنے والا اور وحی کو قبول کرنے کے حوالے سے نیک بخت بنایا تھا جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی نبوت کا معاملہ ہے۔اگر کسی کے ذہن میں سوال آئے کہ اس وقت جب کہ وہ اندھے کنوئیں میں تھے انہیں نبی کیسے بنایا گیا؟ جب کہ نبوت ورسالت کا فائدہ تو تبلیغ سے حاصل ہوتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ اس بات میں تو انکار ہی نہیں کہ اللہ عزوجل نے انہیں وحی سے مشرف فرمایا اور نبوت کے ذریعے ان کا اکرام فرمایا اور اس وقت یہ سب کرنے کا فائدہ یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قلب انور کو اطمنان ہوجائے ،خوف، غم ووحشت کا ازالہ ہوجائے ، پھر جب تبلیغ رسالت کا وقت آئے گا تو تبلیغ کا حکم دیا جائے۔ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ﴿اوحینا الیه ﴾ سے الہام کرنا مراد ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿واوحی ربک الی النحل﴾ ﴿اوحینا الی ام موسی﴾ لیکن قول اول اولی ہے۔ (الخازن ،ج۲، ص ٥١٧)۔

صبر جمیل کے معنی وفضائل:

۷......صبر جمیل کے معنی ہیں ایسا صبر جس میں شکوہ شکایت اور جزع وفزع نہ ہو۔(البغوی، ص ٤٤٥)۔صبر کی دو اقسام ہیں: کبھی صبر جمیل ہوتا ہے اور کبھی غیر جمیل ہوتا ہے، صبر جمیل وہ ہوتا ہے جس میں بندہ کو یہ علم ہو کہ اس مصیبت کو نازل کرنے والا اللہ عزوجل ہے، پھر اس کا یہ ایمان ہو کہ اللہ مالک الملک ہے اور مالک اپنی ملک میں جو چاہے کرے اس پر کسی کو اعتراض کرنے کی اجازت نہیں ہے اور جب اس کے دل میں یہ یقین جاگزیں ہوجائے تو پھر وہ مصیبت میں شکایت کرنے سے اعراض کرے گا۔شکایت نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بندہ جب یہ جان لے گا کہ اللہ حکیم اور عالم ہے اور رحیم ہے اور جب وہ ان صفات سے موصوف ہے تو اس سے جو فعل بھی صادر ہوگا وہ حکمت کے مطابق اور درست ہوگا، پس اس وقت وہ مصیبت پر صبر وسکون سے رہے گا اور اس مصیبت پر اعتراض نہیں کرے گا۔(الرازی، ج٦، ص ٤٣١)۔

☆......☆ وھم احد عشر: مراد یہودا، روبیل، شمعون، لاوی، ریالون اور یشجر ہیں، ان کی والدہ کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب نے

ان کی خالہ بی بی راحیل سے نکاح کیا، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ دونوں بہنیں ایک ہی وقت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں جمع تھیں، ان سے بنیامین اور حضرت یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے، اور باقی چار بیٹے دان، نفتالی، جاد اور آشر فسن سر یتین زلفة وبلهة۔

الخطاء: یعنی دنیا کے کام اور معاملات میں، اس لئے کہ ہم قوت والے، بڑی عمر والے، اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مقابلے میں زیادہ منافع دینے والے ہیں، لیکن والد گرامی کی محبت ہم سے زیادہ نہیں، اور یہ واضح خطاء ہے، اور یہاں دینی خطاء مراد نہیں ہے، کیونکہ دینی خطاء کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ بان تتوبوا: یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو نقصان پہنچانے کے بعد اپنے فعل کی اصلاح کر لینا۔ لقائمون بمصالحه: یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت کرنے والا ہوں۔ بان نزعوا...... الخ: یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اندھے کنوئیں میں ڈالنے کا واقعہ بیان ہوا ہے، جس کا مختصر احاطہ یوں کیا جاتا ہے کہ بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو بہانے سے لے گئے اور مار پیٹ کر کر تا اتار کر اندھے کنویں میں ڈال دیا اور کرتے پر بھیڑیئے کا خون لگا دیا......، باقی ہم نے ماقبل حاشیہ نمبر ۱ اور ۲، میں بیان کیا ہے وہیں ملاحظہ کیجئے۔ وذھلوا عن شقه: بمعنی عن تمزیقه ہے، مطلب یہ ہے کہ جب بھیڑیا کسی انسان کو کھاتا ہے تو قمیص پہلے پھاڑتا ہے، اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ایسا کرنا بھول گئے۔ لماراه صحیحا: حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا: کتنا بردبار بھیڑیا تھا کہ میرے بیٹے کو کھا گیا اور قمیص سلامت ہے؟، ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ایک بھیڑیئے کو ساتھ لائے اور کہا کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کھایا ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بھیڑیئے سے استفسار فرمایا: کیا تو نے میرے بیٹے کو کھایا ہے اور میرے دل کا پھل لے لیا ہے؟ تو اللہ عزوجل نے اس بھیڑیئے کو قوت گویائی عطا فرمائی اور اس نے بیان دیا کہ: "خدا کی قسم میں نے آپ علیہ السلام کے بیٹے کو نہیں کھایا اور نہ ہی میں نے انہیں کبھی دیکھا ہے اور ہمارے لئے حلال نہیں کہ کبھی کسی نبی کے گوشت کو کھائیں"، حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بھیڑیئے سے کہا کہ تو کنعان کی سرزمین میں کیا کرنے آیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں (کسی معاملے میں) صلح رحمی کے لئے آیا تھا، یہ مجھے پکڑ کر آپ علیہ السلام کے پاس لے آئے"۔ لاجزع فیه: یہاں صبر جمیل کے بارے میں بیان کیا جا رہا ہے کہ صبر جمیل وہ ہوتا ہے جس میں واویلا نہ پایا جائے۔ ہم نے ماقبل حاشیہ نمبر ے کے تحت اس حوالے سے کلام کیا وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ فعلم به اخوته: جب دور سے بھائیوں نے دیکھا کہ کچھ قافلے والے لوگ کنوئیں کے سامنے جمع ہیں اور تو ان کے پاس آئے اور گمان کرتے تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام انتقال فرما گئے ہیں، پس جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زندہ کنوئیں سے باہر دیکھا، تو مارنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارا بھاگا ہوا غلام ہے اگر تم اسے خریدنا چاہو، پھر مالک بن ذعر خزاعی نے انہیں خرید لیا۔ منهم: یعنی بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلے والوں کو بیچ دیا۔ ناقص: کم قیمت میں، کہا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام کا وزن کیا گیا سونے، چاندی، مسک، حریر وغیرہ کے ذریعے اور آپ علیہ السلام کا وزن اس دور کے مطابق چار سو رطل تھا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس قسم کی کمائی حرام ہے، اس لئے کہ آزاد کی بیع کرنا حرام ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱٦٤ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۳

﴿وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰهُ مِنْ مِّصْرَ ﴾ وَهُوَ "قِطْفِیْرُ" الْعَزِیْزِ ﴿لِامْرَاَتِهٖۤ ﴾ زُلَیْخَا ﴿اَکْرِمِیْ مَثْوٰهُ ﴾ مَقَامَهٗ عِنْدَنَا ﴿عَسٰۤی اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ﴾ وَکَانَ حَصُوْرًا ﴿وَکَذٰلِکَ ﴾ کَمَا نَجَّیْنَاهُ مِنَ الْقَتْلِ وَالْجُبِّ وَعَطَفْنَا عَلَیْهِ قَلْبَ الْعَزِیْزِ ﴿مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ﴾ اَرْضَ مِصْرَ حَتّٰی بَلَغَ مَابَلَغَ ﴿وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ﴾ تَعْبِیْرِ الرُّؤْیَا عَطْفٌ عَلٰی مُقَدَّرٍ مُتَعَلِّقٍ "مَکَّنَّا" اَیْ لِنُمَکِّنَهٗ اَوِ الْوَاوُ زَائِدَةٌ ﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمْرِهٖ ﴾ تَعَالٰی لَا یُعْجِزُهٗ شَیْءٌ ﴿وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ ﴾ وَهُمُ الْکُفَّارُ ﴿لَا یَعْلَمُوْنَ (۲۱)﴾ ذٰلِکَ ﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ ﴾ وَهُوَ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً اَوْ وَثَلٰثٌ ﴿اٰتَیْنٰهُ حُکْمًا ﴾ حِکْمَةً ﴿وَّعِلْمًا ﴾ فِقْهًا فِی الدِّیْنِ اَنْ یُّبْعَثَ نَبِیًّا ﴿وَکَذٰلِکَ ﴾ کَمَا جَزَیْنَاهُ ﴿نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (۲۲)﴾ لِاَنْفُسِهِمْ ﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا ﴾ هِیَ زُلَیْخَا ﴿عَنْ نَّفْسِهٖ ﴾ اَیْ طَلَبَتْ مِنْهُ اَنْ یُّوَاقِعَهَا ﴿وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ ﴾ لِلْبَیْتِ ﴿وَقَالَتْ ﴾ لَهٗ ﴿هَیْتَ لَکَ ﴾ اَیْ هَلُمَّ وَاللَّامُ لِلتَّبْیِیْنِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِکَسْرِ الْهَاءِ وَاُخْرٰی بِضَمِّ التَّاءِ ﴿قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ ﴾ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ ﴿اِنَّهٗ ﴾ اَیِ الَّذِی اشْتَرَانِیْ ﴿رَبِّیْۤ ﴾ سَیِّدِیْ ﴿اَحْسَنَ مَثْوَایَ ﴾ مَقَامِیْ فَلَا اَخُوْنُهٗ فِیْ اَهْلِهٖ ﴿اِنَّهٗ ﴾ اَیِ الشَّاْنَ ﴿لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (۲۳)﴾ اَلزُّنَاةُ ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ﴾ قَصَدَتْ مِنْهُ الْجِمَاعَ ﴿وَهَمَّ بِهَا ﴾ قَصَدَ ذٰلِکَ ﴿لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُثِّلَ لَهٗ یَعْقُوْبُ فَضَرَبَ صَدْرَهٗ فَخَرَجَتْ شَهْوَتُهٗ مِنْ اَنَامِلِهٖ وَجَوَابُ "لَوْلَا" "لَجَامَعَهَا" ﴿کَذٰلِکَ ﴾ اَرَیْنَاهُ الْبُرْهَانَ ﴿لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ ﴾ اَلْخِیَانَةَ ﴿وَالْفَحْشَآءَ ﴾ اَلزِّنَاءَ ﴿اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ (۲۴)﴾ فِی الطَّاعَةِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِکَسْرِ اللَّامِ اَیِ الْمُخْتَارِیْنَ ﴿وَاسْتَبَقَا الْبَابَ ﴾ بَادِرًا اِلَیْهِ یُوْسُفُ لِلْفِرَارِ وَهِیَ لِلتَّشَبُّثِ فِیْهِ فَاَمْسَکَتْ ثَوْبَهٗ وَجَذَبَتْهُ اِلَیْهَا ﴿وَقَدَّتْ ﴾ شَقَّتْ ﴿قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَیَا ﴾ وَجَدَا ﴿سَیِّدَهَا ﴾ زَوْجَهَا ﴿لَدَا الْبَابِ ﴾ فَنَزَّهَتْ نَفْسَهَا ثُمَّ ﴿قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِکَ سُوْٓءًا ﴾ زِنًا ﴿اِلَّاۤ اَنْ یُّسْجَنَ ﴾ یُحْبَسَ اَیْ فِیْ سِجْنٍ ﴿اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۲۵)﴾ مُؤْلِمٌ بِاَنْ یُّضْرَبَ ﴿قَالَ ﴾ یُوْسُفُ مُتَبَرِّئًا ﴿هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ﴾ اِبْنُ عَمِّهَا، رُوِیَ اَنَّهٗ کَانَ فِی الْمَهْدِ ﴿اِنْ کَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ ﴾ شُقَّ ﴿مِنْ قُبُلٍ ﴾ قُدَّامٍ ﴿فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ (۲۶)﴾ ﴿وَاِنْ کَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ ﴾ خَلْفٍ ﴿فَکَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (۲۷)﴾ ﴿فَلَمَّا رَاٰ ﴾ زَوْجُهَا ﴿قَمِیْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ ﴾ اَیْ قَوْلُکِ "مَاجَزَاءُ مَنْ اَرَادَ" الخ ﴿مِنْ کَیْدِکُنَّ اِنَّ کَیْدَکُنَّ ﴾ اَیَّتُهَا النِّسَاءُ ﴿عَظِیْمٌ (۲۸)﴾ ثُمَّ قَالَ یَا ﴿یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ﴾ اَلْاَمْرِ وَلَا تَذْکُرْهُ لِئَلَّا یَشِیْعَ

﴿وَاسْتَغْفِرِیْ﴾ یَازُلَیْخَا ﴿لِذَنْبِکِ اِنَّکِ کُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِیْنَ(۲۹)﴾ اَلْاٰثِمِیْنَ ، وَاشْتَهَرَ الْخَبَرُ وَشَاعَ .

﴿ترجمہ﴾

اور مصر کے جس شخص نے (یعنی قطفیر عزیز نے) اسے خریدا......۱......وہ اپنی عورت (زلیخا) سے بولا انہیں عزت سے رکھو (ہمارے نزدیک اسے عزت کا مقام دو) شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے یا ان کو ہم بیٹا بنالیں (کیونکہ وہ نامرد تھا) اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے اسے قتل کئے جانے اور کنویں سے نجات بخشی اور عزیز کے دل کو ہم نے اس کی طرف مائل کردیا) ہم نے یوسف کو اس زمین میں (یعنی مصر میں) جماؤ دیا (حتی کہ وہ پہنچ گیا جہاں اسے پہنچنا تھا) اور اس سے کہ اسے باتوں کا انجام سکھائیں (یعنی خوابوں کی تعبیر دکھائیں مکنا، لنمکنہ مقدر سے متعلق ہے یا واو زائدہ ہے) اور اللہ (ﷻ) اپنے کام پر غالب ہے......۲......(کوئی شے اسے عاجز نہیں کرسکتی) مگر اکثر لوگ (اور اس سے مراد کفار ہیں) نہیں جانتے......۳......(اس بات کو) اور جب اپنی پوری قوت کو پہنچا......۴......(تیس یا تینتیس سال کا ہوا) ہم نے اسے حکم (یعنی حکمت) اور علم عطا فرمایا (یعنی دینی فقاہت عطا فرمائی ان کو نبی مبعوث کرنے سے پہلے ہی) اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے اسے صلہ دیا) ہم صلہ دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو (جو اپنی ذات پر احسان کرتے ہیں) اور وہ جس عورت کے گھر میں تھا اس نے اسے لبھایا......۵......(اور وہ عورت زلیخا تھی) کہ اپنا آپا نہ روکے (اس نے آپ علیہ السلام سے جماع کرنے کا مطالبہ کیا) اور دروازے (گھر کے) سب بند کردیئے اور بولی (ان سے) آؤ تمہیں سے کہتی ہوں (هیت لک بمعنی هلم ہے اور لک میں لام بنانیہ ہے، ایک قرأت میں هیت کو ھاء کے کسرہ کے ساتھ اور دوسری میں تاء مضموم کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کہا اللہ کی پناہ (میں اس سے اللہ ﷻ کی پناہ طلب کرتا ہوں) وہ (یعنی جس نے مجھے خریدا ہے) وہ تو میرا رب ہے (میرا آقا ہے) اس نے مجھے اچھی طرح رکھا (مجھے اچھا مقام دیا، میں اس کے اہل خانہ کے بارے میں خیانت نہیں کروں گا) بیشک ظالموں کا (یعنی زانیوں کا) بھلا نہیں ہوتا (انــہ میں ہ ضمیر شان ہے) اور بیشک عورت نے اس کا ارادہ کیا......۶......(اس سے جماع کروانے کا قصد کیا) اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا (اس کام کا قصد کرتا) اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا (حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ان کے سامنے حضرت یعقوب علیہ السلام کا مثالی جسم پیش کیا گیا، آپ علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سینے پر ضرب لگائی تو شہوت پوروں کے رستے نکل گئی لولا کا جواب لجامعها ہے) اسی طرح (ہم نے انہیں کھلی دلیل دکھلائی) کہ اس سے برائی (یعنی خیانت) اور بے حیائی (یعنی زنا) کو پھیر دیں بیشک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں (کہ ہماری فرماں برداری میں مخلص ہیں اور ایک قرأت میں مـخـلـصـیـن لام مکسور کے ساتھ ہے بمعنی چنے ہوئے) اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے (فرار کیلئے، حضرت یوسف علیہ السلام نے دروازے کی طرف دوڑ لگائی پس اس نے آپ علیہ السلام کے لباس کو پکڑ لیا اور اسے اپنی جانب کھینچا) اور عورت نے اس کا کرتا پیچھے سے چیر لیا (قـدت بمعنی شقت ہے) اور دونوں کو عورت کا سید (یعنی عورت کا شوہر) دروازے کے پاس ملا (پس اس نے اپنے نفس کو اس جرم سے منزہ ظاہر کیا

)بولی کیا سزا ہے اس کی جس نے تیری گھر والے سے بدی (یعنی زنا) کا ارادہ کیا مگر یہ کہ قید کیا جائے یا دکھ کی مار (یسجن بمعنی سجن ہے بمعنی قید کرنا، الیم بمعنی مولم ہے عذاب الیم کا معنی یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی برأت کو ظاہر کرتے ہوئے) کہا اس نے مجھ کو لبھایا کہ میں اپنی حفاظت نہ کروں اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی......ہے......(جو اس عورت کا چچازاد بھائی تھا، مروی ہے کہ وہ اسوقت جھولے میں تھا اس بچے نے کہا) اگر ان کا کرتا آگے سے چرا ہے (قبل بمعنی قدام ہے) تو عورت سچی ہے اور انہوں نے غلط کہا اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا (دبر بمعنی خلف ہے) تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے پھر جب اس نے (یعنی عورت کے شوہر نے) اس کا کرتا پیچھے سے چرا دیکھا بولا بیشک یہ (تمہارا یہ قول ما جزاء من اراد......الخ) تم عورتوں کا فریب ہے بیشک تمہارا فریب (اے عورتوں) بڑا ہے (پھر اس نے کہا اے) یوسف تم اس (معاملے) کا خیال نہ کرو (اور نہ اس کا کسی سے ذکر کرو تا کہ یہ بات نہ پھیلے) اور (اے زلیخا) تو اپنے گناہ کی معافی مانگ بے شک تو خطا کاروں (گناہگاروں) میں ہے (یہ خبر مشہور ہوگئی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الذی اشتراہ من مصر لامراتہ اکرمی مثوہ عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا﴾.

و: عاطفہ......قال: فعل......الذی اشتراہ من مصر: فاعل......لامراتہ: متعلق، ملکر قول......اکرمی مثوہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر مقولہ، عسی: فعل رجاء بااسم......ان: مصدریہ......ینفعنا او نتخذہ ولدا: جملہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکذلک مکنا لیوسف فی الارض ولنعلمہ من تاویل الاحادیث﴾.

و: عاطفہ......کذلک: ظرف مستقر صفت مفعول محذوف "تمکین" کیلئے......مکنا: فعل بافاعل......لیوسف: ظرف لغو اول......فی الارض: حال ہے "یوسف" سے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ......و: عاطفہ......لام: جار......نعلمہ......الخ: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، فعل محذوف "مکنا" کیلئے ای لنعلمہ مکنا۔

﴿واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون﴾.

و: مستانفہ......اللہ: مبتدا......غالب علی امرہ: شبہ جملہ خبر......ولکن اکثر......الخ: جملہ اسمیہ حال ہے "غالب" کے فاعل سے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولما بلغ اشدہ اتینہ حکما وعلما کذلک نجزی المحسنین﴾.

و: مستانفہ......لما: ظرفیہ شرطیہ......بلغ: فعل بافاعل......اشدہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط......اتینہ: فعل بافاعل ومفعول......حکما وعلما: مفعول بہ ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ......و: عاطفہ......کذلک: ظرف

مستقر صفت مفعول محذوف "جزاء" کیلئے...... نجزی المحسنین: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وراودته التی هو فی بیتها عن نفسه وغلقت الابواب وقالت هیت لک﴾.

و: عاطفہ، راودته: فعل بامفعول...... التی هو فی بیتها: فاعل، عن نفسه: ظرف لغو...... ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، غلقت: فعل بافاعل، الابواب: مفعول...... ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قالت: فعل بافاعل...... هیت: اسم فعل، لک: متعلق بااسم فعل، ملکر مقولہ، ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قال معاذ الله انه ربی احسن مثوای﴾.

قال: قول...... معاذ الله: مفعول مطلق "اعوذ" فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ...... ان: حرف مشبہ...... ہ: ضمیر اسم...... ربی: مبتدا...... احسن مثوای: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انه لا یفلح الظلمون ولقد همت به وهم بها لولا ان رابرهان ربه﴾.

ان: حرف مشبہ...... ہ: ضمیر اسم...... لایفلح...... الخ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ...... لقد: تحقیق...... همت به: فعل بافاعل ومتعلق ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ...... هم: فعل بافاعل...... بها: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ...... لولا: حرف تحضیض...... ان رابرهان ربه: جملہ بتاویل مصدر مبتدا، خبر محذوف "ماثل امامه" ملکر جملہ اسمیہ شرط، جواب لولا محذوف "لهم بها" ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کذلک لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصین﴾.

کذلک: ظرف مستقر صفت ہے مصدر محذوف "التثبیت" کیلئے، ای مثل ذلک التثبیت ثبتناہ، لام: جار، نصرف: فعل بافاعل، عنه: ظرف لغو...... السوء والفحشاء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر "ثبتناہ" کے متعلق، ثبتناہ فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ اسمیہ، ان: حرف مشبہ...... ہ: ضمیر اسم، من: جار...... عبادنا المخلصین: مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واستبقا الباب وقدت قمیصه من دبر﴾.

و: عاطفہ...... الفیا: فعل بافاعل...... الباب: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ "لقد همت به" پر عطف،...... و: عاطفہ، قدت: فعل بافاعل...... قمیصه: مفعول...... من دبر: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿والفیا سیدها لدا الباب قالت ما جزاء من اراد باهلک سوء االا ان یسجن او عذاب الیم﴾.

و: عاطفہ، الفیا: فعل بافاعل، سیدها: مفعول، لدا الباب: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، قالت: قول، ما: نافیہ، جزاء: مضاف، من اراد...... الخ: مضاف الیہ، ملکر مبتدا، الا: للحصر، ان یسجن: معطوف علیہ، او عذاب الیم: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ۔

﴿قال هی راودتنی عن نفسی وشهد شاهد من اهلها﴾.

قال : قول......هي: مبتدا...... راودتني عن نفسي: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ...... و : عاطفہ......شهد: فعل......شاهدمن اهلها: مرکب توصیفی فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان كان قميصه قد من قبل فصدقت وهو من الكذبين﴾.

ان : شرطیہ...... كان: فعل ناقص......قميصه: اسم......قدمن قبل: جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ...... صدقت: فعل ھی ضمیر ذوالحال......وهو من الكاذبين: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط۔

﴿وان كان قميصه قد من دبر فكذبت وهو من الصدقين﴾. اس کی مماثل ترکیب ماقبل دیکھ لیں۔

﴿فلما را قميصه قد من دبر قال انه من كيدكن ان كيدكن عظيم﴾.

ف: عاطفہ،لما: حینیہ......را: فعل بافاعل......قميصه: مفعول،قد من دبر: جملہ حال ہے مفعول سے،ملکر جملہ فعلیہ شرط،قال: قول،انه من كيدكن: جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جواب شرط......ان: حرف مشبہ...... كيدكن: اسم،عظيم:خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يوسف اعرض عن هذا واستغفرى لذنبك انك كنت من الخطئين﴾.

يوسف: جملہ ندائیہ......اعرض عن هذا: جملہ فعلیہ مقصود بالنداء...... و: عاطفہ......استغفرى : فعل بافاعل...... لذنبك: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ......ان: حرف مشبہ...... ك: ضمیر اسم......كنت من الخاطئين: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت یوسف علیہ السلام کے خریدار کون تھے؟

۱......تفسیر قرطبی میں ہے ضحاک کا قول ہے کہ جس شخص نے شہر مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا وہ بادشاہ وقت تھا،اس کا لقب عزیز تھا اور سہیلی کا قول ہے کہ نام قطفیر تھا،امام ابو اسحٰق کا قول ہے کہ اس کا نام اطفیر بن رو حیب تھا،اس نے اپنی بیوی کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا جس کا نام راعیل تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا نام زلیخا تھا۔اللہ عزوجل نے عزیز کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت ڈال دی تھی لہذا اس نے اپنی بیوی کو وصیت کی کہ اس کو تعظیم و تکریم سے رکھے،حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس شخص نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا وہ مصر کے بادشاہ کا وزیر قطفیر تھا اور مصر کا بادشاہ الریان بن ولید تھا اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کا نام الولید بن ریان تھا اور یہی راجح قول ہے،وہ عمالقہ کی قوم سے تھا اور ایک قول یہ ہے کہ وہی حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے کا فرعون تھا کیونکہ حضرت موسی علیہ السلام کے زمانہ کے ایک شخص نے فرعون کے دربار میں کہا تھا: ﴿ولقد جاء كم يوسف من قبل بالبينات (المؤمن:٣٤) یعنی اور اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف دلائل کے ساتھ آچکے ہیں﴾۔فرعون نے چار سو سال زندگی پائی،اور ایک قول کے مطابق حضرت موسی علیہ السلام کے دور کا فرعون حضرت یوسف علیہ السلام کے دور کے فرعون کی اولاد سے تھا،اور یہ عزیز

نامی شخص جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا بادشاہ کے خزانوں کا مالک تھا، اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مالک بن دعر سے بیس دینار میں خریدا تھا اور ایک حلہ اور نعلین زائد دی تھیں، اور ایک قول یہ ہے کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلہ والوں سے خریدا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ قافلے والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قیمت بڑھادی تھی، ان کی قیمت میں مشک، عنبر، ریشم، چاندی، سونا، موتی اور جواہر تھے جن کی مالیت اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قطفیر نے مالک بن دعر کو یہ قیمت دے کر حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا۔

حضرت وہب بن منبہ اور حضرت وہب کا بیان ہے کہ جب مالک بن دعر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں سے خریدا تو انہوں نے ایک دوسرے کو دستاویز لکھ کر دی، مالک بن دعر نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے فلاں فلاں بیٹے سے یہ غلام بیس درہم کے عوض خریدا ہے اور ان کے بھائیوں نے یہ شرط عائد کر دی تھی کہ یہ بھاگا ہوا غلام ہے اور اس کو زنجیروں اور بیڑیوں میں باندھ کر رکھا جائے اور انہوں نے اس معاملے پر اللہ عزوجل کو گواہ بنایا تھا، رخصتی کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا: اللہ تمہاری حفاظت کرے، ہر چند کہ تم نے مجھے ضائع کر دیا، اللہ تمہاری مدد کرے ہر چند کے تم نے مجھے رسوا کیا ہے، اور اللہ تم پر رحم فرمائے اگر چہ تم نے مجھ پر رحم نہیں کیا، انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زنجیروں اور بیڑیوں سے باندھ کر ننگے پالان پر بٹھایا جب وہ قافلہ آل کنعان کی قبروں کے پاس سے گزرا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے خود کو اپنی والدہ کی قبر پر گرادیا اور ان کی قبر پر لوٹ پوٹ ہونے لگے، اور ان کی قبر سے لگ گئے اور اضطراب سے کہنے لگے: اے میری والدہ ماجدہ! سر اٹھا کر اپنے بیٹے کو دیکھیے، وہ کس طرح زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، گلے میں غلامی کا طوق پڑا ہوا ہے، بھائیوں نے والد سے جدا کر دیا ہے، اللہ عزوجل سے دعا کیجیے کہ اللہ عزوجل ہمیں اپنی رحمت کے ٹھکانے میں جمع فرمائے، بیشک وہ سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ ادھر جب اُس حبشی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پالان پر نہیں دیکھا تو وہ پیچھے دوڑا، اس نے دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک قبر کے پاس ہیں۔ اُس حبشی نے اپنے پیر سے زمین پر ٹھوکر ماری اور حضرت یوسف علیہ السلام کو خاک میں لوٹ پوٹ کر دیا اور آپ علیہ السلام کو دردناک مار لگائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا: **"مجھے مت مارو، اللہ کی قسم میں بھاگا نہیں تھا، جب میں اپنی ماں کی قبر کے پاس سے گزرا تو چاہا کہ الوداع کہوں، اور اب دوبارہ ایسا نہیں کروں گا جو تمہیں ناپسند ہو"۔** حبشی نے کہا: اللہ کی قسم! تو بہت بُرا غلام ہے (معاذ اللہ)، تو کبھی اپنے باپ کو پکارتا ہے کبھی اپنی ماں کو، تو نے اپنے مالکوں کے سامنے ایسا کیوں نہیں کیا؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کی: اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میرے یہ کام خطا ہیں تو میں اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے اور مجھ پر رحم فرما، تب آسمان کے فرشتوں نے چیخ و پکار کی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اے یوسف علیہ السلام! اپنی آواز کو پست رکھیں، آپ علیہ السلام نے تو آسمان کے فرشتوں کو رلا دیا، کیا آپ علیہ السلام یہ چاہتے ہیں کہ میں زمین کا اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر کے اس زمین کو الٹ پلٹ کر دوں! حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: **"اے جبرائیل ٹھہرو! بیشک اللہ حلیم ہے جلدی نہیں کرتا،** تو جبرائیل امین علیہ السلام نے

زمین پر اپنا پَر مارا اور زمین پر اندھیرا چھا گیا اور گرد وغبار اڑنے لگی، سورج کو گہن لگ گیا اور قافلہ والوں کا حال یہ ہو گیا کہ کوئی ایک دوسرے کو پہچان نہیں رہا تھا، قافلہ کے سردار نے کہا: تم میں سے کسی نے ضرور کوئی ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہیں کیا گیا تھا، میں اتنے طویل عرصہ سے اس علاقہ میں سفر کر رہا ہوں، اور میرے ساتھ کبھی اس قسم کا معاملہ پیش نہیں آیا، تب اس حبشی غلام نے کہا میں نے اس عبرانی غلام کو ایک تھپڑ مارا تھا، تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا کی، معلوم نہیں اس نے کیا دعا کی، ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے ہمارے خلاف دعا کی۔ سردار نے کہا: تو نے ہمارے لیے ہلاکت کا سامان کر دیا، جاؤ اس عبرانی غلام کو ہمارے پاس لے آؤ، وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو لے آیا، سردار نے ان سے کہا اولڑکے! اس حبشی نے تم کو تھپڑ مارا جس کے نتیجے میں ہم پر وہ عذاب آیا جو تم دیکھ رہے ہو، اگر تم بدلہ لینا چاہتے ہو تو جس سے چاہو بدلہ لے لو اور اگر معاف کرنا چاہو تو تم سے یہی توقع ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں اس امید پر معاف کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل مجھے معاف فرمائے گا، اسی وقت غبار چھٹ گیا اور سورج ظاہر ہو گیا مشرق و مغرب میں روشنی پھیل گئی اور وہ سردار صبح وشام حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت کرتا تھا اور آپ علیہ السلام کی تعظیم کرتا حتی کہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر پہنچے اور آپ علیہ السلام نے دریائے نیل میں غسل کیا اور اللہ عزوجل نے ان سے سفر کی تھکاوٹ دور کر دی اور ان کا حسن وجمال لوٹا دیا۔ وہ سردار حضرت یوسف علیہ السلام کو لے کر دن میں شہر میں داخل ہوئے اور ان کے چہرے کا نور شہر کی دیواروں پر پڑ رہا تھا انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لیے پیش کیا تو بادشاہ قطفیر نے انہیں خریدا۔ ایک قول یہ ہے کہ بادشاہ مرنے سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے دین کی اتباع کی، پھر جن دنوں حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے خزانوں پر مامور ہوئے وہ بادشاہ مر گیا اور اس کے بعد قابوس نامی بادشاہ ہوا جو کہ کافر تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اُسے دعوت اسلام دی تو اس نے انکار کر دیا۔ (الجامع الاحکام القران معروف تفسیر قرطبی، الجزء التاسع، ص ۱۳۶)۔

امر الٰہی کے غالب آنے سے کیا مراد ہے؟

۲.....امر الٰہی کے غالب آنے کے دو معانی ہیں ایک یہ کہ اللہ عزوجل کا امر انسانی دلوں پر غالب آتا ہے یعنی اس کا حکم، اس کی محبت اور اس کی طلب (مغفرت وجزا)، دوسرا یہ کہ اس کا امر انسانی دل پر غالب آتا ہے بحیثیت صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے جذبات کا رونما ہونا، فناء و بقاء من جانب اللہ عزوجل ہونے کے اعتبار سے، للہ فی اللہ تصرفات کا پایا جانا، انسانی اَنا تو فانی ہے باقی رہنے والی ذات تو فقط اللہ ہی کی ہے۔ (روح البیان، ج ٤، ص ۳۰۱)۔

متذکرہ آیت ﴿ولکن اکثر......﴾ میں علم سے مراد:

۳.....علامہ اسماعیل حقی نے علم کی دو اقسام بیان کی ہیں: علم شرعی اور علم حقیقی، اور ان دونوں علوم کا جدا مقام و مرتبہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کونسا عمل افضل ہے؟ جواب ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی معرفت کا علم''۔ استفسار ہوا دوسرے

نمبر پر کونسا علم افضل ہے؟ جواب ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت کا علم''۔ پوچھا گیا کہ ہمیں ایسے عمل کے بارے میں بتائیں جو علم کے بغیر واجب ہوں؟ ارشاد فرمایا: ''علم کی موجودگی میں چھوٹا سا عمل بھی فائدہ دے گا اور جہالت کے ساتھ تو بڑا عمل بھی فائدہ نہیں دیتا''۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت کا علم باطن کے تصفیہ اور دل کی پاکیزگی کے بغیر ممکن نہیں اور یہی اکابرین کا دلوں کی اصلاح اور بھیدوں کے حوالے سے مطمع نظر تھا نہ کہ ظاہری دلوں کی عمدگی و درستگی کی وجہ سے اس لیے کہ دلوں کی ظاہری حالت پر مخلوق کی نظر ہوتی ہے جب کہ باطن پر حق عَزَّوَجَلَّ کی نظر ہوتی ہے اور اصلاح حق عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے باطن پر کرم فرمائی ہو جائے یہ مخلوق کی جانب سے ظاہر پر کرم فرمائی سے زیادہ بہتر ہے۔ حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو علم دیئے جانے سے مراد حکمت عملی اور نظری ہے اور اصحاب ریاضات اور مجاہدات پہلے حکمت عملی کی جانب توجہ فرماتے ہیں پھر حکمت نظری کی جانب ترقی فرماتے ہیں، اور اصحاب افکار و انظار پہلے حکمت نظری کی جانب توجہ فرماتے ہیں اس کے بعد حکمت عملی کی جانب راہ یاب ہوتے ہیں اور حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کا طریقہ کار یہ تھا کہ اولاً آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے بھائیوں کے مکر و فریب اور آزمائش و محن پر صبر سے کام لیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فتح کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے۔ حاصل کلام یہ کہ حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام طریقۃ السالک المجذوب کے راستے پر چلے نہ کہ طریقۃ المجذوب السالک کے راستے پر، پس اولی یہ ہے کہ حضرات انبیائے کرام اور اولیائے عظام کا یہی طریقہ رہا ہے جو حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنایا۔ (روح البیان، ج٤، ص ٢٠٣)۔

پختہ عمر کونسی ہوتی ہے؟

۴...... امام ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: اشد کے معنی ہیں قوت و شباب کا اپنے کمال تک پہنچنا، ہو سکتا ہے کہ اس وقت حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی عمر مبارک اٹھارہ سال ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت ان کی عمر یا کہ بیس سال یا تینتیس سال ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب میں اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیث میں ان کی عمر کی تعین نہیں پائی جاتی اور نہ ہی عمر کی تعین پر امت کا اجماع ہے لہٰذا مراد یہی ہونا چاہیے کہ جب وہ اپنی قوت و شباب کی انتہاء کو پہنچ گئے کہ یہی معنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اشد کے کیے ہیں۔ (جامع البیان، الجزء الثانی عشر، ص ۲۱۱)۔

بی بی زلیخا کا حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو اپنی طرف مائل کرنا:

۵...... حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام حسن و جمال کی انتہاء پر تھے اور جوانی کی انتہاء پر پہنچ چکے تھے، جب وہ عورت حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو سات کمروں کے پیچھے ایک کوٹھری میں لے گئی اور ہر کمرہ کا دروازہ بند کر کے تالا لگاتی رہی تو حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو اپنی جانب مائل کرنے کے لیے کہنے لگی اے یوسف! تمہارے بال کتنے حسین ہیں؟ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ''سب سے پہلے میرے جسم کے بال الگ ہوں گے''، اس نے کہا: تمہاری آنکھیں کتنی حسین ہے، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ''سب سے پہلے میرے جسم سے یہ آنکھیں بہہ جائیں گی''، اس نے کہا: کتنا حسین چہرہ ہے؟ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ''اس کو مٹی کھا جائے گی''، اس نے کہا: تمہاری صورت کتنی اچھی ہے، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ''میرے رب نے یہ صورت رحم میں بنائی تھی''، اس نے کہا: اے یوسف! تمہاری صورت میرے جسم میں حلول کر چکی ہے،

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اس میں شیطان تمہاری معاونت کر رہا ہے''، اس نے کہا: میں نے تمہارے لیے ریشم کا بستر بچھایا ہے، اٹھو اور میری خواہش پوری کرو، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''پھر جنت سے میرا حصہ جاتا رہے گا''، اس نے کہا: میرے ساتھ چھپ جاؤ، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''میرے رب سے کوئی چیز نہیں چھپ سکتی''، وہ اسی طرح آپ علیہ السلام کو مائل کرتی رہی اور آپ علیہ السلام اس سے گریز فرماتے رہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ عورت ہمیشہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی جانب مائل کرتی رہی اور اللہ عزوجل حضرت یوسف علیہ السلام پر نبوت کی ہیبت ڈال دیتا اور ہر عورت پر ہیبت ڈالی دی جاتی جو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھتی۔ (الجامع الاحکام القرآن ،الجزء التاسع، ص ۱٤۲)

ھَمّ کے معنی :

۶......کسی چیز کی جانب دل کا مائل ہونا چہ جائے کہ وہ کام صحیح ہو یا نہ ہو۔(التعریفات، ص ۲۰۲) ۔علامہ اصفہانی فرماتے ہیں :ھم اس فکر کو کہتے ہیں جس سے انسان گھلتا رہتا ہے، کہا جاتا ہے کہ ھممت الشحم یعنی میں نے چربی کو پگھلا دیا ہے، اور ھم کا معنی یہ بھی ہے کہ دل میں کسی چیز کا قصد کرنا، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ﴿اذ ھم قوم این یبسطوا الیکم ایدیھم یعنی جب ایک قوم نے یہ قصد کیا کہ وہ لڑنے کے لیے تمہاری طرف ہاتھ بڑھائیں (المائدہ: ۱۱)﴾ (المفردات، ص ۵۲۳) اہل حقائق فرماتے ہیں کہ ھم کی دو اقسام ہیں (۱) ھم ثابت :وہ ارادہ جو ثابت ہوتا ہے جس کے ساتھ عزم، رضا اور پختہ عقد ہوتا ہے جیسے عزیز مصر کی بیوی کا ارادہ تھا۔ (۲) ھم عارض :جیسے ایسا خیال جس میں عزم اور اختیار نہیں ہوتا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا ارادہ تھا، اس خیال پر بندے کا مواخذہ نہیں ہوتا جب تک کلام نہ کرے یا عمل نہ کرے۔ (المظھری ، ج ٤، ص ۱۹)۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ فرماتا ہے، جب میرا بندہ نیکی کا ھم یعنی قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو میں اس کی ایک نیکی لکھ دیتا ہوں اور جب وہ اس نیکی پر عمل کرے تو میں اس کی دس سے لے کر سات سو تک نیکیاں لکھ دیتا ہوں اور اس کی دگنی تک، اور اگر میرا بندہ معصیت کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو میں اس کی وہ معصیت نہیں لکھتا اور اگر وہ اس معصیت پر عمل کرے تو میں اس کی صرف ایک معصیت لکھتا ہوں۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تجاوز اللہ عن حدیث برقم:۱۲۸، ص ۸۲)۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی پر شہادتیں:

ے......علامہ رازی فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی پر کئی شواہد ہیں۔(۱) حضرت یوسف علیہ السلام بظاہر عزیز مصر کے غلام تھے اور غلام کا اپنے مالک پر اس حد تک تصرف وتسلط نہیں ہوتا لہذا وہ اس کی عزت وناموس پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔(۲) عزیز مصر اور اس کے چچازاد بھائی نے دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بہت تیزی سے دروازے کی طرف باہر نکلنے کے لیے بھاگ رہے تھے اور عورت ان کے پیچھے بھاگ رہی تھی اس سے واضح پتہ چلتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس سے جان چھڑانا چاہتے ہیں اور عورت

ان کے درپے تھی، اگر حضرت یوسف علیہ السلام اس عورت کے درپے ہوتے تو معاملہ برعکس ہوتا۔(۳) عزیز مصر اور اس عورت کے چچازاد نے دیکھا کہ اس عورت نے مکمل طور پر بناؤ سنگھار کر رکھا تھا اور خود کو بنایا اور سنوارا ہوا تھا جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زینت اختیار کرنے والی کوئی بات اختیار نہ کی تھی بلکہ وہ معمول کے مطابق حالت میں تھے، پتہ چلا کہ بُرائی کی دعوت دینے والی عورت تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام اس سے اپنا دامن بچانے والے تھے۔(۴) عزیز مصر نے مشاہدہ کیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک طویل مدت ان کے پاس رہے اور انہوں نے ہمیشہ حضرت یوسف علیہ السلام کو صداقت وشرافت کا پیکر پایا اور کبھی ان میں غیر شائستہ اور غیر متوازن کام نہیں دیکھا اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی کی واضح شہادت ہے۔(۵) حضرت یوسف علیہ السلام نے نہایت بے باکی اور بے دھڑک دوٹوک الفاظ میں کہا کہ: **یہ مجھے اپنی طرف راغب کر رہی تھیں** جب کہ اس عورت نے مبہم اور مجمل کلام کیا اور کہا: اس شخص کی کیا سزا ہونی چاہیے جو آپ کی اہلیہ کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے کیونکہ مجرم بہرحال اپنے دل میں ڈرتا ضرور ہے۔(۶) یہ بھی کہا گیا کہ اس عورت کا خاوند عاجز تھا یعنی نامرد تھا اور اس عورت میں طلب شہوت کے مکمل آثار تھے لہذا اس فتنہ کی اس عورت کی طرف نسبت کرنا ہی زیادہ مناسب تھا اور یہ بھی کہ تمام قرائن حضرت یوسف علیہ السلام کی صداقت پر دلالت کرتے تھے اور اس عورت کو مجرم ثابت کرتے تھے اس لیے عزیز مصر نے توقف اور سکوت کیا کیونکہ اس نے جان لیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور یہ عورت جھوٹی ہے، پھر اللہ عزوجل نے حضرت یوسف علیہ السلام کی صداقت پر ایک اور دلیل ظاہر فرمائی کہ جس سے یہ قرائن کہ حضرت یوسف علیہ السلام ہی سچ کہہ رہے اور زیادہ قوی ہو گئے اور وہ شہادت یہ کہ اس عورت کے گھر سے یہ گواہی ملی کہ اگر قمیص آگے سے پھٹی ہے تو عورت سچی ہے اور پیچھے سے پھٹی ہے تو حضرت یوسف سچے ہیں۔ گواہی کے بارے میں تین اقوال پائے جاتے ہیں، **پہلا قول:** گواہی دینے والا بی بی زلیخا کا چچازاد بھائی تھا اور حکمت ودانائی والا شخص تھا اور قمیص کے آگے یا پیچھے سے پھٹنے کی گواہی دی جس پر عزیز مصر کا بیان شاہد ہے کہ ﴿یوسف اعرض عن ھذا﴾ یعنی اس معاملے سے اعراض کیجئے اور اسے پردہ میں رکھئے اور اپنی بی بی سے کہا ﴿استغفری لذنبک﴾۔ **دوسرا قول:** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سعید بن جبیر اور ضحاک سے منقول ہے کہ گواہی دینے والا بچہ تھا جسے اللہ عزوجل نے جھولے میں قوت گویائی عطا فرمائی، حضرت ابن عباس سے یہ قول بھی مروی ہے کہ جھولے میں چار بچوں نے کلام کیا جن کے نام یہ ہیں ماشطۃ بنت فرعون، عیسیٰ ابن مریم، صاحب جریج ،شاہد یوسف۔ **تیسرا قول:** باعتبار عرف یہ گواہی رونما نہ ہوئی بلکہ اس گواہی کا بیان ماقبل واقعہ کے بیان پر منحصر ہے، ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ گواہی حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص نے دی۔ (الرازی، ج۶، ص ۴۴۵)۔

☆......☆ **لا یعجزہ شیء:** یعنی اللہ عزوجل جو چاہے حکم فرمائے اور جو چاہے کرے، اسے اس کی قضاء سے کوئی نہیں روک سکتا۔ **وکان حصورا:** یعنی عورتوں کے پاس نہ آئے تھے، یا عقیم تھے۔ **حکمۃ:** مراد علم وعمل ہے۔ **قصدت منہ الجماع:** مراد عزم بالجزم ہے۔ **قصد ذلک:** بشری طبیعت کا تقاضا ہے کہ وہ بغیر رضا وعزم صمیم کے کسی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتی، جیسا کہ انسان

حالت روزہ میں ٹھنڈے پانی کی مائل نہیں ہوتا، کیونکہ اسے اس کے دین نے حالت روزہ میں پانی پینے سے منع کیا ہے، اسی وجہ سے انسان پیاس برداشت کرتے ہوئے پانی کو حاصل نہیں کرتا اور نفس کی مخالفت کرتے ہوئے ثواب کی جانب توجہ کرتا ہے، اگرچہ طبیعت پانی کی جانب مائل ہوتی ہو، اللہ ﷻ شہوات کو ترک کرنے والے نوجوان کی مدح سرائی فرماتا ہے ﴿واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هى الماوى ﴾۔ (الصاوی، ج۳، ص۱۶۹ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۴

﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِى الْمَدِيْنَةِ ﴾ مَدِيْنَةِ مِصْرَ ﴿امْرَاَةُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا ﴾ عَبْدَهَا ﴿عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ﴾ تَمْيِيْزٌ ، اَىْ دَخَلَ حُبُّهٗ شَغَفَ قَلْبِهَا ، اَىْ غِلَافَهٗ ﴿اِنَّا لَنَرٰهَا فِىْ ضَلٰلٍ ﴾ اَىْ فِىْ خَطَاٍ ﴿مُّبِيْنٍ (۳۰)﴾ بَيِّنٍ بِحُبِّهَا اِيَّاهُ ﴿فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ ﴾ غِيْبَتِهِنَّ لَهَا ﴿اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ ﴾ اَعَدَّتْ ﴿لَهُنَّ مُتَّكَاً ﴾ طَعَامًا يُقْطَعُ بِالسِّكِّيْنِ لِلْاِتِّكَاءِ عِنْدَهٗ وَهُوَ الْاُتْرُجُّ ﴿وَّ اٰتَتْ ﴾ اَعْطَتْ ﴿كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ ﴾ لِيُوْسُفَ ﴿اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ ﴾ اَعْظَمْنَهٗ ﴿وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ﴾ بِالسَّكَاكِيْنِ وَلَمْ يَشْعُرْنَ بِالْاَلَمِ لِشَغْلِ قَلْبِهِنَّ بِيُوْسُفَ ﴿وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ ﴾ تَنْزِيْهًا لَهٗ ﴿مَا هٰذَا ﴾ اَىْ يُوْسُفُ ﴿بَشَرًا اِنْ ﴾ مَا ﴿هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (۳۱)﴾ لِمَا حَوَاهُ مِنَ الْحُسْنِ الَّذِىْ لَا يَكُوْنُ عَادَةً فِى النَّسَمَةِ الْبَشَرِيَّةِ وَفِى الْحَدِيْثِ "اَنَّهٗ اُعْطِىَ شَطْرَ الْحُسْنِ" ﴿قَالَتْ ﴾ اِمْرَاَةُ الْعَزِيْزِ لَمَّا رَاَتْ مَا حَلَّ بِهِنَّ ﴿فَذٰلِكُنَّ ﴾ فَهٰذَا هُوَ ﴿الَّذِىْ لُمْتُنَّنِىْ فِيْهِ ﴾ فِىْ حُبِّهٖ بَيَانٌ لِعُذْرِهَا ﴿وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ﴾ اِمْتَنَعَ ﴿وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ ﴾ بِهٖ ﴿لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ (۳۲)﴾ اَلذَّلِيْلِيْنَ فَقُلْنَ لَهٗ اَطِعْ مَوْلَاتَكَ ﴿قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَىَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِىْۤ اِلَيْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّىْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ ﴾ اَمِلْ ﴿اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ ﴾ اَصِرْ ﴿مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ (۳۳)﴾ اَلْمُذْنِبِيْنَ وَالْقَصْدُ بِذٰلِكَ الدُّعَاءُ فَلِذَا قَالَ تَعَالٰى ﴿فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ ﴾ دُعَاءَهٗ ﴿فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ ﴾ لِلْقَوْلِ ﴿الْعَلِيْمُ (۳۴)﴾ بِالْفِعْلِ ﴿ثُمَّ بَدَا ﴾ ظَهَرَ ﴿لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ ﴾ اَلدَّالَّاتِ عَلٰى بَرَاءَةِ يُوْسُفَ اَنْ يَّسْجُنُوْهُ دَلَّ عَلٰى هٰذَا ﴿لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى ﴾ اِلٰى ﴿حِيْنٍ (۳۵)﴾ يَنْقَطِعُ فِيْهِ كَلَامُ النَّاسِ فَسُجِنَ .

﴿ترجمہ﴾

غلام کا دل لبھاتی ہے (فتھا بمعنی عبدھا ہے) بیشک ان کی محبت اس کے دل میں پیر گئی ہے......(حبا تمییز بن

رہا ہے معنی یہ ہے کہ ان کی محبت اس کے دل کے غلاف میں داخل ہو چکی ہے شغاف بمعنی غلاف ہے) ہم تو اسے صریح گمراہی (یعنی کھلی خطاء) میں پاتے ہیں (اس کے اپنے غلام سے محبت کرنے کی وجہ سے) تو جب زلیخا نے ان کا مکر سنا (اس نے ان کی اس غیبت کو سنا) تو ان عورتوں کو بلا بھیجا اور ان کیلئے مسندیں تیار کردیں......۲ ۔(یعنی ایسا کھانا بنوایا جسے چھری کے مدد سے کاٹ کر کھایا جاتا تھا اس کو کھاتے وقت ٹیک لگایا جاتا تھا اس لئے اسے متکاءا کہا جاتا ہے، مراد اس سے اترج ہے) اور ان میں ہر ایک کو ایک چھری دی (اتت بمعنی اعطت ہے) اور کہا (حضرت یوسف علیہ السلام سے) ان پر نکل آؤ جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں (ان کی عظمت بیان کرنے لگیں) اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے (چھریوں سے اور دلوں کے دیدار یوسفی علیہ السلام میں مشغول ہونے کے سبب انہیں درد کا بھی احساس نہ ہوا) اور بولیں اللہ کو پاکی ہے (وہ منزہ ہے) یہ (یوسف علیہ السلام) تو جنس بشر سے نہیں یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ......۳ ۔(ان بمعنی ما نافیہ ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ آپ علیہ السلام کو نصف حسن عطا کیا گیا تھا) کہا (عزیز کی بیوی نے جب اس نے دیکھ لیا وہ معاملہ جوان کے ساتھ ہوا) تو یہ ہیں وہ (یہ وہی ہیں) جن پر تم مجھے طعنہ دیتی تھیں (جن کی محبت میں گرفتار ہونے پر تم مجھے طعنہ دیتی تھی زلیخا یہاں اپنا عذر بیان کررہی ہیں) اور بیشک میں نے ان کا جی لبھانا چاہا تو انہوں نے اپنے آپ کو بچالیا (انہوں نے منع کردیا) اور بیشک اگر وہ یہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں پڑیں گے اور وہ ضرور ذلت اٹھائیں گے (یعنی ذلیلوں میں سے) ہو جائیں گے (یہ سن کر ان عورتوں نے کہا اپنی مالکن کی بات مان لے) یوسف نے عرض کی اے میرے رب مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اس کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہوں گا اور نادانوں (یعنی گناہگاروں) میں سے ہو جاؤنگا......۴ ۔(اصب بمعنی امل ہے اور اکن بمعنی اصر ہے اس عرض سے آپ علیہ السلام کا مقصود دعا تھا اسی وجہ سے اللہ جل جلالہ نے فرمایا) تو اس کے رب نے (اس کی دعا) سن لی اور اس سے عورتوں کا مکر پھیر دیا بیشک وہی سننے والا ہے (قول کو) اور جاننے والا ہے (فعل کو) پھر ظاہر ہوا (بدا بمعنی ظھر ہے) ان کے لیے نشانیاں دیکھ لینے کے بعد (جوان کی برأت پر دلالت کررہی تھیں کہ وہ انہیں قید خانہ میں ڈال دیں اس تفسیر پر یہ اگلا فرمان دلالت کررہا ہے) کہ ضرور ایک مدت تک اسے قید خانہ میں ڈالیں (حتی بمعنی الی ہے، تاکہ اسکے بارے میں لوگوں کا کلام منقطع ہو جائے پس آپ علیہ السلام کو قید میں ڈال دیا گیا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال نسوۃ فی المدینۃ امراۃ العزیز تراود فتھا عن نفسہ قد شغفھا حبا﴾

و : عاطفہ......قال: فعل......نسوۃ فی المدینۃ: مرکب توصیفی فاعل، ملکر قول......امراۃ العزیز: مبتدا......تراود: فعل ھی ضمیر فاعل......فتھا: مفعول......عن نفسہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر اول...... قد: تحقیق......شغف: فعل ھو ضمیر ممیز

......ھا: ضمیر مفعول......حبا: تمییز، ملکر فاعل، ملکر خبر ثانی، مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انا لنرها فی ضلل مبین فلما سمعت بمکرهن ارسلت الیهن﴾.

انا: حرف مشبہ واسم......لام: تاکید......نراها فی ضلل مبین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... ف: عاطفہ......لما: ظرفیہ......سمعت: فعل بافاعل......بمکرهن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط...... ارسلت الیهن: جملہ فعلیہ جواب شرط۔

﴿واعتدت لهن متکا واتت کل واحدة منهن سکینا﴾.

و: عاطفہ، اعتدت: فعل بافاعل، لهن: ظرف لغو، متکا: مفعول بہ، ملکر جملہ فعلیہ "ارسلت" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، اتت: فعل بافاعل، کل: مضاف، واحدة منهن: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر مفعول، سکینا: مفعول ثانی، ملکر جملہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وقالت اخرج علیهن فلما راینه اکبرنه وقطعن ایدیهن﴾.

و: عاطفہ......قالت: قول......اخرج: فعل بافاعل......علیهن: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے، ملکر مقولہ، ملکر ماقبل پر معطوف ہے، ف: عاطفہ......لما: حینیہ شرطیہ......راینه: فعل بافاعل ومفعول ملکر شرط......اکبرنه: جملہ فعلیہ جواب شرط...... و: عاطفہ......قطعن ایدیهن: جملہ فعلیہ جواب شرط پر معطوف ہے۔

﴿وقلن حاش لله ما هذا بشرا﴾.

و: عاطفہ......قلن: فعل بافاعل......حاش: اسم تنزیہ فی محل نصب مفعول مطلق...... لله: ظرف مستقر حال ہے مفعول مطلق سے، ملکر قول......ما: حجازیہ......هذا: اسم......بشرا: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ان هذا الا ملک کریم قالت فذلکن الذی لمتننی فیه﴾.

ان: نافیہ......هذا: مبتدا......الا: للحصر......ملک کریم: خبر ملکر جملہ اسمیہ......قالت: قول......ف: فصیحہ، ذلکن: مبتدا......الذی لمتننی فیه: موصول صلہ ملکر خبر، مبتدا محذوف "هو" کیلئے، ملکر پھر خبر ذلکن مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "ان شئتم معرفته" کیلئے جزا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولقد راودته عن نفسه فاستعصم﴾.

و: عاطفہ......لام: قسمیہ......قد: تحقیق......راودته: فعل بافاعل ومفعول......عن نفسه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم محذوف کیلئے......ف: عاطفہ......استعصم: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولئن لم یفعل ما امره لیسجنن ولیکونا من الصغرین﴾.

و: عاطفہ......لام: قسم......ان: شرطیہ، لم یفعل: فعل بافاعل......ما امره: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط...... لام: قسم

،یسجنن: فعل بانائب الفاعل ملکر معطوف علیہ، ولیکونا من الصغرین: معطوف ،ملکر جواب قسم محذوف کیلئے قائم مقام جواب شرط۔

﴿قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الیه﴾.

قال: قول...... رب: جملہ ندائیہ......السجن: مبتدا......احب: اسم تفضیل هو ضمیر فاعل......الی : ظرف لغو اول ،مما یدعوننی الیه: ظرف لغو ثانی ،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ،ملکر مقصود بالنداء ،ملکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿والا تصرف عنی کیدهن اصب الیهن واکن من الجهلین﴾.

و: عاطفہ،ان: شرطیہ،لا: نافیہ،تصرف: فعل بافاعل،عنی: ظرف لغو، کیدهن: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط، اصب: فعل بافاعل،الیهن: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ، واکن ...... الخ: جملہ فعلیہ جواب شرط پر معطوف ہے۔

﴿فاستجاب له ربه فصرف عنه کیدهن انه هو السمیع العلیم﴾.

ف: عاطفہ،استجاب : فعل،له: ظرف لغو،ربه: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،ف: عاطفہ،صرف: فعل بافاعل،عنه: ظرف لغو ،کیدهن: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف،ان: حرف مشبہ، ہ: ضمیر فصل،هو: اسم،السمیع العلیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ

﴿ثم بدا لهم من بعد ما راوا الایت لیسجننه حتی حین﴾.

ثم: عاطفہ،بدا: فعل بافاعل،لام: جار،هم: ضمیر ذوالحال،من بعدها راؤ الایت: ظرف مستقر حال اول،یسجنن: فعل بانائب الفاعل،حتی حین: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم تقدیر قول حال ثانی (قائلین والله یسجنن) یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

عورتوں کا بی بی زلیخا کے بارے میں کلام کرنا:

۱......کلبی کا قول ہے کہ بی بی زلیخا کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت ایسی گھر کر چکی تھی کہ کسی کو اس بارے میں پتہ ہی نہ چلا۔ایک قول یہ ہے کہ شغاف اس کھال کو کہتے ہیں جو دل پر محیط ہوتی ہے اور اسے دل کا غلاف کہا جاتا ہے،حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت بی بی زلیخا کے دل میں ایک جگہ کر گئی ،یعنی بی بی زلیخا کے دل میں داخل ہوگئی۔سدی کا قول ہے کہ بی بی زلیخا کے کمزور دل پر حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت اثر کر گئی،جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ دل محبت کا شکار ہو گیا۔ (البغوی ،ص۴۴۹)۔

مصری عورتوں کی مہمان نوازی کا انوکھا انداز!

۲......بی بی زلیخا نے اپنے اوپر لگنے والی تہمت کا کیا ہی خوب جواب دیا اور جوابا مہمان نوازی کرنے کا انوکھا اہتمام کیا ،علامہ خازن فرماتے ہیں کہ بی بی زلیخا نے عورتوں کے لیے غالیچے اور مسندیں تیار کیں جن پر وہ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوں،ابن عباس،ابن جبیر،حسن،قتادہ اور مجاھد کا بیان ہے کہ قرآن مجید میں لفظ ﴿متکا﴾ بمعنی طعاما بطور کنایہ استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد

ضیافت ہے یعنی ایسی جگہیں تیار کی گئی جن پر بیٹھ کر انسان کھانے پینے کی ترکیب بنائے ،سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''لا آکل متکأ یعنی ٹیک لگا کر نہ کھاؤ''، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ المتکا الاترج یعنی ہر وہ چیز جو چُھری سے کاٹی جائے یا جسے چُھری سے چھیلا جائے ،ایک قول یہ بھی ہے کہ بی بی زلیخا نے انواع اقسام کے کھانے و پھل کے ذریعے ان عورتوں کی مہمان نوازی کی ترکیب بنائی جو انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت کے بارے میں طعن کرتی تھیں۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: میں نے شب معراج آسمانوں پر حضرت یوسف علیہ السلام کو چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا دمکتا دیکھا''۔ (الخازن ،ج۲، ص ۵۲۵)۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زنا سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب!

یعنی مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنی انگلیاں کاٹ دیں انہیں شعور نہ ہوا لیکن سید الانبیاء کا مقام کتنا بلند ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے نام پر، بن دیکھے ،عرب کے مرد نہ کہ مصر کی عورتیں، سر کٹوانے کے لیے تیار ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن:

۳...... عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر فرشتہ اس لیے کہا کہ ان کے نزدیک فرشتے سے زیادہ خوبصورت اور شیطان سے زیادہ قبیح صورت کوئی نہیں ہوا کرتا تھا۔ (روح البیان ،ج٤، ص ۳۲۱ملخصاً)۔

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معراج کے حوالے سے ایک طویل حدیث میں ایک مضمون یہ بھی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پھر مجھے تیسرے آسمان کی جانب لے جایا گیا''، جبرائیل امین علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا تو ان سے پوچھا: تم کون ہو؟ عرض کی جبرائیل ،سوال ہوا کہ تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ جواباً فرمایا: ہاں محمد ﷺ ، پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ عرض کی: ہاں انہیں بلایا گیا ہے! پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں حضرت یوسف تھے اور لوگوں کا نصف حسن انہیں دیا گیا تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان،باب الاسراء برسول اللہ،رقم:۱٦٢ ص۹۸)۔

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام وران کی والدہ کو نصف حسن عطا کیا گیا ہے، ربیعہ الجرشی نے کہا کہ حسن کے دو حصے کیے گئے ایک حصہ حضرت یوسف علیہ السلام اوران کی والدہ کو دیا گیا اور باقی ایک حصہ تمام لوگوں کو دیا گیا۔

(جامع البیان ،الجزء الثانی عشر، ص ۲٤۷)۔

امام ابو شیخ نے اسحٰق بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر کی گلیوں میں جاتے تھے تو ان کا چہرہ دیواروں پر اس طرح چمکتا تھا جس طرح سورج دیواروں پر چمکتا ہے۔ امام عبد بن حمید، امام ابن المنذر اور امام ابو الشیخ حضرت عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی لوگوں پر اس طرح فضیلت تھی جس طرح چودھویں رات کے چاند کی ستاروں پر فضیلت ہوتی ہے۔ (الدر المنثور، ج٤،ص ۳۰)۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی دلجوئی:

ﷺ.....فرشتے حضرت یوسف علیہ السلام کی قید والی مصیبت پر رونے لگے اور (اللہ کے اذن سے) حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے پاس آئے اور فرمایا: آپ کا رب آپ کو سلام پیش کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ صبر کیجئے اس لیے کہ صبر غموں کو دور کرنے کی چابی ہے اور صبر کا پھل اچھا ہوتا ہے، اور تمام عورتوں کی طرف دعوت دینے کی نسبت اس لیے کی گئی تھی کہ سب ہی نے انہیں نصیحت کی تھی اور سب ہی کی مخالفت کا حضرت کو خوف لاحق ہوا یا یہ کہ سب عورتوں نے انہیں اپنی جانب مائل کرنا چاہا۔ ﴿واکن من الجاھلین﴾ یعنی میں ان لوگوں کی طرح ہو جاؤں جو بے جانے بوجھے کام کرتے ہیں، پتہ چلا کہ بے جانے بوجھے کام کرنا اور جاہل شخص کا کوئی کام کرنا برابر ہے یا یہ کہ بے وقوف لوگوں کا مجھے دعوت کے ذریعے اپنی جانب مائل کرنا جہالت ہے اس لیے کہ دانا آدمی کبھی قبیح فعل نہیں کرتا۔ (روح البیان، ج ٤، ص ٣٢٦)۔

☆.....☆ ای دخل حبه شغاف قلبها: دل پر لگی ہوئی باریک جھلی کو شغاف کہتے ہیں، جو دل کو پانی وخوراک کی اذیتوں سے بچاتی ہے، یہاں پر اس کا معنی یہ بنے گا کہ بی بی زلیخا کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت اس باریک جھلی کو پھاڑ کر اندر جا چکی ہے۔

غیبتھن: غیبت کو مکر کا نام دیا گیا ہے، اس لیے کہ مغتاب اسے چھپاتا ہے جیسا کہ مکر کو چھپاتا ہے۔

فقلن له اطلع مؤلاتک: یعنی کوئی عورت ایسی نہ تھی جس نے انہیں اپنی طرف دعوت نہ دی ہو۔

والقصد بذلک: اے اللہ مجھے اس برائی سے محفوظ فرما تا کہ میں جاھلوں میں سے نہ ہو جاؤں اگر تو مجھے برائی سے بچنے پر مدد نہ کرے تو میں نہیں بچ سکتا۔ (الصاوی، ج٣، ص ١٧٣ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ١٥

﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ﴾ غُلَامَانِ لِلْمَلِكِ اَحَدُهُمَا سَاقِيهِ وَالْآخَرُ صَاحِبُ طَعَامِهٖ فَرَاٰيَاهُ يُعَبِّرُ الرُّؤْيَا فَقَالَا لَنَخْتَبِرَنَّهُ ﴿قَالَ اَحَدُهُمَآ﴾ وَهُوَ السَّاقِيْ ﴿اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا﴾ اَيْ عِنَبًا ﴿وَقَالَ الْاٰخَرُ﴾ وَهُوَ صَاحِبُ الطَّعَامِ ﴿اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا﴾ خَبِّرْنَا ﴿بِتَاْوِيْلِهٖ﴾ بِتَعْبِيْرِهٖ ﴿اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ (٣٦)﴾ ﴿قَالَ﴾ لَهُمَا مُخْبِرًا اَنَّهُ عَالِمٌ بِتَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا ﴿لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ﴾ فِيْ مَنَامِكُمَا ﴿اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ﴾ فِي الْيَقْظَةِ ﴿قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا﴾ تَاْوِيْلُهٗ ﴿ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ﴾ فِيْهِ حَثٌّ عَلٰى اِيْمَانِهِمَا ثُمَّ قَوَّاهُ بِقَوْلِهٖ ﴿اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ﴾ دِيْنَ ﴿قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ﴾ تَاكِيْدٌ ﴿كٰفِرُوْنَ (٣٧)﴾ ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ مَا كَانَ﴾ يَنْبَغِيْ ﴿لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿شَيْءٍ﴾ لِعِصْمَتِنَا ﴿ذٰلِكَ﴾ التَّوْحِيْدُ ﴿مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ﴾ وَهُمُ الْكُفَّارُ ﴿لَا يَشْكُرُوْنَ (٣٨)﴾ اَللّٰهَ فَيُشْرِكُوْنَ ثُمَّ صَرَّحَ بِدُعَائِهِمَا اِلَى الْاِيْمَانِ فَقَالَ:

﴿یٰصَاحِبَیِ﴾ سَاکِنَیْ ﴿السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾﴾ خَیْرٌ اِسْتِفْهَامُ تَقْرِیْرٍ ﴿مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ﴾ اَیْ غَیْرِہٖ ﴿اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَآ﴾ سَمَّیْتُمْ بِهَا اَصْنَامًا ﴿اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا﴾ بِعِبَادَتِهَا ﴿مِنْ سُلْطٰنٍ﴾ حُجَّةٍ وَبُرْهَانٍ ﴿اِنِ﴾ مَا ﴿الْحُکْمُ﴾ اَلْقَضَاءُ ﴿اِلَّا لِلّٰهِ﴾ وَحْدَہٗ ﴿اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ذٰلِکَ﴾ اَلتَّوْحِیْدُ ﴿الدِّیْنُ الْقَیِّمُ﴾ اَلْمُسْتَقِیْمُ ﴿وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ﴾ وَهُمُ الْکُفَّارُ ﴿لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾﴾ مَایَصِیْرُوْنَ اِلَیْهِ مِنَ الْعَذَابِ فَهُمْ یُشْرِکُوْنَ ﴿یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُکُمَا﴾ اَیِ السَّاقِیْ فَیَخْرُجُ بَعْدَ ثَلٰثٍ ﴿فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ﴾ سَیِّدَہٗ ﴿خَمْرًا﴾ عَلٰی عَادَتِهٖ ﴿وَاَمَّا الْاٰخَرُ﴾ فَیُخْرَجُ بَعْدَ ثَلٰثٍ ﴿فَیُصْلَبُ فَتَاْکُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ﴾ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُؤْیَاکُمَا فَقَالَا مَارَاَیْنَا شَیْئًا فَقَالَ ﴿قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ ﴿۴۱﴾﴾ سَاَلْتُمَا عَنْهُ صَدَقْتُمَا اَمْ کَذِبْتُمَا ﴿وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ﴾ اَیْقَنَ ﴿اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا﴾ وَهُوَ السَّاقِیْ ﴿اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ﴾ سَیِّدِکَ فَقُلْ لَهٗ اِنَّ فِی السِّجْنِ غُلَامًا مَحْبُوْسًا ظُلْمًا ، فَخَرَجَ ﴿فَاَنْسٰهُ﴾ اَیِ السَّاقِیْ ﴿الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ﴾ یُوْسُفَ عِنْدَ ﴿رَبِّهٖ فَلَبِثَ﴾ مَکَثَ یُوْسُفُ ﴿فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ﴿۴۲﴾﴾ قِیْلَ سَبْعًا وَقِیْلَ اِثْنَتَیْ عَشْرَةَ.

﴿ترجمہ﴾

اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے (یعنی بادشاہ کے دو غلام داخل ہوئے ان میں سے ایک بادشاہ کا ساقی تھا اور دوسرا اس کا باورچی تھا انہوں نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام خواب کی تعبیر بیان کرتے ہیں، تو آپ علیہ السلام کو آزمانے کیلئے دونوں بولے) ان میں ایک بولا (جو بادشاہ کا ساقی تھا) میں نے خواب دیکھا کہ شراب (یعنی انگور) نچوڑتا ہوں اور دوسرا بولا (جو باورچی تھا) میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرند کھاتے ہیں ہمیں اس کی تاویل (تعبیر کی) خبر دیجئے......۱...... (نبئنا بمعنی اخبرنا ہے) بیشک ہم آپ کو نیکوکار دیکھتے ہیں......۲...... کہا (ان دونوں سے اس بات کی خبر دیتے ہوئے کہ خوابوں کی تعبیر کا علم رکھتے ہیں) جو کھانا تمہیں ملا ہے ((تمہارے سونے کی حالت میں) تمہارے پاس نہ آنے پائے گا میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتادوں گا (جاگتی حالت میں) یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے (اس قول میں انہیں ایمان لانے پر ابھارنا ہے پھر آپ علیہ السلام نے اس دعوت کو مزید اس قول سے قوی فرمایا) بیشک میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت سے منکر ہیں (ملۃ بمعنی دین ہے، ھم ضمیر تاکید کیلئے ہے) اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کا دین اختیار کیا اور ہمیں (لائق) نہیں ہے کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھرائیں (کہ اس نے ہمیں معصوم کردیا ہے، آیت میں

مــــن زائدہ ہے) یہ (توحید) اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر مگر اکثر لوگ (یعنی کفار) شکر نہیں کرتے (اللہ عزوجل کا پس وہ ترک کرتے ہیں پھر آپ علیہ السلام نے صراحۃً ایمان کی طرف بلاتے ہوئے فرمایا) اے میرے قید خانہ کے ساتھیوں (قید خانہ میں رہنے والوں) کیا جدا جدا رب اچھے یا ایک اللہ جو سب پر غالب (وہ بہتر ہے ء اربــاب میں ہمزہ استفہام تقریر ہے) تم اسکے سوا (یعنی اسکے غیر کو) نہیں پوجتے مگر نرے نام جو تم نے رکھ دیئے (یعنی تم نے بتوں کے یہ نام رکھے ہیں) اور تمہارے باپ دادا نے، اللہ نے انکی (یعنی انکی عبادت کرنے کی) کوئی سند نہ اتاری (کوئی حجت دلیل نہیں اتاری) حکم (یعنی قضاء) نہیں مگر (ایک) اللہ کا (ان بمعنی مــا نافیہ ہے، اس نے فرمایا) اس کے سوا کسی کو نہ پوجو یہ (توحید) سیدھا دین ہے (القیم بمعنی المستقیم ہے) لیکن اکثر لوگ (یعنی کفار) نہیں جانتے......۴۰......(اس عذاب کو جس کی طرف یہ جارہے ہیں پس وہ شرک کیے جارہے ہیں) اے قید خانہ کے دونوں ساتھیوں تم میں ایک (یعنی ساقی تین دن کے بعد قید خانہ سے باہر ہوگا) تو اپنے رب (یعنی اپنے آقا) کو شراب پلائے گا (اپنی عادت کے مطابق یہ اس کے خواب کی تعبیر ہے) رہا دوسرا (اسے بھی تین دن بعد باہر نکالا جائے گا تو) وہ سولی دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے (یہ اس کے خواب کی تعبیر ہے، یہ سنکر دونوں بولے ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا) حکم ہو چکا (حکم مکمل ہو چکا) اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے (فیــہ بمعنی عنــہ کے ہے، اب خواہ تم اس سوال میں سچے ہو یا جھوٹے) اور یوسف نے ان دونوں میں سے جسے (یعنی ساقی کو) بچتا سمجھا......۴۱......(یعنی آپ علیہ السلام کو اس کے بچنے کا یقین تھا) اس سے کہا اپنے رب (یعنی آقا) کے پاس میرا ذکر کرنا (اس سے کہنا قید خانہ میں ایک غلام کو ظلماً بند کر دیا گیا ہے وہ باہر نکلا) تو شیطان نے اسے (یوسف کے ذکر) کو بھلا دیا کہ اپنے رب (کے پاس ان کا) ذکر کرے تو وہ (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام) کئی برس اور جیل خانہ میں رہا (ایک قول کے مطابق سات سال اور ایک کے مطابق بارہ سال لبث بمعنی مکث ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ودخل معه السجن فتین قال احدهما انی ارانی اعصر خمرا﴾.

و: عاطفہ، دخل: فعل، معه: ظرف، السجن: مفعول، فتین: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، قال: فعل، احدهما: فاعل ملکر قول، ان: حرف مشبہ ی ضمیر اسم، ارنی: فعل با فاعل و مفعول، اعصر خمرا: جملہ فعلیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر مقولہ۔

﴿وقال الاخر انی ارانی احمل فوق راسی خبزا تاکل الطیر منه﴾.

و: عاطفہ......قــال: فعل......الاخــرۃ: فاعل ملکر قول......ان: حرف مشبہ ی ضمیر اسم......ارنــی: فعل با فاعل و مفعول، احــمل: فعل با فاعل......فــوق راسی: حال مقدم......خبزا: ذوالحال ملکر موصوف......تــاکــل الطیر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول احمل فعل اپنے متعلقات سے ملکر مفعول ثانی، ارانی فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، ملکر مقولہ۔

﴿نبئنا بتاویله انا نرٰک من المحسنین﴾۔

نبیٔ: فعل بافاعل......نا: ضمیر مفعول......بتاویله: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ......ان: حرف مشبہ......نا: ضمیر اسم ،نرک: فعل بافاعل ومفعول......من المحسنین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال لا یاتیکما طعام ترزقنه الا نباتکما بتاویله قبل ان یاتیکما﴾۔

قال: قول......لا یاتیکما: فعل نفی بامفعول......طعام: موصوف......ترزقانه: جملہ صفت اول......الا: للحصر ،نباتکما: فعل بافاعل ومفعول......بتاویله: ظرف لغو......قبل ان ......الخ: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر فاعل،ملکر مقولہ۔

﴿ذلکما مما علمنی ربی انی ترکت ملة قوم لا یومنون بالله وهم بالاخرة هم کفرون﴾

ذلکما: مبتدا......مما علمنی ربی: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......ان: حرف مشبہ ی ضمیر اسم......ترکت: فعل بافاعل......ملة: مضاف......قوم: موصوف......لا یومنون: فعل بافاعل......بالله: ظرف لغو......وهم بالاخرة ......الخ: جملہ اسمیہ فاعل سے حال ہے،ملکر صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واتبعت ملة اباء ی ابراهیم واسحق ویعقوب﴾

و: عاطفہ......اتبعت: فعل بافاعل......ملة: مضاف......اباء ی: مبدل منہ......ابراهیم واسحق ویعقوب: معطوف ومعطوف علیہ،ملکر بدل،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر ماقبل "ترکت" پر معطوف ہے۔

﴿ماکان لنا ان نشرک بالله من شیء ذلک من فضل الله علینا وعلی الناس﴾۔

ما: نافیہ......کان: فعل ناقص......لنا: خبر مقدم......ان نشرک...... الخ: جملہ بتاویل مصدر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ ،ذلک: مبتدا......من: جار......فضل: مصدر مضاف......الله: اسم جلالت مضاف الیہ،فاعل......علینا وعلی الناس: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولکن اکثر الناس لا یشکرون یصاحبی السجن ء ارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار﴾۔

ولکن اکثر...... الخ: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف......یصاحبی السجن: جملہ ندائیہ......همزه: استفہامیہ،ارباب متفرقون: معطوف علیہ......ام الله الواحد القهار: معطوف،ملکر مبتدا،خیر: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء۔

﴿ماتعبدون من دونه الا اسماء سمیتموها انتم واباؤکم ما انزل الله بها من سلطن﴾۔

ما: نافیہ......تعبدون: فعل واو ضمیر ذوالحال......من دونه: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل......الا: للحصر......اسماء: موصوف،سمیتموها...... الخ: جملہ فعلہ صفت اول...... ماانزل الله ......الخ: جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ﴾.

ان: نافیہ......الحکم: مبتدا......الا: للحصر......للہ: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ......امر: فعل بافاعل......

الاتعبدوا...... الخ: جملہ بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض متعلق بامر، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون﴾

ذلک: مبتدا......الدین القیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ......و: مستانفہ......لکن: حرف مشبہ...... اکثر الناس: اسم

،لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یصاحبی السجن اما احدکما فیسقی ربہ خمرا﴾.

یصحبی السجن: جملہ ندائیہ......اما: حرف شرط و تفصیل...... احدکما: مبتدا......ف: رابطہ......یسقی: فعل

بافاعل......ربہ: مفعول اول......خمرا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء۔

﴿واما الاخر فیصلب فتاکل الطیر من راسہ﴾.

و: عاطفہ......اما: تفصیل......الاخر: مبتدا......ف: رابطہ......یصلب: جملہ معطوف علیہ......وتاکل الطیر......

الخ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل جملہ اسمیہ پر معطوف ہے۔

﴿قضی الامر الذی فیہ تستفتین وقال للذی ظن انہ ناج منھما اذکرنی عند ربک﴾.

قضی: فعل مجہول......الامر: موصوف......الذین فیہ...... الخ: صفت،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ......و:

عاطفہ......قال: فعل بافاعل......للذی ظن......الخ: ظرف لغو،ملکر قول......اذکر فی عند ربک: جملہ فعلیہ مقولہ۔

﴿فانسہ الشیطن ذکر ربہ فلبث فی السجن بضع سنین﴾.

ف: عاطفہ......انساہ: فعل بامفعول......الشیطن: فاعل......ذکر ربہ: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ...... ف: عاطفہ

،لبث: فعل بافاعل......فی السجن: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے،بضع سنین: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ساقی اور نانبائی کے خواب!

۱......ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں داخل ہوئے تو وہاں ایک ایسی قوم دیکھی جو بلاؤں میں مبتلا تھی،ان کی امیدیں ٹوٹ چکی تھیں،ان کے غموں میں اضافہ ہو چکا تھا،حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں تسلی دی اور کہا کہ صبر کرو اور خوشی کی باتیں کرو،انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو برکت کی دعا سے نوازا اور کہا کہ ہم نے ایسا حسین چہرہ باعتبار تخلیق نہیں دیکھا،آپ

علیہ السلام کا پڑوسی ہونا ہمارے لیے بابرکت ثابت ہو، آپ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: میں یوسف بن صفی اللہ یعقوب بن ذبیح اللہ اسحٰق بن خلیل اللہ ابراہیم ہوں، قید کے ساتھی نے کہا: اے نوجوان! اللہ کی قسم، اگر آپ کہیں تو میں آپ کے لیے اچھی جگہ خالی کردوں لیکن آپ مجھے اپنا رفیق بنالیں اور اپنا اچھا پڑوس عطا فرمائیں اور قید خانہ میں جو جگہ چاہیں اختیار فرمالیں، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ دونو جوانوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو بولے: ہمیں آپ کو دیکھتے ہی محبت ہوگئی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا: اللہ تمہیں ہدایت سے نوازے، اللہ کی قسم! تم مجھ سے محبت نہ کرو، اللہ کی قسم! مجھے صرف محبت ہی نے مصیبت میں مبتلا کیا ہے، جب مجھ سے میری چچازاد نے محبت کی تو میں مصیبت میں مبتلا ہوا، جب میرے والد گرامی نے مجھ سے محبت کی تو میں اندھے کنوئیں میں جاپڑا، اور عزیز کی زوجہ نے محبت کی تو میں قید کرلیا گیا، جب دونوں نوجوانوں نے اپنا خواب سنایا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں تعبیر بیان کرنا ناپسند کیا یہاں تک کہ نوجوانوں نے دیکھا کہ آپ تعبیر بیان کرنا پسند نہیں فرماتے تو پوچھا کہ آپ ہمارے سوال کا جواب دینے سے اعراض فرماتے ہیں اور اس کے علاوہ اظہار معجزہ، نبوت اور توحید کی طرف بلاتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ انہیں ان کے خواب کی تعبیر بیان کردیں کہ تعبیر بیان کرنا علم کے بڑے درجہ کی بات ہے اور یہ بھی کہ نوجوان اس بات کے معتقد تھے اور انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے علم تعبیر کے حصول کا سوال کیا تھا اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ علم تعبیر ظن وتخمین پر مبنی علم ہے، پس جب نوجوانوں کو علم سکھانا چاہا تو اخبار غیوبات کو یقینی اور قطعی بنانا ممکن جانا لیکن مخلوق اس میں عاجز ہے (یعنی اخبار یقینی اور قطعی نہیں ہوسکتی لہذا ہر ایک اس کے سیکھنے پر قادر نہیں ہوتا)۔ اور اگر انسان غیب کی خبروں پر قادر ہوتا تو علم تعبیر پر بھی یقیناً قادر ہوتا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اظہار معجزہ اس لیے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ ان میں سے ایک سولی دیا جائے گا اس لیے چاہا کہ اُسے اسلام میں داخل کرلیں اور کفر وجہنم سے دور کردیں اس لیے معجزہ ظاہر فرمایا۔ (الخازن، ج۲، ص ۵۲۷)۔

ساقی اور نانبائی کے خواب سچے تھے یا جھوٹے؟ اس بارے میں چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔ (۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سُدی فرماتے ہیں کہ دونوں نے جھوٹا خواب بیان کیا تھا اس لیے حضرت یوسف علیہ السلام نے تجربہ کے طور پر جواب ارشاد فرمایا۔ (۲) ابو مجلز فرماتے ہیں کہ نانبائی نے جھوٹا خواب بیان کیا تھا جب کہ ساقی نے سچا خواب بیان کیا۔ (القرطبی، الجزء التاسع، ص ۱۶۲)۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا احسان:

۲.....اہل تاویل نے اس کے بارے میں کئی معانی ذکر کیے ہیں چنانچہ ایک قول یہ ہے کہ ''الاحسان'' سے وہ وصف مراد ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے قید کے نوجوانوں نے موصوف کیا، بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ حضرت قیدیوں میں موجود مریضوں کی خبر گیری فرماتے، ان کے غموں میں شریک ہوتے، اور جس وقت انسان کو دوسروں کی حاجت ہوتی ہے اس وقت ان کے پاس حاضر ہوتے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نوجوانوں نے کہا کہ آپ نے ہمارے خواب کی تعبیر بیان کردی اس لیے ہم آپ کو نیک جانتے ہیں یا

آپ کو تمام معاملات میں نیک مانتے ہیں۔ (جامع البیان ،الجزء الثانی عشر، ص ۲۵۷)۔

نیکی کی دعوت عام کرنا:

۳۔۔۔۔۔حضرت یوسف علیہ السلام نے نیکی کا حکم عام کرنا نہ چھوڑا، بلکہ خیر خواہی کرنے کا ثبوت دیا کہ ہمیں کوئی بھی وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔مبلغ لوگوں کی نفسیات کے مطابق ان سے کلام کرے، حضرت یوسف علیہ السلام نے جب جان لیا کہ ان میں سے ایک سُولی دیا جائے گا تو کیا ہی اچھا ہو کہ مرنے سے پہلے اسلام کے دامن میں داخل ہو جائے تا کہ کفر کی گندگی اور جہنم کے دائمی عذاب سے خلاصی حاصل ہو جائے۔علماء فرماتے ہیں کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدَرِ عُقُوْلِهِمْ یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو'۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے انتہائی صاف صاف، آسان الفاظ میں نیکی کی دعوت پیش کی تا کہ قیدیوں کو دین اسلام سمجھنے میں آسانی ہو اور جلد مائل ہو جائیں اسی لیے آپ علیہ السلام نے قیدیوں کی خیر خواہی کا خاص اہتمام فرمایا۔

نبی کا گمان یقین کا درجہ رکھتا ہے یا نہیں؟

۴۔۔۔۔۔علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ لفظ ''ظن'' کا اطلاق حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے ہے یا ناجی شخص کے لیے، پہلا قول یہ ہے کہ لفظ ''ظن'' کے قائل حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، اگر حضرت یوسف علیہ السلام لفظ ''ظن'' کے قائل ہیں تو دو صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) ظن بمعنی یقین ہو، یعنی میں یہ تعبیر وحی الٰہی کی روشنی میں بیان کر رہا ہوں، قرآن مجید میں کئی مواقع پر ظن بمعنی یقین استعمال ہوا ہے ﴿الذین یظنون انهم ملاقوا ربهم(البقرة: ٤٦)﴾ ،﴿انی ظننت انی ملاق حسابیه(الحاقة: ٢٠)﴾ ۔(۲) ظن بمعنی حقیقۃ ہے، یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر وحی الٰہی کی روشنی میں نہ بیان کی تھی بلکہ علم تعبیر کے اصول وقوانین کی روشنی میں بیان کی تھی، اور یہ فائدہ صرف ظن اور حسبان سے حاصل ہوتا ہے۔دوسرا قول یہ ہے کہ لفظ ''ظن'' کا موصوف ناجی شخص ہے، اس لیے کہ دونوں سائلین حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت ورسالت پر یقین لے آئیں ایسا یقینی معلوم نہ تھا بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بارے میں حسن اعتقاد تھا بس اسی لیے ان کے بارے میں ظن کا قول اختیار کیا گیا۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص ٤٦٠)۔

☆۔۔۔۔۔☆ **وکان حصورا**: یعنی عورتوں کے پاس نہ آئے تھے، یا عقیم تھے۔ **للملک**: یعنی مصر کے بادشاہ، مراد ریان بن ولید عملیقی ہے۔ **لنختبرنه**: (قیدیوں نے کہا) تا کہ ہم امتحان کریں جس کی وجہ سے وہ ہمارے حال کو ہمارے لئے ظاہر کر دیں۔

مخبرا انه عالم: حضرت یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ قیدی ان کی بات مانیں گے اور ان کی بات پر ایمان لائیں گے، اسی لئے عالم پر عمل کرنا مناسب (واجب) ہوا، کہ اپنے دل کی بات لوگوں پر ظاہری کر دے جس کی برکت سے لوگ اس کی پیروی کریں اور اس کے ذریعے سے ھدایت حاصل کریں، اسی مناسبت سے حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں دونوں قیدیوں کو (حق دین کی طرف) ایمان لانے کی دعوت دی۔ **فی منامکما**: تمہارے پاس تمہارا کھانا نہیں آئے گا کہ میں تمہیں تمہارے خوابوں کی کیفیات بیان کر دوں گا، اس

طرح کا معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیا گیا تھا ﴿وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم﴾۔

المستقیم: مراد یہ ہے کہ دین قَیِّمْ ایسا ہے جس میں کوئی کجی نہیں۔ محبوسا: یعنی حضرت یوسف علیہ السلام پانچ سال قید میں رہے۔ای السافی: اس کا بیان ماقبل حاشیہ نمبر۱،۲ میں موجود ہے۔ وقیل اثنتی عشرۃ: یہ قید کی مدت کے حوالے سے دوسرا قول ہے، ایک قول کے مطابق پانچ سال، اس حوالے سے مزید بھی اقوال مذکور ہیں۔ (الصاوی، ج۲، ص ۱۷۵ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۱۶

﴿وَقَالَ الْمَلِکُ﴾ مَلِکُ مِصْرَ "الرَّیَّانُ بْنُ الْوَلِیْدِ" ﴿اِنِّیْ اَرٰی﴾ اَیْ رَأَیْتُ ﴿سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُهُنَّ﴾ یَبْتَلِعُهُنَّ ﴿سَبْعٌ﴾ مِنَ الْبَقَرِ ﴿عِجَافٌ﴾ جَمْعُ "عَجْفَاءِ" ﴿وَّسَبْعَ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ﴾ اَیْ سَبْعَ سُنْبُلاتٍ ﴿یٰبِسٰتٍ﴾ قَدْ اِلْتَوَتْ عَلَی الْخُضْرِ وَعَلَتْ عَلَیْهَا ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ﴾ بَیِّنُوْا لِیْ تَعْبِیْرَهَا ﴿اِنْ کُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ (۴۳)﴾ فَعَبِّرُوْهَا ﴿قَالُوْۤا﴾ هٰذِهٖ ﴿اَضْغَاثُ﴾ اَخْلاطُ ﴿اَحْلَامٍ ج وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ (۴۴)﴾ ﴿وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا﴾ اَیْ مِنَ الْفَتَیَیْنِ وَهُوَ السَّاقِیُ ﴿وَادَّکَرَ﴾ فِیْهِ اِبْدَالُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ دَالًا وَاِدْغَامُهَا فِی الدَّالِ اَیْ تَذَکَّرَ ﴿بَعْدَ اُمَّةٍ﴾ حِیْنَ حَالَ یُوْسُفَ قَالَ ﴿اَنَا اُنَبِّئُکُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ (۴۵)﴾ فَاَرْسَلُوْهُ فَاَتٰی یُوْسُفَ فَقَالَ: یَا ﴿یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ﴾ اَلْکَثِیْرُ الصِّدْقِ ﴿اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ﴾ اَیِ الْمَلِکِ وَاَصْحَابِهٖ ﴿لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ (۴۶)﴾ تَعْبِیْرَهَا ﴿قَالَ تَزْرَعُوْنَ﴾ اَیْ اِزْرَعُوْا ﴿سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا﴾ مُتَتَابِعَةً وَهِیَ تَاْوِیْلُ السَّبْعِ السِّمَانِ ﴿فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ﴾ اَیْ اُتْرُکُوْهُ ﴿فِیْ سُنْبُلِهٖ﴾ لِئَلَّا یَفْسُدَهُ ﴿اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْکُلُوْنَ (۴۷)﴾ فَادْرَسُوْهُ ﴿ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ﴾ اَیِ السَّبْعُ الْمُخْصِبَاتُ ﴿سَبْعٌ شِدَادٌ﴾ مُجْدِبَاتٌ صِعَابٌ وَهِیَ تَاْوِیْلُ السَّبْعِ الْعِجَافِ ﴿یَّاْکُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ﴾ مِنَ الْحَبِّ الْمَزْرُوْعِ فِی السِّنِیْنَ الْمُخْصِبَاتِ اَیْ تَاْکُلُوْنَهُ فِیْهِنَّ ﴿اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ (۴۸)﴾ تَدَّخِرُوْنَ ﴿ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ﴾ اَیِ السَّبْعِ الْمُجْدِبَاتِ ﴿عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ﴾ بِالْمَطَرِ ﴿وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ (۴۹)﴾ الْاَعْنَابَ وَغَیْرَهَا لِخِصْبِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

اور بادشاہ نے کہا (مصر کے بادشاہ ریان بن ولید نے) میں نے دیکھیں (رای بمعنی رایت ہے) سات گائیں فربہ کہ

انہیں کھارہی ہیں (یعنی نگل رہی ہیں) سات (گائیں) دبلی (عجاف عجفاء کی جمع ہے) اور سات بالیں ہری اور دوسری (سات بالیں) سوکھی (اور وہ ان پر غالب آگئیں) اے درباریوں میرے خواب کا جواب دو ......ا...... (میرے خواب کی تعبیر بیان کرد) اگر تمہیں خواب کی تعبیر آتی ہو (تو تم اس کی تعبیر بیان کرو) بولے (یہ) پریشان خوابیں ہیں (یعنی باطل خواب ہیں) اور ہم خواب کی تعبیر نہیں جانتے اور بولا وہ جوان دونوں میں سے بچ گیا تھا (دونوں غلاموں میں سے یعنی ساقی) اور ایک مدت کے بعد اسے (یوسف علیہ السلام کا حال) یاد آیا (ادکر میں تاء کو دال سے بدل کر دال کا دوسری دال میں ادغام کردیا گیا ہے بمعنی تذکر ہے) میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا مجھے بھیجو......۲...... (ان لوگوں نے اسے ان کے پاس پہنچادیا وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آکر بولا) اے یوسف اے صدیق (بہت سچ بولنے والے) ہمیں تعبیر دیجئے سات فربہ گایوں کی جنہیں سات دبلی کھاتی ہیں اور سات ہری بالیں اور دوسری سات سوکھی شاید میں لوگوں (یعنی بادشاہ اور اس کے ساتھیوں) کی طرف لوٹ کر جاؤں شاید وہ آگاہ ہوں (اس خواب کی تعبیر سے) کہا تم کھیتی کروگے (یعنی تم کھیتی کرو) سات برس لگاتار (لفظ دابا ہمزہ ساکنہ اور مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے بمعنی متتابع کے ہے یہ سات فربہ گایوں کی تاویل ہے) تو جو کاٹو اسے چھوڑ دو (یعنی اسے رہنے دو) اس کی بال میں (تاکہ وہ خراب نہ ہوں) مگر تھوڑا جتنا کھالو (تو اتنی مقدار میں اسے صاف کرلو) پھر اسکے بعد (یعنی سات سرسبز سالوں کے بعد) سات سخت (یعنی قحط اور سختی کے) سال آئیں گے (اور یہ دبلی پتلی گایوں کی تاویل ہے) کہ کھاجائیں گے جو (زراعت کردہ غلہ ہو سرسبز وشاداب سالوں میں) تم نے ان کے لیے پہلے جمع کر کر کھا تھا (یعنی ان سختی اور قحط کے سالوں میں تم وہ غلہ کھاؤگے) مگر تھوڑا جو بچالو (جسے تم ذخیرہ کرلوگے) پھر انکے بعد (یعنی قحط کے سات سال کے بعد) ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو کشادگی دی جائے گی (بارش کے ذریعے) اور اس میں رس نچوڑیں گے......۳...... (انگور وغیرہ کا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الملک انی اری سبع بقرت سمان یاکلهن سبع عجاف وسبع سنبلت خضر واخر یبست﴾.

و: عاطفہ، قال الملک: قول، ان: حرف مشبہ ی ضمیر اسم، ارای: فعل بافاعل، سبع بقرت سمان: مفعول اول، یاکلهن سبع عجاف: جملہ فعلیہ مفعول ثانی، وسبع سنبلت خضر واخر یبست: یہ معطوف ہے مفعول اول پر، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایها الملا افتونی فی رء یای ان کنتم للرء یا تعبرون﴾.

یایها الملا: جملہ ندائیہ، افتونی: فعل بافاعل ومفعول، فی رء یای: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ان: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص باسم، للرء یا: خبر اول، تعبرون: خبر ثانی، ملکر جملہ شرط، جزا محذوف "فافتونی فی رؤیای"، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا اضغاث احلام وما نحن بتاویل الاحلام بعلمین﴾.

قالوا: قول......اضغاث احلام: خبر مبتدا محذوف "ھذہ" کیلئے، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ......و: عاطفہ......ما: حجازیہ ،نحن: اسم بتاویل......الاحلام: متعلق بعلمین ......بعلمین: ظرف مستقر خبر، ملکر مقولہ پر معطوف ہے۔

﴿وقال الذی نجامنھما وادکر بعد امۃ انا انبئکم بتاویلہ فارسلون﴾.

و: عاطفہ......قال: فعل، الذی نجامنھما وادکر بعد امۃ: فاعل، ملکر قول......انا: مبتدا......انبئکم بتاویلہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ......ف: فصیحہ، ارسلون: جملہ فعلیہ جزا، شرط محذوف " ان شئتم تعبیر الرؤیا" کیلئے، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یوسف ایھا الصدیق افتنا فی سبع بقرت سمان یاکلھن سبع عجاف وسبع سنبلت خضر واخر یبست﴾.

یوسف: مبدل منہ......ایھا الصدیق: مرکب توصیفی بدل، ملکر منادی حرف نداء قائم مقام ادعوا محذوف کیلئے، ملکر جملہ ندائیہ......افتنا: فعل بافاعل، فی: جار......سبع: مضاف......بقرت: موصوف، سمان: صفت اول......یاکلھن سبع عجاف: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر معطوف، وسبع......الخ: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿لعلی ارجع الی الناس لعلھم یعلمون قال تزرعون سبع سنین دابا﴾.

لعل: حرف مشبہ......ی: ضمیر اسم......ارجع الی الناس: جملہ فعلیہ خبر ملکر جملہ اسمیہ...... لعلھم یعلمون: جملہ اسمیہ ،قال: قول......تزرعون: فعل بافاعل......سبع سنین: ظرف......دابا: فاعل سے حال ہے، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ۔

﴿فما حصدتم فذروہ فی سنبلہ الا قلیلا مما تاکلون﴾.

ف: عاطفہ......ما: شرطیہ مفعول بہ مقدم، حصدتم: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط...... ف: جزائیہ، ذروا: فعل بافاعل، ہ: ضمیر مستثنی منہ......فی سنبلہ: ظرف لغو، الا: استثناء......قلیلا مماتاکلون: مرکب توصیفی مستثنی، ملکر مفعول، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ثم یاتی من بعد ذلک سبع شداد یاکلن ما قدمتم لھن الا قلیلا مما تحصنون﴾.

ثم: عاطفہ......یاتی: فعل......من بعد: حال ہے فاعل سے......سبع: موصوف......شداد: صفت اول......یاکلن: فعل بافاعل، ماقدمتم لھن: موصول صلہ ملکر مستثنی منہ......الاقلیلا......الخ: مستثنی ملکر مفعول، ملکر صفت ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم یاتی من بعد ذلک عام فیہ یغاث الناس وفیہ یعصرون﴾.

ثم: عاطفہ......یاتی: فعل......من بعد ذلک: حال ہے فاعل سے......عام: موصوف......فی یغاث الناس: معطوف علیہ......وفیہ یعصرون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بادشاہ مصر کا خواب!

۱......جب حضرت یوسف علیہ السلام کی کشادگی کے دن قریب آئے، تو مصر کے بادشاہ نے خواب دیکھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے ان کو سلام کیا اور ان کو کشادگی کی بشارت عطا فرمائی اور کہا کہ اللہ عزوجل آپ علیہ السلام کو قید خانے سے جلد نکالنے والا ہے اور آپ علیہ السلام کو سرزمین کا اقتدار عطا فرمانے والا ہے اور زمین کے بادشاہ آپ علیہ السلام کے تابع ہو جائیں گے اور سردار آپ علیہ السلام کی اطاعت کریں گے اور اللہ عزوجل آپ علیہ السلام کو آپ علیہ السلام کے بھائیوں پر غلبہ عطا فرمائے گا، اور اس کا سبب یہ ہوگا کہ بادشاہ ایسا خواب دیکھے گا اور اس کی ایسی ایسی تعبیر ہوگی، پھر کچھ زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ بادشاہ نے وہ خواب دیکھا جس کے نتیجہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کو رہائی مل گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جو پہلا خواب دیکھا تھا وہ ان کے لیے سختی اور مصیبت کا سبب بن گیا تھا، اور بادشاہ کا یہ خواب ان کے لیے کشادگی اور رحمت کا سبب بن گیا۔ مصر کے بادشاہ الریان بن الولید نے خواب دیکھا کہ دریا سے سات موٹی تازی گائیں نکلیں اور ان کے پیچھے سات دبلی گائیں نکلیں، انہوں نے موٹی تازی گایوں کو کان سے پکڑا اور کھا گئیں اور اس نے سات سرسبز خوشے دیکھے اور سات سوکھے ہوئے خوشے دیکھے، ان سوکھے ہوئے خوشوں نے ان سرسبز خوشوں کو کھالیا اور ان میں سے کچھ باقی نہیں بچا اور سوکھے ہوئے خوشے اسی طرح سوکھے رہے، اسی طرح دبلی گایوں نے موٹی گایوں کو کھالیا تھا اور وہ اسی طرح دبلی کی دبلی رہیں۔ یہ خواب دیکھ کر بادشاہ گھبرا گیا، اس نے لوگوں کو، اہل علم کو، کاہنوں کو، نجومیوں کو، جادوگروں کو، اور سرداروں کو بلایا اور ان کے سامنے یہ خواب بیان کر کے کہا: اگر تم خواب کی تعبیر بتا سکتے ہو تو مجھے اس خواب کی تعبیر بیان کرو۔ (الجامع لاحکام القرآن، الجزء التاسع، ص۱۶۹)۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی یاددھانی کا سبب:

۲......جب بادشاہ کے خواب کے بارے میں کسی کو پتہ نہ چل سکا تو اس وقت ساقی نے کہا کہ قید میں ایک شخص بہت عالم فاضل ہے، اور بہت نیک ہے اور بہت عبادت گزار ہے، میں نے اور باورچی نے جو خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر اس نیک شخص نے بالکل صحیح بیان کی، اگر آپ بھی اپنے خواب کی صحیح تعبیر جاننا چاہتے ہیں تو مجھے اس کے پاس قید خانہ میں بھیج دیں، میں اس سے صحیح تعبیر معلوم کر کے آپ کو بتا دوں گا۔ (التفسیر الکبیر، ج۶، ص ٤٦٤)

حضرت یوسف علیہ السلام غیب کی خبریں دیتے ہیں!

۳......سات سال غلے کی فراوانی اور سات سال قحط سالی، پھر ایک سال کثیر بارش کا ہوگا جس میں لوگ انگور کا رس نچوڑیں گے، اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے آنے والے پندرہ سالوں کی پیشگی خبریں اللہ عزوجل کی عطا سے بسبب وحی بیان کر دیں، ہم نے جان لیا کہ اللہ عزوجل اپنے انبیائے کرام کو غیب کی خبروں سے نوازتا ہے۔ جو لوگ شک کرتے ہیں وہ قرآن نہیں جانتے کہ واضح آیات دیکھ کر بھی نبی کی عصمت کا انکار کرتے ہیں۔

☆......☆ای رایت: خواب کا خلاصہ یہ ہے کہ سات موٹی گائیں دریا سے نکلتی ہیں، پھر سات پتلی گائیں نکلتی ہیں، جو کہ کمزور ہونے

میں انتہاء کو پہنچی ہوئی ہوتی ہیں، مزید حاشیہ نمبر''۱'' کا مطالعہ کیجئے۔

رکوع نمبر: ۱۶

﴿وَقَالَ الْمَلِكُ﴾ لَمَّاجَاءَهُ الرَّسُوْلُ وَاَخْبَرَهُ بِتَاوِيْلِهَا ﴿ائْتُوْنِيْ بِهٖ﴾ اَیْ بِالَّذِیْ عَبَّرَهَا ﴿فَلَمَّا جَآءَهُ﴾ اَیْ يُوْسُفَ ﴿الرَّسُوْلُ﴾ وَطَلَبَهُ لِلْخُرُوْجِ ﴿قَالَ﴾ قَاصِدًا اِظْهَارَ بَرَاءَتِهٖ ﴿ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ﴾ اَنْ يَسْأَلَ ﴿مَا بَالُ﴾ حَالُ ﴿النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّیْ﴾ سَيِّدِیْ ﴿بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ (۵۰)﴾ فَرَجَعَ فَاَخْبَرَ الْمَلِكَ فَجَمَعَهُنَّ ﴿قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ﴾ شَاْنُكُنَّ ﴿اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ﴾ هَلْ وَجَدْتُّنَّ مِنْهُ مَيْلًا اِلَيْكُنَّ ﴿قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ﴾ وَضَحَ ﴿الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۵۱)﴾ فِیْ قَوْلِهٖ ''هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ'' فَاُخْبِرَ يُوْسُفُ بِذٰلِكَ فَقَالَ: ﴿ذٰلِكَ﴾ اَیْ طَلَبَ الْبَرَاءَةِ ﴿لِيَعْلَمَ﴾ اَلْعَزِيْزُ ﴿اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ﴾ فِیْ اَهْلِهٖ ﴿بِالْغَيْبِ﴾ حَالٌ ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِیْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ (۵۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

بادشاہ بولا کہ انہیں (جنہوں نے یہ تعبیر بیان کی ہے) میرے پاس لے آؤ تو جب اس کے پاس (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس) ایلچی آیا (اور آپ علیہ السلام سے قید خانہ سے باہر آنے کا مطالبہ کیا تو) کہا (اس ایلچی سے اپنی برأت کو ظاہر کرنے کیلئے) اپنے بادشاہ کے پاس پلٹ جا......۱ پھر اس سے سوال کر (کہ وہ پوچھے) کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے بیشک میرا رب (یعنی میرا آقا) ان کا حال جانتا ہے......۲ (بال بمعنی حال ہے، ایلچی نے پلٹ کر بادشاہ کو اس بات کی خبر دی تو اس نے ان عورتوں جمع کیا پھر) بادشاہ نے کہا اے عورتوں تمہارا کیا کام تھا (خطبکن بمعنی شانکن ہے) جب تم نے یوسف کا دل لبھانا چاہا (کیا تم نے انہیں اپنی طرف مائل ہوتا پایا) بولیں اللہ کی پاکی ہے ہم نے ان میں کوئی بدی نہ پائی عزیز کی عورت بولی اب اصلی بات کھل گئی (حصحص بمعنی وضح ہے) میں نے ان کا جی لبھانا چاہا اور وہ بیشک سچے ہیں (اپنی اس بات میں کہ پھر اس بات کی خبر حضرت یوسف علیہ السلام کو دی گئی، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا) یہ (یعنی اپنی برأت کو طلب کرنا) میں نے اس لیے کیا کہ (عزیز) کو معلوم ہو جائے میں نے پیٹھ پیچھے (اس کے اہل خانہ میں) خیانت نہ کی......۳۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الملک ائتونی بہ﴾.

و: عاطفہ......قال الملک: قول......ائتونی بہ: جملہ فعلیہ مقولہ ،ملکر محذوف جملہ "لماجاء ہ الرسول واخبرہ بتاویلھافقال الملک" پر معطوف ہے۔

﴿فلما جاء ہ الرسول قال ارجع الی ربک فسئلہ مابال النسوۃ التی قطعن ایدیھن﴾.

ف: عاطفہ......لما: ظرفیہ حینیہ...... جاء ہ الرسول: جملہ شرطیہ......قال: فعل بافاعل ملکر قول......ارجع الی ربک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ......ف: عاطفہ......اسئلہ: فعل بافاعل ومفعول......ما: مبتدا......بال: مضاف......النسوۃ: موصوف......التی قطعن......الخ: صفت ،ملکر مضاف الیہ ،ملکر خبر ،ملکر جملہ مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر مقولہ۔

﴿ان ربی بکیدھن علیم﴾.

ان: حرف مشبہ ،ربی: اسم ،بکیدھن: ظرف لغو ،علیم: صفت مشبہ ھو ضمیر فاعل شبہ جملہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال ما خطبکن اذ راودتن یوسف عن نفسہ﴾.

قال: قول......ما: مبتدا استفہامیہ......خطب: مصدر مضاف...... کن: ضمیر فاعل مضاف الیہ......اذا: مضاف ،راودتن: فعل بافاعل......یوسف: مفعول......عن نفسہ: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ،مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر ظرف ،مصدر اپنے متعلقات سے ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ۔

﴿قلن حاش للہ ما علمنا علیہ من سوء﴾.

قلن: قول......حاش: اسم تنزیہ مفعول مطلق......للہ: ظرف مستقر حال ہے مفعول مطلق سے......حاش للہ: مفعول مطلق "حاش" ،فعل محذوف کیلئے ،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ...... ما: نافیہ......علمنا: فعل بافاعل......علیہ: ظرف لغو......من: زائد ،سوء: مفعول ملکر جملہ فعلیہ مقولہ۔

﴿قالت امراۃ العزیز الئن حصحص الحق﴾.

قالت امرأت العزیز: قول......الئن: ظرف مقدم......حصحص: فعل......الحق: فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ۔

﴿انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصدقین﴾.

انا: مبتدا......راودتہ عن نفسہ: جملہ فعلیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ...... و: عاطفہ......ان: حرف مشبہ...... ہ: ضمیر اسم ،لمن الصدقین: خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک لیعلم انی لم اخنہ بالغیب وان اللہ لا یھدی کید الخائنین﴾.

ذلک: مبتدا......لام: جار......یعلم: فعل بافاعل......ان: حرف مشبہ...... ی: ضمیر اسم......لم اخنہ بالغیب: جملہ

فعلیہ خبر،ملکر معطوف علیہ......وان اللہ یھدی ......الخ: جملہ اسمیہ معطوف،ملکر مفعول بہ،علم فعل اپنے متعلقات سے ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کیا ایک ھی لفظ غیر خدا کے لیے بھی بولاجاسکتا ھے؟

۱......بادشاہ کا قاصد جب قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا،اللہ عزوجل نے قاصد کے لیے لفظ ﴿الرسول﴾ ذکر فرمایا،اور قاصد نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا ﴿ارجع الی ربک﴾ اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ جائیں۔ہمارے دور میں کچھ حضرات نے ایک ہی لفظ جو اللہ عزوجل کے لیے استعمال ہوا سے مخلوق کے لیے استعمال کرنے والوں پر شرک وبدعت کے فتوے داغ دیئے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ تم اللہ عزوجل کو بھی داتا کہتے ہو اور بندوں کو بھی تم نے داتا بنایا ہوا ہے لہذا یہ شرک ہے۔ان سے پوچھیں کہ ماقبل دونوں لفظ اپنے مجازی معنی میں اللہ عزوجل نے ہی استعمال فرمائے ہیں۔کیا پروگرام ہے؟اللہ عزوجل پر فتوی لگانا درست ہو تو لگا دیجئے!ہم کہتے ہیں اللہ عزوجل کے لیے حقیقی معنوں میں اور مخلوق کے لیے مجازی معنوں میں استعمال ہونے والا ایک ہی لفظ شرعا غلط نظریہ پر مبنی نہیں ہے ورنہ اس طرح کی کئی آیات کی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی کمال احتیاط!

۲......حضرت یوسف علیہ السلام اس وقت تک قید خانے میں رہے جب تک کہ ان کا بے قصور ہونا ثابت نہ ہوجائے،اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی کمال احتیاط اور دانش مندی کو جو ملحوظ رکھا اس کی حسب ذیل وجوہات ہیں:(۱) اگر حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کے بلانے پر فورا چلے جاتے تو بادشاہ کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام پر لگائی گئی تہمت کا اثر باقی نہ رہتا اور جب خود بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام پر لگائی ہوئی تہمت کی تفتیش اور تحقیق کی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا بے قصور ہونا واضح ہوگیا تو اب کسی کے لیے یہ گنجائش نہ رہی کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے کردار پر انگلی اٹھاتا۔(۲) جو شخص بارہ یا چودہ برس قید میں گزار دے اور جب اسے نکلنے کا موقع ملے تو وہ رہائی کی طرف جھپٹ پڑتا ہے،لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے سے نکلنے میں توقف کیا،معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام انتہائی دانشمند محتاط اور بہت صابر ہیں۔اور ایسے شخص کے متعلق یہ باور کیا جاسکتا ہے کہ وہ ہر قسم کی تہمت سے بَری ہوگا،اور ایسے شخص کے متعلق یہ یقین کیا جاسکے گا کہ اس پر جو اتہام لگایا گیا وہ جھوٹا ہوگا۔(۳) حضرت یوسف علیہ السلام کا بادشاہ سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ ان کے بے قصور ہونے کو ان کی عورتوں سے معلوم کرے،ان کے بہت زیادہ پارسا اور پاک دامن ہونے کو ظاہر کرتا ہے کہ اگر وہ ذراسی بھی بُرائی میں ملوث ہوتے تو کبھی خطرہ نہ مول لیتے کہ عورتیں پہلے کی طرح ان پر الزام لگادیں گی۔(۴) جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے کہا تھا کہ بادشاہ کے سامنے میرا ذکر کرنا،اس کہنے کی وجہ سے مزید سات یا نو سال قید میں رہنا پڑا،اور جب بادشاہ نے ان کو بلایا تو انہوں نے اس کے بلانے کو کوئی اہمیت

نہ دی اوراس کے بلانے پرنہیں گئے بلکہ اپنے بے قصور ہونے اوراس تہمت سے بَری ہونے کی کوشش کی اور ہوسکتا ہے کہ اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی مراد یہ ہو کہ ان کے دل میں اب بادشاہ کے بلانے کی کوئی اہمیت نہیں اور یہ اس بات کی تلافی ہو کہ پہلے انہوں نے اپنا معاملہ اللہ عزوجل کے سامنے پیش کرنے کی بجائے ساقی کے توسل سے بادشاہ کے پاس پیش کیا تھا۔(التفسیر الکبیر، ج٦، ص٤٦٦)۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی پر دلائل:

۳......درج آیات حضرت یوسف علیہ السلام کے پاکدامن ہونے پر دلیل ہیں۔﴿انا راودته عن نفسه وانه لمن الصدقين(یوسف:٥١)﴾،﴿وان الله لا يهدى كيد الخائنين(یوسف:٥٢)﴾،﴿قال هي راودتني عن نفسي وشهد شاهد من اهلها(یوسف:٢٦)﴾،﴿وان كان قميصه قد من دبر فكذبت وهو من الصدقين(یوسف:٢٧)﴾،﴿ان هذا الا ملك كريم(یوسف:٣١)﴾،﴿انا نرك من المحسنين(یوسف:٣٦)﴾۔علامہ تفتازانی فرماتے ہیں:عصمت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل بندہ میں اس کی قدرت اور اختیار کے باوجود گناہ نہ پیدا کرے، اسی کے قریب یہ تعریف ہے:عصمت اللہ عزوجل کا لطف ہے جو بندہ کو اچھے کاموں پر ابھارتا ہے اور بُرے کاموں سے روکتا ہے باوجود یہ کہ بندہ کو گناہ پر اختیار ہوتا ہے تاکہ بندہ کا مکلّف ہونا صحیح رہے، اس لیے شیخ ابو منصور ماتریدی نے فرمایا:عصمت مکلّف ہونے کو زائل نہیں کرتی، ان تعریفوں سے ان لوگوں (بعض شیعہ اور معتزلہ) کے قول کا فساد ظاہر ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عصمت نفس انسان یا اس کے بدن میں ایسی خاصیت ہے جس کی وجہ سے گناہ کا صدور محال ہوتا ہے کیونکہ اگر کسی انسان سے گناہ کا صدور محال ہو تو اس کا مکلّف کرنا صحیح ہوگا نہ اس کو اجر وثواب دینا صحیح ہوگا(شرح عقائد نسفیه، ص١٦٥ وغیرہ)۔

☆......☆اظہار برائتہ:بے بے جا تنقید جیسی بُری کمائی سے چھٹکارے کا اظہار کرتے ہوئے ایلچی سے کہا کہ ظلماً قید میں رکھا گیا ہے۔

لما جاءه الرسول:جب(قید خانے کا) ساقی بادشاہ مصر کے بادشاہ کے پاس قید سے آزاد ہو کر گیا اور بادشاہ وقت کو حضرت یوسف علیہ السلام کے علم تعبیر کے بارے میں بیان کیا اور بادشاہ نے اس تعبیر کو اچھا جانا تو کہا کہ انہیں میرے پاس لاؤ، کہ میں ان کی زیارت کرسکوں، ساقی قید خانے میں گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بادشاہ کا پیغام دیا، جس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اتمام حجت کے لئے ارشاد فرمایا:﴿ارجع الى ربك...... الخ﴾۔

سیدی:مراد عزیز مصر ہے، کیونکہ وہ اُن عورتوں کے مکروفریب سے واقف تھا، یہ بھی درست ہے کہ نسبت اللہ کی جانب کردی جائے اس لئے کہ یہاں پر اللہ کی جانب کلام منسوب کرنا زیادہ صحیح ہے۔ (الصاوی، ج٣، ص١٧٩ وغیرہ)۔

ایک اہم بات

صلوا علی الحبیب :الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کتب تفسیر:

(۱) الخازن (علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۲) المظہری (قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۳) ابن کثیر (عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر) متوفی ۷۷۴ھ، مطبوعہ: دار الحدیث القاہرہ۔
(۴) الدر المنثور (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۵) جلالین کلاں (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی، امام جلال الدین محلی)، متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ
(۶) المدارک (علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۱۰ھ، دار ابن دمشق۔
(۷) روح المعانی (علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔
(۸) البیضاوی (قاضی ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر محمد الشیرازی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۹۱ھ، مطبوعہ: دار الرشید دمشق بیروت۔
(۹) البیضاوی حاشیہ شیخ زادہ (قاضی ناصر الدین......) ایضاً، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔
(۱۰) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، متوفی ۶۸ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۱) حاشیۃ الجمل علی الجلالین (علامہ شیخ سلیمان الجمل علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۰۴ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۲) الصاوی علی الجلالین (علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۲۳ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی
(۱۳) الرازی (امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین الرازی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۰۶ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت
(۱۴) خزائن العرفان (سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۳۶۷ھ، پاک کمپنی۔
(۱۵) کنز الایمان (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ، پاک کمپنی۔
(۱۶) تبیان القرآن (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) مطبوعہ: فرید بک اسٹال۔
(۱۷) ضیاء القرآن (پیر کرم شاہ صاحب الاظہری)، مکتبہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔
(۱۸) اعراب القرآن و بیانہ (محی الدین الدرویش) متوفی ۱۹۸۲ء، مطبوعہ: کمال الملک
(۱۹) جامع البیان (امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری) متوفی ۳۱۱ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی
(۲۰) الجامع الاحکام القرآن معروف تفسیر قرطبی (ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی) متوفی ۶۷۱ھ، دار الکتب العربی۔
(۲۱) روح البیان (امام اسماعیل حقی بروسوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱۳۷ھ، دار احیاء التراث العربی۔
(۲۲) تفسیر نعیمی (مفتی احمد یار خان نعیمی)، متوفی ۱۳۹۱ھ، مکتبہ اسلامیہ لاہور۔

کتب حدیث و شروح :

(۱) صحیح البخاری (امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵۶ھ، دار السلام للنشر والتوزیع ریاض۔ (۲) الادب المفرد (امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری) مطبوعہ: دار ابن کثیر دمشق بیروت۔

(۳) صحیح مسلم (امام حافظ ابو الحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۶۱ھ، دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔

(۴) سنن ابی داؤد (حافظ ابو داؤد سلیمان بن الشعث السجستانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔

(۵) سنن نسائی (امام ابو عبداللہ احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ) متوفی ۳۰۳ھ، دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔

(۶) سنن ابن ماجہ (ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۳ھ، مطبوعہ: معرف للنشر والتوزیع ریاض۔

(۷) جامع الترمذی (ابو عیسی محمد بن عیسی سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی ترمذی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۹ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباعۃ

(۸) مسند امام احمد بن حنبل (امام احمد ابو عبداللہ شیبانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۴۱ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

(۹) مشکوۃ المصابیح (امام محی السنہ علیہ الرحمۃ) متوفی ۵۱۶ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

(۱۰) مستدرک للحاکم (امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حکم علیہ الرحمۃ)، متوفی ۴۰۵ھ مطبوعہ: دار الباز مکہ مکرمہ، دار المعرفۃ بیروت۔

(۱۱) شعب الایمان (امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ

(۱۲) الترغیب والترھیب (امام عبد العظیم بن عبد القوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۵۶ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی

(۱۳) فتح الباری (امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۲ھ، قدیمی کتب خانہ۔

(۱۴) عمدۃ القاری (علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت

(۱۵) شرح صحیح مسلم (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) فرید بک اسٹال۔

(۱۶) ریاض الصالحین (ابی زکریا یحیی بن شرف نووی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۷۶ھ، مطبوعہ: دار الارقم۔

(۱۷) الموطا امام مالک (امام مالک بن انس علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۷۹ھ، مطبوعہ: دار الفجر للتراث۔

(۱۸) المعجم الاوسط (امام سلیمان بن احمد طبرانی)، متوفی ۳۶۰ھ، دار الکتب العلمیہ۔

(۱۹) فیض القدیر (عبد الرؤف المناوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۳۱ھ، دار الکتب العلمیہ۔

(۲۰) کنز العمال (علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری)، متوفی ۹۷۵ھ، دار الکتب العلمیہ۔

(۲۱) المسند الفردوس (امام ابو شجاع شیرویہ بن شہردار دیلمی)، متوفی ۵۰۹ھ، دار الکتب العلمیہ۔

(۲۲) المجمع الزوائد (حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی)، متوفی ۸۰۷ھ، دار الکتب العلمیہ۔

(۲۳) تحفۃ الطالب بہ معرفۃ احادیث مختصر ابن الحاطب، دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۶ھ۔

(۲۴) البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ، (امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۱۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۵) نووی علی مسلم (علامہ یحیی بن شرف نووی)، متوفی ۶۷۶ھ، بیت الافکار الدولیۃ

کتب لغت:

(۱) المفردات (علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۲ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔

(۲) التعریفات (علامہ علی بن محمد بن علی جرجانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۱۶ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔

(۳) تاج العروس (علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی)، متوفی ۱۲۰۵ھ، مکتبہ مصر، دار الفکر بیروت۔

کتب فقہ واصول فقہ وفتاواجات:

(۱) الھدایۃ مع بدایۃ المبتدی (امام برہان الدین ابوالحسن ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۹۳ھ، مکتبۃ البشری۔

(۲) قدوری مع توضیح الضروری (ابوالحسن احمد بن جعفر بن حمدان البغدادی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵ رجب المرجب ۴۲۸ھ، میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

(۳) نورالایضاح مع بذریعۃ النجاح (حسن بن عمار بن علی بن یوسف علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱ رمضان ۱۰۲۹ھ، مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی۔

(۴) کنزالدقائق مع کشاف الحقائق (ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۱۰ھ، مطبوعہ: مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی

(۵) فتح القدیر شرح ھدایہ مع کفایہ (شیخ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۸۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔

(۶) نورالانوار مع قمرالاقمار (حافظ شیخ احمد بن ابوسعید المعروف بہ ملاجیون علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱۳۰ھ، مکتبۃ النعمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ۔

(۷) الفتاوی الرضویۃ (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۴۰ھ، رضاء فاؤنڈیشن لاھور۔

(۸) الھندیۃ (ملا نظام الدین علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۱۶۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۹) ردالمحتار علی درمختار (علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۲۵۲ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۱۰) السراجیۃ (شیخ سراج الدین محمد بن عبدالرشید السجاوندی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۰۰ھ، ضیاء القرآن

(۱۱) الجوھرۃ النیرۃ (علامہ ابوبکر علی بن حداد علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۰۰ھ، مکتبہ حقانیہ ملتان۔

(۱۲) البدائع الصنائع (ابوبکر بن مسعود کاسانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۸۷ھ مرکز اھل سنت برکات رضا۔

(۱۳) بحرالرائق شرح کنزالدقائق (علامہ ابن نجیم علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۷۰ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔

(۱۴) غنیۃ المستملی (علامہ ابراہیم بن محمد حلبی)، متوفی ۹۵۶ھ، سہیل اکیڈمی لاھور۔

(۱۵) المنار (علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی)، متوفی ۷۱۰ھ، دار المعرفۃ بیروت۔

کتب متفرقہ:

(۱) احیاء علوم الدین (ابو حامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

(۲) شرح العقائد مع میزان العقائد (علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۹۱ھ، قدیمی کتب خانہ

(۳) الاصابۃ فی تمییز الصحابہ (الامام الحافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی)، متوفی ۸۵۲ھ، دار الکتب العلمیۃ

(۴) سبل الھدی والرشاد (الامام محمد بن یوسف الصالحی الشامی)، متوفی ۹۴۲ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۵) تاریخ الخلفاء مترجم (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، قدیمی کتب خانہ

(۶) حجۃ اللہ البالغہ (شاہ ولی اللہ محدث دھلوی)، قدیمی کتب خانہ۔

(۷) فضیلۃ الشکر (ابو بکر محمد بن جعفر بن محمد خرائطی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۳۲۷ھ، دار الفکر دمشق

(۸) تاریخ دمشق لابن عساکر (امام ابن عساکر علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۷۱ھ، دار الفکر بیروت۔

(۹) حیات اعلیٰ حضرت (مولانا ظفر الدین قادری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۸۲ھ، مکتبہ رضویہ کراچی۔

(۱۰) منہاج العابدین (امام محمد بن احمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۱۱) کتاب الاسماء والصفات (امام ابو حسن محمد بن احمد بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، دار احیاء التراث العربی۔

(۱۲) کتاب العظمۃ (امام عبد اللہ بن محمد بن جعفر المعروف ابی الشیخ)، متوفی ۳۹۶ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۱۳) الیواقیت الجواہر (علامہ عبد الوھاب شعرانی)، متوفی ۹۷۳ھ، دار احیاء التراث العربی۔

(۱۴) ذم الھوی (امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن الجوزی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۹۷ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۱۵) العقد الفرید (ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربہ الاندلیسی)، متوفی ۳۲۷ھ، دار احیاء التراث العربی۔

(۱۶) البحر المحیط () متوفی، دار الفکر بیروت۔

(۱۷) روض الریاحین (علامہ عبد اللہ بن اسد یافعی)، متوفی ۷۶۸ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۱۸) الکبائر (الشیخ محمد بن صالح العثیمین علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۴۸ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۱۹) البدایۃ والنھایۃ (حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۷۴ھ، دار المعرفۃ بیروت۔ (۲۰) قصص الانبیاء، ایضا، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۱) شرح فتوح الغیب (العارف الربانی شیخ عبد القادر جیلانی تقی الدین احمد بن تیمیہ) موسسۃ الاشرف لاھور۔

(۲۲) تنبیہ الغافلین (الامام الشیخ نصر بن محمد بن ابراہیم السمر قندی) متوفی ۳۷۳ھ، مرکز اھل سنت برکات رضا۔

(۲۳) الرسالۃ القشیریۃ (الامام ابی القاسم عبد الکریم ھوازن القشیری النیسابوری)، متوفی ۴۶۵ھ، المکتبۃ التوفیقۃ۔

(۲۴) الفقہ الاکبر (امام ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۵۰ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۵) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ (عز الدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۳۰ھ، دار الفکر بیروت۔

(۲۶) نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض (شھاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۶۹ھ دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۷) الخیالی علی شرح العقائد النسفیۃ (علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ خیالی)، متوفی ۸۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ۔

(۲۸) المعتقد والمنتقد (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی)، متوفی ۱۳۴۰ھ، برکاتی پبلیشرز۔

(۲۹) تہذیب التہذیب (ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۵۲ھ، دار الفکر بیروت

(۳۰) مقالات کاظمی (علامہ سعید احمد کاظمی علیہ الرحمۃ)، برکاتی پبلی کیشنز۔

(۳۱) سیرت رسول عربی (نور محمد توکلی علیہ الرحمۃ) فرید بک اسٹال۔

(۳۲) حفظ الایمان (مولانا اشرفعلی تھانوی)، مکتبہ تھانوی دفتر البقاء، مسافر خانہ بندر روڈ۔

(۳۳) تقویۃ الایمان (شاہ اسماعیل دھلوی) مطبوعہ دار السلام۔

(۳۴) جاء الحق (مفتی احمد یار خان نعیمی) متوفی ۱۳۹۱ھ، ضیاء القرآن لاھور۔

عطائین

اردو شرح

تفسیر جلالین

جلد سوم

تشرف بخدمتہ

حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری

ناشر

ادارہ فیضانِ رضا (رجسٹرڈ)

۱۴۲/اے، نیو دھوراجی کالونی، بلاک نمبر ۴ گلشنِ اقبال، کراچی

عطائین

اردو شرح

تفسیر جلالین

جلد سوم

تشرف بخدمتہ

حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری

ناشر

ادارہ فیضانِ رضا (رجسٹرڈ)

۴۲/۱اے، نیو دھوراجی کالونی، بلاک نمبر ۴ گلشنِ اقبال، کراچی

نامِ کتاب : عطائین اردو شرح تفسیر جلالین

جلد : سوم

مرتب : حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری

طبع اول : ۱۰ دسمبر ۲۰۱۲ء بمطابق ۲۵ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

تعداد : ۱۰۰۰

باہتمام : ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ)، ۴۲/اے، نیو دھوراجی کالونی گلشن اقبال بلاک ۴ کراچی۔ ۰۳۲۱-۲۲۴۱۰۵۱

الاھداء

میرے تو سب کچھ آپ ہی ہیں اے رحمت عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے

ساری تعریفیں اس خالق کائنات ﷻ کے لئے جس نے اس عالم رنگ و بو کو طرح طرح سے مزین کیا اور کڑوڑہا کڑوڑ درود ہوں اس رحمت والے آقا ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر جو ہم بے کسوں، غم کے ماروں، دکھ یاروں کا واحد سہارا ہیں۔ اللہ ﷻ کی دی ہوئی توفیق اور فخر کائنات، شاہِ موجودات ﷺ کی نظر کرم کا صدقہ ہے کہ **ادارہ فیضانِ رضا** نے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ ہم اللہ رب العزت ﷻ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دعا گو ہیں کہ اللہ ﷻ اس خدمت کو اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرما کر اس پر اجر عظیم سے مالا مال فرمائے۔ ہم اس پر مرتب ہونیوالے اجر و ثواب کو مکی مدنی آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے وسیلے سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، جمیع بزرگان دین، تمام سلاسل کے صوفیاء و اولیاء، بالخصوص شہنشاہ بغداد سیدنا **حضور غوث پاک قدس** سرہ العزیز کی بارگاہ مقدسہ، **اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی** علیہ الرحمہ، اور دورِ حاضر کے عظیم دینی رہنما، شیخ طریقت امیر اہلسنت، **مولانا محمد الیاس قادری** صاحب مدظلہ العالی اور ان تمام مومنین و مومنات جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک اور تا قیام قیامت تک پیدا ہونگے سب کو اس اجر و ثواب سے مالا مال کر دے، اس ادارے سے وابسطہ جملہ احباب جو اس خدمت کو قارئین تک پہنچانے میں ادارے کے معاون و مددگار رہے، اللہ ﷻ سب کے نامۂ اعمال میں ہدیۂ ثواب پہنچائے، اور مزید اخلاص کی دولت سے مالا مال کرتے ہوئے باقی دو مجلدات پر جلد از جلد کام مکمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور قابل صلاحیت افرادی قوت سے ادارے کو مالا مال فرمائے۔ اللہ ﷻ اہلسنت کی تمام چھوٹی بڑی دینی درس گاہوں اور اداروں کی حفاظت فرمائے۔

ادارہ فیضانِ رضا
نیو دھوراجی کالونی، گلشنِ اقبال بلاک ۴

توجہ کیجئے!

رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے، دین کی سربلندی اور علمائے اہل حق تک قیمتی مواد در باب **عطائین اردو شرح تفسیر جلالین جلد۳** کو پہنچانے کے لیے نہایت توجہ کے ساتھ شرح لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ ﷻ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قارئین کے لیے نفع بخش بنائے۔ ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود ہمیں دعوی کمال نہیں، لہذا جو خوبی نظر آئے وہ ہمارے بزرگوں کا فیضان سمجھ کر قبول فرمائیں اور اس میں جو خامی ہو وہاں ہماری غیر ارادی کوتاہی کو دخل ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اہل علم اسے پڑھ کر تحریری طور پر اپنی رائے ضرور دیں اور اس شرح میں موجود کسی کمی، کوتاہی یا اضافہ کی جانب توجہ دلانا چاہیں تو ہمارے درج پتہ پر بذریعہ خط روانہ فرمادیں تاکہ ہم اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوں اور اس نشاندہی پر آپ کے لیے دعائے خیر کریں۔ رب کریم سب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔

محمد امتیاز قادری، منتظم ادارہ ہذا

پتہ: ادارہ فیضان رضا، ۴۲/اے، نیو دھوراجی کالونی گلشن اقبال بلاک ۴

تاثرات برائے علماء کرام "عطائین" جلد ۲

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی زید مجدہ

(۱)......

الحمد لله الذی له الاسماء الحسنی والصلوة والسلام علی سیدنا محمد ذی المقام الاسنی وعلی اله النقی واصحابه النقی الی یوم الجزاء. قرآن مجید لاریب کتاب ہے جس کی خدمت ہر دور میں ہر ہر زاویے سے ہوتی رہی، ہر صاحب علم نے اپنے علم کے مطابق اللہ جل جلالہ کی اس مقدس کتاب میں جاذبیت پیدا کرنے کے لئے کوششیں کیں ہیں اور قرآن کے اسرار و رموز کو ضبط تحریر میں لاکر اپنے لئے ابدی انعام واکرام کے دروازے کھولے جانے کا ذریعہ بنایا، انہی میں شیخ جلال الدین محلی اور شیخ جلال الدین سیوطی کے نام آسمان دنیا میں علوم وفنون کے نگارشات لٹاتے ہوئے جگ مگ جگ مگ کر رہے ہیں۔ ان کی بات ہو اور "تفسیر جلالین" کا ذکر خیر نہ ہو کیوں کر ممکن ہے؟ تاہم ایک عرصے سے تنظیم المدارس کے نصاب میں شامل ہونے کے باوجود اس مختصر تفسیر کی اردو شرح کرنے کا کسی نے بیڑا نہ اٹھایا اور ہمیں خوشی اس بات پر کہ اس خدمت کو ہمارے ہی دار العلوم (نعیمیہ) کے فارغ التحصیل، قابل قدر فاضل نوجوان، حضرت مولانا مفتی محمد امتیاز قادری نے چند رفقاء کے تعاون سے، تفسیر جلالین شریف کا اردو میں ترجمہ "عطائین" کے نام سے کرنے کی سعادت حاصل کی، چھ چھ پاروں پر مشتمل دو جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں جو کہ صحت مند مواد پر مشتمل ہیں۔ پہلی جلد کے مقابلے میں دوسری جلد کو خوب تر پایا، یقیناً کاوش ایسی جو کہ آسان ترجمہ، قرآنی ترکیب، شان نزول، تشریح توضیح واغراض پر مشتمل ہر ہر رکوع کا الگ الگ نمایاں اندازِ بیان، ساتھ ہی ہر نئی سورہ کے آغاز میں تعارف کے نام سے مختصر خلاصہ، اور خوشی کی بات یہ ہے کہ تیسری جلد جو آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں تنظیم المدارس کے درجہ خاصہ کے نصاب میں پڑھائے جانے والے پانچ پارے ۱۶ تا ۲۰ میں سے ۱۶ تا ۱۸ موجود ہیں۔ بہت کم طلباء ایسے ہوتے ہیں جن پر اساتذہ کو ناز ہوتا ہے اور مولانا موصوف انہی میں سے ایک ہیں، جن پر ہمیں ناز اور فخر ہوتا ہے۔ اللہ انہیں مزید کامیابیاں عطا فرمائے اور آنے والے مسائل سے نمٹنے کی ہمت دے، جلد از جلد مزید دو جلدیں بھی مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

راقم الحروف:
جمیل احمد نعیمی غفرلہ
ناظم تعلیمات واستاذ حدیث دار العلوم نعیمیہ
چیرمین سپریم کونسل جمعیت علماء پاکستا
یکم رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ، ۲۱ جولائی ۲۰۱۲ء

استاذ العلماء رئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی اسماعیل ضیائی زید مجدہ

(۲)......

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد مدرسہ فیضانِ رضا کے زیر انتظام مجلس تحقیقات درسی کتب کے تحت ترجمہ وتفسیر، بانی ادارہ ومجلس متذکرہ محترم مکرم مولانا محمد امتیاز قادری نے نہایت محنت سے تفاسیر معتبرہ کی روشنی میں نہایت آسان اردو زبان میں تحریر فرمایا ہے۔ دو جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں اور ہم نے انہیں خوب پایا ہے۔ کہیں کوئی کی کوتاہی میری نظر سے نہیں گزری تاہم انسان کوتاہی سے پاک نہیں ہے کہیں کوئی کمی پائیں تو بذریعہ خط ضرور مطلع کریں، مولانا موصوف میرے پاس آتے رہتے ہیں اور فتاوی جات کے حوالے سے آگاہی حاصل کرتے ہیں، کئی تصانیف کیں ہیں اور خصوصاً جلالین کی شرح بنام عطائین ہمارے سامنے موجود ہے اور یہ اہلسنت کے لیے انتہائی اہم وقت کی ضرورت تھی۔ ادارہ ہذا نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس پر پوری توجہ صرف کی اس اہم کام پر انہیں اور ان کے رفقائے کار کو جتنی مبارکباد دی جائے کم ہے۔ اللہ ﷻ انکے عزائم میں استقامت اور کام میں برکت عطا فرمائے، تحقیق وجستجو کا جذبہ اور جذبہ عمل میں تحریک وقوت ارزان فرمائے اور مزید علمی چراغ روشن کرنے کی توفیق فراواں فرمائے۔

راقم:

اسماعیل ضیائی غفرلہ

خادم دار الافتاء دار العلوم امجدیہ

۱۲ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ، یکم اگست ۲۰۱۲ء

مفتی محمد اسلم نعیمی، ترجمان مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان، چیرمین سندھ علماء محاذ کونسل

(۳)......

حامداً ومصلیاً ومسلماً اما بعد! زیرِ نظر کتاب مستطاب عطائین اردو شرح جلالین جلد۲، مفتی محمد امتیاز قادری زید مجدہ کا بلا امتیاز شاندار کارنامہ ہے، قارئین اور بالخصوص دینی طلباء کے لیے اچھی اور عمدہ کاوش ہے۔ جو عصر حاضر میں انمول سعی جمیل ہے جبکہ علمی ذوق رکھنے والوں کے لیے بہترین استفادے کا ذریعہ ہے۔ حضرت موصوف کی دیگر چند کتب بھی نظر سے گزری ہیں جن سے ان کے علمی، تحقیقی اور تدقیق کے ذوق کا اندازہ ہوتا ہے۔ خدا کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو، تحریر بعد از مرگ بھی انسان کو زندہ رکھتی ہے۔ الغرض عطائین اردو شرح جلالین مصنف کا گرانقدر سرمایہ ہے۔ خداوند کریم بطفیل نبی کریم رؤف الرحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے صدقے مقبولیت عامہ وتامہ نصیب کرے اور سعی جلیل کو مستجاب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

دعا گو ودعا جو:

مفتی محمد اسلم نعیمی

ترجمان مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان

چیرمین سندھ علماء محاذ

۵ مارچ ۲۰۱۲ء، بمطابق ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ

حضرت علامہ مفتی عطاء اللہ نعیمی زید مجدہ

(۴)......

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد اخی فی الدین حضرت مولانا مفتی محمد امتیاز قادری نے مجھ فقیر کو اپنے ادارے ''فیضان رضا'' کی طبع شدہ کتاب ''عطائین'' ترجمہ وتشریح بر تفسیر جلالین پر چند کلمات لکھنے کا حکم دیا، فقیر نے دینی خدمات میں مشغولیت کی بناء پر معذرت کرنی چاہی کہ عرصہ بارہ سال سے جمعیت اشاعت اہل سنت نور مسجد کاغذی بازا کراچی کے تحت ''دارالافتاء''، ''درس وتدریس''، ''ترجمہ وتحقیق'' میں ایسا مشغول ہے کہ کسی سمت دیکھنے کی فرصت نہیں ملتی، بہر حال جب اصرار بڑھا تو قلم اٹھاتے ہی بنی۔ مصروفیات کے باعث جلالین جلد اول و دوم کا بالاستیعات تو مطالعہ نہیں کر پایا لیکن جن مقامات کا مطالعہ کیا خوب ہی پایا اور دل سے دعا نکلی کہ ایک نوجوان عالم دین نے اپنے چند رفقاء کو اپنے ساتھ ملا کر مختصر وقت میں عظیم الشان تفسیر کا ترجمہ وتشریح کا کارنامہ انجام دیا، قلبی سکون ملا کہ درس نظامی میں شامل نصاب کتب کا ترجمہ وتشریح کرنے کے لیے ہمارے ہی شہر کراچی میں ایک ادارہ بنام ''فیضان رضا'' کے نام سے کوشش میں مصرف ہے۔ تفسیر جلالین کو اس کے اختصار وجامعیت کے پیش نظر ہر دور کے علماء نے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے۔ مختلف مکاتب فکر نے اس کی افادیت کے باعث اسے درس نظامی کا حصہ بنایا۔ تفسیر جلالین پر مختلف ادوار میں عربی زبان میں معتدبہ کام ہوا لیکن تغیر زمان سے طلباء کا مذاق علمی متاثر ہوا، طلباء عربی کتابوں سے استفادہ کرنے کے بجائے اردو شروحات کا رخ کرنے لگے تو اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ طلباء کی صحیح رہنمائی کے لئے عربی کتب کو اردو زبان میں علمی دیانت کے ساتھ طلباء تک پہنچایا جائے۔ اور زیر نظر شرح میں اس امر کو ملحوظ رکھا گیا ہے، بعد مطالعہ اس شرح کی افادیت یہ ظاہر ہوئی کہ صرفی نحوی ترکیب کے اہتمام سے علماء اور طلباء کی ضیافت علمی کی گئی ہے تو وہیں ذخیرہ احادیث سے مستند احادیث اور آثار کو بھی ذمہ داری سے نقل کیا گیا، ائمہ، خطباء بھی اس سے استفادہ کرسکتے ہیں نیز مذہب احناف کے بیان کے لئے مستند کتب کے حوالے سے مزین مواد موجود ہے۔ بہر حال عصمت تو کتاب اللہ کے لیے ہے جب علمی، فکری دیانت کے حامل افراد کسی کتاب کے تحت کام کرتے ہیں تو حتی الامکان کوشش یہی ہوتی ہے کہ اغلاط کم سے کم ہوں تاہم الانسان مرکب الخطاء والنسیان کے تحت غلطیاں سرزد ہونا لائق مذمت نہیں بلکہ مذموم تو یہ امر ہے کہ غلطی کی نشاندہی کے باوجود بندہ اس غلطی پر ڈٹا رہے اور قبلہ موصوف کو میں نے ایسا نہیں پایا تاہم محض تنقید نہیں بلکہ نشاندہی کا طریقہ بھی ہونا چاہیے لہذا اگر کوئی صاحب کسی طرح کی کمی کوتاہی پر مطلع ہو تو برائے راست ادارہ کے سربراہ سے بذریعہ خط رابطہ فرمائیے وہ ضرور اس غلطی کو سدھارنے کی کوشش کریں گے۔ جس خوبی سے دوسری جلد پیش کی ہے اللہ نے چاہا کہ تیسری جلد بھی ایسی ہی بلکہ اللہ کی مدد مزید شامل حال رہی تو بہتر ہوگی، میں مولانا مفتی محمد امتیاز قادری صاحب اور ان کے ادارے کے تمام اراکین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کے علم وعمل میں برکت کی دعا کرتا ہوں۔

راقم:

عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

خادم الحدیث والافتاء

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ

فہرست

نمبر شمار	پارہ نمبر ۱۲	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ۱۲	صفحہ نمبر
۱	نفس امارہ	۱۶	۲۶	تہمت کی جگہ سے بچنا ضروری ہے	۴۶
۲	بارگاہوں کا ادب ملحوظ خاطر رکھنا	۱۷	۲۷	بنیامین کے متعلق بات گوڑھ لینا	۴۶
۳	عہدہ طلب کرنا جائز ہے	۱۷	۲۸	صبر جمیل	۴۷
۴	بی بی زلیخا کی شادی حضرت یوسف سے	۱۷	۲۹	حضرت یعقوب کا بیٹے کی جدائی پر افسوس	۴۷
۵	بھائیوں کا حضرت یوسف کو نہ پہچاننا	۲۴	۳۰	حضرت یوسف کی ملاقات کا یقین	۴۷
۶	بنیامین کو اپنے قریب بلانے کی وجوہات	۲۴	۳۱	رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہونا	۴۷
۷	حضرت یعقوب کے رنج میں اضافہ کرنا	۲۴	۳۲	بھائیوں کا غلے کے برخلاف سوال کرنا	۴۸
۸	حضرت یوسف نے بھائیوں کا مال واپس کر دیا	۲۵	۳۳	حضرت یوسف نے اپنا آپ ظاہر کر دیا	۴۸
۹	احسان وانعام خداوندی کا بیان	۲۵	۳۴	بھائیوں نے حضرت یوسف کو پہچان لیا	۴۹
۱۰	جدا جدا دروازوں سے داخل ہونے کی حکمت	۲۶	۳۵	اعتراف جرم	۴۹
۱۱	حضرت یعقوب کی دلی خواہش	۲۶	۳۶	حضرت یوسف نے معاف کر دیا	۴۹
۱۲	حضرت یعقوب کی جانب علم کی نسبت	۲۷	۳۷	حضرت یعقوب کی سوانح	۴۹
۱۳	تدبیر اختیار کرنا	۳۲	۳۸	تبرکات کی اہمیت	۴۹
۱۴	انعام کی کفالت کام مکمل کرنے سے پہلے	۳۳	۳۹	دور سے خوشبو آنے کا مطلب	۵۶
۱۵	بھائیوں کی جانب فساد فی الارض کی نسبت	۳۴	۴۰	دنیا ہی میں گناہوں کی معافی مانگ لیں	۵۶
۱۶	چوری کی سزا میں غلام بنانا	۳۴	۴۱	دعا کو مؤخر کرنے کی وجوہ	۵۶
۱۷	حضرت یوسف کو اللہ نے تدبیر سکھائی	۳۴	۴۲	استقبال کے مختلف انداز	۵۶
۱۸	حقیقی علم والا کون؟	۳۵	۴۳	باپ کو سجدے کا حکم	۵۷
۱۹	ہر علم والے کے اوپر علم والا	۳۷	۴۴	اپنی موت کی دعا کرنا کیسا؟	۵۷
۲۰	حضرت یوسف پر چوری کا الزام	۳۷	۴۵	تابوت یوسف!	۵۸
۲۱	احسان کی نسبت حضرت یوسف کی جانب کرنا	۳۷	۴۶	اللہ کی وحدانیت کے دلائل	۶۲
۲۲	حضرت یوسف کی سوانح	۳۷	۴۷	نبوت کے حوالے سے مشرکین کے شکوک	۶۳
۲۳	بڑے بھائی نے واپس جانے سے کیوں انکار کیا	۴۴	۴۸	وظنوا انہم قد کذبوا میں مترجمین کی لغزشیں	۶۳
۲۴	بنیامین کے چور ہونے پر گواہی دینا	۴۵	۴۹	قرآن میں ہر چیز کا روشن بیان ہے!	۶۴
۲۵	غیب کے نگہبان نہ ہونے کا محمل	۴۵	۵۰	**تعارف سورۃ الرعد**	۶۵

فہرست

نمبر شار	پارہ نمبر ۱۳	صفحہ نمبر	نمبر شار	پارہ نمبر ۱۳	صفحہ نمبر
۵۱	المر کی تحقیق میں مفسرین کا اجتہاد	۷۰	۷۶	بُرا ٹھکانہ جہنمیوں کا ہے!	۹۴
۵۲	اللہ ﷻ کا عرش پر استواء فرمانا	۷۰	۷۷	ھدایت وگمراہی اللہ کی جانب سے ہے!	۹۹
۵۳	زمین، آسمان، پھل، درخت سے توحید کا ثبوت	۷۱	۷۸	یادِ الٰہی دلوں کا چین ہے	۱۰۰
۵۴	پھلوں کی مثال شارحین کی نظر میں!	۷۱	۷۹	طوبٰی کے معانی ومطالب	۱۰۰
۵۵	بعث بعد الموت کا انکار!	۷۲	۸۰	فرمائشی معجزات کیوں نہ پیش کئے گئے	۱۰۰
۵۶	نافرمانی کی حالت میں معافی	۷۲	۸۱	یئس کے بارے میں مفسرین کے اقوال	۱۰۰
۵۷	فرمائش کے مطابق معجزات نہ پیش کئے گئے	۷۳	۸۲	سید عالم ﷺ تسکین خاطر ہمارے لئے درست	۱۰۵
۵۸	لفظ ھادی کی تفسیر میں اقوال	۷۳	۸۳	گمراہی کے باوجود کفار کی مذمت	۱۰۵
۵۹	حمل کی مدت اور گھٹنے بڑھنے کا بیان	۸۲	۸۴	کافروں کے لئے دنیا وآخرت میں عذاب	۱۰۵
۶۰	کیا علم غیب اللہ کے سوا بھی کسی کو ہے؟	۸۳	۸۵	جنت اور جہنم کے احوال	۱۰۶
۶۱	معقبت کے معانی میں مفسرین کے اقوال	۸۳	۸۶	قرآن کے نزول سے کون خوش ہوتا ہے؟	۱۰۷
۶۲	جب تک انسان اپنی حالت نہ بدلے	۸۴	۸۷	لغت قرآن عربی زبان!	۱۰۷
۶۳	رعد کے معنی ومطالب	۸۴	۸۸	تعدد ازواج پر اعتراض!	۱۱۱
۶۴	حقیقی حاجت روا کون ہے؟	۸۵	۸۹	مٹانے اور ثبت کرنے معنی	۱۱۴
۶۵	سجدے کے لغوی واصطلاحی معنی	۸۶	۹۰	آبادی گھٹانے سے کیا مراد ہے؟	۱۱۵
۶۶	اندھیرے کفر اور اجالے......!	۸۶	۹۱	خفیہ تدابیر کا مالک کون؟	۱۱۵
۶۷	پانی کے ذریعے مثال دینا	۸۷	۹۲	**تعارف سورۃ ابراھیم**	۱۱۷
۶۸	آخرت کا حساب کتاب	۸۷	۹۳	تلاوت قرآن سے بھی لوگ مسلمان ہوتے ہیں	۱۲۰
۶۹	عہد پورا کرنے سے متعلق اقوال	۹۱	۹۴	اذن الٰہی کے معنی	۱۲۱
۷۰	کن رشتے داروں سے جوڑا جائے	۹۲	۹۵	اسم جلالت ''اللہ'' کے اسرار ورموز	۱۲۱
۷۱	دعائیہ کلمات صبر کے منافی نہیں	۹۲	۹۶	کافروں کا عذاب سخت ہے!	۱۲۱
۷۲	بُرائی کو بھلائی سے ٹال!	۹۲	۹۷	دنیا کی بے ثباتی اور آج کا مسلمان!	۱۲۱
۷۳	جنت میں لے جانے والے اعمال	۹۳	۹۸	دور کی گمراہی سے کیا مراد ہے؟	۱۲۲
۷۴	اہل وعیال کیساتھ دخول جنت ایک نعمت ہے!	۹۳	۹۹	سید عالم ﷺ کی رسالت عام ہے	۱۲۲
۷۵	جنتیوں کے لئے سلامتی	۹۴	۱۰۰	اللہ ﷻ کے دن سے مراد!	۱۲۳

فہرست

نمبر شمار	پارہ نمبر۱۳	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر۱۳	صفحہ نمبر
۱۰۱	صبر کی تعریف	۱۲۴	۱۲۶	حضرت ابراہیم کی اولاد	۱۵۰
۱۰۲	شکر کی بحث	۱۲۷	۱۲۷	دین ابراہیمی میں نماز کا تصور	۱۵۱
۱۰۳	ہاتھ کو مونھ پر رکھنے کی وجوہ!	۱۲۸	۱۲۸	حضرت ابراہیم کے والد موحد تھے	۱۵۲
۱۰۴	توبہ کے بغیر بھی گناہ معاف ہوتے ہیں	۱۲۸	۱۲۹	قیامت کے انجام پذیر ہونے عقلی دلیل	۱۵۷
۱۰۵	نبی کی نبوت میں شبہ	۱۲۹	۱۳۰	قیامت میں کف افسوس کن کے لئے؟	۱۵۸
۱۰۶	نبوت کے اوصاف	۱۲۹	۱۳۱	زمین کی تبدیلی کے بارے میں مختلف احادیث	۱۵۸
۱۰۷	توکل کی بحث!	۱۲۹	۱۳۲	آسمان کی تبدیلی کے بارے میں اقوال	۱۵۹
۱۰۸	ایک شبہ کا ازالہ	۱۳۴	۱۳۳	اچھی بُری کمائی کے انجام کا دن	۱۶۰
۱۰۹	جہنم کا پانی سخت دشواری	۱۳۴	۱۳۴	**تعارف سورۃ الحجر**	۱۶۱
۱۱۰	جہنم میں موت نہیں	۱۳۴	۱۳۵	آیت متذکرہ کا مختصر خلاصہ	۱۶۲
۱۱۱	کافروں کے اعمال صالحہ راکھ کا ڈھیر	۱۳۴	۱۳۶	**پارہ نمبر ۱۴**	
۱۱۲	اللہ ہر مخلوق کے بعد دوسری مخلوق بھیجتا ہے	۱۳۵	۱۳۷	کفار کے لئے حسرت وندامت	۱۶۶
۱۱۳	متذکرہ آیت میں شیطان سے مراد ابلیس	۱۳۹	۱۳۸	طویل امیدیں بربادی کا سبب ہیں	۱۶۶
۱۱۴	متذکرہ آیت میں سلطان کے معنی	۱۳۹	۱۳۹	سید عالم ﷺ کی جانب جنوں کی نسبت	۱۶۶
۱۱۵	شیطان کی بیزاری	۱۳۹	۱۴۰	قرآن کی حفاظت کا اہتمام	۱۶۷
۱۱۶	قرآن کی رو سے پاکیزہ درخت کونسا ہے؟	۱۳۹	۱۴۱	ہنسی اڑانے کا انجام	۱۶۷
۱۱۷	قرآن کی رو سے ناپاک درخت کونسا ہے؟	۱۴۰	۱۴۲	آسمان چڑھنے کی مثال	۱۶۷
۱۱۸	قبر کے سوال جواب	۱۴۰	۱۴۳	برج کی تحقیق	۱۷۱
۱۱۹	تباہی کے گھر	۱۴۴	۱۴۴	شیطان کو شعلہ یا ستارہ مارنے کا بیان	۱۷۱
۱۲۰	شرک کی مذمت	۱۴۴	۱۴۵	زمین گول ہے یا پھیلی ہوئی	۱۷۲
۱۲۱	راہ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت	۱۴۴	۱۴۶	لواقح کی تحقیق	۱۷۲
۱۲۲	اللہ کی نعمتیں شمار نہیں ہوسکتیں!	۱۴۵	۱۴۷	المستقدمین والمستاخرین مع صف اول	۱۷۴
۱۲۳	حضرت ابراہیم کا نسب	۱۴۹	۱۴۸	حضرت آدم علیہ السلام کا نسب	۱۷۸
۱۲۴	سرزمین مکہ کو امن والا کردے	۱۵۰	۱۴۹	تخلیق انسانی کا مبدء	۱۷۹
۱۲۵	ایمان پر جمادے!	۱۵۰	۱۵۰	ابلیس لعین کی تحقیق	۱۸۰

فہرست

نمبر شمار	پارہ نمبر ۱۴	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ۱۴	صفحہ نمبر
۱۵۱	فرشتوں کے سجدے کی کیفیت	۱۸۰	۱۷۶	تعارف سورة النحل	۲۰۷
۱۵۲	علم کے باوجود سوال کرنا سنت الٰہی ہے	۱۸۱	۱۷۷	مستقبل کے عذاب کو ماضی سے تعبیر کرنا	۲۱۱
۱۵۳	ابلیس کا سجدہ نہ کرنے کی وجہ	۱۸۱	۱۷۸	انسان جھگڑالو کیوں ہے؟	۲۱۱
۱۵۴	ابلیس کا گمراہی کی نسبت اللہ کی جانب کرنا	۱۸۲	۱۷۹	اون کے لباس پہننا جائز ہے	۲۱۱
۱۵۵	آیت پاک کی رو سے شیطان کا زور کس پر؟	۱۸۲	۱۸۰	گھوڑے خچر اور گدھے کی افادیت	۲۱۲
۱۵۶	متقی کی تعریف وصفات	۱۸۶	۱۸۱	کھجور، زیتون، انگور اور دیگر پھلوں کا بیان	۲۱۷
۱۵۷	جنت کا بیان	۱۸۶	۱۸۲	سورج چاند ستاروں کا بیان	۲۱۸
۱۵۸	کینے کی تعریف	۱۸۹	۱۸۳	قسم قسم کے رنگ برنگے پھل پھول کا بیان	۲۱۸
۱۵۹	حضرت ابرہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی	۱۸۹	۱۸۴	دریائی جانور کی حلت وحرمت کا بیان	۲۱۸
۱۶۰	حضرت اسحٰق علیہ السلام کا نسب	۱۹۱	۱۸۵	زیورات کا بیان	۲۲۰
۱۶۱	رحمت الٰہی سے مایوسی کفر ہے	۱۹۱	۱۸۶	زمین کو ہلنے نہیں دیتے مگر پہاڑ	۲۲۱
۱۶۲	قوم لوط پر عذاب	۱۹۲	۱۸۷	اللہ کے سوا کسی کی عبادت ہرگز جائز نہیں	۲۲۱
۱ ۳	حضرت لوط علیہ السلام کا نسب	۱۹۵	۱۸۸	صفات باری تعالی	۲۲۴
۱۶۴	قوم لوط علیہ السلام کی بری عادت	۱۹۶	۱۸۹	دوسرے کے گناہوں کا وبال	۲۲۵
۱۶۵	سید عالم ﷺ کی جان کی قسم کھانا	۱۹۶	۱۹۰	نمرود کا نسب اور اس کی بربادی	۲۲۶
۱۶۶	اصحاب ایکہ سے مراد کون ہیں؟	۱۹۷	۱۹۱	بوقت موت قبول اسلام کا مسئلہ	۲۳۰
۱۶۷	حجر والے کون ہیں؟	۲۰۱	۱۹۲	متقین کی صفات کا بیان	۲۳۱
۱۶۸	حضرت صالح علیہ السلام کا نسب	۲۰۱	۱۹۳	کیا برائی کی نسبت اللہ کی جانب ہو سکتی ہے؟	۲۳۵
۱۶۹	حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ	۲۰۲	۱۹۴	حقت علیه الضللة کا معنی	۲۳۵
۱۷۰	قوم صالح پر عذاب کی کیفیت	۲۰۳	۱۹۵	اللہ کے نام کی قسمیں کھانا	۲۳۶
۱۷۱	درگزر کی اہمیت وافادیت	۲۰۳	۱۹۶	لفظ کن فرمانے کی حکمتیں	۲۳۷
۱۷۲	السبع المثانی کے بارے میں اقوال	۲۰۳	۱۹۷	راہ دین کے مدنی قافلے	۲۴۱
۱۷۳	سید عالم ﷺ کا متاع دنیا کی طرف دیکھنا	۲۰۴	۱۹۸	راہ دین میں آزمائش پر صبر	۲۴۲
۱۷۴	کلام الٰہی کی ناقدری	۲۰۴	۱۹۹	نبوت صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے	۲۴۲
۱۷۵	خدا مصطفٰی کے کفیل ہیں	۲۰۵	۲۰۱	اہل علم کی فضیلت	۲۴۳

فہرست

نمبر شمار	پارہ نمبر ١٤	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ١٤	صفحہ نمبر
٢٠١	اہل علم کی فضیلت	٢٤٣	٢٢٦	قیامت میں کافروں کو مہلت نہ ملے گی	٢٧٧
٢٠٢	قرآن کی فضیلت	٢٤٣	٢٢٧	فسادیوں کا انجام	٢٧٧
٢٠٣	دارالندوۃ کی سازش ناکام	٢٤٤	٢٢٨	قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے	٢٧٨
٢٠٤	قارون کی ہلاکت	٢٤٥	٢٢٩	عدل وانصاف کے معانی	٢٨٣
٢٠٥	غرور وتکبر کی مذمت	٢٤٥	٢٣٠	رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک	٢٨٣
٢٠٦	توحید باری تعالی کے دلائل	٢٥٠	٢٣١	بے حیائی، بُری بات اور سرکشی سے بچنا	٢٨٣
٢٠٧	شکر کرنے یا نہ کرنے کا بیان	٢٥٠	٢٣٢	نیکی کی دعوت کی فضیلت	٢٨٥
٢٠٨	بیٹیوں کے فضائل	٢٥١	٢٣٣	قسم توڑنے کی مثال	٢٨٥
٢٠٩	اللہ کی اچھی صفات کا معنی	٢٥٢	٢٣٤	ایک ہی امت ہونے کا معنی	٢٨٥
٢١٠	ظلم کی تعریف اور ظالمین پر عذاب کا بیان	٢٥٥	٢٣٥	ہدایت وگمراہی کی نسبت اللہ کی جانب کرنا	٢٨٦
٢١١	اعمال کی تزیین وآرائش شیطان کی طرف سے	٢٥٥	٢٣٦	دین کو دنیا کی خاطر بیچنا	٢٨٦
٢١٢	غلاظت وخون کی موجودگی میں صاف دودھ	٢٥٩	٢٣٧	من ذکر او انثی وھو مومن کے معنی	٢٨٧
٢١٣	کھجور اور انگور کا ناجائز استعمال	٢٦٠	٢٣٨	بوقت تلاوت شیطان سے پناہ مانگنا	٢٨٧
٢١٤	شہد کی مکھی کا بیان	٢٦١	٢٣٩	نسخ کا بیان	٢٩٣
٢١٥	طب نبوی سے علاج	٢٦١	٢٤٠	اکراہ شرعی کا بیان	٢٩٣
٢١٦	انسان کا ارتقائی منزلیں طے کرنا	٢٦٢	٢٤١	کفار مکہ پر بھوک اور خوف طاری ہونا	٢٩٨
٢١٧	تقسیم رزق کا مسئلہ	٢٦٧	٢٤٢	عبادت کرنے والوں پر انعام خداوندی	٢٩٨
٢١٨	جب آقا وغلام برابر نہیں تو خالق کی برابری کیسی	٢٦٧	٢٤٣	حضرت ابراہیم کا نسب	٣٠٢
٢١٩	بت خود مجبور ہیں	٢٦٧	٢٤٤	نبوت کے اوصاف	٣٠٢
٢٢٠	لائق ونالائق غلام برابر نہیں ہو سکتے	٢٦٨	٢٤٥	حضرت ابراہیم کے مشرک نہ ہونے پر تکرار	٣٠٢
٢٢١	آنکھ کان اور دل کے ذریعے احسان کا ذکر	٢٧٢	٢٤٦	سابقہ امم میں ہفتہ کے دن کی تعظیم	٣٠٣
٢٢٢	پرندے حکم خداوندی کے پابند ہیں	٢٧٣	٢٤٧	ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ کا بیان	٣٠٤
٢٢٣	گھربار ودیگر نعمتوں کا ذکر	٢٧٣	٢٤٨	بُرائی کا بدلہ اسی کی مثل برائی یا صبر	٣٠٤
٢٢٤	جنگی ساز وسامان کا ذکر	٢٧٣			
٢٢٥	نبی امت پر گواہ ہوتا ہے	٢٧٦			

فہرست

نمبرشمار	پارہ نمبر ۱۵	صفحہ نمبر	نمبرشمار	پارہ نمبر ۱۵	صفحہ نمبر
۲۴۹	تعارف سورۃ الاسراء	۳۰۶	۲۷۴	لااسراف فی الخیر ولاخیر فی الاسراف	۳۳۶
۲۵۰	سفر کرانے کا دعوی اللہ نے کیا	۳۱۳	۲۷۵	میانہ روی کا درس	۳۳۵
۲۵۱	مسجد حرام سے مسجد اقصی تک کی برکتیں	۳۱۴	۲۷۶	مال کی کمی کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنا	۳۳۹
۲۵۲	سننے دیکھنے کی نسبت اللہ کی طرف یا......	۳۱۴	۲۷۷	بدکاری حرام ہے	۳۳۹
۲۵۳	الاسراء والمعراج کا بیان	۳۱۴	۲۷۸	ناحق قتل کرنے کا جرم	۳۴۰
۲۵۴	دیدار الٰہی کا بیان	۳۱۶	۲۷۹	یتیم کا مال ناحق کھانا جرم ہے	۳۴۱
۲۵۵	حضرت نوح علیہ السلام کا نسب	۳۱۸	۲۸۰	ماپ تول میں کمی کرنا جرم ہے	۳۴۱
۲۵۶	کشتی اور شکر گزاری کا بیان	۳۱۸	۲۸۱	اعضاء انسانی بھی جواب دہ ہیں	۳۴۲
۲۵۷	سخت لڑائی والے بندے سے مراد کون ہیں؟	۳۱۹	۲۸۲	تکبر کی مذمت	۳۴۲
۲۵۸	حضرت زکریا علیہ السلام کا نسب	۳۱۹	۲۸۳	قرآنی مضامین	۳۴۷
۲۵۹	جالوت اور اس کا لشکر	۳۲۰	۲۸۴	توحید باری تعالیٰ پر دلیل تمانع	۳۴۷
۲۶۰	حضرت یحیی علیہ السلام کا نسب	۳۲۰	۲۸۵	ہر چیز اللہ عزوجل کی تسبیح کرتی ہے	۳۴۷
۲۶۱	بخت نصر کے مظالم	۳۲۱	۲۸۶	سید عالم ﷺ پر جادو کا اطلاق	۳۴۸
۲۶۲	دنیا مومنوں کے لئے قید خانہ ہے	۳۲۱	۲۸۷	مرنے کے بعد قبر کے سوال جواب	۳۴۹
۲۶۳	اپنے اور اہل عیال کے لئے بددعا کرنا	۳۲۶	۲۸۸	ایمان کی اہمیت	۳۵۶
۲۶۴	جلد بازی انسان کی سرشت میں داخل ہے	۳۲۶	۲۸۹	شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے	۳۵۷
۲۶۵	رات آرام کے لئے بنائی گئی ہے	۳۲۷	۲۹۰	انبیائے کرام کے متفاوت درجات	۳۵۷
۲۶۶	دن میں اللہ کا فضل بطور رزق ہونا	۳۲۷	۲۹۱	وسیلہ بمعنی ذات یا نیکی	۳۵۸
۲۶۷	دنوں اور برسوں کی گنتی کا حساب	۳۲۷	۲۹۲	لوح محفوظ کا بیان	۳۵۹
۲۶۸	اعمال نامے گلے میں ہونے کا معنی	۳۲۷	۲۹۳	قرآن مجید میں کس درخت پر لعنت ہوئی	۳۵۹
۲۶۹	ہر جان اپنی کمائی کا بوجھ اٹھائے گی	۳۲۸	۲۹۴	امام اعظم کا دہریہ سے مکالمہ	۳۶۴
۲۷۰	نافرمانی بربادی کو دعوت دیتی ہے	۳۲۸	۲۹۵	قارون کے بارے میں بیان	۳۶۴
۲۷۱	کامیابی اس مومن کی جو آخرت چاہے	۳۲۹	۲۹۶	اشرف المخلوقات	۳۶۵
۲۷۲	والدین کے ساتھ حسن سلوک	۳۳۳	۲۹۷	امام سے مراد اعمال نامہ ہے!	۳۶۹
۲۷۳	والدین کے لئے دعائے خیر	۳۳۴	۲۹۸	کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کی مثال	۳۷۰

فہرست

نمبر شمار	پارہ نمبر ۱۵	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ۱۵	صفحہ نمبر
۲۹۹	وحی کا بیان	۳۷۰	۳۲۳	غار والوں کی کروٹیں	۴۱۸
۳۰۰	پانچوں نمازوں کا اجمالی بیان	۳۷۳	۳۲۵	اللہ والوں سے نسبت	۴۱۸
۳۰۱	کیا سید عالم ﷺ پر تہجد فرض تھی؟	۳۷۵	۳۲۶	حسب حال معاملہ ہونا	۴۱۹
۳۰۲	مقام محمود سے مراد مقام شفاعت ہے!	۳۷۶	۳۲۷	وکیل بنانے کا بیان	۴۱۹
۳۰۳	مکہ مدینہ کے فضائل	۳۷۷	۳۲۸	صالحین کے مقبروں کے پاس مسجد بنانا	۴۲۰
۳۰۴	روح سے متعلق بحث	۳۸۲	۳۲۹	ان شاء اللہ کہنے کا بیان	۴۲۵
۳۰۵	قرآن کا مثل لانا ناممکن ہے	۳۸۳	۳۳۰	سید عالم ﷺ کی نسیان کی نسبت کرنا	۴۲۶
۳۰۶	کفار کا طلب معجزہ کرنا	۳۸۳	۳۳۱	اصحاب کہف کی مدت قیام	۴۲۷
۳۰۷	اللہ کے مضل وھادی ہونے کا معنی	۳۸۷	۳۳۲	سنت وقیاس واجماع پر عمل کرنے کا جواز	۴۲۷
۳۰۸	قیامت کے دن اندھے، بہرے اور گونگے ہونے	۳۸۷	۳۳۳	فقراء صحابہ کی شان کا بیان	۴۲۸
۳۰۹	حرص وطمع کی مذمت	۳۸۸	۳۳۴	جہنم کی آگ کا بیان	۴۲۹
۳۱۰	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نو نشانیاں	۳۹۶	۳۳۵	جنتی انعام واکرام کا بیان	۴۳۰
۳۱۱	فرعون مع متبوعین کے ھلاکت کا بیان	۳۹۷	۳۳۶	ہر چیز کو فناء ہے	۴۳۵
۳۱۲	یک بارگی نزول قرآن نہ ہونے کی حکمت	۳۹۷	۳۳۷	نسل انسانی کا ارتقائی منظر	۴۳۶
۳۱۳	قرآن کو ٹھر ٹھر کر پڑھنے کا بیان	۳۹۸	۳۳۸	پانی سے کائنات کو تشبیہ دینا	۴۳۹
۳۱۴	اللہ جل جلالہ کے صفاتی ناموں کا بیان	۳۹۹	۳۳۹	مال واولاد پر فخر نہ کریں	۴۳۹
۳۱۵	**تعارف سورة الكهف**	۴۰۲	۳۴۰	پہاڑوں کو چلانا	۴۴۰
۳۱۶	قرآن مجید کی تعریف واسرار	۴۰۶	۳۴۱	قیامت کی ہولناکی کافروں پر	۴۴۰
۳۱۷	جھوٹ کی مذمت	۴۰۷	۳۴۲	میزان عمل قائم ہونے کا معنی	۴۴۰
۳۱۸	اصحاب کہف کے نام	۴۰۷	۳۴۳	کبیرہ گناہ کی فہرست	۴۴۱
۳۱۹	واقعہ اصحاب کہف	۴۰۷	۳۴۴	ابلیس جن تھا!	۲۴۴
۳۲۰	فتية کے معانی	۴۱۲	۳۴۵	ابلیس دوست نہیں ہوسکتا	۴۴۴
۳۲۱	ظالم کے سامنے حق بیان کرنا	۴۱۲	۳۴۶	شفاعت اللہ والے کرتے ہیں نہ کہ.....	۴۴۵
۳۲۲	اصحاب کہف کے جسم دھوپ سے محفوظ رہے	۴۱۳	۳۴۷	اگلوں کے دستور سے مراد	۴۴۸
۳۲۳	غار والوں کی بیداری	۴۱۸	۳۴۸	آیا کفر وگناہ بھول جانا بہتر ہے	۴۴۸

فہرست

نمبر شمار	پارہ نمبر ۱۵	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ۱۶	صفحہ نمبر
۳۴۹	حضرت موسیٰ و دیگر انبیائے کرام کے ادوار	۴۵۳	۳۷۴	فرشتوں کا بیان	۴۸۰
۳۵۰	حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا نسب	۴۵۴	۳۷۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نسب	۴۸۱
۳۵۱	دو سمندر ملنے کی جگہ	۴۵۴	۳۷۶	حضرت عزیر علیہ السلام کا نسب	۴۸۱
۳۵۲	نبی کی جانب نسیان کی نسبت کرنا	۴۵۴	۳۷۷	ناقص عمل والے سے مراد کون ہیں؟	۴۸۱
۳۵۳	متبرک مقام پر مچھلی کا زندہ ہونا	۴۵۴	۳۷۸	رسول کی شان میں گستاخی	۴۸۱
۳۵۴	مشقت و مصیبت کا اظہار کرنا	۴۵۴	۳۷۹	جنت الفردوس کا بیان	۴۸۲
۳۵۵	حضرت خضر کا نسب	۴۵۵	۳۸۰	**تعارف سورۃ مریم**	۴۸۴
۳۵۶	نبی خلاف شرع کام نہیں دیکھ سکتا	۴۵۵	۳۸۱	حروف مقطعات کی بحث	۴۸۸
۳۵۷	بھول پر مواخذہ نہیں	۴۵۹	۳۸۲	دعا بمعنی ذکر خفی	۴۸۹
۳۵۸	قتل ہونے والا بچہ بالغ تھا یا نہیں	۴۵۹	۳۸۳	انبیائے کرام کی وارث اولاد یا علم	۴۸۹
۳۵۹	**پارہ نمبر ۱۶**		۳۸۴	حضرت زکریا کے لئے یحییٰ کی بشارت	۴۸۹
۳۶۰	استاد کا ادب ملحوظ خاطر رکھنا	۴۶۳	۳۸۵	حضرت یحییٰ کا نسب	۴۹۰
۳۶۱	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فضائل وصفات	۴۶۵	۳۸۶	آثار حمل کے انوکھے انداز	۴۹۰
۳۶۲	سائل کا حق	۴۶۵	۳۸۷	محراب سے مراد مسجد یا کچھ اور......	۴۹۰
۳۶۳	حضرت موسیٰ و خضر کے مابین مکالمہ	۴۶۶	۳۸۸	بچپن میں نبوت عطا کرنا	۴۹۱
۳۶۴	مال یتیم کی حفاظت کا مسئلہ	۴۶۶	۳۸۹	حضرت یحییٰ پر تین بار سلامتی کا نزول	۴۹۱
۳۶۵	ذوالقرنین کے بارے میں تحقیق	۴۷۳	۳۹۰	میلاد کے جواز کا ثبوت	۴۹۱
۳۶۶	ذوالقرنین کو زمین میں قابو دینے کا بیان	۴۷۴	۳۹۱	بی بی مریم کا نسب وفضائل	۴۹۹
۳۶۷	ذوالقرنین کا جانب مغرب سفر کرنا	۴۷۴	۳۹۲	حضرات جبرائیل بشری لباس میں	۵۰۰
۳۶۸	الہام کی شرعی حیثیت	۴۷۴	۳۹۳	اولاد کی نسبت غیر خدا کی جانب کرنا	۵۰۱
۳۷۰	ذوالقرنین کا جانب مشرق سفر کرنا	۴۷۵	۳۹۴	دردزہ کا کھجور کھانے سے کیا تعلق؟	۵۰۱
۳۷۱	انسانی زندگی میں لباس کی اہمیت	۴۷۵	۳۹۵	اولاد و والدین کی آنکھ کی ٹھنڈک	۵۰۲
۳۷۲	سد سکندری کا بیان	۴۷۵	۳۹۶	حضرت زکریا علیہ السلام سے مناسبت	۵۰۲
۳۷۳	یاجوج ماجوج کا بیان	۴۷۶	۳۹۷	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات	۵۰۲
۳۷۳	صور کی تحقیق	۴۷۶	۳۹۸	حضرت یحییٰ علیہ السلام سے نسبت	۵۰۳

فہرست

نمبر شمار	پارہ نمبر ١٦	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ١٦	صفحہ نمبر
۳۹۹	حضرت عیسی علیہ السلام کا نسب ماں کی جانب	۵۰۳	۴۲۴	حضرت موسی کا مدین سے مصر تک سفر	۵۳۹
۴۰۰	عقیدہ تثلیث	۵۰۳	۴۲۵	انی انا ربک کی تحقیق	۵۴۰
۴۰۱	شیطان کی عبادت کرنے سے کیا مراد ہے؟	۵۰۷	۴۲۶	مقدس وادی میں جوتے اتارنے کا بیان	۵۴۰
۴۰۲	حضرت ابراہیم کا سزا دینے کی نسبت اپنی جانب	۵۰۸	۴۲۷	علم اصول علم فروع سے مقدم ہے	۵۴۰
۴۰۳	عندالشرع کسے سلام کیا جائے؟	۵۰۸	۴۲۸	علم کے باوجود سوال کرنے کی حکمت	۵۴۰
۴۰۴	نبی ورسول میں فرق	۵۱۵	۴۲۹	اژدھے کا بیان	۵۴۱
۴۰۵	کوہ طور کا جغرافیائی خدوخال	۵۱۵	۴۳۰	معجزہ ید بیضاء	۵۴۱
۴۰۶	حضرت ہارون علیہ السلام کا نسب	۵۱۵	۴۳۱	حضرت موسی علیہ السلام کا سینہ کھول دینا	۵۴۹
۴۰۷	سابقہ امتوں میں نماز وزکوۃ کا حکم	۵۱۵	۴۳۲	زبان کی لکنت کا معاملہ	۵۴۹
۴۰۸	حضرت ادریس علیہ السلام کا نسب	۵۱۶	۴۳۳	خرق عادت امور کا سوال نبی کرسکتا ہے	۵۴۹
۴۰۹	ناخلف لوگ	۵۱۶	۴۳۴	حضرت موسی علیہ السلام پر احسان کرنا	۵۵۰
۴۱۰	ماتیا کی تحقیق	۵۱۶	۴۳۵	حضرت موسی کی والدہ کو الہام کرنا	۵۵۰
۴۱۱	جنت میں صبح وشام	۵۱۷	۴۳۶	حضرت موسی علیہ السلام کے دور کا فرعون	۵۵۰
۴۱۲	وحی کے ترک کرنے میں حکمت	۵۱۷	۴۳۷	حضرت موسی کی بہن بی بی مریم کا کردار	۵۵۰
۴۱۳	متذکرہ آیت میں انسان سے مراد کون ہیں؟	۵۲۳	۴۳۸	حضرت موسی علیہ السلام کی آزمائش	۵۵۱
۴۱۴	کافروں کے علاوہ بھی کوئی دوزخ میں جائیگا	۵۲۳	۴۳۹	حضرت شعیب علیہ السلام کا نسب	۵۵۱
۴۱۵	کمزور فوج کس کی ہوگی؟	۵۲۳	۴۴۰	فرعون کے ہاں حضرت موسی کی پرورش	۵۵۱
۴۱۶	باقیات صالحات	۵۲۴	۴۴۱	اللہ کی جانب بھولنے کی نسبت کرنا	۵۵۲
۴۱۷	عاص بن وائل کی مذمت	۵۲۴	۴۴۲	کیا سید عالم، ابوبکر وعمر ایک ہی مٹی سے مخلوق	۵۶۰
۴۱۸	مومنین کی مہمان نوازی	۵۲۸	۴۴۳	حضرت موسی علیہ السلام کے حالات	۵۶۱
۴۱۹	ہرایک اپنے اعمال کا جواب دہ ہے	۵۲۸	۴۴۴	جادو کسے کہتے ہیں؟	۵۶۱
۴۲۰	**تعارف سورۃ طه**	۵۲۹	۴۴۵	اللہ جل جلالہ پر بہتان باندھنے کا جرم	۵۶۲
۴۲۱	طه کی توجیہ	۵۳۵	۴۴۶	باادب بانصیب	۵۶۲
۴۲۲	عرش کی تحقیق	۵۳۵	۴۴۷	معجزہ جادو سے کیوں مختلف ہے؟	۵۶۳
۴۲۳	اللہ جل جلالہ کے استواء فرمانے کا بیان	۵۳۶	۴۴۸	اظہار ایمان سے قبل جادوگروں کا سجدہ کرنا	۵۶۶

فہرست

نمبر شمار	پارہ نمبر ۱۶	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ۱۷	صفحہ نمبر
۴۴۹	وقت مصیبت توبہ ودعا کرنا	۵۶۶	۴۷۴	**تعارف سورۃ الانبیاء**	۵۹۹
۴۵۰	بی بی آسیہ کے ایمان پر استدلال	۵۶۶	۴۷۵	حساب کا دن نزدیک ہونے سے کیا مراد ہے؟	۶۰۲
۴۵۱	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم کو دریا پار کرانا	۵۷۲	۴۷۶	بے توجہی سے دین کی باتیں سننا	۶۰۲
۴۵۲	فرعون نے قوم کو گمراہ کردیا	۵۷۲	۴۷۷	قرآن کے بارے میں پریشان خوابیں ہونا	۶۰۳
۴۵۳	کوہ طور کا وعدہ	۵۷۲	۴۷۸	سابقہ انبیاء کے معجزات سے تطبیق دینا	۶۰۳
۴۵۴	من وسلویٰ کی تحقیق	۵۷۲	۴۷۹	کیا عورت نبی ہوسکتی ہے؟	۶۰۳
۴۵۵	سامری جادوگر کون تھا اور اس کی گمراہی کیا تھی؟	۵۷۳	۴۸۰	اہل علم کا مقام ومنصب	۶۰۴
۴۵۶	داڑھی کی شرعی حیثیت	۵۷۹	۴۸۱	عذاب سے فرار اور نعمتوں کا اقرار	۶۱۰
۴۵۷	بچھڑے کے بولنے کا سبب	۵۷۹	۴۸۲	عذاب والوں کی مثال کاٹی ہوئی کھیتی	۶۱۱
۴۵۸	بے دینوں کو نکال باہر کیا جائے	۵۷۹	۴۸۳	کائنات کی ہر چیز قیمتی ہے	۶۱۱
۴۵۹	بے دینوں کی نحوست	۵۷۹	۴۸۴	فرشتے ذکر الٰہی میں مصروف ہیں	۶۱۲
۴۶۰	بچھڑے کی تحقیق	۵۸۰	۴۸۵	کرسی کی تحقیق	۶۱۲
۴۶۱	پہاڑوں کے بارے میں سائنسی تحقیق	۵۸۴	۴۸۶	فرشتے اللہ کے حکم کے پابند ہیں	۶۱۳
۴۶۲	حضرت اسرافیل علیہ السلام کے کام	۵۸۴	۴۸۷	زمین وآسمان کے بند ہونے کا معنیٰ	۶۱۸
۴۶۳	قیامت میں آوازیں پست ہونگی	۵۸۴	۴۸۸	پانی حیات انسانی کا سبب ہے	۶۱۸
۴۶۴	اللہ نے جس کے لئے اذن شفاعت دیا	۵۸۴	۴۸۹	کل فی فلک یسبحون کا معنیٰ	۶۱۹
۴۶۵	عربی میں نزول قرآن کی حکمت	۵۸۷	۴۹۰	ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے	۶۱۹
۴۶۶	خروج جنت باعث مشقت	۵۹۲	۴۹۱	انسان جلد باز بنایا گیا ہے	۶۲۰
۴۶۷	جنت کا گھنا سایہ	۵۹۲	۴۹۲	قیامت کی ہولناکی	۶۲۰
۴۶۸	درخت کی نشاندہی	۵۹۲	۴۹۳	ذکر بمعنیٰ قرآن	۶۲۳
۴۶۹	ستر عورت فرض عین ہے	۵۹۲	۴۹۴	کیا بت عذاب سے بچا سکتے ہیں	۶۲۴
۴۷۰	حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کا معنیٰ	۵۹۳	۴۹۵	زندگی بے بندگی شرمندگی	۶۲۴
۴۷۱	قبول توبہ کے مبارک کلمات	۵۹۴	۴۹۶	عذاب الٰہی کا جھونکا	۶۲۵
۴۷۲	تنگ زندگانی کن کے لئے ہے؟	۵۹۴	۴۹۷	کوئی نیکی چھوٹی نہیں ہوسکتی	۶۲۵
۴۷۳	نماز کے اجمالا بیان سے حجت حدیث تک!	۵۹۸	۴۹۸	حضرت ابراہیم کی نبوت کا بیان	۶۳۲

فہرست

نمبر شمار	پارہ نمبر۱۷	صفحہ نمبر
۴۹۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بتوں کو توڑ دینا	۶۳۲
۵۰۰	بڑے بت کی جانب توجہ کیوں دلائی؟	۶۳۳
۵۰۱	آگ حضرت ابراہیم پر کیوں ٹھنڈی ہوئی؟	۶۳۳
۵۰۲	حضرت لوط کے علم وحکم کا بیان	۶۳۴
۵۰۳	حضرت داؤد وسلیمان کا نسب	۶۴۲
۵۰۴	دونوں حضرات کا کسی جھگڑے کا تسفیہ کرنا	۶۴۳
۵۰۵	حضرات انبیائے کرام کا اجتہاد کرنا	۶۴۳
۵۰۶	حضرت داؤد کے لئے پہاڑ مسخر کرنا اور جانور کی تسبیح	۶۴۵
۵۰۷	حضرت داؤد علیہ السلام کا کسب معاش	۶۴۵
۴۰۸	حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے تسخیر کا مسئلہ	۶۴۶
۴۰۹	حضرت ایوب علیہ السلام کا نسب	۶۴۶
۵۱۰	ذوالکفل کا نسب	۶۴۷
۵۱۱	حضرت یونس کا نسب اور قوم پر عذاب کا منظر	۶۴۷
۵۱۲	فظن ان لن نقدر کے معانی	۶۴۹
۵۱۳	اعمال کی قبولیت کے لئے ایمان شرط ہے	۶۵۵
۵۱۴	یاجوج ماجوج کا بیان	۶۵۶
۵۱۵	عیسیٰ وعزیر کے دوزخ میں جانے والے اعتراض	۶۵۶
۵۱۶	السجل سے کیا مراد ہے؟	۶۵۷
۵۱۷	رحمۃ اللعالمین کا مفہوم	۶۵۷
۵۱۸	**تعارف سورۃ الحج**	۶۵۹
۵۱۹	سورج کا مغرب سے طلوع ہونا	۶۶۴
۵۲۰	قیامت دشمنان اسلام پر آئے گی	۶۶۴
۵۲۱	دشمنان اسلام سے دوستی نہ کرنی چاہیے	۶۶۴
۵۲۲	تخلیق انسانی کے مختلف مراحل	۶۶۵
۵۲۳	نکمی عمر کا بیان	۶۶۵
۵۲۴	بغیر علم کے جھگڑا کرنا	۶۶۵
۵۲۵	کنارے پر بندگی کرنے کے معنی	۶۷۱
۵۲۶	بھلے کام کی امثلہ	۶۷۲
۵۲۷	جن کا یہ گمان ہے کہ اللہ محمد کی مدد نہ کریگا	۶۷۲
۵۲۸	رب ﷻ کے متعلق جھگڑنے والے دو فریق	۶۷۲
۵۲۹	مرد کے لئے سونے وموتی کے کنگن کا حکم	۶۷۵
۵۳۰	مرد کے لئے ریشمی لباس کا حکم	۶۷۵
۵۳۱	ملازمین کو ملامت کرنے کا شرعی حکم	۶۷۵
۵۳۲	تعمیر کعبہ معظمہ کا بیان	۶۸۰
۵۳۳	حج کا اذن عام کرنا	۶۸۱
۵۳۴	حج کی قربانی کے گوشت کا استعمال	۶۸۲
۵۳۵	بعد قربانی وحلق احرام کی پابندی ختم ہونا	۶۸۲
۵۳۶	شعائر اللہ کی تعظیم	۶۸۲
۵۳۷	ذبح کے مسائل	۶۸۶
۵۳۸	مخبطین کا بیان	۶۸۷
۵۳۹	قربانی کے جانور کی تعظیم	۶۸۷
۵۴۰	اسلام میں گداگری کا حکم	۶۸۸
۵۴۱	گھروں سے نکالے جانے والوں کا جرم	۶۹۳
۵۴۲	ویران مساجد کا شرعی حکم	۶۹۳
۵۴۳	حکمران کیسے ہونے چاہیے؟	۶۹۴
۵۴۴	کافروں کے لئے دنیا میں ڈھیل ہے	۶۹۵
۵۴۵	سمجھنے کا تعلق دل سے ہے یا عقل سے	۶۹۵
۵۴۶	اللہ شیطانی کلمات کی ملاوٹ کو مٹا دیتا ہے	۶۹۹
۵۴۷	یوم عقیم کے معنی	۷۰۰
۵۴۸	ہجرت کی اہمیت وفضیلت	۷۰۴

فہرست

نمبر شمار	پارہ نمبر۱۷	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر۱۸	صفحہ نمبر
۵۴۹	بہ قدر جرم بدلہ لینے کا جواز	۷۰۵	۵۷۳	فرائض ونوافل کا تعین	۷۴۸
۵۵۰	منسک کی تحقیق	۷۰۹	۵۷۴	دین وملت میں فرق	۷۵۰
۵۵۱	لوح محفوظ میں لکھا ہونے کی احادیث	۷۰۹	۵۷۵	گروہوں میں تقسیم ہونے کی مذمت	۷۵۰
۵۵۲	قرآن پڑھنے سے چہرے بگڑنا	۷۱۰	۵۷۶	عبادت میں تخفیف کا حکم	۷۵۱
۵۵۳	تبلیغ کے لئے مثالوں کا سہارا لینا	۷۱۵	۵۷۷	قرآن پر عمل نہ کرنا	۷۵۱
۵۵۴	انسان اور فرشتوں میں سے رسالت	۷۱۵	۵۷۸	حرم پاک کی حرمت	۷۵۱
۵۵۵	یاایھا الذین امنوا کا خطاب صرف مسلمانوں سے	۷۱۵	۵۷۹	قرآن کے پانچ علوم کا بیان	۷۵۲
۵۵۶	چار قسم کے امور کا حکم	۷۱۶	۵۸۰	اہل مکہ پر دشواری کے ایام کا بیان	۷۵۲
۵۵۷	دین میں تنگی نہیں!	۷۱۶	۵۸۱	انعام واکرام وکرشمہ سازیوں کے باوجود نافرمانی	۷۵۷
	پارہ نمبر۱۸		۵۸۲	توحید باری ﷻ پر دلیل تمانع	۷۵۸
۵۵۸	**تعارف سورۃ المومنون**	۷۱۸	۵۸۳	برائی کو بھلائی سے ٹالنے کا حکم	۷۶۴
۵۵۹	مومنین کی صفات کا بیان	۷۲۲	۵۸۴	شیطانی وسوسہ انگیزی کا بیان	۷۶۵
۵۶۰	استمناء بالید کے بارے میں اختلاف ائمہ	۷۲۴	۵۸۵	قیامت کے دن کونسے رشتے کام آئینگے	۷۶۵
۵۶۱	جنت الفردوس کی تحقیق	۷۲۴	۵۸۶	غفلت مذاق مسخری یاد الٰہی سے غافل کردیتی ہے	۷۶۶
۵۶۲	رحم مادر سے لحد تک انسان کے مختلف ادوار	۷۲۴	۵۸۷	**تعارف سورۃ النور**	۷۶۸
۵۶۳	طور سینا کے پھل کا بیان	۷۲۵	۵۸۸	حرمت زنا	۷۷۲
۵۶۴	جانوروں سے حاصل ہونے والے منافع	۷۲۵	۵۸۹	حد کی سزا میں سے کمی جائز نہیں	۷۷۵
۵۶۵	حضرات انبیائے کرام کو اپنے جیسا کہنے کی بیماری	۷۳۰	۵۹۰	کتنے گواہ کی گواہی سے حرمت زنا ثابت ہوگا	۷۷۵
۵۶۶	تنور کا ابلنا	۷۳۰	۵۹۱	بدکار ومشرک مرد وعورت کا نکاح	۷۷۶
۵۶۷	حضرت نوح کی نشانیوں کی اجمالی فہرست	۷۳۱	۵۹۲	حد قذف کا بیان	۷۷۶
۵۶۸	حضرت ہود وصالح کی نشانیوں کا اجمالی جائزہ	۷۳۶	۵۹۳	لعان کا بیان	۷۷۷
۵۶۹	مومنون کی آیت ۴۲ تا ۴۴ کا اجمالی خاکہ	۷۳۶	۵۹۴	شان صدیقہ اور بہتان عظیم	۷۸۲
۵۷۰	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نشانیوں کا اجمالی خاکہ	۷۳۶	۵۹۵	اہل ایمان کلام کرنے میں احتیاط کریں	۷۸۳
۵۷۱	حضرت عیسیٰ وبی بی مریم کی نشانیوں کا بیان	۷۳۶	۵۹۶	پردے کے احکام	۷۸۳
۵۷۲	حلال وحرام کا بیان	۷۴۷	۵۹۷	ثبوت زنا کیلئے گواہی کا اعتبار	۷۸۵

فہرست

نمبر شمار	پارہ نمبر۱۸	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر۱۸	صفحہ نمبر
۵۹۸	شیطان کی پیروی خطرے کی گھنٹی	۷۸۹	۶۲۳	مومنین کی شان	۸۲۱
۵۹۹	کیا توبہ سے تہمت لگانے کا گناہ معاف ہو سکتا ہے؟	۷۸۹	۶۲۴	منصب رسالت کا بیان	۸۲۲
۶۰۰	قسم توڑنے کا کفارہ	۷۹۰	۶۲۵	زمینی خلافت کا بیان	۸۲۳
۶۰۱	شان صدیق اکبر	۷۹۰	۶۲۶	بے اجازت آرام گاہوں میں داخلے کی ممانعت	۸۲۷
۶۰۲	عفو ودرگزر کے فضائل	۷۹۰	۶۲۷	بوڑھی عورتوں کے حجاب کا مسئلہ	۸۲۸
۶۰۳	عیب لگانے والوں پر اللہ کی لعنت ہے!	۷۹۱	۶۲۸	کن لوگوں کے ہاں کھانا کھانے کی اجازت	۸۲۸
۶۰۴	خبیث اور طیب میں فرق	۷۹۱	۶۲۹	سلام کو عام کرنے کی بحث	۸۲۸
۶۰۵	بے اجازت دوسروں کے گھروں میں داخل ہونا	۷۹۸	۶۳۰	امر جامع سے مراد کیا ہے؟	۸۳۲
۶۰۶	کن گھروں میں بے اجازت جاسکتے ہیں	۷۹۹	۶۳۱	امت پر نبی کی شفقت کا بیان	۸۳۲
۶۰۷	مرد کے لئے پردے کا حکم	۷۹۹	۶۳۲	نبی کو پکارنے کا بیان	۸۳۳
۶۰۸	چہرہ و ہتھیلیاں پردے میں داخل ہیں یا نہیں؟	۸۰۰	۶۳۳	**تعارف سورۃ الفرقان**	۸۳۴
۶۰۹	غلام باندی کے احکام	۸۰۱	۶۳۴	حضور کے دور میں سورۃ الفرقان کی تلاوت	۸۳۷
۶۱۰	ظاہری زیب وزینت کا بیان	۸۰۱	۶۳۵	فرشتوں کے معصوم ہونے کا بیان	۸۳۷
۶۱۱	نکاح کی قدرت نہ رکھنے والے کیا کریں	۸۰۲	۶۳۶	بتوں کے عاجز ہونے کا بیان	۸۳۸
۶۱۲	زنا کا کاروبار چلانے والوں کا انجام	۸۰۲	۶۳۷	نبوت کے منافی امور	۸۳۸
۶۱۳	نور الٰہی کا بیان	۸۰۸	۶۳۸	اعضائے دوزخ کا بیان	۸۴۴
۶۱۴	مشکوۃ کا بیان	۸۰۹	۶۳۹	حصول رزق کے لئے اسباب ووسائل	۸۴۴
۶۱۵	زیتون کے فضائل وفوائد	۸۰۹			
۶۱۶	اللہ عزوجل کے گھر بلند کرنے کا بیان	۸۰۹			
۶۱۷	بروز قیامت دل وآنکھوں کے اضطراب کا معنی	۸۱۰			
۶۱۸	حلال رزق کی فضیلت واہمیت	۸۱۰			
۶۱۹	کافروں کی مثال جیسے سراب	۸۱۱			
۶۲۰	حیوانات ونباتات کا ادراک وتسبیحات	۸۱۵			
۶۲۱	آسمانوں میں برف کے پہاڑ	۸۱۷			
۶۲۲	منافقین کا رسول سے اعراض کرنا	۸۱۷			

رکوع نمبر: ۱

ثُمَّ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ فَقَالَ ﴿وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ﴾ مِنَ الزَّلَلِ ﴿اِنَّ النَّفْسَ﴾ الْجِنْسَ ﴿لَاَمَّارَةٌ ۢ﴾ كَثِيْرَةُ الْاَمْرِ ﴿بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا﴾ بِمَعْنٰى ﴿رَحِمَ رَبِّيْ ؕ﴾ فَعَصَمَهٗ ﴿اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ﴾ اَجْعَلْهُ خَالِصًا لِيْ دُوْنَ شَرِيْكٍ فَجَاءَهُ الرَّسُوْلُ وَقَالَ اَجِبِ الْمَلِكَ فَقَامَ وَوَدَّعَ اَهْلَ السِّجْنِ وَدَعَا لَهُمْ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَلَبِسَ ثِيَابًا حِسَانًا وَدَخَلَ عَلَيْهِ ﴿فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ﴾ لَهٗ ﴿اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾﴾ ذُوْمَكَانَةٍ وَاَمَانَةٍ عَلٰى اَمْرِنَا فَمَا ذَاتَرٰى اَنْ نَفْعَلَ قَالَ اجْمَعِ الطَّعَامَ وَازْرَعْ زَرْعًا كَثِيْرًا فِيْ هٰذِهِ السِّنِيْنَ الْمُخْصِبَةِ وَادَّخِرِ الطَّعَامَ فِيْ سُنْبُلِهٖ فَيَاتِيَ اِلَيْكَ الْخَلْقُ لِيَتَمَارُوْا مِنْكَ فَقَالَ مَنْ لِيْ بِهٰذَا ﴿قَالَ﴾ يُوْسُفُ ﴿اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ﴾ اَرْضِ مِصْرَ ﴿اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾﴾ ذُوْ حِفْظٍ وَعِلْمٍ بِاَمْرِهَا وَقِيْلَ كَاتِبٌ وَحَاسِبٌ ﴿وَكَذٰلِكَ﴾ كَاِنْعَامِنَا عَلَيْهِ بِالْخَلَاصِ مِنَ السِّجْنِ ﴿مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ﴾ اَرْضِ مِصْرَ ﴿يَتَبَوَّاُ﴾ يَنْزِلُ ﴿مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ﴾ بَعْدَ الضِّيْقِ وَالْحَبْسِ وَفِي الْقِصَّةِ اَنَّ الْمَلِكَ تَوَجَّهَ وَخَتَمَهٗ وَوَلَّاهُ مَكَانَ الْعَزِيْزِ وَعَزَلَهٗ وَمَاتَ بَعْدُ فَزَوَّجَهٗ اِمْرَاَتَهٗ زُلَيْخَا فَوَجَدَهَا عَذْرَاءَ وَوَلَدَتْ وَاَقَامَ الْعَدْلَ بِمِصْرَ وَدَانَتْ لَهُ الرِّقَابُ ﴿نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ﴾ مِنْ اَجْرِ الدُّنْيَا ﴿لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾﴾ وَدَخَلَتْ سِنُو الْقَحْطِ وَاَصَابَ اَرْضَ كِنْعَانَ وَالشَّامَ.

﴿ترجمہ﴾

(پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تواضع کرتے ہوئے فرمایا) اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا (از خود لغزش سے) بیشک نفس (یعنی جنس نفس) برائی کا بڑا حکم دیتا ہے (امارۃ......۱...... کا معنیٰ کثرت سے حکم دینے والا ہے) مگر جس پر (ما بمعنی من ہے) میرا رب رحم کرے (تو اسے عصمت عطا فرمادے) بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ اور بادشاہ بولا انہیں میرے پاس لے آؤ کہ میں انہیں خالص اپنے لیے چن لوں گا (یعنی بغیر کسی شریک کے خالص اپنے لیے بنالونگا، پس انکے پاس قاصد آیا اور کہا کہ بادشاہ کے حکم کی تعمیل فرمایئے، آپ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور قیدیوں کو الوداع کہا اور ان کے حق میں دعا فرمائی، پھر غسل فرما کر خوبصورت لباس زیب تن فرمایا اور بادشاہِ مصر کے پاس تشریف لے گئے......۲......) پھر جب اس سے بات کی کہا (ان سے یعنی یوسف علیہ السلام سے) بے شک آج آپ ہمارے ہاں معزز اور معتمد ہیں (صاحب مرتبہ اور ہمارے کام کے معتمد ہیں، آپ ہمیں کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: "اس زرخیزی والے سالوں میں غلہ جمع کرو اور ان دو سالوں میں با کثرت غلہ کاشت کرو......۳......) اور غلہ کو اس کی بالیوں میں ذخیرہ کر رکھو، پھر لوگ تمہارے پاس غلہ خریدنے آئیں گے"۔ بادشاہ نے دریافت کیا: میرے پاس ایسا کون ہے؟) فرمایا (یوسف علیہ السلام نے) مجھے زمین کے (یعنی سرزمین مصر کے) خزانوں پر کر دیجئے بیشک میں حفاظت کرنے والا علم والا ہوں (یعنی میں حفاظت کرنے والا اور اس معاملے کا علم رکھنے والا ہوں، ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ میں حساب و کتاب لکھنے والا ہوں) اور یونہی (ہم نے انہیں قید خانے سے نجات دے کر ان پر انعام فرمایا) ہم نے یوسف کو زمین پر (یعنی زمین مصر پر) قدرت بخشی، رہیں اس میں (یتبوأ

بمعنی یــنــزل ہے) جہاں جی چاہے (یعنی تنگی اور قید میں رہنے کے بعد، حضرت یوسف کے واقعہ میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ بادشاہ حضرت یوسف کی جانب متوجہ ہوا اور آپ کو عزت کا مکان عطا فرمایا، عزیز مصر کو معزول کیا اور عزیز مصر کے انتقال کے بعد اس کی زوجہ بی بی زلیخا کا نکاح حضرت یوسف سے کر دیا......الخ......،حضرت یوسف نے بی بی کو کنواری پایا، بی بی زلیخا کے بطن سے آپ کے دولڑکے ہوئے حضرت یوسف نے مصر میں عدل وانصاف قائم کر دیا، اور لوگ آپ کے آگے پیچھے بچھ سے گئے) ہم اپنی رحمت جسے چاہیں پہنچائیں اور ہم نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتے اور آخرت کا ثواب (دنیاوی ثواب کے مقابلے میں) ان کے لیے بہتر جو ایمان لائے اور پرہیزگار ہوئے (اس میں قحط سالی داخل ہے، جو سرزمین کنعان وشام میں رونما ہوئی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی﴾:

و: حالیہ،ما: نافیہ، ابری: فعل مضارع بافاعل،نفسی: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ حال ہے ماقبل آیت " انی لم اخنه بالغیب". میں اخنه کے فاعل سے، ان: حرف مشبہ، النفس: اسم، ل: لتاکید، امارة: صفت مشبہ، هی ضمیر مستثنیٰ منہ، بالسوء: ظرف لغو، الا: للاستثناء، مارحم ربی: مستثنیٰ، اپنے مستثنیٰ منہ سے مل کر فاعل، صفت مشبہ اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ربی غفور رحیم وقال الملک ائتونی به استخلصه لنفسی﴾.

ان ربی...... الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ ، و: عاطفہ، قال الملک فعل بافاعل ملکر قول، ائتونی به: جملہ فعلیہ ، استخلصه لنفسی: جملہ فعلیہ جواب امر، اپنے امر سے ملکر مقولہ۔

﴿فلما کلمه قال انک الیوم لدینا مکین امین﴾.

ف: عاطفہ محذوف جملہ" فجاء الرسول یوسف وقال اجب الملک ، فقام مودعا اهل السجن داعیا لهم، لانه کان مشابتهم ، وموضع ثقتهم ، ثم لبس ثیابه، ودخل علی الملک ......الخ" لما: ظرفیہ شرطیہ، کلمه: جملہ فعلیہ شرط، قال: قول، ان: حرف مشبہ، کاف: ضمیر اسم، الیوم: ظرف مستقر اسم سے حال ہے، الدنیا: متعلق بمکین ، مکین امین: خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر مقولہ، قول مقولہ مل کر جزا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم﴾.

قال: قول، اجعلنی: فعل بافاعل ومفعول ، علی خزائن ......الخ: ظرف لغو مل کر جملہ فعلیہ مقولہ : ان: حرف مشبہ ی: ضمیر اسم ،حفیظ علیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی۔

﴿وکذلک مکنا لیوسف فی الارض یتبوا منها حیث یشاء﴾.

و: عاطفہ کذلک: متعلق بمحذوف صفت ہے "یمکین" مصدر محذوف کے لیے، موصوف صفت مل کر مفعول مطلق مقدم مکنا: فعل بافاعل، لام: جار، یوسف: ذوالحال، یتبوا...... الخ: جملہ فعلیہ حال اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو،"الامور" مفعول محذوف، فی الارض: ظرف مستقر مفعول سے حال ہے، مکنا: فعل اپنے تمام متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ۔

﴿نصیب برحمتنا من نشاء ولا نضیع اجر المحسنین O ولاجر الاخرة خیر للذین امنوا وکانوا یتقون﴾.

نصیب: فعل بافاعل ، برحمتنا: ظرف لغو، من نشآء: مفعول یہ سب مل کر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، لا نضیع: فعل بافاعل،اجر المحسنین: مفعول، یہ سب مل کر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ ،لام لتاکید، اجر الاخرة: مبتدا، خیر: اسم تفضیل هو۔

بمعنی یـــنـــزل ہے) جہاں جی چاہے (یعنی تنگی اور قید میں رہنے کے بعد، حضرت یوسف کے واقعہ میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ بادشاہ حضرت یوسف کی جانب متوجہ ہوا اور آپ کو عزت کا مکان عطا فرمایا، عزیز مصر کو معزول کیا اور عزیز مصر کے انتقال کے بعد اس کی زوجہ بی بی زلیخا کا نکاح حضرت یوسف سے کردیا......الخ......حضرت یوسف نے بی بی کو کنواری پایا، بی بی زلیخا کے بطن سے آپ کے دولڑکے ہوئے حضرت یوسف نے مصر میں عدل وانصاف قائم کردیا، اور لوگ آپ کے آگے پیچھے بچھ سے گئے) ہم اپنی رحمت جسے چاہیں پہنچائیں اور ہم نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتے اور آخرت کا ثواب (دنیاوی ثواب کے مقابلے میں) ان کے لیے بہتر جو ایمان لائے اور پرہیزگار ہوئے (اس میں قحط سالی داخل ہے جو سرزمین کنعان وشام میں رونما ہوئی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی﴾:

و: حالیہ، ما: نافیہ، ابری: فعل مضارع بافاعل، نفسی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال ہے ماقبل آیت "انی لم اخنه بالغیب"۔ میں اخنه کے فاعل سے، ان: حرف مشبہ، النفس: اسم، ل: لتاکید، امارة: صفت مشبہ، هی ضمیر مستثنی منہ، بالسوء: ظرف لغو، الا: للاستثناء، مارحم ربی: مستثنی، اپنے مستثنی منہ سے مل کر فاعل، صفت مشبہ اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ربی غفور رحیم وقال الملک ائتونی به استخلصه لنفسی﴾.

ان ربی...... الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، قال الملک فعل بافاعل ملکر قول، ائتونی به: جملہ فعلیہ، استخلصه لنفسی: جملہ فعلیہ جواب امر، اپنے امر سے ملکر مقولہ۔

﴿فلما کلمه قال انک الیوم لدینا مکین امین﴾.

ف: عاطفہ محذوف جملہ" فجاء الرسول یوسف وقال اجب الملک، فقام مودعا اهل السجن داعیا لهم، لانه کان مشابتهم، وموضع ثقتهم، ثم لبس ثیابه، ودخل علی الملک ......الخ" لما: ظرفیہ شرطیہ، کلمه: جملہ فعلیہ شرط، قال: قول، ان: حرف مشبہ، کاف: ضمیر اسم، الیوم: ظرف مستقر اسم سے حال ہے، الدنیا: متعلق بمکین، مکین امین: خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر مقولہ، قول مقولہ مل کر جزا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم﴾.

قال: قول، اجعلنی: فعل بافاعل ومفعول، علی خزائن ......الخ: ظرف لغو مل کر جملہ فعلیہ مقولہ: ان: حرف مشبہ ی: ضمیر اسم، حفیظ علیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی۔

﴿وکذلک مکنا لیوسف فی الارض یتبوا منها حیث یشاء﴾.

و: عاطفہ کذلک: متعلق بمحذوف صفت ہے "یمکین" مصدر محذوف کے لیے، موصوف صفت مل کر مفعول مطلق مقدم مکنا: فعل بافاعل، لام: جار، یوسف: ذوالحال، یتبوا...... الخ: جملہ فعلیہ حال اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، "الامور" مفعول محذوف، فی الارض: ظرف مستقر مفعول سے حال ہے، مکنا: فعل اپنے تمام متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ۔

﴿نصیب برحمتنا من نشاء ولا نضیع اجر المحسنین O ولاجر الاخرة خیر للذین امنوا وکانوا یتقون﴾.

نصیب: فعل بافاعل، برحمتنا: ظرف لغو، من نشآء: مفعول یہ سب مل کر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، لا نضیع: فعل بافاعل، اجر المحسنین: مفعول، یہ سب مل کر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لام لتاکید، اجر الاخرة: مبتدا، خیر: اسم تفضیل هو۔

ضمیر فاعل، للذی امنوا...... الخ: ظرف لغو مل کر مشبہ جملہ ہو کر خبر مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح و توضیح و اغراض﴾

نفس امارۃ:

لے...... جان لینا چاہیے کہ نفس کی تین اقسام ہیں جن میں سے ایک نفس امارۃ، دوسری نفس لوامۃ اور تیسری نفس مطمئنۃ ہے۔ نفس کی اقسام اور بالخصوص نفس امارہ کے بارے میں جاننے سے پہلے یہ جان لیں کہ نفس کہتے کسے ہیں؟ علامہ شیخ جرجانی فرماتے ہیں: وہ جوہر لطیف جو زندہ رہنے کی قوت حس اور حرکت ارادیہ کو (اپنے اندر لیے ہوئے) ہوتا ہے اور حکماء اسے ''روح حیوانیہ'' کا نام دیتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نفس سے مراد وہ جوہر ہے جو بدن انسانی کے لیے تازگی کا سامان پیدا کرتا ہے اور جب انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے تو اس کی نورانیت جسم کے ظاہر و باطن سے منقطع ہو جاتی ہے۔ نیند کے اوقات میں نفس کی نورانیت ظاہری جسم سے منقطع ہو جاتی ہے جب کہ باطنی جسم میں نورانیت برقرار رہتی ہے، پس ثابت ہوا کہ نیند اور موت ایک ہی قسم سے تعلق رکھتے ہیں، ہاں اتنا ضرور ہے کہ موت انقطاع کلی اور نیند انقطاع ناقص ہیں۔ پس نفس کا تعلق بدن انسانی سے تین طرح سے ہو سکتا ہے۔ (۱) پس جب نفس کی رانائی تمام اجزائے بدن کے ظاہری و باطنی اعضاء تک پہنچ جائے تو اسے بیداری کی حالت کا نام دیا جاتا ہے اور (۲) جب نفس کی رانائی بدن باطن کے مقابلے میں بدن ظاہر سے نکل جائے تو اسے نیند کا نام دیا جاتا ہے اور (۳) جب نفس کی رانائی بدن انسان سے مکمل طور پر نکل جائے تو اسے موت کا نام دیا جاتا ہے۔

اب نفس اقسام کی بحث کی جاتی ہے: (۱) نفس امارۃ: ایسا نفس جو انسانی طبیعت کو لذات و شہوات حسیہ، اور دل کو شرور و (فتنہ) کی تنزلی اور اخلاق مذمومہ کی جانب مائل کرے۔ (۲) نفس لوامہ: وہ نفس جو انسانی دل کو غفلت ہو جانے پر تنبیہ کرتا رہے، جب بھی انسان بشری تقاضے کی وجہ سے بُرا کام کر بیٹھے، نفس لوامہ اسے اُس بُرائی پر عار دلائے اور توبہ کی جانب مائل کرے۔ (۳) نفس مطمئنۃ: وہ نفس جس کی رانائی انسانی دل کو منور کر دے حتی کہ انسانی دل مذموم صفات اور اخلاق حمیدہ کا لباس پہن لے۔

مزید کچھ اقسام یہ بھی ہیں: (۱) نفس حیوانی: جسم طبعیہ کا وہ کمال جو اسے جزئیات کے ادراک اور حرکت بالارادہ کے کمال تک پہنچا دے۔ (۲) نفس انسانی: جسم طبعیہ کا وہ کمال جو اسے تمام کلیات کے ادراک اور افعال فکری کے ساتھ (کمال) تک پہنچا دے۔

(التعریفات، ج۲۳۹ وغیرہ)۔

علامہ شہاب الدین خفاجی شفاء کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام (اعلان نبوت) سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی صفات کے حوالے سے اپنے دلوں میں شک وغیرہ نہیں رکھتے اس لیے کہ ان حضرات کی جبلت ہی میں توحید و ایمان پایا جاتا ہے۔ (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، فصل فی عصمۃ الانبیاء قبل النبوۃ، ج۵، ص ۱۹۳)۔

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں حضرات انبیائے کرام صغائر اور کبائر سب گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور کفر جو کہ اکبر الکبائر ہے اس سے بدرجہا پاک ہوتے ہیں۔ (فقہ الاکبر، باب منزھون عن الصغائر، ص ۱۰۰)۔ جب حضرات انبیائے کرام اعلان نبوت سے قبل اور بعد گناہوں سے پاک وصاف ہوتے ہیں تو پھر حضرت یوسف نے اپنی جانب نفس امارہ کی نسبت کیوں کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ (انسانی) طبیعت شہوات کی جانب مائل ہوتی ہے اور اسی کا ارادہ کرتی ہے اور (انسانی) قویٰ و جوارح (اعضاء) ہر وقت اسی کے زیر اثر رہتے ہیں لیکن جس کے لیے اللہ چاہے انہیں نفس کے شر و فتنہ سے بچا لیتا ہے، لہذا آپ نے اپنی عصمت کی نسبت اللہ کی جانب فرمائی اور یہ استثناء منقطع ہے۔ (انوار التنزیل و اسرار التاویل المسمی تفسیر البیضاوی، ج۲، ص ۱۷۸)۔

بارگاہوں کا ادب ملحوظ خاطر رکھنا:

۲...... حضرت یوسف کے پاس قاصد آیا اور کہا کہ بادشاہ کے حکم کی تعمیل فرمایئے، آپ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور قیدیوں کو الوداع کہا اور ان کے حق میں دعا فرمائی، پھر غسل فرما کر خوبصورت لباس زیب تن فرمایا اور بادشاہِ مصر کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت یوسف کے اس اقدام سے ہم نے جانا کہ بارگاہ جتنی بڑی ہو ادب بھی اتنا زیادہ کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ سے اللہ نے خطاب فرمایا:﴿فاخلع نعليک انک بالواد المقدس طوی تو تو اپنے جوتے اتار ڈال، بیشک تو پاک جنگل طویٰ میں ہے (طٰہٰ:۱۲)﴾۔ مفسرین کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ اس میں تواضع اور بقعہ معظمہ کا احترام اور وادی مقدس کی خاک سے حصول برکت کا موقع ہے۔ ہم نے یہ بھی جان لیا کہ کسی ملک کا بادشاہ دنیا کی عزت و دولت اور آسانی فراہم کرسکتا ہے اور اس کی توقیر جائز کہ حضرت یوسف کا عمل اس پر دلیل ہے، مفسرین کی ایک جماعت نے یہ بھی کہا کہ شاہانہ لباس بادشاہ نے آپ کے لیے بھیجے تھے اس لیے آپ نے زیب تن فرمائے خیر مسئلہ پھر بھی ثابت کہ کہیں کسی سے ملاقات کے لیے جانے لیے اہتمام کرنے میں حرج نہیں ہوا کرتا۔ مقدس وادی کا ادب کرنا بھی قرآن سے ثابت ہے تاکہ انسان برکات و تجلیات سے محروم نہ رہے۔ نماز اور دیگر عبادات کے لیے پاکی اور صفائی ستھرائی کو شرط قرار دیا گیا کہ انسان اللہ کی بارگاہ کی عظمت کو جانتے ہوئے اس بات کا اہتمام کرے کہ پاک وصاف ہو کر بارگاہ عزوجل میں حاضر ہو۔ کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو نبی کی تعظیم کے لیے جائز طریقے اپنانے والے لوگوں پر خوامخواہ شرک بدعت حرام ناجائز اور نہ جانے کیا کیا فتویٰ لگاتے رہتے ہیں۔

عہدہ طلب کرنا جائز ہے!

۳...... حضرات انبیائے کرام کو اللہ نے کمال درجہ کا علم عطا فرمایا ہے یہاں حضرت یوسف کی علم و فراست کا بیان ہے لہذا آپ نے ارشاد فرمایا: غلے جمع کیے جائیں اور ان فراخی کے سالوں میں کثرت سے کاشت کی جائے اور غلے مع بالوں کے محفوظ کر لیے جائیں اور رعایا کی پیداوار میں سے خمس لیا جائے اس سے جو جمع ہوگا وہ مصر و حوالی مصر کے باشندوں کے لیے کافی ہوگا اور پھر خلق خدا ہر طرف سے تیرے پاس آئے گی اور تیرے ہاں اتنے خزانے و اموال جمع ہو جائیں گے جو تجھ سے پہلوں کے لیے جمع نہ ہوئے، بادشاہ نے کہا ایسا کون کرے گا؟ حضرت یوسف نے فرمایا: تمام خزانے میرے سپرد کر دیجئے، بادشاہ نے کہا کہ آپ سے زائد اس کا مستحق کون ہوسکتا ہے؟ یہاں سے چند مسائل معلوم ہوئے، مسئلہ نمبر۱: ظالم بادشاہ کی طرف سے عہدے قبول کرنا بہ نیت اقامت عدل جائز ہے۔ مسئلہ نمبر۲: اگر احکام دین کے اجراء کافر یا فاسق بادشاہ کی تمکین کے بغیر نہ ہوسکے تو اس میں اس سے مدد لینا جائز ہے۔ مسئلہ نمبر۳: اپنی خوبیوں کا بیان تفاخر و تکبر کے لیے ناجائز ہے مگر دوسروں کو نفع پہنچانے کے لیے یا خلق خدا کے حقوق کی حفاظت کے لیے اگر اظہار کی ضرورت پیش آئے تو ممنوع نہیں اس لیے حضرت یوسف نے بادشاہ سے فرمایا کہ میں حفاظت و علم والا ہوں۔ (کنزالایمان مع خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۱۴۰)۔

بی بی زلیخا کی شادی حضرت یوسف علیہ السلام سے:

۴...... علامہ قرطبی فرماتے ہیں: زلیخا بوڑھی ہوچکی تھی اور حضرت یوسف کے فراق میں رو رو کر نابینا ہوچکی تھی اور اپنے شوہر کے مرنے کے بعد بھیک مانگتی پھرتی تھی، حضرت یوسف نے اس سے نکاح کرلیا، حضرت یوسف نے نماز پڑھی اور اللہ سے دعا کی کہ اللہ اس کا شباب، اس کا حسن اور بینائی لوٹا دے، اللہ نے اس کا شباب، حسن اور بینائی لوٹا دی بلکہ پہلے سے زیادہ حسین ہوگئی اور اس دعا کا قبول ہونا حضرت یوسف کے اکرام کی وجہ سے تھا کیونکہ وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے دور رہے تھے، پھر حضرت یوسف نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ کنواری تھی۔ (الجامع الاحکام القرآن، جزء ۹، ۱۰، ص ۱۸۵ وغیرہ، روح البیان، ج ٤، ص ۳۶۰ وغیرہ)۔

علامہ ابوالحسن علی بن محمد ماوردی نے امام ابن جریر کے حوالے سے لکھا ہے کہ زلیخا سے حضرت یوسف کا نکاح ہو گیا تھا، پھر لکھا کہ جن مورخین نے یہ گمان کیا ہے کہ وہ عورت زلیخا تھی انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف نے اس سے نکاح نہیں کیا تھا اور جب زلیخا نے حضرت یوسف کو اقتدار کے زمانہ میں دیکھا تو اس نے کہا: اللہ کے لیے حمد ہے جس نے بادشاہوں کو معصیت کی وجہ سے غلام بنادیا اور غلاموں کو اطاعت کی وجہ سے بادشاہ بنادیا، تو حضرت یوسف نے اس کو اپنے گھر میں رکھ لیا اور اس کی کفالت کی حتی کہ وہ مرگئی اور اس سے نکاح نہیں کیا۔ (النکت والعیون، ج۳، ص ۵۲)۔

اغراض: کثیر الامر: جس کا نفس ہو، جاننا چاہیے کہ نفس ایک ہوتا ہے لیکن اس کی صفات بہت سی ہوتی ہیں۔ پس قسم اول نفس امارہ جو کہ بُرائی کا حکم کرتا ہے خواہشات کی دعوت دیتا ہے اور اُنہی کی جانب مائل کرتا ہے اور یہ نفس کافروں اور اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو نافرمانیوں پر مصر رہتے ہیں پھر جب اللہ ہدایت دینا چاہے تو اُس کے لئے اسباب مہیا کر دیتا ہے جو اُسے نیکی کا حکم اور بُرائی سے منع کرتا ہے اور اب انسان دوسری قسم نفسِ لوامہ کا حامل ہو گیا ہے جو بندے کو بُرائی پر ملامت کرتا ہے، اور یہ صورت بندے میں مجاھدات، توبہ اور خالق ومالک کی جانب رجوع کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب انسان توبہ اور رجوع الی اللہ کی جانب کثرت اختیار کرتا ہے تو اُسے نفس مطمئنہ حاصل ہو جاتا ہے اور یہ نفس کی تیسری قسم ہے جو کہ قدر وقضا پر راضی رہتا ہے اور اسی راضی بارضا رہنے کی وجہ سے اللہ کی جناب سے انعام واکرام کا حقدار ہوتا ہے۔ اِنہی کے بارے میں فرمان مقدس نشان ہے ﴿یایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (الفجر:۲۷ تا ۳۰)﴾ اور یہ مقام واصلین ہے اور اس کا دوسرا نام مقام سائرین ہے۔ ثم اغتسل: پس جب قید خانے سے باہر ہوئے تو دروازے پر یہ جملے لکھے "ھذا بیت البلوغ وقبر الاحیاء وشماتة الاعداء وتجربة الاصدقاء یعنی یہ بالغوں کا گھر، زندوں کی قبر، دشمنوں کی بدزبانی کا نتیجہ، سچوں کی امتحان گاہ ہے"۔

ولبس ثیابا حسانا: یعنی ایسے کپڑے پہنے جو سرداروں کی بارگاہ میں جاتے وقت پہنے جاتے ہیں، طہارت اور حُسن ظاہری اختیار کرنے کا اہتمام فرمایا، اور کپڑے ایک قول کے مطابق آپ علیہ السلام کے پاس موجود تھے اور دوسرے قول کے مطابق بادشاہ نے بھیجے تھے۔

ودخل علیہ: جب حضرت یوسف علیہ السلام دربار میں داخل ہوئے تو عربی زبان میں سلام پیش کیا، بادشاہ وقت نے عرض کی: یہ کون سی زبان ہے؟ فرمایا: یہ میرے چچا اسماعیل کی زبان ہے، پھر اُن کے لیے عبرانی زبان میں دعا فرمائی تو بادشاہ نے اُن سے کہا کہ یہ زبان کون سی ہے؟ فرمایا: میرے آباؤاجداد کی زبان ہے۔ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ستر زبانوں میں گفت شُنید کی لیکن عبرانی وعربی نہ جان سکتا تھا، بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام سے جس زبان میں کلام کرتا تھا حضرت یوسف علیہ السلام اُسے اُسی زبان میں جواب ارشاد فرماتے جس کی وجہ سے بادشاہ بڑا متعجب ہوا کہ اتنی چھوٹی عمر میں اتنی مہارت، جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر مبارک اُس وقت فقط تیس سال تھی جس میں سے تیرہ سال بی بی زلیخا کے گھر اور قید میں قیام کرتے ہوئے گزرے ہیں اور سترہ سال اُس سے پہلے زندگی کے جس میں والد صاحب کی شفقت اور بھائیوں کی بے رُخی کے ایام شامل ہیں۔ اس میں وہ ایام بھی شامل ہیں جو آپ علیہ السلام قید میں قیدیوں کو اللہ عزوجل کی عبادت کی دعوت دیتے تھے۔ نبوت ملنے سے پہلے اپنے آباؤاجداد کے دین کی دعوت دیتے تھے۔

فما ذا تری ان نفعل: بادشاہ نے کہا کہ خواب کی تعبیر اپنی زبان سے سُنا دیجئے، حضرت یوسف علیہ السلام نے اُس خواب کی پوری تفصیل بھی سُنا دی جس جس شان سے کہ اُس نے دیکھا تھا باوجود اس کے کہ آپ علیہ السلام سے یہ خواب پہلی مرتبہ مجملا بیان کیا گیا تھا۔ اس پر بادشاہ کو بہت تعجب ہوا کہنے لگا کہ آپ علیہ السلام نے میرا خواب ہو بہو بیان کر دیا اور کہا کہ خواب تو عجیب تھا ہی مگر آپ علیہ السلام کا اس طرح بیان فرمانا اس سے زیادہ عجیب ہے، اب تعبیر بھی ارشاد فرمادیجئے، حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر بیان کرنا شروع فرمائی کہ فراخی کے

سات سالوں میں کثرت سے کاشت کیا جائے اور غلہ مع بالوں کے محفوظ کیا جائے اور رعایا کی پیداوار سے خُمس لیا جائے، اِس سے جو حاصل ہوگا وہ مصر اور حوالی مصر کے باشندوں کے لئے کافی ہوگا اور پھر خلق خدا ہر ہر جانب سے تیرے پاس غلہ خریدنے آئے گی اور تیرے پاس اتنے خزائن اور غلے جمع ہو جائیں گے جو تجھ سے پہلے کسی کے پاس جمع نہ ہوئے تھے۔

بعدالضیق و الحبس: یعنی کنویں اور قید کی زندگی میں صبر سے کام لینے کے بعد انعام واکرام ہوا۔

وفی القصة ان الملک: حضرت ابن عباس وغیرہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت یوسف کے طلبِ منصب والا دن اختتام پذیر ہوا تو بادشاہ نے حضرت یوسف کو بلایا اور اُن کے گلے میں تلوار کا پرتلہ ڈالا اور مہر عطا فرمائی، اور ان کے لئے تخت جو کہ سونے، قیمتی موتی اور یاقوت کا بنا ہوا تھا رکھوایا گیا جس کا طول تیس ذراع اور عرض دس ذراع تھا اور تیس گھوڑے، ساٹھ درباری رکھے گئے اور ان کے لئے استبرق کا حُلہ پیش کیا گیا، یہاں تک کہ تخت پر جلوہ فرما ہوئے اور حضرت یوسف کے قریب ہی بادشاہ مصر جلوہ گر تھے جنہوں نے اپنی بڑی بادشاہی حضرت یوسف کے ذمہ سونپ دی اور عزیز مصر قطفیر کو معزول کر دیا اور حضرت یوسف کو اُس کے منصب پر فائز کر دیا۔

ومات بعده: معزول ہونے کے بعد عزیز مصر انتقال کر گیا۔ **فزوجه امراته:** مال ختم ہوا، آنکھیں اندھی ہو گئیں، ماقبل حاشیہ نمبر۵ میں ملاحظہ فرمالیں۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۸۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ﴾اِلَّا بِنْیَامِیْنُ لِیَمْتَارُوْا لِمَا بَلَغَھُمْ اَنَّ عَزِیْزَ مِصْرَ یُعْطِیْ الطَّعَامَ بِثَمَنِہٖ﴿فَدَخَلُوْا عَلَیْہِ فَعَرَفَھُمْ﴾اَنَّھُمْ اِخْوَتُہٗ﴿وَھُمْ لَہٗ مُنْکِرُوْنَ (۵۸)﴾ لَا یَعْرِفُوْنَہٗ لِبُعْدِ عَھْدِھِمْ بِہٖ وَظَنِّھِمْ ھِلَاکَہٗ فَکَلَّمُوْہُ بِالْعِبْرَانِیَةِ فَقَالَ کَالْمُنْکِرِ عَلَیْھِمْ مَااَقْدَمَکُمْ بِلَادِیْ فَقَالُوْا لِلْمِیْرَةِ فَقَالَ لَعَلَّکُمْ عُیُوْنٌ قَالُوْا مَعَاذَاللّٰہِ فَمِنْ اَیْنَ اَنْتُمْ قَالُوْا مِنْ بِلَادِ کِنْعَان وَاَبُوْنَا یَعْقُوْبُ نَبِیُّ اللّٰہِ وَلَہٗ اَوْلَادٌ غَیْرُکُمْ قَالُوْا نَعَمْ کُنَّا اِثْنَیْ عَشَرَ فَذَھَبَ اَصْغَرُنَا ھَلَکَ فِیْ الْبَرِیَّةِ وَکَانَ اَحَبَّنَا اِلَیْہِ وَبَقِیَ شَقِیْقُہٗ فَاحْتَبَسَہٗ لِیَتَسَلّٰی بِہٖ عَنْہُ فَاَمَرَ بِاِنْزَالِھِمْ وَاِکْرَامِھِمْ ﴿وَلَمَّا جَھَّزَھُمْ بِجَھَازِھِمْ﴾وَفّٰی لَھُمْ کَیْلَھُمْ﴿قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّکُمْ مِّنْ اَبِیْکُمْ ج﴾اَیْ بِنْیَامِیْنَ لِاَعْلَمَ صِدْقَکُمْ فِیْمَا قُلْتُمْ﴿اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْٓ اُوْفِی الْکَیْلَ﴾اُتِمُّہٗ مِنْ غَیْرِ بَخْسٍ﴿وَاَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ (۵۹) فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِہٖ فَلَا کَیْلَ لَکُمْ عِنْدِیْ﴾اَیْ مِیْرَةَ﴿وَلَا تَقْرَبُوْنِ (۶۰)﴾نَھْیٌ اَوْعَطْفٌ عَلٰی مَحَلِّ فَلَا کَیْلَ اَیْ تُحْرَمُوْا وَلَا تَقْرَبُوْا﴿قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْہُ اَبَاہُ﴾سَنَجْتَھِدُ فِیْ طَلَبِہٖ مِنْہُ﴿وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ (۶۱)﴾ذٰلِکَ﴿وَقَالَ لِفِتْیٰنِہٖ﴾وَفِیْ قِرَاۃٍ لِفِتْیَانِہٖ وَغِلْمَانِہٖ﴿اجْعَلُوْا بِضَاعَتَھُمْ﴾الَّتِیْ اَتَوْا بِھَا ثَمَنَ الْمِیْرَةِ وَکَانَتْ دَرَاھِمُ﴿فِیْ رِحَالِھِمْ﴾اَوْعِیَتِھِمْ﴿لَعَلَّھُمْ یَعْرِفُوْنَھَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓی اَھْلِھِمْ﴾وَفَرَغُوْا اَوْعِیَتَھُمْ﴿لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ (۶۲)﴾ اِلَیْنَا لِاَنَّھُمْ لَا یَسْتَحِلُّوْنَ اِمْسَاکَھَا﴿فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓی اَبِیْھِمْ قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْکَیْلُ﴾اِنْ لَّمْ تُرْسِلْ مَعَنَا اَخَانَا اِلَیْہِ﴿فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَکْتَلْ﴾بِالنُّوْنِ وَالْیَاءِ﴿وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (۶۳) قَالَ ھَلْ﴾مَا﴿اٰمَنُکُمْ عَلَیْہِ اِلَّا کَمَآ اَمِنْتُکُمْ عَلٰٓی اَخِیْہِ﴾یُوْسُفَ﴿مِنْ قَبْلُ﴾وَقَدْ فَعَلْتُمْ بِہٖ مَا فَعَلْتُمْ﴿فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا﴾وَفِیْ قِرَاۃٍ حَافِظًا تَمْیِیْزٌ کَقَوْلِھِمْ لِلّٰہِ دَرُّہٗ فَارِسًا﴿وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (۶۴)﴾فَارْجُوْا اَنْ یَّمُنَّ

بِحِفْظِهٖ﴿وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ ﴾مَااِسْتِفْهَامِيَّةٌ اَیْ اَیُّ شَیْءٍ نَطْلُبُ مِنْ اِكْرَامِ الْمَلِكِ اَعْظَمُ مِنْ هٰذَا وَقُرِیءَ بِالْفَوْقَانِيَةِ خِطَابًا لِيَعْقُوْبَ وَكَانُوْا ذَكَرُوْالَهٗ اِكْرَامَهٗ لَهُمْ﴿هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا﴾نَاْتِیْ بِالْمِيْرَةِ لَهُمْ وَهِیَ الطَّعَامُ﴿ وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ﴾لِاَخِيْنَا﴿ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ (۶۵)﴾سَهْلٌ عَلَى الْمَلِكِ لِسَخَائِهٖ ﴿قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا ﴾عَهْدًا﴿مِّنَ اللّٰهِ ﴾بِاَنْ تَحْلِفُوْا﴿لَتَاْتُنَّنِیْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ ﴾اَیْ تَمُوْتُوْا اَوْتُغْلَبُوْا فَلَا تُطِيْقُوْا الْاِتْيَانَ بِهٖ فَاَجَابُوْهُ اِلٰى ذٰلِكَ﴿فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ ﴾ بِذَالِكَ﴿قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ﴾نَحْنُ وَاَنْتُمْ﴿ وَكِيْلٌ (۶۶)﴾شَهِيْدٌ وَاَرْسَلَهٗ مَعَهُمْ ﴿وَقَالَ يٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا ﴾مِصْرَ﴿مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ ﴾لِئَلَّا يُصِيْبَكُمُ الْعَيْنُ ﴿وَمَاۤ اُغْنِیْ﴾اَدْفَعُ﴿ عَنْكُمْ﴾بِقَوْلِیْ ذَالِكَ﴿ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ﴾زَائِدَةٌ﴿ شَیْءٍ ؕ ﴾ قَدَّرَهٗ عَلَيْكُمْ وَاِنَّمَا ذٰلِكَ شَفْقَةٌ﴿اِنِ﴾مَا﴿ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ ﴾وَحْدَهٗ﴿عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ ﴾بِهٖ وَثِقْتُ﴿وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (۶۷)﴾قَالَ تَعَالٰى﴿وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ ﴾اَیْ مُتَفَرِّقِيْنَ﴿مَا كَانَ يُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ ﴾اَیْ قَضَائِهٖ﴿مِنْ﴾زَائِدَةٌ﴿ شَیْءٍ اِلَّا ﴾لٰكِنْ﴿حَاجَةً فِیْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰهَا ؕ ﴾وَهِیَ اِرَادَةُ دَفْعِ الْعَيْنِ شَفْقَةً﴿وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ﴾لِتَعْلِيْمِنَا اِيَّاهُ﴿ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ﴾وَهُمُ الْكُفَّارُ﴿ لَا يَعْلَمُوْنَ (۶۸)﴾اِلْهَامَ اللّٰهِ لِاَوْلِيَائِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

(پھر قحط کے سال آپہنچے، کنعان اور شام تک قحط سالی پہنچ گئی) اور یوسف کے بھائی آئے (ماسوا بنیامین کے، تاکہ گھر والوں کے لیے غلہ مہیا کرسکیں، کیونکہ انہیں خبر ملی تھی کہ عزیز مصر ثمن کے عوض غلہ فراہم کرتا ہے) تو اس کے پاس حاضر ہوئے اور عزیز مصر نے انہیں پہچان لیا (کہ وہ تو ان کے بھائی ہیں) اور وہ اس سے انجان رہے (طویل زمانہ گزر جانے اور ان کے فوت ہوجانے کا گمان کرتے ہوئے وہ انہیں نہ پہچان پائے ......۱......، پس حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے عبرانی زبان میں گفتگو کی اور انجان شخص کی مانند گفتگو کرنا شروع کردی اور دریافت کیا کہ تمہیں ہمارے شہروں میں کونسی چیز لے آئی؟ تو انہوں نے جواب دیا غلہ کا حاصل کرنا، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ''کہیں تم جاسوس تو نہیں ہو''؟ انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا: اللہ کی پناہ، حضرت یوسف علیہ السلام نے دریافت کیا: تم کہاں سے تشریف لائے ہو؟ بولے: کنعان کے شہر سے، ہمارے والد گرامی اللہ جل جلالہ کے نبی ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا: کیا ان کی تمہارے سوا بھی کوئی اولاد ہے؟ بولے جی ہاں، ہم بارہ بھائی تھے، ہمارا ایک بھائی جو ہم سب میں چھوٹا تھا، صحراء میں ہلاک ہوگیا اور وہ ہمارے والد کو سب سے زیادہ محبوب تھا اور ان کا دوسرا سگا بھائی باقی ہے، لیکن انہیں ان کے والد نے اپنے پاس روک لیا ہے کہ اس کی موجودگی میں انہیں تسلی رہے، پس حضرت یوسف علیہ السلام نے خادمین کو حکم دیا کہ انہیں رہائش و مہمان نوازی دیں) اور جب ان کا سامان مہیا کردیا (انکے لیے ان کا پورا ماپ بھر کر دیدیا) تو کہا اپنا سوتیلا بھائی (یعنی بنیامین) میرے پاس لے آؤ ......۲......(تاکہ میں جان سکوں کہ تم نے جو کچھ کہا ہے سچ ہے) کیا نہیں دیکھتے کہ میں پورا ناپتا ہوں (میں بغیر کمی کیے ناپ کو پورا کرتا ہوں) اور میں سب سے بہتر

مہمان نواز ہوں پھر اگر اسے لیکر میرے پاس نہ آؤ تو تمہارے لیے میرے پاس ماپ نہیں ہے (یعنی غلہ نہیں) اور میرے پاس نہ پھٹکنا (لاتقربون یا تو نہی ہے یا اس کا عطف فلا کیل کے محل پر ہے یعنی تم ماپ سے محروم رہو گے اور میرا قرب نہ پاسکو گے) بولے ہم اس کی خواہش اس کے باپ سے کریں گے (یعنی اس کے والد گرامی سے اسے لینے کی کوشش کریں گے......۶۱......) اور ہمیں یہ ضرور کرنا ہے اور یوسف نے اپنے غلاموں سے کہا (لفتینہ اور لفتیتہ دونوں قرأتیں، بمعنی غلام ہیں) ان کی پونجی (جو غلہ کے ثمن کے طور پر انہیں دی ہے) ان کی خورجیوں میں رکھ دو (یعنی ان کے برتنوں میں رکھ دو اور وہ پونجی دراہم تھے) شاید وہ اسے پہچانیں جب وہ اپنے گھر کی طرف لوٹ کر جائیں (اور اپنے برتنوں کو خالی کردیں) شاید وہ واپس آئیں......۶۲...... (کیونکہ وہ ان دراہم کو اپنے پاس روکنا حلال نہیں سمجھیں گے) پھر جب وہ اپنے باپ کے پاس لوٹ کر گئے بولے اے ہمارے باپ! ہم سے غلہ روک دیا جائے گا (اگر آپ نے ہمارے بھائی کو ان کے پاس نہ بھیجا) تو ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ غلہ لائیں (نکتل کو نون اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے کہا کیا (ھل بمعنی ما نافیہ ہے) میں اس کے بارے میں تم پر ویسا ہی اعتبار نہ کرونگا جیسا پہلے اسکے بھائی (یوسف) کے بارے میں کیا تھا (اور تم نے اس کے ساتھ کیا جو کام کیا تھا) تو اللہ سب سے بہتر نگہبان (اور ایک قرأت میں حافظا کو منصوب بطور تمیز پڑھا گیا ہے، جیسا کہ اہل عرب کہتے ہیں للہ درہ فارسا) اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان ......۶۴...... (پس میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس کی حفاظت فرما کر احسان فرمائے گا) اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا اپنی پونجی پائی کہ انہیں پھیر دی گئی ہے، بولے اے ہمارے باپ! اب ہم اور کیا چاہیں؟ (ما استفہامیہ ہے، بمعنی ای شیء نطلب من اکرام الملک اعظم من ھذا، اور ایک قرأت میں خطاب حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوں ہے کہ ای تطلب وراء ھذا الاحسان او ای شیء تطلب من الدلیل علی صدقنا) یہ ہے ہماری پونجی جو ہمیں واپس کردی گئی اور ہم اپنے گھر کے لیے غلہ لائیں (یعنی ہم اپنے گھر والوں کے لیے غلہ لائیں، نمیرۃ کے معنی غلہ ہے) اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں اور ایک اونٹ کا بوجھ (اپنے بھائی کی وجہ سے) اور زیادہ پائیں یہ دینا بادشاہ کے سامنے کچھ نہیں (بادشاہ کے لیے اس کی سخاوت کی وجہ سے آسان ہے) کہا میں اسے ہرگز تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کا یہ عہد نہ دیدو (موثقا بمعنی عھد ہے، عہد دینا یوں ہے کہ تم قسم کھاؤ) کہ ضرور اسے لیکر آؤ گے مگر یہ کہ گھر جاؤ (یوں کہ تمہارا انتقال ہو جائے، یا تم پر کوئی غالب آجائے کہ تم اسے ساتھ لانے کی طاقت نہ پاؤ، ان لوگوں نے اپنے والد کی بات قبول کرلی) پھر جب انہوں نے یعقوب کو عہد دیدیا (اس بات کا) کہا اللہ گواہ ہے ان باتوں پر جو ہم (یعنی ہم اور تم) کہہ رہے ہیں (وکیل بمعنی شھید ہے) اور کہا اے میرے بیٹوں (مصر میں) ایک دروازے سے داخل نہ ہونا اور جدا جدا دروازوں سے جانا......۶۷...... (تاکہ تمہیں نظر بد نہ لگے) اور میں تمہیں نہیں بچا سکتا (یعنی میں تم سے) اللہ کی طرف سے آنے والی کسی چیز سے (جو اس نے تمہارے لیے مقدر فرما دیا ہے میری یہ بات اس کو دور نہیں کرسکتی، آپ نے یہ بات اپنے بچوں پر شفقت کرتے ہوئے فرمائی تھی، من شیء میں من زائدہ ہے) حکم تو سب (ایک) اللہ ہی کا ہے (ان بمعنی ما نافیہ ہے) میں نے اسی پر توکل کیا (یعنی اسی پر بھروسہ کیا) اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے (اللہ جل جلالہ فرماتا ہے) اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے ان کے باپ نے حکم دیا تھا (یعنی الگ الگ دروازے سے داخل ہوئے) وہ انہیں اللہ سے بچا نہ سکتا (یعنی اللہ کے فیصلہ سے دور نہ کرسکتا تھا) کچھ بھی (الا بمعنی لکن ہے) لیکن یعقوب کے جی کی ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کردی......۶۸...... (اور وہ خواہش آپ کا اپنی اولاد پر شفقت کی وجہ سے ان سے نظر بد دور کرنے کا ارادہ تھا) اور بے شک وہ صاحب علم ہیں جنہیں ہم نے سکھایا......۶۸...... (یعنی ہمارے سکھائے سے) مگر اکثر لوگ (یعنی کفار) نہیں جانتے (اللہ کے الہام کو جو وہ اپنے دوستوں کو فرماتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وجاء اخوۃ یوسف فدخلوا علیه فعرفهم وهم له منکرون﴾.

و: عاطفہ ، جاء :فعل، اخوۃ یوسف : فاعل مل کر جملہ فعلیہ ، ف :عاطفہ، دخلوا :فعل بافاعل ، علیه : ظرف لغو، یہ سب مل کر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ،عرف:فعل بافاعل هم : ذوالحال ،وهم له منکرون : جملہ اسمیہ حال،مل کرمفعول، یہ سب مل کر جملہ فعلیہ۔

﴿ولما جهزهم بجهازهم قال ائتونی باخ لکم من ابیکم﴾.

و: عاطفہ، لما :ظرفیہ حینیہ، جهزهم بجهازهم : جملہ فعلیہ شرط، قال :قول، ائتونی : فعل بافاعل ومفعول، ب : جار، اخ : موصوف، لکم :صفت اوّل، من ابیکم : صفت ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے مل کر مقولہ،مل کر جواب شرط۔

﴿الا ترون انی اوفی الکیل وانا خیر المنزلین﴾.

همزہ: استفہامیہ، لاترون :فعل بافاعل، ان :حرف مشبہ ، ی :ضمیر اسم ،اوفی الکیل : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وانا خیر المنزلین: جملہ اسمیہ معطوف،مل کرخبر،ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ قائم مقام دومفعول،فعل اپنے متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ۔

﴿فان لم تاتونی به فلا کیل لکم عندی ولا تقربون﴾.

ف: عاطفہ، ان:شرطیہ ،لم تاتونی به : جملہ فعلیہ شرط، ف : جزائیہ : لانفی جنس، کیل :اسم،لکم: خبر، عندی "کم" سے حال ہے،مل کر جملہ اسمیہ جواب شرط، و: عاطفہ، لا تقربون : جملہ فعلیہ ماقبل جواب شرط پر معطوف ہے۔

﴿قالوا سنراود عنه اباہ وانا لفعلون﴾.

قالوا: فعل بافاعل ملکرقول،سنراود :فعل بافاعل،عنه :ظرف لغو ،اباہ :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، وانا لفعلون :جملہ اسمیہ معطوف،مل کر مقولہ۔

﴿وقال لفتینه اجعلوا بضاعتهم فی رحالهم﴾.

و: عاطفہ،قال لفتیانه :قول ،اجعلوا :فعل بافاعل ،بضعتهم : مفعول، فی رحالهم : ظرف لغو،مل کر جملہ فعلیہ مقولہ .

﴿لعلهم یعرفونها اذا انقلبوا الی اهلهم لعلهم یرجعون﴾.

لعل : حرف مشبہ ،هم : اسم،یعرفونها :فعل بافاعل ومفعول، اذا :ظرفیہ متضمن معنی شرط مضاف، انقلبواالی اهلهم : جملہ فعلیہ شرط مضاف الیہ، جواب شرط محذوف "فلعلهم یرجعون" ملکرظرف یعلمون فعل اپنے متعلقات سے مل کرخبر، لعل اپنے اسم وغیرہ سے مل کر جملہ اسمیہ،لعل :حرف مشبہ، هم :ضمیر اسم ،یرجعون : جملہ فعلیہ خبر، لعل: اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما رجعوا الی ابیهم قالوا یاابانا منع منا الکیل﴾.

ف :عاطفہ،لما : ظرفیہ حینیہ ، رجعوا الی ابیهم : جملہ فعلیہ شرط، قالوا :قول، یا ابانا : جملہ فعلیہ ندائیہ ، مُنِع منا الکیل : جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،مل کر مقولہ، اپنے قول سے مل کر جواب لما.

﴿فارسل معنا اخانا نکتل وانا له لحفظون﴾.

ف: فصیحیہ :اَرسل:فعل با فاعل، معنا : ظرف، اخانا :مفعول،مل کر جملہ فعلیہ، نکتل : جملہ فعلیہ جواب امر ، و :عاطفہ، انا: حرف مشبہ واسم، له لحفظون : شبہ جملہ خبر،ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿قال هل امنکم علیه الا کما امنتکم علی اخیه من قبل﴾.

قال : فعل بافاعل ملکر قول، هل : حرف استفہام: امنکم : فعل بافاعل ومفعول، علیه : ظرف لغو، الا : للحصر، ک : جار، ما: مصدریہ، امنتکم : فعل بافاعل ومفعول: ،علی اخیه : ظرف لغو، من قبل : ظرف حال ہے فاعل سے، یہ سب مل کرتاویل مصدر مجرور، مل کر ظرف مستقر مصدر محذوف "امنا" کی صفت، مل کر مفعول، امنکم فعل اپنے متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ مقولہ ۔

﴿فالله خیر حافظا وهو ارحم الرحمین﴾.

ف: فصیحہ، الله: مبتدا، خیر : ممیز، حفظا : تمیز ،ملکر خبر، مل کر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ، هو ارحم الراحمین : مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لما فتحوا متاعهم وجدوا بضاعتهم ردت الیهم﴾.

و :عاطفہ، لما ظرفیہ حینیہ، فتحوا: فعل بافاعل، متاعهم : مفعول، یہ سب مل کر جملہ فعلیہ شرط، وجدوا : فعل بافاعل، بضاعتم : مفعول اول، ردت الیهم: جملہ فعلیہ مفعول ثانی ،مل کر جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط سے مل کر جملہ شرطیہ ۔

﴿قالوا یابانا ما نبغی هذه بضاعتنا ردت الینا﴾.

قالوا: فعل بافاعل ملکر قول، یاا بانا : جملہ ندائیہ، ما : استفہامیہ بمعنی ای شیء مفعول مقدم، نبغی : فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، اپنی ندا سے مل کر مقولہ، هذه :مبدل منہ، بضاعتنا : بدل، مل کر مبتدا، ردت الینا : جملہ فعلیہ خبر، مل کر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ونمیر اهلنا ونحفظ اخانا ونزداد کیل بعیر﴾.

و : عاطفہ، نمیر : فعل بافاعل، اهلنا : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جملہ محذوف "نستظهر ونستعین ونمیر...... الخ" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، نحفظ :فعل بافاعل، اخانا ، مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے، و : عاطفہ، تزداد :فعل بافاعل، کیل بعیر : مفعول، یہ سب مل کر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک کیل یسیرO قال لن ارسله معکم حتی توتون موثقا من الله﴾

ذلک مبتدا، کیل یسیر : خبر، مل کر جملہ اسمیہ، قال:قول، لن ارسل :فعل بافاعل ضمیر مفعول، معکم: ظرف، حتی: جار، توتون : فعل بافاعل ومفعول، موثقا من الله : مفعول ثانی جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، مل کر ظرف لغو، مل کر جملہ فعلیہ مقولہ۔

﴿لتاتننی به الا ان یحاط بکم فلما اتوه موثقهم قال الله علی ما نقول وکیل﴾.

لام : قسمیہ، تاتننی : فعل بافاعل ومفعول، به:ظرف لغو ،الا : استثناء، ان یحاط بکم : مصدر موول مستثنی مفرغ حال ہے فاعل سے، مل کر جملہ فعلیہ جواب قسم، قسم محذوف کے لیے، ف : عاطفہ، لما :ظرفیہ حینیہ، اتوه موثقهم : جملہ فعلیہ شرط، قال :قول، الله :مبتدا، علی ما نقول : ظرف لغو مقدم، وکیل : صفت مشبہ بافاعل اپنے متعلقات سے مل کر خبر، مل کر مقولہ، ملکر جواب لما۔

﴿وقال یا بنی لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة﴾.

و: عاطفہ، قال :قول، بنی : جملہ فعلیہ ندائیہ، لا تدخلوا من باب واحد : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وادخلوا......الخ : جملہ فعلیہ معطوف مل کر مقصود بالندا، مل کر مقولہ۔

﴿وما اغنی عنکم من الله من شیء ان الحکم الا لله﴾.

و: عاطفہ، ما : نافیہ، اغنی :فعل بافاعل ،عنکم : ظرف لغو، من الله : حال ہے فاعل سے، من: زائدہ، شیء: مفعول، مل کر جملہ فعلیہ، ان : نافیہ، الحکم : مبتدا، الا : للحصر، الله : ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿علیه توکلت وعلیه فلیتوکل المتوکلون﴾.

علیہ : ظرف لغومقدم،توکلت :فعل بافاعل مل کر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ، علیہ : ظرف لغومقدم،ف:سببیہ ، لیتوکل:فعل، المتوکلون : فاعل،مل کر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولما دخلوا من حیث امرھم ابوھم ما کان یغنی عنھم من اللہ من شیء الا حاجۃ فی نفس یعقوب قضھا﴾

و: عاطفہ ، لما ظرفیہ حینیہ ، دخلوا من حیث امرھم ابوھم : جملہ فعلیہ شرط، ما: نافیہ، کان:فعل ناقص بااسم، یغنی :فعل بافاعل، عنھم : ظرف لغو ،من اللہ : حال ہے فاعل سے، من: زائدہ، شیء:مفعول، الا :استثناء، حاجۃ : موصوف، فی نفس یعقوب : صفت اول،قضھا : جملہ صفت ثانی مل کر مستثنی منقطع فاعل سے ،ملکر خبر،فعل ناقص مل کر جواب لما۔

﴿وانہ لذو علم لما علمنہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون﴾

و :حالیہ، ان :حرف مشبہ،ہ:ضمیراسم، لذو علم لما علمنہ : موصوف صفت مل کرخبر،ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ "یعقوب" سے حال ہے، و : حالیہ، لکن : حرف مشبہ ، اکثر الناس :اسم، لا یعلمون :خبر،یہ سب مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح وتوضیح واغراض﴾

بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ پہچاننا:

۱......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے : کہ حضرت یوسف کو کنوئیں میں پھینکنے کے بعد اس قحط سالی کے (متذکرہ)دور تک چالیس سال کا عرصہ گزر چکا تھا اسی وجہ سے بھائیوں نے پہچاننے کا انکار کیا،ایک قول یہ کہ بھائیوں نے حضرت یوسف کو اس لیے نہیں پہچانا حضرت یوسف بادشاہ کے تخت پر بیٹھے ہوئے تھے،ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ آپ نے تاج پوشی کی ہوئی تھی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حضرت یوسف نے شاہانہ لباس اور گلے میں سونے کا ہار پہنا ہوا تھا۔یہ سارے اسباب تھے کہ حضرت یوسف کو ان کے بھائی نہ پہچان پائے۔

(الخازن ،ج۲، ص ۵۳۸)

بنیامین کو اپنے قریب بلانے کی وجوھات:

۲......حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو لانے کے لیے انہیں ترغیب بھی دی اور بظاہر دھمکی بھی دی،ترغیب کے طور پر یہ فرمایا: کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ میں پورا پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں بہترین مہمان نواز ہوں اور مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت یوسف نے اپنے سوتیلے بھائیوں سے یہ بھی کہا کہ میرے شہر کے قریب بھی نہ آنا،یہ سوتیلے بھائیوں کو خوف دلانے کی انتہائی کوشش تھی اور اس جملہ میں یہ تنبیہ بھی تھی کہ سوتیلے بھائی غلہ کے حصول کے محتاج تھے اور غلہ انہیں حضرت یوسف کے پاس آئے بغیر مل نہیں سکتا تھا لہذا اگر حضرت یوسف کی خواہش کا انکار کرتے تو تکلیف میں آجاتے۔

(الخازن ،ج۲،ص ۵۳۸)

بنیامین کو روک کر یعقوب علیہ السلام کے رنج میں اضافہ کیوں کیا؟

۳......اس مقام پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ حضرت یوسف کو معلوم تھا کہ حضرت یعقوب بنیامین سے بہت محبت کرتے ہیں اور ان کی جدائی انہیں رنج میں مبتلا کر سکتی ہے،اس کے باوجود انہوں نے بنیامین کو اپنے باپ کے پاس سے بلوانے کے لیے کیوں اقدام کیا اور اپنے باپ کو رنج میں مبتلا کرنے کا انتظام کیوں کیا؟اس کے حسب ذیل یہ جوابات ہوسکتے ہیں۔

(۱) ہوسکتا ہے کہ حضرت یوسف کو اللہ نے یہ حکم دیا ہو کہ وہ بنیامین کو بلوائیں اور انہوں نے اتباع وحی میں یہ اقدام کیا ہوتا کہ حضرت یعقوب مزید رنج میں مبتلا ہوں اور ان کا ثواب اور بڑھے۔(۲) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت یوسف کا یہ ارادہ ہو کہ اس کاروائی سے

حضرت یعقوب، حضرت یوسف کے زندہ ہونے پر متنبہ ہو جائیں کیونکہ خصوصیت سے بنیامین کو بلانے والے حضرت یوسف ہی ہوسکتے ہیں کہ حضرت یوسف اور بنیامین دونوں سگے بھائی تھے۔ (۳) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت یوسف نے یہ ارادہ کیا ہو کہ جب دونوں بیٹے ایک ساتھ والد گرامی کو ملیں گے تو انہیں زیادہ خوشی ہوگی۔ (۴) حضرت یوسف نے اپنے بھائی کو محض ملاقات کے لیے بلایا تھا، مستقل اپنے پاس رکھ لیں اور جانے نہ دیں یہ مطلب ہرگز نہیں تھا، بعد میں جب حضرت یوسف کی بنیامین سے ملاقات ہوئی تو بنیامین نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور حضرت یوسف کے پاس رہنے پر اصرار کیا، تب حضرت یوسف نے کہا: تم کو روکنے کی یہی صورت ہے کہ تم پر چوری کا الزام لگوا دیا جائے۔ (زادالمسیر، ج٤، ص ٢٤٩، ٢٤٦)

حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کا مال انہیں واپس کیوں لوٹایا:

۴......اس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں: (۱) جب وہ گھر جا کر بوریاں کھولیں گے اور انہیں انکی رقم واپس مل جائے گی تو حضرت یوسف کی کرم نوازی اور سخاوت سے متاثر ہوں گے اور دوبارہ جانے کے لیے راغب ہوں گے جب کہ انہیں غلہ کی طلب بھی تھی۔ (۲) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت یوسف کو یہ خدشہ ہو کہ شاید ان کے باپ کے پاس مزید غلہ خریدنے کے لیے رقم نہ ہو اس لیے انہوں نے پونجی غلہ میں رکھ دی۔ (۳) حضرت یوسف کا یہ بھی ارادہ ہوسکتا ہے کہ زمانہ قحط سالی کا ہے، ہوسکتا ہے کہ والد گرامی کا ہاتھ تنگ ہو، اس طرح والد گرامی کی ان کی جانب سے خدمت ہو جائیگی۔ (۴) قحط سالی میں ان کے بھائیوں اور والد گرامی کو غلہ کی سخت ضرورت تھی ان حالات میں انہوں نے قیمتاً غلہ دینا صلہ رحمی کے منافی سمجھا اور لیے قیمت اسی بوری میں رکھوادی۔ (۵) یہ گمان بھی ہوسکتا ہے کہ جب سوتیلے بھائی قیمت بوری میں دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ نہ جانے انجانے میں یہ قیمت بوری میں رکھ دی ہے اور وہ حضرات انبیائے کرام کی اولاد ہیں، ضرور اس رقم کو واپس کرنے آئیں گے یا یہ معلوم کرنے آئیں گے کہ رقم کیونکر بوری میں رہ گئی۔ (۶) حضرت یوسف بھائیوں پر حسن سلوک کرنا چاہتے تھے لہٰذا انہوں نے اپنا احسان ظاہر کرنا نہ چاہا کہ مبادا انہیں عار محسوس ہو۔ (۷) حضرت یوسف یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ میں انہیں نہ تو ظلم کرتے ہوئے ان کے بھائی کو بلا رہا ہوں نہ ہی غلہ کی قیمت بڑھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ (۸) حضرت یوسف والد گرامی پر یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ ان کا بیٹا ''یوسف'' اپنے بھائیوں پر کریم ہے، اس لیے تاکہ وہ دوبارہ بیٹوں کو بھیجنے میں عار نہ محسوس کریں۔ (۹) تنگی کے زمانے میں حضرت یوسف کی جانب سے مدد ہو جائے اور چوروں، ڈاکوؤں کے خوف کی وجہ سے رقم بوری میں چھپا دی۔ (۱۰) بھائیوں نے حضرت یوسف پر ظالمانہ سلوک کیا لیکن حضرت یوسف نے جواب کے طور پر فیاضی سے کام لیا۔ (التفسیر الکبیر، ج٦، ص ٤٧٩)۔

احسان وانعام خداوندی عزوجل کا بیان:

۵......حضرت کعب کہتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب نے یہ کہا کہ اللہ بہتر حفاظت فرمانے والا ہے تو اللہ نے جواباً فرمایا: ''میرے عزت وجلال کی قسم! میں ضرور تمہاری جانب دونوں بیٹوں کو لوٹاؤں گا کہ تو نے مجھ پر بھروسہ کیا اور میری حفاظت میں سب کچھ دے دیا کہ تمام اسباب وآلات حفاظت کرنے میں میرے ہی محتاج ہیں اور اللہ ہر قسم کے واسطے سے بے پرواہ ہے اسی لئے اللہ نے کنویں میں حضرت یوسف کی حفاظت کا اہتمام فرمایا اور حضرت دانیال علیہ السلام کا جب کہ بخت نصر نے انہیں کنویں میں پھینکا تھا اور ان پر ایسے پردے ڈال دیئے کہ کنویں کی دیواروں نے کچھ نقصان نہ کیا اور بھوک نے انہیں پریشان کیا تو حضرت جبرائیل ان کے پاس آئے اور عرض گزار ہوئے اور کہا کہ آپ دانیال ہیں؟ حضرت دانیال نے جواباً فرمایا تم کون ہو؟ جواب دیا کہ آپ کے رب عزوجل کا رسول! مجھے آپ کے پاس کھانا پہنچانے کو بھیجا ہے۔ حضرت دانیال نے اللہ کی حمد کی اور فرمایا کہ پاک ہے وہ ذات کہ وہ نہیں بھولتا جب اسے یاد کیا

جائے اور اسی قسم کا معاملہ کنویں میں حضرت یوسف کے ساتھ بھی پیش آیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت یعقوب نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا تو اللہ نے انہیں بھی محروم نہیں کیا۔ (روح البیان، ج٤، ص٢٧٠ وغیرہ)

جدا جدا دروازوں سے داخل ہونے کی حکمت:

٦...... یہاں سات مسائل ہیں۔(۱)...... جب حضرت یوسف کے بھائیوں نے واپس جانے کا ارادہ کرلیا تو والد گرامی کو نظر لگنے کا خدشہ ہوا، اس لئے انہیں حکم فرمایا کہ شہر میں ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا اور شہر مصر کے چار دروازے تھے اور یہ کہ گیارہ آدمی ایک ایسے شخص کے پاس آئے ہیں جو کہ صاحب جمال و وسعت ہیں، یہی وجہ ضحاک، قتادہ اور ابن عباس نے بیان کی۔(۲)...... آیت مبارکہ کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نظر بد سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ نظر لگ جانا حق ہے، سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نظر بد انسان کو قبر اور اونٹ کو ہانڈی تک پہنچا دیتی ہے، سید عالم ﷺ نے نظر بد سے پناہ مانگی۔ ایک فرمان یہ بھی ہے کہ: ''اے اللہ میں تجھ سے شیطان مردود کی جانب سے (القاء کئے جانے والے) ہر بُرے کلمات، رنج و غم اور بُری نظر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (۳)...... مسلمان پر واجب ہے کہ جو چیز اسے پسند آئے اُس میں برکت کی دعا کرے، جب برکت کی دعا کرے گا تو نقصان پہنچانے والی بات خود دور ہو جائے گی، کیا سید عالم ﷺ کا فرمان نہیں جانتے کہ فرمایا: ''الا برکت'' برکت کی دعا دینا اس بات پر دلیل ہے کہ نظر اور دشمن اسے نقصان نہ دے سکیں گے، اور تبریک کے یہ کلمات شریعت محمدی میں محبوب ہیں: ''تبارک اللہ احسن الخالقین، اللھم بارک فیہ''. (۴)...... جب نظر لگانے والا نظر لگاتا ہے تو برکت کی دعا نہیں کرتا، اسی لئے حضرت یعقوب نے انہیں ایک دروازے سے داخل نہ ہونے پر مجبور کیا، اور ہم جانتے ہیں کہ امر وجوب کے لئے آتا ہے اور والد گرامی کو یہ خوف تھا کہ کہیں نظر بد نہ لگ جائے۔(۵)...... جو آنکھوں کے ذریعے پہنچنے والے نقصان کو پہچانتا ہے وہ دوسروں کو دفع ضرر کی وجہ سے مداخلت سے روکتا ہے۔ اسی لیے بعض علماء نے یہاں تک بیان کردیا کہ کسی فقیر کو اتنا رزق مل جاتا ہے جو اسے گھر میں رہتے ہوئے کفایت کرے تو ایسے شخص کو لوگوں کی اذیت سے بچنے کے لئے گھر میں بیٹھے رہنا ضروری ہے۔(٦)...... کہا جاتا ہے کہ نظر بد بچے کو جلد بڑا کر دیتی ہے۔(۷)...... علماء فرماتے ہیں کہ (موجودہ دور میں لوگ) نظر لگانے والوں کی پہچان نہیں کر پاتے لہذا جب جان لے کہ نظر لگ چکی ہے تو حدیث ابو امامہ ''العائن بالاغتسال للمعین'' پر عمل کرتے ہوئے وضو کا حکم دیا جائے۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء٩، ١٠، ص ١٩١ وغیرہ)

☆...... حضرت ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے اپنے گھر میں ایک بچی کو دیکھا جس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا (یعنی اس کا رنگ سُرخی مائل سیاہ تھا یا زرد تھا، بہر حال اس کے چہرے کا رنگ اصل رنگ کے خلاف تھا) آپ نے فرمایا: ''اس پر دم کراؤ کیونکہ اس پر نظر بد لگی ہوئی ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الطب، باب: رقیۃ العین، رقم: ٥٧٣٩، ص ١٠١٤)

☆...... حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے حسن وحسین کو دم کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تمہارے باپ اسماعیل و اسحٰق بھی دم کرتے ہوئے فرماتے تھے: میں تم کو شیطان، ہر زہریلے کیڑے اور نظر لگانے والی آنکھ سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: ١٠، رقم ٣٣٧١، ص ٥٦٥)

☆...... بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ مجھے نظر بد کے دم کرانے کا حکم دیا گیا۔ (صحیح بخاری، کتاب الطب، باب: رقیۃ العین، رقم: ٥٧٣٨، ص ١٠١٤)

حضرت یعقوب علیہ السلام کی دلی خواہش:

۷...... یعنی حضرت یعقوب کے دل میں یہ خدشہ گزرا تھا کہ نظر بد نہ لگ جائے اسی لئے آپ علیہ السلام نے وصیت فرمائی کہ مختلف دروازوں سے داخل ہوں، اور اس بارے میں ماقبل اقوال ذکر ہو چکے ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہیں بادشاہ ان کی تعداد

اور قوت دیکھ کر انہیں حسد اور خوف کی وجہ سے پکڑ نہ لے، بعض متاخرین نے کہا کہ حضرت یعقوب نے بیٹوں کے ایک ہی دروازے سے داخل ہونے کو بُرا جانا اور نظر لگنے کا معنی یہاں یہ نہیں کہ جو ماقبل بیان ہوا بلکہ آیت مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مسلمان پر واجب ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو اس خوف سے بچائے جس میں وہ مبتلا ہے اور اُسے سلامتی ونجات والے راستے پر لانے کی کوشش کرے اِس لئے کہ دین خیر خواہی کا نام ہے اور مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔(الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۹، ۱۰۰، ص ۱۹۴)

حضرت یعقوب علیہ السلام کی جانب علم والا ہونے کی توجیه:

واحدی کہتے ہیں ﴿لما علمناه﴾ میں "ما" مصدر یہ ہے اور "ہ" ضمیر عائد حضرت یعقوب کی جانب لوٹتی ہے، تقدیر عبارت یوں ہوگی کہ وانه لذو علم من اجل تعلیما ایاه، اور یہ بھی ممکن ہے کہ "ما بمعنی الذی" ہو، تقدیر عبارت یوں ہوگی وانه لذو علم للشیء الذی علمناه، جب ہم نے اُسے (حضرت یعقوب) کو علم سکھایا تو اُس نے اسے (خوب) سیکھا، اس آیت کے بارے مزید دو اقوال یہ بھی ہیں، (۱) علم سے مراد حفظ یعنی یاد کر لینا ہے، یعنی ہم نے جو اُسے سکھایا اُس نے اسے (خوب) یاد کر لیا، (۲) علم کے تمام فوائد اور ثمرات جان لئے، یعنی جو کچھ سکھایا اسے جانتے ہیں، آخر میں اللہ نے فرمایا ﴿ولکن اکثر الناس لا یعلمون﴾ اس میں بھی دو صورتیں پائی جاتی ہیں، (۱) حضرت یعقوب کی طرح اور کئی لوگ نہیں جانتے، (۲) علم کی جس صفت کو حضرت یعقوب جانتے ہیں اکثر لوگ اُسے نہیں جانتے، مطلب یہ ہے کہ اکثر لوگ مشرک ہیں وہ یہ جاننے سے کوسوں دور ہیں کہ اللہ کس طرح اپنے نیک بندوں کو علم دین کی نعمت عطا فرماتا ہے، جس سے وہ نیک بندے دنیا وآخرت میں نفع اٹھاتے ہیں۔

(التفسیر الکبیر، ج ٦، ص ٨٤٥)۔

اغراض: لیمتاروا: تاکہ اہل وعیال کے لئے اشیاء خورد ونوش لائیں، مراد وہ غلہ ہے جو دوسرے شہر سے لایا جائے۔

لبعد عهدهم به: ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف کو کنویں میں ڈالنے سے لے کر قحط سالی کے دور تک بارہ سال گزر چکے تھے، مزید اسی لیے انہوں نے حضرت یوسف کو نہ پہچانا کہ وہ بادشاہوں کے تخت پر جلوہ فرما تھے اور ان کے سر پر تاج تھا، اور وزراء ارد گرد موجود تھے۔

لعلکم عیون: حضرت یوسف نے (اپنے بھائیوں سے کہا) تم جاسوس ہو جو کہ ہماری پوشیدہ باتوں اور دشمنوں کی خبر گیری کے لئے آئے ہو۔

اوعطف علی محل فلا کیل: ﴿فان لم تاتونی﴾ جواب شرط ہے، اور فلا میں "لا" نافیہ ہے اور نون مرفوع ہر حال میں جازم کیلئے محذوف ہے اور اصل عبارت کا منشا یہ ہے کہ "فلا کیل ولا قرب"۔ ذلک: کا مشار الیہ المراودة والاجتهاد ہے۔

وکانت دارهم: جو کہ بڑے سخت ومضبوط قسم کے تھے، اور (انسان پر) دراہم کی شان مخفی نہیں ہوتی لیکن اس میں شک نہیں کہ حضرت یوسف کے بھائی جان ہی نہ پائے جب تک کہ انہوں نے اپنی پونجی نہ کھول لی۔

لانهم لا یستحلون امساکها: حضرت یوسف کے بھائی بھی ثمن کو اپنے پاس روک لینے کو نا جائز سمجھتے تھے اس لیے کہ یہ حضرات بھی دیانتدار وامانتدار تھے، جب انہوں نے اپنے سامان میں دراہم کو پایا تو اُسے واپس کرنے کو چلے اس لئے کہ وہ پاکباز اُس مال کو کھانا ناپسند کرتے تھے جو اُن کے لیے جائز نہ تھا اور یہی حضرت یوسف کا مقصد بھی تھا کہ وہ دراہم کو لوٹانے کی غرض سے واپس آئیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ انہیں یہ بات ملامت میں ڈالتی تھی کہ انہوں نے اپنے والد حضرت یعقوب و بھائی بنیامین سے غلہ کے حصول کے لیے دراہم لئے تھے اور ایک قول کے مطابق حضرت یوسف نے اس طور پر دراہم کو بھائیوں کے سامان میں رکھوا دیا جس کی وجہ سے اُن پر خواہ مخواہ کوئی الزام وعیب نہ لازم آئے۔

فالله خیر حافظا وهو ارحم الراحمین: یعنی اللہ اُن پر دو مصیبتیں اکٹھی نہ کرے گا، کعب الاحبار فرماتے ہیں کہ اللہ نے حضرت یوسف کو (الہام/وحی کے ذریعے) ارشاد فرمایا کہ ہم دونوں (والد حضرت یعقوب اور بھائی بنیامین) کو تمہارے پاس لوٹا دیں کہ تم نے ہم پر بھروسہ کیا اور میری حفاظت میں اپنا معاملہ پیش کر دیا۔

اعظم من هذا: روایت میں ہے کہ جب بھائیوں نے مصر کے وزیر اعظم کے احسان کا ذکر اپنے والد یعقوب سے کیا تو حضرت یعقوب نے اپنے بیٹے بنیامین کو ان کے ساتھ بھیجنے پر رضامندی دے دی، پھر جب سامان سے دراہم برآمد ہوئے تو بھائی بولے کہ اس اکرام کے بعد اب ہم کونسی چیز اُن سے طلب کریں گے یا ہمارے لئے غلہ وغیرہ ہو جب کہ دراہم بھی لوٹا دیئے گئے ہیں، اگر یعقوب کی اولاد سے نہ ہوتے تو ہم پر اکرام تھوڑے کرتے، حضرت یعقوب نے اُن سے ارشاد فرمایا: جب تم سرزمین مصر میں جاؤ تو اُن سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ ہمارے والد آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔

شفقة: بمعنی رافۃ ہے، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ پہلی دفعہ والد گرامی نے یہ نہ کہا تھا کہ تم سب الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا لیکن اب کی بار ایسا ارشاد فرمایا اس میں کیا حکمت ہے؟ میں اس کے دو جوابات دوں گا اول یہ کہ پہلی مرتبہ میں بنیامین اُن کے ساتھ نہ تھے اس لئے ایسا ارشاد نہ فرمایا اور ثانی یہ کہ یہ لوگ مصر میں مشہور ہو چکے تھے کہ یہ سارے ایک ہی مرد کی اولاد ہیں اور ان کے ساتھ نور نبوت اور جمال نبوت بھی ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بادشاہ کے نزدیک ان کا کوئی خاص مقام ہو اس لئے الگ الگ دروازوں سے دخول کا ارشاد فرمایا۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۸۳ وغیرہ)

رکوع نمبر:۳

﴿وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰى ﴾ضَمَّ اِلَيْهِ﴿اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ ﴾تَحْزَنْ﴿بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۶۹)﴾مِنَ الْحَسَدِ لَنَا وَاَمَرَهُ اَنْ لَا يُخْبِرَهُمْ وَتَوَاطَاءَ مَعَهُ عَلٰى اَنَّهُ سَيَحْتَالُ عَلٰى اَنْ يُّبْقِيَهُ عِنْدَهُ ﴿فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ ﴾هِيَ صَاعٌ مِنْ ذَهَبٍ مُرَصَّعٍ بِالْجَوَاهِرِ﴿فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ﴾بِنْيَامِيْنَ﴿ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ ﴾نَادٰى مُنَادٍ بَعْدَ انْفِصَالِهِمْ عَنْ مَجْلِسِ يُوْسُفَ﴿اَيَّتُهَا الْعِيْرُ﴾الْقَافِلَةُ﴿اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ (۷۰) قَالُوْا﴾وَقَدْ﴿وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا﴾مَا الَّذِيْ﴿تَفْقِدُوْنَ (۷۱) قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ﴾صَاعَ﴿الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ﴾مِنَ الطَّعَامِ﴿وَّاَنَا بِهٖ ﴾بِالْحِمْلِ﴿زَعِيْمٌ (۷۲)﴾كَفِيْلٌ﴿قَالُوْا تَاللّٰهِ ﴾قَسَمٌ فِيْهِ بِمَعْنَى التَّعَجُّبِ﴿لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ (۷۳)﴾مَا سَرَقْنَا قَطُّ﴿قَالُوْا﴾اَيِ الْمُؤَذِّنُ وَاَصْحَابُهٗ﴿فَمَا جَزَآؤُهٗ﴾اَيِ السَّارِقِ﴿اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ (۷۴)﴾فِيْ قَوْلِكُمْ مَا كُنَّا سَارِقِيْنَ وَوُجِدَ فِيْكُمْ﴿قَالُوْا جَزَآؤُهٗ﴾مُبْتَدَاءٌ خَبَرُهٗ﴿مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ﴾يُسْتَرَقُّ ثُمَّ اَكَّدَ بِقَوْلِهٖ ﴿فَهُوَ﴾اَيِ السَّارِقُ﴿جَزَآؤُهٗ ؕ﴾اَيِ الْمَسْرُوْقِ لَا غَيْرُ وَكَانَتْ سُنَّتُ اٰلِ يَعْقُوْبَ﴿كَذٰلِكَ﴾الْجَزَاءُ﴿نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ (۷۵)﴾بِالسَّرِقَةِ فَصُرِفُوْا اِلٰى يُوْسُفَ لِتَفْتِيْشِ اَوْعِيَتِهِمْ﴿فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ ﴾فَفَتَّشَهَا﴿قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ﴾لِئَلَّا يُتَّهَمَ﴿ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا ﴾اَيِ السِّقَايَةَ﴿مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ﴾قَالَ تَعَالٰى﴿كَذٰلِكَ ﴾الْكَيْدِ﴿كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ﴾عَلَّمْنَاهُ الْاِحْتِيَالَ فِيْ اَخْذِ اَخِيْهِ﴿مَا كَانَ﴾يُوْسُفُ﴿لِيَاْخُذَ اَخَاهُ ﴾رَقِيْقًا عَنِ السَّرِقَةِ﴿فِيْ دِيْنِ

الْمَلِکِ﴾حُکْمِ مَلِکِ مِصْرَ لِاَنَّ جَزَائَہٗ عِنْدَہُ الضَّرْبُ وَتَغْرِیْمُ مِثْلَیِ الْمَسْرُوْقِ لَا الْاِسْتِرْقَاقُ﴿اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ط﴾اَخْذَہُ بِحُکْمِ اَبِیْہِ اَیْ لَمْ یَتَمَکَّنْ مِنْ اَخْذِہٖ اِلَّا بِمَشِیْئَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِاِلْھَامِہٖ سُؤَالَ اِخْوَتِہٖ وَجَوَابَھُمْ بِسُنَّتِھِمْ ﴿نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ط﴾بِالْاِضَافَۃِ وَالتَّنْوِیْنِ فِی الْعِلْمِ کَیُوْسُفَ﴿وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ﴾مِنَ الْمَخْلُوْقِیْنَ﴿ عَلِیْمٌ (۷۶)﴾ اَعْلَمُ مِنْہُ حَتّٰی یَنْتَھِیَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی﴿قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ﴾اَیْ یُوْسُفُ وَکَانَ سَرَقَ لِاَبِیْ اُمِّہٖ صَنَمًا مِنْ ذَھَبٍ فَکَسَّرَہٗ لِئَلَّا یَعْبُدَہٗ ﴿فَاَسَرَّھَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِہٖ وَلَمْ یُبْدِھَا﴾یُظْھِرْھَا﴿ لَھُمْ ج ﴾وَالضَّمِیْرُ لِلْکَلِمَۃِ الَّتِیْ فِیْ قَوْلِہٖ﴿قَالَ ﴾فِیْ نَفْسِہٖ﴿اَنْتُمْ شَرٌّ مَّکَانًا ج ﴾مِنْ یُوْسُفَ وَاَخِیْہِ لِسَرِقَتِکُمْ اَخَاکُمْ مِنْ اَبِیْکُمْ وَظُلْمِکُمْ لَہٗ ﴿وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ﴾عَالِمٌ﴿بِمَا تَصِفُوْنَ (۷۷)﴾تَذْکُرُوْنَ فِیْ اَمْرِہٖ﴿قَالُوْا یٰٓاَیُّھَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَہٗٓ اَبًا شَیْخًا کَبِیْرًا ﴾یُحِبُّہٗ اَکْثَرُ مِنَّا وَیَتَسَلّٰی بِہٖ عَنْ وَلَدِہِ الْھَالِکِ وَیَحْزُنُہٗ فِرَاقُہٗ﴿فَخُذْ اَحَدَنَا ﴾اسْتَعْبِدْہُ مَکَانَہٗ﴿مَکَانَہٗ ج ﴾ بَدَلًا مِنْہُ﴿اِنَّا نَرٰکَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ (۷۸)﴾فِیْ اَفْعَالِکَ﴿قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ ﴾نَصَبٌ عَلَی الْمَصْدَرِ حُذِفَ فِعْلُہٗ وَاُضِیْفَ اِلَی الْمَفْعُوْلِ اَیْ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ﴿اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَہٗ ﴾لَمْ یَقُلْ مَنْ سَرَقَ تَحَرُّزًا مِنَ الْکِذْبِ﴿اِنَّآ اِذًا﴾اِنْ اَخَذْنَا غَیْرَہٗ﴿ لَّظٰلِمُوْنَ (۷۹)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور جب وہ یوسف کے پاس گئے اس نے جگہ دی (ملالیا) اپنے بھائی کو اپنے ساتھ کہا یقین جان میں ہی تیرا بھائی ہوں تو غم نہ کھا (تبتئس بمعنی تحزن ہے) اس کا جو (حسد) یہ (ہم سے) کرتے ہیں (حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے حکم دیا کہ وہ انہیں اس بات کی خبر نہ دے اور آپ علیہ السلام نے ان کو اپنے ساتھ اس بات پر موافق کرلیا کہ وہ کوئی ایسا حیلہ کریں گے جس کے سبب وہ انکے پاس رہ سکے گا......۱......) پھر جب ان کا سامان مہیا کردیا سقایہ (یعنی غلہ ناپنے کا برتن جو سونے کا تھا اور جواہرات سے مزین تھا) اپنے بھائی (بنیامین) کے کجاوے میں رکھ دیا پھر ایک منادی نے ندادی (اذن مؤذن بمعنی ناد مناد ہے، ان لوگوں کے حضرت یوسف علیہ السلام کی مجلس سے علیحدہ ہوجانے کے بعد) اے قافلہ والو! (العیر کے معنی قافلہ کے ہیں) بیشک تم چور ہو، بولے اور ان کی طرف متوجہ ہوئے (قد مقدر نکال کر اس جانب اشارہ کیا کہ جملہ حالیہ ہے) تم کیا (یعنی کونسی چیز نہیں) پاتے بولے بادشاہ کا پیمانہ نہیں ملتا (صواع بمعنی صاع ہے) اور جو اسے لائے گا اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ ہے (یعنی ایک اونٹ پر لدنے والا غلہ ہے) اور میں اس کا (یعنی اس بوجھ کا) ضامن ہوں......۲...... (زعیم بمعنی کفیل ہے) بولے خدا کی قسم (اس قسم میں تعجب کا معنی پایا جاتا ہے) تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہ آئے اور نہ ہم چور ہیں......۳...... (ہم نے کبھی چوری بھی نہیں کی) بولے (منادی اور اس کے ساتھی) پھر کیا سزا ہے اس کی (یعنی چور کی) اگر تم جھوٹے ہو بولے (جزء ہ مبتداء ہے اس کی خبر من وجد......الخ ہے) اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے اسباب سے ملے (اسے غلام بنایا جائے گا پھر آپ علیہ السلام نے اپنے اس قول سے مؤکد لیا......۴......) تو وہی (یعنی چور) اس کی (چوری کیے گئے مال) کا بدلہ ہے (اس کا غیر نہیں، اور اولاد یعقوب علیہ السلام کا یہی طریقہ تھا) اسی طرح (یعنی یہی سزا ہے جو) ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو (جو چوری کرکے ظلم کرتے ہیں پس انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے سامان کی تلاشی

لینے کی اجازت دے دی) تو ابتدا ان کی خورجیوں سے کی (پہلے اس کی تلاشی لی) اپنے بھائی کی خورجی سے پہلے (تاکہ ان پر تہمت نہ آئے) پھر اسے (یعنی اس پیالے کو) اپنے بھائی کی خورجی سے نکال لیا (اللہ ارشاد فرماتا ہے) اسی طرح (یہ تدبیر) ہم نے یوسف کو سکھائی......۵......(یعنی یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھنے کی تدبیر سکھائی) اور نہ تھا اسے (یوسف علیہ السلام کو) کہ اپنے بھائی کو لے لے (چوری کے بدلے میں اسے غلام بنالے) بادشاہ کے دین میں (یعنی ملک مصر کے قانون میں کہ ان کے نزدیک چور کی سزا اس کی پٹائی کرنا، چوری شدہ مال کی دو مثل شے جرمانہ کے طور پر دینا تھی، غلام بنانے کی سزا ان کے ہاں تھی ہی نہیں) مگر یہ کہ خدا چاہے (حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے حکم کے مطابق سلوک کیا، حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائی کو لینا ممکن نہ تھا مگر ایسا اللہ عزوجل کی مشیت ہی سے ہونا ممکن ہوا کہ اس رب کائنات نے آپ علیہ السلام کے دل میں اپنے بھائی کا سوال کرنے اور آپ علیہ السلام کے بھائیوں کو ان کی اپنی شریعت کے مطابق جواب دینے کا الہام فرمایا) ہم جسے چاہیں (علم......۶......میں) درجوں بلند کریں (جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا، لفظ درجـــت کو بصورت مضاف اور مُنوّن دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اور ہر علم والے سے (مخلوق میں سے) اوپر ایک علم والا ہے (جو اس سے بڑھ کر علم والا ہے......۷......حتیٰ کہ یہ سلسلہ اللہ تک منتہی ہے) بھائی بولے اگر یہ چوری کرے تو بیشک اس سے پہلے اس کا بھائی (یعنی یوسف علیہ السلام) چوری کر چکا ہے......۸......(آپ علیہ السلام نے اپنے نانا کا سونے کا بت چھپ کر لیا تھا، پھر اسے توڑ دیا تاکہ وہ اس کی عبادت نہ کر سکیں) تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں رکھی اور ان پر ظاہر نہ کی (لـم یبدھا بمعنی لـم یظھرھا ہے ،یبدھا میں ضمیر ھا اس کلمے کی جانب لوٹ رہی ہے جو آپ علیہ السلام کے اس آنے والے فرمان میں ہے) کہا (اپنے جی میں) تم بدتر جگہ ہو (یوسف علیہ السلام اور اس کے سگے بھائی بنیامین کے مقابلے میں، کہ تم نے اپنے ہی بھائی کو اپنے باپ سے چرالیا اور پھر اس پر زیادتی کا تم ذکر کرتے ہو) بولے اے عزیز اس کے باپ بڑے بوڑھے ہیں (وہ اس سے ہم سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور اس کے سبب اُنہیں اپنے ہلاک شدہ بیٹے کے بارے میں تسلی ہے اور اس کے فراق میں وہ غمگین ہو جائیں گے) تو ہم میں سے اس کی جگہ کسی کو لے لو (اسکے بدلے ہم میں سے کسی کو غلام بنالو!) بیشک ہم تمہیں احسان کرنے والوں میں دیکھ رہے ہیں......۹......(تمہارے افعال میں) کہا خدا کی پناہ (یہ مفعول مطلق ہونے کی بناء پر منصوب ہے اس کا فعل حذف کر دیا گیا ہے اور اسے مفعول کی جانب منصوب کر دیا گیا ہے، فعل محذوف یہ ہے نعوذ باللہ من ان ناخذ ......الخ) کہ ہم لیں مگر اسی کو جس کے پاس ہمارا مال ملا (حضرت یوسف علیہ السلام......۱۰......نے چوری سے بچنے کے لیے یوں نہ کہا کہ جس نے چوری کی تھی) بیشک ہم جب تو (یعنی اگر ہم اس کے بجائے دوسرے کو پکڑیں گے) ظالم ہونگے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولما دخلوا علی یوسف آوی الیه اخاہ قال انی انا اخوک﴾.

و: عاطفہ، لما: شرطیہ، دخلوا علی یوسف: جملہ فعلیہ شرط، اوی الیه اخاہ: جملہ فعلیہ جواب لما، قال: قول: ان: حرف مشبہ، ھی: ضمیر اسم، انا اخوک: جملہ اسمیہ خبر مل کر مقولہ مل کر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فلا تبتئس بما کانوا یعملون O فلما جھزھم بجھازھم جعل السقایة فی رحل اخیه﴾.

ف: فصیحہ، لا تبتئس: فعل بافاعل، بما کانوا...... الخ: ظرف لغو مل کر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، لما: ظرفیہ شرطیہ، جھز ھم بجھازھم: جملہ فعلیہ شرط، جعل......الخ: جملہ فعلیہ جواب شرط مل کر جملہ شرطیہ۔

﴿ثم اذن مؤذن ایتھا العیر انکم لسرقون﴾.

ثم :عاطفہ،اذن موذن:فعل بافاعل،ایتھا العیر :جملہ ندائیہ،انکم لسرقون :جملہ اسمیہ مقصود بالندا،مل کرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا واقبلوا علیھم ما ذا تفقدون﴾.

قالوا :فعل بافاعل،واقبلوا علیھم :جملہ فعلیہ حال ہے فاعل سے،ملکرقول،ماذا :اسم استفہام مفعول مقدم،تفقدون :فعل بافاعل،مل کر جملہ فعلیہ ہوکرمقولہ۔

﴿قالوا نفقد صواع الملک ولمن جاء به حمل بعیر وانا به زعیم﴾.

قالوا: فعل بافاعل، نفقد صواع الملک جملہ فعلیہ مقولہ : و: عاطفہ، لام :جار، من جاء به : موصول صلہ مل کرمجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، حمل بعیر : مبتداموخر ،مل کر جملہ اسمیہ، و : عاطفہ، انا :مبتدا، به زعیم : شبہ جملہ خبر مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا تاللہ لقد علمتم ما جئنا لنفسد فی الارض وما کنا سرقین﴾.

قالوا : قول: تاللہ : متعلق بفعل محذوف "نقسم" کے لیے، نقسم فعل اپنے متعلقات سے جملہ فعلیہ، لام :جواب قسم، قد : تحقیقیہ، علیھم : فعل بافاعل، ماجئنا : فعل نفی بافاعل، لنفسد فی الارض ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،وما ......الخ : جملہ اسمیہ معطوف،مل کرمفعول،مل کر جملہ فعلیہ جواب قسم،مل کرمقولہ۔

﴿قالوا فما جزاؤه ان کنتم کذبین﴾.

قالوا : قول: ف :فصیحہ، ما :اسم استفہام مبتدا، جزاء :خبر، مل کر جملہ اسمیہ مقولہ،ان :شرطیہ، کنتم کذبین : جملہ فعلیہ شرط، جواب شرط محذوف "فما جزاء سرقة الصواع"مل کر جملہ شرطیہ .

﴿قالوا جزاؤه من وجد فی رحله فھو جزاؤه﴾.

قالوا : فعل بافاعل،جزاء ہ :مبتداء، من وجه فی رحله : موصول صلہ مل کرمبتدا،فھو جزاء ہ : جملہ اسمیہ خبر مل کر جملہ اسمیہ خبر، مل کر جملہ اسمیہ ہوکرمقولہ مل کر جملہ قولیہ۔

﴿کذلک نجزی الظلمین﴾.

کذلک جارمجرور متعلق بحذوف "جزاء" مصدرمحذوف کی صفت،مل کرمفعول مطلق مقدم،نجزی :فعل بافاعل، الظلمین : مفعول بہ سب مل کر جملہ فعلیہ۔

﴿فبدا باوعیتھم قبل وعاء اخیه ثم استخرجھا من وعاء اخیه﴾.

ف :عاطفہ، بدا :فعل بافاعل، باوعیتھم : ظرف لغو، قبل وعاء اخیه : مرکب اضافی ظرف،مل کر جملہ فعلیہ،ثم : عاطفہ، استخرج : فعل بافاعل ،ھا :ضمیرمفعول،من وعاء اخیه : ظرف لغو،مل کر جملہ فعلیہ ماقبل پرمعطوف ہے۔

﴿کذلک کدنا لیوسف ما کان لیاخذ اخاہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ﴾.

کذلک :متعلق بحذوف صفت مصدرمحذوف "کیدا" کے لیے،مل کرمفعول مطلق مقدم، کدنا: فعل بافاعل، لیوسف :ظرف لغو،مل کر جملہ فعلیہ، ما : نافیہ،کان: فعل ناقص بااسم، لام :جار، یاخذ :فعل بافاعل، اخاہ : مفعول ، فی دین اللہ : ظرف مستقر حال ہے فاعل سے، الا ان یشاء اللہ :مستثنی منقطع ہے"اخذا" مصدرمحذوف اپنے مستثنی سے مل کرمفعول،مل کر جملہ فعلیہ۔

﴿نرفع درجت من نشاء وفوق کل ذی علم علیم﴾.

نرفع : فعل بافاعل، درجت :ظرف، من نشاء :مفعول،مل کر جملہ فعلیہ ، و : عاطفہ، فوق کل ذی علم : ظرف مستقر خبر

مقدم :علیم: مبتدامؤخر مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا ان یسرق فقد سرق اخ له من قبل﴾.

قالوا : فعل بافاعل،ان :شرطیہ ، یسرق :جملہ فعلیہ شرط ، ف :جزائیہ ، قد :تحقیقیہ ، سرق : فعل ، اخ :موصوف، له : ظرف مستقر صفت،مل کرفاعل، من قبل : ظرف مستقر فاعل سے حال ہے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط۔

﴿فاسرها یوسف فی نفسه ولم یبدها لهم﴾.

ف : عاطفہ ، اسر :فعل، ها : ضمیر راجع بسوئے مابعد آیت" انتم شر مکانا" مفعول، یوسف : فاعل، فی نفسه : ظرف لغو، مل کر جملہ فعلیہ ، و: عاطفہ ، لم یبد :فعل بافاعل، ها: ضمیر مفعول، بهم : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قال انتم شر مکانا والله اعلم بما تصفون O قالوا یایها العزیز ان له ابا شیخا کبیرا﴾.

قال : فعل بافاعل انتم : مبتدا، شر : ممیز، مکانا :تمیز ،مل کر خبر مل کر جملہ اسمیہ مقولہ ہو : مستانفہ، الله اعلم...... الخ : جملہ اسمیہ مستانفہ ، قالوا:قول، یا یها العزیز : جملہ ندائیہ، ان :حرف مشبہ ، له :خبر، ابا شیخا کبیرا : مرکب توصیفی اسم، یہ سب مل کر اسمیہ مقولہ

﴿فخذ احدنا مکانه انا نراک من المحسنین﴾.

ف: فصیحہ ، خذ :فعل بافاعل، احدنا :مفعول، مکانه : ظرف،مل کر جملہ فعلیہ ، انا:حرف مشبہ واسم ، نراک من المحسنین: جملہ فعلیہ خبر مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿قال معاذ الله ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا عنده﴾.

قال : فعل بافاعل مل کر قول، معاذ الله :مفعول مطلق فعل محذوف" نعوذ " کے لیے،ان:مصدریہ ، ناخذ :فعل بافاعل، الا : للحصر، من وجدنا...... الخ : موصول صلہ مل کر مفعول،ناخذ فعل اپنے متعلقات سے مل کر بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض نعوذ کے متعلق:نعوذ فعل اپنے فاعل مفعول بہ ومفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انااذا لظالمون﴾

انا: حرف مشبہ واسم، اذا :حرف جواب وجزاء ، لظلمون : خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تدبیر اختیار کرنا!

۱...... مفسرین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ﴿ثم اذن مؤذن ایتها العیر انکم لسارقون (یوسف:۷۰)﴾ کے جملے سے ندا کرنا حضرت یوسف کے حکم سے تھا یا نہیں؟ ،اگر حضرت یوسف کے حکم سے تھی تو پھر رسول کی شان کے لائق کیسے ہوگا کہ رسول تو اللہ کی جانب سے حق پر ہوتا ہے اور رسول ہی اپنی قوم پر چوری، جھوٹ اور بہتان کو منسوب کرے، اور اگر یہ ندا حضرت یوسف کے حکم سے نہ تھی تو پھر حضرت یوسف نے اسے ناپسند کیوں جانا اور اس سے اپنی برائت کیوں ظاہر فرمائی؟ علماء نے اس کے کئی جوابات دیئے ہیں۔(۱) جب حضرت یوسف نے اپنے بھائی بنیامین سے یہ کہہ دیا کہ وہی حضرت یوسف (ان کے بچھڑے ہوئے بھائی) ہیں تو پھر ارشاد فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ تجھے یہاں روک لوں اور تجھے یہاں روکنے کے لئے اس کے سوا کوئی اور حیلہ نہیں ہے، پس اگر تو راضی ہے تو ایسا کیا جائے، جب وہ راضی ہوا تو حیلہ اختیار کرنے کا اہتمام کیا گیا، اسی وجہ سے حضرت یوسف کے دل میں کوئی ملامت نہ رہی پس وہ گناہ بھی نہ رہا۔(۲) اے میرے بھائیوں! تم نے یوسف کو اس کے باپ سے چُرایا تھا، اور بھائیوں نے حضرت یوسف کے

بارے میں جو بھی کلام کیا تھا اور معارضہ پیش کیا تھا وہ ایسا ہی تھا کہ انہوں نے دراصل حضرت یوسف کو والد گرامی سے جُدا کر دور کر دیا تھا۔ (۳) ہوسکتا ہے کہ ندا کرنے والے نے جملہ استفہامیہ اس لئے تلفظ کیا ہو کہ چور خود ہی سامنے آجائے۔ (۴) قرآن مجید میں یہ کہیں نہیں ہے کہ حضرت یوسف کے بھائی اس ندا پر نادم ہوئے ہوں، اور ظاہر حال کے مطابق قول یہی ہے کہ ان کے جی میں یہ بات ضرور آئی کیونکہ اس مقام پر ان کے علاوہ کوئی اور موجود بھی نہیں تھا تو ضرور انہیں میں سے (کسی نے) چوری کی ہے، پھر یہ فرمان ﴿قالوا واقبلوا علیھم ما ذا تفقدون (یوسف:۷۱)﴾ کا کلام ہوا۔ (التفسیرالکبیر، ج٦، ص ٤٨٦ وغیرہ)

انعام کی کفالت کام مکمل کرنے سے پہلے ھوسکتی ھے!

۲......الفقد کسی چیز کے گم کرنے کو کہتے ہیں، بادشاہ کے پیغام رساں اور اس کے بھائیوں نے کہا کہ ہم نے بادشاہ کا پیالہ گم کیا ہے اور تمہارے علاوہ کسی کو ہم متہم نہیں کرتے، جو ڈھونڈ لائے گا اسے بطور انعام ایک اونٹ غلہ ملے گا اور میں اس بات کا ضامن ہوں، اس آیت میں انعام کے جواز اور کفالت کے جواز پر دلیل ہے اور انعام کی کفالت کام مکمل کرنے سے پہلے بھی ہوسکتی ہے۔
(المظھری، ج٤، ص ٤٣)

علامہ جریر طبری اپنی تفسیر میں ایک قول نقل کرتے ہیں کہ رئیس القوم زعیمھم ومدبرھم یعنی قوم کا سردار اُن کا ضامن اور اُن کے جائز امور کی تدبیر کرنے والا ہوتا ہے۔ علامہ قرطبی اپنی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی جانب سے یہ اعلان کرنا کہ جس نے پیالہ ڈھونڈ لایا اس کے لیے ایک اونٹ غلہ ہے یعنی شئے مجھول کی ضمانت حضرت یوسف علیہ السلام نے کیسے دے دی؟ جب کہ مجھول چیز کی ضمانت دینا جائز نہیں؟ جواب اس کا یہ ہے کہ اُن کے ہاں اونٹ بھر غلہ معین ہوا کرتا تھا جیسا کہ وسق نامی پیانہ معین ہوتا ہے، پس اس صورت میں ضمانت دینا جائز ہوا۔ اور یہ بھی کہ اونٹ بھر غلہ انعام میں دینا چوری کا بدلہ کیسے ہوسکتا ہے اور نہ ہی چور کے لئے اس کا لینا جائز ہوسکتا ہے لیکن شاید یہ ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی شریعت میں یہ امور جائز ہوں کہ چور اگر چوری کا مال دے دیتا ہو تو اُسے کچھ انعام دیا جاتا ہو اور جو چور کی تفتیش یا چوری شدہ مال کو تلاش کر لیتا ہو اُس کے ساتھ سخاوت کی جاتی ہو۔ سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مقدس ہے: "من جاء بآبق فله اربعون درھما" اس حدیث میں یہ صراحت موجود نہیں ہے کہ اُس شخص کے ساتھ چالیس دراہم کا وعدہ عقد ضمان یا غیر عقد ضمان کس صورت میں ہے۔

☆......حضرت ابوقتادہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لایا گیا تاکہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کی نماز جنازہ خود پڑھ لو، کیونکہ اس پر قرض ہے، حضرت ابوقتادہ نے کہا: وہ قرض میں دونگا، تب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم وہ قرض ادا کروگے؟ انہوں نے کہا، ہاں! میں پورا قرض ادا کروں گا، تب آپ نے اس شخص کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔
(صحیح بخاری، کتاب الکفالة، باب: من تکفل عن میت، رقم: ۲۲۹۵، ص ٣٦٦)

☆......متذکرہ حدیث سے مال ونفس دونوں کے ضامن ہونے کا ثبوت مل گیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الزعیم غارم یعنی کفیل ضامن ہوتا ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الاجارة، باب: فی تضمین العاریة، رقم: ٣٥٦٥، ص ٦٦٩)

علامہ مرغینانی فرماتے ہیں: کفالت کی دو قسمیں ہیں (۱)......کسی شخص کا ضامن ہونا، (۲)......مال کا ضامن ہونا، کسی شخص کا ضامن ہونا جائز ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ جس شخص کی اُس نے ضمانت دی اس کو حاضر کرنا اس پر لازم ہے اور مال کے ضامن ہونے کا معنی یہ ہے کہ ایک شخص قرض خواہ سے کہے اگر اس مقروض نے قرض ادا نہیں کیا تو میں تمہارا قرض ادا کروں گا، وہ میرے ذمہ ہے یا میں اس کا ضامن ہوں۔ جب ضامن یہ کہے کہ فلاں تاریخ پر اس شخص کو حاضر کر دوں گا تو اگر اُس سے صاحب حق مطالبہ کرے تو اسے اس

تاریخ پر اس شخص کو حاضر کرنا ہوگا، اگر ضامن اس کو حاضر کردے تو فبہا ورنہ حاکم اس کو قید کردے، کیونکہ وہ اپنے حق کو ادا نہیں کرسکا، اگر وہ شخص کہیں غائب ہوجائے تو حاکم ضامن کو آنے جانے اور لانے کی مدت کی مہلت دے، اگر مدت گزرنے کے بعد بھی وہ اس شخص کو نہ لاسکے تو حاکم اس کو قید کرے اور اگر وہ شخص مرگیا تو پھر ضامن بری ہوجائے گا کیونکہ اب وہ اس کو حاضر کرنے سے عاجز ہوچکا ہے۔

(الهدایه مع فتح القدیر، ج۷، ص ۱۶۱،۱۵۵، ملخصا)

حضرت یوسف کے بھائیوں کی جانب فساد فی الارض کی نسبت کرنا:

۳.....مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے دو باتوں پر قسم اٹھائی، (۱).....وہ زمین میں فساد کرنے نہیں آئے، (۲).....نہ ہی وہ چوری کی نیت سے آئے ہیں، اور یہ بات انہوں نے اس لئے کہی کہ ان کے احوال سے جو کچھ ظاہر ہورہا تھا وہ ان کی صداقت پر دلیل بنے کہ وہ تو خیر اور طاعت پر مواظبت کرنے والے ہیں اور اعلان ہونے پر انہوں نے اپنے سامان کی جانب ہاتھ بڑھائے، مبادا دیگر لوگوں کو نقصان نہ پہنچے اور یہ بات ان کے حق میں فساد فی الارض کی نفی کرتی ہے، اور یہ بھی کہ وہ چور ہوں اس لئے کہ انہوں نے پیالہ واپس کردیا جو ان کے غلے سے برآمد ہوا تھا اور انہوں نے اُسے لینا حلال نہ جانا اور جس میں یہ صفت پائی جائے وہ چور نہیں ہوسکتا۔

(الحمل، ج٤، ص ٦٢)

حضرت یوسف کی شریعت میں چوری کی سزا میں غلام بنانا!

۴.....علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ متذکرہ آیت مبارکہ میں جزاؤہ بمعنی یستعبد ہے، یعنی جس کے سامان سے پیالہ برآمد ہوا اُسے غلام بنایا جائے گا۔

(الجامع الاحکام القرآن، الجزء۹، ۱۰، ص۱۹۹)

اللہ ﷻ کے فرمان ﴿جزاؤہ من وجد فی رحلہ فھو جزاؤہ(یوسف:۷۵)﴾ کے تحت حضرات انبیائے کرام یعنی حضرت یعقوب اور ان کے صاحبزادے حضرت یوسف کے نزدیک چوری کرنے والے سے بطور مواخذہ مال کے ساتھ ایک غلام بھی لیا جائے۔

☆.....عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر نے کلبی سے روایت کیا ہے کہ ان کے بلاد (شہر) میں چوری کرنے والے سے بطور مواخذہ ایک غلام لیا جاتا تھا۔

(الدرالمنثور، ج٤، ص ٥١)

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ ﷻ نے تدبیر سکھائی:

۵.....ثمامہ نے انس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہی چیزیں ان کے لیے لکھیں جو رسول اللہ ﷺ نے فرض کی تھیں کہ زکوۃ کے ڈر سے متفرق چیزوں کو جمع نہ کیا جائے اور جو چیزیں اکھٹی ہوں انہیں متفرق نہ کیا جائے۔ خشیة الصدقة: اس جملے میں تنازع فعلان پایا جارہا ہے، والخشیة خشیتان: ساعی کو صدقہ کم ہونے کا خوف ہے، اور رب المال کو صدقہ میں اضافہ کا خوف ہے لہذا دونوں ہی کو حکم دیا گیا کہ جمع اور تفریق کے حوالے سے کوئی نئی چیز شامل نہ کریں۔

ولایفرق بین متفرق: یہ کہ تین آدمیوں میں سے ہر ایک کے پاس چالیس بکریاں ہیں، اب مصدق ان سب بکریوں کو جمع کرکے کل ایک سو بیس پر ایک ہی بکری صدقہ میں ادا کرے (کیونکہ چالیس سے لیکر ایک سو بیس تک ایک ہی بکری واجب الادا ہے)۔ اور نہ ہی جمع شدہ کو الگ الگ کرے کہ دو اشخاص کے پاس ایک سو ایک، ایک سو ایک بکریاں ہیں، اب کل دو سو دو بکریاں ہوئیں، اور قانون ہے کہ (ایک سو اکیس سے لیکر دو سو ایک تک) تین بکریاں صدقہ کے حوالے سے بنتی ہیں، اب ان جمع شدہ کو الگ الگ کرلے اور دو بکریاں زکوۃ میں ادا کرے، ایسا کرنا ناجائز ہے اور یہ قول امام اوزاعی اور سفیان ثوری کا ہے اور امام شافعی نے کہا کہ

اول صورت میں ساعی متفرق کرلے تاکہ ہرایک سے ایک بکری حاصل کرلے اور ثانی صورت میں تین بکریاں حاصل کرے۔امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ ولا یفرق بین مجتمع کا معنی یہ ہے کہ دو آدمیوں کے حصہ میں چالیس بکریاں ہیں جس پر ایک بکری زکوۃ کے اعتبار سے بنتی ہے۔اب جدا جدا کرنے کی صورت میں دونوں فریقین کے حصہ میں بیس بیس بکریاں آئیں اور اس صورت میں کسی پر زکوۃ نہ ہوگی۔ولا یفرق بین مجتمع کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک سوبیس بکریاں ہیں اور اب مصدق کے جدا جدا چالیس چالیس بکریاں کرنے کی صورت میں تین بکریاں صدقہ کے حوالے سے بنیں گی۔امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے پاس اسی بکریاں ہیں اور زکوۃ لینے والا آیا تو کہہ دیا کہ دس بکریاں میری ہیں اور دیگر دس دس میرے بہن بھائیوں کی ہیں یا یوں ہو کہ چالیس اس کی اپنی ہوں اور باقی چالیس کسی بھائی یا بہن کی ہوں تو کہے ساری میری ہی ہیں تاکہ ایک ہی بکری صدقہ کرنی پڑے۔

(عمدة القاری، کتاب الزکاة، باب لایجمع بین متفرق، ج ٦، ص ٤٤٠)

شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے یہ قسم کھائی ہے کہ میں اپنے بھائی سے بات نہیں کرونگا، اگر میں نے اس سے بات کی میری بیوی کو تین طلاقیں، آپ ﷺ نے فرمایا:"تم اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دو، اور جب اس کی عدت گزر جائے تو اپنے بھائی سے بات کرلو، پھر اس عورت سے نکاح کرلو"، اور یہ سید عالم ﷺ نے حیلہ کی تعلیم دی اور حیلہ کے جواز میں بکثرت احادیث وآثار ہیں، اور جو آدمی احکام شرع میں غور کرے گا تو وہ بہت جلد معاملات کو اس طرح پائے گا۔مطلب یہ ہے کہ جس حیلے سے انسان کسی حرام کام سے بچ جائے یا جس حیلہ کی وجہ سے انسان کسی حلال چیز کو حاصل کرلے وہ حیلہ مستحسن ہے، اور مکروہ حیلہ یہ ہے کہ جس حیلہ کی وجہ سے انسان کسی حق کو باطل کرے، یا کسی باطل چیز کو حیلہ سے ملمع کر کے اس کو حق ظاہر کرے، سو جو حیلہ اس طرح ہوگا وہ مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی اور تم نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ وزیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو (المائدة:٢)﴾۔پس حیلہ کے جواز پر جو دلائل ہیں وہ فقط نیکی اور بھلائی کے کاموں پر معاونت ہے اور جو دوسری قسم کا بیان ہے اس میں گناہ اور ظلم پر معاونت ہے۔ (المبسوط، ج ٣٠، ص ٢٠٩ وغیرہ)

ملک العلماء امام علاؤالدین ابی بکر بن مسعود کاسانی امام اعظم کے فرمان:"جو مفتی لوگوں کو حیلہ سکھائے اس پر پابندی عائد کردی جائے"، کے تحت فرماتے ہیں کہ لان المفتی الماجن یفسد ادیان المسلمین، والطبیب الجاھل یفسد ابدان المسلمین، والمکاری المفلس یفسد اموال الناس فی المفازة یعنی اس کی وجہ یہ ہے کہ آزاد خیال مفتی مسلمانوں کے دین میں بگاڑ پیدا کرتا ہے اور جاہل طبیب مسلمانوں کے جسم کو تباہ وبرباد کرتا ہے اور کرایہ پر چوپایہ دینے والا نادار آدمی چٹیل میدان میں لوگوں کے اموال خراب کردیتا ہے۔ (البدائع الصنائع، کتاب الحجر والحبس، ج ٧، ص ٢٤٩)

حقیقی علم والا کون!

٦.....علم سے مراد وہ اعتقاد جازمہ ہے جو واقع کے مطابق ہو، حکماء کہتے ہیں: کسی چیز کی وہ صورت جو عقل میں آجائے علم کہلاتی ہے، اس تعریف میں اول ثانی کو خاص کرتا ہے۔ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ کسی چیز کا ایسا جاننا جو اس کے متعلق امور میں داخل ہو، یا معلوم کے ذریعے کسی چیز کے خفی ہونے کا ازالہ ہونا، اور علم کی نقیض جہل ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ علم سے مراد کسی چیز کی وہ صفت راسخہ ہے جو کلیات وجزئیات کو لئے ہوئے ہو۔ (التعریفات، ص ١٥٧)

اللہ کی قسم! ان دونوں (ظاہری وباطنی) علموں کو جاننے والے علمائے کرام سے زمین کبھی خالی نہیں رہی اور نہ ہی ان شاء اللہ

کبھی خالی ہوگی کہ یہ علمائے عظام سید المرسلین خاتم النبیین کے نائب اور مکلف بندوں پر حجت ہونے کی حیثیت سے ان علوم کو قائم رکھتے ہیں۔ البتہ ان دونوں علموں کے علماء میں سے بعض وہ ہوتے ہیں جو رضائے الٰہی اور بندوں کی خیر خواہی کے لئے اپنے علم کو قائم رکھتے ہیں اور بعض ان میں سے فاسد ومفسد، گمراہ وگمراہ گر اور نیکوں کا لبادہ اوڑھے ہوتے ہیں جب کہ وہ ان میں سے نہیں ہوتے۔ وہ تو محض جھوٹا لبادہ اوڑھنے والے ہوتے ہیں۔ پس جس طرح بعض صوفی فاسق، بے دین اور جاہل ہوتے ہیں اسی طرح بعض فقہاء فاسق، فاجر اور خبیث ہوتے ہیں۔ مگر ان بعض کے فساد وخرابی کی وجہ سے اس قسم کے تمام افراد فاسد وخراب نہیں ہوتے بلکہ وہ طریقہ خراب ہوتا ہے جس کو قائم رکھنے کا وہ فاسد وگمراہ لوگ گمان کئے ہوتے ہیں۔ حضرت سیدنا شیخ عبدالرؤف مناوی **فیض القدیر شرح الجامع الصغیر** میں صاحب قوت القلوب حضرت سیدنا شیخ ابوطالب محمد بن محمد بن علی بن عطیہ حارثی مکی سے نقل کرتے ہیں انہوں نے ارشاد فرمایا: ''علم ظاہر وباطن دونوں اصل ہیں جو ایک دوسرے سے مستغنی نہیں اور اسلام وایمان کی طرح ایک دوسرے سے اس طرح جڑے ہوئے ہیں جیسے جسم اور دل کہ ان میں سے ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ علم باطن دل سے ظاہر ہوتا ہے اور علم ظاہر زبان سے نکلتا ہے پس علم ظاہر کانوں سے تجاوز نہیں کرتا اور محض علم ظاہر والوں کو ایسے علماء نہیں کہا جا سکتا جو انبیائے کرام کے وارث ہیں کیونکہ ان کے وارثین تو وہ باعمل، نیک اور پرہیزگار علماء ہیں جنہیں موروثی علم اسی صفت کے ساتھ ملتا ہے جس صفت پر ہو مورث یعنی اس کے نبی کے پاس تھا۔ وہ علم والا وارث نہیں جس کا علم اس کے خلاف حجت بن جائے اور اس کے دل میں ''نور علم'' پہنچنے میں بری نیت، خبث باطنی اور نفسانی خواہشات کی پیروی رکاوٹ ڈالے اور علم کی حقیقت کو چھپا دے اور وہ اس وعید کا مستحق ہو جائے کہ ﴿فاوردھم النار وبئس المورود تو انہیں دوزخ میں لا اتارے گا اور وہ کیا ہی برا گھاٹ اترنے کا (ھود:۹۸)﴾

ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ ''یہ حالت ہمارے زمانے کے اہل علم کی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اہل علم اپنی شکل وصورت، لباس فاخرہ اور پرکشش سواریوں کی سجاوٹ وخوبصورتی میں لگے رہتے ہیں۔ اگر ان کے باطن پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ جس طرح کسی پہاڑ کے گرنے سے موت کا خوف ہوتا ہے ان کے دلوں میں اسی طرح رزق اور مخلوق کا خوف بھرا ہوا ہے اور انہیں یہ ڈر بھی لگا ہوا ہے کہ کہیں لوگوں کے دلوں سے ہماری عزت ومقام کم نہ ہو جائے نیز اپنی تعریف پر خوشی ومسرت، اقتداء کی محبت، بلندی چاہنا، ظالموں اور مالداروں کی خوشامد کرنا، غریبوں کو حقیر جاننا، فقر سے دور بھاگنا، مقام حق میں بڑائی مارنا، اپنے مسلمان بھائی سے کینہ اور بغض وعداوت رکھنا، ذلت کے خوف سے حق وسچ کو چھوڑ دینا اور بولنے میں اپنی خواہش کے پیچھے چلنا، دنیا کی رغبت اور حرص ہونا، بخل وکنجوسی کرنا، لمبی امیدیں باندھنا، اترانا واکڑنا، دل میں کھوٹ، دھوکا دہی، فخر کرنا، ریاکاری، شہرت چاہنا، مخلوق کی عیب جوئی، چاپلوسی کرنا، خود پسندی، مخلوق کے لئے زیب وزینت، شیخی بگھارنا (ڈینگ مارنا)، تکبر کرنا، دل کے دھوکے اور سختی وبے رحمی کا شکار ہونا، اکھڑ مزاج ہونا، سختی وبد اخلاقی سے پیش آنا، تنگ دل ہونا، مال ملنے پر خوش اور جانے پر غمگین ہونا، قناعت اختیار نہ کرنا، دوسرے کے کلام میں طعن کرنا، معاملات میں سختی وتلخی اپنانا، اوچھا وکم ظرف ہونا، عجلت پسند ہونا، شدت وغصہ کرنا، رحمت وشفقت کی کمی ہونا، محض اپنی عبادت پر بھروسا کرنا، اور نعمتوں کے چھن جانے سے بے خوف ہونا، فضول گفتگو کرنا، مخفی خواہشات کا شکار ہونا، عزت ومرتبہ کی خواہش ہونا، مسلمانوں کو بظاہر بھائی کہنا اور دل میں عداوت رکھنا، اپنی بات ٹھکرائے جانے پر غصہ ہونا، لوگوں کے لئے مبالغہ کی تلاش میں رہنا، صرف اپنی فتح وجیت کی کوشش کرنا، مخلوق سے انسیت ہونا جبکہ اللہ سے وحشت ہونا، غیبت، حسد، چغلی، ظلم وزیادتی کرنا، یہ گندگی اور کوڑے کے وہ ڈھیر ہیں جن میں ان کے باطن ملوث ہیں اور ان کے ظاہر کو دیکھو تو نماز وروزہ، دنیا سے بے رغبتی اور اچھے اعمال کی بہت اقسام نظر آتی ہیں۔ پس جب بارگاہ الٰہی میں ان امور سے پردہ اٹھے گا تو یہ ایک کوڑا خانہ کی مانند ہوں گے جس کو مرداروں سے ڈھانپ دیا جائے تو وہ بدبودار ہو جاتا ہے۔ یہ ہے وہ ریاکار وچاپلوس علم والا جو اپنی

خواہشات کے لئے تصنّع وبناوٹ اختیار کرتا ہے اور ایسا شخص اپنے عمل میں مخلص نہیں ہوتا کیونکہ اس کا نفس شہوت کی آگ میں جکڑا ہوا اور دل نفسانی خواہشات سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور یہ تمام کے تمام عیب ہیں اور غلام میں اگر عیبوں کی کثرت ہو جائے تو اس کی قیمت کم ہو جاتی ہے۔
(فیض القدیر للمناوی، فصل :فی المحلی بال، تحت الحدیث ۵۷۱۷، ج۴، ص۵۱۳)

ہر علم والے کے اوپر علم والا ہے!

۷.....امام جریر طبری فرماتے ہیں محمد بن کعب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے کے بارے میں ارشاد فرمایا تو اُس شخص نے عرض کی کہ یہ مسئلہ یوں نہیں یوں ہے۔ جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا اور مجھ سے خطا ہوئی پھر آیت مبارکہ ﴿وفوق کل ذی علم علیم (یوسف:۷۶)﴾ تلاوت فرمائی۔ حسن سے روایت ہے کہ ہر عالم سے اوپر کوئی عالم ہے یہاں تک کہ یہ سلسلہ اللہ جل جلالہ کی ذات پر اختتام پزیر ہوتا ہے۔ (جامع البیان ،الجزء ۱۳، ص ۳۵)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ مخلوق میں سے ہر صاحب علم کے اوپر کوئی علم والا ہوتا ہے، علیم سے مراد اللہ کی ذات ہے کیونکہ لغت میں علیم اُسے کہتے ہیں جس کا علم انتہاء کو پہنچا ہوا ہو یا یہ معنی ہیں کہ مخلوق میں سے ہر صاحب علم سے برتر دوسرا صاحب علم ہوتا ہے، اگر چہ تفوق اور برتری کسی وجہ سے ہو۔ جیسا کہ خضر نے موسی علیہ السلام سے کہا تھا کہ میں اللہ کے علوم میں ایک خاص علم کی مقدار رکھتا ہوں جو اللہ نے مجھے سکھائی ہے اور تم اسے نہیں جانتے اور تو اللہ کے علوم کا وہ حصہ رکھتا ہے جو میں نہیں جانتا۔ اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے موسی علیہ السلام اور خضر کے قصہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے لکھا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' انتم اعلم بامور الدنیاکم تم مجھ سے دنیا کے امور زیادہ جانتے ہو، آیت کا یہ معنی جائز نہیں کہ مخلوق میں سے ہر صاحب علم سے برتر دوسرا صاحب علم ہوتا ہے اور وہ برتری من کل وجہ ہوتی ہے ورنہ تسلسل لازم آئے گا۔ (المظھری، ج۴، ص۴۵)

حضرت یوسف علیہ السلام پر چوری کا الزام:

۸.....سعید بن جبیر اور قتادہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے نانا کا ایک بُت تھا جس کی عبادت کی جاتی تھی، آپ نے خفیہ طور پر اٹھالیا اور اس کو توڑ کر راستہ میں پھینک دیا تا کہ اس کی عبادت نہ کی جائے۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف کے پاس ایک سائل آیا تو آپ نے گھر سے ایک انڈہ اٹھا کر اُسے دے دیا۔ سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ آپ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر سے ایک مرغی پکڑی اور سائل کو دے دی۔ وہب فرماتے ہیں کہ آپ فقراء کے لئے کھانا دسترخوان سے چھپا لیتے تھے (البغوی، ص ۴۶۰)

احسان کی نسبت حضرت یوسف علیہ السلام کی جانب ہونا:

۹.....اس جملے میں کئی مسائل ہیں، (۱).....ہم آپ کو نیک دیکھتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ ایسا اچھا سلوک کرتے ہیں۔ (۲).....ہم آپ کو نیک خیال کرتے ہیں کہ آپ نے ہماری تکریم کی، ہمیں وافر مقدار میں غلہ دیا، ہمیں ہماری طلب سے اچھا دے کر قیمت بھی ہمارے سامان میں رکھ کر واپس لوٹا دی۔ (۳).....منقول ہے کہ جب قحط سالی نے شدت اختیار کرلی تو اور قوم کے پاس کچھ نہ بچا جسے بیچ کر غلہ خرید سکیں، اور قوم اپنے آپ کو بیچ کر غلہ خریدنے پر مجبور ہوئی تو ایسی صورت میں آپ لوگوں کو غلہ بھی دیتے اور آزاد بھی کرتے۔ (الرازی، ج۶، ص ۴۹۱ ملخصا)

حضرت یوسف علیہ السلام کی سوانح:

۱۰.....اگر چہ اس بارے میں بھی اقوال ملتے ہیں کہ حضرت یوسف کے سارے ہی بھائی منصب نبوت پر فائز ہوئے تاہم نص

اس بات واضح دلالت کرتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام ہی نبوت و رسالت سے سرفراز کئے گئے، مسند امام احمد کی حدیث پاک ہے کہ ابن عمر سے سید عالم ﷺ سے روایت کیا: ''الکریم بن الکریم بن الکریم بن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحق بن ابراھیم'' امام بخاری نے عبداللہ بن محمد سے یہی حدیث روایت کی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے حالت بلوغت سے پہلے گیارہ ستارے اور سورج و چاند کو سجدہ کرتے ہوئے خواب میں دیکھا جس سے گیارہ بھائی اور والدین ماجدین مراد ہیں (یہ الگ بحث ہے کہ حضرت یوسف کی والدہ محترمہ زندہ تھیں یا سجدہ کرنے والی آپ کی خالہ تھیں)۔ ایک نبی دوسرے نبی کے اوصاف جانتا ہے اسی لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ اس خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا۔ سید عالم ﷺ سے پوچھا گیا کون سا انسان مکرم و محترم ہے؟ جواب ارشاد فرمایا: ''حضرت یوسف بن نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن خلیل اللہ''۔ یہود کی طرف سے سید عالم ﷺ سے استفسار کیا گیا کہ بتائیں کون کونسے ستاروں نے حضرت یوسف کو سجدہ کیا تھا، سید عالم انتظار وحی کی وجہ سے خاموش رہے، جبرئیل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور تمام ستاروں کے نام بیان کر دیئے، سید عالم ﷺ نے پوچھا اگر میں بتادوں تو تم ایمان لے آؤ گے انہوں نے کہا کیوں نہیں! سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جریان، طارق، الذیال، ذوالکتفان، قابس، وثاب، عمودان، الفلیق، المصبح، الضروح، ذوالفرع، الضیاء، والنور''۔ لیکن یہود پھر بھی ایمان نہ لائے۔ (البدایۃ والنھایۃ، باب: ما وقع من الامور العجیبۃ قصۃ یوسف، الجزء الاول، ج ۱، ص ۲۱۹ وغیرہ)

اغراض: ھی صاع من ذھب: جس برتن میں بادشاہ (مشروبات وغیرہ) پیتا تھا، اول کے اعتبار سے اِس برتن کا نام ''سقایۃ'' رکھا گیا، اور آخر کے اعتبار سے ''صاع''، اس لئے کہ لفظ صاع کسی چیز کی پیمائش کرنے کے آلے کو کہتے ہیں۔

مرصع بالجواھر: یعنی پیمانہ جواہرات سے مزین و منقش تھا۔

بعد انفصالھم عن مجلس یوسف: بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کی مجلس سے نکل جانے کے بعد منادی نے ندا کی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جب معاملہ الجھ گیا تو بھائی دوبارہ دربار میں پیش کئے گئے۔

ووجد فیکم: جملہ حالیہ ہے، اس جملہ کا معنی یہ ہے کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے نہ ہوئے تو تمہاری کیا سزا ہونی چاہیے، اور حال یہ ہے کہ ظاہری معاملہ تمہاری قول سے مختلف ہے۔

وکانت سنۃ آل یعقوب: یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت و طریقت میں چوری کے حوالے سے یہی طریقہ رائج ہے۔

فصرفوا: یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو اس مکان میں لے جایا گیا جہاں بادشاہ کی جماعت (درباری، مہمان) وغیرہ موجود تھے۔

علمناہ الاحتیال الخ: حضرت یوسف کو اللہ نے بذریعہ الہام (حیلہ) کی تعلیم ارشاد فرمادی، پس اس موقع پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حضرت یوسف نے کیسے اپنے بھائی کو چوری کی تحقیق کے حوالے سے طلب کیا اور ان پر چوری کی تہمت لگائی جب کہ وہ اس سے بری الذمہ تھے۔

لان جزائہ عندہ الضرب: حضرت یوسف نے اپنے بھائی کو روکنے کا یہ طریقہ اختیار کیا۔

والضمیر للکلمۃ: لھم میں موجود ضمیر سے مراد ضمیر عائد ہے جو لفظاً اور رتبۃً دونوں طریقوں سے مؤخر ہے، اور اس صورت میں کلام میں تقدیم و تاخیر ہوگی، تقدیر عبارت یوں ہے ''انتم شر مکانا و اسرھا فی نفسہ''، اور یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے اور ایک قول کے مطابق یہ کہا گیا ہے کہ ضمیر عائد اس قول ''فقد سرق اخ لہ من قبل'' سے ہے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۱۸۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا﴾ يَئِسُوْا ﴿مِنْهُ خَلَصُوْا﴾ اِعْتَزَلُوْا ﴿نَجِيًّا ؕ﴾ مَصْدَرٌ يَصْلُحُ لِلْوَاحِدِ وَغَيْرِهٖ اَىْ يُنَاجِىْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ﴿قَالَ كَبِيْرُهُمْ﴾ سِنًّا رُوْبِيْلُ اَوْرَاْيًا يَهُوْدَا ﴿اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا

﴾عَهْدًا﴿مِّنَ اللّٰهِ﴾فِيْ اَخِيْكُمْ﴿وَمِنْ قَبْلُ مَا﴾زَائِدَةٌ﴿فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ج﴾وَقِيْلَ مَامَصْدَرِيَّةٌ مُبْتَدَاءٌ خَبَرُهُ مِنْ قَبْلُ﴿فَلَنْ اَبْرَحَ﴾اُفَارِقَ﴿الْاَرْضَ﴾اَرْضَ مِصْرَ﴿حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ﴾بِالْعَوْدِ اِلَيْهِ﴿اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ج﴾بِخَلَاصِ اَخِيْ﴿وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ (٨٠)﴾اَعْدَلُهُمْ﴿اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ج وَمَا شَهِدْنَا﴾عَلَيْهِ﴿اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا﴾تَيَقَّنَّا مِنْ مُشَاهِدَةِ الصَّاعِ فِيْ رَحْلِهٖ﴿وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ﴾لِمَا غَابَ عَنَّا حِيْنَ اِعْطَاءِ الْمَوْثِقِ﴿حٰفِظِيْنَ (٨١)﴾وَلَوْ عَلِمْنَا اَنَّهٗ يَسْرِقُ لَمْ نَاْخُذْهُ﴿وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا﴾هِيَ مِصْرُ اَيْ اَرْسِلْ اِلٰى اَهْلِهَا فَاسْاَلْهُمْ﴿وَالْعِيْرَ﴾اَيْ اَصْحَابَ الْعِيْرِ﴿الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ط﴾وَهُمْ قَوْمٌ مِنْ كَنْعَانَ﴿وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (٨٢)﴾فِيْ قَوْلِنَا فَرَجَعُوْا اِلَيْهِ وَقَالُوْا لَهٗ ذَالِكَ﴿قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ﴾زَيَّنَتْ﴿لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ط﴾فَفَعَلْتُمُوْهُ اِتَّهَمَهُمْ لِمَا سَبَقَ مِنْهُمْ فِيْ اَمْرِ يُوْسُفَ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ط﴾صَبْرِيْ﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ﴾بِيُوْسُفَ وَاَخَوَيْهِ﴿جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ﴾بِحَالِيْ﴿الْحَكِيْمُ (٨٣)﴾فِيْ صُنْعِهٖ﴿وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ﴾تَارِكًا خِطَابَهُمْ﴿وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى﴾اَلْاَلِفُ بَدَلٌ مِنْ يَاءِ الْاِضَافَةِ اَيْ يَاحُزْنِيْ﴿عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ﴾انْمَحَقَ سَوَادُهُمَا وَبُدِّلَ بَيَاضًا مِنْ بُكَائِهٖ﴿مِنَ الْحُزْنِ﴾عَلَيْهِ﴿فَهُوَ كَظِيْمٌ (٨٤)﴾مَغْمُوْمٌ مَكْرُوْبٌ لَا يُظْهِرُ كَرْبَهٗ﴿قَالُوْا تَاللّٰهِ﴾لَا﴿تَفْتَؤُا﴾تَزَالُ﴿تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا﴾مُشْرِفًا عَلَى الْهَلَاكِ لِطُوْلِ مَرَضِكَ وَهُوَ مَصْدَرٌ يَسْتَوِيْ فِيْهِ الْوَاحِدُ وَغَيْرُهٗ﴿اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ (٨٥)﴾اَلْمَوْتٰى﴿قَالَ﴾لَهُمْ﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ﴾هُوَ عَظِيْمُ الْحُزْنِ الَّذِيْ لَا يُصْبَرُ عَلَيْهِ حَتّٰى يُبَثَّ اِلَى النَّاسِ﴿وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾لَا اِلٰى غَيْرِهٖ فَهُوَ الَّذِيْ تَنْفَعُ الشَّكْوٰى اِلَيْهِ﴿وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (٨٦)﴾مِنْ اَنَّ رُءْيَا يُوْسُفَ صِدْقٌ وَهُوَ حَيٌّ ثُمَّ﴿يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ﴾اُطْلُبُوْا خَبَرَهُمَا﴿وَلَا تَايْئَسُوْا﴾تَقْنَطُوْا﴿مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ط﴾رَحْمَتِهٖ﴿اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (٨٧)﴾فَانْطَلَقُوْا نَحْوَ مِصْرَ لِيُوْسُفَ﴿فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ﴾الْجُوْعُ﴿وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ﴾مَدْفُوْعَةٍ يَدْفَعُهَا كُلُّ مَنْ رَآهَا لِرَدَائَتِهَا وَكَانَتْ دَرَاهِمُ زُيُوْفًا اَوْ غَيْرَهَا﴿فَاَوْفِ﴾اَتِمَّ﴿لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ط﴾بِالْمُسَامَحَةِ عَنْ رِدَاءَةِ بِضَاعَتِنَا﴿اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ (٨٨)﴾يُثِيْبُهُمْ فَرَقَّ عَلَيْهِمْ وَاَدْرَكَتْهُ الرَّحْمَةُ وَرَفَعَ الْحِجَابَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهُمْ ثُمَّ﴿قَالَ﴾لَهُمْ تَوْبِيْخًا﴿هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ﴾مِنَ الضَّرْبِ وَالْبَيْعِ وَغَيْرِ ذَالِكَ وَاَخِيْهِ مِنْ هَضْمِكُمْ لَهٗ بَعْدَ فِرَاقِ اَخِيْهِ﴿وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ (٨٩)﴾مَا يَؤُلُ اِلَيْهِ اَمْرُ يُوْسُفَ﴿قَالُوْٓا﴾بَعْدَ اَنْ عَرَفُوْهُ لِمَا ظَهَرَ مِنْ شَمَائِلِهٖ مُسْتَثْبِتِيْنَ﴿ءَ اِنَّكَ﴾بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيْلِ الثَّانِيَةِ وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى الْوَجْهَيْنِ﴿لَاَنْتَ يُوْسُفُ ط قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ز قَدْ مَنَّ﴾اَنْعَمَ﴿اللّٰهُ عَلَيْنَا ط﴾بِالْاِجْتِمَاعِ﴿اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ﴾

یَعِفُ اللہَ ﴿وَیَصْبِرْ﴾ عَلٰی مَا یَنَالُہٗ ﴿فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (۹۰)﴾ فِیْہِ وُضِعَ الظَّاھِرُ مَوْضِعَ الْمُضْمَرِ ﴿قَالُوْا تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ﴾ فَضَّلَکَ ﴿اللّٰہُ عَلَیْنَا﴾ بِالْمُلْکِ وَغَیْرِہٖ ﴿وَاِنْ﴾ مُخَفَّفَۃٌ اَیْ اِنَّا ﴿کُنَّا لَخٰطِئِیْنَ (۹۱)﴾ آثِمِیْنَ فِیْ اَمْرِکَ فَاَذْلَلْنَا لَکَ ﴿قَالَ لَا تَثْرِیْبَ﴾ عَتْبَ ﴿عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ط﴾ خَصَّہٗ بِالذِّکْرِ لِاَنَّہٗ مَظِنَّۃُ التَّثْرِیْبِ فَغَیْرُہٗ اَوْلٰی ﴿یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ ز وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (۹۲)﴾ وَسَاَلَھُمْ عَنْ اَبِیْہِ فَقَالُوْا ذَھَبَتْ عَیْنَاہُ فَقَالَ ﴿اِذْھَبُوْا بِقَمِیْصِیْ ھٰذَا﴾ قَمِیْصُ اِبْرَاھِیْمَ الَّذِیْ لَبِسَہٗ حِیْنَ اُلْقِیَ فِی النَّارِ کَانَ فِیْ عُنُقِہٖ فِی الْجُبِّ وَھُوَ مِنَ الْجَنَّۃِ اَمَرَہٗ جِبْرَائِیْلُ بِاِرْسَالِہٖ وَقَالَ اِنَّ فِیْہِ رِیْحَھَا وَلَا یُلْقٰی عَلٰی مُبْتَلًی اِلَّا عُوْفِیَ ﴿فَاَلْقُوْہُ عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا ج وَاْتُوْنِیْ بِاَھْلِکُمْ اَجْمَعِیْنَ (۹۳)﴾

﴿ترجمہ﴾

پھر جب مایوس ہوگئے (استیئسوا بمعنی یئسوا ہے) الگ ہوئے (جدا ہوگئے) اس سے سرگوشی کرنے لگے (نجیا مصدر ہے، جو کہ ایک سے زائد افراد کے لیے آنے کی صلاحیت رکھتا ہے، یعنی آپس میں سرگوشی کرنے لگے) ان میں کا بڑا (یعنی بڑی عمر والا) بولا (یعنی روبیل یا جوان میں زیادہ سمجھدار تھا، یہودا بولا) کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے عہد لیا تھا (تمہارے بھائی کے بارے میں موثقا بمعنی عھد ہے) اور اس سے پہلے یوسف کے حق میں تم نے تقصیر کی (ما زائدہ ہے اور ایک قول کے مطابق ما مصدریہ ہے جو مبتداء بن رہا ہے اس کی خبر من قبل ہے) تو میں اس زمین (یعنی سرزمین مصر) کو نہ چھوڑوں گا......۱......(یہاں سے نہ ہلوں گا) یہاں تک کہ میرے باپ (اپنی طرف لوٹ آنے کی) مجھے اجازت دیں یا اللہ مجھے حکم فرمائے (میرے بھائی کو آزادی عطا فرما کر) اور اس کا حکم سب سے بہتر (وہ سب سے بڑھ کر عدل فرمانے والا ہے) اپنے باپ کے پاس لوٹ جاؤ پھر عرض کرو کہ اے ہمارے باپ بیشک آپ کے بیٹے نے چوری کی اور ہم گواہ ہوئے......۲......(اس کے خلاف) اتنی ہی بات کے جتنی ہمارے علم میں تھی (یعنی جتنی بات کا ہمیں یقین ہوا، صاع کو اس کی خرجی سے برآمد ہوتا ہوا دیکھ کر) اور ہم غیب کے (یعنی آپ کے ہم سے عہد لیتے وقت جو شے ہمارے لیے غیب......۳......تھی ہم اس کے) نگہبان نہ تھے (اور اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ وہ وہاں چوری کرے گا تو ہم اس کو ساتھ نہ لے جاتے) اور اس بستی (مصر) سے پوچھ دیکھئے جس میں ہم تھے (یعنی بستی والوں کے پاس کسی کو بھیج کر معلوم کر لیجئے ......۴......) اور اس قافلے سے (یعنی ان قافلے والوں سے) جس میں ہم آئے (قافلے والوں کا تعلق کنعان سے تھا) اور ہم بیشک سچے ہیں (اپنی اس بات میں پس وہ تمام بھائی اپنے والد کے پاس گئے اور ان سے یہ باتیں کہیں) کہا تمہارے نفس نے حیلہ بنالیا ہے (مزین کردیا) تمہارے لیے ایک کام......۵......(پھر تم وہ کام کر بیٹھے حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملے میں جو کام ان سے سرزد ہوا تھا اس کی وجہ سے آپ علیہ السلام نے ان کی طرف اس بات کی نسبت کردی) تو صبر اچھا......۶......(میرا صبر ہے) قریب ہے کہ اللہ ان سب کو (یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی کو) مجھ سے ملائے بیشک وہی علم رکھنے والا ہے (میری حالت کا) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اور ان سے منہ پھیرا (ان سے بات چیت ترک کرتے ہوئے) اور کہا ہائے افسوس (یا اسفی، میں یاء مضاف الیہ بن رہی ہے الف سے تبدیل شدہ ہے، اصل میں یا حزنی ہے) یوسف کی جدائی پر......۷......اس کی آنکھیں سفید ہوگئیں (رونے کے سبب آنکھوں کے ڈھیلوں کی سیاہی مٹ کر سفیدی سے بدل گئی، یوسف علیہ السلام کے) غم سے تو وہ غصہ کھاتا رہا (مغموم رہے اور کرب میں مبتلا رہے اور اپنی پریشانی اور کرب کو ظاہر نہیں کیا) بولے: خدا کی قسم! آپ ہمیشہ یوسف کی یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ گور کے کنارے

جالگیں (یعنی بسبب اپنے مرض کے انتقال کے قریب ہوجائیں، حرضا مصدر ہے جوکہ ایک اور زائد دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے ،تفتؤا سے پہلے لامحذوف ہے جوکہ تزال کے معنی میں ہے) یاجان سے گزر جائیں (یعنی وفات یافتگان میں سے ہوجائیں) کہا (آپ نے ان لوگوں سے) میں تو اپنی پریشانی (بث، اس غم عظیم کو کہتے ہیں جس پر صبر نہ کیا جاسکے حتی کہ لوگوں پر اس کو ظاہر کردے) اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں (اس کے ماسوا سے تو نہیں کرتا کہ وہی تو وہ ذات ہے جس کی بارگاہ میں فریاد کرنا سود مند ہے) اور مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے (من جملہ ان میں سے یہ بھی ہے کہ یوسف علیہ السلام حیات ہیں ......۸ اور ان کا خواب سچا تھا پھر آپ نے فرمایا) اے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ (ان دونوں کی خبر تلاش کرو) اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو......۹ (تایئسوا بمعنی تقنطوا اور روح بمعنی رحمت ہے) اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے مگر نافرمان لوگ (حضرت یوسف کی تلاش کے لیے انہوں نے مصر کا رخ کیا) پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے بولے اے عزیز !ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو مصیبت (یعنی بھوک پہنچی) اور ہم بے قدر پونجی لیکر آئے ہیں (مزجۃ یعنی نا قابل قبول، ان کی شکستگی کو دیکھ کر ہر کوئی واپس کردیتا ہے اور وہ دارہم عیب دار تھے) تو آپ ہمیں پورا (مکمل) ماپ دیجئے اور ہم پر خیرات کیجئے ......۱۰ (ہماری بے قدر پونجی سے درگزر فرما کر) بے شک اللہ خیرات والوں کو صلہ دیتا ہے (انہیں ثواب عطا فرماتا ہے ان کی یہ حالت دیکھ کر آپ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ کی رحمدلی جوش میں آئی اور آپ نے اپنے اور ان کے مابین پردے کو اٹھادیا پھر) بولے (انہیں زجر و توبیخ کرنے کے لیے) کچھ خبر ہے تم نے یوسف کے ساتھ کیا کیا......۱۱ (اسے مار پیٹ کر فروخت کردیا) اور اس کے بھائی کے ساتھ (کہ بھائی کی جدائی کے بعد تم نے ان کے ساتھ ناروا سلوک برتا) جب تم نادان تھے (اس حالت سے جس کی جانب یوسف کا معاملہ لوٹتا تھا) بولے (آپ کے اخلاق سے آپ کا یوسف ہونا پہنچان گئے ،یقین دھانی کرنے کی غرض سے بولے) کیا سچ مچ آپ یوسف ہی ہیں......۱۲ (اء نک کو دو ہمزہ کی تحقیق و تسہیل اور درمیان میں الف داخل کرنے کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بیشک اللہ نے ہم پر احسان فرمایا (یعنی انعام کیا ہمیں باہم جمع فرما کر) بیشک جو تقوی اختیار کرے (اللہ جل جلالہ کا خوف کرے) اور صبر کرے (پہنچنے والی مصیبت پر) تو اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا (اس آیت میں ضمیر کے بجائے اسم ظاہر استعمال کیا گیا ہے) بولے بیشک خدا کی قسم! بیشک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی ہے (اثرک بمعنی فضیلک ہے) اور بیشک ہم خطاوار تھے......۱۳ (وان میں انْ مخففہ ہے، اصل میں انَّا ہے) ہم آپ کے معاملے میں غلطی پر تھے (کہ ہم نے آپ علیہ السلام کو نیچا دکھانے کی کوشش کی) کہا آج تم پر کوئی ملامت نہیں......۱۴ (تثریب بمعنی ملامت کے ہے، الیوم کو بالخصوص اس لیے ذکر کیا گیا کہ اُس دن میں ملامت نہ ہوئی اور جب اس دن میں ملامت نہ ہوئی تو باقی دنوں میں بدرجہ اولی ملامت نہ ہوگی) اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے (پھر آپ علیہ السلام نے ان سے اپنے والد حضرت یعقوب......۱۵ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ان کی آنکھیں چلی گئی ہیں، تو فرمایا) میرا یہ کُرتا لے جاؤ (یہ وہ کُرتا تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں ڈالے جانے کے وقت پہنا تھا، یہ قمیص بطور تعویض حضرت یوسف علیہ السلام کے گلے میں موجود تھا جب کہ آپ کو کنویں میں ڈالا گیا تھا اور یہ جنتی قمیص تھا اس قمیص کو جبرئیل امین نے بھجوانے کا امر کیا تھا اور آپ علیہ السلام سے کہا گیا تھا کہ اس میں جنتی خوشبو ہے اور یہ جس مصیبت زدہ پر ڈالی جائے گی اسے شفا ملے گی) اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو اِن کی آنکھیں کھل جائیں گی......۱۶ (یات بمعنی یصرْ ہے) اور اپنے گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ۔

﴿ترکیب﴾

﴿فلما استیئسوا منہ خلصوا نجیا﴾

ف :عاطفہ، لما : ظرفیہ شرطیہ ، استیئسوا منہ : جملہ فعلیہ شرط ،خلصوا : فعل بافاعل نجیا : حال ہے فاعل سے،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط۔

﴿قال کبیرھم الم تعلموا ان اباکم قد اخذ علیکم موثقا من اللہ﴾

قال : فعل، کبیر ھم : فاعل ملکر قول :ھمزہ: استفہامیہ ، لم تعلموا : فعل نفی بافاعل، ان :حرف مشبہ، اباکم : اسم، قد : تحقیقیہ ، اخذ : فعل بافاعل، علیکم : ظرف لغو، موثقا : موصوف، من اللہ: صفت،مل کر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ قائم مقام دومفعول لم تعلموا فعل اپنے متعلقات سے مل کر مقولہ۔

﴿ومن قبل ما فرطتم فی یوسف﴾

و :عاطفہ، من قبل : ظرف مستقر خبر مقدم، ما : موصولہ ، فرطتم: فعل بافاعل، فی یوسف :ظرف لغو مل کر جملہ فعلیہ صلہ اپنے موصول سے مل کر مبتداء مؤخر،اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿فلن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی اویحکم اللہ لی وھو خیر الحکمین﴾

ف :عاطفہ، لن ابرح : فعل نفی بافاعل، الارض :مفعول، حتی : جار " ان "مقدرہ ، یاذن لی ابی : جملہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، یحکم اللہ لی : جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو،مل کر جملہ فعلیہ ، وھو خیر الحکمین : جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ارجعوا الی ابیکم فقولوا یاابانا ان ابنک سرق﴾

ارجعوا: فعل بافاعل، الی ابیکم : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ : ف:عاطفہ، قولوا :قول ، یا ابانا : جملہ ندائیہ، ان ابنک سرق: جملہ اسمیہ مقصود بالندا،مل کرمقولہ اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وما شھدنا الا بما علمنا وما کنا للغیب حفظین﴾

و: عاطفہ، ما شھدنا: فعل نفی بافاعل، الا: للحصر ،بما علمنا : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ ، ما : نافیہ ، کنا: فعل ناقص بافاعل، للغیب :متعلق مقدم، حفظین : اسم فاعل بافاعل اپنے متعلق مقدم سے ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وسئل القریۃ التی کنا فیھا والعیر التی اقبلنا فیھا وانا لصدقون﴾

و: عاطفہ : اسئل :فعل بافاعل ، القریۃ : موصوف، التی کنا فیھا :صفت،ملکر معطوف علیہ، و :عاطفہ، العیر : موصوف، التی اقبلنا فیھا : صفت،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، انا لصدقون : جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿قال بل سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل﴾

قال : قول، بل :حرف ایجاب، سولت : فعل، لکم : ظرف لغو ، انفسکم : فاعل، امرا :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ، ف :عاطفہ، صبر جمیل :خبر،مبتدا محذوف "صبری" کے لیے،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿عسی اللہ ان یاتینی بھم جمیعا انہ ھو العلیم الحکیم﴾

عسی : فعل مقارب ، اللہ : اسم، ان :مصدریہ، یاتینی :فعل بافاعل ومفعول، ب : جار، ھم : ذوالحال، جمیعا : حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر بتاویل مصدر خبر ،عسی اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ، انہ ھو...... الخ ،جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وتولى عنهم وقال يااسفى على يوسف﴾.
و : عاطفہ، تولّٰی: فعل بافاعل، عنهم : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، قال :فعل بافاعل، یاسفیٰ : اصل میں "یا اسفی" تھا، یا :حرف ندا قائم مقام "ادعوا" فعل، اس میں "انا" ضمیر فاعل، اسفی : منادی، علی یوسف : متعلق ہے "اسف" کے لیے یا حرف ندا قائم مقام ادعوا، اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وابيضت عينه من الحزن فهو كظيم﴾.
و:عاطفہ ابیضت :فعل، عیناہ : فاعل ، من الحزن :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ف : عاطفہ، ھو : مبتدا، کظیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا تالله تفتؤا تذكر يوسف حتى تكون حرضا او تكون من الهلكين﴾.
قالوا: قول، تـالله : متعلق " بنقسم" فعل محذوف جملہ قسمیہ، تفتوا : ای لا تفتؤا : فعل ناقص بااسم، تذکر : فعل بافاعل، لیوسف : مفعول، حتی : جار، تکون ...... الخ : معطوف علیہ،معطوف ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو، تذکر فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ مقولہ۔

﴿قال انما اشكوا بثي وحزني الى الله واعلم من الله ما لا تعلمون﴾.
قال :قول، انما :ان حرف مشبہ وما کافہ، اشکوا : فعل بافاعل،بثی وحزنی : مفعول، الی الله :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ، و: عاطفہ، اعلم : فعل بافاعل، من الله : ظرف لغو، مالا تعلمون :مفعول، یہ سب مل کر جملہ فعلیہ "اشکو" پر معطوف ہے۔

﴿يبني اذهبوا فتحسسوا من يوسف واخيه ولا تايئسوا من روح الله﴾.
یبنی : جملہ ندائیہ، اذھبوا: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ف : عاطفہ، تحسسوا : فعل بافاعل، من یوسف واخیه :ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ " اذھبوا" پر معطوف ہے،واخیه لا تایئسوا :فعل نہی بافاعل، من روح الله :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿انه لا يايئس من روح الله الا القوم الكفرون﴾.
ان :حرف مشبہ ضمیر اسم،لا یایئس :فعل، من روح الله : ظرف لغو، الا : للحصر، القوم الکافرون : فاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما دخلوا عليه قالوا يايها العزيز مسنا واهلنا الضر﴾.
ف :عاطفہ لما : ظرفیہ شرطیہ، دخلوا علیه : جملہ فعلیہ شرط، قالوا :قول، یا یها العزیز: جملہ ندائیہ ،مسنا واهلنا :فعل و مفعول، الضر : فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، اپنی ندا سے مل کر مقولہ،ملکر جواب شرط۔

﴿وجئنا ببضاعة مزجة فاوف لنا الكيل وتصدق علينا ان الله يجزى المتصدقين﴾.
و :عاطفہ، جئنا ببضاعة مزجة : جملہ فعلیہ ماقبل " مسنا" پر معطوف ہے، ف : عاطفہ، اوف لنا الکیل : جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے ،و :عاطفہ، تصدق علینا : جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے، ان :حرف مشبہ، الله : اسم، یجزیٔ المتصدقین : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال هل علمتم ما فعلتم بيوسف واخيه اذ انتم جهلون﴾.
قال: قول ،ھل: استفہامیہ، علمتم : فعل بافاعل،ما :موصولہ، فعلتم : فعل بافاعل، بیوسف واخیه :ظرف لغو، اذ :مضاف،

التم جاھلون : جملہ اسمیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ، ملکر مفعول، علم اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ۔
﴿قالوا ء انک لانت یوسف قال انا یوسف وھذا اخی﴾۔
قالوا : قول ، ھمزہ : حرف استفہام، انک جرف مشبہ بالاسم،لام : تاکید، انت یوسف : جملہ اسمیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،قال:قول،انا یوسف : مبتدا خبر معطوف علیہ ،وھذا اخی :مبتدا خبر،معطوف ملکر مقولہ۔
﴿قد من اللہ علینا انہ من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین﴾۔
قد : تحقیقیہ، من اللہ علینا : فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ ، انہ :حرف مشبہ بالاسم، من : شرطیہ مبتدا ، یتق ویصبر: جملہ معطوف علیہ،ملکر شرط ،ف :جزائیہ، ان : حرف مشبہ ،اللہ :اسم، لا یضیع اجر المحسنین : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جزا،ملکر خبر، من مبتدا اپنی خبر سے ملکر ان کی خبر،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿قالوا تاللہ لقد آثرک اللہ علینا وان کنا لخطئین﴾۔
قالوا : قول ، تاللہ : جار مجرور متعلق بمحذوف "نقسم" کے،فعل اپنے متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ قسمیہ انشائیہ، لام : تاکید، قد اثرک اللہ علینا :فعل بامفعول وفاعل وظرف :ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، و :عاطفہ، ان :مخففہ ، کنا : فعل ناقص بااسم، لخطئین : خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿قال لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھوارحم الرحمین﴾:
قال :قول ، لا نفی جنس، تثریب : اسم، علیکم : ظرف مستقر خبر اوّل، الیوم : ظرف مستقر خبر ثانی ، لانفی اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ،یغفر اللہ لکم : فعل بافاعل وظرف لغوملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ،ھو : مبتدا، ارحم الرحمین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿اذھبوا بقمیصی ھذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا﴾۔
اذھبوا: فعل بافاعل ، ب : جار، قمیصی ھذا : مبدل منہ بدل ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ،ف: عاطفہ، القوہ : فعل امر بافاعل ومفعول، علی : جار، و جہ ابی : مرکب اضافی ہوکر مجرور ،ملکر ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ اذھبوا پر معطوف ہے،یات بصیرا:فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ جواب امر۔
﴿واتونی باھلکم اجمعین﴾۔
و :عاطفہ ، اتونی :فعل بافاعل ومفعول : ب :جار، اھلکم اجمعین : موکد تاکید مجرور،اپنے جار سے ملکر لغو،یہ سب سے ملکر جملہ فعلیہ "اذھبوا" پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بڑے بھائی نے واپس جانے سے انکار کیوں کیا؟

ا......بڑائی کی وجوہات کے بارے میں کچھ اقوال ہیں :ایک قول کے مطابق عقل اور علم میں بڑائی مراد ہے نہ کہ عمر کا بڑا ہونا،ابن عباس اور کلبی کے قول کے مطابق مراد یہوذا ہے جو کہ سب میں عقلمند تھا، مجاہد کے قول کے مطابق شمعون مراد ہے اس لئے کہ اسے بھائیوں پر برتری حاصل تھی، قتادہ،سُدی اور ضحاک کے مطابق روبیل مراد ہے جو کہ عمر میں بڑا تھا اور اسی نے حضرت یوسف کے قتل کا انکار بھی کیا تھا۔ ما فرطتم میں چار وجوہ ہیں:(ا) ما بمعنی ھذا ہے یعنی من قبل ھذا فرطتم فی شان یوسف ولم تحفظوا عھد ابیکم یعنی اس سے پہلے یوسف کے بارے میں تم نے اپنے والد گرامی کی عہد شکنی کرتے ہوئے کیسے تقصیر کی تھی

،(۲)مامصدر یہ ہے جوکہ محل رفع میں ہے اور مبتداء ہے اور اس کی خبر من قبل ہے،عبارت یوں ہے وقع من قبل تفریطکم فی یوسف یعنی حضرت یوسف کے حوالے سے تمہاری تقصیر پہلے ہی ہو چکی ہے،(۳) منصوب ہونے کی صورت میں اس کا عطف مفعول ﴿الم تعلموا﴾ پر ہوگا، تقدیر عبارت یوں ہوگی الـم تعلموا اخذ ابیکم موثقکم وتفریطکم من قبل فی یوسف کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے تم سے عہد لیا ہے اور تم پہلے ہی یوسف کے معاملے میں تقصیر کر چکے ہو،(۴) ما موصولہ بمعنی ومن قبل ما فرطتموہ ای قدمتموہ فی حق یوسف من الخیانۃ العظیمۃ یعنی تم حضرت یوسف کے معاملے پہلے ہی بڑی خیانت سے کام لے چکے ہو۔ (البغوی، ص ٤٦١)،(الرازی، ج٦، ص ٤٩٣)

بنیامین کے چور ھونے پر گواھی دینا:

۲......چونکہ پیالہ انہی کے سامان سے برآمد ہوا تھا اسی وجہ سے ظاہر پر گواہی دیدی گئی کہ بنیامین ہی نے چوری کی ہے۔متذکرہ واقعہ سے واقعاتی شہادت کے حجت ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوعورتوں کے پاس اپنے اپنے بیٹے تھے، اچانک ایک بھیڑیا آ گیا اور ان میں سے ایک کے بیٹے کو کھا گیا، ایک عورت نے دوسری عورت سے کہا کہ تیرے بیٹے کو بھیڑیے نے کھایا ہے اور دوسری نے کہا کہ تیرے بیٹے کو کھایا ہے۔ان دونوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے مقدمہ پیش کیا، حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دیدیا، پھر دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کی جناب میں حاضر ہوئیں اور ان کو واقعہ سنایا، انہوں نے کہا کہ چھری لاؤ میں اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو ایک ایک ٹکڑا دیتا ہوں، تو چھوٹی عورت کہنے لگی نہ نہ، اللہ آپ پر رحم کرے، یہ اسی کا بیٹا ہے، تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ دیا (صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ ،باب:بیان اختلاف المجتھدین ، رقم:٤٣٨٦/١٧٢٠، ص٨٦٦)

☆......بڑی عورت نے حضرت سلیمان سے کہہ دیا تھا کہ ٹھیک ہے آپ اس کے دو ٹکڑے کر دیجئے لیکن چھوٹی نے انکار کیا کہ آپ اسی کو دے دیجئے، اس واقعاتی شہادت سے حضرت سلیمان نے جان لیا کہ واقعی میں بچہ اسی کا ہے جبھی یہ دو ٹکڑے کرنے سے منع کرتی ہے۔اسی طرح قسامت کا فیصلہ بھی واقعاتی شہادت پر مبنی ہے۔سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں قسامت کا رواج تھا، نبی پاک ﷺ اس رواج کو برقرار رکھا، انصار کا ایک شخص یہود کے قلعہ میں مقتول پایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہود سے ابتدا کی اور ان پر پچاس قسمیں لازم کیں، یہود نے کہا کہ ہم ہرگز قسم نہیں کھائیں گے، رسول اللہ ﷺ نے انصار سے کہا: کیا تم قسم کھاؤ گے؟ انہوں نے قسم کھانے سے انکار کر دیا، سید عالم ﷺ نے یہود پر دیت لازم کر دی کیونکہ مقتول بہر حال ان کے علاقہ میں پایا گیا تھا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الدیات، باب:فی ترك القود بالقسامۃ، رقم:٤٥٢٦،ص٨٤٧،بتغیر)

شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں: جب کوئی شخص کسی محلہ میں مقتول پایا جائے تو اس محلہ والوں پر لازم ہے کہ ان کے پچاس آدمی یہ قسم کھائیں کہ خدا کی قسم نہ ہم نے اس شخص کو قتل کیا ہے نہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں، اس قسم کے بعد وہ دیت ادا کریں۔

(المبسوط، ج٢٦، ص ١٠٦)

غیب کے نگھبان نہ ھونے کا محمل:

۳......مجاہد ﴿وما کنا للغیب حافظین﴾ کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ یہ چوری کرے گا۔عکرمہ سے روایت ہے کہ ہم نہ جانتے تھے کہ آپ کا بیٹا چوری بھی کرے گا۔قتادہ کا قول ہے کہ بھائیوں نے کہا کہ ہمیں گمان تک نہ تھا کہ آپ کا بیٹا

چوری بھی کر سکتا ہے۔ابن ابی حاتم نے ابی روق سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت یوسف نے اپنے بھائی کو چوری کی وجہ سے روک لیا تو حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کی جانب اس عنوان سے خط لکھا:یعقوب بن اسحق بن ابراھیم خلیل اللہ الی یوسف عزیز فرعون ،اما بعد بیشک ہمارے آباؤ اجداد پر بلاؤں کا نزول رہا ہے،جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا گیا تو انہوں نے اللہ کی رضا جوئی کے لئے صبر سے کام لیا جس کے نتیجے میں اللہ نے اُس گرم آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا کردیا،حضرت اسحٰق کو قُربِ الٰہی کی خاطر ذبح کرنے کا حکم ہوا اور انہوں نے صبر کیا تو اللہ نے بڑی قربانی سے نوازا،اللہ نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرے بیٹے میں بنائی جس کے غم میں بینائی جاتی رہی،کوئی رات ایسی نہ ہوئی اور نہ کوئی دن ایسا ہوا کہ میں نے (اُسے یاد) نہ کیا ہو اور اُسی کے بھائی کو آپ نے چوری کے جُرم میں روک لیا ہے،مجھے آپ کی جانب سے تکلیف پہنچتی ہے جب میں اپنے بیٹے کو یاد کرتا ہوں اگر کوئی راہ نکل سکے اس لئے کہ میں نے کسی چور کو پیدا نہیں کیا،(محدثین کے نزدیک یہ اسرائیلی روایات ہے،تحقیق کے مطابق حضرت اسمٰعیل کی قربانی پیش کی گئی تھی)۔

(الدر المنثور، ج٤، ص ٥٥)

تهمت کی جگه سے بچنا ضروری هے:

۴.....امام غزالی احیاء العلوم الدین میں فرماتے ہیں: تہمت کی جگہوں سے بچو۔ (کشف الخفاء ج١، ص ٤٤)۔

☆......بدیل بن ورقاء فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے آپکو تہمت کی جگہ پر کھڑا کیا اور اس کے متعلق کسی نے بدگمانی کی تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔

☆......موسیٰ بن خلف فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کو گشت فرمار ہے تھے،آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی راستہ میں ایک عورت سے باتیں کررہا ہے،حضرت عمر فاروق نے اس کو مارنے کے لئے دُرّہ نکالا تو اس نے کہا یا امیر المؤمنین! یہ میری بیوی ہے؟ فرمایا تم اس سے ایسی جگہ باتیں کرتے کہ لوگ تمہیں نہ دیکھتے۔

(مکارم الاخلاق، رقم ٥٣٩، ٥٤١)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ بی بی صفیہ بیان کرتی ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں مسجد میں اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے،میں آپ کی زیارت کے لئے گئی اور کچھ دیر آپ سے باتیں کرتی رہی،جب میں جانے لگی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازے تک مجھے چھوڑنے آئے،جب میں حضرت ام سلمہ کے دروازے تک پہنچی تو دو انصاری گزرے،نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"ذرا ٹھہرو، یہ صفیہ بنت حیی ہے"، دونوں نے کہا سبحان اللہ! یارسول اللہ! اور ان کو یہ وضاحت ناگوار ہوئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان انسان کے خون کی رگوں میں گزر جاتا ہے اور مجھے خطرہ ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی نہ ڈالدے"۔

(صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، باب: هل يخرج المعتكف، رقم:٢٠٣٥،ص ٣٢٦)

بنیامین کے متعلق بات گھڑلینے کی توجیه:

۵.....جاننا چاہیے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی باتیں سماعت کیں تو ان کی تصدیق نہ فرمائی جیسا کہ بیٹوں نے حضرت یوسف کے معاملے میں کیا تھا بلکہ ارشاد فرمایا ﴿بل سولت لكم انفسكم امرا فصبر جميل (یوسف:٨٣)﴾ اسی قسم کا کلام حضرت یوسف کی جدائی کے وقت بھی ارشاد فرمایا تھا ﴿والله المستعان علي ماتصفون (یوسف:١٨)﴾ یہاں یہ بھی ارشاد فرمایا ﴿عسى الله ان ياتيني بهم جميعا (یوسف:٨٣)﴾ اس میں کچھ مسائل ہیں: بعض مفسرین کرام نے کہا کہ ﴿بل سولت لكم انفسكم (یوسف:٨٣)﴾ والے فرمان سے مراد جھوٹ اور حیلہ کرنا نہیں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملے میں فرمایا تھا ﴿بل سولت لكم انفسكم (یوسف:٨٣)﴾ لیکن تم سب نے مجھ سے بنیامین کو الگ نکال لے جانا تھا اور منفعت (حصول

غلہ) کے لئے میرے پاس سے دور کرنا مقصود تھا لیکن تم نہیں جانتے کہ اللہ کا فیصلہ تمہارے منصوبوں کے خلاف ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ تمہارے جی نے یہ خیال کرلیا ہے کہ بنیامین نے چوری کی ہے حالانکہ وہ چور نہیں ہوسکتا۔ (الرازی، ج٦، ص ٤٩٥)

صبر جمیل:

٦......امام جریر طبری فرماتے ہیں کہ صبر جمیل اسے کہتے ہیں جس میں جزع فزع اور شکایت نہ ہو۔ (الطبری، الجزء١٣، ص٤٧)
مسلمان پر واجب ہے کہ جب اُسے کوئی ناپسندیدہ بات چہ جائے کہ اس کی اپنی جان، اولاد، مال میں پہنچے تو وہ صبر جمیل کا مظاہرہ کرے، اور علیم وحکیم ذات کی بارگاہ میں تسلیم و رضا کا پیکر بنا رہے، اور اس حوالے سے تمام انبیائے کرام اور بالخصوص حضرت یعقوب کی اقتداء کرے، سعید بن عروبہ نے قتادہ سے اور انہوں نے حسن سے روایت کیا ہے کہ بندے کو اللہ کی بارگاہ میں کوئی محبوب وہی چیز بناتی ہے کہ بندہ مصیبت کے وقت صبر کرتے ہوئے غصہ کو پی جائے اور غصہ کا پی جانا یہ ہے کہ بندہ حلم اور درگزر سے کام لے۔ ابن جریج نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ "صبر جمیل" وہ ہوتا ہے جس میں کسی سے بھی شکایت نہ ہو۔ ضحاک نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت یعقوب کو یوسف کے معاملے میں صبر کرنے پر سو شہیدوں کا ثواب ملے گا اسی طرح اس امت میں جو کسی مصیبت پر صبر کرے اسے بھی یعقوب کے برابر ثواب ملے گا۔ (القرطبی، الجزء ٩، ١٠، ص ٢٠٩ وغیرہ)

حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی پر افسوس:

٧......حضرت یعقوب علیہ السلام نے شدید غم وحسرت میں فرمایا ﴿یااسفی علی یوسف! (یوسف:٨٤)﴾، حدیث میں ہے کہ امت محمدیہ کے سوا کسی امت نے مصیبت کے وقت "انا للہ وانا الیہ راجعون" نہ کہا کیا دیکھتے نہیں کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو مصیبت پہنچی تو انہوں نے کیا ارشاد فرمایا، ابن میسرہ بیان کرتے ہیں کہ اگر اللہ نے مجھے جنت میں داخل فرمایا تو میں حضرت یوسف کا پیچھا کروں کہ انہوں نے اپنے والد گرامی کو کوئی خط وغیرہ نہ لکھا جس سے انہیں کچھ سکون ملتا اور اُن کا غم کم ہوتا۔ فقیر (اسماعیل حقی) کہتا ہے کہ سارا معاملہ جو حضرت یعقوب اور ان کی اولاد کے مابین ہوا ظاہری حالت پر مبنی ہے اور اللہ کے حکم اور جبرائیل امین علیہ السلام کے الہام کا نتیجہ ہے ورنہ حضرات انبیائے کرام سے قطع رحم کا پایا متصور ہی نہیں اور سرزمین مصر اور سرزمین کنعان کے مابین آٹھ دن کی مسافت تھی۔ (روح البیان، ج٤، ص ٣٩٢ وغیرہ)

حضرت یوسف علیہ السلام کی ملاقات کا یقین:

٨......حضرت یعقوب کو بذریعہ وحی یا الہام یا کسی اور علم لدنی کے سبب سے حضرت یوسف کی زندگی کا علم تھا اسی لیے فرمایا کہ میں جو جانتا ہوں تم نہیں جانتے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ انہیں خواب میں بتادیا گیا کہ حضرت یوسف سے ملاقات ضرور ہوگی۔ ایک قول کے مطابق خواب میں فرشتے نے حضرت یوسف کے زندہ ہونے کی خبر دی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت یعقوب چوبیس سال تک اسی تذبذب میں رہے کہ حضرت یوسف زندہ ہیں یا انتقال فرماچکے ہیں حتی کہ ملک الموت کی زیارت ہوئی تو اُن سے پوچھا کہ کیا تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کی روح قبض کی ہے؟ ملک الموت نے نفی کا اظہار کیا جس سے آپ علیہ السلام کو مزید یقین حاصل ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ضرور ہونی ہے۔ (روح المعانی، الجزء ١٣، ص ٥٧)

رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہونا:

٩......جب دلائل سے واضح ہوچکا کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: میرے بیٹوں

جاؤ، یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں روح اللہ سے مراد اللہ کی رحمت ہے، قتادہ نے کہا کہ اللہ کا فضل ہے، اور ابن یزید نے کہا کہ روح اللہ سے مراد اللہ کی کشادگی ہے اور یہ تمام الفاظ متقارب ہیں۔ جو (مصیبت کے وقت میں) شخص امن حاصل کرتا ہے وہ جان لیتا ہے کہ یہ اللہ کی رحمت اور نعمت ہے اور کافر اللہ کی رحمت کو نہیں پہچانتا، اسی لئے وہ اس کی رحمت سے مایوس رہتا ہے۔ (المدارك، ج۲، ص ۱۳۱)

بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کی تلاش کے برخلاف غلہ کا سوال کرنا:

۱۰...... اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال رونما ہو کہ حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا کہ جاؤ یوسف اور اس کے بھائی بنیامین کا پتہ چلاؤ اور یہ لوگ غلہ کا سوال کرنے میں مصروف ہوگئے۔ جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ جب کبھی لوگ کسی کی تلاش میں نکلتے ہیں تو اپنے مطلوب تک پہنچنے کے لئے تمام تر ذرائع اور وسائل، حیلوں بہانوں کو کام میں لاتے ہیں۔ انہوں نے حضرت یوسف کو اپنی بدحالی اور تنگدستی کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ ان کے پاس ادائیگی کے لئے رقم بھی نہیں ہے، اور مزید یہ کہ انہیں غلہ کی شدید حاجت ہے، وہ اس بات کا جائزہ لے رہے تھے کہ اگر بادشاہ کا دل نرم ہو گیا تو ہم اُن سے یوسف اور ان کے بھائی بنیامین کے متعلق بھی پوچھ لیں گے ورنہ خاموش رہیں گے۔ مزجاۃ کا معنی ایسی قیمت ہے جسکو مسترد کر دیا جائے، الازجاۃ کا معنی کم کم یا آہستہ آہستہ چلانا، ان کے پاس جو پیسے تھے وہ مقدار میں بھی کم تھے اور کیفیت میں بھی کم تھے، اس لئے انہوں نے غلہ کی سخت ضرورت کی وجہ سے سوال کیا کہ ہمیں پورا غلہ دیں اور ہم پر صدقہ کریں۔ (الکبیر، ج٦، ص ٥٠٢ وغیرہ)۔

امام جریر طبری کہتے ہیں کہ بھائیوں نے کہا ﴿وتصدق علينا ان الله يجزي المتصدقين (یوسف:۸۸)﴾ ہوسکتا ہے کہ سید عالم ﷺ کے سوا دیگر حضرات انبیائے کرام کے نزدیک صدقے کا حاصل کرنا حلال ہو۔ (الطبری، الجزء ۱۳، ص٦٦)

☆...... حضرت قبیصہ بن مخارق بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: اے قبیصہ! سوال کرنا صرف تین شخصوں میں سے کسی ایک کیلئے جائز ہے: ایک وہ شخص جو مقروض ہو اور اس کے پاس ادائیگی کے لئے پیسے نہ ہوں، دوسرا وہ جس کا تمام مال کسی آفت کی وجہ سے ضائع ہو گیا ہو اور تیسرا وہ جو فاقہ سے ہو اور اس کی قوم میں سے تین آدمی گواہی دیں کہ یہ فاقہ سے ہے، اے قبیصہ! اس کے علاوہ جو شخص سوال کرے گا وہ حرام کھائے گا۔ (ابوداؤد، کتاب الزکوة، باب: ما تجوز فيه المسئلة، رقم: ١٦٤٠، ص ٣٠٨)

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا آپ ظاہر کر دیا:

۱۱...... جب برادران یوسف نے آپ کے سامنے اپنی مشکلات، قحط سالی، قلت طعام، اور دونوں بیٹوں کی جدائی پر اپنے باپ کے شدید غم کا ذکر کیا تو آپ کا دل پسیج آیا، آپ پر رقت طاری ہوگئی اور جذبہ شفقت و محبت اور رحمت کے تاثرات سے مغلوب ہو کر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی پیشانی سے تاج ہٹایا جہاں تِل کا نشان تھا اور فرمانے لگے ﴿ هل علمتم ما فعلتم ﴾ یعنی کس طرح تم نے یوسف اور ان کے بھائی کے مابین جدائی ڈال دی، پھر خود ہی ان کی طرف سے عذر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اُس وقت تم نادان اور جاہل تھے اس لئے اس فعل کے مرتکب ہوئے جیسا کہ بعض سلف نے لکھا ہے: "من عصى الله فهو جاهل یعنی اللہ کی نافرمانی کرنے والا جاہل ہوتا ہے"، اللہ نے فرمایا ﴿ثم ان ربك للذين عملوا السوء بجهالة پھر بیشک آپ کا رب ان کے لئے جنہوں نے غلطی کی نادانی سے (النحل:۱۱۹) ﴾، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دو دفعہ ملاقات میں حضرت یوسف نے خود کو ظاہر نہیں کیا کیونکہ حکم خداوندی یہی تھا لیکن اب اللہ کے حکم سے بھائیوں سے تعارف کراتے ہوئے اپنا آپ ظاہر کر دیا کیونکہ صورت حال جب زیادہ سنگین ہو گئی اور سختی حد سے تجاوز کر گئی تو آیت مبارکہ ﴿فان مع العسر يسرا ان مع العسر

یسرا (الانشراح: ۵،۶) ﴾ کے مصداق بنے اللہ نے سختی کو آسانی سے بدل دیا۔ (ابن کثیر، ج۲، ص۶۰۷)

بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پہچان لیا:

۱۲.....جن وجوہات کی بنا پر بھائیوں نے حضرت یوسف کو پہچان لیا تھا وہ یہ تھیں، حضرت یوسف کے کلام کرنے کی وجہ سے، ایک قول کے مطابق حضرت یوسف کے مسکرانے کی وجہ سے جب کہ سامنے کے اوپر نیچے کے دو دانت ظاہر ہوئے، ایک قول کے مطابق تاج اتارنے کی وجہ سے نشان دیکھ کر پہچان لیا کہ یہی نشان بی بی سارہ اور حضرت یعقوب کو بھی ماتھے پر تھا۔ (البیضاوی، ج۲، ص ۱۸۹)

اعتراف جرم!

۱۳.....مفسرین کرام نے خاطی اور مخطی میں فرق بیان کیا ہے، خاطی وہ ہے جو قصداً خطا کرے اور مخطی وہ ہے جس سے خطا سرزد ہو جائے، حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنے آپ کو خاطی کہا تھا کیونکہ انہوں نے حضرت یوسف پر جو مظالم کئے وہ عمداً تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے معاف کردیا:

۱۴.....حضرت یوسف نے کہا: آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں ہے، تثریب کا معنی ہے کسی شخص کو اس کا بُرا کام یاد دلا کر اس کو ملامت کرنا اور عار دلانا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ میں آج کے بعد تم کو تمہاری زیادتیوں پر کبھی ملامت نہیں کرونگا۔ ابن الانباری نے کہا: آپ نے اس طرف اشارہ کیا کہ آج کا دن معاف کرنے کا پہلا وقت ہے اور آپ جیسے شخص کا منصب یہ ہے کہ دوبارہ انہیں ان کا قصور یاد نہ دلائے۔ (تبیان القرآن، ج۵، ص ۸۵۱)

حضرت یعقوب علیہ السلام کی سوانح:

۱۵.....حضرت اسحٰق نے اپنے والد گرامی کی زندگی میں نکاح فرمائی، زوجہ محترمہ اولاد پیدا کرنے سے محروم کی گئیں تھیں، اللہ پھر جب ان کے لئے دعا فرمائی گئی تو وہ حاملہ ہوئیں، اور دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام العیص اور دوسرے کا نام یعقوب رکھا گیا۔ حضرت اسحٰق اپنے بڑے صاحبزادے اور ان کی اہلیہ سے چھوٹے صاحبزادے سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ حضرت یعقوب جب اپنے والد گرامی کے بڑھاپے کی حالت میں شکار کو جایا کرتے تھے تو فرشتے آپ کے ساتھ معاون ہوتے اور اللہ آپ سے کلام فرماتا، اللہ انہیں بشارتوں سے نوازتا کہ میں تمہیں عنقریب برکتوں سے نوازوں گا، تیری اولاد کثیر ہوگی، اور تیری قدرت میں سلطنت دوں گا اور تیرے بعد تیرے ماننے والوں کو بھی نوازوں گا۔ حضرت یعقوب کے پاس بہت سی بکریاں، چوپائے اور غلام باندیاں تھیں۔

(البدایة والنھایة، اسحق بن ابراھیم مع ذریته، الجزء الاول، ج۱، ص ۲۱۵ وغیرہ)۔

تبرکات کی اہمیت:

۱۶.....مطلب بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تھا تو اللہ نے ان کو جنت کی قمیصوں میں سے ایک قمیص پہنائی تھی، حضرت ابراہیم نے یہ قمیص حضرت اسحٰق کو پہنائی اور حضرت اسحٰق نے وہ قمیص حضرت یعقوب کو پہنائی اور حضرت یعقوب نے وہ قمیص حضرت یوسف کو پہنائی، پھر انہوں نے اس قمیص کو لپیٹ کر چاندی کی نلکی میں رکھا اور اس کو حضرت یوسف کے گلے میں ڈال دیا، جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالا گیا اور جب ان کو قید میں رکھا گیا، اور جس وقت ان کے پاس ان کے بھائی آئے ان تمام اوقات میں وہ نلکی ان کے گلے میں تھی اور اس وقت حضرت یوسف اس نلکی سے قمیص نکال کر بھائیوں کے

حوالے کردی اور کہا: میری اس قمیص کو میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو، ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ ابھی وہ قمیص فلسطین کے علاقے کنعان میں تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم، ج۷، ص ۲۱۹۶)

☆......حضرت اسماء بنت عمیس کے آزاد کردہ غلام عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت اسماء کو بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر مطلقاً ریشم کو حرام کہتے ہیں تو انہوں نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ ہے، انہوں نے ایک طیالیسہ کسروانیہ جبہ نکالا جس میں ریشم کے پیوند لگے ہوئے تھے اور اس کے سامنے اور پیچھے کے چاک پر یا آستینوں پر ریشم کے بیل بوٹے بنے ہوئے تھے، حضرت اسماء نے کہا: یہ جبہ بی بی عائشہ کے پاس تھا جب وہ فوت ہو گئیں تو میں نے اس پر قبضہ کرلیا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پہنا کرتے تھے، ہم بیماروں کے لیے اس کو دھوتے ہیں اور اس کے دھوون سے شفا طلب کی جاتی ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب: النهي عن لبس الحرير، رقم: ۲۰۶۹/۵۳۰۲، ص۱۰۴۶)

☆......علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں کہ ہم آپ کے جبہ کو دھو کر اس کا دھوون بیماروں کو پلاتے تھے اور ان کے بدنوں پر ملتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار سے برکت حاصل کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفا عطا فرما دیتا تھا، متعدد بار ایسا بھی ہوا کہ آپ کی مبارک انگلیوں سے کثیر جماعت نے پانی پیا، کم کھانا لوگوں کی جماعت کو کافی ہو گیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالوں میں سے ایک پیالہ تھا بیمار اس پیالہ میں پانی ڈال کر پیتے تھے اور شفا طلب کرتے تھے اور اس پینے سے آپ کے آثار کی برکت سے ان کو شفا حاصل ہوتی تھی (نسیم الریاض، ج۳، ص۴۸۹ وغیرہ)

☆......حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب بیان کرتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے ایک برتن میں پانی ڈال کر مجھے حضرت ام سلمہ کے پاس بھیجا، اسرائیل نے تین انگلیوں کو ملایا یعنی وہ چاندی سے ملمع کی ہوئی ایک چھوٹی سی ڈبیا تھی تین انگلی جتنی، اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں میں سے ایک کچھ بال تھے، جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا اس کو کوئی اور بیماری ہو جاتی تو وہ آپ کے پاس ایک برتن بھیج دیتا، میں نے گھنٹی کی شکل میں ایک ڈبیا دیکھی اس میں سُرخ بال تھے۔

(صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب: ما یذکر في الشیب، رقم: ۵۸۹۶، ص۱۰۳۷)

اغراض: اعتزلوا: جب سارے بھائی مایوس ہو کر بادشاہ کی مجلس سے الگ ہوئے۔

ای ارسل الی اھلھا اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ متذکرہ کلام میں مضاف محذوف ہے اور اسی طرح فرمان ﴿والعیر﴾ میں مراد اصحاب العیر ہے۔

صبری: اس سے ماقبل صبر جمیل کا بیان ہے، مراد ایسا صبر ہے جس میں مخلوق سے شکوہ کرنا نہ پایا جائے، اور نہ ہی اللہ کے کام میں جزع وفزع کیا جائے، اسی لیے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے کام کو اللہ کے سپرد کر دیا اور قافلے والوں سے سوال نہ کیا، اور نہ ہی بستی والوں میں سے کسی کو بھیجا جو خبر لائے بلکہ اللہ کی رضا پر راضی بھی رہے اور امید بھی ختم نہ کی۔

الالف بدل من یاء الاضافة اصل میں یا اسفی ہے، فاء کی کسرہ اور یاء کے فتح کے ساتھ، کسرہ کو فتح سے بدل دیا گیا ہے، اور حرکت یاء کو دے دی گئی۔ **وکانت دراھم زیوفا:** دراہم ردی (عیب دار/گھٹیا) تھے۔

بالمسامحة ہم پر نرمی کیجئے کہ ہمارے بھائی بنیامین کو ہمیں لوٹا دیجئے، اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے اپنے والد کے قول ﴿اذھبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ﴾ کے خلاف کیا، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دونگا کہ ڈھونڈنے کے کئی طریقے ہیں جن میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے، اس لئے کہ انہوں نے اپنے عجز کا اعتراف کیا، تنگدستی اور شدید ضرورت کا اظہار کیا جس سے دل میں نرمی پیدا ہو جائے، جب حضرت یوسف پر ان کا حال ظاہر ہو جائے گا تو وہ اُن سے نرمی بھی برتیں گے اور اُن پر مہربانی بھی کریں گے۔

ورفع الحجاب: حضرت یوسف علیہ السلام نے پردہ فاش کردیا اور اپنا آپ ظاہر کردیا، اس کا بیان حاشیہ نمبر ۱۱ میں دیکھ لیں۔
وادخال الف بینھما: ائنک میں چار قرائتیں ہیں، دوسرے ہمزہ کی تحقیق اور تسہیل کے ساتھ، الف اور اس کے علاوہ کے ساتھ، اس کے علاوہ بھی پانچ سات قرائتیں ہیں جو ایک ہمزہ کے ساتھ ہیں۔
وھو قمیص ابراھیم الذی لبسہ حین القی فی النار: کا بیان تشریح توضیح میں ہو چکا ہے۔(الصاوی، ج۳، ص ۱۹۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۵

﴿وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ﴾ خَرَجَتْ مِنْ عَرِيْشِ مِصْرَ ﴿قَالَ اَبُوْهُمْ﴾ لِمَنْ حَضَرَ مِنْ بَنِيْهِ وَاَوْلَادِهِمْ ﴿اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ﴾ اَوْ صَلَتْهُ اِلَيْهِ الصَّبَا بِاِذْنِهٖ تَعَالٰى مِنْ مَسِيْرَةِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اَوْ ثَمَانِيَةٍ اَوْ اَكْثَرَ ﴿لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ (۹۴)﴾ تَسْفِهُوْنَ لَصَدَّقْتُمُوْنِىْ ﴿قَالُوْا﴾ لَهٗ ﴿تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِىْ ضَلٰلِكَ﴾ خَطَائِكَ ﴿الْقَدِيْمِ (۹۵)﴾ مِنْ اَفْرَاطِ لَكَ فِىْ مَحَبَّتِهٖ وَرَجَاءِ لِقَائِهٖ عَلٰى بُعْدِ الْعَهْدِ ﴿فَلَمَّآ اَنْ﴾ زَائِدَةٌ ﴿جَآءَ الْبَشِيْرُ﴾ يَهُوْدَا بِالْقَمِيْصِ وَكَانَ قَدْ حَمَلَ قَمِيْصَ الدَّمِ فَاَحَبَّ اَنْ يُفْرِحَهٗ كَمَا اَحْزَنَهٗ ﴿اَلْقٰىهُ﴾ طَرَحَ الْقَمِيْصَ ﴿عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ﴾ رَجَعَ ﴿بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۹۶) قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ (۹۷) قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّىْ ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (۹۸)﴾ اَخَّرَ ذَالِكَ اِلَى السَّحْرِ لِيَكُوْنَ اَقْرَبَ اِلَى الْاِجَابَةِ وَقِيْلَ اِلٰى لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ ثُمَّ تَوَجَّهُوْا اِلٰى مِصْرَ وَخَرَجَ يُوْسُفُ وَالْاَكَابِرُ لِتَلْقِيْهِمْ ﴿فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ﴾ فِىْ مَضْرَبِهٖ ﴿اٰوٰى﴾ ضَمَّ ﴿اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ﴾ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ اَوْخَالَتَهٗ ﴿وَقَالَ﴾ لَهُمْ ﴿ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ (۹۹)﴾ فَدَخَلُوْا وَجَلَسَ يُوْسُفُ عَلٰى سَرِيْرِهٖ ﴿وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ﴾ اَجْلَسَهُمَا مَعَهٗ ﴿عَلَى الْعَرْشِ﴾ السَّرِيْرِ ﴿وَخَرُّوْا﴾ اَىْ اَبَوَاهُ وَاِخْوَتُهٗ ﴿لَهٗ سُجَّدًا ۚ﴾ سُجُوْدَ اِنْحِنَاءٍ لَاوَضْعَ جَبْهَةٍ وَكَانَ تَحِيَّتُهُمْ فِىْ ذَالِكَ الزَّمَانِ ﴿وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَاىَ مِنْ قَبْلُ ز قَدْ جَعَلَهَا رَبِّىْ حَقًّا وَقَدْ اَحْسَنَ بِىْٓ﴾ اِلَىَّ ﴿اِذْ اَخْرَجَنِىْ مِنَ السِّجْنِ﴾ لَمْ يَقُلْ مِنَ الْجُبِّ تَكَرُّمًا لِئَلَّا يَخْجِلَ اِخْوَتَهٗ ﴿وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ﴾ الْبَادِيَةِ ﴿مِنْ ۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ﴾ اَفْسَدَ ﴿الشَّيْطٰنُ بَيْنِىْ وَبَيْنَ اِخْوَتِىْ ط اِنَّ رَبِّىْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ط اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿الْحَكِيْمُ (۱۰۰)﴾ فِىْ صُنْعِهٖ وَاَقَامَ عِنْدَهٗ اَبُوْهُ اَرْبَعًا وَعِشْرِيْنَ سَنَةً اَوْ سَبْعَ عَشْرَةَ سَنَةً وَكَانَتْ مُدَّةُ فِرَاقِهٖ ثَمَانُ عَشْرَةَ اَوْاَرْبَعِيْنَ اَوْ ثَمَانِيْنَ سَنَةً وَحَضَرَهُ الْمَوْتُ فَوَصّٰى يُوْسُفَ اَنْ يَّحْمِلَهٗ وَيَدْفِنَهٗ عِنْدَ اَبِيْهِ فَمَضٰى بِنَفْسِهٖ وَدَفَنَهٗ ثَمَّهٗ ثُمَّ عَادَ اِلٰى مِصْرَ وَاَقَامَ بَعْدَهٗ ثَلَاثًا وَّعِشْرِيْنَ سَنَةً وَلَمَّا تَمَّ اَمْرُهٗ وَعَلِمَ اَنَّهٗ لَا يَدُوْمُ تَاقَتْ نَفْسُهٗ اِلَى الْمُلْكِ الدَّائِمِ ﴿رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِىْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِىْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ﴾ تَعْبِيْرِ الرُّءْيَا ﴿فَاطِرَ﴾ خَالِقَ ﴿السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قف اَنْتَ وَلِيّٖ﴾ مُتَوَلِّىْ مَصَالِحِىْ ﴿فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ (۱۰۱)﴾ مِنْ آبَائِىْ فَعَاشَ بَعْدَ

ذَالِکَ اُسْبُوْعًا اَوْ اَکْثَرَ وَمَاتَ وَلَهُ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ سَنَةً وَتَشَاحَ الْمَصْرِيُّوْنَ فِيْ قَبْرِهٖ فَجَعَلُوْهُ فِيْ صُنْدُوْقِ مَرْمَرٍ وَدَفَنُوْهُ فِيْ اَعْلَى النِّيْلِ لِتَعُمَّ الْبَرَكَةُ جَانِبَيْهِ فَسُبْحَانَ مَنْ لَّا انْقِضَاءَ لِمُلْكِهٖ ﴿ذٰلِکَ﴾ الْمَذْكُوْرُ مِنْ اَمْرِ يُوْسُفَ ﴿مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ﴾ اَخْبَارِ مَا غَابَ عَنْکَ يَامُحَمَّدُ ﴿نُوْحِيْهِ اِلَيْکَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ﴾ لَدٰى اِخْوَةِ يُوْسُفَ ﴿اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ﴾ فِيْ كَيْدِهٖ اَيْ عَزَمُوْا ﴿وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ (۱۰۲)﴾ بِهٖ اَيْ لَمْ تَحْضُرْهُمْ فَتَعْرِفُ قِصَّتَهُمْ فَتُخْبِرُبِهَا وَاِنَّمَا حَصَلَ لَکَ عِلْمُهَا مِنْ جِهَةِ الْوَحْيِ ﴿وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ﴾ اَيْ اَهْلِ مَكَّةَ ﴿وَلَوْ حَرَصْتَ﴾ عَلٰى اِيْمَانِهِمْ ﴿بِمُؤْمِنِيْنَ (۱۰۳) وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ﴾ اَيِ الْقُرْاٰنِ ﴿مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ﴾ تَاْخُذُهٗ، مَا ﴿هُوَ﴾ اَيِ الْقُرْاٰنُ ﴿اِلَّا ذِكْرٌ﴾ عِظَةٌ ﴿لِّلْعٰلَمِيْنَ (۱۰۴)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور جب قافلہ (مصر کے شہر عریش) سے جدا ہوا (وہاں سے نکلا) یہاں ان کے باپ نے کہا (اپنے بیٹوں اور پوتوں کو جوانکے پاس موجود تھے) بیشک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں (یہ خوشبو آپ علیہ السلام کے پاس اللہ کے حکم سے تین دن، آٹھ دن یا اس سے زائد عرصہ کی مسافت سے آپ علیہ السلام کے پاس آئی تھی......۱......) اگر مجھے یہ نہ کہو کہ بہک گیا ہے (تو تم ضرور میری تصدیق کرو گے، تفندون بمعنی تسفھون ہے) بیٹے بولے (ان سے) بیشک آپ اپنی پرانی محبت (ضلال بمعنی خطئک ہے) میں ہیں (یعنی آپ حضرت یوسف کی محبت میں وارفتہ ہو چکے ہیں ایک زمانہ طویل گزرنے کے باوجود بھی ان سے ملنے کی امید کیے ہوئے ہیں) پھر جب خوشخبری سنانے والا (یعنی یہودا قمیص لے کر) آیا (خون آلود قمیص بھی یہی اٹھا کر لایا تھا، انہیں اچھا لگا کہ جس طرح انہوں نے والد گرامی کو غمگین کیا تھا اسی طرح خوش بھی کریں) اسے ڈال دیا (یعنی قمیص کو ڈال دیا) ان کے منہ پر اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آ ئیں (ارتد بمعنی رجع ہے) کہا میں نے نہ کہا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی معافی مانگیے......۲...... بیشک ہم خطا کار ہیں کہا جلد تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا (آپ علیہ السلام نے دعا کو وقت سحر یا شب جمعہ تک مؤخر فرمادیا تاکہ قبولیت کے زیادہ قریب ہوجائے......۳......، پھر ان تمام لوگوں نے مصر کا رخ کیا اور حضرت یوسف اور دیگر بڑے بڑے لوگ ان کے استقبال کیلئے باہر نکل آئے......۴......) پھر وہ سب یوسف کے (خیمہ) میں داخل ہوئے اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی (یا اپنے ساتھ ملا لیا، ابویہ سے مراد ماں اور باپ دونوں ہیں یا یہاں ماں سے مراد آپ علیہ السلام کی خالہ ہیں) اور کہا (ان سے) مصر میں داخل ہو اللہ چاہے تو امان کے ساتھ (پس داخل ہوئے تو حضرت یوسف علیہ السلام اپنے تخت پر بیٹھ گئے) اور اپنے ماں باپ کو بلند کیا (ان دونوں کو اپنے ساتھ بٹھالیا) عرش پر (یعنی تخت پر) گرے (اس کے والدین اور بھائی) اس کے لیے سجدے میں (یہاں سجدے سے مراد جھکنا ہے، پیشانی کو زمین پر رکھنا مراد نہیں ہے اور اس زمانے میں تعظیم و توقیر کے یہی انداز تھے......۵......) اور یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے بیشک اسے اللہ میرے رب نے سچا کیا اور بیشک اس نے مجھ پر احسان کیا (بی بمعنی الی ہے) کہ مجھے قید سے نکالا (اپنے بھائیوں کو شرمندگی سے بچانے کے لیے یوں نہ فرمایا کہ مجھے اللہ نے کنویں سے نکالا) اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا (بدو بمعنی بادیۃ یعنی گاؤں ہے) بعد اس کے کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرادی تھی (نزغ بمعنی افسد ہے) بیشک میرا رب جس بات کو چاہے آسان کردے بیشک وہی علم رکھنے والا (اپنی مخلوق پر) اور حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں، حضرت یوسف علیہ السلام آپ علیہ السلام کے پاس چوبیس سال یا سترہ برس رہے اور حضرت

یوسف علیہ السلام سے فراق کی مدت یا تو اٹھارہ سال تھی یا چالیس سال یا اسی سال، پھر حضرت یعقوب علیہ السلام کا وصال ہوگیا، آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو وصیت کی تھی کہ وہ خود انہیں اٹھائیں اور انہیں ان کے والد گرامی حضرت اسحاق علیہ السلام کے پاس دفن فرمائیں، حسب وصیت آپ علیہ السلام خود تشریف لے گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی تدفین کی پھر دوبارہ مصر آگئے، حضرت یعقوب علیہ السلام کے وصال کے بعد ۲۳ سال تک مصر میں مقیم رہے پھر جب آپ علیہ السلام کا کام مکمل ہوگیا اور آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ بادشاہت دائمی نہیں ہے اور آپ علیہ السلام کا نفس مطمئنہ دائمی بادشاہت کا مزید مشتاق ہوا تو اپنے رب سے یوں عرض گزار ہوئے) اے رب بیشک تونے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ باتوں کا انجام نکالنا (یعنی خوابوں کی تعبیر) سکھایا اے آسمان اور زمین کے بنانے والے (فاطر بمعنی خالق ہے) تو میرا ولی ہے (تو میرے کام بنانے والا ہے) دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں......۶......(یعنی میرے آباء اجداد میں، اس کے بعد آپ علیہ السلام ایک ہفتہ یا اس سے زائد عرصہ دنیا میں زندہ رہے پھر آپ علیہ السلام کا وصال ہوگیا، وقت وصال آپ علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو بیس ۱۲۰ سال تھی مصریوں کا آپ کی قبر مبارک بنانے کے حوالے سے اختلاف ہوگیا پھر اتفاق رائے سے انہوں نے جسم اقدس کو سنگ مرمر کے تابوت......۷......میں رکھ کر اس تابوت کو دریائے نیل کے اوپری حصہ میں رکھ دیا تاکہ ان کی برکتیں دونوں کناروں کو شامل ہو جائیں، پس پاکی ہے اس ذات کیلئے جس کی سلطنت کو فنا نہیں ہے) یہ (یوسف علیہ السلام......۸......کا واقعہ جو مذکور ہے) کچھ غیب کی خبریں ہیں (یعنی وہ خبریں ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جو آپ سے پوشیدہ تھیں) جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے پاس) نہ تھے جب انہوں نے اپنا کام (حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں اپنا منصوبہ) پکا کیا تھا (یعنی اس پر عمل کا پکا ارادہ کرلیا تھا) اور وہ داؤں چل رہے تھے (ان کے ساتھ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس نہیں تھے کہ ان کے قصہ کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتا پس اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کی خبر دے رہے ہیں اور اس واقعہ کا علم آپ کو وحی کی جہت سے حاصل ہوا ہے) اور اکثر آدمی (یعنی اہل مکہ) تم کتنا ہی چاہو (کہ وہ ایمان لے آئیں) ایمان نہ لائیں گے اور تم اس پر (یعنی قرآن پاک کی تعلیم پر) کوئی اجرت نہیں مانگتے (کہ تم ان سے وہ اجرت لے لوگے) یہ (قرآن) تو نہیں مگر سارے جہاں کو نصیحت۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولما فصلت العیر قال ابوهم انی لاجد ریح یوسف﴾.

و : عاطفہ، لما، شرطیہ، فصلت العیر : فعل بافاعل جملہ فعلیہ شرط، قال ابوھم : قول، انی : حرف مشبہ واسم، لام : تاکیدیہ، اجد ریح یوسف : فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، اپنے قول سے ملکر جواب شرط۔

﴿لولا ان تفندون﴾.

لولا : حرف شرط، ان تفندون : فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتدا، خبر محذوف "موجود" ملکر جملہ اسمیہ شرطیہ "لصدقتمونی"، فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ محذوف جواب لولا۔

﴿قالوا تالله انک لفی ضلالک القدیم﴾.

قالوا : قول، تالله : متعلق بمحذوف "نقسم" فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ قسمیہ انشائیہ، انک : حرف مشبہ بااسم، لام : تاکیدیہ : فی ضللک القدیم : ظرف مستقر خبر : ان، اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ مقولہ۔

﴿فلما ان جاء البشیر القه علی وجهه فارتد بصیرا﴾.

ف :عاطفہ، لما : شرطیہ ، ان :زائدہ، جاء البشیر : فعل بافاعل جملہ فعلیہ شرط، القہ علی وجھہ : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ جواب شرط ، ف ، عاطفہ ارتد :فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال ، بصیرا : حال، ملکر فاعل، فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال الم اقل لکم انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون﴾.

قال : قول، ھمزہ :استفہامیہ، لم اقل لکم، قول ثانی، انی : حرف مشبہ واسم ، اعلم من اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو، مالا تعلمون : موصول صلہ ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، اپنے قول ثانی سے ملکر سے پھر مقولہ، قول اول مقولہ سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قالوا یابانا استغفر لنا ذنوبنا انا کنا خطئین﴾.

قالوا : قول، یا بانا : جملہ ندائیہ ، استغفر لنا ذنوبنا :فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ تعلیلیہ مقصود بالندا، اپنی ندا سے مل کر مقولہ ، انا : حرف مشبہ واسم، کنا خاطئین : جملہ فعلیہ خبر ، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال سوف استغفر لکم ربی انہ ھو الغفور الرحیم﴾.

قال :قول: سوف : حرف استقبال، استغفر لکم ربی : فعل بافاعل وظرف لغو مفعول جملہ فعلیہ مقولہ، :انہ : حرف مشبہ واسم ،ھو الغفور الرحیم : مبتدا وخبر، ان جملہ اسمیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما دخلوا علی یوسف آوی الیہ ابویہ﴾.

ف : عاطفہ ، لما :شرطیہ ، دخلوا علی یوسف :فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ شرط ، اوی الیہ ابویہ : فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ جواب شرط۔

﴿وقال ادخلوا مصر ان شاء اللہ آمنین﴾.

و :عاطفہ : قال:قول،ادخلوا :فعل واو ضمیر ذوالحال،مصر : مفعول، ان :شرطیہ، شاء اللہ : فعل بافاعل جملہ فعلیہ شرط، جواب شرط محذوف " فادخلوا مصر انین " امین ، حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقولہ .

﴿ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجدا﴾.

و: عاطفہ ، رفع ابویہ علی العرش : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، خرّوا : فعل واو ضمیر ذوالحال، لہ : ظرف لغو، سجدا : حال، ذوالحال سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال یابت ھذا تاویل رؤیای من قبل﴾.

و :عاطفہ، قال،قول، یابت ، جملہ ندائیہ، ھذا :مبتدا : تاویل: مضاف، رء یای : مرکب اضافی ذوالحال، من قبل : ظرف مستقر حال، ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ مقصود بالندا، اپنی ندا سے ملکر مقولہ۔

﴿قد جعلھا ربی حقا وقد احسن بی اذ اخرجنی من السجن﴾.

قد : تحقیقیہ، جعلھا ربی حقا :فعل بامفعول وفاعل ومفعول ثانی جملہ فعلیہ حال ثانی " رء یای" کے لیے، و : عاطفہ، قد : تحقیقیہ، احسن بی :فعل بافاعل ومتعلق اول، اذ: مضاف، اخرجنی من السجن :فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر متعلق ثانی، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجاء بکم من البدو من بعد ان نزغ الشیطن بینی وبین اخوتی﴾.

و:عاطفہ ، جاء :فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال، بکم : ظرف لغو اول، من البدو، ظرف لغو ثانی، مِن : جار، بعد: مضاف، ان نزغ

الشیطن الخ، فعل بافاعل وظرف جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکرظرف مستقر حال،ملکرفاعل، جاء فعل اپنے فاعل اور دونوں ظرفوں سے ملکر جملہ فعلیہ "اخرجنی" پر معطوف ہے۔

﴿ان ربی لطیف لما یشاء انه هو العلیم الحکیم﴾.

ان :حرف مشبہ، ربی :اسم ، لطیف : صفت مشبہ،ھو ضمیر فاعل ، لما یشاء : جار مجرور ظرف لغو،صفت مشبہ اپنے متعلقات سے ملکر خبر،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ،انه :حرف مشبہ واسم ، ھو العلیم الحکیم :جملہ اسمیہ خبر،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿رب اتیتنی من الملک وعلمتنی من تاویل الاحادیث﴾.

رب :مضاف، کے ضمیر متکلم محذوف کی طرف وحرف ندا محذوف جملہ ندائیہ ، قد تحقیقیہ ، اتیتنی من الملک:فعل بافاعل و مفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،وعلمتنی ......الخ:فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقصود بالندا۔

﴿فاطر السموت والارض انت ولی فی الدنیا والاخرة﴾.

فاطر السموات والارض :مرکب اضافی منادی بیا حرف ندا محذوف جملہ فعلیہ ندائیہ، انت :مبتدا، ولی :مرکب اضافی ذوالحال، فی :جار، الدنیا والاخرة :معطوف علیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر حال،ذوالحال سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالندا .

﴿توفنی مسلما والحقنی بالصلحین﴾.

توفنی: فعل دعا بافاعل،ن وقایہ ی ضمیر ذوالحال، مسلما: حال،ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ دعائیہ انشائیہ، والحقنی بالصلحین: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، جملہ فعلیہ دعائیہ انشائیہ ماقبل "توفنی" پر معطوف ہے۔

﴿ذلک من انباء الغیب نوحیه الیک﴾.

ذلک :مبتدا، من انباء الغیب، ظرف مستقر خبراول، نوحیه الیک :فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ خبر ثانی،مبتدا اپنی دونوں خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما کنت لدیهم اذ اجمعوا امرهم وهم یمکرون﴾.

و : عاطفہ،ما : نافیہ ، کنت :فعل ناقص بااسم،لدیهم : ظرف مکان مستقر متعلق بمحذوف "مستقر"، اذ :مضاف ، اجمعوا : فعل وضمیر ذوالحال، امرهم : مفعول، وهم یمکرون : جملہ اسمیہ حال،ذوالحال سے ملکر فاعل،اجمعو افعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر ظرف لغو، مستقر : اسم فاعل اپنے ھو ضمیر فاعل ظرف مستقر وظرف لغو سے ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر،فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما اکثر الناس ولو حرصت بمومنین﴾.

و :عاطفہ، ما : مشابہ بلیس، اکثر الناس : اسم،و: اعتراضیہ، لو :شرطیہ، حرصت :فعل بافاعل شرط "لم یومنوا" : فعل بافاعل جملہ فعلیہ محذوف جواب لو ملکر جملہ شرطیہ معترضہ، بمومنین :خبر، مامشابہ بلیس اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ .

﴿وما تسئلهم علیه من اجر ان هو الا ذکر للعلمین﴾.

و: عاطفہ، ما :نافیہ، تسئلهم : فعل بافاعل ومفعول،علیه :ظرف مستقر حال مقدم،من:زائدہ ،اجر : ذوالحال،اپنے حال سے ملکر مفعول ثانی،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ،ان :نافیہ ،ھو : مبتدا، ذکر : موصوف، للعلمین : ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

«تشریح وتوضیح واغراض»

دور سے خوشبو آنے کا مطلب:

۱......ابن ابی الہذیل نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ابھی حضرت یوسف کا قافلہ حضرت یعقوب سے آٹھ راتوں کی مسافت پر تھا کہ حضرت یعقوب کو حضرت یوسف کی خوشبو آ گئی، ابن الہذیل نے دل میں کہا کہ یہ اتنا فاصلہ ہے جتنا بصرہ سے کوفہ تک کا فاصلہ ہے۔

(جامع البیان، الجزء ۱۳، ص ۷۱)

دنیا میں ہی اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیجئے:

۲......بیٹوں نے اپنے گناہوں کی معافی چاہی، اور ہونا بھی یہی چاہیے کہ بندہ اپنے قصور ولغزش دنیا ہی میں معاف کرالیا کرے۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے کسی کی عزت یا اس کی کسی اور چیز پر ظلم کیا ہو اس کو چاہیے کہ وہ اس ظلم کی اس دن کے آنے سے پہلے تلافی کرے، جس دن اس کے پاس کوئی دینار ہوگا نہ درہم ہوگا، اگر اس کے پاس کوئی نیک عمل ہوا تو اس کے ظلم کے برابر وہ نیک عمل لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں ہوئیں تو مظلوم کے گناہ اس کے اوپر لاد دیئے جائیں گے۔

(صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب: من کانت له مظلمة، رقم: ۲۴۴۹، ص ۳۹۵)

دعا کو مؤخر کرنے کی وجوہ:

۳......ظاہر کلام یہی ہے کہ والد گرامی نے فی الحال اپنے بیٹوں کے لئے دعا نہ کی، بلکہ بعد میں دعا کرنے کا وعدہ کیا، اس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ (۱)......وقت سحر تک دعا کرنے کو اس لئے مؤخر کیا کہ یہ وقت قبولیت کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (۲)......ابن عباس سے منقول ہے کہ شب جمعہ تک دعا کرنے کو مؤخر کیا اس لیے کہ یہ وقت بھی قبولیت کے زیادہ قریب ترین ہوتا ہے۔ (۳)......جان لیں کہ میرے بیٹے حقیقت میں اپنے گناہوں سے توبہ چاہتے ہیں یا نہیں، اور یہ بھی کہ ان کی توبہ اخلاص سے خالی تو نہیں۔ (۴)......یعنی میں زمانے مستقبل میں تمہارے لیے دعا پر دوام کروں گا، ہر شب جمعہ پچیس دھائیوں تک دعا کروں گا، جب بھی نماز سے فارغ ہوتے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب بلند فرمادیتے اور عرض گزار ہوتے کہ اے اللہ حضرت یوسف کے معاملے میں قلیل صبر کو معاف فرمادے اور میرے بچوں نے یوسف کے معاملے میں جو کچھ کیا انہیں بھی معاف فرمادے، اللہ نے ان کی جانب وحی فرمائی اللہ نے آپ کو اور آپ کے بال بچوں کو معاف فرمادیا۔

(الرازی، ج۶، ص ۵۰۸ وغیرہ)

استقبال کے مختلف انداز:

۴......تفسیر طبری میں ہے کہ فرقد انجی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب کے چہرے پر قمیص ڈالی گئی تو ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور انہیں بتایا کہ حضرت یوسف نے ان سب کو بلایا ہے، پھر جب حضرت یعقوب اور ان کے بیٹے مصر کو روانہ ہوئے تو حضرت یوسف کو خبر ہوتے ہی استقبال کے لیے دخول مصر کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت یوسف کے ساتھ مصر کے دیگر معززین بھی تھے۔ جس وقت حضرت یعقوب اپنے بیٹوں کے ہمراہ شہر مصر کے قریب پہنچے تو دیکھا گیا کہ حضرت یعقوب اپنے بیٹے یہوذا کے سہارے چل رہے ہیں۔ جب انہوں نے حضرت یوسف کے ساتھ گھوڑوں پر سوار سرداروں اور معززین کو دیکھا تو یہوذا سے پوچھا کہ یہ مصر کا بادشاہ ہے؟ اُس نے کہا: نہیں بلکہ یہ آپ کا بیٹا ہے! جب دونوں ملنے کے قریب ہوئے تو حضرت یوسف نے سلام میں پہل کرنی چاہی تو ان کو منع کیا گیا کہ والد گرامی حضرت یعقوب سلام میں پہل کرنے کے مستحق ہیں، تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا تم پر

سلام ہو اے مجھ سے رنج وغم کو دور کرنے والے۔ (الطبری، الجزء ۱۳، ص ۸۱)

☆......حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی شخص کو عادات، خصائل اور شمائل میں رسول اللہ ﷺ سے مشابہ نہیں دیکھا جب وہ نبی پاک ﷺ کے پاس آتیں تو آپ ﷺ ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جاتے، ان کو بوسہ دیتے اور ان کو اپنی مجلس میں بٹھاتے۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: فضل فاطمة، رقم: ۳۸۹۸، ص ۱۰۹۶)

☆......حضرت عکرمہ بن ابی جہل بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن وہ مکہ سے بھاگ گئے تھے حتی کہ ان کی بیوی ام حکیم بنت الحارث نے نبی پاک ﷺ سے ان کے لیے اجازت طلب کی، آپ نے ان کو مامون قرار دے دیا، وہ یمن جا کر ان کو نبی ﷺ کی خدمت میں لے آئیں، جب نبی پاک ﷺ نے ان کو دیکھا تو ان کے اکرام کے لیے کھڑے ہو گئے اور ان کو گلے لگایا اور فرمایا: ''ہجرت کرنے والے سوار کو خوش آمدید ہو''۔ (اسد الغابہ، عکرمة بن ابی جھل، ج ۳، رقم: ۳۷۳۵، ص ۵۶۶)

باپ کو سجدے کا حکم:

۵......اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ آپ علیہ السلام کے والد اور خالہ نے آپ کو سجدہ کیا، آپ کی والدہ راحیل بنیامین کی ولادت کے زمانے میں انتقال کر چکی تھیں، ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کو آپ کے حقیقی والدین نے سجدہ کیا۔ (البغوی، ص ۴٦۵)

ہر چند کہ قیاس اور عقل کا تقاضا یہی ہے کہ حضرت یعقوب حضرت یوسف کو سجدہ نہ کرتے لیکن بعض احکام تعبدی ہوتے ہیں، ان میں عقل کا دخل نہیں ہوتا جیسے تیمم وضو کا قائم مقام ہے جب کہ وضو سے منہ صاف ہوتا ہے لیکن تیمم سے ناک خاک آلود ہوتی ہے، نیز اس میں یہ بھی دکھانا ہے کہ نبی کی ذات میں نفسانیت کا دخل بالکل بھی نہیں ہوتا، اللہ باپ کو حکم دیتا ہے کہ بیٹے کو سجدہ کرے اور باپ طمانیت دل سے بیٹے کو سجدہ کرتا ہے اور اس کے دل میں بیٹے کے خلاف کوئی میل نہیں آتا، ایسے عظیم بندے کی بندگی پر لاکھوں سلام۔

اپنی موت کی دعا کرنا کیسا؟

٦......قتادہ کا قول ہے کہ حضرت یوسف نے اپنے رب سے ملنے کی دعا کی اور ان سے پہلے کسی نبی نے موت کی دعا نہیں کی، ان کا اور اکثر مفسرین کرام کا یہی مختار ہے۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے دین اسلام پر وفات پا جانے کی دعا کی ہے اور انسان کا دین اسلام پر خاتمہ ہونے کی دعا کرنے پر موت کی دعا کرنے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ خطباء وبلغاء نے دنیا کی مذمت میں کئی باتیں ذکر کی ہیں کہ دنیا کی لذتیں انتہائی قلیل ہیں اور اس سے جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ بھی قلیل ہی ہے لیکن ان منافع کے چھوٹنے کا غم بہت شدید ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے لکھا ہے کہ ہر صاحب عقل ودانش زندگی کے مقابلے میں موت کو ترجیح دیگا۔ کیونکہ دنیا کی نعمتیں زائل ہونے والی ہیں اور آخرت کی نعمتیں باقی ہیں، دنیا کی بڑی نعمتیں کھانے، جماع کرنے اور حکومت واقتدار میں ہیں۔ کھانے کی لذت بہت عارضی ہے بس جتنی دیر انسان لقمہ چباتا ہے حلق سے لقمہ نگلنے کے بعد کوئی لذت باقی نہیں رہتی، جماع کی لذت بھی بہت عارضی ہے اس کے نتیجہ میں بال بچوں کی ذمہ داریاں پوری کرنے میں انسان تاحیات مشقت میں مبتلا رہتا ہے اور حکومت واقتدار کی لذت کے ان گنت مسائل، پریشانیاں اور خطرات ہیں، جب صاحب عقل اس بات پر غور وخوض کرے گا تو تمنا یہی کرے گا کہ یہ سب زائل ہو جائیں۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ میرا بھی یہی خیال ہے میں جسمانی لذات کے معائب سے واقف ہوں اور چاہوں تو ان کے عیوب بیان کرنے میں بڑی ضخیم کتابیں لکھ سکتا ہوں اور اب اکثر اوقات میں حضرت یوسف کی اپنے لئے کی ہوئی دعا کرتا رہتا ہوں کہ مجھے دنیا سے مسلمان اٹھانا اور مجھے نیک بندوں کے ساتھ ملانا۔ (الرازی، ج ٦، ص ۵۱٦، ملخصا وملتقطا)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کسی مصیبت کی وجہ سے ہرگز موت کی

تمنا نہ کرے اور اگر اس نے ضرور دعا کرنی ہو تو وہ یوں دعا کرے اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو تو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے موت عطا کر"۔ (صحیح بخاری، کتاب المرض، باب: نهى المريض الموت، رقم: ۵۶۷۱، ص ۱۰۰۴)

تابوتِ یوسف علیہ السلام:

۷......سعید بن عبد العزیز بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام پر وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو بلا کر کہا، اے میرے بھائیو! میں نے دنیا میں کسی سے بھی اپنے اوپر کئے جانے والے ظلم کا بدلہ نہیں لیا اور مجھے ناپسند تھا کہ میں لوگوں کی نیکیاں ظاہر کروں اور گناہ چھپاؤں اور دنیا سے میرا یہی زادِ راہ ہے، اے میرے بھائیو! میں نے اپنے باپ دادا جیسے عمل کئے ہیں تو تم مجھے ان کی قبروں کے ساتھ ملا دینا اور ان سے اس بات کا پکا وعدہ لیا۔ لیکن انہوں نے اپنے وعدے کو پورا نہیں کیا، حتی کہ اللہ نے حضرت موسیٰ کو مبعوث فرمایا، انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق معلومات کیں کہ ان کا صندوق کہاں دفن ہے؟، صرف ایک عورت کو اس کا معلوم تھا جس کا نام شارح بنت شیرین یعقوب تھا، اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا میں ایک شرط پر تم کو اس کا پتہ دوں گی، اس نے کہا کہ شرط یہ ہے کہ میں بوڑھی ہوں جوان ہو جاؤں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے منظور ہے، اس نے کہا کہ دوسری شرط یہ ہے کہ میں جنت میں آپ کے درجے میں آپ کے ساتھ رہوں، حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے گریز کر رہے تھے کہ وحی نازل ہوئی اور کہا گیا کہ اِس شرط کو بھی مان لیجئے، آپ نے مان لیا پھر جب بُڑھیا کی رہنمائی سے صندوق کو نکالا۔ جب بوڑھی عورت کی عمر ۵۶ سال کو پہنچی تو ۳۲ سال کی ہو گئی، اس نے ۶۰۰ یا ۱۴۰۰ سال عمر پائی اور حضرت سلیمان بن داؤد نے اُن سے نکاح کیا۔ (الدر المنثور، ج ۴، ص ۷۴)۔

یادگار یوسف علیہ السلام:

۸......حسن بصری نے لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف کو کنوئیں میں ڈالا گیا تو ان کی عمر ۱۷ سال تھی اور وہ ۸۰ سال اپنے باپ سے غائب رہے اور حضرت یعقوب سے ملاقات کے بعد ۲۳ سال زندہ رہے اور ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی، ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

(معالم التنزيل، ج ۲، ص ۳۷۹)

جب حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے یہوذا کو وصیت کی اور فوت ہو گئے، ان کی تدفین میں لوگوں کا نزاع ہوا، برکت کے حصول کے لئے ہر ایک چاہتا تھا کہ اس کے محلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کو دفن کیا جائے، پھر انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دریائے نیل میں دفن کر دیا جائے تا کہ ان پر سے پانی گزر کر سب تک پہنچ جائے، پھر انہوں نے لکڑی کا ایک صندوق بنا کر اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کو دفن کر دیا، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس صندوق کو مصر سے کنعان لے گئے اور وہیں دفن کر دیا۔ جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کا انتقال ہوا حسن بصری کے قول کے مطابق عمر مبارک ۱۲۰ سال تھی۔

(زاد المسير، ج ۴، ص ۲۹۲)

اغراض: من عريش مصر: یعنی کنعان کی جانب متوجہ ہوئے، عریش نامی علاقہ مصر کے مشہور ترین آخری علاقوں میں سے ہے جہاں سے مصر کی حدود کا اختتام ہوتا ہے اور سرزمینِ شام کا آغاز ہوتا ہے اور مفسر نے دونوں باتیں ذکر نہ کیں فقط عریش کو ذکر کیا اس لئے کہ بلادِ شام تو سرزمین مصر سے الگ ہی ہے۔

لمن حضر من بنيه واولادهم: ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ سارے ہی بیٹے مصر کو روانہ نہ ہوئے تھے بلکہ بعض بیٹے حضرت یعقوب کے پاس بھی موجود تھے، اور بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ تمام ہی بیٹے مصر کو گئے تھے اسی لیے مفسر نے **لاولادهم** کا قول ذکر کیا ہے۔

او صلته اليه الصبا: مراد وہ ہوا ہے جو طلوعِ شمس کے وقت چلتی ہے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ ہوا کا رخ تو چلنے والے کے ساتھ مصر سے شام کی جانب ہونا چاہیے لیکن برعکس قمیص کی خوشبو شام کے اطراف میں خلاف عادت چلنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ میں

علامہ صاوی اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہ معاملہ خرقِ عادت رونما ہے، مجاہد کے قول کے مطابق جب ہوا قمیص کو لگی تو دنیا میں جنت کی (سی) ہوا پہنچی اور پھر وہ ہوا حضرت یعقوب کو پہنچی اور انہوں نے اُس قمیص سے جنت کی سی ہوا پائی پس اُس وقت یہ ہوا فقط حضرت یعقوب کے لئے نہیں بلکہ دیگر لوگوں کے لیے بھی تازگی کا سبب بنی اور بعض حکماء نے تو یہ تک لکھ دیا کہ اگر یہ ہوا سات دن تک رہتی تو زمین سے زعفران اُگ جاتا، المختصر۔

فاحب ان یفرحہ: یہوذا نے کہا کہ میں ہی خون آلود قمیص والدِ گرامی کے پاس لے کر گیا تھا لہذا یہ قمیص بھی میں ہی لے کر جاؤں گا جس سے اُنہیں غم سے خوشی ملے گی، پس اُس نے قمیص کو کجاوہ میں رکھا اور خود ننگے پاؤں چلا، اس کے ساتھ سات روٹیاں تھیں لیکن وہ ۸۰ فرسخ کی مسافت طے کر کے والدِ گرامی کے پاس پہنچا اور روٹی سے کچھ نہ کھایا۔

او الی لیلۃ الجمعۃ، سجود انحناء: جمعۃ المبارک کے دن دعا کرنے کے حوالے اور سجدہ تعظیمی کے حوالے سے بیان تشریح توضیح میں کر دیا ہے۔ فی مضربہ: سرادِ خیمہ ہے، اور یہ خیمہ بادشاہوں کی عادت کے مطابق شہر سے دور تھا۔

مدۃ فراقہ ثمانی عشرۃ: کا بیان تشریح و توضیح میں دیکھ لیں۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۹۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

﴿وَكَاَيِّنْ﴾ وَكَمْ ﴿مِّنْ اٰيَةٍ﴾ دَالَّةٍ عَلٰى وَحْدَانِيَّةِ اللّٰهِ ﴿فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا﴾ يُشَاهِدُوْنَهَا ﴿وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ (۱۰۵)﴾ لَا يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْهَا ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ﴾ حَيْثُ يُقِرُّوْنَ بِاَنَّهُ الْخَالِقُ الرَّازِقُ ﴿اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (۱۰۶)﴾ بِهٖ بِعِبَادَةِ الْاَصْنَامِ وَلِذَا كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ فِيْ تَلْبِيَتِهِمْ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِيْكُهٗ وَمَا لَكَ يَعْنُوْنَهَا ﴿اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ﴾ نِقْمَةٌ تَغْشَاهُمْ ﴿مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً﴾ فَجْاَةً ﴿وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (۱۰۷)﴾ بِوَقْتِ اِتْيَانِهَا قَبْلَهٗ ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ﴾ وَفَسَّرَهَا بِقَوْلِهٖ ﴿اَدْعُوْٓا اِلَى﴾ دِيْنِ ﴿اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِيْرَةٍ﴾ حُجَّةٍ وَّاضِحَةٍ ﴿اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ط﴾ اٰمَنَ بِيْ عَطْفٌ عَلٰى اَنَا الْمُبْتَدَاءُ الْمُخْبَرُ عَنْهُ بِمَا قَبْلَهٗ ﴿وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ﴾ تَنْزِيْهًا لَهٗ عَنِ الشُّرَكَاءِ ﴿وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۰۸)﴾ مِنْ جُمْلَةِ سَبِيْلِهٖ اَيْضًا ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالنُّوْنِ وَكَسْرِ الْحَاءِ ﴿اِلَيْهِمْ﴾ لَا مَلَائِكَةً ﴿مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ط﴾ الْاَمْصَارِ لِاَنَّهُمْ اَعْلَمُ وَاَحْلَمُ بِخِلَافِ اَهْلِ الْبَوَادِيْ لِجَفَائِهِمْ وَجَهْلِهِمْ ﴿اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا﴾ اَيْ اَهْلُ مَكَّةَ ﴿فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط﴾ اَيْ اٰخِرُ اَمْرِهِمْ مِنْ اِهْلَاكِهِمْ بِتَكْذِيْبِهِمْ رُسُلَهُمْ ﴿وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ﴾ اَيِ الْجَنَّةُ ﴿خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ط﴾ اللّٰهَ ﴿اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۱۰۹)﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ يَا اَهْلَ مَكَّةَ هٰذَا فَتُؤْمِنُوْنَ ﴿حَتّٰى﴾ غَايَةٌ لِمَا دَلَّ عَلَيْهِ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا فَتَرَاخٰى نَصْرُهُمْ حَتّٰى ﴿اِذَا اسْتَيْئَسَ﴾ يَئِسَ ﴿الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا﴾ اَيْقَنَ الرُّسُلُ ﴿اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا﴾ بِالتَّشْدِيْدِ تَكْذِيْبًا لَا اِيْمَانَ بَعْدَهٗ وَالتَّخْفِيْفِ اَيْ ظَنَّ الْاُمَمُ اَنَّ الرُّسُلَ اَخْلَفُوْا مَا وَعَدُوْا بِهٖ مِنَ النَّصْرِ ﴿جَآءَهُمْ نَصْرُنَا لا فَنُجِّيَ﴾ بِنُوْنَيْنِ مُشَدَّدًا وَمُخَفَّفًا وَبِنُوْنٍ مُشَدَّدًا

ماضٍ ﴿مَنْ نَّشَآءُ﴾ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا ﴿عَذَابُنَا﴾ ﴿عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ(۱۱۰)﴾ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ﴾ اَيِ الرُّسُلِ ﴿عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ اَصْحَابِ الْعُقُوْلِ ﴿مَا كَانَ﴾ هٰذَا الْقُرْاٰنُ ﴿حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى﴾ يُخْتَلَقُ ﴿وَلٰكِنْ﴾ كَانَ ﴿تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ قَبْلَهٗ مِنَ الْكُتُبِ ﴿وَتَفْصِيْلَ﴾ تَبْيِيْنَ ﴿كُلِّ شَيْءٍ﴾ يُحْتَاجُ اِلَيْهِ فِي الدِّيْنِ ﴿وَهُدًى﴾ مِنَ الضَّلَالَةِ ﴿وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ(۱۱۱)﴾ خُصُّوْا بِالذِّكْرِ لِانْتِفَاعِهِمْ بِهٖ دُوْنَ غَيْرِهِمْ۔

﴿ترجمہ﴾

اور کتنی ہی نشانیاں (جو اللہ عزوجل کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں ......۱...... وکائن بمعنی وکم ہے) آسمانوں اور زمین میں کہ اکثر لوگ ان پر گزرتے ہیں (ان کا مشاہدہ کرتے ہیں) اور ان سے بے خبر ہیں (ان کے بارے میں غور وفکر نہیں کرتے) اور ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر ایمان نہیں لاتے (اس حیثیت سے کہ وہ اللہ عزوجل کے خالق ورازق ہونے کا تو اقرار کرتے ہیں) مگر شرک کرتے ہوئے (اللہ عزوجل کے ساتھ بتوں کی عبادت کرکے اور اسی سبب سے کفار تلبیہ میں یوں کہتے تھے لبیک لا شریک لک الا شریک ھو لک تملکہ و مالک اور بقیہ تلبیہ کو بھی وہ یونہی ذکر کیا کرتے تھے) کیا اس سے نڈر ہو بیٹھے کہ اللہ کا عذاب انہیں آکر گھیرے (یعنی ان پر عذاب چھا جائے) یا قیامت میں ان پر اللہ کا عذاب آجائے (بغتۃ کے معنی ہیں اچانک) اور انہیں خبر نہ ہو (اس کے آنے سے پہلے اس کے آجانے کی) تم فرماؤ (ان سے) یہ میری راہ ہے (اس جملہ کی تفسیر اگلا قول ہے) میں اللہ (کے دین) کی طرف بلاتا ہوں بصیرت پر ہوں (یعنی واضح دلیل پر) میں اور جو میرے قدموں پر چلیں (امن بی کا عطف انا پر ہے، جو مبتداء مؤخر ہے اور اس کی خبر مقدم ومن اتبعنی یدعو ہے) اور اللہ کو پاکی ہے (وہ شریکوں سے منزہ ہے) اور میں شرک کرنے والا نہیں (اور اس کی سبیل میں سے یہ بھی ہے) اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے ......۲...... (وہ فرشتے نہ تھے یوحی کو یاء اور نون دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور سب شہر کے ساکن تھے (اھل القری سے مراد شہری ہیں کیونکہ شہری زیادہ علم رکھنے والے اور تحمل مزاج ہوتے ہیں بخلاف دیہاتیوں کے وہ سخت طبیعت اور جاہل ہوتے ہیں) تو کیا یہ لوگ (یعنی اہل مکہ) زمین پر چلے نہیں تو دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا (ان کے ساتھ آخری معاملہ کیا ہوا کہ انہیں ان کے رسولوں کو جھٹلانے کی پاداش میں ہلاک وبرباد کردیا گیا) اور بیشک آخرت کا گھر (یعنی جنت اللہ سے) ڈرنے والوں کے لیے بہتر تو کیا تمہیں عقل نہیں (اے اہل مکہ! اس بات کی کہ تم بات کو سمجھ کر ایمان لے آؤ تعقلون کو یاء اور تاء دونوں لغتوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) یہاں تک کہ (حتی غایت کے لیے ہے، اس کی جس پر یہ ماقبل فرمان وما ارسلنا من قبلک الا رجالا دلالت کررہا ہے، معنی یہ ہوگا کہ ان کی مدد متاخر ہوئی حتی کہ) جب امید ہی نہ رہی رسولوں کو ظاہری اسباب کی (استیئس بمعنی یئس ہے) اور انہوں نے (رسولوں نے) گمان کیا (یعنی یقین کرلیا) کہ انہیں جھٹلایا جائیگا ......۳...... (خوب، اور اس کے بعد لوگ ایمان نہیں لائینگے یہ معنی کذبوا کو مشدد پڑھنے کی صورت میں ہے اور مخفف پڑھنے کی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ امتوں نے گمان کرلیا کہ رسولوں نے جو مدد آنے کا وعدہ کیا تھا انہوں نے اسکے برخلاف کیا ہے) اس وقت تمہاری مدد آئی تو بچالیا گیا (نجی کو مشدد اور مخفف دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور نون مشدد مبنی للمفعول بھی ہے) جسے ہم نے چاہا اور ہمارا عذاب (بائس کے معنی عذاب ہے) مجرم (مشرک) لوگوں سے پھیرا نہیں جاتا بیشک ان کی (یعنی رسولوں کی) خبروں سے عقل مندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں (اولی الالباب کا معنی عقلمند ہے) یہ (قرآن) کوئی بناوٹ کی (من گھڑت) بات نہیں

لیکن اپنے سے آگے کاموں کی (اپنے سے اگلی کتابوں کی) تصدیق ہے اور ہر چیز کی تفصیل (یعنی ہر چیز کا مفصل بیان جسکی دین میں ضرورت پڑتی ہے) اور ہدایت (گمراہی سے) اور رحمت مسلمانوں کے لیے......ہ...... (مومنوں کا ذکر بالخصوص اس لیے کیا کہ یہی لوگ قرآن پاک سے نفع اٹھاتے ہیں دوسرے نہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وکاین من اية فی السموات والارض یمرون علیها وهم عنها معرضون﴾۔

و: عاطفہ، کاین: ممیّز، من: جار، اية: موصوف، فی السموت والارض: ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر تمیز، ملکر مبتدا، یمرون: فعل وضمیر ذوالحال، علیها: ظرف لغو، ولهم عنها معرضون: جملہ اسمیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما یومن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون﴾۔

و: عاطفہ، ما: نافیہ، یومن: فعل، اکثرهم: ذوالحال، بالله: ظرف لغو، الا: ادارۃ حصر، وهم مشرکون: جملہ اسمیہ حال، ذوالحال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افامنوا ان تاتیهم غاشیة من عذاب الله﴾۔

همزہ: استفہامیہ، امنوا: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، تاتیهم: فعل بامفعول، غشية: موصوف، من عذاب الله: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، امنوا: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿او تاتیهم الساعة بغتة وهم لا یشعرون﴾۔

او: عاطفہ، تاتیهم: فعل، هم: ضمیر مفعول، الساعة: فاعل، بغتة: حال ہے فاعل سے، وهم لا یشعرون: جملہ اسمیہ حال ہے مفعول سے، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تاتیهم" پر معطوف ہے۔

﴿قل هذه سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی﴾۔

قل: قول، هذه: مبتدا، سبیل: مضاف ھی ضمیر ذوالحال، ادعوا: فعل انا ضمیر مستتر مؤکد، الی الله: ظرف لغو اوّل، علی بصیرة: ظرف لغو ثانی، انا: تاکید، ملکر معطوف علیہ، ومن اتبعنی: موصول صلہ معطوف، ملکر فاعل، "ادعوا" اپنے متعلقات سے ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ۔

﴿وسبحن الله وما انا من المشرکین﴾۔

و: عاطفہ، سبحن الله: مفعول مطلق فعل محذوف "اسبح" کے لیے، اسبح: فعل بافاعل ومفعول مطلق ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، انا: اسم، من المشرکین: ظرف مستقر خبر، ما اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیهم من اهل القری﴾۔

و: عاطفہ، ما ارسلنا: فعل بافاعل، من قبلک: ظرف مستقر حال مقدم، الا: اداۃ حصر، رجالا: موصوف، نوحی الیهم: فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ صفت اول، من اهل القری: ظرف مستقر صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر ذوالحال، اپنے حال مقدم سے ملکر مفعول، ارسلنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلهم﴾۔

ھمزہ : استفہامیہ ، ف : عاطفہ، لم یسیروا فی الارض : فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ ، ف : عاطفہ ، ینظروا: فعل بافاعل، کیف : اسم استفہام خبر مقدم، کان : فعل ناقص ، عاقبۃ : مضاف: الذین من قبلھم : موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر اسم، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولدار الاخرۃ خیر للذین اتقوا﴾.

و: حالیہ، لام: تاکیدیہ، دار الاخرۃ: مبتدا، خیر: اسم تفضیل ھو ضمیر فاعل، الذین اتقوا : ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال ہے، ماقبل "کان" کے اسم "عاقبۃ" سے۔

﴿افلا تعقلون O حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انھم قد کُذبوا﴾.

افلا تعقلون : ترکیب گذرچکی، حتی : جار، اذا ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، استیئس الرسل : فعل بافاعل اور مفعول فیہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ظنوا: فعل بافاعل ، انھم : حرف مشبہ واسم ، قد کذبوا : جملہ فعلیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر قائم مقام دو مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط۔

﴿جاء ھم نصرنا فنجی من نشاء﴾.

جاء ھم نصرنا : فعل با مفعول وفاعل جملہ فعلیہ جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ مجرور، حتی: جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر فعل محذوف " تراخی " کے لیے، اصل میں کلام یوں ہے۔" وما ارسلنا من قبلک الا رجالا، فتراخی نصرھم حتی اذا استیئسوا من النصر" ف : عاطفہ، نجی : فعل بافاعل، ومن نشاء: موصول صلہ مفعول، جملہ فعلیہ ماقبل جاء ھم پر معطوف ہے۔

﴿ولا یرد باسنا عن القوم المجرمین﴾.

و: عاطفہ، لا یرد: فعل، باسنا : فاعل، عن : جار، القوم المجرمین : مجرور، ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب﴾

لام : جواب قسم محذوف تاکیدیہ ، قد : تحقیقیہ ، کان : فعل ناقص، فی قصصھم : ظرف مستقر خبر مقدم ، عبرۃ : موصوف، لام : جار، اولی الالباب : مرکب اضافی مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم محذوف " واللہ"، جواب قسم سے ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

﴿ما کان حدیثا یفتری﴾.

ما : نافیہ ، کان : فعل ناقص ھو ضمیر مستتر راجع بسوئے قرآن اس کا اسم، حدیثا: موصوف، یفتری : فعل بانائب الفاعل، جملہ فعلیہ صفت، اپنے موصوف سے ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شیء وھدی ورحمۃ لقوم یومنون﴾.

و : عاطفہ، لکن : مخففہ ، تصدیق الذی بین یدیہ : معطوف اول ماقبل "حدیثا" پر، وتفصیل کل شئی: معطوف ثانی ، وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون : شبہ جملہ اسمیہ معطوف ثالث .

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ عزوجل کی وحدانیت کے دلائل:

۱......آسمان سے مراد ہر وہ چیز ہے کو کسی کے سر سے بلند تر ہو اور اس کو سایہ مہیا کرے، یہی وجہ ہے کہ گھر کی چھت کو بھی سماء

کہتے ہیں، یہ قول امام جوہری (متوفی ۳۹۳ھ) کا ہے اور زمین سے مراد وہ چیز ہے جس پر قدم قرار پکڑ سکیں، چنانچہ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: جنت کی چھت رحمٰن ﷻ کا عرش ہے۔ (فردوس الاخبار للدیلمی، باب السین، رقم: ٣٣٤٤، ج١، ص٤٤٩) یقیناً چھت کے مقابل جو چیز ہوگی اسے زمین ہی کہیں گے جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے: ''جنت کی زمین زعفران کی ہے''۔

(جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، باب ماجاء فی صفة الجنة، رقم: ٢٥٣٤، ص٧٢٧)

بعض علماء کے نزدیک زمین ایک ہی ہے جب کہ آسمان سات ہیں جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿الحمد لله الذی خلق السموت والارض سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے (الانعام: ١)﴾۔ حضرت سیدنا لاقانی فرماتے ہیں: صحیح یہ بات ہے کہ زمینیں بھی آسمانوں کی طرح سات ہی ہیں جیسا کہ سید عالم ﷺ نے ظلماً زمین غصب کرنے والے کے متعلق فرمایا: ''اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا''۔ (صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب اثم من ظلم شیئا من الارض، رقم: ٢٤٥٢، ص٣٩٥) اسی آیت کے تحت امام بیضاوی اس اختلاف کا حل یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ آیات مبارکہ میں لفظ سموت جمع ارض کو مفرد ذکر کیا گیا ہے حالانکہ زمینیں بھی سات ہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ زمینوں کے طبقات ذات اور آثار وحرکات کے اعتبار سے مختلف اور جدا جدا ہیں اور آیات میں زمین سے پہلے آسمان کو ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آسمان شرف اور قدر ومنزلت میں ارفع ہیں اور ان کا وجود زمینوں سے پہلے ہوا ہے (البیضاوی، ج١، ص) تاہم غور وفکر کرنے والا آسمان وزمین کو دیکھ کر رب کی وحدانیت کا قائل ہوسکتا ہے لیکن اس کے لیے بندے کا رب کی جناب میں سعید ہونا ضرور لکھا ہونا چاہیے۔

نبوت کے حوالے سے مشرکین کے شکوک کا ازالہ:

۲.....ہم نے جتنے رسول وپیغمبر بھیجے سارے مرد ہی تھے نہ کہ فرشتے، پس اس فرمان میں معترضین کے اس قول کا رد ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو فرشتے بھیج دیتا اور یہ بات انہوں نے تعجب کرتے اور نبی کی نبوت کا انکار کرتے ہوئے کہی تھی، اللہ فرماتا ہے کہ وہ کیسے ہمارے خاص بھیجے ہوئے رسولوں پر تعجب کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ ان سے پہلے بھی رسول بشری لباس میں تشریف لائے ہیں۔ اور رسولوں اور فرشتوں کے مابین کثافت ولطافت کا عنصر پایا جاتا ہے اور اگر فرشتے بھی بھیجتا تو وہ بھی بشری حالت ہی میں تشریف لاتے جیسا کہ فرمان باری ہے: ﴿ولو جعلناه ملكا لجعلناه رجلا (الانعام: ٩)﴾ اس عبارت سے جنات کا رسول ہونے کا وہم بھی ختم ہوگیا اور یہ بھی کہ اللہ نے عورتوں میں سے کوئی رسول نہیں بھیجے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ قُرب خاص کی حقدار ہوسکتی ہیں جیسے بی بی مریم، بی بی آسیہ (زوجہ فرعون)، بی بی خدیجہ، بی بی فاطمہ بنت محمد رسول اللہ ﷺ، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا۔

(روح البیان، ج٤، ص ٤٢٥)

وظنوا انهم قد كذبوا میں بعض مترجمین کی لغزشیں:

۳.....محمود الحسن متوفی ۱۳۳۹ھ فرماتے ہیں: یہاں تک کہ جب نا امید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا پہنچی ان کو ہماری مدد پھر بچالیا ہم نے جن کو چاہا۔

اشرفعلی تھانوی متوفی ۱۳۶۴ھ لکھتے ہیں: یہاں تک کہ پیغمبر مایوس ہوگئے اور ان کو گمان غالب ہوگیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی، ان کو ہماری مدد پہنچی پھر ہم نے جس کو چاہا وہ بچالیا گیا۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ۱۳۹۶ھ نے بھی یہی ترجمہ کیا۔

مودودی لکھتا ہے: کذبوا کی قرائت میں چار توجیہات پیش کی گئی ہیں (۱) کذبوا بغیر تشدید کے پڑھا گیا ہے اس کی دو توجیہات ہونگی پہلی توجیہ یہ ہے کہ لوگوں نے گمان کیا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا تھا، یہ صحیح توجیہ ہے اور دوسری توجیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ رسولوں نے گمان

کیا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا ہے، یہ غلط توجیہ ہے، حضرت عائشہ صدیقہ نے اس توجیہ کو رد کردیا اور امام رازی نے انکی تائید فرمائی ہے۔(۲) اگر کذبوا کو تشدید کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کی بھی دو توجیہات ہونگی: پہلی توجیہ یہ ہے کہ رسولوں نے یقین کرلیا کہ ان کی امتوں نے ان کی تکذیب کردی ہے اور دوسری توجیہ یہ کہ رسولوں نے گمان کرلیا کہ جو لوگ ان پر ایمان لا چکے ہیں وہ اب ان کی تکذیب کرینگے، یہ ام المومنین کی توجیہ ہے اور سب سے بہترین توجیہ ہے۔ (تبیان القرآن، ج۵،ص ۸۸۰)۔

قرآن میں ہر چیز کا روشن بیان ہے:

☆...... ہر مکلف مسلمان پر لازم ہے کہ وہ قرآن مجید فرقان حمید کے ذریعے اپنی جان، عقل، مال، دین، اور عزت کی حفاظت کرے اور حفاظت سے مراد قرآن کریم پر ایمان لائے اور اس کے احکام کو بخوشی تسلیم کرے۔ اس کتاب میں اللہ نے قیامت تک کے لوگوں کے ایمان لانے، صاحب ایمان کے فلاح و کامرانی کے راستے کا چناؤ لکھ دیا ہے۔ رب کریم نے ہر ہر زاویے سے انسانی عقل و خرد کے سوچنے کے انداز کے مطابق اسے مکمل تفہیم کرنے کے لئے اتارا ہے۔ علامہ خازن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول سورۃ البقرۃ کے تحت نقل کیا ہے: ''ہر کتاب کا ایک خلاصہ و نچوڑ ہوتا ہے اور قرآن کا خلاصہ و نچوڑ حروف تہجی ہیں''۔

اغراض: ایقن الرسل: رسولوں کو اللہ کی جانب سے بذریعہ وحی یقین تھا، ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا اور ایمان نہ لائے۔ الرسل: یعنی ہود، صالح، لوط، شعیب وغیرہ، یہ بھی احتمال ہے کہ قصصهم میں موجود ضمیر عائد حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کی جانب لوٹتی ہے اور اس کی دلیل ﴿نحن نقص علیک احسن القصص (یوسف:۳)﴾ ہے، مطلب یہ ہے کہ اس واقعے میں حضرت یوسف کے کنویں اور قید سے باہر آنے، عزت و بادشاہت، والد گرامی اور بھائیوں کا طویل مدت کے بعد ملنے کی بشارتیں ہیں، جو اللہ حضرت یوسف کے ساتھ کرم نوازی فرماتا ہے اپنے حبیب محمد ﷺ کے اعزاز، دین اسلام کے اعزاز و مرتبہ اور اپنے دین کے ظاہر کرنے کے لئے اور دشمنوں کی ناک خاک آلود کرسکتا ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۰۰ وغیرہ)

ایک اهم بات

صلوا علی الحبیب :صلی الله علی محمد

☆...... حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ سواروں کی ایک جماعت میں جا رہا تھا کہ اسی سفر میں آپ ﷺ ایک جگہ سے گزرے جہاں بکری کا مردہ بچہ پڑا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ اسکے مالکوں نے اسکو پھینکا ہوگا تو یہ انکے نزدیک بے وقعت ہوگا؟ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی کہ اسکے بے وقعت ہونے کی وجہ سے ہی اسکے مالکوں نے اسکو پھینکا ہوگا! آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس قدر یہ بکری کا بچہ اپنے مالکوں کے نزدیک بے وقعت ہے اللہ عزوجل کے نزدیک یہ دنیا اس سے بھی زیادہ بے وقعت ہے''۔

(الجامع الترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء فی اهوان الدنیا، رقم:۲۳۲۸، ص ۶۷۵)

سورۃ الرعد مکیۃ الا "لا یزال الذین کفروا الآیۃ"

(سورہ رعد مکیہ ہے، دوآیتوں لایزال الذین کفروا تصیبھم اور یقول الذین کفروا لست مرسلا کے سوا سب مکی ہیں)
(اس میں ایک چھ رکوع تینتالیس یا پینتالیس آیتیں اور آٹھ سو پچپن کلمے اور تین ہزار پانچ سو چھ حروف ہیں)

تعارف

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سورہ مدنی ہے۔ اس سورہ کے مضامین یہ ہیں کہ ابتداء ہی میں اللہ نے توحید کا بیان فرمادیا کہ سورج، چاند، ستارے، زمین وآسمان سب اللہ کے حکم کے پابند ہیں، زمین میں پہاڑوں کا نصب ہونا اور نہریں جاری ہونا، ہر قسم کے پھل، پودے، مرد وعورت وہر ذی روح کے جوڑے، نیز دن ورات کی تبدیلی اللہ کی نشانیاں ہیں۔ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے اور جنت دوزخ کا بیان، نیز اللہ کی مغفرتیں اور بشارتیں اہل ایمان کے لئے جا بجا ذکر کی گئی ہیں۔ بدلی والے فرشتے اللہ کے حکم سے انسان کے آگے پیچھے متعین ہیں، اور انسان جب تک اپنی حالت خود نہ بدلے اللہ قوموں کی حالت نہیں بدلتا۔ اندھے اور اکھیارے، روشنی اور اجالے کی مثالوں کے ذریعے انسان کو خالق حقیقی کی معرفت کا درس دے دیا گیا تا کہ انسان اس احکم الحاکمین کی حاکمیت پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے شب روز ایمان کی حالت میں گزارے۔ جس طرح آسمان سے برسنے والا پانی جب مختلف زمینوں پر برستا ہے تو کہیں کھیتیں اگ جاتی ہیں اور کہیں چٹیل میدان برسنے والے پانی سے کوئی نفع نہیں اٹھاتے بالکل اسی طرح بعض انسانی دل قرآنی آیات واحکامات سے خوب نفع اٹھاتے ہیں اور بعض کور باطل محض ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ جو لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں وہ احکامات کی پابندی کرتے ہیں، اللہ کی رضا کے لئے نمازیں قائم کرتے ہیں، راہ خدا میں چھپ کر اور ظاہر کرکے خرچ کرتے ہیں۔ رزق کا رونا رونے والوں کے لئے بھی پیغام عبرت ہے کہ اللہ جس کے لئے چاہے رزق وسیع کردے اور جس کے لئے چاہے تنگ فرمادے اسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ اور جو دل اللہ کی یاد سے تازہ ہوجاتے ہیں ان کے لئے جنتی نعمتیں وانعام واکرام کی بشارتیں بھی ہیں، اور نافرمانوں کے لئے آگ کی وعیدیں بھی جگہ جگہ بیان کی گئی ہیں۔

رکوع نمبر: ٧

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

﴿الٓمّرٰ قف﴾ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ بِذَالِکَ ﴿تِلْکَ﴾ ھٰذِہِ الْآیَاتِ ﴿اٰیٰتُ الْکِتٰبِ﴾ اَلْقُرْآنِ وَالْاِضَافَۃُ بِمَعْنٰی مِنْ ﴿وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ﴾ اَلْقُرْآنُ مُبْتَدَأٌ خَبَرُہٗ ﴿اَلْحَقُّ﴾ لَاشَکَّ فِیْہِ ﴿وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ﴾ اَیْ اَھْلَ مَکَّۃَ ﴿لَا یُؤْمِنُوْنَ (١)﴾ بِاَنَّہٗ مِنْ عِنْدِہٖ تَعَالٰی ﴿اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا﴾ اَیِ الْعَمَدُ جَمْعُ عِمَادٍ وَھُوَ الْاُسْطُوَانَۃُ وَھُوَ صَادِقٌ بِاَنْ لَا عَمَدَ اَصْلًا ﴿ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ﴾ اِسْتِوَاءً یَلِیْقُ بِہٖ ﴿وَسَخَّرَ﴾ ذَلَّلَ ﴿الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط کُلٌّ﴾ مِنْھُمَا ﴿یَّجْرِیْ﴾ فِیْ فَلَکِہٖ ﴿لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ط﴾ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ﴿یُدَبِّرُ الْاَمْرَ﴾ یَقْضِیْ اَمْرَ مُلْکِہٖ ﴿یُفَصِّلُ﴾ یُبَیِّنُ ﴿الْاٰیٰتِ﴾ دَلَالَاتِ قُدْرَتِہٖ ﴿لَعَلَّکُمْ﴾ یَا اَھْلَ مَکَّۃَ ﴿بِلِقَآءِ رَبِّکُمْ﴾ بِالْبَعْثِ ﴿تُوْقِنُوْنَ (٢) وَھُوَ الَّذِیْ مَدَّ﴾ بَسَطَ ﴿الْاَرْضَ وَجَعَلَ﴾ خَلَقَ ﴿فِیْھَا رَوَاسِیَ﴾ جِبَالًا ﴿وَّاَنْھٰرًا ط وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ﴾ خَلَقَ ﴿فِیْھَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ﴾ مِنْ کُلِّ نَوْعٍ ﴿یُغْشِی﴾ یُغْطِیْ ﴿الَّیْلَ

﴾بِظُلْمِہٖ﴿النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ ﴾دَلَالَاتٍ عَلٰی وَحْدَانِیَتِہٖ تَعَالٰی﴿لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ(۳)﴾فِیْ صُنْعِ اللّٰہِ﴿وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ ﴾بِقَاعٌ مُخْتَلِفَةٌ﴿مُّتَجٰوِرٰتٌ ﴾مُتَلَاصِقَاتٌ فَمِنْهَا طِیْبٌ وَسَبْخٌ وَقَلِیْلٌ الرِّیْعِ وَکَثِیْرِہٖ وَهُوَ مِنْ دَلَائِلِ قُدْرَتِہٖ تَعَالٰی﴿وَّجَنّٰتٌ ﴾بَسَاطِیْنُ ﴿مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ ﴾بِالرَّفْعِ عَطْفًا عَلٰی جَنّٰتٍ وَالْجَرِّ عَلٰی اَعْنَابٍ وَکَذَا قَوْلُہٗ﴿وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ ﴾جَمْعُ صِنْوٍ وَهِیَ النَّخَلَاتُ یَجْمَعُهَا اَصْلٌ وَاحِدٌ وَتَتَشَعَّبُ فُرُوْعُهَا﴿وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ ﴾مُنْفَرِدَةٍ﴿یُّسْقٰی ﴾ بِالتَّاءِ اَیِ الْجَنَّاتِ وَمَا فِیْهَا وَالْیَاءِ اَیِ الْمَذْکُوْرِ﴿بِمَآءٍ وَّاحِدٍ قف وَنُفَضِّلُ ﴾بِالنُّوْنِ وَالْیَاءِ﴿بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُکُلِ ؕ ﴾بِضَمِّ الْکَافِ وَسُکُوْنِهَا فَمِنْ حُلْوٍ وَحَامِضٍ وَهُوَ مِنْ دَلَائِلِ قُدْرَتِہٖ تَعَالٰی﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ﴾الْمَذْکُوْرِ﴿ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (۴)﴾یَتَدَبَّرُوْنَ﴿وَاِنْ تَعْجَبْ ﴾یَامُحَمَّدُ مِنْ تَکْذِیْبِ الْکُفَّارِ لَکَ﴿فَعَجَبٌ ﴾حَقِیْقٌ بِالْعُجْبِ﴿قَوْلُهُمْ ﴾مُنْکِرِیْنَ لِلْبَعْثِ ﴿ءَ اِذَا کُنَّا تُرٰبًاءَ اِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ ﴾لِاَنَّ الْقَادِرَ عَلٰی اِنْشَاءِ الْخَلْقِ وَمَا تَقَدَّمَ عَلٰی غَیْرِ مِثَالٍ سَبَقَ قَادِرٌ عَلٰی اِعَادَتِهِمْ وَفِی الْهَمْزَتَیْنِ فِی الْمَوْضِعَیْنِ اَلتَّحْقِیْقُ وَتَحْقِیْقُ الْاُوْلٰی وَتَسْهِیْلُ الثَّانِیَةِ وَاِدْخَالُ اَلِفٍ بَیْنَهُمَا عَلَی الْوَجْهَیْنِ وَتَرْکِهَا وَفِیْ قِرَائَةٍ بِالْاِسْتِفْهَامِ فِی الْاَوَّلِ وَالْخَبَرِ فِی الثَّانِیْ وَاُخْرٰی عَکْسُہٗ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ج وَاُولٰٓئِکَ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ ج وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (۵)﴾وَنَزَلَ فِی اسْتِعْجَالِهِمُ الْعَذَابَ اِسْتِهْزَاءً﴿وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالسَّیِّئَةِ ﴾الْعَذَابِ﴿قَبْلَ الْحَسَنَةِ﴾الرَّحْمَةِ﴿ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ ﴾جَمْعُ الْمَثُلَةِ بِوَزْنِ السَّمُرَةِ اَیْ عُقُوْبَاتُ اَمْثَالِهِمْ مِنَ الْمُکَذِّبِیْنَ فَلَا یَعْتَبِرُوْنَ بِهَا﴿وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰی ﴾مَعَ﴿ظُلْمِهِمْ ج ﴾وَاِلَّا لَمْ یَتْرُکْ عَلٰی ظَهْرِهَا دَابَّةً﴿وَاِنَّ رَبَّکَ لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ (۶)﴾لِمَنْ عَصَاہُ﴿وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَا ﴾هَلَّا﴿اُنْزِلَ عَلَیْہِ﴾عَلٰی مُحَمَّدٍ﴿ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّہٖ﴾ کَالْعَصَا وَالْیَدِ وَالنَّاقَةِ قَالَ تَعَالٰی﴿ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ ﴾مُخَوِّفُ الْکَافِرِیْنَ وَلَیْسَ عَلَیْکَ اِتْیَانُ الْاٰیَاتِ﴿وَّلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (۷)﴾نَبِیٌّ یَدْعُوْهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ بِمَا یُعْطِیْہِ مِنَ الْاٰیَاتِ لَا بِمَا یَقْتَرِحُوْنَ.

﴿ترجمہ﴾

المر......۱...... (حروف مقطعات ہیں، اللہ ﷻ اس کی مراد خوب جانتا ہے) وہ (یعنی یہ آیتیں) جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے (والذی انزل ......الخ مبتداء ہے اور الحق اس کی خبر ہے، مطلب یہ کہ قرآن میں کوئی شک نہیں) مگر اکثر آدمی (یعنی اہل مکہ) ایمان نہیں لاتے (اس پر کہ یہ کتاب اللہ ﷻ کی طرف سے نازل ہوئی ہے) اللہ ہے کہ جس نے آسمانوں کو بلند کیا بے ستونوں کے کہ تم دیکھو (عمد جمع ہے عماد کی، بمعنی ستون اور یہاں یہی مراد ہے کہ آسمانوں کے لیے اصلاً کوئی ستون نہیں ہے)

پھر عرش پر استوا فرمایا(ایسا استواء جو اس کی شان کے لائق ہے......۲......) مسخر کیا(تابعدار بنا دیا) سورج اور چاند کو(یعنی ان دونوں کو) کہ ہر ایک چلتا ہے(اپنے مدار میں) ایک ٹھہرائے ہوئے وعدہ تک(یعنی روز قیامت تک) اللہ کام کی تدبیر فرماتا(اپنی سلطنت کے کاموں کے فیصلے فرماتا ہے) اور بیان فرماتا ہے نشانیاں(یفصل بمعنی یبین ہے، جو اس کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں) کہیں تمہیں(اے اہل مکہ) اپنے رب سے ملنے(مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے وقت تک) یقین ہو اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا(مد کے معنی پھیلانا ہے) اور بنائے(جعل بمعنی خلق ہے) اس میں لنگر(جمے ہوئے پہاڑ) اور نہریں اور دو طرح کے پھل بنائے زمین میں دو دو طرح کے(ہر ہر قسم میں سے دو طرح کے پھل بنائے) رات سے(یعنی اس کے اندھیرے سے) دن کو چھپاتا ہے(یغشی بمعنی یغطی ہے) بیشک اس میں(متذکرہ میں) نشانیاں ہیں......۳......(اللہ ﷻ کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی) دھیان کرنے والوں کو(جو اللہ ﷻ کی صفات میں تفکر کرتے ہیں) اور زمین کے مختلف قطعے ہیں(قطع سے مراد مختلف قطعے ہیں) پاس پاس(متجوزات بمعنی متلاصقات ہے، پس ان میں سے کوئی ٹکڑا زرخیز ہے اور کوئی بنجر اور کم کاشت والا اور کوئی زیادہ اور یہ اللہ ﷻ کی قدرت کے دلائل ہیں) اور باغ ہیں(جنات بمعنی بساتین ہے) انگوروں کے اور کھیتی(زرع کا عطف جنات پر ہوگا تو اسے مرفوع اور اعناب پر ہوا تو مجرور پڑھیں گے، یونہی اگلے قول کو) اور کھجور کے پیڑ ایک تھال سے اُگے(صنوان جمع ہے صنو کی، مفسر علیہ الرحمۃ نے نخلات سے صنوان کی تفسیر کی ہے جو کہ جمع کا صیغہ ہے اور اس کی اصل صنو واحد ہے جس سے مراد نخلات ہی ہے اور نخیل کی فروعات مختلف آتی ہیں) اور الگ الگ(غیر صنوان بمعنی منفردۃ ہے) پانی دیا جاتا ہے سب کو(تسقی کو یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے یعنی باغ اور اس میں موجود چیزوں کو پانی دیا جاتا ہے) ایک ہی پانی اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر کرتے ہیں(نفضل کو نون اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، اکل کو کاف کے ضمہ اور سکون دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور یہ میوہ جات کھانے میں میٹھے اور کڑوے ہوتے ہیں......۴......اور یہ باتیں اللہ ﷻ کی قدرت کے دلائل میں سے ہیں) بیشک اس میں(یعنی متذکرہ بالا باتوں میں) نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے(یعنی تدبر کرنے والوں کے لیے) اور اگر تم تعجب کرو(اے محمد ﷺ! کفار کے آپ کو جھٹلانے پر) تو اچنبا(یعنی حقیقی تعجب) تو ان کے(بعث بعد الموت کے منکروں کے......۵......) اس کہنے کا ہے کہ کیا ہم مٹی ہو کر پھر نئے بنیں گے(کیونکہ جو مخلوق کو ماقبل اشیاء کو بغیر کسی مثال سابق کے پیدا کرنے پر قادر ہے وہ ان کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے اور اء ذا کنا ترابا اء نا، دونوں جگہوں میں ہمزہ تحقیق کے لیے ہے یا اول مقام پر تحقیق اور ثانی مقام پر تسہیل کے لیے، اور دونوں کے مابین الف کا داخل کرنا اور داخل نہ کرنا پایا جاتا ہے اور ایک قرأت میں اول استفہام کے لیے اور ثانی خبر کے لیے ہے یا اس کے برعکس) وہ ہیں جو اپنے رب سے منکر ہوئے اور وہ ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہونگے اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اسی میں رہنا ہے(یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے بطور استہزاء عذاب کے آنے میں جلدی مچائی) اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں(السیئۃ کے معنی عذاب ہے) رحمت سے پہلے(الحسنۃ کے معنی رحمت ہے) اور ان سے اگلوں کو سزائیں ہو چکیں(المثلت جمع ہے المثلۃ کی، جو کہ بروزن السمرۃ ہے مراد اس سے سزائیں ہیں یعنی انہیں جھٹلانے والوں کے مثل سزائیں واقع ہو چکیں لیکن وہ پھر بھی اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے) اور بیشک تمہارا رب تو لوگوں

کے ظلم پر بھی انہیں ایک طرح کی معافی دیتا ہے۔۔۔۔۔۶۔۔۔۔(علی بمعنی مع ہے ورنہ تو زمین پر چلنے والے کسی کو نہ چھوڑتا) اور بیشک تمہارے رب کا عذاب سخت ہے (ان کے لیے جو اس کی نافرمانی کریں) اور کافر کہتے ہیں (لولا بمعنی ھلا ہے) اُن (محمد ﷺ پر) ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی۔۔۔۔۷۔۔۔۔(جیسے عصا، ید بیضاء اور ناقہ وغیرہ اللہ ﷻ نے فرمایا) تم تو ڈر سنانے والے ہو (کافروں کو خوف دلانے والے ہو اور تم پر نشانیاں لیکر آنا لازم نہیں ہے) اور ہر قوم کا ہادی۔۔۔۔۸۔۔۔۔ہوتا ہے (یعنی نبی ہوتا ہے جو کہ اپنی قوم کو رب العالمین کی جانب دی گئی نشانیوں کے ذریعے دعوت دیتا ہے نہ کہ ان کی منہ مانگی نشانیوں کے ذریعے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿المر تلک آیت الکتب والذی انزل الیک من ربک الحق﴾

المر: خبر مبتدا محذوف "ھذا" کے لیے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، تلک مبتدا، آیت الکتب: مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الذی: موصوف، انزل الیک من ربک: فعل با نائب الفاعل و ظرف لغو اول و ظرف لغو ثانی ملکر جملہ فعلیہ صلہ، موصول صلہ ملکر مبتدا، الحق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولکن اکثر الناس لا یؤمنون﴾۔

و: حالیہ، لکن: حرف مشبہ، اکثر الناس: اسم، لا یؤمنون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "الحق" سے حال ہے۔

﴿اللہ الذی رفع السموت بغیر عمد ترونھا﴾۔

اللہ: مبتدا، الذی: موصول، رفع: فعل با فاعل، السموت: ذوالحال، بغیر عمد: ظرف مستقر حال اول، ترونھا: جملہ فعلیہ حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم استوی علی العرش وسخر الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی﴾

ثم: عاطفہ، استوی علی العرش: فعل با فاعل و ظرف لغو جملہ فعلیہ "رفع السموت" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، سخر الشمس والقمر: فعل با فاعل و مفعول جملہ فعلیہ معطوف ثانی، کل: مبتدا، یجری لاجل مسمی: فعل با فاعل و ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یدبر الامر یفصل الایت لعلکم بلقاء ربکم توقنون﴾۔

یدبر الامر: فعل فاعل و مفعول جملہ فعلیہ ماقبل "اللہ" کی خبر ثانی، یفصل الایت: فعل فاعل و مفعول، جملہ فعلیہ خبر ثالث، لعلکم: حرف مشبہ و اسم، بلقاء ربکم: ظرف لغو مقدم، توقنون: فعل با فاعل و ظرف لغو مقدم جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وھو الذی مد الارض وجعل فیھا رواسی وانھرا﴾۔

و: عاطفہ، ھو: مبتدا، الذی: موصول، مد الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جعل فیھا: فعل با فاعل و ظرف لغو، رواسی وانھرا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن کل الثمرات جعل فیھا زوجین اثنین﴾۔

و: عاطفہ، من کل الثمرات: ظرف لغو مقدم، جعل فیھا: فعل با فاعل و ظرف لغو، زوجین اثنین: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "جعل فیھا رواسی" پر معطوف ہے۔

﴿یغشی الیل النھار ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون﴾.
یغشی الیل النھار: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، جملہ فعلیہ مستانفہ، ان :حروف مشبہ، فی ذلک :ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکید، ایۃ:موصوف، لام:جار، قوم : موصوف، یتفکرون : جملہ فعلیہ صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر اسم موخر، ان اپنی خبر مقدم واسم موخر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وفی الارض قطع متجورت وجنت من اعناب وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقی بماء واحد﴾.
و :عاطفہ، فی الارض : ظرف مستقر خبر مقدم، قطع متجورت : معطوف علیہ، وجنت...... الخ : معطوف علیہ،ملکر موصوف، یسقی بماء واحد : جملہ فعلیہ صفت،ملکر معطوف ،ملکر مبتداموخر،اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ونفضل بعضھا علی بعض فی الاکل﴾.
و:عاطفہ،نفصل:فعل بافاعل،بعضھا:ذوالحال، علی بعض : ظرف لغو، فی الاکل : ظرف مستقر حال،اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ما قبل "یسقی بماء واحد" پر معطوف ہے۔

﴿ان فی ذلک لایت لقوم یعقلون﴾.
ان : حرف مشبہ : فی ذلک ظرف مستقر خبر مقدم، لام : تاکیدیہ، آیت : موصوف ،لقوم یعقلون: صفت،ملکر اسم، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان تعجب فعجب قولھم ء اذا کنا ترابا ء انا لفی خلق جدید﴾.
و:مستانفہ، ان :شرطیہ،تعجب:فعل بافاعل جملہ فعلیہ شرط، ف : جزائیہ، عجب : خبر مقدم، قولھم : مرکب اضافی مبدل منہ،ھمزہ:حرف استفہامیہ، اذا :شرطیہ کنا ترابا :فعل ناقص بااسم وخبر جملہ فعلیہ شرط، ھمزہ:استفہامیہ، اذاحرف مشبہ واسم، لفی خلق جدید : ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ بدل،ملکر مبتداموخر،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اولئک الذین کفروا بربھم واولئک الاغلال فی اعناقھم﴾.
اولئک:مبتداء، الذی : موصول، کفروا بربھم : جملہ فعلیہ صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و:عاطفہ،اولئک:مبتداء، الاغلل : مبتدا ثانی، فی اعناقھم : ظرف مستقر خبر،مبتدا ثانی سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واولئک اصحاب النارھم فیھا خلدون﴾.
و :عاطفہ، اولئک مبتداء، اصحاب النار :خبراول، ھم فیھا خلدون: جملہ اسمیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویستعجلونک بالسیئۃ قبل الحسنۃ وقد خلت من قبلھم المثلت﴾.
و :عاطفہ، یستعجلونک :فعل بافاعل ومفعول،ب:جار، السیئۃ : ذوالحال،و:حالیہ،قد :تحقیقیہ ، خلت من قبلھم المثلت: فعل باظرف لغووفاعل، جملہ فعلیہ حال ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ،قبل الحسنۃ ظرف،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان ربک لذومغفرۃ للناس علی ظلمھم وان ربک لشدید العقاب﴾.
و: حالیہ ، ان ربک حرف مشبہ واسم، لام :تاکید، ذو :مضاف، مغفرۃ : مصدر ھو ضمیر فاعل، لام :جار، الملناس.:ذوالحال، علی ظلمھم : ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،مصدر اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہوکر مضاف،ملکر خبر،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،ان ربک حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ،شدید العقاب:خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویقول الذین کفروا لولا أنزل علیہ ایۃ من ربہ﴾.

و : مستانفہ، یقول الذی کفروا:قول، لولا : حرف تحضیض بمعنی ھلا، : انزل علیہ : فعل مجہول باظرف لغو، اٰیۃ : موصوف، من: ظرف مستقر صفت، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ۔

﴿انما انت منذر ولکل قوم ھاد﴾۔

انما: حرف مشبہ وماکافہ، انت : مبتدا، منذر : خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، لکل قوم : ظرف مستقر خبر مقدم، ھاد : مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

المر کی تحقیق میں مفسرین کا اجتہاد:

۱......شیخ اسماعیل حقی بروسوی نقل فرماتے ہیں: ''الف'' سے مراد اسم جلالت اللہ ہے، ''لام'' سے مراد جبرائیل ہیں، ''م'' سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بالا صفات ہے، ''راء'' سے مراد دیگر رسل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ''میں اللہ ہوں جس نے جبرائیل کو محمد (ﷺ) کے پاس قرآن کے ساتھ بھیجا اور دیگر رسل کے پاس بغیر کتاب اور صحائف کے ساتھ بھیجا۔ (روح البیان، ج٤، ص ٤٢٩)

علامہ راغب اصفہانی ''اجتہاد'' کا معنی نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ذہن کا طاقت کو خرچ کرنا اور مشقت کو برداشت کرنا اجتہاد ہے۔ کہا جاتا ہے کہ میں نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا، یعنی اپنی فکر کو تھکایا۔ (المفردات، ص١٠٨)

☆......سید عالم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا، آپ ﷺ نے پوچھا اے معاذ! تم فیصلے کس طرح کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ میں کتاب اللہ میں دیکھ کر فیصلہ کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ہو؟ انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی سنت میں سے فیصلہ کروں گا؟ آپ ﷺ نے پوچھا اگر وہ حکم رسول اللہ ﷺ کی سنت میں نہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے لئے حمد ہے جس نے رسول اللہ کے نمائندہ کو توفیق بخشی''۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الاقضیۃ، باب :اجتھاد الرای، رقم: ٣٥٩٢،ص٦٧٤)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب حاکم اجتہاد سے کوئی حکم لگائے اور اس کا حکم صحیح ہو تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور جب اس کو حکم میں خطا لاحق ہو تو اس کے لئے ایک اجر ہے''۔

(صحیح بخاری، کتاب اعتصام بالکتاب والسنۃ، رقم: ٧٣٥٢،ص١٢٦٤)

معلوم ہوا کہ حضرات مفسرین کرام اور اجتہاد کے مرتبے پر پہنچے ہوئے حضرات جب قرآن کے مقطعات کو اللہ عزوجل کے فضل سے جان لیتے ہیں اور ان کے عمدہ معانی ومطالب بیان کرتے ہیں جس کی شریعت نے تعریف وتحسین فرمائی ہے تو سید عالم ﷺ کی ذات کے علم کا عالم کیا ہو گا جن کے قلب اطہر پر نزول قرآن ہوتا تھا۔

اللہ عزوجل کا عرش پر استواء فرمانا:

۲......امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: اللہ نہ تو جوہر ہے اور نہ ہی عرض، نہ اس کی کوئی حد ہے اور نہ اس کو منازع ہے، نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ ہی اس کی کوئی مثال ہے، اور (نہ) اس کا ہاتھ، چہرہ اور نفس ہے۔ قرآن مجید میں اللہ نے جو چہرہ، ہاتھ اور نفس کا ذکر کیا ہے وہ اس کی صفات بلا کیف ہیں اور یہ توجیہ نہ کی جائے کہ ہاتھ سے مراد اس کی قدرت یا نعمت ہے کیونکہ اس توجیہ میں اس کی صفت کو باطل کرنا ہے اور یہ قدریہ اور معتزلہ کا قول ہے لیکن اس کا ہاتھ اس کی صفت بلا کیف ہے اور اس کا غضب اور اس کی رضا اس کی صفات میں سے بلا کیف دو صفتیں ہیں۔ (شرح فقہ الاکبر مع شرحہ، ص ٦٥ وغیرہ)

علامہ تقی الدین احمد بن تیمیہ الحرانی لکھتے ہیں: اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے جن صفات سے خود کو موصوف کیا ہے اور اس کے رسول ﷺ نے اس کو جن صفات سے موصوف کیا ہے ان صفات پر ایمان رکھا جائے، ان صفات کی نفی کی جائے نہ ان صفات کی تاویل کی جائے، نہ ان صفات کی کیفیت بیان کی جائے، نہ ان صفات کی کوئی مثال بیان کی جائے اور یہ کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے، سب کی ابتدا اسی سے ہوئی ہے اور سب نے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ (مجموعة الفتاوی، ج۳، ص ۱۰۷)

علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی فرماتے ہیں: اگر مخالف ان نصوص سے استدلال کرے جو جہت، جسمیت، صورت اور جسمانی اعضاء میں ظاہر ہیں، مثلاً اللہ ﷻ نے فرمایا: تعرج الملائكة والروح اليه یعنی فرشتے اور جبرائیل اس کی طرف چڑھ کر جاتے ہیں (المعارج: ۴) اور فرمایا: یدالله فوق ایدیهم یعنی ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے (الفتح: ۱۰) سید عالم ﷺ نے فرمایا: فان الله خلق آدم على صورته یعنی اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا (صحیح مسلم، البر والصلة، باب النهی ضرب الوجه، رقم: ۶۶۵۰/۲۶۱۲، ص ۱۲۸۸)
جواب یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے جسم اور جسمانیت اور جہات سے منزہ ہونے پر دلائل قطعیہ قائم ہیں، اس لئے ان نصوص کے علم کو اللہ کے سپرد کر دینا چاہئے جیسا کہ متقدمین کا سلامتی والا طریقہ ہے اور یا پھر ان کی صحیح تاویلات کی جائیں جیسا کہ متاخرین کا طریقہ ہے تاکہ جاہلوں کے اعتراضات کو دور کیا جاسکے اور کم فہم لوگوں کو اپنے مسلک پر برقرار رکھا جاسکے۔ (شرح العقائد النسفی، ص ۳۸، ملخصاو ملتقطا)

علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ خیالی المتوفی ۸۷۰ھ فرماتے ہیں: اس کی طرف چڑھ کر جانے سے مراد وہ جگہ ہے جس جگہ عبادت کے ساتھ اس کا قُرب حاصل کیا جاتا ہے، اور ید اللہ سے مراد اس کی قدرت ہے اور اللہ کی صورت سے مراد اس کی صفت علم یا صفت قدرت ہے۔ (حاشية الخيالی، ص ۷۴)۔ اس آیت میں اعلیٰ حضرت کے طریقے کو اپنانے میں بہتری کی راہ نظر آتی ہے کہ اللہ اپنی شان کے مطابق عرش پر قائم ہے یا استواء فرمائے ہوئے ہے۔

زمین، آسمان، درخت، پہاڑ، پھل وغیرہ سے توحید باری کا ثبوت:

۳...... جان لینا چاہیے کہ زمین کے مختلف ٹکڑے اپنی ماہیت کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں کہیں زمین نرم ہوتی ہے تو کہیں ریتیلی، کہیں بنجر ہے تو کہیں معتدل، کہیں پتھر کی بڑی بڑی چٹانیں ہیں تو کہیں محض چٹیل میدان، پھر ان زمینوں کی ساخت اور کیفیت کی بنیاد پر کہیں سبزہ اگتا ہے تو کہیں پھل، کہیں پھول نشر و نما پاتے ہیں تو کہیں جھاڑیاں ہی جھاڑیاں دکھائی دیتی ہیں۔ پھر ایک ہی قسم کے پھل کو مختلف رنگوں اور ذائقوں میں دیکھا جائے تو عقل انسانی حیرت میں پڑ جاتی ہے کہ انسان ایک ہی قسم کے پھل کے ذائقے میں کمی و زیادتی کو پاتا ہے، کوئی میٹھا ہے تو کوئی تُرش، کوئی نمکین ہے تو کوئی بدذائقہ۔ ایک ہی قسم کی زمین پر اگنے والا سبزہ بسا اوقات مختلف ہوتا ہے، انسان غور کرے تو سارا نظام قدرت اُسے ایک ہی فکر دیتا ہے، ایک ہی سوچ دلاتا ہے کہ بس! وحدہ لاشریک لہ ذات ایک ہی ہے۔

پھلوں کی مثال شارحین کی نظر میں!

۴...... سید عالم ﷺ نے فرمایا: کچھ ردی، کچھ عمدہ، کچھ میٹھے اور کچھ کھٹے پھل ہوتے ہیں، اور یہ چیز بھی صانع حکیم کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ جیسے اولاد آدم مختلف ہوتے ہیں کوئی نیک و صالح ہے تو کوئی خبیث اور بدطینیت حالانکہ تمام کا باپ ایک ہی ہے۔ حسن فرماتے ہیں کہ یہی مثال بنی آدم کے دلوں کی ہے، رحمٰن کے ہاتھوں میں زمین کی ایک مٹی تھی، اس نے اسے ہموار کیا اور بچھایا تو وہ قریب قریب کے ٹکڑے ہوگئی پھر اس پر پانی ڈالا تو اس سے اس کی کلیاں، درخت، پھل نکالے اور اسی زمین سے اس کا شورہ نمک اور خبث نکالا۔ حالانکہ تمام زمین ایک ہی پانی سے سیراب ہوئی تھی۔ اسی طرح اس نے تمام لوگوں کو آدم علیہ السلام سے پیدا فرمایا پھر اس

نے آسمان سے ایسا پانی اتارا تو کچھ دل ڈرنے والے اور جھکنے والے ہو گئے اور کچھ سخت اور غافل ہو گئے۔ (المظھری، ج ٤، ص ٦٩)

بعث بعد الموت کا انکار :

ھ.....امام جوزی فرماتے ہیں کہ مخلوق کی کثیر تعداد ایسی ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں اور یہ شبہ انہیں دو وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے اول یہ کہ وہ مادہ منویہ کی جانب دیکھتے ہیں اور دوسرے یہ کہ جب انسان زمین میں دفن کر دیا گیا اور کیڑے مکوڑے کی غذا بن گیا تو پھر دوبارہ اسی طرح کیسے بن پائے گا؟ امام جوزی جوابات دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ انسان کی اصل کی جانب دیکھ لیا جائے تو جواب مل جائے، حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے مٹی سے پیدا فرمایا اور اسی آدم کی پشت اطہر سے دیگر انسان بسبب نطفہ بنائے گئے، اسی مٹی سے سبزہ اور دانہ بنتا ہے اور یہی مٹی کیڑے مکوڑوں کے وجود اور ان سے پیدا ہونے والے انڈوں کا ذریعہ ہے۔ اور اسی طرح سونے یا چاندی کے مختلف ٹکڑے بھٹی میں ڈالے جائیں اور یہ ٹکڑے باریک اجزاء کی شکل اختیار کر لینے کے بعد مٹی میں بکھر جاتے ہیں لیکن جب اللہ اپنی قدرت سے ان باریک ذروں کو سمیٹ کر ہمارے سامنے ایک مناسب شکل وصورت میں کر دیتا ہے تو انسان جب کہ اس کا جسم بھاری ہو یا لاغر اس کے بکھرے ہوئے اعضاء کو دوبارہ سمیٹ کر کھڑا کر دینا اس کی شان سے بعید نہیں جب کہ وہ بچپن سے جوان اور پھر بڑھاپے میں جسم کو لاغر و توانا کرتا رہتا ہے۔ اور اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اپنے انبیائے کرام کے ہاتھوں پر عصا کو اژدھا اور اژدھے کو عصا کر دیتا ہے اور پہاڑوں سے زندہ اونٹنی برآمد کر دیتا ہے اور حضرت عیسی کے دست حق پرست سے کئی مردے بھی زندہ کر دکھائے۔ (تلبیس ابلیس، الباب الخامس، ذکر تلبیس ابلیس علی جاحدی البعث، ص ٩٠ وغیرہ)

نافرمانی کی حالت میں معافی مانگنا :

٦ یعنی بندہ اپنی ذات پر گناہ کر کے ظلم کرتا ہے، سُدی کے قول کے مطابق اس آیت کے مصداق مومنین ہیں اور کتاب اللہ کی یہ آیت اللہ کی رحمت کی زیادہ امید دلاتی ہے کہ گناہ ہوتے مغفرت کی خبر دینا جب کہ توبہ بھی نہیں پائی جا رہی، اور جب توبہ ہو تو گناہ کیونکر معاف نہ ہوں کہ توبہ تو گناہ کو دھو ڈالتی ہے اور دور کر دیتی ہے۔ (المدارک، ج ٢، ص ١٤٣)

اہل سنت وجماعت کے نزدیک یہ آیت بطور جواز دلیل ہے کہ کبیرہ وصغیرہ گناہ بغیر توبہ کیے معاف ہوتے ہیں اس لیے کہ اللہ نے مغفرت کرنے کے ظلم کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اللہ گناہ گار کے گناہ کو توبہ سے قبل بھی معاف کر دیتا ہے اور جو توبہ کرنے والا ہے تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ (روح المعانی، الجزء الثالث عشر، ص ١٣٣)

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اللہ کبیرہ گناہ کرنے والوں کو توبہ کرنے سے پہلے بخش دیتا ہے اور استدلال کی وجہ ﴿لذو مغفرة للناس على ظلمهم﴾ (الرعد:٦) فرمان مبارک ہے، یعنی جب وہ گناہ کرنے میں مصروف تھا، جیسا کہ کہا جائے: میں نے ایک امیر شخص کو (حرام) کھانا کھاتے دیکھا، پس آیت کا منشا یہی ہے کہ اللہ گناہ کرنے والے شخص کی حالت گناہ میں مغفرت فرمادے اس لئے کہ جس وقت وہ شخص حرام غذا کھا رہا تھا، عین اس وقت اپنے گناہ پر تائب تو نہیں تھا۔ پس ثابت ہوا کہ اللہ اپنے بندوں کے گناہ کو توبہ کرنے سے پہلے بھی معاف کر دیتا ہے۔ پھر بطور اعتراض ہم یہ کہیں گے کہ کفر کرنے میں لگے رہیں اور عمل (نیک) کو ترک کر دیا جائے؟، پس واجب ہوا کہ اس آیت کے اول حصے کو کبیرہ گناہ کرنے والوں پر محمول کیا جائے اور دوسرے حصے ﴿وان ربک لشدید العقاب﴾ (الرعد:٦) کو کافروں کے احوال پر محمول کیا جائے۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ عذاب میں تاخیر کرنا اور توبہ تک مہلت دینا مراد ہے کہ بندہ اپنے گناہ کی توبہ کر لے، اس کا جواب یہ ہے کہ سزا دینے میں تاخیر کرنے کو

مغفرت نہیں کہا جاتا اور اگر ایسا ہوتا تو کہا جاتا کہ سارے کافر مغفرت یافتگان ہیں اس لئے کہ ان کا عذاب آخرت تک کے لیے موخر کر دیا گیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی مدح میں فرمایا ﴿وان ربک لذو مغفرة للناس علی ظلمهم (الرعد:٦)﴾، اور کسی کی مدح کرنے سے اُسے فضیلت دینا مقصود ہوتا ہے اور ہمارے نزدیک آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ حالت گناہ میں مغفرت ہوتی ہے، اور جب گناہ ہو رہا ہوتا ہے تو گناہ کا ہونا توبہ کرنے کو روکتا ہے۔ پس ہمارا قول درست ہوا اور شبہات دور ہوئے۔

(الرازی، ج۷، ص ۱۲ ملخصا)

کسی کے ذہن میں یہ نہ آئے کہ اللہ ﷻ توبہ سے پہلے ہی گناہ معاف فرما دیتا ہے اس لئے گناہ کرتے رہیں۔ یہ سارا معاملہ اللہ کے فضل پر منحصر ہے، جس کے لئے جو چاہے فیصلہ فرمائے ہمیں خوف و امید دونوں کے درمیان رہنا چاہیے۔

مشرکین کی فرمائش کے مطابق معجزات کیوں نہ پیش کیے گئے؟

ے...... اس کی وجوہات یہ ہیں: (۱)...... مشرکین مکہ اپنی تسلی اور اطمنان کے لیے معجزات طلب نہیں کرتے تھے، اگر حق و سچ کو پہچاننا ان کا مطلوب ہوتا تو صرف قرآن مجید کا معجزہ ہونا انہیں کافی تھا۔ وہ عناد، سرکشی، کٹ حجتی، اور ہٹ دھرمی کے طور پر آپ ﷺ سے فرمائشی معجزات طلب کرتے تھے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اُن سے کہا تھا کہ ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے حتی کہ اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔ (۲)...... اگر بالفرض ان کی ان فرمائشوں کو پورا بھی کر دیا جاتا تو وہ پھر اور معجزات کی فرمائش کرتے اور ان کا یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ (۳)...... اللہ کو یہ علم تھا کہ اگر بالفرض ان کے مطلوبہ اور فرمائشی معجزات پیش کر دیئے گئے تو یہ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے جیسا کہ اس آیت ﴿ولو علم الله فيهم خيرا ...... وهم معرضون (الانفال: ۲۳)﴾ میں فرمایا۔ (۴)...... اللہ کی پچھلی اقوام میں یہ سنت رہی ہے کہ جب کفار کی قوم کسی معجزہ کی فرمائش کرتی اور اس کو وہ معجزہ دے دیا جاتا تو پھر بھی وہ اپنی سرکشی سے باز نہ آتے اور ایک عام عذاب آتا اور ان کافروں کو ملیا میٹ کر دیا جاتا، جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے یہ مطالبہ کیا کہ اس چٹیل میدان سے اونٹنی نکال کر دکھائی جائے اور جب ان کے اس مطالبے کے موافق اس چٹان سے اونٹنی نکالی گئی تو بھی اپنی سرکشی سے باز نہیں آئے اور ہمہ گیر عذاب نے انہیں گھیر لیا۔ سید عالم ﷺ کے ہوتے ہوئے عالمگیر عذاب نہیں آسکتا اس لیے کہ قرآن مجید میں اللہ کا وعدہ ہے ﴿وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم (الانفال:۳۳)﴾۔

لفظ ھادی کی تفسیر میں اقوال:

۸...... حسن، قتادہ، عطا اور ابن زید وغیرہ نے لکھا ہے کہ ھـــادی سے مراد اسلام کی دعوت دینے والا ہے اور مراد سید عالم ﷺ کی ذات ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ ہر قوم کا ایک نبی ہوتا ہے جو انہیں عذاب سے ڈراتا ہے۔ عکرمہ اور ابوالضحی نے لکھا ہے کہ سید عالم ﷺ ہی ھادی ہیں اور معنی یہ ہے کہ آپ ڈرانے والے اور ہدایت دینے والے ہیں۔ اسماعیل بن ابی خالد، ابوصالح اور ابورافع نے کہا کہ ھادی سے مراد قائد اور امام ہے یعنی آپ ﷺ صرف عذاب سے ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کا ایک قائد اور امام ہوتا ہے، ابوالعالیہ نے ھادی کی تفسیر عمل کے ساتھ کی ہے۔ سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿انما انت منذر ولكل قوم هاد (الرعد:۷)﴾ تو سید عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اے علی! تم ھادی ہو، میرے بعد تم سے ھدایت پانے والے ھدایت پائیں گے۔

متذکرہ آیت میں ھدایت کے معنی بیان کیے گئے، امام جس کی پیروی کی جاتی ہے وہ قوم سے آگے ہوتا ہے، پس اس صورت میں یہ کہنا جائز ہوگا کہ اللہ ﷻ جس کے ذریعے سے چاہے قوم کو ھدایت دے اور اوامر و نواہی میں قوم اس کی پیروی کریں، اور

یہ کہنا بھی جائز ہے کہ اللہ ﷺ کا نبی امت کی امامت فرماتا ہے اور یہ بھی کہنا جائز ہوگا کہ جو کسی قوم/امت کی امامت کے منصب پر فائز ہو اس کی امامت کو منظور کیا جائے اور اُس کے اور اُس کے اصحاب کے طریقوں پر چلا جائے اور یہ بھی کہنا جائز ہے کہ خیر وشر کی راہ میں وہی داعی ہے۔

(جامع البیان، الجزء ١٣، ص ١٣٠ وغیرہ)

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں، امام ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں، امام طبرانی نے **المعجم الاوسط** میں، حاکم نے **المستدرک** میں صحت اسناد کے ساتھ اور امام ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عذاب سے ڈرانے والے ہیں اور میں ہادی ہوں، اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ھادی سے مراد بنی ہاشم کا ایک فرد یعنی "میں" ہوں۔ اس روایت سے شیعہ حضرات نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں اس حدیث کی صحت میں کلام ہے اور اہل علم کے نزدیک حاکم کی تصحیح کا اعتبار نہیں ہے، اور آیت مبارکہ میں اس مطلوب پر کسی وجہ سے دلیل نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ہدایت پانے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہدایت پائیں گے اور یہ مرتبہ ارشاد ہے، خلافت اور چیز ہوتی ہے۔

بعض علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر حدیث صحیح ہو تو بھی خلفاء ثلاثہ کی صحت پر دلیل ہے، کیونکہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حق اور ہدایت کا نمونہ اور معیار قرار پائے اور انہوں نے جس کام کو کیا اور جس کام کو ترک کیا، اس سب میں ہدایت اور حق ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوشی سے ان خلفاء کی بیعت کی اور ان کی تعریف وتحسین فرمائی اور ان کی خلافت پر کوئی اعتراض نہیں کیا، لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرنا اور اس معاملہ میں ان کے طریقے کی پیروی کرنا لازم ہے، اس کے خلاف کو ثابت کرنا اپنے آپ کو کانٹوں سے زخمی کرنا ہے، اس کے بعد علامہ آلوسی نے علامہ ابوالحیان اندلسی کی عبارت نقل کی ہے، علامہ ابوالحیان اندلسی کی عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ انہوں نے ھادی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ میں منحصر نہیں کیا بلکہ اس کو عام قرار دیا ہے اور فرمایا: اے علی! تیرا یہ وصف تمام خلفاء ثلاثہ کو شامل ہے بلکہ سارے ہی صحابہ کو شامل ہے بلکہ سارے ہی علماء امت اس میں داخل ہیں۔

(روح المعانی، الجزء الثالث عشر، ص ١٣٥)

اغراض: **ای اھل مکہ**: یہ تفسیر نزول آیات کے اعتبار سے ہے کہ اکثر لوگ نہیں ایمان لاتے، "الناس" کا استعمال عموم کے اعتبار سے ہے نہ کہ خصوص کے اعتبار سے اس لئے کہ ہر زمانے میں کچھ لوگ نہ ماننے والے پائے جاتے ہیں۔

وھو صادق بان لا عمد اصلا: مراد یہ ہے کہ تم دیکھتے نہیں کہ آسمانوں پر ستون وغیرہ کا کوئی وجود نہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ "قاف" نامی پہاڑ پر ستون موجود ہیں، اور یہ زمرد کا پہاڑ ہے جو کہ دنیا پر محیط ہے اور آسمان اس پر قبہ کی مانند ہے، اس صورت میں معنی یہ بنے گا کہ تم ستونوں کی خاصیتیں نہیں دیکھتے۔

یوم القیامۃ: سورج اور چاند کا نور جب ختم ہو جائے گا تو دونوں آگ میں ڈال دیئے جائیں گے، تا کہ ان دونوں کے ذریعے ان کی عبادت کرنے والوں کو عذاب دیا جائے، یہی معنی مفسر نے **یوم القیامۃ** سے لیا ہے، ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ **یوم القیامۃ** سے مراد وقت معین ہے جب آسمان ٹوٹے گا، اور سورج ایک سال اور چاند ایک ماہ میں اُسے توڑے گا اور ان دونوں اقوال میں کوئی اختلاف نہیں دلیل فرمان باری ﴿**والشمس تجری لمستقر لھا**...... الخ (یس: ٣٨)﴾ ہے، سارے قول صحیح ہیں۔

رواسی: یعنی پہاڑ زمین میں گاڑ دیئے گئے ہیں تا کہ اس کے رہنے والوں کو ہلا کر نہ رکھ دیں، حدیث میں ہے: "زمین کا پہلا ٹکڑا جو پیدا کیا گیا وہ بیت اللہ کی زمین ہے پھر اسے پھیلا دیا گیا اور سب سے پہلے ابوقبیس نامی پہاڑ کو پیدا کیا گیا پھر اس سلسلے کو پھیلا دیا گیا"۔

من تکذیب الکفار لک: باوجود اس بات کے کہ تجھے صادق وامین مانتے ہیں لیکن تیری نبوت کو جھٹلاتے ہیں۔

بوزن السمرۃ: مراد ببول کا درخت ہے۔لمن عصاہ: یعنی جو اللہ کی نافرمانی پر ڈٹا رہے، پس دنیا میں اللہ کی رحمت، غضب مومنین وکافرین سب پر ہوتا ہے، لیکن آخرت میں فقط مومنین پر رحمت ہوتی ہے۔

کالعصاء والید: لوگوں نے عصاء، ید بیضاء، ناقہ والے معجزات کی خواہش کی، اللہ عزوجل نے ان کے بارے میں ﴿وقالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا(بنی اسرائیل:۹۰)﴾ نازل فرمائی۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۰۲۰ وغیرہ)

رکوع نمبر:۸

﴿اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی ﴾مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَوَاحِدٍ وَمُتَعَدِّدٍ وَغَیْرَ ذَالِکَ﴿وَمَا تَغِیْضُ ﴾تَنْقُصُ﴿الْاَرْحَامُ ﴾مِنْ مُدَّۃِ الْحَمْلِ﴿وَمَا تَزْدَادُ ط ﴾مِنْہُ﴿وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ(۸)﴾بِقَدَرٍ وَحَدٍّ لَایَتَجَاوَزُہٗ ﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ﴾مَاغَابَ وَمَا شُوْھِدَ﴿الْکَبِیْرُ ﴾الْعَظِیْمُ﴿الْمُتَعَالِ (۹) ﴾عَلٰی خَلْقِہٖ بِالْقَھْرِ بِیَاءٍ وَدُوْنِھَا﴿سَوَآءٌ مِّنْکُمْ ﴾فِیْ عِلْمِہٖ تَعَالٰی﴿مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَھَرَ بِہٖ وَمَنْ ھُوَ مُسْتَخْفٍ ﴾مُسْتَتِرٌ ﴿بِالَّیْلِ ﴾بِظَلَامِہٖ﴿وَسَارِبٌ ﴾ظَاھِرٌ بِذَھَابِہٖ فِیْ سَرْبِہٖ اَیْ طَرِیْقِہٖ﴿بِالنَّھَارِ(۱۰) لَہٗ ﴾لِلْاِنْسَانِ﴿مُعَقِّبٰتٌ ﴾مَلَائِکَۃٌ تَعْتَقِبُہٗ﴿مِّنْ بَیْنِ یَدَیْہِ ﴾ قُدَّامِہٖ﴿وَمِنْ خَلْفِہٖ ﴾وَرَائِہٖ﴿یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ ط ﴾اَیْ بِاَمْرِہٖ مِنَ الْجِنِّ وَغَیْرِھِمْ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ ﴾لَا یَسْلُبُھُمْ نِعْمَتَہٗ﴿حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ط ﴾مِنَ الْحَالَۃِ الْجَمِیْلَۃِ بِالْمَعْصِیَۃِ﴿وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ ط ﴾مِنَ الْمُعَقِّبَاتِ وَلَا غَیْرِھَا﴿وَمَا لَھُمْ ﴾لِمَنْ اَرَادَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِھِمْ سُوْءً﴿مِّنْ دُوْنِہٖ ﴾اَیْ غَیْرِ اللّٰہِ﴿مِنْ ﴾زَائِدَۃٌ﴿وَّالٍ (۱۱)﴾یَمْنَعُہٗ عَنْھُمْ﴿ھُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا ﴾لِلْمُسَافِرِ مِنَ الصَّوَاعِقِ﴿وَّطَمَعًا ﴾لِلْمُقِیْمِ فِی الْمَطَرِ﴿وَّیُنْشِیءُ ﴾یَخْلُقُ﴿السَّحَابَ الثِّقَالَ (۱۲) ﴾بِالْمَطَرِ﴿وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ ﴾ھُوَ مَلَکٌ مُوَکَّلٌ بِالسَّحَابِ یَسُوْقُہٗ مُتَلَبِّسًا﴿بِحَمْدِہٖ ﴾اَیْ یَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ﴿وَ﴾تُسَبِّحُ﴿الْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ ج ﴾اَیِ اللّٰہِ﴿وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ ﴾وَھِیَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ السَّحَابِ﴿فَیُصِیْبُ بِھَا مَنْ یَّشَآءُ ﴾فَتُحْرِقُہٗ نَزَلَ فِیْ رَجُلٍ بَعَثَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ یَدْعُوْہُ فَقَالَ مَنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَمَا اللّٰہُ اَمِنْ ذَھَبٍ ھُوَ اَمْ مِنْ فِضَّۃٍ اَمْ نُحَاسٍ فَنَزَلَتْ بِہٖ صَاعِقَۃٌ فَذَھَبَتْ بِقِحْفِ رَاْسِہٖ﴿ وَھُمْ ﴾اَیِ الْکُفَّارُ﴿یُجَادِلُوْنَ ﴾یُخَاصِمُوْنَ النَّبِیَّ﴿فِی اللّٰہِ ج وَھُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ(۱۳)﴾الْقُوَّۃِ اَوِ الْاَخْذِ ﴿لَہٗ﴾تَعَالٰی﴿ دَعْوَۃُ الْحَقِّ ﴾اَیْ کَلِمَتُہٗ وَھِیَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ﴿وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ ﴾بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ یَعْبُدُوْنَ﴿مِنْ دُوْنِہٖ﴾اَیْ غَیْرِہٖ وَھُمُ الْاَصْنَامُ﴿ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَھُمْ بِشَیْءٍ ﴾مِمَّا یَطْلُبُوْنَہٗ﴿اِلَّا﴾اِسْتِجَابَۃً﴿ کَبَاسِطِ ﴾کَاسْتِجَابَۃِ بَاسِطٍ﴿کَفَّیْہِ اِلَی الْمَآءِ ﴾عَلٰی شَفِیْرِ الْبِیْرِ یَدْعُوْہُ﴿لِیَبْلُغَ فَاہُ ﴾بِارْتِفَاعِہٖ مِنَ الْبِیْرِ اِلَیْہِ﴿وَمَا ھُوَ بِبَالِغِہٖ ط﴾اَیْ فَاہُ اَبَدًا فَکَذَالِکَ مَاھُمْ بِمُسْتَجِیْبِیْنَ لَھُمْ﴿وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ ﴾عِبَادَتُھُمُ الْاَصْنَامَ اَوْ حَقِیْقَۃُ الدُّعَاءِ﴿اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ(۱۴)﴾ضِیَاعٍ﴿وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا ﴾کَالْمُوْمِنِیْنَ﴿وَّکَرْھًا﴾ کَالْمُنَافِقِیْنَ وَمَنْ

اُكْرِهَ بِالسَّيْفِ وَيَسْجُدُ ﴾ وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ ﴾ العشايا ﴿قُلْ﴾ يا محمد لقومك ﴿مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ ﴾ ان لم يقولوه لا جواب غيره ﴿قُلْ﴾ لهم ﴿اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ﴾ اى غيره ﴿اَوْلِيَآءَ﴾ اصنامًا ما تعبدونها ﴿لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ ﴾ وتركتم مالكهما استفهام توبيخ ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ ﴾ الكافر والمؤمن ﴿اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ ﴾ الكفر والايمان لا ﴿اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ﴾ اى خلق الشركاء بخلق الله تعالٰى ﴿عَلَيْهِمْ ؕ ﴾ فاعتقدوا استحقاق عبادتهم بخلقهم استفهام انكار اى ليس الامر كذالك ولا يستحق العبادة الا الخالق ﴿قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ لاشريك له فيه فلا شريك له فى العبادة ﴿وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ ﴾ لعباده ثم ضرب مثلا للحق والباطل فقال ﴿اَنْزَلَ﴾ تعالٰى ﴿مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾ مطرًا ﴿فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ ۢ بِقَدَرِهَا﴾ بمقدار مائها ﴿فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ ﴾ عاليا عليه هو ما على وجهه من قذر ونحوه ﴿وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ﴾ بالتاء والياء ﴿عَلَيْهِ فِى النَّارِ﴾ من جواهر الارض كالذهب والفضة والنحاس ﴿ابْتِغَآءَ﴾ طلب ﴿حِلْيَةٍ﴾ زينة ﴿اَوْ مَتَاعٍ﴾ ينتفع به كالاوانى اذا اذيبت ﴿زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ ﴾ اى مثل زبد السيل وهو خبثه الذى ينفيه الكير ﴿كَذٰلِكَ﴾ المذكور ﴿يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ ﴾ اى مثلهما ﴿فَاَمَّا الزَّبَدُ﴾ من السيل وما اوقد عليه من الجواهر ﴿فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ ﴾ باطلا مرميا به ﴿وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ﴾ من الماء والجواهر ﴿فَيَمْكُثُ﴾ يبقى ﴿فِى الْاَرْضِ ؕ ﴾ زمانا كذالك الباطل يضمحل ويمحق وان علا على الحق فى بعض الاوقات والحق ثابت باق ﴿كَذٰلِكَ﴾ المذكور ﴿يَضْرِبُ﴾ يبين ﴿اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿۱۷﴾ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ﴾ اجابوه بالطاعة ﴿الْحُسْنٰى ؕ ﴾ الجنة ﴿وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ﴾ وهم الكفار ﴿لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ ﴾ من العذاب ﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ ﴾ وهو المؤاخذة بكل ما عملوه ولا يغفر منه شيء ﴿وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ ﴾ النصف الفراش هى.

﴿ترجمہ﴾

اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے (وہ نر ہے یا مادہ، ایک ہے یا متعدد، سب کا علم ہے) اور پیٹ جو کچھ گھٹتے بڑھتے ہیں (مدت حمل کے دوران......۱......) اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے (ایک قدر اور حد کے مطابق ہے اس سے تجاوز نہیں کرتی) ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا......۲......(جو چیز ہم سے غائب ہے اس کا اور جو چیز ہم پر ظاہر ہے اس کا جاننے والا ہے)

بڑا (کبیر بمعنی عظیم ہے) بلندی والا (اپنی مخلوق پر غلبہ رکھتا ہے، متعال کو متعالی بھی پڑھا گیا ہے) برابر ہیں تم میں (یعنی علم الٰہی میں) جو بات آہستہ کہے اور جو آواز سے کہے اور جو رات میں (یعنی رات کے اندھیرے میں) چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے (مستخف بمعنی مستتر ہے، سارب سے مراد یہ ہے کہ جس کا اپنے رستے پر چلنا بالکل ظاہر ہو، سربۃ بمعنی طریقۃ ہے) اس کے لیے (یعنی انسان کے لیے) بدلنے والے......۱۱......(فرشتے) ہیں (جو اس کی نگرانی کرتے ہیں) اس کے آگے (بین یدیہ بمعنی قدامہ ہے) اور پیچھے (بمعنی وراءہ ہے) جو کہ اللہ کے امر کی حفاظت کرتے ہیں (چاہے جنات میں سے ہوں یا کوئی اور) بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا (اپنی نعمت ان سے سلب نہیں فرماتا) جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں (یعنی اپنی اچھی حالت کو معصیت و نافرمانی کر کے نہ بدلیں......۱۲......) اور جب اللہ قوم سے برائی (یعنی عذاب) دینا چاہے تو وہ پھر نہیں سکتی (اسے محافظ فرشتے وغیرہ کوئی بھی نہیں ٹال سکتا) اور نہیں ان کا (جو ان سے عذاب کو روک سکیں) وہی ہے جو تمہیں بجلی دکھاتا ہے ڈر کو (کڑک کے ساتھ مسافروں کیلئے) اور امید کو (مقیم لوگوں کے لیے بارش کو) اور پیدا فرماتا ہے (ینشیء بمعنی یخلق ہے، بارش سے) بھاری بدلیوں کو (بارش کے ذریعے) اور رعد......۵......(یہ بادلوں پر متعین فرشتہ ہے جو ان کو ہانکتا ہے اور اس کی حالت یہ ہے کہ) اُسے سراہتا ہوا اس کی پاکی بولتا ہے اور (اس کی پاکی بولتے ہیں) فرشتے اس (اللہ) کے ڈر سے اور کڑک بھیجتا ہے (صواعق سے مراد وہ آگ ہے جو کہ بادلوں سے نکلتی ہے) تو اُسے ڈالتا ہے جس پر چاہے (پس وہ اُسے جلا ڈالتی ہے، یہ آیت مبارکہ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس کی طرف نبی پاک ﷺ نے داعیٔ اسلام کو بھیجا تھا تو اس نے پوچھا تھا کہ رسول اللہ کون ہیں؟ اور اللہ کیا ہے؟ وہ چاندی کا ہے یا پیتل کا؟ پھر اس پر بجلی گری جس کے سبب اس کے سر کا اوپری حصہ ضائع ہو گیا) اور وہ (یعنی کفار) اللہ میں جھگڑتے ہوتے ہیں (نبی کریم ﷺ سے، وہ کفار اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں) اور اس کی پکڑ سخت ہے (محال قوت یا پکڑ کو کہتے ہیں) اسی کا (یعنی اللہ کا) پکارنا سچا ہے (یعنی اس کا کلمہ سچا ہے، مراد اس سے لا الٰہ الا اللہ ہو ہے) اور جنہیں پکارتے ہیں (یعنی جن کی عبادت کرتے ہیں، یدعون یاء اور تاء دونوں لغتوں کے ساتھ ہے) اس کے سوا (یعنی اللہ کے سوا، مراد بت ہیں) وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے......۶......(ان باتوں کو کہ وہ ان سے طلب کرتے ہیں) مگر (قبول کرنا، سننا) اس کی طرح جو پھیلائے بیٹھا ہے (یعنی اس ہاتھ پھیلائے ہوئے شخص کی طرح) اپنی ہتھیلیاں پانی کے سامنے (یعنی کنویں کے کنارے بیٹھے ہوئے پانی کو پکار رہا ہو) کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے (یعنی از خود کنویں سے بلند ہو کر اس کے منہ میں پہنچ جائے) اور وہ ہرگز نہ پہنچے گا (پس کنویں کا پانی از خود اس کے منہ میں کبھی بھی نہ پہنچے گا، اسی طرح بت بھی ان کی سننے والے نہیں ہیں) اور کافروں کی دعا (یعنی کافروں کا بتوں کو پوجنا یا دعا سے حقیقی دعا ہی مراد ہے) گمراہی ہی ہے (ضلل بمعنی ضیاع ہے) اور اللہ ہی کو سجدہ......۷......کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے (جیسے مومنین) خواہ مجبوری سے (جیسا کہ منافقین یا وہ جنہیں تلوار سے مجبور کیا جائے) اور (سجدہ کرتے ہیں) ان کی پرچھائیوں پر صبح و شام (غدو بمعنی صبح ہے، الاصال بمعنی شام ہے) تم فرماؤ (اے محمد ﷺ! اپنی قوم سے) کون آسمان و زمین کا رب ہے، تم خود ہی فرماؤ اللہ (اگر اس سوال کا جواب نہ دیں، اور اس سوال کا جواب یہی ہے) تم فرماؤ (ان سے) کیا اس کے سوا (یعنی اس کے غیر کو) تم نے اُن کو (یعنی ان بتوں کو جن کی تم پوجا پاٹ کرتے ہو) حمایتی بنالیا ہے جو اپنا بھلا بُرا نہیں کر سکتے ہیں (اور نفع نقصان کے مالک کو چھوڑ دیا، افاتخذتم میں ہمزہ توبیخ کے لیے ہے) تم فرماؤ کیا برابر ہو جائے گا اندھا (یعنی کافر) اور انکھیارا (یعنی مسلمان) یا کیا برابر

ہو جائیں گی اندھیریاں (یعنی کفر) اور اجالا......۸......(یعنی ایمان) کیا اللہ کے لیے ایسے شریک ٹھرائے ہیں جنہوں نے اللہ کی طرح کچھ نہیں بنایا تو انہیں اِن کا اور اُس کا بنانا ایک معلوم ہوا (یعنی اللہ کی بنائی ہوئی مخلوق اور ان کے شرکاء اُن پر ایک ہوگئی، پس اُن کی اپنی بنائی ہوئی مخلوق کے سبب وہ ان کی عبادت کرنے کے معتقد ہوگئے، ام جعلوا میں استفہام انکاری ہے یعنی معاملہ یوں نہیں اور نہ ہی خالق کے سوا کوئی دوسرا عبادت کا مستحق ہوسکتا ہے) تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے (اس کی عبادت کرنے کے معاملے میں کوئی اس کا شریک نہیں) اور وہ اکیلا ہے غالب ہے (اپنے بندوں پر، پھر اللہ نے حق اور باطل کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا) اس لیے (اللہ ﷻ نے) آسمان سے پانی اتارا (یعنی بارش نازل فرمائی) تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے (اپنے بھرنے کی مقدار کے مطابق) تو پانی کی رَو اس پر ابھرے ہوئے جھاگ اٹھالائی......۹......(جو اس پر بلند تھے" زبدا "اس جھاگ کو کہتے ہیں جو پانی کی سطح پر بلند ہوتا ہے) اور جس پر آگ دھکاتے ہیں (یوقدون کو یاء اور تاء دونوں لغتوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یعنی زمین کے جواہرات جیسے سونا، چاندی، تانبا) گہنا (یعنی حلیہ) یا سامان (جس سے نفع اٹھایا جاتا ہے جیسا کہ تانبا پگھلا کر برتن وغیرہ بنائے جاتے ہیں) طلب کرنے کو (ابتغاء بمعنی طلب ہے) اس سے بھی ویسے ہی جھاگ اٹھتے ہیں (یعنی سیلاب کے جھاگ کی مثل، یہاں جھاگ سے مراد وہ میل کچیل ہے جو بھٹی دور کردیتی ہے) یہی (جو مذکور ہوا) اللہ بتاتا ہے کہ حق اور باطل کی یہی مثال ہے (یعنی یہ حق و باطل کی مثال ہے) تو جھاگ (یعنی سیلاب کا یا جواہر بنانے کی بھٹی کا) تو پھک کر دور ہو جاتا ہے (جو ناکارہ ہوتا ہے اسے پھینک دیا جاتا ہے) اور وہ جو (یعنی پانی اور جواہرات) لوگوں کے کام آئے زمین میں رہتا ہے (یعنی ایک زمانے تک باقی رہتا ہے، یونہی اللہ ﷻ باطل کو کمزور کرتا ہے اور اسے مٹادیتا ہے اگرچہ بعض اوقات باطل حق پر بلند ہو جاتا ہے لیکن حق ثابت ہوتا اور باقی رہتا ہے) جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا (اس کی اطاعت کر کے اس کا حکم مانا) ان کے لیے بھلائی (جنت) ہے اور جن لوگوں (یعنی کفار) نے اس کا حکم نہ مانا اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اور اس جیسا اور ان کی مِلک میں ہوتا تو (عذاب سے) اپنی جان چھڑانے کو دے دیتے یہی ہیں جن کا بُرا حساب ہوگا......۱۰......(مراد ان کے ہر عمل کا مواخذہ کیے جانا اور اس میں سے کچھ بھی معاف نہ ہونا ہے) اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہی بُرا بچھونا ہے (مھاد بمعنی فراش ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اللہ یعلم ما تحمل کل انثیٰ وما تغیض الارحام وما تزداد﴾.

اللہ: مبتدا، یعلم: فعل بافاعل، ما: موصولہ، تحمل کل انثیٰ: فعل بافاعل صلہ، ملکر معطوف علیہ، وما تغیض الارحام: معطوف اول، وما تزداد: معطوف ثانی، ملکر مفعول، فعل بافاعل و مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکل شیء عندہ بمقدار○ علم الغیب والشھادۃ الکبیر المتعال﴾.

و: مستانفہ، کل شیء: مرکب اضافی موصوف، عندہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا، بمقدار: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، عالم: مضاف، الغیب والشھادۃ: ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر اول، مبتدا محذوف "ھو" کے لیے، الکبیر: خبر ثانی، المتعال: خبر ثالث، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سواء منکم من اسر القول ومن جھر بہ﴾.

سوآء : مصدر، ھو : ضمیر مستتر ذوالحال، منکم : ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، مصدر اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، من : موصولہ، اسرا القول : فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف علیہ، ومن جھر بہ : موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن ھو مستخف بالیل وسارب بالنھار﴾.

و: عاطفہ، من : موصولہ، ھو: مبتدا، مستخف بالیل : اسم فاعل باھو ضمیر فاعل وظرف لغو ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، سارب بالنھار: اسم فاعل باھو ضمیر فاعل وظرف لغو شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر، ملکر موصول، ملکر ما قبل "من اسر القول" پر معطوف ہے۔

﴿له معقبت من بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امر الله﴾.

له : ظرف مستقر خبر مقدم، معقبت : موصوف، من بین یدیه : ظرف مستقر معطوف علیہ، ومن خلفه : ظرف مستقر معطوف، ملکر صفت اول، یحفظونه من امر الله : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم﴾.

ان : حرف مشبہ، الله : اسم، لا یغیر : فعل بافاعل، ما : موصولہ، بقوم : ظرف مستقر صلہ، ملکر مفعول، حتی : جار، یغیروا : فعل بافاعل، ما : موصولہ، بانفسھم: ظرف مستقر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا اراد الله بقوم سوء ا فلا مرد له﴾.

و : عاطفہ، اذا : ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، اراد الله بقوم سوء ا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول ومفعول فیہ مقدم ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف : جزائیہ، لا : نفی جنس، مرد : اسم، له: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما لھم من دونه من وال﴾.

و: عاطفہ، ما : نافیہ ، لام جار، ھم: ذوالحال، من دونه : ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، من : زائدہ، وال : مبتدا مؤخر، اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ۔

﴿ھو الذی یریکم البرق خوفا وطمعا وینشیء السحاب الثقال﴾.

ھو : مبتدا، الذی : موصول، یری : فعل بافاعل، کم : ضمیر ذوالحال، خوفا وطمعا : ملکر حال، ملکر مفعول اول، البرق : مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و : عاطفہ : ینشئ : فعل بافاعل، السحاب الثقال : مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویسبح الرعد بحمده والملئکة من خیفته﴾.

و : عاطفہ، یسبح : فعل، الرعد : ذوالحال ،بحمده : ظرف مستقر حال، ملکر معطوف علیہ، و : عاطفہ، الملئکة : ذوالحال، من خیفته : ظرف مستقر حال، ملکر معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی "یریکم" کے لیے۔

﴿ویرسل الصواعق فیصیب بھا من یشاء﴾.

و : عاطفہ، یرسل الصواعق : فعل بافاعل ومفعول، جملہ فعلیہ معطوف ثالث "یریکم" کے لیے، ف : عاطفہ، یصیب بھا : فعل، فاعل وظرف لغو ،من یشاء : موصول صلہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف رابع "یریکم" کے لئے۔

﴿وھم یجادلون فی الله وھو شدید المحال له دعوة الحق﴾.

و: مستانفہ ، ھم : مبتدا، یُجادلون : فعل بافاعل،فی: جار، اللہ : ذوالحال،و : حالیہ،ھو : مبتدا، شدید المحال: مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال اول، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، دعوۃ الحق : مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال ثانی،ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ﴾.

و:عاطفہ، الذی : موصول : یدعون : فعل واؤضمیر ذوالحال، من دونہ :ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر صلہ، ملکر مبتدا، لا یستجیبون لھم بشیء : فعل بافاعل وظرف لغو اول وثانی،،الا : اداۃ حصر،ک:جار،باسط : اسم فاعل مضاف، کفیہ : مرکب اضافی مضاف الیہ فاعل، الی الماء : ظرف لغو، لام :جار، یبلغ : فعل ضمیر مستتر ذوالحال،و : حالیہ، ما : حجازیہ، ھو :اسم، ببالغہ : ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال،ملکر فاعل : فاہ :مفعول ،یبلغ فعل اپنے متعلقات سے مل کر مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی ، باسط : اسم فاعل اپنے متعلقات سے مل کر شبہ جملہ ہوکر مجرور،ملکر ظرف لغو ثالث، لا یستجیبون فعل اپنے فاعل وتینوں ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، الذین یدعون :مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما دعاء الکفرین الا فی ضلال﴾.

و :مستانفہ ،ما :نافیہ ،دعاء الکفرین :مرکب اضافی مبتدا،الا :اداۃ حصر،فی ضلل:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللہ یسجد من فی السموت والارض طوعا وکرھا وظللھم بالغدو والاصال﴾.

و :مستانفہ ، للہ:ظرف مستقر خبر مقدم، یسجد : فعل، من : موصولہ : فی السموت والارض :ظرف مستقر صلہ،ملکر ذوالحال، طوعا وکرھا : معطوف علیہ ومعطوف،ملکر حال،ملکر معطوف علیہ، و ظللھم : معطوف،ملکر فاعل ،ب : جار، العذو والاصال : معطوف علیہ معطوف مجرور،ملکر لغو،ملکر مبتداء مؤخر،اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ

﴿قل من رب السموت والارض قل اللہ﴾.

قل : قول، من : مبتدا، رب السموت والارض :مرکب اضافی خبر، جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ، قل : قول : اللہ : خبر،مبتدا محذوف "ھو" کے لیے،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ .

﴿قل افاتخذتم من دونہ اولیاء لا یملکون لانفسھم نفعا ولا ضرا﴾.

قل : قول : ھمزہ : استفہامیہ، ف :عاطفہ، معطوف علی محذوف "اقررتم بالجواب المذکور فاتخذتم" اتخذتم : فعل بافاعل، من دونہ :ظرف مستقر حال مقدم، اولیاء : ذوالحال، ملکر موصوف، لایملکون :فعل واؤضمیر ذوالحال ،لا نفسھم : ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، نفعا ولا ضرا :ملکر مفعول،ملکر جملہ ہوکر صفت،ملکر مفعول، اتخذتم: فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ مقولہ۔

﴿قل ھل یستوی الاعمی والبصیر ام ھل تستوی الظلمت والنور﴾.

قل : قول، ھل : استفہامیہ، یستوی : فعل، الاعمی والبصیر : ملکر فاعل،فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ام : عاطفہ، ھل :استفہامیہ، تستوی :فعل، الظلمت والنور :ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر مقولہ .

﴿ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم﴾.

ام :منقطعہ جعلوا: فعل بافاعل،للہ:ظرف مستقر حال مقدم، شرکاء : ذوالحال،ملکر موصوف ،خلقوا : فعل بافاعل، کخلقہ:

ظرف مستقر "خلقا" مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف :عاطفہ، تشابہ الخلق علیہم: فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، ملکر مفعول، جعلوا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل الله خالق کل شیء وهو الواحد القهار﴾۔

قل : قول، الله :مبتدا، خالق کل شیء : مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ ،و : عاطفہ ،ھو: مبتدا، الواحد : خبر اول، القهار : خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر مقولہ۔

﴿انزل من السماء ماء فسالت اودية بقدرها فاحتمل السيل زبدا رابيا﴾۔

انزل من السماء ماء : فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ مستانفہ، ف : عاطفہ، سالت اودية بقدرها :فعل بافاعل و ظرف لغو، جملہ فعلیہ معطوف اول سے "انزل من الاسماء" پر،ف :عاطفہ :احتمل السيل زبدا رابيا :فعل بافاعل ومرکب توصیفی مفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی۔

﴿ومما يوقدون عليه في النار ابتغاء حلية او متاع زبد مثله﴾۔

و :عاطفہ، ما : موصولہ، یوقدون :فعل واؤ ضمیر ذوالحال، فی النار :ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، علیہ :ظرف لغو، ابتغاء :مصدر مضاف، حلية اومتاع :ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل مضاف ،مضاف الیہ ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ صلہ، ملکر خبر مقدم، زبد مثلہ :مرکب توصیفی مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذلک يضرب الله الحق والباطل﴾۔

کذلک :جار مجرور ظرف مستقر، ضربا مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، یضرب الله : فعل بافاعل، الحق والباطل :معطوف علیہ ومعطوف ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاما الزبد فيذهب جفاء﴾۔

ف :عاطفہ، اما: شرطیہ : الزبد مبتدا، ف :جزائیہ ، یذھب فعل ھو ضمیر ذوالحال ، جفآء : حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مهما يكن من شیء" کی جزا اپنی شرط سے مل کر جملہ شرطیہ۔

﴿واما ما ينفع الناس فيمكث في الارض﴾۔

و : عاطفہ، اما :حرف شرط ، ما : موصولہ، ینفع الناس :فعل بافاعل ومفعول مل کر صلہ، ملکر مبتدا، ف : جزائیہ، یمکث فی الارض : فعل بافاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مهما يكن من شیء" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کذلک يضرب الله الامثال﴾۔

کذلک ظرف مستقر "ضربا" مصدر محذوف کی صفت مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم ،یضرب الله الامثال :فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿للذين استجابوا لربهم الحسنى﴾۔

لام : جار، الذین :موصول ،استجابوا لربهم : فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرو، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، الحسنى : مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذين لم يستجيبوا له لو ان لهم ما في الارض جميعا ومثله معه لافتدوا به﴾۔

و : عاطفہ، الذین :موصول، لم یستجیبوا له : فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا ، لو : شرطیہ، ان : حرف مشبہ، لهم : ظرف مستقر خبر، مافی الارض :موصول صلہ ملکر ذوالحال ،جمیعا : حال،ملکر معطوف علیہ، و : عاطفہ، مثلہ : ذوالحال، معه : ظرف مستقر حال،ملکر معطوف،ملکر اسم، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر "ثبت"،فعل محذوف کا فاعل،فعل فاعل ملکر شرط، لافتدوابه : فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب لوملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک لهم سوء الحساب وماواهم جهنم وبئس المهاد﴾

اولئک :مبتدا، لهم سوء الحساب : جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و : عاطفہ، ماواهم : مبتدا، جهنم : خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و : عاطفہ، بئس المهاد :فعل ذم بافاعل ملکر خبر مقدم "هی" مبتدامؤخر محذوف،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وهم یجادلون فی الله ......☆حسن سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عرب کے ایک نہایت سرکش کافر کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھیجی ،انہوں نے اس کو دعوت دی کہنے لگا محمد ﷺ کا رب کون ہے؟ جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو،کیاوہ سونے کا ہے یاچاندی کا ہے یالوہے کا یاتانبے کا،مسلمانوں کو یہ بات بہت گراں گزری اورانہوں نے واپس ہوکر سید عالم ﷺ سے عرض کیا کہ ایسا کافر سیاہ دل سرکش دیکھنے میں نہیں آیا،حضور ﷺ نے فرمایااس کے پاس پھر جاؤ،اس نے پھر وہی گفتگو کی اوراتنااور کہا کہ میں محمد ﷺ کی دعوت قبول کر کے ایسے رب کو مان لوں جسے نہ میں نے دیکھااور نہ پہچانا، یہ حضرات پھر واپس ہوئے اورانہوں نے عرض کیا کہ حضور اس کا خبث تو اور ترقی پر ہے،فرمایا پھر جاؤ،یہ تعمیل ارشاد گئے،جس وقت اس سے گفتگو کررہے تھے اوروہ ایسی سیاہ دلی کی باتیں بک رہا تھا ایک ابر آیا،اس سے بجلی چمکی اور کڑک ہوئی اور بجلی گری اوراس کافر کو جلا دیا، یہ حضرات رضی اللہ عنہم اس کے پاس بیٹھے رہے جب وہاں سے واپس ہوئے توراہ میں انہیں اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی ایک اور جماعت ملی وہ کہنے لگے کہے وہ شخص جل گیا،ان حضرات نے کہا آپ صاحبوں کو کیسے معلوم ہوگیا؟انہوں نے کہا: سید عالم ﷺ کے پاس وحی آئی ہے﴿ویرسل الصواعق فیصیب بها من یشاء وهم یجادلون فی الله ﴾۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حمل کی مدت اور گھٹنے بڑھنے کا بیان:

ا......حمل کے گھٹنے، بڑھنے، زیادہ اورکم ،مکمل وناممکمل ہونے کے بارے میں جاننا ہے،یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے۔ (روح المعانی ،الجزء الثالث عشر، ص ١٣٦) امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ حمل کے گھٹنے بڑھنے کی کئی وجوہات ہیں:(۱)......حمل میں موجود بچوں کی تعداد،کبھی ایک،دو،تین......وغیرہ،(۲)......بچہ ناممکمل ہے یامکمل،(۳)......قلیل مدت حمل چھ ماہ ہے یازیادہ سے زیادہ دوسال امام ابوحنیفہ کے نزدیک،امام شافعی کے نزدیک چارسال تک،امام مالک کے نزدیک پانچ سال ہے،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ضحاک دوسال کے حمل کے بعد پیدا ہوئے اوران کے ساتھ ھرم بن حیان نامی بچہ چارسال بعد پیدا ہوا۔(۴)......خون کی مقدار،کبھی کم اور کبھی زیادہ،(۵)......بغیر مکمل ہوئے حمل کا ساقط یازائد ہوجانا،(۶)......حال یہ ہے جب حمل برقرار ہوتو حیض نہیں آتااور جب ایسا ہونے لگے تو بچہ کمزور ہوگا یا حمل ساقط ہوجائے گا۔ (الرازی، ج۷، ص ۱۵)

امام علی بن عمر الدار القطنی المتوفی ۳۸۵ھ لکھتے ہیں: حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں: عورت کے حمل کی مدت دو سال سے بس اتنی زائد ہے جتنا چرخے کی لکڑی کا سایہ ہوتا ہے۔ (سنن دار القطنی، ج۳، ص ۲۲۱)

عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے، عورت حرہ ہو یا کنیز ہو یا کتابیہ، عدت طلاق کی ہو یا وفات کی یا متارکہ یا وطی بالشبہہ کی حمل ثابت النسب ہو یا زنا کا مثلاً زانیہ حاملہ سے نکاح ہوا اور شوہر مر گیا یا وطی کے بعد طلاق دی تو عدت وضع حمل ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ج۵، ص ۱۸۹)

کیا علم غیب اللہ کے سوا بھی کسی کو ہے؟

۲......امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں: اللہ کو تمام موجودات واجبہ، ممکنہ اور معدومات ممکنہ اور ممتنعہ کا علم ہے، اور امام الحرمین نے کہا کہ اللہ کو غیر متناہی چیزوں کا علم ہے اور ان غیر متناہی چیزوں میں سے ہر چیز کا غیر متناہی وجوہ سے علم ہے۔ (الرازی، ج۷، ص ۱۵)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں: اصل یہ ہے کہ کسی علم کی اللہ سے تخصیص اور اس کی ذات پاک میں حصر اور اس کے غیر سے مطلقاً نفی چند وجہ سے ہوتی ہے، (۱)......علم کا ذاتی ہونا کہ بذات خود بے عطائے غیر ہو، (۲)......علم کا غنا کہ کسی آلہ وجارحہ وتدبیر وفکر ونظر والتفات وانفعال کا اصلاً محتاج نہ ہو، (۳)......علم کا سرمدی ہونا کہ ازلاً ابداً ہو، (۴)......علم کا وجوب کہ کسی طرح اس کا سلب ممکن نہ ہو، (۵)......علم کا ثبات واستمرار کہ کبھی کسی وجہ سے اس میں تغیر، تبدل، فرق، تفاوت کا امکان نہ ہو، (۶)......علم کا اقصی غایت کمال پر ہونا کہ معلوم ذات، ذاتیات، اعراض، احوال لازمہ، مفارقہ، ذاتیہ، اضافیہ، ماضیہ، آتیہ، موجودہ، ممکنہ سے کوئی ذرہ کسی وجہ سے مخفی نہ رہے، ان چھ وجوہ کی بناء پر مطلق علم حضرت احدیت جل وعلا سے خاص اور اس کے غیر سے قطعاً مطلقاً منفی یعنی کسی کو کسی ذرہ کا ایسا علم جو ان چھ وجوہ میں سے ایک وجہ بھی رکھتا ہو حاصل ہونا ممکن نہیں جو کسی غیر الٰہی کے لئے عقول مفارقہ ہوں خواہ نفوس ناطقہ ایک ذرہ کا ایسا علم ثابت کرے یقیناً اجماعاً کافر ومشرک ہے۔ (اصمام، ص ۶ وغیرہ)

معقبت کے معانی ومطالب میں مفسرین کرام کے اقوال:

۳......قاموس میں ہے کہ رات اور دن کے فرشتوں کو معقبات کہتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ محافظ فرشتے یکے بعد دیگرے کثرت کے ساتھ لوگوں کا تعاقب کرتے ہیں، اور نماز فجر وعصر میں جمع ہوتے ہیں، مجاہد کے قول کے مطابق کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ محافظ فرشتہ اس کی نیند یا بیداری کے وقت میں جنات، انسان اور پیاس وغیرہ کی حالت میں پہنچنے والی چیز سے اس کی بچت کی صورت نہ کرے، عمر بن ابی جندب سے روایت ہے کہ ہم سعید بن قیس کے ساتھ دو صفوں میں کھڑے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور نیزہ میرے پاس گاڑ دیا جس کی وجہ سے کچھ اندھیرا سا ہو گیا، سعید نے کہا کہ کیا یہ امیر المومنین ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، کہا کیا تجھے خوف نہ ہوا کہ کوئی تجھے مار دے گا؟ عمر بن ابی جندب نے کہا کہ کوئی انسان ایسا نہیں کہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ نہ ہو جو اسے کنویں میں گرنے، پہاڑ سے گرنے، پتھر لگنے، جانور کے ایذا پہنچانے سے بچاتا ہے اور جب اللہ کا حکم آجاتا ہے تو محافظت ختم ہو جاتی ہے۔

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ہر انسان پر کل کتنے فرشتے متعین ہیں، ایک قول کے مطابق بیس، اور اکثر کا قول یہی ہے اور یہی صحیح ترین قول ہے اس لئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سید عالم ﷺ سے بیس فرشتوں کے بارے میں سوال کیا تو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دائیں جانب ایک فرشتہ مقرر ہے جو کہ دیگر فرشتوں کا سردار بھی مانا جاتا ہے اور بائیں جانب ایک فرشتہ ہے، اس موضوع کا بیان ﴿عن الیمین وعن الشمال قعید (ق:۱۷)﴾ سے ملتا ہے، دو فرشتے سامنے اور دو ہی پیچھے جس کا بیان ﴿له معقبات

من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ (الرعد:۱۱) میں ملتا ہے، اور ایک فرشتہ انسان کی پیشانی پکڑے کھڑا ہوا ہوتا ہے جب بندہ اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کرتا ہے تو اسے بلند کرتا ہے اور جب تکبر کرتا ہے تو اُسے نیچا کرتا ہے اور دو فرشتے اس کے ہونٹوں پر متعین ہوتے ہیں جو بندہ سید عالم ﷺ پر درود بھیجتا ہے فرشتہ اسے محفوظ کر لیتا ہے، ایک فرشتہ مُونھ پر متعین ہوتا ہے جو مُونھ میں سانپ جانے سے حفاظت کرتا ہے۔ دو فرشتے آنکھوں پر متعین ہوتے ہیں، پس یہ دس فرشتے ہوئے جو ہر آدمی پر معین ہیں اور رات کے فرشتے دن کے فرشتے باہم (وقت فجر وعصر میں) جمع ہوتے ہیں اس طرح بیس فرشتے ہوئے، اور یہ معاملہ ہر انسان کا ہے، ابلیس پر دن میں اور اس کی ذریت پر رات میں نزول کرتے ہیں۔ (روح المعانی، ج٤، ص ٤٤٨ وغیرہ)، (عطائین، ج١، ص ٦٥)

ابو مجلز بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مراد (جگہ کا نام ہے) سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، اس نے کہا کہ آپ اپنی حفاظت کر لیں کیونکہ مراد کے لوگ آپ کے قتل کی سازش کر رہے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو ان مصائب سے تمہاری حفاظت کرتے ہیں جو تمہارے لئے مقدر نہیں کئے گئے اور جب تقدیر آ جاتی ہے تو وہ مصائب کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور موت بہت مضبوط ڈھال ہے۔ (جامع البیان، الجزء ١٣، ص ١٤٣)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر انسان کے ساتھ ایک جن اور ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے''، صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کے ساتھ بھی، فرمایا: ہاں! میرے ساتھ بھی لیکن اللہ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی وہ مجھے نیکی کے سوا کوئی مشورہ نہیں دیتا''۔ (صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة، باب: تحریش الشیطان، رقم: ٢٠٠٧/٢٨١٤، ص ١٣٨٥)

جب تک انسان اپنی حالت نہ بدلے:

٤......نعمت کی ناقدری اُس کے زوال کا سبب بنتی ہے، مسلسل نافرمانی کر کے انسان اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ وہ اُس نعمت کا حقدار نہ تھا جو اُسے دی گئی ہے لہٰذا اب وہ نعمت اُس سے مُونھ موڑنے لگتی ہے۔ حالات بدلنے لگتے ہیں، دن آزمائشوں میں بسر ہونے لگتے ہیں۔ کیسے کیسے لوگ صفحہ ہستی سے مٹا دیئے جاتے ہیں۔ انسانی تاریخ کے گوشوں کو جُنبش دیں تو معلوم ہوگا کہ بڑے بڑے حکمرانوں کے تختے اُلٹنے کی ایک وجہ نعمت کی ناقدری بھی تھی، کیا فرعون کے پاس دنیاوی ساز و سامان، جاہ منصب کی کمی تھی، کیا ہامان اور نمرود خالی ہاتھ تھے؟ کیا انہوں نے زمین میں حکومت نہ کی، کیا دنیاوی آسائشیں انہیں میسر نہ تھیں، بخت نصر جیسا شخص دنیا پر کیسی سلطنت کر گیا لیکن آج اس کا نام لینے والا کوئی نہیں ہے، سب کچھ ہونے کے باوجود خدا کی خدائی کا انکار اور نعمتوں کی ناقدری الامان والحفیظ، ظلم بالائے ظلم یہ کہ انسان کو انسان نہ جانا، کھرے کھوٹے کی تمیز بھی ختم ہوگئی، اخلاقی قدروں کی پامالی اور جبر و بربریت نے میں سسکتی رعایا کی آہ و پکار نے انہیں تباہی کے ایسے عمیق گھڑے میں ڈال دیا کہ آج دنیا میں انہیں کوئی اچھے نام سے یاد نہیں کرتا۔

رعد کے معانی ومطالب:

٥......رعــد اس آواز کا نام ہے جو اجسام سماویہ کی رگڑ سے بادل میں پیدا ہوتی ہے، جب دو بادل آپس میں ٹکراتے ہیں تو ایسی آواز کو رعد کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے پاس یہود آئے اور انہوں نے کہا اے ابوالقاسم! ہمیں بتایئے کہ رعد کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ ایک فرشتہ ہے جس کو بادل کے اوپر مقرر کیا گیا ہے اس کے پاس آگ کا ایک کوڑا ہے وہ اس سے جہاں اللہ چاہتا ہے بادل کو ہانکتا ہے''، انہوں نے کہا اور یہ آواز جو ہم سنتے ہیں یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''جہاں بادل کو لے جانے کا حکم دیا وہاں لے جانے کے لئے فرشتہ جب بادل کو کوڑا مارتا ہے تو یہ اس کی آواز ہے''، انہوں نے کہا آپ نے سچ

فرمایا۔ (سنن الترمذی، کتاب تفسیرالقرآن، باب: من سورۃ الرعد، رقم: ۳۱۲۸، ص ۸۹۰)

حقیقی حاجت روا کون ؟

۶۔۔۔۔۔وحدانیت الٰہی کا عقیدہ رکھ کر اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے سے اپنی حاجت روائی کے لئے فریاد کرے یا حقیقی حاجت روا اللہ کو جانتا مانتا ہے مگر اس کے مقرب بندوں سے بھی حاجت روائی رکھنے کی امید ہے اور اس بارے میں ظاہری اسباب مثلاً مزارات اولیاء وانبیاء پر حاضر ہوتا ہے یا نذر ونیاز ودیگر ایصال ثواب کے ذرائع اختیار کر کے فائدہ حاصل کرتا ہے تو یہ امور عند اللہ جائز وکار ثواب ہیں۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ''المصنف'' میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا: کراما کاتبین کے علاوہ اللہ ﷻ نے فرشتے مقرر کئے ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں، جب تم میں سے کوئی کسی شخص کو سفر میں کوئی مشکل پیش آئے تو وہ اس طرح پکارے:اے اللہ کے بندو! تم پر اللہ رحم فرمائے میرے مدد کرو۔ (المصنف، ج ۱۰، ص ۳۹۰)

ابن کثیر اپنی معروف کتاب ''البدایۃ والنھایۃ'' میں لکھتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمانوں کے سپہ سالار جلیل القدر صحابی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کو براہ راست مدد کے لئے پکارا، چنانچہ منقول ہے کہ :''کان شعارھم یومئذ یا محمدا یعنی اس دن مسلمانوں کا شعار سید عالم ﷺ کو مدد کے لئے پکارنا تھا''۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں: الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے ،لہ الخلق والامر ،عالم امر مقید بجہت وطرف وقرب وبعد وغیرہ نہیں ہے پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔ (شمائم امدادیہ ،ص ۵۲)

''النبی اولی بالمومنین من انفسھم'' کو بعد لحاظ صلہ من انفسھم کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جان کو بھی حاصل نہیں کیونکہ اولی بمعنی اقرب ہوا، اور اگر بمعنی احب اولی بالتصرف ہو جب بھی یہی بات لازم آئے گی۔ (تحذیر الناس، ص ۱۰)

شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اپنی جوانی میں ایک بزرگ کی زیارت کو جا رہے تھے ساتھ میں دو آدمی اور تھے، آپس میں گفتگو ہوئی تو ایک شخص نے کچھ دینوی غرض بتلائی کہ میں اپنے رزق میں برکت کے لئے دعا کراؤں گا، دوسرے شخص نے جو کہ عالم وفاضل تھا کہا کہ میں ان کا امتحان لونگا کہ دیکھوں خالی بزرگ ہی ہیں یا کچھ علم سے بھی تعلق ہے۔ان سے ایسے پیچیدہ سوالات کروں گا جن کا جواب نہ بن پڑے، شیخ عبدالقادر نے کہا کہ میں اس لئے ان کی بارگاہ میں جا رہا ہوں کہ یہ اللہ کے مقبول بندے ہیں شاید ان کی زیارت سے ہمارے نفس کی اصلاح ہو جائے اور اللہ کا ہمارے حال پر فضل ہو جائے۔غرض تینوں ان بزرگ کے پاس پہنچے، ان کو کشف سے ان تینوں کے حال پہلے ہی معلوم تھے۔ابھی یہ لوگ کچھ عرض کرنے بھی نہ پائے تھے کہ شیخ نے خود ہی سب کے سوالات کے جوابات دے دیئے، جو شخص دنیوی غرض سے آیا تھا اس سے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سونے چاندی کے ڈھیر تیرے قدموں کے نیچے ہونگے یعنی تیرا مقصد پورا ہوا۔ابن السقا نامی عالم سے فرمایا تیرا ایک سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے، غرض سارے سوالات مع جوابات بیان کر دیئے اور کہا کہ میں تیرے چہرے پر کفر کے آثار دیکھ رہا ہوں اور وہ حالت دیکھ رہا ہوں جب تو اسلام سے مرتد ہو جائے گا چنانچہ یہی شخص ایک مرتبہ خلیفۂ وقت کی طرف سے ہرقل بادشاہ کے پاس کوئی پیغام لے کر گیا تھا، بہت بڑا عالم تھا کہ خلیفہ نے

سفارت کے لئے اس کو منتخب کیا مگر اس نے اُن بزرگ کے ساتھ گستاخی کی نیت کی تھی، اس کے وبال میں ہرقل کے پاس جا کر اس کی لڑکی پر فریفتہ ہوا اور اس کے عشق میں نصرانی ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے شیخ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات نظر آرہی ہے کہ تم ممبر بغداد پر بیٹھے ہوئے یہ کہہ رہے ہو کہ " قدمی ھذہ علی رقاب کل اولیاء اللہ یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے"۔ اور میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ اولیاء کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ اور یہی حال سیدی شیخ عبدالقادر کا ہوا۔ فائدہ: یہ ویسا ہی قصہ ہوا جیسا کہ حضرت خلیل اللہ کی آواز کو اللہ نے تمام عالم میں پہنچا دیا تھا کہ ارواح نے اپنے باپ کی پشت و ماں کے رحم میں جواب دیا لبیک لبیک، اسی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی کی آواز خلیل الٰہی کی آواز تھی جس کو تمام عالم کے اولیاء نے سنا خدا نے سب کو آواز پہنچا دی۔ (تھانوی کے پسندیدہ واقعات، ص ۱۴۹ وغیرہ)

سجدہ کے لغوی واصطلاحی معنی:

ے......متذکرہ آیت کے تحت سجدہ کے معنی کے حوالے سے دو اقوال ہیں: (۱)......حقیقی سجدہ مراد ہے جو زمین پر پیشانی رکھ کر کیا جاتا ہے، اسی معنی کی بناء پر آیت کے دو معنی کے لحاظ سے دو اشکال بنیں گے ایک یہ کہ اگرچہ لفظ سجدہ عام ہے لیکن اس کے معنی خاص ہونگے جیسے آیت میں ہے ﴿ولله یسجد من فی السموت﴾ یعنی فرشتے اور ﴿والارض (الرعد:۱۵)﴾ یعنی مومنین خوشی سے یا مجبور ہو کر، یعنی مومنین میں سے اللہ کے مخلص بندے خوشی سے سجدہ کرتے ہیں اور منافقین جو کہ دکھاوے کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوتے ہیں مجبور ہو کر سجدہ کرتے ہیں اس لئے کہ یہ حضرات نہ تو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے سجدہ کرتے ہیں اور نہ ہی اس کے عذاب سے خوف کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہیں بلکہ مومنین کے خوف سے سجدہ کرتے ہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ لفظ اپنے عموم پر ہو لیکن اس کے معنی میں اشکال پایا جائے جیسے تمام ملائکہ، مومنین میں سے انسان اور جن اللہ کی بارگاہ میں خوش ہو کر سجدہ کرتے ہیں اور جو مجبور ہو کر سجدہ کرتے ہیں اس کے بارے میں منافقین والا قول دلالت کرتا ہے اور کافر چہ جائے کہ انسان میں سے ہوں یا جنات میں سے وہ سرے سے سجدہ ہی نہیں کرتے اور اسی معنی میں اشکال پایا جاتا ہے۔ پہلے اشکال کا جواب یہ ہے کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب پر سجدہ کرنا ضروری ہے اور وجوب کو وقوع وحصول کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور دوسرے اشکال کا جواب یہ ہے کہ سجدہ سے مراد اللہ کی عظمت وعبودیت کا اعتراف کرنا ہے لہذا آسمان وزمین میں سب کچھ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں اور اس پر دلیل ﴿ولئن سالتھم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ (لقمٰن:۲۵)﴾ ہے، (۲)......سجدہ کے معنی فرمانبرداری، خضوع اور ممنوعہ چیزوں کو ترک کرنا ہے اور اس حوالے سے زمین وآسمان کی ہر چیز اُس پاک بارگاہ میں سجدہ ریز ہے یعنی ہر چیز پر اُس خالق کی قدرت نافذ ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ مومن ہو یا کافر سایہ ہر ایک کا سجدہ کرتا ہے اور مجاہد کے مطابق مومن کا سایہ خوشی اور کافر کا سایہ مجبور ہو کر سجدہ کرتا ہے۔ (الخازن، ج۳، ص ۱۱)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: "بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ کر رہا ہوتا ہے پس تم (سجدہ میں) بہت دعا کیا کرو"۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب: ما یقال فی الرکوع، رقم: ۴۸۲/۹۷۰، ص ۲۳۲)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اعضاء سجدہ کے جلانے کو اللہ نے دوزخ پر حرام فرمایا ہے"۔ (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب: فضل السجود، رقم: ۸۰۶، ص ۱۳۱)

اندھیرے کفر اور اجالے......!

۸......جس طرح اندھیرا اور اُجالا برابر نہیں، اسی طرح کفر اور ایمان بھی برابر نہیں ہو سکتے، شرک انکار، توحید معرفت برابر

نہیں ہوسکتے، شرکاء کو جمع کے صیغہ کے ساتھ اس لئے لائے ہیں کہ شرک کی اقسام بہت سی ہیں، یہود کا شرک، نصاریٰ کا شرک، بتوں کے ذریعے شرک، مجوسیوں کا شرک جب کہ توحید کی کوئی قسم نہیں ہے۔ (روح المعانی ،الجزء الثالث وعشر، ص ۴۵۹)

پانی کے ذریعے مثال دینا:

۹......جس طرح پانی میں سننے، دیکھنے، جاننے اور کسی کی فریاد کو سننے کی طاقت نہیں ہوتی، پانی پیاسے کو دیکھ سکتا ہے نہ اس کی فریاد سُن سکتا ہے، نہ از خود پیاسے کے مونھ تک پہنچ سکتا ہے، یہی حال بتوں کا ہے کہ انہیں بھی نہ ادراک ہے نہ ہی شعور، نہ دیکھ سکتے ہیں، نہ سن سکتے ہیں، نہ اپنے ناک پر بیٹھی ہوئی مکھی اڑا سکتے ہیں، مجبور محض جو خود دوسرے کا محتاج ہو، بغیر کسی کاریگر کے بنائے معرض وجود میں نہیں آئے ایسا بے حس وحرکت بت خدا کیوں کر ہوسکتا ہے۔

آخرت کا حساب کتاب:

۱۰......فرقد سبخی کہتے ہیں کہ ہمیں شہر بن حوشب نے بیان کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بُرے حساب سے مراد یہ ہے کہ کچھ بھی درگزر نہ کیا جائے''۔ ابراہیم نخعی بیان کرتے ہیں کہ اے فرقد! کیا تو جانتا ہے کہ بُرا حساب کیا ہے؟ فرقد نے کہا میں نے جواب منفی میں دیا تو ابراہیم نخعی نے فرمایا: کسی انسان سے اس کے گناہ کا حساب اس انداز میں لیا جائے کہ اُس سے کچھ بھی درگزر نہ کیا جائے۔
(جامع البیان ،التجزء ۱۳، ص ۱۶۶)

اغراض: وغیر ذلک جمل میں موجود بچے کے اوصاف یعنی کالے گورے، پست طویل، سعید شقی، توانا کمزور ہونے کو جانتا ہے۔

بقدر وحد لا یتجاوزہ: یعنی اللہ نے جس کے لئے جو چیز جس حد کی میعاد میں بنادی ہے اس سے تجاوز نہیں ہوسکتا، چہ جائے کہ معاملہ سعادت وشقاوت ورزق کا ہو۔

ما غاب وماشوھد: یعنی جو چیز ہم سے پوشیدہ یا ظاہر ہے، اگرچہ ہر چیز اللہ کے سامنے ہے، چہ جائے کہ آسمانوں سے اوپر یا زمین کی تہہ میں کوئی چیز ہو۔ **فی علمہ تعالی:** یعنی اللہ تمام امور کی حد کو جانتا ہے، اس کے بارگاہ میں کوئی جھرو سو والا معاملہ نہیں ہے۔

للانسان: مراد مومن وکافر ہیں، اور اس میں انسان کے لئے منصب کرامت ہے کہ وہ ہر چیز کو یاد رکھنے والا ہے۔

من الحالۃ الجمیلۃ: مراد طاعت ہے، اللہ کی عادت کریمہ ہے کہ کسی قوم سے نعمت اُس وقت تک نہیں چھینتا جب تک کہ قوم اپنے اچھے کاموں کو بُرے کاموں سے بدل نہ دے، اور یہی معنیٰ آیت ﴿ذلک بان اللہ لم یک......الخ (الانفال: ۵۳)﴾ ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے دل میں تنگی محسوس کرے، اپنے رزق میں کمی پائے، اپنے بدن میں کمزوری پائے تو جان لے کہ تو نے لایعنی بات کہی ہے، پس نعمت بغیر کسی سبب کے اللہ کی جناب سے ہوتی ہے اور وہ نعمت نافرمانی کی وجہ سے سلب ہوجاتی ہے''۔

للمسافرین: مراد یہ ہے کہ مسافروں کو تو بارش کی ضرورت ہوتی ہے، مقیم کو بارشوں سے ڈرایا جاتا ہے جیسا کہ پھلوں اور دانوں کا سوکھ جانا، پس مسافروں کے لئے کبھی بارش باعث خیر ہوتی ہے اور کبھی باعث شر، پس انسان کو ہر وقت خوف وامید کی کیفیت میں ہونا چاہیے کہ اللہ ایسی خیر کو بھی لاتا ہے جس میں شر ظاہر ہوتا ہے اور ایسے شر کو بھی لاتا ہے جس میں خیر ظاہر ہوتا ہے۔

لا الہ الا اللہ: کی دعوت محمد رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، اس کلمے کو اسلام کی کنجی کہا جاتا ہے، کوئی بھی اس کلمے کے بغیر دائرہ اسلام میں

داخل نہیں ہوسکتا۔ من مدۃ الحمل: کا بیان حاشیہ نمبر۱ میں دیکھ لیں، ملائکۃ: کا بیان حاشیہ نمبر۳ میں دیکھ لیں۔

ضـیـاع: یعنی کافروں کی دعائیں رائگاں جاتی ہیں، اس لیے کہ کافر اُس سے مانگتے ہیں جو اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں ہے، اور اللہ کی بارگاہ میں مانگی جانے والی دعائیں رائگاں نہیں جاتیں۔ اللہ ان دعاؤں کو چاہے تو دنیا ہی میں قبول کرلے، چاہے تو آخرت کے لیے محفوظ کرلے کہ اسے راہ جنت کی ہدایت نواز دے، یہ بھی قبولیت کی ایک صورت ہے جس کی طرف آیت ﴿وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون (الانفال:۳۳)﴾ دلالت کرتی ہیں۔

لا جـواب غیـره: یعنی انہیں (سید عالم ﷺ کی قوم مراد ہے)، اللہ کی وحدانیت کا معترف کرانا مقصود ہے، لیکن وہ حسد کی وجہ سے انکاری ہیں۔ الـکـفـر: کفر میں تاریکیوں کی تمام اقسام کو داخل کرلیا گیا ہے، ایمان میں فقط ایک ہی بات ایمان باللہ داخل ہے، اسی لیے ایمان کے نور سے مراد جنت لی گئی اور کفر سے مراد تاریکیاں یعنی جہنم لی گئی۔

ای لیس الامر کذالک: یعنی بتوں نے کچھ تخلیق نہیں کیا، اور کافر بھی اس بات کو جانتے تھے لیکن محض حسد اور جہالت کی بنا پر بتوں کی تاثیر کا اظہار کرتے تھے۔ کالاوانی: مراد المسکوک (بخل) ہے، جس سے لوگ اپنی زندگی میں نفع اٹھاتے ہیں۔

والحق ثابت: جیسا کہ پانی اور جوہر ثابت ہیں، اور ان کے جھاگ کو پھینک دیا جاتا ہے، اسی طرح باطل کی مثال ہے، جیسا کہ جھاگ جو کہ پانی کی اوپری سطح پر ہوتا ہے اور لوہے کا زنگ جب اسے آگ میں ڈال دیا جائے، اسی طرح حق کی مثال ہے کہ جب تک اس میں باطل کی ملاوٹ ہو قابل منافع نہیں ہوسکتا، یہ آیت امت محمدیہ کیلئے خوشخبری ہے کہ وہ حق پر ثابت رہیں انہیں مخالف عقیدے والے لوگ نقصان نہ دیں گے بلکہ اُسے بلندی تک لے جائیں گے۔

(الصاوی، ج۳، ص ۲۰۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

وَنَزَلَ فِیْ حَمْزَةَ وَ اَبِیْ جَهْلٍ ﴿اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ ﴾فَاٰمَنَ بِهٖ ﴿کَمَنْ هُوَ اَعْمٰیؕ﴾ لَا یَعْلَمُهٗ وَلَا یُؤْمِنُ بِهٖ لَا ﴿ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ ﴾یَتَّعِظُ ﴿اُولُوا الْاَلْبَابِ (۱۹)﴾ اَصْحَابُ الْعُقُوْلِ ﴿الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ ﴾الْمَاخُوْذُ عَلَیْهِمْ وَهُمْ فِیْ عَالَمِ الذَّرِّ اَوْ کُلِّ عَهْدٍ ﴿وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ (۲۰)﴾ بِتَرْکِ الْاِیْمَانِ اَوِ الْفَرَائِضِ ﴿وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ ﴾مِنَ الْاِیْمَانِ وَالرَّحِمِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ ﴿وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ﴾اَیْ وَعِیْدَهٗ ﴿وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ (۲۱)﴾ تَقَدَّمَ مِثْلُهٗ ﴿وَالَّذِیْنَ صَبَرُوْا ﴾عَلَی الطَّاعَةِ وَالْبَلَاءِ وَعَنِ الْمَعْصِیَةِ ﴿ابْتِغَآءَ ﴾طَلَبَ ﴿وَجْهِ رَبِّهِمْ ﴾لَا غَیْرَهٗ مِنْ اَغْرَاضِ الدُّنْیَا ﴿وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا ﴾فِی الطَّاعَةِ ﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ ﴾یَدْفَعُوْنَ ﴿بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ ﴾ کَالْجَهْلِ بِالْحِلْمِ وَالْاَذٰی بِالصَّبْرِ ﴿اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عُقْبَی الدَّارِ (۲۲)﴾ اَیِ الْعَاقِبَةُ الْمَحْمُوْدَةُ فِی الدَّارِ الْاٰخِرَةِ هِیَ ﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ ﴾اِقَامَةٍ ﴿یَّدْخُلُوْنَهَا ﴾هُمْ ﴿وَمَنْ صَلَحَ ﴾ اٰمَنَ ﴿مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ﴾وَاِنْ لَّمْ یَعْلَمُوْا بِعَمَلِهِمْ یَکُوْنُوْنَ فِیْ دَرَجَاتِهِمْ تَکْرِمَةً لَّهُمْ ﴿وَالْمَلٰٓئِکَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ (۲۳)﴾ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اَوِ الْقُصُوْرِ اَوَّلَ دُخُوْلِهِمْ لِلتَّهْنِئَةِ یَقُوْلُوْنَ ﴿سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ ﴾ هٰذَا الثَّوَابُ ﴿بِمَا ﴾بِمَا ﴿صَبَرْتُمْ ﴾بِصَبْرِکُمْ فِی الدُّنْیَا ﴿فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ (۲۴)﴾ عُقْبَاکُمْ ﴿وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۙ﴾ بِالْكُفْرِ وَالْمَعَاصِىْ ﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ ﴾اَلْبُعْدُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ﴿وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾﴾اَىِ الْعَاقِبَةُ السَّيِّئَةُ فِى الدَّارِ الْاٰخِرَةِ وَهِىَ جَهَنَّمُ ﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ ﴾يُوَسِّعُهٗ﴿لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ﴾ يُضَيِّقُهٗ لِمَنْ يَّشَاءُ﴿وَفَرِحُوْا ﴾اَىْ اَهْلُ مَكَّةَ فَرَحَ بَطَرٍ﴿بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ﴾اَىْ بِمَا نَالُوْهُ فِيْهَا﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ﴾فِىْ جَنْبِ حَيٰوةِ﴿فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾﴾شَىْءٌ قَلِيْلٌ يُتَمَتَّعُ بِهٖ وَيُذْهَبُ.

﴿ترجمہ﴾

(یہ آیت مبارکہ حضرت حمزہ اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی) تو کیا وہ جو جانتا ہے جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا ہے حق ہے (اور وہ اس پر ایمان لے آیا) وہ اس جیسا ہوگا جو اندھا ہے (نہ اسے جانتا ہے اور نہ اس پر ایمان لیکر آتا ہے نہیں، دونوں برابر نہیں ہوسکتے) نصیحت وہی مانتے ہیں جنہیں عقل ہے (یتذکر بمعنی یتعظ ہے اور اولوا الالباب کے معنی صاحب عقل لوگ ہیں) وہ جو اللہ کا عہد......۱...... پورا کرتے ہیں (عہد سے مراد وہ عہد ہے جو اُن سے عالم ذر میں لیا گیا یا ہر قسم کا عہد مراد ہے) اور قول باندھ کر پھرتے نہیں (ایمان یا فرائض کو ترک کرکے) اور وہ کہ جوڑتے ہیں اُسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا......۲......(مراد ایمان سے ناطہ جوڑنا اور رشتے داروں سے تعلقات جوڑنا ہے) اور اپنے رب سے (یعنی اس کی وعید سے) ڈرتے ہیں اور حساب کی بُرائی سے اندیشہ رکھتے ہیں (اس کی مثال ماقبل ذکر ہوچکی ہے) اور وہ جنہوں نے صبر کیا......۳......(فرمانبرادی اور آزمائشوں پر اور نافرمانی سے) اپنے رب کی رضا چاہنے کو (اس کے سوا ان کا کوئی دنیاوی مطلوب نہیں، یعنی ساز وسامان وغیرہ، ابتغاء بمعنی طلب ہے) اور نماز قائم رکھی اور خرچ کیا (اطاعت گزاری میں) ہمارے دیے سے چھپے اور ظاہر (اور دور کرتے ہیں) بُرائی کو بھلائی سے......۴......(جہالت کو حلم کے ذریعے اور اذیت پر صبر کرتے ہوئے) انہیں کے لیے پچھلے گھر کا نفع ہے (یعنی دار آخرت میں ان کے لیے اچھا انجام ہے) بسنے (رہنے) کے باغ وہ (ہی) ان میں داخل ہونگے جو لائق ہیں......۵......(یعنی امانت دار ہیں) ان کے باپ دادا اور بی بیوں اور بچوں میں......۶......(اگر چہ انہوں نے ان کی مثل عمل خیر نہ بھی کیے ہوں تب بھی عاملین کی عزت افزائی کے لیے یہ بھی ان کے درجات میں داخل ہونگے) اور فرشتے ہر دروازے سے (جنت کے یا محلات کے، داخلے کے وقت ان کی عزت افزائی کے لیے) یہ (کہتے ہوئے داخل ہونگے) سلامتی ہو تم پر......۷......(یہ ثواب) تمہارے صبر کا بدلہ ہے (یعنی یہ دنیا میں تمہارے عمل کرنے کے سبب ملا ہے) تو پچھلا گھر (یعنی تمہارا انجام) کیا ہی خوب ملا اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا اسے قطع کرتے اور (جو کفر و دیگر گناہوں کا ارتکاب کرکے) زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کا حصہ لعنت ہی ہے (لعنت کا معنی اللہ کی رحمت سے دوری ہے) اور ان کا نصیبہ بُرا گھر......۸......(یعنی دار آخرت میں بُرا انجام ہے) جس کے لیے چاہے اور تنگ کرتا ہے (یعنی رزق کو جس کے لیے چاہے تنگ کرتا ہے) اور کافر (یعنی اہل مکہ) اترا گئے (یعنی تکبر کرتے ہوئے خوش ہوئے) دنیا کی زندگی پر (یعنی ان نعمتوں پر جو انہوں نے دنیا میں پائیں) اور دنیا کی زندگی نہیں آخرت (کی زندگی) کے مقابلے میں مگر کچھ برت لینا (یعنی معمولی شے جس سے نفع اٹھایا جاتا ہے پھر وہ چلی جاتی ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق کمن ھو اعمی﴾۔

ھمزہ : استفہامیہ، ف :عاطفہ معطوف علی محذوف "الیستوی المؤمن والکافر" ،من :موصولہ، یعلم : فعل بافاعل، انما : حرف مشبہ، ما: کافہ، انزل :فعل، الیکـظرف مستقر حال مقدم، الحق : ذوالحال ملکر نائب الفاعل، من ربک:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا،ک:بمعنی مثل مضاف،من ھو اعمی :موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما یتذکر اولوا الالباب﴾۔

انما :حرف مشبہ وماکافہ، یتذکر:فعل، اولوا الالباب:مرکب اضافی فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین یوفون بعھد اللہ ولا ینقضون المیثاق﴾۔

الذین : موصول،یوفون بعھداللہ : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولا ینقضون المیثاق : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر معطوف علیہ۔

﴿والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویخشون ربھم ویخافون سوء الحساب﴾۔

و : عاطفہ ،الذین :موصول،یصلون: فعل بافاعل ،ما:موصولہ،امر اللہ:فعل بافاعل،ب: جار، ہ:ضمیر مبدل منہ، ان یوصل : جملہ بتاویل مصدر بدل ، ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر صلہ، ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویخشون ربھم : جملہ فعلیہ معطوف اول، ویخافون سوء الحساب : جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،اپنے موصوف سے ملکر معطوف اول۔

﴿والذین صبروا ابتغاء وجہ ربھم واقاموا الصلوۃ وانفقوا مما رزقنھم سرا وعلانیۃ ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ﴾۔

و: عاطفہ، الذین:موصول، صبروا ابتغاء وجہ ربھم : فعل بافاعل ومفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ، واقاموا الصلوۃ : جملہ فعلیہ معطوف اول، وانفقوا مما رزقنھم : فعل بافاعل وظرف لغو، سرا وعلانیۃ: حال ہے "انفقوا" کے فاعل سے،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ویدرء ون بالحسنۃ السیئۃ : جملہ فعلیہ معطوف ثالث،ملکر صلہ،ملکر معطوف ثانی،معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مبتدا۔

﴿اولئک لھم عقبی الدار﴾

اولئکـ:مبتدا، لھم عقبی الدار : جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،اپنے ماقبل موصول صلہ مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿جنت عدن یدخلونھا ومن صلح من ابائھم وازواجھم وذریتھم ﴾۔

جنت عدن : مبتدا، یدخلونھا: فعل بافاعل ومفعول،و:بمعنی مع مضاف،من :موصولہ،صلح :فعل ھو ضمیر ذوالحال، من:جار، ابائھم وازواجھم وذریتھم : معطوف علیہ ومعطوف ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر فاعل، ملکر صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول معہ، ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والملائکۃ یدخلون علیھم من کل باب﴾۔

و:حالیہ، الملئکۃ :مبتدا، یدخلون علیھم من کل باب : جملہ فعلیہ خبر ملکر جملہ اسمیہ حال ہے ماقبل یدخلونھا کے فاعل سے۔

﴿سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار﴾۔

سلم: مصدر بافاعل، بما صبر تم : ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ مبتدا ،علیکم : ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ف:فصیحہ، نعم عقبی الدار : فعل مدح بافاعل،ملکر جملہ انشائیہ خبر مقدم، ھی ضمیر محذوف مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین ینقضون عهد الله من بعد میثاقه ویقطعون ما امر الله به ان یوصل ویفسدون فی الارض﴾.

و: عاطفہ، الذین: موصول، ینقضون عهدالله من بعد میثاقه: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویقطعون ...... ان یوصل: جملہ فعلیہ معطوف اول، ویفسدون فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکرصلہ، ملکرمبتدا۔

﴿اولئک لهم اللعنة ولهم سوء الدار﴾.

اولئک: مبتدا، لهم اللعنة: جملہ قسمیہ معطوف علیہ، ولهم سوء الدار: جملہ اسمیہ معطوف، ملکرخبر، مبتدا خبر ملکر پھر خبر ہوئی ماقبل مبتدا" الذین ینقضون " سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الله یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر﴾.

الله: مبتدا، یبسط الرزق لمن یشاء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویقدر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکرخبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وفرحوا بالحیوة الدنیا ومالحیوة الدنیا فی الاخرة الا متاع﴾.

و: مستانفہ، فرحوا: فعل بافاعل، ب: جار، الحیوة الدنیا: مرکب توصیفی ذوالحال، و: حالیہ، ما: نافیہ، الحیوة الدنیا: ذوالحال، فی: جار، الاخرة: بحذف المضاف "جنب" مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا، الا: للحصر، متاع: خبر ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

عهد پوراکرنے سے متعلق اقوال:

۱...... اس بارے میں متعدد اقوال ہیں، (۱)...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس سے مراد وہ عہد ہے جو اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی تمام اولاد کو نکال کر لیا تھا اور یہ پوچھا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، تو سب نے یک زبان کہا کیوں نہیں۔ (۲)...... ہر انسان کی عقل میں اللہ نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ ان دلائل سے اللہ کی توحید اور حضرات انبیائے کرام کی نبوت کو پہچان سکے۔ (۳)...... بعض احکام عقلی دلائل سے ثابت ہوتے ہیں جو ناقابل تنسیخ ہوتے ہیں مثلاً قتل کرنا، زنا کرنا، اور جھوٹ بولنا حرام ہے اور ہر شخص جو اپنی عقل سے اللہ کی معرفت حاصل کرسکتا ہے اس کا اللہ سے یہ عہد ہے کہ وہ ان احکام پر عمل کریگا۔ (۴)...... جب انسان کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوگیا تو اس نے اللہ سے یہ عہد کرلیا کہ وہ اس کے تمام فرائض پر عمل کرے گا اور جن کاموں سے اس نے منع کیا ہے ان سے اجتناب کرے گا اور جب اس نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو مان لیا تو اس نے یہ التزام کیا ہے کہ اُنکی اتباع کرے گا۔ (۵)...... اکثر مفسرین کرام کا قول یہ ہے کہ یہ کلام ﴿ولا ینقضون المیثاق (الرعد: ۲۰)﴾ عہد کو پورا کرنے کے قریب ترین ہے، اس لئے کہ عہد کو پورا کرنا اسے توڑنے کے مقابلے میں قریب ہوتا ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ جب اللہ کو واجب الوجود مان لیا تو اس کے غیر کی نفی ہوگئی اس لئے کہ دونوں مفہوم بیک وقت پایا جانا ناممکن ہے کہ اللہ کو واجب الوجود مانے اور دوسرے کیلئے بھی یہی عقیدہ رکھے لہذا ضروری ہے کہ عہد کے پورا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو توڑنے سے اجتناب کرے۔ (۶)...... یہ بھی جان لے کہ عہد کو پورا کرنا بڑی سعادتمندیوں کا کام ہے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس شخص کا ایمان کامل نہ ہوگا جس میں امانت کی پرواہ کرنا نہ پایا جائے اور اس شخص کا دین کامل نہیں ہوسکتا جو عہد کو پورا نہ کرے" اور اس قسم کی آیات قرآن مجید میں کئی مقامات پر موجود ہیں۔ (۷)...... وعدے کو وہی شخص پورا کرے گا جو مکلف بھی ہو، حاصل کلام یہ ہے کہ ﴿الذین یوفون بعهد الله (الرعد: ۲۰)﴾ میں اسی جانب اشارہ ہے۔ (الرازی، ج۷، ص ۳۲)

کن رشتے داروں سے جوڑا جائے:

۱؎...... جہاں اللہ نے اپنے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا یعنی عبادات بجالانے، عہد پورا کرنے وغیرہ کا، وہیں بندوں کے حقوق کا اہم خیال رکھنے کا بھی حکم ارشاد فرمایا ہے۔ بندوں کے تمام حقوق واجبہ کی رعایت کرنا ضروری ہے، اس میں خاص طور پر رشتے داری نبھانے اور عمومی طور پر ہر مسلمان سے اچھا برتاؤ کرنے، اُن سے نیکی کرنے کا درس ملتا ہے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا: ﴿انما المومنون اخوۃ یعنی مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں (الحجرات:۱۰)﴾۔ اب اسی نسبت سے ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ نیک سلوک کرے، والدین، بھائی، بہن، بیوی بچے، علی الترتیب رشتے داروں کے حقوق کا خاص خیال رکھا جائے۔

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس شخص کی ناک خاک آلود (یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا)، عرض کی گئی یارسول اللہ کس کی ناک خاک آلود ہو؟ جواباً ارشاد فرمایا: ''جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر وہ جنت میں داخل نہیں ہوا''۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب: رغم انف من، رقم: ٦٤٠٥/ (٢٥٥١)، ص١٢٦٥)

☆...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہ کون ومکان ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ باپ کے انتقال کے بعد اس کے دوستوں سے تعلق جوڑ کر رکھا جائے''۔ (المرجع السابق، رقم: ٦٤٠٨/ ٢٥٥٢)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق و عمر میں اضافہ ہو، اس کو چاہیے کہ اپنے رشتے داروں سے میل ملاپ رکھے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب: من بسط له، رقم ٥٩٨٦، ص١٠٤٨)

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''رحم رحمٰن کی رحمت کے آثار میں سے ایک اثر ہے، اللہ نے (اپنی صفت رحیمی سے) فرمایا ہے کہ جو تجھ سے ملاپ رکھے گا میں اس سے ملاپ رکھوں گا اور جو تجھ سے قطع تعلق کرے گا میں اس سے منقطع رہوں گا۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب: من وصل وصل الله، رقم: ٥٩٨٨، ص١٠٤٨)

☆...... حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''زنا و قطع رحم کے علاوہ کسی گناہ پر اللہ دنیا میں مواخذہ نہیں فرماتا اور آخرت میں بھی اس کی سزا کو ذخیرہ کرتا ہے''۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب: فی النھی عن البغی، رقم: ٤٩٠٢، ص٩١٧)

دعائیہ کلمات صبر کے منافی نہیں!

۲؎...... صبر سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کے سامنے کسی تکلیف کا شکوہ نہ کرنا کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں تکلیف میں مبتلا ہونے کا اظہار کرنا صبر کے منافی نہیں، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے رب قدوس کی بارگاہ میں اپنی مصیبت کے دور کرنے کی ان الفاظ میں دعا مانگی ﴿وایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الرحمین (الانبیاء:۸۳)﴾ تو اللہ نے اپنے اس فرمان عالیشان سے ان کی تعریف فرمائی ﴿انا وجدنه صابرا﴾ پس اس سے معلوم ہوا کہ پروردگار عزوجل کو کوئی بندہ جب اس کی بارگاہ میں رفع مصیبت کے لئے دعا کرتا ہے تو یہ صبر کے منافی نہیں۔ (التعریفات، ص ١١٠)، (عطائین، ج١، ص ١٩٦)

بُرائی کو بھلائی سے ٹال:

۳؎...... یعنی شر کو خیر سے، بُرائی کو احسان سے ٹالتے ہیں، ابن جریر نے ابن زید، انہوں نے ابن جبیر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب انہیں بُرائی پہنچتی تھی تو ان کا عمل فرمان مقدس نشان ﴿واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما (الفرقان: ٦٣)﴾ ہوتا

تھا، حسن کہتے ہیں کہ جب تمہیں محروم کیا جائے تو عطا کی بارش فرما، جب ظلم کیا جائے تو معاف فرمادے، جب تعلق توڑا جائے تو جوڑنے کے سامان کر۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جولوگ بُرائی کو نیکی سے ٹالتے ہیں تو بُرائی مٹادی جاتی ہے (اور نیکی باقی رہتی ہے)، حدیث میں ہے کہ حضرت معاذ ﷺ نے کہا یارسول اللہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ (آپ نے ارشاد فرمایا): "بندہ جب بُرائی کرے تو ساتھ ہی نیکی بھی کرلے تاکہ نیکی بُرائی کو مٹادے، پوشیدہ گناہ کا ازالہ پوشیدہ ہے اور اعلانیہ کا ازالہ اعلانیہ ہے"۔ابن کیسان سے روایت ہے کہ وہ لوگ گناہ ہوجانے کے فورا بعد توبہ کرتے تھے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے صدقہ دے کر بُرائی (عذاب) کو دور کرے، ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ جب کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو اُسے دور کرنے کی سعی کرے۔ (روح المعانی ،الجزء الثالث عشر، ص ۱۷۷)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تم سچائی کو لازم پکڑلو، اس لئے کہ سچائی بھلائی کی رہنمائی کرتی ہے اور بھلائی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بندہ سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ بُرائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور بُرائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے، بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے یہاں بھی جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے"۔ (سنن الترمذی، کتاب البر و الصلة، باب: ما جاء فی الصدق، رقم:۱۹۷۸، ص ۵۸۲)

جنت میں لے جانے والے اعمال:

۵......اس سے پہلی آیت میں اللہ نے مومنوں کی آٹھ خصلتیں بیان فرمائیں، (۱)...... جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں اور پکے عہد کو توڑتے نہیں، (۲)...... جو رشتوں کو جوڑے رکھتے ہیں، (۳)...... اللہ ﷻ کا خوف رکھتے ہیں، (۴)...... سختی سے لئے جانے والے حساب سے ڈرتے ہیں، (۵)...... اپنے رب کی رضا طلب کرنے میں صبر سے کام لیتے ہیں، (۶)...... نماز قائم کرتے ہیں، (۷)...... ظاہر و پوشیدہ خرچ کرتے ہیں، (۸)...... بُرائی کو اچھائی سے دور کرتے ہیں۔ اللہ رب العالمین نے ان آٹھ خصلتوں پر قائم رہنے والے کو جن خوشخبریوں سے نوازا وہ یہ ہیں۔(۱)...... اللہ ﷻ انہیں دائمی جنتوں میں داخل فرمائے گا، (۲)......ان کے ماں باپ، آل اولاد، رشتے دار جو بھی نیک ہونگے جنت میں ان کے ساتھ ہونگے، (۳)...... فرشتے ہر دروازے سے ان کو سلام کرتے ہوئے داخل ہونگے، (۴)......ان کے صبر کرنے کی داد و تحسین فرمائیں گے۔

اہل وعیال کے ساتھ دخول جنت بھی ایک نعمت ہے!

۶......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جس نے اس طرح تصدیق کی جس طرح مسلمانوں نے تصدیق کی تھی خود اس کے عمل ان کی طرح نہ ہوں وہ بھی جنت میں داخل ہونگے، زجاج نے کہا کہ اللہ نے اس آیت میں یہ بیان فرمایا ہے کہ جب تک نیک اعمال نہ ہوں نسب سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ کسی انسان کے باپ دادا، اس کی بیوی، اور اس کی اولاد نے اگر نیک اعمال نہ کیے ہوں تو وہ جنت میں داخل نہیں ہونگے۔علامہ واحدی نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو فرمایا وہ صحیح ہے، کیونکہ اللہ نے اطاعت گزار کی جزا میں جنت اس کی اس خوشی کو بھی رکھا ہے کہ اس کے اہل اس کے ساتھ جنت میں داخل ہوں اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ جس نے نیک اعمال کیے اس کے اکرام کی وجہ سے اس کے اہل وعیال کو جنت میں داخل کیا جائے اور اس کے اہل وعیال اپنے نیک اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہوں تو اس میں اس اطاعت گزار کے اکرام کا کوئی دخل نہیں ہے اور اس کے ساتھ اس کے اہل کو جنت میں داخل کرنے کے وعدہ کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ جو شخص بھی نیک عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔ (الرازی، ج۷، ص ۳۶)

☆......سید عالم ﷺ کی ایک زوجہ سودہ بنت زمعہ بھاری جسم کی تھیں، وہ سید عالم ﷺ کے پاس بوڑھی ہوگئیں، آپ ﷺ نے انہیں

طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے کہا مجھے طلاق نہ دیں، میرے معاملہ میں آپ کو مکمل اختیار ہے، میں تو صرف یہ چاہتی ہوں کہ میرا حشر آپ کی ازواج میں ہو اور میں اپنی باری حضرت عائشہ کو ہبہ کردی ہے، اور میرا ارادہ ارادہ نہیں ہے جو دیگر عورتوں کا ہوتا ہے، سید عالم ﷺ نے انہیں اپنے نکاح میں برقرار رکھا اور ان کی وفات سید عالم ﷺ کے نکاح میں ہوئی، ان کی وفات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور کے آخر وقت میں ہوئی۔ (الاستیعاب، ج٤، ص ٤٢٢، رقم ٣٤٢٨)

جنتیوں کے لئے سلامتی:

ے...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فقراء میں سے ایک شخص سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوا، اس نے کہا کہ میں فقراء کا ایک قاصد ہوں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "مرحبا، اُس قوم کے نمائندے جو مجھے محبوب ہے"، اس نے کہا یا رسول اللہ فقراء کہتے ہیں: امیر لوگ ہر قسم کے خیر کے امور انجام دے لیتے ہیں، وہ حج کرتے ہیں لیکن ہمیں حج کی استطاعت نہیں، وہ صدقہ کرتے ہیں لیکن ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے، وہ غلام آزاد کرتے ہیں لیکن ہمیں اس پر قدرت نہیں، مریضوں کی مال وغیرہ سے مدد کرتے ہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: میری جانب سے فقراء کو یہ پیغام دے دینا اور کہنا کہ جو مجھ سے تین امور میں احتساب کا وعدہ کرے تو امیر لوگ ان سے کچھ آگے نہ ہوں، (۱)...... جنت میں سرخ یاقوت کے کمرے ہونگے جنہیں اہل جنت دیکھیں گے جیسا کہ دنیا میں ستاروں کو دیکھا جاتا ہے یہ کمرے فقط فقراء کے لئے ہوں گے، یا شہید یا مومن فقیر کیلئے، (۲)...... فقراء جنت میں امیر لوگوں کے مقابلے میں نصف دن پہلے داخل ہونگے اور نصف دن کی مقدار پانچ سو سال ہے، (۳)...... جب فقراء یہ کہیں: سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو امیر لوگ اس جملے کے کہنے سے فقراء سے آگے نہیں بڑھ سکتے، فقراء کو اس جملے کے ادا کرنے کا دوگنا ثواب ملے گا۔

یہ بھی جاننا چاہیے کہ فرشتوں کے سلام کو دنیا میں سننا اور انہیں دیکھنا خاص بندوں کے ساتھ متعلق ہے، جو فرشتوں کے لطیف جوہر کو سننے اور دیکھنے کی طاقت رکھتے ہیں، امام غزالی "المنقذ من الضلال" میں فرماتے ہیں کہ حضرات صوفیاء فرشتوں کو حالت نیند میں دیکھ لیا کرتے تھے، تا کہ ان کے نفوس کو طہارت حاصل ہو اور ان کے دل مزید تزکیہ (پاکیزگی) حاصل کریں، ہر قسم کے نقص وگندگی دور ہو، دنیاوی مال واسباب کی محبتیں ختم ہوں، اللہ کا نام نامی اسم گرامی علمی، عملی، دائمی طور پر بلند ہو، اور فرشتوں کو عالم مثال (خواب) یا عالم نشاۃ (وقت آخر/ جنت میں) کے علاوہ نہیں دیکھا جا سکتا جیسا کہ مخفی نہیں۔ (روح البیان، ج٤، ص ٤٧١)

بُرا ٹھکانہ جہنمیوں کا ہے!

۸...... ماقبل آیات میں مومنین کے لئے انعام واکرام کا وعدہ فرمایا تھا، یہاں بیان فرمایا کہ کافروں کے لئے جہنم کا عذاب ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں کفار کی اکثریت عیش وعشرت میں نظر آتی، کافر ممالک دنیا میں بڑی ترقی کر چکے ہیں، مال ومتاع بھی بہت ہے، مزید یہ کہ زراعت، صنعت، دفاعی ساز وسامان اور جدید تعلیمی وتکنیکی ادارے، سائنسی علوم میں بے پناہ ترقی وعروج، غرض ہر میدان میں بے پناہ ترقی نظر آتی ہے جب کہ مسلمانوں کا حال بے حد بُرا دکھائی دیتا ہے۔ اگر یہ اللہ کی رحمت سے دور ہیں تو ان کے لئے یہ آسانیاں اور ترقیاں کیسی ہیں؟ اس اعتراض کے کئی جوابات ہو سکتے ہیں: (۱)...... اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿ولیس الانسان الا ما سعی انسان کو وہی کچھ پہنچتا ہے جس کی اُس نے کوشش کی ہے (النجم: ۳۹)﴾، کافر دنیا کی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہے اس لیے اسے دنیا دے دی گئی ہے۔ (۲)...... سید عالم ﷺ نے فرمایا دنیا کی زندگی مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لیے

جنت ہے (صحیح مسلم،کتاب الزھد،باب: الدنیا سجن المومن،۱۱ ۷۳/ ۲۹۵۶،ص۱۴۵۱) جب دنیاوی زندگی قید کی ہے تو پھر مصائب ومسائل زیادہ ہی ہونے چاہیے۔(۳)......اللہ کا فرمان ہے﴿العم الاعلون ان کنتم مؤمنین یعنی تم ہی غالب رہو گے اگر (سچے) مومن ہو(ال عمران:۱۳۹)﴾۔مسلمان نے جب اپنے ایمان کو کمزور کرلیا تو اب مصائب ومسائل میں اضافہ بھی ہونے لگا ہے۔(۴)......یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے بطور آزمائش تنگی ودشواری زیادہ کردی گئی ہو کہ سچے مسلمان اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے رہیں اور غافل مسلمان اپنی غفلت کو دور کرنے کی سعی کریں۔

اغراض: او کل عھد: یعنی ہر عہد جو اُن سے لیا گیا، چہ جائے کہ خالق سے متعلق ہو یا مخلوق سے، کافر پر بھی عہد پورا کرنا واجب ہے اور اُسے بھی خیانت کرنا جائز نہیں، اور یہ اوصاف موجود ہوں تو عہد کو پورا کرنا لازم ہوتا ہے، جس کی ماقبل تفصیل گزری اور مابعد بھی تفصیل ہے۔

تفصیلا لہ: تو اس وقت عہد کو پورا کرنے سے مراد یہ ہے کہ حسب طاقت اوامر کو بجالایا جائے اور نواہی سے بچا جائے۔

من الایمان: "لما" کا بیان ہے، معنی یہ ہے کہ وہ لوگ ایمان کو اس کی تمام شرائط، ارکان اور آداب کے ساتھ لاتے ہیں۔

والرحم: مراد قرابت دار ہیں، اس عنوان کے تحت احادیث ہم نے ماقبل تشریح توضیح میں ذکر کردی ہیں۔

وغیر ذلک رشتے داروں سے صلح رحمی کے علاوہ دیگر لوگوں سے محبت کرنا، مریض کی عیادت وغیرہ داخل ہیں۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لوگوں سے محبت کرنا آدھی سمجھداری ہے"، سید عالم ﷺ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: "اللہ نے لوگوں کو اچھی صورت میں پیدا فرمایا ہے"۔ اور لوگوں سے باہم محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جو تجھے محروم کرے تو اسے عطا کرے، جو تجھ سے تعلق توڑے تو اس سے جوڑے، اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اُسے معاف کردے۔ **ویخشون ربھم**: یعنی اللہ سے اُس کے اجلال وتعظیم کی وجہ سے خوف کھاتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی سے خوف نہیں کھاتے، اور اللہ کے سوا کسی اور سے التفات بھی نہیں رکھتے۔

علی الطاعۃ: یہاں مفسر نے صبر کے مراتب بیان کرنے کا ارادہ کیا ہے، عمدہ صبر گناہوں سے رُک جانا ہے، مراد یہ ہے کہ ناپسندیدہ کاموں کی جانب التفات نہ کرے، اوسط درجے کا صبر یہ ہے کہ نیکیوں پر استقامت اختیار کرے یعنی اپنی طاقت کے مطابق انہیں بجالائے، ادنی درجے کا صبر یہ ہے کہ مصیبت پر صبر کرے۔ حضرات اولیاء وصدیقین کا صبر یہ ہے کہ وہ شہوات پر بھی صبر کرتے ہیں۔

لا غیرہ من اعراض الدنیا: مراد صبر ہے، کہا جاتا ہے کہ فلاں کیا ہی اچھا صبر کرنے والا اور قوت والا ہے، یا یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص پر جزع وفزع کرنے کا عیب نہ لگایا جائے گا، یا دشمنوں کو گالی دینے کا عیب نہیں لگایا جائے گا، یا اسی طرح کے اور امور کا جو اُس نے اللہ کی رضا کے سوا کئے ہوں، اور اللہ کی رضا کے لئے تمام بُرے کاموں سے بچنا عظیم کام ہے اللہ نے ارشاد فرمایا﴿وبشر الصابرین﴾، روایت میں ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو ایک منادی ندا فرمائے گا: "صبر کرنے والے کھڑے ہوجائیں، تو لوگوں میں سے کچھ لوگ کھڑے ہوجائیں گے، اُن سے کہا جائے گا، جنت کی طرف بڑھو، فرشتے انہیں روکیں گے اور کہیں گے کہ کہاں جاتے ہو؟ وہ کہیں گے: جنت میں، فرشتے کہیں گے: حساب سے پہلے ہی، کہیں گے: ہاں، فرشتے پوچھے گے تم کون لوگ ہو؟ وہ کہیں گے ہم صبر کرنے والے ہیں، فرشتے پوچھیں گے تمہارا صبر کیسا تھا؟ وہ جواب دیں گے ہم اللہ کی فرمانبرداری اختیار کرنے پر صبر کرتے تھے، نافرمانی سے بچنے پر صبر کرتے تھے، مصیبتوں اور دنیاوی پریشانیوں پر صبر کرتے تھے، فرشتے اُن سے کہیں گے: تم پر سلامتی ہو، جنت کیا ہی اچھا ٹھکانہ ہے۔ **والاذی بالصبر**: بُرائی کو بُرائی سے دور نہ کیا جائے بلکہ بُرائی کو بھلائی سے دور کیا جائے۔

تکرمۃ لھم: اللہ نے فرمانبردار کے لئے ثواب یہ رکھا ہے کہ وہ اپنے اہل کو جنت میں دیکھ کر راضی ہوگا، اگرچہ اس کے اہل وعیال اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے جنت میں داخل ہوئے ہوں جب کہ یہ تعظیم فرمانبردار کے لئے کچھ بھی نہ تھی جو اُسے جنت میں اعلی درجات

کی صورت میں ملنے والی ہے۔

اوالـقـصـور :قصر کی جمع ہے، ان محلات کی لمبائی اور چوڑائی ایک ایک فرسخ ہوتی ہے، جس میں ہزار دروازے جو کہ سونے کے بنے ہوئے ہوتے ہیں، جنتیوں کو ہر دروازے سے تحائف وھدایا دیئے جاتے ہیں اور فرشتے ﴿سـلام عـلـيـكـم بـمـا صبرتم (الرعد:۲۴)﴾ کہتے ہیں۔ (الصاوی، ج۳، ۲۱۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ﴿لَوْلَآ ﴾هَلَّا ﴿اُنْزِلَ عَلَيْهِ﴾عَلٰى مُحَمَّدٍ﴿ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ﴾ كَالْعَصَا وَالْيَدِ وَالنَّاقَةِ﴿قُلْ ﴾لَهُمْ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ﴾اِضْلَالَهٗ فَلَا يُغْنِي الْآيَاتُ عَنْهُ شَيْئًا ﴿ وَيَهْدِيْٓ ﴾يُرْشِدُ﴿اِلَيْهِ ﴾اِلٰى دِيْنِهٖ﴿مَنْ اَنَابَ (۲۷)﴾رَجَعَ اِلَيْهِ وَيُبْدِلُ مِنْ مَنْ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ﴾تَسْكُنُ﴿ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ﴾اَىْ وَعْدِهٖ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (۲۸)﴾اَىْ الْقُلُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴾مُبْتَدَاءٌ خَبَرُهٗ﴿طُوْبٰى ﴾مَصْدَرٌ مِنَ الطِّيْبِ اَوْ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا﴿لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ (۲۹)﴾ مَرْجِعٌ﴿كَذٰلِكَ ﴾ كَمَا اَرْسَلْنَا الْاَنْبِيَاءَ قَبْلَكَ﴿اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا ﴾تَقْرَءُ﴿عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ﴾اَىِ الْقُرْآنَ﴿وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ﴾حَيْثُ قَالُوْا لَمَّا اُمِرُوا بِالسُّجُوْدِ لَهٗ وَمَا الرَّحْمٰنُ﴿قُلْ ﴾لَهُمْ يَا مُحَمَّدُ﴿هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ (۳۰)﴾وَنَزَلَ لَمَّا قَالُوْا لَهٗ اِنْ كُنْتَ نَبِيًّا فَسَيِّرْ عَنَّا جِبَالَ مَكَّةَ وَاجْعَلْ لَّنَا فِيْهَا اَنْهَارًا وَعُيُوْنًا لِنَغْرِسَ وَنَزْرَعَ وَابْعَثْ لَنَا آبَائَنَا الْمَوْتٰى يُكَلِّمُوْنَا اَنَّكَ نَبِيٌّ﴿وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ ﴾نُقِلَتْ عَنْ اَمَاكِنِهَا﴿اَوْ قُطِّعَتْ ﴾شُقِّقَتْ﴿بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ﴾بِاَنْ يُّحْيَوْا لَمَا آمَنُوْا﴿بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ﴾لَا بِغَيْرِهٖ فَلَا يُؤْمِنُ اِلَّا مَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ اِيْمَانَهٗ دُوْنَ غَيْرِهٖ وَاِنْ اُوْتُوْا مَا اقْتَرَحُوْا وَنَزَلَ لَمَّا اَرَادَ الصَّحَابَةُ اِظْهَارَ مَا اقْتَرَحُوا طَمَعًا فِيْ اِيْمَانِهِمْ﴿اَفَلَمْ يَايْئَسِ ﴾يَعْلَمِ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ ﴾مُخَفَّفَةٌ اَىْ اَنَّهٗ﴿لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ﴾اِلَى الْاِيْمَانِ مِنْ غَيْرِ آيَةٍ﴿وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ﴿تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا ﴾بِصُنْعِهِمْ اَىْ بِكُفْرِهِمْ﴿قَارِعَةٌ ﴾دَاهِيَةٌ تَقْرَعُهُمْ بِصُنُوْفِ الْبَلَاءِ مِنَ الْقَتْلِ وَالْاَسْرِ وَالْحَرْبِ وَالْجَدْبِ﴿اَوْ تَحُلُّ ﴾يَامحمدُ بِجَيْشِكَ﴿قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ ﴾مَكَّةَ﴿حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ﴾بِالنَّصْرِ عَلَيْهِمْ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (۳۱)﴾وَقَدْ حَلَّ بِالْحُدَيْبِيَةِ حَتّٰى اَتٰى فَتْحَ مَكَّةَ.

﴿ترجمہ﴾

اور کافر (یعنی اہل مکہ) کہتے کیوں نہ اتری (لولا بمعنی ھلا ہے) ان پر (یعنی محمد ﷺ پر) کوئی نشانی (جیسے عصاء موسوی، ید بیضاء اور ناقۃ اللہ) ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ (ان سے) بیشک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے (جس کو گمراہ کرنا چاہے، پس اس صورت

میں نشانیاں بھی اسے کچھ فائدہ نہیں دیتیں) اور اپنی (یعنی اپنے دین کی) راہ اسے دیتا ہے......۱......(اس کی رہنمائی فرماتا ہے) جو رجوع لائے (یعنی جو اس کی طرف رجوع کرے، اگلا جملہ من اناب سے بدل ہے) وہ جو ایمان لائے چین (یعنی سکون) پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد (یعنی اس کے وعدوں) سے سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے......۲......(مومنین کے دلوں کا چین ہے) وہ جو ایمان لائے اور اپنے کام کیے (الذین امنوا ...... یہ جملہ مبتداء ہے اور اس کی خبر طوبی ...... ہے) ان کو خوشی ہے......۳......(طوبی "الطیب" کا مصدر ہے، یا اس مراد وہ جنتی درخت ہے، جس کے سائے میں سوار سفر کریگا اور سو سال میں بھی اسے قطع نہ کر سکے گا) اور اچھا کام (اچھی لوٹنے کی جگہ) اسی طرح (جیسے ہم نے آپ ﷺ سے پہلے انبیائے کرام کو بھیجا) ہم نے تم کو اس امت میں بھیجا جس سے پہلے امتیں ہو گزریں کہ تم تلاوت کرو (یعنی پڑھ کر سناؤ) انہیں جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی (یعنی قرآن پاک) اور وہ رحمٰن کے منکر ہو رہے ہیں (کہ جب انہیں رحمٰن کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو کہنے لگے: رحمٰن کیا ہے؟) تم فرماؤ (اُن سے، اے محمد ﷺ!) وہ میرے رب ہیں اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میری رجوع ہے (آنے والی آیت مبارک اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے سید عالم نور مجسم ﷺ سے کہا: اگر آپ نبی ہیں تو مکہ کے پہاڑ کو چلا کر ہم سے دور کر دیں، ہمارے لیے اس کی جگہ نہریں اور چشمے جاری کر دیں، تاکہ ہم درخت لگائیں اور کھیتی باڑی کریں اور ہمارے فوت شدہ آباؤ اجداد کو زندہ کر دیجئے کہ وہ ہم سے کلام کریں کہ آپ نبی ہیں) اور اگر کوئی ایسا قرآن آتا جس سے پہاڑ ٹل جاتے (اپنی جگہ کو چھوڑ کر کہیں اور منتقل ہو جاتے) یا زمین کٹ جاتی (یعنی پھٹ جاتی) یا مردے باتیں کرتے (یوں کہ اگر مردے زندہ ہوتے تب بھی کافر ایمان نہ لاتے) بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں......۴......(اس کے غیر کے اختیار میں نہیں، پس وہی ایمان لائے جس کا ایمان لانا وہ چاہے گا دوسرا نہیں، اگرچہ انہیں ان کے طلب کردہ نشانیاں بھی دی جائیں، آیت اس وقت نازل ہوئی جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان کفار کے ایمان کی طمع میں ان کی مطلوبہ باتوں کو ظاہر کر دینے کا ارادہ کیا ہے) تو کیا علم نہیں......۵......(یئس بمعنی یعلم ہے) مسلمانوں کو کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت کر دیتا (ایمان لانے کی، بغیر کسی نشانی کے دیکھے) اور کافروں کو (یعنی اہل مکہ کو) ہمیشہ ان کے کیے کی (ان کے فعل یعنی کفر کے سبب) دھمک پہنچتی رہے گی (جو ان کو ہلاک کرتی رہے گی مختلف مصیبتوں کی صورت میں، جیسے قتل کیے جانا، قیدی بنائے جانا، جنگ و خشک سالی کا سامنا ہونا) یا ہم اترو گے (اے حبیب! اپنے لشکر سمیت) ان کے گھروں کے نزدیک یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آئے (ان کے خلاف تمہاری مدد کرنے کا) بیشک اللہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا (سید عالم ﷺ مقام حدیبیہ میں اترے، حتی کہ آپ ﷺ فتح مکہ کے لیے تشریف لے آئے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ویقول الذین کفروا لولا انزل علیه ایة من ربه﴾.

و: عاطفہ، یقول الذین کفروا: قول، لولا: حرف تحضیض، انزل علیه: فعل با ظرف لغو، ایة من ربه: مرکب توصیفی نائب الفاعل، مل کر جملہ فعلیہ مقولہ اپنے قول سے مل کر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قل ان اللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب O الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ﴾.
قل : قول، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یضل من یشاء : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یھدی الیہ : فعل بافاعل وظرف لغو، من اناب : موصول صلہ مل کر مبدل منہ الذین :موصول، امنوا : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ : جملہ فعلیہ معطوف مل کر صلہ مل کر بدل، ملکر فعل، اپنے متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔
﴿الا بذکر اللہ تطمئن القلوب﴾.
الا : حرف تنبیہ، بذکر اللہ :ظرف لغو مقدم، تطمئن القلوب : فعل بافاعل یہ سب مل کر جملہ فعلیہ۔
﴿الذین امنوا وعملوا الصلحت طوبی لھم وحسن ماب﴾.
الذین : موصول، امنوا وعملوا الصلحت : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، معطوف مل کر صلہ اپنے موصول سے ملکر مبتدا، طوبی : معطوف علیہ، وحسن ماب :معطوف، مل کر مبتدا، لھم : ظرف مستقر خبر، جملہ اسمیہ خبر، اپنے مبتدا سے مل کر جملہ اسمیہ۔
﴿کذلک ارسلنک فی امۃ قد خلت من قبلھا امم﴾.
کذلک :ظرف مستقر، ارسالا :مصدر محذوف کی صفت مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم ،ارسلنک :فعل بافاعل ومفعول، فی : جار، امۃ :موصوف، قد خلت :فعل، من قبلھا :ظرف مستقر حال مقدم، امم : ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ارسلنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿لتتلوا علیھم الذی اوحینا الیک وھم یکفرون بالرحمن﴾.
لام :جار، تتلوا : فعل بافاعل، علی : جار، ھم :ضمیر ذوالحال، وھم یکفرون بالرحمن : جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، الذی اوحینا الیک: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مجرور ،ملکر ظرف لغو ماقبل "ارسلنا" فعل کے لیے۔
﴿قل ھو ربی لا الہ الا ھو﴾.
قل : قول، ھو ربی : جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، لا :نفی جنس، الہ : مبدل منہ، الا: للحصر، ھو: بدل، ملکر اسم "موجود" محذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿علیہ توکلت والیہ متاب﴾.
علیہ : ظرف لغو مقدم، توکلت: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ، و :عاطفہ، الیہ :ظرف مستقر خبر مقدم، متاب : مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿ولو ان قرانا سیرت بہ الجبال اوقطعت بہ الارض او کلم بہ الموتی﴾.
و: مستانفہ ،لو :شرطیہ، ان :حرف مشبہ، قرانا :اسم، سیرت بہ الجبال :جملہ فعلیہ معطوف علیہ، اوقطعت بہ الارض :جملہ فعلیہ معطوف، او کلم بہ الموتی : جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ "ثبت"، فعل محذوف کا فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط ،جواب شرط محذوف "لما امنوا" ملکر جملہ شرطیہ۔
﴿بل للہ الامر جمیعا افلم یایئس الذین امنوا ان لو یشاء اللہ لھدی الناس جمیعا﴾.
بل : حرف ایجاب، للہ :ظرف مستقر خبر مقدم، الامر جمیعا : ذوالحال حال ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ : ھمزہ :حرف استفہامیہ، ف : عاطفہ، لم یایئس الذین امنوا : فعل بافاعل، ان : مخففہ بانہ ضمیر محذوف اسم، لو : شرطیہ، یشاء اللہ: جملہ فعلیہ شرطیہ ھدی

الناس جميعا: جملہ فعلیہ جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا يزال الذين كفروا تصيبهم بما صنعوا قارعة او تحل قريبا من دارهم حتى ياتى وعد الله﴾

و: عاطفہ، لایزال: فعل ناقص، الذین کفروا: اسم، تصیبھم بما صنعوا قارعة: فعل بامفعول وظرف لغو وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، اوتحل قریبا من دارھم: فعل بافاعل وشبہ جملہ ظرف، حتی یاتی وعداللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الله لا يخلف الميعاد﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لا یخلف المیعاد: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وھم یکفرون بالرحمن...... ☆ قتادہ ومقاتل وغیرہ کا قول ہے کہ یہ آیت صلح حدیبیہ میں نازل ہوئی، جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ سہیل بن عمرو جب صلح کے لئے آیا اور صلح نامہ لکھنے پر اتفاق ہوگیا تو سید عالم ﷺ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم، کفار نے اس میں جھگڑا کیا اور کہا کہ آپ ہمارے دستور کے مطابق بسمک اللھم لکھوائے، اس کے متعلق آیت میں ارشاد ہوا کہ وہ رحمن کے منکر ہو گئے۔

☆...... ولو ان قرانا...... ☆ کفار قریش نے سید عالم ﷺ سے کہا تھا کہ اگر آپ یہ چاہیں کہ ہم آپ کی نبوت مانیں اور آپ کی اتباع کریں تو آپ قرآن مجید پڑھ کر اس کی تاثیر سے اس مکہ مکرمہ کے پہاڑ ہٹادیں تاکہ ہمیں کھیتیاں کرنے کے لیے وسیع میدان مل جائیں اور زمین پھاڑ کر چشمہ جاری کیجئے تاکہ ہم کھیتیوں اور باغوں کو ان سے سیراب کریں اور قصی بن کلاب وغیرہ ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کردیجئے وہ ہم سے کہہ جائیں کہ آپ نبی ہیں اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ھدایت وگمراھی اللہ کی جانب سے ھے!

ا...... شیخ ابوالحسن الجرجانی حدایۃ اور ضلالۃ کی تعریف لکھتے ہوئے فرماتے ہیں: ''الدلالة على ما يوصل الى المطلوب، وقد يقال: هي سلوك طريق يوصل الى المطلوب یعنی ایسی رہنمائی جو (بندے کو) مطلوب تک پہنچادے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سلوک کا وہ راستہ جو مطلوب (مقصود) تک پہنچادے۔'' هي فقدان ما يوصل الى المطلوب، وقد يقال: هي سلوك طريق لا يوصل الى المطلوب یعنی ایسی رہنمائی کا فقدان جو (بندے کو) مطلوب تک پہنچانے سے روکے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ راستہ جو بندے کو مطلوب تک نہ پہنچا سکے، ضلالت کہلاتا ہے۔ (التعریفات، ص ۲۵۱، ۱۴۱)

امام جریر طبری فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب کو مشرکین کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اے محبوب ان سے کہو بیشک اللہ تم میں سے جسے چاہے رسوا کرے میری تصدیق کرنے سے اور جو میں اپنے رب کے پاس سے لایا اس پر ایمان لانے سے، اور جو رجوع لایا اسے اپنی جانب ھدایت سے نوازے، پس بندہ اپنے کفر سے توبہ کرکے اللہ پر ایمان لائے، اور میری فرمانبرداری کرے، جو کتاب میں اپنے رب کے پاس سے لایا ہوں اس کی تصدیق کرے اور اللہ نے کوئی آیت مجھ پر (ایسی) نازل نہیں کی جو

تمہیں گمراہ کرے یا ھدایت دے، ھدایت اور گمراہی اللہ کے دستِ قدرت میں ہے، جسے چاہتا ہے ایمان کی توفیق رفیق دے دیتا ہے اور تم میں سے جسے چاہتا ہے رسوا کرتا ہے، پس وہ ایمان نہیں لاتا۔ (جامع البیان ،الجزء ۱۳، ص ۱۷۲)

یادِ الٰہی ﷻ دل کا چین ہے:

۲۔۔۔۔۔جانئیں کہ قلب کی چار اقسام ہیں۔(۱)۔۔۔۔۔قلب الکفار والمنافقین: ان کے دل دنیا اور خواہشات سے اطمنان پاتے ہیں جیسے اللہ کا فرمان ﴿رضوا بالحیاۃ الدنیا واطمانوا بھا(یونس:۷)﴾، (۲)۔۔۔۔۔قلب ناس: مراد گناہگار مسلمان کا دل ہے، اللہ کا فرمان ہے ﴿فنسی ولم نجد لہ عزما (طٰہٰ:۱۱۵)﴾، یہ دل توبہ اور جنت کی نعمتوں سے اطمنان پاتے ہیں، فرمان باری ہے ﴿فتاب علیہ وھدی (طٰہٰ:۱۲۲)﴾، (۳)۔۔۔۔۔قلب مشتاق: مراد فرمانبردار مومن کا دل ہے جو کہ اللہ ﷻ کی یاد سے اطمنان پاتا ہے، اللہ کا فرمان ہے ﴿الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ (الرعد:۲۸)﴾، (۴)۔۔۔۔۔قلب وحدانی: مراد حضرات انبیائے کرام اور خاص اولیاء کرام کا دل ہے جو کہ اللہ کی یاد سے اطمنان پاتے ہیں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ﴿کیف تحیی الموت قال اولم تومن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی (البقرۃ: ۲۶۰)﴾۔ (روح البیان ،ج٤، ص ٤٧٧)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خبردار! کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نہ بتادوں، تمہاری ملکیت میں زیادہ پاکیزہ، جو تمہارے درجات کی بلندی کا سبب بنے، جو تمہارے لیے سونے چاندی کے صدقہ کرنے سے بہتر ہو اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم دشمن پر یلغار کرو یا وہ تم پر یلغار کریں، وہ بہتر چیز اللہ کی یاد ہے''۔

☆۔۔۔۔۔حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ سے استفسار فرمایا گیا کہ کونسی چیز افضل ہے؟ جواباً ارشاد فرمایا: ''تمہاری موت کے وقت تمہاری زبان اللہ کی یاد میں مصروف ہو'' (تنبیہ الغافلین، باب ماجاء فی ذکر اللہ تعالی ،ص ۲۲۲)۔

طوبی کے معانی ومطالب:

۳۔۔۔۔۔طیب کا مصدر ہے، جس کے معنی مومنین کے لیے پاکیزہ زندگی ہے اور نعمت، خیر وسرور ہے۔ ایک معنی یہ بھی کیا جاتا ہے کہ جنت کے ایک درخت کا نام ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اس درخت کی جڑیں ہمارے دولت خانے اور شاخیں وپھل جنت میں پھیلے ہوئے ہیں''۔

کفار کو فرمائشی معجزات کیوں پیش نہ کئے گئے؟

۴۔۔۔۔۔اللہ اپنے علم سے جانتا ہے کہ اگر کافروں کی فرمائش پوری کردی جائے تب بھی یہ ایمان نہ لائیں گے، یہ حضرات اپنی ضد وہٹ دھرمی میں اتنا آگے نکل چکے ہیں کہ انہیں نبوت کے منصب کا شعور بھی نہیں رہا، یہ حضرات نہیں جانتے کہ انہوں نے اپنے قول وفعل اور طرز معاشرت سے اپنے لئے کیا تباہی مول لی ہے۔ بعث بعد الموت کا بھی انہیں یقین نہیں ہے۔ الغرض ایسے کور باطن کی فرمائش پوری کرنا فائدہ کچھ نہیں دے گا بلکہ اُلٹا نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔

یٰس کے مختلف معانی مفسرین کرام کی نظر میں!

۵۔۔۔۔۔مفسرین کرام نے ''یٰس'' کے معانی ومطالب میں مختلف طرزِ عمل اختیار کیا ہے:

(۱)......شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی متوفی ۶۹۱ھ اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں: آیا پس ندانستند آنانکہ گرویدآنرا کہ اگر خواہد خدائے ہر آئنہ رہ نماید مردماں راہمہ را، الخ۔(۲)......شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ لکھتے ہیں: آیا ندانستہ اند مسلمانان کہ اگر خواستی خدا راہ نمودے مردماں راہمہ یکجا الخ۔(۳)......شاہ عبدالقادر متوفی ۱۲۳۰ھ لکھتے ہیں: کیا خاطر جمع نہیں ایمان والوں کو اس پر کہ اگر چاہے اللہ راہ پر لادے سب لوگ۔(۴)......پیر کرم شاہ الازہری متوفی ۱۴۱۸ھ فرماتے ہیں: کیا نہیں جانتے ایمان والے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا۔(۵)......علامہ غلام رسول سعیدی: کیا پس ایمان والوں پر منکشف نہیں ہوا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا۔(۶)......اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ فرماتے ہیں: تو کیا مسلمان اس سے ناامید نہ ہوئے کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت کر دیتا۔(۷)......محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی متوفی ۱۹۶۱ء لکھتے ہیں: تو کیا ناامید نہ ہوئے جو ایمان لاچکے اس بات سے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو راہ دے دیتا۔(۸)......غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں: تو کیا مسلمان اس بات سے ناامید نہ ہوئے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کر دیتا۔ (تبیان القرآن، ج۶، ص ۹۹ وغیرہ)

اغراض: فلا تغني الآيات عنه شيئا: یعنی نزول آیات نے انہیں کچھ فائدہ نہ دیا، جب کہ دو چیزوں میں سے ایک جائز نہ ہو تو دوسری ضرور جائز ہوا کرتی ہے پس نہ ماننے والوں نے جو بھی حق آیا اسے جادو و کہانت شمار کیا، وہ سید عالم ﷺ سے اُس چیز کا سوال کرتے تھے جسے پورا کرنا حضور ﷺ پر فرض نہ تھا، اللہ نے فرمایا ﴿وما تغنی الآیات والنذر عن قوم لا یومنون (یونس:۱۰۱)﴾

او شجرة في الجنة: اس درخت کی بنیاد سید عالم ﷺ کے حجرے مقدسہ میں ہے، اور سید عالم ﷺ کے دولت سرائے اقدس کے ہر ہر کمرے جنت کے باغیچے ہیں۔ اس میں جس رنگ کی ٹہنیاں اور کلیاں ہیں ایسی کہیں نہیں اور اللہ نے جنتی میوے کی طرح کے پھل اور میوے کہیں نہیں پیدا کئے، اور ان میوے و پھل کی پیداوار کا منبع کافور و سلسبیل ہیں۔ ہر پتہ سایہ دار، جنتی کے کپڑے (گویا) غلاف کے شگوفے، زمین سے اگنے والے زیوارات، زین کسے ہوئے گھوڑے، سواری کے اونٹ۔

لما امروا بالسجود له: جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿واذا قیل لهم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن (الفرقان:۶۰)﴾ یہ قول عناد کی وجہ سے تھا، اور اہل علم کے نزدیک تجاہل عارفانہ کا بین مظاہرہ تھا، رحمٰن اپنے بندوں پر انعام فرماتا ہے، اور بندوں پر ہونے والی نعمتیں دیکھی جاتی ہیں اور نافرمانوں کا قول "وما الرحمن" اور اسی طرح کا فرعون کا قول ﴿وما رب العالمین﴾۔

لما امنوا: لو کا جواب ہے، معنی یہ ہے کہ اگر اللہ ﷻ ان کے مطالبے مان لیتا جب بھی ایمان نہ لاتے، اس لئے کہ اللہ اپنے علم میں یہ بات جانتا تھا کہ یہ ھدایت پانے والے نہیں۔

وقد حل بالحديبية: اس بارے میں دو روایات ملتی ہیں، سن ۶ھ میں جب سید عالم ﷺ نے عمرے کا ارادہ فرمایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور سید عالم ﷺ و دیگر مومنین کو گھر میں یہ روک دیا گیا اور مصالحت اس بات پر ہوئی کہ سید عالم ﷺ اور اُن کے رفقاء سن ۷ھ میں عمرہ کی سعادت حاصل کریں۔(۲) سن ۸ھ جب سید عالم ﷺ نے مکہ فتح کرنے کا ارادہ فرمایا، سید عالم ﷺ نے اپنے رفقاء کو حکم مرحمت فرمایا کہ آگ کی ایک مشعل لے کر نکلے اور دشمن اسلام کو بھگائے، پس مکہ فتح ہوا اور سید عالم ﷺ شان و شوکت کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۱۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ كَمَا اسْتُهْزِئَ بِكَ وَهٰذَا تَسْلِيَةٌ لِّلنَّبِيِّ ﷺ ﴿فَاَمْلَيْتُ﴾ اَمْهَلْتُ ﴿لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ﴾ بِالْعُقُوْبَةِ ﴿فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ (۳۲)﴾ اَیْ هُوَ وَاقِعٌ مَوْقِعَهٗ فَكَذٰلِكَ اَفْعَلُ

بِمَنِ اسْتَهْزِءَ بِکَ ﴿اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ ﴾رَقِیْبٌ﴿عَلٰی كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ ﴾عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ وَّ شَرٍّ وَهُوَ اللّٰهُ كَمَنْ لَیْسَ كَذَالِکَ مِنَ الْاَصْنَامِ لَا دَلَّ عَلٰی هٰذَا﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ ﴾مَنْ هُمْ ﴿اَمْ﴾بَلْ﴿ اَتُنَبِّـُٔوْنَهٗ ﴾تُخْبِرُوْنَ اللّٰهَ﴿بِمَا﴾اَیْ بِشَرِیْکٍ﴿ لَا یَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ﴾ اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ اَیْ لَا شَرِیْکَ لَهٗ اِذْ لَوْ كَانَ لَعَلِمَهٗ تَعَالٰی عَنْ ذَالِکَ﴿اَمْ﴾بَلْ اَتُسَمُّوْنَهُمْ شُرَكَاءَ ﴿ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ﴾بِظَنٍّ بَاطِلٍ لَا حَقِیْقَةَ لَهٗ فِی الْبَاطِنِ﴿بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِیْلِ ؕ ﴾طَرِیْقِ الْهُدٰی﴿وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ هَادٍ(۳۳) لَهُمْ عَذَابٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ﴾بِالْقَتْلِ وَالْاَسْرِ﴿وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ ﴾اَشَدُّ مِنْهُ﴿وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ ﴾اَیْ عَذَابِهٖ﴿مِنْ وَّاقٍ(۳۴)﴾مَانِعٍ﴿مَثَلُ ﴾صِفَةُ﴿الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ ﴾مُبْتَدَاءٌ خَبَرُهٗ مَحْذُوْفٌ اَیْ فِیْمَا نَقُصُّ عَلَیْكُمْ﴿ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا ﴾یُؤْكَلُ فِیْهَا﴿دَآئِمٌ ﴾لَا یَفْنٰی﴿وَّظِلُّهَا ؕ ﴾دَائِمٌ لَا تَنْسِخُهٗ شَمْسٌ لِعَدَمِهَا فِیْهَا ﴿تِلْكَ ﴾اَیِ الْجَنَّةُ﴿عُقْبَی ﴾عَاقِبَةُ ﴿الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ۖ ﴾ الشِّرْکَ﴿وَّعُقْبَی الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ(۳۵) وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ﴾كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَغَیْرِهٖ مِنْ مُؤْمِنِی الْیَهُوْدِ﴿یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ ﴾لِمُوَافِقَتِهٖ مَاعِنْدَهُمْ﴿وَمِنَ الْاَحْزَابِ ﴾الَّذِیْنَ تَحَزَّبُوْا عَلَیْکَ بِالْمُعَادَاتِ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَالْیَهُوْدِ﴿مَنْ یُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ﴾ كَذِكْرِ الرَّحْمٰنِ وَمَا عَدَ الْقَصَصِ﴿قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ ﴾فِیْمَا اُنْزِلَ اِلَیَّ ﴿اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِکَ بِهٖ ؕ اِلَیْهِ اَدْعُوْا وَاِلَیْهِ مَاٰبِ(۳۶)﴾مَرْجِعِیْ﴿وَكَذٰلِکَ﴾الْاِنْزَالِ﴿اَنْزَلْنٰهُ ﴾اَیِ الْقُرْاٰنَ﴿حُكْمًا عَرَبِیًّا ؕ﴾بِلُغَةِ الْعَرَبِ تَحْكُمُ بِهٖ بَیْنَ النَّاسِ﴿وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ ﴾اَیِ الْكُفَّارِ فِیْمَا یَدْعُوْنَکَ اِلَیْهِ مِنْ مِلَّتِهِمْ فَرْضًا﴿بَعْدَ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ ﴾ بِالتَّوْحِیْدِ﴿مَا لَکَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا وَاقٍ(۳۷)﴾مَانِعٍ مِنْ عَذَابِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

اورتم سے پہلے رسولوں سے بھی ہنسی کی گئی......۱......(جیسا کہ تم سے استہزاء کیا گیا، اور یہ جملہ سید عالم ﷺ کی تسلی خاطر کے لیے ہے) تو میں نے ڈھیل (مہلت) دی کافروں کو، پھر انہیں پکڑا (عذاب کے ساتھ) تو میرا عذاب کیسا تھا (یعنی وہ برمحل نازل ہوا، پس جو تمہارے ساتھ استہزاء کر رہے ہیں میں ان کے ساتھ بھی یہی کروں گا) تو کیا وہ قائم (قائم بمعنی رقیب) ہے ہر جان کا جو اس نے کمایا (چہ جائے کہ کمائی اچھی ہو یا بُری، مراد اللہ ﷻ کی ذات ستودہ صفات ہے نہ کہ بت کسی جان کے رقیب ہیں، دل علی ھذا کا جواب محذوف ہے جس کی نظیر اس فرمان افمن شرح الله صدره للاسلام میں ملتی ہے، شان ربوبیت اور بت برابر نہیں ہو سکتے) اور وہ اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں تم فرماؤ ان کا نام تو لو (اس کے سامنے کہ وہ کون ہیں؟) یا (ام بمعنی بل ہے، اس سے پہلے ہمزہ محذوف ہے) اسے وہ بتاتے ہو (اللہ ﷻ کو اس بات کی خبر دیتے ہو) جو اس کے علم میں ساری زمین میں نہیں (یعنی اس کا شریک ہونے کی، یہ استفہام انکاری ہے معنی

آیت یہ ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں کیونکہ اگر ہوتا تو اللہ کو اس کا علم ہوتا) یا (یعنی بلکہ، ام بمعنی بل ہے، معنی یہ ہے کہ بلکہ تم نے ان شرکاء کے نام رکھے ہیں) یوں ہی اوپری بات (یعنی باطل گمان جس کی باطن میں کچھ حقیقت نہیں ہے) بلکہ کافروں کی نگاہ میں ان کا فریب (یعنی ان کا کفر) اچھا ٹھہرا ہے اور راہ سے (یعنی ہدایت کی راہ سے) روکے گئے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے......انہیں دنیا کے جیتے عذاب ہوگا (قتل اور قید کے ذریعے) اور بیشک آخرت کا عذاب سب سے سخت ہے (یعنی دنیاوی عذاب سے بھی سخت ہے) اور انہیں اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہے......۳......(کوئی اس عذاب کو روکنے والا نہیں ہے) مثل (یعنی حال) اس جنت......ہے......کا کہ ڈر والوں کے لیے جس کا وعدہ ہے (مثل الجنۃ ......الخ مبتداء ہے اور اس کی خبر فیما نقص علیکم محذوف ہے) اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس کے میوے (اکل سے مراد وہ اشیاء ہیں جو جنت میں کھائی جائیگی) ہمیشہ (کبھی فنا نہیں ہونگے) اور اس کا سایہ (ہمیشہ رہیگا سورج اسے زائل نہیں کریگا کہ وہ جنت میں ہوگا ہی نہیں) یہ (جنت شرک سے) بچنے والوں کا انجام (عقبی بمعنی عاقبۃ ہے) اور کافروں کا انجام آگ......۵......اور جن کو ہم نے کتاب دی (جیسا حضرت عبد اللہ بن سلام اور دیگر یہود مومنین میں سے) وہ اس پر خوش ہوئے جو تمہاری طرف اترا (کیونکہ وہ اس کے موافق ہے جو ان کے پاس ہے) اور ان گروہوں میں کچھ وہ ہیں (جنہوں نے عداوت کے سبب تمہارے خلاف گروہ بنا لیے ہیں جیسے مشرکین اور یہودی) کہ اس کے بعض منکر ہیں......۶......(جیسا کہ رحمٰن کے ذکر اور اس کے علاوہ دیگر قصص سے) تم فرماؤ مجھے تو (جو مجھ پر نازل کیا گیا ہے اس میں) یہی حکم ہے کہ (ان دراصل بان ہے) اللہ کی بندگی کروں اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤں، میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے پھرنا (ماب بمعنی مرجع ہے) اور اسی طرح (ہمارا نازل کرنا ہے) ہم نے اسے (قرآن پاک کو) عربی فیصلہ اتارا......۷......(لغت عرب میں اتارا، تاکہ تم اس کے ذریعے لوگوں میں فیصلہ کرو) اور اے سننے والے ! اگر تو اپنی خواہشوں پر چلے گا (یعنی کفار کی اس باب میں کہ وہ تجھے اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں) بعد اس کے کہ تجھے (توحید کا) علم آچکا تو اللہ کے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی ہوگا نہ بچانے والا (من اللہ میں من زائدہ ہے اور واق کا معنی ہے کہ اس کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد استھزئ برسل من قبلک﴾.

و : عاطفہ، لام : تاکیدیہ، قد : تحقیقیہ، استھزی : فعل، ب : زائدہ، رسل من قبلک مرکب توصیفی نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاملیت للذین کفروا ثم اخذتھم فکیف کان عقاب﴾.

ف: عاطفہ، املیت للذی کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم اخذ تھم : جملہ فعلیہ معطوف اول، ف : عاطفہ، کیف : اسم استفہامیہ خبر مقدم، کان : فعل ناقص، عقاب : اسم، ی : ضمیر متکلم محذوف ای عقابی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿افمن ھو قائم علی کل نفس بما کسبت﴾.

ھمزہ : استفہامیہ، ف: عاطفہ، معطوف علی محذوف "ایشرکون باللہ اصناما فتجعلون من ھو ...الخ" من : موصولہ، ھو : مبتدا، قائم : اسم فاعل بافاعل، علی : جار، کل نفس : ذوالحال، بما کسبت : ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ صلہ، ملکر مبتدا، خبر محذوف "کمن لیس کذلک" کے لیے، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وجعلوا للہ شرکاء﴾.

و : مستانفہ، جعلوا : فعل بافاعل، للہ : ظرف مستقر حال مقدم، شرکاء : ذوالحال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل سموهم ام تنبؤنه بما لا يعلم في الارض ام بظاهر من القول﴾.
قل : قول، سموهم : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ام : عاطفہ منقطعہ، تنبئونه : فعل بافاعل ومفعول، بما لا یعلم فی الارض : جار مجرور معطوف علیہ، ام :عاطفہ منقطعہ بظاهر من القول : جارمجرور معطوف، ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔
﴿بل زين للذين كفروا مكرهم وصدوا عن السبيل﴾.
بل : حرف ایجاب، زین : فعل مجہول، لـلـذین کفروا :ظرف لغو، مکرهم : نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وصدوا عن السبیل : جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جملہ معطوفہ۔
﴿ومن يضلل الله فما له من هاد﴾.
و: مستانفہ، من :شرطیہ مفعول بہ مقدم،یضلل الله : فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط ، ف :جزائیہ، ما :مشابہ بلیس، له : خبرمقدم، من : زائدہ، هاد:جملہ اسمیہ جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔
﴿لهم عذاب في الحيوة الدنيا ولعذاب الاخرة اشق وما لهم من الله من واق﴾.
لهم : ظرف مستقر خبرمقدم، عذاب :موصوف، فی الحیوة الدنیا :ظرف مستقر صفت،ملکر مبتداموخر،ملکر جملہ اسمیہ،و :عاطفہ، لام : تاکیدیہ، عذاب الاخرة :مرکب اضافی مبتدا، اشق : خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و :عاطفہ، ما:مشابہ بلیس، لهم: ظرف مستقرخبر مقدم، من الله : ظرف مستقر حال مقدم، من :زائدہ، واق :ذوالحال،ملکراسم موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿مثل الجنة التي وعد المتقون تجري من تحتها الانهر اكلها دائم وظلها﴾.
مثل :مضاف، الجنة :موصوف، التی وعد المتقون :موصول صلہ،ملکرصفت ملکر ذوالحال، تجری من تحتها الانهر: جملہ فعلیہ، "جنة" موصوف محذوف کی صفت مرکب توصیفی حال اول، اکلهـا دائـم وظلهـا : جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکرمضاف الیہ مضاف،ملکرمبتدا،خبرمحذوف " فیما قصصناه علیکم "، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿تلك عقبى الذين اتقوا وعقبى الكفرين النار﴾.
تلک:مبتدا،عقبی الذین اتقوا: مرکب اضافی خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،و : عاطفہ، عقبی الکفرین : مبتدا، النار :خبر،ملکر جملہ اسمیہ
﴿والذين اتينهم الكتب يفرحون بما انزل اليك ومن الاحزاب من ينكر بعضه﴾.
و: مستانفہ، الـذیـن اتیناهم الکتب : موصول صلہ ملکر مبتدا ،یفـرحون بما انزل الیک:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ، من الاحزاب :ظرف مستقر خبرمقدم،من ینکر بعضه : موصول صلہ ملکر مبتداموخر،ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿قل انما امرت ان اعبد الله ولا اشرك به﴾.
قل : قول، انما : حرف مشبہ، وما :حرف مشبہ اور ما کافہ، امرت :فعل بانائب فاعل، ان: مصدریہ، اعبدالله ولا اشرک به : معطوف علیہ ومعطوف ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔
﴿اليه ادعوا واليه ماب﴾.
الیه ادعوا: فعل باظرف لغومقدم وفاعل جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، الیه :ظرف مستقر خبرمقدم، ماب :" ای مابی "مبتداموخر،ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿وكذلك انزلنه حكما عربيا﴾.
و :عاطفہ، کـذلک :ظرف مستقر، انـزالا : مصدرمحذوف کی صفت مرکب توصیفی مفعول مطلق، انـزلـنـا :فعل بافاعل، ہ :ضمیر

ذوالحال، حکما عربیا : حال ہیں، ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولئن اتبعت اھوائھم بعد ما جاء ک من العلم ما لک من اللہ من ولی ولا واق﴾.

و : مستانفہ، لام: تاکیدیہ قسمیہ، ان : شرطیہ، اتبعت اھواء ھم: فعل بافاعل ومفعول، بعد ماجاء ک من العلم: ظرف ملکر جملہ فعلیہ شرط، ما : مشابہ بلیس، لک: ظرف مستقر خبر مقدم، من اللہ : ظرف مستقر حال مقدم، من : زائدہ، ولی ولا واق :معطوف علیہ، معطوف ملکر ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر جملہ قسمیہ

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہمارے لیے درست!

۱......اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم مذاق اڑاتے ہیں.اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات طلب کرتے ہیں اور پیش کیے جانے پر جھٹلاتے ہیں، آپ ان کی اذیتوں پر صبر کیجئے، ان کے عذر پیش کرنے پر اللہ کا حکم پورا ہو چکا، اور آپ سے پہلے رسول بھی اسی طرح مذاق اڑائے گئے تھے، انہیں وقت مقرر تک مہلت دی گئی ہے، پھر میرا عذاب اور میری پکڑ پہنچے گی، تو دیکھنے والے دیکھیں گے کہ میرا عذاب کیسا ہوتا ہے۔ (جامع البیان، الجزء ۱۳، ص ۱۸۷ وغیرہ)

ہمیشہ سے اہل حق راہ دین میں ستائے گئے ہیں، بدمذہب اور بدکردار لوگ اُن کا مذاق اڑاتے رہے ہیں۔ان آیات سے ہمیں کتنا سیکھنے کو ملتا ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندے ورسول ہیں، قرب ومنزلت کا حال یہ ہے کہ جب چاہیں جو چاہیں ہو سکتا ہے۔سورج، چاند، ستارے، درخت، پہاڑ، پودے، حیوان سب ان کے تابع ہیں، لیکن راہ خدا میں تکالیف برداشت کر کے ہمیں سکھا گئے کہ ہر دور میں یزیدی کردار رکھنے والے مختلف رنگ وروپ میں موجود ہونگے، ان کا مقابلہ ہمت وجرأت سے کرنے کی ضرورت ہے۔

گمراهی کے باوجود کفار کی مذمت:

۲......شیطانی وساوس کا شکار ہو کر راہ حق سے رکنے والے، حضرات انبیائے کرام کی تکذیب واہانت کرنے والے، اپنے لئے گمراہی کا راستہ اختیار کرتے ہیں، اس لئے اللہ نے ان میں گمراہی کو پیدا کر دیا اور جسے اللہ گمراہ کردے اسے کوئی ھدایت دینے والا نہیں۔لہذا اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ جب خدا ہی نے انہیں گمراہ کر دیا ہے تو پھر دنیا میں ان کی مذمت کیوں کی جارہی ہے۔اس اشکال کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ ہمیں درس دینا چاہتا ہے کہ ہمیں ہر وقت اللہ سے ھدایت کا سوالی ہونا چاہیے اور اپنی آخرت کی خیر کے لئے دعا گو ہونا چاہیے۔

کافروں کے لئے دنیا وآخرت میں عذاب!

۳......دنیا میں کافروں کو قتل، جنگ، لعن طعن، مذمت، ذلت ورسوائی، اور مصائب وامراض بھی عذاب میں داخل ہیں یا نہیں اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک مصیبت عذاب میں داخل ہے اور بعض کے نزدیک ایسا نہیں بلکہ مصیبت پر صبر کرنے کا حکم ہے اور جب صبر کرنے کا حکم ہے تو پھر وہ عذاب نہ ہوئی۔آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہے اور یہ قوت وشدت کے اعتبار

سے، کثرت انواع (اقسام) کے اعتبار سے، راحت والی کوئی چیز اس میں نہ پائی جانے کے لحاظ سے، دوام اور نہ ختم ہونے کے اعتبار سے زیادہ ہے۔
(الرازی، ج۷، ص ۴۶)

جنت کے احوال:

۴......متذکرہ آیت میں اللہ نے جنت کی تین صفات بیان کیں، (۱) اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں، (۲) اس کا کھانا دائمی ہے، دنیا کے باغات کے پتے، پھل اور منافع ختم ہو جاتے ہیں لیکن جنت کے پھل دائمی ہیں کبھی ختم نہ ہونگے، (۳) سایہ دائمی ہے، یعنی جنت میں دھوپ، ڈھنڈ، سورج، چاند اور اندھیرا نہیں ہے، اللہ کا فرمان ہے ﴿لایرون فیھا شمس والا زمھریرا (الدھر: ۱۳)﴾، جب اللہ نے ان صفات کا بیان کر لیا تو فرمایا کہ آخرت کا گھر پرہیز گاروں کے لئے ہے یعنی جنت۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ جنت کے پھل دائمی ہیں، اس میں تین مسائل پائے جاتے ہیں: (۱)......جنت کا پھل کبھی فنا نہ ہوگا، یہ قول جہم اور اُن کے متبعین کا ہے۔ (۲)......جنتیوں کو جنت میں دائمی سکون میسر ہوگا، یہ قول ابوالھذیل اور ان کے پیروکار ہے۔ (۳)......جنتیوں کے پھل کبھی ختم نہ ہونگے، کیونکہ اللہ نے فرمایا ﴿اکلھا دائم وظلھا (الرعد: ۳۰)﴾ یعنی دوبارہ ان پھلوں کی پیداوار نہ ہوگی جیسا کہ دنیا میں ہوتا ہے۔
(الرازی، ج۷، ص ۴۷)

معتزلہ کے نزدیک اس وقت آسمانوں میں بہت سی جنتیں ہیں، جن میں فرشتے اور وہ حضرات انبیائے کرام رہتے ہیں جو ابھی تک زندہ ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام، لیکن جو جنت اللہ نے جزا وسزا کے لئے بنائی ہے اور جس میں دوام وخلود ہوگا وہ ابھی تک معرض وجود میں آئی ہی نہیں، بوقت ضرورت معرض وجود میں آئی گی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ نہ مانا جائے تو قرآن کی آیات میں تعارض لازم آئے گا کیونکہ جنت کے پھل اور اس کا سایہ دائمی ہے ان میں فنا نہیں ہے، حالانکہ قرآن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت فنا ہونے والی چیز ہے جیسا کہ فرمان رب العباد ہے ﴿کل شیء ھالک الا وجھہ یعنی اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے (القصص: ۸۸)﴾، معتزلہ کے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہر چیز کے عموم سے جنت کو استثناء حاصل ہے یعنی جنت کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اس لیے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جنت پرہیز گاروں کے لئے بن چکی ہے ﴿وجنۃ عرضھا السموات والارض اعدت للمتقین اور ایسی جنت جس کی پہنائی تمام آسمان اور زمینیں ہیں جو پرہیز گاروں کے لئے تیار کی گئی ہے (ال عمران: ۱۳۳)﴾

جھنم کے احوال:

۵......حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میکائیل علیہ السلام! کیا بات ہے میں نے تجھے کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟ تو حضرت میکائیل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: دوزخ کے بن جانے کے بعد میکائیل کیسے ہنس سکتا ہے؟

☆......ابونعیم نے طاؤس سے روایت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب جہنم بنی تو فرشتوں کے دل اُڑے جا رہے تھے اور جب حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو اُن کے دلوں کو کچھ قرار ملا"۔

☆......محمد بن المنکدر سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب جہنم بنی تو فرشتوں کے خوفزدہ، اڑے اُڑے سے رہنے لگے اور جب حضرت آدم کی پیدائش ہوئی تو اُن سے غم دور ہوا اور جو خوف اُنہیں تھا وہ دور ہوا"۔

(البدور السافرة، باب صفة جهنم، رقم: ۱۳۰۸، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ص ۴۰۹ وغیرہ)

قرآن کے نزول سے کون خوش ہوتا ہے؟

٦.....قتادہ کا قول ہے کہ مراد سید عالم ﷺ کے اصحاب ہیں کہ وہ قرآن کے نزول کی وجہ سے نور قرآن سے مستفیض ہوتے ہیں، اور یہی قول مجاہد اور ابن زید کا ہے۔ مجاہد نے یہ بھی کہا ہے کہ مراد اہل کتاب میں سے ایمان لانے والے مومنین ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ ہیں کہ وہ اپنی کتاب کی تصدیق ہوتے دیکھ کر نزول قرآن سے خوش ہوتے ہیں اور یہی قول اکثر علماء کا ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱۳، ص ۲۷۶)

لغت قرآن عربی زبان:

ے.....بعض مشرکین کو یہ شبہ ہوتا تھا کہ یہ قرآن مجید عربی میں کیوں نازل ہوا، اللہ نے اس شبہ کا ازالہ فرمایا کہ اس سے پہلے حضرات انبیائے کرام پر جو کتابیں نازل ہوئیں وہ ان کی زبانوں میں تھے، اس لئے قرآن بھی عربی زبان میں نازل ہوا، قرآن کو ''حکما'' اس لئے کہا کہ اس میں تمام مکلفین کے لیے احکام حلال، حرام، جائز، ناجائز وغیرہ موجود ہیں۔ (الخازن، ج۳، ص ۲۲)

معتزلہ کہتے ہیں کہ عربی زبان حادث ہے، اور قرآن مجید چونکہ عربی زبان میں ہے اس لیے یہ بھی حادث قرار پایا، اس کا جواب یہ ہے کہ اس کلام سے یہ لازم آیا کہ کلام لفظی حادث ہے اور ہم بھی اِسے حادث ہی مانتے ہیں لیکن ہم قرآن کو قدیم مانتے ہیں اس لیے اس سے مراد کلام نفسی ہے نہ کہ لفظی۔ (تبیان القرآن، ج٦، ص ۱۰۷)

اغراض: فکذلک افعل استهزاء بک یہ سید عالم ﷺ کے اکرام کی وجہ سے ہے، عمومی اعتبار سے ایسا نہیں۔

دل علی هذا: ﴿افمن هو قائم﴾ کا جواب محذوف ہے، اس کی نظیر اس فرمان مقدس نشان ﴿افمن شرح الله صدره للاسلام (الزمر:۲۲)﴾ جیسا کہ اللہ نے جس کا دل سخت کر دیا، اور اس کی دلیل اس فرمان ﴿فویل للقاسیة قلوبهم (الزمر:۲۲)﴾ میں ملتی ہے، ایک فرمان ﴿افمن یخلق کمن لا یخلق (النحل:۱۷)﴾ میں بھی دلیل ہے۔

من هم: یہاں مفسر نے معبودان ناحق کی جنس اور نوع کا بیان کیا ہے۔

فائدة: علامہ طیبی نے فرمایا اس آیت میں ﴿افمن هو قائم...... الخ (الرعد:۳۳)﴾ واضح دلائل ہیں: (۱)...... مفسر نے آیت مقدسہ کی تفسیر کمن لیس کذلک سے فرمائی، تاکہ کافروں پر دلیل قائم ہو جائے اور ان کے فاسد قیاس کا رد بلیغ ہو جائے، (۲)...... ﴿وجعلوا الله شرکاء (الرعد:۳۳)﴾ میں ضمیر ظاہر کو مضمر کی جگہ پر لائے، اس بات کی تنبیہ ہے کہ واحد حقیقی کے مقابلے میں شریک بنا لئے حالانکہ اس کے نام میں کوئی شریک نہیں (تو باعتبار معبود صفات میں کیسے ہو سکتا ہے)، (۳)...... فرمان مقدس ﴿قل سموهم﴾ یعنی ان کے نام پکارو اور کہواے فلاں! اے فلاں!، پس میرے دلائل کی موجودگی میں معبودان ناحق کا انکار لازم آتا ہے، (۴)...... فرمان مقدس ﴿ام تنبئونه بما لا یعلم (الرعد:۳۳)﴾ اس جملے میں کسی چیز کی نفی سے اس کے لزوم یعنی معلوم کی نفی پر دلیل ہے، (۵)...... ﴿ام بظاهر من القول (الرعد:۳۳)﴾ سے استدراج (ڈھیل دینے) پر دلیل لی گئی ہے، اور ہمزہ تقریر کے لئے ہے جس سے مراد یہ ہے کہ کیا تم اپنے منہ سے ایسی بات نکالتے ہو جو تم نے دیکھی ہی نہیں، پس تم اس پر غور کرو، (٦)...... آیت مذکورہ میں تمام امور کو اختصار کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے اور مذکورہ خطاب منادی کے عاجز ہونے پر دلیل ہے۔

فائدہ: جنت میں سایہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہاں سورج نہ ہوگا، پس سورج کا نہ ہونا اُجالے کے نہ ہونے کے منافی نہیں، عرش باری کے نور سے اُجالے ظاہر ہونگے اس لیے کہ عرش جنت کی چھت ہوگی اور اسی طرح جنتیوں کا نور عرش کے نور پر غالب ہوگا۔

من مومنی الیھود: مراد نصاریٰ کے مومن ہیں، یعنی نجران، حبشہ اور یمن کے مومن، جب انہوں نے قرآن سماعت کیا تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

کفر الرحمن: جب سید عالم ﷺ نے صلح حدیبیہ کی کتابت فرمائی تو لکھا: ''بسم اللہ الرحمٰن'' تو مشرکین کہنے لگے کہ ہم رحمٰن کو نہیں پہچانتے، کیا یمامہ کا رحمٰن یعنی مسیلمہ کذاب مراد ہے۔

فیما یدعونک الیہ من ملتھم: یعنی ان کافروں کا کہنا تھا کہ ہم ایک سال آپ کے معبود کی عبادت کریں اور ایک سال آپ ہمارے معبود کی عبادت کریں، اور اسی طرح نماز ایک سال بیت المقدس میں ادا کریں۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۲۱۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

وَنَزَلَ لَمَّا عَيَّرُوْهُ بِكَثْرَةِ النِّسَاءِ ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ﴾ اَوْلَادًا وَاَنْتَ مِثْلُهُمْ ﴿وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ﴾ مِّنْهُمْ ﴿اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ﴾ لِاَنَّهُمْ عَبِيْدٌ مَرْبُوْبُوْنَ ﴿لِكُلِّ اَجَلٍ﴾ مُدَّةٍ ﴿كِتَابٌ (۳۸)﴾ مَكْتُوْبٌ فِيْهِ تَحْدِيْدُهٗ ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ﴾ مِنْهُ ﴿مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ صلے ج﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ فِيْهِ مَا يَشَاءُ مِنَ الْاَحْكَامِ وَغَيْرِهَا ﴿وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ (۳۹)﴾ اَصْلُهُ الَّذِيْ لَا يُغَيَّرُ مِنْهُ شَيْءٌ وَهُوَ مَا كَتَبَهٗ فِي الْاَزَلِ ﴿وَاِنْ مَّا﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَّةِ فِيْ مَا الْمَزِيْدَةِ ﴿نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ﴾ بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ فِيْ حَيَاتِكَ وَجَوَابُ الشَّرْطِ مَحْذُوْفٌ اَيْ فَذَاكَ ﴿اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ﴾ قَبْلَ تَعْذِيْبِهِمْ ﴿فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ﴾ لَا عَلَيْكَ اِلَّا التَّبْلِيْغُ ﴿وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ (۴۰)﴾ اِذَا صَارُوْا اِلَيْنَا فَنُجَازِيْهِمْ ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا﴾ اَيْ اَهْلُ مَكَّةَ ﴿اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ﴾ نَقْصِدُ اَرْضَهُمْ ﴿نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ﴾ بِالْفَتْحِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ﴿وَاللّٰهُ يَحْكُمُ﴾ فِيْ خَلْقِهٖ بِمَا يَشَاءُ ﴿لَا مُعَقِّبَ﴾ رَادَّ ﴿لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (۴۱) وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ مِنَ الْاُمَمِ بِاَنْبِيَائِهِمْ كَمَا مَكَرُوْا بِكَ ﴿فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ﴾ وَلَيْسَ مَكْرُهُمْ كَمَكْرِهٖ لِاَنَّهٗ تَعَالٰى ﴿يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ﴾ فَيُعِدُّ لَهَا جَزَاءَهَا وَهٰذَا هُوَ الْمَكْرُ كُلُّهٗ لِاَنَّهٗ يَاْتِيْهِمْ بِهٖ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ﴾ الْمُرَادُ بِهِ الْجِنْسُ وَفِيْ قِرَاءَةٍ الْكُفَّارُ ﴿لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ (۴۲)﴾ اَيِ الْعَاقِبَةُ الْمَحْمُوْدَةُ فِي الدَّارِ الْاٰخِرَةِ ءَ لَهُمْ اَمِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ ﴿وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ لَكَ ﴿لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ﴾ عَلٰى صِدْقِيْ ﴿وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (۴۳)﴾ مِنْ مُؤْمِنِي الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى.

﴿ترجمہ﴾

(اور آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب کہ عورتوں نے سید عالم ﷺ کو غیرت دلائی) اور بیشک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیبیاں......۱......اور بچے کئے (ذریۃ کے معنی اولاد ہے، اور آپ بھی ان ہی کی مثل ہیں) اور (رسولوں میں سے) کسی رسول کا کام نہیں کہ نشانی لے کر آئے مگر اللہ کے حکم سے (کیونکہ وہ) ہر اجل کی (یعنی مدت کی) لکھت ہے (جس کتاب میں اس کی موت لکھی ہوئی ہے) اللہ جو چاہے مٹاتا ہے (اس کتاب میں سے) اور ثابت کرتا ہے......۲......(یثبت کو مخفف اور مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے، اس میں جو احکام وغیرہ چاہے ثابت فرماتا ہے) اور اصل لکھا ہوا اس کے پاس ہے (یعنی اس کی اصل جس میں سے کچھ بدلتا نہیں، وہ ہے جسے اس نے ازل میں لکھ دیا) اور اگر (انما میں ان شرطیہ کو ما زائدہ میں ادغام کر کے بھی پڑھا گیا ہے) ہم تمہیں دکھا دیں کوئی وعدہ جو انہیں دیا جاتا ہے (یعنی عذاب نازل ہونے کا، آپ ﷺ کی حیات ظاہری میں اور اس کا جواب شرط فـــذاک محذوف ہے) یا پہلے ہی اپنے پاس بلائیں (ان کو عذاب دینے سے پہلے) تو بہر حال تم کو صرف پہنچانا ہے (یعنی آپ ﷺ کے ذمہ تبلیغ کرنا ہے) اور حساب لینا ہمارا ذمہ (جب وہ ہمارے پاس آئینگے تو ہم انہیں جزاء دینگے) کیا انہیں (یعنی اہل مکہ کو) نہیں سوجھتا کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے آرہے ہیں......۳......(نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں فتوحات کے ذریعے، نـأتی بمعنی نـقـصـد ہے) اور اللہ حکم فرماتا ہے (اپنی مخلوق کے بارے میں جو چاہتا ہے) اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا (اس کو رد فرمانے والا) کوئی نہیں اور ان سے اگلے فریب کر چکے ہیں (ان سے اگلی امتیں اپنے انبیائے کرام کے ساتھ فریب کر چکی ہیں جیسا کہ یہ تمہارے ساتھ فریب کر رہے ہیں) تو ساری خفیہ تدبیروں......۴......کا مالک اللہ ہی ہے (اور ان کا مکر اللہ کی خفیہ تدبیر کی طرح نہیں کیونکہ وہ تو بلند و بالا ہے) جانتا ہے جو کچھ کوئی جان کمائے (پس اس نے اس کی جزاء تیار کی ہوئی ہے اور یہ تمام اس کی خفیہ تدبیر ہے کہ وہ ان کے پاس اس راہ سے آئیگی جس کا انہیں شعور تک نہ ہوگا) اور اب جانا چاہتے ہیں کافر (الـکـافـر سے مراد اسم جنس ہے اور ایک قرائت میں الـکـفـار بھی ہے) کسے ملتا ہے پچھلا گھر (یعنی آخرت میں اچھا انجام انہیں یا نبی پاک ﷺ کو) اور کافر کہتے ہیں (آپ سے) تم رسول نہیں تم فرماؤ (اُن سے) اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں (میری صداقت پر) اور وہ جسے کتاب کا علم ہے (یعنی یہود و نصاری میں سے جو مومنین ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ﴾۔

و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ قسمیہ، قد: تحقیقیہ، ارسـلـنـا: فعل بافاعل، رسـلا مـن قـبـلـک مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جـعـلـنـا لھم: فعل بافاعل وظرف لغو، ازواجا وذریۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف "واللہ" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وما کان لرسول ان یاتی بایۃ الا باذن اللہ﴾۔

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لرسول: ظرف مستقر خبر مقدم، ان: مصدریہ، یاتی: فعل بافاعل، ب: جار، ایۃ: ذوالحال، الا: للحصر، باذن اللہ: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لکل اجل کتاب○ یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب﴾۔

لکل اجل: ظرف مستقر خبر مقدم، کتاب: اسم مؤخر ملکر جملہ اسمیہ، یمحوا اللہ: فعل بافاعل، ما یشاء: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویثبت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جملہ معطوفہ، و: عاطفہ، عـنـدہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ام الـکـتـاب

: مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان ما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک فانما علیک البلغ وعلینا الحساب﴾.

و:عاطفہ، ان :شرطیہ، ما:زائدہ،نرینک:فعل بافاعل ومفعول، بعض : مضاف، الذی : موصول، نعدھم : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او نتوفینک:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انما : حرف مشبہ اور مکافہ، علیک البلغ :جملہ اسمیہ معطوف علیہ، وعلینا الحساب : جملہ اسمیہ معطوف،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اولم یروا انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا﴾.

ھمزہ : حرف استفہامیہ، و : عاطفہ معطوف علی محذوف "انکروا نزول ما اوعد ناھم وشکوا فی ذلک الم ینظروا فی ذالک؟"،لم یروا :فعل بافاعل، انا : حرف مشبہ واسم ، ناتی :فعل وضمیر ذوالحال، ننقصھا من اطرافھا : جملہ فعلیہ حال ،ملکر فاعل، الارض :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، لم یروا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ یحکم لا معقب لحکمہ وھو سریع الحساب﴾.

و: عاطفہ، اللہ : مبتدا، یحکم : جملہ فعلیہ خبر ، لا :نفی جنس، معقب : اسم، لحکمہ: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال ہے ماتحل "ناتی" کے فاعل سے، و : عاطفہ ، ھو :مبتدا، سریع الحساب :خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقد مکر الذین من قبلھم فللہ المکر جمیعا﴾.

و:مستانفہ، قد : تحقیقیہ، مکر :فعل،الذین من قبلھم : موصول صلہ ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف : عاطفہ،معطوف علی محذوف "فلاتابہ لمکرھم ولا نخش خیرا منہ" اللہ : ظرف مستقر خبر مقدم، المکر : ذوالحال، جمعیا: حال،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یعلم ما تکسب کل نفس وسیعلم الکفر لمن عقبی الدار﴾.

یعلم : فعل، ماتکسب : مفعول، کل نفس : فاعل،ملکر جملہ فعلیہ، و:عاطفہ، سیعلم الکفار: فعل بافاعل، : لمن : ظرف مستقر خبر مقدم، عقبی الدار :مبتداموخر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویقول الذین کفروا لست مرسلا قل کفی باللہ شھیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتب﴾.

و: مستانفہ ،یقول الذین کفروا :قول، لست مرسلا : فعل ناقص بااسم وخبر،ملکر جملہ فعلہ مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ، قل : قول، کفی :فعل، ب : زائدہ، اللہ :معطوف علیہ، ومن عندہ علم الکتاب : موصولہ صلہ ملکر معطوف،ملکر ممیز،شھیدا بینی وبینکم : شبہ جملہ تمیز،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولقد ارسلنا رسلا...... ☆ کافروں نے سید عالم ﷺ پر یہ عیب لگایا تھا کہ وہ نکاح کرتے ہیں،اگر نبی ہوتے تو دنیا ترک کرتے ،بی بی بچے سے کچھ واسطہ نہ رکھتے ،اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ بی بی بچے ہونا نبوت کے منافی نہیں لہذا یہ اعتراض محض بے جا ہے اور پہلے جو رسول آچکے ہیں وہ بھی نکاح کرتے تھے اور ان کے بھی بی بی بچے ہوتے تھے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تعدد ازواج پر اعتراض:

۱......مشرکین مکہ سید عالم ﷺ کی ذات پاک پر جہاں دیگر اعتراضات کرتے تھے وہیں تعدد ازدواج پر بھی اعتراض ہوتا تھا، اللہ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ ہم نے جتنے رسول وپیغمبر بھیجے ان کے لئے بیویاں اور اولاد بھی بنائی، جب گزشتہ رسولوں کے حق میں تعدد ازواج اور اولاد منافی رسالت نہیں تو ان کے لیے کیوں کر منافی ہوگی۔

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ دن ورات کی ایک ساعت میں تمام ازواج کو مشرف فرماتے تھے اور وہ گیارہ تھیں، قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ اس کی طاقت رکھتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم یہ باتیں کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو تیس مَردوں کی طاقت دی گئی تھی۔ (صحیح البخاری کتاب الغسل، باب اذا جامع ثم عاد، رقم: ۲۶۸، ص ۴۸)۔

علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ایک روایت کے مطابق سید عالم ﷺ کے کُل پندرہ نکاح ہوئے اور گیارہ عورتوں سے رخصتی ہوئی جن میں سے آپ ﷺ کی وفات کے وقت نو ازواج حیات تھیں، اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ چالیس عورتوں کی طاقت رکھتے تھے۔ حلیہ میں ہے کہ آپ ﷺ کو چالیس جنتی مَردوں کی طاقت تھی، اور امام احمد، نسائی اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ ایک جنتی مرد کھانے پینے، جماع کرنے اور شہوت میں ایک سو دنیاوی مَردوں کی طاقت رکھتا ہے۔ اس حساب سے ہمارے نبی پاک ﷺ چار ہزار مَردوں کی طاقت رکھتے تھے۔

(فتح الباری، کتاب الغسل، باب اذا جامع ثم عاد، رقم ۲۶۸، ج ۱، ص ۴۹۷)

☆......حضرت انس و ابن عباس رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کئے، جن میں سے تیرہ کے پاس گئے اور قُربت گیارہ سے فرمائی اور بوقت وصال نو ازواج حیات تھیں۔

چھ ازواج قُریشی تھیں جن کے نام یہ ہیں خدیجہ بن خُوَیلِد، عائشہ بنت ابی بکر صدیق، حفصہ بنت عمر بن الخطاب، اُمِّ حَبِیبَہ بنت ابوسفیان، اُمِّ سَلَمَہ ھند بنت امیہ، سُودہ بنت زمعہ بن قیس، چار عربی غیر قریش تھیں جن کے نام یہ ہیں زینب بنت جحش، میمونہ بنت الحارث بن حزن، زینت بنت خزیمہ بن الحارث، جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ، غیر عرب ازواج میں سے صفیہ بنت حُیی بھی تھیں۔ ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے خدیجہ، پھر سودہ سے مکہ مکرمہ میں، پھر بی بی عائشہ سے ہجرت سے دو سال پہلے، پھر اُمِّ سَلَمَہ سے معرکۂ بدر کے بعد دوسرے سال میں مدینہ منورہ میں، پھر بی بی حفصہ ہجرت کے دوسرے سال میں، پھر زینب بنت جحش سے ہجرت کے تیسرے سال، پھر بی بی جُویریہ سے پانچویں سال میں، پھر اُمِّ حَبِیبَہ سے چھٹے سال اور پھر ساتویں سال میں بی بی صَفِیّہ سے، پھر میمونہ بنت حارث، پھر فاطمہ بنت سریح، پھر زینب بنت خزیمہ، پھر ھند بنت یزید، پھر اسماء بنت نعمان، پھر قتیلہ بنت الاشعث، پھر سَنا بنت اسماء۔

(۱)......فضائل بی بی خدیجہ الکبریٰ: ابن شہاب کا قول ہے سب سے پہلے ایمان لانے والی یہی تھیں اور نماز کے فرض ہونے سے پہلے انہوں نے سید عالم ﷺ کی تصدیق فرمائی۔ طبرانی کی صحیح سند سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی نے مرسلا روایت کیا ہے کہ جبرائیل امین سید عالم ﷺ کے ساتھ موجود تھے کہ بی بی خدیجہ الکبریٰ تشریف لائیں، سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ خدیجہ ہیں، جبرائیل امین نے جواباً فرمایا کہ انہیں میری اور میرے رب کی جانب سے سلام پیش کیجئے۔ (سبل الھدی والرشاد، باب جماع ابواب ذکر ازواجہ ﷺ، ج ۱۱، ص ۱۴۳ (وغیرہ)۔

سیدہ خدیجۃ الکبری نے جس وقت سید عالم ﷺ سے نکاح فرمایا اُس وقت آپ کی عمر مبارک چالیس سال تھی، انکی موجودگی میں سید عالم ﷺ نے کسی اور خاتون سے نکاح نہ فرمایا، حضرت ابراہیم کے علاوہ آپ ﷺ کی تمام اولاد ان ہی کے بطن سے ہوئی، ہجرت سے تین سال پہلے انتقال فرمایا۔

(۲)......فضائل بی بی سودہ: بی بی خدیجۃ الکبری کی وفات کے چند دن بعد سید عالم ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ القرشیہ سے نکاح فرمایا، یہ وہ خاتون ہیں کہ انہوں نے اپنی باری بی بی عائشہ کے لئے بخش دی تھی، انہوں نے حضرت عمر کی خلافت کے آخری ایام میں انتقال فرمایا۔
(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، رقم:٣٤٢٨)

روایت میں ہے کہ جب بی بی سَودَہ بڑھاپے تک پہنچ چکیں تو سید عالم ﷺ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ فرمایا، انہوں نے سید عالم ﷺ سے عرض حال فرمائی کہ آپ ﷺ مجھے طلاق نہ دیں بلکہ میں اپنی باری بی بی عائشہ کو دیتی ہوں، میں چاہتی ہوں کہ کل قیامت میں آپ ﷺ کی ازواج میں میرا شمار ہو، میں وہ کچھ نہیں چاہتی جو دیگر خواتین چاہتی ہیں، پس انہوں نے سید عالم ﷺ کو طلاق دینے سے روک دیا یہاں تک کہ دیگر ازواج کی طرح دنیا سے رخصت ہوئیں۔ ایک قول کے مطابق ان کا انتقال پُر ملال امیر معاویہ کے دور میں سن ۵۴ ھ میں ہوا۔ (سبل الهدی والرشاد، باب:فضائل سودہ بنت زمعه، ج ١١، ص ١٩٩ وغیرہ)

(۳)......فضائل بی بی عائشہ: اس کے بعد بی بی عائشہ سے نکاح فرمایا، جس وقت بی بی طیبہ کا نکاح سید عالم ﷺ سے ہوا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی اور ہجرت کے پہلے سال ان کی رخصتی ہوئی، بوقت رخصتی عمر صرف نو سال تھی (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب: تزویج النبی ﷺ، رقم:٣٨٩٤، ص ٦٥٤)۔ بی بی عائشہ کے علاوہ کسی کنواری عورت سے آپ ﷺ کا نکاح نہ ہوا اور تمام ازواج میں سے صرف بی بی عائشہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اُن کے بستر پر وحی کا نزول ہوا اور آپ کی برائت میں سورۂ نور کی دس آیات (۱۱ تا ۲۰) نازل ہوئیں۔ بڑی فقیہہ اور عالمہ تھیں اور اکابر صحابہ آپ سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ آپ نے سترہ رمضان ۵۸ ھ میں منگل کے دن وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت ابو ہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسی رات بقیع شریف میں دفن ہوئیں۔ (الاستیعاب، رقم:٣٤٦٣)۔ بی بی عائشہ کی برکت سے آیت مقدسہ ﴿فتیمموا صعیدا طیبا (النساء:٤٣)﴾ نازل ہوئی جب کہ طیبہ طاہرہ صاحبہ کا ہار کھو گیا تھا۔

(۴)......بی بی حفصہ: اس کے بعد بی بی حفصہ سے نکاح ہوا ان کو سید عالم ﷺ نے طلاق دی تھی پھر رجوع فرمالیا تھا (سنن ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب المراجعة، رقم ٢٢٨٣، ص ٤٢٦)، پہلے پہل ان کا نکاح خُنَیس بن حذافہ سے ہوا جو بدر میں حاضر ہوا اور مدینہ میں انتقال کر گیا، جب بی بی صاحبہ نے عدت پوری فرمالی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اِن سے نکاح کرنے کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا، پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب کہ بی بی رُقیہ بنت محمد ﷺ انتقال فرما چکی تھیں لیکن انہوں نے کہا کہ میں ابھی نکاح کرنا نہیں چاہتا، جب حضرت عمر فاروق نے اس بات کا ذکر سید عالم ﷺ سے کیا تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''حفصہ کا نکاح اُس سے کیا جائے تو عثمان سے بہتر ہو اور عثمان کا نکاح اُس سے کیا جائے جو حفصہ سے بہتر ہو''۔ پھر ابو بکر صدیق نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی اور عرض گزار ہوئے کہ میں سید عالم ﷺ کا راز فاش کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن جب آپ نے مجھے بی بی حفصہ سے نکاح کرنے کا پیغام دیا ہے تو جان لیں کہ سید عالم ﷺ نے بی بی حفصہ سے نکاح کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے، پھر سید عالم ﷺ نے اُن سے نکاح فرمایا۔ تین ہجری میں نکاح ہوا اور اکتالیس یا پینتالیس ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔ (الاصابة فی تمییز الصحابه، کتاب النساء،

حرف الحاء المهملة، رقم۱۱۰۵۳، ج۸، ص۸۵)۔ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ کا فرمان ﴿واذا اسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا (التحریم: ۳)﴾ نازل ہوا تو بی بی حفصہ سید عالم ﷺ کے پاس تشریف لائیں، آپ ﷺ اُس وقت ماریہ (قبطیہ، خادمہ سید عالم ﷺ) کے ساتھ موجود تھے، سید عالم ﷺ نے بی بی حفصہ سے فرمایا: ''تجھے عائشہ نے خبر نہیں دی کہ میری وفات کے بعد ابو بکر اور ان کے بعد تیرے والد گرامی خلافت کے منصب پر فائز ہونگے، بی بی حفصہ نے جب بی بی عائشہ کے پاس پہنچ کر خبر دی تو بی بی عائشہ نے سید عالم ﷺ کے پاس پہنچ کر عرض کی، اے اللہ کے حبیب! آپ ﷺ کو یہ خبریں کون دیتا ہے؟ فرمایا: علیم وخبیر رب، بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ میں دیکھتی تھی کہ سید عالم ﷺ ماریہ کے حوالے سے اجتناب فرماتے تو آیت نازل ہوئی ﴿یا ایها النبی لم تحرم (التحریم: ۱)﴾۔

(سبل الهدی، باب مناقب حفصه، ج۱۱، ص ۱۸۵ وغیره)

(۵)......بی بی زینب بنت خزیمہ: اس کے بعد بی بی زینب بنت خزیمہ بن الحارث سے نکاح فرمایا، انہیں اُمُّ المَساکین کہا جاتا ہے، وجہ یہ ہے کہ بی بی صاحبہ مساکین کو کثرت سے کھلاتی تھیں، سید عالم ﷺ کی حیات ظاہری میں پردہ فرمایا اور بقیع مرقد میں دفن ہوئیں۔

(سبل الهدی والرشاد، الباب التاسع فی فضائل ام المومنین زینب بنت خزیمه، ج۱۱، ص ۲۰۵)

(۶)......ام سَلَمہ بنت ابی امیہ: اس کے بعد اُمِّ سَلَمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم القرشیۃ المخزومیہ سے نکاح فرمایا، ان کا اصل نام ھند اور ابو عمر کے قول کے مطابق رملہ تھا، ان کے والد کا نام حذیفہ یا سہیل تھا اور لقب زاد الراکب تھا، چوتھے سال میں جمادی الاخر میں سید عالم ﷺ نے اِن سے نکاح فرمایا۔واقدی کے قول کے مطابق شوال المکرّم کے مہینے میں سن ۵۹ھ میں انتقال فرمایا اور ابو ہریرہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، ابن حبان کے مطابق ۶۱ھ میں امام حسین کے شہید ہونے کی اطلاع آنے کے بعد انتقال فرمایا، ابن خیثمہ کے مطابق یزید بن معاویہ کے دور خلافت میں انتقال فرمایا، ابونعیم کہتے ہیں کہ سن ۶۲ھ میں انتقال فرمایا اور سید عالم ﷺ کی ازواج میں سب سے آخر میں ان کا انتقال ہوا۔(الاصابة، کتاب النساء، حرف السین المهملة، رقم: ۱۲۰۶۵، ج۸، ص ۴۰۴)

(۷)......بی بی زینب بنت جحش: پھر محترمہ بی بی زینب سے نکاح فرمایا، سن ۳ھ یا ۵ھ میں نکاح ہوا، ان کے سبب سے آیت حجاب ﴿فلما قضی زید منها وطرا زوجنا کها (الاحزاب: ۳۷)﴾ نازل ہوئی، اس سے پہلے سید عالم ﷺ کے لیپا لک بیٹے زید کے نکاح میں تھیں۔سید عالم ﷺ کا ان سے نکاح فرمانے میں ایک راز یہ بھی تھا کہ لیپا لک بیٹے کے احکام اور حقیقی بیٹے کے احکام میں فرق ہو جائے۔ایک ضعیف روایت میں یہ بھی ہے کہ جب بی بی زینب کو یہ معلوم ہوا کہ سید عالم ﷺ اُن سے نکاح کے مشتاق ہیں تو انہوں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔جس وقت ان کا نکاح سید عالم ﷺ سے ہوا اُس وقت ان کی عمر پینتیس سال تھی، پچاس سال کی عمر میں ۲۰ھ میں ان کا انتقال ہوا اور عمر بن عثمان کے قول کے مطابق ۵۳ سال زندگی گزاری۔(الاصابة، کتاب النساء، حرف الزای المنقوطة، رقم: ۱۱۲۲۷، ج۸، ص ۱۵۵)

(۸)......بی بی جُوَیرِیہ: پھر جویریہ بنت الحارث سے نکاح ہوا، یہ بنو المصطلق کے قیدیوں میں آئی تھیں، انہوں نے آپ ﷺ سے مکاتبت کی رقم کی ادائیگی میں مدد کی درخواست کی تھی، آپ ﷺ نے ان کی طرف سے رقم ادا کی پھر ان سے نکاح فرمایا۔آپ ﷺ نے ان سے پانچ یا چھ ہجری میں نکاح کیا جب کہ ان کا انتقال سن ۵۶ھ میں ہوا۔ (الاستیعاب، رقم: ۳۳۱۸)۔

(۹)......بی بی اُمِّ حَبیبَہ: پھر بی بی اُمِّ حَبیبَہ سے نکاح ہوا، ان کا نام رملہ بنت ابی سفیان ہے، جس وقت ان کا نکاح سید عالم ﷺ سے ہوا یہ حبشہ میں تھیں، ان کا نکاح نجاشی نے سید عالم ﷺ سے کرایا، اور مہر چار ہزار درہم تھا، نجاشی نے بی بی صاحبہ کو شُرَحْبیل کے ساتھ سید

عالم ﷺ کے پاس بھیجا اور مہر کی رقم بھی انہی کے ساتھ روانہ کردی، نجاشی کو سید عالم ﷺ نے کچھ نہ بھیجا۔ بی بی صاحبہ کی فضیلت میں یہ آیت ﴿عسى الله ان يجعل بينكم وبين الذين عاديتم منهم مودة (الممتحنة:۷)﴾ نازل ہوئی۔ تاریخ وفات میں بہت اختلاف ہے تاہم ۴۴ھ، ۴۲ھ، ۵۵ھ میں انتقال فرمایا۔ (سبل الهدى والرشاد، باب في فضائل ام حبيبة، ج ۱۱، ص ۱۹۳ وغیرہ)

(۱۰)......صفیہ بنت حیی: پھر صفیہ بنت حیی بن اخطب سے نکاح ہوا جو کہ بنو نضیر کے سردار تھے، یہ حضرت ہارون بن عمران کے نسب سے تھیں، یہ نبی کی بیٹی اور نبی کی زوجہ تھیں اور دنیا کی تمام عورتوں میں سب سے زیادہ حسین تھیں، یہ بھی قید ہو کر آئی تھیں، انہیں آزاد کر کے نکاح فرمایا، ۷ھ میں نکاح ہوا، واقدی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ خیبر سے اس وقت تک روانہ نہ ہوئے جب تک کہ بی بی صفیہ اپنے ایام سے فارغ ہو جائیں اور انہیں اپنے ساتھ لے جائیں، پھر جب خیبر سے سات میل سفر طے کرلیا تو بی بی صاحبہ سے خلوت کی جانب متوجہ ہونے کا ارادہ ہوا اور انہیں اپنے ساتھ رات گزارنے کا شرف بخشا۔ ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ بی بی صفیہ عقلمند، بردبار اور فاضلہ تھیں، ہمیں روایت پہنچی کہ بی بی صاحبہ ہفتہ کے دن اور یہود سے میل ملاپ کو اچھا جانتی ہیں تو انہوں نے اپنی خادمہ کے ساتھ لکھ بھیجا کہ اللہ نے ہفتہ کے دن کو جمعۃ المبارک سے بدل دیا ہے اور میری اصل یہود ہے (اسلام لانے سے پہلے میرا تعلق یہود سے تھا)، پھر اپنی خادمہ سے پوچھا تجھے میرے بارے میں یہ باتیں کس نے سکھائیں؟ بولی: شیطان نے، کہا: جاؤ تم آزاد ہو۔ اور واقدی کی تحقیق کے مطابق ۵۶ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئیں۔

(الاصابة، كتاب النساء، باب الصاد المهملة، رقم: ۱۱۴۰۷، ج ۸، ص ۲۱۰ وغیرہ)

(۱۱)......ام المومنین بی بی میمونہ: پھر بی بی میمونہ بنت الحارث سے نکاح فرمایا، سب سے آخر میں ان سے نکاح کیا، جب آپ عمرۃ القضاء کرنے تشریف لے گئے تھے، تو آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح فرمایا، ان کی شان اقدس میں یہ آیت ﴿وامرأة مؤمنة ان وهبت نفسها للنبي ان اراد النبي ان يستنكحها خالصة لك من دون المؤمنين (الاحزاب: ۵۰)﴾، یہ حضرت معاویہ کے ایام حکومت میں فوت ہوئیں، ان کی قبر مبارک مقام سرف میں ہے، آپ ﷺ نے ۷ھ میں ان سے نکاح کیا اور ان کا انتقال پر ملال ۶۱ھ یا ۶۳ھ میں ہوا، حضرت ابن عباس نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (اسد الغابہ، رقم: ۷۲۹۷، ج ۶، ص ۲۷۵)

مٹانے اور ثابت کرنے کے معنی:

۲......معترضین اعتراض کرتے تھے کہ سید عالم ﷺ ایک دن ایک حکم بیان کرتے ہیں اور دوسرے دن اُسی سے انحراف کرتے ہیں، اس کا کیا سبب ہے؟ اللہ نے جواب دیا ﴿يمحوا الله ما يشاء ويثبت (الرعد: ۳۹)﴾، سعید بن جبیر اور قتادہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ شرعی احکام و فرائض میں سے جو چاہتا ہے مٹاتا ہے یا تبدیل فرما دیتا ہے اور دوسرے احکام نازل فرما دیتا ہے اور پھر اُسے منسوخ و تبدیل نہیں فرماتا۔ ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ رزق، اجل، سعادت (نیک بخت ہونا) و شقاوت (بدبخت ہونا) میں سے جو چاہے لکھے اور جو چاہے مٹائے اس کی دلیل حضرت حذیفہ بن اسید کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے سُنا، آقائے دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں: ''جب نطفہ بیالیس راتوں کا ہو جاتا ہے تو اللہ فرشتے کو بھیجتا ہے، فرشتہ اس کی صورت بناتا ہے، اور اس کی آواز، آنکھ، کان ناک، گوشت، ہڈیاں وغیرہ بناتا ہے، پھر کہتا ہے: اے میرے رب! مذکر ہے یا مونث، اللہ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے پس فرشتہ لکھ لیتا ہے، پھر عرض گزار ہوتا ہے اے میرے رب! عمر کتنی پائیگا؟ اللہ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے پس فرشتہ اُسے لکھ لیتا ہے، پھر عرض کرتا ہے اے میرے رب! اس کا رزق کتنا ہوگا؟ اللہ جو چاہتا ہے فرماتا ہے اور فرشتہ اُسے لکھ لیتا ہے، پھر فرشتہ اُس صحیفہ

کو لے کر باہر آتا ہے اور اُس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی جاتی۔ اصل میں المحو کے معنی ہیں لکھے ہوئے کے اثر کو لے جانا اور اسی کی ضد الاثبات ہے، علماء نے اس آیت کو ظاہر پر محمول کیا ہے کہ ہر چیز اپنے ظاہری معنی کا تقاضا کرتی ہے۔ پس اللہ رزق اور اجل میں جو چیز چاہتا ہے زیادہ کر دیتا ہے اور اسی کی مثل سعادت وشقاوت ہے اور ایمان باللہ اور کفر باللہ ہے۔ ابن مسعود وابن عمر سے منقول ہے: ''اللہ سعادت وشقاوت، رزق وموت کو مٹا کر جو چاہتا ہے لکھ دیتا ہے''۔ حضرت ابن عمر بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے روتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اے اللہ! اگر تو نے مجھے سعادت مندوں اور مغفرت یافتگان میں لکھ دیا ہے تو ثابت قدمی عطا فرما اور اگر تو نے مجھے شقی لوگوں میں لکھ دیا ہے تو مجھے سعید کر دے اور مغفرت سے نواز دے، بیشک تو جو چاہے لکھتا ہے جو چاہے مٹاتا ہے اور تیرے پاس اُمّ الکتاب ہے۔ ابن مسعود اور بعض آثار سے منقول ہے کہ ایک شخص کی زندگی کے تین دن رہ گئے، اُس نے اللہ کی بارگاہ میں نماز ادا کی تو اس کی زندگی تیس سال تک کر دی گئی، یہ روایت بغوی نے بغیر سند کے بیان کی۔ (الخازن، ج۳، ص ۲۲ وغیرہ)

آبادی گھٹانے سے کیا مراد ہے؟

۴۱......مجاہد نے منصور سے روایت کیا ہے کہ آبادی گھٹانے سے مراد یہ ہے کہ فقہاء وعلماء دنیا سے اُٹھا لئے جائیں گے، ایک قول یہ ہے کہ ہر کنارے سے کمی کا سلسلہ ہوگا اور یہ قول ابن عباس کے قول کے مخالف ہے۔ عکرمہ اور شعبی نے آبادی گھٹانے سے (مالی) نقصان اور جانوں کا ضائع ہونا مراد لیا ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اگر زمین تنگ ہوگی تو اتنی تنگ ہوگی کہ تمہیں قضائے حاجت کی جگہ نہ ملنے پائے گی، ایک قول یہ بھی ہے کہ امتیں پہلے ہلاک ہونگی اور زمین بعد میں کیا تم نے نہ دیکھا کہ قوم قریش پہلے ہلاک ہوئی اور زمین بعد میں برباد ہوئی؟ کیا تم خوف نہیں کرتے کہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہو جائے؟ ابن عباس مجاہد اور ابن جریج نے یونہی روایت کیا ہے۔ ابن عباس سے یہ بھی روایت ہے کہ زمین کی برکتیں، پھل اور اہل میں کمی آجائے گی اور یہ ظلم وزیادتی کی وجہ سے ہوگا۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ آخری قول میرے نزدیک صحیح ترین ہے اس لئے کہ ظلم وزیادتی زمین میں خرابی پیدا کرتی ہے، بسنے والوں کو قتل کرنے اور برکتیں ختم ہونے کا سبب بنتی ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱۳، ص ۲۸۴)

میں کہتا ہوں کہ علامہ قرطبی نے جو فرمایا ہے کہ آخری قول میرے نزدیک صحیح ترین ہے، درست فرمایا ہے کہ اس لئے کہ موجودہ دور کے حالات کو دیکھتے ہوئے یہی محسوس ہوتا ہے، انسانی قدر ومنزلت ختم، قتل وغارت گری کا دور دورہ اور زمین تنگ ہوتی نظر آرہی ہے۔

خُفیہ تدابیر کا مالک کون؟

۴۲......ہمارے اسلاف اللہ کی خفیہ تدبیر سے ہر وقت خوف زدہ رہتے تھے، قطعی جنتی ہونے کے باوجود خوف خدا کا حال، سبحن اللہ! ابو احمد حاکم مجاذ بن جبل سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں آپ رضی اللہ عنہ نے ایک چڑیا کو سائے میں بیٹھے دیکھ کر حسرت سے ایک آہ کھینچ کر فرمایا: ''اے جانور! تجھے مبارک ہو کہ تو درختوں کے پھل کھاتا ہے اور ان کے سائے میں آرام کرتا ہے اور تجھ سے کسی بات کا حساب نہ ہوگا، کاش کہ ابو بکر تیرے جیسا ہوتا''۔ ابن عساکر اصمعی سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صدیق اکبر کی کوئی شخص مدح کرتا تو آپ فرماتے، اے اللہ! تو مجھ سے میرے نفس کا اچھی طرح واقف ہے اور میں ان لوگوں سے اچھی طرح واقف ہوں، اے اللہ! جیسا ان کا میرے بارے میں خیال ہے مجھے اس سے بہتر کر دے اور میرے وہ گناہ بخش دے جنہیں یہ لوگ نہیں جانتے اور ان کی بات سے مجھے گرفت نہ کرنا''۔ (تاریخ الخلفاء، فضائل صدیق اکبر، فصل: ۳۷، ص ۱۵۲ وغیرہ)

ان نفوس قدسیہ کے خوف کا عالم ایسا ہوتا تھا کہ سخت مجاہدات کیا کرتے، کئی کئی دن تک کچھ نہ کھاتے، حضرت سیدنا یوسف بن

حسین فرماتے: ''جب تم راہ سلوک کے کسی طلبگار کو رخصتوں پر عمل کرتے دیکھو تو جان لو کہ اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا''۔ حضرت سیدنا سَرِی سَقَطی کے بارے میں منقول ہے کہ آپ فرماتے: ''میرا نفس ۳۰ یا ۴۰ سال تک مجھ سے مطالبہ کرتا رہا کہ میں کھجور کے شیرے میں گاجر ڈبو کر کھاؤں لیکن میں نے اس کی بات نہیں مانی''۔ حضرت سیدنا سہل بن عبداللہ پندرہ دن میں صرف ایک بار کھانا تناول فرماتے تھے، جب رمضان آتا تو جب تک عید کا چاند نہ دیکھ لیتے کھانا نہ کھاتے اور آپ ہر رات خالص پانی سے روزہ افطار کرتے۔ سیدنا ابو تراب نخشی بصرہ کے جنگل کے راستے سے، مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضرت سیدنا احمد بن یحییٰ بن جلا نے ان سے ان کے کھانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ''بصرہ سے نکلا تو میں نے مقام نباج اور پھر ذات عرق میں کھانا کھایا تھا اور ذات عرق سے تم تک پہنچا ہوں''، یعنی فقط دو بار کھانے سے جنگل کا سفر طے فرمالیا۔ حضرت سیدنا ابوعثمان مغربی فرمایا کرتے: ''ربانی والے ۴۰ دن میں ایک مرتبہ اور صمدانی والے ۸۰ دن میں ایک مرتبہ کھانا کھاتے ہیں۔ (الرسالة القشيرية، باب الجوع وترك الشهوة، ص ۲۱۳ وغیرہ)

اغراض: لما عيروه بكثرة النساء: کثرت ازواج پر طعن کا جواب ہم نے حاشیہ نمبر ۱ میں مفصل بیان کر دیا ہے۔

مربوبون: بمعنی مقهورون مغلوبون ہے۔ مكتبوب فيه: یعنی یہ کتاب لوح محفوظ میں بھی موجود ہے۔

وهو ما كتبه في الازل: اللہ ﷻ نے اپنے علم وارادے سے اسے مقدر فرمایا، مفسر اس جانب گئے ہیں کہ کیا موجودہ قرآن مجید (جو کہ مصحف کی صورت میں موجود ہے) اور لوح محفوظ (ام الکتاب میں) موجود قرآن پاک میں کچھ تغیر وتبدل ہے یا نہیں؟ ایک جواب یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ ﷻ نے ازل ہی میں تمام باتوں کا علم عطا فرما دیا، اگر کوئی یہ کہے کہ جب اللہ نے لوح اور قلم کی تخلیق فرمائی تو جمیع ما کان وما یکون کا علم لکھ دیا، پھر قلم اٹھالی گئی اور مصاحف بند کر دیئے گئے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دیا کہ قلم اٹھالینے سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے علم کے مطابق معاملہ ہوا، اور ایک قول یہ ہے کہ محو واثبات یعنی مٹانا اور لکھنا فقط فرشتوں کے صحف میں ہوتا ہے اور اس فرمان ﴿وعنده ام الكتاب (الرعد:۳۹)﴾ سے مراد لوح محفوظ ہے، اور لوح محفوظ پر موجود کتابت میں تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا، حاصل کلام یہ ہے کہ لوح محفوظ کے علاوہ میں تغیر وتبدل ہوسکتا ہے جو کہ اللہ کے علم میں ہے اور حقیقت حال اللہ ہی جانتا ہے۔

ای فذاک: مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے، تقدیر عبارت یہ ہے کہ شاف صدرک من اعدائک

فنجازيهم: یعنی خیر وشر کے اعمال مراد ہیں، اللہ نے اپنے نبی کو دنیا میں ان کے عذاب دیئے جانے کی خبر پر جمع فرمایا اور آخرت میں اللہ انہیں عذاب دے گا۔

نقصد ارضهم: مراد مکہ مکرمہ ہے، سید عالم ﷺ کی مدد اور کفار مشرکین کی نعمتیں اور ظاہری شان وشوکت کو زائل کرنا مقصود ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿واورثكم ارضهم وديارهم واموالهم (الاحزاب:۲۷)﴾ اطراف کی سرزمین میں انہیں رسوا کر کے اور بڑائی صلب کر کے، ایک قول یہ بھی ہے کہ کافروں کو تمام روئے زمین میں رسوا کیا جائے گا نہ کہ فقط سرزمین مکہ مکرمہ میں، اور اطراف کی کمی سے مراد علماء، شرفاء، دینی حکمران اور صلحاء کی اموات ہے، اس کی مناسبت اللہ کے اس فرمان ﴿اولم ينظروا (الاعراف:۱۸۵)﴾ کیا وہ نہیں دنیا کے تغیرات کو دیکھتے، خرابیاں، حیات کے بعد ممات، عزت کے بعد ذلت؟ جب یہ مشاہدہ کر لیا ہے تو پھر کفار کے عزت کے بعد ذلیل ہونے سے کون سی بات مانع ہے؟۔

من مومنى اليهود والنصارى: مطلق مومنین مراد ہیں، اس کا جواب اس فرمان ﴿يايها النبى حسبك الله ومن اتبعك من المومنين (الانفال:٦٤)﴾۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۲۱ وغیرہ)

صلوا على الحبيب: صلى الله على محمد

سورۃ ابراھیم مکیۃ الا الم تر الی الذین بدلوا ۲۸،۲۹ الاٰیتین

(سورہ ابراہیم مکیہ ہے، سوائے الم تر الی الذین بدلوا ......الخ اور اس کے بعد والی آیت کے)

(اس میں ۷ رکوع، ۵۲ آیتیں، ۸۶۱ کلمے، ۳۴۳۴ حروف ہیں)

تعارف

اللہ عزوجل نے اس سورہ کے آغاز میں ظلمت اور نور کا ذکر فرمایا، ظلمت کو جمع اور نور کو واحد ذکر کر کے یہ باور کرا دیا کہ کفر و گمراہی کے طریقے بہت ہیں جب کہ راہ حق صرف ایک ہی ہے اور وہ دین اسلام ہے۔ سید عالم ﷺ کی رسالت کے عام ہونے کا بیان بھی ابتداء ہی میں آیت نمبر ۴ کے تحت فرما دیا تا کہ قیام قیامت تک ہر شخص جان لے کہ حضور ﷺ کی رسالت عام ہے اور کائنات کے گوشے گوشے میں بسنے والوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ فرعون کے ظلم و ستم کا بیان بھی فرمایا اور اسے "بلاء عظیم" کے ذریعے خطاب فرمایا، ساتھ ہی مصیبت و آزمائش پر صبر کرنے اور نعمتوں پر شکر کرنے کا بیان عمومی طور پر فرمایا کہ انسان اپنی ذات پر اللہ عزوجل کے انعام و اکرام کی زیادتی چاہتا ہو تو شکر کا دامن تھام لے کہ اسی سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ قوم نوح، عاد، ثمود وغیرہ نے اپنے انبیائے کرام کو جس طرح جھٹلایا اور اللہ کے نافرمان کہلائے، قرآن میں بار باران کا ذکر فرمایا گیا اور متذکرہ سورہ میں بھی اللہ عزوجل نے ان کا اجمالی بیان کر دیا۔ منکرین کے کاموں کو راکھ کا ڈھیر کہا گیا جس پر ہوا کا ایک جھونکا آتا ہے تو ساری کمائی ہاتھ سے نکل جاتی ہے لہٰذا انسان کو اللہ کی وحدانیت کو مان لینے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں، ایمان کا درخت ایسا جس کی جڑیں مومنین کے دل میں ہوتی ہیں، اسے اللہ عزوجل نے "شجرۃ طیبۃ کہہ کر خطاب فرمایا، اگرچہ اس کی جڑیں مومنین کے دلوں میں پیوست ہیں لیکن اس کی شاخیں کائنات میں جگہ جگہ اصحاب رسول ﷺ، محبان اہل بیت رضی اللہ عنہم، اولیائے کاملین اور ان کے پیروکاروں کی صورت میں چمکتی دمکتی دکھائی دیتی ہیں۔ حدیث میں کھجور کے درخت کو ایسا ہی کہا گیا جس کے پتے کبھی نہیں گرتے اور وہ ہر وقت پھل دیتا ہے۔ "شجرۃ خبیثۃ" کی مثال کفر و ضلالت کی ایسی گندگی ہے جیسا کہ اندرائن کا درخت جس کا مزہ بدبودار ہوتا ہے۔ نہ تو اس کی اصل ثابت اور نہ ہی کوئی دلیل وحجت اس کے استحکام کا پیش خیمہ بنے۔ نماز کا اجمالی حکم اور راہ خدا میں خرچ کرنے کی برکتوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ چونکہ اس سورہ کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا ہے لہٰذا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی مبارک دعاؤں کا ذکر خیر بھی "رب اجعل ھذا البلد امنا اے میرے رب! اس شہر کو امان والا کر دے" کی صورت میں کیا گیا ہے۔ "رب انھن اضللن کثیرا من الناس اے میرے رب! بیشک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے" ،ربنا انی اسکنت من ذریتی......الخ اے میرے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس" ،ربنا لیقیموا الصلوۃ......الخ اے میرے رب! اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے"، ربنا انک تعلم ما نخفی......الخ اے ہمارے رب تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے اور اللہ پر کچھ چھپا ہوا نہیں"، الحمد للہ الذی......الخ تمام خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل و اسحاق دیئے"، رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ...... الخ اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب اور ہماری دعا سن لے"، "ربنا اغفرلی والوالدی وللمومنین...... الخ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا"۔ الغرض اس سورہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی متذکرہ دعائیں خصوصیت کے ساتھ شامل کی گئی ہیں۔

رکوع نمبر: ۱۳

بسم الله الرحمن الرحيم   اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الٓرٰ﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِكَ هٰذَا الْقُرْآنُ ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ﴾ الْكُفْرِ ﴿اِلَى النُّوْرِ ۙ﴾ اَلْاِيْمَانِ ﴿بِاِذْنِ﴾ بِاَمْرِ ﴿رَبِّهِمْ﴾ وَيُبْدَلُ مِنْ اِلَى النُّوْرِ ﴿اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ﴾ الْغَالِبِ ﴿الْحَمِيْدِ (۱)﴾ اَلْمَحْمُوْدِ ﴿اللّٰهِ﴾ بِالْجَرِّ بَدَلٌ اَوْ عَطْفُ بَيَانٍ وَمَا بَعْدَهٗ صِفَةٌ وَالرَّفْعِ مُبْتَدَاءٌ خَبَرُهٗ ﴿الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ﴾ مِلْكًا وَخَلْقًا وَعَبِيْدًا ﴿وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ (۲) اَلَّذِيْنَ﴾ نَعْتٌ ﴿يَسْتَحِبُّوْنَ﴾ يَخْتَارُوْنَ ﴿الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ دِيْنِ الْاِسْلَامِ ﴿وَيَبْغُوْنَهَا﴾ اَيِ السَّبِيْلَ ﴿عِوَجًا ؕ﴾ مُعَوَّجَةً ﴿اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ (۳)﴾ عَنِ الْحَقِّ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ﴾ بِلُغَةِ ﴿قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ﴾ لِيُفْهِمَهُمْ مَا اَتٰى بِهٖ ﴿فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ﴾ فِيْ مُلْكِهٖ ﴿الْحَكِيْمُ (۴)﴾ فِيْ صُنْعِهٖ ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ﴾ التِّسْعِ وَقُلْنَا لَهٗ ﴿اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ﴾ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ﴿مِنَ الظُّلُمٰتِ﴾ الْكُفْرِ ﴿اِلَى النُّوْرِ ۙ﴾ الْاِيْمَانِ ﴿وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ﴾ بِنِعَمِهٖ ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ﴾ التَّذْكِيْرِ ﴿لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ﴾ عَلَى الطَّاعَةِ ﴿شَكُوْرٍ (۵)﴾ لِلنِّعَمِ ﴿وَ﴾ اذْكُرْ ﴿اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ﴾ الْمَوْلُوْدِيْنَ ﴿وَيَسْتَحْيُوْنَ﴾ يَسْتَبْقُوْنَ ﴿نِسَآءَكُمْ ؕ﴾ لِقَوْلِ بَعْضِ الْكَهَنَةِ اَنَّ مَوْلُوْدًا يُّوْلَدُ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ يَكُوْنُ سَبَبَ ذِهَابِ مُلْكِ فِرْعَوْنَ ﴿وَفِيْ ذٰلِكُمْ﴾ الْاِنْجَاءِ وَالْعَذَابِ ﴿بَلَآءٌ﴾ اِنْعَامٌ اَوْ اِبْتِلَاءٌ ﴿مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ (۶)﴾

﴿ترجمہ﴾

الــــر (حروف مقطعات ہیں، اللہ ﷻ ہی اس کی مراد بہتر جانتا ہے، یہ قرآن) ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری (اے حبیب ﷺ) تاکہ تم لوگوں کو اندھیریوں (یعنی کفر سے) اجالے (یعنی ایمان) کی طرف لاؤ......۱......ان کے رب کے اذن (حکم) سے......۲......(الی صراط العزیز الحمید بدل ہے الی النور سے) اس کی راہ کی طرف جو غالب ہے سراہا گیا (العزیز بمعنی غالب اور الحمید بمعنی محمود ہے) اللہ......۳......(لفظ اللہ بدل یا عطف بیان ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اور اس کے مابعد اس کی صفت آرہی ہے اور مرفوع پڑھنے کی صورت میں یہ مبتداء ہے اور اس کی خبر الذی لہ...... ہے) اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمینوں میں ہے (مملوک، مخلوق اور غلام ہونے کی حیثیت سے) اور کافروں کی خرابی ہے ایک سخت عذاب......۴......سے، جنہوں نے (الذین اسم موصول صفت ہے للکفرین کی) آخرت پر دنیا کی زندگی کو اختیار کیا......۵......(یستحبون بمعنی یختارون ہے) اور روکتے ہیں (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے (دین اسلام سے) اور اس میں (یعنی اس راستے میں) کجی چاہتے ہیں (عوجا بمعنی معوجۃ ہے) وہ (حق سے) دور کی گمراہی میں......۶...... ہیں اور ہم نے ہر رسول......۷......کو اس کی قوم ہی کی زبان (یعنی لغت)

میں بھیجا کہ وہ انہیں صاف بتائے (تا کہ وہ جو دین لیکر آئے ہیں وہ انہیں سمجھا سکیں) پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دکھاتا ہے جسے چاہے اور وہ غلبہ رکھنے والا ہے (اپنی سلطنت میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی (نو) نشانیاں دے کر بھیجا (اور ان سے کہا) کہ اپنی قوم (بنی اسرائیل کو) اندھیریوں (یعنی کفر) سے اجالے کی طرف (یعنی ایمان کی طرف) لا اور انہیں اللہ کے دن......۸...... یاد دلا (جس میں اللہ ﷻ نے اُن پر خصوصی انعام فرمائے) بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے ......۹......کو (جو اطاعت پر صبر کرے) اور (اس کی نعمتوں پر اس کے) شکر گزار کو (اور یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ یاد کرو اپنے اوپر اللہ کا احسان جب اس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو بُری مار مارتے تھے اور تمہارے (نومولود) بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری بیٹیاں زندہ رکھتے (یستحیون بمعنی یستبقون ہے، ان کا یہ عمل بعض کاہنوں کے اس قول کے سبب تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو فرعون کی بادشاہت جانے کا سبب بنے گا) اور اس میں (یعنی نجات یا عذاب دینے میں) تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا (بلاء کا معنی یا تو انعام ہے یا آزمائش)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الر کتب انزلنه الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور باذن ربهم الی صراط العزیز الحمید﴾۔

الر: خبر مبتدا محذوف "هذا" کے لیے، ملکر جملہ اسمیہ، کتٰبٌ: موصوف، انزلناه: فعل با فاعل ومفعول، الیک ظرف لغو اول، لام: جار، تخرج: فعل انت ضمیر ذوالحال باذن ربهم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، من الظلمت: ظرف لغو اول، الی النور: جار مجرور مبدل منہ، الی صراط العزیز الحمید: جار مجرور بدل ملکر ظرف لغو ثانی، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، انزلنا فعل اپنے متعلقات سے مل کر صفت، ملکر خبر "هذا" مبتدا محذوف کے لیے، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الله الذی له ما فی السموت وما فی الارض وویل للکفرین من عذاب شدید﴾۔

الله: موصوف، الذین: موصول، له: ظرف مستقر خبر مقدم، ما فی السموات وما فی الارض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر ماقبل "العزیز الحمید" سے بدل ہے یا عطف بیان، و: مستانفہ، ویل: موصوف، من عذاب شدید: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا، الکفرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یستحبون الحیوة الدنیا علی الاخرة ویصدون عن سبیل الله ویبغونها عوجا اولئک فی ضلل بعید﴾۔

الذین: موصول، یستحبون الحیوة الدنیا...... الخ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویصدون عن سبیل الله: جملہ فعلیہ معطوف اول، و یبغونها عوجا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، اولئک فی ضلل بعید: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه لیبین لهم﴾۔

و: مستانفہ، ما: نافیہ، ارسلنا: فعل با فاعل، من: زائدہ، رسول: ذوالحال، الا: للحصر، بلسان قومه: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، لیبین لهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فیضل الله من یشاء ویهدی من یشاء وهو العزیز الحکیم﴾۔

ف: مستانفہ، یضل الله: فعل با فاعل، من یشآء: مفعول ملکر معطوف علیہ، ویهدی من یشآء: فعل با فاعل ومفعول ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: مستانفہ، هو: مبتدا، العزیز الحکیم: خبر اول وثانی ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد ارسلنا موسی بایتنا ان اخرج قومک من الظلمت الی النور﴾۔

و : مستانفہ، لام : تاکیدیہ، قد : تحقیقیہ ارسلنا موسی بایتنا : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ان : مفسرہ، اخرج قومک...... الخ : جملہ فعلیہ بیان مفسرہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وذکرھم بایم اللہ ان فی ذلک لایت لکل صبار شکور﴾.

و : عاطفہ، ذکر ھم بایام اللہ : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ، ان : حرف مشبہ، فی ذلک ظرف مستقر خبر مقدم، لام : تاکیدیہ، آیت : موصوف، لکل صبار شکور : ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ قال موسی لقومہ اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ انجکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب ویذبحون ابنائکم ویستحیون نسائکم﴾.

و : مستانفہ، اذ : ظرفیہ مضاف، قال موسی لقومہ : قول، اذکروا : فعل بافاعل، نعمۃ اللہ : ذوالحال، علیکم : ظرف مستقر حال، ملکر مبدل منہ، اذ : مضاف، انجکم : فعل بافاعل ومفعول، من : جار، الی فرعون : ذوالحال، یسومونکم سوء العذاب : جملہ فعلیہ حال اول، ویذبحون ابناء کم : جملہ فعلیہ حال ثانی ویستحیون نساء کم : جملہ فعلیہ حال ثالث، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر بدل اشتمال، ملکر مفعول، اذکروا فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف "اذکروا" فعل محذوف کے لیے، فعل محذوف اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم﴾.

و : عاطفہ، فی ذلکم : ظرف مستقر خبر مقدم، بلاء : موصوف، من ربکم : ظرف مستقر صفت اول، عظیم : صفت ثانی، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کیا تلاوتِ قرآن سے بھی لوگ مسلمان ہوسکتے ہیں؟

۱...... علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں: قرآن کی آیات میں یہ تاثیر ہے کہ بندے کو قسم قسم کے اندھیروں سے، یعنی کفر، نفاق، شک، اور بدعت کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کے نور کی طرف لے جاتی ہے، تاریکی چاہے کفر کی ہو یا کسی اور قسم کی بندے کے افعال وصفات کو چھپا لیتی ہے جب کہ ایمان کا نور بندے کے دل میں رب وحدہ لاشریک کی صفات جلیلہ کے انوار کو منور کر دیتا ہے ، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے عالم ارواح یعنی عالم آخرت کی تخلیق نور سے فرمائی اور اس کا خُلاصہ (پھل/شگوفہ، کسی بھی چیز کا اہم حصہ) روح انسانی میں رکھ دیا اور عالم دنیا یعنی عالم اجسام بنائی تو اس کا خُلاصہ انسان کے جسم میں رکھ دیا اور کبھی اللہ عالم اجسام کو عالم ارواح کے لئے پردہ میں کر دیتا ہے اور انسانی جسم کی ظلمتوں کو روح انسان کے نور کے لیے پردہ میں کر دیتا ہے، اور اللہ نے جہانوں کو اسی نور وظلمت سے پیدا کیا ہے اور یہ ساری باتیں اللہ کی ذات کے پردہ میں ہونے پر دلیل ہیں جیسا کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ کی ذات بالا صفات نور وظلمت کے ستر پردوں میں پوشیدہ ہے اگر ان پردوں کو ہٹا دیا جائے تو رب کے انوار وتجلیات کو دیکھنے والوں کے چہرے جھلس جائیں''۔ اور اپنی موجودات میں سے اللہ نے کسی میں یہ ہمت وطاقت نہیں رکھی کہ تاریکی سے نور کی طرف نکل آئیں سوائے انسان کے، اور انسانوں میں سے بھی صرف مومنین کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ﴿اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من

الظلمات الی النور یعنی اللہ مومنین کو گناہوں کی تاریکی سے ایمان کے نور کی طرف نکالتا ہے(البقرۃ:۲۵۷)۔ (روح البیان، ج٤،ص٤٠٥)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: العزیز بمعنی القادر اور الحمید بمعنی العالم الغنی ہے، یعنی اللہ اپنے علم وقدرت سے جانتا ہے کہ کون قرآن کو سن کر ایمان لائے گا اور کس کے نصیب میں ایمان کا نور نہیں ہے۔ (تفسیر آلوسی، الجزء ۱۳، ص ۲۲۸)

اذن الٰہی عزوجل کے معنی:

۲..... اذن بمعنی توفیق ہے، اور اللہ کا خاص لطف وکرم ہے، باذن ربھم میں موجود ''باء'' تخرج کے متعلق ہے اور فعل کی اضافت نبی پاک ﷺ کی طرف ہے، اس لیے کہ سید عالم ﷺ نیکی کا حکم دینے والے، بُرائی سے منع کرنے والے اور (اللہ کی عطا سے) ہدایت پھیلانے والے ہیں۔ (الجامع الاحکام القرآن ،الجزء ۱۳، ص ۲۸۸)

معتزلہ کہتے ہیں کہ'' لتخرج الناس'' میں لام غرض اور حکمت کا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے قرآن مجید اسی غرض کے لئے نازل فرمایا، اس دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے افعال واحکام مصلحتوں کی رعایت کرنے کے لئے ہیں۔ اس کا جواب ہمارے اصحاب یہ دیتے ہیں کوئی شخص کسی بھی کام کو بغیر حصول مقصد کے نہیں کرتا، گویا بندہ اپنی غرض کے حاصل کرنے کے لئے کسی بھی کام کو انجام دیتا ہے لیکن اللہ کے لئے ایسا خیال کرنا محال ہے کہ اللہ کسی مقصود کو حاصل کرنے کے لئے کسی دوسرے کام کو بجالانے کا محتاج ہو۔

بعض حضرات نے یہ شبہ پیش کیا ہے کہ کسی امام یا رسول کی تعلیم کے بغیر معرفت باری تعالیٰ ممکن نہیں اور دلیل آیت مقدسہ ہے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے آیت مقدسہ میں صاف بیان فرمادیا ہے کہ رسول بندے کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر نور ایمان سے نواز دیتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ معرفت الٰہی صرف تعلیم ہی سے ممکن ہے؟ جواب یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کی ذات ہدایت کا منبع ہے اور معرفت دلیل ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ (التفسیر الکبیر ،ج۷، ص ۵۷)

لفظ اسم جلالت ''اللہ'' کے اسرار ورموز:

۳..... اسم جلالت ''اللہ'' کا ہر لفظ ہر زاویے سے بامعنی ہے، مثلاً ابتداء سے الف حذف کریں تو ''للہ'' یعنی اللہ کے لئے، الف لام حذف کریں تو لہ یعنی اس پاک ہستی کے واسطے، الف اور دونوں لام حذف کریں تو ''ہ'' رہ جاتا ہے، جس کے معنی ہیں وہ پاک ذات یعنی اللہ، غرض ہر طرح سے اسم جلالت ''اللہ'' اپنے معنی کے لحاظ سے ہر زاویے سے بامعنی ہے۔

کافروں کا عذاب سخت ہے!

۴..... اے محبوب! تیری مخالفت اور تجھے جھٹلانے کی وجہ سے قیامت میں اُن کے لئے ھلاکت ہے، پھر اگلی آیات میں ھلاکت کے اسباب بیان کردیئے گئے، (۱)..... آخرت کے مقابلے میں دنیاوی زندگی کو پسند کرتے ہیں، یعنی دنیاوی زندگی کو مؤثر جانتے ہیں، دنیا کو یاد رکھتے ہیں اور آخرت کو بھول جاتے ہیں، آخرت کو پیٹھ پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔ (۲)..... سید عالم ﷺ کی اتباع سے لوگوں کو روکتے ہیں، (۳)..... راہ خدا کو خراب وبرباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن اِسے نقصان پہنچانے والا اسے برباد نہیں کرسکتا، اس کی پیروی کرنے والا فقط گمراہ اور جاہل ہی ہوسکتا ہے، جنہیں (اللہ کے فضل کی کوئی) امید نہیں ہوتی۔ (ابن کثیر ،ج۲، ص ۶۵۰)

دنیا کی بے ثباتی اور آج کا مسلمان:

۵..... علامہ رازی فرماتے ہیں: دنیا کی زندگی سے وہی محبت کرتا ہے جو آخرت سے غافل ہوتا ہے، اور یہ دنیا کی زندگی گئی

عیوب میں گھری ہوئی ہے اور کئی صفات مذمومہ کا شکار ہے، اسی لئے اس زندگی کو کئی قسم کے عیوب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔(۱)...... دنیاوی زندگی دکھ، بیماری، غم، خوف، پریشانی کے دروازے کھول دیتی ہے، (۲)......لذات ایسی کہ جس سے فقط دکھ حاصل ہوں ، روحانی لذات کا حصول ممکن نہ ہو کہ روحانی لذات گناہ سے نہیں بلکہ نیکی سے حاصل ہوتی ہیں، (۳)......دنیاوی زندگی اسباب کے منقطع ہونے، قرضوں اور اموات وغیرہ اسباب کے رونما ہونے کی وجہ سے تنگ ہو جاتی ہے، (۴)......دنیا حقیر و قلیل ہے، اس سے فقط وہی محبت کرے گا جو اِس کے عیوب سے غفلت میں ہے اور اُخروی فضائل و مناقب سے غافل ہے، اسی لئے فرمایا ﴿والآخـرة خیر و ابقی یعنی آخرت بہتر و اعلیٰ ہے (الاعلیٰ:۱۷)﴾۔ (الرازی، ج۷، ص ۶۰)

حضرت سیدنا امام واحدی لفظ ''الآخـرة'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس سے مراد دارِ آخرت ہے یعنی جنت دنیا سے بہتر، افضل اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے چنانچہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے آخرت طلب کی اُس کی دنیا کو نقصان ہوگا اور جس نے دنیا طلب کی اُس کی آخرت کو نقصان ہوگا، تو تم باقی رہنے والی چیز کو فانی دنیا پر ترجیح دو''۔(المسند امام احمدبن حنبل، حدیث ابی موسی اشعری، رقم: ۱۹۱۹۹، ج ۵، ص ۵۶۵ بتغیر)۔ امام ابواسحٰق اسفرائنی جب انہیں مبتدعین یعنی گمراہوں کی بدعات کی اطلاع ہوئی تو پہاڑوں پر اُن اکابر علماء کے پاس تشریف لے گئے جو ترک دنیا و مافیہا (یعنی دنیا اور اس کا سامان چھوڑ کر) کے مجاہدات میں مصروف تھے، ان سے فرمایا: ''یَا اَکَلَةَ الْحَشِیْشِ اَنْتُمْ هٰهُنَا وَاُمَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِی الْفِتَنِ اے سوکھی گھاس کھانے والو! تم یہاں ہو اور امت محمد یہ فتنوں میں ہے''۔ انہوں نے جواب دیا کہ امام یہ آپ ہی کا کام ہے ہم سے نہیں ہوسکتا، وہاں سے واپس آئے اور مبتدعین کے رد میں نہریں بہادیں یعنی شدید و کثیر رد کیا۔ (ملفوظات اعلی حضرت، ج ۱، حصه ۱، ص ۶۳)

آج کا مسلمان غور کرلے، کیا کررہا ہے، دنیا کی خاطر آخرت کا سودا مہنگا پڑے گا، دنیا سے اتنی ہی رغبت ہو کہ زندگی گزاری جاسکے اور باقی تیاری آخرت کے لیے کرے۔

دور کی گمراھی سے کیا مراد ھے؟

۶......کشاف میں ہے کہ آیت مبارکہ میں نسبت مجازی کا استعمال ہے، اور حقیقت میں بعد کو گمراہ کرنے والے فعل کے لئے لایا گیا ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ ضلال سے ایسا فعل مراد لیا جائے جس میں بُعد (دُوری) کا عنصر پایا جائے اس لئے کہ گمرائی کسی شخص کو حق سے دور یا قریب کسی مکان میں ڈال دیتی ہے۔ (روح المعانی ،الجزء ۱۳، ص ۲۳۲)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ھے!

۷......انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکوں — کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی — اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا تم فرماؤ اے لوگوں! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں (الاعراف:۱۵۸)﴾۔ سید عالم ﷺ سب انسانوں کے ہی نہیں جنات کے بھی رسول ہیں: ارشاد باری ہے ﴿قل لئن اجتمعت الانس والجن ...... لبعض ظهیرا کہو اگر تمام جن اور انس اس قرآن کی مثل لانے پر جمع ہو جائیں تو وہ اس قرآن کی مثل نہیں لا سکتے، خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں (بنی اسرائیل:۸۸)﴾۔ سید عالم ﷺ تمام جمادات، حیوانات، نباتات بلکہ پوری کائنات کے رسول ہیں، اللہ فرماتا ہے ﴿تبرک الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعلمین نذیرا یعنی بڑی برکت والا ہے جس نے

اپنے مقدس بندوں پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل کی تا کہ وہ تمام جہاں والوں کے لئے ڈرانے والے ہوں (الفرقان: ۱)﴾۔

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں ،ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے، تمام روئے زمین کو میرے لئے سجدہ گاہ وآلۂ طہارت بنادیا گیا پس میرا امتی جہاں نماز کا وقت پائے نماز ادا کرلے، میرے لئے مال غنیمت حلال کردیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا، پہلے نبی کسی خاص قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی جانب رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب: التیمم، رقم: ۳۳۵،ص۵۸)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے شہنشاہ کائنات نے استفسار فرمایا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو نبوت سے کب سرفراز کیا گیا؟ جواباً ارشاد فرمایا: ''جب آدم روح وجسم کی کیفیت میں تھے''۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: ما جاء فی فضل النبی ﷺ،رقم: ۳۶۲۹،ص ۱۰۳۵)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انصار کے بعض گھر والوں کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر وہ پانی کی مشکیں وغیرہ لاد کر لاتے تھے، ان کا اونٹ سرکش ہوگیا اور اس نے اپنے اوپر پانی لادنے نہیں دیا، وہ انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا ہمارے پاس ایک اونٹ تھا جس پر ہم پانی لاد کر لاتے تھے اب وہ سرکش ہوگیا ہے اور ہمارے کھیت و باغ سوکھے پڑے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: چلو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اٹھے اور آپ مع اپنے اصحاب کے باغ میں داخل ہوئے جس کے ایک گوشے میں وہ اونٹ کھڑا ہوا تھا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف جانے لگے، انصار نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ اونٹ کاٹنے والے پاگل کتے کی طرح ہوگیا ہے اور ہمیں خطرہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کردے گا، آپ نے فرمایا: مجھے اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے، جب اونٹ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر سجدہ میں گر گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیشانی سے پکڑا تو وہ پہلے سے بہت زیادہ متواضع اور مطیع تھا، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کام میں لگادیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا کہ یہ بے عقل جانور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتا ہے تو ہم عقل والے اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی بشر کے لیے لائق نہیں کہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے اور اگر کسی بشر کے لئے جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ خاوند کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے۔ (الترغیب والترہیب،رقم: ۲۸۹۳، ج۲، ص ۶۷۵)

اللہ عزوجل کے دن سے مراد:

۸......ابن عباس، ابی بن کعب، مجاھد، قتادہ نے کہا کہ اللہ عزوجل کے دن سے مراد اللہ کی نعمت ہے، مقاتل کہتے ہیں کہ سابقہ امتوں میں ہونے والے واقعات، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ فلاں شخص عرب کے ایام کو جانتا ہے یعنی فلاں دن میں اللہ نے اُن پر کونسی نعمت یا عذاب نازل فرمایا، اس کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ لوگ اللہ کے دن جانتے تھے انہیں وعدہ و وعید کے متعلق ترغیب ہوجائے، ترغیب یہ بھی ہے کہ اللہ نے جو اُن پر نعمتیں کیں ہیں انہیں یاد دلائے، اور سابقہ ایام میں جو لوگ رسول کی رسالت پر ایمان لائے ان کا حال معلوم ہوجائے، اور اللہ کی وعید کے بارے میں تنبیہ اس لئے کہ لوگ اللہ کی پکڑ کو جان لیں، اور اُس مالک کون مکان کی مخالفت اور رسول کی رسالت کو جھٹلانے والوں کا انجام بھی جان لیں۔ اللہ کے دن سے مراد یہ بھی ہے کہ جن دنوں فرعون قوم موسیٰ سے سخت کام لیتا تھا اور اُن کے ہاتھ گردنوں سے باندھ دیئے جاتے تھے، الغرض قبطیوں پر ہونے والے تمام مظالم کا بیان کرنا مقصود ہے۔ (الخازن، ج۳، ص ۲۹)

ہم کہتے ہیں کہ ساری نعمتیں ایک طرف، سید عالم ﷺ کی ذات پاک جیسی نعمت دنیا میں اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے، بلاشبہ جس دن آپ ﷺ اس عالم رنگ وبو میں جلوہ گر ہوئے وہ دن سب سے بڑا عظمت والا مبارک دن ہے لہذا اس دن کو بھی یاد دلانا چاہیے اور یاد رکھ کر اس عظیم نعمت کا خوب چرچا کرنا چاہیے۔

صبر کی تعریف:

۹......کسی چیز کو تنگی میں روک لینے کو صبر کہتے ہیں، اور یہ بھی کہ انسانی عقل اور شریعت جس بات کا تقاضا کرے اس پر عقل کو روک لینا صبر کہلاتا ہے۔
(المفردات، ص ۲۷۷)،(عطائین، ج ۱، ص ۷۶)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: مصیبت کے وقت صبر کرنا اولی ہے"۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ: صبر کی مثال ایسی ہے جیسے جسم میں سر کی مثال"۔ رویم کہتے ہیں کہ صبر یہ ہے کہ شکوی ترک کردیا جائے، ذوالنون کہتے ہیں کہ صبر یہ ہے کہ اللہ سے مدد طلب کی جائے۔
(الرسالة القشيرية، باب الصبر ،ص ٢٥٥ وغيره)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: صبر کے ذریعے مصیبت کے دور ہونے کا انتظار کرنا عبادت ہے"۔
(الاربعين في شيوخ الصوفية، ،ذكر ابي الحسن الدينوري، ص ١٨٩)

اغراض: الكفر: تمام قسم کی اندھیریاں مراد ہیں، جب کہ ایمان میں تعدد نہیں پایا جاتا اس لئے النور کو واحد کے صیغے کے ساتھ استعمال کیا ہے۔

نعت: کافروں کی صفت کا بیان ہے، موصوف اور صفت میں جملہ "من عذاب شديد" کے ذریعے فصل لایا گیا ہے، جملہ الذين مبتدا ہے جب کہ اولئک فی ضلل بعید اس کی خبر ہے۔

بنعمه: مراد وہ دن ہے جس میں کوئی نعمت ہوئی، نعمت کو دن کے ساتھ اس لئے خاص کیا کہ اس دن میں وہ نعمت حاصل ہوئی۔

لقول بعض الكهنة: کاہن کی جمع ہے، مراد وہ شخص ہے جو چھپی باتوں کی خبر دیتا ہے، جب کہ نجومی ماضی کی خبریں بتاتا ہے۔
(الصاوی، ج۳، ص ٢٢٤ وغيره)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ ﴾ اَعْلَمَ ﴿ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ ﴾ نِعْمَتِیْ بِالتَّوْحِیْدِ وَالطَّاعَةِ ﴿ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ ﴾ جَحَدْتُمُ النِّعْمَةَ بِالْكُفْرِ وَالْمَعْصِيَةِ لَاُعَذِّبَنَّكُمْ دَلَّ عَلَيْهِ ﴿ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ ﴿۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰۤى ﴾ لِقَوْمِهٖ ﴿ اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ ﴾ عَنْ خَلْقِهٖ ﴿ حَمِيْدٌ ﴿۸﴾ ﴾ مَحْمُوْدٌ فِیْ صُنْعِهٖ بِهِمْ ﴿ اَلَمْ يَاْتِكُمْ ﴾ اِسْتِفْهَامُ تَقْرِيْرٍ ﴿ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ ﴾ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿ وَّثَمُوْدَ ۬ ﴾ قَوْمِ صَالِحٍ ﴿ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ ﴾ لِكَثْرَتِهِمْ ﴿ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ﴾ بِالْحُجَجِ الْوَاضِحَةِ عَلٰی صِدْقِهِمْ ﴿ فَرَدُّوْۤا ﴾ اَیِ الْاُمَمُ ﴿ اَيْدِيَهُمْ فِیْۤ اَفْوَاهِهِمْ ﴾ اَیْ اِلَيْهَا لِيَعَضُّوْا عَلَيْهَا مِنْ شِدَّةِ الْغَيْظِ ﴿ وَقَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ ﴾ عَلٰی زَعْمِكُمْ ﴿ وَاِنَّا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۹﴾ ﴾ مُوْقِعٌ لِلرِّيْبَةِ ﴿ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ ﴾ اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ اَیْ لَا شَكَّ فِیْ تَوْحِيْدِهٖ لِلدَّلَائِلِ

الظَّاهِرَةِ عَلَيْهِ ﴿فَاطِرِ﴾ خَالِقِ ﴿السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط يَدْعُوْكُمْ﴾ اِلٰى طَاعَتِهٖ ﴿ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ ﴾ مِنْ زَائِدَةٌ فَاِنَّ الْاِسْلَامَ يَغْفِرُ بِهٖ مَا قَبْلَهُ اَوْ تَبْعِيْضِيَّةٌ لِاِخْرَاجِ حُقُوْقِ الْعِبَادِ ﴿وَيُؤَخِّرَكُمْ﴾ بِلَا عَذَابٍ ﴿اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ط﴾ اَجَلِ الْمَوْتِ ﴿قَالُوْٓا اِنْ﴾ مَا ﴿اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ط تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا﴾ مِنَ الْاَصْنَامِ ﴿فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (۱۰)﴾ حُجَّةٍ ظَاهِرَةٍ عَلٰى صِدْقِكُمْ ﴿ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ﴾ مَا ﴿نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ كَمَا قُلْتُمْ ﴿ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط ﴾ بِالنُّبُوَّةِ ﴿وَمَا كَانَ﴾ مَا يَنْبَغِيْ ﴿لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط﴾ بِاَمْرِهٖ لِاَنَّا عَبِيْدٌ مَرْبُوْبُوْنَ ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (۱۱)﴾ يَثِقُوْا بِهٖ ﴿وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ﴾ اَيْ لَا مَانِعَ لَنَا مِنْ ذٰلِكَ ﴿وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ط﴾ عَلٰى اَذَاكُمْ ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (۱۲)﴾

﴿ترجمہ﴾

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنادیا (واذن بمعنی اعلم ہے) کہ اگر احسان مانو گے (میری نعمتوں کا، توحید واطاعت کے ذریعے) تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو......۱......(کفر ومعصیت کرکے نعمت کا انکار کرو گے تو میں تمہیں ضرور عذاب دوں گا اس بات پر یہ اگلا فرمان دلالت کر رہا ہے) تو میرا عذاب سخت ہے اور موسیٰ نے (اپنی قوم سے) کہا اگر تم اور زمین میں جتنے ہیں سب کافر ہو جائیں تو بیشک اللہ بے پرواہ ہے (اپنی مخلوق سے) حمید ہے (جو معاملہ وہ ان کے ساتھ فرماتا ہے وہ اس میں محمود ہے) کیا تمہیں ان کی خبریں نہ آئیں (الم میں استفہام تقریری ہے) جو تم سے پہلے نوح کی قوم اور (ہود علیہ السلام کی قوم) عاد اور (صالح علیہ السلام کی قوم) ثمود اور جو ان کے بعد ہوئے انہیں اللہ ہی جانے (ان کی کثرت کی وجہ سے) ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لیکر آئے (اپنی سچائی پر واضح دلائل لیکر آئے) تو وہ (امتیں) اپنے ہاتھ اپنے مونھ کی طرف لے گئے......۲......(تاکہ شدت غصہ کے سبب اپنے ہاتھوں کو چبا ڈالیں) اور بولے ہم منکر ہیں اس کے جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا (تمہارے زعم کے مطابق) اور جس راہ کی طرف ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں شک میں ڈالنے والی بات ہے (مریب کے معنی شک میں ڈالنے والی چیز ہے) ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے (افی اللہ میں ہمزہ استفہام انکاری ہے، یعنی اللہ عزوجل کی وحدانیت پر واضح اور ظاہر دلائل ہونے کی وجہ سے اس کی وحدانیت میں تو کوئی شک نہیں) آسمان و زمین کا بنانے والا (فاطر بمعنی خالق ہے) تمہیں بلاتا ہے (اپنی فرمانبرداری کی طرف) کہ تمہارے گناہ بخشے......۳......(یہاں من اضافی ہے کہ بلاشبہ اسلام ماقبل گناہوں کی معافی کا سبب ہے یا من تبعیضیہ ہے حقوق العباد کو خارج کرنے کے لیے) اور ایک مقررہ وقت تک (یعنی موت کے وقت تک) تمہیں موخر کردے (بغیر کوئی عذاب دیئے) بولے تم تو ہماری طرح ہی آدمی ہو......۴......تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے (یعنی ان بتوں سے) باز رکھو جو ہمارے باپ دادے پوجتے تھے اب کوئی روشن سند ہمارے پاس لے آؤ (ایسی ظاہر دلیل جو تمہاری سچائی پر دلالت کرے) ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم تو تمہاری طرح انسان (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے (نبوت عطا فرما کر) احسان فرماتا ہے......۵......اور ہمارا کام نہیں (یعنی ہمیں لائق نہیں کہ) ہم تمہارے پاس کچھ سند لے آئیں مگر اللہ کے اذن (یعنی حکم) سے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر توکل......۶......(یعنی بھروسہ) چاہیے اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسہ نہ کریں (یعنی ہمارے لیے اس سے کوئی مانع نہیں ہے) اس نے تو ہماری راہیں ہمیں دکھادیں اور تم جو ہمیں ستا رہے ہو (تو تمہاری اذیتوں

پر) ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم﴾.

و: عاطفہ، اذ: مضاف، تاذن ربکم: فعل بافاعل، لام: تاکیدیہ قسمیہ، ان: شرطیہ، شکرتم: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکید برائے قسم، ازیدنکم: جملہ فعلیہ جواب، قسم قسم محذوف "واللہ" کے لیے، قائم مقام جواب شرط، ملکر جواب قسم، قسم محذوف "واللہ" کے لیے، ملکر مفعول، تاذن اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر معطوف ہے ماقبل " اذ انجکم" پر۔

﴿ولئن کفرتم ان عذابی لشدید﴾.

و: عاطفہ، لام: تاکید برائے قسم، ان: شرطیہ، کفرتم: جملہ فعلیہ شرط "لاعذبنکم" محذوف جواب قسم، قسم محذوف "واللہ" کے لیے، قائم مقام جواب شرط، ملکر جواب قسم، قسم محذوف "واللہ" کے لیے، ملکر معطوف ماقبل "لئن شکرتم لا زید نکم" پر، ان: حرف مشبہ، عذابی: اسم، لشدید: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقال موسی ان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی حمید﴾.

و: مستانفہ، قال موسی: قول، ان: شرطیہ، تکفروا: فعل واؤ ضمیر مؤکد، انتم: تاکید ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من فی الارض: موصول صلہ ذوالحال، جمیعا: حال ملکر معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان اللہ...... الخ: جملہ اسمیہ جواب شرط ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿الم یاتکم نبؤا الذین من قبلکم قوم نوح وعاد وثمود والذین من بعدھم لا یعلمھم الا اللہ﴾.

ھمزہ: حرف استفہامیہ، لم یاتکم: فعل بامفعول، نبا: مضاف، الذین من قبلکم: موصول صلہ ملکر مبدل منہ، قوم: مضاف، نوح وعاد و ثمود: معطوف علیہ و معطوف ملکر مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: اعتراضیہ، الذین من بعدھم: موصول صلہ ملکر مبتدا، لایعلمھم الا اللہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿جاء تھم رسلھم بالبینت فردوا ایدیھم فی افواھھم وقالوا انا کفرنا بما ارسلتم بہ﴾.

جاء تھم رسلھم: فعل بامفعول وفاعل، بالبینت: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ردوا ایدیھم: فعل بافاعل ومفعول، بافواھھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قالوا: قول، انا: حرف مشبہ واسم، کفرنا: فعل بافاعل، بما ارسلتم بہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿وانا لفی شک مما تدعوننا الیہ مریب﴾.

و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، فی: جار، شک موصوف، مما تدعوننا الیہ مریب: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف ہے ماقبل "انا کفرنا..... الخ" پر۔

﴿قالت رسلھم افی اللہ شک فاطر السموت والارض یدعوکم لیغفرلکم من ذنوبکم﴾.

قالت رسلھم: قول، ھمزۃ: حرف استفہامیہ، فی: جار، اللہ: موصوف، فاطر السموت والارض: صفت، ملکر ذوالحال، یدعوکم: فعل بافاعل ومفعول، لیغفر لکم من ذنوبکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، شک: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿ویؤخرکم الی اجل مسمی قالوا ان انتم الا بشر مثلنا﴾.
و : عاطفہ، یوخرکم : فعل بافاعل ومفعول، الی اجل مسمی: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لیغفرلکم" پر معطوف ہے۔
قالوا: قول،ان : نافیہ،انتم : مبتدا،الا : للحصر،بشر مثلنا : مرکب توصیفی خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ۔
﴿تریدون ان تصدونا عما کان یعبد اباؤنا فاتونا بسلطان مبین﴾.
تریدون : فعل بافاعل، ان : مصدریہ، تصدونا : فعل بافاعل ومفعول،عما کان یعبداباؤ نا :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف :فصیحہ،اتونا: فعل بافاعل ومفعول، بسلطن مبین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلكم﴾.
قالت لهم رسلهم : فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر قول، ان :نافیہ، نحن :مبتدا، الا : للحصر،بشر مثلکم : مرکب توصیفی خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔
﴿ولكن الله يمن على من يشاء من عباده﴾.
و:عاطفہ، لکن :حرف مشبہ،الله:اسم، یمن : فعل بافاعل، علی : جار، من یشاء: موصول صلہ ملکر ذوالحال،من عباده:ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿وما كان لنا ان ناتيكم بسلطن الا باذن الله﴾.
و:عاطفہ،ما : نافیہ، کان :فعل ناقص، لنا :ظرف مستقر خبر، ان : مصدریہ، ناتیکم : فعل بافاعل ومفعول،ب : جار، سلطن : ذوالحال، الا : اداۃ حصر، باذن الله :ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم،ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿وعلى الله فليتوكل المومنون وما لنا الا نتوكل على الله وقد هدنا سبلنا﴾.
و:عاطفہ، علی الله : ظرف لغو مقدم، ف :عاطفہ،لام :زائدہ، یتوکل المؤمنون : فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما : استفهامیہ مبتدا، لام : جار، نا :ضمیر ذوالحال، ان :مصدریہ،لانتوکل : فعل بافاعل، علی : جار، الله : ذوالحال،وقدهدنا سبلنا : جملہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر بتاویل مصدر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿ولنصبرن على ما آذيتمونا وعلى الله فليتوكل المتوكلون﴾.
و: عاطفہ، لام: تاکید برائے قسم، نصبرن : فعل بافاعل، علی : جار،ما اذیتمونا : موصول صلہ مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم،قسم محذوف "والله" کے لیے، وعلى الله فليتوكل...... الخ: اس آیت ترکیب ماقبل آیت میں گزری۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شکر کی بحث:

۱......نعمت کا تصور اور اظہار کرنا شکر کہلاتا ہے، جو کہ کشف سے مقلوب (بدلا ہوا) ہے،اور کفر کی ضد ہے جس کے معنی نعمتوں کو بھول جانا اور اس کو چھپانا ہے۔ (المفردات،ص ۲۶۸) حضرت ابوجلد بصری فرماتے ہیں: حضرت سیدنا موسی علیہ السلام کی مناجات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی:"اے اللہ! میں کس طرح تیرا شکر ادا کروں حالانکہ میرے سارے اعمال تیری سب سے چھوٹی نعمت کا بھی بدلہ نہیں چکا سکتے؟ تو وحی نازل ہوئی:"اے موسی! اقرار نعمت کر کے ابھی تو تو نے شکر کیا ہے" (الزهد للامام احمد

بن حنبل، اخبار موسی، برقم: ۳۴۹، ص ۱۰۳) حضرت سیدنا ابو حازم فرماتے ہیں: ”جس نعمت سے اللہ کا قرب حاصل نہ ہو وہ مصیبت و آزمائش ہے“ ۔(المجالسۃ وجواھر العلم، الجزء۹، رقم: ۲۱۶۳، ج۱، ص ۵) ۔حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز فرماتے ہیں: اللہ کی نعمتوں کو شکر کے ذریعے محفوظ کرلو“ (حلیۃ الاولیاء، برقم ۳۲۳ عمر بن عبد العزیز، رقم: ۷۴۵۵، ج ۵، ص ۳۷۴) حضرت محمد بن لوط انصاری فرماتے ہیں: شکر نافرمانی ترک کر دینے کا نام ہے ۔(شعب الایمان للبیہقی، باب فی تعدید نعم اللہ، برقم: ۴۵۴۷، ج ۴، ص ۱۳۰) شکر کی تین اقسام ہیں: (۱)......زبان سے شکر یہ ہے کہ زبان اللہ کی نعمتوں پر اعتراف کرے، اور اس کے ماسوا سے گریز کرے ہاں یہ ضرور ہے کہ اپنی ذات، اپنے اردگرد، قوت وطاقت اور کسب کو نہ چھوڑے، کسی اور کی جانب اپنے ہاتھ دراز نہ کرے اس لیے کہ تمام اسباب کا خالق و مالک اللہ ہی ہے لہذا اسی کا ذکر خیر کرے (۲)......دل سے شکر کرنا یہ ہے کہ دل میں اللہ کا پختہ خیال جمال، اس کے فیصلے پر راضی رہے یعنی تقدیر کا دل میں عقیدہ مضبوط کرلے، تمام حرکات و سکنات، ظاہر و باطن، منافع ولذات اللہ ہی کی طرف سے ہونے کا دل سے عقیدہ خاص رکھے، (۳)......اعضاء کا شکر یہ ہے کہ انہیں اللہ کی عبادت کی طرف مائل کرے اور اس کے ماسوا یعنی نفس، خواہشات، بریکار اراوے وغیرہ سے اجتناب کرے۔

(فتوح الغیب، المقالۃ التاسعۃ والخمسون، فی الرضا علی البلیۃ والشکر علی النعمۃ، ص ۱۶۱ ملخصاو ملتقطا)

ہاتھ کو مونہ پر رکھنے کی وجوہ:

۲......علامہ جریر طبری اس موضوع پر علماء کے اقوال نقل کرتے ہیں: (۱)......نافرمانوں نے اپنی انگلیاں اپنے موںھ میں ڈال لیں، جب انسان غصے میں ہوتا ہے تو اسی طرح کرتا ہے، (۲)......جب انہوں نے کتاب اللہ سنی تو اس پر تعجب کیا، اور اپنے ہاتھ اپنے حضرات انبیائے کرام کے موںھ پر رکھ دیے، (۳)......قتادہ کے قول کے مطابق انہوں نے رسول کے لائے ہوئے پیغام کو رد کردیا، (۵)......جب حضرات انبیائے کرام کی بات سنتے تو تکذیب کرنے کے انداز میں موںھ پر ہاتھ رکھ لیتے کہ آپ کے کلام کی کوئی حیثیت نہیں معاذ اللہ، (۶)......ہاتھ موںھ پر رکھنے سے ان کا مقصد فقط حق سے انحراف کرنا، ایمان نہ لانا اور رسالت کو تسلیم نہ کرنا تھا۔

(جامع البیان، الجزء ۱۳، ص ۲۲۵ وغیرہ)

توبہ کے بغیر بھی گناہ معاف ہوتے ہیں:

۳......امام رازی فرماتے ہیں کہ اہل ایمان کے حق میں اللہ بغیر توبہ کی شرط کے بھی گناہ معاف فرما دیتا ہے، دلیل ﴿ یدعوکم لیغفر لکم من ذنوبکم ﴾ ہے، اس آیت میں اللہ ﷻ نے بعض گناہوں کو بغیر توبہ کیے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، پس واجب ہے کہ بعض گناہ بغیر توبہ کے معاف ہو جائیں اور ان بعض گناہوں میں کفر داخل نہیں ہے اس لئے کہ کفر کے بارے میں علماء کا اجماع ہے کہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوسکتا۔

(الرازی، ج۷، ص ۷۲)

بغیر توبہ کے گناہ بخشے جانے کی مثالیں: ﴿ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم یعنی تم فرماؤ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا (اٰل عمرٰن:۳۱) ﴾، ﴿ یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم یعنی اللہ تمہارے اعمال کو درست کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا (الاحزاب:۷۱) ﴾ ﴿ ان ربکم لذو مغفرۃ للناس علی ظلمھم بیشک تمہارا رب لوگوں کے ظلم کے باوجود ان کی مغفرت فرما دیتا ہے (الرعد:۶) ﴾۔

سورۂ رعد کی آیت کے تحت امام رازی فرماتے ہیں کہ اللہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو بھی بغیر توبہ کے بخش دیتا ہے۔امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ آیت مقدسہ کفار کو ایمان لانے کی دعوت اور مومنین کو مزید فرمانبرداری بجالانے اور نافرمانی سے اجتناب کرنے پر دلیل ہے، اور اسی میں لوگوں پر ظلم کرنے سے بچنا بھی داخل ہے۔ (البیضاوی، ج۲، ص ۲۱۷ ملخصا)

نبی کی نبوت میں شبہ کرنا:

۴......انہوں نے رسولوں کو اپنی مثل بشر کہا، ماہیت میں بھی، صورت میں بھی، تمہیں ہم پر کسی قسم کی فضیلت نہیں، پھر تمہیں اس خصوصیت کے ساتھ کیوں خاص کیا گیا، اگر اللہ بشر کی طرف رسول بھیجتا تو افضل جنس سے بھیجتا جیسا کہ وہ کہتے تھے اگر اللہ چاہتا تو فرشتے نازل کرتا، تم چاہتے ہو کہ اپنی دعوت سے ہمیں ان بتوں کی عبادت سے روک دو جس کی پوجا ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے، پس اپنی فضیلت یا اس کرامت پر واضح آیت لے آؤ یا اپنے دعویٰ نبوت پر روشن دلیل پیش کرو، انہوں نے اُن معجزات پر اکتفاء نہ کیا جو نبی لے کر آئے تھے بلکہ اپنی طرف سے دوسری نشانیوں کی عناد اور ہٹ دھرمی کی بناء پر فرمائشیں کیں۔ (المظهری، ج٤، ص ١٠٥)

نبوت کے اوصاف:

۵......امام رازی فرماتے ہیں کہ جب تک انسان کی روح اور بدن میں علوی اور قدسی صفات نہ ہوں اس میں نبوت کا حصول ممتنع ہے، اور امام غزالی نے لکھا ہے کہ جس طرح عام انسان حیوانات سے عقل کی وجہ سے ممتاز ہوتا ہے اسی طرح نبی عام انسانوں سے ایک خاص وصف کی وجہ سے ممتاز ہوتا ہے اس میں ایک زائد قوت ادراک ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ امور غیبیہ کا ادراک کرتا ہے، فرشتوں کو دیکھتا ہے اور ان کا کلام سنتا ہے، اسی طرح جنات کو دیکھتا ہے اور ان کا کلام سنتا ہے اور نبیوں و رسولوں کو عام انسانوں کی بہ نسبت ایک زائد قوت ادراک ہوتا ہے اور اسی قوت کی وجہ سے عام انسانوں سے ممتاز ہوتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو نبی بناتا ہے اس کو وہ قوت عطا فرماتا ہے۔اہل سنت و جماعت کا موقف یہ ہے کہ نبوت کا حصول اللہ کی عطا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے یہ مرتبہ عطا فرماتا ہے اور یہ عطا اس پر موقوف نہیں ہے کہ کوئی انسان صفاء باطن، پاکیزگی اور تقرب الی اللہ میں دوسرے انسانوں سے ممتاز ہو اور انہوں نے سورۂ ابراہیم کی اسی آیت سے استدلال کیا ہے جس میں انبیائے کرام نے فرمایا: ہم تمہاری طرح بشر ہی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے ساتھ چاہے احسان فرماتا ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ نبوت محض اللہ کا فضل اور احسان ہے، امام رازی اور امام غزالی اور دیگر علماء نے اس آیت کا جواب یہ دیا ہے کہ انبیائے کرام نے تواضع اور انکساری کی وجہ سے اس آیت میں اپنے روحانی اور جسمانی فضائل بیان نہیں فرمائے اور صرف یہ کہنے پر اکتفاء کیا ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان فرمائے اس لیے کہ یہ بات معروف ہے کہ اللہ نے انہیں مرتبہ نبوت پر اس لئے متعین کیا ہے کہ وہ ان فضائل کے ساتھ متصف تھے جن کی وجہ سے وہ ان خصوصیات کے مستحق ہوئے جیسا آیت مقدسہ سے ظاہر ہے ﴿اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ یعنی اللہ جانتا ہے کہ اس نے اپنی رسالت کہاں رکھنی ہے (الانعام: ۱۲٤)﴾۔ (تبیان القرآن، ج٦، ص ١٥٩)

توکل کی بحث:

٦......امور دنیا اور آخرت کے حوالے سے مصائب کے دور ہونے اور خواہشوں کے پورے ہونے میں دل کا اللہ کے حضور

مکمل طور پر جم جانا توکل کہلاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم اس طرح اللہ پر بھروسہ کرو جیسا کہ اُس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تمہیں بھی ایسے ہی رزق دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح اپنے گھونسلے سے بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس آتے ہیں''۔ (الترمذی، کتاب الزھد، باب فی التوکل علی الله، رقم: ۲۳۴۴، ص)۔ تحقیق یہ ہے کہ توکل اسباب اختیار کرنے کے منافی نہیں ہے، حضرت سہل فرماتے ہیں کہ جس نے کوشش اور کسب کرنے پر لعن طعن کیا اس نے سنت پر لعن طعن کیا اور جس نے توکل کرنے پر لعن طعن کیا اس نے ایمان پر لعن طعن کیا، پس توکل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہے اور کسب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، پس جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر عمل کرے تو وہ سنت کو کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ (تزکیة النفوس، ص ۹۱ وغیرہ)

اغراض: بالتوحید و الطاعة: یعنی میری وحدانیت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمانبرداری بجالاؤ۔

لاعذبنکم: جواب قسم مراد ہے، اور جواب شرط محذوف ہے اور قاعدہ ہے کہ دونوں (قسم و شرط) جمع ہو جائیں تو دونوں میں سے آخر کے جواب کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

علی زعمکم: کہ انہوں نے اپنے رسول کی رسالت کو نہ پہچانا۔ فی الریبة: مراد کسی چیز کی جانب نفس کا اطمنان نہ پایا جاتا ہے۔

من زائدة: یہ مذہب اخفش کے نزدیک ہے، اور ''من'' زائدہ ماننے کی صورت میں اثبات میں زیادتی پائی جائے گی اور یہ پرانا طریقہ ہے اور اس طریقہ پر قرآن کی تخریج کرنا جائز نہیں۔

حجة ظاهرة: یعنی آپ اپنے لائے ہوئے معجزات کے سوا کوئی معجزہ لائیں۔

بامره: مراد بارادته ہے۔ ای لا مانع من ذلک اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام انکاری نفی کے معنی میں ہے۔

علی اذاکم: مراد ''ما'' مصدریہ ہونے کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ (الصاوی، ج۳، ۱۰۲۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ﴾ لَتَصِيْرُنَّ ﴿فِيْ مِلَّتِنَا﴾ دِيْنِنَا ﴿فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ (۱۳)﴾ الْكَافِرِيْنَ ﴿وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ﴾ اَرْضَهُمْ ﴿مِنْ بَعْدِهِمْ﴾ بَعْدَ هَلَاكِهِمْ ﴿ذٰلِكَ﴾ النَّصْرُ وَاِيْرَاثُ الْاَرْضِ ﴿لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ﴾ اَيْ مَقَامَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ ﴿وَخَافَ وَعِيْدِ (۱۴)﴾ بِالْعَذَابِ ﴿وَاسْتَفْتَحُوْا﴾ اِسْتَنْصَرَ الرُّسُلُ بِاللّٰهِ عَلٰى قَوْمِهِمْ ﴿وَخَابَ﴾ خَسِرَ ﴿كُلُّ جَبَّارٍ﴾ مُتَكَبِّرٍ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ ﴿عَنِيْدٍ (۱۵)﴾ مُعَانِدٍ لِلْحَقِّ ﴿مِّنْ وَّرَآئِهٖ﴾ اَيْ اَمَامِهٖ ﴿جَهَنَّمُ﴾ يَدْخُلُهَا ﴿وَيُسْقٰى﴾ فِيْهَا ﴿مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ (۱۶)﴾ هُوَ مَاءٌ يَسِيْلُ مِنْ جَوْفِ اَهْلِ النَّارِ مُخْتَلَطًا بِالْقَيْحِ وَالدَّمِ ﴿يَّتَجَرَّعُهٗ﴾ يَبْتَلِعُهٗ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ لِمُرَارَتِهٖ ﴿وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ﴾ يَزْدَرِدُهٗ لِقُبْحِهٖ وَكَرَاهَتِهٖ ﴿وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ﴾ اَيْ اَسْبَابُهُ الْمُقْتَضِيَةُ لَهٗ مِنْ اَنْوَاعِ الْعَذَابِ ﴿مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ﴾ بَعْدَ ذٰلِكَ الْعَذَابِ ﴿عَذَابٌ غَلِيْظٌ (۱۷)﴾ قَوِيٌّ مُتَّصِلٌ ﴿مَثَلُ﴾ صِفَةُ ﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ﴾ مُبْتَدَاٌ وَيُبْدَلُ مِنْهُ ﴿اَعْمَالُهُمْ﴾ الصَّالِحَةُ كَصِلَةٍ وَصَدَقَةٍ فِيْ عَدَمِ الْاِنْتِفَاعِ بِهَا ﴿كَرَمَادِ ۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ﴾

عَاصِفٍ ط ﴾شَدِيْدُ هُبُوْبِ الرِّيْحِ فَجَعَلَتْهُ هَبَاءً ا مَنْثُوْرًا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَالْمَجْرُوْرُ خَبَرُ الْمُبْتَدَاءِ﴿لَا يَقْدِرُوْنَ ﴾اَىِ الْكُفَّارَ﴿مِمَّا كَسَبُوْا ﴾عَمِلُوْا فِى الدُّنْيَا ﴿عَلٰى شَىْءٍ ط﴾اَىْ لَا يَجِدُوْنَ لَهٗ ثَوَابًا لِعَدَمِ شَرْطِهٖ﴿ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ﴾الْهَلَاكُ ﴿الْبَعِيْدُ (۱۸) اَلَمْ تَرَ﴾ تَنْظُرَ يَا مُخَاطِبًا اِسْتِفْهَامُ تَقْرِيْرٍ﴿اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ط ﴾مُتَعَلِّقٌ بِخَلَقَ﴿اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ (۱۹)﴾ بَدَلَكُمْ﴿وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (۲۰)﴾شَدِيْدٍ﴿وَبَرَزُوْا ﴾اَىِ الْخَلَائِقُ وَالتَّعْبِيْرُ فِيْهِ وَفِيْمَا بَعْدَهٗ بِالْمَاضِىْ لِتَحَقُّقِ وُقُوْعِهٖ﴿لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا ﴾الْاِتْبَاعُ﴿لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا ﴾ الْمَتْبُوْعِيْنَ﴿ اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا ﴾ جَمْعُ تَابِعٍ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ ﴾دَافِعُوْنَ﴿عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ ط﴾ مِنِ الْاُوْلٰى لِلتَّبْيِيْنِ وَالثَّانِيَةُ لِلتَّبْعِيْضِ﴿قَالُوْا ﴾اَىِ الْمَتْبُوْعُوْنَ﴿ لَوْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ط﴾ لَدَعَوْنَاكُمْ اِلَى الْهُدٰى ﴿ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ ﴾زَائِدَةٌ﴿مَّحِيْصٍ (۲۱)﴾مَلْجَاءٌ.

﴿ترجمہ﴾

اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے نکال دینگے یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ......۱......(لتعودن بمعنی لتصیرن ،ملتنا بمعنی دیننا ہے) توانہیں ان کے رب نے وحی بھیجی کہ ہم ضرور ظالموں (یعنی کافروں) کو ہلاک کردینگے اور ضرور ہم تم کو (ان کی) زمین میں بسائیں گے ان کے (ہلاک ہونے کے) بعد یہ (مدد کیا جانا اور زمین کا وارث بنایا جانا) اس کے لیے ہے جو میرے حضور (یعنی میری بارگاہ میں) کھڑے ہونے سے ڈرے اور میرے (عذاب کی) وعید سے خوف کرے اور انہوں نے فیصلہ مانگا (رسولوں نے اپنی قوم کے خلاف اللہ ﷻ سے مدد طلب کی) اور نامراد ہوا (خسارے میں پڑا) ہر سرکش (اللہ ﷻ کی فرمانبرداری سے تکبر کرنے والا) ہٹ دھرم (جو حق کے ساتھ دشمنی کرے) اسکے آگے (وراء ہ بمعنی امامہ ہے) جہنم ہے (جس میں وہ داخل ہوگا) اور (اس میں) اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا......۲......(ماء صدید سے مراد وہ پانی ہے جو دوزخیوں کے پیٹوں سے بہے گا، یہ خون اور پیپ سے ملا ہوا پانی ہوگا) بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا (کڑواہٹ کی وجہ سے اسے لقمہ لقمہ کر کے نگلنا چاہے گا) اور گلے سے نیچے اتانے کی امید نہ ہوگی (اس کے قبیح اور بدمزہ ہونے کی وجہ سے) اور اسے ہر طرف سے موت آئیگی (یعنی موت کے مقتضی اسباب اس کے پاس آئینگے یعنی طرح طرح کے ہلاک کرنے والے عذابات کا اسے سامنا ہوگا) اور مرے گا نہیں......۳......اور اس کے پیچھے (یعنی اس عذاب کے بعد) ایک گاڑھا عذاب (جو قوی اور متصل ہوگا) اپنے رب سے، منکروں کی مثل (یعنی حال) ایسا ہے کہ (الذین کفروا ...... الخ، مبدل منہ اور اعمالھم بدل، ملکر مبتدا ہے) ان کے (نیک) کام (جیسے صلہ رحمی، صدقہ وغیرہ نفع مند، نہ ہونے میں یوں ہیں) جیسے راکھ......۴...... کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی کہ دن میں (عاصف کا معنی سخت وشدید ہوا کا چلنا ہے، پس اس آندھی نے ان اعمال کو غبار کے پھیلے ہوئے معمولی ذرات کی طرح کر دیا جس پر وہ قدرت نہیں رکھتے؛ یہ ماقبل مجرور بہ بھم کی خبر ہے) وہ (یعنی کفار) طاقت نہیں رکھتے اس کی جو کمایا (یعنی دنیا میں جو انہوں نے عمل کیے) کچھ بھی (یعنی انہیں ان اعمال کا کچھ ثواب نہ ملے گا کہ شرط ثواب مفقود ہے) یہی ہے دور کی گمراہی (یعنی دور کی ہلاکت) کیا تو نے نہ دیکھا (اے مخاطب! الم تر میں ہمزہ استفہام تقریری ہے) کہ اللہ نے آسمان وزمین حق کے ساتھ بنائے (الحق، یہ خلق سے متعلق ہے) اگر چاہے تو تمہیں لے جائے اور ایک نئی مخلوق لے

آئے......۵......(تمہارے بدلے) اور یہ اللہ پر کچھ دشوار (مشکل) نہیں اور حاضر ہونگے (یعنی مخلوق حاضر ہوگی، تحقق وقوع کے سبب اس جملہ اور مابعد کلام کو فعل ماضی کے ساتھ تعبیر کیا گیا) سب اللہ کے حضور تو جو کمزور تھے (یعنی پیروکار) بڑائی والوں سے (یعنی متبوعین سے) کہیں گے ہم تمہارے تابع تھے (تبعا جمع ہے تابع کی) کیا تم سے ہو سکتا ہے کہ اللہ کے عذاب میں سے کچھ ہم سے ٹال دو (مغنون بمعنی دافعون ہے، پہلا من بیانیہ اور دوسرا تبعیضیہ ہے) متبوعین کہیں گے اللہ ہمیں ہدایت کرتا تو ہم تمہیں کرتے (یعنی ہم تمہیں بھی ہدایت کی طرف بلالیتے) ہم پر ایک سا ہے چاہے بیقراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں (من زائدہ ہے، محیص بمعنی ملجاء ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الذین کفروا لرسلھم لنخرجنکم من ارضنا او لتعودن فی ملتنا﴾۔

و: عاطفہ، قال الذین کفروا لرسلھم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر قول، لام: تاکید یہ برائے قسم، نخرجنکم من ارضنا: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کے لئے جواب قسم، ملکر معطوف علیہ، او لتعودن فی ملتنا: جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کے لیے جواب قسم، ملکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فاوحی الیھم ربھم لنھلکن الظلمین﴾۔

ف: عاطفہ، اوحی الیھم ربھم: فعل باظرف لغو وفاعل، لنھلکن الظلمین: جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کے لیے جواب قسم، ملکر مفعول یا بتقدیر قول مقولہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولنسکننکم الارض من بعدھم﴾۔

و: عاطفہ، لام: تاکید برائے قسم، نسکنن: فعل بافاعل، کم: ضمیر ذوالحال، من بعدھم: ظرف مستقر حال ملکر مفعول، الارض: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کے لیے جواب قسم، ملکر ماقبل "لنھلکن" پر معطوف ہے۔

﴿ذلک لمن خاف مقامی وخاف وعید﴾۔

ذلک مبتدا، لام: جار، من: موصولہ، خاف مقام: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و خاف: فعل بافاعل، وعید: اصل "وعیدی" مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، معطوف ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واستفتحوا وخاب کل جبار عنید﴾۔

و: مستانفہ، استفتحوا: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: مستانفہ، خاب: فعل، کل جبار عنید: فاعل ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿من ورائہ جھنم ویسقی من ماء صدید﴾۔

من ورائہ: ظرف مستقر خبر مقدم، جھنم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "جبار" کی صفت ثانی، و: عاطفہ، معطوف علی محذوف "فماذا یکون اذن؟" قیل یلقی ویسقی "یسقی: فعل مجہول ونائب فاعل، من: جار، ماء: صدید: عطف بیان، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یتجرعہ ولا یکاد یسیغہ ویاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت﴾۔

یتجرعہ: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، لا یکاد: فعل مقارب وضمیر اسم، یسیغہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول "یتجرعہ" پر، و: عاطفہ، یاتیہ: فعل وضمیر ذوالحال، وما ھو بمیت: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، الموت:

فاعل،من كل مكان: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی " یجرعہ" ہے۔

﴿ومن ورائه عذاب غليظ ○ مثل الذين كفروا بربهم﴾.

و: عاطفہ، من ورائه : ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب غليظ : مرکب توصیفی مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،مثل : مضاف،الذين : موصول، كفروا بربهم : جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر خبر محذوف " فيما يقص عليكم" کے لیے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اعمالهم كرماد اشتدت به الريح في يوم عاصف﴾.

اعمالهم : مبتدا، ک: جار، رماد : موصوف، اشتدت به : فعل با ظرف لغو،الريح : ذوالحال،في يوم عاصف : ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا يقدرون مما كسبوا على شيء ذلك هو الضلال البعيد﴾.

لايقدرون : فعل بافاعل، مما كسبوا : ظرف مستقر حال، شيء : ذوالحال، ملکر مجرور،على : جار، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل" الذين كفروا" میں" كفروا" کے فاعل سے حال ہے،ذلك: مبتدا،هو الضلل البعيد: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم تر ان الله خلق السموت والارض بالحق﴾

همزه : استفہامیہ، لم تر : فعل بافاعل، ان : حرف مشبہ، الله : اسم، خلق : فعل بافاعل، السموت والارض : مفعول، بالحق : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان يشأ يذهبكم ويات بخلق جديد ○ وما ذلك على الله بعزيز﴾

ان : شرطیہ، يشأ : جملہ فعلیہ شرط ، يذهبكم : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ويات بخلق جديد : جملہ فعلیہ معطوف ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، ذلك اسم، على الله : ظرف لغو مقدم، ب : زائدہ، عزيز : صفت مشبہ اپنے فاعل وظرف لغو مقدم سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وبرزوا لله جميعا﴾.

و : مستانفہ، برزوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، جميعا : حال ملکر فاعل،لله: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فقال الضعفؤا للذين استكبروا انا كنا لكم تبعا﴾

ف: عاطفہ، قال الضعفؤا : فعل بافاعل، للذين استكبروا : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قول، انا: حرف مشبہ واسم، كنا : فعل ناقص بااسم، لكم : ظرف مستقر حال مقدم ،تبعا : ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ،خبر ملکر جملہ اسمیہ مقول، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فهل انتم مغنون عنا من عذاب الله من شيء﴾.

ف : عاطفہ، هل : حرف استفہام، انتم : مبتدا، مغنون : اسم فاعل بافاعل، عنا : ظرف لغو، من عذاب الله: ظرف مستقر حال مقدم، من : زائدہ، شيء : ذوالحال ،ملکر مفعول،شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا لوهدانا الله لهدينكم سواء علينا اجزعنا ام صبرنا ﴾.

قالوا : قول، لو: شرطیہ، هدانا الله : جملہ فعلیہ شرط، لام : تاکیدیہ، هدينكم : جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، سواء علينا : شبہ جملہ خبر مقدم،همزه :للتسوية، جزعنا: معطوف علیہ، ام صبرنا :معطوف،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿مالنا من محيص ﴾

ما: مشابہ بلیس، لنا: ظرف مستقر خبر مقدم، من :زائدہ، محیص : اسم مؤخر ملکر جملہ اسمیہ۔

«تشریح توضیح واغراض»

ایک شبہ کا ازالہ:

۱۔۔۔۔کافروں کا یہ کہنا کہ ہم تمہیں اپنی سرزمین سے نکالیں گے یا تم ہمارے دین میں آجاؤ، بظاہر اس آیت مبارکہ میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرات انبیائے کرام پہلے کافروں کے دین میں تھے؟ میں اس کا جواب یہ دیتا ہوں کہ معاذ اللہ! یہاں العود بمعنی الصیرورت ہے، اور اس قسم کے کلام عرب میں کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں اور دوسرے یہ کہ حضرات انبیائے کرام نے رسالت کے اظہار سے پہلے کبھی اپنی امتوں کے خلاف اظہار نہیں کیا، اور جب اللہ نے انہیں منصب رسالت کے اعلان کا حکم دیا تو انہوں نے اپنی قوم کے باطن احوال کارد کیا اور انہیں ایک واحد حقیقی رب کی جانب دعوت دی، امت کا اس بات میں اجماع ہے کہ حضرات انبیائے کرام پہلے ہی توحید کے علمبردار تھے اور اس کے علاوہ سے بیزار، اور یہ اللہ کا طریقہ ہے کہ جب کسی قوم کو ہلاک کرتا ہے تو دوسری قوم اس بستی میں آباد ہوتی ہے جو کہ پہلے والوں کے مقابلے میں فرمانبردار ہوتے ہیں۔ (الخازن، ج۳، ص ۳۱)

جھنم کا پانی سخت دشواری:

۲۔۔۔۔سید عالم ﷺ اس آیت ﴿ویسقی من ماء صدید یتجرعه﴾ سے متعلق فرماتے ہیں: جب پانی جہنمی کے قریب کیا جائے گا تو وہ اسے پینے کو ناپسند کرے گا، جب پانی اس کے قریب جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال جھلس جائے گی اور سر کی کھال بالوں سمیت اکھڑ جائے گی، جب جہنمی پانی پیئے گا تو اس کی آنتیں کٹ کٹ کر پیچھے کے راستے باہر ہو جائیں گی۔ ابن عباس سے مروی ہے: "ماء صدید" سے مراد وہ پانی ہے جو کافر کی کھال اور گوشت تک کو ادھیر دے گا۔ عکرمہ سے روایت ہے "ویسقی من ماء صدید سے مراد خون اور پیپ ہے"، مجاہد سے مروی ہے "ماء صدید" سے مراد خون و پیپ ہے، حسن سے روایت ہے: اگر جہنم کے پانی کا ڈول بھر کر آسمان و دنیا پر ظاہر کر دیا جائے تو زمین والے اس کی بدبو سے فساد میں مبتلا ہو جائیں گے۔ (الدر المنثور، ج٤، ص ١٣٨)

جھنم میں موت نھیں!

۳۔۔۔۔جہنمی کو اس کے جسم کے ہر جوڑ اور عضو سے تکلیف پہنچے گی، میمون بن مہران کہتے ہیں ہر ہڈی، رگ، پٹھے سے موت آئے گی، عکرمہ کہتے ہیں کہ بالوں کے کناروں سے موت آئے گی، ابراہیم تیمی فرماتے ہیں کہ بالوں کی جڑوں سے کناروں سمیت موت آئے گی، ابن جریر کہتے ہیں کہ آگے پیچھے، دائیں بائیں، سر کے اوپری سرے سے پاؤں کے نیچے سمیت، جسم کے سارے اعضاء سے، اللہ جہنم میں جہنمیوں کو ہر قسم کا عذاب دے گا، موت کی ایسی کوئی قسم نہیں جو انہیں نہ پہنچتی ہو، لیکن انہیں موت نہ آئے گی۔ (ابن کثیر، ج۲، ص ٦٥٦)

کافروں کے اعمال صالحه راکه کا ڈھیر:

۴۔۔۔۔مراد غیر مقبول اعمال ہیں، آگ لگنے کے بعد موجود ہونے والا ڈھیر مراد ہے، اس آیت میں اللہ نے کافروں کے اعمال کو بیان کیا کہ جس طرح سخت ہوا راکھ کے ڈھیر کو اڑا کر لاتی ہے، "ریح عاصف" سے مراد بھی سخت ہوا ہے، اور یہ اس لئے کہ کفار اللہ کے مقابلے میں شریک ٹھہراتے ہیں۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ١٣، ص ٣٠١)

مراد وہ معاملات ہیں جو کفار ایمان اور اخلاص سمجھ کر کرتے تھے، اور ان کے نقصان دہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے

اپنے بدن کوایسے امور کی طرف لگادیا جوان کے لئے وبال بن گیا۔ (الرازی، ج۷، ص ۸۱)

اللہ عزوجل ھر مخلوق کے بعد دوسری بھیجتا ھے:

۵......اگر وہ چاہے تو تمہیں ہلاک کردے اور نئی مخلوق لے آئے جو تم سے زیادہ طاقتور ہو، اس آیت کو خلق السموت پر مرتب فرمایا ہے کیونکہ جو آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے جو دوسری تخلیق کے ساتھ تبدیلی پر بھی قدرت رکھتا ہے اور یہ اس کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے جیسا کہ خود ہی فرماتا کہ اللہ کے لئے کوئی مشکل ومتعذر نہیں ہے کیونکہ وہ ذاتی طور پر قادر ہے اور اس کی قدرت کسی ایک چیز میں منحصر نہیں ہے، پس جس کی شان یہ ہے وہ اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کی اطاعت کی جائے اور اس سے ثواب کی امید رکھی جائے اور اس کے عذاب سے ڈرا جائے۔ (المظھری، ج٤، ص ۱۰۹)

اغراض: لتصیرن: جملہ لتعودن میں یہ شبہ پایا جاتا ہے کہ حضرات انبیائے کرام سابق میں دین پر نہ تھے، مفسر نے لتعودن بمعنی صیرورت لیا ہے تاکہ اس وہم کا ازالہ ہو جائے، مزید تشریح توضیح میں جان لیں۔

استنصر الرسل: یعنی رسولوں نے اللہ سے مدد طلب کی۔ خسر: دنیا اور آخرت میں نقصان کو کہتے ہیں۔

متکبر عن طاعۃ اللہ: اپنے ماسوا کو حقیر جانتے ہوئے۔ ای امامہ: جملہ ''الوراء'' الامام اور الخلف دونوں معنوں کے لیے مستعمل ہے، مراد ضد، مخالف اور مثل ہے، ایک قول کے مطابق بعد میں آنے والا اسم جیسے خلفک یا امامک مراد ہے۔

ھو ما یسیل: ایک قول کے مطابق زانیہ عورت کے مقام قُبل سے نکلنے والا پانی مراد ہے، جو کہ کافر کو پلایا جائے گا۔

بعد ذلک العذاب: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ورائہ کی ضمیر عذاب کی جانب لوٹ رہی ہے، ایک قول کے مطابق ''من کل جبار'' کی طرف عائد ہے، یعنی جہنمی کو جہنم میں ہر وقت سخت ترین عذاب کا سامنا ہوگا چہ جائے کہ جہنم کی زندگی ہو، یا دیگر عذاب۔

متصل: یعنی منقطع ہونے والا نہیں بلکہ دائمی عذاب ہوگا۔

فی عدم الانتفاع: یعنی کافروں کے اعمال صالحہ ان کے لئے قابل نفع نہ ہونگے، ان کے ساتھی اپنے کفر کی وجہ سے قیامت کے دن کام نہ آسکیں گے، اس لئے کہ اُس کے عمل کفر کے سبب حبط اور باطل کردیئے جائیں گے، اور صرف بدلہ باقی ہوگا جو کہ آخرت میں دیا جائے گا، دنیا میں نیکی کا بدلہ رزق میں کشادگی اور تندرستی کی صورت میں ہو چکا۔

تنظر: مراد تبصر ہے، پس (دل کی آنکھوں سے) دیکھے، کہ خالق کائنات تمام کمالات سے متصف ہے۔

والتعبیر......الخ: عما کا جواب ہے، کہا جاتا ہے کہ مذکورہ چیزیں (قبر، حساب کتاب، جزاسزا) کا حصول نہ ہوگا، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دونگا کہ مراد یہاں کسی چیز کے وقوع پذیر ہونے کی تحقیق کے لیے ہے، اور اللہ کی ذات پاک ہے، بلند وبالا ہے جمیع ما کان وما یکون کا عالم ہے، ماضی میں جو ہوا اور مستقبل جو ہونے والا ہے سب کو اس کی انتہاء تک جانتا ہے۔

من الاولی للتبیین: کلام میں تقدیم وتاخیر ہے، تقدیر عبارت یہ ہے کہ ''فھل انتم مغنون عنا بعض الشیء الذي ھو عذاب اللہ''۔

(الصاوی، ج۳، ص۲۲۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿وَقَالَ الشَّیْطٰنُ ﴾اِبْلِیْسُ ﴿لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ ﴾وَاُدْخِلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ وَاجْتَمَعُوا عَلَیْهِ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ ﴾بِالْبَعْثِ وَالْجَزَاءِ فَصَدَقَكُمْ ﴿ وَوَعَدْتُّكُمْ ﴾ اَنَّهٗ غَیْرُ كَائِنٍ

﴿فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِیَ عَلَیْكُمْ مِّنْ ﴾زَائِدَةٌ﴿سُلْطٰنٍ ﴾ قُوَّةٍ وَقُدْرَةٍ اَقْهَرُكُمْ عَلٰى مُتَابَعَتِیْ﴿اِلَّا ﴾ لٰكِنْ﴿اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ﴾ عَلٰى اِجَابَتِیْ﴿مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ ﴾بِمُغِیْثِكُمْ﴿ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ؕ﴾ بِفَتْحِ الْیَاءِ وَكَسْرِهَا﴿اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ ﴾بِاِشْرَاكِكُمْ اِیَّایَ مَعَ اللّٰهِ﴿مِنْ قَبْلُ ؕ﴾ فِی الدُّنْیَا قَالَ تَعَالٰی﴿اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ﴾الْكَافِرِیْنَ﴿لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ(۲۲)﴾ مُؤْلِمٌ﴿وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ ﴾حَالٌ مُقَدَّرَةٌ﴿فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا ﴾مِنَ اللّٰهِ وَمِنَ الْمَلٰئِكَةِ وَفِیْمَا بَیْنَهُمْ﴿سَلٰمٌ (۲۳) اَلَمْ تَرَ﴾تَنْظُرْ﴿ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا﴾وَیُبْدَالُ مِنْهُ﴿كَلِمَةً طَیِّبَةً ﴾اَیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴿كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ﴾هِیَ النَّخْلَةُ﴿اَصْلُهَا ثَابِتٌ ﴾فِی الْاَرْضِ﴿وَّفَرْعُهَا ﴾غُصْنُهَا﴿فِی السَّمَآءِ(۲۴) تُؤْتِیْۤ ﴾تُعْطِیْ﴿اُكُلَهَا ﴾ثَمَرَهَا﴿كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ﴾بِاِرَادَتِهٖ كَذٰلِكَ كَلِمَةُ الْاِیْمَانِ ثَابِتَةٌ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ وَعَمَلِهٖ یَصْعَدُ اِلَی السَّمَاءِ وَیَنَالُهُ بَرَكَتُهُ وَثَوَابُهُ كُلَّ وَقْتٍ﴿وَیَضْرِبُ ﴾یُبَیِّنُ ﴿اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ(۲۵)﴾یَتَّعِظُوْنَ فَیُؤْمِنُوْنَ﴿وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ﴾هِیَ كَلِمَةُ الْكُفْرِ﴿كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةٍ ِۨ﴾هِیَ الْحَنْظَلَةُ﴿اجْتُثَّتْ ﴾اُسْتُؤْصِلَتْ﴿مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ(۲۶)﴾مُسْتَقَرٍّ وَّثَابِتٍ كَذٰلِكَ كَلِمَةُ الْكُفْرِ لَا ثَبَاتَ لَهَا وَلَا فَرْعَ وَلَا بَرَكَةَ﴿یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ﴾هُوَ كَلِمَةُ التَّوْحِیْدِ﴿فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ﴾ اَیْ فِی الْقَبْرِ لَمَّا یَسْاَلُهُمُ الْمَلَكَانِ عَنْ رَّبِّهِمْ وَدِیْنِهِمْ وَنَبِیِّهِمْ فَیُجِیْبُوْنَ بِالصَّوَابِ كَمَا فِیْ حَدِیْثِ الشَّیْخَیْنِ﴿وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ ۙ﴾الْكُفَّارَ فَلَا یَهْتَدُوْنَ لِلْجَوَابِ بِالصَّوَابِ بَلْ یَقُوْلُوْنَ لَا نَدْرِیْ كَمَا فِی الْحَدِیْثِ﴿وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ(۲۷)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور شیطان ......۱......(یعنی ابلیس) کہے گا جب فیصلہ ہو چکے گا (اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے تو جہنمی شیطان کے گرد جمع ہو جائیں گے) بیشک اللہ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا (مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور جزاء دیئے جانے کا، پس اس نے تمہیں اپنا وعدہ سچا کر دکھایا) اور میں جو تم کو وعدہ دیا تھا (کہ ایسا نہ ہوگا) وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا......۲......(مجھے ایسی قوت وقدرت نہ تھی کہ میں تمہیں جبراً اپنی پیروی پر لگا لیتا، من سلطان میں من زائدہ ہے) مگر (الا بمعنی لکن ہے) یہی کہ میں نے تم کو بلایا تم نے میری مان لی تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر الزام رکھو (میری دعوت قبول کر لینے پر) نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں (مصرخ کے معنی فریاد رسی ہے) نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو (مصرخی کو یاء کی فتح اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) میں بیزار ہوا اس سے جو تم نے مجھے شریک ٹھرایا......۳......(یعنی تمہارے مجھے اللہ جل جلالہ کا شریک ٹھرانے سے میں

بیزار ہوں) پہلے (یعنی دنیا میں، اللہ ﷻ فرماتا ہے) بیشک ظالموں (کافروں) کیلئے دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مؤلم ہے) اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ باغوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ اس میں رہیں (خلدین حال مقدر ہے) اپنے رب کے حکم سے ان کے ملتے وقت کا اکرام (اللہ ﷻ فرشتوں کی جانب سے اور ان کے آپس کے درمیان کا) سلام ہے کیا تم نے نہ دیکھا (تر بمعنی تنظر ہے) اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی (مثلا بدل ہے اور کلمة طیبة اس کا مبدل منہ ہے) پاکیزہ بات کی (یعنی لا الہ الا اللہ کی) جیسے پاکیزہ درخت......۴......(اس سے کھجور کا درخت مراد ہے) جس کی جڑ (زمین میں) قائم اور شاخیں آسمان میں (فرعھا بمعنی غصنھا ہے) ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے (یعنی اس کے ارادے سے، تؤتی بمعنی تعطی ہے، اور "اکل" کے معنی پھل ہے اسی طرح کلمہ ایمان ہے جو مومن کے دل میں ثابت ہوتا ہے اور اس کا عمل آسمان کی جانب چڑھتا ہے اور وہ ہر وقت اس کی برکت اور ثواب کو پاتا ہے) اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے (یضرب بمعنی یبین ہے) کہ کہیں وہ سمجھیں (نصیحت حاصل کریں اور ایمان لے آئیں) اور گندی بات کی مثال (کلمۂ کفر کی مثال) جیسے ایک گندا پیڑ......۵......(مراد اس سے اندرائن کا درخت ہے) کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا (اجتثت بمعنی استؤصلت ہے) اب اسے کوئی قیام نہیں (اس کو قیام وثبات حاصل نہیں ہوتا اسی طرح کلمہ کفر ہے اسے نہ تو کوئی ثبات حاصل ہے اور نہ اس کی کوئی شاخ اور اس میں برکت) اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر (اس سے کلمہ توحید مراد ہے) دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں......۶......(یعنی قبر میں کہ جب فرشتے ان سے ان کے رب، دین اور نبی کے بارے میں دریافت کریں تو مسلمان ان سوالوں کے درست جواب دینگے جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے) اور اللہ ظالموں (کافروں) کو گمراہ کر دیتا ہے (پس وہ جواب کی راہ نہیں پاتے اور کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے) اور اللہ جو چاہے کرے۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الشیطن لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق﴾.

و : عاطفہ، قال الشیطن : قول، لما : ظرفیہ مفعول فیہ مقدم، قضی الامر : فعل با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، وعدکم وعدالحق : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿ووعدتکم فاخلفتکم﴾.

و : عاطفہ، وعدتکم : جملہ فعلیہ معطوف ماقبل "وعدکم" پر، ف : عاطفہ، اخلفتکم : فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "وعدتکم" پر معطوف ہے۔

﴿وما کان لی علیکم من سلطن الا ان دعوتکم فاستجبتم لی﴾.

و : عاطفہ، ما : مشابہ بلیس، کان لی : فعل ناقص با ظرف مستقر خبر مقدم، علیکم : ظرف مستقر حال مقدم، من : زائدہ، سلطن : مستثنی منہ، الا : حرف استثناء، ان : مصدریہ، دعوتکم : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فاستجبتم لی : جملہ فعلیہ معطوف ملکر بتاویل مصدر مستثنی، ملکر ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تلومونی ولوموا انفسکم﴾.

ف : فصیحہ، لا تلومونی : فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولوموا انفسکم : فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکرشرط محذوف "اذا علمتم انکم اسرعتم فی اجابتی" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ما انا بمصرِ خکم وما انتم بمصرخی﴾.

ما : مشابہ بلیس، انا : اسم ،ب : زائدہ، مصرخم : خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما : مشابہ بلیس، انتم : اسم، ب : زائدہ، مصرخی : خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انی کفرت بما اشرکتمون من قبل ان الظلمین لهم عذاب الیم﴾.

انی : حرف مشبہ واسم، کفرت : فعل بافاعل، ب : جار، ما: مصدریہ، اشرکتمون من قبل : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغوملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،ملکرظرف لغو، جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ان:حرف مشبہ ،والظلمین : اسم، لهم عذاب الیم : جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وادخل الذین امنوا وعملوا الصلحت جنت تجری من تحتها الانهر خالدین فیها باذن ربهم تحیتهم فیها سلم﴾.

و: مستانفہ، ادخل : فعل مجہول، الذین امنوا وعملواالصلحت : موصول صلہ ملکر ذوالحال، خلدین فیها : شبہ جملہ حال ملکر نائب الفاعل، جنت : موصوف، تجری من تحتها الا نهر : جملہ فعلیہ صفت ،ملکر مفعول ثانی، باذن ربهم : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، تحیتهم : مبتدا، فیها : ظرف مستقر حال مقدم، سلم : ذوالحال ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم تر کیف ضرب الله مثلا کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء﴾.

همزه : استفہامیہ، لم تر : فعل بافاعل، کیف : حال مقدم، ضرب الله : فعل بافاعل، مثلا: ذوالحال،ملکر مبدل منہ، کلمة : موصوف، طیبة : صفت اول، ک:جار شجرة : موصوف، طبیة :صفت اول،اصلها ثابت : جملہ اسمیہ معطوف علیہ، وفرعها فی السماء : جملہ اسمیہ معطوف ملکر صفت ثانی، ملکر مجرور،ملکرظرف مستقر صفت، ملکر بدل،ملکر مفعول، ضرب فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مفعول،لم تر فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿توتی اکلها کل حین باذن ربها ویضرب الله الامثال للناس لعلهم یتذکرون﴾.

توتی اکلها : فعل بافاعل ومفعول، کل حین : ظرف، باذن ربها :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صفت ثالث ماقبل "شجرة" کے لئے

﴿ومثل کلمة خبیثة کشجرة خبیثة اجتثت من فوق الارض ما لها من قرار﴾.

و :عاطفہ،مثل کلمة خبیثة : مرکب اضافی مبتدا، ک:جار، شجرة : موصوف، خبیثة:صفت اول، اجتثت من فوق الارض : جملہ فعلیہ صفت ثانی، مالها من قرار : جملہ اسمیہ صفت ثالث، ملکر مجرور، ملکرظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یثبت الله الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیعة الدنیا وفی الاخرة﴾.

یثبت الله : فعل بافاعل، الذین امنوا : مفعول، ب :جار، القول الثابت : ذوالحال، فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة : معطوف علیہ ومعطوف ملکرظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ویضل الله الظلمین ویفعل الله ما یشاء﴾.

و: عاطفہ، یضل الله الظمین :فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ، و :عاطفہ،یفعل الله :فعل بافاعل، مایشاء:مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

متذکرہ آیت میں شیطان سے مراد ابلیس :

۱......ابن جریر نے حسن سے روایت کیا ہے کہ ابلیس منبر پر خطاب کرتے ہوئے ﴿ان اللہ وعدکم وعد الحق (ابراھیم:۲۲)﴾ پڑھے گا، طبرانی نے ابن مبارک سے ''الزھد'' میں اور ابن عساکر نے سند ضعیف سے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کافر جب قیامت میں سید عالم ﷺ کو مومنین کی شفاعت کرتے دیکھیں گے تو ابلیس کے پاس آکر کہیں گے کہ مومنین نے اپنا شفیع پالیا، اُٹھ اور ہماری شفاعت کر، تو نے ہمیں دنیا میں گمراہ کیا، ابلیس کھڑا ہوگا اور اپنی مجلس کو جوش دلائے گا اور کہے گا ﴿وعد الحق ...... الخ﴾۔ (روح المعانی، الجزء ۱۳، ص ۲۶۱)

متذکرہ آیت میں سلطان کا معنی :

۲......شیطان کہے گا کہ میرے پاس کوئی دلیل یا حجت تو تھی نہیں، میں نے اپنے وعدے پر کوئی دلیل پیش نہ کی تھی اور دنیا کی زندگی مزین کردی تھی، تمہیں گمراہ کیا تو تم نے میری پیروی کی، ایک قول یہ بھی ہے کہ تمہیں اپنی دعوت کو ماننے پر مجبور نہ کیا تھا۔ آیت ﴿الا ان دعوتکم (ابراھیم:۲۲)﴾ میں الا استثناء منقطع ہے، یعنی میں نے تمہیں وسوسوں کے ذریعے گمراہ کیا اور تم نے اپنی مرضی سے میری بات مان لی۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱۳، ۳۰۳)

شیطان کی بے زاری:

۳......قیامت کے دن شیطان ناامیدی اور بیزاری ظاہر کردے گا جیسا کہ ماقبل عنوان کے تحت ہم نے بیان کیا ہے۔ میں نے تمہیں وسوسے میں مبتلا کیا اور تم اللہ کی جانب سے دلائل سن چکے تھے، رسول کو دیکھ کر کلام سن چکے تھے، تم پر کب واجب تھا کہ میری بات مانو؟ میری بات نہ سنتے، ظاہری دلائل کو دیکھ کر بھی میری بات مان کر گمراہ ہوئے اور اب مجھ پر ملامت کرتے ہو کہ میں نے گمراہ کیا تو ملامت میرے مقابلے میں تم پر زیادہ ہونی چاہیے۔ (الخازن، ج۲، ص ۳۴)

ملائکہ اور شیاطین اجسام کثیفہ نہیں ہیں بلکہ ان کے اجسام کا لطیفہ ہونا ضروری ہے، اور جسم کے لطیف ہونے کے باوجود کثیف جسم میں نفوذ کر جاتے ہیں، جیسا کہ انسان کی روح جسم لطیف ہے اور وہ انسان کے بدن میں سرایت کر جاتی ہے، اسی طرح آگ کوئلہ میں نفوذ کر جاتی ہے اور پتوں اور پھولوں کا پانی پتوں اور پھولوں میں سرایت کر جاتا ہے اور پستہ اور بادام اور تلوں کا تیل ان سب میں سرایت کر جاتا ہے، اسی طرح شیطان انسانی جسم میں سرایت کر جاتا ہے اور وسوسے ڈالتا ہے۔ (الرازی، ج۷، ص ۸۷ وغیرہ)

قرآن کی رُو سے پاکیزہ درخت کونسا ہے؟

۴......حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ پاکیزہ درخت سے مراد کھجور کا درخت ہے، انس، مجاہد، ابن مسعود اور ضحاک کے نزدیک بھی یہی قول ہے۔ ابن عباس کا ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے۔ جان لینا چاہیے کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ جس درخت میں پائی جائیں وہ پاکیزہ درخت کہلاتا ہے۔ (۱)......شکل وصورت کے لحاظ سے پاکیزہ درخت ہو، (۲)......اس کی خوشبو پاکیزہ ہو، (۳)......لذت کے اعتبار سے پاکیزہ ہو، (۴)......نفع بخش ہونے کے اعتبار سے پاکیزہ ہو، انسان اسے کھائے تو جسم کو نفع

پہنچے۔ کشاف میں ہے کہ کھجور، انجیر، انگور اور انار کا درخت پاکیزہ ہوتا ہے۔ (الرازی، ج۷، ص۸۹ وغیرہ)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کے پاس تازہ کھجوروں کا ایک خوشہ لایا گیا تو آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿مثلا کلمة طیبة کشجرة طیبة ...... حین باذن بها (ابراھیم:۲۴،۲۵)﴾ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کھجور کا درخت ہے، پھر آپ نے پڑھا: ﴿ومثل کلمة خبیثة...... مالها من قرار (ابراھیم: ۲۶)﴾۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد حنظل یعنی اندرائن کڑوا پھل ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: سورة ابراھیم، رقم: ۳۱۳۰، ص۸۹۱)

☆...... حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور وہ مسلمان کی مثل ہے، مجھے بتاؤ وہ کون سا درخت ہے؟ لوگ جنگل کے درختوں کے متعلق سوچنے لگے، حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا میرے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، پس مجھے (لب کشائی) کرنا ناپسند ہوا، پھر لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمیں بتائیے وہ کون سا درخت ہے؟ آپ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب: قول المحدث، رقم ۶۱، ص۱۴)

قرآن کی رُو سے ناپاک درخت کونسا ھے؟

۵...... انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ناپاک خبیث درخت سے مراد حنظل (اندرائن) کا درخت ہے، قتادہ سے روایت ہے کہ اہل علم میں سے ایک شخص دوسرے سے ملاقات کرتا ہے تو کہتا ہے کہ تم خبیث درخت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ کہا کہ اس کی جڑیں نہ تو زمین میں جڑ پکڑتی ہیں اور نہ ہی آسمان کی جانب شاخیں بلند ہوتی ہیں اور ابن عباس کے مطابق کافر کی مثال خبیث درخت سے دی گئی ہے کہ دنیا اور آخرت میں اس کی کوئی حقیقت نہیں، یعنی کافر کا عمل نہ تو دنیا میں مقبول ہے اور نہ ہی آخرت میں۔ ابن ربیع سے مذکور روایت میں یہ زیادتی ہے کہ کافر اپنے اعمال کو اپنی پیٹھ پر لادے جاتا ہے۔ (جامع البیان، الجزء ۱۳، ص ۲۵۰ وغیرہ)

قبر کے سوال جواب:

۶...... کلمہ طیبہ سے مراد کلمہ توحید بھی ہے، اور یہی وہ کلمہ ہے جو دنیا میں ایمان لانے کی دلیل اور قبر و آخرت میں نجات کا ذریعہ بنتا ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ﴿یثبت الله الذین امنوا بالقول (ابراھیم:۲۷)﴾ تلاوت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللہ اس کو قبر میں ثابت قدم رکھے، جب اس سے پوچھا جاتا ہے تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ تمہارا نبی کون ہے؟ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب: ماجاء فی عذاب القبر، رقم: ۱۳۶۹، ص۲۲۰)

☆...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی مسلمان بندہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ پس اللہ اس کو ان کے جوابات میں ثابت قدم رکھتا ہے پس وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں، پھر اس کی قبر میں وسعت کر دی جاتی ہے اور اس کے لئے اس میں کشادگی کی جاتی ہے پھر حضرت عبداللہ نے متذکرہ بالا آیت پڑھی۔ (المعجم الکبیر، رقم: ۹۱۴۵)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جائے گا تو اس کے پاس سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آئیں گے ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جائے گا، وہ کہیں گے تم اس شخص کے متعلق کیا کہا کرتے تھے؟ پس جو دنیا میں کہا کرتا تھا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد عبدہ ورسولہ کہیں گے ہم جانتے تھے کہ تم یہی کہتے تھے، پھر اس کی قبر کو وسیع و منور کر دیا جائے گا، پھر

اس سے کہا جائے گا کہ سوجاؤ، وہ کہے گا میں اپنے گھر والوں کو جا کر اس کی خبر دے دوں، فرشتے اس سے کہیں گے تم دلہن کی طرح سو جاؤ جس کو وہی بیدار کرتا ہے جو اس کو اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے حتی کہ اللہ اس کو اس کی قبر سے اٹھائیگا اور اگر وہ منافق ہوگا تو وہ کہے گا، میں نے لوگوں کو جو کہتے ہوئے سنا میں نے وہی کہہ دیا، میں نہیں جانتا، فرشتے کہیں گے کہ ہم جانتے تھے کہ تم یہی کہو گے پھر زمین سے کہا جائے گا اس پر تنگ ہو کر ایک دوسرے سے مل جاؤ، زمین تنگ ہو کر مل جائے گی اور اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی، پھر اس کو عذاب ہوتا رہے گا حتی کہ اللہ اس کو قبر سے اٹھائے گا۔ (سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب: ماجاء فی عذاب القبر، رقم: ۱۰۷۱، ۳۲۵/۲)

اغراض: انه غیر کائن: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مفعول ثانی ''وعداً'' محذوف ہے۔

علیٰ اجابتی: مراد اپنے رب کی مخالفت ہے۔ قال تعالیٰ: اس جملے میں اشارہ ہے کہ ﴿انی دعوتکم ......الخ﴾ ابلیس کا کلام نہیں ہے، اور ایک قول کے مطابق ابلیس ہی کا کلام ہے۔

حال مقدرة: یعنی جہنم میں ہمیشہ رہیں گے، اور جنت میں داخل ہونا نعمتوں کے تمام ہونے کی وجہ سے ہے (یعنی اللہ نے اُس پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں)۔

ای لا الہ الا اللہ: اس ذکر کو خاص طور پر اس لیے ذکر کیا کہ یہ جنت کی چابی ہے، اس کے تلفظ کیے بغیر بندہ دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوتا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ تمام (مبارک) کلمات اچھے ہوتے ہیں جیسے تسبیح، تحمید، استغفار وغیرہ۔

وعملہ یصعد الی السماء: اللہ نے فرمایا ﴿الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ (فاطر: ۱۰)﴾ اس جملے سے ایمان اور شجر میں شبہ پیدا ہو گیا ہے، اس لیے کہ شجر (درخت) لمبی جڑوں والا، بلند اور پھل دار ہوتا ہے جب کہ ایمان نام ہے دل سے تصدیق کرنے کا اور زبان سے اقرار کرنے کا اور بدن کو عمل خیر سے مزین کرنے کا، پس اکثر لوگ اس ذکر کو کرتے ہیں، اور (اُن پر) انوار و تجلیات کا ظہور ہوتا ہے، اور (اُس کے) دل (میں قدرت کے) بھید چمکتے ہیں، پس اس کے نفع کو وہ پاتا رہتا ہے، پس یہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ درخت پتوں سے بھر جاتا ہے۔

ھی الحنظل: اعمال خبیثہ کو حنظل درخت سے تشبیہ دی گئی ہے، اس کی جڑیں زمین کی تہہ میں جگہ نہیں پکڑتیں بلکہ اوپری سطح میں رہتی ہیں، اور نہ ہی ٹہنیاں آسمان کی بلندی کو چھوتی ہیں بلکہ اس کے پتے زمین پر پھیلے ہوئے ہوتے ہیں جیسا کہ خربوزے کے ہوتے ہیں اور اس کے پھل بھی بیکار ہوتے ہیں۔

ای فی القبر: خاص طور سے قبر کا ذکر کیا، اس لیے کہ سوالات کے بعد توحید کا معاملہ فنا نہیں ہوگا بلکہ دیگر فروعات کے بارے حساب موقوف رہے گا۔ (الصاوی، ج۳، ۲۰۳۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿اَلَمْ تَرَ﴾ تَنْظُرَ ﴿اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ﴾ اَیْ شُکْرِهَا ﴿کُفْرًا﴾ هُمْ کُفَّارُ قُرَیْشٍ ﴿وَّاَحَلُّوْا﴾ اَنْزَلُوْا ﴿قَوْمَهُمْ﴾ بِاِضْلَالِهِمْ ﴿دَارَ الْبَوَارِ (۲۸)﴾ اَلْهَلَاکِ ﴿جَهَنَّمَ ج﴾ عَطْفُ بَیَانٍ ﴿یَصْلَوْنَهَا ط﴾ یَدْخُلُوْنَهَا ﴿وَبِئْسَ الْقَرَارُ (۲۹)﴾ اَلْمَقَرُّ هِیَ ﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا﴾ شُرَکَاءَ ﴿لِّیُضِلُّوْا﴾ بِفَتْحِ الْیَاءِ وَضَمِّهَا ﴿عَنْ سَبِیْلِهٖ ط﴾ دِیْنِ الْاِسْلَامِ ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿تَمَتَّعُوْا﴾ بِدُنْیَاکُمْ قَلِیْلًا ﴿فَاِنَّ مَصِیْرَکُمْ﴾ مَرْجَعَکُمْ ﴿اِلَى النَّارِ (۳۰) قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً مِّنْ

قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ ﴾فِدَاءٌ﴿فِیْهِ وَلَا خِلٰلٌ (۳۱)﴾مَخَالَّةٌ اَیْ صَدَاقَةٌ تَنْفَعُ هُوَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ﴾بِالرُّكُوْبِ وَالْحَمْلِ﴿ بِاَمْرِهٖ ﴾بِاِذْنِهٖ﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ (۳۲) وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ ﴾جَارِیَیْنِ فِیْ فَلَكِهِمَا لَا یَفْتَرَانِ﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ ﴾لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ﴿وَالنَّهَارَ (۳۳)﴾لِتَبْتَغُوْا فِیْهِ مِنْ فَضْلِهٖ﴿وَ اٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ ﴾ عَلٰی حَسْبِ مَصَالِحِكُمْ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ ﴾بِمَعْنٰی اِنْعَامِهٖ﴿لَا تُحْصُوْهَا ؕ ﴾لَا تُطِیْقُوْا عَدَّهَا﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ ﴾الْكَافِرَ﴿لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (۳۴)﴾ كَثِیْرُ الظُّلْمِ لِنَفْسِهٖ بِالْمَعْصِیَةِ وَالْكُفْرِ لِنِعْمَةِ رَبِّهٖ .

﴿ترجمہ﴾

کیاتم نے نہ دیکھا(تر بمعنی تنظر ہے)انہیں جنہوں نے اللہ کی نعمت کو(یعنی اس کی نعمت کے شکرکو) ناشکری سے بدل دی (مراد اس سے کفار قریش ہیں) اور لا اتارا(احلوا بمعنی انزلوا ہے) اپنی قوم کو(یعنی ان کوگمراہ کرکے) تباہی کے گھر......۱......(بوار بمعنی ھلاک ہے) دوزخ (لفظ جھنم عطف بیان ہے) کے اندر جائینگے (یصلونھا بمعنی یدخلونھا ہے) اور کیا ہی بُری جگہ ٹھرنے کی (قرار بمعنی مقر ہے) اللہ کے لیے برابر والے شریک ٹھرا لیے......۲......(اندادا بمعنی شرکاء ہے) کہ بہکادیں (لیضلوا کویاء کے فتح اور ضمہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اس کی راہ سے (یعنی دین اسلام سے) تم فرماؤ(ان سے) کچھ برت لو(اپنی دنیا سے تھوڑا برت لو) کہ تمہارا انجام (تمہارے پلٹنے کی جگہ) آگ ہے، میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے چھپے اور ظاہر خرچ کریں......۳......اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ بیع (یعنی فدیہ) ہوگی اور نہ یارانہ (نہ نفع دینے والی دوستی، مراد قیامت کا دن ہے) اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل تمہارے کھانے کو پیدا کیے اور تمہارے لیے کشتی کو مسخر کیا کہ اس کے حکم (اذن) سے دریا میں چلے (سوار ہونے اور سامان اٹھانے کو) اور تمہارے لیے ندیاں مسخر کیں اور تمہارے لیے سورج اور چاند مسخر کیے جو کہ برابر چل رہے ہیں (اپنے مدار میں چل رہے ہیں وہ سستی نہیں کرتے) اور تمہارے لیے رات کو مسخر کیا (کہ اس میں تم راحت حاصل کرو) اور دن کو (تا کہ تم اس میں اللہ ﷻ کا فضل تلاش کرو) اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا (تمہاری مصلحتوں کے عین مطابق) اور اگر اللہ کی نعمتیں (انعام) گنو شمار نہ کرسکو گے......۴......(تم اسے گننے کی طاقت نہیں رکھتے) بیشک آدمی (جو کافر ہے) بڑا ظالم (نافرمانی کرکے اپنی جان پر ظلم کرنے والا اور رب کی نعمتوں کا) بڑا ناشکرا ہے (کہ اپنے رب کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تر الی الذین بدلوا نعمة الله كفرا واحلوا قومهم دار البوار﴾.

همزة : استفہامیہ، لم تر : فعل بافاعل، الی : جار، الذین : موصول، بدلوا نعمة الله كفرا : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واحلوا قومهم دار البوار : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿جهنم يصلونها وبئس القرار﴾.
جهنم : ذوالحال، يصلونها : جملہ فعلیہ حال ملکر ماقبل "دارالبوار" سے بدل ہے، و: حالیہ، بئس القرار: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ خبر مقدم، "ھی" مبتدا مؤخر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "جھنم" سے حال ہے۔

﴿وجعلوا لله اندادا ليضلوا عن سبيله﴾.
وجعلوا : فعل بافاعل، لله : ظرف لغو، اندادا: مفعول، لام: جار، يضلوا عن سبيله : جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل تمتعوا فان مصيركم الى النار﴾.
قل : قول، تمتعوا : فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، ف : تعلیلہ، ان: حرف مشبہ، مصیر کم : اسم، الی النار : ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل لعبادی الذين امنوا يقيموا الصلوة وينفقوا مما رزقنهم سرا وعلانية﴾.
قل لعبادی الذين امنوا: قول، يقيموا الصلوة : اصل میں "لِيقيموا الصلوة" تھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و : عاطفہ، ینفقوا : اصل میں "لینفقوا" تھا : فعل امر وضمیر ذوالحال، سرا وعلانية : ملکر فاعل ،مما رزقنهم : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿من قبل ان ياتی يوم لا بيع فيه ولا خلال﴾.
من : جار، قبل: مضاف ،ان : مصدریہ، یاتی : فعل، یوم : موصوف، لابیع فیه : جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ولا خلل :جملہ اسمیہ معطوف ملکر صفت، ملکر فاعل ملکر بتاویل مصدر مضاف الیہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ماقبل "ینفقوا" فعل کے لیے۔

﴿الله الذی خلق السموت والارض وانزل من السماء ماء﴾.
الله : مبتدا، الذی :موصول، خلق المسوات والارض :جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وانزل من السماء ماء : جملہ فعلیہ معطوف اول، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاخرج به من الثمرات رزقا لكم﴾.
ف : عاطفہ، اخرج :فعل بافاعل،به : ظرف لغو، من الثمرت: ظرف مستقر حال مقدم، رزقا : ذوالحال، ملکر موصوف، لکم : ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "خلق" پر معطوف ثانی۔

﴿وسخر لكم الفلک لتجری فی البحر بامره وسخر لكم الانهر﴾.
و: عاطفہ، سخر لکم الفلک :فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، لتجری فی البحر بامرہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "خلق" پر معطوف ثالث، وسخر لکم الانھر: جملہ فعلیہ معطوف رابع۔

﴿وسخرلكم الشمس والقمر دائبين وسخرلكم اليل والنهار﴾.
و: عاطفہ، سخر لکم : فعل بافاعل وظرف لغو، الشمس والقمر :ذوالحال، دائبین : حال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "خلق" پر معطوف خامس، و سخر لکم الیل والنھار : جملہ فعلیہ معطوف سادس۔

﴿واتكم من كل ما سالتموه﴾.
و: عاطفہ، اتکم : فعل بافاعل ومفعول، من کل ماسالتموہ : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "خلق" پر معطوف سابع۔

﴿وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار﴾.

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تعدوا نعمت اللہ: جملہ فعلیہ شرط، لا تحصوھا: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ان: حرف مشبہ، الانسان: اسم، لظلوم: خبر اول کفار: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تباہی کے گھر:

۱۔۔۔۔جن لوگوں نے سید عالم ﷺ کی تکذیب کرتے ہوئے اللہ کی نعمتوں کو بدل دیا جب کہ اللہ نے اُنہیں لوگوں میں بھیجا تو ان کے ساتھ کفر کیا، مراد مشرکین مکہ جن کے بارے میں آیت مذکورہ نازل ہوئی اور یہی قول حضرت ابن عباس وغیرہ کا ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ آیت اُن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے بدر کے دن سید عالم ﷺ سے قتال کیا، ابو طفیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو فرماتے سنا: سرا اور کفار قریش ہیں جو بدر کے دن مارے گئے، ایک قول کے مطابق بنو مخزوم و بنو امیہ کے بدکردار لوگ مراد ہیں، پس بنو امیہ حد سے تجاوز کر گئے اور بنو مخزوم بدر کے دن ہلاک ہوئے۔ ابن زید کے قول کے مطابق دار البوار سے مراد جہنم ہے، ایک قول کے مطابق بدر کا دن ہے، حضرت علی اور مجاہد کے قول کے مطابق بوار سے مراد ہلاکت ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱۳، ص ۳۱۱)

شرک کی مذمت:

۲۔۔۔۔اللہ کا فرمان مقدس نشان ہے ﴿ان الشرک لظلم عظیم بیشک شرک بہت بڑا گناہ ہے (لقمان:۱۳)﴾، شرک کی مذمت پر کئی آیات دلالت کرتی ہیں، جو شخص اللہ کا شریک ٹھہرائے اور اسی حال میں دنیائے فانی سے رخصت ہو جائے وہ قطعی جہنمی ہے اور جو شخص اللہ کی وحدانیت پر ایمان لائے اور ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوا گرچہ گناہ گار ہونے کی وجہ سے عذاب دیا جائے لیکن جنت میں بہر حال ضرور جائے گا۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتادوں؟ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا''، ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ''سات ہلاک کردینے والی چیزوں سے بچو، ان میں سے ایک شرک باللہ ہے''۔ ایک موقع پر فرمایا: ''جس نے اپنا دین بدل لیا اُس سے قتال کرو''۔ (الکبائر، ص ۹)

☆۔۔۔۔ابی حاتم نے کعب سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن لوگ دو گروہوں میں بٹ جائیں گے ایک وہ جن کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے ان سے پوچھا جائے گا، کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ ایمان لانے سے مراد جد امجد حضرت آدم کی پشت میں اقرار کرنا ہے، اور دوسرے وہ جن کے چہرے سفید ہونگے، پس یہ وہ لوگ ہونگے جنہوں نے دین اسلام کو اپنے لئے خالص کر لیا اور اللہ کی رضا جوئی والے کاموں میں داخل ہوئے۔ (البدور السافرۃ، باب یوم تبیض وجوہ، برقم: ۹۸۸، ص ۳۳۲)

راہ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت:

۳۔۔۔۔امام غزالی اپنی معرفت الآراء تصنیف ''احیاء العلوم الدین، باب فضیلۃ الحلال ومذمۃ الحرام'' میں حدیث پاک نقل کرتے ہیں، سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: ''حصول رزق کی کوشش کرنا فرض نماز کے بعد ایک اہم فرض ہے''۔ جب

بقدرِضرورت رزق حلال کمانا فرض ہوا اور یہ انسانی فطرت کا تقاضا بھی ہے تو چاہیے کہ اس کو صحیح طور پر خرچ بھی کیا جائے۔کیا انسان اپنے بدن کو ہلاکت میں ڈال کر خاطر خواہ عبادات بجا لاسکتا ہے؟ جب انسان کا جسم صحیح سلامت ہوگا تو اُسے عبادت کی لذت بھی محسوس ہوگی اور جسم کا صحیح سلامت ہونا رزق حلال پر منحصر ہے لہٰذا انسان حلال کی کوشش کرے اور اُس حلال کو اپنے اوپر، والدین، بیوی بچے، دیگر دوست احباب اور مزید کشادگی ہونے کی صورت میں جہاں ہوسکے جائز کاموں میں خرچ کرکے آخرت کے اجر کا حقدار بنے۔اللہ کا فرمان ہے﴿انفقوا من طيبت ما كسبتم اپنے پاکیزہ مال میں سے کچھ خرچ کرو (البقرة:٢٦٧)﴾سید عالم ﷺ کا فرمایا:''لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے''۔(شعب الايمان للبيهقي، باب في التعاون على البر والتقوى، رقم: ٧٦٥٨، ج٦، ص١١٧)۔مسلمانوں کو نفع پہنچانے کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں،(١)......مسلمان پر مال صدقہ کرے یا(٢)......اسے حق بات بیان کرے یا،(٣)......اس کے ساتھ نیک عمل اپنائے یا،(٤)......بُرا عمل ترک کرنے پر تعاون کرے یا،(٥)......اسے نفع بخش علم سکھائے یا،(٦)......اس کے لئے دعا کرے یا،(٧)......اس کے لئے استغفار کرے۔سفیان بن عُیینہ سے منقول ہے:''انسان، چیونٹی، چوہے اور کوے کے سوا کوئی جاندار اپنی غذا کو ذخیرہ نہیں کرتا''۔(حياة الحيوان الكبرى، باب الفاء الفار، ج٢، ص ٢٧٢)۔مُلتقی الابحر میں ہے کہ رشتے دار کے ساتھ صلح رحمی کرنے کے لیے زیادہ کسب کرنا مستحب ہے۔ (ملتقى الابحر شرح مجمع الانهر، كتاب الكراهية، ج٤، ص ١٨٤)

اللہ ﷻ کی نعمتیں شمار نہیں ہوسکتیں :

ؒ......آیت مقدسہ میں اللہ نے اپنی نعمتیں زمین، آسمان، پانی، پھل پھول، دریا سمندر، سورج، چاند، ستارے، دن، رات وغیرہ نعمتوں کا ذکر فرمانے فرما دیا کہ اگر انسان اپنے رب کی نعمتیں شمار کرنا چاہے تو اُنہیں شمار میں نہیں لاسکتا۔ایمان کی نعمت، سلام کی نعمت، حبیب رب العالمین کی عقیدت و محبت، مسجد حرام، بیت اللہ، مسجد نبوی، روضہ مقدسہ و سنہری جالیوں و ریاض الجنۃ کی بہاریں، علماء اہل حق کی محبت و عقیدت، فاضل بریلوی کی محبت، شیخ طریقت کا دامن کرم، عبادت خانے، گھربار اہل وعیال، زمینوں میں پھل پھول، پودے، غلہ اور دیگر غذائی اجناس کا اُگنا، سورج کی تمازت سے کھیتیوں کا پک جانا، بارش سے زمین کا سیراب ہونا، سرد وگرم ہواؤں سے مختلف انسانوں اور دیگر جانداروں کو نفع پہنچنا، خوراک کا جسم میں داخل ہونا، ہضم ہونا، فُضلات کا جسم کے مقامات سے باہر نکلنا، اعضائے جسم کا ٹھیک کام کرنا، سننے کے لئے کان، دیکھنے کے لئے آنکھیں، بولنے کے لیے زبان، چلنے کے لیے ٹانگیں، سمجھنے کے لیے دماغ، پکڑنے کے لیے ہاتھ، مساموں سے پسینہ نکلنا، بالوں کا جسم پر اُگنا، لباس کی نعمت، کھانے کے لیے طرح طرح کے اناج و پھل، گوشت کھانے کے لئے حلال جانور کا میسر آنا، یقیناً دماغ کام نہیں کرتا کہ کیا کچھ بن مانگے دے دیا ہے۔

اغراض: ای شكرها: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے۔

هم كفار قريش: یعنی انہوں نے اللہ کی نعمتوں کو کفر سے بدل دیا، ان کا نسب تمام نسبوں میں اعلیٰ، شہر تمام شہروں میں ممتاز، مخلوق (اپنے معاملات کی انجام دہی کے لیے) ان کی جانب آتی تھی، پس انہوں نے ان نعمتوں کو بُری مخلوق ہونے اور بتوں کی عبادت کرنے سے تبدیل کردیا۔بدنياكم: یعنی بتوں کی عبادت کرکے، جملہ خواہشات کے پورے ہونے کے لیے بتوں سے تمطع کرتے تھے، یہاں خاص بتوں کی عبادت کرکے حاصل ہونے والی دنیاوی تباہی مراد نہیں بلکہ عمومی طور پر تمام عبرتیں مراد ہیں، اور اس میں ہر ظلم کرنے والے کے لیے زجر و توبیخ ہے۔

ای صداقة تنفع: یہ جملہ کفر اختیار کرنے والوں پر آیت ﴿الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين (الزخرف:٦٧)﴾ کے

ذریعے دلیل ہے، پس متقی حضرات قیامت کے دن اپنی (نیک) دوستیوں کے فائدہ اٹھائیں گے، اور قبر میں بھی، اور ہر خوف والے مقام میں نیک دوستیاں کام آئیں گی، لیکن کفار کے لیے تمام اسباب کٹ چکے ہیں، ان کے لیے کوئی یارانہ نہیں۔

الحمل: مراد ایک مقام سے دوسرے مقام تک (سامان وغیرہ کے) بوجھ کو پہنچانا۔

لا یفتران: یعنی سورج، چاند، نہ تو تھکتے ہیں اور نہ ہی ٹوٹتے ہیں۔ **بمعنی انعامہ:** کا بیان حاشیہ نمبر ۴ تشریح توضیح میں دیکھ لیں۔

فی فلکھما: اپنے محل میں، یعنی چوتھے آسمان پر سورج اور آسمان دنیا پر چاند، اپنی حد میں گردش کرتے نہیں تھکتے۔

لتبتغوا من فضلہ: یعنی اپنی معاش کے لیے زمین میں سفر کرتے، اللہ نے فرمایا ﴿ومن رحمتہ جعل لکم اللیل والنہار لتسکنوا فیہ ولتبتغوا من فضلہ (القصص:۷۳)﴾۔

علی حسب مصالحکم: ہر ایک چیز جو انسان مانگے اسے مل جائے ضروری نہیں، مثلاً اگر سلطنت مانگے اور اسے مل جائے ضروری نہیں پھر یہ کہنا کہ ہم نے تمہیں جو تم نے مانگا دیا کیسے درست ہوگا؟، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ بندے کو کچھ دینا اللہ کی مصلحت کی بنا پر موقوف ہے نہ کہ بندے کی مصلحت کی بنا پر، پس اللہ اپنے بندوں کو اپنی مرضی ومنشا کی بنا پر نوازتا ہے، پس اسی میں سے یہ بھی ہے کہ جسے چاہے رزق میں کمی کردے اور جس کے لیے چاہے وسیع کردے۔

الکافر: مراد ابوجہل ہیں، اسی کے بارے میں آیت مقدسہ نازل ہوئی۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۳۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ﴾مَكَّةَ﴿ اٰمِنًا ﴾ذَا اَمْنٍ وَقَدْ اَجَابَ اللّٰهُ تَعَالٰی دُعَائَهٗ فَجَعَلَهٗ حَرَمًا لَا یُسْفَکُ فِیْهِ دَمُ اِنْسَانٍ وَلَا یُظْلَمُ فِیْهِ اَحَدٌ وَلَا یُصَادُ صَیْدُهٗ وَلَا یُخْتَلٰی خَلَاهُ﴿وَّاجْنُبْنِیْ﴾بَعِّدْنِیْ﴿وَبَنِیَّ ﴾عَنْ﴿اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (۳۵)رَبِّ اِنَّهُنَّ﴾اَیِ الْاَصْنَامُ﴿اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ج ﴾بِعِبَادَتِهِمْ لَهَا﴿ فَمَنْ تَبِعَنِیْ ﴾عَلَی التَّوْحِیْدِ﴿فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ج ﴾ مِنْ اَهْلِ دِیْنِیْ﴿وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۳۶)﴾هٰذَا قَبْلَ عِلْمِهٖ اِنَّهٗ تَعَالٰی لَا یَغْفِرُ الشِّرْکَ﴿رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ﴾اَیْ بَعْضَهَا وَهُوَ اِسْمَاعِیْلُ مَعَ اُمِّهٖ هَاجَرَ﴿بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ ﴾هُوَ مَكَّةَ﴿عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ لا ﴾الَّذِیْ كَانَ قَبْلَ الطُّوْفَانِ﴿رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً ﴾قُلُوْبًا﴿مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ ﴾تَمِیْلُ وَتَحِنُّ﴿اِلَیْهِمْ ﴾قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ قَالَ اَفْئِدَةُ النَّاسِ لَحَنَّتْ اِلَیْهِ فَارِسُ وَالرُّوْمُ وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ﴿وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ (۳۷)﴾وَقَدْ فَعَلَ بِنَقْلِ الطَّائِفِ اِلَیْهِ﴿رَبَّنَآ اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ ﴾مَا نُسِرُّ﴿وَمَا نُعْلِنُ ط وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ (۳۸)﴾یَحْتَمِلُ اَنْ یَّكُوْنَ مِنْ كَلَامِهٖ تَعَالٰی اَوْ كَلَامِ اِبْرَاهِیْمَ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ ﴾اَعْطَانِیْ﴿عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ ﴾وُلِدَ وَلَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ سَنَةً﴿وَاِسْحٰقَ ط ﴾وُلِدَ وَلَهٗ مِائَةٌ وَّثِنْتَا عَشَرَةَ سَنَةً﴿اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ (۳۹) رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ ﴾وَاجْعَلْ ﴿وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ صلے ق ﴾مَنْ یُّقِیْمُهَا وَاَتٰی بِمِنْ لِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰی لَهٗ اَنَّ مِنْهُمْ كُفَّارًا﴿رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ (۴۰)﴾اَلْمَذْكُوْرُ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ ﴾هٰذَا قَبْلَ اَنْ یُّتَبَیَّنَ لَهٗ عَدَاوَتُهُمَا لِلّٰهِ وَقِیْلَ اَسْلَمَتْ اُمُّهٗ وَقُرِئَ وَالِدِیْ مُفْرَدًا وَّوَلَدَیَّ﴿وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ

یَقُوْمُ ﴿یَثْبُتُ﴾ الْحِسَابُ (۴۱)﴿

﴿ترجمہ﴾

اور (یادکرو) جب ابراہیم ......۱...... نے عرض کی اے میرے رب اس شہر (یعنی مکہ مکرمہ) کو امن والا کردے......۲......(امنا کے معنی امن والا ہے، اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرما کر اسے حرم بنادیا کہ اس میں نہ تو انسانی خون بہانے کی اجازت ہے اور نہ ہی اس میں کوئی اور ظلم کرسکتا ہے، اس میں خشکی کا شکار بھی حرام ہے اور اس کی خود رو گھاس کو کاٹنا بھی جائز نہیں ہے) اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا......۳......(اجنبنی بمعنی بعدنی ہے، ان نعبد سے قبل عن محذوف ہے) اے میرے رب بیشک انہوں نے یعنی بتوں نے بہت لوگ بہکادیئے (یعنی لوگ ان کی عبادت کرنے کے سبب بہک گئے) تو جس نے میرا ساتھ دیا (توحید پر) تو وہ میرا ہے (یعنی میرے دین پر ہے) اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے (یہ بات آپ علیہ السلام نے اس بات کا علم ہونے سے قبل فرمائی تھی کہ اللہ جل جلالہ شرک کو نہیں بخشے گا) اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد......۴......(بعض اولاد سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں جنہیں ان کی والدہ ماجدہ بی بی ہاجرہ کے ساتھ مکہ مکرمہ چھوڑا تھا) بسائی ہے ایک وادی میں جس میں کھیتی نہیں ہوتی (اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے) تیرے حرمت والے گھر کے پاس (یعنی طوفان نوح سے قبل جہاں تیرا گھر تھا) اے میرے رب اس لیے کہ وہ نماز قائم رکھیں......۵......تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کردے (افئدۃ بمعنی قلوب ہے، اور تھوی بمعنی تمیل و تحن ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا قول ہے کہ اگر آپ "افئدۃ الناس" کہہ دیتے تو فارس و روم بلکہ تمام ہی لوگ اس کی طرف مائل ہوتے) اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے، شاید وہ احسان مانیں (اللہ عزوجل نے ایسا ہی فرمایا کہ پھل طائف سے مکہ مکرمہ کی جانب منتقل فرمادیئے) اے رب تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں (نخفی بمعنی نسر ہے) اور ظاہر کرتے ہیں اور اللہ پر کچھ چھپا نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں (من شیء میں من زائدہ ہے، اس عبارت کے کلام اللہ ہونے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام ہونے دونوں باتوں کا احتمال ہے) سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے بڑھاپے میں (یعنی بڑھاپے کے باوجود، علی بمعنی مع ہے) اسماعیل و اسحٰق دیئے (اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کے وقت آپ علیہ السلام کی عمر مبارک ۹۹ سال تھی اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کے وقت عمر مبارک ۱۱۲ سال تھی، آیت مبارکہ میں وھب لی بمعنی اعطانی ہے) بیشک میرا رب دعا سننے والا ہے اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا رکھ (اور رکھ) کچھ میری اولاد (جو نماز قائم رکھے، آپ علیہ السلام نے من ذریتی میں من تبعیضیہ استعمال فرمایا اس لیے کہ اللہ جل جلالہ نے آپ علیہ السلام کو بتلایا تھا کہ ان میں کچھ کافر بھی ہونگے) اے ہمارے رب اور ہماری (مذکورہ) دعا سن لے اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو......۶...... (یہ دعا آپ علیہ السلام نے اس وقت کی تھی جب ان دونوں کا دشمن خدا ہونا آپ علیہ السلام پر خوب ظاہر نہیں ہوا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ایمان لے آئیں تھیں، اس لفظ کو مفرد بھی پڑھا گیا ہے یعنی والدی یا ولدیّ) اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم (ثابت) ہوگا۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا البلد آمنا﴾.

و : مستانفہ، اذ :مضاف، قال ابراھیم : قول، رب :جملہ ندائیہ، اجعل :فعل بافاعل، ھذا البلد : مفعول اول، امنا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا،اپنی ندا سے ملکر مقولہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف "اذکر "فعل محذوف کے لیے جملہ فعلیہ۔

﴿واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام﴾.

و: عاطفہ، اجنبنی :فعل بافاعل ی ضمیر معطوف علیہ، و بنی :معطوف ملکر مفعول اول، ان نعبد الاصنام : جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اجعل" پر معطوف ہے۔

﴿رب انھن اضللن کثیرا من الناس﴾.

رب :جملہ ندائیہ، انھن :حرف مشبہ واسم ، اضللن :فعل بافاعل، کثیرا من الناس : مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالندا۔

﴿فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم﴾.

ف: عاطفہ : من:شرطیہ مبتدا، تبعنی : جملہ فعلیہ شرط ، فانہ منی : جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و : عاطفہ، من :شرطیہ مبتدا،عصانی :جملہ فعلیہ شرط، فانک غفور رحیم :جملہ اسمیہ،ملکر جملہ شرطیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم﴾.

ربنا :جملہ ندائیہ، انی :حرف مشبہ واسم ،اسکنت :فعل بافاعل، من ذریتی :ذریۃ: محذوف کی صفت مرکب توصیفی مفعول، ظرف مستقر، ب : جار، واد: موصوف، غیر ذی ذرع : صفت اول،عند بیتک المحرم:صفت ثانی، ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالندا۔

﴿ربنا لیقیموا الصلاۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم﴾.

ربنا : جملہ ندائیہ، لیقیموا الصلوۃ : متعلق ہے ماقبل "اسکنت" کے لیے، ف :فصیحہ،اجعل : فعل بافاعل، افئدۃ من الناس : مرکب توصیفی مفعول اول، تھوی الیھم : جملہ فعلیہ مفعول ثانی ، ملکر جملہ فعلیہ .

﴿وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون﴾.

و:عاطفہ، ارزقھم من الثمرات : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، جملہ فعلیہ ماقبل "اجعل" پر معطوف ہے، لعلھم : حرف مشبہ واسم، یشکرون : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ربنا انک تعلم ما نخفی وما نعلن وما یخفی علی اللہ من شیء فی الارض ولا فی السماء﴾.

ربنا : جملہ ندائیہ، انک حرف مشبہ واسم، تعلم: فعل بافاعل، ما یخفی و ما نعلن : مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالندا، و: عاطفہ، ما: نافیہ یخفی علی اللہ : فعل باظرف لغو، من : زائدہ، شیء : موصوف، فی الارض ولا فی السماء : صفت ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمعیل واسحق﴾.

الحمد: مبتدا، لام : جار ،اللہ : موصوف، الذی :موصول، وھب :فعل، لام : جار،ی :ضمیر ذوالحال، علی الکبر : ظرف

مستقر حال ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، اسمعیل و اسحق : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ربی لسمیع الدعاء﴾.

ان ربی : حرف مشبہ واسم، لسمیع الدعاء : خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء﴾.

رب : جملہ ندائیہ، اجعلنی : فعل با فاعل ی ضمیر معطوف علیہ ،ومن ذریتی : ظرف مستقر معطوف، ملکر مفعول، مقیم الصلوۃ : مفعول ثانی، ملکر جملہ مقصود بالنداء، ربنا : جملہ ندائیہ، و : عاطفہ، تقبل دعاء: فعل با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اجعل" پر معطوف ہے۔

﴿ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب﴾.

ربنا : جملہ ندائیہ، اغفر :فعل با فاعل، لی :معطوف علیہ، والولدی :معطوف اول، وللمومنین : معطوف ثانی ملکر ظرف لغو، : یوم یقوم الحساب : ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا نسب:

۱.....حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نسب یہ ہے: ابراہیم بن تارخ بن ماحور بن ساروخ بن راعوابن فالغ ابن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح ہے اور یہ نسب اہل کتاب کی کتب میں منصوص ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی تارخ کی عمر ۷۵ سال ہوئی تو ابراہیم علیہ السلام اور ناحور اور ہاران کی ولادت ہوئی، حضرت ابراہیم اپنے بھائیوں میں منجھلے تھے، ہاران والد تارخ کی زندگی میں ہی سرزمین بابل میں انتقال کر گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ سے اور ناحور نے اپنے بھائی ہاران کی بیٹی ملکا سے نکاح کیا۔ کہا جاتا ہے کہ بی بی سارہ میں اولاد پیدا کرنے کی صفت نہ تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈال دیا گیا تو آپ نے ﴿حسبنا اللہ ونعم الوکیل (ال عمران:۱۷۳)﴾ تلاوت فرمائی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا گیا تو فرمایا: "اے اللہ جس طرح تو اپنی شان کے لائق آسمانوں میں ایک ہی رب ہے اسی طرح میں زمین پر تیرا ایک ہی عبادت کرنے والا ہوں"۔ بعض سلف نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین تشریف لائے اور مدد پہنچانے کے لئے عرض گزار ہوئے تو منع فرمادیا کہ مجھے تیری کوئی حاجت نہیں ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ بارش کے فرشتے کو حکم ہوا کہ ﴿قلنا ینار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم (الانبیاء:۶۹)﴾، کعب الاحبار سے روایت ہے کہ اس دن آگ نے کسی کو کچھ نفع نہ دیا اور نہ ہی کچھ جلایا صرف رسیاں جلیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ چھپکلی کو مارو کیونکہ وہ ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو بڑھانے کے لیے پھونک مارتی تھی۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو تمام جانور اُسے بجھانے کی کوشش کرتے رہے سوائے چھپکلی کے کہ وہ اسے بھڑکانے کی سعی کرتی تھی"۔ (قصص الانبیاء بقصۃ ابراھم خلیل ،ص ۹۷ وغیرہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کس سن میں ہوئی اس بارے میں کئی اقوال ہیں، ۱۷۵ سال، ۱۶۵ سال، ۲۰۰ سال کی عمر میں وفات پائی سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ سب سے پہلے مہمان نوازی کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی ہیں، سب سے پہلے مونچھیں ترشوانے والے، سب سے پہلے مختون ہوئے، ایک قول کے مطابق ۱۲۰ سال کی عمر میں مختون ہوئے اور اس کے بعد ۸۰ سال

زندہ رہے،سب سے پہلے انہی کے بال سفید ہوئے،عرض گزار ہوئے یا اللہ یہ کیا ہے؟فرمایا: تیرا وقار،عرض گزار ہوئے اس میں اضافہ فرما،سب سے پہلے موئے زیر ناف لینے والے،سب سے پہلے شلوار پہننے والے،انکی قبر اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کی قبر،حضرت یعقوب علیہ السلام کی قبر،سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے حبرون کے علاقے میں جوکہ موجودہ دور میں شہر خلیل کے نام سے مشہور ہے بنائی گئی۔

(البداية والنهاية ،قصة ابراهيم علیہ السلام ج ۱، ص ۱۹۴)

سرزمین مکہ کو امن والا کردے:

ع......حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے حوالے سے کچھ اشکالات پائے جاتے ہیں جن کے جوابات مفسرین کرام نے دیئے ہیں:حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ اس سرزمین کو امن والا کردے لیکن اللہ نے آپ کی دعا قبول نہ فرمائی اس لیے کہ بعض جماعتوں نے کعبہ معظمہ میں خرابیاں کیں ہیں اور مکہ مکرمہ میں لوٹ مار مچائی ہے۔ایک قول یہ ہے کہ حضرات انبیائے کرام بتوں کی عبادت کبھی نہیں کرتے،اور جب ایسا ہی ہے تو پھر بتوں کی عبادت سے بچنے کی دعا کیوں مانگی؟،ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے بتوں کی عبادت سے بچنے کی دعا کی اور اللہ نے یہ دعا بھی قبول نہ کی اس لیے کہ آپ کی اولاد میں کفار قریش بھی ہیں اور یہ بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ کفار قریش حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد نہیں بلکہ ان کی اولاد کی اولاد ہیں،اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خاص اپنی اولاد کے لیے دعا فرمائی ہے؟ہم اس کا جواب یہ دیں گے مراد اولاد در اولاد جو ان کی نسل سے چلے مراد ہے نہ کہ فقط حضرت اسماعیل واسحٰق علیہما السلام،اور یہ دونوں حضرات اکابر انبیائے کرام میں سے ہیں،اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ضرور جانتے تھے کہ نبی بتوں کی عبادت نہیں کرتے،اگر کوئی یہ کہے تو پھر جاننے کے باوجود دعا کیوں کی،اس کا جواب یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی بنیاد مکمل کی تو چاہا کہ لوگ اسے خراب نہ کریں اس لئے امن کی دعا کی اور ایک جواب یہ ہے کہ بستی والے امن میں رہیں اور خرابی نہ کریں۔ (الرازی، ج۷، ص ۱۰۱)

ایمان پر جمادے:

ع......مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذات کے لیے عصمت اور ثابت قدمی کی دعا مانگی جیسا کہ فرمان مقدس نشان ہے ﴿واجعلنا مسلمین لک (البقرۃ:۱۲۸)﴾ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ جانتے تھے کہ اللہ نے آپ کو بتوں سے محفوظ رکھا ہے لیکن اپنی عاجزی،حاجت اور اللہ کے فضل ورحمت کی جانب متوجہ ہونیکی وجہ سے دعا فرمائی۔(الخازن، ج۳، ص ۳۹)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اولاد:

ع......حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہیں جو کہ ہاجرہ قبطیہ مصریہ کے نام سے مشہور ہیں،ان کے بعد اپنی چچازاد بہن بی بی سارہ سے نکاح فرمایا جن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے،ان کے بعد قطورا بنت یقطن کنعانیہ سے پیدا ہوئے،ان کے بطن سے آپ کے چھ بچے ہوئے جن کے نام یہ ہیں،مدین،زمران،سرج،یقشان،نشق اور ایک بچہ کا نام نہیں بتایا گیا،ان کے بعد حجون بنت امین سے نکاح کیا جن سے پانچ بچے پیدا ہوئے،کیسان،سورج،امیم،لوطان،نافس۔یہ ساری بحث امام ابوقاسم سہیلی نے اپنی کتاب ''التعریف والاعلام'' میں ذکر کی ہے۔ (البداية والنهاية ،باب ذكر اولاد ابراهيم ،ج ۱، ص ۱۹۵)

اہل کتاب والسیر نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت المقدس کے شہروں میں رہتے ہوئے بیس سال ہوگئے تو حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا: بیشک مجھے میرے رب نے اولاد سے محروم رکھا ہے،آپ علیہ السلام میری باندی سے عمل

تولید کر لیجئے ،شاید اس کے ذریعے اللہ آپ علیہ السلام کو اولاد عطا فرمادے، جب حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بی بی ہاجرہ ہبہ کردی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ساتھ رات گزاری تو بی بی ھاجرہ حاملہ ہوئیں، جب سے انہیں حمل ہوا تھا وہ بی بی سارہ پر فخر کرنے لگی تھیں، بی بی سارہ کو ان پر رشک آتا تھا، انہوں نے اس کی شکایت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تم ان کے ساتھ جو چاہو سلوک کرو۔ بی بی ہاجرہ ڈر کر فرار ہو گئیں، وہ ایک چشمہ کے پاس پہنچیں تو ایک فرشتہ نے کہا تم ڈرو نہیں، اللہ تم سے جو بچہ پیدا کرنے والا ہے اس میں بہت خیر ہے، اور ان کو واپس جانے کا حکم دیا اور ان کو یہ بشارت بھی دی کہ ان کے ہاں بیٹا ہوگا اور اس کا نام اسماعیل رکھنا، وہ لوگوں سے فتنے کو دور کریں گے، ان کا تمام لوگوں پر ہاتھ ہوگا اور تمام لوگ ان کی مدد کریں گے۔ وہ اپنے تمام بھائیوں کے ملکوں کے مالک ہونگے۔ بی بی ہاجرہ نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور یہ بشارت سید عالم ﷺ پر مکمل ہوئی۔ کیونکہ آپ ﷺ ہی تمام بلادِ عرب کے سردار ہیں۔ مشرق ومغرب تمام میں آپ کا دین پھیل گیا۔ اللہ نے آپ کو اتنے علوم نافعہ اور اعمال صالحہ عطا کیے جو مخلوق میں کسی اور کو نہیں دیئے۔ بی بی ہاجرہ واپس ہوئیں، جس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک چھیاسی ۸۶ سال تھی، حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کے تیرہ سال بعد ہوئی، امام ابن سعد کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر پاک ۹۰ سال تھی اور اس کے تیس سال بعد حضرت اسحق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (الطبقات الکبری، ج ۱، ص ۴۱)،(البدایہ والنهایہ، باب ذکر مولد اسماعیل من هاجر، ج ۱، ص ۱۷۱ وغیرہ)

بخاری کی طویل حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام بی بی ہاجرہ کو سرزمین مکہ میں چھوڑا، اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام دودھ پیتے بچے تھے، جب مشکیزے کا پانی ختم ہوگیا تو پانی کی تلاش میں صفا سے مروہ کی جانب سات چکر لگائے، پھر انہوں نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا کہ اب ٹھر جاؤ، پھر انہوں نے کان لگا کر سنا تو انہیں ایک آواز سنائی دی اور اس نے کہا اگر تمہارے پاس کوئی فریادرس ہے تو تم نے اس کو اپنی آواز پہنچادی ہے، اچانک دیکھا تو زمزم کے قریب ایک فرشتہ کھڑا تھا، اس فرشتے نے اس جگہ اپنی ایڑی اور پر مارے، حتی کہ پانی نکلنے لگا، بی بی ہاجرہ اپنے ہاتھوں سے اس طرح اس پانی کو حوض کی طرح اکھٹا کرنے لگیں، نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ پر رحم فرمائے کاش وہ زمزم کو بہتا ہوا چھوڑ دیتیں، یا فرمایا: کاش وہ اس میں سے چلو نہ بھرتیں تو زمزم ایک بہتا ہوا چشمہ بن جاتا، پھر بی بی ہاجرہ نے خود پانی پیا اور اپنے بیٹے کو دودھ پلایا، فرشتے نے کہا: تم فکر نہ کرو اس جگہ بیت اللہ جس کو یہ بچہ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مل کر تعمیر کرے گا، اور اللہ اس کے اہل کو ضائع نہیں کرے گا، اور بیت اللہ کی جگہ سے زمین بلند تھی اس کے دائیں بائیں جانب سے سیلاب گزر جاتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: قول الله تعالی، رقم: ۳۳۶۴، ص ۵۶۱، ملخصاً)

دین ابراھیمی میں نماز کا تصور:

۵......علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ نماز کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا اس کی فضیلت کی وجہ سے ہے، اور یہ اللہ کا بندوں سے عہد ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "پانچ نمازیں اللہ نے اپنے بندوں پر لکھ دیں ہیں، معلوم ہوا کہ سابقہ امتوں میں بھی نماز کا تصور موجود تھا، اگر چہ شکل وصورت وارکان میں تبدیلی ہو۔

قابل محترم ہونے کے اعتبار سے تمام مساجد میں سب سے اول نمبر پر مسجد حرام، مسجد نبوی، پھر بیت المقدس، پھر جامع مساجد، پھر محلے کی مساجد، پھر شارع عام کی مساجد پھر مسجد بیت۔ (الاشباه والنظائر، باب: القول فی احکام المساجد، ص ۳۶۰)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تو وہ ایک نماز ہے، محلے کی مسجد میں پڑھے تو پچیس نمازیں، مسجد جامع میں پڑھے تو پانچ سو نمازیں، مسجد اقصی میں ایک نماز پچاس ہزار نمازیں، اور مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ ہے۔ (سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوة، باب: ما جاء في صلوة في، رقم: ۱۴۱۳ ص ۲۵۱)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں اور درمیان میں کوئی نماز قضا نہیں ہوئی اس کے لیے دوزخ کے عذاب سے نجات، نفاق سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔ (مسند احمد، رقم: ۱۲۶۱۱ ج ۳ ص ۱۵۵)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے والدین موحد تھے!

۶......امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں: اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ماں باپ کافر تھے اور کافروں کے لئے استغفار جائز نہیں؟ جواب یہ ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کافروں کے لئے استغفار کرنا جائز نہیں، والدین سے مراد حضرت آدم و بی بی حوا تھے، تیسرا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کی شرط کے ساتھ دعا کی تھی، والدہ مومنہ تھیں باپ کافر تھے، قرآن مجید میں ہے ﴿ما كان للنبي والذين امنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي قربى من بعد ما تبين لهم انهم...... الخ، ایمان والوں اور نبی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں خواہ وہ ان کے رشتے دار ہوں، جب ان پر یہ ظاہر ہو چکا کہ وہ دوزخی ہیں اور ابراہیم نے اپنے باپ کے لئے جو استغفار کیا تھا وہ صرف اس وعدے کی وجہ سے تھا جو وہ اس سے پہلے کر چکے تھے، جب ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے، بیشک ابراہیم بہت نرم دل اور بہت حلم والا ہے (التوبة: ۱۱۳،۱۱۴)﴾ (الرازی، ج۷، ص ۱۰۷)

امام رازی اگر چہ بہت بڑے مفسر سہی لیکن ہمیں یہ تسلیم نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین موحد نہ ہوں، شیخ محقق عبدالحق محدث دھلوی فرماتے ہیں: سید عالم ﷺ کے تمام آبائے کرام حضرت آدم علیہ السلام سے سیدنا عبداللہ تک سب کے سب کفر کی میل اور شرک کی پلیدی سے طاہر و مطہر ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا: ''مجھے اللہ نے پاک پشتوں سے پاک رحموں تک منتقل فرمایا''، اور بہت سے دوسرے دلائل جن کی متاخرین علماء حدیث نے تقریر و تحریر فرمائی ہے اور مجھے اپنی جان کی قسم! یہ وہ علم ہے کہ متاخرین کو حق سبحانہ نے اس علم سے مخصوص فرمایا یعنی سید عالم ﷺ کے تمام آباؤ اجداد توحید و اسلام کے دین پر تھے، حالانکہ متقدمین کے کلام سے اس کے خلاف ظاہر ہوا ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرماتا ہے اور جسے چاہے اس کے ساتھ خاص فرماتا ہے اور جسے چاہے اس کے ساتھ خاص فرما دیتا ہے اور اللہ جل جلالہ علامہ جلال الدین سیوطی کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس باب میں رسائل تصنیف کئے اور بہترین افادہ اور اجادہ (فائدہ دینے والے عمدہ بیان) سے اس مدعا کو ظاہر و باہر کر دیا اور حاشا للہ (اللہ کی پناہ) کہ اس پاک نور کو پلید اور ظلمات گمراہی کی جگہ میں رکھے اور محشر میں ان کے آباؤ اجداد کو رسوا کرے اور چھوڑ دے (یعنی ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا)۔
(اشعة اللمعات، كتاب الفتن، باب فضائل سيد المرسلين فصل ۱، ص ۱۳۶)

اغراض: اذکر: سید عالم ﷺ سے خطاب ہے، یعنی سید عالم ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے کی مسجد حرام (وگرد و نواح) میں تبلیغ کی خبر دو، تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں، اور نہ سمجھنے والوں پر زجر و توبیخ کرو، پس انہوں نے حلال چیزوں میں اعتراض کرنا شروع کر دیا۔

لا یسفک فیه دم انسان حدود حرم میں بیت اللہ اور گرد و نواح کے رہنے والوں کی توہین کی غرض کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مار کٹائی جائز نہیں، اور جہاں تک حجاج کو ابن زبیر سے باہم لڑائی کا تعلق ہے تو وہ بیت اللہ کی تعظیم کی وجہ سے تھا، حجاج کا دعوی تھا کہ ابن زبیر نے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیت اللہ کی بنیاد (کی توسیع و مرمت میں) کچھ کوتاہی کی ہے، جملہ **لا یسفک فیہ دم انسان** سے مراد یہ ہے کسی قسم کی خون ریزی نہ ہوگی، چہ جائے کہ قصاص کا معاملہ ہو، یہی مذہب ابوحنیفہ ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ جس سے بدلہ لینا ہے اُسے حدود سے باہر نکلنے پر مجبور کیا جائے اور باہر نکلنے پر قصاص کی حد نافذ کی جائے۔

ولا یظلم فیہ احد: یعنی کسی پر ظلم وزیادتی نہ کی جائے، اور یہ اللہ کے عذاب کو ظاہر کرتا ہے جیسا کہ فرمان باری ہے ﴿ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم (الحج:۲۵)﴾۔

ولا یصاد صیدہ: حرم کی حدود میں شکار نہ کیا جائے، خشکی کا شکار کرنا حرام ہے، چہ جائے کہ مُحرِم ہو یا نہ ہو۔

ولا یختلی خلاہ: خود بخود اُگنے والی گھاس نہ اُکھیڑی جائے، علماء نے اس سے اذخر (سبز خوشبودار گھاس)، السنا (ایک قسم کی گھاس)، مسواک، لاٹھی، اور تعمیر کی ضرورت کے لیے لکڑی کا ٹنا کہ اس میں بیت اللہ کی توسیع کا مقصد ہے۔

بعبادتھم لھا: اس جملے میں اس جانب اشارہ ملتا ہے کہ بتوں کی جانب گمراہی کی نسبت کرنا مجازی ہے، اس لیے کہ ان کی عبادت کرنے سے گمراہی گلے پڑتی ہے۔

ھذا قبل علمہ: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ شرک کو معاف نہ کرے گا تو پھر ﴿فانک غفور رحیم (ابراھیم:۳۶)﴾ کہنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا ﴿ومن عصانی (ابراھیم:۳۶)﴾ مراد کفر کے علاوہ بھی گناہ کبیرہ ہیں، مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی کافر ذریت کے لیے مغفرت طلب کرنا ہے کہ اُن کا خاتمہ بھی اسلام پر ہو جائے۔

تمیل وتحن: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ تھوی بمعنی تمیل ہے، اور اس میں مومنین کے لیے دعا کرنا مقصود ہے کہ اللہ انہیں حج بیت اللہ کرنے کے سبب رزق عطا فرمائے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت (اولاد) کے مکہ میں رہنے والوں کے لیے اس بات کی دعا کی ہے کہ اور لوگوں کو اللہ اس جانب مائل کردے، تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد یہاں ٹھہری رہے اور آنے والے لوگوں سے (تجارت وغیرہ کے ذریعے) نفع اٹھائے، پس اس دعا میں دین ودنیا دونوں ہی کو جمع کرلیا تھا کہ اس میں اولادِ ابراہیم کے ساتھ دیگر لوگوں کے لیے بھی منافع ہیں۔

وقد فعل بنقل الطائف الیہ: مراد سرزمین شام کا علاقہ ہے، حوران نامی علاقے سے، جسے سرزمین حجاز کا نام دے دیا گیا ہے، پس سرزمین طائف میں چشمے اور نہریں تھیں اور سرزمین حوران میں پتھر، گھاس پھونس اور (کھیت جوتنے والے) بیل، جس کا مشاہدہ ہر دیکھنے والا کرتا، اور یہ اسی فرمان ﴿وارزقھم من الثمرات (ابراھیم:۳۷)﴾ کا پیش خیمہ ہے۔

ھذا قبل ان یتبین لہ عداوتھما للہ: اس جملے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے والد کے لئے دعائے مغفرت کرنے کا جواب ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن کے لیے دعائے مغفرت کیوں فرمائی جب کہ ان کے دونوں والد (تارخ وآزر) کافر تھے، ہم نے جواب حاشیہ نمبر ۶ میں دیا ہے ضرور مطالعہ کیجئے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۳۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۹

قَالَ تَعَالٰی ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾اَلْكَافِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ﴿اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ﴾ بِلَا عَذَابٍ﴿لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ(۴۲)﴾لِهَوْلِ مَا تَرٰى يُقَالُ شَخَصَ بَصَرُ فُلَانٍ اَىْ فَتَحَهٗ فَلَمْ يُغْمِضْهُ﴿مُهْطِعِيْنَ﴾مُسْرِعِيْنَ حَالٌ﴿مُقْنِعِىْ﴾رَافِعِىْ﴿رُءُوْسِهِمْ﴾اِلَى السَّمَاءِ﴿لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ

طَرْفُهُمْ ۚ ﴾بَصَرُهُمْ﴿ وَأَفْئِدَتُهُمْ ﴾قُلُوبُهُمْ﴿ هَوَآءٌ (۴۳) ﴾خَالِيَةٌ مِنَ الْعَقْلِ لِفَزْعِهِمْ﴿ وَأَنْذِرْ ﴾خَوِّفْ يَامُحَمَّدُ﴿ النَّاسَ ﴾الْكُفَّارَ﴿ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ ﴾هُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ﴿ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا ﴾كَفَرُوا﴿ رَبَّنَا أَخِّرْنَا ﴾بِأَنْ تَرُدَّنَا إِلَى الدُّنْيَا﴿ إِلٰى أَجَلٍ قَرِيبٍ نُجِبْ دَعْوَتَكَ ﴾بِالتَّوْحِيدِ﴿ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ ﴾فَيُقَالُ لَهُمْ تَوْبِيخًا﴿ أَوَلَمْ تَكُونُوٓا أَقْسَمْتُمْ ﴾حَلَفْتُمْ﴿ مِنْ قَبْلُ ﴾فِي الدُّنْيَا﴿ مَا لَكُمْ مِنْ ﴾زَائِدَةٌ﴿ زَوَالٍ (۴۴) ﴾عَنْهَا إِلَى الْآخِرَةِ﴿ وَسَكَنْتُمْ ﴾فِيهَا﴿ فِي مَسٰكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَنْفُسَهُمْ ﴾بِالْكُفْرِ مِنَ الْأُمَمِ السَّابِقَةِ﴿ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ ﴾مِنَ الْعُقُوبَةِ فَلَمْ تَنْزَجِرُوا﴿ وَضَرَبْنَا ﴾بَيَّنَّا﴿ لَكُمُ الْأَمْثَالَ (۴۵) ﴾فِي الْقُرْآنِ فَلَمْ تَعْتَبِرُوا﴿ وَقَدْ مَكَرُوا ﴾بِالنَّبِيِّ ﷺ﴿ مَكْرَهُمْ ﴾حَيْثُ أَرَادُوا قَتْلَهُ أَوْ تَقْيِيدَهُ أَوْ إِخْرَاجَهُ﴿ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ ﴾أَيْ عِلْمُهُ أَوْ جَزَائُهُ﴿ وَإِنْ ﴾مَا﴿ كَانَ مَكْرُهُمْ ﴾وَإِنْ عَظُمَ﴿ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ (۴۶) ﴾الْمَعْنٰى لَا يُعْبَأُ بِهِ وَلَا يَضُرُّ أَنْفُسَهُمْ وَالْمُرَادُ بِالْجِبَالِ هُنَا، قِيلَ حَقِيقَتُهَا وَقِيلَ شَرَائِعُ الْإِسْلَامِ الْمُشَبَّهَةُ بِهَا فِي الْقَرَارِ وَ الثَّابِتِ وَفِي قِرَائَةٍ بِفَتْحِ لَامِ لِتَزُولَ وَرَفْعِ الْفِعْلِ فَإِنْ مُخَفَّفَةٌ وَالْمُرَادُ تَعْظِيمُ مَكْرِهِمْ وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالْمَكْرِ كُفْرُهُمْ وَيُنَاسِبُهُ عَلَى الثَّانِيَةِ تَكَادُ السَّمٰوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا وَعَلَى الْأُولٰى مَاقُرِئَ وَمَا كَانَ﴿ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ ؕ ﴾بِالنَّصْرِ﴿ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ ﴾غَالِبٌ لَا يُعْجِزُهُ شَيْءٌ﴿ ذُو انْتِقَامٍ (۴۷) ﴾مِمَّنْ عَصَاهُ أُذْكُرْ﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ ﴾هُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى أَرْضٍ بَيْضَاءَ نَقِيَّةٍ كَمَا فِي حَدِيثِ الصَّحِيحَيْنِ وَرَوٰى مُسْلِمٌ حَدِيثًا سُئِلَ ﷺ أَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ﴿ وَبَرَزُوا ﴾خَرَجُوا مِنَ الْقُبُورِ﴿ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (۴۸) وَتَرَى ﴾يَامُحَمَّدُ تُبْصِرُ﴿ الْمُجْرِمِينَ ﴾الْكَافِرِينَ﴿ يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِينَ ﴾مَشْدُودِينَ مَعَ شَيَاطِينِهِمْ﴿ فِي الْأَصْفَادِ (۴۹) ﴾الْقُيُودِ أَوِ الْأَغْلَالِ﴿ سَرَابِيلُهُمْ ﴾قُمُصُهُمْ﴿ مِنْ قَطِرَانٍ ﴾لِأَنَّهُ أَبْلَغُ لِاشْتِعَالِ النَّارِ﴿ وَتَغْشٰى ﴾تَعْلُوا﴿ وُجُوهَهُمُ النَّارُ (۵۰) لِيَجْزِيَ ﴾مُتَعَلِّقٌ بِبَرَزُوا﴿ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ ﴾مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ﴿ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ (۵۱) ﴾يُحَاسِبُ جَمِيعَ الْخَلْقِ فِي قَدْرِ نِصْفِ نَهَارٍ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا لِحَدِيثٍ بِذَالِكَ﴿ هٰذَا ﴾الْقُرْآنُ﴿ بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ ﴾أَيْ أُنْزِلَ لِتَبْلِيغِهِمْ﴿ وَلِيُنْذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوٓا ﴾بِمَا فِيهِ مِنَ الْحُجَجِ﴿ أَنَّمَا هُوَ ﴾اللّٰهُ﴿ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ ﴾بِإِدْغَامِ التَّاءِ فِي الْأَصْلِ فِي الذَّالِ يَتَّعِظُ﴿ أُولُوا الْأَلْبَابِ (۵۲) ﴾أَصْحَابُ الْعُقُولِ.

﴿ترجمہ﴾

اور اللہ کو ہرگز بے خبر نہ جاننا ظالموں (یعنی کفار مکہ) کے کام سے وہ انہیں ڈھیل دے رہا ہے (بے عذاب دیئے) ایسے دن کے لیے جس

میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائینگی......۱......(ان چیزوں کے خوف وگھبراہٹ سے جو آنکھیں دیکھ رہی ہونگی، کہا جاتا ہے کہ) بے تحاشا دوڑتے نکلیں گے (مھطعین بمعنی مسرعین ہے، یہ حال بن رہا ہے) اپنے سر (آسمان کی جانب) اٹھائے ہوئے کہ ان کی پلک (یعنی آنکھ) ان کی طرف لوٹتی نہیں (مقنعی بمعنی رافعی ہے) اور ان کے دلوں (افئدۃ بمعنی قلوب ہے) میں کچھ سکت نہ ہوگی......۲......(گھبراہٹ کی وجہ سے دل عقل سے خالی ہونگے) اور ڈراؤ (اے حبیب ﷺ! انذر بمعنی خوف ہے) لوگوں کو اس دن سے جب ان پر عذاب آئے گا (مراد قیامت کا دن ہے) تو ظالم (یعنی کافر) کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں مہلت دے (یوں کہ ہمیں دنیا میں لوٹا دے) تھوڑی دیر کہ ہم تیرا بلانا مانیں (تب ان سے توبیخاً کہا جائے گا) تو کیا تم پہلے (یعنی دنیا میں) قسم نہ کھا چکے تھے (اقسمتم بمعنی حلفتم ہے) کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا نہیں ہے (یعنی ہمیں آخرت کی طرف نہیں جانا، من زوال میں من زائدہ ہے) اور تم (دنیا میں) ان کے گھروں میں بسے جنہوں نے اپنا بُرا کیا تھا (کفر اختیار کر کے سابقہ امتوں میں سے) اور تم پر خوب کھل گیا ہم نے ان کے ساتھ کیسا کیا (جو عذاب ان کو دیا تم لوگ ان کو دیکھ کر بھی باز نہ آئے) اور ہم نے بیان کیں (ضربنا بمعنی بینا ہے) تم سے مثالیں (قرآن مجید میں، پھر بھی تم نے عبرت حاصل نہ کی) اور بیشک وہ اپنا سا فریب چلے (نبی پاک ﷺ کے ساتھ، یوں کہ انہوں نے آپ ﷺ کو شہید کرنے یا قید کرنے یا ملک بدر کرنے کا ارادہ کرلیا) اور ان کا داؤں اللہ کے قابو میں ہے (یعنی ان کے داؤں کا علم یا جزا دینا) اور ان کا داؤں کچھ ایسا نہ تھا کہ جس سے یہ پہاڑ ٹل جائیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے، اگرچہ وہ مکر بہت بڑا تھا، آیت کا معنی یہ ہے کہ ان کے اس مکر کا رخ اور نقصان ان کی اپنی جانوں کی طرف تھا، یہاں جبال سے حقیقی پہاڑ مراد ہیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہاڑ سے ارکان اسلام مراد ہیں جنہیں قرار و ثبات میں پہاڑ سے تشبیہ دی گئی ہے اور ایک قرأت میں لتزول لام کے فتح اور فعل کو مرفوع پڑھا گیا ہے، پس اس صورت میں یہ ان مخففہ ہوگا اور اس سے مراد ان کے مکر کی شدت بیان کرنا ہے اور کہا گیا ہے کہ مکر سے مراد ان کا کفر ہے اور یہ معنی ان دوسری آیات کے مناسب ہوگا جو کہ یہ ہے تکاد السموت یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا) تو ہرگز خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے (مدد کرنے کا) وعدہ خلاف کرے گا بیشک اللہ غالب ہے (عزیز بمعنی غالب ہے اسے کوئی بھی شے عاجز نہیں کرسکتی) بدلہ لینے والا ہے (اپنے نافرمانوں سے، یاد کرو) جس دن بدل دی جائے گی زمین......۳......اس زمین کے سوا اور آسمان......۴......(مراد قیامت کا دن ہے، پس لوگوں کا حشر سفید زمین پر ہوگا جو صاف ستھری ہوگی کہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ امام مسلم نے کہا کہ سید عالم ﷺ سے سوال ہوا کہ اس دن لوگ کہاں ہونگے؟ فرمایا پل صراط پر) اور ظاہر ہونگے (قبروں سے باہر نکل آئیں گے) ایک اللہ کے سامنے جو سب پر غالب ہے اور (اے حبیب ﷺ!) اس دن تم مجرموں (یعنی کافروں) کو دیکھو گے (تری بمعنی تبصر ہے) بیڑیوں میں ایک دوسرے سے جکڑے ہونگے (اپنے شیاطین کے ساتھ بیڑیوں میں جکڑے ہونگے، الاصفاد بمعنی القیود والاغلال ہے) ان کے کرتے (یعنی قمیص) رال کے ہونگے (کیونکہ رال ان کو بہت جلد مشتعل کردیتی ہے) اور ڈھانپ لے گی (بلند ہوجائے گی) آگ ان کے چہروں پر اس لیے کہ اللہ بدلہ دے ("لیجزی"، برزوا کے متعلق ہے) ہر جان کو اس کی (اچھی یا بُری) کمائی کا......۵......بیشک اللہ کا حساب کرتے کچھ دیر نہیں لگتی (وہ دنیاوی دن کے نصف حصہ کی مقدار میں اپنی تمام مخلوق کا حساب لیگا اور اس بارے میں حدیث پاک وارد ہے) یہ (قرآن پاک) لوگوں کو حکم پہنچاتا ہے (یعنی لوگوں کو حکم پہنچانے کے لیے نازل کیا گیا ہے) اور اس لیے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں اور اس لیے کہ وہ جان لیں (اس میں جو دلائل اور حجتیں ہیں ان سے) کہ وہ (یعنی اللہ ﷻ) ایک ہی معبود ہے اور اس لیے کہ عقل والے (اولوا الالباب کے معنی صاحبان عقل ہیں) نصیحت مانیں (لیذکر اصل میں لیتذکر تھا، تاء کو ذال کر کے ذال کا ذال میں ادغام کردیا بمعنی تعیظ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظلمون انما یؤخرھم لیوم تشخص فیہ الابصار﴾.

و : مستانفہ، لا تحسبن اللہ : فعل بافاعل ومفعول، غافلا : اسم فاعل بافاعل، عما یعمل الظلمون : ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، انما : حرف مشبہ اور ما کافہ، یوخرھم : فعل بافاعل ومفعول، لام : جار، یوم : موصوف، تشخص فیہ الابصار : جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿مھطعین مقنعی رؤسھم لا یرتد الیھم طرفھم وافئدتھم ھواء﴾.

مھطعین : حال اول : مقنعی رء وسھم : حال ثانی ہے، ماقبل "الابصار" ذوالحال سے، لا یرتد الیھم طرفھم : فعل باظرف لغو وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و : مستانفہ، افئدتھم : مبتدا، ھواء : خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وانذر الناس یوم یاتیھم العذاب فیقول الذین ظلموا ربنا اخرنا الی اجل قریب﴾.

و : عاطفہ، انذر الناس : فعل بافاعل ومفعول، یوم یاتیھم العذاب : مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ "لا تحسبن" پر معطوف ہے، و : عاطفہ، یقول الذین ظلموا : قول، ربنا : جملہ ندائیہ، اخرنا : فعل بافاعل ومفعول، الی اجل قریب : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ معطوف ہے "یاتیھم" ماقبل پر۔

﴿نجب دعوتک ونتبع الرسل اولم تکونوا اقسمتم من قبل﴾.

نجب دعوتک : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ونتبع الرسل : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب امر، ھمزہ : استفہامیہ، و : عاطفہ، لم تکونوا : فعل ناقص بااسم اقسمتم من قبل : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "فیقال لھم ھذا القول توبیخا و تقریعا" کا مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿ما لکم من زوال﴾.

ما : مشابہ بلیس، لکم : ظرف مستقر خبر مقدم، من : زائدہ، زوال : اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وسکنتم فی مسکن الذین ظلموا انفسھم﴾.

و : عاطفہ، سکنتم : فعل بافاعل، فی : جار، مسکن : مضاف، الذین ظلموا انفسھم : مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ "اقسمتم" پر معطوف ہے۔

﴿وتبین لکم کیف فعلنا بھم وضربنا لکم الامثال﴾.

و : عاطفہ، تبین لکم : فعل بافاعل وظرف لغو، کیف : حال مقدم، فعلنا : فعل باضمیر ذوالحال، ملکر فاعل، بھم : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وضربنا لکم الامثال : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مفعول، تبین اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقد مکروا مکرھم وعند اللہ مکرھم وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال﴾.

و : عاطفہ، قد : تحقیقیہ، مکروا : فعل واو ضمیر ذوالحال، عنداللہ : جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، مکرھم : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، ان : نافیہ، کان مکرھم : فعل ناقص بااسم، لتزول منہ الجبال : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ﴾.

ف : عاطفہ، لا تحسبن اللہ : فعل بافاعل ومفعول اول، مخلف : اسم فاعل بافاعل مضاف، وعدہ : مفعول اول مضاف الیہ،

رسلہ : مفعول ثانی ملکرشبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لاتحسن" پر معطوف ہے۔

﴿ان اللہ عزیز ذوانتقام○ یوم تبدل الارض غیر الارض والسموت﴾۔

ان : حرف مشبہ، اللہ : اسم، عزیز :خبراول، ذوانتقام : خبرثانی، ملکر جملہ اسمیہ، یوم : مضاف، تبدل :فعل مجہول، الارض : معطوف علیہ، والسموات :معطوف ،ملکرنائب الفاعل، غیر الارض : مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر "اذکر"فعل محذوف کاظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وبرزوا للہ الواحد القھار﴾۔

و: عاطفہ، بروزا :فعل بافاعل ،لام :جار، اللہ : موصوف، الواحد :صفت اول،القھار : صفت ثانی،ملکر مجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تبدل" پر معطوف ہے۔

﴿وتری المجرمین یومئذ مقرنین فی الاصفاد﴾۔

و:عاطفہ، تری : فعل بافاعل ،المجرمین : ذوالحال، مقرنین فی الاصفاد : شبہ جملہ حال،ملکرمفعول،یومئذ:ظرف، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تبدل" پر معطوف ہے۔

﴿سرابیلھم من قطران﴾۔

سرابیلھم : مبتدا، من قطران : ظرف مستقرخبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وتغشی وجوھھم النار ○ لیجزی اللہ کل نفس ما کسبت﴾۔

و : عاطفہ، تغشی وجوھھم النار: فعل بامفعول وفاعل ملکر ماقبل "سرابیلھم من قطران" پر معطوف ہے،لام : جار، یجزی اللہ: فعل بافاعل، کل نفس :مفعول، وماکسبت :مفعول ثانی مل کر جملہ فعلیہ مجرور،ملکرظرف لغو ماقبل " برزوا"فعل کے لیے۔

﴿ان اللہ سریع الحساب ○ ھذا بلاغ للناس﴾۔

ان اللہ :حرف مشبہ واسم، سریع الحساب : خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، ھذا : مبتدا،بلغ : موصوف، للناس : ظرف مستقر صفت، ملکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولینذروا بہ ولیعلموا انما ھو الہ واحد ولیذکر اولوا الالباب﴾۔

و : عاطفہ،معطوف علی محذوف "لینصحوا ویحذروا"، لینذروا :فعل امر بافاعل،بہ:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، لیعلموا : فعل امر بافاعل، انما حرف مشبہ اورما کافہ،ھو الہ واحد : جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ سے ماقبل " لینذروا" پر معطوف ہے،و:عاطفہ،لیذکر :فعل، اولوالالباب :مرکب اضافی فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لینذروا" پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قیامت کے انجام پذیر ہونے پرعقلی دلائل:

۱......کائنات کا ایک مستقل نظام سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر آج تک اور تا قیام قیامت تک چلتا رہے گا، انسان اس دنیا میں بستے رہیں گے اور رخصت ہوتے رہیں گے، گردشِ لیل ونہار اور زمانے کی تبدیلیوں کا سلسلہ چلتا رہے گا، لوگوں کے اچھے و بُرے کارنامے بھی وقوع پذیر ہوتے رہیں گے۔ نیک لوگ مساجد، مدارس، فلاحی کام اور دیگر نمایاں خدمات انجام دے کر دنیا سے رخصت ہونگے اور بُرے لوگ قتل وغارت گری، لوٹ مار، فتنہ فساد، ظلم وزیادتی کا ماحول گرم کریں گے، اپنے ناپاک عزائم کو بروئے کار

لائیں۔ یہ، عملی جامہ پہنا کر مزید دکھوں میں مبتلا کریں گے۔ لیکن ﴿لیجزی الله کل نفس ما کسبت تاکہ اللہ ہر نفس کو اس کے کاموں کا بدلہ دے (ابراھیم:۵۱)﴾، ﴿ولا تحسبن الله غافلا عما یعمل الظلمون انما یؤخرھم لیوم تشخص فیه الابصار اور اللہ کو ہرگز بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے وہ انہیں ڈھیل دے رہا ہے ایسے دن کے لیے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی (ابراھیم:۴۲)﴾۔ آج کے معاشرے پر نگاہ دوڑانے والا ہر ذی شعور جانتا ہے کہ بے گناہ لوگوں کا قتل عام کرنے والے خود کئی کئی سال جیل کی سلاخوں کے پیچھے، مہلک امراض، اور بے موت مرتے ہیں، جنہیں بسا اوقات قبر تک میسر نہیں آتی، کیا انہیں یہ معلوم نہیں چلتا ہے کہ دنیا میں ہم سے بدلہ لیا جا رہا ہے، اور یہ تو دنیا میں انہیں درس دیا جا رہا ہے کہ باز آ جائیں جب کہ قیامت کا حساب کتاب، جزا سزا اور اخروی جنت و دوزخ اٹل ہے جو کہ اس نظام کائنات کے ختم ہونے پر رونما ہوگی۔

☆......ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو بھی ظلماً قتل کیا جائیگا اس کے عذاب کا کچھ حصہ پہلے ابن آدم پر بھی ہوگا کیونکہ وہ شخص پہلا تھا جس نے دنیا میں قتل کرنے کا طریقہ ایجاد کیا“۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: خلق آدم و ذریته، رقم: ۳۳۳۵، ص ۵۵٤)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اسلام میں نیک کام کی ابتداء کرے یا کسی نیکی کی ایجاد کرے اس کو اپنے عمل کا بھی اجر ملے گا اور بعد میں عمل کرنے والوں کا بھی اجر ملے گا اور ان عمل کرنے والوں کے عمل میں کوئی کمی نہ ہوگی، اور جس نے اسلام میں کسی برے عمل کی ابتداء کی یا کوئی برا کام ایجاد کیا تو اسے اپنے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور ان عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

(سنن ابن ماجه، باب: من سن سنة حسنة، رقم ۲۰۳، ص ٥٤)

قیامت میں کفِ افسوس کن لوگوں کے لیے ہے؟

س......نہ ماننے والوں، کافروں اور دیگر ہر وہ لوگ جو صحیح دین اسلام پر نہ تھے، انہیں قیامت میں کف افسوس کے سوا کیا ہاتھ آئیگا؟ دنیا کے نظام میں جیل جانے والا مال دے کر جان چھڑا لیتا ہے، دیگر جائز و ناجائز کئی طریقے ہمارے معاشرے میں رائج ہیں لیکن اللہ کے عذاب سے جان چھوڑانا ناممکن ہے، فقط ایک راستہ ہے کہ یا تو اللہ کی رحمت کا آسرا ہو جائے کہ اللہ معاف کر دے یا پھر اسلام کی وجہ سے سید عالم ﷺ کی شفاعت کا سہارا مل جائے لیکن ہم یہاں مسلمانوں کی بات نہیں کر رہے بلکہ ہمارا موضوع دشمنان اسلام ہیں۔ اللہ نے فرمایا: ﴿ولو تری اذ وقفوا علی النار...... ونکون من المومنین اور کبھی تم دیکھو جب وہ آگ پر کھڑے کئے جائیں گے تو کہیں گے کاش کسی طرح ہم واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی آیتیں نہ جھٹلائیں اور مسلمان ہو جائیں (الانعام:۲۷)﴾، ﴿ولو تری اذالمجرمون ناکسوا رؤسھم ...... انا موقنون (السجدہ: ۱۲)﴾۔ پچھلی امتوں کے حالات و آثار کے بیان قرآن میں دیگر کئی جگہوں پر موجود ہیں، عبرت حاصل کرنی چاہیے، ایمان وہ خزانہ ہے کہ اگر اس کی حفاظت نہ کی جائے تو ضائع ہو سکتا ہے۔

زمین کی تبدیلی کے بارے میں مختلف احادیث:

س......ایک زمین کا دوسری زمین سے تبدیل کیا جانا کیسے ممکن ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے گرا دیا جائے گا اور زمین کو رنگے ہوئے چمڑے کی طرح پھیلا دیا جائے گا“۔ (ابن ماجه، کتاب الفتن، باب: طلوع الشمس من مغاربها، رقم: ٤٠٨١، ص ٦٧٨) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن لوگوں کا حشر اس زمین پر کیا جائے گا جو میدہ کی روٹی کی طرح سفید ہوگی اور اس میں کسی کے گھر کی کوئی نشانی نہ ہوگی“۔

(صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة، باب: ابتداء الخلق، رقم: ٦٩٤٩/ ٢٧٩٠، ص ١٣٧٤)

☆......مسروق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ نے یہ آیت ﴿یوم تبدل الارض غیر الارض والسموت جس دن زمین وآسمان دوسرے سے تبدیل کر دیئے جائیں گے (ابراھیم:۴۸)﴾، بی بی عائشہ نے استفسار کیا یارسول اللہ! اس دن لوگ کہاں ہونگے ؟ جواب دیا: "پل صراط پر"۔ (صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة، باب: ابتداء الخلق، رقم: ۶/۶۹۵۰، ۴۲۷۹، ص ۱۳۷۴)

عمرو بن میمون روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ﴿یوم تبدل الارض غیر الارض (ابراھیم:۴۸)﴾ کی تفسیر میں فرمایا، وہ سفید زمین ہوگی گویا کہ وہ چاندی ہے اس میں کوئی حرام خون نہیں بہایا گیا اور نہ اس میں کوئی گناہ کیا گیا ہے"۔

(المعجم الکبیر، رقم:۱۰۳۲۳، المعجم الاوسط، رقم:۷۱۶۳)

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کا حشر اس زمین پر کیا جائے گا جو سفید میدہ کی مانند ہوگی اور اس میں کسی کے گھر کی کوئی نشانی نہ ہوگی، علامہ خطابی نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ زمین بالکل ہموار ہوگی، قاضی عیاض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ اس زمین پر کوئی عمارت نہ ہوگی، نہ پہاڑیاں اور چٹانیں ہوں گی جس سے زمین پر کوئی علامتیں مقرر کی جائیں، علامہ ابو جمرہ نے کہا اس میں اللہ کی عظیم قدرت پر دلیل ہے اور قیامت جزئیات کی خبر اس لئے دیتی ہے کہ سننے والے کو پہلے سے بصیرت حاصل ہو اور قیامت کی ہولناکیوں کا اس کو پہلے علم ہو جائے اور وہ اپنے آپ کو ان دہشت ناک چیزوں کے لیے تیار کرلے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ تمام امور اچانک پیش آئیں، اس حدیث میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ میدان حشر کی زمین اس موجودہ زمین سے بہت بڑی ہوگی اور زمین کی ان صفات میں یہ حکمت ہے کہ جس زمین میں حساب وکتاب ہوگا وہ زمین ظلم اور گناہوں سے پاک ہو اور اللہ سبحانہ اپنے مومن بندوں پر جو تجلی فرمائے گا وہ ایسی زمین ہو جو اس تجلی کی عظمت وشان کے لائق ہو، جس میں وحدہ لاشریک کا حکم ہو، پس اس لئے مناسب ہے کہ زمین خالص اس کے لیے ہو کہ مجازاً کسی اور کا حکم نافذ نہ ہو اور اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ دنیا کی زمین مضمحل ہو جائے گی اور معدوم ہو جائے گی اور اس میں متقدمین کا اختلاف پایا جاتا ہے، بعض کہتے ہیں زمین کا مادہ اور ذات تبدیل کر دی جائے گی، بخاری ومسلم کی حدیث سے یہی مستفاد ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک زمین یہی رہے گی لیکن اس کی صفات میں تبدیلی آجائے گی جیسا کہ سنن ابن ماجہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے، مسند امام احمد کی حدیث میں یہ ہے کہ پہاڑوں اور ٹیلوں کو چپٹا کر کے زمین کو پھیلا دیا جائے گا، ان میں تطبیق یوں ہوگی کہ جہاں یہ کہا گیا کہ زمین میدے کی روٹی کی مانند ہوگی مراد محشر کی زمین ہے اور جہاں یہ کہا گیا کہ پہاڑ، ٹیلے، درخت، وادیاں سب کو گرا دیا جائے گا وہ اسی زمین سے متعلق ہے، قیامت میں تمام تغیرات اسی زمین پر وارد ہونگے لیکن محشر میں زمین سفید روٹی کی مانند ہوگی جس سے مسلمان کھائیں گے، وہ اور زمین ہوگی جو اپنی ذات وصفات میں مختلف ہوگی۔ (فتح الباری، کتاب الرقاق، باب: یقبض اللہ الارض یوم القیامة، ج ۱۱، رقم: ۶۵۲۱، ص ۴۵۲)

آسمان کی تبدیلی کے بارے میں مختلف اقوال:

۱......آسمانوں کے تبدیل ہونے سے مراد یہ ہے کہ ستارے ٹوٹ پھوٹ جائیں گے، سورج اور چاند کو گہن لگ جائے گا، دروازے بن جائیں گے، کبھی یہ آسمان پگھلی ہوئی دھات اور کبھی دھوئیں کی مانند نظر آئیں گے۔ (الرازی، ج۷، ص ۱۱۲)

ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زمین چاندی کی اور آسمان سونے کے ہوجائیں گے، ابن المنذر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ زمین وآسمان دونوں ہی چاندی کے ہوجائیں گے۔ (روح المعانی، الجزء ۱۳، ص ۳۱۹)

اچھی بُری کمائی کے انجام کا دن:

۵......انسان اپنی زندگی کی کمائی کا بدلہ دنیا میں بھی اور آخرت میں ضرور اٹھاتا ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: ''قیامت کے دن لوگوں کی تین اقسام ہونگی، سواری والے، پیدل اور چہروں کے بل چلنے والے، ایک شخص نے استفسار کیا یارسول اللہ! کیا وہ اپنے چہروں کے بل چلیں گے؟ جواب ارشاد فرمایا: ''جس طرح دنیا میں پاؤں پر چلتے تھے اسی طرح چہروں کے بل چلنے پر قادر ہونگے''۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کافر کو قیامت کے دن چہرے کے بل کیسے جمع کیا جائے گا؟ جواب ارشاد فرمایا: ''کیا وہ دنیا کی زندگی میں اپنے پاؤں پر نہیں چلتا تھا، اسی طرح چہرے کے بل چلے گا''۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن حضرات انبیائے کرام کو میدان حشر کا سواری پر دورہ کرایا جائے گا، حضرت صالح اپنی اونٹنی پر، مجھے بُراق پر، میرے بیٹوں حسن وحسین کو جنتی اونٹنیوں پر، بلال کو جنتی اونٹنی پر سوار کرایا جائے گا پھر وہ اذان کے ساتھ ندا کریں اور کلمۂ شہادت ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' کی گونج دیں گے، پس اولین وآخرین میں سے جنھوں نے قبول کیا سو (اُس دن بھی) قبول کیا اور جنھوں نے رد کیا سو (اُس دن بھی) رد کیا۔ (البدور السافرۃ، باب حشر المتقی راکبا، رقم: ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۲)

اغراض: مسرعین: قیامت کے دن ندا دینے والے اسرافیل کی طرف دوڑتے ہونگے، ایک قول کے مطابق ندا دینے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہونگے جو بیت المقدس کی پہاڑی کی جانب بلائیں گے، مراد زمین سے آسمان کی طرف قریب ترین جگہ ہے، ان لوگوں سے کہا جائے گا: اے بکھری ہوئی ہڈیوں، اے ٹوٹے ہوئے جوڑ، اے پھٹے ہوئے گوشت پوست، بکھرے ہوئے بال، اللہ نے چاہا کہ تمہیں فیصلہ کرنے کے لیے پھر سے جمع کردے، پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔

خالیۃ من العقل لفزعھم: حیرت اور شدت خوف کی وجہ سے عقلیں سمجھنے سے قاصر ہونگی، معنی یہ ہے کہ دل (ودماغ) سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت سے فارغ ہوجائیں گے، آنکھیں چندھیا جائیں گی، اس دن کی سختی کی وجہ سے آنکھیں آسمان کی جانب اُٹھی ہوئی ہونگی۔

فیقال لھم: (لوگوں کو آخرت کے بارے میں یاددلانے والے) یا تو فرشتے ہونگے یا رب العالمین کی ذات پاک۔

حلفتم: جیسا کہ ﴿واقسموا باللہ جھد ایمانھم لا یبعث اللہ من یموت (النحل: ۳۸)﴾ میں بیان گزرا۔

حیث ارادوا قتلہ: دارالندوہ میں سید عالم ﷺ کے بارے ناپاک عزم کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے منصوبہ بنایا، جس کا بیان ﴿واذ یمکربک الذین کفروا (الانفال: ۳۰)﴾ میں گزرا۔

والمراد بالجبال ھنا: اس بارے میں دو اقوال ہیں: ایک قول کے مطابق حقیقتاً پہاڑ مراد ہیں، ایک قول کے مُطابق شرائع اسلام مراد ہیں، مجازاً پہاڑ کا ذکر ہوا ہے۔

مشدودین مع شیاطینھم: جس دن کافر اپنے ہاتھ پاؤں گردنوں سے بندھے ہوئے حاضر ہونگے اور ان کے ساتھ شیطان بھی ہونگے جو دنیا کی زندگی میں اُن پر مسلط تھے۔

(الصاوی، ج ۳، ص ۲۳۸ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

سورۃ الحجر مکیۃ و آیاتھا تسع و تسعون آیۃ

(سورہ الحجر مکی ہے اور اس میں ننانوے آیات ہیں)

تعارف

اس سورہ میں چھ رکوع،، چھ سو چھ(۶۵۴) کلمے، دو ہزار سات سو ساٹھ حروف ہیں۔ دنیا کی خرمستیاں دھول چاٹتی نظر آئیں گی جب کافر بوقت موت اپنی نگاہوں کے سامنے موت کے مناظر و عذاب کے احوال دیکھے گا۔ ابتدائی مبارک جملوں میں تنبیہ ہے کہ لمبی امیدوں میں گرفتار ہونا اور لذات دنیا کی طلب میں غرق ہوجانا صاحب ایمان کی شان نہیں چنانچہ حضرت علی ﷜ کا فرمان ہے کہ لمبی امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور خواہشات کا اتباع حق سے روکتا ہے۔ قرآن مجید ہمیشہ کے لئے رہنے والی کتاب ہے، تا قیام قیامت اس میں کوئی انسان، جن اور ساری مخلوق کے مقدور نہیں کہ اس میں ایک حرف بھی تبدیل کر سکے کیونکہ اللہ ﷻ نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ آسمانی برج کا بیان اس پاک سورہ میں مفصل کر دیا گیا ہے اگرچہ کئی اور مقامات پر بھی برج کا ذکر ہے لیکن اس سورہ میں شیطانی عمل دخل کو آسمانوں سے روک دینے کا بیان بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷤ کی ولادت پر شیاطین تین آسمانوں سے روکے گئے لیکن محبوب کبریاء احمد مجتبیٰ ﷺ کی ولادت ہوئی تو انہیں تمام ہی آسمانوں سے روک دیا گیا۔ شہاب ثاقب اس ستارہ کو کہتے ہیں جو شعلہ کی مثل روشن ہوتا ہے اور فرشتے اس سے شیاطین کو مارتے ہیں۔ انسان و جنات کا مبداء پیدائش بھی ذکر کر دیا گیا کہ انسان بجتی ہوئی مٹی اور شیطان بے دھوئیں کی آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ حضرت آدم ﷤ کو سجدہ کرنے والی کیفیات و حالات کا ذکر بھی اللہ ﷻ نے فصاحت و بلاغت کے ساتھ فرمایا ہے۔ نافرمانوں کے لئے جہنم کی وعید اور اس کے سات دروازوں کا ذکر جو کہ اُن میں سے ہر ایک کے لئے بٹا ہوا ہے اور ساتھ ہی اہل ایمان کے لئے جنت کے باغوں و چشموں اور دیگر انعامات جنت کا مفصل بیان کیا گیا ہے۔ سیدنا ابراہیم ﷤ مہمانوں کے انتظار میں رہتے تھے لہٰذا ان کے ہاں آنے والے معزز و مکرم مہمانوں کا ذکر خیر بھی کر دیا گیا ہے۔ قوم لوط اور اصحاب ایکہ پر ہونے والے عذاب کی کیفیات کا ذکر بھی اس مبارک کلام میں موجود ہے۔

رکوع نمبر: ۲۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم   اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الٓرٰ﴾ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ بِذَالِکَ ﴿تِلْکَ﴾ ھٰذِہِ الْاٰیَاتُ ﴿اٰیٰتُ الْکِتٰبِ﴾ الْقُرْاٰنِ وَالْاِضَافَۃُ بِمَعْنٰی مِنْ ﴿وَقُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ (۱)﴾ مُظْھِرٍ لِلْحَقِّ مِنَ الْبَاطِلِ عَطْفٌ بِزِیَادَۃِ صِفَۃٍ

﴿ترجمہ﴾

الـر (حروف مقطعات ہیں، اللہ ﷻ ہی اس کی مراد بہتر جانتا ہے) یہ (آیتیں) ہیں کتاب (قرآن مجید، اضافت من کے معنی میں ہے) اور روشن قرآن کی (جو کہ حق کو باطل سے ظاہر کرنے والا ہے، مذکورہ جملے و قرآن مبین میں عطف صفت مبین کی زیادتی کی وجہ سے ہے ......۱......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الر تلک ایت الکتب وقرآن مبین﴾.

الر: کے اعراب ماقبل سورۃ ابراہیم میں دیکھ لیں،تلک: مبتداء،ایت الکتب: معطوف علیہ،و:عاطفہ،قرآن مبین: موصوف صفت ملکر معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آیت متذکرہ کا مختصر خلاصہ:

مفسرین کرام کی ایک جماعت کا قول ہے کہ اس سے مراد ''انا اللہ اری یعنی میں اللہ دیکھ رہا ہوں'' ہے۔ کتاب اور قرآن کے معنی ایک ہی ہیں، یعنی ایک ہی اسم کے دونام یہاں ذکر کیے گئے ہیں۔ علامہ بغوی کہتے ہیں کہ اگرچہ کتاب اور قرآن ایک ہی چیز کے دونام ہیں تاہم کتاب وہ ہوتی ہے جس میں لکھا جاتا ہے اور قرآن وہ ہوتا ہے جس میں بعض بعض احکامات جمع کیے جاتے ہیں۔

(البغوی،ص ۴۸۹)

غرض: وحال المسلمین: ہمیشہ رہنے والی نعمتیں۔

ایک اهم بات

صلوا علی الحبیب:صلی الله علی محمد

کیاانسان صرف اپنی فکرکرنا هی کافی هے؟

☆......امام جلال الدین سیوطی الشافعی نے اسی آیتِ مبارکہ کے تحت اپنی تفسیر ''الدر المنثور'' میں متعدد احادیث نقل کی ہیں جس سے اس آیت مبارکہ کا معنی واضح ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرماتے اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرنے کے بعد آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم اللہ عزوجل کا یہ فرمان پڑھتے ہو اور اسے رخصت گمان کرتے ہو؟ خدا عزوجل کی قسم! اس سے سخت تر آیت کا نزول نہیں ہوا خدا عزوجل کی قسم! تمہیں نیکی کا حکم دینا چاہیے برائیوں سے روکنا چاہیے ورنہ اللہ عزوجل تم سب پر عذاب نازل فرمائے گا۔ اس آیت سے مراد یہ نہیں ہے کہ انسان امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ترک کردے بلکہ قدرت کے باوجود اس کام کو ترک کرنا جائز نہیں۔

(المدارك، ج۱،ص ۴۸۱)

کثرت سوال کی مذمت

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ عزوجل نے تم پر حج فرض کیا تو تم اسکے پاک گھر کا حج کرو''، ایک شخص نے عرض کی کیا ہر سال حج کریں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی یہاں تک کہ اس شخص نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم اسکی استطاعت نہ رکھتے، فرمایا: ''جن چیزوں کا بیان میں چھوڑ دیا کروں اس چیزوں کا سوال مت کیا کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ حضرات انبیاء کرام سے بکثرت سوال کیا کرتے تھے اور انبیاء کرام سے اختلاف کیا کرتے تھے لہذا جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم کروں تو اس پر بقدر استطاعت عمل کرو اور جس چیز سے منع کروں اسے چھوڑ دو''۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج ،باب فرض الحج مرۃ فی العمر ،رقم: ۱۳۳۷/۳۱۴۷،ص ۶۲۷)

رکوع نمبر : ۱

﴿رُبَمَا ﴾بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ﴿يَوَدُّ ﴾يَتَمَنّٰى﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِذَا عَايَنُوْا حَالَهُمْ وَحَالَ الْمُسْلِمِيْنَ﴿لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ(۲)﴾وَرُبَّ لِتَكْثِيْرٍ فَاِنَّهٗ يُكْثِرُ مِنْهُمْ تَمَنّٰى ذَالِكَ وَقِيْلَ لِتَقْلِيْلٍ فَاِنَّ الْاَحْوَالَ تُدْهِشُهُمْ فَلَا يُفِيْقُوْنَ حَتّٰى يَتَمَنَّوْا ذَالِكَ اِلَّا فِيْ اَحْيَانٍ قَلِيْلَةٍ﴿ذَرْهُمْ ﴾اُتْرُكِ الْكُفَّارَ يَامُحَمَّدُ﴿يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا ﴾بِدُنْيَاهُمْ﴿وَيُلْهِهِمُ﴾يُشْغِلُهُمْ﴿ الْاَمَلُ ﴾بِطُوْلِ الْعُمُرِ وَغَيْرِهٖ عَنِ الْاِيْمَانِ﴿فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ(۳)﴾عَاقِبَةَ اَمْرِهِمْ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ﴿وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ ﴾زَائِدَةٌ﴿قَرْيَةٍ ﴾اُرِيْدَ اَهْلُهَا﴿اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ ﴾اَجَلٌ ﴿مَّعْلُوْمٌ (۴)﴾مَحْدُوْدٌ﴿مَا تَسْبِقُ مِنْ ﴾زَائِدَةٌ﴿اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ (۵)﴾يَتَاَخَّرُوْنَ عَنْهُ﴿وَقَالُوْا ﴾اَیْ كُفَّارُ مَكَّةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ ﴾الْقُرْآنُ فِيْ زَعْمِهٖ﴿اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ(۶)لَوْ مَا ﴾هَلَّا﴿تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۷)﴾فِيْ قَوْلِكَ اِنَّكَ نَبِيٌّ وَاِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ قَالَ تَعَالٰى﴿مَا نُنَزِّلُ ﴾فِيْهِ حَذْفُ اِحْدَى التَّائَيْنِ﴿الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ ﴾بِالْعَذَابِ ﴿وَمَا كَانُوْآ اِذًا ﴾اَیْ حِيْنَ نُزُوْلِ الْمَلٰٓئِكَةِ بِالْعَذَابِ﴿مُّنْظَرِيْنَ(۸)﴾مُؤَخَّرِيْنَ﴿اِنَّا نَحْنُ ﴾تَاْكِيْدٌ لِّاِسْمِ اِنَّ اَوْ فَصْلٌ ﴿نَزَّلْنَا الذِّكْرَ ﴾الْقُرْآنَ﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (۹)﴾مِنَ التَّبْدِيْلِ وَالتَّحْرِيْفِ وَالزِّيَادَةِ وَالنَّقْصِ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ ﴾رُسُلًا﴿فِيْ شِيَعِ ﴾فِرَقِ﴿الْاَوَّلِيْنَ (۱۰)وَمَا ﴾كَانَ﴿يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ(۱۱)﴾اِسْتِهْزَاءُ قَوْمِكَ بِكَ وَهٰذَا تَسْلِيَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ ﴿كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ ﴾اَیْ مِثْلُ اِدْخَالِنَا التَّكْذِيْبَ فِيْ قُلُوْبِ اُولٰٓئِكَ نُدْخِلُهٗ ﴿فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ (۱۲)﴾اَیْ الْكُفَّارِ مَكَّةَ﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ﴾بِالنَّبِيِّ ﷺ ﴿وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ(۱۳)﴾اَیْ سُنَّةُ اللّٰهِ فِيْهِمْ مِنْ تَعْذِيْبِهِمْ بِتَكْذِيْبِهِمْ اَنْبِيَائَهُمْ وَهٰؤُلَاءِ مِثْلُهُمْ﴿وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ ﴾فِي الْبَابِ﴿يَعْرُجُوْنَ (۱۴)﴾يَصْعَدُوْنَ﴿لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ ﴾سُدَّتْ﴿اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ (۱۵)﴾يُخَيَّلُ اِلَيْنَا ذَالِكَ.

﴿ترجمہ﴾

بسا اوقات (ربما تشدید وتخفیف دونوں کے ساتھ ہے) آرزوئیں (تمنائیں) کریں گے کافر (قیامت کے دن جب وہ اپنی حالت اور مسلمانوں کے حال کو دیکھیں گے) کاش مسلمان ہوتے ......۱......(رُبَّ کثرت کے لیے آتا ہے اکثر کافر قیامت کے دن یہی تمنا کریں گے، اور بعض نے کہا کہ رُبَّ قلت کے لیے آتا ہے قیامت کے دن کے ھول کی وجہ سے متحیر ہونگے اور انہیں اس وقت تک افاقہ نہ ہوگا جب تک وہ اس طرح تمنا نہ کرلیں مگر یہ معاملہ تھوڑی دیر کے لیے ہوگا) انہیں (یعنی کافروں کو اے محمد ﷺ!) چھوڑ دو کہ کھائیں اور برتیں (دنیا میں) اور امید......۲......(یعنی طویل وغیرہ، ایمان لانے سے) انہیں غافل (یعنی مشغول کرے) تو اب جاننا چاہتے ہیں (اپنا انجام، یہ قول قتال کے حکم سے پہلے تھا) اور نہیں کوئی بستی (یعنی اس کے رہنے والے) ہم نے ہلاک کی (مــن زائدہ ہے) مگر اس حال میں کہ اس کے واسطے لکھا ہوا (کتاب بمعنی اجل ہے) نوشتہ تھا (حد بندی کیا ہوا اس کی ہلاکت کے واسطے) نہیں آگے بڑھ سکتا کوئی (مــن زائدہ ہے) گروہ اپنے وعدے سے اور نہ پیچھے ہٹے (یعنی ان سے مؤخر نہ ہوسکے) اور بولے (کفار مکہ، نبی

پاک ﷺ سے) اے وہ کہ جن پر ذکر (یعنی قرآن، ان کے اپنے گمان میں) اترا بیشک تم مجنون ہو......۳...... کیوں نہیں (لولا بمعنی ھلا ہے) ہمارے پاس فرشتے لاتے اگر تم سچے ہو (اپنی بات میں، کہ اے محمد ﷺ آپ نبی ہیں، یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا) ہم نہیں اتارتے (دوثناء میں سے ایک حذف کی گئی ہے) فرشتوں کو حق (عذاب) کے ساتھ اور اس وقت وہ نہیں ہوتے (یعنی فرشتے جب کہ وہ عذاب دینے کو اترتے ہیں) مہلت دیئے ہوئے (منظرین بمعنی مؤخرین ہے) بیشک ہم نے (نحن "ان" "اسم کی تاکید کے لیے ہے یا فصل کے لیے ہے) ہم نے ذکر (یعنی قرآن) اتارا اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں......۴...... (یعنی اس کی تبدیلی، تحریف، زیادتی اور کمی کے) اور بیشک ہم نے تم سے پہلے (رسول) بھیجے گروہوں میں (شیع بمعنی فرق ہے) اور نہیں (تھا) ان کے پاس کوئی رسول مگر وہ اس سے ہنسی کرتے ہیں......۵...... (جیسا کہ آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ سے ہنسی کرتی ہے، اس مبارک جملہ میں سید عالم ﷺ کے لیے تسکین خاطر ہے) اسی طرح ہم راہ دینگے (یعنی اسی کی مثل ہم تکذیب داخل کرینگے) مجرموں (یعنی کفار مکہ) کے دلوں میں وہ اس (نبی پر ایمان نہیں لاتے) اور اگلوں کی راہ پڑ چکی ہے (یعنی اللہ ﷻ کی راہ انہیں عذاب دینے کی، انبیائے کرام کی تکذیب کی وجہ سے یہ لوگ بھی انہی کی مثل ہیں) اور اگر ہم کھول دیں ان پر کوئی دروازہ آسمان سے تو وہ اس (دروازے) میں چڑھتے رہیں......۶...... (یعرجون بمعنی یصعدون ہے) جب بھی یہی کہتے ہیں کہ ہماری نگاہ باندھ دی گئی ہے (سکرت بمعنی سدت ہے) بلکہ ہم پر جادو کیا ہوا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین﴾.

ربما: رب، مخففہ، وماکافہ، یود: فعل، الذین کفروا: موصول صلہ ملکر فاعل، لو: مصدریہ، کانوا مسلمین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، یود: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذرھم یاکلوا ویتمتعوا ویلھھم الامل فسوف یعلمون﴾.

ذرھم: فعل امر با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، یاکلوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویتمتعوا: جملہ فعلیہ معطوف اول، ویلھھم الامل: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جواب امر، ف: فصیحہ، سوف: حرف استقبال، یعلمون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما اھلکنا من قریۃ الا ولھا کتاب معلوم﴾.

و: مستانفہ، ما اھلکنا: فعل نفی با فاعل، من: زائدہ، قریۃ: ذوالحال: الا: حصر، و: حالیہ، لھا کتب معلوم: جملہ اسمیہ حال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما تسبق من امۃ اجلھا وما یستاخرون﴾.

ما تسبق: فعل نفی، من: زائدہ، امۃ: فاعل: اجلھا: مفعول، ملکر معطوف علیہ، وما یستاخرون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جملہ معطوفہ

﴿وقالوا یایھا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون﴾.

و: مستانفہ، قالوا: قول، یا: حرف ندا قائم مقام "ادعو" فعل با فاعل، ایھا: مرکب اضافی مبدل منہ، الذین: موصول، نزل علیہ الذکر: جملہ فعلیہ صلہ مل، کر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ، انک: حرف مشبہ واسم، لمجنون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ

مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿لو ما تاتینا بالملئکۃ ان کنت من الصدقین﴾.

لوما : حرف تحضیض جیسے کہ "ھلا"، تاتینا : فعل بافاعل ومفعول، بالملئکۃ : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ان :شرطیہ، کنت: فعل ناقص بااسم،من الصدقین :ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف " اتینا بالملئکۃ"،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ما ننزل الملئکۃ الا بالحق وما کانوا اذا منظرین﴾.

ما : نافیہ،ننزل الملئکۃ : فعل بافاعل ومفعول، الا : اداۃ حصر، بالحق :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ، و: عاطفہ، ما : نافیہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، اذن :حرف جواب وجزا،منظرین :خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون﴾.

انا : حرف مشبہ وضمیر مؤکد، نحن : تاکید،ملکر اسم: نزلنا الذکر : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انا : حرف مشبہ واسم، لہ لحفظون :شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل" انا نحن"پر معطوف ہے۔

﴿ولقد ارسلنا من قبلک فی شیع الاولین﴾.

و: عاطفہ، لقد: تاکید یہ قسمیہ تحقیقیہ، ارسلنا : فعل بافاعل،من قبلک :ظرف مستقر صفت اول، فی شیع الاولین: ظرف مستقر صفت ثانی،"رسلا"محذوف موصوف کے لیے مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کے لیے جواب قسم۔

﴿وما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن﴾.

و: عاطفہ، ما : نافیہ،یاتیھم : فعل بامفعول، من :زائدہ، رسول : ذوالحال، الا: اداۃ حصر، کانوا بہ یستھزون: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک نسلکہ فی قلوب المجرمین﴾.

کذلک : ظرف مستقر: ادخالا، مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، نسلکہ فی قلوب المجرمین: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا یومنون بہ وقد خلت سنۃ الاولین﴾.

لا یومنون : فعل واؤضمیر ذوالحال، وقد خلت سنۃ الاولین : جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل، بہ:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "المجرمین" سے حال ہے۔

﴿ولو فتحنا علیھم بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون O لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون﴾.

و: عاطفہ، لو: شرطیہ، فتحنا علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو،بابا من السماء : مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف : عاطفہ: ظلوا : فعل ناقص بااسم،فیہ یعرجون : شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ملکر شرط، لام : تاکیدیہ،قالوا: قول، انما سکرت ابصارنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،بل : حرف اضراب، نحن قوم مسحورون : جملہ اسمیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

کفار کے لیے حسرت وندامت:

۱.....حضرت ابن عباس اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ وہ یا ہم ﴿ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین (الحجر:۲)﴾ کی تلاوت کر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ آج کے دن اللہ مسلمان خطا کاروں اور جہنمی کافروں کو جمع فرمائے گا پھر مشرکین سے فرمائے گا کہ تمہیں تمہارے معبودوں نے کچھ فائدہ نہ دیا، پس اللہ گناہگار مسلمانوں کو اپنے فضل ورحمت سے جہنم سے نکالے گا اور کافروں پر غضب ناک ہوگا۔ بیہقی نے ابن عباس سے منقول کیا ہے کہ اللہ ہمیشہ شفاعت (قبول) کرے اور داخل جنت کرے گا اور رحم فرمائے گا حتی کہ فرمائے گا کہ جو کوئی مسلمان ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے پھر آیت مبارکہ ﴿ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین (الحجر:۲)﴾ کی تلاوت کی جائے گی۔ ابو نعیم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کلمہ طیبہ پڑھنے والے بعض لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ہوں گے، ان سے لات وعزی کے ماننے والے کہیں گے تمہیں تمہارے کلمے نے کچھ نفع نہ دیا اور تم ہمارے ساتھ آگ میں جل رہے ہو، اللہ اس بات کو ناپسند فرمائے گا، پس وہ جہنم سے نکالے جائیں گے اور انہیں نہر (حیات) میں غوطہ دیا جائے گا جس سے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکدار ہو جائیں گے، پس انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

(البدور السافرة، باب ربما یود الذین کفروا، رقم: ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ص۴۸۰ وغیرہ)

طویل امیدیں بربادی کا سبب ہیں:

۲.....دنیاوی امور کے انجام دینے میں لوگ ذرہ برابر بھی سستی وکاہلی کا مظاہرہ نہیں کرتے لیکن جہاں دینی امور کی بات آتی ہے شیطان نے ایسی امیدیں دلائیں ہیں کہ خواہ مخواہ ان کے چکر میں پھنس کر اپنی آخرت برباد کر لیتا ہے۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "دو چیزوں نے اولاد آدم کو بوڑھا کر دیا ایک مال کی حرص وطمع نے دوسرے طویل امیدوں نے"۔ سید عالم ﷺ نے تین چیزوں پر تنبیہ فرمائی: "یہ اولاد آدم ہے، یہ اس کی امیدیں ہیں اور یہ اس کا وقت رخصت، ایک امید کو پاتا ہے تو ننانوے امیدیں اس سے دور بھاگ جاتی ہیں"۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں تم میں دو چیزوں کا خوف کرتا ہوں، طویل امیدیں اور خواہشات کی پیروی، اس لیے کہ طویل امید آخرت کو بھلا دیتی ہے اور خواہشات کی پیروی حق سے دور کر دیتی ہے"۔

(الرازی، ج۷، ص۱۱۹)

سید عالم ﷺ کی جانب جنون کی نسبت:

۳.....کافروں کا سید عالم ﷺ کی ذات اقدس کی جانب جنون کی نسبت کرنے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱).....نزول وحی کے وقت سید عالم ﷺ کا حال انہیں غشی والا محسوس ہوتا تھا اس لیے انہوں نے جنون کی نسبت کی، اس کی دلیل ﴿ویقولون انه لمجنون وما هو الا ذکر للعالمین (القلم:۵۱، ۵۲)﴾، ﴿اولم یتفکروا ما بصاحبهم من جنة (الاعراف:۱۸۴)﴾، (۲).....ہو سکتا ہے کہ بطور استہزاء ایسا کہتے ہوں جیسا کہ فرعون نے کہا ﴿ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون (الشعراء:۲۷)﴾، جیسا کہ قوم شعیب نے کہا ﴿انک لانت الحلیم الرشید (هود:۸۷)﴾ اور جیسا کہ کہا ﴿فبشرهم بعذاب علیم (آل عمران:۲۱)﴾، اس لیے کہ عذاب کی خبر بظاہر ناممکن نظر آ رہی تھی، (۳).....اللہ کا فرمان ﴿یایها الذی نزل علیه

الذکر (الحجر:٦) ﴾ سیدعالم ﷺ اوران کے اصحاب ومتبوعین کے گمان اوراعتقاد کے مطابق، پھر جب یہ کلمات قوم کوسُنائے گئے تو انہوں نے شبہ ظاہر کیااور کہا﴿لو ما تاتینا بالملائكة ان كنت من الصادقين (الحجر:٧) ﴾، مطلب یہ ہے کہ اگرآپ رسول برحق ہوتے توآپ ﷺ کی صداقت میں فرشتے نازل ہوتے جوآپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرتے۔ (الرازی، ج٧، ص١٢١)

قرآن کی حفاظت کا اهتمام:

٤......یعنی ہم اس میں زیادتی، کمی، تغیر، تبدل، تحریف سے حفاظت کا اہتمام کریں گے، تمام انسانوں اورجنوں میں سے کسی کا بس نہیں چلتا کہ اس قرآن عظیم میں ایک حرف یا کلمہ کی زیادتی کریں یا کمی، اور یہ خاص قرآن کا اعجاز ہے ورنہ دیگر کتب سماوی کا حال یہ ہے کہ کمی وزیادتی اور تحریف سے بچ نہ سکیں، ابن سائب اور مقاتل نے لکھا ہے کہ حفاظت سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات پاک ہے اس لئے کہ سیدعالم ﷺ کے ساتھ کوئی بُرائی کاارادہ نہیں کرسکتا﴿والله يعصمك من الناس (المائدة:٦٧) ﴾ اس لئے کہ جب اللہ قرآن کی حفاظت کا اہتمام فرماتا ہے تو صاحب قرآن جناب رسالت مآب ﷺ کی حفاظت بدرجہا اولی ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے قرآن میں زیادتی کرنے سے مخلوق عاجز ہے، اورکمی سے بھی، اس لئے کہ اگر کوئی ایسا کرے تو مخلوق اس پر مطلع ہوجاتی ہے کہ فلاں بات قرآن میں نہیں ہے۔ مخلوق کو اللہ نے قرآن کے معارضہ سے بھی محفوظ رکھا ہے، پس مخلوق میں سے کوئی بھی قرآن کا معارضہ پیش نہیں کرسکتا۔ اللہ نے علمائے راسخین کو قرآن پرایسا محافظ رکھا ہے کہ کوئی اس میں کمی زیادتی نہیں کرسکتا بلکہ علامہ رازی نے ﴿ورفعنا لك ذكرك (الم نشرح:٢) ﴾ کے تحت لکھا ہے کہ وقُرّا یحفظون الفاظ منشورك یعنی آپ کی امت کے قراءآپ کے منشور (قرآن) کی حفاظت کریں گے۔ (الخازن، ج٣، ص٤٩)

ھنسنی اڑانے کا انجام:

٥......بعض لوگوں کے مقدر میں ایمان نہیں ہوتا، انہی کور باطن کا یہاں ذکر ہے کہ اے محبوب پچھلی اقوام میں بھی ایسا ہوا ہے، ﴿لا يؤمنون به وقد خلت سنة الاولين (الحجر:١٣) ﴾ میں سیدعالم ﷺ کی تسکین خاطر ہے کہ نہیں مانتے تو آپ پریشان نہ ہوں، ھلاکت وبربادی ان کا مقدر بننے والی ہے۔

آسمان چڑھنے کی مثال:

٦......ابن عباس سے روایت ہے کہ سیدعالم ﷺ نے ارشادفرمایا﴿ولو فتحنا عليهم بابا من السماء فظلوا فيه يعرجون (الحجر:١٤) ﴾ فرشتے ان پر سایہ کریں اور وہ آسمان پر چڑھ دیکھیں تو کہیں گے ہماری آنکھیں چندھیا گئیں، ہم پر شبہ پڑ گیا، ہم پر جادو کردیا، پس ان کا کہنا یہ ہوگا﴿لو ما تاتينا بالملائكة ان كنت من الصادقين (الحجر:٧) ﴾۔ انہی سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ اگر ان کے لئے آسمان کے راستے کھول دیئے جائیں کہ چڑھ دیکھیں تو ان کا آنے جانے میں اختلاف ہوجائے گا۔

(جامع البيان، الجزء ١٤، ص ١٥)

اغراض: وربَ للتكثير: رب کثرت کے لیے ہے اور ما کافہ ہے جس نے حرف جر "باء" کے عمل کو روک دیا ہے۔ رُبّ پر جب ما کافہ داخل ہو تو بعد آنے والا فعل ماضی ہوا کرتا ہے یعنی رب فعل ماضی کے ساتھ خاص ہے لیکن یہاں فعل مضارع ہے، میں (علامہ

صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ جب علم الٰہی کی نسبت سے بات کی جائے تو اُس میں ماضی ومضارع میں تفاوت کوئی چیز مانع نہیں رکھتی، جہاں تک ماضی ومضارع کے متفاوت ہونے یا نہ ہونے کی بات ہے تو اس کا تعلق ہماری عقلوں کی وجہ سے ہے۔

وقیل للتقلیل: یعنی اُن اوقات کا اعتبار کرنا مقصود ہے جس میں اہل محشر دہشت سے افاقہ پائیں گے اور وہ کم ہوگا، پس کفار شدت ہول کی وجہ سے مدہوش ہونگے اور سوائے بعض اوقات کے افاقہ نہ پائیں گے، پس جب انہیں افاقہ ہوگا تو اُن میں سے اکثر اسلام کی تمنا کریں گے۔

عاقبة امرهم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مفعول "یعلمون" محذوف ہے۔

وهذا قبل الامر بالقتال: اللہ ﷻ کا فرمان "ذرهم" میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ کافروں کو چھوڑ دینے کا مسئلہ آیت قتال سے پہلے تھا۔

او فصل: یعنی ضمیر فصل، ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ ضمیر فصل ہی ضمیر غیبت ہوتی ہے، اور یہ دو اسموں کے مابین واقع ہوتی ہے اور یہاں ایسا نہیں، پس مفسر کے لیے مناسب تھا کہ اول ہی پر اقتصار کرتا۔

وهذا تسلية له: یعنی صبر کرو غم نہ کھاؤ، آپ سے پہلے کوئی ایسا نہیں ہوا کہ جن کا اُن کی قوم نے مذاق نہ اڑایا ہو۔

وهولاء مثلهم: یعنی اے محبوب! اُس عذاب کا انتظار کیجئے جو جھٹلانے والوں پر نازل ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج ۳، ص ۲۴۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا ﴾اِثْنَیْ عَشَرَ الْحَمَلُ وَ الثَّوْرُ وَالْجَوْزَاءُ وَالسَّرَطَانُ وَالْاَسَدُ وَالسُّنْبُلَةُ وَالْمِيْزَانُ وَالْعَقْرَبُ وَالْقَوْسُ وَالْجُدَیُ وَ الدَّلْوُ وَالْحُوْتُ وَهِيَ مَنَازِلُ الْكَوَاكِبِ السَّبْعَةِ السَّيَّارَةِ اَلْمِرِّيْخُ وَلَهُ الْحَمَلُ وَالْعَقْرَبُ والزُّهْرَةُ وَلَهَا الثَّوْرُ وَالْمِيْزَانُ وَعُطَارِدٍ وله الْجَوْزَاءُ وَالسُّنْبُلَةُ وَالْقَمَرُ وَلَهَا السَّرَطَانُ والشَّمس وَلَهَا الْاَسَدُ وَالْمُشْتَرِیُ وَلَهُ الْقَوْسُ وَالْحُوْتُ وَزُحَلٍ وَلَهُ الْجُدَیُ وَالدَّلْوُ﴿وَّزَيَّنّٰهَا ﴾بِالْكَوَاكِبِ﴿لِلنّٰظِرِيْنَ (۱۶) وَحَفِظْنٰهَا ﴾بِالشُّهُبِ ﴿مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ (۱۷) ﴾مَرْجُوْمٍ ﴿اِلَّا ﴾لٰكِنْ﴿مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ ﴾خَطَفَهُ ﴿فَاَتْبَعَهٗ ﴾لَحِقَهٗ﴿شِهَابٌ مُّبِيْنٌ (۱۸) ﴾كَوْكَبٌ مُضِيٌّ يُحْرِقُهٗ اَوْ يَثْقُبُهٗ اَوْ يَخْبِلُهٗ﴿وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا ﴾بَسَطْنَاهَا﴿وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ ﴾جِبَالًا ثَوَابِتَ لِئَلَّا تَتَحَرَّكَ بِاَهْلِهَا﴿وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ (۱۹) ﴾مَعْلُوْمٍ مُقَدَّرٍ﴿وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ﴾بِالْيَاءِ مِنَ الثِّمَارِ وَالْحُبُوْبِ ﴿وَ﴾جَعَلْنَا﴿مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ (۲۰) ﴾مِنَ الْعَبِيْدِ وَالدَّوَابِّ وَالْاَنْعَامِ فَاِنَّمَا يَرْزُقُهُمُ اللّٰهُ﴿وَاِنْ﴾مَا﴿مِّنْ﴾زَائِدَةٌ﴿شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ﴾مَفَاتِيْحُ خَزَائِنِهِ ﴿وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (۲۱) ﴾عَلٰی حَسْبِ الْمَصَالِحِ﴿وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ ﴾تُلَقِّحُ السَّحَابَ فَيَمْتَلِیءُ مَاءً﴿فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ ﴾السَّحَابِ ﴿ مَآءً ﴾مَطَرًا﴿فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ (۲۲) ﴾اَیْ لَيْسَتْ خَزَائِنُهُ بِاَيْدِيْكُمْ ﴿وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ (۲۳) ﴾اَلْبَاقُوْنَ نَرِثُ جَمِيْعَ الْخَلْقِ ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ ﴾اَیْ مَنْ تَقَدَّمَ مِنَ الْخَلْقِ مِنْ لَدُنْ آدمَ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ (۲۴) ﴾اَلْمُتَاَخِّرِيْنَ

اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ﴿وَاِنَّ رَبَّکَ ھُوَ یَحْشُرُھُمْ ط اِنَّہٗ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ (۲۵) ﴾بِخَلْقِہٖ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے آسمان میں برج بنائے......۱......(بارہ،حمل،ثور، جوزاء، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت ، یہ بارہ برج سات ستاروں کی منزلیں ہیں، مریخ ستارے کے لیے حمل اور عقرب، زہرہ کے لیے ثور اور میزان، عطارد کے لیے جوزا اور سنبلہ، قمر کے لیے سرطان، شمس کے لیے اسد، مشتری کے لیے قوس اور حوت، زحل کے لیے جدی اور دلو) اور اسے (یعنی ستاروں کو) آراستہ کیا دیکھنے والوں کے لیے اور ہم نے اسے (یعنی تارے کو) محفوظ رکھا ہر شیطان مردود (مردود بمعنی مرجوم ہے) سے مگر (الا بمعنی لکن ہے) جو چوری چھپے سننے جائے (استرق السمع بمعنی خطف السمع ہے) تو اس کے پیچھے پڑتا ہے روشن شعلہ......۲......(یعنی روشن ستارہ اسے جلا دیتا ہے یا چھید کر دیتا ہے یا مجنون بنا دیتا ہے) اور ہم نے زمین پھیلائی......۳......(مددنھا بمعنی بسطناھا ہے) اور اس میں لنگر ڈالے (یعنی پہاڑ ٹھرے ہوئے، تاکہ زمین پر رہنے والے ہلنے نہ پائیں) اور اس میں ہر چیز اندازے (معلوم مقدار) سے اگائی اور تمہارے لیے اس میں روزیاں کر دیں (معایش یاء کے ساتھ ہے، پھل اور دانے) اور (ہم نے تمہارے لیے) وہ کر دیئے جنہیں تم رزق نہیں دیتے (غلام، جانور، چوپائے کہ اللہ ﷻ انہیں رزق عطا فرماتا ہے) اور نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے، من زائدہ ہے) کوئی چیز جس کے ہمارے پاس خزانے (یعنی خزانے کی چابیاں) نہ ہوں اور ہم نہیں اتارتے اسے مگر معلوم اندازے سے (یعنی حسب مصالح) اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو باردر کرنے والیاں......۴......(یعنی بادلوں کو باردار کرتی ہیں اور انہیں پانی سے بھر دیتی ہیں) تو ہم نے آسمان (بادل) سے پانی اتارا (ماء بمعنی مطرا ہے) پھر وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم کچھ اسکے خزانچی نہیں (یعنی اس کے خزانے تمہارے ہاتھ میں نہ تھے) اور بیشک ہم ہی جلائیں اور ہم ہی ماریں اور ہم ہی وارث ہیں (یعنی ہم ہی مالک ہیں اور تمام خزانوں کے مالک بھی) اور بیشک ہمیں معلوم ہے جو تم میں آگے بڑھے (یعنی آدم علیہ السلام سے قریبی زمانے میں مخلوق میں سے تم سے پہلے ہوئے) اور بیشک ہمیں معلوم ہے جو تم سے پیچھے ہوئے......۵......(یعنی قیامت تک جو بھی تمہارے بعد ہوئے) اور بیشک تمہارا رب ہی انہیں قیامت میں اٹھائے گا بیشک وہ اپنی (صنعت میں) حکمت اور اپنی (مخلوق کو) جاننے والا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد جعلنا فی السماء بروجا وزینھا للنظرین﴾.

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ قسمیہ، قد: تحقیقیہ، جعلنا فی السماء بروجا: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کے لیے جواب قسم، و: عاطفہ، زیناھا: فعل بافاعل ومفعول، للنظرین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وحفظنھا من کل شیطن رجیم الا من استرق السمع فاتبعہ شھاب مبین﴾.

و: عاطفہ، حفظنھا: فعل بافاعل ومفعول، من: جار، کل شیطن الرجیم: مستثنیٰ منہ، الا: استثناء، من استرق السمع: موصول صلہ ملکر مستثنیٰ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اتبعہ: فعل بامفعول، شھاب مبین: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والارض مددنھا والقینا فیھا رواسی﴾.

و: عاطفہ، الارض: مفعول فعل محذوف "مددنا" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، مددنھا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و:

عاطفہ، القینا فیھا رواسی : فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانبتنا فیھا من کل شیء موزون﴾.

و: عاطفہ، انبتنا فیھا : فعل بافاعل وظرف لغو، من کل شیء : ظرف مستقر، "نباتا" مصدر محذوف کی صفت اول، موزون: صفت ثانی، ملکر مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعلنا لکم فیھا معایش ومن لستم له برازقین﴾.

و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، کم: ضمیر معطوف علیہ، و : عاطفہ، من : موصولہ، لستم له برازقین : جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، فیھا : ظرف مستقر حال مقدم، معایش: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان من شیء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم﴾.

و: مستانفہ، ان: نافیہ، مِن : زائدہ، شیء : مبتدا، الا : اداۃ حصر، عندنا خزائنه : جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، ننزله : فعل بافاعل وضمیر ذوالحال، الا : اداۃ حصر، بقدر معلوم : ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وارسلنا الریح لواقح فانزلنا من السماء ماء﴾.

و: مستانفہ، ارسلنا: فعل بافاعل، الریح : ذوالحال، لواقح : حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف : عاطفہ، انزلنا : فعل بافاعل، من السماء : ظرف لغو، ماء : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاسقینکموہ وما انتم له بخزنین﴾.

ف : عاطفہ، اسقینا : فعل بافاعل، کم : ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ما : مشابہ بلیس، انتم : اسم، له بخزنین : شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول اول وضمیر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانا لنحن نحی ونمیت ونحن الوارثون﴾.

و: عاطفہ، انا : حرف مشبہ واسم، لا م : تاکیدیہ، نحن : مبتدا، نحی ونمیت : جملہ معطوف علیہ ومعطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و نحن الوارثون : جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستاخرین﴾.

و: عاطفہ، لام : تاکیدیہ جواب قسمیہ، قد : تحقیقیہ، علمنا: فعل بافاعل، المستقدمین : ذوالحال، منکم : ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ محذوف "واللہ" کے لیے جواب قسم، و: عاطفہ، لا م : تاکیدیہ جواب قسم، قد : تحقیقیہ، علمنا المستاخرین : فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کے لیے جواب قسم۔

﴿ان ربک ھو یحشرھم انه حکیم علیم﴾.

ان ربک : حرف مشبہ واسم، ھو یحشرھم : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انه : حرف مشبہ واسم، حکیم : خبر اول، علیم : خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ولقد علمنا المستقدمین...... ☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جماعت نماز کی صف اول کے

فضائل بیان کیے تو صحابہ کرام صف اول حاصل کرنے میں نہایت کوشاں ہوئے اور ان کا ازدھام ہونے لگا اور جن حضرات کے مکان مسجد سے دور تھے وہ اپنے مکان بیچ کر قریب خریدنے پر آمادہ ہوئے تا کہ صف اول میں جگہ ملنے سے کبھی محروم نہ ہوں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

برج کی تحقیق:

۱۔۔۔۔۔محل کو بھی برج کہتے ہیں، آسمانی منزلیں طے کرنے والے ستاروں کو بھی بُرج کہتے ہیں، ﴿والسماء ذات البروج(بروج:۱)﴾، ﴿الذی جعل فی السماء بروجا﴾، ﴿ولو کنتم فی بروج مشیدة (الانساء:۷۸)﴾، یہ بھی درست ہے کہ بروج سے زمینی یا آسمان کے ستاروں کو مراد لیا جائے۔ (المفردات، ص ۵۲)

☆۔۔۔۔۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بستانہ نامی ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے محمد! (ﷺ)، مجھے ان ستاروں کے نام بتائیں جن کو حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تھا، نبی کریم ﷺ خاموش رہے اور آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا، اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ ﷺ کو ان ستاروں کے نام بتائے، پھر رسول کریم ﷺ نے اس یہودی کو بلوایا اور فرمایا: اگر میں تم کو ان ستاروں کے نام بتادوں تو تم مان لوگے؟ اس نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے نام بتائے جربان، الطارق، الذیال ،ذوالکتفین ،قابس، وثاب، عمودان، الفلیق، المصبح، الضروح، ذوالفرغ ،الضیاء ،اور النور، اس یہودی نے کہا کہ اللہ کی قسم! ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔(تفسیر ابن کثیر، ج ۲،ص ۵۸۳)،(عطائین ،ج ۲، ص ۸۵٦)۔

اسلام میں ستاروں کی تاثیر ماننا کفر اور باطل ہے، حضرت زید بن خالد جہنی بیان کرتے ہیں سید عالم ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی، آسمان پر رات کی بارش کے اثرات تھے، آپ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے ، پھر فرمایا: "تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا"؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے ارشاد فرمایا ہے میرے بعض بندوں نے صبح کی تو وہ مجھ پر ایمان لانے والے بھی تھے اور میرا کفر کرنے والے بھی تھے، سو جس نے یہ کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی ہے وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور سیارہ (ستارہ) کا کفر کرنے والا ہے اور جس نے کہا فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے، وہ میرا کفر کرنے والا ہے اور ستارہ پر ایمان لانے والا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب: یستقبل الامام الناس، رقم:۸۴٦،ص ۱۳۷)

علامہ عینی عمدۃ القاری میں مذکورہ بالا حدیث کے تحت فرماتے ہیں فرماتے ہیں کہ متذکرہ حدیث میں کفر سے مشرکین کا کفر مراد ہے کیونکہ اس کو ایمان کے مقابلے میں ذکر کیا گیا ہے، اور یہ ان لوگوں کے متعلق ہے جن کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ستاروں کی تاثیر و فعل سے بارش ہوتی ہے۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد کفران نعمت ہو، جب کہ اس کا اعتقاد یہ ہو کہ اللہ ہی بارش کو پیدا کرتا ہے تو وہ خطاکار ہے، کافر نہیں ہے، اور اس کی خطا دو وجہوں سے ہے ایک اس وجہ سے کہ اس کا یہ قول شریعت کے مخالف ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ اس کا یہ قول کفار کے مشابہ ہے اور ہم کو کفار کی مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: مشرکین اور یہود کی مخالفت کرو" ان کی مشابہت سے منع فرمایا اور اس حکم کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے افعال واقوال میں ان کی مخالفت کرو۔

شیطان کو شعلہ یا ستارہ مارے جانے کا بیان:

۲.....علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ جلتی ہوئی آگ کے چمک دار شعلہ کو شہاب کہتے ہیں۔ (المفردات، ص ۲۷۱)
شہاب ثاقب کا ٹکڑا جو راکھ ہونے سے پہلے زمین پر پہنچ جاتا ہے، اور دھماکے کے ساتھ پھٹ جاتا ہے، بعض اوقات ایسے شہابیے زمین پر گر پڑتے ہیں جن کا سائز کافی بڑا ہوتا ہے۔ (اردو لغت، ج۱۶، ص ۷۵۰)

☆.....حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کی جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا اور فضا روشن ہوگئی، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: "جب تم زمانہ جاہلیت میں یہ منظر دیکھتے تھے تو اس کے متعلق کیا کہتے تھے؟" صحابہ کرام نے کہا ہم یہ کہتے تھے کہ کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے یا کوئی بڑا آدمی مر گیا ہے۔ پس سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آگ کا یہ شعلہ کسی کی موت پر پھینکا جاتا ہے نہ کسی کی حیات پر، لیکن جب ہمارا رب کسی چیز کے متعلق فیصلہ فرماتا ہے تو حاملین عرش سبحان اللہ کہتے ہیں، پھر آسمان والے سبحان اللہ کہتے ہیں، پھر جو ان کے قریب ہیں وہ سبحان اللہ کہتے ہیں، پھر جو ان کے قریب ہیں وہ سبحان اللہ کہتے ہیں، حتی کہ اس آسمان تک آواز پہنچ جاتی ہے پھر چھٹے آسمان والے، ساتویں آسمان والوں سے پوچھتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا پھر وہ ان کو خبر دیتے ہیں، الغرض دنیا تک اسی طرح خبر پہنچتی ہے، شیاطین چوری سے یہ خبر سن لیتے ہیں اور اپنے چیلوں اور دوستوں کو پہنچاتے ہیں، پھر اگر وہ اسی خبر کو بیان کریں تو حق لیکن وہ تحریف کریں اور کچھ باتوں کا اضافہ کر دیتے ہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة الجن، رقم: ۳۳۲۴، ۳۳۳۵، ص ۹۵۸ بتغیر)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ شہاب آگ کے چمکدار شعلے کو کہتے ہیں، علماء نے کہا ہے کہ ہمیں جو ستارہ ٹوٹتے ہوئے دکھائی دیتا ہے وہی مراد ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ستارہ شیطان کو لگتا ہو تو شعلہ بن جاتا ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ درحقیقت آگ کا شعلہ ہی ہو لیکن ہمیں ستارہ دکھائی دیتا ہو۔ علماء کا اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ شہاب ثاقب کا معاملہ بعثت سے پہلے کا ہے یا بعد کا، اکثر بعثت سے پہلے کا قول مانتے ہیں جب کہ بعض بعد کے قول کے قائل ہیں۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱۴، ص ۱۳)

زمین گول ہے یا پھیلی ہوئی:

۳.....﴿والارض بعد ذلک دحها﴾ اور زمین کو آسمان کے بعد پھیلایا (النزعت: ۳۰) ﴿، ﴿والارض فرشنها فنعم المهدون﴾ اور زمین کو ہم نے فرش بنا کر بچھا دیا سو ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں (الذریت: ۴۸) ﴾۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین سیدھی اور سپاٹ ہے اور وہ کروی جسم نہیں ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ جب کوئی بہت بڑا گول جسم ہو تو سیدھا اور سپاٹ ہونا اس کے گول ہونے کے منافی نہیں ہوتا اور جب کسی بہت بڑے گول جسم کے ایک چھوٹے حصے کو دیکھا جائے گا تو وہ سیدھا اور سپاٹ ہی معلوم ہوگا۔ زمین کے گول ہونے پر واضح دلیل یہ ہے کہ جس وقت برصغیر پاک و ہند میں رات ہوتی ہے تو امریکہ اور جزائر غرب الہند میں دن ہوتا ہے۔ اس طرح یورپ، آسٹریلیا، اور افریقہ میں سورج کے طلوع اور غروب کا اور دن اور رات میں کئی کئی گھنٹوں کا فرق ہوتا ہے، اگر تمام زمین سیدھی اور سپاٹ ہوتی تو تمام دنیا میں ایک ہی وقت میں سورج کا طلوع و غروب ہوتا۔ (تبیان القرآن، ج۶، ص ۲۶۱)

لواقح کی تحقیق:

۲...... تلقیح کے معنی یہ ہیں: نر کھجور کا شگوفہ مادہ کھجور میں ڈال دینا، اس بارے میں سید عالم ﷺ کی مشہور حدیث درج ذیل ہے۔ موسیٰ بن طلحہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگ کھجوروں کے پاس تھے، میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان لوگوں کے پاس سے گزرا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا یہ لوگ کھجوروں میں پیوند لگا رہے ہیں، یعنی نر کھجوروں کو مادہ کھجور کے ساتھ ملاتے ہیں جس سے وہ پھلدار ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے گمان میں یہ عمل ان کو کسی چیز سے مستغنی نہیں کرے گا''، جب صحابہ کرام اس بات کی خبر ہوئی تو انہوں نے یہ عمل ترک کر دیا، جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ان کو اس کام میں فائدہ ہے تو کرتے رہیں۔ میں نے اپنے گمان سے بات کہی تھی سو تم میرے گمان پر عمل کرو، البتہ جب میں اللہ کی طرف سے کوئی حکم بیان کروں تو اس پر عمل کرو کیونکہ میں اللہ پر جھوٹ بولنے والا نہیں ہوں''۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: وجوب امتثال ما قاله، رقم: ۶۰۲۰/۲۳۶۱، ص۱۱۷۶)۔

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا جو کھجوروں میں پیوند لگا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم یہ نہ کرو تو اچھا ہو گا'' اس کے بعد ردی کھجوریں پیدا ہوئیں، پھر کچھ دنوں بعد آپ ﷺ کا گزر ہوا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''اب تمہاری کھجوروں کی کیا کیفیت ہے؟'' عرض خدمت ہوئے کہ آپ نے اس اس طرح فرمایا تھا، آپ نے فرمایا: ''تم اپنی دنیا کے معاملات میں خود ہی جانتے ہو''۔(صحیح مسلم، کتاب الفضائل،باب: وجوب امتثال ما قاله رقم: ۶۰۲۲/۲۳۶۳،ص۱۱۷۶)

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ دنیا اور معاش سے متعلق بغیر تشریع کے جو بات کہیں، اس پر عمل کرنا واجب نہیں ہے لیکن نبی پاک ﷺ اپنے اجتہاد سے بہ حیثیت تشریع کے جو کچھ ارشاد فرمادیں اس پر عمل کرنا واجب ہے، اور آپ ﷺ نے کھجور میں پیوند لگانے کے ترک کرنے کا جو حکم دیا تھا، وہ بہ حیثیت تشریع کے نہیں تھا، بطور مشورہ تھا، پیوند لگانے کو ترک کرنے سے کھجوروں کی پیداوار میں کمی ہوئی، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ''انتم اعلم بامور دنیاکم'' یعنی تم اپنے دنیاوی امور کو بہتر جانتے ہو، اس لیے کہ آپ کی توجہ اور فکر، آخرت اور معارف الہیہ کی طرف مبذول رہتی تھی، اور دنیا کی طرف زیادہ توجہ نہ کرنا کوئی نقص اور عیب نہیں۔(نووی علی مسلم، کتاب الفضائل،باب: وجوب امتثال ما قاله،رقم:۲۳۶۳،ص۱۴۴۶)

مُلّا علی قاری لکھتے ہیں: یہاں پر ایک اشکال کیا گیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے انصار کو کھجور میں پیوند لگاتے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا: کاش تم یہ طریقہ ترک دیتے، انصار نے اس کو ترک کر دیا، پھر کوئی پیداوار نہیں ہوئی یا ردی کھجوریں پیدا ہوئیں، سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انتم اعلم بامور دنیاکم یعنی تم اپنے دنیاوی معاملات کو بہتر جانتے ہو''۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے گمان سے کہا تھا وحی سے نہیں کہا تھا، شیخ سیدی محمد سنوسی نے کہا ہے کہ آپ ﷺ صحابہ کو توکل پر برانگیختہ کرنا چاہتے تھے، جب انہوں نے آپ ﷺ کے کہنے پر عمل نہیں کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم اپنے دنیاوی امور کو بہتر جانتے ہو''، اور اگر وہ آپ کے کہنے کے مطابق عمل کرتے اور ایک یا دو سال تک نقصان برداشت کرتے تو وہ اس مشقت سے بچ جاتے، یہ جواب انتہائی لطیف ہے۔

(نسیم الریاض علی هامش الشفاء، ج۳، ص۲۶۳)

شاہ عبدالحق محدث دھلوی اسی حدیث کرتے ہوئے ''اشعۃ اللمعات'' میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نزول وحی کے بغیر محض اپنے

اجتہاد سے لوگوں کو اس لئے پیوندکاری سے منع فرمایا کہ یہ زمانہ جاہلیت کا عمل ہے، اور اس کی پھلوں کے کم یا زیادہ ہونے میں کوئی تاثیر اور معقول وجہ نہیں ہے، اور آپ نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی کہ اللہ کی عادت جاریہ یہ ہے کہ وہ اس عمل سے پھل زیادہ کر دیتا ہے، آپ نے ان کو منع تو کیا تھا مگر سختی سے نہیں بلکہ یہ فرمایا تھا کہ اگر تم پیوند لگانے سے بچو تو بہتر ہے، حدیث پاک میں دلیل ہے کہ سید عالم ﷺ دنیاوی امور کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے، کیونکہ اس عمل کے کرنے یا نہ کرنے کے ساتھ کوئی اُخروی سعادت نہیں پنہا تھی۔

المستقدمین والمستاخرین مع صف اول کے فضائل:

۵.....امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری اس آیت کے تحت کئی اقوال نقل کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کا فرمان ﴿ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستاخرین (الحجر: ۲۰)﴾ میں المستقدمین سے مراد جو انتقال کر چکے ہیں اور المستاخرین سے مراد وہ ہیں جو زندہ ہیں۔ ضحاک کے قول کے مطابق بھی یہی معنی ہیں۔ ابن زید کہتے ہیں کہ المستقدمین سے مراد سابقہ امم کے لوگ ہیں اور المستاخرین سے مراد باقی (موجودہ امت) ہیں۔ شعبی کہتے ہیں کہ جو پہلے پیدا ہوئے وہ المستقدمین اور جو آخر میں پیدا ہوئے وہ المستاخرین ہیں۔ داؤد بن ابی ھند سے عامر نے روایت کیا ہے کہ المستقدمین سے مراد ابتدائی مخلوق اور المستاخرین سے مراد وہ مخلوق ہے جو باپ کی پشت اور ماں کے رحم میں ہیں۔ قتادہ کا قول یہ ہے کہ المستقدمین سے مراد اللہ کے فرمانبردار اور المستاخرین سے مراد نافرمان لوگ ہیں۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ کے پیچھے صف میں ایک حسین و جمیل عورت نماز ادا کرتی تھی، بعض لوگ تو ابتدائی صفوں میں نماز ادا کر لیتے تھے کہ اُس پر نظر ہی نہ پڑے لیکن بعض آخری صف میں نماز ادا کرتے تھے، پھر جب رکوع کرتے تو عورت کو دیکھتے، تب یہ آیت نازل ہوئی اور فرمادیا گیا کہ بیشک ہم جانتے ہیں جو پہلی صف میں ہیں اور انہیں بھی جو آخری صف میں ہیں۔ (الطبری، الحجر، ۱۴، ص ۳۲ وغیرہ) (سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة الحجر، رقم: ۳۱۳۳، ص ۸۹۲)۔ متذکرہ حدیث سے صف بندی اور اول صف کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے میں اور صف اول میں نماز پڑھنے میں کتنا اجر و ثواب ہے تو پھر ان کو قرعہ اندازی کے سوا اس میں موقع نہ ملے، تو وہ ضرور اس کے لیے قرعہ اندازی کریں گے اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ظہر کی نماز پڑھنے میں کتنا اجر و ثواب ہے تو وہ ہر صورت میں اس کی طرف سبقت کریں گے۔ (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب: فضل التهجير، رقم: ۶۵۳ ص ۱۰۷)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مردوں کی بہترین صف پہلی اور بدترین صف آخری ہے اور عورتوں کی بہترین صف آخری اور بدترین صف پہلی ہے"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الصلوة، باب صف النساء، رقم: ۶۷۸، ص ۱۳۶)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نماز میں ہمارے کندھوں کو چھو کر فرماتے تھے، سیدھے کھڑے ہو اور ٹیڑھے نہ ہو ورنہ تمہارے دل بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے اور چاہیے کہ تم میں سے عقل اور بلوغ والے میرے قریب کھڑے ہوں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں اور پھر وہ جو ان کے قریب ہوں۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوة، باب: تسوية الصفوف، رقم: ۸۵۸/ ۴۳۲، ص ۲۱۴)

اغراض: والمریخ: میم کی کسرہ کے ساتھ، پانچویں آسمان کا ستارا، پس زحل نامی ستارہ ساتویں، مشتری نامی چھٹے، مریخ نامی پانچویں، شمس نامی چوتھے، زہرہ نامی تیسرے، عطارد نامی دوسرے اور قمر نامی پہلے آسمان پر جگمگاتا ہے اور یہی ساتوں آسمان ہیں۔

والشمس ولها الاسد: شمس نامی سیارے کے محل (مدار گردش) کو اسد کے نام سے منسوب کیا گیا ہے، اور یہ اس بات کے منافی

نہیں ہے کہ یہ سیارہ ہمارے بروج کی سیر (گردش) کرتا ہے، اس کی ۲۸ منزلیں ہیں، ہر برج پر دو یا تین منزلیں، اور سورج نامی سیارہ ایک سال میں اس کی گردش مکمل کرتا ہے، اور چاند نامی ایک ماہ میں، اور اللہ نے سیارے اسی لیے بنائے ہیں کہ عالم سفلی کو فائدہ پہنچائیں، جس طرح کھانا اور پینا انسان کو فائدہ پہنچاتا ہے، اور یہی اسباب عادیہ ہیں۔

بالکواکب :اور ہم نے ستاروں کو آسمان دنیا کے لیے مزین کیا، کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ ستارے آسمان دنیا پر ہوں یا عرش پر ثابت ہوں ،اس بارے میں علماء کے اقوال مختلف ہیں۔**وھی منازل الکواکب**:مراد سیاروں کی سیر کی جگہیں ہیں۔

کوکب مضیء: مراد شہاب ثاقب ہے جس سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے اور یہی صحیح ہے۔**او یخبلہ** : جسے لگے اس کے اعضاء میں فساد پیدا کردیتا ہے، پس شیاطین (چوری چھپے سن کر) غول درغول اپنی وادی سے نکل کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

لئلا تتحرک باھلھا: جب اللہ نے زمین کی تخلیق فرمائی اور اسے پانی پر پھیلا دیا تو زمین ہلنے لگی، پس اس پر پہاڑوں کا لنگر ڈال کر اسے روک دیا۔**من العبید**: مراد خادم وغیرہ ہیں، پس تم ان (چوپایوں اور خادموں) سے نفع اٹھاتے ہو، تم انہیں رزق نہیں دیتے بلکہ انہیں اللہ رزق عطا فرماتا ہے۔

تلقح السحاب :یعنی پانی اس میں موجیں مارتا ہے۔**السحاب**: سے مراد آسمان ہے اور آسمان سے مراد ہر بلند چیز ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ حقیقتاً آسمان دنیا مراد ہے، اس لیے کہ پانی کے (جمع ہونے کی) اصل آسمان دنیا ہی ہیں۔

المتاخرین :اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ **المستقدمین** اور **المستاخرین** میں موجودین زائد ہیں، معنی یہ ہے کہ اللہ کا علم اپنی تمام مخلوق کو محیط ہے چہ جائے کو وہ متقدمین میں سے ہوں یا متاخرین میں سے، فرمانبردار ہوں یا نافرمان، اللہ پر اپنی مخلوق کی کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۴۵ وغیرہ)

رکوع نمبر:۳

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ ﴾آدَمَ﴿مِنْ صَلْصَالٍ ﴾طِیْنٍ یَابِسٍ تُسْمَعُ لَهٗ صَلْصَلَةٌ اَیْ صَوْتٌ اِذَا نُقِرَ﴿مِّنْ حَمَاٍ ﴾طِیْنٍ﴿مَّسْنُوْنٍ (۲۶)﴾مُتَغَیِّرٍ﴿وَالْجَآنَّ ﴾اَبَاالْجِنِّ وَهُوَ اِبْلِیْسُ﴿خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ ﴾اَیْ قَبْلَ خَلْقِ آدَمَ﴿مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (۲۷)﴾هِیَ نَارٌ لَا دُخَانَ لَهَا تَنْفُذُ فِی الْمَسَامِ﴿وَ﴾اذْكُرْ﴿اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (۲۸) فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ ﴾اَتْمَمْتُهٗ﴿وَنَفَخْتُ ﴾جَرَیْتُ ﴿فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ ﴾فَصَارَ حَیًّا وَاِضَافَةُ الرُّوْحِ اِلَیْهِ تَشْرِیْفٌ لِاٰدَمَ﴿فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ (۲۹)﴾سُجُوْدَ تَحِیَّةٍ بِالْاِنْحِنَاءِ﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ (۳۰)﴾فِیْهِ تَاكِیْدَانِ﴿اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ ﴾هُوَ اَبُوالْجِنِّ كَانَ بَیْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ﴿اَبٰۤی ﴾اِمْتَنَعَ﴿اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ (۳۱) قَالَ ﴾تَعَالٰی﴿یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ ﴾مَامَنَعَكَ﴿اَلَّا ﴾زَائِدَةٌ﴿ تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ (۳۲) قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ ﴾لَا یَنْبَغِیْ لِیْ اَنْ اَسْجُدَ﴿لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (۳۳) قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا ﴾اَیْ مِنَ الْجَنَّةِ وَقِیْلَ مِنَ السَّمٰوٰتِ﴿ فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ (۳۴)﴾مَطْرُوْدٌ﴿وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ (۳۵)﴾اَلْجَزَاءِ﴿قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (۳۶)﴾اَیْ النَّاسُ﴿قَالَ

﴿فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ (۳۷) اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ (۳۸)﴾ وَقْتِ النَّفْخَةِ الْاُوْلٰی ﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ﴾ اَیْ بِاِغْوَائِکَ لِیْ وَالْبَاءُ لِلْقَسَمِ وَجَوَابُهٗ ﴿لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ﴾ الْمَعَاصِیْ ﴿وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ (۳۹) اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ (۴۰)﴾ اَیِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿قَالَ﴾ تَعَالٰی ﴿هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ (۴۱)﴾ وَهُوَ ﴿اِنَّ عِبَادِیْ﴾ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ﴾ قُوَّةٌ ﴿اِلَّا﴾ لٰکِنْ ﴿مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغٰوِیْنَ (۴۲)﴾ الْکَافِرِیْنَ ﴿وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ (۴۳)﴾ اَیْ مَنِ اتَّبَعَکَ مَعَکَ ﴿لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ﴾ اَطْبَاقٍ ﴿لِکُلِّ بَابٍ﴾ مِنْهَا ﴿مِّنْهُمْ جُزْءٌ﴾ نَصِیْبٌ ﴿مَّقْسُوْمٌ (۴۴)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے انسان (یعنی آدم علیہ السلام ......۱......) کو بجتی ہوئی مٹی ......۲...... سے بنایا (خشک مٹی سے، کہ جس سے کھنکھناہٹ کی آواز آئے یعنی وہ آواز جو ضرب لگانے سے پیدا ہو) جو کیچڑ (یعنی سیاہ مٹی) بدبودار (متغیر بُو) گاڑا تھی، اور جن (جنوں کے سردار ابلیس ......۳......) کو اس سے پہلے (یعنی آدم علیہ السلام سے) پہلے بے دھوئیں کی آگ سے (ایسی آگ جس میں دھواں نہ ہو، جو مسام میں نفوذ کر جائے) اور (یاد کروائے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم!) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی کو بنانے والا ہوں بجتی مٹی سے جو بدبودار سیاہ گاڑے سے ہے تو جب میں اسے ٹھیک کرلوں (یعنی مکمل بنالوں) اور (نفخت بمعنی اجریت ہے) اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح (تو وہ زندہ ہوجائے گا، اور روح کی اضافت اپنی ذات مبارکہ کی طرف آدم علیہ السلام کے تشرف کے لیے فرمائی) تو اس کے لیے سجدے میں گر پڑنا (یعنی تحیت کا سجدہ مراد ہے، تعظیم کے لیے) تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے ......۴...... (کلهم اجمعون میں دو تاکیدیں ہیں) سوا ابلیس کے (وہ جنوں کا سردار تھا جو کہ فرشتوں کے ساتھ رہتا تھا) انکار کیا (رک گیا) کہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہو فرمایا (اللہ عزوجل نے) اے ابلیس کیا ہوا تجھے (کس چیز نے تجھے منع کیا) یہ کہ نہ (لام زائدہ ہے) ہوا تو سجدہ کرنے والوں میں سے؟ ......۵...... بولا مجھے زیبا نہیں کہ سجدہ کروں (یعنی مجھے مناسب نہیں کہ سجدہ کروں) کسی بشر کو جسے تو نے بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو سیاہ بدبودار گاڑے سے تھی ......۶...... فرمایا تو نکل جا (جنت سے، یا آسمانوں سے) تو مردود ہے (مردود بمعنی مطرود ہے) اور بیشک قیامت (جزا کے دن تک) تجھ پر لعنت ہے کہا اے میرے رب تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ (لوگ) اٹھائے جائیں تو ان میں سے ہے جن کو اس معلوم وقت (یعنی نفخہ کے وقت) تک مہلت ہے بولا اے رب میرے قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ......۷...... (یعنی تیرا مجھے گمراہ کرنے کی وجہ سے، باء قسمیہ ہے اور جواب قسم یہ ہے کہ) میں انہیں زمین میں (معاصی پر) بہلاوے دونگا اور میں ضرور ان سب کو راہ دونگا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے (یعنی مومنین) بندے ہیں فرمایا یہ راستہ سیدھا میری طرف آتا ہے (اور وہ یہ ہے کہ) بیشک میرے بندوں (یعنی مومنین) پر تیرا کچھ زور (قوت) نہیں ......۸...... مگر (الا بمعنی لکن ہے) جو تیرا ساتھ دیں (کافر) اور بیشک جہنم ان سب کا وعدہ ہے (یعنی جو تیری پیروی کریں) اس کے سات دروازے (ابواب بمعنی اطباق ہے) ہیں (ان میں سے) ہر دروازے کے لیے حصہ ہے (جزء بمعنی نصیب ہے) بٹا ہوا۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حما مسنون﴾.

و: مستانفہ، لام: تاکید جواب قسم، قد: تحقیقیہ، خلقنا الانسان: فعل بافاعل ومفعول، من: جار، صلصال: موصوف، من حما مسنون: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والجان خلقنه من قبل من نار السموم﴾.

و: عاطفہ، الجان: منصوب علی الاشتغال فعل محذوف "خلقنا" کے لیے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، خلقنه: فعل بافاعل وضمیر ذوالحال ،من قبل: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، من نار السموم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ قال ربک للملئکة انی خالق بشرا من صلصال من حما مسنون﴾.

و: عاطفہ اذا: مضاف، قال ربک للملئکة: قول، انی: حرف مشبہ واسم، خالق: اسم فاعل بافاعل، بشرا: مفعول، من: جار، صلصال: موصوف، من حمامسنون: ظرف مستقر صفت ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر "اذکر" فعل محذوف کے لیے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا سویته ونفخت فیه من روحی فقعوا له سجدین﴾.

ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن ھی شرط مفعول فیہ مقدم، سویته: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و نفخت فیه: فعل بافاعل وظرف لغو، من روحی: ظرف مستقر "روحا" محذوف کے لیے صفت، مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، قعوا: فعل امر وضمیر ذوالحال، سجدین: حال ملکر فاعل، له: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فسجد الملئکة کلهم اجمعون الا ابلیس ابی ان یکون مع السجدین﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فحلقه وسواه ونفخ فیه من روحه"، سجد: فعل، الملئکة: موکد، کلهم اجمعون: تاکیدیں، ملکر مستثنی منہ، الا: استثناء، ابلیس: ذوالحال، ابی: فعل بافاعل، ان یکون مع السجدین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مستثنی ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال یا ابلیس مالک الا تکون مع السجدین﴾.

قال: قول، یاابلیس: جملہ ندائیہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، ک: ضمیر ذوالحال: ان لا تکون مع السجدین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر، ب: جار، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قال لم اکن لاسجد لبشر خلقته من صلصال من حما مسنون﴾.

قال: قول، لم اکن: فعل ناقص باسم، لام: جار، اسجد: فعل بافاعل، لام: جار، بشر: موصوف، خلقته من ......الخ: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قال فاخرج منها فانک رجیم O وان علیک اللعنة الی یوم الدین﴾.

قال: قول، ف: فصیحیہ، اخرج منها: جملہ فعلیہ شرط مقدر "ان تمادیت وعصیت" جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: تعلیلیہ، انک رجیم: جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان علیک: حرف مشبہ وظرف مستقر خبر، اللعنة: ذوالحال، الی یوم الدین: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون﴾۔
قال: قول، رب: جملہ ندائیہ، ف: فصیحہ، انظرنی: فعل بافاعل ومفعول، الی یوم یبعثون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف" ان قضیت علی بھذا الجزاء" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔
﴿قال فانک من المنظرین O الی یوم الوقت المعلوم﴾۔
قال: قول، ف: عاطفہ، انک: حرف مشبہ واسم، من: جار، المنظرین: اسم فاعل بافاعل، الی یوم الوقت المعلوم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مل کر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔
﴿قال رب بما اغویتنی لازینن لھم فی الارض ولاغوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین﴾۔
قال: قول، رب: جملہ ندائیہ، ب: جار برائے قسم، ما: مصدریہ، اغویتنی: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر "اقسم" فعل کے لیے ظرف مستقر، اقسم فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ، لام: تاکیدیہ، ازینن: فعل بافاعل، لام: جار، ھم: ذوالحال، فی الارض: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، اغوین: فعل بافاعل، ھم: موکد، اجمعین: تاکید، ملکر مستثنیٰ منہ، الا: استثناء، عبادک: موصوف، منھم: ظرف مستقر حال مقدم مخلصین: ذوالحال ملکر صفت، ملکر مستثنیٰ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب قسم، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔
﴿قال ھذا صراط علی مستقیم O ان عبادی لیس لک علیھم سلطن الا من اتبعک من الغوین﴾۔
قال: قول، ھذا: مبتدا، صراط: موصوف، علی: ظرف مستقر صفت اول، مستقیم: صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ان: حرف مشبہ، عبادی: مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، من اتبعک: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من الغوین: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، لیس لک: فعل ناقص وخبر مقدم، علیھم: ظرف مستقر حال مقدم، سلطن: ذوالحال ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿وان جھنم لموعدھم اجمعین O لھا سبعۃ ابواب لکل باب منھم جزء مقسوم﴾۔
و: عاطفہ: ان جھنم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، موعد: مضاف، ھم اجمعین: مؤکد تاکید ملکر مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ: لھا: ظرف مستقر خبر مقدم، سبعۃ ابواب: مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ، لکل باب: ظرف مستقر خبر مقدم، منھم: ظرف مستقر حال مقدم، جزء مقسوم: ذوالحال ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت آدم علیہ السلام کا نسب:

۱...... لفظِ آدم قرآن مجید میں پچیس (۲۵) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے نام کی وجہِ تسمیہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ "حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو آدم اس لئے کہتے ہیں کیونکہ انہیں ادیم الارض (یعنی زمین کی سطح) سے بنایا گیا، یعنی سرخ، سفید اور سیاہ مٹی سے، یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے رنگ بھی مختلف ہیں یعنی سرخ، سفید، سیاہ، پاک اور نجس۔
(الدر المنثور، ج۱، ص ۱۰۰)، (عطائین، ج۱، ص ۶۵)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے نقل کی ہے کہ ابلیس کو جنت سے نکال دیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام جنت میں رہائش پزیر تھے اور جنت میں تنہا چلتے پھرتے تھے اور جنت میں کوئی نہ تھا کہ جس سے آپ علیہ السلام سکون پاتے، پس آپ علیہ السلام سو گئے اور بیدار ہونے پر اپنے سامنے ایک عورت کو کھڑا پایا جسے اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی پسلی سے پیدا فرمایا تھا، آپ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تو کون ہے؟ بولی: عورت، آپ علیہ السلام نے فرمایا: تو کیوں پیدا کی گئی ہے؟ اس نے کہا اس لئے تاکہ آپ علیہ السلام مجھ سے سکون پائیں، فرشتوں نے اپنے علم سے مشاہدہ کرتے ہوئے فرمایا: اے آدم علیہ السلام اس عورت کا نام کیا ہے؟ آدم علیہ السلام نے فرمایا: حوا، بولے حوا کیوں؟ آدم علیہ السلام نے فرمایا: اس لئے کہ اللہ عزوجل نے اسے زندہ چیز سے پیدا فرمایا ہے۔ (قصص الانبیاء، ص ۱۳، البدایۃ والنہایۃ، باب خلق آدم، الجزء ۱، ج ۱، ص ۸۳)

تخلیق انسانی کا مبدء :

۲۔۔۔۔۔۔عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِیَدِیْ فَقَالَ: " خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ یَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِیْهَا الْجِبَالَ یَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ یَوْمَ الِاثْنَیْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ یَوْمَ الثُّلَثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَبَثَّ فِیْهَا الدَّوَابَّ یَوْمَ الْخَمِیْسِ وَخَلَقَ آدَمَ علیہ السلام بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ فِیْ آخِرِ الْخَلْقِ فِیْ آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِیْمَا بَیْنَ الْعَصْرِ اِلَی اللَّیْلِ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: "اللہ عزوجل نے ہفتے کے دن مٹی کو پیدا فرمایا، اتوار کے دن پہاڑوں کو، پیر کے دن درختوں کو، ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن، بدھ کے روز نور کو، جمعرات کے دن زمین میں چوپائے بسائے اور جمعہ کے دن سب سے آخر میں عصر کی وقت کی آخری گھڑیوں میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا"۔

(صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة، باب ابتداء الخلق و خلق آدم، رقم: ۶۹۴۸/۲۷۸۹، ص ۱۳۷۴)

اور پیدائش انسان کی ابتداء مٹی سے فرمائی، پھر اس کی نسل رکھی ایک بے قدرے پانی کے خلاصہ سے، قرار پکڑنے کی جگہ میں پھر اسے سننے اور دیکھنے والا کر دیا، کہ وہ اس سے پہلے کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ اور انسان کو علم اور تعلیم سے شرف بخشا اور اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے عزت والے بے مثل ہاتھوں سے پیدا فرمایا اور اس مجسمے کو صورت دی، اور اس میں اپنی روح پھونکی، اور فرشتوں نے اسے سجدہ کیا، اور اس سے اس کا جوڑا بی بی حوا "ام البشر" کو بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو ان سے مانوس کر دیا، اور دونوں جنت میں رہنے لگے۔ اللہ عزوجل نے ان دونوں پر اپنی نعمتیں مکمل فرمائیں، پھر ان دونوں کو زمین پر بھیج دیا جس میں اس حکمت والے رب عزوجل کی حکمت کارفرما تھی، اور آدم و حوا علیہما السلام سے زمین میں کئی مرد و عورتیں پھیلا دیں اور اپنی قدرت عظیمہ سے انہیں بادشاہ اور رعایا، فقراء اور غرباء، آزاد اور غلام کر دیا۔ (البدایة والنهایة، ج ۱، ص ۵) (عطائین، ج ۲، ص ۲۳۸)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انسان کو تین مرتبہ بنایا گیا، چپکنے والی مٹی سے، خشک مٹی سے اور سیاہ بدبودار مٹی سے۔ ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آدم کی تخلیق کے لیے تمام روئے زمین سے مٹی لی گئی، پھر اس مٹی کو زمین پر ڈال دیا گیا حتی کہ وہ چپکنے والی ہوگئی، پھر اس کو چھوڑ دیا گیا حتی کہ وہ سیاہ بدبودار کیچڑ ہوگئی، پھر اللہ نے اپنے شایان شان ہاتھ سے ان کا پتلا بنایا حتی کہ وہ خشک ہوگیا اور ٹھیکرے کی طرح بجنے والی مٹی ہوگیا جب اس پر انگلی ماری جائے تو اس سے کھنکتی ہوئی آواز نکلے۔

(الدرالمنثور، ج ۴، ص ۱۸۲)

ابلیس لعین کی تحقیق:

۱۔۔۔۔۔لفظِ ابلیس قرآن پاک میں گیارہ مرتبہ آیا ہے۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب اللہ اپنی شان کے لائق بعض چیزوں کی تخلیق سے فارغ ہوکر عرش پر مستوی ہوا تو ابلیس کو دنیا کا بادشاہ کر دیا، ابلیس فرشتوں کے قبیلے سے جن تھا، ابلیس جنت کا خازن تھا، اللہ نے فرشتوں کے مقابلے میں ابلیس کو مزید عطا(نوازش) فرمائی، ضحاک کا قول ہے کہ جنات نے جب زمین میں فساد و خونریزی کی تو اللہ نے ابلیس کو فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین پر بھیجا اور انہوں نے جنات کو قتل کیا اور باقی ماندہ کو جزیروں اور سمندروں کی جانب دھکیل دیا۔ابن عباس سے روایت ہے کہ نافرمانی کے ارتکاب سے پہلے ابلیس کا نام عزازیل تھا، اور اس کا جائے مسکن زمین تھا، یہ فرشتوں سے زیادہ اجتہاد اور علم والا تھا اور جن کہا جاتا تھا۔ابن عباس سے یہ روایت بھی ہے کہ ملائکہ میں سے معزز ترین شخص تھا، جنت کا خازن اور آسمان دنیا اور زمین کا سلطان (بادشاہ) تھا۔ابن عباس ہی سے روایت منقول ہے کہ ابلیس زمین وآسمان کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ،باب :خلق الجان وقصۃ ابلیس، ج۱، ص ۶۱ وغیرہ)

حضرت علامہ شیخ سلیمان الجمل رحمۃ اللہ تعالی علیہ ابلیس لعین کے لعنت کا طوق پہننے سے قبل اس کے مقام ومرتبہ کے بارے میں بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:''ابلیس چالیس ہزار سال جنت کا خازن رہا، فرشتوں کے ساتھ اسی ہزار سال رہا، فرشتوں کو بیس ہزار سال درس دیا، تیس ہزار سال کروبیین کا سردار رہا، ایک ہزار سال روحانیین کا سردار رہا، چودہ ہزار سال عرش کے گرد طواف کیا، پہلے آسمان پر اسکا نام عابد، دوسرے پر زاہد، تیسرے پر عارف، چوتھے پر ولی، پانچویں پر تقی، چھٹے پر خازن، ساتویں پر عزازیل اور لوح محفوظ پر اسکا نام ابلیس تھا لیکن وہ اپنے انجامِ کار سے غافل تھا۔'' (الجمل، ج۱، ص ۶۰،۶۱)

فرشتوں کے سجدے کی کیفیت:

۲۔۔۔۔۔سجدہ کسے کہتے ہیں چنانچہ سجدہ کی شرعی تعریف کرتے ہوئے علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ عبادت کے قصد سے پیشانی کو زمین پر رکھنا سجدہ کہلاتا ہے۔ (تفسیر بیضاوی مع حاشیہ شیخ زادہ، ج۱، ص ۵۲۶)

امام نسفی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ صحیح قول کے مطابق فرشتوں کو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی کرنے کا حکم دیا گیا تھا، کیونکہ اگر یہ سجدۂ اللہ تعالی کے لئے ہوتا تو ابلیس قطعا اس سے انکار نہ کرتا، سجدۂ تعظیمی پہلی امتوں میں جائز تھا مگر ہماری شریعت میں جائز نہیں کیونکہ جب حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمادیا اور ارشاد فرمایا کہ مخلوق کو اللہ تعالی کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرنا چاہئے۔ (المدارک، ج۱، ص ۸۰)

حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام پھر عزرائیل علیہ السلام اور پھر دیگر فرشتوں نے سجدہ کیا، دن جمعہ کا تھا، وقت زوال سے لیکر عصر تک کا تھا۔ایک قول کے مطابق ملائکہ سو برس اور دوسرے قول کے مطابق پانچ سو برس تک سجدے میں رہے۔ (الجمل، ج۱، ص ۵۹)

فرشتوں نے بحکم الہی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا لیکن ہماری شریعت میں کسی کے لئے سجدۂ تعظیمی جائز نہیں ہے چنانچہ مسند

احمد بن حنبل میں ہے کہ ام المومنین صدیقہ فرماتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ ایک جماعت مہاجرین وانصار میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آکر حضور ﷺ کو سجدہ کیا صحابہ کرام نے عرض کی کہ ہم تو زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم، اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ، ج۲۲،ص ٤٤٢)۔

علم کے باوجود سوال کرنا سنت الٰہی ہے:

۵..... جاننا چاہیے کہ علم کے باوجود سوال کرنا جہالت کی دلیل نہیں، بلکہ سنت الٰہیہ ہے۔ اللہ نے ابلیس سے مخاطب ہو کر فرمایا ﴿یا ابلیس ما لک الا تکون مع السجدین (الحجر:٣٢)﴾، کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ کو خبر نہیں تھی کہ اس بدبخت نے سجدہ کیوں نہ کیا؟، اس خبیث کو کیا بیماری لاحق ہوئی؟، بلکہ وجہ یہ ہے کہ اللہ اقرار جرم کرانا چاہتا تھا کہ یہ خبیث اپنی زبان سے بولے کہ اس نے کیوں سجدہ نہ کیا؟۔ اس آیت سے وہ لوگ درس عبرت حاصل کریں جو خواہ مخواہ حضرات انبیائے کرام کی شان میں نقص بیان کرنے کے لیے دلیلیں دیتے ہیں کہ اگر نبی جانتا تو یہ کیوں کہتا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابو وائل نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں تم میں سے کچھ آدمی مجھے دکھائے جائیں گے اور پھر وہ مجھ سے جدا کر دیئے جائیں گے، میں عرض کروں گا کہ اے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں؟ فرمایا جائے گا کہ تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا چاند چڑھائے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض رقم: ٦٥٧٦، ص ١١٣٨)

امام کرمانی کہتے ہیں کہ مرتد یا منافقین لوگ ہونگے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض، رقم: ٦٥٧٦، ج١٥، ص ٦٤٢)

ابلیس کا سجدہ نہ کرنے کی وجہ:

٦..... بعض محققین نے ذکر کیا ہے کہ فرشتوں کو ہم نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ اس حکم سے عدول نہ کریں اور یہ حکم سجدہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل کیا گیا تھا اور اس بات پر اللہ عزوجل کا کلام شاہد ہے ﴿فاذا سویته و نفخت فیه من روحی فقعوا له ساجدین (الحجر:٢٩)﴾ اور اس کا وقوع بعد میں ہوا ﴿اسجدوا لآدم﴾ اور یہ فرمان اس بات پر بین دلیل ہے کہ فرشتوں کو اس بات کا حکم پہلے ہی دے دیا گیا تھا۔ حاصل کلام یہ کہ فرشتوں کو پہلے ہی سجدے کا حکم دے دیا گیا تھا لیکن یہ حکم معلق تھا پھر دوبارہ سابق حکم کی مطابقت کے لئے فرشتوں کو ﴿اسجدوا لآدم﴾ کے خطاب سے نوازا گیا۔ (روح المعانی، الجزء الثامن، ص ٤٥٦)

فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا آدم علیہ السلام کے دخول جنت سے پہلے تھا اور سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام اور آخر میں عزرائیل علیہ السلام نے سجدہ کیا اسکے بعد دیگر مقرب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ اور فرشتوں کی مدت سجدہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ کتنی دیر تک سجدے میں رہے اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ سو سال تک سجدہ میں رہے اور دوسرا قول پانچ سو سال کا ہے اور اسکے علاوہ اور بھی اقوال پائے جاتے ہیں اور یہ سجدہ تعظیمی تھا۔ (الصاوی، ج ٢، ص ٢٤٥)

حسن کا قول ہے کہ ابلیس فرشتوں میں سے نہ تھا کیونکہ وہ آگ سے پیدا ہوا اور فرشتے نور سے اور اس کا استثناء فرشتوں سے

اس لئے کر دیا گیا کہ وہ بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے میں فرشتوں کے ساتھ شامل تھا، پھر جب اس نے سجدہ نہ کیا تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ﴿لم یکن من الساجدین (الاعراف:۱۲)﴾ یہی وجہ ابلیس کو فرشتوں سے مستثنیٰ کرنے کی تھی۔ (الخازن، ج ۲،ص ۱۸٤)

ابونعیم نے حلیہ میں اور دیلمی نے جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے جد سے روایت کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''دین کے بارے میں سب سے پہلے اپنی رائے سے قیاس کرنے والا ابلیس تھا اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو اس نے جواب میں کہا ﴿انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین (ص:۷۶)﴾ ابوجعفر فرماتے ہیں کہ جس نے دین کے معاملے میں اپنی رائے سے قیاس کیا اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے ابلیس کے ساتھ کردے گا کیونکہ اس نے ابلیس کی پیروی کی۔ (الدر المنثور، ج ۳،ص ۱۳٤)

جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام میں روح پھونک دی اور فرشتوں کو سجدے کا حکم فرمایا تو ابلیس میں حسد نے جوش مارا اور سجدے کا انکاری ہوا کہ مجھے آگ سے بنایا اور یہ مٹی کی پیداوار ہے، پس اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور اپنے رب پر اعتراض کیا اور اپنے رب کے فرمان سے روگردانی کی اور اپنے رب کی رحمت سے دور ہوا، اور عبادت کرنے کے باوجود اپنے مرتبے سے نیچے اُتر گیا، ابلیس فرشتوں کی جنس سے نہیں بلکہ فرشتے نوری ہیں اور یہ ناری یعنی آگ سے پیدا ہوا ہے۔

(البدایة والنهایة، باب: خلق الجان وقصة ابلیس، ج ۱، ص ٦٢)

ابلیس کا گمراھی کی نسبت اللہ کی جانب کرنا:

ے..... علامہ رازی فرماتے ہیں کہ ﴿رب بما اغویتنی (الحجر:۳۹)﴾ ابلیس لعین کا قول ہے، جسے دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

آیت پاک کی رُو سے شیطان کا زور کس پر ھے؟

۸..... وہ مومنین بندے جنہیں اللہ عزوجل نے اپنی توحید، فرمانبرداری، اور عبادت کے لیے خاص کر لیا ہے، ابلیس لعین نے مخلصین کی قید اس لیے لگائی کہ وہ جانتا تھا کہ اس کا زور نیک بندوں پر نہ چلے گا اور اخلاص کی حقیقت یہی ہے کہ عمل اللہ کے لیے ہو جب عمل اللہ کے لیے ہے تو شیطان کا زور کیسے چل سکتا ہے۔ (الخازن، ج۳، ص ٥٦ ملخصا وملتقطا)

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور اس نے اللہ عزوجل سے اسی وقت یہ کہہ دیا تھا کہ میں لوگوں کو بہکاؤں گا ان کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں سے۔ شیطان انسان کو بہکاتا ہے اور جن چار سمتوں سے بہکاتا ہے اس کا ذکر بھی فرما دیا جیسا کہ قرآن میں اس کا بیان ملتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ چار سمتوں کا ذکر فرمایا گیا لیکن دو سمتوں کا ذکر نہیں ہوا اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیطان نے اوپر اور نیچے دو سمتوں کا ذکر نہ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اوپر سے اللہ عزوجل کی رحمت نازل ہوتی ہے اور نیچے سے آنا غیر معروف ہے۔ (المظهری، ج ۳،ص ۱٤)، (عطائین، ج۲، ص۲۳۹)

اغراض: ابا الجن وهو ابلیس: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، کہا جاتا ہے کہ ابلیس شیاطین کا باپ (سردار) ہے، جنوں کا ایک گروہ جس میں سے کوئی بھی ایمان نہ لایا، جان سے مراد ابوالجن ہے، اس بارے میں تین اصول بنائے گئے ہیں، آدم ابوالبشر (تمام انسانوں کے روحانی باپ) ہیں، ابلیس ابوالشیاطین (تمام شیطانوں کا باپ/سردار) ہے، اور جان سے مراد ابوالجان ہے، مفسرین ان تین اصول میں سے فقط دو کی جانب گئے ہیں یعنی ایک آدم علیہ السلام دوسرا ابلیس لعین۔

تنفذ فی المسام: یعنی شیطان مسام میں داخل ہوجاتا ہے، مسام کے لطیف ہونے اور اپنی شدت نار کی وجہ سے، پس جب انسان میں داخل ہوجائے تو اُسے ختم کردیتے ہیں۔

واضافة الروح الیہ: جیسا کہ بیت اللہ اور ناقۃ اللہ کی جانب اضافت ہے بالکل اسی طرح ﴿ونفخت فیہ من روحی(ص:۷۲)﴾ میں اضافت ہے۔

بالانحناء: یعنی پیشانی زمین پر نہ رکھی، اور یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ حقیقی سجدہ مراد ہے، یعنی آدم قبلہ تھے، سجدہ اللہ کو تھا، یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کو تھا، مفسرین کرام کے یہ بھی اقوال ملتے ہیں کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ سجدہ کا محل غیر اللہ تھا اور اللہ ہی کا حکم تھا اور اس کے حکم کی خلاف ورزی کرنا کفر ہے جیسا کہ ابلیس راندۂ درگاہ ہوا۔

لاینبغی لی: بمعنی لایصح ولایلیق ہے۔

وقیل من السموات: اس حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ سجدہ کب ہوا؟، جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے یا اُس وقت جب کہ جنت سے باہر تشریف لائے؟ اگر اول صورت مانی جائے تو ضمیر جنت کی جانب لوٹے گی اور اگر ثانی قول کو درست مانا جائے تو ضمیر السموات کی جانب لوٹے گی۔

وقت النفخة الاولی: یعنی جس میں تمام مخلوق فنا ہوجائے گی، پھر اللہ عزوجل ابلیس کو مرنے کے چالیس سالوں کے بعد دوبارہ لوگوں کے ساتھ اٹھائے گا، اور یہ اس کے اکرام کی وجہ سے نہیں بلکہ اہانت اور شقاوت کی وجہ سے ہوگا اور اس کے عذاب میں اضافہ ہوگا۔

(الصاوی، ج۳، ص ۲۴۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ﴾بساتین﴿وَّعُیُوْنٍ(۴۵)﴾تجری فیھا ویقال لھم﴿اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ﴾ای سالمین من کل مخوف او مع سلام ای سلموا وادخلوا﴿اٰمِنِیْنَ(۴۶)﴾من کل فزع﴿وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾حقد﴿اِخْوَانًا﴾حال منھم﴿عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ(۴۷)﴾حال ایضا ای لا ینظر بعضھم الی قفا بعض لدوران الاسرۃ بھم﴿لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ﴾تعب﴿وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ(۴۸)﴾ابدا﴿نَبِّئْ﴾خبر یا محمد﴿عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ﴾للمؤمنین﴿الرَّحِیْمُ(۴۹)﴾بھم﴿وَاَنَّ عَذَابِیْ﴾للعصاۃ﴿هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ(۵۰)﴾المؤلم﴿وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ(۵۱)﴾وھم ملٰئکۃ اثنا عشر او عشرۃ او ثلاثۃ منھم جبرائیل﴿اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا﴾ای ھذا اللفظ﴿قَالَ﴾ابراھیم لما عرض علیھم الاکل فلم یاکلوا﴿اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ(۵۲)﴾خائفون﴿قَالُوْا لَا تَوْجَلْ﴾لاتخف﴿اِنَّا﴾رسل ربک﴿نُبَشِّرُكَ﴾بغلٰم عَلِیْمٍ(۵۳)﴾ذی علم کثیر ھو اسحاق کما ذکر فی ھود﴿قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ﴾بالولد﴿عَلٰۤى اَنْ مَّسَّنِیَ الْكِبَرُ﴾حال ای مع مسہ ایای﴿فَبِمَ﴾فبای شیء﴿تُبَشِّرُوْنَ(۵۴)﴾استفھام تعجب﴿قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ﴾بالصدق﴿فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ(۵۵)﴾الآئسین﴿قَالَ وَمَنْ﴾ای لا﴿یَّقْنَطُ﴾بکسر

النُّوْنِ وَفَتْحِهَا﴿مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ(۵۶)﴾اَلْكٰفِرُوْنَ﴿قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ﴾شَانُكُمْ﴿اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ(۵۷)قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ(۵۸)﴾ كَافِرِيْنَ اَىْ قَوْمِ لُوْطٍ لِاِهْلَاكِهِمْ ﴿اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ (۵۹)﴾لِاِيْمَانِهِمْ ﴿اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَاۤ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ(۶۰)﴾اَلْبَاقِيْنَ فِى الْعَذَابِ لِكُفْرِهَا.

﴿ترجمہ﴾

بیشک ڈروالے......۱......باغوں (جنت بمعنی بساتین ہے) اور چشموں میں ہیں......۲......(جو کہ باغوں کے نیچے بہتے ہیں ان سے کہا جائے گا کہ) ان میں داخل ہو سلامتی کے ساتھ (یعنی ہر قسم کے خوف سے صحیح سلامت یا سلام کرتے ہوئے یعنی سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ) بے خوف ہو کر (ہر قسم کی گھبراہٹ سے) اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے......۳......(غل بمعنی حقد ہے) تھے نکال دیئے کھینچ لیے، آپس میں بھائی ہیں ("اخوانا" صدورهم کی ضمیر سے حال ہے) تختوں پر روبرو بیٹھے (متقبلین حال ہے اخـوانـا سے، یعنی ایک دوسرے کی گدی کی طرف نہ دیکھیں گے کیونکہ گھومنے والی کرسیوں پر بیٹھے ہوں گے) نہ انہیں اس میں کچھ تکلیف پہنچے (نصب بمعنی تعب ہے) نہ وہ اس میں سے کبھی نکالے جائیں خبر دو (خبر دیجئے، اے محمد ﷺ!) میرے بندوں کو کہ بیشک میں ہی ہوں بخشنے والا (مومنین کو) اور مہربان (مومنین پر) اور میرا ہی عذاب (نافرمانوں کے لیے) دردناک (المناک) ہے اور انہیں احوال سناؤ ابراہیم کے مہمانوں کا......۴......(مراد اس سے فرشتے ہیں، جن کی تعداد بارہ یا دس یا تین تھی ان میں جبرائیل علیہ السلام بھی تھے) جب وہ اس کے پاس آئے تو بولے سلام (یعنی سلام کے لفظ کہے) کہا (جب ابراہیم علیہ السلام نے ان کو کھانا پیش کیا اور انہوں نے نہ کھایا) ہمیں تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے (وجلون بمعنی خائفون ہے) انہوں نے کہا ڈریئے نہیں (خوف نہ کریں) ہم (آپ علیہ السلام کے رب عزوجل کے رسول ہیں) آپ کو ایک علم والے لڑکے......۵......کی بشارت دیتے ہیں (یعنی بہت علم والا! مراد اس سے حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں جیسا کہ سورۃ ہود میں ذکر ہوا) کہا کیا اس (بیٹے کی مجھے بشارت دیتے ہو کہ مجھے بڑھاپا پہنچ گیا) (الکبر حال ہے، یعنی اس حالت میں کہ بڑھاپا مجھے چھا گیا) بس کس (عجیب) چیز کی بشارت دیتے ہو (فبم استفہام تعجب ہے) بولے ہم نے آپ کو سچی بشارت دی ہے (بالحق بمعنی بالصدق ہے) آپ ناامید نہ ہوں (قانطین بمعنی آیسین ہے) کہا کون (یعنی کوئی نہیں) ناامید ہوتا ہے (یقنط نون کی کسرہ اور فتح کے ساتھ ہے) اپنے رب کی رحمت سے......۶......سوائے گمراہوں (کافروں) کے، کہا پھر تمہارا کیا کام ہے (خطبکم بمعنی شانکم ہے) اے فرشتو! بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (کافر قوم، مراد قوم لوط......۷......ہے ان کی ہلاکت کے لیے) مگر لوط کے گھر والے ان سب کو ہم بچا لیں گے (ان کے ایمان کی وجہ سے) مگر اس کی عورت ہم ٹھہرا چکے ہیں کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے (یعنی وہ اپنے کفر کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوگی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان المتقين فى جنت وعيون ادخلوها بسلم آمنين﴾.

ان المتقین: حرف مشبہ و اسم، فی جنت وعیون: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ادخلوا: فعل ضمیر ذوالحال، بسلم: ظرف مستقر حال اول، امنین: حال ثانی، ملکر فاعل، ھا: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا علی سرر متقبلین﴾.

و مستانفہ، نزعنا :فعل بافاعل،ما : موصولہ، فی : جار، صدور :مضاف، ھم : ذوالحال، من غل :ظرف مستقر حال اول،اخوانا :حال، علی سرر متقبلین : شبہ جملہ حال ثالث،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکرظرف مستقر صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا یمسهم فیها نصب وما هم منها بمخرجین﴾.

لا یمسهم فیها نصب : فعل نفی با مفعول وظرف لغو وفاعل ملکر جملہ فعلیہ، و :عاطفہ،ما :مشابہ بلیس ،ھم : اسم، منها بمخرجین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نبی عبادی انی انا الغفور الرحیمO وان عذابی هو العذاب الالیم﴾.

نبی عبادی : فعل بافاعل ومفعول، انی : حرف مشبہ،انا الغفور الرحیم : جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و :عاطفہ، ان عذابی : حرف مشبہ واسم،ھو العذاب الیم : جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونبئهم عن ضیف ابراهیم O اذ دخلوا علیه فقالوا سلما﴾.

و :عاطفہ، :نبئهم :فعل بافاعل ومفعول، عن ضیف ابراهیم :ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ، اذ : مضاف ،دخلوا علیہ :فعل بافاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف : عاطفہ، قالوا: قول : سلم :فعل محذوف "نسلم" کے لیے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکرظرف مستقر "اذکروا" فعل محذوف کے لیے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال انا منکم وجلون O قالوا لا توجل انا نبشرک بغلم علیم﴾.

قال : قول انا :حرف مشبہ واسم، منکم وجلون : شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، قالوا : قول،لا توجل: فعل، بافاعل ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، انا :حرف مشبہ واسم، نبشرک بغلم علیم : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿قال ابشرتمونی علی ان مسنی الکبر فبم تبشرون﴾.

قال : قول، همزہ : استفہامیہ، بشر تمو :فعل بافاعل نی : وقایہ ضمیر ذوالحال، علی ان مسنی الکبر :ظرف مستقر حال،ملکر مفعول، ف : زائدہ، بم تبشرون : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قالوا بشرنک بالحق فلا تکن من القنطین﴾.

قالوا : قول، بشرناک بالحق :فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، لاتکن : فعل ناقص بااسم، من القنطین : ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ معطوف قولیہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قال ومن یقنط من رحمة ربه الا الضالون﴾

قال : قول، و: عاطفہ، من :۔استفہامیہ مبتدا،یقنط : فعل ھو ضمیر مبدل منہ،الا :اداۃ حصر :الضآلون : بدل،ملکر فاعل، من رحمة ربه: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قال فما خطبکم ایها المرسلون﴾.

قال : قول، ف:عاطفہ ،ما : مبتدا، خطبکم :خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ملکر مقصود بالندا، ایها : مبدل منہ، المرسلون : بدل، ملکر یا حرف ندا قائم مقام "ادعوا"،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین O الا آل لوط﴾۔

قالوا: قول، انا :حرف مشبہ واسم، ارسلنا :فعل با نائب الفاعل، الی : جار، قوم : موصوف،مجرمین : اسم فاعل ھم ضمیر مستثنی منہ، الا : اداۃ استثناء، ال لوط : مستثنی ملکر فاعل،ملکر شبہ جملہ صفت ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿انا لمنجوھم اجمعین O الا امراتہ قدرنا انھا لمن الغبرین﴾۔

انا : حرف مبشہ واسم، لام :تاکیدیہ، منجو : اسم فاعل بافاعل، ھم :موکد ، اجمعین: تاکید،ملکر مستثنی منہ،الا امراتہ : مستثنی، ملکر مفعول،ملکر شبہ جملہ خبر اول، قدرنا :فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ، انھا لمن الغبرین: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فلما جاء آل لوط المرسلونO﴾۔

ف:عاطفہ، معطوف علی محذوف "فخرجوامن عندہ وسائر وامم قریتہ الی قریۃ قوم لوط"،بما : شرطیہ، جاء ال لوط المرسلون : فعل با مفعول وفاعل ملکر جملہ شرط۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

متقی کی تعریف وصفات:

۱......تقوی کا لغوی معنی کسی شے سے اپنی حفاظت کرنے کے ہیں جبکہ اصطلاحی معنی کے حوالے سے اس بارے میں کئی اقوال مروی ہیں:(۱)......بندے کا ماسوا اللہ سے پرہیز کرنا،(۲)......آدابِ شریعت کی حفاظت کرنا،(۳)......ہر اس چیز سے بچنا جو بندے کو اللہ تعالیٰ سے دور کردے،(۴)......قول وفعل میں آقائے دوجہاں ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا،(۵)......طاعت وعبادت میں تقوی سے مراد اخلاص اختیار کرنا ہے اور معصیت میں اس سے مراد برائی سے بچنا اور اسے ترک کردینا ہے،(۶)......اہلِ حقیقت کے نزدیک تقوی سے مراد اللہ ﷻ کی عبادت کے ذریعے اس کی ناراضگی سے بچنا ہے یعنی نفس کو اپنے پروردگار ﷻ کی اس ناراضگی سے بچانا جس کا وہ کسی امر کے بجالانے یا اسے ترک کرنے کی وجہ سے مستحق ہوتا ہے۔ (التعریفات، ص ۵۸)

جنت کا بیان:

۲......ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے اس آیت ﴿ولمن خاف مقام ربہ جنتان (الرحمن:۴۶)﴾ سے مراد یہ لیا ہے کہ سابقین (صحابہ کرام) کے لیے سونے اور تابعین کے لیے چاندی کی جنت ہوگی۔

☆......حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جنت کے سو درجات ہیں اور ہر دو جنتوں کے مابین آسمان وزمین کا فاصلہ ہے اور جنت الفردوس سب سے بڑا درجہ ہے،اور جنت الفردوس میں چار نہریں بہتی ہیں،اس جنت کے اوپر عرش ہے،جب تم اللہ سے جنت کا سوال کروتو فردوس کا سوال کرو''۔

☆......ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قرآن کی ہر آیت کا جنت میں ایک درجہ ہے،اور تمہارے گھروں کا چراغ ہے۔

☆......بی بی عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جنت کے درجات کی تعداد قرآن کی آیات کی تعداد کے برابر ہے،پس جو قرآن پڑھنے والا جنت میں داخل ہوجائے گا تو اس کے اوپر جنت کا کوئی درجہ نہ ہوگا''۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں درجات ہیں، جس میں صرف تین ہی قسم کے لوگ داخل ہوسکیں گے، امام عادل، صلہ رحمی کرنے والا، اپنے عیال کے معاملے میں صبر کرنے والا کہ جو کمائے حسب حیثیت اُن پر خرچ کرتا ہے''۔

(البدور السافرۃ، باب عدد الجنان واسمائھا، رقم ۱۷۰۱، ۱۷۰۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۹، ۱۷۲۴، ص ۴۹۴ وغیرہ)

☆......سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جس میں سے ایک دروازے کا نام ''الریان'' ہے، جس میں صرف روزہ دار ہی داخل ہوسکیں گے''۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اُسے جنت کے دروازے سے ندا کی جائے گی اور کہا جائے گا اے بندے یہ تیرے لیے بھلائی ہے، نمازیوں کو نماز والے دروازے سے، روزے داروں کو باب الریان سے، صدقہ ادا کرنے والوں کو باب الصدقہ سے، جہاد کرنے والوں کو باب الجہاد سے، ابوبکر صدیق نے عرض خدمت کی یارسول اللہ ﷺ! کیا کوئی ایسا ہے جسے ہر دروازے سے بُلایا جائے تو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں، تم انہی میں سے ہو''۔

☆......ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں ایک دروازہ ہے جسے باب الفرح کہتے ہیں اور اِس دروازے سے وہی داخل ہوسکے گا جو بچوں کو خوش رکھے گا''۔

☆......ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص پانچ نمازیں ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، زکوۃ ادا کرے، سات کبیرہ گناہوں سے بچے، اُس کے لیے قیامت کے دن جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

☆......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو مومن کو کھانا کھلائے یہاں تک کہ وہ پیٹ بھر کے کھالے، اللہ اُسے جنت کے دروازے میں داخل کرے گا جس میں اُسی کے مثل لوگ داخل ہونگے''۔

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اپنے ایمان کے ساتھ تین چیزیں لائے، جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے، جس حور سے چاہے نکاح کرلے، وہ تین چیزیں یہ ہیں، (۱)......قرض کی ادائیگی احسن طریقے سے کرے، (۲)......نقصان پہنچانے والے کو معاف کردے، (۳)...... ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھے''۔

☆......بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس کی دو بیٹیاں، دو بہنیں، دو پھوپھیاں یا دو خالائیں ہوں اور وہ ان کی کفالت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے''۔

(البدور السافرۃ، باب عدد ابواب الجنۃ، رقم: ۱۷۳۹، ۱۷۴۱، ۱۷۴۶، ۱۷۵۰، ۱۷۵۴، ۱۷۵۷، ۱۷۶۱، ص ۵۰۲)

☆......ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جنتیوں کے کمرے ایسے نظر آئیں گے جیسے اُفق مشرق ومغرب سے ستارے دکھائی دیتے ہیں، صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ یہ مقام تو فقط حضرات انبیائے کرام کے ہونگے کوئی اور اُس کو نہ پاسکے گا؟ جواب ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں، جس کے قبضے قدرت میں میری جان ہے اللہ پر ایمان والے اور رسولوں کی تصدیق کرنے والے بھی اِس مقام کو پائینگے''۔

☆......ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بیشک جنت میں ایک کمرہ ہے، جس کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے نظر آتا ہے، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ یہ کس کے لیے ہے؟ ارشاد فرمایا: ''جو صاف ستھرا کلام کرے (یعنی فحش گوئی نہ

کرے)، لوگوں کو کھانا کھلائے، اور رات قیام کی حالت میں گزارے جب کہ لوگ سورہے ہوں"۔

☆......عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ادنی درجے کے جنتی کا جنت میں موتیوں سے بنا ہوا گھر ہوگا جس میں کمرے اور دروازے بھی ہونگے"۔

☆......عمران بن حصین اور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے سے اس آیت ﴿ومساکن طیبة فی جنات عدن (التوبہ:۷۲)﴾ کے بارے میں سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا: "جنت کے محل موتی کے ہونگے اور اس محل میں ستر گھر ہونگے جو کہ سُرخ یاقوت کے بنے ہونگے اور ہر گھر میں ستر کمرے ہونگے جو سبز زمُرّد کے ہونگے، اور ہر کمرے میں ستر تخت ہونگے جس کے اوپر ستر بچھونے ہر رنگ کے ہونگے اور اُن بچھونوں پر حوریں اُس کی زوجیت میں ہونگی، ہر کمرے میں ستر دستر خوان ہونگے جس میں ستر رنگ کے (لذیذ) کھانے ہونگے۔

(البدور السافرۃ، باب غرف الجنۃ وقصورھا وبیوتھا ومساکنھا، رقم: ۱۷۹۱، ۱۷۹۳، ۱۸۰۰، ۱۸۰۳، ص ۵۱۲ وغیرہ)

☆......ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "دنیا میں جنت کی مثل سوائے نام کے کوئی چیز نہیں"۔ انہی سے روایت ہے کہ "جنت کے پھلوں کی لمبائی دس ہاتھ ہے جس میں گٹھلی نہیں ہے"۔

☆......ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں نے جنت کے انار کو دیکھا تو وہ اونٹ کی پالان نما بڑا تھا"۔ (البدور السافرۃ، باب ثمرات الجنۃ، رقم: ۱۸۸۹، ۱۸۹۵، ۱۸۹۷، ص ۵۳۲ وغیرہ)

☆......نسائی نے زید بن ارقم سے روایت کی کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی، اے ابوالقاسم! کیا آپ کا گمان ہے کہ جنتی جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے؟ سید عالم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: "قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، وہ شخص جسے سو آدمی کی جماعت دی گئی وہ بھی کھائیں، پئیں، جماع اور شہوت پوری کریں گے"، اُس شخص نے عرض کی: کیا کھانے پینے (کے بعد) کوئی حاجت بھی ہوگی؟ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ان کی حاجت جسم کی کھالوں سے خوشبودار پسینے کی صورت میں نکلے گی، اور جب ایسا ہوجائے تو (جان لینا) کہ کھانا ہضم ہوچکا"۔

☆......ابونعیم نے ابراہیم التیمی سے روایت کیا ہے کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ جنتی شخص کو سو آدمیوں کی مقدار میں شہوت اور خوراک دی جائے گی اور جب وہ کھالے گا تو پاکیزہ شراب سے سیراب ہوگا جو کہ اس کی کھال سے مشک کے دانوں کی طرح پسینے کی صورت میں نکلے گی پھر اس کی شہوت دوبارہ لوٹا دی جائے گی۔

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: "جنتی جنت میں کھائیں پئیں گے لیکن بول و براز (پیشاب پاخانہ) نہ کریں گے نہ ہی تھوکیں گے اور نہ ہی ناک کی گندگی ہوگی، ہاضمہ خوشبودار ڈکار اور پسینے کی صورت میں ہوگا، پھر شہوت لوٹا دی جائے گی"۔ (البدور السافرۃ، باب طعام اھل الجنۃ، رقم: ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ص ۵۳۵ وغیرہ)

☆......ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جنت کی نہروں کے نام سیحان، جیحان، نیل اور فرات ہیں۔

☆......بیہقی نے حضرت کعب سے روایت کی ہے کہ نہر النیل سے مراد شہد کی نہر ہے، نہر الدجلۃ سے مراد دودھ کی نہر ہے، نہر الفرات سے مراد شراب کی نہر ہے اور نہر السیحان سے مراد (میٹھے) پانی کی نہر ہے۔

☆......ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی تو آخرت میں اُسے شراب پینے کو نہ ملے گی''۔ (البدور السافرة، باب انهار الجنة وعيونها، رقم: ١٩٢٢، ١٩٢٥، ١٩٤٩، ص ٥٣٩)

☆......ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہ پہنے گا''۔

☆......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا: ''(مردوں) ریشم نہ پہنو، سونے چاندی کے برتن میں نہ کھاؤ پیو، اور بڑے چوڑے پیالے میں کھانا نہ کھاؤ، کافروں کے لیے دنیا میں ہے اور تمہارے لیے آخرت میں (حلال) ہے۔

☆......ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی جنتی ایسا نہیں ہوگا کہ اُس کے لیے طوبیٰ (جنت کا ایک باغ) آراستہ نہ کیا جائے، وہ اُس باغ میں جائے گا اور جو چاہے سفید، سرخ، سبز، زرد، سیاہ چیز اپنی پسند کی حاصل کرلے''۔

(البدور السافرة، باب لباس اهل الجنة، رقم: ١٩٥٨، ١٩٥٩، ١٩٦٢، ص ٥٤٦)۔

کینے کی تعریف ومہلکات:

۳......کسی کی جانب خیانت کی نسبت کرنا کینہ کہلاتا ہے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا ﴿ومن يغلل يات بما غل يوم القيامة یعنی جو کینہ رکھے گا اللہ اس کی چھپی بُرائی کو قیامت میں ظاہر کردے گا (ال عمران: ١٦١)﴾ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہ تو خیانت ہونی چاہیے اور نہ ہی چوری''۔

(المفردات، ص ٣٦٥)

☆......دافع رنج وبلا حبیب خدا ﷺ کا فرمان عالیشان ہے: ''ہر ہفتہ کے دوران پیر اور جمعرات کے دن لوگوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، پھر بغض وکینہ رکھنے والے دو بھائیوں کے علاوہ ہر مومن کو بخش دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو لمبے عرصے تک چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ اُس بغض سے واپس پلٹ آئیں''۔

(صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهي عن الفحشاء، رقم: ٦٤٤١/٢٥٦٥، ص ١٢٧١)

☆......حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ہر جمعہ کو دو مرتبہ اور پیر وجمعرات کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور ہر مومن کی مغفرت کردی جاتی ہے سوائے اس کے جو آپس میں کینہ رکھتے ہیں، ان سے کہا جاتا ہے کہ کینہ ترک کردو یہاں تک کہ وہ کینہ ترک کردیں''۔ (المرجع السابق، رقم: ٦٤٤٢/٢٥٦٥)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی مہمان نوازی:

۴......مراد وہ فرشتے ہیں جو انہیں بیٹے کی خوشخبری اور قوم لوط کی ہلاکت کی خبر دینے آئے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کنیت ابو الضیفان ہے، ان کے محل کے چار دروازے تھے جو کہ ہمیشہ کھلے رہتے تھے کہ کوئی آنے والا مہمان دروازہ بند نہ پائے۔

(القرطبي، الجزء: ١٤، ص ٣٣)

اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال آئے کہ آنے والے فرشتوں کو مہمان کیوں کہا گیا جب کہ یہ کھاتے ہی نہیں؟ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گمان کیا کہ میرے پاس مہمان نوازی طلب کرنے آئے ہیں اسی مناسبت سے ''الضيف'' کا

لفظا استعمال ہوا۔ایک قول یہ بھی ہے کہ جب انسان کے گھر میں کوئی داخل ہوتا ہے تو اُسے مہمان کہا جاتا ہے اگرچہ آنے والا شخص کھانا نہ کھائے۔ (الـــــرازی، ج۷، ص ۱۵۰)

☆......حضرت ابوشریح العدوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا کہ سید عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے، اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ مہمان کی تکریم کرے اور اسے جائزہ دے" صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! جائزہ کیا ہے؟ فرمایا: "ایک دن اور ایک رات اس کی زیادہ خاطر مدارات کرے اور تین دن اس کی ضیافت کرے (کھانا کھلائے)، اور اس سے زیادہ دن اس کی طرف سے صدقہ ہے"۔ "اور جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من کان یومن، رقم: ۶۰۱۹، ص ۱۰۵۲ ،صحیح مسلم ،کتاب اللقطة ،باب الضیافة ونحوھا، رقم: ۱۷۲۶، ص ۸۷۲)

علامہ نووی شافعی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مسلمانوں کا اس بارے میں اجماع ہے کہ مہمان کی خاطر تواضع کی جائے، امام شافعی، مالک اور امام اعظم علیہم الرحمۃ اور جمہور کے نزدیک مہمان کی ضیافت کرنا سنت ہے واجب نہیں، جب کہ امام ابولیث اور امام احمد کے نزدیک ایک دن اور رات کی ضیافت کرنا واجب ہے۔ امام احمد کے نزدیک دیہاتی اور بستی والے کی ایک دن اور رات ضیافت واجب ہے نہ کہ شہری کی، جمہور کہتے ہیں کہ احادیث میں جو مہمان کی ضیافت کی تاکید آئی ہے اس کی وجہ استحباب میں پختگی، اخلاق کی تکمیل اور مہمان کے حق کی تاکید کی جانب اشارہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے "جمعہ کے دن غسل کرنا ہر شخص پر واجب ہے" یہ حکم بھی استحباب میں تاکید پیدا کرنے کے لیے ہے۔ (نووی علی مسلم ،کتاب اللقطة ،باب الضیافة ونحوھا، ص ۱۱۱۲)

☆......حضرت ابوکریمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ایک رات تو مسلمان پر مہمان کا حق ہے، جو شخص کسی مسلمان کے گھر رہے تو وہ اس مسلمان پر قرض ہے، اب مہمان چاہے تو میزبان سے قرض وصول کرے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الاطعمة، باب ما جاء فی الضیافة برقم: ۳۷۵۰، ص ۷۰۲)

رسولوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کتنے رسول آئے؟ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ تین رسول آئے حضرت جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ نو فرشتے آئے، اور ایک قول کے مطابق بارہ فرشتے مراد ہیں، اس کے علاوہ بھی اقوال پائے جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک سو پچھتر سال کی زندگی مبارک گزاری، ان کے اور حضرت نوح علیہ السلام کے مابین ۱۶۴۰ سالوں کا فاصلہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت اسحٰق علیہ السلام ۱۸۰ سال حیات رہے اور حضرت یعقوب بن اسحٰق نے ۱۴۷ سال کی مبارک زندگی پائی۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۴۵)

فرشتوں نے کہا سلاما یعنی سلمنا او نسلم علیک سلاما اور جوابا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا علیکم سلام او سلام علیکم ۔ مرقاۃ شریف میں ہے: قد صح بالاحادیث المتواترة معنی ان السلام باللفظ سنة وجوابه واجب کذلک یعنی جو احادیث تواتر کے درجے تک پہنچی ہوئی ہیں ان سے بصحت ثابت ہے سلام دینا ان کے الفاظ کے ساتھ سنت ہے اور اس کا جواب دینا بھی اسی لفظ سے واجب ہے۔(مرقاۃ المفاتیح ،کتاب الآداب ،باب السلام ،فصل الثانی ،ج۸، ص ۴۷۰) سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہمارے گروہ میں سے نہیں جو ہمارے غیروں کی شکل بنے، یہ کہ یہود سے مشابہت پیدا کرے اور نہ نصاریٰ سے

کہ یہود کا سلام انگلی سے اشارہ کرنا ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی سے اشارہ (الجامع الترمذی، کتاب الاستیذان والادب، رقم: ۲۷۰٤، ص ۷۷٤)۔ سلام کے متعلق بہت مسائل ہیں، کس کس کو سلام کرنا منع ہے، ہاں بدمذہب کو سلام کرنا حرام ہے، فاسق کو سلام کرنا ناجائز ہے، جو برہنہ ہو یا استنجاء کررہا ہو اسے سلام نہ کیا جائے، جو کھانا کھا رہا ہو اسے سلام نہ کیا جائے، جو اذان یا تلاوت یا کسی ذکر میں مشغول ہو اسے سلام نہ کرے، کافر یا مبتدع یا فاسق کو سلام نہ کرنے کی صحیح ضرورت پیش آئے تو لفظ سلام نہ کہے بلکہ ہاتھ اٹھانے یا اور کوئی لفظ کہ نہ سلام ہو نہ تعظیم کہنے پر قناعت کرے، یا مجبور ہو تو آداب کہے یعنی آمیرے پاؤں داب، یا آداب شریعت کہ تو نے اپنے فسق سے ترک کردیے ہیں، بجالا۔ (الفتاوی الرضویة مخرجه، ج۲۲، ص ۳۷۸)

فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا: خوفِ (عذاب) نہ کیجئے ہم قوم لوط کی جانب بھیجے گئے ہیں، یہ جملہ اس وقت کہا گیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں پہچان لیا لیکن یہ نہ جان پائے کہ یہ حضرات کیوں بھیجے گئے ہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہرہ پر خوف کے آثار دیکھے ہوں یا ان کے چہرے کا رنگ بدلتا ہوا دیکھا ہو۔ (المدارك، ج۲، ص ۷۲)،(عطائین، ج۲، ص ۸۱۹ وغیرہ)

حضرت اسحٰق علیہ السلام کا نسب:

۵......حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے اور حضرت اسماعیل کے بھائی، ﴿بغلام علیم (الحجر:۵۳)﴾ کی خبر فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام و بی بی سارہ کو اُس وقت دی جب کہ وہ قوم لوط پر عذاب کرنے کے لیے تشریف لے جارہے تھے، حضرت اسحٰق علیہ السلام بردبار اور صبر کے پیکر بندے تھے، محققین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ذبح کے حوالے سے خواب کی حقیقت یہی ہے کہ مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے اس لیے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام اور اُن کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خبر دینا اس بات پر دلیل ہے کہ یہ حضرات حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد پیدا ہونگے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بعد ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کی خبر دینے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنا مراد ہے۔

(البداية والنهاية، باب مولد اسحق، ج۱، ص۱۷۹ وغیرہ)،(قصص الانبیاء، باب مولد اسحق، ص ۱۲۱ وغیرہ)

رحمت الٰھی سے مایوسی کفر ھے؟

۶......اے ابراہیم خرق عادت کام کے وجود پذیر ہونے سے مایوس نہ ہونا، اس لیے کہ خرق عادت کام عموماً حضرات انبیائے کرام سے ہوتے رہتے ہیں جن کی گنتی شمار نہیں ہوسکتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعجب میں پڑنا اللہ کی نعمتوں کی تعظیم طلب کرنے کے لیے تھا اس لیے کہ اللہ کے نیک بندے عموماً ایسا تعجب کرتے رہے ہیں۔ علامہ راغب فرماتے ہیں کہ ''قنوط'' کے معنی ہیں خیر سے مایوسی کرنا ہے اور ایسا کرنا کفر ہے۔ اور شوافع کا اس میں اختلاف ہے ان کے نزدیک اللہ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہوجانا کبیرہ گناہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھرایا جائے، مایوسی اختیار کی جائے اور اللہ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہوجائے''۔ کمال بن ابی شریف کہتے ہیں کہ اشراک پر عطف کرنا مطلق کفر کے معنی میں ہے جو کہ مغایرت (مخالفت) کا تقاضا کرتا ہے۔

(روح المعانی، الجزء ۱٤، ص ٤۰۸ وغیرہ)

قوم لوط پر عذاب:

ے......(حضرت جبرئیل علیہ السلام) نے بستی کو الٹ دیا اور اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر دیا اور ان پر پے در پے پتھر برسائے گئے، جس پتھر پر جس کا نام تھا وہ اسی پر پڑا، چہ جائے کہ وہ شہر میں حاضر تھے یا شہر سے غائب کسی سفر وغیرہ میں تھے۔(قصص الانبیاء،قصہ لوط،ص ۱٤٦)۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے بازو کے کناروں سے قوم لوط کے گھروں کو اکھیڑ کر رکھ دیا، قوم لوط سات شہروں میں قیام پزیر تھی، بعض محققین کا کہنا ہے کہ قوم لوط میں چار سو انسان تھے، ایک قول یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ان کی تعداد چار ہزار تھی، اور ان کے ساتھ حیوانات بھی تھے، اور ان کے شہروں میں زمینیں، گھر اور دیگر کام کاج کے ٹھکانے تھے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کی جانب بلند کر کے الٹ پلٹ کر رکھ دیا یہاں تک کہ آسمان کے فرشتوں نے کتوں کے بھونکنے اور مرغ کی آوازیں سنیں۔اور ان پر آسمان سے پتھر برسائے اور ہر پتھر پر اس کا نام کندہ تھا جس سے اس شخص کی ہلاکت ہونی تھی جیسا کہ اللہ کا فرمان بھی ہے کہ﴿مُسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ(الذاریات:۳٤)﴾۔ (البداية والنهاية، ذكر اولاد ابراهيم، الجزء ۱،ج ۱،ص ۲۰۱)

اغراض: ویقال لھم: جنتیوں سے، جب وہ کسی دوسرے مقام کا ارادہ کریں گے، اور یہ کہ یہیں ٹھہرے رہو، پس جنتیوں کو اُس وقت دخول جنت کا حکم ہوگا، یہ جملہ تحصیل حاصل کے لیے ہے جب کہ ماقبل بیان ہو چکا کہ﴿ان المتقین فی جنت وعیون (الذاریت:۱۵)﴾، اس جملے کے قائل یا تو فرشتے ہوں گے یا اللہ۔

من کل فزع: یعنی جنتیوں سے قائم رہنے والی نعمتوں کی وجہ سے ہر قسم کا خوف زائل ہو جائے گا۔

حال من ھم: صدورھم کی ضمیر مضاف الیہ سے حال واقع ہو رہا ہے، اور اس کی شرط موجود ہے کہ مضاف جزء ہے مضاف الیہ کا معنی یہ ہوگا کہ "ہم نے ان کے دلوں کے کینے کھینچ نکالے"۔

لدوران الاسرۃ بھم: یعنی جنتی جب آپس میں میل ملاقات کریں گے، پھر لوٹ جانے کا ارادہ کریں گے، ہر جنتی کے لیے تخت گھومتے ہوں گے، اس طرح کہ ہر ایک دوسرے کے مدمقابل تخت پر ہوگا، پس ہر جنتی کا تخت اس کا پیروکار رہوگا اور یہ جنتیوں کی عظیم ترین تعظیم و توقیر کی وجہ سے ہوگا۔

منھم جبرائیل : آنے والے فرشتے بارہ ہوں یا دس یا تین، اُن میں ایک جبرائیل علیہ السلام ضرور تھے۔

استفھام تعجب : یعنی عمر کے اس حصے میں بیٹے کی خوشخبری دینا جب کہ بڑھاپا آچکا، اور یہ تعجب عادت کے اعتبار سے تھا نہ کہ اللہ کی قدرت کی وجہ سے، کیونکہ اللہ کی قدرت پر تعجب کرنے والے﴿ومن یقنط من رحمة ربه الا الضالون (الحجر:۵٦)﴾ کے زمرے میں آتے ہیں۔**الباقین فی العذاب:** یعنی ختم نہ ہونے والا عذاب۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۵۰ وغیرہ)

رکوع نمبر:۵

﴿فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطٍ ﴾اَیْ لُوْطًا﴿الْمُرْسَلُوْنَ (۶۱) قَالَ ﴾لَهُمْ﴿اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ (۶۲) ﴾لَا اَعْرِفُكُمْ﴿قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا ﴾اَیْ قَوْمُكَ﴿فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ (۶۳) ﴾يَشُكُّوْنَ وَهُوَ الْعَذَابُ﴿وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (۶۴) ﴾فِیْ قَوْلِنَا﴿فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ ﴾اِمْشِ خَلْفَهُمْ﴿وَلَا يَلْتَفِتْ

مِنْكُمْ اَحَدٌ ﴾لِئَلَّا يَرٰى عَظِيْمَ مَا يَنْزِلُ بِهِمْ﴿وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ (۶۵)﴾وَهُوَ الشَّامُ﴿وَقَضَيْنَآ ﴾اَوْحَيْنَا﴿اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ ﴾وَهُوَ﴿اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ (۶۶)﴾حَالٌ اَیْ يَتِمُّ اِسْتِيْصَالُهُمْ فِي الصَّبَاحِ ﴿وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ﴾مَدِيْنَةُ سَدُوْمَ وَهُمْ قَوْمُ لُوْطٍ لَمَّا اُخْبِرُوْا اَنَّ فِيْ بَيْتِ لُوْطٍ مُرْدًا حِسَانًا وَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴿يَسْتَبْشِرُوْنَ (۶۷)﴾حَالٌ طَمَعًا فِيْ فِعْلِ الْفَاحِشَةِ بِهِمْ﴿قَالَ ﴾لُوْطٌ﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ (۶۸) وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ (۶۹)﴾بِقَصْدِكُمْ اِيَّاهُمْ بِفِعْلِ الْفَاحِشَةِ بِهِمْ﴿قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (۷۰)﴾عَنْ اِضَافَتِهِمْ﴿قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (۷۱)﴾مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ قَضَاءِ الشَّهْوَةِ فَتَزَوَّجُوْهُنَّ قَالَ تَعَالٰى ﴿لَعَمْرُكَ ﴾خِطَابٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَیْ وَحَيَاتِكَ﴿اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (۷۲)﴾يَتَرَدَّدُوْنَ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ ﴾صَيْحَةُ جِبْرَائِيْلَ﴿مُشْرِقِيْنَ (۷۳)﴾وَقْتَ شُرُوْقِ الشَّمْسِ ﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا ﴾اَیْ قُرَاهُمْ﴿سَافِلَهَا﴾بِاَنْ رَفَعَهَا جِبْرَائِيْلُ اِلَى السَّمَاءِ وَاَسْقَطَهَا مَقْلُوْبَةً اِلَى الْاَرْضِ﴿ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ (۷۴)﴾طِيْنٍ طُبِخَ بِالنَّارِ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ﴾الْمَذْكُوْرِ﴿ لَاٰيٰتٍ﴾دَلَالَاتٍ عَلٰى وَحْدَانِيَّتِهٖ تَعَالٰى﴿ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ (۷۵)﴾لِلنَّاظِرِيْنَ الْمُعْتَبِرِيْنَ﴿وَاِنَّهَا ﴾اَیْ قُرٰى قَوْمِ لُوْطٍ﴿لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ (۷۶)﴾طَرِيْقِ قُرَيْشٍ اِلَى الشَّامِ لَمْ يَنْدَرِسْ اَفَلَا يَعْتَبِرُوْنَ بِهِمْ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ﴾لَعِبْرَةً﴿لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (۷۷) وَاِنْ﴾مُخَفَّفَةٌ اَیْ اِنَّهٗ ﴿ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ ﴾هِيَ غَيْضُ شَجَرٍ بِقُرْبِ مَدْيَنَ وَهُمْ قَوْمُ شُعَيْبٍ ﴿لَظٰلِمِيْنَ (۷۸)﴾بِتَكْذِيْبِهِمْ شُعَيْبًا﴿فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ؕ وقف لازم ﴾بِاَنْ اَهْلَكْنَاهُمْ بِشِدَّةِ الْحَرِّ ﴿وَاِنَّهُمَا﴾اَیْ قُرٰى قَوْمِ لُوْطٍ وَالْاَيْكَةِ ﴿ لَبِاِمَامٍ ﴾طَرِيْقٍ﴿مُّبِيْنٍ (۷۹)﴾وَاضِحٍ اَفَلَا يَعْتَبِرُ بِهِمْ اَهْلُ مَكَّةَ.

﴿ترجمہ﴾

پھر جب فرشتے لوط......۱......کے گھر آئے (آل لوط بمعنی لوطا ہے) کہا (ان سے) تم کچھ بیگانہ لوگ ہو (میں تمہیں نہیں پہچانتا) کہا بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ لائے ہیں جس میں (آپ علیہ السلام کی قوم) شک کرتی تھی (مراد عذاب ہے جس کے بارے میں قوم شک کرتی تھی) اور ہم آپ کے پاس سچا حکم لائے ہیں اور ہم (اپنی بات) میں سچے ہیں تو اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے باہر لے جایئے اور آپ ان کے پیچھے (یعنی ان کے نشان قدم پر چلئے) اور تم میں کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے (کہ کہیں اسے وہ ہولناک عذاب نظر نہ آئے جو لوگوں پر اتر رہا ہوگا) اور جہاں کو حکم ہے سیدھے چلے جایئے (مراد سرزمین شام ہے) اور ہم نے فیصلہ بھیجا (یعنی وحی) اسے اس امر کا کہ صبح ہوتے ان کافروں کی جڑ کٹ جائے گی (مصبحین حال ہے مقطوع کی ضمیر مستقر سے، یعنی صبح ہونے تک ان کی بنیاد ہی ختم ہوکر رہ جائے گی) اور شہر والے (شہر سدوم والے، مراد قوم لوط ہے، جب ان کو خبر ہوئی کہ لوط علیہ السلام کے گھر میں حسین مرد ہیں، حسین مردوں سے مراد فرشتے ہیں) خوشیاں مناتے (یستبشرون جملہ حالیہ ہے، قوم لوط ان معزز فرشتوں سے بدکاری کی خواہش رکھتے تھے) کہا (لوط علیہ السلام نے) یہ میرے مہمان ہیں مجھے فضیحت نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو......۲......(ان مہمانوں کے ساتھ بدفعلی کے ارادے سے) بولے کیا ہم نے تمہیں منع نہ کیا تھا سب جہانوں کی (مہمان نوازی) سے کہا یہ قوم کی عورتیں میری بیٹیاں

ہیں اگر تمہیں کرنا ہے (یعنی اگر تم شہوت پوری کرنا چاہتے ہو تو ان سے نکاح کرو، اللہ ﷻ نے فرمایا) تیری جان کی قسم......۳......(نبی پاک ﷺ سے خطاب ہے، یعنی تیری حیاتی کی قسم) وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں (تردد کر رہے ہیں) تو ہولناک آواز (یعنی جبرئیل علیہ السلام کی آواز نے) انہیں آلیا دن نکلتے ہی (یعنی سورج نکلتے ہی) پس کر دیا ہم نے اس (بستی) کا اوپر کا حصہ نیچے کا حصہ (اس طرح کہ جبرائیل علیہ السلام نے اسے آسمان کی جانب اٹھالیا اور اسے زمین پر پٹخ دیا) اور ان پر کنکر کے پتھر برسائے (آگ کی پکی ہوئی مٹی کے) بیشک اس میں (یعنی مذکورہ واقعہ میں) نشانیاں ہیں (اللہ ﷻ کی وحدانیت پر دلیلیں ہیں) فراست والوں کے لیے (دیکھنے والوں کے لیے عبرتیں ہیں) اور بیشک وہ (قوم لوط کی) بستی اسی راہ پر ہے (وہ راستہ جس پر قریش شام تک کا سفر کرتے تھے، اس کے نشان مٹے نہیں، تو کیا تم عبرت حاصل نہیں کرتے) بیشک اس میں نشانیاں ہیں (عبرت کے لیے) ایمان والوں کو اور بیشک (ان مخففہ ہے، اصل میں انہ تھا) جھاڑی والے......۳......(مدین کے قرب و جوار میں جھاڑی، مراد قوم شعیب ہے) ضرور ظالم ہیں (حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلانے کے حوالے سے) تو ہم نے ان سے بدلہ لیا (یہ کہ ہم نے ان کو سخت گرمی سے ہلاک کر دیا) اور بیشک دونوں بستیاں (قوم لوط اور ایکہ کی) کھلے (واضح) راستے پر ہیں (امام بمعنی طریق ہے، تو تم اے اہل مکہ عبرت حاصل نہیں کرتے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قال انکم قوم منکرون﴾.

قال: قول، انکم: حرف مشبہ و اسم، قوم منکرون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا بل جئنک بما کانوا فیہ یمترون ○ واتینک بالحق وانا لصدقون﴾.

قالوا: فعل، بل: عاطفہ، جئنک: فعل با فاعل و مفعول، بما کانوا فیہ یمترون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، و: عاطفہ، اتینک بالحق: فعل با فاعل و مفعول و ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انا لصدقون: جملہ اسمیہ۔

﴿فاسر باھلک بقطع من اللیل﴾.

ف: فصیحہ، اسر: فعل و ضمیر ذو الحال، باھلک: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ب: جار، قطع: موصوف، من الیل: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتبع ادبارھم ولا یلتفت منکم احد وامضوا حیث تومرون﴾

و: عاطفہ، اتبع ادبارھم: فعل با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا یلتفت: فعل نہی، منکم: ظرف مستقر حال مقدم، احد: ذو الحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ و: عاطفہ، امضوا: فعل با فاعل، حیث تؤمرون: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقضینا الیہ ذلک الامر ان دابر ھولاء مقطوع مصبحین﴾.

و: عاطفہ، قضینا الیہ: فعل با فاعل و ظرف لغو، ذلک الامر: مرکب توصیفی مبدل منہ، ان دابر ھؤلاء: حرف مشبہ و اسم، مقطوع: اسم مفعول ھو ضمیر ذو الحال، مصبحین: حال، ملکر فاعل، ملکر خبر، ان اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجاء اھل المدینۃ یستبشرون ○ قال ان ھؤلاء ضیفی فلا تفضحون﴾.

و: عاطفہ، جاء: فعل، اھل المدینۃ: ذو الحال، یستبشرون: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، قال: قول، ان ھؤلاء: حرف

مشبہ واسم،ضیفی : خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ، ف :فصیحہ، لا تفضحون : فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتقوا الله ولا تخزون ○ قالوا اولم ننھک عن العلمین ○ قال ھؤلاء بنتی ان کنتم فعلین﴾

متذکرہ دوآیات کی مثل ترکیب سابق میں گزر چکی ہیں،قال : قول، ھؤلاء بنتی : مبدل منہ،ملکر " ناکحوا"فعل محذوف کا مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ان : شرطیہ، کنتم فعلین: جملہ فعلیہ شرط، جزامحذوف "فانکحوھن"،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون﴾

لام : تاکیدیہ جواب قسم ، عمرک : مبتدا،خبر محذوف "قسمی"،ملکر جملہ اسمیہ قسم محذوف "اقسم" کے لیے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ معترضہ، انھم: حرف مشبہ واسم، لفی سکرتھم یعمھون : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿فاخذتھم الصیحۃ مشرقین ○فجعلنا عالیھا سافلھا وامطرنا علیھم حجارۃ من سجیل﴾

ف: عاطفہ ،اخذت :فعل ، ھم : ذوالحال، مشرقین : حال،ملکر مفعول ،الصیحۃ : فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ، ف : عاطفہ، جعلنا : فعل بافاعل ،عالیھا و سافلھا : ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، امطرنا علیھا : فعل بافاعل وظرف لغو، حجارۃ : موصوف، من سجیل : ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت للمتوسمین ○ وانھا لبسبیل مقیم﴾

ان : حرف مشبہ، فی ذلک : ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، آیت : موصوف، للمتوسمین : ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدامؤخر،ملکر جملہ اسمیہ، و : عاطفہ، انھا : حرف مشبہ واسم، لبسبیل مقیم : ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان فی ذلک لایۃ للمومنین○ وان کان اصحب الایکۃ لظلمین﴾

ان : حرف مشبہ،فی ذلک : ظرف مستقر خبر مقدم،: لایۃ للمومنین : مبتدامؤخر،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ : ان :مخففہ وضمیر محذوف اسم، کان اصحب الایکۃ لظلمین : جملہ فعلہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فانتقمنا منھم وانھما لبامام مبین○ ﴾

ف: عاطفہ، انتقمنا منھم : فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، انھما : حرف مشبہ واسم ، لبامام مبین : ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و : عاطفہ، لام : تاکید جواب قسم۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت لوط علیہ السلام کا نسب:

۱......حضرت لوط علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے لوط بن ھارون بن آزر، آپ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے ،آپ علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ سرزمین شام کی جانب ہجرت کی، آپ علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے سدوم اور اس کے آس پاس کے علاقے کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ آپ علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ عزوجل کی عبادت کی طرف بلاتے، انہیں نیکی کا حکم دیتے اور گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکتے جو خود ان کی اپنی ایجاد تھے اور پہلے کسی نے ان کاموں کا ارتکاب نہ کیا تھا، وہ گناہ کا کام یہ تھا کہ وہ عورتوں کو چھوڑ کر مرد سے اپنی خواہش پوری کرتے ،اور یہ ایسی بُرائی تھی جس کے بارے میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک ان کے سوا کسی کو خیال نہ آیا تھا اور نہ ہی پہلے یہ چیز معروف تھی۔ اہل سدوم نے اس برائی کو رواج دیا خلیفہ ولید بن عبدالملک بانی جامع مسجد

دمشق فرماتے ہیں کہ اگر اللہ ﷻ قرآن مجید میں قوم لوط کا قصہ بیان نہ کرتا تو مجھے اس بات کو گمان بھی نہ ہوتا کہ کوئی مرد بھی مرد سے ایسا فعل کر سکتا ہے۔ (ابن کثیر، ج ۲ ص ۲۸۶)

اکثر تابعین کا یہ قول ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ مستدرک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔ ابن عساکر نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ بی بی سارہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔ (روح المعانی، الجزء الثامن، ص ٥٦٥)، (عطائین، ج۲، ص۲۹۶ وغیرہ)

قوم لوط کی بُری عادت:

۲..... قوم لوط کی بُری خصلت یہ تھی کہ عورتوں کو چھوڑ کر مَردوں سے خواہش پوری کرتے تھے، جس کی وجہ سے عذاب الٰہی کا شکار ہوئے۔ اگر کوئی شخص غیر محل یعنی دبر میں وطی کرے تو امام اعظم کے نزدیک مطلقاً حد نہیں بلکہ ایسی صورت میں تعزیر ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک اجنبی پر ایسا فعل کرنے کی صورت میں حد لازم ہوگی جبکہ اگر کوئی شخص ایسا فعل کسی باندی، غلام یا زوجہ سے کرے تو بالاجماع حد نہ ہوگی بلکہ تعزیر ہوگی، درر میں ہے کہ ایسے شخص کو آگ میں جلا دیا جائے یا اس پر دیوار گرادی جائے اور پھر اوپر سے پتھر مار مار کر سنگسار کر دیا جائے، الحاوی میں ہے کہ ایسا فعل کرنے والے کو کوڑے لگانا زیادہ صحیح ہے، فتح القدیر میں ہے کہ ایسے شخص کو قید کیا جائے حتیٰ کہ مر جائے یا توبہ کرلے، اور اگر پھر یہی جرم کرے تو امام وقت اسے قتل کر دے۔ (الدر المختار، کتاب الحدود، باب الوطی یوجب الحد، ج ٦، ص ۳۸)

سید عالم ﷺ کی جان کی قسم کھانا:

۳..... اللہ نے حضرت آدم کو اپنا صفی بنایا، حضرت ابراہیم کو خلیل، حضرت نوح کو نجی، حضرت موسیٰ کو کلیم، حضرت یوسف کو صدیق، حضرت عیسیٰ کو مسیح لیکن سید عالم ﷺ کو محبوب کا خطاب عطا فرما کر کہیں فرمادیا ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ (المدثر:۱)، کہیں فرمایا ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ (المزمل:۱)، ﴿یٰسٓ﴾ (یٰسین:۱) ﴿طٰهٰ﴾ (طٰہٰ:۱) ﴿لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ (البلد:۲،۱)۔ یہ ساری نوازشیں اسی لیے ہیں کہ محبوب محبّ میں نہیں میرا تیرا، جس طرح رب العالمین نے اپنے حبیب کی شان عظمت نشان کی رعنائیاں بیان فرمائیں ہیں اُسی طرح جن لوگوں نے محبوب کبریا کی معیت اور سنگت حاصل کی ہے وہ بھی آپ کی زندگی جیسی بندگی کہیں نہیں پاتے، آپ ﷺ کی غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہیں۔

جب سید عالم ﷺ کا نکاح بی بی خدیجۃ الکبریٰ سے ہوا تو انہوں نے زید کو بطور ہدیہ آپ ﷺ کے حوالے کر دیا، زید کے والد اور چچا ان کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ کسی نے بتایا کہ فلاں جگہ زید غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پس زید کے والد حارثہ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر مکہ مکرمہ پہنچے، انہوں نے سید عالم ﷺ کے متعلق دریافت کیا تو بتایا گیا کہ آپ ﷺ مسجد میں ہیں۔ وہ دونوں مسجد میں گئے اور پکار کر کہا: اے عبدالمطلب کے بیٹے! اے سردار قوم کے بیٹے! آپ لوگ اللہ کے حرم کے رہنے والے ہیں، لوگوں کو رہا کرتے ہیں، اسیروں کو کھانا کھلاتے ہیں، ہم اپنے بیٹے اور آپ کے غلام کے سلسلے میں آپ کے پاس آئے ہیں۔ آپ ہم پر احسان فرمائیں اور اس کا فدیہ لے کر اس کو آزاد کر دیں۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ زید بن حارثہ! آپ نے فرمایا: ”میں اس کو بلاتا ہوں، تم اس کو اختیار دینا، اگر وہ تمہارے ساتھ جانا پسند کرے تو میں بغیر فدیہ کے اس کو تمہارے حوالے کر دوں گا اور اگر وہ میرے ساتھ رہنا

چاہے تو میں اُسے چھوڑنے والا نہیں"، انہوں نے اس تجویز کو منظور کرلیا اور آپ ﷺ نے زید کو بلایا اور پوچھا: "کیا تم ان لوگوں کو پہچانتے ہو؟" زید نے کہا: میرے والد اور چچا ہیں۔ اب تم مجھے یا ان کو اختیار کرلو، حضرت زید بن حارث نے کہا: میں آپ ﷺ کے مقابلے میں کسی کو بھی اختیار نہیں کرسکتا، آپ ہی میرے باپ اور چچا کے حکم میں ہیں۔ حضرت زید کے والد اور چچا نے کہا: اے زید تم پر افسوس ہے! کیا تم غلامی کو آزادی پر ترجیح دے رہے ہو؟ حضرت زید نے عرض کی: میں نے اس کریم شخص کی زندگی میں وہ چیز دیکھی ہے کہ میں ان کے مقابلہ میں کسی کو اختیار نہیں کرسکتا۔ (الاصابہ، ج۲، ص۴۹۵ وغیرہ، رقم: ۲۸۹۷)

اصحاب ایکہ سے مراد کون ہیں؟

ج......ایکہ کا معنی ہے گھنا جنگل، درختوں کا جھنڈ، تبوک یا مدین کے قریب ایک بستی ہے، اس کو بھی ایکہ کہتے ہیں، اصحاب الایکہ سے حضرت شعیب کی قوم مراد ہیں، اس قوم کا نام بنو مدیان تھا، مدین کے مرکزی شہر کو بھی کہتے ہیں اور ان کے پورے علاقے کو بھی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایکہ تبوک کا قدیم نام تھا، اس کا لغوی معنی گھنا جنگل ہے۔ آج کل ایک پہاڑی کا نام ہے جو جبل اللوز سے وادی افل میں آکر گرتا ہے اور یہ علاقہ حجاز سے فلسطین وشام جاتے ہوئے راستے میں پڑتا ہے۔ (تبیان القرآن، ج۶، ص ۳۰۷ وغیرہ)۔

اغراض: امش خلفهم: اے لوط! اپنے گھر والوں کو رات گئے لے چلیں، اور پیچھے چلیں تاکہ اطمنان رہے۔

وهو الشام: پس اللہ نے ان کے لیے زمین کو لپیٹ دیا یہاں تک کہ انہوں نے عذاب سے نجات پائی، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ **ای وقت شروق الشمس:** یعنی سورج کے طلوع ہونے کے وقت، اور یہ عذاب کے ختم ہونے کا وقت ہے، جب کہ اس کی ابتدا کا وقت طلوع صبح کا تھا۔ **ای قراهم:** چار بستیاں مراد ہیں، جس میں رہنے والے چار ہزار، پانچ یا چالیس ہزار آدمی تھے۔

هي غيضة شجر: مراد دراصل درخت ہے جو قوم لوط کے مکانات کے اردگرد تھے اور بڑی تعداد میں تھے، درخت کی جانب نسبت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قوم اسی درخت کے ذریعے کمائی کرتی اور رہائش بھی اسی کے پاس رکھی ہوئی تھی، کہا جاتا ہے مراد کھجور کے درخت تھے۔

بتكذيبهم شعيبا: یعنی قوم نے ناپ تول اور رہزنی کے معاملے میں (بھی) حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی۔

بشدة الحر: اللہ نے اُن پر گرمی کا عذاب مسلط کردیا۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۵۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ﴾وَادٍ بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَالشَّامِ وَهُمْ ثَمُوْدُ﴿الْمُرْسَلِيْنَ (۸۰)﴾بِتَكْذِيْبِهِمْ صَالِحًا لِاَنَّهُ تَكْذِيْبٌ لِبَاقِي الرُّسُلِ لِاشْتِرَاكِهِمْ فِي الْمَجِيْءِ بِالتَّوْحِيْدِ﴿وَ اٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا﴾فِي النَّاقَةِ﴿فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ (۸۱)﴾لَا يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْهَا﴿وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ(۸۲)فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ(۸۳)﴾وَقْتَ الصَّبَاحِ﴿فَمَآ اَغْنٰى﴾دَفَعَ﴿عَنْهُمْ﴾الْعَذَابَ﴿مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ(۸۴)﴾مِنْ بِنَاءِ الْحُصُوْنِ وَجَمْعِ الْاَمْوَالِ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ﴾لَا مُحَالَةَ فَيُجَازٰى كُلُّ اَحَدٍ بِعَمَلِهِ﴿فَاصْفَحِ﴾يَامُحَمَّدُ عَنْ قَوْمِكَ﴿الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ(۸۵)﴾اَعْرِضْ عَنْهُمْ اِعْرَاضًا لَا جَزْعَ فِيْهِ وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ

﴿لِكُلِّ شَيْءٍ﴾﴿الْعَلِيمُ (۸۶)﴾بِكُلِّ شَيْءٍ﴿وَلَقَدْ آتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي﴾قَالَ النَّبِيُّ ﷺ هِيَ الْفَاتِحَةُ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ لِاَنَّهَا تُثْنٰى فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ﴿وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ(۸۷) لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا﴾اَصْنَافًا﴿مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ﴾اِنْ لَمْ يُؤْمِنُوْا﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ﴾ءَ لِنْ جَانِبَكَ﴿لِلْمُؤْمِنِيْنَ(۸۸)وَقُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ﴾مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْكُمْ﴿الْمُبِيْنُ (۸۹)﴾اَلْبَيِّنُ الْاِنْذَارُ﴿كَمَا اَنْزَلْنَا﴾الْعَذَابَ﴿عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ(۹۰)﴾اَلْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ﴾اَىْ كُتُبَهُمُ الْمُنْزَلَةَ عَلَيْهِمْ﴿عِضِيْنَ (۹۱)﴾اَجْزَاءً حَيْثُ آمَنُوْا بِبَعْضٍ وَكَفَرُوْا بِبَعْضٍ وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِهِمُ الَّذِيْنَ اقْتَسَمُوْا طُرُقَ مَكَّةَ يَصُدُّوْنَ النَّاسَ عَنِ الْاِسْلَامِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي الْقُرْآنِ سحر وَّبَعْضُهُم كَهَانَةٌ وَّبَعْضُهُمْ شِعْرٌ ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (۹۲)﴾سُؤَالُ تَوْبِيْخٍ﴿عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ الربع (۹۳) فَاصْدَعْ﴾يَامُحَمَّدُ﴿بِمَا تُؤْمَرُ﴾اَىْ اِجْهَرْ بِهٖ وَامْضِهٖ﴿وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ(۹۴)﴾هٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْجِهَادِ﴿اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ(۹۵)﴾بِكَ بِاَنْ اَهْلَكْنَا كُلًّا مِّنْهُمْ بِاٰيَةٍ وَهُمُ الْوَلِيْدُ ابْنُ الْمُغِيْرَةِ وَالْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ وَعَدِيُّ بْنُ قَيْسٍ وَالْاَسْوَدُ بْنُ الْمُطَّلِبِ وَالْاَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ يَغُوْثَ﴿الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ﴾صِفَةٌ وَقِيْلَ مُبْتَدَاءٌ وَلِتَضَمُّنِهٖ مَعْنَى الشَّرْطِ دَخَلَتِ الْفَاءُ فِيْ خَبَرِهٖ وَهُوَ﴿فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (۹۶)﴾عَاقِبَةَ اَمْرِهِمْ﴿وَلَقَدْ﴾لِلتَّحْقِيْقِ﴿نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ(۹۷)﴾مِنَ الْاِسْتِهْزَاءِ وَالتَّكْذِيْبِ﴿فَسَبِّحْ﴾مُتَلَبِّسًا﴿بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾اَىْ قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ﴿وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ (۹۸)﴾الْمُصَلِّيْنَ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ(۹۹)﴾الْمَوْتَ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک حجر والوں نے جھٹلایا......۱......(مدینہ اور شام کے مابین ایک وادی ہے ،مراد قوم ثمود ہے) رسولوں کو(حضرت صالح علیہ السلام کو،......۲...... باقی رسولوں کی تکذیب اس لئے ہوئی کہ سب رسول توحید کی دعوت دینے میں شریک تھے) اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں......۳......(اونٹنی) دیں تو وہ ان سے منہ پھیرے رہے (کہ وہ ان نشانیوں میں تفکر نہیں کرتے) اور وہ پہاڑوں میں گھر تراشتے تھے بے خوف تو انہیں صبح ہوتے (یعنی وقت صبح) چنگھاڑ نے آلیا تو کچھ کام نہ آیا (یعنی دفع ہوا) ان سے (عذاب) اس سے جو وہ کماتے تھے......۴......(یعنی مضبوط قلعے بنانے اور مال جمع کرنے سے) اور ہم نے آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنایا اور بیشک قیامت آنے والی ہے (لامحالہ ہر شخص اپنے عمل کی جزاء پائے گا) تو درگزر کرو......۵......(اے محمد ﷺ! اپنی قوم سے) درگزر کرنا اچھا (یعنی ان سے انتقام لینے کے معاملے سے اعراض کریں، اور اس معاملے میں بے صبری نہ کریں اور یہ حکم آیتِ سیف سے منسوخ ہے) بیشک تمہارا رب ہی بہترین پیدا کرنے والا ہے (ہر چیز کو) جاننے والا ہے (سب کچھ) اور ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں......۶......(نبی پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سات آیات سے مراد سورۃ فاتحہ ہے، اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا، اس وجہ سے ان آیات کی تکرار ہر رکعت میں کی جاتی ہے) اور عظمت والا قرآن اپنی آنکھ اٹھا کر رشک سے اس چیز کو نہ دیکھیں جو ہم نے ان

کے کچھ جوڑوں (ازواجا بمعنی اصنافا ہے) کو برتنے کو دی اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ......ے......(یعنی ان کے ایمان نہ لانے کا) اور اپنی رحمت کے پروں میں لے لو مسلمانوں کو (ان سے تواضع سے کام لو) اور فرماؤ کہ میں ہی ہوں صاف (المبین بمعنی البین ہے) ڈر سنانے والا (اللہ عزوجل کے عذاب سے کہ تم پر نازل ہو) جیسا کہ ہم نے اتارا (عذاب) بانٹنے والوں پر (یعنی یہود ونصاری پر) جنہوں نے کلام الٰہی کو بنایا (یعنی ان پر اترنے والی کتابوں کو) تکے بوٹی......۸......(یعنی اجزا کے بعض پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کیا، اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے مکہ کے راستوں کو بانٹ رکھا تھا تاکہ لوگوں کو اسلام سے روک سکیں اور بعض نے قرآن کو سحر، بعض نے کہانت اور بعض نے شعر کہا) تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے (زجر وتوبیخ کرتے ہوئے) وہ جو کچھ کرتے تھے تو اعلانیہ کہہ دو (اے محمد ﷺ!) جس بات کا تمہیں حکم ہے (اسے نافذ کردو) اور مشرکوں سے منہ پھیر لو (یہ حکم جہاد کے حکم سے پہلے تھا) بیشک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں......۹......(یعنی ان میں سے ہر ایک کو آفت میں مبتلا کرنے پر، ان لوگوں میں ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عدی بن قیس، اسود بن مطلب، اسود بن عبد یغوث شامل تھے) جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں (جملہ الذین یجعلون صفت ہے یستھزؤن کی یا ایک قول کے مطابق مبتدا ہے، اور جب شرط کا معنی متضمن ہو تو اس کی خبر پر فاء داخل ہوتی ہے اور وہ یوں ہے فسوف یعلمون) تو اب جان جائیں گے (اپنے کئے کا انجام) اور بیشک (قد تحقیق کے لئے ہے) کہ ان کی باتوں سے تم تنگ دل ہوتے ہو (یعنی ان کے استہزاء اور تکذیب کرنے سے) تو پاکی بولو (مستقل مزاجی سے) اپنے رب کو سراہتے ہوئے (یعنی سبحان اللہ وبحمدہ کہو) اور سجدہ والوں میں ہو (یعنی نماز پڑھنے والوں میں) اور عبادت کرو اپنے رب کی یہاں تک کہ آجائے تمہارے پاس یقین (یعنی موت)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد کذب اصحب الحجر المرسلین﴾.

قد: تحقیقیہ، کذب اصحاب الحجر المرسلین: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کے لیے جواب قسم۔

﴿واتینھم ایتنا فکانوا عنھا معرضینO وکانوا ینحتون من الجبال بیوتا آمنین﴾.

و: عاطفہ، اتینھم اتینا: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص باسم، عنھا معرضین: شبہ جملہ خبر: ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، ینحتون: فعل وضمیر ذوالحال، امنین: حال، ملکر فاعل، من الجبال: ظرف لغو، بیوتا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاخذتھم الصیحة مصبحین O فما اغنی عنھم ما کانوا یکسبون﴾.

ف: عاطفہ، اخذت: فعل، ھم: ذوالحال، مصبحین: حال، ملکر مفعول، الصیحة: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ما اغنی: فعل نفی، عنھم: ظرف لغو، ما کانوا یکسبون: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما خلقنا السموت والارض وما بینھما الا بالحق وان الساعة لاتیة فاصفح الصفح الجمیل﴾.

و: عاطفہ، ما: نافیہ، خلقنا: فعل بافاعل، السموت والارض وما بینھما: معطوف علیہ ومعطوفین، ملکر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ان الساعة: حرف مشبہ واسم، لاتیة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحہ، اصفح: فعل امر بافاعل، الصفح الجمیل: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربک هو الخلق العليم O ولقد اتينک سبعا من المثاني والقران العظيم﴾.

ان ربک : حرف مشبہ واسم، هو: ضمیر فصل، الخلق العليم : خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و : مستانفہ، لام : تاکید جواب قسم، قد: تحقیقیہ، اتينک : فعل بافاعل ومفعول، سبعا من المثاني : مرکب توصیفی معطوف علیہ، والقرآن العظيم : معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ "اقسم" فعل قسم محذوف کے لیے جواب قسم۔

﴿لا تمدن عينيک الى ما متعنا به ازواجا منهم ولا تحزن عليهم واخفض جناحک للمومنين﴾.

لا تمدن : فعل نہی بافاعل، عينيک: مفعول، الى : جار، ما : موصولہ، متعنابه ازواجا منهم : جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ، و : عاطفہ، لا تحزن عليهم : فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لاتمدن" پرمعطوف، و: عاطفہ، اخفض جناحک للمومنين: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لاتمدن" پرمعطوف ہے۔

﴿وقل اني انا النذير المبين O كما انزلنا على المقتسمين O الذين جعلوا القران عضين﴾.

و : عاطفہ، قل :قول، اني : حرف مشبہ واسم، انا النذير المبين : جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، ک : جار، ما : موصولہ انزلنا : فعل بافاعل، على : جار، المقتسمين : موصوف، الذين :موصول، جعلوا القرآن عضين جملہ فعلیہ صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ماقبل فعل "لقداتینک" کے لیے۔

﴿فوربک لنسئلنهم اجمعين O عما كانوا يعملون﴾.

ف:عاطفہ،وربک : جارمجرور متعلق باقسم،ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ انشائیہ، لام : تاکیدیہ، نسئلن : فعل بافاعل،هم ضمیر مؤکد، اجمعين : تاکید،ملکر مفعول،عما كانوا يعملون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم،ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ۔

﴿فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشركين﴾.

ف:فصیحہ، اصدع : فعل بافاعل ، بما تؤمر : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ، اعرض :فعل بافاعل، عن المشركين :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ملکر شرط محذوف" ان عرفت هذا" کے لیے جزا،ملکر جملہ شرط۔

﴿انا كفينک المستهزئين O الذين يجعلون مع الله الها اخر فسوف يعلمون﴾.

انا : حرف مشبہ واسم، كفينک : فعل بافاعل ومفعول ،المستهزء ين: موصوف، الذين : موصول، يجعلون مع الله : فعل بافاعل ومفعول، الهـا اخر : مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر صفت،ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،ف : مستانفہ، سوف : استقبالیہ، يعلمون : فعل بافاعل ومفعول محذوف "عاقبة امرهم "،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد نعلم انک يضيق صدرک بما يقولون﴾.

و: عاطفہ لام: تاکید جواب قسم، قد :تحقیقیہ ، نعلم : فعل بافاعل، انک :حرف مشبہ واسم، يضيق صدرک : فعل بافاعل،بما يقولون : ظرف ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "والله" کے لیے جواب قسم،ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ۔

﴿فسبح بحمد ربک وكن من السجدين O واعبد ربک حتى ياتيک اليقين﴾.

ف: فصیحہ : سبح :فعل بافاعل،بحمد ربک : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ، كن :فعل ناقص بااسم، من السجدين : ظرف مستقر،ملکر جملہ فعلیہ معطوف و :عاطفہ، اعبدربک : فعل بافاعل ومفعول، حتى ياتيک اليقين :

ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......انا کفینک المستھزء ین...... ☆ کفار قریش کے پانچ سردار عاص بن وائل سہمی، اسود بن مطلب، اسود بن عبد یغوث، حارث بن قیس اور ان سب کا افسر ولید بن مغیرہ مخزومی، یہ لوگ نبی کریم ﷺ کو بہت ایذا دیتے اور آپ کے ساتھ استہزاء و تمسخر کرتے ،اسود بن مطلب کے لیے سید عالم ﷺ نے دعا کی تھی کہ یارب اس کو اندھا کردے ایک روز سید عالم ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے یہ پانچوں آئے اور انہوں نے حسب دستور طعن و تمسخر کے کلمات کہے اور طواف میں مشغول ہو گئے ،اسی حال میں حضرت جبرائیل امین حضرت کی خدمت میں پہنچے اور انہوں نے ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف اور عاص کے کف پا کی طرف اور اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اور اسود بن یغوث کے پیٹ کی طرف اور حارث بن قیس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں ان کا شر دفع کردوں گا چنانچہ تھوڑے سے عرصہ میں یہ ہلاک ہو گئے ،ولید بن مغیرہ تیر فروش کی دوکان کے پاس سے گزرا اور اس کے تہہ بند میں ایک پیکان چھبا مگر اس نے تکبر سے اس کو نکالنے کے لیے سر نیچا نہ کیا اس سے اس کی پنڈلی میں زخم آیا اور اسی میں مرگیا، عاص بن وائل کے پاؤں میں کانٹا لگا اور نظر نہ آیا، اس سے پاؤں ورم کر گیا اور یہ شخص بھی مرگیا، اسود بن مطلب کی آنکھوں میں ایسا درد ہوا کہ دیوار میں سر مارتا تھا اسی میں مرگیا اور یہ کہتا ہوا مرا کہ مجھ کو محمد نے قتل کیا ہے، اسود بن یغوث کو استسقا ہوا اور کلبی کی روایت میں ہے کہ اس کو لو لگی اور اس کا منھ اس قدر کالا ہو گیا کہ گھر والوں نے نہ پہچانا اور نکال دیا اور اسی حال میں مرگیا اور کہتا گیا کہ مجھے محمد کے رب نے مارا ہے، حارث بن قیس کی ناک سے خون اور پیٹ جاری ہوا، اسی میں ہلاک ہو گیا، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حجر والے کون هیں؟

۱......علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں حجر سے مراد منع کرنا ہے،، عقل کو بھی حجر کہتے ہیں اس لیے کہ عقل انسان کو غلط کاموں اور خواہشات نفسانی سے منع کرتی ہے۔ متذکرہ آیت میں حجر والوں سے قوم ثمود مراد ہے۔ حجر سے مراد ممنوع تحریمی بھی ہوتا ہے جیسے کہ کہا گیا﴿وقالوا ھذہ انعم وحرث حجر (الانعام:۱۳۸)﴾، جب کسی دو ذاتوں کے مابین پردہ ہو جیسا کہ کفار جب فرشتوں کو ملاحظہ فرماتے تو نفع کی امید رکھتے لیکن اللہ نے ارشاد فرمایا﴿وجعل بینھما برزخا وحجرا محجورا (الفرقان:۵۳)﴾ یعنی کافروں کے لیے ان میں کوئی راہ نہیں۔ (المفردات، ص ۱۱٦)

علامہ جریر طبری وادی حجر کے بارے میں مختلف اقوال نقل کرتے ہیں: حجر والوں مراد قوم ثمود ہے، ابن عمر کہتے ہیں کہ ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ مقام حجر سے گزر رہے تھے کہ سید عالم ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا: ''ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہونا جنہوں نے خود پر ظلم کیا ہے اور جو باقی رہ جائیں اُن پر بھی ویسا ہی عذاب آئے، پھر سید عالم ﷺ نے سختی فرمائی یہاں تک کہ جلدی گزر گئے۔

(الطبری، الجزء ۱٤، ص ٦١)

حضرت صالح علیہ السلام کا نسب:

٢.....قوم ثمود کا سلسلہ نسب یہ ہے ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح اور یہاں ثمود سے مراد قبیلہ ثمود ہے۔ ابو عمرو بن العلاء فرماتے ہیں کہ اس بستی کا نام ثمود پانی کی قلت کی وجہ سے رکھا گیا اور الثمد کے معنی بھی مائے قلیل ہے ان لوگوں کے مکانات حجاز اور شام کے مابین حجر سے وادی القری تک ہیں اور قرآن مجید میں جو یہ کہا کہ ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس سے نسبی بھائی مراد ہے دینی نہیں، اور اس سے مراد صالح بن عبید بن آسف بن ماشیح بن عبید بن خادر بن ثمود ہے۔ (البغوی،ص ٣١٠)

حضرت صالح علیہ السلام اور ہود علیہ السلام کے مابین سو سال کا زمانہ ہے۔ اور حضرت صالح علیہ السلام نے دو سو اسی سال کی زندگی گزاری۔ (الجمل،ج ٣،ص ٦٢)

نووی کہتے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کے پاس بیس سال رہے اور مکہ مکرمہ میں آپ علیہ السلام نے وفات پائی اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر مبارک اٹھاون سال تھی۔ (روح المعانی، الجزء الثامن ،ص ٥٥٦)

حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ:

٣.....اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ ایک دن قوم ثمود جمع ہوئی۔ ان کے پاس اللہ عزوجل کے رسول حضرت صالح علیہ السلام تشریف لائے اور انہیں نصیحت کی، اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈرایا، وعظ کیا اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کو ماننے کا حکم دیا۔ قوم نے کہا کہ اگر آپ علیہ السلام ہمارے لئے اس پہاڑ (سامنے موجود پہاڑ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا) سے ایک زندہ اونٹنی نکال دیں جس میں فلاں فلاں خصوصیات ہونی ضروری ہیں، اور ساتھ ہی انہوں نے اس اونٹنی کے اوصاف ذکر کرنا شروع کر دیئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ "اگر میں تمہاری فرمائش کے مطابق کردوں تو کیا تم میری دعوت کو قبول کرلوگے؟ اور میری نبوت کی تصدیق کروگے؟" انہوں نے اقرار کیا، حضرت صالح علیہ السلام نے اس پر عہد و پیمان لئے (کیونکہ آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ ان میں کئی ایسے بھی ہونگے جو معجزہ دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائیں گے اور میری نبوت کی تصدیق نہ کریں گے) پھر آپ علیہ السلام نے نماز کی جانب توجہ فرمائی اور اللہ عزوجل کے حضور نماز میں مشغول ہوگئے، پھر اللہ عزوجل سے قوم کی طلب کے مطابق دعا گو ہوئے، اللہ عزوجل نے پہاڑ کو حکم عطا فرمایا کہ وہ پھٹے اور اس میں سے مطلوبہ خصوصیات کی حامل اونٹنی برآمد ہو، پھر جب انہوں نے امر عظیم، ڈرانے والا منظر، قدرت باہرہ، دلیل قاطعہ، برہان ساطعہ دیکھ لی تو ان میں اکثر ایمان لے آئے لیکن اکثر کفر، گمراہی اور عناد پر ہی ڈٹے رہے، اسی مناسبت سے اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿فَظَلَمُوْا بِهَا﴾ یعنی وہ حد سے بڑھے اور حق کی پیروی نہ کی۔

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا ﴿هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً﴾ (الاعراف:٧٣) ناقہ کی اضافت اللہ عزوجل کی جانب کی، یہ اضافت تشریفی اور تعظیمی ہے، جیسے اللہ عزوجل کا فرمان ﴿بَيْتُ اللّٰهِ،عَبْدُ اللّٰهِ﴾ تمہارے لئے اللہ عزوجل کی نشانی ہیں یعنی یہ نشانی اس صدق پر دلیل ہے جو میں تمہارے پاس لایا ہوں، لہٰذا اسے چھوڑ دو کہ یہ اللہ عزوجل کی زمین سے کھائے ﴿وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ﴾ (ھود:٦٤) اس بات پر اتفاق ہوا کہ یہ ناقہ اپنے ظاہری حال پر برقرار رہے اور زمین میں جہاں چاہے چرتی پھرے، اور ایک دن چھوڑ کر ایک دن اسے پانی پر چھوڑ دیا جائے، جس دن اسے پانی پر چھوڑا جاتا تھا اس دن کنوئیں کا سارا پانی پی جاتی تھی۔ دوسرے دن صبح لوگوں کی حاجت پوری کرنا دشوار ہوتا تھا، قوم سے کہا گیا کہ اس کا دودھ ان کے لئے کفایت کرے گا جیسا کہ باری عزوجل کا فرمان ہے ﴿لَهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبٌ﴾ قوم سے صبر نہ ہوسکا اور انہوں نے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ اس کی کونچیں کاٹ دی جائیں، شیطان نے قوم کو ان کا عمل مزین کرکے دکھایا کہ یہی ان کے لئے بہتر ہے۔ (البداية والنهاية،قصة صالح نبی ثمود الجزء ١،ج ١،ص ١٥٠ وغیرہ)

ناقہ کی کونچیں کاٹنے والا بدبخت کون تھا ؟

۲......قوم کے سردار قدار بن سالف بن جندع نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں، یہ شخص بھورے رنگ کا مالدار آدمی تھا، اس شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ زنا سے پیدا شدہ تھا، یہ کام اتفاق رائے سے ہوا اس لئے اس کے کام کو سب نہ ماننے والوں کی جانب منسوب کیا۔ (البداية والنهاية، قصة صالح بنی ثمود، الجزء ۱، ج ۱، ص ۱۵۱)

قوم صالح پر عذاب کی صورت:

۳......قوم صالح پر عذاب کی صورت اس طرح بنی کہ جمعرات کی صبح جس کو ایام النظرة کہا گیا ان کے چہرے زرد پڑ گئے جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں عذاب سے ڈرایا تھا، دوسرے دن صبح ان کے چہرے سرخ ہو گئے اور یہ دن جمعہ کا تھا جسے ایام التاجیل کہا گیا ہے، پھر تیسرے دن ان کے چہرے سیاہ پڑ گئے اور یہ ہفتے کا دن تھا جسے ایام المتاع کہا گیا، چوتھے دن کی صبح اتوار کے دن قوم خوشبو لگا کر عذاب کے انتظار میں بیٹھ گئی، انہیں معلوم نہ ہوتا تھا کہ عذاب کیسے اور کس جانب سے آئے گا؟ جب سورج طلوع ہوا، آسمان سے ایک زوردار آواز آئی اور ان کے نیچے یعنی زمین سے شدید زلزلہ آیا جس سے روحیں پرواز کر گئیں، نفوس چلے گئے، ہلنا جلنا بند ہو گیا، آوازیں تھم گئیں اور حقیقت ظاہر ہوئی اور گویا صبح ان کی اس حال میں ہوئی کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے کہ نہ تو ان میں روح باقی اور نہ ہی کوئی حس وحرکت۔ (البداية والنهاية، قصة صالح بنی ثمود، الجزء ۱، ج ۱، ص ۱۵۳) (عطائین، جلد ۲، ص ۲۹٦)

درگزر کی اہمیت وافادیت :

۵......لغت کے علماء فرماتے ہیں کہ کسی پر ملامت کرنے کو ترک کر دینا درگزر کہلاتا ہے اور یہ معاف کرنا سے زیادہ بلیغ ہے، اسی لیے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿فاعفوا واصفحوا حتی یاتی الله بامره پس معاف کردو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے (البقرۃ:۱۰۹)﴾، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان معاف کر دیتا ہے لیکن درگزر نہیں کرتا جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے ﴿فاصفح الصفح الجمیل پس تم اچھی طرح درگزر کرو (الحجر:۸۵)﴾۔ (المفردات، ص ۲۸۵ وغیرہ)

☆......اللہ کے محبوب دانائے غیوب فرماتے ہیں: ”بیشک اللہ ایسا نرمی فرمانے والا ہے کہ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے“۔

(صحیح البخاری، کتاب استتابة المرتدین، باب اذا عرض الذمی، رقم ۶۹۲۷، ص ۱۱۹۳)

☆......شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان خوشبودار ہے: ”جس چیز میں نرمی ہوتی ہے اسے زینت بخشتی ہے اور جس چیز سے نکل جاتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے“۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الرفق، رقم ۶۴۹۷/۲۵۹۴، ص ۱۲۸۰)۔ انسان درگزر کرتا رہے، عاجزی کا بازو بچھاتا رہے، بدلہ لینے کی خواہش دل سے نکال دے، اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے درگزر سے کام لے، بہتر نتائج مرتب ہونگے۔ معاشرے سے ظلم وزیادتی ختم کرنے میں مدد ملے گی۔

السبع المثانی کے بارے میں اقوال:

٦......علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ سبع مثانی سے کیا مراد ہے؟ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد سورۃ الفاتحہ ہے، یہ قول

حضرت علی، ابوہریرہ، ربیع بن انس، ابوالعالیہ اور حسن رضی اللہ عنہم وغیرہم کا ہے۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سورۃ الفاتحہ ام القرآن، ام الکتاب اور سبع مثانی ہے"۔ ایک قول یہ ہے کہ قرآن مجید میں (خاص طور پر) سات اقسام کے امور پر بحث موجود ہے اس لیے اسے سبع مثانی کہتے ہیں وہ سات امور یہ ہیں، نیکی کا حکم، برائی پر مذمت، جنت کی بشارت، جہنم سے ڈرانا، مثالیں قائم کرنا، نعمتوں کا پرچار، سابقہ امتوں کے احوال کا بیان۔ زیاد بن مریم کہتے ہیں اول قول صحیح ترین ہے اس لیے کہ اس بارے میں نص قرآنی موجود ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ١٤، ص ٥١)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا متاع دنیا کی طرف دیکھنا درست یا.....!

۷...... بظاہر آیت کے ترجمے سے یہی مستفاد ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیاوی مال و متاع کی جانب رغبت سے منع فرمایا گیا ہے لیکن درحقیقت یہ امت مسلمہ کو تعریض کی گئی ہے یعنی بظاہر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے لیکن حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو دنیاوی رغبت سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے: "اے اللہ! تو مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ اور مسکینوں میں موت دے، اور کل قیامت میں میرا حشر مسکینوں کے ساتھ کرنا"۔

(سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب: ما جاء ان الفقراء، رقم: ٢٣٥٩، ص ٦٨٢)

☆...... حضرت عطیہ بن ابی سعید سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فقراء و مہاجرین اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے"۔ (المرجع السابق، رقم: ٢٣٥٨)

☆...... ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میرے احباب میں سے میرے نزدیک زیادہ قابل رشک وہ مومن ہے جو کم مال والا ہو، نماز میں اس کا زیادہ حصہ ہو، اپنے رب کی اچھی عبادت کرتا ہو، اور تنہائی میں اس کی اطاعت کرتا ہو، لوگوں میں گم نام ہو، اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہ کیا جاتا ہو، اس کا رزق بقدر ضرورت ہو اور وہ اس پر صبر کرتا ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیاں مار کر ارشاد فرمایا: اس کی موت جلد آئے گی اور اس پر رونے والے کم ہونگے اور اس کی میراث کم ہوگی۔

(ابن ماجه، کتاب الزهد، باب من لا یوبه له، رقم: ٤١١٧، ص ٦٨٥)

☆...... حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ایک روز اطلاع ملی کہ سپہ سالار کے باورچی خانے کا یومیہ خرچ ایک ہزار درہم ہے، اس خبر سے آپ کو بے حد افسوس ہوا، آپ نے باورچیوں کو حکم دیا کہ پرتکلف کھانوں کے ساتھ ہی جو شریف کا دلیہ بھی تیار کیا جائے، سپہ سالار جب دعوت پر حاضر ہوا تو خلیفہ نے قصداً کھانا منگوانے میں اس قدر تاخیر فرمادی کہ سپہ سالار بھوک سے بیتاب ہو گیا۔ بالآخر امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز نے جو شریف کا دلیہ منگوایا۔ سپہ سالار چونکہ بہت بھوکا تھا اس لیے اس نے جو شریف کا دلیہ کھانا شروع کر دیا اور جب پرتکلف کھانے آئے اس کا پیٹ بھر چکا تھا۔ دانا خلیفہ نے پرتکلف کھانوں کی جانب اشارہ کر کے فرمایا، آپ کا کھانا تو اب آیا ہے کھائیے! سپہ سالار نے انکار کیا اور کہا کہ حضور! میرا پیٹ تو دلیہ ہی سے بھر چکا ہے۔ امیر المومنین نے ارشاد فرمایا: سبحن اللہ! دلیا بھی کتنا عمدہ کھانا ہے کہ پیٹ بھی بھر دیتا ہے اور ہے بھی اتنا سستا کہ ایک درہم میں دس آدمیوں کو سیر کر دے۔ (مُغنی الواعظین، ص ٤٩١)

کلام الٰہی عزوجل کی ناقدری:

۸...... مراد یہود و نصاریٰ ہیں، جو قرآن کے بعض پر ایمان لاتے اور بعض کا انکار کرتے، بعض حضرات قرآن کو جادو کہتے

بعض نے اسے کہانت کہا، بعض کہتے کہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ایک قول یہ بھی ہے کہ لنسئلنھم کی ضمیر کا مرجع تمام مخلوق کافر ومسلمان ہیں اس لیے کہ لنسئلنھم عمومیت کا تقاضا کرتا ہے، پس اہل علم کی ایک جماعت نے سید عالم ﷺ کی حدیث کی جانب توجہ کرائی کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر ایک سے اس کے عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا، جس نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہا اُس سے بھی۔ (الخازن، ج۳، ص ٦٤)

☆.....زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا، آپ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! اخلاص کا کیا معیار ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے اجتناب کرے''۔ (الجامع الصغیر، رقم: ٨٨٩٦)

خدا مصطفی کے کفیل ھیں:

۹.....اللہ نے اپنے محبوب سے فرمایا: اے محبوب ان مذاق اڑانے والوں کا کچھ غم نہ کیجئے بلکہ احکامات کو کھول کر بیان کیجئے، آپ ﷺ کے لیے اللہ کافی ہے اور ان بد بخت لوگوں سے بدلہ لینے کے لیے بھی کافی ہے جو آپ کو اذیت پہنچاتے ہیں، مراد کافروں کے پانچ بڑے سرغنہ ہیں۔سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مذاق اڑانے وا ، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، ابوزمعہ، اسود بن عبد یغوث، حارث بن عیطلۃ ہیں۔جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور انہوں نے ولید کے سر کی جانب اشارہ کیا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''یہ تم نے کیا کیا؟ عرض گزار ہوئے آپ کا بدلہ لے لیا، عاص بن وائل کے پیٹ/ پاؤں کی جانب اشارہ کیا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے جبرائیل یہ تو نے کیا کیا؟'' جواب دیا کہ آپ ﷺ کا بدلہ لے لیا، ابوزمعہ کی آنکھ کی جانب اشارہ کیا، سید عالم ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل یہ تو نے کیا کیا؟ عرض گزار ہوئے کہ آپ ﷺ کا بدلہ لے لیا، اسود کے سر کی جانب اشارہ کیا اور کہا کہ آپ ﷺ کا بدلہ لے لیا، اور سید عالم ﷺ نے فرمایا میرے خالہ زاد کو چھوڑ دے، عرض گزار ہوئے بدلہ لے لیا، حارث کے پیٹ کی جانب اشارہ کیا اور کہا کہ بدلہ لے لیا۔پس ولید بن مغیرہ قبیلہ خزاعہ کی جانب نکلا، تکبر سے کپڑا لٹکائے رہتا، عورتیں اس کے ساتھ ہوتیں، اس کے پاؤں میں کچھ چبھ گیا جسے نکالنے میں اُس نے حیا کی، پس اسی زخم کی وجہ سے مرگیا، عاص بن وائل میں حاجت کے لیے خچر سے اترا، کانٹا پاؤں میں چبھ گیا اور نکل نہ پایا کہ اس کا انتقال ہوگیا، ابوزمعہ اندھا ہوگیا، اسود کے سر میں پھوڑے پڑ گئے، اور حارث کے پیٹ میں زرد پانی پڑ گیا اور غلاظت اس کے موُنھ سے نکلتی تھی۔ (جامع البیان، الجزء ١٤، ص ٨٥)

اغراض: واد بین المدینۃ والشام: مدینہ وشام کے مابین قوم ثمود کا علاقہ ہے، شام سے حجاز جانے والے اسی راستے سے گزرتے ہیں۔

لانہ تکذیب لباقی الرسل: عما کا جواب ہے، تمام رسولوں کو جھٹلانے کی بات صحیح نہیں ہے بلکہ انہوں نے فقط حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلایا تھا۔فی الناقۃ: کا بیان حاشیہ نمبر ۳ میں دیکھ لیں۔

لایعفکرون: یعنی ملامت نہ کرو اور نہ ہی ناقہ کی جانب بُری نگاہ سے نہ دیکھو۔وقت الصباح: یعنی تین دن گزرنے کے بعد۔

فیجازی کل واحد بعملہ: یعنی بُرائی کرنے والے کو انتقام اور نیکی کرنے والے کو انعام دیا جائے گا۔

وھذا منسوخ: اپنی قوم سے درگزر کرنے کا حکم آیت قتال سے پہلے کا ہے، ایک قول یہ ہے کہ آیت محکمات میں سے ہے اور محکم آیت قتال کے حکم کے منافی نہیں، مقصود یہ ہے کہ خلق خدا سے اچھے اخلاق سے پیش آئیں، بُرائی کو معاف کر دیں، اگر مشرکین قتال کے

درپے ہوں تو اللہ کی رضا جوئی کے لیے اُن سے قتال کریں۔
لانھا تثنی فی کل رکعة: ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھے، یہ تمام وجوہ میں سے ایک وجہ ہے کہ اس کا نام سبع مثانی رکھا گیا ہے، ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ اللہ اور بندے کے مابین ایک واسطہ ہے، اس کا نصف حصہ ثناء اور باقی نصف حصہ دعا پر مشتمل ہے۔
الن جانبک: یعنی ان کے ساتھ تواضع ورحمدلی کا معاملہ فرمائیں، جس طرح پرندہ اپنے بچوں کو اپنے پروں میں رحمت اور شفقت کرتے ہوئے لے لیتا ہے، سید عالم ﷺ نے مومنین کے ساتھ ایسا ہی فرمایا۔
الیھود والنصاری: یعنی انہوں نے کتب الٰہیہ کی قسمیں کھائیں، پس بعض حصوں پر جو ان کی خواہشات کے موافق ہوئے، ایمان لائے اور بعض کا انکار کردیا۔
وقیل المراد بھم الذین اقتسموا طرق مکة: مراد سولہ آدمی ہیں، مزید حاشیہ نمبر ۹ میں پڑھ لیں۔
سوال توبیخ: عما کا جواب ہے، اعتراض کیا جاتا ہے کہ سوال ان حضرات کا یہاں ہوا اور جواب سورۃ الرحمٰن میں ﴿فیومئذ لا یسئل عن ذنبه انس ولا جان (الرحمن:۳۹)﴾ میں ہوا ہے، (میں علامہ صاوی اس کا) جواب یہ دوں گا کہ سورۃ الرحمٰن میں نفی سوالِ اکرام واحترام کی وجہ سے ہے اور یہاں اثبات سوالِ توبیخ کی وجہ سے ہے۔
الموت: کا نام یقین رکھا، اس لئے کہ اس کے وقوع پذیر ہونے پر یقین کامل ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۰۴ وغیرہ)

ایک اہم بات

فیض القدیر شرح الجامع الصغیر میں ہے: اصول وعقائد میں اختلاف ناجائز ہے اور فروعی اعمال میں اختلاف ہونا رحمت ہے کہ اس اختلاف کے سبب سے ایک امام کے مقلد کے لیے عندالضرورت دوسرے امام کے قول پر عمل ممکن ہوگا۔ فیض القدیر میں علامہ سبکی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے ہے کہ مقلد کے دوسرے امام کے مذہب کی طرف منتقل ہونے کی متعدد صورتیں ہیں۔
☆......ایک امام کا مقلد دوسرے امام کے مذہب کو راجح گمان کرکے اس کے مذہب کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔
☆......دوسرے امام کے بیان کردہ فروعی مسئلہ کو باعتبار دلیل راجح سمجھ کر اسے اختیار کرلیتا ہے۔ دوسرے امام کے قول میں ایسی رخصت ہو جو اس کے امام کے مذہب میں نہ ہو تو مقلد ضرورت متحقق ہونے کی صورت میں اس امام کے قول پر عمل کرنے پر مجبور ہو، یہ صورت بھی جائز ہے۔
☆......دوسرے امام کے قول پر عمل سے مقصود آسانی حاصل کرنا ہو ایسی صورت میں دوسرے امام کے قول کو اختیار کرنا جائز نہیں کیونکہ ایسا شخص اپنی خواہش کا پیروکار ہو گا دین کی اتباع کرنے والا نہیں۔
☆......دوسرے ائمہ اکرام کے اقوال بربنائے آسانی وسہولت بکثرت عمل کرنا یہ صورت بھی ناجائز ہے۔
☆......دو ائمہ کے اقوال سے ایسی حقیقت مرکب ہو جو اجماعاً جائز نہ ہو۔
☆......درپیش آنے والے ایک ہی مسئلہ کبھی ایک امام کے قول کو اختیار کرے اور کبھی دوسرے امام کے قول پر عمل کرے، مثلاً پڑوسی پر شفعہ کرنے کے لیے احناف کے قول پر عمل کرے اور جب پڑوسی کی وجہ سے اس کے خلاف شفعہ کیا جائے تو اپنے آپ کو شافعی گردانے۔

(فیض القدیر، ج۱، ص ۱۱، دارالمعرفة)، (درس عقود رسم المفتی، ص ۲۳۰)

سورۃ النحل مکیۃ الا و ان عاقبتم ۱۲۸،۱۲۶ الی آخرھا و آیاتھا ۱۲۸

(سورہ النحل مکی ہے، مگر آیت و ان عاقبتم سے آخر سورت تک جو آیات نازل ہوئی وہ مدنی ہیں، کل ۱۲۸ آیات ہیں)

(اس سورہ میں سولہ رکوع، ۱۲۸ آیات، ۲۸۴۰ کلمے اور ۷۷۰۷ حروف ہیں)

تعارف

کفار کے استہزاء و تکذیب کو رد کرتے ہوئے انہیں عذاب موعود اور قیامت کے قائم ہونے پر بطور دلیل آیت مقدسہ نازل فرمائی تا کہ ان کے باطل عقائد و فاسد خیالات کا صد باب ہو سکے۔ سابقہ ادوار میں چونکہ ترقی پذیر دور نہ تھا اس لئے لوگ جانوروں پر سواری کرتے اور قیمتی جانور اپنے پاس رکھ کر دوسروں پر بڑائی جتاتے اللہ ﷻ نے جانوروں سے حاصل ہونے والے منافع اور ان کی سواری و دیگر ضروریات سے متعلق بیان فرما کر سچ کی راہ چلنے کا درس دیا۔ تین اقسام کے پھل مثلاً زیتون، انگور اور کھجور کا بیان فرما کر ان کی افادیت کا بیان کر دیا۔ اجمالاً سمندری جانوروں کے گوشت کو بطور نعمت اور سمندروں سے حاصل ہونے والے دیگر منافع مثلاً گہنا و موتی جیسے زیورات کا بیان اور ساتھ ہی ساتھ کشتی کے سفر سے حاصل ہونے والی آمدن کا ذکر خیر بھی فرما دیا۔ جاننا چاہئے کہ اللہ ﷻ نے اتنی نعمتیں عطا فرما دی ہیں کہ انسان انہیں شمار میں لا ہی نہیں سکتا۔ امم سابقہ کے واقعات بھی ہماری رہنمائی و ھدایت کے لئے ہی بیان کئے گئے تا کہ انسان سابقہ قوموں کے عذابات کو جان کر سبق حاصل کریں۔ فرشتوں کا اللہ ﷻ کے اذن سے روح قبض کرنے، جنت کے انعام و اکرام اور جہنم کی وعید و وعدے کا بیان بھی کر دیا گیا۔ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور اسی دشمن کی دشمنی نے انسانوں میں کچھ کو بتوں کی پوجا پاٹ پر لگا رکھا ہے اللہ ﷻ نے جس طرح دیگر مقامات پر شیطانی کی دشمنی کا ذکر کیا اسی طرح متذکرہ سورہ میں بھی بطور نصیحت ذکر فرما دیا۔ راہ دین میں تکالیف پر اپنے جان و مال کی قربانی دینے والے اور ہجرت کرنے والوں کا مقام بلند و بالا ہوا کرتا ہے اللہ ﷻ نے ہجرت کرنے والوں کے لئے دنیا و آخرت میں بھلائی کا وعدہ کرتے ہوئے انہیں آخرت کی بڑی بھلائی کا سبق دیا۔ علم و علماء کی حیثیت اپنی جگہ مسلم ہے لہذا علماء سے مربوط رہنے کا درس بھی دیا۔ زمانہ جاہلیت کے فرسودہ خیالات و باطل اعتقادات کا رد بلیغ بھی فرمایا خصوصاً بیٹی کی پیدائش پر غم و غصے کا پایا جانا، موٹھ چھپاتے پھرنا، زندہ درگور کر دینا وغیرہ کا بیان حسین پیرائے میں کر دیا۔ قدرت الٰہی کا حسین شاہکار کہ جانور کے پیٹ میں خون، غلاظت و دیگر آلائش ہونے کے باوجود صاف ستھرا دودھ اللہ ﷻ کی قدرت کا عظیم شاہکار نہیں تو کیا ہے۔ بڑھاپا خود بہت بڑی بیماری ہے اللہ ﷻ نے بڑھاپے کی کمزوریوں اور عقل کے پھر جانے کو نکمی عمر کے ساتھ تعبیر کیا۔ دو قسم کے گھر ایک وہ جس تک انسان ہجرت کر کے آئے اور زمین میں عمارت کی صورت میں اسے تعمیر کرے اور دوسرے وہ جسے انسان جہاں چاہے لے جائے اور خیمہ کی صورت میں نصب کر کے رہائش اختیار کر لے، ساتھ ہی پہاڑوں میں رہائش پذیر لوگوں اور سرنگیں بنانے والوں کا بیان بھی کر دیا کہ یہ پہاڑ بھی انسان کے لئے سہولیات کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ اعمال کی جزا کا تعلق ایمان سے ہے لہذا ایمان نہ ہونے کی صورت میں کتنے ہی عمل کر لئے جائیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ حلال و حرام جانوروں کی تفصیل اور حالت اضطرار میں مردار کھانے کی کیفیت اور ملت ابراہیمی کے تقاضے بھی بیان کر دیئے گئے۔

رکوع نمبر: ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

لَمَّا استبطأ المشركون العذاب نزل ﴿اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ﴾ اى السَّاعة واتى بصيغة الماضى للتحقيق وقوعه اى قرب ﴿فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ط﴾ تطلبوه قبل حينه فانّه واقع لا محالة ﴿سُبْحٰنَهٗ﴾ تنزيهًا له ﴿وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۱)﴾ به غيره ﴿يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ﴾ اى جبرائيل ﴿بِالرُّوْحِ﴾ بالوحى ﴿مِنْ اَمْرِهٖ﴾ بارادته ﴿عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ﴾ وهم الانبياء ﴿اَنْ﴾ مفسرة ﴿اَنْذِرُوْٓا﴾ خوّفوا الكافرين بالعذاب واعلموهم ﴿اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ (۲)﴾ خافون ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ط﴾ اى محقًا ﴿تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۳)﴾ به من الاصنام ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ﴾ الى ان صيّره قويًا شديدًا ﴿فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ﴾ شديد الخصومة ﴿مُّبِيْنٌ (۴)﴾ بيّنها فى نفى البعث قائلًا من يحى العظام وهى رميم ﴿وَالْاَنْعَامَ﴾ الابل والبقر والغنم ونصبه بفعل يفسره ﴿خَلَقَهَا ج لَكُمْ﴾ فى جملة الناس ﴿فِيْهَا دِفْءٌ﴾ ما تستدفئون به من الاكسية والاردية من اشعارها واصوافها ﴿وَّمَنَافِعُ﴾ من النسل والدرّ والركوب ﴿وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ (۵)﴾ قدّم الظرف للفاصلة ﴿وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ﴾ زينة ﴿حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ﴾ تردّونها الى مراحها بالعشى ﴿وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ (۶)﴾ تخرجونها الى المرعى بالغداة ﴿وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ﴾ احمالكم ﴿اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ﴾ واصلين اليه على غير الابل ﴿اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ط﴾ وبجهدها ﴿اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۷)﴾ بكم حيث خلقها لكم ﴿وَ﴾ خلق ﴿الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ط﴾ مفعول له والتعليل بهما لتعريف النعم لا ينافى خلقها لغير ذالك كالاكل فى الخيل الثابت بحديث الصحيحين ﴿وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۸)﴾ من الاشياء العجيبة الغريبة ﴿وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ﴾ اى بيان الطريق المستقيم ﴿وَمِنْهَا﴾ اى السبيل ﴿جَآئِرٌ ط﴾ حائد عن الاستقامة ﴿وَلَوْ شَآءَ﴾ هدايتكم ﴿لَهَدٰىكُمْ﴾ الى قصد السبيل ﴿اَجْمَعِيْنَ (۹)﴾ فتهتدون اليه باختيار منكم.

﴿ترجمہ﴾

(جن مشرکین نے عذاب میں بہت تاخیر جانی، تو آیت نازل ہوئی) آ گیا اللہ کا حکم (یعنی قیامت، ماضی کا صیغہ اس لئے لائے تا کہ عذاب کے قریب واقع ہونا متحقق ہو جائے ......) تو اس کی جلدی نہ کرو (یعنی اس کے وقت سے قبل اس کی طلب نہ کرو، عذاب تو آ کر ہی رہے گا) پاکی ہے اسے (یعنی اس کے لئے تقدیس ہے) اور برتری ہے شریکوں سے (یعنی اللہ اپنے غیر سے برتر ہے) اتارتا ہے ملائکہ کو (یعنی جبرئیل علیہ السلام کو) وحی لے کر (بالروح بمعنی بالوحی ہے) اپنے حکم سے (یعنی ارادے سے) اپنے بندوں پر جسے چاہے (مراد حضرات انبیائے کرام ہیں) یہ کہ (ان مفسرہ ہے) ڈراؤ تم (یعنی کافروں کو عذاب کا خوف دلاؤ، ملامت کرو) کہ میرے سوا

کوئی معبود نہیں تو مجھ سے ڈرو (یعنی خوف کرو) اس نے آسمان اور زمین حق (بجا) بنائے، بلند ہے وہ اس سے جو وہ شریک (بتوں میں سے بناتے ہیں) اس نے آدمی کو ایک نطری بوند سے بنایا (یعنی منی سے، اسے اتنا طاقتور بنایا) تو جبھی جھگڑالو......۲......(یعنی شدید جھگڑنے والا) ہے کھلا (قیامت میں اٹھنے کا، کہ کون بوسیدہ ہڈیوں کو جلائے گا؟) اور چوپائے (اونٹ، گائے، بکری) پیدا کئے اس نے تمہارے لئے (یعنی تمام لوگوں کے لئے) ان میں گرم لباس......۳......(کہ ان چوپایوں کے بال اور اون کے بنے ہوئے کمبلوں اور چادروں سے تم گرمی حاصل کرتے ہو) اور منافع ہیں (افزائش نسل، دودھ اور سواری) اور ان میں سے کھاتے ہو (ظرف کو فاصلہ کے لئے مقدم کیا) اور تمہارا ان میں تجمل (زینت) ہے جب شام کو انہیں واپس لاتے ہو (یعنی ان جانوروں کو چرا کر لاتے ہو) اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو (یعنی چراگاہوں کی طرف صبح کو) اور وہ تمہارا بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں (اثقالکم بمعنی احمالکم ہے) اسے شہر تک کہ اس تک نہ پہنچتے (یعنی بغیر اونٹوں کے اس تک نہ پہنچتے) مگر ادھ مرے ہو کر (یعنی بہت مشقت ہے) بیشک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے (تم پر، کہ اس نے تمہارے لئے چوپائے پیدا کیے) اور (پیدا کیے) گھوڑے، خچر اور گدھے......۴......کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے (زینۃ مفعول لہ ہے، رکوب اور زینۃ ان دونوں علتوں سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی پیدائش کی اور کوئی غرض نہ ہو جیسا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا صحیحین کی حدیث سے ثابت ہے) اور وہ پیدا جس کی تمہیں خبر نہیں (یعنی عجیب و غریب اشیاء) اور بیچ کی (سیدھی راہ) ٹھیک اللہ تک ہے اور کوئی (راہ) ٹیڑھی ہے (سیدھی راہ سے ہٹی ہوئی) اور اگر اللہ چاہتا (تمہاری ھدایت) تو ھدایت دیتا (سیدھی راہ کی طرف) سب کو (تو تم اپنے اختیار سے اس تک پہنچ جاتے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ سبحنہ وتعلی عما یشرکون﴾.

اتی امر اللہ: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، لا تستعجلوہ: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، سبحنہ: مرکب اضافی مفعول مطلق فعل محذوف "نسبح" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تعلی: فعل بافاعل، عما یشرکون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وینزل الملئکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ﴾.

ینزل: فعل بافاعل، الملئکۃ: ذوالحال، من امرہ: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، بالروح: ظرف لغو، علی: جار، من یشاء: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من عبادہ: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون﴾.

ان: مصدریہ، انذروا: فعل بافاعل، انہ: حرف مشبہ واسم، لا الہ الا انا: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر نائب "بالروح" میں "الروح" سے بدل ہے، ف: فصیحہ، اتقون: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط۔

﴿خلق السموت والارض بالحق تعالی عما یشرکون O خلق الانسان من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین﴾.

خلق: فعل بافاعل، السموت والارض: ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، تعالی عما

یشرکون : جملہ فعلیہ، خلق الانسان من نطفة : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، ھو : مبتدا، خصیم مبین : خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والانعام خلقھا لکم فیھا دفء ومنافع ومنھا تاکلون﴾.

و: عاطفہ، الانعام: منصوب علی اشتغال مفعول "خلق" فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، خلقھا : فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، فیھا: ظرف مستقر حال مقدم، دفء ومنافع : ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، منھا :ظرف لغو مقدم، تاکلون : فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکم فیھا جمال حین تریحون وحین تسرحون﴾.

و لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، فیھا: ظرف مستقر حال مقدم : جمال: ذوالحال، ملکر موصوف، حین : مضاف، تریحون : جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر معطوف علیہ، وحین تسرحون : مرکب اضافی معطوف، ملکر متعلق بمحذوف صفت، ملکر مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس﴾.

و: عاطفہ، تحمل اثقالکم : فعل بافاعل ومفعول، الی: جار، بلد : موصوف، لم تکونوا : فعل ناقص بااسم : بالغیہ : مضاف وضمیر ذوالحال، الا : اداۃ حصر، بشق الانفس :ظرف مستقر حال، ملکر مضاف الیہ ملکر خبر، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربکم لرءوف رحیم O والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینة﴾.

ان ربکم: حرف مشبہ واسم، لرءوف رحیم : خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و : عاطفہ، الخیل : معطوف علیہ، والبغال : معطوف اول، والحمیر: معطوف ثانی، ملکر ماقبل "الانعام" پر معطوف ہے، لترکبوھا: ظرف مستقر معطوف علیہ، وزینة : معطوف ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویخلق ما لا تعلمون O وعلی اللہ قصد السبیل ومنھا جائر﴾.

و: مستانفہ، یخلق : فعل بافاعل، مالا تعلمون : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، علی اللہ: ظرف مستقر خبر مقدم ،قصد السبیل: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و : عاطفہ، منھا: ظرف مستقر خبر مقدم، جائر :صفت ھو موصوف راجع بسوئے "سبیل" کے لیے مرکب توصیفی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو شاء لھداکم اجمعین﴾.

و: عاطفہ لو: شرطیہ، شاء :فعل بافاعل، ھدایتکم مفعول محذوف، ملکر جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، ھدی فعل بافاعل، کم : موکد، اجمعین: تاکید، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... خلق الانسان من نطفة...... ☆ یہ آیت ابی بن ابی خلف کے حق میں نازل ہوئی جو مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتا تھا، ایک مرتبہ وہ کسی مردے کی گلی ہوئی ہڈی اٹھالایا اور سید عالم ﷺ سے کہنے لگا کہ آپ کا خیال یہ ہے کہ اللہ ﷻ اس ہڈی کو زندگی دے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور نہایت نفیس جواب دیا گیا کہ ہڈی تو کچھ نہ کچھ عضوی شکل رکھتی ہے، اللہ نے منی کے ایک چھوٹے

قطرے سے تجھ جیسا جھگڑالو انسان پیدا کر دیا ہے، یہ دیکھ کر بھی تو اس کی قدرت پر ایمان نہیں لاتا۔

﴿تشریح وتوضیح واغراض﴾

مستقبل کے عذاب کو ماضی کے صیغے کے ساتھ تعبیر کرنا:

۱...... جس چیز کے وقوع پذیر ہونے میں کوئی تردد نہ ہو، دلائل عقلی وقطعی موجود ہوں اسے ماضی کے صیغے سے تعبیر کرنا جائز ہے اگر چہ وہ معاملہ مستقبل میں ہونے والا ہو، جیسا کہ فرمان باری ہے ﴿**اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها وقال الانسان مالها**اور جب زمین زلزلے سے ہلا دی گئی، اور جب زمین نے اپنے تمام بوجھ باہر نکال دیئے اور انسان نے تعجب سے کہا اس کو کیا ہوا (الزلزال:۱ تا ۳)﴾۔ اس قسم کی اور کئی مثالیں قرآن وحدیث میں ملتی ہیں۔ ابن جریر طبری کہتے ہیں کہ امر اللہ سے مراد احکام، حدود اور فرائض ہیں۔

انسان جھگڑالو کیوں ہے؟

۲...... جس نطفے سے انسان کی تخلیق کی جاتی ہے وہ چار مراحل سے مرکب ہوتا ہے۔ پہلے مرحلہ میں معدے سے حاصل ہونے والی غذا کا عنصر، دوسرے جگر سے حاصل ہونے والے مادے کا عنصر، تیسرے یہ کہ انسانی رگوں سے حاصل ہونے والے عناصر، چوتھے نمبر پر یہ سارے عناصر انسانی اعضاء میں منقسم ہوتے ہیں۔ پس انسانی غذا کے بعض اجزاء ہڈیوں میں پہنچ کر ان پر اثر انداز ہوتے ہیں اور بعض گوشت، پٹھوں اور رگوں پر اپنے اپنے آثار چھوڑتے ہیں، انسان کے اندر شہوت پیدا کرتے ہیں، پس یہی وجہ ہے کہ انسانی نطفہ مختلف اجزا سے مل کر مختلف طبیعتوں کا مرکب بن جاتا ہے۔ مختلف تغیرات سے گزر کر انسانی نطفے کی تخلیق کا بیان قرآن میں واضح ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا ﴿**ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ثم جعلناه نطفة في قرار مكين** (المومنون:۱۲ تا ۱۳)﴾۔ پس جب نطفہ میں بُرائی کے عناصر کی بہتات ہوگی تو جھگڑالو ہوگا یعنی انسان پستی، جہالت، کفران نعمت کی طرف گرتا جاتا ہے اور اپنی دنیا وآخرت دونوں ہی برباد کر دیتا ہے۔ (الرازی، ج۷، ص ۱۷۳ وغیرہ، ملخصاً)

اون کے لباس پہننا جائز ہے:

۳...... متذکرہ آیت مبارکہ میں اون کے لباس پہننے کی دلیل موجود ہے، سید عالم ﷺ اور آپ ﷺ سے پہلے حضرات انبیائے کرام نے بھی اون کے لباس زیب تن فرمائے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں رات کے وقت میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ سواری سے اترے اور ایک طرف کو گئے حتی کہ رات کی سیاہی میں چھپ گئے، پھر آپ ﷺ آئے تو میں نے برتن سے آپ کے اوپر پانی ڈالا آپ ﷺ نے اپنا چہرہ دھویا، آپ نے اون کا جبہ پہنا ہوا تھا، آپ کے لیے اس کی آستینوں سے اپنی کلائیاں نکالنا مشکل ہوا حتی کہ آپ ﷺ نے جبہ کے نیچے سے اپنی کلائیاں نکال لیں۔ (صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب: مسح الخفين، رقم: ۱۰۱۰/۲۷۲، ص ۱۵۰)

گھوڑے، خچر اور گدھے کی افادیت کا بیان:

۸......اللہ ﷻ نے دو آیات میں مختلف جانوروں کا ذکر کیا، انعام یعنی چوپائے جیسے اونٹ، گائے اور بکریوں کا ذکر کیا جس سے انسان سواری کے کام بھی لیتا ہے اور ان کی کھالوں سے اون وغیرہ بھی حاصل کرتا ہے اور انہیں کھانے کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے کہ یہ حلال جانور ہیں اور ان کا دودھ بھی پیا جاتا ہے۔ بعد میں نام لے کر تین چوپائے مزید ذکر فرمائے یعنی گھوڑے، خچر اور گدھے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی فرماتے ہیں: امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک گھوڑے حلال ہیں، اور امام شافعی، امام احمد کے نزدیک بھی حلال ہیں اور امام اعظم کے نزدیک حلال نہیں ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ وفات سے تین دن پہلے امام ابوحنیفہ نے گھوڑے کی حرمت سے رجوع کر لیا تھا، اور اسی پر فتوی ہے (عنایہ)، اور گھوڑی کا دودھ پینے میں کوئی حرج نہیں۔

علامہ ابن عابدین الشامی فرماتے ہیں: الاختیار، قدوری اور ھدایہ میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے، اور مکروہ تحریمی کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو حلال نہ ہو، (شرنبلالیہ)، اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا نجاست کی وجہ سے حرام نہیں ہے، اس لیے غایۃ البیان میں ظاہر الروایۃ سے نقل کر کے لکھا ہے کہ گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے اور اس کا کھانا اس کے احترام کی وجہ سے حرام ہے کیونکہ گھوڑوں سے اللہ کے دشمنوں کو ڈرایا جاتا ہے اور نجاست کی وجہ سے اس کا کھانا حرام نہیں ہے، اسی وجہ سے اس کا جھوٹا بھی نجس نہیں ہے جیسے آدمی کا حال ہے، مصنف نے لکھا ہے کہ اسی پر فتوی ہے لہذا اس کا کھانا مکروہ تحریمی ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے جیسا کہ کفایۃ البیہقی میں مذکور ہے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ فخر الاسلام نے لکھا ہے، قہستانی، الخلاصہ، الھدایہ، المحیط، المغنی، قاضی خان اور العمادی اور دیگر متون میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ گھوڑے کا کھانا مکروہ تحریمی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ امام اعظم کے نزدیک اس کا کھانا مکروہ تنزیہی ہے تو پھر امام اعظم وصاحبین کے مابین کوئی اختلاف نہیں رہتا کیونکہ صاحبین اگرچہ گھوڑا کھانے کو حلال کہتے ہیں لیکن وہ اس کو مکروہ تنزیہی کہتے ہیں۔ شرنبلالیہ میں برھان سے اسی طرح منقول ہے اور یہ اختلاف خشکی کے گھوڑے میں ہے اور دریائی گھوڑا بالاتفاق حرام ہے۔

(ردالمحتار علی درالمختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص ۴۴۲)

علامہ علاؤالدین حصکفی فرماتے ہیں: پالتو گدھوں کا کھانا حلال نہیں ہے اس کے برخلاف جنگلی گدھوں کو کھانا جائز ہے اور ان کے دودھ بھی حلال ہیں، اگر خچر کی ماں گدھی ہو تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے، اور اگر اس کی ماں گائے ہو تو بالاتفاق کھانا جائز ہے، اور اگر اس کی ماں گھوڑی ہو تو وہ اپنی ماں کی طرح حلال ہے، علامہ شامی نے لکھا ہے کہ جانوروں کی حلت وحرمت کا مدار ماں پر ہوتا ہے گھوڑی کا گوشت کھانے میں اختلاف ہے آیا اس کا گوشت کھانا مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی یا بلا کراہت جائز، اگر خچر کی ماں گھوڑی ہو تو خچر کا گوشت کھانے کا بھی وہی حکم ہے جو اس کی ماں کا ہے۔

(المرجع السابق)

اغراض: والا وان عاقبتم: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہجرت کے بعد نازل ہوئی، مفسر کا ظاہری کلام یہ تقاضا کرتا ہے کہ سوائے آیت نمبر ۱۲۶ تا ۱۲۸ کے تمام سورۃ مکی ہے اور یہی مشہور ترین قول ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ سوائے پانچ آیات کے جن میں سے تین ماقبل مذکور ہو چکی باقی آیت نمبر ۴۱، اور ۱۱۰ ہیں۔

استبطأ المشرکون العذاب: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب آیت مقدسہ ﴿ اقتربت الساعۃ وانشق القمر

(القمر:۱)﴾ نازل ہوئی تو بعض کافروں نے استہزاء کیا، مزید بیان شان نزول میں دیکھ لیں۔
ای الســـاعة: مفسرین کرام اس جانب گئے ہیں کہ اللہ کے حکم سے مراد قیامت ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ امر اللہ سے مراد دنیا میں نافرمانوں سے قتال بالسیف کرنا ہے۔
واتی بصیغة الماضیة: مجاز کے طور ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، کلام میں استعارہ تبعیہ استعمال کیا گیا ہے لیکن اس میں مستقبل کی جانب تشبیہ دی گئی ہے۔
فانه واقع لا محالة: یعنی اس سے راہِ فرار ممکن نہیں ہے۔ **غیرہ:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ مفعول ''یشرکون'' محذوف ہے۔
ای جبرائیل: جمع کا صیغہ ''الملئکة'' تعظیم کے لیے استعمال کیا گیا ہے، مراد فقط جبرائیل علیہ السلام ہیں۔
بـالـوحـی: اسے روح بھی کہتے ہیں، اس لیے کہ اس میں دلوں کی حیات ہوتی ہے، حیات ابدی حاصل ہوتی ہے، اور اس سے راہِ فرار حاصل کرنے والا ھلاکت میں جا پڑتا ہے، جس طرح روح کا تعلق جسم سے ہوتا ہے کہ اس کے سوا جسم بے حس وحرکت ہوجاتا ہے۔
بالعذاب: میں اس جانب اشارہ ہے کہ معمول ''الانذار'' محذوف ہے۔
ای محقا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ''بالحق'' میں موجود جار مجرور محل نصب میں بر بنائے حال ہیں۔
الی ان صیره قویا وشدته: ایک مقدر سوال کا جواب دینا مقصود ہے، کہا جاتا ہے کہ انسان کھلا جھگڑالو ہے، یہ صفت تخلیق کے عمل میں قوت وشدت پیدا ہونے کی وجہ سے آجاتی ہے۔
فی نفی البعث: فی سببیہ ہے، معنی یہ ہے کہ آدمی جھگڑا کرتا ہے، اس لیے کہ دوبارہ اٹھائے جانے کا منکر ہے۔
لـلـفـاصلة: یعنی ظرف کو حصر کے لیے مقدم نہیں کیا، اس لیے کہ انسان چوپائے کے علاوہ میں بھی کھاتا ہے اور ایسا کرنے سے اسے منع نہیں کیا گیا جیسا کہ فرمانِ مقدس نشان ہے ﴿قل من حرم زینة الله التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق (الاعراف:۳۱)﴾
لاینافی خلقهما لغیر ذلک: سواری اور زینت کے حصول کے لئے جانور کو رکھا جانا باقی ماندہ فوائد کے لیے استعمال کیے جانے کے منافی نہیں، بلکہ انہیں کھانے کے لیے بھی پیدا کیا گیا ہے، اور یہی قول امام شافعی کا ہے، باقی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک گھوڑے کا کھانا حرام ہے جیسا کہ دیگر (حرام) چوپائے، ان کا کہنا یہ ہے کہ ان چوپایوں کو کھانے کے مقابلے میں سواری کرنا زیادہ قابل نفع ہے اور اگر گھوڑے کا گوشت کھانا جائز ہوتا تو اللہ اس کا بھی نام لے کر ذکر کرتا لیکن اللہ نے ایسا نہیں کیا جس کی وجہ ہم نے حرام کا قول کیا ہے، اور جہاں تک گوشت کھانے کا تعلق ہے تو اللہ نے گوشت کھائے جانے والے چوپایوں کا خاص طور پر ذکر کر دیا ہے جیسے فرمایا ﴿ومنها تاکلون (المومنون:۲۱)﴾۔
بـحـدیـث الـصـحـیـحـین: اسماء بنت ابوبکر صدیق سے روایت ہے کہتی ہیں: ''ہم نے سید عالم ﷺ کے عہد میں گھوڑا نحر کیا اور ہم مدینہ میں تھے اور ہم نے اسے کھایا''۔
من العجائب العجیبة: یعنی پرندے، درندے، وحشی جانور وغیرہ حیوانات۔ **ای بیـان الطریق المستقیم:** سے مراد ھدایت اور حق کے طریقے بیان کرنا ہے، اور اسی مقصد کے لیے رسولوں کا بھیجا جانا اور کتابوں کا نازل کرنا ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۵۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

﴿هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ ﴾تَشْرَبُوْنَهُ﴿وَّمِنْهُ شَجَرٌ ﴾یَنْبُتُ بِسَبَبِهٖ﴿فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ(۱۰)﴾تَرْعَوْنَ دَوَابَّكُمْ﴿یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ النَّخِیْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِؕ

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ﴾الْمَذْکُوْرِ﴿ لَاٰیَةً ﴾دَالَّةً عَلٰی وَحْدَانِیَّتِہٖ تَعَالٰی﴿لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ(۱۱)﴾فِیْ صُنْعِہٖ فَیُؤْمِنُوْنَ﴿وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ﴾ بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰی مَاقَبْلَہٗ وَالرَّفْعُ مُبْتَدَاءٌ﴿وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ﴾بِالْوَجْهَیْنِ﴿مُسَخَّرٰتٌ ۢ﴾بِالنَّصْبِ حَالٌ وَالرَّفْعِ خَبَرٌ﴿بِاَمْرِہٖ ؕ﴾بِاِرَادَتِہٖ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ(۱۲)﴾یَتَدَبَّرُوْنَ وَسَخَّرَ کُمْ﴿وَمَا ذَرَاَ﴾خَلَقَ﴿لَکُمْ فِی الْاَرْضِ﴾ مِنَ الْحَیْوَانِ وَالنَّبَاتِ وَغَیْرِ ذَالِکَ﴿ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُہٗ ؕ﴾کَاَحْمَرَ وَاَخْضَرَ وَاَصْفَرَ وَغَیْرِهَا﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ(۱۳)﴾یَتَّعِظُوْنَ﴿وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ﴾لِرُکُوْبِہٖ وَالْغَوْصِ فِیْہِ﴿ لِتَاْکُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا﴾هُوَالسَّمَکُ﴿وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ﴾ هِیَ اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ﴿ وَتَرَی﴾ تَبْصُرُ﴿الْفُلْکَ﴾السُّفُنَ﴿مَوَاخِرَ فِیْہِ﴾ تَمْخَرُ الْمَاءُ اَیْ تَشُقُّہٗ بِجَرْیِهَا فِیْہِ مُقْبِلَةً وَمُدْبِرَةً بِرِیْحٍ وَاحِدَةٍ﴿ وَلِتَبْتَغُوْا﴾عَطْفٌ عَلٰی لِتَاْکُلُوا تَطْلُبُوا ﴿مِنْ فَضْلِہٖ﴾تَعَالٰی بِالتِّجَارَةِ﴿وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ(۱۴)﴾ اللّٰہُ عَلٰی ذَالِکَ﴿وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ﴾جِبَالًا ثَوَابِتَ لِ﴿اَنْ﴾لَّا﴿ تَمِیْدَ﴾تَتَحَرَّکَ﴿بِکُمْ وَ﴾جَعَلَ فِیْهَا﴿ اَنْهٰرًا﴾ کَالنِّیْلِ﴿وَّسُبُلًا﴾طُرُقًا﴿لَّعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ(۱۵)﴾اِلٰی مَقَاصِدِکُمْ﴿وَعَلٰمٰتٍ ؕ﴾تَسْتَدِلُّوْنَ بِهَا عَلَی الطُّرُقِ کَالْجِبَالِ بِالنَّهَارِ ﴿وَبِالنَّجْمِ﴾بِمَعْنَی النُّجُوْمِ﴿هُمْ یَهْتَدُوْنَ(۱۶)﴾اِلَی الطُّرُقِ وَالْقِبْلَةِ بِاللَّیْلِ﴿اَفَمَنْ یَّخْلُقُ﴾وَهُوَ اللّٰہُ﴿کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ؕ﴾ وَهُوَ الْاَصْنَامُ حَیْثُ تُشْرِکُوْنَهَا مَعَہٗ فِی الْعِبَادَةِ ؟لَا﴿اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ(۱۷)﴾هٰذَا فَتُؤْمِنُوْنَ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ﴾تَضْبِطُوْهَا فَضْلًا اَنْ تُطِیْقُوا شُکْرَهَا﴿اِنَّ اللّٰہَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۱۸)﴾حَیْثُ یُنْعِمُ عَلَیْکُمْ مَعَ تَقْصِیْرِکُمْ وَعِصْیَانِکُمْ ﴿وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ (۱۹) وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ﴾بِالتَّاءِ وَالیَاءِ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ﴾وَهُوَ الْاَصْنَامُ﴿ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ (۲۰)﴾یُصَوَّرُوْنَ مِنَ الْحِجَارَةِ وَغَیْرِهَا﴿اَمْوَاتٌ﴾لَا رُوْحَ فِیْهِمْ خَبَرٌ ثَانٍ﴿غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ﴾تَاکِیْدٌ﴿وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۙ﴾اَیِ الْاَصْنَامُ﴿اَیَّانَ﴾وَقْتَ﴿یُبْعَثُوْنَ(۲۱)﴾اَیِ الْخَلْقُ فَکَیْفَ یُعْبَدُوْنَ اِذْ لَا یَکُوْنَ اِلٰهًا اِلَّا الْخَالِقُ الْحَیُّ الْعَالِمُ بِالْغَیْبِ.

﴿ترجمہ﴾

وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا اس سے تمہارا پینا ہے (یعنی تم اس سے پیتے ہو) اور اس سے درخت ہیں (یعنی پانی کی وجہ سے درخت اُگتے ہیں) جن سے چراتے ہو (اپنے چوپائے) اس پانی سے تمہارے لئے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے

پھل......۱...... بیشک اس (پانی اتارنے اور کھیتی اگانے) میں نشانی ہے (جو کہ اللہ کی وحدانیت پر دلیل ہے) دھیان کرنے والوں کے لیے (جو اس کی صفت میں دھیان کرتے ہوئے ایمان لاتے ہیں) اور اس نے تمہارے لیے مسخر کئے رات اور دن اور سورج (الشمس پر ماقبل کی وجہ سے نصب ہے اور رفع مبتداء ہونے کی وجہ سے ہے) اور چاند اور ستارے......۲...... (ان سب میں بھی نصب اور رفع دونوں صورتیں ہونگی) مسخر ہیں (مسخرت میں دو قرأتیں ہیں نصب حال ہونے کی وجہ سے اور رفع خبر کی وجہ سے) اس کے حکم سے (یعنی اس کے ارادے سے) بیشک اس آیت میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کو (کہ وہ تدبر کرتے ہیں) اور (مسخر کیے تمہارے لیے) جو اس نے پیدا کیا (ذرأ بمعنی خلق ہے) تمہارے لیے زمین میں (حیوان، نباتات وغیرہ) رنگ برنگ (سرخ، زرد، سبز وغیرہ......۳......) بیشک اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کو (جو نصیحت پکڑتے ہیں) اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے دریا مسخر کیے (تا کہ اس میں جہاز رانی اور غوطہ زنی ممکن ہوسکے) کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو (یعنی مچھلی......۴......) اور اس میں سے گہنا نکالتے ہو جسے پہنتے ہو (موتی اور مرجان......۵......) اور دیکھے (تری بمعنی تبصر ہے) کشتیاں (الفلک بمعنی السفن ہے) اس میں کہ پانی چیر کر چلتی ہیں (کشتیوں کے چلنے کی وجہ سے پانی آگے پیچھے ہٹ جاتا ہے، ہموار ہوا کے ساتھ) تا کہ تلاش کرو (لتبتغوا کا عطف لتاکلوا پر ہے، یعنی طلب کرو) اس کا فضل (تجارت کے ذریعے) اس امید پر کہ شکر گزار ہو جاؤ (اللہ کے، اس انعام پر) اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے (مضبوط پہاڑ......۶......) یہ کہ نہ (ان بمعنی ما نافیہ ہے) ہل جائے (حرکت کرے) تمہیں لے کر اور ندیاں (جیسا کہ دریائے نیل) اور راستے (سبلا بمعنی طرقا ہے) کہ تم (اپنے مقاصد کی طرف) راہ پاؤ اور علامتیں (کہ جس سے تم راستے کی رہنمائی پاتے ہو جیسا کہ پہاڑ اور نہریں) اور ستارے (نجم بمعنی نجوم ہے) سے وہ راہ پاتے ہیں (رات میں راستے اور قبلہ کی) تو کیا جو بنائے (مراد ذات باری ﷻ ہے) وہ ایسا ہو جائے گا جو نہ بنائے گا (مراد بت ہیں کہ جن کو تم عبادت میں اللہ ﷻ کا شریک بناتے ہو، نہیں) تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے (ان باتوں سے، تو ایمان لے آؤ) اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کرسکو گے (ان نعمتوں کو شکر کرنے کے اعتبار سے ضابطے میں نہیں لاسکتے) بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (کہ جس نے تمہارے قصور اور نافرمانی کے باوجود تم پر نعمتیں فرمائیں) اور اللہ جانتا ہے جو چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور جنہیں پوجتے ہیں (یدعون تاء اور یاء دونوں لغتوں کے ساتھ ہے، یعنی تم عبادت کرتے ہو) اللہ کے سوا (ان معبود سے مراد بت ہیں......۷......) وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں (پتھر وغیرہ سے) مردے ہیں (ان میں روح نہیں، اموات خبر ثانی ہے ھم کی) زندہ نہیں (تاکید ہے) اور انہیں (یعنی بتوں کو) خبر نہیں کب (یعنی کس وقت) اٹھائے جائیں گے (لوگ، پھر کیسے ان کی عبادت کرتے ہیں جب کہ وہ بت معبود نہیں، معبود تو وہ ہے جو پیدا کرنے والا، زندہ اور غیب کا جاننے والا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿هو الذی انزل من السماء ماء لكم منه شراب﴾.

هو : مبتداء، الذی : موصول، انزل من السماء : فعل بافاعل وظرف لغو، ماء : موصوف، لكم : ظرف مستقر خبر مقدم، منه : ظرف مستقر حال مقدم، شراب : ذوالحال ملکر مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومنه شجر فيه تسيمون O ينبت لكم به الزرع والزيتون والنخيل والاعناب ومن كل الثمرات﴾.

و : مستانفہ، منه : ظرف مستقر خبر مقدم، شجر : موصوف، فيه تسيمون : جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ،

ینبت لکم بہ: فعل بافاعل وظرف لغو اول وثانی، الزرع والزیتون والنخیل والاعناب: معطوف علیہ ومعطوف اول وثانی، ومن کل الثمرات: ظرف مستقر معطوف ثالث، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایۃ لقوم یتفکرون﴾.

ان: حروف مشبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، آیۃ: موصوف، لام: جار، قوم: موصوف، یتفکرون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وسخر لکم الیل والنھار والشمس والقمر والنجوم مسخرت بامرہ ان فی ذلک لایت لقوم یعقلون﴾.

و: عاطفہ، سخر لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، الیل والنھار والشمس والقمر: معطوف علیہ ومعطوفات ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، النجوم: مبتدا، مسخرت بامرہ: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان فی ذلک ......الخ: جملہ اسمیہ۔

﴿وما ذرالکم فی الارض مختلفا الوانہ ان فی ذلک لایۃ لقوم یذکرون﴾.

و: عاطفہ، ما: موصولہ، ذرالکم فی الارض: فعل بافاعل وظرف لغو اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ملکر ذوالحال، مختلفا: اسم فاعل، الوانہ: فاعل، ملکر شبہ جملہ حال، ملکر ماقبل "الیل والنھار" پر معطوف، ان: حرف مشبہ، فی ذلک: خبر مقدم، لایۃ لقوم...... الخ: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وھو الذی سخر البحر لتاکلوا منہ لحما طریا وتستخرجوا منہ حلیۃ تلبسونھا﴾.

و: عاطفہ، ھو: مبتدا، الذین: موصول، سخر البحر: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، تاکلوا منہ لحما طریا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و تستخرجوا منہ: فعل بافاعل وظرف لغو، حلیۃ: موصوف، تلبسونھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وتری الفلک مواخر فیہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون﴾.

و: اعتراضیہ، تری: فعل بافاعل، الفلک: ذوالحال، مواخر فیہ: شبہ جملہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ، و: عاطفہ، لام: جار، تبتغوا من فضلہ: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر معطوف ہے ماقبل "لتاکلوا منہ لحماطریا" پر، و: مستانفہ، لعلکم: حرف مشبہ واسم، تشکرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم وانھارا وسبلا لعلکم تھتدون﴾.

و: عاطفہ، القیٰ فی الارض: فعل بافاعل وظرف لغو، رواسی: محذوف کی صفت، مرکب توصیفی معطوف علیہ، وانھارا وسبلا: معطوفین، ملکر مفعول، ان تمید بکم: جملہ بتاویل مصدر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ، لعلکم: حرف مشبہ واسم، تھتدون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعلمت وبالنجم ھم یھتدون﴾.

و: عاطفہ، علمت: مفعول معطوف ہے ماقبل "وانھارا وسبلا" پر، و: عاطفہ، بالنجم: ظرف لغو مقدم، یھتدون: فعل بافاعل وظرف لغو مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبر، ھم: مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افمن یخلق کمن لا یخلق افلا تذکرون﴾.

همزه : استفہام انکاری، ف : عاطفہ، عن : موصولہ، یخلف : فعل بافاعل ملکر صلہ، ملکر مبتدا، ک جار، من لا یخلق : موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، همزه: حرف استفہامیہ، ف : عاطفہ، لا تذکرون : فعل نفی بافاعل جملہ فعلیہ۔

﴿وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها ان الله لغفور رحیم﴾.

و: مستانفہ، ان: شرطیہ، تعدوا نعمة الله : فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ شرط، لا تحصوها : فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ جزا ملکر جملہ شرطیہ، ان الله لغفور رحیم : حرف مشبہ واسم وخبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله یعلم ما تسرون وما تعلنون ○ والذین یدعون من دون الله لا یخلقون شیئا وهم یخلقون﴾.

و: مستانفہ، الله : مبتدا، یعلم : فعل بافاعل، ماتسرون : موصول صلہ معطوف علیہ، وما تعلنون : معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، لا یخلقون : فعل وضمیر ذوالحال، وهم یخلقون: جملہ اسمیہ حال ملکر فاعل،: شیئا :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون﴾.

اموات : موصوف، غیر احیاء : صفت، ملکر معطوف علیہ ،و : عاطفہ، مایشعرون : فعل بافاعل، ایان : ظرف مقدم، یبعثون : فعل بانائب الفاعل وظرف مقدم، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر "هم" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

زیتون، کھجور، انگور اور دیگر پھلوں کا بیان:

۱...... کھجور کا مزاج گرم ہے اس کی اصلاح انار اور سکنجبین سے ہوجاتی ہے، اور اس میں وٹامنز (حیاتین) اور تمام اہم معدنی نمکیات پائے جاتے ہیں، اس کے استعمال سے خون کے سرخ ذرات میں اضافہ ہوتا ہے، یہ کلسٹرول کو متوازن رکھتی ہے، مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور خاص طور پر دل کے لئے مفید ہے، یہ پیٹ کے کیڑے مارتی ہے اور پیشاب کھول کر لاتی ہے، سوگرام کھجور میں ۲۱۴ حرارے، ۲ گرام پروٹین، ۷۳ گرام نشاستہ، ایک گرام چکنائی، ۵٫۵ گرام کیلشیم، ۲٫۹ گرام سوڈیم، ۷۹٫۰ ملی گرام پوٹاشیم، ۷۲ ملی گرام فاسفورس، ۳٫۵ ملی گرام فولاد اور ۷ ملی گرام پھوک ہوتا ہے۔

اللہ ﷻ نے کھجور کے بعد انگور کا ذکر فرمایا کیونکہ انگور تمام پھلوں میں افضل ہے کیونکہ یہ پھل بھی اول سے لے کر آخر تک نفع بخش ہے اس سے سرکہ اور نبیذ بھی بنایا جاتا ہے۔ انگور دو قسم کے ہوتے ہیں ایک چھوٹا انگور ہوتا ہے جب یہ خشک ہوجائے تو اسے کشمش کہتے ہیں اور دوسرا بڑا انگور جب یہ خشک ہوجائے تو اسے منقی کہتے ہیں، انگور کا مزاج گرم تر ہے یہ زود ہضم اور کثیر الغذا ہوتا ہے۔ خون صالح بکثرت پیدا کرتا ہے اور بدن کو فربہ کرتا ہے۔ سوگرام انگور میں ۶۹ حرارے، ایک گرام پروٹین، ۱۶ گرام نشاستہ، ایک گرام چکنائی، ۱۷ ملی گرام کیلشیم، ۲۱ ملی گرام فاسفورس، ۰٫۶ ملی گرام فولاد، ۱۰۰ ملی گرام وٹامن اے، ۰٫۰۷ ملی گرام وٹامن بی اور ۴۲ ملی گرام وٹامن سی ہوتا ہے۔

انگور کے بعد زیتون کا ذکر فرمایا، اس کا پھل سبز اور سیاہ دو رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ فلسطین، ایران، عرب اور جنوبی یورپ میں پیدا

ہوتا ہے۔اسکا تیل بہت مفید ہے، سردی کے دردوں میں اس سے بدن پر مالش کی جاتی ہے یہ بدن کو غذائیت بخشتا ہے،اعصاب کو تقویت دیتا ہے، بڑھاپے کے تمام عوارض میں مفید ہے،جدید سائنسی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ روغن زیتون کولسٹرول کو حل کر لیتا ہے

انار دو قسم کا ہوتا ہے سرخ دانوں والا اور سفید دانوں والا ،سرخ دانوں والے کا ذائقہ کھٹا میٹھا ہوتا ہے اور سفید دانوں والا شیریں ہوتا ہے۔اس کا مزاج سرد تر ہے اس میں غذائیت کم ہے خون صالح پیدا کرتا ہے،اس میں بڑا ئیم کش خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں ،۱۰۰ گرام انار میں ۳۲ ملی گرام کیلشیم ،۲۵۰ گرام فاسفورس،۰۳ ملی گرام فولاد،۲۳۰ ملی گرام وٹامن اے،۱۰۸ ملی گرام وٹامن بی اور ۳۸ ملی گرام وٹامن سی ہوتا ہے۔

(تبیان القرآن،ج ۳،ص ۶۰۷-۶۰۸)(عطائین ج ۲،ص ۱۵۲ وغیرہ)

سورج، چاند ،ستارے کا سائنسی بیان:

۲۔۔۔سورج آگ کا گولا ہے جو کہ زمین سے بہت قریب ہے اور یہ ستارہ بھی کہلاتا ہے، مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں غروب ہوتا ہے۔چاند کے پاس اپنی روشنی نہیں ہوتی بلکہ وہ سورج سے روشنی لیتا ہے،یہ زمین کا ایک چوتھائی حصہ ہوتا ہے اور یہ بھی زمین سے قریب ہوتا ہے، جہاں تک یہ بات ہے کہ چاند پر زندگی کے آثار ہیں یا نہیں تو سائنس کہتی ہے کہ چاند پر زندگی نہیں پائی جاتی اس لیے کہ چاند پر نہ تو ہوا ہے اور نہ ہی پانی ،اور چاند کی کشش ثقل زمین کا چھٹا حصہ ہے۔ستارے گرم ہوا سے بنے ہیں ان کے پاس اپنی روشنی اور تپش ہوتی ہے۔اپنی اصل شکل کے اعتبار سے بہت بڑے ہوتے ہیں لیکن ہمیں چھوٹے لگتے ہیں اور الگ الگ رنگوں میں پائے جاتے ہیں لال ،نیلا ،پیلا اور سفید۔

قسم قسم کے رنگ برنگی پھل پھول سبزیوں کا بیان:

۳۔۔۔ایک ہی زمین سے پیدا ہونے والی مختلف چیزیں مثلاً حیوانات ،حشرات الارض، معدنیات، نباتات، جمادات ،الغرض قدرت الٰہی کی عظیم کاریگری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ان تمام عجائبات واشیاء سے انسان طرح طرح کے فوائد حاصل کرتا ہے۔قسم قسم کے رنگ برنگے پھل پھول اور سبزیاں کئی طریقے سے انسانی جسم کی نشو ونما میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ایک ہی قسم کا پھل کئی رنگوں میں پایا جاتا ہے مثلاً انار ہی کو دیکھ لیں سرخ بھی ہے اور سفید بھی،سبزیوں میں مرچ کو دیکھ لیں سرخ بھی پائی جاتی ہے ،اور سبز بھی،گلاب کا پھول کئی رنگوں میں پایا جاتا ہے۔حیوانات میں سے بعض (گوشت ودودھ کے لحاظ سے) کھانے پینے اور بعض سواری ،مالبرداری کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔بعض جانوروں کی کھالوں سے قیمتی دیدہ زیب اشیاء بنائی جاتی ہیں۔زمین سے حاصل ہونے والا لوہا،تانبا اور دیگر معدنی ذخائر ہمارے شب وروز کے معاملات میں کئی طرح سے معاون ومددگار ہیں۔الغرض یہ تمام قدرتی کارنامے ایک واحد حقیقی ذات کی جانب توجہ دلاتے ہیں،انسان اپنی زندگی کا منشاء یہی سمجھے اور اسی کی عبادت میں مصروف عمل رہے۔

دریائی جانوروں کی حلت وحرمت کا بیان:

۴۔۔۔سمندر بھی اللہ کی نعمت عظیمہ ہے، اللہ نے اسے انسان کے لیے مسخر کردیا ہے یعنی انسان کو سمندر پر تصرف کرنے پر قادر کردیا ہے۔سمندر میں اللہ نے کیا کچھ رکھا ہے،یہ ایک الگ بحث ہے تاہم سمندری جانوروں کے بارے میں فقہائے کرام کے

اقوال مختلف ہیں۔ امام علاؤالدین کاسانی فرماتے ہیں: حیوان کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جو سمندر میں زندہ رہتی ہے اور دوسری وہ جو خشکی میں زندہ رہتی ہے۔ رہے وہ جانور جو سمندر میں زندہ رہتے ہیں تو مچھلی کے سوا تمام جانوروں کا کھانا حرام ہے۔ مچھلی کا کھانا حلال ہے۔ ہاں جو مچھلی طبعی موت مر کر سطح آب پر نمودار ہو جائے اسے کھانا جائز نہیں، یہ ہمارے اصحاب کا قول ہے۔ ابن ابی لیلی کہتے ہیں کہ مچھلی کے سوا مینڈک، کیکڑے، سمندری سانپ، سمندری کتے، سمندری خنزیر وغیرہ کو بھی ذبح کر کے کھانا جائز ہے اور لیث بن سعد کا بھی یہی قول ہے لیکن انہوں نے سمندری انسان اور سمندری خنزیر کو کھانا جائز نہیں لکھا۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہ تمام جانور بغیر ذبح کے حلال ہیں ان کو پکڑنا ہی ان کو ذبح کرنا ہے اور جو مچھلی مر کر سطح آب پر نمودار ہو جائے وہ بھی حلال ہے۔ ائمہ ثلاثہ کی دلیل یہ آیت ہے ﴿احل لکم صید البحر و طعامہ متاعا لکم وللسیارۃ﴾ تمہارے لیے سمندری شکار اور اس کا طعام حلال کر دیا گیا ہے اور مسافروں کے فائدے کو (المائدۃ: ۹۶) اور شکار کا اطلاق مچھلی کے علاوہ دیگر جانوروں پر بھی ہوتا ہے، اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ سمندر کے تمام جانور حلال ہوں، اور جب سید عالم ﷺ سے سمندر کے متعلق پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: ''اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے (سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی ماء البحر، رقم: ۶۹، ص ۳۳)۔ ہمارے دلائل یہ ہیں کہ اللہ نے ارشاد فرمایا ﴿حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر﴾ یعنی تم پر مردار اور خون اور خنزیر حرام کیا گیا ہے (المائدۃ: ۳)، اس آیت میں مطلقاً مردہ جانور کو حرام کہا گیا ہے چہ جائے کہ وہ خشکی کا ہو یا سمندر کا۔ ارشاد باری ہے: ﴿ویحرم علیھم الخبائث﴾ اور نبی ان پر خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں (الاعراف: ۱۵۷)۔

مینڈک، کیکڑا، سانپ وغیرہ خبیث جانور ہیں، سید عالم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ مینڈک کی چربی کو دوا میں استعمال کیا جاتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ خبائث میں سے ایک خبیث جانور ہے''۔ (یہاں جزئیات سے قاعدہ کلیہ پر استدلال ہے) اور ائمہ ثلاثہ کا اس آیت ﴿احل لکم صید البحر و طعامہ﴾ یعنی تمہارے لیے دریائی جانور اور ان کا گوشت حلال کیا گیا ہے (المائدۃ: ۹۶) سے استدلال کرنا اطلاق مجازی ہے اور یہاں صید بمعنی مصید ہے یعنی شکار کیا ہوا، لغت میں شکار اسے کہتے ہیں جو جانور گھبرا کر بھاگ رہا ہو اور بغیر حیلہ کے اس کو پکڑا نہ جاسکتا ہو، یا تو وہ اڑ جائے یا بھاگ جائے اور یہ حالت شکار کے وقت میں ہوتی ہے پکڑنے کے بعد نہیں ہوتی، اس لیے کہ پکڑنے کے بعد تو وہ گوشت ہو جاتا ہے شکار نہیں رہتا اور اس پر دلیل ﴿وحرم علیکم صید البر ما دمتم حرما﴾ اور تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا جب تک تم احرام میں ہو (المائدۃ: ۹۶)۔ اس سے مراد محرم کا شکار کرنا یا شکار کی جانب رہنمائی کرنا مراد ہے اور ان دونوں صورتوں میں محرم کے لیے خشکی کا جانور کھانا حلال ہے۔ (البدائع والصنائع، کتاب الذبائح والصیود، ج ۵، ص ۵۲)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے جھینگے سے متعلق پوچھا گیا تو جواب ارشاد فرمایا: حمادیہ میں علماء کے دونوں قول نقل ہیں بعض حرام کہتے ہیں اور بعض حلال، جہاں انہوں نے کہا کہ وہ کیڑا ہے جسے جھینگا کہا جاتا ہے بعض کے نزدیک حرام ہے کیونکہ وہ مچھلی کے مشابہ نہیں ہے، جب کہ ہمارے نزدیک سمندری شکار میں مچھلی کی اقسام ہی مباح ہیں، اور جھینگا ان میں سے نہیں ہے، اور بعض نے کہا یہ حلال ہے کیونکہ اس کا نام مچھلی ہے۔ عبارت حمادیہ سے ظاہر یہی ہے کہ ان کے نزدیک قول حرمت ہی مختار ہے کہ اسی کو تقدیم دی ''والتقدیم ایۃ التقدیم'' یعنی مقدم کرنا مقدم بنانے کی علامت ہے''۔ اور جھینگے کو دو وجہ یعنی کیڑا کہا اور کیڑے حرام ہیں، اور اہل

علت کی طرف ... عدلیل میں یہ نہ کہا کہ وہ مچھلی ہے بلکہ یہ کہ اس کو مچھلی کا نام بولا جاتا ہے، تحقیق مقام یہ ہے کہ ہمارے مذہب میں مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور مطلقاً حرام ہیں، تو جن کے خیال میں جھینگا مچھلی کی قسم سے نہیں ان کے نزدیک حرام ہونا چاہیے، مگر فقیر نے کتب لغت وکتب طب وکتب علم حیوان میں بالاتفاق اسی کی تصریح دیکھی کہ وہ مچھلی ہے۔ قاموس میں ہے کہ "اربیان" کیڑے کی طرح مچھلی ہے۔ اور معراج الدرایہ میں ہے کہ اگر پرندے کے گھونسلے میں مچھلی پائی جائے کھائی جائے، اور امام شافعی کے نزدیک نہ کھائی جائے کیونکہ پرندے کی بیٹ کی طرح ہے، اور ان کے ہاں پرندے کی بیٹ نجس ہے اور ہم کہتے ہیں کہ بیٹ تب بنے گی جب حقیر ہوجائے گی، اور چھوٹی مچھلی جس کو بغیر چاک کیے بھون لیا جاتا ہے شافعی حضرات فرماتے ہیں حلال نہیں کیونکہ اس کی بیٹ نجس ہے اور باقی ائمہ حلال کہتے ہیں۔ مگر فقیر نے جواہر الاخلاطی میں تصریح دیکھی کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں سب مکروہ تحریمی ہیں اور یہ کہ یہی صحیح تر ہے۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج۲۰، ص۳۳۶ وغیرہ)

خلیفہ ہارون الرشید نے اپنا شکاری باز فضاء میں اڑایا اڑتے اڑتے وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا اور کچھ دیر بعد اپنے پنجے میں ایک فضائی مچھلی دبوچے اتر آیا۔ خلیفہ کو بڑی حیرت ہوئی، اس نے زبردست عالم حضرت سیدنا مقاتل کی خدمت میں فتویٰ پوچھا فرمایا آپ کے جدامجد حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: فضاؤں میں طرح طرح کی مخلوق رہتی ہے جن میں بعض سفید رنگ کے جانور بھی ہوتے ہیں جو مچھلی جیسے بچے جنتے ہیں، ان کے بازو تو ہوتے ہیں مگر پر نہیں ہوتے، اس کے بعد حضرت مقاتل نے اُس کو کھانے کی اجازت دی تو اس جانور کا احترام کیا گیا۔

(حیات الحیوان الکبری، ج۱، ص۱۵۷)

حضرت امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی فرماتے ہیں، حکیم جالینوس (ماہر یونانی طبیب) کا قول ہے کہ انار میں کثیر منافع ہیں جب کہ مچھلی میں بہت زیادہ نقصانات ہیں مگر تھوڑی سی مچھلی کھانا ڈھیروں انار سے بہتر ہے۔(تعلیم المتعلم طریق التعلم، ص۴۲)

زیورات کا بیان:

☆۔۔۔۔بی بی عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ سید عالم ﷺ کے پاس نجاشی کی طرف سے وہ زیورات آئے جو اس نے آپ ﷺ کو ہدیہ کئے تھے، ان میں سونے کی ایک انگوٹھی تھی جس میں حبشی نگینہ تھا، سید عالم ﷺ نے اس سے اعراض کرتے ہوئے ایک چھڑی یا اپنی انگلیوں سے ایک انگوٹھی اٹھائی پھر حضرت زینب کی صاحبزادی حضرت امامہ بنت ابی العاص کو بلا کر فرمایا: "تم یہ انگوٹھی پہن لو"۔

(سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب: النهي عن خاتم الذهب، رقم: ۳۶۴۴، ص۶۰۶)

☆۔۔۔۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے مردوں پر ریشم اور سونا حرام کردیا گیا ہے اور میری امت کی عورتوں پر حلال کردیا گیا ہے"۔

(سنن النسائی، کتاب الزينة، باب: تحريم الذهب، رقم: ۵۱۵۸، ص۱۱۷۴)

مردوں کے لیے سونے کے زیور پہننا جائز نہیں ہے، جیسا کہ حدیث بالا میں صاف بیان ہوا، اور چاندی کے زیوارت بھی ناجائز ہیں کہ یہ بھی اسی کے حکم میں داخل ہیں۔ البتہ چاندی کی انگوٹھی اور منطقہ (کمر کی پٹی) اور تلوار کا زیور چاندی کا بنانا جائز ہے، اور چاندی نے سونے سے مستغنی کردیا کیونکہ وہ دونوں ایک جنس سے ہیں، اور الجامع الصغیر میں ہے کہ صرف چاندی کی انگوٹھی بنائی جائے اور اس میں یہ تصریح ہے کہ پتھر، لوہے اور پیتل کی انگوٹھی بنانا جائز نہیں ہے، اور مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے اور عورتوں کے لیے جائز ہے کیونکہ زینت ان کا حق ہے، صرف قاضی اور سلطان کے لیے انگوٹھی بنائی جائے کیونکہ انہیں مہر لگانے کی

ضرورت ہوتی ہے، اور ان کے غیر کے لیے انگوٹھی نہ پہننا افضل ہے کیونکہ ان کو ضرورت نہیں ہے، سونے سے دانت نہ باندھا جائے، چاندی سے باندھا جائے، یہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے لیکن امام محمد کے نزدیک سونے سے باندھنے میں بھی حرج نہیں ہے اور امام ابویوسف کے اس بارے میں دو قول ہیں۔ صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عرفجہ بن اسعد الکنانی کی جنگ کلاب میں ناک کٹ گئی، انہوں نے چاندی کی ناک بنالی تو اس میں بدبو ہوگئی، سید عالم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ سونے کی ناک بنا کر لگالیں۔

(سنن الترمذی، کتاب اللباس، باب: ما جاء فی شد الانسان، رقم: ۱۷۷۶، ص۵۳٤)

زمین کو ہلنے نہیں دیتے پہاڑ مگر......!

ے......اللہ نے پہاڑ کو زمین پر بطور لنگر ڈال دیا ہے، زمین ساکن ہے، ہاں جہاں سے اللہ چاہتا ہے اُسے ہلا دیتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان عظیم پہاڑوں کی موجودگی میں بھی زلزلے آتے ہیں یعنی زمین ہلنا شروع ہوجاتی ہے۔ فاضل بریلوی فرماتے ہیں: اصل باعث آدمیوں کے گناہ ہیں، اور پیدا یوں ہوتا ہے کہ ایک پہاڑ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں جیسے بڑے درخت کی جڑیں دور تک اندر اندر پھیلی ہوتی ہیں جس زمین پر معاذ اللہ زلزلہ کا حکم ہوتا ہے وہ پہاڑ اپنے اس جگہ کے ریشے کو جنبش دیتا ہے زمین ہلنے لگتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج۲۷، ص ۹۳)

اللہ ﷻ کے سوا کسی کی عبادت ہرگز جائز نہیں!

ے......اللہ نے فرمایا ﴿والذین یدعون من دون اللہ﴾ کی تفسیر میں علامہ آلوسی نے فرمایا: والالھۃ الذین تعبدونھم ایھا الکفار یعنی اے کافرو وہ معبود جن کی تم عبادت کرتے ہو (تمہیں ہرگز نفع نہ دیں گے)۔ بعض نام نہاد مسلمان کہلانے والے اس قسم کی آیات کو خوامخواہ حضرات انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی جانب چسپاں کرتے ہیں اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دین سے دور کرنے کا ساماں کرتے ہیں۔

(۱)......مولانا اشرفعلی تھانوی کا ترجمہ: اور جن کی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرسکتے اور خود ہی مخلوق ہیں۔

(۲)......مفتی محمد شفیع کا ترجمہ: اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرسکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہی۔

(۳)......اسماعیل دہلوی اسی قسم کی آیت ﴿ویعبدون من دون اللہ مالا یملک لھم رزقا من السموت والارض شیئا ولا یستطیعون اور مشرک اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہیں جو آسمان و زمین سے روزی پہنچانے میں کچھ بھی دخل نہیں رکھتے اور نہ رکھ سکتے ہیں (النحل ۷۳)﴾۔ یعنی ایسے لوگوں کی اللہ کی سی تعظیم کرتے ہیں جو قطعی بے بس ہیں، روزی پہنچانے میں ان کا کچھ بھی دخل نہیں، معلوم نہیں عوام میں جو بات مشہور ہے کہ بزرگوں کو عالم میں تصرف کی تو قدرت ہے، مگر تقدیر الٰہی پر شاکر ہیں، ادب سے دم نہیں مارتے، ورنہ اگر چاہیں تو کائنات کو زیر و زبر کردیں، (نامعلوم کہاں سے لی گئی ہے حالانکہ قرآن و حدیث کی رو سے) یہ قطعی غلط ہے، کائنات میں نہ انہیں بالفعل دخل ہے نا بالقوۃ یعنی ان میں اس قسم کے تصرف کی صلاحیت و قدرت ہی نہیں۔

(تقویۃ الایمان، پانچواں باب، شرف فی التصرف کی تردید، ص ٦٧ وغیرہ)

علامہ آلوسی اور دیگر مفسرین کرام یہاں بھی بتوں کی عبادت مراد لیتے ہیں کہ کفار مکہ بتوں کو اللہ کی بارگاہ میں متصرف جان کر

پوجتے ہیں۔ مودودی صاحب اور ان کے نظریے کے حامل حضرات نے خوامخواہ اپنی حسد کی آگ کے تحت قرآن کے غلط معانی ومطالب بیان کر کے امت مسلمہ کو فتنہ میں مبتلا کیا۔ حضرات انبیائے کرام واولیائے عظام کی شان بڑی ارفع واعلی ہے۔ مسلمان انہیں حاجت روا مانتا ہے مگر اللہ کے اذن سے نہ کہ بغیر اذن کے۔

☆...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سخت قحط سالی ہوئی، حضرت بلال بن حارث مزنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر حاضر ہوئے اور عرض کیا، اپنی امت کے لیے بارش کی دعا کیجئے۔ حافظ ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں: مالک الدار جو حضرت عمر فاروق کے دور میں وزیر خوراک تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر کے زمانہ میں (ایک بار) لوگوں پر قحط آ گیا، ایک شخص (حضرت بلال بن حارث مزنی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر گیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے بارش کی دعا کیجئے کہ وہ ہلاک ہو رہے ہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: عمر کے پاس جاؤ، ان کو سلام کہو اور یہ خبر دو کہ تم پر یقیناً بارش ہوگی اور ان سے کہو کہ تم پر سوجھ بوجھ لازم ہے، تم پر سوجھ بوجھ لازم ہے، پھر وہ حضرت عمر کے پاس گئے اور ان کو یہ خبر دی، حضرت عمر رونے لگے اور کہا: اے اللہ! میں صرف اسی چیز کو ترک کرتا ہوں جس سے میں عاجز ہوں (مصنف ابن ابی شیبہ، ج۱۲، ص ۳۲)

اغراض: ینبت بسبیہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ آیت مبارکہ ﴿هو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب ومنه شجر (النحل: ۱۰)﴾ میں دوسرا من سببیہ اور پہلا ابتدائیہ ہے۔

المذکور: پانی کے اتارنے اور نباتات کے پیدا کرنے کے بارے میں بیان کیا جارہا ہے۔

بالنصب: آیت مبارکہ ﴿وسخر لکم الیل والنهار و...... الخ (النحل: ۱۲)﴾ منصوب ہیں، اور انہیں مرفوع بھی پڑھا گیا ہے۔

من الحیوانات والنبات: سارے ہی حیوانات ونباتات اولادِ آدم کے بس میں کر دیئے ہیں، جس سے اولادِ آدم فائدہ اٹھاتی ہے۔

وغیرہ ذلک جیسا کہ پتھر، معدنیات اور نہریں۔ بالتجارۃ: پس لوگ حصول معاش کے لیے سمندری سفر کرتے ہیں۔

حیث ینعم علیکم مع: یعنی تمہارے گناہوں کی وجہ سے اللہ تم سے اپنی نعمتیں منقطع نہ کرے گا، بلکہ اللہ نے تم پر وسعت فرمائی۔

ای الخلق: مناسب یہ ہے کہ ضمیر الاصنام کی جانب لوٹے، معنی یہ ہے کہ بت شعور نہیں رکھتے جب تک اللہ نہ چاہے، ابن عباس نے فرمایا: اللہ عزوجل نے بتوں کو مبعوث فرمایا اور ان کی روحیں تھیں اور ان کے ساتھ ان کے شیاطین بھی تھے، پس بتوں کے پوجنے والوں نے بڑائی دکھائی، پس اللہ نے سب کو آگ میں جھونکنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۰۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿اِلٰهُكُمْ﴾ اَلْمُسْتَحِقُّ لِلْعِبَادَةِ مِنْكُمْ ﴿اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ﴾ لَانَظِيْرَ لَهٗ فِىْ ذَاتِهٖ وَلَا فِىْ صِفَاتِهٖ وَهُوَاللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ﴾ جَاحِدَةٌ لِلْوَحْدَانِيَةِ ﴿وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (۲۲)﴾ مُتَكَبِّرُوْنَ عَنِ الْاِيْمَانِ بِهَا ﴿لَا جَرَمَ﴾ حَقًّا ﴿اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ﴾ فَيُجَازِيْهِمْ بِذٰلِكَ ﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ (۲۳)﴾ بِمَعْنٰى اَنَّهٗ يُعَاقِبُهُمْ وَنَزَلَ فِى النَّضْرِ بْنِ الْحَارِثِ ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّا﴾ اِسْتِفْهَامِيَةٌ ﴿ذَآ﴾ مَوْصُوْلَةٌ ﴿اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ﴾ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﴿قَالُوْآ اَسَاطِيْرُ﴾ اَكَاذِيْبُ ﴿الْاَوَّلِيْنَ (۲۴)﴾

﴿وَاِضْلَالًا لِلنَّاسِ﴿لِيَحْمِلُوْآ﴾فِيْ عَاقِبَةِ الْاَمْرِ﴿اَوْزَارَهُمْ﴾ذُنُوْبَهُمْ﴿كَامِلَةً﴾لَمْ يُكَفَّرْ مِنْهَا شَيْءٌ﴿يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ﴾بَعْضِ﴿اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ﴾لِاَنَّهُمْ دَعَوْهُمْ اِلَى الضَّلَالِ فَاتَّبِعُوْهُمْ فَاشْتَرَكُوْا فِي الْاِثْمِ﴿اَلَا سَآءَ﴾بِئْسَ﴿مَا يَزِرُوْنَ (۲۵)﴾يَحْمِلُوْنَهٗ حَمْلُهُمْ هٰذَا.

﴿ترجمہ﴾

تمہارا معبود (تمہاری عبادت کا مستحق) ایک معبود ہے (اس کی ذات وصفات ......۱...... میں اس کا کوئی نظیر نہیں، وہ اللہ عزوجل ہے) تو وہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکر ہیں (اس کی وحدانیت کے انکاری) اور وہ مغرور ہیں (آخرت پر ایمان لانے سے تکبر کرتے ہیں) کوئی شک نہیں (حق بات یہ ہے کہ) اللہ جانتا ہے جو چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں (اللہ انہیں اس کے مطابق جزاء دے گا) بیشک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا (وہ انہیں سزا دے گا، یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی) اور جب ان سے کہا جائے (ما استفہامیہ ہے) کیا (ذا موصولہ ہے) تمہارے رب نے اتارا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) کہیں گے (وہ) کہانیاں ہیں (جھوٹی) اگلوں کی (لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے) تاکہ اٹھائیں (اپنے کام کی سزا) اپنا بوجھ (یعنی اپنے گناہوں کا بوجھ) پورا (اس میں کچھ نہ چھپایا جائے گا) قیامت کے دن اور (کچھ) بوجھ انکے جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ کرتے ہیں......۲......(اس لیے کہ وہ انہیں گمراہی کی دعوت دیتے تھے تو جنہوں نے ان کی پیروی کی وہ گناہ میں برابر شریک رہے) سن لو کیا ہی برا (ساء بمعنی بئس ہے) بوجھ اٹھاتے ہیں (یعنی وہ برا بوجھ اٹھانے والے ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الهكم اله واحد فالذين لا يومنون بالاخرة قلوبهم منكرة وهم مستكبرون﴾.

الهكم: مبتدا، اله: خبر اول، واحد: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحہ، الذين: موصول، لا يومنون بالاخرة: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، قلوبهم منكرة: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، وهم مستكبرون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا جرم ان الله يعلم ما يسرون وما يعلنون انه لا يحب المستكبرين﴾.

لا: نافیہ، لا جرم: بمعنی ثبت فعل، ان الله: حرف مشبہ و اسم، يعلم: فعل بافاعل، مايسرون: معطوف علیہ، ومايعلنون: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، انه: حرف مشبہ و اسم، لا يحب المستكبرين: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا قيل لهم ما ذا انزل ربكم قالوا اساطير الاولين﴾.

و: مستانفہ، اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، قيل لهم: قول، ماذا: اسم استفہامیہ مفعول مقدم، انزل ربكم: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر شرط، قالوا: قول، اساطير الاولين: "هم" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ليحملوا اوزارهم كاملة يوم القيمة ومن اوزار الذين يضلونهم بغير علم﴾.

لام: جار، یحملوا: فعل بافاعل، اوزارھم: ذوالحال، کاملۃ: حال، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من: جار، اوزار: مضاف، الذین: موصول، یضلونھم: فعل بافاعل وضمیر ذوالحال، بغیر علم: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر معطوف، ملکر مفعول، یوم القیمۃ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو اقبل "قالوا" کے لیے۔

﴿الا ساء ما یزرون﴾

الا: حرف تنبیہ، سآء: فعل، مایزرون: فاعل، ملکر جملہ انشائیہ خبر مقدم "وزرھم" مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......واذا قیل لھم ماذا انزل ......☆ یہ آیت نضر بن حارث کی شان میں نازل ہوئی، اس نے بہت سی کہانیاں یاد کر لی تھیں، اس نے جب کوئی قرآن کریم کی نسبت دریافت کرتا تو وہ یہ جاننے کے باوجود کہ قرآن شریف کتاب معجزہ اور حق وہدایت سے مملو ہے، لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے یہ کہہ دیتا کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں، ایسی کہانیاں مجھے بھی بہت یاد ہیں، اللہ فرماتا ہے کہ لوگوں کو اس طرح گمراہ کرنے کا انجام یہ ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

صفاتِ باری ﷻ شرح عقائد کی روشنی میں!

لے......صفات باری تعالی کے حوالے سے معتزلہ، فلاسفہ، کرامیہ اور اشاعرہ میں اختلاف پایا جاتا ہے اس اختلافی نزاع کی نوعیت کیا ہے؟ ہم اسے جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ (۱)......معتزلہ وفلاسفہ کے نزدیک نزاع یہ ہے کہ جس طرح ہماری طرح کے عالم کے لیے علم کا ہونا مانا جاتا ہے جو کہ عرض ہے اور اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے، اس پر زائد بھی ہے اور حادث بھی، تو کیا ذات باری تعالی کے لیے بھی ایسا ہی علم مانا جائے گا جو کہ اس کی ذات ازلی کے ساتھ قائم ہو، اس کی ذات پر زائد ہو اور اسی طرح تمام صفات کا حال ہو؟ معتزلہ اور فلاسفہ اس بات کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کی صفات بعینہ اس کی ذات ہیں اور اس کی ذات کو معلومات کے ساتھ تعلق کے اعتبار سے عالم اور مقدورات کے ساتھ تعلق ہونے کے اعتبار سے قادر کہا جاتا ہے اور یہی دیگر صفات کا حال ہے۔

تاہم خلاصہ یہ کہ معتزلہ نے (صفات کی نفی پر) دلیل پیش کی کہ صفات باری تعالی کو ثابت کرنے میں ایک طرف توحید کا ابطال لازم آتا ہے کہ وہ صفات ایسی موجودات ہوں گی جو کہ اللہ کی ذات کا غیر ہوں گی جس سے غیر اللہ کا قدیم ہونا لازم آیا اور دوسری جانب تعدد واجب لذاتہ بھی لازم آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مصنف نے **وھی لا ھو ولا غیرہ** فرمایا۔(۲)......کرامیہ: عبداللہ محمد بن کرام کے متبعین مراد ہیں جو کہ سلطان محمود بن سبکتگین کے دور میں ہوئے، یہ لوگ صفات باری تعالی کو حادث مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک ذات باری تعالی کے ساتھ حوادث کا قیام جائز ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ کیا سمع کا وجود بغیر مسموع کے، بصر کا وجود بغیر مبصر کے، کلام کا تحقق بغیر مخاطب کے ہوسکتا ہے؟ جس طرح مسموع، مبصر اور مخاطب حادث ہیں اسی طرح سمع، بصر اور کلام بھی حادث ہونگے۔(۳)......

اشاعرہ: اہل سنت وجماعت کا گروہ ہے اور مراد متقدمین اشاعرہ ہیں جن کا عقیدہ یہ تھا کہ تعدد قدماء لازم نہ آئے اسی وجہ سے وہ صفات باری تعالی کو نہ تو عین واجب مانتے تھے اور نہ ہی غیر، لیکن متاخرین اشاعرہ نے عین اور غیر کے مابین پیچ کی جانی اور کہا کہ صفات باری

تعالیٰ اس کی ذات کا غیر ہیں اور ایجاب کے ذریعے اس کا ممکن ہونا ثابت ہوتا ہے اور تعددِ قدماء کو باطل جانا اور بعض متاخرین نے اس معاملے میں سکوت اختیار کیا۔
(تلخیص از شرح عقائد، ص۴۹، نبراس، ص ۱۳۰)

دوسرے کے گناھوں کا وبال:

۲......جس طرح نیکی کے پھیلانے والے محروم نہیں رہتے بالکل اسی طرح بُرائی کے پھیلانے والے بھی آنے والے وبال سے بچ نہیں سکتے۔ کفارِ مکہ لوگوں کی راہ میں بیٹھ کر ہر آنے جانے والے کو سیدھی راہ سے، قرآن سے، اور سید عالم ﷺ کی نبوت کے بارے میں گمراہ کرتے، گویا کہ وہ دوسروں کی گمراہی کا سبب بنتے۔ سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: ''جس شخص کو بھی ظلماً قتل کیا جائے، آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس کا خون ہوگا، کیونکہ وہ شخص تھا جس نے قتل کا طریقہ ایجاد کیا۔
(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: خلق آدم، رقم: ۳۳۳۵، ص۵۵٤)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ھدایت کی دعوت دی اس کو اس کی اتباع کرنے والوں کے اجور کی مثل اجر بھی ملے گا اور ان کے اجور میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس شخص نے گمراہی کی دعوت دی اس کے اوپر اس کی اتباع کرنے والوں کے گناہوں کی مثل بھی گناہ ہوں گے اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔
(صحیح مسلم، کتاب العلم، باب: من سن سنة، رقم: ٦٦٩٩/ ٢٦٧٤، ص١٣١٧)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فجر کی نماز کے وقت حضرت بلال سے فرمایا: ''اے بلال! یہ بتاؤ کہ اسلام میں ایسا کونسا عمل ہے جس کے اجر کی تمہیں سب سے زیادہ توقع ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہاری جوتیوں کی آواز سنی ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میرے نزدیک میرے جس عمل کے اجر کی زیادہ توقع ہے وہ یہ ہے کہ میں دن اور رات جب بھی وضو کرتا ہوں تو اس وضو سے جتنی نماز میرے لیے مقدر کی گئی ہے میں وہ نماز پڑھتا ہوں''۔
(صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب: فضل الطهور بالليل، رقم ۱۱٤۹، ص١٨٤)

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح کے تحت لکھتے ہیں: اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ اپنے اجتہاد سے نفلی عبادت کا وقت معین کرنا جائز ہے، کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے سے ہر وضو کے بعد نماز پڑھنے کا وقت معین فرمایا اور نبی پاک ﷺ نے اس کی تصویب اور تصحیح فرمائی، امام ابن جوزی نے فرمایا اس حدیث میں اس پر ترغیب دی ہے کہ ہر وضو کے بعد نماز پڑھی جائے تاکہ وضو اپنے مقصود سے خالی نہ رہے اور مہلب نے کہا اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ بندہ اپنے جس عمل کو مخفی رکھتا ہے اللہ اس عمل پر بہت عظیم اجر عطا فرماتا ہے اور اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ صالحین کو اللہ جن اعمال صالحہ کی ہدایت دیتا ہے ان سے ان اعمال کے متعلق سوال کرنا چاہیے تاکہ دوسرے لوگ اس عمل میں ان کی اقتداء کرسکیں۔
(فتح الباری، کتاب التہجد، باب: فضل الطهور، رقم: ۱۱٤۹، ج۳، ص٤٢)

انسان کو چاہیے کہ اپنی ذات کو خیر کے پھیلنے کا ذریعہ بنائے نہ کہ بُرائی کے، اپنے اعمال کے حساب کتاب کی ہمیں طاقت نہیں دوسروں کے گناہوں کا حساب کیسے دینگے۔

اغراض: متکبرون: مستکبرون میں اس جانب اشارہ ہے کہ لفظ سین تاکید کے لیے زائد لایا گیا ہے۔

حقا: مفعول مطلق ہے، محذوف فعل کا، اصل عبارت یوں ہے حق حقا۔
ان یعاقبھم : حسین بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مساکین کے پاس سے گزرے تو وہ کھانا کھا رہے تھے، انہوں نے کہا: اے ابو عبداللہ! کھانا کھائیں، پس آپ سواری سے اترے اور ان کے پاس بیٹھے اور کہا ﴿انہ لا یحب المستکبرین (النحل: ٢٤)﴾، پھر (ان کے ساتھ) کھانا کھایا اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: میں تم سے جو سوال کروں تم اس کا مجھے جواب دینا، پس وہ مساکین حضرت حسین بن علی کے ساتھ تشریف لے گئے، حسین بن علی نے انہیں کھلایا، پلایا، نوازش کرتے ہوئے رخصت ہوئے، حدیث میں ہے: ''قیامت کے دن تکبر کرنے والے چیونٹی کی مثل ہونگے''۔
ونزل فی النضر بن الحرث: کا بیان شان نزول میں دیکھ لیں۔
فی عاقبۃ الامر: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ''لیحملوا'' میں لام عاقبت وصیر ورت کا ہے، معنی یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کو اگلوں کی کہانیاں کہا، پس اسی گناہ کی وجہ سے ان کا انجام ہونا ہے۔
فاشترکوا فی الاثم: یعنی گناہ کا انجام، پس لوگوں کو ان کے گناہوں اور گمراہیوں کی وجہ سے برے انجام کا سامنا کرنا پڑے گا اور پیروکاروں کو اندھی تقلید و پیروی کی وجہ سے بھی برے انجام کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ شریعت مطہرہ میں جہالت کوئی عذر نہیں۔
(الصاوی، ج٣، ص ٢٦٤ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٠

﴿قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ وَهُوَ نَمْرُوْدُ بَنٰى صَرْحًا طَوِيْلًا لِيَصْعَدَ مِنْهُ اِلَى السَّمَاءِ لِيُقَاتِلَ اَهْلَهَا ﴿فَاَتَى اللّٰهُ﴾ قَصَدَ ﴿بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ﴾ الْاَسَاسِ فَاَرْسَلَ عَلَيْهِ الرِّيْحَ وَ الزَّلْزَلَةَ فَهَدَمَتْهَا ﴿فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ﴾ اَىْ وَهُمْ تَحْتَهُ ﴿وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ (٢٦)﴾ مِنْ جِهَةٍ لَا يَخْطِرُ بِبَالِهِمْ وَقِيْلَ هٰذَا تَمْثِيْلٌ لَا فَسَادَ مَا اَبْرَمُوْا مِنَ الْمَكْرِ بِالرُّسُلِ ﴿ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ﴾ يُذِلُّهُمْ ﴿وَيَقُوْلُ﴾ لَهُمُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ الْمَلٰئِكَةِ تَوْبِيْخًا ﴿اَيْنَ شُرَكَآءِ يَ﴾ بِزَعْمِكُمْ ﴿الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ﴾ تُخَالِفُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿فِيْهِمْ ط﴾ فِىْ شَانِهِمْ ﴿قَالَ﴾ اَىْ يَقُوْلُ ﴿الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿اِنَّ الْخِزْىَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (٢٧)﴾ يَقُوْلُوْنَهُ شَمَاتَةً بِهِمْ ﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ص﴾ بِالْكُفْرِ ﴿فَاَلْقَوُا السَّلَمَ﴾ اِنْقَادُوْا وَاسْتَسْلَمُوْا عِنْدَ الْمَوْتِ قَائِلِيْنَ ﴿مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ط﴾ شِرْكٍ فَتَقُوْلُ الْمَلٰٓئِكَةُ ﴿بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (٢٨)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ وَيُقَالُ لَهُمْ ﴿فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط فَلَبِئْسَ مَثْوَى﴾ مَاوٰى ﴿الْمُتَكَبِّرِيْنَ (٢٩) وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ الشِّرْكَ ﴿مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ط قَالُوْا خَيْرًا ط لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا﴾ بِالْاِيْمَانِ ﴿فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ط﴾ حَيٰوةٌ طَيِّبَةٌ ﴿وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ﴾ اَىِ الْجَنَّةِ ﴿خَيْرٌ ط﴾ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا قَالَ تَعَالٰى فِيْهَا ﴿وَلَنِعْمَ دَارُ

الْمُتَّقِيْنَ (٣٠) ﴾ هِيَ ﴿ جَنّٰتُ عَدْنٍ ﴾ اِقَامَةٍ مُبْتَدَأٌ خَبَرُهُ ﴿ يَدْخُلُوْنَهَا تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِى اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ (٣١) الَّذِيْنَ ﴾ نعمت ﴿ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ ﴾ طَاهِرِيْنَ مِنَ الْكُفْرِ ﴿ يَقُوْلُوْنَ ﴾ لَهُمْ عِنْدَ الْمَوْتِ ﴿ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ﴾ وَيُقَالُ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ ﴿ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (٣٢) هَلْ ﴾ مَا ﴿ يَنْظُرُوْنَ ﴾ يَنْتَظِرُ الْكُفَّارُ ﴿ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ ﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿ الْمَلٰٓئِكَةُ ﴾ لِقَبْضِ اَرْوَاحِهِمْ ﴿ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ ﴾ الْعَذَابُ اَوِ الْقِيٰمَةُ الْمُشْتَمِلَةُ عَلَيْهِ ﴿ كَذٰلِكَ ﴾ كَمَا فَعَلَ هٰؤُلَاءِ ﴿ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ ﴾ مِنَ الْاُمَمِ كَذَّبُوْا رُسُلَهُمْ فَاُهْلِكُوْا ﴿ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ ﴾ بِاِهْلَاكِهِمْ بِغَيْرِ ذَنْبٍ ﴿ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (٣٣) ﴾ بِالْكُفْرِ ﴿ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا ﴾ اَىْ جَزَاؤُهَا ﴿ وَحَاقَ ﴾ نَزَلَ ﴿ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (٣٤) ﴾ اَىِ الْعَذَابُ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک ان سے اگلوں نے فریب کیا (مراد نمرود......لے...... ہے، اس نے ایک بلند عمارت بنائی تا کہ اس پر چڑھ کر آسمان والوں سے جنگ کرے) تو اللہ نے لیا (یعنی قصد کیا) ان کی عمارت کو جڑوں سے (نیوے سے، تو اللہ ﷻ نے اس پر ہوا اور زلزلہ بھیجا جس نے عمارت کو منہدم کر دیا) تو اوپر سے ان پر چھت گر پڑی (اور وہ چھت کے نیچے تھے) اور عذاب ان پر وہاں سے آیا جہاں سے انہیں خبر نہ تھی (یعنی اس جہت سے کہ انہیں کھٹکا تک نہ گزرا تھا، بعض نے کہا کہ ان کفار نے جو پیغمبروں کے ساتھ مکر کا جال بنا تھا یہ اس کی تمثیل ہے) پھر قیامت کے دن انہیں رسوا کرے گا (ذلیل کرے گا) اور فرمائے گا (اللہ ﷻ ان سے، فرشتوں کی زبانی زجر و توبیخ کرتے ہوئے) کہاں ہیں میرے شریک (تمہارے گمان کے مطابق) جن میں تم جھگڑتے تھے (یعنی مومنین سے مخالفت کرتے تھے) کہا (کہیں گے) علم والے (حضرات انبیاء اور مومنین) آج نری رسوائی اور بُرائی کافروں پر ہے (ان کی خراب حالت پر خوش ہوتے ہوئے کہیں گے) وہ کہ موت دیتے ہیں (تتوفھم یاء اور تاء دونوں کے ساتھ ہے) فرشتے، اس حال پر کہ وہ اپنا بُرا کر رہے ہیں (کفر کر کے) اب صلح ڈالیں گے (تابعدار ہو کر اور مرتے وقت اسلام قبول کرتے ہوئے یہ کہتے ہوئے کہ......لے......) ہم تو کچھ بُرائی نہ کرتے تھے (شرک نہ کرتے تھے، فرشتے جواباً کہیں گے) ہاں کیوں نہیں اللہ خوب جانتا ہے جو تمہارے کرتوت ہیں (وہ تمہیں ان پر بدلہ دے گا اور ان سے کہا جائے گا) اب جہنم کے دروازوں میں جاؤ کہ ہمیشہ اس میں رہو تو کیا ہی بُرا ٹھکانہ (مثوی بمعنی ماوی ہے) مغروروں کا اور بچنے والوں (شرک سے) کہا گیا تمہارے رب نے کیا اتارا بولے خوبی جنہوں نے بھلائی کی (ایمان لا کر) اس دنیا میں ان کیلئے بھلائی ہے (پاکیزہ زندگی) اور بیشک پچھلا گھر (جنت) سب سے بہتر (دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے، اللہ نے فرمایا) اور ضرور کیا ہی اچھا گھر پرہیزگاروں کا (جنت) باغات ہیشگی کے (قیام گاہیں، اقامۃ مبتداء ہے، اس کی خبر یدخلونہا......الخ ہے) جن میں جائیں گے ان کے نیچے نہریں رواں انہیں وہاں ملے گا جو چاہیں ایسا ہی (صلہ) دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو وہ

لوگ (الذین صفت ہے للمتقین کی) جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں ستھرے پن میں ہیں.....۔.....(کہ وہ کفر سے پاک ہیں) یہ کہتے ہوئے (ان سے موت کے وقت) کہ سلامتی ہو تم پر (اور آخرت میں ان سے کہا جائے گا) جنت میں جاؤ بدلہ اپنے کیے کا نہیں (ھل بمعنی مانافیہ ہے) انتظار کرتے (کفار) مگر یہ کہ ان پر آئیں (تاتیھم تاء اور یاء دونوں کے ساتھ ہے) فرشتے (ان کی روحیں قبض کرنے کے لیے) یا تمہارے رب کا حکم (عذاب یا قیامت جو اللہ کے عذاب پر مشتمل ہے) اسی طرح (جیسا کہ ان لوگوں نے کیا) ان سے اگلے لوگوں نے کیا (یعنی اگلی امتوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو وہ ہلاک ہوئے) اور اللہ نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا (کہ انہیں بغیر گناہ کے عذاب کیا) وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے (کفر کر کے) تو ان کی بُری کمائیاں ان پر پڑیں (یعنی برائی کا بدلہ) اور گھیر لیا (نازل ہوا) ان پر (عذاب) جس پر ہنستے تھے۔

﴿ترکیب﴾

﴿قد مکر الذین من قبلھم فاتی اللہ بنیانھم من القواعد﴾

قد: تحقیقیہ، مکر: فعل، الذین من قبلھم: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اتی اللہ بنیانھم من القواعد: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فخر علیھم السقف من فوقھم واتھم العذاب من حیث لا یشعرون﴾.

ف: عاطفہ، خر علیھم: فعل باظرف لغو، السقف: ذوالحال، من فوقھم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اتھم العذاب: فعل بامفعول وفاعل، من حیث لا یشعرون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم یوم القیمۃ یخزیھم ویقول این شرکاء ی الذین کنتم تشاقون فیھم﴾.

ثم: عاطفہ، یوم القیمۃ: ظرف مقدم، یخزیھم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یقول: قول، این: اسم استفہامیہ ظرف مستقر خبر مقدم، شرکاء ی: موصوف، الذین: موصول، کنتم تشاقون فیھم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال الذین اوتوا العلم ان الخزی الیوم والسوء علی الکفرین﴾.

قال: فعل، الذین اوتوا العلم: فاعل ملکر قول، ان: حرف مشبہ، الخزی: مصدر بافاعل، الیوم: ظرف، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، والسوء: معطوف، ملکر اسم، علی الکفرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿الذین تتوفھم الملئکۃ ظالمی انفسھم فالقوا السلم ما کنا نعمل من سوء﴾.

الذین: موصول، تتوفھم: فعل وذوالحال، ظالمی انفسھم: حال، ملکر مفعول، الملئکۃ: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ماقبل "الکافرین" کی صفت، ف: مستانفہ، القوا: فعل وضمیر ذوالحال، ما: نافیہ، کنا: فعل ناقص باسم، نعمل: فعل بافاعل، من: زائدہ، سوء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، قول محذوف "قائلین" کے لیے، ملکر حال، ملکر فاعل، السلم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿بلی ان اللہ علیم بما کنتم تعملون فادخلوا ابواب جھنم خالدین فیھا﴾.

بلی: حرف ایجاب، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، علیم: صفت مشبہ بافاعل، بما کنتم تعملون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر

جملہ اسمیہ، ف تفریعیہ، ادخلوا : فعل وضمیر ذوالحال، خلدین فیها : شبہ جملہ حال، ملکر فاعل، ابواب جهنم : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلبئس مثوی المتکبرین O وقیل للذین اتقوا ما ذا انزل ربکم قالوا خیرا﴾.

ف مستانفہ، لام : تاکیدیہ، بئس : فعل ذم، مثوی المتکبرین : فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ خبر مقدم، "هی" مبتدا مؤخر محذوف ملکر جملہ اسمیہ، و : مستانفہ، قیل للذین اتقوا : قول، ماذا : اسم استفہامیہ مفعول مقدم، انزل ربکم : فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، قالوا : قول، خیرا : مفعول، فعل محذوف "انزل" فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿للذین احسنوا فی هذه الدنیا حسنة ولدار الاخرة خیر ولنعم دار المتقین﴾.

لام : جار، الذین : مفعول، احسنوا فی هذه الدنیا : جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، حسنة : مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و : عاطفہ، لام : ابتدائیہ برائے تاکید، دار الاخرة : مبتدا، خیر : خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و : عاطفہ، لام : تاکیدیہ، نعم : فعل مدح، دار المتقین : فاعل ملکر "هی" مبتدا مؤخر محذوف کے لیے خبر مقدم، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿جنت عدن یدخلونها تجری من تحتها الانهار لهم فیها ما یشاء ون﴾.

جنت عدن : ذوالحال، یدخلونها : جملہ فعلیہ حال اول، تجری من تحتها الانهر : جملہ فعلیہ حال ثانی، لام : جار، هم : ذوالحال، فیها : ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، مایشآء ون : موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال ثالث ملکر "هی" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذلک یجزی الله المتقین﴾.

کذلک : ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کے لیے صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، یجزی الله المتقین : فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین تتوفهم الملئکة طیبین یقولون سلم علیکم ادخلوا الجنة بما کنتم تعملون﴾.

الذین : موصول، تتوفی : فعل، هم : ضمیر ذوالحال، طیبین : حال، ملکر مفعول، الملئکة : ذوالحال، یقولون : قول، سلم علیکم : جملہ اسمیہ مقولہ اول، ادخلوا الجنة ......الخ : جملہ فعلیہ مقولہ ثانی، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ماقبل "ولنعم دار المتقین" میں المتقین کی صفت۔

﴿هل ینظرون الا ان تاتیهم الملئکة او یاتی امر ربک﴾.

هل : حرف استفہام نفی، ینظرون : فعل بافاعل، الا : اداۃ حصر، ان : مصدریہ، یاتیهم الملئکة : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او یاتی امر ربک : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک فعل الذین من قبلهم وما ظلمهم الله ولکن کانوا انفسهم یظلمون﴾.

کذلک : ظرف مستقر "فعلا" مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، فعل : فعل، الذین من قبهلم : موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، ماظلمهم الله : فعل نفی بامفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و : اعتراضیہ، لکن : مخففہ یا استدراک، کانوا : فعل ناقص بااسم، انفسهم یظلمون : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿فاصابهم سیئات ما عملوا وحاق بهم ما کانوا به یستهزء ون﴾.

ف :عاطفہ، اصابھم : فعل بامفعول، سیئات ماعملوا :فاعل،ملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، حاق بھم : فعل باظرف لغو، ماکانوا بہ یستھزء ون : موصول صلہ ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نمرودکا نسب اور اُس کی بربادی:

۱......علمائے نسب واخبار نے لکھا ہے کہ نمرود ملک بابل کا بادشاہ تھا، اور کا پورا نام نمرود بن کنعان بن کوش بن سام بن نوح تھا، یہی قول مجاہد بھی کرتے ہیں۔ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ نمرود کا نسب یوں ہے: نمرود بن فالح بن عامر بن صالح بن ارفخشذ بن سام بن نوح، اور مجاہد کا بھی یہی قول ہے (گویا کہ مجاہد کے اس بارے میں دواقوال ہیں)۔ دنیا میں چار بادشاہ ہوئے جو ساری سلطنت پر حکومت کرگئے: جس میں سے دومسلمان اوردو کافر تھے۔ مسلمانوں میں ذوالقرنین اور سلیمان علیہ السلام، اورکافروں میں نمرود اور بخت نصر، کہا جاتا ہے کہ نمرود چار سوسال تک دورخلافت (یعنی بادشاہ) رہا۔ یہ سرکش اورضدی، زیادتی کرنے والا، حد سے بڑھنے والا تھا اور دنیا پر فریفتہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اُسے ایک واحد حقیقی کی عبادت کی جانب دعوت حق دی تو اُسے ضد چڑھ گئی، اس کی لمبی امیدوں نے اُسے صانع عالم کے انکار پر مجبور کردیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس بارے میں بحث وتکرار کرنے لگا۔ خود کو خدا بنالیا، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب تو مارتا اورزندہ کرتا ہے تو کہا میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔ دوقیدیوں کو بلوایا اور ایک کو زندہ چھوڑ دیا دوسرے کو قتل کردیا اور کہا کہ دیکھو میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔

حضرت خلیل علیہ السلام نے کہا میرا رب وہ ہے جو سورج کو مشرق سے لاتا ہے اگر تو واقعی خدا ہے تو اُسے مغرب سے لاکر دکھا۔ لیکن نمرود عاجز آگیا اور بوکھلا گیا۔ زید بن اسلم کہتے ہیں کہ اللہ نے نمرود کی ھدایت کے لیے نبی بھیجا تو اس نے انکار کردیا، تین مرتبہ اس کی جانب دعوت حق پیش کی گئی لیکن اس نے انکار ہی کیا۔ اللہ نے قوم نمرود پر مکھی مچھر بھیجے جوان کے گوشت کھاتے اورخون چوستے تھے۔ اور ہڈیوں کو چھوڑ دیتے۔ ایک (لنگڑا) مچھر اس کے نتھنے میں گھس گیا جو چار سوسال تک اُسے تکلیف دیتا رہا، ہر آنے والے درباری اس کے سر پر ضرب مارتے جس سے بادشاہ کو راحت ملتی حتی کہ اِسی تکلیف کی وجہ سے اللہ نے اُسے ھلاک کردیا۔

(البداية والنهاية، باب ذكر مناظرة ابراهيم خليل مع من ادعى الربوبية، ج ١، الجزء الف، ص ١٦٥ وغیرہ)

بوقت موت قبول اسلام کا مسئلہ:

۲......آخروقت دو ہیں، ایک وہ کہ ہنوز پردے باقی اس رہیں اور یہ وقت قول ایمان ہے، دوسرا وہ حقیقی آخر جب حالت غرغرہ ہو، پردے اُٹھ جائیں جنت ونار پیش نظر ہوجائیں، یومنون بالغیب کا محل نہ رہے، کافر کا اس وقت اسلام لانا بالا جماع مردود و نامقبول ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راو......الخ توان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا، اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا اور وہاں کافر گھاٹے میں ہیں (المومن:۸۵)﴾۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ان اللہ یقبل توبۃ العبد ما لم یغرغر، رواہ احمد وترمذی، وحسنہ وابن ماجہ والحاکم وابن حبان والبیھقی فی الشعب کلھم عن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما اللہ نے سکرات موت سے پہلے پہلے توبہ قبول فرماتا ہے، اس کو روایت کیا احمد نے، ترمذی نے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا، نیز روایت کیا اس کو ابن ماجہ، حاکم، ابن حبان اور امام بیہقی نے شعب میں، ان تمام نے سید عبداللہ

بن عمر سے روایت کیا۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، شرح المطالب فی مبحث ابی طالب، ج۲۹، ص ۷۳۴)

متقین کی صفات کا بیان:

سبق...... حضرت علی بن محمد بن علی الجرجانی اپنی کتاب التعریفات میں تقوی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کے لغوی معنی کسی شے سے اپنی حفاظت کرنا کے ہیں جبکہ اصطلاحی معنی کے حوالے سے اس بارے میں کئی اقوال مروی ہیں: (۱)...... بندے کا ماسوا اللہ سے پرہیز کرنا، (۲)...... آدابِ شریعت کی حفاظت کرنا، (۳)...... ہر اس چیز سے بچنا جو بندے کو اللہ تعالیٰ سے دور کر دے، (۴)...... قول وفعل میں آقائے دو جہاں ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا۔ (۵)...... طاعت وعبادت میں تقوی سے مراد اخلاص اختیار کرنا ہے اور معصیت میں اس سے مراد برائی سے بچنا اور اسے ترک کر دینا ہے، (۶)...... اہلِ حقیقت کے نزدیک تقوی سے مراد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ذریعے اس کی ناراضگی سے بچنا ہے یعنی نفس کو اپنے پروردگار ﷻ کی اس ناراضگی سے بچانا جس کا وہ کسی امر کے بجالانے یا اسے ترک کرنے کی وجہ سے مستحق ہوتا ہے۔ (التعریفات، ص ۵۸)

حضرت سیدنا وہب بن مُنَبِّہ فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل کے ایک نوجوان نے ہر قسم کے گناہوں سے توبہ کی، پھر ستر سال تک مسلسل عبادت کرتا رہا۔ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو جاگتا۔ اُس کے تقوی کا عالم یہ تھا کہ نہ کسی سایہ کے نیچے آرام کرتا اور نہ ہی کوئی عُمدہ غِذا کھاتا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اُس کے بعض دوستوں نے اُسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: **ما فعل اللہ بک؟** یعنی اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اُس نے بتایا کہ اللہ نے میرا حساب لیا، پھر سب گناہوں کو بخش دیا مگر آہ، ایک تنکا، جسے میں نے اُس کے مالک کی مرضی کے بغیر لے لیا تھا اور اُس سے دانتوں میں خِلال کر لیا تھا وہ تنکا اُس کے مالک سے معاف کروانا رہ گیا تھا، افسوس صد افسوس! اسی سبب سے مجھے ابھی تک جنت سے روکا ہوا ہے۔ (تنبیہ المُغتَرّین، ص ۵۱)

اغراض: **بنی صرحا طویلا:** یعنی بابل کے علاقے میں نمرود نے طویل عمارت بنائی، اس کی طوالت پانچ ہزار زراع (کہنی سے بیچ کی انگلی تک کا حصہ بطور پیمائش ایک ذراع کہلاتا ہے) تھی، اور کہا جاتا ہے کہ اس کا طول دو فرسخ تھا۔

فارسل علیہ الریح والزلزلۃ فھدمتھا: یعنی نمرود اور اس کے سب پیروکار مع اس کی عالیشان بلند عمارت دریا برد ہو گئی، اس طرح کہ نمرود نیچے اور باقی سب اس کے اوپر تھے۔

وقیل ھذا تمثیل لافساد ما ابرموہ: آیت اپنے عموم پر ہے، یعنی اللہ نے ان لوگوں کی جو حضرات انبیائے کرام کے ساتھ مکر وفریب کرتے ہیں تو اللہ انہیں اس کی سزا دیتا ہے اگر چہ وہ بڑی عالیشان عمارت بنائیں لیکن اللہ اُسے منہدم کر دیتا ہے، مقصود مثال بیان فرمانا ہے۔

علی لسان الملائکۃ: قیامت کے دن فرشتوں کے ذریعے اللہ ﷻ اُن نافرمانوں سے ہم کلام ہوگا، یعنی کافروں سے بنفسِ نفیس کلام نہ فرمائے گا، ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ اُن سے کلام فرمائے گا اور یہ فرمان ﴿ولا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ (البقرۃ: ۱۷۴)﴾ کی وجہ سے کافروں سے اللہ رحمت وتعظیم والا کلام نہ فرمائے گا۔

تخالفون المومنین: یعنی تم مومنین سے ان کی شان کے بارے میں جھگڑتے تھے۔

شماتۃ بھم: مومنین کو دنیا میں ملنے والی پریشانی پر مسرت کرتے تھے، پس کافروں کے لیے قیامت میں جب حق کھل جائے گا تو حضرات انبیائے کرام اور مومنین کے ساتھ استہزاء کا بدلہ دیا جائے گا اور مومنین کی خوب تعظیم وتوقیر ہوگی اور کافروں کو قسم قسم کے عذاب

میں مبتلا کیا جائے گا، پس مومنین اس پر خوشی کریں گے اور اللہ مومنین کے سردار (حضرات صالحین) سے فرمائے گا کہ آج کے دن رسوائی اور برائی کافروں کے لیے ہے۔

ویقال لھم: یعنی ان کی روحوں کے نکلنے کے وقت، یعنی جہنم میں داخل ہونے کے وقت میں انہیں بطور زجر ہمیشگی کا مژدہ سنایا جائے گا۔

حیاۃ طیبۃ: جب کسی بندے پر اللہ کا فضل ہوتا ہے تو اس کی زندگی خوشگوار ہوتی ہے، پس اس شخص کے قرب، محبت، علم، معارفت اور مشاہدے میں اضافہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ حصول دنیا کے حوالے سے دیگر کرامتوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

عندالموت: روایت میں ہے کہ جب کسی بندۂ مومن کو موت سے مشرف کیا جاتا ہے تو ملک الموت اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں: ''سلام ہو اے اللہ کے دوست! اللہ تجھے سلام پیش کرتا ہے اور جنت کی بشارت دیتا ہے''۔ **فی الاخرۃ:** یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، ایک قول یہ ہے کہ ''**سلام علیکم**'' کا قول روح کے خارج ہونے کے وقت ہوتا ہے، یہ حکم جنت میں روح کے داخل ہونے کے وقت میں ہوگا نہ کہ جسم کے دخول کے وقت میں، اس کی دلیل ﴿**یایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ**(الفجر:۲۷،۲۸)﴾ میں ہے، یہ مقالہ مومنین سے روح کے نکلتے وقت ہوگا۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۶۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا﴾مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ﴿لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ﴾مِنَ الْبَحَائِرِ وَالسَّوَائِبِ فَاِشْرَاكُنَا وَتَحْرِيْمُنَا بِمَشِيَّتِهٖ فَهُوَ رَاضٍ قَالَ تَعَالٰى﴿كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ﴾اَىْ كَذَّبُوْا رُسُلَهُمْ فِيْمَا جَاؤُا بِهٖ﴿فَهَلْ﴾فَمَا﴿عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (۳۵)﴾اِلَّا بَلَاغُ الْبَيِّنِ وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ هِدَايَةٌ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا﴾كَمَا بَعَثْنَاكَ فِيْ هٰؤُلَاءِ﴿اَنِ﴾اَىْ بِاَنِ﴿اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾وَحِّدُوْهُ﴿وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ﴾الْاَوْثَانَ اَنْ تَعْبُدُوْهَا﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ﴾فَاٰمَنَ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ﴾وَجَبَتْ﴿عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ﴾فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ فَلَمْ يُؤْمِنْ﴿فَسِيْرُوْا﴾يَا كُفَّارَ مَكَّةَ﴿فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (۳۶)﴾رُسُلَهُمْ مِنَ الْهَلَاكِ﴿اِنْ تَحْرِصْ﴾يَا مُحَمَّدُ﴿عَلٰى هُدٰهُمْ﴾وَقَدْ اَضَلَّهُمُ اللّٰهُ لَا تَقْدِرُ عَلٰى ذٰلِكَ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ﴾بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَالْفَاعِلِ﴿مَنْ يُّضِلُّ﴾مَنْ يُرِيْدُ اِضْلَالَهٗ﴿وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (۳۷)﴾مَانِعِيْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ﴾اَىْ غَايَةَ اِجْتِهَادِهِمْ فِيْهَا﴿لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ﴾قَالَ تَعَالٰى﴿بَلٰى﴾يَبْعَثُهُمْ﴿وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا﴾مَصْدَرَانِ مُؤَكِّدَانِ مَنْصُوْبَانِ بِفِعْلِهِمَا الْمُقَدَّرِ اَىْ وَعَدَ ذٰلِكَ وَعْدًا وَحَقَّهٗ حَقًّا﴿وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ﴾اَىْ اَهْلِ مَكَّةَ﴿لَا يَعْلَمُوْنَ (۳۸)﴾ذٰلِكَ﴿لِيُبَيِّنَ﴾مُتَعَلِّقٌ بِيَبْعَثُهُمُ الْمُقَدَّرِ﴿لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ﴾مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴿فِيْهِ﴾مِنْ اَمْرِ الدِّيْنِ بِتَعْذِيْبِهِمْ وَاِثَابَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴿وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ (۳۹) ﴾فِی اِنْکَارِ الْبَعْثِ﴿اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَا اَرَدْنٰهُ ﴾اَیْ اَرَدْنَا اِیْجَادَهٗ وَقَوْلُنَا مُبْتَداءٌ خَبَرُهٗ﴿اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (۴۰) ﴾اَیْ فَهُوَ یَکُوْنُ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰی نَقُوْلُ وَالْاٰیَةُ لِتَقْرِیْرِ الْقُدْرَةِ عَلَی الْبَعْثِ.

﴿ترجمہ﴾

اور مشرک بولے (مکہ کے رہنے والے) اللہ چاہتا......۱......تو اس کے سوا کچھ نہ پوجتے نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ اس سے جدا ہو کر ہم کوئی چیز حرام ٹھہراتے (بحائر وسوائب میں سے، تو ہمارا شریک ٹھہرانا جانوروں کو حرام کرنا ان کے اپنے ارادے سے تھا اور وہ اس سے راضی تھے اللہ ﷻ نے فرمایا) ایسا ہی ان سے اگلوں نے کیا (یعنی رسولوں کو جھٹلایا جب وہ ان کے پاس آئے) تو نہیں (فھل بمعنی بـــمـــا ہے) مگر رسولوں پر صاف پہنچا دینا (کھلا پہنچا دینا اور ان کے واسطے ہدایت نہیں) اور بیشک ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (جیسا کہ ہم نے آپ لوگوں کو ان میں بھیجا) کہ (ان بمعنی بـان ہے) اللہ کو پوجو (اسی کی عبادت کرو) اور شیطان سے بچو (بتوں سے کہ ان کی عبادت میں لگ جاؤ) تو ان میں سے کسی کو اللہ نے راہ دکھائی (تو وہ ایمان لایا) اور ٹھیک (حـقـت بمعنی وجبت ہے) گمراہی کسی پر اتری......۲......(اللہ ﷻ کے علم میں، تو وہ ایمان لے آیا) چلو (اے کفار مکہ) زمین میں پھر دیکھو کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا (رسولوں کو، کہ وہ ہلاک ہوئے) اگر حرص کرو (اے محمد ﷺ!) ان کی ہدایت کی (کہ اللہ نے انہیں گمراہ کیا، تم ان کی ہدایت پر قادر نہیں ہو سکتے) بیشک اللہ نہیں ہدایت دیتا (یھدی معروف ومجہول دونوں طریقوں سے استعمال ہوا ہے) جسے گمراہ کرے (یعنی اس کی گمراہی کا ارادہ کرے) ان کا کوئی مددگار نہیں (کہ انہیں اللہ کے عذاب سے بچالے) اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے......۳......(یعنی انتہاء درجے کی کوشش سے) کہ مردے نہ اٹھائے گا (اللہ) ہاں کیوں نہیں (اٹھائے گا انہیں) سچا وعدہ اس کے ذمہ پر (وعدا اور حقا دونوں مفعول مطلق کے لیے تاکید ہیں اور فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہیں یعنی وعد ذلک وعدا وحقہ حقا) لیکن اکثر لوگ (یعنی اہل مکہ) نہیں جانتے (یہ بات) تاکہ صاف بیان کردے (لیبین لفظ یبعثھم کے متعلق ہے) انہیں جس بات میں جھگڑتے تھے (مومنین سے) جس میں (یعنی دوبارہ اٹھائے جانے کے بعد کافروں کو عذاب اور مومنین کو ثواب دینے کے معاملے میں) اور اس لیے کہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے (بعث کے انکار کے معاملے میں) جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے (یعنی جس چیز کی ایجاد کا ارادہ کریں، اور قـولـنـا مبتداء ہے، ان نـقـول ......الـخ اس کی خبر ہے) کہ ہم کہیں ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے......۴......(یکون ایک قرائت کے مطابق نقول پر عطف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، یہ آیت قیامت پر قدرت ہونے کو ثابت کرنے کے لیے ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیء ولا اباؤنا﴾.

و: مستانفہ، قال الذین اشرکوا: فعل بافاعل ملکر قول، لو: شرطیہ، شاء اللہ: فعل بافاعل "خلاف طریقتنا" محذوف مفعول ملکر جملہ فعلیہ شرط، ما: نافیہ، عبدنا: فعل وضمیر موکد، نحن ولا اباؤنا: ملکر تاکید، ملکر فاعل، من دونہ: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائدہ، شیء: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرط، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿ولا حرمنا من دونه من شيء كذلك فعل الذين من قبلهم﴾.

و: عاطفہ، لا: نافیہ، حرمنا: فعل بافاعل، من دونه: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائدہ، شيء: ذوالحال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ماعبدنا من دونه" پر معطوف ہے، کذلک فعل ...... الخ، اس کی ترکیب ماقبل گزر چکی۔

﴿فهل على الرسل الا البلغ المبين ۝ ولقد بعثنا في كل امة رسولا ان اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت﴾.

ف: عاطفہ، هل: حرف استفہام مُنفی، على الرسل: ظرف مستقر خبر مقدم، الا: حصر، البلغ المبين: مرکب توصیفی مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ جواب قسم، قد: تحقیقیہ، بعثنا في كل امة رسولا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ان: مصدریہ، اعبدوا الله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واجتنبوا الطاغوت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فمنهم من هدى الله ومنهم من حقت عليه الضللة﴾.

ف: مستانفہ، منهم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: نکرہ موصوفہ، هدى الله: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، منهم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: نکرہ موصوفہ، حقت عليهم الضللة: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "منهم من هدى الله" پر معطوف ہے۔

﴿فسيروا في الارض فانظروا كيف كان عاقبة المكذبين﴾.

ف: فصیحہ، سيروا في الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، انظروا: فعل بافاعل، كيف: اسم استفہامیہ خبر مقدم، كان عاقبة المكذبين: فعل ناقص بااسم، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "ان اردتم الاهتداء والا استدلال على الطريق المثلى" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان تحرص على هدهم فان الله لا يهدى من يضل وما لهم من نصرين﴾.

ان: شرطیہ، تحرص على هداهم: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، لا يهدى: فعل بافاعل، من يضل: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما لهم من نصرين ۝ واقسموا بالله جهد ايمانهم لا يبعث الله من يموت﴾

و: عاطفہ، ما: بمشابہ لیس، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائدہ، نصرين: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، اقسموا: فعل وضمیر ذوالحال، جهد ايمانهم: حال، ملکر فاعل، بالله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، لا يبعث الله: فعل نفی بافاعل، من يموت: موصول، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿بلى وعدا عليه حقا ولكن اكثر الناس لا يعلمون﴾.

بلى: حرف ایجاب، وعدا: موصوف، عليه: ظرف مستقر صفت اول، حقا: صفت ثانی، ملکر مفعول مطلق فعل محذوف "وعد" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، لكن: حرف مشبہ، اكثر الناس: اسم، لا يعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ليبين لهم الذي يختلفون فيه وليعلم الذين كفروا انهم كانوا كذبين﴾.

لام: جار، يبين: فعل بافاعل، لهم: ظرف لغو، الذي يختلفون فيه: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر معطوف

علیہ، و : عاطفہ، لام: جارہ، یعلم الذین کفروا : فعل بافاعل، انھم کانوا کذبین : جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو فعل محذوف "یبعث" کے لیے جس پر "بلی" دلالت کررہاہے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما قولنا لشیء اذا اردنٰه ان نقول له کن فیکون﴾.

انما : حرف مشبہ وما کافہ، قول :مصدر مضاف، نا :ضمیر فاعل مضاف الیہ، لشیء :ظرف لغو اول، اذا : مضاف، اردنہ : جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مصدر، ملکر مبتدا، ،ان: مصدریہ، نقول لہ :قول، کن: فعل امر بافاعل ملکر مقولہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف :فصیحہ، یکون : فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا قلنا ذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... واقسموا بالله جهد ایمانهم ......☆ ایک مشرک ایک مسلمان کا مقروض تھا، مسلمان نے مشرک پر تقاضا کیا دوران گفتگو اس نے اس طرح اللہ کی قسم کھائی کہ اس کی قسم جس سے میں مرنے کے بعد ملنے کی تمنار کھتا ہوں، اس پر مشرک نے کہا کہ کیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو مرنے کے بعد اٹھے گا اور مشرک نے قسم کھا کر کہا کہ اللہ مردے نہ اٹھائے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کیا بُرائی کی نسبت اللہ کی جانب کرسکتے ھیں؟

۱...... مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ مشرکین نے یہ بات بنالی تھی کہ اگر اللہ عزوجل چاہتا تو ہم شریک نہ ٹھہراتے، اور یہ بات انکے (یعنی مشرکین کے) کفر اور شرک پر قائم رہنے کی دلیل تھی، اور مشرکین کا یہ بھی کہنا تھا کہ اللہ عزوجل اس بات پر قادر ہے کہ ہمارے اور ہمارے باطل عقیدے (یعنی کفر وشرک) کے مابین حائل ہوجاتا یہاں تک کہ ہم ایسا نہ کرتے اور جبکہ اللہ عزوجل نے ایسا نہیں کیا تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ راضی ہے، اور اس نے ہمیں اس کا حکم دیا۔ (الخازن، ج۲، ص۱۶۹)

اسی طرح قرآن مجید میں یہ بھی ہے کہ ﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْشَآءَ اللّٰهُ مَاعَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ (النحل:۳۵)﴾ علامہ صاوی فرماتے ہیں کہ مشرکین نے یہ بات محض اپنے آپ کو حق پر ظاہر کرنے کیلئے کہی تھی نہ کہ قبائح پر عذر کرتے ہوئے وہ دعوی کرتے تھے کہ اسکی مشیئت اس کی رضا کو مستلزم ہے۔ پس اللہ عزوجل وہی چاہتا ہے جو اسکی رضا ہوتی ہے اور کفار سے کفر اس کی مشیئت سے واقع ہوا ہے تو وہ اس سے راضی بھی ہے تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہ کیسے کہتے ہو کہ اللہ عزوجل ہمیں اس کام پر عذاب دے گا جس سے وہ راضی ہے؟ اس شبہ کے ازالہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی مشیئت اس کی رضا کو مستلزم نہیں ہے بلکہ معاملہ یہ ہے کہ اگرچہ قبائح اسکی مشیئت میں داخل ہیں مگر وہ قبیح باتوں سے راضی نہیں ہے اور حسن بھی اس کی مشیئت میں داخل ہے اور وہ اس سے راضی بھی ہوتا ہے پس ہر چیز اس کی مشیئت میں داخل ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۳۱)، (عطالین، ج۲، ص ۲۰۵ وغیرہ)

"حقت علیه الضللة" کا معنی:

۲...... امام رازی فرماتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا: ان میں سے بعض وہ ہیں جن پر گمراہی ثابت ہوگئی، یہ آیت ہمارے مذہب پر

دلالت کرتی ہے کیونکہ جب اللہ عزوجل نے خبر دی کہ ان پر گمراہی ثابت ہوگئی تو اب یہ محال ہے کہ ان سے گمراہی صادر نہ ہو ورنہ اللہ کی خبر صادق، کاذب ہوجائے گی اور یہ محال ہے اور جو چیز محال کو مستلزم ہو وہ بھی محال ہوتی ہے، اس لیے ان کا گمراہ ہونا بھی محال ہے اور ان کا گمراہ ہونا عقلا واجب ہے۔ اللہ کی سنت قدیمہ ہے کہ بعض میں ایمان کو رکھ دیتا ہے اور بعض کو گمراہ کر دیتا ہے، لیکن اس سے اللہ کی پاک بارگاہ میں اعتراض نہیں کیا جاسکتا، متکلمین و مفسرین ایک وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین کا یہ قول ﴿ولو شاء اللہ ما عبدنا (النحل: ۳۵)﴾ بطور استہزاء تھا جیسا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہا ﴿انک انت الحلیم الرشید (ھود: ۸۷)﴾۔ (الرازی، ج۷، ص ۲۰۴)۔

اس تقریر سے یہ الزام عائد نہیں ہوتا کہ جب ان پر گمراہی ثابت ہوچکی اور انہیں گمراہی واجب ہے تو پھر ان کا قصور کیا ہوا؟

ہم جواب یہ دیں گے کہ اللہ اپنے علم ازلی سے جانتا تھا کہ کافروں کو اختیار دیا جائے گا اور یہ اپنے اختیار سے گمراہی کو گلے لگائیں گے۔

اللہ عزوجل کے نام کی قسمیں کھانا:

س۔۔۔۔عربی زبان میں عموما تین حروف کے ساتھ قسم اٹھائی جاتی ہے واو، باء اور تاء جیسے واللہ، باللہ اور تاللہ کیونکہ یہ تینوں حروف قسم میں معروف بھی ہیں اور قرآن میں مذکور بھی۔ (الھدایۃ، کتاب الایمان، باب فصل فی الکفارۃ، ج۲، ص۷)

قسم اللہ عزوجل کے ناموں کے ساتھ اٹھائی جاتی ہے جیسے باللہ، اور اسی طرح اللہ کے سارے اسماء الرحمٰن، الرحیم وغیرہ کا حکم ہے چاہے وہ نام لوگوں میں متعارف ہوں یا نہ ہوں، یہی ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب ہے اور یہی صحیح ہے۔

(الھندیۃ، کتاب الایمان، ج۲، ص۵۸، الجوھرہ، کتاب الایمان، الجزء الثانی، ص۲۸۹)

قرآن کریم میں قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا مذکور ہے اور ان تمام باتوں پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں تین روزے رکھنے کا حکم ہے۔ اب ہم اس مسئلے کو قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِهَا وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ" نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " جو شخص قسم اٹھائے اور اس قسم کے علاوہ بات میں بھلائی پائے تو اسے چاہیے کہ اس بھلائی والی بات کو اپنالے اور قسم کا کفارہ ادا کردے"۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمینا، برقم: ۴۱۶۲/۱۶۵۰، ص ۸۲۰)

کفارۂ قسم یہ ہے کہ حانث ایک غلام آزاد کرے جس طرح کفارۂ ظہار میں کرتا ہے (چاہے غلام مسلمان ہو یا کافر، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا کیونکہ اللہ عزوجل نے دونوں مقامات پر مطلق گردن آزاد کرنے کا حکم دیا ہے، ہاں یہ ضروری ہے کہ اندھا نہ ہو، دونوں ہاتھ یا پاؤں کٹے ہوئے نہ ہوں یا مخالف سمت ایک ہاتھ اور ایک پاؤں بھی کٹا ہوا نہ ہو، جیسا کہ ہدایہ میں ہے) اور اگر چاہے تو دس مسکینوں کو ایک ایک کپڑا پہنائے ایک کپڑے سے زیادہ بھی دے سکتا ہے اور کپڑا دینے میں ادنی درجہ یہ ہے کہ اتنا کپڑا دے کہ جس سے نماز درست ہو، اور اگر چاہے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے جیسا کہ کفارۂ ظہار میں کرتا ہے۔ اور کفارہ دینے والے کے لئے ان تینوں چیزوں میں سے ایک چیز واجب ہوگی اور اگر ان تینوں چیزوں میں سے کچھ بھی نہ دے سکتا ہو تو پے در پے تین دن کے روزے رکھے۔

(الھدایۃ، کتاب الایمان، باب فصل فی الکفارۃ، ج۲، ص۱۰)

لفظ "کُن" فرمانے کی حکمتیں:

یہاں اس مقام پر ایک اشکال ذہن میں آتا ہے جس کا شافی کافی جواب امام رازی نے دیا ہے، اعتراض یہ ہے کہ جب کوئی چیز موجود نہ ہو تو اس کے بارے میں اللہ کا یہ فرمانا "ہوجا" تو یہ معدوم کو خطاب ہے اور اللہ کی ذات کے لیے معدوم کا خطاب کرنا عبث ہے، کہ اللہ کی شان سے وراءبات ہے یا اگر وہ چیز موجود تھی تو پھر اللہ کا فرمانا "ہوجا" سے تحصیل حاصل لازم آئے گا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ وہ چیز اللہ کے علم اجمالی میں موجود تھی جس کی توجہ کرتے ہوئے اللہ نے "ہوجا" فرمایا، اس صورت میں معدوم سے خطاب لازم نہ آئے گا۔ بلکہ ہوا یوں کہ وہ چیز پہلے موجود ذہنی میں تھی اور بعد میں موجود خارج میں ہوگئی اور اس بناء پر تحصیل حاصل بھی نہ ہوا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ نے مخلوق کو سمجھانے کے لیے یہ مثال دی ہو کہ وہ کسی چیز کا ارادہ فرمائے تو اُسے پیدا کرنے میں (وجود میں لانے میں) ذرا دیر نہیں لگتی۔ (الرازی، ج۷، ص ۲۰۷ وغیرہ)

اغراض: فهو راض بـه: بحائر، سوائب وغیرہ کو اللہ کا شریک بنانے کے حوالے سے کفار کا کلام کہ ہمارے شریک بنانے سے اللہ راضی ہے، پس یہ شبہات ہیں جو کافروں نے اس مسئلے کے بارے میں رکھے۔

فلم یومن: من کا اعتبار کرتے ہوئے مفرد صیغہ یومن لائے، ایک نسخہ میں معنیٰ کی رعایت کے لیے فلم یومنوا جمع کے صیغے کے ساتھ مذکور ہے۔

بـالبـنـاء للفاعل والمفعول: معنیٰ یہ ہے کہ اگر اللہ کسی کی گمراہی چاہے تو اس کے لیے ہدایت ممکن نہیں، پس اے محبوب! آپ ان کی ھدایت کے بارے میں (زیادہ جستجو) نہ کریں، اگر کسی کے ذہن میں اعتراض رونما ہو کہ اگر اللہ ہی کی ہدایت سے کام چلے گا تو پھر مکلف ہونے کا معاملہ کیسے درست ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ اللہ مکلف ہونے کے بارے میں سوال نہ کرے گا۔

ای غایة اجتهادهم: یعنی طاقت پر کوشش کرنا، الجھد فتح کے ساتھ ہو تو مراد کوشش کرنے میں مشقت اٹھانا ہے، اور اگر الجُھد ہو تو مراد کوشش میں حسب طاقت سعی مراد ہے۔

وعد ذلک: اصح قول یہ ہے کہ یوں کہا جائے وعد ذلک وعدا ،وحقه حقا. من امر الدین: مراد دوبارہ اٹھائے جانے کا دن ہے۔

والایة لتقریر القدرة علی البعث: اس جملے میں اس بات کا رد ہے کہ جسے اللہ نے موت دینی ہے اُسے بھیجتا ہی نہیں، اور متذکرہ حکم بطور کنایہ جلدی سے پیش آنے والی چیز کو ارادہ کے ساتھ متعلق کرنے کے لیے لایا گیا ہے، اور ثم، کاف اور نون کا استعمال نہیں کیا، مگر یہ احتیاط ضروری کی گئی ہے کہ لایعقل کے حوالے سے خطاب ہوجائے، حاصل کلام یہ کہ اگر خطاب کسی چیز کے وجود میں آجانے کے بعد ہو تو بھی محال ہے۔ جس طرح وجود سے پہلے محال ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص۲۶۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِى اللّٰهِ ﴾لِاِقَامَةِ دِيْنِه﴿مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ﴾بِالْاَذٰى مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ وَهُمُ النَّبِىُّ وَاَصْحَابُهُ﴿لَنُبَوِّئَنَّهُمْ ﴾نُنْزِلَنَّهُمْ﴿فِى الدُّنْيَا ﴾دَارًا﴿حَسَنَةً ط﴾هِىَ الْمَدِيْنَةُ﴿وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ ﴾اَىِ الْجَنَّةِ﴿اَكْبَرُ وقف لازم﴾اَعْظَمُ﴿لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (۴۱)﴾اَىِ الْكُفَّارُ اَوِ الْمُتَخَلِّفُوْنَ عَنِ الْهِجْرَةِ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ

مِنَ الْكَرَامَةِ لَوِ اتَّفَقُوْهُمْ هُمْ﴿الَّذِيْنَ صَبَرُوْا﴾عَلٰى اَذَى الْمُشْرِكِيْنَ وَالْهِجْرَةُ لِاِظْهَارِ الدِّيْنِ﴿وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (۴۲)﴾فَيَرْزُقُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ﴾لَا مَلٰٓئِكَةً﴿فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ﴾الْعُلَمَاءُ بِالتَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ﴿اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۴۳)﴾ذَالِكَ فَاِنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَهٗ وَانْتُمْ اِلٰى تَصْدِيْقِهِمْ اَقْرَبُ مِنْ تَصْدِيْقِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿بِالْبَيِّنٰتِ﴾مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ اَىْ اَرْسَلْنَاهُمْ بِالْحُجَجِ الْوَاضِحَةِ﴿وَالزُّبُرِ﴾الْكُتُبِ﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ﴾الْقُرْاٰنَ﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾فِيْهِ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ ﴿وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (۴۴)﴾فِيْ ذَالِكَ فَيَعْتَبِرُوْنَ﴿اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا﴾الْمَكَرَاتِ﴿السَّيِّاٰتِ﴾بِالنَّبِىِّ فِىْ دَارِ النَّدْوَةِ مِنْ تَقْيِيْدِهٖ اَوْ قَتْلِهٖ اَوْ اِخْرَاجِهٖ كَمَا ذُكِرَ فِي الْاَنْفَالِ﴿اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ﴾كَقَارُوْنَ﴿اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ (۴۵)﴾اَىْ مِنْ جِهَةٍ لَا تَخْطُرُ بِبَالِهِمْ وَقَدْ اُهْلِكُوْا بِبَدْرٍ وَلَمْ يَكُوْنُوْا يَقْدِرُوْا ذَالِكَ﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ﴾فِيْ اَسْفَارِهِمْ لِلتِّجَارَةِ ﴿فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ (۴۶)﴾بِفَائِتِيْنَ الْعَذَابَ﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ط﴾تَنَقُّصٍ شَيْئًا فَشَيْئًا حَتّٰى يُهْلِكَ الْجَمِيْعَ مِنَ الْفَاعِلِ اَوِ الْمَفْعُوْلِ﴿فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۴۷)﴾حَيْثُ لَمْ يُعَالِجْهُمْ بِالْعُقُوْبَةِ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ﴾لَهٗ ظِلٌّ كَشَجَرٍ وَجَبَلٍ ﴿يَتَفَيَّؤُا﴾يَمِيْلُ﴿ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ﴾جَمْعُ شِمَالٍ اَىْ عَنْ جَانِبَيْهَا اَوَّلَ النَّهَارِ وَآخِرَهٗ﴿سُجَّدًا لِّلّٰهِ﴾حَالٌ اَىْ خَاضِعِيْنَ بِمَا يُرَادُ مِنْهُمْ﴿وَهُمْ﴾اَىِ الظِّلَالُ﴿دٰخِرُوْنَ (۴۸)﴾صَاغِرُوْنَ نُزِّلُوْا مَنْزِلَةَ الْعُقَلَاءِ ﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ﴾اَىْ نَسَمَةٍ تَدِبُّ عَلَيْهَا اَىْ يَخْضَعُ لَهٗ بِمَا يُرَادُ مِنْهُ وَغُلِّبَ فِي الْاِيْمَانِ بِمَا لَا يَعْقِلُ لِكَثْرَتِهٖ﴿وَالْمَلٰٓئِكَةُ﴾خَصَّهُمْ بِالذِّكْرِ تَفْضِيْلًا﴿وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ (۴۹)﴾يَتَكَبَّرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ﴿يَخَافُوْنَ﴾اَىِ الْمَلٰٓئِكَةُ حَالٌ مِنْ ضَمِيْرِ يَسْتَكْبِرُوْنَ﴿رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ﴾حَالٌ مِنْ هُمْ اَىْ عَالِيًا عَلَيْهِمْ بِالْقَهْرِ﴿وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (۵۰) السجدة﴾بِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

اور جو اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے (اپنے دین کے اظہار کے لیے......۱......) مظلوم ہو کر (اہل مکہ کی اذیت کی وجہ سے اور گھر بار چھوڑنے والے نبی پاک ﷺ اور ان کے اصحاب تھے) ضرور ہم انہیں جگہ دیں گے (یعنی ان کی مہمان نوازی کریں گے) دنیا میں (گھر) اچھا (مراد مدینہ منورہ میں جگہ دینا ہے) اور آخرت کا اجر (یعنی جنت) بہت بڑی ہے (اکبر بمعنی اعظم ہے) کسی طرح لوگ جانتے (یعنی کفار یا وہ لوگ مراد ہیں جو ہجرت کرنے سے رہ گئے وہ اگر مہاجرین کے مرتبہ کو جان لیتے) وہ جنہوں نے صبر کیا......۲......(مشرکین کی اذیت پر اور دین کے اظہار کے لیے ہجرت کرنے پر) اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں (عنقریب وہ

انہیں رزق دیگا جہاں سے انہیں گمان بھی نہ ہوگا) اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد (نہ کہ فرشتے) جن کی طرف ہم وحی کرتے ہیں......۳ تو اے لوگوں علم والوں سے پوچھو (یعنی علمائے توریت اور انجیل سے) اگر تمہیں علم نہیں......۴...... (کہ رسول انسانوں میں سے ہوتے ہیں تو تمہیں معلوم ہو جائے گا اور تمہارے لیے ان علماء کی تصدیق زیادہ قابل اطمنان ہوگی اس تصدیق کی بہ نسبت جو مسلمان محمد ﷺ کی کرتے ہیں) روشن دلیلیں (بالبینت محذوف ارسلنا ھم بالحجج الواضحة کے متعلق ہے) اور کتابیں لے کر آئے (الزبر بمعنی الکتب ہے) اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری (یعنی قرآن......۵......) کہ تم لوگوں سے بیان کردو جو ان کی طرف اترا (اس کتاب میں حلال وحرام) اور کہیں وہ دھیان دیں (نازل کردہ میں، اور عبرت پکڑیں) تو کیا بے خوف ہیں جنہوں نے مکر کیے (نبی پاک ﷺ سے متعلق، دارالندوہ......۶...... میں، آپ ﷺ کے قید کرنے یا قتل کرنے یا شہر بدر کرنے کے بارے میں جیسا کہ سورۃ انفال میں گزر چکا) کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے (جیسا قارون زمین دوز ہوا......۷......) یا انہیں وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر نہ ہو (یعنی اس سمت سے جہاں سے عذاب آنے کا خطرہ ہی نہ ہو اور وہ بدر میں ھلاک ہوئے اور انہیں اس کا گمان تک نہ تھا) یا انہیں چلتے پھرتے پکڑلے (یعنی ان کے تجارتی سفروں میں) کہ وہ عاجز نہیں کر سکتے (یعنی عذاب دور نہیں کر سکتے) یا انہیں خوفزدہ کر کے پکڑلے (چیزوں میں کمی کر کر کے تمام چیزوں کو ھلاک کردے، علی تخوف، فاخذھم کے فاعل یا مفعول سے حال ہے) بیشک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے (اس حیثیت سے کہ وہ سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا) کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنائی ہے (سایہ، درخت اور پہاڑ اسی کے لیے) جھکتے ہیں (یعنی اس کی جانب مائل ہوتے ہیں) اس کے سائے دائیں اور بائیں جانب (شمائل، شمال کی جمع ہے یعنی صبح وشام کے دونوں جانب) سجدے کرتے ہوئے (سجدا لله، ظلله کی جمع سے حال ہے یعنی خضوع کا ارادہ کرتے ہوئے جھک جائیں) اور یہ (یعنی سائے) اس کے حضور عاجزی کرنے والے ہیں (ذلیل ہیں، ان سایوں کو تابعداری کے وصف کی وجہ سے بمنزلہ عقلاء مانا گیا ہے) اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں چلنے والا ہے (یعنی زمین میں چلنے والا ہر جاندار اس کے حضور عاجزی کرتا ہے جس کے واسطے اللہ ﷻ نے اسے پیدا کیا ہے اور ما کے ساتھ غیر ذوی العقول چیزوں کو تعبیر کرنے میں ان کی کثرت کی جانب رعایت کی گئی ہے) اور فرشتے (فرشتوں کا ذکر ان کی فضیلت کی وجہ سے خصوصیت سے کیا گیا ہے) اور وہ غرور نہیں کرتے......۸...... (یعنی اس کی عبادت کرنے سے تکبر نہیں کرتے) خوف کرتے ہیں (فرشتے، "الملائکة" یستکبرون کی ضمیر سے حال ہے) اپنے رب سے (ھم ضمیر سے حال ہے، جو کہ اپنے مرتبہ کی وجہ سے ان پر غالب ہے) اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم ہو۔

﴿ترکیب﴾

﴿والذین ھاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنة﴾.

و: عاطفہ، الذین: موصول، ھاجروا: فعل وضمیر ذوالحال، من بعد ما ظلموا: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، فی اللہ: ظرف لغو

،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا، لام:ابتدائیہ جواب قسم، نبو ئنھم : فعل بافاعل وضمیر ذوالحال، فی الدنیا : ظرف مستقر حال،ملکر مفعول ،حسنۃ : صفت "دارًا" موصوف،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف کے لیے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولاجر الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون﴾.

و: مستانفہ، اجر الاخرۃ : مبتدا، اکبر : خبر،ملکر جملہ اسمیہ، لو : شرطیہ، کانوا یعلمون : فعل ناقص بااسم وخبر ملکر جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف (جس پر ماقبل کلام دلالت کررہا ہے)،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الذین صبروا وعلی ربھم یتوکلون O وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم﴾.

الذین صبروا : موصول صلہ ملکر خبر مبتدا محذوف "ھم" کے لیے خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و :مستانفہ، ما : نافیہ، ارسلنا : فعل وضمیر ذوالحال، من قبلک :ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، الا : حصر، رجالا :موصوف، نوحی الیھم : جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون﴾.

ف : فصیحہ، اسئلوا اھل الذکر : فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، شرط محذوف" ان شککتم فیما ذکر" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ،ان :شرطیہ، کنتم لا تعلمون : جملہ فعلیہ،جزا محذوف " فاسئلوا" کی شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بالبینت والزبر وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم﴾.

ب :جار، البینت والزبر :معطوف علیہ ومعطوف ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ہوکر ماقبل " الا رجالا نوحی الیھم" میں "رجالا" سے حال ہے، و: عاطفہ، انزلنا الیک الذکر :فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، لام :جار، تبین للناس : فعل بافاعل وظرف لغو، مانزل الیھم : موصول صلہ ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو، جملہ فعلیہ ماقبل "ارسلنا" پر معطوف ہے۔

﴿ولعلھم یتفکرون O افامن الذین مکروا السیئات ان یخسف اللہ بھم الارض او یاتیھم العذاب من حیث لا یشعرون﴾.

و: مستانفہ، لعلھم : حرف مشبہ واسم، یتفکرون : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ھمزہ : اداۃ استفہام، ف : عاطفہ،معطوف علی محذوف "الم یتفکروا ...... الخ" امن : فعل، الذین مکروا السیئات : موصول صلہ،ملکر فاعل، ان :مصدریہ، یخسف اللہ بھم الارض : فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،او: عاطفہ، یاتیھم : فعل وضمیر ذوالحال، من حیث لا یشعرون : ظرف مستقر حال ملکر مفعول ،العذاب :فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿او یاخذھم فی تقلبھم فما ھم بمعجزین﴾.

او :عاطفہ، یا خذھم :فعل بافاعل ذوالحال، فی تقلبھم : ظرف مستقر حال،ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یخسف اللہ" پر معطوف ہے، ف : عاطفہ، ما :مشابہ بلیس، ھم : اسم، بمعجزین : ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿او یاخذھم علی تخوف فان ربکم لرء وف رحیم﴾.

او: عاطفہ، یا خذھم: فعل بافاعل وضمیر ذوالحال، علی تخوف :ظرف مستقر حال،ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث " یخسف اللہ "، ف : تعلیلیہ، ان ربکم: حرف مشبہ واسم، الرؤف :خبر اول، رحیم : خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولم یروا الی ما خلق اللہ من شیء یتفیؤا ظللہ عن الیمین والشمائل سجدا للہ وھم دخرون﴾.

ھمزہ : استفہامیہ، و : عاطفہ معطوف علی محذوف " الم ینظروا " لم یروا : فعل بافاعل، الی : جار، ما خلق اللہ : موصول صلہ ملکر ذوالحال، من : جار، شیء : موصوف، یتفیؤا : فعل، ظللہ : مرکب اضافی ذوالحال، سجدا : صفت اس میں "ھم" ضمیر ذوالحال، وھم داخرون : جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، للہ : ظرف لغو، ملکر مشبہ جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، عن الیمین والشمائل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، "لم یروا" ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وللہ یسجد ما فی السموت وما فی الارض من دابۃ والملئکۃ وھم لا یستکبرون﴾.

و: اللہ : ظرف لغو مقدم، یسجد : فعل، مافی السموت وما فی الارض : ملکر ذوالحال ،من دابۃ : ظرف مستقر حال، ملکر معطوف علیہ، و : عاطفہ، الملئکۃ: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ھم : مبتدا، لایستکبرون : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یخافون ربھم من فوقھم ویفعلون مایؤمرون﴾.

یخافون : فعل بافاعل، ربھم : ذوالحال، من فوقھم : ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و : عاطفہ، یفعلون : فعل بافاعل، مایؤمرون : موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ماقبل "لایستکبرون" سے بدل ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆......والذین ھاجروا فی اللہ...... ☆ قتادہ نے کہا یہ آیت اصحاب رسول ﷺ کے حق میں نازل ہوئی جن پر اہل مکہ نے بہت ظلم کئے اور انہیں دین کی خاطر وطن چھوڑنا ہی پڑا، بعض ان میں سے حبشہ چلے گئے پھر وہاں سے مدینہ طیبہ آئے اور بعض مدینہ شریف ہی کو ہجرت کر گئے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

راہ دین کے قافلے:

۱......حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں نکلا اور مر گیا تو شہید ہے یا اسے اس کے گھوڑے یا اونٹ نے کچل دیا یا زہریلے جانور نے کاٹ لیا یا اپنے بستر پر ہی مر گیا یعنی اللہ کے حکم سے جس طرح بھی مرے وہ شہید ہی ہے اور اسے جنت ملے گی۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الجھاد، باب فیمن مات غازیا، رقم:۲٤۹۹، ص ٤٦۸)۔

ہمیشہ سے اہل ایمان کا یہ دستور رہا ہے کہ اعلائے کلمۃ الحق کے لیے گلی گلی، بستی بستی، شہر بہ شہر اور ملک بہ ملک سفر کرتے رہتے ہیں۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ تک اور پھر سید عالم ﷺ کی ذریت ﴿ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ (النحل:۱۲۵)﴾ پر عمل کرتے ہوئے لوگوں کو راہ دین کی طرف گامزن کرنے کے لیے منفرد یا قافلوں کی صورت میں راہ خدا میں سفر کرتے ہیں۔ سید عالم ﷺ کی خدمت میں رہنے والے پیارے صحابہ آج دنیا بھر میں مختلف مقامات پر آرام فرما ہیں ،اگر یہ اپنے اپنے شہروں میں ہی مقید رہتے اور دین کی سربلندی کے لیے سفر اختیار نہ کرتے تو دنیا بھر میں ان کے مزارات انوار وتجلیات کا مرکز کیسے بنتے۔ کائنات کے گوشے گوشے میں پھیلنے والے ہمارے بزرگان دین کی زندگیاں کھنگالیں تو پہاڑوں، صحراؤں، دریاؤں ،ویرانوں اور بیابانوں کا رخ کرلیا اور آج وہی ویرانے عوام وخواص کی نگاہوں کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ ذرا معلوم کریں کہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، سرکار غریب نواز، عبداللہ شاہ غازی کے آبائی شہر کہاں تھے اور آج سے سینکڑوں سال پہلے پردہ فرمانے والے یہ

بزرگان دین کس سن ہجری میں یہاں آئے اور آج ان شہروں کی آبادی کا حال کیا ہے۔

آج کے پرفتن دور میں اس طرح دور دراز سفر کرنا، لوگوں کو بُلا بُلا کر مساجد کی طرف لانا، دنیا بھر میں امر بالمعروف ونھی عن المنکر کی دھوم مچانا دعوت اسلامی کے پلیٹ فارم پر عام نظر آتا ہے۔ مدنی قافلوں میں سفر کے نام پر جتنا زور شیخ طریقت امیر اہلسنت کو دیتے دیکھا ہے، اپنی زندگی میں راہ دین کے لیے سفر کرنے کا ایسا ذہن کہیں اور نہیں ملتا۔

راہ دین میں آزمائش پر صبر:

۲......راہ خدا میں آزمائش کی بحث کی جائے اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بھول جائیں، کیسے ہوسکتا ہے؟ بلال حبشی رضی اللہ عنہ بظاہر امیہ کی غلامی میں تھے، درحقیقت پیارے مصطفٰی علیہ السلام کے خاص غلام تھے۔ دین و دنیا کی تمام تر سعادتیں میسر تھیں کیونکہ مدنی مصطفٰی کا دامن ان کے ہاتھ میں تھا۔ امیہ طرح طرح کی زیادتیاں کرتا، عرب کی تپتی زمین پر برہنہ جسم لیٹا دیتا اور اوپر سے بھاری پتھر رکھ دیتا جس سے چربی پگھل پگھل کر تپتی زمین کو سرد کردیتی۔ آہ! یہی نہیں بلکہ طرح طرح سے ظلم وستم کرتا۔ امام بخاری کا نام سب ہی لیتے ہیں لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ حدیث کی خدمت ہم تک پہنچانے کے لیے کتنے مصائب وآلام برداشت کیے، سولہ سال کی عمر میں حصول حدیث کے لیے سفر اختیار کیا اور کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو ایک ہی بادام پر کئی دن گزارا کرتے، چمڑے جلا کر پانی میں گھول کر پی جاتے اور یہ صرف انہی کے نہیں کئی بزرگان دین کے اوصاف ہیں۔ کھولتے تیل کی دیگوں میں جل بھن جانے کو پسند فرمایا لیکن دین سے مونھ نہ موڑا، جانوں کے نظرانے تو دے دیئے لیکن نانا جان کے دین پر آنچ نہ آنے دی۔ ایک طرف تو شہدائے کربلا و بدر و حنین واُحُد کی داستانیں غمناک ہیں اور دوسری جانب اپنے گریبانوں میں دیکھتے ہیں تو صرف کھوٹے سکے بنے نظر آتے ہیں۔ ہمیں تو معمولی سی تکلیف بھی گوارا نہیں ہوتی۔ ذرا سی طبیعت خراب ہو تو فرائض میں کوتاہی کر جائیں، گاہک زیادہ ہوں تو جماعت بلکہ نماز ہی قضاء ہو جائے اور غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے کے نعرے جتنے چاہیں لگوالیں۔ خدا ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین۔

نبوت صرف مَردوں کے ساتھ خاص ہے:

۳......اللہ عزوجل نے مردوں کو عورتوں پر ان امور میں فضیلت دی: عقل، دین، خلافت، دانائی، شہادت، جہاد، جمعہ، جماعت، امامت، نبوت۔ انہی خصوصیات میں سے بعض یہ ہیں کہ مرد بیک وقت چار عورتیں اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے جبکہ عورت کیلئے جائز نہیں کہ وہ ایک شوہر سے نکاح قائم ہوتے ہوئے دوسرے سے نکاح کرے۔ اور اسی طرح مرد کو اذان، خطبہ، تکبیر، تشریق، حدود وقصاص کی شہادت، ورثہ میں دوگنے حصہ اور تعصیب اور نکاح وطلاق کے مالک ہونے اور نسبوں کے انکی طرف منسوب کیے جانے، اور نماز روزہ کے کامل طور پر قبول کیے جانے کے ساتھ انکے لیے کوئی ایسا وقت نہیں کہ نماز وروزہ کے قابل نہ ہوں اور داڑھی وعمامہ سے فضیلت دی۔

(ماخوذ از خازن، ج ۱، ص ۳۷۰، خزائن، حاشیہ نمبر ۱۰۰)

☆......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً یعنی وہ قوم کبھی بھی فلاح نہیں پاسکتی جنھوں نے کسی عورت کو اپنے کام کا والی بنالیا ہو"۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم ۴۴۲۵، ص ۷۵۳)

اھل علم کی فضیلت:

ع......حضرت ابوامامہ باہلی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا، ایک ان میں سے عابد تھا دوسرا عالم، تو سرکار ﷺ نے فرمایا: ''عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ میری فضیلت تمہارے ادنی آدمی پر''، پھر حضور ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو بھلائی سکھانے والے پر اللہ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے نیز زمین و آسمان کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) اس کے لیے دعائے خیر کرتی ہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه الخ، رقم: ۲٦۹٤، ص ۷۷۱)

☆......حضرت کثیر بن قیس نے فرمایا کہ میں حضرت ابودرداء ﷺ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک آدمی نے آکر کہا کہ اے ابودرداء ﷺ بیشک میں رسول اللہ ﷺ کے شہر مدینہ منورہ سے یہ سن کر آیا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جسے آپ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی دوسرے کام سے نہیں آیا۔ حضرت ابودرداء ﷺ نے کہا میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے تو خدا تعالی اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لیے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لیے دعائے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر، اور علمائے کرام انبیائے کرام کے وارث و جانشین ہیں۔ انبیائے کرام کا ترکہ دینار و درہم نہیں ہیں، انہوں نے وارثت میں صرف علم چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے پورا حصہ پالیا''۔(سنن ابوداؤد، کتاب العلم ،باب الحث علی طلب العلم، رقم: ۳٦٤۱، ص ٦۸٤)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رات میں ایک گھڑی علم دین کا پڑھنا پڑھانا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثالث، رقم:۲٥٦، ص ۳٦)

☆......حضرت معاویہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خدائے تعالی جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اللہ دیتا ہے۔(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرداللہ به خیرالخ، رقم ۷۱، ص ۱۷)

قرآن کی فضیلت:

٥......ہر مسلمان مکلف پر لازم ہے کہ وہ قرآن مجید کے ذریعے اپنی جان، عقل، مال، دین اور عزت کی حفاظت کرے اور حفاظت سے مراد قرآن مجید پر ایمان لائے اور اس کے احکام کو بخوشی تسلیم کرے یہاں تک کہ مذکورہ پانچوں چیزیں اس کے لیے شریعت کے قلعے میں آکر ہر تعارض کرنے والے سے محفوظ و مامون ہو جائیں۔ اللہ نے ارشاد فرمایا: ﴿انزلنه مبارک یعنی برکت والی کتاب ہم نے اُتاری (الانعام:١٥٥)﴾، علامہ خازن اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: قرآن مجید کی برکت والی کتاب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کا نفع کثیر ہے اور اس کی خیر و برکت وافر ہے اور یہ تحریف و تبدیل و نسخ سے پاک ہے۔ (الخازن، ج۲، ص)

☆......حضرت سیدنا ابن عباس نے ارشاد فرمایا: شفاء سے مراد یہ ہے کہ قرآن حکیم ہر مرض سے نجات دینے والا ہے''۔ اس معنی کے

اعتبار سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید سے برکت حاصل کی جائے کہ اللہ اس کے ذریعے بیشمار تکالیف اور ضرر دینے والی چیزوں کو دور فرماتا ہے اور اس کی تائید اللہ کے حبیب ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے: ''جو قرآن مجید کے ذریعے شفا حاصل نہیں کرتا اللہ اس کو شفا نہیں دیتا''۔ (کنزالعمال، کتاب الطب، قسم الاول، رقم: ۲۸۱۰۲، ج۵، الجزء ۱۰، ص ۵)

☆......حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ اویس قرنی نے فرمایا: ''جو بھی قرآن مجید کی مجلس کو اختیار کرے گا یا تو اس کو فائدہ حاصل ہوگا یا نقصان اٹھائے گا کیونکہ اللہ نے اس کا فیصلہ فرما دیا ہے کہ یہ قرآن مجید مومنین کیلئے رحمت و شفا ہے اور اس سے ظالم یعنی کفار کو خسارہ اور نقصان ہی بڑھتا ہے۔ (الدرالمنثور، ج ٤، ص ٣٦٠)

دارالندوۃ کی سازش ناکام:

۶......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کفار قریش دارالندوہ یعنی دار قصی بن کلاب میں جمع ہوئے اور قریش کے سارے ہی فیصلے اس میں ہوتے تھے، یہاں وہ سید عالم ﷺ کی نسبت مشورہ کرنے جمع ہوئے اس دن کو یوم الزحمۃ کا نام دیا گیا ہے۔ اس مشاورت میں قریش کے معزز لوگ شریک ہوئے تھے جن میں بنی عبد شمس سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوسفیان بن حرب، (جو کہ بعد میں اسلام لے آئے)، بنی نوفل بن عبد مناف سے طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم (یہ بھی بعد میں اسلام لے آئے)، بنی عبدالدار بن قصی سے نضر بن حرث بن کلدۃ، بنی اسد بن عبدالعزی سے ابو بختری بن ہشام، زمعہ بن الاسود (یہ بعد میں اسلام لے آئے) حکیم بن حزام (یہ بھی بعد میں اسلام لے آئے)، بنی مخزوم سے ابو جہل بن ہشام، بنی سہم سے نبیہ اور منبہ حجاج کے بیٹے، بنی جمح سے امیہ بن خلف اس کے علاوہ اور بھی بہت سے تھے کہ جن کو قریش میں شمار نہیں کیا جاتا اور ابلیس لعین ایک بڈھے کی صورت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں شیخ نجدی ہوں مجھے تمہارے اس اجتماع کی اطلاع ہوئی تو میں آیا مجھ سے تم کچھ نہ چھپانا میں تمہارا رفیق ہوں اور اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمہاری مدد کروں گا انہوں نے اس کو شامل کر لیا اور سید عالم ﷺ کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی ابوالبختری نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ محمد ﷺ کو پکڑ کر ایک مکان میں قید کر دیا جائے اور مضبوط بندشوں سے باندھ دیا جائے دروازہ بند کر کے صرف ایک سوراخ چھوڑ دو جس سے کبھی کبھی کھانا پانی دیا جائے اور وہیں وہ ہلاک ہو کر رہ جائیں، اس پر شیطان لعین جو شیخ نجدی بنا ہوا تھا بہت ناخوش ہوا اور بولا بہت ناقص رائے ہے یہ خبر مشہور ہوگی اور ان کے اصحاب ﷺ آئیں گے اور تم سے مقابلہ کریں گے اور ان کو تمہارے ہاتھ سے چھڑا لیں گے، لوگوں نے کہا شیخ نجدی ٹھیک کہتا ہے پھر ہشام بن عمرو کھڑا ہوا اس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ان کو یعنی محمد ﷺ کو اونٹ پر سوار کر کے اپنے شہر سے نکال دو پھر وہ جو کچھ بھی کریں اس سے تمہیں کچھ ضرر نہیں ابلیس نے اس رائے کو بھی ناپسند کیا اور کہا جس شخص نے تمہارے ہوش اڑا دیئے اور تمہارے دانشمندوں کو حیران بنا دیا اس کو تم دوسروں کی طرف بھیجتے ہو تم نے اس کی شیریں کلامی سیف زبانی دل کشی نہیں دیکھی ہے؟ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم کے قلوب تسخیر کر کے ان لوگوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے، اہل مجمع نے کہا کہ شیخ نجدی کی رائے ٹھیک ہے اس پر ابو جہل کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میرے پاس ایک رائے ہے، لوگوں نے کہا اے ابوالحکم کیا؟ اس نے کہا کہ قریش کے ہر ہر خاندان سے ایک ایک عالی جوان منتخب کیا جائے اور ان کو تیز تلواریں دیں جائیں وہ سب یک بارگی حضرت (محمد ﷺ) پر حملہ آور ہو کر قتل کر دیں (معاذ اللہ ﷻ) تو بنی ہاشم قریش کے تمام قبیلوں سے نہ لڑسکیں گے غایت یہ کہ خون کا معاوضہ دینا پڑے وہ دے دیا جائے گا، ابلیس لعین نے اس تجویز کو پسند کیا اور ابو جہل کی بہت تعریف کی اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ گوش گزار کیا اور عرض کی کہ حضور ﷺ اپنی خواب گاہ میں شب کو نہ رہیں اللہ ﷻ نے اذن دیا ہے کہ مدینہ طیبہ کا عزم فرمائیں، حضور ﷺ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کوشب میں اپنی خواب گاہ میں رہنے کا حکم فرمایا: "ہماری چادر شریف اوڑھو تمہیں کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی"، اور حضور ﷺ دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے اور مشت خاک دست مبارک میں لی اور آیت ﴿ انا جعلنا فی اعناقهم اغلالا (یسین:۸) ﴾ پڑھ کر محاصرہ کرنے والوں پر ماری سب کی آنکھوں اور سروں پر پہنچی سب اندھے ہوگئے اور حضور ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ سید عالم ﷺ مع ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غار ثور میں تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امانتیں پہنچانے کے لئے مکہ مکرمہ میں چھوڑا، مشرکین رات بھر سید عالم ﷺ کی دولت سرائے اقدس کا پہرہ دیتے رہے صبح جب قتل کے ارادے سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، ان سے حضور ﷺ کو دریافت کیا کہ کہاں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہمیں معلوم نہیں تو تلاش کے لئے نکلے جب غار پر پہنچے تو مکڑی کے جالے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں ہوتے تو یہ جالے باقی نہ رہتے۔ حضور اس غار میں تین دن ٹھہرے پھر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔

(سبل الهدى والرشاد، باب الثانی فی سبب هجرة النبی ﷺ، ج٤، ص ٢٣١ وغیرہ ملخصاً)

قارون کی ہلاکت:

۷..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق حضرت موسی علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا، اس کا سلسلہ نسب یوں تھا: قارون بن یصہر بن قاہث وموسی بن عمران بن قاہث۔ توریت بہت اچھی آواز میں تلاوت کرتا تھا لیکن اللہ کا دشمن تھا جیسا کہ سامری منافق اللہ کا دشمن تھا۔ مال کی کثرت پر سرکشی کرنے کی وجہ سے اسے ہلاک کیا گیا اس کے مال کا بیان اللہ نے یوں فرمایا: ﴿ واتینه من الکنوز ما ان مفاتحه ......الخ (القصص:٧٦) ﴾۔ قارون نے سرکشی سے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ اے موسی علیہ السلام اگر تجھے نبوت کے ذریعے فضیلت دی گئی ہے تو مجھے مال کے ذریعے فضیلت دی گئی ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ مجھے زمین سے نکال باہر کرے تو تو مجھے پکارے یا میں تجھے بلاؤں گا۔ پس حضرت موسی علیہ السلام نکلے اور قارون بھی اپنی قوم کے ساتھ نکلا، حضرت موسی علیہ السلام نے کہا تو بلائے گا یا میں بلاؤں، اُس نے کہا کہ میں بلاؤں گا۔ پس جب اس نے حضرت موسی علیہ السلام کو بلایا تو حضرت موسی علیہ السلام نے اسے جواب نہ دیا اور جب حضرت موسی علیہ السلام نے اُسے بلایا تو اس نے جواب دیا، حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی: "اے اللہ زمین برابر کردے، آج کے دن اس کی سرکشی (بڑھ) گئی ہے، پس اللہ نے حضرت موسی علیہ السلام کو وحی فرمائی اور حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ کے اذن سے زمین کو حکم دیا کہ اسے پکڑلے، زمین نے قارون کو قدموں سے پکڑنا شروع کردیا، پھر ٹخنوں اور گھٹنوں کے بل پکڑلیا یہاں تک کہ اپنے مال واسباب سمیت زمین دوز ہوگیا۔ حضرت موسی نے زمین کی جانب اشارہ کیا تو زمین پھر سے برابر ہوگئی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ قیامت تک قارون روزانہ زمین میں دھنستا رہے گا، اور ابن عباس کے قول کے مطابق ساتوں زمین تک دھنستا رہے گا۔

(البدایة والنهایة، الجزء الاول، قصة قارون وموسی، ج١، ص ٣٤٥ وغیرہ)

غرور وتکبر کی مذمت:

۸..... اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص اپنا پسندیدہ حلہ یعنی لباس پہنے، کنگھا کرکے اتراتا ہوا چل رہا تھا کہ اللہ نے اسے زمین میں دھنسادیا، اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا"۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه، رقم: ٥٧٨٩/ ٥٧٩٠، ص ١٠٢١)

☆..... حضرت عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ تاجدار رسالت ﷺ نے مجھے دو زرد رنگ کے کپڑوں میں دیکھ کر فرمایا کہ یہ کفار کے رنگ

ہیں انہیں نہ پہنا کرو"۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب: النهی عن لبس، رقم: ۵۳۲۷/۲۰۷۷، ص ۱۰۵۰)

☆...... سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص تکبر سے اپنے کپڑے گھسیٹے گا اللہ قیامت کے دن اس پر نظر رحمت نہ فرمائے گا"۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم جر الثوب خیلاء، رقم: ۵۳۴۸/۲۰۸۵، ص ۱۰۵۳)

اغراض: لاقامة دينه: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ فی بمعنی لام ہے، اور کلام میں مضاف حذف ہے۔

اقرب من تصديق المومنين بمحمد: کفار مکہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ اہل کتاب کے پاس موجود کتاب کا علم بہت قدیم ہے، اور اللہ ﷻ نے ان کے پاس اپنے رسول بھیجے، جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام، حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام وغیرہ، اور یہ سارے ہی بشر تھے، پھر جب ان سے سوال کیا جائے تو جواب دینا ان کے لیے لازم ہے اس لیے کہ ان کے پاس جو رسول آئے وہ بھی بشر ہی تھے، تو ایسے میں شک وغیرہ زائل ہو جانا چاہیے۔

متعلق بمحذوف: ایک سوال مقدر کے جواب میں ہے، سوال مقدر یہ ہے کہ رسولوں کو کیوں بھیجا گیا؟ جواب یہ ہے کہ انہیں واضح نشانیاں دے کر (تبلیغ احکام الہی) کے لیے بھیجا گیا، اور یہ اس مقام پر بہترین جواب ہے۔

القرآن: اس کا ایک نام ذکر ہے، اس لیے کہ یہ نصیحتوں پر مشتمل کتاب ہے، جس سے صاحب عقل نصیحت پکڑتے ہیں، اور غافلوں کو تنبیہ کی جاتی ہے۔ **المكرات:** کاف کی فتح کے ساتھ، اس کی جمع مکرۃ ہے۔ **له ظل:** اس جملے سے فرشتے اور جنات کو خارج کر دیا گیا ہے۔

وقد اهلكوا ببدر: مراد وہ لوگ ہیں جو دار الندوہ میں سازش کرنے لیے جمع ہوئے تھے۔

يقدروا ذلك یعنی وہ ہلاکت کا اعتقاد و گمان نہ رکھتے ہیں کہ بدر میں ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

اى جانبيهما: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے۔

بما يراد منهم: لمبائی، چوڑائی اور جانب آخر یعنی ہر طرف سے اللہ کی مخلوق اس کی تسبیح کرتی ہے۔

نزلوا: داخرون کو واو اور نون کے ساتھ جمع کے صیغے کے ساتھ عقلاء کی منزلت میں بیان کیا گیا ہے، اور ایسا کرنا طاعت و فرمانبرداری کے ساتھ موصوف کرنے کے لیے ہے، اور یہی صاحبان عقل کا نمایاں وصف ہے، حالانکہ درخت و پہاڑ کا شمار عقلاء میں نہیں ہوتا۔

اى يخضع له: مراد لغوی سجدہ کرنا ہے۔ **يتكبرون عن عبادته:** یعنی اپنے رب کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے، اور نہ ہی عبادت ترک کرتے ہیں۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۷۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

﴿وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْۤا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِ ۚ﴾ تاكيد ﴿اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ﴾ اتى به لاثبات الالهية والوحدانية ﴿فَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ (۵۱)﴾ خافون دون غيرى وفيه التفات عن الغيبة ﴿وَلَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ملكا وخلقا وعبيدا ﴿وَلَهُ الدِّیْنُ﴾ الطاعة ﴿وَاصِبًا ؕ﴾ دائما حال من الدين والعامل فيه معنى الظرف ﴿اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ (۵۲)﴾ وهو الاله الحق ولا اله غيره والاستفهام للانكار او التوبيخ ﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ﴾ اى لا ياتى بها غيره وما شرطية او موصولة ﴿ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ﴾ اصابكم ﴿الضُّرُّ﴾ الفقر والمرض ﴿فَاِلَیْهِ تَجْـَٔرُوْنَ (۵۳)﴾ ترفعون اصواتكم بالاستغاثة والدعاء ولا

تَدْعُونَ غَيْرَهُ ﴿ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ إِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ﴾ مِنَ النِّعْمَةِ ﴿فَتَمَتَّعُوْا﴾ بِاجْتِمَاعِكُمْ عَلٰى عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ اَمْرُ تَهْدِيْدٍ ﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾﴾ عَاقِبَةَ ذَالِكَ ﴿وَيَجْعَلُوْنَ﴾ اَيِ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ اَنَّهَا لَاتَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَهِيَ الْاَصْنَامُ ﴿نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ط﴾ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ بِقَوْلِهِمْ هٰذَا لِلّٰهِ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا ﴿تَاللّٰهِ لَتُسْئَلُنَّ﴾ سَوَالُ تَوْبِيْخٍ وَفِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ ﴿عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾﴾ عَلَى اللّٰهِ مِنْ اَنَّهُ اَمَرَكُمْ بِذَالِكَ ﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ﴾ بِقَوْلِهِمُ الْمَلٰئِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ ﴿سُبْحٰنَهُ﴾ تَنْزِيْهًا لَهُ عَمَّا زَعَمُوْا ﴿وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾﴾ اَيِ الْبَنُوْنَ وَالْجُمْلَةُ فِيْ مَحَلِّ رَفْعٍ اَوْ نَصْبٍ بِيَجْعَلُ الْمَعْنٰى يَجْعَلُوْنَ لَهُ الْبَنَاتِ الَّتِيْ يَكْرَهُوْنَهَا وَهُوَ مُنَزَّهٌ عَنِ الْوَلَدِ وَيَجْعَلُوْنَ لَهُمُ الْاَبْنَاءُ الَّذِيْنَ يَخْتَارُوْنَهَا فَيَخْتَصُّوْنَ بِالْاَبْنَاءِ لِقَوْلِهٖ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى﴾ تُوْلَدُ لَهُ ﴿ظَلَّ﴾ صَارَ ﴿وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا﴾ مُتَغَيِّرًا تَغَيُّرَ مُغْتَمٍّ ﴿وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾﴾ مُمْتَلِئٌ غَمًّا فَكَيْفَ تُنْسَبُ الْبَنَاتُ اِلَيْهِ تَعَالٰى ﴿يَتَوَارٰى﴾ يَخْتَفِيْ ﴿مِنَ الْقَوْمِ﴾ اَيْ قَوْمِهٖ ﴿مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ط﴾ خَوْفًا مِنَ التَّعْيِيْرِ مُتَرَدِّدًا فِيْمَا يَفْعَلُ بِهٖ ﴿اَيُمْسِكُهٗ﴾ يَتْرُكُهٗ بِلَا قَتْلٍ ﴿عَلٰى هُوْنٍ﴾ هَوَانٍ وَذُلٍّ ﴿اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ط﴾ بِاَنْ يَئِدَهٗ ﴿اَلَا سَآءَ﴾ بِئْسَ ﴿مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾﴾ حُكْمُهُمْ هٰذَا حَيْثُ نَسَبُوْا لِخَالِقِهِمُ الْبَنَاتُ اللَّاتِيْ هُنَّ عِنْدَهُمْ بِهٰذَا الْمَحَلِّ ﴿لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ﴾ اَيِ الْكُفَّارِ ﴿مَثَلُ السَّوْءِ﴾ اَيِ الصِّفَةُ السُّوْاٰى بِمَعْنَى الْقَبِيْحَةِ وَهِيَ وَاْدُهُمُ الْبَنَاتِ مَعَ اِحْتِيَاجِهِمْ اِلَيْهِنَّ لِلنِّكَاحِ ﴿وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى﴾ الصِّفَةُ الْعُلْيَا وَهُوَ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ﴾ فِيْ مُلْكِهٖ ﴿الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾﴾ فِيْ خَلْقِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

اوراللہ نے فرمایا کہ دوخدانہ ٹھراؤ(الـنيـن الهين کی تاکید ہے)وہ توایک ہی معبود ہے(واحد الوہیت اوروحدانیت کے ثبوت کے لیے آتا ہے)تو مجھی سے ڈرو(یعنی میرے سوا کسی سے خوف نہ کرو،)اوراسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اورزمین میں ہے(یعنی اسی کی ملکیت،مخلوق اورغلام ہیں)اوراسی کی فرمانبرداری(طاعت گزاری)لازم ہے(ہمیشہ،واصبـاً حال ہے دین سے،اوراس میں عامل ظرف کے معنی کے استقرار کے لیے ہے)تواللہ کے سوا کسی اور سے ڈروگے(اوروہ سچا خدا ہے اوراس کے سوا کوئی معبود نہیں اور افغیر میں ہمزہ انکاری یا توبیخی ہے)اورتمہارے پاس جونعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے(جو کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں دیتا اورمـا شرطیہ یا موصولہ ہے)پھر جب تمہیں پہنچی(مسکم بمعنی اصابکم ہے)تکلیف(فقراورمرض وغیرہ کی تکلیف)تو اسی کی طرف پناہ لے جاتے ہو(یعنی اسی کی طرف آوازیں،استغاثہ اوردعا میں بلند کرتے ہو نہ کہ کسی دوسرے کے حضور......۱......)پھر جب وہ تم سے برائی ٹال دیتا ہے تو تم میں ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھرانے لگتا ہے کہ ہماری دی ہوئی(نعمتوں)کی ناشکری کرے......۲......تو کچھ

برت لو (بتوں کی عبادت پر جمع ہو کر، یہ حکم تہدید کے لیے ہے) کہ عنقریب جان جاؤ گے (اس کا انجام) اور مقرر کرتے ہیں (مشرکین) انجانی چیزوں کے لیے (جو کہ انہیں نفع دیں نہ ہی نقصان اور ان چیزوں سے مراد بت ہیں) ہماری دی ہوئی روزی (کھیتی اور چوپائے میں سے حصہ، اور وہ اس طرح کہ وہ کہتے کہ یہ حصہ اللہ کے لیے اور یہ ہمارے شرکاء کے لیے) خدا کی قسم! تم سے ضرور سوال ہونا ہے (سوال بطور توبیخ کے لیے ہے، لتسئلن میں غائب کے صیغے کے ساتھ التفات پایا جارہا ہے) جو کچھ جھوٹ باندھتے تھے (اللہ ﷻ پر کہ اللہ ﷻ نے حصے مقرر کرنے کا حکم دیا ہے) اور اللہ کے لیے بیٹیاں ٹھراتے ہیں (اپنے اس قول کے ذریعے کہ فرشتے اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں) پاکی ہے اسے (یعنی وہ منزہ ہے، اس گمان سے جو وہ کرتے ہیں) اور اپنے لیے جو اپنا جی چاہتا ہے (یعنی بیٹے ٹھراتے ہیں اور جملہ لهم ما يشتهون محل رفع میں ہے یا نصب میں یجعل کی وجہ سے ہے، یعنی وہ اللہ کے لیے بیٹیاں ٹھراتے ہیں جسے خود بھی ناپسند کرتے ہیں حالانکہ اللہ اولاد سے پاک ہے اور اپنے لیے بیٹے ٹھراتے ہیں جو کہ ارفع واشرف ہے جیسا کہ ایک اور فرمان ہے فاستفتهم الربك البنات ولهم البنون) اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی......۳......(ہونے کی) خوشخبری دی جائے تو ہو جاتا ہے (ظل بمعنی صار ہے) اس کا منہ کالا (چہرے کا رنگ فق پڑ جاتا ہے) اور وہ غمگین ہو جاتے ہیں گویا کہ بات کرنے کے قابل نہیں رہتے) اور وہ غصہ کھاتا ہے (یعنی غم سے بھر آتا ہے تو کیسے اللہ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے ہو؟) چھپتا پھرتا ہے (يتوری بمعنی يختفی ہے) قوم سے (یعنی اپنی قوم سے) اس بشارت کی برائی کے سبب (یعنی عار دلانے کے خوف سے، اس خوف سے تردد کرتے ہوئے کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے) کیا اسے روک رکھے گا (یعنی چھوڑ دے گا بغیر قتل کیے) ذلت کے ساتھ (یعنی رسوائی کے ساتھ) یا اسے مٹی میں دبا دے گا (زندہ درگور کردے) ارے بہت ہی برا (ساء بمعنی بئس ہے) حکم لگاتے ہیں (کہ اپنے رب کی جانب ایسی نسبت کرتے ہیں جن کی وقعت ان کے اپنے نزدیک ایسی ہے) جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے (یعنی کافر) برا حال ہے (یعنی بڑی بری عادت ہے کہ لڑکیوں کو باوجود نکاح کی احتیاج کے زندہ درگور کردیتے ہیں) اور اللہ کی شان سب سے بلند (اور بلند صفت ......ہے......کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے) اور وہی غالب (اپنی سلطنت میں) حکمت والا ہے (اپنی مخلوق میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الله لا تتخذوا الهين اثنين انما هو اله واحد فاياى فارهبون﴾۔

و: مستانفہ، قال الله : قول، لا تتخذوا : فعل بافاعل، الهين اثنين : مرکب توصیفی مفعول، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، انما: حرف مشبہ وما کافہ، هو : اسم، اله واحد: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحہ، ایای: منصوب باشتغال مفعول فعل مقدر "ارهبون" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، ارهبون : فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وله ما في السموت والارض وله الدين واصبا﴾۔

و: مستانفہ، له : ظرف مستقر خبر مقدم، مافي السموات والارض موصول صلہ ملکر مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لام: جار، ہ: ضمیر ذوالحال، واصبا : حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، الدين: مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افغير الله تتقون﴾۔

همزه : استفہام انکاری، ف :عاطفہ معطوف علی محذوف "كيف ترهبوا من غيره"، غير الله : مفعول مقدم، تتقون: فعل

بافاعل ومفعول مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما بکم من نعمة فمن الله ثم اذا مسکم الضر فالیه تجئرون﴾۔

و: عاطفہ ،ما : موصولہ، بکم : ظرف مستقر صلہ ملکر ذوالحال، من نعمة : ظرف مستقر حال ملکر مبتدا، ف : جزائیہ، من الله : ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ثم : عاطفہ، اذا : ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم ، مسکم الضر : فعل با مفعول فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف : جزائیہ، الیه : ظرف لغو مقدم، تجئرون : فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ثم اذا کشف الضر عنکم اذا فریق منکم بربهم یشرکون﴾۔

ثم : عاطفہ، اذا : ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم ، کشف الضر عنکم : فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط ،اذا : فجائیہ، فریق منکم : مرکب توصیفی مبتدا، بربهم : ظرف لغو مقدم، یشرکون : فعل بافاعل وظرف لغو مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لیکفروا بما اتینهم فتمتعوا فسوف تعلمون﴾۔

لام : جار، یکفروا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ماقبل فعل "یشرکون" کے لیے، ف: عاطفہ، تمتعوا : جملہ فعلیہ "قُل" قول محذوف کے لیے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف : فصیحہ، سوف : حرف استقبال، تعلمون : فعل بافاعل "عاقبة ذلک" مفعول محذوف ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویجعلون لما لا یعلمون نصیبا مما رزقنهم﴾۔

و: عاطفہ، یجعلون : فعل بافاعل، لام : جار، ما : موصولہ، لایعلمون : فعل بافاعل، نصیبا : موصوف، مما رزقنهم : جار مجرور ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تالله لتسئلن عما کنتم تفترون ویجعلون لله البنت سبحنه ولهم ما یشتهون﴾۔

ت : جار، الله: مجرور ملکر ظرف مستقر "اقسم" فعل محذوف کے لئے، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ انشائیہ ، و : عاطفہ، یجعلون : فعل بافاعل، لله : ظرف لغو، البنت : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، سبحنه : منصوب مفعول مطلق فعل محذوف "نسبح" ملکر جملہ فعلیہ معترضہ، و: مستانفہ، لهم : ظرف مستقر خبر مقدم، مایشتهون : موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واذا بشر احدهم بالانثی ظل وجهه مسودا وهو کظیم﴾۔

و: حالیہ، اذا : ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، بشر احدهم : فعل مجهول بافاعل، بالانثی : ظرف لغو، جملہ فعلیہ شرط، ظل وجهه : فعل ناقص بااسم، مسودا : اسم فاعل وضمیر ذوالحال، وهو کظیم : جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ حال ہے ماقبل "یجعلون" کی ضمیر سے۔

﴿یتواری من القوم من سوء ما بشر به ایمسکه علی هون ام یدسه فی تراب﴾۔

یتواری : فعل بافاعل، من القوم : ظرف لغو اول، من سوء مابشر به : ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ حال ہے ماقبل "کظیم" کی ضمیر سے، همزه : استفهامیہ ،یمسک فعل وضمیر ذوالحال، علی هون : ظرف مستقر حال، ملکر فاعل "ہ" ضمیر مفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ام : عاطفہ، یدسه فی التراب : جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر "یتواری" کے فاعل سے حال ہے۔

﴿الا ساء ما یحکمون○ للذین لا یومنون بالاخرۃ مثل السوء وللہ المثل الاعلیٰ وھو العزیز الحکیم﴾.

الا : حرف تنبیہ، ساء : فعل، بما یحکمون : موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ، لام : جار، الذین لا یومنون بالاخرۃ : موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، مثل السوء : مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ، و: عاطفہ، للہ : ظرف مستقر خبر مقدم، المثل الاعلیٰ : مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، العزیز: خبر اول ، الحکیم : خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

توحید باری عزوجل کے دلائل:

۱......جس طرح بنانے والا ایک ہے، اسی طرح باز رکھنے والا بھی ایک ہی ہے۔ واجب الوجود ایک ہے اگر ایک سے زائد وجوب میں شریک ہوتے تو ایک ہونا محال ہوتا، لہذا واجب الوجود صرف اللہ ہی ہے۔ اگر ایک سے زائد خدا ہوتے تو کائنات کے نظام میں فساد آ جاتا، اس لیے کہ کسی معاملے میں بیک وقت انکار واقرار کی صورت پیدا ہو جاتی۔ عادت یہ ہے کہ کسی مسئلے میں کئی حاکم ہوں تو کرنے نہ کرنے ، باز رکھنے یا نہ رکھنے وغیرہ کے حوالے سے فساد آ جاتا ہے۔ **قدم ہونے پر دلائل : ازلی ہے،** تعدد قدیم اہل سنت وجماعت کے نزدیک محال ہے۔ اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اور صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں۔ یعنی اللہ کی صفات اور اس کے اسماء تمام کے تمام ازلی ہیں اس کی نہ تو کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی کوئی انتہاء، اس کی صفات اور اسماء میں کسی قسم کا تجدد (نیا پیدا شدہ کوئی وصف یا اسم) نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے اپنی ذات کامل میں اپنی ذات وصفات کے حوالے سے، اگر کوئی اللہ کی شان میں کسی وصف کے زائل ہونے کو مانے تو ایسا ماننا محال ہے۔ (نبراس ،ص ۱۰۱ وغیرہ)،(بہار شریعت مخرجہ، ج ۱، ص ٤)

عالم حادث ہے (نو پید چیز جو عدم سے وجود میں آئے، اس کی ضد قدیم ہے) ، اور اس کا صانع واجب الوجود رب تعالیٰ کی ذات مبارکہ ہے۔ اسم جلالت اللہ کی تعریف واجب سے کی گئی ہے اس لیے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ تمام نئی چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اور تمام ممکنات کا سلسلۂ آغاز اسی کی ذات کے زیر قدرت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قدیم ازلی اور منزہ ہے ہر قسم کے اجسام واعراض سے (اور اسے کوئی نئی چیز پیدا کرنے کے حوالے سے کسی دوسرے کی حاجت بھی نہیں)، اور یہی وجہ اللہ تعالیٰ کے واجب الوجود ہونے کی ہے جو اس ذات مقدسہ کی جانب وضع کی گئی ہے۔ (شرح عقائد، بحث ان العالم محدث، ص ۳۲)

شکر کرنے یا نہ کرنے کا بیان:

۲......سختی اور مصیبت میں شکر ادا کرنا لازم ہے کیونکہ کفر کی مصیبت کے سوا اور کوئی ایسی مصیبت نہیں ہے جس میں کوئی ایک خوبی موجود نہ ہو لیکن تم اس سے واقف اور آگاہ نہیں ہو حق تعالیٰ تمہاری بھلائی کو خوب جانتا ہے بلکہ ہر بلا پر پانچ طرح کا شکر واجب ہے ایک یہ کہ اس کی مصیبت کا تعلق جسم سے تھا دین سے نہ تھا، کسی شخص نے شیخ عبداللہ بن سہل تستری سے پوچھا کہ چور میرے گھر میں گھس کر تمام مال چرا کرلے گیا انہوں نے فرمایا کہ اگر شیطان تیرے دل کے اندر گھس کر ایمان چرا کرلے جاتا تو کیا کرتا۔

دوسری قسم شکر کی یہ ہے کہ کوئی بیماری اور بلا ایسی نہیں ہے کہ دوسری اس بلا سے بدتر نہ ہو پس اس پر شکر کرو کہ تم بدتر بلا اور مصیبت میں گرفتار نہیں ہوئے جو شخص ہزار مار کے لائق ہو اور سو سے زیادہ اس کو نہ ماریں تو یہ اس کے لئے شکر کا مقام ہے۔ منقول ہے کہ

کسی بزرگ کے سر پر ایک شخص نے طشت بھر کر خاک ڈال دی، انہوں نے شکر ادا کیا، لوگوں نے پوچھا کہ شکر کا کون سا موقع ہے تو انہوں نے کہا کہ میں تو اس لائق تھا کہ مجھ پر طشت بھر کر انگارے ڈالے جاتے اور اس کے بجائے راکھ ڈالی گئی تو یہ مقام شکر گذاری کا ہے۔

تیسرے یہ کہ کوئی دنیاوی عذاب ایسا نہیں ہے جس کو آخرت پر موقوف رکھا جائے، آخرت کا عذاب تو اس سے سخت اور بدتر ہوگا، پس اس بات کا شکر بجالائے کہ یہ عذاب دنیا میں ہوا اور دنیا کا عذاب آخرت کی رہائی کا سبب ہے، حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کو دنیا میں عذاب دیا جاتا ہے اس کو آخرت میں عذاب نہیں دیں گے، کیونکہ سختی اور بلا گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے، پس جب انسان گناہوں سے پاک ہوگیا تو پھر اس پر عذاب کیوں ہوگا، طبیب تم کو کڑوی دوا دیتا ہے تمہاری فصد کھولتا ہے اگرچہ ان دونوں سے اذیت ہوتی ہے لیکن شکر کا مقام ہے کہ تم نے اس تھوڑی تکلیف سے بڑی بیماری سے نجات پالی۔

چوتھی قسم یہ ہے کہ جو بلا تم پر آنے والی تھی وہ لوحِ محفوظ میں لکھی تھی وہ آئی اور آ کر ٹل گئی، تب بھی مقام شکر ہے، شیخ ابوسعید ابو الخیر گدھے پر سے گر گئے انہوں نے الحمد للہ کہا، لوگوں نے پوچھا کہ شکر کس بات کا ادا کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ گدھے سے اس طرح گرنا ازل میں مقدر ہو چکا تھا اور گدھے پر سے گرنے سے یہ آفت ٹل گئی، پس اس آفت کے گزر جانے پر اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں۔

پانچویں قسم یہ ہے کہ دنیا کی مصیبت دو وجہ سے آخرت کے ثواب کا باعث ہوتی ہے ایک یہ کہ اس مصیبت کا اجر بڑا ہے اور دوسرا باعث یہ کہ سب گناہوں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم نے دنیائے فانی سے ایسا دل لگایا کہ اس کو اپنی بہشت سمجھ لیا اور خداوند تعالیٰ کے حضور میں جانے کو قید خانہ تصور کیا کرتا تھا اور جس کو دنیا میں مصیبت میں گرفتار کرتے ہیں اس کا دل دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے اور دنیا اس کے حق میں قید خانہ اور موت نجات بن جاتی ہے اور کوئی بلا ایسی نہیں ہے جس میں حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ نہ ہو، حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے دوستوں کی غم خواری ان کو محنت و بلا میں گرفتار کر کے فرماتا ہے جس طرح تم دنیا میں کسی کی خبر گیری اور غم خواری کھانے پینے سے کرتے ہو۔ (ماخوذ از کیمائے سعادت مترجم، ص ۶۹۰)، (عطائین، ج۱، ص ۲۰۱)

بیٹیوں کے فضائل:

سے......امام رازی لکھتے ہیں کہ جو لوگ بیٹیوں کو قتل کرتے تھے ان کفار کے طریقے جدا جدا تھے، ان میں سے بعض گڑھا کھود کر بیٹی کو اس میں ڈال کر گڑھا بند کر دیتے حتیٰ کہ وہ مر جاتی، اور بعض اس کو پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دیتے تھے، بعض اس کو غرق کر دیتے تھے، بعض اس کو ذبح کر دیتے تھے،، ان کا یہ اقدام بعض اوقات غیرت اور حمیت کی بناء پر ہوتا تھا اور بعض اوقات فقر و فاقہ کے خوف کی وجہ سے وہ ایسا کیا کرتے تھے۔ (الرازی، ج۷، ص ۲۲۵ وغیرہ)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کون و مکان مکی مدنی سلطان ﷺ نے فرمایا "جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا بہنیں ہوں پھر وہ ان کی اچھی طرح پرورش کرے اور ان کی معاملے میں اللہ عزوجل سے ڈرتا رہے تو اس کے لئے جنت ہے"۔ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی النفقة، رقم ۱۹۲۳، ص ۵۷۰)

☆......ایک روایت میں ہے: "جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک

روایت میں ہے: "پھر وہ ان کی اچھی تربیت کرے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو اس کے لئے جنت ہے"۔
(ایضا، رقم ۱۹۱۹، ص ۵۶۹)

☆......انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے دولڑکیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ دونوں بالغ ہوگئیں، آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر فرمایا قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح ہوں گے"۔
(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب: فضل احسان الی البنات، رقم: ۶۵۹۰/ ۲۶۳۱، ص ۱۲۹۵)

اللہ عزوجل کے لیے اچھی صفات کا معنی:

ے...... یہاں ان لوگوں کا بیان ہے جو اللہ کے لئے بیٹیوں کو مانتے ہیں حالانکہ اپنے لیے پسند نہیں کرتے، پھر فرمایا کہ ان ہی کی بُری صفات ہیں یعنی یہ لوگ جاہل گمراہ ہیں۔ جاہل اس لیے کہ نہیں جانتے کہ اللہ کی اولاد نہیں ہوسکتی کیونکہ اولاد والد کی جنس سے ہوتی ہے۔ پس ہونا یہ چاہیے کہ اللہ کے لیے وہی صفات بیان کی جائیں جو مالک بحر و بر نے خود اپنے لیے بیان کیے۔

اغراض: ملکا و خلقا و عبیدا: یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اللہ کی مخلوق ہے، اللہ عزوجل ان میں جیسا چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔

والعامل فيه معنى الظرف: جار و مجرور سے حاصل ہونے والے مفہوم کو قائم رکھنے کے لیے، یعنی اللہ عزوجل کا دین اس کے لیے ہمیشہ قائم رہنے کے لیے ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ الدین ترکیب میں جار مجرور سے مل کر فاعل ہے، اگر الدین کو مبتدا مؤخر بنائیں اور جار مجرور کو خبر مقدم کریں تو مفسر کا قول نامناسب رہے گا کہ عامل ایک ہی ہے اور مبتدا خبر کا معمول نہیں ہوسکتا، پس اس صورت میں بہتر صورت یہی ہے کہ دائما کو کائن کی ضمیر سے حال بنائیں، تقدیر عبارت یوں ہوگی 'والدين ثابت له حال كونه واصبا"۔

والاستفهام للانكار: یعنی تمہارے لیے اللہ کے سوا کسی سے ڈرنا جائز نہیں ہے، نہ تو اس کے سوا کسی سے ڈرو نہ ہی کسی اور کی عبادت کرو، پس حکم صرف اللہ ہی کا مانو، جیسا کہ اپنے رسول کی بات ماننا اور حقیقت میں یہی پرہیزگاری ہے۔

او موصولة: بمعنی الذی ہے، اور جار مجرور محذوف صلہ ما کے متعلق ہیں۔

عاقبة ذلك یعنی جہنم میں ہمیشہ رہنا۔ **من الحرث:** لما کا بیان ہے، مراد کھیتیاں ہیں۔

وهي الاصنام: لما کی تفسیر ہے، مشرکین بتوں کو خدا بناتے ہیں حالانکہ یہ بت نہ تو انہیں نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

وفيه التفات عن الغيبة: یہ جملہ کافروں پر زجر و توبیخ میں زیادتی کرنے کے لیے ہے۔

بقولهم الملائكة بنات الله : یہاں پر وہ بنات مراد نہیں ہیں جو ان کی سُلبی بیٹیاں ہیں بلکہ یہاں تو وہ بنات مراد ہیں جو یہ کفار اللہ کی جانب منسوب کرتے ہیں یعنی فرشتے، جنہیں اللہ کی بیٹیاں بناتے ہیں، اس قول کے قائل بنو کنانہ اور خزاعہ تھے۔

بهذا المحل: مراد حقارت اور ذلت ہے۔ **في خلقه:** مراد کسی چیز کو اس کے محل میں رکھنا ہے۔

في ملكه: یعنی اللہ اپنی ملکیت میں غالب ہے، اسے کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی۔
(الصاوی، ج ۳، ص ۲۷۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ﴾ بِالْمَعَاصِيْ ﴿مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا﴾ اَيِ الْاَرْضِ ﴿مِنْ دَآبَّةٍ﴾ نَسَمَةٍ تَدُبُّ

عَلَيْهَا﴿وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (۶۱)﴾ عَلَيْهِ﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ﴾لِاَنْفُسِهِمْ مِنَ الْبَنَاتِ وَالشَّرِيْكِ فِي الرِّيَاسَةِ وَاِهَانَةِ الرُّسُلِ ﴿وَتَصِفُ﴾تَقُوْلُ﴿اَلْسِنَتُهُمُ﴾مَعَ ذَالِكَ﴿الْكَذِبَ﴾وَهُوَ﴿اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ﴾ عِنْدَ اللّٰهِ اَيِ الْجَنَّةِ كَقَوْلِهِ وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى قَالَ تَعَالٰى﴿لَا جَرَمَ﴾حَقًّا﴿اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ(۶۲)﴾مَتْرُوْكُوْنَ فِيْهَا اَوْ مُقَدَّمُوْنَ اِلَيْهَا وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِكَسْرِ الرَّاءِ مُتَجَاوِزُوْنَ﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾رُسُلًا﴿فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ﴾السَّيِّئَةَ فَرَاَوْهَا حَسَنَةً فَكَذَّبُوا الرُّسُلَ﴿فَهُوَ وَلِيُّهُمُ﴾مُتَوَلِّيْ اُمُوْرِهِمْ﴿الْيَوْمَ﴾اَيْ فِي الدُّنْيَا﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۶۳)﴾مُؤْلِمٌ فِي الْاٰخِرَةِ وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِالْيَوْمِ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ عَلٰى حِكَايَةِ الْحَالِ الْاٰتِيَةِ اَيْ لَا وَلِيَّ لَهُمْ غَيْرُهٗ وَهُوَ عَاجِزٌ عَنْ نَصْرِ نَفْسِهٖ فَكَيْفَ يَنْصُرُهُمْ﴿وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ﴾يَامُحَمَّدُ﴿الْكِتٰبَ﴾الْقُرْآنَ﴿اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ﴾لِلنَّاسِ﴿الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ﴾مِنْ اَمْرِ الدِّيْنِ﴿وَهُدًى﴾عَطْفٌ عَلٰى لِتُبَيِّنَ﴿وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ(۶۴)﴾بِهٖ﴿وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ﴾بِالنَّبَاتِ﴿بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ﴾يُبْسِهَا﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ﴾الْمَذْكُوْرِ﴿لَاٰيَةً﴾دَالَّةً عَلَى الْبَعْثِ﴿لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ (۶۵)﴾سِمَاعَ تَدَبُّرٍ.

﴿ترجمہ﴾

اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم .... (نافرمانی) پر گرفت کرتا تو نہیں چھوڑتا (زمین میں) کوئی چلنے والا (یعنی جاندار) لیکن انہیں ایک ٹھہرائے وعدے تک مہلت دیتا ہے پھر جب ان کا وعدہ آئے گا نہ پیچھے رہے (ان سے) ایک گھڑی اور نہ آگے بڑھیں (ان پر) اور اللہ کے لیے وہ ٹھہراتے ہیں جو اپنے لیے ناگوار ہے (یعنی اپنے لیے بیٹیاں ناپسند کرتے ہیں اور ریاست میں شریک اور رسولوں کی توہین ہے) اور بیان کرتی ہیں (تصف بمعنی تقول ہے) ان کی زبانیں (یعنی مذکورہ باتیں) جھوٹ (اور وہ یہ ہے کہ) ان کے لیے بھلائی ہے (اللہ کے پاس یعنی جنت، اللہ کے اس فرمان کے تحت کہ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی، اللہ عزوجل فرماتا ہے) کوئی شک نہیں (یہ سچ ہے کہ) ان کے لیے آگ ہے اور وہ حد سے گزارے ہوئے ہیں (جہنم میں جھونکے جانے والے، یا سب سے پہلے جہنم میں داخل کیے جانے والے اور ایک قرائت میں مفرطون راء کی کسرہ کے ساتھ ہے یعنی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں) خدا کی قسم ہم نے تم سے پہلے کتنی امتوں کی طرف (رسول) بھیجے تو شیطان نے ان کے کرتوت ان کی آنکھوں کے سامنے بھلے کر دکھائے .... (یعنی انہیں ان کے برے اعمال اچھے کر دکھائے تو انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا) آج (یعنی دنیا میں)۔

اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مولم ہے، آخرت میں، ایک قول حال کی حکایت کرتے ہوئے قیامت کے دن کا عذاب مراد ہے، اس دن ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا اور خود اپنی ذات کو بچانے سے عاجز ہونگے پھر دوسروں کی مدد کیسے کر سکیں گے؟) اور ہم نے تم پر (اے محمد ﷺ!) نازل نہیں کی کتاب (قرآن مجید) مگر (لوگوں کو) بیان کرنے کے لئے جو (دینی معاملات) میں اختلاف کرتے ہیں اور ھدایت (ھدی کا عطف لتبین پر ہے) اور رحمت ایمان والوں کے لئے (اس کے سبب) اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو اس سے زمین (نباتات) پیدا کیے مردہ (خشک) ہونے کے بعد، بیشک اس میں (مذکورہ حکم میں) نشانی ہے (بعث بعد الموت پر) سننے والی قوم کے لئے (جو قبولیت کے کانوں سے) سنتی ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمھم ما ترک علیھا من دابۃ﴾.

و : عاطفہ، لو : شرطیہ، یواخذ اللہ الناس بظلمھم : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط ، ما ترک: فعل نفی بافاعل، علیھا: ظرف مستقر حال مقدم، من : زائدہ، دابۃ :ذوالحال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولکن یؤخرھم الی اجل مسمی فاذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون﴾.

و: عاطفہ، لکن : استدراک، یؤخرھم : فعل بافاعل ومفعول، الی اجل مسمی : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: مستانفہ، اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول خبر مقدم، جاء اجلھم : فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، لا یستاخرون ساعۃ: فعل بافاعل وظرف ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولا یستقدمون : جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر جزاء ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویجعلون للہ ما یکرھون وتصف السنتھم الکذب ان لھم الحسنی﴾.

و: عاطفہ : یجعلون للہ : فعل بافاعل وظرف لغو، مایکرھون : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و :عاطفہ : تصف السنتھم :۔ فعل بافاعل، الکذب : مبدل منہ، ان لھم الحسنی : جملہ اسمیہ بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لاجرم ان لھم النار وانھم مفرطون﴾.

لاجرم : بمعنی "ثبت" فعل، ان :حرف مشبہ، لھم : ظرف مستقر خبر مقدم، النار : اسم، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ، انھم : حرف مشبہ واسم، مفرطون : خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف ،ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک﴾.

ت : قسمیہ جار، اللہ : اسم جلالت مجرور، ملکر ظرف مستقر " اقسم" فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ، لام :تاکیدیہ، قد : تحقیقیہ، ارسلنا : فعل بافاعل، الی : جار، امم : موصوف، من قبلک ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فزین لھم الشیطن اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم﴾.

ف:عاطفہ زین لھم الشیطن اعمالھم : فعل وظرف لغووفاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف : عاطفہ، ھو : مبتدا، ولیھم : مرکب اضافی ذوالحال، الیوم : ظرف مستقر حال ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لھم : ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب الیم: مبتدامؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما انزلنا علیک الکتب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یومنون﴾.

و:عاطفہ، ما : نافیہ، انزلنا:فعل بافاعل، علیک :ظرف لغو، الکتب : مفعول، الا : حصر، لام : جار، تبین لھم : فعل بافاعل وظرف لغو، الذی اختلفوا فیہ: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و : عاطفہ، ھدی ورحمۃ: معطوف علیہ و معطوف ،ملکر موصول، لام :جار، قوم : موصوف، یومنون : جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف ،ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ما انزل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ انزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا﴾.

و: مستانفہ، اللہ: مبتدا، انزل من السماء ماء: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، احیاء بہ: فعل بافاعل وظرف لغو، الارض: ذوالحال، بعد موتھا: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان فی ذلک لاٰیۃ لقوم یسمعون﴾

ان: حرف مشبہ، فی ذلک ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ایۃ: موصوف، لام: جار، قوم یسمعون: جملہ فعلیہ صفت ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ظلم کی تعریف، ظالمین پر عذاب کا بیان:

۱...... شیخ جرجانی فرماتے ہیں: ''کسی چیز کو اس کے غیر محل میں رکھنا ظلم ہے، شرعی لحاظ سے ظلم یہ ہے کہ حق سے باطل کی جانب تجاوز کرنا، ایک قول یہ بھی ہے کہ غیر کی ملکیت میں تصرف کرنا ظلم کہلاتا ہے یا حد سے بڑھ جانا''۔ (التعریفات، باب الظاء، ص ۱۴۷)

لوگوں کا ظلم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ زمین پر موجود سارے جانداروں کو ھلاک وبرباد کردیا جائے لیکن ایسا نہیں ہوتا، اس کی کئی وجوہات ہیں: (۱)...... آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ لوگوں کے کفر اور معصیت کی وجہ سے ان پر گرفت فرماتا تو ان کو فورا ہلاک کردیتا اور پھر ان کی نسل وجود میں نہ آتی اور یہ بات بدیہی ہے کہ ہر شخص کے آباؤ اجداد میں ایسے لوگ ضرور ہونگے جو عذاب کے مستحق ہوں اور جب انہیں ہلاک کردیا جاتا تو ان کی نسل کیسے آگے بڑھتی اور اس سے یہ لازم آتا کہ دنیا میں کوئی آدمی بھی نہ ہوتا اور جب دنیا میں انسان نہ ہوتے تو پھر جانور بھی نہ ہوتے، کیونکہ جانوروں کو انسانوں کے فائدے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔(۲)...... جب لوگ کفر ومعصیت کرتے تو اللہ سب انسانوں اور جانوروں کو ہلاک کردیتا اور ظالموں کے حق میں یہ ہلاکت عذاب ہوتی اور غیر ظالموں کے حق میں یہ ہلاکت امتحان ہوتی اور ان کو اس پر آخرت میں اجر ملتا۔(۳)...... احادیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات اللہ لوگوں کو بالعموم ہلاک کردے گا اور ان میں صالحین بھی ہونگے اور فاسقین بھی، جیسا ہے حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب اللہ کسی قوم کو عذاب دیتا ہے تو جو لوگ بھی اس قوم میں ہوں ان سب کو عذاب پہنچتا ہے، پھر ان سے کا ان سب کے اعمال کے حساب سے حشر کیا جائے گا۔ (صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب: اذا انزل اللہ بقوم عذابا، رقم: ۷۱۰۸، ص ۱۲۲۴)، (ملخص از الرازی، ج ۷، ص ۲۲۸)

امام ابو یوسف فرماتے ہیں: رُؤْیَۃُ وَجْہِ الظَّالِمِ تُسَوِّدُ الْقُلُوْبَ ظالم کا چہرہ دیکھنا دل کو کالا کرتا ہے'' (سبع سنابل، ص ۹۵)

اعمال کی تزیین وآرائش شیطان کی طرف سے ہے:

۲...... علامہ محمد آفندی اپنی مایہ ناز کتاب ''الحدیقۃ الندیۃ'' میں فرماتے ہیں: وان الشیطان للانسان عدو مبین یصد عنہ صدا باقصی جھدا انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر فخذوا حذرکم واتخذوہ عدوا فانہ کلب منیر لغایۃ بغیتہ سلب الایمان والخلود الدائم فی النیران ثم الفسق بہ الا عند الیاس من غیرہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ من شـــرہ یعنی بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے وہ اپنی انتہائی کوشش سے بندے کو اُخروی کامیابی سے روکتا ہے۔ وہ اپنے پیروکاروں کو اس لئے اپنی طرف بلاتا ہے تاکہ وہ جہنمی ہوجائیں، لہٰذا تم ہوشیار رہو اور اسے اپنا دشمن ہی رکھو کیونکہ وہ ہلاک کرنے والا کتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی چاہت یہ ہے کہ بندے کا ایمان چھن جائے اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بن جائے یا پھر وہ ظاہری فسق اور اپنی جان پر ظلم

(یعنی نافرمانی) کرنے والا ہوجائے اور شیطان کی ادنیٰ چاہت یہ ہے کہ (اگر بندہ سلب ایمان اور ظاہری نافرمانی سے بچ بھی جائے تو) وہ بھلائی کے کاموں سے رک جائے اور بلند مراتب اور علمی درجات حاصل نہ کرے اور شیطان ان آخری دو باتوں کی طرف اسی وقت آتا ہے جب سلب ایمان اور ظاہری فسق میں مبتلا کرنے سے مایوس ہوجائے اور ہم اس کے شر سے بار بار اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

﴿واذ زین لھم الشیطان اعمالھم وقال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم یعنی اور جب کہ شیطان نے ان کی نگاہوں میں ان کے کام بھلے کر دکھائے اور بولا آج تم پر کوئی شخص غالب آنے والا نہیں اور تم میری پناہ میں ہو (الانفال: ۴۸)﴾۔ علامہ بیضاوی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: "اس سے مراد شیطان نے ان (کفار) کی نگاہ میں ان کی رسول سے دشمنی وغیرہ اعمال کو اچھا کر کے دکھایا اور انہیں اس طرح کے وسوسے میں ڈالا وقال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم یعنی اس نے کفار کے دلوں میں مذکورہ بات ڈال اور یہ بھی کہ اپنے جن افعال کو وہ عبادت سمجھتے ہیں ان میں شیطان کی پیروی ان کو بچانے والی ہے یہاں تک کہ انہوں نے یہ دعا مانگی: اے پروردگار! دونوں گروہوں مین سے ایک گروہ اور دونوں دینوں میں سے افضل دین والوں کی مدد فرما"۔ (البیضاوی، ج۲، ص ۲۵)۔

اغراض: والشریک فی الریاسۃ: مراد بت ہیں، انہیں اللہ کی الوہیت میں شریک بنالیا۔

واھانۃ الرسل: جیسا کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کی اہانت کی، اپنے لیے بیٹیوں کو ناپسند فرماتے اور اللہ کے لیے اس کی سلطنت میں شریک بناتے اور رسولوں کی تذلیل کرتے، اپنے لئے جو ناپسند کرتے اللہ کے لیے وہی منسوب کرتے جیسا کہ بیٹیاں، اور اللہ کی خدائی میں دوسروں کو شریک کرتے۔

قال تعالیٰ: اللہ عزوجل کا فرمان ﴿لا جرم ان اللہ یعلم ...... الخ (النحل: ۲۳)﴾ کافروں کے قول کے رد بلیغ اور زجر کرنے کے لیے ہے۔

او مقدمون الیھا: یعنی دوسروں کے مقابلے میں پہلے یہی مذکورہ اوصاف کے حاملین کفار جہنم میں جائیں گے۔

ای لا ولی لھم: یعنی اللہ ان کا مددگار و مستعان نہ ہوگا۔ **من امر الدین:** مراد توحید، عبادات و معاملات وغیرہ کے احکامات ہیں۔

دالۃ علی البعث: یعنی اللہ اس بات پر قادر ہے کہ زمین کو خشک ہوجانے کے بعد پانی کے ذریعے دوبارہ زندہ کر دے، اس بات پر بھی قادر ہے کہ انسان کو مر جانے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے کھڑا کر دے۔

سماع تدبر: مراد دلوں کا سماع (سُننا) ہے، نہ کہ کانوں کا سماع۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۷۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿وَاِنَّ لَکُمۡ فِی الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَۃً ؕ﴾ اِعۡتِبَارًا ﴿نُسۡقِیۡکُمۡ﴾ بَیَانٌ لِّلۡعِبۡرَۃِ ﴿مِّمَّا فِیۡ بُطُوۡنِہٖ﴾ اَیِ الۡاَنۡعَامِ ﴿مِنۡ﴾ لِلۡاِبۡتِدَاءِ مُتَعَلِّقَۃٌ بِنُسۡقِیۡکُمۡ ﴿بَیۡنِ فَرۡثٍ﴾ ثُفۡلُ الۡکَرِشِ ﴿وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا﴾ لَا یَشُوۡبُہٗ شَیۡءٌ مِّنَ الۡفَرۡثِ وَالدَّمِ مِنۡ طَعۡمٍ اَوۡ لَوۡنٍ اَوۡ رِیۡحٍ وَّھُوَ بَیۡنَھُمَا ﴿سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیۡنَ ﴿۶۶﴾﴾ سَھۡلُ الۡمُرُوۡرِ فِیۡ حَلۡقِھِمۡ لَا یَغُصُّ بِہٖ ﴿وَمِنۡ ثَمَرٰتِ النَّخِیۡلِ وَالۡاَعۡنَابِ﴾ ثَمَرٌ ﴿تَتَّخِذُوۡنَ مِنۡہُ سَکَرًا﴾ خَمۡرًا تُسۡکِرُ سُمِّیَتۡ بِالۡمَصۡدَرِ وَھٰذَا قَبۡلَ تَحۡرِیۡمِھَا ﴿وَّرِزۡقًا حَسَنًا ؕ﴾ کَالتَّمۡرِ وَالزَّبِیۡبِ وَالۡخَلِّ وَالدِّبۡسِ ﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ﴾ الۡمَذۡکُوۡرِ ﴿لَاٰیَۃً﴾ عَلٰی

قُدْرَتِهٖ ﴿لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴿٦٧﴾﴾ يَتَدَبَّرُوْنَ ﴿وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ﴾ وَحْيَ اِلْهَامٍ ﴿اَنِ﴾ مُفَسِّرَةٌ اَوْ مَصْدَرِيَّةٌ ﴿اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا﴾ تَاْوِيْ اِلَيْهَا ﴿وَمِنَ الشَّجَرِ﴾ بُيُوْتًا ﴿وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ﴿٦٨﴾﴾ اَيِ النَّاسِ يَبْنُوْنَ لَكِ مِنَ الْاَمَاكِنِ وَاِلَّا لَمْ تَاْوِ اِلَيْهَا ﴿ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ﴾ اُدْخُلِيْ ﴿سُبُلَ رَبِّكِ﴾ طُرُقَهٗ فِيْ طَلَبِ الْمَرْعٰى ﴿ذُلُلًا﴾ جَمْعُ ذَلُوْلٍ حَالٌ مِنَ السُّبُلِ اَيْ مُسَخَّرَةٌ لَكِ فَلَا تَعْسُرُ عَلَيْكِ فَاِنْ تَوَعَّرَتْ وَلَا تَضِلِّيْ عَنِ الْعَوْدِ مِنْهَا وَاِنْ بَعُدَتْ وَقِيْلَ حَالٌ مِنَ الضَّمِيْرِ فِيْ اُسْلُكِيْ اَيْ مُنْقَادَةٌ لِمَا يُرَادُ مِنْكِ ﴿يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ﴾ هُوَ الْعَسَلُ ﴿مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ﴾ مِنَ الْاَوْجَاعِ قِيْلَ لِبَعْضِهَا كَمَا دَلَّ عَلَيْهِ تَنْكِيْرُ شِفَاءٍ اَوْ لِكُلِّهَا بِضَمِيْمَةٍ اِلٰى غَيْرِهٖ اَقُوْلُ وَبِدُوْنِهَا بِنِيَّتِهٖ وَقَدْ اَمَرَ بِهٖ ﷺ مَنِ اسْتَطْلَقَ بَطْنُهٗ رواه الشيخان ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴿٦٩﴾﴾ فِيْ صُنْعِهٖ تَعَالٰى ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ﴾ وَلَمْ تَكُوْنُوْا شَيْئًا ﴿ثُمَّ يَتَوَفّٰكُمْ﴾ عِنْدَ اِنْقِضَاءِ آجَالِكُمْ ﴿وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ﴾ اَيْ اَخَسِّهٖ مِنَ الْهَرَمِ وَالْخَرَفِ ﴿لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا﴾ قَالَ عِكْرِمَةُ مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ لَمْ يَصِرْ بِهٰذِهِ الْحَالَةِ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ﴾ بِتَدْبِيْرِ خَلْقِهٖ ﴿قَدِيْرٌ﴿٧٠﴾﴾ عَلٰى مَا يُرِيْدُهٗ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک تمہارے لیے چوپایوں میں نگاہ حاصل کرنے (یعنی غور کرنے) کی جگہ ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں (نگاہ حاصل ہونے کا بیان ہے) اس چیز میں سے جوان (جانوروں) کے پیٹ میں ہے (من ابتدائیہ ہے اور اس کا تعلق نسقیکم کے ساتھ ہے) گوبر (اوجھری کی غلاظت) اور خون کے بیچ میں سے خالص (جس کے ذائقہ میں گوبر وخون کا شائبہ تک نہ ہو اور نہ ہی بو ورنگت پائی جائے) سہل اترتا پینے والوں کے لیے......١......(یعنی گلے سے آسانی سے اترتا ہے، پینے میں تنگی نہ کرے) اور کھجور وانگور کے پھل میں سے (ثمرت جمع ہے ثمر کی) کہ اس سے نبیذ بناتے ہو......٢......(یعنی نشہ آور شراب، سکر مصدر بمعنی شراب کے ہے اور یہ نزول تحریم سے پہلے ہوتا تھا) اور اچھا رزق (کھجور، خشک انگور، سرکہ اور کھجور کا شیرہ) بیشک اس میں (مذکورہ باتوں میں) نشانی ہے (اللہ ﷻ کی قدرت پر) عقل والوں کے لیے (جو تدبر کرتے ہیں) اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی......٣......کو وحی (الہام) کیا کہ (ان مفسرہ یا مصدریہ ہے) کہ پہاڑوں میں گھر بنا (اس میں ٹھکانہ کرنے کے لیے) اور درختوں (میں گھر) اور چھتوں میں (یعنی لوگ مکھیوں کے لیے چھتے بناتے ہیں اور بغیر الہام کے ایسا نہ ہوتا) پھر ہر قسم کے پھلوں میں سے کھا اور راہیں طے کر (اسلکی بمعنی ادخلی ہے) اپنے رب کی (یعنی اپنی غذا کی تلاش کر، الہام کے مطابق) جو تیرے لیے آسان اور نرم ہیں (ذلل جمع ہے ذلول کی، سبل سے حال واقع ہو رہا ہے یعنی تیرے لیے مسخر ہیں اور اس میں کوئی دشواری نہیں ہے اور اگر دشواری ہوتی تو واپس لوٹ کر نہ آسکتی اگرچہ کتنے ہی دور سہی اور ایک قول یہ ہے کہ ذللا، اسلکی کی ضمیر سے حال ہے یعنی جو تیرے لیے الہام کیا گیا ہے تو وہی کرتی رہ) اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز (شہد) رنگ برنگ نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے......٤......(یعنی امراض سے نجات ہے، جب کہ بعض کے نزدیک کچھ

امراض سے نجات حاصل ہوتی ہے جس پر لفظ شفاء کا نکرہ ہونا دلالت کرتا ہے یا کل امراض سے نجات حاصل ہوتی ہے چہ جائے کہ موسم سرما کے امراض ہوں یا گرما کے اور اس کے ساتھ کوئی اور چیز نہ ہی ملائی جائے، مولانا جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں کہ شفاء جازمہ کی نیت سے بھی شہد استعمال کیا جاسکتا ہے، سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا شیخین کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ میں پیٹ کے درد کی شکایت کی تو اسے شہد پینے کا حکم ارشاد فرمایا) بیشک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کے لیے (جو اللہ ﷻ کی صنعت میں دھیان کرتے ہیں) اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا (جب تمہارا کچھ وجود نہ تھا) پھر تمہاری جان قبض کرے گا (تمہاری اجل کے وقت) اور تم میں سے کوئی سب سے ناقص عمر کی جانب پھیرا جاتا ہے (بڑھاپے اور عقل کے شدید خراب کرنے والے بڑھاپے کی طرف) تاکہ جاننے کے بعد بھی کچھ نہ جانے ......۵......(عکرمہ کا قول ہے کہ جو قرآن پڑھے وہ اس شدید بڑھاپے کی حالت کو نہ پہنچے گا) بیشک اللہ جانتا ہے (اپنے خلق کی تدبیر) اور سب کچھ کرسکتا ہے (جو وہ چاہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشربین﴾۔

و: عاطفہ، ان: حروف مشبہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، فی الانعام: ظرف مستقر حال مقدم، لام: تاکیدیہ، عبرۃ: ذوالحال ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، نسقیکم: فعل بافاعل ومفعول، من: جار، ما فی بطونہ: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، من بین فرث ودم: ظرف مستقر حال مقدم، لبنا: موصوف، خالصا: صفت اول، سائغا للشربین: شبہ جملہ صفت ثانی، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، نسقی فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، مبتدا محذوف "ھی" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن ثمرت النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا ورزقا حسنا﴾۔

و: عاطفہ، من ثمرت النخیل والاعناب: ظرف مستقر خبر مقدم "ثمر" موصوف محذوف، تتخذون منہ: فعل بافاعل وظرف لغو، سکرا ورزقا حسنا: معطوف علیہ، معطوف ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان فی ذلک لایۃ لقوم یعقلون﴾۔

ان: حرف مشبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ایۃ: موصوف، لقوم یعقلون: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون﴾۔

و: مستانفہ، اوحی ربک: فعل بافاعل، الی النحل: ظرف لغو، ان: مفسرہ، اتخذی: فعل بافاعل، من الجبال: معطوف علیہ، ومن الشجر: معطوف اول، ومما یعرشون: معطوف ثانی ملکر ظرف لغو، بیوتا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان مفسرہ سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربک ذللا﴾۔

ثم: عاطفہ، کلی: فعل بافاعل، من کل الثمرات: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اسلکی: فعل بافاعل، سبل ربک ذوالحال، ذللا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ معطوف، ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس ان فی ذلک لایۃ لقوم یتفکرون﴾۔

یخرج من بطونها : فعل بافاعل ظرف لغو، شراب : موصوف، مختلف الوانه : شبہ جملہ صفت اول، فیه: خبر مقدم، شفاء للناس: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی، ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ، ان :حرف مشبہ،فی ذلک:ظرف مستقر خبر مقدم، لاية لقوم یتفکرون : اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله خلقکم ثم یتوفکم ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئا﴾.

و: مستانفہ، الله : مبتدا، خلقکم : جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ثم یتوفکم : جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ، و : عاطفہ، منکم : ظرف مستقر خبر مقدم، من : موصولہ،یرد :فعل باضمیر نائب الفاعل، الی ارذل العمر : ظرف لغو، لام: جار، کی: مصدر یہ، یعلم : فعل بافاعل، بعد علم : ظروف، شیئا :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور ،ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتداء مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علی محذوف " منکم من یبقی محتفظا بقوة جسمه وعلقه".

﴿ان الله علیم قدیر﴾

ان الله : حرف مشبہ واسم، علیم : خبر اول، قدیر :خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

غلاظت اورخون کی موجودگی میں صاف دودھ پیدا کرنا:

۱......اس مقام پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ خون اور دودھ اوجھڑی میں یقیناً پیدا نہیں ہوتا، جب جانور کو ذبح کیا جاتا ہے تو اوجھڑی الگ کردی جاتی ہے اور اس میں نہ تو خون ہوتا ہے نہ ہی دودھ، پھر اس طرح کے استدلال کا کیا فائدہ؟ صحیح بات یہ ہے کہ جب کوئی جان دار غذا کھاتا ہے تو اگر وہ جاندار انسان ہو تو غذا اس کے معدے میں پہنچ جاتی ہے اور اگر مویشی ہو تو اوجھڑی میں پہنچ جاتی ہے، مویشیوں میں سے بھی جب مادہ مویشی غذا کھائے تو وہ غذا یا چارہ اوجھڑی میں پہنچ کر پک جاتا ہے اور ہضم اول حاصل ہوتا ہے، پس صاف جو ہر جگر جذب کر لیتا ہے اور کثیف اجزاء انتڑیوں میں اتر جاتے ہیں اور یہی صاف جو ہر جو جگر میں پہنچا مزید پکنے کے عمل کو طے کر کے خون بنتا ہے اور یہ ہضم ثانی ہے اور یہ خون صفراء وسوداء سے مخلوط ہوتا ہے اور اس میں پانی کے اجزاء بھی ہوتے ہیں، اب صفراء تلی کی طرف چلا جاتا ہے اور پانی گردوں کی طرف چلا جاتا ہے اور گردوں سے مثانے کی جانب اور خون رگوں میں چلا جاتا ہے اور یہ وہ رگیں ہیں جو جگر میں پیدا ہوتی ہیں اور یہاں ہضم ثالث حاصل ہوتا ہے، اب جگر اور تھنوں کے مابین باریک باریک رگیں ہیں، جگر سے خون ان رگوں میں آتا ہے اور رگوں سے تھنوں میں اترتا ہے،ان تھنوں میں سفید رنگ کے نرم ونازک غدود ہوتے ہیں جو کہ اللہ کی قدرت سے دودھ میں منتقل ہوتے ہیں یعنی یہی خون اپنی سرخی چھوڑ کر دودھ کی رنگت وذائقہ اختیار کر لیتا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ مذکر کے بطن میں دودھ کیوں نہیں پیدا ہوتا؟ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ہر حیوان کا ایک مزاج ہے، نر حیوان کا مزاج گرم وخشک ہوتا ہے جب کہ مادہ کا مزاج سرد ترین ہوتا ہے۔ چونکہ مونث کے بطن میں بچہ رہتا ہے اس لیے مونث کے بطن کو زیادہ رطوبات والا رکھنا ضروری ہے۔اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ بچہ رطوبتوں سے پیدا ہوتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ مادہ کے جسم میں

زیادہ رطوبتیں ہوں، ایک وجہ یہ ہے کہ بچہ بتدریج بڑا ہوتا ہے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مادہ کے جسم میں بڑھنے کی صلاحیت ہو۔ پس واضح ہے کہ مادہ اور اس کے پیٹ میں موجود بچے کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ رطوبتیں ماں کے پستانوں اور تھنوں میں پہنچ جاتی ہیں تاکہ وہ اس نومولود بچہ کی غذا کا مادہ بن جائیں، پس یہ فرق مذکر و مونث میں اللہ نے رکھا ہے۔ (الرازی، ج۷، ص۲۳۲ وغیرہ)

کھجور اور انگور کا ناجائز استعمال :

۲۔۔۔۔۔اللہ نے طرح طرح سے کائنات کو سجا کر ہمارے لئے بے شمار منفعتیں پیدا کر دی ہیں، بس ہونا یہی چاہیے کہ ہر چیز جو استعمال کی جا رہی ہے شرعی نقطہ نگاہ سے اس کی حلت و حرمت دیکھ لی جائے، مبادا ناجائز طریقے سے حاصل ہونے والی جائز حاجت کو پورا کرنا بھی ناجائز ہو جاتا ہے۔ کھجور و انگور جیسے پھل کھانا جائز ہے لیکن فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ کھجوروں یا انگوروں کو پانی میں ڈال دیا جائے تو اس پانی کو نبیذ کہتے ہیں پھر اس کو ہلکا سا جوش دیا جائے تو یہ نبیذ حلال ہے، اور اگر اس کو جوش نہ دیا جائے اور وہ مشروب پڑے پڑے جھاگ چھوڑ دے تو پھر نشہ آور ہو جاتا ہے اور یہ نبیذ حرام ہے۔ (الدر المختار مع ردالمحتار، کتاب الاشربۃ، ج۱۰، ص۲۷)

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور ہر نشہ آور مشروب کا وہی حکم ہے جو خمر کا ہے یعنی وہ حرام ہے، علامہ قدامہ حنبلی فرماتے ہیں کہ ہر نشہ آور مشروب حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر، اور وہ خمر ہے اور انگور کا شیرہ کی تحریم کا جو حکم ہے وہی اس کا حکم ہے، اور اس کے پینے پر حد لگانا واجب ہے (مراد اسی کوڑے ہیں)، حضرت عمر، علی، ابن مسعود، ابن عمر، ابو ہریرہ، سعد بن ابی وقاص، ابی بن کعب، انس اور عائشہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے فقہائے تابعین و تبع تابعین میں سے طاؤس، مجاہد، قاسم، قتادہ، عمر بن عبد العزیز، مالک، شافعی، ابو ثور ابو عبید اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الاشربۃ، باب النهي عن المنكر، رقم: ۳۶۸۰، ۶۹۱)

☆۔۔۔۔۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے''۔ (المرجع السابق، رقم: ۳۶۸۱)

☆۔۔۔۔۔حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہر نشہ آور حرام ہے اور جو مشروب فرق (بارہ کلو) کی مقدار میں نشہ آور ہو اس سے ایک چلو پینا بھی حرام ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب الاشربة، باب: ما اسكر كثيره فقليله، رقم: ۱۸۷۳، ص۵۵۸)

حضرت عمر نے فرمایا: ''خمر کی تحریم نازل ہوئی اور یہ انگور، چھوہارے، شہد، گندم، اور جو سے بنتی ہے اور خمر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل ڈھانپ لے (صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باقول الله تعالى، رقم: ۵۵۸۱، ص۹۹۰)، نیز اس لئے کہ نشہ آور مشروب انگور کے شیرے کے مشابہ ہے اور امام احمد نے کہا نشہ آور مشروب پینے کی رخصت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ (المغنی، ج۳، ص۱۳۶)

علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں: انگور کے کچے شیرہ میں جب جوش پیدا ہو جائے اور گاڑھا ہو جائے اور اس میں جھاگ دینے لگے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک خمر ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک جب انگور کے کچے شیرے میں جوش آجائے اور وہ گاڑھا ہو جائے تو وہ خمر ہے خواہ اس میں جھاگ پیدا ہوں یا نہ ہوں۔ (البدائع الصنائع، کتاب الاشربة، ج۵، ص۱۷۰)

امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک خمر کے علاوہ جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار پینا جائز ہے، اور

امام محمد اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کی قلیل مقدار پینا ناجائز ہے، ان کی دلیل یہ حدیث ہے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس کی کثیر مقدار نشہ دے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے'' (سنن الترمذی، کتاب الاشربۃ، باب: ما اسکر کثیرہ، رقم: ۱۸۷۲، ص ۵۵۸)

علامہ کاسانی اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے اس حدیث کو رد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث نبی پاک ﷺ سے ثابت نہیں ہے، حافظ زیلعی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند میں ابو عثمان مجہول ہیں، امام دار قطنی نے اس حدیث کی کئی اسانید ذکر کی ہیں اور وہ سب ضعیف ہیں۔ (نصب الرایہ، ج ٥، ص ١٤)

اس حدیث کے حوالے سے دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ان لوگوں پر محمول ہے جو اس قسم کے مشروبات کو بطور لہو لعب پئیں اور جو بدن میں طاقت وقوت کے لحاظ سے اسے پئیں وہ اس حکم میں داخل نہیں ہیں، (الدر المختار مع ردالمحتار، کتاب الاشربۃ، ج ۱۰، ص ۳۳)

تیسرا جواب یہ ہے کہ جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کا وہ آخری گھونٹ ہے جس سے وہ نشہ پیدا ہوا اور اس کی قلیل مقدار جو غیر نشہ آور ہے وہ حرام نہیں ہے اور یہ حدیث اس آخری گھونٹ پر محمول ہے (البدائع الصنائع، کتاب الاشربۃ، ج ٥، ص ١٧٤)

شھد کی مکھی کا بیان:

۳..... علامہ تفتازانی فرماتے ہیں وحی کا اطلاق الہام پر بھی ہوتا ہے، الھمنی ربی یعنی مجھے میرے رب نے الہام (وحی) کی۔ (شرح العقائد النسفیہ، ص ٢٣ بغی بحث الالہام)۔ اگر اس بات کو نہ مانا جائے تو پھر یہ بتائیں کہ جانور کا پیدائشی بچہ اپنی ماں کے تھنوں کو چوستا ہے تو کیا کوئی خارجی چیز اسے سکھاتی ہے؟، اللہ اس کے دل میں بات ڈالتا ہے، جس طرح باقی فطری عمل کرتے ہیں اسی طرح یہ معاملہ بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح شہد کی مکھی کو بھی اللہ ہی سکھاتا ہے کہ وہ طرح طرح کے پھلوں کا رس چوس کر اپنے چھتے میں انڈیل دیتی ہیں۔ مولانا جلال الدین رومی ''مثنوی'' میں فرماتے ہیں ایک بار تاجدار مدینہ ﷺ نے شہد کی مکھی سے دریافت کیا کہ تو شہد کیسے بناتی ہے اس نے عرض کی یا حبیب اللہ ﷺ ہم باغ میں جا کر ہر قسم کے پھولوں کا رس چوستی ہیں پھر وہ رس اپنے میں لئے ہوئے اپنے چھتوں پر آجاتی ہیں اور وہاں اُگل دیتی ہیں وہی شہد ہے، ارشاد فرمایا کہ پھولوں کا رس ترش بھی ہوتا ہے، لیکن شہد میں مٹھاس ہی مٹھاس ہوتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو وہ کہتی ہے کہ ہم چھتے سے لیکر راستے بھر آپ ﷺ پر درود پڑھتی ہیں جس کی وجہ سے وہ ترش مزہ مٹھاس میں بدل جاتا ہے۔

طب نبوی سے علاج:

۴..... کوئی مرض لاعلاج نہیں ہے، سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر مرض کا علاج ہے، جب دوا مرض تک پہنچا دی جاتی ہے تو مرض اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الطب، باب لکل داء دواء، رقم: ٥٦٣٤/٢٢٠٤، ص ۱۱۰۳) ۔ اس حدیث پاک کی رو سے ڈاکٹروں کے اس قول کی تردید ہو گئی کہ کینسر یا فلاں بیماری لاعلاج ہے، یقیناً بڑھاپے اور موت کے سوا کوئی ایسی بیماری نہیں جس کی دوا نہ ہو، ہاں یہ الگ بات ہے کہ کئی امراض کا علاج اطباء اب تک دریافت نہیں کر پائے، بہر حال رب ذوالجلال چاہے تو دوا شفاء کا ذریعہ بنے ورنہ عین ممکن ہے کہ وہی دوا موت کا سبب بن جائے اور یہ بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ ماہر ڈاکٹر کی طرف سے ملنے والی درست دوا کے باوجود کسی مریض کو منفی اثر ہو جاتا ہے۔ اور وہ مزید بیمار، معذور یا فوت ہو جاتا ہے پھر بعض لوگوں کی جہالت کے باعث بے چارے ڈاکٹر کی شامت آجاتی ہے۔ ملا علی قاری ''مرقاۃ'' میں فرماتے ہیں ''جب اللہ کسی بیماری کی شفا نہیں چاہتا تو دواء اور مرض کے درمیان ایک

فرشتہ آڑ بن جاتا ہے جس کی وجہ سے دواء مرض پر واقع نہیں ہوتی جب شفاء کا ارادہ ہوتا ہے تو وہ پردہ ہٹا دیا جاتا ہے جس سے دوا مرض پر واقع ہو جاتی ہے اور شفاء حاصل ہو جاتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطب، باب الفصل الاول، ج۸، رقم: ۳۰۱۰، ص۳٤٥)

انسان کا ارتقائی منزلیں طے کرنا:

۵......انسانی زندگی اپنے ارتقائی منازل طے کرتی ہوئی زندگی کے شب و روز گزار رہی ہے، باپ کی پشت سے ماں کے رحم میں منتقل ہونے والا نطفہ مختلف مراحل سے گزر کر دنیا میں نومولود بچہ کی شکل میں جانا مانا جاتا ہے۔ پھر یہی نومولود بچہ اپنی زندگی کے شب وروز گزار کر بچپن، جوانی اور پھر ادھیڑ عمر تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر ارزل عمر شروع ہو جاتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ پچھتر سال کی عمر ہوتی ہے جس میں انسان بڑھاپے کی شدت کے باعث اپنے اوسان کھونے لگتا ہے۔

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم ﷺ اللہ سے پناہ طلب کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''اے اللہ میں سستی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں ارزل عمر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من ارذل العمر، رقم: ٦٣٧١، ص١١٠٧)

☆......مصعب اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا ان کلمات سے پناہ طلب کرو جن کلمات سے نبی ﷺ نے پناہ طلب فرمائی، اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، بخل سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، اور میں اس سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں ارزل عمر کی طرف لوٹا دیا جاؤں اور میں دنیا کے فتنہ اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں (المرجع السابق، رقم: ٦٣٧٤)

اغراض: والکرش: الکبد کے وزن پر ہے۔ وھو بینھما: جانور جب چارہ کھاتا ہے تو وہی چارہ پک کر جگالی بنتا ہے، پھر اللہ اسے نچلی سطح یعنی گوبر کر دیتا ہے، پھر اوسط سطح یعنی خالص دودھ بن جاتا ہے جس میں غلاظت اور خون وغیرہ کی بو نہیں ہوتی، مزید بیان حاشیہ نمبر۱ میں دیکھ لیں۔

سھل المرور: یعنی اللہ نے ماں کے دودھ کو بچے کی غذا بنا دیا، اور اسی جانور کے دودھ سے فائدہ اٹھانے والا یہ بھی دعا کرتا ہے: ''اللھم بارک لنا فیه وزدنا منه''، حالانکہ اس کے علاوہ معاملات میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ یہ کہتا ہے: ''وعوضنا خیرا منه''۔

خمرا: اہل حبشہ کی لغت میں سرکے کا نام خمر ہے، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ انگور کے رس کو جو کہ حلوہ کی مانند ہوتا ہے اسے خمر کہتے ہیں، اور اسی سے بطور تاویل سکرا بھی کہتے ہیں، اور یہ اقوال دو تفسیروں کے مطابق ہے، باقی احتمالات بھی ہو سکتے ہیں۔

وھذا قبل تحریمھا: یہ مکی سورت ہے، اور شراب کی حرمت مدینہ میں نازل ہوئی اور سورۃ المائدہ مدنی ہے جس میں شراب کی حرمت نازل ہوئی۔ والدبس: مراد کھجور کا شیرہ ہے، اور انگور کے شیرے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

المذکور: مذکورہ کیفیات (پیٹ میں چارہ، گوبر اور خون کی آمیزش) کے باوجود دودھ کا صاف شفاف نکلنا، اور شراب اور رزق کو بھی ثمرات میں شمار کر لیا۔ وحی الھام: مراد رشد وھدایت ہے، نبوت کی وحی مراد نہیں، اور یہ الھام بنی آدم میں کسی کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا، ہاں یہ ضرور ہے کہ انسان ہونا ضروری ہے۔

یبنون لک: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شہد کی مکھی کا چھتہ موم اور پانی کا ہوتا ہے جو کہ پہاڑوں پر بنا ہوا ہوتا ہے اور کبھی درختوں پر، یہ جنگلی مکھیاں ہوتی ہیں اور کبھی یہ چھتہ خالی مکانوں میں ہوتا ہے جو کہ اہلی مکھیاں کہلاتی ہیں۔

ای منقادۃ لما یراد منک۔یس یہ مکھیاں آپس میں کام تقسیم کرلیتی ہیں،بعض موم بنانے میں،بعض شہد،بعض پانی لانے میں اور بعض گھر بنانے میں مصروف ہوتی ہیں۔قبل لبعضھا: یعنی امراض وغیرہ میں،جیسا کہ بلغم،سردی لگنے،اور باقی امراض میں شہید مفید رہتا ہے۔
اقول وبدونھا بنیتہ: کلیتاً شفاء کی نیت سے شہد استعمال کیا جائے،اللہ نے اس کے استعمال کرنے میں شفاء رکھی ہے جیسا کہ فرمایا:﴿فیہ شفاء للناس یعنی اس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے﴾،سید عالم ﷺ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے بھائی کے پیٹ میں تکلیف ہے،فرمایا:''اسے شہد پلادے''اس نے حکم کی تعمیل کی لیکن بعد میں آکر دوبارہ یہی عرض کی کہ میرے بھائی کے پیٹ میں تکلیف ہے،سید عالم ﷺ نے اسے پھر شہد کے استعمال کا حکم دیا،غرض تین مرتبہ ایسا ہی ہوا،چوتھی بار جب اس نے تکلیف کی شکایت کی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا:''اللہ سچ فرماتا ہے تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے،جاؤ اسے شہد پلاؤ''بہر حال چوتھی مرتبہ میں مریض کو افاقہ ہوا۔
من قرأ القرآن: یعنی اس قرآن پر عمل بھی کرے،علماء کرام اس پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں اور پرانی حالت پر جمے نہیں رہتے۔پس اس کی تلاوت کی برکت سے عمر،علم،معرفت اور عقل میں اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ (الصاوی، ج۳،ص۲۷۷وغیرہ)

ایک اھم بات
صلوا علی الحبیب:صلی اللہ علی محمد
مفھوم کا حکم

مفہوم کی دو قسمیں ہیں ان میں پہلی قسم بالاتفاق معتبر ہے۔اختلاف دوسری قسم اور اس کی اقسام میں ہے۔شوافع کے نزدیک ماسوا مفہوم لقب کے مفہوم مخالف کی تمام ہی اقسام معتبر ہیں،اسی بناء پر شوافع علوفۃ (جس جانور کو گھر پر چارہ دیکر پالا گیا ہو) پر زکوۃ نہ ہونے،غیر حاملہ بائنہ کو نفقہ نہ دیئے جانے،مطلقہ ثلاثہ کا نکاح کرلینے کے بعد پہلے شوہر کے حق میں حلال ہوجانے،اور تہمت کی سزا اسی کوڑوں سے زائد نہ ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔احناف کے نزدیک یہ تمام ہی اقسام فقط کلام شارع میں معتبر نہیں ہیں۔ اس کی مکمل تحقیق کتب اصول میں ہے۔

(۱) امام اہلسنت فاضل بریلوی فرماتے ہیں: عباراتِ کتب میں مفہوم مخالف بلاشبہ معتبر ہے،شامی میں ہے: عباراتِ کتب میں مفہوم مخالف حجت ہوتا ہے خواہ وہ مفہوم لقبی ہو۔علماءِ اصول نے یہی تصریح کی ہے نیز اسی میں ہے کہ سوال کے وقت اسی پر فتوی ہوگا کیونکہ عباراتِ کتب میں مفہوم مخالف حجت ہوتا ہے یہ یاد رہے کہ مفاہمِ کتب حجت تو ہیں لیکن ان کی حجت قطعی نہیں ہے۔

(فتاوی رضویہ مخرجہ ،ج:۵،ص:۲۹٤)

(۲) امام اہلسنت فاضل بریلوی فرماتے ہیں: یہ واضح طور پر معلوم ہے کہ مفہوم کی دلالت قطعی نہیں ہوتی کیونکہ کتب میں بہت سی قیود غیر احترازی آتی ہیں تو اب نصوص کو صحیح مذہب پر محمول کرنا اولٰی ہے۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ ،ج۲،ص۱۳٦)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ﴾ فَمِنْكُمْ غَنِيٌّ وَفَقِيرٌ وَمَالِكٌ وَمَمْلُوكٌ ﴿فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا﴾ اَيِ الْمَوَالِيْ ﴿بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ﴾ اَيْ بِجَاعِلِيْ مَا رَزَقْنَاهُمْ مِنَ الْاَمْوَالِ وَغَيْرِهَا شِرْكَةً بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَمَالِيْكِهِمْ ﴿فَهُمْ﴾ اَيِ الْمَمَالِيْكُ وَالْمَوَالِيْ ﴿فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ﴾ شُرَكَاءُ الْمَعْنٰى لَيْسَ لَهُمْ شُرَكَاءُ مِنْ مَمَالِيْكِهِمْ فِيْ اَمْوَالِهِمْ فَكَيْفَ يَجْعَلُوْنَ بَعْضَ مَمَالِيْكِ اللّٰهِ شُرَكَاءَ لَهٗ ﴿اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ (۷۱)﴾ يَكْفُرُوْنَ حَيْثُ يَجْعَلُوْنَ لَهٗ شُرَكَاءَ ﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا﴾ فَخَلَقَ حَوَّاءَ مِنْ ضِلْعِ آدَمَ وَسَائِرَ النَّاسِ مِنْ نُطَفِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ ﴿وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً﴾ اَوْلَادًا لِاَوْلَادٍ ﴿وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ﴾ مِنْ اَنْوَاعِ الثِّمَارِ وَالْحُبُوْبِ وَالْحَيْوَانِ ﴿اَفَبِالْبَاطِلِ﴾ الصَّنَمِ ﴿يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ (۷۲)﴾ بِاِشْرَاكِهِمْ ﴿وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اَيْ غَيْرَهٗ ﴿مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ﴾ بِالْمَطَرِ ﴿وَالْاَرْضِ﴾ بِالنَّبَاتِ ﴿شَيْئًا﴾ بَدَلٌ مِنْ رِزْقًا ﴿وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ (۷۳)﴾ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ وَهُوَ الْاَصْنَامُ ﴿فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ﴾ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ اَشْبَاهًا تُشْرِكُوْنَهُمْ بِهٖ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ﴾ اَنْ لَّا مِثْلَ لَهٗ ﴿وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۷۴)﴾ ذَالِكَ ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا﴾ وَيُبْدَلُ مِنْهُ ﴿عَبْدًا مَّمْلُوْكًا﴾ صِفَةٌ تُمَيِّزُهٗ مِنَ الْحُرِّ فَاِنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ﴾ لِعَدَمِ مِلْكِهٖ ﴿وَّمَنْ﴾ نَكِرَةٌ مَوْصُوْفَةٌ اَيْ حُرًّا ﴿رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ﴾ اَيْ يَتَصَرَّفُ فِيْهِ كَيْفَ يَشَاءُ وَالْاَوَّلُ مَثَلُ الْاَصْنَامِ وَالثَّانِيْ مَثَلُهٗ تَعَالٰى ﴿هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ﴾ اَيِ الْعَبِيْدُ الْعَجَزَةُ وَالْحُرُّ الْمُتَصَرِّفُ لَا ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ﴾ وَحْدَهٗ ﴿بَلْ اَكْثَرُهُمْ﴾ اَيْ اَهْلُ مَكَّةَ ﴿لَا يَعْلَمُوْنَ (۷۵)﴾ مَا يَصِيْرُوْنَ اِلَيْهِ مِنَ الْعَذَابِ ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا﴾ وَيُبْدَلُ مِنْهُ ﴿رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ﴾ وُلِدَ اَخْرَسَ ﴿لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ﴾ لِاَنَّهٗ لَا يَفْهَمُ وَلَا يُفْهِمُ ﴿وَّهُوَ كَلٌّ﴾ ثَقِيْلٌ ﴿عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ﴾ وَلِيِّ اَمْرِهٖ ﴿اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ﴾ يُصَرِّفْهُ ﴿لَا يَاْتِ﴾ مِنْهُ ﴿بِخَيْرٍ ؕ﴾ بِنُجْحٍ وَهٰذَا مَثَلُ الْكَافِرِ ﴿هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ﴾ اَيِ الْاَبْكَمُ الْمَذْكُوْرُ ﴿وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ﴾ اَيْ وَمَنْ هُوَ نَاطِقٌ نَافِعٌ لِّلنَّاسِ حَيْثُ يَاْمُرُ بِهٖ وَيَحُثُّ عَلَيْهِ ﴿وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ﴾ طَرِيْقٍ ﴿مُّسْتَقِيْمٍ (۷۶)﴾ وَهُوَ الثَّانِي الْمُؤْمِنُ لَا وَقِيْلَ هٰذَا مَثَلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْاَبْكَمُ لِلْاَصْنَامِ وَالَّذِيْ قَبْلَهٗ فِي الْكَافِرِ وَالْمُؤْمِنِ.

﴿ترجمہ﴾

اور اللہ نے تم میں ایک دوسرے پر رزق میں بڑائی دی......۱...... (پس تم میں بعض کو مالدار، بعض کو غریب، بعض کو مالک کیا اور بعض کو غلام) تو جنہیں بڑائی دی ہے (یعنی بزرگ کیا) وہ اپنا رزق اپنے باندی غلام کو نہ پھیر دیں گے (کہ ہم نے انہیں جو مال وغیرہ دیا ہے اس میں مالک اور غلام شریک ہو جائیں) وہ (مالک اور غلام) سب اس میں برابر ہو جائیں (شریک ہو جائیں، معنی یہ ہے کہ جب مالک کے مال میں غلام برابر شریک نہیں ہوتا تو اللہ ﷻ کی قدرت میں لوگ کیسے شریک ٹھہراتے ہیں؟......۲......) تو کیا اللہ کی نعمت سے مکرتے ہیں (یعنی اللہ ﷻ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں، اس طرح کہ اللہ ﷻ کا شریک ٹھہراتے ہیں) اور اللہ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں (بی بی حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا فرمایا اور اسی طرح ساری عورتیں مردوں وعورتوں کے باہم نطفے سے) اور تمہارے لیے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے پیدا کیے (حفدة، اولاد در اولاد کو کہتے ہیں) اور تمہیں ستھری چیزوں سے روزی دی (یعنی پھلوں، دانوں اور حیوانوں سے) تو کیا جھوٹی بات پر (یعنی بتوں کو معبود بناتے ہوئے) ایمان لاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے منکر ہوتے ہیں (اس کا شریک ٹھہرا کر) اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں (من دون الله بمعنی من غیره ہے) جو انہیں آسمان سے (بارش کے ذریعے) اور زمین سے (نباتات کے ذریعے) کچھ بھی روزی دینے کا اختیار نہیں رکھتے......۳......(شیئا بدل ہے رزقا سے، یعنی بت کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے) تو اللہ کے لیے مانند نہ ٹھہراؤ (یعنی اللہ ﷻ کے مشابہ نہ ٹھہراؤ کہ ان کو شریک بنانے لگو) بیشک اللہ جانتا ہے (کہ کوئی اس کا مثل نہیں ہو سکتا) اور تم نہیں جانتے (اس بات کو) اللہ نے ایک کہاوت بیان فرمائی (مثلاً مبدل منہ ہے) ایک بندہ ہے (مملوکا صفت کا صیغہ ہے، عبدا مملوکا اس لیے فرمایا کہ آزاد بندے کا عبداللہ سے امتیاز ہو جائے) دوسرے کی ملک آپ کچھ مقدور نہیں رکھتا (یعنی دوسرے کی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا) اور جسے (من نکرہ موصوفہ ہے، مراد آزاد شخص ہے) ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپے اور ظاہر (یعنی جیسے چاہے خرچ کرے چاہے تو بتوں پر یا راہ خدا میں) کیا وہ برابر ہو جائیں گے (خرچ کرنے کے اعتبار سے عبد مملوک اور عبداللہ، نہیں) سب خوبیاں اللہ کو ہیں (ایک اللہ ﷻ کو) بلکہ ان (اہل مکہ) میں اکثر کو خبر نہیں (کہ دلائل واضح ہونے کے باوجود وہ لوگ شریک ٹھہرا کر عذاب کو دعوت دیتے ہیں) اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی (مثلا مبدل منہ ہے) دو مرد جس میں ایک گونگا (ابکم بمعنی اخرس ہے) کچھ کام نہیں کر سکتا (کہ نہ تو کچھ سمجھ سکتا ہے اور نہ ہی سمجھا سکتا ہے) اپنے آقا پر (اس کے حکم پر عمل کرنے کے حوالے سے) بوجھ ہے (کَلٌّ بمعنی ثقیل ہے) جدھر بھیجے (یوجهه بمعنی یصرفه ہے) نہ لائے (آقا کے پاس) کوئی بھلائی (نجات والی بات، یہ کافر کی مثال ہے) کیا برابر ہو جائے گا یہ (متذکرہ گونگا شخص) اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے......۴...... (جو بولنے والا ہے، لوگوں کو نفع پہنچانے والا، جس بات کا حکم کیا جائے کرنے اور نہ کرنے والا) اور وہ سیدھی راہ پر ہے (دوسری مثال سے مراد مومنین ہیں؟ نہیں، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ مثال اللہ ﷻ کے لیے ہے اور گونگے شخص کی مثال بتوں کے لیے تھی، اور ماقبل مذکور کلام عبدا مملوکا سے مراد کافر اور، ومن رزقناہ سے مراد مومنین ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ والله فضل بعضكم على بعض فى الرزق ﴾.

و : عاطفہ، الله : مبتدا، فضل : فعل با فاعل، بعض : مضاف، کم : ضمیر ذو الحال، فى الرزق: ظرف مستقر حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، على بعض : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فما الذين فضلوا برادى رزقهم على ما ملكت ايمانهم فهم فيه سواء ﴾.

ف :عاطفہ، مــا: مشابہ بلیس، الــذی فـضـلـوا : موصول صلہ ملکر اسم ،ب : زائدہ، رادی :اسم فاعل مضاف،ھــم ضمیر فاعل، رزقھم : مضاف الیہ مفعول، علی ماملکت ایمانھم : ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ف : عاطفہ، ھم : مبتدا، فیہ سواء : شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افبنعمة الله یجحدون واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجا﴾

ھمزہ : استفہامیہ، نعمة الله : ظرف لغو مقدم، یجحدون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، الله : مبتدا، جعل لکم : فعل بافاعل وظرف لغو ،من انفسکم : ظرف مستقر حال مقدم، ازواجا: ذوالحال ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدة ورزقکم من الطیبت﴾.

و: عاطفہ، جعل لکم : فعل بافاعل وظرف لغو، من ازواجکم : ظرف مستقر حال مقدم، بـنین وحفدة : ذوالحال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "جـعـل لـکـم من انفسکم" پر معطوف ہے،و: عاطفہ، رزقـکم : فعل بافاعل ومفعول،مـن الطیبت : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افبالباطل یومنون وبنعمت الله ھم یکفرون﴾.

ھمزہ :استفہامیہ،ف :عاطفہ، معطوف علی محذوف "یکفرون باللہ" ،بالباطل :ظرف لغو مقدم، یومنون :فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ، و :عاطفہ، بنعمة الله : ظرف لغو مقدم، یکفرون :فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ، خبر ھم: مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویعبدون من دون الله ما لا یملک لھم رزقا من السموت والارض شیئا ولا یستطیعون﴾.

و: عاطفہ، یعبدون :فعل بافاعل ،مـن دون الـلـه: ظرف مستقر حال مقدم،مـا : موصولہ، لایـمـلـک لھم :فعل بافاعل وظرف لغو،رزقـا : موصوف، مـن الـسـمـوت والارض :ظرف مستقر صفت، ملکر مبدل منہ، شیــئـا : بدل،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولا یستطیعون : جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ،ملکر ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تضربوا لله الامثال ان الله یعلم وانتم لا تعلمون﴾.

ف: مستانفہ، لا تضربوا الله الامثال :فعل نہی بافاعل وظرف لغو ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، ان الله :حرف مشبہ واسم، یعلم : فعل وضمیر ذوالحال، وانتم لا تعلمون : جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ضرب الله مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شیء ومن رزقنه منا رزقا حسنا﴾.

ضرب الله : فعل بافاعل، مثلا: مبدل منہ، عبدا : موصوف، مملوکا : صفت اول، لا یقدر علی شیء : جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر بدل،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، من : موصولہ، رزقنه رزقا حسنا : جملہ فعلیہ صلہ،ملکر معطوف ہے ،"عبدا مملوکا" پر۔

﴿فھو ینفق منه سرا وجھرا ھل یستؤن﴾.

ف : عاطفہ، ھو :مبتدا، یـنفق : فعل بافاعل،مـنه:ظرف لغو، سـرا و جھرا :معطوف علیہ ملکر "انـفـاقـا" مصدر محذوف کے لیے صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، ھل :حرف استفہامیہ نفی،یستؤن :فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الحمد لله بل اکثرھم لا یعلمون ○ وضرب الله مثلا رجلین احدھما ابکم لا یقدر علی شیء﴾.

الحمد : مبتدا، لله : ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،بل: حرف اضراب، اکثر ھم : مبتدا، لا یعلمون : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ،ضـرب الله :فعل بافاعل ،مثلا مبدل منہ، رجلین : بدل، ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، احـدھما : مبتدا، ابکم :

موصوف، لا یقدر علی شیء: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وھو کل علی مولہ اینما یوجھہ لا یات بخیر﴾.

و: حالیہ، ھو: مبتدا، کل: مصدر ھو ضمیر فاعل، علی مولہ: ظرف لغو ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، "ابکم" ماقبل سے حال ہے، اینما: ظرف متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، یوجھہ: فعل با فاعل و مفعول ملکر جملہ فعلیہ شرط، لا یات: فعل با فاعل بخیر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ھل یستوی ھو ومن یامر بالعدل وھو علی صراط مستقیم﴾.

ھل: حرف استفہامیہ نفی، یستوی: فعل ھو ضمیر مستتر موکد، ھو: تاکید معطوف علیہ، و: عاطفہ، من: موصولہ، یامر بالعدل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وھو علی صراط مستقیم: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تقسیم رزق کا مسئلہ:

۱۔۔۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقراء مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے مال دار لوگ تو بلند درجات اور دائمی جنت کو لے گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ اور خیرات بھی کرتے ہیں اور ہم صدقہ اور خیرات نہیں کر سکتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم غلام آزاد نہیں کر سکتے۔ تب رسول ﷺ فرمایا کیا میں تم کو ایسی تعلیم نہ دوں کہ تم ان کے درجہ کو پالو جو تم ان کے درجہ کو پالو جو تم پر سبقت کر رہے ہیں اور تم اپنے بعد والوں پر سبقت حاصل کر لو اور تم سے کوئی شخص افضل نہیں ہو مگر وہ جو تمہاری مثل عمل کرے، انہوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہر نماز کے بعد ۳۳، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھو، ابو صالح نے کہا فقراء مہاجرین پھر دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے جو مال دار بھائی تھے وہ بھی ہماری طرح عمل کرنے لگے۔ تب رسول اللہ نے فرمایا: یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے عطا فرمائے۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: استحباب الذکر، رقم ۱۲۳۳/۵۹۵، ص ۲۷۵)

جب آقا و غلام برابر نہیں تو پھر خالق کی برابری کیسی؟

۲۔۔۔۔۔اللہ عزوجل کا فرمان بت خدا کی خدائی میں شریک نہیں ہو سکتے۔ کافروں کا یہ کہنا یہ بت چھوٹے معبود ہیں جو کہ اللہ عزوجل کے شریک ہیں ہم ان کی عبادت کرتے ہیں اور یہ ہماری سفارش بڑے خدا سے کریں گے، دنیا کی مثال دینے کے بعد اللہ عزوجل نے توحید کی دعوت دی اور فرمایا کہ مالدار اور فقیر برابر نہیں، دنیاوی منصب و عہدہ بھی آپس میں درجات کی تبدیلی کا باعث ہوتا ہے یعنی ایک ہی فیکٹری میں چپراسی اور مینیجر کا درجہ ایک نہیں بلکہ دونوں علیحدہ علیحدہ عہدوں پر فائز ہیں، مالی حالت بھی مختلف ہے، رہن سہن کے طور طریقے بھی جدا ہوتے ہیں الغرض اتنا بڑا فرق ہے کہ بعض مالدار اپنے سامنے کسی غریب کو بٹھانا تک گوارا نہیں کرتے۔ اب غور کریں کہ بندہ اللہ کے ساتھ شریک کیسے ہو سکتا ہے؟

بت خود مجبور ہیں:

۳؎...... جو کسی کے بنائے وجود میں نہ آئیں، ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو ہٹا نہ سکیں، نقصان پہنچانے والے کو نقصان پہنچانے سے روک نہ سکیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت توڑ ڈالے اور کلہاڑا بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا تھا، زمین و آسمان میں کسی کو نہ تو نفع دے سکیں نہ ہی نقصان پہنچا سکیں۔ بھلا یہ بت کہاں کے خدا ہوئے؟ اور کس نے ان میں خدائی طاقتیں بھر دیں؟ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے یہ ساری مثالیں کیوں قائم کیں؟ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مخلوق اللہ کی تخلیق میں شبہ نہ کریں، دوسری وجہ یہ ہے کہ مخلوق اللہ کی ذات کے بارے میں مثالیں قائم نہ کریں کیونکہ وہ واحد حقیقی ہے، یہ زجاج کا قول ہے، تیسری وجہ یہ ہے کہ ایک واحد حقیقی کا عقیدہ نہ رکھنے والوں کا طرزِ عمل یہ تھا کہ ہم سورج، چاند، ستاروں وغیرہ چھوٹے معبودوں کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ ہم سے یہ چھوٹے خدا راضی ہو جائیں اور پھر جب یہ بڑے خدا سے ہماری سفارش کریں گے تو (واحد حقیقی) بڑا خدا ہم سے راضی ہوگا۔ چوتھی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اللہ خاص اپنی عبادت کا درس دینے کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ مخلوق خاص اسی کی عبادت کرے اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ کون عذاب کا حقدار بنے گا اور کون نجات پائے گا؟ پس قیاسی مثالوں کے ذریعے اللہ اپنی جانب سے حجت قائم کرنا چاہتا ہے۔

لائق اور نالائق غلام برابر نہیں ہوسکتے:

۴؎...... امام رازی فرماتے ہیں کہ یہاں دو صورتیں ہیں: اول یہ ہے کہ ایک غلام جو کسی چیز کو خرچ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا، اور ایک آزاد شخص جو بہت زیادہ مال راہ خدا میں خرچ کرتا رہتا ہے، پس ہر شخص جانتا ہے کہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہوسکتے، اسی طرح عاقل شخص جو رزق کے حصول پر قادر ہے اور بت جو کہ عاجز محض ہے کیسے برابر ہوسکتے ہیں۔ ثانی یہ ہے کہ غلام شخص سے مراد کافر ہے یعنی وہ اللہ کی عبادت اور فرمانبرداری سے عاجز فقیر کی طرح یکسر محروم ہے، اور مومن جو اللہ کی عبادت بجالا کر اس کا قرب حاصل کرتا ہے دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔

فقہائے کرام نے اس آیت سے بطور دلیل فرمایا کہ غلام کسی چیز کو خرچ کرنے کا اختیار ہی نہیں رکھتا، پھر یہ کہنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ ہم کہتے ہیں اس کے دو جواب ہیں ایک یہ ہے کہ مذکورہ حکم اپنے وصف کے اعتبار سے لاگو ہوگا اور غلامی میں ذلت وقہر وغضب کے اوصاف پائے جاتے ہیں جس طرح اللہ کا فرمان ﴿لا یقدر علی شیء (النحل:۷۶)﴾، پس آیت مذکورہ اسی بات کا تقاضا کرتی ہے کہ غلامی کے وصف نے اس سے اپنی مرضی سے خرچ کرنے کی صلاحیت چھین لی، دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا ﴿ومن رزقناه منا رزقا حسنا (النحل:۷۵)﴾، پس قسم ثانی قسم اول سے ممتاز ہے یعنی دوسری قسم میں یہ ہے کہ اللہ اسے رزق دیتا ہے، پس اس صورت میں پہلے دونوں اقسام میں فرق کرنا ضروری ہوگا، اس لیے کہ یہ تو ضرور ثابت ہو رہا ہے کہ اللہ غلام کو بھی رزق عطا فرما رہا ہے چہ جائے کہ رزق قلیل ہے یا کثیر، پس دونوں جوابات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچ گئے کہ آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا نہ کسی چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ پھر اس بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہوا کہ غلام تنفیذ طلاق پر قادر ہے یا نہیں؟ اکثر فقہاء کہتے ہیں کہ طلاق کا مالک ہوتا ہے، لیکن مال اور جس چیز کی بنیاد مال پر ہوتی ہے اس کا مالک نہیں ہوتا، اختلاف اس بات میں بھی ہے کہ ایک شخص کسی چیز کا مالک ہے وہ اس چیز کی ملکیت غلام کو دے سکتا ہے یا نہیں؟ آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ نہیں دے سکتا۔ غلام شخص تصرف کا اختیار نہیں رکھتا اس کا کیا جواب ہے؟ جواب یہ ہے کہ غلامی کی اقسام ہوتی

ہیں مکاتب اور ماذون تصرف کا اختیار نہیں رکھتے ، جب کہ آزاد بندہ بھی اللہ کا غلام ہوتا ہے یعنی عبداللہ ہوتا ہے اور اسے تصرف کا اختیار ہوتا ہے۔ (الرازی، ج۷، ص ۲٤٦ وغیرہ)

اغراض: المعنی لیس لھم شرکاء: یعنی جس طرح فقیر غنی کے مقابلے میں نہیں ہوتا، بادشاہ غلام کے برابر میں نہیں ہوتا، اللہ کے سوا کسی اور کے لئے الوہیت کا وصف کیوں کر متصف کیا جاسکتا ہے۔

فخلق حواء من ضلع آدم: یعنی بائیں پسلی سے پیدا کیا گیا۔

اولاد الاولاد یعنی اولاد کی اولاد کو "حفدۃ" کا نام دیا گیا، اس لیے کہ یہ اپنے اجداد کی خدمت کرتے، ان کی بات ماننے میں جلدی کرتے، یہاں حافد کا معنی خادم ہے۔

مالا یملک یعنی بت کسی چیز کے مالک نہیں ہیں، نہ تو نفع دینے کے مالک اور نہ ہی تکلیف دور کرنے کے مالک۔

ان لا مثل لہ: معنی یہ ہے کہ اللہ ضرب المثل کی کیفیت جانتا ہے لیکن تم اس کی کیفیت نہیں جانتے۔

صفۃ تمیزہ من الحر: اس سوال کے جواب میں ہے کہ بندہ چاہے آزاد ہو یا غلام اللہ کا تو غلام ہی ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں رقیت مراد ہے، اللہ عزوجل کی نسبت سے غلامی مراد نہیں۔

والاول مثل الاصنام والثانی مثلہ تعالی: اس مثال سے شرک کا ابطال مقصود ہے، اور کافروں کا رد کرنا بھی، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان: "تم (آزاد) اور غلام برابر نہیں ہو، تم اپنی مرضی سے خرچ کر لیتے ہو لیکن غلام نہیں کرسکتا، پس پھر تم کیسے بتوں کو اللہ عزوجل کا شریک بناتے ہو جو کہ قادر مطلق کے مقابلے میں کمزور ترین ہیں۔

فیشرکون: یعنی غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں، براہین قاطعہ اور واضح دلائل کے قائم ہونے کے باوجود اللہ کی وحدانیت کو نہیں مانتے۔

ولدا خرس: اس جملے کی تفسیر اس طرح کی جائے تو مناسب ہوگا یعنی وہ شخص جو نہ سن سکتا ہے نہ ہی بول سکتا ہے۔

فی الکافر والمومن، کافر سے مراد ابو جہل اور مومن سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۸۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ﴾ اَیْ عِلْمُ مَا غَابَ فِیْهِمَا ﴿وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ﴾ مِنْهُ لِاَنَّهُ بِلَفْظِ كُنْ فَیَكُوْنَ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۷۷) وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا ۙ﴾ اَلْجُمْلَةُ حَالٌ ﴿وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ﴾ بِمَعْنَی الْاَسْمَاعِ ﴿وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ﴾ اَلْقُلُوْبَ ﴿لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۷۸)﴾ عَلٰی ذٰلِكَ فَتُؤْمِنُوْنَ ﴿اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ﴾ مُذَلَّلَاتٌ لِلطَّیَرَانِ ﴿فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ﴾ اَیِ الْهَوَاءِ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ﴿مَا یُمْسِكُهُنَّ﴾ عِنْدَ قَبْضِ اَجْنِحَتِهِنَّ وَبَسْطِهَا اَنْ یَّقَعْنَ ﴿اِلَّا اللّٰهُ ؕ﴾ بِقُدْرَتِهٖ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (۷۹)﴾ هِیَ خَلْقُهَا بِحَیْثُ یُمَكِّنُهَا الطَّیَرَانَ وَ خَلَقَ الْجَوَّ بِحَیْثُ یمكنُ الطَّیَرَانُ فِیْهِ وَاِمْسَاكُهَا ﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا﴾ مَوْضِعًا تَسْكُنُوْنَ فِیْهِ ﴿وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا﴾ كَالْخِیَامِ وَالْقِبَابِ ﴿تَسْتَخِفُّوْنَهَا

﴾لِلْحَمْلِ﴿يَوْمَ ظَعْنِكُمْ﴾سَفَرِكُمْ﴿وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا﴾ اَيِ الْغَنَمِ ﴿وَاَوْبَارِهَا﴾ اَيِ الْاِبِلِ﴿ وَاَشْعَارِهَآ﴾اَيِ الْمَعْزِ﴿ اَثَاثًا﴾مَتَاعًا لِبُيُوتِكُمْ كَبُسْطٍ وَاَكْسِيَةٍ﴿ وَّمَتَاعًا﴾تَتَمَتَّعُوْنَ بِهٖ﴿ اِلٰى حِيْنٍ (۸۰)﴾تَبْلٰى فِيْهِ﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ﴾مِنَ الْبُيُوْتِ وَالْغَنَمِ وَالْغَمَامِ﴿ظِلٰلًا﴾جَمْعُ ظِلٍّ تَقِيْكُمْ حَرَّ الشَّمْسِ ﴿وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا﴾جَمْعُ كِنٍّ وَهُوَ مَا يُسْتَكَنُّ فِيْهِ كَالْغَارِ وَالسِّرْدَابِ ﴿وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ﴾قُمُصًا﴿ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ﴾ اَىْ وَالْبَرْدَ ﴿ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ﴾ حَرْبَكُمْ اَيِ الطَّعْنَ وَالضَّرْبَ فِيْهَا كَالدُّرُوْعِ وَالْجَوَاشِنِ﴿كَذٰلِكَ﴾ كَمَا خَلَقَ هٰذِهِ الْاَشْيَاءَ ﴿ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ﴾فِى الدُّنْيَا﴿عَلَيْكُمْ﴾بِخَلْقِ مَا تَحْتَاجُوْنَ اِلَيْهِ﴿لَعَلَّكُمْ﴾يَااَهْلَ مَكَّةَ﴿ تُسْلِمُوْنَ (۸۱)﴾ تُوَحِّدُوْنَهٗ﴿ فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾اَعْرَضُوْا عَنِ الْاِسْلَامِ﴿فَاِنَّمَا عَلَيْكَ﴾يَامُحَمَّدُ﴿ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (۸۲)﴾اَلْاِبْلَاغُ الْبَيِّنُ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ﴿يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ﴾اَىْ يُقِرُّوْنَ بِاَنَّهَا مِنْ عِنْدِهٖ﴿ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا﴾بِاِشْرَاكِهِمْ ﴿ وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ (۸۳)﴾.

﴾ترجمہ﴿

اوراللہ ہی کے لیے ہیں آسمان وزمین کی چھپی چیزیں (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے جوان کے مابین چھپا ہوا ہے) اور قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے پلک کا مارنا بلکہ اس سے بھی قریب (اس لیے کہ قیامت لفظ کُن کہنے سے برپا ہوجائے گی) بیشک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ نہ جانتے تھے (شیئا جملہ حالیہ ہے) اور تمہیں کان (یعنی قوت سماعت) اور آنکھ اور دل دیئے (الافئدۃ کے معنی قلوب ہے) کہ تم احسان مانو......۱......(متذکرہ نعمتوں پر، پھرایمان لے آؤ) کیا انہوں نے پرندے نہ دیکھے حکم کے باندھے (مسخرت بمعنی مذللات ہے) آسمان کی فضا میں (یعنی آسمان وزمین کے مابین ہواؤں میں) انہیں کوئی نہیں روکتا (ان کے پروں کو پکڑتے اور پھلاتے ہوئے) سوا اللہ کے (یعنی اس کی قدرت کے) بیشک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو......۲......(ان پرندوں کی تخلیق میں کہ انہیں جب چاہے روک لے، اسی طرح فضاؤں کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی نے پیدا کیا ہے کہ ان میں پرندوں کو اڑنا اور رک جانا ممکن بنایا) اور اللہ نے تمہیں گھر دیئے بسنے کو (جن میں سکون حاصل کرتے ہو) اور تمہارے لیے چوپایوں کی کھالوں سے کچھ گھر بنائے (جیسا کہ خیمے اور قُبے) جو تمہیں ہلکے پڑتے ہیں (اٹھانے کے حوالے سے) تمہارے سفر کے دن (ظعنکم بمعنی سفرکم ہے) اور منزلوں پر ٹھہرنے کے دن اور ان کی اُون (یعنی بھیڑوں کی) اور رونگٹے (اونٹوں کے) اور بال (بکریوں کے) اور سامان (خانگی ضروریات کا، جیسا کہ بچھونے اور کپڑے) اور برتنے کی چیزیں (کہ جس سے تم نفع اٹھاتے ہو) ایک وقت تک......۳......(یعنی ان اشیاء کے بوسیدہ ہونے تک) اور اللہ نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی چیزوں (گھر، درخت اور بادل) سے سائے دیئے (ظللا جمع ہے ظل کی، یعنی یہ چیزیں تمہیں سورج کی تمازت سے محفوظ رکھتی ہیں) اور تمہارے لیے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی (اکنانا جمع ہے کن کی، مراد اس سے غار اور سرنگ ہیں) اور تمہارے لیے کچھ پہناوے (قمیص) بنائے کہ

تمہیں گرمی سے بچائیں (اور سردی سے بھی) اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں......؎.....(یعنی تمہاری جنگوں میں ،زرہ وغیرہ) یونہی (جیسا کہ ان اشیاء کو پیدا فرمایا) اپنی نعمت (جن اشیاء کے تم محتاج ہو انہیں پیدا کرکے) تم پر پوری کرتا ہے (دنیا میں) کہ (اے اہل مکہ) تم فرمان مانو (اس کی توحید بجالاؤ) پھر اگر وہ منہ پھیریں (یعنی اسلام سے اعراض کریں) تو تم پر (اے محبوب ﷺ) نہیں مگر صاف پہنچا دینا (کھلا پہنچا دینا، یہ فرمان قتال کے حکم سے پہلے تھا) اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں (یعنی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ نعمت اللہ کی جناب سے ہی ہے) پھر اس کے منکر ہوتے ہیں (ان میں شریک ٹھرا کر) اور ان میں اکثر کافر ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولله غيب السموت والارض وما امر الساعة الا كلمح البصراوهو اقرب﴾.

و: مستانفہ، لله: ظرف مستقر خبر مقدم، غيب السموت والارض: مبتدامؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، امر الساعة: مبتدا، الا: حصر، كلمح البصر: ظرف مستقر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، اوهواقرب: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الله على كل شيء قدير ○ والله اخرجكم من بطون امهتكم لا تعلمون شيئا﴾.

ان الله على...... الخ: کی ترکیب گزر چکی، و: عاطفہ، الله: مبتدا، اخرج: فعل بافاعل، كم: ضمیر ذوالحال، لا تعلمون شيئا: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، من بطون امهتكم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وجعل لكم السمع والابصار والافئدة لعلكم تشكرون﴾.

و: عاطفہ، جعل لكم: فعل بافاعل وظرف لغو، السمع والا بصار والا فئدة: معطوف علیہ ومعطوفین، لکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اخرجكم" پر معطوف ہے، لعلكم: حرف مشبہ واسم، تشكرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم يروا الى الطير مسخرات في جو السماء ما يمسكهن الا الله﴾.

همزه: حرف استفہامیہ، لم يروا: فعل نفی بافاعل، الى: جار، الطير: ذوالحال، مسخرت فى جو السماء: شبہ جملہ اسمیہ حال اول، ما يمسكهن: فعل نفی بامفعول، الا: حرف حصر، الله: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ حال ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فى ذلك لايت لقوم يومنون﴾.

ان: حرف مشبہ، فى ذلك: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ايت: موصوف، لام: جار، قوم: موصوف، يومنون: جملہ فعلیہ صفت ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله جعل لكم من بيوتكم سكنا﴾.

و: مستانفہ، الله: مبتدا، جعل لكم: فعل بافاعل وظرف لغو، من بيوتكم: ظرف مستقر حال مقدم، سكنا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وجعل لكم من جلود الانعام بيوتا تستخفونها يوم ظعنكم ويوم اقامتكم ومن اصوافها واوبارها واشعارها اثاثا ومتاعا الى حين﴾.

و: عاطفہ، جعل لكم: فعل بافاعل وظرف لغو، من جلود الانعام: ظرف مستقر حال مقدم، بيوتا: موصوف، تستخفونها: فعل بافاعل ومفعول، يوم ظعنكم ويوم اقامتكم: ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر ذوالحال، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من اصوافها واوبارها واشعارها: ظرف مستقر حال مقدم، اثاثا: معطوف علیہ، ومتاعا الى حين: معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر

معطوف ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "جعل" پر معطوف ہے۔

﴿واللہ جعل لکم مما خلق ظللا و جعل لکم من الجبال اکنانا و جعل لکم سرابیل تقیکم الحر و سرابیل تقیکم باسکم﴾

و : عاطفہ، اللہ : اسم جلالت مبتدا، جعل لکم : فعل بافاعل وظرف لغو، مما خلق : ظرف مستقر حال مقدم، ظللا : ذوالحال ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وجعل لکم من الجبال اکنانا : جملہ فعلیہ معطوف اول، و : عاطفہ، جعل لکم : فعل بافاعل وظرف لغو، سرابیل : موصوف ،تقیکم الحر : جملہ فعلیہ صفت ،ملکر معطوف علیہ، وسرابیل تقیکم باسکم : معطوف ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،اپنے معطوف علیہ سے ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذلک یتم نعمتہ علیکم لعلکم تسلمون﴾

کذلک :ظرف مستقر "اتماما" مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدر ،یتم نعمتہ علیکم : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، لعلکم : حرف مشبہ واسم، تسلمون : جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان تولوا فانما علیک البلغ المبین﴾

ف : مستانفہ، ان : شرطیہ، تولوا : جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف "فلا غضاضۃ علیک" ملکر جملہ شرطیہ، ف :تعلیلیہ، انما : حرف مشبہ وماکافہ، علیک :ظرف مستقر خبر مقدم، البلغ المبین : مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونہا و اکثرھم الکفرون﴾

یعرفون نعمت اللہ : فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ثم : عاطفہ، ینکرون : فعل وضمیر ذوالحال، و اکثرھم الکفرون :جملہ اسمیہ حال ،ملکر فاعل، ھا :ضمیر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آنکھ ،کان اوردل کے ذریعے احسان کا ذکر:

ا۔۔۔۔۔اللہ نے تمہیں یہ حواس عطا فرمائے تا کہ تم جہل سے علم کی جانب منتقل ہو جاؤ، تمہارے لئے سماعت کو پیدا کیا تا کہ تم نصوص قرآن کو سن (جان) لو، اور سنت رسول کو تا کہ تم اس کی مدد سے اپنے دینی معاملات کا حل کرلو، تمہارے لیے آنکھیں بنائیں تا کہ اس کی مدد سے تم اللہ کی قدرت کے عجائبات دیکھ سکو، اس کی مخلوق کے غرائبات دیکھ لو، اور اس کی وحدانیت پر استدلال کرلو۔ اور تمہارے لیے دل بنائے تا کہ تم عقل سے کام لو، اللہ کی وحدانیت کے دلائل پر غور وخوض کرو، ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اللہ نے اس آیت سے ارادہ فرمایا ہے کہ بندہ اللہ کی بیان کردہ نصیحتوں کو سنے، اس پر ہونے والی نعمتوں کو دیکھے کہ اللہ نے اُسے اُسکی ماں کے پیٹ سے پیدا کیا، تمہیں چاہیے کہ تم عظمتِ خداوندی کو جانو، اس آیت کے معنی کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ نے تمہیں ماؤں کے پیٹ میں برابر شکل وصورت دے کر پیدا کیا، پھر ماں کے پیٹ کی تنگی سے وسعت (دنیا) کی جانب پیدا کیا، اور حواس کو تمہارے جہل کے ازالے کے لئے معاون کر دیا جس کے ساتھ تم پیدا ہوئے تھے، اور علم وعمل کو حواس کا تابع کر دیا، جو نعمت کا شکر کرے اور اس خالق کی عبادت بجالائے اور اس کے حقوق کا خیال رکھے اور ان امور کی جانب کوشش کرے جو اسے آخرت کی جانب ترقی دینے میں معاون ثابت ہوں۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ نے حواس ماں کے پیٹ سے باہر آنے پر دیئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ نے یہ حواس تمام لوگوں کو ان کی ماؤں کے پیٹ ہی میں عطا فرما دیئے، علماء اس کا جواب یہ بھی دیتے ہیں کہ دنیا میں ماں کے پیٹ سے تشریف لانے کا

ذکر پہلے ہوا اور بعد میں حواس کا ذکر ہو تو اس سے یہ کہیں لازم نہیں آتا کہ حواس دنیا میں تشریف لانے کے بعد دیئے جاتے ہیں۔
(الخازن، ج۳، ص ۹۱)۔

پرندے حکم خداوندی کے پابند ہیں:

۲...... اللہ ﷻ کی عظیم قدرت ہے کہ اس نے پرندوں کو آسمان میں اڑنے کے قابل بنایا اور آسمان کو ان کے لیے مسخر کر دیا، اگر ایسا نہ مانا جائے تو پرندے آسمان کی بلندی پر نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ کا یہ فرمان: ﴿ان فی ذلک لایات لقوم یومنون یعنی پرندوں کے بلندی پر اڑنے میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں (النحل:۷۹)﴾ یعنی اللہ یہ فرمانا چاہتا ہے کہ پرندوں کے لیے آسمان میں اڑنے کو ممکن بنا دینا اس بات پر دلیل ہے کہ وحدہ لاشریک رب ایک ہی ہے جس کی الوہیت میں بتوں کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ یعنی قوم کو اپنے حواس کی موجودگی میں دیکھ کر تو اقرار کرنا چاہیے۔ (جامع البیان القرآن، الجزء ۱۴، ص ۱۸۲ وغیرہ)

گھربار ودیگر نعمتوں کا ذکر:

۳...... جاننا چاہیے کہ انسان دو قسم کے گھروں میں رہتا ہے: (۱)...... جو گھر لکڑی، مٹی یا اسی قسم کی دیگر چیزوں کے بنے ہوئے گھروں میں رہتا ہے، جس پر چھت کا قیام ممکن ہو، اس مفروضے کی جانب آیت مقدسہ ﴿واللہ جعل لکم من بیوتکم سکنا (النحل:۸۰)﴾ اشارہ کرتی ہے، یہ گھر کی وہ قسم ہے جو کسی جگہ منتقل نہیں ہو سکتا بلکہ انسان اس کی جانب منتقل ہو کر آتے ہیں۔
(۲)...... قُبے، کپڑے اور اُون کے خیمے وغیرہ، اس جانب آیت مقدسہ ﴿وجعل لکم من جلود الانعام بیوتا تستخفونھا یوم ظعنکم ویوم اقامتکم (النحل:۸۰)﴾ اشارہ کرتی ہے۔ یہ گھر کی وہ قسم ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے، جان لینا چاہیے کہ اس قسم سے مراد چمڑے کے خیمے وغیرہ ہیں، اور اہل عرب کا پہلے سے دستور چل رہا ہے کہ وہ جانوروں کے چمڑوں کو اپنے سفر میں بطور خیمہ استعمال کیا کرتے تھے۔ (الرازی، ج۷، ص ۲۵۲)

جنگی سازوسامان کا ذکر:

۴...... حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ اللہ نے فرمایا ﴿یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونھا (النحل:۸۳)﴾، یہ گھر، چوپائے اور جو ان سے رزق حاصل کیا جاتا ہے اور لوہے کے ساز و سامان اور کپڑے، کفار انہیں جان پہچان کر اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہوئے کہتے تھے کہ یہ ہمارے باپ دادوں کا ورثہ ہے جس کے ہم وارث بنے ہیں۔ ابن جریر نے عبد اللہ بن کثیر سے نقل کیا ہے کہ (کفار مکہ) جانتے تھے کہ اللہ نے انہیں پیدا کیا اور رزق عطا فرمایا، پھر بھی انکار کرتے تھے، پس ایسا ہے کہ اللہ کی نعمت جان کر اس کا انکار کرتے تھے۔ (الدرالمنثور، ج ٤، ص ۲۳۸)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کے لیے جگہ بنائی یعنی غار اور سرنگ بنائے، اس مقام پر اکنانا کا ذکر کیا السھل کا ذکر نہیں فرمایا، اور پھر فرمایا تقیکم الحر یعنی تمہارے لیے کچھ پہناوے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچائیں گے، البرد کا ذکر نہیں فرمایا، ایسا کیوں ہوا؟ جواب یہ ہے کہ وہ قوم پہاڑوں میں رہنے والی قوم تھی انہیں آسانی و دشواری کا کوئی پاس نہ تھا، اسی طرح وہ قوم گرمی کا شکار تھی انہیں سردی سے کوئی خاص سروکار یا پرواہ نہ تھی، پس اللہ نے اُس نعمت کا ذکر کیا جو خاص طور پر احسان کرتے ہوئے کی گئی جیسا کہ جانوروں کے اُون کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا جب کہ روئی وغیرہ کا ذکر نہ کیا گیا۔ جنگ کے مواقع پر لوگ لوہے کا لباس پہنتے ہیں تا کہ دشمن سے بچت ہو سکے، سید عالم ﷺ سے بھی ایسا کرنا ثابت ہے۔ (القرطبی، الجزء ١٤، ص ۱٤۳ وغیرہ)

اغراض: لانہ بلفظ کن فیکون: جملے میں کچھ تسامح ہے، جب کہ ثم، کاف اور نون مذکور نہیں، اور کسی کام کا ثم ، کاف و نون ، والا جلد ہو جانا مراد ہے، پس اللہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ جلد ہو جاتی ہے۔

عند قبض اجنحتھن: خلاف مشاہدہ پرندوں کے پروں کو لے لینا، پس مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ اللہ چاہے تو پرندوں کے پروں کو اڑنے سے روک لے، پھر ان کے جسم کے بوجھ انہیں گرادیں اوران کے اڑنے کی مجال نہ رہے اور زمین میں ان کے لیے کوئی چیز نہ ہو۔

کالخیام: جمع ہے خیمۃ کی، جیسا کہ قباب جمع ہے قبۃ کی۔

جمع کن: بمعنی غطاء (پردہ) ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ﴿وجلعنا علی قلوبھم غطاء﴾۔

والجواشن: جمع ہے جوشن کی، بمعنی الدرع (گھاس) ہے، آیت پاک میں مذکور عطف تفسیری ہے۔

وھذا قبل الامر بالقتال: مطلب یہ ہے کہ آیت مذکورہ منسوخ ہے، اوراس میں جواب شرط مقدر ماننا چاہیے "فلا تقاتلوھم مثلا یعنی تم ان سے باہم قتال نہ کرو"، اور اگر ایسا مانیں تو تم پر کوئی عتاب نہیں اور نہ ہی مواخذہ، اس لیے کہ تمہیں مخلوق کے دلوں میں ایمان ڈالنے پر کوئی قدرت نہیں ہے، پس اس لیے کہ معاملہ آیت کے منسوخ ہونے کے حکم کے منافی نہیں ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۸۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿وَ﴾اذْكُرْ﴿يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا﴾هُوَ نَبِيُّهَا يَشْهَدُ لَهَا وَعَلَيْهَا وَهُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ﴿ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾فِي الْاِعْتِذَارِ﴿وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ(۸۴)﴾لَاتُطْلَبُ مِنْهُمُ الْعُتْبٰى اَيِ الرُّجُوْعُ اِلٰى مَا لَا يَرْضَى اللّٰهُ﴿وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا﴾ كَفَرُوا﴿الْعَذَابَ﴾النَّارَ﴿فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ(۸۵)﴾يُمْهَلُوْنَ عَنْهُ اِذَا رَاَوْهُ﴿وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ﴾مِنَ الشَّيَاطِيْنِ وَغَيْرِهَا﴿قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْ﴾نَعْبُدُهُمْ﴿مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ﴾اَيْ قَالُوْا لَهُمْ﴿اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ(۸۶)﴾فِيْ قَوْلِكُمْ اِنَّكُمْ عَبَدْتُمُوْنَا كَمَا فِيْ آيَةٍ اُخْرٰى مَا كَانُوْا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ﴿وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۣ السَّلَمَ﴾اَيْ اِسْتَسْلَمُوْا لِحُكْمِهِ﴿وَضَلَّ﴾غَابَ﴿عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ(۸۷)﴾مِنْ اَنَّ آلِهَتَهُمْ تَشْفَعُ لَهُمْ﴿اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا﴾النَّاسَ﴿عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾دِيْنِهِ﴿زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ﴾الَّذِيْ اِسْتَحَقُّوْهُ بِكُفْرِهِمْ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَقَارِبُ اَنْيَابُهَا كَالنَّخْلِ الطِّوَالِ﴿بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ(۸۸)﴾بِصَدِّهِمِ النَّاسَ عَنِ الْاِيْمَانِ﴿وَ﴾اذْكُرْ﴿يَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ﴾هُوَ نَبِيُّهُمْ﴿وَجِئْنَا بِكَ﴾يَامُحَمَّدُ﴿شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ﴾اَيْ قَوْمِكَ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ﴾الْقُرْآنَ﴿تِبْيَانًا﴾بَيَانًا﴿لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾يَحْتَاجُ النَّاسُ اِلَيْهِ مِنْ اَمْرِ الشَّرِيْعَةِ﴿وَّهُدًى﴾مِنَ الضَّلَالَةِ﴿وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى﴾بِالْجَنَّةِ﴿لِلْمُسْلِمِيْنَ(۸۹)﴾الْمُوَحِّدِيْنَ.

﴿ترجمہ﴾

اور(یاد کرو) جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ......۱......(مراد ہر امت کا نبی ہے جو کہ امت کی گواہی دے گا اور ایسا قیامت کے دن ہوگا) پھر کافروں کو اجازت نہ ہو (عذر پیش کرنے کی) نہ وہ منائے جائیں (یعنی ان سے اللہ کی عبادت وغیرہ رجوع والے کام نہ طلب کیے جائیں گے) اور ظلم کرنے والے (کافر) جب عذاب (آگ کا) دیکھیں گے اسی وقت سے نہ وہ (عذاب) ان پر سے ہلکا ہو نہ انہیں مہلت ملے......۲......(ینظرون بمعنی یمھلون ہے، یعنی جب وہ عذاب دیکھیں گے انہیں مہلت نہ ملے گی) اور شرک کرنے والے جب اپنے شریکوں (شیطانوں وغیرہ) کو دیکھیں گے کہیں گے اے ہمارے رب یہ ہیں ہمارے شریک کہ ہم تیرے سوا پوجتے تھے (ندعوا بمعنی نعبد ہے) تو وہ ان پر بات پھینکیں گے (یعنی ان کے بارے میں کہیں گے) کہ تم بیشک جھوٹے ہو (اپنی بات میں، بلکہ تم اپنی خواہش سے ان کی عبادت کرتے تھے جیسا دوسری آیت ''ما کانوا ایانا یعبدون'' میں ہے کہ عنقریب وہ ان بتوں کی عبادت سے انکار کریں گے) اور اس دن اللہ کی طرف عاجزی سے گریں گے (یعنی اللہ ﷻ کے حکم سے تابعداری کرتے ہوئے) اور ان سے گم (ضل بمعنی غاب ہے) ہو جائیں گی جو بناوٹیں کرتے تھے (کہ ان کے معبود ان کی شفاعت کریں گے) جنہوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ (یعنی دین) سے روکا ہم نے عذاب پر عذاب بڑھایا (جس عذاب کے وہ اپنے کفر کی وجہ سے مستحق تھے، ابن مسعود نے فرمایا: ''عقارب انیابھا کالنخل الطوال'') بدلہ ان کے فساد (لوگوں کو ایمان سے روکنے) کا......۳......اور (یاد کرو) جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ (مراد اس گروہ کا نبی ہے) انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب! (محمد ﷺ!) تمہیں (تمہاری قوم کو) ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے اور ہم نے تم پر یہ کتاب (قرآن) اتارا کہ ہر چیز کا (جس شرعی معاملے کی طرف انسان کو حاجت ہوتی ہے) روشن (بیان) ہے اور ہدایت (گمراہی سے) اور رحمت اور بشارت (جنت کی) مسلمانوں (موحدین) کو......۴......

﴿ترکیب﴾

﴿ویوم نبعث من کل امۃ شھیدا ثم لا یؤذن للذین کفروا ولا ھم یستعتبون﴾

و: عاطفہ، یوم: مضاف، نبعث: فعل بافاعل، من کل امۃ: ظرف مستقر حال مقدم، شھیدا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف ''اذکر'' فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، لا یؤذن: فعل بانائب الفاعل، للذین کفروا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، ھم یستعتبون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف۔

﴿واذا را الذین ظلموا العذاب فلا یخفف عنھم ولا ھم ینظرون﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، را الذین ظلموا: فعل بافاعل، العذاب: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا یخفف عنھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولا ھم ینظرون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا را الذین اشرکوا شرکاءھم قالوا ربنا ھؤلاء شرکاؤنا الذین کنا ندعوا من دونک﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، را: فعل: الذین اشرکوا: فاعل، شرکاء ھم: مفعول، ملکر جملہ شرط، قالوا: قول، ربنا: جملہ ندائیہ، ھؤلاء: مبتدا، شرکاء نا: موصوف، الذین: موصول، کنا ندعوا من دونک جملہ فعلیہ

صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فالقوا الیھم القول انکم لکذبون﴾

ف :عاطفہ، القوا : فعل بافاعل، الیھم : ظرف لغو، القول :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قول ، انکم : حرف مشبہ واسم، لکذبون :خبر ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿والقوا الی اللہ یومئذ السلم وضل عنھم ما کانوا یفترون﴾.

و: عاطفہ، القوا الی اللہ : فعل بافاعل وظرف لغو، : یومئذ: ظرف، السلم : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ضل: فعل، عنھم : ظرف لغو، ما کانوا یفترون : موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ زدنھم عذابا فوق العذاب بما کانوا یفسدون﴾.

الذین : موصول، کفروا : جملہ فعلیہ معطوف علیہ ، وصدوا عن سبیل اللہ :جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، زدنھم: فعل بافاعل ومفعول، عذابا: موصوف، فوق العذاب :ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، بما کانوا یفسدون : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویوم نبعث فی کل امۃ شھیدا علیھم من انفسھم وجئنابک شھیدا علی ھؤلاء﴾.

و: عاطفہ، یوم : مضاف، نبعث فی کل امۃ : فعل بافاعل وظرف لغو، شھیدا: مصدر بافاعل، علیھم : ظرف لغو، شھید: مصدر بافاعل، علیھم : ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر موصوف، من انفسھم : ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ''اذکر'' فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ جئنا : فعل بافاعل، بک ظرف لغو، شھیدا علی ھؤلاء :شبہ جملہ قول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ونزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیء وھدی ورحمۃ وبشری للمسلمین﴾.

و: عاطفہ، نزلنا علیک الکتاب فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، : تبیانا لکل شیء : شبہ جملہ معطوف علیہ، و ھدی :معطوف اول، ورحمۃ :معطوف ثانی، وبشری للمسلمین :معطوف ثالث ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نبی امت پر گواہ ہوتا ہے:

۱......آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن مشرکین اور منافقین کا کیا حال ہوگا جب حضرات انبیاءِ کرام ان پر گواہی پیش کریں گے کہ ہم نے ان تک رسالت کا پیغام پہنچا دیا تھا اور نبی پاک ﷺ ان تمام انبیاءِ کرام پر بطور گواہ پیش کیے جائیں گے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اِقْرَأْ عَلَیَّ الْقُرْآنَ یعنی میرے سامنے قرآن مجید پڑھو''۔ حضرت ابن مسعود ؓ نے عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہِ أَقْرَأُ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ أُنْزِلَ یعنی یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ پر (کیسے) قرآن پڑھوں حالانکہ قرآن مجید آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے''؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إِنِّی أَشْتَھِی أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَیْرِی یعنی میں چاہتا ہوں کہ کسی اور سے قرآن مجید سنوں''۔ راوی فرماتے ہیں لہذا میں نے سورہ نساء پڑھنی شروع کی حتی کہ جب میں اس آیتِ مبارکہ پر پہنچا: ﴿فَکَیْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَجِئْنَا بِکَ عَلَی هٰؤُلَاءِ شَهِیْدًا

(النساء:۴۱) ﴾ یعنی اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہرامت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان تمام پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ تو میں نے سر اٹھا کر خود دیکھا یا کسی نے مجھے ٹھوکا دیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کی چشمانِ مبارک سے اشک رواں ہیں۔
(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرو قصرھا، باب فضل استماع القرآن وطلب، رقم:۱۷۵۱/۸۰۰ص ۳۶۹)

☆......سید عالم ﷺ امت کے احوال سے واقف ہیں چنانچہ فرمایا: ''انا شھید علیکم یعنی میں تم پر نگہبان ہوں''۔
(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب صلوۃ علی الشھید، رقم:۱۳۴۴،ص۲۱۴)

حضرات انبیائے کرام پر موت کا قانون یوں نہیں جیسا کہ عام لوگوں پر ہوتا ہے کہ معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے، بلکہ یہ حضرات ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتے ہیں اور یہی صحیح ترین قول ہے، حضرت حذیفہ اپنی زوجہ سے کہتے ہیں: ''اگر تو چاہتی ہے کہ جنت میں میری زوجہ بنے تو دنیا میں میرے بعد نکاح نہیں کرنا، پس اللہ نے حضرات انبیائے کرام کی ازواج پر حرام کررکھا ہے کہ وہ ان کے بعد کسی اور سے نکاح کریں، اس لیے کہ یہی جنت میں ان کی ازواج ہونگی۔
(السنن الکبری للبیھقی، کتاب النکاح، باب ما خص بہ من الخ، رقم:۱۳۴۲۱، ج۷، ص ۱۱۱)۔

جن حضرات کی حیات کا عالم یہ ہو کہ ان کی ازواج دوسرے نکاح نہ کرسکیں، وہ امتیوں کے حال سے کیسے بے خبر رہ سکتے ہیں؟ اعلی حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں: حضرات انبیائے کرام کی حیات وممات پاک صاف ستھری ہوتی ہیں، ان کی موت ایسی نہیں جیسی دیگر لوگوں کی ہوتی ہے بلکہ اللہ کے وعدے ﴿کل نفس ذائقة الموت(الانبیاء:۳۵)﴾ کو مکمل کرنے کے لیے ہوتی ہے، اس کے بعد جسمانی روحانی حیات ہوتی ہے جیسا کہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔ اسی لئے نہ تو ان کے وارث ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کی ازواج دوسرے نکاح کرسکتی ہیں، بخلاف حضرات شہداء کے کہ ان کی حیات پر نص وارد ہے اور انہیں مردہ کہنے کی ممانعت ہے،
(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج۳، ص ۴۰۳ وغیرہ ملتقطا)

کافروں کو قیامت میں مہلت نہ ملے گی:

۲......کافروں کو قیامت میں مہلت کیا ملنی ہے، ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ علامہ سید محمود آلوسی ﴿ولا یکلمھم اللہ ولا ینظر الیھم یوم القیمة ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم (ال عمران:۷۷)﴾ کے تحت فرماتے ہیں: اللہ کافروں پر مہربانی ورحم نہیں فرمائے گا، جس کے حق میں ''نظر'' کا استعمال جائز نہیں جیسا کہ اللہ کے لیے یہ لفظ استعمال ہوا ہے تو اپنے اصلی معنی سے مجرد ہے اور صرف احسان کے معنی میں ہے۔ مجمع بحار الانوار میں حدیث پاک ہے ''ان اللہ لا ینظر الی صورکم ......الخ''، میں نظر سے مراد دیکھنا نہیں بلکہ پسندیدگی، رحمت اور مہربانی ہے۔ متذکرہ آیت مقدسہ میں ینظرون کے معنی مہلت دینے کے ہیں یعنی کافروں کو ان کے بُرے اعمال کی وجہ سے آخرت میں مہلت نہ دی جائے گی۔ قیامت کے دن کافروں کو عذر پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی جیسا کہ آیت مقدسہ ﴿ولا یؤذن لھم فیعتذرون (المرسلت:۳۶)﴾ میں ہے۔

فسادیوں کا انجام:

۳......اس سے پہلی آیت میں اللہ نے کافروں کے عذاب کا ذکر فرمایا، یہاں ان لوگوں کے عذاب کا ذکر ہو رہا ہے جو خود کو گمراہ ہوا ہے دوسروں کو بھی گمراہ کررہا ہے، خود کافر ہے دوسروں کو بھی کافر بنا رہا ہے۔ اللہ نے فرمایا ایسے لوگوں کو زیادہ عذاب ہوگا ایک

اپنی گمراہی کا دوسرے یہ کہ دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی شخص کو ظلماً قتل کیا اس کے قتل کے عذاب میں اس ایک حصہ پہلے ابن آدم (قابیل) کو بھی ملے گا کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کرنے کا طریقہ ایجاد کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الاحادیث انبیاء ،باب:خلق آدم ،رقم: ۳۳۳۵،ص ۵۵٤)

قرآن میں ہر چیز کا روشن بیان ہے!

☆......قرآن مجید ان علوم کی مدح سرائی فرماتا ہے جو علوم دینیہ پر مشتمل ہوں، اس کے علاوہ پر بحث نہیں کرتا، پس علوم دینیہ اصول وفروع پر مشتمل ہوتے ہیں۔ علم اصول اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ قرآن مجید میں موجود ہیں اور علم فروع تو اصل براءۃ الذمہ یعنی کسی کام کو اپنے ذمہ سے ساقط کرنا ہے، مگر جس کی تفصیل اس کتاب میں آچکی، قرآن مجید احکام، کو بیان کرنے میں بڑی فصاحت کا حامل ہے، فقہاء فرماتے ہیں کہ قرآن میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اس کا معنی یہ ہے کہ قرآن اجماع، خبر واحد اور قیاس کے حجت ہونے کی دلیل پیش کر رہا ہے۔ پس احکامات میں سے جو کوئی حکم کسی اصول سے ثابت ہوا تو ہم کہیں گے کہ یہ قرآن سے ثابت ہوا ہے۔ (الرازی، ج۷، ص ۲۵۸)

اغراض: اذکر: اے محمد ﷺ! اپنی قوم کو نصیحت کیجئے، جب ہم ہر امت کے لیے ایک گواہ بنائیں گے، مراد اس سے دوبارہ موت کے قانون کے لاگو ہونے پر زندہ کرنا ہے، یعنی ہم اُس دن ہر امت سے ایک نگہبان کردیں گے اور پہلا قول قریب ترین ہے۔

یشھد علیھا: یعنی حضرات انبیائے کرام (دنیا میں) جھٹلانے اور انکار کرنے کی گواہی دیں گے۔

وھو یوم القیامۃ: روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ماضی کی امتیں اور ان کے نبی لائے جائیں گے اور حضرات انبیائے کرام سے کہا جائے گا: کیا آپ نے اپنی امتوں کو پیغام پہنچادیا تھا؟ حضرات انبیائے کرام کہیں گے: جی ہاں، ہم نے پیغام پہنچادیا تھا، پھر امتوں سے کہا جائے گا کہ کیا حضرات انبیائے کرام نے تمہیں پیغام پہنچادیا تھا؟ امتیں کہیں گی: اے ہمارے رب! ہمیں کوئی ڈرانے والا نہ آیا، پھر امت محمدیہ لائی جائے گی، پس یہ امت حضرات انبیائے کرام کی نسبت گواہی دے گی، اور امتوں کے جھٹلانے کا بیان کرے گی، امت محمدیہ سے کہا جائے گا اے امت محمدیہ! تم کیسے گواہی دیتی ہو جب کہ تم سب سے آخر میں پیدا کی گئی تھی؟ امت محمدیہ کہے گی: ہمیں ہمارے نبی سید عالم ﷺ نے خبر دی، اور وہ سچے نبی ہوئے ہیں، پھر سید عالم ﷺ کو لایا جائے گا، پھر ان کی امت کا تزکیہ کیا جائے گا، اس وقت سید عالم ﷺ اپنے رب سے عرض گزار ہونگے، اے میرے رب! تم نے ہمیں جو احکامات دیئے ہم نے وہ سارے ہی پہنچادیئے، پھر بغیر کسی حیل وحجت کے سید عالم ﷺ کی بات مان لی جائے گی۔

ای استسلموا: مان لینے کے بعد، جب کہ دنیا میں تکبر کرنے والے تھے، اور یہ مان لینا انہیں کچھ نفع نہ دے گا۔

من ان الھتھم تشفع لھم: یعنی کافر بتوں کی عبادت کرنے کے بعد کہتے تھے کہ ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں خدا کے قریب کردیں گے۔ ولھا: مراد تصدیق کرنا اور ایمان لانا ہے۔

قال ابن مسعود: یعنی ان کافروں کے عذاب میں اضافہ کیا جائے گا، ابن عباس ومقاتل کہتے ہیں کہ پانچ قسم کی نہروں سے ان کے عذاب میں اضافہ کیا جائے گا، جہنم میں جاری زرد رنگ کی نہر جو کہ عرش کے نیچے جاری ہوگی، جہنمی اس میں دن کی مقدار کے برابر تین دفعہ عذاب دیئے جائیں گے، اور رات کی مقدار کے برابر دو مرتبہ، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ وہ نار جہنم سے ٹھنڈک کے عذاب یعنی نہر زمہریر میں ڈالے جائیں گے۔ پس وہ اس ٹھنڈک کی وجہ سے آگ کی جانب جانے کے لیے پکار رہے ہونگے۔

انیابھا کالنخل الطوال: یعنی جہنمیوں کے جسموں کو موٹے موٹے دانتوں سے تشبیہ دی گئی ہے، یعنی جہنمیوں کا جسم بہت بڑا ہوگا، اللہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو جہنم سے اس سے محفوظ رکھے۔

الموحدین: اور جہاں تک کافروں کا تعلق ہے، ان کے لیے نقصان، عذاب اور ڈر ہوگا۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۸۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۹

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ﴾التَّوحِيدِ وَالْإِنْصَافِ﴿ وَالْإِحْسَانِ﴾اَدَاءِ الْفَرَائِضِ اَوْ اَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ كَمَا فِي الْحَدِيثِ﴿ وَإِيْتَآئِ ﴾اِعْطَاءِ﴿ذِي الْقُرْبٰى﴾الْقَرَابَةِ خَصَّهُ بِالذِّكْرِ اِهْتِمَامًا بِهِ﴿ وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ ﴾الزِّنَا﴿وَالْمُنْكَرِ﴾شَرْعًا مِنَ الْكُفْرِ وَالْمَعَاصِي ﴿ وَالْبَغْيِ ج ﴾الظُّلْمِ النَّاسِ خَصَّهُ بِالذِّكْرِ اِهْتِمَامًا كَمَا بَدَاءَ بِالْفَحْشَاءِ لِذَالِكَ﴿يَعِظُكُمْ ﴾بِالْاَمْرِ وَالنَّهْيِ﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ(۹۰)﴾تَتَّعِظُوْنَ وَفِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الذَّالِ وَفِي الْمُسْتَدْرَكِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ هٰذِهِ اَجْمَعُ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ لِلْخَيْرِ وَالشَّرِّ﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ﴾مِنَ الْبَيْعَةِ وَالْاِيْمَانِ وَغَيْرِهِمَا﴿اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا﴾ تَوْثِيْقِهَا ﴿ وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ط ﴾ بِالْوَفَاءِ حَيْثُ حَلَفْتُمْ بِهِ وَالْجُمْلَةُ حَالٌ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ(۹۱) ﴾تَهْدِيْدٌ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ ﴾اَفْسَدَتْ﴿غَزْلَهَا﴾مَاغَزَلَتْهُ﴿ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ﴾اِحْكَامٍ لَهُ وَبَرْمٍ﴿ اَنْكَاثًا ط﴾حَالٌ جَمْعُ نِكْثٍ وَهُوَ مَايُنْكَثُ اَيْ يُحَلُّ اَحْكَامُهُ وَهِيَ اِمْرَاةٌ حَمْقَاءُ فِي مَكَّةَ كَانَتْ تَغْزِلُ طُوْلَ يَوْمِهَا ثُمَّ تَنْقُضُهُ﴿ تَتَّخِذُوْنَ ﴾حَالٌ مِنْ ضَمِيْرِ تَكُوْنُوْا اَيْ لَاتَكُوْنُوْا مِثْلَهَا فِي اِتِّخَاذِكُمْ ﴿ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا ۢ ﴾هُوَ مَا يُدْخَلُ فِي الشَّيْءِ وَلَيْسَ مِنْهُ اَيْ فَسَادٌ اَوْ خَدِيْعَةٌ ﴿بَيْنَكُمْ ﴾بِاَنْ تَنْقُضُوْهَا﴿اَنْ﴾اَيْ لِاَنْ﴿ تَكُوْنَ اُمَّةٌ ﴾جَمَاعَةٌ﴿هِيَ اَرْبٰى﴾اَكْثَرُ﴿ مِنْ اُمَّةٍ ط ﴾وَكَانُوْا يُحَالِفُوْنَ الْحُلَفَاءَ فَاِذَا وَجَدُوْا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَعَزَّ نَقَضُوْا حِلْفَ اُولٰئِكَ وَحَالَفُوْهُمْ﴿اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ ﴾يَخْتَبِرُكُمْ ﴿ اللّٰهُ بِهٖ ﴾اَيْ بِمَا اَمَرَ بِهٖ مِنَ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ لِيَنْظُرَ الْمُطِيْعَ مِنْكُمْ وَالْعَاصِيَ اَوْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ اَرْبٰى لِيَنْظُرَ اَتَفُوْنَ اَمْ لَا؟ ﴿ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ(۹۲) ﴾فِي الدُّنْيَا مِنْ اَمْرِ الْعَهْدِ وَغَيْرِهٖ بِاَنْ يُعَذِّبَ النَّاكِثَ وَيُثِيْبَ الْوَافِيَ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾اَهْلَ دِيْنٍ وَاحِدٍ﴿ وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَتُسْئَلُنَّ ﴾ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سُؤَالَ تَبْكِيْتٍ﴿ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ(۹۳)﴾لِتُجَازُوْا عَلَيْهِ﴿وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا ۢ بَيْنَكُمْ﴾ كَرَّرَهُ تَاكِيْدًا﴿ فَتَزِلَّ قَدَمٌ ۢ ﴾ اَقْدَامُكُمْ عَنْ مَحَجَّةِ الْاِسْلَامِ ﴿بَعْدَ ثُبُوْتِهَا ﴾ اِسْتِقَامَتِهَا عَلَيْهَا ﴿ وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ ﴾الْعَذَابَ﴿بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ج ﴾اَيْ بِصَدِّكُمْ عَنِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ اَوْبِصَدِّكُمْ غَيْرَكُمْ عَنْهُ لِاَنَّهُ يَسْتَنُّ بِكُمْ﴿وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ(۹۴)﴾ فِي الْاٰخِرَةِ ﴿ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط

﴿مِنَ الدُّنْيَا بِاَنْ تَنْقُضُوهُ لِاَجْلِهِ﴿اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ مِنَ الثَّوابِ﴿هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾مِمَّافِي الدُّنْيَا ﴿اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(۹۵)﴾ذَالِکَ فَلا تَنْقُضُوا﴿مَا عِنْدَكُمْ﴾مِنَ الدُّنْيَا﴿ يَنْفَدُ﴾يَفْنِى﴿ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ط

﴾دَائِمٌ﴿وَلَنَجْزِيَنَّ ﴾بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ﴿الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا﴾عَلَى الْوَفَاءِ بِالْعُهُوْدِ ﴿ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(۹۶)﴾اَحْسَنُ بِمَعْنٰى حَسَنٍ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ط

﴾ قِيْلَ هِىَ حَيَاةُ الْجَنَّةِ وَقِيْلَ فِي الدُّنْيَا بِالْقَنَاعَةِ وَالرِّزْقِ الْحَلَالِ ﴿ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(۹۷) فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ ﴾اَى اَرَدْتَ قِرَائَتَهٗ﴿فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ(۹۸)﴾اَى قُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴿اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ(۹۹) اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ ﴾بِطَاعَتِهٖ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ﴾اى الله تعالى﴿ مُشْرِكُوْنَ(۱۰۰)﴾

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف......۱......(عدل سے مراد توحید وانصاف ہے)اور نیکی (فرائض کی ادائیگی کا، یا اللہ عزوجل کی ایسی عبادت بجالانے کا کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں تعلیم کیا گیا ہے)اور رشتہ داروں......۲......(یعنی قرابت داروں، کا ذکر ان کی شانِ اہتمام کی وجہ سے خاص طور پر کیا گیا ہے) کے دینے کا (ایتای بمعنی اعطاء ہے)اور منع فرماتا ہے بے حیائی (یعنی زنا سے)اور بُری بات (جو شرعاً بُری ہو، کفر اور معصیت وغیرہ میں سے)اور سرکشی سے......۳......(لوگوں پر ظلم کرنے سے، بغی کا اہتمام کے ساتھ خاص طور پر ذکر کیا گیا جیسا کہ فحاشی کا ابتداء میں خاص طور پر ذکر ہوا) تمہیں نصیحت فرماتا ہے (اوامر کے بجالانے اور نواہی سے بچنے کی......۴......) کہ تم دھیان کرو (نصیحت پکڑو، تذکرون اپنی اصل کے اعتبار سے تتذکرون تھا، تاء کا ذال میں ادغام ہوا ہے، مستدرک میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ یہ آیت قرآن مجید کی دیگر آیات خیر وشر کا مجموعہ ہے)اور اللہ کا عہد (خرید وفروخت اور قسموں سے متعلق) پورا کرو جب قول باندھو اور قسمیں مضبوط (توکیدھا بمعنی توثیقھا ہے) کر کے نہ توڑو اور تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو (یعنی اللہ عزوجل سے عہد پورا کرنے کا وعدہ کر چکے ہو، کفیلا جملہ حالیہ ہے تنقضوا کے فاعل سے) بیشک اللہ تمہارے کام جانتا ہے (یہ جملہ لوگوں کے لیے تھدید کے طور پر ہے)اور اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت (جو اس نے کاتا تھا) مضبوطی کے بعد (یعنی مضبوطی سے سوت کاتنے کے بعد تنگ دل ہو کر) ریزہ ریزہ (انکاثا، غزلھا سے حال اور نکث کی جمع ہے، مراد اس سے نقض یعنی توڑ دینا ہے یعنی ان کے لیے قسموں کو پورا کرنا لازم تھا، جس طرح مکہ مکرمہ کی اس بیوقوف عورت کے لیے جس نے دن کا طویل حصہ سوت کات کر ریزہ ریزہ کر دیا) کر کے توڑ دیا......۵......(نقضت بمعنی افسدت ہے) اپنی قسمیں (دخلا بمعنی عیب کے ہے، دراصل عیب جس چیز میں داخل ہو جائے اسے بے اصل کر دیتا ہے یعنی اس میں فساد اور دھوکہ پیدا کر دیتا ہے) آپس میں (کہ تم قسموں کو توڑ ڈالتے ہو، اَنْ بمعنی بِاَنْ ہے) ایک بے اصل بہانہ بناتے ہو (تتخذون حال ہے تکونوا کی ضمیر سے، یعنی جو قسمیں توڑ دینے والے ہیں تم ان کی طرح نہ ہو جاؤ) کہ ایک گروہ (امۃ بمعنی جماعۃ ہے) دوسرے

گروہ سے زیادہ (کہ قریش کے لوگ ایک قوم سے حلف اٹھاتے پھر جب مدمقابل دوسرے مال یا عزت کے اعتبار سے زیادہ معزز پاتے تو حلف توڑ دیتے، اربی بمعنی اکثر ہے) نہ ہو جائے اللہ تمہیں اس سے (کہ اس نے تمہیں قسموں کے پورا کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ تم میں مطیع و عاصی کو دیکھ لے، تاکہ امت اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو پورا کرنے والوں اور نہ کرنے والوں کو دیکھنے کے حوالے سے پختہ ہو جائے) آزماتا ہے (یبلوکم بمعنی یختبرکم ہے) اور ضرور تم پر صاف ظاہر کردے گا قیامت کے دن جس بات میں جھگڑتے تھے (دنیا میں عہد و پیمان کے حوالے سے کہ عہد توڑنے والوں کو سزا اور پورا کرنے والوں کو جزا دی جائیگی) اور اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت کرتا......۹۲......(یعنی ایک ہی دین پر کر دیتا) لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے......ے...... اور ضرور پوچھے جائیں گے (قیامت کے دن، یہاں تبکیت کا اثبات اور تفھم کی نفی پائی جارہی ہے) تم سے تمہارے کام (کہ تمہیں ان پر جزا دی جائے) اور اپنی قسمیں آپس میں بے اصل بہانہ نہ بنالو (قسموں کو پورا کرنے کی اہمیت کے پیش نظر اس جملے کی تاکید کی گئی ہے) کہ کہیں پاؤں جمنے (اسلام پر استقامت کرنے) کے بعد لغزش نہ کرے (یعنی تمہارے قدم اسلام کے راستے سے پھسل نہ جائیں) اور تمہیں بُرائی (عذاب) چکھنا ہو بدلہ اس کا کہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے (یعنی عہد کو پورا کرنے سے روکنے کی وجہ سے یا اس کے علاوہ کسی چیز سے روکنے کی وجہ سے کہ عہد کو توڑنے میں تمہاری پیروی کی جائے) اور (آخرت میں) تمہیں بڑا عذاب ہو اور اللہ کے عہد پر تھوڑے دام مول نہ لو......۸......(یعنی دنیا میں تھوڑے مال کے بدلے عہد نہ توڑو) بیشک وہ جو (ثواب) اللہ کے پاس ہے تمہارے لیے (دنیا میں جو کچھ ہے اس سے) بہتر ہے اگر تم جانتے ہو (اس بات کو، تو عہد نہ توڑو) جو تمہارے پاس ہے (دنیا میں) ہو چکے گا (ینفد بمعنی یفنی ہے) اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا (باق بمعنی دائم ہے) اور ضرور ہم صبر کرنے والوں (یعنی عہد کو پورا کرنے والوں) کو ان کا وہ صلہ دیں گے (ولنجزین میں یاء اور نون دونوں ہی قرائتیں ہیں) جو ان کے سب سے اچھے کام کے قابل ہو (احسن بمعنی حسن ہے) جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے......۹......(ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جنت کی زندگی جلائیں گے، ایک قول دنیا میں قناعت اور حلال رزق کی زندگی جلانے کا ملتا ہے) اور ضرور انہیں ان کا اجر دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہوں تو جب تم قرآن پڑھو (یعنی قرائت کا ارادہ کرو) تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے......۱۰......(یعنی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کہو) بیشک اس کا کوئی قابو (سلطن بمعنی تسلط ہے) ان پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا قابو تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں (اس کی طاعت کرتے ہوئے) اور اسے (یعنی اللہ کو) شریک ٹھہراتے ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی﴾.

ان اللہ : حرف مشبہ و اسم، یامر : فعل بافاعل، ب : جار، العدل : معطوف علیہ، والاحسان : معطوف اول، و ایتاء ذی

القربی : معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، : و: عاطفہ، ینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی : جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر جملہ اسمیہ۔

﴿یعظکم لعلکم تذکرون﴾

یعظکم : فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال ہے ماقبل "یامر" یا "ینھی" کے فاعل سے، لعلکم : حرف مشبہ واسم، تذکرون جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واوفوا بعھد اللہ اذا عھدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا﴾.

و:عاطفہ، اوفوا بعھد اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو، اذا : مضاف، عاھدتم : جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ، لاتنقضوا : فعل وضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قد :تحقیقیہ ، جعلتم اللہ : فعل بافاعل ومفعول،علیکم کفیلا : شبہ جملہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، الایمان :مفعول،بعد توکید ھا :ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اللہ یعلم ما تفعلون ○ ولا تکونوا کالتی نقضت غزلھا من بعد قوۃ انکاثا﴾.

ان اللہ : حرف مشبہ واسم،یعلم : فعل بافاعل،ما تفعلون : مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ، و: عاطفہ، لاتکونوا: فعل ناقص باسم، کاف : جار، التی : موصوف، نقضت :فعل بافاعل، غزلھا: ذوالحال، من بعد قوۃ : ظرف مستقر حال اول، انکاثا: حال ثانی، ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صفت،ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تتخذون ایمانکم دخلا بینکم ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ﴾.

تتخذون ایمانکم : فعل بافاعل ومفعول اول، دخلا بینکم : شبہ جملہ مفعول ثانی، ان : مصدریہ، تکون امۃ :فعل ناقص بااسم ،ھی اربی من امۃ : جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لاتکونوا" کے اسم سے حال ہے۔

﴿انما یبلوکم اللہ بہ ولیبینن لکم یوم القیمۃ ما کنتم فیہ تختلفون﴾.

انما : حرف مشبہ وماکافہ، یبلوکم اللہ بہ : فعل بامفعول وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ، و :عاطفہ، لام : تاکید جواب قسم،یبین لکم : فعل بافاعل وظرف لغو،یوم القیمۃ : ظرف، ماکنتم فیہ تختلفون : جملہ ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کے لیے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن یضل من یشاء ویھدی من یشاء﴾

و:عاطفہ، لو : شرطیہ، شاء اللہ :فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ شرط، لام : تاکیدیہ، جعل : فعل ھو ضمیر ذوالحال، و : حالیہ، لکن : مہملہ استدرکیہ، لیضل من یشاء : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویھدی من یشاء : جملہ فعلیہ معطوف ، ملکر حال،ملکر فاعل، کم: مفعول،امۃ واحدۃ :مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولتسئلن عما کنتم تعملون﴾.

و: عاطفہ، لام : تاکید جواب قسم، تسئلن :فعل وضمیر محذوف نائب الفاعل، عما کنتم تعملون : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ " کے لیے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ولا تتخذوا ایمانکم دخلا بینکم فتزل قدم بعد ثبوتھا وتذوقوا السوء بما صددتم عن سبیل اللہ ولکم عذاب عظیم﴾.

و: عاطفہ، لاتتخذوا : فعل بافاعل، ایمانکم : مفعول اول، دخلا بینکم : مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف : سببیہ، تزل : فعل : قدم: فاعل، بعد ثبوتها : ظرف ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تذوقوا السوء : فعل بافاعل و مفعول، بما صددتم عن سبیل اللہ : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر " ان" جواب نہی واقع ہوا، و :مستانفہ، لکم : ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب عظیم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تشتروا بعهد الله ثمنا قليلا انما عند الله هو خير لكم ان كنتم تعلمون ﴾.

و: عاطفہ، لاتشتروا بعهد الله :فعل بافاعل وظرف لغو، ثمنا قليلا : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان :حرف مشبہ، ما: موصولہ، عند الله: ظرف مستقر صلہ، ملکر اسم، هو خير لكم : جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان :شرطیہ، كنتم تعلمون : جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف " فلا تنقضوا" ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ما عندكم ينفد وما عند الله باق ولنجزين الذين صبروا اجرهم باحسن ما كانوا يعملون﴾.

ما عندكم : موصول صلہ ملکر مبتدا، ينفد : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و :عاطفہ، ما عند الله :موصول صلہ ملکر مبتدا، باق : خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و : عاطفہ، لام : تاکید نجزین : فعل بافاعل، الذين صبروا : موصول صلہ، ملکر مفعول اول، اجرهم : مفعول ثانی، باحسن ما كانوا يعملون : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "والله" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿من عمل صالحا من ذكر او انثى وهو مومن فلنحيينه حيوة طيبة﴾.

من : شرطیہ مبتدا، عمل :فعل ھو ضمیر ذوالحال، من : جار، ذكر :معطوف علیہ، او انثى :معطوف ،ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال اول، وهو مومن : جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، صالحا :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف : جزائیہ، لام :تاکید یہ، نحيينه :فعل بافاعل ومفعول، حيوة طيبة : مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "والله" ، کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولنجزينهم اجرهم باحسن ما كانوا يعملون ○فاذا قرات القران فاستعذ بالله من الشيطن الرجيم﴾.

ولنجزينهم ......الخ : اسی کی مثل ترکیب ماقبل آیت نمبر ۹۶ میں گزری، ف : مستانفہ، اذا : شرطیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، قراءت القرآن : فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف :مستانفہ، استعذ :فعل امر بافاعل، بالله : ظرف لغو اول، من الشطين الرجيم : ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انه ليس له سلطن على الذين آمنوا وعلى ربهم يتوكلون﴾.

انه : حرف مشبہ واسم، ليس له : فعل ناقص وظرف مستقر خبر مقدم، سلطن :مصدر ھو ضمیر فاعل، على الذين امنوا: ظرف لغو شبہ جملہ ہوکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ، على ربهم : ظرف لغو مقدم، يتوكلون : فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما سلطنه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون﴾.

انما : حرف مشبہ وما کافہ ،سلطنه :مبتدا، على : جار، الذين يتولونه : موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذين : موصول، هم : مبتدا، به مشركون : شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... انه ليس له سلطن ......☆ مشرکین مکہ اپنی جہالت سے نسخ پر اعتراض کرتے تھے اور اسکی حکمتوں سے ناواقف ہونے کی

وجہ سے اس کا تمسخر اڑاتے اور کہتے کہ محمد ﷺ ایک روز ایک حکم دیتے ہیں اور دوسرے ہی روز دوسرا حکم دیتے ہیں، وہ اپنے دل سے باتیں بناتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

عدل وانصاف کے معانی:

۱......لغوی معنی افراط وتفریط کی درمیانی حالت ہے جب کہ اصطلاح میں جو شخص کبیرہ گناہ سے بچے اور صغیرہ پر اصرار نہ کرے، اپنے اعمال کی درستگی کی کوشش میں مصروف رہے، گھٹیا کاموں مثلاً راستے میں کھانا، پیشاب کرنا وغیرہ سے اجتناب کرنے کو انصاف کہتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ عدل مصدر بمعنی عدالت کے ہے، مراد یہ ہے کہ کاموں میں اعتدال اور استقامت رکھے اور اس سے مراد حق کی جانب مائل ہونا ہے۔ (التعریفات، ص ۱۵۰)

رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک:

۲......لفظ ذوی القربی قرآنِ مجید میں سولہ (16) مرتبہ آیا ہے۔ رشتے داروں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک والدین کے حقوق کے تابع ہے، کیونکہ ان کے حقوق والدین کے واسطہ سے ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ رشتے داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کا عطف والدین کے ساتھ حسنِ سلوک پر کیا گیا ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۵۸)

☆......حضرت سیدنا امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سب سے افضل صدقہ کینہ پرور رشتے دار پر کیا جانے والا صدقہ ہے۔'' (صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ علی ذی الرحم الکاشح، ج۴، ص۷۸)

☆......حضرت سیدنا امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''رشتے دار پر کئے جانے والے صدقے کا ثواب دگنا کر دیا جاتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، ج۸، ص۲۰۶)، (عظائین، ج۱، ص۱۱۶)

بے حیائی، بُری بات اور سرکشی سے بچنا ضروری ہے:

۳......اللہ نے تین چیزوں کا حکم دیا یعنی عدل، احسان، قرابتداروں کے ساتھ سلوک کا حکم دیا اور تین ہی چیزوں سے منع فرمایا یعنی بے حیائی، بُرائی اور سرکشی۔ ان ممنوعات کی قدرے تفصیل علامہ آلوسی نے یوں بیان کی ہے۔ (۱)......بے حیائی: شہوت پوری کرنے کے لیے جائز امور سے تجاوز کرنا یعنی زنا کی لت میں پڑنا بے حیائی ہے، ابن عباس کہتے ہیں کہ زنا کو بے حیائی میں شمار کیا جاتا ہے خاص یہی بے حیائی نہیں اور بھی ہیں۔ (۲)......بُرائی: قوت غضب کے اظہار میں حد سے بڑھ جانا، حضرت ابن عباس اور مقاتل نے اس کی تفسیر شرک سے کی ہے۔ ابن سائب کہتے ہیں وہ کام ہے جس پر جہنم کی آگ کا وعدہ ہے، ابن عیینہ کہتے ہیں کہ مخفی معاملات کی علی الاعلان مخالفت کرنا، ایک قول یہ ہے کہ وہ کام جس پر دنیا میں تو حد نہ لگے لیکن آخرت میں عذاب کا سامنا کرنا پڑے، زمخشری کہتے ہیں وہ کام بُرا کہلاتا ہے جسے عقل بُرا تصور کرے۔ (۳)......سرکشی: یہ ہے کہ لوگوں پر اپنی بڑائی جتانا، مراد وہ شیطانی قوت ہے جو دو بُری قوتوں مثلاً قوت شہوانی اور قوت غضب سے حاصل ہوں۔ اور اصل کے اعتبار سے سرکشی کے معنی یہ ہیں کہ طلب کرنا یعنی ظلم وزیادتی سے کچھ حاصل کرنا سرکشی کہلاتا ہے۔ (روح المعانی، الجزء الرابع عشر، ص ۶۱۰ وغیرہ)

نیکی کی دعوت کی فضیلت:

۴......ایک طرف تو اللہ نے نیکی کی دعوت دینے کا حکم ارشاد فرمایا دوسری طرف اس کام کو کرنے والے کی داد و تحسین بھی فرمائی چنانچہ فرمایا: ﴿ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں (حم سجدہ:۳۳)﴾۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "بَلِّغُوا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً یعنی میری طرف سے پہنچادو اگرچہ ایک ہی آیت ہو"۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب:ما ذکر عن بنی اسرائیل، رقم:۳۴۶۱، ص ۵۸۲)

ہمارے اسلاف کا کیا خوب ذہن تھا قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا جذبہ بھی عمدہ تھا۔ مشہور بزرگ حضرت حاتم اصم ایک بار بلخ شہر میں بیان فرمار ہے تھے، دوران بیان گنہگاروں کی خیر خواہی کے جذبے کے تحت دعا مانگی: "اے پروردگار اس اجتماع میں جو سب سے بڑا گناہگار ہے، اپنی رحمت سے اُس کی مغفرت فرما۔ ایک کفن چور بھی وہاں موجود تھا، جب رات ہوئی تو وہ کفن چُرانے کی غرض سے قبرستان گیا مگر جوں ہی قبر کھودی ایک غیبی آواز گونج اٹھی، اے کفن چور! تو آج دن کے وقت حاتم اصم کے اجتماع میں بخشا جاچکا ہے پھر آج رات یہ گناہ کیوں کرنے لگا ہے، یہ سن کر رو پڑا اور اس نے سچے دل سے توبہ کرلی۔(تذکرۃ الاولیاء، ص ۲۲۲ ملخصاً)

قسم توڑنے کی مثال:

۵......اپنے معاہدے کو توڑنے والے کی مثال اس عورت کی سی ہے جو سوت کات کات کر رکھے اور پھر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردے۔ روایت میں ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک بیوقوف عورت تھی، جس کا نام ریطہ بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھا، وہ اسی طرح کیا کرتی تھی پھر یہ واقعہ ضرب المثل بن گیا، جو شخص بھی کوئی کام محنت سے بنا کر اسے بگاڑ دے اس کے متعلق یہی کہا جاتا ہے۔ اس مثال سے ہمیں یہ درس دینا مقصود ہے کہ انسان اپنی قسموں کو پکا کرے، جا بجا عہد کرکے اسے توڑتا نہ پھرے۔ حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن عہد شکن کے لیے جھنڈا بلند کیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یدعی الناس بامامھم، رقم: ۶۱۷۷، ص ۱۰۷۶)

ایک ہی امت ہونے کا معنی:

۶......یعنی دین حنیفہ، دین اسلام مراد ہے۔ اسی کو اللہ نے دوسرے مقام پر امت وسط سے تعبیر فرمایا ہے، ﴿کذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا (البقرۃ:۱۴۳)﴾۔ یعنی امت محمد یہ جو کہ دین اسلام پر گامزن ہے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام کے زمانے تک لوگ موحد تھے اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہی کے دین پر قائم تھے، اس طرح کہ فرشتے ان سے مصافحہ کیا کرتے سوائے کچھ لوگوں کے جن میں قابیل اور اسکے متبعین شامل تھے، یا پھر لوگ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے دور تک ایک ہی دین پر تھے جیسا کہ بزار وغیرہ کی روایت ہے۔

حضرت سیدنا ابنِ عباس سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے مابین دس صدیاں تھیں، ان میں تمام کے تمام افراد شریعتِ حقہ پر تھے یا طوفانِ نوح کے بعد جبکہ ان میں سوائے اسی (80) مرد و عورت کے کوئی نہ بچا، پھر وہ سب بھی مر گئے سوائے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام اور انکے بیٹے سام، حام اور یافث اور انکی بیویوں کے اور یہ سارے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے دین پر تھے۔ (روح المعانی، الجزء الثانی، ص ٦٧٧)

امام نسفی علیہ الرحمہ امت وسط (دین اسلام پر عمل کرنے والی امت) کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح ہم نے تمہارا قبلہ مشرق و مغرب کے مابین بنایا اسی طرح ہم نے تمہیں بھی افراط و تفریط کے مابین امت بنایا، تم نصاریٰ کی طرح افراط سے کام نہ لو کہ جیسے انہوں نے (معاذ اللہ) حضرت مسیح علیہ السلام کو مرتبۂ ربوبیت کے ساتھ متصف کر دیا تھا اور نہ ہی یہود کی طرح تفریط کا شکار ہو جاؤ کہ جنھوں نے بی بی مریم پر (معاذ اللہ) تہمت زنا لگائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ولد الزنا قرار دیا" (المدارک، ج ١، ص ٣٧)۔ امام نسفی علیہ الرحمہ کی اس عبارت کو امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ نے اپنے شہرۂ آفاق قصیدہ بردہ شریف میں اس طرح بیان کیا ہے: دع ما ادعته النصاری فی نبیهم ::: واحکم بما شئت مدحا فیه و احتکم

یعنی نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا، لہٰذا تم ایسا دعویٰ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہ کرو، ہاں البتہ اس کے علاوہ جیسی مدح سرائی کرنا چاہو کر سکتے ہو۔ (عطائین، ج ١، ص ١٨٢، ٢٧٢)

ہدایت وگمراہی کی نسبت اللہ کی جانب ہونا:

ے..... جسے چاہے گمراہ کرے کہ وہ حد سے بڑھے یا گمان کی پیروی کرے یا اس جیسے دیگر گناہوں کا ارتکاب کرے، اور جسے چاہے ہدایت دے کہ اس کا ایمان (فتنے کے باوجود) قوی ہو، ایک قول یہ ہے کہ جسے اللہ عزوجل چاہے رجفہ (زلزلہ) کے ذریعے عذاب پہنچائے اور جس کے لئے اللہ عزوجل چاہے اس عذاب کو پھیر دے، ایک قول یہ ہے کہ جسے اللہ عزوجل چاہے فتنے پر ترک صبر اور ثواب کے حصول اور جنت کے دخول کے لیے اپنی رضا کو ترک کرنے کے ذریعے گمراہ کرے اور جس کے لئے چاہے اپنی رضا اور صبر کی دولت عطا کر کے ہدایت عطا فرمائے۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ١٠١)

معتزلہ کے اعتراض کے جواب میں علامہ زمخشری کہتے ہیں کہ اللہ کی مشیت تو یہی ہے کہ تمام بندے ہی اسلام کے دامن میں آجائیں، لیکن اللہ اپنے علم سے جانتا ہے کہ کون سا بندہ اسلام کے دامن میں سمائے گا اور کس نے کفر اختیار کرنا ہے، لیکن اللہ کی حکمت یہ ہے کہ گمراہ اور رسوا کرے اُسے جس کے بارے میں اُس کے علم ازلی میں ہے کہ وہ بندہ کفر کرے گا اور جسے چاہے ہدایت عطا فرمائے یعنی جس کے بارے میں اللہ کے علم ازلی میں ہے کہ اُس بندے نے ایمان قبول کرنا ہے۔ (روح المعانی، الجزء الرابع عشر، ص ٦١٧)

دین کو دنیا کی خاطر بیچ دینا:

۸..... آخرت کو داؤ پر لگا کر دنیا کا غلیظ مال حاصل کرنے والے دانشمند نہیں ہو سکتے، نہ قرآن و حدیث کی رو سے اور نہ ہی عقل کی رو سے۔ قرآن کی دلیل تو مذکورہ آیت ہی ہے جس کے تحت ہم کلام کر رہے ہیں۔

☆..... سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلے میں رشوت لینے والے، دینے والے اور جو اُن دونوں کے درمیان لین دین میں مدد کرتا ہے، سب پر لعنت فرمائی۔ (سنن الترمذی، ابواب الاحکام، باب ما جاء فی الراشی برقم: ١٣٤١، ص ٤٠٨ بتغیر قلیلا)

☆......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”فیصلے میں رشوت لینا کفر ہے اور یہ لوگوں کے درمیان خبیث کمائی ہے“۔
(المعجم الکبیر، رقم: ۹۱۰۰، ج۹، ص ۲۲۶)

اس دنیائے ناپائیدار کا وہ مال جو علمائے یہود اپنے جاہلوں سے لیتے اور اسے کھاتے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت چھپانے کی بھی یہی وجہ تھی اور کلام پاک (توریت) میں تحریف کرنے کا منشا بھی یہی تھا کہ کہیں آمدنی بند نہ ہو جائے۔ (المظھری، ج۳، ص۹۷)

یہی مال کی محبت توریت، انجیل میں تحریف کا سبب بنی، جب کہ مال رشوت مال خبیث کے زمرے میں آتا ہے، آج کے دور کے مسلمان اگرچہ قرآن میں تحریف نہیں کرتے اور کر بھی نہیں سکتے کہ اللہ نے اس کی حفاظت کا ذمہ اپنے اوپر لیا ہے، اتنا ضرور ہے کہ قرآن کے ترجمے میں تبدیلی کرنے والے نام نہاد مسلمان کہلانے والے صریح آیات کا غلط ترجمہ کر کے تحریف قرآن کے زمرے میں خود کو شامل کرانا چاہتے ہیں کہ مبادا غیر اسلامی طاقتوں کے پاس سے چندے کے سلسلے بند ہو جائیں تو ہمارے سارے کام دھندے ٹھپ ہو کر رہ جائیں گے۔ اللہ مال کی ایسی محبت سے پناہ عطا فرمائے۔ مسلمانوں کی اکثریت ایسی بھی ہے جو صحیح العقیدہ ہے لیکن مال کی محبت میں مارے مارے پھرنے والے یہ مسلمان رشوت جیسی خبیث کمائی سے بچنے کا ذہن نہیں رکھتے۔ دنیائے ناپائیدار کی محبت ایسی مونہہ کو لگی ہے کہ کہاں سود کی تباہ کاری کا علم اور کہاں رشوت کی بربادی کا شعور، جھوٹ اور دھوکے کے ذریعے آنے والے مال سے بڑے بڑے بنگلے اور عمارتیں بنانے والے کہاں حلال وحرام کی صحیح تمیز کر سکتے ہیں؟

﴿من ذکر او انثی وھو مومن﴾ کا معنی:

۹......اللہ کی بارگاہ میں اجر کا مرتب ہونا بڑی سعادت مندی کی بات ہے، لیکن اجر کے متحقق ہونے کے لیے ایمان کا پایا جانا اولین شرط ہے۔ اگر ایمان نہ ہو تو اجر کیسے ملے گا، اللہ نے فرمایا: جو کوئی مرد و عورت نیکی کریں اور مومن ہوں تو ہم اُسے حیات طیبہ (یعنی جنتی زندگی جس میں موت نہیں، کشادگی ہے فقر و فاقہ نہیں، سعادتمندی ہے) سے نوازیں گے۔ ایمان کی شرط کے ساتھ مومن مرد و عورت اعمال صالحہ بجالائیں اور اجر کمائیں، جب کہ کافر اگرچہ دنیا میں کتنا ہی مالدار ہو یا بظاہر کار خیر بھی کرے لیکن اُسے اجر نہیں مل سکتا۔

بوقت تلاوت شیطان سے پناہ مانگنا:

۱۰......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ جب آپ قرآن پڑھیں تو شیطان مردود سے پناہ مانگیں، اس میں تعلیم امت بھی ہے کہ امت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل پیرا ہو جائے اور شیطان کے وسوسوں سے بچنے کے لیے تعوذ پڑھے۔ تلاوت قرآن سے پہلے تعوذ پڑھا جاتا ہے اور یہی صحیح ہے، آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ قرآن مجید پڑھنے کے بعد تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھیں، حالانکہ ہوتا برعکس ہے،؟ جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں عربی اسلوب کی وجہ سے اذا اردت ان تقرا القرآن محذوف ہے یعنی جب تم قرآن مجید پڑھنے کا ارادہ کرو تو اعوذ باللہ پڑھو، اس کی نظیر یہ آیت ہے ﴿اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم (المائدۃ: ٦) ﴾ کا معنی بظاہر یہی ہے کہ جب نماز پڑھنے کی طرف کھڑے ہو پھر وضو کرو، حالانکہ وضو نماز سے پہلے کیا جاتا ہے، اس کا بھی یہی جواب ہے کہ یہاں عربی اسلوب کے مطابق اذا اردتم القیام الی الصلوۃ محذوف ہے یعنی جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو وضو کرلو۔

(تبیان القرآن، ج٦، ص ٥٧١ وغیرہ)۔

اغراض: التوحید: یہ ہے کہ کلمہ طیبہ کی گواہی دے، اور یہ حضرت ابن عباس کی تفسیر ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ عدل کا

تقاضا یہ ہے کہ بتوں کی عبادت ترک کردے، اور احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت ایسے کرے جیسا کہ اُسے دیکھ رہا ہے اور اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ مومن اپنے ایمان میں تازگی کو پسند کرے اور کافر ہونے کو ناپسند کرے، ایک روایت یوں بھی ہے کہ عدل سے مراد توحید، احسان سے مراد اخلاص ہے۔

التوحید و الانصاف: یعنی ہر کام میں توحید وانصاف کا دامن پکڑے رہے، انصاف یہ ہے کہ اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کی ذات ہر قسم کے کمال سے متصف ہے، ہر نقص سے پاک ہے، تمام جائز امور کو اللہ کی جانب منسوب کرے، کبھی معاملات کو بندے کی جانب منسوب کرے۔

کما فی الحدیث: سید عالم ﷺ سے جبرائیل علیہ السلام نے احسان کے بارے میں پوچھا، تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ تو اُسے دیکھتا ہے یا وہ تجھے دیکھتا ہے''، معنی یہ ہے کہ تو اللہ کے ہیبت وجلال کو دیکھتا ہے، اور یہی مقام مشاہدہ ہے، اور اگر اس مقام تک تو نہ پہنچ سکے تو ایسا کر لینا کہ وہ تجھے دیکھتا ہے اور یہی مقام مراقبہ کہلاتا ہے۔

من الکفر و المعاصی: اسی میں زنا بھی داخل ہے، اور یہ تعمیم بعد التخصیص کہلاتا ہے۔

اھتماما بہ: لوگوں پر ظلم کرنا کفر اختیار کرنے کے بعد سب سے بڑی نافرمانی ہے، اسی لئے بعض علماء نے کہا ہے کہ سب سے بڑی نافرمانی لوگوں پر سرکشی کرنا ہے، حدیث میں ہے: ''اگر دو پہاڑوں (میں سے) ایک دوسرے پر زیادتی کریں تو اللہ ظالم سے بدلہ لے گا''، ایک حدیث میں یوں ہے ظلم کرنے والے اور ظالم کی مدد کرنے والے جہنم کے کتے ہونگے''۔

فی الاصل تذکرون اپنی اصل کے اعتبار سے تتذکرون ہے، تاء کو ذال میں بدل دیا گیا اور ذال کا آپس میں ادغام کر دیا گیا۔

ھذہ اجمع آیۃ...... الخ: اس کا بیان شان نزول میں آیت نمبر۹۱ کے تحت دیکھ لیں۔

کانت تغزل: مراد اون اور بال ہیں۔ من البیع: مراد شرعی معاملہ ہے۔

و کانوا: مراد قوم قریش ہے، جو کہ اہل منصب کے مراتب کو جانتے تھے، پھر جب ان کے منصب میں کمی آئی تو انہیں چھوڑ دیا اور ان کی جانب کچھ مائل نہ ہوئے جیسا کہ انہیں پہچانتے ہی نہیں، اور یہ ایمان نہیں کہلاتا بلکہ ایمان تو یہ ہے کہ وعدے پورے کئے جائیں اور انہیں توڑنے سے اور اللہ کی (ہر) نافرمانی سے بچا جائے کہ یہی اللہ کی نافرمانی ہے۔

لینظر المطیع: تاکہ فرمانبردار و نافرمان ظاہر ہو جائیں، فرمانبردار وعدوں کا پابند رہتا ہے جب کہ نافرمان وعدوں کا پاس نہیں رکھتا۔

بما امر بہ: یعنی اپنے وعدوں کو حیلہ بہانہ اور دھوکے دینے کا ذریعہ نہ بناؤ، یوں کہ تم کسی قوم سے عہد و پیمان کرلو اور پھر جاہ ومال کی محبت میں آکر اُسے توڑ دو۔

کررہ تاکیدا: عہد و پیمان کا بیان دوبارہ فرما کر اس کی اہمیت کی جانب اشارہ کیا ہے، جب کوئی کسی عہد کو توڑتا ہے تو اس کے دین و دنیا و مال میں فساد پیدا ہو جاتا ہے، اور اُسے پورا کرنے میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

عن محجۃ الاسلام: بمعنی طریقۃ الاسلام ہے، یعنی عہد و پیمان کو توڑنا ایسا ہے کہ انسان اپنے اسلامی طور طریقے کو توڑ ڈالے، اور ایسا کرنے والے سے اللہ کا نور سلب کرلیا جاتا ہے، اور ایسے شخص کو فتح و کامرانی کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔

قیل ھی حیاۃ الجنۃ: یہ مجاہد و قتادہ کا قول ہے، جب کہ عوف بن مالک نے حسن سے روایت کی ہے کہ کسی کے لیے پاکیزگی جنت کی زندگی کے سوا نہیں ہے، جنت کی حیات بلا موت ہے، غنی بغیر فقر کے ہے، صحت بغیر کمزوری ہے، ملکیت بغیر ہلاکت کے ہے، سعادت بغیر شقاوت کے ہے۔

اوالرزق الحلال: مراد سعید بن جبیر، عطا اور زید کے اقوال ہیں جو کہ مفسر نے حلاوۃ الطاعۃ کے ضمن میں بیان کیے ہیں، انہیں دن بدن رزق ملتا ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ انہیں قبر میں پاکیزہ زندگی ملتی ہے، اس لیے کہ مومن بندہ موت سے خوش ہوتا ہے کہ اُسے دنیا کی تنگیوں سے نجات ملی، ایک قول یہ بھی ہے کہ دنیا میں پاکیزہ زندگی طاعت الٰہی کی توفیق اور حلال رزق کی صورت میں ملی، اور قبر میں تنگی وغیرہ سے نجات ملی، اور جنت میں قائم رہنے والی نعمت عطا ہوئی۔

ای قل اعوذ باللہ: ابن مسعود سے مروی ہے کہ میں سید عالم ﷺ کے پاس قرآن پڑھ رہا تھا تو میں نے کہا: "اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم" تو سید عالم ﷺ نے فرمایا یوں کہو: "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" یہ وہ کلمات ہیں جو جبرائیل امین علیہ السلام لوح محفوظ پر قلم سے لکھتے ہوئے پڑھتے ہیں۔ (الصاوی، ج۳، ص۲۸۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۰

﴿وَاِذَا بَدَّلْنَا اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ ۙ﴾ بِنَسْخِهَا وَاِنْزَالِ غَیْرِهَا لِمَصْلِحَةِ العِبادِ ﴿وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوْۤا﴾ اَیِ الْكُفَّارُ لِلنَّبِیِّ ﷺ ﴿اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ﴾ كَذَّابٌ تَقُولُهُ مِنْ عِنْدِكَ ﴿بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (۱۰۱)﴾ حَقِیْقَةَ الْقُرآنِ وَفَائِدَةَ النَّسْخِ ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ﴾ جِبرائیلُ ﴿مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِنَزَلَ ﴿لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ بِاِیْمَانِهِمْ بِهٖ ﴿وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِیْنَ (۱۰۲) وَلَقَدْ﴾ لِلتَّحْقِیْقِ ﴿نَعْلَمُ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ﴾ القُرآنَ ﴿بَشَرٌ ؕ﴾ هُوَ قَیْنٌ نَصْرَانِیٌّ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَدْخُلُ علیهِ قَالَ ﴿لِسَانُ﴾ لُغَةُ ﴿الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ﴾ یَمِیْلُوْنَ ﴿اِلَیْهِ﴾ اِنَّهُ یُعَلِّمُهُ ﴿اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا﴾ القُرآنُ ﴿لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ (۱۰۳)﴾ ذُو بَیَانٍ وَفَصَاحَةٍ فَكَیْفَ یُعَلِّمُهُ اَعْجَمِیٌّ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَا یَهْدِیْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۱۰۴)﴾ مُؤْلِمٌ ﴿اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۚ﴾ القُرآنِ بِقَولِهِمْ هٰذَا مِنْ قَوْلِ البَشَرِ ﴿وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ (۱۰۵)﴾ وَالتَّاكِیْدُ بِالتَّكْرَارِ وَاِنَّ وَغَیْرُهُما رَدٌّ لِقَولِهِمْ اِنَّما انتَ مُفْتَرٍ ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ﴾ عَلَى التَّلَفُّظِ بِالْكُفْرِ فَتَلَفَّظَ بِهٖ ﴿وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ﴾ وَمَنْ مُبْتَدَاءٌ اَوْ شَرْطِیَّةٌ وَالخَبَرُ اَوِ الجَوابُ لَهُمْ وَعِیْدٌ شَدِیْدٌ دَلَّ عَلَیهِ هٰذَا ﴿وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا﴾ لَهُ اَیْ فَتَحَهُ وَوَسَّعَهُ بِمَعْنٰى طَابَتْ بِهٖ نَفْسُهُ ﴿فَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (۱۰۶) ذٰلِكَ﴾ الوَعِیْدُ لَهُمْ ﴿بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا﴾ اخْتَارُوهَا ﴿عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ (۱۰۷) اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (۱۰۸)﴾ عَمَّا یُرادُ بِهِمْ ﴿لَا جَرَمَ﴾ حَقًّا ﴿اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۱۰۹)﴾ لِمَصِیْرِهِمْ اِلَى النَّارِ المُؤَبَّدَةِ عَلَیْهِمْ ﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا﴾ اِلَى المَدِیْنَةِ ﴿مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا﴾ عُذِّبُوا وَتَلَفَّظُوا بِالْكُفْرِ وَفِی قِراءَةٍ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ اَیْ كَفَرُوا اَوْ فَتَنُوا النَّاسَ عَنِ الْاِیْمَانِ ﴿ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْۤا ۙ﴾ عَلَى الطَّاعَةِ ﴿اِنَّ

رَبَّکَ مِنْ بَعْدِهَا﴾اَیِ الْفِتْنَةِ﴿لَغَفُوْرٌ﴾لَهُمْ﴿رَّحِيْمٌ(۱۱۰)﴾بِهِمْ وَخَبَرُ اِنَّ الْاُوْلٰى دَلَّ عَلَيْهِ خَبَرُ الثَّانِيَةِ.

﴿ترجمہ﴾

اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلیں (یعنی بندوں کی اصلاح کے لیے پہلی آیت کو منسوخ کر کے اس کی جگہ دوسری آیت لے آئیں......ا......) اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے لوگ کہیں (نبی پاک ﷺ سے کافر کہیں) تم تو گھڑنے والے ہو (یعنی جھوٹے ہو، اپنی طرف سے بات کرتے ہو) بلکہ ان میں اکثر کو (قرآن کی حقیقت اور نسخ کے فائدہ کا) علم نہیں تم (ان سے) فرماؤ اسے پاکیزگی کی روح (جبرئیل علیہ السلام) نے اتارا تمہارے رب کی طرف سے ٹھیک ٹھیک (بالحق متعلق ہے نزل کے) کہ اس سے ایمان والون کو ثابت قدم کرے (یعنی قرآن سے ایمان والوں کا ایمان مضبوط ہوتا ہے) اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کو اور بیشک (لقد تحقیق کے لیے ہے) ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ (قرآن) تو کوئی آدمی (مراد قین نامی نصرانی ہے، سید عالم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا) سکھاتا ہے جس کی طرف ڈھالتے ہیں (یلحدون بمعنی یمیلون ہے، کہ وہ انہیں قرآن سکھاتا ہے) اس کی زبان (لسان بمعنی لغة ہے) عجمی ہے اور یہ (قرآن) روشن دلیلیں عربی زبان (بیان و فصاحت کے لحاظ سے، کیسے عجمی شخص یہ قرآن سید عالم ﷺ کو سکھا سکتا ہے) بیشک وہ جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ انہیں راہ نہیں دیتا اور ان کے لیے دردناک (المناک) عذاب ہے جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے (یعنی قرآن پر ایمان نہیں لاتے، کہتے ہیں کہ یہ کسی بشر کا کلام ہے) اور وہی جھوٹے ہیں (جملہ کذب اور کذبون کے مابین تکرار تاکید کی وجہ سے اور ان دونوں کے علاوہ اس جملہ میں ان لوگوں کے قول کا رد بھی پایا جاتا ہے جو انما انت مفتر کہتے ہیں) جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو سوا اس کے جو مجبور کیا جائے......۲......(یعنی جو کفر تلفظ کرنے پر مجبور کیا جائے کہ وہ کفر تلفظ کرے) اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو (من مبتداء یا شرط ہے اور اس کی خبر یا جواب شرط ولکن من شرح بالکفر میں موجود وعید شدید ہے جس پر مذکور جملہ دلالت کر رہا ہے) ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو (یعنی اس کا دل کفریہ عقیدہ رکھتا ہو اور وہ اس کفر پر راضی ہو) ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے یہ (وعید ان لوگوں کے لیے) اس لیے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی (کو چنا) آخرت سے پیاری جان کر اور اس لیے کہ اللہ ایسے کافروں کو راہ نہیں دیتا یہ ہیں وہ جن کے دل اور کان اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے اور وہی غفلت میں پڑے ہیں (کہ انہوں نے ایسا ارادہ کیا ہے) کوئی شک نہیں (یہ بات حق ہے) کہ آخرت میں وہی خراب ہیں (کہ ان کا ٹھکانہ دائمی آگ ہے) پھر بیشک تمہارا رب ان کے لیے جنہوں نے ہجرت کی (مدینہ منورہ کی جانب) بعد اس کے کہ ستائے گئے (یعنی انہیں سزائیں دی گئیں، کفر بکنے پر مجبور کیا گیا اور ایک قرائت میں بر بنائے فاعل کفروا ہے یا لوگوں کو ایمان سے روکنے کے حوالے سے آزمائش میں ڈالنا مراد ہے) پھر انہوں نے جہاد کیا اور (طاعت پر) صابر رہے بیشک تمہارا رب اس (آزمائش) کے بعد ضرور (انہیں) بخشنے والا مہربان ہے (انہیں، پہلا'' جملے ثم ان ربک'' پر دوسرا جملہ ''ان ربک الخ'' دلالت کر رہا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذا بدلنا آیة مکان آیة واللہ اعلم بماینزل قالوا انما انت مفتر بل اکثرھم لا یعلمون﴾.

و: عاطفہ، اذا: شرطیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، بدلنا: فعل بافاعل، اية: مفعول، مکان اية: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ شرط، و: اعتراضیہ، اللہ: مبتدا، اعلم بما ینزل: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ، قالوا: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ، انت: مبتدا، مفتر: خبر ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، بل: حرف اضراب، اکثرھم: مبتدا، لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق لیثبت الذین آمنوا وھدی وبشری للمسلمین﴾.

قل: قول، نزلہ: فعل وضمیر ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال ملکر مفعول، روح القدوس: فاعل، من ربک ظرف لغو، لام: جار، ثبت الذین امنوا: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر معطوف علیہ، وھدی: معطوف اول، وبشری للمسلمین: شبہ جملہ معطوف ثانی، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿ولقد نعلم انھم یقولون انما یعلمہ بشر﴾.

و: عاطفہ، لام: تاکید، قد: تحقیقیہ، نعلم: فعل بافاعل، انھم: حرف مشبہ واسم، یقولون: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ، یعلمہ بشر: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وھذا لسان عربی مبین﴾.

لسان: مضاف، الذی یلحدون الیہ: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا، اعجمی: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ھذا: مبدل منہ، لسان: بدل، ملکر مبتدا، عربی مبین: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین لا یومنون بایت اللہ لا یھدیھم اللہ ولھم عذاب الیم﴾.

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، لا یومنون بایت اللہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم، لا یھدیھم اللہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب الیم: مرکب توصیفی مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بایت اللہ واولئک ھم الکذبون﴾.

انما: حرف مشبہ وماکافہ، یفتری: فعل، الکذب: مفعول، الذین: موصول، لا یومنون بایت اللہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: اعتراضیہ، اولئک: مبتدا، ھم الکاذبون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان﴾.

من: موصولہ، کفر: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال، من بعد ایمانہ: ظرف مستقر حال، ملکر مستثنیٰ منہ، الا: اداۃ استثناء، من: موصولہ، اکرہ: فعل باضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قلبہ: مبتدا، مطمئن بالایمان: شبہ جملہ خبر، ملکر اسمیہ حال، ملکر نائب، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مستثنیٰ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ماقبل "الذین لایؤمنون بایت اللہ" سے بدل ہے۔

﴿ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم﴾.

و: مستانفہ، لکن: حرف مشبہ واسم، ضمیر محذوف "ای لکنہ"، من: شرطیہ مبتدا، شرح: فعل ھو ضمیر ذوالحال، صدرا: تمیز، ملکر فاعل، بالکفر: ظرف لغو جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، علیھم: ظرف مستقر خبر مقدم، غضب من اللہ: مرکب

توصیفی مبتدامؤخر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و : عاطفہ، لھم : ظرف مستقرخبر مقدم ،عذاب عظیم : مرکب توصیفی مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ، معطوف ملکر جزا،ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بانھم استحبوا الحیوۃ الدنیا علی الاخرۃ وان اللہ لا یھدی القوم الکفرین﴾۔

ذلک:مبتدا، ب: جار، انھم : حرف مشبہ واسم، استحبوا الحیوۃ الدنیا علی الاخرۃ : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و : عاطفہ ،ان اللہ :حرف مشبہ واسم، لا یھدی القوم الکفرین : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف ، ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبھم وسمعھم وابصارھم واولئک ھم الغفلون﴾۔

اولئک:مبتدا،الذین : موصول، طبع اللہ :فعل بافاعل، علی : جار، قلوبھم وسمعھم وابصار ھم : معطوف علیہ ومعطوفان، ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ، اولئک:مبتدا، ھم الغفلون :جملہ اسمیہ۔

﴿لا جرم انھم فی الاخرۃ ھم الخسرون﴾۔

لاجرم : بمعنی ثبت فعل، انھم : حرف مشبہ واسم، فی الاخرۃ :ظرف لغومقدم، الخسرون : اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ھم : مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم ان ربک للذین ھاجروا من بعد ما فتنوا ثم جھدوا وصبروا﴾۔

ثم : عاطفہ، ان ربک:حرف مشبہ واسم، لام: جار، الذین : موصول، ھاجروا :فعل بافاعل، من بعد مافتنوا : ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم جاھدوا : جملہ فعلیہ معطوف اول، وصبروا : جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ربک من بعدھا لغفور رحیم﴾۔

ان :حرف مشبہ، ربک:ذوالحال، من بعدھا : ظرف مستقرحال،ملکراسم، لام : تاکیدیہ، غفور : خبراول، رحیم: خبرثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... **ولقد نعلم انھم یقولون ......** ☆ قرآن کریم کی حلاوت اوراس کے علوم کی نورانیت جب قلوب کی تسخیر کرنے لگی اور کفار نے دیکھا کہ دنیا اس کی گرویدہ ہوئی جارہی ہے اور کوئی تدبیر اسلام کی مخالفت میں کامیاب نہیں ہوتی تو انہوں نے طرح طرح کے افتراء اٹھانے شروع کئے ،کبھی اس کو سحر بتایا، کبھی پہلوں کے قصے، کبھی یہ کہا کہ محمد ﷺ نے یہ خود بنالیا ہے اور ہر طرح کوشش کی کہ کسی طرح لوگ اس کتاب مقدس کی طرف سے بدگمان ہوجائیں، انہیں مکاریوں میں سے ایک مکر یہ بھی تھا کہ انہوں نے ایک عجمی غلام کی نسبت یہ کہا کہ وہ سید عالم ﷺ کو سکھاتا ہے، ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ ایسی باطل باتیں دنیا میں کون قبول کرسکتا ہے جس غلام کی طرف کفار نسبت کرتے ہیں وہ تو عجمی ہے، ایسا کلام بنانا اس کے تو کیا امکان میں ہوتا تمہارے فصحاء وبلغاء جن کی زبان دانی پر اہل عرب کو فخر وناز ہے وہ سب کے سب حیران ہیں اور چند جملے قرآن کی مثل بنانا انہیں محال اور ان کی قدرت سے باہر ہے تو

ایک عجمی کی طرف ایسی نسبت کس قدر باطل اور بے شرمی کا فعل ہے، خدا کی شان جس غلام کی طرف یہ نسبت کرتے تھے اس کو بھی اس کلام کے اعجاز نے تسخیر کیا اور وہ بھی سید عالم ﷺ کا حلقہ بگوش طاعت ہوا اور صدق و اخلاص کے ساتھ اسلام لایا۔

☆...... من کفر باللہ من بعد...... ☆ یہ آیت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی انہیں اور ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیہ اور صہیب اور بلال اور خباب اور سالم رضی اللہ عنہم کو پکڑ کر کفار نے سخت ایذائیں دیں تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں لیکن یہ حضرات نہ پھرے تو کفار نے حضرت عمار کے والدین کو بہت بے رحمیوں سے قتل کر دیا اور عمار ضعیف تھے بھاگ نہیں سکتے تھے، انہوں نے مجبور ہو کر دیکھا کہ کچھ نہیں کر سکتے تو کلمہ کفر تقیۃً کر دیا، سید عالم ﷺ کو خبر دی گئی کہ عمار کافر ہو گئے، فرمایا ہرگز نہیں عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے پر ہیں اور اس کے گوشت اور خون میں ذوق ایمانی سرایت کر گیا ہے، پھر حضرت عمار روتے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے فرمایا کیا ہوا عمار، عمار نے عرض کیا اے خدا کے رسول بہت ہی برا ہوا اور بہت ہی برے کلمے میری زبان پر جاری ہوئے، ارشاد فرمایا: اس وقت تیرے دل کا کیا حال تھا، عرض کیا دل ایمان پر خوب جما ہوا تھا، نبی کریم ﷺ نے شفقت فرمائی اور فرمایا کہ اگر پھر ایسا اتفاق ہو تو یہی کرنا چاہیے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

نسخ کا بیان:

لے...... نسخ کی لغوی تعریف تبدیل کرنا، دور کرنا اور ازالہ کرنا ہے جبکہ اس کی شرعی تعریف یہ ہے: ''وہ دلیل شرعی جو کسی دوسری دلیل شرعی سے تو مؤخر ہو لیکن اس کا حکم اس کے برعکس ہو۔'' (التعریفات، ص ۱۹۱)

امام بیضاوی نسخ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''کسی شے سے ایک صورت ختم کر کے کسی دوسری شے میں ثابت کرنا نسخ کہلاتا ہے۔'' (البیضاوی، ج ۱، ص ۱۲۷)

نسخ فی القرآن: قرآن کریم میں نسخ کی تین صورتیں ہیں: (۱)...... وہ آیاتِ مبارکہ جن کا حکم اور تلاوت کرنا دونوں منسوخ ہے، مثلاً حضرت سیدنا ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ نے رات بھر قیام کیا اور حالت قیام میں ایک سورت پڑھنی چاہی مگر سوائے بسم اللہ کے اسے تلاوت نہ کر پائے، تو حضور ﷺ کو اس کی خبر دی، سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس سورت کی تلاوت اور اس کا حکم اٹھا لیا گیا ہے۔'' اس روایت کی تخریج امام بغوی علیہ الرحمۃ نے کی ہے۔ ایک قول کے مطابق سورۂ احزاب سورۃ بقرۃ کی مثل (یعنی طویل) تھی لیکن پھر اس کے بعض حصہ کی تلاوت اور حکم اٹھا لیا گیا۔ (۲)...... وہ آیاتِ مبارکہ جن کی تلاوت تو منسوخ ہو چکی ہے لیکن حکم اب بھی باقی ہے، مثال کے طور پر آیتِ رجم۔ چنانچہ، حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منبرِ رسول پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل فرمائی، جس میں آیتِ رجم بھی نازل فرمائی تھی، ہم نے نہ صرف اس کی قراءت کی بلکہ اسے یاد بھی کیا اور سمجھ بھی لیا، اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے خود بھی رجم کی سزا دی اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی ایسا ہی کیا، مجھے ڈر ہے کہ لوگوں پر طویل زمانہ گزر جانے کے بعد

کہیں وہ یہ نہ کہنے لگیں کہ ہم تو کتاب اللہ میں آیتِ رجم نہیں پاتے، پس وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فرض کو ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں، یقیناً آیتِ رجم کا حکم قرآنِ کریم میں ہر اس زانی مرد و عورت پر لازم ہے جو کہ شادی شدہ ہوں لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ ان پر گواہیاں قائم ہو جائیں، یا وہ عورت حاملہ ہو جائے یا وہ خود اعتراف کر لے۔'' (۳)......وہ آیات مبارکہ جن کا حکم تو منسوخ ہو چکا لیکن وہ قرآنِ کریم میں اب بھی موجود ہیں اور ان کی تلاوت بھی کی جاتی ہے، ایسی آیات کی مثالیں قرآنِ کریم میں کثرت سے ملتی ہیں جیسا کہ قریبی رشتے داروں کے حق میں وصیت کرنے والی آیت مبارکہ امام شافعی کے نزدیک آیتِ میراث کے ساتھ منسوخ ہے جبکہ امام شافعی کے علاوہ دوسروں کے نزدیک سنت سے منسوخ ہے اور آیتِ قتال یعنی ﴿اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ (الانفال:۶۵)﴾ اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ عالیشان سے منسوخ ہے ﴿اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا (الانفال:۶۶)﴾ قرآنِ کریم میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ (الجمل، ج۱، ص۱۳۷)

اکراہ شرعی کا بیان:

۲......اکراہ یعنی جبراً کوئی کام کرانے کا حکم اس وقت ہوگا جب دھمکی دینے والا شخص اپنی دھمکی کو پورا کرنے پر قادر ہو، امام ابو حنیفہ نے اپنے زمانہ کے اعتبار سے کہا کہ اکراہ یا بادشاہ کا معتبر ہوگا یا چور کا، کیونکہ بادشاہ کے پاس بھی اقتدار ہوتا ہے اور چور بھی مسلح ہوتا ہے لیکن اب زمانہ متغیر ہو گیا ہے لہٰذا جس شخص کے پاس بھی ہتھیار ہوں، جن سے وہ اپنی دھمکی پوری کرنے پر قادر ہو اور جس شخص کو دھمکی دی جائے وہ خوفزدہ ہو کہ اگر اس کی بات نہ مانی گئی تو وہ اپنی دھمکی پوری کر گزرے گا، تو یہ اکراہ ہے۔ اگر کسی شخص کو جبر کیا گیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے اگر دے دی تو ہو جائے گی، زبانی طلاق ہو جائے گی اور اگر اس سے جبراً لکھائی گئی تو نہیں ہوگی۔ اور اگر اس کو زنا کرنے پر مجبور کیا گیا تو امام اعظم کے نزدیک اس پر حد ہوگی اور اگر سلطان نے اس پر جبر کیا ہے تو اس پر حد نہیں ہوگی اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے۔ اور اگر مرتد ہونے پر مجبور کیا گیا اور اس نے زبان سے کلمہ کفر کہا اور اس کا دل اسلام پر مطمئن تھا تو اس کی عورت اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوگی۔ (الھدایة مع بدایة المبتدی، باب الاکراہ، ج۶، ص۴۱۸ وغیرہ)

اکراہ کی دو قسمیں ہیں، ایک تام اور اس کو مُلجی بھی کہتے ہیں دوسری ناقص اس کو غیر مُلجی کہتے ہیں۔ اکراہ تام یہ ہے کہ مار ڈالنے یا عضو کاٹنے یا ضربِ شدید کی دھمکی دی جائے ضربِ شدید کا مطلب یہ ہے کہ جس سے جان یا عضو کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو، مثلاً کسی سے کہتا ہے کہ یہ کام کرو ورنہ تجھے مارتے مارتے بیکار کردوں گا۔ اکراہ ناقص یہ ہے کہ جس میں اس سے کم کی دھمکی ہو مثلاً پانچ جوتے ماروں گا یا پانچ کوڑے ماروں گا یا مکان میں بند کردوں گا یا ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈال دوں گا۔ (الدرالمختار علی ردالمحتار، کتاب الاکراہ، ج۹، ص۱۷۷)۔

اغراض: تقولہ من عندک یعنی جسے تم نے اپنے جی میں بنالیا ہے (مراد آیت کے نسخ پر اعتراض کرنا ہے)، قرآن میں ایسا مذکور نہیں۔ وفائدة النسخ: لوگوں کی مصلحتوں کی وجہ سے آیات کو منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ بایمانھم بہ: یعنی قرآن پر ایمان لانے کے سبب۔ حقیقة القرآن: سید عالم ﷺ پر اللہ کی جانب سے نازل ہونے والے کلام کو قرآن کہتے ہیں۔

وھو قین: مراد حداد نامی رومی شخص ہے، ایک قول کے مطابق قین کے بجائے قن کا لفظ ہے یعنی غلام، اور اس کا نام جبر تھا، یہ عامر بن حضرمی کا غلام تھا، ایک قول کے مطابق دو غلام جبر او یسار ا تھے اور مکہ مکرمہ میں تلواریں بنانے کا کام کرتے تھے اور توریت و انجیل نازل شدہ لغت میں پڑھتے تھے، سید عالم ﷺ کا گزر انکے پاس سے ہوا تو ان سے کلام پاک (توریت و انجیل) سنا، اور حضرات انبیائے کرام کے قلب اقدس پر نازل ہونے والے کلام کو ساعت کر کے تسلی پائی، ایک قول کے مطابق معاملہ برعکس ہوا۔

وکیف یعلمه اعجمی: قین نامی نصرانی شخص تو عجمی ہے، اور قرآن عربی زبان میں نازل ہوا، یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے کہ سید عالم ﷺ نے قین سے قرآن سیکھا ہے۔ علی التلفظ بالکفر: مراد کفریہ کام اختیار کرنا ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۹۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۱

اُذْكُرْ ﴿يَوْمَ تَأْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ ﴾تُحَاجُّ﴿عَنْ نَّفْسِهَا ﴾لَايُهِمُّهَا غَيْرُهَا وَهُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ﴿وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ﴾جَزَاءَ﴿مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (۱۱۱)﴾شَيْئًا﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا ﴾وَيُبْدَلُ مِنْهُ﴿قَرْيَةً ﴾هِيَ مَكَّةُ وَالْمُرَادُ اَهْلُهَا﴿كَانَتْ اٰمِنَةً ﴾مِنَ الْغَارَاتِ لَا تَهَاجُ﴿مُّطْمَئِنَّةً ﴾لَاتَحْتَاجُ اِلَى الْاِنْتِقَالِ عَنْهَا لِضِيْقٍ اَوْخَوْفٍ ﴿يَاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا ﴾وَاسِعًا﴿مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ ﴾بِتَكْذِيْبِ النَّبِيِّ ﷺ﴿فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ ﴾فَقُحِطُوا سَبْعَ سِنِيْنَ﴿ وَالْخَوْفِ ﴾بِسَرَايَا النَّبِيِّ ﷺ﴿بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (۱۱۲)وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ ﴾مُحَمَّدٌ ﷺ﴿فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ﴾الْجُوْعُ وَالْخَوْفُ﴿ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ (۱۱۳) فَكُلُوْا ﴾اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ﴿مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ص وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (۱۱۴) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ج فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۱۵) وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ﴾اَيْ لِوَصْفِ اَلْسِنَتِكُمْ﴿هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ ﴾ لِمَا لَمْ يُحِلَّهُ اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهُ ﴿ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ط ﴾بِنِسْبَةِ ذٰلِكَ اِلَيْهِ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَايُفْلِحُوْنَ (۱۱۶)﴾لَهُمْ﴿مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ص﴾فِي الدُّنْيَا﴿وَّلَهُمْ ﴾فِي الْاٰخِرَةِ﴿عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۱۷)﴾مُؤْلِمٌ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا﴾اَيِ الْيَهُوْدِ﴿حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ج ﴾ فِيْ آيَةِ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ اِلٰى آخِرِهَا﴿ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ ﴾ بِتَحْرِيْمِ ذٰلِكَ﴿وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (۱۱۸)﴾ بِارْتِكَابِ الْمَعَاصِيْ﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ ﴾الشِّرْكَ﴿ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا ﴾رَجَعُوْا﴿مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ﴾عَمَلَهُمْ﴿اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا ﴾اَيِ الْجَهَالَةِ اَوِ التَّوْبَةِ﴿لَغَفُوْرٌ﴾لَهُمْ﴿ رَّحِيْمٌ (۱۱۹)﴾بِهِمْ.

﴿ترجمہ﴾

(یادکرو) جس دن ہر جان اپنی ہی طرف (یعنی کسی اور کی طرف مشغول نہ ہوگی، اس سے مراد قیامت کا دن ہے) جھگڑتی (تجادل بمعنی تحاج ہے) آئے گی اور ہر جان کو اس کا پورا بدلہ (جزا) دیا جائے اور ان پر ظلم نہ ہوگا (کچھ بھی) اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی (مثلا مبدل منہ ہے، قریۃ سے) ایک بستی کی (سرزمین مکہ اور اس کے رہنے والے مراد ہیں) کہ (لوٹ مار اور لڑائی جھگڑے سے) امن و اطمنان والی تھی (یعنی کسی قسم کی تنگی اور خوف محسوس کرتے ہوئے یہاں سے منتقل ہونے کی ضرورت نہیں ہے) ہر طرف

سے اُس کا رزق کثرت (رغـدا بمعنی واسـعـا ہے) سے آتا ہے تو وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری (یعنی نبی پاک ﷺ کی تکذیب) کرنے لگی تو اللہ نے اسے بھوک (سات سال کی قحط سالی) اور خوف (یعنی نبی پاک ﷺ کے ساتھ جنگ) کا پہناوا پہنایا بدلہ ان کے کیے کا......۱ بیشک ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول (یعنی محمد ﷺ) تشریف لایا تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں (بھوک اور خوف کے) عذاب نے پکڑا اور وہ بے انصاف تھے پس کھاؤ (اے مومنوں) اللہ کی دی ہوئی پاکیزہ روزی اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسے پوجتے ہو......۲ تم پر تو یہی حرام کیا مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا پھر جو لاچار ہو نہ خواہش کرتا اور نہ حد سے بڑھتا تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں (یعنی اس وصف کو بیان نہ کرو) یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے (کہ اسے اللہ نے حلال نہ کیا اور اسے حرام نہ کیا) کہ اللہ پر جھوٹ باندھو (اس کی جانب جھوٹ کی نسبت کرتے ہوئے) جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں (ان کا) بھلا نہ ہوگا تھوڑا برتنا ہے (دنیا میں) اور ان کے لیے (آخرت میں) دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مـؤلـم ہے) اور خاص یہودی (هـادوا کے معنی یہود ہے) پر ہم نے حرام فرمائیں وہ چیزیں جو پہلے ہم نے تمہیں سنائیں (آیت میں "وعـلـى الـذين هادوا حرمنا كل ذى ظفر......الخ") اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا (حرمت نازل کر کے) ہاں وہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے (اس طرح کی بات کے ذریعے معصیت کا ارتکاب کرتے ہوئے) پھر بیشک تمہارا رب جو نادانی سے بُرائی (شرک) کر بیٹھیں اس کے بعد توبہ (رجوع) کریں اور سنور جائیں (یعنی اپنا عمل سنوار لیں) تو تمہارا رب اس (جہالت یا توبہ) کے بعد ضرور (انہیں، جو توبہ کریں) بخشنے والا مہربان ہے (ان پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿يوم تاتى كل نفس تجادل عن نفسها وتوفى كل نفس ما عملت وهم لا يظلمون﴾

يوم : مضاف، تـاتـى : فعل، كـل نفس : ذوالحال، تـجـادل عن نفسها : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وتـوفـى كـل نفس ما كسبت : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال اول، و : حالیہ، هـم لايـظـلـمون : جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ظرف "اذكر" فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وضرب الله مثلا قرية كانت امنة مطمئنة ياتيها رزقها رغدا من كل مكان﴾

و : مستانفہ، ضرب الله : فعل بافاعل، مثلا : مبدل منہ، قرية : موصوف : كانت : فعل ناقص بااسم، امنة : خبر اول، مطمئنة : خبر ثانی، ياتيها : فعل بامفعول، رزقها : ذوالحال، رغدا : حال، ملکر بافاعل، من كل مكان : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثالث، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فكفرت بانعم الله فاذاقها الله لباس الجوع والخوف بما كانوا يصنعون﴾

ف : عاطفہ، كـفـرت بانعم الله : فعل بافاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ، ف : عاطفہ، اذاقهـا الله : فعل بامفعول وفاعل، لباس الجوع والخوف : مفعول، بما كانوا يصنعون : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد جاء هم رسول منهم فكذبوه فاخذهم العذاب وهم ظلمون﴾

و : عاطفہ، لا م : تاکید جواب قسم، قد : تحقیقیہ، جاء هم : فعل بامفعول، رسـول منهم : مرکب توصیفی فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قسم۔

محذوف "واللہ" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ف : عاطفہ، کذبوہ : جملہ فعلیہ ماقبل "لقد جاء ھم" پر معطوف ہے، ف : عاطفہ، اخذ : فعل، ھم : ذوالحال، وھم لا یظلمون : جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، العذاب : فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لقد جاء ھم" پر معطوف ہے۔

﴿فکلوا مما رزقکم اللہ حلالا طیبا واشکروا نعمت اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون﴾۔

ف: فصیحیہ، کلوا : فعل بافاعل، مما رزقکم اللہ : ظرف لغو، حلالا طیبا: مفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واشکروا : فعل بافاعل، نعمت اللہ : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا استبان لکم حال من کفر، وما آل الیہ امرھم" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ان :شرطیہ، کنتم : فعل ناقص بااسم، ایاہ تعبدون : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف، "فاشکروا نعمت اللہ"، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ﴾۔

انما : حرف مشبہ وما کافہ، حرم علیکم : فعل بافاعل وظرف لغو، المیتۃ : معطوف علیہ، والدم : معطوف اول، ولحم الخنزیر: معطوف ثانی، و :عاطفہ، ما : موصولہ، اھل: فعل باھو ضمیر ذوالحال ،لغیر اللہ : ظرف مستقر حال ملکر نائب الفاعل، بہ :ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف ثالث، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ۔

﴿فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان اللہ غفور رحیم﴾۔

ف : تفریعیہ ، من : شرطیہ مبتدا، اضطر :فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال، غیر باغ : معطوف علیہ، ولا عاد :معطوف، ملکر حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف : جزائیہ، ان اللہ ...... الخ : جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب﴾۔

و :عاطفہ، لا :ناھیہ، تقولوا : فعل بافاعل ،لام :جار، ما : مصدریہ، تصف السنتکم الکذب: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر مبدل منہ، لام : جار، تفتروا علی اللہ الکذب : جملہ فعلیہ مجرور، ملکر بدل، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول ، ھذا حلل : جملہ اسمیہ معطوف علیہ، وھذا حرام: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ○متاع قلیل ولھم عذاب الیم﴾۔

ان : حرف مشبہ، الذین : موصول، یفترون علی اللہ الکذب : جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم، لا یفلحون : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، متاع قلیل : مرکب توصیفی مبتدا خبر محذوف "لھم" کے لیے، ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ، لھم : ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب الیم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعلی الذین ھادوا حرمنا ما قصصنا علیک من قبل﴾۔

و: مستانفہ، علی : جار، الذین ھادوا: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، حرمنا: فعل بافاعل، ماقصصنا علیک : مفعول صلہ، ملکر مفعول ،من قبل :ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما ظلمنھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون﴾۔

و: عاطفہ، ما ظلمنا : فعل نفی بافاعل، ھم : ذوالحال، و :حالیہ، لکن : مہملہ، کانوا : فعل ناقص بااسم، انفسھم یظلون : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم ان ربک للذین عملوا السوء بجھالة ثم تابوا من بعد ذلک واصلحوا﴾.

ثم : عاطفہ، ان ربک:حرف مشبہ واسم، لام :جار، الذین :موصول، عملوا :فعل وضمیر ذوالحال، بجھالة : ظرف مستقر حال،ملکر فاعل، السوء : مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم تابوا من بعد ذلک : جملہ فعلیہ معطوف اول، واصلحوا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ربک من بعدھا لغفور رحیم﴾.

ان ربک:حرف مشبہ واسم، من بعدھا :ظرف لغومقدم، لام :تاکیدیہ، غفور: صفت مشبہ بافاعل وظرف لغومقدم،ملکر شبہ جملہ ہو کرخبراول، رحیم : خبرثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کفار مکہ پر بھوک اور خوف کا طاری ہونا:

۱......علامہ طبری فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے بستی والوں کو بھوک کالباس پہنایا اور یہ بھوک کی مصیبت ان کے جسموں پر اثر انداز ہوئی، اسی لئے اللہ نے بھوک کالباس پہنانے کا ذکر فرمایا،سید عالم ﷺ کی دعائے ضرر کی وجہ سے یہ بھوک اُن پر دو متواتر سال تک مسلط رہی جس کے نتیجے میں انہوں نے چمڑے اور مردار کھالیے،جس میں خون وغیرہ ٹھہرا ہوتا ہے۔اور انہیں سید عالم ﷺ کے سرایا کا خوف تھا،اور یہ اللہ عزوجل کی جانب سے ان کے لیے ان کے کفر کا انعام تھا کہ وہ اللہ عزوجل کی آیتوں میں جھگڑتے،اور رسولوں کو جھٹلاتے۔

(جامع البیان الاحکام،الجزء ۱٤، ص ۲۲۲)

عبادت کرنے والوں پر انعام خداوندی:

۲......یہ مومنین کو خطاب ہے جنہیں اللہ عزوجل نے کفر کی تاریکیوں سے نجات بخشی اور محمد ﷺ پر ایمان کی ہدایت عطا فرمائی، اور مومنین پر یہ انعام نبوت اور دیگر دنیوی نعمتوں کے شکر کرنے کی وجہ سے ہوا۔اللہ عزوجل نے فرمایا اگر تم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہو تو اللہ نے حکم فرمایا ہے کہ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو کھاؤ اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر بجالاؤ۔یہ حکم زجروتوبیخ کرنے تمثیل بیان کرنے اوران کی قوم کے کفار پر عذاب قحط مسلط کرنے کے بعد نازل ہوا تا کہ وہ زمانہ جاہلیت کی بدکاریوں اور عقائد فاسدہ سے باز آجائیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو حلال رزق کھانے اور نعمتوں کا شکر کرنے کے امر کے ساتھ خطاب کیا گیا تھا اس کے بعد کہ انہیں کفر سے زجر وتوبیخ کی گئی تھی۔مطلب یہ ہے کہ اگر تم اپنے گمان کے مطابق اللہ کی عبادت کرتے ہو۔کفار کا خیال تھا کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور ہمارے یہ بت اللہ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہیں۔

(المظھری، ج٤، ص ۲۰۷)۔

اغراض:تجاج : بمعنی تخاصم ہے،یعنی قیامت کی دہشت سے خلاصی کی کوشش کریں۔

ھی مکة: یہی مفسرین کرام کے مابین مشہور وصحیح ہے،اور ایک قول کے مطابق آیت پاک مدنی ہے،اس لیے کہ اللہ نے بستی کو چھ صفات کے ساتھ موصوف کیا ہے اور یہ صفات اہل مکہ میں پائی جاتی ہیں،جب کہ سید عالم ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ فرما ہیں، اسی بنیاد پر کہا گیا کہ آیت مکی ہے۔

بسرایا النبی: باءسببیہ ہے،اس سے مراد وہ جماعت ہے جو غارت گری کے لیے بھیجی گئی تھی،اور اہل مکہ اس سے خوف کھاتے

تے۔بنسبۃ ذلک: مراد حلال وحرام ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۹۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۲

﴿اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً ﴾اماما قدوة جامعا لخصال الخیر﴿قَانِتًا ﴾مطیعا﴿لِّلّٰهِ حَنِیْفًا ؕ ﴾مائلا الی الدین القیم ﴿وَلَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ(۱۲۰) شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ ﴾اصطفاه﴿وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ(۱۲۱) وَاٰتَیْنٰهُ ﴾فیه التفات عن الغیبة﴿فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ؕ ﴾هی الثناء الحسن فی كل اهل الادیان﴿وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ(۱۲۲) ﴾الذین لهم الدرجات العلی﴿ثُمَّ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ ﴾یا محمد﴿اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ(۱۲۳) ﴾كرر ردا علی زعم الیهود والنصاری انهم علی دینه ﴿اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ ﴾فرض تعظیمه ﴿عَلَى الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ؕ ﴾علی نبیهم وهم الیهود امروا ان یتفرغوا للعبادة یوم الجمعة فقالوا لا نریده واختاروا والسبت فشدد علیهم فیه﴿وَاِنَّ رَبَّكَ لَیَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ(۱۲۴) ﴾من امره بان یثیب الطائع ویعذب العاصی بانتهاك حرمته ﴿اُدْعُ ﴾الناس یا محمد﴿اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ ﴾دینه ﴿بِالْحِكْمَةِ ﴾بالقرآن﴿وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ﴾مواعظه او القول الرقیق﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ ﴾ای بالمجادلة التی﴿هِیَ اَحْسَنُ ؕ ﴾ كالدعاء الی الله بآیاته والدعاء الی حجته ﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ ﴾ای عالم﴿بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ(۱۲۵) ﴾فیجازیهم وهذا قبل الامر بالقتال ونزل لما قتل حمزة ومثل به فقال ﷺ وقد رآه لامثلن بسبعین منهم مكانك ﴿ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَىٕنْ صَبَرْتُمْ ﴾ عن الانتقام ﴿لَهُوَ ﴾ای الصبر﴿ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ(۱۲۶) ﴾ فكف ﷺ وكفر عن یمینه رواه البزاز﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ ﴾بتوفیقه ﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ ﴾ای الكفار ان لم یؤمنوا لحرصك علی ایمانهم﴿وَلَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ(۱۲۷) ﴾ای لا تهتم بمكرهم فانا ناصرك علیهم﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ﴾ الكفر والمعاصی﴿وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ(۱۲۸) ﴾بالطاعة والصبر بالعون والنصر.

﴿ترجمہ﴾

بیشک ابراہیم......۱......ایک (اچھی خصلتوں کا مجموعہ) امام تھا فرمانبردار (مطیع) حق (یعنی دینِ قیم) کی طرف مائل اور مشرک نہ تھا اس کے احسانوں پر شکر کرنے والا اور اللہ نے اسے چن لیا......۲......(اجتبٰہ بمعنی اصطفاہ ہے) اور اسے سیدھی راہ دکھائی اور ہم نے اسے دی (لفظ اٰتینٰہ میں غیبوبت سے التفات پایا جارہا ہے) دنیا کی زندگی میں (اس سے مراد ہر قسم کے ادیان والوں کے لیے اچھی تعریف وتوصیف ہے) اور بیشک وہ آخرت میں شایانِ قرب ہے (کہ ان کے لیے بلند درجات ہیں) پھر ہم نے تمہیں (اے محمد ﷺ) وحی بھیجی کہ دین (ملت بمعنی دین ہے) ابراہیمی کی پیروی کرو جو ہر باطل سے الگ تھا اور مشرک نہ تھا......۳......(دین ابراہیم

کے بیچ ہونے والے جملے کا تکرار اس لیے کیا گیا کہ یہود ونصاریٰ کے زعم فاسد کا رد ہو جائے کہ وہ بھی دین ابراہیم علیہ السلام پر ہیں) ہفتہ تو انہیں پر رکھا گیا تھا (یعنی اس ہفتے کے دن کی تعظیم) جو اس میں مختلف ہو گئے......۴......(اپنے نبی سے، مراد یہود ہیں کہ انہیں حکم کیا گیا تھا کہ جمعہ کے دن کو عبادت کے لیے فارغ کر لیں لیکن انہوں نے کہا نہیں ہم ہفتہ کے دن کا انتخاب کرتے ہیں، پس ان پر اس دن میں عبادت کے لیے سختی کی گئی) بیشک تمہارا رب عزوجل قیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں اختلاف کرتے تھے (یعنی جو ہفتے کے دن کی حرمت کے حوالے سے اللہ عزوجل کے حکم میں اختلاف کرتے تھے کہ اللہ عزوجل طاعت گزاروں کو ثواب اور نافرمانوں کو عذاب دے گا) بلاؤ (لوگوں کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) اپنے رب کی راہ (یعنی دین) کی طرف پکی تدبیر (قرآن) اور اچھی نصیحت سے (یعنی وعظ کرتے ہوئے یا نرم بات کے ذریعے......۵......) اور اس طریقے پر بحث کرو (یعنی مجادلہ کرو) جو سب سے بہتر ہو (جیسا کہ اللہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کے قصے اور اس واقعے پر ایمان لانے کے بارے میں بیان کرو) بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے (اعلم بمعنی عالم ہے) جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو (کہ وہ راہ والوں کو جزا دے گا، یہ حکم آیت قتال کے نزول سے پہلے تھا اور آیت قتال اس وقت نازل ہوئی جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ قتل ہوئے اور ان کا مثلہ کیا گیا، جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: "خدا کی قسم! میں ان کے ستر کے ساتھ ایسا کروں گا") اور اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی تھی اور اگر تم صبر کرو (انتقام لینے سے) تو بیشک صبر والوں کو (صبر) سب سے اچھا......۶......(پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مثلہ کرنے سے ہاتھ مبارک روک لیے جیسا کہ بزار کی روایت میں ہے) اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی (توفیق) سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ (یعنی کافروں کا، اگر یہ ایمان نہ لائیں تو آپ ان کے ایمان لانے کی حرص نہ کریں) اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو (ان کے مکر وفریب سے غمگین نہ ہو، ہم ان پر آپ کی مدد کریں گے) بیشک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں (کفر اور معصیت سے) اور جو نیکیاں کرتے ہیں (طاعت کرتے ہیں، اور صبر، مدد ونصرت کے ذریعے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم یک من المشرکین ۝ شاکرا لانعمہ اجتبہ وھدہ الی صراط مستقیم﴾.

ان ابراھیم : حرف مشبہ واسم، کان : فعل ناقص باسم، امۃ : خبر اول، قانتا للہ : شبہ جملہ خبر ثانی، حنیفا : خبر ثالث، شاکرا لانعمہ : شبہ جملہ خبر رابع، اجتبہ : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وھدہ الی صراط مستقیم : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر خامس، کان اپنے اسم اور ساری خبروں سے ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و : عاطفہ، لم یک : فعل ناقص باسم، من المشرکین : ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتینہ فی الدنیا حسنۃ وانہ فی الاخرۃ لمن الصلحین﴾.

و : عاطفہ، اتینہ : فعل بافاعل ومفعول، فی الدنیا : ظرف مستقر حال مقدم، حسنۃ : ذوالحال ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل " کا ن امۃ...... الخ" پر معطوف ہے، و : عاطفہ، ان : حرف مشبہ وضمیر ذوالحال، فی الاخرۃ : ظرف مستقر حال، ملکر اسم، لمن الصلحین : ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین﴾.

ثم : عاطفہ، اوحینا الیک : فعل بافاعل وظرف لغو، ان : مصدریہ، اتبع : فعل امر بافاعل، ملۃ : مضاف، ابراھیم : ذوالحال،

حنیفا : حال،ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، ما : نافیہ، کان : فعل ناقص بااسم، من المشرکین : ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما جعل السبت علی الذین اختلفوا فیہ وان ربک لیحکم بینھم یوم القیمۃ فیما کانوا فیہ یختلفون﴾.

انما : حرف مشبہ وما کافہ، جعل السبت : فعل بانائب الفاعل، علی : جار، الذین اختلفوا فیہ : موصول صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، و : مستانفہ، ان ربک:حرف مشبہ واسم، لام : تاکیدیہ، یحکم بینھم: فعل بافاعل وظرف لغو،یوم القیمۃ : ذوالحال،فیما کانوا فیہ یختلفون : ظرف مستقر حال ، ملکر ظرف ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن﴾.

ادع : فعل امر انت ضمیر ذوالحال، الناس :مفعول محذوف، الی سبیل ربک:ظرف لغو، ب : جار، الحکمۃ : معطوف علیہ، والموعظۃ الحسنۃ : معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر فاعل، بالتی ھی احسن :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ،فعل امر بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ادع" پر معطوف ہے۔

﴿ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین﴾

ان ربک:حرف مشبہ واسم، ھو : مبتدا، اعلم : اسم تفضیل بافاعل، بمن ضل عن سبیلہ : ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و:عاطفہ ،ھو :مبتدا، اعلم بالمھتدین : شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر خبر،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ﴾.

و: مستانفہ، ان :شرطیہ، عاقبتم : جملہ فعلیہ شرط، ف : جزائیہ، عاقبوا : فعل امر بافاعل، بمثل ماعوقبتم بہ : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیھم ولا تک فی ضیق مما یمکرون O ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون﴾.

و: مستانفہ، اصبر : فعل امر انت ضمیر ذوالحال، و : عاطفہ، ما :نفی، صبرک :مبتدا، الا : اداۃ حصر، باللہ : ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تحزن : فعل نہی بافاعل، علیھم : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و :عاطفہ، لاتک :فعل نہی بااسم،فی : جار، ضیق : موصوف، مما یمکرون : ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ،ان اللہ : حرف مشبہ واسم، مع : مضاف، الذین اتقوا : موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، والذین ھم محسنون : موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وان عاقبتم فعاقبوا ......☆جنگ احد میں کفار نے مسلمانوں کے شہداء کے چہروں کو زخمی کر کے ان کی شکلوں کو تبدیل کیا تھا،اوران کے پیٹ چاک کیے تھے اوران کے اعضاء کاٹے تھے،ان شہداء میں حضرت حمزہ بھی تھے،سید عالم ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو بہت صدمہ ہوا اور حضور نے قسم کھائی کہ حضرت حمزہ کا بدلہ ستر کافروں سے لیا جائے گا اور ستر کا یہی حال کیا جائے گا،اس پر آیت مقدسہ نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے ارادہ ترک کردیا اوراپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا نسب :

۱......ابراہیم بن تارخ ۲۵۰ھ، بن ناحور ۱۴۸ھ، بن ساروغ ۲۳۰ھ، بن راعو ۲۳۹ھ، بن فالغ ۴۳۹ھ، بن عابر ۴۶۴ھ، بن شالح ۴۳۳ھ، بن ارفخشند ۴۳۸ھ، بن سام ۶۰۰ھ بن نوح تھے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اسحاق بن بشر الکاہلی صاحب ''کتاب المبتداء'' میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کی والدہ ماجدہ کا نام امیلہ تھا۔ ان کی ولادت کی خبروں میں کئی حکایات بیان کی جاتی ہیں۔ کلبی کہتے ہیں کہ ان کی والدہ کا نام بونا بنت کربا بن کرثی تھا جو کہ ارفخشند بن سام بن نوح سے تعلق رکھتی تھیں۔ ابن عساکر سے یہ روایت بھی ملتی ہے کہ حضرت ابراہیم کی کنیت ابوضیفان ہے، جب تارخ کی عمر ۷۵ سال ہوئی تو حضرت ابراہیم، ناحور اور حاران پیدا ہوئے۔ حاران کے ہاں حضرت لوط کی پیدائش ہوئی، حضرت ابراہیم اپنے بھائیوں میں منجھلے تھے۔ حاران کا انتقال والد گرامی یعنی تارخ کی زندگی میں ہی بابل کے علاقے میں ہوگیا تھا۔ (البداية والنهاية، ج۱، الجزء ۱، قصة ابراهيم، ص ۱۵٦ وغيره)

نبوت کے اوصاف کابیان:

۲......علامہ تفتازانی فرماتے ہیں: هو انسان بعثه الله تعالى الى الخلق لتبليغ الاحكام یعنی وہ انسان جسے اللہ نے مخلوق کی طرف احکامات کی تبلیغ کے لیے بھیجا ہو' مراد ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''العصمة هي من خصائص النبوة على مذهب اهل الحق یعنی مذہب اہل حق میں نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے''۔ (المعتقد والمستند، ص ۱۱۰)

شرح فقہ الاکبر میں ہے: الانبياء منزهون اى معصومون عن الصغائر والكبائر اى من جميع المعاصی والكفر خص لانه اكبر الكبائر ولكونه سبحانه ﴿لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء (النساء:۴۸)﴾. والقبائح وفى النسخة والفواحش وهى اخص من الكبائر فى مقام التغاير كما يدل عليه قوله سبحانه وتعالى ﴿الذين يجتنبون كبائر الاثم والفواحش (النساء:۳۱)﴾. والمراد بها نحو القتل والزنى واللواطة والسرقة وقذف المحصنة والسحر ولفرار من الزحف والنميمة واكل الرباء ومال اليتيم وظلم العباد وقصد الفساد فى البلاد. یعنی حضرات انبیائے کرام صغیرہ وکبیرہ اور ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، کفر کا خاص طور پر اس لیے ذکر کیا کہ یہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ نے فرمایا: ﴿اللہ اُسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دے (النساء:۴۸)﴾۔ اور فواحش بھی نہیں پائی جاتی، اللہ فرماتا ہے: ﴿یہ بڑے گناہوں اور فحاشی سے بچتے ہیں (النساء:۳۱)﴾۔ فحاشی سے مراد قتل، زنی، لواطت، چوری، حد قذف، جادو، چغل خوری، سود کھانے، یتیم کا مال کھانے، بندوں پر ظلم کرنے، زمین میں فساد کرنے سے بچتے ہیں۔

(فقه الاكبر، باب الانبياء معصومون، ص ۹۹ وغيره)

جان لیں کہ نبوت کے اوصاف صرف یہی نہیں بلکہ اور بھی بہت ہیں، ہم نے اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کلام کیا ہے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے مشرک نہ ھونے پر تکرار:

۳......حضرت ابراہیم علیہ السلام اصل اور فرع کے اعتبار سے امور دینیہ پر فائز ہیں، اس جملے میں کفار قریش کا رد ہے کہ ان کے

نزدیک وہ دین ابراہیمی پر تھے، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ یہود کے قول کی تردید مقصود ہے جس عزیر کو اللہ کا بیٹا مانتے تھے جس کا بیان اللہ نے ﴿عزیر ابن الله (التوبہ: ۳۰)﴾ میں فرمایا، ان کے گمان کے مطابق حضرت وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں جیسا کہ فرمایا ﴿ما کان ابراهیم یهودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما وما کان من المشرکین (ال عمران: ۶۷)﴾، اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حرمت کا بیان ہے اور آپ کے مشرک نہ ہونے والے جملے کی تکرار اس لیے ہے کہ تاکید میں زیادتی پیدا ہوجائے اور آپ کے اعتقاد وعمل کی پاکیزگی کا بیان خاص ہوجائے۔ (روح المعانی، الجزء ۱۴، ص ۶۵۳ وغیرہ)

سابقہ امتوں میں ہفتہ کے دن کی تعظیم کا حکم:

ﷺ...... حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہ قوم حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں مقام ایلہ میں آباد تھی، یہ شہر مدینہ اور شام کے درمیان ساحل سمندر پر واقع تھا، اس جگہ کے سمندر میں سال کے ایک مہینے میں اتنی کثرت سے مچھلیاں آتی تھیں کہ پانی دکھائی نہیں دیتا تھا اور باقی مہینوں میں ہفتہ کے دن اس میں بہت مچھلیاں آتی تھیں، ان لوگوں نے مختلف جگہ حوض کھودے اور سمندر سے نالیاں نکال کر ان حوضوں سے ملا دیں، ہفتے کے روز ان حوضوں میں مچھلیاں چلی جاتیں اور اتوار کے دن انکا شکار کر لیتے، بنی اسرائیل کا ہفتے کے روز مچھلیوں کو حوضوں میں مقید کر لینا، یہی انکا حد سے تجاوز کرنا تھا اور وہ ایک بڑے لمبے عرصے تک اس نافرمانی میں مشغول رہے، نسل در نسل انکی اولاد بھی ملوث رہی، خدا کا خوف رکھنے والے کچھ لوگ اس سے منع کرتے، کچھ لوگ اسکو برا جانتے اور اس خیال سے منع نہیں کرتے تھے کہ یہ باز آنے والے نہیں، نافرمان لوگ کہتے تھے کہ ہم اتنے عرصے سے یہ کام کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان مچھلیوں میں اضافہ فرما رہا ہے، مانعین کہتے تھے کہ تم دھوکے میں نہ آؤ، ہوسکتا ہے کہ تم پر عذاب نازل ہو۔ (الرازی، ج ۱، ص ۳۷۲)

یہود کے نزدیک ہفتہ کا کے دن اور عیسائیوں کے نزدیک اتوار کا دن معتبر ہے لیکن مسلمانوں کے لیے جمعۃ المبارک کا دن معتبر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہم بعثت میں آخر ہیں اور قیامت کے دن سابق ہونگے، البتہ ان کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے پھر یہ (جمعہ کا دن) وہ ہے جو اُن پر بھی فرض کیا گیا تھا، انہوں نے اس میں اختلاف کیا اور اللہ نے ہمیں اس دن کی ہدایت دے دی، لوگ اس دن میں ہمارے تابع ہیں، یہود (جمعہ کے دن) کے بعد والا دن یعنی ہفتہ اور نصاریٰ اس کے بعد والا یعنی اتوار مانتے ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب: فرض الجمعۃ، رقم: ۸۷۶، ص ۱۴۱)

☆...... حضرت کعب بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے مدینے آنے سے پہلے مدینہ میں ہمیں اسعد بن زرارہ نے نماز جمعہ پڑھائی اور چالیس مسلمانوں نے نماز جمعہ پڑھی۔ (سنن ابو داؤد، رقم: ۱۰۶۹) اس روایت سے صحابہ کا اجتہاد کرنا بھی ثابت ہوا اور جمعۃ المبارک کی اہمیت بھی واضح ہوئی۔

جمعۃ المبارک کی چھٹی کرنے کا مسئلہ: اسلام میں چھٹی کرنے کا کوئی حکم موجود نہیں ہے، لیکن جب ہفتہ میں ایک دن چھٹی کرنی ہے تو پھر جمعۃ المبارک کے دن کی جائے تاکہ اسلامی شعائر کے اعتبار سے جمعۃ المبارک کی فضیلت و برکت حاصل ہوجائے۔ یہ دن اسلام میں مقدس ہے اس لیے اس کی اہمیت کی خاطر اس دن چھٹی ہونی چاہیے۔ ہمیں یہود و نصاریٰ سے مخالفت کا حکم ہے جیسا کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہود و نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے سو تم اس بارے میں ان کی مخالفت کرو"۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما یذکر فی الشیب، رقم: ۵۸۹۹، ص ۱۰۳۷)

ادعوا الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ کا بیان:

۵...... ہمارے اسلاف کا نیکی کی دعوت دینے کا طریقہ ملاحظہ کیجئے۔ ایران کے بادشاہوں کا لقب پہلے کسریٰ ہوا کرتا تھا جس طرح مصر کے تمام بادشاہ فرعون کہلاتے تھے۔ ایک بار ایک بادشاہ کسریٰ اپنے لشکر سے بچھڑ کر کسی باغ کے دروازے پر جا پہنچا، اس نے پینے کے لیے پانی مانگا تو ایک بچی گنے کا ٹھنڈا میٹھا رس لے آئی۔ بادشاہ نے پیا تو بہت لذیذ تھا۔ اس نے بچی سے پوچھا کہ کیسے بنائی ہو؟ اس نے بتایا کہ اس باغ میں بہت عمدہ قسم کے گنوں کی پیداوار ہوتی ہے، ہم اپنے ہاتھوں سے گنے نچوڑ کر رس نکال لیتے ہیں۔! بادشاہ نے کہا ایک اور گلاس لاؤ، وہ لینے گئی، اس دوران بادشاہ کی نیت خراب ہوگئی اور اس نے طے کرلیا کہ میں یہ باغ زبردستی لے کر دوسرا باغ ان کو دے دوں گا۔ اتنے میں وہ بچی روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی: ہمارے بادشاہ کی نیت خراب ہوگئی ہے۔ بادشاہ بولا: تمہیں اس کا علم کیسے ہوا؟ کہنے لگی: پہلے بآسانی رس نچڑ جاتا تھا لیکن اب کی بار خوب زور لگانے کے باوجود بھی میں رس نہ نکال سکی۔ بادشاہ نے فوراً باغ نیت تبدیل کی اور کہا ایک بار پھر جاؤ اور کوشش کرو۔ چنانچہ وہ گئی اور بآسانی رس نکال کر لانے میں کامیاب ہوگئی۔

(حیاۃ الحیوان الکبری، ج۱، ۲۱۶)

بُرائی کا بدلہ اسی کی مثل بُرائی یاصبر:

۶...... اللہ عزوجل کا فرمان والذین کسبوا السیئات یعنی وہ لوگ جو برے اعمال کریں اور برے اعمال سے مراد کفر اور معصیت ہے تو ان لوگوں پر اسی کی مثل بدلہ ہے یعنی ان لوگوں کے لئے ان کی بُرائی کا بدلہ اسی کی مثل سزا ہے۔ اور اس قید سے مقصود یہ ہے کہ حسنات اور سیئات میں فرق پر تنبیہ ہو جائے اس لئے کہ حسنات کا ثواب ایک سے دس گنا، سات سو گنا یا اللہ عزوجل کے فضل کی کوئی حد نہیں کہ جتنا چاہے زیادہ کردے۔ لیکن سیئات کا بدلہ اسی کی مثل (اللہ عزوجل) کے عدل پر منحصر ہے۔ (الخازن، ج۲، ص۴۴۰)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے صبر کی تلقین فرمائی جس سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اللہ اپنے حبیب کی ذات کو سب سے اعلیٰ دیکھنا چاہتا ہے۔

اغراض: مائلا الی الذین القیم: یعنی اسلام کے علاوہ تمام باطل ادیان کو ترک کردینا۔

ردا علی زعم الیھود والنصاری: مناسب یہ ہے کہ مشرکین کے رد کرنے کا قول کیا جاتا، اس لیے کہ یہود و نصاری تو شرک نہیں کرتے تھے۔ اختاروا السبت: ہفتہ کے دن شکار کرنے کے بارے میں اختلاف بیان کرنا مقصود ہے۔

من امرہ: یعنی ہفتہ کے دن کے بارے میں۔ بان یثیب الطائع: مراد وہ لوگ ہیں جو ہفتے کے دن شکار نہیں کرتے تھے اور ہفتے کے دن کی تعظیم کرتے تھے۔

ویعذب العاصی: مراد وہ لوگ ہیں جو حیلہ کرتے ہیں، اور حیلے کرتے ہوئے شکار کرتے ہیں، ان کے لئے دنیا کا عذاب یہ ہے کہ ان کے چہروں کو بندروں کی صورت میں مسخ کردیا جائے گا اور آخرت میں دائمی عذاب ہوگا۔

دینہ: دین کو بطور راستہ ذکر کیا، اس لیے کہ دین پر عمل کرنے والا سعادت ابدی و سرمدی پالیتا ہے۔

بالقرآن: اسے حکمت کہتے ہیں، اس لیے کہ یہی قرآن علم نافع عطا کرتا ہے۔

او القول الرفیق: موعظۃ الحسنۃ کی دوسری تفسیر ہے، قول الرفیق سے مراد وہ الفاظ ہیں جو نرمی اور دوستی کے مزاج سے ہم آہنگ ہوں جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے ﴿قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی﴾، اور اللہ کا فرمان آل فرعون کے

مؤمنین سے ﴿ویقوم مالی ادعوکم ...... الخ (المومن:۴۱)﴾ ہے۔
بایاتہ: مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ ہے، جب ان پر رات کی تاریکی چھائی اور ستارے دیکھے تو کہا ﴿ھذا ربی﴾۔
والدعا الی حججہ: یعنی اللہ کی وحدانیت کے دلائل کی طرف بلاؤ، جیسا کہ فرمان پاک ہے ﴿قل انظروا ما ذا فی السموت والارض (یونس:۱۰۱)﴾۔
وھذا قبل الامر بالقتال: اس جملے میں اشارہ ہے کہ آیت ﴿وجدلھم بالتی ھی احسن...... الخ (النحل:۱۲۵)﴾ منسوخ ہے، ایک قول کے مطابق منسوخ نہیں ہے، اس لیے کہ ان سے اچھے طریقے سے مجادلہ کرنے کا حکم ہے اور اس آیت میں قتال سے ممانعت کا حکم نہیں ہے، بلکہ ان سے اول حکم کے مطابق نرمی سے بلاؤ اور مجادلہ کرو، پھر اگر بے روی اختیار کریں تو دوسرا حکم قتال کا اختیار کیا جائے۔
لما قتل حمزۃ: سن دو ہجری میں غزوۂ احد میں، رشتے میں سید عالم ﷺ کے چچا اور رضائی بھائی تھے، سید عالم ﷺ سے ظاہری عمر کے لحاظ سے دو سال بڑے تھے۔
ومثل بہ: یعنی مشرکین نے آپ کا مُثلہ کیا، ناک، کان، ذَکَر، اور اُنثیین کاٹ ڈالے، اور آپ کے بطن کی (مزید بے حرمتی) کی۔
بالعون والنصر: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے، اور نیکوکاروں کے ساتھ اس کی مدد و نصرت خاص طور پر شامل ہے، اور یہ مدد و نصرت اس فرمان باری ﴿ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم اینما کانو﴾ کے منافی نہیں ہے، اس لیے کہ اللہ کی معیت خاص وعام دونوں طرح کی ہوتی ہے، پس عام معیت کے معنی یہ ہیں کہ تصرف و تدبیر ہر مخلوق کے لیے ہے اور خاص معیت کے معنی یہ ہیں کہ پرہیزگار و نیکوکار کے ساتھ اس کی مدد و نصرت خاص طور پر شامل ہے، پس یہ رضا پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہمیشہ شامل رہتی ہے کبھی جدا نہیں ہوتی، اور اگر ایسا ہی ہے تو ان لوگوں کی زیارت اور خدمت میں حاضر رہنا زیادہ مناسب ہے کہ زندگی وموت میں یہ رضائے الٰہی میں ہوتے ہیں، ان سے ان کے رب کی مدد و نصرت منقطع نہیں ہوتی۔ (الصاوی، ج۳، ص ۲۹۶ وغیرہ)

ایک اھم بات

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان و زمین کی سیر کرائی اور مجاہد اور سعید بن جبیر فرماتے ہیں اللہ ﷻ نے آپ علیہ السلام کو آسمان و زمین کی نشانیاں دکھائیں۔ اور یہ اس طرح ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک چٹان پر کھڑے ہوگئے اور آپ علیہ السلام کے لئے آسمان کے غیوبات مکشوف کردیئے گئے یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے عرش، کرسی اور آسمان کے تمام عجائبات کا مشاہدہ فرمالیا، یہاں تک کہ جنت میں اپنے مقام کو بھی دیکھ لیا اسی لئے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ ﴿واتیناہ اجرہ فی الدنیا﴾ یعنی ہم نے انہیں جنت میں انکا مقام دکھادیا اور انکے لئے زمین کے غیوبات بھی مکشوف کردیئے گئے یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے زمین کے سب سے نچلے طبقے کو دیکھ لیا اور زمین کے تمام عجائبات کو جان لیا۔ ایک قول ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آسمان و زمین کی سیر فرمارہے تھے اس وقت آپ علیہ السلام نے دو شخصوں کو فحاشی میں مبتلا پایا، آپ علیہ السلام نے انکے لئے دعائے ضرر فرمائی جس سے وہ ہلاک ہوگئے، جب تیسرے شخص کو بھی اسی حال میں پاکر دعائے ضرر کرنا چاہی تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: "تم مستجاب الدعوات ہو لہذا تم میرے بندوں کے لئے دعائے ضرر نہ کرو کیونکہ میرے بندوں کے ساتھ میرے تین اقسام کے تعلق ہیں ایک ایسے کہ جب وہ مجھ سے معافی چاہیں میں انہیں معاف کردیتا ہوں، دوسرے وہ کہ میں انکے جسموں سے ایسی جان نکالتا ہوں جو میری بندگی کریں یا وہ کہ میں انہیں اپنی جانب اٹھالوں اور اگر چاہوں تو ان پر عذاب کروں یا چاہوں تو معاف کردوں"۔ قتادہ کا قول ہے کہ ملکوت السموات سے مراد سورج، چاند اور ستارے ہیں جبکہ ملکوت الارض سے مراد پہاڑ، درخت اور دریا ہیں۔ (الخازن، ج۲، ص۱۲۶) (عطائین، ج۲، ص۱۲۹)

سورۃ الاسراء مکیۃ الا "وان کادوا لیفتنونک ۷۳-۸۰" الایات

(سورہ الاسراء مکی ہے، سوائے آٹھ آیتیں "وان کادوا لیفتنونک سے نصیرا یعنی ۷۳ تا ۸۰ تک)

(بیضاوی نے جزم کیا ہے کہ یہ مکمل سورہ مکی ہے)

تعارف

اس میں بارہ رکوع، ایک سو دس آیتیں بصری ہیں اور کوفی ایک سو گیارہ اور پانچ سو تینتیس کلمے اور تین ہزار چار سو ساٹھ حروف ہیں۔ سب سے پہلی آیت سید عالم ﷺ کے معراج کے بیان میں ہے۔ اس سورہ میں انسان کو یاد دلایا جارہا ہے بھلائی کرنے سے اپنی جان کا بھلا ہوتا ہے اور بُرائی کرنے سے انسان خود ہی کو نقصان وخسارے میں ڈال لیتا ہے۔ دن اور رات کو دو نشانیاں بنائی، ایک کے آنے سے دوسرا لپیٹ دیا جاتا ہے اور دوسرے کے آنے پر پہلا لپیٹ دیا جاتا ہے۔ ہر انسان کی قسمت اس کے گلے میں لگادی گئی ہے یعنی جو کچھ اس کے ساتھ ہونا ہے خیر وشر، سعادت وشقاوت الغرض سب ہی اس پر لازم کردیا گیا ہے جس طرح گلے کا ہار ہوا کرتا ہے انسان کے ساتھ ہر وقت میں رہتا ہے بالکل اسی طرح قسمت کا لکھا انسان کے ساتھ رہتا ہے اور کوئی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ آخرت کی کوششیں کرنے والوں کی مدح سرائی بھی خوب بیان فرمائی گئی کہ "من اراد الاخرۃ وسعی لھا سعیھا وھو مومن فاولئک کان سعیھم مشکورا" یعنی جو آخرت چاہتے ہوئے اسی کے لئے کوشش کرے اور مومن کامل ہو تو اس کی کوششیں ٹھکانے کو لگ جاتی ہیں۔ والدین کے ساتھ حسن اخلاق کا درس اور ان کی جناب میں ادنی سی بے ادبی کرنے والوں کی بربادی اور ساتھ ہی دیگر عزیز واقارب، مساکین، مسافروں کے ساتھ خیر خواہی کا درس بھی دیا گیا ہے۔ سابقہ ادوار میں مال کی کمی کے خوف سے اولاد کو زندہ درگور کردیا جاتا تھا اللہ ﷻ نے اس عادت بد کا علی الاعلان رد کردیا کہ جس طرح تمہیں رزق مل رہا ہے اسی طرح سے آنے والے کا رزق بھی متعین ہے لہذا آنکھ، کان اور دل اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہونگے۔ قرآن کے فضائل ومناقب، عمل کرنے والوں کی داد وتحسین اور نہ ماننے والوں کو وعدہ وعید سے نوازا گیا ہے۔ مکی سورتوں کے طرز پر مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کے دلائل وبراہین سے بھی نوازا گیا ہے۔ اس سورہ میں دوبارہ لیکن اختصار کا سہارا لیتے ہوئے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، اور شجرہ ملعونہ، آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے، کشتی میں دریائی سفر کے آسان وتنگ ہونے کا بیان کیا گیا ہے۔ حدیث کے مضمون کے مطابق "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے" یعنی اس کے دوست کا عمل اس کی اپنی ذات پر اثرات چھوڑتا ہے اگر دوست پابند شرع ہو تو اس میں بھی اسکی خوبیاں نظر آنے لگتی ہیں اور بالکل اسی طرح انسان جسے اپنا پیروکار بنالیتا ہے، پیر یا رہنما بنالیتا ہے اس کے زیر اثر اُس انسان کے معاملات ہوتے ہیں۔ نماز صبح کی اہمیت، فجر میں تلاوت قرآن کی برکت، سید عالم ﷺ کی ذات پاک پر تہجد فرض ہونے یا نہ ہونے، مقام شفاعت، اور انسان پر انعامات خداوندی کے باوجود اس کا عمل ...... یہ سارے موضوعات رکوع نمبر ۸ میں بیان کردیئے گئے۔ روح کی حقیقت کا بیان، حضرت موسی علیہ السلام کی نشانیاں، بنی اسرائیل پر انعام واکرام، تنگی وفراخی کے اوقات میں انسان کی مختلف حالتوں کا بیان، الغرض کئی موضوعات کو لئے ہوئے یہ سورہ مبارکہ نازل ہوئی۔

رکوع نمبر: ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿سُبْحٰنَ﴾ تَنْزِیْہٌ ﴿الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ﴾ مُحَمَّدٍ ﴿لَیْلًا﴾ نَصَبٌ عَلَی الظَّرْفِ وَالْاِسْرَاءُ سَیْرُ اللَّیْلِ وَفَائِدَۃُ

ذکرہ الاشارۃ بتنکیرہ الی تقلیل مدتہ ﴿مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ای مکۃ ﴿اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا﴾ بیت المقدس لبعدہ منہ ﴿الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ﴾ بالثمار والانھار ﴿لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط﴾ عجائب قدرتنا ﴿اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ(۱)﴾ ای العالم باقوال النبی ﷺ وافعالہ فانعم علیہ بالاسراء المشتمل علی اجتماعہ بالانبیاء وعروجہ الی السماء ورؤیتہ عجائب الملکوت ومناجاتہ تعالٰی فانہ قال اوتیت بالبراق وھو دابۃ ابیض فوق الحمار ودون البغل یضع حافرہ عند منتھی طرفہ فرکبتہ فسار بی حتی اتیت بیت المقدس فربطت الدابۃ بالحلقۃ التی یربط فیھا الانبیاء ثم دخلت فصلیت فیہ رکعتین ثم خرجت فجاء نی جبرائیل اصبت الفطرۃ قال ثم عرج بی الی السماء الدنیا فاستفتح جبرائیل قیل لہ من انت ؟فقال جبرائیل، قیل ومن معک؟قال محمد ﷺ،قیل و قد ارسل الیہ؟قال قد ارسل الیہ، ففتح لنا فاذا انا بآدم فرحب بی ودعا لی بخیر ثم عرج بنا الی السماء الثانیۃ فاستفتح جبرائیل فقیل من انت فقال جبرائیل؟قیل ومن معک؟ قال محمد ﷺ، قیل قد بعث الیہ قال قد بعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بابنی الخالۃ یحیی وعیسٰی فرحبا بی ودعوا لی بخیر ثم عرج الی السماء الثالثۃ فاستفتح جبرائیل قیل لہ من انت؟فقال جبرائیل، قیل ومن معک؟قال محمد ﷺ،قیل وقد ارسل الیہ ؟قال قد ارسل الیہ ففتح لنا فاذا انا بیوسف واذا ھو قد اعطی شطر الحسن فرحب بی ودعا لی بخیر ثم عرج بی الی السماء الرابعۃ فاستفتح جبرائیل قیل لہ من انت ؟فقال جبرائیل، قیل ومن معک؟قال محمد ﷺ،قیل و قد ارسل الیہ؟قال قد ارسل الیہ، ففتح لنا فاذا انا بادریس فرحب بی ودعا لی بخیر ثم عرج بی الی السماء الخامسۃ فاستفتح جبرائیل قیل لہ من انت؟فقال جبرائیل، قیل ومن معک ؟قال محمد ﷺ،قیل و قد ارسل الیہ ؟قال قد ارسل الیہ، ففتح لنا فاذا انا بھارون فرحب بی ودعا لی بخیر ثم عرج بی الی السماء السادسۃ فاستفتح جبرائیل قیل لہ من انت ؟فقال جبرائیل،قیل ومن معک؟قال محمد ﷺ،قیل و قد ارسل الیہ؟ قال قد ارسل الیہ، ففتح لنا فاذا انا بموسٰی فرحب بی ودعا لی بخیر ثم عرج بی الی السماء السابعۃ فاستفتح جبرائیل قیل لہ من انت؟فقال جبرائیل، قیل ومن معک؟قال محمد ﷺ،قیل و قد ارسل الیہ؟قال قد ارسل الیہ، ففتح لنا فاذا انا بابراھیم فاذا ھو مستند الی البیت المعمور واذا ھو یدخلہ کل یوم سبعون الف ملک ثم لا یعودون الیہ ثم ذھب بی الی سدرۃ المنتھی فاذا ورقھا کآذان الفیلۃ واذا ثمرھا کالقلال فلما غشیھا من امر اللہ ما غشیھا تغیرت فما احد من خلق اللہ یستطیع ان یصفھا من حسنھا قال فاوحی الی ما اوحی وفرض علی فی کل یوم ولیلۃ خمسین صلاۃ فنزلت حتی انتھیت الی موسی فقال ما فرض ربک علی امتک؟قلت خمسین صلاۃ کل یوم ولیلۃ قال ارجع الی ربک فسلہ التخفیف فان امتک لا تطیق ذالک وانی قد بلوت بنی اسرائیل وخبرتھم قال فرجعت الی ربی فقلت ای رب خفف عن امتی فحط عنی خمسا فرجعت الی موسی

قَالَ مَا فَعَلْتَ قُلْتُ قَدْحَطَّ عَنِّیْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَکَ لا تُطِیْقُ ذَالِکَ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسَلْهُ التَّخْفِیْفَ لِاُمَّتِکَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَیْنَ رَبِّیْ وَبَیْنَ مُوْسٰی وَیَحُطُّ عَنِّیْ خَمْسًا خَمْسًا حَتّٰی قَالَ یَا مُحَمَّدُ هِیَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ بِکُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَتِلْکَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا کُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا کُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَیِّئَةٍ وَلَمْ یَعْمَلْهَا لَمْ تُکْتَبْ فَاِنْ عَمِلَهَا کتبت سَیِّئَةً وَاحِدَةً فَنَزَلْتُ حَتّٰی اِنْتَهَیْتُ الٰی موسٰی فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِیْفَ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّ اُمَّتَکَ لَا تُطِیْقُ ذٰلِکَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰی رَبِّیْ اِسْتَحْیَیْتُ رواهُ الشَّیْخَانِ واللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ وَرَوَی الْحَاکِمُ فِیْ الْمُسْتَدْرَکِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاَیْتُ رَبِّیْ عزوجل ﴿وَ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ﴾ التَّوْرٰةَ ﴿وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ﴾ لِاَنْ ﴿ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا (۲)﴾ یَفُوْضُوْنَ اِلَیْهِ اَمْرَهُمْ وَفِیْ قِرَاءَةٍ تَتَّخِذُوا بِالْفَوْقَانِیَّةِ اِلْتِفَاتًا فَاَنْ زَائِدَةٌ وَالْقَوْلُ مُضْمَرٌ ﴿ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ط﴾ فِیْ السَّفِیْنَةِ ﴿اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا (۳)﴾ کَثِیْرُ الشُّکْرِ لَنَا حَامِدًا فِیْ جَمِیْعِ اَحْوَالِهٖ ﴿وَقَضَیْنَآ﴾ اَوْحَیْنَا ﴿اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ فِیْ الْکِتٰبِ﴾ التَّوْرٰةِ ﴿لَتُفْسِدُنَّ فِیْ الْاَرْضِ﴾ اَرْضَ الشَّامِ بِالْمَعَاصِیْ ﴿مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا (۴)﴾ تَبْغُوْنَ بَغْیًا عَظِیْمًا ﴿فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا﴾ اُوْلٰی مَرَّتَیِ الْفَسَادِ ﴿بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُوْلِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ﴾ اَصْحَابَ قُوَّةٍ فِیْ الْحَرْبِ وَالْبَطْشِ ﴿فَجَاسُوْا﴾ تَرَدَّدُوا لِطَلَبِکُمْ ﴿خِلٰلَ الدِّیَارِ ط﴾ وَسْطَ دِیَارِکُمْ لِیَقْتُلُوْکُمْ وَیَسْبُوْکُمْ ﴿وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا (۵)﴾ وَقَدْ اَفْسَدُوْا الْاُوْلٰی بِقَتْلِ زَکَرِیَّا فَبَعَثَ عَلَیْهِمْ جَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ فَقَتَلُوْهُمْ وَسَبَوْا اَوْلَادَهُمْ وَخَرَّبُوا بَیْتَ الْمُقَدَّسِ ﴿ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّةَ﴾ الدَّوْلَةَ وَالْغَلَبَةَ ﴿عَلَیْهِمْ﴾ بَعْدَ مِائَةِ سَنَةٍ بِقَتْلِ جَالُوْتَ ﴿وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا (۶)﴾ عَشِیْرَةً وَقُلْنَا ﴿اِنْ اَحْسَنْتُمْ﴾ بِالطَّاعَةِ ﴿اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ قف﴾ لِاَنَّ ثَوَابَهٗ لَهَا ﴿وَاِنْ اَسَاْتُمْ﴾ بِالْفَسَادِ ﴿فَلَهَا ط﴾ اَسَاءَتُکُمْ ﴿فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ﴾ الْمَرَّةِ ﴿ الْاٰخِرَةِ﴾ بَعَثْنَا ﴿ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَکُمْ﴾ یُحْزِنُوْکُمْ بِالْقَتْلِ وَالسَّبْیِ حُزْنًا یَظْهَرُ فِیْ وُجُوْهِکُمْ ﴿وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ﴾ بَیْتَ الْمُقَدَّسِ ﴿کَمَا دَخَلُوْهُ﴾ خَرَّبُوْهُ ﴿اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا﴾ یُهْلِکُوا ﴿مَا عَلَوْا﴾ غَلَبُوا عَلَیْهِ ﴿تَتْبِیْرًا (۷)﴾ اِهْلَاکًا وَقَدْ اَفْسَدُوا ثَانِیًا بِقَتْلِ یَحْیٰی فَبَعَثَ عَلَیْهِمْ بخت نصر فَقَتَلَ مِنْهُمْ اُلُوْفًا وَّسَبٰی ذُرِّیَّتَهُمْ وَخَرَّبَ بَیْتَ الْمَقْدِسِ وَقُلْنَا فِیْ الْکِتٰبِ ﴿عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ ج﴾ بَعْدَ الْمَرَّةِ الثَّانِیَةِ اِنْ تُبْتُمْ ﴿وَاِنْ عُدْتُّمْ﴾ اِلَی الْفَسَادِ ﴿عُدْنَا وقف لازم﴾ اِلَی الْعُقُوْبَةِ وَقَدْ عَادُوْا بِتَکْذِیْبِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَسَلَّطَ عَلَیْهِمْ بِقَتْلِ قُرَیْظَةَ وَنَفْیِ النَّضِیْرِ وَضَرْبِ الْجِزْیَةِ عَلَیْهِمْ ﴿وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا (۸)﴾ مَحْبَسًا وَسِجْنًا ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ﴾ اَیْ لِلطَّرِیْقَةِ الَّتِیْ ﴿هِیَ اَقْوَمُ﴾ اَعْدَلُ وَاَصْوَبُ ﴿وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا (۹) وَّ﴾ یُخْبِرُ ﴿اَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا﴾ اَعْدَدْنَا ﴿لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا (۱۰)﴾ مُؤْلِمًا

ھُوَ النَّارُ.

﴿ترجمہ﴾

پاکی(سبحن بمعنی تنزیہ ہے)اسے جواپنے بندے(محمد ﷺ) کوراتوں رات لے گیا......ا......(لیلاً ظرف ہونے کی بناپر منصوب ہےاورالاسراءکامعنی رات میں سفر کرنا ہےاور لیلا کونکرہ ذکر کرنے کا مقصدرات کی تھوڑی سی مدت کی جانب اشارہ کرنا ہے)مسجد حرام(یعنی مکہ مکرمہ) سے مسجد اقصیٰ کی طرف(یعنی بیت المقدس کی طرف،اسے اقصیٰ مسجد حرام سے دور ہونے کی بناپر کہا جاتا ہے)جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی......۲...... (پھلوں اور نہروں کی صورت میں) کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں(یعنی اپنی قدرت کے عجائبات دکھائیں) بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے......۳......(یعنی اللہ نبی ﷺ کے اقوال وافعال کوسنتا دیکھتا ہے،پس اس نے اپنے نبی پرالاسراء ......۴...... کے ذریعے انعام فرمایا جو کہ حضرات انبیائے کرام کی اجتماعیت،آسمانوں کی جانب عروج،عجائبات ملکوتی کی زیارت اور باری ﷻ کی جناب میں مناجات پر مشتمل تھی سید عالم ﷺ نے ارشادفرمایا:''میرے پاس براق لایا گیااور براق سے مرادسفید چوپایہ ہے جو کہ گدھے مبارک سے کچھ بڑااور خچر مبارک سے قدرے چھوٹا تھا وہ اپنا قدم اپنی نظر کی انتہاء پر رکھتا تھاپس میں اس پرسوار ہو گیا یہاں تک کہ میں بیت المقدس پہنچا، میں نے براق کواس کنڈے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ حضرات انبیائے کرام اپنی سواریاں باندھتے تھے پھر میں اندرداخل ہوااور دورکعت نمازادافرمائی پھر میں باہر نکلاتو جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس ایک پیالہ شراب اورایک پیالہ دودھ لائے تو میں نے دودھ کا پیالہ لیناپسند کیا،جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی آپ ﷺ نے فطرت کو پالیا،پھر مجھے آسمان کی معراج کرائی گئی جبرائیل علیہ السلام نے پہلے آسمان پر دستک دی عرض کی گئی آپ کون ہیں؟ عرض کی جبرائیل علیہ السلام،پوچھا گیا آپ علیہ السلام کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد ﷺ!سوال ہوا کیاان کو بلایا گیا تھا؟ جواب دیاان کو بلایا گیا تھا پھر ہمارے لیے دروازہ کھلا جب میں وہاں پہنچا تو مجھے آدم ملے انہوں نے مجھے خوش آمدید کہااور میرے لیے دعائے خیرارشادفرمائی،پھر دوسرے آسمان کی معراج کرائی گئی ،جبرائیل امین علیہ السلام نے دروازے پر دستک دی ،پوچھا گیا آپ کون ہیں؟فرمایا جبرائیل علیہ السلام،آپ علیہ السلام کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد ﷺ!پوچھا گیا کیاان کو بلایا گیا ہے؟ جواب میں ارشادفرمایا:ہاں ان کو بلایا گیا ہے پھر دروازہ کھلا،دوسرے آسمان پر میری ملاقات آپس میں دونوں خالہ زاد بھائی حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے مجھے خوش آمدید کہااور دعا ارشادفرمائی،پھر مجھے تیسرے آسمان کی سیر کرائی گئی ،جبرائیل امین علیہ السلام نے تیسرے آسمان کے دروازے پردستک دی پوچھا گیا کون ہے؟فرمایا:جبرائیل علیہ السلام،پوچھا گیا کیا آپ علیہ السلام کے ساتھ بھی کوئی ہے؟فرمایا:محمد ﷺ!پوچھا گیا کیاان کو بلایا گیا ہے؟جواب میں ارشادفرمایا:ہاں ان کو بلایا گیا ہے پھر دروازہ کھولا گیا،وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جنہیں نصف حسن دیا گیا ہےانہوں نے مجھے خوش آمدید کہااور خیریت کی دعاارشادفرمائی،پھر مجھے چوتھے آسمان کی سیر کرائی گئی جبرائیل امین علیہ السلام نے دروازے پر دستک دی،پوچھا گیا کون ہے؟فرمایا:جبرائیل علیہ السلام،پوچھا گیا کیا آپ علیہ السلام کے ساتھ کوئی ہے؟فرمایا ہاں محمد ﷺ!،سوال کیا گیا کیا ان کو بلایا گیا؟ جواب ارشادفرمایا:ہاں انہیں بلایا گیا ہے پھر دروازہ کھولا گیا یہاں میری ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوئی جنہوں نے مجھے خوش آمدید کہااور دعائے خیرارشادفرمائی،پھر مجھے پانچویں آسمان کی سیر کرائی گئی جبرائیل امین علیہ السلام نے دروازے پردستک دی پوچھا گیا کون ہے؟فرمایا جبرائیل علیہ السلام،دریافت کیا گیا کیا آپ علیہ السلام کے ساتھ کوئی ہے؟فرمایا ہاں محمد ﷺ!پوچھا گیا کیاانہیں بلایا گیا ہے؟فرمایا:ہاں انہیں بلایا گیا ہے پھر دروازہ کھولا گیا یہاں میری ملاقات حضرت ہارون علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے مجھے خوش آمدید کہااور دعائے خیرارشادفرمائی،پھر مجھے چھٹے آسمان کی سیر کرائی گئی حضرت

جبرائیل امین علیہ السلام نے دروازے پر دستک دی پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا: جبرائیل علیہ السلام، پوچھا گیا کیا آپ علیہ السلام کے ساتھ بھی کوئی ہے؟ فرمایا: ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم!، پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ فرمایا ہاں انہیں بلایا گیا ہے پھر دروازہ کھولا گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہاں میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعائے خیر ارشاد فرمائی، پھر مجھے ساتویں آسمان کی سیر کرائی گئی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے دروازے پر دستک دی، پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا: جبرائیل علیہ السلام، پوچھا گیا کیا آپ علیہ السلام کے ساتھ کوئی اور ہے؟ فرمایا ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم! پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا؟ جواب ارشاد فرمایا: ہاں انہیں بلایا گیا پھر دروازہ کھولا گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی جو کہ بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے یہ وہ مقام ہے کہ جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر دوبارہ اس کی زیارت کے لیے لوٹ کر نہیں آسکتے، پھر جبرائیل امین علیہ السلام مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے جہاں کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح اور پھل مٹکوں کی مانند بڑے تھے پس اسے اللہ عزوجل کے امر نے ڈھانپ لیا جیسا کہ ڈھانپ رکھا تھا پس وہ ایسا ہو گیا کہ مخلوق خدا میں کوئی اس کے حسن وخوبصورتی کی وجہ سے اس کی کیفیت کو بیان نہیں کرسکتا، پس اللہ عزوجل نے مجھ وحی فرمائی جو وحی فرمانا چاہی اور مجھ پر رات دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں نمازوں کا تحفہ لیے اترا تو چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے، انہوں نے عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر کیا فرض فرمایا؟ میں نے جواب دیا کہ رات دن میں پچاس نمازیں فرض کی ہیں، فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جائیں اور کمی کا سوال کیجئے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پچاس نمازیں پڑھنے کی طاقت نہ ہوگی اور مجھے بنی اسرائیل کی آزمائش ہو چکی ہے اور میں ان کا امتحان لے چکا ہوں پس میں اپنے رب عزوجل کی جانب لوٹا اور عرض کی اے میرے رب عزوجل! میری امت سے نمازوں کی تخفیف فرما، پس پانچ نمازیں کم ہوئیں، میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹا، انہوں نے عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا؟ میں نے جواب دیا کہ مجھ سے پانچ نمازیں کم کی گئی ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پینتالیس بھی ادا نہ کر سکے گی جائیں اور اپنے رب عزوجل سے امت کے حق میں مزید تخفیف کا سوال کیجئے، میں اپنے رب عزوجل کے حضور جاتا رہا یہاں تک کہ مجھ سے کم ہوتے ہوتے پانچ نمازیں باقی رہ گئیں اور اللہ نے ارشاد فرمایا: "یہ پانچ نمازیں ہر رات اور دن میں ہیں اور ہر نماز کا ثواب دس گنا ہے" اور جو شخص نیک کام کا قصد کرے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر وہ اس نیکی کو کرے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو شخص برائی کا قصد کرے تو اس کے نامہ اعمال میں اس ارادے کو نہ لکھا جائے اور اگر وہ اس برائی کو کرلے تو اس کے لیے ایک ہی بُرائی لکھی جائے گی پس میں نیچے اتر کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا اور انہیں ان احکامات کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ اپنے رب عزوجل سے مزید تخفیف کا سوال کیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پانچ نمازوں کی ادائیگی کی طاقت نہیں ہے میں نے جواب دیا کہ اب مجھے اپنے رب عزوجل کے حضور جانے میں حیا آتی ہے۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ مسلم کے تھے۔ حاکم نے مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا......۵......، اللہ نے ارشاد فرمایا) اور ہم نے موسیٰ کو کتاب (یعنی تورات) عطا فرمائی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کیا (کہ) میرے سوا کسی کو اپنا کارساز نہ بناؤ (کہ تم اپنے معاملات اس کے سپرد کرنے لگو اور ایک قرائت میں تتخذوا فوقانیہ صنعت التفات کے طور پر پڑھا گیا ہے اور ایک قرائت میں تحتانیہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے، آیت مبارکہ میں ان مصدریہ ہے اور قول مضمر ہے) اے ان کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا......۶...... بیشک وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا (ہمارا باکثرت شکر ادا کیا کرتا تھا اور ہر حال میں ہماری حمد کیا کرتا تھا) اور ہم نے وحی بھیجی (قضینا بمعنی اوحینا ہے) بنی اسرائیل کو کتاب (یعنی تورات) میں کہ ضرور تم زمین میں (یعنی سرزمین شام میں) فساد مچاؤ گے (گناہوں کے ذریعے) دوبارہ اور ضرور بڑا غرور کرو گے

(یعنی تم ضرور بڑا تکبر کروگے) پھر جب ان میں پہلی بار کا وعدہ آیا (دو فسادوں میں سے پہلے فساد کا وعدہ آیا تو) ہم نے تم پر بندے بھیجے سخت لڑائی والے......یے......(جنگ میں طاقت اور گرفت رکھنے والے) تو وہ آ گئے، تلاش کرو (یعنی وہ تمہاری تلاش میں گھومنے لگے) شہروں کے بیچ میں (یعنی تمہاری تلاش شہروں کے درمیان کرنے لگے تا کہ تمہیں قتل کریں اور قیدی بنالیں) اور یہ ایک وعدہ تھا جسے پورا ہونا تھا (اور لوگوں نے پہلی بار فساد حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کو شہید کر کے کیا......۸......، تب اللہ ﷻ نے ان پر جالوت اور اسکے لشکر کو بھیجا......۹......ان لوگوں نے انہیں قتل کر ڈالا اور ان کی اولاد کو قیدی بنالیا اور بیت المقدس کو ویران کیا) پھر ہم نے الٹ کر ان پر تمہارا حملہ کر دیا (اسکرۃ کا معنی سلطنت یا غلبہ ہے یہ معاملہ جالوت کو قتل کر لینے کے سبب سو سال کے بعد ہوا) اور تم کو مالوں اور بیٹوں سے مدد دی اور تمہاری تعداد کثیر کر دی (تمہارے گروہ کو کثیر التعداد کر دیا) اگر تم بھلائی کروگے (اطاعت کر کے) اپنا بھلا کروگے (کہ اس کا ثواب تمہیں ملے گا) اور اگر برا کروگے (فساد کر کے) تو تمہاری جان کے لیے ہے (اس فعل کی برائی) پس جب (پہلی) بار کا وعدہ آیا (ہم نے ان کو تم پر مسلط کر دیا) کہ وہ تمہارا منہ بگاڑ دیں (تمہیں قتل کر کے قیدی بنا کر خوب غمگین کر دیں اس غم کا اثر تمہارے چہروں پر ظاہر ہو) اور مسجد میں داخل ہوں (یعنی بیت المقدس میں اور اس کو ویران کر کے چھوڑ دیں) جیسے پہلی بار داخل ہوئے تھے (اور بیت المقدس کو ویران کر دیا تھا) اور جس چیز پر بلند ہوں (یعنی جس چیز پر قابو پائیں، لیتبروا بمعنی یھلکوا ہے) تباہ کر کے برباد کر دیں (تتبیرا بمعنی ھلاکا ہے، اور ان لوگوں نے دوسری بار فساد حضرت یحیی علیہ السلام کو شہید کر کے کیا......۱۰......پھر ان پر بخت نصر کو مسلط کر دیا گیا......۱۱......اس نے ہزاروں کو قتل کر کے ان کی اولادوں کو قیدی بنالیا اور بیت المقدس کو ویران کر دیا، ہم نے کتاب میں فرمایا) قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے (اس دوسری مرتبہ کے بعد، بشرطیکہ تم توبہ کرلو) اور اگر تم پھر لوٹے (فساد کی طرف) تو ہم پھر دینگے (تمہیں عذاب کی طرف اور محمد ﷺ کو جھٹلا کر وہ پھر فساد کی طرف لوٹے پھر آپ ﷺ کو ان پر قابو دیا گیا تو آپ ﷺ نے بنو قریظہ قبیلہ سے قتال کیا اور نضیر کو ملک بدر کر کے ان پر جزیہ مقرر فرمادیا) اور ہم نے جہنم کو کافروں کا قید خانہ بنایا ہے......۱۲......(حصیرا کا معنی قید خانہ ہے) بیشک یہ قرآن رہنمائی کرتا ہے اس (راستے) کی جو سب سے سیدھا ہے (بالکل معتدل اور راہ صواب ہے) اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ ان کے لیے بڑا ثواب ہے اور یہ (خبر دیتا ہے) کہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (اعتدنا بمعنی اعددنا ہے، الیما بمعنی مولما ہے یعنی تکلیف دینے والا عذاب اور مراد اس سے جہنم ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی برکنا حولہ لنریہ من ایتنا انہ ھو السمیع البصیر﴾۔

سبحن : مضاف، الذی: موصول، اسری: فعل ھو ضمیر ذوالحال، من المسجد الحرام :ظرف مستقر شبہ فعل محذوف "مبتدءا" ہوکر حال اول، الی : جار، المسجد: موصوف، الاقصی :صفت اول، الذی برکنا حولہ : موصول صلہ ملکر صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "منتھیا" شبہ فعل محذوف کے لیے، شبہ جملہ ہوکر حال ثانی، ملکر فاعل، بعبدہ : ظرف لغو، لیلا :ظرف مکان، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مضاف الیہ ملکر مفعول مطلق فعل محذوف "اسبح" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، لام: جار، نریہ: فعل با فاعل ومفعول، من ایتنا :ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر مبتدا محذوف "ذلک" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انہ :حرف مشبہ واسم، ھو السمیع العلیم :خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتینا موسی الکتب وجعلنہ ھدی لبنی اسرائیل الا تتخذوا من دونی وکیلا﴾۔
و: مستانفہ، اتینا : فعل بافاعل، موسی: مفعول اول، الکتب : مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلنہ: فعل بافاعل و مفعول، ھدی : مصدر بافاعل، لبنی اسرائیل : ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ان: مصدریہ، لا تتخذوا: فعل بافاعل، من دونی: ظرف لغو، وکیلا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر "ب" جار مجرور ملکر ظرف مستقر "کتبنا" فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذریۃ من حملنا مع نوح انہ کان عبدا شکورا﴾۔
ذریۃ: مضاف، من: موصولہ، حملنا : فعل بافاعل، مع نوح : ظرف، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر "یا" حرف ندا قائم مقام "ادعوا" محذوف کے لیے منادی، ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ، انہ : حرف مشبہ و اسم، کان عبدا شکورا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا﴾۔
و: عاطفہ، قضینا الی بنی اسرائیل: فعل بافاعل وظرف لغو، فی الکتب: ظرف مستقر فاعل سے حال ہے، ملکر جملہ فعلیہ، لام: تاکیدیہ جواب قسم، تفسدن: فعل بافاعل، فی الارض: ظرف لغو، مرتین: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولتعلن : فعل بافاعل، علوا کبیرا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف "اقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فاذا جاء وعد اولھما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلل الدیار﴾۔
ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء: فعل، وعد اولھما : مرکب اضافی فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، بعثنا علیکم : فعل بافاعل وظرف لغو، عبادا: موصوف، لنا: ظرف مستقر صفت اول، اولی باس شدید: صفت ثانی، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فجاسوا خلل الدیار: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وکان وعدا مفعولا ۝ ثم رددنا لکم الکرۃ علیھم﴾۔
و: عاطفہ، کان: فعل ناقص باھو خبر راجع بسوئے "وعد": اسم، وعدا مفعولا : مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "فجاسوا" پر معطوف ہے، ثم: عاطفہ تراخی، رددنا لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، الکرۃ : ذوالحال، علیھم: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وامددنکم باموال وبنین وجعلنکم اکثر نفیرا﴾۔
و: عاطفہ، امددنکم : فعل بافاعل ومفعول، باموال وبنین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ "رددنا" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، جعلنکم : فعل بافاعل ومفعول، اکثر: ممیز، نفیرا: تمیز، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل " امددنکم" پر معطوف ہے۔

﴿ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلھا﴾۔
ان : شرطیہ، احسنتم : فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، احسنتم لانفسکم : فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، ان : شرطیہ، اساتم : فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لھا: ظرف مستقر مبتدا محذوف "اساتم" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاذا جاء وعد الاخرۃ لیسوء ا وجوھکم ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبروا ما علوا تتبیرا﴾۔
ف: عاطفہ اذا : متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، جاء وعد الاخرۃ: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط ، لام: جار، یسوء وجوھکم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لام :جار، یدخلوا المسجد : فعل بافاعل ومفعول فیہ، کما دخلوہ اول

مرة : جار مجرور ظرف مستقر "دخولا" مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر معطوف اول، ولیتبروا ماعلوا تتبیرا: جار مجرور، ملکر معطوف ثانی، ملکر ظرف مستقر "بعثناهم" فعل محذوف کے لیے، ملکر فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿عسی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم للكفرين حصيرا﴾.

عسی : فعل رجاء، ربکم: اسم، ان یرحمکم : جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ان شرطیہ، عدتم : فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، عدنا: فعل بافاعل، ملکر جملہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، جعلنا : فعل بافاعل، جهنم: مفعول اول، للكفرين حصيرا: شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان هذاالقرآن يهدی للتی هی اقوم ويبشر المومنين يعملون الصلحت ان لهم اجرا كبيرا﴾.

ان : حرف مشبہ بالفعل، هذاالقرآن :اسم، يهدی: فعل بافاعل، للتی هی اقوم :ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یبشر: فعل بافاعل، المومنين : موصوف، الذين يعملون الصلحت : موصول صلہ ملکر صفت، مرکب توصیفی مفعول، ان لهم اجرا كبيرا : جملہ اسمیہ مفعول، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان الذين لا يومنون بالاخرة اعتدنا لهم عذابا اليما﴾.

و: عاطفہ، ان :حرف مشبہ بالفعل، الذين لا يومنون بالاخرة :موصول صلہ ملکر اسم، اعتدنا لهم : فعل بافاعل وظرف لغو، عذابا اليما : مفعول، ملکر جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ماقبل" ان لهم اجرا كبيرا" پر معطوف ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆......سبحن الذی اسری...... ☆ معراج کا سفر چالیس منزل یعنی سوا مہینے سے زیادہ کی راہ ہے، جب سید عالم شب معراج درجات عالیہ ومراتب رفیعہ پر فائز ہوئے تو رب نے خطاب فرمایا: اے محمد! یہ فضیلت وشرف میں نے تمہیں کیوں عطا فرمایا؟ سید عالم ﷺ نے جواب دیا اس لیے کہ تو نے مجھے عبدیت کے ساتھ اپنی طرف منسوب فرمایا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سفر کرانے کا دعوہ الله ﷻ نے کیا:

۱...... سبح کا معنی ہے پانی میں تیزی سے تیرنا، مجازاً سیاروں کا اپنی گردش میں گھومنے کو بھی کہتے ہیں، جیسے کہ فرمایا: ﴿وکل فی فلک یسبحون یعنی ہر ایک اپنے مدار میں سرعت سے تیر رہا ہے(یسٓ: ۴٠)﴾۔ کسی کام کو تیزی سے کرنے کو بھی کہتے ہیں جیسے فرمایا: ﴿ان لک فی النهار سبحا طويلا بیشک دن میں تو تم کو بہت سے کام ہیں(المزمل: ۷)﴾۔ تسبیح کا معنی ہے کہ اُن اوصاف سے اللہ کی پاکی بیان کی جائے جو اس کی شان کے لائق ہیں اور اس کی اصل یہ ہے کہ ہر قسم کے اچھے کام کو تیزی سے کرنا، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں کو اللہ نے بُرائی سے دور کردیا۔ تسبیح کا لفظ عام ہے، جملہ عبادات قولی، فعلی اور نیت کے معاملات اس میں برابر داخل ہیں۔(المفردات، ص ۲۲۷)

☆......حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "سبحان یہ ہے کہ ہر بُری چیز سے اللہ کی پاکی بیان کرنا"۔ (المستدرك، رقم: ۱۸۹۱)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بھاری ہیں، اللہ نزدیک محبوب ہیں وہ یہ ہیں سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم"۔ (صحيح البخاری، كتاب التوحيد، باب :قول الله تعالى، رقم:۷۵۶۳، ص ۱۳۰۵)

اللہ ﷻ نے فرمایا پاکی ہے اُس کے لیے جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی ، اگر سید عالم ﷺ خود دعویٰ کرتے تو کچھ اور ہی بات ہوتی لیکن اللہ نے لفظ سبحان سے آغاز فرما کر تمام وسواس کا رد بلیغ فرما دیا کہ اے لوگوں! ہمارے پیارے نبی نے سفرِ معراج کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ ہم نے لے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔ اب اگر کوئی اعتراض کرے گا تو وہ پیارے مصطفیٰ پر نہیں بلکہ اپنے رب پر اعتراض کرے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ جب قریش نے اعتراض کرنا شروع کیا تو میں (سید عالم ﷺ) حطیم میں کھڑا ہو گیا اور اللہ نے میرے لیے بیت المقدس منکشف کر دیا تو میں بیت المقدس کی طرف دیکھ دیکھ کر ان کو اس کی نشانیاں بتا رہا تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: ۲، رقم: ۴۷۱۰، ص ۸۱۴)

ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ سفر تو رات میں نہ ہوا پھر لیل کا ذکر کیوں فرمایا گیا؟ علامہ رازی جواب دیتے ہیں کہ الاسراء مکہ سے شام تک چالیس راتوں کے سفر پر محیط تھی، مقاتل کہتے ہیں کہ یہاں یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ رات ہجرت سے پہلے تھی، اور صاحب کشاف نے انس اور حسن سے روایت کی ہے کہ ہجرت کے بعد کی رات کا معاملہ ہے۔ جس مقام سے سفر کا آغاز ہوا اس بارے میں بھی اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ بعینہ مسجد حرام مراد ہے جیسا کہ قرآن مجید کا ظاہری فرمان ہے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں مسجد حرام کے پاس مکان میں نیند اور جاگ کی کیفیت میں تھا کہ جبرائیل امین علیہ السلام براق لے کر حاضر ہوئے۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے میں ام ہانی بنت ابوطالب کے گھر میں موجود تھا کہ جبرائیل امین بُراق لے کر حاضر ہوئے۔ (الرازی، ج۷، ص ۲۹۲)

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی برکتیں

۲......علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی برکتوں میں پھل اور جاری نہریں شامل ہیں، مزید یہ کہ اطراف میں حضرات انبیائے کرام اور صالحین کے مزارات بھی ہیں، اسی وجہ سے اسے مقدس سرزمین کہا گیا۔ اللہ نے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے عجائبات کا مشاہدہ کرا دیا۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا ایک ماہ کا سفر رات کے مختصر عرصے میں کرانا یقیناً اللہ کی نشانی سے کم نہیں۔ (القرطبی، الجزء ۱۰، ص ۱۸۷)

مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے، اِسے اقصیٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسجد مسجد حرام سے بہت دور (چالیس راتوں کی مسافت) پر ہے۔

سننے دیکھنے کی نسبت اللہ کی طرف یا......!

۳......اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ نبی پاک ﷺ سمیع یعنی سننے والے ہیں، جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے: ”کنت لہ سمعا فبی یسمع وبی یبصر یعنی میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے“ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب: التواضع، رقم: ۶۵۰۲، ص ۱۱۲۷)۔ تحقیق یہ ہے کہ ہم نے اپنے بندۂ خاص کو اپنے جلال و جمال کی مخصوص نشانیاں دکھائیں، پس ہمارا محبوب ہماری دی ہوئی طاقت سے سمیع و بصیر ہے۔ (روح البیان، ج۵، ص ۱۲۹)۔

الاسراء والمعراج کا بیان:

۴......سید عالم ﷺ کا مسجد حرام یعنی مکۃ المکرمہ سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کا سفر جو کہ براق نامی سواری پر ہوا اور رات کے مختصر عرصے میں ہوا اور پھر اُسی رات دوبارہ اپنے دولت سرائے اقدس یعنی مکۃ المکرمہ کی مقدس وادی میں قدم رنجہ فرمانا الاسراء کہلاتا ہے۔

معراج یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کا مسجد اقصیٰ سے اُسی رات آسمانوں کی سیر، سدرۃ المنتہیٰ کا سفر اور دوبارہ بیت المقدس کی جانب رجوع کرنا معراج کہلاتا ہے۔ معراج اسم الہ مفعال کے وزن پر ہے جس کے معنی وہ سواری ہے جس کے ذریعے بلندی پر

جایا جائے، جو بیٹرمی کی طرح ہو لیکن اس کی کیفیت معلوم نہ ہو بلکہ اللہ کے غیوبات پر عمل کرنے کا حکم ہے اور اسی پر ایمان لانے کا حکم ہے نہ کہ اس کی کیفیت پر غور وخوض کرنے کا۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں: علماء اخبار کا اس بارے میں اختلاف ہوا ہے کہ الاسراء اور المعراج ایک ہی رات ہوا ہے یا نہیں تاہم سلف صالحین کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے روح اور جسم کے ساتھ حالت بیداری میں معراج فرمائی، اور اسی جانب جمہور علماء ومحدثین، فقہاء، متکلمین، اور اہل ظاہر نے کئی روایات نقل کی ہیں اور اُن اخبار سے عدول جائز نہیں ہے۔ (الاسراء والمعراج، ص ۷)

سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "پھر میں سفید براق (گدھے سے کچھ بڑا اور خچر سے چھوٹا، جس کی رفتار حد نظر تک تھی، اُس) پر سوار ہوا حتی کہ میں بیت المقدس پہنچا، پھر میں نے براق کو اس حلقہ میں باندھ دیا جہاں حضرات انبیائے کرام کی سواریاں باندھی جاتی ہیں، پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور میں نے وہاں دو رکعت نماز پڑھی، پھر میں مسجد سے باہر آ گیا، پھر میرے پاس جبرائیل ایک پیالے میں دودھ اور ایک میں شراب لے کر آئے اور میں نے دودھ لے لیا تو جبرائیل نے کہا آپ ﷺ نے فطرت کو پسند فرمایا پھر مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء، رقم: ۳۰۰، ۱۶۲/۲، ص ۹۸) ۔ معلوم ہوا کہ یہ سارا معاملہ مسجد حرام سے مسجد اقصی تک کے سفر یا اس سے پہلے ہوا کیونکہ آسمانوں کی معراج کر بعد میں ہے۔

آیت پاک کو بغور دیکھیں ﴿سبحان الذی اسراء بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ہو السمیع البصیر﴾ حق ﷻ نے نہ تو اپنا نام لیا اور نہ ہی اپنے حبیب کا، اپنی ذات کو الذی اور اپنے حبیب کی ذات کو عبدہ سے تعبیر فرمایا۔ الذی اسم موصول ہے، جس کے معنی ہیں "وہ ذات"، یہ ایسا لفظ ہے کہ ہر چیز پر اس کا اطلاق کر سکتے ہیں اور ہر چیز الذی ہو سکتی ہے۔ اور لفظ عبد بھی ایسا ہی ہے کہ اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز عبد ہے۔ پس اللہ ﷻ نے اپنے اور اپنے حبیب کی ذات کے لیے ایسا لفظ استعمال فرمایا جو تمام ممکنات کو حاوی ہے یعنی ہر چیز الذی ہے اور ہر چیز عبد بھی ہے۔ گویا یوں فرما دیا کہ الذی تو ہر چیز ہے لیکن جس کو کامل الذی کہا جائے یہ وہ ذات ہے جو اسراء کا فاعل ہے، لہذا اکامل الذی اللہ کی ذات اور کمال دلیل الاسراء ہے کیونکہ معراج پر بغیر قدرت الٰہی کے جانا محال ہے۔ اسی طرح اللہ کے سوا تمام مخلوق عبد ہیں لیکن کامل ترین عبد سید عالم ﷺ کی ذات ہے جو کہ الاسراء کا مفعول ہے کیونکہ آیت میں عبدہ فرمایا ہے۔

جاننا چاہیے کہ عبد کی تین اقسام ہیں: (۱)......عبد رقیق: سے مراد وہ مملوک غلام جو پوری طرح اپنے مالک کے قبضہ اور اس کی ملک میں ہو۔ (۲)......عبد آبق: اپنے مالک سے بھاگے ہوئے غلام کو کہتے ہیں۔ (۳)......عبد ماذون: وہ غلام جو مالک کی ملک اور اس کے قبضہ میں ہے اور اس کی قابلیت، صلاحیت، استعداد اور خوبی کی وجہ سے اس کے مالک نے اپنے کاروبار کا اسے مختار و ماذون بنا دیا ہو اور اسے اس بات کا اذن دے دیا ہو کہ وہ مالک کے کاروبار میں جائز اور ممکن تصرف کرے۔ اس غلام کا بیچنا، خریدنا، لینا، دینا سب مالک کے خریدنے، بیچنے، لینے دینے کے قائم مقام ہوگا۔ (مقالات کاظمی، ج ۱، ص ۱۰۹ وغیرہ)

سید عالم ﷺ کی معراج کے حوالے سے یہ بات ظاہر ہے کہ جس مسافت کو طے کیا وہ اپنی اصل پر تھی یعنی اس مسافت کو لپیٹ کر کم نہیں کیا گیا، مکۃ المکرمہ سے لے کر اس مقام تک جہاں سے آپ کو وحی کی جاتی ہے تین لاکھ سال کی مسافت ہے، ایک قول یہ ہے کہ پچاس ہزار سال کی مسافت ہے، اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں، اور یہ اس طرح نہیں جس طرح بعض صوفیاء کہتے ہیں کہ مسافت لپیٹ دی گئی اور فقہاء نے بھی اس کو بطور کرامت کہا ہے۔ (روح المعانی، الجزء الخامس عشر، ص ۱۶)

بعض حضرات کے اذہان میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سفر معراج جیسا طویل سفر رات کے ایک مختصر سے حصے میں کیسے ممکن

ہوسکتا ہے ... اب یہ ہے کہ سید عالم کی حیثیت اس کائنات میں روح کی سی ہے، اور کائنات بمنزلہ جسم کے ہے۔ روح اور جسم کا ساتھ ہر شخص جانتا ہے۔ جسم میں جب تک روح ہے ہم اسے زندہ کہتے ہیں اور جب جسم سے روح نکل جائے تو ہم نام ہی تبدیل کردیتے ہیں اور مُردہ کہنے لگتے ہیں۔ ایک عام انسان کو روح گزرنے کے بعد مُردہ کہہ دیا جاتا ہے تو کائنات کی روح نہ رہنے پر یہ نظام مُردہ کیوں نہیں ہوگا اور جب ہم نے کائنات کے نظام کو مُردہ تسلیم کرلیا تو پھر مسئلہ حل ہوچکا ہے۔ یعنی جب تک سرور دوجہاں اس کائنات میں بنفس نفیس موجود تھے یہ نظام چلتا رہا اور جب اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے سارے کا سارا نظام بند ہوگیا۔

☆......زرقانی علی المواہب سے معراج کی تاریخ اور سدرۃ المنتہیٰ کا بیان یعنی ہجرت سے پہلے یا بعد کا ذکر کرنا ہے۔

☆......محمد بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے بعض آل ابی بکر نے کہا کہ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا جسم گم نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ نے آپ ﷺ کی روح کو سیر کرائی تھی۔ (جامع البیان، الجزء ۱۵، ص ۲۱)

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اگر سید عالم ﷺ کے روحانی سفر کا معاملہ ہوتا یا خواب کے عالم میں سفر معراج کا معاملہ ہوتا تو پھر کفار اعتراض کیوں کرتے؟ ثابت ہوا کہ معاملہ بیداری کا تھا نہ کہ خواب کا۔ سید عالم ﷺ کا شق صدر صغر سنی کی حالت میں ہوا جب کہ آپ ﷺ بی بی حلیمہ سعدیہ کو دودھ پلانے کے شرف سے نواز رہے تھے جیسا کہ امام مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سید عالم ﷺ بچوں کے ساتھ (اپنی شان کے لائق) کھیل رہے تھے کہ جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور سید عالم ﷺ کو لٹا کر سینہ چاک کرکے مبارک دل نکال لیا اور اس میں سے ایک کالا لوتھڑا نکالا اور کہا: ''ھذا حظ الشیطان منک یعنی شیطان کا تمہاری طرف حصہ ہے''، پھر اس مبارک دل کو سونے کے طشت میں رکھ کر زم زم کے پانی سے غسل دیا اور دوبارہ اسے اپنی جگہ رکھ کر سینہ مبارک کو بند کردیا۔ شق صدر دوسری مرتبہ اعلان نبوت کے وقت ہوا تاکہ سید عالم ﷺ کا مزید اکرام ہوسکے اور وحی کا نزول کیا جانا طبیعت مبارک پر گراں نہ گزرے، تیسری مرتبہ شق صدر معراج پر جانے سے پہلے ہوا تاکہ مناجات الٰہیہ سے بتقاضائے بشریت ہیبت نہ ہو، یہ تمام شق صدر اور دل مبارک کا باہر نکالا جانا اور دیگر اسی طرح کے معجزات خرق عادت کام ہیں جنہیں اہل محبت مانتے ہیں اور اس میں تعرض نہیں کرتے لیکن بعض علماء نے شب معراج شق صدر کو مکروہ جانا ہے۔ (الاسراء والمعراج، حاشیہ ص۹ وغیرہ)

سید عالم ﷺ کا مسجد اقصیٰ سے ہوکر آسمانوں تک جانے کی حکمت یہ تھی کہ آپ کا مسجد اقصیٰ میں انبیائے کرام کی امامت فرمانا، حالت بیداری میں معراج کی تصدیق ہوجائے۔

حضرت آدم علیہ السلام اور جمیع انبیائے کرام سے آسمانوں کی سیر سے قبل بیت المقدس میں بھی مل چکے ہیں اور اسی طرح وہ اپنی قبر میں بھی موجود ہیں اور اسی طرح بقیہ سموات میں جو انبیائے کرام کو دیکھا سب جگہ یہی سوال ہوتا ہے کہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر ان کی روح کا تمثل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جس کو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہیں روح کا تعلق ہوگیا ہے اور اس جسم سے تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا جسم سے تعلق بھی ممکن ہے لیکن ان کے اختیار سے نہیں بلکہ محض بقدرت ومشیت حق۔ (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب، بارھویں فصل واقعہ معراج کے بیان میں، ص ٦٤)

دیدار الٰھی کا بیان:

۵......اللہ عزوجل کے فرمان ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾(الانعام:۱۰۳) کے پیش نظر اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے کہ آخرت میں اللہ عزوجل کا دیدار ہوگا یا نہیں، جمہور علماء کے نزدیک رویت باری تعالیٰ دنیا و آخرت میں ممکن ہے دنیا میں حضور پرنور ﷺ سفر معراج میں دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے اور آخرت میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور مومنین اللہ عزوجل کا دیدار کریں گے۔ نبی پاک ﷺ کا

شبِ معراج اللہ ﷻ کا دیدار کرنا اس مسئلہ کے تحت ہم انشاء اللہ سورۂ نجم میں کلام کریں گے یہاں ہم اپنے دعویٰ کے مطابق دلائل پیش خدمت کرتے ہیں کہ دنیا وآخرت میں اللہ ﷻ کا دیدار ممکن ہے۔قبل اس کے کہ ہم اپنے موضوع پر کلام کریں یہ جاننا چاہئے کہ ادراک کسے کہتے ہیں؟ چنانچہ علامہ سید شریف جرجانی حنفی اپنی تالیف ''التعریفات'' میں لکھتے ہیں:الادراک :احاطۃ الشئ بکمالہ یعنی ادراک کسی چیز کے مکمل احاطہ کرنے کو کہتے ہیں۔ (التعریفات ،ص۱۸)

غزالیٔ زماں،رازیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں ﴿رب ارنی انظر الیک ......الخ﴾،یہ آیت امکانِ رؤیتِ باری ﷻ کی روشن دلیل ہے اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ سوال اس بات کی دلیل ہے کہ وہ رؤیتِ باری ﷻ کے امکان کا اعتقاد رکھتے تھے اگر اللہ ﷻ کا دیکھنا محال مانا جائے تو یہ اعتقاد گمراہی اور ضلالت قرار پائے گا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ ﷻ کے کلیم اور اولوالعزم رسول ہیں کس طرح گمراہی کا اعتقاد رکھ سکتے ہیں؟ ثابت ہوا کہ اللہ ﷻ کا دیکھنا ممکن ہے ورنہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پر (معاذ اللہ ﷻ) گمراہی اور ضلالت کا الزام عائد ہوگا اور یہ الزام قطعاً باطل ہے۔لہٰذا اس کا محال ہونا بھی باطل ہوا،وللہ الحمد۔اس آیت ﴿لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر (الانعام:۱۰۳)﴾ سے اللہ ﷻ کی رؤیت کی نفی نہیں بلکہ ادراک کی نفی ہوتی ہے اور ادراک کے معنی رؤیت نہیں بلکہ ادراک احاطہ کرنے کو کہتے ہیں، ۔کے معنی ہیں کسی چیز کو گھیر لینا۔لہٰذا آیتِ کریمہ کے معنی ہوئے تمام آنکھیں اللہ ﷻ کو گھیرے میں نہیں لے سکتیں اور اللہ ﷻ سب آنکھوں کو محیط ہے اور سب کو اپنے علم وقدرت کے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔لہٰذا اس آیت مبارکہ سے اس رؤیت کی نفی ثابت ہوئی جس سے اللہ ﷻ کا احاطہ ہو جائے لیکن رؤیت بلا احاطہ کی نفی اس سے ثابت نہیں ہو سکتی،جیسا کہ حدیثِ پاک میں آیا ہے ''لااحصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک'' اس حدیثِ پاک میں ثنائے الٰہی کے احصاء اور احاطہ کی نفی ہے معاذ اللہ مطلق ثنا کی نفی نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ نعوذ باللہ حضور ﷺ نے اللہ ﷻ کی کوئی ثناء نہیں کی۔پس ظاہر ہو گیا کہ جس طرح احاطہ ثنائے الٰہی کی نفی سے مطلق ثنائے الٰہی کی نفی ثابت نہیں ہو سکتی اسی طرح رؤیت بالاحاطہ کی نفی سے مطلق رؤیت کی نفی بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ (مقالاتِ کاظمی ،ج۱،ص۱۸۴،۱۸۳)

بعض ان آیات بینات واحادیث کا بیان جن میں رویت باری کا ذکر ھے :

(۱)﴿وجوہ یومئذ ناضرۃ ۝ الی ربھا ناظرۃ ۝ (القیامۃ:۲۲،۲۳)﴾ کچھ مونھ اس دن تر وتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے۔(۲)﴿للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ (یونس:۲۶)﴾ بھلائی والوں کے لیے بھلائی اور اس سے بھی زائد (۳)﴿ولدینا مزید (ق:۳۵)﴾ اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔

☆......مسلم،ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:''نبی پاک ﷺ نے فرمایا:''جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ ﷻ فرمائے گا تم چاہتے کہ میں تم کو کچھ مزید عطا کروں؟''تو جنتی عرض گزار ہوں گے،کیا تو نے ہمارے چہروں کو اجیالا نہ فرمایا؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل کر کے جہنم سے نجات عطا نہیں فرمائی؟ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں:''پھر حجابات اٹھا لئے جائیں گے،جنتیوں کو ان کے رب ﷻ کے دیدار سے بڑھ کر کوئی محبوب نعمت عطا نہ کی گئی ہوگی،پھر نبی پاک ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ (یونس ۲۶)﴾''علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ القوی فرماتے ہیں:حجابات اٹھا لیے جائیں گے اس کا معنی یہ ہے ان کی آنکھوں میں اللہ ﷻ کا دیدار کرنے سے جو موانع ہوں گے انہیں اٹھا لیا جائے گا،حتیٰ کہ وہ اسے دیکھیں گے اس کی عظمت اور جلال کی صفات کے ساتھ یہاں حجاب مخلوق کے اعتبار سے ہے نہ کہ خالق ﷻ کے اعتبار سے۔ابن جریر نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا:''اللہ ﷻ بروز قیامت ایک منادی کو بھیجے گا جو ایسے آواز میں ندا کرے گا جسے لوگوں میں

اوّل اور آخر سن لیں گے ندا یہ ہوگی: اے جنتیوں! اللہ نے تم سے حسنٰی اور زیادۃ کا وعدہ فرمایا تھا پس حسنٰی جنت ہے اور زیادۃ رحمٰن ﷻ کے وجہ (یشایاں) کا دیدار ہے''۔ پس میں (علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ) کہتا ہوں، رؤیتِ باری ﷻ کے بارے میں احادیث حضرت انس، حضرت جابر بن عبداللہ، جریر بجلی، حذیفہ بن یمان اور حضرت زید بن ثابت، حضرت صہیب رومی، عبادۃ بن صامت، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت مولا علی، حضرت عدی بن حاتم، حضرت عمار بن یاسر، حضرت فضالہ بن عبید، حضرت لقیط، حضرت ابن زرین عقیلی، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔

(البدور السافرۃ، باب زیارۃ اهل الجنۃ ربهم، رقم: ۲۱۹۷ وغیرہ، ص ۵۹۹)، (عطائین، ج ۲، ص ۱۵۹ وغیرہ)

حضرت نوح علیہ السلام کا نسب، کشتی، شکر گزاری:

۱...... ابن منذر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ چونکہ آپ علیہ السلام کثرت سے نوحہ (یعنی گریہ وزاری) کرتے تھے اس لئے آپ کا نام نوح پڑ گیا۔ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۱۷۴)

☆...... حضرت سعد بن مسعود ثقفی فرماتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام کپڑے پہنتے تو اللہ ﷻ کی حمد فرماتے اور جب کھاتے پیتے تو شکر ادا فرماتے اسی وجہ سے ان کا نام عبدا شکورا پڑ گیا۔ (اسد الغابہ، سعد بن مسعود الثقفی، ج ۲، ص ۲۳۸)

آپ علیہ السلام کا نام نوح بن لامک ہے اور ایک قول کے مطابق لمک بن متشولخ اور آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام عونہ ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ قینوس بنت براکیل بن قشولخ ہے جبکہ بعض نے کہا کہ متوشخ بن خنوخ، اور ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اخنوخ سے مراد حضرت ادریس علیہ السلام ہیں اور یہی پہلے نبی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قلم سے لکھا اور یہ مہلیل کے صاحبزادے تھے۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام مہلائیل تھا اور یہ قنین کے بیٹے تھے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام قینان تھا، اور ایک قول کے مطابق قانن بن انوش اور دوسرے قول کے مطابق ان کا نام صانیش بن شیث تھا جو کہ آدم کے صاحبزادے تھے۔ مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے مابین دس صدیوں کا زمانہ ہے جیسا کہ طبرانی نے ابوذر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور اسی سلسلہ نسب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نوح علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام کے بعد تشریف لائے ہیں جیسا کہ امام بغوی نے ذکر کیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا نام سکن تھا کیونکہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ علیہ السلام کے پاس آ کر سکون پاتے تھے۔ ایک قول کے مطابق آپ علیہ السلام کا نام شاکر تھا اور بعض کے مطابق یشکر بھی کہا جاتا ہے۔ امام سیوطی نے الاتقان میں مستدرک للحاکم سے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام کا نام عبدا لغفار تھا، اور اکثر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا خیال ہے کہ انہیں ادریس کہا جاتا ہے، اور آپ علیہ السلام کو نوح کہنے کی وجہ آپ علیہ السلام کا اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے کثرت سے گریہ وزاری کرنا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ آپ علیہ السلام کا رونا قیامت کی ہولناکی کی وجہ سے ہے، بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک کتے کو دیکھا جو کہ بدصورت تھا تو فرمایا کہ بدصورت کتا! تو اللہ ﷻ نے اس کتے کو قوت گویائی عطا فرمائی اور اس نے کہا کہ یہ عیب میری طرف سے ہے یا میرے خالق کی جانب سے؟ کتے کے کلام کو سن کر آپ علیہ السلام پر غشی طاری ہوگئی اور جب افاقہ ہوا تو خوب گریہ وزاری فرمائی۔ بغوی کا قول ہے کہ آپ علیہ السلام ایک جزامی کتے کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ دور ہو، اے بدصورت کتے! اللہ علیہ السلام نے وحی نازل فرمائی کہ اے نوح! تو نے مجھ پر عیب لگایا ہے یا کتے پر؟ بعض علماء کا کہنا ہے کہ آپ علیہ السلام اس لئے روتے تھے کہ آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کی بد دعا کی تھی، ایک قول یہ ہے کہ آپ علیہ السلام اس لئے زیادہ روتے تھے کہ آپ علیہ السلام نے اپنے رب سے اپنے بیٹے کی سفارش کی تھی واللہ تعالیٰ اعلم ۔ایک قول کے مطابق جس وقت اللہ ﷻ نے آپ علیہ السلام کو مبعوث کیا اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ اسی طرح ابن

عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایامستدرک میں ان سے مرفوع حدیث ہے کہ جس وقت آپ علیہ السلام مبعوث ہوئے اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر چالیس سال تھی، آپ علیہ السلام اپنی قوم میں پچانوے (95) سال رہے، اور طوفان کے بعد آپ علیہ السلام ساٹھ سال زندہ رہے یہاں تک کہ لوگ کثیر ہوگئے اور کئی علاقوں میں پھیل گئے۔ (المظهری، ج۳،ص٤٤ وغیره)

☆..... روایت میں آتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے سفینہ دو سال میں بنایا، اس کا طول (یعنی لمبائی) تین سو ذراع، عرض (یعنی چوڑائی) پچاس اور چھت کی موٹائی تیس ذراع تھی۔ اس کشتی کے تین درجے تھے، سب سے نچلے درجے میں چوپائے اور وحشی جانور سوار تھے اور درمیانے میں انسان اور سب سے اوپر کے درجے میں پرندے تھے۔ آپ علیہ السلام اس سفینے میں دس رجب کو سوار ہوئے اور دس محرم کو اس سے اترے۔
(الحمل، ج۳،ص۵۸)

حضرت نوح علیہ السلام پوری زندگی روزے رکھتے سوائے عید الفطر اور عید الاضحیٰ، اور حضرت داؤد علیہ السلام نصف دہر روزے رکھتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر ماہ تین دن روزے رکھتے یا ایک دہر روزہ رکھتے اور ایک دہر افطار کرتے۔ جہاں تک حضرت نوح علیہ السلام کی قبر کا تعلق ہے تو ابن جریر اور ازرقی نے عبد الرحمٰن بن سابط اور دیگر تابعین سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قبر مسجد حرام میں ہے۔ اور یہ قول زیادہ صحیح اور قوی ترین ہے کیونکہ اسے کثیر متاخرین نے نقل کیا ہے۔ (البداية والنهاية، جزء ۱، ج ۱، ص۱۳۳ وغیره)

نوٹ: دہر کے معنی ہیں زمانہ دراز، دنیاوی زندگی کا پورا زمانہ، ایک ہزار سال، ایک لاکھ سال۔ (عطائین، ج۲، ص ۲۸۲ وغیره)

☆......سلمان کہتے ہیں کہ حضرت نوح جب نیا کپڑا پہنتے، یا کھانا کھاتے تو اللہ کی حمد کرتے، اس وجہ سے ان کو عبد شکور کہا گیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ جب وہ کھانا کھاتے تو یہ دعا کرتے: ”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے طعام کھلایا اور اگر وہ چاہتا تو مجھے بھوکا رکھتا، اور جب لباس پہنتے تو یہ دعا کرتے تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے لباس پہنایا اور اگر وہ چاہتا تو مجھے برہنہ رکھتا، اور جب جوتی پہنتے تو یہ دعا کرتے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے جوتی پہنائی اگر وہ چاہتا تو مجھے ننگے پاؤں رکھتا، اور قضاء حاجت کرتے تو یہ دعا کرتے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے فاضل چیز دور کردی اور اگر وہ چاہتا تو اسے روک لیتا۔
(الطبری، الجزء ۱۵، ص ۲٤ وغیره)

سخت لڑائی والے بندے سے مراد کون ہیں؟

ے......مراد بخت نصر اور اس کی بد بخت قوم ہے۔ یہودیوں کی سرکشی کی وجہ سے اللہ نے پہلی بار بابل کے بادشاہ بخت نصر کو مسلط کردیا، اور ایک قول کے مطابق جالوت کو مسلط کردیا اور اس نے وہاں قتل و غارت گری کا آغاز کردیا۔ بڑوں کو قتل کرنا، بچوں کو غلام بنانا، بیت المقدس کو ویران کرنا الغرض طرح طرح کے ظلم و ستم کرنا انہیں روا ہونے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے انہیں سخت لڑائی والے فرمایا۔ (الخازن، ج۳، ص ۱۲۲ وغیره ملخصا)

حضرت زکریا علیہ السلام کا نسب:

۸......ابن عساکر اپنی تاریخ کی مشہور کتاب ”الحافل“ میں حضرت زکریا علیہ السلام کا نسب یوں بیان کرتے ہیں: زکریا بن برخیا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ زکریا بن دان، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زکریا بن لدن بن مسلم بن خشبان بن داؤد بن سلیمان بن مسلم بن صدیقة بن برخیا بن طلعاطة بن ناحور بن شلوم بن بهناشاط بن اینامن بن رحبعام بن سلیمان بن داؤد۔ اپنے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کی طلب و تلاش میں دمشق پہنچے اور ایک قول کے مطابق جب ان کے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کو قتل کردیا گیا اس وقت دمشق ہی میں تھے۔ اللہ عزوجل نے انہیں بڑھاپے (۱۲۰ سال کی عمر میں) بیٹے کی نوید سنائی، جب کہ ان کی زوجہ بھی بڑھاپے کی دہلیز (۹۸ سال کی عمر) پر جا پہنچی

تھیں۔ زوجہ محترمہ کا حیض منقطع ہونے کے بعد دوبارہ شروع ہوا تاکہ بشری عوارض و تقاضوں کی تکمیل ہو سکے۔
سیدنا زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے اور اپنا کسب کر کے روزگار کماتے تھے جیسا کہ داؤد علیہ السلام بھی اپنا کسب کرتے تھے۔ حضرات انبیائے کرام کے یہی احوال بیان ہوتے ہیں کہ وہ مال وغیرہ وراثت میں نہیں چھوڑتے جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے "نحن معاشر الانبیاء لا نورث یعنی ہم حضرات انبیائے کرام وارث (مال کے اعتبار سے) نہیں چھوڑتے"۔
(قوم نے حضرت زکریا علیہ السلام پر تہمت لگائی کہ انہوں نے بی بی مریم کو حاملہ کیا ہے، پس یہی آپ علیہ السلام کی شہادت کا سبب بنا) حضرت زکریا علیہ السلام کی وفات اور قتل کیے جانے میں دونوں ہی روایتیں ہیں، وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام اپنی قوم سے (تنگ آ کر) بھاگ نکلے، اور بہت درختوں والی جگہ میں پناہ لی اور قوم نے درخت میں آپ علیہ السلام کو پالیا اور اُسے آری سے چیر ڈالا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ علیہ السلام شہید نہ ہوئے بلکہ طبعی موت انتقال فرمایا۔ (البدایۃ والنہایۃ، قصہ زکریا، ج ۱، الجزء: ۲، ص ۴۳۰ وغیرہ، ملخصا و ملتقطا)

جالوت اور اُس کا لشکر:

۵۔۔۔۔ بنی اسرائیل کی سرکشی کی وجہ سے اللہ نے اُن پر جالوت بادشاہ کو مسلط کر دیا جس نے انہیں ہلاک کر دیا اور ان کے ملک کو تباہ و برباد کر دیا پھر ان پر رحم فرمایا اور طالوت کو طاقت عطا فرمائی حتی کہ اس نے جالوت سے جنگ کی اور حضرت داؤد نے اس کی مدد کی حتی کہ طالوت نے جالوت کو قتل کر ڈالا، پھر دوبارہ بنی اسرائیل نے ان کو قتل کر ڈالا اور ان کے گھروں کو تباہ و برباد کر دیا، بہر حال اس بات کو جاننے میں کوئی فائدہ نہیں کہ بنی اسرائیل کو قتل کرنے والے کون تھے؟ مقصود صرف یہ ہے کہ جب نبی اسرائیل نے شورش برپا کی تو اللہ نے ان کے دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیا اور انہوں نے ان کو ہلاک و برباد کر دیا۔ (الرازی، ج ۷، ص ۲۹۹ وغیرہ)۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی سیرت کے احوال:

۱۔۔۔۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت یحییٰ علیہ السلام تھے، اللہ نے انہیں کتاب اور حکمت سے نوازا، عمر کے اُس حصے میں جب کہ بچے کھیلتے تھے اور آپ کو بلاتے تو آپ علیہ السلام کہتے ما للعب خلقنا یعنی میں کھیلنے کے لیے نہیں پیدا کیا گیا"۔ ان کی ولادت، وفات ظاہری اور دوبارہ اٹھائے جانے پر اللہ نے سلامتی نازل فرمائی چنانچہ فرمایا: ﴿وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا﴾ یہ تین اوقات انسان پر بڑے سخت ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان تینوں اوقات میں انسان ایک عالم سے دوسرے عالم میں منتقل ہوتا ہے جب دنیا میں آنے کا وقت ہوتا ہے تو غم سے روتا ہے، جب دنیا سے جانے کا وقت ہوتا ہے تو دنیا کے چھوٹ جانے اور برزخی زندگی کے پر آشوب معاملات کی وجہ سے روتا ہے اور جب صور پھونکے جانے پر دوبارہ اٹھائے جانے کا وقت ہو تو پھر بھی روتا ہے کہ نہ جانے اُس کے ساتھ آگے کیا ہونا ہے لیکن ان تینوں حالات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام مسرور رہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسی علیہ السلام سے ملے تو انہیں کہا کہ میرے لئے دعا کیجئے کہ آپ علیہ السلام مجھ سے بہتر ہیں اور یہی بات حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمائی کہ آپ کے بارے میں اللہ نے فرمایا ﴿وسیدا وحصورا﴾ (ال عمران: ۳۹) لہذا آپ میرے لئے استغفار کیجئے۔

ایک قول کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کیے جانے کا سبب یہ بنا کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ کی بیوی نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بہت حسین و جمیل پا کر انہیں بُرائی کی دعوت دی لیکن حضرت یحییٰ علیہ السلام نے انکار کر دیا۔ عورت نے اپنی بیٹی سے کہا کہ وہ اپنے باپ سے کہے کہ وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹ کر اُسے تخت میں پیش کر کے سامنے لائے، یہی سبب ان کے قتل ہونے کا بنا۔ ایک قول یہ ہے کہ نبی اسرائیل کا بادشاہ اپنی بیوی کی بیٹی پر عاشق ہوا، حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بادشاہ کو اس نکاح سے باز رکھا، لڑکی کی ماں کو پتہ

چلا تو اس نے اپنی بیٹی کو بادشاہ کے پاس بنا سنوار کر اس وقت بھیجا جب وہ شراب کے نشے میں مست تھا اور اپنی لڑکی کو سکھا دیا کہ بادشاہ جب خواہش پوری کرنے کا ارادہ کرے تو منع کر دینا اور کہنا کہ پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹ کر تھال میں پیش کرو، جب بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا لیکن سر پاک سے آواز آ رہی تھی: "یہ لڑکی تیرے لیے حلال نہیں"۔ علماء سیر نے لکھا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خون جوش مارتا رہا یہاں تک کہ ستر ہزار بنی اسرائیل قتل کر دیئے گئے پھر وہ خون ٹھنڈا ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ خون اس وقت تک نہ رکا جب تک کہ قاتل نے اقرار جرم نہ کر لیا۔ (البداية والنهاية ،بيان سبب قتل يحيى ،ج ١، الجزء :٢، ص ٣٤٧ وغیرہ،ملخصاو ملتقطا)

بخت نصر کے مظالم:

[۱]...... بابل کا بادشاہ بخت نصر تھا جس نے شام پر حملہ کیا اور بیت المقدس کو تباہ و برباد کر دیا اور بنی اسرائیل کو قتل کر دیا پھر وہ دمشق گیا، وہاں اس نے دیکھا کہ ایک جگہ خون ابل رہا ہے، لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے باپ دادوں سے اسی طرح خون ابلتا دیکھتے چلے آ رہے ہیں، بخت نصر نے وہاں ستر ہزار کو قتل کر دیا، یہی مشہور روایت ہے۔ ایک روایت یوں ہے کہ بخت نصر نے معزز سرداروں، علماء کو قتل کر دیا حتی کہ کوئی ایسا نہ بچ سکا جو تورات کا حافظ ہو، حضرات انبیائے کرام کے بیٹوں تک کو یرغمال بنا لیا۔ (ابن كثير، ج ٣، ص ٣٤)۔

دنیا مومنوں کے لیے قید خانہ ہے:

[۲]...... پس آخرت کا عذاب انسان کو گھیر لے گا اور اس سے خلاصی کا کوئی چارہ کار نہ رہے گا اور وہ لوگ جنہیں دنیا میں آزمائشیں آتی ہیں انہیں (یعنی ان کافروں کو) آخرت میں ایسا عذاب آئے گا جس سے خلاصی کی کبھی امید نہ ہوگی اور یہ ہر سمت سے نازل ہوگا۔ (الرازی، ج ۷، ص ۳۰۳)

سید عالم ﷺ نے فرمایا: الدنيا سجن المومن و جنة الكافر یعنی دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے"۔
(صحيح مسلم : كتاب الزهد، باب الدنيا سجن المومن،رقم: ٢٩٥٦/٧٣١١، ص ١٤٥١)

اغراض: محمد: سید عالم ﷺ کا نام سیاق کلام کی وجہ سے صراحت کے ساتھ ذکر نہ کیا گیا، یا سبب نزول کی وجہ سے ذکر نہ کیا گیا۔
الى قليل مدته: ایک قول کے مطابق سفر معراج چار ساعتوں، تین، یا ایک لحہ میں مکمل ہو گیا، علامہ سبکی کہتے ہیں کہ تمام معاملہ ایک لمحہ میں ہو گیا۔ **على اجتماعه بالانبياء:** حضرات انبیائے کرام نے سید عالم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔
اى مكة: سید عالم کے سفر کے آغاز کا بیان کرنا مقصود ہے، ام ہانی کے گھر آرام فرما تھے، جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور آگے تک کا سفر بیان کرنا مقصود ہے جسے ہم نے حاشیہ نمبر ۱ میں بیان کر دیا ہے۔
وعروجه الى السماء: یعنی سید عالم ﷺ ملائکہ کے ساتھ آسمانوں کے سفر پر تشریف لے گئے۔
ورؤية عجائب الملكوت: یعنی جنت و دوزخ پر متعین فرشتے، جاننا چاہیے کہ عوالم چار ہوتے ہیں: عالم ملک جسے ہم دیکھتے ہیں، عالم ملکوت جو ہم سے مخفی ہے، عالم جبروت یعنی علوم و اسرار کا عالم، عالم العزة یعنی جس کی تعبیر ذات باری کے سوا نہ کی جا سکے، اور اسے اسرار کا نام دیا جاتا ہے یعنی قدرت کے بھید۔ **قلال الحجر** یعنی بستیاں مراد ہیں جس میں اس قسم کے پھل ہوں۔
ومناجاته له تعالى: یعنی سید عالم ﷺ کو حجابات اٹھا کر مشرف فرمایا۔ **اتيت بالبراق:** کی کیفیت حاشیہ نمبر ۴ میں دیکھ لیں۔
فانه ﷺ: میں مفسر نے معراج و اسراء کا بیان کیا جسے ہم نے حاشیہ نمبر ۱ میں بیان کر دیا ہے۔
كالقلال: جمع ہے قلة کی، سدرة المنتہی کے پھلوں کو قلال سے تشبیہ دی ہے کہ بڑے بڑے عمارت نما پھل ہونگے، بعض روایات میں
قال فرجعت الى ربي: یعنی اس مکان میں جہاں سید عالم ﷺ نے اپنے رب سے سرگوشی فرمائی یعنی ہم کلام ہوئے، اس سے مراد یہ

نہیں ہے کہ اللہ اس مکان میں موجود ہے اور سید عالم ﷺ نے اس مقام کی طرف تشریف لے گئے کہ ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے، بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ نے اس مقام کو سید عالم ﷺ سے ہم کلام ہونے کے لیے منتخب فرمایا تا کہ سید عالم ﷺ کے لیے اس مقام پر حسیہ و معنویہ دونوں رفعتیں جمع ہو جائیں۔ تبغون: بمعنی تظلمون و تطغون یعنی ظلم و سرکشی کرو گے۔

بقتل زکریا: مفسر نے اس بارے میں بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے حضرت زکریا علیہ السلام کو قتل کیا، دوسرے نمبر پر ان کے صاحبزادے حضرت یحیی علیہ السلام کو قتل کیا، بعض نے اول حضرت زکریا علیہ السلام کے قتل کئے جانے میں اختلاف کیا ہے، بنی اسرائیل نے توریت کے احکام کی مخالفت کی اور سب سے پہلے حضرت شعیاء یا ارمیاء کو قتل کیا، پھر حضرت زکریا علیہ السلام اور یحیی علیہ السلام کو قتل کیا، اور حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل کا بھی ارادہ کیا۔

فبعث علیهم جالوت وجنوده: صحیح یہ ہے کہ سب سے پہلے بخت نصر نے ان پر تسلط کیا اور کہا جاتا ہے کہ اس کی مدتِ سلطنت سات سو سال رہی اور اس کے بعد جالوت مع اپنے لشکر کے مسلط ہوا اور اس نے بیت المقدس کو خراب کرنے میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ اللہ نے حضرت داؤد علیہ السلام و طالوت کو مع لشکر مقابلے کے لیے بھیجا، پس جالوت حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا گیا، جس کا مفصل بیان سورۃ البقرۃ میں گزر چکا ہے اور ہم نے حاشیہ نمبر ا، میں عطائین ج ا، ص ۳۳۰ میں بیان کر دیا ہے۔

بقتل یحیی: ایک قول کے مطابق زکریا علیہ السلام اور یحیی علیہ السلام کا قتل کیا جانا مراد ہے، اور حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا۔

وضرب الجزیة علیهم: یعنی باقی اہل خیبر پر جزیہ متعین کر دیا۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۳۰۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ﴾ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاَهْلِهٖ اِذَا ضَجِرَ ﴿دُعَآءَهٗ﴾ كَدُعَائِهٖ لَهٗ ﴿بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا (۱۱)﴾ بِالدُّعَاءِ عَلٰى نَفْسِهٖ وَعَدَمِ النَّظَرِ فِيْ عَاقِبَتِهٖ ﴿وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ﴾ دَالَّتَيْنِ عَلٰى قُدْرَتِنَا ﴿فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ اللَّيْلِ﴾ طَمَسْنَا نُوْرَهَا بِالظَّلَامِ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالْإِضَافَةُ لِلْبَيَانِ ﴿وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً﴾ اَيْ مُبْصَرًا فِيْهَا بِالضَّوْءِ ﴿لِتَبْتَغُوْا﴾ فِيْهِ ﴿فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ بِالْكَسْبِ ﴿وَلِتَعْلَمُوْا﴾ بِهِمَا ﴿عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ﴾ لِلْاَوْقَاتِ ﴿وَكُلَّ شَيْءٍ﴾ يُحْتَاجُ اِلَيْهِ ﴿فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا (۱۲)﴾ اَيْ بَيَّنَّاهُ تَبْيِيْنًا ﴿وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ﴾ عَمَلَهٗ يَحْمِلُهٗ ﴿فِيْ عُنُقِهٖ ۭ﴾ خُصَّ بِالذِّكْرِ لِاَنَّ اللُّزُوْمَ فِيْهِ اَشَدُّ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ اِلَّا وَفِيْ عُنُقِهٖ وَرَقَةٌ مَكْتُوْبٌ فِيْهَا شَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ﴿وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا﴾ مَكْتُوْبًا فِيْهِ عَمَلُهٗ ﴿يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا (۱۳)﴾ صِفَتَانِ لِكِتَابًا وَيُقَالُ لَهٗ ﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (۱۴)﴾ مُحَاسِبًا ﴿مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ﴾ لِاَنَّ ثَوَابَ اهْتِدَائِهٖ لَهٗ ﴿وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ﴾ لِاَنَّ اِثْمَهٗ عَلَيْهَا ﴿وَلَا تَزِرُ﴾ نَفْسٌ ﴿وَازِرَةٌ﴾ اٰثِمَةٌ اَيْ لَا تَحْمِلُ ﴿وِّزْرَ﴾ نَفْسٍ ﴿اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ﴾ اَحَدًا ﴿حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (۱۵)﴾ يُبَيِّنُ لَهٗ مَا يَجِبُ عَلَيْهِ ﴿وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا﴾ مُنَعَّمِيْهَا بِمَعْنٰى رُؤَسَائِهَا بِالطَّاعَةِ عَلٰى لِسَانِ رُسُلِنَا ﴿فَفَسَقُوْا فِيْهَا﴾ خَرَجُوْا عَنْ اَمْرِنَا ﴿فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ﴾ بِالْعَذَابِ ﴿فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا (۱۶)﴾ اَهْلَكْنٰهَا بِاِهْلَاكِ اَهْلِهَا وَتَخْرِيْبِهَا ﴿وَكَمْ﴾ اَيْ كَثِيْرًا ﴿اَهْلَكْنَا

مِنَ الْقُرُوْنِ ﴾ الامم ﴿مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا(۱۷)﴾ عالما ببواطنها وظواهرها وبه يتعلق بذنوب ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ﴾ بعمله ﴿الْعَاجِلَةَ﴾ اى الدنيا ﴿عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ﴾ التعجيل له بدل من له باعادة الجار ﴿ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ﴾ فى الاخرة ﴿جَهَنَّمَۚ يَصْلٰىهَا﴾ يدخلها ﴿مَذْمُوْمًا﴾ ملوما ﴿مَّدْحُوْرًا(۱۸)﴾ مطرودا عن الرحمة ﴿وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا﴾ عمل عملها اللائق بها ﴿وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ حال ﴿فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا(۱۹)﴾ عند الله اى مقبولا مثابا عليه ﴿كُلًّا﴾ من الفريقين ﴿نُّمِدُّ﴾ نعطى ﴿هٰۤؤُلَآءِ وَهٰۤؤُلَآءِ﴾ بدل ﴿مِنْ﴾ متعلق بنمد ﴿عَطَآءِ رَبِّكَؕ﴾ فى الدنيا ﴿وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ﴾ فيها ﴿مَحْظُوْرًا(۲۰)﴾ ممنوعا عن احد ﴿اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍؕ﴾ فى الرزق والجاه ﴿وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ﴾ اعظم ﴿دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا(۲۱)﴾ من الدنيا فينبغى الاعتناء بها دونها ﴿لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا(۲۲)﴾ لا ناصر لك.

﴿ترجمہ﴾

اورآدمی برائی کی دعا کرتا ہے (اپنی جان اور اپنے اہل خانہ کے خلاف جب کہ غضبناک ہوتا ہے......۱......) جیسے بھلائی مانگتا ہے (جیسا کہ وہ اپنے حق میں دعا کرتا ہے) اور آدمی (یعنی جنس انسان) بڑا جلد باز......۲...... ہے (کہ اپنے خلاف بددعا کرتا ہے اور اس کے انجام میں غور وفکر نہیں کرتا) اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا (جو ہماری قدرت پر دلالت کرتی ہیں) تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی (یعنی ہم نے اس کے نور کو اندھیرے کے ذریعے سے مٹا دیا تا کہ تم اس میں سکون اور راحت حاصل کرو......۳......، ایة اللیل میں اضافت بیانیہ ہے) اور دن کی نشانیاں دکھانے والی (یعنی دن میں اس کی روشنی کہ دکھائی دیتا ہے) کہ تلاش کرو (اس میں) اپنے رب کا فضل (کسب معاش کر کے......۴......) اور جانو (ان دونوں کے ذریعے) برسوں کی گنتی اور حساب......۵...... (اوقات کے لیے) اور ہر چیز (جس کی ضرورت پڑتی ہے) ہم نے ہر چیز کو خوب جدا جدا ظاہر فرمادی (یعنی ہم نے واضح طور پر بیان کردیا) اور ہر انسان کا ظاہر (یعنی اس کا عمل) ہم نے اس کے گلے میں لگادیا (عنق ،گردن کو بالخصوص ذکر کیا اس لیے کہ اس میں لزوم زیادہ شدید ہوتا ہے، امام مجاہد فرماتے ہیں جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی گردن میں ایک ورق ہوتا ہے جس میں اس کا بد بخت وخوش بخت ہونا لکھا ہوتا ہے......۶......) اور اس کے لیے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے (جس میں اس کا عمل لکھا ہوگا) جسے کھلا ہوا پائے گا (یہ دونوں یعنی یلقه اور منشورا کتاب کی صفت ہیں، اور اس سے کہا جائے گا) اپنا نامۂ اعمال پڑھ، آج تو ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے (حسیبا بمعنی محاسب ہے) جو راہ پر آیا اپنے ہی بھلے کو راہ پر آیا (اس کے راہ یاب ہونے کا ثواب اسی کے لیے ہے) اور جو بہکا اپنے ہی بُرے کا بہکا (کہ اس کا گناہ اسی پر ہے) اور کوئی بوجھ اٹھانے والی (جان یعنی گناہ گار جان نہیں اٹھائے گی، لاتزر بمعنی لا تحمل ہے) دوسری (جان) کا بوجھ نہ اٹھائے گی......۷......اور ہم عذاب کرنے والے نہیں (کسی کو) جب تک رسول نہ بھیج لیں (جو ان سے بیان کردیں وہ امور جو ان پر واجب ہیں) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کے خوشحالوں پر (یعنی نعمت یافتہ لوگوں پر) احکام بھیجتے ہیں (یعنی اس بستی کے رئیسوں کو اپنے رسل عظام کے ذریعے اطاعت وفرمانبرداری کرنے کا حکم دیتے ہیں) پھر وہ اس میں بے حکمی کرتے ہیں (ہمارے حکم سے نکلنے کی کرتے ہیں) جو اس پر بات پوری ہوجاتی ہے (عذاب کی) تو ہم اسے تباہ کر کے

برباد کردیتے ہیں......۸......(یعنی اس بستی کے رہائشیوں کو ہلاک کر کے اس بستی کو ہلاک و ویران کر دیتے ہیں) اور ہم نے کتنی ہی سنگتیں برباد کردیں (کم بمعنی کثیر اور قرون کے معنی امتیں ہے) نوح کے بعد اور تمہارا رب کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار دیکھنے والا (وہ ان کے باطن وظاہر دونوں کو جانتا ہے لفظ بذنوب متعلق ہے خبیرا بصیرا کے) جو چاہے (اپنے عمل کے ذریعے) یہ جلدی والی (یعنی دنیا) تو ہم اسے اس میں جلد دے دیں جو چاہیں (جس کے لیے جلدی) کرنا چاہیں (لمن نرید، لہ سے بدل ہے اس میں حرف جر کا اعادہ کیا گیا ہے) پھر اس کے لیے کر دیں (آخرت میں) جہنم کہ اس میں جائیں (یعنی اس میں داخل ہو) مذمت (ملامت) کیا ہوا دھکے کھاتا (اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے دور) اور جو آخرت چاہے اس کی سی کوشش کرے (یعنی ایسا عمل کرے جو آخرت کے لائق ہو) اور ہو ایمان والا (مومن حال بن رہا ہے) تو انہی کی کوشش ٹھکانے لگی......۹......(اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک، یعنی وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک مقبول ہے اور کار ثواب ہے) سب کو (یعنی دونوں فریقین کو) مدد دیتے ہیں (ہم عطا کرتے ہیں) اِن کو بھی اور اُن کو بھی (ھولاء بدل ہے کلا سے،) تمہارے رب کی عطا ہے (دنیا میں، "من" نمد کے متعلق ہے) اور تمہارے رب کی عطا پر (دنیا میں) روک نہیں (کسی سے روکی نہیں جاسکتی) دیکھو ہم نے ان میں ایک کو ایک پر کیسی لڑائی دی (رزق اور عزت میں) اور بیشک آخرت دونوں میں سب سے بڑی (یعنی سب سے عظیم اور دنیا سے) فضل میں سب سے اعلیٰ ہے (پس اس کی پرواہ کرنی چاہیے نہ کہ آخرت کی) اے سننے والے! اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھرا کہ تو بیٹھ رہے گا مذمت کیا جاتا بیکس (یعنی تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر و کان الانسان عجولا﴾۔

و: مستانفہ، یدع الانسان بالشر: فعل بافاعل وظرف لغو، دعاء: مصدر مضاف وضمیر مضاف الیہ، ملکر فاعل، بالخیر: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کان الانسان عجولا: فعل ناقص با اسم وخبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعلنا الیل والنھار ایتین فمحونا ایۃ الیل﴾۔

و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، الیل والنھار: مفعول اول، ایتین: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، محونا: فعل بافاعل، ایۃ الیل: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعلنا ایۃ النھار مبصرۃ لتبتغوا فضلا من ربکم ولتعلموا عدد السنین والحساب﴾۔

و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، ایۃ النھار: مفعول اول، مبصرۃ: مفعول ثانی، لام: جار، لتبتغوا: فعل بافاعل، فضلا: موصوف، من ربکم: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر معطوف علیہ، و لتعلموا عدد السنین والحساب: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکل شیء فصلنہ تفصیلا ۝ وکل انسان الزمنہ طئرہ فی عنقہ﴾۔

و: عاطفہ، کل شیء: منصوب باشتغال مفعول "فصلنا"، فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، فصلنہ: فعل بافاعل ومفعول، تفصیلا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کل انسان: منصوب باشتغال مفعول "الزمنا"، فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، الزمنہ: فعل بافاعل ومفعول، طئرہ: ذوالحال، فی عنقہ: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونخرج لہ یوم القیامۃ کتابا یلقاہ منشورا﴾۔

و: عاطفہ، نخرج: فعل بافاعل، لہ: ظرف لغو، یوم القیمۃ: ظرف، کتبا: موصوف، یلقہ: جملہ فعلیہ صفت

اول، منشورا: صفت ثانی، ملکر مفعول، نخرج اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اقرا کتبک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا﴾۔

اقرا کتابک: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ قول محذوف "یقال لہ" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، کفی: فعل، بہ: زائدہ، نفسک: ذوالحال، الیوم: ظرف مستقر حال، ملکر ممیز، علیک حسیبا: شبہ جملہ تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿من اھتدی فانما یھتدی لنفسه و من ضل فانما یضل علیھا﴾۔

من: شرطیہ، اھتدی: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انما: حرف مشبہ وماکافہ، یھتدی لنفسہ: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، من: شرطیہ، ضل: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انما: حرف مشبہ وماکافہ، یضل: فعل بافاعل، علیھا: ظرف مستقر ہو ضمیر فاعل سے حال، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تزر وازرة وزر اُخری وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا﴾۔

و: عاطفہ، لاتزر وازرۃ: فعل بافاعل، وزر اخری: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، کنا: فعل ناقص اسم، معذبین: اسم فاعل ھم ضمیر فاعل، حتی: جار، نبعث رسولا: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذااردنا ان نھلک قریة امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنھا تدمیرا﴾۔

و: مستانفہ، اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، اردنا: فعل بافاعل، ان نھلک قریۃ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، امرنا مترفیھا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ففسقوا فیھا: جملہ فعلیہ معطوف اول، فحق علیھاالقول: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، فدمرناتدمیرا: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، اپنے معطوف علیہ سے ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وکم اھلکنا من القرون من بعد نوح و کفی بربک بذنوب عبادہ خبیرا بصیرا﴾۔

و: عاطفہ، کم: ممیز، من القرون: ظرف مستقر تمیز، ملکر مفعول، اھلکنا: فعل بافاعل، من بعد نوح: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کفی: فعل، ب: زائدہ، ربک ممیز، بذنوب عبادہ خبیرا: شبہ جملہ تمیز اول، بصیرا: تمیز ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿من کان یرید العاجلة عجلنا له فیھا ما نشاء لمن نرید﴾۔

من: شرطیہ مبتدا، کان: فعل ناقص بااسم، یرید العاجلۃ: فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ خبر ملکر جملہ فعلیہ شرط، عجلنا: فعل وضمیر ذوالحال، فیھا: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، لہ: جار مجرور، ملکر مبدل منہ، لمن نرید: جار مجرور ملکر بدل، ملکر ظرف لغو، مانشاء: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم جلعنا له جھنم یصلھا مذموما مدحورا﴾۔

ثم: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، لہ: جار وضمیر ذوالحال، یصلی: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال، مذموما: حال اول، مدحورا: حال ثانی ملکر فاعل، ھا: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، جھنم: مفعول، جعلنا اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن اراد الاخرة وسعی لھا سعیھا وھو مومن فاولئک کان سعیھم مشکورا﴾۔

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، ارادالاخرۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، سعی: فعل ھو ضمیر ذوالحال، وھو مومن: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، لھا: ظرف لغو، سعیھا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، کان سعیھم مشکورا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کلا نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا﴾.

کلا: مبدل منہ تنوین عوض مضاف الیہ "واحد محذوف "ای کل واحد"، ھؤلاء و ھؤلاء: معطوف علیہ ومعطوف ملکر بدل، ملکر مفعول بہ مقدم، نمد: فعل بافاعل، من عطاء ربک ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کان عطاء ربک: فعل ناقص ومرکب اضافی اسم، محظورا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انظر کیف فضلنا بعضھم علی بعض وللاٰخرۃ اکبر درجت واکبر تفضیلا﴾.

انظر: فعل بافاعل، کیف: اسم استفہام حال مقدم، فضلنا: فعل وضمیر ذوالحال، ملکر فاعل، بعضھم: مفعول، علی بعض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، لام: ابتدائیہ تاکید، اخرۃ: مبتدا، اکبر: ممیز، درجت: تمیز، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اکبر: ممیز، تفضیلا: تمیز، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا تجعل مع اللہ الھا آخر فتقعد مذموما مخذولا﴾.

لا: ناھیہ، تجعل: فعل بافاعل، مع اللہ: ظرف مستقر مفعول ثانی، الھا اخر: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: سببیہ، تقعد: فعل انت ضمیر مستتر ذوالحال، مذموما: حال اول، مخذولا: حال ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" جواب نہی واقع ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اپنے اور اہل وعیال کے لئے بددعا کرنا:

۱...... انسان حالت غصہ میں اپنے لئے، اہل وعیال کے لیے اور اپنے مال کے لیے بددعا کرتا جس طرح بعض اوقات دعائے خیر کرتا ہے، اپنے لیے کہ اللہ اُسے سلامتی عطا فرمائے، اس کے رزق میں برکت دے، اس کے مال واولاد کو سلامت رکھے، اللہ اپنے فضل سے بُرائی کی دعا کو قبول نہیں کرتا اگر قبول کرلے تو انسان ہلاک ہوجائے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ انسان اپنے اور اہل وعیال کے لیے ہلاکت کی دعا کرتا ہے، اگر اللہ ان کی یہ دعا قبول کرلیتا تو وہ ہلاک ہوجاتا۔ حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ انسان غصہ اور غضب میں کہتا ہے: "اے اللہ اس پر لعنت فرما یا اس پر غضب فرما، اگر اس کی یہ دعا جلد قبول کرلی جائے جیسا کہ اس کی خیر کی دعا جلد قبول کرلی جاتی ہے تو وہ ہلاک ہوجائے"۔ مجاہد نے کہا کہ کبھی انسان اپنی بیوی اور اولاد کے خلاف دعا کرتا ہے اور ان کی قبولیت کے لیے جلدی کرتا ہے اور یہ نہیں چاہتا کہ یہ قبول ہو۔ (جامع البیان القرآن، الجزء ۱۵، ص ۵٦ وغیرہ)

جلد بازی انسان کی سرشت میں داخل ہے:

۲...... حضرت سلمان فارسی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے مبارک پاؤں میں روح نفوذ ہونے سے پہلے انہوں نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا، اور یہ معاملہ اس وقت ہوا جب کہ روح ان کے سر تک نہ پہنچی تھی، پھر جب روح ان کے دماغ تک پہنچی تو چھینک کا وقت ہوگیا، حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کی حمد بیان فرمائی، اللہ نے فرمایا: "یرحمک ربک یا آدم اے آدم تجھ پر تیرا رب رحم فرمائے"، پھر جب روح آنکھوں تک پہنچی تو مبارک آنکھیں کھل گئیں، پھر روح جسم مبارک کے مختلف حصوں اور اعضاء میں پھیل گئی یہاں تک کہ سارے عجائبات دیکھ لیے، پس حضرت آدم علیہ السلام نے چاہا کہ جلد از جلد روح مبارک پاؤں تک پہنچے تا کہ آپ کھڑے ہوسکیں، اسی لیے اللہ کی بارگاہ صمدیت میں ملتجی ہوئے: "اے اللہ رات ہونے سے پہلے پاؤں میں روح لوٹا دے"۔ (ابن کثیر، ج۳، ص ۳۵)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کی صورت بنا کر ان کو چھوڑا اور جب تک چاہا چھوڑے رکھا تو ابلیس ان کے گرد گھومتا رہا اور یہ سوچتا رہا کہ یہ کیا چیز ہے؟ جب اس نے دیکھا کہ یہ کھوکھلے ہیں تو اس

نے سمجھ لیا کہ یہ ایسی مخلوق ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکے گی۔
(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة ،باب :خلق الانسان خلقا،رقم:٦٥٤٤/ ٢٦١١،ص ١٢٨٨)

رات آرام کے لیے بنائی گئی ہے:

۳......اللہ ﷻ اپنے بندوں پر کرم فرماتا ہے جہاں اس نے دن کو کام کاج اور کسب معاش کے لئے بنایا وہاں اس نے رات کو سکون واطمینان کے لئے بنایا، اور یہ اس طرح کہ انسان رات کو آرام کر کے دن بھر کی تھکن اتارے اور اگر قرآن پر عمل کرنے کی نیت سے سوئے تو ثواب بھی پائے۔ لیکن اللہ ﷻ کے نیک بندے جن کی زندگی کا مقصد صرف رضائے الٰہی ﷻ ہوتا ہے وہ نہ دن میں یاد الٰہی ﷻ سے اپنے اوقات کو خالی جانے دیتے ہیں اور نہ ہی رات میں، چنانچہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام جو کہ بندوں میں سب سے اعلی درجے کے مالک ہوتے ہیں وہ راتوں میں جاگ جاگ کر اپنے رب کی رضا کو حاصل کرتے رہتے ہیں، اس کی واضح دلیل خود باری ﷻ کا فرمان ﴿یایها المزمل قم الیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا (المزمل:۱تا۳)﴾۔(عطائین، ج۲، ص ۱۵۲)

(دن میں) اللہ ﷻ کا فضل بطور رزق ہونا:

۴......اللہ نے رزق کو "الفضل" سے اور کسب کو "الابتغاء" سے تعبیر فرمایا، اس فرمان میں اس بات پر تعریض ہے کہ اللہ ﷻ کی صفت ربوبیہ کا اکمال (رزق کے ذریعے بندے تک) یکے بعد دیگرے ہوتا ہے، شیخ الاسلام نے کہا: "بندے کے لیے رزق کا حصول صرف اس کی تاثیر طلب سے نہیں بلکہ اللہ کی عطا سے ہوتا ہے اور یہ اللہ ﷻ پر واجب بھی نہیں بلکہ اللہ ﷻ کی صفت ربوبیہ کی وجہ سے اس کا فضل ہے"۔ اور تاثیر طلب سے مراد جملہ اسباب عادیہ ہیں۔ (روح المعانی ،الجزء الخامس عشر، ص ٤٠)

دنوں اور برسوں کی گنتی کا حساب:

۵......جاننا چاہیے کہ حساب چار مراتب سے گزر کر مکمل ہوتا ہے، ساعات (گھڑیاں)، ایام (دن)، شہور (مہینے)، سنون (یعنی سال)۔ پس تعداد کا اعتبار سالوں میں ہوتا ہے اور حساب سالوں کے علاوہ مہینوں، دنوں اور گھڑیوں میں ہوتا ہے۔ اور یہ چار مراتب تکرار ہی سے حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ اعداد کے مراتب بھی چار ہی ہیں اور تکرار سے حاصل ہوتے ہیں، اعداد کے چار مراتب یہ ہیں: الاحاد (واحد)، العشرات (دس)، المئات (سو)، الالوف (ہزار)۔(الرازی، ج۷، ص ۳۰۷)

اعمال نامے گلے میں ہونے کا معنی:

۶......حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہر پیدا ہونے والے انسان کے لیے اس کا عمل مقدر کر دیا گیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ بندے کا خیر وشر اس کے اپنے ذمے ہے یہاں تک کہ بندہ خود اس کا محاسبہ نہ کرے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ہر پیدا ہونے والے بچے کے گلے میں اس کی نیک بختی و بدبختی کا نامہ ہوتا ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ "الطائر" سے مراد یہ ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ جو عمل دنیا میں آ کر کرے گا وہی کچھ لکھ دیا گیا ایسا ہر گز نہیں کہ اُسے خیر وشر پر مجبور کر دیا جاتا ہو۔ (الخازن ، ج۳، ص ١٢٤)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو العاص بیان کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ نے اپنی مخلوق کو ظلمت میں پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور ڈالا پس جس شخص کو وہ نور پہنچ گیا وہ ہدایت پا گیا اور جس شخص نے اس نور سے خطا کی وہ گمراہ ہو گیا، اسی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ قلم اللہ کے علم کے مطابق لکھ کر خشک ہو چکا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب: ماجاء فی افتراق ،رقم: ٢٦٥١،ص ٧٦٠)

ہر جان اپنی کمائی کا بوجھ اٹھائے گی:

ے......کل قیامت میں انسان اپنے گناہوں کے بوجھ میں دبا ہوا ہوگا، ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ انسان گناہ کرنے سے پہلے اس کی شامت خیزی پر غور وتفکر کرلے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ﴿یحملون اوزارهم علی ظهورهم یعنی اپنی پیٹھوں پر گناہوں کا بوجھ اٹھاتے ہونگے (الانعام: ۳۱) ﴾۔ پیش نظر آیت میں "وزر" کو" وازر" پر محمول کیا گیا ہے، اس سے مراد وہ حاکم وقت ہے جو اپنی رعایا (پر ہونے والے مظالم کا) بوجھ اٹھائے گا۔ قیامت کے دن بیٹا اپنی ماں سے ملاقات کرے گا، ماں کہے گی اے میرے لخت جگر! کیا میری گود تیرے لئے آرام گاہ نہیں تھی، میرا دودھ تیرے لیے خوراک نہیں تھا، میرا پیٹ تیرے لیے جائے مسکن نہیں تھا، بیٹا کہے گا کیوں نہیں والدہ محترمہ، ایسا ہی تھا۔ ماں کہے گی میرے گناہوں کا بوجھ بڑا بھاری ہے تو اس میں سے ایک گناہ کا بوجھ اٹھالے، بیٹا کہے گا: "ماں آج کے دن میں اپنے بوجھ اٹھانے میں مشغول ہوں"۔ اس آیت اور ذیل میں دی گئی احادیث سے بی بی عائشہ نے استدلال کیا ہے کہ زندہ لوگوں کے میت پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب نہیں ہوتا۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱۵، ص ۲۰۲)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے تھے کہ میت پر گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ ان کے پاس روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے، ہائے میرے بھائی! ہائے میرے صاحب!، حضرت عمر نے کہا: اے صہیب! تم مجھ پر کیوں رو رہے ہو حالانکہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے"۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب:قول النبی یعذب المیتة، رقم: ۱۲۸۷، ص ۲۰۶)

☆......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول بی بی عائشہ کو بیان کیا، حضرت بی بی عائشہ نے ارشاد فرمایا: اللہ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے بلکہ یہ فرمایا تھا کہ گھر والوں کے رونے سے کافر کے عذاب کو زیادہ کیا جاتا ہے، اور تمہارے لیے قرآن مجید کی یہ آیت کافی ہے۔ ﴿ولا تزر وازرة وزر اخری اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا (الانعام: ۱۶۴، الاسراء: ۱۳) ﴾۔

(المرجع السابق رقم: ۱۲۸۸)

☆......حضرت عائشہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں سید عالم ﷺ ایک یہودی کی قبر کے پاس سے گزرے جس کے گھر والے رو رہے تھے، آپ نے فرمایا: "یہ اس پر رو رہے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے"۔ (سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب:ماجاء کراهية البکاء، رقم: ۱۰۰۶، ص ۳۰۶)

☆......بی بی عائشہ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ جب کوئی شخص اپنے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا تو گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب کیوں کر ہوگا؟ بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ گھر پر رونے والوں کی وجہ سے میت کو قبر میں عذاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ان فقہاء کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ﴿یایها الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا اے ایمان والوں! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ (التحریم: ۶) ﴾۔ ضروری امر یہ ہے کہ انسان اپنے گھر والوں کو بھی نیکی کی دعوت دے، برائی سے منع کرے تا کہ سید عالم ﷺ کے اس فرمان: "کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته یعنی تم میں سے ہر ایک نگہبان (حاکم) ہے اور حاکم سے کل بروز قیامت اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا" کی گرفت میں نہ آئے۔

نافرمانی بربادی کو دعوت دیتی ہے:

۸......دنیا کی محبت میں گرفتار طرح طرح کے لوگ مختلف جرائم کی پاداش میں اپنی زندگی کے شب وروز کو آلودہ کر رہے ہیں، دن دہاڑے مسلمانوں کے مال واسباب پر قبضہ، قتل وغارت گری، لوٹ مار، گھر، مسجد، مدرسہ، اسکول، بازار، بس اسٹاپ، ملکی

وبیرون ملکی سفر، الغرض کہیں جائے پناہ نظر نہیں آتی۔ یاد رکھنا چاہیے کہ گناہوں پر جری ہوجانا، جائز ناجائز کی پرواہ نہ کرنا، عہدے ومنصب کا ناجائز فائدہ اٹھاکر دوسروں کو دعوت گناہ دینا، خود بھی نافرمانی کرکے عذاب کو دعوت دینا اور دوسروں کے لیے بھی بربادی وبے سکونی کا ساماں کرنا عذاب کو دعوت دینا ہے۔ آہ! اثر ورسوخ، طاقت وقوت، عہدہ منصب، جاگیریں، حکومتی عہدے داران بڑے بڑے جرائم کی انجام دہی میں مثالی کردار ادا کرنے والے سوچ لیں کہیں ایسا تو نہیں کہ اللہ کے فرمان: ''اور جب ہم کسی بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے عیش پرستوں کو اپنے احکام بھیجتے ہیں سو وہ ان احکام کی نافرمانی کرتے ہیں پھر وہ عذاب کے حکم کے مستحق ہوجاتے ہیں سو ہم ان کو تباہ وبرباد کردیتے ہیں''۔ کے مکمل ہونے کا انتظار کررہے ہیں۔

کامیابی اس مومن کی جو آخرت چاہے:

۹.....اس آیت میں یہ فکر دی گئی ہے کہ صرف دنیا کی طلب نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان لوگوں کی مذمت بھی کی گئی ہے جو فقط دنیا ہی طلب کرتے ہیں اور آخرت کے بے بہا انعام واکرام کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ دنیا میں کئے جانے والے نیک اعمال کے مقبول ہونے کے لیے ایمان بھی شرط ہے، جس کا ایمان ہی مکمل نہیں وہ کتنی ہی نیکیاں کرلے، اسے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ آخرت میں انہی لوگوں کو فائدہ ہوگا جو دنیا میں اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور وہ صاحب ایمان بھی ہوں۔

☆.....حضرت بی بی عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! زمانہ جاہلیت میں ابن جدعان رشتے داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا، کیا یہ عمل اس کو آخرت میں نفع دے گا؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''یہ عمل اس کو نفع نہ دے گا، کیونکہ اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا: اے میرے اللہ! قیامت کے دن میری خطاؤں کو بخش دینا''۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب:الدلیل علی ان من مات، رقم:۲۱٤/٤۰٦، ص ۱۳۰)۔ اس حدیث کے تحت علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: قاضی عیاض نے فرمایا کہ اس پر اجماع ہے کہ کفار کو ان کے نیک اعمال سے نفع نہیں ہوگا، ان کو آخرت میں ان کی نیکیوں پر کوئی اجر وثواب نہیں ملے گا، اور نہ ان کے عذاب میں کوئی تخفیف ہوگی، البتہ کافروں کے جرائم کے اعتبار سے بعض کو بعض سے زیادہ عذاب ہوگا۔ (نووی علی مسلم،المرجع السابق ،ص ٢٤٤)

نیک اعمال پر ثواب کا مرتب ہونا نیت پر موقوف ہوتا ہے، لہذا جسے یہ خواہش ہو کہ آخرت میں دنیاوی اعمال صالحہ پر اجر وثواب ملے تو وہ نیت کا سہارا لے۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے نیکی کا ارادہ کیا پھر نیکی نہ کی تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی''۔ (صحیح مسلم ،کتاب الایمان، باب:اذا هم العبد، رقم: ۲۳٦/ ۱۳۰،ص ۸۳)

اغراض: اذا ضجر: یعنی غم وغصہ کی شدت کا پایا جانا مراد ہے۔

ای کدعائه: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں تشبیہ سے کام لیا گیا ہے، معنی یہ ہے کہ جب انسان کو کوئی غم پہنچتا ہے تو اپنی جان واپنے اہل کے لیے بُرائی کی دعائیں کرتا ہے جیسا کہ باقی صورت میں بھلائی کی دعائیں کی جاتی ہیں، اور اس بارنے میں فرمان باری ﷻ ﴿ولو یعجل الله للناس الشر استعجالهم بالخیر لقضی الیهم اجلهم (یونس: ۱۱)﴾ گزر چکا، اللہ بھلائی کے بارے میں مانگی جانے والی دعا قبول فرماتا ہے اور بُرائی کے بارے میں مانگی جانے والی دعا قبول نہیں فرماتا۔

لتسکنوا فیه: جس طرح دن میں کسب معاش کے لیے کوشش کی جاتی ہے اسی طرح اللہ نے رات کو سکون حاصل کرنے کے لیے بنایا ہے۔

للاوقات: یعنی قرض کی ادائیگی، نماز کی ادائیگی، حج، روزہ، زکوۃ وغیرہ امور دینیہ کی ادائیگی کے اوقات مراد ہیں۔

مکتوب فیها شقی وسعید: مجاہد نے سعادت وشقاوت کو خاص طور پر ذکر کیا، اسی طرح رزق اور موت کا وقت بھی لکھا ہوا ہے، سعادت وشقاوت آخرت میں باقی رہنے والی چیزیں ہیں، جب کہ رزق اور موت مرنے کے ساتھ ہی منقطع ہوجائیں گے۔

منعمیھا: یعنی خواہشات میں منہمک لوگ، جوکہ آخرت سے عموماً غافل ہوتے ہیں۔
ملوما: مخلوق قیامت کے دن ان قابل ملامت چیزوں کو ملامت کریں گی جوانہیں دنیا میں پہنچی تھیں۔
مثابا علیہ: یعنی اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے اعمال کو قبول فرمالیا اور انہیں اعمال پر ثواب کی نعمت عطا فرمائی۔
من "فریقین: دنیا کا ارادہ کرنے والے یا آخرت کا ارادہ کرنے والے۔
ممنوعا علی احد: یعنی مومن یا کافر، اور جہاں تک آخرت کا معاملہ ہے تو آخرت میں کافر کو کچھ نہ ملے گا اور خاص مومنین کو عطائیں ہونگی۔
فی الدنیا: یعنی دنیا میں وسعتِ رزق، جاہ منصب اور عافیت وغیرہ۔
من الدنیا: یعنی دنیا کے درجات، اور آخرت کا فضل بڑا ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا، بلکہ دائمی ہے اُسے فنا نہیں۔(الصاوی، ج۳، ص۳۱۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿وَقَضٰی ﴾اَمَرَ﴿رَبُّکَ ﴾اَنْ لَا﴿اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ ﴾وَاَنْ تُحْسِنُوا﴿وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ﴾بِاَنْ تَبَرُّوْهُمَا ﴿اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُهُمَآ ﴾فَاعِلٌ﴿اَوْ کِلٰهُمَا ﴾وَفِی قِرَائَةٍ یَبْلُغَانِ فَاَحَدُهُمَا بدل من الفه﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ ﴾بِفَتْحِ الْفَاءِ وَکَسْرِهَا مُنَوَّنًا وَغَیْرَ مُنَوَّنٍ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰی تَبًّا وَقُبْحًا ﴿وَّلَا تَنْهَرْهُمَا ﴾تَزْجُرْهُمَا﴿وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا(۲۳)﴾جَمِیْلًا لَیِّنًا﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ ﴾اَلِنْ لَهُمَا جَانِبَکَ الذَّلِیْلَ﴿مِنَ الرَّحْمَةِ ﴾اَیْ لِرِقَّتِکَ عَلَیْهِمَا﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا﴾رَحِمَانِیْ حِیْنَ﴿ رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا(۲۴) رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِکُمْ ؕ ﴾مِنْ اِضْمَارِ الْبِرِّ وَالْعُقُوْقِ ﴿اِنْ تَکُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ ﴾طَائِعِیْنَ لِلّٰهِ تَعَالٰی﴿فَاِنَّهٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ ﴾الرِّجَاعِیْنَ اِلٰی طَاعَتِهٖ﴿غَفُوْرًا (۲۵)﴾لِمَا صَدَرَ مِنْهُمْ فِی حَقِّ الْوَالِدَیْنِ مِنْ بَادِرَةٍ وَهُمْ لَا یُضْمِرُوْنَ﴿وَ اٰتِ ﴾اَعْطِ﴿ذَا الْقُرْبٰی ﴾الْقَرَابَةَ﴿حَقَّهٗ ﴾مِنَ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ ﴿وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا(۲۶)﴾بِالْاِنْفَاقِ فِی غَیْرِ طَاعَةِ اللهِ تعالٰی﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ ﴾اَیْ عَلٰی طَرِیْقَتِهِمْ﴿وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ کَفُوْرًا(۲۷)﴾شَدِیْدَ الْکُفْرِ لِنِعَمِهٖ فَکَذَالِکَ اَخُوْهُ الْمُبَذِّرُ﴿وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمْ ﴾اَیِ الْمَذْکُوْرِیْنَ مِنْ ذِی الْقُرْبٰی وَمَا بَعْدَهٗ فَلَمْ تُعْطِهِمْ ﴿ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّکَ تَرْجُوْهَا ﴾اَیْ لِطَلَبِ رِزْقٍ تَنْتَظِرُهٗ یَاتِیْکَ فَتُعْطِیْهِمْ مِنْهُ﴿فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا (۲۸) ﴾لَیِّنًا سَهْلًا بِاَنْ تَعِدَهُمْ بِالْاِعْطَاءِ عِنْدَ مَجِیْءِ الرِّزْقِ﴿وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِکَ ﴾اَیْ لَا تُمْسِکْهَا عَنِ الْاِنْفَاقِ کُلَّ الْمَسْکِ﴿وَلَا تَبْسُطْهَا ﴾فِی الْاِنْفَاقِ ﴿کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا ﴾رَاجِعٌ لِلْاَوَّلِ ﴿مَّحْسُوْرًا(۲۹)﴾مُنْقَطِعًا لَا شَیْءَ عِنْدَکَ رَاجِعٌ لِلثَّانِیْ﴿اِنَّ رَبَّکَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ﴾یُوَسِّعُهٗ﴿ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ﴾یُضَیِّقُهٗ لِمَنْ یَشَاءُ﴿اِنَّهٗ کَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًا ۢ بَصِیْرًا(۳۰)﴾عَالِمًا بِبَوَاطِنِهِمْ وَظَوَاهِرِهِمْ فَرَزَقَهُمْ عَلٰی حَسْبِ مَصَالِحِهِمْ.

﴿ترجمہ﴾

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا (قضی بمعنی امر ہے) کہ (ان دراصل بان ہے) اس کے سوا کسی کو نہ پوجو (اور اچھا سلوک کرو) والدین

کے ساتھ خوب اچھا سلوک......۱......(یوں کہ ان دونوں کے ساتھ نیکی کرو) اگر تیرے سامنے ان میں ایک (احدھما کلاھما فاعل ہیں) یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں (ایک قراءت میں یبلغان ہے، اس صورت میں الف تثنیہ ممیّز سے بدل ہوگا) تو ان سے ہوں نہ کہنا (اُفّ کو فاء کے فتحہ کے ساتھ اور فاء کی کسرہ کے ساتھ مُنَوَّن پڑھا گیا ہے اور غیر منون پڑھے جانے کی صورت میں یہ مصدر بمعنی تبّاً و قبحاً ہوگا) اور انہیں نہ جھڑکنا (تنھرھما بمعنی تزجرھما ہے) اور ان سے تعظیم کی بات کہنا (اچھی اور نرمی والی بات) اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا (اپنی عاجزی اور نرمی والی جانب ان کے لیے نرم اور ہموار رکھ) نرم دلی سے (یعنی ان دونوں پر رقت قلبی کی وجہ سے رحمدلانہ سلوک کر) اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان پر رحم کر جیسا کہ (ان دونوں نے مجھ پر رحم کیا جب) مجھے بچپن میں پالا......۲......تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے (یعنی والدین کی بھلائی اور ان کی نافرمانی) اگر تم لائق ہوئے (اللہ ﷻ کے فرمانبردار ہوئے) تو بیشک وہ (اپنی طاعت کی طرف) رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے (ان لغزشوں کو جو والدین کے حق میں ان سے صادر ہو جاتی ہیں حالانکہ وہ دل میں والدین کی نافرمانی چھپائے نہیں ہوتے، اوّابین بمعنی راجعین الی طاعۃ اللہ ہے) اور دے رشتہ داروں کو ان کا حق (ان کے ساتھ بھلائی اور صلہ رحمی کر کے، ات بمعنی اعط ہے اور ذی القربی میں قربی کے معنی قرابت ہے) اور مسکین اور مسافر کو اور (اللہ ﷻ کی نافرمانی میں خرچ کر کے) فضول نہ اڑائے بیشک اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں......۳......(یعنی ان کے طریقے پر ہیں) اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے (پس یہی حال اس کے فضول خرچ بھائی کا ہے) اور اگر تو ان سے منہ پھیرے (جن ذی القربی کا ماقبل ذکر ہوا، اور ان کے بعد ذکر کردہ لوگ اور انہیں کچھ نہ دے) اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہے (یعنی اس رزق کو طلب کرنے کے لیے جس کا تم اپنے پاس آنے کا انتظار کرتے ہو کہ تم اس میں سے انہیں عطا کر سکو) تو ان سے آسان بات کہہ (میسورا کا معنی نرم و آسان ہے، یوں کہ رزق آجانے کے وقت انہیں کھانا فراہم کرنے کا ان سے وعدہ کرلو) اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ (اور اپنے ہاتھ کو خرچ کرنے سے بالکل روک نہ رکھ) اور نہ پورا کھول دے......۴......(خرچ کرنے کے معاملے میں) کہ تو بیٹھا رہے ملامت کیا ہوا تھکا ہوا (ملوما یہ پہلی حالت کی طرف راجع ہے اور محسورا یہ دوسری حالت کی جانب راجع ہے، محسورا بمعنی منقطع ہے یعنی تمہارے پاس کوئی چیز باقی نہ رہے) بیشک تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ (یعنی وسیع) دیتا ہے اور کستا ہے (یعنی تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے) بیشک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا دیکھتا ہے (اپنے بندوں کے ظاہر و باطن خوب جانتا ہے پس انہیں انکی مصلحتوں کے مطابق رزق عطا فرماتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا﴾.

و: مستانفہ، قضی ربک: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، لا تعبدوا: فعل نہی بافاعل، الا: اداۃ حصر، ایاہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، معطوف علیہ و: عاطفہ، بالوالدین: ظرف مستقر فعل محذوف "احسنوا" کے لیے، احسانا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلٰھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما﴾.

ان: شرطیہ، ما: زائدہ، یبلغن: فعل مؤکد بلام و نون تاکید، عندک: ظرف مستقر حال مقدم، الکبر: ذوالحال ملکر مفعول، احدھما: معطوف علیہ، و کلھما: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا تقل لھما: فعل نہی بافاعل و ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قول، اف: اسم فعل بمعنی "اتضجر" اس میں "انا" ضمیر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تنھر: فعل نہی

بافاعل، هما: مفعول، ملکر معطوف اول ہو: عاطفہ، قل لهما: فعل بافاعل وظرف لغو، قولا کریما: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما کما ربینی صغیرا﴾۔

و: عاطفہ، اخفض لهما جناح الذل: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، من الرحمة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قل: قول، رب: جملہ ندائیہ، ارحمهما: فعل بافاعل ومفعول، ک: جار، ما: موصولہ، ربی: فعل والف تثنیہ فاعل، نی: وقایہ ی ضمیر ذوالحال، صغیرا: حال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر، رحمة مصدر محذوف کی صفت مرکب توصیفی مفعول مطلق، ارحم اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ معطوف، ملکر ماقبل "قل لهما" پر معطوف ہے۔

﴿ربکم اعلم بما فی نفوسکم ان تکونوا صلحین فانه کان للاوابین غفورا﴾۔

ربکم: مبتداء، اعلم: اسم تفضیل وضمیر فاعل، بما فی نفوسکم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: شرطیہ، تکونوا صلحین: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انه: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص بااسم، للاوابین: ظرف لغو مقدم، غفورا: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ماقبل "نفوسکم" میں "کم" ضمیر سے حال ہے۔

﴿وآت ذاالقربی حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا﴾۔

و: عاطفہ، ات: فعل بافاعل، ذا القربی: معطوف علیہ، والمسکین: معطوف اول، وابن السبیل: معطوف ثانی، ملکر مفعول اول، حقه: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لاتبذر: فعل بافاعل، تبذیرا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین وکان الشیطن لربه کفورا﴾۔

ان: حرف مشبہ، المبذرین: اسم، کانوا: فعل ناقص بااسم، اخوان الشیطین خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، کان: فعل ناقص، الشیطن: اسم، لربه کفورا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربک ترجوها فقل لهم قولا میسورا﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، ما: زائدہ، تعرضن عنهم: فعل بافاعل وظرف لغو، ابتغاء: مضاف، رحمة: موصوف، من ربک: ظرف مستقر صفت اول، ترجوها: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: عاطفہ، قل لهم: فعل بافاعل وظرف لغو، قولا میسورا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تجعل یدک مغلولة الی عنقک ولا تبسطها کل البسط فتقعد ملوما محسورا﴾۔

و: عاطفہ، لاتجعل: فعل وبافاعل: یدک: مفعول اول، مغلولة الی عنقک: شبہ جملہ ہوکر مفعول ثانی، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تبسطها: فعل بافاعل ومفعول، کل البسط: مفعول مطلق، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ، ف: سببیہ، تقعد: فعل انت ضمیر ذوالحال، ملوما: حال اول، محسورا: حال ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" جواب نہی واقع ہے۔

﴿ان ربک یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر انه کان بعباده خبیرا بصیرا﴾۔

ان ربک: حرف مشبہ واسم، یبسط الرزق: فعل بافاعل ومفعول، لمن یشاء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و یقدر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انه: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص بااسم، بعباده خبیرا: شبہ جملہ خبر اول، بصیرا: خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......واما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة...... ☆ یہ آیت مہجع وبلال وصہیب وسالم وخباب رضی اللہ عنہم اصحاب رسول ﷺ کی شان میں نازل ہوئی جو وقتاً فوقتاً سید عالم ﷺ سے اپنے حوائج وضروریات کے لئے سوال کرتے تھے، اگر کسی وقت حضور ﷺ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ ﷺ حیاءً ان سے اعراض کرتے اور خاموش ہو جاتے بایں انتظار کہ اللہ عزوجل کچھ بھیجے تو انہیں عطا فرمائیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

والدین کے ساتھ حسن سلوک:

لہ...... قرآن مجید فرقان حمید میں سات جگہ پر لفظِ والدین آیا ہے، جن میں سے چار مقامات ایسے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کیساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے، والدین کیساتھ بھلائی کے معنی یہ ہیں کہ نہ تو ایسی کوئی بات کہے اور نہ ہی کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے مال وجان سے انکی خدمت بجالانے میں قطعاً دریغ نہ کرے بلکہ جب بھی انہیں ضرورت ہو تو ہر لحہ انکے پاس حاضر رہے۔

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سرورِ کائنات ﷺ سے دریافت فرمایا: ''میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' تو آپ ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' تو آپ ﷺ نے اس دفعہ بھی یہی جواب ارشاد فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' تو ارشاد فرمایا: ''تیرا باپ۔''

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، رقم: ۵۹۷۱ ص ۱۰۴۵)

☆......شہنشاہ مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور جہاد کی اجازت چاہی تو نبی پاک ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا: ''کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کی: جی ہاں! ارشاد فرمایا: تو ان دونوں کی خدمت میں کوشش کر''۔

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب الجهاد باذن الابوین، رقم: ۳۰۰۴، ص ۴۹۶)

☆......حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آقائے دوجہاں ﷺ سے دریافت کیا: ''والدین کا اپنے بچے پر کیا حق ہے۔'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''هما جنتک ونارک'' یعنی والدین ہی تمہاری جنت ودوزخ ہیں''۔

(ابن ماجه، کتاب الادب، باب بر الوالدین، رقم: ۳۶۶۲، ص ۶۰۸)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اس شخص کی ناک خاک آلود ہو اور یہ جملہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے والدین دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور انکی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو گیا''۔

(ریاض الصالحین، ص ۱۱۵)

☆...... نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں، پھر آپ ﷺ نے ان گناہوں میں والدین کی نافرمانی کو بھی ذکر فرمایا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الکبائر واکبرها، رقم: ۸۷، ص ۵۳)۔

☆......سید عالم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی رضا والد کی رضا میں ہے، اور اللہ عزوجل کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے، یہ حدیث صحیح ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین، رقم: ۱۹۰۷، ص ۵۶۶)۔

☆...... نبی پاک صاحب لولاک سلطان ارض وافلاک ﷺ نے فرمایا: ''باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے اگر تو چاہے تو اس کی حفاظت اور اگر چاہے تو اسے ضائع کردے، اس حدیث پاک کو امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے۔ (ایضا، رقم: ۱۹۰۶، ص ۵۶۵)۔

☆...... نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔" یعنی والدہ کے لیے تواضع اختیار کرنا اور انہیں راضی کرنا، یہ دخولِ جنت کا سبب ہے۔ (الفیض القدیر، ج۳ ص۴۷۷)

والدین کے لئے دعائے خیر:

۲...... حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ والدین کے مرنے کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے"۔ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب: ما جاء فی اکرام، رقم: ۱۹۱۰، ص۵۶۶)

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ جن حضرات کے والدین مسلمان نہ ہوں، تو مشرک والدین کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرنا جائز نہیں ہے، دلیل یہ آیت ہے ﴿ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لھم انھم اصحب الجحیم﴾ یعنی نبی اور ایمان والوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا کریں، خواہ وہ ان کے رشتے دار ہوں، جب کہ یہ بات ان پر ظاہر ہو چکی ہو کہ وہ دوزخی ہیں (التوبۃ: ۱۱۳)۔ یہ آیت منسوخ بھی نہیں ہے بلکہ مسلمان والدین کے ساتھ مخصوص ہے، یعنی اگر اس کے ماں باپ مسلمان ہوں تو ان کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کرے اور اگر اس کے ماں باپ مشرک ہوں تو ان کے لیے مغفرت یا رحمت کی دعا نہ کرے، اور یہ قول پہلے قول سے اولیٰ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور نہ مخصوص ہے اگر اس کے والدین کافر ہیں تو وہ ان کے لئے ہدایت اور ایمان کے حصول کی دعا کرے اور ایمان کے بعد ان کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کرے۔ (الرازی، ج۷، ص ۳۳۷)

لا اسراف فی الخیر ولا خیر فی الاسراف:

۳...... انسان کن کن لوگوں پر خرچ کرے اس کا ایک اجمالی جائزہ پیش کرنے کے بعد احادیث طیبہ کی طرف توجہ کریں گے۔ اللہ نے سب سے پہلے تو والدین کے ساتھ بھلائی، خیر خواہی کا حکم دیا، اس کے بعد قرابت داروں کا ذکر کیا، مساکین کا بھی ذکر خیر ہوا، مسافر کو مال کے ذریعے مدد دینے کا درس دیا، اور فضول خرچی سے بچنے کا سبق دیا۔ ان مقامات پر خرچ کرنا یقیناً کارِ خیر ہے۔ قرآن کی دیگر آیات میں یتیموں، قریب و دور کے پڑوسیوں محتاجوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ہے۔ حسن سلوک سے مراد خاص طور پر اجھا برتاؤ کرنا ہے اور فی زمانہ مالی مدد کرنا حسن سلوک کا بہترین ذریعہ ہے۔ جہاں تک خرچ کرنے کا تعلق ہے تو متذکرہ بالا مقامات پر خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر کار خیر مثلاً مساجد، مدارس، دیگر درس گاہیں، فلاح و بہبود، کے کاموں میں اپنے مال سے بقدر حیثیت خرچ کرنا ضروری امر ہے تا کہ معاشرے سے غربت دور ہو، حقدار کو اس کا حق ملے، مالدار کے حق میں غرباء کا حق ہم نے نہیں بلکہ شریعت نے متعین کیا ہے لہٰذا اس کی ادائیگی ضرور احسن طریقے سے ہونی چاہیے اور یہ سارا خرچ اسراف نہیں بلکہ عین قرآن و سنت پر عمل کرنا ہے۔ کار خیر میں خرچ کرنا اسراف نہیں کہلاتا اور جو اسراف ہو وہ کار خیر نہیں ہوتا۔ محفل میلاد پر چراغاں کرنا اور دیگر کئی طرح کے اخراجات بھی اسراف میں داخل نہیں ہوتے۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا: "بخیل اور مال خرچ کرنے والوں کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جنہوں نے چھاتی سے حلق تک لوہے کے دو جُبے پہنے ہوئے ہوں، خرچ کرنے والا مال خرچ کرتا ہے تو جبہ وسیع ہو کر اس کے جسم پر پھیل جاتا ہے، حتی کہ اس کی انگلیوں اور نشانوں کو بھی چھپا لیتا ہے اور بخیل جب خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ہر حلقہ اپنی جگہ سے چمٹ جاتا ہے وہ اسے کھولنا چاہتا ہے لیکن کھول نہیں سکتا"۔ (صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب مثل البخیل والمتصدق، رقم: ۱۴۴۳، ص۲۳۳)

☆...... حضرت اسماء بنت ابو بکر فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "خرچ کرو اور گن گن کر نہ دو ورنہ اللہ بھی تم کو گن گن کر دے گا اور جمع

کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تمہارا حصہ جمع کر کے رکھے گا''۔ (صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب:التحریض علی الصدقۃ، رقم:۱۴۳۳، ص ۲۳۱)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور جب بندہ کسی کو معاف کر دے تو اس کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور جو شخص اللہ کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے''۔
(صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ، باب استحباب العفو، رقم:۶۴۸۷/ ۲۵۸۸، ص ۱۲۷۸)

☆......حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے تم پر یہ کام حرام کر دیے ہیں، ماؤں کی نافرمانی، بیٹیوں کو زندہ در گور کر دینا، حق نہ دینا ناحق مانگنا، اور تین کام مکروہ کیے، فضول بحث، بکثرت سوال کرنا، مال ضائع کرنا''۔
(صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب:من سال الناس تکثرا، رقم:۱۴۷۷، ص ۲۴۰)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی ہر پسندیدہ چیز کھاؤ یہ بھی اسراف ہے''۔
(سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب من الاسراف ان تاکل، رقم: ۳۳۵۲، ص ۵۶۳)

میانہ روی کا درس:

☆......اسلام نے ہمیں میانہ روی کا درس دیا ہے، چنانچہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نیک سیرت، اطمنان، اور اعتدال (میانہ روی) نبوت کے چوبیس اجزا میں سے ایک جزء ہے''۔ (سنن الترمذی، کتاب البر و الصلۃ، باب:ما جاء فی التانی، رقم:۲۰۱۱، ص ۵۹۱)

☆......سید عالم ﷺ نے اِن تین باتوں سے منع فرمایا: ''بے جا کلام کرنے، بہت زیادہ سوال کرنے، مال ضائع کرنے (یعنی فضول خرچ کرنے سے)''۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب: ما نکرہ من قیل و قال، رقم: ۶۴۷۳، ص ۱۱۲۳)

اغراض: امرا: بمعنی جازما ہے، ایک قول کے مطابق قضی بمعنی اوصی، حکم، الزم، اوجب کے معنی میں ہیں، اور سارے ہی معنی صحیح ہیں۔ بان تبروھما: یعنی اللہ عزوجل کی نافرمانی سے بچتے ہوئے والدین کی فرمانبرداری بجالاؤ۔

مصدر بمعنی تبا: تاء کے فتح اور ضمہ کے ساتھ بمعنی عسرا لہ ہے۔

وقبحا: یعنی والدین کو ان کے معاملات میں کسی قسم کی بُری بات نہ کہو، زیادہ بہتر یہ ہے کہ فعل مضارع استعمال کیا جائے، یعنی اولاد اپنے والدین سے یوں نہ کہے یعنی میں آپ کو اس بارے میں مجبور کرتا ہوں۔

وتنجرھما: یعنی والدین پر غصہ نہ کرے، انہیں کسی بات کا حکم نہ کرے اور نہ ہی کسی بات میں انکار کرے، کیونکہ یہ نامناسب بات ہے، بلکہ اگر کسی معاملے میں انہیں کسی کام کا کہنا بھی پڑے یا منع کرنا پڑے تو لطف و کرم و نرمی سے معاملہ کو انجام دے۔

ای لرقتک علیھما: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ''من الرحمۃ'' میں من تعلیلیہ ہے، مراد یہ ہے کہ والدین سے رحمت بھرے انداز میں سلوک کرو، کسی معاملے میں والدین عار دلائیں تو اس کا خوف نہ کرو۔

الرجاعین الی طاعتہ: یعنی والدین اولاد کو بھلائی کی نصیحت کرتے ہیں اور ان کے لئے استغفار کرتے ہیں، ایک قول میں اس کے علاوہ بھی معاملہ ہے یعنی اولاد بھی والدین کی ہدایت کا ذریعہ بنتی ہے، اور ایک قول کے مطابق حقیقت میں توبہ قبول کرنے والی ذات اللہ کی ہے۔

فی غیر طاعۃ اللہ: یعنی اللہ کی نافرمانی کے کاموں میں مال خرچ نہ کرو، اور خواہشات کے معاملات میں بے پرواہ ہو جاؤ، اور اگر مال حلال ہو تو اُسے ناجائز کاموں میں خرچ کرنا حرام ہوگا اور اگر مال حرام ہے تو اسے خرچ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اُسے اُس کے مالکوں تک پہنچانا چاہیے۔

ای علی طریقتھم: یعنی فضول خرچ کرنے والے لوگ شیطان کی اقتداء کرتے ہیں اور اس کے افعال میں شریک ہیں، کیونکہ کسی کے کام

میں شریک ہونے والے کو اس کا بھائی کہا جاتا ہے یعنی ہمارے معاشرے میں یوں کہتے ہیں کہ فلاں کام میں یہ اس کا بھائی یا ساتھی ہے۔
شدید الکفر لنعمہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مضاف محذوف ہے، تقدیر کلام یوں ہے: ''وکان الشیطان لنعم ربہٖ کفورا یعنی شیطان اپنے رب کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے''۔
فکذلک اخوہ المبذر: فضول اڑانے والا شیطان کا بھائی ہے کہ وہ بھی اپنے رب کی نعمتوں کا انکار کرتا ہے، اس طرح کہ نعمتوں کو اللہ کی نافرمانی والے کاموں میں صرف کرتا ہے۔ **وما بعدہ:** سے مراد مسکین اور مسافر ہیں۔
بان تعدھم: یعنی تم انہیں یوں کہہ کر بلاؤ، اللہ تمہیں غنی کرے، تمہارے لئے آسانی کرے، بہتر اسباب مہیا کرے وغیرہ۔
ای لا تمسکھا عن الانفاق: اس جملے میں بطور کنایہ بخل سے منع کیا گیا ہے، بخیل کے ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے ہوتے ہیں، اُسے مال خرچ کرنے پر قدرت حاصل نہیں ہوتی، اور بخیل کا حال یہ ہے کہ اُسے راہ خدا میں بھی مال خرچ کرنے پر قدرت نہیں ہوتی۔
منقطعا لا شیء عندک: اعتدال کا معاملہ کیا جائے، حسرت بمعنی ندامت ہے، یعنی نہ تو بخیل ہو جائے اور نہ ہی شاہ خرچ، کہ ضرورت کے وقت مال نہ ہونے کی وجہ سے ندامت اٹھانا پڑے۔
راجع للثانی: سلف صالحین کا طریقہ تھا کہ اپنے مال کو اللہ ورسول کی محبت میں خرچ کرتے تھے اور خود فقیر رہتے، آیت پاک میں ممانعت حسرت وندامت کی وجہ سے آئی ہے اور سلف صالحین کا فعل محمود ہے کہ سید عالم ﷺ نے اس کی مدح فرمائی، جیسا کہ ابوبکر صدیق کا طرز عمل کہ راہ خدا میں سب کچھ دے دیا حتی کہ اپنے جسم کے کپڑے بھی، اور ایسا کرنے پر اللہ نے ان کی مدح فرمائی، اور انہیں دنیا فوت ہو جانے پر حسرت نہ تھی بلکہ اللہ نے ان کے لئے ابدی بقا رکھی ہے۔ (الصاوی، ج۳، ص ۳۱۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ﴾ بِالْوَأْدِ ﴿خَشْیَةَ﴾ مَخَافَةَ ﴿اِمْلَاقٍ ؕ﴾ فَقْرٍ ﴿نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَاِیَّاکُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَھُمْ کَانَ خِطْاً کَبِیْرًا (۳۱)﴾ عَظِیْمًا ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی﴾ اَبْلَغُ مَنْ لَا تَاتُوْہُ ﴿اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَةً ؕ﴾ قَبِیْحًا ﴿وَسَآءَ﴾ بِئْسَ ﴿سَبِیْلًا (۳۲)﴾ طَرِیْقًا ھُوَ ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ﴾ لِوَارِثِہٖ ﴿سُلْطٰنًا﴾ تَسَلُّطًا عَلَی الْقَاتِلِ ﴿فَلَا یُسْرِفْ﴾ یَتَجَاوَزِ الْحَدَّ ﴿فِّی الْقَتْلِ ؕ﴾ بِاَنْ یَقْتُلَ غَیْرَ قَاتِلِہٖ اَوْ بِغَیْرِ مَا قَتَلَ بِہٖ ﴿اِنَّہٗ کَانَ مَنْصُوْرًا (۳۳) وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ ص وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ ج﴾ اِذَا عَاھَدْتُمُ اللّٰہَ اَوِ النَّاسَ ﴿اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا (۳۴)﴾ عَنْہُ ﴿وَاَوْفُوا الْکَیْلَ﴾ اَتِمُّوْہُ ﴿اِذَا کِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ؕ﴾ الْمِیْزَانِ السَّوِیِّ ﴿ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (۳۵)﴾ مَاٰلًا ﴿وَلَا تَقْفُ﴾ تَتَّبِعْ ﴿مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ﴾ الْقَلْبَ ﴿کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا (۳۶)﴾ صَاحِبُہٗ مَاذَا فَعَلَ بِہٖ ﴿وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ﴾ اَیْ ذَا مَرَحٍ بِالْکِبْرِ وَالْخُیَلَاءِ ﴿اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ﴾ تَشُقَّھَا حَتّٰی تَبْلُغَ آخِرَھَا بِکِبْرِکَ ﴿وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا (۳۷)﴾ الْمَعْنٰی اِنَّکَ لَا تَبْلُغُ ھٰذَا الْمَبْلَغَ فَکَیْفَ تَخْتَالُ ﴿کُلُّ ذٰلِکَ﴾ الْمَذْکُوْرُ ﴿کَانَ سَیِّئُہٗ عِنْدَ رَبِّکَ

مَکْرُوْهًا (۳۸) ذٰلِکَ مِمَّا اَوْحٰی اِلَیْکَ ﴿یَامُحَمَّدُ﴾ رَبُّکَ مِنَ الْحِکْمَةِ ؕ ﴿الْمَوْعِظَةِ﴾ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ فَتُلْقٰی فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا (۳۹) ﴿مَطْرُوْدًا عَنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ﴾ اَفَاَصْفٰکُمْ ﴿اَخْلَصَکُمْ یَا اَهْلَ مَکَّةَ﴾ رَبُّکُمْ بِالْبَنِیْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ اِنَاثًا ؕ ﴿بَنَاتًا لِنَفْسِهٖ بِزَعْمِکُمْ﴾ اِنَّکُمْ لَتَقُوْلُوْنَ ﴿بِذٰلِکَ﴾ قَوْلًا عَظِیْمًا (۴۰).

﴿ترجمہ﴾

اوراپنی اولاد کوقتل نہ کرو(زندہ دفنا کر) مفلسی کے ڈرسے (خشیة کے معنی خوف اور املاق بمعنی فقر ہے) ہم انہیں بھی روزی دینگے اور تمہیں بھی بیشک ان کا قتل بڑی خطا ہے......۱......(یعنی گناہ عظیم ہے) اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ......۲......(یوں کہ بدکاری نہ کرو کہنے سے زیادہ بلیغ ہے) بیشک وہ فاحشہ ہے (یعنی برائی ہے) اور بہت ہی بُری راہ ہے (سبیلا بمعنی طریقا ہے، ساء بمعنی بئس ہے) اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ناحق نہ مارو......۳......اور جو ناحق مارا جائے تو بیشک ہم نے اس کے ولی (یعنی اس کے وارث) کو قابو دیا ہے (ہم نے اسے قاتل پر مسلط کیا ہے) پس وہ اسراف نہ کرے (یعنی حد سے نہ بڑھے) قتل میں (یوں کہ وہ قاتل کے بجائے غیر قاتل کو مار ڈالے یا جس آلہ سے قاتل نے قتل کیا تھا اس کے بجائے دوسری طرح کے آلہ سے اسے مار ڈالے) ضرور اس کی مدد ہوئی ہے اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ......۴......مگر اس راہ سے جو سب سے بھلی ہے یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور عہد پورا کرو (جب تم اللہ ﷻ یا لوگوں سے عہد کرو) اور ماپو (یعنی ماپ مکمل کرو) جب ماپو اور برابر ترازو سے تولو......۵......(القسطاس المستقیم بمعنی المیزان السوی ہے) یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا (تاویل مصدر بمعنی مآل ہے) اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ (اس کی پیروی نہ کر) جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان، آنکھ اور دل (فؤاد کے معنی دل ہے) ان سب سے (یعنی ان اعضاء کے مالک بندے سے) سوال ہونا ہے......۶......(کہ اس نے اعضاء کے ذریعے کیا کام کیے) اور زمین میں اتراتا نہ چل......۷......(فخر وغرور سے خوش ہوتا نہ چل) بیشک ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا (زمین کو پھاڑ نہ سکے گا حتی کہ تو اپنے تکبر کے سبب اس کے آخری حصہ کو پہنچ جائے) اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا (یعنی جب تو اس مقام مذکورہ تک نہیں پہنچ سکتا تو پھر تکبر کیوں کرتا ہے) یہ سب (جو مذکور ہوا) ان میں بری بات تیرے رب کو ناپسند ہے یہ ان وحیوں میں سے ہے جو تمہاری طرف تمہارے رب نے کی (اے حبیب ﷺ!) حکمت کی باتیں (یعنی نصیحت کی باتیں) اور اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھرا کہ تو جہنم میں پھینکا جائے طعنہ پاتا اور دھکے کھاتا (اللہ ﷻ کی رحمت سے دور) کیا تمہارے رب نے تم کو (اے اہل مکہ) بیٹے چن دیئے (بیٹے خاص تمہارے لیے کر دیئے) اور (اپنے لیے) فرشتوں سے بیٹیاں بنائیں (تمہارے گمان کے مطابق، اناثا بمعنی بنات ہے) بیشک تم (یہ کہہ کر) بڑا بول بولتے ہو۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق نحن نرزقهم وایاکم ان قتلهم کان خطا کبیرا﴾.

و: عاطفہ، لا تقتلوا اولادکم: فعل نہی با فاعل ومفعول، خشیة املاق: مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ، نحن: مبتدا، نرزق: فعل بافاعل، هم: معطوف علیہ، وایاکم: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان قتلهم: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص باسم، خطاء کبیرا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تقربوا الزنی انه کان فاحشة وساء سبیلا﴾.

و: عاطفہ، لاتقربوا: فعل نہی بافاعل، الزنی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، کان فاحشۃ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، و: عاطفہ، ساء: فعل، ہو ضمیر ممیز، سبیلا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ خبر مقدم، "ہو" مبتدا محذوف، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق﴾.

و: عاطفہ، لا تقتلوا: فعل نہی بافاعل، النفس: موصوف، التی حرم اللہ: موصول صلہ ملکر مفعول، الا: اداۃ حصر، بالحق: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل " لا تقربوا الزنی " پر معطوف ہے۔

﴿ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطنا فلا یسرف فی القتل انہ کان منصورا﴾.

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، قتل: فعل مجہول ھو ضمیر مستتر ذوالحال، مظلوما: حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ، جعلنا: فعل بافاعل، لولیہ: ظرف لغو، سلطنا: مفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، لا یسرف: فعل نہی بافاعل، فی القتل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، کان منصورا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ﴾.

و: عاطفہ، لا تقربوا: فعل نہی بافاعل، ما الیتیم: مفعول، الا: استثناء، ب: جار، التی ھی احسن: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "الطریقۃ" محذوف کے لیے صفت، مرکب توصیفی مستثنیٰ ہے، مستثنیٰ منہ محذوف "الطریقۃ" کے لیے، ملکر مفعول ای " لاتقربوا مال الیتیم...... ھی احسن الخ " حتی یبلغ اشدہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا﴾.

و: عاطفہ، اوفوا: فعل بافاعل، بالعھد: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ان العھد: حرف مشبہ واسم، کان مسؤلا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واوفوا الکیل اذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم ذالک خیر واحسن تاویلا﴾.

و: عاطفہ، اوفوا الکیل: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، اذا: ظرف فیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، کلتم: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و زنوا: فعل بافاعل، بالقسطاس المستقیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، جواب شرط محذوف "اوفوا الکیل" ملکر جملہ شرطیہ، ذلک: مبتدا، خیر: معطوف علیہ، و: عاطفہ، احسن: اسم تفضیل ھو ضمیر ممیز، تاویلا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تقف ما لیس لک بہ علم﴾.

و: عاطفہ، لا تقف: فعل نہی بافاعل، ما: موصولہ، لیس: فعل ناقص، لک: ظرف مستقر، "استقرار" محذوف کے لیے، بہ: ظرف لغو، "استقرار" مصدر اپنے فاعل، ظرف مستقر ولغو سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، علم: اسم مؤخر، ملکر جملہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا﴾.

ان: حرف مشبہ، السمع والبصر والفؤاد: معطوف علیہ ومعطوف ملکر اسم، کل اولئک: مرکب اضافی مبتدا، کان: ناقص بااسم، عنہ مسؤلا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تمش فی الارض مرحا انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا﴾.

و: عاطفہ، لا تمش: فعل انت ضمیر مستتر ذوالحال، مرحا: حال ملکر فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، انک: حرف مشبہ و

اسم ،لن تخرق الارض: فعل بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ، و:عاطفہ، لن تبلغ : فعل انت ضمیرمیتز ،طولا: تمیز ،ملکر فاعل، الجبال :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کل ذلک کان سیئہ عند ربک مکروھاO ذلک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ﴾.

کل ذلک: مبتدا، کان سیئہ :فعل ناقص بااسم، عند ربک ظرف مقدم، مکروھا : اسم مفعول بانائب فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ، ذلک :مبتدا، من: جار، ما: موصولہ، اوحی الیک ربک :جملہ فعلیہ صلہ،ملکر ذوالحال ، من الحکمۃ : ظرف مستقر حال ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تجعل مع اللہ الٰھا آخر فتلقی فی جھنم ملوما مدحورا﴾.

و:عاطفہ، لا تجعل: فعل نہی بافاعل، مع اللہ: ظرف مستقر مفعول ثانی ،الٰھا اخر: مرکب توصیفی مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ، ف :سببیہ، تلقی : فعل مجہول انت ضمیر ذوالحال، ملوما: حال اول، مدحورا: حال ثانی ،ملکر نائب الفاعل ،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر" ان" جواب ہوا۔

﴿افاصفکم ربکم بالبنین واتخذ من الملئکۃ اناثا انکم لتقولون قولا عظیما﴾.

ھمزۃ : اداۃ استفہام، ف:عاطفہ، اصفکم: فعل بامفعول، ربکم: فاعل، بالبنین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اتخذ: فعل بافاعل، من الملئکۃ :ظرف لغو، اناثا :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ، انکم: حرف مشبہ واسم، لم: تاکیدیہ، تقولون : فعل بافاعل، قولا عظیما :مفعول مطلق ،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مال کی کمی کے ڈر سے اولاد کا قتل :

۱......قتادہ کہتے ہیں کہ فاقہ کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی اولاد کو فقر وفاقہ کے خوف سے قتل کرتے تھے، اللہ نے انہیں اس بارے میں نصیحت فرمائی اور اللہ انہیں اور ان کی اولاد کو رزق عطا فرمائے گا۔قتادہ ہی سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ جو لوگ اپنی بیٹیوں کو قتل کرتے تھے اُنہیں اِس سے منع کیا گیا ہے۔(الجامع البیان القرآن، الجزء ۱۵،ص۹۲)۔

بدکاری حرام ہے!

۲......اس آیت مبارکہ میں فاحشۃ سے مفسرین کرام نے زنا مراد لیا ہے۔لہٰذا ہم یہاں حد زنا سے متعلق بحث کریں گے۔چنانچہ پہلے ہم حد کی لغوی اور شرعی تعریف کرتے ہیں پھر اسکے تحت بقدر مناسب کلام کریں گے۔قال الحد لغۃ:ھو المنع وفی الشرعیۃ:ھو العقوبۃ المقدرۃ حقا للہ تعالی لغت میں حد روکنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں وہ سزا جو اللہ تعالی کے حق کی خاطر مقرر کی گئی ہو۔ (الھدایۃ، کتاب الحدود، ج ٤، ص٦٨)

صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ زنا گواہی اور اقرار سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ گواہی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی مرد اور عورت پر زنا کو ثابت کرنے کیلئے چار گواہ (مرد مومن، آزاد، عادل) پیش کرے تو امام ان چاروں گواہوں سے زنا کے بارے میں سوالات کرے گا کہ زنا کہاں ہوا؟ کیسے ہوا؟ کب ہوا؟ کس نے کس کے ساتھ کیا؟ جب وہ چاروں گواہ اس بارے میں بیان دیدیں گے کہ ہم نے فلاں کو اپنی آنکھوں سے فلاں کیساتھ وطی کرتے اس طرح دیکھا جیسے سوئی کے ناکے میں دھاگہ ڈالا جاتا ہے۔اور اقرار یہ ہے کہ عاقل، بالغ شخص اپنی ذات پر چار مرتبہ چار مجلسوں میں اقرار کرے پھر جب وہ چار مرتبہ اقرار کرلے گا تو قاضی اس سے زنا کے بارے میں سوال کرے گا کہ وہ کب، کہاں، کیسے، کس سے ہوا؟ جب وہ شخص یہ سارے بیانات دے چکے گا تو اس پر حد زنا نافذ کی جائے گی چنانچہ

شادی شدہ مرد و عورت اگر زنا کے مرتکب ہوں تو انہیں رجم کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائیں اور غیر شادی شدہ مرد و عورت اگر یہ کام کریں تو انہیں سو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور غلام نے زنا کیا تو اسے پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔
(القدوری، کتاب الحدود، ص ۲۰۴، ۲۰۵ ملخصاً)

مرد کو کوڑے لگاتے وقت اسکے کپڑے اتار دیئے جائیں گے سوائے تہبند کے اور اسکے جسم پر کوڑے مارے جائیں گے نہ کہ چہرے، سر اور فرج پر اور مرد کو کوڑے مارتے وقت کھڑا رکھا جائے جبکہ عورت کو کوڑے مارتے وقت اسکے کپڑے نہیں اتارے جائیں گے بلکہ اسے بٹھا کر کوڑے مارے جائیں گے۔ (کنز الدقائق، کتاب الحدود، ص ۱۶۴)

ایسے مرد و عورت جن کو رجم کیا گیا ہو کیا انکی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

اس بارے میں حدیثِ پاک ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اصنعوا به كما تصنعون بموتاكم یعنی تم انکے ساتھ وہی معاملہ کرو جیسا تم اپنے مردوں کیساتھ کرتے ہو''۔ (الهداية، كتاب الحدود، فصل فى كيفية الحد، ج ٤، ص ٧٥)

اگر کوئی شخص غیر محل میں وطی کرے یا قوم لوط والا عمل کرے تو ایسے شخص پر امام اعظم کے نزدیک حد متعین نہ ہوگی بلکہ اس پر تعزیر ہوگی۔ اور جامع الصغیر میں ہے کہ اسے قید کیا جائے گا اور صاحبین نے کہا کہ یہ بھی زنا کی طرح ہے لہذا حد نافذ کی جائے گی اور یہی امام شافعی کا ایک قول ہے اور امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ دونوں کو ہر حال میں قتل کر دیا جائے کیونکہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اقتلوا الفاعل و المفعول یعنی فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دیا جائے۔ (الهداية، كتاب الحدود، باب الوطء الذى يوجب الحد، ج ٤، ص ٩٢)

بہتان اٹھانا، ناجائز طور پر آبرو لینا، جعل دغا فریب یہ سب باتیں گناہ ہیں خواہ اپنی عورت کے ساتھ ہوں خواہ کسی اور کے ساتھ، اور ان گناہوں کے لئے شرع نے کوئی حد مقرر نہ فرمائی تو ان میں سزائے تعزیر ہے جس کا اختیار حاکم شرع کو ہے، جو سزا مناسب جانے دے، مگر مارے تو انتالیس ۳۹ کوڑوں سے زیادہ نہ مارے، اور امام ابو یوسف کے نزدیک پچھتر ۷۵، اور اسی پر فتویٰ ہے اشباہ میں ہے ضابطة التعزير كل معصية ليس فيها حد مقدر ففيه التعزير یعنی ضابطہ تعزیر یہ ہے کہ جس گناہ کے لئے کوئی حد مقرر نہ ہو اس پر تعزیر ہے۔ (فتاوی رضویہ، کتاب الحدود و التعزیر، ج ۱۳، ص ۶۱۵)، (صراط الجنان ج ۱، ص ۶۰۷ وغیرہ)۔

ناحق قتل کرنے کا جرم:

سوال.....آیت مقدسہ سے واضح ہوتا ہے کہ کسی انسان کو جائز قتل کرنے کی صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی شخص نے دوسرے شخص کو ظلماً قتل کیا ہو، حالانکہ اس کے علاوہ قتل کرنے کی اور بھی جائز صورتیں ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱)......نماز پڑھنے سے انکار کرنے والے کو قتل کرنا، (۲)......زکوۃ دینے سے انکار کرنے والے کو قتل کرنا، (۳)......ایک خلیفہ منعقد ہونے کے بعد دوسرے مدعی خلافت کو قتل کرنا، (۴)......مرتد کو قتل کرنا، (۵)......شادی شدہ زانی کو سنگسار کر کے قتل کرنا، (۶)......مسلمان کے قاتل کو قصاص میں قتل کرنا، (۷)......قوم لوط کے عمل کرنے والے کو قتل کرنا، (۸)......جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے والے کو قتل کرنا، (۹)......ڈاکو کو قتل کرنا، (۱۰)......مسلمان کا اپنی جان یا مال کی حفاظت اور مدافعت میں قتل کرنا، (۱۱)......چوتھی بار شراب پینے والے کو قتل کرنا، (۱۲)......ذمی کے قاتل کو قتل کرنا۔

جان و مال کی حفاظت و مدافعت میں قتل کے جواز کی صورت میں سید عالم ﷺ کا فرمان موجود ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا: ''یا رسول اللہ! یہ بتایئے کہ اگر ایک شخص مجھ سے میرا مال چھیننا چاہے تو؟ فرمایا: ''اس کو مال مت دو''، اس نے کہا کہ اگر وہ مجھ سے قتال کرے، فرمایا: ''تم بھی اس سے قتال کرو''، اس نے کہا بتایئے کہ اگر وہ مجھے قتل کر دے، فرمایا

تو پھر تم شہید ہو"، اس نے کہا کہ اگر میں اُسے قتل کر دوں؟ فرمایا: "تو وہ شخص دوزخی ہے"۔
(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: الدلیل علی ان من قصد ،رقم:۲۵۷/ ۱٤۰،ص۸۷)

اگر کسی کے ذہن میں یہ اعتراض پیدا ہو کہ آیت میں تو صرف ایک شخص کو قتل کرنے کے جواز بطور قصاص کا حکم بیان ہو رہا ہے، جس نے کسی کو ظلماً قتل کیا ہو تو یہ بارہ صورتیں اس آیت کے خلاف نہیں ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں قتل ناحق کا ذکر ہے اور یہ بارہ صورتیں قتل برحق کی ہیں۔ (تبیان القرآن، ج٦، ص ۷۱۰ وغیرہ)

یتیم کا مال ناحق کھانا جُرم ہے:

٤...... یتیم کا مال تم پر حرام ہے اور خبیث ہے۔ اسے اپنے اموال میں سے جو حلال ہے کیساتھ نہ بدلو حضرت سعید بن جبیر، زہری اور سدی نے کہا کہ یتیموں کے اولیاء یتیموں کے مال میں سے عمدہ لے لیتے اور اس کی جگہ ردی رکھ دیتے، عمدہ درہم لیکر ردی درہم رکھ دیتے اور کہہ دیتے درہم کے بدلے درہم ہو گیا ان لوگوں کو اس کام سے منع کیا گیا۔ مجاھد نے کہا آیت کا معنی یہ ہے کہ حرام رزق کی طرف جلدی نہ کرو قبل اسکے کہ تمہیں وہ رزق حلال پہنچے جسکا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ تم خبیث امر کو طلب نہ کرو مطلب یہ کہ انکے اموال کو بغیر حفاظت کے نہ چھوڑ و طیب امر کے بدلے میں یعنی اسکی حفاظت کرنا اور اصل مالک کو دینا مراد ہے۔
(المظھری، ج۲، ص۵)

☆...... ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قیامت کے دن ایسا شخص جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتا تھا اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اسکے منہ، جسم کے سوراخ، کان، ناک اور آنکھوں سے آگ کے انگارے نکلتے ہوں گے۔"
(الدر المنثور، ج۲، ص۲۲۱)

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اربع حق علی اللہ أن لا یدخلھم الجنۃ، ولا یذیقھم نعیما، مدمن خمر، وآکل ربا، وآکل مال الیتیم بغیر حق، والعاق لوالدیہ اللہ تعالیٰ کی ذات بالا صفات پر حق ہے کہ وہ چار قسم کے لوگوں کو جنت میں داخل نہ کرے گا اور نہ ہی وہ اس کی نعمتوں کا مزہ چکھ سکیں گے جن میں سے ایک شراب کا عادی، سود خور، ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور والدین کا نافرمان ہے"۔
(شعب الایمان، کتاب الثامن والثلاثون، باب اربع حق علی اللہ ،ص).

☆...... امام اعظم فرماتے ہیں کہ جب لڑکے میں (اپنے مال کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کی پہچان) نہ ہو تو اسے اس کا مال نہ سونپا جائے حتی کہ پچیس سال کی عمر کو پہنچ جائے اور اگر اس سے پہلے اس نے اس مال میں تصرف کیا تو اس کا تصرف کرنا مانا جائے گا۔ پھر جب وہ پچیس سال کا ہو تو اسے اس کا مال دیا جائے اگرچہ وہ مال کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کی لیاقت کو نہ پہچانتا ہو۔
(القدوری مع توضیح الضروری، کتاب الحجر، ص۱۰۰)

ماپ تول میں کمی کرنا جُرم ہے:

۵...... اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اس کے اصول وقوانین پر عمل کرنے ہی میں ہماری بھلائی ہے۔ اسلام نظام معیشت کے اصول میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ ماپ طول کا خاص خیال رکھا جائے۔ آج اسلامی معاشرے میں اس اصول پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے طرح طرح کے مسائل دیکھنے میں آرہے ہیں اور جرائم کی بھرمار نے ہمارے معاشرے کو ردی پر لگی ہوئی دیمک کی طرح چاٹ لیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی نظام معیشت کے اصولوں پر عمل درآمد کرایا جائے اور حکومتی سطح پر اس

سلسلے میں مناسب پیش رفت کی جائے۔ (عطائین، ج۲، ص ۳۰۱)۔

اعضاء انسانی بھی جواب دہ ہیں:

۶.....ظاہری آیات کا تقاضا یہ ہے کہ اعضائے انسانی مثلاً آنکھ، کان اور دل اللہ کے حضور جواب دہ ہیں، انسانی اذہان میں یہ اعتراض قائم ہوتا ہے کہ سوال کا جواب دینا صاحب عقل وخرد کا کام ہے نہ کہ ان اعضاء جسمانیہ کا جو ادراک نہیں رکھتے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ مراد صاحب اعضاء جسمانیہ ہیں، یعنی انسان سے ان اعضاء کے استعمال کے متعلق سوال ہوگا۔ قرآن مجید میں اس کی مثال یوں بھی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿واسال القریة اور بستی (والوں) سے سوال کرو(الیوسف: ۸۲)﴾، مراد بستی والے ہیں، یہاں اس قسم کے خطاب سے مراد یہ ہے کہ اے انسانوں تم نے کان کا استعمال ان کاموں کے لیے کیوں کیا جن کی تمہیں اجازت نہ تھی، آنکھوں سے وہ کچھ کیوں دیکھا جس کا تمہیں منع کیا گیا تھا، اور دل میں ان باتوں کے پختہ ارادے کیوں کر لیے جو تمہارے لئے ممنوعات میں سے تھے؟۔ ایک جواب اس اعتراض کا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تمام اقوام عالم آنکھ، کان اور دل کے استعمال سے متعلق پوچھی جائے گی، ان سے کہا جائے کہ تم نے سماعت کو فرمانبرداری میں استعمال کیا یا نافرمانی میں؟ ایسا ہی کلام ہر عضو کے متعلق ہونا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حواس خمسہ نفس کے آلائے مدرکہ ہیں اور نفس ان کا امیر ہے، پس ان حواس اور اعضاء کا استعمال طاعت وفرمانبرداری کے امور میں کرنا چاہیئے تاکہ اس پر ثواب مرتب ہو، اور اگر برعکس استعمال کیا تو عذاب کا مونھ دیکھنا ہوگا۔ (الرازی، ج۷، ص ۳۴۱)

تکبر کی مذمت:

۷.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے دل میں رائے کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، ایک شخص نے کہا ایک آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں، اور اس کے جوتے اچھے ہوں، آپ نے فرمایا: ''اللہ جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر حق کا انکار کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے''۔(سنن ابو داؤد، کتاب اللباس، باب:ما جاء فی الکبر، رقم: ۴۰۹۰، ص ۷۶۱)

☆...... حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے تکبر سے قدموں کے نیچے کپڑا لٹکایا، اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا''۔(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب :قول اللہ تعالی، رقم: ۵۷۸۳، ص ۱۰۲۰)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''پچھلی امتوں میں سے ایک شخص ایک حلہ (دو قسم کی چادریں) پہنے اتراتا ہوا چل رہا تھا اور اس نے اپنے بالوں میں سیدھی کنگھی کی ہوئی تھی اور تکبر سے چل رہا تھا کہ اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں گڑگڑاہٹ کے ساتھ دھنستا رہے گا''۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب :من جر ثوبه، رقم: ۵۷۸۹، ص ۱۰۲۱)

اغراض: بالولاد: مراد اولاد کو زندہ درگور کرنا ہے، اور خاص طور پر اس کا ذکر اس لیے فرمایا کہ قتل کی ہر قسم حرام ہے، اور اس لیے بھی ذکر فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اسی طرح ناداری کے خوف سے اپنی اولاد کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔

ابلغ من لا تأتوه: زنا سے قریب نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ بوس وکنار و چھونے سے بھی بچو، جب بوس وکنار و چھونا جائز نہ رہا تو زنا بدرجہ اولی ناجائز ہوگا۔

تسلیطا علی القاتل: یعنی جان بوجھ کر کسی کو حد سے بڑھتے ہوئے قتل کر دیا جائے، پس اس صورت میں حاکم شرعی پر واجب ہے کہ مقتول کے ورثاء کے لیے قاتل سے بدلہ لینا ممکن بنائے، اور حاکم قصاص، دیت اور معافی کی صورت جو بھی مقتول کے ورثاء کی خواہش ہو اُسے ممکن بنائے۔ بغیر حاکم کی اجازت کے مقتول کے ولی کے لیے قاتل پر چڑھائی کر دینا جائز نہیں، کیونکہ اس میں فساد زمانہ وتخریب کاری کا اندیشہ ہے

ان عاهدتم الله او للناس :یعنی مکلّف ہونے کی حیثیت سے جو عہد اللہ نے تم سے لئے ہیں۔(الصاوی، ج۳، ص۲۲۰ وغیرہ)

رکوع نمبر:۵

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا﴾ بَيَّنَّا ﴿فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ﴾ مِنَ الْاَمْثَالِ وَالْوَعْدِ وَالْوَعِيْدِ ﴿لِيَذَّكَّرُوْا ط﴾ يَتَّعِظُوْا ﴿وَمَا يَزِيْدُهُمْ﴾ ذَالِكَ ﴿اِلَّا نُفُوْرًا (۴۱)﴾ عَنِ الْحَقِّ ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿لَّوْ كَانَ مَعَهٗ﴾ اَىِ اللّٰهِ ﴿اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا﴾ طَلَبُوْا ﴿اِلٰى ذِى الْعَرْشِ﴾ اَىِ اللّٰهِ ﴿سَبِيْلًا (۴۲)﴾ طَرِيْقًا لِيُقَاتِلُوْهُ ﴿سُبْحٰنَهٗ﴾ تَنْزِيْهًا لَهٗ ﴿وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ﴾ مِنَ الشُّرَكَاءِ ﴿عُلُوًّا كَبِيْرًا (۴۳) تُسَبِّحُ لَهُ﴾ تُنَزِّهُهٗ ﴿السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ط وَاِنْ﴾ مَا ﴿مِّنْ شَيْءٍ﴾ مِنَ الْمَخْلُوْقَاتِ ﴿اِلَّا يُسَبِّحُ﴾ مُتَلَبِّسًا ﴿بِحَمْدِهٖ﴾ اَىْ يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ﴿وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ﴾ تَفْهَمُوْنَ ﴿تَسْبِيْحَهُمْ ط﴾ لِاَنَّهٗ لَيْسَ بِلُغَتِكُمْ ﴿اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (۴۴)﴾ حَيْثُ لَمْ يُعَاجِلْكُمْ بِالْعُقُوْبَةِ ﴿وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا (۴۵)﴾ اَىْ سَاتِرًا لَكَ عَنْهُمْ فَلَا يَرَوْنَكَ وَنَزَلَ فِيْمَنْ اَرَادَ الْفَتْكَ بِهٖ ﷺ ﴿وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً﴾ اَغْطِيَةً ﴿اَنْ يَّفْقَهُوْهُ﴾ مِنْ اَنْ يَفْهَمُوْا الْقُرْاٰنَ اَىْ لَا يَفْهَمُوْنَهٗ ﴿وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ط﴾ ثِقَلًا فَلَا يَسْمَعُوْنَهٗ ﴿وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا (۴۶)﴾ عَنْهُ ﴿نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ﴾ بِسَبَبِهٖ مِنَ الْهَزْءِ ﴿اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ﴾ قِرَائَتَكَ ﴿وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى﴾ يَتَنَاجَوْنَ بَيْنَهُمْ اَىْ يَتَحَدَّثُوْنَ ﴿اِذْ﴾ بَدَلٌ مِنْ اِذْ قَبْلَهٗ ﴿يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ فِيْ تَنَاجِيْهِمْ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (۴۷)﴾ مَخْدُوْعًا مَغْلُوْبًا عَلٰى عَقْلِهٖ قَالَ تَعَالٰى ﴿اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ﴾ بِالْمَسْحُوْرِ الْكَاهِنِ وَالشَّاعِرِ ﴿فَضَلُّوْا﴾ بِذَالِكَ عَنِ الْهُدٰى ﴿فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا (۴۸)﴾ طَرِيْقًا اِلَيْهِ ﴿وَقَالُوْٓا﴾ مُنْكِرِيْنَ لِلْبَعْثِ ﴿ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا (۴۹) قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا لا (۵۰) اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ج﴾ يَعْظُمُ عَنْ قُبُوْلِ الْحَيٰوةِ فَضْلًا عَنِ الْعِظَامِ وَالرُّفَاتِ فَلَا بُدَّ مِنْ اِيْجَادِ الرُّوْحِ فِيْكُمْ ﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ط﴾ اِلَى الْحَيٰوةِ ﴿قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ﴾ خَلَقَكُمْ ﴿اَوَّلَ مَرَّةٍ ج﴾ وَلَمْ تَكُوْنُوْا شَيْئًا لِاَنَّ الْقَادِرَ عَلَى الْبَدْءِ قَادِرٌ عَلَى الْاِعَادَةِ بَلْ هِىَ اَهْوَنُ ﴿فَسَيُنْغِضُوْنَ﴾ يُحَرِّكُوْنَ ﴿اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ﴾ تَعَجُّبًا ﴿وَيَقُوْلُوْنَ﴾ اِسْتِهْزَاءً ﴿مَتٰى هُوَ ط﴾ اَىِ الْبَعْثُ ﴿قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا (۵۱) يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ﴾ يُنَادِيْكُمْ مِنَ الْقُبُوْرِ عَلٰى لِسَانِ اِسْرَافِيْلَ ﴿فَتَسْتَجِيْبُوْنَ﴾ فَتُجِيْبُوْنَ مِنَ الْقُبُوْرِ ﴿بِحَمْدِهٖ﴾ بِاَمْرِهٖ وَقِيْلَ وَلَهُ الْحَمْدُ ﴿وَتَظُنُّوْنَ اِنْ﴾ مَا ﴿لَّبِثْتُمْ﴾ فِى الدُّنْيَا ﴿اِلَّا قَلِيْلًا (۵۲)﴾ لِهَوْلِ مَاتَرَوْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم بیان فرمائیں (صرفنا بمعنی بینا ہے) اس قرآن میں (امثال، وعدہ اور وعید وغیرہ ۔۔۔۔۔۱) کہ وہ سمجھیں (یعنی نصیحت حاصل کریں) اور (اس سے) انہیں نہیں بڑھتی مگر (حق سے) نفرت تم فرماؤ (ان لوگوں سے) اگر اس (یعنی اللہ ﷻ) کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا کہ یہ بکتے ہیں جب تو وہ ڈھونڈ نکالتے (لابتغوا بمعنی لا طلبوا ہے) عرش کے مالک (یعنی اللہ ﷻ) کی طرف کوئی راہ (کہ اس سے وہ لڑسکیں) اسے پاکی ہے ۔۔۔۔۔۲ (وہ منزہ ہے) اور برتری ان کی باتوں سے (جو شرکاء کے بارے میں ہے) بڑی برتری، اس کی پاکی بولتے ہیں (یعنی اس کی پاکی بیان کرتے ہیں) ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے، مخلوقات میں سے) جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے (یعنی ہر مخلوق سبحان اللہ وبحمدہ کہتی ہے) ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے ۔۔۔۔۔۳ (تفقھون بمعنی تفھمون ہے، کیونکہ ان کی تسبیح تمہاری زبان میں نہیں ہے) بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے (کہ تم پر جلد عذاب نہیں فرماتا) اور اے محبوب! تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم پر اور ان میں ایک چھپا ہوا پردہ کردیا (جو تمہیں ان سے چھپائے ہوئے تھا کہ وہ تمہیں نہ دیکھ سکیں، یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو بے تو جہی کے عالم میں آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے) اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف ڈال دیئے (یعنی پردے ڈال دیئے) کہ اسے سمجھیں (یعنی ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے اس سے کہ وہ قرآن سمجھ سکیں یعنی وہ قرآن کو سمجھ نہیں پاتے) اور ان کے کانوں میں ٹینٹ (بوجھ) ہے (پس وہ اسے سن نہیں سکتے) اور جب تم قرآن میں اپنے اکیلے رب کی یاد کرتے ہو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں (اس سے) نفرت کرتے ہم خوب جانتے ہیں جس کے لیے وہ سنتے ہیں (یعنی ان کے سننے کا سبب اس کی ہنسی بنانا ہے ہم جانتے ہیں) جب تمہاری طرف (تمہاری تلاوت کی طرف) کان لگاتے ہیں اور جب آپس میں مشورہ کرتے ہیں (آپس میں سرگوشی کرتے ہیں یعنی بات چیت کرتے ہیں) جب کہ (یہ اذ ما قبل اذ سے بدل ہے) ظالم کہتے ہیں (اپنے مشورے میں) تم پیچھے نہیں چلے مگر ایک ایسے مرد کے ساتھ جس پر جادو ہوا ۔۔۔۔۔۴ (جس کی عقل مغلوب ومخدوش ہو کر رہ گئی ہے، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) دیکھو انہوں نے تمہیں کیسی تشبیہیں دیں (سحر زدہ، کاہن اور شاعر ہونے کے ساتھ) تو گمراہ ہوئے (اسی سبب سے ہدایت سے دور ہو کر) کہ راہ نہیں پاتے (ہدایت کی، سبیلا بمعنی طریقا ہے) اور (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے منکر) بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کیا سچ مچ نئے بن کر اٹھیں گے تم فرماؤ (ان سے) کہ پتھر یا لوہا ہو جاؤ یا اور کوئی مخلوق جو تمہارے خیال میں بڑی ہو (حیات قبول کرنے سے بڑی ہو چہ جائے کہ یہ ہڈیاں اور جسم کے ذرے کہ انہیں دوبارہ بنانا پس اللہ ﷻ ضرور تم میں روح کو موجود کردے گا) تو اب کہیں گے کہ ہمیں کون پھر لوٹائے گا (حیات کی طرف) تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا ۔۔۔۔۔۵ (جب کہ تم کچھ بھی نہ تھے کیونکہ جو پہلی بار بنانے پر قادر ہے وہ دوبارہ بنانے پر بھی قادر ہے بلکہ وہ زیادہ آسان ہے تمہاری عقلوں کے مطابق) تو اب تمہاری طرف (تعجب سے) سر ہلا کر کہیں گے (مذاق اڑاتے ہوئے) یہ کب ہے (یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا معاملہ کب ہے؟) تم فرماؤ شاید نزدیک ہی ہو جس دن وہ تمہیں بلائے گا (وہ تمہیں اسرافیل علیہ السلام کی زبان پکارے گا) تو تم (قبروں سے اس کی پکار کا) جواب دو گے اس کے حکم کے سبب (حمد بمعنی امر ہے اور کہا گیا ہے کہ مردے وللہ الحمد کہتے اٹھیں گے) اور سمجھو گے کہ نہ رہے (دنیا میں ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر تھوڑا (اس گھبراہٹ کی وجہ سے جو تم دیکھ رہے ہو گے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد صرفنا فی ھذا القران لیذکروا وما یزیدھم الا نفورا﴾.

و: عاطفہ، لام: تاکید جواب قسم، قد: تحقیقیہ، صرفنا: فعل بافاعل، فی ھذاالقرآن: ظرف لغو "امثالا" مفعول محذوف، لام: جار، یذکروا: فعل وضمیر ذوالحال، و: حالیہ، مایزید: فعل نفی بافاعل، ھم: مفعول، الا: حصر، نفورا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿قل لو کان معہ آلھۃ کما یقولون اذا لا بتغوا الی ذی العرش سبیلا﴾.

قل: قول، لو: شرطیہ، کان: فعل ناقص، معہ: ظرف مستقر خبر مقدم، الھۃ: اسم مؤخر، کما یقولون: جار مجرور، ظرف مستقر "کونا" مصدر محذوف کی صفت مرکب توصیفی خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ شرط، اذا: حرف جواب وجزا، لام: تاکیدیہ، ابتغوا: فعل بافاعل، الی ذی العرش: ظرف لغو، سبیلا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿سبحنہ وتعالی عما یقولون علوا کبیرا﴾.

سبحنہ: مفعول مطلق فعل محذوف "نسبح" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تعالی: فعل بافاعل، عما یقولون: ظرف لغو، علوا کبیرا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تسبح لہ السموت السبع والارض ومن فیھن﴾.

تسبح: فعل، لہ: ظرف لغو، السموات السبع: معطوف علیہ، والارض: معطوف اول، ومن فیھن: معطوف ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم انہ کان حلیما غفورا﴾.

و: عاطفہ، ان: نافیہ، من: زائدہ، شیء: مبتدا، الا: اداۃ حصر، یسبح: فعل ھو ضمیر ذوالحال، بحمدہ: ظرف مستقر حال اول، و: حالیہ، لکن: استدراکیہ مہملہ، لا تفقھون: فعل بافاعل، تسبیحھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، کان حلیما غفورا جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا قرات القران جعلنا بینک وبین الذین لا یومنون بالاخرۃ حجابا مستورا﴾.

و: مستانفہ، واذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، قرات القرآن: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ شرط، جعلنا: فعل بافاعل، بینک: معطوف علیہ، وبین الذین لا یومنون بالاخرۃ: معطوف، ملکر ظرف مستقر مفعول، حجابا مستورا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ وفی اذانھم وقرا﴾.

و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، علی قلوبھم وفی اذانھم: ملکر ظرف لغو، اکنۃ: مصدر بافاعل، ان یفقھوہ: جملہ بتاویل مصدر بتقدیر، "ب": جار، ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، وقرا: معطوف، ملکر معقول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا ذکرت ربک فی القران وحدہ ولوا علی ادبارھم نفورا﴾.

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، ذکرت: فعل وضمیر فاعل، ربک: ذوالحال، وحدہ: حال، ملکر مفعول، فی القرآن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ولوا: فعل وضمیر ذوالحال، علی ادبارھم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، نفورا: مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿نحن اعلم بما یستمعون بہ ....ان تتبعون الا رجلا مسحورا﴾.

نحن: مبتدا، اعلم: اسم تفضیل بافاعل، ب: جار، ما یستمعون به: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، اذ: مضاف، یستمعون الیک جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذ: مضاف، هم نجوی: جملہ اسمیہ مضاف الیہ، ملکر مبدل منہ، اذ: مضاف، یقول الظلمون: جملہ قول، ان: نافیہ، تتبعون: فعل بافاعل، الا: اداۃ حصر، رجلا مسحورا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، اسم تفضیل اپنے متعلقات سے ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا﴾.

انظر: فعل امر بافاعل، کیف: اسم استفہام حال مقدم، ضربوا: فعل وضمیر ذوالحال، ملکر فاعل، لک: ظرف لغو، الامثال: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فضلوا: جملہ فعلیہ معطوف، لا یستطیعون سبیلا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر مفعول، انظر اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقالوا ءاذا کنا عظاما ورفاتا ءانا لمبعوثون خلقا جدیدا﴾.

و: عاطفہ، قالوا: قول، همزہ: استفہامیہ، اذا: مضاف، کنا: فعل ناقص بااسم، عظاما ورفاتا: معطوف علیہ و معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، فعل محذوف "نبعث" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ مقول، همزہ: استفہامیہ، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، مبعوثون: اسم فاعل هم ضمیر ذوالحال، خلقا جدیدا: حال، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قل کونوا حجارة او حدیدا○ او خلقا مما یکبر فی صدورکم﴾.

قل: قول، کونوا: فعل ناقص بااسم، حجارة: معطوف علیہ، او حدیدا: معطوف اول، او: عاطفہ، خلقا: موصوف، من: جار، مایکبر فی صدورکم: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فسیقولون من یعیدنا قل الذی فطرکم اول مرة﴾.

ف: عاطفہ، سیقولون: قول، من: استفہامیہ مبتدا، یعیدنا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، قل: قول، الذی: موصول، فطرکم اول مرة: فعل بافاعل ومفعول وظرف ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا محذوف "هو" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فسینغضون الیک رء وسهم ویقولون متی هو﴾

ف: عاطفہ، ینغضون الیک رء وسهم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یقولون: قول، متی: ظرف مستقر خبر مقدم، هو: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ماقبل "ینغضون" پر معطوف ہے۔

﴿قل عسی ان یکون قریبا○ یوم یدعوکم فتستجیبون بحمده وتظنون ان لبثتم الا قلیلا﴾.

قل: قول، عسی: فعل رجاء "هو" ضمیر مستتر اسم، ان: مصدریہ، یکون: فعل ناقص بااسم، قریبا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، یوم: مضاف، یدعوکم: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تستجیبون: فعل وضمیر ذوالحال، بحمده: ظرف مستقر حال اول، و: حالیہ، تظنون: فعل بافاعل، ان: نافیہ، لبثتم: فعل بافاعل، الا: اداۃ حصر، قلیلا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ ملکر ظرف "اذکر" فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآنی مضامین:

۱......(۱)......علم احکام: از قسم واجب مستحب مکروہ اور حرام، یہ احکام خواہ عبادات میں سے ہوں یا معاملات میں سے یا تدبیر منزل سے متعلق ہوں، اس کی تفصیل فقہاء کے ذمہ ہے۔ قرآن نے تمام عبادات میں خواہ طہارت ہو یا نماز، روزہ، زکوۃ، حج، یاذکر ان تمام احکامات کے اجراء میں تساہل اور بوجہ اکثر آدمیوں کے ناواقف ہونے کے باہم اختلاف کو ختم کیا۔ اور مسائل نماز کا اجمالی تذکرہ کیا گیا اور اس کے لئے لفظ اقامت صلوۃ استعمال کیا۔ اور باقی متعلقہ مسائل اذان جماعت، اوقات اور بناء مساجد کی تفصیل حضور ﷺ نے بیان فرمائی۔ مسائل زکوۃ بھی مختصر ذکر کئے گئے اور حضور ﷺ نے وضاحت فرمائی اسی طرح دیگر احکامات کو بھی اجمالا بیان کیا گیا۔ (۲)......علم مباحثہ: قرآن کریم میں چار گمراہ فرقوں سے مباحث ہوئے ہیں مشرکین، منافقین، یہود، نصاری، یہ مباحثے دو طرح پر واقع ہوئے ایک تو یہ کہ اوّلہ قطعیہ یا خطابیات سے حل کرتے ہیں اور دوسرے یوں کہ ان باطل عقائد کا رد بیان کر کے ان سے نفرت دلائی جاتی ہے۔ (۳)......علم تذکیر بآلاء اللہ: اور قدرت میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں جن کو شہری، بدوی اور عرب وعجم یکساں طور پر سمجھ سکیں ۔لہذا انفسانی نعمتیں جو اولیاء اور علماء کے ساتھ مخصوص اور ارتفاقی لذتیں جو صرف بادشاہوں کا حصہ ہیں ذکر نہیں کی گئیں، بنابریں جن نعمتوں کا ذکر کرنا مناسب تھا یہ ہیں آسمان وزمین کی پیدائش بادلوں سے پانی برسانا اور زمین سے پانی کے چشمے جاری کرنا اور اس سے طرح طرح کے پھل پھول اور غلے اگانا اور ضروری صنعتوں کا الہام اور پھر ان کے جاری کرنے کی قدرت بخشنا اور اکثر مقامات میں ہجوم مصائب اور ان کے دور ہونے کے وقت لوگوں کے رویہ کے بدل جانے پر اکثر مقامات میں تنبیہ فرمائی ہے اس لیے کہ یہ امراض نفسانی میں سے کثیر الوقوع ہے۔ (۴)......ایام اللہ: وہ واقعات جن کو خدا تعالی نے ایجاد فرمایا ہے مثلاً فرمانبرداری کے لیے انعام اور نافرمانوں کے لیے عذاب، ان میں ایسی جزئیات کو اختیار فرمایا کہ جو بیشتر سے ان کے گوش زد ہو چکی تھیں۔ حضرت موسی علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنا، اصحاب کہف کے قصص وغیرہ۔ (۵)......تذکیر بالموت: موت اور اس کے بعد کے واقعات میں سے یہ امور بیان فرمائے انسانی موت کی کیفیت، اور اس وقت اس کی بیچارگی کا عالم اور بعد موت جنت ودوزخ کو سامنے کرنا اور عذاب کے فرشتوں کا آنا اور علامت قیامت بیان کی گئی ہیں۔ (الفوز الکبیر، ص ۲۲، ملخصاً)

توحید باری تعالی پر دلیل تمانع:

۲......اللہ (صانع عالم) ایک ہے، اور اللہ کی ذات بالاصفات کے علاوہ کسی اور کا واجب الوجود ہونا ناممکن ہے۔ اور متکلمین کے نزدیک اس حوالے سے دلیل تمانع پائی جاتی ہے جو کہ باری تعالی کا فرمان ﴿لو کان فیھما الھة الا اللہ لفسدتا﴾ یعنی اگر اس زمین وآسمان میں ایک سے زائد خدا ہوتے تو ان میں فساد آجاتا۔ یہی وہ دلیل تمانع ہے جو کہ متکلمین علم کلام نے بیان کی ہے۔ خلاصہ یوں ہے کہ ایک بارش کے برسنے پر خوش ہوتا اور دوسرا ناخوش، ایک صبح ہونے کی خواہش کرتا اور دوسرا اس پر ناخوش ہوتا۔ الغرض کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ (شرح عقائد، مبحث دلیل علی الوحدانیت ص ۳۴)

ہر چیز اللہ جل جلالہ کی تسبیح کرتی ہے:

۳......ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جو چیز بھی حی (یعنی زندہ ہے) وہی تسبیح کرتی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ تمام حیوانات ونباتات اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق درخت بھی تسبیح کرتے ہیں جیسا کہ استوانہ درخت تسبیح کرتا ہے۔ ایک

قول یہ ہے کہ مٹی جب تک کہ حالت نہ بدلے میں کرتی ہے اور جیسے ہی اس کی حالت بدل جائے گی اس کی تسبیح کرنا ختم ہو جائے گا۔ جواہرات بھی تسبیح کرتے ہیں جب تک کہ انہیں ان کی جگہ سے نہ نکالا جائے جیسے ہی انہیں ان کی جگہ سے نکال لیا گیا، ان کی تسبیح کرنا ختم ہو جائے گا۔ جب تک پتے درخت پر لگے رہتے ہیں تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ پانی جاری ہونے کی خوبی میں ہوتا ہے اس وقت تک تسبیح کرتا رہتا ہے۔ کپڑا جب تک نیا ہوتا ہے تسبیح کرتا رہتا ہے جب بوسیدہ ہو جاتا ہے تسبیح کرنا بند کر دیتا ہے۔ پرندے اور وحشی جانور جب تک سیاحت کرتے رہتے ہیں ان کی تسبیح جاری رہتی ہے اور جیسے ہی وہ کسی مقام پر ٹھہرتے ہیں تسبیح کرنا بند ہو جاتا ہے۔ دروازے اور چھت کی آواز بھی ان کی تسبیح ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ہر حیوان کی تسبیح ہے چہ جائے کہ وہ جمادات سے تعلق رکھتا ہو یا کوئی اور ہو، ان کی تسبیح "سبحن الله وبحمده" ہے۔ (الخازن، ج۳، ص ۱۳۱)

☆...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "میں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل سے محبت کرتے ہو پس جب تم اپنی بکریوں کے پاس یا جنگل میں ہو تو نماز کے لیے آواز سے اذان دیا کرو کیونکہ تمہاری آواز کو جہاں تک جن اور انس اور جو چیز بھی سنے گی وہ تمہاری آواز کی گواہی دے گی"۔ (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب: رفع الصوت بالنداء، رقم: ۶۰۹، ص ۱۰۱)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اطلاق کیا جانا درست یا......:

☆...... بی بی عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا حتی کہ آپ کا خیال یہ ہوتا کہ آپ اپنی ازواج کے پاس (عمل زوجیت کے لیے) گئے ہیں، حالانکہ آپ نہیں گئے تھے، سفیان نے کہا کہ اگر یہ ایسا ہو تو یہ جادو کی زبردست قسم ہے، پس آپ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تمہیں نہیں معلوم ہے کہ میں نے اللہ سے کچھ سوالات کئے تھے اور اللہ نے مجھے ان کے جوابات دیے، میرے پاس دو آدمی آئے، ایک میرے پاس سر کی جانب بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پیروں کی جانب، جو آدمی سر کی جانب بیٹھا تھا اس نے دوسرے سے کہا، اس شخص کا کیا حال ہے، اس نے کہا کہ اس پر جادو کیا گیا ہے، اس نے پوچھا کہ اس پر کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے کہا کہ لبید بن اعصم نے جو بنو زریق کے قبیلہ سے ہے اور یہود کا حلیف ہے، یہ شخص منافق تھا، اس نے پوچھا کس چیز پر جادو کیا ہے؟ اس نے کہا کنگھی میں اور ان بالوں میں جو کنگھی میں جھڑ جاتے ہیں، آپ نے پوچھا وہ کس جگہ ہے؟ اس نے کہا کہ نر کھجور کے کھوکھلے شگوفے میں لپیٹ کر ذروان کے کنویں میں ایک پتھر کے نیچے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر گئے حتی کہ آپ نے اس کو نکال لیا، آپ نے فرمایا یہی وہ کنواں ہے، جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا اور اس کنویں کا پانی مہندی کے تلچھٹ کی طرح تھا اور اس کے کھجور کے درخت شیطانوں کے سروں کی طرح تھے۔ پھر جس پر جادو کیا گیا تھا اس کو کنویں سے نکال لیا گیا، حضرت عائشہ نے کہا آپ نے (جادو کا توڑ کرنے کے لیے) کوئی نشرہ (کسی قسم کا منتر) کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے شفا دے دی اور میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ میں کسی شخص کو برائی کی ترغیب دوں (جس سے جادو کے توڑ کے لیے منتر کی ترویج ہو)۔ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب تکریر الدعاء، رقم: ۶۳۹۱، ص ۱۱۰۹)

۷ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد رؤسا یہود نے لبید بن اعصم یہودی سے کہا تو اور تیری لڑکیاں جادوگری میں یکتا ہیں، حضور پر جادو کر، لبید نے حضور کے ایک یہودی غلام سے حضور کی شکستہ کنگھی کے دندانے اور کچھ بال شریف حاصل کر لیے اور موم کا ایک پتلا بنایا اس میں گیارہ سوئیاں چبھوئیں، ایک تانت میں گیارہ گرہیں لگائیں، یہ سب کچھ اس پتلے میں رکھ کر، بیر اوان میں پانی کے نیچے ایک پتھر کے نیچے دبا دیا، اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال شریف میں یہ اثر ہوا کہ دنیاوی کاموں میں بھول ہو گئی، چھ ماہ تک اثر رہا، پھر جبرائیل امین علیہ السلام نے دونوں سورتیں، سورہ فلق و ناس لائے، جن میں گیارہ آیتیں ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جادو کی خبر دی، حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو اس کنویں کو پر بھیجا گیا آپ نے جادو کا یہ سامان پانی کی تہہ سے نکالا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورتیں پڑھیں، ہر آیت پر ایک گرہ کھل گئی، اس

سے چند فائدہ حاصل ہوئے ایک یہ کہ جادو اور اس کی تاثیر حق ہے، دوسرے یہ کہ نبی کے جسم پر جادو کا اثر ہوتا ہے، جیسے تلوار اور نیزے کا، یہ اثر خلاف نبوت نہیں، موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جادوگر فیل ہوئے کیونکہ وہاں جادو سے معجزہ کا مقابلہ تھا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے خیال پر بھی اس جادو نے اثر کیا۔ (نور العرفان، تحت سورۃ الفلق، حاشیہ نمبر ۱)

کسی نبی و پیغمبر پر جادو کا ہو جانا ایسا ہی ممکن ہے جیسا کہ بیماری کا ہو جانا، اس لیے کہ انبیائے کرام بشری خواص سے الگ نہیں ہوتے، جیسے ان کو زخم لگ سکتا ہے، بخار و درد ہو سکتا ہے، ایسے ہی جادو کا اثر بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ وہ بھی خاص اسباب طبعیہ جنات وغیرہ کے اثر سے ہوتا ہے اور حدیث میں ثابت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ پر سحر ہو گیا تھا، آخری آیت میں کفار نے جو آپ کو مسحور کہا اور قرآن نے اس کی تردید کی اس کا حاصل وہ ہے جس کی طرف خلاصہ تفسیر میں اشارہ کر دیا گیا ہے کہ ان کی مراد درحقیقت مسحور کہنے سے مجنون کہنا تھا اس کی تردید قرآن نے فرمائی ہے اس لیے حدیث سحر اس کے خلاف اور متعارض ہے۔ (معارف القرآن، ج ۵، ص ۴۹۰ وغیرہ)

مرنے کے بعد قبر کے سوال جواب کا بیان:

۵۔۔۔۔۔ آسمانوں کے دروازے کافروں کے لئے نہ کھولے جائیں گے اس سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مفصل کلام یہ ہے

کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت ہے جسے ہم کچھ اختصار کرتے ہوئے پیش کر رہے ہیں راوی فرماتے ہیں کہ ہم نبی پاک ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں گئے۔ ہم نے اسے قبر میں دفن کر دیا، نبی پاک ﷺ اس کی قبر کے پاس بیٹھ گئے اور ہم بھی حضور پر نور ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے، ہمارے سروں پر پرندے جمع ہو گئے تھے نبی پاک ﷺ کے مبارک ہاتھ میں عود کی لکڑی تھی جس سے آپ ﷺ زمین کرید رہے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنے سر کو اٹھایا اور دو یا تین مرتبہ یہ فرمایا: ''عذاب قبر سے پناہ مانگو''، پھر فرمایا ''مؤمن بندہ جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو آخرت میں اس کا استقبال کیا جاتا ہے، آسمانی فرشتے ان پر سورج کی طرح چمکدار شکلوں میں نازل ہوتے ہیں، انکے پاس جنتی کفن ہوتے ہیں، اور جنتی خوشبو یہاں تک کہ وہ مؤمنین کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، پھر اس مؤمن مردے کے پاس ملک الموت آتا ہے جو اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے پاکیزہ روح اپنے رب کی رضا اور مغفرت کی جانب بڑھ (وہ پانی کے قطرے کے بہاؤ کی سی تیزی سے نکلتی ہے پھر اس کے کفن اور خوشبو کو جنتی کفن اور خوشبو میں بدل دیا جاتا ہے، وہ پاکیزہ روح فرشتوں کے ہمراہ فرشتوں کے سرداروں کے پاس سے گزرتی ہے اور سردار کہتے ہیں کہ یہ پاکیزہ روح کس کی ہے؟ تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ فلاں بن فلاں کی، اور ہر آسمان پر اس کی اچھی داد و تحسین ہوتی ہے۔ جب ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو علیین میں لکھ دو، اور اسے زمین کی جانب لوٹا دو کیونکہ میں نے ہی اسے زمین سے پیدا کیا اور میں ہی اسے اس میں پھر لے جاؤں گا، اور اسی سے دوبارہ نکالوں گا چنانچہ پھر اس کی روح اس کے جسم کی طرف لوٹا دی جاتی ہے۔

قبر میں دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں من ربک؟ یعنی تیرا رب کون ہے؟ تو مردہ جواب دیگا کہ ربی اللہ یعنی میرا رب اللہ ہے، پھر فرشتے کہیں گے ما دینک؟ یعنی تیرا دین کیا ہے؟ تو نیک مردہ جواب دے گا کہ دینی الاسلام پھر مُردے سے تیسرا سوال ہوگا کہ ما ھذا الرجل الذی بعث فیکم؟ یعنی تیرے پاس یہ پیاری صورت والا کون بھیجا گیا؟ تو مردہ جواب دے گا کہ ھو رسول اللہ ﷺ کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فرشتے اس مرد مؤمن سے پوچھے گے ما عملک؟ کہ دنیا میں تیرا عمل کیا تھا؟ مردہ جواب دیگا کہ قرآن پڑھنا، اس پر ایمان لانا، اور اس کی تصدیق کرنا، پھر منادی آسمان سے یہ ندا کرے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے اس کے لئے جنتی فرش بچھا دو، اس کے کفن کو جنتی کفن سے بدل دو، اور اسکے لئے جنتی کھڑکی کھول دو، پھر اس مردے کی روح اس کے پاس پاکیزہ صورت میں آئے گی اور اس کی قبر حد نگاہ تک وسیع کر دی جائے گی اور اس کے پاس ایک بندہ حسن شکل و

صورت میں اور پاکیزہ کپڑوں میں آئے گا اور اس مردے سے کہے گا کہ تجھے مبارک ہو جس دن کے بارے میں تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا وہ یہی ہے۔ مردہ اس سے کہے گا کہ اے حسین چہرے والے! تو کون ہے؟ تو وہ شخص کہے گا کہ میں تیرا نیک عمل ہوں پھر وہ مردہ کہے گا کہ اے رب ﷻ قیامت قائم فرما! قیامت قائم فرما! قیامت قائم فرما! تاکہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹ جاؤں۔ اور کافر بندہ کہ جب وہ دنیا سے منقطع ہو کر آخرت کی جانب بڑھے گا تو اس کے پاس بُری شکل میں فرشتے آئیں گے، اور فرشتے اس کے سامنے بیٹھ جائیں گے، اور ملک الموت اس کے سر کی جانب بیٹھ جائیں گے، اور کہیں گے کہ اے خبیث روح! اللہ ﷻ کے غضب اور اس کی ناراضگی کے ساتھ جسم سے نکل! اور اس کے ساتھ وہ تمام معاملات جو مؤمن کے ساتھ اچھے انعام و اکرام کے ساتھ ہوئے تھے وہ اس کے ساتھ بُرے طریقے سے پیش آئیں گے یہاں تک کہ آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور اللہ ﷻ ایسے بندے کے متعلق فرمائے گا کہ اے میرے فرشتوں اس کو زمین کے سب سے نچلے طبقے میں رہنے والے سجین میں لکھ دو پھر اس کی روح (سختی سے) نکال لی جاتی ہے، پھر نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے یہ آیت ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (الحج: ۳۱)﴾ تلاوت فرمائی۔

پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، اور اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور اس کے پاس بیٹھ کر سوالات کریں گے کہ من ربک؟ مادینک؟ ماھذا الرجل الذی بعث فیکم؟ اور کافر مردہ ہر سوال کے جواب میں یہ کہے گا کہ ھاہ ھاہ (یعنی میں نہیں جانتا) پھر اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دیا جائے گا اور اس کے واسطے آگ کے دروازے کھول دئے جائیں گے، اس کی گرمی اس شخص کی جانب بڑھے گی، اس کی قبر اس کے لئے تنگ کر دی جائے گی، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی، اس کے پاس ایک بدصورت آدمی، گندے بدبودار کپڑوں میں آئے گا اور اس مردے سے کہے گا کہ تجھے بشارت ہو آج کے دن کے بُرے عذاب کی جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا مردہ اس بدشکل آدمی سے کہے گا کہ تو بدصورت شخص کون ہے جو بُری خبر لے کر آیا ہے؟ بدصورت شکل والا شخص کہے گا کہ میں تیرا بُرا عمل ہوں، مردہ کہے گا کہ اے رب قیامت قائم نہ کرنا''۔

☆......ابن جریر نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''لاتفتح لھم ابواب السماء کا معنی یہ ہے کہ نہ تو کافروں کا کلام آسمان کی جانب بلند ہو سکے اور نہ ہی عمل''۔ ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: لاتفتح لھم ابواب السماء کا معنی یہ ہے کہ نہ تو ان کے عمل آسمان کی جانب بلند ہوں اور نہ ہی ان کی دعا''۔ ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''لاتفتح لھم ابواب السماء کا معنی یہ ہے کہ آسمان کے دروازے نہ تو ان کی روحوں کے لئے کھولے جائیں گے اور نہ ہی ان کے اعمال کے لئے''۔ (الدر المنثور، ج۳، ص۱۵۵)

اغراض: لھم: اے محبوب ان سے کئی خدا ہونے کے عقیدہ کے باطل ہونے کے بارے میں استدلال پیش کیجئے اور اللہ کے ایک ہونے کا عقیدہ ثابت کیجئے۔ لبتغوا: دنیا کے بادشاہوں سے کئی خدا ہونے کے باطل عقیدے پر قتال کرو۔

من المخلوقات: انسان، جنات، فرشتے، تمام حیوانات اور جمادات مخلوق ہونے میں شامل ہیں۔

ای یقول سبحان اللہ وبحمدہ: یعنی اللہ کی ذات پاک ہونے کا عقیدہ رکھے اور اللہ کی ذات کو ہر قسم کی حمد سے موصوف کرے۔

حیث لم یعاجلکم بالعقوبۃ: تمہاری غفلت، آیات قرآنیہ پر تدبر نہ کرنے اور خالق کائنات کی مصنوعات میں تدبر نہ کرنے کی وجہ سے تمہیں جلد عذاب کا سامنا کرنا پڑے۔ ای ساترا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مفعول فاعل کے معنی میں ہے۔

فیمن اراد الفتک بہ: جیسا کہ ابوجہل، ابولہب کی زوجہ ام جمیل، خیبر اور مدینہ منورہ کے یہود، مدینہ منورہ کے منافقین، اس کا مزید

بیان اسی آیت کے شان نزول میں دیکھ لیں۔

اغطیۃ: سے مراد معنوی پردہ ہے نہ کہ حقیقی، جس سے دشمنان اسلام سید عالم ﷺ کے ادارک کرنے سے محفوظ رہے۔

فلا یسمعونہ: جیسا کہ بعض کفار، جب سید عالم ﷺ قرآن پڑھتے تو یہ حضرات اسے سنتے نہ تھے، یا عدم سماع واغناط کی نفی ہے جو کہ ہر کافرومنافق میں پائی جاتی ہے۔ بذلک عن الھدی اس لیے کہ ھدایت مان لینے کے تابع ہوا کرتی ہے، اور اچھے عقیدہ کا پیش خیمہ ہوتی ہے اور یہ سارے لوگ اس سے مبرا ہیں۔

بل ھی اھون: دوبارہ بنالینا زیادہ آسان ہے پہلی مرتبہ بنانے کے مقابلے میں، اس لیے کہ پہلی مرتبہ تخلیق کرنے میں سابق کی مثال نہیں ہوا کرتی، اور یہ بات ہمیں اپنی عقول وافعال میں نظر کرنے سے پتہ چلتی ہے، اور پہلی مرتبہ تخلیق کرنے یا اعادہ کرنے کی نسبت اللہ کی جانب کرنے میں برابری والی کیفیت ہے جیسا کہ پہاڑ کا پیدا کرنا اور اسی کے مثل ذرات کا پیدا کرنا اللہ کے لئے برابر ہے، (یعنی کوئی مشکل نہیں)۔

علی لسان اسرافیل: یہ ایک قول ہے، جب کہ ایک قول کے مطابق قبر سے بلانے والے جبرائیل علیہ السلام ہونگے، اور صور پھونکنے والے حضرت اسرائیل علیہ السلام ہونگے، اور قبر والوں کو ندا کرنے کی صورت یہ ہوگی "اے بوسیدہ ہڈیوں، ٹوٹے جوڑوں، بدبودار گوشت، بکھرے بالوں، پس اللہ کے حکم سے تمام مفاصل جڑ جائیں گے۔

وقیل ولہ الحمد: جیسا کہ (بروز قیامت) لوگ کہیں گے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اور ایسا مومن و کافر سے کے ساتھ ہوگا، مومنین اللہ کی نعمتوں کا شکر کرتے ہوئے ایسا کہیں گے جب کہ کافر اس امید پر حمد کریں گے کہ انہیں شکر کرنے کا کچھ فائدہ حاصل ہوجائے اور ایسا ہرگز نہ ہوگا یعنی انہیں فائدہ نہ پہنچے گا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ معاملہ مومنین کے ساتھ خاص ہے۔

(الصاوی، ج۳، ص ۳۲۲ وغیرہ)

ایک اھم بات

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

جامع الکمالات:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: (اس آیت میں) فرمایا گیا ہے: "اے محبوب! آپ ان تمام بزرگوں کے تمام کمالات کے جامع بن جائیں"، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اول درجہ کے صابر کہ آپ علیہ السلام نے ساڑھے نوسو برس قوم کی اذیتیں برداشت کیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام اول درجہ کے سخی اللہ ﷻ کی راہ میں قربانیاں دینے والے حضرت اسحاق و یعقوب علیہما السلام اول درجہ کی مصیبتوں پر صابر، حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام اول درجہ کے شاکر حضرت یوسف علیہ السلام صبر و شکر کے جامع، حضرت ایوب علیہ السلام بلاؤں، بیماروں پر اعلیٰ درجہ کے صابر، حضرت موسیٰ علیہ السلام شریعت والے بڑے معجزات والے حضرت زکریا و یحیی و عیسی علیہم السلام اول درجہ کے زاہد تارک الدنیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اول درجہ کے صادق سچے وعدے والے، حضور یونس علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں اعلیٰ درجہ کے عاجزی و زاری کرنے والے ہی، ان سب کا ذکر فرمانے کے بعد ہمارے حضور ﷺ سے فرمایا "فبھدھم اقتدہ" آپ ان تمام حضرات کے تمام صفات کے جامع ہوئے کہ جو کمالات ان میں ایک ایک دو دو تھے وہ سب آپ ﷺ میں جمع ہیں، حضور ﷺ کی زندگی پاک اس آیت کی جیتی جاگتی بولتی تفسیر ہے۔ (تفسیر نعیمی، ج ۷، ص ۵۵٤) (عطائین، ج ۲، ص ۱۳٦)

رکوع نمبر:٦

﴿وَقُل لِّعِبَادِیْ ﴾المُومِنِیْنَ﴿یَقُوْلُوا ﴾لِلْکُفَّارِ الْکَلِمَةَ﴿الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ ﴾یُفْسِدُ﴿بَیْنَهُمْ ط اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا(۵۳) ﴾بَیِّنُ الْعَدَاوَةِ وَالْکَلِمَةُ الَّتِی هِیَ اَحْسَنُ هِیَ﴿رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِکُمْ ط اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ﴾بِالتَّوبَةِ وَالْاِیْمَانِ﴿ اَوْ اِنْ یَّشَاْ﴾تَعْذِیْبَکُمْ﴿ یُعَذِّبْکُمْ ط ﴾بِالْمَوْتِ عَلَی الْکُفْرِ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ وَکِیْلًا(۵۴)﴾فَتَجْبِرُهُمْ عَلَی الْاِیْمَانِ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ﴿وَرَبُّکَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط ﴾بَیَخُصُّهُمْ بِما شَاءَ علی قَدْرِ اَحْوَالِهِمْ﴿وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ ﴾بِتَخْصِیْصِ کُلٍّ مِنْهُمْ بِفَضِیْلَةٍ کَمُوسٰی بِالْکَلامِ وَاِبْرَاهِیْمَ بِالْخُلَّةِ وَمُحَمَّدٍ بِالْاِسْرَاءِ﴿وَّ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا(۵۵) قُلِ ﴾لَهُمْ﴿ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ ﴾اَنَّهُمْ آلِهَةٌ﴿مِّنْ دُوْنِهٖ ﴾کَالْمَلٰئِکَةِ وَعِیْسٰی وَعُزَیْرٍ ﴿فَلَا یَمْلِکُوْنَ کَشْفَ الضُّرِّ عَنْکُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا(۵٦)﴾لَهُ اِلٰی غَیْرِکُمْ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ ﴾هُمْ آلِهَةً﴿یَبْتَغُوْنَ ﴾یَطْلُبُوْنَ﴿اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ ﴾اَلْقُرْبَةَ بِالطَّاعَةِ﴿اَیُّهُمْ ﴾بَدَلٌ مِنَ الواوِ یَبْتَغُونَ اَیْ یَبْتَغِیْهَا الَّذِی هُوَ﴿اَقْرَبُ ﴾اِلَیْهِ فَکَیْفَ بِغَیْرِهٖ﴿وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ط ﴾کَغَیْرِهِمْ فَکَیْفَ یَدعُونَهُمْ آلِهَةً﴿اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ کَانَ مَحْذُوْرًا(۵۷)وَاِنْ ﴾مَا﴿مِّنْ قَرْیَةٍ ﴾اُرِیْدُ اَهْلَهَا﴿اِلَّا نَحْنُ مُهْلِکُوْهَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ﴾بِالْمَوتِ﴿اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِیْدًا ط ﴾بِالْقَتْلِ وَغَیْرِهٖ﴿کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ ﴾اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ﴿مَسْطُوْرًا(۵۸) ﴾مَکْتُوبًا﴿وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ ﴾الَّتِیْ اِقْتَرَحَهَا اَهْلُ مَکَّةَ﴿اِلَّآ اَنْ کَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ط ﴾لِمَا اَرْسَلْنَاهَا فَاَهْلَکْنَاهُمْ وَلَوْ اَرْسَلْنَاهَا اِلٰی هٰؤُلَاءِ لَکَذَّبُوا بِهَا وَاسْتَحَقُّوا الْاِهْلَاکَ وَقَدْ حَکَمْنَا بِاِمْهَالِهِمْ لِاِتْمَامِ اَمْرِ محمدٍ﴿وَاٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ ﴾آیَةً﴿مُبْصِرَةً ﴾بَیِّنَةً واضِحَةً﴿فَظَلَمُوْا ﴾ کَفَروا﴿بِهَا ط ﴾فَاُهْلِکُوا﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ ﴾الْمُعْجِزَاتِ﴿اِلَّا تَخْوِیْفًا(۵۹)﴾لِلْعِبَادِ لِیُؤْمِنُوا﴿وَ﴾اذْکُرُوا﴿اِذْ قُلْنَا لَکَ اِنَّ رَبَّکَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ط ﴾عِلْمًا وَقُدْرَةً فَهُمْ فِیْ قَبْضَتِهٖ فَبَلِّغْهُمْ وَلَا تَخَفْ اَحَدًا فَهُو یَعْصِمُکَ مِنهُمْ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ ﴾عَیَانًا لَیْلَةَ الْاِسْرَاءِ﴿اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ ﴾اَهْلَ مَکَّةَ اِذْ کَذَّبُوا بِهَا وَارْتَدَّ بَعْضُهُمْ لَمَّا اَخْبَرَهُمْ بِهَا﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ ط ﴾وَهِیَ الزَّقُّوْمُ الَّتِی تَنْبُتُ فِی اَصْلِ الْجَحِیْمِ جَعَلْنَا فِتْنَةً لَهُمْ اِذْ

قَالوا :النارُ تحرقُ الشَّجَرَةَ فَكيف تَنبتُهُ ﴿وَنُخَوِّفُهُمْ ﴾ بِهَا ﴿فَمَا يَزِيْدُهُمْ ﴾ تخويفنا ﴿إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا (۶۰)﴾.

﴿ترجمه﴾

اور میرے (مومنین ......۱......) بندوں سے فرماؤ وہ بات کہیں (کفار سے ایسی بات کریں) جو سب سے اچھی ہو بیشک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈالتا ہے (ینزغ بمعنی یفسد ہے) بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے......۲......(اس کی دشمنی ظاہر ہے اور وہ کلمہ جو سب سے اچھا ہے یہ ہے) تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے وہ چاہے تو تم پر رحم کرے (تمہارے توبہ کرنے اور ایمان لے آنے کے سبب) اگر (تمہیں عذاب کرنا) چاہے تو تمہیں عذاب کرے (تمہاری کفر کی موت مرنے کے سبب) اور ہم نے تم کو ان پر ضامن بنا کر نہیں بھیجا (کہ تم انہیں ایمان لانے پر مجبور کرو، اور یہ آیت قتال نازل ہونے سے پہلے کا حکم ہے) اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے (پس ان کو خاص فرما دیتا ہے ان کے حالات کے مطابق جس چیز کے ساتھ چاہتا ہے) اور بیشک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی (ان میں ہر ایک کو خاص فضیلت عطا فرما کر، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا ،حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقام خلت عطا فرما کر، حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو مقام اسراء کا دولہا بنا کر......۳......) اور داؤد کو زبور عطا فرمائی تم فرماؤ (ان سے) پکارو انہیں جن کو تم (اپنا خدا) گمان کرتے ہو اللہ کے سوا، تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ (اسے تمہارے غیر کی طرف) پھیر دینے کا وہ لوگ (جنہیں) وہ (اپنا خدا) پکارتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ (نیکی کے ذریعے قرب......۴......) ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے (اللہ عزوجل کی بارگاہ میں، تو کافر غیر اللہ کو کس طرح معبود سمجھتے ہیں، ایھم بدل ہے یبتغون کی واؤ سے، یعنی وہ فرد بھی وسیلہ ڈھونڈتا ہے جو اس کا قرب رکھتا ہے) اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں (دیگر لوگوں کی طرح تو کافر انہیں کیسے خدا کہہ کر پکارتے ہیں؟) بیشک تمہارے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے اور کوئی بستی نہیں (یعنی کوئی بستی والے نہیں، ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر یہ کہ ہم اسے (موت دے کر) روز قیامت سے پہلے نیست کر دینگے، اسے سخت عذاب دینگے (قتل وغیرہ کیے جانے کے ذریعے) یہ کتاب (لوح محفوظ......۵......) میں لکھا ہوا ہے (مکتوب بمعنی مسطور ہے) اور ہم ایسی نشانیاں (جن کا اہل مکہ نے مطالبہ کیا تھا) بھیجنے سے یوں ہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے جھٹلایا (جب ہم نے نشانیوں کو بھیجا پھر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور اگر ہم نشانیاں ان لوگوں کی طرف بھیجتے تو یہ اسے بھی جھٹلاتے اور ہلاک کے مستحق ہو جاتے محمد مصطفیٰ ﷺ کے امر کو ممکن کرنے کیلئے ہم نے ان کو مہلت دینے کا فیصلہ فرمایا) اور ہم نے ثمود کو ناقہ دیا (ایسی نشانی) جو آنکھیں کھولنے والی تھی (واضح دلیل تھی) تو انہوں نے اس پر ظلم کیا (یعنی اس کے ساتھ کفر کیا، پس انہیں ہلاک کر دیا گیا) اور ہم ایسی نشانیاں (یعنی معجزات) نہیں بھیجتے مگر (لوگوں کو) ڈرانے کو (تا کہ وہ ایمان لے آئیں) اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے فرمایا کہ سب

لوگ تمہارے رب کے قابو میں ہیں (اس کا علم اور اس کی قدرت سب کو محیط ہے پس تمام ہی لوگ اس کے قبضہ میں ہیں پس آپ ﷺ انہیں تبلیغ فرمایئے اور کسی سے خوف نہ کیجئے پس وہ آپ ﷺ کو ان سے محفوظ رکھے گا) اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں (بچشم سر) دکھایا تھا (شب معراج میں) مگر لوگوں کی (یعنی اہل مکہ کی) آزمائش کو (کیونکہ جب نبی کریم ﷺ نے اہل مکہ کو اس واقعہ کی خبر دی تو بعض مسلمانوں نے اسے جھٹلایا اور مرتد ہو گئے) اور وہ پیڑ جس پر قرآن میں لعنت ہے (اس سے مراد زقوم ہے......٦...... جو جہنم کی جڑ میں اگتا ہے ہم نے اسے ان لوگوں کے لیے عذاب کے طور پر بنایا ہے کیونکہ وہ کہتے تھے کہ آگ تو پیڑ کو جلا دیتی ہے تو آگ میں درخت کیسے اُگ سکتا ہے؟) اور ہم انہیں ڈراتے ہیں (اس پیڑ سے) تو (ہمارا ڈرانا) انہیں ڈرانا انہیں بڑھاتا مگر بڑی سرکشی میں۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن﴾۔

و: عاطفہ، قل: فعل بافاعل، لعبادی: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، یقولوا: فعل بافاعل، التی ھی احسن: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، ماقبل "قل" کے لیے۔

﴿ان الشیطن ینزغ بینھم ان الشیطن کان للانسان عدوا مبینا﴾۔

ان الشیطن: حرف مشبہ و اسم، ینزغ بینھم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان الشیطن: حرف مشبہ و اسم، کان: فعل ناقص با اسم، للانسان: ظرف لغو مقدم، عدوا: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر موصوف، مبینا: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل جملے" ان الشیطن ینزغ بینھم" سے بدل ہے۔

﴿ربکم اعلم بکم ان یشأ یرحمکم او ان یشأ یعذبکم﴾۔

ربکم: مبتدا، اعلم بکم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: شرطیہ، یشأ: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، یرحمکم: فعل بافاعل و مفعول، ملکر جملہ ہو کر جزا، ملکر جملہ شرطیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، ان: شرطیہ، یشأ: جملہ فعلیہ شرط، یعذبکم: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مفعول، ملکر جملہ شرطیہ معطوف، ملکر جملہ شرطیہ معطوفہ۔

﴿وما ارسلنک علیھم وکیلا○ وربک اعلم بمن فی السموت والارض﴾۔

و: عاطفہ، ما: نافیہ، ارسلنا: فعل بافاعل، ک: ضمیر ذوالحال، وکیلا: حال، ملکر مفعول، علیھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ربک: مبتدا، اعلم بمن فی السموات والارض: شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد فضلنا بعض النبیّن علی بعض واتینا داؤد زبورا﴾

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ جواب قسم، قد: تحقیقیہ، فضلنا: فعل بافاعل، بعض النبین: مفعول، علی بعض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتینا داود: فعل بافاعل و مفعول اول، زبورا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم مقدر " نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا﴾۔

قل: قول، ادعوا: فعل امر بافاعل، الذین: موصول، زعمتم: فعل بافاعل و مفعول اول محذوف" ھم"، من: جار، دونہ: مجرور، ملکر ظرف مستقر حال ہے" الھۃ" ذوالحال محذوف کے لیے، ملکر مفعول ثانی "ای زعمتموھم الھۃ من دونہ" ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، ف: مستانفہ، لا یملکون: فعل بافاعل، کشف الضر عنکم: شبہ

جملہ معطوف علیہ، ولا تحویلا : معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ﴾.

اولئک : مبدل منہ، الذین یدعون : موصول صلہ ملکر بدل، ملکر مبتدا، یبتغون: فعل وضمیر مبدل منہ، ایھم: مرکب اضافی مبتدا، اقرب : خبر، ملکر جملہ اسمیہ بدل، ملکر فاعل، الی ربھم: ظرف لغو، الوسیلۃ : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویرجون رحمتہ : جملہ فعلیہ معطوف اول، ویخافون عذابہ : جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان عذاب ربک کان محذورا وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا﴾.

ان: حرف مشبہ، عذاب ربک : اسم، کان محذورا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، ان: نافیہ، من : زائدہ، قریۃ : مبتدا، الا حصر، نحن : مبتدا، مھلکوھا : اسم فاعل بافاعل ومفعول ،قبل یوم القیمۃ . ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، معذبوھا: اسم فاعل بافاعل ومفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر، قریۃ: مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ

﴿کان ذلک فی الکتب مسطورا﴾.

کان ذلک : فعل ناقص واسم، فی الکتب مسطورا : شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما منعنا ان نرسل بالایت الا ان کذب بھا الاولون﴾.

و: عاطفہ، ما منعنا : فعل بامفعول، ان: مصدریہ، نرسل: فعل بافاعل، ب: زائدہ، ایت : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، الا: اداۃ حصر، ان: مصدریہ، کذب بھا الاولون :جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ فظلموا بھا وما نرسل بالایت الا تخویفا﴾.

و: عاطفہ، اتینا ثمود : فعل بافاعل ومفعول اول، الناقۃ : ذوالحال، مبصرۃ : حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ظلموا بھا: فعل بافاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ، و: حالیہ، ما: نافیہ، نرسل: فعل بافاعل، ب: زائدہ، الایت: مفعول، الا: حصر، تخویفا : مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اتینا" کے فاعل سے حال ہے۔

﴿واذ قلنا لک ان ربک احاط بالناس﴾.

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قلنا لک : جملہ فعلیہ قول، ان ربک : حرف مشبہ واسم، احاط بالناس: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، "اذکر" فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما جعلنا الرءیا التی ارینک الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القران﴾.

و: عاطفہ، ما : نافیہ، جعلنا الرءیا: موصوف، التی ارینک: صفت، ملکر مفعول اول، الا : حصر، فتنۃ الناس: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، الشجرۃ : موصوف الملعونۃ : صفت، ملکر ذوالحال، فی القرآن: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف ہے ماقبل " الرویا" کا مفعول، ملکر جملہ۔

﴿ونخوفھم فما یزیدھم الا طغیانا کبیرا﴾.

و: مستانفہ، نخوفھم : فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ما یزیدھم: فعل نفی بافاعل ومفعول اول، الا: حصر، طغیانا کبیرا : مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وقل لعبادی یقولوا التی ...... ☆مشرکین مسلمانوں کے ساتھ بدکلامیاں کرتے اورانہیں ایذائیں دیتے تھے،انہوں نے سید عالمﷺ سے اس کی شکایت کی،اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو بتایا گیا کہ وہ کفار کی جاہلانہ باتوں کا ویسا ہی جواب نہ دیں،صبر کریں اور یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ کہہ دیں،یہ حکم قتال و جہاد سے پہلے کا تھا بعد کو منسوخ ہوا اور ارشاد ہوا یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ ، ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عمرؓ کے حق میں نازل ہوئی کہ ایک کافر نے ان کی شان میں بیہودہ کلمات زبان سے نکالے تو اللہ ﷻ نے انہیں صبر اور معاف کرنے کا حکم دیا۔

☆...... قل ادعوا الذین زعمتم...... ☆ کفار جب قحط شدید میں مبتلا ہوئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ کتے اور مردار کھا گئے اور سید عالمﷺ کے حضور میں فریاد لائے اور آپ سے دعا کی التجا کی،اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جب بتوں کو خدا جانتے ہو تو اس وقت انہیں پکارو اور وہ تمہاری مدد کریں اور جب تم جانتے ہو کہ وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے تو کیوں انہیں معبود بناتے ہو۔

☆...... اولئک الذین یدعون یبتغون...... ☆ابن مسعود نے فرمایا یہ آیت ایک جماعت عرب کے حق میں نازل ہوئی جو جنات کے ایک گروہ کو پوجتے تھے،وہ جنات اسلام لے آئے اور ان کے پوجنے والوں کو خبر نہ ہوئی،اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی اور انہیں عار دلائی

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ایمان کی اهمیت:

۱......اللہ نے فرمایا﴿قل (یامحمد)لعبادی (ای المومنین) (الاسراء:۵۳)﴾،اللہ نے جن بندوں کی نسبت اپنی جانب کی،اُن سے مراد مومنین ہیں،یعنی اللہ نے ایمان کو پسند فرمایا،اکثر آیات میں اس قسم کے مضامین ہیں جیسے فرمایا﴿فبشر عباد الذین یستمعون القول (الزمر:۱۷،۱۸)﴾،﴿فادخلی فی عبادی(الفجر:۲۹)﴾،﴿عینا یشرب بھا عباداللہ (الدھر:۶)﴾۔ان تمام آیات میں اللہ نے شرک کے باطل ہونے کا یقینی فیصلہ فرمادیا جبھی ایمان کو اپنی جانب منسوب کیا کہ جو بندے ایمان لاتے ہیں وہ میرے ہیں۔ (الرازی، ج۷، ص ۳۵۵)

امام اعظم اپنی کتاب ''الوصیۃ'' میں فرماتے ہیں:ایمان نام ہے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنے کا،فقط ایک اقرار سے ایمان کامل نہ ہوگا،اس لیے کہ اگر زبانی اقرار سے ایمان مکمل ہو چکا ہوتا تو سارے منافق مومن ہوتے،اسی طرح محض تصدیق قلب سے بھی ایمان مکمل نہیں ہوتا ورنہ تمام اہل کتاب مومن ہوتے،اللہ نے محض دعوائے ایمان کرنے والے منافقین کے بارے میں فرمایا﴿واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون (المنافقون:۱)﴾،اور محض تصدیق کرنے والے یعنی اہل کتاب کے بارے میں فرمایا﴿الذین اتینھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابنائھم (الانعام: ۲۰)﴾۔معلوم ہوا کہ اہل کتاب کی محض اللہ اور رسول کو پہچان کرنے سے کام نہ چلے گا بلکہ ضروری ہے کہ سید عالمﷺ کی نبوت پر ایمان لائیں کیونکہ دیگر رسول کسی خاص قوم یا علاقے کے لیے مبعوث ہوتے تھے اور سید عالمﷺ ساری کائنات کے لیے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ (الفقہ الاکبر، الایمان ھو الاقرار، ص ۱۴۱ وغیرہ)

اس بحث سے بات اظہر من الشمس ہوئی کہ ایمان والے وہ ہیں جو نفاق کی گندگی سے پاک ہیں،تمام ضروریات دین کے ماننے والے،دل و زبان سے تصدیق کرنے والے،اور ہر قسم کے کفر کی گندگی سے کوسوں دور رہنے والے بندے اللہ کی خاص رضا و تسلیم

والے ہیں۔انہی بندوں کواللہ نے اپنے بندے قرار دیا ہے۔

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے:

۲.....اللہ نے انسان اور شیطان کے مابین عداوت کو ازل ہی سے برقرار رکھا ہے کہ انسان اس کی پہچان مصالحت وسکون سے نہیں کر سکتا،جس دن سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی،فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو سوائے ابلیس لعین کے سب نے سجدہ کیا،اور شیطان ابلیس نے تکبر اختیار کیا،اسی دن سے ابلیس کی دشمنی ظاہر ہوگئی اور اللہ کی رضا سے دور مردود و لعین ہونے کا طوق قبول کرلیا،اس کی گمراہی سے (وہی بچ سکتا ہے جسے اللہ بچائے) کیونکہ اس نے مخلوق کو گمراہ کرنے کا دعوی کردیا ہے چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿فبما اغویتنی لاقعدن لهم صراطک المستقیم۝ ثم لاٰتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم شکرین (الاعراف: ۱۷،۱۶)﴾۔ابلیس کی یہ عداوت کوئی ڈھکی چھپی نہیں بلکہ واضح ہے،اسی لئے اللہ نے واضح فرمادیا کہ ابلیس بنی آدم کو وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے انسان اُسے نہیں دیکھ سکتا۔پس اسی لیے انسان کو مشقت اٹھانا پڑتی ہے کہ نہ دیکھے جانے والے کے شر سے خود کو کیسے بچائے؟ پس اللہ کی ذات ہی واحد سہارا ہے جو اُسے شیطان کے مکر و فریب سے بچاسکتی ہے۔

شیطان کے مکر و فریب،حیلہ سازی اور اس کے لشکر کے داؤ پیچ سے بچنے کے لیے انسان کو بہت کوشش کرنی پڑتی ہے،کیونکہ شیطان ناحق کو حق کے لبادے میں لپیٹ کر پیش کرتا ہے،بُرائی کو بھلائی کے لبادے میں مزین کرکے پیش کرتا ہے اور انسان خطا میں پڑجاتا ہے۔پس انسان قرآن وحدیث پر غور وتفکر،اسلاف کی سیرت وکردار کو اپنانے اور اللہ کی رحمت ہی سے شیطان کے مکر و فریب سے بچ سکتا ہے۔ (المقدمة محقق کتاب تلبیس ابلیس، ص ۳)

حضرات انبیائے کرام کے متفاوت درجات:

۳.....ہم نے بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو ان مناقب کیساتھ خاص کیا جو مناقب دوسروں کو نہ دیئے گئے۔ایک قول یہ ہے کہ فضیلت سے مراد شریعت ہے یعنی ہم نے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بعض کو نئی شریعت دی اور بعض کو سابقہ شریعت کا پیرو بنایا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ فضیلت سے مراد اخروی درجات ہیں۔ (روح المعانی، الجزالثالث، ص ۵)

سابقہ امتوں کے نبی کی شریعت بعد میں آنے والے نبی منسوخ کرتے رہے لیکن حضور ﷺ کی شریعت ایسی ہے کہ دائمی ہے یعنی قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔حضور ﷺ کو معجزات کی وجہ سے بھی دیگر انبیائے کرام پر سبقت حاصل ہے دوسرے انبیائے کرام کو جو معجزات دیے گئے یعنی لاٹھی،اونٹنی وغیرہ جو اعیان وجواہر کے قبیل سے ہیں لیکن وہ باقی نہ رہے جبکہ حضور پر نور ﷺ کو دیا جانے والا معجزہ قرآن مجید اعراض اور معانی کے قبیل سے ہے اور ابھی تک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کا معجزہ قیامت تک کے لئے ہے۔الغرض ہر حوالے سے حضور ﷺ دیگر انبیائے کرام سے افضل ہیں۔

اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر لیلۃ الاسراء میں بغیر کسی واسطے کے کلام فرمایا اور حضور اکرم ﷺ کے درجات اسطرح بلند فرمائے کہ آپکی رسالت تمام مخلوقات پر عام کردی۔یہاں تک کہ جمادات،ملائکہ اور جنات کے بھی آپ رسول ہیں اور سید عالم ﷺ کو کثیر معجزات عطا کئے گئے جن کی نہ تو کوئی حد بندی ہوسکتی ہے اور نہ ہی انہیں شمار کیا جاسکتا ہے جیسا کہ آپکو حوض کوثر،مقام محمود اور وسیلہ جیسے خصائص سے نوازا گیا۔ (الصاوی، ج۱، ص ۲۱۳، ۲۱۴، ملخصا)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی کا جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا: ''مجھے اس ذات پاک کی قسم! جس نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا فرمائی۔'' یہ سن کر مسلمان سے ضبط نہ ہو سکا اور اس نے یہودی کے مونھ پر تھپڑ مار دیا اور کہا: ''اے خبیث! کیا وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہیں؟'' اس یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت نہ دو، قیامت کے روز سب بیہوش ہونگے، میں سب سے پہلے ہوش میں آؤنگا، اس روز میں دیکھوں گا کہ موسیٰ عرشِ الٰہی کا پایہ پکڑے ہوئے ہونگے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا بیہوش ہی نہ ہوئے تھے اور کوہِ طور پر بیہوشی کے بدلے آج ان پر بیہوشی طاری نہ ہوئی، پس مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت نہ دو۔''

اس حدیثِ پاک کے علماء کرام نے کئی جواب دیے ہیں: (۱)......ہو سکتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا ہو جس وقت آپکو دوسرے انبیاء پر اپنی فضیلت کا علم ہی نہ ہو۔ (۲)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تواضع وانکساری کیلئے فرمائی ہو۔ (۳)......جب آپس میں لڑائی ہو اس قسم کی باتوں سے منع فرمایا تا کہ کسی نبی کی شان میں کوئی تنقیص نہ ہو جائے۔ (۴)......اپنی ذاتی آرا اور تعصب کی بناء پر کسی نبی کو دوسرے پر فضیلت نہ دو۔ (۵)......کسی نبی کو فضیلت عطا کرنا تمہارے بس کی بات نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے لہٰذا تم پر لازم ہے کہ اس کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کرو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ (ابن کثیر، ج۱، ص۳۷۷)، (عطائین، ج۱، ص ۳۳۳ وغیرہ)

وسیلہ بمعنی ذات یا نیکی:

☆......الوسیلۃ التوصل الی الشیء برغبۃ یعنی کسی چیز کی طرف رغبت کے ساتھ پہنچنے کا نام وسیلہ ہے۔ اور وسیلہ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ علم وعبادت کے ذریعے اس کی راہ کی رعایت کرے اور شریعت کی پاسداری اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کا وسیلہ اس کی بارگاہ کا قرب ہے۔ (المفردات، ص ۵۳۸)

بعض لوگوں نے اس آیت سے صالحین سے مدد چاہنے سے استدلال کیا ہے اور انہیں اللہ اور اس کے بندوں کے مابین وسیلہ مانا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بھی روایت کی ہے کہ **اذا اعیتکم الامور فعلیکم باھل القبور، او فاستغیثوا باھل القبور** یعنی جب تم کسی معاملے میں عاجز آ جاؤ تو قبر والوں سے اس بارے میں رہنمائی لو یا تم قبر والوں سے مدد طلب کرو۔
(روح المعانی، الجزء السادس، ص ۴۰۲)

☆......عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قحط پڑ جاتا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبد المطلب کے وسیلے سے دعا کرتے اور کہتے اے اللہ! پہلے ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کیا کرتے تھے تو تو بارش عطا فرما دیتا تھا اب ہم تیرے نبی کے چچا کا تجھے واسطہ پیش کرتے ہیں، تو ہم پر بارش نازل فرما، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بارش ہونے لگی۔
(صحیح البخاری، کتاب ابواب الاستسقاء، باب سوال الناس الامام، رقم: ۱۰۱۰، ص ۱۶۲)

☆......عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَقَالَ ادْعُهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ

وَيَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلٰى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهِ لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ. حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت عطا کردے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں اسکو موخر کردوں کہ یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کروں، اس نابینا نے کہا کہ دعا کیجئے، آپ نے اسے اچھا وضو کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے ''اے اللہ میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، نبی رحمت کے وسیلے سے تیری جانب متوجہ ہوتا ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپکے وسیلے سے اپنی حاجت براری کے لئے اپنے رب کے حضور متوجہ ہوتا ہوں، تاکہ میری حاجت پوری ہو اے اللہ! میرے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پوری فرما(ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب ما جاء فی صلوۃ الحاجۃ، رقم: ۱۳۸۵، ص ۲۴۵)

ان تمام باتوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جس طرح اللہ کی بارگاہ صمدیت میں اعمال کے ذریعے قرب پایا جاسکتا ہے ساتھ ہی صالحین کا وسیلہ بھی انسان کے بگڑے کام کو بنا دیتا ہے۔ (عطائین، ج ۱، ص ۸۴۶ وغیرہ)

لوح محفوظ کا بیان:

۵......لوح محفوظ سفید موتی کی بنی ہوئی تختی ہے جس کا طول آسمان وزمین کے درمیانی حصے جتنا ہے، اور اس کا عرض مشرق سے لے کر مغرب کے مابین کے فاصلہ کے برابر ہے، اس کے کنارے موتی اور یاقوت کے ہیں، اور دفاتر سرخ یاقوت کے ہیں، اس کے قلم نور کے ہیں جو کلام عرش کے ساتھ معقود ہے اور اس کی اصل فرشتے کی روک ہے۔ انس بن مالک وغیرہ سلف صالحین رحمہم اللہ نے کہا کہ لوح محفوظ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی میں ہے، اور مقاتل کے قول کے مطابق لوح محفوظ عرش کے دائیں جانب ہے۔

(البدایة والنهایة، باب ذکر اللوح المحفوظ، ج ۱، ص ۱۵)۔

قرآن مجید میں کس درخت پر لعنت ہوئی؟

۶......اس سے مراد دوزخ میں زقوم کا درخت ہے، ہر وہ کھانا جس کا ذائقہ مکروہ ہو اور وہ نقصان دہ ہو اس کو عرب میں ملعون کہتے ہیں اور ﴿ان الشجرة الزقوم طعام الاثیم (الدخان: ۴۳،۴۴)﴾، ﴿انا جعلنها فتنة للظلمين (الصفت: ۶۳)﴾ میں اس کا ذائقہ مکروہ ہونا بیان کیا گیا ہے۔ ملعون کے معنی ہے دور کیا ہوا، کیونکہ یہ درخت تمام اچھی صفات سے دور ہے اس لیے اسے معلون کہا گیا ہے۔ ملعون کے معنی مذمت کیا ہوا ہے، کیونکہ اس پر مذمت کی گئی ہے اس لیے اُسے ملعون کہتے ہیں۔ ایک معنی یہ ہیں کہ اس کے کھانے والے ملعون ہوتے ہیں۔ (الرازی، ج ۷، ص ۳۶۱)

اغراض: وهذا قبل الامر بالقتال: یہ حکم آیت ﴿یایها النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم (التحریم: ۹)﴾ سے منسوخ ہے۔

لهم: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا جو اللہ کے ساتھ شریک بناتے تھے۔

فکیف تدعونهم آلهة: یعنی ایسوں کو کیوں معبود بناتے ہو جو خود اپنے بنانے والے کے محتاج ہیں، اور اللہ عزوجل کسی کا کسی طریقے سے محتاج نہیں ہے۔

بالموت: ھلاکت کا معنی کبھی موت ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ فرمان باری ﴿ان امرؤ هلک﴾۔

التی اقترحوھا: جیسا کہ کوہ صفا کو سونے سے بدل جانے کی خواہش کی گئی وغیرہ، اسی کی مثل آیات ﴿لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا(الاسراء:۹۰)﴾ وغیرہ نازل ہوئی۔

المعجزات: اس جملے میں بظاہر محسوس ہونے والے تعارض کا تتمہ ہے، اولا یہ کہا کہ کافروں کی خواہش کے مطابق نہ ہوگا کہ کوہ صفا کو سونے کا بنادیا جائے، پھر معجزات دکھانا؟ جواب اس تعارض کا یہ ہے کہ اولا کافروں کی بے جا خواہشات کی نفی کی گئی ہے اور ثانیا معجزات کا اظہار کیا گیا ہے جوکہ خواہشات سے نہیں دکھائے گئے۔

فھو یعصمک منھم: اے محبوب اللہ دشمنان اسلام کے بُرے ارادے (یعنی تجھے قتل کرنے) سے تجھے محفوظ رکھے گا نہ کہ ان کی ایذارسانیوں سے تیری حفاظت فرمائے گا۔ وھی الزقوم: وہ خبیث ترین درخت جو جہنم کی تہہ میں اگتا ہے، اور جہنمیوں کی غذا بنتا ہے۔

اذ قالوا النار تحرق الشجر: کافروں نے کہا کہ آگ تو درخت جلا دیتی ہے، اللہ ﷻ کی قدرت کا انکار کیا اور اس احکم الحاکمین کے عاجز ہونے کا اظہار کیا، اور رسول کے فرمان کو مذاق بنایا، امور عادیہ پر اعتماد کرتے ہوئے رسول کو اللہ کی قدرت سے غافل جانا، بعد اس مشاہدے کے کہ شترمرغ پتھر اور گرم لوہے کو نگل جاتا ہے لیکن جلتا نہیں، اسی طرح جن اڑنے والے پرندوں کے بالوں سے رومال بنائے جاتے ہیں، جب رومال کو آگ میں ڈالا جائے تو جل جائیں لیکن یہی پرندے اپنی حالت پر باقی رہتے ہیں۔ (الصاوی، ج۳، ص۳۲۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۷

﴿وَ﴾ اذکر ﴿اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ﴾ سُجود تحیۃ بالانحناء ﴿فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا (۶۱)﴾ نصب بنزع الخافض ای من طین ﴿قَالَ اَرَءَیْتَکَ﴾ ای اخبرنی ﴿هٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ﴾ فضلت ﴿عَلَیَّ﴾ بالامر بالسجود وانا خیر منہ خلقتنی من نار ﴿لَئِنْ﴾ لام قسم ﴿اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَاَحْتَنِکَنَّ﴾ لاستاصلن ﴿ذُرِّیَّتَهٗ﴾ بالاغواء ﴿اِلَّا قَلِیْلًا (۶۲)﴾ منھم ممن عصمتہ ﴿قَالَ﴾ تعالی لہ ﴿اذْهَبْ﴾ منظرا الی وقت النفخۃ الاولی ﴿فَمَنْ تَبِعَکَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُکُمْ﴾ انت وھم ﴿جَزَآءً مَّوْفُوْرًا (۶۳)﴾ وافرا کاملا ﴿وَاسْتَفْزِزْ﴾ استخف ﴿مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِکَ﴾ بدعائک بالغناء والمزامیر وکل داع الی المعصیۃ ﴿وَاَجْلِبْ﴾ صح ﴿عَلَیْهِمْ بِخَیْلِکَ وَرَجِلِکَ﴾ وھم الرکاب والمشاۃ فی المعاصی ﴿وَشَارِکْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ﴾ المحرمۃ کالربوا والغصب ﴿وَالْاَوْلَادِ﴾ من الزنا ﴿وَعِدْهُمْ ؕ﴾ بان لا بعث ولا جزاء ﴿وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ﴾ بذلک ﴿اِلَّا غُرُوْرًا (۶۴)﴾ باطلا ﴿اِنَّ عِبَادِیْ﴾ المؤمنین ﴿لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ﴾ تسلط وقوۃ ﴿وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا (۶۵)﴾ حافظا لھم منک ﴿رَبُّکُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ﴾ یجری ﴿لَکُمُ الْفُلْکَ﴾ السفن ﴿فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ﴾ تعالی بالتجارۃ ﴿اِنَّهٗ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا (۶۶)﴾ فی تسخیرھا لکم ﴿وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ﴾ الشدۃ ﴿فِی الْبَحْرِ﴾ خوف الغرق ﴿ضَلَّ﴾ غاب عنکم ﴿مَنْ تَدْعُوْنَ﴾ تعبدون من الالھۃ فلا تدعونہ ﴿اِلَّآ اِیَّاهُ ۚ﴾ تعالی فانکم تدعونہ وحدہ لانکم فی شدۃ لا یکشفھا الا ھو ﴿فَلَمَّا نَجّٰکُمْ﴾ من الغرق واوصلکم ﴿اِلَی الْبَرِّ﴾

اَعْرَضْتُمْ ﴾عن التوحید﴿وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا(۶۷)﴾جحودا للنعم﴿اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ﴾ای الارض کقارون﴿اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا﴾ای یرمیکم بالحصباء کقوم لوط﴿ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِیْلًا(۶۸)﴾حافظا منه﴿اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَكُمْ فِیْهِ﴾ای البحر﴿تَارَةً﴾مرۃ﴿اُخْرٰى فَیُرْسِلَ عَلَیْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ﴾ای ریحا شدیدۃ لا تمر بشیء الا قصفتہ فتکسر فلککم﴿فَیُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ﴾بکفرکم﴿ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَیْنَا بِهٖ تَبِیْعًا(۶۹)﴾نصیرا او تابعا یطالبنا بما فعلنا بکم ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا﴾فضلنا﴿بَنِیْۤ اٰدَمَ﴾بالعلم والنطق واعتدال الخلق وغیر ذالک ومنہ طھارتھم بعد الموت﴿وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ﴾علی الدواب﴿وَالْبَحْرِ﴾علی السفن﴿وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا﴾کالبھائم والوحوش﴿تَفْضِیْلًا(۷۰)﴾فمن بمعنی ما او علی بابھا وتشمل الملٰئکۃ والمراد تفضیل الجنس ولا یلزم تفضیل افرادہ اذ ھم افضل من البشر غیر الانبیاء.

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو (یعنی جھک کر سجدۂ تعظیمی کرو) تو ان سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس نے، بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا (طینا حرف جر کے حذف کے سبب منصوب ہے یعنی دراصل من طین ہے) بولا دیکھ تو (مجھے خبر تو دے) جو یہ تو نے مجھ سے معزز رکھا (اسے مجھ پر فضیلت دی اس کے لیے سجدہ کرنے کا حکم فرما کر حالانکہ میں اس سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے) اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو جڑ سے اکھیر پھینکوں گا اس کی اولاد کو (اپنے وساوس کے ذریعے ورغلا کر) سوائے چند افراد کے (اور یہ وہ ہونگے جنہیں تو نے عصمت عطا فرمائی) اللہ نے (اس سے) فرمایا دور رہو (اس حال میں کہ تجھے نفخۂ اولی کے وقت تک مہلت دی گئی ہے) تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بیشک سب کا بدلہ جہنم ہے (تیرا بھی اور ان کا بھی) بھر پور سزا اور گمراہ کرنے کی کوشش کر (مکر و فریب کر) جن کو تو گمراہ کر سکتا ہے ان میں سے اپنی آواز سے (انہیں گانے باجے اور معصیت کی طرف بلانے والے داعی کے ذریعے) اور دھاوا بول دے (حملہ کر دے) ان پر اپنے گھڑ سواروں اور پیادہ دستوں کے ساتھ (اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیدل چلتے اور بحالت سواری گناہوں میں مشغول ہوتے ہیں) اور شریک ہو جا ان کے (حرام) مالوں میں اور (زنا کی) اولاد میں اور ان سے وعدہ کر (کہ کوئی مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا معاملہ نہ ہوگا نہ کچھ جزا و سزا ہوگی) اور وعدہ نہیں کرتا ان سے شیطان (ان باتوں کا) مگر فریب کو بیشک جو میرے (مومن) بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں (کچھ سلط اور قوت نہیں) اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو (تجھ سے ان کی حفاظت فرمانے کو) تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے (یزجی • بمعنی یجری ہے) تمہارے لیے دریا میں کشتی (فلک کا معنی کشتی ہے) کہ تم اس کا (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا) فضل (تجارت کے ذریعے) تلاش کرو بیشک وہ تم پر مہربان ہے (کہ اس نے کشتیاں تمہارے لیے مسخر کر دیں) اور جب تمہیں دریا میں مصیبت (یعنی شدت) پہنچتی ہے (غرق ہو جانے کا خوف ہوتا ہے) تو گم ہو جاتے ہیں (یعنی تم سے غائب ہو جاتے ہیں) جنہیں پکارتے ہو (یعنی تمہارے وہ معبود جنہیں تم پوجتے ہو تو اس وقت تم انہیں نہیں پکارتے) اس (بلند و بالا ہستی) کے سوا (تو اس وقت تم اسی ایک کو پکارتے ہو کیونکہ تم ایسی تکلیف میں ہوتے ہو جسے وہی دور کر سکتا ہے......) پھر جب وہ تمہیں (غرق ہونے سے) نجات دیتا ہے (اور

تمہیں پہنچا دیتا ہے) خشکی کی طرف تو منہ پھیر لیتے ہو (توحید سے) اور انسان بڑا ناشکرا ہے (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بہت انکار کرنے والا ہے) کیا تم بے خوف ہوگئے اس سے کہ اللہ دھنسا دے تمہارے ساتھ خشکی (یعنی زمین) کے کسی کنارے کو (جیسا کہ قارون کے ساتھ کیا) یا تم پر پتھراؤ بھیجے (یعنی تم پر پتھر برسائے جیسا کہ قوم لوط کے ساتھ کیا گیا) پھر اپنا کوئی وکیل نہ پاؤ (پھر اس سے بچانے والا کوئی نہ پاؤ گے) کیا تم اس سے بے خوف ہوگئے ہو کہ اللہ تمہیں لے جائے اس میں (یعنی دریا میں دوسری) مرتبہ اور بھیجے تم پر جہاز توڑنے والی آندھی (یعنی سخت ہوا کہ جو جس بھی چیز سے گزرے اسے تہس نہس کر کے رکھ دے پھر وہ آندھی تمہاری کشتیوں کو توڑ ڈالے) تو تم کو غرق کر دے تمہارے کفر کے سبب (بما کفرتم بمعنی بکفرتم ہے) پھر تم نہیں پاؤ گے اپنے لیے ہم سے ڈبونے پر کوئی انتقام لینے والا (تبیعا کا معنی یا تو مددگار ہے یا اس کا معنی ایسا پیچھا کرنے والا ہے جو ہم سے اس فعل کے بارے میں مطالبہ کر سکے جو ہم نے تمہارے ساتھ کیا) اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت بخشی (یعنی اسے فضیلت عطا فرمائی علم، نطق اور معتدل خلقت وغیرہ کے ذریعے اور اس میں من جملہ ان کا بعد موت پاک ہونا بھی ہے.....) اور ہم نے سوار کیا ان کو خشکی میں (چوپایوں پر) اور تری میں (کشتیوں پر) اور رزق دیا انہیں پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے انہیں فضیلت دی بہت سی چیزوں پر جن کو ہم نے پیدا فرمایا (جیسے چوپائے اور وحشی جانور) نمایاں فضیلت (پس یہاں من بمعنی ما ہے، یا من اپنے باب ہی پر ہے یعنی ذوالعقول کے لیے آیا ہے اور یہ فرمان فرشتوں کو شامل ہے اور اس سے جنس انسان کی فضیلت مراد ہے اور اس سے اس جنس انسان کے افراد کی فضیلت لازم نہیں آتی کیونکہ فرشتے ماسوا حضرات انبیائے کرام کے دیگر لوگوں سے افضل ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس﴾

و: مستانفہ، اذ: مضاف، قلنا للملئکۃ: قول، اسجد والادم: فعل بافاعل وظرف لغو مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، " اذکر " فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، سجدوا: فعل وضمیر مستثنی منہ، الا: استثناء، ابلیس: مستثنی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل " قلنا " پر معطوف ہے۔

﴿قال ء اسجد لمن خلقت طینا﴾

قال: قول، ھمزہ: استفہامیہ، اسجد: فعل بافاعل، لام: جار، من خلقت: موصول صلہ ملکر ذوالحال، طینا: حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال ارء یتک ھذا الذی کرمت علی﴾

قال: قول، ھمزہ: استفہامیہ، رایتک: بمعنی "اخبرنی"، فعل ت ضمیر فاعل، ک: تاکید، ھذا: موصوف، الذی کرمت علی: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مفعول اول، مفعول ثانی محذوف "ان امرتنی بالسجود لہ تم کرمتہ علی"، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿لئن اخرتن الی یوم القیمۃ لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا﴾

لام: تاکیدیہ جواب قسم، ان: شرطیہ، اخرتن الی یوم القیمۃ: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ جواب قسم، احتنکن: فعل بافاعل، ذریتہ: مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، قلیلا: مستثنی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، قسم محذوف " اقسم " کے لیے، ملکر قائم مقام جواب شرط، ملکر جواب قسم، قسم محذوف " اقسم " کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ۔

﴿قال اذھب فمن تبعک منھم فان جھنم جزاؤکم جزآء موفورا﴾.
قال : قول، اذھب : فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، ف: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، تبع: فعل ھو ضمیر ذوالحال، منھم: ظرف مستقر حال ملکر فاعل، ک: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان جھنم: حرف مشبہ واسم، جزآء: مصدر مضاف، کم: ضمیر مضاف الیہ فاعل، جزاء موفورا: مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔
﴿واستفزز من استطعت منھم بصوتک واجلب علیھم بخیلک ورجلک﴾.
و: عاطفہ ،استفزز: فعل امر بافاعل، من استطعت: موصول صلہ ملکر ذوالحال، منھم: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، بصوتک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ، امر ثانی، و: عاطفہ، اجلب: فعل امر وضمیر ذوالحال، علیھم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، بخیلک ورجلک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ امر ثالث لشیطان۔
﴿وشارکھم فی الاموال والاولاد وعدھم وما یعدھم الشیطن الا غرورا﴾.
و: عاطفہ ،شارکھم: فعل امر بافاعل ومفعول، فی الاموال والاولاد: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ، امر رابع، و: عاطفہ، عدھم : فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ امر خامس، و: اعتراضیہ، ما: نافیہ، یعد ھم الشیطان : فعل بامفعول وفاعل، الا: حصر، غرورا: مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔
﴿ان عبادی لیس لک علیھم سلطان وکفی بربک وکیلا﴾.
ان عبادی: حرف مشبہ واسم، لیس لک: فعل ناقص وظرف مستقر خبر مقدم، علیھم : ظرف مستقر حال مقدم، سلطن: ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ، کفی: فعل، ب: زائدہ، ربک : ممیّز، وکیلا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿ربکم الذی یزجی لکم الفلک فی البحر لتبتغوا من فضلہ﴾.
ربکم: مبتدا، الذی : موصول، یزجی: فعل بافاعل، لکم: ظرف لغو، الفلک: ذوالحال، فی البحر: ظرف حال، ملکر مفعول، لام: جار، تبتغوا من فضلہ : جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور ،ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿انہ کان بکم رحیما﴾.
انہ: حرف مشبہ واسم، کان : فعل ناقص بااسم، بکم رحیما: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ﴾.
و: عاطفہ ،اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، مس: فعل، کم: ضمیر ذوالحال، فی البحر: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ،الضر: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ضل: فعل، من تدعون: موصول صلہ ملکر مستثنی منہ ،الا ایاہ: مستثنی ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔
﴿فلما نجاکم الی البر اعرضتم وکان الانسان کفورا﴾.
ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، نجکم الی البر: جملہ فعلیہ شرط ،اعرضتم: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ،و: عاطفہ، کان : فعل ناقص، الانسان : اسم، کفورا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿افامنتم ان یخسف بکم جانب البر ویرسل علیکم حاصبا ثم لا تجدوا لکم وکیلا﴾.
ھمزہ : استفھامیہ، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "انجوتم"، امنتم: فعل بافاعل، ان : مصدریہ، یخسف : فعل ھو ضمیر

ذوالحال، بکم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، جانب البر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، یرسل علیکم حاصبا: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، ثم: عاطفہ، لا تجدوا: فعل وضمیر فاعل، لکم: ظرف مستقر حال مقدم، وکیلا: ذوالحال اپنے حال مقدم سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر "ان" مصدریہ سے ملکر بتاویل مصدر مفعول، امنتم اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ام امنتم ان یعیدکم فیہ تارۃ اخری فیرسل علیکم قاصفا من الریح﴾.

ام: متصلہ عاطفہ، امنتم: فعل با فاعل، ان: مصدریہ، یعیدکم: فعل با فاعل ومفعول فیہ ظرف لغو، تارۃ اخری: ظرف، ملکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، یرسل علیکم: فعل با فاعل وظرف لغو، قاصفا: موصوف، من الریح: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فیغرقکم بما کفرتم ثم لا تجدوا لکم علینا بہ تبیعا﴾.

ف: عاطفہ، یغرقکم: فعل با فاعل ومفعول، بما کفرتم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ہے، ماقبل "یعیدکم فیہ" پر، ثم: عاطفہ، لا تجدوا: فعل با فاعل، لکم: ظرف مستقر حال مقدم، علینا: ظرف مستقر حال مقدم ثانی، بہ: تبیعا کے متعلق ہے، تبیعا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یعیدکم فیہ" پر معطوف ہے۔

﴿ولقد کرمنا بنی آدم وحملنھم فی البر والبحر﴾.

و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ جواب قسم، قد: تحقیقیہ، کرمنا بنی ادم: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، حملنھم: فعل با فاعل ومفعول، فی البر والبحر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ورزقنھم من الطیبت وفضلنھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا﴾.

و: عاطفہ، رزقنھم من الطیبت: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "کرمنا" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، فضلنھم: فعل با فاعل ومفعول، علی: جار، کثیر: موصوف، ممن خلقنا: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، تفضیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "کرمنا" پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

امام اعظم کا دھریہ سے مکالمہ:

۱...... امام اعظم کا ایک دھریہ سے مکالمہ ہوا جس کا کہنا یہ تھا کہ یہ دنیا یوں ہی بن گئی ہے، اس کا چلانے والا کوئی نہیں، کئی دلائل کے بعد ایک دلیل امام اعظم نے یوں پیش کی کہ بتاؤ: تم حالت سفر میں ہو، کشتی میں سوا ہو، اچانک دریا میں طوفان آجائے، تمہاری کشتی ہچکولے لینے لگے، تم ڈوبنے کے قریب ہو، موت تمہاری منتظر ہے۔ بتاؤ ایسے عالم میں تم کیا کرو گے تمہارے دل میں کس کا خیال آئے گا؟ اس نے کہا کہ میں یہ تمنا کروں گا کہ کاش مجھے کوئی ذات ایسی ہو جو اس طغیانی کیفیت سے بچائے۔ امام اعظم نے کہا: "وہی خدا ہے"۔

قارون کے بارے میں بیان:

۲...... ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ قارون حضرت موسی علیہ السلام کا چچا زاد تھا، سلسلہ نسب یوں ہے: قارون بن یصھر بن

قاهث۔قتادہ کا قول ہے کہ توریت کو اچھا پڑھنے کی وجہ سے اس کا نام نور رکھا گیا،لیکن یہ رضائے الٰہی کے خلاف مال خرچ کر کے اللہ کا دشمن ہوا جیسا کہ سامری نے کیا۔اسے اس کے مال پر سرکشی کرنے کی وجہ سے ہلاکت کا موںھ دیکھنا پڑا۔اپنی قوم میں طویل القامت تھا۔اللہ نے اس کے خزانے کا بیان فرمایا﴿واتینه من الکنوز ما ان مفاتحه لتنوء بالعصبة اولی القوة (القصص:۷۶)﴾۔بڑی بھاری جماعت مل کر اس کے خزانے کی چابیاں اٹھاتی تھی۔اپنی قوم کو وعظ ونصیحت بھی کرتا تھا۔(البدایة والنهایة،قصه قارون مع موسی،ج۱،الجزء:۱،ص ۳۴۵)

اشرف المخلوقات:

۳......جن وجوہات کی بناء پر اللہ نے انسانوں کو اشرف المخلوقات کا نام دیا وہ یہ ہیں:(۱)......انسان کو اپنا نائب بنایا کسی اور مخلوق کو یہ شرف نہیں بخشا جیسا کہ فرمایا﴿انی جاعل فی الارض خلیفة بیشک میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں(البقرۃ:۳۰)﴾۔(۲)......نوع انسان کے پہلے فرد یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے زیادہ علم دیا اور فرشتوں کو سجدے کا حکم دیا ،چنانچہ فرمایا﴿وعلم آدم الاسماء کلها ......الخ اور اللہ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھا دیئے ○واذ قلنا للملئکة اسجدوا......الخ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔(البقرۃ:۳۱،۳۴)﴾۔ (۳)......تمام مخلوق کو کُن کہنے سے پیدا فرمایا لیکن انسان کو اپنے (بے مثل) ہاتھوں سے تخلیق فرمایا،ارشاد باری ہوا،﴿واذا اراد شیئا ان یقول کن فیکون﴾﴿قال یاابلیس مامنعک ان تسجد لما خلقت بیدی اے ابلیس تجھے اس کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا(ص:۷۵)﴾۔(۴)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو مارے تو چہرے سے اجتناب کرے کیونکہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ہے(صحیح مسلم،کتاب:البر والصلة،رقم:۲۶۱۲/۶۶۵۰،ص ۱۲۸۸)۔(۵)......انسان کو تمام مخلوق میں اچھی صورت پر پیدا کیا چنانچہ فرمایا﴿لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم یعنی ہم نے انسان کو اچھی صورت پر پیدا فرمایا(التین:۴)﴾۔

اغراض: سجود تحیة بالانحناء: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا کفر ہے اور فرشتے اس سے مُبَرَّا ہیں کہ وہ غیر خدا کو سجدہ کریں،اس اعتراض کا تتمہ یوں ہوگا کہ درحقیقت سجدہ پیشانی رکھ کر کیا گیا تھا،اور آدم علیہ السلام کی حیثیت قبلہ کی طرح تھی جس طرح نمازی کعبہ کی طرف موںھ کر کے سجدہ کرتے ہیں،اور اسی طرح سجدہ کا محل غیر خدا کی طرف ہونا بھی کفر ہے اور یہ اللہ کے حکم کے سوا ہو نہیں سکتا اور اگر اللہ کے حکم سے ہے تو پھر ایسا کرنا جائز ہے۔

خلقتنی من نار: یعنی آگ عناصر اربعہ میں افضل ترین ہوتی ہے۔وکل داع الی معصیة:مراد اجنبی عورت سے کلام وغیرہ کرنا ہے۔

ممن عصمته: یعنی حضرات انبیائے کرام کی عصمت واجب اور حضرات صلحاء کی جائز ہے۔

الی وقت النفخة الاولی:یہ جواب شیطان کو ہے جس نے دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے وقت تک مہلت مانگی تا کہ موت سے فرار ہو سکے،اس لیے کہ شیطان جانتا ہے کہ دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد موت نہیں ہے۔

والفرا:اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ اسم مفعول بمعنی اسم فاعل ہے۔من الغرق : جار مجرور نجاکم کے متعلق ہیں۔

بالغناء: غین کی کسرہ اور مد کے ساتھ،مراد سُر بکھیرنا ہے،جس سے جذبات بھڑک جائیں۔

من الزنا: اور اس میں یہ بات بھی داخل ہے کہ مرد اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دے کر اس کے پاس اولاد کے حصول کے لیے آئے،تو شیطان بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

الشدة خوف الغرق: یعنی تیز ہوا کے وقت غرق ہونے کے خوف سے۔کقارون: کا بیان حاشیہ نمبر۳ میں پڑھ لیں۔

عن التوحید: یعنی تم نے اللہ کو چھوڑ دیا، کافر نے بتوں کو خدا بنا کر، اور نافرمانوں نے غفلت اور خواہشات کی بنا پر، باوجود اس کے ہر ایک اللہ سے خوف زدہ ہوتا ہے۔

ای نرمیکم بالحصباء: یعنی تم پر سخت ہوا چلنے کے سبب۔ کقوم لوط: کہ ان پر آسمان سے پتھر کی بارش ہوئی۔

بکفرکم: یعنی کفر کے سبب، بما کفرتم میں اس جانب اشارہ ہے کہ ما مصدریہ ہے، اور یہ بھی صحیح ہے ما موصولہ مان لیا جائے، یعنی تمہارے کفر کرنے کے سبب۔

ومنه طهارتهم بعد الموت: یعنی بنی آدم مرنے کے بعد پاک ہوتا ہیں، جیسا کہ کافروں کو ان کے باطنی خباثت کی وجہ سے ناپاک کہتے ہیں، اسی کی مثل فرمان مقدس ﴿انما المشركون نجس(التوبۃ:۲۸)﴾ ہے۔

فمن بمعنى من: من غیر عقلاء کے لیے (بھی) استعمال ہوتا ہے، اور مراد اس سے کثرت ہے، چہ جائے کہ فرشتوں کے ماسوا ہو۔

او علی بابها: علی کا استعمال غالب طور پر عقلاء کے لیے ہوتا ہے۔

والمراد تفضیل الجنس: یعنی انسان سے افضل ہوتے ہیں، اور ملائکہ سے بھی افضل ہوتے ہیں، اور یہ جواب اس بارے میں ہے کہ کہا جاتا ہے کہ ہمیں تسلیم نہیں کہ تمام بنی آدم فرشتوں سے افضل ہیں، تو میں (علامہ صاوی) اس بات کا یوں جواب دوں گا کہ فضیلت جنس کے اعتبار سے ہے، جو کہ اس بات کے منافی نہیں کہ سرداران ملائکہ عام انسانوں سے افضل ہیں۔

افضل من البشر: اشاعرہ کی تحقیق یہ ہے کہ خاص بشر جیسا کہ حضرات انبیائے کرام ورسل العظام خاص ملائکہ سے افضل ہیں، خاص ملائکہ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام ہیں، اور عام بشر جیسا کہ صلحاء تو یہ صلحاء حضرات عام ملائکہ سے افضل ہوتے ہیں جو کہ متذکرہ بالا چار حضرات ملائکہ کے علاوہ ہیں۔ (الصاوی، ج۳، ص ۳۲۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

اُذْكُرْ ﴿يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۚ﴾ بِنَبِيِّهِمْ فَيُقَالُ يَا اُمَّةَ فُلَانٍ اَوْ بِكِتَابِ اَعْمَالِهِمْ فَيُقَالُ يَا صَاحِبَ الْخَيْرِ وَيَا صَاحِبَ الشَّرِّ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿فَمَنْ اُوْتِيَ﴾ مِنْهُمْ ﴿كِتٰبَهٗ﴾ بِيَمِينِهِ وَهُمُ السُّعَدَاءُ اُولُو الْبَصَائِرِ فِي الدُّنْيَا ﴿بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ﴾ يُنْقَصُوْنَ مِنْ اَعْمَالِهِمْ ﴿فَتِيْلًا(۷۱)﴾ قَدْرَ قِشْرَةِ النَّوَاةِ ﴿وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ﴾ اَيِ الدُّنْيَا ﴿اَعْمٰى﴾ عَنِ الْحَقِّ ﴿فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى﴾ عَنْ طَرِيْقِ النَّجَاةِ وَقِرَاءَةِ الْكِتَابِ ﴿وَاَضَلُّ سَبِيْلًا(۷۲)﴾ اَبْعَدُ طَرِيْقًا عَنْهُ وَنَزَلَ فِيْ ثَقِيْفٍ وَقَدْ سَاَلُوْهُ ﷺ اَنْ تُحَرِّمَ وَادِيَهُمْ وَاَلَحُّوْا عَلَيْهِ ﴿وَاِنْ﴾ مَا ﴿كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ﴾ يَسْتَزِلُّوْنَكَ ﴿عَنِ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖۗ وَاِذًا﴾ لَوْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ ﴿لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا(۷۳) وَلَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ﴾ عَلَى الْحَقِّ بِالْعِصْمَةِ ﴿لَقَدْ كِدْتَّ﴾ قَارَبْتَ ﴿تَرْكَنُ﴾ تَمِيْلُ ﴿اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا﴾ رُكُوْنًا ﴿قَلِيْلًا(۷۴)﴾ لِشِدَّةِ احْتِيَالِهِمْ وَاِلْحَاحِهِمْ وَهُوَ صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّهٗ ﷺ لَمْ يَرْكَنْ وَلَا قَارَبَ ﴿اِذًا﴾ لَوْ رَكَنْتَ ﴿لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ﴾ عَذَابِ ﴿الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ﴾ عَذَابِ ﴿الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا(۷۵)﴾ مَانِعًا مِنْهُ وَنَزَلَ لَمَّا قَالَ لَهُ الْيَهُوْدُ اِنْ كُنْتَ نَبِيًّا فَالْحَقْ بِالشَّامِ فَاِنَّهَا اَرْضُ الْاَنْبِيَاءِ ﴿وَاِنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ ﴿كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ

﴿اَرضِ المدینۃِ﴾﴿لِیُخرِجُوکَ مِنھَا وَاِذًا﴾لو اخرجوک﴿لَّا یَلبَثُونَ خِلٰفَکَ﴾فیھا﴿اِلَّا قَلِیلًا(٧٦)﴾ثم یُھلکونَ﴿سُنَّۃَ مَن قَد اَرسَلنَا قَبلَکَ مِن رُّسُلِنَا﴾ای کَسُنَّتِنَا فِیھِم مِن اِھلَاکِ مَن اَخرَجھُم﴿وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحوِیلًا(٧٧)﴾تبدیلا.

﴿ترجمہ﴾

اور (یادکرو) جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے تمام (یعنی اس کے نبی) کے ساتھ بلائیں گے (تو کہا جائیگا، اے فلاں نبی کی امت! اے فلاں نبی کی امت! یاامامھم سے مرادنامۂ اعمال ہے......١......تواس کے مطابق یوں پکارا جائیگا اے نیکوکار، اے بدکار، اوراس دن سے مراد قیامت کا دن ہے) تو (ان میں سے) جنہیں اپنا نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا گیا (یہ وہ لوگ ہونگے جو دنیا میں صاحب بصیرت اور سعادت مند تھے) یہ لوگ اپنا نامۂ اعمال پڑھیں گے اوران پر ذرہ بھر ظلم نہ ہوگا (یعنی کھجور کی گھٹلی کے چھلکے کے برابر بھی نیک عمل کم نہ کیا جائے گا......٢......) اور جو اس (دنیا) میں اندھا ہو (راہ حق سے) وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا (راہ نجات سے اور اپنا نامۂ اعمال پڑھنے سے) اور بڑا گمراہ کردہ راہ ہوگا (یعنی حق سے بہت دور راستے پر ہوگا یہ آیت بنو ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ وہ ان کی وادی کو حرم بنادیں اوراس بارے میں آپ ﷺ سے بہت الحاح وزاری کی) اور وہ تو قریب تھے کہ تمہیں کچھ لغزش دیتے (کادوا بمعنی قاربوا ہے) ہماری وحی......٣......سے جو ہم نے تم کو بھیجی کہ تم ہماری طرف کچھ اور نسبت کرو اور ایسا ہوتا (یعنی آپ ﷺ ایسا کرتے) تو وہ تم کو اپنا گہرا دوست بنالیتے اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے (حق پر عصمت عطا فرما کر) تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف تھوڑا سا جھکتے (قلیلا صفت ہے اس سے پہلے رکونا محذوف ہے، یعنی ان کے زبردست مکروفریب اور ظاہری الحاح وزاری کے سبب تم ان کی طرف جھک جاتے، یہ فرمان اس بارے میں صریح ہے کہ آپ ﷺ نہ تو ان کی طرف جھکے اور نہ قریب ہوئے) اور ایسا ہوتا (یعنی اگر آپ ﷺ مائل ہوتے) تو ہم تم کو دونی عمر (کا عذاب) دیتے اور دگنی موت (کا عذاب) دیتے (یعنی تمہارے غیر کو دنیا وآخرت میں جو عذاب دیا جاتا ہے اس کی دو مثل تمہیں دیا جاتا) پھر ہم تمہارے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پاتے (اس عذاب کو روکنے والا اور یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب یہودیوں نے کہا اگر آپ نبی ہیں تو شام جایئے کیونکہ ملک شام حضرات انبیائے کرام کی سرزمین ہے) اور بیشک قریب تھا (وان مخففہ ہے) کہ وہ تمہیں ڈگمگا دیں اس زمین میں (یعنی سرزمین مدینہ منورہ میں) کہ تمہیں اس سے باہر کردیں اور ایسا نہ ہوتا (اگر وہ تمہیں نکال دیتے) تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے (مدینہ میں) مگر تھوڑا (پھر انہیں ہلاک کردیا جاتا) دستور ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے (یعنی جیسا کہ ہمارا دیگر حضرات انبیائے کرام کے بارے میں ہے کہ ہم ملک سے نکالنے والوں کو ہلاک کردیتے ہیں) اور تم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے (تحویلا بمعنی تبدیلا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یوم ندعوا کل اناس بامامھم فمن اوتی کتبہ بیمینہ فاولئک یقرء ون کتبھم ولا یظلمون فتیلا﴾.

یوم: مضاف، ندعوا: فعل بافاعل، کل اناس: مفعول، بـامـامھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ ہلکر ظرف مستقر "اذکر" فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، من: موصولہ، اوتی کتبہ بیمینہ: جملہ فعلیہ صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، یقرء ون کتابھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولا یظلمون: فعل نفی بالنائب، فتیلا: ظلما مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرة اعمی واضل سبیلا﴾.
و: عاطفہ، من: موصولہ، کان: فعل ناقص، فی هذه: ظرف مستقر خبر مقدم، اعمی: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، هو: مبتدا، فی الاخرة: ظرف مستقر حال مقدم، اعمی: معطوف علیہ، واضل سبیلا: معطوف، ملکر خبر ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا غیره﴾.
و: مستانفہ، ان: مخففہ، کادوا: فعل مقارب واسم، لام: تاکیدیہ، یفتنونک: فعل بافاعل ومفعول، عن الذی اوحینا الیک: ظرف لغو، لتفتری علینا غیره: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا لا تخذوک خلیلا○ ولو لا ان ثبتنک لقد کدت ترکن الیهم شیئا قلیلا﴾.
و: عاطفہ، اذا: حرف جواب وجزاء، لا تخذوک خلیلا: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ، "لو" شرطیہ مقدر "لو اتبعت اهواء هم" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، لو لا: شرطیہ، ان ثبتنک بوصول صلہ ملکر مبتدا، خبر محذوف "لنا" ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط، لام: تاکید جواب قسم، قد: تحقیقیہ، کدت: فعل مقارب بااسم، ترکن الیهم: فعل بافاعل وظرف لغو، شیئا قلیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "اقسم" کے لئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر جواب لو لا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اذا لاذقناک ضعف الحیوة وضعف الممات﴾.
اذا: حرف جزا وجواب، لام: تاکیدیہ جواب قسم، اذقنک: فعل بافاعل ومفعول، ضعف الحیوة وضعف الممات: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر شرط محذوف "لو اتبعت مرادهم" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ثم لا تجد لک علینا نصیرا○ وان کادوا لیستفزونک من الارض لیخرجوک منها﴾.
ثم: عاطفہ، لا تجد لک: فعل نفی بافاعل وظرف لغو، علینا نصیرا: شبہ جملہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ان: مخففہ، کادوا: فعل مقارب بااسم، لام: تاکیدیہ یستفزونک من الارض: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، لیخرجوک منها: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا لا یلبثون خلفک الا قلیلا﴾.
و: عاطفہ، اذا: حرف جزا وجواب، لا یلبثون: فعل نفی بافاعل، خلفک: ظرف، الا: حصر، قلیلا: مصدر محذوف "لبثا" کی صفت مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿سنة من قد ارسلنا قبلک من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحویلا﴾.
سنة: مصدر مضاف، من: موصولہ، قد: تحقیقیہ، ارسلنا: فعل وضمیر فاعل، قبلک: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائدہ، رسلنا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مضاف الیہ ملکر مفعول مطلق، فعل محذوف "سن" کے لیے "ای سن الله ذلک سنة"، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تجد: فعل بافاعل، لسنتنا: ظرف لغو، تحویلا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وان کادوا لیفتنونک......☆ ثقیف کا ایک وفد سید عالم ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اگر آپ تین باتیں منظور کرلیں تو ہم آپ کی بیعت کرلیں گے، ایک تو یہ کہ نماز میں جھکیں گے نہیں یعنی رکوع وسجدہ نہ کریں گے، دوسری یہ کہ ہم اپنے بت اپنے ہاتھوں

سے منتقل ہو جائیں گے، تیسری یہ کہ لات کو پوجیں گے تو نہیں مگر ایک سال اس سے نفع اٹھالیں کہ اس کے پوجنے والے جو نذریں چڑھائیں اس کو وصول کرلیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا، اس دین میں کچھ بھلائی نہیں جس میں رکوع وسجدہ نہ ہو، اور بتوں کے توڑنے کی بابت تمہاری مرضی اور لات وعزی سے فائدہ اٹھانے کی اجازت میں ہرگز نہیں دوں گا، وہ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ ہم چاہتے یہ ہیں کہ آپ کی طرف سے ہمیں ایسا اعزاز ملے جو دوسروں کو نہ ملا ہوتا کہ ہم فخر کرسکیں، اس میں اگر آپ کو اندیشہ ہو کہ عرب شکایت کریں گے تو آپ ان سے کہہ دیجئے گا کہ اللہ کا حکم ہی ایسا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆...... **وان کادوا لیستفزونک** ...... ☆مشرکین نے اتفاق کر کے چاہا کہ سب مل کر سید عالم ﷺ کو سرزمین عرب سے باہر کردیں لیکن اللہ ﷻ نے ان کا یہ ارادہ پورا نہ ہونے دیا اور ان کی یہ مراد بر نہ آئی، اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

امام سے مراد اعمال نامہ ہے:

۱...... امام طبری فرماتے ہیں کہ امام سے مراد وہ ہے جس کی لوگ دنیا میں پیروی کرتے ہیں، اقتداء کرتے ہیں، عربی لغت میں امام کا لفظ غالب طور پر اسی معنی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ (جامع البیان ،الجزء ۱۵، ص ۱۴۷)

عماد الدین ابن کثیر کہتے ہیں: قیامت کے دن ہر قوم اپنے امام کے ساتھ جواب دہ ہوگی، لیکن اس بارے میں کچھ اختلاف ہے، مجاہد اور قتادہ کا قول ہے کہ ہر قوم اپنے نبی کے ساتھ محاسب ہوگی جیسا کہ اللہ نے فرمایا ﴿**ولکل امة رسول فاذا جاء رسولهم قضی بينهم بالقسط وهم لا يظلمون**﴾ (یونس:۴۷)۔ بعض سلف صالحین نے کہا کہ ہے کہ یہ قول اصحاب حدیث کے نزدیک بہت بڑا شرف ہے کہ قوم اپنے نبی کے ساتھ پیش کی جائے اس لیے کہ نبی قوم کا امام ہوتا ہے۔ ابن زید نے لکھا ہے کہ اپنے نبی پر نازل ہونے والی کتاب کے ساتھ پیش کی جائے گی اور یہ قول ابن جریر، ابن ابی نجیح اور مجاہد نے اختیار کیا ہے۔ ابن عباس کا قول ہے کہ قوم اپنے اعمال نامے کے ساتھ پیش کی جائے گی اور یہی قول ابوالعالیہ، حسن اور ضحاک کا ہے اور یہی راجح ترین قول ہے۔ (ابن کثیر، ج۳، ص ۶۶)

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: ''ایک شخص کو بلایا جائے گا اور اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس کا جسم ساٹھ ہاتھ کا کر دیا جائے گا، اور اس کا چہرہ سفید کر دیا جائے گا، اور اس کے سر پر چمکتے ہوئے موتیوں کا تاج پہنایا جائے گا، اور وہ اپنے اصحاب کے پاس جائے گا، وہ اس کو دور سے دیکھ کر کہیں گے، اے اللہ! ہم کو بھی ایسا کر دے! اور ہم کو اس میں برکت دے، یہاں تک کہ وہ شخص ان کے پاس پہنچ جائے گا اور کہے گا کہ خوشخبری لو، تم میں سے ہر شخص کو یہ درجہ ملے گا، اور رہا کافر تو اس کا چہرہ سیاہ کر دیا جائے گا اور اس کا جسم حضرت آدم علیہ السلام کی صورت کے مطابق ساٹھ ہاتھ کا کر دیا جائے گا، اور اس کو ذلت کا تاج پہنا دیا جائے گا، اور اس کے اصحاب اس کو دور سے دیکھ کر کہیں گے، ہم اس کے شر سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، اے اللہ اس کو ہمارے پاس نہ لانا جب وہ ان کے پاس آئے گا تو وہ کہیں گے اے اللہ! اس کو ذلیل کر وہ کہے گا اللہ تم کو دور کردے تم میں سے ہر شخص کو یہ درجہ ملے گا۔ (سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة بنی اسرائیل، رقم: ۳۱۴۷، ص ۸۹۵)

مناسب یہی ہے کہ امام سے نامۂ اعمال مراد لیا جائے اس لیے کہ مابعد دائیں/ بائیں ہاتھوں میں اعمال نامہ دینے کا بیان ہے لہذا مناسب یہی خیال کیا جاتا ہے کہ امام سے مراد نامۂ اعمال ہو۔

کھجور کی گھٹلی کے چھلکے کی مثال:

۲......جن لوگوں کو قیامت کے دن دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا جنہیں وہ پڑھیں گے تو ایسے لوگوں کے ثواب میں کھجور کی گھٹلی کے چھلکے کے برابر بھی کمی نہ ہوگی، یہ مثال اس لیے دی گئی کہ انسان جب کھجور کھاتا ہے تو گھٹلی اور اس کا چھلکا نکال دیتا ہے، اور یہ کسی چیز کی حقیر ترین مثال ہے، اللہ نے ہمیں سمجھا دیا کہ کھجور میں موجود گھٹلی کے ساتھ لگی ہوئی باریک جھلی کی حیثیت ہی کیا، انسان کے عمل پر مرتب ہونے والے ثواب میں سے اتنے کی بھی کمی نہ ہوگی۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ انسان کی انگلی اور انگوٹھے پر لگے ہوئے میل کو فتیل کہتے ہیں جو کہ فعیل کے وزن پر بمعنی مفعول ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ دائیں ہاتھ والوں کو نامۂ اعمال پڑھنے کے ساتھ کیوں خاص کیا گیا حالانکہ بائیں جانب والے بھی پڑھیں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بائیں جانب والے اپنے نامہ اعمال میں مہلکات، قبائح اور دیگر طرح طرح کی برائیاں دیکھیں گے جس سے ان کی زبانیں پڑھنے سے عاجز رہیں گی، زبانوں پر بوجھ پڑ جائے گا جب کہ دائیں جانب والے اچھے طریقے سے، ثابت قدمی سے اعمال نامے پڑھیں گے۔ (الرازی، ج۷، ص ۳۷٦ وغیرہ)

وحی کا بیان:

۳......وحی کی دو اقسام ہیں: (۱)......وحی متلو: یعنی جس کی تلاوت کی جاتی ہے اس سے مراد قرآنِ مجید ہے اور (۲)......وحی غیر متلو: یعنی جس کی تلاوت نہیں کی جاتی اور اس سے مراد سنتِ رسول ﷺ ہے۔ (نور الانوار مع حاشیه قمر الاقمار، ص٦)

☆......ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات ﷺ سے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ پر وحی کا نزول کیسے ہوتا ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کبھی تو گھنٹی کی طرح آواز آتی ہے، وحی کی یہ صورت مجھ پر سب سے سخت ہوتی ہے، جب وہ تمام ہوتی ہے تو جو کہا جاتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں اور کبھی کبھار میرے پاس فرشتہ آدمی کی شکل میں آکر گفتگو کرتا ہے تو جو وہ کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے سخت سردی کے ایام میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتے ہوئے ملاحظہ کی، جب وہ مکمل ہوتی تو آپ ﷺ کی جبینِ ناز پر پسینہ موتیوں کی طرح بکھرا ہوا ہوتا۔'' (صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، رقم:۲ ص ۱)

اغراض: اذکر : یاد کیجئے اے محمد ﷺ! اس دن کو، مراد سید عالم ﷺ کی امت ہے، کیونکہ امت کو نصیحت اور خوف دلایا گیا، تاکہ انہیں ایمان کی جانب کوشش کرنے کی طرف محمول کیا جاسکے۔

نبیھم: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن ندا کی جائے گی اے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت، اے قوم موسیٰ، اے قوم عیسیٰ اور اے امت محمدیہ، پس اہل حق جنہوں نے حضرات انبیائے کرام کی پیروی کی ہوگی کھڑے ہو جائیں گے، پس اپنے دائیں ہاتھوں میں کتابیں اٹھائے ہوئے ہونگے پھر ندا ہوگی اے نمرود کے پیروکاروں، اے فرعون کے پیروکاروں، اے فلاں فلاں گمراہوں اور کفار کے سرغنہ کے پیروکاروں، پس ان کے بائیں ہاتھوں میں اعمال نامے ہونگے جو انہیں ان کی پیٹھ کے پیچھے سے دیئے جائیں گے۔

او بکتاب اعمالھم: اللہ عزوجل کا فرمان ﴿و کل شیء احصینه فی امام مبین (یٰس:۱۲)﴾ اس بارے میں مفسرین کرام کے دو قول ملتے ہیں ایک قول کے مطابق یوں پکارا جائے گا اے توریت، انجیل اور قرآن والوں! تم نے اپنی کتاب پر کیا عمل کیا؟ تم نے اس کے اوامر پر عمل کیا؟ نواہی سے اجتناب کیا؟ اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ائمہ کے اعتبار سے پکارا جائے گا یعنی یوں کہا جائے گا اے شافعی

مسلک کے ماننے والوں، اے حنفیوں، اے حنبلیوں اور اے مالکیوں، معتزلی، قدری وغیرہ۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ بھلائی پر عمل کرنے والے جنہوں نے دنیا میں کار خیر کیا ہوا نہیں پکارا جائے گا اور یوں کہا جائے گا کہ اے صدقہ کرنے والوں، اے جہاد والوں، اے روزہ رکھنے والوں، ایک قول یوں بھی کیا گیا ہے کہ قیامت میں لوگوں کو ان کی ماؤں کے ناموں سے پکارا جائے گا تا کہ زنا وغیرہ کی وجہ سے ہونے والوں کو شرمندگی نہ ہو اور ان کا پردہ ہو جائے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے حق کی رعایت ہو جائے اور حسن وحسین کے شرف ومرتبے کا اظہار بھی ہو جائے۔

وھو یوم القیامۃ: قیامت کے کئی نام ہیں، الساعۃ، الحاقۃ، القارعۃ، الواقعۃ، یوم الدین، یوم الجزاء، یوم الحشر وغیرہ۔

قدر قشرۃ النواۃ: مراد وہ باریک ڈورا ہے جو گٹھلی کو لپٹا ہوتا ہے، اور القشرۃ (باریک جھلی) کو قطمیر کے نام سے اور نقیر سے مراد کھجور کی گٹھلی کا گڑھا ہے۔ اور تینوں نام قرآن میں مذکور ہیں۔ ونزل فی ثقیف: طائف کا قبیلہ مراد ہے، شان نزول میں مزید دیکھ لیں۔

یستنزلونک: اوامر ونواہی کے اعتبار سے اس حکم کا طلب کرنا مراد ہے جو سید عالم ﷺ پر نازل ہوئے۔

لو رکنت: مراد جھکنا ہے، لولا کا جواب مقاربت ہے، اس لیے کہ عام لوگوں کی نیکیاں بھی مقربین کے سامنے گناہ ہوتے ہیں، اور ناپسندیدہ کام کی جانب ہو جانا عموماً عذاب کو لازم نہیں کرتا، پس کاملین اپنے مقام ومرتبے کی وجہ سے اس سے بھی بچتے ہیں۔

ای مثلی ما یعذب غیرک: مراد تمام مخلوق ہے، یعنی جو نافرمانی کی طرف مائل ہو، تو ہم دنیا اور آخرت میں اس پر عذاب بھیجیں۔

لما قال لہ الیھود: کا بیان شان نزول میں دیکھ لیں۔

ای کسنتنا: رسولوں کے حوالے سے ہمارا دستور گزر چکا ہے، مطلب یہ ہے کہ جن اہل مکہ نے تجھے نکالنے کا پروگرام بنایا ہے ہم ان کی جڑیں کاٹ دیں گے جیسا کہ بدر وغیرہ میں ان کے منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ (الصاوی، ج۳، ص۳۳۲ وغیرہ)

رکوع نمبر:۹

﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ﴾ای مِن وَقتِ زَوالِهَا﴿اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ﴾اِقبالِ ظُلمَتِهٖ ای الظُّهرِ وَالعَصرِ والمَغرِبِ والعِشاءِ﴿وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِؕ﴾صَلٰوةِ الصُّبحِ﴿اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا(۷۸)﴾تَشهَدُهُ مَلٰئِكَةُ اللَّيلِ وَمَلٰئِكَةُ النَّهارِ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ﴾فَصَلِّ﴿بِهٖ﴾بِالقُرآنِ﴿نَافِلَةً لَّكَ ﳓ﴾فَرِيضَةً زَائِدَةً لَكَ دُونَ اُمَّتِكَ او فَضِيلَةً عَلَى الصَّلَواتِ المَفرُوضَةِ﴿عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ﴾يُقِيمُكَ﴿رَبُّكَ﴾فِي الْاٰخِرَةِ﴿مَقَامًا مَّحْمُوْدًا(۷۹)﴾يَحمَدُكَ فِيهِ الاَوَّلُونَ وَالآخِرُونَ وَهوَ مَقامُ الشَّفَاعَةِ فِي فَصلِ القَضَاءِ وَنزلَ لَمَّا اُمِرَ بِالهِجرَةِ﴿وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ﴾المَدِينَةَ﴿مُدْخَلَ صِدْقٍ﴾اَی اِدخالًا مَرضِيًّا لَا اَرٰى فِيهِ مَا اَكرَهُ﴿وَّ اَخْرِجْنِیْ﴾مِنْ مَكَّةَ﴿مُخْرَجَ صِدْقٍ﴾اِخرَاجًا لَا اَلتَفِتُ بِقَلبِي اِلَيهَا﴿وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا(۸۰)﴾قُوَّةً تَنصُرُنِي بِهَا عَلٰى اَعدَائِكَ﴿وَ قُلْ﴾عِندَ دُخُولِكَ مَكَّةَ﴿جَآءَ الْحَقُّ﴾الاِسلَامُ﴿وَ زَهَقَ الْبَاطِلُؕ﴾بَطَلَ الكُفرُ﴿اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا(۸۱)﴾مُضمَحِلًّا زَائِلًا وَقَد دَخَلَهَا ﷺ وَحَولَ البَيتِ ثَلاثُ مِائَةٍ وَّسِتُّونَ صَنَمًا فَجَعَلَ يَطعَنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهٖ وَيَقُولُ جَاءَ الحَقُّ حَتّٰى سَقَطَتْ رواه الشيخان﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ﴾لِلبَيانِ﴿الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ﴾مِنَ الضَّلالَةِ﴿وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَۙ﴾بِهٖ﴿وَ لَا یَزِیْدُ

الظّٰلِمِیْنَ ﴾الکافرین ﴿اِلَّا خَسَارًا (۸۲)﴾ لِکُفْرِهِمْ بِهٖ ﴿وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ ﴾الکافر ﴿اَعْرَضَ ﴾عن الشکر ﴿وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ﴾ثنی عطفه مستکبرا ﴿وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ ﴾الفقر والشدة ﴿کَانَ یَئُوْسًا (۸۳)﴾ قنوطا من رحمة الله ﴿قُلْ کُلٌّ ﴾منا ومنکم ﴿یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِهٖ ﴾طریقته ﴿فَرَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰی سَبِیْلًا (۸۴)﴾ طریقا فیثیبه.

﴿ترجمہ﴾

نماز قائم رکھو......۱......سورج ڈھلنے سے (یعنی سورج کے وقت زوال سے) رات کی اندھیری تک (یعنی اس کے اندھیرے پھیلنے تک ،نماز ظہر، نماز عصر، نماز مغرب، اور نماز عشاء) اور صبح کا قرآن (یعنی نماز فجر) بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں (اس میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں) اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو (یعنی نماز تہجد ادا کرو......۲......) اس کے ساتھ (یعنی قرآن کے ساتھ) یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے (یہ زائد آپ ﷺ کے لیے فرض ہے، اور آپ ﷺ کی امت کے لیے یہ فرض نمازوں پر زائد فضیلت ہے) قریب ہے کہ مبعوث کرے (یعنی کھڑا کرے) تمہیں تمہارا رب (آخرت میں) مقام محمود پر (یعنی ایسی جگہ پر جس میں سب اولین وآخرین تمہاری حمد وثناء کرینگے اور وہ میدان قیامت میں مقام شفاعت ہے......۳......اور جب آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی) اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے داخل فرما (مدینے میں) سچی طرح (میری پسندیدہ حالت میں کہ اس میں اپنی ناپسندیدہ چیز نہ دیکھوں) اور مجھے باہر لے جا (مکہ مکرمہ سے) سچی طرح (یوں نکال کہ میرا دل مکہ مکرمہ کی جانب متوجہ نہ ہو......۴......) اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے (قوت عطا فرما کر اس کے ذریعے تو مجھے اپنے دشمنوں کے خلاف مدد عطا فرما (اور فرماؤ) مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت (کہ حق یعنی اسلام) آیا اور باطل (یعنی کفر مٹ گیا) اور بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا (اسے مضمحل اور زائل ہونا ہی تھا، اور نبی پاک ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے گرد اس وقت تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے حضور پر نور ﷺ اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لکڑی سے ان بتوں کو گرا رہے تھے اور یہ آیت پڑھ رہے تھے کہ جاء الحق......الخ حتی کہ تمام بت گر گئے) اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز (من القرآن میں من بیانیہ ہے) جو ایمان والوں کے لیے (گمراہی سے) شفا اور رحمت ہے (اس کے ساتھ) اور اس سے (یعنی کافروں) کو نقصان ہی بڑھتا ہے (ان کے قرآن کے ساتھ کفر کرنے کے سبب) اور جب ہم (کافر) آدمی پر احسان کرتے ہیں منہ پھیر لیتا ہے (شکر گزاری سے) اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے (تکبر سے اپنی ایک جانب کو ترچھا کر لیتا ہے) اور جب اسے برائی (یعنی فقر وشدت) پہنچے تو ناامید ہو جاتا ہے (اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے) تم فرماؤ سب (ہم بھی اور تم بھی) اپنے انداز پر (اپنے رستے پر) کام کرتے ہیں تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کون زیادہ راہ پر ہے (سبیلا بمعنی طریقا ہے، یعنی وہی اسے اس کا بدلہ دے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اقم الصلوة لدلوک الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر ان قران الفجر کان مشهودا﴾.

اقم: فعل امر بافاعل، الصلوۃ: معطوف علیہ، وقران الفجر: معطوف مفعول، لام: جار، دلوک: مصدر مضاف، الشمس: مضاف الیہ فاعل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو اول، الی غسق الیل: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ان: حرف مشبہ، قرآن الفجر: اسم، کان مشھودا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لک﴾۔

و: عاطفہ، من: جار، الیل: مجرور، ملکر ظرف مستقر، "اسھر" فعل محذوف کے لیے، "ای اسھر من الیل بالقرآن" ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، تھجد: فعل امر وضمیر ذوالحال، نافلۃ: موصوف، لک ظرف مستقر صفت، ملکر حال، ملکر فاعل، بہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل محذوف جملہ "اسھر من الیل" پر معطوف ہے۔

﴿عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا﴾۔

عسی: فعل رجاء با اسم، ان: مصدریہ، یبعثک ربک: فعل بامفعول وفاعل، مقاما محمودا: مفعول فیہ، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطنا نصیرا﴾۔

و: عاطفہ، قل: قول، رب: جملہ ندائیہ، ادخلنی: فعل بامفعول وفاعل، مدخل صدق: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واخرجنی مخرج صدق: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اجعل لی: فعل بافاعل وظرف لغو، من لدنک: ظرف مستقر حال مقدم، سلطنا نصیرا: مرکب توصیفی ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا﴾۔

و: عاطفہ، قل: قول، جاء الحق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وزھق الباطل: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، ان الباطل: حرف مشبہ واسم، کان زھوقا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظلمین الا خسارا﴾۔

و: عاطفہ، ننزل: فعل بافاعل، من القرآن: ظرف لغو، ما: موصولہ، ھو: مبتدا، شفاء: مصدر بافاعل، للمومنین: ظرف لغو ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، ورحمۃ: معطوف، ملکر جملہ اسمیہ صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: حالیہ، لایزید: فعل بافاعل، الظلمین: مفعول اول، الا: حصر، خسارا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ "القرآن" سے حال ہے۔

﴿واذا انعمنا علی الانسان اعرض ونابجانبہ﴾۔

و: عاطفہ، اذا: ظرف فیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، انعمنا علی الانسان: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، اعرض: فعل بافاعل، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، نا: فعل بافاعل، بجانبہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا مسہ الشر کان یئوسا ۝ قل کل یعمل علی شاکلتہ﴾۔

و: عاطفہ، اذا: ظرف فیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، مسہ الشر: فعل بامفعول وفاعل ملکر جملہ فعلیہ شرط، کان یؤسا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، قل: قول، کل: مبتدا، یعمل علی شاکلتہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فربکم اعلم بمن ھو اھدی سبیلا﴾۔

ف: مستانفہ، ربکم: مبتدا، اعلم بمن ھو اھدی سبیلا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

پانچوں نمازوں کا اجمالا بیان:

لے.....اللہ کا فرمان "دلوک الشمس" کے بارے میں مفسرین کرام کی دو آرائیں ہیں: (۱)......ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دلوک سے مراد غروب شمس ہے، یہی قول ابن عباس، فراء، ابن قتیبہ کا بھی ہے، (۲)...... دلوک سے مراد نصف النہار سے زائد وقت ہے، ابن عمر، ابو برزہ، ابو ہریرہ، حسن، شعبی، سعید بن جبیر، ابو العالیہ، مجاہد، عطاء، عبید بن عمیر، قتادہ، ضحاک، مقاتل، الازہری کا یہی قول ہے۔ اس قول کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ اور آپ کے منتخب کردہ اصحاب کی دعوت کی پھر سورج کے نصف النہار سے زوال کے وقت وہ باہر آئے، پس سید عالم ﷺ بھی باہر تشریف لائے اور فرمایا: "ابو بکر باہر آؤ" اور وہ دلوک شمس کا وقت تھا۔

☆......حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سورج نصف النہار سے زائل ہوا تو سید عالم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا فرمائی اور "اقم الصلوۃ لدلوک الشمس...... الخ" تلاوت فرمائی۔ (جامع البیان، الجزء ۱۵، ص ۱۵۸ وغیرہ)

☆......حضرت عقبہ بن عمر نے ابو موسی کی طرف مکتوب لکھا کہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھو جب سورج نصف النہار سے زائل ہو جائے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھو جب سورج صاف اور سفید ہو جائے اور پیلا نہ پڑا ہوا ہو، مغرب کی نماز اس وقت پڑھو جب سورج غروب ہو جائے اور عشاء کی نماز اس وقت تک مؤخر کرو جب تک کہ تم کو نیند نہ آئی ہو، اور صبح کی نماز اس وقت پڑھو جب ستارے ظاہر ہوں اور ان کا جال بنا ہوا ہو۔ (موطا امام مالك، كتاب وقوت الصلوة، رقم: ۷، ص ۱۱)

غسق اللیل سے مراد رات کی سیاہی اور اندھیرا ہے، یعنی جب رات کا اندھیرا چھا جائے۔ اب ہم پانچوں نمازوں کے اوقات مستحبہ بزبان حدیث بیان کرتے ہیں۔

ائمہ ثلاثہ اور امام اعظم کے مابین نماز ظہر کے وقت کے بارے میں اختلاف ہے یوں ہے کہ ائمہ ثلاثہ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد کے نزدیک جب تک اصلی سایہ نکل کر ہر چیز کا سایہ ایک مثل تک رہے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے، اور امام اعظم کے نزدیک دو مثل سائے تک ظہر کا وقت رہتا ہے جب کہ تمام ائمہ کے نزدیک جب آفتاب نصف النہار سے زائل ہو جائے تو ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ امام اعظم کی دلیل یہ ہے: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ تھے، موذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "ٹھنڈا وقت ہونے دو"، اس نے پھر اذان کا ارادہ کیا تو فرمایا: "ٹھنڈا وقت ہونے دو"، اس نے تیسری مرتبہ اذان دینے کا ارادہ کیا تو فرمایا: "ٹھنڈا ہونے دو یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا"، اور آپ ﷺ نے فرمایا: "گرمی کی شدت جہنم کے سانس سے ہے"۔ (صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلوة، باب: الابراد بالظهر، رقم: ۵۳۹، ص ۹۱)

یہ حدیث دو وجہوں سے امام اعظم کے مؤقف کی دلیل ہے، ایک یہ کہ آپ نے ایک مثل سائے کے بعد اذان دینے کی اجازت دی، اور نماز بہرحال اس کے کچھ دیر بعد پڑھی، اس سے ثابت ہوا کہ ظہر کا وقت ایک مثل سائے کے بعد بھی رہتا ہے اور دوسرے یہ کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرمی کی شدت ایک مثل سائے کے بعد کم ہوتی ہے اور متعدد احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو"۔

☆ ...... حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زوال آفتاب کے بعد انسان کا سایہ اس کے طول کے برابر ہو جائے تو ظہر کا وقت ہوتا ہے جب تک کہ عصر کا وقت نہ ہو جائے۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب اوقات الصلوۃ الخمس، رقم ۱۲۷٤/٦١٢ص ۲۸۳)

عصر کا وقت بھی اسی اختلاف پر متفرع ہے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عصر کا وقت ایک مثل سائے سے شروع ہوگا جب کہ امام اعظم کے نزدیک دو مثل سائے سے شروع ہوگا۔ اور مغرب کا وقت سب کے نزدیک غروب آفتاب کے بعد شروع ہوگا اور شفق کی سفیدی غائب ہونے تک رہے گا جب بالکل اندھیرا ہو جائے اور یہ وقت ہر موسم میں ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ رہتا ہے، ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو غروب آفتاب کے بعد افق پر ابھرتی ہے اور امام اعظم کے نزدیک اس سرخی کے غائب ہونے کے بعد سفیدی چھا جاتی ہے اور شفق سے مراد یہ سفیدی ہے اور جب یہ سفیدی بھی غائب ہو جائے اور بالکل اندھیرا چھا جائے تو پھر عشاء کا وقت ہوتا ہے۔

عشاء کے وقت کا اختلاف بھی اسی پر مبنی ہے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سرخی غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور امام اعظم کے نزدیک غروب آفتاب کے بعد سرخی ظاہر ہوتی ہے اور اس کے بعد سفیدی پھیلتی ہے اور اس کے غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت ہوتا ہے اور عشاء کا مستحب وقت آدھی رات تک ہے اور عشاء پڑھنے کا جواز طلوع فجر تک ہے۔

نماز فجر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب صبح صادق ہوتی ہے اور سحری کا وقت ختم ہوتا ہے، طلوع آفتاب تک فجر کا وقت رہتا ہے، جبرئیل علیہ السلام نے دوسرے دن آپ ﷺ کو اسی وقت میں نماز پڑھائی تھی جب خوب سفیدی پھیل گئی تھی، امام اعظم کے نزدیک اسی وقت فجر کی نماز پڑھنا مستحب ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اول وقت میں صبح کی نماز پڑھنا مستحب ہے، امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ حدیث ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''صبح کی نماز کو سفیدی میں پڑھو اس سے بہت زیادہ اجر ملتا ہے''۔

(سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ، باب ما جاء في الاسفار الصبح، رقم: ١٥٤، ص٦٣)

آیت میں فرمایا کہ نماز صبح میں فرشتے نازل ہوتے ہیں، اس کا معنی یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس رات کے اور دن کے فرشتے باری باری آتے ہیں اور فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں، پھر رات کے فرشتے اللہ کے پاس پہنچتے ہیں، اللہ ان سے سوال کرتا ہے کہ میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا حالانکہ اللہ سب کچھ جانتا ہے، فرشتے کہتے ہیں کہ ہم ان کو نماز پڑھتے ہوا چھوڑا ہے اور جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز ادا کر رہے تھے''۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب: فضل صلوۃ العصر، رقم: ٥٥٥، ص٩٣)(تبیان القرآن، ج٦، ص ٧٧٠ وغیرہ ملخصا)

کیا سید عالم ﷺ پر نماز تہجد فرض تھی؟

ع...... بعض علمائے کرام کے نزدیک نماز تہجد سید عالم ﷺ پر فرض تھی، اور دلیل یہی آیت ہے، اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے سید عالم ﷺ پر تہجد فرض نہیں تھی۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں: یہ تاویل دو وجوہات کی بناء پر بعید ہے، ایک یہ کہ نفل پر فرض کا اطلاق صحیح نہیں ہے یعنی اللہ نے فرمایا: ﴿فتهجد به نافلة لك (الاسراء:٧٩)﴾ اور اگر یہ اطلاق مجازا ہو تو

بلا ضرورت ہے، دوسری یہ کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں (سنن ابو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب فیمن لم یوتر، رقم: ۱۴۲۰، ص ۲۶۸) حدیث قدسی میں ہے کہ یہ پانچ عدد نمازیں ہیں اور اجر میں پچاس ہیں، اور میرے قول میں تبدیلی نہیں ہوتی (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: کیف فرضت الصلوۃ، رقم: ۳۴۹، ص ۶۲)، ان احادیث میں تصریح ہے کہ پانچ نمازیں ہی فرض ہیں، ایک زائد ماننا درست نہیں ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱۵، ص ۲۶۷ وغیرہ)

مقام محمود سے مراد مقام شفاعت ہے!

☆۔۔۔۔حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن اللہ سب لوگوں کو جمع فرمائے گا، لوگ برہنہ جسم ہونگے جیسے پیدا کئے گئے تھے، کسی کو اللہ کے اذن کے سوا کلام کی مجال نہ ہوگی، منادی ندا فرمائے گا اے محمد ﷺ! اے رب حاضر ہوں تمام سعادت مندیاں تیرے دست قدرت میں ہیں، برائی کی نسبت تیری جانب نہیں ہوتی، جسے تو ہدایت دے وہ ہدایت پا جاتا ہے، تمام بندگیاں تیری جانب ہیں، تیرے سوا کوئی جائے پناہ ونجات نہیں، تو بلند وبالا ذات پاک ہے، پاکی ہے تجھے اے معزز گھر کے مالک ومولا، پس یہی مقام محمود ہے جس کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے۔

☆۔۔۔۔کعب بن مالک سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اللہ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا، اللہ مجھے سبز رنگ کا حلہ پہنائے گا، پس منادی اللہ کے اذن سے ندا کرے گا اور میں اللہ کے اذن سے جواب دے دونگا، اور یہی مقام محمود ہے۔ (جامع البیان الجزء ۱۵، ص ۱۶۶)

☆۔۔۔۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن لوگ دریا کی موجوں کی طرح بے قرار ہوں گے، پھر وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ آپ ہمارے لئے شفاعت کیجئے، وہ کہیں گے کہ میں اس کے لئے نہیں ہوں، لیکن تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی یہی جواب دیں گے یعنی میں اس کے لیے نہیں ہوں، لیکن تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ کہیں گے میں اس کام کے لیے نہیں ہوں لیکن تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ اور ان کا جواب بھی یہی ہوگا لیکن تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ پس لوگ میرے پاس آئیں گے، میں کہوں گا کہ میں اس کے لیے ہوں، پھر میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا تو میرے لئے اجازت دی جائے گی اور میرے دل میں اللہ کی حمد سے ایسے کلمات ڈالے جائیں گے جو اس وقت مجھے مستحضر نہیں ہیں اور میں ان کلمات سے اللہ کی حمد کروں گا، اور اللہ کے لیے سجدہ میں چلا جاؤں گا پھر کہا جائے گا اے محمد! سر اٹھائیے، آپ کہیے آپ کی بات سنی جائے گی، اور سوال کیجئے آپ کو دیا جائے گا اور آپ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت، میری امت، آپ سے کہا جائے گا کہ آپ جایئے اور دوزخ سے ان کو نکال لیجئے جن کے دل میں ایک جَو کے برابر ایمان ہو، میں جاؤں گا اور اسی طرح کروں گا، پھر میں واپس آ کر ان ہی کلمات سے حمد باری بجالاؤں گا، پھر اللہ کے حضور سجدہ میں چلا جاؤں گا، پھر کہا جائے گا، اے محمد! سر اٹھایئے، اور کہیے آپ کی بات سنی جائے گی، اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا، اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت! پھر کہا جائے گا کہ آپ جایئے اور جس کے دل میں ایک جَو یا رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لیجئے، پھر میں تیسری بار آ کر ان ہی کلمات عظیمہ کا تلفظ کروں گا اور سجدہ میں چلا جاؤں گا، پھر کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھایئے، کہیے سنی جائے گی، سوال کیجئے پورا کیا جائے گا، شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی، پس میں یہ کہوں گا اے میرے رب! میری امت! اللہ فرمائے گا جایئے جس کے دل میں ادنی رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اُسے جہنم سے نکال لایئے، پس میں چوتھی بار جاؤں گا اور اسی چوتھی مرتبہ ہوگا، میں اپنے رب سے عرض

کروں گا کہ اے میرے رب! مجھے اجازت دیجئے کہ جس نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھا ہو، پس وہ فرمائے گا، میری عزت وجلال وعظمت کی قسم! جس نے بھی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھا ہو اس شخص کو دوزخ سے نکال لوں گا"۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب:ذریة من حملنا، رقم: ٤٧١٢، ص١٠٨٥ بتغیر قلیل)

مقامِ محمود کا ایک معنی حمد کا جھنڈا ہے چنانچہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میں قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور میں فخر نہیں کرتا، میرے ہی ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور فخر نہیں کرتا"۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب:ومن سورة بنی اسرائیل، رقم: ٣١٥٩، ص ٨٩٨)

مکہ مدینہ کے فضائل:

☆......ابن عمر سے راویت ہے کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ: "حجر اسود و مقام ابراہیم جنت کے یاقوت ہیں، اللہ نے ان کے نور کو مٹادیا اور اگر نہ مٹاتا تو جو کچھ مشرق ومغرب کے درمیان ہے سب کو روشن کردیتے"۔

(جامع الترمذی، کتاب الحج، باب :ماجاء فی فضل الحجر،رقم: ٨٧٩، ص ٢٧٣)

☆......ابن عباس سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے پچاس مرتبہ طواف کیا گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسا کہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو"۔ (جامع الترمذی، کتاب الحج، باب :ما جاء فی فضل الطواف، رقم: ٨٦٧، ص ٢٧٠)

☆...... سید عالم ﷺ نے فرمایا: "مدینہ کی تکلیف وشدت پر جو کوئی صبر کرے میں اس کا شفیع ہوں"۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب:الترغیب فی السکنی، رقم:٣٣٢٧/ ١٣٧٨، ص٦٤٢)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ جب شروع شروع میں پھل دیکھتے، اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر لاتے، حضور ﷺ اسے لے کر یہ کہتے: الٰہی! تو ہمارے لئے ہماری کھجوروں میں برکت دے اور ہمارے لئے ہمارے مدینہ میں برکت کر اور ہمارے صاع ومد (ایک قسم کے پیمانے) میں برکت دے، یا اللہ! بے شک ابراہیم تیرے بندے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بیشک میں تیرا بندہ اور نبی ہوں، انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے تجھ سے دعا کی اور میں مدینہ طیبہ کے لیے تجھ سے دعا کرتا ہوں، اُسی کی مثل جس کی دعا مکہ کے لیے انہوں نے کی اور اتنی ہی اور (یعنی مدینہ کی برکتیں مکہ سے دوچند ہوں)، پھر جو چھوٹا بچہ سامنے ہوتا اُسے بلا کر وہ کھجور عطا فرما دیتے۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج،باب :فضل المدینہ،رقم :٣٣٢٤/ ١٣٧٣، ص ٦٤٠)۔

☆......ام المومنین صدیقہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یا اللہ! تو مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسے ہم کو مکہ محبوب ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کی آب وہوا کو ہمارے لئے درست فرمادے اور اس کے صاع ومُد میں برکت عطا فرما اور یہاں کے بخار کو منتقل کرکے جحفہ میں بھیج دے"۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج ،باب:الترغیب فی سکنی المدینة،رقم: ٣٣٣٢/١٣٧٦، ص٦٤٢)

اغراض: صلوة الصبح: صبح کی نماز کو قرآن کہا گیا، اس لیے کہ یہ نماز صبح کا ایک رکن ہے، پس نماز کو قرآن کہہ دیا گیا۔

تشهده ملائكة الليل: نگہبان فرشتے حاضر ہوتے ہیں، حدیث میں ہے: فرشتے اللہ ﷻ کی رضا کے لیے تمہارا تعاقب کرتے ہیں، رات ودن کے فرشتے صبح کی نماز میں جمع ہوتے ہیں، اور نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں، پس اللہ کے حضور حاضر ہوتے ہیں اور اللہ سب جاننے کے باوجود پوچھتا ہے کہ میرے بندوں کو کس حال میں پایا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے، امام مالک کے نزدیک صلوۃ وسطی سے مراد نماز فجر ہے۔

فریضۃ زائدۃ لک: نماز تہجد کا قیام سید عالم ﷺ پر واجب تھا جب کہ امت پر واجب نہیں، النافلۃ کہنا لغوی اعتبار سے زیادتی پیدا کرنے کے معنی کے لیے ہے۔

او فضیلۃ: اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اس تفسیر سے سید عالم ﷺ کی کوئی خصوصیت ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ امت مسلمہ پر بھی نماز تہجد یونہی مستحب ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دونگا کہ یہ نماز سید عالم ﷺ کے مرتبے کو مزید بلند کرنے کے لیے ہے، اور اللہ کی نعمتوں کی مزید شکرانے کے لیے، حدیث میں ہے: ''جب سید عالم ﷺ رات کو قیام کرتے تو قدمین مبارک متورم ہو جاتے ،بی بی عائشہ نے عرض کی، حضور کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ نے آپ کی وجہ سے آپ کی امت کے اگلے پچھلوں کے گناہ معاف کر دیئے ہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں''۔

لا التفت بقلبی الیھا: یعنی اے اللہ تو مجھے صدق دل سے اپنے اس حکم میں داخل فرما جو حکم نبوت تو نے مجھے عطا کیا ہے، اور اسی حال میں دنیا سے رخصت بھی ہو، اور نبوت کے حق کی ادائیگی کے حوالے سے جو مجھ پر واجب ہوا اس میں سچائی کے ساتھ مجھے گزار دے، ایک قول یہ بھی ہے کہ اے اللہ! تو مجھے اپنے فرمانبرداروں میں داخل فرما، اور نافرمانوں سے دور کر دے۔

قوۃ تنصرنی بھا علی اعدائک: پس اللہ نے سید عالم ﷺ کی دعا قبول فرمائی، ملک فارس و روم کی بادشاہی کے وعدے کے ذریعے، اور فرمایا ﴿و اللہ یعصمک من الناس (المائدۃ:۶۷)﴾۔

حتی سقطت: یعنی کعبے میں تین سو ساٹھ بت لوہے اور سیسے کے بنے ہوئے تھے، اور کچھ بت کعبہ کی اوپری منزل پر تھے، سید عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں توڑ پھوڑ دیا۔

من الضلالۃ: یعنی بُرے عقیدے، اس جملے کو خاص ذکر کر کے امراض حسیہ کی شفاء کو بھی لازم کر دیا گیا، اس لیے کہ گمراہی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ عن الشکر: یعنی نعمتوں کو صحیح مقام پر خرچ کرنا، اور تکبر و بڑائی سے بچنا۔ (الصاوی، ج۳، ۴،۳۳۴ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ﴾ ای الیھود ﴿عَنِ الرُّوْحِ﴾ الّذی یُحیی بہ البدنُ ﴿قُلِ﴾ لھم ﴿الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ﴾ ای عِلمہٖ لا تعلمونہٗ ﴿وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (۸۵)﴾ بالنّسبۃِ الی عِلمہٖ تعالی ﴿وَلَئِنْ﴾ لامُ قسمٍ ﴿شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ﴾ ای القرآنِ بِاَن نَمحُوہُ مِن الصّدورِ و المَصاحِفِ ﴿ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا (۸۶) اِلَّا﴾ لٰکِنْ اَبقَیناہُ ﴿رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا (۸۷)﴾ عظیمًا حیثُ انزلہٗ علیکَ وَاعطاکَ المقامَ المحمُودَ وَ غیرَ ذالِکَ مِنَ الفَضَائِلِ ﴿قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ﴾ فِی الفَصاحۃِ و البَلاغۃِ ﴿لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (۸۸)﴾ مُعینًا نزلَ رَدًّا لِقولِھِمْ لو نَشاءُ لَقُلنَا مِثلَ ھٰذَا ﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا﴾ بَیَّنَّا ﴿لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ﴾ صِفَۃٌ لِمحذُوفٍ ای مَثَلًا مِن جِنسِ کُلِّ مَثَلٍ لِیَتَّعِظُوا ﴿فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ﴾ ای اھلُ مکّۃَ ﴿اِلَّا كُفُوْرًا (۸۹)﴾ جُحودًا لِلحَقِّ ﴿وَقَالُوْا﴾ عَطفٌ علی اَبٰی ﴿لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا (۹۰)﴾ عَینًا یَنبَعُ مِنھَا المَاءُ ﴿اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ﴾ بُستانٌ ﴿مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا

﴿وَسْطَهَا﴾تفجیرا(۹۱)﴿اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا﴾قطعا﴿اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا(۹۲)﴾مقابلة وعيانا فنراهم﴿اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ﴾ذهب﴿اَوْ تَرْقٰى﴾تصعد﴿فِي السَّمَآءِ﴾بسلم﴿وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ﴾لو رقيت فيها﴿حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا﴾منها﴿كِتٰبًا﴾فيه تصديقك﴿نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ﴾لهم﴿سُبْحَانَ رَبِّي﴾تعجب﴿هَلْ﴾ما﴿كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا(۹۳)﴾كسائر الرسل ولم يكونوا ياتوا باٰية الا باذن الله .

﴿ترجمہ﴾

اورتم سے (یہودی) روح ......کو پوچھتے ہیں (کہ جس سے بدن زندہ رہتا ہے) تم فرماؤ (ان سے) روح میرے رب کے امر (علم) سے ایک چیز ہے (جس کا تمہیں علم نہیں ہے) اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا (اللہ ﷻ کے علم کی بنسبت) اور اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی (یعنی قرآن پاک) اسے لے جاتے (یوں کہ اسے سینوں اور مصاحف سے مٹا دیتے) پھر تم کوئی نہ پاتے کہ تمہارے لیے ہمارے حضور اس پر وکالت کرتا لیکن (الا بمعنی لکن ہے، ہم نے اس کو باقی رکھا) تمہارے رب کی رحمت سے بیشک تم پر اس کا فضل بڑا (عظیم) ہے (کہ اس نے تم پر قرآن پاک نازل فرمایا اور تمہیں مقام محمود عطا فرمایا نیز دیگر فضائل عطا فرمائے) تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب متفق ہو جائیں کہ (فصاحت و بلاغت میں) اس قرآن کی مانند لائیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگر چہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو......(ظهيرا کے معنی مددگار ہے، یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا تھا، لو نشاء لقلنا مثل هذا) اور بیشک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی (تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں، صرفنا بمعنی بینا ہے، من کل مثل موصوف محذوف مثل کی صفت ہے یہ یوں ہوگا کہ مثلا من جنس کامثل) تو اکثر آدمیوں نے (یعنی اہل مکہ نے) نہ مانا مگر انکار کرنا (یعنی حق کا انکار کرنا) اور بولے (قالوا کا عطف ابی پر ہے) کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ بہادو......(ينبوع کے معنی چشمہ ہے یعنی ایسا چشمہ نکالو جس سے پانی بہتا ہو) تمہارے لیے کوئی باغ ہو (جنت بمعنی بستان ہے) کھجوروں اور انگور کا پھر تم اس کے اندر (یعنی اس کے درمیان) بہتی نہریں جاری کردو یا تم ہم پر آسمان گرادو جیسا کہ تم نے کیا ہے ٹکڑے ٹکڑے (کسفا کے معنی ٹکڑے ہے) یا اللہ اور فرشتوں کو ضامن لے آؤ (مقابلہ کے لیے لے آؤ کہ ہم اس کو آنکھوں سے دیکھ سکیں) یا تمہارے لیے سونے کا گھر ہو (زخرف بمعنی ذهب ہے) یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ (کسی سیڑھی کے ذریعے، ترقى بمعنی تصعد ہے) اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی (یعنی اگر تم آسمان پر چڑھ جاتے ہو تب بھی) ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک (آسمان سے) ہم پر ایک کتاب نہ اتارو (جس میں تمہاری صداقت لکھی ہو) جو ہم پڑھیں تم فرماؤ (ان سے) پاکی ہے میرے رب کو (تعجب ہے ان کے ان مطالبوں پر) میں نہیں ہوں (هل بمعنی ما نافیہ ہے) مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا (جیسا کہ دیگر رسول ہیں اور اللہ کے رسول کوئی نشانی لیکر نہیں آتے مگر اللہ کے حکم سے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ ويسئلونك عن الروح﴾.

و: مستانفہ، يسئلونك فعل با فاعل ومفعول، عن الروح : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا﴾.
قل: قول، الروح: مبتدا، من امر ربی: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، اوتیتم: فعل مجہول و ضمیر نائب الفاعل، من العلم: ظرف لغو، الا: اداۃ حصر، قلیلا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔
﴿ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیک﴾.
و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ جواب قسم، ان: شرطیہ، شئنا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ جواب قسم، لنذھبن: فعل با فاعل، ب: جار، الذی اوحینا الیک: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ
﴿ثم لا تجد لک به علینا وکیلاOالا رحمة من ربک﴾.
ثم: عاطفہ، لاتجد: فعل بافاعل، لک ظرف مستقر حال مقدم، علینا وکیلا: شبہ جملہ ذوالحال، ملکر مفعول، بہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، الا: حرف استثناء مفرغہ، رحمۃ: موصوف، من ربک: ظرف مستقر صفت، ملکر ماقبل" وکیلا" سے بدل ہے۔
﴿ان فضله کان علیک کبیرا﴾.
ان فضلہ: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص بااسم، علیک: ظرف مستقر حال مقدم، کبیرا: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا﴾.
قل: قول، لام: تاکید، ان: شرطیہ، اجتمعت: فعل، الانس والجن: معطوف علیہ و معطوف، ملکر ذوالحال، علی ان یا توا بمثل هذا القرآن: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، لایاتون: فعل نفی و ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لو: وصلیہ، کان بعضهم: فعل ناقص بااسم، لبعض ظهیرا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، بمثلہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔
﴿ولقد صرفنا للناس فی هذا القرآن من کل مثل﴾.
و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، صرفنا: فعل بافاعل، للناس: ظرف لغو، فی هذا القرآن: ظرف لغو ثانی، من کل مثل: ظرف مستقر صفت "معنی" محذوف کے لیے، مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔
﴿فابی اکثر الناس الا کفوراO وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا﴾.
ف: عاطفہ، ابی اکثر الناس: فعل بافاعل، الا: اداۃ حصر، کفورا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قالوا: قول، لن نؤمن: فعل بافاعل، لک: ظرف لغو، حتی: جار، تفجر: فعل بافاعل، لنا: ظرف لغو، من الارض: ظرف مستقر حال مقدم، ینبوعا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔
﴿اوتکون لک جنة من نخیل وعنب فتفجرا لانهر خللها تفجیرا﴾.
او: عاطفہ، تکون: فعل ناقص، لک: ظرف مستقر خبر مقدم، جنۃ: موصوف، من نخیل وعنب: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تفجر" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، تفجر: فعل بافاعل، الانھر: ذوالحال، خللها: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، تفجیرا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تفجر" پر معطوف ثانی۔

﴿او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملئکۃ قبیلا﴾۔
او: عاطفہ، تسقط: فعل بافاعل، السماء: ذوالحال، کسفا: حال، ملکر مفعول، کما زعمت: جار مجرور، ظرف مستقر، "سقوطا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مرکب توصیفی مفعول مطلق، علینا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "حتی تفجر" میں "تفجر" پر معطوف ثالث ہے، او: عاطفہ، تاتی: فعل بافاعل، ب: جار، اللہ والملئکۃ: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر ذوالحال، قبیلا: حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تفجر" پر معطوف رابع۔

﴿او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء﴾۔
او: عاطفہ، یکون: فعل ناقص، لک: ظرف مستقر خبر مقدم، بیت: موصوف، من زخرف: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ "تفجر" پر معطوف خامس، او: عاطفہ، ترقی فی السماء: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ "تفجر" پر معطوف سادس۔

﴿ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ﴾۔
و: عاطفہ، لن نؤمن: فعل بافاعل، لرقیک: ظرف لغو، حتی: جار، تنزل علینا: فعل بافاعل وظرف لغو، کتبا: موصوف، نقروہ: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا﴾۔
قل: قول، سبحان ربی: مفعول مطلق فعل محذوف "اسبح" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ اول، ھل: حرف استفہامیہ، کنت: فعل ناقص بااسم، الا: حصر، بشرا: موصوف، رسولا: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ثانی، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... قل لئن اجتمعت ...... ☆مشرکین نے کہا تھا کہ اگر ہم چاہیں تو اس قرآن کی مثل بنالیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ نے ان کی تکذیب کی کہ خالق کے کلام کے مثل مخلوق کا کلام ہو ہی نہیں سکتا اگر وہ سب مل کر بھی کوشش کریں جب بھی ممکن نہیں کہ اس کلام کے مثل لاسکیں چنانچہ ایسا ہی ہوا تمام کفار عاجز ہوئے اور انہیں رسوائی اٹھانا پڑی اور وہ ایک سطر بھی قرآن کے مقابل نہ پیش کر سکے۔

☆......وقالوا لن نؤمن لک...... ☆قرآن کریم کا اعجاز خوب ظاہر ہو چکا اور معجزات واضحات نے حجت قائم کر دی اور کفار کے لیے کوئی جائے عذر باقی نہ رہی، تو وہ لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے طرح طرح کی نشانیاں طلب کرنے لگے اور انہوں نے کہہ دیا کہ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہ لائیں گے، مروی ہے کہ کفار قریش کے سردار کعبہ معظمہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو اس لئے بلایا ہے کہ آج گفتگو کر کے آپ سے معاملہ طے کرلیں تا کہ ہم پھر آپ کے حق میں معذور سمجھے جائیں عرب میں کوئی آدمی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم پر وہ شدائد کئے ہوں جو آپ نے کیے ہیں، آپ نے ہمارے باپ دادا کو بُرا کہا، ہمارے دین کو عیب لگائے، ہمارے دانش مندوں کو کم عقل ٹھرایا، معبودوں کی توہین کی، جماعت متفرق کردی، کوئی بُرائی اٹھا نہ رکھی، اس سے تمہاری غرض کیا ہے؟ اگر تم مال چاہتے ہو تو ہم تمہارے لئے اتنا مال جمع کر دیں کہ ہماری قوم میں تم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ، اگر اعزاز چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنالیں، اگر ملک وسلطنت چاہتے ہو تو ہم تمہیں بادشاہ تسلیم کرلیں، یہ سب باتیں کرنے کے لیے ہم تیار ہیں اور اگر تمہیں کوئی دماغی بیماری ہوگئی ہے یا کوئی خلش ہو گیا ہے تو ہم تمہارا علاج کریں اور اس میں جس قدر خرچ ہو اٹھائیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ان میں سے کوئی بات نہیں اور میں اہل وسلطنت وسرداری کسی چیز کا طلب گار نہیں، واقعہ صرف اتنا ہے کہ اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر اپنی کتاب اتاری ہے اور حکم دیا کہ میں تمہیں اس کے ماننے پر اللہ کی رضا ونعمتِ آخرت کی بشارت دوں اور انکار

کرنے پر عذاب الٰہی کا خوف دلاؤں، میں نے تمہیں اپنے رب کا پیام پہنچایا اگر تم اسے قبول کرو تو یہ تمہارے لئے دنیا و آخرت کی خوش نصیبی ہے اور نہ مانو تو میں صبر کروں گا اور اللہ کے فیصلے کا انتظار کروں گا، اس پر ان لوگوں نے کہا کہ اے محمد ﷺ! اگر آپ ہمارے معروضات کو قبول نہیں کرتے ہیں تو ان پہاڑوں کو ہٹا دیجئے اور میدان صاف نکال دیجئے اور نہریں جاری کر دیجئے اور ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر دیجئے، ہم ان سے پوچھ دیکھیں کہ آپ نے جو فرمایا ہے کیا یہ سچ ہے، اگر وہ کہہ دیں گے تو ہم مان لیں گے، حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا میں ان باتوں کے لئے نہیں بھیجا گیا جو پہنچانے کے لیے میں بھیجا گیا ہوں وہ میں نے پہنچا دیا اگر تم مانو تمہارا نصیب، نہ مانو تو میں خدائی فیصلے کا انتظار کروں گا، کفار نے کہا پھر آپ اپنے رب سے عرض کر کے ایک فرشتے کو بلوا لیجئے جو آپ کی تصدیق کرے اور اپنے لئے باغ اور محل اور سونے چاندی کے خزانے طلب کیجئے، فرمایا میں اس لئے نہیں بھیجا گیا میں بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں، اس پر کہنے لگے تو ہم پر آسمان گرا دیجئے جب تک آپ اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائیے، اس پر سید عالم ﷺ اس مجلس سے اٹھ آئے اور عبداللہ بن امیہ آپ کے ساتھ اٹھا اور آپ سے کہنے لگا کہ خدا کی قسم! میں کبھی آپ پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک تم سیڑھی لگا کر آسمان پر نہ چڑھو اور میری نظروں کے سامنے وہاں سے ایک کتاب اور فرشتوں کی ایک جماعت لے کر نہ آؤ اور خدا کی قسم! اگر یہ بھی کرو تو میں سمجھتا ہوں کہ میں پھر بھی نہ مانوں گا، رسول کریم ﷺ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ اس قدر ضد اور عناد میں ہیں اور ان کی حق دشمنی حد سے گزر گئی ہے تو آپ کو ان کی حالت پر رنج ہوا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

روح سے متعلق بحث:

۱۔۔۔۔۔۔روح رب العالمین کے ارشاد کن سے بغیر کسی مادہ کے پیدا کی گئی ہے، جسم کے اجزاء اور اعضاء کی طرح اس کی اصل مادہ نہیں ہے۔ یہ سوال کرنے والوں کی سمجھ کے قیاس پر بلیغ اسلوب کے ساتھ جواب دیا گیا ہے کیونکہ اس جواب سے روح کی امتیازی شان ظاہر ہو گئی ہے کہ یہ مادیات سے نہیں ہے لیکن جو انہوں نے روح کی حقیقت کے متعلق سوال کیا تھا اس کے جواب کے لیے مفید نہیں ہے تو جواب نہ دینے پر حجت و وجہ بیان فرمائی کہ روح کی حقیقت دریافت کرنے والو! اس کی حقیقت تم اپنے حواس سے نہیں جان سکتے کیونکہ معارف نظریہ کے لیے عقل ضروریات سے اکتساب کرتی ہے اور ضروریات جزئیات کے احساس سے حاصل ہوتی ہے، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ جس کی حس مفقود ہو اس سے علم مفقود ہوتا ہے۔ اور کثیر اشیاء کا ادراک حس سے نہیں ہو سکتا اور حس ان کی ذاتیات تک نہیں پہنچ سکتی، پس اس میں سے بعض کا ادراک حس اور عوارض سے کرتی ہے جن کے ذریعے دوسری اشیاء سے ممتاز ہوتی ہے۔ اور الفاظ کی وضع اشیاء محسوسہ یا ان معقولہ اشیاء کے لئے ہوتی ہے، جن کا اکتساب اشیاء محسوسہ کے ذریعے ہوتا ہے اسی وجہ سے حضرت موسیٰ نے فرعون کے سوال ﴿وما رب العالمین﴾ کے جواب میں اللہ جل جلالہ کی بعض صفات کا ذکر کیا۔ یہ آیت پاک سید عالم ﷺ اور آپ کے اہل بصیرت متبعین سے روح کے علم کی نفی کا تقاضا نہیں کرتی کیونکہ ان کا علم حواس اور اکتساب پر منحصر نہیں ہوتا بلکہ ان کا علم تو عام انسانوں کے علم سے وراء ہوتا ہے اور اللہ حواس اور اکتساب کے واسطہ کے بغیر اشیاء کی حقیقتوں کا علم الہام فرماتا ہے کیونکہ ان کے دلوں کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ ایسی باتیں سنتے ہیں جو ظاہری کان والے نہیں سن سکتے۔ ان کے دلوں کی آنکھیں ہیں جن سے وہ ان چیزوں کو دیکھ لیتے ہیں جو ظاہری آنکھ والے نہیں دیکھ سکتے۔

امام بغوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں اور وہ تمام زبانوں سے اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ روح ایک مخلوق ہے جو ابن آدم کی صورت پر ہے، ان کے ہاتھ، پاؤں، اور سر ہیں، نہ یہ ملائکہ ہیں نہ کھاتے پیتے انسان ہیں۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اللہ نے عرش کے علاوہ روح سے بڑی کوئی چیز نہیں بنائی اگر وہ ساتوں آسمانوں، ساتوں زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے تمام کو ایک لقمہ کے ساتھ نگلنا چاہے تو نگل سکتا ہے۔ ان کی تخلیق صورت ملائکہ پر ہے اور چہرے کی شکل آدمیوں کے چہرے کی سی ہے، قیامت کے دن وہ عرش کے دائیں جانب اور اللہ کے سب سے زیادہ قریب ستر پردوں کے پاس ہوگی اہل توحید کے لئے شفاعت کرے گی اگر اس کے اور فرشتوں کے نور کے مابین پردہ نہ ہوتا تو آسمانی مخلوق جل جاتی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ روح سے مراد قرآن ہے، اور "من امر ربی" سے مراد اللہ کی وحی ہے۔

(المظهری، ج ٤، ص ٢٨٤ وغیرہ)

قرآن کا مثل لانا ناممکن ہے!

۲......قرآنِ کریم آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا زندہ و جاوید معجزہ ہے کہ اس آیتِ مبارکہ کے نزول سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مکی سورتوں میں بھی عرب کے فصحاء و بلغاء کو قرآنِ کریم کی نظیر لانے کا چیلنج کرتے ہوئے سورۂ الاسراء میں ارشاد فرمایا ﴿قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضهم......(الاسراء: ۸۸)﴾ جب پورے قرآن کریم کی مثل نہ لا سکے تو سورۂ ھود میں ارشاد فرمایا ﴿فاتوا بعشر سور مثله (ھود: ۱۳)﴾ اور جب دس سورتیں بھی نہ لا سکے تو سورۂ یونس میں ارشاد فرمایا ﴿فاتوا بسورة مثله (یونس: ۳۸)﴾ اور جب یہ بھی نہ کر سکے تو سورۂ طور میں ارشاد فرمایا ﴿فلیاتوا بحدیث مثله (طور: ۳۴)﴾۔ قرآنِ مجید کی مثل لانے بارے میں اگر کوشش کی ہے تو انہی لوگوں نے جو دامن اسلام سے وابستہ نہیں جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے اپنی جھوٹی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے اپنے پاس سے چند ایک بے معنی و بیہودہ لغویات پر مبنی کلام پیش کیا اور اسی کی پیروی کرتے ہوئے اس کی ناخلف ذریت میں سے کئی ایک دشمنانِ اسلام نے اپنی سی کوششیں کیں لیکن کامیابی تو در کنار اپنے ہی منہ کی کھائی۔

(عطائین، ج ۱، ص ۵۳)

کفار کا طلب معجزہ کرنا:

۳......کفار کی ضد و ہٹ دھرمی واضح تھی، طرح طرح کے اعتراض قائم کرنا گویا کہ ان کی سرشت میں داخل تھا، تاہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا شدید غم تھا کہ اتنی واضح آیات اور روشن نشانیوں کے باوجود یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟ اس آیت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما دیا گیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر انکی بے اعتنائی دشوار ہے تو اگر آپ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کر سکتے ہیں تو کیجئے تا کہ انکے پاس ان کا مطلوبہ معجزہ لے آئیں آپ اس پر از خود قدرت نہیں رکھتے لہذا اسی طرح صبر کرتے رہئے۔ اللہ عزوجل نبی کو قدرت عطا فرماتا ہے اور اسی قدرت کے نتیجے میں نبی کی ذات سے معجزہ کا صدور ہوتا ہے۔ لہذا اس سلسلے میں نہ مطلقا یہ کہنا درست ہے کہ کوئی معجزہ نبی کے اختیار میں نہیں اور نہ یہ کہنا بجا ہے کہ تمام معجزات نبی کے اختیار میں ہیں۔ قرآن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے مگر اسکے نزول کا اختیار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں، بلکہ جب جب اللہ عزوجل نے چاہا آیتیں نازل ہوتی گئیں۔ لیکن بعض معجزات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں

ہیں۔تبیان القرآن، جلد۳، صفحہ۴۴۸ پر ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام غزالی سے نقل کیا ہے کہ بعض خصائص کی وجہ سے نبی عام انسانوں سے ممتاز ہوتا ہے اور ان خصائص میں سے یہ ہے جس طرح عام انسانو کے اختیار میں افعال عادیہ ہوتے ہیں، اسی طرح نبی کے اختیار میں افعال غیر عادیہ ہوتے ہیں۔شرح زرقانی علی المواهب اللدنیه میں ہے کہ معجزہ سے مراد وہ خرق عادت کام ہے جو کسی نبی کی صدق نبوت پر صفۃ لازمہ کے طور پر پایا جائے یعنی ہر وہ خرق عادت کام جو رسالت کے دعوے کے ساتھ مقرون ہو اور نبی کے صدق نبوت پر دلالت کرتا ہو اسے معجزہ کہتے ہیں اور خرق عادت کام کو معجزہ اس لئے بھی کہتے ہیں کہ عام انسان اس کی مثل لانے سے عاجز ہوتے ہیں۔

(شرح زرقانی علی المواهب کتاب فی المعجزات والخصائص ،المقصد الرابع فی معجزاته، ج٦،ص٤٠٦)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اہل مکہ نے نبی پاک ﷺ سے معجزہ طلب فرمایا تو سید عالم نور مجسم ﷺ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکھائے۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب،باب سوال المشرکین ان یریهم ،رقم:٣٦٣٧،ص ٦١٠)

علامہ سید محمود آلوسی نے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ ﴿ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ﴾ کے تحت فرمایا کہ نبی پاک صاحب لولاک سلطان ارض و افلاک ﷺ نے غزوۂ بدر میں اللہ عزوجل کی جناب میں دعا فرمائی کہ اے اللہ! میں تجھ سے اس وعدے کا سوال کرتا ہوں جو تو نے مجھ سے فرمایا ہے، تو جبرئیل علیہ السلام نے آکر سید عالم نور مجسم ﷺ سے عرض کی کہ اپنی مٹھی میں مٹی لیکر کافروں کی طرف پھینکیں۔چنانچہ آپ ﷺ نے شاهت الوجوه کہتے ہوئے ایسا ہی کیا اور وہ مٹی ہر کافر کی آنکھوں میں پہنچی اور وہ آنکھیں ملنے لگے۔

(روح المعانی، الجزالتاسع، ص٢٤٤ ملخصاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا کہ تو ابوخیثمہ ہو جا تو وہ ابوخیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ ہو گیا۔ابوزکریا یحیی بن شرف النووی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہاں لفظ کن تحقیق اور وجود کے لئے آیا ہے مطلب یہ ہے کہ اے شخص تو حقیقت میں ابوخیثمہ ہو جا اور یہ بات قاضی عیاض نے درست فرمائی، تقدیر کلام یہ ہے کہ اللهم اجعله ابا خیثمة۔

(شرح مسلم علی النووی ، کتاب التوبة،باب حدیث توبة کعب ابن مالك،رقم٥٣/٢٧٦٩،ص ١٦١٩)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی اپنی مرضی سے جب چاہیں معجزہ دکھا سکتا ہے اور اللہ عزوجل نے معجزات کے حوالے سے نبی کو قدرت و اختیار دے دیا ہے۔

(عطائین ،ج٢،ص ٨٨ وغیرہ)

اغراض: لكن ابقيناه: الا استثناء منقطع ہے، بصریوں کے قاعدے کے مطابق بعض نے لكن مقدر مانا ہے، اور کوفیوں کے قاعدے کے مطابق بعض نے بل مقدر نکالا ہے۔

ابقيناه: قیامت کے قریب ایسا بھی ہوگا کہ قرآن مصاحف اور سینوں سے اٹھا لیا جائے گا، جیسا کہ حدیث میں ہے: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک نازل کردہ کلام اٹھا نہ لیا جائے''، عرش کے گرد اللہ کو قرآن کی آواز سنائی دے گی فرمائے گا تجھے کیا ہوا؟ قرآن عرض کرے گا مجھے پڑھا ضرور جاتا ہے لیکن مجھ پر عمل نہیں کیا جاتا، اور قرآن اس وقت تک نہیں اٹھایا جائے گا جب تک کہ عمل کرنے والا اس پر عمل کرتا رہے۔جحودا للحق: یعنی علم کے باوجود حسد کی وجہ سے انکار کرتے، اور یہ مطلق انکار سے زیادہ خاص ہے۔تعجب: یعنی ان کی خواہشات پر تعجب ہے، اور اللہ اس بات سے پاک ہے کہ کسی کو اس کی الوہیت میں شریک کیا جائے۔

(الصاوی، ج٣، ص ٣٣٨ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤى اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا﴾ای قولُهم منکِرِینَ﴿اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا(۹۴)﴾ولم یبعث ملکًا﴿قُلْ﴾لهم﴿لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ﴾بدلَ البشرِ﴿مَلٰٓىٕكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَىٕنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا(۹۵)﴾اذ لایُرسلُ الی قومٍ رسولٌ الّا من جنسِهِم لیُمکِنَهُم مُخاطبتُهُ والفهمُ عنهُ﴿قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْؕ﴾علی صدقی﴿اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا(۹۶)﴾عالمًا ببواطنِهم وظواهرِهم﴿وَ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِۚ وَ مَنْ یُّضْلِلْ﴾اللهُ﴿فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِیَآءَ﴾یهدُونَهم﴿مِنْ دُوْنِهٖؕ وَ نَحْشُرُهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ﴾ماشِینَ﴿عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْیًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّاؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُؕ كُلَّمَا خَبَتْ﴾سکَنَ لهبُها﴿زِدْنٰهُمْ سَعِیْرًا(۹۷)﴾تلهُّبًا واشتعالًا ^النصف^﴿ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ قَالُوْۤا﴾منکِرینَ للبعثِ﴿ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا(۹۸) اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ﴾مع عظمِها﴿قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ﴾ای الاناسیّ فی الصغرِ﴿وَ جَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا﴾للموتِ والبعثِ﴿لَّا رَیْبَ فِیْهِؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا(۹۹)﴾جحودًا له﴿قُلْ﴾لهم﴿لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىٕنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ﴾من الرزقِ والمطرِ﴿اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ﴾لبخلتم﴿خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِؕ﴾خوفَ نفادِها بالانفاقِ فتفتقروا﴿وَ كَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا(۱۰۰)﴾بخیلًا.

﴿ترجمہ﴾

اور کس بات نے لوگوں کوایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگراس لیے (کہ منکر یہ بات) بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا (اور فرشتے کو رسول بنا کر نہ بھیجا) تم فرماؤ (ان سے) اگر زمین میں (انسانوں کے بجائے) فرشتے ہوتے چین سے چلتے تو ان پر بھی ہم رسول فرشتہ اتارتے آسمانوں سے (کیونکہ کسی قوم کی طرف رسول نہیں بھیجا جاتا مگر انہی کی جنس سے تاکہ ان رسل کے لیے ان سے کلام کرنا اور بات سمجھانا ممکن ہوسکے) تم فرماؤ اللہ کافی ہے گواہ میرے اور تمہارے درمیان (میری صداقت پر) بیشک وہ اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا ہے (ان کے ظاہر و باطن کا علم رکھنے والا ہے) اور جسے اللہ راہ دے وہی راہ پر ہے اور جسے (اللہ عزوجل) گمراہ کرے تو ان کے لیے اس کے سوا کوئی حمایت والے نہ پاؤ گے......۱......(جو اسے راہ دکھا سکے) اور ہم انہیں قیامت کے دن اٹھائینگے (اس حال میں کہ وہ چلتے ہونگے) منہ کے بل، اندھے اور گونگے اور بہرے......۲......ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جب کبھی بجھنے پر آئے گی (اس کے شعلے ساکن ہونے لگیں گے) ہم اسے اور بھڑکا دینگے (شعلوں سے اور اسے مشتعل کردینگے) یہ اس کی سزا ہے اس پر کہ انہوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا اور (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے منکر ہوئے) اور بولے کیا ہم جب ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہوجائینگے تو

کیا سچ مچ ہم نئے بن کر اٹھائے جائینگے اور کیا وہ نہیں دیکھتے (کیا وہ نہیں جانتے) کہ وہ اللہ جس نے آسمان وزمین بنائے (ان کے بڑے اور عظیم ہونے کے باوجود) وہ ان (لوگوں) کی مثل بنانے پر قادر ہے (جو اپنی خلقت میں چھوٹے ہیں زمین وآسمان سے) اور اس نے ان کے لیے ایک میعاد ٹھہرا رکھی ہے (موت کی اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی) جس میں کچھ شبہ نہیں تو ظالم نہیں مانتے مگر انکار کیے (اس کا انکار کرتے ہیں) تم فرماؤ (ان سے) اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے (جیسے رزق اور بارش کے) تو انہیں روک رکھتے .... (اس میں بخل کرتے) اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں (یعنی خرچ کرنے سے اس کے ختم ہو جانے کا خوف لاحق ہوتا کہ کہیں محتاج ہو کر نہ رہ جاؤ) اور آدمی بڑا کنجوس (بخیل) ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما منع الناس ان یومنوا اذ جاء ھم الھدی الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا﴾.

و: مستانفہ، ما: نافیہ، منع: فعل، الناس: مفعول اول، ان یومنوا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، اذ جاء ھم الھدی: ظرف، الا: حصر، ان: مصدریہ، قالوا: قول ھمزۃ: استفہامیہ، بعث اللہ: فعل وفاعل، بشرا: حال مقدم، رسولا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ بتاویل مصدر فاعل، منع اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا﴾.

قل: قول، لو: شرطیہ، کان: فعل ناقص، فی الارض: ظرف مستقر خبر مقدم، ملئکۃ: موصوف، یمشون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر ذوالحال، مطمئنین: حال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، نزلنا علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو، من السماء: ظرف لغو ثانی، ملکا: حال مقدم، رسولا: ذوالحال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قل کفی باللہ شھیدا بینی وبینکم انہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا﴾.

قل: قول، کفی: فعل، ب: زائدہ، اللہ: ممیز، شھیدا بینی وبینکم: شبہ جملہ تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص بااسم، بعبادہ خبیرا: شبہ جملہ خبر اول، بصیرا: خبر ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجدلھم اولیاء من دونہ﴾.

و: مستانفہ، من: اسم شرط مفعول بہ مقدم، یھد اللہ: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، فھو المھتد: جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، من: اسم شرط مفعول بہ مقدم، یضلل: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لن تجد: فعل نفی بافاعل، لھم: ظرف لغو، اولیاء: ذوالحال، من دونہ: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ونحشرھم یوم القیمۃ علی وجوھھم عمیا وبکما وصما ماوھم جھنم کلما خبت زدنھم سعیرا﴾.

و: مستانفہ، نحشرھم: فعل بافاعل وھم ضمیر ذوالحال، علی وجوھھم: ظرف مستقر حال اول، عمیا: معطوف علیہ، و بکما وصما: معطوفان ملکر حال ثانی، ملکر مفعول، یوم القیمۃ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، ماواھم: مبتدا، جھنم: ذوالحال، کلما: ظرف متضمن معنی شرط، خبت: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، زدنھم: فعل بافاعل ومفعول، سعیرا: مفعول ثانی، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک جزاؤھم بانھم کفروا بایتنا وقالوا ءاذا کنا عظاما ورفاتاء انا لمبعوثون خلقا جدیدا﴾.

ذلک جزاؤھم: مبدل منہ بدل، ملکر مبتدا، ب: جار، انھم: حرف مشبہ واسم، کفروا بایتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قالوا: قول، ھمزۃ: استفہامیہ، اذا ظرفیہ شرطیہ، کنا: فعل ناقص بااسم، عظما ورفاتا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ھمزۃ

استفہامیہ ،انا: حرف مشبہ واسم ، مبعوثون : اسم فاعل بافاعل، خلقا جدیدا :مفعول مطلق ملکر شبہ جملہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ہوکر معطوف ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموت والارض قادر علی ان یخلق مثلھم ﴾.

ھمزہ : حرف استفہامیہ،و : عاطفہ معطوف علی محذوف " انکروا البعث ولھم یعلموا"اولم یروا: فعل نفی بافاعل، ان : حرف مشبہ، اللہ :موصوف، الذی خلق السموات والارض :موصول صلہ ملکر صفت ،ملکر اسم، قادر علی ان یخلق مثلھم : شبہ جملہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعل لھم اجلا لا ریب فیہ فابی الظلمون الا کفورا﴾.

و: عاطفہ ،جعل لھم: فعل بافاعل وظرف لغو،اجلا :موصوف، لا ریب فیہ :جملہ اسمیہ صفت ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ "اولم یروا" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، ابی: فعل بمعنی لم یرضوا، الظلمون: فاعل ،الا: اداۃ حصر، کفورا: مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل لوانتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق﴾.

قل: قول، لو :شرطیہ، انتم: تاکید فعل محذوف "تملکون" کے فاعل کے لیے، "تملکون" فعل محذوف وضمیر مؤکد، انتم: تاکید، ملکر فاعل، تملکون : فعل بافاعل، ملکر محذوف "تملکون" کی تفسیر، خزائن رحمۃ ربی :مفعول بہ ،ملکر جملہ فعلیہ شرط، اذا :حرف جزا وجواب، لام :تاکیدیہ، امسکتم : فعل بافاعل، خشیۃ الانفاق :مفعول لہ ،ملکر فعلیہ جزا ،ملکر جملہ شرط مقولہ ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿وکان الانسان قتورا﴾

و: حالیہ، کان الانسان: فعل ناقص واسم، قتورا: خبر ،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل " لامسکتم" کے فاعل سے حال ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ عزوجل کے مضل وھادی ہونے پر بحث:

۱.....اشاعرہ کے نزدیک اللہ عزوجل جسے چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ھدایت دے دیتا ہے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی گمراہی اور ھدایت کا خالق ہے اس لیے کہ اللہ تعالی مخلوق کے افعال گمراہی اور ھدایت کا خالق ہے۔ اور اس قید (گمراہی اور ھدایت) سے مراد یہ نہیں (جیسا کہ معتزلہ سمجھ بیٹھے) کہ ھدایت کے طریقے کو بیان کرنا مقصود ہے بلکہ طریقہ ھدایت تو ہر ایک کے لئے عام ہے،اور نہ ہی گمراہی سے یہ مراد ہے کہ بندہ کا ضال پانا یا اس کا نام ضال رکھ دینا جس پر قدیم معتزلہ نے قرآن مجید سے دلیل پکڑی کہ اللہ تعالی نے فرمایا ﴿عباد الرحمن اناثا﴾ یعنی ملائکہ کا نام اناثا رکھا، پس گمراہ لوگوں کا نام ضال رکھنا جائز ہوگا۔ جب کہ ہمارے نزدیک ہدایت کی نسبت کبھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ،اور گمراہی کی نسبت شیطان کی طرف مجازا کردی جاتی ہے۔ معتزلہ کے نزدیک ھدایت ایسی چیز ہے جو مطلوب تک پہنچانے والی ہو حالانکہ یہ نظریہ قرآن کی اس آیت ﴿انک لا تھدی من احببت (القصص:۵٦)﴾ سے باطل قرار پائے گا،اور ہمارے نزدیک ھدایت سے مراد راستہ بتلا دینا ہے مقصود تک پہنچانا ضروری نہیں۔ (نبراس، ص ۱۹۹ وغیرہ، ملخصاً)

قیامت کے دن اندھے، بہرے ،گونگے ہونے کی توجیہ:

۲.....قرآن مجید فرقان حمید میں ﴿ورا المجرمون النار فظنوا انھم مواقعوھا ولم یجدوا عنھا مصرفا﴾ یعنی مجرم دوزخ کو دیکھیں گے تو یہ گمان کریں گے کہ وہ اس میں جھونکے جانے والے ہیں اور وہ اس سے بچنے کی کوئی جگہ نہ پائیں

گے (الکھف: ۵۳)﴾، ﴿واذا راتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا اور جب دوزخ انہیں دور جگہ سے دیکھے گی تو سُنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا (الفرقان: ۱۲)﴾، ﴿واللہ ربنا ما کنا مشرکین ہمارے پالنے والے اللہ کی قسم! ہم مشرک نہ تھے (الانعام: ۲۳)﴾۔ ان آیات میں کافروں کے دیکھنے، سُننے اور بولنے کا واضح بیان ہے اور متذکرہ آیت میں اِن کے اندھے، بہرے اور گونگے ہونے کا بیان ہو رہا ہے۔ بظاہر تعارض ہے لیکن مفسرین نے اس تعارض کو نہایت عمدگی سے ختم کیا ہے چنانچہ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ کافر قیامت میں اِن معنوں میں اندھے ہونگے کہ انہیں کوئی ایسی چیز دیکھنے کو نہ ملے گی جس سے اِنہیں خوشی ہو، ان معنوں میں بہرے ہونگے کہ انہیں کوئی ایسی چیز سُننے کو نہ ملے گی جس سے اِنہیں خوشی ہو اور گونگے بھی ان معنوں میں ہوں گے کہ انہیں کوئی قابل قدر کلام کرنے کا موقع نہ ملے گا یعنی کوئی اچھا کلام نہ کرسکیں گے۔ (جامع البیان، الجزء ۱۵، ص ۱۹۳ وغیرہ)

حرص وطمع کی مذمت:

سے......حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر ابن آدم کے لیے مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی کو تلاش کرے گا اور ابن آدم کے پیٹ کو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے اور جو شخص توبہ کرلے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا"۔
(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب: مایتقی فتنۃ المال، رقم: ٦٤٣٦، ص ۱۱۱۷)

معلوم ہوا کہ مال کی محبت انسان کے دل میں اس قدر ہے کہ انسان قبر تک پہنچ جاتا ہے لیکن محبت کم نہیں ہو پاتی، اسلامی اقدار کا مطالعہ کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے مالداروں پر مال کی زکوۃ کا حکم اسی لیے لگایا ہے کہ ان کے دل سے مال کی محبت کم ہو۔ راہ خدا میں خرچ کرکے اپنے مال کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذخیرہ کرلیں۔

اغراض: ماشین: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص دربار مصطفیٰ میں کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ نے فرمایا ہے: لوگ اپنے چہروں کے بل جہنم کی طرف جمع کئے جائیں گے، کیا کافر کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا؟ سید عالم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: "کیا جو دنیا میں دو پاؤں پر چلتا ہے قیامت میں چہرے کے بل چلنے پر قادر نہیں ہوگا؟"، اور اسی طرح روایت کی گئی ہے کہ قیامت کے دن لوگ تین طرح سے اٹھائے جائیں گے: پیدل چلتے ہوئے، سواری کی حالت میں اور چہروں کے بل، پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ! لوگ اپنے چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟ جواب دیا جیسا کہ وہ لوگ اپنے پاؤں پر چلتے ہیں، اپنے چہروں کے بل چلنے پر بھی قادر ہوں گے، خبردار ان کے چہرے ہر قسم کی اونچی اور خاردار زمین میں ڈالے جائیں گے۔

سکن لھیبھا: یعنی جب بھی جسم کی کھال اور گوشت ختم ہو جائے تو نیا آجائے گا۔

ای الاناسی: جمع ہے انسی کی، مراد بشر ہے۔ **لھم**: ان کے حال کی وضاحت کرتے ہوئے جو وہ کہتے ہیں ﴿لن نؤمن لک حتی تفجر لنا (الاسراء: ۹۰)﴾، یعنی موت، رزق کی کشادگی وغیرہ ان کی مرضی سے نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی زمین کے خزانوں کے مالک بھی ہو جائیں جب بھی بخل اور کنجوسی ہی کریں گے۔

بخیلا: یعنی بزدلی کی وجہ سے جہاں خرچ کرنا مناسب ہو وہیں خرچ کرنے سے رک جائے، اصل میں نفس انسان میں بخل پایا جاتا ہے، اور خارج میں خلاف اصل پائی جانے والی چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون (الحشر: ۹)﴾۔
(الصاوی، ج۳، ص ۳۴۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ﴾ واضِحاتٍ وهِيَ اليَدُ والعَصاءُ والطُّوفانُ والجَرادُ والقُمَّلُ والضَّفادِعُ والدَّمُ والطَّمسُ والسِّنِينُ وَنَقْصٍ مِن الثَّمراتِ ﴿فَسْئَلْ﴾ يامُحمدُ ﴿بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ﴾ عَنهُ سَوالُ تَقرِيرٍ لِلمُشرِكينَ عَلى صِدقِكَ اَو فَقُلنَا لَهُ اِسْاَلْ وَفى قِراءَةٍ بِلفظِ الماضِى ﴿اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا(۱۰۱)﴾ مَخدوعًا مَغلوبًا على عَقلِكَ ﴿قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ﴾ الاٰيَاتِ ﴿اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ج﴾ عِبَرًا وَلٰكِنَّكَ تُعانِدُ وَفى قِراءَةٍ بِضم التَّاءِ ﴿وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا(۱۰۲)﴾ هَالِكًا او مَصرُوفًا عَنِ الخَيرِ ﴿فَاَرَادَ﴾ فِرعَونُ ﴿اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ﴾ يُخرِجَ مُوسٰى وَقَومَهُ ﴿مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا(۱۰۳) وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ﴾ اَى السَّاعَةِ ﴿جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا(۱۰۴)﴾ جَمِيعًا اَنتُمْ ﴿وَ﴾ هُم ﴿بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ﴾ اَى القرآنَ ﴿وَبِالْحَقِّ﴾ الْمُشتَمِلِ عليهِ ﴿نَزَلَ ط﴾ كَما اُنْزِلَ لَمْ يَعْتَرِه تبديلٌ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ﴾ يَامُحمدُ ﴿اِلَّا مُبَشِّرًا﴾ مَن آمَنَ بِالجَنَّةِ ﴿وَّنَذِيْرًا(۱۰۵)﴾ مَنْ كَفَرَ بِالنَّارِ ﴿وَقُرْاٰنًا﴾ مَنْصُوبٌ بِفِعْلٍ يُفَسِّرُهُ ﴿فَرَقْنٰهُ﴾ نَزَّلْنَاهُ مُفَرَّقًا فى عِشرِينَ سِنَةً او ثَلاثٍ ﴿لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ﴾ مَهَلٍ وَتُؤَدَةٍ لِيَفْهَمُوهُ ﴿وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا(۱۰۶)﴾ شَيئًا بَعدَ شَيءٍ حَسبِ المَصَالِحِ ﴿قُلْ﴾ لِكفَّارِ مكةَ ﴿اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا﴾ تَهدِيدٌ لهم ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ﴾ نُزُولِهِ وهُم مؤمِنوا اَهلِ الكِتابِ ﴿اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا(۱۰۷) وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ﴾ تَنزِيهًا لَهُ عَن خُلفِ الوَعْدِ ﴿اِنْ﴾ مُخففةٌ ﴿كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا﴾ بِنُزولِهِ وَبَعثِ النبيِّ ﷺ ﴿لَمَفْعُوْلًا(۱۰۸) وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ﴾ عَطفٌ بِزيادةِ صَفَةٍ ﴿وَيَزِيْدُهُمْ﴾ القرآنُ ﴿خُشُوْعًا(۱۰۹)﴾ [السجدة: ۳] تَواضُعًا للهِ وكانَ ﷺ يقول يَااللهُ يارحمنُ فقالوا اِنَّهُ يَنهَانَا اَنْ نَعبُدَ اِلٰهَينِ وهُو يَدعُوا اِلٰهًا آخَرَ مَعَهُ فَنَزَلَ ﴿قُلِ﴾ لهم ﴿ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط﴾ اى سَمُّوهُ بِاَيِّهِمَا اَوْ نَادُوهُ بِاَنْ تَقولُوا يَااللهُ يارحمنُ ﴿اَيًّا﴾ شَرطِيَّةٌ ﴿مَّا﴾ زَائِدَةٌ اى اَىَّ شَيءٍ مِّنْ هٰذَينِ ﴿تَدْعُوْا﴾ فَهُوَ حَسَنٌ دَلَّ على هٰذَا ﴿فَلَهُ﴾ اى لِمُسَمَّا هُمَا ﴿الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ج﴾ وهٰذَانِ مِنهَا فَاِنَّهَا كَما فى الحديثِ الله الذى لا اله الا هو الرحمن الرحيمُ المَلِكُ القُدوسُ السَّلامُ المؤمِنُ المُهَيمِنُ العَزِيزُ الجَبَّارُ المتكبِّرُ الخالِقُ البَارِئُ المُصورُ الغفَّارُ القهَّارُ الوَهَّابُ الرزاقُ الفتَّاحُ العليمُ القابِضُ الباسِطُ الخافِضُ الرافِعُ المُعزُّ المذلُ السميعُ البصيرُ الحكمُ العدلُ الطيفُ الخبيرُ الحليمُ العظيمُ الغفورُ الشكورُ العلى الكبير الحفيظ المقيت الحسيب الجليل الكريم الرقيبُ المجيب الواسع الحكيم الودود المجيد الباعث الشهيد الحق الوكيل القوىُّ المتين الولىُّ الحميدُ المحصى المبدى المعيد المحيى المميت الحى

القيوم الواجد والماجدُ الواحدُ الصمدُ القَادِرُ المقتدرُالمقدمُ الموخر الاول الآخر الظاهر الباطن الوالى المتعال البر التواب المنتقم العفو الرؤف مالک الملک ذوالجلال والاکرام المقسط الجامع الغنى المغنى الضار النافع النور الهادى البديع الباقى الوارث الرشيد الصبور رواه الترمذى قال تعالى ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِکَ ﴾بِقِراتِکَ فيهَا فَيسْمَعُکَ المُشرِكُونَ فَيَسُبُّوکَ وَ يَسُبُّوا القرآنَ وَمَن انْزَلَهُ ﴿وَلَا تُخَافِتْ﴾تُسِرُ ﴿بِهَا ﴾لِيَنْتَفِعَ اصحَابُکَ﴿وَابْتَغِ ﴾اُقْصُدْ﴿بَيْنَ ذٰلِکَ ﴾الجَهْرِ وَالْمُخافَتَةِ﴿سَبِيْلًا(١١٠) ﴾طَرِيقًا﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْکٌ فِی الْمُلْکِ ﴾الْاُلُوهِيَةُ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ ﴾يَنْصُرُهُ﴿مِّنَ ﴾اَجلِ ﴿الذُّلِّ ﴾اى لَمْ يَذُلَّ فَيَحْتَاجُ الى نَاصِرٍ ﴿وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (١١١) ﴾عَظِّمْهُ عَظْمَةً تامَّةً عَن اِتِّخاذِ الوَلَدِ والشَّرِيْکِ والذُّلِ المَحَامِدِ لِكَمَالِ ذَاتِهٖ وَتَفَرُّدِهٖ فِی صِفَاتِهٖ رَوى الْإِمام احمد فى مُسْنَدِهٖ عَن معَاذِ الْجُهنِى عنهُ ﷺ انَّهٗ كانَ يَقولُ آيَةُالعِزّ الحمدُ للهِ الَّذى لَمْ يتَّخِذ وَلَدًا الى آخرالسُّورَةِ والله اعلمُ قَال مُولِّفُهُ هٰذَا آخِرما كَملتُ بِهٖ تفسير القُرآن العظيم الذى الَّفهُ الامامُ العلامةُ المحقق جَلالُ الدين المحلى الشَّافعى وقد افرغتُ فِيهِ جُهدِى :وبَذلْتُ فيه فِكرِى نَفائِس اَراهَا اِن شَاء الله تجْدِى: والَّفْتُهُ فى مُدَّةٍ قَدرَ مِيعادِ الكليم :وجعلتُهُ وَسِيْلَةً بِفوزبجَناتِ النعيم: وهو فى الحَقِيقَةِ مُستفَادٌ مِنَ الكِتَابِ الْمُكمَلِ:وعليه فى الأىٔ الْمُتَشَابِهَةِ الْاِعتِمَادِ والمُعَوَّلِ :فرحم الله امْرًا نَظَر بِعينِ الْاِنصَافِ اليه: ووَقف فيهِ على خَطاء فاطَّلعنى عليه: وقد قلت شعرًا: حمدتُ الله ربى اِذهدانِى: لَمَا اَبديتُ مع عِجْزِى وَضعفِىْ :فَمنَّ لى بِالخطا فَارُدَّعنه: ومَنَّ لى بِالقبولِ ولو بحرفٍ: هذا وَلَمْ يكُنْ قَطُّ فى خَلَدِیْ ان اَتَعَرَّضَ لِذَالِکَ لِعلمِىْ بِالعجزِ عَنِ الخَوضِ فِى هٰذِهِ المَسَالِکِ وَعَسى الله اَنْ ينفَعَ به نفعًا جَمًّا ويُفتحُ بِهٖ قُلوبًا غلفًا وَاعينًا عُمْيًا وآذانًا وكَاَنِّیْ بِمَنْ اعْتَادَ بِالمُطوَّلاتِ وَقدْ اَضرَبَ عن هٰذِهِ التَّكْمِلَةِ واصْلِهَا وعَدلَ الى صَرِيحِ العِنَادِ ولَمْ يُوجِّهُ الى دَقائِقِهِمَا فَهمًا ومنْ كَانَ فِى هٰذِهٖ اعْمٰى فهوَ فِى الْاٰخِرةِ اعمٰى رَزَقَنَا الله بهٖ هِدايةً اِلى سبيلِ الحقِّ وتوفِيقًا واطلاعًا على دقائقِ كَلِماتِهٖ وَتخفِيفًا وجعلنابهٖ مع الذِيْنَ انعم الله عليهم من النبِيِّنَ والصِّديقِينَ والشّهَداءِ الصَّالِحِينَ وحَسُنَ اولئک رفِيقًاوالحمدُ لِلهِ وحدهٗ ﷺ تسلِيمًا كَثِيرًا وحسُبنَا الله ونعم الوَكِيلُ قال مُولِّفهٗ عاملهٗ الله بلطفِهٖ فرغتُ من تاليفِهٖ يَومَ الاَحَدِ عَاشِرَ شَهرِ شَوَّالٍ سنَةَ سبعِينَ وثَمانِ مِائَةٍ وكانَ الْاِبْتِدَاءُ فيه يَوم الْاَربعَاءِ مُستَهِلَّ رَمَضانَ منَ السَّنَةِ المذكُورَةِ وَفَرغَ مِن تَبْيِيْضِهٖ يومَ الاربَعَاءِ سَادِسَ صَفَرٍ وسنَةَ اِحدٰى وسبعينَ وثمان مائةٍ واللهُ اعلم، قالَ الشيخ شمس الدين محمد بن ابى بكر الخطيب الطوخى اخبرنى صديقى الشيخ العلامه كمال الدين المحلى اخو شيخنا الشيخ الامام جلال الدين المحلى رحمهماالله تعالى انه راى اخاه الشيخ جلال الدين المذكور فى النوم وبينَ يَديهٖ صديُقنَا الشيخ العلامة المحقق جلال الدين السيوطى مصنف هذه التكملة وقد اخذ الشيخ هذه التكملة فى يده وتصفحها ويقول لمصنفها

المذکور ایهما احسن وضعی او وضعک فقال: وضعی فقال :انظر وعرض علیهِ مواضعَ فیها وکانه یشیر الی اعتراض فیها بلطف ،ومصنف هذه التکملة کلما اورد علیه شیئا یجیبه والشیخُ یَتبسم ویضحک. قال شیخنا الامام العلامة جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی مصنف هذه التکملة :الذی اعتقده واجزم به ان الوضع الذی وضعه الشیخ جلال الدین المحلی رحمة الله تعالی فی قطعته احسن من وضعی انا بطبقات کثیرة کیف وغالب ما وضعته هنا مقتبس من وضعه ومستفَاد منه لا مریة عنده فی ذلک ،واما الذی روی فی المنام المکتوبِ اعلاه فلعلَ الشیخ اشار به الی المواضع القلیلة التی خالفت وضعه فیها لنکتة وهی یسیرة جدا ما اظنها تبلغ عشرة مواضع منها ان الشیخ قال فی سورة ص: والروح جسم لطیف یحیا به الانسان بنفوذه فیه وکنت تبعته اولا ،فذکرت هذا الحد فی سورة الحجر ثم ضربت علیه لقوله تعالی :﴿ویسئلونک عن الروح من امر ربی﴾الایة فهی صریحة او کالصریحة فی ان الروح من علم الله تعالی لا نعلمه فالامساک عن تعریفها اولی ،ولذا قال الشیخ تاج الدین السبکی فی جمع الجوامع :والروح لم یتکلم علیها محمد فنمسک عنها ،ومنها :ان الشیخ قال فی سورة الحج : الصائبون فرقة من الیهود فذکرت ذلک فی سورة البقرة وزدت او النصاری بیانا لقول ثان فانه المعروف خصوصا عند اصحابنا الفقهاء وفی المنهاج :وان خالفت السامرة الیهود والصابئة النصاری فی اصل دینهم حر من وفی شروحه ان الشافعی رضی الله عنه نص علی ان الصائبین فرقة من النصاری ،ولا استحضر الآن موضوعا ثالثا فکان الشیخ رحمه الله تعالی یشیر الی مثل هذا والله اعلم بالصواب والیه المرجع الماب.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو نو روشن (واضح) نشانیاں دیں......۱......(وہ نشانیاں یہ ہیں ید بیضاء، عصاء، طوفان، ٹڈیاں، گھن، مینڈک، خون ،مسخ، قحط سالی اور پھلوں کی کمی) تو (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!) بنی اسرائیل سے پوچھو (اس بارے میں ، یہ سوال مشرکین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے ہوگا یایوں کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ بنی اسرائیل سے پوچھواور ایک قرائت میں اسئل کو فعل ماضی سے پڑھا گیا ہے) جب وہ ان کے پاس آیا تو اس سے فرعون نے کہا اے موسیٰ! میرے خیال میں تو تم پر جادو ہوا ہے (یعنی جادو کے اثر سے تمہاری عقل بجانہ رہی، اس میں فتور آ گیا ہے، معاذاللہ) کہا کہ یقیناً تو خوب جانتا ہے کہ انہیں (یعنی نشانیوں کو) نہ اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے مالک نے یہ بصیرت افروز ہیں (یعنی عبرت ہیں، اس کے باوجود تو سرکشی کر رہا ہے، اور ایک قرائت میں لفظ علمت کو تاء مضموم کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور میرے گمان میں تو اے فرعون......۲......تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے (مثبورا کا معنی ہے ہلاک ہونے والا یا خیر سے محروم) تو اس نے (یعنی فرعون) نے چاہا کہ انہیں (یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو) زمین سے (یعنی سرزمین مصر سے) نکال دے (یستفز بمعنی یخرج ہے) اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا اس زمین میں بسو پھر جب آخرت (یعنی قیامت) کا وعدہ آئے گا تو ہم لے آئیں گے تمہیں سمیٹ کر (یعنی سب کو، تمہیں بھی اور انہیں بھی) اور ہم نے اسے (قرآن پاک کو) حق ہی کے ساتھ اتارا اور یہ اس حق کے ساتھ اترا ہے (جس پر یہ مشتمل ہے جیسا کہ وہ نازل کیا گیا تھا کسی

تغیر نے اس میں راہ نہیں پائی) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشخبری سنانے والا (مسلمانوں کو جنت کی) اور ڈرانے والا (کافروں کو جہنم سے) اور قرآن (یہ مابعد فعل مفسر کی وجہ سے منصوب ہے) ہم نے جدا کر کے اتارا (یعنی ہم نے جدا جدا کر کے غرضیکہ بیس یا بائیس سال کی مدت میں اتارا......۳......) کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو (نرمی، سکینہ، اطمنان کے ساتھ پڑھنا کہ لوگ اسے سمجھ سکیں) اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا (یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے ضرورتوں کے مطابق......۴......) تم فرماؤ (کفار مکہ سے) کہ تم لوگ اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ (یہ ان کے لیے تہدید و سرزنش ہے) بیشک وہ جنہیں اس سے پہلے (یعنی اس کے نازل ہونے سے پہلے) علم ملا (مراد اس سے مومنین کتابی ہیں) جب ان پر پڑھا جاتا ہے ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو (وہ وعدہ خلاف کرنے سے پاک ہے) بیشک (ان مخففہ ہے) ہمارے رب کا وعدہ (قرآن نازل کرنے اور معظم نبی مبعوث کرنے کا) پورا ہونا تھا اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے (یہ ایک زائد صفت کے ساتھ عطف ہے) اور وہ (یعنی قرآن) ان کے خشوع کو اور بڑھاتا ہے (یعنی اللہ عزوجل کے لیے تواضع میں مزید اضافہ کرتا ہے اور حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ! یا رحمٰن! تو کفار بولتے کہ ہمیں دو خداؤں کو پوجنے سے روکتے ہیں اور خود اللہ کے ساتھ دوسرے خدا رحمٰن کو پکارتے ہیں......۵......) تم فرماؤ (ان لوگوں سے) اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر (یعنی تم ان دونوں اسماء کے ساتھ اس کا نام لو یا اس کو پکارو یعنی یوں کہہ کر یا اللہ یا یا رحمٰن) جو کہہ کر پکارو (ایّاً شرطیہ ہے اور ما زائدہ ہے معنی یہ ہے کہ ان دونوں میں سے جس نام سے پکارو وہ اچھا ہے، اس وضاحت پر یہ اگلا کلام دلالت کر رہا ہے) پس اسی کے لیے (یعنی اللہ عزوجل ہی کی ذات کے لیے) اچھے نام ہیں (اور مذکورہ دونوں نام انہیں میں سے ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں یہ اسماء آئے ہیں اللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمن ،الرحیم الملک ،القدوس ،السلام ،المؤمن ، المھیمن، العزیز ،الجبار، المتکبر ،الخالق ،الباری، المصور ،الوھاب ،الغفار، القھار، الوھاب ،الرزاق ،الفتاح ،العلیم ،القابض ،الباسط ،الخافض، الرافع ،المعز ،المذل ، السمیع ،البصیر ،الحکم،العدل، اللطیف، الخبیر الحلیم ،العظیم، الغفور، الشکور، العلی ،الحفیظ، المقیت، الحسیب، الجلیل ،الکریم ،الرقیب، المجیب، الواسع ،الحکیم ،الودود، المجید، الباعث ،الشھید، الحق، الوکیل، القوی ،المتین ،الولی ،الحمید، المحصی ،المبدی، المعید ،المحیی، الممیت، الحی ،القیوم ،الواجد ،الماجد ،الواحد ،الصمد ،القادر، المقتدر، المقدم ،المؤخر، الاول ،الآخر، الظاھر، الباطن ،الوالی ،المتعالی، البر ،التواب، المنتقم ،العفو، الرؤف، مالک الملک، ذوالجلال والاکرام، المقسط، الجامع ،الغنی، المغنی ،المانع، الضار، النافع، النور، الھادی، البدیع ،الباقی ، الوارث ،الرشید، الصبور اس حدیث پاک کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا) اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو (یعنی اپنی نماز میں نہ بہت تیز آواز سے کرو کہ مشرک تمہاری آواز سن کر تمہیں یا قرآن پاک نازل فرمانے والے کو برا کہیں) اور نہ بالکل آہستہ (یعنی نہ بالکل پست آواز میں کہ تمہارے صحابہ کرام نفع نہ اٹھا سکیں) اور ان دونوں کے (یعنی جہر اور سر کے) درمیان راستہ چاہو (یعنی دونوں کے مابین درمیانی رستے کا قصد کرو) اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لیے بچہ اختیار نہ فرمایا اور ملک میں (یعنی الوھیت میں) اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کا کوئی (ایسا) حمایتی نہیں جو کمزوری (کی وجہ سے اس کی مدد کرے یعنی وہ کمزور نہیں کہ اسے مددگار کی حاجت ہو) اور اس کی بڑائی بیان کرو کمال درجے کی بڑائی (یعنی اس کے اولاد اور شریک اور ہر اس چیز سے جو اس کی شان کے لائق نہیں اس سے اس کا بلند تر عظیم ہونا، خوب حمد کو اس پر مرتب کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہی اپنی کمال ذات اور اپنی صفات میں یکتا ہونے کی وجہ سے تمام تر محامد کا مستحق ہے۔ امام احمد نے اپنی

مسند میں حضرت سیدنا معاذ جہنی سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ آیت عزت ﴿الحمد لله الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن له شریک فی الملک...... الی اخر السورة﴾ ہے واللہ تعالی اعلم ۔مؤلف تفسیر کہتا ہے: یہ وہ آخری کلام ہے جس کے ذریعے میں نے وہ تفسیر مکمل کی ہے جس کی تالیف امام علامہ محقق جلال الدین محلی شافعی نے کی تھی اور میں نے اس کی تالیف میں اپنی جدوجہد کی اور اس کی باریکیوں اور عمدہ نکات کے بارے میں اپنی فکر کو خرچ کیا ہے اگر اللہ نے چاہا تو یہ سود مند ہوگی اور میں نے اسے کلیم اللہ کو دی گئی مدت کی مقدار میں تالیف کیا ہے اور میں نے اسے نعمتوں کے باغات میں جانے کے لیے کامیابی حاصل کرنے کا وسیلہ بنایا ہے اور جسے میں نے مکمل کیا ہے درحقیقت وہ کتاب مکمل ہی سے مستفاد ہے اور آیات متشابہات کے بارے میں اسی پر میں نے بھروسہ اور اعتماد کیا ہے پس اللہ ﷻ اس شخص پر رحم فرمائے جو اسے بنظر انصاف دیکھے اور اس میں موجود خطاء کو دیکھ کر مجھے اس کی اطلاع دے۔ میں نے دیگر اشعار بھی کہے ہیں جو کہ یہ ہیں: میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے مجھے راہ دکھائی، میرے عجز و کمزوری کے باوجود جب میں نے اس تالیف کی ابتداء کی۔ تو کون ذمہ داری لے گا مجھ پر میری خطاء ظاہر کرنے کی کہ میں اس کو درست کروں اور کون ہے جو مجھے خوشخبری سنائے گا اس تالیف کے عنداللہ مقبول ہونے کی اگرچہ ایک ہی حرف ہو۔ اور کبھی میرے دل میں خیال بھی نہ آیا تھا کہ میں قرآن کی تفسیر کا رخ کروں گا کیونکہ ان راہوں میں غور و خوض کرنے سے میرا عاجز ہونا مجھ پر آشکار تھا اور امید ہے کہ اللہ ﷻ اس کے آشنا کانوں کے پردے اتار دے پس جو اس میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی نابینا ہوگا۔ اللہ ﷻ اس کے ذریعے راہ حق کی ہدایت دے اور اس کے دقیق کلمات پر مطلع ہونے اور ان کی آگہی عطا فرمائے اور ان دقائق کلمات کی تحقیق کی توفیق عطا فرمائے اور اس تفسیر کی برکت سے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ کردے جن پر اللہ نے انعام فرمایا جو نبی ہیں، صدیق، شہداء اور صالحین ہیں اور یہ کیا ہی بہترین ساتھی ہیں۔ اور تمام خوبیاں ایک اللہ کو ہیں اور اللہ ﷻ رحمت نازل فرمائے ہمارے سردار محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے آل و اصحاب پر، اور ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی بہتر کارساز ہے۔ میں اس تفسیر کی تالیف سے بروز اتوار دس شوال المکرم ۸۷۰ھ کو فارغ ہوا اس تفسیر کا آغاز بروز بدھ کیا اور متذکرہ سال رمضان کے مہینے میں اسی کام میں مشغول رہا اور میں نے اس تفسیر کے بعض گوشے چھ صفر المظفر بروز بدھ ۸۷۱ھ تک مکمل کر لئے اور اللہ ﷻ ہی بہتر جانتا ہے۔ شیخ شمس الدین ابی بکر معروف خطیب طوخی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے دوست شیخ علامہ کمال الدین محلی نے بتایا، جو کہ جلال الدین محلی کے بھائی ہیں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے بھائی شیخ جلالین الدین نور میں نہائے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ علامہ شیخ جلال الدین سیوطی بھی ہیں جنہوں نے اس تفسیر کی تکمیل فرمائی ہے۔ شیخ جلال الدین محلی نے اس تکملہ کو شیخ جلال الدین سیوطی کے ہاتھ سے لیا اور ورق در ورق گردانا شروع کر دیا، اور فرمایا کہ تجھے اس کتاب میں کیا چیز اچھی لگی میری تحریر یا اپنی؟ امام جلال الدین سیوطی نے ارشاد فرمایا: میری اپنی تحریر خوب ہے پھر امام جلال الدین محلی نے فرمایا دیکھئے......، اور آپ علیہ الرحمۃ نے سیوطی علیہ الرحمۃ کے سامنے تکملہ رکھ دی اور انتہائی لطافت کے ساتھ اس تکملہ پر ہونے والے اعتراض کی جانب اشارہ فرمایا اور امام جلال الدین سیوطی نے وارد ہونے والے اعتراض کا اپنے شیخ کو جواب ارشاد فرمایا اور شیخ اس جواب پر تبسم فرمانے اور ہنسنے لگے۔ ہمارے شیخ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی جنہوں نے اس تفسیر کی تکمیل کی ہے فرماتے ہیں: میرا اس بات پر عقیدہ اور جزم ہے کہ جو کچھ امام جلال الدین محلی نے تصنیف فرمایا ہے کئی طریقوں سے میری تصنیف سے بہتر ہے اور میری تکملہ کے معانی و نکات ان کی تصنیف سے کیسے غالب ہو سکتے ہیں؟ میں نے تو انہی کی تصنیف لطیف سے خوشہ چینی کی ہے اور مجھے اس پر کسی قسم کا کوئی شک بھی نہیں ہے۔ اور رہا خواب میں مکتوب دکھائے جانے کا معاملہ جس کے بارے میں شیخ کمال الدین محلی نے خبر دی ہو سکتا ہے کہ شیخ نے بعض ان مواضع کی جانب اشارہ کیا ہو جس میں ''میں یعنی جلال الدین سیوطی'' نے ان سے اختلاف کیا

ہے میرا گمان ہے کہ وہ اختلافی مواضع تقریباً دس ہونگے۔ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ سورۃ ص میں شیخ نے فرمایا کہ روح سے مراد جسم لطیف ہے، انسان اس روح کے جسم میں نفوذ کرنے کی وجہ سے زندہ رہتا ہے۔ابتداء میں نے اس قول کی پیروی کی اور سورۃ الحجر میں اس قول کو ذکر کردیا پھر اللہ کا فرمان ﴿ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی......الخ(الاسراء:۸۵)﴾ بیان ہوا تو یہ فرمان روح کے بارے میں سابقہ شیخ محلی کے قول کے مقابلے میں صریح بیان ہے کہ روح تو امر ربی ہے اسے کوئی نہیں جانتا، پس میں نے پہلی تعریف سے رجوع کرلیا،اسی وجہ سے شیخ تاج الدین سبکی نے جمع الجوامع میں لکھا کہ والروح لم یتکلم علیھا محمد ﷺ فنمسک عنھا۔ایک مقام جس میں میرا یعنی جلال الدین سیوطی کا میرے شیخ محلی سے اختلاف ہوا ہے وہ یہ ہے کہ شیخ نے سورۃ الحج میں لکھا ہے کہ صائبون سے مراد یہود کا فرقہ ہے اور میں نے سورۃ البقرۃ میں اسی قول کو نصاری کے فرقہ ہونے والے قول کے ساتھ ملا کر لکھ دیا ہے کہ صائبون سے مراد یہود یا نصاری کا فرقہ ہے اسلئے کہ ہمارے اصحاب فقہاء میں صائبون سے مراد نصاری کا فرقہ ہونا مشہور ہے۔منہاج میں ہے کہ یہود نے سامرہ اور نصاری نے صائبہ کی اصل دین کے اعتبار سے مخالفت کی اور منہاج کی شروحات میں ہے کہ امام شافعی جو کہ مذہب شوافع کے امام ہیں انہوں نے اس بات پر نص وارد کی ہے کہ صائبین سے مراد نصاری کا گروہ ہے۔اور میں جلال الدین سیوطی کہتا ہوں کہ تیسرا مقام جس میں میرا میرے شیخ سے اختلاف ہو آج تک میرے سامنے نہیں لایا گیا، ہوسکتا ہے کہ شیخ نے اسی جانب اشارہ کیا ہو اللہ عزوجل بہتر جانتا ہے اور اسی کی جانب لوٹنا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اتینا موسی تسع ایت بینت﴾.

و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، اتینا: فعل بافاعل، موسی: مفعول اول، تسع: مضاف، ایت بینت: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاسئل بنی اسرائیل اذ جاء ھم﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فقلنالہ"، اذ جاء ھم: ظرف متعلق "بقلنا" محذوف، قلنا: فعل بافاعل، بہ: ظرف لغو، اور "اذ جاء ھم" ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، اسئل بنی اسرائیل: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فقال لہ فرعون انی لاظنک یا موسی مسحورا﴾.

ف: عاطفہ، قال لہ فرعون: قول، انی: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، اظنک: فعل بافاعل ومفعول، مسحورا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء یموسی: جملہ ندائیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قال لقد علمت ما انزل ھؤلاء الا رب السموت والارض بصائر﴾.

قال: قول، لام: تاکید جواب قسم، قد: تحقیقیہ، علمت: فعل بافاعل، ما: نافیہ، انزل: فعل، ھؤلاء: ذوالحال، بصائر: حال، ملکر مفعول، الا: اداۃ حصر، رب السموت والارض: فاعل، ملکر مفعول، عملت فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿وانی لاظنک یفرعون مثبورا○ فاراد ان یستفزھم من الارض﴾.

و: عاطفہ، انی: حرف مشبہ واسم، لام: تاکید، اظنک: فعل بافاعل ومفعول، مثبورا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء یفرعون: جملہ ندائیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، اراد: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یستفزھم من الارض: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاغرقنه ومن معه جميعا ○ وقلنا من بعده لبنی اسرائیل اسکنوا الارض﴾۔
ف: عاطفہ، اغرقنا: فعل بافاعل وضمیر معطوف علیہ، ومن معه: معطوف، ملکر ذوالحال، جمیعا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قلنا: فعل وضمیر ذوالحال، من بعدہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، لبنی اسرائیل: متعلق، ملکر جملہ فعلیہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، اسکنوا الارض: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فاذا جاء وعد الاخرة جئنا بکم لفیفا﴾۔
ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، جاء وعد الاخرة: جملہ فعلیہ شرط، جئنا: فعل بافاعل، ب: جار، کم: ضمیر ذوالحال، لفیفا: حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وبالحق انزلنه وبالحق نزل وما ارسلنک الا مبشرا ونذیرا﴾۔
و: مستانفہ، بالحق: ظرف لغو مقدم، انزلنه: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، بالحق نزل: ظرف لغو مقدم وفعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، ارسلنک: فعل بافاعل وضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، مبشرا ونذیرا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقرانا فرقنه لتقراه علی الناس علی مکث ونزلنه تنزیلا﴾۔
و: عاطفہ، قرانا: منصوب باشتغال مفعول فعل محذوف "فرقنا" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، فرقنه: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، تقرا: فعل انت ضمیر ذوالحال، علی مکث: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ہ: ضمیر مفعول، علی الناس: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، فرقنه، اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ نزلنه: فعل بافاعل ومفعول، تنزیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل آمنوا به او لا تومنوا ان الذین اوتوا العلم من قبله اذا یتلی علیهم یخرون للاذقان سجدا﴾۔
قل: قول، امنوا به: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، اولا تومنوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ان: حرف مشبہ، الذین اوتوا العلم: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من قبله: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، اذا: شرطیہ، یتلی علیهم: جملہ فعلیہ شرط، یخرون: فعل وضمیر ذوالحال، سجدا: حال، ملکر فاعل، للاذقان: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویقولون سبحن ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا﴾۔
و: عاطفہ، یقولون: قول، سبحن ربنا: مفعول مطلق فعل محذوف "نسبح" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ان: مخففہ ہو ضمیر شان اس کا اسم، کان وعد ربنا لمفعولا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویخرون للاذقان یبکون ویزیدهم خشوعا﴾۔
و: عاطفہ، یخرون: فعل وضمیر ذوالحال، یبکون: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، للاذقان: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یزید: فعل بافاعل، هم: ضمیر مفعول اول، خشوعا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن﴾۔
قل: قول، ادعوا الله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، اوادعوا الرحمن: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ایاما تدعوا فله الاسماء الحسنی ولا تجهر بصلاتک ولا تخافت بها وابتغ بین ذلک سبیلا﴾۔
ایا: شرطیہ مفعول بہ مقدم، ما: زائدہ، تدعوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، فله الاسماء الحسنی: جملہ اسمیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، لا تجهر بصلاتک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولا تخافت بها: جملہ فعلیہ معطوف اول و: عاطفہ، ابتغ:

فعل امر بافاعل، بین ذلک ظرف مستقر حال مقدم، سبیلا: ذوالحال ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر جملہ معطوف۔

﴿وقل الحمد لله الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن له شریک فی الملک ولم یکن له ولی من الذل﴾۔

و: عاطفہ، قل: قول، الحمد: مبتدا، لام: جار، الله: موصوف، الذی: موصول، لم یتخذ ولدا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لم یکن: فعل ناقص، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، شریک فی الملک: شبہ جملہ اسمیہ ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لم یکن: فعل ناقص، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ولی من الذل: شبہ جملہ اسم ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ ،ملکر صفت ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وکبره تکبیرا﴾۔

و: عاطفہ، کبره: فعل بافاعل ومفعول، تکبیرا: مفعول مطلق ،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "قل الحمد......الخ" پر معطوف ہے۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... قل ادعوا الله او اعوا...... ☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا ایک شب سید عالم ﷺ نے طویل سجدہ کیا اور اپنے سجدہ میں یااللہ یارحمٰن فرماتے رہے، ابوجہل نے سنا تو کہا کہ ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور اپنے آپ دو معبود کو پکار رہے ہیں، اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اللہ اور رحمٰن ایک ہی معبود برحق کے دو نام ہیں۔

☆...... ولاتجهر بصلاتک ولا...... ☆ رسول کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں جب اپنے اصحاب کی امامت فرماتے تو قرائت بلند آواز سے فرماتے، مشرکین سنتے تو قرآن پاک کو اور اس کے نازل فرمانے والے کو اور جن پر نازل ہوا، ان سب کو گالیاں دیتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت موسی علیہ السلام کی نو نشانیوں کا مفصل بیان:

۱...... اللہ عزوجل نے حضرت موسی علیہ السلام کو نو معجزات عطا فرمائے چنانچہ وہ نو معجزات یہ ہیں عصاء، ید بیضاء، قحط سالی، طوفان ،ٹڈی، جوں، مینڈک، خون، مال کی بربادی۔ یہ تمام معجزات کا ذکر اسی سورۃ مبارکہ میں ہے سوائے ایک معجزہ کے اور وہ فرعونیوں کے مال کی بربادی ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کا ذکر سورۃ یونس کی آیت نمبر ۸۸ میں فرمایا۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۷۷)

☆...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کا عصاء مبارک بادام کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ عبد بن حمید اور ابو شیخ نے قتادہ سے روایت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا عصاء مبارک حضرت موسی علیہ السلام کو اس وقت دیا گیا جب وہ مدین کی جانب تشریف لے جانے لگے، وہ عصاء حضرت موسی علیہ السلام کے لئے رات کے وقت میں روشن ہو جاتا تھا اور دن کے وقت میں جب حضرت موسی علیہ السلام اسے زمین پر مارتے تو زمین سے رزق نمودار ہوتا، اور اس عصاء کی مدد سے آپ علیہ السلام جانوروں کے لئے پتے جھاڑنے کا کام بھی کرتے۔ اس بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ یہ جنتی عصاء تھا جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے تھا پھر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس سے ہوتا ہوا حضرت موسی علیہ السلام تک پہنچا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ایک روایت یہ ہے کہ اس عصاء کا نام عاشا تھا۔

☆...... روایت ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی تو وہ زرد رنگ کا ایک بال والا اژدھا بن گیا اس کے دونوں جبڑوں

کے مابین اسی ذراع (یعنی ایک سو بیس فٹ) کا فاصلہ تھا اور وہ اپنی دم پر کھڑا ہو کر زمین سے ایک میل بلند تھا اژدھا اتنا بڑا تھا کہ اس کا ایک جبڑا زمین پر تھا اور دوسرا فرعون کے محل کی دیوار پر تھا وہ فرعون کے پکڑنے کیلئے دوڑا فرعون اپنی جان بچانے کو تخت چھوڑ کر بھاگا اس حالت میں اس کے دست لگ گئے، ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ اس ایک دن میں اس کے چار سو دست جاری ہوئے، اور بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ اس کے پیٹ میں ایک ایسی بیماری جاری ہوگئی جو تادم مرگ دور نہ ہو سکی، ایک روایت کے مطابق اژدھے نے فرعون کا جبہ اپنی داڑھ میں پکڑ لیا اور لوگوں پر حملہ کیا جس سے بھگدڑ مچی اور اس بھگدڑ میں پچیس ہزار کی تعداد ماری گئی، بالآخر فرعون نے چیخ کر کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں تمہیں اس ذات پاک کی قسم دیتا ہوں جس نے تمہیں بھیجا ہے تم اس اژدھے کو پکڑ لو میں تم پر ایمان لے آؤں گا اور تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دوں گا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اژدھے کو پکڑا تو مثل سابق لاٹھی بن گیا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کو پکڑ لیا فرعون نے پھر سے نافرمانی کی اور پرانی روش پر ہی قائم رہا۔

☆...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضاء کا معجزہ بھی دیا گیا تھا ایسا سفید نورانی ہاتھ جو کہ خرق عادت فعل تھا جسے دیکھنے والوں کا مجمع جمع ہو جاتا، ایک روایت یہ ہے اس نور کی روشنی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے زمین و آسمان کو روشن کر دیا۔

(روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۳۰ وغیرہ)، (عطائین، ج۲، ص ۳۱۹)

فرعون مع متبوعین کی ہلاکت کا بیان:

۲...... اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا: ﴿ فاوحینا الی موسی ان اضرب بعصاک البحر ...... العظیم تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار، تو جبھی دریا پھٹ گیا (الشعراء: ۶۳) ﴾ فرعون کا مقصد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کو پالینا تھا۔ اللہ کے اذن کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا دریا پر مارا جس سے بارہ قبیلوں کے بارہ راستے بن گئے اور ہر قبیلہ اپنے راستے پر چل نکلا، دریا کا پانی پہاڑ کی مثل کھڑا تھا اور یہ اللہ کی جانب سے وہ قدرت ظاہر ہوئی جو کن فیکون پر قادر ہے۔ لوگ خوشی خوشی جھومتے ہوئے دریا پار کر گئے اور آگے والے پیچھے والے سب ایک دوسرے سے دریا پار مل گئے، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ دوبارہ دریا پر اپنا عصا ماریں کیونکہ پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے پیچھا کئے آرہا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اس کے علاوہ بظاہر کوئی اور چارہ بھی نہ تھا لیکن اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعے حکم فرمایا کہ دریا کو اس کے حال پر چھوڑ دیں چنانچہ فرمان مقدس ہوا: ﴿ واترک البحر رھوا انھم جند مغرقون اور دریا کو یونہی جگہ جگہ سے چھوڑ دے بیشک وہ لشکر ڈبو دیا جائے گا (الدخان: ۲۴) ﴾۔ حضرت عبداللہ ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، ربیع، ضحاک، قتادہ، کعب الاحبار، سماک بن حرب، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا کو اس کے حال پر چھوڑ دیا یہاں تک کہ فرعون مع اپنے لشکر کے دریا میں غرق ہوا۔ (البدایة والنھایة، قصة ھلاک فرعون وجنودہ، ج۱، الجزء الاول، ص ۲۹۹ وغیرہ)

یک بارگی نزول قرآن نہ کرنے کی حکمت:

۳...... یہود نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید فرقان حمید کے یک بارگی نازل ہونے کی خواہش ظاہر کی جیسا کہ توریت یک بارگی نازل ہوئی تھی اور یہ خواہش انہوں نے از برائے تعنت یعنی محض پریشان کرنے کے لئے کی تھی حسن کہتے ہیں کہ اگر وہ یہ خواہش ہدایت طلب کرنے کے لئے کرتے تو انکو ضرور عطا کر دیا جاتا، کیونکہ یک بارگی قرآن مجید اتارنا ممکن تھا۔ (المدارک، ج۱، ص ۴۱۱)

قرآن مجید کے قسط وار نازل ہونے کو یہود نے اپنی کم عقلی سے نقص گردانا حالانکہ اس میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت ہے کیونکہ کتاب نازل کرنے کا جو رابطہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زندگی میں صرف ایک بار قائم ہوا وہ رابطہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تا

حیات قائم رہا، حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لینے کے لئے طور پر گئے تھے، نبی پاک ﷺ کو قرآن لینے کیلئے کہیں جانا نہیں پڑتا تھا، بلکہ آپ ﷺ جہاں تشریف فرما ہوتے تھے قرآن وہیں نازل ہو جاتا تھا، خواہ آپ ﷺ بدر کے میدان میں ہوں یا احد کی گھاٹیوں میں، غار ثور میں ہوں، یا کسی سواری پر ہوں، حضرت بی بی عائشہ صدیقہ کے بستر پر ہوں، جہاں آپ ہوتے تھے قرآن مجید وہیں نازل ہو جاتا تھا ،لوگ آپ ﷺ سے سوالات کرتے تھے اس کے نتیجے میں آیتیں نازل ہوتی تھیں، یہود و نصاری کے اعتراض کے جواب میں اور مختلف پیشن گوئیوں کے نتیجے میں آیات نازل ہوتی تھیں، یہ سہولت یک بارگی قرآن میں کہاں ہے پھر اگر یک بارگی کتاب نازل ہوتی تو تمام احکام یک بارگی فرض ہو جاتے اور لوگوں کے لئے ایک دم ان پر عمل کرنا اور پرانی عادتوں اور رسموں کو چھوڑنا انکے لئے مشکل ہوتا ،بتدریج قرآن کے نزول سے لوگوں پر اسلام کا قبول کرنا آسان ہو گیا، قرآن مجید کو یک بارگی نازل نہ کرنے میں یہ فضیلت، باریکیاں اور فوائد ہیں جو یہود کی سمجھ میں نہیں آئے اور ان کو سمجھایا گیا تو انہوں نے اپنی ہٹ دھرمی سے مانا نہیں(تبیان القرآن ،ج ۲ ،ص ۸۷۷)

قرآنِ کریم فرقانِ حمید لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر لیلۃ القدر میں نازل ہوا جو کہ ایک قول کے مطابق رمضان المبارک کی چوبیسویں رات تھی اور اس سے مراد یہ ہے کہ اس رات یکبارگی قرآن اترا اور پھر اس کے بعد بحسبِ موقع 23 سال کے عرصہ میں متفرق طور پر نازل ہوا، انزال کا معنی یہ ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر موجود فرشتوں کو لیلۃ القدر میں لکھوا دیا تھا اور پھر وہ بوقتِ ضرورت اور بقدرِ حاجت آیاتِ مبارکہ لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جایا کرتے، آسمانِ دنیا کی جس جگہ یہ قرآنِ کریم لکھا گیا اسے بیت العزۃ کہتے ہیں۔ صاحبِ جمل نے امام قرطبی علیہ الرحمہ کے حوالے سے نزولِ قرآن کا عرصہ 21 سال اور خطیب کے حوالے سے 23 سال جبکہ علامہ ماوردی کے حوالے سے 20 سال ذکر کیا ہے۔ (الجمل، ج۱، ص ۲۲۰ ملخصاً)(عطائین ،ج ۱، ص ۲۳۷، ۷۶۲)

قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا بیان:

ﷲ نے فرمایا: اور قرآن ہم نے جدا کر کے اتارا (یعنی ہم نے جدا جدا کر کے عرصہ بیس یا بائیس سال کی مدت میں اتارا) کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو (نرمی، سکینہ، اطمنان کے ساتھ پڑھو تا کہ لوگ اسے سمجھ سکیں) اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا (یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے ضرورتوں کے مطابق)۔ قارئین عموماً جلدی مچاتے ہیں اور خصوصاً رمضان کے مقدس ماہ میں انہیں کچھ زیادہ ہی جلدی ہوتی ہے۔ عوام کا حال بھی عجیب ہوتا ہے، ان کے خیال میں ایک مرتبہ مکمل قرآن تراویح میں سننا واجب ہے۔ بس جہاں دیکھیں قراء حضرات کی ریسنگ لگی ہوئی نظر آتی ہے۔ سب سے جلدی پڑھنے والوں کو بڑا طمغہ اور دیر سے پڑھنے والوں کا بھاؤ کم لگایا جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ جلدی میں یعلمون و تعلمون کے علاوہ سب کچھ اوپر سے گزر جائے لیکن روزانہ کے چھ پارے سننے ہیں اور وہ بھی ایک گھنٹہ دس منٹ میں، اس پر مزید ظلم و ستم یہ کہ پہلے سے ہی قیمت طے کر لی جاتی ہے کہ چھ دن میں ایک گھنٹہ دس منٹ کی رفتار سے پانچ پارے سنانے کے بیس ہزار لیں گے۔ رمضان کے آنے سے پہلے خوب تیاریاں ہوتیں ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے اسی مقصد کے لئے حفظ قرآن مجید کیا گیا۔ جو حفظ ﷲ کی رضا کو چھوڑ کر مال کمانے کے لیے ہو اس کا ثواب ملتا ہے یا نہیں، آیا قرآن پڑھنے کی اجرت لے سکتے ہیں یا نہیں؟، فقہائے کرام نے اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا جائزہ نیچے درج کر رہے ہیں، شاید کوئی سمجھنے والا اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

ھدایۃ میں ہے کہ" ولا الاستئجار علی الاذان والحج وکذاالامامۃ و تعلیم القرآن والفقہ" خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا امور پر اجارہ جائز نہیں ہے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے صاحب ہدایہ نے فرمایا: یہ تمام امور عبادات ہیں اور عبادات پر

اجرت لینا ہمارے یعنی احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ ہاں امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں کہ ہر عبادت پر اجرت لینا جائز ہے بشرطیکہ اجرت کو متعین نہ کیا گیا ہو، کیوں کہ عمل معلوم پر غیر معین اجرت لینا جائز ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے: سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اقرؤا القرآن ولا تاکلوا بہ'' یعنی قرآن پڑھو اور اس کے ذریعے نہ کھاؤ''۔

سید عالم ﷺ نے زندگی مبارک کے آخر میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا'' وان اتخذت مؤذنا فلا تاخذ علی الاذان اجرا یعنی اور اگر تجھے مؤذن بنایا جائے تو تو اذان دینے پر اجرت نہ لینا'' اور اس لیے کہ قربت جب حاصل ہوگی عامل کی طرف سے واقع ہوگی اور اس وجہ سے عامل ہی کی اھلیت کا اعتبار کیا گیا ہے، پس اس کے لیے غیر سے اجرت لینا جائز نہیں ہوگا۔ اسی کے تحت فتح القدیر میں ہے: مصنف کی ذکر کردہ یہ بات آپ کے کتاب الحج میں بیان کردہ عبارت سے ٹوٹ جاتی ہے۔ آپ نے کتاب الحج میں فرمایا: ظاہر مذہب یہ ہے کہ حج بدل میں حج محجوج عنہ کی جانب سے واقع ہوتا ہے اور اس کی شاھد اس باب میں وارد احادیث ہیں جیسا کہ حدیث خثعمیہ کہ حضور نے ان سے فرمایا: ''حجی عن ابیک واعتمری'' یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ غیر عامل کی جانب سے قربت واقع ہوتی ہے۔ صاحب کافی نے اس دلیل کی تقریر میں فرمایا: قربت جب واقع ہوگی اس کا ثواب فاعل کو ملے گا اس کے غیر کو نہیں۔ میں (ابن ہمام) کہتا ہوں کہ یہ تقریر خود اس بات کے بھی مخالف ہے جس کی تصریح صاحب ھدایۃ اور صاحب کافی نے کتاب الحج باب الحج عن الغیر میں کی ہے وہ تصریح یہ ہے: ''اس باب میں اصل یہ ہے کہ انسان مختار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کے واسطے کر دے خواہ نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ یا اس کے علاوہ، یہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ہے کیونکہ سید عالم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے دو مینڈھے ذبح کئے ان کی سیاہی میں کچھ سفیدی ملی تھی۔ جن میں سے ایک آپ ﷺ کی اپنی طرف سے اور دوسرا آپ کی امت کے ایسے افراد کی طرف سے جنہوں نے اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار کیا۔

(فتح القدیر، کتاب الاجارات، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ج۹، ص ۹۹)۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ القوی اسی مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''طاعت وعبادت کے کاموں پر اجرت کرنا جائز نہیں مثلاً اذان کہنے کے لئے، امامت کرنے کے لئے، قرآن وفقہ کی تعلیم کے لئے، حج کے لئے یعنی اس لئے اجیر کیا کہ کسی کی طرف سے حج کرے متقدمین فقہاء کا یہی مذہب تھا مگر متاخرین نے دیکھا کہ دین کے کاموں میں سستی پیدا ہوگئی ہے اگر اس اجارہ کی سب صورتوں کو ناجائز کہا جائے تو دین کے بہت سے کاموں میں خلل پیدا ہوگا۔ انہوں نے اس کلیہ سے بعض امور کا استثناء فرمادیا اور یہ فتوی دیا کہ تعلیم قرآن وفقہ اور اذان وامامت پر اجارہ جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کیا جائے تو قرآن وفقہ کے پڑھانے والے طلب معیشت میں مشغول ہو کر اس کام کو چھوڑ دیں گے اور لوگ دین کی باتوں سے ناواقف ہو جائیں گے۔ اسی طرح مؤذن وامام کو نوکر نہ رکھا جائے تو بہت سی مساجد میں اذان وجماعت کا سلسلہ بند ہو جائے گا اور اس شعار اسلامی میں زبردست کمی واقع ہو جائے گی۔ اسی طرح بعض علماء نے وعظ پر اجارہ کو بھی جائز کہا ہے۔ اس زمانے میں اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں اہل علم نہیں ہیں، ادھر ادھر سے کبھی کبھار کوئی عالم پہنچ جاتا ہے جو وعظ و تقریر کے ذریعہ انہیں دین کی تعلیم دیتا ہے اگر اس اجارہ کو ناجائز کر دیا جائے تو عوام کو جو اس ذریعہ سے کچھ علم کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں اس کا انسداد ہو جائے گا یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب اصل مذہب

یہی ہے کہ یہ اجارہ ناجائز ہے ایک دینی ضرورت کی بناء پر اس کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے جس بندۂ خدا سے ہوسکے کہ ان امور کو محض خالصا لوجہ اللہ انجام دے اور اجر اخروی کا مستحق بنے تو اس کی کیا بات ہے؟ پھر اگر لوگ اس کی خدمت کریں بلکہ یہ تصور کر کے کہ دین کی خدمت یہ کرتے ہیں ہم ان کی خدمت کر کے ثواب حاصل کریں تو دینے والا مستحق ثواب ہوگا اس کو لینا جائز ہوگا کہ یہ اجرت نہیں بلکہ اعانت وامداد ہے۔

(بہار شریعت، ج۲، حصہ ۱٤، ص۸۲)

قدوری کی شرح الجوھرۃ النیرۃ میں وہ بات نہیں جو کہ علامہ شامی نے بیان فرمائی ہے، بلکہ الجوھرۃ، کتاب الاجارۃ میں صراحت ہے کہ مفتی بہ قول یہ ہے کہ تعلیم قرآن پر اجارہ جائز ہے، محض تلاوت پر اجارہ کے جواز کا فتویٰ ہمیں الجوھرۃ النیرۃ میں نظر نہیں آیا۔ صاحب الجوھرۃ النیرۃ علامہ شیخ الاسلام ابی بکر علی بن محمد حدادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی نے اس بارے میں اپنی جانب سے کچھ کہنے کی بجائے صاحب ھدایۃ کی عبارت نقل کردی ہے جسے ہم ماقبل بیان کر آئے ہیں اور بحث کے اختتام پر یہ لکھا ہے کہ واختلفوا فی الاستئجار علی قرأۃ القرآن علی القبر مدۃ معلومۃ ،قال بعضھم لایجوز وھو المختار ،فاعتبروا یا معشر العلماء۔

(الجوھرۃ النیرۃ، ج ۱، ص ۳۲۷)

الضرورات تبیح المحظورات: ہمارے فقہ کا قانون ہے کہ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔ اس کی چند مثالیں اختصاراً پیش خدمت ہیں، حالت اضطرار میں پہنچا ہوا شخص جان بچانے کے لئے بقدر ضرورت مردار کھا سکتا ہے، شہید کا خون اس کے اپنے حق میں طاہر ہے جب کہ غیر کے حق میں ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے نجس ہے، طبیب کے لئے بقدر حاجت شرم کے مقام کو دیکھنا جائز ہے۔

(الاشباہ والنظائر، ص ۸۷ ملتقطاً)

یہ اجازت ضرورت کے پیش نظر ہے کہ موجودہ دور میں اگر اجارہ ناجائز مانا جائے تو تعلیم قرآن کا سلسلہ رک جائے گا اور لوگ قرآن سے دور ہو جائیں گے تاہم ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ انسان اس ضرورت کے فتوی کو اپنی کمائی کا ذریعہ بنائے اور دن رات قرآن پڑھا کر مال بنانے کی دھن میں مست ہو جائے اور یہ بھی خیال رکھنا ضروری ہے، رمضان میں مال کمانے کے ارادہ سے قرآن سنانا اور قرآن سنانے کی اجرت طے کرنا ناجائز ہی رہے گا ہاں وقت کی اجرت طے کرنا جائز ہوگا۔(درس عقود رسم المفتی، ص ۳۹ وغیرہ)

اللہ کے صفاتی ناموں کا بیان:

۵...... اللہ عزوجل کے مبارک نام قرآن مجید فرقان حمید کی اٹھائیس ۲۸ سورتوں میں سو سے زائد کی تعداد میں ذکر کیے گئے ہیں ہم ان کا جائزہ لیتے ہیں کہ وہ کون کون سے ہیں؟ اور کن کن سورتوں میں مذکور ہیں؟ (۱) سورۃ الفاتحۃ: میں پانچ نام ذکر کیے گئے ہیں یا اللہ ،یارب ،یا رحمن ،یارحیم ،یامالک ۔(۲) سورۃ البقرۃ: میں تینتیس ۳۳ ناموں کا ذکر ملتا ہے وہ یہ ہیں یامحیط ،یاقدیر ،یا علیم ،یاحکیم ،یاعلی ،یاعظیم ،یاتواب ،یابصیر ،یاولی ،یاواسع ،یاکافی ،یارءوف ،یابدیع ،یاشاکر ،یاواحد ،یاسمیع ،یاقابض ،یاباسط ،یاحی ،یاقیوم ،یاغنی ،یاحمید ،یاغفور ،یاحلیم ،یااللہ ،یاقریب ،یامجیب ،یاعزیز ،یانصیر ،یاقوی ،یاشدید ،یاسریع ،یاخبیر ۔(۳) آل عمران: میں چھ مبارک ناموں کا ذکر ملتا ہے وہ یہ ہیں یاوھاب ،یاقائم ،یا صادق ،یا باعث ،یامنعم ،یامتفضل ۔(۴) النساء: میں سات نام ذکر کیے گئے ہیں یارقیب ،یاحسیب ،یاشھید ،یامقیت ،یاوکیل ،یاعلی ،یاکبیر۔ (۵) الانعام: میں چار نام ذکر کیے گئے ہیں یافاطر ،یاقاھر ،یالطیف ،یا برھان ۔(٦) الاعراف:

میں دونام مذکور ہیں یامحیی، یاممیت ۔(۷)الانفال : میں بھی دونام ذکر کئے گئے ہیں یانعم المولی اور یانعم النصیر ۔(۸)ھود: میں چارنام یاحفیظ، یامجید، یاودود، یافعال لمایرید ذکر کئے گئے ہیں ۔(۹)الرعد: میں دونام مذکور ہیں یاکبیر ،یامتعال ۔(۱۰)ابراھیم: میں دونام مذکور ہیں یامنان ،یاوارث ۔(۱۱)الحجر: میں فقط ایک نام ذکر کیا گیا ہے وہ ہے یاخلاق ۔(۱۲)مریم: میں بھی ایک نام مذکور ہے یافرد ۔(۱۳)طٰہٰ: میں بھی فقط ایک نام مذکور ہے اور وہ ہے یاغفار ۔(۱۴)المؤمنون میں ایک نام یاکریم مذکور ہے ۔(۱۵)النور: میں دونام ذکر کئے گئے ہیں یاحق ،یامبین ۔(۱۶)الفرقان : میں ایک نام ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے یاھادی (۱۷)سبا: میں ایک نام یافتاح مذکور ہے ۔(۱۸)الزمر: میں ایک نام یاعالم مذکور ہے ۔(۱۹)غافر: میں چار نام یاغافر، یاقابل التوبۃ، یاذالطول، یارفیع ذکر کئے گئے ہیں ۔(۲۰)الذاریات: میں تین نام ذکر کئے گئے ہیں یارزاق، یاذالقوۃ، یامتین ۔(۲۱)الطور: میں ایک نام ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے یابَر ۔(۲۲)القمر: میں دونام ذکر کئے گئے ہیں یاملیک ،یامقتدر ۔ (۲۳)الرحمن : میں پانچ نام ذکر کئے گئے ہیں یاذی الجلال والاکرام، یارب المشرقین، یا رب المغربین ،یاباقی، یامھیمن ۔(۲۴)الحدید: میں چار نام ذکر کئے گئے ہیں یااول، یا آخر ،یاظاھر ،یاباطن ۔(۲۵)الحشر: میں گیارہ نام ذکر کئے گئے ہیں یاملک ،یاقدوس ،یاسلام ،یامؤمن ،یامھیمن، یاعزیز، یاجبار، یامتکبر، یاخالق، یاباریٔ، یامصور ۔(۲۶)البروج: میں چار نام مذکور ہیں یامبدی، یامعید، العزیز، الحمید ۔(۲۷)الفجر: میں ایک نام یاوتر مذکور ہے ۔(۲۸)الاخلاص: میں دونام ذکر کئے گئے ہیں یااحد اور یاصمد۔ (الدر المنثور، ج۳، ص ۲۷۱)، (عطائین، ج۲، ص ۳۹۴)

اغراض: واضحات : جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صدق نبوت پر دلالت کرتی ہیں ۔ والعصاء والید...... : کا بیان حاشیہ نمبر ا میں دیکھ لیں ۔ للمشرکین: میں لام تعلیلیہ ہے، یعنی مشرکین کی وجہ سے، معنی یہ ہے کہ اے محمد بنی اسرائیل سے پوچھئے ، جو موسیٰ اور فرعون کے مابین ہوا، تاکہ مشرکین ومنقادین (فرمانبرداروں) کے ایمان پر واضح دعوت ہوجائے۔

یا محمد : معنی یہ ہے کہ خطاب موسیٰ علیہ السلام سے ہے، اور اس وقت مفعول محذوف ہوگا، تقدیر عبارت یوں ہوگی: ''اسال فرعون بنی اسرائیل ''، یعنی انہیں شام کی جانب جانے کی اجازت دو، اور اس تقدیر عبارت پر اللہ کا فرمان ﴿فارسل معنی بنی اسرائیل (الاعراف:۱۰۵)﴾ دلالت کررہا ہے۔

ای الساعۃ: یعنی قیامت کا دن اور اس کے وعدے کا وقت، مراد اس سے نفخہ ثانیہ ہے یعنی دوسری مرتبہ صور کا پھونکا جانا۔

او ثلاث: مراد نزول قرآن کی مدت کے بارے میں اختلاف بیان کرنا ہے، کیا یہ مدت بیس سال، تئیس سال تھی، یا خلاف تعقب نبوت ورسالت کے دور سے قریب ترین وقت میں نزول ہوا۔

علی حسب المصالح: یعنی اس پاک کلام کے متعدد وقتوں میں نزول کی کئی حکمتیں ہیں، ایک حکمت یہ ہے کہ یاد کرنے میں آسانی ہو، موقع محل کے مطابق نزول کے فوائد حاصل ہوجائیں، اسی لئے اللہ نے فرمایا ﴿لا یاتوک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا﴾ ۔ وھم مومنوا اھل الکتب: مراد عبداللہ بن سلام، سلمان اور نجاشی وغیرہ ہیں۔

وکان ﷺ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ملتا ہے کہ ایک رات سید عالم ﷺ سجدے میں تشریف لے گئے، اور اللہ عزوجل کو اس کے مختلف صفاتی ناموں سے پکارنے لگے یااللہ، یارحمٰن، ابوجہل نے کہا: یہ ہمیں تو مختلف خداؤں کی عبادت سے منع کرتے ہیں اور خود کئی خداؤں کو پکار رہے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (الصاوی، ج۳، ص ۳۴۱ وغیرہ)

وبعد، فلما انتهى الكلام على تكملة الجلال الدين السيوطي ،فلنشرع الآن في الكلام على تاليف الجلال المحلي ،واوله من ابتداء سورة الكهف ونسأل الله الاعانة على البدء والختام قال رحمه الله تعالى ونفعنا به آمين: (حمد وصلوۃ کے بعد امام جلال الدین سیوطی کا کلام مکمل ہوا، پس اب ہم امام جلال الدین محلی کا کلام شروع کرتے ہیں، اور امام جلال الدین محلی کے کلام کی ابتدا سورۃ الکھف سے ہوتی ہے اور ہم اللہ سے اس کے آغاز واختتام میں مدد کا سوال کرتے ہیں اور اللہ قبلہ شیخ محلی پر رحمت فرمائے اور ہمیں اس سے نفع عطا فرمائے، آمین۔)

سورة الكهف مكية الا "واصبر نفسك ۲۸" الاية، وآياتها ۱۱۰

(سورہ کہف مکی ہے سوائے "واصبر نفسک ۲۸" کے، اس میں ایک سو دس آیتیں ہیں)

تعارف

یہ سورہ ایک ہزار پانچ سو ستتر کلمات اور چھ ہزار تین سو ساٹھ حروف پر مشتمل ہے، اس سورہ کا آغاز حمد باری سے کیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس کی وجہ بھی بیان کردی گئی ہے کہ اللہ ﷻ کی ذات وہ رحیم وکریم ہے جس نے دنیائے انسانیت کو رشد وھدایت کا ایسا صحیفہ عنایت فرمادیا جو خود بھی ہر قسم کی کجی اور خامی سے پاک ہے اور اس کے ساتھ انسانی زندگی کے کسی شعبہ میں سیاسی، معاشی، اخلاقی جہاں کوئی کجی ،یا خامی، افراط وتفریط پائی جاسکتی ہے اس کی اصلاح کرسکتا ہے۔ مزید یہ بھی کہ ایسی کتاب لانے کا دعوی کرنے والا پُرکشش ذات کا حامل ہے جس کے کردار سے متاثر ہوکر لوگ جوق در جوق اس کے گرد کھچے چلے آتے ہیں۔ آیت نمبر ۳۲ تا ۴۴ تک میں ایک دنیا پرست ،کم ظرفی، خود فریبی کا تذکرہ کیا گیا ہے، وہ ایک خدا پرست انسان سے جو دولت میں اس سے کم ہے، اثناء گفتگو یہ کہنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتا کہ اس کے پاس دولت بھی زیادہ ہے اور اس کے خادموں اور نوکروں کی تعداد بھی اس سے زیادہ ہے حالانکہ کسی غریب آدمی کے سامنے اپنی ثروت کی فراوانی بیان کرنا اور اس کو احساس غربت دلانا کم ظرفی اور خود بینی کی انتہاء ہے مزید برآں وہ قیامت کا منکر ہے اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ اگر قیامت آ بھی گئی تو اس روز بھی اس کو عزت وکرامت کی مسند پر بٹھایا جائے گا۔ اہل ایمان جو اس دنیا پر کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کرتے رہے اس روز بھی وہی ذلیل وخوار ہونگے یہ اس کی خود فریبی کی انتہاء ہے۔ آیت نمبر ۵۵ میں بتایا گیا کہ اگر ایسے لوگوں کو اپنی گمراہیوں سے باز آنے اور بدکاریوں سے تائب ہونے کی دعوت دی جائے تو وہ اس سے بروقت فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرتے اور بدقسمتی سے انہوں نے اس دعوت کی صداقت کا ایک ہی معیار مقرر کررکھا ہے اور اگر ان پر عذاب آگیا تو دعوت سچی ورنہ جھوٹی۔ "والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا وخیر املا" کے دلنشین الفاظ سے اعمال صالحہ کی بقا کی جانب توجہ دلائی۔ غار والے اصحاب کے نام سے اس سورہ کو موسوم کیا گیا ہے جس کا بیان ہم نے تشریح وتوضیح کے پیرائے میں کردیا ہے۔ ساتھ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سفر اور ذوالقرنین کے واقعے کا ذکر خیر بھی یہاں کیا گیا ہے۔ ذوالقرنین کا واقعہ ذکر کرکے ایک مومن کی مومنانہ خوبیوں کا ذکر کردیا گیا کہ وہ باوجود قوت واقتدار کے اپنی رعایا کے لئے مہربان، عادل اور شفیق ہوتا ہے۔

رکوع نمبر: ۱۳

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اَلْحَمْدُ﴾هوَ الْوَصْفُ بِالْجَمِيْلِ﴿لِلّٰهِ﴾وَهَلِ الْمُرَادُ الْإِعْلَامُ بِذٰلِكَ لِلْإِيْمَانِ بِهِ اَوِ الثَّنَاءِ بِهِ اَوْ هُمَا

اِحتِمالاتُ اَفيدُهَا الثَالِثُ ﴿الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ﴾ محمدٍ ﴿الْكِتٰبَ﴾ القرآنَ ﴿وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ﴾ اى فيهِ ﴿عِوَجًا ؔ(۱)﴾ اِختِلافًا وَتَنَاقُضًا والجُملَةُ حالٌ مِن الكُتُبِ ﴿قَيِّمًا﴾ مُسْتَقِيمًا حالٌ ثَابِتَة مُؤكدةٌ ﴿لِّيُنْذِرَ﴾ يُخَوِّفَ بالكِتابِ الكَافِرِينَ ﴿بَاْسًا﴾ عذابًا ﴿شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ﴾ مِنْ قِبَلِ اللهِ ﴿وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا (۲) مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا (۳)﴾ هُوَ الجَنَّةُ ﴿وَّيُنْذِرَ﴾ مِنَ الجُملَةِ الكافِرِينَ ﴿الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (۴) مَا لَهُمْ بِهٖ﴾ بِهٰذا القَولِ ﴿مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ﴾ مِنْ قَبلِهِم القَائِلِينَ ﴿كَبُرَتْ﴾ عَظُمَتْ ﴿كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ﴾ كَلِمَةً تَمييزٌ مُفَسِّرَةٌ لِلضَمِيرِ المُبهَمِ وَالمَخصُوصُ بِالذَّمِّ مَحذُوفٌ اى مَقالَتُهُمُ المَذكُورَةُ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿يَّقُوْلُوْنَ﴾ فِي ذالِكَ ﴿اِلَّا كَذِبًا (۵) فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ﴾ مُهلِكٌ ﴿نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ﴾ بَعدَهُم اى بَعدَ تَوَلِّيهِمْ عَنكَ ﴿اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ﴾ القُرآنِ ﴿اَسَفًا (۶)﴾ غَيظًا وَحُزنًا مِنكَ لحرصِكَ على اِيمَانِهِمْ وَنَصبُهُ على المَفعُولِ لَهُ ﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ﴾ مِن الحَيوانِ والنَّباتِ والشَجَرةِ والانهَارِ وَغيرِ ذٰلكَ ﴿زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ﴾ لِنَختَبِرَ النَّاسَ نَاظِرِينَ الى ذالكَ ﴿اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (۷)﴾ فِيهِ اى اَزْهَدُ لَهُ ﴿وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا﴾ فُتَاتًا ﴿جُرُزًا (۸)﴾ يَابِسًا لا يَنبُتُ ﴿اَمْ حَسِبْتَ﴾ اى ظَنَنتَ ﴿اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ﴾ الغَارِ فِي الجَبَلِ ﴿وَالرَّقِيْمِ ۙ﴾ اللَّوحِ المَكتُوبِ فِيهِ اَسمَائُهُم وانسَائُهمْ وَقد سُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَام ﴿كَانُوْا﴾ فِي قِصَّتِهِمْ ﴿مِنْ﴾ جُملَةِ ﴿اٰيٰتِنَا عَجَبًا (۹)﴾ خبرَ كَانَ وَمَا قَبلَهُ حالٌ اى كَانُوا عَجَبًا دُونَ بَاقِي الْاٰيَاتِ اَو اَعْجَبُهَا لَيسَ الْاَمْرُ كَذَالِكَ اُذكُرْ ﴿اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ﴾ جمعُ فَتًى وَهُوَ الشَّابُّ الكَامِلُ خائِفِينَ على اِيمَانِهِمْ من قَومِهِمِ الكُفَّارِ ﴿فَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ﴾ مِن قِبلِكَ ﴿رَحْمَةً وَّهَيِّئْ﴾ اَصْلِحْ ﴿لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (۱۰)﴾ هِدَايَةً ﴿فَضَرَبْنَا عَلٰۤى اٰذَانِهِمْ﴾ اى اَنَمْنَاهُمْ ﴿فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا (۱۱)﴾ مَعْدُودَةً ﴿ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ﴾ اى اَيقَظنَاهُمْ ﴿لِنَعْلَمَ﴾ عِلْمَ مُشَاهِدَةٍ ﴿اَيُّ الْحِزْبَيْنِ﴾ الفَرِيقَينِ المُختَلِفِينَ فى مُدَّةِ لُبثِهِمْ ﴿اَحْصٰى﴾ فِعْلٌ بمعنى ضَبَطَ ﴿لِمَا لَبِثُوْۤا﴾ للبثِهم متعلقٌ بما بَعدَهُ ﴿اَمَدًا (۱۲)﴾ غَايَةً.

﴿ترجمہ﴾

سب خوبیاں (الحمد ، اچھی صفات کو کہتے ہیں) اللہ کو (الحمد لله کے ذکر سے مقصود اس بات کا اعلان کرنا ہے کہ تمام خوبیاں اللہ کے لیے ہیں تاکہ لوگ اس پر ایمان لیکر آئیں یا اس سے اللہ عزوجل کی ثناء بیان کی جارہی ہے، یا دونوں امور مراد ہیں، اس میں یہ تینوں احتمالات ہیں اور تیسرا احتمال مفید ترین ہے) جس نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب (قرآن مجید......) اتاری اور اس میں

(لــہ بمعنی فیــہ ہے) اصلاً کجی نہ رکھی (یعنی اختلاف وباہمی تناقض نہ رکھا یہ جملہ کتاب سے حال بن رہا ہے) عدل والی کتاب (قیماً بمعنی مستقیماً حال مؤکدہ ہے) کہ ڈرائے (یعنی کتاب کے ذریعے سے کفار کو خوف دلائیں) اس کے (یعنی اللہ عزوجل کی طرف سے آنے والے) سخت عذاب سے (باساً بمعنی عذاباً ہے) اور ایمان والوں کو جو نیک کام کریں بشارت دے کہ ان کے لیے اچھا ثواب ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے (مراد اس سے جنت ہے) اور ان کو ڈرائے (یعنی من جملہ کافروں میں سے ان کو) جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنا کوئی بچہ بنالیا اس بارے میں (اس قول کے بارے میں) نہ وہ کچھ علم رکھتے ہیں اور نہ ان کے (وہ) باپ دادا (جوان سے پہلے اس بات کے قائل تھے) کتنا بڑا (یعنی کتنا عظیم) بول ہے کہ ان کے مونھ سے نکلتا ہے (کلمۃ تمیز ہے جو کہ ضمیر المبہم کی تفسیر بیان کررہا ہے اور اس کا مخصوص بالذم "مقالتھم المذکورۃ" محذوف ہے) اور وہ نہیں کہتے (اس بارے میں) مگر جھوٹ ۲...... (بات، ان بمعنی ما نافیہ ہے) تو کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے (اپنی جان کو ہلاک کردو گے) ان کے پیچھے (یعنی ان کے بعد مراد یہ ہے کہ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مونھ پھیر لینے کے بعد) اگر وہ اس بات پر (یعنی قرآن پاک پر) ایمان نہ لائیں غم سے (اسفا کا معنی یہ ہے کہ ان کے ایمان لانے کے بہت زیادہ خواہاں ہونے کے سبب غصے اور غم کی وجہ سے کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان پر کھیل جائیں، لفظ اسفا مفعول لہ ہونے کی بناء پر منصوب ہے) بیشک ہم نے بنایا اسے جو زمین پر ہے (جیسے حیوانات، نباتات، درخت، نہریں وغیرہ) اس کے لیے باعث زینت اور آرائش تاکہ ہم انہیں آزمائیں (تاکہ ہم ان لوگوں کی جانچ کریں جو انہیں دیکھ رہے ہیں) کس کے کام بہتر ہیں (احسن کی تفسیر ازھد سے کی گئی ہے، یعنی جو دنیا سے بے رغبت ہو کر اچھے کام کرلے) اور بیشک جو کچھ اس پر ہے ہم اسے چٹیل غیر آباد میدان کر چھوڑ ینگے (صعیدا کا معنی بنجر زمین اور جرزا کا معنی خشک زمین ہے جو نہ اگاتی ہو) کیا تمہیں گمان ہوا (ام حسبت بمعنی اظننت ہے) کہ پہاڑ کی کوہ (یعنی پہاڑ میں موجود غار) اور رقیم (یعنی تختی والے کہ اس تختی میں ان کے نام اور نسب لکھے تھے......۳...... حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے قصہ کے بارے میں استفسار کیا گیا تھا) ہماری ایک عجیب نشانی تھے (یعنی ان کا یہ قصہ ہماری عجیب نشانیوں میں سے ایک ہے عجبا، کان کی خبر ہے اور اس کا ماقبل جملہ حال بن رہا ہے معنی یہ ہوگا کہ وہ عجیب نشانی تھے باقی دیگر نشانیاں عجیب نہیں تھیں یا معنی یہ ہوگا کہ وہ ہماری نشانیوں میں سے عجیب تر تھے حالانکہ ایسا نہیں ہے) اور (یاد کرو) جب نوجوانوں نے غار میں پناہ لی (الفتیۃ، فتی کی جمع ہے بمعنی مکمل نوجوان، انہوں نے اپنے ایمان پر اپنی کافر قوم کا خوف کرتے ہوئے وہاں پناہ لی تھی) پھر بولے اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے (من لدنک بمعنی من قبلک ہے) اور مہیا فرمادے (ھیئ بمعنی اصلح ہے) ہمارے لیے ہمارے کام میں ہدایت (رشداً کے معنی ہدایت ہے) پس ہم نے بند کردیئے ان کے کان (یعنی ہم نے انہیں سلادیا) غار میں کئی برس تک جو گنے ہوئے تھے......۴......(عددا بمعنی معدودۃ ہے) پھر ہم نے انہیں جگایا (بعثناھم بمعنی ایقظناھم ہے) کہ ہم دیکھیں (بطور علم مشاہدہ کریں) دو گروہوں میں (دو فرقوں میں جو ان کے غار میں ٹھرنے کی مدت میں اختلاف کررہے تھے، ان میں) کون صحیح شمار کرسکتا ہے اس مدت کا جو وہ ٹھرے تھے (لما لبثوا بمعنی للبثھم ہے، یہ اپنے مابعد لفظ امدا سے متعلق ہے، احصی فعل ہے بمعنی ضبط یعنی شمار کرنا اور لفظ امدا کا معنی غایت ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتب ولم یجعل له عوجا O قیما لینذر باسا شدیدا من لدنه﴾.

الحمد : مبتدا، لام : جار، الله: موصوف، الذی: موصول، انزل علی عبده : فعل بافاعل وظرف لغو، الکتب : ذوالحال، قیما : حال، ملکر مفعول، ولم یجعل له عوجا : جملہ فعلیہ معترضہ ، لام: جار، ینذر: فعل بافاعل، باسا: موصوف، شدیدا: صفت اول، من لدنه : ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، انزل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویبشر المومنین الذین یعملون الصلحت ان لهم اجرا حسنا O ماکثین فیه ابدا﴾

و: عاطفہ، یبشر: فعل بافاعل، المومنین: موصوف، الذین یعملون الصلحت : موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مفعول، ان: حرف مشبہ، لام: جار، هم: ضمیر ذوالحال، ماکثین: اسم فاعل بافاعل، فیه: ظرف لغو، ابدا: ظرف، ملکر مشبہ جملہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، اجرا حسنا : اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ "لینذر" پر معطوف ہے۔

﴿وینذر الذین قالوا اتخذ الله ولدا O ما لهم به من علم ولا لابائهم﴾.

و: عاطفہ، ینذر: فعل بافاعل، الذین: موصول قالوا: قول، اتخذ الله ولدا: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر صلہ ،ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لینذر" پر معطوف ہے، ما: نافیہ، لهم: ظرف مستقر معطوف علیہ، ولا لا بائهم : ظرف مستقر معطوف، ملکر خبر مقدم، من : زائدہ، علم : مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا﴾.

کبرت: فعل ذم هی ضمیر ممیز، کلمة : موصوف، تخرج من افواهم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ خبر مقدم، مخصوص بالذم مبتدا "هی ای الکلمة" محذوف، ملکر جملہ اسمیہ، ان: نافیہ، یقولون : فعل بافاعل، الا: اداۃ حصر، کذبا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلعلک باخع نفسک علی اثارهم ان لم یومنوا بهذا الحدیث اسفا﴾.

ف : مستانفہ، لعلک : حرف مشبہ واسم، باخع: اسم فاعل بافاعل، نفسک : مفعول، علی اثرهم : ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: شرطیہ، لم یومنوا بهذا الحدیث : فعل نفی بافاعل وظرف لغو، اسفا : مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فلاتحزن ولا تذهب نفسک علیهم حسرات" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انا جعلنا ما علی الارض زینة لها لنبلوهم ایهم احسن عملا﴾.

انا : حرف مشبہ واسم، جعلنا: فعل بافاعل، ماعلی الارض :مفعول، زینة لها: مفعول ثانی، لام: جار، نبلوهم : فعل بافاعل و مفعول، ایهم: مبتدا، احسن عملا: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، جعلنا اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانا لجعلون ما علیها صعیدا جرزا O ام حسبت ان اصحب الکهف والرقیم کانوا من ایتنا عجبا﴾.

و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکید، جاعلون: اسم فاعل بافاعل، ماعلیها : موصول صلہ ملکر مفعول اول، صعیدا جرزا : مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: منقطعہ ، حسبت : فعل بافاعل، ان اصحب الکهف والرقیم

: حرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص بااسم، من ایتنا: ظرف مستقر حال مقدم، عجبا: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذ اوی الفتیة الی الکھف فقالوا ربنا اتنا من لدنک رحمة وھیی لنا من امرنا رشدا﴾۔

اذ: ظرفیہ مضاف، اوی الفتیة الی الکھف: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر "اذکر" فعل محذوف کے لیے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قالوا: قول، ربنا: جملہ ندائیہ، اتنا: فعل بافاعل ومفعول، من لدنک: ظرف مستقر حال مقدم، رحمة: ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ و: عاطفہ، ھیی لنا: فعل بافاعل وظرف لغو، من امرنا: ظرف مستقر حال مقدم، رشدا: ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ماقبل "اوی" پر معطوف ہے۔

﴿فضربنا علی اذانھم فی الکھف سنین عددا O ثم بعثنھم لنعلم ای الحزبین احصی لما لبثوا امدا﴾۔

ف: عاطفہ، ضربنا: فعل باضمیر ذوالحال، فی الکھف: ظرف مستقر ملکر حال، علی اذانھم: ظرف لغو، سنین عددا: مرکب توصیفی ظرف ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، بعثنھم: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، نعلم: فعل بافاعل، ای الحزبین: مبتدا، احصی: اسم تفضیل وضمیر ممیز، امدا: تمییز، ملکر فاعل، لما لبثوا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآن مجید کی تعریف واسرار:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: اس کتاب میں کوئی کجی نہیں ہے۔ یعنی اس میں کوئی تناقض وتضاد نہیں ہے، جیسا کہ فرمان پاک ہے ﴿ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا یعنی اگر اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے (النساء: ۸۲)﴾۔

قرآن کی تعریف: میں کئی اقوال ہیں۔(۱)...... وہ کلام ہے جس کو اس کی کسی سورت کے ساتھ اعجاز کے لیے اتارا گیا ہے۔(۲)......قرآن کا اطلاق کلام ازلی پر ہوتا ہے جیسے حدیث میں ہے کہ قرآن وہ ہے جو کلام اللہ ہے اور یہ غیر مخلوق ہے۔(۳)......وہ کلام جس کا اطلاق کلام ازلی پر ہو اور اس کا اطلاق "مقروء" پر ہوتا ہے۔(۴)...... کتاب اور قرآن کو ایک ہی کہا گیا ہے چنانچہ فرمایا "الکتاب ھو القرآن المنزل علی الرسول المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلا متواترا بلاشبھة"۔

ہم نے قرآن کی چار تعریفیں بیان کی ہیں: اب ہم انہیں تعریفوں کی روشنی میں کچھ فوائد وقیود بیان کرتے ہیں۔ مصنف علیہ الرحمہ نے قرآن سے وہ معنی مراد لیا جو منقول ہے یعنی ہم قرآن کو مقروء اور پڑھے ہوئے اور پڑھے جانے والے کا ارادہ کرتے ہیں۔ علماء نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن اور کتاب دونوں ایک ہی شے کا نام ہے تو مصحف کا ماہیت قرآن پر موقوف ہونا بعینہ ماہیت کتاب پر موقوف ہوتا ہے۔ قرآن کا موقوف ہونا "ما نقل الینا بین دفتی المصاحف ...... الخ"۔ پر مفہوم کے اعتبار سے ہے اور مصاحف کا قرآن پر موقوف ہونا مجموع شخصی کے اعتبار سے ہے تو اس طرح توقف کی جہات مختلف ہوجائیں گی اور جب جہات مختلف ہوجائیں تو پھر دور لازم نہیں آتا۔ کلام ازلی صفت قدیمہ ہے جو سکوت خاموشی اور گنگا پن کے منافی ہے اور حروف اور اصوات میں سے نہیں ہے۔ نیز امر، نہی، اور اخبار کی طرف منقسم نہیں ہوتا، اور ماضی، حال اور استقبال کے ساتھ اس کلام ازلی کا تعلق اضافات اور تعلقات کے ساتھ ہوتا ہے

جیسا کہ علم اور قدرت جو اللہ ﷻ کی صفات ہیں، کا تعلق معلومات اور مقدورات کے ساتھ اضافات کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔

جھوٹ کی مذمت:

۲......عن ابن مسعود ﷜قال قال رسول الله ﷺ:" ان الصدق بر وان البر يهدى الى الجنةوان العبد ليتحرى الصدق حتى يكتب عند الله صديقا وان الكذب فجور وان الفجور يهدى الى الناروان العبد ليتحرى الكذب حتى يكتب كذابا يعنی حضرت ابن مسعود ﷜نے کہا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:'' سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور بندہ سچ بولتا رہتا ہے حتی کہ اللہ کے ہاں بھی وہ صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ بالنا فسق و فجور ہے فسق و فجور دوزخ میں لے جاتا ہے اور بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک بھی وہ جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے''۔

(صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب:قبح الكذب وحسن الصدق،رقم:۲۶۰۷/۶۵۳۳،ص ۱۲۸۶)

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:'' جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بد بو سے فرشتہ ایک میل دور ہٹ جاتا ہے۔ (سنن الترمذى، كتابة البر والصلة، باب ما جاء في الصدق الخ، رقم: ۱۹۷۹،ص ۵۸۳)

☆......حضرت صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ سے پوچھا گیا کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ حضور نے فرمایا:'' ہاں ہوسکتا ہے پھر عرض کیا گیا کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا ہوسکتا ہے پھر پوچھا گیا کیا مومن کذاب یعنی جھوٹا ہوتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔

(مشكوة المصابيح، كتاب الادب، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، رقم: ۴۸۶۲،ص ۴۱۴)

☆......حضرت ام کلثوم نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:'' کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح پیدا کرتا ہے، اچھی بات کہتا ہے اور اچھی بات پہنچاتا ہے''۔ (صحيح بخارى، كتاب الصلح ،باب ليس الكاذب الذى يصلح بين الناس ،رقم: ۲۶۹۲،ص ۴۳۹)

اصحاب کہف کے نام:

۳......مکسلمینا، تملیخا، مرطونس، نینولس، ساریولس، ذونوانس، فلستطیونس اور ان کے کتے کا نام قطمیر تھا۔ ان ناموں کی تاثیر یہ ہے کہ جس دروازے پر لکھ کر لگا دیئے جائیں تو وہ مکان جلنے سے محفوظ رہے گا، سرمایہ میں رکھ دیئے جائیں تو مال چوری نہ ہوگا، کشتی یا جہاز اس کی برکت سے غرق ہونے سے بچ جائے گی، آگ لگی ہوئی اور یہ نام کپڑے پر لکھ کر ڈال دیئے جائیں تو آگ بجھ جاتی ہے، بچے کے رونے، باری کے بخار، دردسر، ام الصبیان خشکی و تری کے سفر میں جان و مال کی حفاظت، عقل کی تیزی، قیدیوں کی آزادی کے لیے یہ اسماء لکھ کر بطریق تعویز بازو پر باندھے جائیں۔ (الجمل، ج۴،ص ۴۰۰ وغیرہ)

واقعۂ اصحاب کہف:

۴......قرآن مجید میں کہف اور رقیم دونوں کا ذکر ہے، رقم کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے، سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ رقیم ایک تختی کا نام ہے جس میں متذکرہ بالا بزرگوں کے نام اور ان کا عجیب و غریب واقعہ کندہ تھا، اور اسے غار کے دروازے پر آویزاں کر دیا گیا تھا سیسے کی بنی ہوئی تھی اور ایک قول کے مطابق مٹی بنی ہوئی تھی، ابن عباس کے مطابق جس علاقے میں غار تھی اُسے رقیم کہتے ہیں۔ کعب الاحبار کے قول کے مطابق جس بستی سے اصحاب کہف (غار والے ساتھی) نکلے تھے اُس کا نام رقیم تھا، ایک قول یہ بھی ہے جس علاقے میں غار تھا وہاں کے پہاڑ کا نام رقیم تھا۔ (المظهرى، ج۴،ص ۳۰۳)

حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد اہل انجیل کی حالت ابتر ہوگئی، وہ بت پرستی میں مبتلا ہوئے اور دوسروں کو بت پرستی پر مجبور کرنے لگے۔ ان میں دقیانوس نامی بادشاہ بڑا جابر تھا، جو بت پرستی پر راضی نہ ہوتا اسے قتل کر ڈالتا، اصحاب کہف شہر افسوس کے شرفاء میں سے معزز ترین اور ایمان دار لوگ تھے، دقیانوس کے جبر وظلم سے اپنا ایمان بچانے کے لیے بھاگے اور قریب کے پہاڑ میں ایک غار کے اندر پناہ گزین ہوئے، وہاں سوئے تو تین سو نو سال تک سوتے ہی رہے۔ بادشاہ کو جستجو سے معلوم ہوا کہ وہ غار کے اندر ہیں، اس نے حکم دیا کہ غار کو ایک سنگین دیوار کھینچ کر بند کر دیا جائے تاکہ وہ اس میں مر کر رہ جائیں اور وہ ان کی قبر ہو جائے، یہی ان کی سزا ہے، عمال حکومت میں سے یہ کام جس کے سپرد کیا گیا وہ نیک آدمی تھا، اس نے ان اصحاب کے نام تعداد پورا واقعہ رانگ کی تختی پر لکھ کر کندہ کرا کر تانبے کے صندوق میں دیوار کی بنیاد کے اندر محفوظ کر دیا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسی طرح ایک تختی شاہی خزانے میں بھی محفوظ کرادی گئی تھی۔ کچھ عرصہ بعد دقیانوس ہلاک ہوا اور زمانے گزرنے لگے، سلطنتیں بدلنے لگیں، ایک نیک بادشاہ جس کا نام بیدروس تھا تخت نشین ہوا اور اس نے اڑسٹھ سال حکومت کی پھر ملک میں فرقہ بندی نے جنم لیا اور بعض لوگ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کے منکر ہونے لگے۔ بادشاہ ایک تنہا مکان میں بند ہو گیا اور اس نے اللہ کی بارگاہ میں فریاد کی کہ اے اللہ تو کوئی ایسی نشانی دکھادے، جس سے خلق کو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا یقین کامل ہو جائے۔ اسی زمانے میں ایک شخص نے بکریوں کے لیے آرام کی جگہ حاصل کرنے کے لیے اسی غار کو تجویز کیا اور دیوار گرادی، دیوار گرنے کے بعد کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ گرانے والے بھاگ گئے، اصحاب کہف بحکم الٰہی فرحاں وشاداں اٹھے، چہرے شگفتہ طبیعتیں خوش، زندگی کی تروتازگی موجود، ایک نے دوسرے کو سلام کیا، نماز کے لئے کھڑے ہوگئے، فارغ ہو کر یملیخا سے کہا کہ آپ جائیے اور بازار سے کچھ کھانے کو لائیے اور یہ بھی خبر لائیے کہ دقیانوس کا ہم لوگوں کے بارے میں کیا ارادہ ہے؟ وہ بازار گئے اور شہر پناہ کے دروازے پر اسلامی علامت دیکھی، نئے نئے لوگ پائے، انہیں حضرت عیسی علیہ السلام کے نام کی قسم کھاتے سنا تعجب ہوا یہ کیا معاملہ ہے؟ کل تو کوئی شخص اپنا ایمان نہیں ظاہر کر سکتا تھا، حضرت عیسی علیہ السلام کا نام لینے سے قتل کر دیا جاتا تھا۔ آج یہ انقلاب کیسے آگیا؟ نان پز کی دوکان پر گئے اور کھانے خریدنے کیلیے اس کو دقیانوسی سکہ دیا جس کا چلن صدیوں سے موقوف ہو چکا تھا اور اس کو دیکھنے والا بھی کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ بازار والوں نے خیال کیا کہ شاید کوئی خزانہ ہاتھ آگیا ہے، انہیں پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے، وہ نیک شخص تھا اور اس نے بھی ان سے دریافت کیا کہ خزانہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا خزانہ کوئی نہیں ہے یہ روپیہ ہمارا ہے، حاکم نے کہا یہ بات قابل یقین نہیں ہے کہ موجودہ سن کے مقابلے میں یہ سکہ تین سو سے زائد سال پرانا ہے۔ تملیخا نے کہا کہ بتاؤ دقیانوس بادشاہ کس حال میں ہے، حاکم نے کہا کہ آج روئے زمین پر اس نام کا کوئی بادشاہ نہیں ہے، سینکڑوں سال پہلے ایک بدبخت بادشاہ اس نام کا ہوا تھا۔ یملیخا نے کہا کہ کل ہی تو ہم اس کے خوف سے غار میں پناہ گزیں ہوئے تھے، چلوں میں تمہیں اپنے ساتھیوں سے ملادوں اور حاکم کے ساتھ شہر کی اچھی خاصی تعداد ساتھ ہولی۔ اصحاب کہف یملیخا کے انتظار میں بیٹھے تھے، کثیر لوگوں کے آنے کی آواز اور کھٹکے سن کر سمجھے کہ یملیخا پکڑے گئے ہیں اور دقیانوسی فوج ہماری جستجو میں آرہی ہے۔ اللہ کی حمد و شکر بجالانے لگے، اتنے میں یہ لوگ پہنچے۔ یملیخا نے تمام قصہ سنایا، ان حضرات نے سمجھ لیا اللہ نے اتنا طویل عرصہ سلادیا اور کہ لوگوں کے لئے بعد موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کی دلیل بنادی۔ حاکم غار کے دھانے پہنچا تو تختی میں نام اور سن کندہ دیکھا، کتے کا نام بھی دیکھا اور یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ یہ حضرات اپنے دین کو بچانے کی غرض سے غار میں پناہ گزین ہوئے۔ پس لوگوں کو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا کامل یقین ہو گیا۔ حاکم نے بادشاہ بیدروس کو اطلاع دی اس نے بھی جماعت کے ہمراہ حاضری دی اور شکر الٰہی بجالایا۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۱۵، الخازن، ج۳، ص ۱۵۳ وغیرہ، المظہری، ج۴، ص ۳۰۲ وغیرہ)

اغراض: الاعلام بذلک بمعنی اخبار ہیں، یعنی اللہ کے اوصاف ازلی ہیں، پس اس صورت میں جملہ خبریہ لفظاً ومعناً ہوگا، اور اس

سے مقصود یہ ہوگا کہ بندوں کا یہ عقیدہ ہو جائے اور ان کے ایمان کے لیے شرط ہو جائے، اور حمد کی خبر دینے والے کو حامد کہتے ہیں۔
اعتلالا: لفظی و معنوی اعتبار سے قرآن میں کوئی اختلاف نہیں، اور العوج کسرہ کے ساتھ ہو تو معنی میں فساد ہونا لازم آئے گا، اور فتح کے ساتھ ہو تو اجسام میں فساد لازم آئے گا۔
مستقیما: یعنی بندوں کی دنیاوی و اُخروی مصلحت کے اعتبار سے قائم و دائم ہے، یہی قرآن اپنے پڑھنے والے کے لیے قبر میں انسیت پیدا کرتا ہے اور سوال کے جوابات القاء کرتا ہے، صراط پر نور اور میزان میں وزن کرتا ہے، اور جنت کے درجات میں اضافہ کرتا ہے، یہ قرآن پر عمل کرنے والے کے لئے ہے اور جو اس کے علاوہ ہیں اس کے لئے دلیل ہے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال قائم ہو کہ قیما کو حال ثانیہ لانے کا کیا فائدہ حاصل ہوا؟ جواب اس کا یہ ہے کہ وہم کو دور کرنے کے لئے لائے تا کہ غالب اعتبار سے العوج کی نفی ہو جائے۔
بالکتاب: پس اس صورت میں فاعل الانذار ہوگا، اور ضمیر عائد اسم جلالت اللہ یا ذات پاک محمد کی جانب لوٹے گی۔
بھذا القول: یہ ضمیر کے مرجع کے حوالے سے ایک قول ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ ضمیر الولد کی جانب لوٹ رہی ہے، کیونکہ انہوں نے نہ جانتے ہوئے اللہ کے لئے ولد کی نسبت کی تھی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مرجع اسم جلالت اللہ ہو، کیونکہ انہیں اللہ کے بارے میں علم ہی نہیں تھا اگر علم ہوتا تو اس کی جانب اولاد منسوب ہی نہ کرتے۔ **فتاتا:** فا کی ضمہ کے ساتھ مصدر ہے جیسا کہ حطام ورفات بمعنی ترابا ہے۔ **وغیرہ ذلک:** باقی نعمتیں جو اللہ ﷻ نے اپنے بندوں کے لیے تخلیق فرمائی ہیں جیسا کہ سونے، چاندی اور معادن وغیرہ۔
ناظرین الی ذلک: یعنی ہم لوگوں کو ان کی زینت کے احوال کی خبریں دیں گے۔
ای ظننت: استفہام انکاری ہے، یعنی تم یہ گمان نہ کرو کہ اصحاب کہف کا قصہ باقی آیات کے مقابلے میں زیادہ عجیب و غریب ہے بلکہ دن رات، زمین و آسمان یہ زیادہ عجیب و غریب ہیں۔
اللوح: تختی سیسے یا پتھر کی بنی ہوئی تھی، اور یہ غار کے دروازے کی جانب میں جڑی ہوئی تھی، اور ایک قول کے مطابق اس تختی میں اصحاب کہف کے نام کندہ تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ بستی کا نام بھی مذکور تھا، پہاڑ کا نام اور ان کے پاس موجود کتاب کا نام بھی کندہ تھا، یہ حضرات دین عیسیٰ کے ماننے والے تھے، ان کے پاس موجود دراہم کی تعداد اور ان کے کتے کا نام بھی موجود تھا۔
لیس الامر کذلک: یعنی اصحاب کہف کے معاملات عجیب نہیں، یعنی دوسری نشانیوں کے مقابلے میں عجیب ترین نہیں ہیں، بلکہ تمام نشانیاں عجیب و غریب ہیں۔
علم مشاھدۃ: یعنی اللہ دکھا دے، ظاہر کر دے، تا کہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ اللہ کے علم ازلی میں یہ بات موجود ہے کہ اصحاب کہف کا معاملہ کب رونما ہوا۔
الفریقین مختلفین: ایک فرقہ وہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ ایک دن ٹھہرے رہے اور دوسرا فرقہ دن کا بعض حصہ ٹھہرے رہنے کا کہتا ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد اہل مدینہ ہیں، پس لوگ مدت قیام کے حوالے سے تخمینہ و ظن کا سہارا لیتے ہوئے دو گروہوں میں بٹ گئے۔
(الصاوی، ج٤، ص٥ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿نَحۡنُ نَقُصُّ﴾ نَقۡرَاُ ﴿عَلَیۡکَ نَبَاَھُمۡ بِالۡحَقِّ﴾ بِالصِّدۡقِ ﴿اِنَّھُمۡ فِتۡیَۃٌ اٰمَنُوۡا بِرَبِّھِمۡ وَزِدۡنٰھُمۡ ھُدًی﴾ صلے ۝ (۱۳) وَّرَبَطۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِھِمۡ﴾ قَوَّیۡنَا عَلٰی قَوۡلِ ﴿اِذۡ قَامُوۡا﴾ بَیۡنَ یَدَیۡ مَلِکِھِمۡ وَقَدۡ اَمَرَھُمۡ بِالسُّجُوۡدِ

لِلْاَصنَامِ﴿فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ﴾اَی غَیرِہٖ﴿اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا (۱۴)﴾اَی قَوْلًا ذَا شَطَطٍ اَی اِفْرَاطٍ فِی الْکُفْرِ اِنْ دَعَوْنَا اِلٰهًا غَیرَ اللّٰہِ تعالٰی فرضًا﴿هٰٓؤُلَآءِ﴾مُبْتَدَاءٌ﴿قَوْمُنَا﴾عَطْفُ بَیَانٍ﴿اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَوْلَا﴾هَلَّا﴿یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ﴾عَلٰی عِبَادَتِهِمْ﴿بِسُلْطٰنٍ بَیِّنٍ ط﴾بِحُجَّةٍ ظَاهِرَةٍ﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا (۱۵)﴾بِنِسبَةِ الشَّرِیْکِ الیهِ تعالٰی قَالَ بَعْضُ الفِتیَةِ لِبعضٍ﴿وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَی الْکَهْفِ یَنْشُرْ لَکُمْ رَبُّکُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَیُهَیِّئْ لَکُمْ مِّنْ اَمْرِکُمْ مِّرْفَقًا (۱۶)﴾بِکَسرِ الْمِیمِ وَفَتحِ الفَاءِ وَبِالْعَکسِ مَا تَرتَفِقُونَ بِهٖ مِنْ غَدَاءٍ وَعَشَاءٍ﴿وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ﴾بِالتَّشْدِیدِ والتَّخفِیفِ تَمِیلُ﴿عَنْ کَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ﴾نَاحِیَتِهٖ﴿وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ﴾تَتْرُکُهُمْ وَتَتَجَاوَزُ عَنْهُمْ فَلَا تُصِیْبُهُمْ اَلْبَتَّةَ﴿وَهُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ط﴾مُتَّسَعٍ مِنَ الکَهفِ یَنَالُهُمْ بَرْدُ الرِّیْحِ وَنَسِیْمُهَا﴿ذٰلِکَ﴾الْمَذْکُورُ﴿مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ ط﴾دَلَائِلِ قُدرَتِهٖ﴿مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ج وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا (۱۷)﴾

﴿ترجمہ﴾

ہم ان کا ٹھیک ٹھیک حال تمہیں سنائیں (بالحق بمعنٰی بالصدق ہے) وہ کچھ جوان......۱...... تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو ہدایت بڑھائی اور ہم نے مضبوط کر دیا ان کے دلوں کو (ہم نے سچی بات پر ان کے دل مضبوط کر دیئے) جب کھڑے ہوئے (اپنے بادشاہ کے سامنے اس نے انہیں بتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا) تو بولے کہ ہمارا رب وہ ہے جو آسمان اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا (اس کے علاوہ) کسی معبود کو نہ پوجیں گے ایسا ہو تو ضرور ہم نے حد سے گزری ہوئی......۲...... (بات) کی (یعنی اللہ عزوجل کی ناشکری میں حد سے گزری ہوئی بات کردی، اگر بالفرض ہم غیر اللہ کو خدا کہہ کر پکاریں) یہ جو (ھؤلاء مبتدا ہے) یہ ہماری قوم ہے (قومنا عطف بیان ہے) اس نے اللہ کے سوا خدا بنا رکھے ہیں ہرگز نہیں (لولا بمعنٰی هلا ہے) لا سکتے ان پر (یعنی ان کی عبادت کئے جانے پر) کوئی روشن سند (کوئی ظاہر دلیل) تو اس سے بڑھ کر ظالم کون (یعنی اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں) جو اللہ پر جھوٹ باندھے (اس کی طرف شریک کی نسبت کر کے، ان میں سے بعض جوانوں نے دیگر بعض سے کہا) اور جب تم ان سے اور جو کچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب سے الگ ہو جاؤ تو غار میں پناہ لو تمہارا رب تمہارے لیے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا (مرفقا کو میم مکسورہ اور فاء مفتوحہ کے ساتھ اور اس کے برعکس اعراب میں بھی پڑھا گیا ہے، یعنی وہ سامان مہیا کرے گا جس سے تم نفع اٹھاؤ گے صبح و رات کا کھانا) اور تم سورج کو دیکھو گے کہ جب نکلتا ہے تو وہ ہٹ کر گزرتا ہے......۳...... (تزاور کو مشدد و مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے، اس کا معنی دور ہٹ جانا ہے) اس کے غار سے دائیں جانب (ان کے غار کی دائیں جانب) اور جب وہ ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں جانب کترا جاتا ہے (ان کو چھوڑ کر کتراتے ہوئے جاتا ہے پس وہ ان تک نہیں پہنچتا ہے) حالانکہ

وہ اس غار کے کھلے میدان میں ہیں (یعنی غار کے کشادہ کھلے حصے میں ہیں، انہیں سردی کی ٹھنڈک اور بادنسیم بھی پہنچتی ہے) یہ (جو مذکور ہوا) اللہ کی نشانیوں میں سے ہے (اس کی قدرت کے دلائل میں سے ہے) جسے اللہ راہ دے تو وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

﴿ترکیب﴾

﴿نحن نقص علیک نباهم بالحق انهم فتية امنوا بربهم وزدنهم هدی﴾.

نحن : مبتدا، نقص: فعل "نحن" ضمیر مستتر ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، علیک: ظرف لغو، نباهم : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انهم : حرف مشبہ واسم، فتية : موصوف، امنوا بربهم : جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، زدنٰهم: فعل بافاعل ومفعول، هُدًی: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وربطنا علی قلوبهم اذ قاموا فقالوا ربنا رب السموت والارض﴾

و: عاطفہ، ربطنا علی قلوبهم : فعل بافاعل وظرف لغو، اذ: مضاف، قاموا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ : ف :عاطفہ، قالوا: قول، ربنا: مبتدا، رب السموت والارض: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لن ندعو من دونه الها لقد قلنا اذا شططا﴾.

لن ندعو: فعل بافاعل، من دونه : ظرف مستقر حال مقدم، انها: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، لام: تاکیدیہ جواب قسم، قد : تحقیقیہ، قلنا: فعل بافاعل، اذا: حرف جزا وجواب، شططا: "قولا" مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿هؤلاء قومنا اتخذوا من دونه الهة لولا یاتون علیهم بسلطن بین﴾.

هؤلاء قومنا: مبدل منہ وبدل، ملکر مبتدا، اتخذوا من دونه الهة: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لولا: حرف تحضیض، یاتون: فعل بافاعل، علیهم: ظرف لغو، بسلطن بین: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فمن اظلم ممن افتری علی الله کذبا﴾.

ف: مستانفہ، من: استفہامیہ مبتدا، اظلم: اسم تفضیل بافاعل، من: جار، من افتری علی الله کذبا: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ

﴿واذ اعتزلتموهم وما یعبدون الا الله﴾.

و: عاطفہ، اذ: مضاف، اعتزلتمو: فعل بافاعل، هم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما یعبدون: موصول صلہ، ملکر مستثنیٰ منہ، الا الله: مستثنیٰ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "قال بعضهم لبعض" کے لیے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاوٗا الی الکهف ینشر لکم ربکم من رحمته﴾.

ف: فصیحیہ، اوٗا: فعل امر بافاعل، الی الکهف : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ینشر لکم: فعل وظرف لغو، من رحمته: ظرف مستقر "نجاحا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، ملکر شرط محذوف "ان شئتم النجاة بدینکم" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویهیء لکم من امرکم مرفقا ○ وتری الشمس اذا طلعت تزورعن کهفهم ذات الیمین﴾.

و: عاطفہ، یھیٔ لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، من امرکم : ظرف مستقر حال مقدم، مرفقا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، تری الشمس :فعل بافاعل، " الشمس "ذوالحال، اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، طلعت :فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، تزوٰر: فعل بافاعل، عن کھفھم: ظرف لغو، ذات الیمین : ظرف، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کرحال ملکر، مفعول، تری اپنے متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا غربت تقرضھم ذات الشمال وھم فی فجوۃ منہ﴾.

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، غربت : فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، تقرضھم: فعل بافاعل، ھم :ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ھم :مبتدا، فی: جار، فجوۃ : موصوف، منہ : ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر مفعول، ذات الشمال :ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل " اذا طلعت "پر معطوف ہے۔

﴿ذلک من ایت اللہ من یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجدلہ ولیا مرشدا﴾.

ذلک مبتدا، من آیت اللہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، من: شرطیہ مفعول، یھدی اللہ: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، فھو المھتد: جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، من: شرطیہ مفعول بہ مقدم، یضلل :فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ شرطیہ، ف: جزائیہ، لن تجدلہ :فعل بافاعل وظرف لغو، ولیا مرشدا :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فتیۃ کے معانی:

لے...... فتی کا معنی ہے تازہ نوجوان لڑکا یا لڑکی، فتیا اور فتوی کے معنی ہیں کسی مشکل سوال کا جواب۔(المفردات، ص ۳۷۵)

امام جریر طبری لکھتے ہیں: اللہ نے فرمایا اے محبوب ﷺ! ہم تجھے ان نوجوانوں کا حال بیان کرتے ہیں جنہوں نے حق کے لیے غار میں پناہ لی، یعنی سچائی اور یقین جس میں کسی قسم کا شک نہ ہو، اے محبوب! تجھ سے مشرکین مکہ ان پاک باز نوجوانوں جنہوں نے غار میں پناہ لی تھی ان کے بارے میں پوچھتے ہیں، ہم نے ان نوجوانوں کے ایمان میں اضافہ کردیا، ان کی دینی بصیرت میں بھی اضافہ کردیا، یہاں تک کہ وہ اپنی قوم (اور علاقہ) چھوڑ دینے پر راضی ہوئے، اور ان کا علاقہ چھوڑ دینا دین کے لئے تھا اور اپنا عیش اور آرام چھوڑ کر غار کے تنگ وتاریک پناہ گاہ میں پناہ لینا اللہ کے لیے تھا۔ (جامع البیان، الجزء ۱۵، ص ۲۳۹)

ظالم کے سامنے حق بیان کرنا:

ع...... ہمارے اسلاف کا حال کتنا اچھا تھا؟ اصحاب کہف کا حال کتنا پیارا تھا، ظالم بادشاہ کے سامنے دین پر ڈٹے رہے، اپنا گھر بار، علاقہ سب کچھ چھوڑ دیا، ہمارے اسلاف اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ہمیشہ سے اہل ایمان کوشش کرتے آئے ہیں، راہ دین میں مصیبتیں برداشت کرنا اللہ والوں کا شیوہ رہا ہے۔ سیدنا ابوذر غفاری کا حال دیکھیں، ایمانی جذبے کا حال یہ تھا کہ قبول اسلام کے بعد چند دن تک بلند آواز سے روزانہ مجمع کفار میں اسلام کا اعلان کرتے اور کفار مکہ آپ پر پل پڑتے اور اس قدر زدوکوب کرتے کہ لہولہان ہوکر بے ہوش ہوجاتے مگر جوں ہی ہوش آتا پھر اپنے اسلام کا اعلان کرتے۔ آج حال ہمارے سامنے ہے، ہم میں سے کون کتنا وقت

دین اسلام کے لیے نکلتا ہے؟ سید عالم ﷺ کا فرمان خوشبودار ہ: "عنقریب لوگوں پر وہ وقت آئے گا کہ جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف رسم یعنی رواج رہ جائے گا، ان کی مسجدیں آباد ہونگی مگر ہدایت سے خالی، ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین خلق ہوں گے، ان سے فتنہ نکلے گا اور انہیں میں لوٹ جائے گا۔ (شعب الایمان مرقم:۱۹۰۸، ج۲، ص ۳۱۱)

اصحاب کہف کے جسم دھوپ سے محفوظ رہے:

سؔ......اللہ نے فرمایا: اے مخاطب! جب سورج نکلتا ہے تو دیکھے گا کہ دھوپ ان کے غار سے دائیں جانب جھکی رہتی ہے، اس آیت سے یہ مراد نہیں ہے کہ واقع میں کوئی شخص اس کے غار کے پاس کھڑا تھا اور وہ سورج کے طلوع وغروب کے وقت میں دیکھ رہا تھا کہ دھوپ غار میں داخل ہوتی ہے یا نہیں، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ بالفرض اگر کوئی شخص غار کے پاس کھڑا ہو تو وہ اس طرح دیکھے گا۔ اس کی تفسیر میں مفسرین کے دو قول ہیں: ایک یہ کہ اس غار کا منھ شمال کی جانب تھا، پس جب سورج طلوع ہوتا تو وہ غار کی دائیں جانب ہوتا اور جب سورج غروب ہوتا تو وہ غار کی بائیں جانب ہوتا۔ پس سورج کی دھوپ غار کے اندر نہیں پہنچ سکتی تھی اور خوشگوار و ٹھنڈی ہوا غار کے اندر پہنچ جاتی تھی، اور اس سے مقصود یہ ہے کہ اللہ نے اصحاب کہف کو اس سے محفوظ رکھا تھا کہ ان کے اوپر سورج کی دھوپ پڑے ورنہ ان کے اجسام میں تعفن اور فساد برپا ہو جاتا اور ان کے جسم گل سڑ جاتے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ نے سورج کو اس سے روک لیا کہ اس کی دھوپ طلوع یا غروب کے وقت ان کے جسموں پر پڑے، اور اللہ کا یہ فعل خلاف عادت ہے اور اصحاب کہف کی کرامت ہے۔ زجاج کا قول ہے کہ اللہ نے فرمایا: "یہ اللہ کی آیتوں میں سے ہے"، اور اگر پہلے قول کے موافق ان پر دھوپ نہ پڑتی تو پھر یہ امر معمول کے موافق اور عادت کے مطابق ہوتا اور اس میں اللہ کی کوئی آیت یا نشانی نہ ہوتی، اور اگر اس آیت کی ہمارے قول کے موافق تفسیر کی جائے تو پھر اس میں اللہ کی عجیب وغریب آیت اور نشانی اور اصحاب کہف کی کرامت ہوگی۔ اللہ نے سورج کی دھوپ کو غار میں پہنچنے نہیں دیا، اور پہلے قول کے مطابق نشانی یہ ہے کہ اللہ نے اتنی مدت طویلہ تک ان کو غار میں محفوظ رکھا کہ اصحاب کہف اللہ کے لطف وکرم سے اتنے عرصہ تک مرض اور موت اور مرور ایام کے اثرات سے محفوظ رہے، اور جس طرح اللہ ابتداء میں ان کو کفر سے ایمان کی طرف لایا تھا، اسی طرح اللہ نے انتہاء میں بھی ان کے اجسام کو گردش ایام کے اثرات سے سلامت رکھا، اسی لئے فرمایا: جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو گمراہ کرے تو تو اس کے لیے کوئی مددگار نہ پائے گا۔ (الرازی، ج۷، ص ۴۴۳)

اغراض: قویناھا علی قول الحق: یعنی ہم نے ان کے دل اس اسلام پر جمادیئے کہ انہوں نے بادشاہ وقت کی مخالفت کی، اور انہیں بادشاہ کے رعب ودبدبہ اور خوف نے کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

بین یدی ملکھم: اس شخص کا نام دقیانوس بادشاہ تھا۔ ای لا احد استفہام انکاری بمعنی نفی کے ہے۔

علی عبادتھم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف محذوف ہے۔

ناحیتہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ذات الیمین اور ذات الشمال دونوں ظرف مکان ہیں، جو بمعنی دائیں اور بائیں جانب کے ہیں۔ (الصاوی، ج۴، ص ۱۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿وَتَحْسَبُهُمْ ﴾لَو رَاَيتَهُمْ ﴿اَيقَاظًا ﴾اَى مُنتَبِهِينَ لِاَنَّ اَعْيُنَهُمْ مُفَتَّحَةٌ جمعُ يَقظٍ بِكَسرِ القَافِ ﴿وَّهُمْ رُقُودٌ صلے ق ﴾نِيَامٌ جَمعُ رَاقِدٍ ﴿وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ صلے ق ﴾لِئَلَّا تَاكُلَ الارضُ

لُحُومَهُمْ ﴿وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ ﴾يَدَيهِ ﴿بِالْوَصِيْدِ ط﴾بِفِنَاءِ الكَهْفِ وَكَانُوا اِذَا انْقَلَبُوا انْقَلَبَ وَهُوَ مِثْلُهُمْ فِى النَّوْمِ وَاليَقْظَةِ ﴿لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ ﴾بِتَخْفِيفِ وَالتَّشْدِيدِ ﴿مِنْهُمْ رُعْبًا (۱۸) ﴾بِسُكُونِ العَينِ وَضَمِّهَا مَنَعَهُمُ اللهُ بِالرُّعبِ مِن دُخولِ اَحَدٍ عَليهِمْ ﴿وَكَذٰلِكَ ﴾كَمَا فَعَلْنَا بِهِم مَاذَكَرْنَا ﴿بَعَثْنٰهُمْ ﴾اَيْقَظْنَاهُم ﴿لِيَتَسَآءَ لُوْا بَيْنَهُمْ ط﴾عَنْ حالِهِمْ وَمُدَّةِ لُبْثِهِمْ ﴿قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ط قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط﴾لِاَنَّهُم دَخَلُوا الكَهْفَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَبُعِثُوا عِنْدَ غُرُوبِهَا فَظَنُّوا اَنَّهُ غُروبُ يَوْمِ الدُّخُولِ ثُمَّ ﴿قَالُوْا ﴾مُتَوَقِّفِينَ فِى ذَالِكَ ﴿رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ط فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ ﴾بِسُكُونِ الرَّاءِ وكَسْرِهَا بِفِضَّتِكُم ﴿هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِينَةِ ﴾يُقَالُ اَنَّهَا الْمُسَمَّاةُ الْاٰنَ طَرْطُوسِ بِفَتْحِ الرَّاءِ ﴿فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَزْكٰى طَعَامًا ﴾اى اَطْعِمَةِ المَدِيْنَةِ اَحَلُّ ﴿فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا (۱۹) اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا ﴾يَطَّلِعُوا ﴿عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ ﴾يَقْتُلُوكُم بِالرَّجْمِ ﴿اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِىْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا ﴾اَىْ اِنْ عُدْتُّمْ فِى مِلَّتِهِمْ ﴿اَبَدًا (۲۰) وَكَذٰلِكَ ﴾كَمَا بَعَثْنَاهُمْ ﴿ اَعْثَرْنَا ﴾اِطَّلَعْنَا ﴿عَلَيْهِمْ ﴾قَوْمَهُمْ وَالْمُوْمِنِينَ ﴿لِيَعْلَمُوْٓا ﴾اَى قَوْمُهُمْ ﴿اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ ﴾بِالْبَعثِ ﴿حَقٌّ ﴾بِطَرِيْقِ اِنَّ الْقَادِرَ عَلى اَنَامَتِهِمُ الْمُدَّةِ الطَّوِيْلَةِ وَاِبْقَائِهِمْ على حَالِهِمْ بِلَا غِذَاءٍ قَادِرٌ على اِحْيَاءِ المَوتٰى ﴿وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ ﴾شَكَّ ﴿فِيْهَا قف ج ﴾اِذْ مَعْمُولٌ لِاَعْثَرنا ﴿اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ ﴾اَىِ المومِنُونَ والكُفَّارُ ﴿بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ ﴾اَمْرَ الْفِتْيَةِ فِى الْبِنَاءِ حَولَهُمْ ﴿فَقَالُوْا ﴾اَىِ الكُفَّارُ ﴿ ابْنُوْا عَلَيْهِمْ ﴾اَى حَولَهُمْ ﴿بُنْيَانًا ط ﴾يَسْتُرهم ﴿رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ط قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ ﴾اَمْرِ الفِتْيَةِ وَهُم المؤمنونَ ﴿لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ ﴾حَولَهُمْ ﴿مَّسْجِدًا (۲۱) ﴾يُصَلّٰى فيهِ وَفُعِلَ ذالكَ على بابِ الكَهْفِ ﴿سَيَقُوْلُوْنَ ﴾اَىِ الْمُتَنَازِعُونَ فِى عَدَدِ الفِتْيَةِ فِى زَمَنِ النبى ﷺ اَى يَقولُ بَعْضُهُمْ هُمْ ﴿ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ج وَيَقُوْلُوْنَ ﴾اَى بَعْضُهُمْ ﴿خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ ﴾وَالقَولَانِ لِنَصَارى نَجْرَانٍ ﴿رَجْمًا بِالْغَيْبِ ج ﴾اَى ظَنًّا فِى الغَيْبَةِ عَنهُمْ وَهُوَ رَاجِعٌ الى القَولَيْنِ مَعًا وَنَصَبُهُ على المَفْعُولِ لَهُ اَى لِظَنِّهِمْ ذَالكَ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ ﴾اَىِ المؤمِنونَ ﴿سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ط ﴾اَلْجُمْلَةُ مِن مُبْتَداءٍ وَخَبَرٍ صِفَةُ سبعَةٍ بِزِيَادَةِ الوَاوِ وَقيلَ تَاكِيدٌ او دَلالَةٌ على نُصُوقِ الصِّفَةِ بِالْمَعروفِ وَوَصفُ الاَوَّلِينَ بِالرَّجْمِ دُون الثَّالِثِ يَدُلُّ على اَنَّهُ مَرضِىٌّ وَصَحِيحٌ ﴿قُلْ رَّبِّىْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ قف ﴾قَالَ ابنُ عَباسٍ اَنَا مِنَ القَلِيلِ وَذَكَرهُمْ

سَبۡعَةٌ﴿فَلَا تُمَارِ ﴾تجادل﴿فِيهِمْ إِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ﴾بما أنزل علیک﴿وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ ﴾تطلب الفُتيا﴿مِّنْهُمْ ﴾من اهل الكتب اليهود﴿أَحَدًا ﴿۲۲﴾﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور (اگر تم انہیں دیکھو) تو تم انہیں جاگتا سمجھو (یعنی بیدار سمجھو کیونکہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں......۱......ایقاظا، یقظ کی جمع ہے ،یقظ قاف کے کسری کے ساتھ ہے) اور وہ سوتے ہیں (رقود، جمع ہے راقد کی، بمعنی سونے والے) اور ہم ان کی داہنی بائیں کروٹ بدلتے ہیں......۲......(تا کہ زمین ان کے گوشت کو نہ کھا سکے) اور انکا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے......۳......(ذراعیہ بمعنی یدیہ ہے) غار (کی چوکھٹ) پر (اور جب انہیں پلٹا جاتا ہے تو اسے بھی پلٹ دیا جاتا ہے اور یہ سونے اور بیدار ہونے کی حالت میں ان ہی کی مثل ہے) اے سننے والے اگر تو انہیں جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور ان سے ہیبت میں بھر جائے (لملئت کو مخفف اور مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے اور رعبا عین ساکن اور عین مضموم دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، اللہ عزوجل نے رعب کے ذریعے ان کے پاس داخل ہونے سے روک دیا ہے) اور یونہی (جیسا کہ ہم نے مذکورہ معاملہ ان کے ساتھ فرمایا) ہم نے ان کو جگایا (بعثنا بمعنی ایقظنا ہے) کہ آپس میں ایک دوسرے سے احوال پوچھیں (اپنے حال کے بارے میں اور غار میں ٹھہرنے کی مدت کے بارے میں......۴......) ان میں ایک کہنے والا بولا تم یہاں کتنی دیر رہے کچھ بولے ایک دن رہے یا دن سے کم (کیونکہ وہ سورج طلوع ہوتے وقت غار میں داخل ہوئے تھے اور سورج غروب ہوتے وقت بیدار ہوئے تو انہوں نے گمان کیا یہ سورج ان کے داخلہ والے دن ہی کا غروب ہوا ہے پھر بولے اس بارے میں توقف کرتے ہوئے) تمہارا رب خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لیکر شہر میں بھیجو......۵......(کہا جاتا ہے کہ اس وقت اس شہر کا نام طرسوس ہے، یہ راء کی فتح کے ساتھ ہے، بورقکم میں راء کو ساکن اور مکسور دونوں طرح پڑھا گیا ہے اس کے معنی چاندی ہے) پھر وہ غور کرے کہ وہاں کونسا کھانا زیادہ ستھرا ہے (یعنی شہر کے کھانوں میں سے کون سا کھانا حلال ہے) کہ تمہارے لیے اس میں سے کھانا لائے اور چاہیے کہ نرمی کرے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے بیشک اگر وہ تمہیں جان لیں گے (یعنی تم پر مطلع ہو جائیں گے) تو تمہیں پتھراؤ کرینگے (یعنی پتھراؤ کر کے تمہیں مار ڈالیں گے) یا اپنے دین میں پھیر لیں گے اور ایسا ہوا (یعنی اگر تم ان کے دین میں لوٹ گئے) تو تمہارا کبھی بھلا نہ ہوگا اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے انہیں اٹھایا تھا) ہم نے ان کی اطلاع کردی (ان کی قوم اور مسلمانوں کو، اعثرنا بمعنی اطلعنا ہے) کہ جان لیں (ان کی قوم) کہ اللہ کا وعدہ (مرنے کے بعد پھر زندہ کرنے کا) سچا ہے (وہ اس طریقے سے جان لیں جوان لوگوں کو طویل مدت تک سلائے رکھنے اور بے غذا کے انہیں ان کی حالت باقی رکھنے پر قادر ہے وہ مُردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے) اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں (ریب بمعنی شک ہے، "اذ" اعثرنا فعل کا مفعول ہے) جب وہ لوگ (یعنی مسلمان اور کافر) ان کے (یعنی ان جوانوں کے) معاملہ میں باہم جھگڑنے لگے (ان کے گرد عمارت بنانے کے معاملے میں) تو (کافر) بولے ان پر (یعنی ان کے گرد) کوئی عمارت نہ بناؤ (جو انہیں چھپا کر رکھے) ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے وہ بولے جو اس معاملہ میں (یعنی جوانوں کے معاملے میں) غالب رہے تھے (یعنی مسلمان) ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے......۶......(یعنی ہم ان کے گرد مسجد بنائینگے اس میں نماز پڑھی جائے اور غار کے دروازے پر مسجد ہی بنائی گئی) اب کہیں گے (زمانۂ نبوی میں ان جوانوں کی تعداد کے بارے میں جھگڑنے والے یعنی ان میں سے بعض کہیں گے) کہ (وہ) تین ہیں چوتھا ان کا کتا اور (ان میں سے بعض) کہیں گے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا (اور دونوں اقوال نصاری نجران کے ہیں) یہ سب اندازے ہیں دیکھے (نرا گمان ہے جوان

سے غائب ہونے کی حالت میں کیا گیا ہے اور یہ قید ماقبل دونوں اقوال کی طرف یکساں راجع ہے، رجما بالغیب مفعول لہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے) اور کچھ (مومنین) کہیں گے سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا (مبتدا ہے اور سبعة ......الخ صفت اس کی خبر، درمیان میں واو زیادتی، تاکید یا موصوف کو صفت سے ملانے کے لئے دلالت کرنے کے لئے ہے اور پہلی دو صفات کو "رجم" کے ساتھ موصوف کر دیا گیا اور تیسری کو اس لئے "رجم" کے ساتھ موصوف نہ کیا گیا تا کہ سات افراد ہونے کا قول صحیح قرار پائے) تم فرماؤ میرا رب ان کی گنتی خوب جانتا ہے انہیں نہیں جانتے مگر تھوڑے (ابن عباس کم افراد ہونے والے قول کے قائل ہیں، مفسرین نے سات افراد کے نام بیان کئے ہیں جنہیں ہم نے رکوع نمبر ۱۳، حاشیہ نمبر ۳ میں ذکر کر دیا ہے) تو ان کے بارے میں نہ (جھگڑو) مگر اتنا ہی جو ظاہر ہو (جو قرآن میں تم پر نازل کیا) اور نہ پوچھو (فتوی طلب کرو) ان کے بارے میں (کسی کتابی سے) کچھ بھی۔

﴿ترکیب﴾

﴿وتحسبهم ایقاظا وهم رقود ونقلبهم ذات الیمین وذات الشمال وکلبهم باسط ذراعیه بالوصید﴾.

و: مستانفہ، تحسب: فعل بافاعل، هم: ضمیر ذوالحال، هم رقود: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول اول، ایقاظا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ و: عاطفہ، نقلبهم: فعل بافاعل و هم ضمیر ذوالحال، ذات الیمین و ذات الشمال: ظرف، و کلبهم: مبتدا، باسط: اسم فاعل بافاعل، ذراعیه: مفعول، بالوصید: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لو اطلعت علیهم لولیت منهم فرارا ولملئت منهم رعبا﴾.

لو: شرطیہ، اطلعت علیهم: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، ولیت: فعل بافاعل، منهم فرارا: شبہ جملہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، ملئت: فعل نائب بافاعل، منهم رعبا: شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وکذلک بعثنهم لیتساء لوا بینهم﴾.

و: عاطفہ، کذلک: ظرف مستقر، "بعثا" مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، بعثنهم: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، یتساء لوا: فعل وضمیر ذوالحال، بینهم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل ملکر جملہ فعلیہ، بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال قائل منهم کم لبثتم قالوا لبثنا یوما او بعض یوم﴾.

قال: قول، منهم: جملہ فعلیہ قول، کم: ظرفیہ "یوما" تمییز محذوف کے لیے ممیز، ملکر ظرف مقدم، لبثتم: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قالوا: قول لبثنا: فعل بافاعل، یوما: معطوف علیہ، او بعض یوم: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قالوا ربکم اعلم بما لبثتم فابعثوا احدکم بورقکم هذه الی المدینة﴾.

قالوا: قول، ربکم: مبتدا، اعلم بما لبثتم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ف: عاطفہ، معطوف علی محذوف "فدعوا التساؤل، وخذوا فیما هو اهم واجدی لنا فی موقفنا هذا" ابعثوا احدکم: فعل بافاعل ومفعول، بعد: جار، ورقکم: موصوف، هذه: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، جملہ فعلیہ۔

﴿فالینظر ایها ازکی طعاما فلیاتکم برزق منه﴾.

ف: عاطفہ، لام: لام امر، ینظر: فعل بافاعل، ایها: استفہامیہ مبتدا، ازکی: اسم تفضیل ہو ضمیر "طعاما" تمییز، ملکر خبر، ملکر جملہ

اسمیہ ہو کر مفعول، جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ، لیاتکم: فعل امر بافاعل ومفعول، ب :جار، رزق :موصوف ، منہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولیتلطف ولا یشعرن بکم احدا﴾۔

و: عاطفہ، لیتلطف: فعل امر بافاعل، جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لایشعرون بکم احدا: فعل نہی بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انہم ان یظھروا علیکم یرجموکم او یعیدوکم فی ملتہم﴾۔

انہم: حرف مشبہ واسم، ان :شرطیہ، یظھروا علیکم: جملہ فعلیہ ہو کر شرط، یرجو کم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،او یعیدو کم فی ملتہم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولن تفلحوا اذا ابدا﴾۔

و: عاطفہ، لن :حرف نفی ونصب واستقبال، تفلحوا: فعل بافاعل، اذا :حرف جزاوجواب، ابدا :ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکذلک اعثرنا علیہم لیعلموا ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لا ریب فیہا﴾۔

و :عاطفہ، کذلک : جار مجرور ظرف مستقر "ابعاثا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مرکب توصیفی مفعول مقدم، اعثرنا علیہم: فعل بافاعل وظرف لغو، لام : جار، یعلموا : فعل بافاعل، ان وعد اللہ حق : جملہ اسمیہ معطوف علیہ، وان الساعۃ لاریب فیہا : جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، اعثرنا اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذ یتنازعون بینہم امرہم فقالوا ابنوا علیہم بنیانا﴾۔

اذ: مضاف، یتنازعون بینہم امرہم: فعل بافاعل وظرف ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر ظرف ہے ماقبل "اعثرنا" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ ، ف :عاطفہ، قالوا :قول، ابنوا علیہم بنیانا : فعل امر بافاعل وظرف لغو ومفعول مطلق، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿ربہم اعلم بہم قال الذین غلبوا علی امرہم لنتخذن علیہم مسجدا﴾۔

ربہم: مبتدا، اعلم بہم: شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، قال: فعل، الذین غلبوا علی امرہم : موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر قول، لا: تاکیدیہ جواب قسم، نتخذن: فعل بافاعل، علیہم : ظرف مستقر حال مقدم، مسجدا : ذوالحال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر "نقسم" قسم محذوف کے لیے جواب قسم، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿سیقولون ثلثۃ رابعہم کلبہم ویقولون خمسۃ سادسہم کلبہم رجما بالغیب﴾۔

س: حرف استقبال، یقولون: قول، ثلثۃ: "اشخاص" تمیز محذوف کے لیے ممیز، ملکر موصوف، رابعہم کلبہم : جملہ اسمیہ صفت، ملکر "ہم" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ، یقولون : قول، خمسۃ "اشخاص" تمیز محذوف کے لیے ممیز، ملکر موصوف، سادسہم کلبہم : جملہ اسمیہ صفت، ملکر "ہم" مبتدا، محذوف کے لیے خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف اول، رجما بالغیب: شبہ جملہ ہو کر "یرجمون" فعل محذوف کے لیے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویقولون سبعۃ وثامنہم کلبہم﴾۔

و: عاطفہ، یقولون: قول، سبعۃ : "اشخاص" تمیز محذوف کے لیے ممیز، ملکر موصوف، و: عاطفہ تاکید صفت، ثامنہم کلبہم: جملہ اسمیہ صفت، ملکر "ہم" مبتدا محذوف کے لیے خبر ملکر مقولہ، جملہ ملکر جملہ قولیہ ہو کر معطوف ثانی، ماقبل معطوف علیہ، ملکر جملہ معطوف۔

﴿قل ربی اعلم بعدتهم ما یعلمهم الا قلیل﴾.

قل: قول، ربی: مبتدا، اعلم: اسم تفضیل بافاعل، ب: جار، عدتهم: ذوالحال، ما یعلمهم: فعل نفی ومفعول، الا: اداۃ حصر، قلیل: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلا تمار فیهم الا مراء ظاهرا و لا تستفت فیهم منهم احدا﴾.

ف: فصیحہ، لا تمار: فعل نہی بافاعل، فیهم: ظرف لغو، الا: اداۃ حصر، مراء ظاهرا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تستفت فیهم: فعل نہی بافاعل وظرف لغو، منهم: ظرف مستقر حال مقدم، احدا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر شرط محذوف "ان عرفت هذا" کے لیے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

غار والوں کی بیداری:

۱...... علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ گمان کا دارومدار اس بات پر ہے کہ آنکھیں کھول رکھنا دیکھنے کی علامت ہے، ابن عطیہ کہتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر گمان ہونے لگے کہ یہ سوئے نہیں بلکہ جاگ رہے ہیں اس لیے کہ ان کے حافظے مضبوط (کہ اب تک دقیانوس اور اس کی شرانگیزی جانتے ہیں)، اور ان کے اجسام تغیر پذیری سے پاک ہیں کیونکہ عام طور پر نیند (انسانی طبیعت میں) نرمی پیدا کرتی ہے اور ان حضرات کی کیفیت یہ بتاتی تھی کہ وہ نیند کر چکے ہیں۔ کروٹے بدلنا بھی نیند کر چکنے پر دلیل ہے۔ (روح المعانی، الجزء ۱۵، ص ۲۸۴)

غار والوں کی کروٹیں بدلنا:

۲...... جیسا کہ ماقبل بیان کر دیا کہ ان حضرات کی کروٹیں بدلی جاتی تھیں، اس بارے میں مفسرین کرام کا اختلاف ہے کہ کتنی مدت میں ان کی کروٹ بدلی جاتی تھی، ایک قول جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی کروٹ سال میں ایک بار بدلی جاتی تھی، مجاہد کہتے ہیں کہ دائیں جانب نو سال اور بائیں جانب نو سال میں کروٹ بدلتی تھی، ایک قول یہ ہے کہ عاشوراء کے دن ان کی کروٹ بدلی جاتی تھی، اور ان اقوال کے بارے میں کوئی صحیح خبر نہیں ہے اور نہ ہی کوئی قرآنی لفظ اس پر دلیل ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ان کے کروٹ بدلنے میں اس بات پر دلیل ہے کہ ان کے جسموں کو زمین نہ کھائے اور کوئی فساد والا معاملہ نہ ہو، اور یہ معاملہ عجیب ہے کہ تین سو نو سال کے بعد بھی ان کے اجسام میں زندگی باقی رہی۔ (الرازی، ج۷، ص ۴۴۴)

ایک قول یہ ملتا ہے کہ ان کی کروٹیں فرشتے تبدیل کرتے تھے جب کہ ایک قول کے مطابق سویا ہوا شخص جس طرح خود بخود اپنی کروٹ تبدیل کر لیتا ہے اور اسے خبر تک نہیں ہوتی، ان حضرات کا بھی یہی معاملہ تھا۔

اللہ عزوجل والوں سے نسبت:

۳...... انسان تو بہر حال اشرف المخلوقات ہے، جس جانور کو اللہ والوں سے نسبت ہو جائے وہ بھی معزز ہو جاتا ہے، دیکھیں اصحاب کہف کا کتا، اللہ نے کس شان سے بیان کیا: "ان کا کتا غار کے آگے اپنی کلائیاں پھیلائے بیٹھا ہے"۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے کتا رکھا اس کے اجر میں ہر روز دو قیراط کم ہوتے رہیں گے، ماسوا اس شخص کے جس نے مویشیوں کی حفاظت کے لیے کتا رکھا ہوا ہو یا شکار کرنے کے لیے یا کھیت کی حفاظت

کرنے کے لیے۔ (صحیح مسلم، رقم کتاب المساقاۃ، باب الامر بقتل الکلاب، رقم: ۳۹۲۱/۱۵۷۵، ص ۷۷۲)

☆......حضرت عبداللہ بن مغفل کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور کے آگے سے ٹہنیاں اٹھا رہے تھے جب سید عالم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر کتے ایک مخلوق نہ ہوتے تو میں ان کو قتل کرنے کا حکم دیتا پس ہر سیاہ کتے کو مار دو اور جو لوگ گھروں میں کتے رکھتے ہیں ان کے عمل سے روزانہ ایک قیراط کم ہوتا ہے مگر شکار کا کتا، کھیتی کی حفاظت اور بکریوں کی حفاظت کے لئے کتا (اس سے مستثنیٰ) ہے''۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، رسالہ: سلب الثلب عن القائلین بطھارۃ الکلب، ج۴، ص ۴۰۰)

یہ بحث تو وہ ہے کہ کتا رکھنا جائز ہے یا نہیں، ہم تو یہ بیان کر رہے تھے کہ جس کتے کو اللہ والوں سے نسبت قائم ہو جائے وہ بھی محبوب ہو جاتا ہے، اگر ہمارا یہ قول قابل قبول نہ ہو تو پھر اللہ کا اپنے پاک کلام میں اس طرح بیان کرنے کا مقصد کیا ہے۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی خالد بن معدان کا قول نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جنت میں سوائے اصحاب کے کتے اور بلغام کے گدھے کے کوئی جانور نہ جائے گا۔

حسب حال معاملہ ہونا:

۴......طبرانی نے ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ حضرات انبیائے کرام قیامت کے دن چوپایوں پر سوار ہونگے، حضرت صالح اپنی اونٹنی پر، میں براق پر، میرے بیٹے حسن و حسین جنتی اونٹنیوں پر، بلال حبشی جنتی اونٹنی پر، پس منادی ندا کرے گا اور کلمۂ شہادت **اشھد ان محمد رسول اللہ**، پڑھے گا، پس تمام اولین وآخرین کے اہل ایمان گواہی دیں گے، پس جس نے دنیا میں قبول کیا ہوگا وہ اس دن بھی ایمان کی گواہی دے گا اور جس نے دنیا میں عدم قبولیت کی ہوگی وہ آخرت میں بھی نہ مانے گا۔

(البدور السافرۃ، باب: حشر المتقی راکبا، رقم: ۱۶۲، ص ۱۲۱)

وکیل بنانے کا بیان:

۵......وکالت کے معنی یہ ہیں کہ جو تصرف خود کرتا، اس میں دوسرے کو اپنے قائم مقام کر دینا۔ اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وکالت اسی چیز میں ہو سکتی ہے جس کو موکل خود کر سکتا ہو اور اگر کسی خاص وجہ سے موکل کا تصرف ممتنع ہو اور اصل میں جائز ہو تو کیل درست ہے مثلاً محرم نے شکار بیع کرنے کے لیے غیر محرم کو وکیل کیا۔

(الدر المختار، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص ۲۴۱)، (الھندیہ، کتاب الوکالۃ، باب: الاول فی بیان معافاھا، ج۳، ص ۵۱۷)

حقوق کی دو اقسام ہیں: حقوق اللہ اور حقوق العبد، حقوق اللہ دو قسم کے ہیں، اُس میں دعویٰ شرط ہے یا نہیں، جن حقوق میں دعویٰ شرط ہے جیسے حد قذف، حد سرقہ، ان کے اثبات کے لیے توکیل صحیح ہے۔ موکل موجود ہو یا غائب وکیل، اس کا ثبوت پیش کر سکتا ہے اور ان کا اِستیفا یعنی قذف میں درّے لگانا یا چوری میں ہاتھ کاٹنا اُس کے لیے موکل کی موجودگی ضروری ہے۔ اور جن حقوق اللہ میں دعوے شرط نہیں جیسے حد زنا، حد شرب خمر ان کے اثبات یا استیفا کسی میں توکیل جائز نہیں۔

حقوق العباد بھی دو قسم کے ہیں، شبہ سے ساقط ہوتے ہیں یا نہیں، اگر ساقط ہو جائیں جیسے قصاص اس کے اثبات کی توکیل صحیح ہے اور استیفا کی توکیل یعنی قصاص جاری کرنے کا وکیل بنانا یہ اگر موکل یعنی ولی کی موجودگی میں ہو تو درست ہے ورنہ نہیں، اور حقوق العبد جو شبہہ سے ساقط نہیں ہوتے ان سب میں وکیل بالخصومۃ بنانا درست ہے وہ حق از قبیل دَین ہو یا عین، تعزیر کے اثبات اور استیفا دونوں کے لیے وکیل بنانا جائز ہے موکل موجود ہو یا غائب۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، باب الاول فی بیان معناشرعا، ج۳، ص ۵۱۹)

صالحین کے مقبروں کے پاس مسجد بنانا کیسا؟

۷......اکثر علماء ومفسرین کرام کا متذکرہ آیت سے استدلال ہے کہ صالحین کے قُرب وجوار میں مسجد تعمیر کرنا، نمازیں پڑھنا، باعث خیر وبرکت ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں مزارات کے قرب وجوار میں مسجد بنانا جائز ہے، جبکہ شیخ استاد محمد فاخر محدث مزارات کے قریب مسجد بنانے کو ناجائز کہتے ہیں اور کراہیت کی پہلی دلیل امام مسلم کی روایت بناتے ہیں جو کہ ابی الھیاج الاسدی سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے مجھے رسول اللہ نے بھیجا تھا کہ جو بھی بت دیکھو اسے مٹا دو اور جو قبر اٹھی ہوئی دیکھو اسے برابر کردو''۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب: الامر بتسویۃ القبر، برقم: ۲۱۳۲/۹۶۹، ص ۴۳۹)۔ اسی طرح دوسری دلیل امام مسلم کی ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکی قبر بنانے اور اس پر عمارت بنانے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا'' (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب: النھی عن التحصیص، رقم: ۲۱۳۴/۹۷۰، ص ۴۴۰)۔ شیخ کی تیسری دلیل شیخین کی روایت ہے جو حضرت عائشہ اور ابن عباس نے روایت کی ہے، فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید مرض لاحق ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے پر چادر ڈالی اور پھر جب گھٹن محسوس ہوئی تو چادر ہٹا دی اور اس حالت میں یہ فرما رہے تھے کہ معاملہ اسی طرح ہے کہ اللہ نے یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائی کہ انہوں نے اپنے انبیائے کرام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب: مایکرہ من التخاذ المساجد، رقم: رقم ۱۳۳۰، ص ۲۱۲)

میں (قاضی ثناء اللہ) کہتا ہوں کہ یہ احادیث پکی قبر بنانے، قبر پر عمارت بنانے، اور اونچی قبر بنانے کی کراہت پر دلالت کرتی ہیں۔ مزارات کے قریب مسجد بنانے کی کراہیت پر دلالت نہیں کرتی ہیں اور اتخذوا قبور انبیائھم مساجد کا مفہوم یہ ہے کہ وہ قبروں کی طرف سجدے کرتے تھے، حضرت ابو مرثد الغنوی کی حدیث میں اس مفہوم کی صراحت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہ قبروں کے اوپر بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔ (المظھری، ج ٤، ص ۳۱۷ وغیرہ)

اغراض: بفناء الکھف: یعنی غار کی کشادہ زمین، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس سے مراد غار کی اندرونی جگہیں، دروازہ یا مٹی ہے۔

کما فعلنا بھم ما ذکرنا: یعنی ان پر طویل مدت تک کے لئے نیند کا طاری کردینا، پس ان کی نیند دوسری نشانی ہے۔

لانھم دخلوا الکھف: ظاہر قول یہ ہے کہ جس دن یہ غار میں داخل ہوئے اسی دن سو گئے، ایک قول یہ بھی ہے کہ نیند طاری ہونے سے پہلے کافی عرصہ غار میں بغیر کھانے، پینے اور دیگر ضروریات زندگی کے مطابق زندگی گزاری، ایک قول یہ بھی ہے کہ طلوع آفتاب سے پہلے سو گئے اور یہی صحیح قول ہے۔ **وفعل ذلک علی باب الکھف:** یعنی غار کے دروازے کو باقی رکھا جیسا کہ ماقبل گزر چکا۔

احل: یعنی حلال کھانے، مراد یہ ہے کہ قوم میں ایسے بھی تھے جو بتوں کے نام سے ذبح کرتے تھے اور بعض اپنے ایمان کو چھپاتے تھے اور بطور غذا ذبیحہ کو مومنین سے حاصل کرنا چاہتے تھے۔

مفعول لاعثرنا: مناسب یہ ہے کہ مفعول کے بجائے ظرف بنایا جائے، تقدیر عبارت یوں ہوگی اذکر فیھا اذ...... الخ۔

ای المومنین والکفار: مومنین نے کہا ہم یہاں مسجد بنائیں گے، لوگ نماز ادا کریں گے کیونکہ یہ اصحاب ہمارے دین سے تھے اور کفار نے کہا کہ ہم یہاں (اپنا عبادت خانہ) بنائیں گے کیونکہ یہ ہمارے دین سے تعلق رکھتے تھے۔

وھم المومنون: مراد نیک صالح مسلمان بادشاہ بیدروس کی قوم کے لوگ ہیں۔ **ای المتنازعون** یعنی نصاریٰ اور مسلمان تھے۔

وذکرھم سبعۃ: مکسلمینا، تملیخا، مرطونس، نینوس، وساریولس، ذونوانس، فلیسطیونس، اور کتے کا نام قطمیر تھا، ایک قول کے مطابق کتے کا نام حمران یا ریان تھا، ایک قول یہ ہے کہ جس گھر کے دروازے پر یہ نام کندا ہوں اس گھر کو آگ نہ جلائے گی، جس سامان میں یہ ہوں وہ

چوری نہ ہوگا، جس سواری میں ہوں وہ نہ ڈوبے گی، ابن عباس کہتے ہیں کہ اصحاب کہف کے اسماء کے ساتھ خاصے ہیں: طلب (مراد پانا)، ہرب (بھاگنا)، جس جگہ ہوں وہ اللہ کے اذن سے جلنے سے محفوظ رہے، بچوں کا رونا ختم ہوجائے، بوقت ولادت عورت کے لیے، خشکی وتری کے سفر میں حفاظت کے لیے، مال، عقل کی حفاظت کے لیے، اور گناہ سے نجات حاصل کرنے کے لیے۔ (الصاوی، ج٤، ص ١٢ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

وَسَأَلَهُ أَهلُ مَكَةَ عَن خَبَرِ أَهلِ الكَهفِ فَقَالَ أُخبِرُكُم بِهِ غَدًا وَلَم يَقُل إن شَاءَ اللهُ فَنَزَلَ ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ ﴾ اى لِأَجلِ شيءٍ ﴿إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا (۲۳)﴾ اى فِيمَا يُستَقبَلُ مِنَ الزَّمَانِ ﴿إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ﴾ اى إِلَّا بِمَشِيئَةِ اللهِ بِأَن تَقُولَ إِن شَاءَ اللهِ ﴿وَاذْكُر رَّبَّكَ ﴾ اى مَشِيئَتَهُ مُعَلِّقًا بِهَا ﴿إِذَا نَسِيتَ ﴾ التَّعلِيقَ بِهَا وَيَكُونُ ذِكرُهَا بَعدَ النِّسيَانِ كَذِكرِهَا مَعَ القَولِ قَالَ الحَسَنُ وَغَيرُهُ مَادَامَ فِي المَجلِسِ ﴿وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا ﴾ مِن خَبَرِ أَهلِ الكَهفِ فِي الدَّلَالَةِ على نُبُوَّتِي ﴿رَشَدًا (۲۴)﴾ هِدَايَةً وَقَد فَعَلَ اللهُ ذَالِكَ ﴿وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ ﴾ بِالتَّنوِينِ ﴿سِنِينَ ﴾ عَطفُ بَيَانٍ لِثَلَاثِ مِائَةٍ وهٰذِهِ السِّنُونَ الثَّلَاثُ مِائَةٍ عِندَ أَهلِ الكِتَابِ شَمسِيَّةٌ وَتَزِيدُ القَمَرِيَّةُ عَلَيهَا عِندَ العَرَبِ تِسعَ سِنِينَ وَقَد ذُكِرَت فِي قَولِهِ ﴿وَازْدَادُوا تِسْعًا (۲۵)﴾ اى تِسعَ سِنِينَ فَالثَّلَاثُ مِائَةِ الشَّمسِيَّةُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وتِسعٌ قَمَرِيَّةٌ ﴿قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ﴾ مِمَّن اختَلَفُوا فِيهِ وَهُوَ مَا تَقَدَّمَ ذِكرُهُ ﴿لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ﴾ اى عِلمُهُ ﴿أَبْصِرْ بِهِ ﴾ اى بِاللهِ هِيَ صِيغَةُ تَعَجُّبٍ ﴿وَأَسْمِعْ ﴾ بِهِ كذالِكَ بمَعنَى مَا أَبصَرَهُ وَمَا أَسمَعَهُ وهُمَا عَلَى جِهَةِ المَجَازِ وَالمُرَادُ أَنَّهُ تعالى لَا يَغِيبُ عَن بَصَرِهِ وَسَمعِهِ شَيءٌ ﴿مَا لَهُم ﴾ لِأَهلِ السموات والارضِ ﴿مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ ﴾ نَاصِرٍ ﴿وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا (۲۶)﴾ لِأَنَّهُ غَنِيٌّ عَنِ الشَّرِيكِ ﴿وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَن تَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا (۲۷)﴾ مَلجَأً ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ ﴾ احبِسهَا ﴿مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ ﴾ بِعِبَادَتِهِم ﴿وَجْهَهُ ﴾ تعالى لَا شَيئًا مِن أَغرَاضِ الدنيا وَهُمُ الفُقَرَاءُ ﴿وَلَا تَعْدُ ﴾ تَنصَرِف ﴿عَيْنَاكَ عَنْهُمْ ۖ﴾ عَبَّرَ بِهِمَا عَن صَاحِبِهِمَا ﴿تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا ﴾ اى القُرآنِ وَهُوَ عُيَينَةُ بنُ حِصنٍ واصحَابُهُ ﴿وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ﴾ فِي الشِّركِ ﴿وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا (۲۸)﴾ إِسرَافًا ﴿وَقُلِ ﴾ لَهُ وَلِأَصحَابِهِ هٰذَا القُرآنُ ﴿الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ﴾ تَهدِيدٌ لَهُم ﴿إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ ﴾ اى الكَافِرِينَ ﴿نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ﴾ مَا أَحَاطَ بِهَا ﴿وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ ﴾ كَعَكَرِ الزَّيتِ ﴿يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ﴾ مِن حَرِّهِ إِذَا قُرِّبَ إِلَيهَا ﴿بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ ﴾ اى النَّارُ ﴿مُرْتَفَقًا (۲۹)﴾ تَمييزٌ مَنقُولٌ مِنَ الفَاعِلِ اى

قَبُحَ مُرتَفَقُهَا وَهُوَ مُقَابِلٌ لِقَولِهِ الْاٰتِیْ فِی الجَنَّةِ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا وَاِلَّا فَاَیُّ اِرْتِفَاقٍ فِی النَّارِ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۳۰﴾ الجُمْلَةُ خَبَرُ اِنَّ الذین وفِیهَا اِقَامَةُ الظَّاهِرِ مَقَامَ المُضْمَرِ وَالمعنی اَجْرَهُمْ اِنْ نُثِیْبَهُمْ بِمَا یَضَمَّنَهُ ﴿اُولٰٓئِکَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ﴾ اِقَامَةٍ ﴿تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ﴾ قِیلَ مِن زَائِدَةٌ وقِیلَ لِلتَّبْعِیضِ وَهِیَ جَمْعُ اَسْوِرَةٍ کَاَحْمِرَةٍ جَمْعُ سِوَارٍ ﴿مِنْ ذَهَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ﴾ مَارَقَّ مِنَ الدِّیْبَاجِ ﴿وَّاِسْتَبْرَقٍ﴾ مَا غَلُظَ مِنْهُ وَفِی اٰیَةِ الرَّحْمٰنِ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ﴿مُّتَّکِئِیْنَ فِیْهَا عَلَی الْاَرَآئِکِ ط﴾ جَمْعُ اَرِیْکَةٍ وَهِیَ السَّرِیْرُ فِی الحَجَلَةِ وَهِیَ بَیتٌ یُزَیَّنُ بِالثِّیَابِ والسُّتُورِ لِلعُرُوسِ ﴿نِعْمَ الثَّوَابُ﴾ الجزاءُ الجنةِ ﴿وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۳۱﴾

﴿ترجمہ﴾

(اہل مکہ نے اصحاب کہف کے بارے میں سید عالم ﷺ سے استفسار کیا تو فرمایا کہ میں کل بتاؤں گا، اور ان شاء اللہ نہ فرمایا تو آیت نازل ہوئی کہ......)اور نہ کہنا کسی چیز (کے بارے میں) کہ میں کل یہ کردوں گا (یعنی آنے والے کل یہ کام کروں گا) مگر یہ کہ اللہ چاہے (یعنی اللہ ﷻ کی مشیت کے ساتھ التباس کرے اور یوں کہے کہ اللہ نے چاہا......۱......)اور اپنے رب کی یاد کرو (یعنی اپنے رب کی مشیت کو جو کہ اس کی یاد کے ساتھ معلق ہے) جب تو بھول جائے......۲......(مشیت کے ساتھ ذکر کو معلق کرے، اور یاد آنے پر اس کی مشیت کا ذکر کرے، حسن فرماتے ہیں کہ جب تک مجلس میں موجود ہے یاد آجانے پر اللہ ﷻ کا ذکر یعنی ان شاء اللہ کہے) اور یوں کہو کہ قریب ہے میرا رب مجھے اس سے (یعنی غار والوں کی خبر سے ایسی قریبی رہنمائی دے جو میری نبوت کی بھی دلیل ہو) یعنی قریب تر کی راہ دکھائے (رشدا کے معنی رہنمائی ہے اور اللہ ﷻ نے ایسا ہی کیا) اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے (مائة کو تنوین کے ساتھ پڑھا گیا ہے، "سنین" ثلث مائة کا عطف بیان ہے اور یہ اہل کتاب کے نزدیک شمسی اعتبار سے سو سال بنتے ہیں اور اہل عرب کے نزدیک قمری اعتبار سے نو سال سے زائد بنتے ہیں) اور نو اوپر......۳......(یعنی نو سال زائد پس شمسی اعتبار سے تین سو سال اور قمری اعتبار سے تین سو نو سال ہوئے) تم فرماؤ اللہ خوب جانتا ہے جتنا وہ ٹھہرے (وہ ان سے زیادہ جانتا ہے جو اس میں اختلاف کررہے ہیں اور وہ اختلاف ماقبل مذکور ہوچکا) اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کے سب غیب (یعنی اس کا علم) اور وہ (یعنی اللہ ﷻ) کیا ہی دیکھتا اور کیا ہی سنتا ہے (ابصر بہ صیغہ تعجب ہے، واسمع بھی اسی طرح ہے یہ بمعنی ماابصرہ وما اسمعہ ہے اور یہ دونوں صیغے مجازا استعمال ہوئے ہیں مراد یہ ہے کہ اس کی نگاہ سے اور سننے سے کچھ مخفی نہیں ہے) ان کے لیے (یعنی آسمانوں اور زمین والوں کے لیے) اس کے سوا کوئی ولی (یعنی مددگار) نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا (کیونکہ وہ شریک سے پاک ہے) اور تلاوت کرو جو تمہارے رب کی کتاب تمہیں وحی ہوئی اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور ہرگز تم اس کے سوا پناہ نہ پاؤ گے......۴......(ملتحدا بمعنی ملجا ہے) اور رو کے رکھے اپنے آپ کو (اصبر کے معنی روک رکھنا ہے) ان لوگوں کے پاس جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں (اس کی عبادت سے) اس کی رضا چاہتے ہیں (یعنی اللہ ﷻ کی رضا چاہتے ہیں کوئی دنیاوی سامان نہیں چاہتے مراد اس سے فقراء صحابہ ہیں......۵......) اور نہ پھیرو ایسی نگاہیں ان سے (نگاہیں کہہ کر صاحب نگاہ مراد لیا گیا ہے) کیا تم

چاہتے ہو دنیوی زندگی کی زینت اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنے ذکر (یعنی قرآن پاک) سے غافل کردیا (اس سے مراد عیینہ بن حصن اور اس کے ساتھی ہیں) کہ (یہ قرآن پاک) حق ہے تمہارے رب کی طرف سے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے (اس میں ان کے لیے تہدید ہے) بیشک ہم نے ظالموں (کافروں) کے لیے وہ آگ تیار کررکھی ہے......جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی (یعنی آگ نے ان دیواروں کو گھیر لیا ہے) اور اگر پانی کے لیے فریاد کرینگے تو ان کی فریاد رسی ہوگی ایسے پانی کے ساتھ جو پیپ کی طرح غلیظ (تیل کی تلچھٹ کی طرح) ہوگا کہ چہروں کو (اپنی گرمی سے) بھون دے گا (جب چہرہ اس کے قریب کیا جائیگا) یہ مشروب بڑا ہی ناگوار ہے اور وہ (یعنی آگ) کیا ہی بُری ٹھرنے کی جگہ ہے (مرتفقا تمیز بن رہی ہے جو کہ فاعل سے منقول ہے اصل عبارت یوں ہے قبح مرتفقها اور یہ اللہ ﷻ کے فرمان ﴿وحسنت مرتفقا﴾ کے مقابل ہے ورنہ جہنم میں کونسا رفیق ہوگا؟) بیشک جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ہم ان کا اجر ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں (یہ جملہ ان الذین کی خبر ہے اس میں اسم ظاہر کو ضمیر کی جگہ رکھا گیا ہے، آیت کا معنی یہ ہے کہ ان کا اجر یہ ہے کہ اللہ ﷻ انہیں اس چیز کے ساتھ ثواب دے جس کی اس نے ضمانت دی ہے) ان کے لئے بسنے کے باغ ہیں......(عدن بمعنی اقامۃ ہے) ان کے نیچے ندیاں بہیں وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے (من اساور میں کہا گیا ہے کہ من زائدہ ہے اور ایک قول کے مطابق من تبعیضیہ ہے اساور جمع ہے اسورۃ کی، جیسا کہ احمرۃ جمع ہے حمار کی، سورۃ جمع ہے سوار کی) اور وہ پہنیں گے سبز رنگ کا لباس جو باریک ریشمی کپڑے اور موٹے ریشمی کپڑے کا بنا ہوگا (سندس کہتے ہیں باریک ریشم کو اور استبرق کہتے ہیں موٹے ریشم کو، سورۃ رحمٰن کی آیت میں ﴿بطائنها من استبرق﴾) وہاں مرصع پلنگوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے (ارائک جمع ہے اراٰئکۃ کی، اور اریکۃ حجرۂ عروسی میں موجود پلنگ کو کہتے ہیں اور حجلۃ اس پلنگ کو کہتے ہیں جو دولہا کے لیے کپڑے اور پردے سے سجائے گئے کمرے میں ہو) کتنا اچھا ہے یہ ثواب (جزاء سے مراد جنت ہے) اور کتنی عمدہ ہے یہ آرام گاہ۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولا تقولن لشایء انی فاعل ذلک غداO الا ان یشاء الله﴾.

و: عاطفہ، لا تقولن: فعل نہی "انت" ضمیر ذوالحال، الا: استثناء مفرغ، ان یشاء الله: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر "ب" جار، مجرور ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، بشیء: ظرف لغو، ملکر قول، انی: حرف مشبہ واسم، فاعل: اسم فاعل بافاعل، ذلک: مفعول، غدا: ظرف ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿واذکر ربک اذا نسیت وقل عسی ان یهدین ربی لاقرب من هذا رشدا﴾.

و: عاطفہ، اذکر ربک: فعل امر بافاعل ومفعول، اذا نسیت: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ قل: قول، عسی: فعل مقارب "ھو" ضمیر مستتر اسم، ان: مصدریہ، یهدین ربی: فعل بامفعول وفاعل، لام: جار، اقرب: اسم تفضیل ھو ضمیر ممیز، رشدا: تمیز، ملکر فاعل، من هذا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر بتاویل مصدر خبر، ملکر مقولہ، ملکر قولیہ۔

﴿ولبثوا فی کهفهم ثلث مائة سنین وازدادوا تسعا﴾.

و: عاطفہ، لبثوا فی کهفهم: فعل بافاعل وظرف لغو، ثلث مائة: مبدل منہ، سنین: بدل، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ازدادوا: فعل بافاعل، تسعا: مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل الله اعلم بما لبثوا له غیب السموت والارض ابصر به واسمع﴾.

قل : قول،الله : مبتدا،اعلم بما لبثوا : شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ، له : ظرف مستقر خبر مقدم، غیب السموت والارض : مرکب اضافی مبتداء مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ، ابصر: فعل تعجب، ب : زائدہ،ہ :ضمیر فاعل ملکر جملہ فعلیہ، اسمع :فعل تعجب ماقبل "البصر"

﴿مالهم من دونه من ولی ولا یشرک فی حکمه احدا﴾.

ما: نافیہ، لهم : ظرف مستقر خبر مقدم، من دونه:ظرف مستقر حال مقدم،من : زائدہ، ولی : ذوالحال،ملکر مبتدامؤخر ملکر جملہ اسمیہ، و : عاطفہ،لایشرک فی حکمه احدا:فعل نفی بافاعل وظرف لغو ومفعول ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتل ما اوحی الیک من کتب ربک لا مبدل لکلمته ولن تجد من دونه ملتحدا﴾.

و:عاطفہ، اتل: فعل امر بافاعل، ما اوحی الیک:موصول صلہ،ملکر ذوالحال، من کتب ربک:ظرف مستقر حال اول، لا مبدل لکلمته : جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لن تجد:فعل نفی بافاعل، من دونه:ظرف مستقر حال مقدم،ملتحدا: ذوالحال ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم بالغدوة والعشی یریدون وجهه﴾.

و:عاطفہ، اصبر بنفسک:فعل امر بافاعل ومفعول، مع:مضاف، الذین :موصول ،یدعون :فعل وضمیر ذوالحال، یریدون وجهه: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،ربهم : مفعول، بالغداوة والعشی :ظرف لغو،ملکر صلہ ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تعد عینک عنهم ترید زینة الحیوة الدنیا﴾.

و:عاطفہ، لاتعد:فعل نہی، عینا: مضاف،ذوالحال، ترید زینة الحیوة الدنیا : جملہ فعلیہ حال،ملکر مضاف الیہ،ملکر فاعل، عنهم : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تطع من اغفلنا قلبه من ذکرنا واتبع هوه وکان امره فرطا﴾.

و:عاطفہ، لا تطع:فعل نہی بافاعل، من: موصولہ، اغفلنا قلبه عن ذکرنا : جملہ فعلیہ معطوف علیہ ، واتبع هوه : جملہ فعلیہ معطوف،وکان امره فرطا : جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر﴾.

و:عاطفہ، قل:قول، الحق :مبتدا،من ربکم: ظرف مستقر خبر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ، ف:مستانفہ، من:شرطیہ مبتدا، شاء : جملہ فعلیہ شرط،فلیومن: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و:عاطفہ،من:شرطیہ،شاء فلیکفر :جملہ شرطیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل " من ساء فلیومن" پر معطوف ہے۔

﴿انا اعتدنا للظلمین نارا احاط بهم سرادقها وان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمهل یشوی الوجوه﴾.

انا: حرف شبہ واسم،اعتدنا للظلمین :فعل بافاعل وظرف لغو، نارا: موصوف، احاط بهم سرادقها : جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان:شرطیہ، یستغیثوا: جملہ فعلیہ شرط، یغاثوا: فعل بانائب الفاعل، ب:جار، ماء : موصوف، کالمهل :ظرف مستقر صفت اول، یشوی الوجوه : جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر مجرور ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بئس الشراب وساءت مرتفقا﴾.

بئس: فعل ذم، الشراب: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ "ھی" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ساءت: فعل ذم "ھی" ضمیر ممیز، مرتفقا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر "ھی" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت انا لا نضیع اجر من احسن عملا O اولئک لھم جنت عدن تجری من تحتھم الانھر﴾.

ان: حرف مشبہ، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ ملکر اسم، انا لا نضیع اجر من احسن عملا: جملہ اسمیہ معترضہ، اولئک: مبتدا، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، جنت عدن: موصوف، تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ان کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یحلون فیھا من اساور من ذھب ویلبسون ثیابا خضرا من سندس واستبرق متکئین فیھا علی الارائک﴾.

یحلون: فعل بانائب الفاعل، فیھا: ظرف لغو، من: جار، اساور: موصوف، من ذھب: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "حلیا" محذوف کے لیے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یلبسون: فعل و ضمیر ذوالحال، متکئین: اسم فاعل "ھم" ضمیر ذوالحال، فیھا: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، علی الارائک: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر فاعل، ثیابا: موصوف، خضرا: صفت اول، من سندس واستبرق: ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر مفعول، یلبسون اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر ماقبل "اولئک" کی خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نعم الثواب وحسنت مرتفقا﴾.

نعم: فعل مدح، الثواب: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر "ھو" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، حسنت: فعل مدح "ھی" ضمیر ممیز، مرتفقا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر "ھی" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... الا ان یشاء اللہ ...... ☆ اہل مکہ نے رسول کریم ﷺ سے جب اصحاب کہف کا حال دریافت کیا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کل بتاؤں گا، اور ان شاء اللہ نہ کہا تو کئی روز وحی نہیں آئی، پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......قل اللہ اعلم بما لبثوا...... ☆ نجران کے نصرانیوں نے کہا تھا کہ تین سو برس تک ٹھیک ہیں اور نو ۹ کی زیادتی کیسی ہے؟ اس کا ہمیں علم نہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆...... واصبر نفسک مع الذین...... ☆ سرداران کفار کی ایک جماعت نے سید عالم ﷺ سے عرض کیا کہ ہمیں غرباء اور شکستہ حالوں کے ساتھ بیٹھتے شرم آتی ہے اگر آپ انہیں اپنی صحبت سے جدا کر دیں تو ہم اسلام لے آئیں اور ہمارے اسلام لے آنے سے خلق کثیر اسلام لے آئے گی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

ان شاء اللہ کہنے کا بیان:

۱...... ابن المنذر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ یہود نے قریش سے کہا کہ محمد ﷺ سے روح، اصحاب کہف اور ذوالقرنین

سے متعلق پوچھا انہوں نے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں کل بتاؤں گا لیکن ان شاء اللہ نہ کہا، وحی کا سلسلہ پندرہ دن تک بند رہا حتی کہ آپ پر یہ کیفیت بہت تکلیف دہ تھی، قریش کو بھی جھٹلانے کا موقع مل گیا، اس وقت اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ابن عباس، مجاہد اور ابوالحسن کہتے ہیں کہ جب تم ان شاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو جب یاد آئے کہہ دیا کرو ان شاء اللہ۔ اسی قول کی بناء پر بعض علماء تاخیر سے ان شاء اللہ کہنے کے جواز کے قائل ہیں۔

حکایت: خلیفہ منصور کو یہ خبر پہنچی کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت ابن عباس کی استثناء منفصل میں مخالفت کی ہے، خلیفہ نے امام صاحب کو بلایا تا کہ ڈانٹ ڈپٹ کرے، امام نے فرمایا کہ یہ چیز تیرے وعدے کے خلاف جاتی ہے۔ کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ تو لوگوں سے طاعت کی بیعت لے پھر جب وہ باہر نکلیں تو ان شاء اللہ کہہ دیں اور وہ تیری طاعت سے نکل جائیں۔ اس نے امام صاحب کے کلام کو داد تحسین دی اور جس نے امام صاحب پر طعن کیا تھا، اسے محفل سے نکال دیا۔ اور جو یہ روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے آیت کے نزول کے وقت ان شاء اللہ کہا تھا، یہ استثناء اس پہلے کلام سے متعلق ہے جس میں آپ نے کہا تھا کہ کل آنا، میں تمہیں ان سوالوں کے جواب دوں گا بلکہ یہ استثناء مقدر کلام کے متعلق ہے جس کی تقدیر اس طرح ہے کہ آئندہ کبھی میں ان شاء اللہ کو ترک نہیں کروں گا جب بھی کبھی کسی فعل کے کرنے کے متعلق ارادہ کروں گا۔ (المظھری، ج٤، ص ٣١٩)

ان شاء اللہ کہنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ جب انسان کسی کام کا ارادہ کرے اور وہ نہ ہو سکے تو اس کی وعدہ خلافی نہ کہلائے گی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمان قرآن میں موجود ہے ﴿ستجدنی ان شاء اللہ صابرا اگر اللہ نے چاہا تو عنقریب آپ مجھے صابر پائیں گے (الکھف: ٧٠) ﴾۔

ائمہ اربعہ اور اکثر فقہاء کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کلام کے متصل ان شاء اللہ کہا تو استثناء درست ہوگا ورنہ نہیں مثلا اس نے قسم کے ساتھ متصل ان شاء اللہ کہا تو قسم منعقد نہیں ہوگی اور کچھ دیر بعد ان شاء اللہ کہا تو منعقد ہو جائے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب تک مجلس میں موجود ہے ان شاء اللہ کہنا معتبر ہے اور مجلس کے بعد معتبر نہیں ہے، یہ حسن اور طاؤس کا قول ہے اور امام احمد بھی ایک روایت میں انہیں کے ساتھ ہیں۔ حضرت ابن عباس کا قول یہ ہے کہ اگر کسی نے ایک سال بعد بھی ان شاء اللہ کہا تو معتبر ہوگا۔ (الرازی، ج٧، ص ٤٥٢)

بعض اشاعرہ سے منقول ہے کہ کسی کا یہ کہنا: ''میں ان شاء اللہ مومن ہو جاؤں گا''، کہنا صحیح ہے، اس لیے کہ ایمان، کفر، سعادت، شقاوت کا تعلق خاتمہ کے ساتھ ہے، یہاں تک کہ جو ایمان پر مرے وہ سعادت مندیوں کی منزل طے کرتا ہے اگر چہ اس کی عمر کا طویل حصہ کفر و نافرمانی میں گزرا ہو، اسی طرح کا فر بد بخت جو کفر پر مر جائے، اگر چہ اس کی زندگی کا طویل حصہ ایمان کی تصدیق اور شکر کرتے ہوئے گزرا ہو برباد ہو جاتا ہے۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی وہ ہے جو جنتی کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اُس میں جنت میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پس کتاب کا علم سبقت کر جاتا ہے اور وہ جہنمیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے اور بالآخر جہنم میں گر جاتا ہے، اسی طرح تم میں سے کوئی شخص جہنمیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے اُس کے اور جہنم کے مابین صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر الٰہی سبقت کرتی ہے اور وہ جنتیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے اور جنتی ہو جاتا ہے، سن لو اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے''۔ (الفقه الاکبر، باب: انا مومن ان شاء الله، ص ٢٤١، صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب: الاعمال بالخواتم برقم: ٦٤٩٣، ص ١١٢٥)

سید عالم ﷺ کی جانب نسیان کی نسبت کرنا:

٢..... کسی چیز کی طرف توجہ نہ ہونا ذھول یا سہو کہلاتا ہے، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے ﴿یوم ترونها تذھل کل مرضعة

عــمـــا ارضـعـت﴾، جب کہ حافظے میں کسی بات نہ رہنا یا غفلت کے باعث کسی چیز کا بھول جانا نسیان کہلاتا ہے جیسا کہ فرمان باری ہے ﴿ولقد عهدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجد له عزما﴾۔ (المفردات، ص ۱۸۶، ۴۹۳)

احکام تبلیغیہ میں انبیاء کرام سے سہو ونسیان محال ہے، والانبیــاء عــلیهــم الســلام کــلهــم مــنــزهــون عن الصغائر والکبائر والکفر والقبائح وقد کانت منهم زلات وخطيئات یعنی حضرات انبیائے کرام سارے ہی صغیرہ، کبیرہ، کفر، قبائح، لغزشوں اور خطاؤں سے پاک پیدا کیے گئے ہیں، سید عالم ﷺ کا فرمان ہے "شیطان میرے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اور میں اس سے دن میں سو مرتبہ پناہ مانگتا ہوں"۔ (الفقه الاکبر، بحث الانبیاء معصومون عن الخطاء، ص ۹۹ وغیرہ)

☆......امام مالک اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک میں بھول جاتا ہوں یا بھلا دیا جاتا ہوں تا کہ میرا فعل سنت بنایا جائے"۔ (الموطا امام مالك، كتاب السهو، باب :العمل فی السهو، رقم: ۲، ص ۶۸)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: میں محض بشر ہوں (یعنی خدا نہیں ہوں)، میں اس طرح بھولتا ہوں جس طرح تم بھولتے ہو پس جب میں بھول جاؤں تو تم مجھے یاد دلا دیا کرو"، یہ بات نماز میں سہو ہو جانے پر فرمائی۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلٰوۃ، باب:قول الله تعالی واتخذوا، رقم: ۴۰۱، ص ۷۱)

ماقبل ہم نے ذکر کیا کہ حضرات انبیائے کرام کو سہو نہیں ہوتا اور یہاں احادیث طیبہ اس بارے میں مذکور ہیں کہ نبی سے سہو ہوتا ہے، اس کا کیا جواب ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ ان احادیث میں نسیان مجازاً سہو کے معنی میں ہے اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اسی موقع پر سید عالم ﷺ نے فرمایا جب آپ ﷺ کو نماز میں سہو ہو گیا تھا اور آپ نے ظہر یا عصر کی پانچ رکعات ادا فرمائی تھیں، متذکرہ آیت میں بھی نسیان سہو کے معنی میں ہے کیونکہ آپ ﷺ کی توجہ ان شاء اللہ کہنے کی طرف نہ ہوئی، یہ بات نہیں کہ ان شاء اللہ کہنا آپ کے قوت حافظہ سے بالکل نکل گیا تھا۔ ایسا بھی ہے کہ کبھی سید عالم ﷺ کو بات بھلا دی جاتی ہے جیسا کہ ماقبل موطا امام مالک کی حدیث میں گزرا کہ میں بھلا دیا گیا تا کہ میرا فعل سنت بن جائے۔ تاہم حقیقت یہی ہے کہ نبی نسیان اور ہر قسم کی ناپسندہ بات سے پاک ہوتا ہے۔

اصحاب کہف کی مدتِ قیام:

۳......اہل تاویل کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اصحاب کہف غار میں کتنا عرصہ رہے، بعض نے کہا کہ اہل کتاب کا قول ہے کہ تین سو نو سال رہے یہ اللہ نے انہیں القاء کیا تھا جیسا کہ انہوں نے بیان کر دیا، اور اس قول کی صحت پر دلیل یہ فرمان ﴿قـل الـلـه اعـلـم بما لبثوا تم فرماؤ اللہ خوب جانتا ہے جتنا وہ ٹھہرے (الکھف :۲۶)﴾ ہے، سعید بن جبیر اور قتادہ کا قول ہے کہ تین سو نو سال رہنے کا قول اہل کتاب ہے جب کہ حقیقت حال اللہ جانتا ہے کہ اصحاب کہف کتنا عرصہ ٹھہرے۔ (جامع البیان القرآن، الجزء ۱۵، ص ۲۶۶ وغیرہ)

سنت وقیاس واجماع پر عمل کرنے کا جواز:

۴......سید عالم ﷺ سے فرمایا گیا کہ آپ قرآن کی تلاوت لازم کر لیجئے! اس کے احکام پر عمل کیجئے، اس کے احکام میں کوئی تغیر وتبدل نہیں ہو سکتا۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ سنت، اجماع اور قیاس کی ضرورت نہ رہی، جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں یہ لازم نہیں آتا کہ سنت پر عمل کرنا قرآن کے منافی ہے اس لیے کہ قرآن ہی کا بیان ہے ﴿لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة یعنی تمہارے لئے رسول اللہ کی سنت میں بہترین نمونہ ہے (الاحزاب:۲۱)﴾، اگر سنت پر عمل کرنا ناجائز ہوتا تو قرآن ایسا کلام ہرگز نہ فرماتا۔ اسی طرح

﴿اولی الامر منھم﴾ کا حکم بھی اسی قرآن مجید میں ہے ورنہ یہ بھی نہ ہونا چاہیے۔ الغرض سنت، اجماع اور قیاس یہ سارے ہی قرآن پر عمل کرنے میں داخل ہیں ورنہ تو کوئی راہ ہی طے نہ کی جا سکے جیسا کہ بعض نام نہاد مذہبی اسکالر کہلانے والے محض قرآن یا صرف حدیث کی حجیت کے قائل ہوتے ہیں اور باقی سے اعراض کرتے ہیں۔

سنت: تطلق علی قول الرسول وفعله وسکوته وعلی اقوال الصحابة وافعالهم والحدیث علی قول الرسول خاصة ولکن ینبغی ان یکون المراد بالسنة ھھنا ھو ھذا فقط یعنی سنت کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل، سکوت اور اقوال صحابہ اور ان کے افعال پر ہوتا ہے اور حدیث کا اطلاق خاص قول رسول پر ہے اور مناسب ہے کہ یہاں سنت سے بھی خاص رسول اللہ کا قول مراد لیا جائے۔ (نور الانوار، باب اقسام السنة، ص۱۷۵)

اجماع: کے لغوی معنی ہیں اتفاق، شرعی معنی امت محمدیہ ﷺ کے صالحین مجتہدین کا ایک زمانے میں کسی امر قولی، فعلی، عقلی شرعی، عرفی وغیرہ میں اتفاق ہونا اجماع کہلاتا ہے۔ اجماع کے دو رکن ہیں رخصت اور عزیمت۔ (۱)......عزیمت: یہ ہے کہ تمام مجتہدین کسی بات پر اتفاق کرلیں اور یہ کہیں کہ اجمعنا علی ھذا یا کسی کام کو کرنا شروع کر دیں جیسا کہ اہل اجتہاد نے بیع مضاربہ، مزارعہ اور شرکہ پر اجماع کرتے ہوئے انہیں شروع کر دیا (۲)......رخصت: یہ ہے کہ بعض مجتہدین کوئی بات کریں یا کام کریں اور بعض اس پر خاموشی اختیار کریں اور مدت تأمل گزر جانے پر اس پر کوئی نکیر نہ کریں۔ اور یہ تین دن کی مدت ہے یا عادتاً جاننے کے اوقات گزر جائیں اور اس اجماع کو اجماع سکوتی کہتے ہیں۔ اجماع کے اہل وہ لوگ ہیں جو مجتہد صالح ہوں اور ان میں ہوائے نفس اور فسق نہ ہو۔ اہلیت اجماع کے لئے صحابی یا عترت رسول ﷺ سے ہونا شرط نہیں ہے اگرچہ بعض نے صحابی ہونا شرط قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کی مدح فرمائی۔ بعض نے عترت رسول ﷺ ہونا شرط قرار دیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر انہیں مضبوطی سے پکڑلو گے تو گمراہ نہ ہوگے''۔ لیکن ہمارے نزدیک مجتہد کے لیے صحابی یا عترت رسول سے ہونا شرط نہیں ہے بلکہ مجتہد کا صالح ہونا کافی ہے۔ (ایضاً، مبحث الاجماع، ص۲۱۹)

قیاس کی جو نظیر کتاب اللہ سے ماخوذ ہے وہ یہ ہے کہ حالت حیض میں وطی کی حرمت نص سے ثابت ہے چنانچہ فرمایا ﴿قل ھو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولاتقربوھن حتی یطھرن یعنی آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں فرما دیں کہ یہ گندگی ہے تو اس حالت میں عورتوں سے دور رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں (البقرۃ:۲۲۲)﴾۔ آیت مبارکہ سے پتہ چلا کہ حالت حیض میں وطی کی حرمت کی علت ''اذی'' یعنی گندگی ہے اور یہی علت لواطت میں بھی موجود ہے کیوں کہ محل لواطت دبر ہے جو کہ محل غلیظ ہے اور اس کا ثبوت ترمذی کی حدیث مبارکہ سے بھی ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف نظر نہیں فرماتا جو آدمی یا عورت کے دبر کی طرف سے آئے اور اس کا ثبوت قرآن پاک کی اس آیت میں بھی پایا جاتا ہے کہ ﴿انکم لتأتون الرجال (العنکبوت:۲۹)﴾ کہ تم مردوں کے پاس آتے ہو اور راہ مارتے ہو۔ یہ قوم لوط کی عادت تھی۔ (المرجع السابق فی باب القیاس)

فقراء صحابہ کی شان کا بیان:

۵......اللہ ﷻ نے فقراء اور ضعفاء پر انعام فرمایا یہ انعام اسلام لانے اور متابعت رسول کرنے کی وجہ سے ہے، کافروں نے جب انہیں حقیر جانا اور انہیں بارگاہِ رسالت سے دور کرنا چاہا تو اللہ ﷻ نے کافروں کی مذمت فرمائی اور ان بظاہر نحیف اور کمزور نظر آنے والے حضرات کے سر پر شاکرین کی خلعت رکھ دی اور فرمایا: ﴿الیس اللہ باعلم بالشکرین (الانعام:۵۳)﴾۔

☆......حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو تمہارے پاس اتنا مال ہونا

چاہیے جتنا کسی سوار کا سفر خرچ ہو، اور تم اپنے آپ کو امیروں کی مجلس سے دور رکھنا اور پیوند لگانے سے پہلے کسی کپڑے کو پرانا نہ کہنا''۔
(سنن الترمذی، کتاب اللباس، باب:ما جاء فی ترقیع الثوب، رقم: ۱۷۸۷، ص ۵۳۶)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو اس کی صورت میں اور رزق میں فضیلت دی گئی ہو، اسے ایسے شخص کی طرف دیکھنا چاہیے کہ جو اس کی نسبت کم تر ہو، یہ اس کے زیادہ لائق ہے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو کم تر نہیں جانے گا، عون بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں امیروں کی مجلس میں رہا تو مجھے یہی غم رہتا تھا کہ فلاں کی سواری میری سواری سے اچھی ہے اور فلاں کے کپڑے میرے کپڑے سے اچھے ہیں اور جب میں فقراء کی مجلس میں رہا تو میں پرسکون ہو گیا۔(المرجع السابق، رقم: ۱۷۸۰)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھنا اور بطور مسکین میری روح قبض کرنا اور مجھے قیامت کے دن مسکینوں میں اٹھانا، حضرت بی بی عائشہ نے پوچھا یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: ''مسکین قیامت کے دن اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہونگے''، آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! مسکین کو رد نہ کرنا خواہ ایک کھجور کا ٹکڑا دو''، اے عائشہ: ''مسکینوں سے محبت کرو اور ان کو اپنے قریب رکھو تو بیشک اللہ قیامت کے دن تمہیں اپنے قریب رکھے گا''۔
(سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب:ما [illegible] الفقراء والمهاجرين، رقم: ۲۳۵۹، ص ۶۸۲)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے غریب لوگوں کے نمائندو! خوشخبری سنا دو کہ غریب نصف دن یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے''۔ (ابو داؤد، کتاب العلم، باب فی القصص، رقم: ۳۶۶۶، ص ۶۸۸)

☆......مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت سعد یہ گمان کرتے تھے کہ انہیں دوسروں پر کچھ فضیلت حاصل ہے تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''صرف کمزور لوگوں کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تم کو رزق دیا جاتا ہے''۔
(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب: رکوب البحر، رقم: ۲۸۹۶، ص ۴۷۸)

☆......حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کمزور اور ضعفاء لوگوں میں تلاش کرو کیونکہ صرف ضعفاء اور کمزور لوگوں کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے''۔
(سنن ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب فی الروایات والالویة، رقم: ۲۵۹۴، ص ۴۸۴)

جهنم کی آگ کا بیان:

۲......دوزخیوں کے احوال کے بارے میں متعدد روایات بیان کی جاتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے کالمھل کا معنی وہ پانی بتایا جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا، حتی کہ ان کے پیٹ میں جو کچھ ہے اس کو کاٹ ڈالے گا حتی کہ وہ ان کے پیروں میں گھس کر انہیں پگھلا دے گا پھر ان کو پہلے کی طرح لوٹا دیا جائے گا۔ (سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم، باب:ما جاء فی صفة شرب النار، رقم: ۲۵۹۰، ص ۷۴۲)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جہنم کا غبار و دھواں چار دیواروں میں پھیل جائے گا اور ہر دیوار کی مسافت چالیس سال کی راہ ہوگی''۔(سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم، باب:ما جاء فی صفة عذاب النار، رقم: ۲۵۹۳، ص ۷۴۳)

☆......طبرانی، حاکم اور بیہقی نے ابن مسعود سے متعدد طرق سے ﴿فسوف یلقون غیا پس وہ غئی میں ڈالے جائیں گے (مریم: ۵۹)﴾ کے تحت نقل کیا ہے کہ غئی جہنم کی وادی کا نام ہے، اور جہنم میں ایک نہر ہے جو بہت زیادہ گہرائی میں ہوگی اور اس کا کھانا

بہت برا ہوگا۔ ر جہنم میں خواہشات کی پیروی کرنے والوں کو کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا''۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی نے انس بن مالک سے ﴿وجعلنا بينهم موبقا اور ہم ان کے درمیان ایک ہلاکت کا میدان کردینگے (الکھف:۵۲)﴾ کے تحت روایت کی ہے کہ مراد جہنم کی وادی ہے جو کہ پیپ اور خون پینے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے، یعنی اس میں موجود لوگوں کی غذا یہی ہوگی۔ ابن جزیر اور بیہقی نے ابن عمر سے ﴿موبقا (الکھف:۵۲)﴾ کے تحت روایت کی ہے کہ مراد جہنم کی ایک وادی ہے جو کہ بہت گہرائی میں ہے اور اللہ قیامت کے دن ھدایت والوں اور گمراہوں کو الگ کردے گا (گویا یہ گمراہوں کے لئے تیار کی گئی ہے)''۔

(البدور السافرة، باب اودية جهنم، رقم:۱۳۵۶، ۱۳۶۰، ص ۴۱۸ وغیرہ)

جنتی انعام واکرام کا بیان:

☆......ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنتی لوگ کمروں میں سے باہر دوسرے جنتی کو ایسے دیکھے گے جیسا کہ غابر نامی ستارہ مشرق ومغرب دیکھ لیتا ہے، عرض گزار ہوں گے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ منازل تو حضرات انبیائے کرام کے لیے ہونگی کسی اور کو نہیں ملیں گی؟ فرمایا: ''ہاں اللہ پر ایمان لانے اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والوں کو ملیں گی''۔

(صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب:ما جاء في صفة الجنة، رقم: ۳۲۵۶، ص۵۴۳)

☆......سھل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے''۔ (صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب:مثل الدنيا في الاخرة، رقم:۶۴۱۵، ص۱۱۱۴)

☆......ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک جنت میں کمرے ہیں جس کا اندر باہر سے اور باہر اندر سے نظر آتا ہے، لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ یہ کس کے لیے ہونگے؟ فرمایا: ''جو اچھی بات کرے، لوگوں کو کھانا کھلائے، رات قیام کی حالت میں گزارے جب کہ لوگ سو رہے ہوں''۔ (البدور السافرة، باب غرف الجنة وقصورها، رقم ۱۷۹۳، ص ۵۱۳)

اغراض: اي فيما يستقبل من الزمان: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ آئندہ کل سے مراد مستقبل ہے، یعنی موجودہ دن یا اس کے بعد قلیل وکثیر، اس میں خاص طور پر مذکورہ دن کے بعد والا دن مراد نہیں۔

قال الحسن وغيره ما دام في المجلس: یعنی سابق کلام کے حوالے سے مجلس ختم ہوگئی، ابن عباس کہتے ہیں: مجلس ختم ہوئے ایک ماہ ہوجائے، ایک سال ہوجائے، کبھی بھی کہہ لے، مجلس ختم ہوئے چار ماہ ہوجائیں، دوسال ہوجائیں، جب تک دوسرا کلام نہ کرلیں، کلام باری ہونے کی وجہ سے مجلس ختم ہوگئی کیونکہ اللہ اپنے بندے کی مراد کو جانتا ہے کوئی اور نہیں، مذاہب اربعہ سارے ہی اس پساری بحث کے مخالف ہیں۔ هداية: صحیح یہ ہے کہ یہ ''الاقرب'' کی تمیز ہو، یعنی اللہ اس ھدایت سے قریب ہے۔

وقد فعل الله ذلك: یعنی اس واقعے سے زیادہ عجیب واقعہ اور اس سے زیادہ غریب واقعہ پر بھی مطلع ہے، جیسا کہ جاننے والے لیلۃ الاسراء کے معاملے کو جانتے ہیں، جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین وآخرین کے علوم وفنون عطا کردیئے گئے، ایسے علوم وفنون سے نوازا کہ مخلوق میں کسی کو بھی نہ دیئے گئے، مفسر نے اس جانب اشارہ کردیا کہ کلام میں ترجی بمنزلہ تحقق کلام ہے۔

على جهة المجاز: اس مقام پر سمع، بصر اور علم دلائل کو ثابت کرنے کے لیے بیان کیے گئے ہیں اور مقصود اس سے اللہ کی عظمت کا ذکر کرنا ہے، حقیقت میں یہاں کوئی تعجب نہیں ہے کیونکہ اللہ کی قدرت ہر ظاہر وخفی چیز کا احاطہ کرتی ہے۔

ملجا: یعنی شدائد وغیرہ کے معاملے میں تم غیر اللہ کی جانب التجاء اور استغاثہ پیش کرتے ہو۔

لاشيئا من اعراض الدنيا: اور جنت نعیم کی چیزوں میں سے بھی کچھ نہ ہوگا، اور یہ مقام کمال ہے، اور حضرات صحابہ اسی مقام کے

مالک ہوتے ہیں (یعنی انہیں اللہ کی رضا چاہیے جنت کی نعمتوں کی غرض کے لیے اعمال نہیں کرتے)۔
وھو عیینہ بن حصن: کا بیان شانِ نزول میں دیکھ لیں۔ تھدید لھم: خوف و ورع میں اختیار روا یا حت نہیں ہوتا، ایمان لانے پر (نعمت اخروی) کا ذکر ہے اور کفر اختیار کرنے پر عذابِ نار کا، پس عاقل کے لیے لائق نہیں کہ ایمان کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کرے۔
وھو مقابل: مراد مقابلہ ومشاکلہ کا ذکر مقصود ہے۔
جمع اریکۃ: بمعنی سفینۃ ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ اُسے اریکۃ نہیں کہا جاتا، مگر یہ کہ کمرے یا اس کے علاوہ میں تخت لگے ہوئے ہوں، ہر تخت پر ستر نشستیں ہونگی اور ہر نشست پر جنتی کی زوجہ جو کہ حور میں سے ہونگی اس تخت پر موجود ہوگی۔ (الصاوی، ج ٤، ص ١٥ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٧

﴿وَاضْرِبْ﴾ اِجعَلْ ﴿لَهُمْ﴾ مَعَ المُومِنِينَ ﴿مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ﴾ بَدلٌ وهُوَ وَمابَعدَهُ تَفسِيرٌ لِلْمَثَلِ ﴿جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا﴾ الكَافِرِ ﴿جَنَّتَيْنِ﴾ بُسْتَانَينِ ﴿مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا﴾ اَحدَقْنَاهُمَا ﴿بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا (٣٢)﴾ يَقْتَاتُ بِهِ ﴿كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ﴾ كِلْتَا مُفرَدٌ يَدلُّ على التَّثْنِيَةِ مُبْتَداءٌ ﴿اٰتَتْ﴾ خَبَرُهُ ﴿اُكُلَهَا﴾ ثَمرَهَا ﴿وَلَمْ تَظْلِمْ﴾ تَنْقُص ﴿مِّنْهُ شَيْئًا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۙ (٣٣)﴾ يَجْرِي بَيْنَهُمَا ﴿وَّكَانَ لَهٗ﴾ مَعَ الجَنَّتَيْنِ ﴿ثَمَرٌ ۚ﴾ بِفَتْحِ الثَّاءِ وَالمِيمِ وَضَمِّهِمَا وَبِضَمِّ الاوَّلِ وَسُكُونِ الثَّانِي وهُوَ جَمْعُ ثَمَرَةٍ كَشَجَرَةٍ وَشَجَرٍ وَخَشَبَةٍ وَخُشَبٍ وَبَدَنَةٍ وَبَدَنٍ ﴿فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ﴾ المُومِنِ ﴿وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ﴾ يُفَاخِرُهُ ﴿اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا (٣٤)﴾ عَشِيرَةً ﴿وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ﴾ بِصَاحِبِهِ يَطُوفُ بِهِ فِيمَا وَيُرِيهِ اَثْمَارَهَا وَلَمْ يَقُلْ جَنَّتَيهِ اِرَادَةً لِلرَّوضَةِ وَقِيلَ اِكْتَفَى بِالوَاحِدِ ﴿وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ﴾ بِالكُفرِ ﴿قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ﴾ تَنْعَدِمَ ﴿هٰذِهٖۤ اَبَدًا (٣٥) وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ﴾ فِي الاٰخِرَةِ على زَعْمِكَ ﴿لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا (٣٦)﴾ مَرجَعًا ﴿قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ﴾ يُجَاوِبُهُ ﴿اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ﴾ لِاَنَّ آدَمَ خُلِقَ مِنهُ ﴿ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ﴾ مَنِيٍّ ﴿ثُمَّ سَوّٰىكَ﴾ عَدَلَكَ وَصَيَّرَكَ ﴿رَجُلًا (٣٧) لٰكِنَّا﴾ اَصْلُهُ لٰكِنْ اَنَا نُقِلَتْ حَرَكَةُ الهَمْزَةِ الى النُّونِ وحُذِفَتِ الهَمْزَةُ ثُم اُدْغِمَتِ النُّونُ فِي مِثْلِهَا ﴿هُوَ﴾ ضَمِيرُ الشَّانِ يُفَسِّرُهُ الجُملَةُ بَعدَهُ والمَعنَى اَنَا اَقُولُ ﴿اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا (٣٨) وَلَوْلَاۤ﴾ هَلَّا ﴿اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ﴾ عِندَ اِعجَابِكَ بِهَا هٰذَا ﴿مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ﴾ فِي الحَدِيثِ مَنْ اُعطِيَ خَيْرًا مِنْ اَهْلٍ وَمَالٍ فَيَقُولُ عِندَ ذٰلِكَ مَاشَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ اِلا بِاللهِ لَمْ يَرَ فِيهِ مَكرُوهًا ﴿اِنْ تَرَنِ اَنَا﴾ ضَمِيرُ فَصلٍ بَينَ المَفعُولَينِ ﴿اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا (٣٩) فَعَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ﴾ جَوابُ الشَّرطِ ﴿وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا﴾ جَمعُ حُسْبَانَةٍ اَيْ صَوَاعِقَ ﴿مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا (٤٠)﴾ اَرْضًا مَلْسَاءَ لَا يَثْبُتُ عَلَيْهَا قَدَمٌ ﴿اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا﴾ بِمَعنَى غَائِرًا عَطفٌ على يُرسِلَ دُونَ تُصْبِحَ لِاَنَّ غَورَ المَاءِ لَا

يَتَسَبَّبُ عَنِ الصَّوَاعِقِ ﴿فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا﴾ (۴۱) حِيْلَةً تُدْرِكُهٗ بِهَا ﴿وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ﴾ بِاَوْجُهِ الضَّبْطِ السَّابِقَةِ مَعَ جَنَّتِهٖ بِالْهَلَاكِ فَهَلَكَتْ ﴿فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ﴾ نَدَمًا وَتَحَسُّرًا ﴿عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا﴾ فِي عِمَارَةِ جَنَّتِهٖ ﴿وَهِيَ خَاوِيَةٌ﴾ سَاقِطَةٌ ﴿عَلٰى عُرُوْشِهَا﴾ دَعَائِمِهَا لِلْكَرْمِ بِاَنْ سَقَطَتْ ثُمَّ سَقَطَ الْكَرْمُ ﴿وَيَقُوْلُ﴾ يَا لِلتَّنْبِيْهِ ﴿يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا﴾ (۴۲) ﴿وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿فِئَةٌ﴾ جَمَاعَةٌ ﴿يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ عِنْدَ هَلَاكِهَا ﴿وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا﴾ (۴۳) عِنْدَ هَلَاكِهَا بِنَفْسِهٖ ﴿هُنَالِكَ﴾ اَيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴿الْوَلَايَةُ﴾ بِفَتْحِ الْوَاوِ النُّصْرَةُ وَبِكَسْرِهَا، اَلْمُلْكُ ﴿لِلّٰهِ الْحَقِّ﴾ بِالرَّفْعِ صِفَةُ الْوَلَايَةِ وَبِالْجَرِّ صِفَةُ الْجَلَالَةِ ﴿هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا﴾ مِنْ ثَوَابِ غَيْرِهٖ لَوْ كَانَ يُثِيْبُ ﴿وَّخَيْرٌ عُقْبًا﴾ (۴۴) بِضَمِّ الْقَافِ وَسُكُوْنِهَا عَاقِبَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَنَصْبُهَا عَلَى التَّمْيِيْزِ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیان کر (اضرب بمعنی اجعل ہے) ان کے لیے (کافروں کے لیے مومنوں کے ساتھ) دو مَردوں کا حال (رجلین بدل ہے اور اس کا مابعد مثل کی تفسیر کر رہا ہے) کہ ان میں ایک (یعنی کافر کو) ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے (جنتین بمعنی بستانین ہے) اور ہم نے باڑ بنادی ان دونوں کے اردگرد کھجور کے درختوں کی اور ہم نے ان کے بیچ بیچ میں کھیتی رکھی (جس کو بطور خوراک استعمال کیا جاتا ہے) دونوں باغ (کلتا مفرد ہے جو تثنیہ پر دلالت کر رہا ہے اور یہ متبدا بن رہا ہے) اپنا پھل لائے (اتت اس کی خبر ہے) اور اس میں کچھ کمی نہ دی (تظلم بمعنی تنقص ہے) اور دونوں کے بیچ میں ہم نے نہر بہائی (یعنی دونوں کے درمیان میں ہم نے نہر جاری کردی) اور وہ (دونوں باغات کے ساتھ ساتھ) پھل رکھتا تھا (ثمر، کو ثاء اور میم کے فتحہ کے ساتھ، دونوں کے ضمہ کے ساتھ، ثاء کے ضمہ اور میم کے سکون کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور یہ ثمرۃ کی جمع ہے جیسے شجرۃ کی شجر، خشبۃ کی خشب اور بدنۃ کی بدن آتی ہے) تو اپنے (مسلمان) ساتھی سے بولا اور وہ اس پر بڑائی مار رہا تھا (یعنی فخر کر رہا تھا) میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں اور آدمیوں کا زیادہ زور رکھتا ہوں (یعنی خاندان کا زیادہ زور رکھتا ہوں) اور اپنے باغ میں گیا (اپنے ساتھی کو لے کر اپنے باغ میں گھمانے لگا اور اسے وہ باغ کے پھل دکھانے لگا روضۃ مراد لینے کے سبب جنتہ نہیں فرمایا اور کہا گیا ہے کہ چونکہ دونوں باہم ملے ہوئے تھے اس لیے دونوں کے لیے صیغہ واحد ذکر کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے) اور اپنی جان پر (کفر کرنے کے سبب) ظلم کرتے ہوئے بولا کہ مجھے گمان نہیں کہ یہ کبھی فنا ہو جائے...... (تبید بمعنی تنعدم ہے) اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت ہو اور اگر میں اپنے رب کی طرف پھر گیا بھی (آخرت میں تیرے گمان کے مطابق) تو ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا (منقلبا بمعنی مرجع ہے) اس کے ساتھی نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا (یحاورہ بمعنی یجاوبہ ہے) کیا تو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے بنایا...... (یہ اس لئے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے بنایا گیا ہے) پھر نطفہ (یعنی منی) سے پھر سنوار کر تجھے مرد بنایا (یعنی پھر تجھے برابر کر کے مرد بنادیا) لیکن (لکنا بمعنی لکن انا ہے، ہمزہ کی حرکت نون کو منتقل کردی گئی یا ہمزہ کو حذف کر کے نون کا نون میں ادغام کردیا گیا، ھو

ضمیرشان ہے اس کی تفسیر مابعد جملہ کر رہا ہے معنی یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ) اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کرتا ہوں اور کیوں نہ ہوا (لولا بمعنی ھلا ہے) کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو کہا ہوتا (جب تو اپنے باغ سے خوش ہوا تھا، یہ کلمات کہے ہوتے) جو چاہے اللہ ہمیں کچھ زور نہیں مگر اللہ کی مدد کا (حدیث پاک میں ہے جسے اہل یا مال میں کوئی بھلائی عطا کی گئی اس نے اس وقت ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہہ لیا وہ اس کے بارے میں کوئی ناپسندیدہ بات نہ دیکھے گا) اگر تو مجھے دیکھتا تھا (انا ضمیر دونوں مفعول کے مابین فصل کے لیے لائی گئی ہے) اپنے سے مال واولاد میں کم تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے اچھا ہے (فعسی ربی ...... جملہ جواب شرط ہے) اور اتارے اس پر بجلیاں (حسبانا یہ حسبانۃ کی جمع بمعنی بجلیاں ہے) آسمان سے تو ہو جائے یہ باغ ایک چٹیل میدان (چکنی زمین ہو جائے کہ اس پر پاؤں بھی جمایا نہ جاسکے) یا اس کا پانی زمین میں دھنس جائے (غورا بمعنی غائر ہے، اس کا عطف یرسل پر ہے تصبح پر نہیں، کیونکہ پانی کا دھنسنا بجلیاں گرنے کا سبب نہیں ہے) پھر تو اسے ہرگز تلاش نہ کر سکے (پھلوں کو باغ سمیت، یعنی کسی حیلے سے اسے نہ پا سکے) اور اس کے پھل برباد ہو گئے (پھلوں کو باغ سمیت ہلاکت سے گھیر دیا گیا تو وہ برباد ہو گئے، لفظ ثمر میں تین وجہ سے اعراب ہیں) تو اپنے ہاتھ ملتا رہ گیا (ندامت وحسرت کے سبب) اس لاگت پر جو اس باغ میں خرچ کی تھی (باغ کی عمارت کو تعمیر کرنے پر) اور وہ اپنے چھپروں پر گرا ہوا تھا (انگور کے لیے لگائے گئے چھپروں پر یوں کہ وہ چھپرے گرے پھر انگور کی بیل بھی گر گئی) اور کہہ رہا ہے اے کاش (یلیتنی میں یاء تنبیہ کے لیے ہے) میں نے اپنے رب کا کسی کو شریک نہ کیا تھا اور اس کے پاس نہ تھی (تکن کو تاء اور یاء دونوں لغات کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کوئی جماعت (فئۃ بمعنی جماعۃ ہے) کہ (اس کی ہلاکت کے وقت) اللہ کے سامنے اس کی مدد کرتی اور نہ وہ (خود) مدد کرنے کے قابل تھا (اس کی ہلاکت کے وقت) وہاں (یعنی بروز قیامت) اختیار (الولایۃ کا معنی واؤ مفتوح کے ساتھ بمعنی نصرت اور مکسور کے ساتھ معنی بادشاہی ہے) سچے اللہ کا ہے (الحق بصورت مرفوع ولایۃ کی بصورت مجرور اسم جلالت کی صفت ہے) اس کا ثواب سب سے بہتر ہے (اس کے غیر کے ثواب کے مقابلے میں بالفرض اگر اس کا غیر ثواب کو دے) اور اس کے ہاتھ میں بہتر انجام ہے (یعنی آخرت مومنوں کے لیے ہے، لفظ عقبا کو قاف کے ضمہ اور سکون کے ساتھ پڑھا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واضرب لھم مثلا رجلین جعلنا لاحدھما جنتین من اعناب وحففنھما بنخل وجعلنا بینھما زرعا﴾۔

و: عاطفہ، اضرب: ، لھم: ظرف لغو، مثلا: مفعول اول، رجلین: موصوف، جعلنا لا حدھما: فعل بافاعل ظرف لغو، جنتین: موصوف، من اعناب: ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وحففنھما بنخل: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول، وجعلنا بینھما زرعا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صفت، ملکر مفعول ثانی، اضرب: اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کلتا الجنتین اتت اکلھا ولم تظلم منہ شیئا وفجرنا خللھما نھرا﴾۔

کلتا الجنتین: مبتدا، اتت اکلھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولم تظلم منہ شیئا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، فجرنا: فعل بافاعل، خللھما: ظرف، نھرا: مفعول، ملکر جملہ۔

﴿وکان لہ ثمر فقال لصاحبہ وھو یحاورہ انا اکثر منک مالا واعز نفرا﴾۔

و: عاطفہ، کان: فعل ناقص، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ثمر: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قال: فعل ھو ضمیر ذوالحال، وھو یحاورہ: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، لصاحبہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، انا: مبتدا، اکثر منک مالا، شبہ جملہ معطوف علیہ، واعز نفرا: شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿ودخل جنتہ وھو ظالم لنفسہ قال ما اظن ان تبید ھذہ ابدا O وما اظن الساعۃ قائمۃ﴾.

و: عاطفہ، دخل: فعل ھو ضمیر ذوالحال، وھو ظالم لنفسہ: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، جنتہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، قال: قول، ما اظن: فعل نفی بافاعل، ان تبید ھذہ ابدا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، وما اظن الساعۃ قائمۃ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿ولئن رددت الی ربی لاجدن خیرا منھا منقلبا﴾.

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ جواب قسم، ان: شرطیہ، رددت الی ربی: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ جواب قسم، اجدن: فعل بافاعل، خیرا: اسم تفضیل "ھو" ضمیر ممیز، منقلبا: تمییز، ملکر فاعل، منھا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ ہوکر "اقسم" قسم محذوف کے لیے جواب قسم، قائم مقام جواب شرط، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿قال لہ صاحبہ وھو یحاورہ اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سواک رجلا﴾.

قال: فعل، صاحبہ: ذوالحال، وھو یحاورہ: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، لہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، ھمزہ: حرف استفہامیہ، کفرت: فعل بافعل، ب: جار، الذی: موصول، خلقک: فعل بافاعل ومفعول، من تراب: جار مجرور، ملکر معطوف علیہ، ثم من نطفۃ: جار مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، سوی: فعل بافاعل، ک ضمیر ذوالحال، رجلا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿لکنا ھو اللہ ربی ولا اشرک بربی احدا﴾.

لکنا: کی اصل لکن ہے، انا: حرف، وانا: ضمیر مبتدا، ھو: مبدل منہ، اللہ: بدل، ملکر مبتدا ثانی، ربی: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، لا اشرک: فعل نفی بافاعل، بربی: ظرف لغو، احدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولولا اذ دخلت جنتک قلت ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ﴾.

و: عاطفہ، لولا: حرف تحضیض بمعنی ھلا، اذ: مضاف، دخلت جنتک: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم، قلت: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، ماشاء اللہ: موصول صلہ ملکر خبر محذوف "کان"، کے لئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ اول، لا: نفی جنس، قوۃ: اسم، الا: ادارۃ حصر، باللہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ثانی، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿ان ترن انا اقل منک مالا وولدا O فعسی ربی ان یؤتین خیرا من جنتک﴾.

ان: شرطیہ، ترن: فعل بافاعل ومفعول، انا: ضمیر، اقل: اسم تفضیل "ھو" ضمیر ممیز، مالا وولدا: تمییز، ملکر فاعل، منک: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، عسی: فعل مقارب، ربی: فاعل، ان: مصدریہ، یؤتین: فعل ومفعول، خیرا من جنتک: شبہ جملہ خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویرسل علیھا حسبانا من السماء فتصبح صعیدا زلقا﴾.

و: عاطفہ، یرسل علیھا: فعل بافاعل وظرف لغو، حسبانا من السماء: مرکب توصیفی، مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف

علیہ،ف: عاطفہ، تصبح: فعل ناقص بااسم،صعیدا زلقا: مرکب توصیفی خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر ماقبل "یوتین" پر معطوف

﴿او یصبح ماؤھا غورا فلن تستطیع له طلبا﴾.

او: عاطفہ، یصبح ماؤھا: فعل ناقص بااسم،غورا: خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ،لن تستطیع: فعل بافاعل،له طلبا: شبہ جملہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ماقبل "یرسل" پر معطوف ہے۔

﴿واحیط بثمرہ فاصبح یقلب کفیه علی ما انفق فیھا وھی خاویة علی عروشھا ویقول یلیتنی لم اشرک بربی احدا﴾.

و: عاطفہ،احیط بثمرہ: فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر محذوف جملہ "فانقضت الصواعق علی جنته" معطوف ہے،ف: عاطفہ، اصبح: فعل ناقص بااسم،یقلب کفیه: فعل بافاعل ومفعول، علی: جار،ماانفق فیھا: موصول صلہ ملکر ذوالحال،وھی خاویة عروشھا: جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقول: قول، یا: تنبیہ،لیتنی: حرف مشبہ واسم، لم اشرک بربی احدا: جملہ فعلیہ خبر،مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ہوکر معطوف،ملکر خبر، اصبح اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولم تکن له فئة ینصرونه من دون الله وما کان منتصرا﴾.

و: عاطفہ، لم تکن: فعل ناقص، له: ظرف مستقر خبر مقدم، فئة: موصوف، ینصرونه: جملہ فعلیہ صفت،ملکر ذوالحال، من دون الله: ظرف مستقر حال،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ، ما: نافیہ، کان منتصرا: فعل ناقص بااسم وخبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ھنالک الولایة لله الحق ھو خیر ثوابا وخیر عقبا﴾.

ھنالک: ظرف مکان متعلق بحذوف خبر مقدم،الولایة: مصدر بافاعل، لام: جار، الله الحق: مرکب توصیفی مجرور، ملکر شبہ جملہ ہوکر مبتداء مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ، ھو: مبتدا، خیر ثوابا وخیر عقبا: ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ہر چیز کو فناء ہے:

ا......اللہ نے فرمایا: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ یعنی زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہونا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والی (الرحمن: ۲۶، ۲۷)﴾۔

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ یعنی اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے (القصص: ۸۸)﴾۔

اللہ کے قدم ہونے پر دلائل: ازلی ہے،تعدد قدیم اہل سنت وجماعت کے نزدیک محال ہے۔اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اور صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں۔یعنی اللہ کی صفات اور اس کے اسماء تمام کے تمام ازلی ہیں اس کی نہ تو کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی کوئی انتہاء ،اس کی صفات اور اسماء میں کسی قسم کا تجدد (نیا پیدا شدہ کوئی وصف یا اسم) نہیں ہوسکتا،اس لیے کہ اللہ عزوجل واجب الوجود ہے اپنی ذات کامل میں اپنی ذات وصفات کے حوالے سے،اگر کوئی اللہ عزوجل کی شان میں کسی وصف کے زائل ہونے کو مانے تو ایسا ماننا محال ہے۔

(نبراس،ص ۱۰۱ وغیرہ)،(بہار شریعت مخرجہ، ج ۱، ص ۴)

عالم حادث: (نو پید چیز جو عدم سے وجود میں آئے،اس کی ضد قدیم ہے) ہے،اور اس کا صانع واجب الوجود رب تعالیٰ کی ذات

مبارکہ ہے۔ اسم جلالت اللہ کی تعریف واجب سے کی گئی ہے اس لیے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ تمام نئی چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اور تمام ممکنات کا سلسلۂ آغاز اسی کی ذات کے زیر قدرت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قدیم ازلی اور منزہ ہے ہر قسم کے اجسام واعراض سے (اور اسے کوئی نئی چیز پیدا کرنے کے حوالے سے کسی دوسرے کی حاجت بھی نہیں)، اور یہی وجہ اللہ تعالیٰ کے واجب الوجود ہونے کی ہے جو اس ذات مقدسہ کی جانب وضع کی گئی ہے۔ (شرح عقائد، بحث ان العالم محدث، ص ۳۲)

نسل انسانی کا ارتقائی منظر:

۲......اللہ نے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو سات قسم کی مٹیوں سے پیدا کیا، پھر انہی کی بائیں پسلی سے بی بی حوا کو پیدا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم وبی بی حوا نسل انسانی کے جدامجد کہلانے لگے ہیں کہ انہیں سے آدمیت کا سلسلہ چلا۔ ابتدا میں بی بی حوا کے ہر حمل سے دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے اور دوسرے حمل سے بھی یوں ہی ہوتا، اب پہلے حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی سے اور دوسرے حمل کے لڑکے کا پہلے حمل کی لڑکی سے نکاح ہوتا تھا، یوں حضرت آدم وبی بی حوا کی نسل دنیا بھر میں پھیلنے لگی اور آج منظر بالکل مختلف ہے۔ انسان اپنی ابتدا کے حوالے سے مٹی سے پیدا ہوا ہے لیکن یہ ابتدا حضرت آدم علیہ السلام تک محدود رہی، جہاں تک آدم علیہ السلام کی اولاد کا تعلق ہے تو مرد وعورت کا آپس میں نکاح ہونا شروع ہوا اور یہی بی بی حوا وآدم کے مابین اور آج تک بلکہ قیام قیامت تک یہی سلسلہ رہے گا کہ مرد وعورت کا نکاح اور ان کی قربت حصول اولاد کا ذریعہ بنے گی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں بھائی بہنوں کا نکاح ہونا درست نہیں اور نہ ہی دودھ شریکوں کا نکاح ہونا درست ہے۔ فقط ابتدا میں نسل انسانی کے ارتقاء کے لیے حضرت آدم ہی کی اولاد کا آپس میں نکاح کیا جاتا تھا جس کی صورت ہم نے اوپر بیان کردی۔ لہذا یہ کہنا درست ہوگا کہ انسان مٹی سے بھی بنا اور نطفے سے بھی۔

اغراض: بجری بینھا: تاکہ نہر کا پانی زمین کو سیراب کرے اور مویشیوں کے لیے بھی سہولت ہوجائے۔

علی زعمکا اس جملے سے ان لوگوں کے باطل گمان کا رد کرنا مقصود ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کے انکاری ہیں، ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ جواب دیا کہ انہوں نے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار اپنے گمان میں خود کو عذاب سے بچانے کے لیے کیا۔

دعائمھا: واحد دعامۃ ہے، مراد لکڑی کا ستون یا کھمبا ہے۔ **الملک** : قہر وسلطنت مراد لی گئی ہے۔ (الصاوی، ج ٤، ص ٢٠ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿وَاضۡرِبۡ﴾صَیِّرۡ﴿لَهُمۡ﴾لِقَوۡمِکَ﴿مَّثَلَ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا﴾مَفۡعُوۡلٌ اَوَّلٌ﴿کَمَآءٍ﴾مفعولٌ ثَانٍ﴿اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ﴾تَکَاثَفَ بِسَبَبِ نُزُوۡلِ الۡمَاءِ﴿نَبَاتُ الۡاَرۡضِ﴾وَمُتَزَجَ الۡمَاءُ بِالنَّبَاتِ فَرَوِیَ وَحَسُنَ﴿فَاَصۡبَحَ﴾فَصَارَ النَّبَاتُ﴿هَشِیۡمًا﴾یَابِسًا مُتَفَرِّقَةً اَجۡزَائُهٗ﴿تَذۡرُوۡهُ﴾یُثِیۡرُهٗ وَتُفَرِّقُهٗ﴿الرِّیٰحُ ؕ﴾فَتَذۡهَبُ بِهٖ الۡمَعۡنٰی شَبَّهَ الدُّنۡیَا بِنَبَاتٍ حَسَنٍ فَیَبِسَ وَتَکَسَّرَ فَفَرَّقَتۡهُ الرِّیَاحُ وَفِیۡ قِرَاءَةٍ الرِّیۡحُ﴿وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ مُّقۡتَدِرًا (۴۵)﴾قَادِرًا﴿اَلۡمَالُ وَالۡبَنُوۡنَ زِیۡنَةُ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۚ﴾یُتَجَمَّلُ بِهِمَا فِیۡهَا﴿وَالۡبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ﴾هِیَ سُبۡحَانَ اللهِ، وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکۡبَرُ وَزَادَ بَعۡضُهُمۡ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ﴿خَیۡرٌ عِنۡدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیۡرٌ اَمَلًا (۴۶)﴾اَیۡ مَا یَاۡمُلُهُ الۡاِنۡسَانُ وَیَرۡجُوۡهُ عِنۡدَ اللهِ تَعَالٰی﴿وَیَوۡمَ نُسَیِّرُ

الْجِبَالَ ﴾ يُذْهِبَ بِهَا عن وجه الارض فَتَصِيرُ هَبَاءً مُنْبَثًّا وفي قراءة بِالنون و كَسْرِ اليَاءِ وَنَصَبَ الجِبَالِ ﴿وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ﴾ ظَاهِرَةً ليس عليها شيءٌ من جَبَلٍ وَلا غيرِه ﴿وَحَشَرْنٰهُمْ ﴾ المومنينَ والكفرين ﴿فَلَمْ نُغَادِرْ ﴾ نَتْرُكْ ﴿مِنْهُمْ اَحَدًا (۴۷) وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ﴾ حالٌ اي مُصْطَفِينَ كُلُّ أُمَّةٍ صَفٌّ وَيُقَالُ لَهُمْ ﴿لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ﴾ فُرادى حُفاةً عُراةً غُرلًا وَيُقال لِمُنْكِرِي البَعثِ ﴿بَلْ زَعَمْتُمْ اَنْ ﴾ مُخففةٌ مِنَ الثَّقِيلَةِ اي انَّه ﴿لَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا (۴۸) ﴾ لِلْبَعثِ ﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ ﴾ اي كِتَابُ كُلِّ امْرِءٍ فِي يَمِيْنِهِ مِنَ المومنينَ وفي شِمَالِهِ مِنَ الكافِرِينَ ﴿فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ ﴾ الكافِرينَ ﴿مُشْفِقِيْنَ ﴾ خائِفِينَ ﴿مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ ﴾ عِنْدَ مُعَايَنَتِهِمْ مَافِيهِ مِنَ السَّيِّئَاتِ ﴿يٰوَيْلَتَنَا ﴾ ياء للتنبيهِ ،هَلَكَتَنَا وَهُوَ مَصْدَرٌ لا فِعْلَ لَهُ مِنْ لَفْظِه ﴿مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً ﴾ مِنْ ذُنُوبِنَا ﴿اِلَّا اَحْصٰهَا ﴾ عَدَّهَا وَاَثْبَتَهَا تَعَجَّبُوا مِنهُ في ذالكَ ﴿وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ﴾ مُثْبَتًا فِي كِتَابِهِمْ ﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (۴۹) ﴾ لَا يُعَاقِبُهُ بِغَيْرِ جُرمٍ ولا يَنقُص مِن الثَّوَابِ مؤمن.

﴿ترجمه﴾

اوران کے سامنے (یعنی اپنی قوم کے سامنے) دنیاوی زندگی کی کہاوت بیان کرو(مثل الحیوۃ الدنیا ،مفعول اول ہے) جیسے ایک پانی (کماء ...... الخ یہ مفعول ثانی ہے) ہم نے آسمان سے اتاراتو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا......۱......(یعنی پانی کے نازل ہونے کے سبب سبزہ گھنا ہو گیا یا معنی آیت یہ ہے کہ پانی سبزے کے ساتھ مل گیا پس وہ گھنا اور خوبصورت ہو گیا) وہ (یعنی سبزہ) خشک بوسیدہ گھاس ہو گیا(اصبح بمعنی صار ہے یعنی خشک گھاس جس کے اجزاء متفرق ہو جائیں) جسے ہوائیں اڑائیں (یعنی اسے منتشر اور متفرق کر دیں اسے اپنے ساتھ اڑائیں، اس آیت میں دنیا کو خوبصورت سبزے سے تشبیہ دی گئی ہے جو خشک ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے پھر ہوائیں اس کو فضاء میں منتشر کر دیتی ہیں، ایک لغت میں ذریح پڑھا گیا ہے) اور اللہ ہر چیز پر قابو والا ہے(مقتدرا بمعنی قادرا ہے) مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کی زینت ہے......۲......(ان کی ذریعے دنیا میں زینت و جمال حاصل کیا جاتا ہے) اور باقی رہنے والی اچھی باتیں (سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ،بعض علماء نے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کا اضافہ کیا ہے) ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر ہے اور وہ امید میں سب سے بھلی (یعنی اللہ کے نزدیک وہ سب سے بہتر ہے جس کی انسان امید کرتا ہے) اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے......۳......(یعنی ہم انہیں سطح زمین لے جائیں گے پس وہ منتشر ذرات ہو کر رہ جائینگے اور ایک قرائت میں تسیر الجبال نون کے ساتھ اور یاء مکسور اور جبال کے نصب کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور تم زمین کو صاف کھلی ہوئی دیکھو گے (بالکل کھلی ہوئی کہ پہاڑ وغیرہ کوئی چیز اس پر نہیں ہوگی) اور ہم انہیں (یعنی مسلمانوں اور کافروں کو) اٹھائیں گے تو ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے......۴......(نغادر بمعنی نترک ہے) اور سب تمہارے رب کے حضور صف باندھے پیش ہونگے (صفا حال ہے ،یعنی ہر امت صف بنائے ہوئے ہوگی پھر ان سے کہا جائے گا) بیشک ہم تمہارے پاس ویسے ہی آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار بنایا تھا

(تنہا، ننگے پاؤں، برہنہ، غیر مختون، پھر مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے منکروں سے کہا جائے گا) بلکہ تمہارا گمان تھا کہ (ان ثقیلہ سے مخفف ہوا ہے دراصل انـــــہ ہے) ہم ہرگز تمہارے لیے وعدے کا وقت مقرر نہ کریں گے (تمہارے مرنے کے بعد تمہارے اٹھانے کے لیے) اور نامۂ اعمال رکھا جائے گا......۵......(یعنی ہر مومن شخص کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں اور کافر شخص کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں رکھا جائے گا) تو تم مجرموں (کافروں) کو دیکھو گے کہ اس کے لکھے سے ڈرے ہوں گے (مشفقین بمعنی خالفین ہے) اور کہیں گے (نامۂ اعمال میں موجود برائیوں کو دیکھ کر) ہائے خرابی (یاویلنا میں یا تنبیہ کے لیے ہے اور بمعنی ھلکتنا ہے، یہ مصدر اس لفظ سے ہے جس سے فعل نہیں آتا) ہمارے اس نامۂ اعمال کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ ہی بڑا......۶......(ہمارے گناہوں میں سے) جسے گھیر نہ لیا ہو (شمار یا ثبت نہ کر لیا ہو) اور اپنا سب کہا انہوں نے سامنے پایا (نامۂ اعمال میں ثبت پایا) اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا (بے جرم کسی کو عذاب نہیں دیتا اور نہ کسی مومن کے ثواب سے کچھ کم کرتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واضرب لهم مثل الحيوة الدنيا كماء انزلنه من السماء فاختلط به نبات الارض فاصبح هشيما تذروه الريح﴾.

و: مستانفہ، اضرب لهم: فعل بافاعل وظرف لغو، مثل الحيوة الدنيا: مفعول اول، ک بمعنی مثل مضاف، ماء: موصوف، انزلنه من السماء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فاختلط به نبات الارض: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، اصبح: فعل ناقص بااسم، هشيما: موصوف، تذروه الريح: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول ثانی، اضرب اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

﴿وكان الله على كل شيء مقتدرا﴾.

و: مستانفہ، كان الله: فعل ناقص بااسم، على كل شيء مقتدرا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿المال والبنون زينة الحيوة الدنيا والبقيت الصلحت خير عند ربك ثوابا وخير املا﴾.

المال والبنون: معطوف علیہ و معطوف ملکر مبتدا، زينة الحيوة الدنيا: خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، البقيت الصلحت: مبتدا، خير: اسم تفضیل "هو" ضمیر ممیز، عند ربك ظرف مستقر حال مقدم، ثوابا: ذوالحال، ملکر تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر معطوف علیہ، وخير املا: شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ويوم نسير الجبال وترى الارض بارزة وحشرنهم فلم نغادر منهم احدا﴾.

و: عاطفہ، يوم: مضاف، نسير: فعل و ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، حشرنهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فلم نغادر منهم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل، الجبال: مفعول، ملکر معطوف علیہ، وترى الارض بارزة: جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف "اذكر" فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وعرضوا على ربك صفا لقد جئتمونا كما خلقنكم اول مرة﴾.

و: عاطفہ، عرضوا: فعل مجہول و ضمیر ذوالحال، صفا: حال، ملکر فاعل، على ربك ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل "حشرنهم" پر معطوف ہے، لام: تاکید یہ جواب قسم، قد: تحقیقیہ، جئتمونا: فعل بافاعل و مفعول، ک: جار، ما: موصولہ، خلقنكم اول مرة: فعل بافاعل و مفعول و ظرف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "مجيئا" مصدر محذوف کے لیے صفت، مرکب توصیفی ہو کر مفعول مطلق،

ملکر جملہ فعلیہ ہوکر "أقسم" محذوف کے لیے جواب قسم ،ملکر قول محذوف "نقول" کے لیے مقولہ ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿بل زعمتم الن نجعل لكم موعدا﴾.

بل: حرف اضراب، زعمتم: فعل بافاعل، ان: مخففہ وضمیر شان محذوف اسم ،الن نجعل لکم موعدا: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ووضع الكتب فترى المجرمين مشفقين مما فيه﴾.

و: عاطفہ، وضع الکتب: فعل مجہول ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، تری المجرمین: فعل بافاعل ومفعول، مشفقین ممافیہ: شبہ جملہ مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ويقولون يويلتنا مال هذا الكتب لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصها﴾.

و: عاطفہ، یقولون: قول، یویلتنا: جملہ ندائیہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، هذا: مبدل منہ، الکتب: ذوالحال، لایغادر: فعل بافاعل، صغیرة ولا كبيرة: مفعول اول، الا: اداۃ حصر، احصها: جملہ فعلیہ مفعول ثانی ،ملکر حال ،ملکر بدل ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالندا ،ملکر مقولہ ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿ووجدوا ما عملوا حاضرا ولا يظلم ربك احدا﴾.

و: عاطفہ، وجدوا: فعل وضمیر ذوالحال ،ولا یظلم ربک احدا: جملہ فعلیہ حال ملکر فاعل، ماعملوا: موصول صلہ ملکر مفعول اول، حاضرا: مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

پانی سے کائنات کو تشبیہ دینا:

۱......پانی حقیر نہ سہی لیکن کسی چیز کو حقیر کردینے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، جہاں آسمانوں سے برستے پانی سے کھیت اگتے ہیں، فصلیں پروان چڑھتی ہیں، حیوانی غذا کا حصول ممکن ہوتا ہے وہاں اس پانی سے دنیا کی حقارت، اس کی بے مائیگی اور بے ثباتی کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ اللہ نے دنیا کو پانی سے کیوں تشبیہ دی اس کی چند وجوہات ہوسکتی ہیں: (۱)......جس طرح پانی اپنی اصلی حالت وکیفیت پر نہیں رہتا بلکہ کبھی برف بن جاتا ہے، اسی طرح دنیا بھی اپنی اصل حالت وکیفیت پر نہیں رہتی بلکہ اتار چڑھاؤ کا شکار رہتی ہے۔ (۲)......جس طرح پانی میں داخل ہونے والا شخص بھیگنے سے محفوظ نہیں رہتا اسی طرح دنیا میں داخل ہونے والا اس کے شر وفساد سے بچ نہیں سکتا۔ (۳)......یہی پانی ضرورت سے زائد آسمان سے برس جائے تو دنیا کے نظام کو درہم برہم کر دیتا ہے بالکل اسی طرح ضرورت سے زائد حاصل ہونے والی دنیا مومن کے دل کو سخت بنا دیتی ہے ویران و برباد اور روحانیت کے نظام کو درہم برہم کر دیتی ہے۔

مال واولاد پر فخر نہ کریں:

۲......اللہ نے فرمایا: ﴿یایها الذین امنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروهم انما اموالکم واولادکم فتنة یعنی اے ایمان والو! تمہاری بیویاں اور بیٹے تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط کرو، بیشک تمہارے مال واولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں (التغابن: ۱۴، ۱۵)﴾۔

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اسلام لایا اور اس کو بہ قدر ضرورت رزق

دیا گیا اور اللہ نے جو کچھ اس کو دیا اس میں اُسے قانع کردیا تو ایسا شخص کامیاب ہوگیا"۔
(صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب:فی الکفاف والقناعۃ، رقم:۲۳۱۵/۱۰۵۴،ص۴۷۶)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رزق قوت کردے (بقدر ضرورت کافی کردے جو زندگی گزارنے کے لیے کافی ہو)"۔ (المرجع السابق فی رقم: ۲۳۱۶/۱۰۵۵،ص۴۷۷)

انسان کو چاہیے کہ مال واولاد کے فتنے میں نہ پڑے، باقی رہ جانے والی چیز کو مضبوطی سے پکڑے، اور باقی رہ جانے والی چیز اعمال صالحہ ہیں۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے سوکھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت پر اپنی لاٹھی ماری تو اس کے پتے جھڑنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الحمد للہ، سبحان اللہ، اور اللہ اکبر پڑھنے سے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسا کہ اس درخت کے پتے جھڑتے ہیں"۔
(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب:۹۶/۹۹، رقم: ۳۵۴۴،ص۱۰۱۴)

پہاڑوں کو چلانا:

۳......احوال آخرت بیان کرکے، کافروں کے فخر وتکبر کو توڑنا مقصود ہے کہ انہیں اپنے مال واولاد پر ہرگز فخر نہ کرنا چاہیے کہ جس دن قیامت قائم ہوگی پہاڑ جیسے مضبوط جسم رکھنے والے اپنی جگہ قائم نہ رہ سکیں گے بلکہ فرمایا ﴿وبست الجبال بسا فکانت هباء منبثا یعنی جس دن پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے جیسے روزن کی دھوپ میں باریک غبار کے ذرّے پھیلے ہوئے (الواقعہ:۵،۶)﴾۔

قیامت کی ہولناکی کافروں پر:

۴......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار فرمایا کہ یارسول اللہ کافروں کے چہروں کا قیامت میں کیا حال ہوگا؟ جواب ارشاد فرمایا: "کوئی کافر ایسا نہیں جو دنیا میں اپنے پاؤں پر چلتا ہو اور قیامت میں اپنے چہرے کے بل نہ چلے"۔ (صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب:قولہ یحشرون علی وجوھھم، رقم:۴۷۶۰،ص ۸۳۵)

☆......ابومرزوق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مومن بندہ جب قبر سے اٹھے گا تو اس کا نیک عمل اس کے لیے اچھی صورت اور پاکیزہ خوشبو کے ساتھ استقبال کرے گا، وہ اچھی صورت والا عمل خیر کہے گا کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ بندہ کہے گا: نہیں، مگر یہ کہ اللہ نے تجھے اچھی شکل وصورت دی اور پاکیزہ خوشبو سے نوازا، وہ اچھی صورت والا کہے گا میں تیرا دنیا کا اچھا عمل ہوں، میں دنیاوی زندگی میں تجھ پر سوار ہوا آج تو مجھ پر سواری اختیار کر، اور پھر اس عمل خیر نے یہ آیت پڑھی ﴿یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا (مریم:۸۵)﴾، اور کافر کا استقبال بُری صورت اور غلیظ بدبو کرے گی، وہ بُرا عمل کہے گی کیا تم نے مجھے پہچانا: وہ کہے گا: نہیں، مگر یہ کہ تو بدبودار بدشکل ہے، وہ بُرا عمل کہے گا: دنیا میں تو مجھ پر سوار ہوا لیکن آج میں تجھ پر سوار ہونگا اور یہ آیت پڑھی ﴿وھم یحملون اوزارھم یعنی وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں (الانعام:۳۱)﴾۔ (البدور السافرۃ، باب حشر المتقی راکبا والعاصی، رقم:۱۶۳،ص۱۲۱ وغیرہ)

میزان عمل کا قائم ہونا:

۵......ابن عباس سے روایت ہے کہ میزان کی بھی زبان اور کنفان ہوگی۔ ابن ابی الدنیا نے حذیفہ سے نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن وزن کرنے والے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ہونگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کے لوگوں کا حساب کیا جائے گا، پس جس کی نیکیاں ایک سے زائد ہونگی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس کے گناہ ایک نیکی سے زائد ہونگے وہ آگ میں جائیں گے، پھر فرمایا: میزان ایک دانے کے وزن سے بھی ہلکا ہوگا اور نیکی وبدی کے وزن سے برابر بوجھل ہوتا رہے گا، پس

اعراف والوں کو (پُل) صراط پر روک دیا جائے گا۔ (البدور السافرۃ، باب :المیزان،رقم: ۹۱٤ تا ۹۱٦،ص ۳۱۵)

کبیرہ گناہ کی فہرست:

۱۔۔۔۔۔کبیرہ گناہ اسے کہتے ہیں جو حرام ہو اور اس کی مشروعیت نص قطعی سے ہوئی ہو (التعریفات، باب الکاف، ص ۱۸۳)

علامہ ذہبی نے جن گناہوں کو کبیرہ شمار کیا ہے ان کی تعداد ستر ہے جو کہ یہ ہیں: (۱) جس کام سے اللہ، اسکے رسول اور صحابہ نے منع کیا ہو، (۲) قتل ناحق، (۳) جادو، (۴) ترک نماز، (۵) ترک زکوۃ، (٦) بلا عذر رمضان کے روزے ترک کرنا، (۷) باوجود قدرت حج نہ کرنا، (۸) ماں باپ کی نافرمانی کرنا، (۹) رشتہ داروں سے ترک تعلق کرنا، (۱۰) زنا، (۱۱) قوم لوط کا عمل کرنا، (۱۲) سود کھانا، (۱۳) ظلماً یتیم کا مال کھانا، (۱۴) اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھنا، (۱۵) میدان جہاد سے بھاگنا، (۱٦) سربراہ مسلمین کا عوام پر ظلم کرنا یا عوام کا ان پر ظلم کرنا، (۱۷) فخر و تکبر میں مبتلا ہونا، (۱۸) جھوٹی گواہی دینا، (۱۹) شراب پینا، (۲۰) جوا کھیلنا، (۲۱) مسلمان پاک باز عورتوں پر تہمت لگانا، (۲۲) مال غنیمت میں خیانت کرنا، (۲۳) چوری کرنا، (۲۴) ڈاکا ڈالنا، (۲۵) جھوٹی قسم کھانا، (۲٦) ظلم کرنا، (۲۷) سلطان کے حکم کے بغیر ٹیکس جمع کرنا، (۲۸) حرام کھانا یا کسی طریقے سے بھی حرام کو استعمال کرنا، (۲۹) خودکشی کرنا، (۳۰) باتوں میں بہ کثرت جھوٹ بولنا، (۳۱) ناجائز فیصلے کرنا، (۳۲) رشوت لینا، (۳۳) عورتوں کا مردوں کی اور مردوں کا عورتوں کی مشابہت کرنا، (۳۴) بے غیرتی کرنا، (۳۵) طلاق دینے کی شرط سے حلالہ کرنا، (۳٦) پیشاب کے قطروں سے نہ بچنا، (۳۷) علم کو چھپانا، (۳۸) دنیا کے لئے علم دین حاصل کرنا، (۳۹) خیانت کرنا، (۴۰) احسان جتانا، (۴۱) تقدیر کو جھٹلانا، (۴۲) لوگوں کو جتانے کے لیے نیک عمل کرنا، (۴۳) چغلی کرنا، (۴۴) ایک دوسرے پر لعنت کرنا، (۴۵) عہد شکنی کرنا، (۴٦) نجومی کی تصدیق کرنا، (۴۷) بیوی کا خاوند کی نافرمانی کرنا، (۴۸) تصویر بنانا، (۴۹) نوحہ ماتم کرنا، (۵۰) حاکم وقت کے خلاف بغاوت کرنا، (۵۱) کمزوروں پر تشدد کرنا، (۵۲) پڑوسی کو اذیت دینا، (۵۳) مسلمانوں کو ایذا دینا اور انہیں گالی دینا، (۵۴) اللہ کے بندوں کو اذیت دینا اور ان پر سختی کرنا، (۵۵) قدموں کے نیچے گھسٹتے ہوئے کپڑے تکبر کے لیے پہننا، (۵٦) مردوں کا سونے اور ریشم پہننا، (۵۷) غلام کا بھاگنا، (۵۸) غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا، (۵۹) اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے اپنی نسبت قائم کرنا، (٦۰) شرعی جواز کے بغیر جواز قائم کرنا، (٦۱) فاضل پانی دینے سے منع کرنا، (٦۲) ناپ تول میں کمی کرنا، (٦۳) اللہ کے عذاب سے بے خوف ہونا، (٦۴) اولیاء اللہ کو اذیت دینا، (٦۵) اللہ والوں سے عداوت رکھنا، (٦٦) بغیر عذر شرعی کے جماعت ترک کرنا، (٦۷) جمعہ بغیر عذر شرعی کے ترک کرنا، (٦۸) دھوکہ اور فریب دینا، (٦۹) مسلمانوں کے عیوب تلاش کر کے بیان کرنا، (۷۰) صحابہ میں سے کسی کو گالی دینا۔ (الکبائر، للامام ذھبی)

اغراض: او امتزاج الماء بالنبات: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہ فاختلط کی دوسری تفسیر ہے، امتزاج جانبین سے ہوتا ہے، پس زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس کی نسبت النبات کی جانب کردی جائے، اگرچہ لغوی و اصطلاحی اعتبار سے معاملہ یوں نہ ہو، اور بیشک باء غیر کثیر طاری پر داخل ہوتی ہے لیکن یہاں کثیر طاری پر داخل ہوئی ہے، اس لیے تاکہ پانی کی کثرت پر مبالغہ ہوجائے کہ یہی

زمین کی پیداوار کی اصل ہے۔لا فعل له من لفظه: مراد ھلاکت ہے۔
قادرا: مناسب یہ ہے کہ کامل القدرة کہا جائے جیسا کہ صیغہ مقتدرا سے مستفاد ہوتا ہے۔
ھی سبحان الله: اس ورد کو جنت کا پودا کہا جاتا ہے، یعنی جو شخص بھی یہ کلمات تلفظ کرتا ہے جنت میں اس کے لیے ایک درخت لگایا جاتا ہے۔جس کے نیچے من مانی چاہت اور آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ باقیات صالحات پانچ نمازیں ہیں، ایک قول کے مطابق ارکان اسلام کو باقیات صالحات کہتے ہیں، ایک قول کے مطابق ہر وہ چیز جو بندے کو آخرت میں انعام کے طور پر ملے وہ کامل ترین چیز یعنی باقیات الصالحات ہوتی ہے اسی لئے مفسر نے اسے سبحان اللہ سے خاص کیا ہے تا کہ اس کے فضائل وثواب میں مزید اضافہ ہو جائے۔سید عالم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس کو صلاۃ التسبیح کی وصیت فرمائی اگر چہ عمر میں ایک ہی مرتبہ پڑھیں، حضرت خلیل نے رسول اللہ کو وصیت فرمائی کہ وہ اپنی امت میں سبحان اللہ نامی تسبیح کی کثرت کو رائج کریں، جیسا کہ حدیث الاسراء میں ہے۔
ولا غیرہ: یعنی اللہ کی قدرت کے سوا کوئی تعمیر، درخت اور دریا نہیں کارگر ہو سکتے۔
وفی شماله من الکافرین: یعنی کافروں کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے، وہ کہیں گے ﴿یالیتنی لم اوت کتابیة (الحاقة:۲۵)﴾۔
تعجبوا: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد استفہام تعجب ہے۔منه: سے مراد کتاب ہے۔(الصاوی، ج۴، ص ۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۹

﴿وَاِذْ﴾مَنصُوبٌ بِاُذْكُر﴿ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ﴾سُجُودَ اِنحِناءٍ لَاوَضعَ جَبْهَةٍ تَحِيَّةً لَهُ﴿فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ ﴾قِيلَ هُم نَوعٌ مِن المَلٰئِكَةِ فَالْاِسْتِثْنَاءُ مُتَّصِلٌ وَقِيلَ هُوَ مُنْقَطِعٌ وَابلِيسُ اَبُو الجِنِّ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ذُكِرَتْ مَعَهُ بَعدُ والمَلٰئِكَةُ لا ذُرِّيَّةَ لَهُمْ﴿فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ ﴾اَى عَنْ خَرَجَ طاعَتِهٖ بِتَركِ السُّجُودِ﴿اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ ﴾الْخِطَابُ لِآدمَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَالهَاءُ فى المَوضِعَينِ لِاِبْلِيسَ ﴿اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ ﴾تُطِيعُونَهُمْ﴿وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ ﴾اَىْ اَعْدَاءٌ حَالٌ﴿بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا (۵۰)﴾اِبْلِيسٌ وَذُرِّيَّتُهُ فى اِطَاعَتِهِمْ بَدل اِطاعَةِ اللهِ﴿مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ ﴾اَى اِبْلِيسٌ وذُرِّيَّتُهُ ﴿خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ ﴾اى لَم اُحْضِر بَعضُهمْ خَلقَ بَعضٍ ﴿وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ ﴾الشَّياطِينَ﴿عَضُدًا (۵۱)﴾اَعْوانًا فِي الخلقِ فَكيفَ تُطِيعُونَهُمْ﴿وَيَوْمَ ﴾مَنصُوبٌ بِاُذكر﴿يَقُوْلُ ﴾بالياء النُونِ﴿نَادُوْا شُرَكَآءِىَ ﴾الْاَوْثَانَ﴿الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ ﴾لِيَشْفَعُوا لَكُمْ بِزَعْمِكُمْ ﴿فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ ﴾لَمْ يُجِيبُوهُمْ﴿وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ ﴾بَينَ الْاَوْثَانِ وَعَابِدِيهَا﴿مَّوْبِقًا (۵۲)﴾وادِيًا مِن اَوْدِيَةِ جَهنَّمَ يُهْلِكُونَ فِيْهَا جَمِيعًا وَهُوَ مِنْ وَبَقَ بِالفَتحِ هَلَكَ﴿وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا ﴾اَى اَيْقَنُوا﴿اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا ﴾اَى وَاقِعُونَ فِيهَا﴿وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا (۵۳)﴾مَعدِلًا.

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کرو) جب (اذ منصوب ہے اذکر فعل کے سبب) ہم نے فرشتوں کو فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو (یہاں سجدے سے مراد فقط جھکنا ہے

جوان کی تحیت کا طریقہ تھا، پیشانی زمین پر رکھنا مراد نہیں) تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے کہ قوم جن سے تھا......۱......(کہا گیا ہے کہ جن ملائکہ کی ایک جماعت کا نام ہے تو اس صورت میں یہ استثناء متصل ہوگا اور کہا گیا ہے کہ استثناء منقطع ہے اس لیے کہ ابلیس خود ہی جنات کا باپ ہے، پس اس کی ذریت وہی ہے جس کا اس کے ساتھ دیگر مقام پر ذکر آیا ہے اور فرشتوں کی اولاد نہیں ہوتی) تو اپنے رب کے حکم سے نکل گیا (یعنی سجدے کو ترک کر کے اللہ رب العزت کی اطاعت سے نکل گیا) بھلا کیا اسے اور اس کی اولاد کو بناتے ہو (یہ خطاب حضرت آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد سے ہے اور دونوں مقامات میں "ہ" ضمیر ابلیس کے لیے ہے) میرے سوا دوست......۲......(جن کی تم اطاعت کرتے ہو) اور وہ تمہارے دشمن ہیں (عدو بمعنی اعداء ہے یہ حال بن رہا ہے) اور ظالموں کو کیا بُرا بدلہ ملا (اللہ عزوجل کی اطاعت کے بجائے ابلیس اور اس کی ذریت کی اطاعت کرنے کی صورت میں بدلے کے طور پر شیطان اور اس کی ذریت ہی ملے) نہ میں نے انہیں (ابلیس اور اس کی ذریت کو) سامنے بٹھالیا تھا آسمانوں اور زمین کے بناتے وقت نہ خود ان کے بناتے وقت (یعنی ان میں سے بعض کو بناتے وقت میں نے ان میں سے دیگر بعض کو حاضر نہیں کیا تھا) اور نہ میری شان گمراہ کرنے والوں (شیطانوں) کو اپنا بازو بناؤں (خلق میں اپنا مددگار بناؤں تو تم کیسے ان کی اطاعت کرتے ہو) جس دن فرمائے گا (یقول کو یاء اور نون دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کہ پکارو میرے شریکوں (بتوں) کو جو تم گمان کرتے تھے (تمہارے گمان کے مطابق وہ تمہاری شفاعت......۳......کریں گے) تو انہیں پکاروہ انہیں جواب نہ دیں گے (لم یستجیبوا بمعنی هم یجیبوا ہے) اور ہم ان کے درمیان (بتوں اور ان کے بچاریوں کے درمیان) ہلاکت کا میدان کردیں گے (موبق جہنم کی ایک وادی ہے جس میں وہ سب ہلاک ہوتے رہیں گے اور وبق مفتوح ہونے کی صورت میں بمعنی هلک ہے) اور مجرم دوزخ کو دیکھیں گے تو یقین کریں گے (ظنوا بمعنی ایقنوا ہے) کہ انہیں اس میں گرنا ہے (یعنی وہ اس میں گرنے والے ہیں) اور اس سے پھرنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے (مصرفا بمعنی معدل ہے یعنی پھرنے کی جگہ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قلنا للملئکة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس﴾.

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قلنا للملئکة: قول، اسجدوا لادم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، سجدوا: فعل وضمیر مستثنیٰ منہ، الا ابلیس: مستثنیٰ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف "اذکر" فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کان من الجن ففسق عن امر ربه افتتخذونه وذریته اولیاء من دونی وهم لکم عدو﴾.

کان: فعل ناقص با اسم، من الجن: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، فسق: فعل با فاعل، من امر ربه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، همزه: استفہامیہ انکاری، ف: عاطفہ، تتخذونه: فعل با فاعل وضمیر معطوف علیہ، وذریته: معطوف، ملکر ذوالحال، وهم لکم عدو: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، اولیاء: ذوالحال، من دونی: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بئس للظلمین بدلا○ ما اشهدتهم خلق السموت والارض ولا خلق انفسهم﴾.

بئس: فعل ذم وضمیر ممیز، للظلمین بدلا: شبہ جملہ ہو کر تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر "البدل" مخصوص بالذم مبتدا محذوف کے لیے خبر ملکر جملہ اسمیہ، ما: نافیہ، اشهدتهم: فعل با فاعل ومفعول، خلق السموت والارض: معطوف علیہ، ولا

خلق انفسہم : معطوف،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما كنت متخذ المضلين عضدا﴾.

و: عاطفہ، مانافیہ، کنت: فعل ناقص بااسم، متخذ: اسم فاعل بافاعل مضاف، المضلین : مفعول اول مضاف الیہ، عضدا: مفعول ثانی، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ويوم يقول نادوا شركاء ى الذين زعمتم فدعوهم فلم يستجيبوا لهم وجعلنا بينهم موبقا﴾.

و: عاطفہ،یوم: مضاف، یقول:قول،نادوا:فعل بافاعل، شرکاء ی:موصوف، الذین زعمتم : موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف "اذکر"فعل محذوف کے لیے،ملکر جملہ فعلیہ ،ف:عاطفہ معطوف علی محذوف " فبادروا الی الهتم " دعوهم: جملہ فعلیہ ،ف:عاطفہ، لم یستجیبوا لهم : جملہ فعلیہ ماقبل "دعوهم" پر معطوف ،وجعلنا بينهم موبقا: جملہ فعلیہ ماقبل " لم يستجيبوا " پر معطوف ہے۔

﴿وراالمجرمون النار فظنوا انهم مواقعوها ولم يجدوا عنها مصرفا﴾.

و:عاطفہ، وراالمجرمون النار :فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ، ظنوا:فعل بافاعل،انهم مواقعوها : جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ولم یجدوا:فعل بافاعل، عنها مصرفا : شبہ جملہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جملہ فعلیہ معطوف۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ابلیس جن تھا!

۱......لوگوں کے لیے اس بارے میں کہ ابلیس جنوں میں سے تھا، تین اقوال ہیں:(۱)......ابلیس فرشتوں میں سے تھا اور فرشتوں میں سے ہونا اس بات کی نفی نہیں کرتا کہ جن نہ ہو اس کی کئی دلیلیں ہیں جیسا کہ فرشتوں کے قبیلوں کے بارے میں بھی یوں ہی فرمایا﴿وجعلوا بينه وبين الجنة نسبا اور اس میں اور جنوں میں رشتہ ٹھرایا(الصفت:۱۵۸)﴾،﴿وجعلوا لله شركاء الجن اور اللہ کا شریک ٹھرایا جنوں کو(الانعام: ۱۰۰)﴾،دوسری دلیل یہ ہے کہ جن کو جن اسلئے کہتے ہیں کہ چھپا ہوا ہوتا ہے اگر دیکھا جائے تو فرشتے کے اوصاف بھی یہی ہیں یعنی فرشتے بھی چھپے ہوئے ہوتے ہیں، تیسری دلیل یہ ہے کہ ابلیس جنت کا خازن تھا۔(۲)......ابلیس جن تھا، اور جنات آگ سے بنائے گئے ہیں اور ابلیس ابوالجن کو کہتے ہیں۔(۳)......ابلیس کو فرشتہ کہنے کا قول صحیح نہیں ہے،فرشتوں کی ذریت اور نسل نہیں ہوتی جب کہ جن کے لیے ذریت متذکرہ آیت میں بیان کی گئی ہے۔اور یہ بھی کہ جب اللہ نے فرشتوں کو سجدے کا حکم دیا تو ابلیس نے کیوں انکار کیا، اگر فرشتہ تھا تو انکار کرنے کی جرات کیوں کی؟

(الرازی ،ج۷، ص ۴۷۲ ملخصا)

ابلیس دوست نہیں ہوسکتا:

۲......ابلیس انسان کا دوست کبھی نہیں ہوسکتا، اللہ عزوجل نے اسے دشمن قرار دیا ہے، اس خبیث کی دشمنی ابتدا سے مشروع ہے، دیکھیں اگر دشمن نہ ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرتا، متذکرہ آیت سے ابلیس کا جن ہونا، اس کی ذریت کا پایا جانا اور اس کا حضرت آدم واولاد آدم سے دشمنی کرنا ثابت ہے۔متذکرہ آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ابلیس کی اقتداء کرنے والے کافر ہیں، جو مسلمان

ہوکر ابلیس کے طریقے پر چلے، اُسے غور وفکر کرنا چاہیے۔ جس بد بخت کی جہالت کا یہ حال ہو کہ اللہ کے فرمان کو ٹھکرا دے، اپنی من مانی بات ''انا خیر منہ'' داخل کرے، وہ مسلمان کا دوست کیسے ہوسکتا ہے؟

شفاعت اللہ والے کرتے ہیں نہ کہ......:

☆......حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن حضرات انبیائے کرام ، علماء اور پھر شہداء شفاعت کریں گے''۔ (ابن ماجه ،کتاب الزهد، باب: ذکر الشفاعة ،رقم: ٤٣١٣،ص ٧١٥)

☆......ابودرداء سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''شہید اپنے گھر کے ستر افراد کی شفاعت کرے گا''۔
(ابوداؤد، کتاب الجهاد ،باب:فی فضل الشهادة ،رقم: ٢٥٢٢،ص ٤٧٢)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگوں کی صفیں بنی ہوئی ہوں گی، پھر جنتی میں سے کوئی جنتی گزرے گا جہنمی اُس سے کہیں گے: اے فلاں! تجھے یاد ہے کہ میں نے تجھے پانی پلایا تھا؟ جنتی شخص اس کی شفاعت کرے گا، اسی طرح ایک اور جنتی سے جہنمی کہے گا کہ میں نے فلاں موقع پر تیری حاجت روائی کی تھی، پس جنتی اس جہنمی کی شفاعت کرے گا''۔
(ابن ماجه ،کتاب ب،باب:فضل صدقة الماء رقم : ٣٦٨٥، ص ٦١١)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو قرآن پڑھے اور اس کے حلال کو حلال جانے اور حرام کو حرام جانے تو اللہ اُسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کی شفاعت سے اس کے اہل خانہ میں سے دس آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا جس پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی''۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن ،باب :ما جاء فی فضل قاری،رقم: ٢٩١٤،ص ٨٢٣)

☆......ابوموسیٰ نے سید عالم ﷺ سے فرمایا: ''حاجی قیامت کے دن اپنے گھر کے چار سو افراد کی شفاعت کرے گا''۔

☆......ابن عمر سے روایت ہے کہ عالم اپنے شاگردوں کی شفاعت کرے گا اگرچہ آسمان کے ستاروں کی مقدار میں ہوں''۔
(البدور السافرة،باب:شفاعة غير النبى ،رقم:١١٥٩، ١١٦١،ص ٣٧٣)

اغراض: منصوب باذکر: معنی یہ ہے کہ اے محمد ﷺ! اپنی قوم کو یہ قصہ سنائیں، اور یہ قصہ قرآن میں کئی مرتبہ ذکر کیا گیا ہے اس لیے کہ مخلوق میں سب سے پہلی نافرمانی ابلیس لعین ہی کی تھی۔

سجود انحناء: جاننا چاہیے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا کفر ہے، جواب اس کا یہ ہے کہ یقیناً سجدہ اللہ کو تھا اور آدم علیہ السلام محض قبلہ تھے، یا اللہ کے سوا کسی اور محل میں سجدہ کرنا کفر ہے لیکن جب اللہ کا حکم ہو کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو اس کے حکم کی مخالفت کرنا ضرور کفر ہے۔

قیل هم نوع من الملائكة: یعنی یہ ایک قول ہے، جو کہ فرشتوں کی طرح معصوم نہیں ہیں، بلکہ ان سے گناہ ہوتے رہتے ہیں۔

وابلیس ابو الجن: یہ ایک اور توجیہ ہے جو ماقبل قول کے برخلاف ہے، اور یہی حق ہے کیونکہ ابلیس فرشتوں کی کوئی دوسری جماعت میں سے نہیں بلکہ جنات میں سے تھا اور جن آگ سے بنے ہیں جب کہ فرشتے نور سے تخلیق کیے گئے ہیں۔ (الصاوی ،ج٤، ص ٢٤وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۰

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا﴾ بَيَّنَّا ﴿فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ط﴾ صِفَةٌ لِمَحْذُوفٍ اى مَثَلًا مِن جِنسِ كُلِّ مَثَلٍ لِيَتَّعِظُوا ﴿وَكَانَ الْاِنْسَانُ﴾ اَيِ الكَافِرُ ﴿اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا (۵۴)﴾ خُصُومَةً فِي البَاطِلِ وَهُوَ تَمييزٌ مَنقُولٌ مِن اسمِ كَانَ المَعْنٰى وَكَانَ جَدَلُ الْاِنسَانِ اَكْثَرَ شَيْءٍ فِيهِ ﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ﴾ اَى الكُفَّار مكة ﴿اَنْ

يُؤْمِنُوْٓا﴾مفعول ثانٍ﴿ اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى﴾اى القرانُ﴿ وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ﴾فاعلٌ اى سُنَّتُنا فِيهِمْ وَهِيَ الْاِهْلاكُ المُقَدَّرُ عليهم﴿ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا (۵۵)﴾مقابلةً و عيانًا وهو القتلُ يوم بَدْرٍ وفى قِراءَةٍ بضمتين جمعُ قَبِيلٍ اى انواعًا﴿وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ﴾للمومنين﴿وَمُنْذِرِيْنَ ج﴾مُخَوِّفِينَ لِلكافِرِينَ﴿وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ﴾بقولهم اَبَعَثَ اللهُ بَشَرًا رَسُولًا وَنَحْوَهُ ﴿لِيُدْحِضُوْا بِهِ﴾لِيُبْطِلُوا بجدالهم﴿الْحَقَّ﴾القرآنَ﴿وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ﴾القرآنَ﴿وَمَآ اُنْذِرُوْا﴾بِهِ مِنَ النَّارِ﴿ هُزُوًا (۵۶)﴾سُخْرِيَّةً﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ط﴾مَا عَمِلَ مِنَ الكُفرِ والمَعاصِي فلمْ يتفكَّرْ فِي عَاقِبَتِها﴿اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً﴾اَغْطِيَةً﴿ اَنْ يَّفْقَهُوْهُ﴾مِنْ اَنْ يَفقَهوا القرآنَ اى فَلا يَفْهَمُونَهُ﴿وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ط﴾ثِقْلًا فَلا يَسْمَعُونَهُ ﴿وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا﴾اى بالجعلِ المذكورِ﴿ اَبَدًا (۵۷) وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ﴾في الدنيا﴿بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ط﴾فيها﴿بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ﴾ وهو يومُ القيمةِ﴿لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا (۵۸)﴾مَلْجَأً مِنَ العَذابِ﴿وَتِلْكَ الْقُرٰٓى﴾اى اَهلُها كعادٍ وثمودَ وغيرِهما﴿اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا﴾ كفروا﴿وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ﴾لِاِهلاكِهِمْ وفى قِراءَةٍ بِفَتحِ الميمِ اى لِهَلاكِهِمْ﴿مَّوْعِدًا (۵۹)﴾

﴿ترجمہ﴾

اور بے شک ہم نے بیان فرمائی (صرفنا بمعنی بینا ہے) اس قرآن میں ہر قسم کی مثل (من کل مثل موصوف محذوف کی صفت ہے تقدیری عبارت یہ ہے کہ مثلا من جنس کل مثل لیتعظوا) اور (کافر) انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے (باطل کے بارے میں جھگڑنے والا ہے، جدلا یہ کان کے اسم سے منقول تمیز ہے، معنی آیت یہ ہے کہ انسان کا جھگڑنا ہر شے سے بڑھ کر زیادہ ہے) اور آدمیوں کو کس چیز نے روکا (یعنی کفار مکہ کو) کہ وہ ایمان لاتے (ان یومنوا مفعول ثانی ہے) جب ھدایت ان کے پاس آئی (یعنی قرآن پاک آیا) اور اپنے رب سے معافی مانگتے مگر یہ کہ ان پر اگلوں کا دستور آئے......(سنة الاولین فاعل ہے یعنی ان اگلوں کے بارے میں ہمارا دستور ان پر آئے اور انہیں ہلاک کر دینا ہے جو ان پر مقدر کیا جا چکا تھا) یا ان پر عذاب آئے جو ان کے روبرو ہو (جو ان کے مقابل اور سامنے ہو جسے وہ آنکھوں سے دیکھیں اور وہ ان کا جنگ بدر میں قتل کیا جانا ہے اور ایک قرائت میں قبل کو دو ضموں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ قبیل کی جمع ہو گا بمعنی انواع) اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر خوشی سنانے کو (مسلمانوں کو) اور ڈر سنانے کو (کفار کو خوف دلانے کو) اور جو کافر ہیں وہ باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں (اس سے مراد ان کا یہ قول ابعث الله بشرا رسولا یعنی کیا اللہ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا؟ وغیرہ ہے) کہ اس سے حق کو ہٹا دیں (تا کہ اسے اپنے جھگڑے کے ذریعے باطل

کردیں، یدحضوا بمعنی یبطلوا ہے) اورانہوں نے میری آیتوں کی (قرآن کی) اور جو ڈرانہیں سنائے گئے (جہنم کے) ان کوہنسی بنالیا (ان کا مذاق بنالیا) اوراس سے بڑھ کر ظالم کون کہ جسے اس کے رب کی آیتیں یاددلائی جائیں تو وہ ان سے مونھ پھیر لے اوراس کے ہاتھ جو آگے بھیج چکے اسے بھول جائے......یعنی...... (یعنی جو کفر وگناہ کیے ہیں اسے بھول جائے) ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کردیے (اکنّۃ کے معنی غلاف ہیں) کہ قرآن سمجھیں (یعنی قرآن سمجھنے سے ہم نے ان کے دل میں غلاف کردیے ہیں یعنی وہ قرآن پاک کو سمجھ نہیں سکتے) اوران کے کانوں میں گرانی (وزن) ہے اوراگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو جب بھی (اس بلانے کے باوجود بھی وہ) ہرگز کبھی راہ نہ پائیں گے اور تمہارا رب بخشنے والا رحمت والا ہے اگر وہ انہیں (دنیا میں) ان کے کئے پر پکڑتا جلد (یعنی دنیا میں) ان پر عذاب بھیجتا بلکہ ان کے لیے ایک وعدے کا وقت ہے (مراد اس سے قیامت کا دن ہے) جس کے سامنے کوئی پناہ نہ پائیں گے (مؤلما بمعنی ملجا ہے) اور یہ بستیاں (یعنی بستی والے جیسے عاد، ثمود وغیرہ) ہم نے تباہ کردیں جب انہوں نے ظلم (یعنی کفر) کیا اورہم نے ان کی بربادی کا ایک وعدہ رکھا تھا (لمھلکم بمعنی لاھلاکھم ہے، اورایک قرائت میں اسے میم مفتوحہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے بمعنی لہلاکھم)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد صرفنا فی هذا القرآن للناس من کل مثل وکان الانسان اکثر شیء جدلا﴾.

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ جواب قسم، قد: تحقیقیہ، صرفنا: فعل بافاعل، فی هذاالقرآن: ظرف لغو، الناس: ظرف لغوثانی، من کل مثل: ظرف مستقر "مثلا" محذوف کے لیے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر "نقسم" قسم محذوف کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، و: عاطفہ، کان: فعل ناقص، الانسان: اسم، اکثر شیء: ممیّز، جدلا: تمیز، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما منع الناس ان یومنوا اذ جاء هم الهدی ویستغفروا ربهم الا ان تاتیهم سنة الاولین او یاتیهم العذاب قبلا﴾.

و: عاطفہ، ما منع الناس: فعل نفی ومفعول، ان: مصدریہ، یومنوا اذجاء هم الهدی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویستغفروا ربهم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول ثانی، الا: اداۃ حصر، ان: مصدریہ، تاتیهم سنة الاولین: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، اویاتیهم العذاب قبلا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین﴾.

و: عاطفہ، مانرسل: فعل نفی بافاعل، المرسلین: ذوالحال، الا: اداۃ حصر، مبشرین ومنذرین: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویجادل الذین کفروا بالباطل لیدحضوا به الحق واتخذوا ایتی وما انذروا هزوا﴾.

و: عاطفہ، یجادل: فعل، الذین کفروا: فاعل بافاعل ظرف لغو، لام: جار، یدحضوا به الحق: جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، اتخذوا: فعل بافاعل، ایتی وما انذروا: مفعول، هزوا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ومن اظلم ممن ذکر بایت ربه فاعرض عنها ونسی ما قدمت یده﴾.

و: مستانفہ، من: استفہامیہ مبتدا، اظلم: اسم تفضیل بافاعل، من: جار، من: موصولہ، ذکر بایت ربه: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فاعرض عنها: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، نسی: فعل بافاعل، ما قدمت یده: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر معطوف ثانی، ملکر

صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو، اظلم اپنے متعلقات سے ملکر جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا جعلنا علی قلوبهم اکنة ان یفقهوه وفی اذانهم وقرا وان تدعهم الی الهدی فلن یهتدوا اذا ابدا﴾

انا: حرف مشبہ واسم، جعلنا: فعل بافاعل، علی قلوبهم: ظرف مستقر حال مقدم، اکنة: ذوالحال ملکر معطوف علیہ، وفی اذانهم وقرا: معطوف، ملکر مفعول، ان یفقهوه: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ ان: شرطیہ، تدعهم الی الهدی: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ، لن یهتدوا: فعل بافاعل، اذا: حرف جزا، ابدا: ظرف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وربک الغفور ذوالرحمة لو یؤاخذهم بما کسبوا لعجل لهم العذاب بل لهم موعد لن یجدوا من دونه موئلا﴾.

و: مستانفہ،ربک: مبتدا، الغفور: خبراول، ذوالرحمة: خبرثانی،ملکر جملہ اسمیہ، لو: شرطیہ، یواخذ هم بما کسبوا: جملہ فعلیہ شرط،لعجل لهم العذاب: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ، بل: حرف اضراب، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، موعد: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ، لن یجدوا: فعل بافاعل،من دونه: ظرف مستقر حال مقدم، موئلا: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتلک القری اهلکنهم لما ظلموا وجعلنا لمهلکهم موعدا﴾.

و: عاطفہ،تلک القری: مبتدا، اهلکنهم: فعل بافاعل ومفعول، لما: ظرفیہ مضاف، ظلموا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، وجعلنا: فعل بافاعل، لمهلکم موعدا: شبہ جملہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اگلوں کے دستور سے مراد:

۱...... جن قوموں میں جن گناہوں (مثلاً سود، جوا، بدکاری، بت پرستی، لواطت، ناپ تول میں کمی وغیرہ) کی وجہ سے عذاب نازل ہوتا تھا، آج وہ تمام ہی گناہ امت محمدیہ میں پائے جاتے ہیں، اللہ نے اسی لئے اپنے پاک کلام میں بار بار تنبیہ فرمائی ہے، اگلی قوموں کی مثالیں بیان فرما کر امت محمدیہ کو ڈرایا، الغرض انسان کو یہ باور کرایا کہ نجات اُس احکم الحاکمین کی فرمانبرداری میں ہے۔

آیا کفر وگناہ بھول جانا بہتر ہے؟

۲...... جہاں تک آیت مقدسہ کا تعلق ہے تو اللہ نے صاف فرمادیا: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون کہ جسے اس کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو وہ ان سے مونھ پھیر لے اور اس کے ہاتھ جو آگے بھیج چکے اسے بھول جائے (یعنی جو کفر وگناہ کیے ہیں اسے بھول جائے) اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کردیئے (اکنّة کے معنی غلاف ہیں) کہ قرآن سمجھیں (یعنی قرآن سمجھنے سے ہم نے ان کے دل میں غلاف کردیئے ہیں یعنی وہ قرآن پاک کو سمجھ نہیں سکتے) اور ان کے کانوں میں گرانی (وزن) ہے۔

نہ ماننے میں ایسا دلیر کہ گناہ کا احساس ہی نہ رہے، بلکہ گناہ کر کے بھلا دے، حالانکہ اسلاف کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے کہ گناہ ہوجانے پر کثرت سے گریہ کرتے، بار بار یاد کر کے آنسو بہاتے لیکن ان کافروں کا حال ایسا کہ انہیں افسوس، ندامت، شرمندگی کچھ نہیں۔ دیدہ دلیری ایسی کہ بجائے شرمساری کے بت پر اکڑنا، بار بار سمجھانے کے باوجود نہ ماننا، ضد وہٹ دھرمی سے نصیحت کو فراموش کردینا۔ سوائے بربادی کے کچھ نہیں، اسی لئے فرمایا کہ اگلوں کا طریقہ گزر چکا کہ جب انہوں نے بار بار سمجھانے پر بھی نبی کو جھٹلایا تو اللہ کے عذاب نے انہیں آلیا۔

اغراض: واديا من اودية جهنم: یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے، یہ جہنم کی وہ وادی ہے جس میں خون و پیپ پیش کی جائے گی۔

خصومة في الباطل: مراد یہ ہے کہ مومن باطل معاملات میں بہت زیادہ جھگڑنے والا نہیں ہوتا بلکہ حق معاملات میں بہت زیادہ جھگڑالو ہوتا ہے۔ القران: مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ ہر وہ چیز جو رسول لائے۔

وهو يوم القيامة: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ جس دن عذاب دیا جائے گا، اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ زمان کے مقابلے میں مکان مراد لیا جائے۔ اهلها: اشارہ ہے کہ تلک القری میں مضاف محذوف ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص ٢٥ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۱

﴿وَ﴾اذكُر﴿اِذْ قَالَ مُوسٰى﴾هُوَابْنُ عِمرانَ﴿ لِفَتٰهُ﴾يُوشَع بنُ نُون وَكَانَ يَتْبَعُهُ وَيَخْدِمُهُ وَيَاخُذُ مِنهُ العِلْمَ﴿ لَآ اَبْرَحُ ﴾لا اَزالُ اَسِيرُ ﴿حَتّٰى اَبْلُغَ مَجمَعَ الْبَحْرَيْنِ ﴾مُلْتقٰى بَحْرِ الرُّومِ وَبَحرِ فَارِسٍ مِمَّا يَلِي الْمَشْرِقَ اَى الْمَكَانُ الجَامِعُ لِذَالِكَ ﴿اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا(٦٠)﴾دَهْرًا طَوِيلًا فِي بُلُوغِهِ اِنْ بَعُدَ ﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا﴾بَينَ البَحرين﴿ نَسِيَا حُوتَهُمَا﴾نَسِيَ يُوشَعُ حَمْلَهُ عِنْدَ الرَّحِيلِ وَنَسِيَ مُوسٰى تَذْكِيرَهُ﴿ فَاتَّخَذَ ﴾الحُوتُ﴿سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ ﴾اَى جَعَلَهُ بَجَعْلِ اللهِ﴿سَرَبًا (٦١)﴾اَىْ مِثْلَ السَّربِ وَهُوَ الشِّقُّ الطَّوِيلُ لا نِفَاذَ بِهِ وَذَالِكَ بِاَنَّ اللهَ تعالى اَمْسَكَ عَنِ الْحُوتِ جَرْيَ الْمَاءِ فَانْجَابَ عَنْهُ فَبَقِيَ كَالْكُوَةِ لَمْ يَلْتَئِمْ وَجَمَدَ مَا تَحْتَهُ مِنهُ﴿فَلَمَّا جَاوَزَا﴾ذَالِكَ المَكَانَ بِالسَّيْرِ اِلٰى وَقْتِ الْغَدَاءِ مِنْ ثَانِي يَوْمٍ﴿ قَالَ لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ﴾وَهُوَ مَا يُؤْكَلُ اَوَّلَ النَّهَارِ﴿لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا(٦٢)﴾تَعَبًا وَحُصوله بَعدَ المُجَاوَزَةِ﴿قَالَ اَرَاَيْتَ﴾تنبَّهْ﴿ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ ﴾بِذَالِكَ الْمَكَانِ﴿فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ز وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ ﴾يُبْدَلُ مِنَ الهَاءِ﴿اَنْ اَذْكُرَهٗ ج ﴾بَدلُ اِشْتِمَالٍ اَىْ انسانِى ذِكرهُ﴿وَاتَّخَذَ ﴾الحُوتَ﴿سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا(٦٣)﴾مَفْعُولٌ ثَانٍ اى يَتَعَجَّبُ مِنْهُ مُوسٰى وَفَتَاهُ لِمَا تَقَدَّمَ فِي بَيَانِهِ ﴿قَالَ ﴾مُوسٰى﴿ذٰلِكَ ﴾فَقْدُنَاالحُوتَ﴿ مَا ﴾الذِىْ﴿كُنَّا نَبْغِ صلے ق ﴾نَطْلُبُهُ فَاِنَّهُ عَلَامَةٌ لَنَا على وُجُودِ مَن نَطْلبهُ﴿فَارْتَدَّا ﴾رَجَعَا﴿عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا ﴾يَقُصَّانِهَا﴿قَصَصًا(٦٤)﴾فَاَتَيَا الصَّخْرَةَ﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ﴾هُوَالخِضْرُ﴿ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ﴾نُبُوَّةً فِي قَولٍ وَوِلَايَةً فِي آخر وعليه اَكْثَرُ العُلَمَاءِ﴿وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا ﴾مِنْ قِبَلِنَا﴿عِلْمًا(٦٥)﴾مفعول ثانٍ اى مَعلُومًا مِنَ المُغيبَاتِ روى البخارىُّ حديث اَنَّ مُوسٰى قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي اِسرائيلَ فَسُئِلَ اَىُّ النَّاسِ اَعلمُ فَقالَ اَنَا فَعتَبَ اللهُ عليه اِذْ لَم يَرُدَّ العِلْمَ اِلَيهِ فَاوحٰى اللهُ اِليهِ اِنَّ لِي عَبْدًا بِمَجمَعِ البَحْرَينِ هُوَ اَعلَمُ مِنْكَ قَال موسى يَارَبِّ فَكَيفَ لِي بِهِ قَال تَاْخُذُ مَعَكَ حُوتًا فَتَجعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الحُوتَ فَهُوَ ثم فَاَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ ثم انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ حتى اَتَيا الصَّخْرَةَ فَوَضَعَا رُؤُسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الحُوتُ فى المِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنهُ فَسَقَطَ فِي البَحرِ فاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي البَحْرِ سَرَبًا وَاَمْسَكَ اللهُ عَنِ الحُوتِ جَرْيَةَ المَاءِ

فَصَارَ عَلیهِ مِثْلُ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَیْقَظَ نَسِیَ صَاحِبُهُ اَنْ یُخْبِرَهُ بِالْحُوتِ فَانطَلَقَا بَقِیَّةَ یَوْ مِهِمَا وَلَیْلَتِهِمَا حتی اذا کَانَ مِنَ الغَدَاةِ قَال مُوسٰی لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَائَنَا الی قَوْلِهِ واتخذ سَبِیلَهُ فِی البَحرِ عَجَبًا قال وکَانَ لِلحُوتِ سَرَبًا وَلِمُوسٰی وَلِفَتَاهُ عَجَبًا ﴿قَالَ لَهُ مُوسٰی هَلْ اَتَّبِعُکَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (۶۶)﴾ اَی صَوابًا اَرْشِدُ بِهٖ وفِی قِراءَةٍ بِضَمِّ الراءِ وَسُکونِ الشِّینِ وسَاَلَهُ ذَالِکَ لِاَنَّ الزِّیَادَةَ فِی العِلْمِ مَطْلُوبَةٌ ﴿قَالَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا (۶۷) وَکَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا (۶۸)﴾ فِی الحدیثِ السابقِ عَقِبَ هٰذِهِ الْاٰیَةِ یا موسٰی اِنِّی علی عِلمٍ مِنْ عِلمِ اللهِ عَلَّمَنِیْهِ لَا تَعْلَمُهُ وَانتَ علی عِلمٍ مِنْ علمِ اللهِ عَلَّمَکَ اللهُ لَا اَعْلَمُهُ وَقَولُهُ خُبْرًا مَصدرٌ بِمعنی لَم تُحِطْ ای لَمْ تُخْبَرْ حَقِیْقَتَهُ ﴿قَالَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ﴾ وَغَیرَ عَاصٍ ﴿لَکَ اَمْرًا (۶۹)﴾ تَاْمُرُنِیْ بِهٖ وَقَیَّدَ بِالمَشِیْئَةِ لِاَنَّهُ لَمْ یَکُنْ علی ثِقَةٍ مِنْ نَفْسِهٖ فِیمَا اِلْتَزَمَ وَهٰذِهٖ عَادَةُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ اَنْ لَا یَثِقُوا علی انفُسِهِمْ طَرفَةَ عَیْنٍ ﴿قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْئَلْنِیْ﴾ وفِی قِراءَةٍ بِفَتحِ اللَّامِ وتَشْدِیدِ النُّون ﴿عَنْ شَیْءٍ﴾ تُنْکِرُهُ مِنِّی فِی عِلْمِکَ وَاصْبِرْ ﴿حَتّٰی اُحْدِثَ لَکَ مِنْهُ ذِکْرًا (۷۰)﴾ اَی اذکُرُهُ لَکَ بِعِلَّتِهٖ فَقَبِلَ مُوسٰی شَرطَهُ رِعَایَةً لِاَدَبِ المُتَعَلِّمِ مع العَالِمِ.

﴿ترجمہ﴾

اور (یادکرو) جب موسیٰ......۱......(بن عمران) نے اپنے خادم (حضرت یوشع بن نون......۲......) سے کہا (جوان کے ساتھ رہا کرتے ان کی خدمت کیا کرتے اور ان سے علم حاصل کیا کرتے تھے) میں باز نہ رہوں گا (سفر کرتا رہوں گا) جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملتے ہیں......۳......(یعنی بحرِ روم اور بحرِ فارس کے ملنے کی جگہ تک، یہ جگہ مشرق سے متصل ہے یعنی اس مقام تک جوان کے آپس میں میلاپ کا مرکز ہے) چلتے چلتے گزار دونگا مدت دراز (اگرچہ کتنی ہی دوری ہو اس تک پہنچنے میں طویل زمانہ گزار دوں گا) پھر جب وہ ان دونوں کے (یعنی دونوں سمندروں کے) ملنے کی جگہ پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے......۴......(حضرت یوشع بن نون سفر کے وقت اسے اٹھانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں یاد دلانا بھول گئے) اور اس نے (یعنی مچھلی نے) سمندر میں اپنی راہ لی (اس نے اللہ عزوجل کی عطا سے پناہ لی ایک) سرنگ......۵...... بناتی (یعنی سرنگ کی طرح رستہ بناتے ہوئے مچھلی نے اپنی راہ لی، سرنگ لمبے شگاف کو کہتے ہیں جس میں کوئی منفذ نہ ہو اور یہ اس طرح ہوا کہ اللہ عزوجل نے مچھلی سے پانی کے بہاؤ کو روک دیا تو پانی اس کے گزرنے کے مقام سے منقطع ہوگیا) پھر جب گزر گئے (اس مقام سے دوسرے دن ناشتے کے وقت تک سفر کرتے کرتے پھر) موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ (غداء اس کھانے کو کہتے ہیں جو دن کی ابتداء میں کھایا جاتا ہے) بیشک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا......۶......(نصبا کا معنی مشقت تھکاوٹ ہے، اور اس کا سبب طویل سفر تھا) بولا بھلا دیکھئے تو (متنبہ تو ہوں) جب ہم نے اس چٹان کے پاس (اس جگہ میں) پناہ لی تھی تو بیشک میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کا ذکر کروں (''الشیطان''، انسنیه کی ''ہ'' ضمیر سے بدل ہے، ان اذکرہ یہ بدل اشتمال یعنی شیطان نے مجھے مچھلی کا ذکر بھلا دیا) اور اس نے (یعنی مچھلی نے) سمندر میں اپنی راہ لی تعجب خیز ہے (عجبا، مفعول ثانی ہے یعنی اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم کو تعجب ہوا وجہ تعجب ما قبل بیان ہو چکی) کہا (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) یہی (یعنی مچھلی کا گم ہو جانا) تو ہم چاہتے تھے (ما بمعنی الذی ہے، نبغ بمعنی نطلب ہے کیونکہ ہم جسے تلاش کر رہے ہیں یہ اس کے موجود ہونے کی نشانی ہے) تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے (یعنی اپنے قدموں

کے نشان پر چلتے ہوئے پھر اس پہاڑ تک پہنچ گئے) تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا (جس کا نام خضر......ے......تھا) جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی (ایک قول کے مطابق رحمت سے مراد نبوت ہے اور دوسرے قول کے مطابق ولایۃ، اور اکثر علماء اسی موقف پر ہیں) اور اسے اپنے پاس سے (اپنی طرف سے، اپنی جانب سے) علم عطا فرمایا (یعنی غیب کی معلومات عطا فرمائیں، علما مفعول ثانی ہے، امام بخاری نے یہ حدیث پاک روایت کی ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کھڑے بنی اسرائیل کو خطبہ دے رہے تھے در یں اثناء کسی نے سوال کیا کہ تمام لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ آپ علیہ السلام نے جواباً فرمایا: میں! اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام پر عتاب فرمایا کہ آپ علیہ السلام نے اس بات کے علم کو اللہ عزوجل کی جانب منسوب نہیں فرمایا، پھر اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ مجمع البحرین میں میرا ایک بندہ ہے، جو تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے حضرت سیدنا موسی علیہ السلام عرض گزار ہوئے: میں اس تک کیسے پہنچ سکتا ہوں؟ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: اپنے ساتھ ایک مچھلی لو پھر اسے ٹوکری میں ڈال رکھو پس جہاں وہ مچھلی گم ہوگی وہ بندہ وہیں ہوگا۔ پس حسب حکم آپ علیہ السلام نے ایک مچھلی لے کر ایک ٹوکری میں ڈالی دی اور ان کی تلاش میں چل پڑے آپ علیہ السلام کے ساتھ آپ علیہ السلام کے خادم یوشع بھی ہو لیے، حتی کہ دونوں ایک چٹان کے پاس پہنچ گئے اور اس پر سر رکھ کر دونوں حضرات سو گئے مچھلی ٹوکری میں حرکت کرنے لگی پس اس سے نکل کر سمندر میں گر گئی، اس نے سمندر میں سرنگ بناتے ہوئے اپنی راہ لی، اللہ عزوجل نے پانی کا چلنا اس مچھلی سے روک دیا تھا پس پانی اس مچھلی پر مثل طاق کے ہو گیا پس جب سیدنا موسی علیہ السلام بیدار ہو گئے تو آپ علیہ السلام کے خادم آپ کو اس مچھلی کے بارے میں بتانا بھول گئے پس وہ دونوں حضرات بقیہ دن اور رات چلتے رہے حتی کہ جب دوسرا دن آیا تو سیدنا موسی علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بیشک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا۔ بولا بھلا دیکھئے تو جب ہم نے اس چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بیشک میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے تو سمندر میں اپنی راہ لی، حضور پرنور شافع یوم النشور فرماتے ہیں کہ مچھلی کے لیے سرنگ تھی اور حضرت موسی علیہ السلام ویوشع کے لیے جائے تعجب) اس سے موسی نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی (یعنی تم مجھے سکھا دو گے وہ صواب ودرستگی جس کے ذریعے رہنمائی حاصل کی جا سکے ایک قرائت میں رشدا کو راء کے ضمہ اور شین کے سکون کے ساتھ پڑھا گیا ہے آپ علیہ السلام نے ان سے سوال اس لیے کیا تھا کہ علم میں زیادتی واضافہ مطلوب ہے) کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھر سکیں گے......۸......اور اس بات پر کیسے صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں (سابق میں مذکور حدیث پاک میں اس آیت مبارکہ کے بعد یہ ہے: اے موسی علیہ السلام! بیشک میں اللہ عزوجل کے علم میں سے ایک ایسے علم پر ہوں جو اس نے مجھے سکھایا ہے تم اس کو نہیں جانتے اور تم اللہ عزوجل کے علم میں ایک ایسے علم پر ہو جس کی تعلیم اللہ عزوجل نے تمہیں فرمائی ہے میں اسے نہیں جانتا، خبرا مصدر بمعنی لم تحط ہے یعنی تمہیں اس کی حقیقت کی خبر نہیں) کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہیں کروں گا (یعنی تم مجھے صابر اور غیر عاصی پاؤ گے، یعنی تم مجھے جو بھی حکم کرو گے میں اس کے خلاف نہیں کروں گا، آپ علیہ السلام نے اپنے کلام کو مشیت الٰہی پر معلق فرمایا کیونکہ انہیں اس کام میں جس کا التزام کر کے بھروسہ واعتماد اپنی جان پر نہیں ہوتا اور یہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی عادت کریمہ ہے کہ یہ حضرات پلک جھپکنے کی مقدار بھی اپنے نفوس پر اعتماد نہیں فرماتے) کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے نہ پوچھنا (فلا تسئلنی ، ایک قرائت میں لام کے فتحہ اور نون کے تشدید کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کسی چیز کے بارے میں (جسے تم اپنے علم کے مطابق میری برائی سمجھ رہے ہو، اور صبر رکھو اس وقت تک) جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں (یعنی میں خود اس کا ذکر اس کی علت کے ساتھ آپ علیہ السلام سے کروں گا، پس حضرت موسی علیہ السلام نے عالم کے ساتھ متعلم کے جو آداب ہوتے ہیں ان کی رعایت کرتے ہوئے ان کی شرط قبول فرمائی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قال موسی لفتہ لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا﴾۔

و: مستانفہ، اذا:مضاف، قال موسٰی لفتہ :قول،لا ابرح:فعل ناقص باضمیراسم، حتی: جار، ابلغ مجمع البحرین : فعل بافاعل ومفعول،ملکر معطوف علیہ، او امضی حقبا: فعل بافاعل وظرف،ملکر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ،بتقدیر" ان "مجرور،ملکرظرف مستقرخبر،ملکر مقولہ،ملکرمضاف الیہ،ملکرظرف،" اذکر "فعل محذوف کے لیے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما بلغا مجمع بینھما نسیا حوتھما فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا﴾۔

ف:عاطفہ، لما:شرطیہ، بلغا مجمع بینھما: جملہ فعلیہ شرط، نسیا حوتھما: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف :عاطفہ، اتخذ سبیلہ : فعل بافاعل ومفعول، فی البحر:ظرف مستقرحال مقدم، سربا:ذوالحال،ملکرمفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما جاوزا قال لفتہ آتنا غداء نا لقد لقینا من سفرنا ھذا نصبا﴾۔

ف:عاطفہ، لما:شرطیہ، جاوزا: جملہ فعلیہ ہوکرشرط، قال لفتہ: جملہ فعلیہ قول، اتنا غداء نا:فعل امر بافاعل ومفعول اول ومفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکرمقولہ اول، لام: تاکیدیہ، قد:تحقیقیہ ، لقینا: فعل بافاعل، من سفرناھذا:ظرف لغو، نصبا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرمقولہ ثانی،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال ارء یت اذ اوینا الی الصخرۃ فانی نسیت الحوت وما انسنیہ الا الشیطن ان اذکرہ واتخذ سبیلہ فی البحرعجبا﴾۔

قال: قول، ھمزہ :استفہامیہ، رایت :فعل بافاعل ومفعول محذوف " امرنا ما عاقبتہ " اذ :مضاف، اوینا الی الصخرۃ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکرظرف،ملکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ف:تعلیلیہ ، انی: حرف مشبہ واسم، نسیت الحوت : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکرمعطوف علیہ،و:اعتراضیہ، ما انسانی:فعل نفی،ہ:ضمیرمبدل منہ،ان اذکرہ:جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل،ملکر ومفعول،الا الشیطن :فاعل،ملکر جملہ معترضہ،و:عاطفہ،اتخذ سبیلہ :فعل بافاعل ومفعول، فی البحر: ظرف مستقرحال مقدم، عجبا: ذوالحال،ملکرمفعول ثانی،ملکر معطوف،ملکر جملہ معطوف۔

﴿قال ذلک ما کنا نبغ فارتدا علی آثارھما قصصا﴾۔

قال: جملہ فعلیہ ہوکرقول، ذلک :مبتدا،ما کنا نبغ: موصول صلہ ملکر جملہ اسمیہ ہوکرمقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، ف:عاطفہ، ارتدا:فعل " الف تثنیہ" ذوالحال، علی آثارھما: ظرف مستقرحال اول، قصصا: حال ثانی،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فوجدا عبدا من عبادنا آتینہ رحمۃ من عندنا وعلمنہ من لدنا علما﴾۔

ف: عاطفہ،وجدا:فعل بافاعل،عبدا:موصوف،من عبادنا:ظرف مستقرصفت اول، واتینہ رحمۃ من عندنا : جملہ فعلیہ معطوف علیہ،علمنہ:فعل بافاعل ومفعول،من لدنا:ظرف مستقرحال مقدم، علما: ذوالحال،ملکرمفعول ثانی،ملکر معطوف ملکرصفت ثانی،ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال لہ موسی ھل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا﴾۔

قال لہ موسی: جملہ فعلیہ ہوکرقول، ھل:حرف مستانفہ،اتبعک :فعل بافاعل وضمیرذوالحال، علی: جار،ان: مصدریہ ،تعلمن:فعل بافاعل ومفعول اول، مما علمت :ظرف لغو، رشدا:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور،ملکرظرف

مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قال انک لن تستطیع معی صبرا O و کیف تصبر علی ما لم تحط بہ خبرا﴾

قال: قول، انک: حرف مشبہ واسم، لن تستطیع: فعل نفی وضمیر ذوالحال، معی: ظرف مکان متعلق بمحذوف حال، ملکر فاعل، صبرا، مفعول، ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، و: عاطفہ، کیف: اسم استفہامیہ حال مقدم، تصبر: فعل وضمیر ذوالحال، ملکر فاعل، علی: جار، مالم تحط بہ خبرا: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال ستجدنی ان شاء اللہ صابرا و لا اعصی لک امرا﴾

قال: قول، ستجدنی: فعل بافاعل ومفعول، ان شاء اللہ: جملہ معترضہ، صابرا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا اعصی: فعل بافاعل، لک: ظرف مستقر حال مقدم، امرا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قال فان اتبعتنی فلا تسئلنی عن شیء حتی احدث لک منہ ذکرا﴾

قال: قول، ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، اتبعنی: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا تسئلنی: فعل وبافاعل ومفعول، عن شیء: ظرف لغو، حتی: جار، احدث لک: فعل بافاعل وظرف لغو، منہ: ظرف مستقر حال مقدم، ذکرا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جواب شرط ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت موسی علیہ السلام اوردیگر حضرات انبیائے کرام کے ادوار کا بیان:

۱.....آپ علیہ السلام کا نام موسی بن عمران بن قاھث بن عازر بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم تھا

۲.....آپ علیہ السلام کا ذکر مبارک قرآن مجید میں کئی مقامات پر طوالت اور اختصار کے ساتھ آیا ہے۔ اکثر اقوال کے مطابق آپ علیہ السلام کو چالیس سال کی عمر مبارک میں نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔(البدایۃ والنہایۃ، قصۃ موسی کلیم الجزء ۱، ج ۱ ص ۲۶۳ وغیرہ، ملخصاًو ملطقتاً)

☆.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شب معراج میں کثیب احمر کے پاس حضرت موسی علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ حضرت موسی علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔

(سنن نسائی، کتاب قیام اللیل و تطوع النھار، باب ذکر صلاۃ نبی اللہ موسی، رقم: ۱۶۲۷، ص ۴۱۶)

اس حدیث سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات بعد از ممات ثابت ہوتی ہے۔

حضرت موسی علیہ السلام نے ایک سو بیس سال کی زندگی گزاری، حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مابین ایک سو چالیس سالوں کا زمانہ ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسی علیہ السلام کے مابین سات سو سال کا زمانہ ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام کے دور کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن الریان تھا اور فرعون اس کا لقب تھا اور اصل میں فرعون کسی شخص کا نام ہے پھر اس علم (نام) کو بطور لقب زمانہ جاہلیت میں مصر کے ہر بادشاہ کے لئے بولا جانے لگا، فرعون نے چھ سو بیس سال کی زندگی بسر کی اور اس نے چار سو سال حکومت کی، اور اس دوران اسے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچی اس کی کنیت ابو مرۃ تھی، ایک قول کے مطابق اس کی کنیت ابو عباس تھی اور اس سے مراد دوسرا فرعون ہے اور فرعون اول اس کا بھائی ہے اور اس کا نام قابوس بن مصعب عمالقہ کا بادشاہ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور کے

فرعون کا لقب نمرود ہے اور اس امت کا فرعون ابو جہل ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۷۷ ملتقطاً ملخصاً)(عطائین، ج۲، ص۳۱۹)

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا نسب:

۲......یوشع بن نون بن افرائیم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم، اہل کتاب کہتے ہیں کہ یوشع بن نون حضرت ھود کے چچا تھے۔ ابی بن کعب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یوشع بن نون کی نبوت پر اہل کتاب کا اتفاق ہے۔ ایک گروہ ایسا بھی ہے جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے سوا کسی کی نبوت کا قائل ہی نہیں، کیونکہ یہ اہل کتاب کا گروہ توریت کے بعد کسی آسمانی کتاب کو مانتے ہی نہیں، پس اللہ کی ان پر قیامت تک کے لئے لعنت ہے۔ ابن جریر وغیرہ مفسرین نے محمد بن اسحٰق سے نقل کیا ہے کہ نبوت حضرت موسیٰ سے حضرت یوشع بن نون کی طرف حضرت موسیٰ کی عمر کے آخری حصے میں منتقل ہوئی۔

(البداية والنهاية، باب نبوة يوشع وقيامه باعباء ...... الخ، ج۱، الجزء الاول، ص ۳۵۶)

دو سمندر کے ملنے کی جگہ:

۳......امام رازی کہتے ہیں کہ مجمع البحرین، بحر فارس وروم کے ملنے کی جگہ ہے، اور بعض علماء نے کہا ہے کہ اس سے مراد حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے ملنے کی جگہ ہے کیونکہ حضرت موسیٰ بحر شریعت اور حضرت خضر بحر طریقت تھے اور مجمع البحرین دونوں کے ملنے کی جگہ ہے۔

نبی کی جانب نسیان کی نسبت کرنا:

۴......اللہ نے فرمایا: ﴿يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان یعنی ان دونوں پانیوں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں (الرحمن: ۲۲)﴾۔ حالانکہ موتی اور مونگے فقط کھاری پانی سے نکلتے ہیں لیکن دریاؤں کا شیریں پانی بھی سمندر میں جا کر گرتا ہے اس لئے دونوں کی طرف نسبت کردی۔ یہاں بھی یہی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آرام کے وقت میں بھنی ہوئی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں گر پڑی لیکن حضرت یوشع نے نیند میں خلل آنے کے خوف سے بیدار نہ کیا اور بعد میں بتانا ہی بھول گئے۔

نوٹ: ہم نے الکھف آیت نمبر ۲۴ ''واذکر ربک اذا نسیت'' کے تحت متذکرہ بالا عنوان کو مفصل بیان کیا ہے وہیں جان لیں۔

متبرک مقام پر مچھلی کا زندہ ہوجانا:

۵......ایک بات تو یہ جان لیں کہ حضرت خضر کے ملنے کی جگہ پر مچھلی زندہ ہوگئی، جس مقام پر اللہ کے نیک بندے موجود ہوں، ان کی برکت سے بھنی ہوئی مچھلی زندہ ہوجاتی ہے تاریک دل زندہ کیوں نہیں ہو سکتے؟ جہاں اللہ کا نیک بندہ ایک ساعت گزارتا ہے وہاں رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے اور انہی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا پیش خیمہ قرآن سے ثابت ہو رہا ہے۔ اللہ کا نیک بندہ دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد ابدی حیات گزارتا ہے۔ اُسے اللہ کی عطا سے قدرت وطاقت کا وہ بیش بہا انعام ملتا ہے کہ جو اُن کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں وہ بھی محروم نہیں رہتے۔ ایک بے جان بھنی ہوئی مچھلی جو کہ حیوان ہے انسان نہیں، انسان تو اشرف المخلوقات ہے، اس کے تصرفات، قوت، طاقت اور اختیارات کئی گناہ زیادہ ہیں اُن پر ہونے والی نوازشات کا کیا عالم ہوگا۔

مشقت ومصیبت کا اظہار کرنا:

۶...... حضرت موسی علیہ السلام کو سفر میں تھکاوٹ پہنچی جس کا ذکر انہوں نے کیا اور کہا کہ ہمیں اس سفر میں تھکاوٹ پہنچی ہے، اگر انسان اپنے مرض، دکھ، درد اور مصائب کا ذکر بے صبری، شکوہ شکایت، چیخ و پکار کے طور پر نہ ہو تو جائز ہے۔ اور تقدیر الٰہی اور رضائے الٰہی کے خلاف بھی نہیں ہے۔ اس کی واضح دلیل تو متذکرہ آیت میں ہے تاہم دیگر آیات بھی اس پر دلیل ہیں: (۱)...... حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے سامنے بھوک اور مصائب کا ذکر کیا جیسا کہ فرمان باری ہے ﴿یایھا العزیز مسنا و اھلنا الضر یعنی اے عزیز مصر ہمیں اور ہمارے اہل کو تکلیف پہنچی ہے (یوسف: ۸۸)﴾، (۲)...... حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری کا ذکر کیا چنانچہ ارشاد باری ہوا ﴿و ایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر یعنی اور ایوب کو یاد کیجئے جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ بیشک مجھے بیماری آ لگی ہے (الانبیاء: ۸۳)﴾۔ (۳)...... احادیث طیبہ میں بھی اس موضوع پر دلائل موجود ہیں چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا فوت ہونے کے قریب ہے آپ ہمارے پاس آئیں۔ آپ نے کسی کے ہاتھ سلام بھیجا اور فرمایا اللہ ہی کے لیے ہے جو اس نے لے لیا اور ہر شخص کی اجل اس کے پاس مقرر ہے۔ پس اس کو چاہیے کہ وہ صبر کرے اور ثواب کو طلب کرے۔ انہوں نے پھر کسی کو قسم دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپ ضرور آئیں۔ آپ اٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور دوسرے اصحاب رضی اللہ عنہم بھی تھے پھر رسول اللہ کے پاس اس بچہ کو اٹھا کر لایا گیا اس کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس بچہ کا جسم سوکھی ہوئی مشک کی طرح تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ وہ چیز ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ اپنے رحم کرنے والے بندوں پر رحم فرماتا ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت، رقم: ۱۲۸۴، ص ۲۰۵)

قرآن و حدیث کے مطالعے سے واضح ہوا کہ مصائب و آلام کا ذکر کرنا اُسی صورت میں جائز ہے جب کہ شکوہ، شکایت، بے صبری والا معاملہ نہ ہو تاہم زبان سے کچھ بھی نہ بولے اور صبر کرے تو حضرات صوفیائے کرام کے طریقے پر ہوگا۔

حضرت خضر کا نسب:

۷...... حافظ ابن عساکر کہتے ہیں کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے ہیں اور یہی قول حضرت ابن عباس کا ہے اور انہیں خروج دجال تک زندہ رکھا گیا ہے اور یہ روایت غریب منقطع ہے۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ حضرت خضر افریدون بن اثفیان کے زمانے کے تھے یہاں تک کہ حضرت موسی علیہ السلام نے انہیں پالیا۔ اور حافظ ابن عساکر سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خضر کی والدہ رومیہ اور والد فارسی تھے۔ خطابی کہتے ہیں کہ انہیں ان کے حسن و جمال کی وجہ سے خضر کہتے ہیں جب کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ جہاں سے گزرتے سبز گھاس اُگ جاتی تھی۔ حضرت خضر کے نبی ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر ولی ہوتے اور نبی نہ ہوتے تو حضرت موسی سے مخاطب ہی نہ ہوتے اور حضرت موسی علیہ السلام پر کسی معاملے کا رد بھی نہ کرتے کہ نبی سے ولی کا درجہ کم ہوتا ہے بلکہ موسی علیہ السلام کا ان کے پاس علم حاصل کرنے کے لیے جانا جو خاص اللہ کی عطا سے ان کے پاس ہے دلیل ہے کہ نبی ہی تھے اور اگر نبی نہ مانیں تو ان کا معصوم ہونا بھی کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ جب کہ حضرت موسی علیہ السلام معظم نبی ہیں، معصوم ہیں، ان کی علم دوستی بڑی بات اور ایک ولی کی پاس علم حاصل کرنے کے لیے جانا جو کہ معصوم بھی نہیں ہوتا کیسے ممکن ہے۔

(البدایۃ والنھایۃ، قصہ خضر و الیاس، ج ۱، الجزء الاول، ص ۳۶۳ وغیرہ، ملخصا)

نبی خلاف شرع کام نہیں دیکھ سکتا:

۸...... جہاں تک حضرت خضر کا تعلق ہے تو ان کے نبی یا غیر نبی ہونے میں اختلاف ہے لیکن حضرت موسی علیہ السلام کی نبوت پر نصوص قطعیہ ہیں لہذا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام بُرائی دیکھ کر خاموش رہتے۔ بُرائی سے مراد وہ بات جو شرعا ناپسندیدہ ہو مثلا بچہ کو قتل کرنا، صاف کشتی کو عیب دار کر دینا، دیوار بنا دینا وغیرہ۔

اغراض: اذکر :اس عبارت ﴿واذ قال موسی﴾ میں اس جانب اشارہ ہے کہ ظرف محذوف ہے، معنی یہ ہے "واذکر یا محمد اذ قال موسی "، یعنی لوگوں سے اس قصے کے بارے میں بیان کریں جب حضرت موسی حضرت خضر کے ساتھ روانہ ہوئے۔

هو ابن عمران :بنی اسرائیل کے رسول، لاوی بن یعقوب کے نسب سے تعلق رکھتے تھے، اور یہی صحیح ہے کہ کئی آثار اس پر دلیل ہیں، اور اس میں کوئی نقص والی بات نہیں ہے اس لیے کہ حضرت موسی علیہ السلام حضرت خضر سے سیکھیں، کاملین ہمیشہ اپنے کمال کو مکمل کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں، چہ جائے کہ حضرت خضر نبی ہوں یا غیر نبی۔

یوشع بن نون :افرائیم بن یوسف کے نسب سے تعلق رکھتے تھے، اللہ عزوجل نے انہیں حضرت موسی علیہ السلام کے بعد نبوت سے سرفراز فرمایا، انہوں نے جبارین قوم سے قتال کیا اور ان کے لیے سورج پلٹایا گیا، ان کا مفصل بیان المائدۃ میں گزر چکا ہے۔

کان یتبعه :یہ حضرت موسی علیہ السلام کی جانب اضافت کا بیان ہے، یوشع بن نون حضرت موسی علیہ السلام کے بھانجے تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کی غلامی میں تھے لیکن یہ قول کرنا مناسب نہیں اس لیے کہ نبوت آزاد کو ملتی ہے نہ کہ غلام کو۔

دھرا طویلا: الحقب اسّی (۸۰) سالوں کو کہتے ہیں، ایک قول کے مطابق ایک سال کو کہتے ہیں اور یہ قریش کی لغت کے اعتبار سے ہے، ایک قول ستّر سالوں کا کیا گیا ہے، اور اس کی جمع احقاب ہے، جیسا کہ عنق کی جمع اعناق ہوتی ہے۔

بین :ظرف ہے، مراد یہ ہے کہ وہ مقام جہاں حضرت موسی علیہ السلام کی حضرت خضر سے ملاقات ہوگی۔

نسی یوشع حمله: کا بیان حاشیہ نمبر ۴ میں دیکھ لیں۔ فاجناب : مراد پانی منقطع ہونا اور راستہ منکشف ہو جانا ہے۔

ای یتعجب منه موسی وفتاه: یعنی حضرت موسی علیہ السلام اور یوشع بن نون علیہ السلام سے مچھلی کے بائیں جانب سے تھوڑا سا کھایا تھا کہ مچھلی زندہ ہو کر باہر نکل آئی۔

هو الخضر : کا بیان حاشیہ نمبر ۷ میں دیکھ لیں۔ خطیبا: یعنی لوگوں کو وعظ کرنے والے، جس سے لوگوں کی آنکھیں آنسو بہا دیں اور دل نرم ہو جائیں، اور ایسا خطبہ حضرت موسی علیہ السلام نے قبطی کے ہلاک ہونے کے بعد کیا، اور پھر موسی علیہ السلام مصر کی جانب لوٹے۔

اذلم یرد العلم الیه: اللہ اعلم کہنا بہتر تھا، اور یہ جملہ حضرت موسی علیہ السلام کے احباب کے لیے بطور زجر موسی کی تعظیم کے لیے فرمایا، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام حضرت خضر سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

هو اعلم منک: کشف اور خصومت (جھگڑے) کے معاملات کا علم، اور اللہ عزوجل نے اس علم کی نسبت حضرت موسی علیہ السلام کی جانب کم کی، اسی وجہ سے حضرت موسی علیہ السلام کی رغبت حضرت خضر کی جانب ہوئی۔

فکیف لی به: جب حضرت موسی علیہ السلام نے اس بارے میں جانا تو انہیں اس علم کے حصول کے شوق نے حضرت خضر کی جانب سفر کرنے پر مجبور کر دیا۔

قال تاخذ معک حوتا: مچھلی کا خاص طور پر ذکر اس لئے ہوا کہ سمندر میں زندہ ہو کر کود جانا اس کی حیات کو مستلزم ہوتا ہے۔

وساله ذلک: حضرت موسی علیہ السلام اولوالعزم رسول، نبوت کے منصب پر فائز، اللہ عزوجل کے کلام کو سننے والے، توریت کے حاصل کرنے والے، حضرت خضر سے افضل، پھر کیسے حضرت خضر کی جانب کوشش کی اور ان سے علم سیکھنے چلے گئے؟ میں علامہ صاوی اس کا جواب یہ

دوں گا کہ حضرت موسی علیہ السلام کا مقصود علم میں زیادتی تھا، اس لیے کہ حضرت خضر کا علم انہیں حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت کا محتاج نہیں کرتا تھا، اور یہ افضل واعلی بات ہے جس کے ساتھ حضرت خضر کو خاص کیا اور حضرت موسی علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ حضرت خضر کی صحبت اختیار کرکے ہر فضیلت کو حاصل کرلیں تاکہ حضرت موسی علیہ السلام کے لیے ہر قسم کی فضیلت شامل ہوجائے اور ایسا کرنا اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ حضرت خضر حضرت موسی علیہ السلام سے زیادہ علم رکھتے ہیں، حضرت موسی علیہ السلام کامل علم والے تھے، انہیں حضرت خضر کے علم کی حاجت نہیں تھی، فقط افضلیت کے حصول کے لیے اللہ نے انہیں حضرت خضر کے پاس بھیجا۔ (الصاوی، ج٤، ص٢٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۲

﴿فَانْطَلَقَا وقفه ﴾يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبحرِ﴿حَتّٰى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ ﴾الَّتِيْ مَرَّتْ بِهِمَا ﴿خَرَقَهَا ط ﴾الْخِضْرُ بِاَنْ اِقْتَلَعَ لَوْحًا اَوْ لَوْحِيْنِ مِنْهَا مِنْ جِهَةِ الْبَحْرِ بِفَاسٍ لَمَّا بَلَغَتِ اللُّجَ﴿قَالَ ﴾لَهٗ مُوسٰى﴿اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ج ﴾وَفِي قِرَائَةٍ بِفَتْحِ التَّحْتَانِيَةِ وَالرَّاءِ وَرَفْعِ اَهْلِهَا﴿لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا (٧١)﴾اَيْ عَظِيْمًا مُنْكِرًا رُوِيَ اَنَّ الْمَاءَ لَمْ يَدْخُلْهَا﴿قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا (٧٢)قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ ﴾اَيْ غَفَلْتُ عَنِ التَّسْلِيْمِ لَكَ وَتَرْكِ الْاِنْكَارِ عَلَيْكَ﴿وَلَا تُرْهِقْنِيْ ﴾تُكَلِّفْنِيْ ﴿مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا (٧٣)﴾مُشَقَّةً فِي صُحْبَتِيْ اِيَّاكَ اَيْ عَامِلْنِيْ فِيْهَا بِالْعَفْوِ وَالْيُسْرِ ﴿فَانْطَلَقَا وقفه ﴾بَعْدَ خُرُوْجِهِمَا مِنَ السَّفِيْنَةِ يَمْشِيَانِ﴿حَتّٰى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا ﴾لَمْ يَبْلُغِ الْحِنْثَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ اَحْسَنُهُمْ وَجْهًا﴿فَقَتَلَهٗ ﴾الْخِضْرُ بِاَنْ ذَبَحَهٗ بِالسِّكِّيْنِ مُضْطَجِعًا اَوِاقْتَلَعَ رَاْسَهٗ بِيَدِهٖ اَوْ ضَرَبَ رَاْسَهٗ بِالْجِدَارِ اَقْوَالٌ وَاَتٰى هُنَا بِالْفَاءِ الْعَاطِفَةِ لِاَنَّ الْقَتْلَ عَقْبُ اللِّقَاءِ وَجَوَابُ اِذَا﴿قَالَ﴾لَهٗ مُوسٰى﴿ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً ﴾اَيْ طَاهِرَةً لَمْ تَبْلُغْ حَدَّ التَّكْلِيْفِ وَفِي قِرَائَةٍ زَكِيَّةً بِتَشْدِيْدِ الْيَاءِ بِلَا اَلِفٍ ﴿بِغَيْرِ نَفْسٍ ط ﴾اَيْ لَمْ تَقْتُلْ نَفْسًا ﴿لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا (٧٤)﴾بِسُكُوْنِ الْكَافِ وَضَمِّهَا اَيْ مُنْكِرًا.

﴿ترجمہ﴾

اب دونوں چلے (ساحل سمندر پر چلتے رہے) یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے (جوان دونوں کے قریب سے گزری تھی) اس نے (یعنی خضر نے) اسے چیر ڈالا (اس طرح کہ سمندر کی جانب سے کشتی کے ایک یا دو تختے کلہاڑے کے ذریعے اکھاڑ دیئے جب کشتی بڑی موجوں میں پہنچی تو حضرت موسی علیہ السلام نے ان سے) کہا کیا تم نے اسے اس لیے چیرا کہ اس کے سواروں کو ڈبا دو (اور ایک قرائت میں لتغرق کو یاء اور راء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور لفظ اھلھا کو مرفوع پڑھا گیا ہے) بیشک تم نے یہ بڑی بات کی (یعنی بہت بڑی غلطی کی، مروی ہے کہ پانی کشتی کے اندر داخل نہیں ہوسکا) کہا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز ٹھہر نہ سکیں گے کہا مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو......ا...... (یعنی مجھے تمہاری شرط قبول کرنا اور تم پر انکار کرنے سے باز رہنے کا وعدہ یاد نہ رہا تھا) اور مجھ پر مشکل نہ ڈالو (مجھے تکلیف نہ دو) میرے کام میں (یعنی تم مجھے اپنی صحبت اختیار رکھنے کے معاملے میں مشکل میں نہ ڈالو یعنی اس معاملے میں مجھ سے عفو ودرگزر اور آسانی کا سلوک کرو) پھر دونوں چلے (یعنی کشتی سے نکلنے کے بعد دونوں حضرات چلتے رہے) یہاں تک کہ جب ایک

لڑکا ملا (جو نابالغ تھا بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور ان میں سب سے زیادہ خوبصورت تھا) اس نے (یعنی حضرت خضر نے) اُسے قتل کردیا۔۔۔۔۔۔ (اس طرح کہ اسے لٹا کر چھری سے اس کو ذبح کردیا یا اس کے سر کو اپنے ہاتھوں کی مدد سے تن سے جدا کردیا یا دیوار پر اس کے سر کو پٹخ کر ہلاک کردیا، اس کلام کو فاء عاطفہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کیونکہ یہ قتل ملاقات کے بعد ہوا اور اذا حرف شرط کا جواب آگے آرہا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے) کہا کیا تم نے ایک ستھری جان (ذاکیۃ کا معنی ہے پاک، یعنی ایسی جان کو قتل کرڈالا جو مکلف بھی نہ ہوئی تھی اور ایک قرائت اس لفظ کو ذکیۃ یعنی بغیر الف کے یا مشدد کے ساتھ پڑھا گیا ہے) بے کسی جان کے بدلے (یعنی اس نے تو کسی کو قتل نہیں کیا تھا) بیشک تم نے بہت بری بات کی (لفظ نکرا کو کاف کے سکون اور ضمہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ بمعنی منکر ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فانطلقا حتی اذا رکبا فی السفینۃ خرقھا﴾.

ف : مستانفہ، انطلقا: فعل بافاعل، حتی: جار، اذا ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، رکبا فی السفینۃ: فعل بافاعل و ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، خرقھا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قال اخرقتھا لتغرق اھلھا لقد جئت شیئا امرا﴾.

قال: قول، ھمزۃ: استفہامیہ، خرقتھا: فعل بافاعل ومفعول، لتغرق اھلھا : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، لام: تاکیدیہ جواب قسم، قد: تحقیقیہ ، جئت: فعل بافاعل، شیئا امرا : مرکب توصیفی مفعول، ملکر " اقسم "قسم محذوف کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿قال الم اقل انک لن تستطیع معی صبرا﴾.

قال: قول، ھمزہ: استفہامیہ، لھم اقل لک قول، انک لن تستطیع معی صبرا جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر پھر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال لا تواخذنی بما نسیت ولا ترھقنی من امری عسرا﴾.

قال : قول، لا تواخذ نی : فعل نہی بافاعل ومفعول، بما نسیت: ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا ترھقنی: فعل بافاعل و مفعول، من امری: ظرف مستقر حال مقدم، عسرا: ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فانطلقا حتی اذا لقیا غلما فقتلہ قال اقتلت نفسا زکیۃ بغیر نفس﴾.

ف :عاطفہ، انطلقا: فعل بافاعل، حتی: جار، اذا ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، لقیا غلما: فعل بافاعل ومفعول، ملکر معطوف علیہ، فقتلہ :جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، قال: قول، ھمزہ :استفہامیہ، قتلت: فعل بافاعل، نفسا زکیۃ : مرکب توصیفی ذوالحال ،بغیر نفس : ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر مقولہ، ملکر جواب شرط، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لقد جئت شیئا نکرا﴾.

لام : تاکیدیہ جواب قسم، قد: تحقیقیہ ، جئت: فعل بافاعل، شیئا نکرا: مرکب توصیفی مفعول، ملکر "اقسم" قسم محذوف کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿تشریح وتوضیح واغراض﴾

بھول پر مواخذہ نہیں!

۱.....حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں بھول گیا اس پر میری گرفت نہ کیجئے ،معلوم ہوا کہ بھول پر مواخذہ پچھلی شریعتوں میں بھی نہیں تھا اور موجودہ شریعت میں بھی نہیں ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان ہے کہ رفع الخطاء والنسیان عن امتی یعنی میری امت سے بھول اور خطا کو اٹھالیا گیا ہے یعنی اس پر مواخذہ نہیں ہے۔

قتل ہونے والا لڑکا بالغ تھا یا نابالغ:

۲.....حضرت سعید کہتے ہیں کہ لڑکا دیگر لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا جو کہ کافر تھا، حضرت خضر نے اُسے پکڑ کر زمین پر گرادیا پھر اس کو چھری سے ذبح کردیا، لڑکا ابھی بالغ نہیں ہوا تھا۔(صحیح البخاری، کتاب التفسیر،باب:قول واذ قال موسی لفتہ، رقم: ۴۷۲۵،ص۸۱۹)

☆......امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ وہ دونوں کشتی سے اترے جس وقت وہ دونوں سمندر کے کنارے جارہے تھے تو حضرت خضر نے دیکھا کہ ایک لڑکا لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہا ہے، حضرت خضر نے اس کے سر کو اپنے ہاتھ سے پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اس کی گردن اکھاڑ کر اس کو قتل کردیا۔ (سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن،باب:من سورۃ الکہف، رقم: ۳۱۴۱،ص۹۰۱)

ابن جریر کہتے ہیں کہ وہ لڑکا سن بلوغت تک پہنچ چکا تھا کیونکہ ابی بن کعب اور ابن عباس کی قرائت میں ہے: ہاں وہ کافر تھا اور اس کے والدین مومن تھے، کیونکہ کفر و ایمان بالغین کی صفات میں سے ہیں اور غیر مکلف پر کافر یا مومن ہونے کا اطلاق اس کے ماں باپ کی حالت کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔(جامع الاحکام القرآن ،الجزء ۱۰، ص)۔

اغراض: روی ان الماء لم یدخلھا : کہا جاتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کشتی کو عیب دار ہوتے ہوئے دیکھا تو کپڑا لے کر اس سے سوراخ بند کرنا چاہا۔ لم یبلغ الحنث : قسم کی مخالفت اور معصیت پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، مراد یہ ہے کہ حد تکلف (یعنی مکلف ہونے) کی حد تک نہ پہنچے، اس مقام پر لازم کا ارادہ کرتے ہوئے ملزوم کا اطلاق کیا گیا ہے۔(الصاوی، ج۴، ص ۳۱)

ایک اہم بات
فقہائے کرام کی اہمیت

"حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے سوا کوئی آدمی نہیں جانتا کہ اللہ عزوجل کا اس کے لئے اور اس کے ساتھ کیا ارادہ ہے؟، کیونکہ اللہ عزوجل کا ارادہ غیب ہے مگر فقہاء کرام جانتے ہیں کہ ان کے ساتھ اللہ عزوجل کا کیا ارادہ ہے؟ اس لئے کہ صادق ومصدوق ذات جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص کے ساتھ اللہ عزوجل بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے" ۔علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: یہاں فقہاء سے مراد وہ علماء ہیں جو کہ اللہ عزوجل کے احکام کا علم رکھنے کے ساتھ ساتھ ان احکام پر عمل بھی کرتے ہیں، بدکردار اور بداعتقاد علماء سوء مراد نہیں ہیں۔علامہ سید عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ علامہ شامی کے اس قول کی تائید امام حسن بصری کے قول سے بھی ہوتی ہے کہ فقیہ صرف وہی ہے جو دنیا سے اعراض کرتا ہے اور آخرت میں رغبت کرتا ہے"۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار ،مقدمۃ الکتاب ،ج۱ ،ص ۱۳۸)،(درس عقود رسم المفتی، ص۱۶)

رکوع نمبر: ۱

﴿قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا (۷۵)﴾ زَادَ لکَ علی مَا قَبْلَهٗ لِعَدمِ العُذْرِ هُنَا وَلِهٰذا ﴿قَالَ اِنْ سَاَلْتُکَ عَنْ شَیْءٍۢ بَعْدَهَا﴾ اَی بَعدَ هٰذِهِ المَرَّةِ ﴿فَلَا تُصٰحِبْنِیْ ۚ﴾ لاتترکنی اتبعک ﴿قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ﴾ بِالتَّشْدِید والتَّخْفِیف مِن قِبَلی ﴿عُذْرًا (۷۶)﴾ فِی مُفَارَقَتِکَ لِیْ ﴿فَانْطَلَقَا ٝ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ ۨ﴾ هِیَ انطاکِیةُ ﴿اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا﴾ طَلَبَا مِنهمُ الطَّعَامَ ضِیافَةً ﴿فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا﴾ اِرْتِفاعُهٗ مِائَةُ ذِراعٍ ﴿یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ﴾ اَی یَقْرُبُ اَنْ یَّسقُطَ لِمیلانِه ﴿فَاَقَامَهٗ ؕ﴾ الْخِضرُ بِیَدِه ﴿قَالَ﴾ لهٗ موسیٰ ﴿لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ﴾ وفِی قِراءَةٍ لَاتَّخَذْتَ ﴿عَلَیْهِ اَجْرًا (۷۷)﴾ جعلًا لَمْ یُضَیِّفُونَا مع حَاجَتِنَا اِلَی الطَّعامِ ﴿قَالَ﴾ لَهٗ ﴿هٰذَا فِرَاقُ﴾ اَی وَقْتُ فِراقِ ﴿بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ ۚ﴾ فِیهِ اِضَافَةُ بَینَ اِلی غیرِ مُتَعَدِّدٍ سُوغُها تکریرُهٗ بِالعَطفِ بِالواوِ ﴿سَاُنَبِّئُکَ﴾ قَبْلَ فِراقِی لَکَ ﴿بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا (۷۸) اَمَّا السَّفِیْنَةُ فَکَانَتْ لِمَسٰکِیْنَ﴾ عَشْرَةٍ ﴿یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ﴾ بِالسَّفِیْنَةِ مُواجرةً لَهَا طَلَبًا لِلْکَسبِ ﴿فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا وَکَانَ وَرَآءَهُمْ﴾ اِذَا رَجَعُوا اَوْ اَمَامَهُمُ الْاٰنَ ﴿مَّلِکٌ﴾ کافِرٌ ﴿یَّاْخُذُ کُلَّ سَفِیْنَةٍ﴾ صَالِحَةٍ ﴿غَصْبًا (۷۹)﴾ نَصبُهٗ عَلَی المَصْدَرِ المُبین لِنَوعِ الاَخذِ ﴿وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَکَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَاۤ اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّکُفْرًا (۸۰)﴾ فَاِنَّهٗ کَمَا فِی حَدیثِ مُسْلِمٍ طُبِعَ کَافِرًا وَلَوْ عَاشَ لَاَرْهَقَهُمَا ذَالِکَ اَی لِمَحَبَّتِهِمَا لَهٗ یَتَّبِعَانِهٖ ذَالِکَ ﴿فَاَرَدْنَاۤ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا﴾ بِالتَّشدِیدِ والتخفِیفِ ﴿رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَکٰوةً﴾ اَی صَلَاحًا وَتُقًی ﴿وَّاَقْرَبَ﴾ مِنهُ ﴿رُحْمًا (۸۱)﴾ بِسُکُونِ الحَاءِ وَضَمِّهَا رَحْمَةً وَهِیَ البِرُّ بِوالِدَیْهِ فَابْدَلَهُمَا اللهُ تعالی جَارِیَةً تَزَوَّجَتْ نَبِیًّا فَوَلَدَتْ نَبِیًّا فَهَدَی الله تعالی بِهٖ ﴿وَاَمَّا الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَکَانَ تَحْتَهٗ کَنْزٌ﴾ مَالٌ مَدْفُونٌ مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ ﴿لَّهُمَا وَکَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ﴾ فَحَفِظَا بِصَلَاحِهٖ فِی اَنفُسِهِمَا وَمَالِهِمَا ﴿فَاَرَادَ رَبُّکَ اَنْ یَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا﴾ اَی اِینَاسُ رُشْدِهِمَا ﴿وَیَسْتَخْرِجَا کَنْزَهُمَا ۖۗ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّکَ ۚ﴾ مَفْعُولٌ لَهٗ عَامِلُهٗ اَرادَ ﴿وَمَا فَعَلْتُهٗ﴾ اَی مَا ذُکِرَ مِنْ خَرقِ السَّفِیْنَةِ وَقَتلِ الغُلَامِ وَاِقَامَةِ الجِدارِ ﴿عَنْ اَمْرِیْ ؕ﴾ اَی اِختِیارِی بَلْ بِاَمرِ اِلْهَامٍ مِنَ الله

تعالیٰ ﴿ذٰلِکَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا(۸۲)﴾ یُقَالُ اِسْطَاعَ واسْتِطَاعَ بِمعنیٰ اَطَاقَ فَفِی هٰذَا وَمَا قَبْلَهُ جَمَعَ بَیْنَ اللُّغَتَیْنِ وَنُوعَتِ العِبَارَةُ فَاَرَدْتُّ فَاَرَدْنَا مَا زَادَ رَبُّکَ.

﴿ترجمہ﴾

کہا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھر سکیں گے (یہاں لک کا اضافہ ماقبل کلام کے برخلاف ہوا کیونکہ یہاں ان کے پاس کوئی عذر نہ تھا اور اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا) اس کے بعد (یعنی اب کی بار کے بعد) میں تم سے کچھ پوچھوں تو میرے ساتھ نہ رہنا......۱...... (مجھے اپنی اتباع میں نہ رکھنا) بیشک میری طرف (جانب) سے تمہارا عذر پورا ہو چکا (میرا تم سے جدائی اختیار کرنے کے بارے میں لدنی کے نون کو مخفف اور مشدد دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے) پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں کے پاس آئے (اس گاؤں سے مراد انطاکیہ ہے) ان سے (بطور ضیافت) کھانا مانگا انہوں نے انہیں دعوت دینی قبول نہ کی پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار پائی (جس کی بلندی سو گز تھی) کہ گرا چاہتی ہے (یعنی جھکے ہونے کی وجہ سے گرنے کے قریب تھی) اس نے (یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے) اسے (اپنے ہاتھ سے) سیدھا کر دیا تو اس نے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام ......۲...... نے اُن سے) تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے (کیونکہ ہمیں کھانے کی ضرورت تھی اس کے باوجود بھی انہوں نے ہماری مہمان نوازی......۳...... نہ کی، لتخذت میں دو قرائتیں ہیں ایک تو مذکور ہوئی دوسری لاتخذت ہے، جعلا کے معنی مزدوری ہے) یہ میری اور آپ کی جدائی ہے (یعنی جدائی کا وقت ہے، بینی و بینک میں لفظ بین کی اضافت متعدد ضمائر کی طرف کی گئی ہے اور اس کے متعدد مضاف الیہ کو واؤ کے ساتھ لفظ بین کی تکرار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے) اب میں آپ کو بتاؤں گا (آپ علیہ السلام سے جدائی اختیار کرنے سے پہلے) ان باتوں کی حقیقت جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا......۴...... وہ جو کشتی تھی وہ (دس) محتاجوں کی تھی کہ دریا میں (کشتی کے ذریعے) کام کرتے تھے (حصول رزق کے لیے کشتی اجرت پر چلایا کرتے تھے) تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں اور ان کے پیچھے (جب کہ وہ سفر سے واپس لوٹتے یا ان کے آگے کی سمت) ایک (کافر) بادشاہ تھا کہ ہر (ثابت) کشتی زبردستی چھین لیتا (غصبا مفعول مطلق ہے جو کشتی لینے کی نوعیت کو بیان کر رہا ہے) اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر مجبور کر دے گا (جیسا کہ اُس لڑکے کے بارے میں مسلم شریف کی حدیث ہے کہ وہ لڑکا کافر پیدا کیا گیا تھا اور اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے ماں باپ کو بھی کفر اختیار کرنے پر مجبور کر دیتا یعنی وہ دونوں اس کی محبت کی وجہ سے کفر میں بھی اس کی پیروی کرنے لگتے) تو ہم نے چاہا کہ بدلہ دے ان کو ان کا رب (یبدلهما فعل کو مشدد اور مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے) جو بہتر ہو اس سے پاکیزگی اور تقویٰ میں اور زیادہ مہربان ہو (اس سے، زکوۃ کے معنی نیکوکار ہونا اور متقی ہونا ہے اور لفظ رحما کو حاء کے ضمہ اور سکون دونوں کے ساتھ پڑھا گیا اس کا معنی ہے رحمت کرنا، مہربانی کرنا اور یہاں اس سے مراد اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہے پس اللہ عزوجل نے ان دونوں کو اس لڑکے کے بدلے میں ایک لڑکی عطا فرمائی جس سے ایک نبی نے نکاح فرمایا اور پھر ان کے بطن سے ایک نبی کا تولد ہوا اس نبی کے ذریعے اللہ عزوجل نے ایک امت کو ہدایت فرمائی) رہی وہ دیوار جو شہر کے دو یتیم لڑکوں......۵...... کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا (یعنی اُن کا مال سونا چاندی مدفون تھا) اور اُن کا باپ نیک آدمی (پس اس کی نیکی کی وجہ سے ان کے جان اور مال کی حفاظت فرمائی گئی) تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی قوت کو پہنچیں (یعنی اپنی عقل و شعور کی عمر کو پہنچے) اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے (رحمۃ مفعول لہ ہے، ارادفعل اس کا عامل ہے) اور میں نے نہیں قتل کیا اسے (یعنی ان افعال کو جو مذکورہ ہوئے یعنی کشتی کو توڑنا، لڑکے کو قتل کر دینا اور دیوار کو سیدھا کھڑا کر دینا) اپنے حکم سے (یعنی اپنے اختیار سے بلکہ یہ سب

اللہ عزوجل کے الہام کردہ حکم کی وجہ سے کیا تھا) یہ حقیقت ہے ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا (کہا جاتا ہے کہ اسطاع و استطاع بمعنی اطاق یعنی طاقت رکھنا ہے اس مقام میں اور ماقبل و دیگر مقامات میں بھی دونوں لغات آتی ہیں حضرت خضر کے بیان میں عبارتیں مختلف انداز و پیرائے میں بیان کی گئی ہیں جیسے فاردت، فاردنا، فاراد ربک)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قال الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا﴾.

قال: قول، ھمزہ: حرف استفہامیہ، لم اقل لک: فعل نفی بافاعل وظرف، ملکر قول، انک: حرف مشبہ و اسم، لن تستطیع: فعل نفی بافاعل، معی: ظرف، صبرا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال ان سالتک عن شیء بعدھا فلا تصحبنی﴾.

قال: قول، ان: شرطیہ، سالتک: فعل بافاعل ومفعول، عن: جار، شیء: مجرور، ملکر ذوالحال، بعدھا: حال، ملکر ظرف لغو، ملکر شرط، ف: جزائیہ، لا تصحبنی: فعل نہی بافاعل ومفعول، ملکر جزاء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قد بلغت من لدنی عذرا﴾.

قد: تحقیقیہ، بلغت: فعل بافاعل، من: جار، لدنی: ظرف مبنی بر سکون مضاف، نون وقایہ، ی ضمیر متکلم مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہو کر حال مقدم، عذرا: ذوالحال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانطلقا حتی اذا اتیا اھل قریۃ استطعما اھلھا﴾.

ف: عاطفہ، انطلقا: فعل بافاعل، حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، اتیا: فعل بافاعل، اھل قریۃ: مفعول، ملکر شرط، استطعما اھلھا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جزاء، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فابوا ان یضیفوھما فوجدا فیھا جدارا یرید ان ینقض فاقامہ﴾.

ف: عاطفہ، ابوا: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یضیفوھما: جملہ فعلیہ بتاول مصدر مفعول ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، وجدا فیھا: فعل با فاعل وظرف لغو، جدار: موصوف، یرید: فعل بافاعل، ان ینقض: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اقامہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال لو شئت لتخذت علیہ اجرا O قال ھذا فراق بینی وبینک﴾.

قال: قول، لو: شرطیہ، شئت: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، اتخذت علیہ اجرا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جواب شرط، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قال: قول، ھذا: مبتدا، فراق: مضاف، بینی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، بینک: معطوف ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿سانبئک بتاویل ما لم تستطع علیہ صبرا﴾.

سین: حرف استقبال، انبئک: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، تاویل: مضاف، ما: موصولہ، لم تستطع: فعل نفی بافاعل، علیہ: ظرف لغو، صبرا: مفعول، ملکر صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اما السفینۃ فکانت لمسکین یعملون فی البحر﴾.

اما: حرف شرط، السفینۃ: مبتدا، ف: جزائیہ، کانت: فعل ناقص بااسم، لام: جار، مسکین: موصوف، یعملون فی البحر: جملہ فعلیہ

صفت،ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،ملکر ہوکر خبر، ملکر شرط محذوف "مهما یکن من شیء فی الدنیا" کے لیے جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاردت ان اعیبها و کان وراء هم ملک یاخذ کل سفینة غصبا﴾.

ف: عاطفہ، اردت: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، اعیب: فعل بافاعل، ها: ضمیر ذوالحال و: حالیہ، کان: فعل ناقص، ورائهم: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، ملک: موصوف، یاخذ: فعل "هو" ضمیر مستتر ذوالحال، غصبا: حال ملکر فاعل، کل سفینة: مفعول، ملکر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واما الغلم فکان ابواه مومنین﴾.

و: عاطفہ، اما: حرف شرط، الغلم: مبتدا، ف: جزائیہ، کان: فعل ناقص، ابواه: اسم، مومنین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر شرط محذوف "مهما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فخشینا ان یرهقهما طغیانا و کفرا﴾.

ف: عاطفہ، خشینا: فعل بافاعل، ان یرهقهما: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول اول، طغیانا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، کفرا: معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاردنا ان یبدلهما ربهما خیرا منه زکوة واقرب رحما﴾.

ف: عاطفہ، اردنا: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یبدلهما ربهما: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول اول، خیرا: اسم تفضیل "هو" ضمیر مستتر ممیز، زکوة: تمیز، ملکر فاعل، منه: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقرب: اسم تفضیل "هو" ضمیر مستتر ممیز، رحما: تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واما الجدار فکان لغلمین یتیمین فی المدینة و کان تحته کنز لهما و کان ابوهما صالحا﴾.

و: عاطفہ، اما: حرف شرط، الجدار: مبتدا، ف: جزائیہ، کان: فعل ناقص بااسم، لام: جار، غلمین: موصوف، یتیمین: صفت اول، فی المدینة: ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر خبر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، کان: فعل ناقص، تحته: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، کنز: موصوف، لام: جار، هما: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، کان ابوهما صالحا: جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مهما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاراد ربک ان یبلغا اشدهما ویستخرجا کنزهما رحمة من ربک﴾.

ف: عاطفہ، اراد ربک: فعل وفاعل، ان: مصدریہ، یبلغا اشدهما: فعل بافاعل ومفعول، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یستخرجا کنزهما: فعل بافاعل ومفعول، ملکر معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، رحمة: موصوف، من ربک: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما فعلته عن امری ذلک تاویل بما لم تسطع علیه صبرا﴾.

و: عاطفہ، ما: نافیہ، فعلته: فعل بافاعل وضمیر ذوالحال، عن امری: ظرف مستقر "صادرا" شبہ فعل محذوف کے لیے، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ذلک: مبتدا، تاویل: مضاف، مالم تسطع علیه صبرا: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

استاد کا ادب ملحوظ خاطر رکھنا:

۱...... حضرت خضر علیہ السلام بطور استاد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم دین سکھا رہے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام میں علم دین کی حرص بہت تھی۔ دو مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے استاد حضرت خضر علیہ السلام کی حکم عدولی کر لی تھی یعنی استاد کی طرف سے خاموشی کا حکم ہونے کے باوجود کلام کر چکے تھے اور اس کلام کرنے میں ان کی شان میں کوئی نقص نہیں پڑتا تھا اس لیے کہ نبی تھے اور نبی خلاف شرع کوئی فعل دیکھ ہی نہیں سکتا۔ یہ معاملہ تو حضرت موسیٰ و خضر کے ساتھ ہوا ہم ضمناً کچھ باتیں استاد کے ادب سے متعلق ذکر کرتے ہیں اور ساتھ ہی کامیاب استاد میں کون کون سی باتیں ہونی چاہیے ان کا بھی ذکر کرتے ہیں تاکہ علمائے کرام ان تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اپنے مدارس و جامعات میں سبق پڑھانے کا اہتمام کریں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انما بعثت معلما یعنی میں مُعَلِّم (استاد) بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔

(سنن ابن ماجه، کتاب السنة، باب فضل العلماء، رقم: ۲۲۹، ص۵۷)

☆...... بیشک اللہ اور اس کے فرشتے لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں حتی کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں سمندر میں اس کے لیے دعا کرتی ہیں"۔ (المعجم الكبير، رقم: ۷۹۱۲)

☆...... اللہ کے محبوب فرماتے ہیں: "اے ابوذر! تیرا صبح کے وقت کتاب اللہ کی ایک آیت سیکھنے کے لیے نکلنا تیرے لئے ۱۰۰ رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے اور تیرا صبح کے وقت علم کا ایک باب سیکھنے کے لئے نکلنا خواہ تو اس پر عمل کرے یا نہ کرے تیرے لئے ۱۰۰۰ رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے"۔ (سنن ابن ماجه، ابوب السنة، باب: فضل من تعلم القرآن، رقم: ۲۱۹، ص ۵۵)۔

تدریس کا مقصد کیا ہونا چاہیے؟ استاد کو چاہیے کہ منصب تدریس کو دنیا کی دولت کمانے، عزت و شہرت حاصل کرنے یا اپنے ساتھیوں میں ممتاز نظر آنے کے لیے ذریعہ نہ بنائے بلکہ اللہ کی رضا اپنے پیش نظر رکھے کیونکہ تدریس ہو یا کوئی اور نیکی، اگر رضائے الٰہی مقصود نہ ہو تو یہ انسان کی آخرت کے لیے سراسر باعث نقصان ہے جیسا کہ سیدنا ابو سعد بن ابی فضالہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اللہ اولین و آخرین کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا جس میں کوئی شک نہیں ہے تو ایک منادی یہ ندا کرے گا: جس شخص نے اللہ کے لیے کسی عمل میں دوسرے کو شریک کیا تھا تو وہ اس کا ثواب بھی غیر اللہ سے طلب کرے کیونکہ اللہ شریک سے بے نیاز ہے"۔ (سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب: الرياء والسمعة، رقم: ۴۲۰۳، ص۶۹۸)

کامیاب استاد کون؟ ہر صحبت خواہ اچھی ہو یا بُری اپنا ایک اثر رکھتی ہے اسی حقیقت کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان کیا: "اچھے اور بُرے مصاحب کی مثال، مشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، کستوری اٹھانے والا تمہیں تحفہ دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس سے عمدہ خوشبو آئے گی، جب کہ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمہیں اس سے ناگوار بُو آئے گی"۔ (صحيح مسلم، کتاب البر والصلة، باب: استحباب مجالسة الصالحين، رقم: ۶۵۸۷/۲۶۲۸، ص ۱۲۹۴)

چونکہ طلباء طویل عرصے تک روزانہ استاد کی صحبت پاتے ہیں لہذا استاد کی ذات میں پائے جانے والے اوصاف غیر محسوس طور پر اس کے طلباء میں منتقل ہو جاتے ہیں چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر استاد خوش اخلاق، باکردار، نیک سیرت، قناعت پسند، خوش لباس، نفاست پسند، پرہیزگار، متبع سنت، حقیقی عاجزی کرنے والا، خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والا، نیکی دعوت عام کرنے اور دوسروں کو بُرائی سے روکنے والا، عفو و درگزر کرنے والا ہے تو اس کے طلباء میں بھی یہ باتیں پائی جاتی ہے اور اگر استاد بد اخلاقی کرتا ہے، چڑچڑا پن میں مبتلا ہے تو شاگردوں میں بھی یہی اوصاف جنم لیتے ہیں۔

استاد خود بھی مطالعہ کر کے سبق پڑھائے اور شاگردوں کو بھی تکرار کا حکم کرے، جہاں تک سزا دینے کا تعلق ہے تو اسے بقدر

حاجت سزا دینے کی اجازت ہے لیکن یہ سزا ہاتھ سے دے اور ایک وقت میں تین ضربوں سے زیادہ نہ مارے نیز چہرے پر مارنے کی ممانعت ہے، سید عالم ﷺ نے مدرسہ کے معلم سے فرمایا: '' ایاک ان تضرب فوق الثلث فانک اذا ضربت فوق الثلث اقتص اللہ منک یعنی تین مرتبہ سے زائد ضرب لگانے سے پرہیز کرو اگر تین مرتبہ سے زیادہ سزا دی تو اللہ تم سے بدلہ لے گا''۔ (الفتاوی الرضویة معخرجة، ج ۲۳، ص ۶۵۲)۔ بہار شریعت کے سولویں حصہ میں ہے: ''بلا وجہ جانور کو نہ مارے اور سر یا چہرے پر تو کسی حالت میں ہرگز نہ مارے کہ یہ بالاجماع ناجائز ہے''۔

بیمار ہونے پر عیادت: آج استاد و شاگرد میں یہ کھینچا تانی کی صورت نظر آتی ہے، اگر شریعت کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو کافی حد تک مسائل حل ہو سکتے ہیں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لیے صبح کو جائے تو شام تک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہوگا'' (سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب: ما جاء فی عیادة المریض، رقم: ۹۷۱، ص ۲۹۸)۔ اب اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے شاگرد بیمار ہو تو استاد اور استاد بیمار ہو تو شاگرد عیادت کو جائے جس سے دونوں کے مابین محبت بڑھے گی۔

حضرت موسی علیہ السلام کے فضائل ، صفات اور وفات کا بیان:

۲.....حضرت موسی علیہ السلام کے فضائل و مناقب کا بیان قرآن میں جا بجا ہے چنانچہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿واذکر فی الکتب موسی انه کان مخلصا و کان رسولا نبیا٥ونادینه من جانب الطور الایمن وقربنه نجیا ٥ووهبنا له من رحمتنا اخاه هارون نبیا اور کتاب میں موسی کو یاد کرو بیشک وہ چنا ہوا رسول تھا غیب کی خبریں دینے والا اور اسے ہم نے طور کی دائیں جانب سے پکارا اور اسے اپنا راز کہنے کو قریب کیا اور اپنی رحمت سے اس کا بھائی ہارون عطا کیا غیب کی خبریں بتانے والا نبی (مریم: ۵۱تا۵۳)﴾۔ بعض سلف وصالحین کہتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام نے جب اپنے بھائی ہارون کی طلب کی دعا کی کہ وہ ان کے وزیر بن جائیں اور ان کی عدم موجودگی میں قوم کی خیر خواہی اور دینی منصب کی بجا آوری میں معاون و مددگار بن جائیں تو اللہ نے ان کی طلب پوری فرمائی چنانچہ ارشاد باری ہوا: ﴿ووهبنا له من رحمتنا اخاه هارون نبیا اور اپنی رحمت سے اس کا بھائی ہارون عطا کیا غیب کی خبریں بتانے والا نبی (مریم: ۵۳)﴾۔ بخاری کی حدیث ہے کہ سید عالم ﷺ ایک مرتبہ (مال وغیرہ) تقسیم فرما رہے تھے تو کسی نے اعتراض کر دیا جس سے چہرۂ اقدس پر غضب کے آثار نمایاں ہوئے، پھر فرمایا: ''حضرت موسی پر اس طرح کے صبر کرنے والے معاملات کئی مرتبہ رونما ہوئے پس انہوں نے صبر کیا''۔

حضرت موسی علیہ السلام کی وفات کے واقعات کو مورخین نے کئی زاویوں سے لکھا ہے اور کئی احادیث اس پر بطور دلیل پیش بھی کی ہیں تاہم ایک حدیث میں یوں ہے کہ حضرت ملک الموت بغیر اجازت کے حضرت موسی علیہ السلام کے پاس روح قبض کرنے کے لئے تشریف لے گئے، حضرت موسی علیہ السلام نے انہیں تھپڑ مارا جس سے ان کی دائیں آنکھ بہہ کر رخسار پر تشریف لے آئی، جب اللہ کے حضور ملک الموت پہنچے اور رب کی بارگاہ میں حضرت کلیم علیہ السلام کا حال بیان کیا، پھر واپس ہوئے اور اجازت لے کر داخل ہوئے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کی قبر انور کہاں ہے؟ مسند امام احمد کی حدیث میں ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''معراج کی رات میں حضرت موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہیں ان کی قبر جو کہ کثیب احمر میں ہے نماز پڑھتے ملاحظہ کیا''۔ (البدایة والنهایة، باب: فضائل موسی وشمائله وصفاته ووفاته، ج ۱، الجزء الاول، ص ۳۴۸ وغیرہ)

سائل کا حق:

۳؎.....حضرت حسین بن علی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''سائل کا تم پر حق ہے،خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے''۔
(سنن ابو داؤد، کتاب: کتاب الزکوۃ، باب: فی حق السائل، رقم: ۱۶۶۵/۱۶۶۶، ص ۳۱۲)

محض گھوڑے پر سوار ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ شخص مالدار ہو، ہوسکتا ہے کہ گھوڑا بھی قرض میں ڈوبا ہوا ہو، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُس شخص کا اپنا گھوڑا نہ ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ کسی سے مانگ کر گھوڑا لیا ہو کسی عذر کی وجہ سے گھوڑے پر سوار ہوا ہو۔

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا:''اگر تمہارے پاس سائل کو دینے کے لیے ایک بھنے ہوئے بکری کے پائے کے سوا کچھ نہ ہو تو وہی اُسے دے دو۔
(سنن الترمذی، کتاب کتاب الزکوۃ، باب: ما جاء فی حق السائل، رقم: ۶۶۵، ۲۱۵)

نوٹ:اگر انسان کے پاس کچھ بھی نہ ہو تو سائل سے اچھے طریقے سے معذرت کر لے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام وخضر علیہ السلام کے مابین مکالمہ:

۴؎..... بحر روم وفارس کے جانب مشرق میں مجمع البحرین وہ مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر کی ملاقات کا وعدہ دیا گیا تھا۔آپ کے ساتھ یوشع بن نون بھی تھے جو آپ کی خدمت اور صحبت میں رہتے تھے۔راستے میں ایک مقام پر بھنی ہوئی مچھلی زندہ ہو کر پانی میں گر گئی اور یہی وہ مقام تھا جہاں آپ کی ملاقات حضرت خضر سے ہوئی۔آپ چادر اوڑھ کر آرام فرما رہے تھے ۔حدیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام ہوں،انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ علیہ السلام؟ فرمایا ہاں!جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کے ساتھ مصاحبت چاہی تو آپ نے پس وپیش کی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ حضرات انبیائے کرام سے ممکن نہیں کہ وہ منکرات کو دیکھ کر صبر کرسکیں۔بہرحال وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک کشتی میں سوار ہوئے اور اس ستھری کشتی کو حضرت خضر نے عیب دار کر دیا،باوجود اس کے پانی کشتی میں نہ آیا اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا''تم نے یہ بری بات کی''۔آگے بڑھے تو ایک حسین لڑکے کو جو کہ حد بلوغ کو نہ پہنچا تھا قتل کر دیا،اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا''تم نے ایک ستھری جان کو بغیر کسی جان کے بدلے قتل کر دیا''۔آگے چلے تو ایک بستی میں پہنچے جس کا نام انطا کیہ تھا،لوگوں نے ان کی ضیافت نہ کی لیکن حضرت خضر نے ایک لمبی دیوار کو اپنے ہاتھ سے درست کر دیا جو کہ گرا چاہتی تھی۔اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر تم چاہتو مزدوری لے سکتے ہو؟ان تینوں معاملات میں حضرت خضر یہی کہتے کہ میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کی تھی کہ آپ علیہ السلام میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر پائیں گے۔اب آخر میں جب کے جدا ہونے کا وقت ہے حضرت خضر نے تینوں واقعات کے بارے میں بیان کیا کہ وہ کشتی جسے میں نے عیب دار کیا تھا وہ کچھ محتاجوں کی تھی ان میں پانچ اپاہج تھے جو کچھ نہیں کر سکتے تھے اور پانچ تندرست اور یہ کل دس بھائی تھے۔ایک جابر بادشاہ جس کا نام جلندی تھا وہ عمدہ کشتی چھین لیتا تھا اس لیے میں نے اسے عیب دار کر دیا۔مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جس لڑکے کو حضرت خضر نے قتل کیا تھا وہ کافر ہی پیدا ہوا تھا آپ نے باطن کا حال جان کر اسے قتل کر دیا کہ کہیں والدین اس کی محبت میں آکر کفر کی طرف مائل نہ ہو جائیں اور وہ دیوار جسے درست کیا تھا وہ دو یتیم بچوں کی تھی جس کے نیچے خزانہ دفن تھا۔
(ملخص از حواشی جلالین حجازی سائز، ص ۲۵۰)

مالِ یتیم کی حفاظت کا مسئلہ:

۵؎.....قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے یتیموں کے مال کی حفاظت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے زیر سرپرست یتیم کے مال کی حفاظت کرے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے،شعبی اور مالک نے کہا کہ اس عمر تک پہنچ جائے جس میں اس کی نیکیاں اور بدیاں لکھی جاتی ہیں،ابو العالیہ نے کہا کہ اس عمر کو پہنچے کہ سمجھدار اور صاحب قوت ہو جائے،کلبی کا قول ہے کہ اشد سے مراد

اٹھارہ سال کی عمر ہے، ایک قول کے مطابق تیس یا چالیس یا ساٹھ سال کی عمر بھی بتائی گئی ہے، ضحاک کے قول کے مطابق اشد سے مراد بیس سال کی عمر ہے، سدی کے قول کے مطابق تیس سال کی عمر ہے، اور مجاہد فرماتے ہیں کہ تینتیس (۳۳) سال کی عمر مراد ہے، یہ وہ اقوال ہیں جو مفسرین کرام سے اس آیت مبارکہ میں مذکور لفظ اشد کے تحت نازل ہوئے اور ان اقوال میں جو مدت ذکر کی گئی ہے اس جوانی کی نہایت مدت کا بیان ہے نہ کہ مدت ابتداء کا۔ (الخازن، ج۲، ص۱۷۲)،(عطائین، ج۲، ص ۲۱۳)

اغراض: لم یبلغ الحنث: قسم توڑنے کا تعلق معصیت اور مخالفت یمین سے ہے، مراد یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کا بار بار کلام کرنا قسم توڑنے کے حکم میں داخل نہیں، بلکہ یہ ایسا ہے جیسا کہ ملزوم کا اطلاق ہو اور لازم کا ارادہ کیا جائے۔

مع الصبیان: مراد دس سال کی عمر کے بچے ہیں۔ طلبا منھم الطعام: کا بیان حاشیہ نمبر۴ میں دیکھ لیں۔

لان القتل عقب اللقی: فقتلہ کو فاء کے ساتھ ذکر کیا جب کہ سفینہ کو توڑنے کا ذکر خرقھا سے کیا یعنی فاء نہ لائے اس لیے کہ کشتی عیب دار کرنے کے لیے اس پر سواری نہ فرمائی جب کہ بچے کو قتل کرنے کے لیے پہلے اس سے ملے اور پھر اسے لٹا کر قتل کر دیا۔

مائۃ ذراع: دیوار کی بلندی سو ذراع، عرض پچاس ذراع اور زمین پر اس کا پھیلاؤ پانچ سو ذراع تھا۔

الخضر بیدہ: ایک قول یہ ہے کہ حضرت خضر نے اس دیوار کو چھوا اور وہ درست ہوگئی، ایک قول یہ ہے کہ اسے ستون کے ساتھ کھڑا کر دیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ اسے توڑ کر دوبارہ بنا دیا۔

عشرۃ: دس مسکین بچے تھے جو اپنے باپ کے مال کے وارث تھے، پانچ اپاہج و بیکار تھے، اور پانچ سمندر میں کام کرتے تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ دس کے دس ہی اپاہج تھے، ایک جذامی، دوسرا کانا، تیسرا لنگڑا، چوتھا آماس خصیوں والا، پانچواں قسمت کا مارا جو زمانے کے طور طریقوں سے نا آشنا تھا، اور یہ سب سے چھوٹا تھا۔ اور پانچ وہ جو کام نہ کر سکتے تھے وہ اندھے، گونگے، بہرے، اپاہج (بیٹھنے کے قابل نہ ہونا) اور پاگل تھے، روم و فارس کے مابین سمندر کے پاس باقی پانچ بھائی کام کرتے تھے۔

کافر: اس بادشاہ کا نام جیسور تھا جو کہ غسان کا بادشاہ تھا، المنجد میں ہے کہ غسان نامی یمنی قبیلہ تھا جو کہ حوران کے چشمہ غسان پر وارد ہوا تھا، اسی وجہ سے اس کا یہ نام پڑ گیا اور یہ لوگ ایک بہت بڑی حکومت کے مالک ہو گئے تھے جس کا آخری بادشاہ جبلہ بن الایہم تھا جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا۔ لمحبتھما لہ: والدین کا بچے کی محبت کی وجہ سے کفر کی طرف مائل ہو جانے کا خوف تھا۔

طبع کافرا: جو کہ اپنی خلقی جبلت کے اعتبار سے ہی کافر تھا، اور یہ اس حدیث "کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام یعنی ہر نیا پیدا ہونے والا بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے" سے مستثنی ہے۔

فولدت نبیا: کافر بیٹے کی موت کے بعد اس کے والدین کو بیٹی عطا فرمائی گئی جو کہ ایک نبی کے نکاح میں آئی اور اُس سے بارہ یا ستر نبی پیدا ہوئے، اور حضرت خضر کا لڑکے کو قتل کرنا ان کی اپنی شریعت کے مطابق جائز تھا نہ کہ ہماری شریعت کے مطابق، اور ان کی شریعت میں بچے کو قتل کرنا کفر نہ تھا مگر یہ کہ کوئی میدان جنگ میں تلوار سے قتل کر دے، جس طرح حضرت خضر نے جان لیا اسی طرح اگر کوئی ایسا جان لے تو اس کے لیے بچے کو قتل کرنا جائز نہ ہوگا، بعض خوارج نے شبہ پیش کیا جیسا کہ ابن عیاض نے شبہ پیش کیا کہ حضرت خضر نے بچے کو کیسے قتل کر دیا جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کافروں کی اولاد کو قتل کرنے کے خلاف ہے؟، اس کا جواب یہ ہے کہ روایت میں ہے کہ جب حضرت خضر نے بچے کو قتل کر دیا تو حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا ﴿اقتلت نفسا زکیۃ (الکہف: ۷۴)﴾ تو حضرت خضر غصے میں آ گئے اور اس قتل شدہ بچے کا ایک شانہ کاٹ کر اس کا گوشت دکھایا جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ کافر ہے کبھی ایمان نہ لائے گا، الختصر۔

مال مدفون من ذھب وفضۃ: کا بیان حاشیہ نمبر۴ میں دیکھ لیں۔ ای ایناس رشدھما: یعنی بڑے ہو کر دونوں لڑکے قوت و کمال کو

پہنچے۔بل بامر الهام من الله: الہام کا نام لیا، وحی نہ کہا اس لیے کہ وحی کے لیے نبوت کا پایا جانا ضروری ہے۔

فاراد ربک: جب حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جدائی کا ارادہ کیا تو ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھے کچھ نصیحتیں فرمائیں تو حضرت خضر نے جواباً ارشاد فرمایا: ''مسکرانے والے ہنسنے والے نہیں، خواہشات کے پیچھے نہ پڑو، بغیر حاجت کے کسی جگہ کا سفر اختیار نہ کرو، خطا کاروں کی خطاؤں کے پیچھے نہ پڑو، اے عمران کے بیٹے اپنی خطاؤں پر رونا سیکھو''۔(الصاوی، ج٤، ص۳۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ ﴾اى اليَهُودِ﴿عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ط﴾اِسمُهٗ اَسْكَنْدَرُ ولَمْ يكُنْ نَبِيًّا ﴿قُلْ سَاُتْلُوْا ﴾سَاَقُصُّ ﴿عَلَيْكُم مِّنْهُ ﴾مِنْ حالِهٖ﴿ذِكْرًا (۸۳)﴾خَبَرَ﴿اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ ﴾بِتَسْهِيْلِ السَّيْرِ فِيهَا﴿وَ آتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ ﴾يَحْتَاجُ اِلَيْهِ﴿سَبَبًا (۸۴)﴾طَرِيْقًا يُوصِلُ اِلَى مُرادِهٖ﴿فَاَتْبَعَ سَبَبًا (۸۵)﴾سَلَكَ طَرِيْقًا نَحْوَ الْمَغْرِبِ ﴿حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ ﴾مَوْضِعَ غُرُوبِهَا﴿وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ ﴾ذَاتَ حَمَاةٍ وهِىَ الطِّيْنُ الْاَسْوَدُ وَغُروبِهَا فِى الْعَيْنِ فِى رَاْىِ العين واِلَّا فَهِىَ اَعظَمُ مِنَ الدنيَا﴿وَّوَجَدَ عِنْدَهَا ﴾اىِ العَيْنِ﴿قَوْمًا ط﴾ كَافِرِينَ﴿قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ ﴾بِالْهَامِ﴿اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ ﴾الْقَوْمَ بِالْقَتْلِ﴿وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا (۸٦)﴾بِالْاَسْرِ﴿قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ ﴾بِالشِّرْكِ﴿فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ﴾نَقْتُلُهٗ﴿ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا (۸۷)﴾بِسُكُونِ الكَافِ وَضَمِّهَا شَدِيْدًا فِى النَّارِ﴿وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰى ج ﴾اَىِ الجَنَّةُ وَالْاِضَافَةُ لِلْبَيَان وَفِى قِرَائَةٍ بِنَصَب جَزَاءً وَتَنْوِيْنِهٖ قَال الفَرَّاءُ نَصبُهٗ على التَفْسِيرِ اى لجِهَةِ النِّسْبَةِ﴿وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا (۸۸)﴾اَى نَاْمُرُهٗ بِمَا يَسْهَلُ عليه ﴿ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا (۸۹)﴾نَحوَ المَشْرِقِ﴿ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ ﴾مَوضِعَ طُلُوعِهَا﴿وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ ﴾هُمُ الذَّبْحُ ﴿لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا ﴾اَى الشَّمْسِ﴿سِتْرًا (۹۰)﴾مِنْ لِبَاسٍ وَلَا سَقْفٍ لِاَنَّ اَرضَهُمْ لا تَحْمِلُ بنَاءً وَلَهُمْ سَرُوبٌ يَغِيْبُوْنَ فِيْهَا عَنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَيَظْهَرونَ عِندَ اِرْتِفَاعِهَا﴿كَذٰلِكَ ط﴾اَىِ الْاَمرِ كَمَا قُلنَا﴿وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ ﴾اَى عِندَ ذِى الْقَرنَينِ مِنَ الْاٰلاتِ وَالْجُندِ وَغَيرُهُمَا﴿خُبْرًا (۹۱)﴾عِلمًا﴿ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا (۹۲)حَتّٰى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ ﴾بِفَتحِ السِّينِ وضَمِّهَا هُنَا وَبَعدَهُما جَبَلَانِ بِمُنْقَطِعِ بِلَادِ التُّركِ سَدُّ الاَسْكَندرُ ما بَينَهُما كَما سَيَاتِى﴿وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا ﴾اَى اَمَامَهُما﴿قَوْمًا لا لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا (۹۳)﴾اَى لَا يَفْهَمُونَهٗ اِلَّا بَعدَ بُطوءٍ وَفِى قِرائَةٍ بِضمِّ اليَاءِ وَكَسرِ القَافِ﴿قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ ﴾بِالْهَمْزَةِ وَتَركِهَا اِسْمَانِ اَعْجَمِيَانِ لِقَبِيلَتَينِ فَلَمْ يَنْصَرِفَا﴿مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ﴾بِالنَّهْبِ وَالبَغْيِ عندَ خُروجِهِمْ اِلَينَا﴿فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا ﴾جُعْلًا مِنَ المَالِ وَفِى قِرائَةٍ خِراجًا﴿عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا (۹۴)﴾حَاجِزًا فَلَا يَصِلُونَ اِلينَا﴿قَالَ مَا مَكَّنِّىْ ﴾وَفِى قِرائَةٍ بِالنُّونَينِ مِن غَيرِ اِدغَامٍ﴿فِيْهِ رَبِّىْ ﴾مِنَ المَالِ وَغَيرِهٖ﴿خَيْرٌ ﴾مِنْ خَرجِكُمُ الَّذِىْ تَجْعَلونَهٗ لِى فَلا حَاجَةَ لِى اِلَيهِ وَاجعَلُ لَكُمُ السَّدَّ تَبَرُّعًا﴿فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ ﴾لَمَّا اَطْلُبُهٗ

مِنْكُمْ ﴿اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا (۹۵)﴾ حَاجِزًا حَصِينًا ﴿اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ﴾ قِطَعَةٌ على قَدْرِ الْحِجَارَةِ الَّتِي يَبْنِيْ بِهَا فَبَنٰى بِهَا وَجَعَلَ بَيْنَهَا الْحَطَبَ والفَحْمَ ﴿حَتّٰى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ﴾ بِضَمِّ الحَرْفَيْنِ وَفَتْحِهِمَا وضَمِّ الاول وسُكونِ الثَّانِي اى جَانِبَي الجَبَلَينِ بِالْبِنَاءِ وَوَضَعَ المَنَافِخَ وَالنَّارَ حولَ ذَالِكَ ﴿قَالَ انْفُخُوْا ؕ﴾ فَنَفَخُوا ﴿حَتّٰى اِذَا جَعَلَهٗ﴾ اَى الحَدِيدَ ﴿نَارًا ۙ﴾ اَى كَالنَّارِ ﴿قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا (۹۶)﴾ هُوَ النُّحَاسُ المُذَابُ تَنَازَعَ فِيهِ الفِعْلَانِ وَحُذِفَ مِنَ الاوَّلِ لِاَعْمَالِ الثَّانِيْ فَاَفْرَغَ النُّحَاسَ المُذَابَ على الحَدِيدِ المُحْمٰى فَدَخَلَ بَيْنَ زُبَرِهٖ فَصَارَا شَيْئًا وَاحِدًا ﴿فَمَا اسْطَاعُوْٓا﴾ اَى يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ ﴿اَنْ يَّظْهَرُوْهُ﴾ يَعْلُوا ظَهْرَهٗ لِاِرْتِفَاعِهٖ وَمَلَاسَتِهٖ ﴿وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا (۹۷)﴾ خَرْقًا لِصَلَابَتِهٖ وَسَمْكِهٖ ﴿قَالَ﴾ ذُو القَرنَينِ ﴿هٰذَا﴾ اَى السُّد اَيِ الْاِقْدَارُ عليه ﴿رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ﴾ نِعمَةٌ لِاَنَّهٗ مَانِعٌ مِنْ خُروجِهِمْ ﴿فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ﴾ بِخُروجِهِمُ القَرِيبَ مِنَ البَعْثِ ﴿جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ﴾ مَدْكُوكًا مَبْسُوطًا ﴿وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ﴾ بِخُروجِهِمْ وَغَيرِهِمْ ﴿حَقًّا (۹۸)﴾ كَائِنًا ﴿وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ﴾ يَومَ خُروجِهِمْ ﴿يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ﴾ يَخْتَلِطُ بِهٖ بِكَثْرَتِهِمْ ﴿وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ﴾ اَيِ الْقَرنِ لِلبَعْثِ ﴿فَجَمَعْنٰهُمْ﴾ اَيِ الخَلائِقَ فِي مَكَانٍ واحِدٍ يَوم القِيٰمَةِ ﴿جَمْعًا (۹۹) وَّعَرَضْنَا﴾ قَرَّبنَا ﴿جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ۙ(۱۰۰) الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ﴾ بَدَلٌ مِنَ الكَافِرِينَ ﴿فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ﴾ اَيِ القُرآنِ فَهُمْ عُمْيٌ لَايَهتَدُونَ بِهٖ ﴿وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا (۱۰۱)﴾ اَى لَايَقْدِرونَ اَنْ يَسْمَعُوا مِنَ النَّبِيِّ مَايَتْلُوا عليهِمْ بُغْضًا له فَلَا يُومنون بِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

اور (یہودی) تم سے ذالقرنین......۱......کے بارے میں پوچھتے ہیں (ان کا نام اسکندر ہے یہ نبی نہیں تھے) تم فرماؤ میں اس کی خبر تمہیں بیان کرتا ہوں (سـاتلوا بمعنی سـاقص ہے، منـه سے مراد من حالـه ہے اور ذکـرا بمعنی خبـرا ہے) ہم نے اسے زمین ......۲......میں قابو دیا (زمین میں سفر کرنا اس کے لیے آسان فرما کر) اور (ضرورت کی) ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا (ایک رستہ عطا فرمایا جو اُسے اُس کی مراد تک لے جانے والا ہوتا ہے) تو وہ ایک سامان کے پیچھے چلا (مغرب......۳......کی جانب ایک رستے کو چلا) یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچا (مغرب الشمس کا معنی سورج غروب ہونے کی جگہ ہے) اسے ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا پایا (حـمئة بمعنی ذات حـمئة ہے اس کا معنی کالی مٹی ہے اور سورج کا چشمے میں غروب ہونا یہ دیکھنے میں لگ رہا تھا ورنہ خود سورج تو دنیا سے کہیں زیادہ بڑا ہے) اور اس (چشمے) کے پاس اس نے ایک کافر قوم کو پایا ہم نے (بطور الہام......۴......فرمایا) اے ذوالقرنین یا تم (اس قوم کو) عذاب دو (قتل کر کے) یا ان کے ساتھ بھلائی اختیار کرلو (ان کو قید میں لاکر) عرض کی کہ وہ جس نے ظلم (شرک) کیا اسے تو ہم عنقریب سزا دینگے ہم (اسے قتل کر دینگے) پھر وہ اپنے رب کی طرف پھیرا جائے گا وہ اسے بُری مار مارے گا (جہنم میں اسے شدید مار مارے گا، نـكـرا کو کاف مضمومہ اور ساکنہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور جو ایمان لایا اور نیک کام کیا تو اس کا بدلہ حُسْنٰی (یعنی جنت ہے، جزاء الحسنى میں اضافت بیانیہ ہے اور ایک قرائت میں جزاء کو منصوب ومنون پڑھا گیا ہے

فراء کا قول ہے کہ یہ تصغیر کی بناء پر منصوب ہے خبر مقدم کی نسبت کی جہت سے ہے) اور عنقریب ہم اسے آسان کام کہیں گے (یعنی اسے اپنے کام کا حکم دینگے جو اس پر آسان ہو) پھر ایک سامان کے پیچھے چلا (مشرق......۵......کی سمت) یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا (مطلع الشمس کا معنی سورج طلوع ہونے کی جگہ ہے) ایسی قوم پر نکلتے پایا جس کے لیے ہم نے اس سے (یعنی سورج) کوئی آڑ نہ رکھی (لباس......۶......اور نہ ہی چھت کیونکہ ان کی رہائشی زمین عمارت بنائے جانے کی متحمل نہ تھی ان کے لیے غار تھے سورج طلوع ہوتے وقت وہ ان میں چھپ جایا کرتے اور سورج بلند ہوتے وقت ظاہر ہو جایا کرتے) اور یونہی ہے (یعنی معاملہ یونہی ہے جیسا کہ ہم نے فرمایا) اور جو کچھ (آلات اور لشکر وغیرہ) اس کے (یعنی ذالقرنین کے) پاس تھا سب کو ہمارا علم محیط ہے (خبرا بمعنی علما ہے) پھر ایک سامان کے پیچھے چلا یہاں تک کہ دو پہاڑ کے بیچ پہنچا (سدین......۷......کو سین مفتوحہ اور مضمومہ دونوں کے ساتھ یہاں اور اس کے بعد اگلے دو مقامات پر پڑھا گیا ہے، سدین کا معنی دو پہاڑ ہیں یہ پہاڑ ترک کے آخر شہر میں تھے اور دیوار اسکندر دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے جیسا کہ اس کی وضاحت عنقریب آئے گی) ان سے ادھر (یعنی دونوں پہاڑوں کے سامنے) کچھ ایسے لوگ پائے کہ کوئی بات سمجھتے معلوم نہ ہوتے تھے (یعنی وہ بات اشاروں کی زبان میں سمجھتے تھے اور ایک قرائت میں یفقھون کو یاء مضمومہ اور قاف مکسورہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) انہوں نے کہا اے ذوالقرنین بیشک یاجوج ماجوج......۸......(لفظ یاجوج ماجوج کو ہمزہ کے ساتھ یعنی یاجوج ماجوج اور بغیر ہمزہ کے یاجوج ماجوج پڑھا گیا ہے، یہ دونوں عجمی اسم ہیں دو قبیلوں کے نام ہیں اور غیر منصرف ہیں) زمین میں فساد مچاتے ہیں (ہماری طرف نکل کر قتل و غارتگری اور بغاوت کر کے فساد کرتے ہیں) تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ مال مقرر کر دیں (یعنی مال کا ایک حصہ آپ کے لیے متعین کر دیں اور ایک قرائت میں خرجا کی جگہ خراجا آیا ہے) اس پر کہ آپ ہم میں اور ان میں ایک دیوار بنا دیں (ایک آڑ بنا دیں کہ وہ ہم تک نہ پہنچ پائیں) کہا وہ جس پر مجھے قابو دیا (مکنی کو ایک قرائت میں بغیر ادغام کیے دونوں کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) میرے رب نے (یعنی جو مال وغیرہ مجھے میرے رب نے عطا فرمایا ہے وہ) بہتر ہے (تمہارے مال سے جو تم میرے لیے مقرر کرو گے پس مجھے اس مال کی کچھ حاجت نہیں ہے میں تمہارے لیے یہ دیوار بطور احسان بنا دونگا) تم میری طاقت سے مدد کرو (جب کہ میں تم سے اس کا مطالبہ کروں اس وقت) میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ بنا دوں (ردما مضبوط آڑ کو کہتے ہیں) میرے پاس لوہے کے تختے لاؤ (عمارت بنانے میں کام آنے والے پتھروں کی لمبائی چوڑائی کے مطابق لوہے کے ٹکڑے لے کر آؤ آپ نے ان لوہے کے ٹکڑوں سے دیوار بنائی اور اس کے بیچ میں ایندھن اور کوئلہ بھر دیا) یہاں تک کہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں سے برابر کر دی (صدفین کو صاد اور دال کے فتحہ اور دونوں کے ضمہ کے ساتھ صاد مضمومہ اور دال ساکنہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے، معنی یہ ہے کہ پہاڑوں کی دونوں جانبوں میں دیوار بنا دی گئی اور دھونکیاں اور آگ اس کے گرد رکھ دی گئی) کہا دھونکو (تو انہوں نے اسے دھونکا) یہاں تک کہ جب اسے (یعنی اس لوہے کو) آگ کر دیا (یعنی آگ کی طرح کر دیا) کہا لاؤ میں اس پر پگھلا ہوا تانبہ انڈیل دوں (قطرا کا معنی ہے پگھلا ہوا تانبہ، قطرا میں تنازع فعلان ہے دوسرے فعل کو عمل دینے کی وجہ سے پہلے فعل سے ضمیر کو حذف کر دیا گیا ہے پھر آپ نے اس گرم کردہ لوہے میں وہ پگھلا ہوا تانبہ انڈیل دیا تو یوں وہ تانبہ ان لوہے کے ٹکڑوں میں داخل ہو گیا اور وہ سب ایک جسم ہو کر رہ گئے) تو وہ (یعنی یاجوج اور ماجوج) اس پر نہ چڑھ سکے (دیوار کے بلند اور چکنی ہونے کی وجہ سے وہ اس پر نہ چڑھ سکے) اور نہ اس میں سوراخ کر سکے (اس دیوار کی سختی اور موٹائی کی وجہ سے سوراخ نہیں کر سکے) کہا (ذوالقرنین نے) یہ (یعنی دیوار، اس دیوار کو بنا لینا) میرے رب کی رحمت ہے (اس کی عطا کردہ نعمت ہے کیونکہ ان کے نکلنے کیلئے مانع ہے) پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا (ان کو نکالنے کا، اور یہ مقام قیامت کے قریب ہوگا) اسے پاش پاش کر دے

گا (اسے ملیامیٹ کر کے زمین سے ملادیگا) اور میرے رب کا وعدہ (یاجوج ماجوج کے نکلنے اور دیگر معاملات کے بارے میں) سچا ہے (جو ہو کر رہے گا، اللہ ﷻ فرماتا ہے) اور اس دن (یعنی ان کے باہر نکلنے کے دن) ہم انہیں چھوڑ دیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے پر بصورت ریلا آئے گا (یعنی باکثرت ہونے کی وجہ سے وہ آپس میں گڈمڈ ہو رہے ہونگے) اور صور......۹......(سینگ) میں پھونکا جائے گا (مردوں کو اٹھانے کے لیے) تو ہم سب کو اکٹھا کرلائیں گے (یعنی بروز قیامت تمام مخلوق کو ایک مقام میں جمع کر دینگے) اور ہم قریب کردیں گے (عرضنا بمعنی قربنا ہے) جہنم کو کافروں کے خوب قریب وہ جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا تھا (یعنی قرآن سے، وہ قرآن پاک کے سمجھنے سے اندھے تھے اور وہ اس کو سمجھ نہیں سکتے تھے) اور حق بات سن نہ سکتے تھے (یعنی نبی کریم ﷺ جو ان پر تلاوت کیا کرتے تھے وہ آپ ﷺ سے بغض رکھنے کے سبب اسے سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے کہ وہ اس پر ایمان لے کر آتے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ویسئلونک عن ذی القرنین قل ساتلوا علیکم منہ ذکرا﴾.

و: مستانفہ، یسئلونک: فعل بافاعل ومفعول، عن ذی القرنین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، قل: قول، ساتلوا: فعل بافاعل، علیکم: ظرف لغو، منہ: ظرف مستقر حال مقدم، ذکرا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انا مکنا لہ فی الارض واتینہ من کل شیء سببا﴾.

انا: حرف مشبہ واسم، مکنالہ: فعل بافاعل وظرف لغو اول، فی الارض: ظرف لغو ثانی، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتینہ: فعل بافاعل و مفعول، من کل شیء: ظرف مستقر حال مقدم، سببا: ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاتبع سببا O حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئۃ ووجد عندھا قوما﴾.

ف: عاطفہ، اتبع سببا: فعل بافاعل ومفعول، حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، بلغ مغرب الشمس: فعل بافاعل ومفعول ملکر شرط، وجدھا: فعل بافاعل، ھا: ضمیر مفعول، تغرب فی عین حمئۃ: جملہ فعلیہ مفعول ثانی، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، وجد عندھا قوما: فعل بافاعل وظرف ومفعول، ملکر معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قلنا یذاالقرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیھم حسنا﴾.

قلنا: قول، یذاالقرنین: جملہ ندائیہ، اما: حرف شرط، ان تعذب: جملہ بتاول مصدر خبر محذوف "واقع" کے لیے مبتدا، ملکر شرط محذوف "مھما یکن من شیء فی الدنیا" کے لیے جزا، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اما: شرطیہ، ان: مصدریہ، تتخذ: فعل بافاعل، فیھم: ظرف لغو، حسنا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر بتاویل مصدر خبر محذوف "واقع" کے لیے مبتدا، ملکر شرط محذوف "مھما یکن من شیء فی الدنیا" کے لیے جزا، ملکر معطوف، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال اما من ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ عذابا نکرا﴾.

قال: قول، اما: حرف شرط، من ظلم: موصول صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، سوف: حرف استقبال، نعذبہ: جملہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یرد الی ربہ: جملہ فعلیہ معطوف، ف: عاطفہ، یعذبہ: فعل بافاعل ومفعول، عذابا نکرا: مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر شرط محذوف "مھمایکن من شیء فی الدنیا" کے لیے جزا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واما من آمن وعمل صالحا فلہ جزاء الحسنی﴾.

و: عاطفہ، اما: حرف شرط، من: موصولہ، امن: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عمل صالحا: جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ، ملکر

مبتدا،ف: جزائیہ، له :ظرف مستقر خبر مقدم، جزاء: تمیز مقدم، حسنی :ممیز مؤخر، ملکر شرط محذوف "مھما یکن من شیء فی الدنیا" کے لیے جزا،ملکر ماقبل " اما من ظلم" پر معطوف ہے۔

﴿و سنقول له من امرنا یسرا﴾.

و : عاطفہ، سنقول له: فعل بافاعل وظرف لغو، من امرنا: ظرف مستقر حال مقدم، یسرا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم اتبع سببا O حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدها تطلع علی قوم لم نجعل لهم من دونها سترا﴾.

ثم: عاطفہ، اتبع سببا: فعل بافاعل ومفعول، حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، بلغ مطلع الشمس: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، وجدها: فعل بافاعل ومفعول، علی: جار، قوم: موصوف، لم نجعل لهم: فعل نفی بافاعل وظرف لغو، من دونها: ظرف مستقر حال مقدم، سترا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک وقد احطنا بما لدیه خبرا﴾.

کذلک: ظرف مستقر "الامر" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، قد: تحقیقیہ، احطنا: فعل، ب: جار، مالدیه: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، خبرا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم اتبع سببا O حتی اذا بلغ بین السدین وجد من دونهما قوما لا یکادون یفقهون قولا﴾.

ثم عاطفہ، اتبع سببا: فعل بافاعل ومفعول، حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، بلغ بین السدین: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، وجد: فعل بافاعل، من دونهما: ظرف لغو، قوما: موصوف، لایکادون: فعل نفی وضمیر اسم، یفقهون قولا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جواب شرط، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا یذاالقرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض﴾.

قالوا: قول، یذاالقرنین: جملہ ندائیہ، ان: حرف مشبہ، یاجوج وماجوج: ملکر اسم، مفسدون فی الارض: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فهل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا وبینهم سدا﴾.

ف: عاطفہ، هل: حرف استفہام، نجعل لک: فعل بافاعل وظرف لغو، خرجا: موصوف، علی: جار، ان: مصدریہ، تجعل: فعل بافاعل، بیننا و بینهم: ملکر ظرف، سدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال ما مکنی فیه ربی خیر﴾.

قال: قول، ما: موصولہ، مکنی فیه ربی: فعل ومفعول وظرف لغو وفاعل، ملکر جملہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا، خیر: خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاعینونی بقوة اجعل بینکم وبینهم ردما﴾.

ف: فصیحہ، اعینونی: فعل امر بافاعل ومفعول، بقوة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، اجعل: فعل بافاعل، بینکم و بینهم: ملکر ظرف، ردما: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے۔

﴿آتونی زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتی اذا جعله نارا قال اتونی اُفرغ علیه قطرا﴾.

اتونی زبر الحدید: فعل امر بافاعل ومفعول ومفعول ثانی، حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ، ساوی بین الصدفین: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قل: قول، انفخوا: فعل امر بافاعل، حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جعله نارا: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی

،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قال: قول، اتونی: فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ، افرغ علیہ: فعل بافاعل وظرف لغو، قطرا: مفعول،ملکر جواب امر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ جواب شرط،ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جواب شرط،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،اتونی اپنے متعلقات سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فما اسطاعوا ان یظهروہ وما استطاعوا له نقبا﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "یتقبوہ"، ما اسطاعوا: فعل نفی بافاعل،ان یظهروہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما استطاعوا: فعل نفی بافاعل، له نقبا: شبہ جملہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال هذا رحمة من ربی فاذا جاء وعد ربی جعله دکاء﴾.

قال: قول، هذا: مبتدا، رحمة: موصوف، من ربی: ظرف مستقر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ قولیہ، ف: مستانفہ،اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء: فعل، وعد ربی: فاعل ملکر جملہ ہوکر شرط، جعله: فعل بافاعل ومفعول، دکاء: مفعول ثانی،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وکان وعد ربی حقاO وترکنا بعضهم یومئذ یموج فی بعض﴾.

و: عاطفہ، کان: فعل ناقص، وعد ربی: اسم، حقا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ، ترکنا: فعل بافاعل، بعضهم: مفعول، یومئذ: ظرف مقدم ،یموج: فعل بافاعل، فی بعض: ظرف لغو،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونفخ فی الصور فجمعنهم جمعا O وعرضنا جهنم یومئذ للکفرین عرضا﴾.

و: عاطفہ، نفخ فی الصور: فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ،ف: عاطفہ، جمعنهم: فعل بافاعل و مفعول، جمعا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ، و: عاطفہ، عرضنا: فعل بافاعل، جهنم: مفعول،یومئذ: ظرف، للکفرین: ظرف لغو، عرضا: مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین کانت اعینهم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعا﴾.

الذین: موصول، کانت: فعل ناقص،اعینهم: اسم، فی: جار،غطاء: موصوف،عن ذکری: ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر خبر، ملکر صلہ،ملکر ماقبل "للکفرین عرضا" میں "کفرین" کی صفت واقع ہے،و: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، لا یستطیعون سمعا: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ذوالقرنین کے بارے میں تحقیق:

۱......ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق نیک بادشاہ تھے، اللہ ان کے عمل سے راضی ہوا اور اپنی پاک کتاب (قرآن مجید) میں ان کی شان بیان فرمائی، اور حضرت خضر ان کے وزیر تھے اور لوگوں کے معاملات میں مشاورت کے لیے وزیر کی حیثیت سے قدم رنجہ ہوتے تھے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ نبی تھے،ایک قول رسول ہونے کے بارے میں بھی ملتا ہے۔ارزقی وغیرہ نے لکھا ہے کہ ذوالقرنین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور ان کے ساتھ کعبہ معظمہ کا طواف بھی کیا،ایک قول کے مطابق پیدل حج کا سفر اختیار کیا، اللہ نے بادل کو ان کا تابع بنادیا جہاں چاہتے تھے بادل ان کے ساتھ چلتا تھا۔

علامہ ابوعبداللہ مالکی قرطبی نے لکھا ہے کہ ان کو ذوالقرنین کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے بالوں کی دو مینڈھیاں تھیں۔ایک قول یہ ہے کہ اس نے اپنے ملک میں خواب دیکھا تھا کہ اس نے سورج کے دو سینگوں پر قبضہ کرلیا ہے اس نے اس خواب کو بیان کیا تو

اس کی یہ تعبیر بیان کی گئی کہ وہ تمام دنیا کو ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک فتح کرے گا اسی کی وجہ سے ان کا نام ذوالقرنین پڑ گیا۔ ان کو ذوالقرنین کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انکے سر کے دونوں جانبوں میں سینگ کے مشابہ کوئی چیز تھی۔ امام ابن جریر نے لکھا کہ ذوالقرنین سے مراد سکندر رومی نہیں بلکہ سکندر رومی ابن فیلیس المقدونی ہے اس کا ظہور بعد میں ہوا ہے۔ اور ذوالقرنین کے متعلق ازرقی نے لکھا اس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ کعبہ کا طواف کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ یہ نبی تھا یا ولی؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ نبی تھا نہ بادشاہ تھا بلکہ وہ اللہ کا ایک نیک بندہ تھا۔

ابن عساکر کے قول کے مطابق ٣٦ سال زندگی گزاری، ایک قول کے مطابق ٣٢ سال زندہ رہے، حضرت داؤد علیہ السلام کے ٧٤٠ سال کے بعد ہوئے، ان کی بادشاہی ١٧ سال رہی۔

(البداية والنهاية، باب خبر ذی القرنین، ج ١، الجزء الثاني، ص ٤٩٢ وغیرہ) (تبیان القرآن، ج ٧، ص ٢٠٩)

ذوالقرنین کو زمین میں قابو دینے کا بیان:

٢..... یعنی ذوالقرنین کو زمین کی بادشاہی، جاہ منصب، اور ہر وہ چیز جو بادشاہ کو دی جاتی ہے دے دی گئی۔ مشرق و مغرب کی زمین میں سلطنت، آلات حرب، محلات وغیرہ، عرب و عجم میں خدمت گار پیدا کر دیئے بلکہ ذوالقرنین اپنی کوشش سے مشرق و مغرب میں طلوع و غروب کے مقامات تک جا پہنچا۔ (ابن کثیر، ج ٣، ص ١٢٦)

ذوالقرنین کا جانب مغرب سفر:

٣..... مغرب الشمس سے مراد قابل رہائش زمین کی انتہاء ہے جو مغرب کی جانب تھی، ابو جعفر، عامر، حمزہ، کسائی اور ابو بکر نے حمیۃ یعنی رامیۃ کے وزن پر ہمزہ کے بغیر الف کے ساتھ پڑھا ہے جس کا معنی گرم ہے، باقی قراء نے بغیر الف کے مـــلقہ کے وزن پر مہموز پڑھا ہے۔ اور یہ حمئت البئر سے مشتق ہے جب کنویں کی مٹی سیاہ ہو جائے تو حمئۃ کا معنی سیاہ کیچڑ ہے۔ دونوں قرائتوں کے درمیان معنوی طور پر کوئی مخالفت نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ چشمہ دونوں وصفوں کا حامل ہو (گرم بھی ہو، سیاہ بھی ہو) اور یہ بھی جائز ہے کہ حـــامئۃ کی یاء ہمزہ سے بدل کر آئی ہو کیونکہ اس کا ماقبل کسرہ ہے۔ اس صورت میں دونوں قرائتیں متحد ہو جائیں گی یعنی سیاہ کیچڑ والا چشمہ مراد ہوگا۔ امام بغوی فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کعب سے پوچھا توریت میں کیا کہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہم توریت میں پڑھتے تھے کہ وہ پانی اور مٹی میں غروب ہوتا ہے۔ امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ شاید ذوالقرنین بحر محیط کے ساحل پر پہنچا ہو اور اسے اسی طرح نظر آیا ہو کیونکہ حد نظر تک پانی کے سوا کچھ نہیں نظر آیا ہوگا، اسی لئے اللہ نے فرمایا: ﴿وجـــدهـــا تغرب (الکہف:٨٦)﴾ اس نے سورج کو غروب ہوتے پایا یہ نہیں فرمایا کہ واقعی سورج غروب ہو رہا تھا۔ (المظہری، ج ٤، ص ٣٥٦)

الہام کی شرعی حیثیت:

٤..... تعریف: دل میں بطریق فیض کسی چیز کا پیدا ہونا الہام کہلاتا ہے۔ الہام اسباب علم سے نہیں بلکہ اسباب معرفت سے ہے اور جمہور کے نزدیک حجت نہیں لیکن صوفیاء اسے حجت مانتے ہیں جب کہ یہی الہام اگر رسول سے ثابت ہو تو تمام کے نزدیک حجت قرار پاتا ہے۔ اہل سنت و جماعت کے سوا باقی صوفیہ و روافض کے نزدیک اس کا تعلق اسباب علم سے ہے ان کی دلیل ﴿فالهمها فجورها وتقوها (الشمس:٨)﴾ ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں الہام بمعنی اعلام ہے یعنی کتابوں اور رسولوں کو نازل کیا گیا تاکہ (اے لوگوں تمہارے لئے رسولوں پر) معنیٰ مذکور کی وجہ تخصیص ظاہر ہو جائے۔ (شرح عقائد، ص ٢٣)

ذوالقرنین کا جانب مشرق سفر:

۵......قتادہ اور حسن کا قول ہے کہ سورج اور اس قوم کے مابین کوئی آڑ نہیں تھی (اس لئے کہ یہاں نہ تو درخت تھے، نہ پہاڑ، نہ عمارتیں) یہ لوگ مکان نہیں بناتے تھے بلکہ سرنگوں میں رہتے تھے، پس جب سورج غروب ہوتا تو کسب معاش کے لیے نکلتے۔
(البغوی، ص ۵۵۸)

انسانی زندگی میں لباس کی اہمیت:

۶......امام بیضاوی نے بعض بزرگوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس قوم کا لباس وحشی جانوروں کی کھالیں تھیں اور سمندر جو کچھ باہر پھینکتا ہے وہ ان کی خوراک تھی، اور عقیدہ کے اعتبار سے یہ لوگ کافر تھے۔ (المظھری، ج۴، ص ۳۵۶)۔ہمیں یہ قول تفسیر بیضاوی میں نہ ملا، اس لیے مظہری کے حوالے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

☆......سید عالم ﷺ کو حبرہ بہت پسند تھا، یہ ایک قسم کی دھاری دار چادر ہوتی تھی جو یمن میں بنتی تھی
(صحیح البخاری، کتاب اللباس ،باب البرود والحبرۃ، رقم: ۵۸۱۳،ص۱۰۲۵)

☆......حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بی بی عائشہ نے پیوند لگی ہوئی کملی اور موٹا تہبند نکالا اور کہا کہ سید عالم ﷺ کی وفات انہی کپڑوں میں ہوئی۔
(صحیح البخاری ،کتاب اللباس، باب الاکسیۃ والخمائص، رقم :۵۸۱۸،ص۱۰۲۶)

اتنا لباس جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی سردی کی تکلیف سے بچے فرض ہے اور اس سے زائد جس سے زینت حاصل ہو جائے اور یہ کہ جب اللہ نے دیا ہے تو اس کی نعمت کا اظہار ہو جائے مستحب ہے۔ خاص موقع پر مثلاً جمعہ یا عید کے دن عمدہ کپڑے پہننا مباح ہے، اس قسم کے کپڑے روز نہ پہنے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اترانے لگے اور غریبوں کو جن کے پاس ایسے کپڑے نہیں ہیں نظر حقارت سے دیکھے، لہذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔ اور تکبر کے طور پر جو لباس ہو وہ ممنوع ہے، تکبر ہے یا نہیں، اس کی شناخت یوں کرے کہ ان کپڑوں کے پہننے سے پہلے جو حالت پاتا تھا اگر پہننے کے بعد بھی وہی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ ان کپڑوں سے تکبر پیدا نہیں ہوا اور اگر وہ حالت اب باقی نہیں رہی تو تکبر آ گیا، لہذا ایسے کپڑے سے بچے کہ تکبر بُری صفت ہے۔
((ردالمختار ،کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس ،ج۹،ص۵۰۵)،(بہارشریعت مخرجہ، حصہ ۱۶، باب:لباس کا بیان،ص۴۰۹)

سد سکندری کا بیان:

۷......بعض لوگوں کی رائے میں قرآن مجید نے ذوالقرنین کی فتوحات کے سلسلہ میں جو نشانیاں بتائی ہیں وہ اچھی خاصی حد تک سکندر یونانی کی فتوحات پر منطبق ہوتی ہیں ﴿حتی اذا بلغ مغرب الشمس (الکھف:۸۶)﴾ تاریخ کا بھی بیان ہے کہ سکندر کی ابتدائی فوج کشی شمال ومغرب ہی کی جانب تھی۔ عین حمئۃ سے مراد جھیل ocbrida ہو سکتی ہے جو مناستر سے پچاس میل جانب مغرب واقع ہے۔ یہ چشمہ اپنے سیاہی مائل گدلے پانی کے لیے مشہور ہے۔ یہاں تک کہ جو دریا اس سے نکلا ہے اس کا نام بھی دریائے سیاہ black drink ہے اس سے بحر اسود بھی مراد لیا گیا ہے۔ ''مطلع الشمس'' سکندر کے بعد کی فوج مہمات مشرق کی سمت میں ہوئیں (مراد ہے کہ اس کی مملکت کی انتہائی مشرقی حد) یاجوج ماجوج غالباً منگول قبیلے تھے جو پہاڑوں کی دوسری جانب آباد تھے اور کہیں کہیں موقع پا کر یلغار کرتے ہوئے ترکوں کے درمیان گھس آتے تھے۔ دربند میں ایک آہنی دیوار سد سکندر کے نام سے مشہور چلی آتی تھی اور اس کا پھاٹک باب الحدید کہلاتا تھا۔ یہ دربند وسط ایشیا کے مشرقی علاقے میں ضلع حصار میں بخارا سے ۱۵۰ میل جنوب ومشرق میں ۳۸ درجے عرض بلد

شمالی اور ۶۷ درجے طول البلد مشرقی پر واقع ہے۔ بہر حال یہ امر ثبوت طلب ہے کہ سکندر یونانی کی فتوحات شمالی یورپی روس اور سائیبریا تک ہوئی تھیں۔ الادریسی نے سد سکندری انہیں اطراف میں دکھائی ہے اور اس کا نقشہ بھی دیا ہے۔ (تبیان القرآن، ج۷، ص ۲۰۹)

یأجوج مأجوج کا بیان:

۸......تحقیق اس بارے میں مختلف اقوال ہیں ہم مختلف تفاسیر سے حاصل شدہ خلاصہ ذکر کرتے ہیں۔ نوح کی اولاد میں سے یافث بن نوح کی اولاد سے فسادی گروہ ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہے، زمین میں فساد کرتے، ربیع کے زمانے میں نکلتے تھے تو کھیتیاں کھا جاتے تھے، آدمیوں، وحشی جانوروں، درندوں، سانپوں تک کو کھا جاتے۔ ایک قول یہ ملتا ہے کہ یہ کافر قوم تھی شب معراج سید عالم ﷺ نے انہیں دعوت ایمان پیش کی لیکن انہوں نے لبیک نہ کہا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آدم علیہ السلام کی عجیب وغریب اولاد ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ایک رات احتلام ہوا اور ان کا نطفہ مٹی سے مل گیا تو اللہ نے اس مٹی سے یاجوج ماجوج کو پیدا فرمایا، یہی وجہ ہے کہ یہ جہت کے اعتبار سے باپ سے متصل ہیں نہ کہ ماں سے۔ لفظ یاجوج ماجوج کو ہمزہ کے ساتھ یعنی یأ جوج مأ جوج اور بغیر ہمزہ کے یاجوج ماجوج پڑھا گیا ہے، یہ دونوں عجمی اسم ہیں دو قبیلوں کے نام ہیں اور غیر منصرف ہیں کیونکہ اس میں اسباب منع صرف میں سے عجمہ اور علم دونوں شامل ہیں۔ (الجمل، ج٤، ص٤٥٦)، (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۹۹)

صور کی تحقیق:

۹......وفات عیسیٰ علیہ السلام کے ایک زمانہ کے بعد جب قیام قیامت کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے، ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی، جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہوجائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے، اور انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، رقم:٧٢٦٧/٢٩٣٧، ص١٤٣٦ ملخصا)

ان کافروں کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوگی، یعنی چالیس برس سے کم عمر کا کوئی نہ ہوگا، اب انہی پر قیامت قائم ہوگی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے سب مرجائیں گے۔ آسمان، زمین، پہاڑ، یہاں تک کہ صور واسرافیل وفرشتے سب فنا ہوجائیں گے سوائے واحد حقیقی کے کوئی باقی نہ رہے گا۔ وہ فرمائے گا لمن الملک الیوم آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟ مگر ہے کون جو جواب دے، پھر خود ہی فرمائے گا للہ الواحد القھار یعنی صرف واحد قہار اللہ کی سلطنت ہے۔ پھر اللہ جب چاہے گا اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا، اور صور کو پیدا کرکے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دے گا۔ صور پھونکتے ہی تمام اولین وآخرین ملائکہ اور انس وجن سب موجود ہوجائیں گے۔ سب سے پہلے سید عالم ﷺ کی قبر انور شق ہوگی اور وہ قبر انور سے یوں باہر تشریف لائیں گے کہ ان کے داہنے ہاتھ میں صدیق اکبر اور بائیں ہاتھ میں عمر فاروق کا ہاتھ ہوگا، پھر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدان حشر میں تشریف لے جائیں گے۔

اغراض: اسمہ الاسکندر: اس کا تعلق بنی اسکندریہ سے تھا، اسی لئے اس کا نام بھی سکندر پڑ گیا۔

ولم یکن نبیا : کا بیان حاشیہ نمبر ا میں ہے۔ بخروجھم : یہاں یأجوج مأجوج کے قرب قیامت میں نکلنے کا بیان ہے، حاشیہ نمبر ۸ دیکھیں۔

موضع غروبھا: مراد یہ ہے کہ جب زمین میں موجود آخری عمارت کے پاس پہنچا تو بحر اوقیانوس سے جاملا جہاں سمندر کا کنارہ اور اس میں سورج ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور (سورج کو) اللہ عزوجل نے عین کا نام دیا ہے، کیونکہ اللہ عزوجل کے نزدیک یہ عظیم ترین (نشانی) تھی اسی لئے اسے "العین" کے ساتھ منسوب کیا۔

وغروبھا فی العین: کہا جاتا ہے کہ سورج چوتھے آسمان پر ہوتا ہے، اور یہ زمین سے ایک سو ساٹھ گنا بلند ہوتا ہے، اس میں سورج

کیسے غروب ہوگا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہ وجدان مشاہدہ کے اعتبار سے ہے نہ کہ حقیقی اعتبار سے، جیسا کہ چلنے والا سورج کو سمندر میں طلوع وغروب ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔
کافرین: اور شہر میں بارہ ہزار دروازے تھے، اور بحراوقیانوس کے ساحل سمندر پر موجود قوم کی غذا سمندر سے حاصل ہونے والی مچھلی اور لباس وحشی جانوروں کی کھالیں تھیں۔
ای لجھۃ النسبۃ: نسبۃ خبر مقدم ہے جس کا مبتدا موخر "الحسنی" ہے، تقدیر عبارت "فالحسنی کائنۃ لہ من جھۃ الجزاء"۔
موضع طلوعھا: یعنی وہ جگہ جہاں سے سورج اولاً طلوع ہوتا ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے دوبارہ اس مقام پر بارہ سو سال میں پہنچتا ہے، ایک قول اس سے کم سالوں کا بھی ہے، بادلوں کو سورج کے لئے مسخر کردیا جاتا ہے اور راستے لپیٹ دیئے جاتے ہیں۔
بالنھب والبغی: یاجوج ماجوج ربیع کے دنوں میں نکلیں گے اور زمین پر موجود مکمل سبزہ کھا جائیں گے اور خشک گھاس کو اپنے ہمراہ لے جائیں گے۔ سد الاسکندر مابینھما: کا بیان حاشیہ نمبر ۷ دیکھ لیں۔ واجعل لکم سد تبرعا: کا بیان حاشیہ نمبر ۷ میں دیکھ لیں۔
فنبفخوا: یہاں ذوالقرنین کی کرامت کا بیان ہے کہ اللہ ﷻ نے آگ کی حرارت کو عمل کرنے سے روک دیا جس میں یہ لوگ دھونک رہے تھے، حالانکہ آگ کا لگ جانا اور جلا ڈالنا کچھ بھی ہونا قریب ترین عمل ہوسکتا تھا۔
ای القرن: مراد یہ اسرافیل علیہ السلام ہے۔ (الصاوی، ج ٤، ص ٣٤ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ﴾ ای مَلَائِکَتِی عِیْسٰی وَ عُزَیرَ ﴿مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ ط﴾ اَرْبَابًا مَفْعولُ ثَانٍ لِیَتَّخِذُوا وَالمَفعولُ الثَّانِیُ لِحَسِبَ محذُوفٌ المَعنٰی اَظَنُّوا اَنَّ الْاِتِّخَاذَ المَذْکُورَ لَا یُغْضِبُنِی وَلَا اُعَاقِبُھُمْ عَلیہِ کُلَّا ﴿اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ﴾ ھٰؤُلَاءِ وَغَیرِھِمْ ﴿نُزُلًا (١٠٢)﴾ اَی ھِیَ مُعَدَّۃٌ لَھُمْ کَالنُّزُلِ المُعَدِّ لِلضَّیْفِ ﴿قُلْ ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا (١٠٣)﴾ تَمییزٌ طَابَقَ المُمَیِّزَ وبَینَھُم بِقَولِہٖ ﴿اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا﴾ بَطَلَ عَمَلُھُمْ ﴿وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ﴾ یَظُنُّوْنَ ﴿اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (١٠٤)﴾ عَمَلًا یجَازُونَ علیہ ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ﴾ بِدَلَائِلِ تَوحِیدِہٖ مِنَ الْقُرآنِ وَغَیرِہٖ ﴿وَلِقَآئِہٖ﴾ اَی بِالبَعثِ والحِسَابِ والثَّوابِ وَالعِقَابِ ﴿فَحَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ﴾ بَطَلَتْ ﴿فَلَا نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَزْنًا (١٠٥)﴾ اَیْ لَانَجْعَلُ لَھُم قَدرًا ﴿ذٰلِکَ﴾ اَی الاَمْرُ الَّذِیْ ذُکِرتُ مِنْ حُبُوطِ اَعْمَالِھِم وغَیرِہٖ وَاِبْتِدَاءٌ ﴿جَزَآؤُھُمْ جَھَنَّمُ بِمَا کَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ ھُزُوًا (١٠٦)﴾ اَی مَھْزُوًّا بِھِمَا ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ﴾ فِی عِلمِ اللہِ ﴿جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ﴾ ھُوَ وَسَطُ الجَنَّۃِ وَاَعلَاھَا وَالْاِضَافَۃُ اِلَیہِ لِلْبَیَانِ ﴿نُزُلًا (١٠٧)﴾ مَنزِلًا ﴿خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یَبْغُوْنَ﴾ یَطلُبُونَ ﴿عَنْھَا حِوَلًا (١٠٨)﴾ تَحوِلًا اِلٰی غَیرِھَا ﴿قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ﴾ اَیْ مَاؤُہٗ ﴿مِدَادًا﴾ ھُوَ مَا یُکْتَبُ بِہٖ ﴿لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ﴾ الدَّالَّۃِ علی حُکمِہٖ وَعَجَائِبِہٖ بِاَنْ تُکْتَبَ بِہٖ ﴿لَنَفِدَ الْبَحْرُ﴾ فِی کِتَابَتِھَا ﴿قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ﴾ بِالتَّاءِ وَالیَاءِ تَفْرُغَ ﴿کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ﴾ اَی الْبَحْرِ ﴿مَدَدًا (١٠٩)﴾ زِیَادَۃً فِیہِ لَنَفِدَ وَلَمْ تَفرُغْ ھِیَ وَنَصبُہٗ عَلَی التَّمییزِ ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ

﴿آدمیٌ﴾ ﴿مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ ﴿اَنْ المكفوفة بما باقية على مصدريتها والمعنى يُوحى إلىّ وحدانية الإله﴾ ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا﴾ ﴿يامل﴾ ﴿لِقَآءَ رَبِّهٖ﴾ ﴿بالبعث والجزاء﴾ ﴿فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ﴾ ﴿اى فيها بان يرائى﴾ ﴿اَحَدًا ۱۱۰﴾.

﴿ترجمہ﴾

تو کیا یہ کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں (یعنی میرے فرشتوں ......۱....، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ......۲......عزیر علیہ السلام......۳......کو)میرے سوا ولی (رب ﷻ بنا) لیں گے (اربابا ، یہ یتخذوا کا مفعول ثانی ہے اور حسب کا مفعول ثانی محذوف ہے، آیت کا معنی یہ ہے کہ کیا انہوں نے یہ گمان کرلیا کہ ان کا مذکورہ لوگوں کو رب بنالینا مجھے غضبناک نہ کرے گا اور میں اس پر انہیں سزا نہ دوں گا ہرگز نہیں) بیشک ہم نے کافروں (یعنی اِن کافروں اور ان کے ماسوا کافروں کے لیے) جہنم کی مہمانی تیار کر رکھی ہے (یعنی جہنم کو ان کے لیے تیار کر رکھا ہے جیسا کہ مہمان کے لیے کھانا تیار کیا جاتا ہے) تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں......۴......(اعمالا ، تمیز ہے جو ممیّز کے مطابق ہے، ان لوگوں کا بیان اللہ ﷻ نے اپنے اس قول سے فرمایا) ان کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم ہوگئی (ان کا عمل باطل ہوگیا) اور وہ اس گمان میں ہیں کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں (جس کا بدلہ ہمیں دیا جائے گا، یحسبون بمعنی یظنون ہے اور صنعا کا معنی عمل ہے) یہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی آیتیں (قرآن پاک وغیرہ میں موجود اس کی توحید کے دلائل) اور اس کا ملنا (یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے، حساب ہونے، ثواب وعقاب ہونے) کو نہ مانا تو ان کا کیا دھرا سب اکارت (یعنی باطل) ہے تو ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی تول قائم نہ کریں گے (یعنی ہم ان کے اعمال کی کچھ قدر نہ رکھیں گے) یہ (مذکورہ معاملہ یعنی کفار کے اعمال کا برباد ہونا وغیرہ، جزائهم ......الخ سے جملہ مستانفہ شروع ہو رہا ہے، یا ابتداء سے مراد یہ ہے کہ لفظ جزائهم مبتداء بن رہا ہے) ان کا بدلہ جہنم اس پر کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی......۵......(یعنی ان کو ہنسی مذاق کرنے کا آلہ بنایا) بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے (اللہ ﷻ کے علم میں) ان کے لیے فردوس کے باغ کی مہمانی ہے......۶......(یعنی ان کا ٹھکانہ فردوس ہے، نزلا بمعنی منزلا ہے اور فردوس درمیانی اور اعلیٰ ترین جنت کا نام ہے اور جنت الفردوس کے درمیان اضافت بیانیہ ہے) وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے ان سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے (یعنی ان باغوں سے کہیں اور جانا طلب نہیں کریں گے، یبغون بمعنی یطلبون ہے) تم فرمادو اگر سمندر (یعنی اس کا پانی) سیاہی ہو (مداد اس سیاہی کو کہتے ہیں جس کے ذریعے لکھائی ہوتی ہے) میرے رب کی (ان) باتوں کے لیے (جو اس کی حکمتوں اور عجائبات پر دلالت کرتی ہیں یوں کہ ان باتوں کو سمندر کے پانی کو سیاہی کر کے لکھا جائے تو ان باتوں کو لکھنے میں) ضرور سمندر ختم ہوجائے گا قبل اس کے کہ ختم ہوں میرے رب کے کلمات (ینفد کو یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور تنفد بمعنی تفرغ ہے) اگرچہ ہم لے آئیں اس کی (یعنی سمندر کی) مثل اور سیاہی اس کی مدد کو (مددا بمعنی زیادتی اور اضافہ ہے معنی یہ ہے کہ دوسرے سمندر کے پانی کو بھی سیاہی کر دیا جائے تب بھی رب کے کلمات ختم نہ ہوں گے وہ سیاہی ختم ہوجائے گی، مددا تمیز ہونے کی بناء پر منصوب ہے) تم فرماؤ کہ میں بشر (آدمی) ہی ہوں تمہاری طرح وحی کی جاتی ہے میری طرف کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے (ان کا عمل ما کافہ کی وجہ سے روک دیا گیا ہے اور ان اپنے مصدری معنی پر باقی ہے، آیت مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ میری طرف اللہ ﷻ کی وحدانیت کی وحی کی جاتی ہے) تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو (جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور اعمال کا بدلہ دیئے جانے کی امید رکھتا ہو) اسے چاہئے کہ نیک کام

کرے اور اپنے رب کی بندگی کے ساتھ (یعنی اپنے رب ﷻ کی بندگی میں) کسی کو شریک نہ کرے (ریاکاری کرکے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء﴾.

همزه: حرف استفہام، ف: عاطفہ، حسب: فعل، الذین کفروا: فاعل، ان: مصدریہ، یتخذوا: فعل بافاعل، عبادی: مفعول اول، من دونی: ظرف مستقر حال مقدم، اولیاء: ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا اعتدنا جهنم للکفرین نزلا﴾.

انا: حرف مشبہ واسم، اعتدنا: فعل بافاعل، جهنم: مفعول، للکفرین: ظرف مستقر حال مقدم، نزلا: ذوالحال ملکر "اعتدادا" مصدر محذوف کے لیے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل هل ننبئکم بالاخسرین اعمالا ○ الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا﴾.

قل: قول، هل: حرف استفہامیہ، ننبئکم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، الاخسرین: ممیز، اعمالا: تمییز، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، الذین: موصول، ضل: فعل، سعی: مضاف، هم: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، هم: مبتدا، یحسبون: فعل بافاعل، انهم: حرف مشبہ واسم، یحسنون صنعا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر خبر، ملکر حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، فی الحیوة الدنیا: ظرف لغو، ملکر صلہ، ملکر "هم" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک الذین کفروا بایت ربهم ولقائه فحبطت اعمالهم فلا نقیم لهم یوم القیمة وزنا﴾.

اولئک: مبتدا، الذین: موصول، کفروا: فعل بافاعل، ب: جار، ایت ربهم ولقائه: ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، حبطت اعمالهم: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، لانقیم لهم: فعل نفی بافاعل وظرف لغو، یوم القیمة: ظرف، وزنا: مفعول، ملکر معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک جزاؤهم جهنم بما کفروا واتخذوا ایتی ورسلی هزوا﴾.

ذلک: مبتدا، جزاء هم: مبتدا ثانی، جهنم: خبر، ملکر پھر خبر، ب: جار، ما: مصدریہ، کفروا: فعل بافاعل، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتخذوا: فعل بافاعل، ایتی ورسلی ملکر مفعول اول، هزوا: مفعول ثانی، ملکر معطوف، ملکر "ما" مصدریہ سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت کانت لهم جنت الفردوس نزلا ○ خلدین فیها لا یبغون عنها حولا﴾.

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر اسم، کانت: فعل ناقص، لام: جار، هم: ضمیر ذوالحال، خلدین فیها: شبہ جملہ حال اول، لا یبغون عنها حولا: جملہ فعلیہ حال ثانی ملکر مجرور، ملکر حال مقدم، نزلا: ذوالحال، ملکر خبر، جنت الفردوس: اسم، ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل لو کان البحر مدادا لکلمت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمت ربی﴾.

قل: قول، لو: شرطیہ، کان البحر: فعل ناقص واسم، مدادا: موصوف، لکلمت ربی: ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر شرط، لام: تاکیدیہ، نفد البحر: فعل وفاعل، قبل: مضاف، ان: مصدریہ، تنفد کلمت ربی: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر

ظرف،ملکر جواب شرط،ملکر قولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولو جئنا بمثله مددا﴾

و: عاطفہ، لو: شرطیہ، جئنا: فعل بافاعل، ب: جار، مثلہ: ممیز، مددا: تمیز، ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جواب شرط محذوف "لنفد البحر" کے لیے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد ﴾

قل: قول،انما:حرف مشبہ و ما کافہ، انا: مبتدا، بشر: موصوف، مثلکم: صفت اول، یوحی: فعل مجہول، الی: ظرف لغو، انما:حرف مشبہ و ماکافہ، الھکم: مبتدا، الہ واحد:خبر،ملکر نائب الفاعل، ملکر صفت ثانی،ملکر خبر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا﴾

ف:مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، کان: فعل ناقص بااسم، یرجوا لقاء ربہ: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، لام: لام امر، یعمل: فعل بافاعل، عملا صالحا: مفعول،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ، لایشرک فعل نفی بافاعل، بعبادۃ ربہ: ظرف لغو،احدا: مفعول،ملکر معطوف،ملکر جزا،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......قل لو کان البحر مدادا......☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہود نے کہا اے محمد! آپ کا خیال ہے کہ ہمیں حکمت دی گئی ہے اور آپ کی کتاب میں ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی، پھر آپ کیسے فرماتے ہیں کہ تمھیں نہیں دیا گیا مگر تھوڑا علم،اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فرشتوں کا بیان:

۱......لفظِ ملائکہ قرآنِ پاک میں اڑسٹھ (٦٨) بار آیا ہے جبکہ سورہ آل عمران میں سب سے زیادہ آٹھ مرتبہ آیا ہے۔فرشتوں کی حقیقت کے بارے میں علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مایۂ ناز تفسیر قرآن روح المعانی میں فرماتے ہیں: "لوگ اس بات پر تو متفق ہیں کہ فرشتے سمعاً یا عقلاً موجود ہیں لیکن ان کی حقیقت کے بارے میں ان کی آراء مختلف ہیں، اکثر مسلمانوں کا نظریہ یہ ہے کہ وہ نورانی اجسام ہیں جبکہ ایک قول کے مطابق وہ اللہ عزوجل کے اذن سے فضاء میں اڑنے والی مخلوق ہیں جو مختلف شکلیں اختیار کرنے پر بھی قادر ہے۔(۱)......نصاریٰ: کے نزدیک انسانوں کی اچھے جسموں سے جدا ہونے والی ارواح کو فرشتہ کہتے ہیں اور خبیث جسموں سے جدا ہونے والی ارواح ان کے نزدیک شیاطین ہیں۔(۲)......فلاسفہ: کہتے ہیں کہ فرشتے اپنی حقیقت میں نفوس ناطقہ کے برعکس محض جوہر ہیں اور ان میں سے بعض نے تصریح کی ہے کہ یہ عقول عشرہ اور ایسے نفوسِ فلکیہ ہیں جو فضاء میں حرکت کرتے رہتے ہیں۔(۳)......ہمارے نزدیک: فرشتوں کی دو قسمیں ہیں: (۱)......وہ جو صرف معرفتِ حق میں مستغرق ہیں اور کسی دوسری جانب مشغول ہونے سے منزہ ہیں جیسا کہ ان کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ (الانبیاء: ۲۰)﴾ ان سے مراد علیین اور ملائکہ مقربین ہیں۔(۲)......وہ جو آسمان سے لے کر زمین تک کے امور کی تدبیر پر مقرر ہیں جیسا کہ ان کے بارے میں فرمانِ باری عزوجل ہے: ﴿لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (التحریم: ٦)﴾ اور

﴿فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا﴾(النازعات: ۵) ان میں سے کچھ زمینی ہیں تو کچھ آسمانی، ان کی صحیح تعداد اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔
فرشتے کبھی ایسے بدنوں میں ظاہر ہوتے ہیں جنکو ہر خاص وعام دیکھ سکتا ہے دراں حالیکہ وہ اپنی صورت پر بھی قائم رہتے ہیں، چنانچہ منقول ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے تو اسی وقت "سدرۃ المنتھی" پر بھی موجود ہوتے۔ فرشتوں کے بارے میں یہ تمام بحث ذکر کرنے کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "پس کامل ولی اللہ بھی اسی طرح بیک وقت کئی جگہ پر موجود ہوسکتے ہیں، اگرچہ یہ چیزیں بظاہر عقل سے بعید ہیں لیکن میرا اس پر ایمان ہے۔"
(روح المعانی ،الجزء الاول، ص۲۹٦)،(عطائین ،ج۱، ص ٦٤ وغیرہ)

حضرت عیسی علیہ السلام کا نسب:

۲..... مریم بنت عمران بن ماثان بن العازر بن الیود بن اخنز بن صادوق بن عیاز وز بن الیاقیم بن ابیود بن زریابیل بن شالتال بن یوحینا بن برشا بن امون بن میشا بن حزقا بن احاذ بن موثام بن عزریا بن یورام بن یوشافاط بن ایشا بن ایا بن رحبعام بن سلمان بن داؤد کے بیٹے کا نام عیسیٰ ہے، جو کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ (البدایة والنهایة ،باب :قصة عیسی ابن مریم ،ج۱ ،الجزء الثانی ،ص ٤٤١)

حضرت عُزیر علیہ السلام کا نسب:

۳..... مراد عزیر بن جروہ بن سورین بن عدیا بن ایوب بن درزنا بن عری بن تقی بن اسبوع بن فنحاص بن العاذر بن ھارون بن عمران ہے۔ بعض آثار کے مطابق ان کی قبر انور دمشق میں ہے، چالیس سال کی عمر میں آپ کو حکمت عطا کی گئی اور آپ کے زمانے میں توریت کا آپ سے زیادہ جاننے والا حافظ کوئی نہیں تھا۔ مشہور یہ ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی گزرے ہیں۔ ان کا دور حضرت داؤد علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام و یحیی علیہ السلام کے مابین ہے۔
(البدایة والنهایة ،باب قصة العزیر، ج۱، الجزء الثانی، ص ٤٢٥وغیرہ)

ناقص عمل والے سے مراد کون ہیں؟

۴..... ہمارے اسلاف نے دنیا کو میٹھا زہر قرار دیا ہے کہ انسان اس کی محبت میں نہ جانے کیا کچھ کر جاتا ہے۔ اور جتنے گھونٹ اس میٹھے زہر کے پیتا جائے اتنا ہی بربادی کی جانب بڑھتا جائے۔ یہاں تک کہ ناکامی کو کامیابی، نقصان کو نفع، ذلت کو عزت، بدنامی کو نیک نامی، زوال کو عروج، ظلمت کو نور، محرومی کو سعادت سمجھنے لگتا ہے اور اس کی عادت ہوجاتی ہے۔ اسی میٹھے زہر کا اثر ہے کہ آج اولاد کو ماں باپ کا نافرمان، بھائی کو بھائی کا دشمن بنادیا، ظلم و بربریت اور خونریزی کی جو لہر ہمارے معاشرے میں موجود ہے سب دنیا کی محبت کی وجہ سے ہے۔ قرآن وحدیث میں جہاں کہیں دنیا کی مذمت کی گئی ہے اس سے مراد وہ دنیا ہے جو اللہ کی یاد سے غافل کردے اور جو چیز ہمیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرے یا اللہ کی یاد کی طرف لے جائے وہ آخرت ہے اور بڑی بابرکت ہے۔ متذکرہ آیت میں انہی لوگوں کو ناقص عمل والا کہا گیا ہے جو فقط دنیا کمائی میں لگے رہتے ہیں، حصول آخرت ان کے پیش نظر نہیں ہوتا۔

رسول کی شان میں گستاخی:

۵..... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی کرنے والے شخص کی توبہ مقبول ہے یا نہیں؟ اس بارے میں صاحب فتاوی بزازیہ نے نقل کیا: ہمارے نزدیک گستاخ رسول کو قتل کرنا واجب ہے اور ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہے اگرچہ وہ اسلام لے آئے، آپ علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ کی نسبت قاضی عیاض مالکی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی کتاب الشفاء اور ابن تیمیہ حنبلی کی کتاب الصارم المسلول

(الفتاوی بزازیہ علی ھامش الفتاوی الھندیہ ،کتاب الفاظ تکون اسلاما او کفرا او خطا، الفصل الثانی فیما یکون کفرا من المسلم و مالایکون ،ج۶، ص۳۲۲) کی طرف کی ہے پھر بعد میں آنے والے علماء نے انہی کی پیروی کی اور اس مسئلہ کو اپنی کتاب میں بعینہ اسی طرح ذکر کردیا حتی کہ خاتمۃ المحققین ابن ہمام (فتح القدیر ،شرح ھدایۃ للامام ابن الھمام ،کتاب السیر ،باب احکام المرتدین ،ص ۹۱)۔ اور صاحب الدرر اور الغرر (درر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الجھاد، ماتسقط بہ الجزیہ ، باب المرتد، ج۱، ص ۲۹۹و ۳۰۰) نے بھی اسے یونہی ذکر کیا حالانکہ شفاء شریف اور الصارم المسلول میں مذکور مسئلہ شوافع اور حنابلہ کا مذہب ہے، امام مالک علیہ الرحمۃ سے ایک روایت مع الجزم یہ ہے کہ ایسے شخص کی توبہ ہمارے نزدیک مقبول ہے۔ ہمارے مذہب کی کتب متقدمہ میں یہی منقول ہے جیسا کہ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کی کتاب الخراج میں اور امام طحاوی کی شرح مختصر اور النتف (النتف فی الفتاوی مسائل من سب رسول اللہ ﷺ فانہ مرتد ،ص ۴۲۴و۴۲۷ ملخصاً) وغیرہ کتب مذہب میں ہے اور تمام تعریفیں اور احسان مندیاں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جیسا کہ میں (علامہ شامی) نے اس مسئلہ کو اپنی ایک کتاب میں خوب واضح کردیا ہے۔ اس قدر تفصیل سے یہ مسئلہ مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کیا۔ اس کتاب کا نام میں نے تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام او احد اصحابہ الکرام علیہم الصلوۃ والسلام ۔ (درس عقود رسم المفتی، ص ۴۱ وغیرہ)۔

دربارہ اسلام ورفع دیگر احکام انکی (یعنی گستاخانِ رسول کی) توبہ اگر سچے دل سے ہو ضرور مقبول ہے۔ ہاں! اس میں اختلاف ہے کہ سلطانِ اسلام انہیں بعدِ توبہ واسلام صرف تعزیر دے، یا اب بھی سزائے موت دے وہ جو ''بزازیۃ'' اور اس کے بعد کی بہت کتبِ معتمدہ میں ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں اس کے یہی معنیٰ ہیں۔ (الفتاوی الرضویۃ مخرجہ، ج۱۴، ص۳۰۴)

جنت الفردوس کا بیان:

۶......قرطبی کہتے ہیں کہ جنتوں کی سات قسمیں ہیں: دارالجلال، دارالسلام، دارالخلد، جنت عدن، جنت الماوی، جنت النعیم، جنت الفردوس۔ ترمذی، حاکم، بیہقی نے عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے سو درجات ہیں، ہر دو درجوں کے مابین آسمان وزمین کی مسافت ہے، اور جنت الفردوس سب سے بلند درجہ کی جنت ہے اور اس میں چار نہریں رواں ہیں، اس جنت کے اوپر عرش ہے، پس جب تم جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو''۔

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب صفۃ درجات الجنۃ، رقم: ۲۵۳۹، ص۷۲۹)

☆......بزار نے عرباض بن ساریہ سے نقل کیا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو کیونکہ یہ سب سے اعلیٰ جنت ہے''۔ (البدور السافرۃ ،باب: عدد الجنان، رقم: ۱۷۰۹، ص ۴۹۷)

اغراض: بإبقائها على مصدريتها: یعنی ''ما'' نے ''ان'' کے عمل کو روک دیا ہے، ''ان'' کو مصدریت سے خارج نہیں کیا ہے۔

بان یرائی: اس جملے کا اضافہ اس لیے کیا کہ توحید اور عمل کی قدر و منزلت مزید واضح ہو جائے اور اس مقام پر ایمان کامل کا بیان بھی مکمل ہو جائے، جو کہ اعلیٰ مراتب اور لقائے خاص کی منزلت تک پہنچادے، اور مراتب کے حاصل کرنے والے تین قسموں کے ہوتے ہیں ۔ایک وہ جو کہ فانی منفعت کے حصول کے لیے عمل کرے، ادنیٰ مرتبہ ہے، دوسرا وہ جو عذاب کے خوف اور جزاء کے حصول کی غرض سے عمل کرے یہ درمیانے درجے کا مرتبہ ہے، تیسرے وہ جو اللہ ﷻ کی رضا جوئی کے حصول کے لیے عمل پیرا ہوں تو یہ اعلیٰ مرتبہ ہے۔

ای مائۃ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں مضاف حذف ہے۔ بشو: سے مراد ایسا آدمی ہے جو کہ نبوت کے منصب پر فائز ہو، عام آدمی مراد نہیں ہے۔

ای ملائکتی وعیسی وعزیرا: اس جملے میں کفر کی مختلف اقسام کا بیان ہے، مشرکین فرشتوں کی، نصاری حضرت عیسی علیہ السلام کی اور یہود حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔ وعزیرا: یہ ان کا لقب تھا، نام قطفیر یا اطفیر تھا۔

کالمنزل المعد للضیف: مراد ماقبل مذکورہ اوصاف والوں کے مذاق اڑانے کا بیان ہے، ان کے عذاب دیئے جانے کو ''نزلا'' یعنی مہمانی سے تعبیر کیا ہے، اس لیے کہ ''النزل'' سے مراد وہ جگہ ہے جہاں مہمان کی مہمان داری کی جائے یا اس کی شان کے مطابق معاملہ کیا جائے۔

بطل عملھم: اس لیے کہ ثواب کمانے کی شرط اسلام کا پایا جانا ہے اور کفر کے ساتھ طاعت گزاری فائدہ نہیں دیتی۔

ای لا نجعل لھم قدرا: قدرا بمعنی منزلۃ ہے، اور یہ بات اس لیے کہی گئی ہے کہ بالتحقیق کفار کے اعمال کا وزن کیا جائے گا اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ آیت مبارکہ ﴿فلا نقیم لھم یوم القیمۃ وزنا (الکھف:۱۰۵)﴾ کی صفت محذوف ہے، اصل عبارت ''وزنا نافعا'' ہے۔

فی علم اللہ: یعنی تخلیق سے پہلے ہی، اگر یہ کہا جائے کہ جہنم کے عذاب وسزا کا تعلق تو مستقبل میں ہوتا ہے، ماضی کے ساتھ کیوں تعبیر کیا گیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ سزا ان کے لئے پہلے ہی ثابت ہو چکی، اور اس کی دلیل ﴿ان الذین سبقت لھم منا الحسنی﴾ سے ملتی ہے۔

تحولا: یعنی جنت سے کہیں اور انتقال ممکن نہیں، اس لئے کہ جنت میں من مانی چاہت اور لذت ہے۔ (الصاوی، ج۴، ص ۳۹ وغیرہ)

ایک اھم بات

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

حالت احرام میں شکار:

۱..... خشکی کے جانور کا شکار محرم پر حرام ہے اور تری کا جانور حلال، تاہم خشکی کا جانور وہ ہے جو پیدا بھی خشکی میں ہوا ہو اور رہتا بھی خشکی میں ہو اور تری کا جانور وہ ہے جسکی پیدائش اور رہائش دونوں تری میں ہو۔ (الھدایۃ، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۲، ص ۲۹۰)

خشکی کا جانور شکار کرنا یا اسکی طرف شکار کرنے کے لئے اشارہ کرنا یا کسی بھی طریقے سے اس کی طرف دلالت کرنا، یہ سب حرام ہے اور ان تمام صورتوں میں کفارہ دینا واجب ہے چاہے اس کے کھانے میں مضطر ہو (یعنی حالت اضطرار کو پہنچا ہوا ہو) اور اس کا کفارہ اس جانور کی قیمت دینا ہے جو شکار کیا گیا ہے اور یہ قیمت وہاں کے دو صاحب عدل شخص متعین کریں گے جو وہاں پائی جائے اور اگر وہاں اس جانور کی کوئی قیمت نہ ہو تو اس سے قریب ترین علاقے میں جو قیمت پائی جائے وہ مراد ہوگی اگرچہ ایک ہی عادل قیمت متعین کردے۔ (الدر المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص ۵۹۵)

محرم کو شکار کی قیمت میں اختیار ہے اگر چاہے تو اس سے بکری وغیرہ خرید کر حرم میں ذبح کرکے فقراء کو تقسیم کردے اور چاہے تو اس قیمت کا غلہ خرید کر ہر مسکین کو نصف صاع گندم، یا ایک صاع کھجور یا جو تقسیم کردے اور اگر چاہے تو ہر صدقۂ فطر کے بدلے میں ایک ایک روزہ رکھے۔

(الھندیۃ، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۱، ص ۲۷۳)

اگر کفارے کا جانور ذبح کے بعد چوری ہوگیا جبکہ جانور حرم میں ذبح ہوا تھا تو کفارہ ادا ہوگیا اور اگر ذبح حدود حرم سے باہر ہوا تھا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔

(الھندیۃ، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۱، ص ۲۷۳)

غلہ کی قیمت صدقہ کرنے کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ ہر مسکین کو صدقہ کی مقدار میں دیا جائے اگر کم و زیادہ دیا تو ادا نہ ہوگا کم دینے کی صورت میں کل نفل صدقہ کہلائے گا اور زیادہ دینے کی صورت میں ایک صدقے سے جتنا زیادہ دیا نفل کہلائے گا لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ ایک ہی دن میں دیا ہو اور اگر کئی دن میں دیا ہو اور ہر روز پورا صدقہ ہو تو ایک ہی مسکین کو کئی صدقہ دے سکتا ہے۔ (رد المحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص ۶۰۱)

سورۃ مریم مکیۃ الا سجدتھا ۵۸ فمدنیۃ او الا فخلف من بعدھم ۵۹-۶۰

(سورہ مریم مکیہ ہے سوائے آیت سجدہ ۵۸ کے، یا سوائے "فخلف من بعدھم خلف" آیت نمبر ۵۹، ۶۰ مدنیہ ہیں)

تعارف

اس سورت میں چھ رکوع، اٹھانوے یا ننانوے آیات ہیں، کل ۷۸۰ کلمات ہیں۔ اس سورہ کے پہلے رکوع میں حضرت زکریا کی نیازمندانہ التجاؤں کا بیان ہے کہ جنہیں بڑھاپے کی حالت میں بیٹے کی نوید سنائی گئی۔ دوسرے رکوع میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے بیان کا تذکرہ ہے کہ اللہ بغیر باپ کے انہیں پیدا کرنے پر قادر ہے جس طرح حضرت آدم کو بغیر ماں باپ کے اپنے بے مثل دست قدرت سے تخلیق فرمایا، ساتھ ہی ساتھ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی مریم طیبہ طاہرہ عفیفہ کی عصمت پر دست درازی کرنے والوں کے سدباب کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ تیسرے رکوع میں حضرت ابراہیم کے انداز دعوت کا بیان حسین پیرائے میں کردیا گیا جب تک مبلغ اسلام حضرت ابراہیم کے اس طرز عمل کو نہیں اپنائے گا خاطر خواہ کامیابی نہیں پاسکتا۔ چوتھا رکوع مختلف حضرات انبیائے کرام کے قصے پر مشتمل ہے۔ پانچواں رکوع قیامت میں دوبارہ جی اٹھنے کا بارے میں منکرین کی غلط فہمیوں کا ازالہ کردیا گیا ہے۔ نیز دنیا کے سازوسامان کی ناپائیداری کی طرف توجہ دلا کر انہیں باقیات صالحات کی طرف شوق انگیز انداز میں دعوت دی گئی۔ اور آخری رکوع میں ان گمراہ کن فرقوں کی حماقت کا پردہ چاک کیا گیا جو خداوند قدوس کے لئے بیٹا یا بیٹیاں مان کر خود بھی گمراہ ہوتے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کا ذریعہ بن رہے تھے اور ان کے اس فتنے کی وجہ سے معاشرے کا امن پارہ پارہ ہو رہا تھا۔

رکوع نمبر: ۴

بسم الله الرحمن الرحیم　اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿کٓھٰیٰعٓصٓ ﴿۱﴾﴾اللہُ اَعلَمُ بِمُرادِہٖ بِذٰلِک ھٰذَا﴿ذِکرُ رَحمَتِ رَبِّکَ عَبدَہٗ﴾مَفعُولُ رَحمَۃِ﴿زَکَرِیَّا ﴿۲﴾﴾بَیَانٌ لَہٗ﴿اِذْ﴾مُتَعلِّقٌ بِرَحمَۃِ﴿نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً﴾مُشتَمِلًا علی دُعاءٍ﴿خَفِیًّا ﴿۳﴾﴾سِرًّا جَوف اللیلِ لِاَنَّہٗ اَسرَعُ لِلاِجابَۃِ﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَھَنَ﴾ضَعُفَ﴿الْعَظْمُ﴾جَمِیعُہٗ﴿مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ﴾مِنِّی﴿شَیْبًا﴾تَمییزٌ مُحَوَّلٌ عنِ الفَاعِلِ ای اِنتَشَرَ الشَّیبُ فِی شَعْرِہٖ کما یَنتَشِرُ شُعاعَ النَّارِ فِی الحطَبِ واِنِّی اُرِیدُ اَن اَدعُوکَ﴿وَّلَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِکَ﴾اَیْ بِدُعائی اِیَّاکَ﴿رَبِّ شَقِیًّا ﴿۴﴾﴾اَی خَائِبًا فِیما مَضٰی فَلا تُخَیِّبْنِی فِیمَا یَاتِی﴿وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ﴾اَی الَّذِیْنَ یَلُونِی فِی النَّسَبِ کَبَنِی العَمِّ﴿مِنْ وَّرَآءِ یْ﴾اَی بَعدَ مَوتِی عَلَی الدینِ اَن یُضِیعُوہُ کَما شَاھَدْتُہٗ فِی بَنی اسرائیلَ مِن تَبْدِیلِ الدینِ﴿وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا﴾لَا تَلِدُ﴿فَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ﴾مِنْ عِندکَ﴿وَلِیًّا ﴿۵﴾﴾اِبنًا﴿یَّرِثُنِیْ﴾بِالجَزْمِ جَوابُ الاَمرِ وَبِالرَّفعِ صَفَۃُ ولیًّا﴿وَیَرِثُ﴾بِالوَجْھَینِ﴿مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ صلے ق﴾جَدِّیْ العِلمِ والنُّبُوَّۃِ﴿وَاجْعَلْہُ رَبِّ رَضِیًّا ﴿۶﴾﴾اَی مَرْضِیًّا عِندَکَ قَالَ تَعالٰی فِی اِجَابَۃِ طَلَبِہٖ الاِبنُ الحَاصِلُ بِھَا رَحمَۃٌ﴿یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ﴾یَرِثُ کَما

سَالَتَ﴿اسْمُهٗ یَحْیٰی ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا (۷)﴾ای مُسَمًّی بِیَحیی﴿قَالَ رَبِّ اَنّٰی﴾ کَیف﴿یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِیًّا (۸)﴾مِن عَتَا یَبِسَ ای نِهَایَةُ السنِّ مِائَةٌ وَّعِشْرِینَ سِنَةً وَبَلَغَتْ اِمْرَاتِی ثَمَانِیَ وَتِسْعِینَ سِنَةً وَاصْلُ عَتِیٌّ عُتُوٌّ وَکُسِرَتِ التَّاءُ تَخْفِیفًا وَقُلِبَتِ الواوُ الاوُلٰی یَاءً لِمُنَاسِبَةِ الکَسرَةِ والثَّانِیَةُ یاءً لِتُدغَمَ فِیهَا الیَاءُ﴿قَالَ﴾الاَمْرُ﴿كَذٰلِكَ ۚ﴾مِنْ خَلقِ غُلامٍ مِنْكُمَا﴿قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ﴾ای بِاَنْ اَرُدَّ عَلَیکَ قُوَّةَ الجِمَاعِ وَاَفْتَقَ رَحِمَ امْرَاتِکَ لِلعُلوقِ﴿وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَیْـٴًا (۹)﴾قَبلَ خَلقِکَ ولِاِظهارِ اللهِ تعالی هٰذِهِ القُدرَةِ العَظِیمَةِ اَلهَمَهُ السُّوالَ لِیُجَابَ بِما یَدُلُّ عَلیهَا وَلَمَّا تَاقَتْ نَفسُهٗ الی سُرعَةِ المُبَشَّرِ بِهٖ﴿قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ﴾ای عَلامَةً علی حَمْلِ امْرَاتِی﴿قَالَ اٰیَتُكَ﴾علیه﴿اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ﴾اَی تُمتَنِعَ من کَلامِهِم بِخِلافِ ذِکرِ اللهِ تعالی﴿ثَلٰثَ لَیَالٍ﴾ای بِاَیَّامِهَا کما فی آلِ عمرانَ ثَلاثَةَ اَیَّامٍ﴿سَوِیًّا (۱۰)﴾حالٌ من فَاعِلِ تُکَلِّمَ ای بِلا عِلَّةٍ﴿فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ﴾اَی المَسجِدِ وَکانوا یَنتَظِرونَ فَتحَهٗ لِیُصَلُّوا فِیهِ بِاَمرِهٖ علی العَادَةِ﴿فَاَوْحٰۤی﴾اَشَارَ﴿اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا﴾صَلُّوا﴿بُكْرَةً وَّعَشِیًّا (۱۱)﴾اَوائِلَ النَّهارِ وَاَواخِرَهٗ علی العَادَةِ فَعلِمَ بَمنعِهٖ من کَلامِهِم حَملُهَا بِیَحیی و بَعدَ وِلادَتِهٖ بَسَنَتَینِ قال تعالی له﴿یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ﴾اَیِ التَّوراةَ﴿بِقُوَّةٍ ؕ﴾بِجِدٍّ﴿وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ﴾النُّبُوَّةَ﴿صَبِیًّا (۱۲)﴾اِبنَ ثَلاثِ سِنِینَ﴿وَّحَنَانًا﴾رحمَةً لِلنَّاسِ﴿مِّنْ لَّدُنَّا﴾مِن عِندِنا﴿وَزَكٰوةً ؕ﴾صَدَقَةً عَلَیهِم﴿وَكَانَ تَقِیًّا (۱۳)﴾رُوِیَ اَنَّهٗ لَم یَعمَل خَطِیئَةً قَطُّ ولم یَهِمَّ بِهَا﴿وَّبَرًّۢا بِوَالِدَیْهِ﴾ای مُحسِنًا﴿وَلَمْ یَكُنْ جَبَّارًا﴾مُتَکَبِّرًا﴿عَصِیًّا (۱۴)﴾عَاصِیا لِرَبِّهٖ﴿وَسَلٰمٌ﴾مِنَّا﴿عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا (۱۵)﴾ای فِی هٰذِهِ الاَیَّامِ المَخُوفَةِ الَّتِی یَرٰی فِیهَا مالَم یَرَهٗ قَبلَهَا فَهُوَ آمِنٌ فِیها.

﴿ترجمہ﴾

کھیعص (حروف مقطعات ہیں، اس کی مراد اللہ ہی خوب جانتا ہے......۱......) یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی (عبدہ مفعول ہے مصدر رحمۃ کا، اور زکریا بیان ہے عبدہ کا) اس نے اپنے رب کو پکارا (وہ پکار دعا ......۲...... پر مشتمل تھی) آہستہ سے (یعنی رات کے درمیانی حصہ میں پست آواز سے دعا کی کیونکہ وہ وقت جلد دعا قبول ہونے کا ہے) عرض کی اے میرے رب میری (تمام ہی) ہڈیاں کمزور ہو گئیں (وھن کے معنی کمزور ہونے کے ہیں) اور (میرے) سر سے بڑھاپے کا شعلہ چمکا (یعنی میرے بالوں میں سفیدی اس طرح پھیل گئی ہے جس طرح آگ کی شعائیں ایندھن میں پھیلی ہوتی ہیں شیبا تمیز بن رہی ہے اور اسے فاعل سے پھیر کر تمیز بنایا گیا ہے اور میں تجھ سے دعا کرنا چاہتا ہوں) اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہ رہا (یعنی ماضی میں بھی میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہیں رہا ہوں پس تو مجھے آئندہ بھی کبھی محروم نہ کرنا) اور مجھے قرابت والوں کا ڈر ہے (اُن قرابت والوں کا جو نسب میں مجھ سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ میرے چچازاد بھائی) اپنے بعد (یعنی اپنی وفات کے بعد مجھے ان

کے دین کو ضائع کردینے کا خوف ہے جیسا کہ میں نے اس عمل کا یعنی دین میں تبدیلی کرنے کا مشاہدہ قوم بنی اسرائیل میں کیا ہے) اور میری عورت بانجھ ہے (وہ بچہ جننے کے لائق نہیں تو) مجھے اپنے پاس سے ولی (بیٹا) دے (من لدنک بمعنی من عندک ہے) وہ میرا جانشین ہو......۵...... (یرثنی مجزوم پڑھے جانے کی صورت میں جواب امر اور مرفوع پڑھے جانے کی صورت میں ولیا کی صفت ہوگا) اور اولادِ یعقوب کا وارث ہو (یعنی علم وقدرت میں میرے جد امجد یعقوب علیہ السلام کا وارث ہو، یہاں یرث میں بھی اعراب کی دونوں صورتیں تاء اور یاء کی ہیں) اور اے میرے رب اِسے (اپنے نزدیک) پسندیدہ کر (رضیا بمعنی مرضیا ہے) اے زکریا! ہم تمہیں خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی......۷...... (جو تیری چاہت کے مطابق تیرا وارث ہوگا) جن کا نام یحیٰی ہے اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا (یعنی اس سے پہلے ہم نے یحیٰی ......۵...... نام کا کوئی نہ کیا) عرض کی اے میرے رب میرے لڑکا کہاں سے ہوگا (انی بمعنی کیف ہے) میری عورت تو بانجھ ہے اور میں بڑھاپے سے سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ گیا (عتیا ہے عتا سے بمعنی سوکھ جانا، یعنی میں تو انتہائی عمر کو پہنچ چکا میری عمر ایک سو بیس سال ہے اور میری بیوی کی عمر اٹھانوے سال کو پہنچ چکی ہے، عتی کی اصل عتو تھی تاء کو تخفیفاً کسرہ دے دیا گیا اور پہلی واؤ کو کسرہ کی مناسبت کے سبب یاء سے بدل دیا اور دوسری یاء کا اس یاء میں ادغام کردیا گیا تو عتیا ہوگیا) فرمایا (معاملہ) ایسا ہی ہے (کہ وہ لڑکا تم دونوں ہی سے پیدا کیا جائے گا) تیرے رب نے فرمایا وہ مجھے آسان ہے (یعنی مجھے آسان ہے کہ میں تجھے جماع کی قوت لوٹادوں اور حمل کے استقرار کے لیے تیری بیوی کے رحم کو کھول دوں) اور میں نے تو اس سے پہلے تجھے اس وقت بنایا جب تو کچھ بھی نہ تھا (یعنی تو اپنی پیدائش سے پہلے کچھ نہ تھا، اپنی اس عظیم قدرت کو ظاہر کرنے کے لیے اللہ جل جلالہ نے انہیں یہ سوال الہام کیا تاکہ ایسا جواب دیا جائے جو اس کی قدرت پر دلالت کرے جب آپ علیہ السلام کا نفس مبارک اس خوشخبری کے حصول کا مشتاق ہوا تو) عرض کی اے میرے رب مجھے کوئی نشانی دیدے......۶...... (میری بیوی کے حاملہ ہونے کی کوئی علامت دیدے) تیری نشانی (تیری بیوی کے حاملہ ہونے پر) یہ ہے کہ تو تین رات (دن) لوگوں سے کلام نہ کرے (رات بمعنی دن مراد ہونے کا بیان سورۃ ال عمران میں ہے) بھلا چنگا ہوکر (سویا کا معنی تندرست ہونا ہے یہ تکلم کے فاعل سے حال ہے) تو اپنی قوم پر محراب (یعنی مسجد) سے باہر آیا (اور وہ لوگ مسجد کھلنے کے منتظر تھے کہ آپ علیہ السلام کے حسب حکم عادت کے مطابق نماز پڑھ سکیں) تو ......۷...... انہیں اشارے سے کہا کہ تسبیح کرو (یعنی نماز پڑھو، اوحی کے معنی اشارہ کرنا ہے) صبح وشام (یعنی دن کی ابتدائی اور انتہائی حصوں میں اپنی عادت کے مطابق ان لوگوں سے کلام کئے جانے سے روک دیئے جانے سے آپ علیہ السلام نے اپنی بیوی صاحبہ کے حضرت یحیٰی علیہ السلام کے وجود سے حاملہ ہونے کا علم ہوا) اے یحیٰی کتاب (توریت کو) مضبوط تھا (قوۃ بمعنی جدٌّ ہے) اور ہم نے اسے بچپن ہی میں حکم دیا (یعنی نبوت عطا فرمائی آپ علیہ السلام کی عمر اس وقت تین سال تھی......۸......) اور اپنی طرف سے مہربانی (یعنی انہیں لوگوں کے لیے رحمت بنایا) اور زکوۃ (یعنی صدقہ کا حکم دینے والا) اور وہ کمال ڈر والا تھا (منقول ہے کہ آپ علیہ السلام سے کبھی کوئی خطا سرزد نہ ہوئی) اور اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا تھا (یعنی ان سے نیکی کرنے والا تھا) جبار (متکبر) اور (اپنے رب کا) نافرمان نہ تھا اور سلامتی ہے (ہماری جانب سے) اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن اٹھایا جائے گا......۹...... (چونکہ یہ دن ایسے ہیں جن میں وہ خوفناک امور نظر آئیں گے جو پہلے نہ دیکھے ہونگے پس ان دنوں میں بھی آپ امن میں ہونگے......۱۰......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿کھیعص ○ ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا﴾.

کھیعص: "ھذا" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ذکر: مصدر مضاف "ھو" ضمیر راجع بسوئے اسم جلالت "اللہ"،

رحمت: مصدر مضاف، ربک: مضاف الیہ فاعل، عبدہ: مبدل منہ، زکریا: بدل، ملکر مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر مضاف الیہ مفعول، ملکر مرکب اضافی ہوکر "ھذا" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ" ای ذکر اللہ رحمۃ عبدہ زکریا".

﴿اذ نادی ربہ نداء خفیا﴾.

اذ: مضاف، نادی ربہ: فعل بافاعل ومفعول، نداء خفیا: مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی ہوکر ماقبل "زکریا" سے بدل واقع ہے۔

﴿قال رب انی وھن العظم منی واشتعل الراس شیبا ولم اکن بدعاء ک رب شقیا﴾.

قال: قول، رب: جملہ ندائیہ، انی: حرف مشبہ واسم، وھن: فعل، العظم: ذوالحال، منی: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اشتعل: فعل، الراس: ممیز، شیبا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، لم اکن: فعل ناقص نفی بااسم، بدعائک: ظرف لغو مقدم، شقیا: مصدر بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر مقصود بالندا، رب: جملہ ندائیہ ملکر معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وانی خفت الموالی من ورائی وکانت امراتی عاقرا﴾.

و: عاطفہ، انی: حرف مشبہ واسم، خفت: فعل بافاعل، الموالی: ذوالحال، من ورائی: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ماقبل "انی وھن" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، کانت امراتی: فعل ناقص واسم، عاقرا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فھب لی من لدنک ولیاO یرثنی ویرث من آل یعقوب﴾

ف: فصیحہ، ھب: فعل امر بافاعل، لی: ظرف لغو، من لدنک: ظرف مستقر حال مقدم، ولیا: موصوف، یرثنی ویرث من آل یعقوب: ملکر صفت، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واجعلہ رب رضیا﴾.

و: عاطفہ، اجعلہ: فعل امر بافاعل ومفعول، رضیا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿یزکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی لم نجعل لہ من قبل سمیا﴾.

یزکریا: جملہ ندائیہ، انا: حرف مشبہ واسم، نبشرک: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، غلم: موصوف، اسمہ: مبتدا، یحیی: خبر، ملکر صفت اول، لم نجعل: فعل نفی و نحن ضمیر مستتر ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، لہ: ظرف لغو، سمیا: مفعول، ملکر صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿قال رب انی یکون لی غلم وکانت امراتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا﴾.

قال: قول، رب: ندا، انی: اسم استفہامیہ" فی محل نصب علی الظرفیہ خبر مقدم"، یکون: فعل ناقص، لام: جار، ی: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، کانت امراتی عاقرا: جملہ فعلیہ حال اول، و: حالیہ، قد: تحقیقیہ، بلغت: فعل بافاعل، من الکبر: ظرف مستقر حال مقدم، عتیا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر مفعول ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم ثانی، غلم: اسم، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر قولیہ۔

﴿قال کذلک قال ربک ھو علی ھین وقد خلقتک من قبل ولم تک شیئا﴾.

قال: قول، کذلک: ظرف مستقر "الامر" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قال ربک: قول، ھو: مبتدا، علی: جار، ھین: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، خلقت: فعل بافاعل، ک: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لم تک شیئا: جملہ فعلیہ حال، ملکر

مفعول،من قبل:ظرف لغو،ملکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغومقدم،هین: مصدر بافاعل،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال رب اجعل لی آیة قال ایتک الا تکلم الناس ثلث لیال سویا﴾.

قال: قول، رب:ندا، اجعل:فعل امر بافاعل، لی:ظرف لغو،ایة: مفعول،ملکر مقصود بالندا،ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قال: قول،ایتک: مبتدا،ان: مصدریہ، لاتکلم :فعل نہی وضمیرذوالحال، سویا: حال،ملکر فاعل،الناس: مفعول ثالث، لیال: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر خبر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فخرج علی قومہ من المحراب فاوحی الیھم ان سبحوا بکرة وعشیا﴾.

ف:مستانفہ، خرج:فعل "ھو" ضمیرذوالحال، علی قومه: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،من المحراب:ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ،ف:عاطفہ، اوحی الیھم :فعل بافاعل وظرف لغو، ان:مصدریہ، سبحوا: فعل بافاعل، بکرة وعشیا: ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یٰیحیی خذالکتب بقوة واتینه الحکم صبیا ○وحنانا من لدنا وزکوة﴾.

یٰیحیی: جملہ ندائیہ،خذ:فعل امروضمیرذوالحال، بقوة: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،الکتب: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا،ملکر جملہ ندائیہ،و: مستانفہ، اتینه: فعل بافاعل وضمیرذوالحال، صبیا: حال ملکر مفعول، الحکم : معطوف علیہ، و: عاطفہ، حنانا: موصوف، من لدنا: ظرف مستقرصفت، ملکر معطوف اول ،و: عاطفہ، زکوة : معطوف ثانی،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وکان تقیا ○ وبرا بوالدیه ولم یکن جبارا عصیا﴾.

و: عاطفہ، کان: فعل ناقص بااسم ،تقیا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، برا بوالدیه: شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل " اتینه" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، لم: جازمہ نافیہ، یکن: فعل ناقص بااسم، جبارا عصیا: مرکب توصیفی خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وسلم علیه یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا﴾.

و: مستانفہ، سلم: مصدر بافاعل،یوم: مضاف، ولد: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ،یوم: مضاف، یموت: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر معطوف اول،و: عاطفہ،یوم: مضاف؛ یبعث: فعل "ھو"ضمیرذوالحال ، حیا: حال،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر معطوف ثانی،ملکر ظرف، مصدر "سلم" اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مبتدا،علیه: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حروف مقطعات کی بحث:

۱......قرآن مجید میں کل چودہ حروف مقطعات مذکور ہیں جو کہ اُنتیس سورتوں کے آغاز میں ہیں جن کے حقیقی معنی اللہ ہی جانے اور اسکے حبیب ﷺ، چھ سورتوں کے آغاز میں الٓم ، پانچ سورتوں کے آغاز میں الٓر، چھ سورتوں کے آغاز میں حٰم ،دوسورتوں کے آغاز میں طٰسم، جبکہ المٓص، ق، المٓر، کھٰیعص، طٰہ، یٰس، طٰس، ص ،عسق اور ن ایک ایک سورت کے آغاز میں ہیں۔

اس بارے میں علامہ ناصرالدین البیضاوی علیہ الرحمۃ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب تفسیر بیضاوی میں کئی اقوال ذکر کیے ہیں:

(۱)......ایک قول کے مطابق "انه سر استاثر الله بعلمه ۔"یعنی یہ ایک ایسا راز ہیں جو اللہ تعالی کے علم کے ساتھ خاص ہے۔

(۲)......حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"فی کل کتاب سر و سر الله تعالی فی القران اوائل السُوَر۔"یعنی ہر کتاب میں کچھ راز ہوتے ہیں جبکہ قرآن کریم میں اللہ تعالی کے راز سورتوں کے آغاز میں مذکور حروف مقطعات ہیں۔

(۳)......حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''الحروف المقطعة من المكتوم الذى لا يفسر یعنی حروف مقطعات ان پوشیدہ رازوں میں سے ہیں جن کی تفسیر نہیں جانی جاسکتی''۔

(۴)......حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''فی كل كتاب صفوة و صفوة هذا الكتاب حروف الهجاء یعنی ہر کتاب کے کچھ منتخبات ہوتے ہیں اور قرآنِ کریم کے منتخبات حروف مقطعات ہیں''۔

(تفسیرِ بیضاوی مع حاشیه شیخ زاده، ج ۱، ص ۱۴۳)(عطائین، ج۱، ص ۳۰ وغیرہ)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: کھیعص سے مراد اللہ کے مبارک نام ہیں، جس کی اللہ قسم ارشاد فرماتا ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ قرآن کے ناموں میں سے یہ ایک نام ہے۔ (جامع البیان، الجزء ۱۶، ص ۵۴)۔ ابن عباس سے ایک روایت یوں بھی منقول ہے کہ کاف سے مراد کریم، ھاء سے مراد ھادی، یاء سے مراد حکیم، عین سے مراد علیم اور صاد سے مراد صادق ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ کبیر ھاد امین عزیز صادق یعنی بڑا ھادی امانت والا عزت والا سچا ہے۔ (روح المعانی ،الجزء:۱۶، ص ۵۰۱)

دعا بمعنی ذکر خفی :

۲......متذکرہ آیت میں دعا کے معنی آہستہ سے پکارنا ہے، حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے، لوگ بلند آواز سے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنے لگے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! اپنے اوپر نرمی لازم کرلو، تم کسی بہرے کو پکار رہے ہو نہ غائب کو، تم سمیع اور قریب کو پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعات، باب:قول لا حول ولا قوة، رقم: ۶۴۰۹، ص ۱۱۱۳)

☆......حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہترین ذکر وہ ہے جو آہستہ ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو بہ قدر کفایت ہو۔ (صحیح ابن حبان، رقم: ۸۰۹)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آہستگی کے ساتھ دعا کرنا ستر با آواز دعاؤں کے برابر ہے''۔

(الجامع الصغیر، رقم: ۴۲۰۶، کنز العمال، رقم: ۳۱۹۶)

حضرات انبیاء کی وارث اولاد یا علم؟

۳......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' نحن معاشر الانبياء لا نورث یعنی ہم حضرات انبیاء (باعتبار تقسیم مال) وارث نہیں چھوڑتے''۔ حضرات انبیائے کرام کے نزدیک دنیا حقیر ہوتی ہے اس لیے وہ اس میں مال جمع نہیں کرتے، اور نہ ہی اس کی طرف مائل ہوتے ہیں، یہاں تک کہ ان کا اولاد کے بارے میں سوال کرنا اس لئے ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو (دین) پر جمع کرسکیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام پیشے کے اعتبار سے بڑھی تھے اور کسب حلال کے ذریعے گزارہ فرماتے تھے جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کمائی کرکے حلال روزی حاصل کرتے تھے، اور حضرات انبیائے کرام میں یہ بات نہیں ہوتی تھی کہ محنت و مشقت کرکے مال جمع کرکے اپنی اولاد کے لئے ذخیرہ چھوڑ جائیں جیسا کہ ماقبل ترمذی کی حدیث سے بھی واضح ہے، پس اگر اس بات کو سمجھ جائیں گے تو ان شاء اللہ مسئلہ واضح ہوجائے گا۔

(البدایة والنهایة ،باب:قصة زکریا و یحیی ،ج ۱، الجزء الثانی، ص ۴۳۱)

حضرت زکریا علیہ السلام کے لئے یحیی علیہ السلام کی بشارت :

۴......اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو اولاد کی خوشخبری دینے والا کون تھا؟ اکثر کا قول یہ ہے کہ عبداللہ

نے فرمائی تھی اوراس کی دلیل ماقبل آیات مقدسہ ﴿رب انی وھن العظم منی اے میرے رب میری ہڈی کمزور ہوگئی (مریم ۴)﴾، ﴿رب انی یکون لی غلاما اے میرے رب مجھے بیٹا کیسے ہوگا؟ (ال عمران: ۴۰)﴾، ﴿فھب لی پس تو مجھے عطا فرما (مریم ۵)﴾ ہے۔ پس واجب ہوا کہ ماقبل خطاب اللہ سے ہے اور مابعد بھی، اور ایسا نہ مانا جائے تو فساد لازم آئے گا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ فرشتے نے ندا فرمائی اور اس بارے میں دلیل بھی دو صورتوں میں ہو سکتی ہے ﴿فنادتہ الملائکة وھو قائم یصلی فی المحراب ان اللہ یبشرک بیحییٰ تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بیشک اللہ تمہیں مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا (ال عمران: ۳۹)﴾، ﴿انی یکون لی غلام و کانت امرتی عاقر...... قال ربک ھو علی ھین اے میرے رب میرے لڑکا کہاں سے ہوگا میری عورت تو بانجھ ہے اور میں بڑھاپے سے سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ گیا (مریم: ۸،۹)﴾۔ یہ آیات اس بات پر دلیل بنتی ہیں کہ ندا کرنے والا فرشتہ ہی تھا رب نہ تھا۔ ان دونوں اقوال کے جوابات یوں ہو سکتے ہیں کہ مراد اللہ اور فرشتے دونوں ہی ہیں اور اس کی دلیل ﴿قال کذلک قال ربک ھو علی ھین کہا ایسا ہی ہے تیرے رب نے فرمایا وہ مجھے آسان ہے (مریم: ۸،۹)﴾ میں ہی موجود ہے، یعنی ممکن ہے کہ کلام اللہ ہی کا ہے جسے لے کر جبرائیل علیہ السلام آئے۔ (الرازی، ج۷، ص ۵۱۱ وغیرہ)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا نسب:

۵...... یحییٰ بن زکریا بن برخیا، ایک قول کے مطابق زکریا بن دان، زکریا بن لدن بن مسلم بن خشبان بن داؤد بن سلیمان بن مسلم بن صدیقۃ بن برخیا بن بلعاطۃ بن ناحور بن شلوم بن بھناشاط بن اینامن بن رحبعام بن سلیمان بن داؤد۔ (المرجع السابق)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو سید بتایا گیا ہے اور یہاں سید سے مراد مومنین کا سردار، دین، علم اور حلم کا رئیس کہا گیا۔ ایک قول کے مطابق سید اسے کہتے ہیں جو ایسا نرم طبیعت ہو کہ کوئی چیز اسے غصے میں مبتلا نہ کر سکے۔ ایک قول کے مطابق فقیہ عالم کو بھی سید کہتے ہیں، جبکہ ایک قول کے مطابق سید اسے کہتے ہیں جو تمام اچھی خصلتوں میں سب پر فائق ہو۔ (الخازن، ج۱، ص ۲۳۹ تا ۲۴۳ ملخصاً)

آثار حمل کے انوکھے انداز:

۶...... حضرت زکریا علیہ السلام کو بشارت کی موجودگی میں یقین تو تھا ہی لیکن علم الیقین کو عین الیقین کے درجے میں لے جانے کے لیے ایسا کلام فرمایا، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا علم تھا لیکن انہوں نے خواہش ظاہر فرمائی کہ یہ معاملہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہو جائے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام کی شان یہ نہیں ہوتی بلکہ معاملہ یوں ہے کہ اولاد کا سوال حضرت زکریا علیہ السلام نے بی بی مریم کی بچپن میں کرامت دیکھ کر کیا تھا ﴿ھنالک دعا زکریا ربہ وہیں پر حضرت زکریا نے اپنے رب سے دعا کی (ال عمران: ۳۸)﴾، بی بی مریم جوانی کو پہنچیں، ان کے ہاں بغیر باپ کے اولاد یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام عمر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ یا تین سال بڑے تھے۔ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت بی بی مریم کی عمر دس یا تیرہ سال تھی۔

باوجود قدرت تین دن تک کسی سے کلام نہ کرنا حضرت زکریا علیہ السلام کی کرامت تھی، کیونکہ انہیں یہی حکم تھا کہ اس بڑھاپے میں اولاد کے ہونے کی علامت یہی ہے کہ آپ تین دن تک کسی سے کچھ کلام نہ کریں۔ آیت پاک میں لیال کا ذکر ہے لیکن مراد تین دن اور رات ہیں یعنی تین راتیں مکمل سوائے اشارے کے کسی سے کلام نہ کریں۔ (روح المعانی، الجزء السادس وعشر، ص ۵۱۸ وغیرہ)

محراب سے مراد مسجد یا کچھ اور:

یعنی.....محراب سے مراد مصلی ہے، یا عمدہ قسم کا کمرہ ہے یا وہ جگہ جو موجودہ دور میں مسجد کے ساتھ بطور محراب ہوتی ہے۔
بکرۃ سے مراد طلوع فجر سے وقت الضحی تک اور عشیا سے مراد زوال شمس سے غروب شمس تک کا وقت ہے اور یہ دونوں کلمے ترکیب میں ظرف زمان ہیں کلمہ تسبیح کے لیے۔
(روح البیان، ج ۵، ص ۳۷۸)

بچپن میں نبوت عطا کرنا:

۸.....امام جریر طبری کہتے ہیں کہ حضرت یحیی علیہ السلام کو بچپن میں ہی اللہ نے کتاب (توریت) عطا فرمادی جب کہ بلوغت میں تقریباً دو سال باقی تھے یعنی عام لوگوں کے بالغ ہونے کے دو سال قبل نبوت عطا فرمادی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ بچوں نے حضرت یحیی علیہ السلام کو کھیل کود کے لیے بلایا تو جواباً ارشاد فرمایا: ''میں کھیل کے لیے نہیں پیدا کیا گیا''، پھر اللہ نے فرمایا ﴿واتیناہ الحکم صبیا اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی (مریم: ۱۲)﴾۔
(جامع البیان القرآن، الجزء ۱۶، ص ۶۶)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت یحیی علیہ السلام کو اُس وقت فہم و فراست عطا کردی گئی جب کہ وہ فقط ظاہری عمر میں سات سال کے تھے''، حکمت سے مراد عقل و دانست، آداب خدمت (دین)، فراست اور نبوت ہے اور اکثر نبوت کا قول ہی کرتے ہیں، مفسرین کرام یہ بھی فرماتے ہیں کہ انہیں سات سال، تین سال، چھ سال، چالیس سال کی عمر میں نبوت سے نوازا گیا۔
(روح المعانی، الجزء السادس عشر، ص ۵۲۰)

حضرت یحیی علیہ السلام پر تین بار سلامتی کا نزول:

۹.....امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ حضرت یحیی علیہ السلام پیدائش کے وقت شیطان کے اثر سے محفوظ رہے، دنیائے فانی سے گزرنے پر عذاب قبر سے محفوظ رہے، اور قیامت میں اٹھائے جانے پر قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رہیں گے۔ (البیضاوی، ج ۲، ص ۳۶۲)

اگرچہ تمام انبیائے کرام کے بارے میں ہمارے عقائد ایسے ہی ہیں لیکن حضرت یحیی علیہ السلام کے بارے میں یہ بات بطور نص قرآن خصوصیت کے ساتھ ذکر کی گئی ہے جس سے ان کی شان کا بیان معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس ہستی کی پیدائش سے کئی سال پہلے اللہ نے ان کے نام کے ساتھ ان کی دنیا میں تشریف آوری کا ذکر خیر کیا اس کی نمایاں شانیں اگرچہ اور بہت سی ہوں لیکن تین خصوصیات یہ بھی ہیں جنہیں رب کریم شان سے بیان فرماتا ہے۔

میلاد کے جواز کا ثبوت:

۱۰.....جس دن نبی کی ولادت ہو، جس دن اس کا وصال ہوا اور جس دن وہ قیامت میں اٹھائے جائیں، وہ دن عام نہیں بلکہ خاص ہوا کرتا ہے۔ اگر خاص نہ تھا تو حضرت یحیی علیہ السلام کے حوالے سے خصوصیت کے ساتھ ذکر ہی نہ ہوتا۔ جب یہ مان لیا کہ حضرت یحیی اللہ کے برگزیدہ بندے و رسول ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا، جب یحیی علیہ السلام کے پیدائش کے دن کو خصوصیت حاصل ہے تو سید الانبیاء کی ولادت کے دن کو خصوصیت کیوں کر حاصل نہیں ہوگی۔ ولادت کے دن پر سلامتی اللہ بھیجتا ہے ہم اور آپ نہیں، لیکن طریقہ اللہ نے سکھایا ہے کہ جس دن اللہ کا نبی پیدا ہو وہ عام نہیں خاص دن ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم سید الانبیاء کی ولادت کے دن کو سلامتی والا جان کر رب کریم کا شکر ادا کرتے ہیں۔

اغراض: اللہ اعلم بمرادہ بذلک: اور یہی حق ہے، اسلاف کے اقوال کچھ اس طرح ہیں: **کھیعص** اسم اعظم کا نام ہے، یہی وجہ ہے کہ عارفین مثلاً سید دسوقی اور حسن شاذلی جنگوں میں اس کا سہارا لیا کرتے تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ سورت کا نام ہے، یہ بھی

کہا گیا ہے کہ اس صیغے کے ذریعے اللہ عزوجل نے قسم کھائی ہے اور یہ بھی کہ اللہ عزوجل کی ثناء ہے جسے اللہ عزوجل نے اپنی ذات (کے لئے خاص) کیا ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس کا معنی مخلوق کے لیے شافی وکافی ہے،عبادت گزاروں کے لیے ہدایت کا ساماں ہے ،اللہ عزوجل کا بے مثل دستِ قدرت ان کے اوپر ہے،اپنی مخلوق کو جاننے والا ہے اور اپنے وعدے میں سچا ہے،پس ہر لفظ اپنے اندر اس قسم کے معنیٰ کو لئے ہوئے ہے۔جمیعه: العظم میں الف لام استغراقی ہے۔

مشتملا علی دعاء: میں ﴿رب انی وھن العظم (مریم:٤)﴾ کی جانب اشارہ ہے۔

لانہ اسرع للاجابة: رات کے وقت میں مخلوق سے چھپ کر عاجزی وانکساری سے دعا کرنے میں قبولیت کے اسباب پائے جاتے ہیں

ای بدعائی ایاک: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ دعاء مصدر مضاف مفعول کے لیے ہے اور اس کا فاعل محذوف ہے۔

لاتلد: یعنی میری بیوی نہ تو کم عمری میں اور نہ ہی بڑھاپے میں اولاد پیدا کر سکتی ہے۔

کیف: استفہامیہ ہے،حسب عادت عمر کے اس حصے میں اولاد کے پیدا ہونے کے بارے میں نہ کہ حسب قدرت،یا اس عجیب وغریب امر پر استفہام تعجب اور سرور ہے۔العلم والنبوة: نہ کہ مال،اس لیے کہ حضرات انبیائے کرام وراثت میں دراہیم ودنانیر نہیں چھوڑتے۔

الی سرعة المبشربه: بالفعل اولاد کے حصول پر علامت کے ظاہر ہونے پر دلیل مطلوب ہے،حضرت زکریا علیہ السلام کو اللہ کی قدرت میں کچھ شک وتردد نہ تھا،بلکہ عجلت مسرت وفرحت اور شکر میں زیادتی کی وجہ سے مقصود تھی۔

ای المسجد: سے مراد نماز کی جگہ ہے۔ابن ثلاث سنین: کا بیان حاشیہ نمبر ۹ میں ہو چکا ہے۔

اوائل النھار واواخرہ: مراد دونوں وقتوں کی نمازیں ہیں،نماز صبح اور نماز عصر،مطلب یہ ہے کہ اپنی عادت کے مطابق نماز ادا کرو،میرے کلام کرنے کا انتظار نہ کرو بلکہ ہر حال میں مجھے پکارتے رہو۔

صدقة علیھم: یعنی صدقہ کی توفیق عطا فرمائی،ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ زکوۃ کی ادائیگی کرنا ہے جو مال کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے،اسے بھی پاک کر دیتی ہے جو اللہ عزوجل کی رضا کے لیے زکوۃ ادا کرے،یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ان کے والد گرامی حضرت زکریا علیہ السلام پر احسان فرماتے ہوئے تصدق فرمایا۔ (الصاوی، ج٤، ص٢٤٠ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۵

﴿وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ﴾ القرانِ ﴿مَرْیَمَ وقف لازم﴾ ای خبرھا ﴿اِذِ﴾ حین ﴿انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِیًّا (١٦)﴾ ای اعتزلت فی مکانٍ نحو الشرقِ من الدارِ ﴿فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا قف﴾ فارسلت سترًا تستتر به لتفلی راسها او ثیابها او تغسل من حیضها ﴿فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا﴾ جبرائیل ﴿فَتَمَثَّلَ لَهَا﴾ بعد لبسها ثیابها ﴿بَشَرًا سَوِیًّا (١٧)﴾ تام الخلق ﴿قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا (١٨)﴾ فتنتهی منی بتعوذی ﴿قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ صلے ق لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا (١٩)﴾ بالنبوة ﴿قَالَتْ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ﴾ یتزوج ﴿وَّلَمْ اَكُ بَغِیًّا (٢٠) الربع﴾ زانیة ﴿قَالَ﴾ الامرُ ﴿كَذٰلِكِ ج﴾ من خلق غلامٍ منك من غیرِ ابٍ ﴿قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ج﴾ ای بان ینفخ بامری جبرائیل فیك فتحملی به ولكون ما ذكر فی معنی العلة عطف علیه ﴿وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ﴾ علی قدرتنا ﴿وَرَحْمَةً مِّنَّا ج﴾ لمن آمن

بِهٖ ﴿وَكَانَ﴾ خلقُهٗ ﴿اَمْرًا مَّقْضِيًّا (۲۱)﴾ بِهٖ فی عِلمِی فنَفَخَ جبرائيلُ فِی جَيبِ دِرعِهَا فَاَحَسَّتْ بِالحَمْلِ فِی بَطْنِهَا مُصَوَّرًا ﴿فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ﴾ تَنَحَّتْ ﴿بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا (۲۲)﴾ بَعِيدًا مِنْ اَهْلِهَا ﴿فَاَجَآءَهَا﴾ جَاءَ بِهَا ﴿الْمَخَاضُ﴾ وَجْعُ الوِلَادَةِ ﴿اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ﴾ لِتَعْتَمِدَ عليهِ فَوَلَدَتْ والْحَمْلُ والتَّصوِيرُ وَالوِلَادَةُ فِی ساعَةٍ ﴿قَالَتْ يٰلَيْتَنِیْ﴾ يَا لِلتَّنبِيهِ ﴿مِتُّ قَبْلَ هٰذَا﴾ الاَمرِ ﴿وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا (۲۳)﴾ شَيْئًا مَترُوكًا لَا يُعْرَفُ وَلَا يُذْكَرُ ﴿فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ﴾ اَی جِبرائيلُ وَكَانَ اَسْفَلَ مِنهَا ﴿اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا (۲۴)﴾ نَهرَ ماءٍ كانَ انْقَطَعَ ﴿وَهُزِّیْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ﴾ كَانَتْ يَابِسَةً والبَاءُ زَائِدَةٌ ﴿تُسٰقِطْ﴾ اَصْلُهٗ بِتَائَينِ قُلِبَتِ الثَّانِيَةُ سِينًا واُدْغِمَتْ فِی السِّيْنِ وَفِی قِرائةٍ بِتَركِهَا ﴿عَلَيْكِ رُطَبًا﴾ تَمييزٌ ﴿جَنِيًّا (۲۵)﴾ صِفَتُهٗ ﴿فَكُلِیْ﴾ مِنَ الرُّطَبِ ﴿وَاشْرَبِیْ﴾ مِنَ السَّرِی ﴿وَقَرِّیْ عَيْنًا ۚ﴾ بِالوَلَدِ تَمييزٌ مُحَوَّلٌ مِنَ الفَاعِلِ اَی لِتَقَرَّ عَينُكَ بِهٖ اَیْ تَسْكُنَ فَلَا تَطْمَحُ الَی غَيرِهٖ ﴿فَاِمَّا﴾ فِيهِ اِدغامُ نُونِ اِنِ الشَّرطِيَّةِ فِی مَاالمَزِيدَةِ ﴿تَرَيِنَّ﴾ حُذِفَتْ منهُ لَامُ الفِعلِ وَعَينُهٗ وَاُلقِيَتْ حَرَكَتُهَا على الرَّاءِ وَكُسِرَتْ يَاءُ الضَّمِيرِ لِالتِقَاءِ السَّاكِنَينِ ﴿مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ﴾ فَيَسْاَلُكَ عَنْ وَلَدِكِ ﴿فَقُوْلِیْۤ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾ اَی اِمْسَاكًا عَنِ الكَلَامِ فی شَانِهٖ وَغَيرِهٖ مَعَ الْاَنَاسِی بَدَلِيلِ ﴿فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا (۲٦)﴾ اَی بعدَ ذَالكَ ﴿فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ﴾ حَالٌ فَرَاَوْهُ ﴿قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا (۲۷)﴾ عَظِيمًا حَيثُ اَتَيتِ بِوَلَدٍ مِن غَيرِ اَبٍ ﴿يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ﴾ هُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ اَی يَا شَبِيهَتَهٗ فِی العِفَّةِ ﴿مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ﴾ اَی زَانِيًا ﴿وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا (۲۸)﴾ زَانِيَةً فَمِنْ اَيْنَ لَكِ هٰذَاالولدُ ﴿فَاَشَارَتْ﴾ لَهُمْ ﴿اِلَيْهِ ؕ﴾ اَنْ كَلِّمُوهُ ﴿قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ﴾ اَی وُجِدَ ﴿فِی الْمَهْدِ صَبِيًّا (۲۹) قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ﴾ اَیِ الْاِنْجِيلَ ﴿وَجَعَلَنِیْ نَبِيًّا (۳۰) وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۪﴾ اَی نَفَّاعًا للناسِ اَخْبَارٌ بِما كُتِبَ لَهٗ ﴿وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ﴾ اَمَرَنِی بِهِمَا ﴿مَا دُمْتُ حَيًّا (۳۱) وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَتِیْ ۫﴾ مَنْصُوبٌ بِجَعَلَنِیْ مُقَدَّرًا ﴿وَلَمْ يَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا﴾ مُتَعَاظِمًا ﴿شَقِيًّا (۳۲)﴾ عَاصِيًا لِرَبِّهٖ ﴿وَالسَّلٰمُ﴾ مِنَ اللهِ ﴿عَلَیَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا (۳۳)﴾ يُقَالُ فِيهِ ما تَقَدَّمَ فی السيدِ يحيی قَالَ تعالٰی ﴿ذٰلِكَ عِيْسَی ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ﴾ بالرفعِ خَبَرُ مُبْتَدَاءٍ اَی قَولُ ابْنُ مريمَ وبِالنَّصَبِ بِتَقْدِيرِ قُلْتُ والمعنٰی اَلقول الحق ﴿الَّذِیْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ (۳۴)﴾ مِنَ المِرْيَةِ اَی يَشُكُّونَ وَهُمُ النَّصَارٰی قَالوا اَنَّ عيسٰی ابن الله كَذَبُوا ﴿مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ﴾ تَنْزِيهًا لَهٗ عَنْ ذَالكَ ﴿اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا﴾ اَی اَرادَ ان يُحْدِثَهٗ ﴿فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (۳۵)﴾ بِالرَّفعِ بِتَقْدِيرِ هُوَ وَبِالنَّصَبِ بَتَقْدِيرِ اَنْ وَمِنْ ذَالِكَ خَلقَ عِيسٰی مِنْ غَيرِ اَبٍ ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ﴾

﴾بفتح اَنَّ بتقديرِ اُذْكُرْ وَبِكَسْرِهَا بتقديرِ قُل بِدلِيلِ مَاقُلتُ لَهُم اِلَّا مَا اَمَرتِنِى بِهٖ اَنِ اعْبُدُاللهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ﴿هٰذَا ﴾المَذْكُورَ﴿صِرَاطٌ ﴾طَرِيقٌ﴿مُّسْتَقِيْمٌ (۳۶) ﴾مُوَدِّ الى الجَنَّةِ﴿فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ج ﴾اَيِ النَّصَارٰى فِى عِيسٰى اَهُوَ ابْنُ اللهِ اَو اِلٰهٌ معهٗ اَو ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ﴿فَوَيْلٌ ﴾شِدَّةُ عذابٍ﴿لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾بِما ذُكِرَ وَغَيرِهٖ﴿مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (۳۷) ﴾اَىْ حُضُوْرِ يَومِ القِيٰمَةِ وَاَهْوَالِهٖ﴿اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ لا ﴾صِيغَتا تَعجُّبٍ بمعنى ما اَسْمَعَهُم وَما اَبْصَرهُم﴿يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا ﴾فِى الْاٰخِرَةِ﴿لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ ﴾مِنْ اِقَامَةِ الظَّاهِرِ مَقَامَ المُضْمَرِ﴿الْيَوْمَ ﴾اى فى الدنيا﴿فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۳۸) ﴾اى بَيِّنٍ بِهٖ صَمُّوا عَنْ سِماعِ الحقِّ وَعَمُوا عَنْ اَبصَارِهٖ اَى اَعْجَبْ مِنْهُمْ يَا مُخَاطِبًا مى سَمعِهِمْ واَبْصَارِهِمْ فى الْاٰخِرَةِ بَعْدَ اَنْ كَانُوا فى الدنيا صُمًّا عُمْيًا﴿وَاَنْذِرْهُمْ ﴾ خَوِّفْ يَامُحمدُ ﴿يَوْمَ الْحَسْرَةِ ﴾هُوَ يَومَ القِيَامَةِ يَتَحَسَّرُ فيهِ المُسِیْءُ على تركِ الْاِحسانِ فى الدُّنْيَا﴿اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ م وقف لازم ﴾لَهُمْ فِيه بِالعذابِ﴿وَهُمْ ﴾فى الدنيا﴿فِیْ غَفْلَةٍ ﴾عنهُ﴿وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۳۹)﴾بهٖ﴿اِنَّا نَحْنُ ﴾تاكيدٌ﴿نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا ﴾مِنَ الْعُقَلاءِ وغَيرِهِمْ بِاِهْلاكِهِمْ﴿وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ (۴۰)﴾

﴾ترجمہ﴿

اورکتاب (یعنی قرآن پاک) میں مریم......۱......(کے قصہ) کو یاد کرو جب (اذ بمعنی حین ہے) اپنے گھر والوں سے مشرق کی طرف ایک جگہ الگ ہوگئی (یعنی اپنے گھر سے مشرقی سمت میں واقع ایک جگہ پر علیحدہ ہوگئی) تو ان سے ادھر ایک پردہ کرلیا (ایک پردہ تان لیا تاکہ وہ خود کو چھپا کر اپنے سَر یا لباس کو جُوؤں کے حوالے سے چیک کرسکیں یا حیض منقطع ہونے کی وجہ سے غسل کرسکیں) تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی (حضرت جبرئیل علیہ السلام کو) بھیجا (بعد اس کے کہ وہ لباس پہن چکی تھیں) وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا......۲......(جس کی خلقت بالکل مکمل تھی) بولی میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خوف خدا رکھنے والا ہے (تو میری رحمٰن کی پناہ لینے کے سبب مجھ سے دور ہوجا) بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے شرف نبوت سے سرفراز ایک ستھرا بیٹا دوں......۳......بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا (یعنی شادی نہیں کی) نہ میں بدکار (زانیہ) ہوں کہا (معاملہ) یونہی ہے کہ (بغیر باپ کے تجھ سے بچے کو پیدا کیا جائے گا) تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے (یوں کہ جبرئیل امین علیہ السلام میرے حکم سے تجھ میں پھونکیں گے تو اس پھونک کے سبب سے تو حاملہ ہوجائے گی اور چونکہ مذکورہ بات علت کے معنی میں ہے اس لیے اس کا عطف اگلے جملہ پر کردیا جائے گا جس میں علت کا بیان ہے) اور اس لیے کہ ہم اسے نشانی کردیں (یعنی اپنی قدرت پر) لوگوں کے واسطے اور اپنی طرف سے ایک رحمت (اس کے لیے جو اس پر ایمان لے کر آئے) اور وہ (یعنی اس کا پیدا کیا جانا) ایسا کام ہے جو ٹھہر چکا ہے (جس کا فیصلہ میرے علم میں کیا جاچکا ہے پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت مریم کے کرتے کے گریبان میں پھونک دیا جس سے آپ نے اپنے بطن میں حمل کا وجود پایا جس کی صورت بنادی گئی ہو) اب مریم اسے پیٹ میں لیئے چلی گئی ایک دور جگہ (یعنی ایک ایسی جگہ جو گھر والوں سے دوری پر تھی) پھر اسے جننے کا درد (مخاض کا معنی ہے جننے کا درد) ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا......۴......(تاکہ وہ اس پر ٹیک لگاسکیں پھر آپ کے ہاں ولادت ہوگئی بچہ کی صورت بننا اور ولادت ہونا یہ سب ایک ساعت میں ہوگیا، اجائھا بمعنی

اجـاء بھـا ہے) بولی ہائے کسی طرح میں اس (معاملہ) سے پہلے مرگئی ہوتی (یـلیتـنـی میں یاء تنبیہ کے لیے ہے) اور بھولی بسری ہوجاتی (میں ایک متروک شے ہوتی معروف نہیں ہوتی جس کا ذکر نہ کیا جاتا) تو اسے اس کے تلے سے (جبرئیل علیہ السلام نے) پکارا (اور آپ ان سے نچلے مقام پر موجود تھے) کہ غم نہ کھا بیشک تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہادی ہے (جو پہلے سوکھی ہوئی تھی، سریا کا معنی پانی کی نہر ہے) اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا (یہ کھجور کا درخت بھی خشک ہو چکا تھا، بجذع النخلة میں باء زائدہ ہے) گریں گی (تساقط اصل میں دو تاء کے ساتھ ہے دوسری تاء کو سین سے بدل کر مدغم کردیا اور ایک قرائت میں دوسری تاء کو چھوڑ دیا گیا ہے) تجھ پر تازہ پکی کھجوریں (رطبا تمیز موصوف ہے جس کی صفت جنیا بن رہی ہے) تو کھا (یہ پکی ہوئی کھجوریں) اور پی (نہر کے پانی میں سے) اور آنکھ ٹھنڈی رکھ......۵......(اپنے بیٹے سے، عینا تمیز ہے اسے فاعل سے پھیر کر تمیز بنایا گیا ہے، آیت کا معنی یہ ہے کہ تاکہ تیری آنکھیں اس بچہ سے ٹھنڈی رہیں یعنی تو پرسکون رہے اور اس کے غیر کی طرف التفات نہ کرے) پھر اگر (فاما اصل میں فان ما ہے ان شرطیہ کا ما زائدہ میں ادغام کیا گیا ہے) تو دیکھے (ترین مذکورہ فعل کے لام اور عین کلمہ کو حذف کرکے اس کی حرکت راء کو دے دی گئی اور التقائے ساکنین کی وجہ سے ضمیر کو کسرہ دے دیا گیا) کسی آدمی کو (جو تجھ سے تیرے بیٹے کے بارے میں سوال کرے) تو کہہ دینا کہ میں نے آج رحمان کا روزہ مانا ہے (یعنی اس بچہ اور دیگر معاملات کے بارے میں لوگوں سے بات چیت سے رکے رہنے کا روزہ رکھا ہے پس اسی سبب سے میں تو) آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ کروں گی......۶......(یعنی روزہ کی خبر دینے کے بعد) تو اسے گود میں لیے اپنی قوم کے پاس آئی (پس لوگوں نے اس بچہ کو دیکھا، تحملہ حال بن رہا ہے) بولے اے مریم! بیشک تو نے بہت بڑی بات کی (کہ بغیر باپ کے تو بچہ لائی ہے، فریا بمعنی عظیما ہے) اے ہارون کی بہن (ہارون ایک آدمی کا نام تھا، یعنی اے عفت وعصمت میں ہارون کی مثل عورت!) تیرا باپ برا آدمی (یعنی زانی) نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار (یعنی زانیہ) تھی تو پھر تیرے پاس یہ بچہ کہاں سے آیا ہے؟ اس پر اس نے ان لوگوں کے سامنے بچہ کی طرف اشارہ کیا (کہ تم لوگ اس سے کلام کرو) وہ بولے ہم کیسے بات کریں جو پالنے میں ہے (یعنی پالنے میں موجود ہے) بچے نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب (یعنی انجیل) دی اور مجھے نبی کیا اور اس نے مجھے مبارک کیا میں جہاں بھی ہوں (مبارکا کا معنی ہے لوگوں کو خوب نفع پہچانے والا)......۷......آپ علیہ السلام نے لوگوں کو ان باتوں کی خبر دی جو آپ علیہ السلام کے لیے لکھ دی گئی تھیں) اور مجھے نماز اور زکوۃ کی وصیت فرمائی (مجھے ان دونوں کاموں کا حکم فرمایا) جب تک جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا (برا بوالدتی میں برا فعل مقدر جعلنی کی وجہ سے منصوب ہے) اور مجھے متکبر اور شقی نہیں بنایا (یعنی مجھے اپنے رب کی نافرمانی کرنے والا نہیں بنایا جبارا بمعنی متکبرا ہے) اور سلامتی ہو (اللہ عزوجل کی جانب سے) مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں......۸......(اس بارے میں وہی بات کہی جائے گی جو ماقبل میں حضرت یحیی علیہ السلام کے بارے میں کہی گئی تھی اللہ عزوجل نے فرمایا) یہ ہے عیسی مریم کا بیٹا سچی بات (قول الحق خبر ہونے کی بناء پر مرفوع ہے اس کا مبتداء مقدر قول ابن مریم ہے اور منصوب پڑھے جانے کی صورت میں یہ قلت کا مفعول ہوگا معنی ہوگا میں سچی بات ہی کہتا ہوں) جس میں شک کرتے ہیں (شک کرنے والے عیسائی ہیں جنہوں نے بکا تھا کہ حضرت عیسی علیہ السلام......۹......اللہ عزوجل کے بیٹے ہیں وہ اپنے قول بدتر از بول میں جھوٹے ہیں، یمترون بمعنی مریۃ کے ہے) اللہ کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنا بچہ ٹھرائے پاکی ہے اس کو (وہ اپنے لیے اولاد بنانے سے منزہ ہے) جب کسی کام کا حکم فرماتا ہے (یعنی کسی کو پیدا فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے) تو یونہی کہ اس سے فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فورا ہو جاتا ہے (من جملہ ان کاموں میں حضرت عیسی علیہ السلام کو پیدا فرمانا بھی ہے فیکون، ھو ضمیر کے مقدر ہونے کی صورت میں مرفوع اور ان مصدریہ کے مقدر ہونے کی صورت میں منصوب ہوگا، یہ حضرت عیسی علیہ السلام کا کلام ہے اس کی دلیل یہ قول ہے) اور بیشک اللہ رب ہے

میرا اور تمہارا تو اسی کی عبادت کرو (ماقلت لھم الا ما امر بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم یعنی میں نے ان سے وہی کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ ﷻ کی عبادت کرو وہ میرا اور تمہارا رب ہے) یہ (جو مذکور ہوا) راہ سیدھی ہے (جنت کی طرف لے جانے والی ہے ، صراط بمعنی طریق ہے) پھر جماعتیں آپس میں مختلف ہوگئیں (یعنی عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مختلف ہوگئے کہ کیا وہ خدا کے بیٹے ہیں یا خدا کے ساتھ شریک ہیں یا تین خداؤں میں سے تیسرے ہیں......الخ......) تو ہلاکت (یعنی سخت عذاب ہے) کافروں کے لیے (جنہوں نے مذکور اور دیگر کفر کیے) ایک بڑے دن کی حاضری سے (یعنی قیامت اور اس کی ہولنا کیوں کے آنے سے) کتنا سنیں گے اور کتنا دیکھیں گے (اسمع بھم اور ابصر دونوں صیغہ تعجب ہیں بمعنی ما اسمعھم وما ابصرھم) جس دن وہ ہمارے پاس حاضر ہونگے (آخرت میں) مگر آج (یعنی دنیا میں) ظالم کھلی گمراہی میں ہیں (یعنی واضح گمراہی میں ہیں ، اسی گمراہی کے سبب وہ حق کو سننے سے بہرے ، دیکھنے سے اندھے ہیں ، معنی یہ ہے کہ اے مخاطب تو آخرت میں ان کے سننے اور دیکھنے پر تعجب کرے گا بعد اس امر کے کہ وہ دنیا میں حق سننے اور دیکھنے سے بہرے اور اندھے تھے) اور انہیں ڈر سناؤ (اے حبیب! کفار مکہ کو خوف دلاؤ) پچھتاوے کے دن کا (مراد اس سے قیامت کا دن ہے کہ گناہ گار اس دن نیکی چھوڑ دینے پر حسرت کرے گا) جب کام ہو چکے گا (اس دن لوگوں کے حق میں عذاب دیئے جانے کا) اور وہ (دنیا میں اس سے) غافل ہیں اور (اس پر) ایمان نہیں لاتے بیشک زمین اور جو کچھ اس پر ہے (خواہ وہ عاقل یا غیر عاقل ہو ، انہیں ہلاک فرمانے کے بعد) سب کے وارث ہم ہونگے اور ہماری طرف ہی (قیامت کے دن جزا کے لیے) پھریںگے۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذکر فی الکتب مریم اذ انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا﴾۔

و: مستانفہ ، اذکر : فعل امر با فاعل ، فی الکتب : ظرف لغو ، مریم : مبدل منہ ، اذ : مضاف ، انتبذت : فعل ، "ھی" ضمیر ذوالحال ، من اھلھا : ظرف مستقر حال ، ملکر فاعل ، مکانا شرقیا : مرکب توصیفی ، مفعول فیہ ، ملکر مضاف الیہ ، ملکر بدل ، ملکر مفعول ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا﴾۔

ف : عاطفہ ، اتخذت : فعل با فاعل ، من دونھم : ظرف لغو ، حجابا : مفعول ، ملکر جملہ فعلیہ ، ف : عاطفہ ، ارسلنا : فعل با فاعل ، الیھا : ظرف لغو ، روحنا : مفعول ، ملکر جملہ فعلیہ ، ف : عاطفہ ، تمثل : فعل "ھو" ضمیر ذوالحال ، بشرا سویا : مرکب توصیفی حال ، ملکر فاعل ، لنا : ظرف لغو ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا﴾۔

قالت : قول ، انی : حرف مشبہ و اسم ، اعوذ بالرحمن منک : فعل با فاعل و ظرف لغو اول وثانی ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ، ملکر جملہ قولیہ ، ان : شرطیہ ، کنت تقیا : جملہ فعلیہ جزا محذوف "فانی عائذۃ بہ منک" کے لیے شرط ، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلما زکیا﴾۔

قال : قول ، انما : حرف مشبہ و ماکافہ ، انا : مبتدا ، رسول : مصدر مضاف ، ربک : مضاف الیہ فاعل لام : جار ، اھب لک : فعل با فاعل و ظرف لغو ، غلما زکیا : مرکب توصیفی مفعول ، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور ، ملکر ظرف لغو ، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ، ملکر مقولہ ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالت انی یکون لی غلم ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا﴾۔

قالت : قول ، انی : اسم استفہامیہ بمعنی کیف خبر مقدم ، یکون : فعل ناقص ، لام : جار و ضمیر ذوالحال ، و : حالیہ ، لم یمسنی : فعل با مفعول ، بشر : فاعل ، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ، و : عاطفہ ، لم اک : فعل نفی ناقص با اسم ، بغیا : خبر ، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ، ملکر حال ،

ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، غلم : اسم مؤخر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال کذلک قال ربک هو علی هین﴾.

قال: قول،کذلک: ظرف مستقر "الامر" مبتدا محذوف کے لیے خبر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،قال ربک:قول، هو: مبتدا، علی هین: شبہ جملہ خبر،ملکر خبر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولنجلعه آیة للناس ورحمة منا و کان امرا مقضیا﴾.

و: عاطفہ، لام: جار، نجعله: فعل بافاعل ومفعول، آیة :موصوف ،للناس :ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ و :عاطفہ، رحمة :موصوف، منا: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "فعلنا ذلک" فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کان فعل ناقص بااسم، امرا مقضیا: مرکب توصیفی خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فحملته فانتبذت به مکانا قصیا﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف " فنفخ جبریل فی جیب درعها"، حملته :فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ، ف: عاطفہ، انتبذت : فعل بافاعل،به:ظرف لغو، مکانا قصیا:مفعول فیہ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاجاء ها المخاض الی جذع النخلة قالت یلیتنی مت قبل هذا و کنت نسیا منسیا﴾.

ف:عاطفہ، اجاء ها المخاض:فعل ومفعول وفاعل، الی جذع النخلة :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، قالت: قول، یلیتنی : یا حرف ندا برائے تنبیہ، لیتنی : حرف مشبہ واسم، مت: فعل بافاعل،قبل هذا: ظرف،ملکر معطوف علیہ ، و :عاطفہ، کنت فعل: ناقص بااسم، نسیا منسیا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فنادها من تحتها الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا﴾.

ف: عاطفہ،نادها:فعل"هو"،ضمیر راجع بسوئے "ملک" یا "عیسی" مفعول، من تحتها: ظرف لغو، ان:مصدریہ، لا تحزنی: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ، قد:تحقیقیہ ، جعل ربک:فعل وفاعل،تحتک: ظرف، سریا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وهزی الیک بجذع النخلة تسقط علیک رطبا جنیا﴾.

و: عاطفہ، هزی الیک:فعل امر بافاعل وظرف لغو، ب:زائدہ، جذع النخلة:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ، تسقط علیک:فعل بافاعل وظرف لغو،رطبا جنیا: مرکب توصیفی ،مفعول،ملکر جواب امر واقع ہے۔

﴿فکلی واشربی وقری عینا﴾.

ف: فصیحہ، کلی: فعل امر بافاعل،ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اشربی:فعل امر بافاعل ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، قری عینا : فعل بافاعل ومفعول،ملکر معطوف ثانی، ملکر شرط محذوف" اذا تم لک هذا کله "کے لیے جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا﴾.

ف:عاطفہ، ان:شرطیہ، ما:زائدہ، ترین:فعل بافاعل، من البشر:ظرف مستقر حال مقدم،احدا:ذوالحال، ملکر مفعول،ملکر شرط،ف: جزائیہ، قولی: قول، انی :حرف مشبہ واسم، نذرت للرحمن صوما:فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر خبر،ملکر مقولہ،ملکر جواب شرط، جملہ شرطیہ۔

﴿فلن اکلم الیوم انسیا ○ فاتت به قومها تحمله﴾.

ف:مستانفہ ،لن اکلم:فعل نفی بافاعل،الیوم:ظرف، انسیا:مفعول، ملکر مستانفہ ،ف:مستانفہ، اتت:فعل وضمیر

ذوالحال،تحملہ: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل، بہ:ظرف لغو، قومھا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قالوا یمریم لقد جئت شیئا فریا﴾.

قالوا: قول،یمریم : ندائیہ، لام: تاکیدیہ،قد :تحقیقیہ ، جئت:فعل بافاعل، شیئا فریا: مفعول، ملکرقسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم،ملکر مقصود بالندا،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿یااخت ھرون ما کان ابوک امرا سوء وما کانت امک بغیا﴾.

یااخت ھرون: جملہ ندائیہ، ما: نافیہ، کان ابوک:فعل ناقص واسم،امرا سوء:خبر،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،ما: نافیہ، کانت امک:فعل ناقص واسم،بغیا:خبر،ملکر معطوف،ملکر مقصود بالندا،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا﴾.

ف:عاطفہ،اشارت الیہ:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ،قالوا: قول، کیف :اسم استفہامیہ حال مقدم، نکلم: فعل وضمیر ذوالحال،ملکر فاعل،من :موصولہ، کان :فعل ناقص وضمیر ذوالحال، فی المھد: ظرف مستقر حال،ملکر اسم،صبیا: خبر،ملکر صلہ،ملکر مفعول،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال انی عبداللہ اتنی الکتب وجعلنی نبیاO وجعلنی مبرکا این ما کنت ﴾.

قال: قول، انی: حرف مشبہ واسم ، عبداللہ: خبراول،اتنی الکتب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا: ملکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ،اینما: اسم شرط جازم مفعول فیہ مقدم، کنت:فعل بافاعل،ملکر جزامحذوف"جعلنی مبارکا" کے لیے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واوصنی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا﴾.

و:عاطفہ،اوصنی: فعل بافاعل ومفعول،ب: جار،الصلوۃ والزکوۃ: ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ما:مصدریہ ظرفیہ، دمت حیا:فعل ناقص بااسم وخبر،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہوکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اتنی الکتب" پر معطوف ہے۔

﴿وبرابوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا﴾.

و:عاطفہ، برابوالدتی: شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف" جعلنی" کے لیے مفعول،ملکر ماقبل "اتنی الکتب" پر معطوف، و:عاطفہ،لم: حرف نفی وجازمہ، یجعلنی:فعل بافاعل ومفعول، جبارا شقیا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والسلم علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا﴾.

و:عاطفہ، السلم: مبتدا، علی: ظرف مستقر "ثابت"، اسم فاعل محذوف کے لیے ،یوم:مضاف، ولدت: جملہ فعلیہ مضاف الیہ ، ملکرمعطوف علیہ، و:عاطفہ ،یوم: مضاف، اموت: جملہ فعلیہ مضاف الیہ ،ملکر معطوف اول،و: عاطفہ،یوم: مضاف، ابعث:فعل وضمیر ذوالحال، حیا: حال،ملکر فاعل،ملکر مضاف ثانی،ملکر ظرف،" ثابت" اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک عیسی ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون﴾.

ذلک:مبتدا، عیسی: مبدل منہ، ابن مریم: بدل،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، قول:موصوف، الحق: صفت اول، الذی: موصول، فیہ یمترون: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر صفت ثانی،ملکر فعل محذوف "قلت" کے لیے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما کان للہ ان یتخذ من ولد سبحنہ﴾.

ما: نافیہ، کان:فعل ناقص،للہ:ظرف مستقر خبر مقدم،ان :مصدریہ،یتخذ:فعل بافاعل، من: جارزائدہ ،ولد: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ

بتاویل اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ، سبحنہ: مفعول مطلق فعل محذوف "اسبح" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذا قضی امرا فانمایقول له کن فیکون﴾.

اذا: شرطیہ ظرفیہ مفعول فیہ مقدم، قضی امرا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر شرط، ف: جزائیہ، انما: حرف مشبہ وماکافہ، یقول له: قول، کن: فعل امر بافاعل، ملکر مقولہ، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ف: مستانفہ، یکون: فعل بافاعل، ملکر مبتدا محذوف "ھو" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وان الله ربی وربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم﴾.

و: مستانفہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، ربی: معطوف علیہ، وربکم: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، اعبدوہ: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر شرط محذوف 'اذاکان الامر کذلک' کے لیے جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ھذا: مبتدا، صراط مستقیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاختلف الاحزاب من بینهم فویل للذین کفروا من مشهد یوم عظیم﴾.

ف: مستانفہ، اختلف: فعل، الاحزاب: ذوالحال، من بینهم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ویل: مصدر بافاعل، من: جار، مشهد: مضاف، یوم عظیم: مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر مبتدا، الذین کفروا: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اسمع بهم وابصر یوم یاتوننا لکن الظلمون الیوم فی ضلل مبین﴾.

اسمع: فعل، ب: جار زائدہ، هم: فاعل، ملکر معطوف علیہ، ابصر: فعل ماضی بصیغہ امر برائے تعجب بافاعل، یوم: مضاف، یا تو ننا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ، لکن: مخففہ مہملہ، الظلمون: اسم فاعل بافاعل، الیوم: ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر مبتدا، فی ضلل مبین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانذرهم یوم الحسرة اذ قضی الامر وهم فی غفلة وهم لا یومنون﴾.

و: عاطفہ، انذر: فعل بافاعل، هم: ذوالحال، و: حالیہ، هم فی غفلة: جملہ اسمیہ حال اول، و: حالیہ، هم لا یومنون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مفعول، یوم الحسرة: مرکب اضافی مبدل منہ، اذ: مضاف، قضی الامر: جملہ فعلیہ مضاف الیہ ملکر بدل، ملکر مفعول فیہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا نحن نرث الارض ومن علیها والینا یرجعون﴾.

انا: حرف مشبہ واسم، نحن: مبتدا، نرث: فعل بافاعل، الارض: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من علیها: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الینا: ظرف لغو مقدم، یرجعون: فعل بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "نرث" پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بی بی مریم کا نسب وفضائل:

۱......ابن عساکر بی بی مریم کا نسب یوں بیان کرتے ہیں: مریم بنت عمران بن ماثان بن العازر بن الیود بن اخنز بن صادوق بن عیازوز بن الیاقیم بن ابیود بن زریابیل بن شالتال بن یوحینا بن برشا بن اموں بن میشا بن حزقا بن احاز بن موثام بن عزریا بن یورام بن یوشافاط ابن ایشا ابن ایا بن رحبعام بن سلیمان بن داؤد اور ابن اسحق کو اس شجرۂ نسب میں اختلاف ہے، حضرت بی بی مریم کے والد گرامی بنی اسرائیل میں نمازی شخص تھے اور ان کی والدہ ماجدہ بی بی حنہ بنت فاقوذ بن قبیل عابدہ زاہدہ خاتون تھیں، اور

حضرت زکریا علیہ السلام اسی زمانے میں نبی تھے، جمہور کے قول کے مطابق حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ "ایشاع" بی بی مریم کی بہن اور ایک قول کے مطابق بی بی مریم کی خالہ یعنی بی بی حنہ کی بہن تھیں۔

(البدایة والنهایة، قصه مریم بنت عمران وعیسی ابن مریم، ج ۱، الجزء الثانی، ص ۴۴۰)۔

اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا ﴿وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَى﴾ مطلب اس کا یہ ہے کہ یہ لڑکی لڑکے کی مثل نہیں ہے، یہ لڑکی عوارضِ زنانہ سے مبرا ہے۔ ایک معنی اس آیت کا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لڑکا مسجد کی خدمت کیلئے مطلوب ہوتا ہے جبکہ یہ لڑکی اللہ تعالی کے گھر کیلئے ہبہ کی گئی ہے۔ بی بی مریم خوب صورتی اور فضیلت میں اس وقت کی عورتوں سے ممتاز تھیں جبکہ مریم کے معنی عابدہ اور اللہ کے گھر کی خادمہ کے ہیں۔

بی بی مریم کو یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ بوقتِ ولادت شیطان نے انکو نہ چھوا جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کوئی آدم کی اولاد ایسی نہیں کہ جسے ولادت کے وقت شیطان نے نہ چھوا ہو سوائے بی بی مریم اور اسکے بیٹے کے۔" بی بی مریم ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا عام بچہ ایک سال میں بڑھتا ہے۔ حنہ نے ولادت کے بعد حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں احبار کے سامنے رکھ دیا، یہ احبار حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور بیت المقدس میں انکا منصب ایسا تھا جیسا کہ کعبہ مشرفہ میں حجبہ کا۔ چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام رشتے میں بی بی مریم کے خالو اور بیت المقدس کے امام تھے اور انکے ہاں بھی اس وقت تک اولاد نہ تھی لہذا انہوں نے چاہا کہ انکی پرورش کی خدمت یہ سرانجام دیں، علماء نے بغیر قرعہ کے یہ خدمت انکے سپرد کرنے سے انکار کیا جن کی تعداد 29 تھی اور اس بات پر راضی ہوئے کہ سب اپنے اپنے قلم پانی پر چھوڑ دیں جس کا قلم پانی پر بلند ہو کر ٹھہر جائے وہ انکی کفالت کرے گا چنانچہ جتنی بار ایسا کیا گیا حضرت زکریا علیہ السلام کے قلم میں یہ بات پائی گئی۔ ایک قول کے مطابق یہ دریائے اردن تھا۔ جس کمرے میں بی بی مریم کو رکھا تھا ایک قول کے مطابق وہ مسجد کا محراب تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام جاتے وقت سات دروازوں میں تالا لگا کر تشریف لے جاتے اور جب آتے تو ان کے پاس بے موسم کے پھل پاتے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے پوچھنے پر بی بی بیان کرتیں کہ جنت سے میرے لیے آئے ہیں۔ ایک قول یہ ہے جب بی بی مریم کی ولادت ہوئی تو انہوں نے ماں کا دودھ نہ پیا بلکہ انکے پاس جنتی رزق آتا تھا اور جس طرح بی بی مریم نے حضرت زکریا علیہ السلام کے استفسار پر کم سنی میں کلام کیا اسی طرح آپکے فرزند نے بھی جھولے میں آپکی عفت کی گواہی دی۔ یہ آیت کرامتِ اولیاء اور ظہور خرق عادت پر بین دلیل ہے کہ اللہ تعالی جب بی بی مریم کے پاس صغر سنی میں بے موسم کے پھل لاسکتا ہے تو وہ رب العالمین بڑھاپے کی حالت میں حضرت زکریا علیہ السلام کو اولاد بھی دے سکتا ہے۔

(الخازن، ج ۱، ص ۲۳۹ وغیرہ)

حضرت جبرائیل علیہ السلام بشری لباس میں:

ع...... حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نورانی مخلوق ہیں لیکن بی بی مریم کے پاس بشری لباس میں تشریف لائے، معلوم ہوا کہ نورانی مخلوق میں لباس بشری اپنانے کی طاقت اللہ نے دی، جب حضرت جبرائیل کو طاقت مل سکتی ہے تو کیا حبیب لبیب ﷺ کو طاقت نہیں مل سکتی۔ اللہ نے فرمایا ﴿قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین تحقیق تمہارے پاس نور اور روشن کتاب آئی (المائدہ ۱۵)﴾۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں: علامہ ابوالبرکات نسفی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ نور سے مراد آقائے دو جہاں ﷺ کی ذات پاک ہے، جس طرح حضور ﷺ کو سراج کہا گیا اسی طرح نور بھی ہیں کیونکہ ان کے ذریعے ہدایت دی جاتی ہے، اصل عبارت یوں ہے: "او النور محمد ﷺ لانه یهتدی به، کما سمی سراجا"۔

(المدارک، ج ۱، ص ۴۲۶)

مولانا اشرف علی تھانوی "نشر الطیب فی ذکر سید الحبیب" میں فرماتے ہیں

پہلی فصل نورِ محمدی کے بیان میں

پہلی روایت عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا یا جابر ان اللہ تعالی خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ یعنی اے جابر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نورِ الٰہی اسکا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی ، نہ قلم تھا ، اور نہ بہشت تھی ، اور نہ دوزخ تھا ، اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا ، نہ زمین تھی ، اور نہ سورج تھا ، اور نہ چاند تھا ، اور نہ جن تھا ، اور نہ انسان تھا ، پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم اور دوسرے حصے سے لوح اور تیسرے حصے سے عرش ، آگے طویل حدیث ہے۔ فائدہ اس حدیث سے نورِ محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نورِ محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب، ص ۷،۶)

جس طرح جبرائیل امین نوری مخلوق ہو کر بی بی مریم کے پاس اللہ کے اذن سے جسمانی لباس میں آئے بالکل اسی طرح سید عالم ﷺ بھی نوری مخلوق ہونے کے باوجود اس جہان رنگ و بو میں تریسٹھ سال کی ظاہری جسمانی زندگی گزار گئے۔

اولاد کی نسبت غیر خدا کی جانب کرنا:

۳......نظام قدرت کے کچھ تقاضے ہیں، جنہیں جاننے پہچاننے کے لیے عقل و دانست کا ہونا بہت ضروری ہے، من بھر کا مسئلہ ہو اور عقل ایک چھٹانگ بھی نہ ہو تو کیا کر سکتے ہیں؟ خیر کئی آیات ایسی ہیں جن میں غیر اللہ کی جانب نسبت پائی جاتی ہے مثال کے طور پر فرمایا ﴿فسخرنا لہ ریح تجری بامرہ یعنی ہم نے سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا جہاں سلیمان چاہتے ہیں ہوا وہیں چلتی ہے (ص:۳۶)﴾، ﴿تکون لنا عیدا لاولنا واخرنا وایۃ منک تاکہ نزول دستر خوان کا دن ہمارے اگلے اور پچھلے لوگوں کے لیے عید کا دن ہو جائے اور تیری جانب سے نشانی (المائدۃ:۱۱۴)﴾، ﴿وابری الاکمہ والابرص اور میں مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو ٹھیک کرتا ہوں (ال عمران: ۴۹)﴾۔ اولاد کا عطا کرنا، ہوا کا چلانا سب اللہ کے اختیار میں ہے لیکن اللہ نے نسبت مجازی کا درس دیتے ہوئے اپنے برگزیدہ بندوں کی جانب انہیں منسوب کر دیا۔

درد زہ کا کھجور کھانے سے کیا تعلق ہے؟

۴......حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو عورت بچہ جنے، اُسے چاہیے کہ تازہ کھجوریں کھالے، اگر تازہ کھجور میسر نہ ہو تو جو بھی اچھی چیز اُسے میسر آئے کھالے، اگر اللہ کے نزدیک اس سے بہتر کوئی چیز ہوتی تو وہ مریم بنت عمران کو کھجور کھانے کا حکم نہ دیتا"، اس حدیث کو دیلمی نے نقل کیا ہے۔ ربیع بن خیثم کہتے ہیں کہ نفاس والی عورت کے لیے تازہ کھجور سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے اور مریض کے لیے شہد سے بڑھ کر کوئی عمدہ چیز نہیں۔ (روح البیان، ج۵، ص ۳۸۹)

بی بی مریم کے حمل کی مدت کے بارے میں کئی اقوال ہیں اور اس کی مدت زیادہ طویل نہیں ہے، لیکن اس کا معنی یہ نہیں کہ اس وقت وضع حمل ہو گیا تھا کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وہ اس حمل کے ساتھ دور چلی گئیں۔ حسن بصری کا قول ہے کہ اس میں نو گھنٹے لگے، سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اس میں نو ماہ لگے، زجاج کے نزدیک آٹھ ماہ، ماوردی کے نزدیک چھ ماہ لگے، صاحب جلال کے تحت ایک ساعت۔ (زاد المسیر ج۵، ص ۲۱۹)

اولاد والدین کی آنکھ کی ٹھنڈک:

۵ .....انسان تو پھر انسان ہے، جانور اپنے بچوں پر کتنا شفیق ہوتے ہیں، چڑیا جس گھونسلے میں اس کے بچے ہوں اُسے تنہا نہیں چھوڑتی، بلی اپنے بچوں کو ساتھ ساتھ لیے پھرتی ہے، کتیا کا بھی یہی حال ہے، ہرنی نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی کہ اس کے بچے کو کوئی لے گیا ہے گویا اس کے لیے بھی اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ محبت ورحمت کے سو باب میں سے ایک باب ہے جو اللہ نے دنیا میں رکھ دیا ہے، جس کی وجہ سے ماں چاہے انسان کی ہو یا جانور کی اپنے بچوں کو سینے سے لگائے رہتی ہے۔

☆.....اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ :"جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ وَاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ تَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ حَتّٰى تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهٗ"، حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہ کائنات ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:" اللہ ﷻ نے اپنی رحمت کے سو حصے کیے، جس میں سے ننانوے حصے اپنے پاس رکھ لئے اور ایک حصہ زمین پر اتارا اور یہی وہ ایک حصہ ہے کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتی کہ چوپایہ اپنے بچے کے اوپر سے اپنا پیر ہٹالیتا ہے تاکہ اسکو تکلیف نہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبة ،باب فی سعة رحمة الله تعالى، رقم ٦٨٦٦/٦٨٥٢،ص١٣٤٩)

☆.....عَنْ سَلْمَانَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ مِائَةَ رَحْمَةٍ كُلُّ رَحْمَةٍ طِبَاقَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجَعَلَ مِنْهَا فِي الْاَرْضِ رَحْمَةً فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلٰى وَلَدِهَا وَالْوَحْشُ وَالطَّيْرُ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ اَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ "حضرت سلمان ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"جس دن اللہ ﷻ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اس دن اس نے سو رحمتیں پیدا کیں، ہر رحمت آسمان اور زمین کے پھیلاؤ کے برابر ہے ان سو رحمتوں میں سے ایک رحمت زمین پر اتاری اسی ایک رحمت کی وجہ سے ماں اپنی اولاد پر، اور وحشی درندے اور پرندے ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ ﷻ اس رحمت کے ساتھ اپنی رحمتوں کو پورا کرے گا"۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبة ،باب فی سعة رحمة الله تعالى، رقم: ٦٨٧١/٢٧٥٢،ص١٣٤٩)

حضرت زکریا علیہ السلام سے مناسبت:

۶.....حضرت زکریا علیہ السلام کو بھی تین رات (دن) خاموشی کا حکم دیا گیا تھا، بی بی مریم کو بھی خاموشی کا فرمایا گیا۔ صوم کے معنی ہیں کسی کام سے رکنا، صمت کا معنی ہے بولنے سے رکنا جیسا کہ حدیث میں ہے:"من صمت نجا جس نے خاموشی اختیار کی وہ نجات پا گیا"۔ زکریا علیہ السلام نے بھی تین رات دن خاموشی اختیار کی اور اشاروں سے کلام کر کے اپنے مقصود یعنی بی بی صاحبہ کے حمل کی پہچان کرلی، بی بی مریم نے بھی خاموشی اختیار کر کے لوگوں کے سوالات کے جوابات دینے سے خود کو بچالیا۔ اس طرح خاموشی نے حضرت زکریا کو بھی نفع دیا اور بی بی مریم کو بھی۔

حضرت عیسی علیہ السلام کے معجزات:

۷.....اکثر قراء حضرات نے لفظ طیر کو جمع پڑھا ہے کیونکہ حضرت عیسی علیہ السلام نے بہت سارے پرندے بنائے تھے جبکہ جعفر، نافع اور یعقوب نے طائر کو مفرد پڑھا کیونکہ ان میں سے ایک طائر تھا۔ امام بغوی کا قول یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے سوائے چمگادڑ کے کوئی پرندہ نہ بنایا۔ چمگادڑ کو اسلئے خاص کیا کہ یہ پرندوں میں سب سے کامل ترین ہے کیونکہ اسکے پستان اور دانت ہوتے ہیں، اسے حیض آتا ہے۔ حضرت وہب فرماتے ہیں کہ جب تک لوگ اسے دیکھتے رہتے وہ اڑتا رہتا ہے لیکن جب لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل

ہوتا تو گر کر مر جاتا، ایسا صرف اس لئے ہوتا تھا کہ براہِ راست خدائی تخلیق اور بندہ کی وساطت سے تخلیق میں فرق واضح ہو جائے۔

(المظھری، ج۲، ص ٤٧٤)

حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانے میں طب کو انتہائی عروج حاصل تھا اس لئے انکو اسی قسم کے معجزے عطا کئے گئے تاکہ معلوم ہو کہ طب کے طریقے سے جس کا علاج ممکن نہ ہو اسکو تندرست کر دینا یقیناً معجزہ ہے اور نبی کے صدق نبوت کی دلیل ہے۔ اکثر حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس پچاس پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہو جاتا تھا۔ ان میں جو چل سکتا تھا وہ حاضر خدمت ہوتا اور جسے چلنے کی قدرت نہ ہوتی اسکے پاس حضرت عیسی علیہ السلام خود تشریف لے جاتے اور دعا فرما کر اسے تندرست کر دیتے اور یہ شرط ٹھہرا لیتے کہ وہ آپ کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول ہونے پر ایمان لے آئے گا۔ (خزائن العرفان حاشیہ ١٠١، ١٠٢ ملخصاً)

حضرت یحیی علیہ السلام سے نسبت :

۸..... حضرت عیسی علیہ السلام کو حضرت یحیی علیہ السلام سے یوں نسبت ہے کہ حضرت یحیی علیہ السلام کے بارے میں غائب کے صیغے کے ساتھ ﴿وسلم علیه یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائیگا (مریم: ١٥) ﴾ نازل ہوئی۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں بھی اسی کی مثل حاضر کے صیغے کے ساتھ ﴿والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں (مریم: ٣٣) ﴾ آیت نازل ہوئی۔

حضرت عیسی علیہ السلام کا نسب ماں کی جانب :

۹..... حضرت عیسی علیہ السلام کا نسب یہی ہے جو بی بی مریم کا ہے، یعنی بغیر باپ کے بی بی مریم کے بطن سے پیدا ہوئے، لہذا والدہ ماجدہ بی بی مریم کے حوالے سے یہی نسب بنے گا۔ فضائل بے شمار ہیں، جن کا بیان ہم نے ماقبل معجزات کے باب میں بیان کر دیا ہے۔

عقیدۂ تثلیث :

۱۰..... قرآن مجید اور معتبر تفاسیر کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بعض عیسائیوں کا یہ کہنا ہے کہ مسیح بعینہ اللہ ہی ہیں، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی زمانے میں کسی شخص پر تجلی فرماتا ہے اور اسوقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسی علیہ السلام پر تجلی ڈالی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ عیسی علیہ السلام سے جو افعال ظاہر ہوتے ہیں وہ اللہ کے سوا کسی اور کی قدرت ہو ہی نہیں سکتی، بعض عیسائی تین خدا مانتے ہیں اللہ، مریم اور مسیح اور حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انه ولد الله من مریم (معاذ اللہ)۔ (المدارك، ج١ ص ٤٦٤)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں عقیدۂ تثلیث سے انکی مراد باپ، بیٹا اور روح القدس یہ تینوں ایک ہی خدا ہیں (روح القدس سے انکی مراد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہیں)۔

حضرت عیسی کے خدا نہ ہونے پر قرآنی دلائل: (۱)..... حضرت عیسی علیہ السلام خدا کیسے ہو سکتے ہیں (معاذ اللہ) جبکہ اللہ تعالیٰ تو انہیں اپنا رسول فرما رہا ہے اور رسول اللہ کا بندہ ہوتا ہے۔ (۲)..... جو اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اسے کوئی پیدا نہیں کر سکتا۔ (۳)..... آیت مبارکہ میں یہ بھی کہا گیا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی ماں صدیقہ یعنی اپنے رب کے کلمات اور کتابوں کی تصدیق کرنیوالی ہیں اور یہ بھی کہ ماں بیٹا دونوں کھاتے ہیں اور جو کھائے پئے وہ خدا کیسے

ہوسکتا ہے؟ (۴)......اگر عیسائی معجزات دیکھ کر انہیں خدا مانتے ہوں تو معجزات ان سے پہلے گزرے ہوئے انبیائے کرام نے بھی دکھائے، اسی طرح اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا عیسائیوں کے نزدیک خدا ہونے کو لازم کرتا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے تھے۔ (عطالین، ج ۱، ص ۸۸۵)

اغراض: القرآن: الکتب میں الف لام عہد کا ہے۔ من الدار: اپنی خالہ کے شوہر حضرت زکریا علیہ السلام کے دروازے پر، بعض نسخوں میں بیت المقدس کے مشرقی جانب مراد ہے جیسا کہ فرمان مقدس نشان ﴿شرقیا﴾ میں مکان یا بیت المقدس کے مشرقی جانب اشارہ ہے۔

او تغتسل من حیضها: جب حائضہ ہوتیں تو مسجد سے خالہ کے گھر کی جانب چلی جاتیں، اور حالت طہر میں دوبارہ تشریف لے آتیں، انہیں حضرت عیسی علیہ السلام کے حمل سے قبل دو ہی مرتبہ حیض آیا۔

بعد لبسها ثيابها: جب عورت اپنا سر کھولے ہوئے ہو تو فرشتہ داخل نہیں ہوتا، تاکہ عورت کے فضل و تعظیم کا اہتمام ہوسکے، جب بی بی مریم غسل فرما رہی تھیں تو فرشتہ ان کے پاس کیسے تشریف لے آیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ فرشتہ انسانی صورت میں بی بی مریم کے کپڑے پہن لینے کے بعد آیا۔

على قدرتنا: ہماری انواع و اقسام کی کمال قدرت پر دلیل، اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا، اور بی بی حوا کو مرد سے بغیر عورت کے پیدا کیا، اور حضرت عیسی علیہ السلام کو عورت سے بغیر مرد کے پیدا کرے گا، اور باقی مخلوق مرد و عورت سے پیدا ہونگے۔

فولدت: کا بیان حاشیہ نمبر ۲ میں دیکھ لیں۔ **ان عیسی بن الله:** کا بیان حاشیہ نمبر ۱۰ میں دیکھ لیں۔

و کان اسفل منها: یعنی جبرائیل امین علیہ السلام (مدد کے لیے) بی بی مریم سے نچلے مکان میں تھے۔

کان انقطع: موقوف شدہ پانی بی بی مریم اور حضرت عیسی علیہ السلام کی برکت سے جاری ہوا۔

هو رجل صالح: بی بی مریم کے بھائی ھارون کا بنی اسرائیل سے تعلق تھا، قوم نے بی بی مریم کو ان کے بھائی کی پاکدامنی کی جانب عار دلائی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جس دن ان کا انتقال ہوا چار ہزار آدمی ان کے جنازہ میں شریک ہوئے اور اس کے نام ھارون تھے، اور اس نام کے علاوہ دیگر ناموں کے لوگ بھی موجود تھے۔

ای نفاعا للناس: یعنی حضرت عیسی علیہ السلام اللہ عزوجل کے اذن سے مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو ٹھیک کرتے اور مردوں کو زندہ کرتے اور گمراہوں کو ھدایت دیتے۔ **المذکور:** یعنی توحید کی دعوت کا قول اور اللہ عزوجل کے بیٹا ہونے کی نفی کا قول ذکر ہو چکا ہے۔

متعاظما: یعنی اللہ عزوجل نے مجھے (حضرت عیسی علیہ السلام کو) تواضع کرنے والا بنایا ہے، اور جو تواضع کرنے والا ہوتا ہے وہ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کر لیتا ہے، مٹی پر بیٹھ کر بھی اور اس کے لیے مسندیں نہیں تیار کی جاتیں۔

من اقامة الظاهر مقام المضمر: یعنی جس میں یہ سب باتیں (جس کا بیان اسمع بهم وابصر ......الخ) ہونگیں اُسے ظالم کہا جائے گا۔ **فشدة العذاب:** سے مراد جہنم کی وادی ہے جس کا نام ویل ہے۔

به صموا: گمراہی کے سبب انہیں دنیا میں بہرا پن حاصل ہوگا، جبکہ آخرت میں سامع و ابصار کی شدت والی دونوں حالتوں پر تعجب ہے جب کہ دنیا میں بہرا پن والی کیفیت پائی جارہی ہے۔ (الصاوی، ج ٤، ص ٤٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

فیه للجزاء ﴿وَاذْكُرْ﴾ لهم ﴿فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬﴾ ای خبرہ ﴿اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا﴾ مبالغا فی الصدق ﴿نَّبِيًّا (۴۱)﴾ ویبدل من خبرہ ﴿اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ﴾ آزر ﴿يٰٓاَبَتِ﴾ التاء عوض عن یاء الاضافة ولا یجمع

بَینَهُمَا و کَانَ یَعبُدُ الْاَصنامَ﴿لِمَ تَعْبُدُ مَا لا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ ﴾لا یَکْفِیکَ﴿شَیْئًا (۴۲)﴾مِنْ نَفعٍ اوضَرٍّ﴿یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَ نِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْٓ اَهْدِکَ صِرَاطًا ﴾طَرِیْقًا﴿سَوِیًّا(۴۳)﴾مُسْتَقِیمًا﴿ یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ ط ﴾بِطَاعَتِکَ اِیَّاهُ فِی عِبادةِ الْاَصنامِ﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا (۴۴)﴾ کَثِیرُ الْعِصیانِ﴿یٰٓاَبَتِ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ ﴾اِنْ لَمْ تَتُبْ﴿فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا(۴۵)﴾نَاصِرًا وقَرِیْنًا فی النَّارِ﴿قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ ج ﴾فَتَعِیْبُهَا﴿لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ﴾عَنِ التَّعَرُّضِ لَهَا﴿ لَاَرْجُمَنَّکَ ﴾بِالحِجَارةِ او بِالکَلَامِ القَبِیحِ فَاحذَرنِی﴿وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا (۴٦)﴾دَهْرًا طَوِیْلًا﴿قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْکَ ج ﴾مِنِّی لَا اُصِیبُکَ بِمَکرُوهٍ﴿سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ ط اِنَّهٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا(۴۷)﴾مِن حَفِیٍّ اَی بَارًّا فَیُجِیبُ دُعائِیْ وَقَدْ وَفٰی بِوَعْدِهٖ بِقولِهِ الْمَذکُورُ فِی الشُّعَرَاءِ وَاغْفِرلِاَبِی وَهٰذَا قَبْلَ اَنْ یَتبَیَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدوٌّ للهِ کما ذُکِرَ فِی بَرائَةِ﴿وَاَعْتَزِلُکُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ ﴾تَعبُدونَ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْ صلے ز ﴾اَعْبُدُ﴿رَبِّیْ عَسٰٓی اَلَّآ اَکُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ ﴾بِعِبَادَتِهٖ﴿شَقِیًّا(۴۸)﴾ کَما شَقِیتُمْ بِعَبَادةِ الْاَصنَامِ﴿فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لا ﴾بِاَنْ ذَهَبَ الی الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ﴿وَهَبْنَا لَهٗ ﴾اِبْنَینِ یَانِسُ بِهِما﴿اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ط وَکُلًّا ﴾مِنهما﴿جَعَلْنَا نَبِیًّا (۴۹)وَوَهَبْنَا لَهُمْ ﴾الثَّلاثَةَ﴿مِّنْ رَّحْمَتِنَا ﴾المَالَ والْوَلَدَ﴿وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا(۵۰)﴾رَفِیعًا هُوَ الثَّنَاءُ الحَسَنُ فِی جَمِیعِ اَهْلِ الْاَدْیَانِ.

﴿ترجمہ﴾

اور کتاب میں ان کے لیے ابراہیم کا (یعنی ان کے قصہ کا) ذکر کرو بیشک وہ صدیق تھا (صدق میں مبالغہ کرنے والا تھا) نبی (نبیا دراصل کان کی خبر صدیق سے بدل ہے) جب اپنے باپ (یعنی آزر) سے بولا اے میرے باپ (یاءِ ضمیر متکلم کے عوض تاء آئی ہے اور یاء وتاء دنوں یکجا جمع نہیں ہوتیں اور یہ شخص بتوں کی پوجا و پرستش کیا کرتا تھا) کیوں ایسے کو پوجتا ہے جو سنے نہ دیکھے اور تیرے کچھ کام نہ آئے (کسی نفع ونقصان میں تجھے کفایت نہ کرسکے، لایغنی عنک بمعنی لایکفیک ہے) اے میرے باپ میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تجھے آیا نہ تو تو میری پیروی کر میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں گا (صراط کے معنی راستہ اور سویا کے معنی سیدھا ہے) اے میرے باپ شیطان کی عبادت نہ کر......ا......(کہ بتوں کی پوجا کر کے تو حقیقتاً شیطان کی عبادت کررہا ہے) بیشک شیطان رحمان کا بڑا نافرمان ہے (عصیا کا معنی کثیر العصیان ہے) اے میرے باپ میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمان کا کوئی عذاب پہنچے (اگر تو توبہ نہ کرے) تو تو شیطان کا رفیق ہوجائے (تو آگ میں اس کا مددگار اور ساتھی ہوگا) بولا کیا تو میرے خداؤں سے مونھ پھیرتا ہے اے ابراہیم (تو میرے خداؤں کو برا بھلا کہتا ہے) بیشک اگر تو باز نہ آیا (ان بتوں کی مذمت کرنے سے) تو میں تجھے رجم کروں گا......۲......(پتھروں سے یا بدکلامی سے، پس تو مجھ سے ڈر) اور زمانہ دراز تک بے علاقہ ہوجا (ملیا بمعنی دھرا طویلا ہے) کہا بس تجھے سلام ہے......۳......(میری طرف سے یعنی میں کوئی ناپسندیدہ کام تجھے نہیں پہنچاؤں گا) قریب ہے کہ میں اپنے رب سے تیرے لیے معافی

مانگوں گا بیشک وہ مجھ پر مہربان ہے(" حفیا" ، حفی سے بنا ہے جس کے معنی مہربانی کرنے والا ہے، پس وہ میری دعا قبول کرنے والا ہے پس آپ علیہ السلام نے اپنا وعدہ پورا فرمایا جیسا کہ سورۃ الشعراء میں ہے، آپ علیہ السلام نے عرض کی واغفر لابی ......الخ، یہ وعدہ آپ علیہ السلام نے اس بات کے ظاہر ہونے سے پہلے کیا تھا کہ وہ اللہ عزوجل کا دشمن ہے جیسا کہ اس کا تذکرہ سورۂ برائت میں ہے)اور میں ایک کنارے ہو جاؤں گا تم سے اور ان سب سے جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو(تدعون بمعنی تعبدون ہے) اور اپنے رب کو پوجوں گا قریب ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت سے بد بخت نہ ہوں (جیسا کہ تم بتوں کی عبادت کر کے بد بخت ہو گئے، ادعوا بمعنی عبد ہے ،الا اصل میں ان لا تھا، بدعاء ربی بمعنی بعبادۃ ربہ ہے) پھر جب ان سے اور اللہ کے سوا ان کے معبودوں سے کنارہ کر گیا (یوں کہ آپ علیہ السلام ارض مقدسہ کی طرف چلے گئے) ہم نے اسے (دو بیٹے دیئے جن کے ذریعے وہ) اسحٰق اور یعقوب عطا کئے اور (ان دونوں میں سے) ہر ایک کو نبی کیا اور ہم نے انہیں (یعنی ان تینوں کو) اپنی رحمت (یعنی مال واولاد) عطا کی اور ان کے لیے سچی بلند ناموری رکھی (اور اس سے مراد دین میں ان کی اچھائی اور تعریف بیان کیا جانا ہے)

﴿ترکیب﴾

﴿واذکر فی الکتب ابراھیم انہ کان صدیقا نبیا﴾.

و: مستانفہ، اذکر فی الکتب ابراھیم: فعل امر بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص بااسم، صدیقا نبیا: خبر، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اذ قال لابیہ یابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا﴾.

اذ: مضاف، قال لابیہ: جملہ فعلیہ ہو کر قول، یابت: ندا، لام: جار، لم: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، تعبد: فعل بافاعل، ما: موصول، لا یسمع: جملہ فعلیہ معطوف علیہ و: عاطفہ، لا یبصر: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لا یغنی عنک شیئا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی بدل ہے ماقبل " ابراھیم" سے۔

﴿یابت انی قد جاء نی من العلم ما لم یاتک﴾.

یابت: ندا، انی: حرف مشبہ واسم، قد: تحقیقیہ، جاء نی: فعل ومفعول، من العلم: ظرف لغو، مالم یاتک: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر خبر، ملکر مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿فاتبعنی اھدک صراطا سویا﴾.

ف: فصیحہ، اتبعنی: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، اھدک: فعل بافاعل ومفعول، صراطا سویا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، اپنے ماقبل امر سے ملکر شرط محذوف " ان شئت الھدایۃ والنجاۃ" کے لیے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یابت لا تعبد الشیطن ان الشیطن کان للرحمن عصیا﴾.

یابت: جملہ ندائیہ، لا تعبد الشیطن: فعل نہی بافاعل ومفعول، ملکر مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ، ان الشیطن: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص بااسم، للرحمن عصیا: شبہ جملہ کان کی خبر، ملکر ان کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یابت انی اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطن ولیا﴾.

یابت: جملہ ندائیہ، انی: حرف مشبہ واسم، اخاف: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یمسک: فعل ومفعول، عذاب: موصوف، من الرحمن: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تکون: فعل ناقص بااسم، للشیطن ولیا: شبہ جملہ خبر، ملکر

جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر خبر، ملکر مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿قال اراغب انت عن الهتی یابراهیم﴾۔

قال: قول، همزه: حرف استفہامیہ، راغب: اسم فاعل بافاعل، عن الهتی: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، انت: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالندا، یا براهیم: جملہ ندائیہ، ملکر مقولہ، جملہ قولیہ۔

﴿لئن لم تنته لارجمنک واهجرنی ملیا﴾۔

لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، لم تنته: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، ارجمنک: جملہ فعلیہ قسم محذوف " اقسم " کے لیے جواب قسم، قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف " اقسم " کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، معطوف علی محذوف "فاحذرنی"، اهجرنی: فعل بافاعل ومفعول، ملیا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال سلام علیک ساستغفرلک ربی انه کان بی حفیا﴾۔

قال: قول، سلم: مبتدا، علیک: ظرف مستقر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ساستغفر: فعل بافاعل، لک: ظرف لغو، ربی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، انه: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص بااسم، بی حفیا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واعتزلکم وما تدعون من دون الله﴾۔

و: عاطفہ، اعتزل: فعل بافاعل، کم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: موصولہ، تدعون: جملہ فعلیہ صلہ ملکر ذوالحال، من دون الله: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وادعوا ربی عسی الا اکون بدعاء ربی شقیا﴾۔

و: عاطفہ، ادعوا: فعل وضمیر ذوالحال، عسی: فعل مقارب بااسم، ان: مصدریہ، لایکون: فعل نفی ناقص بااسم، بدعاء ربی شقیا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاول مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ربی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما اعتزلهم وما یعبدون من دون الله وهبنا له اسحق ویعقوب﴾۔

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ ظرفیہ، اعتزلهم: فعل بافاعل وضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما یعبدون من دون الله: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر شرط، وهبنا له: فعل بافاعل وظرف لغو، اسحق ویعقوب: مفعول، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وکلا جعلنا نبیا O ووهبنا لهم من رحمتنا وجعلنا لهم لسان صدق علیا﴾۔

و: عاطفہ، کلا: مفعول اول مقدم، جعلنا: فعل بافاعل، نبیا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، وهبنا: فعل بافاعل، لهم: ظرف لغو، من رحمتنا: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، لهم: ظرف لغو، لسان صدق: موصوف، علیا: صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شیطان کی عبادت کرنے سے مراد کیا ھے؟

۱......شیطان کی عبادت کرنے سے مراد یہ ہے کہ واحد حقیقی کو چھوڑ کر، بے جان بتوں کی عبادت پر مائل کرنے والا شیطان مردود نہیں تو اور کون ہے؟۔ کجا بتوں کی عبادت کرکے جہنم کی حقداری کو گلے لگانا، انسان رب العالمین کی عبادت کرنے میں بھی کئی حوالے سے شیطان کی پیروی کرتا نظر آتا ہے۔ دیکھیں علامہ جوزی کیا کہتے ہیں:

کئی عبادت کرنے والوں کی عبادت میں قلتِ علم کی وجہ سے شیطان داخل ہو جاتا ہے، لوگ عبادت میں لگے رہتے ہیں اور علم حاصل نہیں کرتے۔ ربیع بن خثیم کہتے ہیں کہ دینی فقاہت سے پہلے (نوافل) سے اجتناب کرے۔ علم دین کا حاصل کرنا نوافل سے افضل ہے اور لوگ جانتے ہیں کہ علم کا مقصود عمل (خیر بحسن وخوبی) بجالانا ہے۔ بعض لوگ عمل جوارح کو ہی جانتے ہیں حالانکہ عمل قلب زیادہ افضل ہے۔ مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں: علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے۔ یوسف بن اسباط کہتے ہیں: علم دین حاصل کرنا ستر غزوات سے بہتر ہے۔ معافی بن عمران کہتے ہیں: ایک حدیث کا لکھنا میرے نزدیک رات (بھر) کی عبادت سے افضل ہے۔ مصنف کہتے ہیں کہ اس بحث سے لوگ جان چکے کہ ابلیس کس طرح عبادت میں شامل ہو جاتا ہے۔

(تلبیس ابلیس، الباب الثامن ذکر تلبیس ابلیس علی العباد فی العبادات، ص ۱۵۲)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا سزا دینے کی نسبت اپنی جانب کرنا:

۲......اصل میں رجم کرنے کے معنی یہی ہیں کہ کسی کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے لیکن ایک قول مفسرین نے یہ بھی کیا ہے کہ اے آزر! میں تمہیں بُرے کلام سے تکلیف دوں گا، کیونکہ اہل علم کے نزدیک لفظ کے معنی یہ بھی ہیں کہ "مایتلفظ به الانسان یعنی زبان سے جو کچھ تلفظ کیا جائے"، لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوں کہ مجھ سے عرصہ دراز تک دور رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو کہ میری جانب سے تمہیں کوئی زبانی یا ہاتھ کے ذریعے سے نقصان پہنچے۔ (روح البیان، ج۵، ص ۴۰۰ ملخصا)

عند الشرع کسے سلام کیا جائے؟

۳......حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر سے جو سلام کیا اس کے بارے میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ سلام جدائی اور مفارقت کا تھا، ایک قول یہ ہے کہ یہ سلام بھلائی اور لطف کرم کرنے کے حوالے سے تھا، ایک قول یہ بھی ہے کہ حکم ممانعت ﴿ما كان للنبي والذين امنوا ان يستغفروا للمشركين نبی اور ایمان والوں کے لئے لائق نہیں کہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کریں(التوبہ: ۱۱۳)﴾ سے پہلے تک آپ نے اپنے چچا کے لیے دعائے استغفار فرمائی۔ (الخازن، ج۳، ص ۱۸۹)

نووی علی مسلم لکھتے ہیں: بعض کے نزدیک نہی کراہیت کی وجہ سے ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے اس لیے کہ نہی تحریم کی وجہ سے ہے اور یہی علقمہ اور نخعی کا قول ہے۔ اور مختار قول یہ ہے کہ فساد کے خوف کی وجہ سے ان کو سلام کرنے میں پہل نہ کی جائے (مشکوۃ المصابیح، حاشیہ نمبر۱، ص۳۹۸، قدیمی)۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہود ونصاری کے سلام کے جواب میں وعلیک سے زیادہ نہ کہا جائے، اور کافروں کے سلام کے جواب میں هداک الله بھی کہنا چاہئے اور بعض علماء نے یہودیوں اور عیسائیوں کو ضرورت یا حاجت کے وقت سلام کہنا درست اور جائز قرار دیا ہے، بدعتیوں اور فاسقوں کا بھی یہی حکم ہے۔ انہیں ایک طرف کرنے کے معنی اسلام کی عزت اور شوکت کے اظہار کے لیے غلبہ قائم رکھو یا اس سے ایک طرف چلنے کے بارے میں حکم دینا مراد ہے (اشعۃ اللمعات، ج۵، ص ۸۳۹)

سید عالم ﷺ کا عمل مبارک یہ تھا کہ جب آپ ﷺ کسی کو خط لکھتے تو ابتداً اپنا اسم گرامی لکھتے، اس کے بعد اگر مکتوب الیہ مسلمان ہوتا تو اسے سلام لکھتے اور اگر وہ مسلمان نہ ہوتا تو یہ لکھتے "سلام على من اتبع الهدى" ہرقل کی طرف بھی ایسے ہی لکھ کر بھیجا تھا۔

(اشعۃ اللمعات، ج۵، ص ۸۵۲)

اغراض: مبالغا في الصدق: یعنی اقوال، افعال اور احوال کے اعتبار سے سچ گو تھے۔

ويبدل منه: یعنی بدل اشتمال، مبدل منہ اور بدل کے مابین جملہ معترضہ ﴿انه كان صديقا نبيا(مریم:۵۶)﴾ ہے۔

ولا يجمع بينهما: پس "یا ابتی" نہیں کہا گیا، اس صورت میں عوض ومعوض جمع ہو جائیں گے، اور یا ابتا کہا گیا، اس لیے کہ الف

یاء سے بطورِ عوض مستعمل ہے، اوراس صورت میں دوعوض جمع ہو گئے۔

بان ذھب: یعنی سرزمین عراق سے بیت المقدس کی جانب۔

بطاعتک ایاہ: اللہ ﷻ کی عبادت کے حکم کو بتوں کی عبادت کے مثل نہ جانو، کہ وسوسہ کا شکار ہوتے ہوئے بتوں کی عبادت میں لگ جاؤ۔

بالحجارۃ: یہاں تک کہ (اے ابراہیم علیہ السلام) تم مرجاؤ یا میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔

دھرا طویلا: اھجرنی کے فاعل سے حال ہے، یعنی (اے ابراہیم علیہ السلام) مجھے صحیح سلامت چھوڑ دو تجھے مجھ سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

وھذا قبل ان یتبین لہ انہ عدو اللہ: یہ اس اعتراض کے جواب میں ہے کہ کفار کے لئے استغفار کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ جملہ اس وقت کہا تھا جب کہ انہیں اس بات کا علم ہی نہ تھا کہ یہ اللہ ﷻ کا دشمن ہے، پھر جب معلوم ہو گیا تو اس سے بیزار ہوئے۔ اس جملے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر کے لیے استغفار کرنا اگر اس کی ھدایت اور سلامتی کی نیت سے ہو تو جائز ہے اور اگر اس کا کفر واضح ہو جائے تو جائز نہیں ہوگا۔

یانس بھما: اس جملے ﴿اسحق ویعقوب﴾ میں اس جانب اشارہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھ لیا تھا، جب کہ وہ تو حضرت اسحٰق علیہ السلام کے صاحبزادے تھے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک سو پچھتر سال زندہ رہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام و آدم علیہ السلام کے مابین ہزار سال کا فاصلہ ہوا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام و نوح علیہ السلام کے مابین بھی ہزار سال کا فاصلہ ہوا ہے۔

فی جمیع اھل ادیان: یعنی ہر دین والے حضرت ابراہیم علیہ السلام، اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کو پسند کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور قیامت تک ان کے خیر کی دعا کرتے رہیں گے۔ (الصاوی، ج٤، ص٥٣ وغیرہ)

ایک اھم بات

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

افتاء سے پہلے تحقیق اور تنقیح ضروری ھے......(١)

فتاوی خیریہ کے آخر میں ہے: ''کوئی شک نہیں کہ مختلف فیہ کی معرفت کے حوالے سے راجح مرجوح کو پہچاننا، ضعیف وقوی اقوال کو جاننا، علم فقہ کو حاصل کرنے کے لئے اپنے پائینچے چڑھانے والوں کی امیدوں کی انتہاء ہے۔ مفتی اور قاضی پر مسئلہ کے جواب میں تحقیق کرنا لازم ہے اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھرا کر اللہ ﷻ پر جھوٹ باندھنے سے ڈرتے ہوئے فتوی کے حوالے سے بے تکی باتیں نہ کرے، اپنی دلی خواہش کی پیروی اور نفسانی آرزو کی پیروی کرنا اور مال کی طرف مائل ہونا (کہ مالدار کی خواہش کے مطابق فتوی دے) حرام ہے کیونکہ مال بہت بڑی آفت اور زبردست مصیبت ہے۔ پس بلاشبہ فتوی نویسی ایک امر عظیم ہے (بغیر علم کے) فتوی نویسی کی جرأت ہر جاہل و بدبخت ہی کرے گا......(٢)۔

ضمنی فوائد (١)......الفتاوی الخیریہ علی ھامش الفتاوی تنقیح الحامدیہ، مسائل شتی، ج٢، ص ٢٥٨۔ (٢)......بغیر علم کے فتوی دینے کی احادیث مبارکہ میں بڑی مذمت آئی ہے چنانچہ، سید عالم ﷺ کا فرمان دلنشین ہے کہ ''اجرأکم علی الفتیا اجرأکم علی النار یعنی جو فتوی دینے میں زیادہ جری ہے وہ آتش دوزخ پر زیادہ دلیر ہے۔'' (کنزا لعمال، ج١٠، ص١٨٤، رقم ٢٨٩٦١)۔ ''من قال فی القرآن برأیہ فاصاب فقد اخطاء'' یعنی جس نے قرآن کے معاملے میں اپنی رائے داخل کی اگر اس نے ٹھیک کہا تو بھی غلط کہا۔ (کنزا لعمال، ج٢، ص١٦، رقم ٢٩٥٧)، (درس عقود رسم المفتی، ص ٣٠ وغیرہ)

رکوع نمبر:۷

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى ۡ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا ﴾بكسرِ اللامِ وفتحِها من اَخْلَصَ في عِبَادَتِهِ واَخْلَصَهُ اللهُ مِنَ الدَّنَسِ﴿وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا(۵۱) وَنَادَيْنٰهُ ﴾بِقَولِ يَا مُوسٰى اِنِّي اَنَا اللهُ﴿مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ ﴾اسْمُ جَبَلٍ﴿الْاَيْمَنِ ﴾اِي الذي يَلِي يَمِينَ مُوسى حِينَ اَقْبَلَ مِن مَدْيَنَ﴿وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا(۵۲)﴾مُنَاجِيًا بِاَن اَسْمَعَهٗ تعالى كَلَامَهٗ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ ﴾نِعْمَتِنَا﴿اَخَاهُ هٰرُوْنَ ﴾بَدَلٌ او عَطْفُ بَيَانٍ﴿نَبِيًّا(۵۳)﴾حَالٌ هِيَ الْمَقْصُودَةُ بِالْهِبَةِ اِجَابَةً لِسُوالِهِ اَنْ يُرسِلَ اَخَاهُ مَعَهٗ وكان اَسَنَّ منه﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ ﴾لَمْ يَعِدْ شَيْئًا اِلَّا وَفٰى بِهٖ وَانْتَظَرَ مِنْ وَعْدِهٖ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ او حَوْلًا حتى رَجَعَ اِلَيهِ فِي مَكَانِهٖ﴿وَكَانَ رَسُوْلًا ﴾اِلى جُرهَمَ﴿نَّبِيًّا(۵۴) وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ ﴾اَىْ قَومِهٖ﴿بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا(۵۵)﴾اَصْلُهٗ مَرضُوٌّ وَقُلِبَتِ الْوَاوَ اَنْ يَائَيْنِ والضَّمَّةُ كَسرَةً﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ ﴾هُوَ جَدُّ اَبِيْ نوحٍ﴿اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا(۵۶) وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا(۵۷)﴾هُوَ حَيٌّ في السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ اَوِ السَّادِسَةِ اَوِ السَّابِعَةِ اَو فِي الْجَنَّةِ اُدخِلَهَا بَعدَ اَنْ اُذِيقَ الْمَوتَ واُحيِيَ ولَمْ يُخرَجْ مِنهَا﴿اُولٰٓئِكَ ﴾مُبْتَداء﴿الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ﴾صِفَةٌ لَهٗ﴿مِّنَ النَّبِيّٖنَ ﴾بَيَانٌ لَهُم وَهُوَ فِي مَعْنَى الصِّفَةِ وَمَا بَعدَهٗ اِلى جُمْلَةِ الشَّرْطِ صِفَةٌ لِلنَّبِيِّينَ فَقَولُهٗ﴿مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ ﴾اَى اِدرِيسَ﴿وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ ﴾فِي السَّفِينَةِ اى اِبْرَاهِيمَ ابْنَ ابْنِهٖ سَامَ﴿وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ ﴾اَى اسْمَاعِيلَ واسحٰقَ وَيعقوبَ﴿وَ﴾ذُرِّيَّةِ﴿اِسْرَآءِيْلَ ۡ ﴾وَهُوَ يَعقُوبُ اَى مُوسٰى وَهَارونَ وَزَكَرِيا وَيحيٰى وَعيسٰى﴿وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ؕ ﴾اى جُمْلَتِهِم وَخَبرُ اُولٰئِكَ﴿اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا(۵۸) [السجدة]﴾جَمعُ سَاجِدٍ وَبَاكٍ اى فكونوا مِثْلَهُمْ وَاَصلُ بُكِيٍّ بُكُويٌ قُلِبَتْ الواوُ ياءً والضَّمَّةُ كَسْرَةً﴿فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ ﴾بِتَركِهَا كَالْيَهُودِ والنَّصَارٰى﴿وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ ﴾مِنَ الْمَعَاصِي﴿فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا(۵۹)﴾هُوَ وادٍ في جَهَنَّمَ اَى يَقَعُونَ فيهِ﴿اِلَّا ﴾لٰكِنْ﴿مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ ﴾يُنقَصونَ﴿شَيْئًا(۶۰)﴾مِن ثَوابِهِمْ﴿جَنّٰتِ عَدْنِ ۣ ﴾اِقَامَةٍ بَدَلٌ مِنَ الْجَنَّةِ﴿الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ ﴾حَالٌ اى غَائِبِينَ عَنْهَا﴿اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ ﴾اَى مَوعُودُهٗ﴿مَاْتِيًّا(۶۱)﴾بِمعنٰى آتِيًا واَصْلُه مَاتوِى اَو مَوعُودُهٗ هُنَا الجنةُ يَاتِيهِ اهلُهٗ﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا ﴾مِنَ الْكَلَامِ﴿اِلَّا ﴾لٰكِنْ يَسمَعُونَ﴿سَلٰمًا ؕ ﴾مِنَ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمْ او مِنْ بَعْضِهِمْ على بَعضٍ﴿وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا(۶۲)﴾اَى عَلى قَدرِهِمَا في الدُّنْيَا وَلَيسَ فِي الْجَنَّةِ نَهَارٌ وَلا لَيلٌ بَل ضَوءٌ وَنُورٌ اَبَدًا﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ ﴾نُعطِي وَنُنْزِلُ﴿مِنْ

عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا(۶۳)﴾بطاعتِه وَنَزَلَ لَمَّا تَاَخَّرَ الوحيُ اَيَّامًا وقال النبي ﷺ لِجِبْرئيلَ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُورَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا﴾اى اَمَامَنَا مِنْ اُمُورِ الْاٰخِرَةِ﴿وَمَا خَلْفَنَا﴾مِن اُمورِ الدُّنيا﴿وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ﴾اى مَا يَكُونُ مِن هٰذَا الوَقْتِ الى قِيَامِ السَّاعَةِ اى له عِلْمُ ذالكَ جَمِيعُهُ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا(۶۴)﴾بمعنى نَاسِيا اى تَارِكًا لكَ بتَاخِيرِ الوَحي عَنكَ﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ﴾اى اِصْبِر عليها﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا(۶۵)﴾اى مُسَمًّى بذالكَ﴿وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ﴾الـمُنكِرُ لِلبعثِ اُبَى بنُ خَلفٍ اَوِ الوَلِيدُبْنُ المُغِيرَةِ النَّازِلُ فيه الاٰيَةُ﴿ءَ اِذَا﴾بتَحقِيقِ الْهَمزَةِ الثَّانِيَةِ وَتَسْهِيلِهَا وادخَالِ اَلِفٍ بَينَهُمَا بوَجْهِيها وَبينَ الاُخرٰى﴿مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا(۶۶)﴾مِن القَبرِ كما يَقولُ محمدٌ فَالِاستِفهَامُ بِمعنى النَّفيِ اى لَا اُحْيٰى بَعدَ المَوتِ وَمَازَائِدَةٌ لِلتَّاكِيدِ وكَذَا اللَّامُ وَرَدَ عليه بقوله تعالى.

﴿ترجمہ﴾

اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو بیشک وہ چنا ہوا تھا (مـخـلـصـا کو لام مکسور کے ساتھ پڑھیں تو بمعنی مخلِص ہوگا اور لام مفتوحہ کے ساتھ پڑھیں تو معنی ہوگا وہ شخص جو اللہ عزوجل کی عبادت میں مخلص ہو اور جسے اللہ عزوجل نے آلائشوں سے پاک رکھا ہو) اور رسول تھا......۱......غیب کی خبریں بتاتا اور ہم نے اسے ندا فرمائی (یہ فرما کر: یـا مـوسـی انـی انـا الله ،اے موسیٰ میں ہی خدا ہوں) طور......۲......کی دائیں جانب سے (طور ایک پہاڑ کا نام ہے، دہنی جانب سے مراد وہ سمت ہے جو مدین سے آتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دائیں ہاتھ پڑتی) اور اسے اپنا راز کہنے کو قریب کیا (نـجـیـا بمعنی مـنـاجـیـا ہے یوں کہ اللہ عزوجل نے انہیں اپنا کلام سنایا) اور اپنی رحمت سے (یعنی نعمت سے) اس کا بھائی ہارون......۳......عطا کیا (هـارون یا تو بدل ہے یا عطف بیان) نبی (''نبیا'' هـارون سے حال ہے، اور اس عطا سے مراد یہی مقصود ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوال کو پورا کرنے کے لیے ان کے بھائی کو ان کے ساتھ بطور رسول بھیجا جائے اور حضرت ہارون علیہ السلام کی عمر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ تھی) اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو بیشک وہ وعدے کا سچا تھا (کوئی بھی وعدہ کرتے تو اسے پورا کرتے آپ علیہ السلام نے تین دن یا ایک سال تک اس شخص کا ایک جگہ پر انتظار فرمایا جس نے آپ علیہ السلام سے وہاں ملنے کا وعدہ کیا تھا حتی کہ وہ اپنے مکان میں لوٹا تو آپ علیہ السلام کو موجود پایا) اور رسول تھا (قوم جرہم کی طرف) غیب کی خبریں بتاتا اور اپنے اہل (یعنی اپنی قوم کو) نماز اور زکوۃ کا حکم دیتا......۴......اور اپنے رب کو پسند تھا (مـرضـیـا کی اصل مـرضـو تھی دونوں واؤ کو یاء سے اور ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا تو مـرضـیـا ہوگیا) اور کتاب میں ادریس......۵......کو یاد کرو (یہ حضرت نوح علیہ السلام کے پردادا ہیں) بیشک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھالیا (تو وہ چوتھے، چھٹے یا ساتویں آسمان میں ہیں یا جنت میں ہیں انہیں موت کا مزہ چکھانے کے بعد جنت میں داخل کر دیا گیا اور آپ علیہ السلام جنت سے نہیں نکلے، اولـئـک مبتداء ہے) یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا (''الـذیـن انـعـم الـلـه علیهم'' اولئک کی صفت ہے) غیب کی خبریں بتانے والوں میں (من النبین اسم موصول کا بیان ہے اور یہ صفت کے معنی میں ہے اس کو مابعد سے لیکر جملہ شرطیہ سے پہلے تک سب النبیین کی صفت ہے) سے آدم کی اولاد (یعنی حضرت ادریس علیہ السلام) اور ان میں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا (کشتی میں یعنی ابراہیم علیہ السلام جو کہ آپ علیہ السلام کے پوتے حضرت سام کی اولاد میں سے ہیں) اور ابراہیم کی

اولاد سے (حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو) اور اسماعیل (کی اولاد سے) اور ان میں جنہیں ہم نے راہ دکھائی اور چن لیا (یعنی من جملہ ان حضرات میں سے وہ افراد بھی ہیں جنہیں ہم نے راہ دکھائی اور چن لیا اور یہ ماقبل مذکور "اولٰئک" کی خبر ہے) جب ان پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتیں گر پڑتے سجدہ کرتے اور روتے ("سجدا"، ساجد کی، اور "بکیا" باک کی جمع ہے، مراد یہ ہے کہ تم بھی ان کی مثل ہو جاؤ اور بکی کی اصل بکوی تھی واؤ کو یاء سے اور ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا) تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناا ہل آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں......٦...... (نمازوں کو ترک کر دیا جیسا کہ یہود و نصاریٰ، اور گناہوں کے معاملے میں) اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ غئی کو پائیں گے (غئی جہنم کی ایک وادی کا نام ہے یعنی یہ لوگ اس میں گریں گے) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انہیں (ان کے ثواب میں) کچھ نقصان نہ دیا جائیگا (یظلمون بمعنی ینقصون ہے) بسنے کے باغ جن کا وعدہ رحمان نے اپنے بندوں سے غیب میں کیا (بالغیب حال ہے عبادہ سے، یعنی وہ جنت سے غائب ہیں، عدن بمعنی اقامت ہے، التی وعد...... الخ "الجنة" کا بدل ہے) بیشک اس کا وعدہ آنے والا ہے (یعنی جس چیز کا اس نے وعدہ دیا ہے وہ چیز آنے والی ہے مراد اس سے جنت ہے کہ وہ اپنے اہل کیلئے آئے گی ماتیا بمعنی آتیا ہے اور اس کی اصل ماتوی ہے......٧......) اور اس میں کوئی لغو (کلام) نہ سنیں گے لیکن (الا بمعنی لکن ہے وہ اس میں سنیں گے) سلام (جو فرشتے انہیں کریں گے یا وہ سلام جو باہم وہ ایک دوسرے کو کریں گے) اور انہیں اس میں ان کا رزق ہے صبح وشام......٨...... (یعنی دنیاوی صبح وشام کے وقت انہیں رزق دیا جائے گا اور جنت میں دن اور رات نہ ہوں گے بلکہ وہاں ہمیشہ نور اور روشنی ہوگی) یہ وہ باغ ہیں جس کا ہم وارث کریں گے (یعنی ہم عطا کریں گے اور اس میں اتاریں گے) اپنے بندوں میں سے اسے جو پرہیزگار ہے (اس کی فرمانبرداری کرنے کے سبب سے، کچھ دنوں وحی کے نازل ہونے میں تاخیر ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام کے حاضر ہونے پر فرمایا: تم ہم سے جتنا ملاقات کرتے ہو اس سے زیادہ ملاقات کرنے سے تمہیں کیا مانع ہے؟) اور ہم فرشتے نہیں اترتے مگر حضور کے رب کے حکم سے، اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے (یعنی امور آخرت میں سے ہمارے آگے ہے) اور جو ہمارے پیچھے ہے (دنیاوی امور میں سے جو ہمارے پیچھے ہے) اور جو اس کے (یعنی اس وقت سے قیامت کے قائم ہونے کے وقت تک کے) درمیان ہے (یعنی اسے ان سب باتوں کا علم ہے) اور حضور کا رب بھولنے والا نہیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کو مؤخر فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کرنے والا نہیں ہے ......٩......نسیا بمعنی ناسیا ہے، ھو بمعنی وہ ہے) آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سب کا رب (مالک) تو اسے پوجو اور اس کی بندگی پر ثابت رہو (یعنی اس پر صبر کرو) کیا اس کے نام کا دوسرا جانتا ہے (یعنی اس نام سے مسمّٰی کوئی اور ذات جانتے ہو؟ نہیں)۔ اور آدمی (جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا منکر ہے جیسے ابی بن خلف اور ولید بن مغیرہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی) کہتا ہے کیا جب میں مرجاؤں گا تو ضرور عنقریب زندہ کر کے نکالا جاؤں گا (قبر سے جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں، ہمزہ استفہام بمعنی نفی ہے یعنی میں مرنے کے بعد زندہ نہیں کیا جاؤں گا ما زائدہ تاکید کے لیے ہے اور یونہی لام بھی تاکید کے لیے ہے اللہ عزوجل نے اس کا رد اپنے اس اگلے فرمان کے ذریعے فرمایا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذکر فی الکتب موسی انه کان مخلصا و کان رسولا نبیا﴾.

و: عاطفہ، **اذکر فی الکتب موسی**: فعل امر با فاعل وظرف لغو ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، **انه** حرف مشبہ و اسم، **کان مخلصا**: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، **و**: عاطفہ، **کان**: فعل ناقص با اسم، **رسولا نبیا**: خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ونادینه من جانب الطور الایمن وقربنه نجیا﴾.
و: عاطفہ، نادینه: فعل بافاعل ومفعول، من: جار، جانب الطور: مرکب اضافی موصوف، الایمن: صفت ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قربنه: فعل بافاعل وضمیر ذوالحال، نجیا: حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿ووھبنا له من رحمتنا اخاہ ھارون نبیا﴾.
و: عاطفہ، وھبنا له من رحمتنا: فعل بافاعل وظرف لغو اول وثانی، اخاہ: مبدل منہ، ھرون: بدل، ملکر ذوالحال، نبیا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿واذکر فی الکتب اسمعیل انه کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا﴾.
و: عاطفہ، اذکر فی الکتب اسمعیل: جملہ فعلیہ، انه: حرف مشبہ واسم، کان صادق الوعد: جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کان رسولاً نبیا: جملہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿وکان یامر اھله بالصلوۃ والزکوۃ وکان عند ربه مرضیا﴾.
و: عاطفہ، کان: فعل ناقص بااسم، یامر: فعل بافاعل، اھله: مفعول، بالصلوۃ والزکوۃ: ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کان: فعل ناقص بااسم، عند ربه مرضیا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿واذکر فی الکتب ادریس انه کان صدیقا نبیا O ورفعنه مکانا علیا﴾.
و: عاطفہ، اذکر فی الکتب ادریس: جملہ فعلیہ، انه: حرف مشبہ واسم، کان صدیقا نبیا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، رفعنه: فعل بافاعل ومفعول، مکانا علیا: مرکب توصیفی ظرف مکان، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "کان صدیقا نبیا" پر معطوف ہے۔
﴿اولئک الذین انعم الله علیھم من النبین من ذریة آدم وممن حملنا مع نوح ومن ذریة ابراھیم واسرائیل وممن ھدینا واجتبینا﴾.
اولئک: مبتدا، الذین: موصول، انعم الله: فعل بافاعل، علی: جار، ھم: ذوالحال، من النبین: جار مجرور، ملکر مبدل منہ، من ذریة آدم: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، ممن حملنا مع نوح: جار مجرور ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، من ذریة ابراھیم واسمعیل: جار مجرور معطوف ثانی، و: عاطفہ، ممن ھدینا واجتبینا: جار مجرور معطوف ثالث، ملکر بدل، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿اذا تتلی علیھم ایت الرحمن خروا سجدا وبکیا﴾.
اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، تتلی علیھم: فعل مجہول وظرف لغو، آیت الرحمن: نائب الفاعل، ملکر شرط، خروا: فعل وضمیر ذوالحال، سجدا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، بکیا: معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحہ، سوف: حرف استقبال، یلقون غیا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان شئت ان تعلم بما قبتھم" کے لیے جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔
﴿فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشھوت فسوف یلقون غیا﴾.
ف: عاطفہ، خلف: فعل، من بعد ھم: ظرف مستقر حال مقدم، خلف: موصوف، اضاعوا الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتبعوا الشھوت: جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان شئت ان تعلم بما عاقبتھم" کے لیے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔
﴿الا من تاب وآمن وعمل صالحا﴾.

الا: حرف استثناء، من: موصولہ، تاب: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، امن : جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، عمل صالحا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، مستثنیٰ ہے ماقبل "یلقون" کی ضمیر فاعل سے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاولئک یدخلون الجنة ولا یظلمون شیئاO جنت عدن التی وعد الرحمن عبادہ بالغیب﴾.

ف: فصیحہ، اولئک: مبتداء، یدخلون: فعل بافاعل، الجنة: مبدل منہ، جنت عدن: مرکب اضافی موصوف، التی: موصوف، وعد الرحمن: فعل وفاعل، عبادہ: ذوالحال، بالغیب: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یظلمون شیئا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انہ کان وعدہ ماتیاO لا یسمعون فیھا لغوا الا سلما﴾.

انہ: حرف مشبہ واسم، کان وعدہ: فعل ناقص واسم، ماتیا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لا یسمعون: فعل نفی بافاعل، فیھا: ظرف لغو، لغوا: مبدل منہ، الا: حصر، سلما: بدل، ملکر مفعول، ملکر ماقبل "جنت عدن" سے حال واقع ہے۔

﴿ولھم رزقھم فیھا بکرة وعشیا﴾.

و: عاطفہ، لھم: ظرف مستقر، "ثابت" اسم فاعل محذوف کے لیے، بکرة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عشیا: معطوف، ملکر ظرف "ثابت" اسم فاعل، اپنے فاعل وظرف مستقر سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، رزقھم: مرکب اضافی ذوالحال، فیھا: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تلک الجنة التی نورث من عبادنا من کان تقیا﴾.

تلک: مبتداء، الجنة: موصوف، التی: موصول، نورث: فعل بافاعل، من عبادنا: ظرف مستقر حال مقدم، من: موصولہ، کان تقیا: جملہ فعلیہ، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما نتنزل الا بامر ربک لہ ما بین ایدینا وما خلفنا وما بین ذلک﴾.

و: مستانفہ، ما: نافیہ، نتنزل: فعل وضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، بامر ربک: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر مستانفہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ما بین ایدینا، موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما خلفنا: موصول صلہ ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، ما بین ذلک: موصول صلہ ملکر معطوف ثانی، ملکر مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما کان ربک نسیاO رب السموت والارض وما بینھما﴾.

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کان ربک: فعل ناقص واسم، نسیا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، رب: مضاف، السموات والارض ومابینھما: معطوفات، ملکر موصول صلہ، ملکر معطوف ثانی ملکر مضاف الیہ، ملکر "ھو" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاعبدہ واصطبر لعبادتہ ھل تعلم لہ سمیا﴾.

ف: فصیحہ، اعبدہ: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصطبر لعبادتہ: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا عرفت ربوبیتہ الکاملة" کے لیے جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ھل: حرف استفہام، تعلم لہ سمیا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویقول الانسان ء اذا ما مت لسوف اخرج حیا﴾.

و: مستانفہ، یقول الانسان: جملہ فعلیہ قول، ھمزہ: حرف استفہامیہ، اذا: مضاف، ما: زائدہ، مت: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر

فعل محذوف "سوف اخرج" کے لیے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ ، لام: تاکیدیہ ابتدائیہ، سوف: حرف استقبال، اخرج: فعل مجہول وضمیر مستترذوالحال، حیا: حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ومانتنزل الا بامر ربک......☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے جبرائیل امین سے فرمایا اے جبرائیل! تم جتنا ہمارے پاس آیا کرتے ہواس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نبی ورسول میں فرق:

ا......علامہ تفتازانی نبی ورسول کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **ھو انسان بعثه الله تعالی الی الخلق لتبلیغ الاحکام** یعنی وہ انسان جسے اللہ تعالی مخلوق کی جانب احکامات کی تبلیغ کے لیے بھیجے۔ (شرح عقائد نسفیه، مبحث النبی، ص ۱۷)

نبی رسول کے مقابلے میں عام ہوتا ہے، رسول کو (کتاب دے کر، وحی کے ساتھ) تبلیغ کا حکم دیا جاتا ہے اور نبی پر وحی کی جاتی ہے عام ازیں کہ اسے تبلیغ کا حکم کیا جائے یا نہیں (اور اسے کتاب دیا جانا ضروری نہیں)، قاضی عیاض مالکی کہتے ہیں کہ جمہور کا صحیح ترین مؤقف یہ ہے کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔ رسالت کا لغوی معنی پیغام پہنچانا اور نبی کا لغوی معنی اللہ کی جانب خبر دینے والا۔ (شرح فقه الاکبر، مبحث و محمد رسول الله، ص ۱۰۶)

کوہ طور کا جغرافیائی خدوخال:

۲......طور ایک پہاڑ کا نام ہے جو مصر و مدین کے مابین ہے۔ دس سال کا عرصہ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس گزارنے کے بعد جب مدین کے پاس سے گزرے تو درمیان میں اس پہاڑ کے پاس سے گزر ہوا جو کہ آپ کی دائیں جانب تھا۔ علامہ خازن فرماتے ہیں کہ ایک قول کے مطابق اس پہاڑ کا نام زبیر بھی ہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام کا نسب:

۳......کا نسب تو وہی ہے جو حضرت موسی علیہ السلام کا ہے، جس کا بیان ہم نے کئی مواقع پر کیا ہے، یہاں فقط ایک روایت حضرت ہارون علیہ السلام کی شان کے بارے میں ذکر کرتے ہیں: حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ دوران سفر حج میں نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے ساتھیوں سے پوچھ رہا تھا کہ کونسا بھائی ہے جو اپنے بھائی کی وجہ سے احسان کیا گیا؟ قوم خاموش رہی، بی بی عائشہ اپنے ھودج میں موجود سن رہی تھیں، اندر ہی سے فرمایا: "مراد موسی بن عمران ہیں جو کہ اپنے بھائی ہارون کے شفیع بنے"، پس اللہ نے ان کی جانب وحی فرمائی: ﴿ووھبنا له من رحمتنا اخاہ ھارون نبیا﴾ اور اپنی رحمت سے اس کا بھائی ہارون عطا کیا غیب کی خبریں بتانے والا (مریم: ۵۳)۔

(البدایة والنهایة، قصة موسی کلیم الله، ج ۱، الجزء الاول، ص ۲۷۷)

سابقہ امتوں میں نماز وزکوۃ کا حکم:

۴......حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے والد گرامی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت پر قوم جرہم کی جانب بھیجے گئے۔ ایک قول کے مطابق زکوۃ سے مطلق صدقات مراد ہیں (واجبہ ہوں یا نافلہ)، ایک قول یہ بھی حکایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے اہل کو رات میں نماز ادا کرنے اور دن میں صدقہ کرنے کا حکم کیا۔ ایک قول کے مطابق زکوۃ سے مراد تزکیہ نفس ہے۔ (روح المعانی، الجزء السادس عشر، ص ۵۶۱)

حضرت ادریس علیہ السلام کا نسب:

۵......ہم حضرات انبیائے کرام کے نسب ذکر کرنے کا التزام کررہے ہیں اوراس کے لیے ہم نے البدایة والنهاية کا انتخاب کیا ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کا نسب صاحب کتاب نے نہیں ذکر کیا۔ بلکہ صفحات پلٹنے اور حضرت شیث وآدم کی سوانح پڑھنے سے معلوم ہورہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت ادریس علیہ السلام ہیں کیونکہ حضرت شیث علیہ السلام کی وصیت کے باب میں جملہ مذکور ہے: "ولما حضرت آدم الوفاة عهد الى ابنه شيث"، اورآخر میں یہ جملہ بھی مذکور ہے: "فلما حضرته الوفاة اوصى الى ولده خنوع وهو ادريس على المشهور"۔ خیر حضرت آدم علیہ السلام وشیث علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے نبوت حضرت ادریس علیہ السلام ہی کوملی۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ سب سے پہلے قلم سے خط لکھنے والے یہی تھے۔ اللہ کا فرمان ﴿ورفعنه مكانا عليا اور ہم نے انہیں بلند مقام پر اٹھالیا(مریم:۵۷)﴾ کے تحت صحیحین کی حدیث میں ہے کہ سید عالم نے شب اسراء چوتھے آسمان پرانہی سے ملاقات فرمائی۔

(البداية والنهاية ،قصة ادريس، ج۱، الجزء الاول، ص ۱۱۱)

علامہ رازی فرماتے ہیں کہ اس کے بارے میں دواقوال ہیں: (۱)......سید عالم ﷺ کے بارے میں فرمایا ﴿ورفعنا لك ذكرك اور ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو بلند کیا(النشرح: ۴)﴾، اسی طرح حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ﴿ورفعنه مكانا عليا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا(مریم:۵۷)﴾، یعنی اللہ نے انہیں شرف نبوت سے مشرف فرمایا اور تیس صحائف بھی عطا فرمائے۔ سب سے پہلے خط لکھنے والے، علم نجوم، حساب، کپڑا رنگنے اور پہننے والے تھے۔ (۲)......اللہ نے انہیں بلند مقام عطا فرمادیا یعنی انہیں آسمان کی طرف اٹھالیا اور جنت میں داخل فرمادیا جس میں موت نہیں، ایک قول یہ ہے کہ انہیں آسمان پر اٹھایا گیا پھران کی روح قبض کرلی گئی۔ ابن عباس نے کعب سے روایت کی ہے کہ ان کے پاس ملک الموت آئے، ہم کلام ہوئے اوران کی روح کو قبض کرنے کے حوالے سے مؤخر کردیا اور انہیں اپنے پروں پر سوار کرکے چوتھے آسمان پر لے گئے اور ایک قول کے مطابق چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام کی روح قبض کرلی گئی، اور میں یہ کہتا ہوں کہ یہ نہیں ہوسکتا بلکہ ان کی روح زمین ہی پر قبض کرلی گئی تھی۔ خیر اللہ نے ان کے آسمان کے جانب اٹھائے جانے کا بیان فرمایا ہے اور اللہ کسی کو آسمان کی جانب یوں ہی اٹھانے کا بیان نہیں کرتا مگراسی کے بارے میں جس کی شان اعلیٰ ہوا کرتی ہے۔

(الرازی، ج۷، ص ۵۵۰)

ناخلف لوگ:

۶......متذکرہ آیت میں نماز کو ضائع کرنے والوں کو ناخلف کہا گیا ہے، جان لیں کہ نماز کی اہمیت کتنی ہے۔ ابن عباس کے قول کے مطابق اس سے مراد یہود ہیں جو فرض نماز میں کوتاہی کرتے، شراب پیتے اور بھتیجی سے نکاح کرنے کو حلال جانتے تھے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ غیّ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جو بہت گہری ہوگی اوراس میں دی جانے والی خوراک بہت بُری ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جس میں خواہشات کی پیروی کرنیوالوں کو ڈالا جائے گا۔ (الطبری، الجزء:۱۶، ص ۱۱۷)

ماتیا کی تحقیق:

۷......ماتیا اصل میں ماتوی تھا، یعنی اسم مفعول کا صیغہ، اتیا مصدر سے صیغہ ماتوی میں واؤ اور یاء اکھٹے آگئے ہیں اور قانون یہ ہے کہ واؤ اور یاء جب ایک کلمے میں اکھٹے آجائیں اوران میں سے پہلا حرف ساکن ہوتو واؤ کو یاء کرنا اور یاء کا یاء میں ادغام

کرنا واجب ہے جیسے ماتوی سے ماتیّ، حالت نصبی میں "ماتیا" ہوگیا۔

جنت میں صبح وشام:

۸......اس بارے میں امام فخرالدین رازی نے کئی اقوال ذکر کیے ہیں: (۱)......حسن کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ہر قوم کو جو جنت میں جائے گی اس کی پسند کے مطابق سونے چاندی کے زیورات کنگن، ریشمی لباس، جیسا کہ عجمیوں کی عادت ہے اور تخت جس پر انواع واقسام کے کھانے چُنے ہونگے عطا کرے گا۔ (۲)......اللہ ان کے لئے ہر وقت صبح، شام دائمی رزق کی فراوانی کرے گا۔ (۳)......اگر یہ کہا جائے کہ جنت میں تو صبح وشام ہوگی ہی نہیں تو پھر یہاں کیا مراد ہے؟ جواب یہ ہے کہ اگرچہ جنت میں صبح وشام نہیں ہے لیکن جس طرح عادتاً صبح وشام کھایا جاتا ہے ایسا ہی کھانا وہاں بھی کھائیں گے۔ (۴)......اللہ نے فرمایا ﴿تلک الجنة التی نورث من عبادنا من کان تقیا یہ وہ باغ ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے کریں گے جو پرہیزگار ہیں (مریم: ٦٣)﴾ جنت تو غائب چیز ہے اس کا وارث بنانا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ یہ جملہ بطور استعارہ فرمایا یعنی جس طرح وارث مورث کے مال کا حقدار ہوتا ہے اسی طرح متقی بھی جنت کا حقدار ہوگا۔ (الرازی، ج۷، ص ۵۵۳)

وحی کے ترک کرنے میں حکمت:

۹......وحی ترک کرنے کی حکمتیں تھیں، جس طرح کہ دیگر حضرات انبیائے کرام سے ہوا کرتا تھا کہ کچھ عرصے نزول وحی کا سلسلہ منقطع ہوجاتا تھا اور اسے یوں کہنا کہ اللہ نے آپ کو چھوڑ دیا، بھول گیا، درست بات نہیں ہوسکتی جیسا کہ کافروں نے گمان کیا اور الزام دیا کہ محمد ﷺ کو ان کا رب بھول گیا ہے۔ اللہ کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے، اور اس کی بادشاہی (نظام قدرت) میں غفلت نام کی کوئی چیز نہیں ہے اور وحی کی تاخیر کا علم اللہ ہی کو ہے۔ لہذا اللہ ﷻ کی جانب نسیان کی نسبت کرنا جائز نہیں۔

(روح المعانی، الجزء السادس عشر، ص۵۷۳ ملخصا)

اغراض: یلی یمین موسی: یہ جملہ اس بات پر صریح دلیل ہے کہ کوہ طور بیت المقدس کے نزدیک ہے نہ کہ سوئیس کے علاقے میں، کیونکہ بائیں جانب متوجہ ہوتے تو مدین سے مصر تک کا راستہ تھا جیسا کہ مشاہدہ ہے اور اللہ ﷻ کا فرمان ﴿وواعدناکم جانب الطور الایمن﴾ بھی اس بارے میں بطور دلیل ہے کہ انہوں نے طور پر جمیع اجزاء سمیت ہر جہت سے ندا سماعت کی تھی۔

صفة له: یعنی اولئک اسم اشارہ، یعنی یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ ﷻ نے انعام واکرام فرمایا، پس اللہ ﷻ نے تمام حضرات انبیائے کرام کو اولاً خاص اوصاف سے متصف فرمایا، دوسری بار اُن اوصاف کے بارے میں ذکر کرنا عمومی اعتبار سے ہے۔

فکونوا مثلهم: یعنی سجود، خشوع، خضوع اور تلاوت قرآن کے وقت بکاء (رونے) میں جیسا کہ حدیث میں ہے: "قرآن پڑھو اور (خوب) روؤ، پھر اگر تم نہ روؤ گے تو لوگ تم پر روئیں گے"۔

ولیس فی الجنة نهار ولا لیل: لوگ رات کو پردے ڈال دیتے اور دروازے بند کردیتے، اور دن میں اس کے برعکس معاملہ کرتے ہیں، اور آرام کرنے یا سونے سے رات کی پہچان نہیں ہوا کرتی اس لیے کہ جنت میں آرام کے لئے سونا نہ پایا جائے گا اور نہ ہی اس میں تھکن وغیرہ ہوگی، بلکہ دنیا میں بادشاہوں کی عادت کی (طرح) دن ہونے پر نظام ہائے زندگی شروع اور رات کے وقت میں اختتام ہوجاتا ہے۔ هو جد ابی نوح: حضرت ادریس علیہ السلام کی سوانح کا بیان حاشیہ نمبر ۵ میں دیکھ لیں۔

ونزل لما تاخر الوحی: کا بیان شان نزول میں دیکھ لیں۔ اکثر مما تزورنا: سید عالم ﷺ کی جانب سے جبرئیل امین علیہ السلام کی جانب سخت جملہ، کیونکہ سید عالم ﷺ جبرائیل امین علیہ السلام کو زیادہ دیکھنے کے مشتاق ہوتے تھے۔ (الصاوی، ج٤، ص٥٥ وغیرہ)

رکوع نمبر:۸

﴿اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ ﴾اَصلُهُ یَتَذَکَّرُ اُبْدِلَتِ التَّاءُ ذَالًا وَاُدْغِمَت فی الذَّالِ وَفی قِرائَةٍ بتَرکِهَا وَسُکونِ الذَّالِ وَضَمِّ الکافِ﴿اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا(۶۷)﴾فَیَستَدِلُّ بِالْاِبْتِداءِ علی الْاِعادَةِ﴿فَوَرَبِّکَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ ﴾اَیِ الْمُنکِرِینَ لِلْبَعثِ﴿وَالشَّیٰطِیْنَ ﴾اَی نَجْمَعُ کُلًّا مِنهُمْ وَشَیطَانَهُ فِی سِلسِلَةٍ ﴿ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ ﴾مِن خَارِجِهَا﴿جِثِیًّا(۶۸)﴾علی الرُّکَبِ جَمعُ جَاثٍ وَاَصْلُهُ جُثُوْوٌ او جُثُویٌ مِن جَثٰی یَجْثُوا وَیَجْثِی لُغَتَانِ﴿ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ کُلِّ شِیْعَةٍ ﴾فِرقَةٍ مِنهُمْ﴿اَیُّهُمْ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا(۶۹)﴾جُرَاَئةً﴿ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ هُمْ اَوْلٰی بِهَا ﴾اَحَقُّ بِجَهَنَّمَ الْاَشَدُّ وَغَیرُهُ مِنهم﴿صِلِیًّا(۷۰)﴾دُخُولًا واِحتِرَاقًا فَنَبْدَءُ بِهِم وَاَصلُه صَلُویٌ من صلی بِکَسْرِ اللَّامِ وفَتحِهَا﴿وَاِنْ ﴾ای مَا﴿مِّنْکُمْ ﴾اَحَدٌ﴿اِلَّا وَارِدُهَا ۚ﴾ای دَاخِلُ جهنمَ﴿کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا(۷۱)﴾حَتمهٗ وَقَضٰی بِهٖ لا یَترُکُهٗ﴿ثُمَّ نُنَجِّی ﴾مُشَدَّدًا ومُخَفَّفًا﴿الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ﴾الشِّرکَ والْکُفرَ﴿وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ ﴾بالشِّرکِ الْکُفرِ﴿فِیْهَا جِثِیًّا(۷۲)﴾علی الرُّکَبِ﴿وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ ﴾اَیِ المُومنینَ﴿ اٰیٰتُنَا ﴾مِنَ القُرآنِ﴿بَیِّنٰتٍ ﴾واضِحَاتٍ حَالٌ﴿قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا ۙ اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ ﴾نَحنُ وانتُم﴿خَیْرٌ مَّقَامًا ﴾مَنزِلًا ومَسکِنًا بِالفَتحِ من قَامَ وَبِالضَّمِّ مِنْ اَقامَ﴿وَّاَحْسَنُ نَدِیًّا (۷۳)﴾بمعنی النَّادِیْ وَهُوَ مُجتَمَعُ القَومِ یَتَحَدَّثُوْنَ فیهِ یَعنُونَ نَحنُ فَنکُونُ خیرًا منکُمْ قَالَ تعالی﴿وَکَمْ ﴾اَی کَثِیرًا﴿اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ﴾ای اُمةٍ مِنَ الْاُمَمِ الماضِیةِ﴿هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا ﴾ مَالًا﴿وَّرِءْیًا(۷۴)﴾مَنظرًا مِنَ الرُّؤیَةِ فلما اَهلَکْنَا هم لِکُفرِهِمْ نُهلِکُ هٰؤُلاءِ﴿قُلْ مَنْ کَانَ فِی الضَّلٰلَةِ ﴾شَرطٌ جوابُهٗ﴿فَلْیَمْدُدْ ﴾بِمَعنی الْخَبرِ ای یَمُدُّ﴿لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ﴾فی الدُّنیا یَستَدرِجُهٗ﴿حَتّٰۤی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ ﴾ کَالقَتلِ والْاَسرِ﴿وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ﴾الْمُشْتَمِلَةَ علی جَهَنَّمَ فَیَدْخُلونَهَا﴿فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا(۷۵)﴾اَعوَانًا اَهُمْ اَمِ الْمُومِنونَ وَجُندُهُمُ الشیاطینَ وَجُند المؤمِنینَ علیهِمُ الْمَلائکَةِ﴿وَیَزِیْدُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا ﴾بِالْاِیمانِ﴿هُدًی ؕ﴾بِما یَنزِلُ علیهِمْ مِنَ الْاٰیاتِ﴿وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ ﴾هِیَ الطَّاعاتُ تَبْقٰی لِصَاحِبِهَا﴿خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ مَّرَدًّا(۷۶)﴾اَی مَا یَرِدُ الیهِ وَیَرجِعُ بِخِلافِ اَعمَالِ الکُفَّارِ والْخیرِیَّةُ هُنا فی مُقَابلَةِ قولهِم اَیُّ الفَرِیقَینِ خیر مقاما﴿اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا ﴾العَاصِ ابْنِ وائِلٍ﴿وَقَالَ ﴾لِخَبَّابِ ابنِ الْاَرَتِّ القَائِلِ لَهٗ تُبعَثُ بَعدَ الموتِ والمَطالِبُ لَهٗ بِمَالٍ﴿ لَاُوْتَیَنَّ ﴾علی تَقْدِیرِ البَعثِ﴿مَالًا وَّوَلَدًا(۷۷)﴾فَاَقْضِیکَ قال تعالی﴿اَطَّلَعَ الْغَیْبَ ﴾اَی اَعْلَمَهٗ وانْ یُؤتی مَاقَالَهٗ واستُغْنِی بِهَمزَةِ الْاِستِفهَامِ عَنْ هَمزَةِ الوَصْلِ فَحُذِفَتْ﴿ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا(۷۸)﴾بِاَنْ یُؤتٰی مَاقَالَهٗ ﴿کَلَّا ؕ﴾اَی لا یُوتٰی ذٰلِکَ﴿سَنَکْتُبُ

﴿ نَـامُرُ بِـكَتبِ ﴾﴿مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا (۷۹)﴾ نَـزِيـدُهٗ بِـذَالِكَ عَذابًا فوق عَذَابِ كُفرِهٖ ﴿وَّنَرِثُهٗ مَا يَـقُوْلُ ﴾ مِـنَ الـمَالِ والوَلَدِ ﴿وَيَاْتِيْنَا ﴾ يومَ القِيامَةِ ﴿فَرْدًا (۸۰)﴾ لا مَـالَ لَـهٗ ولاوَلَدَ لَهٗ ﴿وَاتَّخَذُوْا ﴾ اى كُفارُ مكةَ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ الْاَوثَانَ ﴿ اٰلِهَةً ﴾ يَعْبُدُونهم ﴿لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا (۸۱)﴾ شُـفَعَاءَ عندَاللهِ بِاَنْ لَّا يُعَذَّبوا ﴿كَلَّا ؕ ﴾ اى لا مَـانِـعَ مِن عَـذَابِهِـمْ ﴿سَيَكْـفُـرُوْنَ ﴾ اَىِ الْاٰلِهَةُ ﴿بِعِبَادَتِهِمْ ﴾ اَى يَنْفُونَهَا كَما فى آيَةٍ اُخرىٰ مَا كَانوا اِيانا يَعْبُدونَ ﴿وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا (۸۲)﴾ اَعْوانًا وَاَعْدَاءً.

﴿ترجمہ﴾

کیا آدمی کو یاد نہیں (یذکر کی اصل یتذکر ہے، تاء کو ذال سے بدل کر ذال کا ذال میں ادغام کردیا گیا اور ایک قرائت میں اسے بغیر تاء کے ذال ساکنہ اور کاف مضمومہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور ہم نے اس سے پہلے اسے اسی سے بنایا اور وہ کچھ نہ تھا (پس ابتداء پیدا کیے جانے سے دوبارہ پیدا کرنے پر استدلال کیا جاسکتا ہے) تو تمہارے رب کی قسم! ہم انہیں (مرنے کے بعد اٹھائے جانے والے منکروں) اور شیطانوں سب کو گھیر لائیں گے (یعنی سب کو ان کے شیطانوں کے ساتھ ایک زنجیر میں جمع کریں گے) اور انہیں دوزخ کے آس پاس حاضر کرینگے......۱......(یعنی دوزخ کے باہر) گھٹنوں کے بل (جثیا کے معنی ہیں گھٹنوں کے بل، جو کہ "جاث" کی جمع ہے اور اس کی اصل جثوو یا جثوی ہے، جثا یجثو یاجثی یجثی سے دونوں لغتیں ہیں) پھر ہم ہر گروہ سے نکالیں گے (شیعة بمعنی فرقة ہے) جو ان میں رحمٰن کے سب سے زیادہ بے باک ہوگا (عتیا کے معنی جرأت ہے) خوب جانتے ہیں جو اس کے زیادہ لائق ہیں (یعنی جو جہنم کا زیادہ حقدار ہے جو ان میں سے رحمان پر زیادہ بیباک ہے وہ بھی اور اس کے علاوہ دیگر کفار بھی) اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا داخلہ جہنم سے نہ ہو......۲......(یعنی داخل جہنم سے) تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھری ہوئی بات ہے (اسے اس نے حتمی قرار دیا ہے اور اس کا فیصلہ فرمادیا ہے) پھر ہم (شرک وکفر سے) بچنے والوں کو نجات عطا فرمادینگے (ننجی مخفف ومشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اور (کفروشرک کرکے) ظلم کرنے والوں کو اس میں چھوڑدیں گے گھٹنوں کے بل (جثیا کا معنی گھٹنوں کے بل ہے) اور جب ان پر (یعنی مسلمانوں اور کافروں پر) ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں (یعنی قرآن کی واضح آیتیں، بینات حال ہے) کافر مسلمانوں سے کہتے ہیں (ہم میں اور تم میں) کون سے گروہ کا مکان اچھا (مقاما کے معنی منزل اور مسکن ہے، مقاما کو قام سے لیں تو یہ میم مفتوحہ ہے اور اقام سے لیں تو میم مضمومہ سے ہوگا) اور مجلس بہتر ہے (ندیا بمعنی نادی ہے اور اس سے مراد قوم کے جمع ہونے کی جگہ ہے، جس میں جمع ہوکر وہ بات کرتے ہیں ان کفار کی مراد یہ تھی کہ ہم لوگ ہی تم سے اچھے اور بہتر ہیں اللہ ﷻ فرماتا ہے) اور ان سے پہلے (گزشتہ امتوں میں سے) ہم نے کتنی اُمتیں ہلاک فرمادیں کہ وہ ان سے بھی سامان اور نمود میں بہتر تھے (اثاثا سے مراد مال ومتاع اور ریاء سے مراد دیکھنے کے لائق ہے پس جیسے ہم نے اُنہیں کفر کے سبب ہلاک کردیا ہم اِن لوگوں کو بھی ہلاک کردیں گے) تم فرماؤ جو گمراہی میں ہو (اس کا جواب شرط آگے آرہا ہے) تو اسے رحمٰن خوب ڈھیل دے (یہ صفت امر بمعنی خبر ہے جواب شرط بن رہا ہے اور یمد کے معنی میں ہے) یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا تو عذاب (جیسا کہ قتل کیا جانا اور قیدی بنایا جانا) یا قیامت (جو کہ جہنم پر مشتمل ہے پس پھر وہ داخل جہنم ہونگے) تو اب جان لیں گے کہ کس کا بُرا درجہ ہے اور کس کی فوج کمزور......۳......(ان کی یا مسلمانوں کی، نیز کفار کا لشکر شیطانی ہے اور مسلمانوں کے لشکر پر فرشتے مقرر ہیں، جندا کے معنی مددگار ہے) اور جنہوں نے (ایمان لے آنے کے سبب) ہدایت پائی اللہ انہیں اور ہدایت بڑھائے گا (ان کے نبی پر اِن لوگوں کی

ہدایت کے لیے مزید آیات اتار کر) اور باقی رہنے والی نیک باتوں کا......۴ھ......(یعنی وہ نیکیاں جو نیکوکار کے لیے باقی رہتی ہیں ان کا) تیرے رب کے یہاں سب سے بہتر ثواب اور سب سے بھلا انجام (مــردا کے معنی بدلہ اور انجام ہے، بخلاف کفار کے اعمال کے اور یہاں لفظ خیر کو بیان کرنا کفار مکہ کے قول ای الفریقین خیر مقاما کے مقابل آیا ہے کہ کفار کے افعال میں کوئی خیر نہیں) تو کیا تم نے اسے دیکھا جو ہماری آیتوں سے منکر ہوا (عاص بن وائل......۵ھ......مراد ہے) اور کہتا ہے (حضرت خباب بن ارت سے جب آپ نے اس سے کہا کہ تجھے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا اور آپ کا مال اس کے ذمہ نکلتا تھا تو بولا) مجھے ضرور مال و اولاد ملیں گے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی صورت میں تو اس وقت میں تیرا مطالبہ پورا کر دونگا، اللہ ﷻ فرماتا ہے) کیا غیب کو جھانک آیا ہے (یعنی اس نے غیب جان لیا ہے کہ اسے اس کے قول کے مطابق مال و اولاد ملے گی، ہمزہ استفہام نے ہمزہ وصل سے چونکہ مستغنی کر دیا تھا اس لیے ہمزہ وصلی کو حذف کر دیا ہے) یا رحمٰن کے پاس کوئی عہد رکھا ہے (کہ وہ اسے اس کے قول کے مطابق عطا کریگا) ہرگز نہیں (یعنی اسے مال و اولاد عطا نہیں کیے جائیں گے) اب ہم لکھ رکھیں گے (یعنی ہم لکھنے کا حکم دیں گے) جو وہ کہتا ہے اور اسے خوب لمبا عذاب دیں گے (اس کے کفر کے عذاب پر ہم اسے مزید عذاب دینگے) اور جو چیزیں کہہ رہا ہے (یعنی مال و اولاد ملنے کے بارے میں) ان کے ہم ہی وارث ہونگے اور وہ (بروز قیامت) ہمارے پاس اکیلا آئے گا (نہ اس کے پاس مال ہوگا نہ اولاد) اور انہوں نے (یعنی کفار مکہ نے) اللہ کے سوا اور خدا بنا لیے (یعنی بتوں کو خدا بنا لیا ہے جنہیں پوجتے ہیں) کہ وہ انہیں زور دیں (وہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں انہیں عذاب نہ دینے کی سفارش کریں) ہرگز نہیں (ان پر آنے والے عذاب کو کوئی روکنے والا نہیں) کوئی دم جاتا ہے کہ وہ (یعنی ان کے خدا) ان کی بندگی سے منکر ہوں گے (یعنی ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے ﴿ما کانوا ایانا یعبدون، وہ ہماری عبادت نہیں کیا کرتے تھے﴾) اور ان کے مخالف ہو جائیں گے (اور یہ جھوٹے خدا اپنے پجاریوں کے دشمن ہو جائیں گے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اولا یذکر الانسان انا خلقنه من قبل ولم یک شیئا﴾.

همزه: حرف استفہامیہ، و: عاطفہ، لا یذکر: فعل نفی، الانسان: ذوالحال، و: حالیہ، لم یک: فعل نفی ناقص با اسم، شیئا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، انا: حرف مشبہ و اسم، خلقنه: جملہ فعلیہ خبر، ملکر مفعول، من قبل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فوربک لنحشرنهم والشیطین﴾.

ف: عاطفہ، و: قسمیہ جارہ، ربک: مجرور، ملکر ظرف مستقر، فعل محذوف "نـقـسـم" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، لام: تاکیدیہ، نحشرن: فعل بافاعل، هم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الشیطن: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ثم لنحضرنهم حول جهنم جثیا﴾.

ثم: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، نحضرن: فعل بافاعل، هم: ذوالحال، جثیا: حال، ملکر مفعول، حول جهنم: ظرف، ملکر ماقبل "لنحشرنهم" پر معطوف ہے۔

﴿ثم لننزعن من کل شیعة ایهم اشد علی الرحمن عتیا﴾.

ثم: عاطفہ، لام: تاکید، لننزعن من کل شیعة: فعل بافاعل و ظرف لغو، ایهم: مبتدا، اشد: اسم تفضیل "هو" ضمیر ممیز، عتیا: تمیز، ملکر فاعل، علی الرحمن: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر قول محذوف "یقال" کے لیے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر "الـذی" اسم موصول کے لیے صلہ، ملکر "الـفـریـق" موصوف محذوف کے لیے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہو کر مفعول، فعل اپنے

متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، "ای لننزعن من کل شیعۃ الفریق الذی یقال ایھم اشد...... الخ".

﴿ثم لنحن اعلم بالذین ھم اولی بھا صلیا﴾.

ثم: عاطفہ، لام: تاکید، نحن: مبتدا، اعلم: اسم تفضیل بافاعل، ب: جار، الذین: موصول، ھم: مبتدا، اولی: اسم تفضیل وضمیر مستتر ممیز، صلیا: تمیز، ملکر فاعل، بھا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا﴾.

و: عاطفہ، ان: نافیہ، منکم: ظرف مستقر "احد" موصوف محذوف صفت، ملکر مرکب توصیفی مبتدا، الا: اداۃ حصر، واردھا: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، "ای وان احد منکم الا واردھا"، کان: فعل ناقص بااسم، علی ربک: ظرف لغو مقدم، حتما: مصدر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر موصوف، مقضیا: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیھا جثیا﴾.

ثم: عاطفہ، ننجی: فعل بافاعل، الذین اتقوا: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، نذر: فعل بافاعل، الظلمین: ذوالحال، جثیا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "ننجی" پر معطوف ہے۔

﴿واذا تتلی علیھم ایتنا بینت قال الذین کفروا للذین امنوا ای الفریقین خیر مقاما واحسن ندیا﴾.

و: مستانفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، تتلی علیھم: فعل مجہول وظرف لغو، ایاتنا: ذوالحال، بینت: حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قال الذین کفروا الذین امنوا: جملہ فعلیہ قول، ای الفریقین: مرکب اضافی مبتدا، خیر: اسم تفضیل "ھو" ضمیر مستتر ممیز، مقاما: تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، احسن: اسم تفضیل "ھو" ضمیر مستتر ممیز، ندیا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وکم اھلکنا قبلھم من قرن ھم احسن اثاثا ورء یا﴾.

و: عاطفہ، کم: ممیز، من: جار، قرن: موصوف، ھم: مبتدا، احسن: اسم تفضیل وضمیر ممیز، اثاثا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ورء یا: معطوف، ملکر تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر تمیز، ملکر مفعول مقدم، اھلکنا: فعل بافاعل، قبلھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل من کان فی الضللۃ فلیمدد لہ الرحمن مدا حتی اذا راوا ما یوعدون اما العذاب واما الساعۃ فسیعلمون من ھو شر مکانا واضعف جندا﴾.

قل: قول، من: شرطیہ مبتدا، کان فی الضللۃ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، یمدد: فعل امر، لہ: ظرف لغو، الرحمن: فاعل، مدا: مفعول مطلق، حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، راوا: فعل بافاعل، ما یوعدون: موصول صلہ ملکر مبدل منہ، اما: حرف شرط/تفصیل، العذاب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اما: حرف......، الساعۃ: معطوف، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر شرط، ف: جزائیہ، سیعلمون: فعل بافاعل، من: موصولہ، ھو: مبتدا، شر مکانا: شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اضعف جندا: شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر، ملکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جزا، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، لیمدد اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ویزید اللہ الذین اھتدوا ھدی والبقیت الصلحت خیر عند ربک ثوابا وخیر مردا﴾.

و: مستانفہ، یزید اللہ: فعل بافاعل، الذین اھتدوا: موصول صلہ،ملکرمفعول اول، ھدی: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، البقیت الصلحت: مرکب توصیفی مبتدا، خیر: اسم تفضیل وضمیر ممیّز، ثوابا: تمییز، ملکر فاعل، عندربک: ظرف ملکر، شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، خیر مردا: شبہ جملہ معطوف، ملکرخبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افرء یت الذی کفربایتنا وقال لاوتین مالا وولدا﴾.

ھمزہ: حرف استفہامیہ، ف: عاطفہ برائے تعقیب، رایت: فعل بافاعل، الذین: موصول، کفر بایتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قال: قول، لام: تاکید، اوتین: فعل بافاعل، مالا وولدا: مفعول، ملکر قسم محذوف "اقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر مفعول، "رایت" اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن عھدا﴾.

اطلع الغیب: ہمزہ استفہامیہ و فعل بافاعل ومفعول، ملکر معطوف علیہ، ام: عاطفہ، اتخذ عندالرحمن: فعل بافاعل وظرف، عھدا: مفعول، ملکر معطوف، ملکر ماقبل "کفر بایتنا" پر معطوف ہے۔

﴿کلا سنکتب ما یقول ونمد له من العذاب مدا﴾.

کلا: حرف ردع وزجر، سنکتب: فعل بافاعل، مایقول: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، نمد له: فعل بافاعل و ظرف لغو، من العذاب: ظرف مستقر حال مقدم، مدا: ذوالحال، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونرثه ما یقول ویاتینا فردا﴾.

و: عاطفہ، نرثه: فعل بافاعل وضمیر مبدل منہ، ما: موصولہ، یقول: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، : عاطفہ، یاتی: فعل وضمیر ذوالحال، فردا: حال، ملکر فاعل، نا: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتخذوا من دون الله الهة لیکونوا لهم عزا﴾.

و: عاطفہ، اتخذوا: فعل بافاعل، من دون الله: ظرف مستقر حال مقدم، الهة: ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، "الاوثان" مفعول اول محذوف، لام: جار، یکونوا: فعل ناقص بااسم، لهم: ظرف مستقر حال مقدم، عزا: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کلا سیکفرون بعبادتهم ویکونون علیهم ضدا﴾.

کلا: حرف ردع وزجر، سیکفرون بعبادتهم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یکونون: فعل ناقص واسم، علیهم: ظرف مستقر حال مقدم، ضدا: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... افرء یت الذی کفر بایتنا...... ☆ بخاری ومسلم کی حدیث ہے کہ حضرت خباب بن ارت کا زمانہ جاہلیت میں عاص بن وائل سہمی پر قرض تھا، وہ اس کے پاس تقاضے کو گیا، تو عاص نے کہا کہ میں تمہارا قرض ادا نہ کروں گا جب تک کہ تم سید عالم ﷺ سے پھر نہ جاؤ، اور کفر اختیار نہ کرو، حضرت خباب نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تو مرے اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھے، وہ کہنے لگا کہ کیا میں مرنے کے بعد پھر اٹھوں گا، حضرت خباب نے کہا ہاں، عاص نے کہا تو پھر مجھے چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ میں مر جاؤں اور پھر زندہ ہوں اور مجھے مال واولاد ملے، جب ہی آپ کا قرض ادا کروں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

متذکرہ آیت میں انسان سے مراد کون ہے؟

۱......آیت میں انسان سے مراد مخصوص کوئی فرد مراد نہیں بلکہ جنس انسان مراد ہے کیونکہ بعض کا قول جنس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے یا مخصوص انسان مراد ہے۔امام بغوی فرماتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد ابی بن خلف ہے جو کہ قیامت کا منکر تھا جس نے ایک بوسیدہ ہڈی کو دیکھتے ہوئے سید عالم ﷺ سے دوبارہ اٹھائے جانے پر اعتراض کیا۔بطور دلیل اللہ نے کلام یونہی فرمایا کہ انسان اس بات کی جانب غور کیوں نہیں کرتا کہ جب اللہ اسے عدم سے وجود دینے پر قادر ہے تو پھر مرنے کے بعد اٹھائے جانے میں کیا قباحت ہے۔اسی انسان کے بارے میں اللہ نے فرمایا: کافر قیامت کے دن گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے،سدی کہتے ہیں کہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوں گے۔میں (ثناء اللہ پانی پتی) کہتا ہوں کہ اللہ سب سعادتمندوں وبدبختوں کو جہنم کے گرد جمع کرے گا۔سعادت مند دوزخ کو دیکھیں گے جس سے اللہ نے انہیں نجات عطا فرمائی تو خوش ہونگے اور بد بخت سعادتمندوں کو دیکھ کر غمگین ہونگے اور حسرت کا اظہار کریں گے۔پس اسی حکمت کی وجہ سے اللہ سب کو جہنم کے گرد جمع فرمائے گا۔ (المظھری، ج٤،ص٣٩٧)

کافروں کے علاوہ بھی کوئی دوزخ میں جائے گا؟

۲......جہنم کے گرد مومن وکافر کے جمع ہونے کا قول ہم نے ماقبل ذکر کردیا،آیا مومنین کو جہنم میں ڈالا بھی جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔امام طبری اقوال نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: بعض کہتے ہیں کہ کافروں کو داخل کیا جائے گا اور مومنین کو داخل نہیں کیا جائے گا جیسا کہ ابن عباس کا قول ہے لیکن اکثر کا قول یہ ہے کہ مومنین وکافر سب کو جہنم میں داخل ہونا ہے۔کیفیت یوں ہوگی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہوگئے ہوں اور اس نے اس پر صبر کیا وہ دوزخ پر قسم پوری ہونے کے لیے داخل ہوگا،اور قسم سے مراد ہے'' وان منکم الا واردھا ''۔
(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب :فضل من مات له ولد،رقم: ١٢٥١،ص٢٠٠)

☆......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''لوگ دوزخ میں داخل ہونگے پھر اپنے اعمال کی وجہ سے اس سے نکل جائیں گے بعض لوگ پلک جھپکنے کی طرح نکل جائیں گے اور بعض تیز رفتار گھوڑے کی طرح،بعض شتر سوار کی طرح،بعض تیز رفتار چلنے والے کی طرح''۔ (سنن الترمذی، کتاب:تفسیر القرآن، باب:سورۃ مریم، رقم: ٣١٧٠،ص٩٠٣)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ایک بخار والے مریض کی عیادت کی،میں بھی آپ کے ساتھ تھا، آپ نے اس سے فرمایا: ''تمہیں خوشخبری ہو کہ اللہ فرماتا ہے یہ میری آگ ہے،جس کو میں مومن پر مسلط کرتا ہوں تاکہ یہ اس کے لیے آخرت کی آگ کا حصہ بن جائے''۔ (سنن الترمذی، کتاب الطب ، باب:التداوی بالرماد ،رقم: ٢٠٩٥،ص٦١٠)

کمزور فوج کس کی ہوگی؟

۳......دنیا کی زیب وزینت اور آسائش کا مقابلہ آخرت سے نہیں ہوسکتا۔انسان دنیا میں تکلیف برداشت کر کے بھی زندگی گزار سکتا ہے لیکن آخرت کی زندگی تکلیف دہ ہوجائے اس کا تصور کرنا ہی بہت مشکل ہے۔کافروں کے لئے اللہ نے فرمایا کہ یہ شیطان کے قدموں کی پیروی کرنے والوں کی مجلس آخرت میں کمزور ہوگی اور بظاہر دنیا میں مسلمان مغلوب نظر آتے ہیں اگرچہ بہت بڑی وجہ ان کے اپنے کالے کرتوت ہیں جس کی وجہ سے دنیا میں تکالیف کا سامنا ہے تاہم آخرت میں ایمان کامل مومنین کامل کو بلند مقام دلوائے

گا۔ مومنین آخرت کی زندگی میں خوش وخرم اور مسرور رہوں گے۔

باقیات الصالحات:

۴..... حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی، نبی پاک ﷺ نے استفسار کیا اس میں سے کچھ باقی ہے؟ بی بی عائشہ نے عرض کی ایک شانہ بچ گیا ہے، آپ نے فرمایا: ''اس شانے کے علاوہ سب باقی ہے''۔ یعنی جو اللہ کی راہ میں دے دیا وہ باقی ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة، باب:۹۸/۳۳، رقم: ۲۴۷۰، ص ۷۱۴)

☆..... حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی پاک ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ایک لاٹھی سے ایک درخت کے پتے گرائے پھر فرمایا: ''لا الـه الا الـلـه والـلـه اكبر والحمد لله وسبحان الله کہنے سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں، اے ابودرداء رضی اللہ عنہ اس سے پہلے کہ تمہارے اور ان کلمات کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جائے ان کلمات کو یاد کرو، یہ الباقیات الصالحات ہیں اور یہ جنت کے خزانوں میں سے ہیں۔ (جامع البيان، الجزء: ۱۶، ص ۱۳۸)

عاص بن وائل کی مذمت:

۵..... حضرت خباب بیان کرتے ہیں کہ عاص بن وائل کے پاس اپنا قرض وصول کرنے گیا، اس نے کہا میں اس وقت تک تمہارا قرض ادا نہ کروں گا جب تک تم سیدنا محمد ﷺ کے ساتھ کفر نہیں کرو گے، میں نے کہا: میں ان کے ساتھ کفر نہیں کروں گا، حتیٰ کہ تو مر جائے اور پھر تجھ کو اٹھایا جائے، حضرت خباب نے یہ اس لئے کہا کہ کافروں کے نزدیک موت کے بعد اٹھنا محال تھا، عاص نے کہا: میں مر جاؤں گا، پھر زندہ کیا جاؤں گا؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا میرا وہاں بھی مال ہوگا اور اولاد ہوگی تو میں تمہیں وہیں قرض ادا کردوں گا، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحيح البخاری، كتاب التفسير، باب: قوله افرئيت الذی، رقم: ۴۷۳۲، ص ۸۲۳)

اغراض: المنكر البعث: مراد انسان میں سے وہ کافر ہے جو دوبارہ اٹھائے جانے کا انکاری ہے۔

اي داخـل جهنم: یعنی ہر ایک نے جہنم سے گزرنا ہے، پس مومن ہو جاؤ، اگر چہ نافرمانی پر خاتمہ ہو، سوائے ان کے جن کے لئے وعید متحقق ہو چکی ہے، ہاں مومنین ٹھنڈک اور سلامتی کی حالت میں جہنم میں آگ باقی رہتے ہوئے اس کی شدت کا ختم ہو جانا'' خـامـدة '' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، لوگ جس کا لوگ شعور نہیں رکھتے۔

يستدرجه: اللہ عزوجل کا ڈھیل دینا اس طور پر کہ عمر میں زیادتی ہو، مال بڑھ جائے اور مال میں تصرف کرنا ممکن ہو جائے۔

عـلـيهـم: جندا کے متعلق ہے، اپنے اندر معاونین والے معنی کو لئے ہوئے ہے، اور بدر میں ایسے ہی ہوا، پس کافروں کا لشکر ابلیس اور اس کے لشکر تھے جو انکی مدد کے لئے آئے تھے پھر انہیں رسوائی میں ڈال دیا اور مومنین کے ساتھ فرشتوں کا لشکر تھا جس نے کافروں سے قتال کیا جیسا ماقبل سورۃ الانفال میں بیان ہو چکا۔

بـمـا يـنـزل عليهم من الايات: پس جب کبھی کوئی آیت نازل ہوتی، اس کی وجہ سے ہدایت اور ایمان میں اضافہ ہوتا، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ﴿واذا تليت عليهم آياته زادتهم ايمانا﴾۔

بـخـلاف اعـمـال الكفار: کافروں کا بُرا ٹھکانہ ہے، پس وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے، پس مومنین اعمال صالحہ کی وجہ سے جنت میں اور کافر بُرے اعمال کی وجہ سے جہنم میں داخل کئے جائیں گے، پس عاقل کو اس بات کا اختیار دے دیا گیا ہے کہ اُسے کون سے اعمال بجا لانے چاہئے۔ لتزيد بذلك عذابا: یعنی جس کسی کا بھی کفر زیادہ سخت ہوگا، وہ زیادہ عذاب پائے گا۔

تهجيهم الى المعاصی: یعنی کافروں کے لیے خواہشوں کو مزین کر کے پیش کیا گیا۔ (الصاوی، ج ۴، ص ۵۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ ﴾سلّطناهم﴿عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ ﴾تُهَيِّجُهم الى المَعاصِي ﴿اَزًّا (۸۳) فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ﴾بطلب العذاب﴿اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ ﴾الايّام والليالي والانفاس﴿عَدًّا (۸۴)﴾الى وقتِ عذابهم اذكر ﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ ﴾بايمانهم ﴿اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (۸۵)﴾جمعُ وافدٍ بمعنى راكِبٍ ﴿وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴾بكفرهم﴿اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا (۸۶) وقف لازم﴾جمعُ واردٍ بمعنى ماشٍ عطشانٍ ﴿لَا يَمْلِكُوْنَ ﴾اى الناس﴿الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (۸۷) وقف لازم﴾اى شهادةَ انْ لا اله الا الله ولا حول ولاقوة الا بالله﴿وَقَالُوا﴾اى اليهودِ والنَّصارى وَمَن زَعَمَ اَنَّ المَلٰئِكَةَ بَناتُ اللهِ﴿ اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا (۸۸)﴾قال تعالى لهم﴿لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا (۸۹)﴾اى مُنكَرًا عظيماً﴿تَكَادُ ﴾بالتاء والياءِ﴿السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ ﴾بالنون وَفي قِراءَةٍ بالتاء وَتشديد الطَّاءِ بِالانشقاقِ ﴿مِنْهُ ﴾مِنْ عظمِ هٰذاالقولِ﴿وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا (۹۰)﴾اى تنطبقُ عليهم مِن اَجَلِ﴿اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا (۹۱)﴾قال تعالى﴿وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا (۹۲)﴾اى ما يَليقُ بِه﴿اِنْ ﴾ما﴿كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا (۹۳)﴾ذليلًا خاضعًا يومَ القِيٰمَةِ مِنهُم عُزيرٌ وعيسى﴿لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا (۹۴)﴾فلا يَخفٰى عليه مَبلَغُ جَميعِهم ولا واحِدٌ منهمْ﴿وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا (۹۵)﴾مالٍ ولا نَصيرٍ لا يَمنَعُهُ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (۹۶)﴾فيما بينهُم يَتوادُّون وَيَتحابُّونَ وَيُحِبُّهُمُ اللهُ تعالى﴿فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ ﴾اى القرانِ﴿بِلِسَانِكَ﴾العربيّ﴿ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ ﴾الجنَّةَ بالايمان﴿وَتُنْذِرَ ﴾تُخوِّف ﴿بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا (۹۷)﴾جمعُ الدِّ اى ذوجَدلٍ بالباطِلِ وهُم كُفّارُ مَكّةَ ﴿وَكَمْ﴾اى كثيرًا﴿ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ط ﴾اى اُمّةٍ مِنَ الاُمَمِ الماضِيَةِ بتكذيبِهِمُ الرُّسُلَ﴿هَلْ تُحِسُّ ﴾تَجِدُ﴿مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا (۹۸) النصف﴾صوتًا خفيًّا لِافكما اَهلَكْنا اولٰئِكَ نُهلِكُ هٰؤلاءِ.

﴿ترجمہ﴾

کیا تم نے دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطان بھیجے کہ وہ انہیں (گناہوں کی طرف) خوب اچھالتے ہیں تو تم ان پر عذاب (طلب کرنے کی) جلدی نہ کرو ہم تو ان کی گنتی پوری کرتے ہیں (دن اور رات کی یا سانسوں کی ان کو عذاب دیئے جانے کے وقت تک، یاد کرو) جس دن ہم پرہیزگاروں کو (ان کے ایمان لانے کے سبب) رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر......ا......(یعنی سواری پر، وفد جمع ہے وافد کی بمعنی سواری) اور مجرموں کو (ان کے کفر کے سبب) جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے پاپیادہ (وردا جمع ہے وارد کی بمعنی پیدل چلنے والے پیاسے) وہ (لوگ) شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں نے رحمٰن کے پاس عہد رکھا ہے (لا الہ الا اللہ ......الخ اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی گواہی کا) اور بولے (یہودی اور عیسائی اور وہ لوگ جن کا گمان یہ ہے کہ فرشتے اللہ

ﷻ کی بیٹیاں ہیں) رحمٰن نے اولاد اختیار کی۔ (اللہ ﷻ ان سے فرماتا ہے) تم حد سے بھاری بات لائے (یعنی انتہائے غلط بات لائے) قریب ہے کہ آسمان اس (ایک قرائت میں یہ علامت مضارع تاء اور حرف طاء کی تشدید کے ساتھ ہے، بمعنی انشقاق ہے) اور زمین میں شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں ڈھ کر (یعنی ان لوگوں پر پہاڑ گر پڑیں اس وجہ سے کہ) اس پر کہ انہوں نے رحمٰن کے لیے اولاد بتائی (اللہ ﷻ فرماتا ہے) اور رحمٰن کے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے (یعنی یہ اس کی شان کے لائق نہیں ہے) آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہونگے (یعنی بروز قیامت سب اس کے حضور عاجزی وانکساری کرتے ہوئے حاضر ہونگے من جملہ ان میں حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں) بیشک وہ ان کا شمار جانتا ہے اور ان کو ایک ایک کر کے گن رکھا ہے (پس اس پر نہ تو ان سب کا اور نہ ان میں سے کسی ایک کا مبلغ پوشیدہ اور مخفی ہے) اور ان میں ہر ایک روز قیامت اس کے حضور اکیلا حاضر ہوگا......۲...... (یعنی نہ تو اس کے ساتھ کچھ مال ہوگا اور نہ کوئی مددگار جو اس سے اللہ ﷻ کے عذاب کو روک سکے) بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت کر دے گا (یعنی ان کے درمیان تو وہ ایک دوسرے سے محبت اور پیار کریں گے اور اللہ ان سے محبت فرمائے گا) تو ہم نے اسے (یعنی قرآن پاک کو) تمہاری (عربی) زبان میں یونہی آسان فرمادیا کہ تم اس سے ڈر والوں کو خوشخبری دو (یعنی انہیں جو ایمان لا کر جہنم سے ڈرنے والے ہیں) اور جھگڑالو لوگوں اس سے ڈر سناؤ (یعنی کفار مکہ کو لــد اجمع ہے الد کی جس کے معنی ناحق جھگڑنے والا ہے، آیت میں تنذر بمعنی تخوف ہے) اور ہم نے ان سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر دیں (یعنی رسولوں کو جھٹلانے کے سبب ہم نے گزشتہ کتنی امتیں ہلاک فرمادیں، کم بمعنی کثیرا ہے اور قرن امت کو کہتے ہیں) کیا تم ان میں کسی کو دیکھتے ہو یا ان کی بھنک سنتے ہو (یعنی تم ان کی ہلکی سی آواز بھی سنتے ہو؟ نہیں پس جس طرح ہم نے انہیں ہلاک کر دیا یونہی ہم ان کے جھٹلانے والوں کو بھی ہلاک فرمادیں گے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم ترانا ارسلنا الشیطین علی الکفرین تؤزھم ازا﴾.

ھمزہ : حرف استفہامیہ، لم تر : فعل نفی بافاعل، انا: حرف مشبہ واسم، ارسلنا: فعل بافاعل، الشیطین : ذوالحال، تؤزھم ازا: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، علی الکفرین :ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تعجل علیھم انما نعدلھم عدا﴾.

ف: فصیحہ، لاتعجل علیھم : فعل نہی بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف " ان عرفت ھذا کلہ" کے لیے جزا ملکر جملہ شرطیہ، انما: حرف مشبہ و ماکافہ، نعد لھم : فعل بافاعل وظرف لغو، عدا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفداO ونسوق المجرمین الی جنھم وردا﴾.

یوم: مضاف، نحشر: فعل بافاعل، المتقین: ذوالحال، وفدا: حال، ملکر مفعول، الی الرحمن :ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف " اذکر" کے لیے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، نسوق: فعل بافاعل، المجرمین : ذوالحال، وردا: حال، ملکر مفعول، الی جھنم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل " نحشر " پر معطوف ہے۔

﴿لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمن عھدا﴾.

لایملکون: فعل نفی وضمیر مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثنا، من اتخذ عندالرحمن عھدا: موصول صلہ ملکر مستثنیٰ، ملکر فاعل، الشفاعۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقالوا اتخذ الرحمن ولداO لقد جئتم شيئا ادا﴾.

و: عاطفہ، قالوا: قول، اتخذا الرحمن ولدا: فعل وفاعل ومفعول، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، جئتم: فعل بافاعل، شئیا ادا: مرکب توصیفی مفعول، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جوابِ قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿تكاد السموت يتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا Oان دعوا للرحمن ولدا﴾.

تكاد: فعل مقارب، السموت: اسم، يتفطرن منه: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تنشق الارض: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تخر الجبال: فعل وفاعل، هدا: مصدر، ان: مصدریہ، دعوا للرحمن ولدا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل، مصدر اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما ينبغي للرحمن ان يتخذ ولدا﴾.

و: عاطفہ، ماینبغی: فعل نفی، للرحمن: ظرف لغو، ان: مصدریہ، یتخذ ولدا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان كل من في السموت والارض الا اتى الرحمن عبدا﴾.

ان: نافیہ، کل: مضاف، من: موصولہ، فی السموت والارض: ظرف مستقر صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا، الا: اداۃ حصر، اتی: اسم فاعل وضمیر ذوالحال، عبدا: حال، ملکر فاعل، الرحمن: مضاف الیہ مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لقد احصهم وعدهم عدا﴾.

لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، احصهم: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عدهم عدا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جوابِ قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وكلهم آتية يوم القيمة فردا﴾.

و: عاطفہ، کلھم: مبتدا، اتی: اسم فاعل وضمیر مستتر ذوالحال، فردا: حال ملکر فاعل، ضمیر مضاف الیہ مفعول، یوم القیمۃ: ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذين آمنوا وعملوا الصلحت سيجعل لهم الرحمن ودا﴾.

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر اسم، سیجعل لھم الرحمن ودا: فعل وظرف لغو وفاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فانما يسرنه بلسانك لتبشر به المتقين وتنذر به قوما لدا﴾.

ف: عاطفہ علی مقدر "بلغ هذا المنزل عليك وبشر به وانذر"، انما: حرف مشبہ وماکافہ، یسرنہ: فعل بافاعل وضمیر ذوالحال، بلسانک: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، لام: جار، تبشر به المتقين: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تنذر به: فعل بافاعل وظرف لغو، قوما لدا: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وكم اهلكنا قبلهم من قرن هل تحس منهم من احد او تسمع لهم ركزا﴾.

و: عاطفہ، کم: خبریہ ممیز، من: جار، قرن: موصوف، ھل: حرف استفہامیہ، تحس: فعل بافاعل، منھم: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائدہ، احد: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، تسمع لھم رکزا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر تمییز، ملکر مفعول مقدم، اھلکنا قبلھم: فعل بافاعل وظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مومنین کی مہمان نوازی:

١...... حضرت علی ﷛ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ سنو! اللہ کی قسم! یہ لوگ پیدل نہیں جائیں گے اور نہ ان کو ہنکایا جائے گا لیکن یہ ایسی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے کہ مخلوق نے ان جیسی اونٹنیاں نہیں دیکھی ہونگی، ان کے پاس پالان سونے کے ہونگے اور ان کی مہاریں زمرد کی ہوں گی وہ ان پر سواری کریں گے حتی کہ جنت کے دروازوں تک پہنچ جائیں گے۔

☆...... عمرو بن قیس بیان کرتے ہیں کہ مومن جب قبر سے نکلے گا تو ایک حسین اور خوشبودار صورت اس کا استقبال کرے گی اور مومن سے کہے گی کہ کیا مجھے جانتا ہے؟ مومن کہے گا کہ نہیں، بیشک اللہ نے تجھے پاکیزہ خوشبو دی ہے اور تیری حسین صورت بنائی ہے۔ تو وہ صورت کہے گی: تو بھی دنیا میں اسی طرح تھا، میں تیرا نیک عمل ہوں، میں دنیا میں بہت عرصہ تک تجھ پر سوار رہا، آج تو مجھ پر سوار ہو جا، پھر انہوں نے یہ آیت ﴿یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر (مریم: ۸۵)﴾ پڑھی۔ (جامع البیان، الجزء: ١٦، ص ١٤٦)

ہر ایک اپنے اعمال کا جواب دہ ہے:

٢...... مومن ہو یا کافر، اچھے اعمال کرے یا بُرے، انسان اپنے اعمال کا حساب دے گا۔ بی بی عائشہ کہتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ننگے پاؤں اور جسم ہونگے، میں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! کیا لوگ ایک دوسرے کو دیکھیں گے نہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ معاملہ اس سے کئی زیادہ سخت ہوگا (یعنی انہیں ایک دوسرے کو دیکھنے کی طرف توجہ ہی نہ ہوگی)۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقائق، باب: الحشر، رقم: ٦٥٢٧، ص ١١٣٠)

اغراض: الی وقت عذابھم: مراد موت کا وقت ہے، کیونکہ مرنے کے بعد ان کی قبریں جہنم کا گڑھا ہونگی، اور وہ اس میں قیامت تک عذاب دیئے جائیں گے۔

اذکر: اے محمد ﷺ! اپنی قوم کو اس بڑے دن کے بارے میں نصیحت کیجئے، جو کہ جنتیوں اور جہنمیوں کے مابین فیصلے کا دن ہے۔

بمعنی راکب: یہ معنیٰ ''وفد'' کے معنی سے ماخوذ نہیں ہے، اس لیے کہ ''وفد'' تو لغت میں جماعت کو کہتے ہیں جو کہ بادشاہوں کے حضور عطایا کے لیے پیش کیے جاتے ہیں جس میں ''رکوب'' کی قید نہیں ہوتی، بلکہ ''رکوب'' کا لفظ پرہیزگاروں کی مدح کے لیے بطور قرینہ استعمال کیا گیا ہے، کہ وہ قیامت میں سواریوں پر حاضر ہونگے، جس کے زین یاقوت، کجاوے کی نوق (یعنی ابھری ہوئی جگہ جہاں کجاوہ باندھا جاتا ہے) سونے، مُہار زبرجد کی ہوگی، وقت ''رکـــوب'' کے بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے، ایک قول کے مطابق قبروں سے نکلنے کے وقت سوار ہونگے...... المختصر۔

ومن زعم ان الملائکۃ بنات اللہ: یہ گمان مشرکین عرب کا تھا، پس کافروں اور مومنوں کے انجام کار کو بیان کر دیا گیا۔

صوتا خفیا: پس ہم ان سب کو ہلاک کر دیں گے، نہ تو ان میں سے کوئی دکھائی دے گا اور نہ ہی کسی کی ہلکی سی آواز سُنائی دی جائے گی۔

(الصاوی، ج٤، ص ٦٣ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

سورہ طٰہٰ مکیۃ الا آیتی ۱۲۰، ۱۲۱ فمدنیان، وایاتہا ۱۳۵

(سورہ طٰہٰ مکیہ ہے، سوائے دو آیات ۱۲۰، ۱۲۱ کہ مدنی ہیں، کل ۱۳۵ آیات ہیں)

تعارف

اس سورہ میں ۱۶۴۱ کلمات اور ۵۲۴۲ حروف پر مشتمل ہے۔ اس سورہ کے آغاز کا زمانہ وہ تھا جب کفار کی اسلام دشمنی اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ سید عالم ﷺ کی شبانہ روز مشقت کے باوجود بعض لوگ ایمان لانے سے محروم ہی رہے۔ قوم کی ہٹ دھرمی دیکھ کر حضور کے قلب نازک پر کیا گزرتی ہوگی اور اسلام قبول کرنے والوں کے دلوں میں اپنی اس دعوت کے مستقبل کے متعلق کیسے کیسے خدشات پیدا ہوتے ہوں گے۔ اس لئے کہ ابتدائی آیات میں حضور ﷺ کو تسلی دی جاتی ہے کہ یہ قرآن اس قادر مطلق نے نازل فرمایا ہے جس کی کبریائی کے سامنے کائنات کی ہر چیز سرافگندہ ہے۔ اس نے یہ قرآن آپ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ رنج و مشقت میں مبتلا ہو جائیں۔ یقیناً آپ کا دین پھیلے گا اور کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ اس کے بعد بڑی تفصیل کے ساتھ حضرت موسیٰ کا ذکر کیا گیا کہ انہیں کس طرح موسم سرما کی ایک تاریک اور خنک رات میں وادی طور کے ایک گوشے میں بلا کر خلعت نبوت سے سرفراز فرمایا گیا اور اس کے بعد انہیں ایک ایسے ظالم بادشاہ کو دعوت حق دینے کا حکم دیا گیا جس کا دامن بیشمار معصوم بچوں کے بیدریغ خون سے لت پت تھا، حکم ملا جاؤ اور خدائی کے جھوٹے دعویدار کے سامنے اس کے بھرے دربار میں میری توحید کا اعلان کرو اور اُسے حکم دو کہ وہ بنی اسرائیل کو اپنی غلامی کی زنجیروں سے آزاد کردے ورنہ اس کا انجام بڑا دردناک ہوگا، ساتھ ہی فرمایا کہ اس کی دست درازی سے خائف نہ ہونا میں تمہارے ساتھ ہوں۔ سامری کے کم فہمی اور کوتاہ اندیشی کا پردہ بھی چاک کر دیا۔ آخر میں آدم کا واقعہ بیان فرمایا جس سے یہ حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ غلطی کرنا اور پھر اس پر اکڑنا اور اکڑے رہنا انسان کو ہلاک کر دیتا ہے جس طرح کہ فرعون اور ابلیس کے واقعہ سے ظاہر ہے لیکن غلطی کر کے نادم ہونا اور پھر توبہ کرنا انسان کو مقبولیت کے مقام پر فائز کر دیتا ہے جیسا کہ حضرت آدم کے واقعہ سے معلوم ہوا۔ اس لئے کہ اے غلامانِ مصطفےٰ! خدا کی نافرمانی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرو لیکن اگر کسی بشری کمزوری یا وقتی جوش سے کوئی لغزش ہو جائے تو اپنے باپ آدم کی طرح فوراً اشک ندامت بہا کر طلب مغفرت کرو، بخش دیئے جاؤ۔ سورہ کو ختم کرنے سے پہلے چند حقائق کو بڑے مؤثر اور دلنشین پیرائے میں بیان کر دیا تا کہ انسان کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار ہو کر وہم وگمان کی وادیوں میں بھٹکتا نہ رہے۔

رکوع نمبر: ۱۰

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿طٰهٰ (۱)﴾ اللّٰهُ اَعلَمُ بِمُرادِهٖ بِذالِکَ ﴿مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ﴾ یَامُحمدُ ﴿لِتَشْقٰٓی (۲)﴾ لِتَتْعَبَ بِما فَعَلتَ بَعدَ نُزُولِهٖ مِن طُولِ قِیامِکَ بصلوةِ اللیلِ ای خَفِّفْ عَن نَفسِکَ ﴿اِلَّا﴾ لکن انزلناہُ ﴿تَذْکِرَةً﴾ بِهٖ ﴿لِّمَنْ یَّخْشٰی (۳)﴾ یَخافُ اللّٰهَ ﴿تَنْزِیْلًا﴾ بَدَلٌ مِن اللَّفظِ بِفِعلِهِ النَّاصِبِ لَهُ ﴿مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی (۴)﴾ جَمعُ عُلیًا کَکُبرٰی وَکُبَرٍ هُوَ ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ﴾ وَهُوَ فِی اللُّغَةِ سَرِیرُ المَلِکِ ﴿اسْتَوٰی (۵)﴾ اِسْتِواءً یَلِیقُ بِهٖ ﴿لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا﴾ مِنَ المَخلُوقاتِ ﴿وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی (۶)﴾ هُوَ التُّرابُ النَّدِی، والمُرادُ الاَرَضُونَ السَّبعُ لِاَنَّها تَحتَهٗ ﴿وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ﴾ فِی ذِکرٍ

اَوْ دُعاءٍ فاللهُ غَنِيٌّ عَنِ الجَهْرِ بِهٖ ﴿فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى (۷)﴾ مِنهُ اَى مَا حَدَّثَتْ بِهِ النَّفسُ وما خَطَرَ ولَمْ تُحَدِّثْ بِهٖ فلا تَجْهَدْ نَفْسَكَ بالجَهْرِ ﴿اَللهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (۸)﴾ التِّسعَةُ والتِّسعُونَ اَلوارِدُ بِهَا الحَدِيثُ والحُسنٰى مُؤَنَّثُ الْاَحْسَنِ ﴿وَهَلْ﴾ قد ﴿اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى (۹) اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ﴾ لِامْرَاتِهٖ ﴿امْكُثُوْٓا﴾ هُنا وذالك مَسِيْرَهٗ من مَدينَ طَالبًا مِصرَ ﴿اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ﴾ اَبْصَرتُ ﴿نَارًا لَّعَلِّىْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ﴾ شُعْلَةٍ فِى رَاسِ فَتِيلَةٍ او عُودٍ ﴿اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى (۱۰)﴾ اى هَادِيًا يَدُلُّنِى على الطَّرِيقِ وكانَ اَخطَاهَا لِظُلْمَةِ الليلِ وقالَ لَعَلَّ لِعَدمِ الجَزْمِ بوفاءِ الوَعْدِ ﴿فَلَمَّآ اَتٰىهَا﴾ وَهِىَ شَجَرَةُ عَوسَجٍ ﴿نُوْدِىَ يٰمُوْسٰى (۱۱) اِنِّىْٓ﴾ بِكَسرِ الهَمزَةِ بتاويلِ نُودِىَ بقِيلَ وَ بِفَتحِهَا بِتَقديرِ البَاءِ ﴿اَنَا﴾ تَوكِيدٌ لِيَاءِ المُتَكَلِّمِ ﴿رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ج اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ﴾ المُطَهَّرِ اَوِ المُبَارَكِ ﴿طُوًى (۱۲)﴾ بَدَلٌ او عَطفُ بيانٍ بِالتَّنوِينِ وتَركِهٖ مَصْرُوفٌ بِاعْتِبَارِ المَكَانِ وَغَيرُ مَصرُوفٍ لِلتَّانِيثِ بِاعتِبَارِ البُقعَةِ مع العَلَمِيَّةِ ﴿وَاَنَا اخْتَرْتُكَ﴾ مِن قَومِكَ ﴿فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى (۱۳)﴾ اِلَيكَ مِنّى ﴿اِنَّنِىْٓ اَنَا اللهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِىْ لا وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ (۱۴)﴾ فِيهَا ﴿اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا﴾ عَنِ النَّاسِ وَيَظْهَرُ لَهُمْ قُرْبُهَا بِعَلامَاتِها ﴿لِتُجْزٰى﴾ فِيهَا ﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى (۱۵)﴾ بِهٖ مِنْ خَيرٍ وشَرٍّ ﴿فَلَا يَصُدَّنَّكَ﴾ يَصْرِفَنَّكَ ﴿عَنْهَا﴾ اى عن الْاِيمانِ بِهَا ﴿مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ﴾ فِى اِنكَارِهَا ﴿فَتَرْدٰى (۱۶)﴾ فَتَهلِكَ اِنْ صَدَدْتَ عنها ﴿وَمَا تِلْكَ﴾ كَائِنَةٌ ﴿بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (۱۷)﴾ الْاِسْتِفهَامُ لِلتَّقرِيرِ لِيُرَتِّبَ عليه المُعْجِزَةَ فيهَا ﴿قَالَ هِىَ عَصَاىَ ج اَتَوَكَّؤُا﴾ اَعْتَمِدُ ﴿عَلَيْهَا﴾ عِندَ الوُثُوبِ والمَشْيِ ﴿وَاَهُشُّ﴾ اَخْبِطُ وَرَقَ الشَّجَرِ ﴿بِهَا﴾ لِيَسقُطَ ﴿عَلٰى غَنَمِىْ﴾ فَتَاكُلَهٗ ﴿وَلِىَ فِيْهَا مَاٰرِبُ﴾ جَمعُ مَارِبَةٍ مُثَلَّثُ الرَّاءِ اى حوائِجُ ﴿اُخْرٰى (۱۸)﴾ كَحَمْلِ الزَّادِ والسِّقَاءِ وَطَرْدِ الهَوامِ زادَ فى الجَوابِ بيانَ حاجَاتِهٖ بِهَا ﴿قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى (۱۹) فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ﴾ ثُعبَانٌ عَظِيمٌ ﴿تَسْعٰى (۲۰)﴾ تَمْشِى على بَطنِهَا سَرِيعًا كَسُرعَةِ الثُّعبَانِ الصَّغِيرِ المُسمّٰى بِالجَانِّ المُعَبَّرِ به عنها فى آيَةٍ اُخرٰى ﴿قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ وقفة﴾ مِنهَا ﴿سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا﴾ مَنصُوبٌ بِنَزعِ الخافِضِ اى الى حالَتِهَا ﴿الْاُوْلٰى (۲۱)﴾ فَادْخَلَ يَدَهٗ فى فَمِهَا فَعادَتْ عَصا وَتَبَيَّنَ اَنَّ موضَعَ الْاِدخالِ مَوضِعُ مَسْكِهَا بينَ شُعبَتَيْهَا وَارى ذلكَ السيدُ موسى لِئَلا يجزَعَ اذا انقَلَبَ حَيَّةً لَدىٰ فِرعونَ ﴿وَاضْمُمْ يَدَكَ﴾ اليُمنٰى بمعنى الكفِّ ﴿اِلٰى جَنَاحِكَ﴾ اى جَنْبِكَ الْاَيسَرِ تحتَ العَضُدِ الى الْاِبطِ واخرِجهَا ﴿تَخْرُجْ﴾ خِلافَ ما كَانَتْ عليهِ مِنَ الاُدمَةِ ﴿بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ﴾ اى بَرَصٍ يَضِىءُ كَشُعاعِ الشَّمسِ تَغشَى البَصَرَ ﴿اٰيَةً اُخْرٰى (۲۲)﴾ وهى بَيضاءُ حالانِ مِن ضَمِيرِ تَخرجُ ﴿لِنُرِيَكَ﴾ بِهَا اذا فَعَلتَ ذلكَ لِاِظهَارِهَا ﴿مِنْ اٰيٰتِنَا﴾ الْاٰيَةَ ﴿الْكُبْرٰى (۲۳)﴾ اَىِ العُظمٰى على رِسالَتِكَ واذا اَرادَ عَودَهَا الى حالَتِهَا الْاُولٰى ضَمَّهَا الى جَناحِهٖ كما تقدمَ واَخرَجَهَا ﴿اِذْهَبْ﴾ رَسولًا ﴿اِلٰى فِرْعَوْنَ﴾ ومن مَعَهٗ ﴿اِنَّهٗ طَغٰى (۲۴)﴾ جاوَزَ الحَدَّ فى كُفرِهٖ الى اِدِّعاءِ

اَلْاِلٰهِيَةِ.

﴿ترجمہ﴾

طٰہٰ۔۔۔۔۔۱ (اللہ عزوجل اس کی مراد خوب جانتا ہے، اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے تم پر یہ قرآن اس لیے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود کو تھکائیں قرآن پاک کے نازل ہوجانے کے بعد صلوۃ اللیل میں طویل قیام کرکے معنی یہ ہے کہ اپنی جان پر بھی تخفیف فرمایئے) لیکن (الا بمعنی لکن ہے ہم نے اسے نازل کیا) نصیحت (کہ اس کے ذریعے نصیحت کیجائے) اس کو جو (اللہ عزوجل سے) خوف کرے اس کا اتارا ہوا (تنزیلا مصدر اپنے فعل ناصب محذوف سے بدل ہے) جس نے زمین اور اونچے آسمان بنائے (علی جمع ہے علیا کی جیسا کہ کبری اور کبر ہے) وہ نہایت مہربان اس نے عرش۔۔۔۔۔۲۔۔۔۔۔ پر (عرش کا لغوی معنی وہ تخت ہے) استواء فرمایا (جیسا کہ استواء اس کی شان کے لائق ہے۔۔۔۔۳۔۔۔۔۔) اس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں جو کچھ (مخلوقات) ان کے بیچ میں اور جو کچھ اس گیلی مٹی کے نیچے ہے (ثری کا معنی ہے گیلی مٹی اور یہاں مراد ساتوں زمینیں ہیں کہ وہ اس کے نیچے ہیں) اور اگر تو بات پکار کر کہے (ذکر یا دعا میں، اللہ عزوجل اس جہر سے مستغنی و بے پرواہ ہے) تو وہ تو بھید کو جانتا ہے اور اسے جو (اس سے) زیادہ چھپا ہے (جو بات تو اپنے نفس سے کرتا ہے اور جو خیال تیرے دل میں آتا ہے تو اس کا تلفظ نہیں کرتا اسے بھی جانتا ہے تو تم بات میں جہر کرکے اپنے آپ کو دشواری میں نہ ڈالے) اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسی کے ہیں سب اچھے نام (یہ ننانوے نام ہیں جو حدیث پاک میں آئے ہیں اور حسنی مونث ہے احسن کا،) اور کچھ تمہیں موسی کی خبر آئی (اتک سے پہلے قد محذوف ہے) جب اس نے ایک آگ دیکھی تو اپنی اہل (یعنی بیوی) سے کہا (یہاں) ٹھرو (اور یہ واقعہ آپ علیہ السلام کے مدین سے مصر کی طرف سفر کرنے کے دوران ہوا۔۔۔۔۴۔۔۔۔۔) مجھے ایک آگ نظر آئی ہے (انست بمعنی ابصرت ہے) شائد میں تمہارے لیے اس میں سے کوئی چنگاری لاؤں (چراغ کی بتی یا کسی لکڑی کے ذریعے، قبس کا معنی چنگاری ہے) یا آگ پر راستہ پاؤں (یعنی آگ کے پاس کوئی راستہ دکھانے والا پاؤں، آپ علیہ السلام رات کے اندھیرے کے سبب رستہ بھول گئے تھے، آپ علیہ السلام نے لعل کہا کہ آپ علیہ السلام کو وعدہ پورا کرنے کا یقین نہیں تھا) پھر جب اس کے پاس (یعنی اس درخت کے پاس آیا وہ درخت بیری کا تھا) ندا فرمائی گئی اے موسی بیشک میں ہی (انی ہمزہ مکسورہ ہے نودی فعل کو "قیل" کی تاویل میں لایا گیا ہے یا ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ ہے اس صورت میں اس سے پہلے مونث ہونے اور طوی کے علم ہونے کی وجہ سے) تیرا رب ہوں۔۔۔۔۵۔۔۔۔۔ تو تو اپنے جوتے اتار ڈال۔۔۔۔۶۔۔۔۔۔ بیشک تو پاک جنگل (مقدس کے معنی پاک یا مبارک ہے) طوی میں ہے (طوی یا تو بدل ہے یا عطف بیان ہے اسے منون وغیر منون دونوں صورتوں میں منصرف پڑھا گیا ہے معنی مکان کا اعتبار کرتے ہوئے اور غیر منصرف پڑھا گیا ہے بمعنی بقعۃ کا اعتبار کرتے ہوئے اس میں باء مقدر ہوگا) اور میں نے تجھے پسند کیا (تیری قوم میں سے) اب کان لگا کر سن جو وحی (میری طرف سے تیری جانب) ہوتی ہے بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور (نماز میں میرا ذکر کر تو) میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔۔۔۔۷۔۔۔۔۔ بیشک قیامت آنے والی ہے قریب تھا کہ میں اسے سب سے چھپاؤں (سب لوگوں سے چھپاؤں اور ان کے لیے قرب قیامت کی علامات کو

ظاہر فرمادوں) کہ ہر جان (قیامت میں) اپنی کوشش کا بدلہ پائے (خواہ وہ اچھی ہو یا بُری) اور تجھے باز نہ رکھے (تجھے نہ پھیرے) اس سے (قیامت پر ایمان رکھنے سے) وہ جو اس پر ایمان نہیں لاتا اور (اور اس کا انکار کرنے میں) اپنی خواہش کے پیچھے چلا پھر تو ہلاک ہو جائے (اگر تو قیامت پر ایمان رکھنے سے پھر جائے تو) اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ......۸......(یہ استفہام تقریری ہے تاکہ اس پر عصا کے بارے میں معجزہ ہے اسے مرتب کیا جائے) عرض کی یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں (حملہ کرتے اور چلتے وقت میں اس کا سہارا لیتا ہوں) اور پتے جھاڑتا ہوں (اھــش کہتے ہیں درخت سے پتے جھاڑنے کو) اس سے (کہ وہ گریں) میری بکریوں پر (پھر وہ ان پتوں کو کھالیں) اور میرے اس میں اور کام ہیں (مــآرب جمع ہے مــاربۃ کی، حرف راء پر تینوں اعراب پڑھے گئے ہیں بمعنی حوائج) فرمایا اسے ڈال دے اے موسیٰ، تو موسیٰ نے ڈال دیا تب جبھی وہ سانپ (عظیم الشان اژدھا ......۹......) ہو گیا دوڑتا ہوا (یعنی وہ اس چھوٹے اژدھے کی طرح اپنے پیٹ کے بل تیزی سے رینگنے لگا جسے جان کہتے ہیں دوسری آیت میں حیۃ کو جانّ سے تعبیر کیا گیا ہے) فرمایا اسے اٹھالے اور (اس سے) ڈر نہیں......۱۰......اب ہم اسے پھر پہلی کی طرح کر دیں گے (سیرۃ کے معنی حالت ہے، سیرتھا حرف جر الی کے حذف کی وجہ سے منصوب ہے دراصل الی سیرتھا تھا آپ علیہ السلام نے اس اژدھے کے منہ میں ہاتھ ڈال دیا تو وہ دوبارہ عصا بن گیا اور واضح ہو گیا کہ ہاتھ داخل کرنے کی جگہ اس عصا کے دونوں (شاخوں کا درمیانی حصہ ہے اور یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس لیے دکھا دیا گیا تاکہ جب دربار فرعون عصا (اژدھے) کی صورت اختیار کرے تو آپ علیہ السلام گھبرا نہ جائیں) اور اپنا (دایاں) بازو ملا (یــد سے مراد ہتھیلی ہے) اپنے بازو سے (یعنی اپنی بائیں کروٹ کے بازو کے نیچے بغل کے ساتھ اپنے ہاتھ کو ملا کر پھر ہاتھ کو باہر نکال) نکلے گا (وہ ہاتھ گندمی رنگت کے برخلاف رنگ لیے ہوئے) خوب سفید ہو کر بے کسی مرض کے......۱۱......(یعنی وہ سفیدی برص کی نہ ہوگی یعنی ہتھیلی یوں چمکے گی جیسا کہ سورج کی شعائیں آنکھوں کو چکا چوند کر دیتی ہیں) ایک اور نشانی (آیۃ اخری اور بیـضاء تخرج کی ھی ضمیر سے حال ہیں) کہ ہم تجھے دکھائیں (اس کے ذریعے جب تو یہ فعل کرے اس کو ظاہر کر کے) اپنی نشانیوں میں سے عظیم (نشانی جو تیری رسالت کی دلیل ہو پھر جب آپ علیہ السلام اسے پہلی حالت پر لوٹانے کا ارادہ کرتے تو پھر اس ہاتھ کو جیسا کہ پہلے اپنی بغل مبارک سے ملا کر نکال لیتے تو پھر ویسا ہی ہو جاتا) فرعون (اور اس کے ساتھ والوں) کے پاس جا (بطور رسول) اس نے سر اٹھایا (ربوبیت کا دعویٰ کر کے اپنے کفر میں حد سے تجاوز کر گیا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿طه ○ما انزلنا علیک القرآن لتشقی○ الا تذکرۃ لمن یخشی﴾

طـه: "ھذا" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ما انزلنا: فعل نفی با فاعل، علیک: ظرف لغو، القرآن: مفعول، لام: جار، تشقی: جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، الا: اداۃ حصر، تذکرۃ لمن یخشی: شبہ جملہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تنزیلا ممن خلق الارض والسموت العلی﴾

تنزیلا: مصدر با فاعل، من: جار، من: موصولہ، خلق: فعل با فاعل، الارض: معطوف علیہ، و: عاطفہ، السموت العلی: مرکب توصیفی

معطوف، ملکر مفعول، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف " نزلنہ" کے لیے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الرحمن علی العرش استوی﴾.

الرحمن: مبتدا، علی العرش: ظرف لغو مقدم، استوی: فعل بافاعل، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مبتدا محذوف "ھو" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لہ ما فی السموت وما فی الارض وما بینھما وما تحت الثری﴾.

لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ما فی السموت: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما فی الارض: موصول صلہ، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، ما بینھما: موصول صلہ ملکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، ماتحت الثری: موصول صلہ، ملکر معطوف ثالث، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ

﴿وان تجھر بالقول فانہ یعلم السر واخفی﴾.

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تجھر بالقول: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، یعلم: فعل بافاعل، السر: معطوف علیہ، واخفی: معطوف، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اللہ لا الہ الا ھو لہ الاسماء الحسنی﴾.

اللہ: مبتدا، لا: نفی، الہ: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، ھو: مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم "موجود"، خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر اول، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، واسماء الحسنی: مبتدا مؤخر، ملکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وھل اتک حدیث موسی O اذ را نارا فقال لاھلہ امکثوا﴾.

و: مستانفہ، ھل: حرف استفھامیہ، اتک: فعل ومفعول، حدیث موسی: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، اذ: مضاف، را نارا: فعل بافاعل ومفعول ملکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، قال لا ھلہ: قول، امکثوا: فعل امر بافاعل، ملکر مقولہ، ملکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر"۔

﴿انی انست نارا لعلی اتیکم منھا بقبس او اجد علی النار ھدی﴾.

انی: حرف مشبہ واسم، انست نارا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، لعلی: حرف مشبہ واسم، اتیکم: فعل با "ھو" ضمیر مستتر فاعل، کم: ضمیر مفعول، منھا: ظرف مستقر حال مقدم، ب: زائدہ، قبس: ذوالحال ملکر مفعول ثانی، ملکر شبہ جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، اجد علی النار: فعل بافاعل وظرف لغو، ھدی: مفعول، ملکر جملہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما اتھا نودی یموسی﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، اتھا: جملہ فعلیہ شرط، نودی: فعل مجہول با نائب الفاعل ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، یموسی: ندائیہ، ملکر جملہ ندائیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرط۔

﴿انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی﴾.

انی: حرف مشبہ واسم، انا ربک: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحہ، اخلع نعلیک: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر شرط محذوف "اذا علمت ذلک" کی جزا، ملکر جملہ اسمیہ، انک: حرف مشبہ واسم، ب: جار، الواد المقدس: مرکب توصیفی مبدل منہ، طوی: بدل، ملکر مجرور، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿وانا اخترتک فاستمع لما یوحی O اننی انا اللہ لا الہ الا انا﴾.

و: عاطفہ، انا: مبتدا، اخترتک: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، استمع: فعل امر بافاعل، لام: جار، ما یوحی: موصول صلہ ملکر مبدل منہ، اننی: حرف مشبہ واسم، انا: مبتدا، الله: اسم جلالت خبر اول، لا اله الا انا: جملہ اسمیہ خبر ثانی، ملکر خبر، ملکر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاعبدنی واقم الصلوة لذکری﴾.

ف: فصیحہ، اعبدنی: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقم الصلوة: فعل امر بافاعل ومفعول، لذکری: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا علمت ذلک" کے لیے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الساعة اتية اکاد اخفیها لتجزی کل نفس بما تسعی﴾.

ان الساعة: حرف مشبہ واسم، اتیة: اسم فاعل بافاعل، لام: جار، تجزی کل نفس: فعل مجہول ونائب الفاعل، بما تسعی: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، اکاد: فعل مقارب بافاعل، اخفیها: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿فلا یصدنک عنها من لا یومن بها واتبع هواه فتردی﴾.

ف: فصیحہ، لا یصدنک: فعل نہی ومفعول، عنها: ظرف لغو، من: موصولہ، لا یومن بها: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتبع هواه: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ف: سببیہ، تردی: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" جواب نہی واقع ہے۔

﴿وما تلک بیمینک یموسی﴾.

و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، تلک: ذوالحال، بیمینک: ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالندا، یموسی: جملہ ندائیہ، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿قال هی عصای اتوکؤا علیها واهش بها علی غنمی ولی مارب اُخری﴾.

قال: قول، هی: مبتدا، عصای: مرکب اضافی ذوالحال، اتوکؤا علیها: ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اهش بها علی غنمی: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لی: ظرف مستقر خبر مقدم، مارب اخری: مرکب توصیفی ذوالحال، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف ثانی، ملکر حال، ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال القها یموسی ○ فالقها فاذا هی حیة تسعی﴾.

قال: قول، القها: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، یموسی: ندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، القها: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، هی: مبتدا، حیة: خبر اول، تسعی: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال خذها ولا تخف سنعیدها سیرتها الاولی﴾.

قال: قول، خذها: فعل امر بافاعل ومفعول ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تخف: فعل نہی بافاعل ملکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، سنعیدها: فعل بافاعل ومفعول، سیرتها: موصوف، الاولی: صفت، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واضمم یدک الی جناحک تخرج بیضاء من غیر سوء آیة اخری﴾.

و: عاطفہ، اضمم یدک: فعل امر بافاعل ومفعول، الی جناحک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، تخرج: فعل "انت" ضمیر ذوالحال

،بیضاء من غیر سوء : شبہ جملہ حال اول، اٰیۃ اخرٰی: مرکب توصیفی حال ثانی ،ملکر فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے۔

﴿لنریک من اٰیٰتنا الکبرٰی﴾.

لام : جار، نریک: فعل بافاعل ومفعول، من اٰیٰتنا: ظرف مستقر حال مقدم، الکبرٰی :ذوالحال ،ملکر مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ ہو کربتقدیر "ان" مجرور ،ملکر فعل محذوف " امرناک بما ذکرنا" کے لیےظرف مستقر ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذھب الی فرعون انہ طغٰی﴾.

اذھب الی فرعون: فعل امر بافاعل وظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ،انہ :حرف مشبہ واسم ، طغٰی: جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... ماانزلنا علیک القراٰن لتشقٰی...... ☆ سید عالم ﷺ عبادت میں بہت جہد فرماتے تھےاور تمام شب قیام میں گزارتے ،یہاں تک کہ قدم مبارک متورم ہوجاتے ،اس پر آیت مقدسہ نازل ہوئی اور جبرائیل امین علیہ السلام نے حاضر ہوکر بحکم الٰہی عرض کیا کہ اپنے نفس کو کچھ راحت دیجئے ،اس کا بھی حق ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

طٰہٰ کی توجیہ:

۱......طٰہٰ کی تحقیق کے بارے میں مفسرین کرام کے کئی اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ زمین کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماریں جیسا کہ ربیع نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر نماز ادا فرماتے تھے تو طٰہٰ فرمایا گیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ﴿یاایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا اے جھرمٹ مارنے والےرات میں قیام فرماسوا کچھ رات کے (المزمل: ۲،۱)﴾ نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ ساری رات کیے بعد دیگرے ایک ہی قدم پر قیام کیا کرتے تھے حتی کہ قدم مبارک متورم ہوجاتے ،جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور فرمایا ﴿طٰہٰ﴾۔ (روح المعانی ،الجزء السادس عشر، ص ۶۱۷)

ایک قول کے مطابق اللہ کے ناموں میں سے نام ہےاور طاء کا معنی طاہر اور ھاء کا معنی ھاد ہے،ایک قول یہ بھی ہے کہ طٰہٰ کے معنی یـــا رجـل یعنی اے آدمی ہےاور مراد سید عالم ﷺ کی ذات ہے۔ایک قول کے مطابق جب سید عالم ﷺ عبادت میں مشقت فرماتے تو اللہ نے ارشاد فرمایا ﴿طٰـہٰ مـا انـزلـنـا علیک القراٰن لتشقٰی اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تم مشقت میں پڑجاؤ(طٰہٰ: ۱تا۲)﴾۔ (الخازن ،ج۳، ص ۲۰۰)

عرش کی تحقیق:

۲......قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے لہٰذا لغوی اعتبار سے دیکھا جائے تو عرش کے معنی تخت کے ہیں جو کہ مالک الملک ذات باری کی جانب منسوب ہے جیسا کہ فرمایا ﴿ولھا عرش عظیم اور اس کا بڑا تخت ہے(النمل: ۲۳)﴾۔اس سے مراد فلک نہیں ہے اور نہ ہی اہل عرب اس سے مراد فلک لیتے ہیں۔قرآن عربی میں نازل ہوا ہےاور مراد قائم رہنے والی چیز تخت ہی ہے جو فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے جو کہ عالم میں ایک قبہ کی صورت میں مخلوقات کے اوپر چھت کی طرح ہے۔اللہ نے فرمایا ﴿الـذیـن یـحـمـلـون العرش

ومن ...... للذین آمنوا ﴾وہ جو اس کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اس کے ارد گرد اپنے رب کی تسبیح کرتے ہیں اور اُس پر ایمان لاتے ہیں اور ایمان والے کے لیے استغفار کرتے ہیں (غافر:٧)﴾۔ ان فرشتوں کی تعداد آٹھ ہے جیسا کہ فرمایا ﴿ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیۃ اور اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے (الحاقۃ:١٧)﴾۔ بیشک عرش اللہ کی مخلوق سرخ یاقوت کا بنا ہوا ہے، پانچ ہزار سال کی مسافت پر ہے۔ اللہ فرماتا ہے ﴿تعرج الملائکۃ الروح ...... الف سنۃ ملائکہ اور جبرائیل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے (المعارج:٤)﴾۔
(البدایۃ والنھایۃ ،فصل ماورد فی صفۃ خلق العرش، ج ١، الجزء الاول، ص ١٢ وغیرہ)

☆...... حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے عرش کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور کرسی عرش سے ملی ہوئی ہے اور پانی کرسی کے نیچے اور ہوا عرش کے اوپر ہے اور فرشتوں نے عرش کو اپنے کندھوں کے اوپر اٹھایا ہوا ہے اور عرش کے گرد چار دریا ہیں اور ان دریاؤں میں چار فرشتے کھڑے اللہ عزوجل کی تسبیح بیان کر رہے ہیں، اور عرش بھی اللہ عزوجل کی تسبیح بیان کرتا ہے۔

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ وہ کرسی جو آسمان وزمین کو محیط ہے قدموں کی جگہ ہے اور عرش کی مقدار کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا، سوا اس کے جس نے اسے پیدا فرمایا ہے اور تمام آسمان گنبد کی مانند ہیں۔ (کتاب العظمۃ، رقم ١٩٢، ص ١٩٨)

مفسر جلال فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل عرش پر اپنی شان کے لائق استواء فرماتا ہے اور یہی سلف صالحین کا طریقہ ہے اور اس استواء سے مراد قہر اور تصرف ہے۔ (الجمل ، ج ٣، ص ٣٣٤)

علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ رحمٰن کا عرش پر استواء کے معنی یہ ہیں کہ اللہ عزوجل کی تخلیق کرنے کا سلسلہ عرش پر مکمل ہوگیا اور اس نے عرش کے ماوراء کسی چیز کو پیدا نہیں کیا اور اس نے دنیا اور آخرت میں جو کچھ بھی پیدا کیا ہے وہ دائرہ عرش سے خارج نہیں ہے کیونکہ وہ تمام کائنات کو حاوی ہے، استواء کا معنی ہم نے تمام ہونا اور مکمل ہونا کیا ہے اور یہ اس آیت سے مستفاد ہے ﴿ولما بلغ اشدہ واستوی اور جب اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے زور پر آیا (القصص:١٤)﴾۔

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں چھ مقامات پر عرش پر استواء کا ذکر کیا ہے اور ہر جگہ آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے کے بعد عرش پر استواء کا ذکر کیا ہے ﴿ان ربکم اللہ الذی خلق...... علی العرش اور بیشک تمہارا رب اللہ ہے اس نے آسمان وزمین چھ دن میں بنائے، پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (الاعراف:٥٤)﴾۔ یعنی اس کے پیدا کرنے کا سلسلہ عرش پر تمام ہوگیا اس نے عرش کے بعد کسی چیز کو پیدا نہیں کیا۔ مطلب یہ ہے کہ عرش تمام ممالک میں سب سے اعظم ہے اور اللہ عزوجل اس پر باعتبار رتبہ کے بلند ہے، مثلاً جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمارے اوپر ہوا ہے، پھر اس کے اوپر آسمان ہے اور جب ہمارا وہم سات آسمانوں سے ترقی کرتا ہے تو اس کے اوپر کرسی ہے اور جب ہم کرسی سے ترقی کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ عرش کے اوپر ہے جو کہ مخلوقات کی انتہا ہے اس کے آگے ہماری فکر کی کوئی سیڑھی نہیں ہے اور عرش پر جا کر ہماری فکر کی پرواز ٹھر جاتی ہے اور عرش کے اوپر اور اس سے باعتبار رتبہ کے بلند اللہ ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے کا سلسلہ عرش پر جا کر ٹھر گیا اور یہی عرش پر استواء کا معنی ہے۔
(الیواقیت الجواھر، ج ١، ص ١٨٢ وغیرہ)

اللہ عزوجل کے استواء فرمانے کا بیان:

٣...... علامہ غلام رسول سعیدی تبیان القرآن جلد ٣، ص ١٥٨ وغیرہ پر استوائے باری عزوجل کے بارے میں فرماتے ہیں،

اس مسئلے میں کہ اللہ عزوجل عرش پر مستوی ہے اس بارے میں شیخ ابن تیمیہ کے باطل عقیدے کا رد اور ساتھ ہی ساتھ صحیح اسلامی عقیدے کا پرچار کرتے ہوئے ہم درج ذیل ایک اہم اور تفصیلی جائزہ پیش کرتے ہیں چنانچہ شیخ ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں جو اپنی صفات بیان کی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی ہیں ان پر بغیر کسی تحریف وتکییف اور تمثیل کے ایمان لایا جائے، مطلب یہ کہ ان صفات کی نہ تو کوئی تاویل کی جائے اور نہ ہی ان کی مخلوق کے ساتھ کوئی مثال دی جائے، بلکہ یہ ایمان رکھا جائے کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ اور وہ سمیع وبصیر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے ساتھ خود کو موصوف کیا ہے اس کی نفی نہ کی جائے، اور اللہ عزوجل کے کلمات کو نہ بدلا جائے، اور اس کے اسماء اور آیات کو نہ بدلا جائے، اور نہ ہی ان کا کوئی معنی متعین کیا جائے، اور نہ مخلوق کی صفات سے ان کی مثال دی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ہم نام ہے نہ کوئی کفو ہے، نہ کوئی اس کا مثل ونظیر ہے، نہ اس کا مخلوق پر قیاس کیا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ خود اپنے کو اور دوسروں کو زیادہ جاننے والا ہے۔ اور اس کا قول سب سے زیادہ سچا ہے پھر اس کے تمام رسول سچے ہیں نہ خلاف ان لوگوں کے جو بغیر علم کے اللہ عزوجل کے متعلق باتیں کرتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥﴾ (الصافات ۱۸۰ تا ۱۸۲)

رسولوں کے مخالفین اللہ تعالیٰ کی جو صفات بیان کرتے ہیں اللہ عزوجل نے ان سے اپنی برائت فرمائی ہے۔ اور رسولوں نے جو اللہ تعالیٰ کی نقص وعیب سے جو برائت بیان کی تھی ان پر سلام بھیجا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے سمع اور بصر ثابت ہے کیونکہ اس نے فرمایا کہ انه هو السميع البصير ٥ اللہ تعالیٰ کے لئے چہرہ ثابت ہے کیونکہ اس نے فرمایا کہ و يبقى وجه ربک ذو الجلال وا لاكرام ٥ اور كل شيء هالک الا وجهه ٥ اور اللہ عزوجل کے دو ہاتھ ثابت ہیں کیونکہ اس نے فرمایا ما منعک ان تسجد لما خلقت بيدى ٥ اور اللہ تعالیٰ کے لئے دو آنکھیں ثابت ہیں کیونکہ اس نے فرمایا واصبر لحكم ربک فانک باعيننا ٥ اور اللہ تعالیٰ کے لئے عرش پر استواء ثابت ہے کیونکہ اس نے فرمایا الرحمن على العرش استوى ٥ اور اس طرح کی سات آیتیں ہیں۔

(العقيدة الواسطيه مع شرحه، ص ٦٣۔١٥ ملخصاً مطبوعه دار السلام رياض)

اس کے بعد احادیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اللہ عزوجل آسمان دنیا کی طرف اپنی شان کے لائق نازل ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر رات کے آخری تہائی حصے میں ہمارا رب تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے (صحيح بخاري و مسلم) اور اللہ عزوجل خوش ہوتا ہے اور ہنستا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو گم شدہ اونٹنی کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے (صحيح بخاري و مسلم) اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنستا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے (صحيح بخاري و مسلم) اللہ تعالیٰ کی ٹانگ اور قدم ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں لوگوں کو ڈالا جاتا رہے گا حتی کہ وہ کہے گی کہ کیا اور زیادہ بھی ہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنی ٹانگ رکھ دے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا۔ (صحيح بخاري و مسلم)۔ (العقيدة الواسطيه مع شرحه، ص ۸۳۔۸۰ ملخصاً مطبوعه دار السلام رياض)۔

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، شیخ ابن تیمیہ کے نظریے ''استواء'' اور صفات میں اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''شیخ ابن تیمیہ نے

حمویہ اور واسطیہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ پیر چہرہ اور پنڈلی کا جو ذکر آیا ہے وہ اس کی صفات حقیقیہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ عرش پر بذاتہٖ مستوی ہے اس سے کہا گیا کہ اس سے تحیز اور انقسام لازم آئے گا تو اس نے کہا کہ میں یہ نہیں جانتا کہ تحیز اور انقسام اجسام کے خواص میں سے ہیں، اسی وجہ سے ابن تیمیہ کے متعلق کہا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے تحیز اور انقسام کا قائل ہے"۔

(الدرر الکامنۃ ، ج ۱، ص ۱۵٤ ، مطبوعہ دار الجلیل بیروت)

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی فرماتے ہیں کہ: ابن تیمیہ کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ جسمیت ، جہت اور انتقال سے موصوف ہے اور وہ عرش کے برابر ہے، نہ چھوٹا، نہ بڑا، اللہ تعالیٰ اس قبیح افتراء سے پاک ہے جو کہ صریح کفر ہے۔ (الفتاوی الحدیثیہ، ص ۱۰۰، مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی و اولادہ بہ مصر)۔ علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن ہمام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور یہ ایسا استواء نہیں ہے جیسا ایک جسم کا دوسرے پر استواء ہوتا ہے کہ وہ اس سے مماس ہوتا ہے یا اس کی محاذات (سمت) میں ہوتا ہے۔ بلکہ جو استواء اس کی شان کے لائق ہو جس کو اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور مخلوق کے ساتھ اس کی مشابہت کی نفی کی جائے، رہا یہ کہ استواء علی العرش سے مراد عرش پر غلبہ ہو تو یہ ارادہ بھی جائز ہے۔ البتہ اس ارادہ کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے اور واجب وہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے البتہ اگر یہ خدشہ ہو کہ عام لوگ استواء سے وہی معنی سمجھیں گے کہ جو جسم کے لوازم سے ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش سے متصل ہے یا عرش کی محاذات میں ہے تو استواء کو غلبہ سے تعبیر کرنے میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح کتاب اور سنت میں جو ایسے الفاظ ہیں جس سے جسمیت ظاہر ہوتی ہے مثلاً انگلی، قدم اور ہاتھ اس پر ایمان لانا واجب ہے کیونکہ انگلی اور ہاتھ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہیں ان سے مراد مخصوص اعضاء نہیں ہیں بلکہ وہ معنی مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس معنی کو زیادہ جاننے والا ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ہاتھ اور انگلی کی تاویل قدرت اور قہر سے کی جاتی ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حجر اسود اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے اس کی تاویل کی جاتی ہے تاکہ عام لوگوں کی عقلیں اللہ تعالیٰ کی جسمیت کی طرف نہ منتقل ہوں اس تاویل سے یہ ارادہ بھی ممکن ہے لیکن اس پر جزم اور یقین نہیں کرنا چاہئے۔ ہمارے اصحاب (ماتریدیہ) کے قول کے مطابق یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں اور متشابہ کا حکم یہ ہے کہ اس دنیا میں اس کی مراد متوقع نہیں۔

(مسایرہ مع شرح المسامرہ ، ج ۱، ص ۳٦-۳۱ ملخصاً، مطبوعہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مکران)

☆...... امام مالک نے عمر بن الحکم سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میری ایک باندی بکریوں کو چراتی تھی۔ ایک دن ایک بکری گم ہوگئی میں نے اس سے اس کے متعلق پوچھا، تو اس نے کہا اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے مجھے اس پر افسوس ہوا میں بھی آخر انسان ہوں میں نے اسے ایک تھپڑ مار دیا، اور مجھ پر پہلے سے ایک غلام آزاد کرنا تھا کیا میں اس غلام کی جگہ اس باندی کو آزاد کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ آسمان میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسے آزاد کر دو۔ (الموطا رقم: ۱۵۱۱، ابو داؤد، رقم: ۹۳۰) امام ابن عبد البر فرماتے ہیں: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باندی سے جو سوال کیا کہ اللہ کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ آسمان میں، تمام اہل سنت

(یعنی محدثین) اس پر متفق ہیں اور وہ یہی کہتے ہیں جو اللہ ﷻ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ اللہ عرش پر مستوی ہے اور اللہ ﷻ آسمان میں ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے اور یہ قرآن مجید کی ان آیات سے بالکل ظاہر ہے ﴿ءَ اَمِنتُم مَّن فِی السَّمَآءِ اَن یَّخسِفَ بِکُمُ الاَرضَ فَاِذَا ھِیَ تَمُورُ (الملک:۱۶)﴾ ﴿مَن کَانَ یُرِیدُ العِزَّۃَ فَلِلّٰہِ العِزَّۃُ جَمِیعًا اِلَیہِ یَصعَدُ الکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالعَمَلُ الصَّالِحُ یَرفَعُہٗ (فاطر:۱۰)﴾ ﴿تَعرُجُ المَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوحُ اِلَیہِ فِی یَومٍ کَانَ مِقدَارُہٗ خَمسِینَ اَلفَ سَنَۃٍ (المعارج:۴)﴾۔

(الاستذکار، ج۲۳، ص۱۶۸۔۱۶۷ ملخصاً، مطبوعہ بیروت)

امام ابو بکر بن فورک نے بعض سے روایت کیا ہے کہ استواء کے معنی بلند ہے، یعنی اللہ ﷻ عرش پر بلند ہے اور اس بلندی سے مسافت اور مکان کی بلندی مراد نہیں ہے کہ کوئی شخص ایسی جگہ ہو جو جگہ دوسری جگہ سے بلند ہو، بلکہ اس سے مراد وہ بلندی ہے جو اللہ ﷻ کی شان کے لائق ہے اور ثم کا تعلق مستوی علیہ کے ساتھ ہے نہ کہ الاستواء کے ساتھ۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہمارے سلف صالحین میں یہ مشہور ہے کہ اس کی مراد اللہ ﷻ پر چھوڑ دی جائے، صالحین فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ عرش پر اس طرح مستوی ہے جیسا اس نے ارادہ کیا ہے اگر چہ وہ ٹھہرنے اور جگہ پکڑنے سے پاک ہے۔ اور استواء کی تفسیر استیلاء سے کرنا بُری بات ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ استواء کا معنی استیلاء ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کا غالب ہونا اللہ ﷻ کے غالب ہونے کی طرح ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ یہ کہے کہ اللہ ﷻ ایسا غالب ہے جیسا کہ اس کی شان ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ وہ یہ کہے کہ اللہ ﷻ عرش پر ایسا مستوی ہے جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔ (روح المعانی، الجزء الثامن، ص ۵۲۱)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ اس آیت کی تفسیر کے تحت صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں کہ "یہ استواء متشابہات میں سے ہے، ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی اس سے جو مراد ہے حق ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان لانا واجب، حضرت مترجم قدس سرہ العزیز نے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ آفرینش کا خاتمہ عرش پر جا ٹھہرا و اللہ اعلم باسرار کتابہ۔

(کنز الایمان مع خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۹۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین سے مصر تک سفر:

☆......وہب بن منبہ یمانی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت کرنے کی مدت پوری کردی تو وہ ان سے اجازت لے کر مصر کی طرف واپس روانہ ہوئے، ان کے ساتھ ان کی اہلیہ بھی تھیں اور ایک بکری تھی اور عصا تھا جس سے وہ دن میں بکری کے لئے پتے جھاڑتے تھے، اور ایک چقماق تھا جس سے وہ رات کو آگ جلا کر حرارت حاصل کرتے کیونکہ وہ انتہائی سرد موسم تھا اور برفانی راتیں تھیں۔ جب وہ رات آئی جس میں اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے مشرف کرنا چاہتا تھا اور ان کو اپنے کلام سے سرفراز فرمانا چاہتا تھا، اس رات حضرت موسیٰ علیہ السلام راستہ بھول گئے حتی کہ انہیں پتا نہیں چلا کہ وہ کس طرف متوجہ ہوں۔ انہوں نے چقماق نکالا تا کہ اپنے اہل کے ساتھ رات گزارنے کے لئے آگ روشن کریں، اس رات وہ چقماق نہ جل سکا اور وہ اس کو جلانے کی کوشش میں تھک گئے، حتی کہ انہوں نے ایک جگہ آگ دیکھی۔ (جامع البیان، الجزء ۱۶، ص ۱۶۵)

انی انا ربک کی تحقیق:

۵۔۔۔۔۔کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک خشک تنکا اٹھایا اور اُس درخت کا ارادہ کیا، پس جب قریب ہوئے تو فرشتوں کے تسبیح پڑھنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سکینہ بھی اتار دیا گیا، پھر درخت سے آواز آئی۔ وہب کہتے ہیں :درخت سے آنے والی آواز پر موسیٰ علیہ السلام نے فوراً جواب دیا اور ندا کرنے والے کو نہ دیکھا تو فرمایا: ''میں تیری آواز سن رہا ہوں اور تجھے دیکھ نہیں پا رہا تو کون ہے؟''، جواب ملا: میں تیرے اوپر، تیرے ساتھ، آگے، پیچھے، قریب ہوں، پس موسیٰ علیہ السلام کو یقین ہو گیا کہ پکارنے والا اللہ ہی ہو سکتا ہے۔ (الخازن، ج۳، ص ۲۰۱)

مقدس وادی میں جوتے اتارنے کا بیان:

۶۔۔۔۔۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جوتے مردار گدھے کے چمڑے کے بنے ہوئے تھے، ایک قول یہ ہے کہ غیر مذبوح گدھے کے چمڑے کے بنے ہوئے جوتے پہنے ہوئے تھے، مقدس وادی کے ادب کی وجہ سے جوتے اتارنے کا حکم دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ مقدس مقامات کے ادب کی وجہ سے جوتے اتار دینا چاہیے۔ جب جوتے اتار دینے کا حکم ہے تو مقدس مکامات کا ادب واحترام کتنا ہونا چاہیے۔ مفسرین کرام یہ بھی فرماتے ہیں کہ وادی طویٰ گول اور گہری تھی، جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی گئی وہ جگہ معزز و محترم و مقدس ہے تو جس مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام آرام فرماں ہو اس کا ادب کتنا ہونا چاہیے، اور جس مقام پر سید الانبیاء آرام فرماں ہوں وہاں کے ادب کا کیا مقام ہوگا۔

علم اصول علم فروع سے مقدم ہیں:

۷۔۔۔۔۔آیت مقدسہ ﴿اننی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی پس میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر (طٰہٰ: ۱۴)﴾ میں اس بات پر دلیل ہے کہ علم اصول علم فروع سے مقدم ہے، علم اصول سے مراد توحید کا عقیدہ ہے اور علم فروع سے مراد عبادات ہیں۔ پہلے عقیدہ کا حکم دیا پھر عبادت کا، مزید یہ بھی کہ عبادت کی کیفیت بیان نہیں فرمائی، مفسرین اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز کی کیفیت جانتے تھے، حضرت شعیب علیہ السلام اور دیگر حضرات انبیائے کرام پر نمازیں فرض تھیں، پس اللہ نے فقط توجہ دلانے کے لیے عبادت کا ذکر فرمایا۔ (الرازی، ج۸، ص ۱۹)

علم کے باوجود سوال کرنے کی حکمت:

۸۔۔۔۔۔کیا اللہ کے لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ نہیں جانتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں کیا ہے؟ علم کے باوجود سوال کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ اس کے کئی جوابات ہو سکتے ہیں: (۱)۔۔۔۔۔اللہ لاٹھی جیسی حقیر چیز کی شرافت دکھانا چاہتا تھا یعنی بظاہر لاٹھی ہے لیکن یہی لاٹھی حضرت موسیٰ کے جادوگروں کے سامنے اژدھے کی صورت اختیار کر جاتی ہے۔ (۲)۔۔۔۔۔اسے دریا پر مارا جائے تو راستہ بن جائے۔ (۳)۔۔۔۔۔اسے پتھر پر مارا جائے تو پانی کے چشمے بہہ نکلیں، اولاً جب موسیٰ پر اس کی حقیقت پیش کی گئی کہ اے موسیٰ تو جانتا ہے کہ تیرے ہاتھ کی یہ لاٹھی بظاہر ایک لکڑی ہے جو نہ نفع دے اور نہ ہی نقصان لیکن اللہ اسے ایک عظیم الشان اژدھے میں بدل دیتا ہے۔ پس اسی وجہ سے سوال کیا گیا تا کہ اللہ اپنی قدرت کے دلائل کھول دے۔ بعض مفسرین نے اس کا جواب یہ بھی دیا ہے کہ ابتداء جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

درخت کو جڑ سے آسمان تک روشن ہوتے دیکھا اور فرشتوں کی تسبیحات سماعت کیں تو بتقاضائے بشریت کچھ خوف اور حیرت محسوس ہوئی، پس اسی دہشت وحیرت کے ازالے کے لیے لاٹھی کے بارے میں سوال کیا تا کہ حضرت موسی علیہ السلام کی توجہ بٹ جائے۔ ایک جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ عصا سے حاصل ہونے والے دیگر فوائد حضرت موسی علیہ السلام اپنی زبان سے بیان کریں اس لیے سوال کیا گیا۔ (المرجع السابق)۔

اژدھے کا بیان:

۹..... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کا عصاء مبارک بادام کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ عبد بن حمید اور ابو شیخ نے قتادہ سے روایت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا عصاء مبارک حضرت موسی علیہ السلام کو اس وقت دیا گیا جب وہ مدین کی جانب تشریف لے جانے لگے، وہ عصاء حضرت موسی علیہ السلام کے لئے رات کے وقت میں روشن ہو جاتا تھا اور دن کے وقت میں جب حضرت موسی علیہ السلام اسے زمین پر مارتے تو زمین سے رزق نمودار ہوتا، اور اس عصاء کی مدد سے آپ علیہ السلام جانوروں کے لئے پتے جھاڑنے کا کام بھی کرتے۔ اس بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ یہ جنتی عصاء تھا جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے تھا پھر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس سے ہوتا ہوا حضرت موسی علیہ السلام تک پہنچا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ایک روایت یہ ہے کہ اس عصاء کا نام ماشا تھا۔

☆..... روایت ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی تو وہ زرد رنگ کا ایک بال والا اژدھا بن گیا اس کے دونوں جبڑوں کے مابین اسی ذراع (یعنی ایک سو بیس فٹ) کا فاصلہ تھا اور وہ اپنی دم پر کھڑا ہو کر زمین سے ایک میل بلند تھا اژدھا اتنا بڑا تھا کہ اس کا ایک جبڑا زمین پر تھا اور دوسرا فرعون کے محل کی دیوار پر تھا وہ فرعون کے پکڑنے کیلئے دوڑا تو فرعون اپنی جان بچانے کو تخت چھوڑ کر بھاگا اس حالت میں اس کے دست لگ گئے، ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ اس ایک دن میں اس کے چار سو دست جاری ہوئے، اور بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ اس کے پیٹ میں ایک ایسی بیماری جاری ہوگئی جو تادم مرگ دور نہ ہو سکی، ایک روایت کے مطابق اژدھے نے فرعون کا جبہ اپنی داڑھ میں پکڑ لیا اور لوگوں پر حملہ کیا جس سے بھگدڑ مچی اور اس بھگدڑ میں پچیس ہزار کی تعداد ماری گئی، بالآخر فرعون نے چیخ کر کہا کہ اے موسی علیہ السلام میں تمہیں اس ذات پاک کی قسم دیتا ہوں جس نے تمہیں بھیجا ہے تم اس اژدھے کو پکڑ لو میں تم پر ایمان لے آؤں گا اور تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دوں گا، حضرت موسی علیہ السلام نے اژدھے کو پکڑا تو مثل سابق لاٹھی بن گیا، جب حضرت موسی علیہ السلام نے لاٹھی کو پکڑ لیا فرعون نے پھر سے نافرمانی کی اور پرانی روش پر ہی قائم رہا۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۳۰ وغیرہ)

حضرت موسی علیہ السلام کی جانب خوف کی نسبت:

۱۰..... جب موسی علیہ السلام نے دوڑتا ہوا اژدھا پتھر و درخت کو نگلتے ہوئے دیکھا تو (بتقاضائے بشریت) خوف زدہ ہو گئے اور اس سے دور ہونے لگے۔ اللہ نے اپنے کلیم سے فرمایا ﴿لاتخف سنعیدها سیرتها الاولی﴾ ڈرنہیں ہم اسے پھر پہلی طرح کر دیں گے (طہ: ۲۱)﴾۔ (البیضاوی، ج۲، ص ۳۸۷)

معجزہ ید بیضاء:

۱۱..... حضرت موسی علیہ السلام کو ید بیضاء کا معجزہ بھی دیا گیا تھا ایسا سفید نورانی ہاتھ جو کہ خرق عادت فعل تھا جسے دیکھنے والوں کا مجمع جمع ہو جاتا، ایک روایت یہ ہے اس نور کی روشنی نے حضرت موسی علیہ السلام کے لئے زمین و آسمان کو روشن کر دیا۔

(روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۳۰ وغیرہ)

اغراض: سریر الملک : جس پر بادشاہ بیٹھتا ہے، اللہ عزوجل نے ملکہ بلقیس کے بارے میں فرمایا ﴿قال نکروا لها عرشها﴾(النمل:۴۱)۔ هو التراب الذی: مراد وہ مٹی ہے جس میں گیلا پن ہوتا ہے، اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر وہ تراب ہے "ثری" نہیں۔

استواء یلیق به : یہ سلف صالحین کا طریقہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی ذات کے لیے علم تشابہ مانتے ہیں، امام مالک رحمہ اللہ کے بارے میں "استواء علی العرش" کے مسئلے کے بارے میں سائل کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں "استواء" معلوم ہے، لیکن کیفیت مجہول، "استواء" پر ایمان لانا واجب، اس بارے میں سوالات کرنا بدعت، وہ شخص مجھ سے دور ہو جو اس بارے میں سوالات کرے وہ بدعتی ہے۔ خلف کہتے ہیں جو کہ پانچ سو سال بعد ہوئے "استواء" سے مراد تصرف وقہر ہے، "استواء" کے دو معنی ہیں رکوب (سواری کی حالت) اور جلوس (بیٹھنے کی حالت)، پس "الاستواء" بمعنی تصرف وقہر دونوں ہی لغت میں موجود ہیں، کہا جاتا ہے کہ بادشاہ کرسی پر بیٹھا۔

ای ما حدثت به النفس : ابن عباس کہتے ہیں کہ "السر" سے مراد وہ ہے جو انسان اپنے جی میں چھپاتا ہے، اور "اخفی" سے مراد وہ فعل ہے جو ابن آدم سے لاعلمی میں سرزد ہو جائے تو وہ اسے چھپاتا ہے، پس اللہ عزوجل سب کے بارے میں جانتا ہے، جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے اور تمام مخلوق اللہ کے سامنے ایک جان کی طرح ہے۔

وذلک فی مسیرہ روایت میں ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے اپنی ماں اور بھائی سے ملاقات کرنے کے لئے مصر جانے کی اجازت چاہی، اور اپنی اہلیہ کے ساتھ ملک شام کے بادشاہ کا خوف کرتے ہوئے وادی طوی میں پہنچے، مزید حاشیہ نمبر ۴ میں دیکھ لیں۔ تمشی علی بطنها سریعا کسرعة الثعبان : حاصل کلام یہ ہے کہ اژدھے کا نام "حیة" رکھا، کیونکہ وہ بڑا اژدھا تھا، اور تیزی سے چلنے کے اعتبار سے اُسے جان کہا گیا۔ (الصاوی، ج ٤، ص ٦٧ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ(۲۵)﴾ وَسِّعْهُ لِتَحملَ الرِّسالةِ ﴿وَیَسِّرْ﴾ سَهِّلْ ﴿لِیْ اَمْرِیْ(۲۶)﴾ لاُبَلِّغَها ﴿وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ(۲۷)﴾ حَدَثَتْ مِنْ اِحتِراقِهِ بِجَمرَةٍ وَضَعَهَا وهوَ صَغيرٌ بِفيهِ ﴿یَفْقَهُوْا﴾ یَفهَمُوا ﴿قَوْلِیْ(۲۸)﴾ عِندَ تَبليغِ الرِّسَالَةِ ﴿وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا﴾ مُعيناً عليهَا ﴿مِّنْ اَهْلِیْ(۲۹) هٰرُوْنَ﴾ مَفعولٌ ثانٍ ﴿اَخِی(۳۰)﴾ عَطفُ بَيانٍ ﴿اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ(۳۱)﴾ ظَهرى ﴿وَاَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ(۳۲)﴾ اَى الرِّسالَةِ والفِعلانِ بِصِيغَتِى الامرِ اوالمضارعِ المجزومِ وَهوَ جوابٌ للطَّلبِ ﴿كَیْ نُسَبِّحَكَ﴾ تَسبيحًا ﴿كَثِیْرًا(۳۳) وَّنَذْكُرَكَ﴾ ذِكرًا ﴿كَثِیْرًا(۳۴) اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا(۳۵)﴾ عَالِمًا فَانعَمتَ بِالرِّسالَةِ ﴿قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰى(۳۶)﴾ مَنًّا عليكَ ﴿وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَیْكَ مَرَّةً اُخْرٰۤى(۳۷) اِذْ﴾ لِلتَّعليلِ ﴿اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّكَ﴾ مَنامًا او اِلهامًا ولـدتكَ وخافَتْ اَنْ يَّقتُلكَ فِرعونُ فى جملةِ مَنْ يُولَدُ ﴿مَا یُوْحٰۤى(۳۸)﴾ فِى اَمرِكَ و يُبدَلُ مِنهُ ﴿اَنِ اقْذِفِیْهِ﴾ اَلقِيهِ ﴿فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ﴾ بالتَّابوتِ ﴿فِی الْیَمِّ﴾ بَحرِ النيلِ ﴿فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ﴾ اَى شَاطِئَهُ والْاَمرُ بمعنى الخبرِ ﴿یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ﴾ وهوَ فرعونُ ﴿وَاَلْقَیْتُ﴾ بَعدَ انْ اَخذَكَ ﴿عَلَیْكَ مَحَبَّةً

مِنّیۚ ﴾لِتحب مِنَ الناسِ فَاَحَبَّکَ فرعونُ وکُلُّ مَن راٰکَ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ (۳۹)﴾تربی علی رِعایَتِی
وحِفظِی لَکَ﴿اِذْ﴾لِلتَّعلِیل﴿تَمْشِیْٓ اُخْتُکَ﴾مَریَمُ لِتعرفَ خبرکَ وقد اُحضِروا مَراضِعَ وانتَ لَا تُقْبِلُ
ثَدیَ واحِدةٍ منها﴿فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَنْ یَّکْفُلُهٗ ط﴾فَاُجِیبت فَجائَتْ بِاُمِّهٖ فَقبِلَ ثَدیَهَا﴿فَرَجَعْنٰکَ
اِلٰٓی اُمِّکَ کَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا﴾بِلِقَائِکَ﴿وَلَا تَحْزَنَ ط﴾حِیْنَئِذٍ﴿وَقَتَلْتَ نَفْسًا﴾هُو القِبطِیُّ بِمصرَ فَاغْتَممتَ
لِقَتلِهٖ مِن جِهَةِ فرعونَ﴿فَنَجَّیْنٰکَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰکَ فُتُوْنًا قف﴾اِختَبرناکَ بِالْاِیْقَاعِ فِی غَیرِ ذلکَ وَخلَّصناکَ
منهُ﴿فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ﴾عَشرًا﴿فِیْٓ اَهْلِ مَدْیَنَ لا﴾بَعدَ مَجِیئِکَ اِلیهَا مِن مِصرَ عِندَ شُعیبِ النبی وتَزَوُّجِکَ
بِابْنَتِهٖ﴿ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ﴾فِی عِلمِی بِالرِّسالَةِ وهُوَ اَربعونَ سَنَةً مِن عُمُرِکَ﴿یٰمُوْسٰی (۴۰)﴾وَاصْطَنَعْتُکَ
﴾اَختَرتُکَ﴿لِنَفْسِیْ (۴۱)﴾بِالرِّسَالَةِ﴿اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْکَ﴾اِلی الناسِ﴿بِاٰیٰتِیْ﴾التِّسعِ﴿وَلَا تَنِیَا﴾تَفتُرَا
﴿فِیْ ذِکْرِیْ (۴۲)﴾بِتَسْبِیحٍ وَغیرِہٖ﴿اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی (۴۳)﴾بِاِدِّعاءِ الرُّبُوبیةِ﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا﴾فِی
رُجُوعِهٖ عن ذالکَ﴿لَّعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ﴾یَتَّعِظُ﴿اَوْ یَخْشٰی (۴۴)﴾اللهَ فیرجِعُ والتَّرجِّی بِالنِّسبَةِ اِلیهَا لِعلمِهٖ تعالی
بِاَنَّهٗ لا یَرجِعُ﴿قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ﴾اَی یُعَجِّلُ بِالْعُقوبَةِ﴿اَوْ اَنْ یَّطْغٰی (۴۵)﴾عَلینَا اَیْ
یَتَکَبَّرُ﴿قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ﴾بِعَونِی﴿اَسْمَعُ﴾مَایقولُ﴿وَاَرٰی (۴۶)﴾مَایَفعَلُ﴿فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا
رَبِّکَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لا﴾اِلی الشامِ﴿وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ط﴾اَی خَلِّ عَنهم مِن اِستِعمالِکَ اِیاهُمْ فی
اَشغَالِکَ الشَّاقَّةِ کَالحَفرِ والبِناءِ وَحملِ الثَّقِیلِ﴿قَدْ جِئْنٰکَ بِاٰیَةٍ﴾بِحُجَّةٍ﴿مِّنْ رَّبِّکَ ط﴾علی صِدقِنَا
بِالرِّسالَةِ﴿وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی (۴۷)﴾اَی السَّلامةُ لَهٗ مِنَ العذابِ﴿اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ
عَلٰی مَنْ کَذَّبَ﴾بِما جِئنَا بِهٖ﴿وَتَوَلّٰی (۴۸)﴾اَعرَضَ عَنهُ فَاَتیاهُ وقالا جمیعَ مَا ذُکِرَ﴿قَالَ فَمَنْ رَّبُّکُمَا
یٰمُوْسٰی (۴۹)﴾اِقتَصَرَ علیهِ لِاَنَّهُ الْاَصلُ وَلِادلالِه علیهِ بِالتَّربِیةِ﴿قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ﴾مِنَ
الخَلقِ﴿خَلْقَهٗ﴾الَّذی هُو علیهِ مُتَمَیِّزٌ بِهٖ عن غَیرِہٖ﴿ثُمَّ هَدٰی (۵۰)﴾الحَیوانَ مِنهُ الی مَطعَمِهٖ وَمَشرَبِهٖ
وَمنکَحِهٖ وغیرِ ذالکَ﴿قَالَ﴾فرعونُ﴿فَمَا بَالُ﴾حالُ﴿الْقُرُوْنِ﴾الاُمَمِ﴿الْاُوْلٰی (۵۱)﴾کَقومِ نُوحٍ وَهودٍ ولوطٍ
وصالحٍ فی عِبادَتهمُ الْاَوثانَ﴿قَالَ﴾موسٰی﴿عِلْمُهَا﴾اَی علمُ حالِهِمْ محفوظٌ﴿عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ کِتٰبٍ ج
﴾هُو اللَّوحُ المحفوظ یُجازِیهِم علیهَا یوم القِیمةِ﴿لَا یَضِلُّ﴾یَغِیبُ﴿رَبِّیْ﴾عن شیءٍ﴿وَلَا
یَنْسٰی (۵۲)﴾رَبِّی شیئا هُوَ﴿الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ﴾فِی جُملَةِ الخلقِ﴿الْاَرْضَ مَهْدًا﴾فِراشا﴿وَّسَلَکَ
﴾سهَّلَ﴿لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا﴾طُرُقًا﴿وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ط﴾مَطَرًا قال تعالی تتمیما لِما وَصَفَهُ بِهٖ
موسی وخِطابا لاهلِ مکة﴿فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا﴾اصنافا﴿مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی (۵۳)﴾صفةُ ازواجا ای مُختلفة
الالوانِ والطُّعومِ وغیرهما وشتی جمع شتیت کمریضٍ ومَرضٰی مِنْ شَتَّ الامر تفرَّقَ﴿کُلُوْا﴾منهَا﴿

وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ﴾فیها جمعُ نِعمٍ هی الْاِبِلُ والبَقَرُ والغنم یقال رعتِ الانعام ورعیتها والامر لِلاجابَۃِ وتذكیر النعمۃِ والجملۃ حالٌ من ضمیرِ اَخرجنَا ای مبیحینَ لكُم الاكل ورعَی الانعامَ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ﴾ المذكورُ مِنّا ﴿لَاٰیٰتٍ﴾ لَعِبرا ﴿لِّاُولِی النُّهٰی (۵۴)﴾ لاصحابِ العُقولِ جمعُ نُهیۃٍ كغُرفَۃٍ وغُرفٍ سُمِیَّ بِه العَقلُ لِانَّهٗ یَنهٰی صَاحِبهٗ عن اِرتِكابِ القَبائحِ.

﴿ترجمہ﴾

کہااے میرے پالنے والے میرا سینہ کھول دے......۱......اور میرے لیے آسان کردے(یسـر بمعنی سھل ہے)میرا کام(تاکہ میں تیرا پیغام پہنچاسکوں)اور میری زبان کی گرہ کھول دے......۲......(جوکہ بچپن میں آپ علیہ السلام کے انگارہ مونھ میں رکھ لینے سے پیدا ہوگئی تھی)کہ وہ سمجھیں(یفقهوا بمعنی یفهموا ہے)میری بات(تیرا پیغام اپنی قوم تک پہنچاتے وقت)اور میرے لیے ایک وزیر کردے(اس کام پر میرے لیے ایک مددگار کردے)میرے اہل میں سے ہارون(هارون،مفعول ثانی ہے)جو میرا بھائی ہے(اخی عطف بیان ہے)اس سے میری کمر مضبوط کر......۳......(ازری بمعنی ظھــــری ہے)اسے میرے کام(یعنی تبلیغ رسالت)میں شریک کر(دونوں افعال اشدد اور اشرکہ بصیغۂ امر ہیں یا مضارع مجزوم ہیں اور جواب طلب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہیں)کہ ہم باکثرت تیری پاکی بولیں(کثیرا کا موصوف تسبیحا محذوف ہے)اور بکثرت تیری یاد کریں(کثیرا کا موصوف ذکر محذوف ہے)بیشک تو ہمیں دیکھ رہا ہے(یعنی ہمیں جانتا ہے تو نے ہمیں رسالت عطا فرما کر انعام عطا فرمایا ہے)فرمایا اے موسیٰ تیری مانگ تجھے عطا ہوئی......۴......(تجھ پر احسان فرمانے کی وجہ سے)اور بیشک ہم نے تجھ پر ایک بار اور احسان فرمایا جب(اذ تعلیل کے لیے ہے)ہم نے تیری ماں کو الہام کیا......۵......(خواب میں یا اس وقت جب کہ تجھے جنا اور خوف کیا کہ فرعون تجھے دیگر نومولود بچوں کی طرح قتل کردے گا)جو الہام کرنا تھا(تیرے معاملے میں اور یہ مبدل منہ ہے)کہ اس کو رکھ(یعنی اس کو ڈال دے صندوق میں)اور صندوق کو ڈال دے دریا میں(دریائے نیل میں)تو دریا اسے کنارے پر ڈالے(یعنی اپنے کنارے پر ڈالے اور یہاں امر بمعنی جملہ خبریہ ہے)کہ اسے وہ اٹھالے جو میرا دشمن اور اس کا دشمن ہے(مراد اس سے فرعون......۶......ہے)اور میں نے تجھ پر ڈالی(اس کے تجھے اٹھالینے کے بعد)اپنی طرف کی محبت(تاکہ تو لوگوں کا محبوب ہوجائے،فرعون اور تجھے دیکھنے والا ہر شخص تجھ سے محبت کرے)اور اس لیے کہ تو میری نگاہ کے سامنے ہو(میری حفاظت ورعایت میں تیری پرورش کی جائے)جب(اذ تعلیل کے لیے ہے)تیری بہن(مریم......۷......)چلی(تیرا حال معلوم کرنے اور درباریوں نے بہت سی دائیوں کو جمع کررکھا تھا اور تم کسی کا پستان قبول نہیں کررہے تھے)پھر کہا کیا میں تمہیں وہ لوگ بتادوں جو اس بچہ کی پرورش کریں(پس اس کی بات مان لی گئی پھر وہ اپنی ماں کو لے آئی پھر آپ علیہ السلام نے ان کا دودھ پی لیا)تو ہم تجھے تیری ماں کی طرف پھیر لائے کہ اس کی آنکھ(تجھ سے ملنے کے سبب)ٹھنڈی ہو اور غم نہ کرے(اس وقت)اور تو نے ایک جان کو قتل کیا(مصر میں ایک قبطی کو......۸......تو فرعون کی جانب سے اس قتل کرنے کے سبب ایذا ملنے پر غمگین ہوگئے)تو ہم نے تجھے غم سے نجات دی اور تجھے خوب جانچ لیا(ہم نے تجھے دیگر آزمائشوں میں مبتلا کرکے آزمایا اور پھر تجھے ان آزمائشوں سے خلاصی عطا فرمائی)تو تو(دس)برس مدین والوں میں رہا(مصر سے مدین آنے کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام......۹......کے پاس اور انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کردیا)پھر تو ایک ٹھرائے ہوئے وعدہ پر حاضر ہوا(رسالت عطا کئے جانے کی مدت پر جو میرے علم میں تھی اور وہ تیرا چالیس برس کا ہونا ہے)اے موسیٰ اور میں نے تجھے چن لیا(تجھے منتخب کرلیا)اپنے

لیے (اپنا رسول بنانے کے لیے) تو اور تیرا بھائی (لوگوں کی طرف) جاؤ میری (نو) نشانیاں لے کر اور میری یاد میں (تسبیح وغیرہ نہ کر کے) سستی نہ کرنا دونوں فرعون کے پاس جاؤ بیشک اس نے سر اٹھالیا (دعوی ربوبیت کر کے) تو اس سے نرم بات کہنا (خدائی کے دعوی سے رجوع کرنے کے بارے میں) اس امید پر کہ وہ نصیحت مانے (یتذکر بمعنی یتعظ ہے) یا ڈرے (اللہ عزوجل سے پھر وہ اپنے دعوی سے رجوع کر لے یہاں حرف ترجی ان دونوں حضرات انبیائے کرام کی وجہ سے ہے کہ اللہ عزوجل کو تو علم تھا کہ فرعون رجوع نہیں کرے گا) دونوں نے عرض کی اے ہمارے رب بیشک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے (یعنی وہ سزا دینے میں جلدی کرے) یا سرکشی کرے (ہم پر یعنی تکبر کرے) فرمایا ڈرو نہیں میں (میری مدد) تمہارے ساتھ ہوں سنتا ہے (جو وہ کہے گا) اور دیکھتا ہوں (جو وہ کرے گا) تو اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں تو اولاد یعقوب کو ہمارے ساتھ (شام کی طرف) بھیج دے اور انہیں تکلیف نہ دے (انہیں اپنے دشوار کن کاموں میں استعمال نہ کر جیسے کنواں کھودنا، عمارت بنانا اور وزن اٹھانا) بیشک ہم تیرے پاس آیت (دلیل) لے کر آئے ہیں تیرے رب کی طرف سے (جو ہمارے دعوی رسالت میں سچا ہونے کی دلیل ہے) اور سلامتی اسے جو ہدایت کی پیروی کرے (یعنی اس کے لیے عذاب سے سلامتی ہے) بیشک ہماری طرف وحی ہوئی ہے کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے (اس چیز کو جو ہم لے کر آئے) اور مونھ پھیرے (اس سے اعراض کرے پس یہ دونوں حضرات انبیائے کرام علیہما السلام فرعون کے پاس گئے اور تمام باتیں اس سے ارشاد فرمادیں) بولا تم دونوں کا خدا کون ہے اے موسی (فرعون نے موسی علیہ السلام کے نام پر اختصار اس لیے کیا کہ اصل آپ علیہ السلام ہی تھے کیونکہ فرعون نے آپ علیہ السلام کی پرورش کی تھی اس کی طرف رہنمائی کرنے کے لیے......الخ) کہا ہمارا رب وہ جس نے عطا کیا (مخلوق میں سے) ہر شے کو اس کے لائق صورت جس کی (بناء پر وہ دیگر مخلوق سے ممتاز ہوتا ہے) پھر راہ دکھائی (ان میں جانداروں کو کھانے پینے اور عمل تزویج وغیرہ کی، فرعون) بولا اگلی امتوں کا کیا حال ہے؟ (جیسے نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، لوط علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کی قوم کا بتوں کی عبادت کرنے کے معاملے میں، بال بمعنی حال ہے اور لفظ قرون بمعنی قوم امم ہے، فرمایا موسی علیہ السلام نے) ان کا علم ہے (یعنی ان کے حال کا علم محفوظ ہے) میرے رب کے پاس ایک کتاب میں (لوح محفوظ میں، وہ بروز قیامت ان کے اعمال کا بدلہ دے گا) اور غائب نہیں میرے رب سے (کوئی چیز یضل بمعنی یغیب ہے) اور نہ بھولے......الخ......(میرا رب کسی چیز کو، وہی ہے) جس نے تمہارے لیے (جملہ مخلوق میں سے) زمین کو بچھونا بنایا (مھدا بمعنی فراشا ہے) اور آسان کر دیئے (سلک بمعنی سھل ہے) تمہارے لیے اس میں راستے (سبلا بمعنی طرقا ہے) اور آسمان سے پانی اتارا (یعنی بارش برسائی، اللہ عزوجل نے حضرت موسی علیہ السلام کے بیان کردہ اوصاف کو مکمل کرنے کے لیے اہل مکہ سے بیان فرمایا) تو ہم نے اس سے (کئی قسم کے) جوڑے نکالے سبزے کے (''من نبات شتی''، ازواجا کی صفت ہے اور اس کا معنی ہے مختلف رنگوں اور ذائقوں والا اور شتی جمع ہے شتیت کی، جیسے مرضی جمع ہے مریض کی، یہ شت الامر یعنی تفرق سے مشتق ہے) تم کھاؤ اس میں سے (اور اپنے مویشیوں کو اس میں) چراؤ (انعامکم جمع ہے نعم کی، انعام اونٹ، گائے، بکری وغیرہ کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ رعت الانعام رعیتھا، مطلب یہ ہے کہ یہ فعل لازم و متعدی دونوں طرح مستعمل ہے) بیشک اس میں (مذکورہ بیان میں) نشانیاں (عبرتیں) ہیں عقل والوں کو (اولی النھی کا معنی عقل والے ہیں، نھی جمع ہے نھیۃ کی، جیسا کہ غرف جمع ہے غرفۃ کی عقل کو نھیۃ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اپنے صاحب کو برے کام کے ارتکاب سے روکتی ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قال رب اشرح لی صدری O ویسرلی امری O واحلل عقدۃ من لسانی O یفقھوا قولی O واجعل لی وزیرا من اھلی O ھرون اخی﴾۔

قال. قول، رب: جملہ ندائیہ، اشرح لی صدری: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یسر لی امری: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، احلل: فعل امر بافاعل، عقدۃ: موصوف، من لسانی: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، یفقھوا قولی: جملہ فعلیہ جواب امر ملکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، اجعل لی: فعل امر بافاعل وظرف لغو، وزیرا: موصوف، من اھلی: ظرف مستقر صفت، ملکر مبدل منہ، ھرون: مبدل منہ، اخی: بدل، ملکر پھر بدل، اپنے مبدل منہ سے ملکر مفعول، ملکر معطوف ثالث، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اشدد بہ ازری O واشرکہ فی امری O کی نسبحک کثیرا O ونذکرک کثیرا﴾۔

اشدد بہ ازری: فعل دعا با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ب: عاطفہ، اشرکہ فی امری: فعل امر بافاعل ومفعول وظرف لغو، کی: مصدریہ، نسبحک: فعل بافاعل ومفعول، کثیرا: مصدر محذوف "تسبیحا" کے لیے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نذکرک کثیرا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاول مصدر بتقدیر لام" جار"، مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ

﴿انک کنت بنا بصیرا O قال قد اوتیت سولک یموسی﴾۔

انک: حرف مشبہ واسم، کنت: فعل ناقص بااسم، بنا بصیرا: شبہ جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، قال: قول، قد: تحقیقیہ، اوتیت: فعل مجہول ونائب الفاعل، سؤلک مفعول ثانی، ملکر مقصود بالندا، یموسی: ندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولقد مننا علیک مرۃ اخری O اذ اوحینا الی امک ما یوحی O ان اقذفیہ فی التابوت فاقذفیہ فی الیم﴾۔

و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، مننا علیک: فعل بافاعل وظرف لغو، مرۃ اخری: مرکب توصیفی ظرف، اذ: مضاف، اوحینا الی امک: فعل بافاعل وظرف لغو، ما یوحی: موصول صلہ، ملکر مبدل منہ، ان: مصدریہ، اقذفیہ فی التابوت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اقذفیہ فی الیم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر بدل، ملکر مفعول، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلیلقہ الیم بالساحل یاخذہ عدولی وعدو لہ﴾۔

ف: عاطفہ، لام: لام امر، یلقہ الیم: فعل ومفعول وفاعل، بالساحل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، یاخذہ: فعل ومفعول، عدو: موصوف، لی: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، عدو: موصوف، لہ: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر فاعل، جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے۔

﴿والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی O اذ تمشی اختک فتقول ھل ادلکم علی من یکفلہ﴾۔

و: عاطفہ، القیت علیک: فعل بافاعل وظرف لغو، محبۃ: موصوف، منی: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، و: عاطفہ معطوف علی محذوف " لتحب من الناس "، لام: جار، تصنع علی عینی: جملہ فعلیہ بتقدیر "ان "مجرور، ملکر ظرف لغو، اذ: مضاف، تمشی اختک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تقول: قول، ھل: استفہامیہ، ادلکم: فعل بافاعل ومفعول، علی: جار، من یکفلہ: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر مقولہ، ملکر معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فرجعنک الی امک کی تقر عینھا ولا تحزن﴾۔

ف :عاطفہ، رجعنک الی امک : فعل بافاعل ومفعول، الی امک : ظرف لغو، کی :مصدریہ، تقر عینھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،
و:عاطفہ، لاتحزن : جملہ فعلیہ معطوف ملکر بتاویل مصدر بتقدیر "لام" مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقتلت نفسا فنجینک من الغم وفتنک فتونا﴾.

و:عاطفہ، قتلت نفسا: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، نجینک من الغم : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ، فتنک: فعل بافاعل ومفعول،فتونا:مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلبثت سنین فی اھل مدین ثم جئت علی قدر یموسی﴾.

ف:عاطفہ، لبثت سنین: فعل بافاعل وظرف،فی اھل مدین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، ثم : عاطفہ، جئت: فعل "ت"،ضمیر ذوالحال، علی قدر: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر مقصود بالندا،یموسی : ندا، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واصطنعتک لنفسی○اذھب انت واخوک بایتی ولا تنیا فی ذکری﴾.

و: عاطفہ،اصطنعتک: فعل بافاعل ومفعول،لنفسی: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، اذھب: فعل امر،انت اخوک : ملکر ذوالحال، بایتی : ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لاتنیا: فعل بافاعل، عن ذکری: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذھبا الی فرعون انہ طغی○ فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی﴾.

اذھبا: فعل امر بافاعل، الی فرعون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، طغی : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، قولا: فعل امر بافاعل، قولا لینا : مفعول، لام : جار، ہ :ضمیر ذوالحال، لعلہ :حرف مشبہ واسم، یتذکر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او یخشی: جملہ فعلیہ معطوف ، ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالا ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغی﴾.

قال: قول، ربنا : جملہ ندائیہ، اننا : حرف مشبہ واسم، نخاف: فعل بافاعل، ان یفرط علینا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ، او: عاطفہ ،ان یطغی : جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف، ملکر مفعول،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال لا تخافا اننی معکما اسمع واری﴾.

قال : قول، لا تخافا: فعل نہی بافاعل،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ، اننی :حرف مشبہ واسم، معکما: ظرف متعلق بحذوف خبر اول، اسمع : جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ ،اری: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿فاتیہ فقولا انا رسولا ربک﴾.

ف : فصیحہ، اتیہ : فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، قولا: قول، انا: حرف مشبہ باسم، رسولا ربک : خبر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ہوکر معطوف،ملکر شرط محذوف " اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبھم﴾.

ف :فصیحہ، ارسل : فعل امر بافاعل،معنا:مفعول فیہ، بنی اسرائیل : مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و:عاطفہ، لا تعذبھم : فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط محذوف " اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قد جئنک بایۃ من ربک والسلم علی من اتبع الھدی﴾.

قد : تحقیقیہ، جئنک: فعل بافاعل ومفعول،بایۃ من ربک: ظرف لغو،ملکر ماقبل" انا رسولا ربک"میں"انا" کےاسم سے حال واقع

ہے، و: مستانفہ ، السلم : مبتدا، علی : جار، من :موصول، اتبع الھدی: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿انا قد اوحی الینا ان العذا ب علی من کذب وتولی﴾.

انا: حرف مشبہ بااسم، قد:تحقیقیہ ، اوحی الینا: فعل مجہول وظرف لغو،ان العذاب :حرف مشبہ واسم، علی : جار، من : موصول، کذب : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تولی : جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جمہ اسمیہ ہوکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال فمن ربکما یموسی﴾.

قال : قول، ف:عاطفہ معطوف علی محذوف "فاتیاہ وقالا جمیع ماذکر"،من :استفہامیہ مبتدا، ربکما: خبر،ملکر مقصود بالندا، یموسی : ندا،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال ربنا الذی اعطی کل شیء خلقه ثم هدی﴾.

قال : قول، ربنا: مبتدا،الذی : موصول، اعطی کل شیء :فعل بافاعل ومفعول، خلقه : مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ثم : عاطفہ، ھدی: جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال فما بال القرون الاولیO قال علمها عند ربی فی کتب لا یضل ربی ولا ینسی﴾.

قال : قول، ف:عاطفہ، ما:استفہامیہ مبتدا، بال: مضاف، القرون :موصوف، الاولی :صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر خبر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ، قال:قول،علمها: مبتدا ،عند ربی: ظرف متعلق بمحذوف خبر اول، فی کتب :ظرف مستقر خبر ثانی،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ، لا یضل : فعل نفی، ربی : فاعل ملکر معطوف علیہ، و :عاطفہ، لا ینسی :فعل نفی بافاعل،ملکر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿الذی جعل لکم الذی مهدا وسلک لکم فیها سبلا وانزل من السماء ماء فاخرجنا به ازواجا من نبات شتی﴾.

الذی : موصول، جعل لکم : فعل بافاعل " ولکم" ظرف مستقر حال مقدم، مهدا: ذوالحال،ملکر مفعول ثانی،الارض :مفعول اول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ، سلک:فعل بافاعل، لکم:ظرف مستقر حال مقدم، سبلا : ذوالحال ملکر مفعول،فیها: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول،و: عاطفہ، انزل من السماء ماء :جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ف:عاطفہ، اخرجنا به:فعل بافاعل وظرف لغو، ازواجا: موصوف، من نبات : ظرف مستقر صفت اول، شیء :صفت ثانی،ملکر مفعول،ملکر معطوف ثالث، ملکر صلہ،ملکر مبتدا محذوف "ھو" کے لیے خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کلوا وارعوا انعامکم﴾.

کلوا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ارعوا:فعل امر بافاعل،انعامکم : مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر "قائلین" محذوف کے لیے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر ماقبل" اخرجنا به" کے فاعل سے حال واقع ہے۔

﴿ان فی ذلک لایت لاولی النهی﴾.

ان :حرف مشبہ، فی ذلک :ظرف مستقر خبر مقدم، لام :تاکیدیہ، آیت :موصوف، لام: جار، اولی النهی : مرکب اضافی مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت موسی علیہ السلام کا سینہ کھول دیا:

۱......شرح کا معنی ہے کھولنا، کشادہ کرنا اور شرح صدر کا معنی یہ ہے کہ سینہ نورالٰہی سے سے کشادہ ہوجائے، دل تسکین وطمانیت سے معمور ہوجائے۔ تبلیغ حق میں کسی قسم کا انقباض محسوس نہ ہو اور اگر مشکلات ومصائب کے پہاڑ راستہ روک کر کھڑے ہوجائیں تو انسان خوف زدہ ہو کر ہمت نہ ہار دے بلکہ اللہ پر توکل کر کے ان سے ٹکرا جائے۔ اور عزم واستقلال کے قدموں سے انہیں روندتا ہوا آگے نکل جائے۔ یہ بات کہہ لینا آسان ہے لیکن جب آلام ومصائب کے کالے بادل گھر جاتے ہیں اور بجلیاں کڑکنے لگتی ہیں تو بڑے بڑوں کے دل دھل جاتے ہیں، اوسان خطا ہوجاتے ہیں۔ صرف وہی لوگ ثابت واستقامت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے منشرح فرمادیا ہو۔ اس منزل کے آبلہ پا مسافروں کے لئے ببول کے کانٹے بھی ہوتے ہیں لیکن وہ محبت کے متوالے انہیں حریر وپرنیاں سے زیادہ نرم ونازک سمجھتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ (ضیاء القرآن، ج۳، ص ۱۰۹)

زبان کی لکنت کا معاملہ:

۲......روایت کیا جاتا ہے کہ بچپن میں جب حضرت موسی علیہ السلام فرعون کے گھر پرورش پارہے تھے، فرعون کی داڑھی پکڑ کر کھینچ لی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ فرعون کے منھ پر چانٹا مار دیا، بی بی آسیہ جو کہ فرعون کی زوجیت میں تھیں مزاحمت پر کہنے لگی ارے بچہ ہے اسے کیا سمجھ، خیر سرخ انگارے اور یاقوت الگ الگ تھال میں رکھ دیئے گئے، حضرت موسی علیہ السلام جانتے تھے لہذا یاقوت کی جانب بڑھنے لگے لیکن حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ کا رخ انگاروں کی طرف کر دیا جسے آپ نے منھ میں رکھ لیا اور زبان میں لکنت پیدا ہوئی۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کا ہاتھ جل گیا جیسا کہ زبان میں انگارہ رکھنے سے لکنت ہوئی تھی، لیکن فرعون کے علاج کرانے کے باوجود ٹھیک نہ ہوا۔ ایک قول کے مطابق زبان کی لکنت بچپن ہی سے تھی۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے حضرت موسی علیہ السلام کو محسوس ہوتا تھا کہ لوگ ان کے کلام کو سمجھ نہیں پاتے حالانکہ اللہ نے تمام انبیائے کرام کو فصاحت وبلاغت عطا فرمائی تھی، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ قوم ان کے کلام کو نہ سمجھے اور قوم آپ کے کلام کرنے سے متنفر نہ تھی۔ حضرت موسی علیہ السلام چاہتے تھے کہ قوم (زیادہ سے زیادہ) ان کے کلام سے مستفیض ہوتی رہے۔ (روح المعانی، الجزء السادس عشر، ۶۶۰ وغیرہ ملخصا وملتقطا)۔

خرق عادت امور کا سوال نبی کرسکتا ہے:

۳......میرا بھائی ہارون میرا معاون ومددگار بن جائے، احکام نبوت ورسالت کو پہنچانے میں میرا دست راز ہوجائے۔ وزیر بادشاہ کا ہوا کرتا ہے جو کہ بادشاہ کے بوجھ اٹھا دیتا ہے، حضرت ہارون علیہ السلام ظاہری عمر میں حضرت موسی علیہ السلام سے ایک سال بڑے تھے، زبان کے فصیح، سفید رنگت والے تھے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال قائم ہو کہ نبوت کا سوال کیسے ہوسکتا ہے کہ جب کہ نبوت تو اللہ کے اختیار سے دی جاتی ہے جیسا کہ فرمان باری ہے ﴿الله اعلم حيث يجعل رسالته﴾؟ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ حضرت موسی علیہ السلام کا یہ سوال کرنا اللہ عزوجل کے الہام کرنے کی وجہ سے ہے اور اس میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خرق عادت کام کے سوال کرنے کا اذن عطا فرمایا تھا اور دینی معاملے میں حضرت موسی علیہ السلام کا معاون ومددگار بننا امر عظیم ہے جس کے مستحق حضرت ہارون

علیہ السلام ہی ہوسکتے ہیں۔(روح البیان ،ج۵، ص ۴۵۲)،(الخازن ،ج۳، ص ۲۰۴)۔علامہ جریر طبری فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گویا یوں دعا کی کہ اے اللہ! جس طرح تو نے مجھے نبی کیا ہے اسی طرح میرے بھائی کو بھی نبوت کے منصب پر فائز فرمادے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر احسان کرنا:

۴......اس آیت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان مزید ظاہر ہورہی ہے کہ انہیں خرق عادت امور کا الہام بھی کیا گیا اور اُس طلب کو پورا بھی کیا گیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے آٹھ دعائیں مانگیں اور اللہ نے ساری ہی قبول فرمالیں تاکہ وسعت قلب وفرحت کے ساتھ نبوت کے فرائض سرانجام دیں سکیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام کرنا:

۵......حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نبی نہ تھیں اس لیے کہ کوئی عورت نبی نہیں ہوسکتی،اللہ کا فرمان واضح ہے ﴿وما ارسلنک قبلک الا رجالا نوحی الیھم آپ سے پہلے ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے وہ سب مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے ہیں(الانبیاء: ۷)﴾۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام کیے جانے سے مراد ان کا دیکھا ہوا خواب ہے جو انہوں نے بوقت ولادت دیکھا تھا،خواب یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انہوں نے ایک تابوت میں رکھا پھر اس کو دریا میں ڈال دیا،اور اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھر حیلہ کے ذریعے ان تک لوٹا دیا۔الہام سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دل میں بات آکر جم گئی اور ہر شخص کو ایسا سابقہ پیش آتا ہے۔ایک قول یہ ہے کہ الہام سے مراد دل میں کسی بات کا جم جانا ہے۔ (تبیان القرآن ،ج۷، ص ۳۷۰)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا فرعون:

۶......فرعون عمالقہ (یعنی قبطی قوم) کے بادشاہ کو کہتے ہیں جو کہ عملیق بن لاوذ بن ارم بن سام بن نوح کی نسل سے ہوتے تھے،جیسا کہ ایرانیوں کے بادشاہ کا نام کسریٰ اور رومیوں کے بادشاہ کا نام قیصر ہوتا تھا،(حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے)فرعون کے نام کے بارے میں اکثر مفسرینِ کرام کی رائے ہے کہ اس کا نام ولید بن معصب بن ریان تھا جسکی عمر چار سو برس سے زیادہ تھی اور یہی مشہور قول ہے۔
(الجمل ، ج۱، ص۷۴)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن بی بی مریم کا کردار:

۷......بہن کا کردار ہمیشہ سے تاریخ اسلام میں عمدہ ہی دیکھا گیا ہے،دیکھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن بی بی مریم نے کس عمدگی سے اپنی والدہ ماجدہ کو فرعون کے محل میں دائی بنا کر بھیجا۔اتنی ہمت کا کام شاید آدمی نہ کرپائے جو حضرت بی بی مریم نے کرلیا،ایک طرف تو بہنوں اور بیٹیوں کے اس کردار کی بات ہورہی ہے،اور یقیناً معاشرے میں آج بھی بہنوں اور بیٹیوں کے غالب طور پر یہی کردار نظر آتے ہیں۔تاہم وہ وقت بھی یاد ہونا چاہیے کہ لوگ اپنی اولاد کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے،اللہ نے فرمایا﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ یعنی اپنی اولاد کو ناداری کے خوف سے زندہ درگور نہ کرو،ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی رزق دیں گے (الاسراء: ۳۱)﴾۔اسی طرح احادیث میں بھی بہنوں اور بیٹیوں کے اکرام کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کون ومکان مکی مدنی سلطان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں

ہوں یا دو بیٹیاں یا بہنیں ہوں پھر وہ ان کی اچھی طرح پرورش کرے اور ان کے معاملے میں اللہ ﷻ سے ڈرتا رہے تو اس کے لئے جنت ہے"۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی النفقة، رقم ۱۹۲۳، ص ۵۷۰)

☆......ایک روایت میں ہے: ''جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک روایت میں ہے: ''پھر وہ ان کی اچھی تربیت کرے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو اس کے لئے جنت ہے''۔ (ایضا، رقم ۱۹۱۹، ص ۵۶۹)

حضرت موسی علیہ السلام کی آزمائش:

۸......انسان جس طرح اللہ ﷻ کے قرب کی منازل طے کرتا جاتا ہے، آزمائشیں اسی طرح روز افزوں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ دیکھیں نبی و رسول اللہ کے قرب میں سب مخلوق سے ممتاز ہوتے ہیں لیکن یہی حضرات کس طرح آزمائے جاتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹا ذبح کرنے کا حکم آزمائش کے طور پر تھا، حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم پر زخم پڑ جانا، حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر تشریف لے آنا، حضرت نوح علیہ السلام کے لیے ان کے بیٹے کا ایمان نہ لانا، حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں چلے جانا اور کئی دن وہیں گزارنا، حضرت موسی علیہ السلام کی ضرب خفیف سے قبطی کا ہلاک ہو جانا اور بنی اسرائیل کا ہٹ دھرمی دکھانا، الغرض یونہی حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی پاک دامن والدہ محترمہ کی ذات پر تہمت لگنا اور انہیں خدا بنالینا، سید عالم ﷺ کو راہ دین میں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچانا اور دائرہ زندگی تنگ کرنے کی کوشش کرنا۔ الغرض حضرات انبیائے کرام و رسل ہوں یا حضرات اہل اللہ، جو جتنے بڑے مرتبے کا حامل ہوتا ہے اسی قدر آنے والی آزمائش بھی بڑی ہوتی ہے تاکہ صبر کی توفیق دے کر بڑے درجات پر فائز کیا جاسکے۔ یہی حال حضرت موسی علیہ السلام کا بھی ہوا۔ جس کا ذکر قرآن میں جابجا ملتا ہے اور ہم نے بھی سیر حاصل گفتگو کئی مقامات پر کردی ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا نسب:

۹......حضرت شعیب علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے شعیب بن ثویب بن مدین بن ابراھیم اور ان کی ماں کا نام میکیل تھا جو کہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں، ایک قول یہ ہے کہ ان کا سلسلہ نسب شعیب بن یثرون بن ثویب بن مدین بن ابراھیم تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نابینا تھے انہیں ان کی قوم کی جانب حسن مراجعت کی وجہ سے خطیب الانبیاء کہا جاتا ہے۔ ان کی قوم کافر تھی اور ناپ طول میں کمی کرتی تھی۔ (الخازن، ج ۲، ص ۲۲۶)

☆......ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد ہوئے ہیں۔ وھب بن منبہ فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام مکہ میں وفات فرماگئے تھے اور ان کے ساتھ کے مؤمنین بھی، اور ان کی قبریں مکہ مکرمہ کے غربی جانب دار الندہ اور دار بنی سھم کے مابین ہیں۔

(البدایة والنهایة، قصة مدین قوم شعیب، الجزء ۱، ج ۱، ص ۲۱۲)، (عطائین، ج ۲، ص ۳۰۰ وغیرہ)

فرعون کے ہاں حضرت موسی علیہ السلام کی پرورش:

۱۰......نیکوں کے ہاں بد اور بدوں کے ہاں نیک کی پرورش ہو جانا بظاہر مشکل امر ہے لیکن اللہ ﷻ کی ذات کے حوالے سے یقیناً آسان ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے ہاں کنعان کی نشوونما ہوئی لیکن ایمان نہ لایا، فرعون جیسے کور باطل اور رسوائے زمانہ کے ہاں حضرت موسی علیہ السلام کی پرورش ہو جانا، اور حضرت موسی علیہ السلام کو بیٹا بنانے کی آرزومند کوئی اور نہیں وہ عورت ہے جو فرعون لعین کی زوجیت

میں ہیں، نام بی بی آسیہ ہے اور یہ خاتون روایات کے مطابق جنت میں میرے آقا ﷺ کی زوجیت میں ہونگی۔ جس لڑکے کی پیدائش سے خوفزدہ ہوکر فرعون نے کئی حمل گروادیئے، ازدواجی تعلقات ختم کرادیئے، اپنی طاقت کے بل بوتے پر کئی نوزائدہ بچے قتل کرادیئے لیکن وہی بچہ جو فرعون کے لئے خطرے کا باعث تھا، آج فرعون کے گھر میں پل رہا ہے، وہی نیک کردار عورت جو اُس نبی زادے کی ماں بننے کا شرف لیے ہوئے ہے آج فرعون کے گھر کی دایہ ہے، ارے وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جو بچپن میں فرعون کی داڑھی پکڑ کر فرعون کے موتھ پر ضرب مارتے ہیں لیکن پھر بھی یہیں رکھے جاتے ہیں حالانکہ انہی کے دنیا میں آنے کے خوف سے خون کی ندیاں بہائیں گئیں۔ قدرت کا دستور ہی نرالا ہے۔ دیکھیں امیر معاویہ جیسے جلیل القدر صحابی اور محبِ اہل بیت کے گھر میں یزید جیسا پلید پیدا ہوا جس نے چمن زہرہ کے مہکتے پھولوں کو خاک وخون میں نہلا دیا۔

اللہ عزوجل کی جانب بھولنے کی نسبت کرنا:

اِ......اس دنیا میں جو کچھ ہوا ہے یا ہونے والا ہے، اس کو اللہ نے ایک کتاب میں لکھ دیا ہے، اور وہ کتاب یعنی لوح محفوظ فرشتوں پر ظاہر کردی گئی ہے تا کہ وہ اس پر زیادہ استدلال کرسکیں کہ اللہ تمام معلومات کا عالم ہے اور وہ سہو اور غفلت سے منزہ ہے، اللہ نے جو فرمایا ہے: "وہ نہ غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے"، اس کے علماء نے حسب ذیل محامل بیان کیے ہیں: (۱)......قفال نے کہا کہ وہ غلطی نہیں کرتا، اس میں اشارہ ہے کہ وہ تمام معلومات کا عالم ہے اور وہ بھولتا نہیں ہے اس میں اشارہ ہے کہ اس کا علم دائمی ہے اور ابدالابد تک باقی رہنے والا ہے، اس میں کوئی تغیر نہیں ہے۔ (۲)......مقاتل نے کہا اس کتاب میں میرا رب کوئی خطا نہیں کرتا اور نہ اس میں لکھے ہوئے کو بھولتا ہے۔ (۳)......حسن بصری کہتے ہیں کہ وہ حشر کے وقت میں کوئی خطا نہیں کرتا اور نہ اس کو بھولتا ہے۔ (۴)......ابوعمرو نے کہا کہ وہ کسی چیز سے غائب ہوتا ہے نہ اس سے کوئی چیز غائب ہوتی ہے۔ (۵)......ابن جریر نے کہا کہ وہ تدبیر میں خطا نہیں کرتا کہ نادرست کو درست اعتقاد کرلے اور وہ تمام اشیاء کو جانتا ہے اور ان کو بھولتا نہیں ہے۔ (تبیان القرآن، ج۷، ص ۳۸۲)

اغراض :وسعة لتحمل الرسالة: کیونکہ تو نے مجھے ایک بڑے کام کا مکلف کیا ہے، اور یہ کام وہی کرسکتا ہے جس کے سینے کو تو کھول دے اور مضبوط کردے۔ بجمرة وضعها: کا بیان حاشیہ نمبر۲ میں دیکھ لیں۔

منا علیک: یعنی اے موسیٰ علیہ السلام تجھ پر تیرے رب کا فضل ہوا، اور اس کے بعد "دخولا" کو مقدر مانا ہے۔

منـامـا او الهاما: یعنی اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو نیند کی یا بیداری کی حالت میں دل میں بات ڈال دی، اور ایسا ہونا نبوت نہ ہونے کے منافی نہیں ہے، حضرات انبیائے کرام کو وحی شرعی اصول وتکالیف (مکلّف ہونے کی حیثیت) کے ساتھ ملتی ہے اور جو اس اصول کے علاوہ ہو تو عورت کو بھی مل سکتی ہے، جیسا کہ بی بی مریم والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔

لـمـا ولـدتـک: جیسا کہ فرعون کے پیروکاروں کا دستور تھا کہ ایک سال نومولود بچوں کو ذبح کردیا جاتا، اور یہ اس لیے کہ فرعون نے خواب دیکھا کہ ایک پیدا ہونے والا اس کی سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا، پس اسی حکم کی پابندی کے نتیجے میں ایک سال پیدا ہونے والے بچے زندہ چھوڑے جاتے اور دوسرے سال پیدا ہونے والے بچے ذبح کردیئے جاتے، المختصر۔

تربی علی رعایتی: یہاں ''العین'' بمعنی رعایت وحفظ ہے، مجاز مرسل نظر العین سبب کا مسبب حفظ اور رعایت پر اطلاق کیا گیا ہے، کسی چیز کو بعینہ دیکھنا ایسا ہی ہوتا ہے گویا اس چیز کی رعایت وحفاظت کی جارہی ہے۔

لتعرف خبرک: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن بی بی مریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ہاتھوں میں دیکھا تو اپنی ماں سے ﴿هل ادلکم﴾ جملہ کہا۔

من جهة فرعون: قبطی کے قتل کرنے کی جہت سے نہیں، (بلکہ فرعون کے حوالے سے غمزدہ تھے کہ کہیں کوئی معاملہ نہ ہوجائے) کیونکہ فرعون کافر تھا۔ التسع: حاشیہ نمبر ۱۰ دیکھ لیں۔

او یعجل بالعقوبة: یعنی فرعون ہمیں دعوت حق مکمل کرنے اور معجزات دکھانے کی مہلت نہ دے گا اور ہم پر زیادتی کرے گا۔

فی عبادتهم الاوثان: یعنی کیا ان کی شقاوت وسعادت کا سبب بت تھے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے سوال کا جواب واضح نہ دے پائے کیونکہ آپ علیہ السلام اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ کلام کرنے پر مامور تھے، اور اگر اسے اس کی طبیعت کے مطابق جواب ارشاد فرماتے تو نفرت اور مزاج کا بدل جانا یقینی تھا۔ (الصاوی، ج٤، ص ٧٢ وغیرہ)

ایک اہم بات
صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد
فقہائے احناف کے (سات) طبقات

میں نے شعر میں کہا تھا ''عن اهله'' اس سے مراد اہل ترجیح ہیں اس قید سے اس طرف اشارہ ہے کہ ہر عالم کی ترجیح کفایت نہیں کرے گی بلکہ عالم کا اہل ترجیح سے ہونا ضروری ہے۔ علامہ شمس الدین محمد بن سلیمان جو ابنِ کمال پاشا کے لقب سے مشہور ہیں انہوں نے اپنے بعض رسائل میں لکھا ''مقلد مفتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ جس فقیہ کے قول پر فتویٰ دے رہا ہے اس کے احوال جانتا ہو، احوال جاننے سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ اس فقیہ کا نام، نسب، اور اس کے شہر کا نام جانتا ہو کیونکہ ان امور کی معرفت مفید نہیں اور نہ ہی کچھ کارآمد ہے بلکہ مقلد مفتی جانتا ہو کہ روایت کرنے میں اس کی معرفت کیسی ہے اور درایت میں اس کا درجہ کیا ہے؟ اور طبقات فقہاء میں سے وہ جس درجہ میں ہے مفتی اس کے طبقہ کو جانتا ہو، تاکہ اسے مختلف اقوال کے قائلین کے درمیان تمیز کرنے پر خوب بصیرت ہوجائے (۱) اور دو متعارض اقوال کے درمیان ترجیح دینے کی بقدرِ کفایت قدرت حاصل ہوجائے پس ہم کہتے ہیں کہ فقہاء کے سات طبقات ہیں......۔

ضمنی فوائد

(۱)......علامہ یوسف بن ابی سعد بن احمد سجستانی حنفی نے فرمایا: کسی شخص کو اس وقت تک فتویٰ نہیں دینا چاہیے جب تک وہ علماء کے اقوال اور ان اقوال کے ماخذ، عرف، نیز لوگوں کے معاملات کی معرفت حاصل نہ کرلے۔ (منیة المفتی، ص:٣٩٢)

اسی بات کو امام اہلسنت نے یوں تعبیر فرمایا ہے: تفقہ فقط کتاب سے عبارت دیکھ لینے اور لفظی ترجمہ سمجھ لینے کا نام نہیں بلکہ مقصد شرع کا ادراک اور احوالِ بلاد وعباد پر نظر رکن اعظم تفقہ ہے۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ، ج ١١، ص ٢٦٣) (درس عقود رسم المفتی، ص ٢٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿مِنْهَا ﴾ای الارضِ﴿خَلَقْنٰکُمْ ﴾بخلقِ ابیکم آدمَ منها﴿وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ ﴾مقبورینَ
بعدالموتِ﴿وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ ﴾عِندَ البعثِ﴿تَارَةً ﴾مَرَّةً﴿اُخْرٰی (۵۵)﴾ کما اَخرَجْناکُمْ عِندَ اِبْتِداءِ
خَلقِکُمْ﴿وَلَقَدْ اَرَیْنٰهُ﴾ای اَبْصَرنا فِرعونَ﴿ اٰیٰتِنَا کُلَّهَا ﴾التِّسعَ﴿فَکَذَّبَ ﴾بِها وزَعمَ انَّها
سحرٌ﴿وَاَبٰی(۵۶)﴾اَنْ یُّوحِد اللهَ تعالی﴿قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا﴾مِصْرَ وَیَکُونُ لَکَ الْمُلْکُ فِیهَا﴿
بِسِحْرِکَ یٰمُوْسٰی (۵۷)فَلَنَاْتِیَنَّکَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ﴾یُعارِضُهٗ ﴿ فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَکَ مَوْعِدًا﴾لِذَالکَ﴿ لَّا نُخْلِفُهٗ
نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَکَانًا ﴾مَنصوبٌ بِنَزع الخافِضِ فی﴿سُوًی(۵۸)﴾بِکسرِ اوَّلِه وضَمِّه ای وَسطا یَستَوی الیه
مسَافَةَ الجَائی مِنَ الطَّرفَینِ ﴿قَالَ ﴾موسٰی﴿مَوْعِدُکُمْ یَوْمُ الزِّیْنَةِ ﴾یَومُ عیدٍ لهمْ یَتَزَیَّنونَ فیه
وَیَجْتَمعونَ ﴿وَاَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ﴾یُجمعُ اهلُ مصر﴿ضُحًی (۵۹)﴾ وقته لِلنَّظرِ فیما یَقعُ﴿فَتَوَلّٰی فِرْعَوْنُ
﴾اَدبَر﴿فَجَمَعَ کَیْدَهٗ ﴾ای ذَوی کیدِهٖ مِنَ السَّحرةِ﴿ثُمَّ اَتٰی (۶۰)﴾بِهِمُ الموعدَ﴿قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰی ﴾وَهُم
اِثْنانِ وسَبعونَ الفاً مع کُلِّ واحدٍ حَبلٌ وعصا﴿وَیْلَکُمْ﴾ای الزمکُمُ الله تعالی الویل﴿ لَا تَفْتَرُوْا عَلَی
اللّٰهِ کَذِبًا﴾ بِاِشْراکِ اَحدٍ مَعَهٗ﴿ فَیُسْحِتَکُمْ ﴾بِضَمِّ الیاءِ وَکسْرِالحاءِ وَبِفَتحِهما ای یُهْلِکَکُمْ
﴿بِعَذَابٍ ج ﴾مِنْ عِندِه﴿وَقَدْ خَابَ ﴾خَسِرَ﴿مَنِ افْتَرٰی(۶۱)﴾ کَذَّبَ علی اللهِ﴿فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ
﴾فی مُوسٰی واَخیهِ ﴿وَاَسَرُّوا النَّجْوٰی(۶۲)﴾اَیِ الکلامَ بینهُم فیهما﴿قَالُوْٓا ﴾لِاَنفُسِهم﴿اِنْ هٰذٰنِ﴾لِاَبی
عمرٍ ولغیرِهٖ هذانِ وهو مُوافقٌ للغةِ مَن یَاتِی فی المُثَنّٰی بِالْاَلفِ فی احواله الثَّلاثِ﴿ لَسٰحِرٰنِ یُرِیْدٰنِ اَنْ
یُّخْرِجٰکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ بِسِحْرِهِمَا وَیَذْهَبَا بِطَرِیْقَتِکُمُ الْمُثْلٰی (۶۳) ﴾مُؤنَّثُ اَمْثَلَ بِمعنی اَشْرَفَ ای
بِاَشْرافِکُمْ بِمَیْلِهِمْ اِلیهَا بِغَلَبَتِهِما﴿فَاَجْمِعُوْا کَیْدَکُمْ﴾مِنَ السِّحْرِ بِهَمْزَةِ وَصْلٍ وَفَتحِ المِیمِ مِن جَمعِ
ای لَمَّ وَبِهَمْزَةِ قَطعٍ وَکَسرِ المیمِ مِنْ اَجْمَعَ اَحْکَمَ﴿ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ط ﴾حالٌ ای مُصْطَفِّینَ ﴿وَقَدْ
اَفْلَحَ﴾فاز ﴿الْیَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰی(۶۴)﴾غلَبَ﴿قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی ﴾اِخْتَر﴿اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ ﴾عَصَاکَ ای اوَّلا﴿وَاِمَّآ
اَنْ نَّکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی (۶۵)﴾عَصَاهُ﴿قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ج ﴾فَاَلقَوا﴿فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِیُّهُمْ ﴾اَصْلُهٗ عَصَوٌ
وقُلِبَتِ الواوانِ یَائینِ وکُسِرتِ العینُ والصَّادُ﴿یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا﴾حَیاتٌ﴿ تَسْعٰی(۶۶)﴾علی
بُطُونِها﴿فَاَوْجَسَ ﴾اَحَسَّ﴿فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی(۶۷)﴾اَی خافَ مِن جِهَةِ اَنَّ سِحْرَهُمْ مِنْ جِنْسِ
مُعْجِزَتِهٖ اَن یَلتَبِسَ اَمرُهٗ علی الناسِ فَلا یومِنوا بِه﴿قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی(۶۸)﴾علیهِمْ
بِالغَلَبَةِ﴿وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِکَ ﴾وَهِیَ عَصاهُ﴿تَلْقَفْ ﴾تَبتَلِعْ﴿مَا صَنَعُوْا ط اِنَّمَا صَنَعُوْا کَیْدُ سٰحِرٍ ط ﴾اَی
جِنْسِهٖ﴿وَلَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی(۶۹)﴾بِسِحرِه فالقٰی موسی عَصاهُ فَتَلَقَّفَتْ کلَّ ما صَنعُوهُ﴿فَاُلْقِیَ
السَّحَرَةُ سُجَّدًا﴾خَرُّوا سَاجِدینَ للهِ تعالی﴿ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰی(۷۰)قَالَ﴾فِرعونُ﴿ اٰمَنْتُمْ

﴿بِتَحقِيقِ الهَمزَتَينِ وإبدالِ الثَّانِيةِ اَلِفًا﴾لَهٗ قَبۡلَ اَنۡ اٰذَنَ لَكُمۡ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيۡرُكُمُ﴾مُعَلِّمُكُمْ﴿ الَّذِیۡ عَلَّمَكُمُ السِّحۡرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیۡدِیَكُمۡ وَ اَرۡجُلَكُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ﴾حالٌ بمعنى مُختَلفةٍ اي الْاَيدِي الْيُمنٰى والاَرجُلِ اليُسرٰى﴿ وَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمۡ فِیۡ جُذُوۡعِ النَّخۡلِ﴾اى عليها﴿وَ لَتَعۡلَمُنَّ اَیُّنَاۤ﴾يعني نَفسَهٗ ورَبَّ موسى﴿اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبۡقٰی ﴿۷۱﴾﴾اَدوَمُ على مُخَالفَتِهٖ﴿قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡثِرَكَ﴾نَختارَكَ﴿عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ﴾الدَّالَّةِ على صِدقِ موسٰى﴿وَ الَّذِیۡ فَطَرَنَا﴾خَلَقَنَا قَسَمٌ او عَطفٌ على مَا﴿فَاقۡضِ مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ ؕ﴾اى اصنَعْ ما قُلتَهٗ﴿اِنَّمَا تَقۡضِیۡ هٰذِهِ الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا ﴿۷۲﴾﴾النَّصبُ على الْاِتِّساعِ اى فِيهَا ويَجزِي عليه في الْاٰخِرَةِ﴿اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغۡفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا﴾مِنَ الْاِشراكِ وغيرِهٖ﴿وَ مَاۤ اَكۡرَهۡتَنَا عَلَیۡهِ مِنَ السِّحۡرِ ؕ﴾تَعلَّمًا وعمَلًا لِمُعَارِضَةِ موسٰى﴿وَ اللّٰهُ خَیۡرٌ﴾مِنكَ ثَوابًا اِذَا اُطِيعَ﴿وَّ اَبۡقٰی ﴿۷۳﴾﴾مِنكَ عَذَابًا اِذَا عُصِيَ قال تعالٰى﴿اِنَّهٗ مَنۡ یَّاۡتِ رَبَّهٗ مُجۡرِمًا﴾كَافِرًا كَفِرعَونَ﴿فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا یَمُوۡتُ فِیۡهَا﴾فَيَستَرِيحُ﴿وَ لَا یَحۡیٰی ﴿۷۴﴾﴾حَياةً تَنفَعُهٗ﴿وَ مَنۡ یَّاۡتِهٖ مُؤۡمِنًا قَدۡ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ﴾الْفَرائِضَ والنَّوافِلَ﴿فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الۡعُلٰی ﴿۷۵﴾﴾جَمعُ عُلْيَا مُؤَنَّثُ اَعلٰى﴿جَنّٰتُ عَدۡنٍ﴾اَىْ اِقَامَةٍ بَيانٌ لَهٗ﴿تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنۡ تَزَكّٰی ﴿۷۶﴾﴾تَطهَّرَ مِنَ الذُّنوبِ.

﴿ترجمہ﴾

ہم نے اسی (زمین سے) ہی تمہیں بنایا (تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو اس سے) بنا کر اور اسی میں تمہیں پھر لیجائے گا (تمہارے مرنے کے بعد کہ تمہیں قبر میں اتار دے گا) اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالے گا.....۱..... (تمہارے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کے وقت جیسا کہ ہم نے تمہیں پیدائش کی ابتداء کے وقت نکالا تھا، تارۃ بمعنی مرۃ ہے) سب نشانیاں دکھائیں (یعنی نو نشانیاں دکھائیں، ارینا بمعنی ابصرنا ہے) تو اس نے جھٹلایا (ان نشانیوں کو اور ان کے جادو ہونے کا گمان کیا) اور نہ مانا (اللہ عزوجل کی وحدانیت کو) بولا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے کہ ہمیں ہماری زمین (یعنی مصر) سے نکال دو (اور اس میں تمہاری بادشاہت ہو جائے) اے موسیٰ.....۲..... تمہارے جادو کے سبب تو ضرور ہم بھی تمہارے آگے ویسا ہی جادو لائیں گے (جو اس جادو.....۳..... کے مقابل ہوگا) تو ہم میں اور اپنے میں ایک وعدہ ٹھہرا دو (اس مقابلہ کے لیے) جس سے نہ ہم پھریں اور نہ تم ہموار جگہ ہو (یعنی وہ جگہ شہر کے وسط میں ہو کہ جانبین سے وہاں آنے والوں کو یکساں فاصلہ طے کرنا پڑے، مکانا حرف جر فی کے حذف کی وجہ سے منصوب ہے، سوی کو سین کے کسرہ اور ضمہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور اس کا معنی وسط ہے) کہا (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) تمہارا وعدہ میلے کا دن ہے (یہ ان کی عید کا دن تھا جس میں وہ زینت اختیار کرتے اور یکجا ہوتے) اور یہ لوگ جمع کیے جائیں (مصر کے رہنے والے، یحشر بمعنی یجمع ہے) دن چڑھے (چاشت کے وقت، جو بات بھی رونما ہو دیکھی جا سکے) تو فرعون پھرا (یعنی مجلس سے پھرا) اپنے داؤں اکھٹے کیے (یعنی داؤں کرنے والے جادوگروں کو اکھٹا کیا) پھر آیا (ان کو لے کر وعدے کے وقت) حضرت موسیٰ نے ان سے کہا (ان جادوگروں کی تعداد بہتر ۷۲ تھی، ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک رسی اور ایک لاٹھی تھی) تمہیں خرابی ہو (اللہ عزوجل تمہارے لیے ہلاکت کو لازم کر دے) اللہ پر

جھوٹ نہ باندھو(اس کے ساتھ غیر کو شریک مان کر) کہ وہ تمہیں ہلاک کردے(یسحتکم میں یاء کو مضموم اور مکسور دونوں پڑھا گیا ہے اور ایک قرائت میں دونوں مفتوح بھی بمعنی یھلکم پڑھے گئے ہیں) عذاب سے اور بیشک نامراد رہا(خسارے میں رہا) جس نے جھوٹ باندھا(اللہ عزوجل پر......۳......) تو اپنے معاملے میں(حضرت موسی علیہ السلام اور ان کے بھائی کے بارے میں) باہم مختلف ہوگئے اور چھپ کر مشورہ کیا(ان دونوں حضرات کے بارے میں چھپ کر گفتگو فرمائی) بولے(اپنے دلوں میں) بیشک یہ دونوں ضرور جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں اور تمہارا اچھا دین لے جائیں(یعنی یہ دونوں غالب ہوکر تمہیں اپنی طرف مائل کرنا چاہتے ہیں تاکہ تم سے تمہارا اعلی دین لے جائیں، مثلی کی مونث امثلی بمعنی اشرف ہے) تو اپنا(جادو کا) داؤں پکا کرلو(فاجمعوا میں ہمزہ وصلی ہے، اور میم مفتوحہ ہے اس صورت میں یہ جمع ہوگا اور ہمزہ قطعی اور میم مکسور کی صورت میں یہ اجمع ہوگا) اور آج مراد کو پہنچا جو غالب رہا(افلح بمعنی فاز ہے اور استعلی بمعنی غلب ہے) بولے اے موسی(اختیار کرلو کہ) یا تو تم ڈالو(اپنا عصا اولا) یا ہم پہلے ڈالیں(اپنی لاٹھیاں......۵......) موسی نے کہا بلکہ تم ہی ڈالو(پس انہوں نے پھینک دیں) جبھی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں(عصیۃ کی اصل عصو ہے دونوں جگہ واؤ کو یاء سے تبدیل کرکے عین اور صاد کو کسرہ دے دیا گیا ہے) ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں معلوم ہوئیں تو محسوس کیا(اوجس بمعنی احس ہے) موسی نے اپنے دل میں خوف(یعنی آپ علیہ السلام کو اس جہت سے خوف محسوس ہوا کہ ان کا جادو آپ علیہ السلام کے معجزہ......۶......کی جنس سے تھا، کہیں آپ علیہ السلام کا معجزہ لوگوں پر ملتبس ہوکر نہ رہ جائے پھر لوگ نتیجہ کے طور پر ایمان لے کر نہ آئیں) ہم نے فرمایا(اس سے) ڈر نہیں بیشک تو ہی غالب ہے(ان پر) اور ڈال دے جو تیرے دائیں ہاتھ میں ہے(یعنی اپنا عصا) وہ ان کی بناوٹوں کو نگل جائے گا(تلقف کا معنی نگلنا ہے) وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادوگر کا فریب ہے(یعنی جادوگر کی جنس کا فریب ہے) اور جادوگر کا بھلا نہیں ہوتا وہ جہاں سے(اپنا جادو) لے کر آئے(حسب حکم الٰہی حضرت موسی علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا، وہ ان جادوگروں کی سب بناوٹوں کو نگل گیا) تو سب جادوگر سجدے میں گرا لئے گئے......۷......(یعنی سب اللہ عزوجل کے حضور سجدے میں گر گئے) بولے ہم اس پر ایمان لائے جو ہارون و موسی کا رب ہے کہا(فرعون نے) کیا تم ایمان لائے(ء امنتم دو ہمزہ کی تحقیق اور دوسرے ہمزہ کو الف سے تبدیل کرنے کے ساتھ لایا گیا ہے) اس پر قبل اس کے کہ میں تمہیں(خود) اجازت دوں(اذن کے بعد اذا محذوف ہے) بیشک وہ تمہارا بڑا(استاد) ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا تو مجھے قسم ہے ضرور میں تمہیں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری جانب کے پاؤں کاٹوں گا(من خلف حال بن رہا ہے اور بمعنی مختلفۃ ہے یعنی تمہارے دائیں اور بائیں پاؤں کاٹ دوں گا) اور تمہیں کھجور کے تنے پر پھانسی دونگا(فی بمعنی علی ہے) اور ضرور تم جان جاؤ گے کہ ہم میں(یعنی میرے اور موسی علیہ السلام کے رب میں سے) کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے(یعنی کس کی مخالفت پر ملنے والا عذاب سخت اور دیرپا ہے) بولے ہم ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے(یعنی تجھے اختیار نہ کریں گے) ان روشن دلیلوں پر(جو موسی علیہ السلام کی سچائی پر دلالت کررہی ہیں) جو ہمارے پاس آئیں ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم(والذی میں واؤ قسمیہ یا عاطفہ ہے اور اس کا عطف ما پر ہے) تو تو کر چک جو تجھے کرنا ہے(یعنی جو کہہ رہا ہے کر ڈال) تو اس دنیا ہی کی زندگی میں تو کرے گا(اور آخرت میں تجھے تیرے کیے کا بدلہ ملے گا الحیوۃ الدنیا کو منصوب پڑھنا نزع خافض کی وجہ سے بطور وسعت ہے) بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے......۸......(ہمارا شرک کرنا وغیرہ) اور وہ جو تو نے ہمیں مجبور کیا جادو پر(یعنی جادو سیکھنے پر اور حضرت موسی علیہ السلام سے مقابلے کے لیے اس پر عمل کرنے کا) اور اللہ بہتر ہے(یعنی اس کا ثواب تجھ سے بہتر ہے جب کہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے......۹......) اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا(یعنی اس کا عذاب تیری دی جانے والی تکلیف سے کہیں زیادہ باقی رہنے والا ہے جب کہ اس کی نافرمانی کی

جائے، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے) بیشک جو اپنے رب کے حضور مجرم ہوکر آئے (یعنی کافر ہوکر آئے جیسے فرعون) تو ضرور اس کے لیے جہنم ہے جس میں نہ مرے (کہ مرکر چھٹکارا پالے) اور نہ جیے (ایسی زندگی جو اس کے لیے نفع بخش ہو) اور جو اس کے حضور ایمان کے ساتھ آئے کہ اچھے کام (فرائض ونوافل ادا) کیئے ہوں تو انہی کے اونچے درجے (العلی جمع ہے علیا کی، اور اعلی کا مونث ہے) بسنے کے باغ (عدن بمعنی اقامۃ ہے یہ اس کا بیان ہے) جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں اور یہ صلہ ہے اس کا جو پاک ہوا (یعنی جو اپنے گناہوں سے پاک ہوا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿منها خلقنكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرى﴾۔

منها : ظرف لغو مقدم، خلقنكم : فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، فیھا نعید کم : جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، منها : ظرف لغو مقدم، نخرجکم : فعل بافاعل ومفعول، تارة اخرى : مرکب توصیفی ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد ارينه ايتنا كلها فكذب وابى﴾۔

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قد : تحقیقیہ، ارینه : فعل بافاعل ومفعول اول: ایتنا: مؤکد، کلھا: تاکید، ملکر مفعول ثانی، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، کذب: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کذب: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ماقبل "ارینه" پر معطوف ہے۔

﴿قال اجئتنا لتخرجنا من ارضنا بسحرك يموسى﴾۔

قال : قول، همزه: حرف استفہامیہ، جئتنا: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، تخرجنا من ارضنا: فعل بافاعل وظرف لغو، بسحرک : ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، یموسی : ندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلناتينك بسحر مثله﴾۔

ف: فصیحہ، لام: تاکیدیہ، نـاتینک: فعل بافاعل ومفعول، ب : جار، سحر : موصوف، مثله : صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "واللہ" کے لیے جواب قسم، ملکر شرط محذوف " اذا كان الامر كذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاجعل بيننا وبينك موعدا لا نخلفه نحن ولا انت مكانا سوى﴾۔

ف: عاطفہ، اجعل: فعل امر بافاعل، بیننا وبینک : معطوف علیہ ومعطوف ملکر ظرف، موعدا: موصوف، لا نخلفه : فعل وضمیر ممیّز مؤکد، نحن: تاکید، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، انت: معطوف، ملکر فاعل "ہ" ضمیر مفعول، ملکر صفت، ملکر مبدل منہ، مکانا سوی : مرکب توصیفی بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال موعدكم يوم الزينة وان يحشر الناس ضحى﴾۔

قال: قول، موعد کم : مبتدا، یوم الزینة : معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان: مصدریہ، یحشر الناس ضحی : فعل ونائب الفاعل وظرف ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف، ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فتولى فرعون فجمع كيده ثم اتى﴾۔

ف: عاطفہ، تولی فرعون : فعل بافاعل ملکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، جمع: فعل بافاعل، کیدہ: بتقدیر مضاف "ذوی" مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر معطوف اول، ثم : عاطفہ، اتی : فعل بافاعل ملکر معطوف ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال لهم موسى ويلكم لا تفتروا على الله كذبا فيسحتكم بعذاب وقد خاب من افترى﴾.
قال لهم موسى: قول، ويلكم : مفعول مطلق فعل محذوف "وال" کے لیے،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ اول، لا تفتروا: فعل نہی با فاعل، على الله :ظرف لغو، كذبا:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، ف:سببیہ، يسحتكم : فعل بافاعل وضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قد خاب : فعل، من افترى :موصول صلہ فاعل،ملکر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب نہی،ملکر مقولہ ثانی،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فتنازعوا امرهم بينهم واسروا النجوى﴾.
ف :عاطفہ، تنازعوا:فعل بافاعل، امرهم: ذوالحال، بينهم : ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، و:عاطفہ، اسروا النجوى: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تنازعوا" پر معطوف ہے۔

﴿قالوا ان هذان لساحران يريدان ان يخرجكم من ارضكم بسحرهما ويذهبا بطريقتكم المثلى﴾.
قالوا: قول، ان:مخففہ ، هذان : مبتدا، لام :ابتدائیہ، ساحران :موصوف، يريدان :فعل بافاعل،ان :مصدریہ، يخرجا : فعل "هما" ضمیر مستتر ذوالحال ،بسحرهما : ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،كم :ضمیر مفعول، من ارضكم : ظرف لغو،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،يذهبا:فعل بافاعل، ب : جار، طريقتكم : موصوف، المثلى :صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتاویل مصدر مفعول،ملکر صفت،ملکر خبر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاجمعوا كيدكم ثم ائتوا صفا﴾.
ف: فصیحہ، اجمعوا كيدكم : فعل امر بافاعل ومفعول ملکر معطوف علیہ، ثم : عاطفہ، ائتوا: فعل امر وضمیر ذوالحال، صفا: حال، ملکر فاعل،ملکر معطوف،ملکر شرط محذوف " اذا كان الامر كما ذكر من كونهما ساحرين "کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقد افلح اليوم من استعلى ○ قالوا يموسى اما ان تلقي واما ان نكون اول من القى﴾.
و:اعتراضیہ، قد: تحقیقیہ، افلح:فعل، اليوم:ظرف، من استعلى :موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ، قالوا: قول،يموسى : ندا، اما : حرف شرط، ان تلقي : جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتدا محذوف "الامر" کے لیے خبر،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ، اما: حرف شرط، ان: مصدریہ، نكون :فعل ناقص بااسم اول، من القى : خبر،ملکر جملہ فعلیہ بتاول مصدر مبتدا محذوف " الامر" کے لیے خبر،ملکر معطوف،ملکر شرط محذوف" مهما يكن من شيء في الدنيا" کے لیے جزا،ملکر مقصود بالندا،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال بل القوا فاذا حبالهم وعصيهم يخيل اليه من سحرهم انها تسعى﴾.
قال: قول، بل : حرف اضراب، القوا: فعل امر بافاعل،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ، ف:عاطفہ معطوف علی محذوف "فالقوا"، اذا :فجائیہ، حبالهم : معطوف علیہ، وعصيهم : معطوف ملکر مبتدا، يخيل اليه من سحرهم : فعل مجہول وظرف لغو اول وثانی ،انها تسعى : جملہ اسمیہ نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاوجس في نفسه خيفة موسى ○ قلنا لا تخف انك انت الاعلى﴾.
ف:عاطفہ، اوجس في نفسه خفية موسى :فعل وظرف لغو ومفعول وفاعل ملکر جملہ فعلیہ، قلنا :قول، لا تخف:فعل نہی بافاعل ،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ، انک:حرف مشبہ واسم، انت الاعلى: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والق ما في يمينك تلقف ما صنعوا﴾.
و: عاطفہ، الق :فعل امر بافاعل، مافي يمينك:موصول صلہ ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، تلقف :فعل بافاعل، ما صنعوا: موصول

صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے۔

﴿انما صنعوا کید سحر ولا یفلح الساحر حیث اتی﴾.

ان : حرف مشبہ، ما صنعوا: موصول صلہ ملکر اسم، کید: مضاف، سحر: ذوالحال، و: حالیہ، لا یفلح الساحر: فعل نفی وفاعل، حیث : مضاف، اتی : جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فالقی السحرة سجدا قالوا امنا برب هارون وموسی﴾.

ف: عاطفہ، القی: فعل مجہول، السحرة : ذوالحال، سجدا: حال ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، قالوا: قول، امنا: فعل بافاعل، ب : جار، رب :مضاف، هرون وموسی :مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال امنتم له قبل ان اذن لکم انه لکبیرکم الذی علمکم السحر﴾.

قال: قول، همزه: استفہامیہ، امنتم: فعل بافاعل، لہ:ظرف لغو، قبل: مضاف، ان اذن لکم: مصدر مؤول مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، انہ :حرف مشبہ واسم، لام :تاکیدیہ، کبیر کم : موصوف، الذی :موصول، علمکم السحر: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف﴾.

ف : فصیحہ، لام :تاکیدیہ، اقطعن: فعل بافاعل، ایدیکم : معطوف علیہ، و: عاطفہ، ارجلکم : معطوف، ملکر ذوالحال، من خلاف: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف " اقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، شرط محذوف " اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولاوصلبنکم فی جذوع النخل ولتعلمن اینا اشد عذابا وابقی﴾.

و: عاطفہ، لام :تاکید، اوصلبنکم : فعل بافاعل ومفعول، فی جزوع النخل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل " لا قطعن " پر معطوف ہے، و: عاطفہ، لام :تاکیدیہ، تعلمن : فعل بافاعل، اینا: استفہامیہ مبتدا، اشد: اسم تفضیل وضمیر ممیز، عذابا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابقی :معطوف، ملکر خبر، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل " لا قطعن" پر معطوف ہے۔

﴿قالوا لن نؤثرک علی ما جاء نا من البینت والذی فطرنا﴾.

قالوا: قول، لن نؤثرک: فعل نفی بافاعل ومفعول، علی: جار، ما جاء نا : موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من البینت :ظرف مستقر حال، ملکر معطوف علیہ ،و :عاطفہ، الذی فطرنا: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاقض ما انت قاض انما تقضی هذه الحیوة الدنیا﴾.

ف :فصیحہ، اقض: فعل امر بافاعل، ما انت قاض :موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر شرط محذوف " اذا علمت هذا" کے لیے جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انما: حرف مشبہ و ما کافہ، تقضی :فعل بافاعل، هذه الحیوة الدنیا :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا آمنا بربنا لیغفرلنا خطینا وما اکرهتنا علیه من السحر﴾.

اننا: حرف مشبہ واسم، امنا بربنا: فعل بافاعل وظرف لغو، لام : جار، یغفرلنا: فعل بافاعل وظرف لغو، خطینا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: موصولہ، اکرهتنا علیه : جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، من السحر: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله خير وابقى O انه من يات ربه مجرما فان له جهنم لا يموت فيها ولا يحيى﴾.
و: عاطفہ، الله: مبتدا، خير: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابقى: معطوف ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، من: شرطیہ مبتدا، يات: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، مجرما: حال، ملکر فاعل، ربه: مفعول، ملکر شرط، ف: جزائیہ، ان: حرف مشبہ، لام: جار، ہ: ضمیر ذوالحال، لايموت فيها: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا يحيى: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، جهنم: اسم مؤخر، ملکر جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن ياته مومنا قد عمل الصلحت فاولئك لهم الدرجت العلى O جنت عدن تجرى من تحتها الانهر خالدين فيها﴾.
و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، يات: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، مومنا: موصوف، قد عمل الصلحت: جملہ فعلیہ صفت، ملکر حال، ملکر فاعل، "ہ": ضمیر مفعول، ملکر شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، لام: جار، هم: ضمیر ذوالحال، خلدين فيها: شبہ جملہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، الدرجت العلى: مرکب توصیفی مبدل منہ، جنت عدن: موصوف، تجرى من تحتها الانهر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر بدل، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وذلک جزؤا من تزكى﴾.
و: عاطفہ، ذلک: مبتدا، جزؤا: مضاف، من تزكى: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر وعمر ایک ہی مٹی سے مخلوق ہوئے:

ا...... ہمارے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی اور پانی سے ہوئی ہے، اوران کی بائیں پسلی سے بی بی حوا کی تخلیق ہوئی۔ بی بی حوا و حضرت آدم علیہ السلام کے ملاپ سے نسل انسانی کا طویل سلسلہ چل پڑا۔ اور دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلا ہوا ہے۔ نطفہ اور حیض کا خون نسل انسانی کی پیدائش کے اسباب میں سے ہیں۔ یہ دونوں غذا سے، غذا گوشت وسبزیوں سے اور گوشت حیوانوں کے سبزیاں کھانے سے، سبزیاں بارش سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس اس بنا پر ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ انسان کا نطفہ اور حیض سبزیوں سے بنتا ہے اور یہ سبزیاں زمین سے اگتی ہیں لہذا ہر انسان اس معنی کے لحاظ سے بھی مٹی سے پیدا ہوا ہے۔

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے اس کے اوپر اس کی قبر کی مٹی چھڑکی جاتی ہے، ابو عاصم نے کہا تم ابوبکر وعمر کے لیے اس جیسی فضیلت نہیں پاسکو گے، کیونکہ ان دونوں کی مٹی رسول اللہ کی مٹی سے ہے۔
(حلية الاولياء، رقم: ٢٣٨٩)

☆...... حضرت ابن عباس نے فرمایا: "ہر انسان کو اس مٹی میں دفن کیا جاتا ہے جس سے وہ پیدا ہوا ہے"۔
(مصنف عبدالرزاق، باب: يدفن في التربة التي منها خلق، رقم: ٦٥٥٨، ج٣، ص ٣٣٥)

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے، فرشتہ زمین سے مٹی لے کر اس کی ناف کاٹنے کی جگہ پر رکھتا ہے، اس مٹی میں اس کی شفاء ہوتی ہے اور اسی میں اس کی قبر ہوتی ہے"۔
(المرجع السابق، رقم: ٦٥٦٠)

☆...... خطیب نے کتاب المتفق والمفترق میں عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر بچہ کی ناف میں

اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا ہوتا یہاں تک کہ اسی میں دفن کیا جائے گا اور میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے، اسی میں دفن ہوں گے۔ (فتاوی افریقہ، ص ٩٩، ١٠٠)

حضرت موسی علیہ السلام کے حالات زندگی:

٢......آپ علیہ السلام کا نام موسی بن عمران بن قاهث بن عازر بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراهیم تھا۔ آپ علیہ السلام کا ذکر مبارک قرآن مجید میں کئی مقامات پر طوالت اور اختصار کے ساتھ آیا ہے۔ اکثر اقوال کے مطابق آپ علیہ السلام کو چالیس سال کی عمر مبارک میں نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔ (البدایة والنهایة، قصة موسی کلیم الحزء ١، ج ١ ص ٢٦٣ وغیرہ ملخصاً وملطقتاً)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شب معراج میں کثیب احمر کے پاس حضرت موسی علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ حضرت موسی علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔

(سنن نسائی، کتاب قیام اللیل و تطوع النهار، باب ذکر صلاة نبی الله موسی، رقم: ١٦٢٧، ص ٤١٦)

اس حدیث سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات بعد از ممات ثابت ہوتی ہے۔

حضرت موسی علیہ السلام نے ایک سو بیس سال کی زندگی گزاری، حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مابین ایک سو چالیس سالوں کا زمانہ ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسی علیہ السلام کے مابین سات سو سال کا زمانہ ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام کے دور کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن الریان تھا اور فرعون اس کا لقب تھا اور اصل میں فرعون کسی شخص کا نام ہے پھر اس علم (نام) کو بطور لقب زمانہ جاہلیت میں مصر کے ہر بادشاہ کے لئے بولا جانے لگا، فرعون نے چھ سو بیس سال کی زندگی بسر کی اور اس نے چار سو سال حکومت کی، اور اس دوران اسے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچی اس کی کنیت ابو مرۃ تھی، ایک قول کے مطابق اس کی کنیت ابو عباس تھی اور اس سے مراد دوسرا فرعون ہے اور فرعون اول اس کا بھائی ہے اور اس کا نام قابوس بن مصعب عمالقہ کا بادشاہ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور کے فرعون کا لقب نمرود ہے اور اس امت کا فرعون ابو جہل ہے۔ (الصاوی، ج ٢، ص ٢٧٧ ملتقطاً، ملخصاً)، (عطائین، ج ٢، ص ٣١٩)

جادو کسے کہتے ہیں؟

٣......شیخ جرجانی فرماتے ہیں کہ سحر سے مراد تخیل (کوئی چیز مشتبہ کرنا)، ملمع سازی اور اس چیز کا ارادہ کرنا ہے جس کی کوئی اصل نہ ہو جیسا کہ کئی متکلمین کے نزدیک سحر کی یہی تعریف ہے۔ (التعریفات، ص ١٢١)

جن سے فرعون نے قرب کا وعدہ کیا تھا کہ اگر تم موسی علیہ السلام پر غالب آگئے تو میرے مقرب ہو جاؤ گے ان جادوگروں کی تعداد کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے، مقاتل کے نزدیک ان کی تعداد بہتر تھی جن میں دو قبطی اور ستر بنی اسرائیلی تھے، کلبی کے قول کے مطابق ان کی تعداد اہل نینوی کے ستر عام آدمی تھے، کعب کے قول کے مطابق بارہ ہزار اور سدی کے مطابق تین ہزار اور کچھ زائد، عکرمہ کے مطابق ستر ہزار اور محمد بن منکدر کے مطابق اسی ہزار جادوگر تھے، مقاتل کہتے ہیں کہ جادوگروں کا سردار شمعون تھا اور ابن جریج کے مطابق یوحنا نامی شخص جادوگروں کا سردار تھا۔ (البغوی، ص ٣١٧)

مفسر کی عبارت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سحر میں محض خیال بندیاں ہوتی ہیں۔ انسان کی آنکھوں کو حقیقت کے پہچاننے سے روک دیا جاتا بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ نظر بندی کر دی جاتی ہے اور انسان کسی چیز کی حقیقت کو جاننے سے قاصر رہتا ہے جیسا کہ ہم نے سحر کی تعریف میں مذکورہ بالا حاشیہ نمبر"۱" کے تحت کلام کیا ہے۔ (الصاوی، ج۲،۲۷۸)

اللہ ﷻ پر بہتان باندھنے کا جرم:

۴...... ہر ذی شعور جانتا ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھنا، بہتان گھڑنا، اپنی من مانی بات داخل کرنا، نقصان وخسارے کے سوا کیا حاصل ہوسکتا ہے؟، خود خالق کائنات کا بیان ہے﴿ولا یزید الظالمین الا خسارا اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے(بنی اسرائیل:۸۲)﴾۔ ذات باری کے بارے میں اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ کی ذات ہر خوبی وکمال کی جامع ہے، اور ہر اُس چیز سے جس میں عیب ونقص ہو پاک ہے، یعنی عیب ونقصان کا اُس میں ہونا محال ہے، بلکہ جس بات میں کمال ہو نہ نقصان، وہ بھی اس کے لیے محال، مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی، وغیرہ عیوب اُس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے، محال کو ممکن ٹھرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی باطل محض ہے، کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان، نقصان تو اُس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اُس میں صلاحیت نہیں۔

(بہارشریعت مخرجہ،باب عقائد متعلقہ ذات وصفات، ج۱، ص ٦ وغیرہ)

باادب بانصیب:

۵...... جادوگر بولے اے موسی علیہ السلام یا تو آپ علیہ السلام اپنا عصا ڈالیں یا ہم ابتدا کریں، یعنی اپنی لاٹھیاں اور رسیاں ڈالیں ۔اس آیت مبارکہ میں ایک لطیف نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جادوگروں نے ادب کرتے ہوئے حضرت موسی علیہ السلام کی رعایت فرمائی کہ حضرت موسی علیہ السلام کو اپنے اوپر مقدم کیا اور کوئی شک نہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنے نبی کے ادب کے صدقے میں ان پر ایمان اور ھدایت کے ذریعے احسان فرمایا ہو کہ انھوں نے اولاً ادب کی رعایت فرمائی اور اپنی رغبت اس بارے میں ظاہر فرمائی ۔حضرت موسی علیہ السلام نے جادوگروں سے کہا کہ تم اپنی ذات کو لاٹھیاں اور رسیاں ڈالنے میں مقدم کرو، ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے جادوگروں کو ابتدا کرنے کی اجازت کیسے دے دی؟ جب کہ آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ جادو ہے اور جادو کرنا جائز نہیں ہے ؟میں یہ کہوں گا کہ اس بارے میں علماء نے کئی جوابات دیئے ہیں، ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ اگر تم اپنے فعل کو سچ جانتے ہو تو ڈالو اور اگر ایسا نہیں ہے تو نہ سہی، دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے ان کو رسیاں اور لاٹھیاں ڈالنے کا حکم دیا تاکہ اپنا معجزہ عصاء ظاہر کر سکیں کیونکہ اگر وہ ابتداء نہ کرتے تو آپ علیہ السلام کو معجزہ ظاہر کرنے کا موقع نہ ملتا، تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام جانتے تھے کہ ان لوگوں کا رسیاں اور لاٹھیاں ڈالنا ضروری ہے اور تخییر (یعنی دو چیزوں میں سے ایک کو منتخب کرنے) کا وقوع تقدیم وتاخیر سے ہوتا ہے لہذا آپ علیہ السلام نے انہیں تقدیم کا حکم دیا تاکہ ان پر معجزہ کا ظہور بھی اسی طرح غلبے سے ہو اسلئے کہ اگر (حضرت موسی علیہ السلام) ابتدا کرتے تو انہیں غلبہ وظہور حاصل نہ ہوتا اس لئے آپ علیہ السلام نے انہیں (یعنی جادوگروں کو) ابتداء کرنے کا حکم دیا۔ جب جادوگروں نے

ابتداء کی تو لوگوں کی آنکھوں کو حقیقت کے ادراک کرنے سے اپنی ملمع سازی اور تخیل کے ذریعے پھیر دیا اور یہی جادو ہے۔اور یہی واضح فرق جادو اور معجزہ کے مابین ہے کہ جادو بشر کا فعل ہے اور معجزہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا اللہ ﷻ کی جناب سے،اور ایک فرق جادو اور معجزہ میں یہ بھی ہے کہ جادو میں آنکھوں کی نظر بندی ہوتی ہے کہ کسی چیز کی حقیقت کو جان لینے سے نظر کو پھیر دیا جائے جبکہ معجزہ میں کسی چیز کی حقیقت نفس ہی کو پھیر دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا دوڑنے والا اژدھا بن گیا۔ (الخازن، ج۲،ص۲۳۵)

معجزہ جادو سے کیوں مختلف ھے؟

۱......وہ خرق عادت کام جو خیر وسعادت کی دعوت پر مبنی ہو اور اس خرق عادت کام کا دعویٰ کرنے والا وصف نبوت سے متصف ہو اور اس دعوے کے اظہار سے اس کا مقصد یہ ہو کہ وہ اللہ ﷻ کا رسول ہے۔ (التعریفات،ص۲۱۷)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا''حضرات انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کوئی نبی ایسا نہیں ہے کہ جسے اس قدر معجزات نہ دیئے گئے ہوں کہ اس کی وجہ سے کوئی بشر اس پر ایمان لے آئے اور مجھے اللہ ﷻ نے وحی (یعنی قرآن مجید) عطا فرمایا اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے متبعین کی تعداد دیگر نبیوں کے پیروکار سے زیادہ ہوگی۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن،باب کیف نزل الوحی ،رقم:۴۹۸۱،ص۸۹۴)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے قرآن بطور معجزہ دیا گیا ہے اس لئے کہ اللہ ﷻ نے ہر نبی کو خاص معجزہ عطا فرمایا اور اس معجزہ جیسا بعینہ کمال کسی اور کو نہ دیا اور یہ اسلئے کیا تاکہ قوم اس معجزہ کے ذریعے نبی کے تابع ہو جائے۔اور ہر نبی کا معجزہ اس کی قوم کی حسب حالت ہوا کرتا تھا جیسا کہ فرعون کے دور سلطنت میں جادو کا دور دورہ تھا لہذا موسیٰ علیہ السلام کو عصاء والا معجزہ دیا گیا،جس نے فرعونیوں کی تمام بناوٹیں نگل لیں اور ایسا کسی جادوگر سے نہ ہو پایا،اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ کئے،مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو درست کیا،اس کی وجہ یہ تھی کہ اس دور میں طب اُپنے عروج پر تھی اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی مناسبت سے معجزہ دیا گیا کہ ان جیسی قدرت کسی طبیب میں نہ پائی جاتی تھی،اسی طرح جس زمانے میں نبی پاک ﷺ عرب میں مبعوث ہوئے اس وقت عرب کے لوگ بلاغت میں غایت درجے کا کمال رکھتے تھے،سید عالم ﷺ کو قرآن (بطور معجزہ) دیا گیا اور انہیں چیلنج کیا گیا کہ اس کی مثل کوئی ایک سورت لائیں مگر وہ نہ لاسکے،قرآن مجید کی عظمت کے حوالے سے ایک قول یہ بھی ہے کہ قرآن کا مثل کچھ بھی نہیں ہوسکتا نہ صورتاً اور نہ ہی حقیقتاً بخلاف دیگر معجزات کے کہ وہ (کسی نہ کسی اعتبار سے) مثل ہونے سے خالی نہیں ہیں،ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ ہر نبی کو جو معجزات دیئے گئے اس کی مثل ان سے پہلے کہیں نہ کہیں صورتاً یا حقیقتاً ضرور موجود تھی لیکن قرآن کے مثل کسی کو پہلے کبھی نہ دیا گیا اسی لئے یہ کہا گیا کہ''میں امید کرتا ہوں کہ بروز قیامت میرے متبعین کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی''۔ (فتح الباری، کتاب فضائل القرآن،باب کیف نزل الوحی ،رقم:۴۹۸۱،ج۹،ص۸)

علامہ احمد بن محمد قسطلانی معجزہ کی شرائط ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں (۱)......معجزہ وہ کام ہوتا ہے جو عادتاً محال ہو جیسے کسی کا چاند کے دو ٹکڑے کرنا،انگلیوں سے پانی کا پھوٹ پڑنا،لاٹھی کا اژدھا بن جانا اور پتھر سے اونٹنی کا نکالنا،اس قید سے وہ کام خارج ہو گئے

جو عادت کے مطابق ہوں۔(۲)......اس فعل کے معارضہ اور مقابلہ کو پیش کیا جائے اور بعض کا کہنا یہ بھی ہے کہ اس فعل کے ساتھ رسالت کا دعویٰ مقرون ہو۔(۳)......رسالت کا دعویٰ کرنے والے نے جس فعل کو صادر کیا ہے کوئی اور شخص اس فعل کی مثل نہ لا سکے بعض نے یہ بھی کہا کہ معارضہ سے مامون ہونے کی ساتھ دعویٰ رسالت کا ہونا بھی شرط ہے۔اس قید سے وہ امور نکل گئے جو خلاف عادت ہوں اور دعویٔ نبوت سے پہلے ہوئے ہوں جیسے اعلان نبوت سے پہلے ہمارے پیارے نبی ﷺ پر بادل کا سایہ کرنا اور شق صدر وغیرہ ان کو ارہاص کہتے ہیں اس طرح اس قید سے اولیاء اللہ کی کرامات بھی خارج ہو گئیں کیونکہ ان کے ساتھ بھی دعویٔ نبوت مقرون نہیں ہوتا۔قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہیں کہ معجزہ کی تعریف میں جو تحدی کی شرط لگائی گئی ہے یعنی اس فعل کے معارضہ اور مقابلہ کو طلب کیا جانا،اس کی دلیل نہ تو کہیں کتاب میں ہے اور نہ ہی کہیں حدیث میں اور نہ ہی اس پر اجماع ہے اور بے شمار معجزات ایسے ہیں جن کے صدور پزیر ہونے میں نہ تو معارضہ کی طلب ہوئی اور نہ ہی مقابلہ کی مثلاً کنکریوں کا کلمہ پڑھنا،انگلیوں سے پانی کا پھوٹ پڑنا،ایک صاع (چار کلو گرام) کھانا دو سو آدمیوں کو پیٹ بھر کر کھلا دینا،آنکھ میں لعاب دھن ڈالنا،بکری کے گوشت کا کلام کرنا،اونٹ کا بارگاہ رسالت میں شکایت کرنا،اور یہ تحقیق ہے کہ سوائے قرآن مجید کے اور کسی معجزہ میں تحدی نہ کی گئی۔(۴)......ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ فعل مدعی نبوت کے دعویٰ کے موافق ہو اگر وہ خلاف عادت فعل مدعی نبوت کے دعویٰ کے خلاف ہو تو اسے معجزہ نہیں بلکہ اہانت کہتے ہیں۔

(شرح زرقانی، کتاب فی المعجزات والخصائص، باب المقصد الرابع، ج۶،ص۴۰۶ وغیرہ ملخصاً)

ہم طلباء کی سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بات بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں لفظ معجزہ کہیں نہیں ذکر ہوا بلکہ اس کے بجائے برھان، آیۃ اور بینہ کے لفظ ذکر کئے گئے ہیں۔المواھب اللدنیہ کی متذکرہ عبارت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ خرق عادت کام اگر نبی سے اعلان نبوت سے پہلے صادر ہو تو اسے ارھاص اور اگر اعلان نبوت کے بعد صادر ہو تو معجزہ اور غیر نبی (یعنی ولی اللہ) سے ایسا فعل جو عادتاً محال ہوتا ہے صادر ہو تو اسے کرامت اور کافر سے خرق عادت کا صدور اس کے کفر میں اضافے کا باعث ہوتا ہے اور اس کے اس فعل کو استدراج کہا جاتا ہے اور اگر کوئی خلاف عادت فعل کسی نبی سے اس کے دعویٔ نبوت کے خلاف صادر ہو تو اسے اہانت کہیں گے۔

ہمارے اس پر فتن دور میں جہاں اور دینی اور شرعی معاملات میں اختلاف ہو چلا اور بدمذہبوں نے بھولے بھالے مسلمانوں کی دین سے متعلق عدم توجہی اور کم علمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے غلط نظریات وعقائد کو عوام میں پھیلانا شروع کیا، وہاں اس بارے میں بھی کہ معجزہ نبی کے اختیار سے نہیں ہوتا اور نبی کو اس کے صدور پر کوئی اختیار نہیں ہے وغیرہ باتیں عوام میں پھیلانا شروع کر دیں اور آج حال یہ ہے کہ مسلمان کو اس طرح کے مسائل میں اتنا الجھا دیا گیا کہ بسا اوقات بھولا بھالا مسلمان حقائق کو خواہ مخواہ ہی رد کرتا جاتا ہے۔ہم نے مناسب خیال کیا کہ لگے ہاتھوں اس حقیقت کو بھی آشکارا کر دیا جائے تاکہ نہ صرف ہمارے طلباء بلکہ ہر پڑھنے والا شخص اس مسئلے کی حقیقت سے بخوبی واقف ہو جائے اللہ ﷻ اپنے پاک کلام کی برکت سے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

☆...... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "مسجد (نبوی) کی چھت کھجور کے پتوں سے بنائی گئی تھی سید عالم ﷺ ان میں سے ایک تنہ پر ٹیک لگائے خطبہ فرماتے تھے پھر جب منبر بنادیا گیا تو حضور ﷺ اس پر تشریف فرما ہو کر خطبہ فرماتے ہم نے سنا کہ اس لکڑی کے سوکھے تنے سے رونے کی ایسی آواز آئی جیسے کوئی اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے حتی کہ سید عالم نبی محتشم ﷺ نے اس سوکھے تنے پر اپنا دست شفقت پھیرا تو اس کا رونا بند ہو گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ، رقم:۳۵۸۶،ص۶۰۲)

☆...... حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ تبوک کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ دوران سفر ایک شخص سفید کپڑوں میں ملبوس ریگستان سے آتا دکھائی دیا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ "کن ابا خیثمۃ" یعنی اے پیچھے آنے والے ابو خیثمہ ہو جا تا! وہ ابو خیثمہ انصاری ہو گیا۔ (صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب حدیث توبۃ کعب بن مالک، رقم:۶۹۱۰/۲۷۶۹،ص۱۳۵۷)

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض نے فرمایا کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کــن تحقیق اور وجود کے لئے آتا ہے اور نبی پاک ﷺ نے اس آنے والے شخص سے یہ فرمایا کہ اے شخص تو حقیقتاً ابـا خیشمۃ ہو جا! قاضی عیاض نے جو کچھ کہا ہے یہی صحیح ہے اور یہاں حضور ﷺ کے فرمان کے معنی کو سمجھنے کے لئے تقدیر عبارت یوں ہوگی کہ اللھم اجعلہ ابـا او ابو خیشمۃ یعنی اے اللہ عزوجل تو اسے ابو خیثمہ کر دے!۔ (شرح نووی علی مسلم، کتاب التوبۃ، باب حدیث توبۃ کعب بن مالک، رقم:۶۹۱۰،ص ۱۶۱۹)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اسی حدیث مذکورہ کے تحت شرح صحیح مسلم جلد نمبر ۷ صفحہ ۵۴۶ پر فرماتے ہیں کہ شیخ انور شاہ کاشمیری نے فیض الباری شرح بخاری میں لکھا شیخ عبد الغنی نابلسی نے عارف جامی سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے عارف جامی کی دعوت کی اور عمداً مردہ مرغی پکادی، عارف جامی نے کہا "اللہ کے اذن سے زندہ ہو" وہ مرغی زندہ ہو گئی، اسی طرح شیخ عبد القادر جیلانی کے وعظ میں ایک چیل نے شور مچا کر خلل ڈالا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اللہ تیری گردن کاٹ دے، وہ اسی وقت مر کر زمین پر گر گئی ، وعظ کے بعد آپ نے فرمایا "اللہ کے اذن سے اٹھ جا" وہ اٹھ گئی۔

شیخ بنوری کا کہنا ہے کہ: میں نے شیخ بدر عالم میرٹھی سے سنا ہے کہ ایک طالب علم جو کی روٹی کھا رہا تھا اور شیخ عبد القادر جیلانی بھنی ہوئی مرغی کھا رہے تھے، طالب علم کی ماں اس سے ملنے آئی تو اس نے کہا آپ مرغی کھا رہے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی کھا رہا ہے! حضرت شیخ نے مرغی کی طرف اشارہ کر کے کہا "اللہ کے اذن سے کھڑی ہو جا" وہ زندہ ہو گئی، شیخ نے فرمایا: جب تیرا بیٹا اس مقام پر پہنچے گا تو وہ بھی مرغی کھالے گا۔ (فیض الباری، ج ۲،ص ۶۱،مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند مع حاشیہ شیخ محمد یوسف بنوری)

مولانا رشید احمد گنگوہی اور دیگر علمائے دیوبند کا نظریہ اس بارے میں جدا ہے۔ چنانچہ ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ یہاں فتـاوی رشیـدیـہ کـامل کی عبارت نقل کریں تاکہ ان کے نظریئے کی مزید وضاحت ہو جائے "بعض اولیاء کو اللہ عزوجل آلہ تکمیل اور ارشاد خلق بناتا ہے کہ اس کے ذریعے سے باذن اللہ مطالب برآمد ہوتے ہیں نہ کہ اولیاء خود متصرف و مستقل بنتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب وہ آلہ ٹھہرے تو اگرچہ حاجت روائی تو بذریعہ آلہ ہوتی ہے مگر خود آلہ سے بھی دعا و استعانت طلب کرنا شرک ہے، پس ایسی صورت میں متصرف حقیقی کو چھوڑ کر آلہ سے طلب کرنا بھی خالی از مشابہت شرک نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ کامل،ص۲۰۳) مولانا صاحب کی عبارت سے یہ بات سامنے آئی کہ حضرات اولیائے کرام و (انبیائے کرام) سے معجزات و کرامات کا صدور ہونا محض اللہ عزوجل کی مرضی و اختیار سے

ممکن ہے۔ان حضرات کو خود کوئی اختیار نہیں ہے اور ان کی حیثیت قدرت الٰہی کے سامنے ایک آلہ کی سی ہے اور بس، ہمارا کہنا یہ ہے کہ اگر ان کی مان لی جائے تو ان تمام روایات اور اختیارات کا انکار لازم آئے گا جو ان حضرات کے حوالے سے ہم نے بھی ذکر کئے اور دیگر کتب صحیحہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور علامہ عینی نے عمدۃ القاری اور نووی نے شرح نووی میں حدیث جریج کے حوالے سے لکھا کہ بعض اوقات حضرات اولیاء کرام سے کرامات ان کی اپنی طلب اور اختیار سے واقع ہوتی ہیں۔ (عطائین، ج ۲، ص ۳۱۵ و غیرہ)

اظہار ایمان سے قبل جادو گروں کا سجدہ کرنا:

۷۔۔۔یہاں کسی کے ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے کہ جادوگروں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر ایمان لانا واجب تھا نہ کہ سجدہ، انہوں نے سجدہ کو ایمان لانے پر کیوں مقدم کیا؟ میں (علامہ خازن) اس کا جواب یہ دوں گا کہ جب اللہ عزوجل نے ان کے دل میں ایمان اور معرفت کو ڈال دیا تو وہ اللہ عزوجل کی دی ہوئی ہدایت اور ایمان باللہ اور تصدیق رسول پر شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر پڑے پھر اس کے بعد انہوں نے اپنا ایمان ظاہر کیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ جب جادوگروں نے اللہ عزوجل کی عظیم قدرت اور امر عصا پر اس کا غلبہ اقتدار دیکھا کہ اس عظیم کارنامے پر کسی بشر کو قدرت نہیں ہوسکتی اور جادوگروں کے تمام شبہات زائل ہوگئے جو کہ ان کے دلوں میں تھے اور اس عظیم قدرت کو دیکھ کر اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں اس کی شان کی تعظیم کی خاطر سجدے میں گر گئے اس کے بعد انہوں نے اپنا ایمان ظاہر کیا، ایک قول یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب جادوگروں نے معجزہ دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ امر سماوی ہے جادو نہیں ہے لہذا وہ سجدے میں گر گئے اور بولے ہم عالمین کے رب عزوجل اور موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے رب عزوجل پر ایمان لائے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۲۳۷)

یہاں ہم ضمناً سجدے کا طریقہ بھی ذکر کردیتے ہیں چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب کوئی شخص سجدہ کرے تو وہ سات ہڈیوں پر سجدہ کرے منہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پنجے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب اعضاء السجود و النہی، رقم: ۴۹۱، ص ۲۳۵)

وقت مصیبت توبہ و دعا کرنا:

۸۔۔۔یہاں جادوگروں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ عزوجل تو ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں مسلمان اٹھا! جادوگروں نے صبر اس لئے مانگا تھا کہ فرعون نے کہا تھا کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمت کاٹوں گا اور تمہیں سولی دونگا۔ فرعون کی جانب سے آنے والی اس آزمائش پر انہوں نے صبر کی دعا مانگی اور یہ بھی دعا مانگی کہ اللہ عزوجل انہیں دین حق پر ثابت قدم رکھے آمین۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرعونی دن کے اول وقت میں جادوگر تھے اور آخر وقت میں شہید۔ (الخازن، ج ۲، ص ۲۳۷)

بی بی آسیہ کے ایمان پر استدلال:

۹۔۔۔علامہ قرطبی فرماتے ہیں: فرعون کی بیوی لوگوں سے پوچھ رہی تھی کہ معرکہ میں کون غالب رہا؟ اس کو بتایا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام غالب رہے، تو اس نے کہا کہ میں موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لے آئی، فرعون نے کسی

شخص کو اس کے پاس بھیجا کہ اگر وہ اپنے ایمان سے رجوع نہ کرے تو اس کے اوپر پتھر کی ایک بھاری چٹان گرادو، جب وہ لوگ اس کے پاس گئے تو اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اس کو جنت میں اپنا مکان نظر آیا، وہ اپنے ایمان پر قائم رہی اور اسی حال میں اس کی روح قبض ہوگئی، جس وقت اس کے جسم پر بھاری پتھر گرایا گیا اس کے جسم میں روح نہیں تھی۔(الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱۶، ص ۲۰۳)

اغراض: بخلق ابیکم ادم منها : تمام مخلوق سوائے آدم، زمین سے بالواسطہ مقلوب ہوئی، یہ ایک قول ہے، جب کہ دوسرا قول یہ ہے کہ تمام انسان بلاواسطہ مٹی سے پیدا ہوئے کیونکہ نطفہ رحم میں رکھا جاتا ہے، اور موکل فرشتہ اس مقام کی مٹی اٹھا کر ماں کے رحم میں رکھتا ہے جہاں پیدا ہونے کے بعد وقت مقررہ پر موت آنے پر دفن ہوگا، پس فرشتہ اس مٹی کو نطفہ کے ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور اللہ اس ''نسمة'' سے جو کہ مٹی و نطفہ کے مجموعے کو کہتے ہیں انسان کی تخلیق فرماتا ہے۔

ادبر: سے مراد مجلس سے پھر جانا ہے۔ بهم الموعد : مراد زینت کا دن ہے جو کہ متوسط مکان یعنی اسکندریہ میں منعقد پایا۔

باشراک احد معه: یعنی اللہ ﷻ کے بارے میں جھوٹ بول کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرالو، معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ تمہارے لیے ''ویل'' (جہنم کی ایک وادی کا نام ہے) کو لازم کردے گا کہ تم نے اللہ کے بارے میں جھوٹ بول کر اس کے شریک ٹھہرالئے اور فرعون کی تصدیق کردی۔ یوم عید لهم : مراد یوم عاشورا ہے، اس بات پر اتفاق ہے کہ دن ہفتہ کا تھا۔

ای اشرافکم: کی تفسیر طریقتکم ہے، لوگوں میں معزز اور اشرف، اور یہ کہنے والے فرعون اور اس کے ساتھ کے لوگ تھے۔

من جهة ان سحرهم: یہ جملہ ایک اعتراض کے ضمن میں ہے جو کہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خوف کیوں کر ہوا؟ جب کہ وہ اللہ کی جانب سے حق پر ہیں اور انہیں فرعونیوں کی کوئی برائی نہ پہنچے گی۔

ای جنسه: ایک وہم کے ازالے کا بیان ہے، جب کہ جادو کو کامیابی نہیں ملا کرتی، اس جملے میں اشارہ ہے کہ کلام میں عمومیت پائی جارہی ہے، گویا کہ یوں کہا گیا کہ ہر جادو کرنے والا کامیاب نہیں ہوتا چاہے یہ ہوں یا ان کے علاوہ کوئی اور ہوں۔

او عطف علی ما: تقدیر عبارت یوں ہے: ''لن نؤثرک علی الذی جاء نا من البینت ،ولا علی الذی فطرنا''۔

تعلما وعلما: یعنی فرعون کاہنوں کے ذریعے ملنے والی بات سے باخبر تھا کہ ایک پیدا ہونے والا اس کی سلطنت کے تختے کو الٹ کر رکھ دے گا، المختصر۔ (الصاوی، ج ٤، ص ۷۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

﴿وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ ﴾بهمزة قطع من اسرٰی او همزة وصل و کسر النون من سری لغتان ای سربهم لیلا من ارض مصر﴿فَاضْرِبْ ﴾اجعل﴿لَهُمْ ﴾بالضرب بعصاک﴿طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ ﴾ای یابسا فامتثل ما امر به وایبس الله الارض فمروا فیها ﴿لَّا تَخٰفُ دَرَكًا ﴾ای ان یدرکک فرعون﴿وَّلَا تَخْشٰى (۷۷) ﴾غرقا ﴿فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ ﴾وهو معهم﴿فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ ﴾ای البحر﴿مَا غَشِيَهُمْ (۷۸) ﴾ما غرقهم﴿وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ ﴾بدعائهم الی عبادته﴿وَمَا هَدٰى (۷۹) ﴾بل اوقعهم فی الهلاک خلاف قوله وما اهدیکم الا سبیل الرشاد﴿يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ

عَدُوَّكُمْ ﴾فرعونَ بِإغراقِهِ﴿وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنَ ﴾فنُوتِى موسىٰ التَّورٰةَ للعمَلِ بِها﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى(٨٠)﴾هُمَا التُّرَنْجبِينَ والطَّيرُ السُّمانى بتَخفيفِ الميمِ والقَصرِ والمُنادىٰ من وُجِدَ من اليهودِ زَمنَ النبى محمد ﷺ وَخُوطِبوا بما أُنعِمَ بِه على اَجْدادِهِمْ زمنَ النبيّ موسى تُوطِيةً لقولِهِ تعالى﴿كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ﴾اَى المُنعَمَ بِه عليكُم﴿وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ ﴾بِاَنْ تَكْفُروا المُنعِمَ بِهٖ﴿فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِىْ ﴾بِكسرِ الحاءِ اى يَجِبُ وَبِضمِّها يَنْزِلُ﴿وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِىْ ﴾بِكسرِ اللامِ وَضمِّها﴿فَقَدْ هَوٰى(٨١)﴾سَقَطَ فى النارِ﴿وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ ﴾مِنَ الشِّركِ﴿وَآمَنَ ﴾وَحَّدَاللّٰهَ﴿وَعَمِلَ صَالِحًا ﴾يُصَدِّقُ بالفرضِ والنَّفلِ﴿ثُمَّ اهْتَدٰى(٨٢)﴾بِاسْتِمرارِهٖ على ماذُكِرَ الى موتِهٖ﴿وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ ﴾لِمَجىءِ ميعادِ اَخذِ التورٰةِ﴿يٰمُوْسٰى(٨٣) قَالَ هُمْ اُولَآءِ ﴾اَى بالقُربِ مِنِّى يَاْتونَ﴿عَلٰى اَثَرِىْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى(٨٤)﴾عَنِّى اى زيادةً على رِضاكَ وَقَبْلَ الجوابِ اَتٰى بِالْاِعتِذارِ بِحسبِ ظَنِّهٖ وَتَخَلُّفِ المَظْنونِ كما﴿قَالَ ﴾تعالى﴿فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ ﴾اَى بعدَ فِراقِكَ لهم﴿وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ(٨٥)﴾فَعَبَدُوا العِجلَ﴿فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ ﴾مِن جِهَتِهِمْ﴿اَسِفًا ۚ ﴾شَديدَالحُزنِ﴿قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ؕ ﴾اَى صِدقًا اَنَّهٗ يُعطِيكُمُ التورٰةَ﴿اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ ﴾مُدَّةُ مُفارَقَتِى اِيَّاكُمْ﴿اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ ﴾يَجِبَ﴿ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾بِعِبادَتِكُمُ العِجلَ﴿فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِىْ (٨٦) ﴾وَتَرْكُتُم المجىءَ بَعدِى﴿قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا ﴾مُثَلَّثُ الميمِ اى بِقُدرتِنا او بامرِنا﴿وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَا ﴾بِفَتحِ الحاءِ مُخفَّفًا وَبِضمِّها وكَسرِ الميمِ مُشَدَّدًا﴿اَوْزَارًا ﴾اَثقَالًا﴿مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ ﴾اَى حُلِىِّ قَومِ فِرعونَ اِسْتِعارَها منهم بَنوا اسرائيلَ بعلةِ عُرسٍ فَبَقِيَتْ عندَهُمْ﴿فَقَذَفْنٰهَا ﴾طَرَحْناها فى النارِ بِاَمرِ السامِرِىِّ﴿فَكَذٰلِكَ ﴾كما القَيْنا﴿اَلْقَى السَّامِرِىُّ(٨٧)﴾ما معه من حُلِيِّهِمْ ومن الترابِ الَّذِى اَخَذَهٗ من اَثَرِ حَافِرِ فَرَسِ جبرائيلَ على الوجهِ الآتِى﴿فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا ﴾صَاغَهٗ لَهم مِن الحلىِّ﴿جَسَدًا ﴾لَحماً وَدَماً﴿لَّهٗ خُوَارٌ ﴾اى صَوتٌ يُسمعُ اى اِنْقَلَبَ كَذالكَ بِسَبَبِ الترابِ الذِى اَثَرُهُ الحَياةُ فيما يُوضَعُ فيهِ وَوَضَعَهٗ بعد صَوغِهٖ فى فَمِهٖ﴿فَقَالُوْا ﴾اى السامِرِىّ واَتْباعه﴿هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِىَ (٨٨)﴾موسى رَبَّهٗ هُنا وَذَهبَ يَطلبُهٗ قال تعالى﴿اَفَلَا يَرَوْنَ اَ﴾مُخَفَّفةٍ مِنَ الثَّقِيلَةِ واِسمُها محذوفٌ اى انَّهٗ﴿لَّا يَرْجِعُ ﴾العِجلُ﴿اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۬ ﴾اَى لا يَرُدُّ لهم جوابًا﴿وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا ﴾اَى دَفعَهٗ﴿وَّلَا نَفْعًا(٨٩)﴾اى جَلبَهٗ اى فكيفَ يُتَّخذُ الٰهًا.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل (اسری کو ہمزہ قطعی یعنی باب افعال سے پڑھا گیا ہے اور اسے ہمزہ وصل اور نون کے کسرہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ سری سے ہوگا اس میں یہ دونوں لغتیں ہیں، آیت کا معنی یہ ہے

میرے بندوں کوراتوں رات سرزمین مصر سے لے جاؤ) اور بنادے (اضرب بمعنی اجعل ہے) ان کے لیے (اپنا عصا دریا پر مار کر) دریا میں سوکھا راستہ......۱...... (یبسا بمعنی یابسا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جس کام کا حکم دیا گیا تھا آپ علیہ السلام نے اس کی تعمیل کی اور اللہ عزوجل نے زمین کو خشک کردیا تو وہ دریا میں بنے راستوں سے گزر گئے) تجھے ڈر نہ ہوگا (کہ فرعون تجھے آلے گا) اور نہ خطرہ (غرق ہوجانے کا) تو فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا پیچھا کیا (خود فرعون بھی ان کے ساتھ تھا) تو انہیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسا ڈھانپ لیا (پس اللہ عزوجل نے انہیں غرق کردیا، یم سمندر کو کہتے ہیں) اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا (انہیں اپنی عبادت کی طرف بلا کر) اور راہ نہ دکھائی......۲...... (بلکہ اپنے اس قول کو ما اھدیکم الا سبیل الرشاد) اے بنی اسرائیل بیشک ہم نے تم کو تمہارے دشمن (فرعون) سے نجات دی (فرعون کو غرق کرکے) اور تمہیں طور کی دائیں جانب کا وعدہ دیا......۳...... (وہ وعدہ یہ تھا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا فرمائیں گے کہ اس پر عمل کیا جائے) اور تم پر من وسلویٰ اتارا......۴...... (یہ ترنجبین اور بھنا ہوا پرندہ تھا، الطیر السمانی میں میم کو مخففہ اور مقصورہ پڑھا گیا ہے اور یہاں اس خطاب کے مخاطب وہ یہودی ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے اور ان نعمتوں کے ساتھ اللہ عزوجل نے ان لوگوں کے ساتھ خطاب فرمایا جو انعامات اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ان کے آباء واجداد پر فرمائے تھے) کھاؤ وہ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو روزی دی (جن کے ذریعے ہم نے تم پر انعام کیا) اور اس میں زیادتی نہ کرو (بایں طور پر کہ تم اس کی نعمتوں کی ناشکری کرو) کہ تم پر میرا غضب اترے (یحلل حاء کی کسرہ کے ساتھ ہے اور بمعنی یجب یعنی لازم ہونا ہے اور حاء مضمومہ کے ساتھ پڑھنے کی صورت میں اس کا معنی ینزل یعنی نازل ہونا ہوگا) اور جس پر میرا غضب اترا (یحل حاء مکسورہ کے ساتھ بمعنی یجب اور حاء مضمومہ کے ساتھ بمعنی ینزل ہے) بیشک وہ گرا (آگ میں ھوی بمعنی سقط ہے) اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی (شرک سے) اور ایمان لایا (اللہ عزوجل کو ایک مانا) اور اچھا کام کیا (اس کا مصداق فرائض ونوافل ہیں) پھر ہدایت پر رہا (اپنی موت کے وقت تک مذکورہ اوصاف ہی پر متصف رہا) اور تو نے اپنی قوم سے کیوں جلدی کی (توریت لینے کی مقررہ مدت آجانے کے بعد) اے موسیٰ عرض کی کہ وہ یہ ہیں (یعنی مجھ سے قریب ہیں آرہے ہیں) میرے پیچھے اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کرکے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو (مجھ سے تیری مزید رضا حاصل کرنے کے لیے اور جواب دینے سے پہلے عذر بیان کردیا، اپنے گمان کے مطابق اللہ عزوجل نے) فرمایا تو ہم نے تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو بلا میں ڈالا (یعنی تیرے ان سے جدا ہوجانے کے بعد) اور انہیں سامری......۵...... نے گمراہ کردیا (تو انہوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا) تو موسیٰ اپنی قوم کی طرف لوٹا غصہ میں بھرا (یہ غصہ ان لوگوں پر تھا) افسوس کرتا (شدید غمگین ہوتے) کہا اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا (سچا) وعدہ نہ کیا تھا (کہ وہ تم لوگوں کو توریت عطا فرمائے گا) کیا تم پر مدت لمبی گزری (میرے تم سے جدا ہونے کی مدت طویل ہوگئی) یا تم نے چاہا کہ لازم ہوجائے (یحل بمعنی یجب ہے) تم پر تمہارے رب کا غضب (تمہارے بچھڑے کی عبادت کرنے کے سبب) تو تم نے میرے وعدے کی خلاف ورزی کی (اور میرے پیچھے آنے کو تم نے ترک کردیا) بولے ہم نے آپ کا وعدہ اپنے اختیار سے خلاف نہ کیا (یعنی اپنی قدرت اور اپنی طرف سے نہیں کیا، ملکنا میں میم پر تینوں اعراب پڑھے گئے ہیں) لیکن اٹھوائے گئے ہم سے (حملنا میں حاء مفتوحہ کے ساتھ مخفف اور حاء مضمومہ اور میم مکسورہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کچھ بوجھ (اوزارا بوجھ کو کہتے ہیں) قوم کی زینت سے (یعنی قوم فرعون کے زیورات جو بنی اسرائیل نے بربنائے شادی ان سے ادھار لیے تھے پھر وہ ان ہی کے پاس باقی رہ گئے تھے) تو ہم نے انہیں ڈال دیا (آگ میں سامری کے حکم سے، فقذفنھا بمعنی طرحنا ہے) پھر اسی طرح (جیسا کہ ہم نے ڈالا تھا) تو اس نے ان کے لیے بچھڑا نکالا (یعنی زیوروں کو پگھلا کر بچھڑا بنالیا) جان دار دھڑ (گوشت پوست خون والا) گائے کی طرح بولتا (یعنی وہ آواز نکالتا تھا جو سنی جاتی تھی یعنی وہ بچھڑے کی حالت

میں منقلب ہوگایا اس مٹی کی وجہ سے، جس کا اثر یہ تھا کہ وہ جس چیز میں ڈال دی جاتی وہ زندہ ہو جاتی بچھڑے کا مجسمہ بنانے کے بعد سامری نے وہ مٹی اس کے مونھ میں رکھ دی) وہ بولے (یعنی سامری اور اس کے پیروکار) یہ ہے تمہارا معبود اور موسی کا معبود تو بھول گئے (موسی علیہ السلام یہاں اپنے رب کو اور اسے تلاش کرنے کہیں اور جگہ چلے گئے اللہ عزوجل فرماتا ہے) وہ (یعنی بچھڑا) ان کی طرف کسی بات کو لیکر نہیں پلٹتا (یعنی ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا) اور ان کے نقصان کا مالک کہ (نقصان ان سے دور کر سکے) اور نہ نفع کا (کہ انہیں کچھ نفع پہنچا سکے ایسے کو خدا کیسے بنایا جاسکتا ہے جو نفع و نقصان کا مالک نہ ہو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اوحینا الی موسی ان اسر بعبادی فاضرب لهم طریقا فی البحر یبسا لا تخف درکا ولا تخشی﴾.

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، اوحینا الی موسی: فعل بافاعل وظرف لغو، ان: مصدریہ، اسر بعبادی: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اضرب: فعل امر وضمیر ذوالحال، لا تخف درکا: فعل نفی بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ہو: عاطفہ، لا تخشی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حالی، ملکر فاعل، لهم: ظرف لغو، طریقا: موصوف، فی البحر: ظرف مستقر صفت اول، یبسا: صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فاتبعهم فرعون بجنوده فغشیهم من الیم ما غشیهم﴾.

ف: عاطفہ، اتبعهم: فعل ومفعول، فرعون: فاعل، بجنوده: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، غشیهم من الیم: فعل ومفعول وظرف لغو، ما غشیهم: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واضل فرعون قومه وما هدی○یبنی اسرائیل قد انجینکم من عدوکم﴾.

و: عاطفہ، اضل فرعون قومه: فعل وفاعل ومفعول، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما هدی: فعل نفی بافاعل ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ، یبنی اسرائیل: ندا، قد: تحقیقیہ، انجینکم: فعل بافاعل ومفعول، من عدوکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ووعدنکم جانب الطور الایمن ونزلنا علیکم المن والسلوی﴾.

و: عاطفہ، وعدنکم: فعل بافاعل ومفعول، جانب الطور: موصوف، الایمن: صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "انجینکم" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، نزلنا: فعل بافاعل، علیکم: ظرف لغو، المن والسلوی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کلوا من طیبت ما رزقنکم ولا تطغوا فیه فیحل علیکم غضبی﴾.

کلوا: فعل امر بافاعل، من: جار، طیبت: مضاف، ما رزقنکم: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تطغوا فیه: فعل نہی بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: سببیہ، یحل علیکم غضبی: فعل وظرف لغو و فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب نہی واقع ہے۔

﴿ومن یحلل علیه غضبی فقد هوی﴾.

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یحلل علیه غضبی: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ، هوی: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اهتدی﴾.

و: عاطفہ، انی: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، غفار: صفت مشبہ بافاعل، لام: جار، من: موصولہ، تاب: جملہ فعلیہ معطوف

علیہ،و: عاطفہ، امن: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، عمل صالحا :جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ثم : عاطفہ، اھتدی: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما اعجلک عن قومک یموسی O قال ھم اولاء علی اثری وعجلت الیک رب لترضی﴾.

و:عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، اعجلک عن قومک:جملہ فعلیہ مقصود بالندا، یموسی : ندا، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، قال : قول، ھم :مبتدا، اولاء :خبر اول، علی : جار، اثر: مضاف، ی :ضمیر ذوالحال، و:حالیہ، عجلت الیک:فعل بافاعل وظرف لغو اول، لترضی : ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، رب : ندا، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال فانا قد فتنا قومک من بعدک واضلھم السامری﴾.

قال: قول، ف:فصیحہ، انا: حرف مشبہ واسم، قد :تحقیقیہ ، فتنا: فعل بافاعل، قومک :مفعول، من بعدک :ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ، اضلھم السامری : فعل ومفعول وفاعل ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر ،ملکر شرط محذوف " ان شئت ان تعلم مصیر قومک " کے لیے جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فرجع موسی الی قومه غضبان اسفا قال یقوم الم یعدکم ربکم وعدا حسنا﴾.

ف:عاطفہ برائے تعقیب، رجع: فعل، موسی : ذوالحال، غضبان : حال اول، اسفا: حال ثانی، ملکر فاعل، الی قومه : ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ، قال :قول، یقوم : جملہ ندائیہ، ھمزہ :حرف استفہامیہ، لم یعدکم ربکم : فعل نفی ومفعول وفاعل، وعدا حسنا : مفعول، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿افطال علیکم العھد ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم فاخلفتم موعدی﴾.

ھمزہ : حرف استفہامیہ، ف:عاطفہ، طال علیکم العھد: فعل وظرف لغو وفاعل ملکر جملہ فعلیہ، ام: عاطفہ، اردتم: فعل بافاعل،ان : مصدریہ، یحل علیکم : فعل وظرف لغو، غضب من ربکم : فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف:عاطفہ، اخلفتم موعدی :فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا ما اخلفنا موعدک بملکنا ولکنا حملنا اوزارا من زینة القوم﴾.

قالوا: قول، ما اخلفنا: فعل نفی وضمیر ذوالحال، بملکنا: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، موعدک :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ،و: عاطفہ، لکنا: حرف مشبہ واسم، حملنا: فعل مجہول ونائب الفاعل، اوزارا: موصوف، من زینة القوم : ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فقذفنھا فکذلک القی السامری O فاخرج لھم عجلا جسدا له خوار﴾.

ف:عاطفہ معطوف علی محذوف " فقال لنا السامری " قذ فنھا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف:عاطفہ، کذلک :ظرف مستقر " القاء "مصدر محذوف کے لیے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، القی السامری: فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ، ف:عاطفہ، اخرج لھم :فعل بافاعل وظرف لغو، عجلا: ذوالحال، جسدا: حال، ملکر موصوف، له: جملہ اسمیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقالوا ھذا الھکم واله موسی فنسی O افلا یرون الا یرجع الیھم قولا ولا یملک لھم ضرا ولا نفعا﴾.

ف: عاطفہ، قالوا: قول، ھذا :مبتدا، الھکم : معطوف علیہ و: عاطفہ، اله موسی : معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف :عاطفہ، فنسی : فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ھمزہ :حرف استفہامیہ، لا یرون: فعل نفی بافاعل، ان : مخففہ وضمیر شان

اسم، لا یرجع الیھم قولا : فعل نفی بافاعل وظرف لغو ومفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لایملک لھم ضرا ولانفعا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت موسی علیہ السلام کا قوم کو دریا پار کرانا:

۱...... جس دریا کو بنی اسرائیل نے عبور کیا تھا وہ کون سا دریا تھا؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ تفسیر روح المعانی میں علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ''دریائے قلزم'' تھا اور مجمع البیان میں ہے کہ اس سے مراد ''دریائے نیل'' تھا لیکن بحر المحیط میں اس قول کو غلط قرار دیا ہے۔ کلبی سے روایت ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اس دریا کو عاشورہ کے دن فرعون کی ہلاکت کے بعد عبور کیا اور ان کی قوم نے شکر کے طور پر روزہ رکھا۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۵۶)

فرعون نے قوم کو گمراہ کردیا:

۲...... قیامت تک فرعون لعن وملامت کا حقدار بنا، جب تک لوگ قرآن پڑھتے رہیں گے اسے ملامت کرتے ہی رہیں گے۔ خود بھی برباد ہوا اور دوسروں کو بھی برباد کیا۔ ہمیں اس واقعے سے درس عبرت حاصل کرنا چاہیے، تاکہ ہماری وجہ سے لوگ گمراہ نہ ہوں، دین سے دور نہ ہوں، فتنہ وفساد میں مبتلا نہ ہوں ورنہ تاریخ ہمیشہ ملامت کرتی رہے گی۔ بعد میں آنے والی قومیں ہمیشہ ملامت کرتی رہیں گی جس طرح فرعون اور اس جیسے دوسرے معبودان باطل کے ساتھ ہوا۔

کوہ طور کا وعدہ :

۳...... اللہ عزوجل نے حضرت موسی علیہ السلام سے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا کہ اگر وہ ان میں روزے رکھیں تو ان کے اختتام پر ہم ان سے کلام کریں گے۔ علامہ صاوی اس آیت اور اس کے تحت جلالین کے تفسیری نکات کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ یہاں صرف تیس راتوں کا اعتبار کیا گیا نہ کہ تیس دنوں کا، جبکہ روزے دنوں میں ہوا کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام اس مدت میں رات اور دن دونوں کا روزہ رکھا کرتے تھے اس لئے کہ صوم وصال کی حرمت غیر نبی کے لئے ہے۔ یہاں روزے کو رات کے ساتھ تعبیر کرکے محض دن کے ساتھ اختصار کرنے کے وہم کو دور کیا گیا ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ فرمایا تھا کہ جب اللہ عزوجل ان کے دشمن فرعون کو ہلاک کردے گا تو ان کے لئے اللہ عزوجل کی جناب سے کتاب لائیں گے جس میں (ان کے بعض باتوں پر ایمان لانے اور بعض کو چھوڑ دینے) کا بیان ہوگا۔ پھر جب اللہ عزوجل نے فرعون کو ہلاک کردیا تو حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ ان پر کتاب کو اتارے، جس کا اس نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا، لہذا اللہ عزوجل نے انہیں حکم فرمایا کہ تیس دن روزے رکھیں، جب حضرت موسی علیہ السلام نے تیس دن (ورات) کے روزے مکمل کرلئے تو اپنے مونھ کی بو (جو کہ روزے رکھنے سے ہوتی ہے) کو ناپسند فرمایا تو آپ علیہ السلام نے عود کی لکڑی سے مسواک کیا، ایک قول یہ ہے کہ درخت کے پتے کھائے، ایک قول یہ بھی ہے کہ فرشتوں نے کہا کہ ہم ان کے موئنھ کی بو کو مشک کی خوشبو کی مانند سونگھتے تھے جسے حضرت موسی علیہ السلام نے مسواک کے ذریعے ختم کردیا پھر اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ ذی الحجۃ کے دس دن کے روزے رکھے اور بنی اسرائیل کا فتنہ بھی ان دس دنوں میں ہوا۔

(الصاوی، ج ۲، ص ۲۸۵)

من وسلوی کی تحقیق:

۴......مَنّ و سلوی سے کیا مراد ہے اس بارے میں مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالی کے اقوال مختلف ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں: مَنّ سے مراد ہر وہ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مقامِ تیہ میں بنی اسرائیل پر فرمائی اور ان کے پاس یہ نعمتیں بغیر کسی محنت و مشقت کے آئیں، اسی قول کو زجاج نے بھی اختیار کیا ہے جس کی تائید اس حدیثِ پاک سے بھی ہوتی ہے: ''کھمبی اس مَنّ ہی کی ایک صورت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نازل فرمائی۔'' (روح المعانی الجزء الاول ، ص ۳۵۷)

☆......مَنّ سے مراد ایسی شراب ہے جو ان پر شہد کی مثل آسمان سے نازل ہوتی جسے وہ پانی کے ساتھ ملا کر پیتے تھے۔ (الدر المنثور، ج۱، ص ۱۳۷)

☆......سدوسی نے تذکرہ کیا ہے کہ ''لغتِ کنانہ میں سلوی سے مراد شہد ہے۔'' (روح المعانی الجزء الاول، ص ۳۵۸)

☆......سلوی سے مراد ایک بٹیر کی مانند پرندہ ہے جس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کا گوشت کھانے سے سخت دل نرم پڑ جاتے ہیں، وہ پرندہ بادل کی کڑک سن کر مر جاتا ہے، جیسا کہ ابابیل سردی کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اسے الہام فرمایا کہ وہ ان سمندری جزیروں میں بسیرا کرلے جن میں نہ تو بارش ہوتی ہے اور نہ ہی بادلوں کی کڑک، یہاں تک کہ بارش اور گرج ختم ہو جائے پس اس کے بعد وہ پرندہ ان جزیروں سے نکل کر زمین میں پھیل جاتا ہے۔ (الجمل، ج۱، ص ۸۲)

سامری جادوگر کون تھا ؟اس کی گمراهی کیا تھی؟

۵......علامہ صاوی فرماتے ہیں کہ سامری کا نام موسیٰ تھا (جبکہ البدایۃ والنہایہ اور دیگر کتب میں اس کا نام ہارون بتایا گیا ہے)، یہ ولد الزنا تھا، اس کی ماں نے اسے پہاڑ کے دامن میں جنم دیا، اللہ عزوجل حضرت جبریل علیہ السلام کو اس کے پاس بھیجتا اور جبریل علیہ السلام اسے اپنی انگلی سے دودھ پلاتے، پس اسی وجہ سے سامری حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پہچان لیتا جب وہ زمین میں اترتے، جب حضرت جبرائیل علیہ السلام فرعون کے غرق ہونے کے دن اترے اور وہ گھوڑے پر سوار تھے، جو چیز بھی ان کے گھوڑے کے کُھر کے نیچے آتی اس جگہ سے سبزہ اور پھل اگنے لگتا، سامری نے یہ بات تاڑ لی، اور جان لیا کہ اس مٹی میں اثر ہے، اس نے اس مٹی سے کچھ لے کر محفوظ کرلیا، پھر جب حضرت موسی علیہ السلام مناجات کو گئے تو اس نے ایک بچھڑا بنایا اور اس میں وہ مٹی ڈال دی اور کہا کہ یہ تمہارا اور موسی علیہ السلام کا رب ہے (الصاوی، ج ۲، ص ۲۸۹)

عبد الرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو شیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ سامری نے آلِ فرعون سے عاریتاً زیور لئے اور انہیں جمع کر کے ایک بچھڑے کی صورت میں ڈھالا تو اللہ عزوجل نے اسے جسم، گوشت، خون اور آواز والا کر دیا۔ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۲۳۴)

نوٹ: سامری نے بھی یہ بات مانی کہ تبرکات میں برکت ہوتی ہے جبھی اس نے اس مٹی کو اٹھا کر اپنے پاس محفوظ کیا کہ اس مٹی میں برکت ہے۔ (عطائین، ج ۲، ص ۳۰۴)

اغراض: ای سر بھم لیلا: یعنی مصر کے دریا سے راتوں رات اپنے لے چلو، اور حضرت موسی علیہ السلام مصر کے دریائی سفر پر مامور کئے گئے اور یوں نہ کہا گیا کہ شام کی جانب خشکی کے سفر کے ذریعے نکل جاؤ۔

فتونی موسی التوراۃ: اس بارے میں جواب ہے کہ توریت کے حصول کے لئے حضرت موسی علیہ السلام سے وعدہ کیا گیا تھا نہ کہ دیگر لوگوں سے، چنانچہ جمع کی ضمیر ''کم '' کیوں لائی گئی؟ میں علامہ صاوی اس کا جواب یہ دوں گا کہ حضرت موسی کو ان میں سے ستر لوگوں کو منتخب کرنے کا حکم دیا گیا تھا، پس اسی اعتبار سے جمع کی ضمیر لائی گئی۔

والمنادی من وجد من الیھود: یہ دواقوال میں سے ایک ہے، ایک قول یہ ہے کہ مخاطب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد کے لوگ تھے۔
بان تکفروا النعمۃ: یعنی بغیر شکر کئے نعمتوں پر اتراتے ہوئے۔
یصدق بالفرض والنفل: یعنی اعمال صالحہ جو کہ فرائض ونوافل دونوں کو ہی شامل ہیں۔
باستمرارہ علی ما ذکر الی موتہ: یعنی توبہ پر قائم ودائم رہتے ہوئے ایمان واعمال صالحہ بجالائے، ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ''اھتداء'' دوبارہ سے ذکر کرنے کی کیا وجہ بنی جب کہ ''آمن'' میں عمومیت کے ساتھ ھدایت پر ہونا بھی شامل ہی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ کامل نجات اور مغفرت کو شامل ہو جائے جو کہ توبہ، ایمان اور اعمال صالحہ کے مجموعے سے بنتی ہے پھر اس پر جمے رہتے ہوئے اللہ سے جا ملے۔ بعلۃ عرس: نبی اسرائیل نے زیورات وغیرہ اکھٹے کرنے اور سامری کو دینے کے لئے میلے کے دن کو منتخب کیا، حالانکہ حقیقت میں ایسا نہ ہوا تھا۔ (الصاوی، ج۴، ص۸۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ﴾ قبلَ انْ یرجِعَ موسی ﴿یٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِیْ﴾ فِی عِبادَتِه ﴿وَاَطِیْعُوْۤا اَمْرِیْ (۹۰)﴾ فیها ﴿قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ﴾ نزالَ ﴿عَلَیْهِ عٰكِفِیْنَ﴾ علی عبادتِهٖ مُقیمینَ ﴿حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی (۹۱) قَالَ﴾ موسی بعدَ رُجوعِه ﴿یٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَیْتَهُمْ ضَلُّوْۤا (۹۲)﴾ بعبادتِه ﴿اَلَّا تَتَّبِعَنِ﴾ لا زائدةٌ ﴿اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ (۹۳)﴾ باقامتک بینَ من یَعبُدُ غَیرَ اللهِ ﴿قَالَ﴾ هٰرونُ ﴿یَبْنَؤُمَّ﴾ بکسرِ المیمِ وَفتحِهَا ارادَ اُمّیَ و ذِکرُها اعطفُ لِقلبِه ﴿لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ﴾ وکانَ اَخذَ بشِمالِه ﴿وَلَا بِرَاْسِیْ ۚ﴾ وکانَ اَخذَ شعرَهُ بیمینِه غضبًا ﴿اِنِّیْ خَشِیْتُ﴾ لواتَّبعتُکَ ولابُدَّ انْ یَتّبِعَنِی جَمعٌ مِمَّنْ لَمْ یَعبُدِ العجلَ ﴿اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ﴾ وتَغضَبُ علیَّ ﴿وَلَمْ تَرْقُبْ﴾ تَنْتَظِرْ ﴿قَوْلِیْ (۹۴)﴾ فیما رایتَهُ فی ذالکَ ﴿قَالَ فَمَا خَطْبُكَ﴾ شانُکَ الدَّاعِی الی مَا صَنَعتَ ﴿یٰسَامِرِیُّ (۹۵) قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِهٖ﴾ بالیاءِ والتاءِ ای علمتُ ما لم یعلموهُ ﴿فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ﴾ تُرابِ ﴿اَثَرِ﴾ حافِرِ فرسِ ﴿الرَّسُوْلِ﴾ جبرائیل ﴿فَنَبَذْتُهَا﴾ اَلقَیتُها فی صُورَةِ العِجلِ المَصَاغِ ﴿وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ﴾ زَیَّنَتْ ﴿لِیْ نَفْسِیْ (۹۶)﴾ وَاُلقِیَ فیها انْ آخذ قَبضةً من تُرابِ ما ذکروا وُاُلقِیهَا علی مَا لا رُوحَ لَهُ یَصِیرُ لهُ روحٌ ورایتُ قومَکَ طلبُوا مِنکَ ان تَجعلَ لهُمْ اِلٰهًا فَحَدَّثَتْنِی نَفْسِی ان یکونَ ذلک العِجلُ اِلٰهَهُمْ ﴿قَالَ﴾ لهُ موسٰی ﴿فَاذْهَبْ﴾ مِن بَینِنا ﴿فَاِنَّ لَكَ فِی الْحَیٰوةِ﴾ ای مُدَّةَ حیاتِکَ ﴿اَنْ تَقُوْلَ﴾ لِمَن رَایتَهُ ﴿لَا مِسَاسَ ص﴾ ای لا تَقْرُبْنِی فکانَ یَهِیمُ فِی البَرِّیَّةِ واِذَا مَسَّ اَحَدًا او مَسَّهُ اَحدٌ حُمَّا جمیعا ﴿وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا﴾ لعذابِکَ ﴿لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ﴾ بکسرِ اللامِ ای لن تَغِیبَ عنهُ وبِفَتحِهَا ای بل تُبعَثُ الیهِ ﴿وَانْظُرْ اِلٰۤی اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ﴾ اَصلُهُ ظَلِلتَ بلامینِ اولهما مکسورةٌ وحُذِفَتْ تخفیفًا ﴿عَلَیْهِ عَاكِفًا ۚ﴾ ای مُقِیمًا تَعبُدُهُ ﴿لَنُحَرِّقَنَّهٗ﴾ بالنارِ ﴿ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا (۹۷)﴾ لَنُذرِیَنَّهُ فی هَواءِ البحرِ

وفعلَ موسٰی بعد ذِبْحِہٖ ما ذکرہٗ﴿اِنَّمَآ اِلٰـھُكُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا (۹۸)﴾تمییزٌ مُحَولٌ مِنَ الفاعِلِ ای وسِعَ عِلمُہٗ کُلَّ شَیءٍ﴿کَذٰلِکَ ﴾ای کما قَصَصْنا علیکَ ھٰذِہِ القِصَّۃَ﴿نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَآءِ ﴾اَخبارِ﴿مَا قَدْ سَبَقَ ۚ ﴾مِنَ الاُمَمِ﴿وَقَدْ اٰتَیْنٰکَ ﴾اَعْطَیْنَاکَ﴿مِنْ لَّدُنَّا ﴾مِنْ عِندِنَا﴿ذِکْرًا (۹۹)﴾قُرانًا﴿مَنْ اَعْرَضَ عَنْہُ ﴾فلَمْ یُؤمنْ بِہٖ ﴿فَاِنَّہٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وِزْرًا (۱۰۰)﴾حِملًا ثَقِیلًا مِنَ الاِثْمِ﴿خٰلِدِیْنَ فِیْہِ ؕ ﴾ای فی عَذابَ الوِزرِ﴿وَسَآءَ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حِمْلًا (۱۰۱)﴾تمییزٌ مُفسرٌ للضّمیرِ فی ساءَ وَالمَخصوصُ بِالذَّمِّ مَحذوفٌ تَقْدِیرُہٗ وِزْرُھُمْ واللّامُ لِلبَیانِ وَیُبدلُ من یوم القیمۃِ ﴿یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ﴾القَرنِ النَّفْخَۃِ الثَّانِیَۃِ﴿وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ ﴾الکٰفِرینَ﴿یَوْمَئِذٍ زُرْقًا (۱۰۲)﴾عُیُونِھِمْ مع سَوادِ وُجُوھِھِمْ﴿یَّتَخَافَتُوْنَ بَیْنَھُمْ ﴾یتسارونَ﴿اِنْ﴾ما ﴿ لَّبِثْتُمْ ﴾فی الدنیا﴿اِلَّا عَشْرًا (۱۰۳)﴾مِنَ اللیالی بِاَیامِھا﴿نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ ﴾فیہِ ذَالکَ ای لیسَ کما قالوا ﴿اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُھُمْ ﴾اَعْدِلُھُمْ﴿طَرِیْقَۃً ﴾فِیہِ﴿اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا یَوْمًا (۱۰۴)﴾

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ان سے ہارون نے کہا تھا اس سے پہلے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واپس آنے سے پہلے) کہ اے میری قوم یونہی ہے کہ تم اس کے سبب فتنے میں پڑے اور بیشک تمہارا رب مہربان ہے تو میری پیروی کرو (اس کی عبادت کرنے کے بارے میں) اور میرا حکم مانو (اس بارے میں) بولے ہم تو ضرور آسن مارے بیٹھے رہیں گے (نبرح بمعنی نزال ہے، یعنی ہم بچھڑے کی عبادت پر قائم رہیں گے) جب تک ہمارے پاس موسیٰ لوٹ کر آئیں کہا (موسیٰ علیہ السلام نے واپس آنے کے بعد) اے ہارون تمہیں کس بات نے روکا تھا جب تم نے انہیں (بچھڑے کی عبادت کرنے کے سبب) گمراہ ہوتے دیکھا کہ میرے پیچھے آتے (الا تتبعن بمعنی ان تتبعن ہے، اس میں لام زائدہ ہے) تو کیا تم نے میرا حکم نہ مانا (ان لوگوں میں ٹھہر کر جو غیر اللہ کو پوج رہے تھے) کہا (حضرت ہارون علیہ السلام نے) اے میری ماں کے بیٹے (ام ابن میں میم کو مکسور اور مفتوح دونوں طرح پڑھا گیا ہے، ہارون علیہ السلام نے اس وصف کا ذکر موسیٰ علیہ السلام کے قلب کو مائل کرنے کے لیے کیا، ابن ام سے مراد ہے اے میری ماں جائے) نہ میری داڑھی......ا...... پکڑو اور نہ میرے سر کے بال (سبب غضب وجلال آپ علیہ السلام نے ان کی داڑھی کو بائیں اور سر کے بالوں کو دائیں جانب سے پکڑ لیا تھا) مجھے ڈر ہوا کہ (اگر میں تمہاری پیروی کرتا تو لازما تو جن لوگوں نے بچھڑے کو نہیں پوجا تھا وہ میری پیروی کرتے پھر) تم کہو گے تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا (اور تم مجھ پر غضبناک ہوئے) اور تم نے میری بات کا (اس بارے میں میری رائے کا) انتظار نہ کیا (ترقب بمعنی تنتظر ہے) اب تیرا کیا حال ہے (یعنی کونسی چیز نے تجھے اس کام پر ابھارا؟) اے سامری بولا میں نے وہ دیکھا جو لوگوں نے نہ دیکھا (یعنی مجھے وہ بات معلوم ہوئی جو لوگوں کو معلوم نہ تھی، یبصروا کو یاء اور تاء دونوں کو پڑھا گیا ہے) تو ایک مٹھی بھر لی (مٹی کی) فرشتے کے (یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے) نشان سے پھر اسے ڈال دیا (ڈھالے ہوئے بچھڑے کی صورت میں، فنبذتھا بمعنی القیتھا ہے) اور

میرے دل کو یہی بھلا لگا (یعنی میرے نفس نے یہی بات میرے لیے مزین کی یعنی میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ مذکورہ مٹی کی مٹھی لیکر بے جان بچھڑے میں ڈال دوں اور یوں وہ جاندار ہو جائے اور میں نے یہ معاملہ دیکھا تھا کہ آپ علیہ السلام کی قوم نے آپ علیہ السلام سے اپنے لیے ایک خدا بنانے کا مطالبہ کیا تھا پس میرے نفس نے مجھے کہا کہ یہ بچھڑا بطور ان کے خدا ہونا چاہئے......۲......) کہا (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے) تو چلتا بن (ہمارے درمیان سے......۳......) زندگی میں (یعنی تیری زندگی کی مدت میں) تیری سزا یہ ہے کہ تو کہے (اسے جسے دیکھے) چھونہ جانا (یعنی میرے قریب مت آنا، پس ایسا ہی ہوا وہ جنگل میں بھٹکتا رہتا اور جب اسے کوئی چھو لیتا یا وہ کسی کو چھو لیتا تو دونوں کو بخار ہو جایا کرتا......۴......) اور بیشک تیرے لیے (تجھے عذاب دیئے جانے کا) وعدے کا وقت ہے جو تجھ سے خلاف نہ ہوگا (تخلفہ لام مکسور کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہوگا کہ تو اس عذاب سے چھپ نہ سکے گا اور لام مفتوحہ کے ساتھ ہو تو معنی ہوگا کہ تجھے عذاب کے لیے اٹھایا جائے گا) تو اپنے اس معبود کو دیکھ جس کے سامنے دھرنا مارے تھا (جس کی ٹھر کر عبادت کر رہا تھا، ظلت کی اصل ظللت دو لام کے ساتھ ہیں ان میں سے پہلا لام مکسور تھا جسے تخفیفا حذف کر دیا گیا تو ظلت ہو گیا یہ بمعنی دمت یعنی جس کی عبادت پر جما ہوا تھا) قسم ہے ہم ضرور اسے جلائیں گے آگ (میں) پھر ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہائیں گے (یعنی دریا میں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کو ذبح کرنے کے بعد......۵......اس سے وہی سلوک کیا جو پہلے مذکور ہوا) تمہارا معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کو اس کا علم محیط ہے (علما تمیز بن رہا ہے جو کہ فاعل سے محول ہے یعنی در حقیقت یہ فاعل ہے مطلب یہ ہے کہ وسع علمه کل شیء یعنی اس کا علم ہر چیز کو وسیع ہے) ایسا ہی (جیسا کہ ہم نے تم سے یہ قصہ بیان فرمایا ہے) ہم تمہارے سامنے اگلی (امتوں کی) خبریں بیان فرماتے ہیں (انباء بمعنی اخبار ہے) اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے ذکر (یعنی قرآن) عطا فرمایا (اتیناک بمعنی اعطیناک ہے اور من لدنا بمعنی من عندنا ہے) جو اس سے منہ پھیرے (اس پر ایمان لے کر نہ آئے) تو بیشک وہ قیامت کے دن ایک بوجھ اٹھائے گا (یعنی گناہ کا بھاری بوجھ اٹھائے گا) وہ ہمیشہ اس میں (یعنی بوجھ اٹھانے کے عذاب میں) رہیں گے اور وہ قیامت کے دن ان کے حق میں کیا ہی برا بوجھ ہوگا (حملا تمیز ہے، جو ساء میں موجود ضمیر کی تفسیر بن رہا ہے اور مخصوص بالذم محذوف ہے جو کہ وزرهم ہے اور لهم میں موجود لام بیانیہ ہے اور یوم القیامة کا بدل) جس دن صور میں (یعنی سینگ میں دوسرے نفخے کے لیے) پھونکا جائے گا اور ہم اس دن مجرموں (یعنی کافروں) کو (اٹھائیں گے) نیلی آنکھیں (ان کی آنکھیں نیلی اور چہرے سیاہ ہوں گے) آپس میں چپکے چپکے کہتے ہونگے (یتخافتون بمعنی یتسارون ہے) کہ تم نے رہے (دنیا میں) مگر دس (راتیں بمعنی دن) ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہیں گے (اس بارے میں یعنی معاملہ ایسا نہیں ہوگا جو وہ کہیں گے) جب کہ اس میں سب سے بہتر لائے والا کہے گا (امثلهم بمعنی اعدلهم اس بارے میں) تم صرف ایک ہی دن رہے تھے (آخرت میں اخری ہولنا کیوں کو دیکھ کر وہ دنیا میں رہنے کی اپنی مدت کو بہت ہی تھوڑا سمجھیں گے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد قال لهم هارون من قبل یقوم انما فتنتم به ﴾

و: عاطفہ،لام: تاکیدیہ، قال لهم: فعل وظرف لغو، هرون: ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر قول، یقوم: جملہ ندائیہ،
انما: حرف مشبہ وماکافہ، فتنتم به : جملہ مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وان ربکم الرحمن فاتبعوني واطیعوا امری﴾.

و: عاطفہ، ان ربکم: حرف مشبہ واسم، الرحمن: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحہ، اتبعونی : جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اطیعوا امری : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف " اذا کان الامر کذلک کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا لن نبرح علیه عکفین حتی یرجع الینا موسی﴾.

قالوا: قول، لن نبرح : فعل نفی ناقص بااسم، علیه : ظرف لغو مقدم، عکفین : اسم فاعل بافاعل، حتی : جار، یرجع الینا موسیٰ : جملہ فعلیہ بتقدیر" ان" مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال یهرون ما منعک اذ رایتهم ضلوO الا تتبعن﴾.

قال: قول، یهرون: ندا، ما: استفہامیہ مبتدا، منعک: فعل بافاعل ومفعول، اذ :مضاف، رایتهم : فعل بافاعل وضمیر ذوالحال، ضلوا: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ان : مصدریہ، لا تتبعن : جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿افعصیت امری Oقال یبنؤم لا تاخذ بلحیتی ولا براسی﴾.

همزہ: حرف استفہامیہ، ف: عاطفہ، عصیت امری: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، قال :قول، یبنؤم :" ای یا بن ام" ندا، لا تاخذ :فعل نہی بافاعل، بلحیتی ولا براسی :ظرف لغو، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی﴾.

انی: حرف مشبہ اسم، خشیت: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، تقول: قول، فرقت بین بنی اسرائیل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ، لم ترقب قولی : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال فما خطبک یسامری O قال بصرت بما یبصروا به﴾.

قال: قول، ف: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، خطبک: خبر، ملکر مقصود بالندا، یسامری: ندا، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قال: قول ، بصرت :فعل بافاعل، ب :جار، ما :موصولہ، لم یبصروا به: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذتها وکذلک سولت لی نفسی﴾.

ف: عاطفہ، قبضت : فعل بافاعل، قبضة: موصوف، من اثر الرسول : ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ ،نبذتها: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کذلک: ظرف "تسویلا" مصدر محذوف کے لیے صفت، ملکر مفعول معطوف مقدم، سولت لی: فعل وظرف لغو، نفسی : فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال فاذهب فان لک فی الحیوة ان تقول لا مساس﴾.

قال: قول، ف : عاطفہ، اذهب : فعل امر بافاعل، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف : عاطفہ، ان : حرف مشبہ، لام : جار، ک ضمیر ذوالحال، فی الحیوة : ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، ان : مصدریہ، تقول: قول، لا : نفی جنس، مساس : اسم، لی: ظرف مستقر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان لک موعدا لن تخلفه وانظر الی الهک الذی ظلت علیه عاکفا﴾.
و: عاطفہ، ان:حرف مشبہ، لک:ظرف مستقر خبر مقدم، موعدا:موصوف، لن تخلفه: جملہ فعلیہ صفت،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ، انظر: فعل بافاعل، الی : جار، الهک: موصوف، الذی:موصول، ظلمت:فعل ناقص بااسم، علیه عاکفا: شبہ جملہ خبر،ملکر صلہ،ملکر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر فعلیہ۔

﴿لنحرقنه ثم لننسفنه فی الیم نسفا ○ انما الهکم الله الذی لا اله الا هو وسع کل شیء علما﴾.
لام: تاکیدیہ، نحرقنه: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ،ثم: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، ننسفنه فی الیم : فعل بافاعل وظرف لغو، نسفا: مفعول معطوف ،ملکر جملہ فعلیہ، انما : حرف مشبہ وما کافہ، الهکم : مبتدا، الله: موصوف، الذین : موصول، لا اله الا هو: جملہ اسمیہ صلہ،ملکر صفت اول،وسع :فعل وضمیر ممیّز، علما : تمییز ،ملکر فاعل، کل شیء: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿کذلک نقصّ علیک من انباء ما قد سبق وقد اتینک من لدنا ذکرا﴾.
کذلک: ظرف مستقر "قصصا" مصدر محذوف کے لیے صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم، نقص علیک:فعل بافاعل وظرف لغو، من انباء ما قد سبق :جار مجرور،ظرف مستقر ''نبا'' محذوف کے لیے صفت،ملکر مفعول بہ،ملکر جملہ فعلیہ ، و:عاطفہ، قد :حقیقیہ، اتینک :فعل بافاعل ومفعول، من لدنا :ظرف مستقر حال مقدم، ذکرا:ذوالحال،مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿من اعرض عنه فانه یحمل یوم القیمة وزرا ○ خلدین فیه﴾.
من: شرطیہ مبتدا، اعرض عنه: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف :جزائیہ، انه:حرف مشبہ واسم، یحمل:فعل "هو"ضمیر ذوالحال، خلدین فیها: :شبہ جملہ حال،ملکر فاعل، یوم القیمة: ظرف، وزرا: مفعول،ملکر خبر،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل " ذکرا" کے لیے صفت واقع ہے۔

﴿وساء لهم یوم القیمة حملا﴾.
و:عاطفہ، نساء:فعل "هو"ممیّز، حملا :تمییز ،ملکر فاعل، یوم القیمة: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ خبر مقدم " وزرهم " مبتدا محذوف ملکر جملہ اسمیہ، لهم: ظرف مستقر فعل محذوف" یقال هذا الکلام "کے لیے،ملکر جملہ فعلیہ'' ای یقال لهم هذا الکلام ساء ...... الخ''۔

﴿یوم ینفخ فی الصوٰر ونحشر المجرمین یومئذ زرقا﴾.
یوم: مضاف، ینفخ فی الصور: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف ماقبل " یوم القیمة " سے بدل واقع ہے، و: عاطفہ، نحشر: فعل بافاعل، المجرمین : ذوالحال، زرقا: حال،ملکر مفعول،یومئذ:ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یتخافتون بینهم ان لبثتم الا عشرا﴾.
یتخافتون: فعل وضمیر ذوالحال، ان:نافیہ، لبثتم : فعل بافاعل، الا :اداۃ حصر، عشرا:ظرف ملکر جملہ فعلیہ ہوکر "قائلین"قول محذوف کے لیے مقولہ،ملکر حال،ملکر فاعل، بینهم: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿نحن اعلم بما یقولون اذ یقول امثلهم طریقة ان لبثتم الا یوما﴾.
نحن: مبتدا، اعلم: اسم تفضیل بافاعل، ب: جار، ما:موصولہ، یقولون : جملہ فعلیہ ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو،اذ:مضاف، یقول: فعل،امثلهم :ممیّز،طریقة:ملکر فاعل،ملکر قول، ان لبثتم الا یوما :مقولہ،ملکر مضاف الیہ،شبہ جملہ ہوکر خبر، جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

داڑھی کی شرعی حیثیت:

۱......داڑھی بڑھانا حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت مبارکہ ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "انھکوا الشوارب، واعفوا اللحی یعنی مونچھیں مٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ"۔
(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب اعفاء اللحی، برقم: ۵۸۹۳، ص ۱۰۳۶)

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: "قَصُّوْا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوْا عَثَانِيْنَكُمْ وَخَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ مونچھیں پست کرو اور داڑھیوں کو بڑھنے دو اور یہود کی مخالفت کرو"۔ (مسند احمد، مسند باقی للانصار، حدیث ابو امام الباھلی، برقم: ۲۱۷۸۰، ج ۶، ص ۳۵٤)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ داڑھی کم از کم چار انگل چھوڑنا واجب ہے اور اس سے کم رکھنا جائز نہیں، حرام ہونے میں منڈانے کی مثل ہے اگر چہ منڈانا خبیث تر ہے۔ (الفتاوی الرضویة مخرجة، ج ۲۲، ص ٦٨٩)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی مبارکہ کو پکڑ کر اپنی جانب کھینچا، معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام نے بھی داڑھی بڑھائی تھی اور یہ ہمارا خود ساختہ استدلال نہیں ہے بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ "دس چیزیں شرائع قدیمہ مستمرہ انبیائے کرام سے ہیں ان میں لبیں ترشوانا اور داڑھی بڑھانا داخل ہے"۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ، باب السواك من الفطرۃ، برقم: ۵۳، ص ۲٤)

بچھڑے کے بولنے کا سبب:

۲......اللہ عزوجل نے ان لوگوں کے بارے میں خبر دی ہے جو بنی اسرائیل میں سے بچھڑے کی پوجا کر کے گمراہ ہوئے، یہ بچھڑا سامری نے قبطیوں سے زیور عاریتاً لے کر بنایا تھا اور سامری نے ان زیورات کو ڈھال کر بچھڑے کی سی صورت دے دی، پھر اس کے مونھ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدموں سے لگی ہوئی خاک ڈال دی جس کی وجہ سے اس میں گائے کی سی آواز پیدا ہوگئی اور یہ معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میقات یعنی طور پر جانے کے بعد ہوا۔ (ابن کثیر، ج ۲، ص ۳۰۷)

بے دینوں کو نکال باہر کیا جائے:

۳......قرآن کی تعلیم قیام قیامت تک کے لیے رہنمائی کرتی ہے، اگر چہ شان نزول کچھ ہی ہو، اگر چہ کوئی خاص واقعہ رونما ہوا ہو، لیکن حاصل ہونے والا درس سب کے لیے ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری جادوگر کو اپنی قوم سے باہر نکالا کہ اگر یہ مزید ان میں رہے گا تو گمراہی پھیلائے گا۔ قال فاذھب سے ہمیں یہ درس ملا کہ بے دینوں کو مسلمانوں سے دور کیا جائے، مبادا یہ دشمنان اسلام بھولے بھالے مسلمانوں کو برباد نہ کر دیں۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "لایضلونکم ولایفتنونکم یعنی یہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں"۔ لہٰذا بے دینوں سے بچنے ہی میں عافیت ہے۔

بے دینوں کی نحوست:

۴......حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے کہہ دیا کہ اس سے رسم و راہ نہ رکھنا، نہ اس کے ساتھ خلط ملط ہونا، نہ اس کے قریب جانا اور نہ ہی اس سے کلام کرنا کہ تمہیں دشواری پہنچے گی۔ حسن کہتے ہیں کہ اللہ نے سامری کی سزا یہ رکھی کہ کوئی بھی اسے چھوتا نہیں تھا اور نہ ہی سامری کسی کو چھوتا اور اگر چھو جائے تو اسے سزا ہوتی اور یہ معاملہ قیامت تک کے لیے ہے، یہ دنیا میں اس کی سزا ہے اور ایک قول

کے مطابق اسے وسوسے میں مبتلا کر دیا گیا اور یہ اسی وقت سے شروع ہوئے جب اسے نکال باہر کیا گیا، اور قتادہ کے قول کے مطابق اس کی ذریت میں قیامت تک کے لیے یہ معاملہ رکھ دیا گیا کہ کوئی چھو جائے تو دونوں کو بخار آ جائے گا۔ ایک قول یہ ہے حضرت موسیٰ نے اسے قتل کرنا چاہا لیکن اللہ نے اجازت عطا نہ فرمائی۔
(الجامع الاحکام القرآن، الجزء:۱۶، ص ۲۱۵)

بچھڑے کی حقیقت:

۵......اس بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ وہ سونے کا بے جان مجسمہ تھا یا وہ گوشت پوست کا چلتا پھرتا جاندار بچھڑا بن گیا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ بے جان مجسمہ تھا کیونکہ یہ جائز نہیں ہے کہ ایک گمراہ شخص کے ہاتھ پر کسی خلاف عادت کام کو ظاہر کر دیا جائے۔ سامری نے اس کی بچھڑے جیسی شکل وصورت بنائی تھی اور اس مجسمہ میں سوراخ اور چھڑیاں رکھیں ان سے ہوا گزرتی تھی، اس مجسمہ میں ایک طرف سے ہوا داخل ہوتی اور دوسری طرف سے نکل جاتی اور ہوا کے گزرنے سے اس میں آواز پیدا ہوتی تھی جو بچھڑے کی سی آواز کے مشابہ تھی۔ ایک قول مفسرین کرام کا یہ بھی ہے کہ اللہ نے اس بچھڑے کو العجل کہا ہے اور العجل جاندار بچھڑے کو کہتے ہیں۔

اغراض: لا زائدۃ: یعنی تاکید یہ ہے، معنی یہ ہے کہ میری پیروی سے روکنے والے پر اللہ ﷻ کی رضا کے لئے ناراضگی کیوں ظاہر نہ کی اور نافرمانوں سے جنگ کیوں نہ کی۔

باقامتک بین من یعبد غیر اللہ یعنی غیر خدا کی عبادت سے روکنے کے معاملے میں مبالغہ کیوں نہ کیا اور انہیں انکار کیوں نہ کیا۔

المصاغ: بعض نسخوں میں المصاغ کے بجائے المصوغ ہے۔

طلبوا منک یعنی دریا پار کرا دیا جیسا کہ فرمان مقدس نشان ہے ﴿وجاوزنا ببنی اسرآئیل البحر فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لھم (الاعراف:۱۳۸)﴾۔

فکان یھیم فی البریۃ: سامری جادوگر جنگل میں وحشی درندوں کے ساتھ بھٹکتا رہتا اور موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ اسے قتل کر دیں لیکن اللہ ﷻ نے اس کے سخی ہونے کی وجہ سے حکم ممانعت فرما دیا۔

بعد ذبحہ: یعنی جب اس بچھڑے کو ذبح فرمایا تو اس سے خون بہنے لگا۔

ای کما قصصنا علیک: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ کاف صفت کا صیغہ مصدر محذوف کے لیے ہے، تقدیر عبارت یوں ہوگی: ''کقصصنا ھذا الخبر الغریب نقص علیک ......الخ''۔

ھذہ القصۃ: الف لام جنس کا ہے، ماقبل تین قصص گزرے، حضرت موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کا، بنی اسرائیل کا اور سامری جادوگر کا۔

فلم یومن بہ: یعنی جو اللہ پر ایمان لانے سے اعراض کرتے ہوئے اس کے ساتھ کفر اختیار کرے، اور کلیتاً اللہ کی وحدانیت کا انکار کرے یا بعض صفات کا انکار کرے۔

مع سواد وجوھھم: آنکھوں کا خاص طور پر ذکر اس لیے کیا کہ انسانی چہرے کے قبیح وحسن ہونے میں اس کا نمایاں کردار ہے۔

(الصاوی، ج۴، ص۸۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿وَیَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ﴾ کیفَ تکونُ یومَ القِیٰمَۃِ ﴿فَقُلْ﴾ لھم ﴿یَنْسِفُھَا رَبِّیْ نَسْفًا (۱۰۵)﴾ بِاَنْ یُفَتِّتَھَا

كـالـرَّمْلِ السَّائِلِ ثم يَطيرُها بِالريحِ ﴿فَيَذَرُهَا قَاعًا﴾ مُنْبسطًا ﴿صَفْصَفًا(۱۰۶)﴾ مُستَوِيًا ﴿لا ترىٰ فِيْهَا عِوَجًا﴾ انْخِفاضا ﴿وَّلَآ اَمْتًا(۱۰۷)﴾ اِرتِـفـاعـا ﴿يَوْمَئِذٍ﴾ اَى يومَ اذا نُسِفَتِ الجبالُ ﴿يَّتَّبِعُوْنَ﴾ اىِ الناسَ بَعدَ القِيامِ منَ القُبورِ ﴿الدَّاعِيَ﴾ اِلى المَحشَرِ بِصوتِهٖ وهو اِسرافِيلُ يَقولُ هَلِمّوا الى عَرضِ الرحمنِ ﴿لا عِوَجَ لَهٗ ط﴾ اَى لِاِتِّبَاعِهِـمْ اى لا يَـقـدِرونَ ان لّا يَتَّبِعوا ﴿وَخَشَعَتِ﴾ سَكَنَتِ ﴿الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا(۱۰۸)﴾ صَوتَ وَطيِ الْاَقدامِ في نَقلِها الى المحشرِ كَصوتِ اَخفافِ الْاِبلِ في مشيتِها ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ﴾ اَحَدًا ﴿اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَـهُ الرَّحْـمٰنُ﴾ اَنْ يَّشْفَعَ لـهُ ﴿وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا(۱۰۹)﴾ بِاَنْ يَّقولَ لا الٰهَ الا اللّٰهُ ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ﴾ مِن امورِ الْاٰخِرَةِ ﴿وَمَا خَلْفَهُمْ﴾ مِن امورِ الدنيا ﴿وَلا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا(۱۱۰)﴾ لا يَعلمُونَ ذلكَ ﴿وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ﴾ خَضَعَتْ ﴿لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ﴾ اَىِ اللّٰهِ ﴿وَقَدْ خَابَ﴾ خَسِرَ ﴿مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا(۱۱۱)﴾ شريكا ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ﴾ الطاعاتِ ﴿وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلا يَخٰفُ ظُلْمًا﴾ بِزِيادةٍ في سيِّاٰتِهٖ ﴿وَّلَا هَضْمًا(۱۱۲)﴾ بِنَقْصٍ من حَسَناتِهٖ ﴿وَكَذٰلِكَ﴾ معطوفٌ على كَذلك نقصُّ اى مَثَلَ اِنْزالِ ما ذكر ﴿اَنْزَلْنٰهُ﴾ اى القرانَ ﴿قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا﴾ كَرَّرْنا ﴿فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ﴾ الشركَ ﴿اَوْ يُحْدِثُ﴾ القرانُ لهم ﴿لَهُمْ ذِكْرًا(۱۱۳)﴾ بِهلاكِ مَنْ تَقَدَّمهم مِن الْاُمَمِ فَيَعْتَبِرونَ ﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج﴾ عَمَّا يَقولُ المُشرِكونَ ﴿وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ﴾ اَى بِقِراءتِهٖ ﴿مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ز﴾ اى يَفْرُغَ جبرائيلُ مِنْ اِبلاغِهٖ ﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا(۱۱۴)﴾ اَى بالقرانِ فكُلما اُنزِلَ عليه شيءٌ منهُ زادَ بِهٖ عِلمُهٗ ﴿وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ﴾ وَصَّيناهُ ان لا ياكُلَ مِن الشَّجرةِ ﴿مِنْ قَبْلُ﴾ اَى قبلَ اَكْلِهٖ منها ﴿فَنَسِيَ﴾ تَرَكَ عهدَنا ﴿وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا(۱۱۵)﴾ جَزما وصبرًا عما نهيناهُ عنهُ.

﴿ترجمہ﴾

اورتم سے پہاڑوں......۱......کے بارے میں پوچھتے ہیں (کہ بروزِ قیامت وہ کیسے ہوں گے) تم فرماؤ (ان لوگوں سے) انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کرکے اڑا دے گا (انہیں اڑتی خاک کی طرح ریزہ ریزہ کردے گا پھر ہواؤں کے ذریعے انہیں اڑا دے گا) کہ تو اس میں نیچا اونچا کچھ نہ دیکھے (عوجا کے معنی نیچا ہونا ہے اور امتا بلند ہونے کو کہتے ہیں) اس دن (جب پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کردیا جائے گا) وہ (لوگ قبروں سے کھڑے ہونے کے بعد اپنی آواز کے ذریعے میدان حشر کی طرف) بلانے والے کے پیچھے چلیں گے (یہ داعی، حضرت اسرافیل علیہ السلام ہونگے ......۲...... جو یوں پکار رہے ہونگے رحمٰن کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے چلو) اس میں کجی نہ ہوگی (اس داعی کی پیروی کرنے والوں کے لیے یعنی وہ اس پر قادر نہ ہونگے کہ اس داعی کی پیروی سے رک جائیں) اور سب آوازیں رحمٰن کے حضور پست ہوکر رہ جائیں گی (خشعت بمعنی سکنت ہے) تو تو نہ سنے گا مگر بہت آہستہ آواز (جو کہ میدان حشر کی طرف جانے میں قدموں کی آواز ہوگی یہ آواز اونٹوں کے چلتے وقت ان کی ٹاپوں سے نکلنے والی آواز کی طرح ہوگی......۳......) اس دن (کسی کو) شفاعت کام نہ دیگی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے......۴......(دوسروں کی شفاعت کرنے کا) اور اس کی بات پسند فرمائی (یعنی لا الٰہ الا اللّٰہ

کہنے کو پسند فرمایا) وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے (یعنی اخروی امور) اور جو کچھ ان کے پیچھے (یعنی ان کے دنیاوی امور) اور ان کا علم اسے گھیر نہیں سکتا (وہ اس کا علم نہیں رکھتے) اور سب منہ جھک جائیں گے (عنت بمعنی خضعت ہے) زندہ قائم رہنے والے (یعنی اللہ ﷻ) کے حضور اور بیشک نامراد (خسارے) میں رہا جس نے ظلم (یعنی شرک کا) بوجھ لیا اور جو کچھ نیک کام کرے (یعنی نیکیاں کرے) اور ہو مسلمان تو نہ اسے ظلم کا خوف ہوگا (آپ کی برائیوں میں اضافہ کئے جانے کا) اور نہ نقصان کا (یعنی نہ نیکیوں کی تعداد میں کمی کئے جانے کا) اور یونہی (اس کذلک کا عطف ماقبل کذلک نقص پر ہے یعنی مذکورہ فرامین کو نازل کرنے کی مثل) ہم نے اسے (یعنی قرآن پاک کو) عربی زبان میں اتارا......۵......اور اس میں بار بار ہم نے عذاب کے وعدے دیئے کہ کہیں وہ بچیں (شرک سے، صرفنا کے معنی گزرنا ہے) یا پیدا کرے (قرآن پاک) ان کے لیے کچھ سوچ (اپنے سے پچھلی امتوں کی ہلاکت میں غور و فکر کرنے سے اور تجہ کے طور پر وہ عبرت حاصل کرلیں) تو سب سے بلند ہے اللہ سچا بادشاہ (وہ مشرکوں کی باتوں سے بلند و بالا ہے) اور قرآن میں (یعنی اس کی قرائت میں) جلدی نہ کرو جب تک اس کی وحی تمہیں پوری نہ ہولے (یعنی جبرئیل علیہ السلام جب تک وحی پہنچانے سے فارغ نہ ہو جائیں) اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے (قرآن پاک کے ذریعے پس جب بھی قرآن پاک میں سے کچھ آپ پر نازل کیا اس سے آپ کے علم میں اضافہ ہوا) اور بیشک ہم نے آدم کو اس سے پہلے (یعنی ان کے درخت میں سے کھانے سے پہلے) ایک تاکیدی حکم دیا تھا (کہ اس درخت میں سے نہ کھانا، عھدنا بمعنی وصینا ہے) تو وہ بھول گیا (اور ہمارے عہد کو ترک کردیا) اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا (یعنی جس کام سے ہم نے منع فرمایا تھا اس کا قصد نہ پایا تھا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفها ربی نسفا﴾.

و: مستانفہ، یسئلونک عن الجبال: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قل: قول، ینسفها ربی: فعل و مفعول وفاعل، نسفا: مفعول مطلق، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فیذرها قاعا صفصفا O لا تری فیها عوجا ولا امتا﴾.

ف: عاطفہ، یذرها: فعل بافاعل وضمیر ذوالحال، قاعا: حال اول، صفصفا: حال ثانی، لا تری: فعل نفی بافاعل، فیها: ظرف لغو، عوجا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، امتا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر حال ثالث، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یومئذ یتبعون الداعی لا عوج له وخشعت الاصوات للرحمن فلا تسمع الا همسا﴾.

یومئذ: ظرف مقدم، یتبعون: فعل بافاعل، الداعی: ذوالحال، لا عوج له: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، خشعت الاصوات للرحمن: فعل وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، لا تسمع: فعل نفی بافاعل، الا: اداۃ حصر، همسا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن ورضی له قولا﴾.

یومئذ: ظرف مقدم: لا تنفع: فعل نفی، الشفاعة: مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، من: موصول، اذن له الرحمن: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، رضی له قولا: جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ ملکر "شفاعة" محذوف کے لیے مضاف الیہ، ملکر مستثنی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ

﴿یعلم ما بین ایدیهم وما خلفهم ولا یحیطون به علما﴾.

یعلم: فعل بافاعل، ما بین ایدیهم: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما خلفهم: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول،

ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ، لا یحیطون به علما: فعل نفی بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وعنت الوجوه للحی القیوم وقد خاب من حمل ظلما﴾.

و: عاطفہ، عنت الوجوه: فعل بافاعل، للحی: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ، قد:تحقیقیہ، خاب:فعل، من حمل ظلما: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ومن یعمل من الصلحت وهو مومن فلا یخف ظلما ولا هضما﴾.

و: عاطفہ،من: شرطیہ مبتدا، یعمل: فعل "ھو"ضمیر ذوالحال، وھو مومن: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل، من الصلحت: ظرف مستقر "اعمالا" موصوف محذوف کی صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، لایخاف ظلما ولا هضما:جملہ فعلیہ "ھو" مبتدا محذوف کے لیے خبر،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکذلک انزلنه قرانا عربیا﴾.

و: عاطفہ،کذلک:ظرف مستقر "الانزال" کے لیے صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم، انزلنه:فعل بافاعل وضمیر ذوالحال، قرانا عربیا: مرکب توصیفی حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وصرفنا فیه من الوعید لعلهم یتقون او یحدث لهم ذکرا﴾.

و: عاطفہ، صرفنا فیه: فعل بافاعل وظرف لغو، من الوعید:ظرف مستقر "وعیدا"محذوف کے لیے صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، لعلهم: حرف مشبہ واسم،یتقون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او:عاطفہ، یحدث لهم ذکرا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فتعلی الله الملک الحق ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیه وقل رب زدنی علما﴾.

ف:عاطفہ، تعلی :فعل، الله:موصوف، الملک الحق: صفتان، ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ، لا تعجل بالقران: فعل نہی بافاعل وظرف لغو، من: جار، قبل: مضاف،ان یقضی الیک وحیه :جملہ بتاویل مصدر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ، و:عاطفہ، قل :قول، رب: ندا، زدنی :فعل امر بافاعل ووقایہ وضمیر ممیز، علما:تمیز ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا،ملکر قولیہ۔

﴿ولقد عهدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجدله عزما﴾.

و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ، قد :تحقیقیہ، عهدنا:فعل وضمیر ذوالحال، من قبل:ظرف مستقر حال،ملکر فاعل، الی ادم :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ، ف:عاطفہ، نسی:فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ، لم نجد: فعل نفی بافاعل، له: ظرف لغو، عزما:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... ویسئلونک عن الجبال...... ☆حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قبیلہ ثقیف کے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن پہاڑوں کا کیا حال ہوگا،اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......فتعلی الله الملک الحق...... ☆ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام قرآن کریم لے کر نازل ہوتے تھے تو حضرت سید عالم ﷺ ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے اور جلدی کرتے تھے تاکہ خوب یاد ہوجائے،اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ آپ مشقت نہ اٹھائیں اور سورۃ قیامہ میں اللہ عزوجل نے خود ذمہ لے کر آپ کی مزید تسلی فرمادی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

پہاڑوں کے بارے میں سائنسی حقیقت:

۱......زمین کا ایک ایسا ٹکڑا جو آس پاس کے علاقوں سے بلند ہوتا ہے، پہاڑوں کے علم کو irography کہتے ہیں۔سب سے بڑے پہاڑ کا نام mount everest ہے۔۶۴فی صد ایشیا، ۲۵فی صد یورپ، ۲۲فی صد ساؤتھ امریکہ، ۱۷فی صد آسٹریلیا، ۳فی صد افریقہ کا علاقہ پہاڑوں پر مشتمل ہے۔ دنیا میں ۱۰فی صد لوگ پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ پہاڑوں سے lithospheric plates دریافت کی جاتی ہیں۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام کے کام:

۲......پکارنے والے داعی سے مراد وہ فرشتہ ہے جو صور پھونکے گا، ایک قول کے مطابق فرشتہ بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے رہ کر ندا کرے گا اور کہے گا: ''اے بوسیدہ ہڈیوں، ٹوٹے جوڑوں اور بکھرے گوشت، میرے رب کی جانب (جمع ہوکر) حساب وجزاء کے لیے حاضر ہوجاؤ۔ سننے والے داعی کی آواز سنیں گے اور عمل کریں گے، کہا جاتا ہے کہ داعی حضرت اسرافیل علیہ السلام ہونگے جو کہ اپنا ایک قدم چٹان پر رکھیں گے، ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ قول زندہ کرنے سے پہلے کیا جائے گا یا بعد میں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر داعی کی ندا سے مقصود انہیں راستہ دکھانا ہے تو ضروری ہے کہ یہ ندا زندہ کرنے کے بعد ہو اور اگر معاملہ برعکس ہے تو پھر مردوں کو ندا کرنا عبث ہے، ہاں اگر فرشتوں کے لطف ومصلحت کے لیے ندا کی جارہی ہو تو پھر بعد زندہ کرنے سے پہلے بھی ندا ہوسکتی ہے۔ (الرازی، ج۸، ص ۱۰۱)

قیامت میں آوازیں پست ہونگیں:

۳......شدت خوف کی وجہ سے آواز نہیں نکلیں گی، ھمسا کہتے ہیں ہلکی آواز کو، حضرت ابن عباس کا قول ہے: ہونٹ ہلیں لیکن آواز نہ نکلے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ لوگوں کا کلام فقط ہونٹ وزبان کے ہلنے سے ہوگا۔

اللہ عزوجل نے جس کے لیے اذن شفاعت دیا:

۴......اس مضمون میں ہم بیان کریں گے کہ اللہ نے کن کن حضرات کو شفاعت کا اذن دیا:

حضرات انبیائے کرام کو اذن شفاعت کا بیان: (۱)......حضرت نوح علیہ السلام: ﴿رب اغفرلی والوالدی ولمن دخل بیتی مومنا یعنی اے رب میری، میرے والدین کی اور جو مومنین میرے گھر میں ایمان کی حالت میں داخل ہوں ان کی مغفرت فرما(نوح:۲۸)﴾۔(۲)......حضرت ابراہیم علیہ السلام: ﴿ربنا اغفرلی والوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب اے ہمارے رب! روز محشر میری، میرے والدین اور تمام مومنوں کی مغفرت فرما(ابراھیم:۴۱)﴾۔(۳)......﴿ساستغفرلک ربی انه کان بی حفیا میں عنقریب اپنے رب سے تیری شفاعت کروں گا وہ مجھ پر مہربان ہے(مریم:۴۷)﴾۔(۴)......﴿الا قول ابراھیم لابیه لاستغفرن لک مگر ابراہیم کا قول اپنے باپ کے لیے کہ میں تیری شفاعت کروں گا(الممتحنۃ:۴)﴾۔(۵)......﴿فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فانک غفور رحیم جو میرا پیروکار ہے وہ میرا ہے اور جس نے میرے کہنے پر عمل نہیں کیا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے(ابراھیم:۳۶)﴾۔(۶)......﴿رب اغفر لی ولاخی وادخلنا فی رحمتک لے میرے رب! مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرمادے(الاعراف:۱۵۱)﴾۔(۷)......حضرت یعقوب علیہ السلام: ﴿سوف استغفر لکم ربی

انہ ھو الغفور الرحیم میں عنقریب تمہارے لیے اپنے رب سے استغفار کروں گا بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے(یوسف: ۹۸)﴾۔(۸)......حضرت یوسف علیہ السلام: ﴿لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہاری مغفرت فرمائے(یوسف: ۹۲)﴾۔(۹)......حضرت عیسی علیہ السلام: ﴿ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو، تو غالب حکمت والا ہے(المائدۃ: ۱۱۸)﴾۔

سید عالم ﷺ سے طلب شفاعت کرنے کے بارے میں آیات:(۱۰)......﴿ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللہ توابا الرحیما اگر یہ لوگ گناہ کرکے اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ کی بارگاہ میں حاضری دیں، اپنے گناہوں پر اللہ سے توبہ کریں اور آپ بھی ان کے لیے شفاعت کریں تو اللہ کو یہ لوگ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے(النساء: ٦٤)﴾۔(۱۱)......﴿واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو(محمد: ۱۹)﴾۔(۱۲)﴿فاعف عنھم واستغفرلھم ان کو معاف کردیجئے اور ان کے لئے شفاعت کیجئے(ال عمران: ۱۵۹)﴾۔

صالحین کی شفاعت مومنین کے لیے ہونا:(۱۳)......﴿ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان اے ہمارے رب! ہماری اور ہم سے پہلے گزرے ہوئے مسلمانوں کی مغفرت فرما(الحشر: ۱۰)﴾۔

فرشتوں کی شفاعت:(۱۴)......﴿الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم ویومنون بہ ویستغفرون للذین امنوا وہ فرشتے جو عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے لیے بخشش طلب کرتے ہیں(المومن: ۷)﴾۔(۱۵)......﴿یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا جس دن جبرائیل اور دیگر فرشتے صف باندھے کھڑے ہونگے اس دن اللہ کے حضور وہی بات کرسکے گا جس کو اللہ اجازت دے گا اور وہ صحیح بات کرے گا(النبا: ۳۸)﴾۔(۱٦)......﴿ولا یشفعون الا لمن ارتضی اور فرشتے اسی کی شفاعت کریں گے جس کی شفاعت پر اللہ راضی ہے(الانبیاء: ۲۸)﴾۔(۱۷)......﴿فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم اے اللہ! ان لوگوں کو معاف کر جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا(المومن: ۷)﴾۔(۱۸)......﴿ربنا وادخلھم جنات عدن التی وعدتھم ومن صلح من ابائھم وازواجھم وذریتھم انک انت العزیز الحکیم اے ہمارے رب! مسلمانوں کو ہمیشہ کی جنت میں داخل فرما جس کا تو نے اس سے وعدہ کیا ہے اور جو ان کے آباء، ازواج، اولاد میں سے صالح ہوں ان کو بھی جنت میں داخل فرما، بیشک تو غالب حکمت والا ہے(المومن: ۸)﴾۔(۱۹)......﴿وقھم السیات ومن تق السیات یومئذ فقد رحمتہ وذلک ھو الفوز العظیم اے اللہ! ان لوگوں کو گناہوں کے عذاب سے بچا اور جس شخص کو تو نے اس دن گناہوں کے عذاب سے بچالیا، اس پر تو نے رحم کیا اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے(المومن: ۹)﴾۔

کافروں کے شفاعت سے محروم ہونے کے دلائل:(۲۰)......﴿فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی(المدثر: ۴۸)﴾۔(۲۱)......﴿فھل لنا من شفعاء تو ہیں کوئی ہمارے سفارشی(الاعراف:

۵۲﴾۔(۲۲)......﴿لیس لھم من دونہ ولی ولا شفیع اللہ کے سوانہ کوئی حمایتی ہونہ سفارشی(الانعام:۵۱)﴾۔(۲۳)......﴿ما للظلمین من حمیم ولا شفیع ظالموں کے لیے کوئی دوست اور سفارشی نہیں(الغافر:۱۸)﴾۔

شفاعت کے بارے میں دس احادیث سے دلائل:

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص کے کبیرہ گناہ نہ ہوں اس کا شفاعت سے کیا تعلق ہے؟
(سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب: منه ۱۱/۷۶، ص ۷۰۵)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لیے ہوگی''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب السنة، باب: فی الشفاعة، رقم: ۴۷۳۹، ص ۸۸۷)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی کی ایک دعا قبول ہوتی ہے، پس ہر نبی نے وہ دعا جلد مانگ لی اور میں نے اس دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا کر رکھا ہوا ہے اور یہ دعا ان شاء اللہ ہر اس شخص کو حاصل ہوگی جو اس حال میں مرے گا کہ اُس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو''۔(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب: لکل نبی دعوة، رقم: ۶۳۰۴، ص ۱۰۹۶)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ قیامت کے دن آپ میرے لیے شفاعت کریں، آپ نے فرمایا: ''میں کرنے والا ہوں''، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا: ''تم سب سے پہلے مجھے صراط پر تلاش کرنا''، میں نے عرض کیا اگر آپ سے صراط پر ملاقات نہ ہوسکے، فرمایا: ''پھر تم مجھے میزان کے پاس طلب کرنا''، میں نے عرض کیا اگر میں میزان کے پاس آپ سے ملاقات نہ کرسکوں، فرمایا: ''مجھے حوض کوثر پر مل لینا کیونکہ ان تینوں مقامات سے میں تجاوز نہیں کروں گا''۔(سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب: ما جاء فی شان الصراط، رقم: ۲۴۴۱، ص ۷۰۴)

☆......حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے رب کی طرف سے میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے شفاعت کے درمیان اور اس میں اختیار دیا کہ میری نصف امت جنت میں داخل کردی جائے، تو میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا، اور یہ ہر اس شخص کو حاصل ہوگی جو اس حال میں مرا ہو کہ اس نے شرک نہ کیا ہو''۔
(سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب: ۱۲/۷۷ منه، رقم: ۲۴۴۹، ص ۷۰۶)

☆......حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عسی ان یبعثک ...... الخ ''سے مراد مقام شفاعت ہے''۔
(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة نبی اسرائیل، رقم: ۳۱۴۸، ص ۸۹۵)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہونگا اور فخر نہیں، اور میرے ہی ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور فخر نہیں، اور اس دن ہر نبی خواہ آدم ہوں یا کوئی اور سب میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے، اور میں سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا اور فخر نہیں، فرمایا: ''اس دن لوگ تین بار خوف زدہ ہونگے پھر وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے آپ ہمارے باپ آدم ہیں آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے، وہ کہیں گے میں نے ایک ظاہری گناہ کیا ہے، میں اس کی وجہ سے زمین پر اتار دیا گیا، لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، پھر لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے، پس وہ کہیں گے میں نے زمین والوں کے خلاف ایک دعا کی تھی جس کے نتیجہ میں وہ ہلاک کردیئے گئے، لیکن تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، پھر لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے بیشک میں نے تین ظاہری جھوٹ بولے تھے''، پھر رسول اللہ نے

فرمایا: ''ان میں سے ہر جھوٹ ایسا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے دین کی کسی رخصت کو حلال کیا، لیکن تم عیسی علیہ السلام کے پاس جاؤ، پھر وہ لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے بیشک میری اللہ کے سوا عبادت کی گئی ہے لیکن تم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ''۔ آپ نے فرمایا: ''پھر لوگ میرے پاس آئیں گے، پس میں ان کے ساتھ چل پڑوں گا، حضرت انس نے کہا گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں''، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں جنت کے دروازے کی کنڈی پکڑ کر کھٹکھٹاؤں گا، پس کہا جائے گا، یہ کون ہیں؟ پھر کہا جائے گا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ مجھے مرحبا کہیں گے، پھر میں سجدہ میں چلا جاؤں گا، پس اللہ مجھے حمد وثناء الہام فرمائے گا ، مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھایئے، آپ سوال کیجئے عطا کیا جائے گا، شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی، بات کیجئے سنی جائے گی، یہی وہ مقام محمود ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا: ﴿عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا عنقریب تمہیں تمہارا رب مقام محمود پر فائز کرے گا (بنی اسرائیل:۷۹)﴾ (سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب: ما جاء فی الشفاعة، رقم: ۲۴۴۲، ص ۷۰۴، بتغیر قلیل)

☆......حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار کو جنت میں داخل فرمائے گا جن سے کوئی حساب ہوگا نہ ان کو عذاب ہوگا اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور تین بار دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر جنت میں ڈال دے گا''۔ (المرجع السابق رقم: ۲۴۴۵)

☆......حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں سے بعض وہ ہیں جو ایک جماعت کے لیے شفاعت کریں گے''۔ (المرجع السابق، رقم: ۲۴۴۸)

عربی میں نزول قرآن کی حکمت:

۵......آیت مبارکہ میں قرآن کی دو صفات جس میں سے ایک اس کا عربی زبان میں ہونا ہے اور دوسری اس میں سزاؤں کا بیان ہے، عربی زبان میں اس لیے نازل ہوا کہ قوم عرب قرآن کے معانی ومطالب کو آسانی سے سمجھ سکے، اگر کسی اور زبان میں نازل ہوتا تو یہ اعتراض کرتے کہ ہماری سمجھ سے بالاتر کلام ہے، جیسا کہ نبی کو بشری لباس میں بھیجنے کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ لوگ ان کے طرز عمل کو دیکھ کر اپنا عمل تیار کرلیں۔ اور سزاؤں کا بیان اس لیے فرمایا کہ اس بیان کو سن کر اپنے گناہوں کی روک تھام کے لیے اہتمام کرسکیں اور اسلامی زندگی گزار کر ابدی نعمتوں کی حقدار ہوسکے۔

اغراض: ثم یطیرھا بالریاح: یعنی بروز قیامت پہاڑ اللہ کے حکم سے ریزہ ریزہ ہوکر چلتے نظر آئینگے، اور ان کے لئے کوئی اثر باقی نہ رہے گا۔

وھو اسرافیل: بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہوکر صور پھونکے گے اور لوگوں سے یوں عرض گزار ہونگے: ''اے بوسیدہ ہڈیوں ٹوٹے ہوئے جوڑوں، بدبودار گوشت، اللہ تم سے دوبارہ جمع ہونے کا حکم ارشاد فرماتا ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ایسا کہنے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور صور پھونکنے والے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہونگے، اور بعض اکابر نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

بان یقول لا الہ الا اللہ: بمکمل کلمہ محمد رسول اللہ کے ساتھ پڑھو، معنی یہ ہے کہ جو اسلام پر انتقال کر جائے اللہ اس سے راضی ہوتا ہے اور اسے دوسروں کی شفاعت کرنے کی اجازت مرحمت فرماتا ہے کہ وہ شفاعت کرے۔

لا یعلمون ذلک: نہ تو تفصیلی اور نہ ہی اجمالی، اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

ای مثل النزال ما ذکر: یعنی وہ آیات جو عجیب وغریب قصوں پر مشتمل ہیں۔

وصيناه ان لا يأكل من الشجرة: یعنی ہم نے متذکرہ درخت کا پھل نہ کھانے کا حتمی فیصلہ صادر فرما دیا، اور ہماری مراد ہمارے حکم تک جا پہنچی۔ (الصاوی، ج٤، ص ٨٨ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٦

﴿وَ﴾اذكر﴿اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط﴾وَهوَ ابو الجن كَان يَصْحَبُ وَيَعْبُدُ اللهَ معهُمْ﴿اَبٰى (١١٦)﴾عَنِ السُّجودِ لِاٰدَمَ قال اَنا خير منهُ﴿فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ﴾حواءَ بالمدّ﴿فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى (١١٧)﴾تَتْعبُ بالحرثِ والزَّرعِ والحصدِ والطَّحنِ والخُبزِ وغير ذلك واقْتصرَ على شَقَاهُ لِاَنَّ الرَّجُلَ يَسعٰى على زوجتِهِ﴿اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى (١١٨) وَاَنَّكَ﴾بفتحِ الهَمْزَةِ وَكَسرِهَا عَطفًا على اِسمِ اِنَّ وَجُملتِها﴿لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا﴾تَعْطِشُ﴿وَلَا تَضْحٰى (١١٩)﴾لا يَحْصِلُ لَكَ حَرُّشَمسِ الضُّحٰى لِانْتِفَاءِ الشمسِ في الجنة﴿فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ﴾اى اَلَّتِى يَخلُدُ مَن يَاكُل منها﴿وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى (١٢٠)﴾لا يَفنٰى وهو لازمُ الخُلودِ﴿فَاَكَلَا﴾آدمُ وحواءُ﴿مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا﴾اى ظَهَرَ لِكُلٍّ منهما قُبُلُهُ و قُبل الاخر ودُبرهُ وسُمِّى كُلٌّ منهما سَوْءَةً لِاَنَّ اِنكِشَافَهُ يَسوءُ صَاحِبَهُ﴿وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ﴾اَخَذَ يَلْزقَانِ﴿عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ﴾لِيَستَتِرا بِهِ﴿وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (١٢١)﴾بِالَاكلِ مِنَ الشَّجَرةِ﴿ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ﴾قَرَّبَهُ﴿فَتَابَ عَلَيْهِ﴾قَبِلَ تَوبَتِهِ﴿وَهَدٰى (١٢٢)﴾اَى هَدَاهُ الى المُداوَمَةِ على التَّوبَةِ﴿قَالَ اهْبِطَا﴾اَى ادم وحواءُ بما اشْتَمَلْتُما عليه مِنْ ذُرِّيَتِكُما﴿مِنْهَا﴾مِنَ الجنةِ﴿جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ﴾بَعضَ الذُّرِيَّةِ﴿لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج﴾مِن ظُلمِ بعضِهِم بعضًا﴿فَاِمَّا﴾فيه اِدغامُ النونِ اِنِ الشَّرطِيَةِ في ما الزَّائِدةِ﴿يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى لا فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ﴾اَى القُرانَ﴿فَلَا يَضِلُّ﴾في الدنيا﴿وَلَا يَشْقٰى (١٢٣)﴾فى الاٰخِرةِ﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ﴾اىِ القُرانِ فلم يؤمِنْ بِهِ﴿فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾بالتَّنوينِ مَصدرٌ بِمعنى ضِيقِهِ وَفُسِّرتْ في حديثٍ بعذابِ الكافِرِ في قَبرِهِ﴿وَّنَحْشُرُهٗ﴾اىِ المُعرِضَ عنِ القُرانِ﴿يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (١٢٤)﴾اَى اعمى البَصَرِ اَوِ القَلبِ﴿قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا (١٢٥)﴾فى الدنيا وَعِندَ البعثِ﴿قَالَ﴾الامرُ﴿كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ج﴾تَركْتَها ولَمْ تُؤمن بها﴿وَكَذٰلِكَ﴾مِثْلَ نِسيانِكَ آيٰتِنا﴿الْيَوْمَ تُنْسٰى (١٢٦)﴾تُتْرَكُ في النارِ﴿وَكَذٰلِكَ﴾وَمِثْلَ جَزَائِنا مَن اعْرَضَ عن القرانِ﴿نَجْزِىْ مَنْ اَسْرَفَ﴾اَشْرَكَ﴿وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ط وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ﴾مِن عَذَابِ الدنيا وَعذابِ القَبرِ﴿وَاَبْقٰى (١٢٧)﴾اَدوَمُ﴿اَفَلَمْ يَهْدِ﴾يَتَبَيَّنَ﴿لَهُمْ﴾لِكُفّارِ مكةَ﴿كَمْ﴾خبرِيَّةٌ﴿اَهْلَكْنَا﴾اَى كَثِيرا اِهلاكُنا﴿قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ﴾اَيِ الاُمَمِ المَاضِيَةِ بتكذِيبِ الرُّسُلِ﴿يَمْشُوْنَ﴾حالٌ مِن ضميرِ لهم﴿فِىْ مَسٰكِنِهِمْ ط﴾فى سَفرهِمْ الى الشامِ وغيرِهَا فَيَعْتبروا وَما ذُكِرَ مِن اَخذِ اِهلاكِ من فِعلِهِ الخالى عَن حَرفٍ مصدرِيٍ لِرِعايةِ المعنى لا مَانِعَ منهُ﴿اِنَّ فِىْ

ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ ﴿لعبرا﴾ لِّاُولِی النُّھٰی (۱۲۸) ﴿لذوی العقول﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر گئے مگر ابلیس (یہ ابوالجن تھا، فرشتوں کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ مل کر اللہ عزوجل کی عبادت کیا کرتا تھا) اس نے انکار کیا (حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے اور بولا میں آدم علیہ السلام سے زیادہ اچھا ہوں) تو ہم نے فرمایا اے آدم بیشک یہ تیرا اور تیری بی بی کا دشمن ہے (حوّا کا، لفظ حوّا مد کے ساتھ پڑھا گیا ہے) تو ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکال دے پھر تو مشقت میں پڑے......۱......(کھیتی باڑی کر کے، فصل کی کٹائی کرنے، آٹا گوندھنے، روٹیاں پکانے وغیرہ کے سبب، اللہ عزوجل نے مرد کے مشقت میں پڑنے پر اکتفاء کیا کیونکہ مرد ہی اپنی زوجہ کے لیے کسب معاش وغیرہ کی سعی کرتا ہے) تیرے لیے جنت میں یہ ہے کہ نہ تو بھوکا ہو نہ ننگا ہو اور یہ کہ (انک ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ ہے اور ہمزہ مکسورہ کی صورت میں اسکا عطف ان اور اس کے جملے پر ہوگا) تجھے نہ اس میں پیاس لگے نہ دھوپ......۲......(تظمأ بمعنی تعطش ہے یعنی تجھے سورج کی تپش نہیں لگے گی کہ سورج جنت میں موجود ہی نہیں ہوگا) تو شیطان نے اسے وسوسہ دلایا بولا اے آدم کیا میں تمہیں بتادوں ہمیشہ جینے کا پیڑ......۳......(کہ جو اس میں سے کھائے گا ہمیشہ رہے گا) اور بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے (یعنی فناء نہ ہو اور یہ خلود کا لازم ہونا ہے) تو ان دونوں نے (حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوّا نے) اس میں سے کھالیا اب ان پر ان کی شرم کی چیزیں ظاہر ہوئیں ......۴......(یعنی ان دونوں حضرات قدسیہ کے اگلے اور پچھلے مقام مخصوص ظاہر ہو گئے، ان دونوں مقامات کو سوءۃ کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کا معنی بُرا لگنا ہے، انسان کو ان مقامات کا منکشف ہونا بُرا لگتا ہے اس لیے انہیں سوءۃ کہا گیا) اور جنت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے (طفق یخصفان بمعنی اخذیلزقان ہے) اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی......۵......(درخت سے کھالینے کے باوجود) پھر اسے اس کے رب نے چن لیا (یعنی اپنا مزید قرب عطا فرمایا) تو اس پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائی (ان کی توبہ قبول فرمائی......۶......) اور راہ دکھائی (یعنی توبہ پر مداومت کی راہ دکھائی) فرمایا تم دونوں مل کر اس سے (یعنی جنت سے) اترو تم میں (یعنی تمہاری اولاد میں سے) ایک دوسرے کا دشمن ہے (یعنی تمہاری اولاد میں سے بعض بعض پر ظلم کرے گی) پھر اگر (فاما اصل میں ان ما تھا، ان شرطیہ کا ما زائدہ میں ادغام ہوا ہے) تم سب کو میری طرف سے ہدایت آئی تو جو میری ہدایت (قرآن) کا پیرو ہوا وہ نہ (دنیا میں) بہکے اور نہ (آخرت میں) بدبخت ہو اور جس نے میری یاد (یعنی قرآن سے) منہ پھیرا اس پر ایمان نہ لایا تو بیشک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے......۷......(تنگ زندگانی کی تفسیر حدیث پاک میں یہ کی گئی ہے کہ کافر کو اس کی قبر میں عذاب دیا جاتا ہے، ضنکا مُنوّن ہے بمعنی ضیقۃ اور یہ مصدر ہے) اور ہم اسے (یعنی قرآن پاک سے اعراض کرنے والے کو) قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے (یا تو وہ آنکھوں سے اندھا ہوگا یا دل سے) کہے گا اے میرے رب مجھے تو نے کیوں اندھا اٹھایا میں تو (دنیا میں اور قبر سے اٹھائے جاتے وقت) انکھیارا تھا فرمائے گا (معاملہ) یونہی ہے تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں تو نے انہیں بھلا دیا (یعنی تو نے انہیں ترک

کر دیا اور تو ان پر ایمان لے کر نہ آیا) اور ایسے ہی (تیرے ہماری آیتوں کو بھلا دینے کی مثل) آج تجھے چھوڑ دیا جائے گا (آگ میں ،تنسی بمعنی تتر ک ہے) اور اسی طرح (قرآن پاک سے اعراض کرنے والے کو دی گئی جو سزا ہم نے دی اسی کی مثل) ہم بدلہ دیتے ہیں جو حد سے بڑھے (یعنی جو شرک کرے) اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور بیشک آخرت کا عذاب اس سے سخت (دنیا اور قبر کے عذاب کے مقابلے میں) اور سب سے دیرپا ہے (ابقی بمعنی ادوم ہے) تو کیا ان پر (یعنی کفار مکہ پر) ظاہر نہ ہوا (یھد بمعنی یتبین ہے) کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر دیں (یعنی پچھلی امتوں میں سے حضرات انبیائے کرام کو جھٹلانے کے سبب، کم اھلکنا میں کم خبریہ ہے جو مفعول بن رہا ہے، کم اھلکنا کا معنی ہے ہم نے بہت سی امتوں کو ہلاک کر دیا) کہ یہ ان کے بسنے کی جگہ چلتے پھرتے ہیں (شام وغیرہ ممالک کی طرف سفر کرنے کے دوران، پس انہیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے ،یمشون ماقبل لھم ضمیر سے حال بن رہا ہے، تفسیر میں قرآن پاک میں مذکور فعل اھلکنا جو بغیر حرف مصدری کے ہے اس سے اھلاک مصدر کو اخذ کیا گیا ہے یہ معنوی رعایت کی وجہ سے ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے) بیشک اس میں نشانیاں (عبرتیں) ہیں عقل والوں کے لیے (اولی النھی عقل والوں کو کہتے ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قلنا للملئکة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس ابی﴾.

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قلنا للملئکة: قول، اسجدوا لادم: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر معطوف علیہ ،ف: عاطفہ، سجدوا: فعل وضمیر مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، ابلیس: ذوالحال، ابی: جملہ فعلیہ حال، ملکر مستثنی منقطع، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کے لیے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقلنا یادم ان ھذا عدو لک ولزوجک فلا یخرجنکما من الجنة فتشقی﴾.

ف: عاطفہ، قلنا: قول، یادم: ندا، ان ھذا: حرف مشبہ واسم، عدو: موصوف، لک: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لزوجک: معطوف، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، لا یخرجنکما: فعل نہی با فاعل ومفعول، من الجنة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: سببیہ، تشقی: جملہ فعلیہ جواب نہی واقع ہے۔

﴿ان لک الا تجوع فیھا ولا تعریO وانک لا تظمؤا فیھا ولا تضحی﴾.

ان: حرف مشبہ، لک: ظرف مستقر خبر، ان: مصدریہ، لا تجوع فیھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تعری: جملہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر معطوف علیہ، و: عاطفہ، انک: حرف مشبہ واسم، لا تظمؤا فیھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تضحی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، جملہ اسمیہ ہو کر معطوف، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فوسوس الیه الشیطن قال یادم ھل ادلک علی شجرة الخلد وملک لا یبلی﴾.

ف: عاطفہ، وسوس الیه الشیطن: فعل وظرف لغو وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، قال: قول، یادم: جملہ ندائیہ، ھل: استفہامیہ، ادلک: فعل با فاعل ومفعول، علی: جار، شجرة الخلد: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ملک: موصوف، لا یبلی: جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاکلا منھا فبدت لھما سواتھما وطفقا یخصفن علیھما من ورق الجنة وعصی آدم ربه فغوی﴾.

ف :عاطفہ،اکلا منھا: جملہ فعلیہ، ف:عاطفہ، بدت لھما سواتھما: فعل وظرف لغووفاعل،ملکر جملہ فعلیہ، و :عاطفہ، طفقا: فعل بااسم ،یخصفان علیھما : فعل بافاعل وظرف لغو،من ورق الجنۃ :ظرف مستقر" ورقا"محذوف کی صفت،ملکر مفعول،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم اجتبہ ربہ فتاب علیہ وھدی O قال اھبطا منھا جمیعا بعضکم لبعض عدو﴾.

ثم: عاطفہ،اجتبہ ربہ: فعل ومفعول وفاعل ملکر جملہ فعلیہ، ف:عاطفہ، تاب علیہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و :عاطفہ، ھدی : جملہ فعلیہ، قال:قول، اھبطا: فعل وضمیرذوالحال، جمعیا: حال،ملکرفاعل، منھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ، بعضکم: مبتدا، لبعض عدو: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فامایاتینکم منی ھدی Oفمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقی﴾.

ف:عاطفہ، ان:شرطیہ، ما: زائدہ، یاتینکم منی ھدی : فعل ومفعول وظرف لغووفاعل ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، من:شرطیہ مبتدا،اتبع ھدای: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا یضل: جملہ معطوف علیہ، و :عاطفہ، لا یشقی: معطوف،ملکر جزا،ملکر خبر،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمی﴾.

و :عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا،اعرض عن ذکری :جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان:حرف مشبہ، لہ: ظرف مستقر خبرمقدم، معیشۃ ضنکا: مرکب توصیفی اسم مؤخر،ملکر جزا،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و :مستانفہ،نحشرہ: فعل بافاعل وضمیرذوالحال، اعمی: حال،ملکر مفعول ،یوم القیمۃ: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قال رب لم حشرتنی اعمی وقد کنت بصیرا O قال کذلک اتتک ایتنا فنسیتھا﴾.

قال: قول، رب: جملہ ندائیہ، لم: جارمجرورظرف لغومقدم، حشرتنی: فعل بافاعل ووقایہ وضمیرذوالحال، اعمی :حال اول، وقد کنت بصیرا: جملہ فعلیہ حال ثانی،ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا،ملکر مقولہ جملہ قولیہ،قال: قول، کذلک:ظرف مستقر مبتدامحذوف، " الامر" کے لیے خبر،ملکر مقولہ اول، اتتک ایاتنا: فعل ومفعول وفاعل،ملکر معطوف علیہ، فنیستھا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکرمقولہ ثانی،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وکذلک الیوم تنسی O وکذلک نجزی من اسرف ولم یومن بایت ربہ﴾.

و :عاطفہ،کذلک : ظرف مستقر، " نسیانا"مصدرمحذوف کی صفت،ملکرمفعول مطلق مقدم،الیوم:ظرف مقدم، تنسی : فعل مجہول بانائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ، کذلک:ظرف مستقر " جزاء" مصدرمحذوف کی صفت،ملکرمفعول مطلق مقدم، نجزی:فعل بافاعل، من:موصولہ، اسرف:جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولم یومن بایت ربہ : جملہ معطوف،ملکرصلہ،ملکرمفعول بہ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولعذاب الاخرۃ اشد وابقیOافلم یھد لھم کم اھلکنا قبلھم من القرون یمشون فی مسکنھم﴾.

و :عاطفہ، لام:تاکیدیہ، عذاب الاخرۃ :مبتدا، اشد: معطوف علیہ، وابقی :معطوف،ملکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ، ھمزہ : حرف استفہامیہ، ف : عاطفہ، لم یھدلھم : فعل نفی وظرف لغو،کم : ممیز، من : جار، القرون :ذوالحال، یمشون فی مسکنھم : جملہ فعلیہ حال،ملکرمجرور،ملکرظرف مستقر تمییز ،ملکرمفعول مقدم، اھلکناقبلھم: فعل بافاعل وظرف ملکر جملہ فعلیہ ہوکرفاعل، لم یھد فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت لاولی النھی﴾.

ان فی ذٰلک ...... الخ :اس کی ترکیب ماقبل ملاحظہ فرمائیں۔

﴿شان نزول﴾

☆...... ومن اعرض عن ذکری...... ☆ یہ آیت اسود بن عبدالعزیٰ مخزومی کے بارے میں نازل ہوئی اور قبر کی زندگانی سے مراد قبر کا اس سختی سے دبانا ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف آجاتی ہیں اور آخرت میں تنگ زندگانی جہنم کے عذاب ہیں جہاں زقوم یعنی تھوہر اور کھولتا پانی اور جہنمیوں کے خون اور ان کے پیپ کھانے پینے کو دیئے جائیں گے اور دین میں تنگ زندگانی کا مطلب یہ ہے کہ نیکی کی راہیں تنگ ہو جائیں اور آدمی کسب حرام میں مبتلا ہو جائے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

خروج جنت باعث مشقت:

۱...... جنت کی ابدی نعمتیں، دنیا اور اسباب دنیا سے کئی گناہ بہتر ہیں لہذا جنتی نعمتوں کو چھوڑنے کا تصور ہی نہیں ہوسکتا، دنیا میں کتنا ہی انعام واکرام ہو جائے، کسب کی کچھ نہ کچھ ضرورت پڑتی ہے۔ اسی مضمون کی طرف مفسر جلال نے اشارہ کیا ہے کہ دنیا میں کسب معاش، مسائل، ضروریات، دنیاوی صدمے، کھانا پکانا، نظام ہاضمہ، خوشی وغمی کے لمحات، رشتے ناطے، طور طریقے، لین دین ،الغرض کیا کچھ باتیں ایسی نہیں جو انسان کو دکھ میں ڈال دیں، انسان کو مشقت وتکلیف میں ڈال دیں، بے زار و بے قرار کردیں، معاشی حالات بہتر ہونے کے باوجود سسکتی انسانیت کے دکھ درد دیکھ کر دل کو مضطرب کردیں، یقیناً جنت بہتر ہے۔

جنت کا گھنا سایہ:

۲...... جنت کا سایہ ایسا ہوگا کہ سورج اس سائے کو ختم نہ کرے گا اور یہ سایہ اذیت دینے والا بھی نہ ہوگا اس میں نہ گرمی ہوگی نہ سردی۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جنت میں سورج کی حرارت اذیت نہ دیگی تو پھر اسکے وصف سایہ کا کیا فائدہ؟ میں اسکا یہ جواب دونگا کہ اس آیت کے مخاطب صرف وہ لوگ ہیں جو عقل وعرفان کی دولت سے مالا مال ہیں۔ بلاد عرب کے لوگ انتہا درجے کی گرمی میں زندگی بسر کرتے تھے اور سایہ انکے نزدیک اسباب راحت اور لذت میں سے سب سے بڑا سبب تھا۔ (الخازن، ج۱، ص۳۹۱)

درخت کی نشان دھی:

۳...... علامہ ناصر الدین بیضاوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ وہ درخت جسے حضرت آدم وحوا علیہما السلام نے کھایا تھا وہ یا تو گندم کا درخت تھا یا انگور کا یا انجیر کا۔ (البیضاوی، ج ۱، ص۸۹)

ستر عورت فرض عین ھے:

۴...... قرآن مجید میں ہے کہ ﴿یبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواتکم وریشا اے آدم کی اولاد بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بھلا (الاعراف:۲۶)﴾ اس آیت مبارکہ میں ستر عورت کی اہمیت، فرضیت اور ضرورت کا مفصل بیان ہے۔ انسان اپنے اعضائے بدن کو لباس سے چھپائے خواہ مرد ہو کہ عورت یہ سب کے لئے ضروری ہے۔ انسان اور جانور میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ جانوروں میں

لباس نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی اور انسان کو اللہ ﷻ نے لباس سے زینت دی ہے کہ وہ اپنے ستر کو لباس کے ذریعے چھپائے ،اور اسی لباس کے ذریعے مناسب طور پر زینت بھی کرے۔ ہم نے مناسب طور پر اس لئے کہا کہ جو حدود و قیود شریعت نے ہمارے لئے متعین کی ہیں ان کا پاس رکھنے ہی میں ہماری بھلائی ہے۔ آج کے پُرفتن دور میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ لباس تنگ سے تنگ تر ہوتا جا رہا ہے۔ مرد ہوں یا عورتیں سب کے سب تنگ لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں الاماشاء اللہ۔ ایک دور تھا کہ لباس سے بھی مرد و عورت کی تمیز ہوتی تھی، مگر آجکل کے دور میں یہ تمیز بھی جاتی رہی اور مَردوں نے عورتوں کے اور عورتوں نے مَردوں کے لباس پہننے شروع کر دیئے ہیں۔ کل تک مرد پینٹ شرٹ پہن کر اغیار کی سنت پر عمل کر کے اتراتا تھا آج عورتوں نے بھی چونکہ مَردوں کے شانہ بشانہ چلنا ہے پینٹ اور شرٹ پہننا شروع کر دیا ہے۔ جب جسم پر ظاہری لباس ہی مکمل نہ ہو تو پھر لباس تقوی کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ اور عورتوں نے تو لفظ عورت کے معنی ہی پر غور نہ کیا کہ عورت کے معنی ہی چھپانے کی چیز ہے چنانچہ شہنشاہ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''عورت چھپانے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے''۔

تقوی اور پرہیزگاری کا لباس ایسا لباس ہے کہ جو انسان اسے زیب تن کر لیتا ہے وہ ہمیشہ کامیاب و کامران رہتا ہے اور یہی قرآن وسنت اور بزرگان دین کی سیرت سے مستفاد ہوتا ہے۔ چنانچہ ام المؤمنین بی بی سَودَہ نے فرض حج ادا فرما لیا تھا جب ان سے نفلی حج کے بارے میں کہا گیا تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ ''میں فرض حج کر چکی ہوں میرے رب ﷻ نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم دیا ہے قسم خدا کی! اب میرے بجائے میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا'' راوی فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! اس کے بعد زندگی کے آخری سانس تک آپ گھر سے باہر نہ نکلیں۔ (الجامع الترمذی کتاب الرضاع عن ،رقم:۱۱۷۶، ص۳۵۸)

حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کا معنی:

۵......علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ '' وعصی آدم ربه فغوی میں غوی کا معنی ہے ان کی زندگی کا عیش وآرام جاتا رہا اور ان کی زندگی خراب ہوگئی، غی کا ایک معنی ضلالت اور گمراہی ہوتا ہے اور دوسرا معنی فساد ہوتا ہے اور یہاں پر یہی معنی مراد ہے، نقاش، قشیری ،اور استاذ ابو جعفر نے بھی یہی مراد لیاہ۔ یعنی جب وہ جنت سے باہر آ گئے تو جنت کے عیش وآرام کے بجائے محنت ومشقت کی زندگی گزاری اور مشقت میں پڑ گئے۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱۶، ص۲۲۸)

جہاں تک یہ بات ہے کہ حضرات انبیائے کرام سے گناہ ہوتا ہے یا نہیں تو اس بارے میں کئی مقامات پر بحث ہو چکی ہے کہ حضرات انبیائے کرام کبیرہ وصغیرہ سے پاک ہوتے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام سے اجتہادی خطا لاحق ہوئی جس سے آپ کی ذات پاک مقدسہ پر کوئی تہمت لازم نہیں آتی کیونکہ ابلیس نے آپ کے سامنے قسم اٹھائی تھی اور یہی سب سے پہلے اللہ کے بارے میں جھوٹی قسم کھانے والا تھا لہذا بتقاضائے بشریت حضرت آدم علیہ السلام جان ہی نہ پائے کہ کوئی اللہ کے بارے میں بھی جھوٹی قسم کھا سکتا ہے۔ علامہ آلوسی نے شرح المقاصد کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ فعل نبوت سے پہلے صادر ہوا اور اس کا صدور سہو وتامل سے ہوا اور اس کے باوجود ان کی گرفت ہونے ان کے بلند مقام کی وجہ سے ہے کیونکہ نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کے نزدیک گناہ ہوتی ہیں۔

مودودی کہتے ہیں کہ یہاں اس بشری کمزوری کی حقیقت کو سمجھ لینا چاہیے جو آدم علیہ السلام سے ہوئی، بس ایک فوری جذبہ نے جو شیطانی تحریص کے زیر اثر ابھر آیا تھا، ان پر ذہول طاری کر دیا اور ضبط نفس کی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی وہ طاعت کے مقام بلند سے

معصیت کی پستی میں جاگرے، یہی وہ بھول اور فقدانِ عزم ہے جس کا ذکر قصہ کے آغاز میں کیا گیا تھا۔ اسی چیز کا نتیجہ وہ نافرمانی اور بھٹک ہے جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ (العیاذ باللہ لاحول ولاقوۃ، آمین)۔ (تفہیم القرآن، ج۳، ص ۳۳)

قبول توبہ کے مبارک کلمات:

٦.....امام خازن حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی آہ وزاری اور اشک باری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے زمین پر تشریف لانے کے بعد تین سو برس تک حیاء سے آسمان کیطرف سر نہ اٹھایا۔ ایک قول کے مطابق اس کا سبب تین اشیاء تھیں: حیاء، دعاء اور بکاء یعنی رونا۔

☆.....حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا آدم وحوا جنتی نعمتوں کے فوت ہو جانے پر دوسو برس تک روتے رہے اور چالیس دن تک انہوں نے نہ کچھ کھایا اور نہ ہی پیا۔ ایک قول کے مطابق اگر روئے زمین کے تمام افراد کے آنسو جمع کیے جائیں تو پھر بھی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے اپنی لغزش پر بہائے جانے والے آنسو زیادہ تھے اور اگر حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام اور ساری زمین والوں کے آنسو جمع کیے جائیں تو پھر بھی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے وہ آنسو زیادہ ہوں گے جو آپ نے جنت سے جدائی پر بہائے تھے۔ (الخازن، ج ۱، ص ۳۹)

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے جن کلمات سے دعا مانگی اس بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی مشہور قول یہ ہے کہ وہ کلمات یہ ہیں ﴿ربنا ظلمنا ...... الخ﴾ جبکہ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کلمات یہ ہیں: "سبحانک اللھم و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جدک لا الہ الا انت ظلمت نفسی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت" اور ایک قول کے مطابق حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے پایۂ عرش پر ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ﴾ لکھا ہوا دیکھا تھا لہذا اس کلمے کے وسیلہ سے دعا مانگنے کے سبب آپ علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ (روح المعانی، الجزء الاول، ص ۳۲۱)

تنگ زندگانی کن کے لیے ہے؟

ے.....مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ تنگ زندگانی کافروں کے لیے ہے، دنیا میں ان کے لئے حرام روزی کہ یہی حرام روزی ہے جسے اللہ نے تنگ زندگانی سے تعبیر ہے، ایک قول کے مطابق جہنم میں آگ کا عذاب، زقوم کے درخت سے مہمان نوازی ہونا تنگ زندگانی کی تفسیر ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے لئے اللہ نے حرام میں وسعت پیدا کردی یہی ان کے لیے تنگ زندگانی ہے۔ نافرمانی اور خبیث ذرائع سے حاصل ہونے والا رزق بھی تنگ زندگانی میں شمار کیا گیا ہے اور اس مقام پر شارحین نے مسلمان وکافر کی صراحت نہیں فرمائی۔ حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق ہر وہ رزق جو بندے کو دیا جاتا ہے جس میں اس کے لئے خیر نہ ہو (یعنی ناجائز ذرائع سے حاصل ہونے والا رزق) تنگ زندگانی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری کے قول کے مطابق تنگ زندگانی سے مراد عذاب قبر ہے۔ (جامع البیان، الجزء ١٦، ص ۲۹۳ وغیرہ)

اغراض: غوی: کا معنی ہے کہ اپنے مطلوب یعنی خلود کو نہ پاسکے اور اس کو حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوئے، اور یہ بات اچھی طرح سے جان لو کہ حضرت آدم علیہ السلام پر عاصی کا اطلاق کرنا جائز نہیں کیونکہ عاصی وہ ہوتا ہے جو فعل معصیت عادتاً کرے جیسا کہ کوئی شخص اپنا کپڑا سیئے تو کہا جاتا ہے خاط ثوبہ یعنی اس نے اپنا کپڑا سیئا اور اسے خیاط نہیں کہا جاتا یہاں تک کہ اس کی عادت نہ ہو جائے۔

کم خبریۃ: کے بعد جو فعل آتا ہے اس سے پہلے حرف مصدری ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس فعل کو مصدر کے معنی میں لینا درست ہوتا ہے مگر یہاں پر اھلکنا سے پہلے کوئی حرف مصدری نہیں ہے کیونکہ فعل مذکور کو حرف مصدری کے علاوہ معنی کی رعایت کی وجہ سے مصدر کے معنی میں لینا جائز ہے یعنی معنی کو درست کرنے کے لیے فعل کو مصدر کے معنی میں لینا جائز ہے۔

الی المداوۃ علی التوبۃ یعنی توبہ استمرار کرنا مراد ہے۔

بالاکل من الشجرۃ: ماقبل گزر چکا کہ مراد گندم یا انجیر یا اس کے علاوہ کوئی درخت ہے۔

من ظلم بعضھم بعضا : ایک دوسرے پر ظلم کرتے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: ''اے اللہ تو میری امت پر سوائے ان کے کسی اور کو مسلط نہ کرنا تو اللہ نے میری یہ دعا قبول فرمائی''۔

ای القرآن: ھدایت کی تفسیر قرآن سے کی ہے، کیونکہ دونوں مواقع پر قرآن کی تفسیر ھدایت سے کرنے میں نقص وارد ہوتا ہے اس لئے کہ خطاب حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت سے ہے اور اس سے ملنے والی ھدایت ونصیحت عام ہے چہ جائے کہ قرآن سے یا دیگر کتب سماوی سے حاصل ہو، پس مناسب ہے کہ ھدای کی تفسیر کتاب یا رسول سے کی جائے۔

بعذاب الکافر فی قبرہ: وارد ہوا ہے کہ مردے کی قبر میں پسلیاں ایک دوسرے میں مل جاتی ہیں، اور قیامت تک یہ عذاب نہ ٹلے گا، اور تنگ زندگانی سے مراد دنیا کی زندگانی میں اللہ کا غضب ہے، المختصر۔ (الصاوی، ج٤، ص٩٠ وغیرہ)

رکوع نمبر:١٧

﴿وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ﴾ بتاخیرِ العذابِ عنھم الی الآخرۃِ ﴿لَكَانَ﴾ الاھلاکُ ﴿لِزَامًا﴾ لازما لھم فی الدنیا ﴿وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى (١٢٩)﴾ مَضروبٌ لہٗ معطوفٌ علی الضمیرِ المُستترِ فی کانَ وقامَ الفصلُ بخبرِھا مقامَ التاکیدِ ﴿فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ﴾ منسوخٌ بآیۃِ القتالِ ﴿وَسَبِّحْ﴾ صلِّ ﴿بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ حالٌ ای مُتلَبِّسا بہٖ ﴿قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ﴾ صلوۃَ الصبحِ ﴿وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ﴾ صلوۃَ العصرِ ﴿وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ﴾ ساعَاتِہٖ ﴿فَسَبِّحْ﴾ صَلِّ المَغرِبَ والعِشاءَ ﴿وَاَطْرَافَ النَّهَارِ﴾ عطفٌ علی محل آناء المنصوبُ ای صَلِّ الظھرِ لان وقتھا یَدخُلُ بزوالِ الشمسِ فھو طرفُ النِّصفِ الاوّلِ وطرفُ النصفُ الثّانی ﴿لَعَلَّكَ تَرْضٰى (١٣٠)﴾ بِما تُعطٰی مِنَ الثوابِ ﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا﴾ اَصنافًا ﴿مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ﴾ زِینَتَھا وبَھْجَتَھا ﴿لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ﴾ بِاَن یَطْغَوا ﴿وَرِزْقُ رَبِّكَ﴾ فی الجنۃِ ﴿خَيْرٌ﴾ مما اوتوہُ فی الدنیا ﴿وَّاَبْقٰى (١٣١)﴾ ادوم ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ﴾ اِصبر ﴿عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْئَلُكَ﴾ نُکَلِّفُکَ ﴿رِزْقًا ؕ﴾ لِنفسِکَ ولَا غیرکَ ﴿نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ﴾ الجنۃُ ﴿لِلتَّقْوٰى (١٣٢)﴾ لِاَھلِھا ﴿وَقَالُوْا﴾ ای المُشرِکونَ ﴿لَوْلَا﴾ ھلَّا ﴿يَاْتِيْنَا﴾ محمدٌ ﴿بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ﴾ مِمَّا یَقْتَرِحونَہٗ ﴿اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ﴾ بالتاءِ والیاءِ ﴿بَيِّنَةُ﴾ بَیانُ ﴿مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى (١٣٣)﴾ الْمُشْتَمِلُ علیہِ القرآنُ من اَنبَاءِ الْاُمَمِ الماضِیَۃِ وَاِھلاکِھِمْ بِتکذیبِ الرُّسُلِ ﴿وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ﴾ قَبلَ محمدٍ الرَّسولِ ﴿لَقَالُوْا﴾ یَومَ القِیٰمَۃِ ﴿رَبَّنَا لَوْلَآ﴾ ھَلَّا ﴿اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ﴾ المُرسِلَ بِھا ﴿مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ﴾ فی القِیٰمَۃِ

﴿وَنَخْزٰی(۱۳۴)﴾ فِی جَهَنَّمَ ﴿قُلْ﴾ لهم ﴿كُلٌّ﴾ منا ومنكم ﴿مُّتَرَبِّصٌ﴾ منتظر ما يؤول اليه الامر ﴿فَتَرَبَّصُوا ۚ فَسَتَعْلَمُونَ﴾ فی القيمة ﴿مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ﴾ الطريق ﴿السَّوِيِّ﴾ المستقيم ﴿وَمَنِ اهْتَدٰی(۱۳۵)﴾ من الضلالة انحن ام انتم.

﴿ترجمہ﴾

اور اگر تمہارے رب کی ایک بات نہ گزر چکی ہوتی (کفار سے عذاب کو آخرت تک موخر کرنے کی) تو ضرور وہ (یعنی ان کا ہلاک کیا جانا) انہیں لپٹ جاتا (یعنی دنیا ہی میں ان کے لیے لازم ہو جاتا) اور ایک وعدہ ٹھہرایا ہوا (یعنی مقرر کیا ہوا، اجل مسمی کا عطف کان کی ضمیر مستقر پر ہے، کان کی خبر سے فصل کیا جانا یہ تاکید کے قائم مقام ہے) تو ان کی باتوں پر صبر کرو (یہ حکم آیت قتال سے منسوخ ہے) اور اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو......(یعنی اپنے رب کی حمد کے ساتھ نماز پڑھا کرو) سورج چمکنے سے پہلے (صبح کی نماز) اور اس ڈوبنے سے پہلے (عصر کی نماز) اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو (یعنی نماز مغرب وعشاء پڑھو، اناء اللیل رات میں نماز پڑھنے کو کہتے ہیں) اور دن کے کناروں پر (یعنی دن کے کناروں پر ظہر کی نماز پڑھو کیونکہ ظہر کا وقت سورج کے زائل ہونے کے ساتھ تو شروع ہوتا ہے پس یہ وقت دن کے نصف اول اور نصف ثانی دونوں کا کنارہ ہے، اطراف النهار کا عطف اناء کے محل پر ہے جو کہ منصوب ہے) اس امید پر کہ تم راضی ہو (اس ثواب سے جو تمہیں عطا کیا جائے گا) اور اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اس کی طرف ہم نے کافروں کی قسموں کو برتنے کے لیے دی ہے (ازواجا بمعنی اصنافا ہے) دنیاوی زندگی کی تازگی (یعنی دنیاوی زندگی کی زینت اور تروتازگی) کہ ہم نے انہیں اس کے سبب فتنے میں ڈالیں (یوں کہ وہ سرکشی اختیار کریں) اور تیرے رب کا رزق (جو جنت میں ہوگا) اچھا ہے اس (رزق سے جو انہیں دنیا میں دیا گیا ہے) اور سب سے دیرپا (ابقی بمعنی ادوم ہے) اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ (واصطبر بمعنی اصبر ہے) کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے (یعنی ہم نے تجھے تیرے غیر کے رزق کا مکلف نہیں کیا ہے) ہم تجھے روزی دینگے اور عاقبت (جنت) پرہیزگاری کے لیے (یعنی پرہیزگاروں کے لیے ہے) اور وہ (مشرکین) بولے ہرگز اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی لیکر نہیں آئیں گے وہ (محمد ﷺ ہماری مطلوبہ نشانی) اور کیا انہیں اس کا بیان نہ آیا جو اگلے صحیفوں میں ہے (جس پر قرآن بھی مشتمل ہے یعنی پچھلی امتوں کی خبریں اور رسولوں کو جھٹلانے کے سبب انہیں ہلاک کیے جانے کے واقعات، یاتهم کو یاء اور تاء دونوں علامات مضارع کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور بينة بمعنی بیان ہے) اور اگر ہم انہیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے ہیں ان سے پہلے (یعنی محمد ﷺ سے پہلے) تو ضرور کہتے (بروز قیامت) اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجا (لولا بمعنی هلا ہے) کہ ہم تیری (بھیجی گئی) آیتوں پر چلتے قبل اس کے (قیامت میں) ذلیل اور (جہنم میں) رسوا ہوتے تم فرماؤ (ان لوگوں سے) سب (ہم میں سے اور تم میں سے سب کے سب) راہ دیکھ رہے ہیں (یعنی سب معاملہ کے انجام پر پہنچنے کے منتظر ہیں) تو تم بھی راہ دیکھو تو اب (قیامت میں) جان جاؤ گے کہ کون ہیں سیدھی راہ والے (الصراط راستے اور السوی سیدھے کو کہتے ہیں) اور کون ہیں ہدایت پر (گمراہی سے بچ کر، ہم ہیں یا تم)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولولا كلمة سبقت من ربک لکان لزاما واجل مسمی﴾

و: عاطفہ، لولا: حرف شرط، کلمة: موصوف، سبقت من ربک: جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف علیہ، واجل مسمی: معطوف،

ملکر خبر محذوف " موجود" کے لیے مبتدا،ملکر شرط، لام:تاکیدیہ، کان لزاما:جملہ فعلیہ جواب لولا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاصبر علی ما یقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبها ومن اناءی الیل﴾

ف: فصیحہ، اصبر:فعل امر بافاعل، علی ما یقولون : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و:عاطفہ، سبح : فعل امر وضمیر ذوالحال، بحمد ربک:ظرف مستقر حال،ملکر فاعل، قبل طلوع الشمس :معطوف علیہ، وقبل غروبها : معطوف اول، و:عاطفہ، من اناءی الیل :ظرف مستقر "لیلا" محذوف کی صفت،ملکر معطوف ثانی،ملکر ظرف،ملکر معطوف،ملکر شرط محذوف " اذا کان الامر کذلک " کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فسبح واطراف النهار لعلک ترضی﴾۔

ف: فصیحہ، سبح : فعل امر وضمیر ذوالحال، و:حالیہ،اطراف النهار: ظرف متعلق بمحذوف حال اول، لعلک ترضی :جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تمدن عینیک الی ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحیوة الدنیا لنفتنهم فیه﴾۔

و:عاطفہ، لا تمدن :فعل نہی بافاعل، عینیک :مفعول، الی:جار، ما:موصولہ، متعنا به: فعل بافاعل وظرف لغواول ،ازواجا: موصوف، منهم : ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول اول، زهرة الحیوة الدنیا:مفعول ثانی، لام :جار، نفتنهم فیه : جملہ فعلیہ بتقدیر "ان "مجرور،ملکر ظرف لغوثانی، ملکر صلہ،ملکر مجرور،ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ورزق ربک خیر وابقی O وامر اهلک بالصلوة واصطبر علیها﴾

و:مستانفہ،رزق ربک :مبتدا، خیر :معطوف علیہ، و:عاطفہ، ابقی :معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،و:مستانفہ، امر: فعل امر بافاعل، اهلک :مفعول، بالصلوة :ظرف لغوملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و:عاطفہ، اصطبر علیها: فعل امر بافاعل ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا نسئلک رزقا نحن نرزقک والعاقبة للتقوی﴾۔

لانسئلک:فعل نفی بافاعل ومفعول اول، رزقا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، نحن : مبتدا، نرزقک :جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،و: مستانفہ، العاقبة: مبتدا، للتقوی: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وقالوا لا یاتینا بایة من ربه﴾۔

و:عاطفہ، قالوا:قول، لولا:حرف تحضیض، یاتینا:فعل بافاعل ومفعول،ب: جار، ایة: موصوف، من ربه: ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اولم تاتهم بینة ما فی الصحف الاولی﴾۔

همزه: حرف استفہام، و:عاطفہ معطوف علی محذوف " الم تاتهم البینات......"، لم تاتهم : فعل نفی ومفعول، بینة:مضاف، ما فی الصحف الاولی : موصول صلہ ملکر مضاف الیہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو انا اهلکنهم بعذاب من قبله لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا﴾۔

و:عاطفہ، لو:شرطیہ، انا:حرف مشبہ واسم، اهلکنهم : فعل بافاعل ومفعول، ب:جار، عذاب:موصوف، من قبله: ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر خبر،ملکر " ثبت" فعل محذوف کا فاعل،ملکر شرط، لام:تاکیدیہ،قالوا: قول، ربنا : جملہ ندائیہ، لولا : حرف تحضیض، ارسلت الینا رسولا: جملہ فعلیہ مقصود بالندا ،ملکر مقولہ،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فنتبع ایتک من قبل ان نذل ونخزی﴾.

ف:سببیہ، نتبع ایتک: فعل بافاعل ومفعول، من: جار، قبل: مضاف، ان:مصدریہ، نذل: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نخزی: معطوف، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جواب تحضیض واقع ہے۔

﴿قل کل متربص فتربصوا﴾.

قل: قول، کل:مبتدا، متربص: خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف:فصیحہ، تربصوا: فعل امر بافاعل، ملکر شرط محذوف " اذا کان الامر کذلک "کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فستعلمون من اصحب الصراط السوی ومن اهتدی﴾.

ف: مستانفہ، ستعلمون: فعل بافاعل، من: استفہامیہ مبتدا، اصحب الصراط السوی: خبر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من: استفہامیہ مبتدا، اهتدی: جملہ فعلیہ خبر، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نماز کے اجمالی بیان سے حجت حدیث تک!

۱......قرآن میں کہیں یہ بیان نہیں ملے گا کہ اقیموا الصلوۃ الخمسۃ یعنی پانچ نمازیں ادا کرو، ہاں اجمالا کئی مواقع ایسے ہیں کہ اللہ نے اپنے حبیب سے نمازوں کی ادائیگی کا بیان کیا ہے۔اگر حدیث کی ضرورت نہیں تو پھر ان نمازوں کی مزید ترتیب وارکان وادائیگی کا بیان کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔خیر جولوگ فقط قرآن کو حجت مانتے ہیں اور در پردہ حدیث کا انکار کرتے ہیں کہ ان سے پانچ نمازوں کے وجوب وادا کے بارے میں بیان مطلوب ہے۔ثابت کریں کہ قرآن میں کہاں ایسا بیان پایا جاتا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر خوامخواہ کی ضد دین کے معاملے میں اچھی نہیں۔

اغراض:منسوخ بایۃ القتال: آیت" فاصبر علی ما یقولون" آیت قتال سے منسوخ ہے، یہاں مقصود یہ ہے کہ قتال میں جلدی کرنے سے صبر کرنا مراد ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ آیت محکم ہے، اسی سے یہ سبق ملتا ہے کہ اذیت کے وقت میں صبر کا مظاہرہ کرو۔
صبل: تسبیح وتحمید کے مجموعے کو صلوۃ کا نام دیا گیا، اور صلوۃ سے مقصود یہ ہے کہ اللہ ﷻ کی ذات کو تمام نقص سے پاک بیان کرنا، معنی یہ ہے کہ پانچ نمازوں کے ذریعے اللہ ﷻ کی بارگاہ میں مشغول دعا ہو، اور وجوب امر کو تسبیح وتحمید پر مشتمل نماز کے امر پر محمول کردیا۔
بان یطغوا: باء سببیہ ہے، سرکشی کے سبب فتنے میں ڈالنا مراد ہے۔مما یفترونہ: بمعنی یطلبونہ ہے، جیسا کہ اللہ کا فرمان گزرا﴿وقالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا(بنی اسرائیل:۹۰)﴾۔ (الصاوی، ج٤، ص ۹۳ وغیرہ)

ایک اهم بات

اصل ماخذ کی جانب رجوع ضروری هے

میں (علامہ شامی) کہتا ہوں بسا اوقات ایک قول کی نقل پر متاخرین کی بیس کتب متفق ہوتی ہیں حالانکہ وہ قول مبنی بر خطا ہوتا ہے پہلے ناقل سے خطا ہو جاتی ہے، اس کے بعد آنے والے حضرات اس قول کو انہی کے حوالے سے نقل کر دیتے ہیں اور اس طرح یہ قول ایک سے دوسرے کی طرف نقل ہوتا رہتا ہے جیسا کہ بعض ان مسائل میں یہ معاملہ پیش آیا جن کی تعلیق شرعا درست ہے اور جن کو شرط پر معلق کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ اس پر ابن نجیم نے بحر الرائق میں تنبیہ فرمائی ہے۔(البحر الرائق، کتاب البیع، باب المتفرقات، ج٦، ص ٢٧٠)۔

سورة الانبياء مكية وهى مائة و احدى و اثنتا عشرة آية

(سورہ انبیاء مکی ہے، اس میں ایک سو گیارہ یا بارہ آیتیں ہیں)

تعارف

اس سورہ میں سات رکوع، ۱۱۸۶ کلمے، ۴۸۹۰ حروف ہیں، کفر وشرک کی گھٹائیں جہاں بھی چھا جائیں، انسان پستی کا شکار ہوتا جاتا ہے اس لئے ابتدا میں ان کی اس فکری افلاس وذہنی بے راہ روی کا ازالہ کرنے کی کوشش فرمائی گئی تا کہ جن قوموں نے یہ روش اختیار کی تھی ان کے دردناک انجام کی داستان ان کے کھنڈرات کے شکستہ در و دیوار جان لی جائے، ان کے تذکرے سے سمجھ لی جائے، ان کے حالات کو جان کر اپنے رگ و پے میں بسا لی جائے۔ فرشتوں کے متعلق غلط نظریات کا سد باب کر دیا اور توحید کے دلائل واضح فرما دیئے، مزید یہ کہ توحید، آخرت اور نبوت سے متعلق دشمنان اسلام کے جو باطل نظریات تھے انہیں بھی دور کر دیا گیا اور ان کی بڑے حکیمانہ انداز میں تردید کر دی گئی۔ اس کے بعد چند جلیل القدر انبیائے کرام اور اولوالعزم رسولوں کی سیرتیں بیان فرمائیں تا کہ راہ نورد منزل تسلیم ورضا اگر کسی مشکل سے دوچار ہو تو حوصلہ ہار نہ دے، شکستہ پا ہو کر بیٹھ نہ جائے بلکہ پاکیزہ ہستیوں کی سیرت کو دیکھتے ہوئے سفر آخرت کی جانب بڑھتا رہے۔ مزید یہ بھی بیان کر دیا گیا کہ جو نیکی کے راستے پر گامزن ہوگا وہ یقیناً راہ کامیابی پائے گا اور جو دوسری طرف نکل جائے گا وہ خائب وخاسر رہے گا۔ کافروں کے لئے جہنم کے ایندھن کا وعدہ جہاں دیگر سورتوں میں جا بجا ملتا ہے تو ہیں اس سورہ میں بھی یہی بات نظر آتی ہے اور ساتھ ہی مومنین کو جنت کی بشارتیں بھی دی گئی ہیں۔

رکوع نمبر: ۱

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اِقْتَرَبَ ﴾قَرُبَ﴿لِلنَّاسِ ﴾اَهْلِ مكة مُنكرِى البَعثِ﴿حِسَابُهُمْ ﴾يومُ القِيمَةِ﴿وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ ﴾عَنهُ﴿مُّعْرِضُوْنَ(۱) ﴾عنِ التَّاهبِ لهُ بالايمانِ﴿مَا يَاْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ ﴾شيئا فَشَيئا اى لفظُ قُرانٍ ﴿اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ (۲) ﴾يَسْتَهزِءُ ونَ﴿ لَاهِيَةً ﴾غَافِلَةً﴿قُلُوْبُهُمْ ط ﴾عَن مَعناهُ﴿وَاَسَرُّوا النَّجْوَى صلے ق ﴾اَيِ الكَلامِ﴿الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا صلے ق ﴾بَدلٌ مِن واوِ واَسرُّوا النَّجوىٰ﴿هَلْ هٰذَآ ﴾اى مُحمدٌ﴿اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ج ﴾فَما يَاتِى بِهِ سِحرٌ﴿اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ ﴾تَتَّبِعُونَهُ﴿وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ(۳) ﴾تَعلَمونَ اَنَّهُ سِحرٌ﴿قٰلَ ﴾لهم﴿رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ ﴾كائِنًا﴿فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ز وَهُوَ السَّمِيْعُ ﴾لِمَا اَسَرُّوهُ﴿الْعَلِيْمُ(۴) ﴾بِهِ﴿بَلْ ﴾لِلاِنتِقَالِ مِنْ غَرَضٍ اِلَى آخر فى المَواضِعِ الثَّلاثَةِ﴿قَالُوْآ ﴾فِيما اَتى بِهِ مِنَ القُرآنِ هُوَ﴿ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ م ﴾اَخلاطٌ رآها فى النَّومِ﴿بَلِ افْتَرٰهُ ﴾اِختَلَقَهُ﴿بَلْ هُوَ شَاعِرٌ صلے ج ﴾فَما اَتى بِهِ شِعرٌ﴿فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ(۵) ﴾كَالنَّاقَةِ وَالعَصاءِ وَاليَدِ قال تعالى﴿مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ ﴾اَى اَهلِها﴿اَهْلَكْنٰهَا ج ﴾بِتكذِيبِها مَا اَتاهَا مِنَ الآياتِ﴿اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ (۶) ﴾لا﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ ﴾وَفِى قِرائَةٍ بِالنُّونِ وَكَسرِ الحَاءِ ﴿اِلَيْهِمْ ﴾لا

مَلٰئِکَۃ﴿فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّکْرِ ﴾اَلعُلَمَاء بِالتوراۃِ والْاِنجیلِ﴿اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ(۷)﴾ذالِکَ فَاِنهُم یَعلَمُونَہٗ وانتُم الی تصدیقِھِمْ اَقْرَبُ مِن تَصدِیقِ المؤمِنِینَ بِمُحمدٍ ﷺ﴿وَمَا جَعَلْنٰهُمْ ﴾اَیِ الرُّسُلِ ﴿جَسَدًا﴾بِمَعنی اَجسَادٍ﴿لَّا یَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ ﴾بَلْ یَاْکُلونَہٗ﴿وَمَا کَانُوْا خٰلِدِیْنَ(۸)﴾فی الدنیا ﴿ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ ﴾بِاِنجَائِھِمْ﴿فَاَنْجَیْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ ﴾اَیِ المُصَدِّقِینَ لَھُمْ﴿وَاَهْلَکْنَا الْمُسْرِفِیْنَ (۹)﴾اَلْمُکَذِّبِینَ لَھُمْ﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ ﴾یَامَعْشَرَ قُرَیْشٍ﴿کِتٰبًا فِیْهِ ذِکْرُکُمْ ؕ﴾لِاَنَّہٗ بِلُغَتِکُمْ﴿اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۱۰)﴾فَتُؤمِنونَ بِہٖ.

﴿ترجمہ﴾

لوگوں کا (یعنی اہل مکہ کا جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے منکر ہیں) حساب نزدیک ......۱...... (قیامت کے دن کئے جانے والا حساب، اقترب بمعنی قرب ہے) اور وہ (اس سے) غفلت میں منہ پھیرے ہیں (یعنی ایمان لاکر روز قیامت کے لیے تیاری کرنے سے اعراض کررہے ہیں) جب ان کے رب کے پاس سے انہیں کوئی نئی نصیحت آتی ہے (بتدریج تھوڑا تھوڑا قرآن ان پر نازل ہوتا ہے ،محدث سے مزاد الفاظ قرآن ہیں) تو اسے نہیں سنتے مگر کھیلتے ہوئے (اس کا مذاق اڑاتے ہوئے) ان کے دل کھیل میں پڑے ہیں......۲...... (یعنی اس کے معنی سمجھنے سے غافل ہیں) اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشاورت کی (یعنی کلام کیا اور والذین ظلموا یہ اسروا النجوی کی واؤ ضمیر سے بدل بن رہا ہے) کہ یہ (یعنی سید عالم ﷺ) کون ہیں ایک تمہی جیسے آدمی تو ہیں (پس جو یہ لے کر آئے ہیں وہ جادو ہے) کیا جادو کے پاس جاتے ہو (یعنی جادو کی پیروی کرتے ہو) دیکھ بھال کر (یعنی اس کے جادو ہونے کا علم رکھنے کے باوجود) آپ ﷺ نے (ان سے) فرمایا میرا رب جانتا ہے ہر بات کو (جو ہوتی ہے) آسمانوں اور زمین میں (اور) وہ سننے والا ہے (ان کی خفیہ مشاورت کو) اور علم رکھنے والا ہے (اس کا) بلکہ (مذکورہ) تینوں (مقامات پر لفظ بل ایک غرض سے دوسری غرض کی طرف منتقل ہونے کے لیے استعمال کیا گیا ہے) بولے (آپ ﷺ کے لائے ہوئے قرآن پاک کے بارے میں) پریشان خوابیں ہیں ......۳...... (جو وہ سوتے میں دیکھتے ہیں، اضغاث بمعنی اخلاط ہے) بلکہ ان کی گڑھی ہوئی چیز ہے (افتراہ بمعنی اختلقہ ہے) بلکہ یہ شاعر ہیں (اور جو کلام یہ لے کر آئے ہیں وہ شعر ہیں) تو ہمارے پاس کوئی نشانی لے کر آئیں جیسے اگلے بھیجے گئے تھے......۴...... (نشانیاں، جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی سی اونٹنی، عصاء موسوی علیہ السلام یا ید بیضاء، اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا) ان سے پہلے کوئی بستی (یعنی بستی والے) ایمان نہ لائیں جسے ہم نے ہلاک (ان آنے والی نشانیوں کو ان کے جھٹلا دینے کے سبب) تو کیا یہ ایمان لائیں گے (نہیں) اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جنہیں ہم وحی کرتے......۵...... (وہ فرشتے نہ تھے، یوحی کو علامت مضارع نون اور حاء مکسورہ کے ساتھ بھی ایک قرائت میں پڑھا گیا ہے) تو اے لوگوں اہل ذکر سے پوچھو (یعنی توریت اور انجیل کے علماء سے پوچھو) اگر تمہیں علم نہ ہو......۶...... (اس بات کا کیونکہ وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں (ان کی تصدیق کرنا مومنین کی اس تصدیق سے جو انہوں نے محمد ﷺ کی کی ہے) اور ہم نے انہیں (یعنی رسولوں کو) خالی بدن نہ بنایا کہ وہ کھانا نہ کھائیں (بلکہ وہ کھانا کھاتے ہیں،

جسدا بمعنی اجساد ہے)اور نہ وہ (دنیا میں) ہمیشہ رہیں پھر ہم نے انہیں (ان کو نجات دینے کا) اپنا وعدہ سچا کر دکھایا تو انہیں نجات دی اور جن کو چاہی (یعنی حضرات انبیائے کرام کی تصدیق کرنے والوں کو) اور حد سے بڑھنے والوں کو (یعنی حضرات انبیائے کرام کو جھٹلانے والوں کو) ہلاک کر دیا (اے گروہ قریش) بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب اتاری جس میں تمہاری ناموری ہے (کیونکہ وہ تمہاری زبان میں ہے) تو کیا تمہیں عقل نہیں (کہ تم اس پر ایمان لے آؤ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اقترب للناس حسابهم وهم فی غفلة معرضون﴾.

اقترب: فعل، لام :جار، الناس :ذوالحال، و: حالیہ، هم: مبتدا، فی غفلة : ظرف مستقر خبر اوّل، معرضون : خبر ثانی، ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، حسابهم : فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما یاتیهم من ذکر من ربهم محدث الا استمعوه وهم یلعبون O لاهیة قلوبهم﴾.

ما یاتی: فعل نفی، هم: ذوالحال، الا :حرف حصر، استمعوا: فعل وضمیر ذوالحال، و: حالیہ، هم یلعبون : جملہ اسمیہ حال اول ملکر فاعل، ہ: ضمیر مفعول، ملکر بتقدیر "قد" حال، ملکر مفعول، من: جار زائدہ، ذکر: موصوف، من ربهم : ظرف مستقر صفت اول، محدث: صفت ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واسروا النجوی الذین ظلموا هل هذا الا بشر مثلکم﴾.

و: عاطفہ، اسروا: فعل وضمیر مبدل منہ، الذین ظلموا: ملکر بدل، ملکر فاعل، النجوی : مبدل منہ، هل : استفہامیہ، هذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، بشر: موصوف، مثلکم : صفت، ملکر خبر، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افتاتون السحر وانتم تبصرون O قال ربی یعلم القول فی السماء والارض وهو السمیع العلیم﴾.

همزة : حرف استفہامیہ، ف: عاطفہ، تاتون: فعل وضمیر ذوالحال، و: حالیہ، انتم تبصرون : جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، السحر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، قال: قول، ربی : مبتدا، یعلم القول: فعل با فاعل ومفعول، فی السماء والارض : ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، هو السمیع العلیم: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿بل قالوا اضغاث احلام بل افتره بل هو شاعر﴾.

بل: عاطفہ برائے اضراب، قالوا: قول، اضغاث احلام : مبتدا محذوف، "هو" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، بل: عاطفہ برائے اضراب، افتره : جملہ فعلیہ معطوف اوّل، بل : عاطفہ، هو شاعر :معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلیاتنا بایة کما ارسل الاولون﴾.

ف: فصیحہ، لام: امر، یاتنا: فعل امر با فاعل ومفعول، ب : جار، ایة: موصوف، ک: جار، ما: موصولہ، ارسل الاولون : جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شرط محذوف " ان لم یکن کما قلنا" کے لیے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ما امنت قبلهم من قریة اهلکنها افهم یومنون﴾.

ما امنت قبلهم : فعل نفی وظرف، من: جار زائدہ، قریة: موصوف، اهلکنها: جملہ فعلیہ صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، همزة: حرف استفہامیہ، ف: عاطفہ، هم : مبتدا، یومنون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیهم فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون﴾.

و: عاطفہ، ما ارسلنا قبلک: فعل نفی با فاعل وظرف، الا: اداۃ حصر، رجالا: موصوف، نوحی الیھم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحہ، اسئلوا: فعل امر با فاعل، اھل الذکر: مفعول، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ان: شرطیہ، کنتم لا تعلمون: جملہ ہوکر جزا محذوف "فاسئلوا اھل الذکر" کے لیے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما جعلنھم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خلدین﴾

و: عاطفہ، ما جعلنھم: فعل نفی با فاعل ومفعول اول، جسدا: موصوف، لا یاکلون الطعام: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، کانوا: فعل ناقص واسم، خلدین: خبر، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم صدقنھم الوعد فانجینھم ومن نشاء واھلکنا المسرفین﴾

ثم: عاطفہ، صدقنھم الوعد: فعل با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، انجینھم: فعل با فاعل و "ھم" ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من نشاء: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اھلکنا المسرفین: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لقد انزلنا الیکم کتبا فیہ ذکرکم افلا تعقلون﴾

لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، انزلنا الیکم: فعل با فاعل وظرف لغو، کتبا: موصوف، فیہ ذکرکم: جملہ اسمیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ھمزہ: حرف استفہامیہ، ف: عاطفہ، لا تعقلون: جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... اقترب للناس حسابھم وھم...... ☆ یہ آیت منکرین بعث کے حق میں نازل ہوئی جو مرنے کے بعد زندہ کیے جانے کو نہیں مانتے تھے اور روز قیامت کو گزرے ہوئے زمانے کے قریب بتایا گیا کیونکہ جتنے دن گزرتے جاتے ہیں آنے والا دن قریب ہوتا جاتا ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حساب کا دن نزدیک ہونے سے مراد کیا ہے؟

۱...... گزر جانے والے زمانے کی نسبت زندگی کے باقی ایام تھوڑے رہ گئے ہیں، اس لیے فرمایا کہ حساب کی گھڑی قریب ہے، للناس پر لام بعض علماء کے نزدیک بمعنی من ہے اور اقترب کے متعلق ہے اور بعض کے نزدیک اضافت کی تاکید کے لیے ہے، اصل میں اس طرح ہوگا اقترب حساب الناس، الناس پر الف لام جنس کے لیے ہے اور بعض کے نزدیک الف لام عہدی ہے اور مراد کفار ہیں۔ اور اس قول کی تائید "وھم فی غفلۃ" بھی کرتا ہے۔ (المظھری، ج۶، ص۱۹۹)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا "میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی بعثت انا...، رقم: ۶۵۰۴، ص۱۱۲۲) یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد کوئی نبی کا زمانہ نہ آئے گا بلکہ قیامت آئے گی۔

بے توجھی سے دین کی باتیں سننا:

۲...... کافروں کی صفت ہے کہ دین کی بات انہیں مزہ نہیں دیتی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کرنے پر انہیں ہنسی آتی، مذاق

اڑاتے، منہ پھیرتے، بے جا تنقید کرتے، خواہ مخواہ اپنی ہانکتے۔ یہ دشمنان اسلام کا طریقہ تھا جو اللہ نے بیان کیا اور آج مسلمان کا طریقہ اس سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔ اچھے خاصے دیندار شخص کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ علماء پر تنقید کی جاتی ہے۔ شعائر اسلام کی بے حرمتی کی جاتی ہے اور ایسا کرنے والے کوئی غیر نہیں مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ مسجد میں آنا انہیں نصیب نہیں، آجائیں تو بھی دوسروں کے لیے سخت آزمائش سے کم نہیں ہوتے۔ انتظامیہ الگ پریشان ہوتی ہے۔ وعظ و نصیحت کے وقت اپنی باتوں میں مصروف، جمعہ و عیدین کے خطبے کے وقت دوسروں کی گردنیں پھلانگ کر آگے آنے کا شوق ایسا کہ دین کے بہت بڑے خیر خواہ ہیں، اگر یہ حضرت آگے نہ آئیں تو نماز ہی قائم نہ ہو سکے اور دوسروں کے لئے سخت دشواری کا سامنا۔ الامان والحفیظ۔

قرآن کے بارے میں پریشان خوابیں ہونا:

۳...... اضغاث اسے کہتے ہیں جس کی کوئی تاویل نہ ہو سکے، اور اس بارے میں سورۂ یوسف میں بھی مذکور ہو چکا، دشمنان اسلام کا اس سے مسئلہ حل نہ ہوا تو انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ محمد ﷺ اپنی عرف سے باتیں گھڑتے ہیں۔ جب اس سے بھی ان کا مسئلہ حل نہ ہوا تو سید عالم ﷺ کو شاعر کہنا شروع کر دیا، یعنی یہ حیران و پریشان تھے کسی جگہ انہیں قرار نہیں تھا، کبھی جادوگر کہتے، کبھی قرآن کو پریشان خوابیں کہتے، کبھی اپنی طرف سے گھڑ لینا بتاتے، کبھی شاعر کہتے۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء:۱۷، ص ۲۳۹)

بات یہ تھی کہ ان کے نصیب میں ہدایت ہی نہ تھی، جبھی انہوں نے یہ طرز عمل اپنایا ورنہ سید عالم ﷺ کو دیکھ کر لوگ ایمان لے آتے۔ طرز عمل سے متاثر ہو کر ایمان قبول کر لیتے تھے۔

سابقہ حضرات انبیائے کرام کے معجزات سے تطبیق دینا:

۴...... علامہ رازی فرماتے ہیں کہ انہوں نے معجزات اس لئے طلب کیے تا کہ جائے فرار کچھ نہ رہے، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات، اللہ نے انہیں جواب دیا کہ اس طرح کے سوالات سابقہ اقوام نے بھی حضرات انبیائے کرام سے کئے تھے جیسا کہ بیان ہے ﴿ما امنت قبلهم من قرية اهلكناها افهم يومنون (الانبیاء:٦)﴾ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے حد سے تجاوز کیا اور حضرات انبیائے کرام سے من مانے معجزات طلب کئے اور عہد کیا کہ ایمان لے آئیں گے لیکن جب معجزات پیش کر دیئے گئے تو انکاری ہو گئے اور مخالفت کی، پس اگر ہم انہیں ان کی پسند کے معجزات دے بھی دیتے تو اور زیادہ سرکشی اختیار کرتے۔ حسن کہتے ہیں انہوں نے جواب نہ دیا جب کہ ان کی خواہشات کے مطابق معجزات دکھائے گئے پس ضروری ہوا کہ ان کے عذاب میں دیر نہ کی جائے اور اس بارے میں حکم گزر چکا، پس سید عالم ﷺ کی امت میں ایسا نہ ہوا اور خواہشات کے مطابق معجزات نہ دیئے گئے۔ (الرازی، ج۸، ص ۱۲۲)

کیا عورت نبی ہوسکتی ہے؟

۵...... اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر ان امور میں فضیلت دی: عقل، دین، خلافت، دانائی، شہادت، جہاد، جمعہ، جماعت، امامت، نبوت۔ انہی خصوصیات میں سے بعض یہ ہیں کہ مرد بیک وقت چار عورتیں اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے جبکہ عورت کیلئے جائز نہیں کہ وہ ایک شوہر سے نکاح قائم ہوتے ہوئے دوسرے سے نکاح کرے۔ اور اسی طرح مرد کو اذان، خطبہ، تکبیر، تشریق، حدود و قصاص کی شہادت، ورثہ میں دو گنے حصہ اور تعصیب اور نکاح و طلاق کے مالک ہونے اور نسبوں کے انکی طرف منسوب کیے جانے، اور نماز روزہ کے

کامل طور پر قبول کیے جانے کے ساتھ کہ ان کے لیے کوئی ایسا وقت نہیں کہ نماز و روزہ کے قابل نہ ہوں اور داڑھی وعمامہ سے فضیلت دی۔

(العازن، ج ۱، ص ۳۷۰، ملخصاً، خزائن، حاشیہ نمبر ۱۰۰)

☆...... حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿لَنْ یُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَھُمْ امْرَاَۃً﴾ یعنی وہ قوم کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتی جنھوں نے کسی عورت کو اپنے کام کا والی بنا لیا ہو۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب النبی ﷺ، رقم: ۴۴۲۵ ص ۷۵۳)

مفسرین کرام فرماتے ہیں اگر عورت نافرمانی کرے تو پہلے اسے نصیحت کی جائے شاید کارگر ثابت ہو، ورنہ اس کا بستر الگ کردے کہ کوئی بھلائی کی صورت نکل آئے اور اگر پھر بھی کوئی صورت نہ بنے تو ضرب خفیف کا حکم دیا گیا ہے اور تمام ہی مفسرین اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ عورت کو ایسا نہ مارا جائے کہ اسکی ہڈیاں توڑ دی جائیں یا گوشت پھاڑ دیا جائے یا کوئی اور سخت قسم کی تکلیف دی جائے کہ باعث ضرر شدید بنے۔ (جلالین کلاں، ص ۶۳۶ وغیرہ)

اھل علم کا مقام ومنصب:

لے...... جس ذات پر اللہ خیر کے دروازے کھول دیتا ہے وہی علم والا کہلاتا ہے، جو علم والا ہو اس کے پاس جانے کا حکم اللہ نے متذکرہ آیت میں دے دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ دوسروں کے پاس نہ جایا جائے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آگئی منکشف ہوگئی اور جس سے متعلق ہوگیا، اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی۔ (ملفوظات اعلی حضرت، حصہ دوم، ص ۱۷۷)

☆...... صحابہ کرام کو جب کبھی کوئی دشواری ہوتی سید عالم ﷺ سے اس بارے میں شرعی حکم دریافت فرماتے، حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کے صحابہ عرب کے کسی علاقے میں تھے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے علاج معالجے، تعویزات کے حوالے سے دریافت کیا، صحابہ نے اس سے کہا کہ ہمارے پاس علاج تو ہے لیکن ہم اس کے بدلے کچھ بکریاں لیں گے، معاملہ طے ہوا اور سورۃ الفاتحہ سے مریض ٹھیک ہو جانے پر طے شدہ بکریاں حاصل ہوئی، بعض صحابہ نے کہا کہ ہم ان کے حصے کر لیتے ہیں لیکن بعض نے کہا نہیں پہلے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں جا کر اس کا حکم شرعی معلوم کرنا ضروری ہے کہ آیا دم درود و فاتحہ کے ذریعے علاج کا معاوضہ طے کر کے لینا جائز ہے یا نہیں؟ سید عالم ﷺ نے اسے جائز قرار دیا اور مسکرا کر فرمایا: **"میرے صحابہ اس میں میرا حصہ بھی رکھنا"**۔

(صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الرقی بفاتحۃ الکتاب، رقم: ۵۷۳۶، ص ۱۰۱۳ ملخصاً)

معلوم ہوا کہ دینی مسائل کے جاننے کے لئے اہل علم کے پاس جانا صحابہ کرام کی مبارک سنت ہے۔

اغراض: اھل مکۃ: اس جملے میں اس جانب اشارہ پایا جا رہا ہے کہ آیت مقدسہ ﴿اقترب للناس (الانبیاء: ۱)﴾ کا حکم اگرچہ عمومی ہے لیکن نزول خاص ہے جس کی جانب شان نزول میں بھی بیان موجود ہے، حاصل یہ ہے کہ کفار قریش نے سید عالم ﷺ سے کہا کہ آپ ہمیں دوبارہ اٹھائے جانے اور اعمال کی جزا وسزا کا کہتے ہیں اور یہ سب بعید ہے، جس پر متذکرہ آیت پاک نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ قیامت لامحالہ آنے ہی والی ہے، اسی طرح ہر وہ چیز جو ہونے والی ہو وہ قریب کہلاتی ہے، جو وقت گزر چکا وہ آنے والے وقت سے زیادہ تھا، لہذا اس اعتبار سے بھی قیامت قریب ہے۔

ای لفظ قرآن: ذکر کو حدوث کے لفظ سے کیسے تعبیر کیا جا سکتا ہے جب کہ اس سے مراد قرآن ہے جو کہ قدیم ہے؟، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دونگا کہ حادث ہونے کا معنیٰ الفاظ کے اعتبار سے ہے لیکن جہاں تک مدلول کے اعتبار کا تعلق ہے تو یہ وصف اللہ کی

ذات کے ساتھ قائم ہے اور قدیم ہے۔ بہرحال الفاظ میں سے بھی جن کے حادث ہونے کی بات ہوئی ان میں سے بعض قدیم ہیں جیسا کہ آیت الکرسی اور صمدیت کا مدلول، اور کچھ حادث ہیں جیسا کہ قصص اور اخبار متقدمین، اور کچھ مستحیل ہیں جیسا کہ اللہ نے اپنے لیے اولاد نہ بنائی۔
العلماء بالتوراة والانجیل: جس طرح علماء توریت وانجیل کا حال تھا ویسا ہی حال مشرکین کا بھی تھا گویا کہ سید عالم ﷺ اور ان کے اصحاب کی عداوت اور انہیں جھٹلانے میں دونوں ایک ہی نظریے کے حامل تھے۔ (الصاوی، ج ٤، ص ٩٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿وَكَمْ قَصَمْنَا﴾ اَهلَكنا ﴿مِنْ قَرْيَةٍ﴾ اَى اَهلِها ﴿كَانَتْ ظَالِمَةً﴾ كَافِرةٍ ﴿وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِيْنَ (۱۱) فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ﴾ اَى شعر اَهْلُ القَرْيَةِ بِالإهْلاكِ ﴿اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ (۱۲)﴾ يَهْرِبُونَ مُسْرِعِينَ فَقَالَتْ لَهُمُ الْمَلئِكَةُ اِسْتِهزاءً ﴿لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ﴾ نُعِّمتُمْ ﴿فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ (۱۳)﴾ شَيئًا مِن دُنياكُم على العادةِ ﴿قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ﴾ يَا لِلتنبيهِ، هَلاكَنا ﴿اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (۱۴)﴾ بِالكُفرِ ﴿فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ﴾ الكَلِماتُ ﴿دَعْوٰىهُمْ﴾ يَدعُونَ بِها وَيُرَدِّدُونَها ﴿حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا﴾ اَى كَالزَّرعِ المَحْصُودِ بِالْمَناجِلِ بِاَنْ قُتِلوا بِالسيفِ ﴿خٰمِدِيْنَ (۱۵)﴾ مَيِّتِينَ كَالخُمودِ النَّارِ اِذَا طُفِيَتْ ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ (۱۶)﴾ عَابِثِينَ بَل دَالِّينَ على قُدرَتِنا وَنافِعِينَ عِبادَنا ﴿لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا﴾ مَا يُلهٰى بِهِ من زَوجَةٍ او وَلَدٍ ﴿لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا ق﴾ مِن عِندِنا مِنَ الحُورِ العِينِ والمَلٰئِكَةِ ﴿اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ (۱۷)﴾ ذَالِكَ لٰكِنَّا لَم نَفعَلهُ فلَمْ نُرِدهُ ﴿بَلْ نَقْذِفُ﴾ نَرمِى ﴿بِالْحَقِّ﴾ الإيمانِ ﴿عَلَى الْبَاطِلِ﴾ الكُفرِ ﴿فَيَدْمَغُهٗ﴾ يُذْهِبُهُ ﴿فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ط﴾ ذاهِبٌ وَدَمْغُهُ فى الاَصْلِ اَصابَ دِمَاغَه بِالضَّربِ وَهُوَ مَقتَلٌ ﴿وَلَكُمُ﴾ يَا كُفَّارَ مكَّةَ ﴿الْوَيْلُ﴾ العَذَابُ الشديدُ ﴿مِمَّا تَصِفُوْنَ (۱۸)﴾ الله بِهِ من الزَّوجَةِ اَوِ الوَلَدِ ﴿وَلَهٗ﴾ تعالى ﴿مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط﴾ مِلكًا ﴿وَمَنْ عِنْدَهٗ﴾ اَيِ المَلٰئِكَةُ مُبتداءٌ خَبَرُهُ ﴿لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ (۱۹)﴾ لَا يُعيُونَ ﴿يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ (۲۰)﴾ عَنهُ فَهُو مِنْهُم كَالنَّفَسِ مِنَّا لا يَشْغَلُنَا عنهُ شَاغِلٌ ﴿اَمِ﴾ بِمعنٰى بل لِلانْتِقالِ وهَمزَةُ الاِنكارِ ﴿اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً﴾ كَائِنَةً ﴿مِّنَ الْاَرْضِ﴾ كَحَجرٍ وَذَهبٍ وَفِضَّةٍ ﴿هُمْ﴾ اَيِ الآلِهَةُ ﴿يُنْشِرُوْنَ (۲۱)﴾ اَى يُحيُونَ المَوتٰى لا وَلايكونُ اِلٰهًا اِلَّا يُحيِى المَوتٰى ﴿لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ﴾ اَيِ السموت والارض ﴿اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ﴾ اَى غَيرُهُ ﴿لَفَسَدَتَا ج﴾ خَرَجَتا عَن نِظَامِهِما المُشَاهِدِ لِوُجُودِ التَّمانُعِ بينَهُم على وَفْقِ العَادَةِ عند تَعَدُّدِ الحَاكِمِ مِنَ التَّمانُعِ فى شَىْءٍ وعَدمِ الاِتِّفاقِ عَليهِ ﴿فَسُبْحٰنَ﴾ تَنزِيهُ ﴿اللّٰهِ رَبِّ﴾ خَالِقِ ﴿الْعَرْشِ﴾ الكُرسى ﴿عَمَّا يَصِفُوْنَ (۲۲)﴾ اَيِ الكُفَّار الله به مِنَ الشَّرِيكِ لهُ وغيرهُ اى سِواهُ ﴿لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ (۲۳)﴾ عَن اَفعَالِهِمْ ﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ﴾ تعالى اَى سِواهُ ﴿اٰلِهَةً ط﴾ فِيهِ اِستِفهامُ تَوبِيخٍ

﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ج﴾علی ذَالکَ وَلا سَبِیلَ الیهِ﴿هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ﴾اَی اُمَّتِی وَهُوَ القرآنَ﴿وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ ط﴾مِنَ الْاُمَمِ وَهُوَ التورةُ والْاِنجیلُ وغیرهما من كُتُبِ اللهِ ولیسَ فی واحِدٍ منها اَنَّ معَ اللهِ اِلٰهًا مما قالوا تعالی عنْ ذَالکَ﴿بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ لا الْحَقَّ﴾اَی توحیدَ اللهِ﴿فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۲۴)﴾عَنِ النَّظَرِ الْمُوصِلِ الیهِ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ﴾وَفِی قِرائةٍ بالیاءِ﴿اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (۲۵)﴾اَی وَحِّدُونِی﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا﴾مِنَ المَلٰئِكَةِ﴿سُبْحٰنَهٗ ط بَلْ﴾هُمْ﴿عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ (۲۶)﴾عِندهٗ والعُبودِیةُ تُنافِ الولادَةِ﴿لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ﴾لَا یَاتُونَ بقولهِمْ اِلَّا بَعدَ قَولِهٖ﴿وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ (۲۷)﴾اَی بَعدَهٗ﴿یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ﴾ای مَاعَمِلو وَما هم عَامِلُونَ﴿وَلَا یَشْفَعُوْنَ لا اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی﴾تعالی اَنْ یَشفَعَ لَه﴿وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ﴾تعالی﴿مُشْفِقُوْنَ (۲۸)﴾اَی خائِفُونَ﴿وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ﴾اَی اللهِ اَی غیرِهٖ وهُوَ اِبلیسُ دعا الی عِبادَةِ نَفْسِهٖ وَامرَ بِطاعَتِهَا﴿فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ ط كَذٰلِكَ﴾كَما نَجْزِیهِ﴿نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ (۲۹)﴾اَیِ الْمُشْرِكینَ.

﴿ترجمہ﴾

اور کتنے ہی بستی (والے) ہم نے ہلاک کردیئے (قصمنا بمعنی اھلکنا ہے) کہ وہ ستمگار (کافر) تھیں اوران کے بعداورقوم پیدا کی تو جب انہوں نے ہماراعذاب پایا (یعنی بستی والوں کواپنے ہلاک کئے جانے کاشعور ہوا) جبھی وہ اس سے بھاگنے لگے (تیزی دکھاتے ہوئے بھاگنے لگے تو اس وقت فرشتوں نے بطور استہزاء ان سے کہا) نہ بھاگو اور لوٹ کر جاؤ ان نعمتوں کی طرف جو تمہیں دی گئیں تھیں......۱......(اترفتم بمعنی نعمتم ہے) اوراپنے مکانوں کی طرف شائدتم سے پوچھا ہو (تمہاری دنیا کی کسی چیز کے بارے میں حسب عادت) بولے ہائے ہماری ہلاکت (یاویلنا میں یا تنبیہ کے لیے ہے، ویلنا بمعنی ھلاکنا ہے) بیشک ہم (کفر کرنے کے سبب) ظلم کرنے والے تھے تو وہ یہی (کلمات) پکارتے رہے (ان کلمات کو پکارتے اور دہراتے رہے) یہاں تک کہ ہم نے انہیں کاٹے ہوئے کردیا (یعنی ہم نے انہیں درانتی کے ذریعے کاٹی ہوئی گھانس کی طرح کردیا اس طرح کہ انہیں تلواروں کے ذریعے قتل کردیا گیا) بجھے ہوئے......۲......(یعنی مردے بجھی آگ کی طرح کردیا جب کہ اسے بجھایا جائے) اورہم نے زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنائے......۳......(یعنی ہم نے انہیں بیکار نہ بنایا بلکہ اپنی قدرت کی دلیل بنایا اوراپنے بندوں کو نفع پہنچانے کوانہیں بنایا) اوراگر ہم کوئی بہلاوا اختیار کرنا چاہتے (لھو سے مراد وہ چیز ہے جس میں آدمی اپنا آپ بہلاتا ہو جیسے اولاد یا بیوی) تو اپنے پاس سے اختیار کرتے (حورعین اور ملائکہ کو، من لدنا بمعنی عندنا ہے) اگر ہمیں (یہ) کرنا ہوتا (لیکن نہ تو ہم نے یہ کیا

اور ہم نے اسے کرنے کا ارادہ فرمایا) بلکہ ہم حق (ایمان) کو باطل (کفر) پر پھینک مارتے ہیں (نقذف کے معنی نرمی ہے) تو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے (یعنی وہ اسے لے جاتا ہے) تو جبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے (زاھق بمعنی ذاھب ہے، دمغ اس کاری چوٹ کو کہتے ہیں جو دماغ کو پہنچ جائے اور یہ چوٹ جان لیوا ہوتی ہے.....۱۸.....) اور (اے کفار مکہ) تمہارے لیے ہلاکت (شدید عذاب) ہے ان باتوں سے جن سے موصوف کرتے ہو (اللہ عزوجل کو جیسے اس کے لیے بیوی یا اولاد ٹھہراتے ہو) اور اسی (اللہ عزوجل) کے ہیں (مملوک) جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اس کے پاس والے (یعنی فرشتے، من عندہ مبتدا ہے اور اس کی خبر لایستکبرون ......الخ ہے) اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکیں (لایستحسرون بمعنی لایعیبون ہے) رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور (اس سے) سستی نہیں کرتے (ان کے لیے ذکر ہمارے سانس لینے کی طرح ہے انہیں اس ذکر سے کوئی چیز مشغول نہیں کرتی......۲۰......) بلکہ (ام بمعنی بل ہے، ایک غرض سے دوسری کی طرف منتقل ہونے کے لیے مستعمل ہے اور ہمزہ انکار کے لیے ہے) انہوں نے خدا بنالیے ہیں جو زمین سے ہیں (جیسے پتھر، سونے یا چاندی کو) کہ وہ (ان کے گڑھے ہوئے خدا) کچھ پیدا کرتے ہیں (یعنی مردوں کو زندہ کرتے ہیں، نہیں اور خدا وہی ہو سکتا ہے جو ذاتی قوت سے مردوں کو زندہ کر سکے) اگر اس میں (یعنی زمین و آسمان میں) اللہ کے سوا (الا اللہ بمعنی غیرہ ہے) اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے (جس زبردست نظام کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں یہ اس سے متعدد خداؤں کی آراء کی وجہ سے نکل جاتے کہ عادۃ حاکم کے متعدد ہونے کی صورت میں ایک چیز کے بارے ان کا باہمی اختلاف ہو جاتا ہے اور ایک بات پر ان کے مابین اتفاق نہیں ہو پاتا) تو پاکی ہے (منزہ ہے) اللہ عرش کے خالق کو (یعنی کرسی کے خالق کو......۲۲......) ان باتوں سے موصوف کرتے ہیں (کفار کا اللہ کے لیے شریک یا اولاد ٹھہرانا وغیرہ) اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا (ان کے افعال کے بارے میں) کیا اللہ کے سوا اور خدا بنا رکھے ہیں (دونہ بمعنی سواہ ہے، اس طرز کلام میں استفہام توبیخ کے لیے ہے) تم فرماؤ اپنی دلیل لاؤ (اس بات پر، اور اس پر دلیل لانے کی کوئی سبیل نہیں ہے) یہ (قرآن پاک) میرے ساتھ والوں کا ذکر ہے (یعنی میری امت کا ذکر ہے) اور مجھ سے اگلوں کا (یعنی مجھ سے اگلی امتوں کا) ذکر (توریت و انجیل وغیرہ کتب الٰہیہ ہیں اور ان میں سے کسی بھی کتاب میں یہ نہیں جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا بھی ہے اللہ شریک سے بالاتر ہے) بلکہ ان میں اکثر حق (یعنی اللہ عزوجل کی توحید) کو نہیں جانتے تو وہ روگرداں ہیں (ایسی نظر کرنے سے جو انہیں حق تک پہنچانے والی ہو) اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے (یوحی کو علامت مضارع یا اور حاء مفتوحہ کے ساتھ اور علامت مضارع نون اور حاء مکسورہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھ ہی کو پوجو (یعنی مجھے ایک مانو) اور بولے رحمٰن نے (فرشتوں میں سے) بیٹا اختیار کیا پاک وہ بلکہ (وہ) بندے ہیں عزت والے (اللہ عزوجل کے نزدیک اور بندے ہونا یہ اولاد ہونے کے منافی ہے کہ جو کسی کا بندہ ہوگا وہ اس کی اولاد نہ ہوگا) بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے (یعنی اس کے فرمان کے بعد ہی اپنی بات عرض کرتے ہیں اور اس کے بعد) وہ اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں......۲۷......وہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے (یعنی جانتا ہے ان اعمال کو جو وہ کر چکے اور جو وہ آئندہ کریں گے) اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کے لیے جسے وہ پسند فرمائے (یعنی اللہ عزوجل جن کی شفاعت کیا جانا پسند کرتا ہے وہ اسی کی شفاعت کرتے ہیں) اور وہ اس کے (یعنی اللہ عزوجل کے) خوف سے ڈر رہے ہیں (مشفقون بمعنی خائفون ہے) اور ان میں جو کہے کہ میں اس کے (یعنی اللہ عزوجل کے) سوا معبود ہوں (مراد اس سے ابلیس ہے وہ لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کی طرف بلاتا ہے اور اپنی فرمانبرداری کرنے کا حکم دیتا ہے) ہم ایسی ہی (جیسا کہ ہم انہیں سزا دیں گے) سزا دیتے ہیں ستم گاروں (ظالموں) کو۔

﴿ترکیب﴾

﴿وکم قصمنا من قریۃ کانت ظالمۃ وانشانا بعدھا قوما اخرین﴾۔

و: مستانفہ، کم: ممیز، من: جار، قریۃ: موصوف، کانت: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر تمیز، ملکر مفعول مقدم، قصمنا: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، انشانا: فعل بافاعل، بعدھا: ظرف، قوما اخرین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما احسوا باسنا اذا ھم منھا یرکضون﴾۔

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، احسوا باسنا: فعل بافاعل ومفعول ملکر شرط، اذا: فجائیہ، ھم: مبتدا، منھا یرکضون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لا ترکضوا وارجعوا الی ما اترفتم فیہ ومسکنکم لعلکم تسئلون﴾۔

لا ترکضوا: فعل نہی بافاعل ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ارجعوا: فعل امر وضمیر ذوالحال، لعلکم تسئلون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، الی: جار، ما: موصولہ، اترفتم فیہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، مسکنکم: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا یویلنا انا کنا ظلمین﴾۔

قالوا: قول، یویلنا: ندائیہ، انا: حرف مشبہ بالفعل، کنا ظلمین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فما زالت تلک دعواھم حتی جعلنھم حصیدا خمدین﴾۔

ف: عاطفہ، مازالت: فعل ناقص، تلک: مبدل منہ، دعواھم: بدل ملکر اسم، حتی: جار، جعلنھم: فعل بافاعل ومفعول، حصیدا: موصوف، خامدین: صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما خلقنا السماء والارض وما بینھما لعبین﴾۔

و: مستانفہ، ما خلقنا: فعل وضمیر ذوالحال، لعبین: حال، ملکر فاعل، السماء: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الارض: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذنہ من لدنا ان کنا فعلین﴾۔

لو: شرطیہ، اردنا: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، نتخذ لھوا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر شرط، لام: تاکیدیہ، اتخذنہ: فعل بافاعل ومفعول، من لدنا: ظرف لغو، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ان: نافیہ، کنا فعلین: جملہ فعلیہ "اتخذنہ" کے فاعل سے حال ہے یا، ان: شرطیہ، کنا فعلین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "اتخذنہ من لدنا" کے لیے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق﴾۔

بل: عاطفہ برائے اضراب، نقذف: فعل وضمیر ذوالحال، علی الباطل: ظرف مستقر "مستعلیا" شبہ فعل محذوف کے لیے، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر فاعل، بالحق: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، یدمغہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، ھو: مبتدا، زاھق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولکم الویل مما تصفون﴾۔

و: مستانفہ، لکم: ظرف مستقر "استقر" فعل محذوف کے لیے، مما تصفون: ظرف لغو، ملکر خبر مقدم، الویل: مبتدا مؤخر، ملکر

جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وله من في السموت والارض ومن عنده لا يستكبرون عن عبادته ولا يستحسرون﴾.

و: عاطفہ، له: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، في السموت والارض: ظرف مستقر صلہ ملکر ذوالحال، لا يستكبرون عن عبادته: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا يستحسرون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من عنده: موصول صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يسبحون اليل والنهار لا يفترون﴾.

يسبحون: فعل وضمیر ذوالحال، لا يفترون: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، اليل: معطوف علیہ، و: عاطفہ، النهار: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ام اتخذوا الهة من الارض هم ينشرون﴾.

ام: عاطفہ منقطعہ، اتخذوا: فعل با فاعل، الهة: موصوف، من الارض: ظرف مستقر صفت اول، هم ينشرون: جملہ اسمیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا﴾.

لو: شرطیہ، كان: فعل ناقص، فيهما: ظرف مستقر خبر مقدم، الهة: موصوف، الا: بمعنی "غیر" مضاف، الله: اسم جلالت مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر شرط، لام: تاکیدیہ، فسدتا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فسبحن الله رب العرش عما يصفون﴾.

ف: عاطفہ، سبحن: مصدر مضاف، الله: اسم جلالت موصوف، رب العرش: صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، عما يصفون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر محذوف "نسبح" کے لئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون﴾.

لا يسئل: فعل نفی مجہول با نائب الفاعل، عما يفعل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، هم: مبتدا، يسئلون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام اتخذوا من دونه الهة قل هاتوا برهانكم هذا ذكر من معي ذكر من قبلي﴾.

ام: عاطفہ منقطعہ، اتخذوا: فعل با فاعل، من دونه: ظرف لغو، الهة: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، قل: قول، هاتوا برهانكم: فعل امر با فاعل و مفعول ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، هذا: مبتدا، ذكر: مضاف، من معي: موصول صلہ مضاف الیہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذكر: مضاف، من قبلي: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿بل اكثرهم لا يعلمون الحق فهم معرضون﴾.

بل: عاطفہ برائے اضراب، اكثرهم: مبتدا، لا يعلمون الحق: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ برائے تعلیل، هم: مبتدا، معرضون: خبر، ملکر اسمیہ۔

﴿وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحي اليه انه لا اله الا انا﴾.

و: مستانفہ، ما ارسلنا: فعل نفی با فاعل، من قبلك: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائدہ، رسول: ذوالحال، الا: اداۃ حصر، نوحي اليه: فعل با فاعل و ظرف لغو، لا: نفی جنس، اله: موصوف، الا: بمعنی "غیر" مضاف، انا: مضاف الیہ، ملکر جملہ صفت، ملکر اسم

"موجود" خبر محذوف، ملکر مفعول، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فاعبدون O وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحنه﴾.

ف: فصیحۃ، اعبدون: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر شرط محذوف" اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ، و: مستانفہ، قالوا: قول، اتخذالرحمن ولدا: فعل وفاعل ومفعول ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ، سبحنہ : فعل محذوف " نسبح" کے لیے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل عباد مکرمون O لایسبقونه بالقول وهم بامره یعملون O یعلم ما بین ایدیهم وما خلفهم﴾.

بل: حرف اضراب، عباد: موصوف، مکرمون: صفت اول، لا یسبقونه بالقول : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، هم : مبتدا، بامره یعملون : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر صفت ثانی، یعلم : فعل بافاعل، مابین ایدهم : معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما خلفهم : معطوف، ملکر مفعول، ملکر صفت ثالث، ملکر "هم" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یشفعون الا لمن ارتضی وهم من خشیته مشفقون﴾.

و: عاطفہ، لا یشفعون : فعل نفی بافاعل، الا: اداۃ حصر، لام: جار، من ارتضی: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ما قبل " لایسبقونه بالقول" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، هم: مبتدا، من خشیة مشفقون : شبہ جملہ خبر، ملکر ما قبل " لایسبقونه بالقول" پر معطوف ہے۔

﴿ومن یقل منهم انی اله من دونه فذلک نجزیه جهنم﴾.

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یقل: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، منهم : ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر قول، انی : حرف مشبہ و اسم، اله : ذوالحال، من دونه: ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر شرط، ف: جزائیہ، ذلک :مبتدا، نجزیه جهنم: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی ملکر خبر، ملکر جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذلک نجزی الظلمین﴾.

کذلک: ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کے لیے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق مقدم، نجزی الظلمین : فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... فلما احسوا باسنا ...... ☆ سرزمین یمن میں ایک بستی ہے جس کا نام حصور ہے، وہاں کے رہنے والے عرب تھے انہوں نے اپنے نبی کی تکذیب کی اوران کو قتل کیا اوراللہ ﷻ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کردیا اوراس نے انہیں قتل کردیا اور گرفتار کیا اوراس کا یہ عمل جاری رہا تو یہ لوگ بستی چھوڑ کر بھاگے تو ملائکہ نے ان سے بطریق طنز کہا جو﴿لاتر کضوا واجعوا الی ما﴾ میں مذکور ہے۔

☆...... وقالوا اتخذ الرحمن ولدا...... ☆ یہ آیت خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا کرتی تھی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

عذاب سے فرار اور نعمتوں کا اقرار:

۱......حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی کے قتل کے بعد اپنے گھروں کو نہ چھوڑ دو، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ آیت یمن کے علاقے حضرموت کے رہنے والوں کے لیے ہے، اس علاقے کے رہنے والے عربی تھے اور اللہ نے ان کے پاس اپنے نبی کو بھیجا جس کو انہوں نے جھٹلایا اور قتل کر دیا، پس اللہ نے بخت نصر کو بھیجا جس نے ان سے قتال کیا، پس جو حضرات باقی بچ گئے وہ بھاگ گئے، پس فرشتے نے ندا کی کہ بھاگو نہیں بلکہ اپنی رہائش گاہوں میں رہو اور اپنے مال کے پاس رہو تا کہ تم سے نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے جن سے تم نے دنیا میں فائدہ اٹھایا۔ (الخازن، ج۳، ص ۲۲۱)

عذاب والوں کی مثال کاٹی ہوئی کھیتی :

۲......جس طرح کاٹی ہوئی کھیتی کو جمع نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح ان عذاب والوں کا حال ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ انہیں مردہ کر دیا گیا، یعنی آگ کے باقی رہتے ہوئے لپٹ کا ختم ہو جانا، یعنی وہ ایسے مردہ ہیں جیسا کہ بجھے ہوئے آگ کے انگارے، حدیث میں ہے: الظلم ظلمات یوم القیامۃ یعنی ظلم قیامت کے دن تاریکی میں ہوگا"۔ جب دل معرفت الٰہی سے تاریک ہوتا ہے تو اخلاص کا خرابا نکلتا ہے، اور دل کی خرابی کی علامت اعضاء کی نافرمانی کی صورت میں دیکھنے کو ملتی ہے اور پھر بربادی اور ہلاکت کی جانب نفس گامزن ہو جاتا ہے۔ (روح البیان، ج۵، ص ۵۴۸)

کائنات کی ہر چیز قیمتی ہے:

۳......یعنی کائنات میں ہم نے کوئی چیز بے کار و باطل نہیں بنائی، اس جملے میں تنبیہ ہے کہ اللہ خالق و مالک ہے اور مخلوق کو اس کے حکم کی بجا آوری لازم ہے، یہ کائنات اس لئے نہیں بنائی گئی کہ لوگ ایک دوسرے پر ظلم کریں، اور ایک دوسرے کے (حقوق) کا انکار کریں، اور بعض ان امور کا انکار کریں جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے، پھر اسی حال میں مر جائیں اور ان سے پرسش نہ ہو، دنیا میں رہتے ہوئے نیکی کا حکم نہ کریں اور برائی سے منع بھی نہ کریں۔ اور دنیا کی زندگی کو کھیل بنا لینا تخلیق انسانی کی حکمت کی نفی کرتی ہے۔
(الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱۷، ص ۲۴۳)

زمین پر نظر آنے والا مٹی کا ذرہ ہو یا درخت کا معمولی تنکا، بے کار نہیں ہوتا کیونکہ یہی معمولی مٹی کا ذرہ وزن میں زیادتی کا سبب بن جاتا ہے اور یہی تنکا ڈوبتے انسان کو پار لگانے کے لیے ڈھارس کا کام دیتا ہے۔ معمولی سا مچھر انسان کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ مضبوط پہاڑ جہاں زمین کو ہلنے سے بچاتے ہیں وہیں زلزلہ آنے پر تباہی ہوتے ہوئے کچھ روک نہیں کر سکتے۔ چھوٹا بچہ اپنی مخصوص حرکات و سکنات سے ہمیں بیشمار درس دیتا ہے۔ الغرض انسان ہو یا جانور، بظاہر بے جان نظر آنے والی چیزیں بھی کائنات میں قیمتی ہیں۔

باطل کو مٹنا ہی ہے:

۴......حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے شیطان باطل کی صورت میں آیا بلکہ ہر ذی انسان کے سامنے شیطان باطل ہی کی صورت میں ہے کہ خدائے رحمٰن نے اسے ﴿انہ عدو مضل مبین (القصص: ۱۵)﴾ قرار دیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی بظاہر اجتہادی خطا، زمین پر تشریف آوری اور نسل انسانی کا ارتقائی معاملہ ایک طرف لیکن شیطان کو قیامت تک کے لیے لعنت کا طوق دے کر اللہ نے واضح فرما دیا کہ ہمیشہ باطل کو مٹنا ہی ہے۔ پھر یہ شیطان کبھی نمرود کی شکل میں حضرت ابراہیم کے پاس آیا لیکن خلیل کی مدد اللہ نے فرمائی

اور بظاہر آگ میں ڈالنے کے بعد بھی نمرود حضرت خلیل کا کچھ نہ بگاڑ سکا، ﴿قلنا یا نار کونی بردا و سلاما﴾ ہم نے کہا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی والی ابراہیم پر (الانبیاء:٦٩) ﴾ کا بیان قرآن میں موجود ہے۔ یہی شیطان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس فرعون کی صورت میں آیا لیکن اللہ عزوجل نے اپنے کلیم کی مدد و نصرت یوں فرمائی کہ اسی کے گھر میں حضرت کلیم علیہ السلام کی پرورش ہوئی، ﴿فرجعنک الی امک پس ہم تجھے تیری ماں کے پاس پھیر دیں گے (طہٰ:٤٠) ﴾ کا مفصل بیان ہو چکا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس یہی شیطان عیسائیوں کے روپ میں آیا لیکن پھر منہ کی کھائی، ﴿ومکروا ومکر اللہ انہوں نے مکر کیا اور اللہ نے اپنی خفیہ تدبیر اختیار فرمائی (آل عمران:٥٤) ﴾ کا خطاب قرآن میں موجود ہے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہی شیطان ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ولید بن مغیرہ کی صورتوں میں آیا اور مختلف معرکوں میں موت کے گھاٹ اتر گیا۔

آج یہی شیطان مختلف شکلوں میں ہمارے سامنے موجود ہے، کہیں بدمذہبی کی شکل میں، کہیں سیاسی رہنمائی کی شکل میں، ملک وقوم کی تباہی و بربادی انہی دشمنان اسلام کے ہاتھ دیکھی جارہی ہے۔ غیر مسلم طاقتوں کے آگے بچھ جانے والے یہ لوگ آج اپنے ہی ملک میں مسلمانوں کو مار رہے ہیں۔ لیکن ہمارا ایمان ہے کہ باطل کسی بھی صورت میں ہو مٹ کر رہے گا دیکھیں امام حسین کے مدمقابل بظاہر مسلمان، یزید بن معاویہ تھا لیکن جنگ جیت کر بھی ہار گیا، مٹ گیا، رہتی دنیا تک کے لوگ اسے ملامت کرتے رہیں گے۔ لہٰذا یہ لوگ بھی جان لیں کہ انہیں بھی زوال کا منہ دیکھنا پڑے گا، عبرت ناک موت کا سامنا کرنا پڑے گا، مٹنا پڑے گا کیونکہ باطل کو مٹنا ہی ہوتا ہے۔

فرشتے ذکر الٰہی میں مصروف ہیں:

۵......فرشتوں کی تسبیح دائمی ہے، ہر وقت ہوتی ہے کسی وقت میں یہ غفلت نہیں کرتے اور نہ ہی فارغ رہتے ہیں۔ ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر یہ ہر وقت تسبیح کرتے ہیں تو پھر اللہ عزوجل کا فرمان ﴿اولئک علیہم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین ان پر اللہ، فرشتے اور سب انسانوں کی لعنت ہے (البقرۃ:١٦١) ﴾ کا کیا معنی ہے؟ یعنی جس وقت فرشتے دشمنان اسلام پر لعنت کرتے ہوں گے اس وقت تسبیح کیسے پڑھتے ہونگے؟ حضرت کعب الاحبار نے اس کا جواب یہ دیا کہ فرشتوں کی تسبیح کرنے سے مراد یہ ہے جیسا کہ ہم سانس لیتے ہیں، ہمارا سانس لینا ہمیں کلام کرنے سے نہیں روکتا اسی طرح فرشتوں کا لعنت کرنا انہیں تسبیح کرنے سے نہیں روکتا۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ کلام اور سانس لینا دو الگ الگ کام ہیں، کلام کرنا سانس لینے سے یقیناً نہیں روکتا لیکن تسبیح کرنا اور لعنت بھیجنا یقیناً جمع نہیں ہو سکتے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ اللہ نے فرشتوں کی کئی زبانیں بنائی ہیں لہٰذا بعض زبانوں سے تسبیح کرتے ہیں اور بعض سے اللہ کے دشمنوں کو لعنت کرتے ہیں۔ اور نہیں تھکتے کا معنی یہ ہے کہ تسبیح کرنے کے اوقات میں تسبیح کرنے سے نہیں تھکتے جس طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نماز باجماعت میں مواظبت کرتا ہے اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جب بھی نماز کا وقت ہوتا ہے وہ باجماعت نماز پڑھنے میں سستی نہیں کرتا۔

(الرازی، ج۸، ص ١٢٦)

کرسی کی تحقیق:

٦......مفسرین کرام نے کرسی کے بارے میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ چنانچہ، تفسیر صاوی میں علامہ احمد بن محمد الصاوی فرماتے ہیں کہ کرسی کا اطلاق علم پر کیا جاتا ہے جس طرح تخت کا اطلاق اسکے بیٹھنے والے پر ہوتا ہے اور ایک قول کے مطابق کرسی ساتویں آسمان سے بھی اوپر موجود اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم مخلوق ہے اس کرسی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں، جن میں سے ہر فرشتے کے چار چہرے ہیں، انکے قدم اس چٹان میں ہیں جو ساتویں زمین کے نیچے ہے، ان فرشتوں میں ایک فرشتہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں

ہے، وہ لوگوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے اور ایک فرشتہ بیل کی صورت میں ہے وہ بہائم کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے، ایک فرشتہ درندوں کے سردار کی صورت میں ہے جو کہ وحشی درندوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے اور ایک پرندوں کے سردار یعنی گدھ کی صورت میں ہے جو کہ پرندوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے۔

ایک قول کے مطابق عرش اٹھانے والے فرشتوں اور کرسی اٹھانے والے فرشتوں کے درمیان ستر حجاب تاریکی کے اور ستر ہی نور کے ہیں۔ ہر حجاب کی موٹائی پانچ سو سال ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتو کرسی اٹھانے والے فرشتے، عرش اٹھانے والے فرشتوں کے نور سے جل جائیں۔ جب کہ عرش اور کرسی اللہ تعالی کے حکم سے تخلیق ہوئے نہ کہ ان فرشتوں کی حاجت کیلئے۔ علامہ خازن نے تفسیر خازن میں کرسی سے مراد چار اقوال ذکر کئے ہیں۔ جن میں ایک قول یہ ہے کہ کرسی سے مراد عرش ہے دوسرا قول یہ کہ کرسی سے مراد عرش نہیں ہے اور تیسرا قول یہ کہ کرسی سے مراد اسم اعظم ہے۔ جبکہ چوتھا قول یہ ہے کہ کرسی سے مراد اللہ تعالی کا ملک، اسکی بادشاہت اور قدرت ہے۔ (جلالین کلاں، ج۱، ص ۳۴۱ وغیرہ)

فرشتے اللہ کے حکم کے پابند ھیں:

یہ..... فرشتوں کا قول ہو یا عمل اللہ کے حکم کے بغیر نہیں ہوتا، تسبیح کرنا، دشمنان اسلام پر لعنت بھیجنا، نزول وحی کی خدمات انجام دینا، حضرات انبیائے کرام کی بارگاہ میں حاضری دینا، سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں جبرائیل امین کا انسانی لباس میں تشریف لانا، کلام کرنا، ﴿اقراء باسم ربک الذی خلق پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا (العلق:۱)﴾ کے کلام تلفظ کرنا، سید عالم ﷺ کو سفر معراج پر لے جانا، آسمانوں کی سیر کرانا، بوقت ولادت مصطفی ﷺ تین جھنڈوں کا مختلف جگہوں پر لہرانا، ستاروں کا سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں جھکا دینا، الغرض ہر ہر کام اللہ کی مشیت ورضا کے لئے اور اُسی احکم الحاکمین کے حکم سے ہوتا ہے۔

اغراض: یھربو: رکض بطور کنایہ استعمال ہوا ہے ھرب سے، رکض باب قتل سے بمعنی ضرب الدابۃ برجلہ یعنی چوپائے کو پاؤں سے مارنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

ولا سبیل الیہ: سے مراد دلیل ہے، نہ تو کئی خدا ہونے پر کوئی عقلی دلیل لا سکتے ہیں اور نہ ہی نقلی دلیل ہو سکتی ہے۔

الکرسی: کی تحقیق حاشیہ نمبر ۶ میں دیکھ لیں۔ (الجمل، ج۵، ص ۱۲۲ وغیرہ)

استھزاء بھم: عما کا جواب ہے، کہا جاتا ہے کہ فرشتے جھوٹ سے معصوم ہوتے ہیں تو پھر فرشتوں کے اس جملے ﴿لا ترکضوا ...... الخ﴾ کا کیا جواب ہوگا جب کہ فرشتے جانتے ہیں کہ یہ سب ہلاک کر دیئے جائیں گے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ فرشتوں کا یہ قول حقیقت پر نہیں بلکہ مذاق اڑانے پر محمول ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "ذق انک انت العزیز الکریم"۔

لوجود تمانع بینھم: یعنی کئی معبود ہونے میں اختلاف ہوتا، اور اگر ایسا ہو جائے تو دونوں کی خواہشات میں اختلاف ہونا واضح ہے، مثلاً ایک کسی چیز کے پیدا کرنے کا خواہشمند ہو جب کہ دوسرا اس کے برعکس کی خواہش کرے، پس ایک وقت میں دونوں کا اپنی مراد کو پہنچنا محال ہے اور اجتماع ضدین ہونے کی صورت میں باطل بھی ہے۔ **فھو منھم کالنفس منا:** کا بیان حاشیہ نمبر ۵ اور ۷ میں دیکھ لیں۔

دعا الی عبادۃ نفسہ: گمراہ کرنے اور بہکانے کے لیے ابلیس لعین اپنی ذات کی طرف بلاتا ہے، جیسا کہ بعض زندیق قسم کے لوگ ستارے، چاند اور سورج کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں، اور ان کا یہ دعوی ہوتا ہے کہ یہ رب العالمین ہے، جیسا کہ عابد اپنی عبادت گاہ

میں میں مصروف عبادت ہواوراس کے پاس شیطان آئے اور کہے"اسجد لی وانا اخلصک یعنی مجھے سجدہ کرو میں تمہیں خاص بنالوں گا"، پس اگر عابداللہ کی عبودیت کا معترف ہوگا اوراس کی جانب آس لگائے ہوئے ہوگا تو شیطان کی کارستانی جان لے گا۔

(الصاوی، ج٤، ص ۹۹وغیرہ)

رکوع نمبر:۳

﴿اَوَلَمْ ﴾بِواوٍ وَتَرکِها﴿یَرَ ﴾یَعلمُ﴿الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا ﴾اَی سَدًّا بِمعنی مَسْدُودَ ةً﴿فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ ﴾اَی جَعلنَا السَّماءَ سَبعًا والارضَ سبعًا او فَتقُ السماءَ ان کَانتْ لا تُمطِرُفَامطَرَتْ وَفَتقُ الْارضِ ان کَانتْ لَاتُنبِتُ فَانبَتَتْ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ ﴾النَّازِلِ مِنَ السمَّاءِ والنَّابعِ مِنَ الارضِ﴿کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ ﴾نَباتَ وَغیرِهٖ فَالماءُ سَبَبُ لِحَیوتِه﴿اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ ﴾بَتَوحِیدیْ﴿وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ ﴾جِبالا ثوابِتَ لِ﴿اَنْ ﴾لا﴿تَمِیْدَ﴾تَتَحرَّکَ﴿ بِهِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِیْهَا ﴾اَیِ الرَّواسِیَ ﴿فِجَاجًا ﴾مَسَالِکَ﴿سُبُلًا﴾بَدَلٌ اَی طُرُقًا نَافِذَةً واسِعَةً﴿ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ ﴾اِلٰی مَقَاصِدِهِمْ فِی الْاَسفَارِ﴿وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا ﴾لِلْاَرضِ کَالسَّقفِ المَبیتِ﴿مَّحْفُوْظًا ۚۖ ﴾عَنِ الوُقوعِ﴿وَّهُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا ﴾مِنَ الشَّمسِ والقَمرِ والنُّجومِ﴿مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ ﴾لَایَتَفکَّرُونَ فِیهَا فَیعلمُونَ اَنَّ خَالِقَها لَا شَریکَ لَهٗ﴿وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ کُلٌّ ﴾تَنوِینُهٗ عِوَضٌ عَنِ الْمُضَافِ الیهِ مِنَ الشَّمسِ والْقَمرِ وتَابِعهٗ وَهُوَ النجومِ﴿فِیْ فَلَکٍ ﴾اَی مُستَدِیرٍ کَالطَّاحُونةِ فِی السماءِ ﴿یَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ ﴾یَسِیرُونَ بِسُرعَةِ کَالسَّابحِ فی الماءِ وَلِلتَّشْبِیهِ به اَتٰی بِضَمِیرِ جمعِ مَن یَعقِلُ وَنَزَل لَمَّا قال الکُفارُ اَنَّ مُحَمَّدا سَیموتُ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ ؕ ﴾اَیِ البَقاءِ فی الدنیا﴿اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ ﴾فیها لَا فَالجُملَةُ الْاَخِیرَةُ محَلُّ الْاِسْتِفهَامِ الْاِنکاری﴿کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ ﴾فِی الدنیا﴿وَنَبْلُوْکُمْ ﴾نَخْتَبِرکُمْ﴿بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ ﴾ کَفَقْرٍ وغِنیً وَسُقمٍ وَصِحَّةٍ ﴿فِتْنَةً ؕ ﴾مَفعولٌ له اَی لِنَنْظُرَ اَتَصبِرونَ وَتَشْکُرونَ اَولَا﴿وَاِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾ ﴾فَیُجازِیکم﴿وَاِذَا رَاٰکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِنْ ﴾مَا﴿یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا هُزُوًا ؕ ﴾اَی مَهزُوًّا به یَقولونَ﴿اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْکُرُ اٰلِهَتَکُمْ ۚ ﴾اَی یَعِیبُها﴿وَهُمْ بِذِکْرِ الرَّحْمٰنِ ﴾لهمْ﴿هُمْ ﴾تَاکیدٌ﴿ کٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ ﴾بِه اِذْ قَالوا مَا نَعرِفُهٗ وَنَزلَ فی اِسْتِعجَالِهِمُ العَذابَ﴿خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ ﴾اَی اَنَّهٗ لِکَثرَةِ عُجلهٖ فی اَحوالِهٖ کَاَنَّهٗ خُلقَ منهُ﴿سَاُورِیْکُمْ اٰیٰتِیْ ﴾مَواعِیدِی بِالعذابِ﴿فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ ﴾فیه فَاَرَاهُم القَتل بِبدرٍ﴿وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ ﴾بِالقِیامَةِ﴿اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾ ﴾فیه قال تعالی﴿لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا حِیْنَ لَا یَکُفُّوْنَ ﴾یَدفَعونَ﴿عَنْ

وُجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (۳۹) ﴾يمنعون منها فى القيٰمة وجواب لو ما قالوا ذالک﴿بَلْ تَاْتِيْهِمْ ﴾القيمة﴿بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ ﴾تحيرهم﴿فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (۴۰) ﴾يمهلون لتوبة او معذرة﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ ﴾فيه تسلية للنبى ﷺ﴿فَحَاقَ ﴾نزل﴿ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۴۱) ﴾وهو العذاب فكذا يحيق بمن استهزء بك.

﴿ترجمہ﴾

کیا کافروں نے نہ دیکھا (یعنی نہ جانا، اولـــم واؤ کے ساتھ اور بغیر واؤ کے ساتھ دونوں طرح پڑھا گیا ہے) کہ آسمان اور زمین بند تھے......۱......(رتقا بمعنی سدا ہے، مصدر مبنی للمفعول ہے) تو ہم نے انہیں کھولا (یعنی زمین و آسمان کو سات سات بنا دیا یا یہ معنی ہے کہ آسمان سے بارش نہ ہوتی ہم نے آسمان کھول دیا تو بارش برسی اور زمین اگاتی نہ تھی ہم نے زمین کو کھول دیا تو یہ اگانے لگی) اور ہم نے بنائی پانی سے (جو آسمان سے نازل ہوا یا زمین سے پھوٹا) ہر جاندار چیز کو (نباتات وغیرہ کو پس پانی ان کی حیاتی کا سبب ہے......۲......) تو کیا وہ (میری توحید پر) ایمان لائیں گے اور زمین میں ہم نے لنگر ڈالے (یعنی پہاڑوں کو جمایا کہ) انہیں لے کر نہ کانپے (تمید بمعنی تتحرک ہے) اور ہم نے اس میں (یعنی پہاڑوں میں) کشادہ راہیں رکھیں (فجاجا بمعنی مسالک ہے اور سبلا اس کا بدل ہے بمعنی وسیع و کشادہ راستے) کہ کہیں وہ (اپنے سفروں کے درمیان اپنے مقاصد کی طرف) راہ پائیں (اور) ہم نے آسمان (زمین) کے لیے چھت بنایا (گھر کے لیے چھت ہوتی ہے، گرنے سے) محفوظ اور وہ اس کی نشانیوں (جیسے سورج، چاند اور ستاروں) سے روگرداں ہیں (ان کے بارے میں تفکر نہیں کرتے کہ جان لیں ان کا خالق وہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں) اور وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن اور سورج اور چاند ہر ایک (کـــل تنوین عوض ہے جو کہ مضاف الیہ کے عوض آئی ہے اور مضاف الیہ یہ ہے، الشمس والقمر وتابعه یعنی ستارے) ایک گھیرے میں (یعنی آسمان میں ایک دائرے کی صورت میں چکی کی طرح) تیر رہے ہیں......۳......(یعنی تیزی سے چل رہے ہیں پانی میں تیرنے والے شخص کی طرح عقلاء کے فعل سے اسے تشبیہ دینے کے لیے جمع عاقل کی ضمیر لائی گئی ہے کفار نے جب کہا کہ عنقریب محمد ﷺ کا انتقال ہو جائے گا تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لیے (دنیا میں) ہمیشگی نہ بنائی (خلد بمعنی بقاء ہے) تو کیا اگر تم انتقال فرماؤ تو یہ (دنیا میں) ہمیشہ رہیں گے (نہیں یہ دوسرا جملہ استفہام انکاری کے محل میں ہے) ہر جان کو (دنیا میں) موت کا مزہ چکھنا ہے......۴......اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے (جیسے فقر و غنا، بیماری و صحت سے، نبلونکم بمعنی نختبر کم ہے) جانچنے کو (فتنة مفعول لہ بن رہا ہے معنی یہ ہے کہ تا کہ ہم دیکھیں کہ تم صبر و شکر کرتے ہو یا نہیں) اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے (پھر اللہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا) اور جب کافر تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر مذاق (یعنی ایسا فرد جس سے مذاق کیا جائے، ان بمعنی مــا نافیہ ہے کہتے ہیں) کیا یہ ہیں وہ جو تمہارے خداؤں کو بُرا کہتے ہیں (یذکر بمعنی یعیب ہے) اور وہ رحمٰن ہی کی یاد سے منکر ہیں (بذکر الرحمن کے بعد لهم ضمیر محذوف موکد ہے، هم ضمیر تاکید ہے کیونکہ کفار کہتے تھے کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے جب کفار نے عذاب آنے کے بارے میں جلدی کی تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) آدمی جلد باز بنایا گیا ہے......۵......(کیونکہ وہ اپنے احوال میں باکثرت جلدی سے کام لیتا ہے

تو گویا اسے جلد بازی سے بنایا گیا ہے) اب میں تجھے اپنی نشانیاں (عذاب دینے کی وعیدیں) دکھاؤں گا (اس بارے میں) مجھ سے جلدی نہ کرو (پس اللہ ﷻ نے ان کا قتل کیا جانا انہیں میدان بدر میں دکھا دیا) اور کہتے ہیں کب ہوگا (قیامت آنے کا) یہ وعدہ اگر تم (اس میں) سچے ہو (اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) کسی طرح جانتے کافر اس وقت کو جب نہ روک سکیں گے اپنے مونھوں سے آگ اور اپنی پیٹھوں سے اور نہ ان کی مدد ہو (اور نہ بروز قیامت آگ کو ان سے روکا جائے اور حرف لو شرطیہ کا جواب ماقالوا ذلک بن رہا ہے اور یکفون بمعنی یدفعون ہے) بلکہ وہ (یعنی قیامت) ان پر اچانک آپڑے گی تو انہیں بے حواس کردے گی......٦......(انہیں حیرت زدہ کردیگی) پھر نہ وہ اسے پھیر سکیں گے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی (توبہ یا معذرت کرنے کی، ینظرون بمعنی یمهلون ہے) اور بیشک تم سے اگلے رسولوں کے ساتھ ہنسی کی گئی (اس بات کو ذکر کرنے میں نبی پاک ﷺ کو تسلی دینا ہے) تو مسخرگی کرنے والوں کی ہنسی انہی کو لے بیٹھی (انہیں عذاب نے آلیا، یونہی آپ کے ساتھ استہزاء کرنے والوں کو بھی عذاب آلے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اولم یرالذین کفروا ان السموت والارض کانتا رتقا ففتقنهما﴾.

همزه: حرف استفہامیہ، و: عاطفہ، لم یر: فعل نفی، الذین کفروا: موصول صلہ ملکر فاعل، ان: حرف مشبہ، السموت والارض: اسم، کانتا رتقا: معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ففتقنهما: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعلنا من الماء کل شیء حی افلا یومنون﴾.

و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، من الماء: ظرف لغو، کل شیء حی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ففتقنهما" پر معطوف ہے، همزه: حرف استفہام، ف: عاطفہ، لا یومنون: جملہ فعلیہ معطوف علی محذوف "لا یعقلون" پر ہے۔

﴿وجعلنا فی الارض رواسی ان تمیدبهم وجعلنا فیها فجاجا سبلا لعلهم یهتدون﴾.

و: عاطفہ، جعلنا فی الارض: فعل بافاعل و ظرف لغو، رواسی: مفعول، ان تمید بهم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلنا: فعل و ضمیر ذوالحال، لعلهم یهتدون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، فیها: ظرف لغو، فجاجا: حال مقدم، سبلا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعلنا السماء سقفا محفوظا وهم عن ایتها معرضون﴾.

و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، السماء: مفعول اول، سقفا محفوظا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، هم: مبتدا، عن ایتها معرضون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وهو الذی خلق الیل والنهار والشمس والقمر کل فی فلک یسبحون﴾.

و: عاطفہ، هو: مبتدا، الذی: موصول، خلق: فعل بافاعل، الیل: معطوف علیہ، والنهار ...... الخ: معطوفات، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مبتدا، فی فلک یسبحون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فهم الخلدون﴾.

و: مستانفہ، ما جعلنا: فعل نفی بافاعل، لام: جار، بشر: موصوف، من قبلک: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، الخلد: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، همزه: استفہامیہ، ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، مت: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، هم: مبتدا

،الخلدون: خبر،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ

﴿کل نفس ذائقة الموت ونبلوکم بالشر والخیر فتنة والینا ترجعون﴾.

کل نفس: مبتدا، ذائقة: اسم فاعل بافاعل مضاف، الموت: مضاف الیہ ملکر مفعول، ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، نبلوکم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، الشر: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الخیر: معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ،فتنة: مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،و: عاطفہ ،الینا: ظرف لغومقدم، ترجعون: فعل وضمیر نائب الفاعل،،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا راک الذین کفروا ان یتخذونک الا ھزوا﴾.

و: مستانفہ،اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،راک: فعل ومفعول، الذین کفروا: فاعل،ملکر شرط،ان: نافیہ، یتخذونک: فعل بافاعل ومفعول، الا: اداۃ حصر، ھزوا: مفعول ثانی،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿اھذا الذی یذکر الھتکم وھم بذکر الرحمن ھم کفرون﴾.

ھمزہ: حرف استفہامیہ، ھذا: مبتدا، الذین: موصول، یذکر الھتکم: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر خبر،ملکر قول محذوف "یقول بعضھم لبعض علی سبیل الھزوء" کے لیے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ، و: حالیہ، ھم: ملکر مبتدا، بذکر الرحمن: ظرف لغو مقدم ،کفرون: اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "یتخذونک" کے فاعل سے حال ہے۔

﴿خلق الانسان من عجل ساوریکم ایتی فلا تستعجلون﴾.

خلق الانسان: فعل مجہول ونائب الفاعل،من عجل: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، س: حرف استقبال، اریکم: فعل بافاعل ومفعول، ایتی: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: عاطفہ، لا تستعجلون: فعل نہی بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صدقین﴾.

و: مستانفہ، یقولون: فعل بافاعل،ملکر قول، متی: نافیہ اسم استفہام متعلق بمحذوف خبر مقدم، ھذا: مبدل منہ، الوعد: بدل،ملکر مبتدا مؤخر، ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ، ان: شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فعینوا موعدہ" کے لیے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لو یعلم الذین کفروا حین لا یکفون عن وجوھھم النار ولا عن ظھورھم ولا ھم ینصرون﴾.

لو: شرطیہ، یعلم: فعل، الذین کفروا: فاعل، حین: مضاف، لایکفون: فعل نفی بافاعل، عن وجوھم: جارمجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، عن ظھورھم: جارمجرور معطوف،ملکر ظرف لغو،النار: مفعول،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ، لا: نافیہ،ھم: مبتدا، ینصرون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول فیہ ،ملکر جزا محذوف، "لما کانوا متعجلین" کے لیے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بل تاتیھم بغتة فتبھتھم فلا یستطیعون ردھا ولا ھم ینظرون﴾.

بل: حرف اضراب وعاطفہ، تات: فعل "ھی" ضمیر ذوالحال، بغتة: حال،ملکر فاعل،ھم مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ تبھتھم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، لایستطیعون ردھا: فعل نفی بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، ھم: مبتدا، ینظرون: خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد استھزئ برسل من قبلک فحاق بالذین سخروا منھم ما کانوا بہ یستھزء ون﴾.

و: مستانفہ، لام: قسمیہ تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، استھزی: فعل مجہول، ب: جار، رسل: موصوف، من قبلک: ظرف مستقر صفت،ملکر

مجرور، ملکر قائم مقام نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، حاق: فعل، ب: جار، الذین: موصول، سخروا: فعل وضمیر ذوالحال، منهم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ما: موصولہ، کانوا: فعل ناقص با اسم، بہ یستھزء ون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر صلہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وماجعلنا لبشر من قبلک...... ☆ رسول کریم ﷺ کے دشمن اپنے ضلال اور عناد سے کہتے تھے کہ ہم حوادث زمانہ کا انتظار کررہے ہیں، عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی وفات ہوجائے گی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور دشمنان اسلام کو بتایا گیا کہ یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہم نے اس دنیا میں کسی کے لئے ہمیشگی نہیں رکھی۔

☆......واذا راک الذین کفروا...... ☆ یہ آیت ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی حضور ﷺ تشریف لے جاتے تھے وہ آپ کو دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا کہ یہ بنی عبد مناف کے نبی ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے ﴿ھذا الذی یذکر الھتکم﴾۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

زمین وآسمان کے بند ہونے کا معنی:

ا......ابن عباس، حسن اور اکثر مفسرین کرام کے نزدیک زمین وآسمان برابری اور سختی میں تھے، اللہ نے آسمان کو بارش اور زمین کو نباتات اور درخت کے ذریعے کھول دیا۔ ایک اعتراض اس قول پر یہ ہوتا ہے کہ بارش ساتوں آسمانوں سے نہیں بلکہ آسمان دنیا سے ہوتی ہے لہذا یہ کہنا کہ آسمان کو بارش سے کھول دیا درست نہ ہوا؟ جواب اس کا یہ ہے کہ جمع کے لفظ کا اطلاق اس لیے کیا گیا کہ ساتوں آسمانوں میں سے ہر قطعہ کا تعلق آسمان ہی سے ہے لہذا آسمان دنیا ہو یا کوئی اور، کہلانے کے اعتبار سے آسمان ہی ہے۔ (الرازی، ج۸، ص ۱۳۷)۔

پانی حیات انسانی کا سبب ہے!

۲......آیت مبارکہ پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر ہر چیز پانی سے پیدا ہوئی ہے تو قرآن میں بہت سی مثالیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں یوں کہیے کہ پانی سے پیدا نہیں ہوئیں جس کی ترتیب حسب ذیل ہے:

(۱)......﴿واللہ خلق کل دابۃ من ماء ہر چوپائے کو اللہ نے پانی سے بنایا (النور: ۴۵)﴾۔ (۲)......﴿والجان خلقنہ من قبل من نار السموم اور جنات کو بغیر دھوئیں کی آگ سے پیدا کیا گیا۔ (الحجر: ۲۷)﴾۔ (۳)......﴿خلقہ من تراب ہم نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا (آل عمران: ۵۹)﴾۔ (۴)......﴿ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منھا زوجھا وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا (الاعراف: ۱۸۹)﴾۔ (۵)......﴿والتی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وجعلنھا وابنھا ایۃ للعلمین اور مریم نے اپنی پاکدامنی کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی اور نے اسے اور اس کے بیٹے کو تمام جہان والوں کے لیے نشانی بنادیا (الانبیاء: ۹۰)﴾۔ (۶)......﴿واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی اور جب تم میرے اذن سے مٹی سے پرندے کی سی صورت بناتے تھے، پھر تم اس میں پھونک

مارتے تو وہ میرے حکم سے پرندہ ہو جاتی تھی﴾۔(۷)......حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا، اور جنات کو بغیر دھوئیں کی آگ سے اور حضرت آدم کو اس چیز سے پیدا کیا گیا ہے جس سے تم پیدا کئے گئے ہو۔(صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب: في احادیث متفرقة، رقم:۷۳۸۹/ ۲۹۹۶، ص ۱٤٦٥) ہر قاعدے کے کچھ مستثنات ہوتے ہیں اسی طرح یہاں بھی جان لیں کہ اگرچہ ہر چیز پانی سے پیدا ہوئی لیکن کچھ چیزیں مستثنیٰ ہیں۔ (التعریفات، ص۷۸)

کل فی فلک یسبحون کا معنی:

؎......یعنی ہر چیز اپنے معین وقت اپنی گردش کرتی ہے، سورج اپنے وقت پر نکلتا غروب ہوتا ہے، چاند کے اوقات بھی متعین ہیں، اسی طرح ستارے بھی اپنے اپنے اوقات کار میں چمکتے دمکتے ہیں۔ پھر الگ الگ ملکوں میں الگ الگ اوقات ہوتے ہیں اور پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک میں سورج، چاند، ستارے وہاں کے اوقات کار کے اعتبار سے طلوع وغروب ہوتے ہیں الغرض اللہ کی قدرت ہے کہ ایک ہی سورج ایک مقام پر غروب اور دوسرے مقام پر طلوع ہوتا نظر آتا ہے کہیں روشنی اور کہیں تاریکی کا سبب بنتا ہے۔

ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے:

؎......ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ نفس کا اطلاق اللہ نے اپنی ذات لئے بھی کیا جیسا کہ فرمان مقدس ہے ﴿کتب علی نفسه الرحمة اللہ نے اپنے نفس کے لئے رحمت کو خاص کرلیا ہے(الانعام:۱۲)﴾۔ لہذا قاعدے کی رو سے جس طرح ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے تو اللہ ﷻ کے لیے بھی مانا جائے؟ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہر نفس سے مراد ہر مخلوق ہے، اور اللہ ﷻ خالق ہے مخلوق نہیں، لہذا اس اعتراض میں داخل نہیں۔ موت حیات کی ضد ہے۔ (التعریفات، ص۱۸۷)

☆......منقول ہے کہ اللہ ﷻ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو زمین نے اپنے رب سے جو مٹی اس سے لی گئی اس کے بارے میں شکایت کی تو اللہ تعالی نے وعدہ فرمایا کہ جو زمین سے لیا گیا ہے وہ اس میں دوبارہ لوٹا دیا جائے گا، چنانچہ جو بھی مرتا ہے وہ اسی زمین میں دبا دیا جاتا ہے جہاں سے اسکی تخلیق کے وقت مٹی لی گئی تھی۔ اگر کسی شخص کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ حور وولدان اور جنتی مخلوق موت کا مزہ نہیں چکھیں گے تو پھر کل نفس ذائقة الموت کا کیا معنی ہوا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ آیت عام خص عن البعض کے قبیلے سے ہے مطلب یہ کہ اس سے مراد مکلفین ہیں۔ (الخازن، ج ۱، ص ۳۲۸، ملخصاً)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ﴿أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ﴾ یعنی لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کرو۔'' (ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر الموت ولاستعداد له، رقم:٤٢٥٨، ص ٧٠٥)

☆......حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ﴾ یعنی جو شخص اللہ تعالی سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ تعالی بھی اسے شرف ملاقات عطا کرنا پسند فرماتا ہے اور جو اللہ تعالی سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالی بھی اسے شرف ملاقات عطا کرنا ناپسند فرماتا ہے۔ پوچھا گیا: ﴿يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَرَاهِيَةُ لِقَاءِ اللّٰهِ فِي كَرَاهِيَةِ لِقَاءِ الْمَوْتِ فَكُلُّنَا يَكْرَهُ الْمَوْتَ﴾ یعنی یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کون اللہ تعالی کی ملاقات کو ناپسند کرے گا لیکن اسکی ملاقات موت پر موقوف ہے اور ہم ہیں کہ موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿لَا إِنَّمَا ذَاكَ عِنْدَ مَوْتِهِ

اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَمَغْفِرَتِهٖ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ فَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَاِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ﴾ یعنی میری یہ مراد نہیں تھی بلکہ موت کے وقت جب بندے کو اللہ تعالی کی رحمت اور اسکی مغفرت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالی کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالی بھی اسے شرفِ ملاقات عطا فرمانا پسند فرماتا ہے اور جب اسے اللہ تعالی کے عذاب کی وعید سنائی جائے تو وہ اللہ عزوجل سے ملاقات کو ناپسند کرے تو اللہ عزوجل بھی اسے شرفِ ملاقات عطا کرنا پسند نہیں فرماتا۔

(ابن ماجه ،كتاب الزهد،باب ذكر الموت ولاستعدادله ،رقم:٤٢٦٤ ص٧٠٦)

انسان جلد باز بنایا گیا ھے:

۴.....جلد بازی انسان کی فطرت میں داخل ہے، ایک قول کے مطابق یہ آیت نضر بن حرث کے بارے میں نازل ہوئی کہ اس نے عذاب کے آنے میں جلدی مچائی جس کا بیان ﴿اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر اے اللہ اگر یہ تیری جانب سے حق ہو تو پتھر برسا(الانفال: ۳۲)﴾ میں ہوا۔ مجاہد، سدی، سعید بن جبیر، عکرمہ، ضحاک، مقاتل، کلبی کے مطابق اس آیت کے مصداق حضرت آدم علیہ السلام ہیں کہ روح مکمل ان کے بطن میں پہنچنے سے پہلے ہی وہ کھڑے ہونے لگے، اللہ عزوجل نے انہیں جمعہ کے دن کے آخری حصے میں پیدا فرمایا جب ان کی روح آنکھوں اور زبان تک پہنچی تو اپنے رب سے عرض گزار ہوئے: ''اے میرے رب سورج کے غروب ہونے سے پہلے میری تخلیق مکمل فرمادے''۔ اگلا خطاب ﴿ساوریکم ایاتی فلا تستعجلون عنقریب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا تو تم جلدی نہ کرو(الانبیاء:۳۸)﴾ کافروں سے ہے۔ (روح المعانی ،الجزء السابع عشر، ص ٦٥)

قیامت کی ھولناکی:

۵.....کافروں پر عذاب اچانک آجائے گا جو ان کے چہروں کو جھلسا دے گا جن کا یہ دعوی ہے کہ انہیں قیامت کے آنے کا علم ہے۔ بلکہ قیامت اچانک آجائے گی جس کے آنے کا انہیں شعور تک نہ ہوگا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا یہ اچانک آجائے گی اور انہیں بدحواس کردے گی جیسا کہ بدحواس آدمی حیران کھڑا ہوتا ہے۔ اور انہیں اسے دور کرنے کی قدرت وطاقت ہی نہ ہوگی۔

(جامع البیان ،الجزء ۱۷، ص ۳۷ ملتقطاملخصا)

اغراض :نبات وغیرہ: یعنی ہر چیز کی حیات اس کے حسب حیثیت ہوتی ہے، حیوان کی حیات یہ ہے کہ اس میں روح موجود ہو، نباتات کی حیات یہ ہے کہ وہ زمین سے جُڑے رہیں اور سرسبز وشاداب رہیں اور ان میں پھل لگتے رہیں۔

کاسقف للبیت: یہ اہل سنت کا مؤقف ہے کہ آسمان بطور چھت سایہ فگناں ہے، جب کہ حکماء کہتے ہیں کہ آسمان زمین کو گھیرے ہوئے ہے، جیسا کہ بیضہ اپنے گرد کو احاطہ کئے ہوئے ہوتا ہے، جب تم نے جان لیا تو پھر اس کی قضاء سے فرار ممکن ہی نہیں۔

من الشمس والقمر: جیسا کہ ستارے، کہ بغیر کسی ستون کے کھڑے ہیں، اور ان (بادلوں) سے پانی برستا ہے۔

ای مستدیر کالطاحونة: کہا جاتا ہے کہ آسمان دنیا پر ستارے گردش کرتے ہیں جیسا کہ کشتی سمندر میں تیرتی ہے، ستاروں کی گردش کے حوالے سے لوگوں میں تین قسم کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ آسمان ساکن ہے ستارے تیر رہے ہیں جس پر قرآن مجید دلالت کرتا ہے ،آسمان اور ستارے دونوں ہی متحرک ہیں اور ہر ایک کی حرکت دوسرے کی حرکت سے متعلق ہے، آسمان حرکت کرتا ہے اور ستارے ساکن ہیں، اور حقیقت حال اللہ ہی جانتا ہے۔

وتشکرون: خیر کی جانب راجع ہے، پس مومن کامل اللہ کی دی ہوئی قدرت سے مشاہدہ کرتا ہے، جب اسے تنگی ومرض کی مصیبت

آتی ہے تو اللہ کی رضا پر راضی رہتا ہے اور اس سے اس کا اقبال اور بھی بلند ہوتا ہے، اور جب اسے فراخی یا صحت ملتی ہے تو اللہ کا شکر بجالاتا ہے اور اس سے خوف بھی کرتا ہے، پس دونوں ہی حالتوں میں اللہ کی رضا پر راضی ہوتا ہے اور کافر و فاسق کا معاملہ برعکس ہے کہ تنگی پر واویلا مچاتا ہے اور انعام واکرام پر اتراتا پھرتا ہے۔

اذ قالوا ما نعرفه یعنی رحمٰن کو نہیں پہچانتے، کہتے ہیں ہم تو صرف "الیمامۃ" یعنی مسیلمہ کذاب کو ہی پہچانتے ہیں۔

ای انه لکثرة عجله فی احواله: حاشیہ نمبر ۵ دیکھ لیں۔ (الصاوی، ج ٤، ص ۱۰۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿قُلْ﴾ لهم ﴿مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ﴾ يحفظكم ﴿بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ﴾ من عذابه ان نزل بكم اى لا احد يفعل ذلك والمخاطبون لا يخافون عذاب الله لانكارهم له ﴿بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ﴾ اى القرآن ﴿مُّعْرِضُوْنَ (۴۲)﴾ لا يتفكرون فيه ﴿اَمْ﴾ فيها معنى الهمزة الانكارى اى أ ﴿لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ﴾ مما يسوءهم ﴿مِّنْ دُوْنِنَا﴾ اى الهم من يمنعهم منه غيرنا ﴿لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ﴾ اى الالهة ﴿نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ﴾ فلا ينصرونهم ﴿وَلَا هُمْ﴾ اى الكفار ﴿مِّنَّا﴾ من عذابنا ﴿يُصْحَبُوْنَ (۴۳)﴾ يجارون يقال صحبك الله اى حفظك واجارك ﴿بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ﴾ بما انعمنا عليهم ﴿حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ﴾ فاغتروا بذالك ﴿اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ﴾ نقصد ارضهم ﴿نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا﴾ بالفتح على النبى ﴿اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (۴۴)﴾ لا بل النبى واصحابه ﴿قُلْ﴾ لهم ﴿اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ﴾ من الله لا من قبل نفسى ﴿وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا﴾ بتحقيق الهمزتين وتسهيل الثانية بينها وبين الياء ﴿مَا يُنْذَرُوْنَ (۴۵)﴾ اى هم لتركهم العمل بما سمعوه من الانذار كالصم ﴿وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ﴾ وقعة ﴿مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَاۤ﴾ للتنبيه، هلاكنا ﴿اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (۴۶)﴾ بالاشراك وتكذيب محمد ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ﴾ ذوات العدل ﴿لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ اى فيه ﴿فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا﴾ من نقص حسنة او زيادة سيئة ﴿وَاِنْ كَانَ﴾ العمل ﴿مِثْقَالَ﴾ زنة ﴿حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا﴾ اى بموزونها ﴿وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ (۴۷)﴾ محصين فى كل شىء ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ﴾ اى التوراة الفارقة بين الحق والباطل و الحلال والحرام ﴿وَضِيَآءً﴾ بها ﴿وَّذِكْرًا﴾ عظة ﴿لِّلْمُتَّقِيْنَ (۴۸) الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ﴾ عن الناس اى فى الخلاء عنهم ﴿وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ﴾ اى اهوالها ﴿مُشْفِقُوْنَ (۴۹)﴾ اى خائفون ﴿وَهٰذَا﴾ اى القرآن ذكر ﴿ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ (۵۰)﴾ الاستفهام فيه للتوبيخ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ (ان لوگوں سے) شبانہ روز تمہاری کون نگہبانی کرتا ہے رحمٰن سے (یعنی اس کے عذاب سے کہ وہ تم پر نازل ہو یعنی کوئی بھی اس کام کو نہیں کرتا ہے اور یہاں مخاطبین اللہ ﷻ کے عذاب سے خوف نہیں کر رہے ہیں کہ وہ اللہ ﷻ کے وجود ہی کے منکر ہیں) بلکہ وہ اپنے رب کی یاد ......۱...... (قرآن) سے منہ پھیرے ہیں (وہ اس میں غور وفکر نہیں کرتے) کیا (ام میں ہمزہ انکاری کا معنی پایا جا رہا ہے) ان کے کچھ ایسے خدا ہیں جو ان کو بچاتے ہیں ......۲...... (انہیں بُرے لگنے والے امور سے) ہم سے (کیا ان لوگوں کے لیے ہمارے علاوہ کوئی خدا ہیں جو ان سے ان کے ناپسندیدہ امور کو روک دیتا ہے، نہیں ایسا تو نہیں ہے) وہ (یعنی ان کے خدا) اپنی ہی جانوں کو نہیں بچا سکتے (ان کے امور سے جو انہیں تکلیف دیتے ہیں) اور نہ وہ (کفار) ہم سے (ہمارے عذاب سے) بچالے جائیں (یصحبون بمعنی یجازون ہے کہا جاتا ہے کہ صحبک اللہ یعنی اللہ تجھے محفوظ وسلامت رکھے) بلکہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادوں (کی پکڑ کی اپنی نعمتوں میں اور) برتا وادیا یہاں تک کہ زندگی ان پر دراز ہوئی ......۳...... (پس وہ اس کے سبب دھوکہ میں پڑ گئے) تو کیا نہیں دیکھتے کہ ہم قصد کر رہے ہیں (ناتی الارض بمعنی نقصد الارض ہے) زمین کو اس کے کناروں سے گھٹانے کا (محمد ﷺ کے ہاتھوں زمین کو فتح کروا کر) تو کیا یہ غالب ہوں گے (نہیں، بلکہ نبی پاک ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب غالب ہوں گے) تم فرماؤ (ان لوگوں سے) کہ میں تو صرف (اللہ ﷻ کی جانب سے) وحی سے ڈراتا ہوں (میں خود اپنی طرف سے نہیں ڈراتا) اور بہرے پکارنا نہیں سنتے جب ڈرائے جائیں (کفار ڈر کو سننے کے باوجود اس پر عمل نہ کرنے کے معاملے میں بہروں کی طرح ہیں، ء اذا دو ہمزہ کی تحقیق اور پہلے اور دوسرے ہمزہ کے مابین یاء کی تسہیل کے ساتھ ہے) اور اگر انہیں تمہارے رب کے عذاب کا جھونکا چھو جائے (یعنی ہلکا سے جھونکا) تو ضرور کہیں گے ہائے ہماری ہلاکت ......۴...... (یاویلنا میں یاء تنبیہ کے لیے ہے جب کہ ویل کے معنی ہلاکت کے ہیں) بیشک ہم (شرک کرنے اور محمد ﷺ کو جھٹلانے کے سبب) ظلم کرنے والے تھے اور ہم قیامت کے دن عدل کے ترازو رکھیں گے (لیوم القیمۃ میں لام حرف جر فی کے معنی میں ہے، القسط بمعنی ذوات العدل ہے) تو کسی جان (پر نیکیوں میں سے کچھ کم کر کے یا گناہوں میں کچھ بڑھا کر) ظلم نہ ہوگا اور اگر (عمل) ہو رائی کے دانے کے برابر تو ہم اسے (اس کے وزن کے مطابق) لے آئیں گے ......۵...... (مثقال کے معنی وزن کے ہیں) اور ہم کافی ہیں حساب کو (یعنی ہم ہر چیز کے شمار کرنے کے لیے کافی ہیں) اور بیشک ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ دیا (یعنی توریت دی جو حق وباطل، حرام وحلال کے مابین فرق کرنے والی تھی) اور اجالا (تھا اس کے سبب) اور (اس میں) نصیحت تھی پرہیزگاروں کے لیے وہ جو (لوگوں سے) پوشیدہ ہوتے تھے (لوگوں سے خلوت میں بھی) اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور انہیں قیامت کا (اس کی گھبراہٹ کا) اندیشہ لگا ہوا ہے (یعنی وہ اس سے خائف ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل من یکلؤکم بالیل والنھار من الرحمن﴾.

قل: قول، من: استفہامیہ مبتدا، یکلؤکم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، الیل والنھار: ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، من: جار،

الرحمن : مضاف محذوف " عذاب او امر" کے لیے مضاف الیہ، ملکر مجرور،" ای من عذابه او امره " ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿بل هم عن ذكر ربهم معرضون ○ ام لهم الهة تمنعهم من دوننا﴾.

بل: حرف اضراب وعاطفہ، هم : مبتدا، عن ذكر ربهم : ظرف لغو مقدم، معرضون :اسم فاعل بافاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام :عاطفہ منقطعہ بمعنی بل، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، الهة :موصوف، تمنعهم : جملہ فعلیہ صفت اول، من دوننا: ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا يستطيعون نصر انفسهم ولا هم منا يصحبون ○ بل متعنا هؤلاء واباء هم حتى طال عليهم العمر﴾.

لايستطيعون: فعل نفی بافاعل، نصر انفسهم : مفعول ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، لا :نافیہ، هم: مبتدا، منايصحبون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، بل :حرف اضراب وعاطفہ، متعنا: فعل بافاعل، هؤلاء :معطوف علیہ، و آباء هم : معطوف ملکر مفعول، حتى : جار، طال عليهم العمر: جملہ فعلیہ بتقدیر "ان "مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افلا يرون انا ناتى الارض ننقصها من اطرافها افهم الغلبون﴾.

همزه: حرف استفہامیہ، ف :عاطفہ، لايرون: فعل نفی بافاعل، انا: حرف مشبہ واسم، ناتى :فعل بافاعل، الارض :ذوالحال، ننقصها من اطرافها: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، همزه : حرف استفہامیہ، ف :عاطفہ، هم: مبتدا، الغلبون :خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل انما انذركم بالوحى لا يسمع الصم الدعاء اذا ما ينذرون﴾.

قل: قول، انما: حرف مشبہ وماکافہ، انذركم بالوحى :فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، لا يسمع الصم : فعل نفی وفاعل، الدعاء: مفعول، اذا :مضاف، ما: زائدہ، ينذرون: فعل مجہول بانائب الفاعل، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولئن مستهم نفحة من عذاب ربك ليقولن يويلنا انا كنا ظلمين﴾.

و: عاطفہ، لام :قسمیہ، ان :شرطیہ، مستهم: فعل ومفعول، نفحة : موصوف، من عذاب ربك :ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر شرط، لام : تاکیدیہ، يقولن: قول، يويلنا : ندائیہ، انا كنا ظلمين: جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ونضع الموازين القسط ليوم القيمة فلا تظلم نفس شيئا﴾.

و: مستانفہ، نضع :فعل بافاعل، الموازين :موصوف، القسط :صفت، ملکر مفعول، ليوم القيمة :ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف :عاطفہ، لا تظلم نفس: فعل نفی مجہول ونائب الفاعل، شيئا : مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان كان مثقال حبة من خردل اتينابها وكفى بنا حسبين﴾.

و: عاطفہ، ان :شرطیہ، كان : فعل ناقص بااسم، مثقال :مضاف، حبة :موصوف، من خردل :ظرف مستقر صفت، ملکر مضاف الیہ ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، اتينابها : فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، كفى :فعل، ب :زائدہ، نا :ضمیر ممیز، حاسبين :تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد اتینا موسی وھارون الفرقان وضیاء وذکرا للمتقین﴾.
و: عاطفہ، لام: قسمیہ تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، اتینا: فعل بافاعل، موسی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ھرون: معطوف، ملکر مفعول اول، الفرقان: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ضیاء: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذکرا للمتقین: شبہ جملہ معطوف، ملکر پھر معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔
﴿الذین یخشون ربھم بالغیب وھم من الساعۃ مشفقون﴾.
الذین: موصول، یخشون: فعل وضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ھم: مبتدا، من الساعۃ مشفقون: شبہ جملہ خبر، ملکر حال، ملکر فاعل، ربھم: مفعول، بالغیب: ظرف لغو، ملکر صلہ، ملکر ماقبل "للمتقین" میں "المتقین" کی صفت ہے۔
﴿وھذا ذکر مبرک انزلنہ افانتم لہ منکرون﴾.
و: مستانفہ، ھذا: مبتدا، ذکر: موصوف، مبارک: صفت اول، انزلنہ: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ھمزہ: حرف استفہامیہ، ف: عاطفہ، انتم: مبتدا، لہ منکرون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ذکر بمعنی قرآن:

۱.....قرآن مجید کے کئی ناموں میں سے ایک نام الذکر بھی ہے، مفسرین کرام کے اقوال کی روشنی میں یہ خطاب دشمنان اسلام کو ہے جو اس پاک کلام میں غور وفکر نہیں کرتے۔ اس کی نصیحتوں کو نہیں مانتے، اور راہ حق کی معرفت نہیں رکھتے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس پاک ذکر میں بیان کردہ احوال، واقعات، مثالیں اور سبق آموز نصیحتوں سے انسان درس حاصل کرلے اور اپنے لئے اچھائی کا راستہ اختیار کرلے لیکن معاملہ بالکل برعکس ہوا، خوامخواہ وہم وگمان، دلوں کے حسد وکینہ، فتنہ پروری کے جزبات، ہٹ دھرمی، دین دشمنی نے حق وباطل میں فیصلہ کرنے والی پاک کتاب سے ہدایت نہ لینے دی اور دنیا وآخرت کی بربادی میں جا پڑے۔

کیا بت عذاب سے بچا سکتے ھیں؟

۲.....جو بغیر کسی کے بنائے وجود میں نہیں آتا، ناک پر بیٹھی مکھی دور نہیں کرسکتا، گردن پر کلہاڑا چلانے والے کو روک نہیں سکتا، کبھی کسی مقام پر تو کبھی کسی جگہ رکھ دیا جاتا ہے، کیا ایسا بھی خدا ہوسکتا ہے؟ کیا انسان ایسے کے آگے جھک کر ہدایت پاسکتا ہے؟ کیا ایسا انسان کو اللہ کے عذاب سے بچا سکتا ہے؟ کیا ایسا خود عذاب سے بچ سکتا ہے جب کہ قرآن میں واضح بیان ہے ﴿فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لئے (البقرۃ: ۲۴)﴾۔

زندگی بے بندگی شرمندگی:

۳.....طویل زندگی بے بندگی، بےکار ہے، مختصر زندگی یاد الہی میں گزرے یقیناً کامیاب ہے۔ سابقہ ادوار میں عمریں طویل ہوا کرتی تھیں۔ کئی سو سال اور ہزاروں سال لوگ جیتے تھے۔ لیکن ہزاروں سال جینے کے باوجود بعض کے نصیب میں ایمان کی دولت نہ

ہوتی تھی۔ جیسے دنیا میں آئے ویسے ہی خالی ہاتھ چلے گئے۔ لیکن اس کائنات میں ایسے بھی ہیں جو مختصر زندگی با مقصد گزار گئے۔ جنھوں نے دنیا کی حقیقت کو جان لیا وہ کم زندگی کو غنیمت جان کر کامیاب ہوگیا اور جس نے دنیا کی حقیقت کو نہ جانا وہ کچھ نہ کر سکا۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ حضرت ابو اسماعیل مُرّہ روزانہ ایک ہزار نوافل پڑھتے، جب عمر رسیدہ ہوگئے تو چار سو نوافل پڑھنے لگے، حارث غنوی کہتے ہیں کہ ایک روز انہوں نے اتنا طویل سجدہ کیا کہ مٹی نے پیشانی کو نقصان پہنچایا۔ آپ نے چھتر ۷۶ سال کی زندگی پائی۔ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید المعروف امام ابن ابی الدنیا بیان کرتے ہیں کہ مسمع بن عاصم کہتے ہیں کہ حضرت رابعہ بصریہ نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ میں اتنی بیمار ہوئی کہ نماز تہجد ادا کرنا میرے لئے دشوار ہوگیا تو میں نے خواب میں دیکھا کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ: "جب تمام لوگ سو رہے ہوں اس وقت تمہارا نماز پڑھنا نور ہے اور تمہاری نیند اس نماز کی ضد ہے جو تمہارے لئے ستون ہے اور اگر تم سمجھو تو تمہاری زندگی تمہارے لئے بہت بڑی غنیمت ہے اور مہلت بہت تھوڑی ہے اور کسی کام کا عادی یا تو اس کام کے سبب فائدہ اٹھاتا ہے یا نقصان"، پھر وہ میری نظروں سے اوجھل ہوگیا اور اذان فجر کے سبب میری آنکھ کھل گئی۔

(موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ج۱، ص ۱۱۹، رقم:۲۳)

عذاب الٰہی کا جھونکا:

۴......دنیا کی خرمستیوں میں مست رہنے والے، جائز ناجائز کا خیال نہ کرنے والے، اپنی من مانی بات پر عمل کرنے، طرح طرح سے بے کار و بے مقصد زندگی گزارنے والے، جھوٹ، غیبت، عیب جوئی، رشوت، سود اور طرح طرح کے ناجائز ہتھکنڈے اپنانے والے غور کریں، معمولی بخار کی کیفیت میں کچھ اضافہ ہوجائے، سر درد سے پھٹا جائے، دوائیں بے کار معلوم ہونے لگیں، ڈاکٹر ناامید ہوجائیں، آہ ایسے حال میں بندہ اپنی زندگی کی سب کچھ پونجی لگا کر بھی اپنے بیمار کو تندرستی نہیں پہنچا سکتا۔ کیسی بے بسی کا حال ہوتا ہے جب ہمارا پیارا ہماری آنکھوں کے سامنے دم توڑ رہا ہو، کیسی بے کسی ہوتی ہے جب سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ہاتھ کچھ نہ ہو، کیسی افسردگی ہوتی ہے جب کچھ نہ کر سکتے ہوں۔ آہ یہ تو دنیا کی آزمائش ہے، اسے عذاب کہنے کی جرات میں نہیں کرتا، ہاں ہوسکتا ہے کہ گناہوں کی وجہ سے اللہ نے جان میں مصیبت و بیماری ڈال دی اور یہ بیماری و مصیبت کفارہ بن جائے ان بڑے گناہوں کا جو اللہ کو ناپسند ہیں۔ لیکن اُخروی عذاب کا حال اس سے بھی کٹھن ہے، اور اس سے بچنے کے لیے دنیا میں عبادتوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اس کے بعد بھی رب کی رحمت پر امید کرنی ہوتی ہے کہ کاش یہ سب مالک حقیقی کی رضا کا باعث بن جائے۔

کوئی نیکی چھوٹی نہیں ہوتی:

۵......انسان نیکی کو چھوٹی کہہ کر چھوڑ دیتا ہے لیکن یہی چھوٹی نظر آنے والی نیکی بہت بڑے ثواب کا پیش خیمہ ہوتی ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت میں عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو شام کو ایسا کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عیادة المریض، برقم: ۹۷۱، ص ۲۹۸)

آج کا مسلمان اس نیکی کو عموماً چھوڑ دیتا ہے، حالانکہ ہمارے معاشرے پر غور کریں تو تقریباً روزانہ ایسے مواقع میسر آتے

ہیں کہ ہم فرشتوں سے دعائے مغفرت کرواسکیں۔اگر کبھی کسی مریض کی عیادت کا موقع بن بھی جائے تو ذہن ان روایات اور اس میں مذکور ثواب کی جانب نہیں جاتا لہذا بغیر نیت وارادہ کے عمل کرتے ہیں اور کارخیر میں ثواب کے حقدار بننے سے رہ جاتے ہیں۔لہذا ہونا یہ چاہیے کہ کوئی نیکی اس وجہ سے نہ چھوڑ دیں کہ ہمیں چھوٹی دکھائی دیتی ہے اور نہ ہی اس کے ثواب کو حقیر جانے بلکہ ہر جائز کام ثواب کی نیت سے کریں تا کہ اجر کمایا جائے کہ یہی اجر اُخری منازل کو طے کرنے میں ہمارے کام آئے گا۔

اغراض:الدعاء:بنی برمفعول ہے،تاء کے ضمہ اور میم کے کسرہ کے ساتھ ہے،خطاب سید عالم ﷺ سے ہے اور الصم مفعول اول اور الدعاء مفعول ثانی ہے،اور اس سے مقصود سید عالم ﷺ کی تسکین خاطر ہے۔

وقعة خفيفة :اصل میں نفخ کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کی خوشبو پہنچنا،یعنی اگر انہیں ہلکا سا بھی عذاب پہنچے گا تو وہ حسرت وندامت سے پکار اٹھیں گے،اور یہ جملہ بطور کنایہ عذاب دیئے جانے والوں کے انتہاء درجے کے ضعف وکمزوری پر دلالت کررہا ہے۔

بل النبی و اصحابه: کہ یہی حضرات غالب ہونگے۔

بالفتح علی النبی: یعنی مسلمان ان (دشمنان اسلام) پر مسلط ہونگے۔ (الصاوی، ج٤، ص ١٠٦ وغیرہ)

رکوع نمبر:۵

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ﴾ای هداهُ قبلَ بُلوغِهٖ﴿وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ (۵۱)﴾ای بانّهٗ اَهْلٌ لِذالک﴿اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ﴾الاَصنامُ﴿الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ (۵۲)﴾ای علی عبادَتِها مُقِيمونَ﴿قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ (۵۳)﴾فاقتَدينا بهِمْ﴿قَالَ﴾لهم﴿لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ﴾لِعبادَتِها﴿فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۵۴)﴾بَيّنٍ﴿قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ﴾في قولِکَ هذا﴿اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ (۵۵)﴾فيه﴿قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ﴾المُستَحِقُّ لِلعبادَةِ﴿رَبُّ﴾مالکُ﴿السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ﴾خلَقَهُنَّ مِن غيرِ مِثالٍ سَبَقَ﴿وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ﴾الذي قُلتهُ﴿مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (۵۶)﴾بهٖ﴿وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ (۵۷)﴾فَجَعَلَهُمْ﴾بعدَ ذهابِهم الى مُجتمعِهم في يومِ عيدٍ لهم﴿جُذٰذًا﴾بِضمِّ الجيمِ وكسرِها فُتاتًا بِفاسٍ﴿اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ﴾علَّقَ الفاسَ في عُنُقِهٖ﴿لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ﴾اى الكبيرِ﴿يَرْجِعُوْنَ (۵۸)﴾فيرونَ ما فُعِلَ بغيرِهٖ﴿قَالُوْا﴾بعدَ رُجوعِهم ورُؤيَتِهم ما فُعلَ﴿مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۵۹)﴾فيه﴿قَالُوْا﴾اى بعضُهم لِبعضٍ﴿سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ﴾اى يَعيبُهم﴿يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ (۶۰) قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ﴾اى ظاهِرًا﴿لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ (۶۱)﴾عليهِ انّهُ الفاعِلُ﴿قَالُوْٓا﴾لهُ بعدَ اِتيانِهٖ﴿ءَاَنْتَ﴾بتحقيقِ الهَمزتينِ وَابدالِ الثّانِيَةِ اَلِفًا وتَسهيلِها وَادخالِ الِفٍ بينَ المُسهلةِ والأُخرى وتَركِه﴿فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ (۶۲) قَالَ﴾ساكِتًا عَن فِعلِهٖ﴿بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ﴾عن فاعِلِهٖ﴿اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ (۶۳)﴾فيه تقديمُ جَوابِ الشَّرطِ وفيما قبلَهُ تَعريضٌ لهم بانَّ الصَّنَمَ المَعلومَ عِجزُهُ عَنِ الفعلِ لا يكونُ اِلٰهًا﴿فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ﴾بالتَّفَكُّرِ﴿فَقَالُوْٓا﴾لِاَنفُسِهم﴿اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۶۴)﴾اى

بِعِبادَتِكُمْ مَن لَا يَنطِقَ﴿ثُمَّ نُكِسُوْا ﴾مِنَ اللهِ﴿عَلٰى رُءُ وْسِهِمْ ۚ ﴾اَى رُدُّوا الى كُفرِهِمْ وَقالوا واللهِ﴿لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ (۶۵)﴾اَى فَكيفَ تَامرنا بِسُوالِهِم﴿قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾اَى بَدلَهُ﴿مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا ﴾مِنْ رِزقٍ وغيرِهِ﴿وَّلَا يَضُرُّكُمْ (۶۶)﴾شيئا اِنْ لَمْ تَعبُدُوهُ﴿اُفٍّ ﴾بِكَسرِ الفاءِ وَفَتحِهَا بِمَعنٰى مَصدرٍ اَى تَبًّا وَقُبحا﴿لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ ﴾اَى غَيرِهِ﴿اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۶۷)﴾اَى هٰذِهِ الْاَصنامِ لَا تَسْتَحِقُّ العِبادَةِ ولا تَصلُحُ لَها وَاِنَّما يَسْتَحِقُّهَا اللهُ تعالى﴿قَالُوْا حَرِّقُوْهُ ﴾اَى ابراهيم﴿وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ ﴾اَى بتَحرِيقِهِ﴿اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (۶۸)﴾نُصْرَتَها فَجَمَعوا لَهُ الحطبُ الكَثِيرَ واضْرَمُوا النَّارَ فِي جمِيعِهِ وَاَوثَقُوا ابراهيمَ وَجَعَلوهُ فِي مَنْجَنِيق وَرَموهُ فِي النارِ قال تعالى﴿قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (۶۹)﴾فَلَمْ تَحْرِقْ مِنهُ غيرَ وِثَاقِهِ وَذَهَبَتْ حَرارَتُها وَبَقِيَتْ اَضَاءَتُها بِقولِهِ سلاما سَلِمَ مِنَ الموتِ بِبَردِها ﴿وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا ﴾وَهو التَّحريقُ﴿فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ (۷۰)﴾فِي مُرادِهِمْ﴿وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا ﴾ابنِ اَخِيهِ هَارانَ مِنَ العِراقِ﴿اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ (۷۱)﴾بِكَثرَةِ الْاَنهارِ والْاَشجارِ وهِيَ الشامُ نَزل ابراهيمُ بِفَلَسطِينَ ولوطٌ بِالمؤتَفِكَةِ وبَينهما يومٌ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗ ﴾لِابراهيمَ وكانَ سَاَلَ ولدًا كما ذُكِر في الصافاتِ﴿اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ ﴾اَى زِيادَةً على المَسؤلِ او هو ولدُ الوَلدِ﴿وَكُلًّا ﴾اَى هُو وَوَلَداهُ﴿جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ (۷۲)﴾اَنبِياءَ﴿وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً ﴾بِتَحقِيقِ الهَمزَتينِ وَاِبْدالِ الثَّانِيةِ يَاءً يَقتَدىٰ بِهِمْ فى الخيرِ﴿يَّهْدُوْنَ ﴾الناسَ﴿بِاَمْرِنَا ﴾الى دِينِنا﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ﴾اَى اَنْ تَفعَلَ وَتُقامَ وَتُوتِى منهُم ومنْ اَتباعِهِمْ وَحُذِفَ هَاءُ اِقَامَةٍ تَخفِيفا﴿وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ (۷۳)وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا ﴾فَصْلًا بَينَ الخُصومِ﴿وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ ﴾اَى اَهلُها الْاَعمال﴿الْخَبٰۗىِٕثَ ۭ ﴾مِنَ اللُّواطَةِ والرَّمي بِالبُندقَةِ واللَّعبِ بِالطُيورِ وغير ذالك﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ ﴾مَصدَرُ سَاءَهُ نَقِيضُ سَرَّهُ﴿فٰسِقِيْنَ (۷۴)وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ ﴾بِاَنْ اَنجَيناهُ مِن قومِهِ﴿اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۷۵)﴾.

﴿ترجمہ﴾

یہ (قرآن پاک) ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اسے اتارا تو کیا تم اس کے منکر ہو (ھمزہ استفہام توبیخ کے لیے ہے) اور بیشک ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی (ان کے بالغ ہونے سے پہلے ہی ......) ان کی ہدایت عطا کردی (رشدہ بمعنی ھداہ ہے) اور ہم اس کا علم رکھتے تھے (کہ یہ اس بات کا اہل ہے) جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا یہ مورتیں (یعنی بت) کیا ہیں جن کے آگے تم پوجا کے لیے بیٹھے ہو (یعنی جن کی عبادت پر تم لوگ ڈٹے ہوئے ہو) بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے پایا (تو ہم نے ان کی پیروی کی) آپ نے (ان لوگوں سے) کہا بیشک تم اور تمہارے باپ دادا (بتوں کی عبادت کرنے کے سبب) کھلی گمراہی میں ہو (مبین بمعنی بین ہے) بولے (تم یہ بات کرتے ہو) کیا تم ہمارے پاس حق لائے ہو یا (اس بارے میں) یونہی کھیلتے ہو بلکہ کہا تمہارا رب (جو

مستحق عبادت ہے) وہ ہے جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا جس نے انہیں پیدا کیا (جس نے انہیں اولاً بغیر کسی نمونہ کے پیدا فرمایا ہے، رب مالک کو کہتے ہیں) اور میں اس پر (جو کہ میں کہہ رہا ہوں) گواہوں میں سے ہوں اور مجھے اللہ کی قسم ہے میں تمہارے بتوں کا بُرا چاہوں گا بعد اس کے کہ تم پھر جاؤ پیٹھ دے کر (ان لوگوں کے عید کے دن اپنے اجتماع کے بعد) اس نے سب کو چورا کر دیا (کلہاڑے کی مدد سے......۲، جذاذا جیم مضمومہ اور مکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) مگر ایک کو جوان سب کا بڑا تھا (سالم چھوڑ دیا اور کلہاڑا اس کی گردن میں لٹکا دیا) کہ شاید وہ اس سے (یعنی بڑے بت سے) کچھ پوچھیں (پس وہ دیکھیں اس فعل کو جو اس بڑے بت کے علاوہ دیگر بتوں کے ساتھ کیا گیا ہے اپنے میلے سے لوٹنے اور بتوں کے ساتھ کئے گئے اس فعل کو دیکھ کر) کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا ہے بیشک وہ (اس کام میں) ظلم کرنے والوں میں سے ہیں بولے (یعنی ان میں سے کچھ بولے) ہم نے ایک جوان کو انہیں بُرا کہتے سنا (یذکرھم بمعنی یعیبھم ہے) جسے ابراہیم کہتے ہیں بولے تو اسے لوگوں کے سامنے لاؤ (یعنی اسے سب پر ظاہر کرو) شاید وہ (اس کے خلاف) گواہی دیں (کہ اس کام کو انجام دینے والے یہی ہیں آپ علیہ السلام کو لے آنے کے بعد آپ علیہ السلام سے) بولے کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا ہے اے ابراہیم (ء انت دو ہمزہ کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کو الف سے بدلنے کے ساتھ اور پہلی ہمزہ کی تسہیل کی گئی ہے، دوسری ہمزہ کے درمیان الف داخل کرنے کے ساتھ اور ہمزہ کے ترک کرنے کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اولاً آپ علیہ السلام نے اس فعل کے کرنے کے اقرار سے خاموش رہے پھر) کہا بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہوگا تو ان سے پوچھئے......۳ (اس کام کے کرنے والے کے بارے میں) اگر بولتے ہوں (اس طرز کلام میں جواب شرط مقدم ہے اور اس کو ماقبل ذکر کرنے میں ان لوگوں پر تعریض کرنا ہے کہ بتوں کا کسی فعل کو انجام دینے سے عاجز ہونا معلوم ہو، خدا نہ ہونے کی دلیل ہے) تو اپنے جی کی طرف پلٹے اور بولے بیشک تم ہی ستمگار ہو (ایسوں کی عبادت کرنے کے سبب جو بول بھی نہیں سکتے) پھر اپنے سروں کے بل اوندھائے گئے (یعنی اپنے کفر کی طرف لوٹ گئے اور بولے خدا کی قسم) تمہیں خوب معلوم ہے یہ بولتے نہیں (یعنی تم ہی کسی طرح ان سے سوال کرنے کا حکم دے رہے ہو) تو کہا کیا اللہ کے بجائے ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع اور نہ نقصان پہنچائے تف ہے تم پر (یعنی تمہارے لیے ہلاکت و بربادی ہے، اف فاء مکسورہ و مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ مصدر ہے جس کے معنی ہلاکت و بربادی کے ہیں) اور ان بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو تو کیا تم عقل نہیں رکھتے کہ یہ (بت عبادت کے مستحق نہیں ہوسکتے اور نہ یہ عبادت کئے جانے کے لائق ہیں، عبادت کئے جانے کا مستحق تو صرف اللہ عزوجل ہے) بولے ان کو (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو) جلا دو اور (ان کو جلا کر) اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں (ان کی مدد) کرنا ہے (پس لوگوں نے آپ علیہ السلام کو جلانے کے لیے بہت سا ایندھن جمع کیا اور وہ سب کا سب آگ بھڑکانے کے لیے ڈال دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باندھ کر منجنیق میں ڈال دیا اور منجنیق کے ذریعے آپ علیہ السلام کو آگ میں پھینک دیا گیا، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے) ہم نے فرمایا اے آگ! ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر......۴ (اس آگ نے آپ علیہ السلام کی بندشوں کے علاوہ کچھ نہ جلایا، اس آگ کی حرارت ختم ہوگئی اور چمک بدستور باقی رہی اور اللہ تعالیٰ کے فرمان سلاما کی وجہ سے آپ علیہ السلام اس آگ کی ٹھنڈک سے پیش آنے والی موت سے محفوظ و سلامت رہے) اور انہوں نے اس کا بُرا چاہا (مراد جلا دینا ہے) تو ہم نے انہیں (ان کی مراد میں) سب سے بڑھ کر خسارہ پانے والوں میں کر دیا اور ہم نے اس کو اور لوط کو (جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے یعنی آپ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کے بیٹے تھے جو کہ عراق میں رہائش پذیر تھے) نجات بخشی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے جہاں والوں کے لیے برکت رکھی (بکثرت درخت و نہریں پیدا فرما کر اور اس

سے مراد سرزمین شام ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں اور حضرت لوط علیہ السلام موتفکہ میں رہائش پذیر تھے اور ان دونوں علاقوں کے مابین ایک دن کی مسافت تھی) اور ہم نے اسے (حضرت ابراہیم علیہ السلام کو) عطا فرمایا (آپ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی جناب میں بیٹے کا سوال فرمایا تھا جیسا کہ اس کا بیان سورۃ الصافات میں ہے) اسحٰق اور یعقوب پوتا (نافلۃ کا لغوی معنی زیادتی واضافہ کے ہیں یعنی ہم نے انہیں اور ان کے دونوں بیٹوں کو) صالح (انبیاء) بنایا اور ہم نے انہیں امام کیا (ائمۃ دو ہمزہ کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دینے کے ساتھ ہے) اچھے (اور بھلائی کے کاموں میں ان کی اقتداء کی جاتی) ہمارے حکم سے (لوگوں کو ہمارے دین کی طرف) بلاتے اور ہم نے انہیں وحی بھیجی اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی (یعنی ہم نے وحی کی ان کے اور ان کے متبعین کی جانب سے نیک کام کئے جائیں، نماز ادا کی جائے اور زکوۃ دی جائے، مصدر اقامۃ میں سے تخفیفاً ھاء کو حذف کردیا گیا ہے) اور وہ ہماری بندگی کرتے تھے (اور) لوط کو ہم نے حکم دیا (مخالفین کے مابین فیصلہ کرنے کا اختیار دیا) اور علم دیا......۵......اور اسے اس بستی سے (یعنی بستی والوں سے) نجات بخشی جو گندے (کام) کرتی تھی (جیسے لواطت، غلیل کی مدد سے راہ گیروں کو نشانہ بنانا، پرندوں سے کھیلنا وغیرہ) بیشک وہ بُرے لوگ نافرمان تھے (سوء مصدر ہے ساء فعل کا) اور ہم نے اسے (اس کی قوم سے نجات عطا کر کے) اپنی رحمت میں داخل کیا بیشک وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اتینا ابراھیم رشدہ من قبل و کنا بہ علمین﴾۔

و: عاطفہ، لام: قسمیہ تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، اتینا: فعل وضمیر ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ابراھیم: مفعول، رشدہ: مفعول ثانی، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، کنا: فعل ناقص با اسم، بہ علمین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذ قال لابیہ و قومہ ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عکفون﴾۔

اذ: مضاف، قال لابیہ وقومہ: جملہ فعلیہ قول، ما: اسم استفہامیہ مبتدا، ھذہ: مبدل منہ، التماثیل: موصوف، التی: موصول، انتم: مبتدا، لھا عکفون: شبہ جملہ خبر، ملکر صلہ، ملکر بدل، ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کے لیے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا وجدنا اباء نا لھا عبدین ○ قال لقد کنتم انتم واباؤ کم فی ضلل مبین﴾۔

قالوا: قول، وجدنا: فعل بافاعل، اباء نا: مفعول اول، لھا عبدین: شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قال: قول، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، کنتم: فعل ناقص و تم ضمیر مؤکد، انتم: تاکید، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اباء کم: معطوف، ملکر اسم، فی ضلل مبین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا اجئتنا بالحق ام انت من اللعبین﴾۔

قالوا: قول، ھمزہ: حرف استفہامیہ، جئتنا بالحق: فعل ومفعول وظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، ام: عاطفہ، انت: مبتدا، من

اللعبین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال بل ربکم رب السموت و الارض الذی فطرھن و انا علی ذلکم من الشھدین﴾.

قال: قول، بل: عاطفہ، ربکم : مبتدا، رب :مضاف، السموت و الارض :مضاف الیہ، ملکر موصوف، الذی فطرھن: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، انا: مبتدا، علی ذلکم : ظرف لغو مقدم، الشھدین: اسم فاعل بافاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور، من : جار، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وتاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین﴾.

و: عاطفہ، تاللہ : جار مجرور " اقسم " فعل محذوف کے لیے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، لام :تاکیدیہ، اکیدن : فعل بافاعل، اصنامکم : مفعول، بعد :مضاف، ان: مصدریہ، تولوا: فعل مجہول و ضمیر ذوالحال، مدبرین: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فجعلھم جذاذا الا کبیرا لھم لعلھم الیہ یرجعون﴾.

ف :عاطفہ معطوف علی محذوف " فولوا"، جعل: فعل بافاعل، ھم : مستثنیٰ منہ، الا : اداۃ استثناء ، کبیرا لھم: شبہ جملہ مستثنیٰ، ملکر ذوالحال، لعلھم الیہ یرجعون : جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول اول، جذاذا :مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا من فعل ھذا بالھتنا انہ لمن الظلمین﴾.

قالوا: قول، من: استفہامیہ مبتدا، فعل، ھذا بالھتنا: فعل بافاعل و مفعول و ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، انہ :حرف مشبہ واسم، لام :ابتدائیہ تاکیدیہ، من الظلمین :ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قالوا سمعنا فتی یذکرھم یقال لہ ابراھیم﴾.

قالوا: قول، سمعنا: فعل بافاعل، فتی: موصوف، یذکرھم: جملہ فعلیہ صفت اول، یقال لہ ابراھیم : جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا فاتوا بہ علی اعین الناس لعلھم یشھدون﴾.

قالوا: قول، ف :فصیحہ، اتوا: فعل امر بافاعل، بہ: جار و ضمیر ذوالحال، علی: جار، اعین: مضاف، الناس: ذوالحال، لعلھم یشھدون : جملہ اسمیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ "ای اتوا بہ حال کونہ معاینا مشاھدا"۔

﴿قالواء انت فعلت ھذا بالھتنا یابراھیم﴾.

قالوا: قول، ھمزہ :حرف استفہامیہ، انت :مبتدا، فعلت ھذا بالھتنا :جملہ فعلیہ مقصود بالندا، یا برھیم : ندا، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال بل فعلہ کبیرھم ھذا فسئلوھم ان کانوا ینطقون﴾.

قال: قول، بل: حرف اضراب، فعلہ : فعل و مفعول، کبیرھم : مبدل منہ، ھذا: بدل، ملکر فاعل، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: فصیحہ، اسئلوھم : فعل امر بافاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف " اذا کان الامر کذلک " کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ان: شرطیہ، کانوا ینطقون : جملہ فعلیہ جزا محذوف " فاسالوھم " کے لیے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فرجعوا الی انفسھم فقالوا انکم انتم الظلمون﴾.

ف:عاطفہ، رجعوا الی انفسھم: فعل بافاعل ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف :عاطفہ، قالوا: قول، انکم : حرف مشبہ واسم، انتم الظلمون: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ثم نکسوا علی رء وسھم لقد علمت ما ھؤلاء ینطقون﴾.

ثم : عاطفہ، نکسوا: فعل وضمیر ذوالحال، لام قسمیہ تاکیدیہ، قد :تحقیقیہ، علمت :فعل بافاعل، ما: مشابہ بلیس، ھؤلاء :اسم، ینطقون : خبر، ملکر مفعول، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر قول محذوف "قالوا" کے لیے مقولہ، ملکر حال، ملکر نائب الفاعل، علی رؤسھم : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ "ای نکسوا علی رء وسھم وقالوا لقد علمت......الخ".

﴿قال افتعبدون من دون اللہ ما لا ینفعکم شیئا ولا یضرکم﴾.

قال: قول، ھمزہ :حرف استفہامیہ، ف :عاطفہ، تعبدون: فعل بافاعل، من دون اللہ :ظرف مستقر حال مقدم، ما:موصولہ، لاینفعکم شیئا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و:عاطفہ، لایضرکم : جملہ فعلیہ معطوف ، ملکر صلہ، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون﴾.

اف:اسم فعل بمعنی "اضتجر" بافاعل، لکم : جارمجرور معطوف علیہ، و:عاطفہ، لام :جار، ما: موصولہ، تعبدون من دون اللہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ھمزہ : حرف استفہامیہ، ف :عاطفہ، لا تعقلون : فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا حرقوہ وانصروا الھتکم ان کنتم فعلین﴾.

قالوا: قول، حرقوہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و:عاطفہ، انصروا الھتکم : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، ان : شرطیہ، کنتم فعلین: جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فحرقوہ وانصروا الھتکم" کے لیے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قلنا ینار کونی بردا وسلما علی ابراھیم﴾.

قلنا: قول، ینار: ندائیہ، کونی : فعل ناقص بااسم، بردا: معطوف علیہ، و:عاطفہ سلما:موصوف، علی ابراھیم : ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وارادوا بہ کیدا فجعلنھم الاخسرین﴾.

و:عاطفہ، ارادوابہ: فعل بافاعل وظرف لغو، کیدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف :عاطفہ، جعلنھم : فعل بافاعل ومفعول، الاخسرین : مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونجینہ ولوطا الی الارض التی برکنا فیھا للعلمین﴾.

و:عاطفہ، نجینا: فعل بافاعل "ۂ" ضمیر معطوف علیہ، و:عاطفہ، لوطا:معطوف، ملکر مفعول، الی : جار، الارض :موصوف، التی : موصول، برکنا فیھا للعلمین : صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ووھبنا لہ اسحق ویعقوب نافلۃ وکلا جعلنا صلحین﴾.

و:عاطفہ، وھبنا لہ : فعل بافاعل وظرف لغو، اسحق: معطوف علیہ، و:عاطفہ، یعقوب : ذوالحال، نافلۃ: حال، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و:عاطفہ، کلا : مفعول مقدم، جعلنا صلحین: فعل بافاعل ومفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعلنهم ائمة يهدون بامرنا﴾.

و: عاطفہ، جعلنهم: فعل بافاعل ومفعول، ائمة: موصوف، يهدون: فعل وضمیر ذوالحال، بامرنا: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر صفت، "اى يهدون ملتبس بامرنا" مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوة وايتاء الزكوة وكانوا لنا عبدين﴾.

و: عاطفہ، اوحينا اليهم: فعل بافاعل وظرف لغو، فعل الخيرات: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقام الصلوة: معطوف اول، و: عاطفہ، ايتاء الزكوة: معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، كانوا: فعل ناقص بااسم، لنا عبدين: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولوطا اتينه حكما وعلما﴾.

و: عاطفہ، لوطا: مفعول بنابر اشتغال فعل محذوف "اتينا" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ۔ اتينه: فعل بافاعل ومفعول، حكما: معطوف علیہ، و: عاطفہ، علما: معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونجينه من القرية التى كانت تعمل الخبئث انهم كانوا قوم سوء فسقين﴾.

و: عاطفہ، نجينه: فعل بافاعل ومفعول، من: جار، القرية: موصوف، التى: موصول، كانت: فعل ناقص بااسم، تعمل الخبئث: جملہ فعلیہ خبر، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، انهم: حرف مشبہ واسم، كانوا: فعل ناقص بااسم، قوم: مضاف، سوء: مضاف الیہ، ملکر موصوف، فسقين: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وادخلنه فى رحمتنا انه من الصلحين﴾.

و: عاطفہ، ادخلنه: فعل بافاعل ومفعول، فى رحمتنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، انه: حرف مشبہ واسم، من الصلحين: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی نبوت کا بیان:

۱......یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت ہارون علیہ السلام سے پہلے ہی نبوت کا منصب عطا کر دیا گیا، ایک قول کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بالغ ہونے سے پہلے ہی جب کہ آپ علیہ السلام سرنگ سے باہر تشریف نہیں لائے تھے، ایک قول کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں ہونے کے وقت ہی آپ علیہ السلام کو نبوت عطا کر دی گئی، ایک قول کے مطابق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی نبوت عطا فرما دی گئی۔ (روح المعانى، الجزء السابع عشر، ص ۷۷)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا بتوں کو توڑ دینا:

۲......حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین مومن تھے یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام ان کے لئے دعائے مغفرت فرماتے رہے چنانچہ اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے ﴿رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ○ (ابراهيم، ۴۰، ۴۱)﴾۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ ابيه وقومه سے مراد آزر اور قوم نمرود تھی، قاموس میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا۔ امام جلال الدین سیوطی نے مسالک الحنفاء میں لکھا ہے چچا کو باپ کہنا تمام

ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں، قرآن مجید میں ہے کہ ﴿نعبد الھک والہ ابائک ابراھیم واسمعیل و اسحق الھا واحـــد﴾ اس آیت میں حضرت اسمعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آباء میں ذکر کیا گیا ہے باوجود یہ کہ آپ علیہ السلام عـــم (چچا) ہیں۔ حدیث شریف میں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو عم (چچا) فرمایا چنانچہ فرمایا رُدُّوا عَلَیَّ اَبِیْ اور یہاں ابی سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۱۶۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کی تحقیر اور ان کے احترام پر زجر و توبیخ کے لئے انہیں مورتیاں (التماثیل) فرمایا کیونکہ تماثیل وہ صورت ہوتی ہے جس میں نہ روح ہو اور نہ نفع و نقصان دیتی ہے۔ قوم نے کہا کہ ہمارے اس عقیدے پر کوئی علمی، عقلی، نقلی دلیل نہیں بلکہ ہم نے اپنے آباء کو ان جسموں کے سامنے جبین فرسائی کرتے دیکھا تھا، پس ہم بھی ان کی تقلید میں آنکھیں بند کئے ایسا کر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جرائت مندانہ لہجے میں کہا کہ ان پتھروں کی بے سود اور بے ضرر مورتیوں کی پوجا کرنے میں تم کھلی گمراہی میں ہو اور پھر جو گمراہ تھے ان کی تقلید کرنا گمراہی ہی گمراہی ہے۔ (المظھری، ج ٤، صص ٤٧٩ وغیرہ)

بڑے بت کی جانب توجہ کیوں دلائی؟

۳۔۔۔۔۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بڑے بت کے بارے میں کہہ دیا کہ اس سے پوچھو ہو سکتا ہے کہ اس نے باقی تمام بتوں کا یہ حشر کیا ہو، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا کیوں کیا، تعریض کا سہارا کیوں لیا؟ اس کے کئی جوابات ہیں: (۱)۔۔۔۔۔ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصد یہ ہو کہ اس کے فعل کی نسبت حقیقتاً ان کی طرف کی جائے اور انہوں نے اس بڑے بت کے عجز کو ثابت کرنے اور اس کی توہین کرنے کے لئے اس کی طرف نسبت کردی ہو۔ (۲)۔۔۔۔۔یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بڑے بت کی طرف توڑنے کی نسبت بہ طور سبب کی ہو، کیونکہ آپ علیہ السلام کے غصہ اور بت توڑنے کا سبب یہی بڑا بت تھا کیونکہ اس کی زیادہ پوجا پاٹ کی جاتی تھی، لہذا اس کی تعظیم و توقیر کم کرنے کے لئے اور اس کی پرستش کو باطل کرنے کے لیے آپ علیہ السلام نے چھوٹے بتوں کو توڑنے کی نسبت بڑے بت کی جانب کردی۔ (۳)۔۔۔۔۔ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے مذہب کے اعتبار سے فرمایا تھا یعنی تم اس بڑے بت سے اس فعل کے صادر ہونے کو کیوں تعجب سمجھ رہے ہو اور کیوں انکاری ہو؟ جو الوہیت کا مدعی ہو اور لوگ اس کی پرستش کر رہے ہوں کیا وہ اتنے کام پر بھی قدرت نہیں رکھتا، کیا وہ چھوٹے بتوں کو توڑ نہیں سکتا؟۔ (۴)۔۔۔۔۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کا فعل ذکر نہیں کیا، اصل عبارت یوں ہے بل فعلہ من فعلہ بلکہ یہ کام اسی نے کیا جس نے کیا، ان میں کا بڑا یہ ہے لہذا تم اسی سے پوچھ لو۔ (۵)۔۔۔۔۔جب لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فقط یوں ''بل فعلہ'' فرما کر وقف کیا، کیونکہ اس پر وقف جائز کی علامت ہے یعنی اسی نے کیا ہے جس کے متعلق تمہارا گمان ہے جو سب میں بڑا ہے۔ (الرازی، ج ۸، ص ۱۵۵)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابن عمر نے فرمایا: ''مسلمانوں کو جھوٹ سے بچنے کے لیے معاریض کافی ہے''۔ حضرت عمران بن حصین نے فرمایا: ''مسلمان کو جھوٹ سے بچنے کے لئے جھوٹ میں بڑی گنجائش ہے''۔ (الادب المفرد، باب، رقم: ۹۰۸، ۹۰۹)

آگ حضرت ابراھیم علیہ السلام پر کیوں ٹھنڈی ہوئی:

۴۔۔۔۔۔آسمان، زمین، پہاڑ، فرشتے اللہ کے حضور عرض کرتے ہیں اے اللہ ابراہیم علیہ السلام کو جلایا جا رہا ہے، اللہ نے جواباً فرمایا

:"میں جانتا ہوں"، اورتمہاری دعاؤں سے ان کی مدد ہوگی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آسمان کی جانب اپنا سر پاک بلند کیا اور عرض گزار ہوئے:"اے اللہ، تو ایک ہے اور میں زمین میں ایک ہوں، تیرے سوا زمین میں کسی کی عبادت نہیں ہوتی، تو مجھے کافی ہے اور تو بہتر نگہبان ہے، پس جب انہیں آگ میں ڈال دیا گیا تو ندا ہوئی"اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا ہمارے ابراہیم پر"، جبرائیل امین علیہ السلام کہتے ہیں کہ ندا کرنے والا میں تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ بردا کے ساتھ سلاما کا لفظ استعمال نہ کیا جاتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سخت سردی کی وجہ سے انتقال فرما جاتے، اس دن ساری آگ بجھ گئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک آدمی جو کہ دراصل سایہ کرنے والا فرشتہ تھا کھڑا تھا جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہرے انور سے پسینہ پونچھنے کے لئے معمور کیا گیا تھا۔ بعض شارحین نے یہ بھی لکھا کہ سوائے رسیوں کے آگ سے کچھ نہ جلا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس دن میں آگ میں تھا اس دن کے سوا کسی دن میں ایسا انعام نہیں ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جس وقت آگ میں ڈالے گئے ان کی عمر سولہ سال تھی۔

(جامع البیان القرآن، الجزء ۱۷، ص ۵٤ وغیرہ)

حضرت لوط علیہ السلام کے علم وحکم کا بیان:

۵...... حکم سے مراد نبوت اور علم سے مراد حق فیصلہ کرنے کی استطاعت ہے، قوم سدوم جس خباثت میں مبتلا تھی اس کے بارے میں فیصلہ کرنے کی آپ علیہ السلام کو قوت عطا فرما دی گئی۔

اغراض :ای هداه قبل بلوغه: ھدی سے دین و دنیا کی اصلاح کے لیے ھدایت مراد ہے، جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام سرنگ سے باہر تشریف لائے تو کم سن تھے، اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کے حصول کے لیے ستاروں میں غور و تفکر کیا، اور رشد سے مراد نبوت نہیں ہے، اور ایک قول کے مطابق "من قبل موسی وھارون" ہیں، اور اس طرز پر رشد سے مراد نبوت ہوگی، پس حاصل کلام یہ ہوا کہ اگر قبل سے مراد قبل البلوغ ہو تو مراد دین و دنیا کی اصلاح کرنا ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے کسی جاہل کو اپنا ولی نہیں بنایا اپنے نبی پر معرفت کے ذریعے فضل فرمایا، اور اگر مراد "من قبل موسی وھارون" ہو تو رشد سے مراد نبوت ہوگی اور خلق کی ہدایت و رہنمائی ہوگی۔ فجمعوا له الحطب :دیکھیں حاشیہ نمبر ۴۔ بفلسطین :بیت المقدس کی ایک سرزمین۔

بعد ذهابهم الی مجتمعهم :دیکھیں حاشیہ نمبر ۲ اور ۳۔ **ای یعیبهم** : بمعنی ینقصهم ویستزیء بهم ہے۔

بکثرة الانهار الاشجار: مراد دنیاوی برکتیں ہیں، وارد ہوا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب سے فرمایا:"کیا تو مدینہ کی جانب کا ارادہ نہیں کرتا جس جانب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور وہاں ان کی قبر مبارک ہے؟، حضرت کعب نے کہا: میں اللہ کی نازل کردہ کتاب میں سرزمین شام سے متعلق یہ پاتا ہوں کہ اس میں اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے لیے خزانے (برکتیں، لنریه من ایاتنا......الخ) رکھی ہیں، اور بالاتفاق مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ ملک شام سے افضل ہیں۔

ولوط بالموتفکة: قوم لوط کی بستی، جسے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے الٹ دیا تھا۔ (الصاوی، ج٤، ص ۱۰۷ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی الله علی محمد

رکوع نمبر:۶

﴿وَ﴾اذکر﴿نُوۡحًا﴾وما بعدہٗ بَدلٌ منہٗ﴿ اِذۡ نَادٰی ﴾اَی دَعا علی قومِہٖ رَبِّ لَا تَذرالخ﴿مِنۡ قَبۡلُ ﴾ اَی قَبلَ ابراھیمَ ولوطٍ ﴿فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ فَنَجَّیۡنٰہُ وَ اَہۡلَہٗ ﴾الذین فی سَفینَتِہٖ ﴿مِنَ الۡکَرۡبِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۷۶﴾﴾اَی الغرقِ وَتکذِیبِ وَقومِہٖ لہٗ﴿وَ نَصَرۡنٰہُ ﴾مَنعناہُ﴿مِنَ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا ؕ ﴾الدَّالَۃِ علی رِسالَتِہٖ اَنۡ لا یَصِلوا الیہ بسوءٍ﴿اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَوۡمَ سَوۡءٍ فَاَغۡرَقۡنٰہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۷۷﴾ وَ﴾اذکر﴿دَاوٗدَ وَ سُلَیۡمٰنَ﴾اَیۡ قِصَّتَہُما و یُبدلُ منہما﴿اِذۡ یَحۡکُمٰنِ فِی الۡحَرۡثِ ﴾وَھُوَ زرعٌ او کَرمٌ﴿اِذۡ نَفَشَتۡ فِیۡہِ غَنَمُ الۡقَوۡمِ ۚ ﴾اَی رَعَتۡہُ لیلًا بِلارا عٍ بِاَنۡ اِنۡفَلَتَتۡ ﴿وَ کُنَّا لِحُکۡمِہِمۡ شٰہِدِیۡنَ ﴿۷۸﴾﴾فیہِ اِسۡتِعمالُ ضمیرِ الجمعِ لِاثنینِ قَالَ داوٗدُ لصاحِبِ الحرثِ رِقابَ الغَنمِ وقال سُلیمانُ ینتفع بِدرِّھَا وَنَسۡلِہا وَصُوفِہا الی اَنۡ یَعودُ الحرثُ کما کان بِاِصلاحِ صَاحِبِہا فَیرُدُّھا الیہِ﴿فَفَہَّمۡنٰہَا ﴾اَیِ الحَکومۃِ﴿سُلَیۡمٰنَ ۚ ﴾وَحُکمُہما بِاِجتہاد ورجعَ داوٗدُ الی سلیمانَ وقیلَ بِوحیٍ والثانی نَاسخٌ لِلاولِ﴿وَ کُلًّا﴾منہما﴿ اٰتَیۡنَا حُکۡمًا ﴾نبوۃً﴿وَّ عِلۡمًا ۫﴾بِاُمورِ الدینِ﴿وَّ سَخَّرۡنَا مَعَ دَاوٗدَ الۡجِبَالَ یُسَبِّحۡنَ وَ الطَّیۡرَ ؕ ﴾کَذالک سَخَّرنا لِلتَسبیحِ معہٗ لِاَمرِہٖ بہ اذا وجد فَترۃً لِیَنشِطَ لہٗ﴿وَ کُنَّا فٰعِلِیۡنَ ﴿۷۹﴾﴾تَسخیرَتَسبیحِہا معہٗ وانۡ کانَ عَجبًا عِندکُم اَی مُجاوبَتہٗ لِلسید داوٗد ﴿وَ عَلَّمۡنٰہُ صَنۡعَۃَ لَبُوۡسٍ ﴾وھِیَ الدِّرعُ لِاَنَّھَا تُلبَسُ وھو الاولُ مَنۡ صَنَعُھا وکانَتۡ قبلَھَا صفائحُ﴿لَّکُمۡ ﴾فی جُملۃ الناسِ﴿لِتُحۡصِنَکُمۡ ﴾بِالنونِ للہ وبالتحۡتانِیۃِ لِداوٗدَ بالفوقانیۃِ لِلبوسِ﴿مِّنۡۢ بَاۡسِکُمۡ ۚ ﴾حَربِکُم مع اعدائکُم﴿فَہَلۡ اَنۡتُمۡ ﴾یا اَھلَ مکۃَ﴿شٰکِرُوۡنَ ﴿۸۰﴾﴾نِعَمِی بتَصدیقِ الرُّسُلِ اَی اشۡکُرونیۡ بذالکَ﴿وَ﴾سَخَّرنا﴿لِسُلَیۡمٰنَ الرِّیۡحَ عَاصِفَۃً ﴾وَفِی آیَۃٍ اُخرٰی رُخاءً اَی شَدیدَۃَ الھبوبِ وَخَفِیفَتَہٗ بحسبِ اِرادَتِہٖ﴿تَجۡرِیۡ بِاَمۡرِہٖۤ اِلَی الۡاَرۡضِ الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا ؕ ﴾وَھِیَ الشامُ﴿وَ کُنَّا بِکُلِّ شَیۡءٍ عٰلِمِیۡنَ ﴿۸۱﴾﴾مِن ذٰلکَ عِلمُہٗ تعالی بِاَنَّ ما یُعطیہٖ سُلیمانَ یَدعوہُ الی الخضوعِ لِربِّہٖ فَفعلہٗ تعالٰی علٰی مُقتَضٰی علمہٖ ﴿وَ﴾سَخَّرنا﴿مِنَ الشَّیٰطِیۡنِ مَنۡ یَّغُوۡصُوۡنَ لَہٗ﴾لہٗ یَدخُلونَ فی البَحرِ فَیُخرجونَ منہُ الجواھِرَ لِسلیمانَ ﴿وَ یَعۡمَلُوۡنَ عَمَلًا دُوۡنَ ذٰلِکَ ۚ﴾اَی سِوَی الغوصِ مِنَ البناءِ وَغیرِہٖ ﴿وَ کُنَّا لَہُمۡ حٰفِظِیۡنَ ﴿۸۲﴾﴾مِن اَنۡ یُفسدوا ما عَملوا لانھم کانوا اِذا فرغوا من عمل قبلَ اللیلِ اَفسدوہ اِنۡ لَمۡ یَشۡتَغِلُوا بغیرِہٖ ﴿وَ﴾اذکُر﴿اَیُّوۡبَ ﴾یُبدلُ منہ﴿اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ ﴾لَمَّا ابتَلیَ بِفَقدِ جمیعِ مالِہٖ وولدِہٖ وَتمزیقِ جَسدِہٖ وَھَجرِ جمیعِ الناسِ لہٗ اِلَّا زَوجتہٗ سنینَ ثلاثًا او سبعًا او ثمانِیَ عَشَرَۃً وَضَیِّقَ عَیشُہٗ ﴿اَنِّیۡ ﴾بِفتحِ الھَمزَۃِبِتقدیرِ الباءِ﴿مَسَّنِیَ الضُّرُّ ﴾اَیِ الشِدَّۃُ﴿وَ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۸۳﴾ فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ ﴾نِداءَہٗ ﴿فَکَشَفۡنَا

مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ ﴾اولادَہُ الذُّکورَ والإناثَ بِاَنْ اَحیوا لهُ وکلٌّ من الصِّنفینِ ثلاثٌ او سَبعٌ ﴿وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ ﴾من زَوجَتِهٖ وَزِیدَ فی شَبابِها وکان له اندرٌ لِلقمعِ واندَرٌ لِلشعیرِ فَبعثَ اللهُ سَحابَتینِ اَفْرَغَتْ اِحداهُما علی اِنْدَرِ القَمحِ الذَّهبَ والاُخریٰ علی اَندرِ الشَّعیرِ الوَرَقِ حتی فاضَ ﴿رَحْمَةً ﴾مفعولٌ له﴿مِّنْ عِنْدِنَا ﴾صِفةٌ﴿وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ (۸۴)﴾لِیَصبِروا فَیُثابوا﴿وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ط كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ (۸۵)﴾علی طاعةِ الله وعنْ مَعاصِیهِ ﴿وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ط ﴾مِنَ النُّبوةِ ﴿اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (۸۶)﴾لَها وسَمّٰی ذَاالكفلِ لِاَنَّهٗ بِصَیامِ جمیعِ نَهارِهٖ وَبِقیامِ جمیعِ لَیلهٖ وان یَقضی بینَ الناسِ وَلا یَغضَبُ فَوَفٰی بذلکَ وقِیلَ لم یكُنْ نبیا﴿وَ﴾اذکرْ﴿ذَا النُّوْنِ ﴾صَاحِبَ الحوتِ وهو یونُسُ بنُ متی وَیُبدلُ منهُ ﴿اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا ﴾لِقومِهٖ ای غَضبَانَ علیهِمْ مِمَّا قَاسٰی منهم ولم یُؤذَنْ لهُ فی ذلکَ﴿فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ ﴾ ای نَقضی علیهِ مَا قَضَینا منْ حَبسهٖ فی بَطنِ الحوتِ او نَضیقُ علیه بذلکَ ﴿فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ ﴾ظُلمَةِ اللیلِ وظُلمةِ البَحرِ وظُلمةِ بطنِ الحوتِ﴿اَنْ ﴾بِاَنْ﴿لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ صلے ق اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۸۷)﴾فی ذهَابی مِن بینِ قومی بِلااِذنٍ ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ لا وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ط ﴾بِتِلکَ الكلماتِ﴿وَكَذٰلِكَ ﴾کما انجیناهُ ﴿نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ (۸۸)﴾مِن کَربِهِمْ اذا استغاثُوا بِنَاداعینَ ﴿وَ﴾اذکرْ﴿زَكَرِيَّآ ﴾وَیُبدلُ منهُ﴿اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ ﴾بقولِهٖ ﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا ﴾ای بِلا ولدٍ یَرِثُنی ﴿وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ (۸۹)﴾الباقی بعدَ فَناءِ خَلقِکَ ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ﴾نِدائَهُ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى ﴾وَلَدًا﴿وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ط ﴾فَاَتَتْ بالولَدِ بَعد عقمِهَا﴿اِنَّهُمْ ﴾اَی مَن ذُکِرَ مِنَ الاَنبیاءِ ﴿كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ ﴾یُبادِرونَ ﴿فِي الْخَيْرٰتِ ﴾الطَّاعاتِ ﴿وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا ﴾فی رَحمتِنا﴿وَّرَهَبًا ط ﴾مِنْ عَذابِنَا﴿وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ (۹۰)﴾مُتواضِعینَ فی عِبادَتِهِمْ ﴿وَ﴾اذکرْ مریمَ﴿الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا ﴾حَفِظَتْهُ من اَنْ یَنالَ﴿فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا ﴾اَی جِبرائیلَ حیثُ نَفَخَ فی جَیبِ دِرعِها فَحَمَلَتْ بِعیسٰی ﴿وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (۹۱)﴾الإنسِ والجِنِّ والملائكةِ حیثُ ولدَتْهُ منْ غیرِ فحلٍ﴿اِنَّ هٰذِهٖٓ ﴾اَی مِلَّةَ الاِسْلامِ ﴿اُمَّتُكُمْ ﴾دِینُکُمْ ایها المُخاطبونَ ای یجبُ ان تکونوا علیها﴿اُمَّةً وَّاحِدَةً صلے ز ﴾حالٌ لازمةٌ ﴿وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ (۹۲)﴾وَحِّدونَ ﴿وَتَقَطَّعُوْٓا ﴾اَی بَعضُ المخاطِبینَ﴿اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ط ﴾اَی تَفرقوا اَمرَ دینِهِم مُتَخالِفینَ فیه وهم طوائفُ الیهودِ والنصاریٰ قال تعالیٰ﴿كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ (۹۳)﴾اَی فَنُجازِیهِ بِعَملِه.

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کرو) نوح (کو، لفظ نوح مبدل منہ ہے اور اس کا مابعد بدل ہے) جب اس سے پہلے (حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت

لوط علیہ السلام سے پہلے) اس نے پکارا (اپنی قوم کے لیے ان الفاظ کے ساتھ ، رب لا تذر ...... الخ دعائے ضرر کی) تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے اس کے اہل کو (جو کشتی میں تھے) بڑی سختی سے نجات دی (یعنی غرق ہونے اور آپ علیہ السلام کی نافرمان قوم کے آپ علیہ السلام کو جھٹلانے سے) اور ہم نے روک دیا ان سے ان لوگوں کو جنھوں نے ہماری (وہ) آیتیں جھٹلائیں (جو حضرت نوح علیہ السلام کے رسول ہونے پر دلالت کرتی تھیں کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے نصرنہ بمعنی منعناہ ہے) بیشک وہ بُرے لوگ تھے تو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا اور (یاد کرو) داؤد و سلیمان کو......۱...... (یعنی ان دونوں کے قصے کو ، یہ مبدل منہ بن رہا ہے) جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے......۲...... (وہ زرعی زمین تھی یا انگور کا باغ) جب رات کو اس میں کچھ لوگوں کی بکریاں چھوٹیں (یعنی رات کو بغیر چرواہے کے بکریوں نے کھیت میں سے چرلیا جس کی وجہ سے کھیتی تہس نہس ہوگئی) اور ہم ان کے حکم کے وقت حاضر تھے (لحکمھم میں دو افراد کے لیے جمع کی ضمیر استعال کی گئی ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے کھیتی کے مالک سے فرمایا کہ تم اپنے نقصان کے عوض بکریاں لے لو اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا جب تک کھیتی دوبارہ نہیں آجاتی اس وقت تک کھیتی والا بکریوں کو اپنے پاس رکھے اس کے دودھ اور اون سے نفع اٹھائے اور اس کی ہونے والی نسل سے فائدہ اٹھائے کھیتی پہلے والی حالت میں آجانے کے بعد کھیتی کا مالک بکریاں اس کے مالک کو واپس لوٹا دے ہم نے) وہ (مقدمہ یا معاملہ) سلیمان کو سمجھا دیا (ان دونوں حضرات نے فیصلہ اجتہاد سے فرمایا تھا......۳...... پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے فیصلے کی جانب رجوع کرلیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دونوں فیصلے بذریعہ وحی کیے گئے تھے اور دوسرا فیصلہ پہلے فیصلے کے لیے ناسخ تھا ، ان دونوں میں سے) ہر ایک کو ہم نے حکم (نبوت) اور علم (امور دینیہ) عطا کیے اور داؤد کے ساتھ پہاڑ مسخر فرمادیئے کہ تسبیح کرتے اور پرندے......۴...... (یعنی ہم نے پہاڑوں کی طرح پرندے بھی ان کے لیے مسخر کردیئے ان کے ساتھ تسبیح کرنے کے لیے ، آپ علیہ السلام کے حکم کے مطابق جب آپ علیہ السلام کو تھکاوٹ محسوس ہوتی تو ان کی تسبیح سے آپ علیہ السلام کو کیفیت نشاط ملتی) اور یہ ہمارے کام تھے (حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرنے کے لیے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کردینا اگر تمہارے لیے تعجب خیز ہے لیکن محل تعجب نہیں کہ یہ ہمارے کام تھے یعنی پہاڑوں اور پرندوں کو حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے حکم کے مطابق کردینا) اور ہم نے اسے ایک پہناوا بنانا سکھایا (کہ اس کو پہنا جائے مراد زرہ ہے ، حضرت داؤد علیہ السلام نے سب سے پہلے زرہ بنائی اس کے بننے سے قبل لوگ وار بچانے کے لیے لوہے کے ٹکڑے استعال کرتے تھے......۵......) تمہارے لیے (جملہ لوگوں کے لیے) کہ تمہیں زخمی ہونے سے بچائے (دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کے دوران ، لتحصنکم کو علامت مضارع نون کے ساتھ پڑھا جائے تو فاعل اسم جلالت ہوگا اور اگر علامت مضارع تاء کے ساتھ پڑھا جائے تو فاعل لبوس ہوگا اور یاء کے ساتھ پڑھیں تو فاعل حضرت داؤد علیہ السلام ہوں گے) تو کیا (اے اہل مکہ) تم شکر کرو گے (میرے رسولوں کی تصدیق کرکے میری نعمتوں کا یعنی ان نعمتوں کے سبب تم میرا شکر ادا کرو) اور (ہم نے مسخر کردی) سلیمان کے لیے تیز ہوا (دوسری آیت میں ریح کی صفت رخاء آئی ہے یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے حسب ارادہ ہوا تیز اور ہلکی چلا کرتی تھی) کہ اس کے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی......۶...... (مراد اس سے سرزمین شام ہے) اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے (اور من جملہ ان میں اللہ عزوجل کا اس بات کا جاننا بھی ہے کہ وہ جو نعمتیں سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائے گا تو یہ عطائیں انہیں مزید اپنے رب کے لیے عاجزی اختیار کرنے پر ابھاریں گی پس اللہ نے اپنے مقتضائے علم کے مطابق معاملہ فرمایا) اور (ہم نے مسخر کردیئے) شیطانوں میں سے جو اس کے لیے غوطہ لگاتے

(یعنی سمندر میں داخل ہوکراس میں سے حضرت سلیمان کے لیے جواہرات نکال لاتے) اوراس کے سوا (یعنی غوطہ خوری کے سوا) اور کام کرتے (جیسے عمارتیں بنانا وغیرہ) اور ہم انہیں روکے ہوئے تھے (فساد کرنے سے یعنی وہ فساد نہیں کرتے تھے باوجوداس کے کہ ان کی فطرت تھی کہ جب وہ رات پوری ہونے سے قبل کام سے فارغ ہوجاتے تو اگر کسی ددوسرے کام میں نہ لگایا جاتا تو وہ اس کام کو برباد کردیتے) اور (یاد کرو) ایوب کو......ےِ...... (ایوب مبدل منہ ہے اوراگلا کلام بدل ہے) جب اس نے اپنے رب کو پکارا (جب انہیں ان کا مال اوران کی اولا دلیکراوران کے جسم مبارک کوٹکڑے ٹکڑے کرکے ان کو آزمایا گیا سوائے آپ علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کے سب لوگوں نے آپ سے کنارہ کرلیا اور یہ آزمائش تین، سات، آٹھ یا دس سال رہی، آپ علیہ السلام کی زندگی دشوار اور شاق ہوکر رہ گئی) کہ مجھے (انی حرف جر باء کے مقدر ہونے کے سبب ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ ہے) تکلیف (ضــر کے معنی تکلیف کے ہیں) پہنچی اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے تو ہم نے (اس کی پکار) سن لی تو ہم نے دور کردی جو تکلیف اسے تھی اور ہم نے اسے عطا کردیئے اس کے گھر والے (یعنی بیٹے اور بیٹیاں، یوں کہ ہم نے انہیں دوبارہ زندہ کردیا آپ علیہ السلام کے بیٹوں اور بیٹیوں میں سے ہرایک کی تعداد تین یا سات تھی) اوران کے ساتھ ان کی مثل (یعنی ان کی وہی وفادار بیوی انہیں عطا فرمائی اوران کی جوانی میں اضافہ کردیا گیا آپ علیہ السلام کے پاس ایک گندم اور ایک جَو کی ڈھیری تھی اللہ علیہ السلام نے دوبادل بھیجے ان میں سے ایک نے گندم کی ڈھیری پر سونا برسایا اور دوسرے نے جَو کی ڈھیری پر چاندی برسائی حتی کہ دونوں کی کثرت ہوگئی) اپنے پاس سے رحمت فرما کر (لفظ رحــمۃ مفعول موصوف ہے مـن عـنـدنـا اس کی صفت ہے) اور بندگی والوں کے لیے نصیحت (کہ وہ صبر کریں تا کہ انہیں ثواب عطا کیا جائے) اور (یاد کرو) اسماعیل اور ادریس اور ذی الکفل کو وہ سب صبر والے تھے......۸......(اللہ کی فرمانبرداری کرنے اور گناہوں سے بچنے پر) اور انہیں ہم نے (نبوت عطا فرما کر) اپنی رحمت میں داخل کیا بیشک وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہیں (نبوت پر فائز ہونے کی وجہ سے، حضرت ذوالکفل کو اس نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمیشہ روزے رکھے اور ساری رات قیام کرنے کا اور لوگوں کے مابین فیصلہ فرمانے اور غصہ نہ فرمانے کا ذمہ لیا تھا اور پھر آپ نے اس ذمہ کو پورا بھی فرمایا اور کہا گیا کہ آپ نبی نہیں تھے) اور (یاد کرو) ذوالنون ......۹......(یعنی مچھلی والے) کو (مراد حضرت یونس بن متی علیہ السلام ہیں، ذوالــنــون مبدل منہ ہے اوراس کا بدل اذ ذهــب مـغـاضـبـا ہے) جب چلا (اپنی قوم پر) غصہ میں بھرا (آپ علیہ السلام کو اپنی قوم کے طرزِ عمل سے سخت رنج پہنچا تھا آپ علیہ السلام اسی غم میں اپنی قوم کے پاس سے چلے گئے اور ابھی آپ علیہ السلام کو جانے کی اجازت نہیں دی گئی تھی) تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے......۱۰...... (یعنی انہوں نے گمان کیا کہ ہم ان کے خلاف فیصلہ نہ فرمائیں گے یعنی انہیں مچھلی کے پیٹ میں محبوس فرمانے کا یا ہم ان کے چلے جانے کے سبب ان پر تنگی نہ کریں گے، لن نقدر علیه بمعنی نقضی علیه یا نضیق علیه ہے) تو اندھیریوں میں پکارا (متعدد اندھیریوں میں، رات کا اندھیرا، سمندر کا اندھیرا پھر مچھلی کے پیٹ کے اندر کا اندھیرا) کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بیشک مجھ سے (بغیر اجازت اپنی قوم کے درمیان سے چلے جانے کے معاملے میں) بے جا ہوا (ان لا الـه الا میں ان بمعنی بیان ہے) تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے (ان کلمات لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین کے عوض) غم سے نجات بخشی اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے نجات دی) ایسے ہی نجات دینگے مسلمانوں کو (تکلیفوں سے جب وہ ہم سے دعا کرتے ہوئے ہم سے مدد مانگیں گے) اور (یاد کرو) زکریا کو (زکـریـا مبدل منہ ہے اوراس کا بدل اذ نــادی ......الخ ہے) جب اس نے اپنے رب کو پکارا (اپنی اس معروض کے ذریعے) اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ (بے ایسی اولاد کے جو میری جانشین ہو) اور تو سب سے بہتر وارث (یعنی اپنی مخلوق کے فنا ہونے کے بعد بھی تو ہی باقی رہنے والا ہے) تو ہم نے اس کے لیے (اس کی نداء) قبول کی اور اسے (بیٹا) یحیی عطا فرمایا اور اس کے

لیےاس کی بیوی سنواری (پس بانجھ ہوجانے کے بعد بھی اس نے بچہ جنا) بیشک وہ (مذکورہ بالاحضرات انبیائے کرام) بھلے (نیکی کے) کاموں میں جلدی کرتے تھے (یسرعون بمعنی یبادرون ہے) اورہمیں پکارتے تھے (ہماری رحمت کی) امید کرتے اور (ہمارے عذاب سے) ڈرتے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں (اپنی عبادت میں تواضع اختیار کرتے ہیں) اور (یادکرومریم کو) جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی (یعنی اپنی عفت کی حفاظت کی کہ کوئی حرام کے ذریعے رسائی نہ ہوسکے) اور ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی (یعنی ہمارے حکم سے جبرئیل علیہ السلام نے اس کی قمیص کے گریبان میں پھونکا تو حضرت عیسی علیہ السلام کے وجودمسعود سے حاملہ ہوئیں) اوراسے اوراس کے بیٹے کوسارے جہاں کے لیےنشانی بنایا (یعنی انسان، جنوں، فرشتوں سب کے لیے انہوں نے بغیر مرد کے بچہ جنا تھا) بیشک یہ (یعنی دین اسلام) تمہارادین ایک ہی دین ہے (اے مخاطب لوگوں تم پرلازم ہے کہ تم اسی دین پر ہوجاؤ امتکم بمعنی دینکم ہے، امة واحدة حال لازمہ بن رہاہے) اورمیں تمہارارب ہوں تو میری عبادت کرو (یعنی میری توحید کو مانو، فاعبدون بمعنی وحدون ہے) اورانہوں نے (بعض مخاطبین نے) اپنے کام آپس میں ٹکڑےٹکڑے کرلیے (یعنی اپنے دین کے معاملے میں باہم اختلاف کرکے ٹکڑےٹکڑے ہوگئے، اس سے مراد یہود ونصاری ہیں) اورسب کو ہماری طرف پھرنا ہے (یعنی ہم انہیں ان کی جزادیں گے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ونوحا اذ نادی من قبل فاستجبنا له﴾.

و: عاطفہ، نوحا: مبدل منہ، اذ: مضاف، نادی من قبل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، استجبنا له: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر فعل محذوف " اذکر " کے لیے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فنجینه واهله من الکرب العظیم ۝ ونصرنه من القوم الذین کذبوا بایتنا﴾.

ف: عاطفہ، نجینه: فعل بافاعل وضمیر معطوف علیہ، اهله: معطوف ملکر مفعول، من الکرب العظیم: ظرف لغو، ملکر ماقبل " استجبنا له" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، نصرنه: فعل بافاعل ومفعول، من: جار، القوم: موصوف، الذین کذبوا بایتنا: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انهم کانوا قوم سوء فاغرقنهم اجمعین﴾.

انهم: حرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص بااسم، قوم سوء: خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اغرقنا: فعل بافاعل هم ضمیر مؤکد، اجمعین: تاکید، ملکر مفعول، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وداؤد وسلیمن اذ یحکمن فی الحرث اذ نفشت فیه غنم القوم وکنا لحکمهم شهدین﴾.

و: عاطفہ، داؤد: معطوف علیہ، و: عاطفہ، سلیمن: معطوف، ملکر "قصة" مضاف محذوف کے لیے مضاف الیہ، ملکر مبدل منہ، اذ: مضاف، یحکمن فی الحرث: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر بدل اول، اذ: مضاف، نفشت فیه غنم القوم: مضاف الیہ ملکر بدل ثانی، ملکر "اذکر" فعل محذوف کے لیے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ " ای اذکر قصة داؤد و سلمین ...... الخ".

﴿ففهمنها سليمان و كلا اتينا حكما و علما﴾.
ف: عاطفہ، فهمنها: فعل بافاعل ومفعول اول، سليمن: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، كلا: مفعول مقدم، اتينا: فعل بافاعل، حكما: معطوف علیہ، و: عاطفہ، علما: معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿وسخرنا مع داؤد الجبال يسبحن والطير و كنا فعلين﴾.
و: عاطفہ، سخرنا: فعل بافاعل، مع داؤد: ظرف مکان، الجبال: ذوالحال، يسبحن: ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الطير: معطوف ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، كنا: فعل ناقص بااسم، فعلين: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿وعلمنه صنعة لبوس لكم لتحصنكم من باسكم﴾.
و: عاطفہ، علمنه: فعل بافاعل ومفعول، صنعة: مضاف، لبوس: موصوف، لكم: ظرف مستقر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول ثانی، لام: جار، تحصنكم من باسكم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿فهل انتم شكرون﴾.
ف: مستانفہ، هل: استفہامیہ، انتم: مبتدا، شاكرون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔
﴿ولسليمن الريح عاصفة تجرى بامره الى الارض التى بركنا فيها﴾.
و: عاطفہ، لام: جار، سليمن: مجرور، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "سخرنا" کے لیے، سخرنا: فعل بافاعل، الريح: ذوالحال، عاصفة: حال اول، تجرى بامره: فعل بافاعل، الى: جار، الارض: موصوف، التى بركنا فيها: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر حال ثانی، ملکر مفعول، فعل محذوف "سخرنا" اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿وكنا بكل شيء علمين ○ومن الشيطين من يغوصون له ويعملون عملا دون ذلك﴾.
و: عاطفہ، كنا: فعل ناقص بااسم، بكل شيء علمين: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، من الشيطين: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، يغوصون له: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، يعملون: فعل بافاعل، عملا: موصوف، دون ذلك: ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر مفعول، ملکر معطوف علیہ، ملکر صلہ، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿وكنا لهم حفظين ○وايوب اذ نادى ربه انى مسنى الضروانت ارحم الرحمين﴾.
و: عاطفہ، كنا: فعل ناقص بااسم، لهم حفظين: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ايوب: مبدل منہ، اذ: مضاف، نادى ربه: فعل بافاعل، انى: حرف مشبہ واسم، مسنى: فعل ووقایہ وضمیر ذوالحال، و: حالیہ، انت ارحم الرحمن: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، الضر: فاعل، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر فعل محذوف "اذكر" کے لیے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿فاستجبنا له فكشفنا ما به من ضر﴾.
ف: عاطفہ، استجبناله: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، كشفنا: فعل بافاعل، مابه: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من ضر: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿واتينه اهله ومثلهم معهم رحمة من عندنا وذكرى للعبدين﴾.
و: عاطفہ، اتينه: فعل بافاعل ومفعول، اهله: معطوف علیہ، و: عاطفہ، مثلهم: ذوالحال، معهم: ظرف بمحذوف حال، ملکر معطوف، ملکر مفعول ثانی، رحمة: موصوف، من عندنا: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذكرى للعبدين: شبہ

جملہ معطوف، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واسمعیل وادریس وذاالکفل کل من الصبرین﴾.

و: عاطفہ، اسمعیل: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ادریس و ذوالکفل: معطوف "اذکر" کے لیے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، کل: مبتدا، من الصلحین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وادخلنهم فی رحمتنا انهم من الصلحین﴾.

و: عاطفہ، ادخلنهم: بافاعل ومفعول، فی رحمتنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، انهم: حرف مشبہ واسم، من الصلحین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وذاالنون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدرعلیه﴾.

و: عاطفہ، ذا النون: مبدل منہ، اذ: مضاف، ذهب: فعل وضمیر ذوالحال، مغاضبا: حال، ملکر فاعل، ملکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ظن: فعل بافاعل، ان: مخففہ باضمیر شان اسم، لن نقدرعلیه: جملہ فعلیہ خبر، ملکر مفعول، ملکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر فعل محذوف " اذکر" کے لیے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فنادی فی الظلمت ان لا اله الا انت سبحنک﴾.

ف: عاطفہ، نادی فی الظلمت: فعل بافاعل وظرف لغو، ان: مفسرہ، لا: نفی جنس، اله: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، انت: ذوالحال، سبحنک: فعل محذوف "سبحت" کے لیے مفعول مطلق، ملکر حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم " موجود" خبر محذوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی کنت من الظلمین O فاستجبنا له ونجینه من الغم وکذلک ننجی المومنین﴾.

انی: حرف مشبہ واسم، کنت: فعل ناقص بااسم، من الظلمین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، ف: عاطفہ، استجبنا له: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، نجینه من الغم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کذلک: ظرف مستقر " انجاء" مصدر محذوف کے لیے صفت، ملکر مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، ننجی المومنین: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وزکریا اذ نادی ربه رب لا تذرنی فردا وانت خیرالوارثین﴾.

و: عاطفہ، زکریا: مبدل منہ، اذ: مضاف، نادی ربه: فعل بافاعل ومفعول، رب: ندائیہ، لاتذر: فعل نہی وضمیر ذوالحال، و: حالیہ، انت خیر الوٰرثین: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ن: وقایہ ی: ضمیر ذوالحال، فردا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر فعل محذوف" اذکر" کے لیے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاستجبنا له ووهبنا له یحیی واصلحنا له زوجه﴾.

و: عاطفہ، استجبنا له: جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، وهبنا له یحیی: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اصلحناله: فعل بافاعل وظرف لغو، زوجه: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انهم کانوا یسرعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا ورهبا وکانوا لنا خشعین﴾.

انهم: حرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص بااسم، یسرعون فی الخیرات: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ

،و: عاطفہ، یدعون: فعل وضمیر ذوالحال، رغبا :معطوف علیہ، و: عاطفہ، رھبا :معطوف ،ملکر حال ،ملکر فاعل، نا :ضمیر مفعول،ملکر معطوف ،ملکر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص با اسم، لنا خاشعین : شبہ جملہ خبر ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والتی احصنت فرجها فنفخنا فيها من روحنا وجعلنها وابنها اية للعلمين﴾.

و: عاطفہ، التی :موصول، احصنت فرجها: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، نفخنا فیها: فعل با فاعل وظرف لغو، روحنا: ظرف لغو ثانی، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، جعلنا : فعل با فاعل، ها: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابنها :معطوف مفعول اول، اية للعلمين : مفعول ثانی، ملکر معطوف ثانی ،ملکر صلہ، ملکر "مریم" محذوف کے لیے صفت ،ملکر مرکب توصیفی ہوکر فعل محذوف "اذکر" کے لیے مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ "ای اذکر مریم التی احصنت......الخ".

﴿ان هذه امتكم امة واحدة وانا ربكم فاعبدون﴾.

ان :حرف مشبہ، هذه :مبدل منہ، امة واحدة :بدل، ملکر اسم، امتكم : خبر ،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انا: مبتدا، ربكم : خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف :فصیحہ، اعبدون: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر شرط محذوف "اذا عرفتم هذا" کے لیے جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وتقطعوا امرهم بينهم كل الينا راجعون﴾.

و: عاطفہ، تقطعوا امرهم : فعل امر با فاعل ومفعول، بینهم : ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ، کل: مبتدا، الینا راجعون : شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت داؤد علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام کا نسب:

۱......داؤد بن ایشار بن عوید بن عابر بن سلمون بن نحشون بن عوینا ذب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہوذا بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ۔ محمد بن اسحاق بعض اہل علم وہب بن منبہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام چھوٹے قد والے، تیز نگاہ اور کم بالوں والے، پاک دل رکھنے والے، پرہیز گار بندے تھے۔ سرکش بادشاہ جالوت کو موت کے گھاٹ اتار دیا، بنی اسرائیل کی بادشاہی سے نوازا گیا، ان کی ذات میں مملکت ونبوت دونوں جمع ہوئیں۔ بعض آثار میں ہے کہ سلطان زمین پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے۔ امام احمد نے اپنی مسند میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بہت زیادہ غیرت والے تھے جب گھر سے باہر نکلتے تو دروازہ بند کر دیتے، گھروں والوں میں سے کوئی بھی ان کے کمرے میں داخل نہ ہو پاتا جب تک کہ خود واپس نہ پلٹ آئیں، ایک دن باہر نکلے، ان کی زوجہ نے گھر میں ایک شخص کو کھڑے دیکھا تو کہنے لگیں کہ گھر میں کون ہے؟ اندر کون داخل ہوا جب کہ دروازہ بند تھا؟ جب حضرت داؤد علیہ السلام تشریف لائے تو انہیں بتایا، حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے شخص تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں وہ ہوں جسے آنے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی اور میرے لئے کوئی پردہ نہیں ہے، یقیناً تو ملک الموت ہے، خوش آمدید، اللہ عزوجل کے حکم سے ، پھر تھوڑی دیر بعد اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کی روح قبض کر لی۔ پھر انہیں غسل وکفن دیا گیا۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ کا انتقال پر ملال ہفتہ کے دن اور حسن وقتادہ کے مطابق سو سال کی عمر میں بدھ کے دن آپ علیہ السلام کا انتقال ہوا۔

(البداية والنهاية ،ج ۱، الجزء الثانی، قصه داؤد فضائله ،ص ۳۸۹ وغیره)

حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے فرزند ارجمند ہیں، انہیں بھی نبوت ومملکت عطا ہوئی، مال وراثت نہ ملا کیونکہ

حضرات انبیائے کرام کی وراثت مال نہیں ہوتی، سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ''ہم مال وراثت میں نہیں چھوڑتے ہم جو بھی چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے''۔ایک حدیث میں یوں بھی ہے کہ: ''ہم حضرات انبیائے کرام مالی وراثت نہیں چھوڑتے''، صادق وامین آقا ﷺ فرماتے ہیں: ''جس طرح لوگ مال ودولت چھوڑ جاتے ہیں ہم حضرات انبیائے کرام ایسا نہیں کرتے، ہمارا مال فقراء اور محتاجوں کا ہوتا ہے خاص اقرباء کے لئے نہیں ہوتا، کیونکہ حضرات انبیائے کرام کے لئے دنیا تنگ اور حقیر ہوتی ہے جیسا کہ انہیں وصف نبوت وفضیلت کے ساتھ خاص کرکے بھیجا جاتا ہے''۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولیاں جان لیتے تھے، اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر بہت نوازشات کیں، انہیں نبوت، بادشاہت، آلات حرب، کثرت احباء، لشکر، قافلے، جنات وانسان کی جماعتیں، پرندے، وحشی جانور، علم وفہم، بولنے اور نہ بولنے والے جانوروں کی بولیاں سکھادیں۔زہری کے مطابق آپ علیہ السلام نے باون سال زندگی گزاری اور چالیس سال حکومت کی، جب کہ ابن عباس نے آپ علیہ السلام کی حکومت کی مدت بیس سال بیان کی ہے۔

(البداية والنهاية، قصة سليمان بن داؤد، الجزء الثاني، ج ۱، ص ۳۸۹وغیرہ)۔

دونوں حضرات کا کسی جھگڑے کا تصفیہ کرنا:

۲..... حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے جب یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ فریقین کے لئے اس سے زیادہ آسانی بھی ہوسکتی ہے، اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر مبارک گیارہ سال تھی، حضرت داؤد علیہ السلام نے آپ علیہ السلام پر لازم کیا کہ وہ صورت بیان کریں، حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ تجویز پیش کی کہ بکری والا کاشت کرے اور جب تک کھیتی اس حالت کو پہنچے جس حالت میں بکریوں نے کھائی ہے اس وقت تک کھیتی والا بکریوں کے دودھ وغیرہ سے نفع اٹھائے اور کھیتی اس حالت پر پہنچ جانے کے بعد کھیتی والے کو کھیتی دے دی جائے بکری والے کو اس کی بکریاں واپس کردی جائیں، یہ تجویز حضرت داؤد علیہ السلام نے پسند فرمائی، حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ تجویز پیش کی کہ بکریاں کھیتی والے کو دے دی جائیں، بکریوں کی قیمت کھیتی کے نقصان کے برابر تھی۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۱۳۵، ۱۳۶)

احادیث کے باب میں حضرت داؤد علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام کے ایک اور فیصلے کا ذکر ملتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دو عورتیں تھیں، جن کے ساتھ دو بچے بھی تھے، بھیڑیا ان میں سے ایک کو کھا گیا، ایک نے دوسری سے کہا بھیڑیئے نے تمہارے بچے کو کھایا ہے، دوسرے نے کہا کہ تمہارے بچے کو کھایا ہے، پھر ان دونوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس مقدمہ پیش کیا، حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دیا، پھر وہ دونوں عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں، اور اپنا مقدمہ پیش کیا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: ''مجھے چھری لاکر دو، میں اس بچہ کو کاٹ کر اس کے دو ٹکڑے کردیتا ہوں، پھر اسے تم دونوں کے درمیان میں تقسیم کردوں گا، تب چھوٹی عورت نے کہا کہ نہیں، اللہ عزوجل آپ علیہ السلام پر رحم فرمائے، یہ بچہ اسی کا ہے، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسی چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ کردیا۔ (سنن نسائی، کتاب الادب، باب: نقض الحاکم ما یحلم به، رقم: ۵۴۱۴، ص ۱۲۱۶)

اس معاملہ میں دونوں حضرات کا حکم اجتہادی تھا، اور اس شریعت کے مطابق تھا، ہماری شریعت میں حکم یہ ہے کہ اگر چرانے والا ساتھ نہ ہو تو جانور جو نقصانات کرے اس کا ضمان لازم نہیں، مجاہد کا قول یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ مسئلہ کا حکم تھا جب کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ مسئلہ کے حوالے سے صلح تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر مویشی کسی کو زخمی کردیں تو اس کا کوئی تاوان نہیں ہے، کنویں میں گرنے کا کوئی تاوان نہیں ہے، کان میں دب جانے کا کوئی تاوان نہیں ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب: العجماء جبار، رقم: ۶۹۱۲، ص ۱۱۹۱)

حضرات انبیائے کرام کا اجتہاد کرنا:

ﷺ......فقیہ کا حکم شرعی کے فروع کے لئے تمام تر کوششوں کو بروئے کار لانا اجتہاد کہلاتا ہے۔ یا استدلال کی جہت سے مقصود تک پہنچنے کے لئے تمام تر امکانی کوششوں کو بروئے کار لانا اجتہاد کہلاتا ہے۔ (التعریفات، ص ۱٤)

☆......عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ سے سنا گیا فرماتے ہیں: "حاکم اپنے اجتہاد سے درست فیصلہ کرے تو اس کے لئے دوگنا اجر ہے اور اگر فیصلہ غلط ثابت ہو تو بھی ایک اجر ملے گا"۔

(صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب و السنة، باب: اجر الحاکم اذا اجتهد ،رقم: ۷۳۵۲، ص ۱۲٦٤)

نبی کریم ﷺ کے اجتہاد کے وقوع پذیر ہونے کے بارے میں چار مذاہب ہیں: بعض علماء نے وقوع کا مطلق انکار کیا، بعض علماء نے اصول وقواعد میں آپ کے اجتہاد کا انکار کیا اور یہ کہا کہ آپ فروع اور مسائل میں اجتہاد کرتے تھے اور بعض نے اس میں توقف کیا۔ جنہوں نے انکار کیا تھا وہ کہتے ہیں کہ تمام سنت وحی ہے لیکن وحی غیر متلو ہے اور قرآن مجید وحی متلو ہے اور سنن کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سنو! مجھے قرآن دیا گیا اور اس کی مثل اس کے ساتھ ہے، امام مسلم نے حضرت یعلی بن امیہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کے جبہ پر خوشبو کے لیپ کے آثار تھے، اس نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا آپ مجھے عمرے کا حکم دیتے ہیں؟ اس وقت سید عالم ﷺ پر وحی نازل ہوئی، اور آپ ﷺ پر کپڑا ڈال دیا گیا، حضرت یعلی کی خواہش تھی کہ وہ سید عالم ﷺ پر وحی کی کیفیت دیکھیں، حضرت عمر نے چادر ایک طرف سے ہٹائی تو حضرت یعلی کو اونٹ کے بڑبڑانے کی سی آواز آنے لگی، جب آپ سے یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ نے فرمایا اس خوشبو کے اثر کو دھوڈالو اور جبہ اتار دو اور جو کچھ حج میں کرتے ہو، وہی عمرہ میں بھی کرو۔ (صحیح مسلم، ، کتاب الحج، باب :ما یباح للمحرم، ۱۱۸۰/۲۷۸۷، ص ۵٤۵، صحیح بخاری، کتاب جزاء الصید، باب: اذا احرم جاهلا و علیه قمیص، ۱۸٤۷، ص ۲۹۸)

حدیث پاک کے مطالعے سے ہم اس نتیجے کو پہنچے کہ نبی پاک ﷺ اجتہاد نہیں کرتے تھے بلکہ وحی سے احکام حاصل کر کے بیان کرتے تھے، علامہ نووی فرماتے ہیں: اکثر علماء نے کہا کہ نبی ﷺ کے لئے اجتہاد کرنا نہ صرف جائز بلکہ واقع ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا نبی ﷺ کے اجتہاد میں خطا جائز ہے یا نہیں، محققین کا مذہب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اجتہاد مین خطا جائز نہیں ہے اور اکثر علماء جواز کے قائل ہیں، لیکن آپ کو خطا پر برقرار نہیں رکھا تھا۔ (نووی علی مسلم ،رقم ۱۱۸۰/۲۷۸۷، ص ۷۳۲)

☆......ایسی بے شمار احادیث ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ وحی کے علاوہ اپنے اجتہاد سے بھی جواب ارشاد فرماتے تھے، متذکرہ بالا روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ ہر حکم وحی سے حاصل کرتے ہوں اور اجتہاد بالکل نہ کرتے ہوں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کو فتح مکہ کے دن یہ خبر دی گئی کہ خزاعہ نے بنولیث کے ایک شخص کو اپنے مقتول کے بدلہ میں قتل کر دیا، جس کو بنولیث نے قتل کیا تھا نبی کریم ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ نے مکہ میں قتل کو بند کر دیا ہے اور ان پر رسول اللہ ﷺ اور مومنوں کو مسلط کر دیا ہے، سنو! مکہ نہ مجھ سے پہلے کسی شخص کے لئے حلال تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا، سنو! وہ میرے لئے دن کی صرف ایک ساعت کے لئے حلال ہوا ہے اور سنو! یہ وہی ساعت ہے، نہ اس کے کانٹوں کو اکھاڑا جائے گا، نہ اس کے درختوں کو کاٹا جائے گا اور نہ اس کی گری ہوئی چیز اٹھائی جائے گی، ماسوا اعلان کرنے والے کے لئے، اور جن لوگوں کا کوئی

شخص قتل کیا گیا ہو، اس کو دو اختیار ہیں، یا تو وہ دیت لے لیں یا قصاص لے لیں"، یمن کے ایک شخص نے کہا یارسول اللہ ﷺ! مجھے یہ لکھ کر دیں، آپ نے فرمایا: "ابو فلاں کے لئے یہ لکھ دو"، قریش کے ایک شخص نے کہا یارسول اللہ! اذخر (ایک قسم کی گھاس) کا استثناء فرمادیجئے، کیونکہ ہم اس کو اپنے گھروں میں اور قبروں میں رکھتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سنو! ماسوا اذخر کے"۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب: کتابة العلم، رقم: ۱۱۲، ص ۲۴)

☆......حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ محرم کیا پہنے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "محرم قمیص پہنے، نہ عمامہ، نہ شلوار، نہ ٹوپی، نہ زعفران یا سرخ رنگ کا رنگا ہوا کپڑا، اگر اس کو نعلین نہ ملیں تو وہ موزے پہن لے اور ان کو (اوپر سے) کاٹ لے حتی کہ وہ ٹخنوں کے نیچے ہو جائیں"۔(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب: من اجاب السائل، رقم: ۱۳۴، ص ۲۸)

☆......حضرت براء بن عازب ﷺ سے روایت ہے کہ میرے ماموں حضرت ابو بردہ بن نیار نے نماز عید سے پہلے قربانی کرلی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ بکری کا گوشت ہے"، (یعنی قربانی نہیں ہے، کیونکہ قربانی نماز عید کے بعد ہوتی ہے) انہوں نے کہا یارسول اللہ! میرے پاس چھ ماہ کا بکرا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اس کی قربانی کرلو تمہارے علاوہ اور کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب العیدین، باب: الخطبة بعد العید، رقم: ۹۶۵، ص ۱۵۵)

☆......حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حج کی نذر مانی، پھر وہ فوت ہو گئی، اس کا بھائی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس کے متعلق سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ بتاؤ، اگر تمہاری بہن پر قرض ہوتا تو کیا تم اس کو ادا کرتے؟" اس نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر اللہ کا حق ادا کرو، وہ ادائیگی کے زیادہ حقدار ہے"۔(صحیح البخاری، کتاب جزاء الصید، باب: الحج والنذور، رقم: ۱۸۵۲، ص ۲۹۹)

اس حدیث میں نبی پاک ﷺ نے اللہ کے حق کو بندے کے حق پر قیاس کیا ہے اور یہ نبی پاک ﷺ کے اجتہاد کی قوی دلیل ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑ مسخر کرنا اور جانوروں کا تسبیح کرنا:

۴......حضرت داؤد علیہ السلام پہاڑوں کے پاس سے گزرتے ہوئے تسبیح کرتے تو پہاڑ بھی ان کے ساتھ دھراتے، اور ایسا ہی فرشتے بھی کرتے، حضرت داؤد علیہ السلام کے ذکر الٰہی میں جب سستی آجاتی تو پہاڑ اور پرندے ذکر کرتے تا کہ آپ علیہ السلام ان کا ذکر سن کر دوبارہ چشت و چوبند ہو جائیں۔ وہب کہتے ہیں کہ پہاڑ حضرت داؤد علیہ السلام کے جواب میں تسبیح کہتے تھے اور اسی طرح پرندے بھی آپ علیہ السلام کے جواب میں تسبیح کہتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ تسبحن کا مطلب نماز پڑھنا ہے لہذا جب حضرت داؤد علیہ السلام نماز پڑھتے تو پہاڑ و پرندے بھی نماز پڑھتے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام پتھروں اور پرندوں کی تسبیح کو سمجھتے تھے۔

(المظھری، ج ۴، ص ۴۹۱)

حضرت داؤد علیہ السلام کا کسب معاش:

۵......حسن بصری، قتادہ اور اعمش کہتے ہیں کہ اللہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو موم کر دیا، انہیں لوہا موڑنے کے لئے آگ وغیرہ کی ضرورت نہ رہی، سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام ہی نے زرہ بنائی ان سے قبل لوگ زرہ کے بجائے لوہے کے تختے وغیرہ استعمال کرتے تھے، ابن شوذب کہتے ہیں: دن بھر محنت و مشقت کر کے چھ ہزار درہم کی زرہ بیچ لیا کرتے تھے۔ حدیث میں ہے: انسان کے لئے سب سے پاکیزہ کمائی اس کے اپنے ہاتھ کا کسب ہے، اور اللہ عزوجل کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کسب کیا

کرتے تھے۔
(البداية والنهاية ، ج۱، الجزء الثاني، قصه داؤد فضائله ،ص ۳۹۰ وغيره)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تسخیر کا مسئلہ:

۶......اس آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر ہونے والے متعدد انعامات کا ذکر کیا گیا ہے، ہوا سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخر کردی گئی ہے، سخت تیز ہوائیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے سرزمین شام کی جانب چلتی ہیں۔ وہب کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کی مجلسوں میں پرندے، جنات، انسان سب ہی حاضر خدمت ہوتے تھے جنات وانسان تخت پر تشریف فرما ہوتے جب کہ پرندے اردگرد منڈلاتے، مزید اگلی آیت میں شیاطین کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کا پابند ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض جنات سمندروں میں غوطہ زن ہوتے اور ہیرے جواہرات نکال نکال کر لاتے اور اس کے علاوہ بھی اعمال شاقہ بجالاتے، شہر ومحلات بناتے، پانی کی تہہ میں جاکر موتی نکال لاتے، حضرت سلیمان علیہ السلام کے اعمال کی حفاظت کرتے یعنی مملکت سلیمانیہ کے امور بجالانے میں معاون ومددگار ہوتے۔ (القرطبي، الجزء: ۱۷، ص ۲۸۱)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''گزشتہ رات ایک جن نے دھوکے سے مجھ پر حملہ کیا تاکہ میری نماز خراب کرے اور بیشک اللہ نے مجھے اس پر قادر کردیا، میں نے اس کو زور سے دھکا دیا، اور میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں حتی کہ تم سب لوگ صبح کو دیکھتے پھر مجھے میرے بھائی سلیمان کی دعا یاد آئی: ﴿رب اغفرلی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی اے رب میری مغفرت فرما اور مجھے ایسی مملکت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے (ص:۳۵)﴾۔ (صحيح البخاري، كتاب الصلوة، باب:الاسير والغريم، رقم: ٤٦١ ،ص ۸۰)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اس کا ایک ہم زاد جن ہے، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا: ''ہاں میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ نے اس پر میری مدد فرمائی، وہ مسلمان ہوگیا، اور مجھے نیکی کے سوا کوئی مشورہ نہیں دیتا''۔ (صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة، باب :تحريس الشيطان، رقم: ۲۸۱٤/۷۰۰۲، ص ص ۱۳۸۵)

حضرت ایوب علیہ السلام کا نسب:

ﮯ......شہر روم کے رہنے والے ایوب بن موص بن زراح بن العیص بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ، بعض مورخین نے یوں بیان کیا: ایوب بن موص بن رعویل بن العیص بن اسحاق بن یعقوب۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت لوط علیہ السلام کی بہن تھیں، ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے والد اس دن ایمان سے مشرف ہوئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا اور آگ نے انہیں نقصان نہ پہنچایا۔ اور مشہور یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے ہوئے جس کی جانب کلام پاک کی آیت ﴿ومن ذریته داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسی وھارون اور ان کی ذریت میں داؤد، سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون ہوئے (الانعام: ۸٤)﴾ دلالت کرتی ہے۔ ابن عساکر سے منقول ہے کہ سب سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام، پھر نوح علیہ السلام، پھر ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحٰق، علیہ السلام یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، لوط علیہ السلام، ھود، علیہ السلام صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ھارون علیہ السلام، الیاس علیہ السلام، یسع علیہ السلام، عرفی بن سوبلخ

بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب علیہ السلام، پھر یونس بن متی علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، اور بعض روایات کے مطابق حضرت ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام کی تشریف آوری حضرت نوح علیہ السلام کے بعد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ہوئی۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام بہت مال والے تھے، مال ومویشی، زمینیں، لونڈی غلام، وغیرہ بہت کچھ تھا۔ان کی اولاد اور اہل خانہ بھی بہت تھے، ان کے جسم میں بیماری پھوٹ پڑی، سوائے دل اور زبان کے جسم کا کوئی حصہ درست نہ رہا۔زبان ودل سے اللہ عزوجل کا ذکر خیر کرتے، رات دن، صبح شام اللہ عزوجل کی یاد کرتے رہتے، جب مرض بڑھ گیا تو لوگوں نے ان کے ساتھ بیٹھنا چھوڑ دیا، مونس وغم خوار کم ہوتے گئے، انہیں شہر سے باہر کر دیا گیا، لوگوں نے کلام کرنا بند کر دیا، سوائے زوجہ محترمہ کے کوئی بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ نہ رہا۔مال بھی ختم ہونے لگا تو لوگوں کے ہاں بطور اجرت کام کرتیں اور آپ کی خدمت کرتیں۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے زیادہ حضرات انبیائے کرام آزمائے گئے، پھر نیک صالحین، پھر اسی طرح اور بھی، پس دینی حیثیت کے اعتبار سے لوگ آزمائے جاتے ہیں، پس جس کے دین میں قدم مضبوط ہوتے ہیں وہ زیادہ آزمایا جاتا ہے''۔اور حضرت ایوب علیہ السلام صبر وشکر، احتساب وحمد بجالاتے رہے، وہب کے قول کے مطابق تین سال، انس کے قول کے مطابق سات سال تک جسم میں زخم کی بیماری میں مبتلا رہے۔وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت ایوب علیہ السلام کو الہام کیا کہ اللہ آپ کو مال، اولاد اور صحیح سلامت جسم لوٹا دیگا، (اپنا پاؤں زمین پر ماریں اور جاری ہونے والے) پانی سے غسل کریں، کہ اس میں شفا ہوگی، اور ایسا ہی ہوا۔ابن جریر کے قول کے مطابق وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک ۷۳ سال تھی۔ (البداية والنهاية، قصة ايوب، ج ۱، الجزء الاول، ص ۲۴٤ وغيره ملتقطا وملخصا)

ذوالکفل کا نسب:

۸......ذوالکفل کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں، بعض نے ان کی نبوت کے بارے میں بھی تردد کیا ہے کہ یہ نبی نہیں بلکہ نیک و پارسا عادل شخص تھے۔حضرات انبیائے کرام کی قوم کی کفالت کرتے تھے، ان کے معاملات میں فیصلہ کیا کرتے تھے اس لئے انہیں ذوالکفل کہا گیا۔ایک قول یہ ہے کہ یہ نبی نہیں تھے، روزانہ سو رکعت نماز (نفل) ادا کرتے تھے اور ان سو رکعات کی حفاظت کرتے تھے اسی لئے انہیں ذوالکفل کہا گیا۔ان کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا، ایک عورت نے ساٹھ دینار دے کر ان سے بُرائی کا قصد کیا، جب دونوں قریب ہوئے تو عورت رونے لگی اور آپ نے اسے اس کے دینار واپس کر دیئے اور خود پر ملامت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ ذوالکفل کو کبھی نہیں بخشے گا، رات کو ان کا انتقال ہوا اور صبح کو دروازے پر ایک خط ملا جس پر یہ تحریر کندہ تھی کہ اللہ عزوجل نے ذوالکفل کو بخش دیا۔ (البداية والنهاية، قصة ذوالكفل، ج ۱، الجزء الاول، ص ۲٤۹ وغيره ملتقطا وملخصا)

حضرت یونس علیہ السلام (ذوالنون) کا نسب اور قوم پر عذاب کا منظر:

۹......حضرت یونس علیہ السلام کا نسب یہ ہے: لاوی بن یعقوب بن اسحق بن ابراهیم کے نواسے ہیں، شام کے رہنے والے اور بعلبک کے عمال میں سے تھے، ایک قول کے مطابق یہ بچپن میں فوت ہو گئے تھے ان کی والدہ ماجدہ نے اللہ عزوجل کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام سے اس بارے میں عرض کی، ان کی دعا کی برکت سے اللہ عزوجل نے انہیں دوبارہ زندہ کیا۔یہ اپنی ماں کے اکلوتے فرزند تھے، چالیس سال کی عمر میں آپ علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا، آپ علیہ السلام بنی اسرائیل کے عبادت گزاروں میں سے تھے اور اپنے دین کو بچانے کے لئے شام چلے گئے اور دجلہ کے کنارے پہنچ گئے، پھر اللہ عزوجل نے ان کو اہل نینوا کی جانب بھیجا جو کہ دریائے

دجلہ کے مشرقی کنارے جہاں موصل نامی شہر ہے وہاں کا ایک قدیم شہر نینوا بھی ہے۔ (مختصر تاریخ دمشق، ج۲۸، ص۱۰۵)

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو بت پرستی ترک کرنے کی اور توحید پر قائم رہنے کی دعوت دی تو انہوں نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو خبر دی کہ تین دن کے بعد ان پر عذاب آئے گا، جب ان پر آثار ظاہر ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کے مطابق ان کے اور عذاب کے مابین صرف دو تہائی میل کا فاصلہ رہ گیا تھا، مقاتل کے قول کے مطابق ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تھا، ابوصالح فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ انہوں نے عذاب کی تپش اپنے کندھوں پر محسوس کی، بعض نے کہا کہ آسمان پر سیاہ رنگ کے بادل نمودار ہو گئے اور بہت سخت دھواں ظاہر ہونے لگا جس نے ان کے شہر کو ڈھانپ لیا، اور ان کے مکانوں کی چھتیں سیاہ پڑ گئیں، جب ان کو ہلاکت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور اپنے سروں پر راکھ ڈالنے لگے، اور تمام لوگ بڑے چھوٹے سب ہی ایک میدان میں جمع ہو گئے اور سب نے با آواز بلند اللہ عزوجل کی بارگاہ صمدیت میں توبہ کی اور صدق دل سے معافی چاہی اور کہا کہ ہم حضرت یونس علیہ السلام کے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے اور اللہ عزوجل نے ان کی توبہ قبول کی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی توبہ ایسی تھی کہ انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ جو زیادتیاں کی تھیں ان کی بھی تلافی کر لی، حتی کہ اگر کسی نے دوسرے کا پتھر دیوار میں لگایا تھا تو وہ بھی اکھاڑ کر واپس کر دیا۔ اور ان کے ہاں دستور یہ تھا کہ جو شخص جھوٹا ثابت ہوا اور اس کے پاس اپنی سچائی پر کوئی دلیل نہ ہو اس کو قتل کر دیا جاتا تھا، تب حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کی ناراضگی کے سبب دریا کی جانب چلے گئے اور مچھلی نے انہیں نگل لیا۔ (ابن کثیر، ج۲، ص۵۳۷)

عذاب کو دیکھنے کے باوجود قوم یونس کی دعا قبول ہوئی جب کہ فرعون نے عذاب کو دیکھ کر دعا مانگی تو اس کی دعا قبول نہ ہوئی، اس کے کئی جوابات دیئے جا سکتے ہیں چنانچہ علامہ خازن نے اس کے تین جواب ارشاد فرمائے ہیں۔ (۱)......عذاب دیکھ کر دعا کرنا قوم یونس کے ساتھ خاص ہے کیونکہ واللہ یفعل مایشاء ویحکم ما یرید کہ اللہ جو چاہے کرے اور جس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے۔ (۲)......فرعون اس وقت ایمان کا دعوے دار ہوا جب کہ اسے عذاب کی خبر دی گئی اور نجات کی امید ہی نہ رہی اور قوم یونس سے عذاب دور تھا اور عذاب ان پر نازل نہ ہوا تھا اور انہیں عذاب کی خبر نہ دی گئی پس وہ ان مریض کی مثل تھے جو موت سے خوف کرے اور نجات کی امید رکھے۔ (۳) اللہ عزوجل نے اپنے علم سے یہ بات جان لی کہ قوم یونس کی دعا سچے دل سے ہے جب کہ فرعون نے سچے دل سے دعا نہ مانگی تھی اسی وجہ سے فرعون کا ایمان لانا نا قابل قبول ہوا۔ (الخازن، ج۲، ص۴۶۶)

ایک قول یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تین دن رہے، شعبی کہتے ہیں کہ چاشت کے وقت مچھلی نے ان کو نگلا تھا اور شام کے وقت اگل دیا، قتادہ نے کہا کہ وہ اس میں تین دن رہے، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اس میں سات دن رہے، سعید بن ابوالحسن اور ابومالک نے کہا کہ وہ اس میں چالیس دن رہے اور اللہ ہی کو علم ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں کتنا رہے تاہم ان کا وظیفہ لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین تھا۔ (البدایہ والنہایۃ، قصۃ یونس، الجزء۱، ج۱، ص۲۵۸)

☆......آپ علیہ السلام کی فضیلت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں نہیں کہتا کہ کوئی شخص یونس بن متی سے افضل ہے"۔

(صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی، رقم: ۳۴۱۵، ص۵۷۴)

فظن ان لن نقدر کے معانی :

(۱)......لفظ نقدر اگر تقدیر سے ماخوذ ہے تو معنی یہ ہوگا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے یہ گمان کیا کہ ہم ان کے لئے کسی قسم کی سزا یا گرفت کو لازم نہ کریں گے اور اگر بمعنی قدرت ہو تو آیت کے معنی یہ ہونگے لوگوں نے یہ گمان کیا کہ ہم ان پر قابو نہ کریں گے۔
شاہ عبدالقادر دہلوی: پھر سمجھا کہ ہم انہیں پکڑ سکیں گے۔
اشرفعلی تھانوی لکھتا ہے: اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم اس چلنے میں ان پر کوئی دارو گیر نہ کریں گے۔
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی: تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے (تو اللہ نے انہیں مچھلی کے پیٹ میں ڈالا)۔
مفتی محمد شفیع: لفظ نقدر میں باعتبار لغت کے ایک احتمال یہ ہے کہ یہ مصدر قدرت سے مشتق ہو تو یہ معنی ہونگے کہ انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ ہم ان پر قدرت اور قابو نہ پاسکیں گے، ظاہر ہے کہ یہ بات کسی پیغمبر سے تو کیا کسی مسلمان سے بھی اس کا گمان نہیں ہوسکتا کیونکہ ایسا سمجھنا کفر صریح ہے اس لیے یہاں یہ معنی قطعاً نہیں ہوسکتے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ مصدر قدر سے مشتق ہے، جس کے معنی تنگی کرنے کے ہیں۔ ائمہ تفسیر میں سے عطاء، سعید بن جبیر، حسن بصری اور بہت سے علماء نے یہی معنی اس آیت میں لئے ہیں اور مراد آیت کی یہ قرار دی ہے کہ حضرت یونس نے اپنے قیاس و اجتہاد سے یہ گمان تھا کہ ان حالات میں اپنی قوم کو چھوڑ کر کہیں چلے جانے کے بارے میں اللہ مجھ پر کوئی تنگی نہ کرے گا۔ (معارف القرآن، ج٦، ص ٢٢٣)
امام فخرالدین رازی کہتے ہیں: جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ عزوجل عاجز ہے، وہ کافر ہے، کسی ایک مومن کی طرف بھی اس کی نسبت کرنا جائز نہیں ہے، تو حضرات انبیائے کرام کی طرف اس کی نسبت کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے یہ گمان کیا کہ ہم ان پر تنگی نہیں کریں گے اور اب نقدر کا معنی تنگی کرنا ہوگا اور اس آیت کا معنی یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے یہ گمان کیا کہ ہم ان پر تنگی نہیں کریں گے۔ (الرازی، ج٨، ص ١٨٠)
اغراض: الذین فی سفینۃ: ان کی تعداد جو کشتی میں تھے چھ مرد و عورتوں یا چالیس مرد و عورتوں پر مشتمل تھی۔
اذکر: حضرت داؤد علیہ السلام نے سو سال زندگی گزاری، ان کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین پانچسو انہتر سالوں کا فاصلہ ہے، مزید حاشیہ نمبر ا دیکھ لیں۔ قال داؤد لصاحب الحرث رقاب الغنم: دیکھیں حاشیہ نمبر۲۔
وھو اول من صنعھا: یعنی (زنجیر کی طرح) حلقے ایک دوسرے میں داخل کرنا، اس زرہ کی تخلیق سے پہلے لوگ لوہے کے ٹکڑے استعمال کیا کرتے تھے جو ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہوتے تھے۔
فی جملۃ الناس: ایک اشکال کا ازالہ کرنا مقصود ہے، زرہ بنانے والے حضرت داؤد علیہ السلام تھے جو کہ اہل مکہ کے زمانے میں موجود نہ تھے؟ جواب یہ ہے کہ زرہ بنانے کی نعمت متصل بعد زمانوں میں چلتی چلی آئی۔
لانھم کانوا اذا فرغوا من عمل: کہا جاتا ہے کہ شیطان انسان پر (مسلط) ہے، انسان جب رات سے پہلے کسی عمل سے فارغ ہوتا ہے تو اسے دوسرے عمل کی جانب مشغول کرتا ہے تاکہ (ریا کے ذریعے) اس کے سابقہ عمل کو برباد کر دے۔
بان احیوا لہ: حضرت ایوب علیہ السلام صحتیابی کے بعد اپنی بقیہ زندگی گزاری، اللہ عزوجل نے انہیں سابقہ دور کی طرح (وسیع) رزق عطا فرمایا، یہ بھی روایت ہے کہ ان کی زوجہ نے بعد صحتیابی کے چھبیس بیٹے جنے۔

وذاالکفل: ان کالقب تھاجب کہ نام بشر اور یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔
من حبسه فی بطن الحوت: کا بیان حاشیہ نمبر ۹ میں دیکھ لیں۔ (الصاوی، ج۴، ص ۱۱۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۷

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ ﴾اى جُحُودَ﴿لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ (۹۴)﴾بِاَنْ نَامُرَ الحَفَظَةَ بِكُتُبِهٖ فَنُجازِيَه عليهِ﴿وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ ﴾اُرِيدَ اهلها﴿اَنَّهُمْ لَا﴾لا زائدةٌ﴿ يَرْجِعُوْنَ (۹۵)﴾اى مُمْتَنِعٌ رُجوعُهُم الى الدنيا﴿حَتّٰٓى ﴾غايَةٌ لِامتِناعِ رجوعهم ﴿اِذَا فُتِحَتْ ﴾بِالتَّخفيفِ والتَّشديدِ﴿يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ ﴾بِالهمزَةِ وتَركِهٖ اِسمانِ اَعجميانِ لِقَبيلتينِ وَيُقَدَّرُ قَبلَهٗ مُضافٌ اى سَدُّهُما وذلكَ قُربَ القِيٰمةِ﴿وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ ﴾مُرتَفِعٍ من الارضِ﴿يَّنْسِلُوْنَ (۹۶)﴾يُسرِعونَ﴿وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ ﴾اى يومَ القِيٰمَةِ﴿فَاِذَا هِيَ ﴾اَيِ القِصَّةُ﴿شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ ﴾فِى ذلكَ اليومِ لِشِدَّتِهٖ يقولونَ﴿يٰوَيْلَنَا﴾يا لِلتَّنبيهِ هلاكنا﴿قَدْ كُنَّا﴾في الدنيا ﴿فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا ﴾اليومِ ﴿بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (۹۷)﴾اَنفُسَنا بتَكذيبِنا الرُّسلَ﴿اِنَّكُمْ ﴾يا اهلَ مكةَ﴿وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾اى غيرِهٖ مِنَ الاوثانِ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ ﴾وَقُودُهَا﴿اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ (۹۸)﴾داخلونَ فيها﴿لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ﴾الاوثانُ﴿اٰلِهَةً ﴾كما زَعمتُم﴿مَّا وَرَدُوْهَا ۭ ﴾دَخلوها﴿وَكُلٌّ ﴾مِنَ العابِدينَ والمَعبودِينَ﴿فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۹۹)لَهُمْ ﴾لِلعَابدينَ﴿فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ (۱۰۰)﴾شيئا لِشِدَّةِ غَلَيانِها وَنَزَلَ لمَّا قال ابنُ الزِّبَعْرٰى عُبِدَ عُزَيرٌ والمسيحُ والملائكةُ فهم في النارِ على مُقتَضٰى ما تقدمَ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا ﴾المَنزِلَةُ﴿الْحُسْنٰٓى ۙ ﴾ومِنهُم من ذُكِرَ﴿اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ (۱۰۱)لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ ﴾صَوتَها﴿وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ ﴾مِنَ النَّعيمِ﴿خٰلِدُوْنَ (۱۰۲)لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ ﴾وَهوَ اَنْ يُؤْمَرَ بِالعَبدِ الى النارِ﴿وَتَتَلَقّٰىهُمُ ﴾تَستَقبِلُهُم﴿الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ ﴾عِندَ خُروجِهِم مِنَ القُبورِ يقولونَ لهم﴿هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (۱۰۳)﴾في الدنيا﴿يَوْمَ ﴾مَنصوبٌ بِاُذْكُر مُقَدَّرا قبلَهٗ﴿نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ ﴾اِسمُ مَلَكٍ﴿لِلْكُتُبِ ﴾صَحيفَةُ ابنُ آدمَ عِندَ موتِهٖ واللامُ زائدةٌ اَوِ السِّجِلُّ الصَّحيفَةُ والكتابُ بِمعنى المكتوبِ بهٖ واللامُ بمعنى على وفي قِراءَةٍ لِلكُتُبِ جمعا﴿كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ ﴾عَن عَدمٍ﴿نُّعِيْدُهٗ ۭ ﴾بَعدَ اِعدامِهٖ فالكافُ مُتَعَلِّقَةٌ بِنُعيدُ وضميرُهٗ عائدٌ الى اَوَّلَ وما مَصدريَّةٌ﴿وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ ﴾مَنصوبٌ بِوَعدنا مُقَدَّرا قَبلَهٗ وهو مؤكِّدٌ لِمَضمونِ ما قَبلَهٗ﴿اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ (۱۰۴)﴾ما وَعدنا﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ ﴾بِمعنى الكتابِ اى كُتُبِ اللهِ المُنَزَّلَةِ ﴿مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ ﴾بِمعنى اُمِّ الكتابِ الَّذِيْ عِندَاللهِ﴿اَنَّ الْاَرْضَ ﴾اَرضَ الجنةِ﴿يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴾عامٌّ في كُلِّ صالحٍ ﴿اِنَّ

﴿فِیْ ھٰذَا﴾القران ﴿لَبَلٰغًا﴾ کِفایةً فی دُخولِ الجنةِ ﴿لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ(۱۰۶)﴾عاملین بہ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ﴾یا محمدُ﴿اِلَّا رَحْمَةً﴾الی للرّحمةِ﴿لِّلْعٰلَمِیْنَ(۱۰۷)﴾الاِنسِ والجنِ بکَ﴿قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ج﴾ای مَا یُوحٰی الیَّ فی اَمرِ الْاِلٰہِ الا وَحدانیتہٗ﴿فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ(۱۰۸)﴾مُنقادونَ لِما یُوحٰی الیَّ مِن وَحدانیتہٖ الْاِستِفھامُ بِمعنی الامرِ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾عن ذلکَ﴿فَقُلْ اٰذَنْتُکُمْ﴾اَعلمْتُکمْ بِالحربِ﴿عَلٰی سَوَآءٍ ط﴾حالَ مِنَ الفاعِلِ والمفعولِ اَی مُستوینِ فی عِلمِہٖ لَا اسْتبدُّ بِہٖ دُونکم لِتتأھّبوا﴿وَاِنْ﴾ما﴿اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ(۱۰۹)﴾مِن العذابِ والقیمةِ المُشْتَمِلةِ علیہ وانما یَعلمہُ اللہُ﴿اِنَّہٗ﴾تعالی﴿یَعْلَمُ الْجَھْرَ مِنَ الْقَوْلِ﴾والفِعلِ منکُمْ ومِنْ غیرکُمْ﴿وَیَعْلَمُ مَا تَکْتُمُوْنَ(۱۱۰)﴾انتم وَغیرکم مِنَ السِّرِّ﴿وَاِنْ﴾ما﴿اَدْرِیْ لَعَلَّہٗ﴾اَی ما اَعلمْتکُمْ بہ ولم یَعلم وقْتہٗ﴿فِتْنَةٌ﴾اِخْتبارٌ﴿لَّکُمْ﴾لِیَری کیفَ صنعُکُمْ﴿وَمَتَاعٌ﴾تَمتِیعٌ﴿اِلٰی حِیْنٍ(۱۱۱)﴾اَی اِنْقِضاءِ آجالِکُم وھذا مُقابِلٌ لِلاولِ المُترجٰی بِلَعلَ ولیس الثانی محلًّا لِلتّرجی﴿قٰلَ﴾وَفی قرائةٍ قُلْ﴿رَبِّ احْکُمْ﴾بَینی وبَینَ مُکَذِّبِیْ﴿بِالْحَقِّ ط﴾بِالعذابِ لھم اَوِ النَّصرِ علیھِمْ فَعُذِّبوا بِبَدرٍ واُحُدٍ والْاَحزابِ وحُنینٍ والخندقِ ونَصرَ علیھِمْ﴿وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ(۱۱۲) النصف﴾مِنْ کِذبِکم علی اللہ فی قولکم اتَّخذَ ولدًا وعلیَّ فی قولکم ساحِرٌ وعلی القرانِ فی قولکم شعرٌ.

﴿ترجمہ﴾

تو جو کچھ بھلے کام کرے اور ہو ایمان والا تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں......۱......(یعنی اس کی کوشش کا انکار نہیں) اور ہم اسے لکھ رہے ہیں (یعنی ہم اس لکھنے کا فرشتوں کو حکم دے رہے ہیں پس اس پر ہم ان لوگوں کو بدلہ دینگے) اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کیا (یعنی ان بستی والوں پر) کہ پھر لوٹ کر آئیں (یعنی ان کا دنیا میں پھر لوٹ کر آنا ممتنع ہے، لایرجعون میں لام زائدہ ہے) یہاں تک کہ (ان کے پھر لوٹ کر آنے کے ممتنع ہونے کی غایت بیان کی جارہی ہے) جب کھولے جائیں گے یاجوج ماجوج......۲......(یاجوج وماجوج ہمزہ اور بغیر ہمزہ کے پڑھا گیا ہے، یہ دو عجمی اسم ہیں اور دو قبیلوں کے نام ہیں اور ان دونوں سے پہلے ان کا مضاف سد محذوف ہے، یہ معاملہ قرب قیامت کے وقت ہوگا) اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے (حدب زمین کی ڈھلان کو کہتے ہیں اور ینسلون بمعنی یسرعون ہے) اور قریب ہے سچا وعدہ (یعنی قیامت کا دن) تو جبھی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی کافروں کی (اس روز قیامت کی شدتوں کی وجہ سے فاذا ھی میں ھی ضمیر قصہ ہے، وہ کہیں گے) ہائے ہماری ہلاکت (ویلنا بمعنی ھلاکنا ہے، اور اس میں یا تنبیہ کے لیے ہے) بیشک ہم (دنیا میں) اس سے غفلت میں تھے (یعنی قیامت کے دن سے) بلکہ ہم (اپنی جانوں پر) ظلم کرنے والے تھے (رسل کرام کو جھٹلانے کے سبب، اے اہل مکہ) بیشک تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا (بت) پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہیں (حصب ایندھن کو کہتے ہیں اور دون اللہ بمعنی غیر اللہ کو کہتے ہیں) تمہیں (اس میں) داخل ہونا ہے (واردون بمعنی داخلون ہے) اگر یہ (بت) خدا ہوتے (جیسا کہ تمہارا گمان ہے) جہنم میں داخل نہ ہوتے (وردوھا بمعنی دخلوھا ہے) اور ان سب کو (بتوں اور پجاریوں کو) اس میں رہنا ہے وہ (بتوں کے پجاریوں کو) اس میں رینگیں گے اور اس میں نہ سنیں گے (کچھ اس کے سخت جوش مارنے کی

وجہ سے، یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب ابن زبعری نے کہا: حضرت عزیر علیہ السلام، حضرت مسیح علیہ السلام اور فرشتوں کی عبادت کی جاتی ہے یہ حضرات بھی گزشتہ آیت کے مقتضیٰ کے مطابق جہنم میں ہوں گے......۳......) بیشک وہ جن کے لیے ہمارا بھلائی کا وعدہ ہو چکا (اچھے مقام کا وعدہ ہو چکا، مذکورہ حضرات بھی انہی میں سے ہیں) وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں وہ اس کی بھنک نہ سنیں گے (یعنی اس کی آواز نہ سنیں گے) اور اپنی من مانتی خواہشوں میں (یعنی نعمتوں میں) ہمیشہ رہیں گے انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ (گھبراہٹ سے مراد جہنم میں ڈالے جانے کا حکم ہے) اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے (یعنی ان کا استقبال کریں گے ان کے قبروں سے نکلتے وقت وہ ان سے کہیں گے) کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا (دنیا میں) تم سے وعدہ تھا (یاد کرو) جس دن (یوم ماقبل فعل اذکر کی وجہ سے محذوف ہے) ہم آسمان کو لپیٹیں گے جیسے سجل......۴......فرشتہ نامۂ اعمال کو لپیٹتا ہے (ابن آدم کی موت کے وقت اس کے نامۂ اعمال کو، الکتاب میں لام زائدہ ہے، یاسجل کا معنی نامۂ اعمال ہے اور الکتاب بمعنی مکتوب ہے اور لام بمعنی علی ہے اور ایک قرائت میں الکتاب کی جگہ لکتب جمع کا صیغہ آیا ہے) جیسے پہلے اسے بنایا تھا (عدم سے) ویسے ہی پھر کر دیں گے (اس کو معدوم کردینے کے بعد، کما میں موجود کاف نعیدہ کے متعلق ہے اور اس کی ضمیر کا مرجع اول ہے اور ما مصدریہ ہے) یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ کو (وعدا ماقبل فعل محذوف وعدنا کی وجہ سے محذوف ہے اور یہ ماقبل کلام کے مضمون کی تاکید بیان کر رہا ہے) بیشک ہمیں کرنا ہے (جو وعدہ ہم نے فرمایا ہے) اور بیشک ہم نے ذکر کے بعد کتاب میں لکھ دیا (زبور بمعنی کتاب ہے، یعنی اللہ عزوجل کی نازل کردہ ان کتب میں لکھ دیا، الذکر سے مراد ام الکتب ہے جو اللہ کے پاس ہے) کہ زمین (کہ سرزمین جنت) کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے (یہ بات تمام ہی نیک بندوں کے حق میں عام ہے) بیشک یہ قرآن پاک کافی ہے (جنت میں داخلے کے لیے، بلغا بمعنی کفایۃ ہے) عبادت کرنے والوں کو (یعنی اس پر عمل کرنے والوں کو) اور (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لیے (یعنی جن وانس کے لیے تمہیں رحمت بنا کر بھیجا......۵......) تم فرماؤ مجھے تو وہی وحی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا نہیں مگر ایک اللہ (یعنی مجھے اللہ عزوجل کے معاملے میں اس کی وحدانیت ہی کی وحی کی جاتی ہے) تو کیا تم مسلمان ہوتے ہو (فرمانبردار ہوتے ہو؟ اس وحی کے جو اللہ عزوجل کی وحدانیت کے بارے میں مجھ پر کی جاتی ہے یہاں استفہام بمعنی امر ہے مطلب یہ کہ تم اس وحی کے مطیع وفرمانبردار ہوتے ہو، مسلمون بمعنی منقادون ہے) پھر اگر وہ نہ پھریں (اس سے) تم فرماؤ میں نے تمہیں لڑائی کا اعلان کر دیا (اذنتم بمعنی اعلمتکم بالحرب ہے) برابری پر (یعنی ہم پر اور تم پر اس بات کے علم میں یکساں ہیں کہ معاملہ صلح کس نے توڑا ہے؟) اور میں کیا جانوں کہ پاس ہے یا دور ہے وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی نافرمانو کے لیے عذاب یا قیامت جو کہ عذاب پر مشتمل ہوگی اور اس کا علم تو اللہ عزوجل ہی کو ہے، ان ادری میں ان بمعنی ما نافیہ ہے) بیشک (اللہ عزوجل) جانتا ہے آواز کی بات (اور تمہارے اور دوسروں کے افعال) اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو (تم اور دیگر لوگ) اور میں نہیں جانتا شاید وہ (میں نے تمہارے سامنے کیا اور جس کا وقت معلوم نہیں) تمہاری جانچ ہو (فتنۃ آزمائش کو کہتے ہیں، تا کہ دیکھا جائے تمہارے کام کیسے ہیں؟) اور ایک وقت تک برتوانا (یعنی تمہاری عمریں پوری ہونے کے وقت تک، اور یہ قول متاع الی حین، پہلے والے امر کے مقابلے میں ہے جس کی رجاء، لعل کے ذریعے بیان کی گئی ہے اور یہ دوسری بات یعنی متاع الی حین، ترجی کے معنی میں نہیں ہے، آیت مذکورہ میں متاع بمعنی تمتع ہے) نبی عرض کریں گے (ایک قرائت میں قال پڑھا گیا ہے اور دوسری قرائت میں قل پڑھا گیا ہے) اے میرے رب (میں اور مجھے جھٹلانے والوں کے درمیان) حق فیصلہ فرما دے (ان کو عذاب دے کر یا ان کے برخلاف میری مدد فرما کر، پس ان جھٹلانے والوں کو بدر، احد، احزاب اور حنین اور خندق میں عذاب دیا گیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے دشمن کے مقابلے میں مدد کی گئی) اور ہمارے رب رحمٰن ہی کی مدد ہے ان باتوں پر جو تم بناتے ہو (جیسا کہ تمہارا اللہ عزوجل کی

شان کے بارے میں یہ جھوٹ کہنا کہ اس نے اولاد بنائی ہے اور مجھ کو جادوگر کہہ کر تمہارا مجھ پر جھوٹ باندھنا یا قرآن پر جھوٹ باندھتے ہوئے اسے شعر قرار دینا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فمن یعمل من الصلحت وهو مومن فلا كفران لسعیه وانا له كتبون﴾.

ف: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یعمل: فعل وضمیر ذوالحال، و: حالیہ، هو مومن: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، من الصلحت: ظرف مستقر "عملا" محذوف کے لیے صفت، ملکر مفعول، ملکر شرط، ف: جزائیہ، لا: نفی جنس، كفران: اسم، لسعیه: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: مستانفہ، انا: حرف مشبہ بااسم، له كاتبون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وحرم على قرية اهلكنها انهم لا يرجعون﴾.

و: مستانفہ، حرم: مصدر بافاعل، على: جار، قرية: موصوف، اهلكنها: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، انهم: حرف مشبہ واسم، لا يرجعون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿حتى اذا فتحت ياجوج وماجوج وهم كل حدب ينسلون C واقترب الوعد الحق فاذا هي شاخصة ابصار الذين كفروا يويلنا قد كنا في غفلة من هذا بل كنا ظلمين﴾.

حتى: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، فتحت: فعل مجہول، یاجوج وماجوج: ذوالحال، و: حالیہ، هم: مبتدا، من كل حدب ينسلون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقترب: فعل، الوعد الحق: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، اذا: فجائیہ، هو: مبتدا، شاخصة: اسم فاعل، ابصار: مضاف، الذين كفروا: موصول صلہ ملکر ذوالحال، يويلنا: ندائیہ، قد: تحقیقیہ، كنا: فعل ناقص بااسم، في: جار، غفلة من هذا: شبہ جملہ مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، بل: عاطفہ، كنا ظلمين: جملہ فعلیہ معطوف ملکر مقصود بالندا، ملکر "يقولون" قول محذوف کے لیے مقولہ، ملکر حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل "شاخصة" اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، اپنے "حتى" جار سے ملکر ماقبل "حرام على قرية" میں "حرام" کے لیے ظرف لغو واقع ہے۔

﴿انكم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم انتم لها وردون﴾.

ان: حرف مشبہ، كم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما تعبدون من دون الله: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر اسم، حصب: مضاف، جهنم: ذوالحال، انتم لها وردون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لو كان هؤلاء الهة ما وردوها وكل فيها خلدون﴾.

لو: شرطیہ، كان هؤلاء الهة: فعل ناقص واسم وخبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ما وردوها: فعل نفی بافاعل ومفعول، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: مستانفہ، كل: مبتدا، فيها خلدون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لهم فيها زفير وهم فيها لا يسمعون﴾.

لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، فيها: ظرف مستقر حال مقدم، زفير: ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، هم: مبتدا، فيها لا يسمعون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذين سبقت لهم منا الحسنى اولئك عنها مبعدون﴾.

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، سبقت لھم: فعل وظرف لغو، منا: ظرف مستقر حال مقدم، الحسنیٰ: ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر صلہ، ملکر اسم، اولئک عنھا مبعدون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا یسمعون حسیسھا وھم فی ما اشتھت انفسھم خلدون﴾.

لا یسمعون حسیسھا: جملہ فعلیہ ماقبل "مبعدون" سے بدل واقع ہے، و: مستانفہ، ھم: مبتدا، فی: جار، ما: موصول، اشتھت انفسھم: جملہ فعلیہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، خلدون: اسم فاعل بافاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لا یحزنھم الفزع الاکبر وتتلقھم الملئکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون﴾.

لا یحزنھم: فعل نفی ومفعول، الفزع الاکبر: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تتلقھم: فعل ومفعول، الملئکۃ: ذوالحال، ھذا: مبتدا، یومکم: موصوف، الذی کنتم توعدون: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر قول محذوف "قائلین" کے لیے مقولہ، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب﴾.

یوم: مضاف، نطوی السماء: فعل بافاعل ومفعول، ک: جار، طی: مصدر مضاف بافاعل، السجل: مضاف الیہ مفعول، للکتب: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "طی" مصدر محذوف کے لیے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر مضاف الیہ، ملکر "اذکر" فعل محذوف کے لیے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فعلین﴾.

ک: جار، ما: مصدریہ، بدانا: فعل بافاعل ومفعول اول، خلق: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف مستقر "اعادۃ" مصدر محذوف کے لیے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، نعیدہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، وعدا علینا: شبہ جملہ "وعدنا" فعل محذوف مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، انا: حرف مشبہ بااسم، کنا فعلین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصلحون﴾.

و: مستانفہ، لام: قسمیہ تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، کتبنا: فعل بافاعل، فی: جار، الزبور: ذوالحال، من بعد الذکر: ظرف مستقر حال ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ان الارض: حرف مشبہ واسم، یرثھا: فعل ومفعول، عبادی: موصوف، الصلحون: صفت، ملکر فاعل ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ان فی ھذا لبلغا لقوم عبدین O وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین﴾.

ان: حرف مشبہ، فی ھذا: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، بلغا: موصوف، لقوم عبدین: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما ارسلنک: فعل نفی بافاعل ومفعول، الا: اداۃ حصر، رحمۃ للعلمین: مرکب توصیفی مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل انما یوحی الی انما الھکم الہ واحد فھل انتم مسلمون﴾.

قل: قول، انما: حرف مشبہ و ماکافہ، یوحی الی: فعل مجہول وظرف لغو، انما: حرف مشبہ و ماکافہ، الھکم: مبتدا، الہ واحد: خبر ملکر جملہ اسمیہ نائب الفاعل، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: فصیحہ، ھل: استفہامیہ، انتم مسلمون: جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "ان علمتم ھذا" کے لیے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان تولوا فقل آذنتکم علی سواء﴾.

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، تولوا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قل: قول، اذنت: فعل وضمیر ذوالحال، علی سواء: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، کم: مفعول، ملکر مقولہ، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون﴾.

و: حالیہ، ان: نافیہ، ادری: فعل بافاعل، ھمزہ: حرف استفہامیہ، قریب: معطوف علیہ، ام: عاطفہ، بعید: معطوف، ملکر خبر مقدم، ما: موصول، توعدون: صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر مفعول، ملکر ماقبل " اذنت" کے فاعل سے حال واقع ہے۔

﴿انه یعلم الجهر من القول ویعلم ما تکتمون﴾.

ان: حرف مشبہ واسم، یعلم: فعل بافاعل، الجهر: ذوالحال، من القول: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یعلم ما تکتمون: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان ادری لعله فتنة لکم ومتاع الی حین﴾.

و: عاطفہ، ان: نافیہ، ادری: فعل بافاعل، لعله: حرف مشبہ واسم، فتنة: موصوف، لکم: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، متاع: موصوف، الی حین: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال رب احکم بالحق وربنا الرحمن المستعان علی ما تصفون﴾.

قال: قول، رب: نداء، احکم: فعل دعا، امر "انت" ضمیر ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: مستانفہ، ربنا: مبتداء، الرحمن: خبر اول، المستعان علی ما تصفون: شبہ جملہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان الذین سبقت لهم ......☆ رسول کریم ﷺ ایک روز کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے، اس وقت قریش کے سردار حطیم میں موجود تھے اور کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے، نضر بن حارث سید عالم ﷺ کے سامنے آیا اور آپ سے کلام کرنے لگا، حضور ﷺ نے اس کو جواب دے کر ساکت کر دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم یعنی تم اور جو کچھ اللہ کے سوا پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں﴾، یہ فرما کر سید عالم ﷺ تشریف لے گئے، پھر عبداللہ بن زبعری سہمی آیا، اس کو ولید بن مغیرہ نے اس گفتگو کی خبر دی، کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں ہوتا تو ان سے مباحثہ کرتا، اس پر لوگوں نے رسول کریم ﷺ کو بلایا، ابن زبعری کہنے لگا کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ تم اور جو کچھ اللہ کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا ہاں، کہنے لگا کہ یہود عزیر کو اور نصاری حضرت مسیح کو پوجتے ہیں اور بنی ملیح فرشتوں کو پوجتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بیان فرمادیا گیا کہ حضرت عزیر اور مسیح اور فرشتے وہ ہیں جن کے لئے بھلائی کا وعدہ ہو چکا ہے اور وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اعمال کی قبولیت کے لیے ایمان شرط ہے:

۱......عمل جوارح یعنی اعضاء کے اعمال داخل ایمان نہیں، البتہ بعض اعمال جو قطعا منافی ایمان ہوں، ان کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا، جیسے بت، یا چاند، سورج کو سجدہ کرنا، اور قتل نبی یا نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبہ معظمہ کی توہین اور کسی سنت کو ہلکا بتانا، یہ باتیں یقیناً کفر ہیں۔ یوہیں بعض اعمال کفر کی علامت ہیں، جیسے زُنّار (وہ دھاگا یا ڈوری جو ہندو گلے سے بغل کے نیچے تک ڈالتے ہیں،

اور عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں)، سر پر چوٹیا (وہ چند بال جو بچے کے سر پر منت مان کر ہندو رکھ لیتے ہیں) رکھنا، قشقہ لگانا (پیشانی پر صندل یا زعفران کے دو نشانات، ٹیکا، تلک جو ہندو ماتھے پر لگاتے ہیں)، ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں۔ تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو از سر نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ (بہار شریعت مخرجہ، ایمان و کفر کا بیان، حصہ اول، ج۱، ص ۱۷۵ وغیرہ)۔ معلوم ہوا فقط اعمال کرتے رہیں اور ایمانیات کی فکر نہ کریں، ایسے افعال بجالائیں جس سے ایمان ہی چلا جائے اور اپنے زعم فاسد میں ہم مسلمان ہیں، مسجد جاتے ہیں لیکن جانا جائز نہ رہا کہ ایمان جاچکا ہے لہذا پہلی فکر ایمان کی ہونی چاہیے اس کے بعد اعمال کی باری ہوتی ہے۔ ﴿لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا﴾ تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو (الفتح: ۹) اس آیت میں ایک اور چیز بھی بیان ہوئی کہ ایمان کے بعد تعظیم و توقیر کا نمبر ہے اس کے بعد عبادات کی باری آتی ہے یعنی پہلے ایمان کے تقاضوں کو مکمل کیا جائے، پھر نبی کی تعظیم و توقیر کی جائے اور اس کے بعد اللہ کی صبح و شام عبادت بجالائی جائے۔

یأجوج مأجوج کا بیان:

۲...... مسلمانوں کے کوہ طور پر جانے کے بعد یأجوج مأجوج کا خروج ہوگا، یہ اس قدر کثیر ہونگے کہ ان کی پہلی جماعت بُحَیرۂ طَبرِیّہ پر (جس کا طول دس میل ہوگا) جب گزرے گی تو اس کا پانی پی کر اس طرح سکھا دے گی کہ دوسری جماعت بعد والی جب آئے گی تو کہے گی: کہ یہاں کبھی پانی تھا!۔ پھر جب دنیا میں فساد وقتل و غارت گری سے فرصت پائیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو تو قتل کر دیا، آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں، یہ کہہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے، خدا کی قدرت کہ ان کے تیر اوپر سے خون آلودہ گریں گے۔ یہ اپنی انہیں حرکتوں میں مشغول ہونگے اور وہاں پہاڑ پر حضرت عیسی علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے محصور ہونگے ، یہاں تک کہ ان کے نزدیک گائے کے سر کی وہ وقعت ہوگی جو آج تمہارے نزدیک سو اشرفیوں کی نہیں، اس وقت حضرت عیسی علیہ السلام مع اپنے ہمراہیوں کے دعا فرمائیں گے، اللہ عزوجل ان کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کردے گا کہ ایک دم میں وہ سب کے سب مرجائیں گے، ان کے مرنے کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام پہاڑ سے اتریں گے، دیکھیں گے کہ تمام زمین ان کی لاشوں اور بدبو سے بھری پڑی ہے، ایک بالشت بھی زمین خالی نہیں۔ اس وقت حضرت عیسی علیہ السلام مع ہمراہیوں کے پھر دعا کریں گے، اللہ عزوجل ایک قسم کے پرند بھیجے گا کہ وہ ان کی لاشوں کو جہاں اللہ عزوجل چاہے گا پھینک آئیں گے، اور ان کے تیر و کمان و ترکش کو مسلمان سات برس تک جلائیں گے ، پھر اس کے بعد بارش ہوگی کہ زمین کو ہموار کر چھوڑے گی اور زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھلوں کو اگا اور اپنی برکت اُگل دے اور آسمان کو حکم ہوگا کہ اپنی برکتیں اُنڈیل دے تو یہ حالت ہوگی کہ ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اُس کے چھلکے کے سایہ میں دس آدمی بیٹھیں گے اور دودھ میں یہ برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ، جماعت کو کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ قبیلہ بھر کو اور ایک بکری کا خاندان بھر کو کافی ہوگا۔ (بہار شریعت مخرجہ، یاجوج ماجوج کا خروج، حصہ اول، ج۱، ص ۱۲۴ وغیرہ)

حضرت عیسی علیہ السلام وعزیر علیہ السلام کے دوزخ میں جانے والے اعتراض کا جواب:

۳...... جب یہ آیت نازل ہوئی تو کفار قریش پر بہت دشوار گزری، انہوں نے کہا: ہمارے خداؤں کو بُرا کہا ہے، وہ ابنَ

الزبعری کے پاس گئے اور اس کو یہ واقعہ سنایا۔ اس نے کہا کہ اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کا رد کرتا، کفار نے کہا کہ تم کیا کہتے ؟ اس نے کہا کہ میں یہ کہتا کہ نصاری مسیح کی اور یہود عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں، اس لیے سے یہ بھی آیت کے عموم میں داخل ہو کر دوزخ کا ایندھن بنیں گے تو قریش کے اس اعتراض سے کفار مکہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے سمجھا کہ اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دلیل سے مغلوب کردیں گے۔ ان کا یہ اعتراض لغو تھا کیونکہ عربی زبان میں "مـــا" غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام و عزیر علیہ السلام ذوی العقول ہیں۔ لہذا آیت ان پر نہیں چسپاں ہو سکتی۔ اللہ عزوجل نے ان کے اعتراض کا جواب یوں دیا: ﴿ان الذین سبقت لهم منا الحسنى اولئک عنها مبعدون(الانبیاء:۱۰۱)﴾۔

السجل سے کیا مراد ہے؟

۴......ابن عباس کہتے ہیں: السجل کے معنی صحیفہ ہے اور الطی کے معنی نشر و اشاعت کی ضد یعنی لکھا ہوا رکھ دینا ہے، ایک قول یہ کیا گیا کہ السجل فرشتے کا نام ہے جو بندوں کے اعمال لکھتا ہے جو اللہ عزوجل کی جانب بلند کئے جاتے ہیں۔ یعنی جس طرح آسمان کو بلند کیا گیا ہے اسی طرح اعمال اللہ عزوجل کی جانب بلند کیے جاتے ہیں۔ (الخازن، ج۳، ص ۲۴۵)

رحمۃ اللعالمین کا مفہوم :

۵......صدر الافاضل فرماتے ہیں: کوئی ہو جن ہو یا انس، مومن ہو یا کافر، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے رحمت ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور کا رحمت ہونا عام ہے، ایمان والوں کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا، مومن کے لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی اور دھنسنے، چہرے مسخ ہونے وغیرہ کے عذاب سے بچ گئے۔ روح البیان میں ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ، تامہ، کاملہ، عامہ، شاملہ، جامعہ محیطہ، بر جمیع مقیدات رحمت غیبیہ و شہادت علمیہ و عینیہ و وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ وغیر ذلک، تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہاں سے افضل ہو۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۱۸۹)۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آکر اپنے قرض کا سختی سے تقاضا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کو ڈانٹنے یا مارنے کا قصد کیا، آپ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو کیونکہ جس کا حق ہوتا ہے، اس کو بات کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔
(صحیح البخاری، کتاب الاستقراض، باب: لصاحب الحق مقال، رقم: ۲۴۰۱، ص ۳۸۵)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کبھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی "نہ" نہیں کہا۔
(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب: حسن الخلق، رقم: ۶۰۳۴، ص ۱۰۵۴)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ مشرکین کے خلاف دعا کیجئے، تو ارشاد فرمایا: "مجھے لعنت کرنے والا نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے" (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب: موارات ما یتقی، رقم: ۶۵۰۸/ ۲۵۹۹، ص ۱۲۸۲)

☆......حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ سید عالم ﷺ آدھی رات کو باہر آئے اور مسجد میں نماز پڑھی، لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر لوگوں نے ایک دوسرے سے اس کا ذکر کیا، پھر دوسری رات اس سے بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے، پھر صبح انہوں نے دوسرے لوگوں کو بتایا، پھر تیسری رات کو مسجد میں بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے، پھر رسول اللہ ﷺ باہر آئے اور آپ ﷺ نے نماز پڑھی، چوتھی رات کو اتنے زیادہ لوگ جمع ہوئے کہ مسجد تنگ پڑ گئی حتی کہ آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھانے کے لئے آئے، جب آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھادی تو آپ ﷺ لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھا، پھر فرمایا: ''مجھ پر تمہارا اشتیاق مخفی نہیں، لیکن مجھے یہ خوف تھا کہ تم پر یہ نماز فرض کر دی جائے پھر تم اس کو پڑھنے سے عاجز ہو جاؤ گے''، پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور لوگوں کا عمل اسی طرح رہا۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: فضل من قام رمضان، رقم: ۲۰۱۲، ص ۳۲۲)

☆......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی پاک ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے ہمارا ایک درخت کے پاس سے گزر ہوا، اس میں سرخ پرندہ کے دو چوزے تھے، ہم نے وہ اٹھالئے، وہ سرخ پرندہ آکر نبی پاک ﷺ سے عرض کرنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو واپس کر دو، سو ہم نے ان کو واپس کر دیا''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب: کراھۃ حرق العدو بالنار، رقم: ۲۶۷۵، ص ۵۰۰)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ جمعہ کے دن ایک درخت یا کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، انصار کی کسی عورت یا مرد نے کہا کہ یارسول اللہ! کیا ہم آپ ﷺ کے لئے منبر نہ بنادیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو!'' انہوں نے منبر بنادیا جب جمعہ کا دن آیا تو آپ ﷺ منبر کی طرف گئے تو وہ کھجور کا تنا بچے کی طرح زور زور سے رونے لگا، نبی پاک ﷺ نے منبر سے اُتر کر اس کو اپنے سینے سے چمٹا لیا تو وہ سسکیاں لینے لگا پھر وہ پرسکون ہو گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب: علامات النبوۃ، رقم: ۳۵۸۴، ص ۶۰۲)

اغراض :الی الدنیا: دوبارہ دنیا میں آکر زندگی گزارنے اور کسب کرنے کے حوالے سے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ دوبارہ دنیا میں آکر ایمان لانا ناممکن ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ان کی شقاوت کی وجہ سے ایمان لانا ناممکن ہے۔ اللہ نے فرمایا ﴿ولو ردوا لعادوا لما نهو عنه﴾۔ ذلک قرب القیامۃ: نزول عیسیٰ اور دجال کی ہلاکت کے بعد، مزید حاشیہ نمبر ۲ کا مطالعہ کیجئے۔
من الاوثان: بتوں کا خاص ذکر کر کے کفار کے معبودان معظم ہونے کو ذکر کر دیا، اگر چہ سورج، چاند و دیگر معبودان باطل (اور پوجنے والوں) کا حال جہنم ہے۔ونزل لما قال ابن الزبعری: شان نزول دیکھ لیں۔ومنهم من ذکر: یعنی حضرت عزیر، عیسیٰ اور فرشتے، مطلب یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک بھلائی پر سبقت لے جا چکا ہے، بندہ ہو یا فرشتہ، پس وہ آگ سے دور ہونگے۔عند خروجهم من القبور: جنتیوں کو قبر سے نکالے جانے پر خوشخبری اور سرور کے ذریعے استقبال کیا جائے گا، ایک قول کے مطابق ان کا جنت کے دروازوں پر استقبال کیا جائے گا، اور دونوں حالتوں میں استقبال کرنے پر کوئی امر مانع نہیں ہے۔بعد اعدامه: یہ دو اقوال میں سے ایک ہے، جب کہ دوسرا قول یہ ہے کہ اعادہ جسم کے اجزاء کے متفرق ہونے کے بعد ہوگا۔عام فی کل صالح: مراد یہ ہے کہ اس امت یا اس کے علاوہ امتیں، مراد ایمان پر موت ہونا ہے، مومنین جنت کے وارث ہونگے، اور اس کی نعمتوں پر انعام پائیں گے، میراث سے مراد وہ بادشاہ ہے جو بغیر کسی کسب کے منصب پالیتا ہے، اور جو کفر پر مرے اس کے لیے جنت نہیں۔الانس و الجن: نیک ہوں یا بد، مومن ہوں یا کافر، سید عالم ﷺ کی رحمت کی برکت سے دھنسنے، مسخ ہونے یا عذاب وغیرہ اٹھالئے جاتے ہیں، بعض وہ بھی ہیں جنہیں رحمت سے حصہ ایمان لانے کی صورت میں ملتا ہے، ایمان والوں کے دنیا و آخرت دونوں میں اور کافروں کے لیے فقط دنیا میں رحمت ہوتی ہے۔ (الصاوی، ج ۴، ص ۱۱۹ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

سورۃ الحج مکیۃ الا و من الناس من یعبد اللہ ۱۱، ۱۲، الآیتین

(سورہ الحج مکی ہے سوائے "ومن الناس من یعبد اللہ" ۱۱،۱۲، اور "ھذان خصمن" سے چار آیتیں یا ۱۹ تا ۲۴)

تعارف

اس سورہ میں ۱۰ رکوع، ۷۸ آیتیں، ۱۲۹۱ کلمات اور ۵۰۷۵ حروف ہیں، اس سورہ میں کفار کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے قیامت کی ہولناکیوں کا بیان کیا گیا ہے، اور انہیں سمجھایا گیا ہے کہ اس سے پیشتر کہ وہ فیصلہ کن گھڑی آجائے تم چشم ہوش ہو کر دعوت حق قبول کرلو۔ مسلمان تیرہ چودہ سال تک کفار کی بے پناہ اذیتوں کا شکار رہے، لیکن اب مسلمانوں کو اپنی حفاظت کے لئے قوت استعمال کرنے کی اجازت دی جارہی ہے اور انہیں یقین دلایا جارہا ہے کہ اللہ کی تائید ونصرت ان کے شامل حال ہوگی، اس لئے وہ ظاہری وسائل کی کمی سے پریشان نہ ہوں اور اللہ ﷻ کی تائید ونصرت پر مکمل بھروسہ رکھیں۔ اس ضمن میں دنیا کی مختلف قوموں میں طاقت کا توازن برقرار رکھنے کا ازلی قانون اور اس کی حکمت بھی بیان کردی گئی کہ اگر ساری قوت اور وسائل کسی ایک قوم کے قبضہ میں آجائیں تو دنیا کا امن وسکون درہم برہم ہوجائے، کمزور قوموں کی جان، مال، عزت وآبرو سب ملیامیٹ ہوجائے اس لئے قدرت کا یہ اٹل اصول ہے کہ وہ اقوام عالم میں طاقت کا توازن برقرار رکھتی ہے۔ جابجا توحید کے دلائل اور بتوں کی بے بسی کا ذکر بھی کردیا تاکہ جولوگ انہیں خدا سمجھ بیٹھے ہیں انہیں ان کی بے بسی کا علم ہوجائے۔ مومنین کو بکھرنے اور ٹوٹنے سے بچانے کے لئے، بظاہر دشمنان اسلام کے مالدار ہونے اور خود مسلمانوں کے وسائل کم ہونے پر ہمت بندھانے کی غرض سے "ھو مولکم فنعم المولی ونعم النصیر یعنی اللہ تمہارا مولی ہے اور کیا اچھا کارساز اور اچھا مددگار ہے" فرماکر ہمتیں بلند کردیں۔

رکوع نمبر: ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ﴾ای اَهلَ مکۃَ وغیرُهم ﴿اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ﴾ای عِقابَہُ بِاَنْ یُطِیعوہُ ﴿اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ﴾ای الحَرکَۃَ الشدیدۃِ لِلارضِ التی یَکونُ بَعدَھا طُلوعُ شمسٍ مِنْ مَغرِبِھا الذِیْ ھُو قُربُ الساعۃِ﴿شَیْءٌ عَظِیْمٌ (۱)﴾فِی اِزعاجِ الناسِ ھُوَ نوعٌ مِنَ العِقابِ ﴿یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ﴾بِسَبَبِھا﴿كُلُّ مُرْضِعَةٍ﴾بِالفِعلِ﴿عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ﴾ای تَنساہُ﴿وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ﴾ای حُبلٰی﴿حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى﴾مِنْ شِدَّۃِ الخوفِ﴿وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى﴾مِنَ الشَّرابِ﴿وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ (۲)﴾فَھُم یَخافُونَہُ وَنَزَلَ فِی النَّضیرِ بْنِ الحارثِ وجَماعۃ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ﴾قالوا المَلٰئِکۃُ بَناتُ اللہ والقرانُ اَساطیرُ الاَوَّلینَ وانکروا البعثَ واِحیاءَ مَن صارَ تُراباً﴿وَّ یَتَّبِـعُ﴾فی جدالہ﴿كُلَّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ (۳)﴾ای مُتَمَرِّدٍ﴿كُتِبَ عَلَیْهِ﴾قُضِیَ علی الشیطانِ﴿اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ﴾ای اتَّبَعَہُ﴿فَاَنَّهٗ یُضِلُّهٗ وَ یَهْدِیْهِ﴾یَدعُوہُ﴿اِلٰى عَذَابِ السَّعِیْرِ (۴)﴾ای النارِ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ﴾ای اَهلَ مَکۃَ﴿اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ﴾شکٍّ﴿مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ﴾ای اَصلَکُم آدمَ﴿مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ﴾خَلَقْنا ذُرِّیَّتَہُ﴿مِنْ نُّطْفَةٍ﴾مَنِیٍّ﴿ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ﴾وَھِیَ الدَّمُ الجامِدُ﴿ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ﴾وَھِیَ لَحمَۃٌ قَدرَ ما یُمضَغُ﴿مُّخَلَّقَةٍ﴾مُصَوَّرَۃٍ تامۃِ الخَلقِ﴿وَّ غَیْرِ

مُخَلَّقَةٍ ﴾ای غیر تامۃ الخلق ﴿لِّنُبَیِّنَ لَکُمْ ط ﴾ کمال قدرتنا لتستدلوا بھا فی ابتداء الخلق علی اعادتہ ﴿وَنُقِرُّ ﴾ مستانف ﴿فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ﴾ وقت خروجہ ﴿ثُمَّ نُخْرِجُکُمْ ﴾ من بطون امھاتکم ﴿طِفْلًا ﴾ بمعنی اطفالا ﴿ثُمَّ ﴾ نعمرکم ﴿لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّکُمْ ج ﴾ ای الکمال والقوۃ وھو ما بین الثلاثین الی الاربعین سنۃ ﴿وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی ﴾ یموت قبل بلوغ الاشد ﴿وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ ﴾ اخسہ من الھرم والخرف ﴿لِکَیْلَا یَعْلَمَ مِنْ م بَعْدِ عِلْمٍ شَیْئًا ط ﴾ قال عکرمۃ من قرأ القران لم یصر بھذہ الحالۃ ﴿وَتَرَی الْاَرْضَ ھَامِدَۃً ﴾ یابسۃ ﴿فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْھَا الْمَآءَ اھْتَزَّتْ ﴾ تحرکت ﴿وَرَبَتْ ﴾ ارتفعت وزادت ﴿وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ ﴾ من زائدۃ ﴿کُلِّ زَوْجٍ ﴾ صنف ﴿بَھِیْجٍ (۵) ﴾ حسن ﴿ذٰلِکَ ﴾ المذکور من بدء خلق الانسان الی آخر احیاء الارض ﴿بِاَنَّ ﴾ بسبب ان ﴿اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ ﴾ الثابت الدائم ﴿وَاَنَّہٗ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَاَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۶) وَّاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ ﴾ شک ﴿فِیْھَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ (۷) ﴾ ونزل فی ابی جھل ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا ھُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ (۸) ﴾ لہ نور معہ ﴿ثَانِیَ عِطْفِہٖ ﴾ حال ای لاوی عنقہ تکبرا عن الایمان والعطف الجانب عن یمین او شمال ﴿لِیُضِلَّ ﴾ بفتح الیاء وضمھا ﴿عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط ﴾ دینہ ﴿لَہٗ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ ﴾ عذاب فقتل یوم بدر ﴿وَّنُذِیْقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَذَابَ الْحَرِیْقِ (۹) ﴾ ای الاحراق بالنار ویقال لہ ﴿ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ یَدٰکَ ﴾ ای قدمتہ عبر عنہ دون غیرھما لان اکثر الافعال تزاول بھما ﴿وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ ﴾ ای بذی ظلم ﴿لِّلْعَبِیْدِ (۱۰) ﴾ فیعذبھم بغیر ذنب

﴿ترجمہ﴾

اے لوگوں (اہل مکہ وغیرہ) اپنے رب سے ڈرو (یعنی اس کے عذاب سے اس طرح کہ اس کی فرمانبرداری اختیار کرو) بیشک قیامت کا زلزلہ (پوری زمین کا حرکت کرنا جو کہ سورج کے مغرب میں طلوع ہونے سے ہوگا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا قرب قیامت میں ہوگا......۱......) بڑی سخت چیز ہے (کہ لوگ گھبراہٹ میں ہوں، اور یہ ایک طرح کا عذاب ہوگا) جس دن تم اسے دیکھو گے (اس کے سبب) ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی (مرضعۃ سے مراد دودھ پلانے میں مشغول عورت ہے، تذھل بمعنی تنسی ہے) اور ہر گابھنی ایک گابھ ڈال دے گی (ذات حمل حاملہ کو کہتے ہیں) اور تو (خوف کی شدت کی وجہ سے) لوگوں کو دیکھے گا جیسے وہ نشے میں ہیں اور وہ (شراب) کے نشے میں نہ ہوں گے مگر یہ ہے کہ اللہ کی مار کڑی ہے......۲...... (یہ لوگ اس سے خوف زدہ ہوں گے، اگلی آیت نضر بن حارث اور لوگوں کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی) اور کچھ لوگ وہ ہیں کہ اللہ کے معاملے میں جھگڑتے ہیں بے جانے بوجھے (کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں، قرآن اگلے کی قصے کہانیاں ہیں، مرنے کے بعد اٹھائے جانے از سر نو زندہ کیے جانے کے منکر ہیں) اور (اپنی حق دشمنی میں) ہر سرکش شیطان کے پیچھے ہو لیتے ہیں (مرید بمعنی متمرد ہے) جس پر لکھ دیا گیا ہے (یعنی شیطان کے خلاف فیصلہ کر دیا گیا ہے) کہ جو اس کی دوستی کرے گا (یعنی اس کے پیچھے چلے گا) تو یہ ضرور اسے گمراہ

کردے گا اور اسے عذاب دوزخ کی راہ بتائے گا......۴ (یھدیه بمعنی یدعوہ ہے اور السعیر بھڑکتی آگ کو کہتے ہیں) اے لوگوں (یعنی اہل مکہ) اگر تمہیں مرنے کے بعد اٹھائے جانے میں شک ہو تو یہ غور کرو کہ ہم نے تمہیں (تمہاری اصل آدم علیہ السلام کو) پیدا کیا مٹی سے پھر (ہم نے ان کی اولاد کو پیدا کیا) پانی کی بوند (منی) سے پھر خون کی پھٹک سے (علقة جمے ہوئے خون کو کہتے ہیں) پھر گوشت کی بوٹی سے (مضغة گوشت کے اس چھوٹے ٹکڑے کو کہتے ہیں جسے چبایا جاسکے) نقشہ بنی (جس کی خلقت مکمل اور صورت بنی ہوئی ہو) اور بے بنی (جس کی خلقت مکمل نہ ہو) تاکہ ہم ظاہر کردیں تم پر (اپنی قدرت کاملہ کو تاکہ تم اس کے ذریعے ابتداء مخلوق کو پیدا فرمانے کے معاملے میں غور وفکر کرکے مخلوق کو دوبارہ پیدا کیے جانے کے معاملے میں استدلال کرسکو......۴) اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہیں ایک مقررہ میعاد تک (یعنی اس کے باہر آنے کی مدت تک) پھر تمہیں (تمہاری ماؤں کے پیٹ میں) نکالتے ہیں بچہ (طفلا بمعنی اطفالا ہے) پھر اس لیے کہ تم اپنی قوت کو پہنچو (یعنی اپنے کمال وقدرت کی مدت کو پہنچو اور یہ تیس سے چالیس سال تک کے درمیان کی مدت ہے) اور تم میں کوئی (اپنی کمال عمر کی مدت تک پہنچنے سے قبل ہی) مرجاتا ہے اور کوئی سب میں نکمی عمر میں ڈالا جاتا ہے (یعنی عقل وحواس قابو میں نہ ہونے کی عمر تک ڈالا جاتا ہے) کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے......۵ (حضرت عکرمہ نے فرمایا کہ جو پابندی کے ساتھ قرآن پڑھے گا وہ اس حالت کو نہ پہنچے گا) اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی (خشک) پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تو وہ تروتازہ ہوگئی (یعنی دیکھنے میں حرکت کرنے لگی) اور ابھر آئی (ربت کے معنی بلند ہونے کے ہیں) اور ہر رونق دار جوڑا اگاتی (زوج بمعنی قسم ہے اور بھیج خوبصورت کو کہتے ہیں) یہ (جو مذکور ہوا یعنی انسان کی پیدائش کی ابتدا سے لے کر زمین کو زندگی عطا فرمانے تک) اس لیے ہے کہ اللہ ہی حق ہے (وہی معبود ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے) اور یہ کہ وہ مُردے جلائے گا اور یہ کہ وہ سب کچھ کرسکتا ہے اور اس لیے کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں (ریب بمعنی شک ہے) اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا انہیں جو قبروں میں ہیں (اگلی آیت ابوجہل کی مذمت میں نازل ہوئی) اور کوئی آدمی وہ ہے کہ اللہ کے بارے میں یوں جھگڑتا ہے کہ نہ تو علم......۶ اور نہ (اس کے پاس) کوئی دلیل اور (نہ اس کے پاس) کوئی روشن (نورانی) تحریر اپنی گردن موڑے ہوئے (ایمان لانے سے تکبر کرتے ہوئے اپنی گردن موڑے ہوئے، حال بن رہا ہے، عطف دائیں یا بائیں سمت کو کہتے ہیں) تاکہ بہکادے (لیضل میں علامت مضارع یاء کو مفتوح اور مضموم دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اللہ کی راہ (اس کے دین سے) اس کے لیے دنیا میں رسوائی ہے (عذاب ہے جنگ بدر کے روز اس بدبخت کو قتل کردیا گیا) اور قیامت کے دن ہم اسے آگ کا عذاب چکھائیں گے (یعنی آگ میں جلانے کا مزہ چکھائیں گے اور اس سے کہا جائے گا) یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا (یعنی جو تو نے آگے بھیجا، دیگر اعضاء کے بجائے ذات کو ہاتھوں سے تعبیر کیا اس لیے کہ اکثر افعال ان ہی دونوں کے ذریعے سرانجام دیئے جاتے ہیں) اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا (کہ بے گناہ کے ان کو عذاب میں مبتلا کردے، ظلام بمعنی ذی ظلم ہے، یہاں یہ مبالغہ کے لیے نہیں بلکہ بمعنی ظالم کے ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الناس اتقوا ربکم ان زلزلة الساعة شیء عظیم﴾.

یا: حرف نداء، ایها: مبدل منہ، الناس: بدل ملکر، منادی مفعول، ها: تنبیہ، ملکر جملہ ندائیہ، اتقوا ربکم: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ، ان: حرف مشبہ، زلزلة الساعة: اسم، شیء عظیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿یوم ترونها تذهل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملها﴾.

یوم: مضاف، ترون: فعل بافاعل، ها: ذوالحال، تذهل کل مرضعة: فعل بافاعل، عما ارضعت: ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ،

و: عاطفہ، تضع: فعل، کل ذات حمل: فاعل، حملها: مفعول، ملکر معطوف، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کے لیے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وترى الناس سكرى وما هم بسكرى ولكن عذاب الله شديد﴾.

و: عاطفہ، ترى: فعل بافاعل، الناس: ذوالحال، سكرى: حال، و: حالیہ، ما: مشابہ بلیس، هم: اسم، ب: جارزائدہ، سكرى: خبر، ملکر حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر ماقبل "ترونها" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، لكن: حرف مشبہ، عذاب الله: اسم، شديد: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن الناس من يجادل في الله بغير علم ويتبع كل شيطن مريد﴾.

و: مستانفہ، من الناس: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصوفہ، يجادل: فعل ضمیر ذوالحال، بغير علم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ى: جار، الله: اسم جلالت "صفات" مضاف محذوف کے لیے مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، يتبع: فعل بافاعل، كل شيطن مريد: مفعول، ملکر معطوف، ملکر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كتب عليه انه من تولاه فانه يضله ويهديه الى عذاب السعير﴾.

كتب عليه: فعل مجہول وظرف لغو، انه: حرف مشبہ واسم، من تولاه: موصول صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، انه: حرف مشبہ و اسم، يضله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، يهديه: فعل بافاعل ومفعول، الى عذاب السعير: ظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر پھر خبر، ملکر جملہ اسمیہ نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿يايها الناس ان كنتم في ريب من البعث فانا خلقنكم من تُراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة وغير مخلقة لنبين لكم﴾

يايها الناس: ندائیہ، ان: شرطیہ، كنتم: فعل ناقص بااسم، في: جار، ريب: موصوف، من البعث: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر شرط، ف: جزائیہ، انا: حرف مشبہ بااسم، خلقنكم: فعل بافاعل، من تراب: جار مجرور معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، من نطفة: معطوف اول، ثم: عاطفہ، من علقة: معطوف ثانی، ثم: عاطفہ، من: جار، مضغة: مضاف، مخلقة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، غير مخلقة: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف ثالث، ملکر ظرف لغو اول، لام: جار، نبين لكم: جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر خبر، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ونقر في الارحام ما نشاء الى اجل مسمى ثم نخرجكم طفلا ثم لتبلغوا اشدكم﴾.

و: مستانفہ، نقر في الارحام: فعل بافاعل وظرف لغو، ما نشاء: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، الى اجل مسمى: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ثم: عاطفہ، نخرج: فعل بافاعل، كم: ضمیر ذوالحال، طفلا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، لام: جار، تبلغوا اشدكم: جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف مستقر، فعل محذوف "نعمركم" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومنكم من يتوفى ومنكم من يرد الى ارذل العمر لكيلا يعلم من بعد علم شيئا﴾.

و: عاطفہ، منكم: ظرف مستقر خبر مقدم، من يتوفى: موصول صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، منكم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، يرد الى ارذل العمر: فعل مجہول با نائب الفاعل وظرف لغو، لام: جار، كي: مصدریہ، يعلم: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، من بعد علم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، شيئا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر

صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وترى الارض هامدة فاذا انزلنا عليها الماء اهتزت وربت وانبتت من كل زوج بهيج﴾.

و: مستانفہ، تـرى: فعل بافاعل، الارض ذوالحال، هـامـدة: حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، انـزلـنـا عليهـا الـمـاء: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط، اهتـزت: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ، ربت : جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، انبتت: فعل بافاعل، مـن كل زوج بهيج: ظرف "شيئا" محذوف کے لیے صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلك بان الله هو الحق وانه يحي الموتى وانه على كل شيء قدير﴾.

ذلك: مبتدا، ب: جار، ان الـلـه: حرف مشبہ واسم، هو الحق: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انـه: حرف مشبہ واسم ،يحيى الموتى: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف اول، و: عاطفہ، انه: حرف مشبہ واسم، على كل شيء قدير: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف ثانی،ملکر "الامر" مبتدا محذوف کے لیے خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان الساعة اتية لا ريب فيها وان الله يبعث من في القبور﴾.

و: عاطفہ، ان الساعة: حرف مشبہ واسم، اتية: خبر اول، لاريـب فيـهـا: جملہ اسمیہ خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان الـلـه : حرف مشبہ واسم ،يبعث: فعل بافاعل ،من في القبور: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف ملکر "الامر" مبتدا، محذوف کے لیے خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن الناس من يجادل في الله بغير علم ولا هدى ولا كتب منير ○ثاني عطفه ليضل عن سبيل الله﴾.

و: عاطفہ، مـن الـنـاس :ظرف مستقر خبر مقدم، مـن: موصولہ، يـجـدل: فعل "هـو" ضمیر ذوالحال، ب: جار، غيـر : مضاف، علم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، هدى: معطوف اول، و: عاطفہ، لا: نافیہ، كتب منير : معطوف ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال ثانی، ملکر فاعل، في: جار، الـلـه: "صفات" محذوف مضاف کے لیے مضاف الیہ، ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو اول، ليضل عن سبيل الله: ظرف لغو ثانی، ملکر صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿له في الدنيا خزى ونذيقه يوم القيمة عذاب الحريق﴾.

له: ظرف مستقر خبر مقدم، في الدنيا: ظرف مستقر حال مقدم، خزى: ذوالحال،ملکر مبتدا مؤخر، ملکر حال ہے، "يضل" ماقبل کے فاعل سے،و: عاطفہ، نذيقه :فعل بافاعل ومفعول، يوم القيمة: ظرف، عذاب الحريق :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلك بما قدمت يدك وان الله ليس بظلام للعبيد﴾.

ذلك: مبتدا، ب: جار، مـا: موصولہ، قـدمـت يدك :جملہ فعلیہ صلہ،ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان الـلـه: حرف مشبہ باسم، ليس بظلام للعبيد: جملہ فعلیہ خبر،ملکر معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... ومـن الـنـاس من يجادل...... ☆ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی جو بڑا جھگڑالو تھا اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور قرآن کو پہلوں کے قصے بتاتا تھا اور موت کے بعد اٹھائے جانے کا منکر تھا۔

☆......ومن الناس من یجادل فی الله ...... ☆ یہ آیت ابوجہل وغیرہ جماعت کفار کے حق میں نازل ہوئی جواللہ کی صفات میں جھگڑا کرتے تھے اور اس کی طرف ایسے اوصاف کی نسبت کرتے تھے جو اس کی شان کے لائق نہیں تھے، اس آیت میں بتایا گیا کہ آدمی کوئی بات بغیر علم کے نہ کہے اور خاص کر دینی معاملات میں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سورج کا مغرب سے طلوع ہونا:

۱...... یہ وہ نشانی ہے جو قیامت قائم ہونے سے کچھ پہلے ظاہر ہوگی، سورج کا مغرب سے طلوع ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اُس وقت کا ایمان قابل قبول نہیں ہوگا۔ حضرت صفوان بن عسال روایت کرتے ہیں: سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کا دروازہ کھلا ہوگا، اس دروازے کی لمبائی ستر سال کی راہ ہے اور جب تک سورج مشرق سے طلوع ہوتا رہے گا یہ دروازہ کھلا رہے گا، اور جیسا ہی سورج مغرب سے طلوع ہوا، اب توبہ کرنا فائدہ نہ دے گا''۔

(سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب :طلوع الشمس من مغربها، رقم: ٤٠٧٠، ص٦٧٣)

قیامت دشمنان اسلام پر آئے گی:

۲...... حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ظاہری کے ایک زمانے کے بعد جب کہ قیامت قائم ہونے میں فقط چالیس برس رہ جائیں گے، ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی، جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہوجائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے اور انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پس اللہ ایک خوشبودار ہوا بھیجے گا، جو ان کی بغلوں کے نیچے سے نکلے گی، پھر ہر مومن و مسلم کی روح قبض کرلی جائے گی، اور شریر لوگ روئے زمین پر باقی رہیں گے ،لوگ سرخ گھوڑوں کی مانند ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں گے، پس ان پر قیامت قائم ہوگی''۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ذکر الدجال ،رقم: ٧٢٦٧/٢٩٣٧، ص١٤٣٦)

دشمنان اسلام سے دوستی نہ کرنی چاھئیے:

۳...... سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اچھے اور بُرے ہم نشین کی مثال جیسے مشک اٹھانے والا اور بھٹی پھونکنے والا، جو مشک لئے ہوئے ہے یا وہ تجھے اس میں سے دے گا یا تو اس سے خرید لے گا، یا تجھے خوشبو پہنچے گی یا بھٹی پھونکنے والا تیرے کپڑے جلادے گا یا تجھے بُری بو پہنچے گی''۔

(صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب المسك، رقم: ٥٥٣٤، ص٩٨٤)

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب میری امت کے آخر میں ایسے لوگ ظاہر ہونگے جو تم سے ایسی باتیں کریں گے جو تم نے نہ سنی ہونگی اور نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہونگی، تم ان سے دور رہنا اور وہ تم سے دور رہوں''۔ انہی سے ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ'' آخر زمانے میں دجالوں اور کذابوں کا ظہور ہوگا وہ تم کو ایسی باتیں سنائیں گے جو تم نے سنی ہونگی نہ تمہارے باپ دادوں نے، تم ان سے دور رہنا اور وہ تم سے دور رہیں''۔

(مقدمه صحیح مسلم، ص ١٥، رقم:١٦)

☆...... سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ''مصاحبت نہ کرو مگر مومن کی یعنی صرف مومن کامل کے پاس بیٹھا کرو اور کھانا نہ کھایا کرو مگر کامل

مومن کے ساتھ"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب من یومر ان یجالس، رقم: ٤٨٣٢، ص٩٠٦)

☆......سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بڑوں کے پاس بیٹھا کرو، علماء سے باتیں پوچھا کرو اور حکما سے میل جول رکھا کرو"۔ (الجامع الصغیر، رقم: ٣٥٧٧)

☆......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی چیز میں نہ پڑو جو تمہارے لئے بہتر نہ ہو اور دشمن سے الگ رہو اور دوست سے بچتے رہو مگر جب کہ وہ امین کے برابر کوئی نہیں اور امین وہی ہے جو اللہ سے ڈرے اور فاجر کے ساتھ نہ ہو کہ وہ تمہیں فجور سکھائے گا اور اس کے سامنے بھید کی بات نہ کہو اور اپنے کام میں ان سے مشورہ لو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ (شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، فصل السکوت عمالا یعنیه، رقم: ٤٩٩٥)

☆......ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے دوسری بستی میں گیا، اللہ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ بٹھادیا، جب وہ فرشتہ کے پاس آیا، اس نے دریافت کیا کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا اس بستی میں میرا بھائی ہے اس سے ملنے جاتا ہوں، فرشتہ نے کہا، کیا اس پر تیرا کوئی احسان ہے، جسے لینے کو جاتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، صرف یہ بات ہے کہ میں اسے اللہ کے لئے دوست رکھتا ہوں، فرشتہ نے کہا، مجھے اللہ نے تیرے پاس بھیجا ہے کہ تجھے خبر دوں کہ اللہ نے تجھے دوست رکھا کہ تو نے اللہ کے لیے اس سے محبت کی۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الحب فی الله، رقم: ٦٤٤٤/ ٢٥٦٧، ص ١٢٧١)

تخلیق انسانی کے مختلف مراحل:

۴......تخلیق انسانی مختلف مراحل کا مجموعہ ہے، جہاں تک سیدنا آدم علیہ السلام کا تعلق ہے تو انہیں مٹی سے پیدا کیا گیا جس کا واضح بیان ﴿کمثل ادم خلقه من تراب جیسا کہ آدم کو مٹی سے پیدا کیا (ال عمران: ٥٩)﴾ میں موجود ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے ان کے جوڑ بی بی حوا کو تخلیق کیا گیا، اس کے بعد نسل انسانی کی پیدائش کا سلسلہ مرد وعورت کے ملاپ کا نتیجہ بنا گیا اور یوں مرد کی صلب میں موجود پانی عورت کے رحم میں منتقل ہو کر جمے ہوئے خون اور گوشت کے مکمل اور نامکمل شکل سے منتقل ہوتے ہوئے رحم مادر میں قرار پکڑتا جاتا ہے اور مکمل انسانی صورت میں دنیا میں آموجود ہوتا ہے۔ انسان، حیوان، چرند، پرند الغرض جانداروں میں پیدائش کا یہی سلسلہ ہے۔ غذائی اجناس کا بھی بڑا عمل دخل ہے کہ نطفہ اور حیض کے خون انسانی خوراک سے حاصل شدہ ہوتے ہیں، لہذا انسان یہ بھی غور وفکر کرے کہ وہ کن کن مراحل سے گزرا ہے یعنی باپ کی صلب میں آنے سے پہلے کس درخت، زمین، پھل، پودے میں تھا۔

نکمی عمر (بڑھاپے) کا بیان:

۵......اور تم میں سے بعض کو انتہائی بڑھاپے اور نکمی عمر تک پہنچادیا جاتا ہے تاکہ وہ ہر چیز کو جاننے کے بعد کچھ نہ جانے، لکیلا یعلم کو یرد کے متعلق کردیا گیا ہے، اور اس پر لام عاقبت کے لئے ہے۔ یعنی یہاں تک کہ وہ اس پہلی حالت کی طرف لوٹ جاتا ہے جس پر وہ عقل وفہم کی قلت وکمزوری کے سبب عہد طفولیت میں تھا، پس وہ جس کا علم رکھتا تھا اسے بھی بھول جاتا ہے اور جسے پہچانتا تھا اس کا انکار کردیتا ہے۔ عکرمہ کا قول ہے کہ جو روزانہ قرآن پڑھتا ہے وہ اس حالت کو نہ پہنچے گا، یہ آیت بعث بعد الموت پر دلیل ہے اس طرح کہ وہ مختلف امور اور متضاد احوال جو انسان پر زندگی کے مختلف مراحل میں طاری ہوتے ہیں سب اللہ کی طرف سے ہیں، جب قدرت ان سب پر قادر ہے تو انہی کی مثل دیگر حالات کے تغیر وتبدل پر کیوں کر قدرت نہیں رکھ سکتی۔ (المظهری، ج٥، ص٧)

بغیر علم کے جھگڑا کرنا:

٦.....متذکرہ سورت کی آیت نمبر ۳ کا مضمون بھی اسی قسم کا ہے کہ جو لوگ بغیر علم کے جھگڑتے ہیں اللہ کے بارے میں اور وہ درحقیقت اس معاملے میں شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی جو اللہ کے بارے میں جھگڑتا تھا، اس کا گمان یہ تھا کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو دوبارہ اٹھنا کیسے ممکن ہوگا اور یہ بات فقط جہالت پر مبنی تھی۔ آیت نمبر ۸ کا مضمون کچھ یوں ہے کہ جو اللہ کی توحید اور الوہیت کے معاملے میں جھگڑتا ہے جس کے بارے میں اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، نہ ہی روشن آیت نازل ہوئی جس میں اس جانب اشارہ ہے اور یہ بات فقط اپنی جہالت کی وجہ سے کہتا ہے۔ اور یہ آیت بھی نضر بن حارث ہی کے بارے میں نازل ہوئی۔ (الطبری، الجزء ۱۷، ص ۱۴۱ وغیرہ)

اغراض: بان تطیعوہ: یعنی نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنے کا فریضہ انجام دیں۔

التی یکون بعدھا طلوع الشمس من مغربھا: مفسر نے اس جملے سے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ جس زلزلے کا ذکر "الحج" کی پہلی آیت میں آیا ہے وہ دنیا میں مغرب میں طلوع شمس سے پہلے آئے گا، اور اس قول کی تائید ﴿تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت﴾ (الحج: ۲) سے بھی ہوتی ہے، کیونکہ رضاع و حمل کا تعلق دنیاوی زندگی سے ہوتا ہے، ایک قول کے مطابق یہ نفخہ اولی کے وقت میں ہوگا، یا نفخہ ثانیہ کے وقت میں، اسی لیے ﴿وتذھل کل مرضعۃ﴾ فرمایا گیا کہ اسکی شدت اتنی ہوگی کہ حاملہ اپنا حمل ضائع کردے گی۔

ای النار: سے مراد تمام طبقات ضلالہ کے لیے عذاب نار مراد ہے نہ کہ مخصوص متذکرہ طبقے میں۔

ای غیر تامۃ الخلق: یعنی ایسی تخلیق کا مرحلہ جو صورت بننے پر مشتمل نہ ہو۔

قال عکرمۃ من قرا القرآن: عکرمہ کے قول کے مطابق جو قرآن پڑھتا ہو وہ اس نکمی عمر تک نہ پہنچے گا، اور علماء کہ وہ نکمی عمر تک پھیرے جائیں، بلکہ ان کی عقل وشعور میں عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوگا جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

ای بذی ظلم: ظلام بروزن ثمار و نجار ہے، اس وہم کے ازالے کے لیے جو کہا جاتا ہے کہ کسی چیز کی کثرت کی نفی اس کے ثبوت کا دعوی کرتی ہے، ظلم کے معنی یہ ہیں کہ کسی غیر کی چیز میں بغیر اس کی اجازت کے تصرف کرنا، اور کسی کی ملکیت اللہ کے ساتھ شامل نہیں، اور اس کی کائنات میں اس کا حکم فضل وعدل کے مابین موجود ہے، اور اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں، اور اللہ کے احکام میں کسی شخص کو اعتراض کی گنجائش نہیں، بندے کو راضی بارضا رہنا اور تسلیم کرنا ہے اور اسی میں دنیا و آخرت کی سعادت ہے۔ (الصاوی، ج ٤، ص ۱۲۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾ ای شَکٍّ فِی عِبادَتِہ شَبَّہَ بِالحالِ علی حرفِ جَبلٍ فی عَدمِ ثَبَاتِہ ﴿فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ﴾ صِحَّۃٌ وَسلامَۃٌ فی نَفسِہ وَمالِہ ﴿اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ﴾ مِحنَۃٌ وَسقَمٌ فی نَفسِہ ومالِہ ﴿انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ﴾ ای رَجعَ الی الکُفرِ ﴿خَسِرَ الدُّنْيَا﴾ بِفواتِ مَااَمَلَہ مِنہا ﴿وَالْاٰخِرَةَ﴾ بِالکُفرِ ﴿ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ (۱۱)﴾ اَلبَیِّنُ ﴿يَدْعُوْا﴾ یَعبُدُ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ مِنَ الصَّنَمِ ﴿مَا لَا يَضُرُّهٗ﴾ اِن لَم یَعبُدہُ ﴿وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ﴾ اِن عَبدَہُ ﴿ذٰلِكَ﴾ الدُّعاءُ ﴿هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ (۱۲)﴾ عَنِ الحقِّ ﴿يَدْعُوْا لَمَنْ﴾ اَللامُ زَائِدۃٌ ﴿ضَرُّهٗٓ﴾ لِعِبادَتِہ ﴿اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ﴾ اِن نَفعَ بِتَخیُّلِہ ﴿لَبِئْسَ الْمَوْلٰى﴾ هُوَ ای النَّاصِرُ ﴿وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ (۱۳)﴾ ای الصَّاحِبُ هُوَ وَعَقِبَ ذِکرَ الشَّاکِ بِالخُسرانِ

بِذِکرِ المُومِنِینَ بِالثَّوابِ﴿اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾مِنَ الفَرضِ والنَّوافِلِ﴿جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ(۱۴)﴾مِنْ اِکرامِ مَنْ یُطِیعُهٗ وَاِهانَةِ مَن یَعصِیهِ﴿مَنْ كَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَهُ اللّٰهُ﴾اَی مُحمدا نَبِیَّهٗ﴿فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ﴾ بِحَبْلٍ﴿اِلَی السَّمَآءِ﴾اَی سَقْفِ بَیتِهٖ یَشُدُّهٗ فِیهِ وَفِی عُنُقِهٖ﴿ثُمَّ لْیَقْطَعْ﴾اَی لِیَخْتَنِقْ بِهٖ بِاَنْ یَقْطَعَ نَفْسَهٗ مِنَ الارضِ کما فِی الصِّحاحِ﴿فَلْیَنْظُرْ هَلْ یُذْهِبَنَّ كَیْدُهٗ﴾فِی عَدمِ نُصرَةِ النبیِ ﷺ﴿مَا یَغِیْظُ(۱۵)﴾مِنهَا المَعنٰی فَلْیَختَنِقْ غَیظًا مِنها فَلاَ بُدَّ مِنها ﴿وَكَذٰلِكَ﴾اَی مِثلَ اِنزَالِنَا الاٰیَاتِ السَّابِقَةِ﴿اَنْزَلْنٰهُ﴾اَی القرانَ﴿اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ۙ﴾ظَاهِرَاتٍ حالٌ﴿وَّاَنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یُّرِیْدُ(۱۶)﴾هَدَاهُ مَعطُوفٌ علی هَاءِ اَنزَلنَاهُ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا﴾وَهُمُ الیَهودُ﴿وَالصّٰبِـٕیْنَ﴾طَائِفَةٌ مِنهُم﴿وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا ۖۗ اِنَّ اللّٰهَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ﴾بِاِدخالِ المومنینَ الجَنةَ وَغَیرَهم النارَ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ﴾مِن عَمَلِهِم﴿شَهِیْدٌ(۱۷)﴾عَالِمٌ بِهٖ عِلمَ مُشاهَدَةٍ﴿اَلَمْ تَرَ﴾تَعلَمْ﴿اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ﴾اَی یَخضَعُ لَهٗ بِما یُرادُ مِنهُ﴿وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ﴾وَهُمُ المومِنونَ بِزِیادَةٍ علی الخُضوعِ فی سُجودِ الصَّلاةِ ﴿وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ﴾وَهُمُ الکافِرونَ لِاَنَّهُم اَبَوا السُّجودَ المتوقِّفَ علی الایمانِ﴿وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ﴾یُشقِهِ﴿فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ﴾مُسعِدٍ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ؕ۩(۱۸)﴾ السجدة مِنَ الاِهانَةِ وَالاِکرامِ ﴿هٰذٰنِ خَصْمٰنِ﴾اَیِ المومِنونَ خَصمٌ و الکُفارُ الخَمسةُ خَصمٌ وهوَ یُطلَقُ علی الواحِدِ والجَماعَةِ﴿اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ؗ﴾اَی فِی دِینِهٖ ﴿فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ﴾یَلبِسونَها یَعنی اُحِیطَتْ بِهِمُ النارُ﴿یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ(۱۹)﴾الماءُ البالِغُ نِهَایَةَ الحرارةِ﴿یُصْهَرُ بِهٖ﴾یُذابُ﴿مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ﴾مِنْ شُحُومٍ وَغیرِها ﴿وَ﴾تَشوِی بِهٖ﴿الْجُلُوْدُ(۲۰) وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ(۲۱)﴾لِضَربِ رُؤُسِهِمْ ﴿كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا﴾اَیِ النارِ﴿مِنْ غَمٍّ﴾یَلحَقُهُم بِها﴿اُعِیْدُوْا فِیْهَا ۗ﴾رُدُّوا الیها بالمقامِعِ﴿وَ﴾قِیلَ لهُمْ﴿ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ(۲۲)﴾اَی البالِغِ نِهایَةَ الاِحراقِ .

﴿ترجمہ﴾

اور کچھ آدمی اللہ کی بندگی ایک کنارے پر کرتے ہیں (یعنی اللہ عزوجل کی عبادت کرنے میں شک کرتے ہیں ان لوگوں کے حال کو اُن لوگوں کے حال سے ثابت قدمی نہ ہونے میں تشبیہ دی گئی ہے جو کسی پہاڑ کے کنارے پر ہوں ......) پھر اگر انہیں کوئی بھلائی پہنچ گئی (جان ومال کی صحت وسلامتی) جب تو چین سے ہیں اور جب کوئی جانچ (جان ومال کی بیماری یا کمی) آکر پڑی منہ کے بل پلٹ گئے (یعنی کفر کی جانب لوٹ گئے) انہیں گھاٹا ہوا دنیا کا (یعنی دنیا میں اس کی امید رکھی تو نہ ملی) اور آخرت کا (ان کے کفر کے سبب) یہی ہے صریح

نقصان (المبین بمعنیٰ بین ہے) اللہ کے سوا ایسے (بتوں، یدعوا بمعنیٰ یعبد ہے) کو پوجتے ہیں جوان کا بُرا نہیں کر سکتے (اگر وہ ان کی عبادت نہ کریں جب بھی) اور نہ ان کا بھلا (اگر وہ ان کی عبادت کر بھی لیں) یہی ہے (بتوں کی پوجا کرنا حق سے) دور کی گمراہی ایسے کو پوجتے ہیں جس کا نقصان (اس کی عبادت کرنے کی صورت میں) اس کے نفع سے (اگر پجاری کے خیال کے مطابق وہ نفع دے بھی تو اس کا نقصان) زیادہ متوقع ہے بیشک کیا ہی بُرا مددگار (مولی کے معنی مددگار کے ہیں، وہ) اور بیشک کیا ہی بُرا رفیق ہے (العشیر کے معنی صاحب ہیں، عبادت الٰہی میں شک کر کے خسارہ پانے والوں کے ذکر کرنے کے بعد اگلی آیت میں مسلمانوں کے دیئے جانے والے ثواب کا تذکرہ ہے) بیشک اللہ داخل کرے گا انہیں جو ایمان لائے اور بھلے کام کیے (فرائض ونوافل بجالائے......۲) باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں بیشک اللہ کرتا ہے جو چاہے (جیسے اپنے اطاعت گزاروں کی عزت افزائی کرنا اور اپنے نافرمانوں کو ذلیل ورسوا کرنا) جو یہ خیال کرتا ہو کہ اللہ ان کی (اپنے نبی یعنی محمد ﷺ کی) مدد نہ فرمائے گا دنیا میں اور آخرت میں تو اسے چاہئے کہ آسمان کی طرف ایک رسی تانے (یعنی اپنے گھر کی چھت پر ایک رسی تانے ایک سرا چھت میں اور رسی کا دوسرا سرا اپنی گردن میں ڈال لے، سبب کے معنی رسی ہے) پھر اپنے آپ کو پھانسی دے لے (یا اس کے ذریعے اپنا گلا گھونٹ لے اس طرح کہ اپنے آپ کو زمین سے الگ کر کے گردن کے بل رسی پر لٹک جائے، صحاح میں اس کا یہی معنی مذکور ہے) پھر دیکھے کہ اس کا یہ مکر کچھ لے گیا (جو کہ اس بارے میں تھا کہ محمد ﷺ کی مدد نہیں کی جائے گی......۳) اس بات کو جس کی اسے جلن ہے (معنی یہ ہے کہ ایسے شخص کو چاہئے اس بات کی جلن میں خود کو پھانسی دے ڈالے اللہ عزوجل ضرور دنیا اور آخرت میں اپنے نبی ﷺ کی مدد فرمائے گا) اور اسی طرح (یعنی گزشتہ آیت نازل کرنے کی مثل) ہم نے اسے (قرآن) نازل کیا روشن آیتیں (ظاہر، لفظ آیات حال ہے انزلناہ کی ضمیر سے) اور یہ کہ اللہ راہ دیتا ہے (اسے) جسے (راہ دینا) چاہتا ہے (ھداہ جملہ انزلناہ کی ضمیر پر معطوف ہے) بیشک جو ایمان لائے اور یہود (ھادو کے معنی یہود کے ہیں) اور ستارہ پرست (یہود ہی کا ایک گروہ ہے) اور نصرانی اور آتش پرست اور مشرک بیشک اللہ ان سب میں قیامت کے دن فیصلہ فرما دے گا (مسلمانوں کو جنت میں اور کافروں کو جہنم میں داخل فرما کر) بیشک ہر چیز کو (من جملہ ان میں سے لوگوں کے اعمال بھی ہیں) اللہ جانتا ہے (وہ سب کا علم مشاہدہ رکھتا ہے، شھید بمعنیٰ عالِم ہے) کیا تم نے نہ جانا (تر بمعنیٰ تعلم ہے) کہ اللہ کے لیے سجدہ کرتے ہیں وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے (اللہ عزوجل کے لیے خضوع کرتے اور اپنی حیثیت کے مطابق اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں) اور بہت آدمی (مراد اس سے مسلمان ہیں دوران نماز سجدے کر کے اللہ عزوجل کے حضور گڑگڑاتے ہیں) اور بہت وہ ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا (مراد کفار ہیں کہ انہوں نے سجدے سے انکار کر دیا جس پر ایمان موقوف ہے) اور جسے اللہ ذلیل (شقی) کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں (مکرم بمعنیٰ مسعد ہے) بیشک اللہ جو چاہے کرے (جیسے کسی کو ذلیل ورسوا کرنا اور کسی کو عزت وکرامت عطا فرمانا) یہ دو فریق ہیں (ایک فریق مسلمان اور دوسرا فریق کافر، خصم کا اطلاق واحد وجمع دونوں پر ہوتا ہے) کہ اپنے رب میں (یعنی اس کے دین کے بارے میں) جھگڑے تو جو کافر ہوئے ان کے لیے آگ کے کپڑے کاٹے گئے......۴ (جنہیں وہ لوگ پہنیں گے یعنی ان کو جہنم کی آگ گھیرے میں لے لے گی) اور ان کے سروں پر کھولتا پانی ڈالا جائے گا (حمیم کہتے ہیں اس سخت گرم پانی کو جس کی حرارت انتہاء درجہ کو پہنچی ہوئی ہو) جس سے گل جائے گا جو ان کے پیٹوں میں ہے (چربی وغیرہ) اور (بھن جائے گی) اس کے سبب ان کی کھالیں اور ان کے لیے (ان کے سروں پر مارنے کے لیے) لوہے کے گرز ہیں جب گھٹن کے سبب (آگ میں جلنے کے سبب) نکلنا چاہیں گے اور اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے (لوہے کے گرز کے عذاب کی طرف) اور (ان سے کہا جائے گا) کہ چکھو جلائے جانے کا عذاب (جو کہ انتہائی سخت جلا دینے والا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومن الناس من يعبد الله على حرف﴾.

و: مستانفہ، من الناس: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصوف، يعبد الله على حرف: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتداموَخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فان اصابه خير اطمان به وان اصابته فتنة انقلب على وجهه خسر الدنيا والاخرة﴾.

ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، اصابه خير: جملہ فعلیہ شرط، اطمان به: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، اصابته فتنة: جملہ فعلیہ شرط، انقلب: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، على وجهه: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مبدل منہ، خسر الدنيا والاخرة: جملہ فعلیہ بدل، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلك هو الخسران المبين O يدعوا من دون الله مالا يضره وما لا ينفعه ذلك هو الضلل البعيد﴾.

ذلك: مبتدا، هو الخسران المبين: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، يدعوا: فعل بافاعل، من دون الله: ظرف مستقر حال مقدم، مالا يضره: موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، مالا ينفعه: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ذلك: مبتدا، هو الضلل البعيد: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يدعوا لمن ضره اقرب من نفعه لبئس المولى ولبئس العشير﴾.

يدعوا: فعل بافاعل، لام: ابتدائیہ، من: موصولہ، ضره: مبتدا، اقرب من نفعه: شبہ جملہ خبر، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، لام: قسمیہ، بئس المولى: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لبئس العشير: جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف، ملکر مبتدا محذوف "هو" کے لیے خبر، ملکر قسم محذوف "اقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر خبر، مبتدا خبر، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الله يدخل الذين امنوا وعملوا الصلحت جنت تجرى من تحتها الانهر ان الله يفعل ما يريد﴾.

ان الله: حرف مشبہ بااسم، يدخل: فعل بافاعل، الذين: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مفعول، جنت: موصوف، تجرى من تحتها الانهر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، يفعل ما يريد: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿من كان يظن ان لن ينصره الله في الدنيا والاخرة فليمدد بسبب الى السماء﴾.

من: شرطیہ مبتدا، كان: فعل ناقص بااسم، يظن: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، لن ينصره الله في الدنيا والاخرة: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر شرط، ف: جزائیہ، ليمدد: فعل امر بافاعل، ب: جار، بسبب: موصوف، الى السماء: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم ليقطع فلينظر هل يذهبن كيده ما يغيظ﴾.

ثم: عاطفہ، ليقطع: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ليمدد" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، لينظر: فعل امر بافاعل، هل: استفهامیہ، يذهبن كيده: فعل ومفعول، ما يغيظ: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وكذلك انزلنه ايت بينت وان الله يهدى من يريد﴾.

و: عاطفہ، كذلك: ظرف مستقر "انزالا" مصدر محذوف کے لیے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، انزلنا: فعل بافاعل، "ہ" ضمیر ذوالحال،

ایت بینٰت: حال،ملکر معطوف علیہ،و : عاطفہ، ان الله :حرف مشبہ واسم، یهدی من یرید : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ معطوف۔

﴿ان الذین امنوا والذین هادوا والصبئین والنصری والمجوس والذین اشرکوا﴾.

ان : حرف مشبہ، الذین امنوا: موصول صلہ معطوف علیہ، والذین هادوا والصبئین ......الخ معطوفات،ملکر اسم "معترفون" خبر محذوف ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الله یفصل بینهم یوم القیمة ان الله علی کل شیء شهید﴾.

ان الله: حرف مشبہ واسم ،یفصل بینهم : فعل بافاعل وظرف، یوم القیمة : ظرف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ان الله :حرف مشبہ واسم، علی کل شیء شهید:شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم تران الله یسجد له من فی السموت ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب﴾.

همزه: حرف استفہامیہ،لم تر: فعل بافاعل، ان الله:حرف مشبہ واسم، یسجد له:فعل وظرف لغو، من فی السموت : موصول صلہ معطوف علیہ،و :عاطفہ، من فی الارض والشمس" ...... الخ،معطوفات،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکثیر من الناس وکثیر حق علیه العذاب﴾.

و: عاطفہ، کثیر: موصوف، من الناس:ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف، و: عاطفہ، کثیر: موصوف،حق علیه العذاب:جملہ فعلیہ صفت،ملکر معطوف،ملکر "یسجد"،فعل محذوف کے لیے فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یهن الله فما له من مکرم ان الله یفعل ما یشاء﴾.

و: مستانفہ، من: شرطیہ مفعول بہ مقدم،یهن الله: فعل بافاعل،ملکر شرط،ف:جزائیہ، ما:نافیہ، له: ظرف مستقر خبر مقدم، من: جارزائدہ، مکرم: مبتدا مؤخر،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ، ان الله:حرف مشبہ واسم، یفعل مایشاء : جملہ فعلیہ خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿هذان خصمن اختصموا فی ربهم﴾.

هذان: مبتدا، خصمن: موصوف، اختصموا:فعل بافاعل، فی: جار، ربهم:" دین" مضاف محذوف کے لیے مضاف الیہ، ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فالذین کفروا قطعت لهم ثیاب من نار یصب من فوق رءوسهم الحمیم﴾.

ف:عاطفہ، الذین کفروا: موصول صلہ ملکر مبتدا، قطعت لهم: فعل مجہول وظرف لغو، ثیاب: موصوف، من نار:ظرف مستقر صفت،ملکر نائب الفاعل،ملکر خبر اول، یصب من فوق رءوسهم الحمیم: فعل مجہول وظرف لغو ونائب الفائل،ملکر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یصهر به ما فی بطونهم والجلود ○ولهم مقامع من حدید﴾.

یصهر به: فعل مجہول وظرف لغو، ما فی بطونهم: موصول صلہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، الجلود: معطوف،ملکر نائب الفاعل،ملکر ماقبل " الحمیم " سے حال واقع ہے، و: عاطفہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، مقامع: موصوف، من حدید: ظرف مستقر صفت ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کلما ارادوا ان یخرجوا منها من غم اعیدوا فیها وذوقوا عذاب الحریق﴾.

کلما: شرطیہ، ارادوا:فعل بافاعل، ان :مصدریہ، یخرجوا منها:فعل بافاعل وظرف لغو، من غم: ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ

بتاویل مصدر مفعول، ملکر شرط، اعیدوا فیھا : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذوقوا عذاب الحریق: جملہ فعلیہ قول محذوف، "قیل لھم" کے لیے مقولہ، ملکر فعلہ قولیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ یدخل الذین امنوا وعملوا الصلحت جنت تجری من تحتھا الانھر یحلون فیھا من اساور من ذھب ولؤلؤا ولباسھم فیھا حریر﴾.

أن اللہ: حرف مشبہ واسم، یدخل الذین امنوا وعملوا الصلحت جنت تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ خبر اول، یحلون فیھا: فعل بافاعل ومفعول، من: زائدہ، اساور: موصوف، من ذھب: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لؤلؤا: معطوف ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لباسھم : مبتدا، فیھا : ظرف مستقر حال مقدم، حریر: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر معطوف، ملکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... ومن الناس من یعبداللہ علی حرف...... ☆ یہ آیت اعرابیوں کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو اطراف سے آکر مدینہ میں داخل ہوتے اور اسلام لاتے تھے، ان کی حالت یہ تھی کہ اگر وہ خود تندرست رہے اور ان کی دولت بڑھی اور ان کے بیٹا ہوا تو کہیں دین اسلام اچھا ہے اور اگر معاملہ برعکس ہوا تو کہتے کہ جب سے ہم اس دین میں داخل ہوئے ہیں ہمیں نقصان ہی ہوا ہے اور دین سے پھر جاتے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کنارے پر بندگی کرنے کے معنی:

۱...... اعرابی جب سید عالم ﷺ کو اپنے آگے کرتے تھے، ان کے پیروکار تھے، بستی کے مہاجرین جب کہ انہیں ہجرت کرنے کے بعد فراخی ملی، تو دین اسلام میں داخل ہوئے اور اسی دین کے ہوگئے لیکن جب انہیں کچھ تکلیف پہنچی تو مرتد ہوگئے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو شک میں پڑے ہیں، پس جب انہیں خیر پہنچی تو اس سے اطمنان میں آگئے اور اس خیر سے مراد عیش وعشرت اور دنیاوی اسباب ہیں اور دین اسلام پر بھی مستقیم رہے لیکن جب انہیں کوئی آزمائش پہنچی یعنی تنگی ہوئی، دنیاوی اسباب میں کمی ہوئی تو کفر کی جانب پھر گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ فتنہ سے مراد آزمائش ہے، ان لوگوں میں سے جب کوئی مدینہ طیبہ آتا، ان کا جسم صحیح سلامت رہتا، گھوڑا سواری درست کام کرتی، عورت بیٹا جنم دیتی تو اطمنان میں رہتے اور معاملہ برعکس ہوجائے تو شیطان ان کے پاس آتا اور انہیں دین اسلام سے پھیرنے پر زور دیتا اور وہ دین سے پھر جاتے۔ ضحاک کا قول ہے کہ عرب قبائل کے لوگ کہتے تھے کہ ہم میں محمد عربی ﷺ آئیں گے تو ہم انہیں دیکھیں گے، اگر ان کی وجہ سے ہمیں خیر ملتی رہی تو ان کے دین پر قائم رہیں گے، ورنہ ہم اپنے (سابقہ) دین کی جانب لوٹ جائیں گے۔ (الطبری، الجزء:۱۷، ص ۱۴۴)۔

بھلے کام کی امثلہ:

۲......سابقہ آیات میں اللہ ﷻ نے منافقین کی عبادت اوران کے معبودان ناحق کا حال بیان کردیا، اس آیت میں اللہ ﷻ نے مومنین کی عبادت اوران کے معبود حقیقی کی شان کا بیان فرمایا۔ جہاں تک معبودان ناحق کا تعلق ہے توان کی عبادت کرنے والوں کے لیے کوئی راہ نجات نہیں ہے اوران کے معبودانہیں نہ تو نقصان دے سکتے ہیں اور نہ ہی فائدہ، اورمومنین کے معبود برحق واحد حقیقی کی عبادت عظیم نفع جنت دلاسکتی ہے۔ عبادت کسی بھی قسم کی ہو، رضائے الٰہی کا پایا جانا ضروری ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نفلی خیراتیں، روزے، بدنی عبادات، راہ دین کی مشقتیں، سفر حرمین طیبین کی صعوبتیں، بار بار راہ تبلیغ میں سفر کرنا، خود کو دین کی راہ پر لگا دینا، محتاجوں کی دستگیری کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، مسجدیں، مدارس کی تعمیر وتوسیع وانتظامی امور میں جانی ومالی مدد کرنا، مریضوں کے لیے مفت علاج معالجے کی ترکیب کرنا، دینی علم کو فروغ دینا، عوام الناس کے شرعی مسائل کو حل کرنا، راستے سے تکلیف دہ چیزیں اٹھا دینا، گھر والوں اور عزیز واقارب کا بہتر خیال رکھنا، سارے ہی بھلے کام ہیں۔ ان میں سے جو بھی اللہ ﷻ کی رضا کے لئے ہوں یقیناً جنت میں داخلے کا سبب بن سکتے ہیں۔

جن کا یہ گمان ھے کہ اللہ ﷻ محمد ﷺ کی مدد نہ کرے گا:

۳......کن لوگوں کا یہ گمان تھا کہ اللہ ﷻ اپنے رسول کی دنیا وآخرت میں مدد نہ کرے گا؟ مقاتل کہتے ہیں یہ آیت بنو اسد وغطفان کی ایک جماعت کے متعلق نازل ہوئی، وہ یہ کہتے تھے کہ ہمیں یہ خطرہ ہے کہ اللہ ﷻ محمد ﷺ کی مدد نہیں کرے گا پھر ہمارے اور ہمارے حلیف یہودیوں کے مابین رابطہ منقطع ہو جائے گا پھر وہ ہم کو غلبہ فراہم نہیں کریں گے، دوسرا قول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے حاسدین اور آپ ﷺ کے اعداء کو یہ توقع تھی کہ اللہ ﷻ آپ ﷺ کی مدد نہیں کرے گا اور آپ ﷺ کے دشمنوں پر غلبہ نہیں دے گا، اور جب انہوں نے یہ دیکھ لیا کہ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کی بہت بھاری مدد کی ہے تو وہ غصے وحسد سے بھر گئے۔ اس آیت میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ وہ آسمان سے رسے باندھ لے، السماء آسمان کو بھی کہتے ہیں اور ہر بلند جگہ کو بھی، اگر اس کا معنی آسمان ہے تو پھر معنی یہ ہوگا کہ جس کا یہ گمان ہے کہ اللہ محمد ﷺ کی مدد نہیں کرے گا اور اللہ ﷻ نے اپنے حبیب کی مدد فرمائی ہے تو اب وہ چاہے تو آسمان سے خود کو لٹکا کر پھندا گلے میں ڈال لے اور اپنا گلہ گھونٹ لے اور اگر السماء کا معنی ہر بلند جگہ کے ہے تو پھر کسی بھی بلند جگہ خود کو پھندہ لگا کر لٹکا لے۔

(الرازی، ج۸، ص ۲۱۰ وغیرہ)

رب ﷻ کے متعلق جھگڑنے والے دو فریق:

۴......حضرت ابوذر ﷜ سے روایت ہے کہ جھگڑنے والے دو فریق سے مراد حضرت حمزہ ﷜ اوران کے دو ساتھی، یا عتبہ اوران کے دو ساتھی ہیں، جنہوں نے بدر کے روز ایک دوسرے کو للکارا تھا۔(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب :سورۃ الحج،رقم : ٤٧٤٣،ص ٨٢٦)

☆...... حضرت علی بن ابی طالب ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جو رحمان کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرنے کے لیے گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا جاؤں گا، قیس نے کہا کہ ان ہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بدر کے دن ایک دوسرے کو للکارا تھا، حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن مغیرہ۔(المرجع السابق،رقم: ٤٧٤٤)

اغراض: بفوات ما املہ: مال کی کثرت اور احباب کا نہ ہونا دنیاوی خسارہ کہلاتا ہے۔
من النصنم: فقط بت ہی نہیں بلکہ اس قبیلے کے اور بھی معبود مراد ہیں جنہیں پوجا جاتا ہے، پس حاصل کلام یہ ہے کہ من دون اللہ سے عمومیت مراد لی گئی ہے نہ کہ خاص بت ہی مراد ہیں، جیسا کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی جانب التفات کرنا اور ہاں مخلوق سے التجاء کرنا کہ اس پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے جیسا کہ اہل بیت، اولیاء کرام، صالحین کی جانب التفات کرنا درحقیقت خالق ہی کی جانب التجاء کرنا ہے اور اسی طرح مساجد میں بیٹھنے، طواف کعبہ کرنے، قدر والی رات قیام کرنا بھی اسی قبیلے سے ہے کیونکہ مقصود یہی ہے کہ ان مقامات اور زمانوں میں نازل ہونے والی رحمتوں سے حصہ حاصل کرلیا جائے اور اس میں اشخاص وغیر اشخاص کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔
من الفروض: مراد وہ اوامر ہیں جن کا مکلف بنایا گیا ہے جن کے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر عتاب مرتب ہوتا ہے۔
والنوافل: مراد وہ امور ہیں کہ جن کے کرنے پر ثواب لیکن نہ کرنے پر عتاب نہیں ہوتا۔
طائفة منهم: مراد یہود اور ایک قول کے مطابق نصاری ہیں۔ **ای یخضع له:** مراد تواضع وفرمانبرداری اختیار کرنا ہے، اور یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد حقیقی سجدہ ہے جیسا کہ وارد ہوا کہ ''آسمان میں کوئی ستارہ، چاند اور سورج نہیں کہ ڈوبتے وقت سجدہ ریز نہ ہوتا ہو''، اور حکم کی بجا آوری پر ہی پھرتا ہے، اللہ کا فرمان ﴿وللہ یسجد من فی السموت والارض طوعا وکرھا...... الخ﴾۔ (الصاوی، ج٤، ص١٢٩ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٠

وقال فی المومنین ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّلُؤۡلُؤًا ؕ﴾ بالجرّ ای منهما بانۡ یُرصّع اللؤلؤا بالذّهب وبالنّصب عطفٌ علی مَحَلِّ مِن اَساوِرَ ﴿وَلِبَاسُهُمۡ فِیۡهَا حَرِیۡرٌ (٢٣)﴾ هو المُحَرَّمُ لُبۡسُهٗ علی الرِّجالِ فی الدنیا ﴿وَهُدُوۡۤا﴾ فی الدنیا ﴿اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ ۚۖ﴾ وهو لا اله الا اللّٰهُ ﴿وَهُدُوۡۤا اِلٰی صِرَاطِ الۡحَمِیۡدِ (٢٤)﴾ ای طَرِیقِ اللّٰه المَحمودِ وَدِینِهٖ ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَیَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ الَّذِیۡ جَعَلۡنٰهُ﴾ مَنسِکًا او مُتَعَبَّدًا ﴿لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالۡعَاکِفُ﴾ المُقِیمُ ﴿فِیۡهِ وَالۡبَادِ ؕ﴾ الطّارء ﴿وَمَنۡ یُّرِدۡ فِیۡهِ بِاِلۡحَادٍ ۭ﴾ الباءُ زَائدةٌ ﴿بِظُلۡمٍ﴾ ای بِسَبَبِهٖ بِانۡ ارتکبَ مَنۡهِیًّا ولو شَتۡمُ الخادمِ ﴿نُّذِقۡهُ مِنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ (٢٥)﴾ مُولِمٌ ای بَعضَهٗ وَمِنۡ هذا یُؤۡخَذُ خَبَرُ اَنَّ ای نُذِیقهم مِن عَذابٍ الیم.

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ داخل کرے گا انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہیں اس میں پہنائے جائیں گے سونے کے کنگن اور موتی......ا......(یعنی سونے اور موتی سے بنے ہوئے ان کنگنوں کا حال یہ ہوگا کہ وہ موتی کے ہوں گے اور انہیں سونے سے مرصع کیا گیا ہوگا، لؤلؤ مجرور ہے یا پھر اساور کے محل پر معطوف ہونے کے سبب منصوب ہے) اور وہاں ان کی پوشاک ریشم ہے......۲......(جس کا دنیا میں مردوں پر پہننا حرام ہے) اور انہیں ہدایت کی گئی (دنیا میں) پاکیزہ بات کی (مراد لا الہ الا اللہ

ہے) اور سب خوبیوں سراہے کی راہ بتائی گئی (یعنی اللہ ﷻ کے پسندیدہ رستے اور دین کی راہ بتائی گئی) بیشک وہ جنہوں نے کفر کیا اور روکتے ہیں اللہ کی راہ (اس کی طاعت گزاری) سے اور اس ادب والی مسجد سے (المسجد الحرام سے پہلے عن محذوف ہے) جسے ہم نے سب لوگوں کے لیے (مناسک کی ادائیگی اور عبادت کرنے کی جگہ) مقرر کیا کہ اس میں ایک سا ہے وہاں کے رہنے والے اور پردیسی کا (عاکف کے معنی رہائشی، اور باد کے معنی پردیسی ہے) جو اس میں سبب ظلم کسی زیادتی کا ارادہ کرے (کسی ممنوعہ کام کا ارتکاب کرکے اگرچہ وہ ممنوعہ کام خادم کو گالی دینا ہی ہو......بظلم میں باء سببیہ ہے) ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے (یعنی کچھ نہ کچھ دردناک عذاب دیں گے، الیم بمعنی مؤلم ہے، ان کی خبر محذوف نذیقھم من عذاب الیم ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وھدوا الی الطیب من القول وھدوا الی صراط الحمید﴾۔

و: عاطفہ، ھدوا: فعل مجہول ونائب الفاعل، الی: جار، الطیب: مصدر "ھو" ضمیر ذوالحال، من القول: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ھدوا: فعل مجہول با نائب الفاعل، الی صراط المحید: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذین کفروا ویصدون عن سبیل اللہ والمسجد الحرام الذی جعلنہ للناس سواء العاکف فیہ والباد﴾۔

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یصدون: فعل بافاعل، عن: جار، سبیل اللہ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، المسجد: موصوف، الحرام: صفت اول، الذی: موصول، جعلنہ: فعل بافاعل ومفعول، للناس: ظرف مستقر حال مقدم، سواء: مصدر بمعنی فاعل "مستویا"، العاکف: معطوف علیہ، والباد: معطوف، ملکر فاعل، فیہ: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت ثانی، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر اسم، "خسروا"، جملہ فعلیہ خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم﴾۔

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یرد: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، بالحاد: ظرف مستقر حال اول، بظلمہ: ظرف مستقر حال ثانی، ملکر فاعل، فیہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، نذقہ من عذاب الیم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... **ان الذین کفروا** ...... ☆ یہ آیت سفیان بن حرب وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم ﷺ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکا تھا، مسجد حرام یا خاص کعبہ معظمہ مراد ہے، جیسا کہ امام شافعی فرماتے ہیں اس تقدیر پر معنی یہ ہونگے کہ وہ تمام لوگوں کا قبلہ ہے وہاں کے رہنے والے اور پردیسی سب برابر ہیں، سب کے لیے اس کی تعظیم وحرمت اور اس میں ادائے مناسک حج یکساں ہیں۔

☆...... **ومن یرد فیہ بالحاد** ...... ☆ ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن انیس کو دو آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا جن میں ایک مہاجر تھا، دوسرا انصاری ان لوگوں نے اپنے اپنے مفاخر نسب بیان کئے تو عبداللہ بن انیس کو غصہ آیا اور اس نے انصاری کو قتل کر دیا اور خود مرتد ہو کر مکہ مکرمہ کی جانب بھاگ نکلا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مَرد کے لیے سونے وموتی کے کنگن کا حکم:

۱......حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا بات ہے کہ تم سے بُت کی بُو آتی ہے؟ انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، فرمایا: ''کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو'' ؟ اسے بھی پھینکا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کس چیز کی انگوٹھی پہنیں؟ فرمایا: ''چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو، یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الخاتم، باب :ما جاء فی خاتم الحدید، رقم: ۴۲۲۳، ص۷۸۴)

☆......ترمذی کی حدیث میں ہے کہ لوہے کے بعد سونے کی انگوٹھی پہن کر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا بات ہے کہ تم کو جنتیوں کا زیور پہنے دیکھتا ہوں، یعنی سونا تو جنتیوں کا زیور ہے''۔ (سنن الترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی خاتم الحدید، رقم :۱۷۹۲، ص۵۳۸)

مَرد کو زیور پہننا مطلقا حرام ہے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے، جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشے سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے، تلوار کا حلیہ چاندی کا جائز ہے یعنی اس کے نیام اور قبضہ یا پر تلے میں چاندی لگائی جاسکتی ہے ، بشرطیکہ وہ چاندی موضع استعمال میں نہ ہو۔ (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الحضر والاباحۃ ،فصل فی اللباس ،ج۹،ص۵۰۷)

بعض علماء نے کہا یَشب (یعنی ایک قیمتی پتھر کا نام جو مائل بہ سبزی ہوتا ہے)، اور عقیق (ایک سرخ رنگ کا قیمتی پتھر) کی انگوٹھی سے بچا جائے اور بعض نے ہر قسم کے پتھر کی انگوٹھی کی اجازت دی ہے اور بعض نے سب کی ممانعت کی ہے۔ لہذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ چاندی کے سوا ہر قسم کی انگوٹھی سے بچا جائے، خصوصا جب کہ صاحب ھدایہ جیسے جلیل القدر کا میلان اس سب کے عدم جواز کی طرف ہے۔ (بھارشریعت مخرجہ، انگوٹھی اور زیور کا بیان، حصہ ۱۶، ج۳، ص ۴۲۶)

مَرد کے لیے ریشمی لباس کا حکم:

۲......ریشم کے کپڑے مرد کے لئے حرام ہیں، بدن اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا حائل ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں حرام ہیں اور جنگ کے موقع پر بھی نرے ریشم کے کپڑے حرام ہیں، ہاں اگر تانا سوت ہو اور بانا ریشم تو لڑائی کے موقع پر پہننا جائز ہے اور اگر تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو تو ہر شخص کے لئے ہر موقع پر جائز ہے۔ مجاہد اور غیر مجاہد دونوں پہن سکتے ہیں۔ لڑائی کے موقع پر ایسا کپڑا پہننا جس کا بانا ریشم ہو اس وقت جائز ہے جب کہ کپڑا موٹا ہو اور اگر باریک ہو تو نا جائز ہے کہ اس کا جو فائدہ تھا، اس صورت میں وہ نہ ہوگا۔ (الھدایۃ مع بدایۃ المبتدی، کتا ب الکراھیۃ ،فصل فی اللبس ،ج۷،ص۱۹۲)

تانا ریشم ہو اور بانا سوت مگر کپڑا اس طرح بنایا گیا ہو کہ ریشم ہی ریشم دکھائی دیتا ہو تو اس کا پہننا مکروہ ہے، بعض قسم کی مخمل ایسی ہوتی ہے کہ اس کے روئیں ریشم کے ہوتے ہیں، اس کے پہننے کا بھی یہی حکم ہے، اس کی ٹوپی اور صدری وغیرہ نہ پہنی جائے۔ ریشم کے بچھونے پر بیٹھنا، لیٹنا اور اس کا تکیہ لگانا بھی ممنوع ہے، اگر چہ پہننے میں بہ نسبت اس کے زیادہ بُرائی ہے مگر درمختار میں اسے مشہور کے خلاف لکھا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ جائز ہے۔ عورت کو ریشم پہننا جائز ہے اگر چہ خالص ریشم ہو اور اس میں سوت کی آمیزش بالکل نہ ہو۔ (بھارشریعت مخرجہ ،لباس کا بیان، حصہ: ۱۶، ج۳، ص ۴۱۰ وغیرہ)

ملازمین کو ملامت کرنے کے بارے میں شرعی احکام:

سے.....مسلمان نے کافر کی خدمت گاری کی نوکری کی، یہ منع ہے بلکہ کسی ایسے کام پر کافر سے اجارہ نہ کرے جس میں مسلم کی ذلت ہو۔

(العالمگیری، کتاب الاجارۃ، باب الحادی عشر فی الاستئجار للخدمۃ، ج٤،ص٤٩١)

باپ اپنے نابالغ لڑکے کو ایسے کام کے لئے اجرت پر دے سکتا ہے جس کے کرنے کی اُسے طاقت ہو اور باپ نہ ہو تو اس کا وصی، یہ بھی نہ ہو تو دادا، اور دادا نہ ہو تو اس کا وصی نابالغ کو اجارہ دے سکتا ہے اور اگر ان میں کوئی نہ ہو تو ذورحم محرم (قریبی رشتے دار) جس کی پرورش میں وہ بچہ ہے دے سکتا ہے۔ (بہارشریعت مخرجہ، خدمت کے لیے اجارہ، حصہ ١٤، ج٣، ص١٦٤وغیرہ)

شاگرد اپنے استاد کے ساتھ کام سیکھتا ہے یا بڑے دوکاندار اور کاریگر اپنے یہاں کام کرنے کے لیے کچھ لوگوں کو نوکر رکھ لیتے ہیں اور ان سے کام لیتے ہیں ان شاگردوں اور نوکروں کا کام اسی استاد اور دوکاندار کا کام سمجھا جاتا ہے اگر شاگردوں یا نوکروں سے کسی کی چیز میں نقصان ہو جائے جو اس دکان پر بننے آئی تھی تو اس کا ذمہ دار وہ استاد اور دوکاندار ہے اسی سے تاوان لیا جائے گا وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے نقصان نہیں ہوا مثلاً درزی کے پاس کپڑا سینے کو دیا یا اسکے نوکر نے کوئی ایسی خرابی کردی جس سے تاوان لازم آتا ہے تو اُسی درزی سے تاوان لیا جائے گا اور وہ اپنے نوکر سے تاوان نہیں لے سکتا کہ نوکر اجیر خاص ہے۔

(الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجیر، مبحث اختلاف المؤجر، ج٩،ص١٠٢)

اغراض: بان یرصع اللؤلؤ بالذھب: اصل عبارت یوں ہے"یرصع الذھب وباللؤلؤ"، کہا جاتا ہے کہ جنتی دو قسموں کے کنگن پہنیں گے، سونے اور چاندی کے، اور آیت میں ہے ﴿وحلوا اساور من فضۃ﴾ پس حدیث کے مطابق تین قسم کے زیور پہنیں گے، سونے، چاندی اور موتی کے، ایک حدیث میں یوں بھی ہے کہ مومن کے کنگن وہاں تک ہونگے جہاں تک اس کے وضو کا پانی پہنچتا ہے"۔

وھو المحرم لبسہ علی الرجال فی الدنیا: مرد کے لئے ریشمی لباس سے متعلق بیان حاشیہ نمبر۲ کا مطالعہ فرمائیں۔

وھو لا الہ الا اللہ: اسی کی مثل افضل قول محمد رسول اللہ ہے، حدیث میں ہے: "افضل ترین قول جو میں اور مجھ سے پہلے نبی کہتے رہے وہ لاالہ الا اللہ ہے، ذکر میں سب سے عمدہ قول یہی ہے اور ہر نیک عمل اسی کی برکت سے قبولیت تک پہنچتا ہے، جو اس قول پر انتقال کر جائے اس نے سعادت مندی پالی، ہم اللہ ﷻ سے دنیا میں اس پر ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں اور آخرت میں اس کے احسان وکرم کے سوالی ہیں۔

ای طریق اللہ المحمودۃ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ "حمید" اللہ کا وصف ہے، یعنی اللہ کے افعال محمود ہیں۔

(الصاوی، ج٤، ص١٣٢وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿وَ﴾اذکر﴿اِذْ بَوَّاْنَا﴾بَیَّنَّا﴿لِاِبْرٰھِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ﴾لِیَبْنِیَہٗ وَکَانَ قَدْ رُفِعَ زَمَنُ الطوفانِ وَ اَمرناہُ﴿اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِیْ شَیْئًا وَّطَھِّرْ بَیْتِیَ﴾مِنَ الْاَوْثَانِ﴿لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقَآئِمِیْنَ﴾اَلْمُقِیْمِیْنَ بِہٖ﴿وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ(۲٦)﴾جَمْعُ رَاکِعٍ وساجِدٍ اَیِ الْمُصَلِّیْنَ﴿وَاَذِّنْ﴾نادِ﴿فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ﴾فَنَادَ علی جَبَلِ اَبِی قُبَیْسٍ یَایھا الناسُ اِنَّ رَبَّکُمْ بَنٰی بَیْتًا وَاَوْجَبَ علیکُمُ الحَجَّ اِلَیْہِ فَاَجِیْبُوْا رَبَّکُمْ والتَفَتَ بِوَجْھِہٖ یَمِیْنًا وَشِمَالًا وَشرقًا وغربًا فَاَجابَہٗ کُلُّ مَنْ کُتِبَ لَہٗ اَنْ یَّحُجَّ مِنْ اَصلابِ الرِّجَالِ وَاَرحَامِ الْاُمَّھَاتِ لبیکَ اللھم

لبیکَ وَجوابُ الامرِ﴿یَاْتُوْکَ رِجَالًا ﴾مُشاۃً جمعُ راجلٍ کَقَائِمٍ وَقِیامٍ﴿وَّ﴾رُکْبانًا﴿عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ ﴾اَی بَعِیرٍ مَھْزُوْلٍ وَھوَ یُطلَقُ علی الذَّکَرِ والْاُنثٰی﴿یَّاْتِیْنَ ﴾اَیِ الضَّوامرُ حَملًا علی المعنی ﴿مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ(۲۷)﴾طَرِیقٍ بَعِیدٍ﴿لِّیَشْھَدُوْا ﴾اَی یَحْضُرُوا﴿مَنَافِعَ لَھُمْ ﴾فِی الدنیا بِالتِّجَارۃِ اوفِی الْاٰخِرۃِ اوفِیھما اَقوالٌ﴿وَیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ ﴾اَی عَشرَ ذِی الحجۃِ اَو یومِ عَرفَۃَ او یَومِ النحرِ الی آخِرِ ایامِ التَّشریقِ اقوالٌ﴿عَلٰی مَا رَزَقَھُمْ مِّنْۢ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ ج﴾اَلْاِبلِ والبَقرِ والغَنمِ التِیْ تُنحَرُ فی یومِ العیدِ وَما بَعدہٗ مِنَ الھَدایا والضحَایا﴿فَکُلُوْا مِنْھَا ﴾اَی کانتْ مُستَحبۃً﴿وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ(۲۸)﴾اَیِ الشَدیدَ الفَقرَ﴿ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَھُمْ ﴾اَی یَزِیلوا اَوساخَھُم وَشَعْثَھمْ کَطولِ الظُّفرِ﴿وَلْیُوْفُوْا ﴾بِالتَخفیفِ والتَشدیدِ﴿نُذُوْرَھُمْ ﴾مِنَ الھدایا والضَّحایا﴿وَلْیَطَّوَّفُوْا ﴾طَوافَ الْاِفَاضَۃِ﴿بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ(۲۹)﴾اَیِ القَدیمِ لِاَنَّہٗ اَوَّلَ بیتٍ وُضِعَ ﴿ذٰلِکَ ق﴾خَبرُ مُبْتَداءٍ مُقدَّرٍ اَیِ الْاَمرُ اَوِ الشانُ ذالکَ المَذْکورُ﴿وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰہِ ﴾ھِیَ مَالَا یَحِلُّ اِنتِھَاکَہٗ ﴿فَھُوَ ﴾اَی تَعْظِیمھَا﴿خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ط﴾فِی الْاٰخِرَۃِ ﴿وَاُحِلَّتْ لَکُمُ الْاَنْعَامُ ﴾اَکْلًا بَعدَ الذَّبحِ﴿اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ ﴾یَحْرِیْمُہٗ فی حُرمتْ علیکمُ المَیتَۃُ الایۃ ،فَالْاِسْتِثناءُ مُنْقَطِعٌ وَیَجوزُ اَنْ یکونَ مُتصلا والتحریمُ لِما عَرَضَ مِنَ الموتِ وَنحوِہٖ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ ﴾مِن لِلبیانِ اَی الذِی ھُوَ الْاَوثانُ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ(۳۰)﴾اَی الشِرکِ فِی تَلبِیَتِھِمْ اَو شَھادۃِ الزُّورِ﴿حُنَفَآءَ لِلّٰہِ ﴾مسلِمینَ عَادِلینَ عن کُلِّ سِوٰی دِینہٖ﴿غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِہٖ ط﴾تَاکِیدٌ لِما قَبلہٗ وَھُما حَالَانِ مِنَ الواوِ﴿وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ ﴾سَقطَ﴿مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُہُ الطَّیْرُ﴾اَی تَاخُذُہٗ بِسُرعۃٍ﴿اَوْ تَھْوِیْ بِہِ الرِّیْحُ ﴾اَی تَسْقَطُہٗ ﴿فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ (۳۱)﴾بَعیدٍ اَی فَھُوَ لَا یَرجی خَلاصَہٗ﴿ذٰلِکَ ق﴾یُقَدَّرُ قَبلہٗ الامرُ مُبتَداء﴿وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا ﴾اَی فَاِنَّ تَعظِیمھا وھی البدن التی تُھدٰی لِلحَرمِ بِاَنْ تُسْتَحسِنُ تُسْتَسمَن﴿مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ(۳۲)﴾منھُم وَسُمِّیَتْ شَعائِرَ لِاِشعارِھَا بِما یَعرِفُ بہٖ اَنَّھا ھَدیَ کَطَعنِ حَدِیدَۃٍ بِسنامِھا﴿لَکُمْ فِیْھَا مَنَافِعُ ﴾کَرُکُوبِھا والحَمْلُ علیھا مَالا یَضُرُّ ھَا ﴿اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ﴾وَقتَ نَحرِھا﴿ثُمَّ مَحِلُّھَآ ﴾اَی مَکانِ حَلِّ نَحرِھا﴿اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ (۳۳)﴾اَی عِندہٗ والمرادُ الحرمُ جمیعہٗ.

﴿ترجمہ﴾

اور (یادکرو) جب کہ ہم نے ٹھیک بتادیا (بوانا بمعنی بینا ہے) ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانہ (کہ وہ اس گھر کو بنائے، جب کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے طوفان کے بعد عمارت بلند فرمائی......ا......، اور ہم نے اُسے حکم دیا) کوئی شریک نہ کرے میرے ساتھ اور میرا گھر صاف کرے (بتوں سے) طواف کرنے والوں اور اعتکاف والوں (اس شہر میں قائم رہنے والوں کے لیے) اور رکوع سجدے کرنے والوں کے لیے (رکوع جمع ہے راکع کی اور سجود جمع ہے ساجد کی) اور لوگوں میں حج کی عام ندا (اذن بمعنی ناد

ہے) کردے......۲......(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جبلِ ابوقبیس پر چڑھ کر ندا فرمائی: اے لوگو! بلاشبہ تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے اور تم پر اس کا حج کرنا لازم فرمایا ہے تو تم اپنے رب کے حکم کو قبول کرو، آپ علیہ السلام نے اپنے چہرہ مبارکہ کو دائیں بائیں اور مشرقی اور مغربی سمت کر کے ندا لگائی تو جس کے لیے حج کیا جانا لکھا تھا انہوں نے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحم سے اس حکم کو قبول کرتے ہوئے عرض کیا "لبیک اللھم لبیک" اذن امر کا صیغہ ہے، جواب امر یاتو ک ہے جو آگے مذکور ہے) وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ (رجال پیادہ پا چلنے کو کہتے ہیں، لفظ رجال جمع ہے راجل کی جیسا کہ قالم کی جمع قیام آتی ہے) اور ہر دبلی اونٹنی پر (ضامر کمزور اونٹ کو کہتے ہیں لفظ ضامر کا اطلاق نر و مادہ دونوں پر ہوتا ہے) ہر دور کی راہ سے (کمزور اونٹنیاں ہیں) آتی ہیں (یاتین فعل جمع مذکر غائب کل ضامر کے معنی کی رعایت کرنے کے لیے ذکر کیا گیا ہے، فجّ کے معنی راستہ، اور عمیق کے معنی بعید ہے) تا کہ وہ حاضر ہوں (تجارت کر کے اپنے دنیاوی) فائدے کو (یا اخروی فائدے کو یا دینی اور دنیاوی دونوں طرح کے فائدے کو اس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں) اور اللہ کا نام لیں جانے ہوئے دنوں میں (ایام معلومات سے مراد یا تو دس ذوالحجہ ہے یا عرفہ کا دن ہے یا یوم النحر سمیت تمام ایام تشریق مراد ہیں، اس کی تفسیر میں بھی مختلف اقوال ہیں) اس پر کہ انہیں روزی دی بے زبان چوپائے (اونٹ، گائے، بکری جنہیں عید کے دن اور اس کے بعد تحفہ دینے یا ھدی کے لیے ذبح کیا جاتا ہے) تو ان میں سے خود کھاؤ (جب کہ قربانی بطور استحباب ہو) اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ......۳......("البائس" الفقیر سخت محتاجی کو کہتے ہیں) پھر اپنا میل کچیل اتاریں (یعنی اپنے میل کچیل اور اسی قسم کی گندگی ہے جیسے ناخن وغیرہ کے بڑھنے کو زائل کریں) اپنی منتیں پوری کریں ......۴......(ھدی دینے یا جانور ذبح کرنے کی منت کو، ولیوفوا کو مشدد و مخفف دونوں پڑھا گیا ہے) اور اس قدیم گھر کا طواف (طواف افاضہ) کریں (بیت اللہ کو البیت العتیق، اس لیے کہتے ہیں کہ یہ وہ پہلا گھر ہے جسے لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے) یہ (ذلک مبتداء مقدر الامر یا الشان کی خبر ہے، مذکور بات یہ ہے) اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے......۵......(حرمت اللہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو حلال نہیں ہے) تو وہ (یعنی اس کا یہ تعظیم کرنا) اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے اور تمہارے لیے حلال کئے گئے بے زبان چوپائے (یعنی ان چوپایوں کو ذبح کرنے کے بعد کھانا تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے) سوا ان کے (جن کی حرمت) تم پر پڑھی جاتی ہے (آیت مبارکہ حرمت علیکم المیتتہ ......الخ، اس آیت میں استثناء منقطع ہے اور یہاں استثناء کا متصل ہونا بھی درست ہے اور انعام پر حرمت خود سے مرجانے وغیرہ سے عارض ہوگی) تو دور ہو بتوں کی گندگی سے (من الاوثان، میں من بیانیہ ہے یعنی بتوں سے دور رہو) اور بچو جھوٹی بات سے (القول الزور سے مراد کفار مکہ کا تلبیہ میں اللہ عزوجل کے ساتھ بتوں کو شریک کرنا ہے یا اس سے مراد جھوٹی گواہی دینا ہے) نرے اللہ کے ہو کر (حنفاء للہ کا معنی ہے اسلام لاتے، اور ماسوا اسلام کے ہر دین سے عدول کرتے) کہ اس کا ساجھی کسی کو نہ کرو (غیر مشرکین ماقبل کی تاکید ہے، حنفاء للہ اور غیر مشرکین بہ دونوں واجتنبوا کی ضمیر سے حال ہیں) اور جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا گرا آسمان سے (خر بمعنی سقط ہے) کہ پرندے اسے اچک لے جاتے ہیں (جلدی سے) یا ہوا اسے کسی دور جگہ پھینکتی ہے (پس اسے اپنے بچنے کی امید بھی نہیں رہتی، تھوی بہ بمعنی تسقطہ ہے اور سحیق بمعنی بعید ہے معاملہ یہ ہے کہ ذلک سے پہلے الامر مبتداء محذوف ہے) اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ (یعنی ان نشانیوں کی تعظیم کرنا) دلوں کی پرہیزگاری سے ہے (شعائر اللہ سے مراد بدنہ ہیں جنہیں حرم لے جایا جاتا ہے اور ان کی تعظیم یہ ہے کہ وہ فربہ اور خوبصورت لیے جائیں، اور بدنوں کو شعائر اللہ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ایسی علامت رکھتی ہیں جن سے ان کا ہدی ہونا معلوم ہوتا ہے) تمہارے لیے چوپائے میں فائدے ہیں (جیسے ان پر سوار ہونا یا بوجھ لادنا اس طرح سے کہ انہیں ضرر نہ پہنچے) ایک مقررہ میعاد

تک (یعنی ان کے ذبح کے وقت تک) پھران کا پہنچنا ہے اس قدیم گھر تک (یعنی اس قدیم گھر کے پاس اور مراد اس سے تمام ہی حرم ہے "محلھا" کا معنی ہے پھران جانوروں کے ذبح کے حلال ہونے کا مقام اس قدیم گھر کے پاس ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ بوانا لابراھیم مکان البیت ان لا تشرک بی شیئا وطھر بیتی للطائفین والقائمین والرکع السجود﴾.

و: عاطفہ، اذ: ظرفیہ مضاف، بوانا: فعل وضمیر ذوالحال، ان: مصدریہ، لا تشرک بی شیئا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، طھر: فعل امر بافاعل، لام: جار، الطائفین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، طھر: فعل امر بافاعل، لام: جار، الطائفین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، القائمین: معطوف اول، و: عاطفہ، الرکع السجود: مرکب توصیفی، معطوف ثانی ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر بتاویل مصدر "قائلین له" قول محذوف کے لیے مقولہ، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر فاعل، لا براھیم: ظرف لغو، مکان البیت: مفعول، ملکر مضاف الیہ، ملکر "اذکر" فعل محذوف کے لیے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذن فی الناس بالحج﴾.

و: عاطفہ، اذن: فعل امر وضمیر ذوالحال، بالحج: ظرف مستقر "معنا" محذوف کے لیے، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر فاعل، فی الناس: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یاتوک رجالا وعلی کل ضامریاتین من کل فج عمیق ○ لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومت علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام﴾.

یاتوا: فعل وضمیر ذوالحال، رجالا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، علی: جار، کل: مضاف، ضامر: موصوف، یاتین من کل فج عمیق: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "رکبانا" محذوف کے لیے، ملکر شبہ جملہ معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل، ک ضمیر مفعول، لام: جار، یشھدوا: فعل بافاعل، منافع لھم: مرکب توصیفی مفعول، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یذکروا اسم اللہ فی ایام معلومت: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، علی: جار، ما رزقھم من بھیمۃ الانعام: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر معطوف، ملکر بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر﴾.

ف: فصیحہ، کلوا منھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اطعموا: فعل امر بافاعل، البائس الفقیر: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ثم لیقضوا تفثھم ولیوفوا نذورھم ولیطوفوا بالبیت العتیق﴾.

ثم: عاطفہ، لیقضوا تفثھم: فعل امر غائب بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لیطوفوا: فعل امر غائب بافاعل، بالبیت العتیق: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک ومن یعظم حرمت اللہ فھو خیر له عند ربه﴾.

ذلک: مبتدا محذوف، "الامر" کے لیے خبر، جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یعظم حرمت اللہ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ھو: مبتدا، خیر له: شبہ جملہ ذوالحال، عند ربه: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جزا، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واحلت لکم الانعام الا ما یتلی علیکم﴾.

و: عاطفہ، احلت لکم: فعل مجہول وظرف لغو، الانعام: مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، ما یتلی علیکم: موصول صلہ ملکر مستثنیٰ، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور حنفاء لله غير مشركين به﴾.

ف: عاطفہ، اجتنبوا: فعل امر بافاعل، الرجس: ذوالحال، من الاوثان: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اجتنبوا: فعل امر وضمیر ذوالحال، حنفآء لله: مشبہ جملہ حال اول، غیر مشرکین به: حال ثانی، ملکر فاعل، قول الزور: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن يشرك بالله فكانما خر من السماء فتخطفه الطير او تهوى به الريح في مكان سحيق﴾.

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یشرک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، کانما: حرف مشبہ و ماکافہ، خر من السماء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تخطفه الطير: جملہ فعلیہ معطوف اول، او: عاطفہ، تهوى به الريح: فعل وظرف لغو وفاعل، في مكان سحيق: ظرف لغو، ملکر معطوف ثانی، ملکر جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلك ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب﴾.

ذلک: مبتدا محذوف "الامر" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یعظم شعائر الله: جملہ فعلیہ شرطیہ، ف: جزائیہ، انها: حرف مشبہ واسم: من تقوى القلوب: ظرف مستقر خبر، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لكم فيها منافع الى اجل مسمى ثم محلها الى البيت العتيق﴾

لکم: ظرف مستقر حال مقدم، فیها: ظرف مستقر حال مقدم، منافع: موصوف، الى اجل مسمى: ظرف مستقر صفت، ملکر ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ثم: عاطفہ، محلها: مبتدا، الى البيت العتيق: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تعمیر کعبہ معظمہ کا بیان:

۱۔۔۔۔۔تفسیر جمل میں امام قسطلانی کے حوالے سے ہے کہ کعبہ کی تعمیر دس مرتبہ ہوئی: (۱)۔۔۔۔۔تعمیرِ ملائکہ: مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ ہر آسمان میں ایک گھر بنائیں اور اسی طرح زمین میں بھی۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں: "کل بیت اللہ چودہ ہیں۔" نیز مروی ہے کہ جب فرشتوں نے کعبۃ اللہ کی بنیاد رکھی تو زمین اپنی انتہاء تک پھٹ گئی اور پھر فرشتوں نے اس میں اونٹوں کی مثل بڑے بڑے پتھر پھینک دیئے، پس یہی پتھر وہ بنیاد ہیں جن پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ (۲)۔۔۔۔۔تعمیرِ آدم: حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو اس کی تعمیر کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا گیا کہ چونکہ آپ سب سے پہلے انسان ہیں لہٰذا یہ سب سے پہلا گھر ہے جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ (۳)۔۔۔۔۔تعمیرِ شیث: حضرت سیدنا شیث علیہ السلام نے اسے مٹی اور پتھروں سے تعمیر فرمایا، یہ گھر آپ علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے زمانے تک برقرار رہا، پھر طوفانِ نوح میں زیرِ آب آ گیا اور اس کی جگہ کی شناخت باقی نہ رہی۔ (۴)۔۔۔۔۔تعمیرِ ابراہیم: چوتھی مرتبہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اس کی بنیادوں کی نشاندہی فرمائی، یہی وجہ ہے کہ ارشاد فرمایا گیا: "اس جہانِ رنگ و بو میں کعبہ سے بڑھ کر اشرف واعلیٰ کوئی عمارت نہیں۔" اس لئے کہ اس کے بنانے کا حکم دینے والی ذات، ذاتِ ربِ جمیل، اس کی حدود کی نشاندہی کرنے والے حضرت جبریل، جبکہ بنانے والے ربِ جلیل کے خلیل علیہ السلام اور معاون حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ (۵)۔۔۔۔۔تعمیرِ

عمالقہ۔(۶)......تعمیر جرہم: قبیلہ جرہم میں سے اسکی تعمیر حرث بن مضاض اصغر نے کی۔(۷)......تعمیر قصی: یہ حضور ﷺ کے اجداد میں سے پانچویں تھے۔(۸)......تعمیر قریش: قبیلہ قریش اور حضور ﷺ نے ملکر تعمیر کعبہ فرمائی، اس وقت آپ ﷺ کی عمرِ مبارک (35) سال تھی۔(۹)......تعمیر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ: نویں مرتبہ اسکی تعمیر حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کی اور اسکا سبب یہ بنا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سن چونسٹھ ہجری کے اوائل میں جبکہ یزید بن معاویہ کے معاندین نے محاصرہ کرکے منجنیق کے ذریعے کعبہ معظمہ پر سنگ باری کی تو حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ امارت میں استخارہ اور مشورہ کرنے کے بعد اسے شہید کردیا جو کہ سن چونسٹھ ہجری، نصف جمادی الآخر ہفتہ کا دن تھا اور جب ڈیڑھ قامت تک منہدم کرچکے تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی کھڑی کی ہوئی بنیادوں کو اونٹ کی کوہان کی طرح پایا کہ وہ ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں یہاں تک کہ اگر بنیاد کے ایک طرف ضرب ماری جاتی تو دوسری طرف ہلنے لگتی، بہرحال انہوں نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قائم کردہ بنیادوں پر ہی اس کی تعمیر فرمادی اور اس میں وہ حصہ یا گوشہ بھی شامل فرمادیا جو قریش نے اس سے نکال دیا تھا، نیز زمین کے ساتھ ملے ہوئے اس کے دو دروازے بنائے جن میں سے ایک دروازہ تو آج تک موجود ہے جبکہ دوسری جانب کا دروازہ بند کردیا گیا ہے، حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسکے بنانے کا آغاز جمادی الآخر میں اور اختتام ماہِ رجب سن پینسٹھ ہجری میں کیا، اس کے بعد سو اونٹ فقراء کیلئے ذبح فرمائے۔(۱۰)......تعمیرِ حجاج: حجاج بن یوسف نے اس کی بنیاد مطاف کی جانب دیوار بنا کر کی اور رکن یمانی کی جانب مغربی دروازہ بند کرکے مشرقی دروازے کے نیچے کی جانب دہلیز سے چار ذراع اور ایک بالشت کا فاصلہ چھوڑ دیا جبکہ بقیہ عمارت حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بنائی ہوئی طرز پر رہنے دی، کعبہ معظمہ کی عمارت آج تک حجاج کی بنائی ہوئی طرز پر ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۱۵۹، ۱۶۰)

حج کا اذنِ عام کرنا:

۲......حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جبل ابی قبیس پر کھڑے ہو کر ندا فرمائی "لوگوں تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے اور تمہارے اوپر اس کا حج کرنا واجب کیا ہے لہٰذا تم اپنے رب کی ندا پر لبیک کہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چہرہ مبارک کو دائیں بائیں شرقاً غرباً گھمایا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر ماؤں کے رحموں اور باپوں کی صلبوں سے لبیک کی گئی اور یہ جواب انہوں نے دیا جن کے مقدر میں حج کرنا لکھا تھا۔ اور سب سے پہلے اہل یمن نے جواب کے طور پر لبیک کہا پس اس دن سے لیکر قیامت تک کوئی حاجی حج نہیں کرسکتا مگر وہ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ندا پر لبیک کہا ہو۔ پس جس کسی نے ایک مرتبہ جواباً لبیک کہا ہوگا وہ ایک حج کرے گا اور جس نے دو مرتبہ جواباً لبیک کہا ہوگا وہ دو مرتبہ حج کرے گا وعلی ھذا القیاس۔ (الجمل، ج۵، ص۱۹۰)۔

سوال ہوتا ہے کہ منافع اور ایام معلومات سے کیا مراد ہے؟ منافع سے مراد حاجی کا تجارت وغیرہ سے نفع حاصل کرنا مراد ہے اور اخروی فائدہ یعنی ثواب بھی مراد ہے۔ اور ایام معلومات کے بارے میں متعدد اقوال ہیں چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تحت اس سے مراد ایام تشریق ہیں جبکہ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد یوم عرفہ سے لیکر ایام تشریق کے آخر تک کے ایام ہیں جس

پر ﴿علی مارزقهم من بهيمة الانعام (الحج:۲۸)﴾ سے استدلال کیا گیا ہے۔ (المرجع السابق)۔

حج کی قربانی کے گوشت کا استعمال:

۳...... قربانی کے جانور میں جو شرطیں پائی جاتی ہیں وہی شرائط ھدی میں بھی پائی جائیں گی، مثلا اونٹ پانچ سال کا، گائے دو سال کی، بکری ایک سال کی مگر بھیڑ دنبہ چھ مہینے کا، اگر سال بھر والی کی مثل ہو تو ہو سکتا ہے اور اونٹ گائے میں یہاں بھی سات آدمی کی شرکت ہو سکتی ہے۔ ھدی کا گوشت حرم کے مساکین کو دینا بہتر ہے، اس کی نکیل اور جھولی کو خیرات کر دیں اور قصاب کو اس کے گوشت میں سے کچھ نہ دیں، ہاں اگر اُسے بطور تصدق دیں تو حرج نہیں۔ (الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الحج، باب الهدى، ج٤، ص ٣٦)

بعد قربانی وحلق احرام کی پابندی کا ختم ہونا:

۴...... دسویں کو رمی جمار سے فارغ ہو کر قربانی کریں اور قربانی کے بعد حلق یا قصر کرنے پر احرام کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ قربانی کے بعد قبلہ رو بیٹھ کر مرد حلق کریں یعنی پورے سر منڈائیں کہ یہ افضل ہے یا بال کترائیں کہ رخصت ہے، عورتوں کو بال مونڈانا حرام ہے، ایک پورہ برابر کتروا دیں، مفرد اگر قربانی کرے تو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ قربانی کے بعد حلق کرے اور اگر حلق کے بعد قربانی کی جب بھی حرج نہیں اور تمتع اور قران والے کے لیے بعد حلق قربانی واجب ہے یعنی اگر قربانی سے پہلے سر مونڈائے گا تو دم واجب ہوگا۔ جب تک حلق وتقصیر نہ ہو جائے ناخن نہ کتروائیں، خط نہ بنوائیں، ورنہ دم واجب ہوگا۔ اب عورت سے صحبت کرنے، شہوت کے ساتھ اسے ہاتھ لگانے، بوسہ لینے، شرم گاہ دیکھنے کے سوا جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا سب حلال ہو گیا۔

(بہار شریعت مخرجہ، حلق وتقصیر کا بیان، حصہ :٦، ص ١١٤٢ وغیرہ)

شعائر اللہ عزوجل کی تعظیم:

۵...... اس مقام پر حرمتوں کے پاس رکھنے کو شعائر اللہ کہا، سورۃ البقرۃ میں صفا و مروہ کو شعائر اللہ کہا، کہیں قربانی کے جانور کو بھی شعائر اللہ کہا۔ الغرض جن جن باتوں سے یاد الٰہی ملتی ہے، تقویٰ و پرہیز گاری ملے، انہیں شعائر اللہ کہا جاتا ہے جب قربانی کے جانور کو شعائر اللہ کہہ سکتے ہیں تو پھر جہاں سے یاد الٰہی کا بیش بہا خزانہ ملے، ایمان میں پختگی ملے، وہ دربار والے بزرگان دین اس تعریف میں کیونکر داخل نہ ہونگے۔

اغراض: ای بعیر مهزول: جیسا کہ مفسر کے کلام سے واضح ہے کہ مراد دبلے اونٹ ہیں چاہے یہ اونٹ مذکر ہوں یا مؤنث، امام شافعی فرماتے ہیں کہ پیدل چلنا سوار ہونے سے افضل ہے اس لیے کہ پیدل چلنے والے کو ہر ہر قدم پر سات سو نیکیاں ملیں گی اور حرم پاک میں ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے، اور سواری پر سوار ہو کر حج پر جانے میں مسافر کو سواری کے ہر قدم پر ستر نیکیاں ملیں گی، پس امام شافعی نے اسی سے پیدل سفر کو سواری کے مقابلے میں افضل قرار دیا ہے۔ اور امام مالک فرماتے ہیں کہ سوار ہونا افضل ہے کیونکہ یہ شکر سے زیادہ قریب ترین ہے اور اس لیے بھی کہ سید عالم ﷺ نے حج پر جانے کے لیے سواری کا اہتمام فرمایا، اگر پیدل سفر کرنا افضل ہوتا تو سید عالم ﷺ پیدل سفر فرماتے۔ میں (علامہ صاوی) یہ جواب دوں گا کہ حدیث سواری پر سوار ہو کر سفر حج کرنے کے افضل ہونے کا تقاضا نہیں کرتی۔

بالتجارۃ: حاجی کے لیے بغیر کسی کراہیت کے تجارت کرنا جائز ہے جب کہ سفر محض تجارت کی غرض سے نہ ہو۔
من الاوثان: سے مراد بت ہیں، اس لیے کہ قوم جرہم اور عمالقہ کے بت بیت الحرام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنا (تعمیر کعبہ) سے پہلے تھے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کعبۃ اللہ کو اللہ کی بندگی کے علاوہ معبودان ناحق سے پاک کیا جائے، یہ جملہ اظہار توحید سے بطور کنایہ مستعمل ہے، اور یہ درست ہے کہ اللہ کا گندگی، خون اور ہر قسم کی گندگی جسے انسان ناپسند کرتا ہو لہٰذا انسان کو پاک ہونا چاہیے۔
علی جبل ابی قبیس: کا بیان حاشیہ نمبر۲ میں دیکھ لیں۔ لانہ اول بیت وضع: بیت اللہ کو بیت العتیق اور عتیقا بھی کہتے ہیں، اس لیے کہ اللہ عزوجل نے اس پاک گھر کو جابروں سے نجات دی اور طوفان کے دنوں میں اسے غرق ہونے سے بچاتے ہوئے بلند اٹھالیا۔ ویجوز ان یکون متصلا: اللہ عزوجل کے فرمان ﴿والانعام﴾ میں عمومیت پائی جاتی ہے جیسا کہ خون اور خنزیر کا گوشت۔
ھی ما لا یحل انتھا کہ: یعنی اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو جن عبادات کا مکلف بنایا ہے، وہ واجب، سنت، مستحب، مکروہ، حرام کے درجات میں منقسم ہیں اور قبول وخضوع کے اعتبار سے ان شعائر کی تعظیم بطور کنایہ ذکر کی گئی ہے، پس واجب، سنت اور مستحب جیسے تمام افعال میں ان شعائر کی تعظیم اور مکروہ وحرام کے تمام افعال کو ترک کرنا، الختصر۔
بان تستحسن: یعنی بھلائی کو اختیار کرے، اور اس میں بھاری ثمن بھی خرچ کرے، جیسا کہ روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قربانی کا جانور خریدنے کے لیے تین سو دینار خرچ کرے۔
کرکوبھا والحمل علیھا: یعنی قربانی کے جانور کا بچا ہوا دودھ جو کہ اس جانور کے بچے کے استعمال کے اور بھی بچ جائے اسے پینا جائز ہے۔ (تلخیص از صاوی، ج٤، ص١٣٤)

ایک اھم بات

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

عرف کو ملحوظ رکھنے میں شرع کی مخالفت نہیں ہونی چاہیے!

عرف پر عمل کیا جائے گا بشرط یہ کہ وہ شریعت کے خلاف نہ ہو جیسا کہ ٹیکس اور سود وغیرہ یہ (اگرچہ عام ہو چکے ہیں لیکن شرع کے خلاف ہونے کے باعث ممنوع ہیں اور رہیں گے) مفتی اور قاضی بلکہ مجتہد کے لئے بھی لوگوں کے حالات کی خبر رکھنا ضروری ہے۔ علماء فرماتے ہیں "جو اہل زمانہ کا علم نہ رکھتا ہو وہ جاہل ہے" اور ہم یہ بات پہلے بیان کر آئے کہ علماء کا قول یہ ہے کہ قضاء سے متعلق امور میں امام ابو یوسف علیہ رحمۃ اللہ الرؤف کے قول پر فتویٰ دیا جائے گا، کیونکہ انہیں اس طرح کے مسائل کا تجربہ تھا اور وہ لوگوں کے حالات سے بخوبی واقف تھے۔ بحر الرائق میں امام کردری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی مناقب امام اعظم کے حوالے سے ہے "امام محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد رنگریزوں کے پاس جایا کرتے تھے اور ان سے ان کا طریقہ کار اور ان کے آپس کے لین دین کے بارے میں دریافت کرتے"۔ علماء فرماتے ہیں جب زمین کا مالک اپنی زمین میں اعلیٰ چیز کاشت کرنے کی قدرت رکھتا ہو اس کے باوجود ادنیٰ چیز کاشت کرے تو اس پر اعلیٰ چیز کا خراج دینا واجب ہوگا۔ علماء فرماتے ہیں یہ مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود بھی اس پر فتویٰ نہیں دیا جائے گا تاکہ ظالم لوگ عوام کے اموال پر قبضہ کرنے کی جرأت نہ کریں۔ عنایۃ میں اس بات کا رد کرتے ہوئے فرمایا: "مسئلہ کو چھپانا کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟ اگر حکام ایسی صورت میں اعلیٰ شے کا خراج وصول کریں تو یہ درست ہے کہ اس صورت میں اعلیٰ شے کا خراج ہی واجب ہوتا ہے"۔ (درس عقود رسم المفتی ۲۰۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ﴾اى جَمَاعةٍ مومنةٍ سلفت قبلكم﴿جَعَلْنَا مَنْسَكًا ؕ﴾بفتح السِّينِ مَصدرٌ و بكسرها اِسمُ مَكانٍ اى ذِبحا قُربانا او مكانهُ﴿لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ﴾عِند ذَبحِها﴿فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ﴾انقادوا﴿وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ (۳۴)﴾المطيعينَ المتواضعينَ﴿الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ﴾خافتْ﴿قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ﴾مِنَ البلايا﴿وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ﴾اوقاتها﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (۳۵)﴾يتصدّقونَ﴿وَالْبُدْنَ﴾جمعُ بَدَنةٍ وهيَ الْاِبلُ﴿جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾اعلامِ دينه﴿لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖۗ﴾نفعٌ فِي الدنيا كما تقدَّمَ واَجرٌ فِي العُقبىٰ﴿فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا﴾عِندَ نحرِهَا﴿صَوَآفَّ ۚ﴾قائمةً على ثلاثٍ معقولةَ اليَدِ اليُسرىٰ﴿فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا﴾سقطتْ الى الارضِ بعدَ النَّحرِ وهُوَ وقتُ الاكلِ منها﴿فَكُلُوْا مِنْهَا﴾اِنْ شِئتُمْ﴿وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ﴾الَّذى يقنعُ بما يُعطى ولا يَسألُ ولا يَتعرَّضُ﴿وَالْمُعْتَرَّ ؕ﴾السائلَ اوِ المُتعرِّضَ﴿كَذٰلِكَ﴾اى مِثلُ ذلكَ التسخيرِ﴿سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ﴾بانْ تنحَرَ وتَركَبَ والَّا لم تُطِقْ﴿لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۳۶)﴾انعامِي عليكُمْ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا﴾اى لا يرفعانِ اليه﴿وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ﴾اى يرفعُ اليهِ منكمُ العَمَلُ الصَّالِحُ الخالصُ لهُ معَ الايمانِ﴿كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ﴾ارشدكُمْ لِمعالِمِ دينهِ ومناسِكِ حَجِّهِ﴿وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ (۳۷)﴾المُوحِّدينَ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ﴾غوائلَ المُشركينَ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ﴾فِي امانتِهِ﴿كَفُوْرٍ (۳۸)﴾لِنِعمتِهِ وهُمُ المُشركونَ المعنىٰ انَّهٗ يُعاقِبُهم.

﴿ترجمہ﴾

اور ہرامت کے لیے (یعنی تم سے قبل گزرنے والی ہر مسلمان جماعت کے لیے) ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی (منسکا سین مفتوحہ کے ساتھ ہوتو یہ مصدر ہوگا اور معنی یہ ہوگا کہ جانور کو مقرر فرمایا) کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر (ان کو ذبح کرنے کے وقت......۱......) تو تمہارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے حضور گردن رکھو (اس کی فرمانبرداری کرو) اور اے محبوب خوشی سنادوان فرمانبرداروں تواضع کرنے والوں کو (المخبطین تواضع وفرمانبرداری کرنے والوں کو کہتے ہیں......۲......) ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں (وجلت بمعنی خافت ہے) اور جو (افتاد) پہنچے اس کے سہنے والے اور نماز (اس کے اوقات میں) قائم کرنے والے اور ہمارے دیئے سے خرچ کرتے ہیں (صدقہ کرتے ہیں) اور قربانی کے ڈیل دار جانور (البدن جمع ہے بدنۃ کی، اور مراداونٹ ہیں)

ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں سے کیے (یعنی اللہ کے دین کی نشانیوں سے کیے......۳) تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے (دنیاوی فوائد ہیں جیسا کہ اس کا ذکر پہلے گزرا اور میں اس پر تمہارے لیے اجر ہے) تو اس پر اللہ کا نام لو (اس کے نحر کے وقت) ایک پاؤں بندھے تین پاؤں سے کھڑے (یعنی اگلا پاؤں بندھا ہوا اور بقیہ تین پاؤں پر اونٹ کھڑا ہوا ہو) پھر جب ان کی کروٹیں گر جائیں (یعنی نحر ہونے کے بعد اونٹ پر گر جائیں اور یہ اس میں سے کھانے کا وقت ہے، اگر چاہو) تو خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے (یعنی جو گوشت مل جائے اس پر قناعت کرنے والے ہیں، اور خود سے نہ مانگو ورنہ اس کے درپے رہے) اور بھیک مانگنے والے کو......۴ (معتر کا معنی سوال کرنے والا یا درپے ہونے والا ہے) اسی طرح (یعنی اسی تسخیر کی طرح) ہم نے ان کو تمہارے بس میں کر دیا (کہ تم انہیں نحر کرتے اور ان پر سوار ہوتے ہو اگر ہم نے انہیں تمہارے لیے مسخر نہ کیا ہوتا تو تمہیں اس کی طاقت نہ ہوتی) کہ تم (میرے انعامات کا جو میں نے تم پر کیے ہیں) احسان مانو اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون (یعنی اللہ ﷻ کی بارگاہ میں ان کی رسائی نہیں ہوتی) ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے (یعنی ایمان کے ساتھ اخلاص کے ساتھ اس کی رضا کے لیے کیے گئے نیک عمل کی رسائی اس کی بارگاہ میں ہوتی ہے) یونہی ان کو تمہارے بس میں کر دیا کہ تم اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ تم کو ہدایت فرمائی (تمہارے دین کے معاملہ اور حج کے مناسک کی طرف تمہاری رہنمائی فرمائی) اور اے محبوب خوشخبری سناؤ محسنین (موحدین) کو بیشک اللہ ٹالتا ہے مسلمانوں سے (مشرکین کے مکر وفریب کو) بیشک اللہ دوست نہیں رکھتا (امانت میں) خیانت کرنے والے (اس کی نعمتوں کی) ناشکری کرنے والے کو (مراد اس سے مشرکین ہیں، یا معنی یہ ہے کہ وہ انہیں سزا دیگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام﴾۔

و: مستانفہ، لکل امۃ: ظرف لغو مقدم، جعلنا: فعل با فاعل، منسکا: مفعول، لام: جار، یذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام: جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فالھکم الہ واحد فلہ اسلموا وبشر المخبتین﴾۔

ف: فصیحہ، الھکم: مبتدا، الہ واحد: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، لہ اسلموا: ظرف لغو مقدم وفعل امر وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، بشر: فعل امر با فاعل، المخبتین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم والصبرین علی ما اصابھم والمقیمی الصلوۃ﴾۔

الذین: موصول، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، ذکر اللہ: فعل با نائب الفاعل، ملکر شرط، وجلت قلوبھم: جملہ فعلیہ جزا، ملکر صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الصبرین علی ما اصابھم: شبہ جملہ معطوف اول، و: عاطفہ، المقیمی الصلوۃ: شبہ جملہ معطوف ثانی، ملکر ماقبل "المخبتین" کے لیے صفت یا بدل واقع ہے۔

﴿ومما رزقنھم ینفقون ○ والبدن جعلنھا لکم من شعائر اللہ﴾۔

و: عاطفہ، مما رزقنھم: ظرف لغو مقدم، ینفقون: فعل با فاعل ملکر جملہ فعلیہ معطوف ہے ماقبل "اذا ذکر اللہ" پر، و: عاطفہ، البدن: مفعول بناء بر اشتغال فعل محذوف "جعلنا" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ، جعلنھا لکم: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، من شعائر اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لکم فیھا خیر فاذکروا اسم اللہ علیھا صواف﴾.

لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، فیھا: ظرف مستقر حال مقدم، خیر: ذوالحال ملکر مبتدامؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحہ، اذکروا اسم اللہ: فعل امر بافاعل ومفعول، علی: جار، ھا: ذوالحال، صواف: حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاذا وجبت جنوبھا فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر﴾.

ف: عاطفہ، اذا: ظرف شرطیہ مفعول فیہ مقدم، وجبت جنوبھا: فعل وفاعل، ملکر شرط، ف: جزائیہ، کلوا منھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اطعموا: فعل امر بافاعل، القانع والمعتر: مفعول، ملکر معطوف، ملکر جزا، ملکر شرطیہ۔

﴿کذلک سخرنھا لکم لعلکم تشکرون﴾.

کذلک: ظرف مستقر "تسخیر" مصدر محذوف کے لیے مفعول مطلق مقدم، سخرنھا: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، لعلکم تشکرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم﴾.

لن ینال اللہ: فعل نفی ومفعول، لحومھا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، دمآء ھا: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لکن: مخففہ، ینالہ: فعل ومفعول، التقوی: ذوالحال، منکم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک سخرھا لکم لتکبروا اللہ علی ما ھداکم وبشر المحسنین﴾.

کذلک: ظرف مستقر، "تسخیر" مصدر محذوف کے لیے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، سخرھا: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، تکبروا اللہ: فعل بافاعل ومفعول، علی ما ھدلکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، بشر: فعل امر بافاعل، المحسنین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان اللہ یدافع عن الذین امنوا ان اللہ لایحب کل خوان کفور﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ بالاسم، یدافع عن الذین امنوا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لایحب کل خوان کفور: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ذبح کے مسائل:

ا.....بعض جانور ذبح کئے جاسکتے ہیں اور بعض نہیں، جو شرعاً ذبح کئے جاسکتے ہیں، ان میں یہ دو مچھلی اور ٹڈی بغیر ذبح حلال ہیں اور جو ذبح کئے جاسکتے ہیں وہ بغیر ذکاۃ شرعی حلال نہیں، ذکاۃ شرعی کا مطلب یہ ہے کہ جانور کو اس طرح نحر یا ذبح کیا جائے کہ حلال ہوجائے۔

(الدر المختار مع ردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۲۳)

ذکاۃ شرعی دو قسم پر ہے، اختیاری اور اضطراری، ذکاۃ اختیاری کی دو قسمیں ہیں: ذبح اور نحر، ذکاۃ اضطراری یہ ہے کہ جانور کے بدن میں کسی جگہ نیزہ وغیرہ بھونک کر خون نکال دیا جائے اس سے مخصوص صورتوں میں جانور حلال ہوتا ہے۔ حلق کے آخری حصہ میں نیزہ وغیرہ بھونک کر رگیں کاٹ دینے کو نحر کہتے ہیں۔ ذبح کی جگہ حلق اور لبہ کے مابین ہے، لبہ سینہ کے بالائی حصہ کو کہتے ہیں، اونٹ

کو نحر کرنا اور گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنا سنت ہے اور اگر اس کا عکس کیا یعنی اونٹ کو ذبح کیا اور گائے کو نحر کیا تو جانور حلال ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے کہ سنت کے خلاف ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۲۳)

جو رگیں ذبح میں کاٹی جاتی ہیں وہ چار ہیں: حلقوم یہ وہ ہے جس میں سانس آتی جاتی ہے، مری اس سے کھانا پینا اترتا ہے، ان دونوں کے اغل بغل اور دو رگیں ہوتی ہیں جن میں خون کی روانی ہے ان کو ودجین کہتے ہیں۔ پورا حلقوم ذبح کی جگہ ہے یعنی اس کے اعلیٰ، اوسط، اسفل جس جگہ بھی ذبح کیا جائے جانور حلال ہوگا، آج کل چونکہ چمڑے کا نرخ زیادہ ہے اور یہ وزن یا ناپ سے فروخت ہوتا ہے اس لیے قصّاب اس کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح بھی چمڑے کی مقدار بڑھ جائے اور اس کے لیے یہ ترکیب کرتے ہیں کہ بہت اوپر سے ذبح کرتے ہیں اور اس صورت میں ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ یہ ذبح فوق العُقدہ (گھنڈی یعنی گلے کی ابھری ہوئی ہڈی سے اوپر) ہو جائے اور اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ جانور حلال ہوگا یا نہیں، اس باب میں قول فیصل یہ ہے کہ ذبح فوق العقدہ میں اگر تین رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہے ورنہ نہیں، علماء کا یہ اختلاف ہے رگوں کے کٹنے میں احتمال دیکھتے ہوئے احتیاط ضروری ہے کہ یہ معاملہ حلت وحرمت کا ہے اور ایسے مقام پر احتیاط لازم ہوتی ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۲۴)

ذبح میں قصداً بسم اللہ نہ کہی جانور حرام ہے، اور اگر بھول کر ایسا ہوا جیسا کہ بعض مرتبہ شکار کے ذبح میں جلدی ہوتی ہے اور جلدی میں بسم اللہ کہنا بھول جاتا ہے اس صورت میں جانور حلال ہے۔ (الهداية مع بداية المبتدی، كتاب الذبائح، ج۷، ص۱۲۹)

خود ذبح کرنے والے پر بسم اللہ کہنا ضرور ہے دوسرے کا کہنا اس کے کہنے کے قائم مقام نہ ہوگا یعنی دوسرے کے بسم اللہ کہنے سے جانور حلال نہ ہوگا جب کہ ذابح (ذبح کرنے والے) نے قصداً ترک کیا ہو اور دو شخصوں نے ذبح کیا تو دونوں کا بسم اللہ کہنا ضروری ہے ایک نے بھی جان بوجھ کر چھوڑ دیا تو جانور حرام ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۳۰)

مخبطین کا بیان:

۲.....نظم قرآن میں مُخْبِتِین کا لفظ ہے، خبــت کا معنی پست زمین اور گڑھا ہے، اور جو جگہ پست ہو وہ جھکی ہوئی ہوتی ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا: مخبتین کے معنی متواضعین ہے یعنی عاجزی کرنے والے، کلبی کہتے ہیں کہ اس کا معنی ہیں زیادہ کوشش سے عبادت کرنے والے، مجاہد سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ صالحین ہیں جن کے دل اللہ ﷻ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں، عمر بن اوس نے کہا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی پر ظلم نہیں کرتے اور جب ان پر ظلم کیا جائے تو وہ اس کا بدلہ نہیں لیتے۔

(تبیان القرآن، ج۷، ص ۷۵۵)۔

قربانی کے جانور کی تعظیم:

۳.....قربانی کا اصل مقصد تقرب الی اللہ ﷻ ہے، لیکن آج کل ایسا نظر نہیں آتا، نمود و نمائش نے انسانی فطرت میں خرابی پیدا کر دی ہے خواہ مخواہ ہوس کا شکار مسلمان اپنے مال کو خرچ کرنے کے باوجود ثواب جیسے عظیم منافع کو چھوڑ کر خرافات میں پڑ جاتا ہے۔ ہر کس و ناکس کو قیمت بتلا کر، جانور کو محلے کی ہر ہر گلی میں گھما پھرا کر، خواہی نخواہی جانور کی قیمت زیادہ بتلا کر، مزید یہ بھی کہ چھوٹے چھوٹے ناسمجھ بچوں کے ہاتھ میں جانور کی رسی تھما دی جاتی ہے اور پھر حال جو ہوتا ہے وہ کسی قسم کے تبصرے کا محتاج نہیں۔ جانور کو بے جا تکلیف دینا، بھگانا، ستانا، اس کی دُم کھینچنا، بچے تو خیر بڑے بھی یہ ناشائستہ حرکات کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ بعض لوگوں کی منطق عجیب ہوتی ہے کہ منع کیا جائے تو ناراض ہوتے ہیں بلکہ بے باکی کے ساتھ یوں کہتے ہیں کہ جناب چند دن کی خوشی ہے پھر انہوں نے ذبح ہو جانا ہے۔

یہی نہیں بعض نا سمجھ بلکہ اکثریت کا یہی حال ہے جب جانور کٹنے کے قریب ہوتا ہے تو خواہ مخواہ مزہ لینے کو گھیرا بنائے لیتے ہیں، ہونا تو یہ چاہیے کہ سوچے جس طرح یہ جانور اپنے رب ﷻ کے حضور اپنی جان پیش کر رہا ہے ہم انسان اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے وقت آنے پر اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کو تیار ہیں یا نہیں؟ خوب غور کرنے کا مقام ہے، اگر خدا نہ خواستہ قصائی کی بے خیالی، کم ہمتی یا عدم مہارت کی وجہ سے جانور آدھا گلا کٹے اٹھ کھڑا ہوتا ہے جس سے بعض لوگ ہنستے شور مچاتے ہیں۔ خدا ﷻ کے بندوں کو اتنا ترس نہیں آتا کہ بے زبان جانور کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔ نیم قصائی جنہوں نے کبھی مرغی نہ کاٹی ہو ہمارے ہاں عید قرباں میں قصائی بنے نظر آتے ہیں ،ایک تو قصائی اناڑی دوسرے تماشائی دین سے بے بہرہ، اور بے زبان جانور جس اذیت کا شکار دکھائی دیتا ہے، جس کے سینے میں دل ہو وہ خون کے آنسو رودے، آہ! کیسی بے بسی ہوتی ہے جانور تڑپ رہا ہوتا ہے اور اپنا وقت بچانے کے لیے اسے ٹھنڈہ ہونے سے پہلے ہی ٹھنڈہ کرنے کی جستجو میں قصاب کٹے گلے میں چھرا کھونپے جا رہے ہوتے ہیں لیکن دین سے دوری دیکھئے کہ کوئی سمجھانے والا نہیں ہوتا۔ اللہ ﷻ کا فرمان کہ قربانی کے جانور کی تعظیم کی جائے کہ یہ شعائر اللہ ہیں اور ہوتا بالکل برعکس ہے۔ الامان والحفیظ۔

اسلام میں گداگری کا حکم:

☆...... بے ضرورت سوال کرنا حرام ہے، اور جن لوگوں نے باوجود قدرت کسب بلا ضرورت سوال کرنا اپنا پیشہ بنا لیا وہ جو کچھ اس سے جمع کرتے ہیں سب ناپاک وخبیث ہے، اور ان کا یہ حال جان کر اُن کے سوال پر کچھ دینا داخل ثواب نہیں بلکہ گناہ و ناجائز اور گناہ میں مدد کرنا ہے۔ اور جب دینا جائز نہیں تو دلانا بھی دال علی الخیر نہیں بلکہ دال علی الشر ہے۔

☆...... سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: من سال الناس اموالهم تكثرا فانما يسأل جمر جهنم فليستقل منه او يستكثر جو اپنا مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ جہنم کی آگ کا ٹکڑا مانگتا ہے"۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الزكوة، باب من سأل عن ظهر غنى، رقم۱۸۳۸:ص ۳۲۰)

لا يحل ان يسئل شيئا من القوة من له قوة يومه بالفعل اوبالقوة كالصحيح المكتسب ويأثم معطيه ان علم بحاله لاعانته على المحرم جس شخص کے پاس عملاً ایک دن کی روزی موجود ہو یا وہ روزی کمانے کی صحیح طاقت رکھتا ہو یعنی وہ تندرست وتوانا ہو، اس کے لیے روزی کا سوال کرنا جائز نہیں، اس کے حال سے آگاہ شخص اگر اسے کچھ دے گا تو وہ گناہگار ہوگا کیونکہ وہ حرام پر اس کی مدد کر رہا ہے۔ (الدرالمختار مع ردالمحتار ،باب المصرف، ج۳،ص ۳۰۵ وغیرہ)

☆...... ملعون من سأل بوجه الله وملعون من سأل بوجه الله ثم منع سائله مالم يسأل هجرا ملعون ہے جو اللہ کا واسطہ دے کر کچھ مانگے اور ملعون ہے جس سے خدا کا واسطہ دے کر مانگا جائے پھر اس سائل کو نہ دے جب کہ اس نے کوئی بیجا سوال نہ کیا ہو۔

(الترغيب والترهيب، باب:ترهيب السائل ان يسأل بوجه الله ،رقم:۱،ج۱،ص ۳۱۰)

☆...... لايسئل بوجه الله الا الجنة یعنی اللہ کا واسطہ دے کر سوائے جنت کے کچھ نہ مانگا جائے"۔

(سنن ابو داؤد، كتاب الزكوة، باب :الكراهية المسألة بوجه الله ،رقم:۱۶۴۳،ص ۳۰۹ بتغير قليل)

علمائے کرام نے بعد توفیق وتطبیق احادیث سے یہ حکم منقح فرمایا ہے کہ اللہ ﷻ کا واسطہ دے کر سوا اخروی دینی شے کے کچھ نہ مانگا جائے اور مانگنے والا اگر خدا کا واسطہ دے کر مانگے اور دینے والے کا اس شے کے دینے میں کوئی حرج دینی و دنیوی نہ ہو تو مستحب ہے وہ دے دینا ہے ورنہ نہ دے بلکہ امام عبداللہ بن مبارک ﷫ فرماتے ہیں کہ جو خدا کا واسطہ دے کر مانگے مجھے یہ خوش آتا ہے کہ اُسے کچھ نہ

دیا جائے یعنی تا کہ یہ عادت چھوڑ دے۔ سائل اگر قوی تندرست گدائی کا پیشہ ور جوگیوں کی طرح ہے تو ہرگز نہ دیا جائے کہ سوال کرنا حرام اور اسے دینا بھی حرام کہ حرام پر اعانت کرنا کہلائے گا دینے والا گنہگار ہوگا۔

(فتاوی رضویة مخرجه ، کتاب الاشربة، ج ٢٥، ص ٢١٣ وغیرہ،ملخصا)

اغراض :ای ذبحا قربانا: منسکا مفعول ہے ذبحا مصدر کا یعنی جانور کو ذبح کیا جائے اور ایک قول کے مطابق منسکا تعبد و تقرب کی ایک قسم ہے۔

انقادوا: یعنی تواضع کرے اور اپنے امور کو اللہ عزوجل کے سپرد کردے اور اس کے احکام پر راضی رہے۔

یتصدقون: یعنی نفلی صدقہ کرے، اور یہ جان رکھے کہ صدقات واجبہ کی ادائیگی اَولی ہے۔

وھی الابل: امام شافعی کے نزدیک بدنہ اونٹ کے ساتھ خاص ہے جب کہ احناف کے نزدیک بدنہ اونٹ اور گائے دونوں پر بولا جاتا ہے اور قربانی کے ہر جانور پر، پس گائے بھی اسی طرح شعائر اللہ میں سے ہے۔

ای لا یرفعان الیہ: یعنی اللہ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ بلند ہوتے ہیں اور انہی اعمال صالحہ میں صدقات بھی شامل ہیں۔

غوائل المشرکین: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مفعول دلالت مقام کی مناسبت کے لیے محذوف ہے، اور غوائل جمع ہے غائلۃ کی، مراد انسان کو پہنچنے والی وہ باتیں ہیں جسے انسان ناپسند کرے۔

وھم المشرکون : مراد خائن کافر ہیں جو ہر وقت اسی خیانت میں لگے رہتے، اور جہاں تک گناہگار مومنین کا تعلق ہے تو وہ خائن نہ تھے، اور یہ وعید کافروں کے لئے ہے، اور خائن شخص کی خیانت کا بدلہ رسوائی اور عذاب کی صورت میں ملتا ہے۔ (الصاوی، ج ٤، ص ١٣٧ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٣

﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ﴾ اَی لِلمُومِنِينَ اَن يُقَاتِلوا وهٰذِهِ اَوَّلُ ايةٍ نَزَلَتْ فِی الجهادِ ﴿بِاَنَّهُمْ﴾ اَی بِسَبَبِ اَنَّهم ﴿ظُلِمُوْا ؕ﴾ بِظُلمِ الكافِرينَ اِيَّاهُمْ ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ(۳۹)﴾ ﴿الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ﴾ فِی الْاِخراجِ مَا اُخرِجوا ﴿اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا﴾ اَی بِقولِهِمْ ﴿رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ﴾ وَحدَهُ وَهٰذَا القولُ حَقٌّ وَالْاِخراجُ بِهِ اِخراجٌ بِغَيرِ حَقٍّ ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ﴾ بَدَلُ بعضٍ مِن الناسِ ﴿بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ﴾ بِالتشديدِ للتَّكثِيرِ وبِالتَخفيفِ ﴿صَوَامِعُ﴾ لِلبُرهانِ ﴿وَبِيَعٌ﴾ كَنائِسُ لِلنَّصارىٰ ﴿وَّصَلَوٰتٌ﴾ كَنائِسُ لِليَهُودِ بِالعِبْرانِيةِ ﴿وَّمَسٰجِدُ﴾ لِلمُسلمينَ ﴿يُذْكَرُ فِيْهَا﴾ اَیِ المَواضِعُ المَذكورةُ ﴿اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ﴾ وَتَنقَطِعُ العِباداتُ بِخرابِها ﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ﴾ اَی يَنصُرُ دِينَه ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ﴾ عَلٰى خَلقِه ﴿عَزِيْزٌ (۴۰)﴾ مَنيعٌ فِی سُلطانِه وَقُدرتِه ﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ﴾ بِنَصرِهِم على عَدوِهِم ﴿اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ﴾ جَوابُ الشَّرطِ وَهوَ وَجَوابُهٗ صِلَةُ المَوصولِ وَيُقَدَّرُ قَبلَهُ هُم مُبتداٌ ﴿وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (۴۱)﴾ اَی اِليهِ مَرجَعُها فِی الْاٰخِرَةِ ﴿وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ﴾ تَسلِيَةٌ لِلنَّبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ﴾ تَانِيثُ قَومٍ بِاعْتِبارِ المعنىٰ ﴿وَّعَادٌ﴾ قَومُ

هُوْدٍ﴿وَثَمُوْدُ (۴۲)﴾قَومُ صالح﴿وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ (۴۳) وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ج﴾قَومُ شُعيبٍ﴿وَكُذِّبَ مُوْسٰى﴾كَذَّبَهَا القِبطُ اِلَّا قَومَهُ بَنُوا اِسرائيلَ اَى كَذَّبَ هٰؤلاءِ رُسُلَهم فلَكَ اُسْوَةٌ بِهِمْ﴿فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ﴾اَمْهَلْتُهم بِتاخِيرِ العِقَابِ لَهُمْ﴿ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ج﴾بِالعَذابِ﴿فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ (۴۴)﴾اَى اِنكارِى عَليهِمْ بِتَكذِيبِهِمْ بِاِهلاكِهِمْ والِاستِفهامُ لِلتَّقريرِ اَى هُوَ واقِعٌ موقِعَهُ﴿فَكَاَيِّنْ﴾اَى كَمْ﴿مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا﴾وَفِى قِراءَةٍ اَهْلَكْتُها﴿وَهِىَ ظَالِمَةٌ﴾اَى اَهْلُها بِكُفرِهِم﴿فَهِىَ خَاوِيَةٌ﴾سَاقِطَةٌ﴿عَلٰى عُرُوْشِهَا﴾سُقُوفِها﴿وَ﴾كَمْ مِنْ﴿بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ﴾مَترُوكَةٍ بِمَوتِ اَهلِها﴿وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ (۴۵)﴾رَفِيعٍ خَالٍ بِموتِ اَهلِهٖ﴿اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا﴾اَى كُفَّارُ مكةَ﴿فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ﴾بِمَا نَزَلَ بِمُكَذِّبِينَ قَبلَهُمْ﴿اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ج﴾اَخبَارَهُمْ بِالْاِهْلاكِ وَخَرابِ الدِّيارِ فَيَعْتَبِروا﴿فَاِنَّهَا﴾اَى القِصَّةَ﴿لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ (۴۶)﴾تَاكِيدٌ﴿وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ط﴾بِاِنزالِ العَذَابِ فَاَنْجَزَهُ يَومَ بَدرٍ﴿وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ﴾مِنْ اَيامِ الْاٰخِرَةِ بِالعَذَابِ﴿كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (۴۷)﴾بِالتَاءِ والياءِ فِى الدنيا﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ج﴾المُرادُ اَهْلَها﴿وَاِلَىَّ الْمَصِيْرُ (۴۸)﴾المَرجِعُ.

﴿ترجمہ﴾

پروانگی عطا ہوئی انہیں جن سے لڑا جاتا ہے(یعنی مومنین کو جنگ کرنے کی، یہ وہ پہلی آیت ہے جو حکم جہاد کے بارے میں نازل ہوئی)اس بناء پر کہ ان پر ظلم ہوا(کفار کے ان پر ظلم کرنے کی وجہ سے، بینهم میں باء سببیہ ہے)اور بیشک اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے(وہ) جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے(اس طرح نکالے جانے والوں کے نکالنے کے حق میں نہ تھے......۱......، انہیں نہ نکالا گیا)مگر اس پر کہ انہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے(یعنی انہیں ان کے اس قول کی وجہ سے نکالا گیا کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ وحدہ ہے چونکہ یہ قول حق ہے تو اس قول کے سبب نکالنا ناحق قرار پایا)اور اگر اللہ آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا(بعضهم ، بدل بعض ہے الناس سے)تو ضرور ڈھادی جاتیں(لهدمت کو دال کی تشدید و تخفیف دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے راہبوں کی)خانقاہیں اور(نصرانیوں کے)گرجا اور(یہودیوں کے)کلیسا(صلوت، عبرانی زبان میں یہودیوں کے کلیسا کو کہتے ہیں)اور(مسلمانوں کی)مسجدیں جن میں(یعنی ان مذکورہ مقامات میں)اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے(اور ان کی ویرانی سے عبادات کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے......۲......)اور بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا جو اس کی(یعنی اس کے دین کی)مدد کرے گا بیشک اللہ ضرور قدرت والا ہے(اپنی مخلوق پر)غالب ہے(اپنی سلطنت اور قدرت میں)وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں(ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد فرما کر......۳......)تو نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور بُرائی سے روکیں(اقاموا الصلوة سے لے کر آخر تک جواب شرط ہے، شرط اور جواب شرط مل کر اسم موصول کا صلہ ہے اور اسم موصول سے پہلے هم ضمیر محذوف ہے جو کہ مبتداء بن رہی ہے)اور اللہ ہی کے لیے ہے سب کاموں کا انجام(یعنی آخرت میں اللہ ﷻ ہی کی طرف تمام کاموں کا مرجع ہے)اور(اگر یہ)تمہاری تکذیب کرتے

ہیں (اس میں نبی پاک ﷺ کو تسلی دینا ہے) تو بیشک ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم (قوم کے موجود ہونے کے باوجود فعل کا مونث لانا قــوم کے معنی کا اعتبار کرنے کے سبب سے ہے) اور عاد (حضرت ہود علیہ السلام کی قوم تھی) اور ثمود (حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی) اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین والے (حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم تھی) اور موسیٰ کی تکذیب ہوئی (انہیں قبطیوں نے جھٹلایا انہیں ان کی قوم بنی اسرائیل نے نہیں جھٹلایا تھا یعنی ان تمام قوموں نے اپنے رسول کو جھٹلایا تو آپ کو ان حضرات انبیائے کرام کی سیرت پر ہی عامل رہنا چاہیے) تو میں نے کافروں کو ڈھیل دی (ان سے عذاب کو مؤخر فرما کر انہیں مہلت دی......ہ......) پھر انہیں (عذاب کے ساتھ) پکڑا تو کیسا تھا میرا انکار (یعنی ان کو جھٹلانے کے سبب ان کو ہلاک کر کے میرا ان پر انکار کرنا کیسا تھا؟) اور کتنی ہی بستیاں ہم نے کھپا دیں (کاین بمعنی کم خبریہ ہے اور ایک قرائت میں اهلكنها کے بجائے اهلكتها پڑھا گیا ہے) کہ وہ ستمگار تھیں (یعنی ان بستیوں کے رہائشی اپنے کفر کے سبب ظلم کرنے والے تھے) تو اب وہ اپنی چھتوں پر ڈھی پڑی ہیں (خــاوية بمعنی ســاقطة ہے، عــروش بمعنی سقوف ہے) اور (کتنے) کنویں بیکار پڑے (ان کے مالکوں کے موت سے ہمکنار ہونے کے سبب انہیں استعمال کرنا چھوٹ چکا ہے) اور کتنے ہی محل گچ کیے ہوئے (یعنی کتنے بلند و بالا محلات جو مالکوں کے جانے کے سبب خالی پڑے ہیں) تو کیا وہ (کفار مکہ) زمین میں نہ چلے کہ ان کے دل ہوں جن سے سمجھیں......۵......(اس عذاب کو جو ان سے پہلے جھٹلانے والے لوگوں پر نازل ہوا) یا کان ہوں جن سے سنیں (ان کے ہلاک ہونے اور ان کے گھروں کے برباد ہونے کی خبریں سن کر وہ عبرت حاصل کریں) تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں (التی فی الصدور، "القلوب" کی تاکید ہے، فانها میں ها ضمیر قصہ ہے) اور یہ تم سے عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہیں اور اللہ ہرگز اپنا وعدہ (ان پر عذاب نازل کرنے کا) جھوٹا نہ کرے گا (اس نے ان پر جنگ بدر کے دن عذاب نازل فرما دیا) بیشک تمہارے رب کے یہاں ایک دن (آخرت کے دنوں میں سے عذاب کیے جانے کے سبب) ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس (دنیا میں، تعدون کو علامت مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور کتنی بستیاں کہ ہم نے ان کو ڈھیل دی اس حال میں کہ وہ ستمگار تھیں پھر میں نے انہیں پکڑا (مراد یہ ہے کہ ان بستی والوں کو پکڑا) اور میری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے (المصير بمعنی المرجع ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اذن للذين يقتلون بانهم ظلموا وان الله على نصرهم لقدير﴾.

اذن: فعل مجہول با نائب الفاعل، لام: جار، الـذيـن يقاتلون: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ب: جار، انهـم ظلموا: جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، ان الله: حرف مشبہ و اسم، على نصر هم لقدير: مشبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق الا ان يقولوا ربنا الله﴾.

الذين: موصول، اخرجوا: فعل مجہول و ضمیر ذوالحال، ب: جار، غير: مضاف، حق: مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، ان: مصدریہ، يقولوا: قول، ربـنا الله: جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ بتاویل مصدر مستثنیٰ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر حال، ملکر نائب الفاعل، من ديار هم: ظرف لغو، ملکر صلہ، ملکر "هم" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوت ومسجد يذكر فيها اسم الله كثيرا﴾.

و: مستانفہ، لولا: حرف شرط، دفع: مصدر مضاف، الـله: اسم جلالت مضاف الیہ فاعل، الـنـاس: مبدل منہ، بعضهم: بدل ملکر مفعول، ببعض: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر "موجود" محذوف خبر کے لیے مبتدا، ملکر شرط، لهدمت: لام ابتدائیہ، هدمت: فعل،

صوامع: معطوف علیہ، و: عاطفہ، بیع: معطوف اول، و: عاطفہ، صلوت: معطوف ثانی، و: عاطفہ، مسجد: معطوف ثالث، ملکر موصوف، یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر نائب الفاعل، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز﴾۔

و: مستانفہ، لام: قسمیہ، ینصرن اللہ: فعل وفاعل، من ینصرہ: موصول صلہ مفعول، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے ملکر جملہ قسمیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، قوی عزیز: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر﴾۔

الذین: موصول، ان: شرطیہ، مکنھم فی الارض: جملہ فعلیہ شرط، اقاموا الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتوا الزکوۃ......الخ: جملہ فعلیہ معطوفات، ملکر جواب شرط، ملکر صلہ، ملکر ماقبل "من ینصرہ" کے لیے بدل واقع ہے۔

﴿وللہ عاقبۃ الامور O وان یکذبوک فقد کذبت قبلھم قوم نوح وعاد وثمود O وقوم ابراھیم وقوم لوط O واصحب مدین﴾۔

و: مستانفہ، للہ: ظرف مستقر خبر مقدم، عاقبۃ الامور: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: مستانفہ، ان: شرطیہ، یکذبوک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ، کذبت قبلھم: فعل وظرف، قوم نوح: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عاد: معطوف اول، و: عاطفہ، ثمود: معطوف ثانی، وقوم ابراھیم و قوم لوط واصحب مدین: معطوف ملکر فاعل، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وکذب موسی فاملیت للکفرین ثم اخذتھم فکیف کان نکیر﴾۔

و: عاطفہ، کذب موسی: فعل ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، املیت: فعل بافاعل، للکفرین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، اخذتھم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان نکیر: فعل ناقص واسم، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فکاین من قریۃ اھلکنھا وھی ظالمۃ فھی خاویۃ علی عروشھا وبئر معطلۃ وقصر مشید﴾۔

ف: مستانفہ، کاین: خبریہ ممیز، من: جار، قریۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، بئر معطلۃ: معطوف اول، و: عاطفہ، قصر مشید: معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر تمییز، ملکر مبتدا، اھلکنا: فعل بافاعل، ھا: ضمیر ذوالحال، وھی ظلمۃ: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ھی: مبتدا، ظالمۃ علی عروشھا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا اواذان یسمعون بھا﴾۔

ھمزہ: حرف استفہامیہ، ف: عاطفہ، لم یسیروا فی الارض: فعل نفی بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: سببیہ، تکون: فعل ناقص، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، قلوب: موصوف، یعقلون بھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، اذان: موصوف، یسمعون بھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف، ملکر اسم مؤخر، ملکر بتقدیر "ان" جملہ فعلیہ۔

﴿فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور﴾۔

ف: عاطفہ تعلیلیہ، انھا: حرف مشبہ واسم، لا تعمی الابصار: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لکن: حرف مستدرکہ مخففہ، تعمی: فعل، القلوب: موصوف، التی فی الصدور: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر فاعل، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویستعجلونک بالعذاب ولن یخلف اللہ وعدہ وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون﴾۔

و: عاطفہ، یستعجلونک بالعذاب: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یخلف اللہ: فعل نفی بافاعل، وعدہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، یوما: ذوالحال، عند ربک: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم، ک: جار، الف: مضاف، سنۃ: موصوف، مما تعدون: ظرف مستقر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکاین من قریۃ املیت لھا وھی ظالمۃ ثم اخذتھا والی المصیر﴾۔

و: عاطفہ، کاین: ممیز، من قریۃ: ظرف مستقر تمیز، ملکر مبتدا، املیت: فعل بافاعل، لام: جار، ھا: ضمیر ذوالحال، وھی ظالمۃ: جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخذتھا: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، الی المصیر: جملہ اسمیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... اذن للذین یقتلون ...... ☆ کفار مکہ روز بروز اصحاب رسول ﷺ کو زبان وہاتھ سے شدائد واذیتیں دیتے اور آزار پہنچاتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سید عالم ﷺ کے پاس اس حال میں پہنچتے تھے کہ کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہوتا تو کسی کا سر پھٹا ہوتا، کسی کا پاؤں بندھا ہوا ہوتا تھا، الغرض روزمرہ ایسی شکایات حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچتی تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی بارگاہ میں فریادیں کرتے اور حضور ﷺ انہیں یہ فرمادیتے کہ صبر کرو مجھے ابھی جہاد کا حکم نہیں دیا گیا ہے، جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ کو ہجرت کر گئے، تب یہ آیت نازل ہوئی اور یہ وہ پہلی آیت ہے جس میں اللہ عزوجل نے کفار کے ساتھ جنگ کا حکم دیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

گھروں سے نکالے جانے والوں کا جرم اور اس کا ازالہ:

۱...... مفسرین کرام کہتے ہیں کہ مسلمانوں پر کافروں نے دو طرح کے ظلم کئے: (۱)...... انہیں گھروں سے نکال باہر کیا، (۲)...... کلمۂ توحید تلفظ کرنے کی وجہ سے انہیں باہر نکال دیا گیا۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ غیر حق کے قول کا تلفظ کیسے کیا گیا جب کہ ﴿ربنا اللہ﴾ کہنا حق، حق اور حق ہی ہے؟ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ تقدیر عبارت یوں ہے کہ انہیں صرف ربنا اللہ کہنے کی وجہ سے ہی نہیں باہر نکالا گیا کیونکہ توحید تو فقط اقرار وتمکین کو واجب کرتا ہے نہ کہ اخراج وتیسیر کو، اس کی مثال قرآن مجید میں ایک اور مقام میں یوں ملتی ہے: ﴿قل یا اھل الکتب ھل تنقمون منا الا ان امنا باللہ اے محبوب اہل کتاب سے فرماؤ ہمارا کیا برا لگا یہی نہ کہ ہم ایمان لائے اللہ پر (المائدۃ: ۵۹)﴾۔ پھر اللہ نے ارشاد فرمایا: ﴿لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض سے دور نہ کرتا تو منہدم ہو جاتی (الحج: ۴۰)﴾۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہاں انہدام کا مدار اپنی ذات کی طرف کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو کافروں سے جہاد کا حکم دے دیا۔ (الرازی، ج۸، ص ۲۲۹)

ویران مساجد کا شرعی حکم:

۲...... رسالہ ''التحریر الجید فی حق المسجد'' میں فاضل بریلوی فرماتے ہیں مسجد کی چیزیں، اس کے اجزاء، یا آیات یا اوقاف یا زوائد، اجزاء یعنی زمین وعمارت قائمہ کی بیع تو کسی حال ممکن نہیں، مگر جب مسجد معاذ اللہ ویران مطلق ہو جائے اور اس

کی آبادی کی کوئی شکل نہ رہے تو ایک روایت میں باذن قاضی شرع حاکم اسلام اس کا عملہ بیچ کر دوسری مسجد میں صرف کر سکتے ہیں، مواضع ضرورت میں اس روایت پر عمل جائز ہے۔ در مختار میں ہے: اگر مسجد کا گردو پیش ویران ہو گیا اور مسجد کی ضرورت نہیں رہی تب بھی امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک وہ ہمیشہ تا قیامت مسجد ہی رہے گی اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے، اور امام ابو یوسف کی ایک روایت یہ ہے کہ قاضی کی اجازت سے اسے دوسری مسجد کی طرف منتقل کر دیا جائیگا۔ ردالمحتار میں ہے کہ ماتن کا قول وعن الثانی ......الخ، اسعاف میں اسی پر جزم کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر مسجد اور اس کا گردو پیش ویران ہو جائے اور لوگ وہاں سے نقل مکانی کر جائیں تو امام ابو یوسف کے نزدیک وہ واقف کی ملک میں نہیں لوٹے گی چنانچہ قاضی کی اجازت سے اس کا ملبہ فروخت کر کے ثمن دوسری مسجد میں صرف کیا جائے۔ اسی میں یہ بھی ہے جیسے امام شیخ امین الدین بن عبد العال، شیخ امام احمد بن یونس شبلی، شیخ زین بن نجیم ، اور شیخ محمد الوفائی ان بزرگوں میں سے بعض نے مسجد کی عمارت اور بعض نے عمارت اور اس کے مال کو دوسری مسجد کی طرف منتقل کرنے کا فتوی دیا، اور جو بات مناسب ہے وہ یہی ہے کہ مسجد و حوض میں فرق کئے بغیر جواز نقل میں مشائخ مذکورہ کی اتباع کی جائے جیسا کہ امام ابو شجاع اور امام حلوانی نے اس پر فتوی دیا ہے اور ان دونوں اماموں کا مقتدا ہونا کافی ہے خصوصاً ہمارے زمانے میں، کیونکہ اگر مسجد منتقل نہ کی جائے تو چور اور جبری قبضہ کرنے والے لوگ اسباب مسجد لے لیں گے جیسا کہ دیکھا گیا ہے۔

قلت (میں کہتا ہوں) اس عبد ضعیف کی یہاں پر ایک نہایت شاندار تحقیق ہے جس میں اللہ کی توفیق سے ثابت کیا گیا ہے کہ امام ابو یوسف کی روایت نادرہ ان کے مفتی بہ قول پر متفرع ہے جیسا کہ اس کا فائدہ درر اور درنے دیا ہے بخلاف اس کے جو علامہ شامی نے سمجھا اور مواضع ضرورت میں اس پر فتوی دیا جاتا ہے جیسا کہ علامہ شامی اور اس کے پیش رو ائمہ نے اس کی تقریر فرمائی، ان میں سے بعض کا نام علامہ شامی نے ذکر کر کیا اور بعض کا نام ذکر نہیں کیا، اور اس بات کو بھی ثابت کیا گیا کہ مسجد کے ملبہ کی طرح اس کے میدان کو بھی نقل کرنا جائز ہے، اور علامہ شامی کا یہ قول گزر چکا ہے کہ ان میں سے بعض نے مسجد کو نقل کرنے اور اس کے مال کو نقل کرنے کا فتوی دیا ہے اور اس بات کو بھی ثابت کیا گیا ہے کہ در کا قول "اس مسجد کو دوسری مسجد کی طرف نقل کیا جائے گا" اپنے ظاہر پر محمول ہے اور یہ کہ در کے غیر کے کلام میں ملبہ، مال اور عمارت کا ذکر بطور قید نہیں اور یہ کہ اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ وقفیت کے باقی رہنے کے باوجود مسجدیت کا زوال ہے لہذا بانی یا اسکے وارثوں کی طرف ملک عود نہیں کرے گی اور اس کا نقل کرنا اور تبدیل کرنا جائز ہے اور احوال کی حقیقتوں کو اللہ خوب جانتا ہے۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ، ج۱۶، ص ۲۶۱ وغیرہ)

حکمران کیسے ہونے چاہیے:

۳۷...... اللہ عزوجل کا فرمان ہے: وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں (ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد فرما کر) تو نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور بُرائی سے روکیں۔ مراد خلفائے راشدین ہیں، زمین میں ان کے علاوہ اور کسی کو ایسا اقتدار نہیں ملا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس سے مراد مہاجرین و انصار ہیں اور وہ جو ان کی نیکی کے ساتھ اتباع کریں۔ قتادہ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ ضحاک کا قول ہے کہ متذکرہ آیت میں اللہ عزوجل نے ملک اور اقتدار عطا فرمانے کی شرط عائد کی ہے کہ وہ ان چار امور پر عمل کرائیں۔ سہل بن عبد اللہ نے کہا سلطان اور جو علماء اس کے پاس آتے ہیں ان پر واجب ہے کہ وہ نیکی کا حکم کریں اور بُرائی سے منع کریں، عام لوگوں پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ سلطان اور علماء کو حکم دیں۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء: ۱۷، ص ۷۰)

امام حسن کی سیرت میں ہے کہ ایک محتاج شخص امام پاک کے دروازے پر دستک دیتا ہے، امام پاک اپنے دولت سرائے اقدس میں اپنے رفقاء کے پاس تشریف فرما ہیں، سائل نے اپنی محتاجی اور مقروض ہونے کی مجبوری کا اظہار کیا تو امام نے دینار و درہم

سے بھری تھیلی اس کے ہاتھ میں تھمادی اور سائل کو روانہ کر کے دوبارہ اپنے رفقاء میں آئے اور زاروقطار رونے لگے، کسی نے پوچھ لیا کہ حضور مال جانے کے صدمے نے آپ کو رلایا ہے؟ فرمایا نہیں مجھے تو یہ بات رلا رہی ہے کہ میری رعایا میں یہ شخص تکلیف میں تھا اور مجبور ہو کر میرے دروازے پر دست سوال ہوا، آہ! میں اپنی رعایا سے بے خبر کیسے ہو گیا......؟ سبحان اللہ! یہ بھی مسلمانوں کے حکمران تھے اور دوسری طرف آج کل کے داڑھی کٹے خبیث حکمران کو دیکھیں، جنہیں اسمبلی میں قرآن کی ایک سورۃ پڑھنا نہ آئے، مسلمانوں کو ہر جگہ ذلیل ورسوا کرنے والے، مال وعہدے منصب کے لیے اسلامی ملک کا سودا کرنے والے، غربت میں ستائی ہوئی قوم کو مہنگائی کے بوجھ سے مزید ستانے والے، ظلم وزیادتی کا بازار گرم کرنے والے اس دور کے دجال وفرعون نہیں تو کیا ہیں؟۔

کافروں کے لیے دنیا میں ڈھیل ہے:

۴...... ہمارے نبی پاک ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے، اسی رحمت کے در پردہ کافروں کے لئے دنیا میں ڈھیل دی گئی ہے۔ واضح فرمان ہے کہ الدنیا سجن المومن وجنة الكافر یعنی دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے" (صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقاق، باب، رقم: ۷۳۱۱/۲۹۵۶ ص ۱۴۵۱) ۔ اب یہ کافر اپنی تئیں اسی جنت میں خوش ہیں، اسی کو بہتر بنانے کے لیے رات دن سرگرداں ہیں، ان کے بچے سے لے کر سو سال کے بوڑھے تک کو یہ سوچ نہیں ملتی کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ بلکہ ان کا عقیدہ ہی مرنے کے بعد زندہ کئے جانے اور جزاوسزا کے متعلق نہیں۔ آہ! کتنی بدنصیبی ہے، محرومی ہے کہ ڈھیل کو نعمت جان کر اعمال وعقائد صالحہ کی کشتی جلادی۔ اسلام کی طرف دیکھا تک نہیں اور دیکھا بھی تو سرسری نظر سے، کیسے بدنصیب ونا ہنجار لوگ ہیں کہ زندگی گزرنے جانے پر بھی افسوس وملامت نفس نہیں، دکھ نہیں، احساس نہیں۔

سمجھنے کا تعلق دل سے ہے یا عقل سے!

۵...... عقل وہ قوت ہے جس سے حقائق اشیاء کا ادراک ہوتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس کا محل سر ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا محل قلب ہے۔ (التعریفات، ص ۱۵۴)۔ کیا آیت مبارکہ اس بات پر دلیل ہے کہ عقل سے مراد علم اور علم کا محل قلب ہے؟ امام رازی اس کا جواب یہ دیتے ہیں اللہ ﷻ کے فرمان ﴿قلوب یعقلون بھا (الحج:۴۶)﴾ سے مراد علم ہے، اور فقط ﴿یعقلون بھا﴾ سے مراد یہ ہے کہ دل سمجھنے کا آلہ ہے، پس واجب ہوا کہ دل کو سمجھنے کا محل بنایا جائے اور جہالت کو اندھے پن کا نام دیا اس لیے کہ جاہل شخص اندھے شخص کی طرح حیران وپریشان رہتا ہے۔ ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ آیت مذکورہ میں "الصدور" کا لفظ استعمال کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ دل کو بطور کنایہ تدبر اور سوچنے سمجھنے والے امور سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب اس معاملے میں اس کے لیے نصیحت ہے جس کا دل ہو (ق:۳۷)﴾۔ اہل علم کا ایک قول یہ بھی ہے کہ سوچنے کا محل دماغ ہے اور اللہ نے فرمایا محل (دل ہے جو کہ سینے میں ہے) اسی لئے "الصدر" کا ذکر فرمایا۔ (الرازی، ج۸، ص ۲۳۳)

اغراض: وھذہ اول ایة نزلت فی الجھاد: کا بیان شان نزول میں دیکھ لیں۔ باعتبار المعنی: مراد امت یا قبیلہ ہے۔

ماأخرجوا: دینی مخالفت کی وجہ سے مشرکین کے تعصب کی بناء پر انہیں ان کے گھروں سے نکالا گیا، اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ گھروں کو چھوڑنا اللہ کے حکم سے تھا جو اللہ نے اپنے نبی کو صادر فرمایا تھا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا یہ جواب دوں گا کہ نکلنے کا سبب باطنی ہے اور انہیں اللہ کا حکم ہے، اور ظاہری معاملہ ان پر مشرکین کا تعصب ہے۔

ای ینصر الله دینه: یعنی اللہ اپنے اولیاء کی مدد کرتا ہے، اور یہ مدد اس طرح ہوتی ہے کہ اللہ اپنے اولیاء کی دشمنوں پر مدد فرماتا ہے، اپنے دشمنوں سے قتال کرنے پر بھی مدد کرتا ہے یا دلائل وحجتیں واضح کر کے بھی اپنے دشمنان پر علماء کی مدد فرماتا ہے۔

منیع فی سلطانہ: مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے امر میں حاکم ہے اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ذلیل کر کے اور مسلمانوں کو عزت سے نواز کر اور انہیں زمین و مکان کا وارث بنا کر کے اپنا وعدہ پورا فرماتا ہے۔

ای انکاری علیہم: اس جملے میں اس جانب اشارہ پایا جاتا ہے کہ نکیر مصدر بمعنی الانکار ہے۔

تاکید: اللہ کا فرمان ﴿التی فی الصدور (الحج:٤٦)﴾ دلوں کی تاکید کے لیے ہے، اس لیے کہ قلوب صدور کی حالت میں ہیں، (یعنی سینے اور دل کا باہم گہرا تعلق ہے)، اور اسی کی مناسبت سے یہ قول ہے: میں نے اپنے کان سے سنا اور آنکھ سے دیکھا۔

فانجزہ یوم بدر: پس کافروں کے ستر قتل ہوئے اور ستر ہی قید کئے گئے۔ (الصاوی، ج٤، ص ١٣٩ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ﴾ ای اَهل مكة ﴿اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (۴۹)﴾ بَیِّنُ الْاِنذارِ وَاَنا بَشِیرٌ للمؤمنینَ ﴿فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ﴾ مِنَ الذُّنوبِ ﴿وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ (۵۰)﴾ هُوَ الجنةُ ﴿وَالَّذِیْنَ سَعَوْا فِیْۤ اٰیٰتِنَا﴾ القُران بِاِبْطَالِها ﴿مُعٰجِزِیْنَ﴾ مَنْ اِتَّبَعَ النبی اَی یَنْسِبُونَهُم الی العِجزِ وَیُثَبِّطُونَهُم عنِ الْایمانِ اَو مُقَدِّرِینَ عِجزَنا عنهم وفی قِراءَةٍ مُعَاجِزِینَ مُسابِقِینَ لَنایَظُنُّونَ بِاِنْكَارِهِمُ البَعْثَ والعِقابَ ﴿اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ (۵۱)﴾ النارِ ﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ هُو نَبِی اَمَرَ بِالتَّبلیغِ ﴿وَّلَا نَبِیٍّ﴾ اَی لَمْ یُومَرْ بِالتَّبلیغ ﴿اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى﴾ قَرَأَ ﴿اَلْقَى الشَّیْطٰنُ فِیْۤ اُمْنِیَّتِهٖ ۚ﴾ قِراءَتِهٖ مَا لیسَ مِنَ القُرانِ مِمَّا یَرضَاهُ الْمُرسَلُ الیهِمْ وَقدْ قَرَأَ النبیُّ ﷺ فِی سُورَةِ النجمِ بِمَجْلِسٍ مِن قُرَیشٍ بعدَ ﴿اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى (النجم: ١٩، ٢٠)﴾ بِالقاءِ الشَّیطانِ علی لِسانِهٖ ﷺ مِن غَیرِ عِلمِهٖ ﷺ شَعُرَ بِهٖ تِلكَ الغَرانیقُ العُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرتَجٰی فَفَرِحوا بِذلكَ ثُم اَخبَرَهُ جِبرائیلُ بِما اَلْقَاهُ الشَّیطانُ علی لسانِهٖ مِنْ ذلكَ فَحَزِنَ فَسُلِّیَ بِهٰذِهِ الایةِ لِیَطْمَئِنَّ ﴿فَیَنْسَخُ اللّٰهُ﴾ یُبطِلُ ﴿مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْكِمُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ ؕ﴾ یُثبِتُها ﴿وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ﴾ بِاِلقَاءِ الشَّیطانِ مَا ذُكِرَ ﴿حَكِیْمٌ (۵۲)﴾ فِی تَمكِینِهٖ مِنهُ یَفعَلُ مَایَشاءُ ﴿لِّیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَةً﴾ مِحنَةً ﴿لِّلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ شَكٌّ وَنِفاقٌ ﴿وَّالْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ﴾ اَیِ المُشرِكِینَ عَن قُبولِ الحقِّ ﴿وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ﴾ الكافِرِینَ ﴿لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ (۵۳)﴾ خِلافٍ طَویلٍ مَعَ النبیِّ والمومنینَ حیثُ جَرٰی عَلٰی لِسانِهٖ ذِكرُ اٰلِهَتِهِمْ بِما یُرضِیهِمْ ثُم اَبطَلَ ذٰلكَ ﴿وَّلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾ التَّوحِیدَ والقُرانَ ﴿اَنَّهُ﴾ اَیِ القُرانُ ﴿الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَیُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ﴾ تَطمَئِنَّ ﴿لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ﴾ طَرِیقٍ ﴿مُّسْتَقِیْمٍ (۵۴)﴾ اَی دِینِ الْاِسلامِ ﴿وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ مِرْیَةٍ﴾ شَكٍّ ﴿مِّنْهُ﴾ اَیِ القُرانِ بِما اَلقَاهُ الشَّیطنُ علی لسانِ النبیِّ ﷺ ثُم اَبطَلَ ﴿حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً﴾ اَی سَاعَةُ مَوتِهِمْ اَوِ القِیٰمَةُ فَجاءَةً ﴿اَوْ یَاْتِیَهُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ (۵۵)﴾ هُوَ یومُ بَدرٍ لا خَیرَ فِیهِ لِلكُفَّارِ كَالرِّیحِ العَقِیمِ الَّتِی لا تَاتِی بِخَیرٍ اَو هُوَ یَومُ القِیٰمَةِ لالَیلَ لَهُ ﴿اَلْمُلْكُ یَوْمَىِٕذٍ﴾ اَی یَومَ

الیقیمۃ﴿لِلّٰہِ ﴾وَحدہٗ وَما تضمنہ مِنَ الاسْتِقرار ناصِبٌ لِلظَّرف﴿یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ ﴾بَیْنَ المؤمنینَ والکافرینَ بِما بَیَّنَ بَعدہٗ﴿فَالَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ(۵۶)﴾فضلا مِنَ اللہِ﴿وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ(۵۷)﴾شدیدٌ بِسَبَبِ کُفرِھِم.

﴿ترجمہ﴾

تم فرمادو کہ اے لوگوں (یعنی اہل مکہ) میں تو یہی تمہارے لیے صریح ڈر سنانے والا ہوں (کھلا ڈر سنانے والا ہوں اور مومنین کو خوشخبری سنانے والا ہوں) تو جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے ان کے لیے بخشش ہے (گناہوں کی) اور عزت کی روزی (مراد اس سے جنت ہے) اور جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں میں (قرآن پاک کی آیتوں میں ان کو باطل کرنے کی) ہار جیت کے ارادے سے (یہ مقابلہ وہ نبی پاک ﷺ کے پیروکاروں سے کرتے ہیں اور انہیں عجز کی طرف منسوب کرتے ہیں اور انہیں ایمان سے ہٹانے کی کوششیں کرتے ہیں یا معنی یہ ہے کہ وہ خود کو ہماری پکڑ سے محفوظ سمجھتے ہیں اور ایک قرائت میں معجزین کو معاجزین پڑھا گیا ہے، اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ ہم سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں یعنی وہ گمان کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور ہمارے عذاب کا انکار کر کے وہ ہم سے فوت ہو جائیں گے ہم انہیں پکڑ نہ سکیں گے) وہ جہنم والے ہیں (السعیر بمعنی النار ہے) اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول اور نبی بھیجے (رسول اسے کہتے ہیں جسے تبلیغ کا حکم دیا گیا ہو اور جسے تبلیغ کا حکم نہ دیا گیا ہو اسے نبی کہتے ہیں، ان آیات کی تفسیر میں مفسر نے روایات مردودہ کو بیان فرمایا ہے، جن کی شریعت میں کچھ اصل نہیں بلکہ یہ تفسیر اصول شرع کے مخالف ہے یہاں اس تفسیر کا ترجمہ فقط اس کی تردید کے لیے بیان کیا جا رہا ہے) سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا ہے جب کہ انہوں نے کچھ پڑھا (تلا بمعنی قرء ہے) تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا......(جو قرآن سے نہ ہوتا اور ایسی بات ہوتی جن سے جن کی ہدایت کے لیے وحی بھیجی گئی وہ راضی ہوتے نبی پاک ﷺ نے قریش کی مجلس میں سورۃ نجم کی تلاوت فرمائی، نبی پاک ﷺ کے اس آیت مبارکہ ﴿افرأیتم اللّٰت والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری﴾ کی قرائت کے بعد شیطان نے یہ کلمات آپ ﷺ کی زبان پر جاری کروا دیئے اور آپ ﷺ کو اس کا علم نہ ہو سکا، تلک الغرانیق العلا وان شفاعتھن لترتجی، ان کلمات کو سن کر مشرکین بہت خوش ہوئے پھر جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ ﷺ غمگین ہوئے پھر ان آیات کے ذریعہ آپ ﷺ کو تسلی دی گئی تاکہ آپ ﷺ مطمئن ہو جائیں) تو مٹا دیتا ہے اللہ (باطل فرما دیتا ہے) اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے (انہیں ثبت فرما دیتا ہے) اور اللہ علم رکھنے والا ہے (شیطان کے مذکورہ کلمات کے القاء کرنے کے عمل کو) حکمت والا ہے (جس فعل کے کرنے پر چاہا اس نے کیا) تاکہ شیطان کے ڈالے ہوئے کو فتنہ کر دے ان کے لیے جن کے دلوں میں بیماری ہے (شک اور نفاق کی) اور جن کے دل سخت ہیں (حق کو قبول کرنے سے، مراد اس سے مشرکین ہیں) اور بیشک ستمگار (یعنی کفار نبی پاک ﷺ اور مومنین سے جھگڑے میں ہیں اس حیثیت سے کہ اولا آپ ﷺ کی زبان پر ان کے خداؤں کا اس طرح ذکر آیا تھا جن سے وہ راضی تھے پھر آپ ﷺ نے اس کو باطل کر دیا) اور اس لیے کہ جان لیں وہ جن کو علم ملا ہے (علم توحید اور علم قرآن) کہ وہ (قرآن) تمہارے رب کے پاس سے حق ہے تو اس پر ایمان لائیں تو جھک جائیں (مطمئن ہو جائیں) اس کے لیے ان کے دل اور بیشک اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ چلانے والا ہے (یعنی دین اسلام پر چلانے والا ہے، صراط کے معنی راستہ کے ہیں) اور کافر اس (قرآن) سے ہمیشہ شک میں رہیں گے (شیطان کے نبی پاک ﷺ کی زبان پر ان کلمات کے القاء کیے جانے اور پھر انہیں باطل قرار دینے کے سبب) یہاں تک کہ ان پر قیامت آ جائے اچانک (الساعۃ سے مراد ان کی موت کی ساعت ہے یا اچانک قیامت آ جانا ہے

)یاان پر ایسے دن کا عذاب آئے جس کا پھل ان کے لیے کچھ اچھا نہ ہو(یوم عقیم ...... ے...... سے مراد جنگ بدر کا دن ہے جس میں کفار کے لیے کوئی خیر و بھلائی نہ تھی اس بنجر بنانے والی ہوا کی طرح جو کہ کچھ بھلائی لے کر نہیں آتی، یا یوم عقیم سے مراد قیامت کا دن ہے جس کے بعد رات نہ ہوگی) بادشاہی اس دن (یعنی بروز قیامت) اللہ ہی کی ہے وہ ان (مسلمانوں اور کافروں) میں فیصلہ کر دے گا (اس کے عین مطابق جس کو ان بیان فرمایا ہے) تو جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے وہ چین کے باغوں میں ہیں (اللہ ﷻ کے فضل وکرم سے) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے (یعنی ان کے کفر کے سبب ان کے لیے شدید عذاب ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل یایها الناس انما انا لکم نذیر مبین﴾.

قل: قول، یـایها الناس: نداء، انما: حرف مشبہ و ماکافہ، انا: مبتدا، لکم: ظرف مستقر حال مقدم، نذیر مبین: مرکب توصیفی ذوالحال، ملکر خبر، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فالذین امنوا وعملوا الصلحت لهم مغفرة ورزق کریم﴾.

ف: عاطفہ، الـذیـن امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ ملکر مبتدا، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، مـغفرة: معطوف علیہ و: عاطفہ، رزق کریم: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین سعوا فی ایتنا معجزین اولئک اصحب الجحیم﴾.

و: عاطفہ، الذین: موصول، سٰعوا: فعل وضمیر ذوالحال، معٰجزین: حال، ملکر فاعل، فی ایتنا: ظرف لغو، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، اولـئک اصحب الجحیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطن فی امنیته﴾.

و: مستانفہ، مـا ارسـلـنا: فعل نفی با فاعل، من قبلک: ظرف لغو، من: زائدہ، رسول: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، نبی: معطوف، ملکر موصوف، الا: اداۃ حصر، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، تمنی: فعل با فاعل، ملکر شرط، القی الشیطن فی امنیته: جواب شرط، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فینسخ الله ما یلقی الشیطان ثم یحکم الله ایته والله علیم حکیم﴾.

ف: عاطفہ مستانفہ، ینسخ الله: فعل وفاعل، ما یلقی الشیطن: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، یحکم الله ایته: فعل با فاعل ومفعول، لام: جار، یجعل: فعل با فاعل، ما یلقی الشیطن: مفعول اول، فتنة: موصوف، لام: جار، الذین فی قلوبهم مرض: موصول صلہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، القاسیة: شبہ فعل اسم فاعل، قلوبهم: فاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ واعتراضیہ، الـلـه: مبتدا، علیم حکیم: ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿لیجعل ما یلقی الشیطان فتنة للذین فی قلوبهم مرض والقاسیة قلوبهم وان الظلمین لفی شقاق بعید﴾.

و: مستانفہ، ان الظلمین: حرف مشبہ واسم، لام: تاکید، فی شقاق بعید: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولیعلم الذین اوتوا العلم انه الحق من ربک فیومنوا به فتخبت له قلوبهم﴾.

و: عاطفہ، لام: جار، یعلم : فعل، الذین: موصول، اوتوا العلم : فعل مجہول با نائب الفاعل ومفعول ثانی، انه : حرف مشبہ واسم، الحق: ذوالحال، من ربک: ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثالث، ملکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر معطوف علیہ، ف : عاطفہ، یومنوا بہ: معطوف اول، ف: عاطفہ، تخبت له قلوبھم : معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر معطوف ہے ماقبل، " لیجعل " پر۔

﴿وان الله لهاد الذين امنوا الى صراط مستقيم﴾.

و: مستانفہ، ان الله : حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ھاد : اسم فاعل بافاعل، الذین امنوا: مفعول، الی صراط مستقیم : ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولا يزال الذين كفروا في مرية منه حتى تاتيهم الساعة بغتة اوياتيهم عذاب يوم عقيم﴾.

و: عاطفہ، لا یزال : فعل ناقص، الذین کفروا: اسم، فی : جار، مریة: موصوف، منه : ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر اول، حتی: جار، تاتیھم : فعل ومفعول، الساعة : ذوالحال، بغتة : حال، ملکر فاعل، ملکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، یاتیھم عذاب یوم عقیم: جملہ فعلیہ معطوف ملکر بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الملك يومئذ لله يحكم بينهم﴾.

الملک: مبتدا، یومئذ : ظرف متعلق بمحذوف " ثابت "، لام : جار، الله : ذوالحال، یحکم بینھم : جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو "ثابت"، شبہ فعل محذوف اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فالذين امنوا وعملوا الصلحت في جنت النعيم والذين كفروا وكذبوا باياتنا فاولئك لهم عذاب مهين﴾.

ف: عاطفہ، الذین امنوا وعملوا الصلحت : موصول صلہ ملکر مبتدا، فی جنت النعیم : ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الذین کفروا وکذبوا باٰیتنا: موصول صلہ ملکر مبتدا، فاولئک لھم عذاب مھین : جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... وما ارسلنا من قبلك من رسول...... ☆جب سورۃ النجم نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی اور بہت آہستہ آہستہ آیتوں کے درمیان وقفہ فرماتے ہوئے جس سے سننے والے غور بھی کر سکیں اور یاد کرنے والوں کو یاد کرنے میں مدد بھی مل سکے، جب آپ ﷺ نے ﴿وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى﴾ پڑھ کر حسب دستور وقفہ فرمایا تو شیطان نے مشرکین کے کان میں اس سے ملا کر دو کلمے ایسے کہہ دیئے جن سے بتوں کی تعریف نکلتی تھی، جبرائیل امین علیہ السلام نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال عرض کیا کہ اس سے حضور ﷺ کو رنج ہوا، اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی تسلی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ عزوجل شیطانی کلمات کی ملاوٹ کو مٹادیتا ھے:

۱...... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا: اور ہم نے تم سے پہلے رسول یا نبی بھیجے سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے۔

☆......وقال ابن عباس فی امنیته اذا حدث القی الشیطان فی حدیثه فیبطل الله ما یلقی الشیطان ویحکم آیاته ویقال امنیته قراته حضرت ابن عباس نے امنیته کی تفسیر میں کہا کہ جب آپ ﷺ بات کرتے تو شیطان آپ ﷺ کی بات میں کچھ ڈال دیتا پھر اللہ ﷻ شیطان کے ڈالے ہوئے کو باطل کردیتا اور اپنی آیات کو پختہ کر دیتا، امنیتہ کا معنی ہے اس کا پڑھنا۔(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب:الحج ،ص ۸۲۶)۔علامہ عینی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: اس قسم کے واقعے سے نبی پاک ﷺ کی عصمت اور نزاہت پر دلیل قائم ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ اس سے بری ہیں کہ آپ ﷺ کے دل مبارک اور زبان مبارک پر ایسی کوئی بھی چیز جاری ہو، عمداً نہ سہواً، یا شیطان کسی وجہ سے بھی کوئی سبیل نکال سکے، یا آپ ﷺ کی طرف کوئی غلط بات منسوب کر سکے، عمداً نہ سہواً، عقل کے نزدیک بھی یہ واقعہ محال ہے اگر یہ واقعہ ہوتا تو بکثرت مسلمان مرتد ہو جاتے اور یہ منقول نہیں ہے، آپ ﷺ کے پاس جو مسلمان تھے، ان سے یہ واقعہ مخفی نہ رہتا۔امام بخاری نے اس واقعے کی سند بھی ذکر نہیں کی بلکہ بغیر سند کے صرف ابن عباس سے منسوب کر کے لکھ دیا ہے اور حافظ ابن حجر کی تصریح کے مطابق امام بخاری کی تعلیقات میں بہت ضعیف احادیث بھی شامل ہیں۔

یوم عقیم کا معنی:

۲......علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں: دراصل عقم اس خشکی کو کہتے ہیں جو اثر قبول کرنے سے مانع ہو، عقمت مفاصله اس کے جوڑ خشک ہو گئے اور مایوس العلاج مرض کو داء عقام کہتے ہیں، اور عقیم اس عورت کو کہتے ہیں جو مرد کے نطفہ کو قبول نہیں کرتی یعنی بانجھ عورت، حضرت بی بی سارہ نے کہا ﴿قالت عجوز عقیم میں بوڑھی بانجھ ہوں(الذاریات:۲۹)﴾ ریح عقیم اس ہوا کو کہتے ہیں جو بادل لے کر آئے، نہ کسی درخت میں پھل لائے۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اذ ارسلنا علیهم الریح العقیم جب ہم نے ان پر خیر و برکت سے خالی ہوا بھیجی(الذاریات:۴۱)﴾۔جو کسی خیر کا اثر قبول نہ کرے اسے بھی عقیم کہتے ہیں، اس بناء پر یوم عقیم کا معنی ہے وہ دن جس میں کوئی خیر نہ ہو۔ (المفردات ،ص ۳۵۴)

اغراض:بابطالها: باء بمعنی فی ہے، یعنی قرآن کی آیات میں ﴿انه اساطیر الاولین﴾، سحر اور کھانت کے الفاظ کہہ کر انہیں باطل ثابت کرنے کی جستجو کرتے رہے۔من اتبع النبی: میں اس جانب اشارہ ہے کہ معجزین کا مفعول محذوف ہے۔

یظنون ان یفوتونا: مراد یہ ہے کہ انہیں عذاب نہ ملے گا۔وقد قرا النبی : کا بیان شان نزول میں دیکھ لیں۔

هو نبی امر بالتبلیغ: مراد آزاد انسان ہے، جسے شریعت اور احکام کی تبلیغ کے لیے وحی کی جاتی ہے۔

والغرانیق: اصل میں غرنوق اس پرندے کو کہتے ہیں جو پانی پر تیرتا ہو، جیسا کہ فردوس یا عصفور(چڑیا، یا کبوتر سے چھوٹی سائز کا ہر پرندہ)، دشمنان اسلام یہ گمان کرتے تھے کہ بتوں کی پوجا کرنے سے انہیں اللہ کا قرب ملے گا اور یہ بت ان کی شفاعت کریں گے، اور یہی شبہ آسمان کی بلندی پر اڑنے والے پرندوں سے بھی انہیں حاصل تھا۔

فیبطل: بمعنی یزیل ہے، لغوی اعتبار سے نسخ کے معنی ازالہ کرنا ہے، جس کا بیان مفسر نے غرانیق کے قصہ میں کر دیا ہے۔عامة المفسرین نے روایت کیا ہے، امام رازی فرماتے ہیں: اہل تحقیق کہتے ہیں کہ یہ روایت باطل و موضوع ہے، اور اس سے قرآنی آیات ،سنت اور عقلی دلائل کا بھی بطلان ہوتا ہے، پس قرآن میں اس کی وجوہ یہ بیان کی گئی ہیں: ﴿ولو تقول علینا بعض الاقاویل(المعارج:۴۴)﴾، ﴿قل ما یکون لی ان ابدله من تلقاء ی نفسی(یونس:۱۰)﴾، ﴿وما ینطق عن الهوی (النجم:۳)﴾، اور سنت میں اس کی نظیر محمد بن خزیمہ سے مروی روایت ہے کہ ان سے اس قصے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو جواب میں کہا "غرانیق

کا واقعہ زنادیق نے وضع کیا ہے'' بیہقی کہتے ہیں کہ یہ قصہ نقل کے اعتبار سے غیر ثابت ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ ''سید عالم ﷺ نے سورۃ النجم کی تلاوت فرمائی تو مسلمان، کفار، جنات وانسان سب نے بتوں کو سجدہ کیا، عقلی دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ جو کوئی یہ کہے کہ سید عالم ﷺ نے بتوں کی تعظیم کی وہ کافر ہو جائے گا، دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر پہلے القاء کیا گیا تو پھر بعد میں ازالہ بھی کر دیا گیا اور اس تقریر کی بناء پر ہمیں ہر نبی کی عصمت کا عقیدہ رکھنا چاہیے، تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے تو پھر شریعت کی امان اٹھ جائے گی، امام رازی کہتے ہیں کہ ہم نے جان لیا کہ یہ قصہ من گھڑت ہے اور خبر واحد دلائل عقلیہ نقلیہ اور روایات متواترہ کے معارض نہیں ہوا کرتا۔

حیث جری علی لسانہ: جیسا کہ قاری جان چکا کہ غرانیق والا قصہ بے بنیاد ہے اور شیطان دیگر لوگوں پر وسوسہ اور قرآن پر طعن کرنے کے لیے مسلط ہوا۔

ای دین الاسلام: اسے صراط کا نام اس لیے دیا گیا کہ یہ اللہ کی رضا تک پہنچانے کا سبب ہے، جیسا کہ صراط دار نعیم یعنی نعمتوں والے گھر جنت کی جانب پہنچاتا ہے۔

ای القرآن: اس جملے میں اس جانب اشارہ پایا جارہا ہے کہ منه کی ضمیر قرآن کی طرف یا رسول اللہ کی جانب لوٹ رہی ہے، یعنی کافروں کو اس حکم کے بارے میں شک ہے کہ محمد ﷺ جو ارشادات بیان کرتے ہیں ان میں سچے ہیں یا نہیں۔ (الصاوی، ج٤، ص ١٤٢ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اى طاعته من مكةَ الى المدينة ﴿ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ﴾ هو رزق الجنة ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (۵۸)﴾ افضل المُعطِين ﴿لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا﴾ بضم الميم وفتحها اى ادخالا او موضعا ﴿يَّرْضَوْنَهٗ ؕ﴾ وهو الجنة ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ﴾ بنياتهم ﴿حَلِيْمٌ (۵۹)﴾ عن عقابهم الامرُ ﴿ذٰلِكَ﴾ الذى قصصنا عليك ﴿وَمَنْ عَاقَبَ﴾ جازى من المومنين ﴿بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ﴾ ظلما من المشركين اى قاتلهم كما قاتلوهُ فى الشهرِ المحرّمِ ﴿ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ﴾ منهم اى ظلم باخراجه من منزله ﴿لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ﴾ عن المؤمنين ﴿غَفُوْرٌ (۶۰)﴾ لهم عن قتالهم فى الشهرِ الحرامِ ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ﴾ اى يُدخل كُلًّا منهما فى الاخر بان يزيد به وذلك من اثر قدرته التى بها النصرُ ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ﴾ دُعاءَ المومنين ﴿بَصِيْرٌ (۶۱)﴾ بهم حيث جعل فيهمُ الايمانَ فاجاب دُعائهم ﴿ذٰلِكَ﴾ النصرُ ايضا ﴿بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ﴾ الثابتُ ﴿وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ﴾ بالياءِ والتاءِ يعبدونَ ﴿مِنْ دُوْنِهٖ﴾ وهو الاصنامُ ﴿هُوَ الْبَاطِلُ﴾ الزائلُ ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ﴾ اى العالى على كلِّ شيء بقدرته ﴿الْكَبِيْرُ (۶۲)﴾ الذى يصغرُ كُلُّ شيء سِواهُ ﴿اَلَمْ تَرَ﴾ تعلم ﴿اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۟﴾ مطرا ﴿فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ﴾ بالنبات وهذا من اثر قدرته ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ﴾ بعبادِه فى اخراجِ النباتِ بالماءِ ﴿خَبِيْرٌ (۶۳)﴾ بما فى قلوبهم عند تاخيرِ المطرِ ﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

وَمَا فِی الْاَرْضِ ﴾علی جِهَةِ المِلکِ ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِیُّ ﴾عَن عِبادَتِهٖ﴿الْحَمِیْدُ (۶۴)﴾لِاَولیائه.

﴿ترجمہ﴾

اور وہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی......۱......(یعنی اس کی فرمانبرداری میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب) پھر مارے گئے یا مرگئے تو اللہ ضرور انہیں اچھی روزی دے گا (مراد جنتی رزق ہے) اور بیشک اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے (وہ عطا کرنے والوں میں سے افضل ہے) ضرور انہیں ایسی جگہ لے جائے گا (مدخلا میم مضمومہ و مفتوحہ یا مصدر بمعنی ادخال بمعنی موضع ہے) جسے وہ پسند کریں گے (مراد اس سے جنت ہے) اور بیشک اللہ جاننے والا ہے (ان کی ہستیوں کو) اور حلم والا ہے (کہ ان کو عذاب فورا نہیں دے رہا، بات) یہ ہے (جس کا قصہ ہم نے تم سے بیان کیا) اور جو (مسلمانوں میں سے) بدلہ لے (عاقب بمعنی جازی ہے) جیسی تکلیف (ظلما) پہنچائی گئی تھی (مشرکین کی طرف سے، یعنی مسلمان ان سے قتال کرے جیسا کہ انہوں نے ماہ محترم میں مسلمان کے ساتھ قتال کیا تھا) پھر اس پر (ان کی جانب سے) زیادتی کی جائے (یعنی ظلم کیا جائے اسے اس کے گھر سے بے دخل کر دیا جائے) تو بیشک اللہ اس کی مدد فرمائے گا بیشک اللہ معاف فرمانے والا ہے......۲......(مومنین کو) اور بخشنے والا ہے (انہیں ان کے ماہ محترم میں قتال کرنے والے پر) یہ (مدد) اس لیے کہ اللہ رات کو ڈالتا ہے دن کے حصہ میں اور دن کو لاتا ہے رات کے حصہ میں (یعنی رات و دن کے ہر ایک حصہ کو دوسرے میں داخل فرماتا ہے دوسرے میں حصہ میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ اللہ ﷻ کی اس قدرت کا کرشمہ ہے جس کے ساتھ وہ مسلمان کی مدد فرماتا ہے) اور اس لیے کہ اللہ سنتا ہے (مسلمانوں کی دعاؤں کو) اور دیکھتا ہے (ان کو، اللہ ﷻ مسلمانوں میں ایمان رکھتا ہے وہ ان کی دعاؤں کو بھی قبول فرماتا ہے) یہ (مدد) اس لیے ہے کہ اللہ ہی حق (ثابت) ہے اور اس کے سوا جسے پوجتے ہیں (یعنی بتوں کو) وہی باطل ہیں (یعنی زائل ہونے والے ہیں، یدعون کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور اس لیے کہ اللہ ہی بلندی والا ہے (اپنی قدرت کے سبب وہ ہر چیز پر بلندی رکھنے والا ہے) بڑائی والا ہے (کبیر ہے، اس کے سوا ہر چیز چھوٹی ہے) کیا تو نے نہ جانا (الم تر بمعنی الم تعلم ہے) کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا (یعنی اس نے بارش برسائی) تو صبح کو زمین (نباتات سے) ہریالی ہوگئی (اور یہ اس کی قدرت کے آثار سے ہے) بیشک اللہ لطف فرمانے والا ہے (اپنے بندوں پر کہ بارش برسا کر ان کے لیے نباتات نکالتا ہے) خبردار ہے (بطور ملک ان خیالات سے جو بارش برسنے میں دیر ہونے سے ان کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں) اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بیشک اللہ بے نیاز ہے (اپنے بندوں سے) تعریف فرمانے والا ہے (اپنے اولیاء کی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والذین هاجروا فی سبیل الله ثم قتلوا او ماتوا لیرزقنهم الله رزقا حسنا﴾.

و: عاطفہ، الذین: موصول، هاجروا فی سبیل الله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم قتلوا: جملہ فعلیہ معطوف اول، او: عاطفہ، ماتوا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، لام: قسمیہ، یرزقنهم الله: فعل و مفعول و فاعل، رزقا حسنا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، قسم محذوف "والله" کے لیے، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان الله لهو خیر الرازقین﴾.

و: عاطفہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ھو خیر الرازقین: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لیدخلنھم مدخلا یرضونہ وان اللہ لعلیم حلیم﴾۔

لام: قسمیہ، یدخلنھم: فعل بافاعل ومفعول، مدخلا: موصوف، یرضونہ: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف" واللہ" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ماقبل " لیرزقنھم" جملہ سے بدل واقع ہے، و: عاطفہ، ان اللہ: حرف مشبہ و اسم، لام: تاکیدیہ، علیم حلیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک ومن عاقب بمثل ما عوقب بہ ثم بغی علیہ لینصرنہ اللہ ان اللہ لعفو غفور﴾۔

ذلک: مبتدا محذوف،" الامر" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، من: موصولہ، عاقب: فعل بافاعل، بمثل ما عوقب بہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، بغی علیہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، لینصرنہ اللہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، عفو غفور: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ تعلیلیہ۔

﴿ذلک بان اللہ یولج الیل فی النھار ویولج النھار فی الیل وان اللہ سمیع بصیر﴾۔

ذلک: مبتدا، ب: جار، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یولج الیل فی النھار: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یولج النھار فی الیل: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان اللہ سمیع بصیر: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بان اللہ ھو الحق وان ما یدعون من دونہ ھو الباطل وان اللہ ھو العلی الکبیر﴾۔

ذلک: مبتدا، ب: جار، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، ھو الحق: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، مایدعون من دونہ: موصول صلہ ملکر اسم، ھو الباطل: جملہ اسمیہ خبر، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، ھو العلی الکبیر: جملہ اسمیہ خبر، ملکر معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فتصبح الارض مخضرۃ ان اللہ لطیف خبیر﴾۔

ھمزہ: حرف استفہامیہ، لم تر: فعل نفی بافاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، انزل من السماء ماء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تصبح الارض: فعل ناقص واسم، مخضرۃ: خبر، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ و اسم، لطیف خبیر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لہ ما فی السموت وما فی الارض وان اللہ لھو الغنی الحمید﴾۔

لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، مافی السموت: موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما فی الارض: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ھو الغنی الحمید: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... لیدخلنھم مدخلا یرضونہ...... ☆ نبی پاک ﷺ سے آپ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے جو اصحاب شہید ہوگئے ہم جانتے ہیں کہ بارگاہ الٰہی عزوجل میں ان کے بڑے درجے ہیں اور ہم جہادوں میں حضور ﷺ کے ساتھ رہیں گے لیکن اگر ہم آپ ﷺ کے ساتھ رہے اور بے شہادت کے موت آئی تو آخرت میں ہمارے لئے کیا ہے، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئی

﴿والذین ھاجروا فی سبیل اللہ﴾۔

تشریح توضیح واغراض

ہجرت کی اہمیت وفضیلت:

ل.....علامہ راغب اصفہانی کہتے ہیں: اصل میں مہاجرۃ کے معنی ہیں غیر (اللہ) سے قطع تعلق کرنا یا (اللہ) کے سوا سب کو چھوڑ چھاڑ دینا، جیسے کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿والذین ھاجروا وجاھدوا اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی رضا کے لیے ہجرت کی اور جہاد کیا(البقرۃ:۲۱۸)﴾، ﴿للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم ان مہاجر فقراء کے لیے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے(الحشر:۸)﴾ اور ﴿ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ(النساء:۱۰۰)﴾ ﴿فلا تتخذوا منھم اولیاء حتی یھاجروا فی سبیل اللہ﴾۔ پس ظاہر کلام کا تقاضا یہ ہے کہ دار الکفر سے دار الاسلام کی جانب سفر اختیار کرنا جیسا کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کا سفر اختیار کیا گیا ہجرت کہلاتا ہے، جب کہ شہوتوں، اخلاق ذمیمہ، خطاؤں کو چھوڑ دینا بھی ظاہری قول کے مطابق ہجرت ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿انی مھاجر الی ربی میں اللہ کی جانب رجوع لایا(العنکبوت:۲۶)﴾، یعنی اپنی قوم کے طریقے کو چھوڑ کر اللہ کی جانب رجوع لایا، اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے(النساء:۹۷)﴾، اسی سے دشمن اور نفس کے خلاف مجاہدہ کرنا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ روایت میں ہے: "رجعتم من الجھاد الاصغر الی جھاد الاکبر یعنی تم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی جانب لوٹے ہو"۔ جہاد اکبر سے مراد نفس کے خلاف جہاد کرنا ہے۔

(المفردات، ص ۵۱۴ وغیرہ)

☆.....آخری زمانے میں جب فتنوں کا ظہور ہوگا تو لوگ شام کی طرف ہجرت کریں گے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب ایک ہجرت کے بعد دوسری ہجرت ہوگی، پھر روئے زمین کے نیک لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کو لازم پکڑ لیں گے اور روئے زمین کے بُرے لوگ اپنی جگہوں پر رہیں گے"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الجھاد، باب: فی الھجرۃ ھل انقطعت، رقم: ۲۴۸۲، ص ۴۶۴)

☆.....حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی جب تک توبہ منقطع نہ ہو اور توبہ اس وقت منقطع ہوگی جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا"۔ (المرجع السابق، ص ۴۶۳، رقم: ۲۴۷۹)

☆.....عبید بن عمرو نے حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سے ہجرت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: "آج کل ہجرت نہیں ہے، پہلے مومنین کو یہ خطرہ تھا کہ ان کو آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا تو وہ اپنے دین کو بچانے کے لیے اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی طرف بھاگتے تھے اور اب اللہ نے اسلام کو غلبہ دیا ہے، اب مومن جہاں چاہے اپنے رب کی عبادت کرے، لیکن جہاد اور نیت باقی ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب: ھجرۃ النبی واصحابہ، رقم: ۳۹۰۰، ص ۶۵۶)

☆.....حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے، لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تمہیں جہاد کے لیے بلایا جائے تو جہاد کے لیے روانہ ہو جاؤ"۔ (صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب: فضل الجھاد، رقم: ۲۷۸۳، ص ۴۶۱)

بظاہر متعارض احادیث طیبہ ہجرت کے منقطع ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں ہم نے بیان کر دیں ہیں، ان میں تطبیق علماء نے یوں فرمائی ہے کہ ابتدائے اسلام میں ہجرت فرض تھی جو کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک سفر کرنے کے بعد منسوخ ہو چکی، اب ہجرت فرض نہیں بلکہ مستحب ہے، لہذا دین اسلام کی بہتری کے لیے کہیں ایسا کرنے کی حاجت ہو تو ضرور کرے، سوال یہ تھا کہ مسلمان موجودہ

دور میں دار الکفر سے دار الاسلام ہجرت کریں یا نہ کریں جیسے ہم نے بیان کر دیا لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ فی زمانہ لوگ خواہ مخواہ مال اور جدید نظام تعلیم سے ہمکنار کرنے کی حرص میں خود کو یا اپنے بچوں کو کافروں کے حوالے کر دیتے ہیں، بعض اوقات وہیں وقت اجل آجاتا ہے۔ غور کریں وہاں کون فاتحہ کرے گا؟ ان مسلمانوں کی قبروں کی دیکھ بھال اور مرنے کے بعد کے دیگر معاملات کی کون خبر گیری کرے گا؟ ذرا سوچئے۔

بہ قدر جرم بدلہ لینے کا جواز:

۲۔۔۔۔۔سورۃ الحج:۶۰ کے علاوہ دیگر آیات بھی بدلہ لینے کے جواز پر دلیل ہیں لیکن افضل معاف کر دینا ہے، یہی وہ آیات ہیں جن کی بناء پر اسلام میں حدود وقصاص کی بنیاد پڑتی ہے۔(۱)۔۔۔۔۔﴿وجزاء سيئة سيئة مثلها برائی کا بدلہ اس کی مثل برائی ہے۔(الشوریٰ:۴۰)﴾۔(۲)۔۔۔۔۔﴿فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم تو جس نے تم پر زیادتی کی ہو تو تم بھی ویسی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر کی ہے(البقرۃ:۱۹۴)﴾۔

جس نے ظالم سے اتنا ہی انتقام لیا جتنی مقدار اس پر ظلم کیا گیا، عقاب سے مراد وہ سزا یا بدلہ ہے جو کسی ظلم وزیادتی کے عوض اور مقابلہ میں دی جائے مگر یہاں ابتدائی ظلم کو بھی عقاب کا نام دیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتدائی ظلم اور اس کا بدلہ دونوں ہم شکل اور ایک جیسے ہیں۔ پھر پہلے مظلوم پر دوبارہ ظلم وزیادتی کی گئی، بالیقین اللہ ﷻ اس کی مدد فرمائے گا، بیشک اللہ بہت معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے، علامہ بغوی کہتے ہیں کہ حسن نے کہا اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿ومن عاقب بمثل ما عوقب به (الحج:۶۰)﴾ کا معنی یہ ہے کہ جس نے مشرکین سے اسی طرح قتال کیا جیسے انہوں نے قتال کیا پھر اس پر مزید ظلم کیا گیا کہ اسے اپنے گھر سے باہر نکال دیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت مشرکین کے ایک گروہ کے بارے میں نازل ہوئی جو مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لیے آیا، جب کہ محرم الحرام کے دو دن باقی تھے، مسلمانوں نے لڑنا پسند نہ کیا لیکن مشرکین نے جنگ شروع کر دی۔ (المظھری، ج۵، ص۷۸)

اغراض: افضل معطین: رزق سے مراد الاعطاء (دینا) ہے، اور اس کی نسبت خالق ومخلوق دونوں کی جانب کی جاتی ہے، خالق حقیقی معنوں میں رزق دینے والا اور بندے کی جانب نسبتِ مجازی ہوتی ہے۔

الذی قصصناہ علیک: مراد مومنین اور کافرین سے کئے ہوئے وعدے ووعید ہیں، اور اسم اشارہ خبر محذوف کے لیے ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی "الامر الذی قصصنا علیک" جس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

ای قاتلھم: شانِ نزول میں دیکھ لیں۔

ذلک: یہ ایلاج (یعنی دن ورات کا ایک دوسرے میں داخل کرنا)، اس میں اللہ کی قدرت پر دلیل ہے، اور اس کی قدرت اس کی نصرت پر دلیل ہے جب خالق کائنات دن ورات کو ایک دوسرے میں داخل فرما سکتا ہے تو پھر اپنے پیاروں کو دشمنوں پر غلبہ کے ذریعے مدد بھی کر سکتا ہے اور دشمنوں کو رسوا بھی کر سکتا ہے۔ الثابت: جس کا زوال ازل وابد کبھی بھی ممکن نہیں۔ (الصاوی، ج۴، ص۱۴۴ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ ﴾مِنَ الْبَهَائِمِ ﴿وَالْفُلْكَ ﴾السُّفُنَ ﴿تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ ﴾بِالرُّكُوبِ والحَمْلِ ﴿بِاَمْرِهٖ ؕ ﴾بِاِذْنِهٖ ﴿وَیُمْسِكُ السَّمَآءَ ﴾مِنْ ﴿اَنْ ﴾اَوْ لِئَلَّا ﴿تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا

بِاِذْنِهٖ ؕ فتهلكون ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾(٦٥) في التسخير والامساك ﴿وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ﴾ بالانشاء ﴿ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ﴾ عند انتهاء آجالكم ﴿ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ﴾ عند البعث ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ﴾ اي المشرك ﴿لَكَفُوْرٌ﴾(٦٦) لنعم الله بتركه توحيده ﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا﴾ بفتح السين وكسرها شريعة ﴿هُمْ نَاسِكُوْهُ﴾ عاملون به ﴿فَلَا يُنَازِعُنَّكَ﴾ يراد به لا تنازعهم ﴿فِي الْاَمْرِ﴾ امر الذبيحة اذ قالوا ما قتل الله احق ان تاكلوه مما قتلتم ﴿وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ﴾ اي الى دينه ﴿اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى﴾ دين ﴿مُّسْتَقِيْمٍ﴾(٦٧) ﴿وَاِنْ جٰدَلُوْكَ﴾ في امر الدين ﴿فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾(٦٨) فيجازيكم عليه وهذا قبل الامر بالقتال ﴿اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ﴾ ايها المومنون والكافرون ﴿يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ﴾(٦٩) بان يقول كل من الفريقين خلاف قول الآخر ﴿اَلَمْ تَعْلَمْ﴾ الاستفهام فيه للتقرير ﴿اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ﴾ اي ما ذكر ﴿فِيْ كِتٰبٍ ؕ﴾ هو اللوح المحفوظ ﴿اِنَّ ذٰلِكَ﴾ اي علم ما ذكر ﴿عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾(٧٠) سهل ﴿وَيَعْبُدُوْنَ﴾ اي المشركون ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ﴾ هو الاصنام ﴿سُلْطٰنًا﴾ حجة ﴿وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ﴾ انها آلهة ﴿وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ﴾ بالاشراك ﴿مِنْ نَّصِيْرٍ﴾(٧١) يمنع عنهم عذاب الله ﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا﴾ من القرآن ﴿بَيِّنٰتٍ﴾ ظاهرات حال ﴿تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ﴾ اي الانكار لها اي اثره من الكراهة والعبوس ﴿يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ﴾ اي يقعون فيهم بالبطش ﴿قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ﴾ اي باكره اليكم من القرآن المتلو عليكم هو ﴿اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ﴾ بان مصيرهم اليها ﴿وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾(٧٢) هي.

﴿ترجمہ﴾

کیا تونے نہ جانا (الم تر بمعنی الم تعلم ہے) کہ اللہ نے تمہارے بس میں کردیا جو زمین میں ہے (یعنی چوپائے) اور کشتی کہ دریا میں (سوار ہونے اور سامان لادنے کے لیے) اس کے حکم (اذن) سے چلتی ہے اور وہ روکے ہوئے ہے آسمان کو (اس سے) کہ زمین پر نہ گر پڑے مگر اس کے حکم سے (تقع سے پہلے لعلا محذوف ہے یعنی اللہ ﷻ آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ وہ زمین پر گر نہ پڑے مگر اس کے حکم سے، پھر تم اس کے گرنے کے سبب ہلاک ہوجاؤ) بیشک اللہ آدمیوں پر رحم فرمانے والا مہربان ہے (کہ ان کے لیے چوپائے مسخر کردیئے اور آسمان کو ان پر گرنے سے روک رکھا ہے) اور وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا (تمہیں پیدا فرما کر) پھر تمہیں مارے گا (تمہاری عمروں کے پورے ہوجانے کے وقت) پھر تمہیں زندہ کرے گا (حساب وکتاب کے وقت) بیشک آدمی (مشرک) بڑا ناشکرا ہے (توحید کو چھوڑ کر وہ اللہ ﷻ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والا ہے) ہر امت کے لیے ہم نے شریعت بنادی......لے......(منسکا سین

مفتوحہ اور مکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یعنی شریعت) کہ وہ اس پر چلیں (یعنی اس پر عمل کریں) تو ہرگز وہ تم سے جھگڑا نہ کریں (مراد اس سے یہ ہے کہ ہرگز تم اس سے جھگڑا مت کرنا) اس معاملے میں (یعنی ذبح کردہ جانور کے معاملے میں کہ کفار کہا کرتے تھے جسے اللہ ﷻ نے موت دی وہ تمہارے قتل کردہ سے زیادہ اس بات کا حقدار ہے کہ تم اسے کھاؤ) اور اگر وہ (دین کے معاملے میں) تم سے جھگڑیں تو فرما دو کہ اللہ خوب جانتا ہے تمہارے کرتوت (وہ تمہیں تمہارے ان کرتوتوں کا بدلہ دے گا، یہ حکم آیت جہاد نازل ہونے سے پہلے کا ہے) اللہ تم پر (اے مسلمانوں اور اے کافرو!) فیصلہ کردے گا قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے ہو (دونوں میں سے ہر فریق دوسرے کی بات کے برخلاف ہی کہتا ہے) کیا تو نے نہ جانا (یہاں استفہام کلام کو پختہ کرنے کے لیے ہے) کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک یہ سب (جو مذکور ہوا) ایک کتاب (لوح محفوظ) میں ہے ......۲ بیشک یہ (مذکورہ باتوں کا علم رکھنا) اللہ پر آسان ہے (یسیر بمعنی سھل ہے) اور وہ (یعنی مشرکین) اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جن کی کوئی سند اللہ نے نہ اتاری (یعنی بتوں کو پوجتے ہیں، سلطنا بمعنی حجۃ ہے) اور ایسوں کو جنہیں خود (اپنے خدا ہونے) کا علم نہیں اور (شرک کرنے کے سبب) ظلم کرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں (جو ان سے اللہ ﷻ کے عذاب کو روک سکے) اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں (قرآن پاک کی واضح آیتیں) پڑھی جاتی ہیں (بینت بمعنی ظاھرات ہے، حال بن رہا ہے) تو تم ان کے چہروں پر بگڑنے کے آثار دیکھو گے (ان کی کراہت اور ناپسندیدگی کے آثار جو کہ ان آیات کے انکار کرنے کے لیے ان کے چہروں پر ہوں گے) قریب ہے کہ لپٹ پڑیں ان کو جو ہماری آیتیں ان پر پڑھتے ہیں ......۳ (یعنی ان کے ساتھ دست درازی کریں) تم فرماؤ کیا میں تمہیں بتا دوں جو اس سے (یعنی تمہارے قرآن کو جو تم پر پڑھا جاتا ہے اسے ناپسند سمجھنے سے) زیادہ بدتر ہے (وہ) آگ جس کا وعدہ اللہ نے کافروں کو دیا ہے (کہ ان کا ٹھکانہ آگ ہوگا) اور کیا ہی بُری پلٹنے کی جگہ (ہے وہ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تران اللہ سخر لکم ما فی الارض والفلک تجری فی البحر بامرہ﴾۔

ھمزہ: حرف استفہامیہ، لم تر: فعل نفی بافاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، سخر لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، مافی الارض: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الفلک: ذوالحال، تجری فی البحر بامرہ: جملہ فعلیہ حال، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ﴾۔

و: عاطفہ، یمسک السماء: فعل بافاعل ومفعول، ان: مصدریہ، تقع: بتقدیر "لا" فعل نفی "ھو" ضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، باذنہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، علی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اللہ بالناس لرؤف رحیم O وھو الذی احیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم﴾۔

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، بالناس لرؤف: شبہ جملہ خبر اول، رحیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: مستانفہ، ھو: مبتدا، الذین: موصول، احیاکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم یمیتکم ثم یحییکم: جملہ فعلیہ معطوفان، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان الانسان لکفور O لکل امت جعلنا منسکاھم ناکسوہ﴾۔

ان الانسان: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، کفور: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لکل: ظرف لغو مقدم، جعلنا: فعل بافاعل، منسکا: موصوف، ہم ناسکوہ: جملہ اسمیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا ینازعنک فی الامر وادع الی ربک انک لعلی ہدی مستقیم﴾۔

ف: فصیحہ، لاینازعنک: فعل نہی بافاعل ومفعول، فی الامر: ظرف لغو، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ و: عاطفہ، ادع الی ربک: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، انک: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، علی ہدی مستقیم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ مستانفہ۔

﴿وان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون O اللہ یحکم بینکم یوم القیمۃ فیما کنتم فیہ تختلفون﴾۔

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، جدلوک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قل: قول، اللہ: مبتدا، اعلم بما تعملون: شبہ جملہ خبر، ملکر مقولہ، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، اللہ: مبتدا، یحکم: فعل بافاعل، بینکم: ظرف اول، یوم القیمۃ: ظرف ثانی، فیما کنتم فیہ تختلفون: ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السموت والارض ان ذلک فی کتب ان ذلک علی اللہ یسیر﴾۔

ہمزہ: استفہامیہ، لم تعلم: فعل نفی بافاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یعلم: فعل بافاعل، مافی السماء والارض: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان ذلک: حرف مشبہ واسم، فی کتب: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ تعلیلیہ، ان ذلک: حرف مشبہ واسم، علی اللہ یسیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ویعبدون من دون اللہ ما لم ینزل بہ سلطنا وما لیس لہم بہ علم﴾۔

و: مستانفہ، یعبدون: فعل بافاعل، من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، ما: موصولہ، لم ینزل: فعل نفی بافاعل، بہ: ظرف مستقر حال مقدم، سلطنا: ذوالحال، ملکر مفعول، جملہ فعلیہ صلہ ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: موصولہ، لیس لہم: فعل ناقص و ظرف مستقر خبر مقدم، بہ علم: شبہ جملہ اسم مؤخر ملکر صلہ، ملکر معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما للظلمین من نصیر﴾۔

و: عاطفہ، ما: نافیہ، للظلمین: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائدہ، نصیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا تتلی علیہم ایتنا بینت تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر﴾۔

و: عاطفہ، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، تتلی علیہم: فعل مجہول وظرف لغو، ایاتنا: ذوالحال، بینٰت: حال، ملکر نائب الفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، تعرف: فعل بافاعل، فی وجوہ الذین کفروا: ظرف لغو، المنکر: مفعول، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یکادون یسطون بالذین یتلون علیہم ایتنا﴾۔

یکادون: فعل مقارب بااسم، یسطون: فعل بافاعل، ب: جار، الذین: موصول، یتلون علیہم ایاتنا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل افانبئکم بشر من ذلکم النار وعدہا اللہ الذین کفروا﴾۔

قل: قول، ہمزہ: حرف استفہامیہ، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اخاطبکم"، انبئکم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، شر من ذلکم: شبہ جملہ مبدل منہ، النار: مبتدا، وعدہا اللہ الذین کفروا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر

متوالیہ بلکر جملہ قولیہ۔

﴿وبئس المصیر﴾

و: عاطفہ، بئس المصیر: فعل وفاعل ملکر مبتدا محذوف "ھی" کے لیے خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... لکل امۃ جعلنا منسکاھم ...... ☆ بدیل بن ورقاء، بشر بن سفیان اور یزید بن خنیس کے حق میں نازل ہوئی اوران لوگوں نے اصحاب رسول ﷺ سے کہا تھا، کیا سبب ہے جس جانور کو تم خود قتل کرتے ہو اسے تو کھاتے ہو اور جس کو اللہ مارتا ہے اسے نہیں کھاتے ،اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

منسک کی تحقیق:

لے......یعنی ہر امت کے لیے ایک جماعت بنادی جو اے محبوب تم سے پہلے گزرے، ہم نے انہیں ایک جماعت یا مکان کی جانب مانوس کردیا جس کی جانب میرے بندے میرے متعین کردہ فرائض واعمال کی ادائیگی کے لیے رجوع کرتے ہیں۔ دراصل کلام عرب میں المنسک سے مراد وہ جائے پناہ ہے جس کی جانب انسان لوٹتا ہے، چہ جائے کہ وہ خیر سے متعلق ہو یا شر سے متعلق ہو۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص خیر وشر کے اعتبار سے جائے پناہ کا ارادہ کرتا ہے۔ اسی لیے مناسک حج کہا جاتا ہے کہ امور خیر وہاں حاصل ہوتے ہیں اور لوگ حج وعمرہ کے ارکان بجالانے کے لئے وہاں کے مشتاق ہوتے رہتے ہیں۔ المنسک کے بارے میں دو لغتیں پائی جاتی ہیں چنانچہ لغت حجاز میں سین کی کسرہ اور میم کی فتح کے ساتھ اور لغت اسد میں میم کی فتح اور سین کی کسرہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور دونوں لغتیں تلاوت کی جاتی ہیں۔ حضرت علی، ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ کے نزدیک المنسک بمعنی العید ہے جو کہ لوٹ لوٹ کر آتی ہے۔ اور بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ المنسک کے معنی یہ ہیں کہ میں نے جانور ذبح کیا اور اس کا خون بہایا۔ مجاہد کے نزدیک مکہ میں خون بہانا مراد ہے۔ مجاہد سے ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ قربانی کے جانور کا خون بہانا منسک کہلاتا ہے۔ (الطبری، الجزء ۱۷، ص ۲۳۲)

لوح محفوظ میں سب کچھ لکھا ہونے کے بارے میں احادیث:

۲......لوح محفوظ کیا ہے؟ اس کا بیان ما قبل ہم نے کردیا ہے، یہاں ہم اس کے متعلق حدیثیں ذکر کرتے ہیں:

☆......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے بکری کا زہر آلود گوشت کھایا تھا اس کی وجہ سے ہر سال آپ ﷺ کے جسم میں درد ہوتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے صرف وہی مصیبت پہنچتی ہے جو میرے لئے اس وقت لکھ دی گئی تھی جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کی شکل میں تھے"۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب: السحر، رقم: ۳۵۴۶، ص ۵۹۲)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! میں جوان شخص ہوں اور مجھے اپنے نفس پر زنا کا خطرہ ہے، اور عورتوں سے شادی کرنے کے لیے میرے پاس مال نہیں ہے، گویا کہ وہ خصی ہونے کی اجازت طلب کرتے تھے، آپ ﷺ میری بات پر خاموش رہے، میں نے پھر اسی طرح کہا آپ ﷺ پھر خاموش رہے، جب میں نے تیسری بار دھرایا تو نبی پاک

ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہونے والا ہے اس کو لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے، اب تم خصی ہو یا نہ ہو''۔
(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب: ما یکرہ من التبتل والخصاء، رقم: ۵۰۷۶، ص ۹۰۸)

☆...... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے تمام آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے تمام مخلوقات کی تقدیر کو لکھ دیا تھا اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا''۔ (صحیح مسلم، کتاب القدر، باب: حجاج آدم، رقم: ۶۶۴۳/۲۶۵۳، ص ۱۳۰۶)

☆...... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں، آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیسی دو کتابیں ہیں؟ ہم نے کہا، نہیں یا رسول اللہ ﷺ! سوا اس کے کہ آپ ﷺ بتائیں، جو کتاب آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ میں تھی اس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ رب العالمین کی طرف سے کتاب ہے، اس میں جنت والوں کے نام ہیں اور ان کے باپ دادا کے نام ہیں اور ان کے قبائل کے نام ہیں، پھر ان کے آخر میں میزان کر دیا گیا ہے اور اس میں نہ کمی کی جائے گی، پھر آپ ﷺ کے بائیں ہاتھ میں جو کتاب تھی اس کے متعلق فرمایا: ''یہ رب العالمین کی طرف سے کتاب ہے، اس میں دوزخ والوں کے نام ہیں اور ان کے باپ دادا کے نام ہیں اور ان کے قبائل کے نام ہیں، پھر ان کے آخر میں میزان کر دیا گیا، نہ ان میں کبھی کوئی اضافہ ہوگا نہ کبھی کوئی کمی ہوگی''، آپ ﷺ کے اصحاب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! جب سب کاموں سے فراغت ہو چکی ہے تو پھر عمل کس میں ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ٹھیک ٹھیک اور صحت کے مطابق کام کرتے رہو کیونکہ جو جنتی شخص ہے اس کا خاتمہ جنت والوں کے اعمال پر ہوگا خواہ وہ کوئی عمل کرتا رہے، اور جو دوزخی ہے اس کا خاتمہ دوزخیوں والے عمل پر ہوگا خواہ وہ کوئی عمل کرتا رہے''، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ان کتابوں کو گرا دیا، پھر فرمایا: ''تمہارا رب اپنے بندوں سے فارغ ہو چکا ہے، ایک فریق جنت میں ہے اور ایک فریق دوزخ میں ہے''۔ (سنن الترمذی، کتاب القدر، باب: ما جاء ان کتب اللہ کتابا، رقم: ۲۱۴۸، ص ۶۲۶)

قرآن پڑھنے سے کس کے چہرے بگڑتے ہیں:

۳...... جس طرح قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیات قرآنیہ کا وصف بینات ذکر کیا گیا ہے اسی طرح یہاں پر بھی ایسا ہی کیا گیا ہے اس لیے کہ قرآن کی آیات دلائل عقلیہ اور احکامات کے بیان سے بھرپور ہیں، پھر بیان ہوا کہ منکرین اپنے جہل میں ہیں کہ ادلہ میں جھگڑتے ہیں اور جب ان پر معجزہ پیش کیا جاتا ہے تو بھی ان کے چہروں سے انکار ٹپکتا دکھائی دیتا ہے یعنی غیظ وغضب میں بھرے رہتے ہیں۔ متذکرہ آیت میں اسی ناگواری اور غیظ وغضب کو المنکر سے تعبیر کیا، علامہ زمخشری کہتے ہیں کہ قباحت میں حد سے بڑھ جانے، اچانک ٹوٹ پڑنے، گالی نکالنے، حد سے بڑھنے، نافرمانی کرنے، وغیرہ اقوال اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام نے بیان کیے ہیں۔ کلبی کہتے ہیں کہ ان کے چہروں سے قرآن کے بارے میں کراہیت صاف عیاں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ان کے چہروں سے تکبر کے آثار دکھائی دیتے ہیں، مقاتل کہتے ہیں کہ وہ قرآن کو اللہ عزوجل کی پاک بارگاہ سے نازل کردہ نہیں مانتے۔
(الرازی، ج۸، ص ۲۵۰)

اغراض :شریعۃ: مراد تمام امت معینہ میں موجود احکام دینیہ ہیں، تاکہ امت معینہ کے لیے ایک شریعت سے دوسری شریعت (کو جاننے کے حوالے سے کوئی) خطا والا معاملہ نہ رہے، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے تک توریت میں موجود شریعت نافذ العمل تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سید عالم ﷺ کے نزول سے پہلے تک انجیل پر عمل کیا جاتا تھا، اور موجودہ امت قیامت تک کے لیے قرآن یعنی شریعت محمدی کی پابند ہے، اسی بناء پر اللہ عزوجل کا فرمان ﴿فلا ینازعنک فی الامر﴾ (الحج: ۶۷) ہے کہ ان امتوں میں امر دین کے لحاظ سے کوئی جھگڑا نہیں، کیونکہ ان کا گمان ہے کہ ان کی شریعت باقی رہنے والی ہے، جب

کہ توریت وانجیل کے احکامات سید عالم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اپنے اپنے اوقات میں نافذ العمل ہوئے، سید عالم ﷺ کی تشریف آوری پر تمام سابقہ شریعتیں منسوخ قرار پاچکی ہیں۔

وھذا قبل الامر بالقتال: مراد یہ ہے کہ ﴿وان جدلوک......الخ (الحج:۶۸)﴾ آیت کا حکم قتال سے منسوخ ہو چکا ہے، جب کہ دوسرا قول اس آیت کے محکم ہونے کا بھی ہے، اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہونگے کہ ان لوگوں سے جھگڑنا چھوڑ دو اور اپنے کام اللہ کے سپرد کردو کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿اللہ اعلم بما تعملون (الحج:۶۸)﴾ پس یہ جملہ ان کے حق میں ان کے اعمال کے اعتبار سے وعید بن رہا ہے، جب وہ کفر پر جمے رہیں تو کلام ان سے قتال کرنے کے منافی نہیں، کیونکہ قتال دو میں سے ایک حکم کو اٹھالے گا یعنی یا تو وہ اسلام قبول کرلیں یا کفر پر مصر رہتے ہوئے جزیہ دے دیں۔

ھو اللوح المحفوظ: مراد وہ سفید موتی ہے جو ساتویں آسمان سے اوپر ہوا میں معلق ہے، جس کا طول آسمان وزمین کے مابین اور عرض مشرق ومغرب کے مابین جتنا ہے۔ **عند البعث:** ثواب وعقاب کے اعتبار سے۔

بان مصیرھم الیھا: اللہ نے کافروں کے لوٹنے کی جگہ جہنم بنائی ہے، یعنی آگ ان کا ٹھکانہ ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ نے کافروں کے لیے آگ میں کھانے کا اہتمام فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ (الصاوی، ج۴، ص ۱۴۶ وغیرہ)

رکوع نمبر:۱۷

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ﴾اَی اَھلَ مکۃَ﴿ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗؕ ﴾وَھُوَ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ ﴾تَعبُدونَ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾اَی غَیرَہٗ وَھُمُ الاَصنامُ﴿لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا ﴾اِسمُ جِنسٍ واحدُہٗ ذُبابَۃٌ یَقعُ علی المُذَکَّرِ والمؤنَّثِ﴿وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗؕ ﴾اَی لِخَلقِہٖ﴿وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْــٴًـا ﴾مِمَّا علیھِم مِنَ الطِّیبِ والزَّعفرانِ الملطِخُونَ بِہٖ﴿لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ ﴾یَستَرِدُّوہُ﴿مِنْهُؕ ﴾لِعجزِھِم فَکیفَ یَعبُدونَ شُرکاءَ لِلّٰہِ تعالٰی ھذا اَمرٌ مُستَغرِبٌ عَبَّرَ عنہُ بِضَربِ مَثَلٍ ﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ ﴾العَابِدُ﴿وَ الْمَطْلُوْبُ(۷۳) ﴾المَعبُودُ﴿مَا قَدَرُوا اللّٰهَ ﴾عَظَّمُوہُ﴿حَقَّ قَدْرِهٖؕ ﴾عَظَمَتِہٖ اِذ اَشرَکُوا بِہٖ مَالَم یَمتَنِع مِنَ الذُّبابِ وَلا یَنتَصِفُ مِنہُ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ(۷۴) ﴾غالِبٌ﴿اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِؕ ﴾رُسُلًا نَزَلَ لَمَّا قَالَ المُشرِکونَ ءَاُنزِلَ علیہِ الذِّکرُ مِن بَینِنا﴿اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ ﴾لِمَقالَتِھِم﴿بَصِیْرٌ(۷۵) ﴾بِمَن یَتَّخِذُہٗ رُسُلًا کَجبرائیلَ ومیکائیلَ وابراھیمَ ومحمدٍ وغیرِھِم﴿یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْؕ ﴾اَی مَا قَدَّموا وماخَلَّفوا او ما عَمِلوا وما ھُم عامِلونَ بَعدُ﴿وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ(۷۶) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا ﴾اَی صَلُّوا﴿وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ ﴾وَحِّدوہُ﴿وَ افْعَلُوا الْخَیْرَ ﴾کَصِلَۃِ الرَّحمِ وَمَکارِمِ الاَخلاقِ﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۷۷) السجدۃ عند الشافعی ﴾تَفُوزونَ بِالبَقاءِ فِی الجَنۃِ﴿وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ ﴾لِاِقامَۃِ دِینِہٖ﴿حَقَّ جِهَادِهٖؕ ﴾بِاستِفراغِ الطَّاقَۃِ فیہِ وَنَصبُ حَقَّ علی المصدرِ ﴿هُوَ اجْتَبٰىكُمْ ﴾اَختارَکُم لِدِینِہٖ ﴿وَ مَا جَعَلَ

عَلَيۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ﴾ای ضِیقٍ بِاَنۡ سَهَّلَهٗ عِندَ الضَّرُورَاتِ كَالقَصرِ وَالتَّیَمُّمِ وَاَكلِ المَیتَةِ وَالفِطرِ لِلمَرَضِ وَالسَّفَرِ ﴿مِلَّةَ اَبِيۡكُمۡ ﴾مَنصُوبٌ بِنَزعِ الخَافِضِ الكَافِ ﴿اِبۡرٰهِيۡمَ ﴾عَطفُ بَیَانٍ ﴿هُوَ ﴾ای المِلَّةُ ﴿سَمّٰٮكُمُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ مِنۡ قَبۡلُ ﴾ای قَبلَ هٰذَا الكِتَابِ ﴿وَفِىۡ هٰذَا ﴾ای القُرانِ ﴿لِيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَهِيۡدًا عَلَيۡكُمۡ ﴾یَومَ القِیٰمَةِ اَنَّهٗ بَلَّغَكُم ﴿وَتَكُوۡنُوۡا ﴾اَنتُم ﴿شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ﴾اَنَّ رُسُلَهُم بَلَّغَتهُم ﴿فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰهِ ﴾ثِقُوا بِهٖ ﴿هُوَ مَوۡلٰٮكُمۡ ﴾نَاصِرُكُم وَمُتَوَلِّی اُمُورِكُم ﴿فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰى ﴾هُوَ ﴿وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ (۷۸) ﴾ای النَّاصِرُ هُوَ لَكُم.

﴿ترجمہ﴾

اے لوگوں (یعنی اہل مکہ) ایک کہاوت فرمائی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو (اور وہ یہ ہے کہ) وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو (مراد اس سے بت ہیں، تدعون بمعنی تعبدون ہے اور دون بمعنی غیر ہے) ایک مکھی نہ بنا سکیں گے......۱ (ذباب اسم جنس ہے اس کا واحد ذبابۃ ہے جس کا اطلاق مذکر مونث دونوں پر ہوتا ہے) اگرچہ سب اس پر (یعنی اس کے بنانے پر) اکٹھے ہو جائیں اور ایک مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے (ان خوشبوؤں اور زعفران میں سے کچھ چھین لے جائے جن سے ان کو آلودہ کیا جاتا ہے) تو اس سے چھڑا نہ سکیں (یعنی عاجز ہونے کے سبب اس سے واپس نہ لے سکیں، تو انہیں اللہ ﷻ کا شریک بنا کر کیونکر پوجا جا سکتا ہے چونکہ معاملہ انتہائی عجیب ہے اس لیے اسے ضرب المثل ارشاد فرمایا) کتنا کمزور چاہنے والا (پجاری) اور وہ جس کو چاہا (یعنی جھوٹا معبود) اللہ کی قدر نہ جانی (یعنی اس کی عظمت نہ جانی) جیسے چاہئے تھی (یعنی انہوں نے اللہ ﷻ کا شریک انہیں قرار دیا جو مکھی کو روکنے اور) بیشک اللہ قوت والا غالب (عزیز بمعنی غالب ہے) اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے......۲ (رسول، آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے کہا کہ کیا ہمارے درمیان میں سے اس شخص پر قرآن نازل کیا گیا ہے) بیشک اللہ سننے والا ہے (ان کی باتوں کو) اور دیکھ رہا ہے (انہیں جنہیں اس نے اپنا رسول بنایا ہے جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وغیرہ کو) جانتا ہے جو ان کے آگے اور جو ان کے پیچھے ہے (یعنی وہ جانتا ہے جو عمل انہوں نے آگے کو بھیجے اور جو اعمال انہوں نے نہیں کیے اور جو عمل انہوں نے انجام دیئے ہیں اور جو عمل وہ آئندہ کریں گے) اور سب کاموں کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے اے ایمان والوں......۳! رکوع اور سجود کرو (یعنی نماز پڑھو) اور اپنے رب کی بندگی کرو (یعنی اسے ایک مانو) اور بھلے کام کرو (جیسے صلہ رحمی کرنا اور مکارم اخلاق) اس امید پر کہ تمہیں چھٹکارا ہو......۴ (جنت کی ہمیشگی رہائش پا کر تم کامیاب ہو) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو (اس کے دین کی سر بلندی کے لیے) جیسا جہاد کرنے کا حق ہے (کہ تم اپنی تمام توانائیاں اس میں صرف کر دو، حقا مفعول مطلق ہونے کے سبب منصوب ہے) اس نے تمہیں پسند کیا (اپنے دین کے لیے چن لیا) اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی......۵ (ضرورت کے وقت دین کو تمہارے لیے آسان فرما دیا جیسا کہ نماز میں قصر کرنا، تیمم کر لینا، حالت اضطرار کے وقت مردار کھانے کی اجازت ہونا، مرض یا سفر کے عذر کے باعث روزہ چھوڑنے کی اجازت ہونا وغیرہ) تمہارے باپ ابراہیم کا دین (ملة ابیکم حرف جر کاف کے مذکور نہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور ابراھیم عطف بیان بن رہا ہے) اس نے (یعنی اللہ ﷻ نے) تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اس سے (یعنی اس کتاب سے) پہلے اور اس میں (یعنی اس کتاب میں) تا کہ رسول تمہارا (بروز

قیامت) گواہ ہو کہ (انہوں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا تھا) اور تم (تمام) دیگر لوگوں پر گواہی دو (یعنی دیگر رسولوں کے حق میں کہ انہوں نے اپنی قوموں کو پیغام الٰہی پہنچا دیا تھا) تو نماز قائم کرو (نماز پر ہیشگی کرو) اور زکوۃ دو اللہ پر بھروسہ رکھو (واعتصموا باللہ بمعنی ثقوا بہ ہے) وہ تمہارا مولی ہے (تمہارا مددگار ہے، تمہارے کاموں کا نگہبان ہے) تو کیا ہی اچھا مولی (ہے وہ) اور کیا ہی اچھا مددگار (ہے تمہارے لیے، نصیر بمعنی ناصر ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ﴾۔

یایھا الناس: جملہ ندائیہ، ضرب مثل: فعل مجہول با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ، ف: فصیحہ، استمعوا لہ: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ﴾۔

﴿الم تر ان اللہ سخر لکم ما فی الارض والفلک تجری فی البحر بامرہ﴾۔

ھمزہ: حرف استفہامیہ، لم تر: فعل نفی با فاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، سخر لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، مافی الارض: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الفلک ذوالحال، تجری فی البحر بامرہ: جملہ فعلیہ حال، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ﴾۔

و: عاطفہ، یمسک السماء: فعل با فاعل ومفعول، ان: مصدریہ، تقع: بتقدیر "لا"، فعل نفی "ھو" ضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، باذنہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، علی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اللہ بالناس لرؤف رحیم ○ وھو الذی احیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم﴾۔

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، بالناس لرؤف: شبہ جملہ خبر اول، رحیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: مستانفہ، ھو: مبتدا، الذین: موصول، احیاکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم یمیتکم ثم یحییکم: جملہ فعلیہ معطوفان، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان الانسان لکفور ○ لکل امۃ جعلنا منسکا ھم ناسکوہ﴾۔

ان الانسان: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، کفور: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لکل: ظرف لغو مقدم، جعلنا: فعل با فاعل، منسکا: موصوف، ھم ناسکوہ: جملہ اسمیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا ینازعنک فی الامر وادع الی ربک انک لعلی ھدی مستقیم﴾۔

ف: فصیحہ، لا ینازعنک: فعل نہی با فاعل ومفعول، فی الامر: ظرف لغو، ملکر شرط محذوف " اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، ادع الی ربک: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، انک: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، علی ھدی مستقیم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ مستانفہ۔

﴿وان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون ○ اللہ یحکم بینکم یوم القیمۃ فیما کنتم فیہ تختلفون﴾۔

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، جدلوک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قل: قول، اللہ: مبتدا، اعلم بما تعملون: شبہ جملہ خبر، ملکر مقولہ، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، اللہ: مبتدا، یحکم: فعل با فاعل، بینکم: ظرف اول، یوم القیمۃ: ظرف ثانی، فیما کنتم

فیہ تختلفون : ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السموت والارض ان ذلک فی کتب ان ذلک علی اللہ یسیر﴾.

ھمزہ :استفہامیہ، لم تعلم : فعل نفی بافاعل، ان اللہ :حرف مشبہ واسم، یعلم: فعل بافاعل، مافی السماء والارض:موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان ذلک حرف مشبہ واسم، فی کتب :ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ تعلیلیہ، ان ذلک : حرف مشبہ واسم ، علی اللہ یسیر : شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ویعبدون من دون اللہ ما لم ینزل بہ سلطنا وما لیس لھم بہ علم﴾.

و: مستانفہ، یعبدون : فعل بافاعل، من دون اللہ :ظرف مستقر حال مقدم، ما: موصولہ، لم ینزل: فعل نفی بافاعل، بہ: ظرف مستقر حال مقدم، سلطنا: ذوالحال، ملکر مفعول، جملہ فعلیہ صلہ ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما :موصولہ، لیس لھم: فعل ناقص و ظرف مستقر خبر مقدم، بہ علم: شبہ جملہ اسم مؤخر، ملکر صلہ، ملکر معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما للظلمین من نصیر﴾.

و: عاطفہ، ما: نافیہ، للظلمین: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائدہ، نصیر : مبتدامؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا تتلی علیھم ایتنا بینت تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر﴾.

و: عاطفہ، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، تتلی علیھم: فعل مجہول وظرف لغو، ایاتنا: ذوالحال، بینٰت: حال، ملکر نائب الفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، تعرف: فعل بافاعل، فی وجوہ الذین کفروا: ظرف لغو، المنکر: مفعول، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یکادون یسطون بالذین یتلون علیھم ایتنا﴾.

یکادون : فعل مقارب بااسم، یسطون : فعل بافاعل، ب: جار، الذین: موصول، یتلون علیھم ایاتنا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل افانبئکم بشر من ذلکم النار وعدھا اللہ الذین کفروا﴾.

قل: قول، ھمزہ :حرف استفہامیہ، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اخاطبکم"، انبئکم : فعل بافاعل ومفعول، ب : جار، شر من ذلکم : شبہ جملہ مبدل منہ، النار: مبتدا، وعدھا اللہ الذین کفروا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وبئس المصیر﴾

و: عاطفہ، بئس المصیر: فعل وفاعل ملکر مبتدا محذوف "ھی" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا...... ☆ یہ آیت ان کفار کے رد میں نازل ہوئی جنہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ بشر کیسے رسول ہوسکتا ہے، اس پر اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ مالک ہے جسے چاہے اپنا رسول بنائے اور انسانوں میں سے بھی رسول ہوتا ہے اور ملائکہ میں سے بھی جنہیں چاہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تبلیغ کے لیے مثالوں کا سہارا لینا:

۱......سب سے پہلے تو یہ اسلوب ذکر فرمایا کہ اے ایمان والوں تمہارے سمجھنے کے لیے اللہ عزوجل مثال بیان فرماتا ہے تو تم اسے دھیان سے سنو: اس کی وجہ یہ ہے کہ فقط سن لینا کافی نہیں ہوا کرتا جب تک کہ اس سُنے ہوئے پر غور وفکر نہ کیا جائے۔ حقیر ترین جانور مکھی کی مثال دے کر اللہ عزوجل نے یہ سمجھانا چاہا کہ یہ بت کیسے حقیر ہیں کہ مکھی جیسی حقیر ترین چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ پھر یہ کہ حقیر ترین چیز مکھی اگر ان کی ناک پر بیٹھ جائے تو اسے اڑا نہیں سکتے، اگر کچھ لے جائے تو چھین نہیں سکتے، طالب (بت بنانے والا) اور مطلوب (بت یا کوئی بھی چیز جس کی عبادت کی جائے) کتنے کمزور ہیں، ضعف کا معنی کمزوری نہیں بلکہ قباحت کا ظاہر ہونا ہے۔

انسان اور فرشتوں میں سے رسالت:

۲......متذکرہ آیت میں من تبعیضیہ ہے، معنی یہ ہے کہ ملائکہ میں سے بعض رسالت کے منصب پر فائز ہوئے، اور ﴿جاعل الملائکۃ رسلا اللہ نے فرشتوں کو رسول بنایا (فاطر: ۱)﴾ سے مراد یہ ہے کہ تمام ہی فرشتے رسول ہیں، دونوں آیات میں تناقض واضح ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ اس آیت میں بنو آدم میں سے جو رسول ہوئے اس کا بیان کرنا مقصود تھا، اور مراد اس سے اکابر ملائکہ ہیں، جیسا کہ جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام اور فرشتوں میں سے بعض ہی رسول ہیں، پس تناقض دور ہو گیا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لو اراد اللہ ان یتخذ ولدا لا صطفی مما یخلق ما یشاء اگر اللہ اولاد بنانے کا ارادہ فرماتا تو اپنے (بندوں) میں سے کچھ کو منتخب نہ فرماتا (الزمر: ۴)﴾۔ پس آیت سے بات ثابت ہوئی کہ اولاد ہونے کے لئے منتخب ہونا ضروری ہے اور یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ فرشتوں اور انسانوں میں سے بعض چُنے ہوئے ہیں، پس دونوں آیتوں کا مجموعہ اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ عزوجل کی اولاد ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿لو اراد اللہ ان یتخذ ولدا...... الخ (الزمر: ۴)﴾ میں یہ دلیل ہے کہ ہر "اولاد" چُنی ہوئی ہے، لیکن یہ دلیل نہیں ہر چُنی ہوئی "اولاد" ہے۔ پس اس آیت سے یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ جو چُنا ہوا ہو وہ اولاد بھی ہو۔ (الرازی، ج۸، ص ۲۵۳)

یایھا الذین امنوا کا خطاب صرف مسلمانوں سے ہے!

۳......اس سے پہلی آیات میں اللہ عزوجل نے پہلے الٰہیات پر کلام فرمایا، پھر نبوات پر کلام فرمایا، اس کے بعد احکام شرعیہ بیان فرمائے، اس میں چار وجہوں سے خطاب فرمایا: (۱)......جن کو احکام کا مکلف کیا، ان کا تعین فرمایا، (۲)......جو احکام دیئے گئے ان کی تفصیل بیان فرمائی، (۳)......احکامات پر عمل کرنے کے بعد جو ثمرہ مرتب ہو گا اسے بیان کر دیا، (۴)......احکام کا مکلف کرنے کی تاکید کی گئی۔ جن کو ان احکام کا مکلف کیا گیا ان کی تاکید کرتے ہوئے ﴿یایھا الذین امنوا﴾ کا خطاب فرمایا: اس سے مراد تمام مکلفین ہیں چہ جائے کہ مومن ہوں یا کافر، کیونکہ ان احکام کا مکلف ہر شخص ہے اس لئے ان احکام کے ساتھ صرف مومنوں کو مکلف کرنے کی کوئی خاص وجہ سمجھ میں نہیں آتی، یہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کا مسلک ہے اور بعض احناف کا بھی یہی نظریہ ہے کہ کفار بھی احکام کے مکلف ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ جب اہل جنت نے اہل دوزخ سے سوال کیا: ﴿ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین تمہیں کس چیز نے دوزخ میں داخل کیا وہ کہیں گے کہ ہم نمازیوں میں سے نہ تھے اور ہم مسکینوں کو کھانا نہ کھلاتے تھے (المدثر: ۴۲تا۴۴)﴾۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار بھی اس حکم کے مکلف ہیں کہ وہ نماز پڑھیں اور مسکینوں کو کھانا کھلائیں۔ جمہور احناف کا موقف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے صرف مومنین مکلف ہیں، کفار احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہیں، وہ صرف

ایمان لانے کے مکلّف ہیں کیونکہ کفر کے ساتھ نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوٰۃ ادا کرنا وغیرہ مقبول نہیں ہے اس لیے احکام کے مکلّف صرف مومنین ہیں۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ ﷻ نے مومنین سے خطاب کر کے نماز اور دیگر عبادات کا حکم دیا۔ ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے متذکرہ آیت کے بعد فرمایا ﴿اجتبٰکم﴾ یعنی اس نے تمہیں برگزیدہ کیا، یہ خطاب صرف مومنوں کے شایانِ شان ہے اور پھر فرمایا ﴿ھو سمٰکم المسلمین (الحج:۷۸)﴾ اس سے بھی معلوم ہوا کہ خطاب مومنین سے ہی ہے اور یہ بھی فرمایا ﴿وتکونوا شھداء علی الناس (الحج:۷۸)﴾ بھی خاص مومنین یہ سے خطاب ہے۔ (الرازی، ج۸، ص ۲۰۴)

چار قسم کے امور کا حکم:

۴...... نماز کا حکم دیا کیونکہ کوئی نماز رکوع اور سجدے کے بغیر نہیں پائی جاتی، توحید باری ﷻ کا حکم ﴿وعبدوا﴾ کے ذریعے دیا یعنی خالص اللہ ﷻ کے لیے عبادت بجالاؤ، اور صلہ رحمی اور مکارمِ اخلاق کا بیان ﴿وافعلوا الخیر (الحج:۷۷)﴾ کے ذریعے دیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ خیر سے مراد معبودِ برحق کی تعظیم و توقیر کے ساتھ عبادت بجالانے اور احسان سے مراد اللہ ﷻ کی مخلوق سے بھلائی چاہنا ہے، جس میں صدقات، اچھی بات اور کئی طرح کے اعمالِ صالحہ شامل ہیں اور ان چاروں امور پر اللہ ﷻ نے فلاح و کامرانی کا مدار رکھا ہے کہ رکوع، سجدہ، توحیدِ باری ﷻ، دیگر اعمالِ صالحہ جنت میں جانے کا ذریعہ ہیں۔ (الخازن، ج۳، ص ۲۶۵ ملخصا)

یہ چار امور وہ ہیں کہ جس میں تمام اچھائیاں شامل ہیں: عقیدۂ توحید اسلام کے دروازے میں داخلے کا پہلا زینہ ہے، اس کے بعد فرائض و واجبات جو کہ نماز، روزہ اور دیگر اعمالِ صالحہ کے ذریعے سے انسان کو کامرانی کی منازل تک پہنچاتے ہیں۔

دین میں تنگی نہیں:

۵...... دیکھا جائے تو واضح بات ہے کہ دین میں کوئی تنگی نہیں، انسان کو نماز کا حکم دیا ہے لیکن جب مرض کی صورت حال ہو تو بیٹھ کر بھی پڑھ سکتا ہے، لیٹ کر نماز ادا کرنے کی اجازت بھی شریعت مطہرہ میں دی جاتی ہے، سفر کی حالت میں قصر کا حکم ہے نہ کریں تو ترک واجب کا گناہ الگ ہے۔ اگر شریعت میں دشواری مانی جائے تو پھر سفر و حضر سب میں مکمل نماز پڑھنے کا حکم ہوتا لیکن ایسا نہیں ہے۔ پانی نقصان دیتا ہو تو تیمم کرے، دشمن کا خوف ہو تو بے جماعت گھر میں نماز ادا کرے، سخت بارش کی صورت میں بھی جماعت سے رہ جانے کی رخصت ہے۔ قسم توڑ بیٹھے تو کفارہ ادا کرے اور کفارہ ادا کرنے میں بھی صورتیں ہیں کہ اگر غلام آزاد نہیں کر سکتا تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے اور اگر ایسا بھی نہیں کر سکتا تو پھر تین روزے رکھے۔ جانی دشمن سے اپنی جان کی حفاظت کرنے کے لیے اس کے سامنے کلمہ کفر تک کی اجازت ہے جب کہ دل میں ایمان مضبوط ہو، کپڑا ناپاک ہو جائے تو دوبارہ پاک ہو سکتا ہے جب کہ پچھلی شریعتوں میں یہ رخصت نہ تھی۔ الغرض یہ دین فطرت ہے اس میں آسانی ہی آسانی ہے لیکن ہماری غالب اکثریت چونکہ دین جانتی ہی نہیں اس لیے انہیں دین مشکل معلوم ہوتا ہے۔

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "دین آسان ہے اور جو شخص اس پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا، اس پر دین غالب آجائے گا، پس تم درست کام کرو اور درستی کے قریب کام کرو اور جنت کی خوشخبری سن لو اور صبح کے وقت اور شام کے وقت اور رات کے کچھ اندھیرے میں عبادت سے مدد حاصل کرو۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الدین یسر، رقم ۳۹، ص۹)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ روانہ ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھ لیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کراع الغمیم میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ منگوا کر اسے اوپر اٹھایا حتی کہ لوگوں نے اسے دیکھ لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پانی پی لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ بعض لوگ اپنے روزے پر برقرار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نافرمان ہیں! وہ نافرمان ہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب الصوم ،باب : کراھیة الصوم، رقم: ۷۱۰،ص۲۲۷)

☆......ابوطعمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک شخص نے آکر کہا اے ابوعبدالرحمٰن! میں سفر میں روزے رکھنے کی ہمت رکھتا ہوں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اللہ عزوجل کی دی ہوئی رخصتوں کو قبول نہیں کرتا اس کو میدان عرفہ کے پہاڑوں کے برابر گناہ ہوگا۔ (المعجم الاوسط، رقم :۴۵۳۲)

اغراض :مما علیھم من الطیب و الزعفران :مشرکین بتوں پر زعفران ملتے اور ان کے سروں پر شہد ملتے، دروازے بند کردیئے جاتے، مکھیاں سوراخوں سے اندر آکر زعفران وشہد چاٹ جاتیں، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ بتوں کو یاقوت اور موتیوں سے مزین کیا جاتا اور ان پر خوشبوئیں ملی جاتیں، پرندے اور مکھیاں آکر اٹھالے جاتے تو ان کے بتوں میں روکنے کی مجال نہ تھی۔

عبر عنہ یضرب المثل: ماقبل بیان ہونے والا بتوں سے متعلق عجیب وغریب واقعہ مثال تو نہیں، اسے مثال کیوں کہا گیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ بعض عجیب وغریب مثالوں سے مشابہت دینے کے لیے اسے بھی مثلا کہہ دیا گیا۔

نزل لما قال المشرکون: اس جملے کا کہنے والا ولید بن مغیرہ تھا جو کہ اپنی قوم سے واقف تھا۔

کصلة الرحم ومکارم الاخلاق :وغیرہ صدقات واجبہ ومستحبہ مراد ہیں۔ (الصاوی، ج٤، ص ١٤٨ وغیرہ)

بنزع الخافض الکاف :ملة کے منصوب ہونے کی پانچ صورتیں لکھی ہیں پہلی صورت کہ یہ منصوب ہے اتبعو افعل مقدر کی وجہ سے اور دوسری صورت کہ یہ اختصاص کی بناء پر منصوب ہے اس طرح اس سے پہلے اعنی بالدین ہے یعنی دین سے میری مراد تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ اور تیسری صورت کہ یہ ماقبل جملہ کے مضمون جملہ کی وجہ سے منصوب ہے گویا کہ یوں فرمایا گیا وسع دینکم توسعة ملة ابیکم اور توسعة مضاف کو محذوف کر کے مضاف الیہ ملة کو اس مضاف کے قائم مقام کردیا گیا ہے۔ اور چوتھی صورت کہ یہ جعل فعل کے مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور پانچویں صورت کہ یہ حرف جر کاف کو حذف کرنے کے ساتھ منصوب ہے۔ یعنی اصل میں یوں تھا کملة ابیکم ۔ (الجمل، ج٥، ص ٢٢٢)

ایک اھم بات

مفتی اور قاضی میں فرق :

اصولِ الاقضیة میں مؤلف نے فرمایا" حاکم اور مفتی کے درمیان کچھ فرق نہیں اگر ہے تو اتنا کہ مفتی حکم شرعی سے آگاہ کرتا ہے اور قاضی اس فیصلہ کو نافذ کرتا ہے۔(۱)۔ (۱)......(درر الحکام شرح غرر الاحکام ،کتاب القضاء ،باب ماتقضی فیه المراة ،ج۲، ص ۴۰۹)۔

قضاء کا لغوی معنی: حکم کرنا، ہے جب کہ اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ موجودات کے حوالے سے وہ احکام الٰہیہ جو ازل سے ابد تک جاری ہوتے ہیں جب کہ فقہاء کی اصطلاح میں کسی سبب سے واجب کی مثل تسلیم کرنا قضاء کہلاتا ہے۔(التعریفات، ص ۱۷۷)۔ امام اہلسنت فرماتے ہیں: یہی وجہ ہے مفتی اصل صحت (یعنی حقیقتِ حکم شرع) پر عمل کرے اور شرائط صحت کا احتمال مان کر فتوی دے تو قاضی جس کی نظر صرف ظاہر پر مقتصر ہے اور احتمالات بعیدہ کا لحاظ اس کے منصب سے جدا بات ہے تو وہاں اصل پر نظر رکھنا اولی واحق ہے۔ (فتاوی رضویه مخرجه ،ج۱۷، ص۲۵۹)

سورۃ المؤمنون مکیۃ و ایاتھا ۱۱۸ او ۱۱۹

(سورۃ المومنون مکی ہے، اس میں ۱۱۸ یا ۱۱۹ آیتیں ہیں)

تعارف

اس میں چھ رکوع، ۱۸۴۰ کلمات اور ۴۸۰۲ حروف پر مشتمل یہ سورۃ پاک ہے، اس میں آغاز ہی میں مومنین کی صفات کا بیان ہے۔ یہ ان افراد کی صفات ہیں جو نور اسلام سے اپنے دلوں کو منور کرتے ہیں اور اپنے اعمال اور جذبات کو قرآن کے پیش کئے ہوئے قالب میں ڈھال لیتے ہیں۔ فرمایا اسی قسم کے لوگوں کے سر پر فلاح دارین کا تاج رکھا جاتا ہے اور انہی کے لئے فردوس کی ابدی نعمتیں سجائی جاتی ہیں۔ توحید و قیامت کی دعوت سے متعلق پیدا ہونے والے غلط نظریات کو ہر قسم کے دلائل دے کر ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ انسانی پیدائش کے مبداء کی جانب توجہ دلائی گئی، اور اس مبداء خلق کو مختلف مراحل سے گزار کر جب انسان کو اللہ اس عالم رنگ و بو میں لاتا ہے تو کیسا روتا ہوا پیدا ہوتا ہے؟۔ ان ساری حقیقتوں کو جاننے ماننے کے باوجود کوئی حق کو نظر انداز کرے، ضد و ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرے تو ایسا وہی ہو سکتا ہے جو کور باطن ہے۔ چند حضرات انبیائے کرام کے حالات بھی بیان کر دیئے گئے، قوموں نے ان کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا وہ بھی بیان کر دیا گیا اور ان کا جو انجام ہوا انہیں بیان کر دیا گیا تا کہ سید عالم ﷺ کے دل نازنین کو اطمنان ملے اور کفار تباہ و برباد ہونے والی قوموں سے کاش عبرت حاصل کریں۔ کفار کے بے جا مشورے اور خرمستیوں کا بھی ذکر کیا گیا جس کے جواب میں فرما دیا گیا کہ حق کسی بھی طرح باطل کے مشورے قبول نہیں کرتا اگر ایسا ہو جائے اور تمہاری رائے میں تبدیلیاں گوارا کر لی جائیں تو دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی اس لئے اس خیال کو ہمیشہ دل سے نکال دینا چاہیے۔

رکوع نمبر: ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿قَدْ ﴾لِلتَّحْقِيقِ﴿اَفْلَحَ ﴾فازَ﴿الْمُؤْمِنُوْنَ(۱) الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (۲) ﴾مُتواضِعونَ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ ﴾مِنَ الكَلامِ وغَيرِهِ﴿مُعْرِضُوْنَ(۳) وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ (۴) ﴾مُؤَدُّونَ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ(۵) ﴾عَنِ الحرامِ﴿اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ ﴾اَى مِنْ زَوجاتِهِمْ﴿اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ﴾اَى السَّرارِىْ﴿فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ (۶) ﴾فِى اِتْيانِهِنَّ﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ ﴾اَى مِنَ الزَّوجاتِ وَالسَّرارِى كَالْاِسْتِمناءِ باليَدِ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ(۷) ﴾اَلمُتَجاوِزُونَ اِلى ما لا يَحِلُّ لهمْ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ ﴾جَمعًا وفَردًا﴿وَعَهْدِهِمْ ﴾فِيما بَيْنَهُمْ وَبَينَ اللهِ مِنْ صَلوةٍ وغَيرِها﴿رٰعُوْنَ (۸) ﴾حافِظُونَ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ ﴾جَمعًا وفَردًا﴿يُحَافِظُوْنَ (۹) ﴾يُقِيمُونَها فِى اَوقاتِها﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ (۱۰) ﴾لا غَيرَهُمْ﴿الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ﴾هُوَ جَنَّةُ اعلى الجِنانِ﴿هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۱۱) ﴾فِى ذالكَ اِشارةٌ اِلى المَعادِ وَيُناسِبُهُ ذِكرُ المَبدَءِ بعدَهُ﴿وَ ﴾اللهِ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ ﴾آدَمَ﴿مِنْ سُلٰلَةٍ ﴾هِىَ مِن سَلَلْتُ الشىءَ مِنَ الشىءِ اَى اِسْتَخْرَجْتُهُ مِنهُ وَهُوَ خُلاصَتُهُ﴿مِّنْ طِيْنٍ (۱۲) ﴾مُتَعَلِّقٌ بِسُلالَةٍ﴿ثُمَّ جَعَلْنٰهُ ﴾اَى الْاِنْسانَ نَسلَ آدمَ﴿نُطْفَةً ﴾مَنِيًّا﴿فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ(۱۳) ﴾هُوَ الرَّحِمُ﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً ﴾دَمًا

جَامِدًا﴿فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً﴾لَحْمَةً قَدرَمَايُمْضَغُ﴿فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ق﴾وفِى قِراءَةٍ عَظْمًا فِى المَوَاضِعَينِ وَخلقْنا فِى المَواضِعِ الثَّلٰثةِ بِمعنٰى صَيَّرنا﴿ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ﴾بِنَفْخِ الرُّوحِ فِيهِ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ(۱۴)﴾اَى المُقَدرِينَ وَمُمَيِّزُ اَحْسَنَ مَحْذُوفٌ لِلعِلمِ بِهٖ اَى خَلْقًا﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ(۱۵)ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ(۱۶)﴾لِلْحِساب والجَزاءِ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ صلے ق﴾اَى سَمٰوٰتٍ جَمعُ طَرِيقَةٍ لِاَنَّهُما طُرُقُ المَلائكةِ﴿وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ﴾تَحتِها﴿غٰفِلِيْنَ(۱۷)﴾اَنْ تَسقُطَ عليهِمْ فَتُهلِكَهُم بَل نُمْسِكُهَا كَاٰيَةِ يُمسِكُ السماءَ اَنْ تَقعَ على الارضِ﴿وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً م بِقَدَرٍ﴾مِنْ كِفايَتِهِمْ﴿فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ(۱۸)﴾فَيَمُوتونَ مَعَ دَوابِهِمْ عَطْشا﴿فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وقف لازم﴾هُما اَكْثَرُ فَواكِهَ العَرَبِ﴿لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ(۱۹)﴾صَيفًا و شِتَاءً﴿وَ﴾اَنْشأنَا﴿شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ﴾جَبَلٌ بِكَسرِ السِّينِ وفَتْحِهَا وَمَنعُ الصَّرفِ لِلعَلَمِيَّةِ والتَّانيثِ لِلبُقْعَةِ﴿تَنْبُتُ﴾مِنَ الرُّباعِى والثُّلاثِى﴿بِالدُّهْنِ﴾البَاءُ زَائِدةٌ على الاوَّلِ وَمُعدِّيَةٌ على الثَّانِى وَهِى شَجَرَةُ الزَّيْتونِ﴿وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ(۲۰)﴾عَطفٌ على الدُّهْنِ اى اِدَامٌ يَصبَغُ اللُّقْمَةَ بِغَمْسِهَا فيهِ هُوَ الزَّيتُ﴿وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ﴾الْاِبِلِ والبَقَرِ والغَنَمِ﴿لَعِبْرَةً﴾عِظَةً تَعتَبِرونَ بِها﴿نُسْقِيْكُمْ﴾بِفَتحِ النُّونِ وَضَمِّهَا﴿مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا﴾اَى اللَّبَنِ﴿وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ﴾مِنَ الْاَصْوافِ وَالْاَوْبَارِ وَالْاَشْعَارِ وَغيرِ ذالكَ﴿وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ(۲۱) وَعَلَيْهَا﴾اَىِ الْاِبلِ﴿وَعَلَى الْفُلْكِ﴾اَىِ السُّفُنِ﴿تُحْمَلُوْنَ(۲۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

بیشک (قد حرفِ تحقیق ہے) مراد کو پہنچے (یعنی کامیاب ہوگئے......۱......) ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں (عجز وانکساری کرنے والے ہیں) اور وہ جو کسی بے ہودہ بات (یعنی گفتگو) کی طرف التفات نہیں کرتے اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں (فاعلون بمعنی مؤدون ہے یعنی ادا کرنے والے ہیں) اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (حرام کاری سے) مگر اپنی بیبیوں (یعنی بیویوں) یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی مِلک ہیں (یعنی لونڈیاں) کہ ان پر کوئی ملامت نہیں (ان کے پاس آنے میں یعنی ان کے ساتھ جماع کرنے میں) تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے (یعنی بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ جیسا کہ مشت زنی......۲......) وہی حد سے بڑھنے والے ہیں (یعنی ان حدود کو عبور کرنے والے ہیں جو ان کے لئے جائز نہیں)۔ اور وہ جو اپنی امانتوں (کی اجتماعی اعتبار سے اور اکیلے اکیلے) اور اپنے عہد (جو ان کے اور اللہ ﷻ کے درمیان ہے مثلاً نماز وغیرہ) کی رعایت کرتے ہیں (یعنی حفاظت کرنے والے ہیں) اور وہ جو اپنی نمازوں کی (اجتماعی وانفرادی اعتبار سے) نگہبانی کرتے ہیں (یعنی انہیں ان کے اوقات میں ادا کرتے ہیں) یہی لوگ وارث ہیں (ان کے سوا کوئی دوسرا نہیں) کہ فردوس کی میراث پائیں گے......۳...... (جبکہ فردوس ایک بلند مرتبہ جنت کا نام ہے) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (اس میں انسان کے انجام کی طرف اشارہ ہے اور مناسب یہ ہے کہ اس کے بعد اس کی تخلیق وابتداء کا تذکرہ ہو) اور بیشک ہم نے بنایا آدمی (یعنی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام) کو چنی ہوئی (سلالۃ

اصل میں سللت الشیء من الشیء سے مشتق ہے یعنی میں نے ایک شے کو دوسری شے سے نکال لیا جبکہ اس سے مراد کسی شے کا خلاصہ ونچوڑ ہے) مٹی سے (من الطین ،سلالۃ کے متعلق ہے) پھر اسے (یعنی انسان کو جو کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی نسل ہے،) کیا پانی کی بوند (یعنی منی) ایک مضبوط ٹھہراؤ میں (جس سے مراد رحم ہے)۔ پھر ہم نے کیا اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک (یعنی جما ہوا خون) پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی (یعنی گوشت کا اتنا ٹکڑا جسے آسانی سے چبایا جاسکتا ہو) پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا (ایک قرأت میں عظامًا کی بجائے دونوں جگہ پر عظمًا ہے اور خلقنا تینوں مقامات پر صیرنا کے معنی میں ہے) پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی (اس میں روح پھونک کر) تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بتانے والا (یعنی جو بھی خلق کے وصف پر قدرت رکھتا ہے ان سب سے بہتر اللہ عزوجل ہے، یہاں احسن کی تمیز معلوم ہونے کی وجہ سے محذوف ہے یعنی عبارت اس طرح تھی ''احسن الخالقین خلقًا'')۔ پھر اس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو پھر تم سب قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے (حساب و کتاب کی خاطر) اور بیشک ہم نے تمہارے اوپر سات راہیں بنائیں (یعنی سات آسمان، طرائق اصل میں طریقۃ کی جمع ہے جس کا معنی ہے راستہ، آسمان کو راستہ اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ یہ فرشتوں کی گزرگاہ ہیں......ع......) اور ہم (ان کے نیچے موجود) خلق سے بے خبر نہیں (کہ وہ آسمان ان پر گر پڑیں اور انہیں ہلاک کر دیں بلکہ ہم نے انہیں ایک ایسی علامت و نشانی کی طرح گرفت میں لے رکھا ہے کہ جس نے انہیں زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے) اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازہ پر (ان کی ضرورت کے مطابق) پھر اسے زمین میں ٹھہرایا اور بیشک ہم اس کے لے جانے پر قادر ہیں (کہ وہ پیاس کے مارے اپنے چوپاؤں سمیت مر جائیں) تو اس سے ہم نے تمہارے باغ پیدا کیے کھجوروں اور انگوروں کے (اسی لئے یہ دونوں پھل عربوں کے ہاں کثرت سے پیدا ہوتے ہیں) تمہارے لیے ان میں بہت سے میوے ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو (گرمیوں اور سردیوں میں)۔ اور (ہم نے) وہ پیڑ پیدا کیا کہ طور سینا سے نکلتا ہے......۵......(سیناء ایک پہاڑ ہے، اسے سِینا اور سَینا یعنی سین کے کسرہ اور فتح کے ساتھ دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے، یہ غیر منصرف ہے جس میں منع صرف کے دو سبب علمیت اور تانیث پائے جاتے ہیں اس لئے کہ یہ بھی زمین کا ہی ایک ٹکڑا و حصہ ہے) لے کر اگتا ہے (تنبت کو تُنبِتُ یعنی رباعی اور تَنبُتُ ثلاثی بھی پڑھا جاسکتا ہے) تیل (اگر تُنبِتُ ہو تو بالدھن میں باء زائدہ ہوگی اور اگر تَنبُتُ ہو تو متعدی بنانے کے لئے ہوگی جبکہ یہاں دھن سے مراد زیتون کا درخت ہے) اور کھانے والوں کے لیے سالن (اس کا عطف الدھن پر ہے یعنی ایسا سالن جس میں لقمہ ڈبویا جاسکتا ہو اور اس سے مراد زیتون کا تیل ہے) اور بیشک تمہارے لیے چوپایوں (یعنی اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری) میں سمجھنے کا مقام ہے......۶......(یعنی ایک نصیحت ہے جس سے تم عبرت حاصل کر سکتے ہو) ہم تمہیں پلاتے ہیں (نسقیکم کے نون پر زبر اور پیش دونوں پڑھ سکتے ہیں) اس میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے (یعنی دودھ) اور تمہارے لیے ان میں بہت فائدے ہیں (اون اور بال وغیرہ کے) اور ان سے تمہاری خوراک ہے اور ان (یعنی اونٹوں) پر اور کشتی پر (فُلک بمعنی سُفُن ہے) سوار کیے جاتے ہو۔

﴿ترکیب﴾

﴿قد افلح المومنون ○ الذین هم فی صلوتهم خشعون ○ والذین هم عن اللغو معرضون ○ والذین هم للزکوة فاعلون﴾

قد: تحقیقیہ، افلح: فعل، المومنون: موصوف، الذین: موصول، هم: مبتدا، فی صلاتهم خاشعون: شبہ جملہ خبر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذین: موصول، هم: مبتداء، عن اللغو معرضون: شبہ جملہ خبر ملکر صلہ، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ،

الذین : موصول ، ھم للزکوۃ فاعلون : جملہ اسمیہ صلہ، ملکر معطوف ثانی، ملکر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین ھم لفروجھم حفظون O الا علی ازواجھم اوما ملکت ایمانھم﴾۔

و: عاطفہ، الذین: موصول، ھم: مبتدا، لفروجھم : ظرف لغو مقدم، حفظون : اسم فاعل با فاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر مستثنی منہ، الا: اداۃ استثناء، علی: جار، ازواجھم : معطوف علیہ، او: عاطفہ، ما ملکت ایمانھم : معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "قوامین" شبہ فعل محذوف کے لیے، ملکر شبہ جملہ ہوکر مستثنی، ملکر خبر، ملکر صلہ، ملکر ماقبل " الذین ھم فی صلاتھم" پر معطوف ہے۔

﴿فانھم غیر ملومین Oفمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم العدون﴾۔

ف: عاطفہ، انھم: حرف مشبہ واسم، غیر ملومین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف :مستانفہ، من :شرطیہ مبتدا، ابتغی: فعل با فاعل، وراء ذلک : ظرف، ملکر شرط ، ف: جزائیہ ، اولئک ھم العادون: جملہ اسمیہ جزا، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والذین ھم لامانتھم وعھدھم راعون﴾۔

و: عاطفہ، الذین: موصول، ھم: مبتدا، لام: جار، امنتھم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عھدھم: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، راعون :اسم فاعل با فاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر صلہ، ملکر ماقبل " الذین ھم فی صلاتھم" پر معطوف ہے۔

﴿والذین ھم علی صلوتھم یحافظون﴾۔

و: عاطفہ، الذین: موصول، ھم: مبتدا، علی صلاتھم یحافظون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر صلہ، ملکر ماقبل " الذین ھم فی صلاتھم خاشعون" پر معطوف ہے۔

﴿اولئک ھم الوٰرثون Oالذین یرثون الفردوس ھم فیھا خلدون﴾۔

اولئک: مبتدا، ھم : ضمیر فصل، الوٰرثون : موصوف ،الذین : موصول، یرثون : فعل وضمیر ذوالحال، ھم فیھا خٰلدون : جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، الفردوس: مفعول ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد خلقنا الانسان من سللۃ من طین﴾۔

و: مستانفہ، لام :قسمیہ ، قد :تحقیقیہ ، خلقنا الانسان :فعل با فاعل ومفعول، من: جار، سللۃ : موصوف، من طین : ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر قسم محذوف " نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿ثم جعلنہ نطفۃ فی قرار مکین Oثم خلقنا النطفۃ علقۃ﴾۔

ثم: عاطفہ، جعلنٰہ : فعل با فاعل ومفعول، نطفۃ: مفعول ثانی، فی قرار مکین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، خلقنا النطفۃ علقۃ : فعل با فاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظما فکسونا العظم لحما ثم انشانہ خلقا اخر﴾۔

و: عاطفہ، خلقنا العلقۃ مضغۃ : فعل با فاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، خلقنا المضغۃ عظما: فعل با فاعل و مفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف : عاطفہ، کسونا العظم: فعل با فاعل ومفعول، لحما: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ثم :عاطفہ، انشانہ: فعل با فاعل وضمیر ذوالحال، خلقا اخر: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ

﴿فتبٰرک اللہ احسن الخلقین Oثم انکم بعد ذلک لمیتون﴾۔

ف: مستانفہ، تبارک: فعل، اللہ: مبدل منہ، احسن الخالقین : بدل، ملکر فعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ثم : عاطفہ، انکم

: حرف مشبہ واسم، بعد ذلک : ظرف مقدم، لام: تاکیدیہ، میتون: اسم فاعل با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون﴾.

ثم : عاطفہ، انکم: حرف مشبہ واسم، یوم القیمۃ: ظرف مقدم، تبعثون: فعل مجہول ونائب الفاعل، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق وما کنا عن الخلق غفلین﴾.

و: مستانفہ، لام: قسمیہ، خلقنا: فعل وضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ما: نافیہ، کنا: فعل ناقص باسم، عن الخلق غفلین : شبہ جملہ خبر، ملکر حال، ملکر فاعل، فوقکم : ظرف، سبع طرائق: مفعول، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکنہ فی الارض وانا علی ذھاب بہ لقدرون﴾.

و: عاطفہ، انزلنا من السماء: فعل با فاعل وظرف لغو، ماء: موصوف، بقدر: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اسکنہ فی الارض: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ واسم، علی : جار، ذھاب: شبہ جملہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، لام : تاکیدیہ، قدرون : اسم فاعل با فاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فانشانا لکم بہ جنت من نخیل واعناب لکم فیھا فواکہ کثیرۃ ومنھا تاکلون﴾.

ف: عاطفہ، انشانا لکم بہ : فعل با فاعل وظرف لغو اول وثانی، جنت: موصوف، من نخیل واعناب: ظرف مستقر صفت، لکم : ظرف مستقر خبر مقدم، فیھا: ظرف مستقر حال مقدم، فواکہ کثیرۃ : مرکب توصیفی ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، منھا تاکلون : جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وشجرۃ تخرج من طور سیناء تنبت بالدھن وصبغ للاکلین﴾.

و: عاطفہ، شجرۃ: موصوف، تخرج من طور سیناء: جملہ فعلیہ صفت اول، تنبت: فعل وضمیر ذوالحال، ب : جار، الدھن: معطوف علیہ، و: عاطفہ، صبغ للاکلین : مرکب توصیفی معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر صفت ثانی، ملکر ماقبل "جنت" پر معطوف ہے، اور "انشانا" کے لیے مفعول ہے۔

﴿وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونھا﴾.

و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، لکم: ظرف مسقر خبر مقدم، فی الانعام: ظرف مستقر حال مقدم، لام: تاکیدیہ، عبرۃ : ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، نسقیکم : فعل با فاعل ومفعول، مما فی بطونھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولکم فیھا منافع کثیرۃ ومنھا تاکلون﴾.

و: عاطفہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، فیھا: ظرف مستقر حال مقدم، منافع کثیرۃ: مرکب توصیفی ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، منھا: ظرف لغو مقدم، تاکلون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وعلیھا وعلی الفلک تحملون ٥﴾

و: عاطفہ، علیھا: ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، علی الفلک: معطوف، ملکر ظرف لغو مقدم، تحملون : فعل با فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مومنین کی صفات کا بیان:

۱......افلح ماضی کا صیغہ ہے، اس سے کلام کی ابتداء اس لئے فرمائی تا کہ اس بات پر دلالت ہو جائے کہ فلاح وکامرانی

دخول جنت پر منحصر ہے اور کلمہ قد پہلے ہی اس بات پر ثابت ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مومنین اللہ ﷻ کے فضل سے فلاح وکامرانی کی توقع رکھتے ہیں اور حقیقی فلاح وکامرانی فقط ایمان سے نہیں بلکہ تصدیق سے بھی حاصل ہوتی ہے اور ہمارے پیغمبر ﷺ کے دین میں دیگر ضروریات پر عمل پیراہونے سے بھی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ توحید، نبوت، بعث بعد الموت، ظاہری جزاء وسزااور ایمان حقیقی کو ان تمام اشیاء کے ساتھ مقید کیا کہ یہ بطریق الیضاح ومدح ثابت ہوجائیں۔کامیاب مومن کی جن صفات کا بیان اللہ ﷻ نے یہاں فرمایا ہے وہ یہ ہیں:(۱)...... جو مومن کامیاب ہوتے ہیں وہ اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہوتے ہیں۔خشوع نام ہے عاجزی اور تذلل کرنے کا،اور خشوع کا استعمال اکثر اوقات اعضائے بدنیہ پر ہوتا ہے اور ضراعۃ کا استعمال غالب اعتبار سے دل پر ہوتا ہے ،روایت ہے کہ جب دل میں عجز وانکساری ہوتو اعضاء بھی خوف محسوس کرتے ہیں۔یعنی اللہ ﷻ سے خوف کرنے والے اس کی بارگاہ میں ملزم دکھائی دیتے ہیں۔روایت ہے کہ جب سید عالم ﷺ نے نماز ادا فرمائی تو اپنی نگاہ آسمان کی جانب بلند فرمائی، پھر جب آیت نازل ہوئی تو اپنی نگاہ پھیر لی، ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص کو نماز کی حالت میں اپنی داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا:''اگر اس کا دل خوف کھاتا تو اعضاء پر بھی اس کا اثر پڑتا''۔(۲)......مومنین کی دوسری صفت لغویات سے بچنا ہے۔ہر وہ کلام جو اللہ ﷻ کے لئے نہ ہو، ہر وہ قول جو اللہ ﷻ کی جانب سے نہ ہو، جو اللہ ﷻ کے سوا کسی اور میں مشغول کردے وہ لغو ہے۔بخاری کی روایت میں ہے:'' من قال لصاحبه والامام يخطب فقد لغا یعنی جس نے امام کے خطبے کے دوران اپنے ساتھی سے کہا خاموش ہو اس نے لغو بات کہی'' (صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب:انصات يوم الجمعة، رقم: ۹۳۴،ص ۱۵۰،بتغير قليل)(۳)......زکوۃ تزکیۂ نفس کے لئے واجب ہوئی ہے تاکہ نفس مذموم جسمانی صفات، دنیا کی محبت وغیرہ سے پاک وصاف ہوجائے، جیسا کہ باری ﷻ کا فرمان:﴿خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها یعنی اے محبوب ان کے مال میں سے زکوۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو(التوبۃ: ۱۰۳)﴾ اور فلاح وکامرانی تزکیۂ نفس میں ہے جیسا کہ فرمان مقدس ہے:﴿قد افلح من تزكى جس نے تزکیۂ نفس کیا وہ کامیاب ہوگیا(الاعلی: ۱۴)﴾، اور یہ تزکیہ فقط مال دے کر نہیں کہ دل میں دنیا کی محبت ہو اور بظاہر مال زکوۃ ادا کردی گئی بلکہ اس کی مصلحت دل سے دنیا کی محبت کو زائل کرنا ہے اور دنیا کی محبت کی مثال تمام مذموم صفات کا دل میں جڑ پکڑ جانا ہے۔(۴)......اپنی پاک دامنی اور عفت کی حفاظت کرنا بھی فلاح وکامرانی میں داخل ہے، زوج کا لفظ مرد وعورت دونوں کے لئے مستعمل ہے، یہاں اللہ ﷻ نے انسانی خواہش کے مطابق زوج اور باندی کو اس سے منہا کیا یعنی انسان شادی کرکے یا لونڈی خرید کر اپنی خواہش نفسانی کی تکمیل کرسکتا ہے تاہم موجودہ دور میں غلام لونڈی کا تصور نہیں لہٰذا فقط شادی کے ذریعے ہی خواہش کی تکمیل ممکن ہے۔مزید آگے فرمایا،(۵)......مومن کی صفت یہ بھی ہے کہ امانت اور عہد وپیان کا پاس رکھے، امانت سے مراد وہ فیض الٰہی ہے جو انسان بلاواسطہ امانت کی نگہبانی کرنے سے اسے حاصل ہوتا ہے اور انسان اس فیض سے مستفیض ہوتا رہتا ہے اور عہد وپیان سے مراد یوم میثاق کا عہد ہے کہ اللہ ﷻ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے جیسا کہ فرمان مقدس ہے:﴿وان اعبدوني هذا صراط مستقيم اور میری عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے(یس: ۶۱)﴾، یعنی انسان ظاہری وباطنی امانت میں خیانت نہ کرے بلکہ اس کی رعایت کرے اور اللہ ﷻ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے۔(۶)......نمازوں کی حفاظت کرنا، فرض نمازوں کو ان کے اوقات میں تمام شرائط وواجبات کے ساتھ ادا کرنا۔حدیث میں ہے:''جو شخص پہلی صف میں امام کے مقابل کھڑا رہے اس کے لیے سو نمازوں کا ثواب ہے، اور جو امام کے دائیں جانب کھڑا رہے اس کے لئے پچھتر ۷۵ نمازوں کا ثواب ہے اور بہاری صفوں میں کھڑا رہنے والا پچیس نمازوں کا ثواب پائے گا۔ان صفات کے حامل مومن جنت الفردوس کے وارث قرار پاتے ہیں۔ (روح البیان، ج۶، ص ۸۷وغیرہ ملخصا وملتقطا)

استمناء بالید کے بارے میں اختلاف ائمہ:

۲......امام مالک، امام شافعی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک حرام ہے، جب کہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے نزدیک تین شرائط کے ساتھ جائز ہے (۱)......زنا میں مبتلا ہونے کا خوف ہو، (۲)......مہر ادا کرنے اور باندی خریدنے کی استطاعت نہ ہو، (۳)...... استمناء بالید اپنے ہاتھ سے کرے نہ کہ کسی اجنبی یا اجنبیہ کے ذریعے کرائے۔ (الصاوی، ج۴، ص۱۵۲)۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے ﴿الا علی ازواجھم او ما ملکت ......الخ (المومنون:۶)﴾ سے استدلال کیا ہے جب کہ امام اعظم کے نزدیک ایک قول کے مطابق جب اپنی جان پر فتنہ کا خوف ہو تو جائز ہے۔ (جلالین جھازی سائز، حاشیہ نمبر ۸، ص۲۸۷)

جنت الفردوس کا بیان:

۳......تاج العروس میں فردوس کے معنی یہ ہیں کہ فردوس اس باغ کو کہتے ہیں جس کے درخت پھیلتے جائیں، یہ فارسی لغت کے اعتبار سے ہے، اور قبطی زبان میں فردوس انگور کی بیلوں کو کہتے ہیں، قاموس اور منتہی الارب میں مذکور ہے کہ فردوس پانی کی اس چھوٹی سی نہر کو کہتے ہیں جس میں ہر طرف سبزہ اگا ہوا ہو اور جس باغ کے اندر ہر طرح کے پھل و پھول ہوں (تاج العروس، ج۴، ص ۲۰۵، دار)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع بن نضر کے صاحبزادے حارثہ بن سراقہ کو بدر کے دن ایک تیر لگا نہ معلوم کس نے مارا، چنانچہ ربیع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے حارثہ کے بارے میں بتائیں اگر وہ بھلائی کو پہنچے تو میں اچھے اجر کی امید رکھوں اور اگر انہوں نے بھلائی نہیں پائی تو میں دعا کی کوشش کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے حارثہ کی ماں! جنت میں بہت سی جنتیں ہیں تمہارے بیٹے کو فردوس اعلیٰ نصیب ہوئی اور فردوس بہت بلند جنت ہے، درمیانی اور سب سے بہتر ہے''۔

(سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن، باب: سورۃ المومنون رقم: ۳۱۸۵، ص۹۰۸)

رحم مادر سے لحد تک انسان کے مختلف ادوار:

۴......انسان مختلف ادوار سے گزرتا رہتا ہے، سب سے پہلے ماں کے رحم میں منتقل ہوتا ہے، لیکن اس سے پہلے یہ باپ کی پشت میں تھا اور باپ کی پشت سے پہلے کسی پھل، پودے یا کھیت میں نہ جانے کہاں کہاں رہ کر باپ کی پشت میں خوراک کے ذریعے منتقل ہوا، نکاح کے ذریعے باپ کی پشت سے ماں کے رحم میں نطفہ کی صورت میں چالیس دن رہتا ہے، پھر چالیس دن ہی خون کے جمے ہوئے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے، پھر چالیس دن میں گوشت بن جاتا ہے، اور یوں ترقی کرتے ہوئے صحیح اعضائے انسانی کی صورت میں نو ماہ کے قریب ماں کے شکم میں رہنے کے بعد اس دنیائے ناپائیدار میں آتا ہے۔ اب یہی نو مولود بچہ جو ماں کے شکم میں کئی مراحل سے گزرا ہے یہاں بھی کئی مراحل سے گزرے گا اور ایک دن سے ایک ماہ اور ایک سال، پھر نہ جانے کتنے عرصے تک اس دنیائے بے وفا میں جئے گا اور نیک و بد اعمال سے اپنے نامۂ اعمال کو پُر کرنے کے بعد پھر قبر کی منزل کی طرف رواں دواں ہوگا۔ افسوس کہ ناپائے دار دنیا سے کوچ کرنے کے بعد نا معلوم کتنی طویل زندگی قبر میں گزارنی پڑے جس کے بارے میں روایات شاہد ہیں کہ یہی قبریں جو بظاہر ایک جیسی دکھائی دیتی ہیں لیکن درحقیقت ان کے اندر کے معاملات ایک جیسے نہیں، کسی کی قبر جنت کا عالیشان باغ تو کسی کی جہنم کا عظیم گڑھا ہے۔ ماں کے پیٹ میں ارتقائی منازل طے کرنے کے بعد دنیا میں آ کر انسان مزید مراحل سے گزرتے ہوئے جب قبر میں پہنچا ہے تو نہ جانے یہ قبر اس کے ساتھ کیا معاملہ کرے، اسے آغوش مادر کا سکون دے یا دبا کر ہڈیاں پسلیاں توڑ پھوڑ ڈالے، اسکی قبر جنت کا باغ بنے یا جہنم کا گڑھا، ہم نہیں جانتے کہ ہمارے ساتھ کیا ہونا ہے۔ اعمال یقیناً اچھے نہیں صرف فضل ربی پر امید ہے۔ عطائین پڑھنے پڑھانے والوں سے میری التجاء ہے کہ میرے لئے بخشش کی دعا کر دیجئے کہ طالب علم دین کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

طور سینا کے پھل کا بیان:

۵.....طور سینا سے نکلنے والا درخت زیتون ہے، جو کہ مبارک درخت سینا سے نکلتا ہے، کہا جاتا ہے کہ پہاڑ حسین و دلکش ہے ،نبطیہ ،حبشیہ اور سریانیہ زبان میں ایسے پہاڑ کو کہتے ہیں جو درخت سے بھرپور ہو۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ہر وہ پہاڑ جو بہت سارے پھل دار درخت پر مشتمل ہو اسے سیناء اور سینین کہتے ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ السناء سے مراد الارتفاع (بلندی) ہے، یہی وہ پہاڑ ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا فرمائی تھی اور یہ مصر اور مقام ایلہ کے مابین یا فلسطین میں ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے سیناء اس پتھر کو کہتے ہیں جو اس پہاڑ پر پائے جاتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہاں اگنے والے درخت سے مراد وہی درخت ہے جو طوفان نوح علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے پیدا ہوا اور زمین پر تین ہزار سال تک باقی رہا۔ (الخازن، ج۳، ص ۲۷۰)

☆.....حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ائتدموا بالزیت وادھنوا بہ فانہ من شجرۃ مبارکۃ یعنی روغن زیتون کو بطور سالن استعمال کرو اور اس کا روغن لگاؤ اس لئے کہ یہ مبارک درخت سے حاصل ہوتا ہے''۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب: الزیت، رقم: ۳۳۱۹، ص۵۵۸)

روغن زیتون بالکل زیتون کی طرح ہے، پختہ زیتون کا رس نہایت عمدہ اور بہتر ہوتا ہے اور نیم پختہ سے نکلنے والا تیل سرد خشک ہوتا ہے ارسرخ زیتون دونوں کے مابین متوسط ہوتا ہے۔ سیاہ زیتون گرم کرنے والا ہوتا ہے اور اسی میں اعتدال کے ساتھ رطب ہوتا ہے، ہر قسم کے زہر میں مفید ہے، دست آور ہے پیٹ کے کیڑوں کو نکالتا ہے، پرانا روغن زیتون بہت زیادہ گرم کن اور محلل ہوتا ہے او جو پانی کے ذریعہ نکالا جاتا ہے اس میں حرارت کم ہوتی ہے اور لطیف تر اور نفع بخش ہوتا ہے، اس کی تمام قسموں سے جلدی نرمی اور ملائمت پیدا ہوتی ہے، بالوں کی سفیدی کو روکتا ہے۔ زیتون کا نمکین پانی آتش زدہ مقام پر آبلے نہیں آنے دیتا اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتا ہے اور برگ زیتون بدن کے سرخ دانوں اور پہلو پھنسیوں، گندے زخموں اور پتی کو روکتا ہے، پسینہ بند کرتا ہے اس کے علاوہ اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ (طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۳۹۳)

جانوروں سے حاصل ہونے والے منافع:

۶.....انسانی عقل کو قائل کرنے کے لیے طرح طرح کی مثالیں دینے کا سلسلہ قرآن میں جابجا ملتا ہے، اب یہی جانور جن کا دودھ ہم پیتے ہیں انسان کے لئے بہترین غذا ہے، جس میں گوشت، ہڈی اور خون پیدا کرنے کے تمام ضروری اجزاء پائے جاتے ہیں۔

(۱).....گائے کے خالص سو گرام دودھ میں ۶۵ حرارے، ۳،۲ گرام پروٹین، ۳،۸ گرام چکنائی، ۴،۷ گرام لیکٹوز، ۱۲۰ گرام کیلشیم ،۰،۵ ملی گرام فولاد، ۰،۰۴ ملی گرام وٹامن بی، ۰،۵ ملی گرام وٹامن سی، ۳۵ مائیکرو گرام وٹامن اے، ۵ مائیکرو گرام فولک ایسڈ ہوتے ہیں۔ یہ سارے کے سارے انسانی جسم کو طاقت بخشنے میں اپنے کردار کو ادا کرتے ہیں۔ مزید یہ بھی یہی جانور ذبح کر کے کھائے بھی جاتے ہیں۔ عید قربان میں بھی ان کی قربانی پیش کی جاتی ہے۔ عام دنوں میں بھی انہیں ذبح کیا جاتا ہے اور انسان ان کے گوشت سے تلذذ اختیار کرتا ہے۔

(۲).....بھینس کے دودھ میں روغنی اجزاء زیادہ اور بکری کے دودھ میں معدنی نمکیات زیادہ ہوتے ہیں، گائے کے دودھ میں چکنائی کم جب کہ اونٹنی کے دودھ میں نوشادر کے اجزاء زیادہ ہوتے ہیں۔ دودھ ہر وقت پیا جا سکتا ہے، دن کے کسی حصے میں اس کے پینے کی ممانعت نہیں، دودھ ہمیشہ گھونٹ گھونٹ بھر کر پینا چاہیے، اس سے آکسیجن ملتی ہے اور دودھ جلد ہضم ہو جاتا ہے جو لوگ سوتے وقت دودھ پیتے ہیں انہیں اس میں فرحت اور لذت ملتی ہے، ایک تندرست جسم میں دودھ دو گھنٹوں کے اندر اندر ہضم ہو جاتا ہے۔

(۳)......بکرااور بکری کا گوشت خون لطیف پیدا کرتا ہے، گرم مزاجوں کے موافق غذا ہے، تپ دق اور کمزوری میں اس کی یخنی مفید ہوتی ہے، فاضل اطباء کا قول ہے کہ بکری یا بکرے کے جس عضو کو کھایا جائے انسان کے اس عضو کو طاقت حاصل ہوتی ہے۔ بکرے کے گوشت کی رنگت گہری سرخ ہوتی ہے، پہاڑی بکرے کا گوشت دیر ہضم ہوتا ہے، بکرے کی گردن اور کندھے کا گوشت بہت طاقتور ہوتا ہے، بکری کا جگر مرگی کے مریضوں کے لئے مفید ہے۔

(۴)......گائے کا گوشت سوداوی امراض پیدا کرتا ہے، گنٹھیا اور دیگر دردوں میں نقصان پہنچاتا ہے، اس کا زیادہ استعمال ہونٹوں اور مسوڑھوں کو متورم کرتا ہے، یونانی اطباء کے نقطہ نظر سے دیر ہضم، غلیظ اور خراب خون پیدا کرتا ہے، سوداوی امراض کا باعث ہے۔

اغراض: فاز: اللہ عزوجل کا فرمان ﴿المومنون﴾ یعنی مومنین اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے، اور ہر قسم کے مکروہات سے بچ گئے، جیسا کہ فرمان مقدس نشان ﴿فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز (ال عمران:۱۸۵)﴾ اور ﴿المومنون﴾ جمع ہے مومن کی، جو کہ اللہ، اس کے رسولوں، فرشتوں، کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور آخرت کے دن پر ایمان لاتا، اچھی بری تقدیر پر یقین رکھتا ہے۔ کالاستمناء بالید: کا بیان حاشیہ نمبر ۲ میں پڑھ لیں۔

لا غیرھم: ضمیر فصل "ھم" سے حصر کا فائدہ لیا گیا ہے، کیونکہ جملہ معرفہ دونوں طرف سے حصر کا فائدہ دیتا ہے، مراد اس سے حصر اضافی ہے نہ کہ حقیقی، اس لیے کہ یہ بات ثابت ہے کہ بچے، پاگل، نافرمان جن کا بھی ایمان پر خاتمہ ہوگا وہ معافی کے بعد جنت میں داخل ہونگے، اللہ کا فرمان ﴿ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء (النساء:۱۱۶)﴾ ہے، ایک قول کے مطابق کہا جاتا ہے کہ "الفردوس" کی جانب اشارہ کرتے ہوئے حصر حقیقی مراد ہے اور باقی جنتوں کا بھی یہی معاملہ ہے بشرطیکہ کفر پر خاتمہ نہ ہوا ہو۔

ای الانسان نسل آدم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ جعلنہ میں ضمیر کا مرجع الانسان ہے، لیکن اول کے معنی میں نہیں، اور کلام میں لام استخدام کا ہے جس کی وضاحت دوسری آیت ﴿وبدا خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین (السجدۃ:۷تا۸)﴾ سے ہو رہی ہے۔

بنفخ الروح فیہ: یہ ابن عباس، شعبی اور ضحاک کا قول ہے، ایک قول میں الخلق الاخر سے مراد دنیا میں تشریف لے آنا ہے، ایک قول میں اس سے مراد دانت اور بال کا اگنا ہے، ایک قول میں کمال شباب (جوانی) مراد ہے، جب کہ ایک قول کے مطابق تمام ترنطق وادراک وتحصیل معقولات سب کو شامل ہے، یعنی انسان اپنے تمام تر امور میں کمال کو پہنچ جائے اور بعض عارفین کے نزدیک حسی ومعنوی تمام کمال کی انتہا تک پہنچ جانا مراد ہے۔

لانھا طرق الملائکۃ: یعنی ساتوں آسمان اور اس کے نشیب وفراز فرشتوں کے بلند ہونے اور اترنے کے راستے ہیں، ایک قول کے مطابق طرائق بمعنی مطروقات ہے یعنی یہ راستے ایک دوسرے سے بلندی پر وضع کیے گئے ہیں۔

منع الصرف للعلمیۃ والتانیث: یعنی علمیت پہاڑ کا نام ہونے کی بناء پر اور تانیث جگہ کا نام ہونے کی وجہ سے ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جگہ کے نام مونث سماعی ہوتے ہیں اور انہی وجوہات کی بناء پر غیر منصرف ہے۔

ای الابل: اونٹ کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کہ اس پر غالب اوقات میں لوگ سفر کرتے ہیں، پھر دیگر چوپائے کی جانب بھی نسبت کرنا جائز ہے جب کہ غالب اوقات میں لوگ گائے پر سواری نہیں کرتے۔ (الصاوی، ج۴، ص۱۵۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ ﴾اَطِیْعُوْهُ وَوَحِّدُوْهُ﴿مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ ﴾وَهُوَ

اسمُ مَا وَما قبلَهُ الخبرُ وَمِنْ زَائِدةٌ ﴿اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (۲۳)﴾ تخافون عُقوبتَهُ بِعِبَادَتِكُم غيرَهُ ﴿فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ﴾ لِاتباعِهِمْ ﴿مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ﴾ يتشرّفَ ﴿عَلَيْكُمْ ؕ﴾ بِاَنْ يكونَ متبوعًا وَانتم اتباعهُ ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ اَنْ لَا يُعبدَ غيرُهُ ﴿لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖ ۚ﴾ بِذالك لا بَشَرًا ﴿مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا﴾ الَّذِي دَعا اِليهِ نوحٌ مِنَ التوحيدِ ﴿فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ (۲۴)﴾ اَى الْاُمَمِ الماضيةِ ﴿اِنْ هُوَ﴾ مَا نوحٌ ﴿اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ﴾ حَالةُ جُنونٍ ﴿فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ﴾ اِنتظروهُ ﴿حَتّٰى حِيْنٍ (۲۵)﴾ اِلى زَمَنِ موتِهِ ﴿قَالَ﴾ نوحٌ ﴿رَبِّ انْصُرْنِيْ﴾ عَليهِمْ ﴿بِمَا كَذَّبُوْنِ (۲۶)﴾ اَى بسببِ تكذيبِهِم اِيَّاىَ بِاَنْ تُهلكَهُم قال تعالى مُجيبًا دُعَائَهُ ﴿فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ﴾ السَّفينةَ ﴿بِاَعْيُنِنَا﴾ بِمَرْاىً مِنَّا وَحِفظِنا ﴿وَوَحْيِنَا﴾ اَمرِنا ﴿فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا﴾ بِاِهلاكِهِمْ ﴿وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ﴾ لِلْخَبَّازِ بالماءِ وكانَ ذلكَ عَلامةً لِنوحٍ ﴿فَاسْلُكْ فِيْهَا﴾ اَى اَدخِلْ فِي السَّفينةِ ﴿مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ﴾ ذَكرٍ واُنثٰى اَى مِن كُلِّ اَنواعِها ﴿اثْنَيْنِ﴾ ذَكرًا وَاُنثٰى وهُوَ مَفعولٌ وَمِن مُتَعلِّقٌ بِاُسلُكْ وَفِى القِصَّةِ اِنَّ اللهَ حَشَرَ لِنُوحٍ السِّباعَ والطيرَ وَغيرَهما فَجعلَ يَضْرِبُ بِيَدَيْهِ فِي كُلِّ نَوعٍ فَيَقَعُ يَدهُ اليُمنٰى على الذَّكرِ واليُسرٰى على الْاُنثٰى فَيحمِلُهُما فى السَّفينةِ وَفِى قِرائةٍ كُلٍّ بِالتنوينِ فَزَوجينِ مَفعولٌ واثنينِ تاكيدٌ لهُ ﴿وَاَهْلَكَ﴾ اىْ زَوجتَهُ وَاَولادَهُ ﴿اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ﴾ بِالْاِهلاكِ وَهُوَ زَوجتُهُ وَوَلدُهُ كِنعانُ بِخِلافِ سامٍ وحامٍ ويافِثٍ فَحَملهم وزَوجاتِهم ثَلٰثَةً وفِى سُورةِ هُودٍ ومَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعهُ اِلَّا قَليلٌ قِيلَ كَانُوا سِتَّةَ رِجَالٍ وَنِسائُهم وقِيلَ جمِيعُ مَن كانَ فى السفينةِ ثَمانيةٌ وَسَبعُونَ نِصفُهمْ رِجالٌ وَنِصفُهم نِساءٌ ﴿وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ﴾ كَفروا بِتركِ اِهلاكِهِمْ ﴿اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ (۲۷) فَاِذَا اسْتَوَيْتَ﴾ اِعْتَدلتَ ﴿اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۲۸)﴾ الكافرينَ واِهلاكِهم ﴿وَقُلْ﴾ عِند نُزولكَ مِنَ الفُلكِ ﴿رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا﴾ بِضَمِّ الميمِ وَفَتحِ الزَّاءِ مَصدَرٌ اَواسمُ مَكانٍ وَبِفتحِ الميمِ وَكَسرِ الزاءِ مكانُ النُّزولِ ﴿مُّبٰرَكًا﴾ ذلكَ الْاِنزالُ والمَكانُ ﴿وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ (۲۹)﴾ مَاذُكِرَ ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ﴾ المَذكورِ مِن اَمرِ نوحٍ والسَّفينةِ واِهلاكِ الكفارِ ﴿لَاٰيٰتٍ﴾ دَلالاتٍ على قُدرةِ اللهِ تعالى ﴿وَاِنْ﴾ مُخفَّفةٌ مِنَ الثَّقيلةِ وَاِسمُها ضَميرُ الشانِ ﴿كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ (۳۰)﴾ مُختبرينَ قومَ نوحٍ بِاِرسالهِ اِليهِمْ وَوَعظِهِ ﴿ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا﴾ قومًا ﴿اٰخَرِيْنَ (۳۱)﴾ هُم عادٌ ﴿فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ﴾ هُودًا ﴿اَنِ﴾ بِاَنْ ﴿اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (۳۲)﴾ عِقابَهُ فَتؤمِنونَ.

﴿ترجمه﴾

اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو (اس کی اطاعت کرو اور اسے ایک مانو) اس کے

سواتمہارا کوئی خدا نہیں (یہاں ما مشابہ بلیس فعل ناقص ہے اور العاس کا اسم ہے جبکہ لکم اس کی خبر اور من حرف جر زائدہ ہے) تو کیا تمہیں ڈر نہیں (یعنی کیا اللہ ﷻ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی عبادت کرنے کی وجہ سے اللہ ﷻ کی سزا سے نہیں ڈرتے) تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے (اپنے پیروکاروں سے) یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی......۱...... چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا (فضل و کمال کے اعتبار سے) بنے (اس طرح کہ وہ متبوع یعنی آقا ہو اور تم اس کے تابع یعنی غلام) اور اللہ چاہتا (کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ جائے) تو فرشتے اتارتا (اس کی خاطر نہ کہ انسان) ہم نے تو یہ نہ سنا (یعنی جس توحید کی حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے دعوت دی ہے) اگلے باپ داداؤں میں (یعنی سابقہ امتوں میں) وہ تو (یعنی حضرت سیدنا نوح علیہ السلام) نہیں مگر ایک دیوانہ مرد (جنۃ سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جس پر جنون کی حالت طاری ہو) تو اس کا انتظار کیے رہو (تربصوا بمعنی انتظروا ہے) کچھ زمانہ تک (اس کی موت کے) نوح نے عرض کی اے میرے رب! میری مدد فرما (ان کے خلاف) اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا (یعنی ان کے مجھے جھٹلانے کے سبب انہیں ہلاک فرما دے، پس اللہ ﷻ نے ان کی دعا قبول فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا) تو ہم نے اسے وحی بھیجی کہ کشتی بنا (فلک بمعنی سفن ہے) ہماری نگاہ کے سامنے (ہمارے سامنے اور ہماری حفاظت میں) اور ہمارے حکم سے (یہاں وحی بمعنی امر ہے) پھر جب ہمارا حکم آئے (ان کو ہلاک کر دینے کا) اور تنور ابلے......۲...... (روٹیاں پکانے والے کا پانی، تنور کا ابلنا حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے لئے ایک نشانی اور علامت تھا) تو اس میں بٹھالے (یعنی داخل فرمالے) ہر جوڑے میں سے دو (یعنی نر اور مادہ ہر ایک میں سے دو، ترکیب کلام میں اثنین مفعول ہے جبکہ من حرف جر اسلک فعل امر کے متعلق ہے، قصہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی خاطر درندے اور پرندے وغیرہ جمع فرما دیئے، آپ علیہ السلام اپنے دونوں دست مبارک ہر نوع پر مارنے لگے دایاں دست مبارک نروں پر تو بایاں ماداؤں پر پڑتا اور ان دونوں کو اٹھا کر کشتی میں سوار کر دیتے، ایک قرأت کے مطابق کل کو تنوین کے ساتھ پڑھیں تو زوجین مفعول ہوگا اور اثنین اس کی تاکید) اور اپنے گھر والے (یعنی اپنی زوجہ محترمہ اور اولاد) مگر ان میں سے وہ جن پر بات پہلے پڑ چکی (ہلاکت کی، جبکہ ان سے مراد آپ علیہ السلام کی ایک کافر بیوی اور ایک بیٹا کنعان ہے بخلاف سام، حام اور یافث کے، کہ انہیں اور اپنی بقیہ تینوں ازواج مطہرات کو آپ علیہ السلام نے اپنے ساتھ سوار کرا لیا چنانچہ سورۂ ہود میں ہے ﴿و من امن و ما امن معه الا قليل﴾ ایک قول کے مطابق وہ چھ مرد اور عورتیں تھے، جبکہ ایک قول کے مطابق کشتی میں ۷۸ افراد تھے جن میں سے نصف مرد اور نصف عورتیں تھیں) اور ان ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے بات نہ کرنا (جنہوں نے کفر کیا کہ ان کو ہلاک نہ کروں) یہ ضرور ڈبوئے جائیں گے۔ پھر جب ٹھیک بیٹھ لے (استویت بمعنی اعتدلت ہے) کشتی پر تو اور تیرے ساتھ والے تو کہہ سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں ان ظالموں سے نجات دی (یعنی کافروں سے ان کو ہلاک و برباد کر کے) اور عرض کر (کشتی سے اترتے وقت) کہ اے میرے رب مجھے اتار (منزل میم کے ضمہ اور زاء کے فتحہ کے ساتھ مصدر اور اسم ہوگا یا پھر کسی جگہ کا نام یعنی اسم ظرف ہوگا اور اگر مَنزِل ہو تو اس سے مراد اترنے کی جگہ ہوگی) برکت والی (شے یا تو کشتی سے اترنا ہوگا یا پھر وہ) جگہ اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے (انہیں جن کا تذکرہ ہوا) بیشک اس (یعنی حضرت سیدنا نوح علیہ السلام، کشتی اور کفار کی ہلاکت کے معاملہ کا جو تذکرہ ہو چکا ہے) میں ضرور نشانیاں......۳...... (ہیں اللہ ﷻ کی قدرت پر، آیات بمعنی دلالات ہے)۔ اور بیشک (یہاں ان مخففہ من الثقیلۃ ہے جس کا اسم ضمیر شان ہے) ضرور ہم جانچنے والے تھے (یعنی حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کو، ان کی جانب آپ علیہ السلام کو بھیج کر اور ان کے انہیں نصیحت کرنے سے) پھر ان کے بعد ہم نے اور سنگت (یعنی ایک قوم) پیدا کی (جو کہ قوم عاد ہے) تو ان میں ایک رسول انہیں میں سے بھیجا (حضرت سیدنا ھود علیہ السلام کو) کہ اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں، تو کیا تمہیں ڈر نہیں (اس کی سزا کا کہ تم ایمان لے آتے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ﴾.

و: مستانفہ، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، ارسلنا نوحا الی قومہ: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر قسم محذوف " نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿فقال یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ افلا تتقون﴾.

ف: عاطفہ، قال: قول، یقوم: ندائیہ، اعبدوا اللہ: جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ما: نافیہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائدہ، الہ: موصوف، غیرہ: صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ھمزہ: حرف استفہامیہ، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف " فلاتخافون"، تتقون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما ھذا الا بشر مثلکم یرید ان یتفضل علیکم﴾.

ف: عاطفہ، قال: فعل، الملا: موصوف، الذین کفروا: صفت، ملکر فاعل، من قومہ: ظرف لغو، ملکر قول، ما: نافیہ، ھذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، بشر: موصوف، مثلکم: صفت اول، یرید: فعل بافاعل، ان یتفضل علیکم: جملہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولو شاء اللہ لانزل ملئکۃ ما سمعنا بھذا فی اباءنا الاولین﴾.

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، شآء اللہ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، انزل ملئکۃ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ، ماسمعنا بھذا: فعل نفی بافاعل وظرف لغو، فی: جار، اباءنا الاولین: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان ھو الا رجل بہ جنۃ فتربصوا بہ حتی حین﴾.

ان: نافیہ، ھو: مبتدا، الا: اداۃ حصر، رجل: موصوف، بہ: ظرف مستقر خبر مقدم، جنۃ: مبتدا مؤخر، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: مستانفہ، تربصوا بہ: فعل امر بافاعل وظرف لغو، حتی حسین: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قال رب انصرنی بما کذبون﴾.

قال: قول، رب: ندائیہ، انصرنی: فعل امر بافاعل ومفعول، بما کذبون: ظرف لغو، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فاوحینا الیہ ان اصنع الفلک باعیننا ووحینا﴾.

ف: مستانفہ، اوحینا الیہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ان: مصدریہ، اصنع: فعل امر وضمیر ذوالحال، ب: جار، اعیننا ووحینا: مجرور، ملکر حال، ملکر فاعل، الفلک: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فاذا جاء امرنا وفار التنور فاسلک فیھا من کل زوجین اثنین واھلک الا من سبق علیہ القول منھم﴾.

ف: عاطفہ، اذا: شرطیہ ظرفیہ مفعول فیہ مقدم، جاء امرنا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، فار التنور: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جملہ شرطیہ، ف: جزائیہ، اسلک فیھا: فعل امر بافاعل وظرف لغو، من کل زوجین: ظرف مستقر حال مقدم، اثنین: ذوالحال، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اھلک: معطوف ملکر مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، من: موصول، سبق علیہ القول منھم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مستثنی، ملکر مفعول، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون﴾.

و: عاطفہ، لا تخطبنی: فعل نہی بافاعل ومفعول، فی الذین ظلموا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، انھم: حرف مشبہ واسم، مغرقون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿فاذااستویت انت ومن معک علی الفلک فقل الحمد للہ الذی نجنا من القوم الظلمین﴾۔

ف: مستانفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، استویت: فعل وضمیر مؤکد، انت: تاکید ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من معک: معطوف، ملکر فاعل، علی الفلک ظرف لغو، ملکر شرط، ف: جزائیہ، قل: قول، الحمد: مبتدا، لام: جار، اللہ: موصوف، الذی نجنا من القوم الظلمین: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وقل رب انزلنی منزلا مبرکا وانت خیر المنزلین﴾۔

و: عاطفہ، قل: قول، رب: ندائیہ، انزل: فعل امر وضمیر ذوالحال، و: حالیہ، انت: مبتدا، خیر المنزلین: خبر، ملکر حال، ملکر فاعل، ن: وقایہ، ی: ضمیر مفعول بہ، منزلا مبارکا: مفعول مطلق، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت وان کنا لمبتلین O ثم انشانا من بعدھم قرنا اخرین﴾۔

ان: حرف مشبہ واسم، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ایت: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: مخففہ "نا" ضمیر شان محذوف اسم، کنا لمبتلین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ثم: عاطفہ، انشانا: فعل بافاعل، من بعد ھم: ظرف مستقر حال مقدم، قرنا اخرین: مرکب توصیفی ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فارسلنا فیھم رسولا منھم ان اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ افلا تتقون﴾۔

ف: عاطفہ، ارسلنا فیھم: فعل بافاعل وظرف لغو، رسولا: موصوف، منھم: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ان: مصدریہ، اعبدوا اللہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، مالکم من الہ غیرہ افلا تتقون: کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۲۳ میں گزری۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرات انبیائے کرام کو اپنے جیسا کہنے کی بیماری:

۱...... مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس شبہ کی دو وجوہات تھیں: (۱)...... حضرات انبیائے کرام کو اپنے جیسا اس لئے کہتے تھے کہ یہ سارے لوگوں کی طرح قوت، فہم، علم، مال، فقر، صحت، مرض میں سوائے منصب رسالت کے وصف کے بظاہر برابر ہوتے ہیں، وصف رسالت کے لئے ضروری ہے بندہ اللہ ﷻ کا پیارا اور محبوب ہو، لیکن محبوب کے لیے ضروری نہیں کہ وہ وصف رسالت کا حامل ہو اور جہاں تک وصف رسالت کا تعلق ہے تو وہ محبوب ہونے کے علاوہ دیگر درجات وعزت وتعظیم میں زیادہ ہوتا ہے اور جس میں اوصاف نہ ہو وہ رسالت کا اہل بھی نہیں ہوتا۔ (۲)...... اگر یہ کہا جائے کہ تمام انسان مذکورہ امور میں مشترک ہیں، پھر بھی منصب رسالت کے لیے دعوی رسالت کرنا اس لئے ضروری ہوا کہ لوگ سیدھے راستے کی آگاہی کے لیے رسول کی فرمانبرداری کریں، اور درحقیقت یہی وہ شبہ تھا جو انہیں وصف نبوت ورسالت کی معرفت سے روکتا تھا، اور یہ احتمال اللہ ﷻ کے فرمان ﴿یرید ان یتفضل علیکم (المؤمنون: ۲۴)﴾ سے ان کے لئے زیادہ مؤکد ہے یعنی اللہ ﷻ حضرات انبیائے کرام کی فضیلت چاہتا ہے اسی لئے فرمایا: ﴿وتکون لکما الکبریاء فی الارض یعنی تم دونوں کے لیے زمین میں بڑائی رہے (یونس: ۷۸)﴾۔ (ملخص از الرازی، ج۸، ص ۲۷۱)

تنور کا ابلنا:

۲...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق تنور سے مراد ہند میں عین الوردان کے نام سے موسوم ہے، اور شعبی کے مطابق

تنور کوفہ میں ہے، اور قتادہ کے مطابق جزیرہ عرب میں، اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مطابق تنور سے مراد پوہ کا پھٹنا اور فجر کا طلوع ہونا ہے یعنی اس کی روشنی مراد ہے۔ (البداية والنهاية ،باب قصة النوح ،ج۱، ص ۱۲۵)۔

حضرت نوح علیہ السلام کی نشانیوں کی فہرست :

۳ے......مکمل بیان عطائین ،ج۲،سورۃ ھود ،صفحہ نمبر ۷۹۶تا۷۹۹،الاعراف ،صفحہ نمبر۲۸۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔اجمالا جن نشانیوں کا بیان متذکرہ رکوع (آیت ۲۳ تا ۳۰) میں کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:(۱)......حضرت نوح کا اپنی قوم کی طرف دعوئ نبوت کرنا، (۲)......قوم کا انکار وشبہ پیش کرنا،(۳)......قوم کو ایک اللہ کی عبادت کی تلقین کرنا،(۴)......اللہ عزوجل کا خوف دلانا،(۵)......قوم کے بااثر لوگوں کا انہیں اپنے جیسا انسان کہنا،(۶)......سرداروں کا قوم کو وسوسہ میں ڈالنا کہ یہ تم پر بڑائی چاہتے ہیں،(۷)......منصب رسالت میں انسان اور فرشتے کے حوالے سے تردد کرنا،(۸)......بغیر کسی وجہ کے باپ دادوں کی اندھی تقلید کرتے ہوئے راہ حق کو فراموش کرنا،(۹)......حضرت نوح علیہ السلام کو مجنون کہنا،(۱۰)......قوم کا حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلانا اور حضرت نوح علیہ السلام کا اللہ عزوجل سے دعا کرنا،(۱۱)......کشتی بنانے کا حکم، (۱۲)......تنور کا ابلنا،(۱۳) ......اس کا بیان کہ اہل کا شمار کن لوگوں پر ہوتا ہے،(۱۴)......کشتی کا مبارک جگہ پر ٹھرنا،(۱۵)......نوح علیہ السلام کے قصے میں لوگوں کے لئے عبرت کی نشانیاں ہیں۔

اغراض:**الی زمن موته** :لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے ،صبر کرو اگر یہ (حضرت نوح علیہ السلام) سچے نبی ہیں تو اللہ ان کی مدد کرے گا اور انہیں طاقتور کرے گا اور اگر ایسا نہیں ہے تو اللہ انہیں رسوا کرے گا اور ان کے حکم کو باطل کرے گا یا یہ کہ ان کے وقت تک انتظار کرو اللہ انہیں ان کا بدلہ دے گا یا تو انہیں افاقہ حاصل ہو جائے گا ورنہ انہیں قتل کر دینا۔

بمرای منا و حفظنا:اس آیت میں مجاز مرسل کے استعمال کی جانب اشارہ ہے، لازم بول کر ملزوم کا ارادہ کیا گیا ہے۔

وغیرھا:جو ماں کے پیٹ سے بچے کی صورت یا انڈے کی صورت میں پیدا ہوا، بخلاف گندگی سے پیدا ہونے والے کیڑے اور کھٹمل وغیرہ کے، کہ وہ کشتی میں سوار نہ ہوئے۔

ای زوجتــــه: حضرت نوح علیہ السلام کی دو ازواج تھیں، ایک مومنہ جو کشتی میں سوار ہوئیں اور دوسری کافرہ جو کہ سوار نہ ہوئیں، اور یہی کافرہ کنعان کی والدہ تھیں۔

بخلاف سام: سام کی کنیت ابو العرب، حام کی کنیت ابو السودان، اور یافث کی کنیت ابو الترک ہے۔

عند نزولک من الفلک : جس وقت کشتی جودی پہاڑ سے ٹکرائی وہ دس محرم الحرام کا دن تھا، اور سفر کا آغاز رجب المرجب کی دس تاریخ کو ہوا، اس طرح کل چھ ماہ تک سفر جاری رہا۔

هــــم عـــــاد : قبیلے کا نام ہے جس میں حضرت ھود علیہ السلام کو بھیجا گیا، جسے مفسر نے قوم عاد کا نام دیا اور اس قوم کے رسول حضرت ھود علیہ السلام ہوئے، یہ قول اکثر مفسرین کے نزدیک ہے، یہ بھی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ اعراف میں حضرت نوح علیہ السلام کے قصے کے بعد انہی کا قصہ ہے اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ الاعراف اور الشعراء کے درمیان میں ھود نامی سورت ہے۔ (الصاوی، ج ٤، ص ١٥٦ وغیرہ)

رکوع نمبر:۳

﴿وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ﴾ای بالمصیر الیها﴿وَاَتْرَفْنٰهُمْ﴾انعمناهم﴿فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ مِمَّا

تَشْرَبُوْنَ (۳۳) وَ﴾اللہِ﴿لَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ﴾فیه قَسمٌ وشرطٌ والجوابُ لِاَوّلِهما وَهو مُغنٍ عَنْ جوابِ الثّانِیْ﴿اِنَّكُمْ اِذًا﴾اَیْ اِنْ اَطَعْتُموهُ﴿لَّخٰسِرُوْنَ (۳۴)﴾اَیْ مَغبُونونَ﴿اَیَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ (۳۵)﴾هُو خَبرُ اَنّكم الاُولٰی وَاِنّكم الثّانِیةُ تاكیدٌ لَها لِما طَالَ الفَصلُ ﴿هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ﴾اسْمُ فِعلٍ مَاضٍ بِمعنٰی مَصدرٍ اَی بَعُدَ بَعُدَ﴿لِمَا تُوْعَدُوْنَ (۳۶)﴾مِنَ الاِخراجِ مِنَ القُبورِ واللّامُ زَائدةٌ لِلْبَیانِ﴿اِنْ هِیَ﴾اَی مَاالحیوةُ﴿اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا﴾بِحیوةِ اَبْنائِنا﴿وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ (۳۷) اِنْ هُوَ﴾اَی مَاالرَّسولُ﴿اِلَّا رَجُلُ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِیْنَ (۳۸)﴾اَی مُصدِّقِینَ فِی البَعثِ بَعدَ الموتِ﴿قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ (۳۹) قَالَ عَمَّا قَلِیْلٍ﴾مِنَ الزَّمانِ وَما زَائدةٌ ﴿لَّیُصْبِحُنَّ﴾یَصِیرُونَ﴿نٰدِمِیْنَ (۴۰)﴾عَلٰی كُفرِهِمْ وَتكذِیبِهِمْ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ﴾صَیحَةُ العَذابِ والهلاكِ كائِنةٌ﴿بِالْحَقِّ﴾فَمَاتُوا﴿فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ج﴾وَهُوَ نَبتٌ یَبِسٌ اَی صَیَّرناهم مِثْلَهُ بی الیُبْسِ﴿فَبُعْدًا﴾مِنَ الرَّحْمَةِ﴿لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (۴۱)﴾المُكَذِّبِینَ﴿ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا﴾اَی اَقْواما﴿ اٰخَرِیْنَ (۴۲) مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا﴾بِاَنْ تَموتَ قَبلَهُ﴿وَمَا یَسْتَاْخِرُوْنَ (۴۳)﴾عَنهُ ذُكِّرَ الضَمیرُ بَعدِ تَانِیثِهٖ رِعایةً لِلمَعنٰی﴿ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ط﴾بِالتَّنوینِ وَعَدمِهٖ اَی مُتَتابِعینَ بَینَ كُلِّ اِثْنینِ زَمانٌ طَوِیلٌ ﴿كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً﴾بِتحقیقِ الهَمْزتینِ وَتَسهِیلِ الثانیةِ بَینَها وَبینَ الواوِ﴿رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا﴾فِی الهلاكِ﴿وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ ج فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ (۴۴) ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ (۴۵)﴾حُجَّةٌ بَیِّنَةٌ وهِیَ الیَدُ والعصاء وَغیرهما مِن الآیاتِ﴿اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا﴾عَنِ الایمانِ بِها وباللهِ﴿وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِیْنَ (۴۶)﴾قَاهِرینَ بَنِی اسرائیلَ بِالظُّلمِ﴿فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ (۴۷)﴾مُطِیعونَ خَاضِعونَ﴿فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِیْنَ (۴۸) وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ﴾التوراةَ﴿لَعَلَّهُمْ﴾اَی قَوْمَهُ بَنی اسرائیلَ﴿یَهْتَدُوْنَ (۴۹)﴾بِهٖ مِنَ الضَّلالةِ واُوتِیها بَعدَ هِلاكِ فِرعونَ وَقومِهٖ جُملَةً واحِدةً﴿وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ﴾عِیسٰی﴿وَاُمَّهٗٓ اٰیَةً﴾لَمْ یَقلْ آیتینِ لِاَنَّ الاٰیَتَ فِیهما واحِدةٌ وِلادَتُهُ مِن غَیرِ فَحلٍ﴿وَّ اٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ﴾مَكانٍ مُرتَفعٍ وَهوَ بَیتُ المقدسِ او دَمِشقُ او فلسطینُ اَقوالٌ﴿ذَاتِ قَرَارٍ﴾اَی مُسْتَوِیةٍ لِیَسْتَقِرَّ علَیها سَاكِنوهَا﴿وَّمَعِیْنٍ (۵۰)﴾ اَی ماءٍ جارٍ ظاهِرٍ تَراهُ العُیونُ.

﴿ترجمہ﴾

اور بولے اس قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری (یعنی آخرت تک پہنچنے) کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا (یعنی نعمتیں عطا کیں) کہ یہ تو نہیں مگر ہم جیسا آدمی جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے اور (اللہ ﷻ کی قسم!) اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو (اس جملہ میں قسم اور شرط دونوں پائے جا رہے ہیں لیکن جواب

صرف قسم کا ہے شرط کا نہیں، البتہ جوابِ قسم ہی جوابِ شرط سے بے پرواہ کردینے والا ہے) جب تو تم (یعنی اگر تم نے اس کی اطاعت کی) ضرور گھاٹے میں ہو (خاسرون بمعنی مغبونون ہ یعنی ٹھگ لئے گئے ہو)۔ کیا تمہیں یہ وعدہ دیتا ہے کہ تم جب مرجاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجاؤ گے اس کے بعد پھر نکالے جاؤ گے (مخرجون پہلے انکم کی خبر ہے جبکہ دوسرا انکم پہلے کی تاکید کے لئے ہے، اس لئے کہ اسم اور خبر میں فاصلہ زیادہ ہوگیا تھا) کتنی دور ہے کتنی دور ہے (هیهات اسم فعل ماضی بمعنی بَعُدَ یا بمعنی مصدر بُعْدٌ ہے) جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے (قبروں سے نکالنے کا، یہاں لِمَا پر لام زائدہ ہے جو کہ بیانیہ ہے) وہ (زندگی) تو نہیں مگر ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے جیتے ہیں (اپنے بیٹوں کی زندگی کے ذریعے) اور ہمیں اٹھنا نہیں وہ (یعنی رسول) تو نہیں مگر ایک مرد جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور ہم اسے ماننے کے نہیں (یعنی موت کے بعد دوبارہ زندہ ہوجانے کی تصدیق کرنے والے نہیں) عرض کی کہ اے میرے رب میری مدد فرما اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا اللہ نے فرمایا کچھ دیر جاتی ہے (یعنی بہت کم وقت باقی رہ گیا ہے، عما میں ما زائدہ ہے) کہ یہ صبح کریں گے (ہوجائیں گے، اصبح بمعنی صار ہے) پچھتاتے ہوئے (اپنے کفر اور جھٹلانے پر) تو انہیں آلیا سچی چنگھاڑ نے (عذاب اور ہلاکت کی، جس کا وقوع یقینی تھا) تو ہم نے انہیں گھاس کوڑا کردیا (غثاء سے مراد ایسی گھاس ہوتی ہے جو خشک ہوچکی ہو یعنی ہم نے انہیں خشک ہوجانے میں گھاس کی مثل کردیا) تو دور ہوں (رحمت سے) ظالم لوگ......۱......(جھٹلانے والے) پھر ان کے بعد ہم نے پیدا کیں اور سنگتیں (یعنی قومیں) کوئی امت اپنی میعاد سے نہ پہلے جائے (کہ اس سے پہلے مرجائے) نہ پیچھے رہے (اس وقت سے، مؤنث لفظی کے بعد ضمیر کا مذکر ہونا معنی کی رعایت کی بناء پر ہے) پھر ہم نے اپنے رسول بھیجے ایک پیچھے دوسرا (تترا کو تنوین اور تنوین کے بغیر دونوں طرح پڑھا گیا ہے، یعنی ایک دوسرے کے پیچھے لگاتار، البتہ ہر دو کے درمیان طویل زمانہ تھا) جب کسی امت کے پاس آیا (جآء امة میں دونوں ہمزہ تحقیق کے ساتھ ہے جبکہ دوسرے ہمزہ کو ہمزہ اور واؤ کے مابین تسہیل سے بھی پڑھا گیا ہے) اس کا رسول، انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اگلوں سے پچھلے ملادیئے (ہلاکت و بربادی میں) اور انہیں کہانیاں کر ڈالا تو دور ہوں وہ لوگ کہ ایمان نہیں لاتے......۲......پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی آیتوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا (یعنی واضح اور روشن دلیل دے کر، مثلاً چمکتے ہاتھ اور عصا وغیرہ جیسے معجزات کے ساتھ) فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے غرور کیا (ان معجزات اور اللہ ﷻ پر ایمان لانے سے) اور وہ لوگ غلبہ پائے ہوئے تھے (یعنی بنی اسرائیل پر ظلم و جبر سے غالب آئے ہوئے تھے) تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر اور ان کی قوم ہماری بندگی کررہی ہے (یعنی فرمانبردار و پیروکار ہے) تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو ہلاک کیے ہوؤں میں ہوگئے۔ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب (یعنی تورات) عطا فرمائی کہ ان کو (یعنی بنی اسرائیل کو) ہدایت ہو......۳......(اس کتاب کی وجہ سے گمراہ ہونے سے، نیز یہ کتاب انہیں فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کے بعد یکبارگی عطا کی گئی تھی) اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے (حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) کو نشانی کیا......۴......(یہاں ایتین یعنی تثنیہ کا صیغہ ذکر کرنے کی بجائے صرف واحد کا صیغہ اية ذکر فرمایا کیونکہ دونوں کا معجزہ ایک ہی تھا یعنی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے پیدائش) اور انہیں ٹھکانا دیا ایک بلند زمین (ربوة بلند مکان کو کہتے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد یا تو بیت المقدس ہے یا پھر دمشق یا پھر فلسطین، اس کے بارے میں اقوال مختلف ہیں) جہاں بسنے کا مقام (یعنی اتنا ہموار کہ اس پر وہاں کے باشندے ٹھکانہ بنا سکیں) اور نگاہ کے سامنے بہتا پانی (یعنی ایسا جاری پانی کہ آنکھیں اسے دیکھ بھی سکیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الملاء من قومه الذين كفروا و كذبوا بلقاء الاخرة واترفنهم فى الحيوة الدنيا ما هذا الا بشر مثلكم

یا کل مما تا کلون منه ویشرب مما تشربون﴾۔
و: عاطفہ، قال: فعل، الملا: ذوالحال، من: جار، قومه: موصوف، الذین: موصوف، کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کذبوا بلقاء الاخرۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اترفنھم فی الحیوۃ الدنیا: معطوف ثانی، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر قول، ما: نافیہ، ھذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، بشر: موصوف، مثلکم: صفت اول، یا کل: فعل بافاعل، مما تا کلون منه: ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یشرب: فعل بافاعل، مما تشربون: ظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولئن اطعتم بشرا مثلکم انکم اذا لخسرون﴾۔
و: عاطفہ، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، اطعتم: فعل بافاعل، بشرا: موصوف، مثلکم: صفت، ملکر مفعول، ملکر شرط، انکم: حرف مشبہ واسم، اذا: ظرفیہ، لخسرون: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ خبر جملہ اسمیہ جواب قسم، قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ایعدکم انکم اذامتم و کنتم ترابا وعظاما انکم مخرجون﴾۔
ھمزہ: حرف استفہامیہ، یعدکم: فعل بافاعل ومفعول، انکم: حرف مشبہ واسم موکد، انکم: تاکید، اذا: ظرفیہ مضاف، متم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کنتم ترابا وعظاما: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم، مخرجون: اسم مفعول بانائب الفاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ھیھات ھیھات لما توعدون﴾۔
ھیھات: اسم فعل ماضی بمعنی بعد موکد، ھیھات: تاکید، لام: جارزائدہ، ما توعدون: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما نحن بمبعوثین﴾۔
ان: نافیہ، ھی: مبتدا، الا: اداۃ حصر، حیاتنا الدنیا: مرکب توصیفی ذوالحال، نموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نحیا: معطوف اول، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، نحن: اسم، ب: زائدہ، مبعوثین: خبر، ملکر معطوف ثانی، ملکر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ھو الا رجل افتری علی اللہ کذبا وما نحن له بمومنین﴾۔
ان: نافیہ، ھو: مبتدا، الا: اداۃ حصر، رجل: موصوف، افتری علی اللہ کذبا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، نحن: اسم، له: ظرف لغو مقدم، ب: زائدہ، مومنین: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر معطوف، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال رب انصرنی بما کذبونOقال عما قلیل لیصبحن ندمین﴾۔
قال: قول، رب: ندا، انصرنی: فعل امر بافاعل ومفعول، بما کذبون: ظرف لغو، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ، قال: قول، عن: جار، ما: زائدہ، قلیل: مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، ندامین: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر، لام: قسمیہ، یصبحن: فعل ناقص واسم، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاخذتھم الصیحة بالحق فجعلنھم غثاء فبعدا للقوم الظلمین﴾۔
ف: عاطفہ، اخذتھم: فعل ومفعول، الصیحة: ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، جعلنھم: فعل بافاعل ومفعول، غثاء: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، بعدا: موصوف، للقوم الظلمین: ظرف مستقر

صفت،ملکرفعل محذوف " بعدوا" کے لیے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم انشانا من بعدھم قرونا اخرین ○ما تسبق من امۃ اجلھا وما یستاخرون﴾.

ثم انشانا......الخ : اس آیت کی ترکیب آیت نمبر۳۱ میں گزری،ما تسبق : فعل نفی، من: زائدہ، امۃ: فاعل، اجلھا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، مایستاخرون : فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم ارسلنا رسلنا تترا کلما جاء امۃ رسولھا کذبوہ﴾.

ثم: عاطفہ، ارسلنا: فعل بافاعل، رسلنا ذوالحال،تترا: حال،ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ، کلما:ظرفیہ شرطیہ،جاء امۃ رسولھا: فعل ومفعول وفاعل، ملکرشرط، کذبوہ :فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاتبعنا بعضھم بعضا وجعلنھم احادیث فبعدا لقوم لا یومنون﴾.

ف:عاطفہ، اتبعنا:فعل بافاعل،بعضھم : مفعول اول، بعضا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلنھم : فعل بافاعل و مفعول، احادیث:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ،ف:مستانفہ، بعدا: موصوف، لقوم لایومنون : ظرف مستقر صفت،ملکرفعل محذوف" بعدوا" کے لیے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ثم ارسلنا موسی واخاہ ھرون بایتنا وسلطن مبین ○الی فرعون وملائہ﴾.

ثم : عاطفہ، ارسلنا: فعل بافاعل، موسی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخاہ:مبدل منہ، ھرون : بدل،ملکر معطوف،ملکر ذوالحال،ب : جار، اتینا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، سلطن مبین : معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکرمفعول"ابی متلبسین باتینا"، الی :جار، فرعون :معطوف، و: عاطفہ، ملائہ : معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاستکبروا وکانوا قوما عالین﴾.

ف:عاطفہ، استکبروا: فعل وضمیر ذوالحال، و:حالیہ، کانوا: فعل ناقص بااسم،قوما عالین :خبر،ملکر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقالوا انومن لبشرین مثلنا وقومھما لنا عبدون﴾.

ف:عاطفہ، قالوا: قول،ھمزہ: حرف استفہامیہ، نومن: فعل بافاعل، لام: جار، بشرین: موصوف، مثلنا:صفت ،ملکر ذوالحال ،و: حالیہ، قومھما:مبتدا، لنا عبدون :شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فکذبوھما فکانوا من المھلکین﴾.

ف:عاطفہ، کذبوھما: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، ف:عاطفہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، من المھلکین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد اتینا موسی الکتب لعلھم یھتدون﴾.

و: مستانفہ ، لام قسمیہ ،اتینا:فعل "نا"ضمیر ذوالحال، لعلھم یھتدون جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،موسی :مفعول اول، الکتب: مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف " نقسم" کے لیے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿وجعلنا ابن مریم وامہ ایۃ واوینھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین﴾.

و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل،ابن مریم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، امہ:معطوف،ملکرمفعول،ایۃ: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اوینھما: فعل بافاعل ومفعول، الی : جار، ربوۃ :موصوف، ذات :مضاف، قرار: معطوف علیہ، و: عاطفہ، معین:

معطوف ، ملکر مضاف الیہ،ملکر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت ہود وصالح علیہما السلام کی نشانیوں کا اجمالی جائزہ:

۱.....حضرت ہود اور صالح علیہما السلام کی نشانیوں کا مفصل بیان ہم عطائین، ج ۲،ص ۲۸۸ تا ۲۹۷،سورۃ ھود،ص ۸۰۵ تا ۸۱۲،بیان ہو چکا ہے۔اس کے علاوہ عطائین، ج ۳، النحل کے رکوع نمبر ۶ میں بھی بیان موجود ہے۔یہاں اجمالی بیان (آیت ۳۱ تا ۴۱) ہوگا۔

حضرت ہود علیہ السلام کے اجمالی قصے کا بیان: (۱).....حضرت نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ہود علیہ السلام کا بیان، (۲).....حضرت ہود علیہ السلام کا قوم کو تبلیغ کرنا، (۳).....حضرت ہود علیہ السلام کا قوم کو تقوی کا درس دینا، (۴).....قوم کے سرداروں کی ہٹ دھرمی، (۶).....قوم نے آخرت کے معاملات کو جھٹلا دیا، (۷).....حضرت ہود علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہنا، (۸).....حضرت ہود علیہ السلام کے کھانے پینے کو اپنے اوپر قیاس کرنا، (۹).....مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار، (۱۰).....حضرت ہود علیہ السلام کو آدمی کہنا، (۱۱).....حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان لانے کا انکار کرنا، (۱۲).....حضرت ہود علیہ السلام کا اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں دعا کرنا، (۱۳).....نبی کو عذاب آنے پر یقین ہونا اور پیشگی خبر دینا، (۱۴).....قوم پر عذاب کا آنا۔بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ قصہ حضرت ہود علیہ السلام کا نہیں بلکہ حضرت صالح علیہ السلام کا ہے کیونکہ ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا تھا اور اللہ نے ان پر زلزلہ/ چنگھاڑ کا عذاب بھیجا تھا۔

مؤمنون کی آیت نمبر ۴۲ تا ۴۴ کا اجمالی خاکہ:

۲.....عطائین، ج ۲، سورۃ الاعراف میں حضرت لوط، شعیب علیہما السلام کا، سورۃ یوسف، ص ۸۵۷ تا ۹۰۱ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان، عطائین ج ۳، سورۃ الانبیاء، رکوع نمبر ۶ میں حضرت ایوب علیہ السلام کا بیان، الحجر، رکوع نمبر ۵ میں حضرت لوط، علیہ السلام شعیب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کا بیان موجود ہے۔المؤمنون آیت نمبر ۴۲ تا ۴۴، مفسرین کرام کا اختلاف ہے کہ یہ بیان کس نبی کی قوم کے بارے میں ہے؟ متعدد اقوال حضرت لوط علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، ایوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کے بارے میں ملتے ہیں۔

آیات کا اجمالی بیان: (۱).....حضرت ہود علیہ السلام کے بعد دیگر رسولوں کو بھیجنے کا بیان، (۲).....وقت اجل آجانے پر تاخیر نہ ہونے کا بیان، (۳).....قوم نے رسولوں کا جھٹلایا، (۴).....ایک دوسرے کی پیروی کرنا اور ان کی باتوں کو قصہ کہانی کر دینا، (۵).....ایمان نہ لانے کا بیان۔

حضرت موسی علیہ السلام کی نشانیوں کا اجمالی خاکہ:

۳.....حضرت موسی علیہ السلام کا بیان عطائین، سورۃ البقرۃ، ج ۱،ص ۸۴ تا ۹۹، ج ۲، سورۃ الاعراف، ص ۳۱۹ تا ۳۶۳، سورۃ یونس، ص ۷۳۷، ج ۳، سورۃ بنی اسرائیل، رکوع نمبر ۱۲ پر مفصل ہو چکا ہے۔اجمالی خاکہ (آیت ۴۵ تا ۴۹) پیش خدمت ہے: (۱).....حضرت موسی علیہ السلام وہارون علیہ السلام کو نشانیاں دیئے جانے کا بیان، (۲).....دونوں صاحبوں کو قوم فرعون کی جانب بھیجے جانے کا بیان، (۳).....قوم فرعون کا انکار کرنا اور حد سے تجاوز کرنا، (۴).....انہیں اپنے جیسا بشر کہنا، (۵).....حضرت موسی علیہ السلام وہارون علیہ السلام کو جھٹلائے جانے اور قوم کی ہلاکت کا بیان، (۶).....حضرت موسی علیہ السلام کو کتاب (توریت) دیئے جانے کا بیان، (۷).....کتاب کے ذریعے ہدایت ملنے کا بیان۔

حضرت عیسی علیہ السلام وبی بی مریم کی نشانیوں کے بیان:

عطائین، ال عمران، ج۱، آیت ۳۵ تا ۶۳، ص ۴۳۵ تا ۴۵۶، المائدہ، آیت ۱۵۶ تا ۱۵۹، ص ۷۶۳ تا ۷۶۴، میں بھی بیان ہے۔تاہم طلباء کی سہولت کے پیش نظر ال عمران کی متذکرہ آیات کا بیان موضوع کو مکمل کرنے کے لئے دوبارہ (المؤمنون:۵۰) کے ضمن میں مفصل ذکر کر رہے ہیں:

حضرت بی بی مریم کی والدہ ماجدہ بی بی حنہ کی منت: مفسرین کرام کا حضرتِ عمران کے بارے میں اختلاف ہے۔ایک قول کے مطابق عمران بن یصھر بن قاھث بن لاوی بن یعقوب جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کے والد ہیں جبکہ دوسرے عمران بن آشیم بن آمون ،اور تیسرے قول کے مطابق عمران ابن ماتان جو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔یہاں یہی عمران مراد ہیں جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بی بی مریم کے والد ہیں دونوں عمران یعنی بی بی مریم کے والد اور حضرت موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کے والد کے مابین ایک ہزار آٹھ سو برس کا فرق ہے۔بی بی مریم کی والدہ جنکا نام حنّہ بنت فاقوزا ہے نے منت مانی کہ میرے حمل سے جو بچہ ہوگا وہ بیت المقدس کی خدمت کیلئے وقف ہوگا۔واقعہ اس طرح ذکر کیا جاتا ہے یہاں آیت مبارکہ میں لفظ محررا مذکور ہے۔جس کے معنی ہیں جو خاص اللہ عزوجل کی عبادت اور بیت المقدس کی خدمت کیلئے مختص ہو۔دنیا کی کوئی چیز اسے اپنی طرف مشغول نہ کرسکے۔اس وقت ایسی خدمت کیلئے لڑکے ہی مختص کئے جاتے تھے لڑکیاں عوارض زنانہ کیوجہ سے یہ کام نہ کرسکتی تھیں۔حضرت بی بی حنہ کی بہن جنکا نام ایشاع تھا حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں حضرت بی بی حنہ کی اولاد نہ تھی اور یہ گھرانہ صالحین کا گھرانہ تھا،ایک روز حنہ نے ایک درخت کے سایہ میں ایک چڑیا دیکھی جو اپنے بچوں کو بھرا رہی تھیں یہ دیکھ کر آپ کے دل میں اولاد کا شوق پیدا ہوا اور بارگاہ الٰہی عزوجل میں دعا کی کہ یارب! اگر تو مجھے بچہ دے تو میں اسے بیت المقدس کا خادم بناؤں گی اور اس خدمت کیلئے حاضر کردوں گی جب وہ حاملہ ہوئیں اور بی بی مریم کو جنم دیا تو اللہ رب العالمین سے عرض گزار ہوئیں کہ اے اللہ عزوجل! میں نے لڑکی کو جنم دیا ہے لیکن اللہ رب العالمین نے لڑکی کو بھی قبول فرمایا۔

فضائل بی بی مریم: اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا ﴿وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی﴾ مطلب اسکا یہ ہے کہ یہ لڑکی لڑکے کی مثل نہیں ہے، یہ لڑکی عوارضِ زنانہ سے مبرا ہے۔ایک معنی اس آیت کا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لڑکا مسجد کی خدمت کیلئے مطلوب ہوتا ہے جبکہ یہ لڑکی اللہ عزوجل کے گھر کیلئے ہبہ کی گئی ہے۔بی بی مریم خوب صورتی اور فضیلت میں اس وقت کی عورتوں سے ممتاز تھیں جبکہ مریم کے معنی عابدہ اور اللہ عزوجل کے گھر کی خادمہ کے ہیں۔بی بی مریم کو یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ بوقتِ ولادت شیطان نے انکو نہ چھوا جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی آدم کی اولاد ایسی نہیں کہ جسے ولادت کے وقت شیطان نے نہ چھوا ہو سوائے بی بی مریم اور اسکے بیٹے کے۔'' بی بی مریم ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا عام بچہ ایک سال میں بڑھتا ہے۔حنہ نے ولادت کے بعد حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں احبار کے سامنے رکھ دیا، یہ احبار حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور بیت المقدس میں انکا منصب ایسا تھا جیسا کہ کعبہ مشرفہ میں حجبہ کا۔چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام رشتے میں بی بی مریم کے خالو اور بیت المقدس کے امام تھے اور انکے ہاں بھی اس وقت تک اولاد نہ تھی لہذا انہوں نے چاہا کہ انکی پرورش کی خدمت یہ سرانجام دیں، علماء نے بغیر قرعہ کے یہ خدمت انکے سپرد کرنے سے انکار کیا جن کی تعداد ۲۹ تھی اور اس بات پر راضی ہوئے کہ سب اپنے اپنے قلم پانی پر چھوڑ دیں جس کا قلم پانی پر بلند ہو کر ٹھہر جائے وہ انکی کفالت کرے گا چنانچہ جتنی بار ایسا کیا گیا حضرت زکریا علیہ السلام کے قلم میں یہ بات پائی گئی۔ایک قول کے مطابق یہ دریائے اردن تھا۔جس کمرے میں بی بی مریم کو رکھا تھا ایک قول کے مطابق وہ مسجد کا محراب تھا۔حضرت زکریا علیہ السلام جاتے وقت سات دروازوں میں تالا لگا کر تشریف لے جاتے اور جب آتے تو ان کے پاس بے موسم کے پھل پاتے

۔حضرت زکریا علیہ السلام کے پوچھنے پر بی بی بیان کرتیں کہ جنت سے میرے لیے آئے ہیں۔ایک قول یہ ہے جب بی بی مریم کی ولادت ہوئی تو انہوں نے ماں کا دودھ نہ پیا بلکہ انکے پاس جنتی رزق آتا تھا اور جس طرح بی بی مریم نے حضرت زکریا علیہ السلام کے استفسار پر کم سنی میں کلام کیا اسی طرح آپکے فرزند نے بھی جھولے میں آپکی عفت کی گواہی دی۔ یہ آیت کرامت اولیاء اور ظہور خرق عادت پر بیّن دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ جب بی بی مریم کے پاس صغر سنی میں بے موسم کے پھل لاسکتا ہے تو وہ رب العالمین بڑھاپے کی حالت میں حضرت زکریا علیہ السلام کو اولاد بھی دے سکتا ہے۔

دعائے زکریا: حضرت زکریا علیہ السلام محراب میں داخل ہوئے اور اسکا دروازہ بند کردیا اور اللہ عزوجل سے فرزند کی دعا کی، اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے فرزند کی خوش خبری سنائی۔حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد کی دعا اس وقت مانگی جس وقت آپکی عمر مبارک ١٢٠ سال اور آپکی زوجہ محترمہ کی عمر ٩٨ سال تھی۔

بی بی مریم کی تمام عورتوں پر فضیلت: مذکورہ آیت مبارکہ میں ملائکہ سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔اللہ عزوجل نے بی بی مریم کو حیض ونفاس سے پاک کیا کہ انہیں حیض آتا ہی نہ تھا ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کو گناہوں سے پاک کیا اور اس وقت کی تمام عورتوں پر آپ کو فضیلت عطا فرمائی جبکہ ایک قول کے مطابق تمام عالمین کی عورتوں پر آپ کو فضیلت عطا فرمائی۔(الخازن ج ١،ص ٢٤٤)

تفسیر صاوی میں ہے کہ پانچ خواتین افضل ہیں مریم، خدیجہ، فاطمہ، عائشہ اور آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون رضی اللہ عنھم اجمعین، بی بی آسیہ اور بی بی مریم جنت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے ہونگی۔ (الصاوی، ج ١،ص ٢٣٤)

☆......حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ'' یعنی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ کی فضیلت تمام خواتین میں ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر، مردوں میں کئی مرد کامل ہوئے ہیں، لیکن عورتوں میں کامل صرف مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون ہیں۔ (صحيح البخاري، كتاب احاديث الانبياء،باب قول الله تعالى، رقم: ٣٤٣٣،ص ٥٧٨)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ﴾ یعنی تمام جہان کی عورتوں میں مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ زوجہ فرعون کی فضیلت جاننا بہتر ہے۔

(سنن الترمذي، كتاب المناقب ،باب فضل خديجة رضي الله عنها،رقم: ٣٩٠٤،ص ١٠٩٨)

مسیح کے معنی: مشہور یہ ہے کہ مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے اور یہ لقب انکی عزت افزائی کے لیے ہے جیسا کہ کسی کا لقب فاروق ہوتا ہے۔اور اسکی اصل یہ ہے کہ لفظ مسیح کو عبرانی زبان میں مشیخ کہتے ہیں جسکا معنی ہے مبارک (برکت والا) بعض کے نزدیک لفظ عیسیٰ معرب ہے ایشوع سے جسکے معنی سید ہیں۔کثیر سلف وصالحین کے نزدیک لفظ مسیح المسح سے مشتق ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اس لفظ کے اطلاق کی وجہ کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ انکا مسح باعث برکت ہوتا تھا، جبکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب وہ اندھے کی آنکھوں پر مسح کرتے تو وہ دیکھنے لگتا، ایک قول یہ بھی ہے جب وہ بیمار یا آفت زدہ پر ہاتھ پھیرتے تو وہ بیمار ٹھیک ہوجاتا ،ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ وہ زیتون کے تیل سے مسح کرتے جس میں برکت رکھی گئی ہے۔دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بھی زیتون کے تیل سے مسح کیا کرتے تھے، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے بازو سے ان پر مسح کیا تھا جسکی وجہ سے وہ شیطان مردود کے شر سے پناہ میں آگئے۔

(روح المعاني ،الجزء الثالث،ص ٤١٣)

بغیر نکاح کے اولاد کی نعمت: حضرت بی بی مریم نے اپنے پروردگار عزوجل سے عرض کی: ''اے اللہ! میرے ہاں اولاد کیوں کر ہوگی جبکہ میں نے نکاح نہیں کیا اور نہ ہی نکاح کا ارادہ کیا اور نہ ہی میں بدکردار ہوں؟'' فرشتے نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب دیا: ''بات تو یوں ہی ہے جیسا تم کہتی ہو لیکن اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا ہے اسے کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔'' حضرت زکریا علیہ السلام کے سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ﴿یفعل مایشاء﴾ فرمایا تھا تاکہ کسی انکار کرنے والے کیلئے کوئی شبہ باقی نہ رہے پھر مزید تاکید کیلئے فرمایا کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ فرمالیتا ہے تو بس اتنا ہی کہتا ہے کہ ہوجا تو وہ فوراً ہوجاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اسکے حکم کے بعد ایک لحہ کی بھی تاخیر نہیں ہوتی جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ (القمر: ۵۰)﴾

(ابن کثیر ج ۱، ص ۴۵۰)

عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات: اکثر قراء حضرات نے لفظ طیـــر کو جمع پڑھا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بہت سارے پرندے بنائے تھے جبکہ جعفر، نافع اور یعقوب نے طائر کو مفرد پڑھا کیونکہ ان میں سے ایک طائر تھا۔ امام بغوی کا قول یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سوائے چمگادڑ کے کوئی پرندہ نہ بنایا۔ چمگادڑ کو اسلیئے خاص کیا کہ یہ پرندوں میں سب سے کامل ترین ہے کیونکہ اسکے پستان اور دانت ہوتے ہیں، اسے حیض آتا ہے۔ حضرت وہب فرماتے ہیں کہ جب تک لوگ اسے دیکھتے رہتے وہ اڑتا رہتا ہے لیکن جب لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوتا تو گر کر مر جاتا، ایسا صرف اس لئے ہوتا تھا کہ براہِ راست خدائی تخلیق اور بندہ کی وساطت سے تخلیق میں فرق واضح ہوجائے۔

(المظهری، ج ۲، ص ۴۷۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کو انتہائی عروج حاصل تھا اس لئے انکو اسی قسم کے معجزے عطا کئے گئے تاکہ معلوم ہو کہ طب کے طریقے سے جس کا علاج ممکن نہ ہو اسکو تندرست کردینا یقیناً معجزہ ہے اور نبی کے صدق نبوت کی دلیل ہے۔ اکثر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پچاس پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہوجاتا تھا۔ ان میں جو چل سکتا تھا وہ حاضر خدمت ہوتا اور جسے چلنے کی قدرت نہ ہوتی اسکے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود تشریف لے جاتے اور دعا فرما کر اسے تندرست کردیتے اور یہ شرط ٹھہرالیتے کہ وہ آپ کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول ہونے پر ایمان لے آئے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار شخصوں کو زندہ کیا۔ ایک عاذر کہ اسکی وفات کے تین دن بعد آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تو وہ باذن الٰہی زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور مدت تک زندہ رہا۔ ایک بڑھیا کے لڑکے کا جنازہ جارہا تھا آپ نے دعا فرمائی وہ زندہ ہوکر نعش برداروں کے کندھے سے اتر پڑا زندہ رہا اور اس کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ ایک عاشر کی لڑکی کا انتقال ہوا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اسے زندہ کیا۔ حضرت سام بن نوح کو انتقال کے ہزاروں سال بعد لوگوں کی خواہش پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زندہ کیا اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور اسی وقت انکا انتقال ہو گیا۔

(ماخوذ از خزائن العرفان حاشیہ ۱۰۱، ۱۰۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا غیب کی خبریں دینا: کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک آدمی کو ہر اس چیز کی خبر دیتے جو اس نے گذشتہ رات کھایا، جو وہ آج کھائے گا اور جو اس نے رات کے لئے ذخیرہ کیا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کتاب کی تعلیم کے دوران بچوں سے ان کے گھر میں بنائی جانے والی چیز کے بارے میں باتیں کرتے۔ آپ ایک لڑکے سے فرماتے جاؤ تیرے گھر والوں نے فلاں فلاں چیز کھائی ہے اور تیرے لئے یہ چیز رکھی ہے، وہ بچہ گھر جاتا روتا یہاں تک کہ گھر والے اسے وہ چیز دیتے اور پوچھتے: تجھے یہ کس نے بتایا؟ تو بچہ کہتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے۔ پس لوگوں نے بچوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے سے منع کردیا اور کہا تم اس جادوگر سے نہ ملا کرو۔ لوگوں نے اپنے بچوں کو ایک گھر میں جمع کردیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کی تلاش میں ان کے پاس آئے تو لوگوں

نے کہا بچے یہاں نہیں ہیں۔آپ نے پوچھا اس گھر میں کیا ہے؟ لوگوں نے کہا خنازیر ہیں۔حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا چلو ایسے ہی سہی۔جب لوگوں نے دروازہ کھولا تو سب بچے خنزیر بن چکے تھے۔یہ بات بنی اسرائیل میں پھیل گئی تو بنی اسرائیل نے آپ کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا، آپ کی والدہ ان کے ارادے بھانپ گئیں، پس آپ نے حضرت عیسی علیہ السلام کو ایک دراز گوش پر سوار کیا اور آپ کو سرزمین مصر کی طرف لیکر چلی گئیں۔حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ مائدہ(دسترخوان) کے بارے میں ہوا جہاں کہیں وہ ہوتے من وسلوی جیسا کھانا ان پر نازل ہوتا، انہیں حکم دیا گیا اس میں خیانت نہ کریں اور نہ ہی اس کو ذخیرہ کریں، انہوں نے اس میں خیانت بھی کی اور ذخیرہ بھی کیا۔حضرت عیسی علیہ السلام نے انہیں اس کے بارے میں بھی آگاہ کیا جو انہوں نے کھانا کھایا تھا اور اس کے بارے میں بھی آگاہ کیا جو انہوں نے ذخیرہ کیا تھا، اللہ تعالی نے انہیں خنزیروں کی صورت میں مسخ کردیا۔یہ حضرت عیسی علیہ السلام کی نبوت پر واضح دلیل ہے اور آپ کا عظیم معجزہ ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۲۴۷، ۲۴۸)

حواری کسے کہتے ہیں؟ حواری خاص دوست کو کہتے ہیں یہ حور سے مشتق ہے جسکے معنی خالص سفیدی کے ہیں۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمات تین مرتبہ ارشاد فرمائے، جب آپ نے لوگوں کو غزوۂ خندق کی دعوت دی، ہر مرتبہ زبیر بن عوام نے لبیک کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے، میرا حواری زبیر ہے۔" قاموس میں ہے کہ حواری سے مراد مددگار یا انبیاء کا مددگار ، دھوبی اور گہرا دوست ہے۔ (المظھری، ج۱، ص۴۷۷)

اسی سے حواریات ہیں یعنی وہ دیہاتی عورتیں جن کی رنگت صاف ہو۔حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھیوں کو بھی انکے خلوصِ نیت اور گہری دوستی کی وجہ سے حواری کہتے ہیں۔ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اس سے مراد وہ بادشاہ ہیں جو سفید کپڑے پہنتے تھے جن سے حضرت عیسی علیہ السلام مدد طلب کرتے تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ دھوبی تھے جو کپڑوں کو دھو کر سفید کردیتے تھے (البیضاوی، ج۱، ص۲۶۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حواری سے مراد حضرت عیسی علیہ السلام کے ۱۲ اصفیاء ہیں۔

(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص۶۲)

حضرت عیسی علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا: علامہ ابو البرکات نسفی فرماتے ہیں کہ متوفیک کا معنی یہ ہے کہ میں تجھے پناہ دونگا اس بات سے کہ کافر تجھے قتل کریں اور تجھے بغیر ضرب یا قتل کے موت دونگا کہ کافر تجھے اپنے ہاتھوں سے قتل نہ کرسکیں گے یا متوفیک کے معنی یہ ہیں کہ تیرے آسمان سے نزول کرنے کے بعد تیری موت کا وقت آجانے پر تجھے موت دونگا اور ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ تجھے حالت نیند میں اٹھالونگا تاکہ تجھے کوئی خوف نہ ہو اور جب تو بیدار ہو تو آسمان میں حالت امن میں ہو۔ (المدارک، ج۱، ص۲۵۹ ملخصا)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَیُوشِكَنَّ أَنْ یَنْزِلَ فِیكُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَیَكْسِرُ الصَّلِیبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیَفِیضُ الْمَالُ حَتَّى لَا یَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرًا مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیهَا یعنی اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، عنقریب تم میں حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہونگے جو کہ عدل کرنے والے حاکم ہونگے، صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کردیں گے، مال اتنا بڑھ جائے گا کہ کوئی اسے لینے والا نہ ہوگا یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ یَكُونُ عَلَیْهِمْ شَهِیدًا﴾".

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسی ابن مریم، رقم:۳۴۴۸، ص۵۸۱)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"لَیْسَ بَیْنِی وَبَیْنَهُ نَبِیٌّ یَعْنِی عِیسَى وَإِنَّهُ نَازِلٌ

فَاِذَا رَاَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ يُصِبْهُ بَلَلٌ فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ

میرے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے، بیشک عیسی علیہ السلام اترنے والے ہیں۔تم اگرانہیں دیکھو تو پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد کے آدمی ہیں، انکی رنگت سرخ اور سفید ملی جلی ہے، یوں محسوس ہوگا کہ انکے سر سے پانی ٹپک رہا ہو مگران کے سرپر تری نہ ہوگی۔ وہ دینِ اسلام کے مقابلے میں دوسرے لوگوں کو قتل کرینگے، صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کرینگے، جزیہ موقوف کرینگے، انکے زمانے میں اللہ تعالیٰ سوائے مسلمانوں کے تمام ادیان والوں کو ہلاک کردے گا، حضرت مسیح علیہ السلام دجال کو قتل کرینگے، زمین میں چالیس سال قیام کرینگے پھرانکا انتقال ہوگا مسلمان انکی نمازِ جنازہ ادا کرینگے"۔ (ابو داوٗد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال، رقم: ٤٣٢٤ ص ٨٠٥)

جس طرح حضرت عیسی علیہ السلام کی تخلیق بغیر باپ کے ہوئی ہے، اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہو جا بغیر باپ کے تو عیسی علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور یہی بات سچی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نہ تو خدا ہیں نہ ہی اس کی اولاد اور نہ ہی اسکے شریک۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ٦٣)

اغراض :اجلها: میں **ها** ضمیر امۃ کی طرف راجع ہے، اور یستاخرون میں موجود ضمیر کا مرجع بھی امۃ ہی ہے، کیونکہ اجلها میں مرجع ہونے کا مقصود باعتبار لفظ ہے جب کہ یستاخرون میں موجود ضمیر کے مرجع ہونے کا مقصود باعتبار معنی ہے اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ یہاں "امۃ" قوم کے معنی میں ہے۔

تترا :اس میں تاء واو سے تبدل کی ہوئی ہے، اصل وترا ہے، اگر واو کے بغیر مانا جائے تو اس کے معنی مواصلت و مدارکت ہوگا یعنی ایک کے بعد دوسرے کا آنا جبکہ التتر کا معنی ہے پے در پے آنا اور اسی معنی کی مناسبت سے شارح نے فرمایا کہ ہر دو زمانوں کے درمیان ایک طویل زمانہ موجود ہے۔ (الجمل، ج٥، ص ٢٤٠)

لان الاية فيهما واحدة: اس لیے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت باسعادت بغیر باپ کے عادتاً محال صورت کی بناپر ہوئی، اس لیے مناسب ہوا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت بی بی مریم کی جانب کردی جائے۔ وهو بيت المقدس: مراد زمین میں اعلی درجے کا مکان ہے، اس کے اعلی درجے پر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے مقامات کے مقابلے میں زمین سے اٹھارہ میل بلند آسمان سے قریب ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص ١٦٠)

رکوع نمبر:۴

﴿يَآ أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبٰتِ﴾الحلالاتِ﴿وَاعْمَلُوا صَالِحًا ط﴾من فرضٍ ونفلٍ﴿إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (٥١)﴾فاجازيكم عليه﴿وَ﴾اعلموا﴿إِنَّ هٰذِهٖٓ﴾اى ملة الاسلام﴿اُمَّتُكُمْ﴾دينكم ايها المخاطبون اى يجب ان تكونوا عليها﴿اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾حال لازمة وفي قراءة بتخفيف النون وفي اخرى بكسرها مشددة استينافا﴿وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ (٥٢)﴾فاحذرون﴿فَتَقَطَّعُوْٓا﴾اى الاتباع﴿اَمْرَهُمْ﴾دينهم﴿بَيْنَهُمْ زُبُرًا ط﴾حال من فاعل تقطعوا اى احزابا متخالفين كاليهود والنصارى وغيرهما﴿كُلُّ حِزْبٍ م بِمَا لَدَيْهِمْ﴾اى عندهم من الدين﴿فَرِحُوْنَ (٥٣)﴾مسرورون﴿فَذَرْهُمْ﴾اترك كفار مكة﴿فِيْ غَمْرَتِهِمْ

﴿صَلاتِهِم ﴿حَتّٰى حِيْنٍ (۵۴)﴾اى حِينَ مَوتِهِمْ ﴿اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ ﴾نُعْطِيهِمْ ﴿مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ (۵۵)﴾فِى الدنيا ﴿نُسَارِعُ ﴾نُعَجِّلُ ﴿لَهُمْ فِى الْخَيْرٰتِ ط ﴾لا ﴿بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ (۵۶)﴾اَنَّ ذالكَ اِستِدارجٌ لَهُمْ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ ﴾خوفِهِمْ مِنهُ ﴿مُّشْفِقُوْنَ (۵۷) ﴾خائِفُونَ مِن عَذابِهِ ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ ﴾القُرانِ ﴿يُؤْمِنُوْنَ (۵۸)﴾يُصَدِّقُونَ ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ (۵۹)﴾مَعَهُ غَيرَهُ ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ ﴾يُعْطُونَ ﴿مَآ اٰتَوْا﴾اَعْطَوا مِنَ الصَدقةِ والاَعمالِ الصَّالِحَةِ ﴿وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ ﴾خائِفَةٌ اَنْ لا تُقْبَلَ مِنهُمْ ﴿اَنَّهُمْ ﴾يُقَدِّرُ قَبْلَهُ لامُ الجَرِّ ﴿اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ (۶۰) اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ (۶۱)﴾فِى علمِ اللهِ ﴿وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾اى طَاقَتَها فَمنْ لَمْ يَسْتَطِيعْ اَنْ يُصَلِّى قَائماً فَلْيُصَلِّ جَالِسًا وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِيعْ اَنْ يَصُومَ فَلْيَاكُلْ ﴿وَلَدَيْنَا ﴾عِندَنا ﴿كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ ﴾بِما عَمِلَتْهُ وَهُوَ اللَّوحُ المَحفُوظُ تُسطرُ فِيه الاَعمالُ ﴿وَهُمْ ﴾اَيِ النُّفُوسُ العَامِلةِ ﴿لَا يُظْلَمُوْنَ (۶۲)﴾شَيئا مِنها فلا يُنقَصُ مِن ثَوابِ الْاَعمالِ الخَيرِ ولا يَزادُ فِى السيئاتِ ﴿بَلْ قُلُوْبُهُمْ ﴾اَيِ الْكُفارِ ﴿فِىْ غَمْرَةٍ ﴾جِهالَةٍ ﴿مِّنْ هٰذَا ﴾القرانِ ﴿وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ ﴾المَذكورِ لِلمُومنينَ ﴿هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ (۶۳)﴾فَيُعَذَّبونَ عليها ﴿حَتّٰى ﴾اِبْتِدائيةٌ ﴿اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ ﴾اَغنِيائهُمْ وَرُؤسائهُمْ ﴿بِالْعَذَابِ ﴾اَيِ السَيفِ يَومَ بَدرٍ ﴿ اِذَا هُمْ يَجْئَرُوْنَ (۶۴)﴾يَضجونَ يُقال لهمْ ﴿لَا تَجْئَرُوا الْيَوْمَ قف اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ (۶۵)﴾لا تَمْنَعونَ ﴿قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِىْ ﴾مِنَ القُرانِ ﴿تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ (۶۶)﴾ترجعونَ قهقرىٰ ﴿مُسْتَكْبِرِيْنَ صلے ق ﴾عَنِ الْاِيمانِ ﴿بِهٖ ﴾اى بِالبَيتِ اَوِ الحَرَمِ بِاَنَّهُمْ اَهْلُهُ فى اَمنٍ بِخِلافِ سَائِرِ النَاسِ فِى مَواطِنِهِمْ ﴿سٰمِرًا ﴾حالٌ اى جَماعَةٌ يَتَحدَّثونَ بالليلِ حولَ البيتِ ﴿تَهْجُرُوْنَ (۶۷)﴾مِنَ الثُّلاثِى تَترُكونَ القُرانَ وَمِنَ الرُّباعِى اَىْ تَقولونَ غَيرَ الحقِّ فى النبى والقران قال تعالىٰ ﴿اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا ﴾اَصْلُهُ يَتَدبَّروا فَاُدْغِمتِ التاءُ فى الدالِ ﴿الْقَوْلَ ﴾اى القرانَ الدالَّ على صِدقِ النبى ﷺ ﴿اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ (۶۸)اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ (۶۹) اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ط ﴾اَلْاِستِفهامُ فِيهِ لِلتقريرِ بِالحقِ مِن صِدقِ النبى وَمَجِىءِ الرُّسُلِ لِلاُمَمِ المَاضِيةِ وَمَعرِفَةِ رَسُولِهِمْ بِالصِدقِ والْاَمَانَةِ واَنْ لا جُنونَ بِهِ ﴿بَلْ ﴾لِلْاِنتِقالِ ﴿جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ ﴾اى القرانِ المُشتَمِلِ على التوحيدِ وشَرائِعِ الْاِسلامِ ﴿وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ (۷۰)وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ ﴾اَيِ القرانُ ﴿اَهْوَآءَهُمْ ﴾بِاَنْ جَاءَ بِما يَهْوَنهُ مِنَ الشَّرِيكِ والْوَلَدِ للهِ تعالى عن ذالكَ ﴿لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ط ﴾اى خَرَجَت عَنْ نِظَامِها المُشَاهِدِ لِوُجودِ التَّمانُعِ فى الشىءِ عَادَةً عِندَ تَعَدُّدِ الحاكِمِ ﴿بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ ﴾اى بِالقُرانِ الَّذِىْ فِيهِ ذِكرُهُمْ وَشَرفُهُمْ ﴿فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ (۷۱) اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا ﴾اَجْرًا عَلى مَا جِئتَهُمْ بِهِ مِنَ القرانِ ﴿فَخَرَاجُ رَبِّكَ ﴾اَجرُهُ وَثَوابُهُ وَرِزقُهُ ﴿خَيْرٌ صلے ق ﴾وَفى قِرائةٍ خَرجا فى

الـمَوضِعيـنِ وَفِـى قِرائةٍ أُخرىٰ خِراجا فِيهما ﴿وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (۷۲)﴾اَفضلُ مَنْ اَعْطٰى و آجرَ﴿وَاِنَّکَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ ﴾طريقٍ﴿مُّسْتَقِيْمٍ الربع (۷۳)﴾اى دِينِ الإسلام﴿وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ﴾بالبَعثِ والثّوابِ والعِقابِ ﴿عَنِ الصِّرَاطِ ﴾اى الطَّريقِ﴿لَنٰكِبُوْنَ (۷۴)﴾عَادِلونَ﴿وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ ﴾اى جُوعٍ اَصَابَهُم بِمَكّةَ سَبعَ سِنينَ﴿لَّلَجُّوْا ﴾تَمادُوا ﴿فِيْ طُغْيَانِهِمْ ﴾ضَلالَتِهِمْ﴿يَعْمَهُوْنَ(۷۵)﴾يَتَرَدَّدونَ﴿وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ ﴾الجُوعِ﴿فَمَا اسْتَكَانُوْا ﴾تَواضَعوا﴿لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ(۷۶)﴾يَرغبُونَ الى اللهِ فِي الدعاءِ ﴿حَتّٰى ﴾اِبْتِدائيةٍ﴿اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا ﴾صَاحِبَ﴿عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴾هُو يَومُ بَدرٍ بِالقَتلِ﴿اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ(۷۷)﴾آئسونَ منْ كُلِّ خَيرٍ.

﴿ترجمہ﴾

اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ(یعنی حلال......۱......) اور اچھا کام کرو (فرائض ونوافل میں سے......۲......) میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں (پس ان پر تمہیں بدلہ عطا فرماؤں گا) اور (جان لو) بیشک یہ (ملتِ اسلامیہ) تمہارا دین......۳......(امتکم بمعنی دینکم ہے، یعنی اے مخاطبین! تم پر لازم ہے کہ اُس پر کاربند رہو) ایک ہی دین ہے (یعنی ایک لازمی حالت ہے، اس آیتِ مبارکہ میں انّ حرف مشبہ بالفعل کو ایک قرأت میں مخففہ پڑھا گیا ہے جبکہ ایک دوسری قرأت میں اِنّ بطور جملہ مستانفہ پڑھا گیا ہے) اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھ سے ڈرو (فاتقون بمعنی فاحذرون ہے، یعنی مجھ سے محتاط رہو) تو ان کی امتوں (یعنی رسولوں کے پیروکاروں) نے اپنا کام (یعنی دین) آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرلیا......۴......(زبرًا، تقطعوا کے فاعل سے حال واقع ہو رہا ہے یعنی وہ آپس میں مختلف گروہوں میں بٹ گئے مثلاً یہود ونصاری وغیرہ) ہر گروہ جو اس کے پاس ہے (یعنی دین) اس پر خوش ہے (فرحون بمعنی مسرورون ہے) تو تم ان (کفارِ مکہ) کو چھوڑ دو ان کے نشہ (یعنی گمراہی) میں ایک وقت تک (ان کی موت کے) کیا یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیٹوں سے (دنیا میں) یہ جلد (نسارع بمعنی نعجل ہے) ان کو بھلائیاں دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں (کہ بھلائی میں جلد بازی ان کے لئے استدراج ہے) بیشک وہ جو اپنے رب کے ڈر (یعنی خوف) سے سہمے ہوئے ہیں (اور اس کے عذاب سے ڈر رہے ہیں) اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں (یعنی قرآنِ کریم) پر ایمان لاتے ہیں (یعنی اس کی تصدیق کرتے ہیں) اور وہ جو اپنے رب کا کوئی شریک نہیں کرتے (اس کے ساتھ کسی دوسرے کو) اور وہ جو دیتے ہیں (یؤتون بمعنی یعطون ہے) جو کچھ دیں (صدقہ وخیرات میں سے اور اعمالِ صالحہ کریں) اور ان کے دل ڈر رہے ہیں (یعنی اس خوف میں مبتلا ہیں کہ ان سے کچھ قبول نہیں کیا جائے گا) یوں کہ ان کو (انھم سے پہلے لام حرف جر مقدر ہے) اپنے رب کی طرف پھرنا ہے یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی سب سے پہلے انہیں پہنچے (اللہ ﷻ کے علم میں) اور ہم کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کی طاقت بھر (لہذا جو کھڑے ہو کر نماز قائم نہیں کر سکتا وہ بیٹھ کر پڑھے اور جو روزہ رکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا وہ چاہے تو کھا سکتا ہے......۵......) اور ہمارے پاس (لدینا بمعنی عندنا ہے) ایک کتاب ہے کہ حق بولتی ہے (یعنی وہ جان جو عمل کرتی ہے بتاتی ہے، جبکہ اس سے مراد لوحِ محفوظ ہے جس میں اعمال لکھے جاتے ہیں) اور ان پر (یعنی عمل کرنے والے نفوس پر) ظلم نہ ہوگا (کچھ بھی کہ نہ تو ان کے اچھے اعمال کے ثواب میں کمی ہوگی اور نہ ہی برائیوں میں کوئی اضافہ ہوگا) بلکہ ان (کفار) کے دل اس (قرآنِ کریم) سے غفلت (اور جہالت) میں ہیں اور ان کے کام ان کاموں سے جدا ہیں (جن کا تذکرہ ایمان والوں کے لئے ہوا) جنہیں وہ کر رہے ہیں (لہذا ان کی بناء پر

عذاب میں مبتلا ہوں گے) یہاں تک کہ (حتّٰی ابتدائیہ ہے) جب ہم نے ان کے امیروں (یعنی سرداروں اور دولت مندوں) کو عذاب میں پکڑا (یعنی غزوۂ بدر کے دن تلواروں کے عذاب میں مبتلا ہوئے) تو جبھی وہ فریاد کرنے لگے (یعنی چیخنے چلانے لگے تو ان سے کہا گیا) آج فریاد نہ کرو، ہماری طرف سے تمہاری مدد نہ ہوگی (لا تنصرون بمعنی لا تمنعون ہے) بیشک میری آیتیں (قرآنِ کریم کی) تم پر پڑھی جاتی تھیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل الٹے پلٹتے تھے......٦......(تنکصون بمعنی ترجعون ہے یعنی الٹے پاؤں پیچھے کی جانب) بڑائی مارتے ہو (ایمان سے) خدمتِ حرم پر (بیت اللہ شریف یا حرم پاک کی وجہ سے، اس طرح کہ وہ وہاں کے باشندے ہونے کے ناطے بخلاف دوسری جگہوں پر بسنے والے لوگوں کے امن میں ہیں) رات کو وہاں بیہودہ کہانیاں بکتے ہے......(سامرا ترکیب کلام میں حال ہے یعنی سب مل کر بیت اللہ شریف کے ارد گرد بیٹھ کر رات کو قصے کہانیاں سنایا کرتے) حق کو چھوڑے ہوئے (تھجرون اگر ثلاثی ہو تو معنی ہوگا تم قرآنِ کریم کو چھوڑتے ہو اور اگر رباعی ہو تو معنی ہوگا تم قرآنِ کریم اور نبی کریم رؤوف رحیم ﷺ کے بارے میں ناحق باتیں کرتے ہو، پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) کیا انہوں نے سوچا نہیں (یدبروا اصل میں یتدبروا تھا، ت کو دال میں ادغام کر دیا گیا ہے) بات کو (یعنی اس قرآنِ کریم کے بارے میں جو کہ نبی برحق ﷺ کی صداقت پر دلیل ہے) یا ان کے پاس وہ آیا جو ان کے باپ دادا کے پاس نہ آیا تھا یا انہوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا تو وہ اسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں یا کہتے ہیں اسے سودا ہے (یہاں سوالیہ انداز حق کی وضاحت کے لئے ہے یعنی اللہ ﷻ کے حبیب حبیب لبیب ﷺ کی صداقت، سابقہ امتوں کی جانب رسولوں کی آمد اور ان کے رسولوں کا صداقت و امانت کے اوصاف سے متصف ہونے کی معرفت، نیز اس بات کی وضاحت کے لئے کہ آپ ﷺ سودائی و دیوانے نہیں) بلکہ (لفظِ بل ایک غرض سے دوسری غرض کی جانب منتقل ہونے کے لئے آتا ہے) وہ تو ان کے پاس حق لائے (یعنی ایسا قرآن پاک جو توحید اور شریعتِ اسلامیہ پر مشتمل ہے......٨......) اور ان میں اکثر حق برا لگتا ہے اور اگر حق (یعنی قرآنِ کریم) پیروی کرتا ان کی خواہشوں کی (اس طرح کہ آپ ﷺ ان کے پاس ان کی خواہشات کے مطابق تعلیمات لے کر آتے یعنی اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ٹھہراتے اور اولاد ثابت کرتے تو اس سے) تو ضرور آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں سب تباہ ہو جاتے (یعنی حاکمین کے متعدد ہونے کے وقت عام طور پر کسی شے میں جو وصف تمانع پایا جاتا اس کی وجہ سے ہر قابلِ دید شے کائنات کے نظام سے خارج ہو جاتی) بلکہ ہم تو ان کے پاس وہ چیز لائے جس میں ان کی ناموری تھی (یعنی ایسا قرآنِ پاک لائے جس میں ان کی شہرت و شرافت تھی) تو وہ اپنی عزت سے ہی منہ پھیرے ہوئے ہیں کیا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو (ایمان کی اس دولت کے بدلے میں جو آپ ﷺ ان کے پاس لے کر تشریف لائے ہیں) تو تمہارے رب کا اجر (یعنی اس کا اجر و ثواب اور رزق) سب سے بھلا (ایک قرأت میں دونوں جگہ خرجًا ہے جبکہ ایک دوسری قرأت میں دونوں جگہ خراجًا ہے) اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا (یعنی اجر اور عطاؤ بخشش میں سب سے افضل و اعلیٰ ہے) اور بیشک تم انہیں سیدھی راہ (صراط بمعنی طریق ہے) کی طرف بلاتے ہو (یعنی دینِ اسلام کی طرف) اور بیشک جو آخرت (یعنی دوبارہ جی اٹھنے اور ثواب وعقاب) پر ایمان نہیں لاتے ضرور سیدھی راہ سے (یہاں بھی الصراط بمعنی الطریق ہے) کترائے ہوئے ہیں (یعنی پھرے ہوئے ہیں)، اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو مصیبت ان پر پڑی ہے ٹال دیں (یعنی بھوک وقحط سالی کی جو مصیبت سات سال تک مکہ مکرمہ میں ان پر رہی......٩......) تو ضرور بھٹ پنا (احسان فراموشی) کریں گے (یعنی حد سے تجاوز کر جائیں گے) اپنی سرکشی (گمراہی اور بے راہ روی) میں بھٹکتے ہوئے (پس وپیش کرتے ہوئے)۔ اور بیشک ہم نے انہیں (بھوک وقحط سالی کے) عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے (یعنی عاجز بندے بنے) اور نہ گڑگڑاتے ہیں (کہ دعا میں بارگاہِ ربوبیت میں رغبت رکھتے ہوں) یہاں تک کہ (حتّٰی ابتدائیہ ہے) جب ہم نے ان پر

کھولا کسی سخت عذاب کا دروازہ (ذا کے بعد اور عذاب سے پہلے صاحب محذوف ہے، اور اس سے غزوہ بدر کے دن قتل کا دروازہ مراد ہے) تو وہ اب اس میں نا امید پڑے ہیں (ہر بھلائی سے مایوس ہوکر)

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الرسل کلوا من الطیبت واعملوا صلحا انی بما تعملون علیم﴾.

یایهاالرسل: ندائیہ، **کلوا:** فعل امر با فاعل، **من الطیبت:** ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، **و:** عاطفہ، **اعملوا صالحا:** جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ، **انی:** حرف مشبہ واسم، **بما تعملون علیم:** شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿وان هذه امتکم امة واحدة وانا ربکم فاتقون﴾.

و: مستانفہ، **ان:** حرف مشبہ، **هذه:** ذوالحال، **امة واحدة:** حال، ملکر مبتدا، **امتکم:** خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، **و:** عاطفہ، **انا:** مبتدا، **ربکم:** خبر، ملکر جملہ اسمیہ، **ف:** فصیحہ، **اتقون:** فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ شرط محذوف " اذا کان الامر کذلک " کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فتقطعوا امرهم بینهم زبرا کل حزب بما لدیهم فرحون﴾.

ف: مستانفہ، **تقطعوا:** فعل امر وضمیر ذوالحال، **زبرا:** حال، ملکر فاعل، **امرهم:** مفعول، **بینهم:** ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، **کل حزب:** مبتدا، **ب:** جار، **مالدیهم:** مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، **فرحون:** اسم فاعل با فاعل ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فذرهم فی غمرتهم حتی حین﴾.

ف: فصیحہ، **ذرهم:** فعل امر با فاعل " وهم " ضمیر ذوالحال، **فی غمرتهم:** ظرف مستقر " متخبطین " کے لیے، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر مفعول، **حتی حین:** ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ایحسبون انما نمدهم به من مال وبنین ○ نسارع لهم فی الخیرات بل لا یشعرون﴾.

همزه: حرف استفہامیہ، **یحسبون:** فعل با فاعل، **ان:** حرف مشبہ، **ما:** موصولہ، **نمدهم به:** جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، **من:** جار، **مال:** معطوف علیہ، **و:** عاطفہ، **بنین:** معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر اسم، **نسارع لهم فی الخیرات:** جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، **بل:** حرف اضراب، **و:** عاطفہ، **لایشعرون:** فعل نفی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذین هم من خشیة ربهم مشفقون ○ والذین هم بایت ربهم یومنون ○ والذین هم بربهم لا یشرکون ○ والذین یوتون ما اتوا وقلوبهم وجلة انهم الی ربهم رجعون ○ اولئک یسرعون فی الخیرت وهم لها سبقون﴾.

ان: حرف مشبہ، **الذین:** موصول، **هم من خشیة ربهم مشفقون:** جملہ اسمیہ صلہ، ملکر معطوف علیہ، **و:** عاطفہ، **الذین هم بایت ربهم یومنون:** موصول صلہ ملکر معطوف، **و:** عاطفہ، **الذین هم بربهم لایشرکون:** موصول صلہ ملکر معطوف ثانی، **و:** عاطفہ، **الذین:** موصول، **یوتون:** فعل مجہول وضمیر ذوالحال، **و:** حالیہ، **قلوبهم:** مبتدا، **وجلة:** مصدر با فاعل، **انهم:** حرف مشبہ واسم، **الی ربهم رجعون:** شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ بتقدیر " من " جار، مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر حال، ملکر نائب الفاعل، **مااتوا:** مفعول، ملکر صلہ، ملکر معطوف ثالث، ملکر اسم، **اولئک:** مبتدا، **یسرعون فی الخیرات:** جملہ فعلیہ معطوف علیہ، **و:** عاطفہ، **هم لها سبقون:** جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر ان کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولا نكلف نفسا الا وسعها ولدينا كتب ينطق بالحق وهم لا يظلمون﴾.
و: مستانفہ، لا نکلف نفسا: فعل نفی با فاعل ومفعول، الا: اداۃ حصر، وسعها: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، لدینا: ظرف متعلق بحذوف خبر مقدم، کتب: موصوف، ینطق: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ھم: مبتدا، لایظلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بل قلوبهم في غمرة من هذا ولهم اعمال من دون ذلك هم لها عملون﴾.
بل: حرف اضراب، و: عاطفہ، قلوبھم: مبتدا، فی: جار، غمرۃ: موصوف، من ھذا: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، اعمال: موصوف، من دون ذلک: ظرف مستقر صفت اول، ھم لھا عملون: جملہ اسمیہ صفت ثانی، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿حتى اذا اخذنا مترفيهم بالعذاب اذا هم يجئرون﴾.
حتی: ابتدائیہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ، اخذنا مترفیھم: فعل با فاعل ومفعول، بالعذاب: ظرف لغو، ملکر شرط، اذا: فجائیہ، ھم: مبتدا، یجئرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لا تجئروا اليوم انكم منا لا تنصرون ۝ قد كانت ايتي تتلى عليكم فكنتم على اعقابكم تنكصون ۝ مستكبرين به سمرا تهجرون﴾.
لاتجئروا الیوم: فعل نہی با فاعل وظرف، ملکر جملہ فعلیہ، انکم: حرف مشبہ واسم، منا لا تنصرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، قد: تحقیقیہ، کانت ایتی: فعل ناقص واسم، تتلی علیکم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کنتم: فعل ناقص واسم، علی اعقابکم: ظرف مستقر حال مقدم، تنکصون: فعل وضمیر ذوالحال، مستکبرین بہ: حال ثانی، سمرا: حال ثالث، تھجرون: جملہ فعلیہ حال رابع، ملکر فاعل، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افلم يدبروا القول ام جاء هم مالم يات اباءهم الاولين﴾.
ھمزہ: حرف استفہامیہ، ف: عاطفہ، لم یدبروا القول: فعل نفی با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، ام: عاطفہ بمعنی بل، جاء ھم: فعل ومفعول، ما: موصولہ، لم یات اباء ھم الاولین: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ام لم يعرفوا رسولهم فهم له منكرون﴾.
ام: عاطفہ، لم یعرفوا رسولھم: فعل نفی با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ھم: مبتدا، لہ منکرون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام يقولون به جنة بل جاءهم بالحق واكثرهم للحق كرهون﴾.
ام: عاطفہ، یقولون: قول، بہ: ظرف مستقر خبر مقدم، جنۃ: مبتدا مؤخر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، بل: عاطفہ، جاء: فعل فاعل، ھم: ذوالحال، و: حالیہ، اکثرھم: مبتدا، للحق کرھون: شبہ جملہ خبر، ملکر حال، ملکر مفعول، بالحق: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو اتبع الحق اهواءهم لفسدت السموت والارض ومن فيهن﴾.
و: مستانفہ، لو: شرطیہ، اتبع الحق اھواء ھم: جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام: تاکیدیہ، فسدت: فعل، السموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الارض: معطوف اول، و: عاطفہ، من فیھن: موصول صلہ ملکر معطوف ثانی، ملکر فاعل، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بل اتینٰھم بذکرھم فھم عن ذکرھم معرضون ○ ام تسئلھم خرجا﴾۔
بل: عاطفہ، اتینٰھم: فعل بافاعل ومفعول، بذکرھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ھم: مبتدا، عن ذکرھم معرضون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، تسئلھم: فعل بافاعل ومفعول، خرجا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فخراج ربک خیروھو خیرالرازقین○وانک لتدعوھم الی صراط مستقیم﴾۔
ف: عاطفہ تعلیلیہ، خراج ربک: مبتدا، خیر: خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، خیرالرزقین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انک: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، تدعوھم: فعل بافاعل ومفعول، الی صراط مستقیم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان الذین لا یومنون بالاخرۃ عن الصراط لنکبون﴾۔
و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، الذین لایومنون بالاٰخرۃ: موصول صلہ،ملکر اسم، عن الصراط: ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، ناکبون: اسم فاعل بافاعل ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو رحمنھم و کشفنا ما بھم من ضرللجوا فی طغیانھم یعمھون﴾۔
و: مستانفہ، لو: شرطیہ، رحمنٰھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کشفنا: فعل بافاعل، مابھم: موصول صلہ،ملکر ذوالحال، من ضر: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول،ملکر معطوف، ملکر شرط، لام: تاکیدیہ، لجوا: فعل وضمیر ذوالحال، فی طغیانھم یعمھون: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ولقد اخذنھم بالعذاب فما استکانو الربھم﴾۔
و: عاطفہ، لام قسمیہ، قد: تحقیقیہ، اخذنھم بالعذاب: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، ما استکانو الربھم: فعل نفی بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما یتضرعون ○حتی اذا فتحنا علیھم بابا ذا عذاب شدید اذا ھم فیہ مبلسون﴾۔
و: عاطفہ، مایتضرعون: فعل نفی بافاعل، حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، فتحنا علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو، بابا: موصوف، ذا عذاب شدید: صفت ملکر مفعول،ملکر شرط، اذا: فجائیہ، ھم: مبتدا، فیہ مبلسون: شبہ جملہ خبر،ملکر جزا،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... ولو رحمنھم و کشفنا ما بھم...... ☆ جب قریش سید عالم ﷺ کی دعا سے سات برس کے قحط میں مبتلا ہوئے اور حالت بہت ابتر ہوئی تو ابوسفیان ان کی طرف سے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا آپ اپنے خیال میں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: بیشک، ابوسفیان نے کہا کہ بڑوں کو تو آپ نے بدر میں تہہ تیغ کر دیا اور اولاد جو رہی وہ آپ کی بددعا سے اس حالت کو پہنچی کہ مصیبت قحط میں مبتلا ہوئی، فاقوں سے تنگ آ گئی، لوگ بھوک کی بے تابی سے ہڈیاں چبا گئے، مردار کھا گئے، آپ کو اللہ کی قسم اور قرابت داروں کی! دعا کیجئے کہ اللہ ہم سے اس قحط کو دور فرما دے، حضور ﷺ نے دعا فرمائی اور انہوں نے اس بلا سے رہائی پائی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حلال وحرام کا بیان:

ا......اللہ ﷻ نے رسولوں کو بھی پاکیزہ حلال غذا کھانے کا حکم دیا ہے اور بغیر کسب کیے حلال غذا کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟لہذا کسب حلال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ۔حضرت مقدام ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''کسی شخص نے بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر طعام نہیں کھایا اور اللہ ﷻ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب: کسب الرجل وعملہ، رقم: ۲۰۷۲، ص ۳۳۳)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''تم میں سے کوئی شخص لکڑی کا گھٹا کاٹ کر اپنی پشت پر لائے،اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے اور لوگ اسے منع کریں''۔ (المرجع السابق، رقم: ۲۰۷۴)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں''اے لوگو! اللہ ﷻ طیب ہے اور طیب اور طاہر کے سوا کوئی چیز قبول نہیں فرماتا،اور بیشک اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو اسی کا حکم دیا ہے جس چیز کا حکم اس نے اپنے رسولوں کو دیا،اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿یایھا الرسل کلوا من طیبت واعملوا صالحا اے پیغمبروں پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو(المؤمنون: ۵۱)﴾،اور فرمایا﴿یایھا الذین امنوا کلوا من طیبت ما رزقنکم اے ایمان والوں پاکیزہ رزق جو تمہیں اللہ نے دیا کھاؤ(البقرۃ: ۱۷۲)﴾۔پھر سید عالم ﷺ نے فرمایا:''جو دور دراز کا سفر طے کر کے آتا ہے اس کے بال بکھرے ہوئے،وہ غبار آلود ہوتے ہیں وہ آسمان کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرتا ہے کہ اے میرے رب! اے میرے رب!،اس کا کھانا حرام ہوتا ہے اور اس کا پینا حرام ہوتا ہے اور اس کا لباس حرام ہوتا ہے اور اس کی غذا حرام ہوتی ہے تو اسکی دعا کیوں کر قبول ہو''۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ البقرۃ، رقم: ۳۰۰۰، ص ۸۴۹)

چنانچہ محنت کر کے، جائز طریقے سے، مال حاصل کرنا چاہیے کہ یہی حضرات انبیائے کرام کا طریقہ ہے،بعض لوگ ناجائز طریقے سے اگرچہ محنت کر کے ہی مال حاصل کرتے ہیں انہیں بھی غور وفکر کرنا چاہیے۔چوری،ڈاکہ،جھوٹ،رشوت،سود،گداگری،دھوکہ، ہیرا پھیری،چالبازی،فلموں،ڈراموں،کھیل تماشوں،اور طرح طرح کے ذرائع سے حاصل ہونے والا مال بھی اگرچہ محنت سے ہی حاصل ہوتا ہے لیکن محنت کے ساتھ جائز طریقہ ہونا مال کو حلال کرنے کے لیے ضروری ہے جس کی طرف ہماری غالب اکثریت کی توجہ ہی نہیں۔ویڈیو کیبل کا کاروبار کرنے والے اونچی اونچی سیڑھیاں لگا کر چڑھتے ہیں،بظاہر خود کو خطرے میں ڈال لیتے ہیں لیکن ان کا روزگار حلال نہیں ہوتا،اسی طرح چوری کرنے والے بھی بڑے منصوبے بنا کر مال چراتے ہیں،بازار سے کم قیمت میں مال خرید کر گاہک کو یہ کہہ کر دیتا کہ اتنے ہی کا خریدا ہے اور حقیقت میں یوں نہ ہو تو یہ بھی حرام ذریعہ ہے۔الغرض اس دنیا میں آج مسلمانوں نے مال ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے اور اس کے کمانے کے جائز وناجائز ایسے ایسے طریقے اختیار کر رکھے ہیں کہ شاید ہی کوئی اپنے روزگار کو حلال کر لیتا ہے ،غالب اکثریت کی روزی ہی حلال نظر نہیں آتی،نتیجہ بیماریوں،عیش پرستیوں اور دیگر ناجائز ذرائع میں مال خرچ ہو جاتا ہے۔یعنی جیسا آیا ویسا ہی چلا گیا ورنہ مال تو عثمان غنی کے پاس بھی تھا لیکن جائز ذرائع سے حاصل ہو کر کیسے کیسے جائز ذرائع میں استعمال ہوا اس کا بیان عثمان غنی کی سیرت میں جا بجا ملتا ہے لیکن آج عثمان غنی کے خزانے کا حصہ ہر ایک مانگتا ہے لیکن ان کے طریقے پر چلنے کے لئے کوئی تیار نہیں۔

فرائض ونوافل کا تعین:

۲......عبادات میں بعض فرض ہوتی ہیں اور بعض واجب،بعض سنت مؤکدہ تو بعض غیر مؤکدہ،بعض مستحب کے درجے میں ہوتی ہیں اسی طرح بعض اعمال مباح تو بعض حرام قطعی،بعض مکروہ تحریمی تو بعض تنزیہی،بعض کو اسائت اور بعض کو خلاف اَولیٰ کہتے ہیں ،ہم طلباء کی سہولت کے لیے مذکورہ سب اعمال کے درجات کی تعریفیں بیان کرتے ہیں جن سے طلباء کو آسانی ہوگی۔

فرض اعتقادی: جو دلیل قطعی سے ثابت ہو(یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہ نہ ہو) اس کا انکار کرنے والا ائمہ حنفیہ کے نزدیک

مطلقاً کافر ہے اور اگر اس کی فرضیت دین اسلام کا عام خاص وروشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر پر اجماع قطعی ہے ایسا کہ جو اس کے منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے اور بہر حال جو کسی فرض اعتقادی کو بلا عذر شرعی قصداً ایک بار بھی چھوڑے فاسق ومرتکب کبیرہ ومستحق نار ہے جیسے نماز، رکوع، سجود۔

فرض عملی: وہ جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو مگر نظر مجتہد میں بحکم دلائل شرعیہ جزم ہے کہ بے اس کے کئے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا، یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بے اس کے باطل وکالعدم ہوگی، اس کا بے وجہ انکار فسق وگمراہی ہے، ہاں اگر کوئی شخص کہ دلائل شرعیہ میں نظر رکھتا ہو دلیل شرعی سے اس کا انکار کرے تو کر سکتا ہے، جیسے ائمہ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں، مثلاً حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال، مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا مسح کرنا ضروری ہے، حنفیہ کے نزدیک وضو میں بسم اللہ کہنا اور نیت سنت ہیں جب کہ حنبلیہ وشافعیہ کے نزدیک فرض اور ان کے سوا اور بہت سی مثالیں ہیں۔ اس فرض عملی میں ہر شخص اُسی کی پیروی کرے جس کا مقلد ہے اپنے امام کے خلاف بلا ضرورت شرعی دوسرے امام کی پیروی جائز نہیں۔

واجب اعتقادی: وہ کہ دلیل ظنی سے اس کی ضرورت ثابت ہو، فرض عملی اور واجب عملی اسی کی دو قسمیں ہیں اور یہ انہی دو میں منحصر ہے۔

واجب عملی: وہ واجب اعتقادی کہ بے اس کے کئے بھی بری الذمہ ہونے میں احتمال ہو مگر غالب ظن اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو عبادت بے اس کے ناقص رہے مگر ادا ہو جائے، مجتہد دلیل شرعی سے واجب کا انکار کر سکتا ہے اور کسی واجب کا ایک بار بھی قصداً چھوڑنا گناہ صغیرہ اور چند بار چھوڑنا کبیرہ ہے۔

سنت مؤکدہ: وہ جس کو حضور اقدس ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو، البتہ بیان جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو مگر جانب ترک بالکل مسدود نہ فرما دی ہو، اس کا ترک کرنا اسائت اور کرنا ثواب اور نادراً ترک پر عتاب اور اس کی عادت پر استحقاق عذاب ہے۔

سنت غیر مؤکدہ: وہ کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند کرے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے، عام ازیں کہ حضور ﷺ نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں، اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگر چہ عادۃً ہو موجب عتاب نہیں۔

مستحب: وہ کہ نظر شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو، خواہ خود سید عالم ﷺ نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علمائے کرام نے پسند فرمایا اگر چہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا، اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

مباح: وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔

حرام قطعی: یہ فرض کا مقابل ہے، اس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ وفسق ہے اور بچنا فرض وثواب ہے۔

مکروہ تحریمی: یہ واجب کا مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اگر چہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ ہے۔

اسائت: جس کا کرنا بُرا ہو اور نادراً کرنے والا مستحق عتاب اور التزام فعل پر استحقاق عذاب، یہ سنت مؤکدہ کے مقابل ہے۔

مکروہ تنزیہی: جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے، یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔

خلافِ اَولیٰ: وہ کہ نہ کرنا بہتر تھا، کیا تو کچھ مضائقہ نہیں، یہ مستحب کے مقابل ہے، ان کی کئی عبارتیں مختلف ملیں گی مگر یہی عطرِ تحقیق ہے۔

(بہارِ شریعت مخرجہ، ج ۱، حصہ ۲: ص ۲۸۲ وغیرہ)

دین وملت میں فرق:

☆..... علماء فرماتے ہیں کہ دین اور ملت دونوں لفظ ذات کے لحاظ سے متحد ہیں اور اعتبار کے لحاظ سے مختلف، پھر اگر شریعت کو اس حیثیت سے لیا جائے کہ اس کی پیروی کی جائے تو اس کا نام دین ہے، اور شریعت کو اس حیثیت سے لیا جائے کہ ان شرعی نکات کو جمع کیا جائے اسے ملت کہتے ہیں، اور اگر شریعت کو اس طرح لیا جائے کہ انسان اس جانب رجوع کرے تو اسے مذہب کہتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ دین ملت اور مذہب میں یہ فرق ہے کہ دین وہ ہے کہ جس کی نسبت اللہ عزوجل کی جانب کی جاتی ہے، ملت وہ ہے کہ جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کی جاتی ہے اور مذہب وہ ہے کہ جسے مجتہد کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ (التعریفات، ص ۱۰۹)

گروھوں میں تقسیم ھونیکی مذمت:

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدٰى اَوْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَتَفَرَّقَتِ النَّصَارٰى عَلٰى اِحْدٰى اَوْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً یعنی یہودی ۷۱ یا ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور نصاریٰ بھی ۷۱ یا ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے لیکن میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹے گی''۔

(سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب شرح السنة، رقم: ٤٥٩٦، ص ٨٦٠)

☆..... حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''اَلَا اِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوْا عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَاِنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَهِیَ الْجَمَاعَةُ یعنی تم سے پہلے اہل کتاب ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت عنقریب ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں ۷۲ فرقے جہنمی ہوں گے اور ایک جنتی اور وہی سب سے بڑی جماعت ہے''۔ ابن یحیٰ اور عمرو بن عثمان نے اپنی اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے: ''وَاِنَّهٗ سَيَخْرُجُ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ تَجَارٰى بِهِمْ تِلْكَ الْاَهْوَاءُ كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ لِصَاحِبِهٖ یعنی عنقریب میری امت میں ایسی قوم نکلے گی کہ گمراہی ان میں ایسے سرایت کر جائے گی جیسے پاگل کتے کے کاٹے ہوئے شخص کے جسم میں زہر سرایت کر جاتا ہے''۔ جبکہ عمرو بن عثمان کی سند میں یہ اضافہ ہے: ''اَلْكَلْبُ بِصَاحِبِهٖ لَا يَبْقٰى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ اِلَّا دَخَلَهٗ یعنی جیسے کہ کتے کے جسم میں زہر داخل ہو جائے کہ کوئی رگ اور جوڑ باقی نہ رہے''۔ (سنن ابی داود، کتاب السنة، باب شرح السنة، رقم: ٤٥٩٧، ص ٨٦٠)

☆..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''إن بنی إسرائيل افترقوا علی إحدى وسبعين ملة، وتفترق أمتی علی ثلاث وسبعين ملة، كلها فی النار إلا ملة واحدة یعنی بنی اسرائیل ۷۱ فرقوں میں تقسیم ہوئی اور میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو گی جن میں سوائے ایک کے سارے جہنمی ہوں گے''۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: ما الواحدة ؟ یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ما انا علیہ الیوم واصحابی یعنی جس پر آج کے دن میں اور میرے صحابہ ہیں وہ فرقہ جنتی ہے''۔ (المستدرك للحاكم، كتاب العلم، باب حديث عبد الله بن عمرو، رقم: ص ۱۸۹)

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ ۷۳ فرقوں کی اصل دس فرقے ہیں: اہل سنت، خوارج، شیعہ، معتزلہ، مرجیہ، مشبہ، جہمیہ، ضراریہ، نجاریہ اور کلابیہ۔ چنانچہ اہل سنت و جماعت کا ایک ہی فرقہ ہے جبکہ خوارج کے پندرہ فرقے ہیں، معتزلہ کے چھ، مرجیہ کے بارہ، شیعہ کے بتیس، جہمیہ، نجاریہ، ضراریہ اور کلابیہ میں سے ہر ایک کا ایک ایک فرقہ ہے اور مشبہ کے تین فرقے ہیں اور یہ سب ملا کر ۷۲ فرقے ہو گئے

جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے اسکی بشارت دی اور نجات پانے والا فرقہ اہل سنت و جماعت ہے۔(غنیۃ الطالبین مترجم، ج ۱،ص ۳۰۹)

عبادات میں تخفیف کا حکم :

۵......اللہ عزوجل کا فرمان برحق ہے کہ اللہ عزوجل نے انسان پر وہی بوجھ ڈالا ہے جس کی انسان میں سہار ہے، ساتھ ہی ساتھ کئی اعمال میں تخفیف بھی فرمائی، نماز قصر و خوف کا حکم تخفیف ہی کے لیے ہے، تیمم کا حکم بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ بیمار کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر اور یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر نماز ادا کرے، حالت سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت اور ایام حج میں صاحب مال کو بھی رعایت ہے کہ حج کے شکرانے کی قربانی کے علاوہ اگر مسافر ہونے کی حیثیت سے قربانی فرض نہ رکھی اور یہ صرف حج کے دنوں کا معاملہ نہیں بلکہ عمومی اعتبار سے مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

قرآن پر عمل نہ کرنا:

۶......حرم پاک کے لوگوں کی یہ حالت تھی کہ انہیں حرم پاک کا گھمنڈ لے ڈوبا اور اللہ عزوجل کی آیات میں غور و فکر کرنے سے بچے رہے، بلکہ ہوتا یہ تھا کہ جب ان پر قرآن کی آیتیں پڑھی جاتیں تو اپنی ایڑیوں کے بل مذاق بناتے ہوئے، جھٹلاتے ہوئے، پلٹ جاتے، انہیں قرآن سننا ناگوار تھا، گویا کہ ان کے پاس وہ کان ہی نہ تھے جو حق سنتے، وہ دل و دماغ ہی نہ تھا کہ قرآن کی واضح آیات سمجھ سکتے، وہ سید عالم ﷺ کی عملی زندگی کو بھی نمونہ بنانے سے بچے رہے، معلوم ہوا کہ ان کی قسمت ہی میں ایمان کی دولت نہ تھی۔ کور باطن کی حیثیت سے دنیا سے رخصت ہوئے۔

حرم پاک کی حرمت :

۷......ابن خزیمہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آئے اس کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کے مثل لکھی جائیں گی''، کہا گیا حرم کی نیکیوں کی مقدار کیا ہے؟ فرمایا: ''ہر نیکی لاکھ نیکی ہے''۔(المستدرک للحاکم، کتاب المناسک، باب فضیلۃ الحج ماشیا، رقم: ۱۷۳۵)

☆......اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ حرم پاک کی مسجد پر روزانہ دن اور رات میں ۱۲۰ رحمتیں نازل فرماتا ہے، ان میں سے ۶۰ طواف کرنے والوں کے لیے، ۴۰ نمازیوں کے لیے اور ۲۰ مسجد حرام کی زیارت کرنے والوں کے لیے ہوتی ہیں۔
(المعجم الکبیر، رقم: ۱۱۴۷۵)

☆......بہت سی احادیث مبارکہ میں وارد ہے، نیز الایضاح کے حاشیے میں بھی تصریح موجود ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک کھرب نمازیں پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے کی فضیلت مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا دیگر مساجد میں پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔
(فتح الباری، کتاب الحج، باب فضل الصلوۃ فی مسجد مکہ، رقم ۱۱۹۰: ج ۳، ص ۸۱)

حرم پاک کے آداب یہ ہیں کہ سر جھکائے، آنکھیں شرم گناہ سے نیچی کئے، خشوع و خضوع سے داخل ہو اور ہو سکے تو پیادہ ننگے پاؤں اور لبیک و دعا کی کثرت رکھے اور بہتر یہ کہ دن میں نہا کر داخل ہو، حیض و نفاس والی عورت کو بھی نہانا مستحب ہے۔ مکہ معظمہ کے گرد اگرد کئی کوس تک حرم کا جنگل ہے، ہر طرف اُس کی حدیں بنی ہوئی ہیں، ان حدوں کے اندر تر گھاس اُکھیڑنا، خودرو پیڑ کاٹنا، وہاں کے وحشی جانور کو تکلیف دینا حرام ہے۔ یہاں تک کہ اگر سخت دھوپ ہو اور ایک ہی پیڑ ہے، جس کے سائے میں ایک ہرن بیٹھا ہے تو جائز نہیں کہ اپنے بیٹھنے کے لیے اسے اٹھائے اور اگر وحشی جانور بیرون حرم کا ہے اس کے ہاتھ میں تھا اُسے لئے ہوئے حرم میں داخل ہوا اب وہ

جانور حرم کا ہو گیا، فرض ہے کہ فوراً فوراً چھوڑ دے۔ مکہ معظمہ میں جنگلی کبوتر بکثرت ہوتے ہیں، ہر مکان میں رہتے ہیں، خبردار ہرگز ہرگز نہ اڑائے، نہ ڈرائے، نہ کوئی ایذا پہنچائے، بعض ادھر ادھر کے لوگ جو مکہ معظمہ میں بسے کبوتروں کا ادب نہیں کرتے، ان کی ریس نہ کرے مگر بُرا انہیں بھی نہ کہے کہ جب وہاں کے جانور کا ادب ہے تو مسلمان انسان کا کیا کہنا، یہ باتیں جو حرم کے متعلق بیان ہوئیں احرام کے ساتھ خاص نہیں احرام ہو یا نہ ہو بہر حال یہ باتیں حرام ہیں۔ (بہارشریعت مخرجہ، حصہ :٦، داخلی حرم کے احکام، ج ١، ص ١٠٨٥ (وغیرہ)

قرآن کے پانچ علوم کا بیان:

۸......(۱)......علم احکام: از قسم واجب مستحب مکروہ اور حرام، یہ احکام خواہ عبادت میں سے ہوں یا معاملات میں سے یا تدبیر منزل سے متعلق ہوں، اس کی تفصیل فقہاء کے ذمہ ہے۔ قرآن نے تمام عبادت میں خواہ طہارت ہو یا نماز، روزہ، زکوۃ، حج، یا ذکر ان تمام احکامات کے اجراء میں تساہل اور بوجہ اکثر آدمیوں کے ناواقف ہونے کے باہم اختلاف کو ختم کیا۔ اور مسائل نماز کا اجمالی تذکرہ کیا گیا اور اس کے لئے لفظ اقامت صلوۃ استعمال کیا۔ اور باقی متعلقہ مسائل اذان جماعت، اوقات اور بناء مساجد کی تفصیل حضور ﷺ نے بیان فرمائی۔ مسائل زکوۃ بھی مختصر ذکر کئے گئے اور حضور ﷺ نے وضاحت فرمائی اسی طرح دیگر احکامات کو بھی اجمالا بیان کیا گیا۔ (۲)......علم مباحثہ: قرآن کریم میں چار گمراہ فرقوں سے مباحث ہوئے ہیں مشرکین، منافقین، یہود، نصاریٰ، یہ مباحث دو طرح پر واقع ہوئے ایک تو یہ کہ ادلہ قطعیہ یا خطابیات سے حل کرتے ہیں اور دوسرے یوں کہ ان باطل عقائد کا رد بیان کر کے ان سے نفرت دلائی جاتی ہے۔ (۳)......علم تذکیر بآلاء اللہ: اور قرآن میں وہ باتیں بیان کی گئی ہیں جن کو شہری، بدوی اور عرب وعجم یکساں طور پر سمجھ سکیں۔ لہذا نفسانی نعمتیں جو اولیاء اور علماء کے ساتھ مخصوص اور ارتقائی لذتیں جو صرف بادشاہوں کا حصہ ہیں ذکر نہیں کی گئیں، بنابریں جن نعمتوں کا ذکر کرنا مناسب تھا یہ ہیں آسمان وزمین کی پیدائش بادلوں سے پانی برسانا اور زمین سے پانی کے چشمے جاری کرنا اور اس سے طرح طرح کے پھل پھول اور غلے اگانا اور ضروری صنعتوں کا الہام۔ اور پھر ان کے جاری کرنے کی قدرت بخشا اور اکثر مقامات میں ہجوم مصائب اور ان کا دور ہونے کے وقت لوگوں کے رویہ کے بدل جانے پر اکثر مقامات میں تنبیہ فرمائی ہے اس لیے کہ یہ امراض نفسانی میں سے کثیر الوقوع ہے۔ (۴)......ایام اللہ: وہ واقعات جن کو خدا تعالیٰ نے ایجاد فرمایا ہے مثلاً فرمانبرداری کے لیے انعام اور نافرمانوں کے لیے عذاب، ان میں ایسی جزئیات کو اختیار فرمایا کہ جو بیشتر سے ان کے گوش زد ہو چکی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنا، اصحاب کہف کے قصص وغیرہ۔ (۵)......تذکیر بالموت: موت اور اس کے بعد کے واقعات میں سے یہ امور بیان فرمائے انسانی موت کی کیفیت، اور اس وقت اس کی بیچارگی کا عالم اور بعد موت جنت ودوزخ کو سامنے کرنا اور عذاب کے فرشتوں کا آنا اور علامات قیامت بیان کی گئی ہیں۔

(الفوز الکبیر، ص ۲۲، ملخصاً)

اہل مکہ پر دشواری کے ایام کا بیان:

۹......ضحاک کے قول کے مطابق دشواری سے مراد قحط سالی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ جب رکوع سے سر پاک اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے، پھر چند مشرکوں کا نام لے کر ان کے خلاف دعا فرماتے: اے اللہ ولید بن مغیرہ سے نجات دے، سلمہ بن بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ سے نجات، قبیلہ مضر پر اپنی گرفت فرما، اے اللہ ان پر ایسے قحط کے سال مسلط فرما جیسے حضرت یوسف کے زمانے کے لوگوں پر مسلط کیا تھا، اور ان دنوں مضر کے اہل مشرق آپ کے مخالف تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب: یھوی بالتکبیر حین یسجد، رقم: ۸۰٤، ص ۱۳۰)

اغراض: فاجازیک علیہ پس خیر والوں کے لیے خیر اور شر والوں کے لئے شر ہے، یہ آیت ترغیب وترھیب کے لیے ہے۔

دینکم :امت سے مراد دین ہے،اس سے عقائد بھی مراد ہوسکتے ہیں جو کہ تمام ہی شرائع میں یکساں تھے، جہاں تک فروعی احکامات کا تعلق ہے تو اس میں اختلاف ہوتا رہا ہے۔

فلا ینقص من ثواب اعمال الخیر :یعنی تمام اعمال اور اس کی جزا کا حساب کتاب لوح لکھا ہوا ہے، جو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علم کے مطابق ہے۔

اغنیائھم ورؤساء ھم: ابو جہل اور اس کے دیگر چیلے چپاٹے مراد ہیں۔

یقال لھم :روح قبض کرنے کے وقت میں فرشتے ان کے پاس ہتوڑا لئے آئیں گے، آگ میں ان دشمنان اسلام کے چہرے اور پہلوؤں پر ضرب ماری جائیں گی، ایک قول یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن میں انہیں آگ کا عذاب دیا جائے گا۔

ترجعون قھقری :مراد پیچھے ہٹنا ہے، یعنی ایمان سے رہ جانے سے بطور کنایہ ذکر کیا گیا ہے۔

ای جماعۃ میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿سامرا﴾ اسم جمع ہے جس کا واحد مسامر ہے۔

ورزقہ :یعنی دنیاوی رزق مراد ہے، یہ تمام معاملات چاہے رزق یا اجر وثواب وغیرہ سے متعلق ہوں اللہ اپنے بندوں کو اس کے ذریعے فضیلت بخشتا ہے اور کبھی انہیں ترک نہیں فرماتا۔

آیسون :یوم بدر کفار نا امید ہو گئے، اسی میں ابلیس بھی شامل ہے کہ وہ بھی اللہ کی رحمت سے نا امید ہو گیا۔(الصاوی، ج٤، ص ١٦٠ وغیرہ)

ایک اھم بات

اختلاف روایات اور اقوال میں فرق

جان لیجئے! کہ دو روایات کا اختلاف (۱) دو اقوال کے اختلاف کے قبیل سے نہیں ہے کیونکہ دو مختلف اقوال پر مجتہد کی تصریح ہوتی ہے بخلاف دو مختلف روایات کے، پس دو اقوال میں اختلاف تو منقول عنہ کے اعتبار سے ہوتا ہے (۲) اور روایات کے اختلاف کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے جیسا کہ محقق ابن امیر الحاج نے التحریر میں ذکر کیا ہے۔روایات کا اختلاف ناقل کے اعتبار سے ہوتا ہے نہ کہ منقول عنہ کے اعتبار سے۔

ضمنی فوائد: (۱) اختلاف کا لغوی معنی: کسی ایک شے پر متفق نہ ہونا بایں طور پر کہ ہر ایک ایسے رستے کو اختیار کرے جو اس کے حال ، اقوال، اور رائے میں دیگر دو اشخاص کے حال، اقوال، اور رائے سے الگ ہو اسی طرح دو اشیاء کے مساوی نہ ہونے کو بھی اختلاف کہتے ہیں پس جو اشیاء باہم مساوی نہیں ہوں گی وہ آپس میں ایک دوسرے کے مخالف اور مختلف ہوں گی ۔اختلاف کا اصطلاحی معنی: فقہاء کے نزدیک اختلاف کا معنی یہ ہے کہ آراء، مسالک، اور مذاہب اور ان اعتقادی باتوں میں افراد کا مختلف ہونا جس کی وجہ سے افراد دنیا و آخرت میں سعادت مند، یا بد بخت ہوتا ہے۔(المصباح، ص:١٥١) (۲) ماقبل صراحت ہو چکی ہے کہ روایت میں اختلاف ناقل کی جانب سے ہوتا ہے یعنی امام اعظم علیہ الرحمۃ نے یہ نہیں بلکہ یہ فرمایا تھا،" مثلاً: غصب شدہ غلام کو غاصب نے فروخت کر دیا پھر مشتری نے اس غلام کو آزاد کر دیا پس اگر اصل مالک اس بیع کو جائز کر دے تو آزادی بھی ثابت ہو جائیگی اور امام محمد علیہ الرحمۃ نے جو روایت امام صاحب سے نقل کی ہے اس کے مطابق غلام آزاد ہو جائے گا جب کہ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ نے امام صاحب سے جو روایت کی ہے اسکے مطابق اس صورت میں آزادی ثابت نہیں ہو گی۔

بحر الرائق کی عبارت ملاحظہ فرمائیں" وان باع المغصوب فضمنہ المالک نفذ بیعہ وان حررہ ثم ضمنہ لا ای لو باع الغاصب المغصوب او اعتقہ ثم ضمنہ المالک قیمتہ نفذ بیعہ ولا ینفذ عتقہ :والفرق بینھما ان ملک الغاصب ناقص، لانہ یثبت مستنداً، او ضرورۃ ......الخ. (بحر الرائق، کتاب الغصب، ج۸، ص۲۳۸) ،(درس عقود رسم المفتی، ص٧٦ وغیرہ)

رکوع نمبر:۵

﴿وَهُوَ الَّذِی اَنْشَاَ ﴾ خلق ﴿لَكُمُ السَّمْعَ ﴾بمعنی الاسماع ﴿وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ط ﴾القلوب ﴿قَلِيْلًا مَّا ﴾تاكيد لِلقلة ﴿تَشْكُرُوْنَ (۷۸) وَهُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ ﴾خلقكم ﴿فِی الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (۷۹) ﴾تبعثون ﴿وَهُوَ الَّذِیْ يُحْیٖ ﴾بنفخ الروح فی المضغة ﴿وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ط ﴾بالسواد والبياض والزيادة والنقصان ﴿اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۸۰) ﴾صنيعهٗ تعالی فتعتبرون ﴿بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ (۸۱) قَالُوْٓا ﴾ای الاولون ﴿ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ (۸۲) ﴾لا وفی الهمزتين فی الموضعين التحقيق وتسهيل الثانية وادخال الف بينهما علی الوجهين ﴿لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا هٰذَا ﴾ ای البعث بعد الموت ﴿مِنْ قَبْلُ اِنْ ﴾ما ﴿هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ ﴾اكاذيب ﴿الْاَوَّلِيْنَ (۸۳) ﴾ كالاضاحيك والاعاجيب جمع اسطورة بالضم ﴿قُلْ ﴾لهم ﴿لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ ﴾من الخلق ﴿اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۸۴) ﴾خالقها وما لكها ﴿سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (۸۵) ﴾بادغام التاء الثانية فی الذال تتعظون فتعلمون ان القادر علی الخلق ابتداء قادر علی الاحياء بعد الموت ﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (۸۶) ﴾الكرسی ﴿سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (۸۷) ﴾تحذرون عبادة غيره ﴿قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ ﴾ملك ﴿كُلِّ شَیْءٍ ﴾ والتاء للمبالغة ﴿وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ ﴾يحمی ولا يحمی عليه ﴿اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۸۸) سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط ﴾وفی قرائة بلام الجر فی الموضعين نظرا الی ان المعنی من له ما ذكر ﴿قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ (۸۹) ﴾تخدعون وتصرفون عن الحق عبادة الله وحده ای كيف يخيل لكم انه باطل ﴿بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ ﴾بالصدق ﴿وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (۹۰) ﴾فی نفيه و هو ﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا ﴾ای لو كان معهٗ اله ﴿لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ ۢ بِمَا خَلَقَ ﴾ای انفرد به ومنع الاخر من الاستيلاء عليه ﴿وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ط ﴾مغالبة كفعل ملوك الدنيا ﴿سُبْحٰنَ اللّٰهِ ﴾تنزيها له ﴿عَمَّا يَصِفُوْنَ (۹۱) ﴾به مما ذكر ﴿عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ﴾ما غاب وما شوهد بالجر صفة والرفع خبر هو مقدرا ﴿فَتَعٰلٰی ﴾تعظم ﴿عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۹۲) ﴾معهٗ.

﴿ترجمہ﴾

اور وہی ہے جس نے بنائے (انشا بمعنی خلق ہے، یعنی پیدا کئے) تمہارے لیے کان (سمع واحد کا صیغہ بمعنی اسماع جمع ہے) اور آنکھیں اور دل (افئدۃ بمعنی قلوب ہے) تم بہت ہی کم ("ما" قلت کی تاکید بیان کرنے کے لئے ہے) حق مانتے ہو اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا (اور تمہاری تخلیق فرمائی) اور اسی کی طرف اٹھنا ہے (تحشرون بمعنی تبعثون ہے) اور وہی جلائے (گوشت کے لوتھڑے میں روح پھونک کر) اور مارے، اور اسی کے لیے ہیں رات اور دن کی تبدیلیاں (یعنی تاریکی و روشنی اور زیادتی و

نقصان کی) تو کیا تمہیں سمجھ نہیں (اللہ ﷻ کی کرشمہ سازی کی کہ تم عبرت حاصل کرو......۱......) بلکہ انہوں نے وہی کہی جو اگلے کہتے تھے، بولے (پہلے لوگ) کیا جب ہم مرجائیں اور مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں کیا پھر نکالے جائیں گے (دونوں جگہ دونوں ہمزوں یعنی اِذا اور اَاِنّـا میں تحقیق ہے جبکہ دوسرے ہمزہ میں تسہیل ہے اور دونوں صورتوں کی بناء پر دونوں کے درمیان الف کا داخل کرنا بھی صحیح ہے) بیشک یہ وعدہ (یعنی بعث بعد الموت کا) ہم کو اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا کو دیا گیا یہ تو نہیں (یہاں اِن بمعنی ما نافیہ ہے) مگر وہی اگلی داستانیں (اساطیر بمعنی اکاذیب ہے یعنی ایسی جھوٹی ومن گھڑت کہانیاں کہ جن پر ہنسا جاتا ہو یا پھر تعجب کا اظہار کیا جاتا ہو نیز یہ اسطورۃ کی جمع ہے) تم فرماؤ (انہیں) کس کا مال ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے (مخلوق میں سے) اگر تم جانتے ہو (ان کے خالق و مالک کو) اب کہیں گے کہ اللہ کا، تم فرماؤ (ان سے) پھر کیوں نہیں سوچتے (تذکرون اصل میں تتذکرون بمعنی تتعظون تھا، پھر دوسری تا کا دال میں ادغام کردیا گیا، یعنی تم جان لیتے کہ جو مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے وہ اسے موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے) تم فرماؤ کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا اور مالک بڑے عرش کا (ایک قول کے مطابق عرش سے مراد کرسی ہے) اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ تم فرماؤ پھر کیوں نہیں ڈرتے (یعنی اس کو چھوڑ کر دوسرے جھوٹے معبودوں کی عبادت سے پرہیز کیوں نہیں کرتے) تم فرماؤ کس کے ہاتھ ہے ہر چیز کا قابو (ملکوت بمعنی ملک ہے، جبکہ اس کے آخر میں ت مبالغہ کے لئے ہے) اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا (وہی بچاتا ہے اس کی مرضی کے خلاف کسی کو نہیں بچایا جاسکتا) اگر تمہیں علم ہو اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے (ایک قرأت میں لفظِ اللّٰـہ سے پہلے دونوں جگہ حرف جر ہے، اس معنی کی رعایت کرتے ہوئے کہ جن اشیاء کا تذکرہ ہوا ہے وہ کس کی ہیں) تم فرماؤ پھر کس جادو کے فریب میں پڑے ہو (کیسے دھوکے میں مبتلا ہوجاتے ہو اور حق یعنی ایک خدا کی عبادت سے روگردانی کرتے ہو یعنی تمہیں یہ خیال کیسے آجاتا ہے کہ یہ سب باطل ہے؟) بلکہ ہم ان کے پاس حق (یعنی سچ) لائے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں (اپنے انکار اور نفی میں جبکہ ان کے اس انکار سے مراد ہے کہ) اللہ نے کوئی بچہ اختیار نہ کیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا، یوں ہوتا (یعنی اگر اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہوتا) تو ہر خدا اپنی مخلوق لے جاتا (یعنی اس کو لے کر الگ ہوجاتا اور دوسرے خدا کو اس پر غالب آنے سے روک دیتا......۲......) اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی بڑائی چاہتا (یعنی وہ ایک دوسرے پر غالب آنا چاہتے جیسا کہ دنیاوی بادشاہ کرتے ہیں) پاکی ہے اللہ کو (طہارت و پاکیزگی اسی کے لئے ہے) ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں (جن کا تذکرہ ابھی ہوا ہے) جاننے والا ہر نہاں وعیاں کا (یعنی ہر اس شے کا جاننے والا ہے خواہ وہ آنکھوں سے اوجھل اور غائب ہو یا آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہو، نیز عالم کو مجرور پڑھنا صفت کی وجہ سے ہے جبکہ اسے مرفوع بھی پڑھا جاسکتا ہے اس صورت میں یہ ھو مبتدا کی خبر ہوگا) تو اسے بلندی ہے (تعالیٰ بمعنی تعظم ہے) ان کے شرک سے (جو وہ اس کے ساتھ کرتے ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وھو الذی انشالکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلا ما تشکرون﴾.

و: مستانفہ، ھو: مبتدا، الذی: موصوف، انشا لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، السمع: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الابصار: معطوف، و: عاطفہ، الافئدۃ: معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، قلیلا: مصدر محذوف "شکرا" کے لیے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، ما: زائدہ، تشکرون: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وھو الذی ذراکم فی الارض والیہ تحشرون﴾.

و: عاطفہ، ھو: مبتدا، الذی: موصول، ذراکم فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، الیہ تحشرون: جملہ فعلیہ

معطوف، ملکرصلہ،ملکرخبر،ملکرجملہ اسمیہ۔

﴿وھو الذی یحی ویمیت ولہ اختلاف الیل والنھار افلا تعقلون﴾.

و :عاطفہ، ھو: مبتدا، الذی: موصول، یحیی : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و:عاطفہ، یمیت: جملہ فعلیہ مطعوف اول، و: عاطفہ، لہ : ظرف مستقر خبر مقدم، اختلاف الیل والنھار: مرکب اضافی مبتدا مؤخر، ملکر معطوف ثانی، ملکرصلہ، ملکرخبر، ملکر جملہ اسمیہ، ھمزہ : حرف استفہامیہ، ف :عاطفہ معطوف علی محذوف " لا تو منون"، لا تعقلون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل قالوا مثل ما قال الاولون﴾.

بل: حرف اضراب، قالوا: فعل بافاعل، مثل: مضاف، ما: مصدریہ، قال الاولون: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر "قولا" مصدر محذوف کے لیے صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالواء اذا متنا و کنا ترابا وعظاماء انا لمبعوثون﴾.

قالوا: قول، ھمزہ: استفہامیہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، متنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کنا: فعل ناقص واسم، ترابا وعظاما: خبر، ملکر معطوف، ملکر شرط، ھمزہ :حرف استفہامیہ، انا: حرف مشبہ واسم، لمبعوثون: خبر، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لقد وعدنا نحن واباؤنا ھذا من قبل ان ھذا الا اساطیر الاولین﴾.

لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، وعد: فعل مجہول "نا" ضمیر مؤکد، نحن: تاکید، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اباء نا: معطوف، ملکر نائب الفاعل، ھذا: مفعول ثانی، من قبل: ظرف لغو، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ان: نافیہ، ھذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، اساطیر الاولین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل لمن الارض ومن فیھا ان کنتم تعلمون﴾.

قل: قول، لام: جار، من: استفہامیہ، مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، الارض: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من فیھا: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ان: شرطیہ، کنتم تعلمون: جملہ فعلیہ جواب شرط محذوف "فاخبرونی بخالقھما" کے لیے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿سیقولون للہ قل افلا تذکرون﴾.

سیقولون: قول، للہ: ظرف مستقر مبتدا محذوف "ھی" کے لیے خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قل: قول، ھمزہ : حرف استفہامیہ، ف :عاطفہ معطوف علی محذوف "لا تعقلون"، لا تذکرون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل من رب السموت السبع ورب العرش العظیم ○سیقولون للہ قل افلا تتقون﴾.

قل: قول، من: استفہامیہ مبتدا، رب السموت السبع : مرکب اضافی معطوف علیہ، و: عاطفہ، رب العرش العظیم : مرکب اضافی معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، سیقولون : قول، للہ :ظرف مستقر مبتدا محذوف "ھو" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قل: قول، ھمزہ: استفہامیہ، ف :عاطفہ، لا تتقون: فعل نفی بافاعل ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل من بیدہ ملکوت کل شیء وھو یجیر ولا یجار علیہ﴾.

قل: قول، من: استفہامیہ مبتدا، بیدہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ملکوت کل شیء: مبتدا مؤخر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا،

یجیر: معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا یجار علیہ:معطوف علیہ،جملہ فعلیہ معطوف ، ملکر خبر،ملکر معطوف،ملکر خبر،ملکر مقول،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان کنتم تعلمون ○سیقولون للہ قل فانی تحسرون﴾.

ان: شرطیہ، کنتم تعلمون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فاخبرونی" کے لیے شرط،ملکر جملہ شرط، سیقولون: قول،للہ : ظرف مستقر "ھو" مبتدا محذوف کے لیے خبر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ، قل: قول، ف: فصیحہ، انیّ: اسم استفہامیہ بمعنی "کیف" حال مقدم، تسحرون: فعل وضمیر ذوالحال، ملکر نائب الفاعل، ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿بل اتینھم بالحق وانھم لکذبون﴾.

بل: عاطفہ، اتینا: فعل "نا"ضمیر ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل، ھم: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، انھم لکذبون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الہ﴾.

ما اتخذ اللہ: فعل نفی وفاعل، من: زائدہ،ولد: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص،معہ: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، من: زائدہ،الہ :اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذا لذھب کل الہ بما خلق ولعلا بعضھم علی بعض﴾.

اذا: بمعنی "لو" شرطیہ، لام: تاکید، ذھب کل الہ : فعل وفاعل، بما خلق: ظرف لغو،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ، لعلا بعضھم علی بعض: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط محذوف "کان معہ الھۃ کما تقولون" کے لیے جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿سبحن اللہ عما یصفون ○علم الغیب والشھادۃ﴾.

سبحن: مصدر مضاف، اللہ: اسم جلالت مبدل منہ، علم: مضاف، الغیب والشھادۃ: مضاف الیہ،ملکر بدل،ملکر مضاف الیہ فاعل، عما یصفون: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ "سبح" فعل محذوف کے لیے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فتعلی عما یشرکون﴾.

ف: عاطفہ، تعالی: فعل بافاعل، عمایشرکون :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

انعام واکرام وکرشمہ سازیوں کے باوجود ناشکری:

۱......اللہ عزوجل نے اپنے پاک کلام میں جگہ جگہ اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا: ﴿وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا﴾ اور اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو (ابراھیم: ۳٤)۔ انہیں نعمتوں میں آنکھ کی نعمت، جس کی حقیقی قدر و قیمت اندھا ہی جانے، جسے بازار جانا ہو یا مسجد کی جانب، سفر وحضر وروزانہ کے معاملات، الغرض ہر طریقے سے دشواری ومحتاجی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کان جس سے انسان اپنے پیاروں کی باتیں سن لیتا ہے اس کی قدر بھی وہ جانے جو بہرا ہو، جسے پاس پڑی آواز بھی سنائی نہ دے، جسے لوگ بہرا کہہ کر دھتکار دیتے ہوں، اپنے پاس جگہ نہ دیتے ہوں کہ کسی کام کا نہیں، دل جس نے تمام اعضاء کو اپنے کنڑول میں کیا ہوا ہے، جس میں ہونے والی نیت کی شریعت اسلامیہ میں بڑی اہمیت ہے، اگر اسی دل میں کسی کار خیر کی نیت نہ ہو تو پھر ثواب جیسی عظیم نعمت سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ یہی دل ہے کہ درست رہے تو زندگی اللہ عزوجل کی یاد میں گزر جائے اور اگر نا کارہ ہو جائے تو پھر زندگی بے بندگی شرمندگی کا مصداق ہو جائے۔ الغرض دل بھی اعضائے انسانی میں اہمیت کا حامل ہے۔ یہ تو ظاہری نعمتیں ہم نے گنوائی، حقیقی کلام جو مقصود ہے وہ

یہ ہے کہ آنکھ ہو پھر بھی حق نہ دیکھے، حق سے دور رہے، کان ہوں پھر بھی حق نہ سنیں، حق سننے سے دور رہیں، بہرے ہو جائیں جیسا کہ کچھ سنائی نہیں دیتا، دل حق کی معرفت سے ویران رہے، معرفت الٰہی سے کوسوں دور رہے، کفر و زیادتی کی دلدل میں پھنسا رہے جس کا نتیجہ ہمیشہ کی بربادی کے سوا کچھ نہیں۔ الامان والحفیظ۔

توحید باری ﷻ پر دلیل تمانع:

۲۔۔۔۔۔عام عادت ہے کہ جس طرح کسی کام میں دو افراد، دو حکام یا دو کام کرنے والے شامل ہوں تو ان کا آپس میں اختلاف ہونا ظاہر ہے۔ ہر شخص اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اگر اس سارے نظام میں اللہ ﷻ کے علاوہ دیگر معبود ہوتے تو کیسے کیسے اختلاف ہوتے۔ ایک معبود بارش برسانے کی خواہش کرتا جب کہ دوسرا نہ برسانے پر راضی ہے۔ الغرض ہمیں تو مثال دینے میں بھی تردد ہوتا ہے کہ مثال تو اس بات کی دی جائے جو ممکنات میں سے ہو اور اللہ ﷻ کے سوا کوئی اور خدا ماننا محال ہے۔

اغراض :تاکید للقلة :ما تاکید قلت کے لیے ہے جو کہ تنکیر (نکرہ) سے مستفاد ہوا ہے، معنی یہ ہے کہ بہت تھوڑا شکر کرنا، اور یہ کسی چیز کے عدم وجود سے بطور کنایہ مستعمل ہے۔

تبعثون :یعنی موت کے بعد کی زندگی۔ **لا**: میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام بمعنی انکاری ہے۔

لھم :سے مراد مکہ کے وہ لوگ ہیں جو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کے منکر ہیں۔

الکرسی: مناسب ہے کہ اس کی بقاء ظاہر پر محمول کی جائے، اس لیے تحقیق کے مطابق عرش کرسی میں داخل نہیں ہے۔

والتاء للمبالغة: اسی طرح واو بھی مبالغہ کے لئے آتا ہے، اور دونوں زائد بھی ہوتے ہیں، جیسا کہ کسی معاملے میں رحم کرنے اور خوف دلانے کی زیادتی ہوتی ہے۔ **من الخلق**: عقلاء و غیر عقلاء ساری ہی مخلوقات شامل ہے۔

یحمی ولا یحمی علیه: وہی بچاتا ہے اس کی مرضی کے خلاف کسی کو نہیں بچایا جا سکتا، اولا یَحمی بروزن یَومی اور ثانی یُحمیٰ ہے، معنی یہ ہے کہ وہ روک بھی سکتا ہے اور جس کی چاہے حفاظت کرتا ہے اور اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جسے رسوا کرنا چاہے اس کی کوئی مدد کرنے والا نہیں، اللہ ﷻ کا فرمان ﴿ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ (آل عمران: ۱۶۰)﴾۔

نظرا الی ان المعنی: پس لام جر سوال میں مقدر ہے، پس اسی طرح جواب میں معنی کی جانب توجہ کرتے ہوئے مقدر مانا جائے، بہر حال لفظِ سوال کی رعایت کا اعتبار کرتے ہوئے اسقاط مانا جائے، اس لیے کہ دونوں اقوال میں کوئی فرق نہیں: **من رب السموت ؟وبین لمن السموت**؟ جیسا کہ سائل کا قول ہوتا ہے من رب هذه الدار؟ تو جواب میں کہا جاتا ہے زید، اور اگر یوں کہا جائے لزید، تو بھی سوال میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ لمن هذه الدار؟ کہہ دیا جائے یا من ربها؟ کہہ دیا جائے۔

عبادة اللہ :عن الحق سے بدل ہے۔

ای کیف یخیل لکم :اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد سحر، خیال بندیاں اور اوہام مراد ہیں حقیقت مراد نہیں ہے۔ **کفعل ملوک الدنیا** مفسر کا کلام اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ بات امر عادی کی ہو رہی ہے نہ کہ الزام قطعی کی، جو کہ خلاف تحقیق ہے، اور تحقیق یہ ہے کہ دو خدا ہونے میں ہر ایک دوسرے پر برتری چاہے گا اور یہی دلیل عقلی قطعی ہے۔ (الصاوی، ج۴، ص ۱۶۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

﴿قُلْ رَّبِّ اِمَّا﴾ فِیهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرطِیَّةِ فِی مَا الزَّائِدَةِ ﴿تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ (۹۳)﴾ مِنَ الْعَذَابِ هُوَ صَادِقٌ بِالْقَتْلِ بِبَدْرٍ ﴿رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (۹۴)﴾ فَاُهْلِکَ بِهَلَاکِهِمْ ﴿وَاِنَّا عَلٰٓی اَنْ نُّرِیَکَ مَا نَعِدُهُمْ

لَقٰدِرُوْنَ (۹۵) اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ﴾ای خَلَّةُ مِنَ الصَّفحِ والْاَعراضِ عنهم ﴿السَّيِّئَةَ ؕ ﴾ اذا هُوَ اِياکَ
وهٰذا قَبلَ الاَمرِ بالقِتالِ ﴿نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ (۹۶) ﴾ای يُكَذِّبُونَ وَيقُولونَ فَنُجازِيهِم عليه ﴿وَقُلْ رَّبِّ
اَعُوْذُ ﴾اَعْتَصِمُ ﴿بِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ (۹۷) ﴾نَزَغاتِهِم بِما يُوَسوِسُونَ بِه ﴿وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ
يَّحْضُرُوْنِ (۹۸) ﴾فِی اُمُورِی لِاَنَّهُم اِنَّما يَحضُرُونَ بِسُوءٍ ﴿حَتّٰی ﴾ابتِدائيةٌ ﴿اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ
﴾وَرَاٰی مَقعَدَهُ مِنَ الجَنَّةِ لو آمنَ ﴿قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ (۹۹) ﴾اَلجَمعُ لِلتَعظِيمِ ﴿لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا ﴾بِاَنْ
اَشهدَ ان لا اله الا الله يَكونُ ﴿فِيْمَا تَرَكْتُ ﴾ضَيَّعتُ مِن عُمرِی ای فِی مُقابَلَتِه ﴿كَلَّا ؕ ﴾ای لَا
رَجُوعَ ﴿اِنَّهَا ﴾ای رَبِّ ارجِعونِ ﴿كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ ﴾وَلا فَائِدةَ لهُ فِيها ﴿وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ ﴾اَمامِهِم
﴿بَرْزَخٌ ﴾حَاجِزٌ يَصُدهم عَنِ الرجُوعِ ﴿اِلٰی يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (۱۰۰) ﴾ولا رُجوعَ بَعدَهُ ﴿فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ
﴾القَرنِ النَفخَةِ الاوْلٰی والثَّانِيةِ ﴿فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ ﴾يَتَفاخرونَ بها ﴿وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ (۱۰۱) ﴾عَنْهَا
خِلافَ حَالِهِمْ فی الدنيا لِما يَشغلُهم من عَظم الامرِ فی بعض مواضع القيمة وفی بعضها يُفِيقُونَ وَ فی
آيةٍ اُخری وَاَقْبَلَ بَعضُهم عَلٰی بَعضٍ يَتَسائلونَ ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴾بالحَسناتِ ﴿فَاُولٰٓئِکَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ (۱۰۲) ﴾الفَائِزونَ ﴿وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴾بالسَّيِّئاتِ ﴿فَاُولٰٓئِکَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
﴾فهُم ﴿فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ (۱۰۳) تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴾تحرِقُها ﴿وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ (۱۰۴) ﴾شُمِّرَتْ
شِفَاهُهُمُ العُليا والسُّفلٰی عَنْ اَسنانِهِم وَيُقال لهم ﴿اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِیْ ﴾مِنَ القُرانِ ﴿تُتْلٰی عَلَيْكُمْ
﴾تخوفونَ بها ﴿فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ (۱۰۵) قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا ﴾وَفی قِراءَةٍ شَقاوَتُنا بِفَتحِ اوَّلِه
وَاَلِفٍ وَهُما مَصدرانِ بمعنی ﴿وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ (۱۰۶) ﴾عَنِ الهِدايةِ ﴿رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا ﴾اِلی
المُخالَفَةِ ﴿فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ (۱۰۷) قَالَ ﴾لهم بِلِسانِ مالِکٍ بَعدَ قَدرِ الدُّنيا مَرَّتينِ ﴿اخْسَئُوْا فِيْهَا ﴾اُقعُدوا فی النارِ
اِذِلَّاءَ ﴿وَلَا تُكَلِّمُوْنِ (۱۰۸) ﴾فِی رَفعِ العَذابِ عَنكُم فَينقطِعُ رِجائهم ﴿اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ ﴾هُم
المُهاجِرونَ ﴿يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (۱۰۹) فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا ﴾
بضَمِّ السينِ وَكَسرِها مَصدرٌ بِمعنی الهزءِ منهم بِلالٌ و صُهيبٌ وَعَمَّارٌ وسلمانُ ﴿حَتّٰی اَنْسَوْكُمْ
ذِكْرِیْ ﴾فتَركتُموهُ لِاشتِغالِكُم بِالْاِستِهزاءِ بِهِم فَهُم سَبَبُ الْاِنساءِ فَنُسِبَ اليهم ﴿وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ
تَضْحَكُوْنَ (۱۱۰) اِنِّیْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ ﴾النَّعِيمَ المُقِيمَ ﴿بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ ﴾عَلٰی اِستِهزائكُم بِهِم وَاَذاكُم
اِياهُمْ ﴿اَنَّهُمْ ﴾بِكَسرِ الهَمزَةِ ﴿هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (۱۱۱) ﴾بِمَطلُوبِهِم اِستِينافٌ وَبِفَتحِها مَفعولٌ ثانٍ لَجَزيتهم
﴿قٰلَ ﴾تعالٰی بِلِسانِ مالکٍ وَفِی قِراءةٍ ﴿كَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ ﴾فِی الدنيا وفی قبورِكُم ﴿عَدَدَ
سِنِيْنَ (۱۱۲) ﴾تَمييزٌ ﴿قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ﴾شَكُّوا فی ذٰلِکَ واستقصروهُ لِعَظمِ ما هُوَ فيهِ مِنَ
العذابِ ﴿فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ (۱۱۳) ﴾اَیِ المَلائكةَ المُحصِينَ اعمالَ الخلقِ ﴿قٰلَ ﴾تعالٰی بِلِسانِ مالِکٍ وَفی

قِراءَةِ ﴿اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۱۱۴)﴾ مِقدارَ لُبْثِكُم مِنَ الطُّولِ كان قليلاً بالنِّسبَةِ الى لُبْثِكُم فى النارِ ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا﴾ لا حِكمةٍ ﴿وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (۱۱۵)﴾ بالبِناءِ لِلفاعِلِ وَلِلمَفعولِ لَا بَل لِنَتَعَبَّدَكم بالأمرِ والنَّهي وَتَرجِعُوا اِلينا ونُجازِى على ذلكَ وَما خَلَقْتُ الجِنَّ والإِنسَ اِلا لِيَعبُدونَ ﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ﴾ عَنِ البَعثِ وَغَيرِهِ مِمَّا لايَلِيقُ بِهِ ﴿الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ (۱۱۶)﴾ الكُرسِى هُوَ سَرِيرُ الحَسَنُ ﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ﴾ صِفَةٌ كَاشِفَةٌ لَا مَفهُومَ لَها ﴿فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ﴾ جَزاؤهُ ﴿عِنْدَ رَبِّهٖ ۚ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ (۱۱۷)﴾ لَا يُسعِدُونَ ﴿وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ﴾ المُؤمِنينَ فى الرَّحمةِ زِيادةً على المَغفِرةِ ﴿وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (۱۱۸)﴾ اَفضَلُ رَاحِمٍ.

﴿ترجمہ﴾

تم عرض کرو کہ اے میرے رب! اگر (اما اصل میں ان ما تھا، ان شرطیہ کا نون ما زائدہ میں مدغم ہے) تو مجھے دکھائے جو انہیں وعدہ دیا جاتا ہے (عذاب کا، اس سے مراد غزوۂ بدر کے دن قتل کا سچا ہونے والا وعدہ ہے)، تو اے میرے رب! مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا (کہ میں ان کی ہلاکت کے باعث ہلاک کر دیا جاؤں) اور بیشک ہم قادر ہیں کہ تمہیں دکھا دیں جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں سب سے اچھی بھلائی سے برائی کو دفع کرو......۱...... (احسن کا مضاف الیہ محذوف ہے جو کہ الـخـلـة ہے یعنی ان سے اعراض وروگردانی کی عادت سے برائی دور کرو) ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بناتے ہیں (یصفون سے مراد یکذبون اور یقولون ہے یعنی وہ جھوٹ بولتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں لہذا ہم انہیں اس پر بدلہ دیں گے)۔ اور تم عرض کرو کہ اے میرے رب تیری پناہ (اعوذ بمعنی اعتصم ہے) شیاطین کے وسوسوں سے (یعنی ان کی ایسی ورغلانے والی باتوں سے کہ جن سے وہ وسوسہ انگیزی کرتے ہیں......۲......) اور اے میرے رب! تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں (میرے معاملات کی ادائیگی میں، اس لئے کہ وہ تو صرف برائی ہی کے ساتھ آتے ہیں)، یہاں تک کہ (حتی ابتدائیہ ہے) جب ان میں کسی کو موت آئے (اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم کا اور جنت کا بھی دیکھ لے تو اگر جنت کا ٹھکانا دیکھ کر ایمان لے آئے) تو کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے واپس پھیر دیجئے (یہاں ارجعون جمع کا صیغہ ہے جو پروردگار ﷻ کی عظمتِ شان کی وجہ سے ہے)، شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں (اس طرح کہ لا الہ الا اللّٰہ کی گواہی دوں، ہو سکتا ہے کہ وہ عمل) اس میں جو چھوڑ آیا ہوں (یعنی عمر کا جو حصہ ضائع کر آیا ہوں اس کے بدلے میں ہو جائے تو اللّٰہ ﷻ ارشاد فرمائے گا) ہشت (یعنی کوئی رجوع نہیں) یہ تو (یعنی رب ارجعون) ایک بات ہے جو وہ اپنے مونہ سے کہتا ہے (اسے اس کا کوئی فائدہ نہیں) اور ان کے آگے (ورائھم بمعنی امامھم ہے) ایک آڑ ہے (برزخ بمعنی حاجز ہے یعنی ایک ایسی مزاحمت واحاطہ بندی ہے جو اسے رجوع سے روکتی ہے) اس دن تک جس دن اٹھائے جائیں گے (اور اس کے بعد کسی قسم کا کوئی رجوع نہیں ہو سکے گا)۔ تو جب صُور (یعنی نرسنگھا پہلی یا دوسری مرتبہ) پھونکا جائے گا تو نہ ان میں رشتے رہیں گے (کہ جن کی بناء پر ایک دوسرے پر فخر کیا کرتے تھے) اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں (دنیاوی حالت کے برعکس، ان رشتوں کے بارے میں، اس لئے کہ یہی رشتے انہیں قیامت کے دن بعض مواقع پر بڑے بڑے امور سے غافل کر دیں گے......۳......اور بعض جگہوں پر ہوشیار کریں گے جیسا کہ ایک دوسری آیت مبارکہ میں ہے ﴿و اقبل بعضھم علی بعض یتساء لون﴾) تو جن کی تولیں بھاری ہولیں (نیکیوں سے) وہی مراد کو پہنچے (مفلحون بمعنی فائزون ہے)، اور جن کی تولیں ہلکی پڑیں (برائیوں کی وجہ سے) وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں ہمیشہ دوزخ

میں رہیں گے، ان کے مونھ پر آگ لپٹ مارے گی (یعنی انہیں جلائے گی) اور وہ اس میں مونھ چڑائے ہوں گے (یعنی ان کے اوپر والے اور نیچے والے ہونٹ دانتوں سے اٹھے ہوئے ہوں گے اور انہیں کہا جائے گا) کیا تم پر میری آیتیں (قرآنِ کریم میں سے) نہ پڑھی جاتی تھیں (کہ تم ان سے خوف کھاتے) تو تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی (ایک قرأت میں شقوتنا کی بجائے شقاوتنا ہے جبکہ دونوں لفظ ہم معنی مصدر ہیں) اور ہم (راہِ حق سے) گمراہ لوگ تھے، اے رب ہمارے! ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں (یعنی مخالفت کی جانب لوٹیں) تو ہم ظالم ہیں، رب فرمائے گا (انہیں حضرت سیدنا مالک علیہ السلام کی زبان سے دنیاوی مقدار کے دُگنے عرصہ بعد) دھتکارے پڑے رہو اس میں (یعنی جہنم میں ذلیل وخوار ہو کر بیٹھے رہو) اور مجھ سے بات نہ کرو (تم سے عذاب دور کرنے کے بارے میں، پس ان کی امید ختم ہو جائے گی) بیشک میرے بندوں کا ایک گروہ (یعنی مہاجرین کا) کہتا تھا اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے، تو تم نے انہیں ٹھٹھا بنالیا (سخریا کو س کے پیش اور زبر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے جبکہ یہ مصدر ہے اور ھزء کے معنی میں ہے اور جن لوگوں کا مذاق اڑایا جاتا تھا وہ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما اور حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں) یہاں تک کہ انہیں بنانے کے شغل میں میری یاد بھول گئے (یعنی تم نے ان کا مذاق اڑانے میں مشغول ہو کر مجھے یاد کرنا چھوڑ دیا چونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بھلانے کا سبب بنے......ہے......لہذا اس کی نسبت بھی انہی کی جانب کر دی گئی) اور تم ان سے ہنسا کرتے، بیشک آج میں نے انہیں یہ بدلہ دیا (ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کا) ان کے صبر کا (جو وہ تمہارے مذاق اڑانے پر اور اذیت دیئے پر کیا کرتے تھے) وہی کامیاب ہیں (اپنے مقصود و مطلوب کو پا کر، جملہ مستانفہ ہونے کی بناء پر یہاں اَنَّ کی بجائے اِنَّ ہے جبکہ اَنَّ ہونے کی صورت میں یہ جملہ جزینھم کا مفعول ثانی ہوگا)۔ فرمایا (اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت سیدنا مالک علیہ السلام کی زبان سے، ایک قرأت میں قال کی بجائے امر کا صیغہ قل ہے) تم زمین میں کتنا ٹھہرے (یعنی دنیا اور قبر میں) برسوں کی گنتی سے (کم استفہامیہ کی تمیز عدد سنین ہے) بولے ہم ایک دن رہے یا دن کا حصہ (انہیں اس میں شک ہوگا بلکہ جس قسم کے عذاب سے دوچار ہوں گے اس کی عظمت کے پیشِ نظر اس مدت کو کم جانیں گے) تو گننے والوں سے دریافت فرما (یعنی ان فرشتوں سے جو مخلوق کے اعمال شمار کرنے والے ہیں) فرمایا (اللہ عزوجل نے انہیں حضرت سیدنا مالک علیہ السلام کی زبان سے، ایک قرأت میں قال فعل ماضی کی بجائے امر حاضر معروف کا صیغہ قل ہے) تم نہ ٹھہرے مگر تھوڑا (یہاں اِنْ بمعنی ما نافیہ ہے) اگر تمہیں علم ہوتا (اس طویل ٹھہرنے کی مقدار کا جو کہ تمہارے جہنم میں ٹھہرنے کی نسبت کے اعتبار سے بہت ہی کم ہے)۔ تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا (اور اس میں کوئی حکمت کارفرما نہیں) اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں (ترجعون کو معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے، نہیں بلکہ ہم نے تو تمہیں اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ تمہیں امر ونہی کا پیکر بنائیں اور تم ہماری بارگاہ میں واپس لوٹو تو ہم تمہیں اس پر بدلہ عطا کریں کیونکہ ﴿و ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون﴾) تو بہت بلندی والا ہے اللہ (بےکار و فالتو وغیرہ جیسے کاموں سے جو کہ اس کے شایانِ شان نہیں) سچا بادشاہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے، عزت والے عرش کا مالک (ہے، عرش سے مراد ایسی کرسی ہے جو خوبصورت تخت جیسی ہو) اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں (برھان سے مراد ایسی واضح صفت ہے کہ جس کا کوئی مفہوم نہ ہو) تو اس کا حساب (یعنی جزاء) اس کے رب کے یہاں ہے، بیشک کافروں کا چھٹکارا نہیں (لا یفلح بمعنی لا یسعدون ہے یعنی وہ خوش بخت نہیں) اور تم عرض کرو، اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما (مؤمنوں پر، رحمت میں مغفرت پر زیادتی ہوتی ہے) اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا (یعنی رحمت کے لحاظ سے سب سے افضل واعلیٰ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل رب اما تریني ما یوعدون O رب فلا تجعلني في القوم الظلمین﴾۔

قل: قول، رب: ندائیہ، ان: شرطیہ، ما: زائدہ، تریني: فعل بافاعل ومفعول، مایوعدون: مفعول ثانی، ملکر شرط، رب: ندائیہ، ف: جزائیہ، لا تجعلني: فعل نہی بافاعل ومفعول، في القوم الظلمین: ظرف لغو، ملکر جزا، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وانا علی ان نریک ما نعدهم لقدرون﴾۔

و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ واسم، علی: جار، ان: مصدریہ، نریک: فعل بافاعل ومفعول، ما نعدهم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، قدرون: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ادفع بالتي هي احسن السيئة نحن اعلم بما یصفون﴾۔

ادفع: فعل امر بافاعل، ب: جار، التي: موصول، هي احسن: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، السیئة: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، نحن: مبتدا، اعلم بما یصفون: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقل رب اعوذبک من همزت الشیطین O واعوذبک رب ان یحضرون﴾۔

و: مستانفہ، قل: قول، رب: ندا، اعوذبک: فعل بافاعل وظرف لغو، من همزات الشیطین: ظرف لغو ثانی، ملکر مقصود بالندا، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اعوذبک: فعل بافاعل وظرف لغو، ان یحضرون: مصدر مؤول، ملکر مقصود بالندا، رب: ندائیہ، ملکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿حتی اذا جاء احدهم الموت قال رب ارجعون O لعلي اعمل صالحا فیما ترکت﴾۔

حتی: جار، اذا: شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء احدهم الموت: فعل ومفعول وفاعل، ملکر شرط، قال: قول، رب: ندائیہ، ارجعون: فعل امر بافاعل وضمیر متکلم محذوف ذوالحال، لعلي: حرف مشبہ واسم، اعمل صالحا: فعل بافاعل ومفعول، فیما ترکت: ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جواب شرط، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ماقبل "نحن اعلم بما یصفون" میں "یصفون" کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کلا انها کلمة هو قائلها ومن ورائهم برزخ الی یوم یبعثون﴾۔

کلا: حرف ردع وزجر، انها: حرف مشبہ واسم، کلمة: موصوف، هو قائلها: جملہ اسمیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، من ورائهم: ظرف مستقر خبر مقدم، برزخ: موصوف، الی یوم یبعثون: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا نفخ في الصور فلا انساب بینهم یومئذ ولا یتساءلون﴾۔

ف: مستانفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، نفخ في الصور: فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو، ملکر شرط، ف: جزائیہ، لا: نفی جنس، انساب: موصوف، یومئذ: ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر اسم، بینهم: خبر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یتساءلون: فعل نفی بافاعل، ملکر معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فمن ثقلت موازینه فاولئک هم المفلحون﴾۔

ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، ثقلت موازینه: ملکر شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، هم المفلحون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن خفت موازینه فاولئک الذین خسروا انفسهم فی جهنم خلدون﴾.
و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، خفت موازینه: ملکر شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، الذین خسروا انفسهم: موصول صلہ ملکر خبر اول، فی جهنم خالدون: شبہ جملہ خبر ثانی ،ملکر جزا، ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿تلفح وجوههم النار وهم فیها کلحون﴾.
تلفح: فعل، وجوههم: ذوالحال، و: حالیہ، هم: مبتدا، فیها کلحون: شبہ جملہ خبر ،ملکر حال ،ملکر مفعول، النار: فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿الم تکن ایتی تتلی علیکم فکنتم بها تکذبون﴾.
همزہ: حرف استفہامیہ، لم: نافیہ جازمہ، تکن: فعل ناقص، ایتی: اسم، تتلی علیکم: جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کنتم: فعل ناقص با اسم، بها تکذبون: جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿قالوا ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوما ضالین﴾.
قالوا: قول، ربنا: ندا، غلبت علینا شقوتنا: فعل با ظرف لغو و فاعل ،ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، کنا: فعل ناقص و اسم، قوما ضالین: خبر ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ، ملکر مقصود بالندا ،ملکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔
﴿ربنا اخرجنا منها فان عدنا فانا ظلمون﴾.
ربنا: ندا، اخرجنا منها: فعل امر با فاعل و ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، عدنا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انا ظلمون: جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف ،ملکر مقصود بالندا ،ملکر جملہ ندائیہ۔
﴿قال اخسؤا فیها ولا تکلمون﴾.
قال: قول، اخسؤا فیها: فعل امر با فاعل و ظرف لغو ،ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تکلمون: فعل نہی با فاعل و مفعول ،ملکر معطوف ،ملکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔
﴿انه کان فریق من عبادی یقولون ربنا امنا فاغفرلنا وارحمنا﴾.
انه: حرف مشبہ و اسم، کان: فعل ناقص، فریق: موصوف، من عبادی: ظرف مستقر صفت ،ملکر اسم، یقولون: قول، ربنا: ندا، امنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اغفرلنا: معطوف، و: عاطفہ، ارحمنا: جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر مقصود بالندا ،ملکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر خبر ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿وانت خیر الراحمین﴾.
و: مستانفہ، انت: مبتدا، خیر الرحمین: خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔
﴿فاتخذتموهم سخریا حتی انسوکم ذکری وکنتم منهم تضحکون﴾.
ف: عاطفہ، اتخذتموهم: فعل با فاعل و مفعول، سخریا: مفعول ثانی، حتی: جار، انسوکم ذکری: فعل با فاعل و مفعول جملہ فعلیہ مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کنتم: فعل ناقص و اسم، منهم تضحکون: جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿انی جزیتهم الیوم بما صبروا انهم هم الفائزون﴾.
انی: حرف مشبہ و اسم، جزیتهم الیوم: فعل با فاعل و مفعول و ظرف، بما صبروا: ظرف لغو، انهم: حرف مشبہ و اسم، هم الفائزون: جملہ اسمیہ خبر ،ملکر مفعول ثانی ،ملکر جملہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قال کم لبثتم فی الارض عدد سنین O قالوا لبثنا یوما اوبعض یوم فسئل العادین﴾.

قال: قول، کم: استفہامیہ ممیز، عدد سنین: تمییز، ملکرظرف مقدم، لبثتم: فعل بافاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قالوا: قول، لبثنا: فعل بافاعل، یوما: معطوف علیہ، او: عاطفہ، بعض یوم: معطوف، ملکر ظرف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: فصیحہ، اسئل العادین: فعل امر بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف" ان اردت معرفۃ الحقیقۃ " کے لیے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال ان لبثتم الا قلیلا لوانکم کنتم تعلمون﴾.

قال: قول، ان: نافیہ، لبثتم: فعل بافاعل، الا: اداۃ حصر، قلیلا: مصدر محذوف "لبثا" کے لیے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر مقولہ، لو: حرف امتناع، انکم: حرف مشبہ واسم، کنتم تعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون﴾.

ہمزہ: حرف استفہامیہ، ف: مستانفہ، حسبتم: فعل بافاعل، انما: حرف مشبہ وماکافہ، خلقنکم عبثا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انکم: حرف مشبہ واسم، الینا لاترجعون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فتعلی اللہ الملک الحق لا الہ الا ہورب العرش العظیم﴾.

ف: مستانفہ، تعلی: فعل، اللہ: موصوف، الملک، الحق: صفتان، ربّ العرش الکریم: صفت ثالث، ملکر ذوالحال، لا: نفی جنس، الہ: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، ہو: مضاف الیہ، ملکر صفت ملکر اسم، "موجود" محذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ومن یدع مع اللہ الھا اخر لا برھان لہ بہ فانما حسابہ عند ربہ﴾.

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یدع مع اللہ: فعل بافاعل وظرف، الھا: موصوف، اخر: صفت اوّل، لا: نفی جنس، برھان: اسم، لام: جار، ہ: ضمیر ذوالحال، بـــــہ: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر شرط، ف: جزائیہ، انما: حرف مشبہ و ماکافہ، حسابہ: مبتدا، عند ربہ: ظرف متعلق بحذوف خبر، ملکر خبر، ملکر جزا، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿انہ لا یفلح الکفرون O وقل رب اغفروارحم وانت خیرالرحمین﴾.

انہ: حرف مشبہ واسم، لایفلح الکافرون: جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو مستانفہ، قل: قول، رب: ندا، اغفر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ارحم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ، و: مستانفہ، انت ارحم الرحمین: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... فاتخذتموھم سخریا حتی...... ☆ یہ آیتیں کفارِ قریش کے حق میں نازل ہوئیں جو حضرت بلال وعمار وصہیب وخباب رضی اللہ عنہم وغیرہ فقراء اصحاب سے تمسخر کرتے تھے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بُرائی کو بھلائی سے ٹالنے کا حکم:

ا...... حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ عمداً اور تکلفاً بے شرمی کی باتیں کبھی نہ کرتے، بازار میں شور نہیں مچاتے، بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں بلکہ معاف کردیتے درگزر فرماتے"۔ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب: ما جاء فی خلق، رقم: ۲۰۲۳، ص ۵۹۲)

☆......حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میری نبی پاک ﷺ سے ملاقات ہوئی، میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑنے میں پہل کی عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے بتائیے کہ سب سے اچھے اعمال کون سے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ''اے عقبہ! جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے تعلق جوڑو، جو تمہیں محروم کرے تو اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کرو''۔ (مسند امام احمد، رقم:۱۷۲۶۷،۱۷۴۶۷)

☆......ایک روایت میں یوں ہے: رحم، اللہ کے نام رحمٰن سے مشتق ہے، لہذا جو اس سے تعلق جوڑے گا اللہ اس سے تعلق جوڑے گا اور جو اس سے تعلق توڑے گا اللہ بھی اس سے تعلق توڑ لے گا''۔ (سنن الترمذی، ابواب البر والصلة، باب: ما جاء فی رحمة الناس، رقم: ۱۹۳۱، ص ۵۷۱)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا اکرام نہیں بجالاتا''۔ (المرجع السابق رقم: ۱۹۳۲، ص ۵۷۱)

☆......تاجدار مدینہ ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: ''کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق جائز نہیں، جس نے تین دن سے زیادہ تعلق توڑے رکھا اور مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب فیمن یھجر اخاہ المسلم، رقم: ٤٩١٤، ص ۹۱۹)

یہ ساری باتیں تو شریعت میں محبوب و مطلوب ہیں، لیکن زمانے کی ستم ظریفی کا کیا کہنا جنھوں نے ہمارے بچے بچے کو انتقام لینا سکھا دیا ہے، کوئی کسی کو معاف کرنے کے لیے تیار ہی نہیں۔ ظالم و عیاش بے کار حکمران ''ظلم کرو گے تو ظلم کریں گے'' کے نعرے میڈیا پر بیٹھے، ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے، طوفان بدتمیزی مچاتے، مزید فلمے ڈرامے مذہبی اقدار کو، وندتے چلے آرہے ہیں۔ پڑھے لکھے نظر آنے والے جس جاہلانہ طریقے سے لڑتے ہوئے دکھائے دیتے ہیں اس کی منظر کشی کرنے کی ضرورت وحاجت نہیں۔ خدا انہیں ھدایت دے یا...... کرے، جنھوں نے ملک وملت کا سکون پارا پارا کر دیا، آمین۔

شیطانی وسوسہ انگیزی کا بیان:

۲......شیطان میں پانچ لفظ ہیں، شین سے مراد شریر، یاء سے مراد یاد الٰہی سے کوسوں دور، طاء سے مراد طاقت وقوت سے ورغلانے والا، الف سے اللہ ﷻ کی بارگاہ سے مردود، نون سے نافرمان یعنی شریر جو کہ یاد الٰہی سے دور طاقت وقوت سے ورغلانے والا اور مردود بارگاہ الٰہی ﷻ و نافرمان ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شیطان تمہاری ہر چیز کے پاس حاضر ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ کھانے کے پاس بھی حاضر ہوتا ہے، پس جب تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو اس لقمہ پر جو خراب چیز لگ گئی ہے اُسے صاف کر کے کھالو اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے طعام کے کون سے جز میں برکت ہے''۔

(صحیح مسلم، کتاب الاطعمة، باب: استحباب لعق الصابع، رقم: ٥١٩٥/ ۲۰۳۳، ص ۱۰۲۵)

☆......عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص نیند میں ڈرتا ہو تو یہ کہے اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون یعنی میں اللہ ﷻ کی پناہ مانگتا ہوں اس کے غضب، اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطان کے وسوسوں سے اور ان کے حاضر ہونے سے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے بالغ بچوں کو یہ کلمات یاد کراتے اور نابالغ بچوں کے گلے میں کاغذ میں لکھ کر لٹکا دیتے تھے، یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: ۹۳/۹۷، رقم: ۳۵۳۹، ص ۱۰۱۲)

قیامت کے دن کون سے رشتے ناطے کام آئیں گے:

۳......حضرت میسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جو چیز اسے غصہ دلائے وہ مجھے بھی غصہ دلائے گی اور جس چیز سے وہ خوش ہو اس سے میں بھی خوش ہوتا ہوں اور قیامت کے دن تمام رشتے ناطے منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے نسب کے، اور میری نکاح اور میرے سُسرال کے۔'' (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب، باب: مناقب قرابة رسول، رقم: ٣٧١٤، ص ٦٢٦)

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہر نکاح کا رشتہ اور ہر نسب کا رشتہ منقطع ہو جائے گا سوائے میرے نکاح اور میرے نسب کے رشتے کے''۔ (المعجم الکبیر، رقم: ۲۶۳۵)

غفلت، مذاق مسخری یاد الٰہی ﷻ سے غافل کرتی ہیں:

☆..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور بلند آواز سے ارشاد فرمایا: "اے وہ لوگوں! جو زبان سے ایمان لائے مگر ابھی تک ایمان تمہارے دل میں داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کو تکلیف نہ دو اور نہ ہی ان کے عیبوں کے پیچھے پڑو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے، اللہ ﷻ اس کے عیبوں کو ظاہر کر دیتا ہے اور اللہ ﷻ جس کے عیب ظاہر فرما دے وہ اسے رسوا کر دیتا ہے اگر چہ وہ اپنے گھر میں ہی ہو، ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کعبہ شریف کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: "تیری شان کتنی بلند ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے لیکن بندۂ مومن اللہ ﷻ کی بارگاہ میں تجھ سے زیادہ محترم ہے"۔ (جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی تعظیم المومن، رقم: ۲۰۳۹، ص۵۹۶)

☆..... سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لوگوں کا مذاق اڑانے والے کے لئے آخرت میں جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: "چلے آؤ، وہ دکھ درد میں مبتلا آئے گا، جب وہ دروازے کے قریب پہنچے گا تو وہ بند کر دیا جائے گا، پھر اس کے لیے دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: "آجاؤ، آجاؤ، وہ تکلیف اور غم کی حالت میں آئے گا جب وہ اس کے پاس آئے گا تو اس پر دروازہ بند کر دیا جائے گا، اسی طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اس کے لیے جب نا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: "آجاؤ، لیکن وہ مایوسی کی وجہ سے نہیں آئے گا"۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب الترہیب من احتقار المسلم، رقم: ۵، ص۳۴۷)

کسی مسلمان کو حقیر جاننا، اس کی توہین کرنا، اس کے عیبوں اور خامیوں کو دوسروں پر ظاہر کرنا کہ اس پر ہنسی آئے، کبھی قول فعل یا اشارے سے نقل اتارا جاتا ہے یا کبھی اس کے بے ترتیب کلام یا بے تکے کلے پر ہنسا جاتا ہے یا اس کی بنی ہوئی کسی چیز پر یا اس کی بدصورتی پر مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بعض اوقات طرح طرح کے القاب سے بھی پکارا جاتا ہے جس کی واضح ممانعت پاک کلام میں بھی ہے ﴿ولا تنابزوا بالالقاب یعنی لوگوں کو نام لے کر نہ پکارو (الحجرات:۱۱)﴾۔ دیکھنا یہ ہے کہ جب یہی سب کچھ ہوتا رہے گا تو پھر یاد الٰہی ﷻ کب اور کیسے ممکن ہو سکے گی، انسان جب غفلت میں پڑتا ہے تو اللہ ﷻ کی یاد سے دور ہو جاتا ہے اور زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہے، انسان ہنسی مذاق اور طرح طرح کے تماشے میں گرفتار ہو کر اللہ ﷻ کی یاد کرنے والا کم ہی دیکھا گیا ہے۔ دیکھیں نا جو لوگ مذاق مسخری کرنے والے ہوتے ہیں وہ پابند شرع نہیں ہوتے کیونکہ انہیں فرصت ہی نہیں ملتی۔ اللہ ﷻ ہمیں ایسی نحوست سے بچائے جس کی وجہ سے ہر طرح سے نقصان ہی پہنچتا ہے۔

اغراض: بالقتل ببدر: یعنی بالفعل دشمنان اسلام کو قتل ہوتے دیکھا۔

فاھلک بھلاکھم: یعنی ظالم کی نظر بد اس کے علاوہ میں بھی عام ہوتی ہے، اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اللہ کے رسول تو معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں وہ ظالم کے ساتھ کیسے ہو جائیں گے؟ اور اللہ ﷻ نے انہیں اس دعا ﴿رب فلا تجعلنی فی القوم الظلمین (المومنون:۹۴)﴾ کا حکم کیسے دیا؟ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حکم اظہار تعبدی، تواضع اور تعظیم کے لیے ہے، تا کہ سید عالم ﷺ ہر وقت اللہ کے ذکر کرنے والوں میں سے ہوں۔

ای الخصلة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ التی محذوف موصوف کی صفت ہے۔

وھذا قبل الامر بالقتال: یہ حکم منسوخ ہے، اور ﴿ادفع بالتی ھی احسن (المومنون:۹۶)﴾ میں احتمال ہے اگر چہ حالت قتال کا معاملہ ہو، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہوا کہ اگر تم ان پر قدرت پاؤ تو در گزر کرو، اور ان کے ساتھ وہ معاملہ نہ کرو جو وہ تمہارے ساتھ کرتے ہیں اور اس صورت میں آیت کا حکم محکم والا ہو جائے گا، اور ایسا حکم فتح مکہ میں ہوا۔

نزغاتھم: بمعنی افسادتھم ہے، معنی یہ ہے کہ خود کو شیطانی وساوس سے محفوظ کر لو۔

ابتدائیۃ :اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہ کلام اپنے ماقبل سے منقطع ہے،اس جملے سے مرنے کے بعد کافروں کے حال بیان کرنے کا قصد کیا گیا ہے۔

الجمع للتعظیم :مخاطب واحد ہونے کے باوجود جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا گیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ﴿ارجعون﴾ میں واو تکریر طلب کے لیے ہے، جیسا کہ کہا جائے ارجعن ارجعن ارجعن ، یا ملائکہ کا اعتبار کرتے ہوئے کہ وہ لوگوں کی روحیں قبض کرتے ہیں، گویا معاملہ ایسا ہے کہ اولا اللہ سے استغاثہ کیا اس کے بعد دنیا میں لوٹ جانے کے فرشتوں سے یہی استغاثہ کیا۔

النفخة الاولي او الثانية:ابن عباس کے مطابق پہلا نفخہ جب کہ ابن مسعود کے مطابق دوسرا نفخہ مراد ہے۔

يتفاخرون بها:اس قول کا جواب ہے کہ رشتے ناطے تو قائم رہیں گے لہذا یہ کہنا کہ ان میں رشتے قائم نہ رہیں گے درست نہیں؟ جواب اس کا یہ ہے کہ رشتوں پر انہیں فخر نہ رہے گا یا یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ رشتے انہیں نفع نہ دیں گے، کیونکہ قیامت کی شدت اور دہشت کی وجہ سے باہمی رحم کا معاملہ منقطع ہو جائے گا۔

خلاف حالهم في الدنيا :یعنی دنیا میں یہ لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔

بالسيئات: سے مراد گناہوں کا بوجھ ہے، یعنی جس کی نیکیاں بڑھ جائیں گی ﴿فاولئک هم المفلحون یعنی یہی لوگ فلاح پائیں گے (الحشر:۹)﴾ اور جس کے گناہ بڑھ جائیں گے ﴿فاولئک الذين خسروا یعنی یہی لوگ نقصان اٹھائیں گے (المومنون:۱۰۴)﴾۔

بعد قدر الدنيا مرتين: یعنی جہنم میں رہنا مقدر کر دیا، ایک قول کے مطابق سات ہزار سال ستاروں کی تعداد کے مطابق، ایک قول کے مطابق بارہ ہزار سال سیاروں کی گنتی کے مطابق، اور ایک قول کے مطابق ایک ہزار تین سو ساٹھ سال دنیاوی اعتبار سے ایک سال کے دنوں کی مقدار کے مطابق۔

فينقطع رجاؤهم :اور یہ جہنمیوں کا آخری کلام ہوگا،اس کے بعد سوا کہ بھنبھناہٹ، سرگوشی، کتے کی طرح بھونکنے کے کچھ سنائی نہ دے گا۔

وسلمان: مناسب یہ ہے کہ سلمان کے بجائے خباب کہا جائے کیونکہ حضرت سلمان مہاجرین میں سے نہ تھے۔

كان قليلا: یعنی تمہیں آخرت کی زندگی کی طوالت کا احساس ہوتا تو تم دنیاوی زندگی کی قلت کو جان لیتے۔

الا ليعبدون: یعنی میرے تمہیں پیدا کرنے کی حکمت، پس میرے اوامر کو مانو اور نواہی سے اجتناب کرتے رہو۔

في الرحمة زيادة علي المغفرة: مغفرت کے بعد رحمت کا ذکر ہونا ایسا ہے گویا تخلیہ کے بعد آراستہ پیراستہ کرنا، مغفرت گناہوں کو مٹاتی اور رحمت درجات کو بلند کرتی ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص ١٦٧ وغیرہ)

ایک اہم بات

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

اختلاف روایات کے مزید دو اسباب

کہا جاتا ہے کہ روایات کے مختلف ہونے کی بعض وجوہات یہ ہیں (۱) مجتہد کے نزدیک (کبھی) دلائل متعارض ہوتے ہیں جس کے سبب حکم کے بارے میں اسے تردد ہوتا ہے اور کوئی وجہ ترجیح بھی موجود نہیں ہوتی (۲) یا کبھی ایک دلیل کے مدلول کے بارے میں رائے مختلف ہوتی ہے کیونکہ خود دلیل کبھی دو یا زائد صورتوں کی محتمل ہوتی ہے اور ہر صورت کے مطابق ایک الگ جواب ہوتا ہے۔

(درس عقود رسم المفتی، ص۷۹)

نوٹ: مزید اسباب متذکرہ کتاب میں دیکھ لیں۔

سورۃ النور مدنیۃ وایاتھا اثنتان او اربع وستون آیۃ

(سورہ نور مدنی ہے، اس میں ۶۲ یا ۶۴ آیات ہیں)

تعارف

اس سورہ میں نو رکوع ہیں، اس میں سب کا اتفاق ہے کہ سانحۂ افک غزوہ بنی مصطلق کے بعد پیش آیا اور اس سورہ کا نزول اس واقعہ کے بعد ہوا، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ یہ غزوہ کس سن میں ہوا، نیز یہ بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ متذکرہ غزوہ خندق کے بعد ہوا یا پہلے، اکثر مورخین کے اقوال کے مطابق یہ غزوہ سن ۶ ھ شعبان المعظم کے مہینے میں ہوا اور خندق شوال المکرم کے مہینے میں سن ۵ ھ میں رونما ہوا۔ اسلامی معاشرے کی بنا میں گھر کا تعلق اہم حیثیت رکھتا ہے، اسلام کا مقصد ہی انسان کے سر پر تاج کرامت رکھنا ہے، دامن کو سچی مسرتوں کے گلہائے رنگ رنگ سے بھر دینا ہے وہ معاشرہ کی اس بنیادی وحدت کو کیونکر نظر انداز کر سکتا ہے۔ بی بی صدیقہ پر لگائی جانے والے الزام کا جواب کئی آیات کی صورت میں اللہ نے دیا تا کہ قیامت تک کے لوگ جو قرآن کو پڑھنے والے ہیں نبی کی ازواج واہل بیت کے بارے میں زبان دراز بلند کرنے سے پہلے سوچ لیں۔ پردے کے ابتدائی احکام سورۃ الاحزاب میں بیان ہوئے، یہاں اسلامی پردہ کے قواعد واصول کو پوری شرح وبسط سے ذکر کر دیا گیا تا کہ گوہر عصمت کی آب وتاب کو ماند پڑنے سے معاشرے کو بچایا جا سکے۔ حدزنا کا بیان اور تہمت کے احکام بھی بیان کر دیئے گئے۔ چادر وچار دیواری کو فرسودہ خیال کا نام دینے والے نام نہاد، ماڈرن صحافی ہوں یا اپنے تئیں مذہبی اسکالر، میڈیا پر شور مچانے والے جرنیل ولائر ہوں یا ہیومن رائٹس کے نام پر کام کرنے والی انجمنوں کے کارندے، غرض سب ہی کو بتا دیا کہ عورت کا تقدس اسی میں ہے کہ وہ اسلام کے مطابق چادر وچار دیواری کے فلسفے کو جانے، مانے اور عمل پیراہ ہو ورنہ حالات مزید بگڑنے سے روکنا مشکل ہو سکتا ہے۔ تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ جب غلامان مصطفیٰ نے اس نظام کو اپنایا ہے تو اللہ نے یہ وعدہ پورا فرمایا اور یہی وعدہ آج بھی جوں کا توں موجود ہے لیکن ہم قسمت کے مارے، دردر کے ٹھکرائے، ایک واحد حقیقی اور اس کے محبوب کریم کی شریعت کو پامال کرنے والے، غیروں کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئے، ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا ہمارے پیچھے چلے نہ کہ ہم دنیا کے پیچھے چلیں۔

رکوع نمبر: ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا﴾ مُشَدَّدًا وَمُخَفَّفًا لِكَثْرَةِ الْمَفْرُوضِ فِيهَا ﴿وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ﴾ وَاضِحَاتِ الدَّلَالَةِ ﴿لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۱﴾ بِاِدْغَامِ التَّاءِ الثَّانِيَةِ فِي الذَّالِ تَتَّعِظُوْنَ ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ﴾ اَيْ غَيْرُ الْمُحْصِنِينَ لِرَجْمِهِمَا بِالسُّنَّةِ وَاَلْ فِيْمَا ذُكِرَ مَوْصُولَةٌ وَهُوَ مُبْتَدَاءٌ وَلِشُبْهِهٖ بِالشَّرْطِ دَخَلَتِ الْفَاءُ فِي خَبَرِهٖ وَهُوَ ﴿فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ اَيْ ضَرْبَةٍ يُقَالُ جَلَدَهُ ضَرَبَ جِلْدَهُ وَيُزَادُ عَلٰى ذَالِكَ بِالسُّنَّةِ تَغْرِيْبُ عَامٍ وَالرَّقِيْقُ عَلَى النِّصْفِ مِمَّا ذُكِرَ ﴿وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ﴾ اَيْ حُكْمِهٖ بِاَنْ تَتْرُكُوا شَيْئًا مِنْ حَدِّهِمَا ﴿اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ج﴾ اَيْ يَوْمِ الْبَعْثِ فِي هٰذَا تَحْرِيضٌ عَلٰى مَا قَبْلَ الشَّرْطِ وَهُوَ جَوَابُهٗ اَوْ دَالٌّ عَلٰى جَوَابِهٖ ﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا﴾ اَيِ الْجَلْدَ ﴿طَآئِفَةٌ مِّنَ

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢﴾ ﴿قِيلَ ثَلاثَةٌ قِيلَ اَربعةٌ عَدَدَ شُهُودِ الزِّنا﴿الزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ ﴾يَتَزَوَّجُ﴿اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ ﴾اى المُناسِب لِكُلٍّ مِنهُما ما ذُكِرَ﴿وَحُرِّمَ ذٰلِكَ ﴾اى نِكَاحُ الزَّانِي﴿عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾ ﴾الاخيارِ نَزَلَ ذلكَ لَمَّا هَمَّ فُقَراءُ المُهاجِرونَ اَنْ يَتزَوَّجوا بَغَايا المُشرِكينَ وَهُنَّ مُوسِراتٌ لِيُنفِقنَ عليهم فَقِيلَ التَحريمُ خاصٌ بِهم وَقِيلَ عَامٌّ وَنُسِخَ بِقولِهٖ تعالى وانكِحوا الْاَيامى مِنكم﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ﴾العَفِيفاتِ بالزِّنا﴿ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ﴾على زِنا هِنَّ بِرُؤيَتِهِم ﴿فَاجْلِدُوْهُمْ ﴾اى كُلَّ واحِدٍ مِنهُم ﴿ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً ﴾فى شَىءٍ﴿اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤﴾ ﴾لِاِتيانِهِم كَبيرةً﴿اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ ﴾عَمَلَهُم﴿فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ ﴾لَهُم قَذفَهُم﴿رَّحِيْمٌ ﴿٥﴾ ﴾بِهِم بِاِلْهامِهِم التوبَةَ فبِهايَنتَهي فِسقُهُم وَتُقبَلُ شَهادَتُهم وَقِيلَ لا تُقبَلُ رُجُوعًا بِالْاِسْتِثْناءِ الى الجُملَةِ الْاَخيرةِ ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ ﴾بِالزِّناءِ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ ﴾عليهِ﴿اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ ﴾وَقَعَ ذلكَ لِجماعةٍ مِنَ الصَحابَةِ﴿فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ ﴾مُبتَداءٌ﴿اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ ۢ ﴾نَصَبٌ على المَصدَرِ ﴿بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٦﴾ ﴾فيما رَمٰى بِهٖ زَوجَتَهُ مِنَ الزِّنا ﴿وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٧﴾ ﴾فِي ذلكَ وَخَبرُ المُبتَداءِ يَدفَعُ عنهُ حَدُّ القَذفِ﴿وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ ﴾اى حَدَّ الزِّنا الَّذى ثَبَتَ بِشَهاداتِهٖ ﴿اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ ۢ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٨﴾ ﴾فِيما رَماها بِهٖ مِنَ الزنا﴿وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٩﴾ ﴾فى ذلكَ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ ﴾بِالسِّترِ فِي ذالكَ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ ﴾بِقبولِهٖ التَّوبَةَ فى ذلكَ وَغيرِهٖ﴿حَكِيْمٌ ﴿١٠﴾ ﴾فيما حكَمَ بِهٖ فى ذلكَ وَغيرِهٖ لِبَيَّنَ الحقَّ فِي ذالكَ وَعاجَلَ بِالعُقُوبةِ مَن يَّستَحِقُّها.

﴿ترجمہ﴾

یہ (ھذہٖ مبتدا محذوف ہے) ایک سورۃ ہے کہ ہم نے اتاری اور ہم نے اس کے احکام فرض کیے (فرضنٰھا میں راء کو زبر کے ساتھ اور تشدید کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اس لئے کہ اس سورت میں فرض کئے گئے احکام کی تعداد کثیر ہے) اور ہم نے اس میں روشن آیتیں نازل فرمائیں (واضح طور پر دلالت کرنے والی) کہ تم دھیان کرو (تذکرون اصل میں تتذکرون بمعنی تتعظون ہے یعنی نصیحت حاصل کرو، اس میں دوسری تا، ذال میں مدغم ہے) جو عورت بدکار ہو اور جو مرد......! (یعنی جو شادی شدہ نہ ہوں، اس لئے کہ شادی شدہ مرد وعورت کا حدیثِ پاک سے رجم کرنا ثابت ہے، الزانیۃ اور الزانی میں الف لام موصولہ ہے جو مبتدا واقع ہو رہا ہے اور شرط کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس کی خبر پر فِ جزائیہ داخل ہے جبکہ اس کی خبر فاجلدوا ہے) تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ (جلدۃ بمعنی ضربۃ ہے، کیونکہ جلدۃ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی کسی کی کھال پر مارے، حدیثِ مبارکہ میں اس کے علاوہ ایک سال کی جلاوطنی کی سزا زائد ہے اور غلام کی سزا جیسا کہ مذکور ہے نصف کوڑے یعنی پچاس ہوگی) اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں

(یعنی حکم میں، اس طرح کہ تم ان دونوں میں سے کسی کی حد میں سے کچھ چھوڑ دو......۲......) اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر (یعنی بعث بعد الموت پر، اس قول میں شرط کے ماقبل پر برانگیختہ کرنا یعنی ابھارنا ہے اور وہی ماقبل ہی جوابِ شرط بھی ہے یا پھر اس کے جواب پر دلالت کرنے والا ہے) اور چاہیے کہ ان کی سزا کے (یعنی کوڑے مارنے کے) وقت حاضر ہو ان کی سزا کے (یعنی کوڑے مارنے کے) وقت حاضر ہو مسلمانوں کا ایک گروہ (ایک قول کے مطابق وہاں تین افراد موجود ہوں اور ایک قول کے مطابق زنا کے گواہوں کی تعداد کے برابر چار افراد موجود ہوں......۳......) بدکار مرد نکاح نہ کرے (یعنی شادی نہ کرے) مگر بدکار عورت یا شرک والی سے، اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے مگر بدکار مرد یا مشرک......۴......(یعنی ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے جو مذکور ہوا اس میں سے جو مناسب ہو اس سے شادی کر سکتے ہیں) اور یہ کام (یعنی زانیوں سے نکاح کرنا) ایمان والوں پر حرام ہے (یعنی نیک لوگوں پر، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب مہاجرین فقراء نے مشرکین کی ایسی بدکار وزنا کار عورتوں سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا جو مالدار تھیں تا کہ وہ عورتیں ان پر خرچ کریں ایک قول کے مطابق یہ حرمت صرف انہی کے ساتھ خاص تھی جبکہ ایک قول کے مطابق یہ حکم عام ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ عالیشان ﴿وانکحوا الایامی منکم ﴾ سے منسوخ ہے) اور جو پارسا عورتوں کو (یعنی پاک دامن عورتوں کو زنا کا) عیب لگائیں، پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں (کہ جنہوں نے انہیں زنا کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو) تو انہیں کوڑے لگاؤ (یعنی ان میں سے ہر ایک تہمت لگانے والے کو) اَسّی ۸۰، اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو (کسی بھی معاملہ میں) اور وہی فاسق ہیں (کبیرہ گناہ کے مرتکب ہونے کی وجہ سے......۵......) مگر جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور سنور جائیں (ان کے عمل) تو بیشک اللہ بخشنے والا (ہے ان کی تہمتوں کو اور) مہربان ہے (ان پر انہیں توبہ کی توفیق دے کر، تا کہ توبہ سے ان کا فسق ختم ہو جائے اور ان کی گواہی بھی قبول کی جاسکے، ایک قول کے مطابق ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اس استثناء کی جانب رجوع کرتے ہوئے جو آخری جملہ میں ہے) اور وہ جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں (زنا کا) اور ان کے پاس گواہ نہ ہوں (اس زنا پر) اپنے بیان کے سوا (صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت اس صورتِ حال سے دوچار ہوئی) تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے (یہ جملہ مبتدا ہے) کہ چار بار گواہی دے (شہادات مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب بھی پڑھا گیا ہے) اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے (اس زنا کے الزام میں جو اس نے اپنی بیوی پر لگایا ہے) اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو (اس الزام میں......۶......، یہ مبتدا کی خبر ہے، جو مرد سے حدِ قذف دور کر دیتی ہے) اور عورت سے یوں سزا ٹل جائے گی (یعنی زنا کی وہ حد جو اس کی شہادتوں سے ثابت ہوئی تھی) کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے (اس زنا کے الزام میں جو مرد نے اس پر لگایا ہے) اور پانچویں یوں کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو (زنا کا الزام لگانے میں) اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی (اس معاملے کو چھپانے کی وجہ سے) اور یہ کہ اللہ توبہ قبول فرماتا (ہے، یعنی اس گناہ اور دیگر گناہوں میں بھی توبہ قبول فرمانے والا ہے) حکمت والا ہے تو تمہارا پردہ کھول دیتا (ہے، یعنی ان احکام میں جو اس نے اس معاملے اور دیگر معاملات میں صادر فرمائے ہیں، تا کہ وہ اس معاملہ میں حق واضح فرمادے اور جو سزا کا مستحق ہوا سے جلد سزا دے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿سورة انزلنها وفرضنها وانزلنا فيها ايت بينت لعلكم تذكرون﴾.

سورة: موصوف، انزلنها: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، فرضنها: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، انزلنا: فعل با فاعل، فيها: ظرف لغو، آیت بینت: مرکب توصیفی ذوالحال، لعلكم تذكرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف

ثانی، ملکر صفت، ملکر مبتدا محذوف " هذه" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الزانية والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة جلدة﴾۔

ال: بمعنی الذی، زانية والزانی: مبتدا، ف: جزائیہ، اجلدوا: فعل امر بافاعل، کل واحد: موصوف، منهما: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، مائة جلدة: نائب مفعول مطلق، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولا تاخذکم بهما رافة فی دین الله ان کنتم تومنون بالله والیوم الاخر﴾۔

و: عاطفہ، لا تاخذ کم: بهما: فعل نہی با مفعول وظرف لغو، رافة: فاعل، فی دین الله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ان: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص واسم، تومنون: فعل بافاعل، ب: جار، الله: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الیوم الاخر: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جزا محذوف " فلا تاخذکم بهما رافة فی دین الله " کے لیے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولیشهد عذابهما طائفة من المومنین ○الزانی لا ینکح الا زانية او مشرکة﴾۔

و: عاطفہ، یشهد: فعل امر، عذابهما: مفعول، طائفة: موصوف، من المومنین: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، الزانی: مبتدا، لا ینکح: فعل بافاعل، الا: اداۃ حصر، زانية: معطوف علیہ، او: عاطفہ، مشرکة: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والزانية لا ینکحها الا زان اومشرک وحرم ذلک علی المومنین﴾۔

و: عاطفہ، الزانية: مبتدا، لاینکحها: فعل نفی ومفعول، الا: اداۃ حصر، زان: معطوف علیہ، او: عاطفہ، مشرک: معطوف ملکر فاعل، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، حرم: فعل مجہول، ذلک: نائب الفاعل، علی المومنین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿والذین یرمون المحصنت ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمنین جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا﴾۔

و: مستانفہ، الذین: موصول، یرمون المحصنت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لم یاتوا: فعل نفی بافاعل، باربعة شهداء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، اجلدوهم: فعل امر بافاعل ومفعول، ثمنین جلدة: مفعول مطلق، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تقبلوا: فعل نہی بافاعل، لهم: ظرف مستقر حال مقدم، شهادة: ذوالحال، ملکر مفعول، ابدا: ظرف، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واولئک هم الفسقون○الا الذین تابوا من بعد ذلک واصلحوا فان الله غفور رحیم﴾۔

و: عاطفہ، اولئک: مبتدا، هم: مبتدا ثانی، الفسقون: مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، الذین: موصول، تابوا من بعد ذلک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصلحوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مستثنیٰ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: مستانفہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، غفور رحیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ تعلیلیہ۔

﴿والذین یرمون ازواجهم ولم یکن لهم شهداء الا انفسهم فشهادة احدهم اربع شهدت بالله انه لمن الصدقین﴾۔

و: مستانفہ، الذین: موصولہ، یرمون ازواجهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لم: نافیہ جازمہ، یکن: فعل ناقص، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، شهداء: مبدل منہ، الا: اداۃ حصر، انفسهم: بدل، ملکر اسم مؤخر، ملکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، شهادة احدهم: مبتدا، اربع: مضاف، شهدت: جمع شهادة مصدر بافاعل، بالله: ظرف لغو، انه: حرف مشبہ

واسم،لمن الصدقین: خبر،ملکر مفعول،ملکر شبہ جملہ مضاف الیہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والخامسة ان لعنت الله عليه ان كان من الكذبين﴾.

و: اعتراضیہ،الخامسة:" الشهادة" محذوف موصوف کی صفت،ملکر مبتدا، ان: حرف مشبہ، لعنت الله : اسم، عليه: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ معترضہ،ان شرطیہ، کان من الکذبین : جملہ فعلیہ جزا محذوف " فلعنة الله عليه " کے لیے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ويدرؤا عنها العذاب ان تشهد اربع شهدت بالله انه لمن الكذبين﴾.

و: عاطفہ، يدرؤا: فعل، عنها: ظرف لغو،العذاب بمفعول، ان :مصدریہ، تشهد: فعل بافاعل، اربع: مضاف، شهدت: جمع شهادة مصدر بافاعل، بالله: ظرف لغو، انه لمن الكذبين: جملہ اسمیہ مفعول،ملکر شبہ جملہ مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والخامسة ان غضب الله عليها ان كان من الصدقين﴾.

و: عاطفہ، الخامسة:"الشهادة" محذوف موصوف کی صفت،ملکر مبدل منہ، ان غضب الله عليها: جملہ اسمیہ بدل، ملکر ماقبل "تشهد" کے لیے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ان :شرطیہ، کان من الصدقین: جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف " فغضب الله عليها" کی شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولولا فضل الله عليكم ورحمته وان الله تواب حكيم﴾.

و: عاطفہ، لولا: حرف شرط، فضل الله عليكم: شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، رحمة :معطوف اول، و: عاطفہ، ان الله تواب حكيم: ملکر معطوف ثانی،ملکر مبتدا، " موجود" خبر محذوف، ملکر جزا محذوف "كان يقول الله فى بيانه فلان صادق بالزنى لكون المقذوفة قد زنت فى نفس الواقع اويقول فلان كاذب فى قذفه لكون المقذوفة لم تزن فى نفس الواقع " کے لیے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... والزانية لا ينكحها الا زان ومشرك.....☆ مہاجرین میں بعض بالکل نادار تھے نہ ان کے پاس کچھ مال تھا نہ ان کا کوئی عزیز قریب تھا،اور بدکار مشرکہ عورتیں دولت مند اور مالدار تھیں یہ دیکھ کر کسی مہاجر کو خیال آیا کہ اگر ان سے نکاح کر لیں تو ان کی دولت کام میں آئے گی،سید عالم ﷺ سے جب اجازت چاہی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

☆...... والخامسة ان غضب الله ......☆ یہ آیت ایک صحابی کے حق میں نازل ہوئی،جنہوں نے سید عالم ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ اگر آدمی اپنی عورت کو زنا میں مبتلا دیکھے تو کیا کرے؟ نہ اس وقت گواہوں کی تلاش کرنے کی فرصت ہے اور نہ بغیر گواہوں کے وہ یہ بات کہہ سکتا ہے کیونکہ اسے حد قذف کا اندیشہ ہے،اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حرمت زنا:

لے......زنا کا لغوی معنی پہاڑ پر چڑھنا،سائے کا سکڑنا، پیشاب کو روکنا،سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"جب کھانا آجائے تو نماز (کامل) نہیں ہوتی،اور نہ اس وقت جب پیشاب، پاخانے کی حاجت ہو"۔

(صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب: كراهة الصلوة بحضرة الطعام، رقم: ۱۱۳۳/۵۶۰،ص ۲۵۹)

☆......امام راغب اصفہانی اس کی تعریف یوں فرماتے ہیں: کسی عورت کے ساتھ بغیر عقد شرعی مباشرت کرنا زنا کہلاتا ہے''۔

(المفردات، ص ۲۲۰)

حد کی لغوی اور شرعی تعریف کرتے ہیں پھر اسکے تحت بقدر مناسب کلام کریں گے۔﴿قال الحد لغة: هو المنع وفى الشرعية: هو العقوبة المقدرة حقا لله تعالى﴾ لغت میں حد روکنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں وہ سزا جو اللہ ﷻ کے حق کی خاطر مقرر کی گئی ہو۔ (الهداية، كتاب الحدود، ج ٤، ص ٦٨)

☆......سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے زمین مقدس کی طرف لے گئے، ہم ایک سوراخ کے پاس پہنچے جو تنور کی طرح اوپر سے تنگ اور اندر سے کشادہ تھا، اس میں آگ جل رہی تھی اور اس میں کچھ مرد وعورت برہنہ تھے جب آگ کا شعلہ اوپر بلند ہوتا تو وہ لوگ اوپر آجاتے اور جب شعلے کم ہو جاتے تو شعلے کے ساتھ ہی وہ بھی اندر چلے جاتے ، پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ زانی مرد وعورت تھے''۔ (صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب ۹۳ ،رقم ۱۳۸٦، ص ۲۲۲)

شریعت مطہرہ نے شادی شدہ مرد وعورت کی حد رجم کرنا بیان کی ہے جب کہ غیر شادی شدہ مرد وعورت کی حد زنا ہر ایک کو سو کوڑے لگانا متعین کی ہے۔ مرد کو کوڑے لگاتے وقت سوائے تہبند کے اسکے سارے کپڑے اتار دیئے جائیں گے اور اسکے چہرے، سر اور فرج کے علاوہ باقی جسم پر کوڑے مارے جائیں اور مرد کو کوڑے مارتے وقت کھڑا رکھا جائے جبکہ عورت کو کوڑے مارتے وقت اسکے کپڑے نہیں اتارے جائیں گے بلکہ اسے بٹھا کر کوڑے مارے جائیں گے۔ (كنز الدقائق، كتاب الحدود، ص ١٦٤)

شادی شدہ مرد وعورت زنا کے مرتکب ہوں تو انہیں رجم کیا جائے گا، یعنی انہیں میدان میں لیجا کر اس قدر پتھر مارے جائیں کہ مر جائیں اور رجم کے لیے لوگ نماز کی طرح صفیں باندھ کر کھڑے ہوں جب ایک صف مار چکے تو یہ ہٹ جائے اور اب دیگر لوگ ماریں، اگر رجم کرنے میں ہر شخص یہ قصد کرے کہ ایسا ماروں کہ مر جائے تو اس میں بھی حرج نہیں، ہاں اگر یہ اس کا ذی رحم محرم ہے تو ایسا قصد کرنے کی اجازت نہیں اور اگر ایسے شخص کو جس پر رجم کا حکم ہو چکا ہے کسی نے قتل کر ڈالا یا اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر قصاص بھی نہیں اور دیت بھی نہیں مگر سزا دینگے کہ اس نے پیش قدمی کیوں کی، ہاں اگر حکم رجم سے پہلے ایسا کیا تو قصاص یا دیت ہوگا۔

(الفتاوى الهنديه ،كتاب الحدود، باب الثالث فى كيفية الحد، ج ۲، ص ۱٦۰)

ایسے مرد وعورت جن کو رجم کیا گیا ہو کیا انکی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟ اس بارے میں حدیث پاک ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اصنعوا به كما تصنعون بموتاكم یعنی تم انکے ساتھ وہی معاملہ کرو جیسا تم اپنے مردوں کی ساتھ کرتے ہو''۔ (الهداية ،كتاب الحدود ،فصل فى كيفية الحد، ج ٤، ص ۷۵)

اگر زنا غلام یا باندی نے کیا ہو تو ان پر آزاد مرد وعورت کے مقابلے میں نصف حد ہے یعنی انہیں پچاس کوڑے لگائے جائیں گے اس کی دلیل باری ﷻ کا یہ فرمان ہے ﴿فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ (النساء :۲۵)﴾ اس کیوجہ فقہائے کرام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ رقیت نعمت کو مُنقِص کر دیتی ہے لہذا سزا بھی مُنقِص ہی ہونی چاہیے۔ اور رقیت کے مُنقِص ہونے کے بارے بنایہ میں ہے کہ الاترى ان العبد لا يتزوج الا اثنتين۔ (الهداية مع بداية المبتدى، كتاب الحدود، ج ٤، ص ۷۸)

باندی یا غلام محصن (شادی شدہ) نہیں ہیں جمہور کی دلیل متذکرہ بالا آیت مبارکہ ہے لہذا اگر باندیاں زنا کریں تو ان کو آزاد عورتوں کے مقابلے میں نصف سزا دی جائے گی اس آیت میں محصنہ کا اطلاق باندیوں کے مقابلے میں آزاد عورتوں پر کیا گیا ہے

۔ہمارے نزدیک کوڑے مانا اور جلا وطن کرنا دونوں باتوں کو بیک وقت جمع نہیں کیا جائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿فاجلدوا پس کوڑے مارو﴾۔ہاں امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک کوڑے بھی لگائیں جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلا وطن بھی کیا جائے گا ہاں باندی، غلام کی سزا، آزاد مرد وعورت کے مقابلے میں نصف ہوتی ہے لہذا ان کی سزا امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک پچاس کوڑے اور چھ ماہ کی جلا وطنی ہے ۔ ہمارے نزدیک اگر امام وقت جلا وطن کرنے میں فائدہ دیکھے تو کر سکتا ہے ۔
(الهداية مع بداية المبتدى، كتاب الحدود، ج٤، ص٨٢، ملخصاً)

اگر کوئی شخص غیر محل میں وطی کرے یا قوم لوط والا عمل کرے تو ایسے شخص پر امام اعظم کے نزدیک حد متعین نہ ہوگی بلکہ اس پر تعزیر ہوگی۔اور جامع الصغیر میں ہے کہ اسے قید کیا جائے گا اور صاحبین نے کہا کہ یہ بھی زنا کی طرح ہے لہذا حد نافذ کی جائے گی اور یہی امام شافعی کا ایک قول ہے اور امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ دونوں کو ہر حال میں قتل کردیا جائے کیونکہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا :''اقتلوا الفاعل و المفعول یعنی فاعل ومفعول دونوں کو قتل کردیا جائے''۔(الهداية، كتاب الحدود، باب الوطء الذى يوجب الحد، ج٤، ص٩٢)۔اگر کوئی شخص غیر محل یعنی دبر میں وطی کرے تو امام اعظم کے نزدیک مطلقاً حد نہیں بلکہ ایسی صورت میں تعزیر ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک اجنبی پر ایسا فعل کرنے کی صورت میں حد لازم ہوگی جبکہ اگر کوئی شخص ایسا فعل کسی باندی، غلام یا زوجہ سے کرے تو بالا جماع حد نہ ہوگی بلکہ تعزیر ہوگی،درر میں ہے کہ ایسے شخص کو آگ میں جلا دیا جائے یا اس پر دیوار گرادی جائے اور پھر اوپر سے پتھر مار مار کر سنگسار کردیا جائے،الحاوی میں ہے کہ ایسا فعل کرنے والے کو کوڑے لگانا زیادہ صحیح ہے،فتح القدیر میں ہے کہ ایسے شخص کو قید کیا جائے حتی کہ مرجائے یا توبہ کرلے،اور اگر پھر یہی جرم کرے تو امام وقت اسے قتل کردے۔ (الدر المختار، كتاب الحدود، باب الوطى يوجب الحد، ج٦، ص٣٨)

اگر یہ کہا جائے کہ کنیز سے وطی جائز ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں ہم فتاوی رضویہ سے جزیہ پیش کرتے ہیں کہ وہ عورت کہ بملک کسی کی ملک ہو اس کی کنیز ہے لہذا اگر اپنی کنیز شرعی ہے تو اس سے نکاح باطل ہے اور بلا نکاح حلال ہے اگر کوئی ممانعت شرعیہ نہ ہو ،مولا کے جو اولاد اس سے ہو صحیح النسب ہے اور ترکہ پدری پانے کی مستحق ہے جبکہ مولا نے اقرار کیا ہو کہ یہ میری اولاد ہے۔
(الفتاوى الرضوية مخرجه، ج١١، ص٢٤٢، ملتقطاً و ملخصاً)

حد زنا جاری کرنے کے لیے چند شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے جو یہ ہیں(۱)......زنا کرنے والا بالغ ہو،نابالغ پر حد بالاتفاق جاری نہیں ہوتی۔(۲)......زنا کرنے والا عاقل ہو، پاگل اور مجنون پر بالاتفاق حد جاری نہ ہوگی۔(۳)......جمہور فقہاء کے نزدیک زانی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے،شادی شدہ کافر پر فقہاء احناف کے نزدیک حد جاری نہ ہوگی۔(۴)......زانی مختار ہو اگر اس پر جبر کیا گیا ہے تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے۔اور فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس پر حد ہے اور اگر عورت پر جبر کیا گیا تو اس پر بالاتفاق حد نہیں ہے۔(۵)......عورت سے زنا کرے،اگر جانور سے وطی کی ہے تو مذاہب اربعہ میں بالاتفاق اس پر حد نہیں ہے،البتہ تعزیر ہے اور جمہور کے نزدیک جانور کو بالاتفاق قتل نہیں کیا جائے گا اور اس کو کھانا جائز ہے۔فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس کا کھانا حرام ہے۔(۶)......ایسی لڑکی سے زنا کیا ہو جس کے ساتھ عادتاً وطی ہوسکتی ہو اگر بہت چھوٹی لڑکی سے زنا کیا ہے تو اس پر حد نہیں ہے، نابالغ لڑکی پر حد نہیں ہے۔(۷)......زنا کرنے میں کوئی شبہ نہ ہو اگر اس نے کسی اجنبیہ عورت کو یہ گمان کیا کہ اس کی بیوی یا باندی ہے،اور زنا کرلیا تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے اور امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر حد ہے۔(۸)......اس کو زنا کی حرمت کا علم ہو اگر وہ جہل کا دعوی کرے اور اس سے جہل متصور ہو تو اس میں فقہاء کے دو قول ہیں۔عورت غیر حربی ہو اگر وہ حربیہ ہے تو اس پر فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں۔عورت زندہ ہو اگر وہ مردہ ہے تو اس سے وطی کرنے پر جمہور کے نزدیک حد نہیں ہے اور فقہاء مالکیہ کے مشہور قول کے مطابق اس پر حد ہے۔مرد کا حشفہ عورت کی قبل میں غائب ہوجائے اگر عورت کی دبر میں وطی کرے تو جمہور کے نزدیک

حد نہیں ہے۔(۹)......اسی طرح لواطت یعنی اغلام بازی پر بھی حد نہیں ہے۔ اگر اجنبی عورت کے پیٹ یارانوں سے لذت حاصل کی تو اس پر بھی تعزیر ہے۔(۱۰)......زنا دارالاسلام میں کیا ہو، دارالکفر یا دارالحرب میں زنا کرنے پر حد نہیں ہے۔ کیونکہ قاضی اسلام کو وہاں حد جاری کرنے کا اختیار ہی نہیں۔ (شرح صحیح مسلم، ج٤، ص ٧٨٩)

احناف وشوافع کا حدِ زنا میں اختلاف: احناف کے نزدیک حدِ زنا زانی کے اپنے اقرار سے ثابت ہو جائے گی یعنی زانی کے چار مرتبہ اقرار کرنے سے زنا ثابت ہو جائے گا اور شوافع نے ایک مرتبہ کے اقرار پر اکتفاء کیا ہے جیسا کہ دیگر حقوق میں ہوتا ہے۔ ہماری دلیل حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ چار مرتبہ چار مجالس میں اقرار کرنے سے حد قائم کی گئی۔ امام شافعی اور ابن ابی لیلیٰ رحمہما اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ زانی کے اقرار سے حد واجب ہو جائے گی لہٰذا بعد میں انکار سے حد باطل نہ ہوگی اس لیے کہ یہ ان دو حجتوں میں سے ایک ہے لہٰذا اقرار سے ثابت ہو جاتی ہے جیسا کہ قصاص اور حدِ قذف میں شہادت سے ثابت ہو جاتی ہے۔ احناف کا کہنا یہ ہے کہ احتمال صدق و کذب کی بناء پر رجوع کا حق ہوگا اس لیے کہ اول مرتبہ اقرار کر لیا پھر شبہ پڑ گیا، بخلاف قصاص اور حدِ قذف کے کہ یہ حقوق العباد سے ہیں اور اس میں جھوٹ بول سکتا ہے لیکن حدِ زنا یہ حق اللہ ہے اس میں جھوٹ نہیں بولا جا سکتا۔ امام کے لیے مستحب ہے کہ اقرار کرنے والے کو رجوع کی تلقین کرے اور اس طرح کہے کہ ہو سکتا ہے کہ تم نے عورت کو فقط چھوا ہو یا بوس وکنار کیا ہو جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "لعلک لمستها او قبلتها" یعنی اے ماعز! ہو سکتا ہے کہ تم نے اس عورت کو چھوا ہو یا بوس وکنار کیا ہو۔(دو حجتوں سے مراد یہ ہے کہ یا تو خود چار مرتبہ اقرار کرے یا چار گواہیاں دیں جو کہ عینی شاہد ہوں)۔

(الهداية مع بداية المبتدى، كتاب الحدود، ج٤، ص ٧١ وغيره)

حد کی سزا میں سے کمی جائز نہیں:

۲......حد ایک قسم کی سزا ہے، جس کی مقدار شریعت نے متعین کر دی ہے کہ اس میں کمی بیشی جائز نہیں، اس سے مقصود لوگوں کو ایسے کام سے باز رکھنا ہے جس کی یہ سزا ہے اور جس پر حد قائم کی گئی وہ جب تک توبہ نہ کرے محض حد قائم کرنے سے پاک نہ ہوگا۔

(الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحدود، ج٦، ص ٥)

اگر حاکم کے پاس ایسا مقدمہ جائے اور ثبوت گزر جائے تو اب سفارش جائز نہیں، اور اگر کوئی سفارش کرے بھی تو حاکم کو چھوڑنا جائز نہیں اور اگر حاکم کے پاس پیش ہونے سے پہلے توبہ کر لے تو حد ساقط ہو جائے گی۔

(الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحدود، مطلب: التوبة تسقط الحد قبل ثبوته، ج٦، ص ٤)

حد قائم کرنا بادشاہ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے یعنی باپ اپنے بیٹے پر یا آقا اپنے غلام پر نہیں قائم کر سکتا، اور شرط یہ ہے کہ جس پر قائم کی ہو اس کی عقل درست ہو اور بدن سلامت ہو لہٰذا پاگل اور نشہ والے اور مریض اور ضعیف الخلقۃ پر قائم نہ کریں گے بلکہ پاگل اور نشہ والا جب ہوش میں آئے اور بیمار جب تندرست ہو جائے اس وقت حد قائم کریں گے۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الحدود، الباب الاول في تفسيره، ج٢، ص ١٥٨)

کتنے گواہ کی گواہی سے زنا کی حرمت ثابت ہوگی:

۳......صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ زنا گواہی اور اقرار سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ گواہی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی مرد اور عورت پر زنا کو ثابت کرنے کیلئے چار گواہ (مرد، مومن، آزاد، عادل) پیش کرے تو امام ان چاروں گواہوں سے زنا کے بارے میں سوالات کرے گا کہ زنا کہاں ہوا؟ کیسے ہوا؟ کب ہوا؟ کس نے کس کے ساتھ کیا؟ جب وہ چاروں گواہ اس بارے میں بیان دیدیں

گے کہ ہم نے فلاں کو اپنی آنکھوں سے فلاں کے ساتھ وطی کرتے اس طرح دیکھا جیسے سوئی کے ناکے میں دھاگہ ڈالا جاتا ہے۔اور اقرار یہ ہے کہ عاقل، بالغ شخص اپنی ذات پر چار مرتبہ چار مجلسوں میں اقرار کرے پھر جب وہ چار مرتبہ اقرار کرلے گا تو قاضی اس سے زنا کے بارے میں سوال کرے گا کہ وہ کب، کہاں، کیسے، کس سے ہوا؟ جب وہ شخص یہ سارے بیانات دے چکے گا تو اس پر حدزنا نافذ کی جائے گی چنانچہ شادی شدہ مرد وعورت اگر زنا کے مرتکب ہوں تو انہیں رجم کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائیں اور غیر شادی شدہ مرد وعورت اگر یہ کام کریں تو انہیں سو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔اور غلام نے زنا کیا تو اسے پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

(القدوری، کتاب الحدود، ص٢٠٤، ٢٠٥ ملخصاً)

بدکار ومشرک مرد وعورت کا نکاح:

۴.....قرآن مجید میں ہے﴿الزانیة لا ینکحها الا زان او مشرک (النور:۳)﴾ میں ممانعت موجود ہے، حضرت مرثد بن ابومرثد رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کی جانب قیدی لے کر جایا کرتے تھے اور مکہ مکرمہ میں عناق نامی ایک بدکار عورت تھی جو اُن کی آشنا تھی، جب یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آیا میں عناق سے نکاح کرلوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے تو یہ آیت نازل ہوئی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور یہ سنا کر فرمایا کہ اس سے نکاح نہ کرو۔(سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی قوله تعالی الزانی لاینکح، رقم:٢٠٥١، ص٣٨٠)۔علامہ شامی ردالمحتار ،کتاب النکاح ،فصل فی المحرمات میں فرماتے ہیں"یحرم کل من الزنی والمزنیة علی اصل الاخر وفرعه رضاعا یعنی رضاعت پر قیاس کرتے ہوئے زانی اور زانیہ کی تمام اولاد، ہر ایک کی اصل اور فروع پر حرام ہے۔

حد قذف کا بیان:

۵.....علامہ زبیدی قذف کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:قذف بالحجارة کا معنی ہے پتھر پھینکنا،اور قذف المحصنة کا معنی ہے پاک دامن پر زنا کی تہمت لگانا اور یہ مجاز ہے،ایک قول یہ ہے کہ قذف کا معنی ہے گالی دینا،حدیث میں ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی،اصل میں قذف کا معنی ہے پھینکنا، پھر یہ لفظ گالی اور زنا کی تہمت میں استعمال ہوا۔

(تاج العروس، ج٦، ص ٢١٧)

کسی پر زنا کی تہمت لگانے کو قذف کہتے ہیں اور یہ کبیرہ گناہ ہے،حد قذف پر اسی کوڑے ہیں اور غلام پر چالیس۔(الدرالمختار مع درالمحتار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج٦،ص٧٩)۔ قذف کا ثبوت دو مردوں کی گواہی سے ہوگا یا اس تہمت لگانے والے کے اقرار سے،اور اس جگہ عورتوں کی گواہی یا شہادۃ علی الشہادۃ کافی نہیں بلکہ ایک قاضی نے اگر دوسرے قاضی کے پاس لکھ بھیجا کہ میرے نزدیک قذف کا ثبوت ہو چکا ہے اور کتاب القاضی کے شرائط بھی پائے جائیں جب بھی دوسرا قاضی حد قذف قائم نہیں کرسکتا،یوہیں اگر قاذف (زنا کی تہمت لگانے والا) نے قذف سے انکار کردیا اور گواہوں کے ثبوت نہ ہو تو اس سے حلف نہ لیں گے اور اگر اس پر حلف رکھا گیا اور اس نے قسم کھانے سے انکار کیا تو حد قائم نہ کریں گے اور اگر گواہوں میں باہم اختلاف ہوا،ایک گواہ قذف کا کچھ وقت بتاتا ہے اور دوسرا گواہ دوسرا وقت کہتا ہے تو یہ اختلاف معتبر نہیں یعنی حد جاری کریں گے۔اور اگر ایک نے قذف کی شہادت دی اور دوسرے نے اقرار کی یا ایک کہتا ہے کہ مثلاً فارسی زبان میں تہمت لگائی اور دوسرا یہ بیان کرتا ہے کہ اردو میں،تو حد نہیں۔

تہمت لگانے والے پر حد جاری ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں: جس پر تہمت لگائی گئی ہو وہ مسلمان ہو، عاقل ہو، بالغ ہو، آزاد، پارسا ہو، تہمت لگانے والے کا نہ وہ لڑکا ہو نہ ہی پوتا ہو اور گونگا نہ ہو، خصی نہ ہو، نہ اس کا عضو مخصوص جڑ سے کٹا ہوا ہو، نہ اس نے

نکاح فاسد کے ساتھ وطی کی ہو، عورت پر تہمت لگائی تو وہ ایسی نہ ہو جس سے وطی نہ کی جاسکے، وقت حد تک وہ شخص محصن ہو، لہذا معاذ اللہ قذف کے بعد مرتد ہوگیا یا مجنون یا بوہرا ہوگیا یا وطی حرام کی یا گونگا ہوگیا تو حد نہیں ۔(الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج۶،ص ۸۰وغیرہ)،(بہارشریعت مخرجہ، حد قذف کا بیان، ج۲، حصہ نہم، ص ۳۹۴وغیرہ)۔

لعان کابیان :

۱......مرد نے اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائی اس طرح پر کہ اگر اجنبیہ عورت کو لگاتا تو حد قذف یعنی تہمت زنا کی حد اس پر لگائی جاتی، یعنی عورت عاقلہ، بالغہ، آزاد، مسلمہ، پاکدامن، ہو تو لعان کیا جائے گا اس کا طریقہ یہ ہے کہ قاضی کے حضور پہلے شوہر قسم کے ساتھ چار مرتبہ شہادت دے یعنی کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی اس میں خدا کی قسم میں سچا ہوں، پھر پانچویں مرتبہ کہے کہ اُس پر خدا کی لعنت اگر اس امر میں کہ اس کو زنا کی تہمت لگائی جھوٹ بولنے والوں سے ہو، اور ہر بار لفظ ''اُس'' سے عورت کی طرف اشارہ کرے پھر عورت چار مرتبہ یہ کہے کہ میں شہادت دیتی ہوں خدا کی قسم! اس نے جو مجھے زنا کی تہمت لگائی ہے، اس بات میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اُس پر اللہ کا غضب ہو اگر یہ اُس بات میں سچا ہو جو مجھے زنا کی تہمت لگائی، لعان میں لفظ شہادت شرط ہے، اگر یہ کہا کہ میں خدا کی قسم کھا تا ہوں کہ سچا ہوں، لعان نہ ہوا۔(الفتاوی الهندیه، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج۱،ص ۵۴۲وغیرہ)۔ (بہارشریعت مخرجہ، لعان کا بیان، حصہ ۸، ج۲، ص ۲۲۰)۔

اغــراض :هــذه: اسم اشارہ ہے، اللہ ﷻ کے علم کا بیان ہے حاضر مشاہدے کے اعتبار سے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ سورۃ کو موصوف، انزلناها کو اس کی صفت، ملا کر مبتدا اور '' الزانية و الزاني '' کو اس کی خبر بنایا جائے۔

لو جمها بالسنة: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے الزانية اور الزاني عام ہیں جو کہ محصن وغیر محصن دونوں کو شامل ہیں لیکن سنت سے محصن کو الگ کر کے اس کی حد رجم بیان کردی، اور کلام غیر محصن کے بارے میں ہوگیا۔

والرقيق على النصف مما ذكر: یعنی غلام کو نصف کوڑے مارے جائیں اور جلا وطن کیا جائے اور یہ امام شافعی کا مذہب ہے جب کہ امام مالک کے نزدیک صرف آزاد مرد کو جلا وطن کیا جائے جب کہ آزاد عورت اور باندی کو جلا وطن نہیں کیا جائے۔

بـان تتـركـوا شيـئـا من حدهمـا: یعنی حدود کو قائم کرنے میں اللہ ﷻ کی رضا شامل ہوتی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے: ''زمین میں اللہ کی حد کو قائم کرنا چالیس دن کی بارش سے بہتر ہے''۔ **وهو جوابه**: مراد کوفیوں کی رائے ہے۔ او ذال: مراد بصریوں کی رائے ہے۔

اى مـنـاسب لكل منهما ما ذكر: اس میں ان لوگوں کے لیے زجر و توبیخ ہے جو زانیہ سے نکاح کے خواہشمند ہوتے ہیں، معنی یہ ہے کہ زانیہ مرد و عورت کا نکاح انہی جیسے سے ہوتا ہے اور مشرکہ مرد و عورت کا نکاح بھی انہی جیسوں سے ہوتا ہے۔

العفيفات: لغت کا اعتبار کرتے ہوئے المحصنت کی تفسیر العفيفات سے کی گئی ہے، اس لیے کہ محصن ہونے کا اطلاق عفت پر ہوتا ہے اور تزوج و حریت پر بھی ہوتا ہے، اسی سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ اگر غیر عفیف پر تہمت لگائی جائے تو بھی حد نہ ہوگی، اور عفت میں زیادتی کی شرط اس لیے ہے کہ تہمت زنا اور لواطت کو ثابت کرتی ہے جب کہ مرد کا آلہ ہو، اور اگر آلہ کٹے ہوئے پر تہمت لگی ہو تو پھر حد بھی نہ ہوگی، اور اگر آزاد مسلمان مکلف ہو تو شرط نہ پائی جانے کی صورت میں حد قذف بھی نہ ہوگی مگر یہ کہ بچے سے لواطت کرنے یا بچی سے معاملہ ہو جائے تو امام مالک کے نزدیک حد ہوگی جب کہ امام شافعی کے نزدیک تعزیر ہوگی۔

وقيل لا تقبل: سے امام ابوحنیفہ کے مذہب کی جانب اشارہ ہے، جس کا بیان ہم نے حاشیہ نمبر۵ میں کر دیا ہے۔

من الزنا: سے مفسر نے حمل کی نفی کردی، یعنی لعان کا ثبوت زنا کے دیکھے جانے سے ہے نہ کہ حمل کے ظاہر ہونے سے۔

الجماعة من الصحابة۔ مرادھلال بن امیہ، عویمر بن عجلانی اور عاصم بن عدی ہیں۔ (الصاوی، ج۴، ص ۱۷۱ وغیرہ)

رکوع نمبر:۸

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ ﴾اَسۡوَءَ الکِذبِ علی عائشة اُم المومنینَ رضی الله عنها بِقَذفِها ﴿عُصۡبَةٌ مِّنۡکُمۡ﴾جماعَةٌ مِنَ المومنینَ قالت حَسانُ بنُ ثابتٍ وَعَبدُ اللهِ ابن اُبی ومِسۡطَحٌ وَحَمنَةُ بِنتُ جَیشٍ﴿ لَا تَحۡسَبُوۡهُ ﴾اَیُّها المومِنونَ غیرِ العُصبَةِ﴿شَرًّا لَّکُمۡ ؕ بَلۡ هُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ؕ ﴾یَاجُرُکُمُ اللهُ بِهٖ وَیُظۡهِرُ بَراءَةَ عائشةَ ومَنۡ جاءَ مَعها مِنهُ وَهُوَ صَفوانُ فَاِنَّها قالتۡ کُنتُ مع النبیّ ﷺ فی غَزۡوَة بَعدَ ما اُنزِلَ الحِجَابُ فَفَرغَ مِنها وَرَجَعَ وَدَنا مِنَ المَدینَةِ وَاَذِنَ بِالرَّحِیلِ لَیلَةً فَمَشِیتُ وَقَضَیتُ شَانِی وَ اَقبَلتُ الی الرَّحۡلِ فَاِذَا عِقۡدِی اِنۡقَطَعَ هُوَ بِکَسرِ المُهۡمَلَةِ القَلادة فَرَجعۡتُ اَلتَمِسُهٗ وَحَمَلوا هَودَجِی هُو مَا یَرکَبُ فیه علی بَعِیری یَحۡسَبُونَنِی فیه وکَانَتِ النِساءُ خِفافا اِنما یاکُلنَ العُلقَةَ هُوَ بِضَمِّ المُهۡمَلَة وَسُکونِ اللَّامِ مِنَ الطعامِ : ای القَلیل وَوَجدتُ عقۡدِی وجِئتُ بعد ما سَارُوا فَجَلستُ فی المنزِلِ الذِی کنتُ فیه وَظَنَنتُ اَنَّ القَومَ سَیَفۡقِدونَنِی فَیَرجِعونَ اِلَیَّ فَغَلَبَتنِی عَینَایَ فَنُمتُ وکانَ صَفوانُ قَد عَرَّسَ مِن وَراءِ الجَیشِ فَادَّلَجَ هُما بِتَشدیدِ الراءِ والدال ای نَزَلَ مِنۡ آخرِ اللیلِ لِلۡاِسۡتِراحَةِ فَسارَ مِنهُ فَاَصبحَ فی مَنۡزِلی فَرآی سَوادَ اِنۡسانٍ نائمٍ ای شَخۡصَهٗ فَعَرفَنِی حِینَ رآنِی وَکانَ یَرانِی قَبلَ الحِجَابِ فَاسۡتَیقَظۡتُ بِاسۡتِرجَاعِهٖ حِینَ عَرفَنِی ای قَولَهٗ اِنا للهِ واِنَّا اِلیهِ راجعونَ فَخَمَّرتُ وَجۡهِیۡ بِجِلۡبَابِی ای غَطَّیتُهٗ بِالمَلاءَةِ واللهِ مَا کَلَّمَنِی بِکَلِمَةٍ ولا سَمِعتُ منهُ کلمةً غیرَ اِسۡتِرجاعِهٖ حینَ اَناخَ راحِلَتَهٗ ووَطِیءَ علی یَدِها فَرَکِبتُها فانۡطَلَقَ یَقُودُ بِیَ الرَّاحِلَةَ حَتّٰی اَتَینا الجَیشَ بَعد ما نَزَلوا مُوغِرِینَ فی نَحرِ الظَّهِیرةِ ای من اَوغَروا اقِفِینَ فی مکان وعرفی مِنۡ شِدةِ الحرِ فَهَلکَ مَنۡ هَلکَ فِیَّ ،وَکانَ الذِی تولی کبره منهم عبدالله بن اُبی اِبۡنِ سلولٍ اه.قولها رواه الشیخان قال تعالی ﴿لِکُلِّ امۡرِیٴٍ مِّنۡهُمۡ ﴾ای علیه﴿مَّا اکۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ ؕ ﴾فِی ذالکَ ﴿وَالَّذِیۡ تَوَلّٰی کِبۡرَهٗ مِنۡهُمۡ ﴾ای تحملَ مُعظَمهُ فَبداءَ بالخوضِ فیه وَاشاعهٖ وهُوَ عَبدُالله بن اُبی ﴿لَهٗ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ (۱۱)﴾هُو النارُ فی الاٰخِرةِ ﴿لَوۡلَاۤ ﴾هلا﴿اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِهِمۡ ﴾ای ظَنَّ بَعضُهم بِبَعضٍ ﴿خَیۡرًا ۙ وَّقَالُوۡا هٰذَاۤ اِفۡکٌ مُّبِیۡنٌ (۱۲)﴾ کِذبٌ بَیِّنٌ فیه اِلتِفاتٌ عنِ الخِطابِ ای ظَنَنتُم اَیها العُصبَةُ و قُلتمۡ﴿لَوۡلَا ﴾هلا﴿جَآءُوۡ ﴾ای العُصبةِ﴿عَلَیۡهِ بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ ﴾شاهَدُوهُ﴿فَاِذۡ لَمۡ یَاۡتُوۡا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنۡدَ اللّٰهِ ﴾ای فِی حُکمِهٖ﴿هُمُ الۡکٰذِبُوۡنَ (۱۳)﴾فیه﴿وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ لَمَسَّکُمۡ فِیۡ مَاۤ اَفَضۡتُمۡ فِیۡهِ ﴾اَیها العُصبَةُ ای خُضتُم﴿عَذَابٌ عَظِیۡمٌ (۱۴)﴾فی الاٰخِرةِ﴿اِذۡ تَلَقَّوۡنَهٗ بِاَلۡسِنَتِکُمۡ ﴾ای یَروِیهِ بَعضُکم عنۡ بَعضٍ وحُذِفَ مِنَ الفعلِ اِحدی التَّائینِ واِذۡ مَنصوبٌ بِمَسَّکُم او بِاَفَضتم﴿وَتَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِکُمۡ مَّا لَیۡسَ لَکُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ وَّتَحۡسَبُوۡنَهٗ هَیِّنًا ﴾لا اِثمَ

فیہ﴿وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ (۱۵)﴾فی الْاِثْمِ﴿وَلَوْلَآ ﴾هلا﴿اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ ﴾ما ينبغی﴿لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ ﴾هُوَ لِلتعجب هُنا﴿هٰذَا بُهْتَانٌ ﴾ كِذْبٌ﴿عَظِيْمٌ (۱۶) يَعِظُكُمُ اللّٰهُ ﴾ينهاكم﴿اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۱۷)﴾تتعظوا﴿وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ط ﴾فی الامرِ والنَّهي ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ﴾بما يامُرُ به وَيَنهٰى عنهُ﴿حَكِيْمٌ (۱۸)﴾فیہ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ ﴾بِاللسانِ ﴿فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾بِنِسْبَتِهَا اِليهِمْ وَهُم بِالعُصبةِ﴿لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا﴾بالحدِّ لِلقذفِ ﴿ وَالْاٰخِرَةِ ﴾بالنارِ لِحق اللهِ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ ﴾اِنتِفائَها عنهمُ﴿وَاَنْتُمْ ﴾ايها العُصبةُ﴿لَا تَعْلَمُوْنَ (۱۹)﴾وُجودَها فِيهمُ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ﴾اَيها العُصبة﴿وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۲۰) النصف﴾بِكم لَعاجَلكم بِالْعُقوبَةِ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک وہ کہ لائے ہیں یہ بڑا بہتان......۱......(یعنی ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت کا سب سے بڑا جھوٹ) تمہیں میں کی ایک جماعت ہے (یعنی مومنین ہی کی ایک جماعت ہے......۲......، ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس سے مراد حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ابن سلول، حضرت مسطح اور حمنۃ بنت جحش ہیں) اسے نہ سمجھو (یعنی اے وہ ایمان والو، کہ ان کا اس جماعت سے کوئی تعلق نہیں) اپنے لیے برا، بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے (اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر عطا فرمائے گا اور ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اور ان کے ساتھ ساتھ صحابی رسول یعنی حضرت سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ کی براءت بھی ظاہر فرما دے گا، ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حجاب ......۳......کا حکم نازل ہونے کے بعد میں ایک غزوہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے فارغ ہو کر واپس لوٹ رہے تھے تو مدینہ شریف کے قریب پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت کوچ کا اعلان کر دیا، میں اکیلی ہی قضائے حاجت کے لئے گئی ہوئی تھی، جب پڑاؤ کے مقام پر پہنچی تو اپنے گلے کے ہار کو ٹوٹا ہوا پا کر اسے تلاش کرنے واپس چلی گئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میرے اس ھودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا کہ جس میں سوار ہوا جاتا ہے یہ گمان کرتے ہوئے کہ میں اس میں موجود ہوں، اس لئے کہ ان دنوں عورتیں بہت کم خوراک کھانے کی وجہ سے بہت ہلکی ہوا کرتی تھیں، مجھے میرا ہار تو مل گیا لیکن جب میں واپس لوٹی تو وہ کوچ کر چکے تھے، پس میں جہاں تھی اسی جگہ بیٹھ گئی، یہ گمان کرتے ہوئے کہ جب وہ لوگ مجھے گم پائیں گے تو میرے پاس واپس لوٹ آئیں گے، اس کے بعد مجھ پر نیند غالب آ گئی تو میں سو گئی، حضرت سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے پیچھے رات کے آخری حصہ میں پڑاؤ کیا کرتے تھے، چنانچہ جب وہ روانہ ہوئے، یہاں عرّس کا معنی ہے رات کے آخری حصے میں آرام کی خاطر قیام کرنا جبکہ ادّلج کا معنی ہے روانہ ہونا، تو میری جگہ کے قریب سے گزرتے ہوئے کسی سوئے ہوئے انسان کا ڈھانچہ دیکھا، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فوراً پہچان گئے اس لئے کہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھ رکھا تھا، جب انہوں نے مجھے پہچان لیا تو بلند آواز سے ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ﴾ پڑھا جس کی وجہ سے میں بیدار ہو گئی اور اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا، اللہ تعالیٰ کی قسم! نہ تو انہوں نے ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ﴾ سے زائد کوئی کلمہ کہا اور نہ ہی میں نے کچھ سنا، جب انہوں نے اپنی اونٹنی کو زمین پر بٹھایا تو اس کے گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑ لیا، اور جب میں اس پر سوار ہو گئی تو وہ مجھے لے کر چل دیئے یہاں تک کہ ہم لشکر سے جا ملے جبکہ وہ دوپہر کے وقت گرمی کی شدت

سے آرام کرنے کی خاطر ایک جگہ پڑاؤ کیے ہوئے تھا، چنانچہ میرے معاملہ میں جس نے ہلاکت ہونا تھا ہلاک و برباد ہو گیا۔ اور جس نے سب سے زیادہ ان لوگوں میں سے اس معاملہ میں حصہ لیا وہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا، یہ روایت شیخین سے مروی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) ان میں ہر شخص کے لیے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا (اس معاملہ میں حصہ لے کر) اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا (یعنی جس نے سب سے بڑھ چڑھ کر اس میں معاملے میں حصہ لیا اور اس کی تشہیر میں خوب سرگرم رہا وہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا) اس کے لیے بڑا عذاب ہے (یعنی وہ آخرت میں دوزخ میں ہوگا) کیوں نہ ہوا (لو لا بمعنی ھلا ہے) جب (اذ بمعنی حین ہے، یعنی جس وقت) تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر (یعنی ایک دوسرے کے متعلق) نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے (یعنی واضح جھوٹ ہے، اس آیتِ مبارکہ میں حاضر کے صیغے ذکر کرنے کے بعد غائب کے صیغوں کی طرف التفات ہے، یعنی اے جماعت! تم یہ گمان کرتے اور کہتے) کیوں نہ (لو لا بمعنی ھلا ہے) اس پر چار گواہ لائے ......ہیں......(جنہوں نے اس کو دیکھا ہو) تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک (یعنی اس کے حکم کے مطابق) جھوٹے ہیں (اس معاملہ میں) اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی تو جس چرچے میں تم پڑے اس پر تمہیں پہنچتا (ما افضتم فیہ بمعنی خضتم ہے) بڑا عذاب (آخرت میں) جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سن کر لاتے تھے (یعنی ایک دوسرے سے سن کر آگے بیان کرتے تھے، تلقونہ اصل میں تتلقونہ تھا جس میں ایک تا محذوف ہے اور اذ یا تومکم کی وجہ سے محلِ نصب میں ہے یا پھر افضتم کی وجہ سے منصوب ہے) اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے سہل سمجھتے تھے (کہ اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا) اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے (گناہ ہونے میں) اور کیوں نہ ہوا (لو لا بمعنی ھلا ہے) جب (اذ ظرفیہ بمعنی حین ہے یعنی جس وقت) تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا (یعنی ہمیں یہ زیبا نہیں) کہ ایسی بات کہیں الٰہی پاکی ہے تجھے (یہ کلمہ یہاں تعجب کے اظہار کے لئے ہے) یہ بڑا بہتان (یعنی جھوٹ) ہے، اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے (یعنی منع فرماتا ہے) کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو (اس سے نصیحت حاصل کرو) اور اللہ تمہارے لیے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے (امر و نہی کی) اور اللہ علم رکھنے والا ہے (جس بات کا حکم دیتا ہے اور جس سے منع فرماتا ہے) اور حکمت والا (ہے اپنے ان معاملات میں) وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ برا چرچا پھیلے (زبان کے ذریعے) مسلمانوں میں (اس برائی کی نسبت سب مسلمانوں کی طرف کر کے، حالانکہ وہ تو صرف ایک جماعت ہے) ان کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا میں (حدِ قذف کا) اور آخرت میں (آگ کا، اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے) اور اللہ جانتا ہے (ان سے اس برائی کے سرزد نہ ہونے کو) اور تم (اے تہمت لگانے والے چند لوگو!) نہیں جانتے (اس کے ان میں پائے جانے کو) اور اگر تم پر (اے لوگو!) اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (اس معاملے کو چھپانے کی وجہ سے) اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان مہر والا ہے تو تم اس کا مزہ چکھتے (یعنی وہ تمہیں جلد سزا دیتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الذین جاء وا بالافک عصبۃ منکم لا تحسبوہ شرالکم بل ھو خیر لکم﴾.

ان: حرفِ مشبہ، الذین: موصول، جاء وا بالافک: صلہ، ملکر اسم، عصبۃ: موصوف، منکم: ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لا تحسبوہ: فعل نہی با فاعل و مفعول اول، شرالکم: مشبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، بل: حرف اضراب و عطف، ھو: مبتدا، خیر لکم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لکل امری منھم ما اکتسب من الاثم﴾.

لام: جار، کل: مضاف، امرئ: موصوف، منھم: ظرف مستقر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر، خبر مقدم، ما: موصول، اکتسب من الاثم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم﴾۔

و: مستانفہ، الذی: موصول، تولی: فعل، "ھو" ضمیر ذوالحال، منھم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، کبرہ: مفعول، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، لہ عذاب عظیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنت بانفسھم خیرا وقالوا ھذا افک مبین○لولا جاء و علیہ باربعۃ شھداء فاذلم یاتوا بالشھداء فاولئک عند اللہ ھم الکذبون﴾۔

لولا: حرف تحضیض متضمن معنی شرط، اذ: مضاف، سمعتموہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم، ظن: فعل، المؤمنون والمومنت: فاعل، بانفسھم خیرا: شبہ جملہ مفعول، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، قالوا: قول، ھذا افک مبین: جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر شرط، لولا: حرف شرط ثانی، جاء وا: فعل با فاعل، علیہ: ظرف لغو مقدم، شھداء: جمع شھید فاعل، ملکر شبہ جملہ مضاف الیہ، اربعۃ: مضاف کے لیے ملکر "ب" جار کے لیے مجرور، ملکا ظرف لغو، جاء وا اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ شرط ثانی، ف: عاطفہ زائدہ، اذ: مضاف، لم یاتوا بالشھداء: ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم "الکاذبون" کے لیے، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر "ھم" مبتدا کے لیے، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ف: جزائیہ، اولئک: ذوالحال، عنداللہ: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مبتدا، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ فی الدنیا والاخرۃ لمسکم فی ما افضتم فیہ عذاب عظیم﴾۔

و: عاطفہ، لولا: حرف شرط، فضل اللہ علیکم: شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، رحمۃ: ذوالحال، فی الدنیا والاخرۃ: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا "موجود" خبر محذوف، ملکر شرط، لام: تاکیدیہ، مسکم: فعل ومفعول، فی ما افضتم فیہ: ظرف لغو، عذاب عظیم: فاعل، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اذ تلقونہ بالسنتکم وتقولون بافواھکم ما لیس لکم بہ علم﴾۔

اذ: مضاف، تلقونہ بالسنتکم: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، تقولون بافواھکم: فعل با فاعل و ظرف لغو، ما: موصول، لیس: فعل ناقص، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، بہ علم: شبہ جملہ اسم، ملکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف واقع ہے، ماقبل "مسکم" فعل کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم﴾۔

و: عاطفہ، تحسبونہ: فعل با فاعل ومفعول، ھینا: ذوالحال، و: حالیہ، ھو: ذوالحال، عنداللہ: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مبتدا، عظیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تقولون" پر معطوف ہے۔

﴿ولولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بھذا سبحنک ھذا بھتان عظیم﴾۔

و: مستانفہ، لولا: حرف تحضیض، اذ: مضاف، سمعتموہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم، قلتم: فعل، تم: ضمیر ذوالحال، سبحنک: مفعول مطلق جملہ فعلیہ، ہو کر حال، ملکر فاعل، ما: نافیہ، یکون: فعل ناقص، لنا: ظرف مستقر خبر مقدم، ان: مصدریہ، نتکلم بھذا: جملہ بتاویل مصدر اسم، ملکر قول، ملکر مقولہ اول، ھذا بھتان عظیم: جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدا ان کنتم مومنین﴾۔
یعظکم اللہ: فعل بامفعول وفاعل،ان :مصدریہ، تعودوا لمثلہ ابدا: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر "کراھۃ" مصدر مضاف کے لیے مضاف الیہ،ملکر مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ،ان :شرطیہ، کنتم مؤمنین: ملکر جزا محذوف" فلا تعودوا المثلہ" کے لئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔
﴿ویبین اللہ لکم الایت واللہ علیم حکیم﴾۔
و:عاطفہ، یبین اللہ لکم الایت: فعل وفاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و:عاطفہ، اللہ :مبتدا، علیم حکیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ﴾۔
ان: حرف مشبہ، الذین:موصول، یحبون:فعل بافاعل،ان :مصدریہ، تشیع الفاحشۃ :فعل وفاعل، فی الذین امنوا:ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر صلہ،ملکر اسم، لھم :ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب :موصوف، الیم: صفت اول، فی الدنیا والاخرۃ:ظرف مستقر صفت ثانی،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿واللہ یعلم وانتم لا تعلمون﴾۔
و: عاطفہ، اللہ:مبتدا، یعلم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انتم: مبتدا، لا تعلمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ وان اللہ رءوف رحیم﴾۔
و: عاطفہ، لولا :حرف شرطیہ، فضل اللہ علیکم: شبہ جملہ معطوف علیہ،و :عاطفہ، رحمتہ :معطوف اول، و: عاطفہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، رءوف رحیم : خبر،ملکر معطوف ثانی،ملکر مبتدا "موجود" خبر محذوف،ملکر جزا محذوف " لعاجلکم بالعقوبۃ" کے لیے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شان صدیقہ اور بہتان عظیم:

۱.....اللہ عزوجل نے چار اشخاص کی برائت بیان کی، حضرت یوسف علیہ السلام کی برائت ایک شاہد کی زبان سے بیان کی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف یہود نے ایک مکروہ بیماری کی نسبت کی تو ان کی برائت ایک پتھر نے بیان کی، حضرت بی بی مریم کی برائت ان کے بیٹے نے بیان کی اور بی بی عائشہ کی برائت اللہ عزوجل نے قرآن مجید کی دس (ایک قول کے مطابق اٹھارہ) آیات میں بیان کی، جن کی قیامت تک تلاوت ہوتی رہے گی، روایت ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آنے کی اجازت چاہی، حضرت عائشہ نے فرمایا: "اب وہ آئے گا اور میری تعریف کرے گا"، حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس کو یہ بتایا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ام المومنین مجھ کو اجازت نہیں دیں گی، میں نہیں آؤں گا، حضرت عائشہ صدیقہ نے اجازت دے دی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے تو حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ نے کہا میں دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگتی ہوں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اے ام المومنین! آپ کو دوزخ کے عذاب سے کیا خطرہ؟ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہا کو دوزخ کے عذاب سے پناہ دے دی ہے، اور آپ رضی اللہ عنہا کے متعلق قرآن مجید کی آیات نازل کی ہیں، جن کی مسجدوں میں تلاوت کی جاتی ہے، اور اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہا کو طیب قرار دیا ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا: "طیبات طیبین کے لیے ہیں، اور طیبون

طیبات کے لیے ہیں، اور آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ محبوب تھیں، اور نبی پاک ﷺ طیب کے سوا کوئی چیز پسند نہیں کرتے تھے، اللہ ﷻ نے آپ رضی اللہ عنہا کے سبب تیمم کا حکم نازل فرمایا، اور فرمایا: ''صعید طیب سے وضو کرو، نیز آپ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے حد قذف مقرر ہوئی، روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور بی بی زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی اپنی فضیلت بیان کی، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: '' میں وہ ہوں جس کا اللہ ﷻ نے نکاح کیا، اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میں وہ ہوں جس کی اللہ ﷻ نے برائت بیان کی''، جب ابن المعطل نے مجھے سواری پر سوار کیا، حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہا نے سواری پر سوار ہوتے ہوئے کیا کہا تھا تو ارشاد فرمایا: ''میں نے حسبی اللہ ونعم الوکیل کہا تھا، بی بی زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہی مومنوں کی شان ہے''۔ (الرازی، ج۸، ص ۳۵۳ وغیرہ)

☆...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سید عالم ﷺ سے عرض کی مجھے منافقین کے جھوٹ کا یقین ہے، کیونکہ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو اس بات سے محفوظ رکھا ہے کہ آپ ﷺ کے جسم پر مکھی بیٹھے، کیونکہ مکھی نجاست پر بیٹھ کر آلودہ ہوتی ہے، تو جب اللہ ﷻ نے اتنی سی بات سے بھی آپ ﷺ کو محفوظ رکھا تو آپ ﷺ کو اس فاحشہ کے ساتھ ملوث ہونے والی عورت سے کیسے محفوظ نہیں رکھے گا؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کے سائے کو زمین پر پڑنے نہیں دیا کہ کسی انسان کا قدم اس سائے پر نہ پڑے تو جب کسی شخص کے لئے آپ ﷺ کے سائے پر قدم رکھنا ممکن نہیں تو کسی شخص کے لیے آپ ﷺ کی زوجہ کی عزت کو پامال کرنا کس طرح ممکن ہوگا؟، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ ﷻ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر آپ ﷺ کو خبر دی کہ آپ ﷺ کی نعلین میں گندی چیز ہے اور آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ اپنے پیر سے جوتی اتار دیجئے تاکہ آپ ﷺ کے پیر میں وہ ناپسندیدہ چیز نہ لگ جائے، تو اگر بالفرض آپ ﷺ کی زوجہ رضی اللہ عنہا اس فحاشی میں ملوث ہوگئی ہوتی تو اللہ ﷻ آپ ﷺ کو اس سے دوری اختیار کرنے کا حکم ضرور دیتا۔

(المدارک، ج۲، ص ۴۹۲)

☆...... سید عالم ﷺ کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نزول آیات سے پہلے ہی ان کی پاکدامنی کا علم تھا، چنانچہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''فواللہ ماعلمت علی اھلی الاخیرا و قد ذکروا رجلاما علمت علیہ الاخیرا بہ خدا مجھے اپنی اہلیہ میں پاکیزگی کے سوا اور کسی چیز کا علم نہیں ہے، اور انہوں نے جس شخص کے ساتھ تہمت لگائی ہے مجھے اس کے متعلق بھی صرف پاکیزگی کا علم ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: لولا اذ سمعتموہ، رقم: ۴۷۵۰، ص ۸۲۹)

☆...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جو تم کو سلام کہہ رہے ہیں، میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ ﷺ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جس کو میں نہیں دیکھ سکتی''۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب: فضل عائشۃ، رقم: ۳۷۶۸، ص ۶۳۳)

☆...... حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں میں بہت کامل گزرے ہیں اور عورتوں میں صرف مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید (گوشت کے بھنے ہوئے سالن میں روٹی کے ٹکڑے توڑ کر بھگو لئے جائیں تو اس کو ثرید کہتے ہیں) کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے''۔ (المرجع السابق، رقم: ۳۷۶۹)

☆...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گڑیوں سے کھیلتی تھیں وہ کہتی ہیں کہ میرے پاس میری سہیلیاں آتی تھیں وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر شرم یا خوف سے چھپ جاتی تھیں پھر رسول اللہ ﷺ ان کو میرے پاس بھیج دیتے پھر وہ آکر میرے ساتھ کھیلتی تھیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب: الانبساط الی الناس، رقم: ۶۱۳۰، ص ۱۰۶۸)

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم مجھے مسلسل تین راتیں خواب میں دکھائی گئیں ،میرے پاس ایک فرشتہ ریشم کے کپڑے میں تمہاری تصویر لے کر آیا، وہ یہ کہتا تھا کہ یہ تمہاری زوجہ ہے، میں نے تمہارے چہرے کو کھولا تو وہ تم تھیں، پھر میں یہ کہتا اگر یہ خواب اللہ ﷻ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو سچا کر دے''۔

(صحیح البخاری ، کتاب النکاح ،باب :النظر الی المراۃ،رقم: ۵۱۲۵،ص ۹۱۶)

اھل ایمان آپس میں کلام کرنے میں احتیاط کریں:

۲......تمام اہل اسلام ایک جسم کی طرح ہیں، ایک ہی ملت ہیں لہذا اس آیت میں مومنین کو خطاب کیا گیا ہے کہ اہل افک (یعنی بہتان لگانے والوں) پر کان نہ دھریں بلکہ مومنین ایک دوسرے کے بارے میں خیر کے خیالات رکھیں۔ام ایوب نے ابوایوب خالد بن زید سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ لوگ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: جی جانتا ہوں اور لوگ جھوٹ کہتے ہیں، اے ام ایوب کیا تو ایسا کر سکتی ہے؟ بولی: نہیں، میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتی، ابوایوب نے اپنی زوجہ ام ایوب سے کہا تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا تم سے زیادہ بہتر ہیں، پس جب قرآن نازل ہوا تو اللہ ﷻ نے ﴿ان الذین جاؤوا بالافک عصبة منکم﴾ کے ذریعے ان لوگوں کا رد بلیغ فرمایا جو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں طعن کرتے تھے، پھر متذکرہ آیات نازل ہوئی۔

(الطبری، الجزء ۱۸، ص ۱۱۶)

پردے کے احکام:

۳......شرعی پردہ سے مراد یہ ہے کہ عورت کے سر سے لیکر پاؤں کے گٹوں کے نیچے تک جسم کا کوئی حصہ بھی مثلاً سر کے بال یا بازو یا کلائی یا گلا یا پیٹ یا پنڈلی وغیرہ اجنبی مرد پر بلا اجازت شرعی ظاہر نہ ہو بلکہ اگر لباس ایسا مہین یعنی پتلا ہے جس سے بدن کی رنگت جھلکے یا ایسا چست ہے کہ کسی عضو کی ہیئت ظاہر نہیں ہو یا ڈوپٹہ اتنا باریک ہے کہ بالوں کی سیاہی چمکے یہ بھی بے پردگی ہے۔اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''جو وضع لباس وطریقہ پوشش اب عورت میں رائج ہے کہ کپڑے باریک جن میں سے بدن چمکتا ہے یا سر کے بالوں یا گلے یا بازو یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ کھلا ہو یوں تو خاص محارم کے جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے کسی کے سامنے ہونا سخت حرام قطعی ہے۔

(الفتاوی الرضویه مخرجه، ج ۲۲، ص ۲۱۷)

شرعی پردہ کرنے والوں کی بڑی شانیں ہوتی ہیں اخبار الاخیار میں ہے، سخت قحط ہوئی، لوگوں کی بہت دعاؤں کے باوجود بارش نہ ہوئی، حضرت سیدنا نظام الدین اولیاء اپنی امی جان کے کپڑے کا دھاگہ ہاتھ میں لے کر عرض کی: ''یا اللہ ﷻ! یہ اس خاتون کے دامن کا دھاگہ ہے جسے پر کبھی کسی نامحرم کی نظر نہ پڑی، میرے مولا اسی کے صدقے ہم پر رحمت کی برکھا برسا دے، ابھی دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ رحمت کے بادل گھر گئے اور رم جھم بارش ہونے لگی۔

(الاخبار الاخیار، ص ۲۹۴)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: پردہ صرف ان سے نادرست ہے جو بسبب نسب کے عورت پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوں اور کبھی کسی حالت میں ان سے نکاح ممکن نہ ہو، جیسے باپ دادا، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں، بیٹا، پوتا، نواسا، ان کے سوا جن سے نکاح درست ہے اگرچہ فی الحال ناجائز ہو جیسے بہنوئی، چچازاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، جیٹھ، دیور، سب سے پردہ واجب ہے اور جن سے نکاح ہمیشہ حرام ہے کبھی حلال نہیں ہو سکتا مگر وجہ حرمت علاقہ نسب (خونی رشتے) نہیں بلکہ علاقہ رضاعت (دودھ کے رشتے) کی وجہ سے ہے جیسے دودھ کے رشتے سے باپ، دادا، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، ماموں، چچا، بیٹا، پوتا، نواسہ، یا علاقہ صہر (سسرالی رشتہ) ہو جیسے خسر، ساس، داماد، بہو، ان سب سے نہ پردہ واجب ہے نہ نادرست ہے (یعنی ان سے پردہ کرنا نہ کرنا) سب جائز ہے، اور بحالت

جوانی یا احتمال فتنہ پردہ کرنا ہی مناسب، خصوصا دودھ کے رشتے میں کہ عوام کے خیال میں اس کی ہیبت بہت کم ہوتی ہے۔
(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج۲۲، ص ۲۳۵)

حضرت صفوان بن المعطل رضی اللہ عنہ نے جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر انا للہ وانا الیہ رجعون پڑھا تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے چہرے پر حجاب ڈال لیا یعنی چادر سے اپنا منہ چھپا لیا۔(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب:لولا اذ سمعتموہ، برقم:۴۷۵۰، ص۸۲۹)

ثبوت زنا کے لئے گواہی کا اعتبار:

۔۔۔۔۔۔نصاب شہادت زنا میں چار مرد ہیں، بقیہ حدود وقصاص کے لیے دو مرد، ان دونوں چیزوں میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں، ہاں اگر کسی نے طلاق کو شراب پینے پر معلق کر دیا تھا اور اس کے شراب پینے کی گواہی ایک مرد اور دو عورتوں نے دی تو طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائے گا اگرچہ حد جاری نہیں ہوگی۔ (الدر المختار، کتاب الشھادات، ج۸، ص۱۷۶)

آج کل ہمارے معاشرے میں جھوٹی گواہی کا رواج چل رہا ہے، لوگ دنیاوی معاملات میں نفع حاصل کرنے کے لیے جھوٹی گواہی دے دیتے ہیں، کسی پر چوری کا الزام ثابت کرنا ہو یا زنا کا، ہر قسم کے گواہ کورٹ کے باہر معمولی سے معاوضے پر مل جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر جو اُن کے بعد ہیں، پھر وہ جوان کے بعد ہیں، پھر ایسی قوم آئے گی کہ اُن کی گواہی قسم پر سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر، یعنی گواہی دینے اور قسم کھانے میں بے باک ہوں گے''۔(صحیح البخاری، کتاب الشھادات، باب لا یشھد علی شھادۃ جور، رقم:۲۶۵۲، ص ۴۲۹) ۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ عزوجل اُس کے لیے جہنم واجب کر دیگا''۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الاحکام، باب شھادۃ الزور، رقم:۲۳۷۳، ص۴۰۵)

اغراض: اسوا الکذب: یعنی لوگوں نے جھوٹ گھڑ لیا اور پھر اسے عام کیا۔

علی عائشۃ: الکذب کے متعلق ہے، سید عالم ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح مکۃ المکرمہ میں چھ یا سات سال کی عمر مبارک میں ہوا اور مدینہ منورہ میں نو سال کی عمر مبارک میں رخصتی ہوئی۔ فی غزوۃ: مکمل ومفصل بیان ماقبل دیکھ لیں۔

فی منزلہ: مراد قافلہ کا وہ مقام ہے جہاں بی بی عائشہ ٹھہری تھیں۔ فھلک من ھلک: یعنی جو شخص کسی وجہ سے پیچھے رہ جائے۔

فی حکمہ: شرعی نقطہ نگاہ سے شہادت اور حکم ظاہر پر ہوا کرتا ہے، اور یہ الزام لگانے والے اللہ کے نزدیک مطلقا جھوٹے ہیں اگرچہ شہادت ہی لے آئیں، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ الزام لگانے والے شرعی نقطہ نگاہ سے جھوٹے قرار پائے، اور اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ وہ معتبر گواہی لے بھی آئیں، تو ظاہری قول کی بنا پر ان کا حکم اللہ کے نزدیک صادق ہونے کا ہوتا لیکن اللہ نے چاہا کہ الزام لگانے والے ظاہرا اور باطنا دونوں جہتوں سے جھوٹے ہی قرار پائیں۔ موغرین: ہمارے پاس قافلہ قیلولہ کے وقت میں آیا۔

ھو للتعجب ھنا: یعنی اے اللہ! تیری حرمتوں کے اعتبار سے تیرے لئے پاکی ہے، کسی کے لیے روا نہیں کہ تیری حرمتوں کے حوالے سے کلام کرے جس کے بارے میں تو نے ﴿انما یرید اللہ لیذھب عنکم...... تطھیرا (الاحزاب:۳۳)﴾ فرمادیا ہے۔

بنسبتھا الیھم: اس جملے کے ذریعے ایمان والوں کی جانب اشارہ فرمادیا خصوصا بی بی عائشہ اور حضرت صفوان کی جانب صاحب ایمان ہونے کی قید لگادی۔ من المومنین: بظاہر مومن تھے حالانکہ عبداللہ بن ابی منافقین کے بڑے سرغناؤں میں سے تھا۔

لحق اللہ: یعنی بُرائی کی جانب قدم بڑھائے، مراد عبداللہ بن اُبی ہے، اس کے علاوہ جنہوں نے توبہ کی ان حضرات کی توبہ قبول ہوئی۔
(الصاوی، ج۴، ص ۱۷۴ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ﴾ طُرُقِ ﴿الشَّيْطٰنِ ؕ﴾ اى تَزْيِيْنِهِ ﴿وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ﴾ اَىِ الْمُتَّبَعُ ﴿يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ﴾ اَىِ القَبِيحِ ﴿وَالْمُنْكَرِ ؕ﴾ شرعا بِاِتِّبَاعِهَا ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ﴾ ايها العُصبةُ بما قُلتم مِنَ الْاِفكِ ﴿مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ﴾ اى ما صَلحَ وطَهرَ مِن هٰذا الذَّنبِ بالتوبَةِ منهُ ﴿وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ﴾ يُطَهِّرُ ﴿مَنْ يَّشَآءُ﴾ مِنَ الذَّنبِ بِقَبُولِ توبَتِهِ مِنهُ ﴿وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ﴾ لِما قُلتم ﴿عَلِيْمٌ (۲۱)﴾ بِما قَصَدتُم ﴿وَلَا يَاْتَلِ﴾ يَحلِفُ ﴿اُولُوا الْفَضْلِ﴾ اى اَصْحابُ الغِنى ﴿مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ﴾ لا ﴿يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ﴾ نَزَلَت فى ابى بَكرٍ حَلفَ اَن لا يُنفِقُ على مِسطَحٍ وَهُوَ ابنُ خالتِهِ مِسكينٌ مُهاجرٌ بَدرىٌّ لِما خاضَ فى الْاِفكِ بعد اَن كان يُنفِقُ عليه وَناسٌ مِنَ الصَّحابةِ اَقْسموا اَن لا يَتصَدَّقوا على مَن تكلَّم بِشىءٍ مِنَ الْاِفكِ ﴿وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ﴾ عَنهم فى ذٰلكَ ﴿اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۲۲)﴾ لِلمؤمنينَ قال ابوبكرٍ بلى انا اُحِبُّ اَن يَغفِرَ الله لِى وَرَجَعَ إلى مِسطَحٍ ما كانَ يُنفِقُهُ عليه ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ﴾ بِالزِّنا ﴿الْمُحْصَنٰتِ﴾ العَفائِفَ ﴿الْغٰفِلٰتِ﴾ عَنِ الفواحِشِ بِاَنْ لا يَقَعَ فِى قُلوبِهِنَّ فِعلُها ﴿الْمُؤْمِنٰتِ﴾ بالله وَرسولِهِ ﴿لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۲۳) يَّوْمَ﴾ نَاصِبُهُ الْاِستِقرارُ الَّذى تعلقَ بِهِ لهم ﴿تَشْهَدُ﴾ بالفوقانيةِ والتحتانيةِ ﴿عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۲۴)﴾ مِن قَولٍ وَفعلٍ وَهُوَ يوم القِيمَةِ ﴿يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ﴾ يُجازِيهِم جَزائَهُ الواجِبُ عليهِمْ ﴿وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ (۲۵)﴾ حيثُ حَقَّقَ لهمْ جَزائَهُ الذى كانوا يَشكونَ فيه منهم عَبدُ اللهِ ابن ابى والمحْصَنتُ هُنا اَزواجُ النبى ﷺ لم يُذكر فِى قَذْفِهِنَّ توبَةٌ ومن ذَكرَ فى قَذْفِهِنَّ اَوَّلَ سورةِ التوبَةِ غيرُهنَّ ﴿اَلْخَبِيْثٰتُ﴾ مِنَ النساءِ ومِنَ الكَلمٰتِ ﴿لِلْخَبِيْثِيْنَ﴾ مِنَ الناسِ ﴿وَالْخَبِيْثُوْنَ﴾ مِنَ الناسِ ﴿لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ﴾ مِمَّا ذُكِرَ ﴿وَالطَّيِّبٰتُ﴾ مِمَّا ذُكِرَ ﴿لِلطَّيِّبِيْنَ﴾ مِنَ الناسِ ﴿وَالطَّيِّبُوْنَ﴾ مِنهمْ ﴿لِلطَّيِّبٰتِ ۚ﴾ مِما ذُكرَ اَىِ اللَّائِقُ بالخَبيثِ مِثْلُهُ وَبِالطيِّبِ مِثلهُ ﴿اُولٰٓئِكَ﴾ الطَّيبونَ والطيباتِ مِنَ النساءِ ومِنهم عائشةُ وصَفوانُ ﴿مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ﴾ اَىِ الخبيثُونَ والخَبيثَاتُ مِن النساءِ فِيهِمْ ﴿لَهُمْ﴾ لِلطَّيِّبينَ والطَّيباتِ مِنَ النساءِ ﴿مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (۲۶)﴾ فى الجَنةِ وَقَدِ افْتَخرتْ عائشةُ بِاَشياءَ منها اَنَّها خُلقتْ طَيِّبَةً وَوُعِدتْ مَغفِرةً ورِزقا كريما.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! شیطان کے قدموں (یعنی راستوں) پر نہ چلو (یعنی اس کی ملمع کاریوں کی اتباع نہ کرو) اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو

وہ (یعنی شیطانی راستے کی پیروی کرنے والا) تو بے حیائی (فحشاء بمعنی قبیح ہے) اور بری ہی بات بتائے گا (یعنی شرعاً بری بات کی پیروی کا کہے گا......۱......) اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں ستھرا نہ ہوسکتا (اے تہمت لگانے والے لوگو! اپنے اس بہتان میں جو تم نے لگایا تھا) کوئی کبھی بھی (یعنی توبہ کے ذریعے کبھی بھی اس گناہ سے نہ تو پاک ہوسکتا اور نہ ہی درست ہوسکتا ہے......۲......) ہاں اللہ ستھرا کردیتا ہے (پاک کردیتا ہے) جسے چاہے (گناہ سے پاک کرنا اس کی توبہ قبول فرما کر) اور اللہ سنتا (ہے تمہاری باتوں کو اور) جانتا ہے (تمہارے ارادوں کو) اور قسم نہ کھائیں......۳......(یأتل بمعنی یحلف ہے) وہ جو تم میں فضیلت والے (یعنی مالدار) اور گنجائش والے ہیں دینے کی (یہاں ان ناصبہ کے بعد لا نافیہ محذوف ہے یعنی وہ نہ دینے کی قسم نہ کھائیں) قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (یہ آیت مبارکہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ......۴......کے بارے میں نازل ہوئی کہ انہوں نے حضرت مسطح پر خرچ نہ کرنے کی قسم اٹھائی تھی حالانکہ وہ آپ کے خالہ زاد بھائی تھے جو غریب و مسکین تھے اور مہاجر ہونے کے علاوہ بدری بھی تھے، اس قسم اٹھانے کی وجہ ان کا بہتان لگانے میں حصہ لینا تھا حالانکہ اس سے پہلے وہ ان پر خرچ کیا کرتے تھے، اور آپ کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بھی کئی ایک نے قسم اٹھائی کہ وہ کسی ایسے شخص پر صدقہ نہ کریں گے جس نے اس بہتان کی مہم میں زبانی حصہ لیا ہوگا) اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزریں......۵......(یعنی ان سے اس معاملے میں درگزر کریں) کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (مؤمنوں پر، یہ آیتِ مبارکہ سن کر امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں کیوں نہیں بلکہ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادے اور اس کے بعد انہوں نے حضرت مسطح پر جو کچھ پہلے خرچ کیا کرتے تھے دوبارہ کرنا شروع کردیا) بیشک وہ جو عیب لگاتے ہیں (زنا کاری کا) پارسا (یعنی پاکدامن عورتوں کو اور جو) انجان (ہیں ان بے حیائی کے کاموں سے، اس طرح کہ ان کے دلوں میں کبھی ایسے کسی فعل کے ارتکاب کا خیال بھی نہیں گزرتا) ایمان والیوں کو (یعنی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتی ہیں) ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے......۶......جس دن (یوم کا نصب دینے والا عامل محذوف استقرار ہے کہ لھم جس کے متعلق ہے) گواہی دیں گی (اس فعل کو یشھد اور تشھد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) ان پر ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے (یعنی خواہ وہ اعمال قولی ہوں گے یا فعلی، اور اس سے مراد قیامت کا دن ہے) اس دن اللہ انہیں ان کی سچی سزا پوری دے گا (یعنی جو جزاء ان پر واجب ہوچکی ہے انہیں پوری پوری دے گا) اور جان لیں گے کہ اللہ ہی صریح حق (پر) ہے (اس طریقہ سے کہ وہ ان پر اپنی اس جزاء کو ثابت و متحقق فرمادے گا کہ جس میں وہ شک کیا کرتے تھے، انہی میں سے ایک رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول بھی ہے، اور ان پاکدامن و پارسا خواتین سے مراد امہات المؤمنین یعنی سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات علیھن الرضوان ہیں، نیز امہات المؤمنین علیھن الرضوان پر تہمت لگانے کے متعلق توبہ کا ذکر نہیں ہوا بلکہ سورت کی ابتداء میں جن عورتوں پر تہمت لگانے کے متعلق توبہ کا تذکرہ ہوا ہے وہ امہات المؤمنین علیھن الرضوان کے علاوہ دوسری خواتین ہیں) گندیاں (یعنی گندی عورتیں اور گندی باتیں) گندوں (یعنی گندے مردوں) کے لیے اور گندے (لوگ) گندیوں (یعنی جو مذکور ہوئیں ان) کے لیے اور ستھریاں (کہ جن کا تذکرہ ہوچکا ہے) ستھروں (یعنی پاکیزہ مردوں) کے لیے اور ستھرے (مرد) ستھریوں کے لیے (ہیں، یعنی جن کا تذکرہ ہوا، اور اس سے مراد یہ ہے کہ خبیث کے لائق اسی کی مثل خبیث اور طیب و پاکیزہ کے لائق اسی کی مثل پاکیزہ ہے......۷......) وہ (یعنی پاکیزہ مرد اور پاکیزہ عورتیں، اور انہی میں سے ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بھی ہیں) پاک ہیں ان باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں (یعنی یہ خبیث مرد و زن ان کے بارے میں) ان کے لیے (یعنی پاکیزہ مرد اور عورتوں کے لئے) بخشش اور عزت کی روزی ہے (جنت میں، ام

المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا چند اشیاء پر فخر فرمایا کرتی تھیں ان میں ایک یہ تھی کہ انہیں پاکیزہ پیدا کیا گیا اور دوسرا یہ کہ ان سے مغفرت اور عزت کی روزی کا وعدہ کیا گیا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا لا تتبعوا خطوت الشیطن﴾.

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ، لا تتبعوا: فعل نہی با فاعل، خطوت الشیطن: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ومن یتبع خطوات الشیطن فانہ یامر بالفحشاء والمنکر﴾.

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یتبع: فعل با فاعل، خطوت الشیطن: مفعول، ملکر شرط، ف: جزائیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، یامر بالفحشآء والمنکر: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ ما زکی منکم من احد ابدا﴾.

و: عاطفہ، لولا: حرف شرط، فضل اللہ علیکم: شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، رحمتہ: معطوف ملکر مبتدا "موجود" خبر محذوف، ملکر شرط، ما زکی: فعل نفی، منکم: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائدہ، احد: ذوالحال، ملکر فاعل، ابدا: ظرف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولکن اللہ یزکی من یشاء واللہ سمیع علیم﴾.

و: عاطفہ، لکن اللہ: حرف مشبہ واسم، یزکی: فعل با فاعل، من یشآء: مفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، سمیع علیم: ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربی والمسکین والمھجرین فی سبیل اللہ﴾.

و: عاطفہ، لا یاتل: فعل، اولوا: مضاف، الفضل: معطوف علیہ، و: عاطفہ، السعۃ: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ذوالحال، منکم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ان: مصدریہ، یوتوا: بتقدیر "لا" نافیہ، فعل با فاعل، اولی القربی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، المسکین والمھجرین فی سبیل اللہ: معطوفان، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم﴾.

و: عاطفہ، لام: لام امر، یعفوا: فعل امر با فاعل، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لیصفحوا: فعل امر با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ماقبل "لا یاتل" پر معطوف ہے، ھمزہ: حرف استفہامیہ، لا تحبون: فعل با فاعل، ان یغفر اللہ لکم: جملہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، غفور رحیم: خبر، ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ غفور رحیم ○ ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المومنت لعنوا فی الدنیا والاخرۃ﴾.

و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، غفور رحیم: خبر، ان ملکر جملہ اسمیہ، ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، یرمون المحصنت الغفلت المومنت: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم، لعنوا: فعل با نائب الفاعل، فی الدنیا والاخرۃ: ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولھم عذاب عظیم ○ یوم تشھد علیھم السنتھم وایدیھم وارجلھم بما کانوا یعملون﴾.

و: عاطفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب عظیم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، یوم: مضاف، تشھد علیھم: فعل و ظرف لغو، السنتھم: معطوف علیہ، وایدیھم وارجلھم: معطوفان، ملکر فاعل، بما کانوا یعملون: ظرف لغو، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف

"استقر" فعل محذوف کے لیے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یومئذ یوفیھم اللہ دینھم الحق ویعلمون ان اللہ ھو الحق المبین﴾

یومئذ: ظرف مقدم، یوفیھم اللہ: فعل ومفعول وفاعل، دینھم: موصوف، الحق: صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یعلمون: فعل بافاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، ھو الحق المبین: جملہ اسمیہ خبر، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الخبیثت للخبیثین والخبیثون للخبیثت والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت﴾

الخبیثت: مبتدا، للخبیثین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، والخبیثون ...... الخ: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿اولئک مبرء ون مما یقولون لھم مغفرۃ ورزق کریم﴾

اولئک: مبتدا، مبرء ون: اسم مفعول بانائب الفاعل، مما یقولون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، مغفرۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رزق کریم: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... ولا یاتل اولوا الفضل...... ☆ یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کے ساتھ سلوک نہ کریں گے اور وہ آپ کے خالہ زاد تھے، نادار تھے، مہاجر وبدری تھے، آپ رضی اللہ عنہ ہی ان کا خرچ اٹھاتے تھے مگر چونکہ ام المومنین پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ موافقت تھی اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے یہ قسم کھائی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شیطان کی پیروی خطرے کی گھنٹی:

۱...... "خطوت" خطوۃ کی جمع ہے، اس کا معنی ہے چلتے وقت دوقدموں کا فاصلہ، اس سے مراد سیرت طریقہ بھی ہے، اب آیت کا معنی یہ ہوگا کہ شیطان کے طریقے کی پیروی نہ کرو اور جو لوگ کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگا رہے ہوں ان کی بات کان لگا کر نہ سنو، اور مسلمانوں میں کسی قسم کی بے حیائی کی بات نہ پھیلاؤ، والفحشاء کا معنی ہے بے حیائی کی ایسی بات جو بہت قبیح ہو، اور منکر اس برے کام کو کہتے ہیں جس سے لوگ متنفر ہوں اور اس کا انکار کریں۔

جو لوگ شیطان کی بات مانتے ہیں گویا وہ اپنے گلے میں خطرے کی گھنٹی ڈال لیتے ہیں، آج دنیا کا نظام درہم برہم ہوجانے کی واحد وجہ یہی ہے کہ لوگوں نے شریعت وسنت کو چھوڑ کر شیطان کی گھنٹی اپنے گلے میں ڈال لی ہے جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔

کیا توبہ سے تہمت لگانے کا گناہ معاف ہوسکتا ہے؟

۲...... جو لوگ دنیا میں بے حیائی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، لوگوں پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں ان کے لئے دنیا وآخرت میں بربادی ہے جس کا بیان اللہ عزوجل نے یوں فرمایا ﴿لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ (النور: ۱۹)﴾ اور اس سے مراد منافقین ہیں جن کے لئے دنیا وآخرت میں بربادی وتباہی ہے۔ جہاں تک مومنین کا تعلق ہے تو مومنین پر دنیا میں تہمت لگانے پر حد لازم آنا کفارہ بن جاتا ہے اور اللہ عزوجل انہیں توبہ کی توفیق دے دیتا ہے۔ جس کا بیان آیت پاک ﴿ولولا فضل اللہ علیکم ...... الخ (النور: ۲۱)﴾ میں فرمایا۔ (القرطبی، الجزء ۱۸، ص ۱۸۴ وغیرہ)

لہذا حد لازم ہونا اور توبہ کی توفیق مل جانا بڑی سعادت مندی کی بات ہے کیونکہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تہمت لگانے میں

مسلمان منافقین کے بے جا پروپیگنڈے میں آگئے تھے، جس کا ازالہ ایک طرح سے حد اور دوسرے طرح سے توبہ کی توفیق مل جانے سے ہوا۔

قسم توڑنے کا کفارہ :

۳؎......یعنی اگر قسم توڑنے میں بہتری ہے تو قسم توڑ دی جائے اور کفارہ ادا کیا جائے۔ قسم کا کفارہ یہ ہے غلام آزاد کرنا، یا دس مسکینوں کو (اوسط درجے کا) کھانا کھلانا یا ان کو (اوسط درجے کے) کپڑے پہنانا، یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تینوں باتوں میں سے کسی ایک پر عمل کرلے۔ (موجودہ دور میں غلام آزاد کرنے والی صورت ناپید ہے)۔(بھار شریعت مخرجہ، کفارہ کا بیان، حصہ ۹،ج۲، ص ۳۰۵)۔ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ نہیں اور دیا تو ادا نہ ہوا یعنی اگر کفارہ دینے کے بعد قسم توڑی تو اب پھر دے کہ جو پہلے دیا ہے وہ کفارہ نہیں مگر فقیر سے دیئے ہوئے کو واپس نہیں لے سکتا۔(الفتاوی الهندیه، کتاب الایمان، باب الثانی فیما یکون ،الفصل الثانی ،ج۲،ص۷۲)۔

شان صدیق اکبر ﷜:

۴؎......آیت مبارکہ سیدنا صدیق اکبر ﷜ کی فضیلت کے بارے میں نازل ہوئی۔ اللہ ﷯ نے انہیں ﴿اولوا الفضل والسعة﴾(النور:۲۲) فرمایا، اولوا الفضل والسعة جمع کا صیغہ ہے اگر یہ واحد کے لئے استعمال کیا جائے تو اس سے فرد واحد کی تعظیم و توقیر مقصود ہوتی ہے۔ اللہ ﷯ نے الفضل کو مطلق بیان فرمایا اور کسی قید کے ساتھ مقید نہیں کیا، معلوم ہوا کہ سیدنا صدیق اکبر ﷜ کو فضیلت ہر جہت سے ہے یعنی فاضل علی الاطلاق ہیں۔ فضل کا ایک معنی زیادتی ہے یعنی صدیق اکبر ﷜ کی عبادت دیگر لوگوں سے زیادہ ہے۔ اللہ ﷯ نے انہیں صاحب وسعت بھی فرمایا یعنی مسلمانوں کے ساتھ نیکی کرنے میں، شفقت کرنے اور احسان کرنے میں بلند مرتبے پر فائز ہیں۔

حضرات انبیائے کرام کے بعد لوگوں میں افضل ترین شخص صدیق اکبر ﷜ ہیں، زمانہ جاہلیت میں ان کا نام عدن الکعبة تھا، سید عالم ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا، ان کے والد کا نام ابو قحافه عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرة بن کعب بن لوی بن غالب بن فهر القریشی الصدیق التمیمی ، بہت زیادہ سچ گو ہونے کی وجہ سے انہیں صدیق کہا گیا۔ انہیں سچ گوئی کی قوت وطاقت اولین وآخرین میں سے سب سے زیادہ دی گئی۔ بعض لوگ سیدنا ابوبکر صدیق ﷜ کی خلافت پر اعتراض کرتے ہیں جس کا واضح بیان یہ ہے کہ جب سید عالم ﷺ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو ارشاد فرمایا: ''مروا ابابکر فلیصل بالناس یعنی ابوبکر کے پاس جاؤ کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں''۔(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب: حد المریض، رقم: ۶۶۴، ص۱۰۸)۔ حضرت عمر فاروق ﷜ سے خلیفہ بنانے کے بارے میں کہا گیا تو ارشاد فرمایا: ''جب سید عالم ﷺ نے خلیفہ بنایا تو مجھ سے بہتر یعنی ابوبکر ﷜ کو خلیفہ بنایا اور میں خلیفہ نہیں بناتا کیونکہ میں سید عالم ﷺ سے بہتر (یقیناً) نہیں ہوں۔(صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب: الاستخلاف ،رقم: ۷۲۱۸،ص۱۲۴۳)،(شرح فقه الاکبر،باب :افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق، ص ۱۰۸ (وغیرہ)۔

عفوودرگزر کے فضائل:

۵؎......اللہ ﷯ نے متعدد مقامات پر عفوودرگزر کے فضائل بیان فرمائے:

(۱)......﴿والکظمین الغیظ والعافین عن الناس والله یحب المحسنین اورغصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں (ال عمران: ۱۳۴)﴾۔

(۲)......﴿خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجهلین اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو(الاعراف: ۱۹۹)﴾۔

(۳)......﴿لاتستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی هی احسن فاذاالذی بینک وبینه عداوة کانه ولی حمیم اور

نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی اے سننے والے بُرائی کو بھلائی سے ٹال جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست(حم سجدہ:۳۴)﴾۔

(۴)......﴿ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور اور بیشک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں(الشوری:۴۳)﴾۔

(۵)......﴿فاصفح الصفح الجميل تو تم اچھی طرح درگزر کرو(الحجر:۸۵)﴾۔

(۶)......﴿وليعفوا وليصفحوا الا تحبون ان يغفر الله لكم اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کردے(النور:۲۲)﴾۔

(۷)......﴿واخفض جناحک للمومنین اور مومنین کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو(الحجر:۸۸)﴾۔

احادیث طیبہ سے درگزر کرنے کے فضائل کا بیان:

(۸)......سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بیشک اللہ عزوجل ایسا نرمی فرمانے والا ہے کہ ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الستابه المرتدین، باب اذا عرض الذمی، رقم: ۶۹۲۷، ص۱۱۹۳)

(۹)......سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: ''آسانی پیدا کرو اور مشکل میں نہ ڈالو اور خوشخبری سناؤ اور متنفر نہ کرو''۔

(صحیح مسلم کتاب الجهاد، باب فی الامر بالتیسیر، رقم: /۴۵۲۵، ص)۔

(۱۰)......سید عالم ﷺ کو جب کبھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا حکم ہوتا تو آپ ﷺ دونوں میں سے آسان ترین چیز کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اگر وہ آسان چیز گناہ ہوتی تو تمام لوگوں سے زیادہ آپ ﷺ اس سے دوری اختیار کرتے، رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا مگر جب اللہ عزوجل کی حرمت کو توڑا جاتا تو آپ ﷺ اللہ عزوجل کے لئے اس سے انتقام لیتے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول النبی ﷺ یسروا ولا...... الخ، رقم: ۶۱۲۶، ص۱۰۶۷)

عیب لگانے والوں پر اللہ عزوجل کی لعنت ہے!

۶......اس رکوع میں منافقین کے لئے تین قسم کے عذاب کا ذکر ہوا، دنیا و آخرت میں لعنت کا ہونا، بڑا عذاب ہونا، زبانیں، ہاتھ پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے۔

خبیث اور طیب میں فرق:

۷......خبیث اسے کہتے ہیں کہ جس سے اُس کے گھٹیا اور خسیس ہونے کی وجہ سے کراہت کی جائے چاہے وہ گھٹیا چیز حسی ہو یا معقولی۔ طیب کی اصل یہ ہے کہ جس سے حواس اور نفس لذت حاصل کریں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں جہاں خبیث اور طیب کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل اعمال خبیثہ کو اعمال صالحہ اور نفوس خبیثہ کو نفوس طیبہ سے جدا کردے گا۔(المفردات، ص ۱۴۷، ۳۱۴)

اغراض: ای اصحاب الغنی: الفضل کی تفسیر ''السعة'' کی تکرار کے ساتھ ہی ''الغنی'' سے کردی، پس مناسب ہوتا کہ ''الفضل'' کی تفسیر علم، دین اور احسان سے کرتے، اور صدیق کے فضل پر دلیل کافی ہے۔

حلف ان لا ینفق علی مسطح: یہ شخص بھی تہمت لگانے والوں میں شامل تھا، بعد میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنی توبہ اور معذرت کے بارے میں کہا، کہ میں حسان کی مجلس میں بیٹھا اور ان سے اس بارے میں سنا اور میرے پاس کوئی اور بات نہیں پہنچی تھی، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تو نے اس معاملے کو ہنسی بنایا اور ان کے ساتھ شامل ہو گیا''، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس پر

خرچ کرنے کے معاملے میں اپنا ہاتھ روک لیا۔

ورجع الی مسطح ما کان ینفقه علیه: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ کبھی بھی مسطح پر خرچ نہ کریں گے، اور یہ عبدالمطلب بن عبدمناف کی قوم سے تھا، اس کا نام عوف تھا جب کہ مسطح لقب تھا۔

عن الفواحش: یعنی ان کے سینے سلامت رہیں، دل مطمئن ہو جائیں اور مشاہدات الٰہی میں مستغرق رہیں۔

کانوا یشکون فیه: بعض کے بارے میں شک ہے، پس حسان، مسطح اور حمنہ مومن ہیں اور ان کی جزاء کے بارے میں تردد نہیں ہے۔

ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیبیاں، ان میں سے کسی ایک پر تہمت لگانا ایسا ہے جیسا کہ سب پر تہمت لگا دی کیونکہ ساری ازواج اپنی عفت وآبرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہونے کے اعتبار سے ایک ہی منصب پر فائز ہیں۔

وقد افتخرت عائشة باشیاء: یہاں مفسر نے بی بی عائشہ کے فضائل ومناقب کا بیان کیا ہے، ہم نے ماقبل رکوع میں بعنوان ''شان صدیقه اور بهتان عظیم'' کے نام سے حاشیہ نمبر ۱ میں مفصل کلام کیا ہے وہیں دیکھ لیں۔ (الصاوی، ج ٤، ص ۱۷۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا﴾ ای تَستاذِنوا ﴿وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَهْلِهَا ط﴾ فیَقول الواحِدُ السَّلام علیکم ءَ اَدْخل ؟ کما ورَدَ فی حَدیثٍ ﴿ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ﴾ مِن الدُّخولِ بِغیرِ اِستِیذانٍ ﴿لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (۲۷)﴾ بِاِدْغَامِ التاءِ الثّانِیةِ فی الذَّالِ خَیریتهُ فتَعلمونَ بهٖ ﴿فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَآ اَحَدًا﴾ یَاذنُ لکم ﴿فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ ج وَاِنْ قِیْلَ لَکُمْ﴾ بَعدَ الْاِستِیذانِ ﴿ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ﴾ اَیِ الرُّجوعِ ﴿اَزْکٰی﴾ ای خیر ﴿لَکُمْ ط﴾ مِن القُعودِ علی البابِ ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ مِن الدُخولِ بِاِذنٍ وَغیرِ اِذنٍ ﴿عَلِیْمٌ (۲۸)﴾ فیُجازِیکم علیهِ ﴿لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْکُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ﴾ اَی مَنفَعةٌ ﴿لَّکُمْ ط﴾ بِاِستِکانٍ وَغیرِهٖ کَبُیوتِ الرُّبطِ والخاناتِ المُسبلَةِ ﴿وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ﴾ تُظهِرونَ ﴿وَمَا تَکْتُمُوْنَ (۲۹)﴾ تُخفُونَ فی غَیرِ بُیوتِکم مِن قَصدِ صَلاحٍ او غیرِهٖ وَ سَیاتِی اَنَّهُم اِذا دَخلوا بُیوتَهم یُسلِّمونَ علی اَنفُسِهِمْ ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ عَمَّا لا یَحِلُّ لَهم نَظرُهُ وَمِنْ زائدةٌ ﴿وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ط﴾ عَما لا یَحِلُّ لهم فِعلُهُ بِها ﴿ذٰلِکَ اَزْکٰی﴾ ای خیرٌ ﴿لَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ م بِمَا یَصْنَعُوْنَ (۳۰)﴾ بِالاَبصارِ الفُروجِ فیُجازِیهم علیه ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ عَما لا یَحِلُّ لَهُنَّ نَظرُهُ ﴿وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ عَمَّا لا یَحِلُّ فِعلُهُ بِها ﴿وَلَا یُبْدِیْنَ﴾ یُظهِرنَ ﴿زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ وَهُوَ الوجهُ الکَفَّانِ نَظرهُ لِاَجنَبی اِن لم یَخفْ فِتنةً فی اَحدِ الوجْهَینِ والثّانی یَحرِم لِاَنه مَظنةُ الفِتنةِ وَرجَحَ حَسما لِلبابِ ﴿وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ﴾ اَی یُستَرنَ الرُّؤسَ وَالاَعناقَ والصُّدورَ بِالمَقانِعِ ﴿وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ﴾ الخَفِیَّةَ وهیَ ما عَدا الوَجهِ والکَفَّینِ ﴿اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ﴾ جمعُ بَعلٍ ای زوجٍ ﴿اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُنَّ﴾ فیَجوزُلهم نَظرُهُ اِلَّا ما

بَینَ السُّرَّةِ والرُّکبَةِ فَیحرمُ نَظرهُ لِغیرِ الْازواجِ وَخرَجَ بِنِسائهِنَّ الکافِراتِ فَلا یَجوزُ لِلْمُسلماتِ الکشفُ لَهُنَّ وَشَمَلَ مَا مَلکتْ اَیمانُهُنَّ العبیدَ ﴿اَوِ التّٰبِعِیْنَ﴾ فِی فُضُولِ الطَّعامِ ﴿غَیرِ﴾ بالجَرِّ صِفَةٌ والنَصبِ اِستِثناءٌ ﴿ اُولِی الْاِرْبَةِ ﴾ اَصحابِ الحاجةِ الی النساءِ ﴿مِنَ الرِّجَالِ﴾ بِاَن لم یَنتَشِرْ ذَکرُ کلٍّ ﴿اَوِ الطِّفْلِ﴾ بمعنی الْاَطفالِ ﴿الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا﴾ یَطَّلِعوا ﴿عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ﴾ لِلجماعِ فَیجوزُ اَن یُبدِینَ لَهم ما عَدا بینَ السُّرَّةِ والرُّکبةِ ﴿وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ط﴾ مِن خَلخالٍ یَتَقعقعُ ﴿وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ مِما وَقعَ لکم من النَّظْرِ المَمنوعِ منهُ ومِن غَیرهِ ﴿لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (۳۱)﴾ تَنجُونَ مِن ذلکَ لِقَبولِ التوبَةِ مِنهُ وَفِی الْاٰیةِ تَغلیبُ الذُّکورِ علی الْاِناثِ ﴿وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ﴾ جَمعُ اَیِمٍ وَهِیَ مَن لیسَ لها زَوجٌ بکرا کانت او ثَیبًا وَمَنْ لیسَ له زَوجَتُهُ وهذا فی الْاِحرارِ والحَرائرِ ﴿وَالصّٰلِحِیْنَ﴾ اَیِ المومنینَ ﴿مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ ط﴾ وَعِبادِ مِنْ جُموعِ عَبدٍ ﴿اِنْ یَّکُوْنُوْا﴾ اَیِ الْاحرارِ ﴿فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ﴾ بِالتَّزوُّجِ ﴿مِنْ فَضْلِهٖ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ﴾ لِخَلقِهِ ﴿عَلِیْمٌ (۳۲)﴾ بهم ﴿وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا﴾ اَی ما یَنکِحونَ بهٖ مِن مَهرٍ وَنَفقَةٍ مِنَ الزِّنا ﴿حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ﴾ یُوَسِّعُ علیهم ﴿مِنْ فَضْلِهٖ ط﴾ فَینکِحونَ ﴿وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتٰبَ﴾ بِمَعنی المُکاتبةِ ﴿مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ﴾ مِنَ العَبیدِ والْاِماءِ ﴿ فَکَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ خَیْرًا صلے ق﴾ اَی اَمَانَةً وَقُدرةً علی الکَسبِ لِاَداءِ مالِ الکِتابَةِ وَصِیغَتُها مَثلا کَاتَبتُکَ علی اَلفینِ فی شَهرینِ کلُّ شهرٍ اَلفٌ فَاِذَا اَدَّیتَها فَاَنتَ حُرٌّ فَیقولُ قَبِلتُ ذلکَ ﴿وَّ اٰتُوْهُمْ﴾ اَمرٌ لِلسَّادَةِ ﴿مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اٰتٰکُمْ﴾ مَا یَستَعِینُونَ بِهٖ فی اَداءِ ما اَلتَزموهُ لکم وَفی مَعنی اِیتاءِ حَطُّ شَیءٍ مِما اِلتَزموهُ ﴿وَلَا تُکْرِهُوْا فَتَیٰتِکُمْ﴾ اَی اَمائِکم ﴿عَلَی الْبِغَآءِ﴾ اَیِ الزِّنَا ﴿اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا﴾ تَعَفُّفا عنهُ وهذِه الْاِرادَةُ مَحلُّ الْاِکراهِ فَلا مَفهومَ لِلشَّرطِ ﴿لِتَبْتَغُوْا﴾ بِالْاِکراهِ ﴿عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ط﴾ نَزلَتْ فی عبدِاللهِ بنِ اُبَی کان یُکرِهُ جَوارِیَ لَهُ علی الکَسبِ بِالزِّنا ﴿وَمَنْ یُّکْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ ۢ بَعْدِ اِکْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ﴾ لهنَّ ﴿رَّحِیْمٌ (۳۳)﴾ لهنَّ ﴿وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ﴾ بِفَتحِ الیاءِ وَکَسرِها فی هٰذِهِ السورةِ بَیَّنَ فِیها ما ذُکرا وَبَیِّنَةٌ ﴿وَّمَثَلًا﴾ اَی خبرا عَجیبا وهُو خَبرُ عائشةَ رضی الله عنها ﴿مِّنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ﴾ اَی مِن جِنسِ اَمثالِهم اَی اَخبارِهِمُ العَجیبةِ کَخبرِ یُوسفَ ومریمَ ﴿وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ (۳۴)﴾ فی قولہ تعالی وَلَا تَاْخُذْکُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ ...... الخ،لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ ...... الخ ،وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ ...... الخ،یَعِظُکُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا ...... الخ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو......(تستانسوا بمعنی تستاذنوا ہے)

اوران کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو (پس ہر ایک کو السلام علیکم کے بعد کہنا چاہیے کہ کیا میں اندر داخل ہوسکتا ہوں، جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے) یہ تمہارے لیے بہتر ہے (بغیر اجازت لئے داخل ہونے سے) کہ تم دھیان کرو (اجازت کے خیر ہونے کا پس اس پر عمل کرو، تذکرون میں دوسری تا، ذال میں مدغم ہے) پھر اگر ان میں کسی کو نہ پاؤ (جو تمہیں اجازت دے) جب بھی بے مالکوں کی اجازت کے ان میں نہ جاؤ اور اگر تم سے کہا جائے (اجازت مانگنے کے بعد) واپس جاؤ تو واپس ہو، یہ (واپس لوٹ جانا) بہت ستھرا ہے (یعنی بہتر ہے) تمہارے لیے (دروازے پر بیٹھ جانے سے) اللہ تمہارے کاموں کو (یعنی اجازت لے کر یا بغیر اجازت لئے گھروں میں داخل ہونے کو) جانتا ہے (پس وہ تمہیں اس پر جزاء دے گا) اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے نہیں......۲۹...... اوران کے برتنے کا (یعنی ان سے نفع حاصل کرنے کا) تمہیں اختیار ہے (خواہ جائے سکونت بنالو یا اس کے علاوہ کچھ اور منفعت حاصل کرو مثلاً انہیں عام مسافر خانہ یا دوکان بنادو) اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو (تبدون بمعنی تظھرون ہے) اور جو تم چھپاتے ہو (اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے کے وقت اصلاح یا غیر اصلاح کے ارادے کو، تکتمون بمعنی تخفون ہے) مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں (ان اشیاء کو دیکھنے سے کہ جن کی جانب ان کا دیکھنا جائز نہیں، من ابصارھم سے پہلے من زائدہ ہے) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں......۳۰...... (ان کاموں سے کہ جن کا ان کے ساتھ کرنا ان کے لئے جائز نہیں) یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے (ازکی بمعنی خیر ہے یعنی بہت بہتر ہے) بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے (جو وہ آنکھوں اور شرمگاہوں سے کرتے ہیں لہٰذا وہ انہیں ان کاموں پر بدلہ دے گا) اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں (ان اشیاء کو دیکھنے سے کہ جنہیں دیکھنا ان کے لئے جائز نہیں) اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں (یعنی اپنی شرمگاہوں کی ان افعال کے بجالانے سے حفاظت کریں کہ جن کا کرنا ان کے لئے جائز نہیں) اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں (یبدین بمعنی یظھرن ہے) مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے (یعنی چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں......۳۱...... پس کسی اجنبی کے لئے صرف انہی اعضاء کو دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو، یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے جبکہ دوسرے قول کے مطابق دیکھنا حرام ہے، اس لئے کہ یہ اعضاء فتنے کا گمان دلانے والے ہیں، اور اسی دوسرے قول کو فتنے کا دروازہ بند کرنے کے لئے ترجیح دی گئی ہے) اور وہ دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں (یعنی وہ عورتیں اپنے دوپٹوں سے سر، گردن اور سینے کو چھپا کر رکھیں) اور ظاہر نہ کریں اپنا سنگھار (یعنی مخفی اعضاء کو، اور اس سے مراد چہرے اور ہتھیلیوں کے علاوہ بقیہ اعضاء ہیں) مگر اپنے شوہروں پر (بعول، بعل کی جمع ہے جس سے مراد شوہر ہیں) یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹوں یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں......۵...... (پس مذکورہ تمام کا ناف سے لے کر گھٹنے کے مابین جسم کے اعضاء کے علاوہ دیکھنا جائز ہے، اور شوہروں کے علاوہ دوسروں کا جسم کے ان حصوں کا دیکھنا حرام ہے، اس آیت مبارکہ میں نسائھن کی قید سے کافر عورتیں خارج ہوگئی ہیں یعنی مسلمان عورتوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ کافر عورتوں کے سامنے بے پردہ ہوں، نیز ماملکت ایمانھن میں غلام بھی شامل ہیں) یا نوکر (یعنی وہ افراد جو بچے ہوئے اور فالتو کھانے کی تلاش میں ہوں) بشرطیکہ نہ ہوں (یہاں غیر کو مجرور پڑھیں تو صفت ہوگا اور اگر منصوب پڑھیں تو حرف استثناء ہوگا) شہوت والے (یعنی وہ مرد جو عورتوں کے محتاج ہوں) مرد (اس طرح کہ ان میں سے کسی کا عضو تناسل منتشر نہ ہو) یا وہ بچے (الطفل واحد کا صیغہ الاطفال جمع کے معنی میں ہے) جنہیں خبر نہیں (یظھروا بمعنی یطلعوا ہے) عورتوں کی شرم کی چیزوں کی (یعنی جماع والے اعضاء کی، پس عورتوں کے لئے جائز ہے کہ وہ مذکورہ سب کے سامنے ناف اور گھٹنے کے علاوہ بقیہ جسم کا کوئی حصہ کھول سکتی ہیں) اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار......۶...... (یعنی بجنے والی

پازیب) اور اللہ کی طرف توبہ کرواے مسلمانو! سب کے سب (نظرِ ممنوع وغیرہ میں مبتلا ہونے کے گناہ سے) اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ (یعنی اللہ تعالیٰ کے تمہاری توبہ قبول کر لینے کی وجہ سے ان گناہوں سے نجات پا جاؤ، اس آیتِ مبارکہ میں مذکر مؤنث پر غالب ہے) اور نکاح کردو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں (ایامی جمع ہے ایم کی اور اس سے مراد وہ عورت ہے کہ جس کا خاوند نہ ہو خواہ وہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ، اور دوسرا اس سے مراد وہ مرد بھی ہے کہ جس کی بیوی نہ ہو، اور یہ حکم آزاد مرد اور عورتوں کے بارے میں ہے) اور اپنے لائق (یعنی ایمان دار نیک) بندوں اور کنیزوں کا (عباد جمع ہے عبد کی) اگر وہ (آزاد مرد) فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کر دے گا (نکاح کی برکت سے) اپنے فضل کے سبب اور اللہ وسعت والا (ہے اپنی مخلوق پر اور) علم والا ہے اور چاہیے کہ بچے رہیں وہ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے ......ے...... (زنا سے، یعنی جو افراد مہر اور نان ونفقہ کی اتنی قدرت نہ پائیں کہ اس کے باعث نکاح کر سکیں) یہاں تک کہ اللہ مقدور والا کر دے (یعنی ان پر وسعت فرما دے) اپنے فضل سے (تو وہ نکاح کر لیں) اور جو یہ چاہیں کہ کچھ مال کمانے کی شرط پر انہیں آزادی لکھ دو (یہاں کتاب سے مراد مکاتبۃ ہے) تمہارے ہاتھ کی مِلک (باندی اور غلاموں) میں سے، تو لکھ دو اگر ان میں کچھ بھلائی جانو (یعنی ان کے امین ہونے کو اور مالِ کتابت کی ادائیگی کی خاطر کمائی کرنے پر قادر ہونے کو، اور اس معاھدے کے الفاظ اس طرح کے ہوں مثلاً مالک کہے کہ میں تجھ سے دو مہینوں میں دو ہزار کے بدلے عہدِ کتابت کرتا ہوں، کہ ہر مہینے تو ایک ہزار دے گا اور جب تو نے پوری رقم ادا کر دی تو تم آزاد ہو گے۔ پس غلام کہے کہ ٹھیک ہے میں نے اس معاھدے کو قبول کیا) اور ان کی مدد کرو (یہ حکم سرداروں کو ہے) اس پر اللہ کے مال سے جو تم کو دیا (یعنی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اتنی مقدار سے ان کی معاونت کرو کہ جو مال تم نے ان پر لازم کیا ہے وہ اسے ادا کر سکیں، ایتاء کا معنی ہے کہ جو مال ان پر لازم ہے اس میں سے کچھ کم کر دینا) اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو (فتیاتکم بمعنی امائکم ہے) بدکاری پر (یعنی زنا......۸......پر) جب کہ وہ بچنا چاہیں (یعنی اس سے پاک رہنا چاہیں، اور یہ بچنے کا ارادہ ہی محلِ اکراہ ہے لہذا شرط کے مفہومِ مخالف کا کوئی اعتبار نہیں) تا کہ تم چاہو (انہیں مجبور کر کے) دنیوی زندگی کا کچھ مال (یہ آیتِ مبارکہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ اپنی باندیوں کو زنا کی کمائی پر مجبور کرتا تھا) اور جو انہیں مجبور کرے گا تو بیشک اللہ بعد اس کے کہ وہ مجبوری ہی کی حالت پر رہیں بخشنے والا مہربان ہے (ان کے حق میں) اور بیشک ہم نے اتاریں تمہاری طرف روشن آیتیں (مُبیّنٰت کو مُبیَّنٰت اور مُبَیِّنٰت دونوں طرح پڑھا گیا ہے یعنی اس سورت میں جو احکام بیان کئے گئے ہیں ان کا تذکرہ کر دیا گیا ہے یا پھر یہ لفظ مُبیّنٰت کی بجائے بینۃ ہے اور معنی ہوگا ان احکام کو واضح طور پر بیان کرنے والی آیات) اور کچھ بیان (یعنی ایک عجیب وغریب خبر، جو کہ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے) ان لوگوں کا جو تم سے پہلے ہو گزرے (انہی کی مثل، یعنی حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام اور حضرت بی بی مریم کی عجیب وغریب خبریں بیان ہوئیں) اور ڈر والوں کے لیے نصیحت (اللہ تعالیٰ کے ان فرامینِ مبارکہ میں یعنی ﴿وَلَا تَاْخُذْكُم بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ ...... الخ﴾ میں اور ﴿لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ ...... الخ﴾ میں اور ﴿وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُم ...... الخ﴾ میں اور ﴿یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا ...... الخ﴾ میں۔ اور ان آیاتِ مقدسہ کے متقین کے ساتھ خاص ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہی ان سے نفع حاصل کرتے ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اهلها﴾۔

یاایها الذین امنوا: ندائیہ، لاتدخلوا: فعل نہی بافاعل، بیوتا: موصوف، غیر بیوتکم: صفت، ملکر مفعول، حتی: جار، تستانسوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تسلموا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود

بالندا،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ذلکم خیرلکم لعلکم تذکرون﴾۔

ذلکم: مبتدا، خیرلکم : شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لعلکم تذکرون : جملہ اسمیہ جملہ محذوف " انزل علیکم ھذا" میں علیکم کی " کم "ضمیر سے حال ہے۔

﴿فان لم تجدوا فیھا احدا فلا تدخلوھا حتی یوذن لکم﴾۔

ف :مستانفہ، ان :شرطیہ، لم تجدوا: فیھا احدا: فعل نفی بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر شرط،ف: جزائیہ، لاتدخلوھا: فعل نہی بافاعل ومفعول، حتی : جار، یوذن لکم : جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم واللہ بما تعملون علیم﴾۔

و: عاطفہ، ان :شرطیہ، قیل لکم: قول، ارجعوا: جملہ فعلیہ مقولہ ،ملکر شرط، ف: جزائیہ، ارجعوا: فعل بافاعل،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ، ھو :مبتدا، ازکی لکم : شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و :مستانفہ، اللہ :مبتدا، بما تعملون علیم : شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم﴾۔

لیس : فعل ناقص، علیکم :ظرف مستقر، جناح: موصوف،ان :مصدریہ، تدخلوا: فعل بافاعل، بیوتا :موصوف، غیر مسکونۃ :صفت اول، فیھا: ظرف مستقر خبر مقدم، متاع لکم: شبہ جملہ مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر " فی " جار مجرور، ملکر صفت،ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون﴾۔

و: مستانفہ، اللہ :مبتدا، یعلم: فعل بافاعل، ماتبدون: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما تکمتون :معطوف، ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم﴾۔

قل للمؤمنین: قول، یغضوا من ابصارھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یحفظوا فروجھم: جملہ فعلیہ معطوف ، ملکر امر محذوف "غضوا" کے لیے جواب امر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ، ذلک: مبتدا، ازکی لھم : شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان اللہ خبیر بما یصنعون﴾۔

ان اللہ: حرف شبہ واسم، خبیر بما یصنعون: شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقل للمومنت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا﴾۔

و: عاطفہ، قل للمومنٰت :قول، یغضضن من ابصارھن : ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یحفظن فروجھن: جملہ فعلیہ معطوف اول،و: عاطفہ، لا یبدین: فعل نفی بافاعل، زینتھن: مبدل منہ، الا :اداۃ حصر، ماظھر منھا: موصول صلہ،ملکر بدل،ملکر مفعول،ملکر معطوف ثانی،ملکر امر محذوف " اغضضن" کے لیے جواب امر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن﴾۔

و: عاطفہ، لیضربن: فعل امر بافاعل، ب :زائدہ، خمرھن :مفعول، علی جیوبھن: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "

یغضضن" پر معطوف ہے۔

﴿ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن .... من الرجال اوالطفل الذین لم یظھروا علی عورت النساء﴾.

و: عاطفہ، لا یبدین زینتھن: فعل نفی بافاعل ومفعول، الا: اداۃ حصر، لام: جار، بعولتھن: معطوف علیہ، او: عاطفہ، ابائھن ...... الی ماملکت ایمانھن: معطوفات، تسعۃ، او: عاطفہ، التابعین: موصوف، غیر اولی الاربۃ: ذوالحال، من الرجال: ظرف مستقر حال، ملکر صفت، ملکر معطوف عاشر، او: عاطفہ، الطفل: موصوف بمعنی "اطفال"، الذین لم یظھروا علی عورت النساء: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر معطوف "احدی عشر" معطوف علیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یغضضن" پر معطوف ہے۔

﴿ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن﴾.

و: عاطفہ، لا یضربن بارجلھن: فعل نفی بافاعل وظرف لغو، لام: جار، یعلم: فعل مجہول، ما یخفین: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من زینتھن: ظرف مستقر حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المومنون لعلکم تفلحون﴾.

و: عاطفہ، توبوا: فعل امر وضمیر ذوالحال، جمیعا: حال اول، لعلکم تفلحون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، الی اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ایہ المومنون: نداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وانکحوا الایامی منکم والصلحین من عبادتکم وامائکم﴾.

و: مستانفہ، انکحوا: فعل امر بافاعل، الایامی: ذوالحال، منکم: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف الیہ، و: عاطفہ، الصلحین: ذوالحال، من: جار، عبادکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، امائکم: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم﴾.

ان: شرطیہ، یکونوا فقراء: جملہ فعلیہ شرط، یغنھم اللہ: فعل ومفعول وفاعل، من فضلہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، واسع علیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیھم اللہ من فضلہ﴾.

و: عاطفہ، یستعفف: فعل امر، الذین لا یجدون نکاحا: موصول صلہ، ملکر فاعل، حتی: جار، یغنیھم اللہ من فضلہ: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین یبتغون الکتب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم﴾.

و: عاطفہ، الذین: موصول، یبتغون الکتب: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، مما ملکت ایمانکم: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، کاتبوھم: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان علمتم فیھم خیرا واتوھم من مال اللہ الذی اتکم﴾.

ان: شرطیہ، علمتم: فعل بافاعل، فیھم: ظرف لغو، خیرا: مفعول، ملکر جزا محذوف "فکاتبوھم" کے لیے شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اتوھم: فعل امر بافاعل ومفعول، من: جار، مال: مضاف، اللہ: موصوف، الذین اتکم: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر ماقبل "فکاتبوھم" پر معطوف ہے۔

﴿ولا تکرھوا فتیٰتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا﴾.

و: عاطفہ، لا تکرھوا: فعل نہی با فاعل، فتیٰتکم: مفعول، علی البغآء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ،ان: شرطیہ، اردن: فعل ماضی بافاعل، تحصنا: مفعول لہ، لام: جار، تبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جزا محذوف " فلا تکرھوا فتیٰتکم علی البغآء" کے لیے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن یکرھھن فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم﴾.

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یکرھھن: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان: حرف مشبہ، اللہ : اسم جلالت ذوالحال، من بعد اکراھھن : ظرف مستقر حال، ملکر اسم، غفور رحیم : خبر، ملکر جزا، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد انزلنا الیکم ایت مبینت ومثلا من الذین خلوا من قبلکم وموعظۃ للمتقین﴾.

و: مستانفہ، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ ، انزلنا الیکم : فعل با فاعل وظرف لغو، ایت مبینت: مرکب توصیفی معطوف علیہ، و: عاطفہ، مثلا: موصوف، من الذین خلوا من قبلکم : ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، موعظۃ: موصوف، للمتقین: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... لیس علیکم جناح ان تدخلوا...... ☆ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے آیت استیذان یعنی اوپر والی آیت نازل ہونے کے بعد دریافت کیا تھا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان اور شام کی راہ میں جو مسافر خانے بنے ہوئے ہیں کیا ان میں داخل ہونے کے لیے بھی اجازت لینا ضروری ہے۔

☆...... ولیستعفف الذین لا یجدون ...... ☆ حویطب بن عبد العزی کے غلام صبیح نے اپنے مولی سے کتابت کی درخواست کی مولی نے انکار کر دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو حویطب نے اس کو سو دینار پر مکاتب کر دیا اور ان میں سے بیس اس کو بخش دیئے باقی اس نے ادا کر دیئے۔

☆...... ولا تکرھوا فتیٰتکم علی البغاء...... ☆ یہ آیت عبد اللہ بن ابی سلول کے بارے میں نازل ہوئی جو مال حاصل کرنے کے لیے اپنی کنیزوں کو بدکاری پر مجبور کرتا تھا، ان کنیزوں نے سید عالم ﷺ سے اس کی شکایت کی، اس کی مذمت میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بے اجازت دوسروں کے گھروں میں جانے کی ممانعت:

۱...... اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿حتی تستانسوا یعنی تم مانوس ہو جاؤ (النور:۲۷)﴾، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہوتا ہے تو اہل خانہ اس سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ حضرت عطا ابن ابی رباح کہتے ہیں کہ جب تمہارے بچے بالغ ہو جائیں تو وہ اجازت طلب کریں، ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کیا کسی شخص پر یہ واجب ہے کہ وہ اپنی ماں اور محارم کے پاس جانے سے پہلے اجازت طلب کرے؟ انہوں نے کہا: ہاں، عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا کیا کوئی شخص اپنی ماں کے پاس جانے سے پہلے بھی اجازت لے گا؟ فرمایا: ہاں!، اس نے کہا میرے علاوہ اس کا اور کوئی خدمت گار نہیں ہے، کیا میں پھر بھی داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اس کو برہنہ دیکھنا پسند کرو گے"؟ اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر تم اس سے اجازت لے کر داخل ہو جاؤ"۔

(جامع البیان القرآن، الجزء:۱۸، ص۱۳٤)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ خوف زدہ حالت میں آئے، انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ اجازت طلب کی، مجھے اجازت نہیں دی گئی تو میں واپس آ گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کیوں چلے گئے تھے! میں نے کہا میں نے تین مرتبہ اجازت طلب کی تھی مگر مجھے اجازت نہیں ملی تو میں واپس آ گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو وہ واپس چلا جائے''، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ عزوجل کی قسم! تم ضرور اس حدیث پر کوئی گواہی پیش کرو گے، پس کیا تم میں سے کوئی شخص ہے جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہو؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ عزوجل کی قسم! مسلمانوں میں سے سب سے کم عمر شخص اس حدیث کی شہادت دے گا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا میں سب سے کم عمر تھا، میں ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی کہ بیشک میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب: التسلیم والاستئذان ثلاثاً، رقم: ٦٢٤٥، ص١٠٨٧)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے تمہارے گھر میں جھانکے اور تم لاٹھی سے اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی گناہ نہیں''۔ (صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب: من اطلع فی بیت، رقم: ٦٩٠٢، ص١١٨٩)

کن گھروں میں بے اجازت جاسکتے ہیں؟

۲......بے اذن کسی کے گھر میں داخل ہونے کا بیان ہم نے ماقبل بیان کر دیا، لیکن کچھ گھر ایسے بھی ہیں جہاں بے اجازت داخل ہونے پر کوئی ممانعت نہیں، جیسا کہ رفاہ عامہ کے لئے بنے ہوئے مکانات، عارضی قیام گاہیں، دکانیں، سرائے خانہ جات، ہوٹلیں، عام لوگوں کے استعمال کے لیے سبیلیں، بیت الخلاء، ہوائی اڈوں پر انتظار گاہیں، ریلوے کی انتظار گاہیں، تفریح گاہوں پر بنے ہوئے خیمے نما گھر، مسافر خانے، مسجدیں، خانقاہیں، دینی مدارس، ڈاک خانے وغیرہ میں اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

مَرد کے لئے پردے کا حکم:

۳......پردے کا حکم صرف عورتوں کو ہی نہیں، ایسا بھی نہیں کہ عورتیں پردہ کریں اور مرد بے پردہ رہیں، بے باک رہیں بلکہ متذکرہ آیت میں اللہ عزوجل نے مَردوں کو بھی پردے کا حکم دیا، نگاہیں نیچی رکھنا درحقیقت پردہ ہی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ پردہ تو دل کا ہونا چاہئے وہ بھی ان آیات واحادیث سے درس حاصل کریں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کے پچھلے حصے پر اپنے پیچھے فضل بن عباس کو بٹھالیا، حضرت فضل بن عباس بہت خوبصورت تھے، یہ دس ذوالحجہ کا دن تھا، لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل پوچھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جواب دے رہے تھے، قبیلہ خثعم کی ایک حسین عورت آئی وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر رہی تھی، حضرت فضل کو اس عورت کی خوبصورتی اچھی لگی، وہ اس عورت کی طرف دیکھنے لگے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر حضرت فضل کو اس عورت کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا اور ان کی ٹھوڑی اپنے ہاتھ سے پکڑی اور ان کا چہرہ اس عورت کی طرف سے دوسری جانب پھیر دیا، اس عورت نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے اور اس کا باپ بہت بوڑھا ہے وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا، آیا وہ اس کی طرف سے حج کر سکتی ہیں؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ''ہاں''۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب: بدء السلام، رقم: ٦٢٢٨، ص١٠٨٤)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم راستے میں بیٹھنے سے بچو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں ہمارا گزارا راستوں میں بیٹھنے کے سوا نہیں ہوتا، ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تمہارا راستوں میں بیٹھنا ضروری ہے تو پھر تم راستوں کے حق ادا کرو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا راستوں کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ''نظر نیچی رکھو،

راستے سے تکلیف دینے والی چیز ہٹادو، سلام کا جواب دو، نیکی کا حکم کرو اور بُرائی سے منع کرو''۔ (المرجع السابق، رقم: ٦٢٢٩)

☆......حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے علی ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو، کیوں کہ تمہارے لئے پہلی نظر معاف ہے دوسری معاف نہیں''۔ (سنن الترمذی، کتاب الادب، باب:ما جاء فی نظرة، رقم: ٢٧٨٤، ص٧٩٣)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے ابن آدم کا زنا سے حصہ لکھ دیا ہے، جس کو وہ لا محالہ پائے گا، پس آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، نفس تمنا کرے گا اور خواہش کرے گا اور اس کی شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی رہے گی''۔ (صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب:زنا الجوارح، رقم: ٦٢٤٣، ص١٠٨٧)

چھرہ اور ھتھیلیاں پردے میں داخل ھیں یا نھیں؟

☆......ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری زوجہ بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے، یہ اس وقت کی بات ہے جب ہمیں حجاب میں رہنے کا حکم دیا گیا تھا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم دونوں اس سے حجاب میں چلی جاؤ''، میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ نابینا نہیں؟ یہ تو ہم کو نہیں دیکھ سکتے، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم اس کو نہیں دیکھ سکتیں''۔

(سنن الترمذی، کتاب الادب، باب:ما جاء فی احتجاب، رقم: ٢٧٧٨، ص٧٩٠)

ھدایہ میں ہے: فان کان لا یأمن الشھوة لا ینظر الی وجھھا الا لحاجة یعنی اگر شہوت سے امن نہ رہتا ہو تو سوائے حاجت کے (اجنبیہ) کے چہرے کی جانب نظر نہ کرے۔ عورت کا عورت کو دیکھنا، اس کا وہی حکم ہے جو مرد کو مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک نہیں دیکھ سکتی باقی اعضاء کی طرف نظر کر سکتی ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ کنیز کو خریدنے کا ارادہ ہو تو اس کی کلائی اور بازو اور پنڈلی اور سینہ کی طرف نظر کر سکتا ہے کیونکہ اس حالت میں دیکھنے کی ضرورت ہے اور اس کے ان اعضاء کو چھو بھی سکتا ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بلوائے عام ہے چھونے کی ضرورت نہیں، لہذا چھونا حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں اسی لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بوقت بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے۔ ہاں اگر وہ بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محل شہوت نہ ہو تو اس سے مصافحہ میں حرج نہیں۔ یو ہیں اگر مرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ ہی نہ ہو تو مصافحہ کر سکتا ہے۔ بہت چھوٹی لڑکی کو جو مشتہاۃ نہ ہو اس کو دیکھنا بھی جائز ہے اور چھونا بھی جائز ہے۔ عورت کی جانب دیکھنے کی ضرورت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ عورت بیمار ہے اس کے علاج میں بعض اعضاء کی طرف نظر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ اس کے جسم کو چھونا پڑتا ہے مثلاً نبض دیکھنے میں ہاتھ چھونا ہوتا ہے یا پیٹ میں ورم کا خیال ہو تو ٹٹول کر دیکھنا ہوتا ہے یا کسی جگہ پھوڑا ہو تو اسے دیکھنا ہوتا ہے بلکہ بعض مرتبہ ٹٹولنا بھی پڑتا ہے اس صورت میں موضع مرض کی طرف نظر کرنا یا اس ضرورت سے بقدر ضرورت اس جگہ کو چھونا جائز ہے یہ اس صورت میں ہے کہ کوئی عورت علاج کرنے والی نہ ہو ورنہ چاہئے یہ کہ عورتوں کو بھی علاج کرنا سکھایا جائے تاکہ ایسے مواقع پر وہ کام کریں کہ ان کے دیکھنے وغیرہ میں اتنی خرابی نہیں جو مرد کے دیکھنے وغیرہ میں ہے۔ اکثر جگہ دائیاں ہوتی ہیں جو پیٹ کے ورم دیکھ سکتی ہیں جہاں دائیاں دستیاب ہوں مرد کو دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں، باقی حصہ بدن کو اچھی طرح چھپا دیا جائے کہ اس پر نظر نہ پڑے۔ عمل دینے کی ضرورت ہو مرد مرد کے موضع حقنہ کی طرف بھی نظر کر سکتا ہے یہ بھی بوجہ ضرورت جائز ہے اور ختنہ کرنے میں موضع ختنہ کی طرف نظر کرنا بلکہ اس کو چھونا بھی جائز ہے۔ (ایضاً، کتاب الکراھیة، ج٧،ص ١٩٧)، (بھار شریعت حصہ ١٦،ج٣،ص...)۔

ھدایہ میں ہے کہ جس شخص نے کسی (اجنبیہ) سے ہاتھ ملایا جس کی اُسے شرعاً کوئی حاجت نہ تھی کہ (کہ وہ عورت نہ تو اُس کی باندی ہے نہ منکوحہ) قیامت کے روز اُس کے ہاتھ میں دھکتا ہوا انگارہ رکھا جائے گا۔اور یہ مسئلہ جوان عورت کے بارے میں ہے جسے خواہش ہوا کرتی ہے اور بوڑھی عورت جسے خواہش ختم ہوچکی، اُس سے مصافحہ کرنا اور اُس کے ہاتھ سے ہاتھ مس کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ فتنہ کا خوف ہی نہ رہا۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض قبائل کے مُردحضرات ایسے مقام پر داخل ہوئے کہ جن کی خواتین نے انہیں دودھ پلایا تھا،ان حضرات نے ان قبائل کی بوڑھی عورتوں سے مصافحہ کیا۔(ایضاً، کتاب الکراھیۃ، ج۷،ص ۱۹۷)

مرد مرد کے تمام بدن کو دیکھ سکتا ہے سوائے ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنے (سمیت) تک۔اس کی وضاحت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے بھی ملتی ہے۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"عورۃ الرجل ما بین سرتہ الی رکبتہ یعنی مَرد کی چھپانے کی چیز ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنے (سمیت) تک ہے" اور ایک روایت یوں بھی ہے:"مادون سرتہ حتی تجاوز رکبتہ یعنی ناف کے سوا گھٹنے سمیت شرمگاہ ہے"۔یہ احناف کا مذہب ہے،ابوعصمہ اور امام شافعی کے نزدیک ناف عورت ہے اور امام شافعی کے نزدیک گھٹنہ عورت میں داخل ہے اور اہل ظاہر کے نزدیک ران عورت ہے۔ مزید علامہ ابوالحسن مرغینانی کہتے ہیں: آدمی اپنے محارم(جن عورتوں سے نکاح دائما حرام ہوتا ہے) کے چہرہ،سر،سینہ،پنڈلی،اور بازو کو دیکھ سکتا ہے۔(ایضا، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الوطی والنظر والمس، ج۷، ص ۲۰۰)۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں رفتہ رفتہ حاملان شریعت وحکمائے امت نے حکم حجاب دیا،اور چہرہ چھپانا کہ صدر اول میں واجب نہ تھا واجب کردیا۔

نہایہ میں ہے:"سدل الشیء علی وجھھا واجب علیھا یعنی چہرے پر پردہ لٹکانا عورت پر واجب ہے"۔

شرح لباب میں ہے:دلت المسئلۃ علی ان المراۃ منھیۃ علی اظھار وجھھا للاجانب بلا ضرورۃ یعنی یہ مسئلہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عورت کو بلاضرورت اجنبی لوگوں پر اپنا چہرہ کھولنا منع ہے"۔

تنویر میں ہے: تمنع من کشف الوجہ بین رجال لخوف الفتنۃ یعنی فتنہ کے خوف سے مردوں میں عورت کو چہرہ کھولنے سے روکا جائے"۔اسی قسم کے صدہا احکام ہماری شریعت میں ہیں ومن والقواعد المقررۃ فی شریعتنا المطھرۃ ان الحکم یدور مع علتہ یعنی ہماری شریعت مطہرہ کے مسلمہ قواعد میں سے ایک یہ ہے کہ حکم اپنی علت کے ساتھ دائر ہوتا ہے۔

(فتاوی رضویۃ مخرجہ، ج ۱۴، ص ۵۵۱ وغیرہ)

غلام ،باندی کے کچھ احکام:

۵......چند غلام ہوں تو سب کو یکساں کھانا کپڑا دے،لونڈی کا بھی یہی حکم ہے اور جس لونڈی سے وطی کرتا ہے اُس کا لباس اوروں سے اچھا ہو۔لونڈی غلام کا نفقہ روٹی سالن وغیرہ اور لباس اُس شہر کی عام خوراک وپوشاک کے موافق ہونا چاہیے اور لونڈی کو صرف اتنا ہی کپڑا دینا جو سترعورت کے لائق ہے جائز نہیں اور اگر مولی اچھے کھانے کھاتا ہے،اچھے لباس پہنتا ہے تو یہ واجب نہیں کہ غلام کو بھی ویسا ہی کھلائے پہنائے مگر مستحب ہے کہ ویسا ہی دے اور اگر مولی بخل یا ریاضت کے سبب وہاں کی عادت سے کم درجہ کا کھاتا پہنتا ہے تو یہ ضرور ہے کہ غلام کو عام چلن کے موافق دے اور اگر غلام نے کھانا پکایا تو مولی کو چاہیے کہ اُسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے اور اگر غلام ادب کی وجہ سے انکار کرتا ہے تو اس میں سے اُسے کچھ دیدے۔ (الھندیۃ ،کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات ،الفصل السادس، ج۱،ص ۵۹۰ وغیرہ)

ظاھری زیب وزینت کا بیان:

۶......ایک قول کے مطابق ظاہری زیب وزینت سے مراد لباس، چادر، سرمہ، انگوٹھی، ہاتھوں کی مہندی، آنکھوں اور چہرے

کا بناؤ سنگھار ہے۔ ان سب باتوں کو شریعت نے ظاہری زیب وزینت قرار دیا، تاہم موجودہ دور میں یہ سب باتیں فساد فی الارض کے حکم میں داخل ہیں کہ انہی سے بے حیائی وعریانی پھیلتی ہے۔ تنگ ونیم عریاں لباس، چہرے کی خوبصورتی، ہاتھوں کی مہندی اور زیورات نے مَردوں کو عورتوں کے پیچھے لگا دیا ہے۔ نوجوان مَرد اپنی جوانی برباد کرتا نظر آتا ہے اور جگہ جگہ محلوں میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے تماشے سُننے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ شاید کوئی گلی یا محلّہ اس سے بچا ہوا ہو، لہٰذا اسی بنا پر ظاہری زیب وزینت کا بھی راستہ بند کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ سادہ حجاب میں ملبوس عورت چاہے جوانی کی دہلیز پر ہو یا بڑھاپے کی دہلیز پر، چادر و چار دیواری کے حسین فلسفے پر عمل کر کے خود بھی گناہوں سے بچنے میں کامیاب ہو جائیں اور دوسروں کو بھی بچانے میں معاون و مددگار بنیں۔

نکاح کی قدرت نہ رکھنے والے کیا کریں؟

۷:...... **عن عبدالله بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یامعشر الشباب من استطاع منکم البائة فليتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم يستطيع فعليه بالصوم فانه له وجاء** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی جانب نکاح کو روکنے والا، شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے اس لیے کہ روزہ شہوت کو توڑتا ہے۔ (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب :من لم يستطيع ......الخ، رقم: ٥٠٦٦، ص ٩٠٧)

جو شخص مہر ونفقہ کی قدرت رکھتا ہو اس کے نکاح کرنے کی تفصیل یہ ہے کہ اگر اسے یقین ہو کہ بحالت تجرد وہ زنا کی معصیت میں مبتلا ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے اور اگر اس کا یقین نہیں بلکہ صرف اندیشہ ہے تو نکاح کرنا واجب ہے اور شہوت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو تو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان ونفقہ نہ دے سکے گا یا نکاح کے بعد جو فرائض متعلقہ ہیں انہیں پورا نہیں کر سکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے اور ان باتوں کا اندیشہ ہی نہ ہو بلکہ یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے۔

(بہار شریعت مخرجہ ،نکاح کا بیان، حصہ:۹، ص ۵)

زنا کا کاروبار چلانے والوں کا انجام:

۸:...... وہ دور جب کہ بے حیائی کا طوفان نہیں آیا تھا، گھروں میں گھس کر ابنِ آدم کی بیٹی کی عصمت نہیں لوٹی جاتی تھی، چھوٹی بچیوں کو اغوا کر کے زیادتی کا نشانہ بنا کر قتل نہیں کر دیا جاتا تھا، بے آبروں کر کے گلیوں محلوں میں نہیں پھرایا جاتا تھا، درندے نما انسان عورت کا نام سن کر درندگی پر نہیں اتر آیا کرتے تھے، چادر اور چار دیواری کو فرسودہ نظام معاشرت کا نام نہیں دیا گیا تھا۔ عرب میں اگرچہ سارے ہی مسلمان نہ تھے، اگرچہ سارے ہی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نہ تھے، اگرچہ ہر سو فقط دین اسلام نہیں پھیلا تھا تاہم جتنا بھی دین پھیلا تھا اتنے دیندار جانے مانے جاتے تھے، دین پر عمل کرنے والے تھے، فرسودہ رسومات کو چھوڑنے والے تھے، ایسے عالم میں جب عبداللہ بن ابی کی باندی لوگوں کو مال کے حصول کے لیے فحاشی پھیلانے کی مرتکب ہوئی تو اللہ عزوجل نے مذمت میں آیت پاک نازل فرمادی ﴿**ولا تكرهوا فتيتكم على البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحيوة الدنيا** اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو بدکاری پر جب کہ وہ بچنا چاہیں جب کہ تم دنیاوی زندگی کا کچھ سامان چاہو (النور:۳۳)﴾۔

آج اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جگہ جگہ فحاشی کے اڈے کھلے ہوئے ہیں، راہ چلتے عورتوں کی عزت پامال ہو رہی ہے لیکن اسلامی ملک میں اسلامی قانون کہیں نہیں دکھائی دیتا، اور اگر اسلامی قوانین کی بات کریں تو نام نہاد مسلمان اسے مذہبی انتہاء پسندی کا نام دیتے ہیں۔ درحقیقت وہ اس لئے ایسا کرتے ہیں کہ عام لوگوں کے اذہان سے اسلام کی قدر وقیمت کم کی جائے کہ مبادا اسلام پر عمل کرنے

ہی میں نجات ہے لیکن اسلامی قوانین پر عمل کرنے میں ان دشمنان اسلام حکمران کے اپنے دھندھے بند ہو جانے کا خطرہ شدید ہے۔
اغراض :فیقول الواحد السلام علیکم اادخل :اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ "السلام علیکم" کو اجازت لینے کے معاملے میں مقدم رکھا گیا ہے، اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہے اور اس کی کچھ تفصیل ہے، اگر کسی کے گھر میں نظر پڑ جائے تو السلام علیکم کہہ کر اجازت لے لی جائے، یا اجازت لیتے ہوئے سلام پیش کیا جائے، اور تمام قسم کی اجازت وسلام فقط تین مرتبہ ہونا چاہیے ،مزید حاشیہ نمبر ا کا مطالعہ کیجئے۔
من الدخول بغیر استیذان: جاہلیت کے دور میں جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے ہاں جانا چاہتا تو کہتا "تمہیں صبح یا شام شرم دلاتی ہے"، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ان اوقات میں کوئی شخص اپنی منکوحہ کے ساتھ لحاف میں ہوتا۔
ومن زائدة: یعنی اپنی نگاہوں کی حفاظت کرے، من کے دخول کی حکمت یہ ہے کہ اولا انسان اپنی آنکھوں کو نیچے کرلے نہ کہ شرم گاہ کی حفاظت کرے، اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ نظر کی حفاظت شرم گاہ کی حفاظت سے زیادہ ہونی چاہیے۔
فیجازیھم علیه :نظر کی حفاظت کرنے پر نیکیاں اور نہ کرنے پر گناہ ملتا ہے۔
عما لا یحل لھن فعله بھا: یعنی جس عمل کی بنا پر اس کے لیے فرج حلال نہیں ہوتا، اپنی منکوحہ کے علاوہ کسی اور عورت کے ساتھ ایسا فعل کرنا یا اس کی جانب نظر بد کرنا حلال نہیں۔
فیجوز نظرہ لاجنبی: جب فتنہ وغیرہ کا خوف نہ ہوتا ہو تو اجنبیہ کے جانب امام مالک کے نزدیک اور ایک قول کے مطابق امام شافعی کے نزدیک جائز ہے۔
فیجوز لھم نظرہ: آدمی کے لئے اپنی محارم عورتوں کے ناف سے لیے کر گھٹنوں سمیت تک کے علاوہ جسم کو دیکھنا جائز ہے اور اسی طرح عورتوں کے لیے بھی اپنے محارم مَردوں کے جسم کو انہی قیود کے ساتھ دیکھنا امام شافعی کے نزدیک جائز ہے، امام مالک کے مَرد کے لیے اپنی محارم عورتوں کے چہرے اور اس کے اطراف کے اعضاء کے سوا پر نظر کرنا جائز نہیں ہے، اور عورتوں کے لیے اپنے محارم مَردوں کی ناف سے لے کر گھٹنے سمیت تک کی جانب نظر کرنا جائز نہیں ہے۔
ھی من لیس لھا زوج: الایم کا لفظ ہر اس مرد وعورت کے لیے بولا جاتا ہے جس کے نکاح میں کوئی نہ ہو، چہ جائے کہ اس کا نکاح ہوا ہی نہ ہو یا ہو کر ٹوٹ چکا ہو، مزید تحقیق حاشیہ نمبر ۲ میں موجود ہے وہیں دیکھ لیں۔
ای المومنین: مومن غلام کو اگر زنا کا خوف ہو تو نکاح کرلیں، اور یہ امام شافعی کے نزدیک ہے اور امام مالک کے نزدیک مالک پر واجب نہیں کہ اپنے غلام کا نکاح کرے اگر چہ غلام کے زنا میں پڑ جانے کا خوف ہو، ایسی صورت میں ان کے نزدیک مالک پر غلام کا نکاح کرنا مستحب ہے۔
عن الزنا: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ یستعفف کا متعلق محذوف ہے۔
بمعنی المکاتبة :باب مفاعلہ سے ہے، مالک نے اپنے اوپر غلام کو مال کے عوض آزاد کرنا لازم کرلیا ہے جب کہ غلام نے اپنے اوپر بدل کتابت دے کر آزاد ہونا لازم کرلیا ہے۔
محل الاکراہ: فقط ارادہ سے اکراہ ثابت نہ ہوگا، جب تک کہ مائل نہ ہو جائیں، اور جب مائل ہو جائیں تو پھر اکراہ بھی نہیں کہلائے گا بلکہ اختیار کہلائے گا، پس ﴿تکرھوا﴾ کی قید کے ذریعے اس مسئلے کو بیان کیا گیا ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص ۱۸۱ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

رکوع نمبر: ۱۱

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ﴾ای مُنوِّرُهما بالشّمسِ والقمرِ﴿مَثَلُ نُوْرِهٖ﴾ای صِفتُه فی قَلبِ المؤمنِ﴿كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍؕ﴾هی القِندیلُ والمِصباحُ السِّراجُ ای الفَتیلةُ المَوقُودةُ والمِشكوةُ الطّاقةُ غیرُ النّافذةِ ای الْاُنبوبةِ فی القِندیلِ﴿اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا﴾والنّورُ فیها﴿كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ﴾ای مُضیءٌ بکسرِ الدالِ وضَمِّها مِنَ الدرءِ بمعنی الدَّفعِ لِدَفعِهِ الظّلامَ وبِضمِّها وتَشدیدِ الیاءِ منسوبٌ الی الدُّرِّ اللؤلؤِ﴿یُّوْقَدُ﴾المِصباحُ بالماضی وفی قرائةٍ بمضارعِ اُوقِدَ مَبنیا للمفعولِ بالتحتانیةِ وفی اُخری بالفوقانیةِ ای الزُّجاجةُ﴿مِنْ﴾زَیتِ﴿شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ﴾بل بینهما فلا یَتمکّنُ منها حرٌّ ولا بردٌ مُضِرّین﴿یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌؕ﴾لِصَفائه﴿نُوْرٌ﴾به﴿عَلٰی نُوْرٍؕ﴾بالنّارِ ونورُ اللّٰهِ ای هداهُ لِلمؤمنِ نورٌ علی نورِ الایمانِ﴿یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ﴾ای دینِ الْاسلامِ﴿مَنْ یَّشَآءُؕ وَیَضْرِبُ﴾یُبیّنُ﴿اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِؕ﴾تقریبا لِافهامِهم لِیَعتبروا فیؤمنوا﴿وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (۳۵)﴾ومنه ضَربُ الْامثالِ﴿فِیْ بُیُوْتٍ﴾مُتعلقٌ بِیُسبّحُ الآتی﴿اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ﴾تُعظّمَ﴿وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ﴾بتوحیدِه﴿یُسَبِّحُ﴾بفتحِ المُوحّدةِ وکسرِها ای یُصلّی﴿لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ﴾مصدرٌ بمعنی الغَدَواتِ ای البُکَرِ﴿وَالْاٰصَالِ (۳۶)﴾العَشایا مِن بعدِ الزّوالِ﴿رِجَالٌ﴾فاعلُ یُسبّحُ بکسرِ الباءِ وعلی فتحِها نائبُ الفاعلِ له ورِجالٌ فاعلٌ مُقدّرٌ جوابُ سوالٍ مقدرٍ کانّه قیلَ مَن یُسبّحُه﴿لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ﴾ای شِراءٌ﴿وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ﴾حُذِفَ هاءُ اِقامةٍ تخفیفا﴿وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ﴾تَضطرِبُ﴿فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (۳۷)﴾مِنَ الخوفِ القُلوبُ بینَ النّجاةِ والهلاکِ والْابصارُ بینَ ناحیتَی الیمینِ والشِّمالِ هو یومُ القیمةِ﴿لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا﴾ای ثوابَه واحسَنُ بمعنی حَسَنٍ﴿وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖؕ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (۳۸)﴾یُقالُ فلانٌ یُنفِقُ بغیرِ حسابٍ ای یُوسِعُ کانّه لا یَحسِبُ ما یُنفِقُه﴿وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِیْعَةٍ﴾جمعُ قاعٍ ای فی فلاةٍ وهو شُعاعٌ یُری فیها نِصفَ النّهارِ فی شِدّةِ الحرِّ یُشبِهُ الماءَ الجاریَ﴿یَّحْسَبُهُ﴾یَظُنُّه﴿الظَّمْاٰنُ﴾ای العَطشانُ﴿مَآءًؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَهٗ لَمْ یَجِدْهُ شَیْـًٔا﴾مما حَسِبَه کذالک الکافرُ یَحسِبُ اَنّ عَمَلَه کصدقةٍ تنفعُه حتی اذا ماتَ وقدِمَ علی ربِّه لم یَجِدْ عملَه ای لم ینفعْه﴿وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ﴾عندَ عَمَلِه﴿فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗؕ﴾ای انّه جازاهُ علیه فی الدنیا﴿وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ (۳۹)﴾ای المُجازاةِ﴿اَوْ﴾الذین کفروا اعمالُهُم السّیئةُ﴿كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ

لُّجِّيٍّ ﴾عَمِيقٍ ﴿يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ ﴾اَیِ المَوجِ ﴿مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ ﴾اَیِ الموجُ الثّانیْ ﴿سَحَابٌ ط ﴾اَی غَیمٌ هذِهٖ ﴿ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ط ﴾ظُلمَةُ البحرِ وظلمةُ المَوجِ الاوّلِ وَظُلمةُ الموجِ الثانیْ وَظُلمَةُ السَّحابِ ﴿اِذَآ اَخْرَجَ ﴾النَّاظرُ ﴿يَدَهٗ ﴾فی هٰذِهِ الظُّلمٰتِ ﴿لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا ط ﴾اَی لَم یَقْرُبْ مِن رُؤیتِها ﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ (۴۰) ﴾اَی مَن لم یَهدِهِ اللّٰهُ لم یَهتَدِ.

﴿ترجمہ﴾

اللہ نور......۱...... ہے آسمانوں اور زمینوں کا (یعنی ان دونوں کو شمس و قمر سے منور کرنے والا ہے) اس کے نور کی مثال (یعنی مؤمن کے دل میں اس کی صفت) ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے (زجاجۃ بمعنی قندیل ہے اور مصباح بمعنی سراج ہے یعنی جلتا ہوا فتیلہ، اور مشکوۃ سے مراد وہ طاق ہے جس میں روشندان نہ ہو یعنی قندیل میں نکی ہے) وہ فانوس گویا (یعنی اس فانوس میں نور گویا) ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا (دُرِّیٌّ بمعنی مُضِیْءٌ ہے اور اسے دال کے کسرہ اور ضمہ سے بھی پڑھا گیا ہے، اس صورت میں یہ دَرْءٌ سے مشتق ہوگا جس کا معنی ہے دفاع کرنا، اس لئے کہ یہ بھی اندھیرے کو دور کرتا ہے، اور اگر یہ دال کے ضمہ اور یاء کی تشدید کے ساتھ ہو تو اس کی نسبت دُرٌّ کی جانب ہوگی اور معنی ہوگا موتی) روشن ہوتا ہے (چراغ......۲......، ایک قرأت میں تَوَقَّدَ ماضی کا صیغہ تَوَقَّدَ ہے، جبکہ ایک قرأت میں اوقد سے مضارع مجہول یُوقَدُ ہے، اس صورت میں نائب الفاعل المصباح ہوگا اور ایک قرأت میں تُوْقَدُ ہے، اس صورت میں نائب الفاعل الزجاجۃ ہوگا) برکت والے پیڑ زیتون......۳......(کے تیل) سے جو نہ پورب کا نہ پچھم کا (بلکہ ان کے درمیان کا ہے لہذا نہ تو اس درخت سے ایسی گرمی حاصل ہوتی ہے جو مضر ہو اور نہ ہی ایسی سردی حاصل ہوتی ہے کہ وہ بھی نقصان دہ ہو) قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے (اپنے صاف ستھرے ہونے کی وجہ سے) نور پر نور ہے......۴......(یعنی اس تیل کی روشنی آگ کی روشنی کی وجہ سے ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نور سے مراد اس کا مؤمنوں کو ہدایت دینا ہے اور یہ بھی ایک ایسا نور ہے جو ایمان کے نور پر منحصر ہے) اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے (یعنی دینِ اسلام کی) جسے چاہتا ہے، اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے (یضرب بمعنی یُبَیِّن ہے) لوگوں کے لیے (جو ان کے عقل و فہم کے قریب ہوتی ہیں تاکہ وہ عبرت حاصل کریں اور ایمان لے آئیں) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے (اور اس کے علم میں سے ایک مثالیں بیان کرنا بھی ہے) ان گھروں میں (فی بیوت جار مجرور مابعد فعل یُسَبِّح کے متعلق ہے) جنہیں بلند کرنے کا (ترفع بمعنی تعظم ہے) اللہ نے حکم دیا ہے......۵...... اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے (یعنی اس کی توحید بیان کی جاتی ہے) تسبیح کرتے ہیں (یُسَبِّح، با کے کسرہ اور فتح دونوں سے پڑھا گیا ہے بمعنی یُصَلّی) اللہ کی ان میں صبح (الغدوّ بمعنی غدوات مصدر ہے یعنی صبح سویرے) اور شام (زوال شمس کے بعد) وہ مرد (یُسَبِّح اگر با کے کسرہ کے ساتھ ہو تو رجالٌ اس کا فاعل ہوگا اور اگر با کے فتح کے ساتھ ہو تو نائب الفاعل ہوگا، نیز یہ ایک مقدر سوال کا جواب گویا کہ کہا گیا تھا کہ مَنْ یُسَبِّح؟ یعنی کون ہیں جو تسبیح کرتے ہیں؟ تو جواب دیا جا رہا ہے کہ وہ مرد) جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا (تجارۃ

بمعنی شواء ہے) اور نہ خرید وفروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے سے .....۵.....(اقام اصل میں اقامۃ تھا اور آخر سے ھاء کا حذف ہونا تخفیف کی وجہ سے ہے) اور زکوۃ دینے سے، ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے (یعنی مضطرب ہوں گے) دل اور آنکھیں.....۶.....(خوف سے، یعنی دل نجات و ہلاکت کے درمیان مضطرب ہوں گے تو آنکھیں دائیں اور بائیں کی سمتوں سے مضطرب ہوں گی، اور اس سے مراد قیامت کا دن ہے) تاکہ اللہ انہیں بدلہ دے ان کے سب سے بہتر کام کا (یعنی اس کا ثواب عطا فرمائے، یہاں احســن بمعنی حسـن ہے) اور اپنے فضل سے انہیں انعام زیادہ دے، اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے بے گنتی .....۷.....(کہا جاتا ہے کہ فلاں بغیر حساب کے خرچ کرتا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ خرچ میں اس قدر فراخی کرتا ہے کہ جو کچھ خرچ کرتا ہے اس کا حساب ہی نہیں کرتا) اور جو کافر ہوئے ان کے کام ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کسی جنگل میں.....۸.....(قیـعـة جمع ہے قـاع کی اور اس سے مراد ہے کسی چٹیل میدان وصحرا میں، اور سـراب سے مراد وہ شعاعیں ہیں جو سخت گرمی کے دن دوپہر کے وقت جاری پانی کے مشابہ دکھائی دیتی ہیں) کہ سمجھے (یعنی گمان کرے) پیاسا (الظمان بمعنی العطشان ہے) اسے پانی یہاں تک جب اس کے پاس آیا تو اسے کچھ نہ پایا (یعنی جو اس نے گمان کیا تھا اس کے مطابق نہ پایا، اسی طرح کافر بھی گمان کرتا ہے کہ اس کا عمل مثلاً صدقہ وغیرہ کا اسے فائدہ دے گا یہاں تک کہ جب اسے موت آئے گی اور رب قدوس عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہوگا تو اپنے عمل میں سے کچھ بھی نہ پائے گا یعنی اس کا نفع نہ پائے گا) اور اللہ کو پایا اپنے قریب (یعنی اپنے عمل کے قریب) تو اس نے اس کا حساب پورا بھر دیا (یعنی وہ اسے دنیا ہی میں اس کی جزا دیدے گا) اور اللہ جلد حساب کر لیتا ہے (یعنی بدلہ دے دیتا ہے) یا (جنھوں نے کفر کیا ان کے برے اعمال) جیسے اندھیریاں کسی کنڈے کی (گہرائی والے) دریا میں (گہرائی والے) اس کے اوپر موج، موج کے اوپر اور موج، اس کے اوپر (یعنی اس دوسری موج کے اوپر) بادل (سحاب بمعنی غیم ہے، یہ) اندھیرے ہیں ایک پر ایک (یعنی سمندر کی تاریکی، پہلی موج کی تاریکی، دوسری موج کی تاریکی اور بادل کی تاریکی) جب نکالے (کوئی دیکھنے والا) اپنا ہاتھ (ان تاریکیوں میں) تو سوجھائی دیتا معلوم نہ ہو (یعنی اسے دیکھنے کے قریب بھی نہ ہو) اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لیے کہیں نور نہیں (یعنی جسے اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دے وہ ہدایت نہیں پاسکتا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الله نور السموت والارض﴾.

الله: مبتدا، نور: مضاف، السموت والارض: مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿مثل نوره كمشكوة فيها مصباح المصباح في زجاجة﴾.

مثل نوره: مبتدا، كاف: جار، مشكوة: موصوف، فيها: ظرف مستقر خبر مقدم، مصباح: مبتدا مؤخر، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، المصباح: مبتدا، في زجاجة: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الزجاجة كانها كوكب دري .... ولو لم تمسسه نار﴾.

الزجاجة: مبتدا، كانها: حرف مشبہ واسم، كوكب: موصوف، دري: صفت اول، يوقد: فعل با نائب الفاعل، من: جار، شجرة: موصوف، مباركة: صفت اول، لا: نافیہ، شرقية: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، غربية: معطوف ملکر صفت ثانی، يكاد: فعل مقارب، زيتها: ذوالحال، و: حالیہ، لو: شرطیہ، لم تمسسه نار: جملہ فعلیہ جزا، محذوف "الاضآء" کے لیے شرط، ملکر حال، ملکر اسم، يضيء: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثالث، ملکر مبدل منہ، زيتونة: بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو،

ملکر صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نور علی نور یهدی الله لنوره من یشاء ویضرب الله الامثال للناس﴾۔

نور: موصوف، علی نور: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا محذوف "هذاالذی شبهت به الحق" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، یهدی الله لنوره: فعل وفاعل وظرف لغو، من یشآء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ، و: عاطفہ، یضرب الله: فعل وفاعل، الامثال: مفعول، للناس: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والله بکل شیء علیم﴾۔

و: عاطفہ، الله: مبتدا، بکل شیء علیم: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه یسبح له فیها بالغدو والاصال ○ رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله واقام الصلوة وایتاء الزکوة﴾۔

فی: جار، بیوت: موصوف، اذن الله: فعل وفاعل، ان: مصدریہ، ترفع: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یذکر فیها اسمه: فعل مجہول و ظرف لغو ونائب الفاعل، ملکر معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر صفت اول، یسبح له فیها: فعل وظرف لغو وظرف لغو ثانی، بالغدو والاصال: ظرف مستقر حال مقدم، رجال: موصوف، لا تلهیهم: فعل نفی ومفعول، تجارة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، بیع: معطوف، ملکر فاعل، عن: جار، ذکر الله: معطوف علیہ، واقام الصلوة وایتآء الزکوة: معطوفان، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر صفت، ملکر ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر ماقبل "مشکوة یا مصباح یا زجاجة" کی صفت واقع ہے۔

﴿یخافون یوما تتقلب فیه القلوب والابصار ○ لیجزیهم الله احسن ما عملوا ویزیدهم من فضله﴾۔

یخافون: فعل بافاعل، یوما: موصوف، تتقلب فیه القلوب والابصار: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، لام: جار، یجزیهم الله: فعل ومفعول وفاعل، احسن: مضاف، ماعملوا: مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یزید هم من فضله: فعل وفاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "رجال" کی صفت ثانی واقع ہے۔

﴿والله یرزق من یشاء بغیر حساب﴾۔

و: متانفہ، الله: مبتدا، یرزق: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، بغیر حساب: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، من یشآء: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿والذین کفروا اعمالهم کسراب بقیعة یحسبه الظمان ماء حتی اذا جاءه لم یجده شیئا﴾۔

و: متانفہ، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر مبتدا، اعمالهم: مبتدا ثانی، کاف: جار، سراب: موصوف، بقیعة: ظرف مستقر صفت اول، یحسبه الظمان: فعل ومفعول و فاعل، ماء: مفعول ثانی، حتی: جار، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاءه: فعل بافاعل ومفعول، ملکر شرط، لم یجده شیئا: فعل نفی بافاعل ومفعول اول وثانی ملکر جملہ فعلیہ جزاء، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ووجد الله عنده فوفه حسابه والله سریع الحساب﴾۔

و: عاطفہ، وجد الله: فعل بافاعل ومفعول، عنده: ظرف ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، وفه حسابه: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی،

ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، سریع الحساب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿او کظلمت فی بحر لجی یغشٰہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب﴾.

او: عاطفہ، کاف: جار، ظلمت: موصوف، فی: جار، بحر: موصوف، لجی: صفت اول، یغشٰہ: فعل ومفعول، موج: موصوف، من فوقہ: ظرف مستقر خبر مقدم، موج: موصوف، من فوقہ: ظرف مستقر خبر مقدم، سحاب: مبتدا مؤخر، ملکر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر صفت، ملکر فاعل، ملکر صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر معطوف ہے ماقبل "کسراب" پر۔

﴿ظلمت بعضھا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یرھا﴾.

ظلمت: موصوف، بعضھا: مبتدا، فوق بعض: ظرف متعلق بحذوف خبر، ملکر صفت، ملکر مبتدا محذوف "ھذہ" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، اخرج یدہ: فعل وفاعل ومفعول ملکر شرطیہ، لم یکد: فعل مقارب بااسم، یرھا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ جزء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور﴾.

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، لم یجعل اللہ لہ نورا: فعل نفی بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر شرط، ف: جزائیہ، ما: نافیہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائدہ، نور: مبتدا مؤخر، ملکر جزاء، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نور الٰہی کا بیان:

لے......علامہ شیخ جرجانی کہتے ہیں کہ نور اس کیفیت کو کہتے ہیں جس کا آنکھیں سب سے پہلے ادراک کرتی ہیں پھر اس کیفیت کے واسطے سے باقی دکھائی دینے والی چیزوں کا ادراک کرتی ہے۔ (التعریفات، ص ۲۴۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر مفسرین کا یہی قول ہے کہ اللہ عزوجل اپنی حکمت بالغہ سے آسمانوں اور زمینوں کا مدبر ہے، جیسے بہت بڑے عالم کے لیے کہا جاتا ہے کہ وہ شہر کا نور ہے یعنی وہ شہر والوں کی عمدہ تدبیر کرتا ہے، تو وہ ان کے لئے بہ منزلہ نور ہوتا ہے، جس سے ان کو شہر کے معاملات میں رہنمائی ملتی ہے۔ ایک قول کے مطابق اللہ عزوجل آسمان وزمین کا ناظم ہے کیونکہ اس نے انتہائی حسین ترتیب سے اس کائنات کا نظام مرتب کیا ہوا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ عزوجل زمین وآسمان کو منور کرنے والا ہے، اس کا ایک محمل یہ ہے کہ وہ آسمانوں کو ملائکہ سے منور کرتا ہے اور زمین کو انبیائے کرام سے، اور دوسرا محمل یہ ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کو سورج، چاند، ستاروں سے منور کرتا ہے اور تیسرا محمل یہ ہے کہ اس نے آسمان کو سورج، چاند، ستاروں سے مزین کیا ہے اور زمین کو انبیائے کرام وعلمائے کرام سے مزین فرمادیا ہے۔ (الرازی، ج۸، ص ۳۷۹ وغیرہ)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تہجد میں تلاوت فرمائی: "اللھم لک الحمد انت نور السموت والارض یعنی اے اللہ! تیرے لئے تمام تعریفیں ہیں اور تو زمین وآسمان کا نور ہے"۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب: قول اللہ تعالی یریدون، رقم: ۷۴۹۹، ص ۱۲۹۵)

☆......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار فرمایا، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: "میں نے اپنے رب کو جہاں بھی دیکھا ہے وہ نور ہی نور ہے"۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: من سورۃ الطور، رقم: ۳۲۹۳، ص ۹۴۳)

مشکوۃ کا بیان:

۲.....حبشی زبان میں مشکوۃ طاق کو کہتے ہیں، زجاجۃ شیشے کے فانوس کو کہتے ہیں، مصباح روشنی کے آلے کو کہتے ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ مثال اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمائی ہے، کہ مشکوۃ ان کا سینہ مبارکہ ہے، اور زجاجۃ ان کا دل ہے، اور مصباح ان کا دل میں نور نبوت ہے جس سے نبوت کا درخت چمکتا دمکتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مشکوۃ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ مبارک ہے اور زجاجۃ سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے، اور مصباح سے مراد (ھدایت کا) وہ نور ہے جسے اللہ عزوجل نے مشرق و مغرب، یہود و نصاری میں سے نہیں بنایا بلکہ یہ نور حضرت ابراہیم علیہ السلام و محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر سے پھوٹا۔ محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں مشکوۃ حضرت ابراہیم علیہ السلام، زجاجۃ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور مصباح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ عزوجل نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مصباح کہا جیسا کہ انہیں سراجا منیرا کہا ہے۔ اور ایک قول کے مطابق مبارک درخت حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں کیونکہ اکثر حضرات انبیائے کرام انہی سے پیدا ہوئے۔ نور علی نور سے مراد مومن کا ایمان اور اس کا عمل ہے، ایک قول کے مطابق مومن کا ایمان اور قرآن ہے۔ (الخازن، ج۳، ص ۲۹۷ وغیرہ)

زیتون کے فضائل وفوائد:

۴.....زیتون کا درخت بڑی برکت والا درخت ہے، اور اس میں کئی قسم کے منافع بھی ہیں۔ یہ چراغ جلانے کے استعمال میں آتا ہے اور اس کی روشنی بہت زیادہ اور دائمی ہوتی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ سب سے پہلا درخت تھا جو طوفان نوح کے بعد پیدا ہوا، ایک قول کے مطابق یہ درخت ارض مقدسہ یعنی بیت المقدس میں پیدا ہوا۔ یہ وہ درخت ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے جسم پر لگاؤ کہ یہ مبارک درخت سے نکلتا ہے''۔

(سنن الترمذی، کتاب الاطعمة، باب: ماجاء فی اکل الزیت، رقم: ۱۸۵۸، ص ٥٥٤)

اللہ عزوجل کے گھر کو بلند کرنے کا بیان:

۵.....اللہ کے گھر بلند کرنے سے مراد اسے تعمیر و توسیع کرنا، اس میں نمازیں پڑھنا، اور ہر طرح سے ان کا خیال رکھنا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسجد کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی، اس کی چھت شاخوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنوں کے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں اس کی عمارت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں اس کی بنیادوں میں اینٹوں اور درخت کی شاخوں اور ستون لکڑی کے لگائے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اس میں بہت تبدیلی کی گئی اور اس میں بہت اضافہ کیا گیا، اس کی دیواریں منقش پتھروں اور چونے سے بنائیں گئیں اور اس کے ستون بھی منقش پتھروں کے بنائے گئے اور ساگوان کی لکڑی سے اس کی چھت بنائی گئی۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوة، باب الحد فی المسجد، رقم: ٤٤٦، ص ٧٧)

☆ ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''گھر میں اکیلے نماز پڑھنے یا بازار میں نماز پڑھنے کی بہ نسبت مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا اجر پچیس درجہ زیادہ ملتا ہے، کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں آتا ہے اور اس کا ارادہ صرف نماز پڑھنے کا ہوتا ہے تو اس کے ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے

حتی کہ وہ مسجد میں داخل ہوجاتا ہے، اور جب وہ مسجد میں داخل ہوجاتا ہے تو جتنے وقت وہ نماز کے لئے مسجد میں ٹھہرا رہتا ہے اس کا وہ وقت نماز ہی میں شمار کیا جاتا ہے اور جب تک وہ نماز کی جگہ میں بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس لئے دعا کرتے رہتے ہیں اے اللہ! اس پر رحم فرما جب تک وہ اپنا وضو نہیں توڑتا''۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب:صلوۃ فی مسجد السوق، رقم: ۴۷۷، ص:۸۲)

☆......حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے بچوں کو، پاگلوں کو، شریروں کو، خرید و فروخت کو، جھگڑوں کو، بلند آوازوں کو، حدود کے نفاذ کو اور اپنی تلواروں کے سونتنے کو اپنی مسجدوں سے دور رکھو، اور اپنی مسجدوں کے دروازوں پر وضو کی ٹونٹیاں بناؤ اور (سردیوں میں) ان میں گرم پانی ڈالو''۔ (سنن ابن ماجه، کتاب الصلوة، باب:ما یکره فی المساجد، رقم: ۷۵۰، ص۱۴۳)

یہ بات لکھتے ہوئے بڑا دکھ محسوس ہو رہا ہے، شاید کوئی اسے غلط تناظر میں لے جائے اور مزید مسائل پیدا کرے لیکن اللہ عزوجل کو حاضر و ناظر جان کر یہ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ مساجد اللہ عزوجل کی رضا کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ دینی امور کے لئے وقف ہوتی ہیں۔ ان میں نمازیں پڑھیں، ذکر واذکار کریں، درس و بیان کے سلسلے ہوں، میلاد، فاتحہ، اور دیگر کار خیر کرنا سب انہیں آباد کرنے میں داخل ہے۔ لیکن یہ بات دکھ دیتی ہے کہ ہم سُنی حضرات میں مساجد بٹنے لگیں ہیں۔ ہماری لڑائی بدمذہبوں اور دشمنان اسلام سے تھی، آپس کی جنگ میں پڑ کر خرابی کرنا سمجھداری نہیں، خدا کرے ہم سب ایک ہوجائیں، آمین۔

بروز قیامت دل اور آنکھوں کے اضطراب کے معنی:

۶......قیامت کے دن کے ہول اور اس کی دہشت سے دل اور آنکھیں الٹ پلٹ جائیں گی، اس سے مراد کفار کے دل اور ان کی آنکھیں ہیں، ان کے دل اپنی جگہ سے نکل کر حلق میں آجائیں گے، وہ واپس اپنی جگہ جاسکیں گے اور نہ ہی حلق سے باہر آسکیں گے۔ آنکھوں کے پلٹنے کا معنی یہ ہے کہ پہلے ان کی سرگیں آنکھیں تھیں، اور قیامت کے دن کی ان کی آنکھیں نیلی ہوجائیں گی، ایک قول یہ ہے کہ دلوں کے الٹ پلٹ جانے کا معنی نجات کی طمع اور ہلاکت کے خوف سے ان کے دل مضطرب ہونا ہے، اور آنکھیں مضطرب ہونگی کہ کس جانب سے اُن کے اعمال نامے دیئے جائیں گے اور کس طرف سے ان سے پوچھ گچھ کی جائے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ دلوں کے الٹ پلٹ جانے کا معنی یہ ہے کہ ایک بار آگ ان کو جھلسا دے گی، پھر جلا دے گی، پھر ان کو دوسرے دلوں سے بدل دیا جائے گا اور یہ عمل یونہی ہوتا رہے گا۔

(تبیان القرآن، ج۸، ص ۱۴۵)

حلال رزق کی فضیلت واھمیت:

۷......کھانا انسان بلکہ ہر ذی روح کے لیے ضروری ہے اس کے بغیر طبی نکتہ نظر سے تصور حیات بے معانی ہے۔ کھانے کے ضمن میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ کھانا حلال ہونا چاہئے اس کی اہمیت اس بات سے واضح ہوجاتی ہے کہ جس طرح مسلمانوں پر نماز، روزہ، زکوۃ، حج فرض کیا گیا ہے اس طرح حلال کھانا بھی فرض کیا گیا ہے۔ حلال کھانا کھانے کے بارے میں قرآن مجید میں کئی احکامات موجود ہیں چنانچہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿یایھا الذین امنوا لا تحرموا طیبت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین و کلوا مما رزقکم اللہ حلالا طیبا واتقوا اللہ الذی انتم بہ مومنون﴾ اے ایمان والوں اللہ نے جو تمہارے لیے حلال کیا ہے اسے حرام نہ کرو اور حد سے نہ گزرو بے شک اللہ حد سے گزرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور اللہ نے جو تمہیں حلال پاکیزہ رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے (المائدۃ:۸۷،۸۸)۔ اسی طرح سورۃ البقرۃ میں ہے ﴿یاایھا الذین امنوا کلوا من طیبت ما رزقنکم﴾ اے ایمان والو! ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے حلال رزق کھاؤ (البقرۃ:۱۷۲)۔ حجت الاسلام امام محمد بن محمد غزالی

علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول بی بی آمنہ کے گلشن کے مہکتے پھول ﷺ فرماتے ہیں ''جس نے متواتر روزانہ ایسی حلال روزی جو حرام کی آمیزش سے پاک ہو کھائے تو خدا ﷻ کی جانب سے اس پر یہ رحمت نازل ہوتی ہے کہ اللہ ﷻ اس کے قلب میں نور پیدا فرما دیتا ہے اور اس کے دل کو حکمت اور دانش کا ماخذ بنا دیتا ہے۔ (کیمیائے سعادت، ص ۲۱۴ مترجم)

کافروں کے اعمال کی مثال جیسے سراب:

۸......کافروں کے اعمال کو سراب یعنی دوپہر کے وقت ریگستان میں چمکتی ہوئی ریت جو کہ دور سے پانی محسوس ہوتی ہے لیکن قریب جائیں تو ریت ہی ریت ہوتی ہے اور مزید دور پانی محسوس ہوتا ہے لیکن یہی سراب ہے کہ نظر انسانی دھوکہ کھا جاتی ہے۔
دوسری مثال بہت پانی والا گہرا تاریک سمندر جس میں انسان کو اپنا ہاتھ تک نہ سجھائی دے۔ ان آیات میں اللہ ﷻ نے تین تاریکیاں بیان کی ہیں دریا کی تاریکی، موجوں کی تاریکیاں اور بادلوں کی تاریکیاں، اسی طرح کافروں کی بھی تین تاریکیاں ہیں ایک عقیدہ کی تاریکی، ایک قول کی تاریکی اور ایک فعل کی تاریکی۔ (الخازن، ج۳، ص ۲۹۹ وغیرہ)

اغراض: ای صفته فی قلب المومن: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ کاف استخدام کا ہے، نور کو اولاً ایک معنی میں اور ثانیا دوسرے معنی میں استعمال کیا گیا، حاصل کلام یہ ہوا کہ اولاً نور سے مراد نور حسی ہے اور ثانیا نور سے مراد نور معنوی ہے۔
غیر النافذة: اس جملے کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ یہ حالت طاق میں نور کے جمع ہونے کی ہے۔
منسوب الی الدر: ستاروں کی شدید چمک دمک کو موتیوں سے تشبیہ دی ہے۔
بل بینهما: اس جملے کے ذریعے اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿لا شرقية ولا غربية(النور:۳۵)﴾ سے مراد درمیانی راہ ہے، یعنی متذکرہ درخت نہ تو شرق میں ہے اور نہ ہی غرب میں بلکہ درمیانی راستے شام میں ہے اور ''زیتونة'' زیتون کے مقابلے میں زیادہ جید کلمہ ہے۔
نور الله ای هداه: مومن کے دل میں دلائل در دلائل کا اضافہ کرنا مقصود ہے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال قائم ہو کہ زیتون کے نور کی مثال کیوں دی گئی؟ سورج، چاند، ستاروں کی مثال دینی چاہیے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا یہ جواب دوں گا کہ زیتون میں کئی منافع ہیں اور ہر ایک کے لئے آسانی سے دستیاب ہوتا ہے جس طرح مومن کامل کو اس کا ایمان نفع دیتا ہے۔
یتعلق بتسبیح الآتی: فی بیوت یسبح کے متعلق ہے اور ایک قرائت بر بنائے فاعل یا مفعول ہے اور ظرف کی تکرار مساجد کی شان بیان کرنے کے لئے ہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''زمین پر اللہ کے گھر آسمان کو روشن کرتے ہیں اور آسمانی ستارے زمین کو روشن کرتے ہیں''۔ (الصاوی، ج۴، ص ۱۸۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ وَمِنَ التَّسبِيحِ صلوةٌ ﴿وَالطَّيْرُ﴾ جمعُ طائرٍ بينَ السَّماءِ والارضِ ﴿صٰٓفّٰتٍ ؕ﴾ حالٌ باسطاتٌ اَجنِحَتَهنَّ ﴿كُلٌّ قَدْ عَلِمَ﴾ الله ﴿صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ (۴۱)﴾ فيه تغليبُ العاقِلِ ﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ﴾ خزائنُ المَطرِ والرِّزقِ والنَّباتِ ﴿وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ (۴۲)﴾ المَرجعُ ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا﴾ يَسُوقهُ برِفقٍ ﴿ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ﴾ يَضُمُّ بَعضَه الى بعضٍ فيَجعَلَ القِطعَ المُتفرِّقةَ قِطعَةً واحِدةً ﴿ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا﴾ بَعضَهٗ فوقَ

بَعضٍ﴿فَتَرَى الْوَدْقَ﴾المطرَ﴿يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ﴾مَخارِجِهٖ﴿وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ﴾زائدةٌ﴿جِبَالٍ فِيهَا﴾في السَّماءِ بدل بِإعادةِ الجارِ﴿مِنْ ۢ بَرَدٍ﴾اى بَعضهُ﴿فَيُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ﴾يَقرُبُ﴿سَنَا بَرْقِهٖ﴾لَمعانُهٗ﴿يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ (۴۳)﴾النّاظِرة لهٗ اَنْ يُخطفها﴿يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ﴾اى يَاتِي بِكُلٍّ منهما بَدلَ الْاٰخر﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ﴾التقليبِ﴿لَعِبْرَةً﴾دلالةً﴿لِّاُولِي الْاَبْصَارِ (۴۴)﴾لِاَصحابِ البَصائِرِ على قُدرةِ الله تعالى﴿وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ﴾اى حيوانٍ﴿مِّنْ مَّآءٍ ۚ﴾اى نُطفَةٍ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ﴾كالحيّاتِ والهَوامِ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ﴾كالإنسانِ والطَّيرِ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى اَرْبَعٍ ؕ﴾كالبَهائمِ والأنعامِ﴿يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۴۵) لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ﴾اى بَيِّناتٌ هِيَ القرانُ﴿وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ﴾طريقٍ﴿مُّسْتَقِيْمٍ (۴۶)﴾اى دينِ الإسلامِ﴿وَيَقُوْلُوْنَ﴾اى المُنافِقونَ﴿اٰمَنَّا﴾صَدَّقنا﴿بِاللّٰهِ﴾بتوحيدِهٖ﴿وَبِالرَّسُوْلِ﴾محمدٍ﴿وَاَطَعْنَا﴾هُما فيما حكما بِهٖ﴿ثُمَّ يَتَوَلّٰى﴾يُعرِضُ﴿فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ ۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ﴾عَنهُ﴿وَمَآ اُولٰٓئِكَ﴾المُعرِضونَ﴿بِالْمُؤْمِنِيْنَ (۴۷)﴾المَعهُودِينَ المُوافِقِ قُلوبهم لِألسِنَتِهم﴿وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾المبلغَ عنهُ﴿لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۴۸)﴾عَنِ المَجيءِ﴿وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ (۴۹)﴾مُسرِعينَ طائعينَ﴿اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾كُفرٌ﴿اَمِ ارْتَابُوْٓا﴾اى شَكُّوا في نُبوّتِهٖ﴿اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ﴾في الحُكمِ اى يُظلَموا فيه﴿بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۵۰)﴾بِالاعراضِ عنهُ۔

﴿ترجمہ﴾

کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں (اور تسبیح میں سے نماز بھی ہے) اور پرندے (آسمانوں اور زمین کے درمیان اڑتے ہوئے، الطیر جمع ہے طائر کی) پر پھیلائے (یعنی اس حال میں کہ وہ اپنے پر پھیلائے ہوتے ہیں) سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح ......۱...... اور اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے (اس میں ذوی العقول کو غلبہ دیا گیا ہے) اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی (یعنی بارش، رزق اور نباتات کے خزانے) اور اللہ ہی کی طرف پھر جانا (یعنی لوٹنا ہے) کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نرم نرم چلاتا ہے بادل کو (یعنی بڑی آہستگی سے چلاتا ہے) پھر انہیں آپس میں ملاتا ہے (یعنی انہیں ایک دوسرے سے ملا کر ان بکھرے ہوئے ٹکڑوں کو ایک ہی ٹکڑا بنا دیتا ہے) پھر انہیں تہہ پر تہہ (یعنی ایک دوسرے کے اوپر) کر دیتا ہے تو تُو دیکھے کہ مینہ (یعنی بارش) نکلتی ہے اس کے بیچ میں سے (یعنی اس میں موجود سوراخوں سے) اور اتارتا ہے آسمان سے (من السماء سے پہلے مِنْ زائدہ ہے) اس میں جو برف کے پہاڑ ہیں......۲...... (فیھا سے مراد فی السماء ہے اور یہ اس سے اعادۂ جار کے ذریعے بدل واقع ہو رہا ہے) ان میں سے کچھ اولے (مِنْ بَرَدٍ میں مِنْ تبعیضیہ ہے) پھر ڈالتا ہے انہیں جس پر چاہے اور پھیر دیتا ہے انہیں جس

سے چاہے قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک (سنا بمعنی لمعان ہے) آنکھ لے جائے (جو اسے دیکھ رہی ہو یعنی اسے اچک لے جائے) اللہ بدلی کرتا ہے رات اور دن کی (یعنی ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کے بدل لاتا ہے) بیشک اس (ادل بدل) میں سمجھنے کا مقام ہے (دلالت ہے) نگاہ والوں کو (یعنی صاحبِ بصیرت افراد کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلیل ہے) اور اللہ نے بنایا زمین پر ہر چلنے والا (حیوان) پانی سے (یعنی نطفہ سے) تو ان میں کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے (مثلاً سانپ اور حشرات الارض) اور ان میں کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے (مثلاً انسان اور پرندے) اور ان میں کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے (مثلاً مویشی اور چوپائے) اللہ بناتا ہے جو چاہے، بیشک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ بیشک ہم نے اتاریں صاف بیان کرنے والی آیتیں (مبینات بمعنی بینات ہے یعنی قرآنِ کریم) اور اللہ جسے چاہے دکھائے سیدھی راہ (یعنی راستہ، دینِ اسلام کا) اور کہتے ہیں (منافقین) ہم ایمان لائے (یعنی ہم نے تصدیق کی) اللہ (کی توحید کی) اور رسول پر (یعنی حضرت سیدنا محمد ﷺ کی) اور اطاعت کی (ان دونوں کی جو انہوں نے حکم دیا) پھر کچھ پھر جاتے ہیں (منہ موڑ لیتے ہیں) ان میں کے اس کے بعد (اس سے) اور وہ (اعراض کرنے والے) مسلمان نہیں (یعنی ایسا عہد کرنے والے نہیں کہ جس میں ان کے دل ان کی زبانوں کے موافق ہوں) اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف (یعنی اس رسول کی طرف جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر ہے) کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے تو جبھی ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے (ان کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے......) اور اگر ان میں ڈگری ہو تو اس کی طرف آئیں مانتے ہوئے (بڑی جلدی اطاعت کرتے ہوئے) کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے (یعنی کفر ہے) یا شک رکھتے ہیں (ان کی نبوت کے متعلق) کیا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول ان پر ظلم کریں گے (فیصلہ میں، یعنی ان پر فیصلہ میں ظلم کیا جائے گا نہیں) بلکہ خود ہی ظالم ہیں (آپ ﷺ کی بارگاہ سے منہ موڑنے کی وجہ سے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تران الله يسبح له من فى السموت والارض والطير صفت﴾.

همزه: حرف استفہامیہ، لم تر: فعل نفی وفاعل، ان الله: حرف مشبہ واسم، يسبح له: فعل وظرف لغو، من: موصولہ، فى السموت والارض: ظرف مستقر صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الطير: ذوالحال، صفت: حال، ملکر معطوف، ملکر فاعل، ملکر خبر، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿كل قد علم صلاته وتسبيحه والله عليم بما يفعلون﴾.

كل: مبتدا، قد: تحقیقیہ، علم: فعل بافاعل، صلاته: معطوف علیہ، و: عاطفہ، تسبيحه: معطوف، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الله: مبتدا، عليم بما يفعلون: شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولله ملك السموت والارض والى الله المصير﴾.

و: مستانفہ، لله: ظرف مستقر خبر مقدم، ملك السموت والارض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، الى الله: ظرف مستقر خبر مقدم، المصير: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم تران الله يزجى سحابا ثم يولف بينه ثم يجعله ركاما﴾.

همزه: حرف استفہام، لم تر: فعل نفی بافاعل، ان الله: حرف مشبہ واسم، يزجى سحابا: معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، يولف بينه: معطوف اول، ثم: عاطفہ، يجعله ركاما: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فترى الودق يخرج من خلله وينزل من السماء من جبال فيها من برد﴾
ف :عاطفہ، ترى: فعل بافاعل،الودق :ذوالحال،يخرج من خلله : جملہ فعلیہ حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ينزل: فعل بافاعل، من السماء: جارمجرور،مبدل منہ، من: جار، جبال : موصوف، فيها :ظرف مستقر صفت،ملکرذوالحال، من برد: ظرف مستقر حال،ملکرمجرور، ملکر بدل، ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فيصيب به من يشاء ويصرفه عن من يشاء﴾.
ف :عاطفہ، يصيب به: فعل بافاعل وظرف لغو، من يشآء : مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، يصرفه : فعل بافاعل ومفعول، عن من يشآء : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿يكاد سنا برقه يذهب بالابصار يقلب الله اليل والنهار﴾.
يكاد: فعل مقارب،سنابرقه:اسم، يذهب بالابصار :جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "برد" کی صفت ہے، يقلب الله: فعل وفاعل،اليل:معطوف علیہ، والنهار: معطوف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان في ذلك لعبرة لاولي الابصار﴾.
ان : حرف مشبہ، في ذلك: ظرف مستقرخبرمقدم،لام :تاکیدیہ، عبرة : موصوف، لاولي الابصار :ظرف مستقرصفت،ملکراسم، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله خلق كل دابة من ماء فمنهم من يمشي على بطنه﴾.
و: مستانفہ، الله :مبتدا، خلق كل دابة:فعل بافاعل ومفعول، من ماء :ظرف لغو،ملکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ف :عاطفہ تفریعیہ، منهم: ظرف مستقرخبرمقدم، من: موصولہ، يمشي على بطنه:فعل بافاعل وظرف لغو، ملکرصلہ،ملکر مبتداموٴخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومنهم من يمشي على رجلين ومنهم من يمشي على اربع﴾.
و: عاطفہ، منهم: ظرف مستقرخبرمقدم، من: موصولہ، يمشي على رجلين: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتداموٴخر،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، منهم : ظرف مستقرخبرمقدم، من: موصولہ، يمشي على اربع: جملہ فعلیہ صلہ،ملکرمبتداموٴخر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يخلق الله ما يشاء ان الله على كل شيء قدير﴾.
يخلق الله : فعل وفاعل،مايشآء:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، ان الله :حرف مشبہ واسم، على كل شيء قدير :شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لقد انزلنا اليكم ايت مبينت والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم﴾.
لام: قسمیہ،قد:تحقیقیہ، انزلنا اليكم: فعل بافاعل وظرف لغو، ايت مبينت : مفعول، ملکرقسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، الله :مبتدا، يهدي: فعل بافاعل، من يشآء: مفعول، الى صراط مستقيم : ظرف لغو،ملکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ويقولون امنا بالله وبالرسول واطعنا﴾.
و: مستانفہ، يقولون:قول، امنا: فعل بافاعل، بالله :معطوف علیہ، و: عاطفہ، بالرسول :معطوف، ملکرظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اطعنا: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ثم يتولى فريق منهم من بعد ذلك وما اولئك بالمؤمنين﴾.
ثم : عاطفہ، يتولى: فعل،فريق: موصوف، منهم: ظرف مستقرصفت، ملکرذوالحال، من بعد ذلك : ظرف مستقر حال اول،

و: حالیہ، ما: مشابہ بلیس، اولئک: اسم، ب: زائدہ، المومنین: خبر، ملکر حال ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم اذا فریق منھم معرضون﴾۔

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، دعوا الی اللہ ورسولہ: فعل مجہول با نائب الفاعل وظرف لغو، لام: جار، یحکم بینھم: جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شرط، اذا: فجائیہ، فریق: موصوف، منھم: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا، معرضون: خبر، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان یکن لھم الحق یاتوا الیہ مذعنین﴾۔

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، یکن: فعل ناقص، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، الحق: اسم، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، یاتوا: فعل وضمیر ذوالحال، مذعنین: حال، ملکر فاعل، الیہ: ظرف لغو، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿افی قلوبھم مرض ام ارتابوا ام یخافون ان یحیف اللہ علیھم ورسولہ﴾۔

ھمزہ: حرف استفہامیہ، فی قلوبھم: ظرف مستقر خبر مقدم، مرض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ منقطعہ، ارتابوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ام: عاطفہ، یخافون: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یحیف اللہ علیھم ورسولہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل اولئک ھم الظلمون﴾۔

بل: عاطفہ، اولئک: مبتدا، ھم الظلمون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... **وان یکن لھم الحق......** ☆ بشر نامی ایک منافق تھا جس کا زمین کے معاملے میں ایک یہودی سے جھگڑا تھا، یہودی جانتا تھا کہ اس معاملہ میں وہ سچا ہے اور اس کو یقین تھا کہ سید عالم ﷺ حق وعدل کا فیصلہ فرماتے ہیں، اس لئے اس نے خواہش کی کہ یہ مقدمہ حضور ﷺ سے فیصل کرایا جائے لیکن منافق بھی جانتا تھا کہ وہ باطل پر ہے اور سید عالم ﷺ عدل وانصاف میں کسی کی رورعایت نہیں فرماتے اس لیے وہ حضور ﷺ کے فیصلہ پر تو راضی نہ ہوا اور کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے پر مصر رہا اور حضور کی نسبت کہنے لگا کہ وہ ہم پر ظلم کریں گے اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حیوانات ونبادات کا ادراک وتسبیحات:

۱...... علامہ رازی کہتے ہیں کہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اللہ ﷻ نے پرندوں اور حشرات الارض کو ایسے لطیف اعمال کا الہام کیا ہے جن کو وجود میں لانے اور بہ روئے کار لانے سے اکثر عقلاء عاجز ہیں، اور جب ایسا ہوسکتا ہے تو یہ کیوں نہیں ہوسکتا کہ اللہ ﷻ نے پرندوں اور حیوانوں کو اپنی معرفت کا الہام کردیا ہو، اور ان کو دعا کرنے، تسبیح کرنے، نماز پڑھنے کا الہام کردیا ہو یا ان کو ان چیزوں کا علم عطا فرمادیا ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مکڑی مختلف حیلوں اور ہتھکنڈوں سے مکھیوں اور مچھروں کو اپنے جالے میں پھنسالیتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ شہد کی مکھی مسدس شکل میں چھتا بنالیتی ہے اور اس کو ایسی کاریگری سے بناتی ہے کہ ماہر انجینئر بھی اس کی صنعت کو دیکھ کر حیران

رہ جاتا ہے، پھر شہد کی مکھیوں کی ایک ملکہ ہوتی ہے جو اپنی ریاست کا نظام چلاتی ہے اور تمام مکھیاں اس کے حکم کی تابع ہوتی ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ سارس اپنی موافق ہوا اور موسم کی طلب کرنے کے لئے ایک عالم کے ایک طرف سے دوسری طرف پرواز کر جاتا ہے۔ بعض اوقات وہ یورپ کے سرد موسم میں افریقہ کے گرم علاقوں کی طرف پرواز کرتا ہے اور یوں وہ اپنے موافق موسم کی تلاش میں ایک براعظم سے دوسرے براعظم کی طرف سفر کرتا ہے، اسی طرح جو درندے دوسرے حیوانوں کا شکار کرتے ہیں، وہ بھی بہت عیاری سے اپنا شکار حاصل کرتے ہیں۔ ہم جنگلوں میں دیکھتے ہیں کہ بعض پرندے تنکوں سے اپنے گھونسلے بناتے ہیں وہ گھونسلے کئی کئی منزلوں کے ہوتے ہیں اور ان میں اوپر نیچے خانے بنے ہوئے ہوتے ہیں جو کمروں کے قائم مقام ہوتے ہیں وہ تنکے چن چن کر ان کو موڑ موڑ کر انتہائی باریکی اور فنکاری سے اپنے گھونسلے بناتے ہیں، ان کو دیکھ کر بے ساختہ کہنا پڑتا ہے کہ اللہ ﷻ نے ان پرندوں اور حیوانوں کو ضروران کاموں کی معرفت اور عقل عطا فرمائی ہے کیونکہ اگر ان میں ان کاموں کے لئے عقل اور معرفت نہ ہوتی تو صرف حواس خمسہ سے ان کاموں کا انجام نہیں دیا جاسکتا تھا۔ (الرازی، ج۸، ص ۴۰۲ وغیرہ)

☆......حضرت جابر ﷜ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں مکہ مکرمہ کے ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو اعلان نبوت سے پہلے مجھ کو سلام کرتا تھا، میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں“۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: ما جاء فی آیات، رقم: ۳۶۴۴، ص ۱۰۳۸)

☆......حضرت انس ﷜ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں“۔
(صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب: خرص المتمر، رقم: ۱۴۸۲، ص ۴۲۱)

☆......حضرت ابو ہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، پھر لوگوں کی طرف مونھ کر کے فرمایا: ”ایک شخص ایک گائے لے کر جا رہا تھا، جب وہ تھک گیا تو گائے پر سوار ہو گیا، اور اس کو مارا، گائے نے کہا: میں اس لئے نہیں پیدا کی گئی، میں صرف ہل چلانے کے لیے پیدا کی گئی ہوں، تو لوگوں نے کہا سبحان اللہ! کیا گائے باتیں کرتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور ابو بکر و عمر اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اس وقت حضرت ابو بکر و عمر وہاں موجود نہیں تھے، اور آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی اپنی بکریوں کو لے کر جا رہا تھا، اچانک بھیڑیے نے ان میں سے ایک بکری پر حملہ کیا، اس کے مالک نے بھیڑیے سے اس بکری کو چھڑا لیا تو بھیڑیے نے کہا درندوں کے دن اس بھیڑیے کا کون رکھوالا ہو گا؟ یعنی قیامت کے دن ان بکریوں کا میرے سوا کوئی رکھوالا نہیں ہو گا، لوگوں نے کہا سبحان اللہ کیا بھیڑیا بھی باتیں کرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر میں ایمان لاتا ہوں، ابو بکر اور عمر بھی ایمان لاتے ہیں اور یہ دونوں حضرات وہاں موجود نہیں تھے“۔ (صحیح البخاری، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب: ما یحذرون من عواقب، رقم: ۲۳۲۴، ۳۴۷۱، ۳۶۶۳، ص ۳۷۳)

☆...... حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ، حضرت ابو بکر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت ابو طلحہ، حضرت زبیر ﷢ حرا پہاڑ پر تھے، اس کی چٹان ہلنے لگی، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ”پرسکون ہو جا، تجھ پر صرف نبی ہے یا صدیق ہے یا شہید ہے“۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: عثمان بن عفان، رقم: ۳۶۹۶، ص ۱۰۵۶)

☆......حضرت علی ﷜ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی پاک ﷺ کے ساتھ اطراف مکہ جا رہے تھے مکہ مکرمہ کے کسی پہاڑ، درخت کے درمیان سے نہیں گزرے کہ وہ کہتے الصلوۃ والسلام علیک یا رسول“۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: ما جاء فی آیات، رقم: ۳۶۴۶، ص ۱۰۳۹)

☆......حضرت جابر ﷜ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ خطبہ دیتے تو ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگاتے تھے، وہ ستون کھجور کا تنا تھا، جب آپ ﷺ کے لیے منبر بنایا گیا اور آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے تو وہ ستون پریشان ہو گیا، اور جس طرح اونٹنی

روتی ہے اس طرح رو یا حتی کہ مسجد میں نماز پڑھنے والوں نے اس کی آواز سنی، یہاں تک کہ سید عالم ﷺ منبر سے اترے اور اس کو اپنے گلے سے لگایا تو وہ پرسکون ہو گیا''۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب ،باب:علامۃ النبوۃ، رقم: ۳۵۸۵، ۳۵۸٤، ۹۱۸،ص ۶۰۲)

☆......حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم معجزات کو برکت شمار کرتے تھے، اور تم ان کو ڈرانے والی اشیاء خیال کرتے ہو، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ناگاہ پانی کم ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا جتنا پانی ہے لے آؤ، ہم ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے، آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا: ''اللہ کی برکت والے، مبارک اور پاک کرنے والے پانی کی طرف آؤ، اور بیشک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی جاری ہو رہا تھا، اور جس وقت کھانا کھایا جاتا تھا تو ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے''۔
(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب:علامۃ النبوۃ، رقم: ۳۵۷۹، ص ۶۰۰)

آسمانوں میں برف کے پہاڑ:

۲......مراد آسمانوں میں برف کے پہاڑ ہونا ہے، اس بارے میں دو اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے جس طرح زمین پر مٹی اور پتھر کے پہاڑ بنائے ہیں اسے ہی آسمانوں میں برف کے پہاڑ بنائے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ عزوجل آسمانوں سے ٹھنڈی ہوائیں زمین پر بھیجتا ہے۔ (الطبری، الجزء ۱۸، ص ۱۸٤)

منافقین کا رسول سے اعراض کرنا:

۳......اللہ عزوجل نے منافقین کے بارے میں فرمایا: ﴿وما اولئک بالمومنین یعنی یہ لوگ مومنین نہیں ہیں (النور: ٤۷)﴾۔ زبانی کلامی دعوے کے ان کے پاس کچھ نہیں، مفسرین کرام کہتے ہیں کہ صرف زبانی دعوے تھے جب کہ عقیدہ نبی کی نبوت کو تسلیم کرنے کا تھا ہی نہیں، معلوم ہوا کہ زبانی دعوے قابل قبول نہیں ہوتے کیونکہ ایمان لانے کے لئے زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ دل کی تصدیق بھی درکار ہے، امام اعظم کے نزدیک اقرار بالسان و تصدیق بالقلب یعنی زبان سے ایمان کا اقرار اور دل میں اس کی تصدیق ضروری ہے۔

اغراض: ومن التسبیح صلوۃ :اس جملے کا ذکر ﴿کل قد علم صلوۃ وتسبیحہ (النور: ٤۱)﴾ کی افادیت کو بیان کرنے کے لئے کیا ہے، پس صلوۃ میں عمومی اعتبار سے تسبیح کی ہر قسم داخل ہے۔

بین السماء والارض: اس جملے کے ذریعے عطف غائر کی جانب اشارہ ہے، اس لئے کہ پرندے آسمان و زمین کے مابین تیرتے ہیں۔

مخارجہ: سوراخ کو کہتے ہیں، پس بادل بارش برسانے کے لئے چھلنی کی مثل ہے، کعب کہتے ہیں کہ جس وقت آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے اگر بادل بھی (نازل) ہوتے تو زمین پر جو کچھ ہے سب برباد ہو جاتا۔

ای یخطفھا: بالابصار میں باء متعدی ہے، معنی یہ ہے کہ بجلی کی چمک آنکھیں تیزی سے لے جائے، کیونکہ طاقتور چمک کمزور کو لے جائے گی۔ کالحیات والھوام: مراد زمین کے کیڑے مکوڑے ہیں، کالحیات میں کاف کا اضافہ (سمندری) کیڑے اور مچھلی کی وجہ سے ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص ۱۹۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ﴾ای بالقول اللائق بھم ﴿اَنْ يَّقُوْلُوْا

﴿سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ﴾ بالاجابۃ ﴿وَاُولٰٓئِکَ﴾ حینئذٍ ﴿هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۵۱)﴾ الناجون ﴿وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَخْشَ اللّٰهَ﴾ یخافہ ﴿وَیَتَّقْهِ﴾ بسکون الھاء وکسرھا بان یطیعہ ﴿فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (۵۲)﴾ بالجنۃ ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ﴾ غایتھا ﴿لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ﴾ بالجھاد ﴿لَیَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ﴾ لھم ﴿لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ﴾ للنبی خیر من قسمکم الذی لا تصدقون فیہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۵۳)﴾ من طاعتکم بالقول ومخالفتکم بالفعل ﴿قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ عن طاعتہ بحذف احدی التائین خطاب لھم ﴿فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ﴾ من التبلیغ ﴿وَعَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ﴾ من طاعتہ ﴿وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ (۵۴)﴾ ای التبلیغ البین ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ﴾ بدلا عن الکفار ﴿کَمَا اسْتَخْلَفَ﴾ بالبناء للفاعل والمفعول ﴿الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ من بنی اسرائیل بدلا عن الجبابرۃ ﴿وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ﴾ لھم وھو الاسلام بان یظھرہ علی جمیع الادیان ویوسع لھم فی البلاد فیملکوھا ﴿وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ﴾ بالتخفیف والتشدید ﴿مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ﴾ من الکفار ﴿اَمْنًا ؕ﴾ وقد انجز اللہ وعدہ لھم بما ذکرہ واثنی علیھم بقولہ ﴿یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ؕ﴾ ھو مستانف فی حکم التعلیل ﴿وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ﴾ الانعام منھم بہ ﴿فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۵۵)﴾ واول من کفر بہ قتلۃ عثمان ﷛ فصاروا یقتتلون بعد ان کانوا اخوانا ﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (۵۶)﴾ ای رجاء الرحمۃ ﴿لَا تَحْسَبَنَّ﴾ بالفوقانیۃ والتحتانیۃ والفاعل الرسول ﴿الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۚ﴾ بان یفوتونا ﴿وَمَاْوٰىهُمُ﴾ مرجعھم ﴿النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (۵۷)﴾. المرجع ھی.

﴿ترجمہ﴾

مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے (یعنی ان کے شایان شان یہی ہے) کہ عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا......ا......(عملی طور پر) اور یہی لوگ (اس صورت میں) مراد کو پہنچے (یعنی نجات پانے والے ہیں) اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے (یخشی بمعنی یخاف ہے) اور پرہیزگاری کرے (اس طرح کہ سرور کائنات ﷺ کی اطاعت کرے، یتقہ کے آخر میں ھاء کو ساکن اور مکسور دونوں طرح پڑھا گیا ہے) تو یہی لوگ کامیاب ہیں (جنت پا کر) اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے (یعنی انتہا درجہ کی) کہ اگر تم انہیں حکم دو گے (جہاد کا) تو وہ ضرور

جہاد کو نکلیں گے تم فرماؤ (ان سے) قسمیں نہ کھاؤ موافق شرع حکم برداری چاہیے (نبی محترم ﷺ کی کہ جو تمہاری ان قسموں سے بہتر ہے جن میں سچے نہیں ہو) اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو (سرورِ کائنات ﷺ کی زبانی اطاعت وفرمانبرداری اور عملی طور پر مخالفت) تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ پھیرو (سرورِ دوعالم نورِ مجسم ﷺ کی اطاعت شعاری سے، تو لوا اصل میں تتولوا تھا اس کی ایک تا محذوف ہے اور یہ خطاب ان ہی سے ہے) تو رسول کے ذمہ وہی ہے جو اس پر لازم کیا گیا......ع......(یعنی تبلیغ) اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا (یعنی اطاعت شعاری) اور اگر رسول کی فرمانبرداری کرو گے راہ پاؤ گے، اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا (البلغ المبین بمعنی التبلیغ البین ہے) اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت......ع......دے گا (کافروں کے بجائے) جیسی دی (استخلف معروف اور مجہول دونوں طرح ہے) ان سے پہلوں کو (یعنی ظالموں کے بجائے بنی اسرائیل کو) اور ضرور ان کے لیے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان کے لیے پسند فرمایا ہے (یعنی دینِ اسلام، اس طرح کہ اسے باقی تمام ادیان پر غالب کر دے گا، ان کی خاطر ملکوں میں وسعت پیدا فرمائے گا تو وہ ان کے مالک بن جائیں گے) اور ضرور بدل دے گا (یبدلنھم تخفیف اور تشدید دونوں طرح ہے) ان کے اگلے خوف کو (کافروں کے) امن سے (اللہ ﷻ نے ان سے اپنے وعدہ کو اس بات کا تذکرہ فرما کر پورا فرما دیا اور ان کی اپنے مابعد فرمانِ عالیشان یعنی ﴿یعبدوننی لا یشرکون شیئا﴾ سے تعریف فرمائی) میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں (علت بیان کرنے کے حکم میں یہ جملہ مستانفہ ہے) اور جو ناشکری کرے اس کے بعد (یعنی اللہ تعالیٰ کے ان پر اس انعام کے بعد) تو وہی لوگ بے حکم ہیں (اور سب سے پہلے جن افراد نے اس انعام کی ناشکری کی وہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے حالانکہ وہ ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہونے کے باوجود قتال کرنے والے ہوگئے) اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو (یعنی رحمت کی امید کرتے ہوئے) ہرگز خیال نہ کرنا (فعل تحسبنّ اور یحسبنّ دونوں طرح ہے جبکہ اس کا فاعل الرسول ہے) کافروں کو کہ وہ کہیں (ہمارے) قابو سے نکل جائیں زمین میں (اس طرح کہ وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو جائیں) اور ان کا ٹھکانا (لوٹنے کی جگہ) آگ ہے، اور ضرور کیا ہی برا انجام (لوٹنے کی جگہ ہے وہ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿انما كان قول المومنين اذا دعوا الى الله ورسوله ليحكم بينهم ان يقولوا سمعنا واطعنا﴾.

انما: حرف مشبہ وماکافہ، کان: فعل ناقص، قول المومنين: خبر مقدم، ان: مصدریہ، يقولوا: قول، سمعنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اطعنا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ جزا، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، دعوا الى الله ورسوله: فعل بانائب الفاعل وظرف لغو، ليحكم بينهم: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واولئك هم المفلحون○ومن يطع الله ورسوله ويخش الله ويتقه فاولئك هم الفائزون﴾.

و: عاطفہ، اولئك: مبتدا، هم المفلحون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، يطع الله ورسوله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، يخش الله: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، يتقه: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط، ف: جزائیہ، اولئك هم الفائزون: جملہ اسمیہ جزا، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن امرتھم لیخرجن﴾.
و: مستانفہ، اقسموا باللہ: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم، لام قسمیہ، ان شرطیہ، امرتھم: جملہ فعلیہ شرط، لام قسمیہ، یخرجن: فعل وضمیر محذوف فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف کے لیے۔
﴿قل لا تقسموا طاعۃ معروفۃ ان اللہ خبیر بما تعملون﴾.
قل: قول، لا تقسموا: فعل نہی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، طاعۃ معروفۃ: مرکب توصیفی مبتدا محذوف "امرکم" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، خبیر بما تعملون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول﴾.
قل: قول، اطیعوا اللہ: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اطیعوا الرسول: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔
﴿فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم﴾.
ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، تولوا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انما: حرف مشبہ وماکافہ، علیہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ما حمل: موصول صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، معطوف علیہ، و: عاطفہ، علیکم: ظرف مستقر خبر مقدم، ما حملتم: موصول صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔
﴿وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلغ المبین﴾.
و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تطیعوہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، تھتدوا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: مستانفہ، ما: نافیہ، علی الرسول: ظرف مستقر خبر مقدم، الا: اداۃ حصر، البلغ المبین: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔
﴿وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم﴾.
وعد اللہ: فعل وفاعل، الذین: موصول، امنوا منکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مفعول، لام قسمیہ، یستخلفنھم: فعل بافاعل ومفعول، فی الارض: ظرف لغو، ک: جار، ما: مصدریہ، استخلف الذین من قبلھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف مستقر، "استخلافا" مصدر محذوف کے لیے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر قسم محذوف "اقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم﴾.
و: عاطفہ، لام قسمیہ، یمکنن لھم: فعل بافاعل وظرف لغو، دینھم: موصوف، الذی ارتضی لھم: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر قسم محذوف "اقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ماقبل "لیستخلفنھم" پر معطوف ہے۔
﴿ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا﴾.
و: عاطفہ، لام قسمیہ، یبدلنھم: فعل بافاعل، وھم: ضمیر ذوالحال، من بعد خوفھم: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول اول، امنا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، یعبدون: فعل وضمیر ذوالحال، لایشرکون بی شیئا: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ن: وقایہ، ی: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔
﴿ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون﴾.

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، کفر بعد ذلک: فعل بافاعل وظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، اولئک ھم الفسقون : جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون﴾.

و: عاطفہ، اقیموا الصلوٰۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتوا الزکوٰۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اطیعوا: فعل امر و ضمیر ذوالحال، لعلکم ترحمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، الرسول: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر ماقبل " اطیعوا اللہ" پر معطوف ہے۔

﴿لا تحسبن الذین کفروا معجزین فی الارض وماوٰھم النار ولبئس المصیر﴾.

لا تحسبن: فعل نہی بافاعل، الذین کفروا: مفعول اول، معجزین: مفعول ثانی، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ معطوف علی محذوف " بل ھم مقھورون مدرکون"، ماواھم: مبتدا، النار: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، بئس: فعل، المصیر: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ مبتدا محذوف "النار" کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... وعد اللہ الذین امنوا...... ☆ سید عالم ﷺ نے وحی نازل ہونے سے تیرہ سال تک مکہ مکرمہ میں مع اصحاب کے قیام فرمایا اور کفار کی ایذاؤں پر جو شب وروز ہوتی رہتی تھیں صبر کیا، پھر بحکم الٰہی مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی اور انصار کے منازل کو اپنی سکونت سے سرفراز فرمایا مگر قریش اس پر بھی باز نہ آئے، روزمرہ ان کی طرف سے جنگ کے اعلان ہوتے اور طرح طرح کی دھمکیاں دی جاتیں، اصحاب رسول ﷺ ہر وقت خطرے میں رہتے اور ہتھیار ساتھ رکھتے، ایک روز ایک صحابی نے فرمایا کبھی ایسا بھی زمانہ آئے گا کہ ہمیں امن میسر ہو اور ہتھیاروں کے بار سے ہم سبکدوش ہو جائیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مومنین کی شان:

۱...... ماقبل آیات میں منافقین کی مذمت کی گئی تھی، ان کے مکروفریب کا اجمالی بیان تھا کہ زبان سے مانتے ہیں لیکن دل سے تصدیق نہیں کرتے۔ متذکرہ آیت میں اللہ ﷻ نے مومنین کی شان کا بیان کیا ہے کہ مومنین ماننے والا اور عمل کرنے والا ہوتا ہے۔ مومن کی یہ مجال نہیں ہوتی کہ کیوں، کیسے، کب، کہاں، کس طرح وغیرہ سوالات کر کے اپنا اور دوسروں کا وقت برباد کرے بلکہ لبیک کہتا ہے۔ اس آیت میں امیر کی اطاعت کا حکم بھی ہے اور نبی پاک ﷺ ہم سب کے نزدیک امیر سے بڑھ کر حیثیت و درجہ رکھتے ہیں لہذا جو سید عالم ﷺ کے حکم پر عمل کرے گویا اس نے قرآن، سنت کو تھام لیا اور جس نے روگردانی کی وہ دین سے پھر گیا۔ اور مومنین کی یہ شان ہے ہی نہیں کہ وہ شرعی احکام کی مخالفت کریں۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ایک بدری صحابی تھے، انصار کے نقباء میں ان کا شمار ہوتا تھا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس پر بیعت کی تھی کہ وہ اللہ ﷻ کا حکم سنانے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا پاس نہ کریں گے۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بھانجے جنادہ بن ابی امیہ کو بلایا اور فرمایا کیا میں تم کو اس کی خبر نہ دے دوں کہ تمہارے لئے کیا فرائض ہیں اور کیا حقوق ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم پر امیر کا حکم سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب

ہے خواہ تم تنگی میں ہو یا فراخی میں اور خواہ تم خوش ہو یا ناخوش۔ اور خواہ تم پر کسی کو ترجیح دی جائے، اور تم پر لازم ہے کہ تم اپنی زبان کو عدل کے ساتھ قائم رکھو اور تم امیر کی مخالفت نہ کرو، سوا اس صورت میں کہ وہ تم کو اللہ عزوجل کی کھلی کھلی نافرمانی کا حکم دے، اگر وہ تم کو کتاب اللہ کے خلاف کرنے کا حکم دے تو تم اس کی اطاعت نہ کرنا، اور انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلام صرف اللہ عزوجل کی اطاعت میں ہے اور خیر صرف جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہے اور خیر خواہی صرف اللہ عزوجل، اس کے رسول اور عام مسلمانوں کے لئے ہے، اور ہم سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلام کا دستہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا ہے اور نماز کو قائم کرنا ہے، اور زکوۃ ادا کرنا ہے اور جس شخص کو اللہ عزوجل نے مسلمانوں کا حاکم بنایا ہے اس کی اطاعت کرنا ہے"۔(تفسیر ابی ابن ابی حاتم، رقم ۱۴۷۴۵، ج۸، ص ۲۶۲۴ وغیرہ)

منصب رسالت کا بیان:

۲۔۔۔۔۔منصب رسالت میں سے یہ ہے کہ فقط دین کو پہنچا دیا جائے، عمل کرانا نبی کے منصب میں شامل نہیں۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے اسی مضمون کو یہاں بیان فرمایا کہ اے لوگوں! اگر تم اوامر و نواہی میں اللہ عزوجل کے رسول کی پیروی کرو، تو تمہیں ہدایت مل جائے گی اور تم اپنے کاموں میں راہ حق پاؤ گے۔ رسول پر صرف یہی واجب ہے کہ اپنی رسالت کا پیغام اپنی قوم تک پہنچا دے اور انہیں بیان کر دے، بس یہی پہنچانا ہے جس کا اللہ عزوجل نے رسول کی ذات سے ارادہ فرمایا ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں رسول پر یہی لازم ہے کہ لوگوں کو اپنی طاعت گزاری کا حکم دیں کہ اگر مانو گے تو اپنی جان کو عذاب سے بچانے میں کامیاب ہو جاؤ گے اور اگر نبی کی نافرمانی کرو گے تو اپنی جانوں کو برباد کرو گے۔ (جامع البیان، الجزء ۱۸، ص ۱۸۸ وغیرہ)

زمینی خلافت کا بیان:

۳۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا کہ سرزمین (عرب) میں دوسرے لوگوں کو بسا دیں گے، ایمان والوں کو سرزمین عرب میں تصرف دے دیا جس طرح کہ بادشاہوں کے کارندے اپنے علاقوں میں تصرف کرتے ہیں یا خلیفہ میں سے وہ حضرات جو خوف رکھتے تھے انہیں مدد دے کر زمین کا وارث کر دیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سید عالم ﷺ کو سرزمین عرب کے مشرق و مغرب کا وارث کر دیا، صحیح حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "مجھے زمین پر قبضہ دے دیا گیا پس میں نے اس کے مشرق و مغرب جان لیے، پس میرے امتی کی بادشاہت اس تک عنقریب پہنچے گی"۔ (روح المعانی، الجزء الثامن عشر، ص ۵۳۵)

☆۔۔۔۔۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں خلافت تیس سال رہے گی، پھر اس کے بعد ملوکیت یعنی بادشاہت آجائے گی، سعید بن جمہان نے کہا کہ مجھ سے حضرت سفینہ نے کہا حضرت ابوبکر کی خلافت، عمر فاروق، عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو گنو تو تیس سال پورے ہو جاتے ہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب: ما جاء فی الخلافۃ، رقم: ۲۲۳۳، ص ۶۴۹)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابوبکر کی خلافت دو سال، عمر فاروق اعظم کی خلافت دس سال، حضرت عثمان غنی کی خلافت بارہ سال اور علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور چھ سال تھا یوں تیس سال پورے ہوئے۔

یہ آیت خلفاء راشدین کی خلافت کے ثبوت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ سید عالم ﷺ کے زمانے میں جو مومنین موجود تھے ان سے اللہ عزوجل نے زمین میں خلافت دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور یہ وعدہ سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد پورا ہونا تھا اسلیے بھی کہ سید عالم ﷺ کا خلیفہ بعد وفات ظاہری کے متعین کیا جانا تھا، یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہونا کیونکہ آپ ﷺ خاتم

الانبیاء ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ خلیفہ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ انہی کے ایام میں فتوح عظیمہ ہوئیں اور اسلام دور دور تک پھیلا دین کو غلبہ ہوا اور امن برپا ہوا۔ یہ چیزیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں نہیں ہوئیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے پورے دور میں مسلمانوں میں سے مخالفین سے جنگ میں گزار دیئے اور کفار سے جنگ کرنے کی فرصت ہی نہ ملی۔ پس اس آیت میں خلفاء راشدین کی خلافت کے برحق ہونے پر دلیل ہے۔ (الرازی، ج۸، ص ۴۱۳)

☆...... سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دریافت کیا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر آنا"، بولی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاؤں تو؟ فرمایا: "ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا"۔ (صحیح البخاری، کتاب: فضائل اصحاب النبی، باب: قول النبی، رقم: ۳۶۵۹، ص ۶۱۴)

☆...... محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: "ابوبکر رضی اللہ عنہ، پوچھا گیا پھر کون؟ جواب دیا عمر رضی اللہ عنہ، مجھے خوف ہوا کہ اب آپ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لے لیں گے میں نے کہا پھر آپ رضی اللہ عنہ ہیں؟ فرمایا میں تو صرف مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں"۔ (المرجع السابق، رقم: ۳۶۷۱، ص ۶۱۶)

منکم میں من تبعیضیہ ہے یعنی تمہارے بعض کو خلیفہ بنائیں گے، اور لیستخلفنهم جمع کا صیغہ ہے اور شیعہ حضرات کے نزدیک جمع کے افراد کم سے کم تین ہوتے ہیں اور جمع کا اطلاق واحد پر نہیں ہوتا لہذا خلیفہ ہونے میں فقط علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو ترجیح دینا اور دیگر حضرات سے نفی کرنا سراسر دین اسلام پر افتراء ہے اور ایسے لوگ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بناتے ہیں جو دین میں اپنی من مانی بات ڈال دیتے ہیں۔

اغراض: بالاجابۃ قولی اور فعلی دونوں اعتبار سے سماعت و فرمانبرداری مراد ہے۔

یخافه: یہ صیغہ حلِ معنی کے لئے لائے، جب کہ حق یہ تھا کہ یخفه کہتے۔

خیر من قسمکم: بہتر یہ ہے کہ "طاعة" خبر ہو محذوف مبتداء کے لئے، تقدیر عبارت یوں ہونی چاہیے "امر کم طاعة معروفة" یعنی تم سے اس طاعت و فرمانبرداری کی امید ہے جو سچ اور واقعہ کی تائید کے حوالے سے ہوتی ہے، محض زبانی کلامی قول سے بات نہ بنے گی۔

ای التبلیغ البین: یعنی تبلیغ کے ظاہری تقاضے پورا کرنا مراد ہے، پس (اے لوگو!) تم پر اللہ اور اسکے رسول کی جانب سے تمام ہی احکامات کو پورا کرنا ضروری ہے۔

الانعام: مذکورہ بالا تین انعام یعنی زمین میں خلافت، دین اسلام کا غلبہ، کافروں سے امن کا مل جانا، یہاں کفر سے مراد نعمتوں کا انکار یا ناقدری کرنا ہے جس کی دلیل فرمان باری ﴿فاولئک هم الفاسقون (النور: ۵۵)﴾ سے ہو رہی ہے، اس سے مراد ایمان کی قبولیت یا عدم قبولیت نہیں جو کافروں میں پائی جاتی ہے۔ (الصاوی، ج۴، ص ۱۹۴ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ﴾مِنَ العَبِیدِ والْاِمَاءِ﴿وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ﴾مِنَ الْاَحْرارِ وَعَرَفُوا اَمرَ النساءِ﴿ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ط﴾فِی ثَلاثَةِ اوقاتٍ﴿مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِیْرَةِ﴾اَی وَقتِ الظُّهرِ﴿وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ قف ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ط﴾بِالرَّفعِ خَبَرُ مُبْتَداءٍ مُقَدَّرٍ بَعدَهُ مُضافٌ وَقامَ الْمُضافُ الیهِ مَقامَهُ اَی هِیَ اَوقاتٌ بالنَّصبِ بِتَقدِیرِ اَوقاتٍ مَنصوبا بَدلا مِن مَحَلِّ مَا قَبلَهُ قَامَ الْمُضافُ الیهِ مَقَامَهُ وَهِیَ لِالتِقاءِ الثِّیابِ فِیها تبدوا فِیها

العَوراتِ﴿لَیْسَ عَلَیْکُمْ وَلَا عَلَیْهِمْ ﴾ایِ المَمالیکِ والصِّبیانِ﴿جُنَاحٌ ﴾فِی الدُّخولِ علیکُم بِغیرِ اِسْتِیذانٍ﴿بَعْدَهُنَّ ﴾ای بَعدَ الاَوقاتِ الثَّلثَةِ هُم ﴿طَوّٰفُوْنَ عَلَیْکُمْ ﴾لِلخِدمةِ﴿بَعْضُکُمْ ﴾طائِفٌ﴿عَلٰی بَعْضٍ ﴾والجُملةُ مُؤَکِّدةٌ لِما قَبلَها﴿کَذٰلِکَ ﴾کَما بَیَّنَ مَا ذُکِرَ﴿یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ ﴾ایِ الاَحکام﴿وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ ﴾بِاُمورِ خَلقِهِ﴿حَکِیْمٌ (۵۸)﴾بِما دَبَّرَهٗ لهم و آیَةُ الاِسْتِیذانِ قیل مَنسُوخَةٌ وقیلَ لا ولکنْ تَهاوَنَ الناسُ فی تَرکِ الاِسْتِیذانِ﴿وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْکُمُ ﴾ایها الاحرارُ﴿الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا ﴾فی جَمیعِ الاَوقاتِ ﴿کَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ایِ الاَحرارُ الکِبارُ﴿کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمْ اٰیٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (۵۹) وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ ﴾قَعَدنَ عَنِ الحَیضِ والوَلَدِ لِکِبَرِهِنَّ﴿الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا ﴾لِذالکَ﴿فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ ﴾مِنَ الجِلبابِ والرِّداءِ والقِناعِ فَوقَ الخِمارِ﴿غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ ﴾مُظْهِراتٍ﴿بِزِیْنَةٍ ﴾خَفِیَّةٍ کَقِلادةٍ وَسِوارٍ وَخَلخالٍ ﴿وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ ﴾بِاَنْ لا یَضَعنَها ﴿خَیْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ ﴾لِقَولِکُم ﴿عَلِیْمٌ (۶۰)﴾بِما فی قُلوبِکم﴿لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ ﴾فی مُواکِلةِ مُقابِلیهِمْ﴿وَّلَا عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِکُمْ ﴾ای بُیوتِ اَولادِکُم﴿اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآئِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِکُمْ اَوْ مَا مَلَکْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ ﴾ای خَزَنتُموهُ لِغَیرِکم﴿اَوْ صَدِیْقِکُمْ ﴾وَهوَ مَن صَدَّقَکم فی مَوَدَّتِهِ المعنی یَجوزُ الاَکلُ مِن بُیوتِ مَن ذُکِرَ وانْ لَم یَحضُروا اَی اِذا عَلِمَ رِضائَهُم بهٖ﴿لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا ﴾مُجتَمِعینَ﴿اَوْ اَشْتَاتًا ﴾مُتَفَرِّقینَ جَمعُ شَتٍّ نَزَلَ فیمَن تَحرجُ اَن یَّاکُلَ وَحدَهٗ واِذا لَم یَجِد مَنْ یُواکِلُهٗ یَترُکُ الاَکلَ ﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا ﴾لکم لا اَهلَ فیها﴿فَسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ ﴾ای قُولوا السلامُ علینا و علی عِبادِ اللّٰهِ الصالِحینَ فَاِنَّ المَلائکةَ تَرُدُّ علیکم وان کانَ بها اَهلٌ فَسَلِّموا علیهِمْ﴿تَحِیَّةً ﴾مَصدَرُ حَیّ﴿مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً ﴾مُثابٌ علیها ﴿کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ ﴾ای یُفَصِّلُ لکم مَعالِمَ دِینِکم﴿لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ (۶۱) ﴾لِکَی تَفهَموا ذالکَ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اذن لیں تمہارے ہاتھ کے مال (یعنی غلام اور باندیاں) اور جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے (آزاد افراد میں سے اس حال میں کہ وہ عورتوں کے معاملات سے واقف ہو چکے ہوں) تین وقت (مرات بمعنی اوقات ہے) نمازِ صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہر کو (یعنی ظہر کے وقت) اور نمازِ عشاء کے بعد، یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں (ثلث مرفوع ہو تو مبتدا کی خبر ہوگا جس کے بعد مضاف محذوف ہے اور مضاف الیہ اس کے قائم مقام ہے یعنی اصل میں تماھی اوقات ثلث عورات لکم اور اگر

العَوراتِ ﴿لَیسَ عَلَیکُم وَلَا عَلَیهِم ﴾ اَیِ المَمَالیکِ والصِّبیانِ ﴿جُنَاحٌ ﴾ فِی الدُّخولِ علیکُم بِغَیرِ اِستِیذَانٍ ﴿بَعدَهُنَّ ﴾ اَی بَعدَ الاَوقاتِ الثَّلٰثِ هُم ﴿طَوّٰفُونَ عَلَیکُم ﴾ لِلخِدمةِ ﴿بَعضُکُم ﴾ طَائِفٌ ﴿عَلٰی بَعضٍ ﴾ والجُملةُ مُؤکِّدةٌ لِما قَبلَها ﴿کَذٰلِکَ ﴾ کَما بَیَّنَ مَا ذُکِرَ ﴿یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الاٰیٰتِ ﴾ اَیِ الاَحکامَ ﴿وَاللّٰهُ عَلِیمٌ ﴾ بِاُمورِ خَلقِهٖ ﴿حَکِیمٌ (۵۸)﴾ بِما دَبَّرَهٗ لهم وآیَةُ الاِستِیذَانِ قیل مَنسُوخَةٌ وقیلَ لا ولٰکنْ تَهَاوَنُ النَّاسُ فی تَرکِ الاِستِیذانِ ﴿وَاِذَا بَلَغَ الاَطفَالُ مِنکُمُ ﴾ اَیُّها الاحرارُ ﴿الحُلُمَ فَلیَستَاذِنُوا ﴾ فی جَمیعِ الاَوقاتِ ﴿کَمَا استَاذَنَ الَّذِینَ مِن قَبلِهِم ﴾ اَیِ الاَحرارُ الکِبارُ ﴿کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُم اٰیٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِیمٌ حَکِیمٌ (۵۹) وَالقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ ﴾ قَعَدنَ عَنِ الحَیضِ والوَلَدِ لِکِبَرِهِنَّ ﴿الّٰتِی لَا یَرجُونَ نِکَاحًا ﴾ لِذالکَ ﴿فَلَیسَ عَلَیهِنَّ جُنَاحٌ اَن یَّضَعنَ ثِیَابَهُنَّ ﴾ مِنَ الجِلبابِ والرِّداءِ والقِناعِ فَوقَ الخِمارِ ﴿غَیرَ مُتَبَرِّجٰتٍ ﴾ مُظهِراتٍ ﴿بِزِینَةٍ ﴾ خَفِیَّةٍ کَقَلادَةٍ وَسِوارٍ وَخَلخَالٍ ﴿وَاَن یَّستَعفِفنَ ﴾ بِاَن لا یَضَعنَهَا ﴿خَیرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِیعٌ ﴾ لِقولِکُم ﴿عَلِیمٌ (۶۰)﴾ بِما فی قُلوبِکم ﴿لَیسَ عَلَی الاَعمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الاَعرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی المَرِیضِ حَرَجٌ ﴾ فی مَواکِلِهٖ مُقابِلِیهِم ﴿وَّلَا عَلٰٓی اَنفُسِکُم اَن تَاکُلُوا مِنۢ بُیُوتِکُم ﴾ اَی بُیوتِ اَولَادِکُم ﴿اَو بُیُوتِ اٰبَآئِکُم اَو بُیُوتِ اُمَّهٰتِکُم اَو بُیُوتِ اِخوَانِکُم اَو بُیُوتِ اَخَوٰتِکُم اَو بُیُوتِ اَعمَامِکُم اَو بُیُوتِ عَمّٰتِکُم اَو بُیُوتِ اَخوَالِکُم اَو بُیُوتِ خٰلٰتِکُم اَو مَا مَلَکتُم مَّفَاتِحَهٗ ﴾ اَی خَزَنتُموهُ لِغَیرِکم ﴿اَو صَدِیقِکُم ﴾ وَهوَ مَن صَدَّقَکم فی مَوَدَّتِهٖ المعنی یَجوزُ الاکلُ مِن بُیوتِ مَن ذُکِرَ واِن لَم یَحضُرُوا اَی اِذا عَلِمَ رِضَائَهُم بِهٖ ﴿لَیسَ عَلَیکُم جُنَاحٌ اَن تَاکُلُوا جَمِیعًا ﴾ مُجتَمِعینَ ﴿اَو اَشتَاتًا ﴾ مُتَفَرِّقِینَ جَمعُ شَتٍّ نَزَلَ فِیمَن تَحرجُ اَن یَّاکُلَ وَحدَهٗ واِذا لَم یَجِد مَن یُواکِلُهٗ یَترُکُ الاَکلَ ﴿فَاِذَا دَخَلتُم بُیُوتًا ﴾ لَکم لا اَهلَ فیها ﴿فَسَلِّمُوا عَلٰٓی اَنفُسِکُم ﴾ اَی قُولوا السَلامُ علینا وعلی عِبادِ اللّٰهِ الصالِحِینَ فَاِنَّ المَلائکَةَ تَرُدُّ علیکم واِن کانَ بِها اَهلٌ فَسَلِّموا علیهِم ﴿تَحِیَّةً ﴾ مَصدَرُ حَیّ ﴿مِّن عِندِ اللّٰهِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً ﴾ مُثابٌ علیها ﴿کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الاٰیٰتِ ﴾ اَی یُفَصِّلُ لکم مَعالِمَ دِینِکم ﴿لَعَلَّکُم تَعقِلُونَ (۶۱)﴾ لِکَی تَفهَموا ذالکَ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اذن لیں تمہارے ہاتھ کے مال (یعنی غلام اور باندیاں) اور جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے (آزاد افراد میں سے اس حال میں کہ وہ عورتوں کے معاملات سے واقف ہو چکے ہوں) تین وقت (مرات بمعنی اوقات ہے) نمازِ صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہر کو (یعنی ظہر کے وقت) اور نمازِ عشاء کے بعد، یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں (ثلث مرفوع ہو تو مبتدا کی خبر ہوگا جس کے بعد مضاف محذوف ہے اور مضاف الیہ اس کے قائم مقام ہے یعنی اصل میں تھا ھی اوقات ثلث عورات لکم اور اگر

منصوب ہوتو اس صورت میں اس سے پہلے اوقات منصوب محذوف ہوگا جو محلِ ماقبل سے بدل واقع ہوگا اور مضاف الیہ اس کے قائم مقام ہے، نیز ان اوقات میں کپڑے اتار دینے کی وجہ سے بے پردگی ہوتی ہے) نہیں تم پر نہ ان (غلاموں اور بچوں) پر کچھ گناہ (تمہارے پاس داخل ہونے میں بغیر اجازت کے) ان تین (اوقات) کے بعد (کہ وہ) آمد ورفت رکھتے ہیں......۱۔.... (خدمت کی خاطر) تمہارے یہاں ایک (گروہ) دوسرے کے پاس (یہ جملہ ماقبل جملہ کا مؤکد ہے) یونہی (جس طرح مذکورہ احکام بیان کئے) اللہ بیان کرتا ہے تمہارے لیے آیتیں (احکام) اور اللہ علم (رکھنے والا ہے اپنی مخلوق کے امور کا) وحکمت والا ہے (اس تدبیر میں جو اپنی مخلوق کے لئے فرماتا ہے، آیتِ استیـــــذان کے متعلق منقول ہے کہ وہ منسوخ ہے اور ایک قول کے مطابق یہ منسوخ نہیں بلکہ لوگوں نے محض سستی کی وجہ سے اجازت طلب کرنا چھوڑ دیا ہے)۔اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں (اے آزاد مردو!) تو وہ بھی اذن مانگیں (تمام اوقات میں) جیسے ان کے اگلوں نے اذن مانگا (یعنی بالغ آزاد لوگوں نے) اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے اپنی آیتیں، اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔اور بوڑھی خانہ نشین عورتیں......۲۔.....(یعنی جن کی عمر کی زیادتی کی وجہ سے نہ تو حیض آئے اور نہ ہی اولاد پیدا ہو) جنہیں نکاح کی آرزو نہیں (اس لئے) ان پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے بالائی کپڑے اتار رکھیں (یعنی برقع، چادر اور اوڑھنی کے اوپر کا نقاب) جب کہ نہ چمکائیں (مُتَبَـرِّجٰـت بمعنی مُظْهِرات ہے) سنگھار (جوخفیہ ہو یعنی ہار، کنگن اور پازیب) اور ان سے بھی بچنا (کہ انہیں نہ پہنیں) ان کے لیے اور بہتر ہے، اور اللہ سنتا (ہے ان کے باتوں کو اور) جانتا ہے (جو کچھ ان کے دلوں میں ہے) نہ اندھے پر تنگی اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر روک (اپنے مقابل کے ساتھ باہم ملکر کھانے میں) اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی (اولاد کے) گھر یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے گھر یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھوپھیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے یہاں یا اپنی خالاؤں کے گھر یا جہاں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں......۳۔.....(یعنی تم دوسروں کی خاطر جس مال کو جمع کئے بیٹھے ہو) یا اپنے دوست کے یہاں (کہ جو اپنی دوستی و محبت میں تمہارے لئے مخلص ہو، اور اس سے مراد یہ ہے کہ مذکورہ تمام افراد کے گھروں سے کھانا جائز ہے اگر چہ وہ گھروں میں موجود نہ بھی ہوں یعنی بشرطیکہ یہ معلوم ہو کہ وہ اس پر راضی ہوں گے) تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ (جـمـیـعـا بمعنی مـجـتـمـعـین ہے) یا الگ الگ (انفرادی طور پر، اشتاتاً بمعنی مُتفرِّقِین جمع ہے شتّ کی، یہ آیتِ مبارکہ اس شخص کے متعلق نازل ہوئی جو اکیلے کھانا کھانے میں حرج محسوس کرتا اور اگر کسی کو کھانے میں شریک نہ پاتا تو کھانا ہی نہ کھاتا) پھر جب کسی گھر میں جاؤ (جو تمہارا ہو لیکن وہاں کوئی رہتا نہ ہو) تو اپنوں کو سلام کرو......۴۔.....(یعنی یہ کہو ﴿السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین﴾ کیونکہ فرشتے تمہیں جواب دیتے ہیں، اور اگر وہاں رہنے والے کچھ لوگ ہوں تو پھر انہیں سلام کرو) ملتے وقت کی اچھی دعا (تحیۃ مصدر ہے حیی کا) اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ (کہ جس پر اجر دیا جائے گا) اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے آیتیں (یعنی تمہاری خاطر تمہارے دین کے مسائل کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے) کہ تمہیں سمجھ ہو۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم و الذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلث مرات من قبل صلوۃ الفجر وحین تضعون ثیابکم من الظھیرۃ ومن بعد صلوۃ العشاء﴾۔

یایھا الذین امنوا : نداء، یستاذنکم : فعل ومفعول، الذین ملکت ایمانکم : مفعول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و : عاطفہ، الذین : موصول، لم یبلغوا : فعل نفی واؤ ضمیر ذوالحال، منکم : ظرف مستقر حال ملکر فاعل الحکم : مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر معطوف، ملکر فاعل، ثلث مرات : مبدل منہ، من قبل صلوۃ الفجر : ظرف مستقر معطوف علیہ، و : عاطفہ، حین : مضاف، تضعون ثیابکم من الظھیرۃ : جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف معطوف اول، و : عاطفہ، من بعد

صلوة العشآء : ظرف مستقر معطوف ثانی، ملکر بدل، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ثلث عورات لکم﴾.

ثلث عورت لکم :" اوقات" مضاف محذوف کے لیے مضاف الیہ ملکر "ھی" مبتدا محذوف کے لیے خبر ملکر جملہ اسمیہ "ای ھی اوقات ثلث عورات لکم".

﴿لیس علیکم ولا علیھم جناح بعدھن﴾.

لیس : فعل ناقص، علیکم : جار مجرور، معطوف علیہ، و : عاطفہ، علیھم : جار مجرور معطوف، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، جناح : موصوف، بعد ھن : ظرف متعلق بمحذوف صفت ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل " ثلث عورت" کے لیے صفت واقع ہے۔

﴿طوفون علیکم بعضکم علی بعض کذلک یبین اللہ لکم الایت واللہ علیم حکیم﴾.

طوفون علیکم : شبہ جملہ "ھم" مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، بعضکم : مبتدا، علی بعض : ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، کذلک : ظرف مستقر، "تبیین" مصدر محذوف کے لیے صفت کے لیے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، یبین اللہ : فعل وفاعل، لکم : ظرف لغو، ظرف لغو، الایت : مفعول ملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، اللہ : مبتدا، علیم حکیم : خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا کما استاذن الذین من قبلھم﴾.

و : مستانفہ، اذا : ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، بلغ : فعل، الاطفال : ذوالحال، منکم : ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، الحلم : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف : جزائیہ، یستاذنوا : فعل امر بافاعل، کاف : جار، ما : مصدریہ، استاذن الذین من قبلھم : جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور ملکر ظرف مستقر " استئذانا "مصدر محذوف کے لیے صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿کذلک یبین اللہ لکم ایتہ واللہ علیم حکیم﴾.

کذلک : ظرف مستقر " تبیینا" مصدر محذوف کے لیے مفعول مطلق مقدم، یبین اللہ لکم : فعل وفاعل وظرف لغو، ایتہ : مفعول ملکر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، اللہ : مبتدا، علیم حکیم : خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والقواعد من النساء التی لا یرجون نکاحا فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن غیر متبرجت بزینة﴾.

و : مستانفہ، القواعد : ذوالحال، من النسآء : ظرف مستقر حال ملکر موصوف، التی : موصول، لا یرجون نکاحا : جملہ فعلیہ صلہ ملکر صفت، ملکر مبتدا، ف : جزائیہ، لیس : فعل ناقص، علیھن : ظرف مستقر خبر مقدم، جناح : موصوف، ان : مصدریہ، یضعن : فعل، "ھن" ضمیر ذوالحال، غیر متبرجت بزینة : حال، ملکر فاعل، ثیابھن : مفعول ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر "فی" جار مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان یستعففن خیر لھن واللہ سمیع علیم﴾.

و : عاطفہ، ان یستعففن : جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتدا، خیر لھن : شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و : عاطفہ، اللہ : مبتدا، سمیع علیم : خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج ولا.......... او ما ملکتم مفاتحہ او صدیقکم﴾.

لیس : فعل ناقص، علی الاعمی : ظرف مستقر خبر مقدم، حرج : اسم مؤخر، ملکر معطوف علیہ، و : عاطفہ، لا : نافیہ، علی

الاعرج حرج : معطوف اول، و : عاطفہ، لا : نافیہ، علی المریض حرج : معطوف ثانی، و : عاطفہ لا : نافیہ، علی انفسکم : جار مجرور ظرف مستقر خبر مقدم، ان : مصدریہ، تاکلوا : فعل بافاعل، من : جار، بیوتکم : معطوف علیہ، او : عاطفہ، بیوت ابائکم : معطوف اول، او : عاطفہ، بیوت امھتکم...... الخ : معطوفات، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا﴾.

لیس : فعل ناقص، علیکم : ظرف مستقر خبر مقدم، جناح : موصوف، ان : مصدریہ، تاکلوا : فعل واؤ ضمیر ذوالحال، جمیعا : معطوف علیہ، و : عاطفہ، اشتاتا : معطوف، ملکر حال، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر "فی" جار، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیة من عند الله مبرکة طیبة﴾.

ف : عاطفہ، اذا : ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، دخلتم : فعل بافاعل، بیوتا : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف : جزائیہ، سلموا : فعل امر بافاعل، علی انفسکم : ظرف لغو، تحیة : موصوف، من عندالله : ظرف مستقر صفت اوّل، مبارکة : صفت ثانی، طیبة : صفت ثالث، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کذلک یبین الله لکم الایت لعلکم تعقلون﴾.

کذلک : ظرف مستقر "تبیین" مصدر محذوف کے لیے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، یبین الله : فعل وفاعل، لام : جار، کم : ضمیر ذوالحال، لعلکم تعقلون : جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، الایت : مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... یایھا الذین امنوا لیستاذنکم...... ☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک انصاری غلام مدلج بن عمرو کو دوپہر کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بلانے کے لیے بھیجا، وہ غلام ویسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکان میں چلا گیا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے تکلف اپنے دولت سرائے اقدس میں موجود تھے، غلام کے اچانک چلے آنے سے آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال ہوا کہ کاش نوکروں کو اجازت لے کر داخل ہونے کا حکم ہوتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆...... لیس علی الاعمی حرج...... ☆ سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد کو جاتے تو اپنے مکانوں کی چابیاں نابینا، بیماروں اور اپاہجوں کو دے جاتے جو ان کے اعذار کے باعث جہاد میں نہ جاسکتے اور انہیں اجازت دیتے کہ ان کے مکانوں سے کھانے کی چیزیں لے کر کھائیں مگر وہ لوگ اس کو گوارا نہ کرتے تھے بایں خیال کہ شاید یہ ان کو دل سے پسند نہ ہو، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بے اجازت آرام گاھوں میں داخلے کی ممانعت:

۱...... نماز فجر سے قبل، بعد نماز ظہر اور بعد نماز عشاء، یہ تین اوقات ہیں جن میں نوکروں اور سمجھ دار لڑکوں کو داخلے سے پہلے اجازت لینی ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ ابتدائے اسلام میں گھر پکے نہیں تھے لہذا دروازے، پردے وغیرہ نہیں ہوتے تھے

،انسان اپنے اوقات میں کسی بھی کیفیت میں ہوسکتا ہے لہٰذا اجازت لینا ضروری قرار دیا گیا تاکہ بہتری کی صورت رہے لیکن موجودہ دور میں چونکہ مسلمانوں کے رہن سہن میں وسعت پیدا ہوچکی ہے لہٰذا اجازت لینا واجب تو نہیں رہا لیکن مناسب یہی جانا جاتا ہے کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہوا جائے جس کا بیان ہم نے ﴿یایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا ذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون (النور: ۲۷)﴾ میں بیان کردیا ہے۔

بوڑھی عورتوں کے حجاب کے مسائل:

۲......قواعد سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کا حیض منقطع ہوچکا، اولاد پیدا کرنے سے عاجز ہوئیں، حسن و جمال نہیں رہا اور شہوت انہیں دیکھ کر نہیں پیدا ہوتی بلکہ لوگ ان کے بڑھاپے کی وجہ سے ان سے دور رہتے ہیں، لہٰذا ان عورتوں کا حکم دیگر جوان عورتوں سے مختلف ہے۔ یہ بوڑھی عورتیں اگر مردوں کے سامنے اپنے ڈوپٹے اتار ڈالیں تو ان کے لئے کوئی حرج نہیں اور احکامات میں کمی کا یہ بیان خود اللہ رب العالمین نے بیان کیا ہے۔ (الخازن، ج۳، ص ۳۰۵)

ھدایہ میں ہے کہ جس شخص نے کسی (اجنبیہ) سے ہاتھ ملایا جس کی اُسے شرعاً کوئی حاجت نہ تھی کہ (کہ وہ عورت نہ تو اُس کی باندی ہے نہ منکوحہ) قیامت کے روز اُس کے ہاتھ میں دھکتا ہوا انگارہ رکھا جائے گا۔ اور یہ مسئلہ جوان عورت کے بارے میں ہے جسے خواہش ہوا کرتی ہے اور بوڑھی عورت جسے خواہش ختم ہوچکی، اُس سے مصافحہ کرنا اور اُس کے ہاتھ سے ہاتھ مس کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ فتنہ کا خوف ہی نہ رہا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض قبائل کے مَرد حضرات ایسے مقام پر داخل ہوئے کہ جن کی خواتین نے انہیں دودھ پلایا تھا، ان حضرات نے ان قبائل کی بوڑھی عورتوں سے مصافحہ کیا۔ (الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، ج۷، ص ۱۹۷)

کن لوگوں کے ھاں کھانا کھانے کی اجازت ھے؟

۳......اہل تاویل نے اس آیت کے نزول کے بارے میں اختلاف کیا ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس آیت میں مسلمانوں کو اندھوں، لنگڑوں، مریضوں کے ساتھ کھانے کی اجازت دے دی ہے اس لیے کہ لوگ عام طور سے ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے کھانے میں سے کھانا ناپسند کرتے تھے، انہیں اس بات کا خوف ہوتا تھا کہ ساتھ کھانے سے کہیں انہیں بھی ویسا ہی مرض وغیرہ نہ ہوجائے تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اندھے، لنگڑے اور مریض کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ ضحاک کہتے ہیں اہل مدینہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے آنے سے پہلے اندھوں اور مریضوں سے کتراتے تھے، کہ اندھے بسا اوقات زیادہ کھانا کھاجاتے ہیں اور لنگڑے زیادہ جگہ گھیر لیتے ہیں جس پر اللہ عزوجل نے فرمایا: ''اندھوں، لنگڑوں اور مریضوں کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ قیس بن مسلم کہتے ہیں کہ لوگ اندھے اور لنگڑے کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے سے بچتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا کہ ان کے ساتھ کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

(الطبری، الجزء ۱۸، ص ۱۹۹ وغیرہ)

سلام کو عام کرنے کی بحث:

۴......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک یہ تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خط لکھتے تو ابتداً اپنا اسم گرامی لکھتے، اس کے بعد اگر مکتوب الیہ مسلمان ہوتا تو اسے سلام لکھتے اور اگر وہ مسلمان نہ ہوتا تو یہ لکھتے ''سلام علی من اتبع الھدی'' ہرقل کی طرف بھی ایسے ہی لکھ کر

بھیجا تھا۔ (اشعۃ اللمعات، ج۵، ص ۸۵۲)

☆...... نبی پاک ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو سلام کی ترغیب دلائی چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا: ﴿أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ﴾ یعنی اسلام کی کون سی حالت بہتر ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ﴾ یعنی کھانا کھلاؤ اور سلام کرو چاہے تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب افشاء الاسلام من السلام، رقم:۲۸، ص۸)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو ساٹھ گز لمبا پیدا کیا۔ جب پیدا کر چکا فرمایا جاؤ جماعت کو سلام کہو۔ یہ فرشتوں کی ایک جماعت تھی جو بیٹھی ہوئی تھی اور سنو وہ تمہیں کس طرح سلام کرتے ہیں، وہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہوگا۔ آپ علیہ السلام گئے فرمایا السلام علیکم، اس جماعت نے جواب دیا السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ فرمایا فرشتوں نے رحمۃ اللہ کے لفظ کا اضافہ کر دیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا، باب یدخل الجنۃ اقوام، رقم:۷۰۷۵/۲۸۴۱، ص۱۳۹۵)

اغراض: **وعرفوا امر النساء**: مراد یہ ہے کہ بچہ جب عورتوں وغیرہ کے معاملات سمجھنے لگے تو اوقات مذکورہ میں اسے آنے جانے کی اجازت لینی چاہیے۔

ای ھی اوقات: اصل یہ ہے کہ تین قسم کے اوقات کو عورت کہا گیا ہے جن میں آنے جانے کے اعتبار سے احتیاط (خاص طور پر) کرنی چاہیے، مضاف حذف کر کے اس کی جگہ مضاف الیہ رکھ دیا گیا۔

والجملۃ مؤکدۃ لما قبلھا: ایک قول کے مطابق تاکید نہیں بیان ہوئی جس کی وجہ یہ ہے کہ بچے، غلام، باندیاں خدمت کے لئے آتے جاتے ہیں اور تم بھی انہیں خدمت کے لئے طلب کرتے ہو، لہٰذا ان کے لئے مذکورہ اوقات میں طلب اجازت مان لی جائے تو تم پر تمہارے معاملے دشوار ہو جائیں گے۔

ولکن تھاون الناس فی ترک الاستئذان: ان اوقات میں کثرت سے پردے وغیرہ کے معاملات ہوتے ہیں، پس مناسب یہی ہے کہ بچے، غلام، باندی کے لئے اجازت لینے کی تعلیم دی جائے تا کہ اخلاق جمیلہ کا اہتمام ہو سکے۔

من الجلباب: یعنی وہ چادر نما کپڑا جو اوپر سے عورت کے ظاہری جسم کو چھپا دیتا ہے۔

والقناع: وہ کپڑا جو ڈوپٹے کے اوپر پہنا جاتا ہے جس سے چہرہ و گردن چھپائی جاسکے۔

بان لا یضعنھا: تا کہ چہرے اور ہاتھ چھپنے کی وجہ سے امن میں رہیں۔ **وھو من صدقکم فی مودتہ**: یعنی جو تمہاری محبت میں خالص ہو۔

ای اذا علم رضاھم بہ: یہ علماء کے دو اقوال میں سے ایک قول ہے، کہا جاتا ہے کہ جن گھروں کا ذکر کر دیا ان میں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں، اگرچہ تمہیں ان کی رضامندی کا علم نہ ہی ہو، اس لئے کہ قرابت داری رحمدلی اور فیاضی کا تقاضا کرتی ہے، اگر کوئی یہ کہے کہ کھانا کھانے کی شرط کو رضامندی کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے، پس اس صورت میں رشتے دار و اجنبی سب میں کوئی فرق نہیں رہے گا یعنی جس کے کھانے سے انسان راضی ہو اس کا کھانا جائز قرار پائے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد ادنی درجے کا قرینہ بیان کرنا مقصود ہے، یعنی رشتے دار ظاہری حال چال سے رضا کا اندازہ کر لے جب کہ غیر شخص خاص اجازت و قرینے کا لحاظ کرے کہ کھانا کھانے سے مد مقابل کو کوئی تکلیف تو نہیں پہنچے گی۔ (الصاوی، ج٤، ص ١٩٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ ﴾اَیِ الرَّسولِ ﴿عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ ﴾ کَخُطبۃِ الجُمُعَۃِ ﴿لَّمْ یَذْهَبُوْا ﴾ لِعُروضِ عُذْرٍ لھم ﴿حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ ﴾ اَمرِھم ﴿فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ ﴾ بالانصرافِ ﴿وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۶۲) لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ ﴾ بِاَنْ تقولوا یامحمد بل قولوا یا نبیَّ اللہِ یا رسولَ اللہِ فی لینٍ وتواضعٍ وخفضِ صوتٍ ﴿قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ ﴾ اَی یَخرُجونَ مِنَ المسجدِ فِی الخُطبۃِ مِن غیرِ اِستِیذانٍ خُفیۃً مُستَتِرِینَ بِشیءٍ وَقدْ لِلتَّحقیقِ ﴿فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ ﴾ اَیِ اللہِ ورسولِہ ﴿اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ ﴾ بَلاءٌ ﴿اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۶۳) ﴾ فِی الآخرۃِ ﴿اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ مِلکا وخلقا وعبیدا ﴿قَدْ یَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ ﴾ اَیُّھا المُکَلَّفونَ ﴿عَلَیْهِ ؕ ﴾ مِنَ الایمانِ والنِّفاقِ ﴿وَ ﴾ یعلمُ ﴿یَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ ﴾ فیہ اِلتِفاتٌ عنِ الخطابِ اَی مَتٰی یکونُ ﴿فَیُنَبِّئُهُمْ ﴾ فیہ ﴿بِمَا عَمِلُوْا ؕ ﴾ مِنَ الخیرِ والشَّرِّ ﴿وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ ﴾ مِن اَعمالِھم وغیرِھا ﴿عَلِیْمٌ (۶۴) ﴾.

﴿ترجمہ﴾

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لیے جمع کیے گئے ہوں ......۱...... (مثلاً نمازِ جمعہ کے خطبہ کے لئے) تو نہ جائیں (کسی عذر کے لاحق ہونے کے باوجود) جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں، وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں اپنے کسی کام کے لیے (شانھم بمعنی امرھم ہے) تو ان میں جسے تم چاہو اجازت دے دو (جانے کی) اور ان کے لیے اللہ سے معافی مانگو......۲...... بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے......۳...... (یعنی اس طرح کہو یامحمد، بلکہ یانبی اللہ، یارسول اللہ کہا کرو اور وہ بھی بڑی دھیمی آواز میں نرمی اور عاجزی وانکساری سے) بیشک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر (یعنی جو لوگ دورانِ خطبہ بغیر اجازت طلب کیے چھپ کر کسی چیز کی آڑ لیتے ہوئے مسجد سے باہر نکل جاتے ہیں، قد یعلم سے پہلے قد تحقیق کے لئے ہے) تو ڈریں وہ جو رسول (یا اللہ تعالیٰ) کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ (یعنی آزمائش) پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے (آخرت میں) سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (ملکیت کے اعتبار سے، مخلوق ہونے کے اعتبار سے اور مملوک ہونے کے اعتبار سے) بیشک وہ جانتا ہے جس حال (یعنی ایمان ونفاق) پر تم ہو (اے مکلفین) اور (وہ جانتا ہے) اس دن کو جس میں اس کی طرف پھیرے جائیں گے (یرجعون میں حاضر سے غائب کے صیغے کی طرف التفات ہے یعنی جب بھی وہ دن ہوگا) تو وہ انہیں بتا دے گا (اس دن) جو کچھ انہوں نے کیا (خیر وشر میں سے) اور اللہ سب کچھ (خواہ وہ تمہارے اعمال ہوں یا کچھ اور) جانتا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ﴾۔
انما: حرف مشبہ و ماکافہ، المومنون: مبتدا، الذین: موصول، امنوا باللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ، کانوا: فعل ناقص وضمیر ذوالحال، علی امر جامع: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، معہ: ظرف متعلق بحذوف خبر، ملکر جملہ ہو کر شرط، لم یذھبوا: فعل نفی با فاعل، حتی: جار، یستاذنوہ: جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الذین یستاذنونک اولئک الذین یومنون باللہ ورسولہ﴾۔
ان: حرف مشبہ، الذین یستاذنونک: موصول صلہ، ملکر اسم، اولئک: مبتدا، الذین یومنون باللہ ورسولہ: موصول صلہ ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا استاذنوک لبعض شانھم فاذن لمن شئت منھم واستغفر لھم اللہ ان اللہ غفور رحیم﴾۔
ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، استاذنوک: فعل با فاعل ومفعول، لبعض شانھم: ظرف لغو، ملکر جملہ شرط، ف: جزائیہ، اذن: فعل امر با فاعل، لمن شئت منھم: ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، استغفر لھم اللہ: فعل امر با فاعل وظرف لغو مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ان اللہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا﴾۔
لا تجعلوا: فعل نہی وضمیر ذوالحال، دعاء الرسول: مفعول، بینکم: ظرف متعلق بحذوف حال، ملکر فاعل، ک: بمعنی مثل مضاف، دعاء: مصدر مضاف، بعضکم: مضاف الیہ فاعل، بعضا: مفعول، ملکر شبہ جملہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا﴾۔
قد: بمعنی ربما لتکثیر، یعلم اللہ: فعل با فاعل، الذین: موصول، یتسللون: فعل وضمیر ذوالحال، لواذا: حال، ملکر فاعل، منکم: ظرف لغو، ملکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم﴾۔
ف: فصیحہ، لیحذر: فعل امر، الذین: موصول، یخالفون عن امرہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر فاعل، ان: مصدریہ، تصیبھم فتنۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، یصیبھم عذاب الیم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الا ان للہ ما فی السموت والارض قد یعلم ما انتم علیہ ویوم یرجعون الیہ فینبئھم بما عملوا﴾۔
الا: حرف تنبیہ، ان: حرف مشبہ، للہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ما فی السموت والارض: موصول صلہ، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، قد: برائے تکثیر، یعلم: فعل با فاعل، ما انتم علیہ: موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یوم: مضاف، یرجعون الیہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ینبئھم: فعل با فاعل ومفعول، بما عملوا: ظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر جملہ معطوف۔

﴿واللہ بکل شیء علیم﴾۔ اس کی ترکیب ماقبل گزر چکی ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆...... قد یعلم اللہ الذین ......☆ منافقین پر روز جمعہ سید عالم ﷺ کا خطبہ سننا گراں ہوتا تھا تو وہ چپکے چپکے آہستہ آہستہ صحابہ کرام

کی آڑ لے کر سرک جاتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

امر جامع سے مراد کیا ھے؟

لے.....ابن وہب اور ابن زید سے روایت ہے کہ امر جامع سے مراد وہ اوقات ہیں جو جمعہ اور جنگ (نماز باجماعت، مشورہ، عیدین) وغیرہ کی اجتماعیت سے متعلق ہوتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ جمعہ امر جامع ہے، کسی کے لئے جائز نہیں کہ امام کے منبر پر ہوتے ہوئے باہر چلا جائے بلکہ حاکم وقت کی اجازت سے باہر جائے ورنہ نہ جائے، اور اگر اس سے اجازت لینے، ملنے کا موقع نہ ملے تو پھر عذر شدید کی وجہ سے باہر نکلنے کی اجازت ہوگی۔

اللہ ﷻ نے اس مقام پر یوں فرمایا کہ اے محبوب! جو تیری بارگاہ سے جانا چاہیں انہیں چاہیے کہ وہ تجھ سے اجازت ضرور لیں، ان کے لیے اللہ ﷻ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنا ضروری ہے اور تیری جانب دی ہوئی کتاب کی تصدیق کرنا بھی ضروری امر ہے۔ جو ایسا نہ کریں گویا وہ اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار بندے نہیں ہیں۔ (الطبری، الجزء ۱۸، ص ص ۲۰۹)

امت پر نبی کی شفقت کا بیان:

لے.....اللہ ﷻ نے اپنے نبی کو امت کے لیے شفیق بنایا ہے اسی لئے فرمایا ﴿فاذن لمن شئت منهم واستغفر لهم (النور:٦٢)﴾ یعنی اللہ ﷻ نے فیصلہ سید عالم ﷺ کی طرف چھوڑ دیا۔ جس کے ساتھ جیسا چاہیے سلوک فرمائیں۔ اس آیت سے یہ بھی پتہ چلا کہ بعض احکامات سید عالم ﷺ کے حکم سے صادر ہوتے ہیں۔ بعض اصولی نے اس سے یہ بھی دلیل حاصل کی ہے کہ مجتہد کو مختلف احکامات میں فیصلہ کا اختیار ہوتا ہے یعنی مجتہد کو اپنی مرضی سے درست فیصلہ کرنے کی اجازت ہے، لیکن بعض نے اس میں اختلاف بھی کیا ہے۔ موسیٰ بن عمران اس بارے میں نبی کے لیے مطلق جواز کے قائل ہیں جب کہ علماء وتیرہ کے بارے میں اختلاف ہے، ابو علی جبائی کے ایک قول کے مطابق نبی کے لئے مطلق جواز کا قول ہے، امام شافعی سے ''الرسالۃ'' میں جواز و عدم جواز کے اقوال موجود ہیں اور باقی اہل علم عدم جواز کے قائل ہیں۔ (روح المعانی ،الجزء الثامن عشر، ص ٥٦٢)

مسلمان پر لازم ہے کہ وہ صحیح العقیدہ عالم باعمل متبع شریعت کے ہاتھ پر بیعت کرے کیونکہ نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے: ''علماء انبیاء کے وارث ہیں''۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم ،باب:العلم قبل القول والعمل، رقم:٦٨،ص١٦)

امت کے لئے استغفار کرنے کا حکم خود اللہ ﷻ نے اپنے حبیب کو دیا ہے، یعنی اے محبوب! جو تیرے پیروکار ہیں وہ محروم نہ رہیں، بلکہ تیری دعاؤں سے برکتیں حاصل کرتے رہیں۔ انعام واکرام انہیں ملتا رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ مدینہ یا مکہ کے کسی باغ سے گزرے، آپ ﷺ نے وہاں دو ایسے انسانوں کی آوازیں سنیں جن کو قبروں میں عذاب دیا جارہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو قبروں میں عذاب ہورہا ہے، اور کسی ایسی وجہ سے عذاب نہیں ہورہا جس سے بچنا دشوار ہو، پھر فرمایا، کیوں نہیں! ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا''، پھر آپ ﷺ نے درخت کی ایک شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کئے، اور ہر قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا، آپ ﷺ سے عرض کی گئی ایسا کیوں کیا تو ارشاد فرمایا: ''جب تک شاخیں تر رہیں گی ان

کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی"۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب:من الکبائر ان لا یستقر، رقم: ۲۱۶،ص۴۱)

نبی کی پکار کابیان:

سؤ......اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی دو اقوال ہیں ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی دعائے ضرر سے بچو، جب وہ تمہیں بلائیں آجاؤ، کہ رسول کا بلانا تمہارے بلانے جیسا نہیں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو نام لے کر نہ پکارو یعنی انہیں یا محمد نہ کہو، جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ بلکہ جب بھی انہیں پکارنا ہو القاب وآداب کو ملحوظ خاطر رکھ کر پکارا کرو، یعنی یا نبی اللہ، یارسول اللہ، نرم لہجے میں کہا کرو۔ (الخازن، ج۳، ص ۳۰۷)

اغراض: کخطبة الجمعة: کسی عذر یا جنگ وغیرہ کی وجہ سے جمعہ کے خطبے سے لوٹ کر جانا مراد ہے، سید عالم ﷺ جب خطبے کے لئے منبر پر جلوہ فرماتے اور کسی کو حاجت یا عذر کی وجہ سے جانا ہوتا تو پہلے اجازت طلب کرتا پس جسے چاہتے اجازت مرحمت فرماتے۔
وخفض صوت: بارگاہ مصطفیٰ میں ادب ملحوظ رکھا جائے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿یاایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (الحجرات:۲) ﴾ اور یہ جملہ شریعت اسلامیہ میں پایا گیا ہے، پس مناسب ہے کہ شاگرد اپنے استاد کا ادب بجالائے، کہ حصول فتح وکامیابی میں استاد کے ادب کا پایا جانا نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔
فکیف نامر بعبادتنا: یعنی خاص ہماری (بتوں کی) بندگی کرنا، پس ہم نے انہیں نہیں گمراہ کیا۔ (الصاوی، ج٤، ص ۱۹۹ وغیرہ)

ایک اهم بات

صلوا علی الحبیب: صلی الله علی محمد

عبادات کے معاملے میں امام اعظم کے قول پر فتوی هوگا!

پہلا قاعدہ...... برهان الدین ابراہیم حلبی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے شرح المنية کی فصل التیمم میں ذکر کیا ہے، آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: "امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کیسے دقیق النظر اور صاحب الرائے تھے، یہی وجہ ہے کہ عبادات میں علماء نے مطلقا امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے قول پر فتوی دیا جاتا ہے[1]۔ مختلف کتب کے تتبع سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے، جب کہ ان سے کوئی ایسی روایت منقول نہ ہو جو مخالف کے قول کی مثل ہو جیسا کہ مستعمل پانی کی طہارت، اور نبیذ تمر کے سوا دوسرا پانی موجود نہ ہونے کی صورت میں فقط تیمم کرنے کے مسئلہ میں ہے۔

ضمنی فوائد

(۱) اسی طرح کنویں کے مسائل کے حوالے سے امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم ہی کے قول پر اعتماد ہے، کہ عبادات کے معاملے میں امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے قول ہی کو ترجیح ہوتی ہے۔ ھدایۃ میں ہے: ومسائل الآبار مبنية علی اتباع الآثار دون القیاس فان وقعت فیها بعرة او بعرتان من بعر الابل او الغنم :لم تفسد الماء استحساناً، والقیاس: ان تفسده ،لوقوع النجاسة فی الماء القلیل وجه الاستحسان :ان آبار الفلوات لیست لها رؤوس حاجزة ،والمواشی تبعر حولها، فتلقیها الریح فیها، فجعل القلیل عفوا للضرورة ،ولا ضرورة فی کثیر، وهو مایستکثره الناظر الیه فی المروی عن ابی حنیفة علیه الرحمة ،وعلیه الاعتماد۔ (الھدایۃ مع بدایۃ المبتدی، کتاب الطھارۃ، باب الماء الذی یجوز به الوضوء ومالا یجوز، ج۱، ص ٦٦)

سورة الفرقان مكية الا الايات ٦٨، ٦٩، ٧٠ فمدنى و اياتها ٧٧ آية

(سورۃ الفرقان مکی ہے، سوائے آیت نمبر ۶۸، ۶۹ کے کہ یہ مدنی ہیں، اس میں کل ۷۷ آیات ہیں)

تعارف

اس سورۃ میں چھ رکوع، ۸۹۲ کلمات، ۳۷۰۳ حروف ہیں۔ ابتدائی مضامین میں سورۃ کا ماحصل بیان کردیا گیا، قرآن، رسالت اور توحید کے جامع احکامات اور بعد میں ہر ایک موضوع پر مشرکین کے جو اعتراضات وشبہات تھے ان کو ذکر کیا اور اپنے موثر انداز بیان اور مخصوص طرز خطاب سے ان کے جوابات دیئے اور ان کے شکوک کا ازالہ کیا، ساری سورۃ میں غور فرمانے سے ضمنی مسائل کے علاوہ یہی تین بنیادی چیزیں نظر آتی ہیں۔ دیگر ضمنی مسائل میں چند بنیادی موضوعات یہ ہیں کہ قرب قیامت میں آسمان کے پھٹنے اور نزول ملائکہ ہونے کا بیان، سابقہ قوموں کی ہٹ دھرمی اور ان کے عذاب کا بیان، خرچ کرنے کے معاملے میں میانہ روی کا درس، کاملین کی دعاؤں پر بشارتوں کا بیان خصوصا دعائے ماثور ''ربنا هب لنا من ازواجنا وذريتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماما یعنی اے ہمارے رب! ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنادے۔

رکوع نمبر: ۱۶

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿تَبٰرَكَ﴾ تعالى ﴿الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ﴾ القرانَ لِاَنَّهٗ فَرَّقَ بينَ الحقِ والباطِلِ ﴿عَلٰى عَبْدِهٖ﴾ محمدٍ ﴿لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ﴾ اَى الِانسِ والجنِّ دُونَ المَلائكةِ ﴿نَذِيْرًا ﴿١﴾﴾ مُخوِّفا مِن عَذَابِ اللهِ ﴿الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ﴾ مِن شانِه اَنْ يُخلَقَ ﴿فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿٢﴾﴾ سَوَّاهُ تَسوِيةً ﴿وَاتَّخَذُوْا﴾ اَى الكُفارُ ﴿مِنْ دُوْنِهٖ﴾ اَى الله، من غيرِه ﴿اٰلِهَةً﴾ هِى الاصنامُ ﴿لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا﴾ اَى دَفعَهٗ ﴿وَّلَا نَفْعًا﴾ اَى جَرَّهٗ ﴿وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً﴾ اَى اِماتةَ لِاَحدٍ وَاِحياءً لِاَحدٍ ﴿وَّلَا نُشُوْرًا ﴿٣﴾﴾ اَى بَعثا لِلاموات ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ﴾ اَى ما القرآن ﴿اِلَّآ اِفْكُ﴾ كَذِبٌ ﴿افْتَرٰىهُ﴾ مُحمدٌ ﴿وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ﴾ وَهم مِن اهلِ الكِتابِ قال تعالى ﴿فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ﴿٤﴾﴾ كُفرا وكَذِبا اَى بهِما ﴿وَقَالُوْٓا﴾ اَيضا هو ﴿اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ اَكاذِيبُهم جَمعُ اُسطُورةٍ بالضمّ ﴿اكْتَتَبَهَا﴾ اِنتَسَخَها مِنْ ذالكَ القومِ بَغيرِه ﴿فَهِىَ تُمْلٰى﴾ تُقراءُ ﴿عَلَيْهِ﴾ لِيَحفَظَها ﴿بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٥﴾﴾ غُدوَةً وَ عَشِيًّا قال تعالى رَدًّا عليهم ﴿قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِىْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا﴾ لِلمومِنينَ ﴿رَّحِيْمًا ﴿٦﴾﴾ بهِم ﴿وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِىْ فِى الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَآ﴾ هَلا ﴿اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ﴿٧﴾﴾ يُصدِّقُهٗ ﴿اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ﴾ مِنَ السماءِ يُنفِقُهٗ ولا يَحتاجُ الى المَشىءِ فى الْاَسواقِ لِطلبِ المعاشِ ﴿اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ﴾ بُستانٌ ﴿يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ﴾ اَى مِنْ ثمارِها فَيَكتفِى بها وَفى قِرائةٍ تاكلُ بالنونِ اَى نحنُ فيكونُ لهٗ مَزيةٌ علينا بها ﴿وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ﴾ اَى الكافِرونَ لِلمومِنينَ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا

رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا (۸)﴾مَخدوعا مَغلوبا علی عَقلِه قال تعالی ﴿اُنۡظُرۡ کَیۡفَ ضَرَبُوۡا لَکَ الۡاَمۡثَالَ﴾بِالمَسحورِ والمُحتاجِ الی مَا یُنفِقُهٗ والی مَلکٍ یَقومُ معهٗ بِالاَمرِ ﴿فَضَلُّوۡا﴾بِذالک عَنِ الهُدی ﴿فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ سَبِیۡلًا (۹)﴾طَریقا الیه۔

﴿ترجمہ﴾

بڑی برکت والا ہے وہ (بزرگ وبرتر) کہ جس نے اتارا فرقان ــــ۱ــــ (یعنی قرآن کریم، اور اسے فرقان اس لئے کہا گیا ہے کہ اس نے حق اور باطل کے درمیان فرق کردیا) اپنے بندے (حضرت سیدنا محمد ﷺ) پر جو سارے جہان کو (یعنی فرشتوں کے علاوہ بقیہ تمام جن وانس کو ــــ۲ــــ) ڈرسنانے والا ہو (یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والا ہو) وہ جس کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور اس نے نہ اختیار فرمایا بچہ اور اس کی سلطنت میں کوئی ساجھی نہیں اس نے ہر چیز پیدا کرکے (کہ جس کی شان مخلوق ہونا ہے) ٹھیک اندازہ پر رکھی (قدّرہ تقدیرًا بمعنی سوّاہ تسویۃ ہے) اور لوگوں نے ٹھہرالیے (یعنی کفار نے) اس کے سوا اور (یعنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو) خدا (یعنی بتوں کو) کہ وہ کچھ نہیں بناتے اور خود پیدا کیے گئے ہیں اور خود اپنی جانوں کے بُرے (یعنی خود سے برائی دور کرنے کے اور) بھلے (یعنی خود کو نفع پہنچانے) کے مالک نہیں اور نہ مرنے کا اختیار نہ جینے کا (یعنی کسی کو نہ تو موت دے سکتے ہیں اور کسی کو زندگی عطا کرسکتے ہیں) نہ اٹھنے کا (یعنی بعث بعد الموت کا ــــ۳ــــ) اور کافر بولے یہ تو (یعنی قرآن کریم) نہیں مگر ایک بہتان (جھوٹ) جو انہوں نے بنالیا ہے (یعنی حضرت سیدنا محمد ﷺ نے) اور اس پر اور لوگوں نے انہیں مدد دی ہے (یعنی اہلِ کتاب نے، تو اللہ ﷻ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا) بیشک وہ ظلم اور جھوٹ پر آئے (ظلمًا وّ زورًا بمعنی کفرًا وّ کذبًا ہے یعنی ان دونوں کے مرتکب ہوئے) اور بولے (کافر یہ بھی کہ یہ تو) اگلوں کی کہانیاں ہیں (یعنی ان کی جھوٹی باتیں ہیں، اساطیر جمع ہے اُسطُورۃ کی) جو انہوں نے لکھ لی ہیں (یعنی کسی دوسرے کی مدد سے انہوں نے اس قوم سے نقل کرکے لکھ لی ہیں) تو وہ پڑھی جاتی ہیں (تملی بمعنی تقرأ ہے) ان پر (تاکہ وہ یاد کرلیں) صبح وشام (بکرۃ و اصیلا بمعنی غدوۃ و عشیا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے کافروں کی ان باتوں کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا) تم فرماؤ! اسے تو اس نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر (مخفی و پوشیدہ) بات جانتا ہے، بیشک وہ بخشنے والا (ہے مؤمنین کو اور) مہربان ہے (ان پر) اور بولے اور رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے ــــ۴ــــ کیوں نہ (لولا بمعنی ھلاّ ہے) اتارا گیا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کہ ان کے ساتھ ڈر سناتا (یعنی تصدیق کرتا) یا انہیں کوئی خزانہ مل جاتا غیب سے (یعنی آسمان سے، اور وہ اسے خرچ کرتے رہتے اور طلبِ معاش کی خاطر انہیں بازاروں میں پھرنے کی کوئی حاجت وضرورت نہ رہتی) یا ان کا کوئی باغ ہوتا (جنۃ بمعنی بُستان ہے) جس میں سے کھاتے (یعنی اس کے پھل، تو وہی انہیں کافی ہوتا، ایک قرأت میں یاکل کی بجائے ناکل ہے یعنی ہم اسے کھاتے تو انہیں ہم پر اس باغ کی وجہ سے فضیلت حاصل ہوتی) اور ظالم بولے (یعنی کافر مؤمنین سے کہ) تم تو پیروی نہیں کرتے مگر ایک ایسے مرد کی جس پر جادو ہوا (یعنی وہ فریب خوردہ ہو اور اس کی عقل بھی مغلوب ہو، پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) اے محبوب! دیکھو کیسی کہاوتیں تمہارے لیے بنارہے ہیں (یعنی سحر زدہ ہونے کی اور خرچ کا اور ایک ایسے فرشتے کا محتاج ہونے کی کہانیاں بنارہے ہیں کہ جو آپ کے ساتھ مل کر فریضہ سرانجام دے) تو گمراہ ہوئے (ان باتوں کے سبب راہِ ہدایت سے) کہ اب کوئی راہ نہیں پاتے (یعنی ہدایت کا کوئی راستہ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿تبرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا﴾

تبارک: فعل، الذی: موصول، نزل الفرقان علی عبدہ: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، لام: جار، یکون: فعل ناقص بااسم، للعلمین نذیرا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر "ان" مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذی لہ ملک السموت والارض ولم یتخذ ولدا﴾.

الذی: موصول، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموت والارض: مبتدا مؤخر، ملکر صلہ، ملکر ماقبل " الذی " سے بدل ہے یا "ھو" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لم یتخذ: فعل نفی بافاعل، ولدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا﴾.

و: عاطفہ، لم: نافیہ جازمہ، یکن: فعل ناقص، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، شریک فی الملک: شبہ جملہ اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، خلق: فعل بافاعل، کل شیء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قدرہ: فعل بافاعل ومفعول، تقدیرا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتخذوا من دونہ الھۃ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون ولا یملکون لانفسھم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا﴾.

و: مستانفہ، اتخذوا: فعل بافاعل، من دونہ: ظرف مستقر مفعول ثانی، الھۃ: موصوف، لا یخلقون شیئا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ھم یخلقون: جملہ اسمیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لا یملکون: فعل بافاعل، موتا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا حیوۃ ولا نشورا: معطوفات، ملکر مفعول، ملکر معطوف ثالث، ملکر صفت، ملکر مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وقال الذین کفروا ان ھذا الا افک افترہ واعانہ علیہ قوم اخرون﴾.

و: مستانفہ، قال الذین کفروا: قول، ان: نافیہ، ھذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، افک: موصوف، افترہ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اعانہ: فعل ومفعول، قوم اخرون: فاعل، ملکر معطوف، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فقد جاء وا ظلما وزورا﴾.

ف: فصیحہ، قد: تحقیقیہ، جاء وا: فعل وضمیر ذوالحال، ظلما: معطوف علیہ، و: عاطفہ، زورا: معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقالوا اساطیر الاولین اکتتبھا فھی تملی علیہ بکرۃ واصیلا﴾.

و: عاطفہ، قالوا: قول، اساطیر الاولین: ذوالحال، اکتتبھا: جملہ فعلیہ حال، ملکر " ھی " مبتدا محذوف کے لیے خبر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ھی: مبتدا، تملی علیہ: فعل بانائب الفاعل وظرف لغو، بکرۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصلا: معطوف، ملکر ظرف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل انزلہ الذی یعلم السر فی السموت والارض﴾.

قل: قول، انزلہ: فعل بافاعل ومفعول، الذی یعلم السر: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، فی السموت والارض: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انہ کان غفورا رحیما ○ وقالوا مال ھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق﴾.

انہ: حرف مشبہ واسم، کان غفورا رحیما: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، قالوا: قول، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، ھذا: مبدل منہ، الرسول: بدل، ملکر ذوالحال، یاکل الطعام: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یمشی فی الاسواق: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا﴾

لولا: حرف تحضیض، انزل الیہ ملک فعل مجہول وظرف لغو ونائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف سببیہ، یکون: فعل ناقص باضمیر ذوالحال، معہ :ظرف متعلق محذوف حال، ملکراسم، نذیرا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ جواب تحضیض واقع ہے۔

﴿اویلقی الیہ کنزاوتکون لہ جنۃ یاکل منہا﴾.

او: عاطفہ، یلقی الیہ: فعل مجہول وظرف لغو، کنز: نائب الفاعل، ملکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، تکون لہ : فعل ناقص وظرف مستقر خبرمقدم، جنۃ :موصوف، یاکل منہا: جملہ فعلیہ صفت، ملکراسم مؤخر، ملکر معطوف، ملکر ماقبل" انزل "پر معطوف ہے۔

﴿وقال الظلمون ان تتبعون الا رجالا مسحورا﴾.

و: عاطفہ، قال الظلمون :قول، ان: نافیہ، تتبعون: فعل بافاعل، الا: اداۃ حصر، رجلا مسحورا: مفعول، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا﴾.

انظر: فعل امر بافاعل، کیف :اسم استفہامیہ حال مقدم، ضربوا: فعل وضمیر ذوالحال، ملکر فاعل، لک ظرف لغو، الامثال: مفعول، ملکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، لا یستطیعون سبیلا: فعل نفی بافاعل ومفعول، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سورۃ الفرقان کی تلاوت کا اختلاف:

۱.....حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت ہشام بن حکیم کو سورۃ الفرقان پڑھتے ہوئے سنا، میں نے غور سے ان کی تلاوت سنی، وہ اس میں بہت سے ایسے حروف پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے، قریب تھا کہ میں نماز میں ہی ان پر حملہ کر دیتا لیکن میں نے ان کے سلام پھیرنے تک صبر کیا، پھر میں نے ان کو ان کی چادر سے پکڑ کر کھینچا اور کہا میں نے تم کو نماز میں جس طرح سورت پڑھتے ہوئے سنا تھا اس طرح تم کو کس نے سورت سکھائی تھی؟ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سورت سکھائی تھی، میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو، کیونکہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت تمہاری قرائت کے علاوہ دوسری طرح سکھائی ہے، پھر میں انہیں کھینچتا ہوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا، اور میں نے کہا میں نے ان کو سورۃ الفرقان ان حروف میں پڑھتے ہوئے سنا ہے جن حروف پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہ سکھائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان کو چھوڑ دو"، پھر فرمایا: "اے ہشام! تم پڑھو!" انہوں نے اس سورت کو اسی طرح پڑھا جس طرح میں نے ان سے اس سورت کو پڑھتے ہوئے سنا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی تھی"، پھر فرمایا: "اے عمر رضی اللہ عنہ! تم پڑھو"، میں نے وہ سورت اسی طرح پڑھی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وہ سورت پڑھائی تھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے، بیشک یہ قرآن سات قرائت پر نازل ہوا ہے تم کو جو حروف آسان لگیں تم ان پر پڑھو"۔

(صحیح البخاری، کتاب الخصومات، باب: کلام الخصوم بعضہم، رقم: ۲۴۱۹،۴۹۹۲، ص۳۸۹)

فرشتوں کے معصوم ہونے کا بیان:

۲.....ڈرانے کا تعلق عموماً اس لئے ہوتا ہے کہ بندہ گناہ ترک کر دے، تاکہ اللہ عزوجل کے عذاب میں نہ پھنس جائے، جسے عذاب کا ہی خوف نہ ہو، تو پھر اسے ڈرانے کا کیا فائدہ؟ لہذا جس طرح حضرات انبیائے کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں ان سے صغیرہ کبیرہ گناہ

نہیں ہوتے بالکل اسی طرح فرشتے بھی معصوم ہوتے ہیں اوران سے بھی گناہ کا صدور نہیں ہوتا، جب ان سے گناہ نہیں ہوتے تو پھر انہیں ڈرانا یا نہ ڈرانا بے کار ہے۔ ہاں جنات وانسان سے گناہ ہوتے ہیں لہذا انہیں ڈرانے کا حکم ہے اور قرآن میں انہی کے ڈرانے کا بیان ہے تاکہ گناہ سے پرہیز کریں اور عذاب الٰہی سے خود کو بچانے میں کامیاب ہوجائیں۔

بتوں کے عاجز ہونے کا بیان:

۳۔۔۔۔۔اپنے ناک پر بیٹھنے والی مکھی نہ اٹھا سکنے والے خدا کہاں ہوسکتے ہیں؟ اپنی زندگی وموت سے انجان، بغیر کسی کے بنائے معرض وجود میں نہ آنے والے، جب چاہیں انہیں توڑ پھوڑ ڈالا جائے کچھ تردد یہ نہیں کر سکتے۔ خیر جو خود اتنے عاجز ہوں، جس مقام پر رکھ دیا جائے وہیں تک سالوں پڑے رہیں، خود پر لگی گرد بھی نہ ہٹا سکیں، خدا کیسے ہوسکتے ہیں؟۔

نبوت کے منافی امور:

۴۔۔۔۔۔نبی کی سیرت امت کے لئے نمونہ ہوتی ہے، اگر نبی پاک کھانا نہ کھاتے تو امت کو کھانے کے آداب، حلال وحرام غذا کے بارے میں معلومات کیسے ملتیں؟ اگر کسب معاش یا تجارت نہ کرتے تو امت کے لئے کاروبار کرنا، تجارتی مراکز قائم کرنا، دور دراز کا سفر طے کرکے روزگار حاصل کرنا کیسے سنت بنتا؟ لہذا یہ اعتراض قیاس کے بھی مخالف ہیں اور قرآن وسنت کے بھی۔

☆۔۔۔۔۔حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے توریت میں فرمایا: "اے نبی! ہم نے آپ کو شاہد، مبشر، اور ان پڑھ لوگوں کی پناہ بنا کر بھیجا ہے، آپ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے، وہ نہ سخت کلام کرنے والے، نہ بدزبان، نہ بازاروں میں شور کرنے والے، اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دینے والے، لیکن معاف کردینے والے ہیں اور درگزر کرنے والے ہیں، اور اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اس وقت تک قبض نہیں فرمائے گا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ٹیڑھی قوم کو سیدھا نہ کردے، بایں طور پر کہ وہ کہیں لا الہ الا اللہ، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے اندھی آنکھوں کو بینا کردے گا، اور بہرے کانوں کو کھول دے گا اور دلوں کے غلاف اُتار دے گا۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب:انا ارسلنك شاهدا، رقم: ٤٨٣٨،ص ٨٥٦)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے مہاجر بھائیوں کو بازار کی خرید وفروخت مصروف رکھتی تھی اور ہمارے انصاری بھائیوں کو کھیتی باڑی مشغول رکھتی تھی، اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھوکے پیٹ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لازما رہتے تھے، ان احادیث کے سماع میں حاضر رہتے جن میں وہ حاضر نہیں ہوتے تھے، اور ان چیزوں کو یاد رکھتے تھے جن کو وہ یاد نہیں رکھتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم،باب:حفظ العلم، رقم: ۱۱۸، ص ۲۵)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ عزوجل نے میرے لئے یہ پیش کش کی کہ میرے لئے مکہ کی سرزمین کو سونے کا بنادے، سو میں نے کہا نہیں!، اے میرے رب عزوجل، میں ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں گا اور دوسرے دن بھوکا رہوں گا، پس جب میں بھوکا رہوں گا تو تیری یاد کروں گا اور جب پیٹ بھرا ہوا ہوگا تو تیرا شکر کروں گا تیری حمد کروں گا"۔

(سنن الترمذی، کتاب الزهد،باب :ما جاء في الكفاف،رقم:٢٣٤٧،ص ٦٨١)

اغراض تعالی: ذات، صفات، افعال میں نقص، اور مماثلت سے پاک ہونے کا بیان ہے، قدیم اور اس احکم الحاکمین کے سواسب کے حادث ہونے کا بیان ہے یا ﴿تبارک﴾ بمعنی تعاظم ہے، کہ اللہ کی ذات بالا صفات ہر قسم کے اوصاف سے متصف ہے جو کہ اس کے علاوہ کسی اور کے لئے بیان نہیں کئے جاسکتے، یہی وجہ ہے کہ تبارک النبی نہیں کہا جاسکتا، تبارک السلطان کہنا جائز نہیں، فعل ماضی کے علاوہ مضارع، مصدر اور اسم فاعل نہیں آتا۔

لانه فرق بين الحق و الباطل: یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والا کلام، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ پاک کلام مختلف اوقات میں کثیر مواقع میں نازل کیا گیا ہے۔

القرآن: الفرقان کی تفسیر القرآن سے کی، بعض نے قرآن کے کچھ حصے کو فرقان کہا اور بعض نے مکمل قرآن کو فرقان کہا، پس سورۃ واحدہ کو فرقان کہا جائے یا مکمل کلام پاک کو، اس لئے کہ مکمل کلام بشر کو عاجز کرنے والا ہے، اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے، پس بہتر یہ ہے کہ فرقان سے مکمل قرآن ہی مراد لیا جائے۔

دون الملئكة: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ حقیقی طور پر انسان اور جن کو ڈرانا مقصود ہے، اس لئے کہ فرشتوں سے گناہ کا تصور جائز نہیں، اور عذاب الٰہی سے ڈرائے جانے میں ان کی عصمت کی مخالفت لازم آئے گی، پس نبی کا کسی معاملے میں انہیں مکلف بنا کر بھیجنا ان کی شان کے لائق ہوتا تھا، حاصل کلام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو دو قبیلوں کی جانب احکامات پہنچانے کے اعتبار سے مکلف بنا کر بھیجا گیا اسی طرح فرشتوں کو بھی بھیجا گیا، حیوانات کا ذکر نہ کرنا اس لئے ہے کہ وہ عقل و شعور نہیں رکھتے اور جمادات کی طرف بھیجے جانے سے ان کا شرف و تکریم مراد ہے۔ **وهم من اهل الكتاب:** یہود قرآن سے متعلق کہتے کہ محمد ﷺ ماضی کی خبریں لائے ہیں، یعنی محمد ﷺ کی عبارات کو ماضی کی خبروں سے تعبیر کرتے اور یہی پچھلی قوموں کی اعانت کرنے کے معنی میں ہے۔

للمومنين: مفسر کہتے ہیں کہ للمومنین کے بجائے الکفار ہونا چاہیے، پس اس صورت میں محذوف مقدر عبارت "واخر عقابكم ولم يعاجلكم به لانه ......الخ" کی تعلیل درست ہو جائے گی۔

مخدوعا مغلوبا على عقله: سحر کہتے ہیں عقل میں خلل ڈالنے کو، یہاں لازم کا ارادہ کرتے ہوئے ملزوم کا اطلاق کیا گیا ہے۔

(الصاوی، ج٤، ص١٠٢ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٧

﴿تَبٰرَكَ﴾ تكاثر خيرا ﴿الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ﴾ الّذى قالوا مِنَ الكَنزِ والبُستانِ ﴿جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ اَى فى الدُّنيا لِاَنَّهُ شاءَ اَن يُعطِيَهُ اِيَّاهَا فى الْاٰخِرةِ ﴿وَيَجْعَلْ﴾ بالجزم ﴿لَّكَ قُصُوْرًا (١٠)﴾ اَيضا وَفِى قِرائةٍ بِالرَّفعِ اِسْتِينافا ﴿بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ قف﴾ القِيامةِ ﴿وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا (١١)﴾ نَارٌ مُسْعِرةٌ اَى مُشْتَدَّةٌ ﴿اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا﴾ غَلَيَانًا كَالغَضْبَانِ اِذَا غَلَا صَدرهُ مِنَ الْغَضَبِ ﴿وَّزَفِيْرًا (١٢)﴾ صَوتا شَديدا او سِمَاعُ التَّغَيُّظِ رُويَتهُ وَعِلمُهُ ﴿وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا﴾ بِالتَّشديدِ والتَّخفيفِ بِاَنْ يُضِيقَ عليهم ومِنها حالٌ مِن مكانا لِاَنَّهُ فى الْاَصلِ صِفَةٌ لهُ ﴿مُّقَرَّنِيْنَ﴾ مُصَفَّدِينَ قد قُرِنَتْ اَيدِهم الى اَعْناقِهم فى الْاَغْلالِ والتَّشْديدِ لِلتَّكْثِيرِ ﴿دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا (١٣)﴾ هلاكا فيقالُ لهم ﴿لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا (١٤)﴾ لِعَذابكم ﴿قُلْ

اَذٰلِکَ ﴾المَذکورُ مِنَ الوَعیدِ وَصِفَةِ النارِ ﴿خَیْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَؕ کَانَتْ لَهُمْ ﴾فی عِلمِهٖ تعالی ﴿جَزَآءً ﴾ثوابا ﴿وَّمَصِیْرًا (۱۵) ﴾مَرجِعا ﴿لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ خٰلِدِیْنَؕ ﴾حالٌ لازِمةٌ ﴿كَانَ ﴾وَعْدُهم ما ذُکِرَ ﴿عَلٰی رَبِّکَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا (۱۶) ﴾یَسالُهُ مَن وَعَد بِه رَبَّنا وآتِنا ما وَعَدتَّنا علی رُسُلِکَ اَو یَسـالُـهُ لَهمُ الـمَلائکةُ رَبَّنـا وَاَدْخِلهـم جنّـاتِ عـدن التِی وَعدتَّهم ﴿وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ ﴾بالنونِ والتَّحْتانیةِ ﴿وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾اَی غَیرَهُ مِنَ المَلائکةِ وَعِیسی وَعُزَیرٌ والجِن ﴿فَیَقُوْلُ ﴾تعالی بـالتحْتَانیةِ والنونِ والمَعبودِینَ اِثْباتا لِلحُجةِ علی العابِدینَ ﴿ءَ اَنْتُمْ ﴾بتَحقیقِ الهَمزَتینِ وَاِبدالِ الثَّانیةِ اَلِفـا وَتَسهیلِها وادخَالِ اَلِفٍ بَینَ الْمُسهَّلَةِ والْاُخریٰ وَتَرکَهٗ ﴿اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰٓؤُلَآءِ ﴾اَوقَعتُموهم فی الـضَّـلالِ بِاَمْرِکُم اِیَّاهُم بِعبادَتِکُمْ ﴿اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ (۱۷) ﴾طَریقَ الحَقِّ بِاَنْفُسِهِمْ ﴿قَالُوْا سُبْحٰنَکَ ﴾تَنْزِیْها لَکَ عَمَّا لا یَلیقُ بِکَ ﴿مَا کَانَ یَنْۢبَغِیْ ﴾یَستَقِیمُ ﴿لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِکَ ﴾اَی غَیرِکَ ﴿مِنْ اَوْلِیَآءَ ﴾مَـفـعـولٌ اَوَّلٌ وَمِن زَائدةٌ لِتاکیدِ النَّفیِ وما قَبلَهٗ الثانیُ فَکیفَ نَامُرُ بِعبادَتِنا ﴿وَلٰکِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَ اٰبَآءَ هُمْ ﴾مِن قَبلِهِـمْ بـاِطَالَةِ الْعُمُرِ وَسَعَةِ الرِّزقِ ﴿حَتّٰی نَسُوا الذِّکْرَۚ ﴾تَـرَکُـوا الـمَـوعِظَةَ والْاِیمانَ بالقرآنِ ﴿وَکَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا (۱۸) ﴾هَـلـکَـی قـال تـعـالـی ﴿فَقَدْ کَذَّبُوْکُمْ ﴾اَی کَذَّبَ المَعبودُونَ ﴿بِمَا تَقُوْلُوْنَ ﴾بِـالـفَـوقَـانیةِ اَنَّهـم آلِهةٌ ﴿فَمَا تَسْتَطِیْعُوْنَ ﴾بالفوقانیةِ والتحْتَانیةِ ای لا هُم ولا انتم ﴿صَرْفًا ﴾دَفْعا لِلْعَذابِ عـنـکُم ﴿وَّلَا نَصْرًاۚ ﴾مَنـعـا لـکـم منـهُ ﴿وَمَنْ یَّظْلِمْ ﴾یُشرِکْ ﴿مِّنْکُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا کَبِیْرًا (۱۹) ﴾شَـدیـدا فِی الْاٰخِـرةِ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَیَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِؕ ﴾فَـانـتَ مِثْـلُهم فی ذلکَ وَقد قِیل لهم کما قِیل لکَ ﴿وَجَعَلْنَا بَعْضَکُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةًؕ ﴾ بَلِیَّةً اِبْتَـلـی الغَنِیُّ بِالفَقِیرِ والصَّحِیحَ بِالْمَرِیضِ والشَّرِیفَ بِالوَضِیعِ یَقولُ الثانیُ فی کُلِّ ما لِیَ لااَکونُ کَالاوَّلِ فـی کُـلِّ ﴿اَتَصْبِرُوْنَ ﴾عـلـی مَـا تَـسـمَـعونَ مِمنُ اِبْتَلیتُم بِهِم بمعنی الْاَمرِ اَی اِصْبِروا ﴿وَکَانَ رَبُّکَ بَصِیْرًا (۲۰) ﴾بِمَنْ یَصْبِرُ وبِمَن یَجزَعُ.

﴿ترجمہ﴾

بڑی برکت والا ہے (یعنی خیرِ کثیر والا ہے) وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لیے کردے بہت بہتر اس سے (جو انہوں نے کہا یعنی خزانے اور باغ وغیرہ سے) جنتیں جن کے نیچے نہریں بہیں (یعنی دنیا میں، اس لئے کہ اس کی منشاء و مرضی ہے کہ یہ سب کچھ وہ آپ ﷺ کو آخرت میں عطا فرمائے) اور کرے گا (یجعل مجزوم ہے) تمہارے لیے اونچے اونچے محل (بھی، ایک قرأت میں یجعل مرفوع ہے) بلکہ یہ تو جھٹلاتے ہیں قیامت کو (یہاں الساعة بمعنی القیامة ہے) اور جو قیامت کو جھٹلائے ہم نے اس کے لیے تیار کر رکھی ہے بھڑکتی ہوئی آگ (سعیر ایسی آگ کو کہتے ہیں جو بہت زیادہ بھڑکی ہوئی ہو)۔ جب وہ انہیں دور جگہ سے دیکھے گی تو سنیں گے اس کا جوش مارنا (یعنی کھولنا جیسا کہ کسی غضب ناک شخص کا سینہ غصے سے کھولتا ہے) اور چنگھاڑنا (زفیر شدید آواز کو کہتے ہیں، یا پھر دوزخ کے کھولنے کو

سننے سے مراد ان کا اسے دیکھنا اور جان لینا ہے) اور جب اس کی کسی تنگ جگہ میں ڈالے جائیں گے (اس طرح کہ وہ جگہ ان پر تنگ کر دی جائے، ضَيِّقًا تشدید اور تخفیف دونوں طرح ہے، منہا حال ہے مکانا سے کیونکہ یہ حقیقت میں مکانا کی صفت ہے) زنجیروں میں جکڑے ہوئے (مُقَرَّنِين بمعنی مصفدین ہے یعنی ان کے ہاتھ ان کی گردنوں سے طوق کے ذریعے جکڑے ہوئے ہوں گے، مُقَرَّنِين کا مشدد ہونا کثرت کے لئے ہے) تو وہاں موت مانگیں گے (ثُبُورًا بمعنی هلاکًا ہے، تو ان سے فرمایا جائے گا) آج ایک موت نہ مانگو اور بہت سی موتیں مانگو (اپنے عذاب میں مبتلا ہونے کی وجہ سے......۱......) تم فرماؤ! کیا یہ (جو وعید اور جہنم کے اوصاف کا تذکرہ ہوا) بھلا یا وہ ہمیشگی کے باغ جس کا وعدہ ڈر والوں کو ہے، وہ ان کا (اللہ تعالیٰ کے علم میں) صلہ (ثواب) اور انجام (یعنی لوٹنے کی جگہ) ہے۔ ان کے لیے وہاں من مانی مرادیں ہیں جن میں ہمیشہ رہیں گے (خٰلدین حال لازمہ ہے) وہ (یعنی ان سے ذکر کیا گیا وعدہ) تمہارے رب کے ذمہ وعدہ ہے مانگا ہوا (پس جس سے وعدہ کیا گیا ہے وہ سوال کرے گا: "ربنا واتنا ماوعدتنا علی رسلک" یعنی اے ہمارے رب! اپنے رسولوں کے ذریعے جو تو نے ہم سے وعدہ کیا تھا اسے پورا فرما، یا پھر یہ سوال فرشتے کریں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار عزوجل! انہیں اس جنت عدن میں داخل فرما کہ جس کا تو نے اس جنت عدن میں داخل فرمانے کا وعدہ فرما رکھا ہے) اور جس دن اکٹھا کرے گا انہیں (اس فعل کو نحشرهم اور يحشرهم دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اور جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبودوں کو مثلاً فرشتوں کو، حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام کو، اور جنوں کو) پھر ان معبودوں سے فرمائے گا (اللہ تعالیٰ، ان باطل معبودوں کے پجاریوں پر حجت کو ثابت کرتے ہوئے، اس فعل کو بھی یا اور نون کے یعنی نقول اور یقول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) کیا تم نے (ء انتم دونوں ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے کو الف سے بدلنے ساتھ، اس کی تسہیل کے ساتھ، مُسَهَّلہ اور دوسرے کے درمیان الف داخل کرنے اور نہ کرنے کے ساتھ ہے) گمراہ کر دیے یہ میرے بندے (یعنی کیا تم نے انہیں یہ حکم دے کر گمراہی میں مبتلا کیا ہے کہ وہ صرف تمہاری ہی عبادت کریں) یا یہ خود ہی راہ بھولے (یعنی بذاتِ خود راہِ حق بھولے) وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو (ہر اس شے سے جو تیرے شایانِ شان نہیں) سزاوار نہ تھا (ینبغی یہاں یستقیم کے معنی میں ہے) ہمیں کہ تیرے سوا کسی اور کو بنائیں (دونک بمعنی غیرک ہے) مولیٰ (مِنْ اولیاء مفعول اول ہے اور اس سے پہلے مِنْ جارہ زائدہ ہے جو نفی کی تاکید کے لئے ہے اور اس کا ماقبل یعنی دونک مفعول ثانی ہے، پس ہم کیسے انہیں اپنی عبادت کا حکم دے سکتے ہیں) لیکن تو نے انہیں اور ان کے باپ داداؤں کو برتنے دیا (ان سے قبل ان کی عمروں کو طویل فرما کر اور ان کے رزق میں وسعت عطا فرما کر) یہاں تک کہ وہ تیری یاد بھول گئے (اور انہوں نے وعظ و نصیحت کرنا اور قرآنِ کریم پر ایمان ترک کر دیا) اور یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے (بُورًا بمعنی هلکی ہے، پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا) تو اب انہوں نے (یعنی ان معبودوں نے) تمہاری بات جھٹلا دی (کہ وہ ہی معبود ہیں) تو اب تم طاقت نہیں رکھتے (تقولون تا کے ساتھ ہے لیکن تستطیعون یا اور تا دونوں کے ساتھ ہے یعنی نہ وہ اور نہ ہی تم) پھیرنے کی (یعنی خود سے عذاب دور کرنے کی) نہ اپنی مدد کر سکو (کہ اس عذاب کو خود سے روک لو) اور جو ظالم ہے (یعنی مشرک ہے) تم میں ہم اسے بڑا عذاب چکھائیں گے (آخرت میں) اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے......۲...... (پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کاموں میں انہی کے مثل ہیں اور ان سے بھی ایسا ہی کہا گیا تھا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جا رہا ہے) اور ہم نے تم میں ایک کو دوسرے کی جانچ کیا ہے (یعنی آزمائش، کہ غنی کو فقیر سے، تندرست کو بیمار سے اور شریف کو رذیل سے آزمایا جاتا ہے تو ان میں سے ہر دوسرا کہتا ہے کہ مجھے کیا ہے کہ میں ہر معاملے میں پہلے جیسا نہیں ہوں؟) اور اے لوگو! کیا تم صبر کرو گے (ان باتوں پر جو تم ان افراد سے سنتے ہو جن سے تمہیں آزمایا گیا ہے، اتصبرون میں سوالیہ انداز امر کے

معنیٰ میں ہے یعنی اِصبِروا) اور اے محبوب! تمہارا رب دیکھتا ہے (اسے بھی جو صبر کرتا ہے اور اسے بھی جو جزع فزع کرتا ہے)

﴿ترکیب﴾

﴿تبرک الذی ان شاء جعل لک خیرا من ذلک جنت تجری من تحتھا الانھر ویجعل لک قصورا﴾.

تبرک: فعل، الذی: موصول، ان: شرطیہ، شاء: جملہ فعلیہ شرط، جعل لک: فعل بافاعل وظرف لغو، خیرا من ذلک: شبہ جملہ مبدل منہ، جنت: موصوف، تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یجعل لک: فعل بافاعل وظرف لغو، قصورا: مفعول، ملکر معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل کذبوا بالساعة واعتدنا لمن کذب بالساعة سعیرا﴾.

بل: عاطفہ، کذبوا: فعل بافاعل، بالساعة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اعتدنا: فعل بافاعل، لام: جار، من: موصولہ، کذب بالساعة: فعل بافاعل وظرف لغو سعیرا: مفعول، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذا راتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا﴾.

اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، راتھم: فعل بافاعل ومفعول، من مکان بعید: ظرف لغو، ملکر شرط، سمعوا: فعل بافاعل، لھا: ظرف مستقر حال مقدم، تغیظا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، زفیرا: معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جواب شرط، ملکر ماقبل "سعیرا" کی صفت واقع ہے۔

﴿واذا القوا منھا مکانا ضیقا مقرنین دعوا ھنالک ثبورا﴾.

و: عاطفہ، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، القوا: فعل مجہول وضمیر ذوالحال، مقرنین: حال، ملکر نائب الفاعل، منھا: ظرف مستقر حال مقدم، مکانا ضیقا: مرکب توصیفی ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، دعوا: فعل بافاعل، ھنالک: ظرف، ثبورا: مفعول لہ، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لا تدعوا الیوم ثبورا واحدا وادعوا ثبورا کثیرا﴾.

لا تدعوا: فعل نفی بافاعل، الیوم: ظرف، ثبورا واحدا: مفعول، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ادعوا ثبورا کثیرا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قول محذوف "یقال لھم" کے لیے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل اذلک خیر ام جنة الخلد التی وعد المتقون کانت لھم جزاء ومصیرا O لھم فیھا ما یشاء ون خلدین﴾.

قل: قول، ھمزہ: حرف استفہامیہ، ذلک: معطوف علیہ، ام: عاطفہ، جنة الخلد: موصوف، التی وعد المتقون: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر ذوالحال، کانت: فعل ناقص بااسم، لھم: ظرف مستقر خبر حال مقدم، جزاء: معطوف علیہ، ف: عاطفہ، مصیرا: معطوف، ملکر ذوالحال ملکر خبر، ملکر حال اول، لام: جار، ھم: ضمیر ذوالحال، خلدین: حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، فیھا: ظرف مستقر حال مقدم، ما یشاء ون: موصول صلہ ملکر ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر حال ثانی، ملکر معطوف، ملکر مبتدا، خیر: خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿کان علی ربک وعدا مسئولا﴾.

کان: فعل ناقص بااسم، علی ربک: ظرف مستقر حال مقدم، وعدا مسؤلا: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویوم یحشرھم وما یعبدون من دون اللہ فیقول ء انتم اضللتم عبادی ھؤلاء ام ھم ضلوا السبیل﴾.

و: عاطفہ، یوم: مضاف، یحشر: فعل بافاعل، ھم: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، مایعبدون: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من دون

السلـہ : ظرف مستقر حال،ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، یـقـول: قول، ھـمـزہ: حرف استفہامیہ، انتم: مبتدا، اضـلـلـتـم : فعل بافاعل، عبـادی ھؤلاء :مفعول، ملکر خبر،ملکر معطوف علیہ، ام : عاطفہ، ھم: مبتدا، ضلـوا السبیل: جملہ فعلیہ خبر،ملکر معطوف،ملکر مقولہ،ملکر معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف" اذکر" کے لیے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا سبحنک ما کان ینبغی لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء﴾.

قـالوا: قول، سبـحـنک : فعل محذوف"نسبح" کے لیے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ اول، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص بااسم، ینبغی لنا: فعل وظرف لغو، ان: مصدریہ، نتخذ: فعل بافاعل، من دونک ظرف مستقر ثانی، من :زائدہ، اولیاء : مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل،ملکر خبر،ملکر مقولہ ثانی،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولکن متعتھم و اباء ھم حتی نسوا الذکر وکانوا قوما بورا﴾.

و: عاطفہ لکن: مخففہ مہملہ، متعت : فعل بافاعل، ھم : ضمیر معطوف علیہ و :عاطفہ، اباء ھم: معطوف،ملکر مفعول،حتی: جار، نسـوا الذکر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، قـوما بورا: خبر،ملکر معطوف،ملکر بتقدیر"ان" مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقد کذبوکم بما تقولون فما تستطیعون صرفا ولا نصرا﴾.

ف : فصیحہ، قد: تحقیقیہ ، کذبو کم: فعل بافاعل ومفعول ، بما تقولون:ظرف لغو،ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ،ف :عاطفہ، مـا تستطیعون: فعل نفی بافاعل، صـرفا:معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا :نافیہ، نصرا: معطوف، ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یظلم منکم نذقه عذابا کبیرا﴾.

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یظلم: فعل وضمیر ذوالحال، منکم: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر شرط،نذقه:فعل بافاعل ومفعول، عذابا کبیرا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ۔

﴿وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق ﴾.

و: مستانفہ،ما: نافیہ، ارسلنا: فعل وضمیر ذوالحال، قبلک:ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر فاعل، من: جار، المرسلین : ذوالحال ،الا:اداۃ حصر، انھم: حرف مشبہ واسم، لام :تاکیدیہ، یـا کـلـون الطعام : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یـمـشـون فی الاسواق :جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وجعلنا بعضکم لبعض فتنة اتصبرون وکان ربک بصیرا﴾.

و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل،بعضکم : مفعول اول، لبعض:ظرف مستقر حال مقدم،فتنة: ذوالحال،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ، ھمزہ : حرف استفہامیہ، تبصرون :فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ، و:مستانفہ،کان ربک :فعل ناقص واسم، بصیرا: خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... وجـعـلـنا بعضکم لبعض فتنة...... ☆ شرفا جب اسلام لانے کا قصد کرتے تھے تو غرباء کو دیکھ کر یہ خیال کرتے تھے کہ یہ ہم سے پہلے اسلام لا چکے ہیں، ان کو ہم پر ایک فضیلت رہے گی بایں خیال وہ اسلام سے باز رہتے تھے اور شرفا کے لئے غرباء آزمائش بن جاتے ،ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت ابوجہل ، ولید بن عقبہ اور عاص بن وائل سہمی ،نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی ،ان لوگوں

نے حضرت ابوذر وابن مسعود، عمار بن یاسر، بلال، صہیب اور عامر بن فہیرہ کو دیکھا کہ پہلے اسلام لائے ہیں تو غرور سے کہا کہ ہم بھی اسلام لے آئیں تو انہی جیسے ہو جائیں گے تو ہم میں اور ان میں کیا فرق رہ جائے گا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اعضائے جسم کا کلام کرنا:

ا۔۔۔۔۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے:﴿الیوم نختم علی افواههم وتکلمنا ایدیهم وتشهد ارجلهم بما کانوا یکسبون آج ان کے مونھوں پر مہر کردی جائے گی اوران کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اوران کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے (یٰس : ۶۵)﴾۔سنن الترمذی کی حدیث ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن دوزخ اپنی گردن باہر نکالے گی، اس کی دو آنکھیں ہونگی جس سے دیکھے گی، دو کان ہونگے جس سے سُنے گی، ایک زبان ہوگی جس سے کلام کرے گی، وہ کہے گی میرے سپرد تین قسم کے لوگ کیے گئے ہیں، ہر متکبر معاند، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنے والا، تصویریں بنانے والا''۔

حصول رزق کے لیے اسباب ووسائل اختیار کرنا :

۲۔۔۔۔۔سیدنا داؤد علیہ السلام کا پیشہ قرآن نے بیان کیا،﴿وعلمنه صنعة لبوس لکم لتحصنکم من باسکم یعنی انہیں ہم نے زرہ بنانے کا ہنر سکھا دیا تا کہ وہ زرہ جنگ میں تمہاری مدد کر سکے (الانبیاء: ۸۰)﴾۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور میرا رزق نیزے کے سائے کے نیچے رکھا گیا ہے، اور جس نے میرے حکم کی مخالفت کی اس کے لیے ذلت وحقارت بنادی گئی ہے، اور جس شخص نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی اس کا شمار اسی قوم میں سے ہوگا''۔(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب ماقیل فی الرماح، ص ۴۸۱) اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ہتھیاروں کے ساتھ دشمنان اسلام کے ساتھ جنگ کر کے جو مال غنیمت حاصل ہو جائے وہ بھی بطور رزق، حصول رزق کا ذریعہ ہے جیسا کہ فرمایا﴿فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا پس حلال پاکیزہ مال غنیمت کھاؤ(الانفال: ۶۹)﴾۔

اغراض :ای فی الدنیا: اگر اللہ چاہے تو تیرے لئے دنیا میں تیری تمنا کے مطابق خیر فرمائے اور اللہ کے ارادہ کو فقط دنیا کے ساتھ متعلق نہیں کیا گیا کیونکہ وہ تو فانی ہے اور اللہ نے اپنے بندوں کی جزاء کو فانی کے ساتھ مقید نہیں کردیا اس لئے کہ دنیا تو گزر جانے کی جگہ ہے نہ کہ ٹھہر جانے کی، اس کے حلال کا حساب ہونا ہے اور حرام پر سزا کا استحقاق ہے اور اللہ نے اپنے حبیب کی ذات کو حساب کتاب وعقاب کے وقوع سے پاک کیا ہے۔ربنا وادخلهم : جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان مومنین کے حق میں فرشتوں کی جانب سے دعائیں ہونے کے بارے میں ہے۔فکیف نامر بعبادتنا: یعنی خاص ہماری (بتوں کی) بندگی کرنا، پس ہم نے انہیں نہیں گمراہ کیا۔

او سماع التغیظ رویته وعمله :اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں سماع حقیقی مراد نہیں ہے، بلکہ یہاں علم ورویت مراد ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا یہ جواب دوں گا کہ سماع سے مراد وہ ہے جسے سماع کہا جا سکے یعنی غلیان (جوش مارنے کا انداز) اوراس کا فائدہ اول کلام سے حاصل ہو چکا لہٰذا دوبارہ جواب دینا تحصیل حاصل کے زمرے میں ہے۔بان یضیق علیهم: یعنی جس طرح نئی دیوار میں ابتدائی طور پر کھونٹی ڈالنے کی مشقت ہوتی ہے اسی طرح جہنمیوں کا حال ہوگا کہ ان پر تنگی مسلط کردی جائے گی۔

اثباتا للحجة علی العابدین :اورزجر کرنے کے لیے یہ جملے ارشاد فرمائے گا، کیونکہ جو کچھ ذکر ہو چکا اللہ اسے جانتا ہے لہٰذا اس سوال کا فائدہ نہ ہوگا۔

(الصاوی، ج۴، ص ۲۰۴ وغیرہ)

کتب تفسیر:

(۱) الخازن (علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۲) المظہری (قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۳) ابن کثیر (عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر) متوفی ۷۷۴ھ، مطبوعہ: دار الحدیث القاہرہ۔
(۴) الدر المنثور (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۵) جلالین کلاں (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی، امام جلال الدین محلی)، متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ
(۶) المدارک (علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۱۰ھ، دار ابن دمشق۔
(۷) روح المعانی (علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔
(۸) البیضاوی (قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر محمد الشیرازی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۹۱ھ، مطبوعہ: دار الرشید دمشق بیروت۔
(۹) البیضاوی حاشیہ شیخ زادہ (قاضی ناصر الدین......) ایضاً مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔
(۱۰) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، متوفی ۶۸ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۱) حاشیہ الجمل علی الجلالین (علامہ شیخ سلیمان الجمل علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۰۴ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۲) الصاوی علی الجلالین (علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۲۳ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی
(۱۳) الرازی (امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین الرازی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۰۶ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت
(۱۴) خزائن العرفان (سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۳۶۷ھ، پاک کمپنی۔
(۱۵) کنز الایمان (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ، پاک کمپنی۔
(۱۶) تبیان القرآن (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) مطبوعہ: فرید بک اسٹال۔
(۱۷) ضیاء القرآن (پیر کرم شاہ صاحب الاظہری)، مکتبہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔
(۱۸) اعراب القرآن و بیانہ (محی الدین الدرویش) متوفی ۱۹۸۲ء، مطبوعہ: کمال الملک
(۱۹) جامع البیان (امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری) متوفی ۳۱۱ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی
(۲۰) الجامع الاحکام القرآن معروف تفسیر قرطبی (ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی) متوفی ۶۷۱ھ، دار الکتب العربی۔
(۲۱) روح البیان (امام اسماعیل حقی بروسوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱۳۷ھ، دار احیاء التراث العربی۔
(۲۲) تفسیر نعیمی (مفتی احمد یار خان نعیمی)، متوفی ۱۳۹۱ھ، مکتبہ اسلامیہ لاہور۔
(۲۳) تفسیر ابی بن حاتم () مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ۔

(۲۴) زاد المسیر (علامہ ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد جوزی، ۵۹۷ھ) مکتب اسلامی بیروت۔
(۲۵) تفہیم القرآن (ابو الاعلیٰ مودودی) مطبوعہ لاہور۔
(۲۶) معارف القرآن، (مفتی محمد شفیع دیوبندی)، متوفی ۱۳۹۶ھ، ادارہ معارف القرآن۔

کتب حدیث و شروح :

(۱) صحیح البخاری (امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵۶ھ، دار السلام للنشر والتوزیع ریاض۔
(۲) الادب المفرد (امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری) مطبوعہ: دار ابن کثیر دمشق بیروت، دار المعرفۃ بیروت۔
(۳) صحیح مسلم (امام حافظ ابو الحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۶۱ھ، دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۴) سنن ابی داؤد (حافظ ابو داؤد سلیمان بن الشعث السجستانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۵) سنن نسائی (امام ابو عبد اللہ احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ) متوفی ۳۰۳ھ، دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۶) سنن ابن ماجہ (ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۳ھ، مطبوعہ: معرف للنشر والتوزیع ریاض۔
(۷) جامع الترمذی (ابو عیسی محمد بن عیسی سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی ترمذی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۹ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباعۃ
(۸) مسند امام احمد بن حنبل (امام احمد ابو عبد اللہ شیبانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۴۱ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔
(۹) مشکوۃ المصابیح (امام محی السنہ علیہ الرحمۃ) متوفی ۵۱۶ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔
(۱۰) مستدرک للحاکم (امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حکم علیہ الرحمۃ)، متوفی ۴۰۵ھ مطبوعہ: دار الباز مکہ مکرمہ، دار المعرفۃ بیروت۔
(۱۱) شعب الایمان (امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ
(۱۲) الترغیب والترہیب (امام عبد العظیم بن عبد القوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۵۶ھ، مطبوعہ: دار ابن کثیر بیروت، دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۳) فتح الباری (امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۲ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۴) عمدۃ القاری (علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت
(۱۵) شرح صحیح مسلم (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) فرید بک اسٹال۔
(۱۶) ریاض الصالحین (ابی زکریا یحیی بن شرف نووی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۷۶ھ، مطبوعہ: دار الارقم۔
(۱۷) الموطا امام مالک (امام مالک بن انس علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۷۹ھ، مطبوعہ: دار الفجر للتراث۔
(۱۸) المعجم الاوسط (امام سلیمان بن احمد طبرانی)، متوفی ۳۶۰ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۹) فیض القدیر (عبد الرؤف المناوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۲۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۰) کنز العمال (علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری)، متوفی ۹۷۵ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۱) المسند الفردوس (امام ابو شجاع شیرویہ بن شہردار دیلمی)، متوفی ۵۰۹ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۲) المجمع الزوائد (حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی)، متوفی ۸۰۷ھ، دار الکتب العلمیہ۔
(۲۳) تحفۃ الطالب بہ معرفۃ احادیث مختصر ابن الحاطب، دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۶ھ۔
(۲۴) البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ (امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۱۱ھ، دار الکتب العلمیہ۔
(۲۵) نووی علی مسلم (علامہ یحیی بن شرف نووی)، متوفی ۶۷۶ھ، بیت الافکار الدولیہ۔
(۲۶) المصنف عبدالرزاق (الامام الحافظ ابو عبد الرزاق بن ھمام بن نافع الصنعانی)، مکتبہ عباس احمد الباز۔
(۲۷) مصنف ابن ابی شیبہ (امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ)، متوفی ۲۳۵ھ، دار الفکر بیروت، ادارۃ القرآن۔

کتب لغت:

(۱) المفردات (علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۲ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔
(۲) التعریفات (علامہ علی بن محمد بن علی جرجانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۱۶ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ۔
(۳) تاج العروس (علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی)، متوفی ۱۲۰۵ھ، مکتبہ مصر، دار الفکر بیروت، دار احیاء التراث العربی۔

کتب فقہ واصول فقہ وفتاواجات:

(۱) الھدایہ مع بدایۃ المبتدی (امام برھان الدین ابوالحسن ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۹۳ھ، مکتبۃ البشری۔
(۲) قدوری مع توضیح الضروری (ابوالحسن احمد بن جعفر بن حمدان البغدادی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵ رجب المرجب ۴۲۸ھ، میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔
(۳) نور الایضاح مع بذریعۃ النجاح (حسن بن عمار بن علی بن یوسف علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱ رمضان ۱۰۲۹ھ، مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی۔
(۴) کنز الدقائق مع کشاف الحقائق (ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۱۰ھ، مطبوعہ: مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی
(۵) فتح القدیر شرح ھدایہ مع کفایہ (شیخ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۸۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ۔
(۶) نور الانوار مع قمر الاقمار (حافظ شیخ احمد بن ابوسعید المعروف بہ ملاجیون علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱۳۰ھ، مکتبۃ الصمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ۔
(۷) الفتاوی الرضویہ (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۴۰ھ، رضا فاؤنڈیشن لاھور۔
(۸) الھندیہ (ملا نظام الدین علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۱۶۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔
(۹) رد المحتار علی در مختار (علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۲۵۲ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔
(۱۰) السراجیہ (شیخ سراج الدین محمد بن عبدالرشید السجاوندی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۰۰ھ، ضیاء القرآن
(۱۱) الجوھرۃ النیرۃ (علامہ ابوبکر علی بن حداد علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۰۰ھ، مکتبہ حقانیہ ملتان۔
(۱۲) البدائع الصنائع (ابوبکر بن مسعود کاسانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۸۷ھ مرکز اھل سنت برکات رضا۔
(۱۳) بحر الرائق شرح کنز الدقائق (علامہ ابن نجیم علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۷۰ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔

(۱۴) غنیۃ المستملی (علامہ ابراہیم بن محمد حلبی)، متوفی ۹۵۶ھ، سہیل اکیڈمی لاہور۔
(۱۵) المنار (علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی)، متوفی ۷۱۰ھ، دارالمعرفۃ بیروت۔
(۱۶) فتاوی افریقیہ (امام احمد رضا قادری)، متوفی ۱۳۴۰ھ، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی۔
(۱۷) مجموعۃ الفتاوی (تقی الدین بن تیمیہ)، متوفی ۷۲۸ھ دارالجلیل بیروت۔

کتب متفرقہ:

(۱) احیاء علوم الدین و کیمیائے سعادت (ابو حامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔
(۲) شرح العقائد مع میزان العقائد (علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۹۱ھ، قدیمی کتب خانہ
(۳) الاصابۃ فی تمییز الصحابہ (الامام الحافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی)، متوفی ۸۵۲ھ، دارالکتب العلمیۃ
(۴) سبل الھدی والرشاد (الامام محمد بن یوسف الصالحی الشامی)، متوفی ۹۴۲ھ، دارالکتب العلمیۃ۔
(۵) تاریخ الخلفاء مترجم (علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۶) حجۃ اللہ البالغۃ (شاہ ولی اللہ محدث دھلوی)، قدیمی کتب خانہ۔
(۷) فضیلۃ الشکر (ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد خرائطی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۳۲۷ھ، دارالفکر دمشق
(۸) تاریخ دمشق لابن عساکر (امام ابن عساکر علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۷۱ھ، دارالفکر بیروت۔
(۹) حیات اعلیٰ حضرت (مولانا ظفر الدین قادری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۸۲ھ، مکتبہ رضویہ کراچی۔
(۱۰) منہاج العابدین (امام محمد بن احمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ھ، دارالکتب العلمیۃ۔
(۱۱) کتاب الاسماء والصفات (امام ابوحسن محمد بن احمد بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، داراحیاء التراث العربی۔
(۱۲) کتاب العظمۃ (امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف ابی الشیخ)، متوفی ۳۹۶ھ، دارالکتب العلمیۃ۔
(۱۳) الیواقیت الجواہر (علامہ عبدالوھاب شعرانی)، متوفی ۹۷۳ھ، داراحیاء التراث العربی۔
(۱۴) ذم الھوی (امام ابوالفرج عبدالرحمن بن الجوزی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۹۷ھ، دارالکتب العلمیۃ۔
(۱۵) العقد الفرید (ابوعمر احمد بن محمد بن عبدربہ الاندلیسی)، متوفی ۳۲۷ھ، داراحیاء التراث العربی۔
(۱۶) البحر المحیط () متوفی، دارالفکر بیروت۔
(۱۷) روض الریاحین (علامہ عبداللہ بن اسد یافعی)، متوفی ۷۶۸ھ، دارالکتب العلمیۃ۔
(۱۸) الکبائر (الشیخ محمد بن صالح العثیمین علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۴۸ھ، دارالکتب العلمیۃ۔
(۱۹) البدایۃ والنھایۃ (حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۷۴ھ، دارالمعرفۃ بیروت۔ (۲۰) قصص الانبیاء، ایضا، دارالکتب العلمیۃ۔

(۲۱) شرح فتوح الغیب (العارف الربانی شیخ عبدالقادر جیلانی، تقی الدین احمد بن تیمیہ) موسسۃ الاشرف لاھور۔

(۲۲) تنبیہ الغافلین (الامام الشیخ نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی) متوفی ۳۷۳ھ، مرکز اھل سنت برکات رضا۔

(۲۳) الرسالۃ القشیریۃ (الامام ابی القاسم عبدالکریم ھوازن القشیری النیسابوری)، متوفی ۴۶۵ھ، المکتبۃ التوفیقۃ۔

(۲۴) الفقہ الاکبر (امام ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۵۰ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۵) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ (عز الدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۳۰ھ، دار الفکر بیروت۔

(۲۶) نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض (شھاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۶۹ھ دار الفکر بیروت۔

(۲۷) الخیالی علی شرح العقائد النسفیۃ (علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ خیالی)، متوفی ۸۷۰ھ، مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ۔

(۲۸) المعتقد والمنتقد (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی)، متوفی ۱۳۴۰ھ،

(۲۹) تھذیب التھذیب (ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۵۲ھ، دار الفکر بیروت

(۳۰) مقالات کاظمی (علامہ سعید احمد کاظمی علیہ الرحمۃ)، برکاتی پبلی کیشنز۔

(۳۱) سیرت رسول عربی (نور محمد توکلی علیہ الرحمۃ) فرید بک اسٹال۔

(۳۲) حفظ الایمان (مولانا اشرفعلی تھانوی)، مکتبہ تھانوی دفتر البقاء، مسافر خانہ بندر روڈ۔

(۳۳) تقویۃ الایمان (شاہ اسماعیل دھلوی) مطبوعہ دار السلام۔

(۳۴) جاء الحق (مفتی احمد یار خان نعیمی) متوفی ۱۳۹۱ھ، ضیاء القرآن لاھور۔

(۳۵) اخبار الاخیار (شیخ عبدالحق محدث دھلوی)، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

(۳۶) موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا (حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد ابن ابی الدنیا)، متوفی ۲۸۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۳۷) اردو لغت، مطبوعہ محیط اردو پریس کراچی ۱۹۹۱ء۔

(۳۸) الاستیعاب (حافظ ابوعمر و یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر)، متوفی ۴۶۳ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۳۹) الصمام، () بزم عاشقان مصطفیٰ لاھور۔

(۴۰) شمائم امدادیہ، (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ) کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ۔

(۴۱) تحذیر الناس (مولانا محمد قاسم، بانی دار العلوم دیوبند)، متوفی، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارنپور۔

(۴۲) تھانوی کے پسندیدہ واقعات (مولانا اشرفعلی تھانوی) متوفی، دار الاشاعت۔

(۴۳) حیات الحیوان الکبریٰ (علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری)، دار الکتب العلمیۃ۔

(۴۴) تنبیہ المغترین (علامہ عبدالوھاب بن احمد شعرانی)، متوفی ۹۷۳ھ، المطبوعہ میمنیہ مصر۔

(۴۵) سبع سنابل () مکتبہ قادریہ لاھور۔

(۴۶) المغنی، دار الفکر بیروت۔ (۴۷) تعلیم المتعلم (امام برھان الدین الاسلام زرنوجی)، باب المدینہ کراچی۔

(۴۸) نصب الرایہ (حافظ جمال الدین عبداللہ بن یوسف زیلعی)، متوفی ۷۶۲ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

عطائین

اردو شرح

تفسیر جلالین

جلد چہارم

تشریح بخدمتہ

حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری

ناشر

ادارہ فیضانِ رضا (رجسٹرڈ)

۱/۳۲ اے، نیو دھوراجی کالونی، بلاک نمبر ۳ گلشن اقبال، کراچی

نام کتاب : عطائین اردو شرح تفسیر جلالین

جلد : چہارم

مرتب : حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری

طبع اول : ۱ دسمبر ۲۰۱۳ء بمطابق ۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

تعداد : ۱۰۰۰

باہتمام : ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ) ۴۲/۱ے، نیو دھوراجی کالونی گلشن اقبال بلاک ۴ کراچی۔ ۰۳۲۱-۲۲۲۱۰۵۱

درج ذیل مقامات سے حاصل کیجئے

﴿کراچی﴾

(۱) مکتبہ برکات مدینہ، بہار شریعت مسجد ۰۳۲۱-۳۵۳۱۹۲۲

(۲) فیضان مدینہ باب المدینہ

(۳) مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی

(۴) جیلانی پبلی کیشنز اردو بازار

﴿لاہور﴾

(۱) نعیمی کتب خانہ اردو بازار لاہور ۹۲-۴۲-۷۲۴۸۹۲۷

(۲) مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ

(۳) کرماوالا بک شاپ، دربار مارکیٹ

(۴) مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ

(۵) مکتبہ اعلیٰ حضرت نزد دربار مارکیٹ

(۶) نظامیہ کتاب گھر اردو بازار

(۷) مکتبہ اسلامیہ اردو بازار ۰۳۲۱-۸۶۶۱۷۶۳

(۸) پروگریسو بکس اردو بازار

﴿راولپنڈی﴾

(۱) احمد بک شاپ

(۲) اسلامک بک شاپ

(۳) مکتبہ قادریہ عطاریہ

﴿فیصل آباد﴾

(۱) مکتبہ اہل سنت، فیضان مدینہ چوک، سوساں روڈ مدینہ ٹاؤن ۰۳۲۱-۶۶۱۳۷۲۶

(۲) مکتبہ اسلامیہ

﴿ملتان﴾

(۱) مکتبہ فیضان سنت، پیپلز مسجد اندرون بوہر گیٹ

(۲) مکتبہ کریمیہ

(۳) ادارہ ضیاء السنۃ

(۴) مکتبہ حاجی مشتاق

﴿حیدر آباد﴾

(۱) مکتبہ سخی سلطان۔

الاهداء

میرے تو سب کچھ آپ ہی ہیں اے رحمت عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے

ساری تعریفیں اس خالق کائنات ﷻ کے لئے جس نے اس عالم رنگ و بو کو طرح طرح سے مزین کیا اور کروڑہا کروڑ درود ہوں اس رحمت والے آقا ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات پر جو ہم بے کسوں، غم کے ماروں، دکھ یاروں کا واحد سہارا ہیں۔ اللہ ﷻ کی دی ہوئی توفیق اور فخر کائنات، شاہِ موجودات ﷺ کی نظر کرم کا صدقہ ہے کہ **ادارہ فیضان رضا** نے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ ہم اللہ رب العزت ﷻ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دعا گو ہیں کہ اللہ ﷻ اس خدمت کو اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرما کر اس پر اجر عظیم سے مالا مال فرمائے۔ ہم اس پر مرتب ہونیوالے اجر وثواب کو مکی مدنی آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے وسیلے سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام، صحابۂ کرام ﷺ، تابعین، تبع تابعین، جمیع بزرگان دین، تمام سلاسل کے صوفیاء و اولیاء، بالخصوص شہنشاہ بغداد سیدنا **حضور غوث پاک** قدس سرہ العزیز کی بارگاہ مقدسہ، **اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی** علیہ الرحمۃ، اور دورِ حاضر کے عظیم دینی رہنما، شیخ طریقت امیر اہلسنت **مولانا محمد الیاس قادری** صاحب مدظلہ العالی اور ان تمام مومنین و مومنات جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک اور تا قیام قیامت تک پیدا ہونگے سب کو اس اجر وثواب سے مالا مال کردے، بالخصوص اس ادارے سے وابسطہ جملہ احباب جو اس خدمت کو قارئین تک پہنچانے میں ادارے کے معاون و مددگار رہے، اللہ ﷻ سب کے نامۂ اعمال میں ہدیۂ ثواب پہنچائے، اور مزید اخلاص کی دولت سے مالا مال کرتے ہوئے باقی دو مجلدات پر جلد از جلد کام مکمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور قابل صلاحیت افرادی قوت سے ادارے کو مالا مال فرمائے۔ اللہ ﷻ اہلسنت کی تمام چھوٹی بڑی دینی درس گاہوں اور اداروں کی حفاظت فرمائے۔

ادارہ فیضان رضا

نیا ایڈریس: ۲۳۲/بی گلشن اقبال بلاک ٦

توجہ کیجئے !

رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے، دین کی سر بلندی اور علمائے اہل حق تک قیمتی مواد در باب **عطائین اردو شرح تفسیر جلالین جلد ٤** کو پہنچانے کے لیے نہایت توجہ کے ساتھ شرح لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ ﷻ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قارئین کے لیے نفع بخش بنائے۔ ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود ہمیں دعوی کمال نہیں، لہذا جو خوبی نظر آئے وہ

ہمارے بزرگوں کا فیضان سمجھ کر قبول فرمائیں اور اس میں جو خامی ہو وہاں ہماری غیر ارادی کوتاہی کو دخل ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اہل علم اسے پڑھ کر تحریری طور پر اپنی رائے ضرور دیں اور اس شرح میں موجود کسی کمی، کوتاہی یا اضافہ کی جانب توجہ دلانا چاہیں تو ہمارے درج پتہ پر بذریعہ خط روانہ فرمادیں تاکہ ہم اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوں اور اس نشاندہی پر آپ کے لیے دعائے خیر کریں۔ رب کریم سب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔

پتہ: ادارہ فیضان رضا، ۲۳۲/بی، گلشن اقبال بلاک ٦۔

تاثرات برائے علمائے کرام علیہم الرضوان

(۱)...... **استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر رضوان نقشبندی صاحب زید مجدہ**

دینی اخلاقی اور معاشرتی لحاظ سے شرعی علوم کی اہمیت ہر حال میں قائم رہنا ضروری ہے کیونکہ شرعی علوم کے بغیر دنیا کا کوئی نظام ٹھیک طور پر نہیں چل سکتا لہذا یہ ہماری دینوی ضرورت بھی ہے اور اخروی ضرورت بھی ان علوم کی حفاظت دینی مدارس اور انکے مخصوص نصاب تعلیم کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ مدارس دینیہ کی سب سے بڑی اور بنیادی ذمہ داری یہی ہے کہ ان میں دینی علوم کی تدریس کا باقاعدہ اہتمام ہوتا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں ایک زمانے سے علوم شرعیہ کا جو نصاب مدارس عربیہ میں رائج چلا آرہا ہے اسے عام طور پر درس نظامی کا نام دیا جاتا ہے یہ نام حضرت ملا نظام الدین سہالوی کی نسبت سے مشہور ہے۔ اس نصاب کی اصلا بنیاد رکھنے والے تو علامہ سعد الدین تفتازانی ہیں کیونکہ کئی کتابیں جو اس نصاب میں شامل ہیں وہ انہی کی تصنیف ہیں۔ مگر بعد ازاں چونکہ ملا نظام الدین نامی ایک جید مدرس و عالم دین اور نہایت باعمل بزرگ شخصیت نے اس کی از سر نو ترتیب اور تشکیل فرمائی اور اسے برصغیر کے لوگوں کے استعداد اور ضرورت سے ہم آہنگ کر دیا اس لئے یہ نصاب ان کے نام سے منسوب ہو گیا تاہم آج کی ضرورت کے تحت اس میں مزید اختصار کیا گیا ہے یعنی بیس سال سے بارہ سال اور پھر آٹھ سال تک محدود کر دیا گیا اور اسی طرح "ایچ ایس سی" کے مطالبے کے تحت اب مڈل پاس کر کے کوئی شخص آٹھ سال درس نظامی کا کورس مکمل کر لے تو اسے "ایم اے" کی ڈگری کے مساوی قرار دیا جاتا ہے اسی ضرورت کے تحت اب جدید مضامین مثلاً انگریزی و حساب وغیرہ کو بھی نصاب میں شامل کر لیا گیا ہے۔

درس نظامی کی بنیادی کتابوں میں قرآن کریم کی تفسیر "جلالین" بھی داخل ہے۔ اہل علم حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ کتاب جلال الدین نامی دو مصری بزرگوں کی نسبت سے "جلالین" کہلاتی ہے جس میں قرآنی الفاظ کے لغوی معنی، شان نزول، ناسخ و منسوخ کا بیان، تراکیب نحوی نیز پیچیدہ اور مشکل مقامات کی وضاحت کو نہایت جامع اور مختصر اس انداز میں پیش کیا گیا ہے لیکن اس کی اہمیت اور افادیت کا کما حقہ ادراک صرف وہی حضرات کر سکتے ہیں جو باقاعدہ اساتذہ کے روبرو بیٹھ کر اس کو سبقا سبقا پڑھتے ہیں۔ امام عبد الوہاب شعرانی کے حالات میں ہے درج ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو اپنی زندگی میں تیس مرتبہ مکمل پڑھا ہے مگر آج باوجود اس اہمیت کے شاذ و نادر ہی کہیں اس کتاب کو مکمل پڑھایا جاتا ہے۔ ایک طرف تو وقت کی بے برکتی اور دوسری طرف آج کے طلباء کی سستی اور کاہلی نے علم کے میدان میں ہمیں بہت پیچھے کر دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج سے قبل معیار یہ تھا کہ طلباء متون و شروح دونوں کا عربی میں مطالعہ کیا کرتے تھے مگر اب صرف متون عربی میں رہ گیا ہے اور شروحات عام طور پر اردو مطالعہ کی جارہی ہیں اور آنے والے زمانے کو

اسی پر قیاس کرلیا جائے۔

قیاس کن زگلستان من بہار ما

بہر حال اہل درد ہمیشہ اس بات کی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ طلباء کے ہاتھوں سے علم کہیں بالکل ہی نہ نکل جائے بلکہ کسی نہ کسی طور پر لس و مس باقی رہے اور استفادہ ہوتا رہے اسی جذبہ کے تحت بڑی کتابوں کو مقامی زبانوں میں ترجمہ کیا جارہا ہے۔
فاضل نوجوان مولانا محمد امتیاز قادری زید مجدہم نے بھی اس اہم کام کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ جلالین جیسی عظیم کتاب کا ترجمہ اور تشریح کر کے ایک طرف تو انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ انہوں نے حصول علم کے سلسلے میں محنت شاقہ اور جانفشانی سے کام لیا ہے اور عربی کتب کو سمجھنے کی بھر پور استعداد حاصل کی ہے اور دوسری طرف پیچھے رہ جانے والے طلباء کے لئے نہایت سلیس اور آسان انداز میں ترجمہ وشرح کر کے ان کے لئے کافی آسانی پیدا کر دی ہے میرے خیال میں "علامہ موصوف" نے "عطائین" کا نام صرف وزن کے طور پر نہیں رکھا بلکہ یہ بامعنی بھی ہے یعنی دو عطائیں ایک عطا ترجمہ وترکیب عبارت کی صورت میں ہے اور دوسری عطا شرح کی صورت میں ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ ﷻ مصنف کی اس کاوش کو زیادہ سے زیادہ مفید عام بنائے اور اہل علم کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

از قلم: حضرت علامہ ڈاکٹر محمد رضوان احمد خان نقشبندی عفی اللہ عنہ
مہتمم: جامعہ انوار القرآن
گلشن اقبال بلاک ۵، کراچی
۲۵ ستمبر ۲۰۱۳ء، بمطابق ۱۸ ذی القعدۃ ۱۴۳۴ھ

(۲)...... مفتی آصف عبداللہ قادری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین اما بعد
الحمد للہ! ادارہ فیضان رضا کے زیر اہتمام درسی کتب پر تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے۔ حضرت علامہ مولانا محمد امتیاز قادری صاحب دن رات اس کاوش میں مصروف ہیں کہ درسی کتب پر اعلی معیار کا کام ہو جائے۔ ابھی کام کی ابتداء ہے۔ دعا ہے کہ اللہ ﷻ اس ادارہ کو ترقی وبرکت عطا فرمائے اور نظر بد سے محفوظ فرمائے۔ جلالین شریف کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں چوتھی جلد منظر عام پر آنے والی ہے ،اللہ ﷻ اسے مقبول عام فرمائے۔

از قلم: مفتی محمد آصف عبداللہ قادری
۲۴ ستمبر ۲۰۱۳ء، بمطابق ۱۷ ذی القعدۃ ۱۴۳۴ھ، بروز منگل

عطائین ،جلد :٤

نمبر شار	پارہ نمبر١٩	صفحہ نمبر	نمبر شار	پارہ نمبر١٩	صفحہ نمبر
١	نزول ملائکہ کے وقت رکاوٹ کا معنی	٦	٢٦	فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو احسان گنوانا	٥١
٢	شریعت کی رو سے دوستی کس کی اچھی	٦	٢٧	وانا من الضالین	٥١
٣	یک بارگی نزول قرآن نہ کرنے کی حکمتیں	٧	٢٨	کیا حکم اور نبوت سے مراد الگ الگ باتیں ہیں	٥٢
٤	اصحاب الرس کے بارے میں اقوال	١٣	٢٩	رسول کی جانب جنون کی نسبت کرنا	٥٢
٥	مثالیں ہدایت کا ذریعہ بنتی ہیں	١٣	٣٠	معجزات موسیٰ علیہ السلام کا بیان	٥٢
٦	کافروں نے سید عالم ﷺ کی تبلیغ سے اعراض کیوں کیا؟	١٥	٣١	سحر کی تعریف	٥٨
٧	کافروں کو چوپایوں سے زیادہ گمراہ کیوں کہا گیا؟	١٥	٣٢	باادب بانصیب	٥٩
٨	ظل کے معنی کے بارے میں اہل لغت کے اقوال	٢١	٣٣	اظہار ایمان سے قبل سجدہ کرنا	٦٠
٩	ماء طھور کے بارے میں تحقیق انیق	٢١	٣٤	حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ھارون علیہ السلام کی مختصر سوانح	٦٠
١٠	بارش سے نظام زندگی کا انحصار وفوائد	٢٢	٣٥	وقت مصیبت دعا کرنا	٦١
١١	میٹھے ونمکین پانی کے درمیان قدرتی آڑ	٢٢	٣٦	شرذمۃ کی تحقیق	٦٥
١٢	نسب وصھر کا بیان	٢٣	٣٧	حٰذرون کے معنی	٦٥
١٣	استوائے باری تعالیٰ	٢٤	٣٨	فرعون کے محلات وباغات وجاہ وحشمت	٦٥
١٤	آیات سجدہ کی نشاندہی اور سجدۂ تلاوت کے مسائل	٢٧	٣٩	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سمندر پر اپنا عصا مارنا	٦٦
١٥	برج کی تحقیق	٣٥	٤٠	فرعون رہتی دنیا تک کے لئے عبرت کا نشان	٦٦
١٦	نیکوں کی خصوصیات	٣٦	٤١	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سوانح	٧٢
١٧	اسلام میں میانہ روی کی اہمیت	٣٨	٤٢	متذکرہ آیت میں اَب کا اطلاق کس پر ہوا ہے	٧٣
١٨	اللہ کا گناہوں کے بدلہ میں نیکیاں عطا فرمانا	٣٨	٤٣	صنم کو دشمن رکھنے کی وجوہات	٧٣
١٩	جھوٹی گواہی کی مذمت	٣٩	٤٤	عوارض بشری نبوت کے منافی نہیں	٧٤
٢٠	**تعارف سورۃ الشعراء**	٤١	٤٥	حضرت ابراہیم کا اپنی جانب گناہ کی نسبت کرنا	٧٥
٢١	طسم کے محامل واسرار ورموز کا بیان	٤٣	٤٦	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مبارک دعائیں	٧٥
٢٢	کیا جبری ایمان مسلط کرنا جائز ہے؟	٤٣	٤٧	ابلیس کا گروہ کون ہے؟	٧٥
٢٣	قرآن کو ہنسی مذاق بنالینا جرم ہے	٤٤	٤٨	دوزخیوں کی حسرت بالائے حسرت	٧٦
٢٤	حکم تبلیغ کے مدمقابل استدعاء کرنا	٥٠	٤٩	حضرت نوح علیہ السلام کا نسب	٨٠
٢٥	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی جانب گناہ کی نسبت کرنا	٥١	٥٠	حضرت نوح علیہ السلام کو بھائی کہنے کی توجیح	٨١

عطائین ،جلد:٤

نمبر شمار	پارہ نمبر۱۹	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر۱۹	صفحہ نمبر
۵۱	تبلیغ پر اجرت لینے کا جواز	۸۲	۷۶	کیا جرم کے بغیر عذاب دینا ظلم ہے؟	۱۱۵
۵۲	غرباء و پس ماندہ لوگ قابل نفرت نہیں ہوتے	۸۶	۷۷	قریبی رشتہ دار اور مومنین پر خاص رحمت کا برتاؤ	۱۱۶
۵۳	حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اور نجات کا بیان	۸۷	۷۸	خیر و شر کا اختیار دینا	۱۱۷
۵۴	قوم عاد کا مختصر جائزہ	۹۰	۷۹	کیا ترک اسباب ہی توکل ہے؟	۱۱۷
۵۵	حضرت ھود علیہ السلام کا نسب	۹۰	۸۰	شعر گوئی کی شرعی حیثیت	۱۱۸
۵۶	بلند عمارت بنانے کا شرعی حکم	۹۱	۸۱	**تعارف سورۃ النمل**	۱۲۱
۵۷	غیر شرعی طریقوں سے سزا دینے کی ممانعت	۹۲	۸۲	انعامات جنت کا بیان	۱۲۶
۵۸	قوم ھود کی ہلاکت	۹۳	۸۳	فرضیت نماز و زکوۃ، اہل سے مراد کون ہیں؟	۱۲۹
۵۹	حضرت صالح علیہ السلام کا نسب	۹۶	۸۴	درخت میں آگ در حقیقت کیا تھی؟	۱۳۰
۶۰	قوم کا نشانی طلب کرنا	۹۶	۸۵	ازدھے کا بیان	۱۳۰
۶۱	حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ	۹۷	۸۶	حضرت موسیٰ کا اپنی جانب گناہ کی نسبت کرنا	۱۳۰
۶۲	قوم کی ہلاکت کا بیان	۹۷	۸۷	عوام و خواص کی معصیت میں فرق	۱۳۱
۶۳	حضرت لوط علیہ السلام کا نسب	۱۰۰	۸۸	حضرت داؤد علیہ السلام کا نسب	۱۴۰
۶۴	شرم کی باتیں نشر کرنا	۱۰۰	۸۹	مجتہد دوسرے مجتہد سے کب اختلاف کر سکتا ہے	۱۴۱
۶۵	قوم لوط کے عمل بد کی شرعی حیثیت	۱۰۱	۹۰	حضرت سلیمان علیہ السلام پر انعام و اکرام	۱۴۱
۶۶	قوم لوط پر عذاب کی کیفیت	۱۰۱	۹۱	وادی نمل کا بیان	۱۴۲
۶۷	حد نافذ کرنے میں رحمت ہونا	۱۰۱	۹۲	دور سے چیونٹی کا کلام سننا	۱۴۳
۶۸	اصحاب ایکۃ کون تھے	۱۰۵	۹۳	حضرات انبیائے کرام کا تبسم فرمانا	۱۴۳
۶۹	قسطاس بمعنی عدل و انصاف	۱۰۵	۹۴	سلیمان علیہ السلام کا ھدھد کے متعلق سوال کرنا	۱۴۳
۷۰	جبلت کسے کہتے ہیں	۱۰۶	۹۵	ملکہ سبا کی حکمرانی اور ان کی والدہ کا جن سے ہونا	۱۴۴
۷۱	قوم شعیب پر عذاب کی کیفیت	۱۰۶	۹۶	ملکہ سبا کا عظیم تخت اور اس کی کیفیت	۱۴۵
۷۲	روح الامین کا بیان	۱۱۲	۹۷	حضرت سلیمان علیہ السلام کا مکتوب میں بسم اللہ لکھنا	۱۴۶
۷۳	کیا قرآن کے علاوہ دیگر احکام کی بھی وحی ہوئی؟	۱۱۳	۹۸	مشورہ طلب کرنا	۱۵۴
۷۴	عربی زبان کے علاوہ قرآن کو پڑھنا	۱۱۴	۹۹	ھدیہ دینے کے جواز کا بیان	۱۵۴
۷۵	عذاب الٰہی جلد طلب کرنا	۱۱۵	۱۰۰	حضرت سلیمان علیہ السلام مال کے محتاج نہ تھے	۱۵۵

عطائین، جلد: ۴

شمار نمبر	پارہ نمبر۱۹	صفحہ نمبر	شمار نمبر	پارہ نمبر۲۰	صفحہ نمبر
۱۰۱	ملک سبا کے تخت منگوانے کی وجوہات	۱۵۵	۱۲۶	صور کے اثر سے مستثنیٰ افراد کا بیان	۱۸۹
۱۰۲	تخت لانے والے طاقتور جن کا بیان	۱۵۶	۱۲۷	پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا	۱۹۰
۱۰۳	اہل علم کے مصادیق کون ہیں؟	۱۵۷	۱۲۸	نیکی بمعنی کلمہ توحید	۱۹۰
۱۰۴	ملکہ بلقیس کی سوانح و نکاح کا بیان	۱۵۷	۱۲۹	مومنین کا بروز قیامت بے خوف ہونا جبکہ۔۔۔	۱۹۰
۱۰۵	نحوست و بدشگونی کی تحقیق	۱۶۳	۱۳۰	حرمت حرم کا بیان	۱۹۱
۱۰۶	اونٹنی کو قتل کرنے والے نو افراد کے نام	۱۶۳	۱۳۱	مہلت ایک نعمت	۱۹۱
۱۰۷	اللہ کے نام سے ہر کام کا آغاز کرنا	۱۶۵	۱۳۲	**تعارف سورۃ القصص**	۱۹۳
۱۰۸	**پارہ نمبر۲۰**		۱۳۳	قرآن سے نفع اٹھانے والے لوگ	۲۰۰
۱۰۹	حدیقة کے بارے میں تحقیق	۱۶۹	۱۳۴	سرزمین مصر کے لوگ گروہوں میں بٹ گئے	۲۰۰
۱۱۰	زمین کا قرار کس سے ہے	۱۷۰	۱۳۵	ولادت موسیٰ علیہ السلام سے قبل فرعون کے خدشات	۲۰۱
۱۱۱	دو سمندروں کا بیان	۱۷۰	۱۳۶	پیشوا ہمیشہ نیک ہی ہوتے ہیں	۲۰۱
۱۱۲	زمین کا وارث کون	۱۷۰	۱۳۷	قبل از ولادت و بعد کے ارہاصات	۲۰۱
۱۱۳	اسلام میں تصویر بنانے کا حکم	۱۷۱	۱۳۸	حضرت موسیٰ کی والدہ کا نام اور نسبت وحی	۲۰۲
۱۱۴	علم غیب کا بیان	۱۷۲	۱۳۹	حضرت مریم و بی بی آسیہ کے فضائل	۲۰۲
۱۱۵	مجرمین کی بربادی	۱۷۹	۱۴۰	انگوٹھے مبارک سے دودھ چوسنا	۲۰۳
۱۱۶	سید عالم ﷺ کی تسکین خاطر	۱۷۹	۱۴۱	فرعون کا نسب	۲۰۳
۱۱۷	موت گویا قیامت صغریٰ ہے	۱۸۰	۱۴۲	دیگر خواتین کا دودھ نہ لینے کی وجوہات	۲۰۳
۱۱۸	سینہ بے کینہ محبت کا خزینہ	۱۸۰	۱۴۳	طبی لحاظ سے ماں کے دودھ کی خصوصیات	۲۰۴
۱۱۹	یہود کا اختلاف کس نوعیت کا تھا	۱۸۰	۱۴۴	حربی کافر کا مال کھانے کا حکم	۲۰۴
۱۲۰	سماع موتیٰ کا بیان	۱۸۰	۱۴۵	اشدہ و استویٰ کی تحقیق	۲۱۰
۱۲۱	قرب قیامت دابۃ الارض کا خروج	۱۸۱	۱۴۶	علم و حکمت عطا فرمانے کا بیان	۲۱۰
۱۲۲	فوج کے معنی	۱۸۷	۱۴۷	نبوت چالیس سال میں دیئے جانے کا بیان	۲۱۰
۱۲۳	جن پر عذاب ثابت ہو چکا	۱۸۷	۱۴۸	معف کسے کہتے ہیں	۲۱۲
۱۲۴	رات آرام کے لئے اور دن کام کے لئے	۱۸۸	۱۴۹	قیلولہ کے وقت کو غفلت کا وقت قرار دینا	۲۱۲
۱۲۵	صور کی تحقیق	۱۸۸	۱۵۰	اسرائیلی قوم کون تھی؟	۲۱۳

عطائین ،جلد : ٤

نمبرشمار	پارہ نمبر ۲۰	صفحہ نمبر	نمبرشمار	پارہ نمبر ۲۰	صفحہ نمبر
۱۵۱	وکز کی تحقیق	۲۱۳	۱۷۶	تمام کتب سماوی بالخصوص توریت کا نورانی ہونا	۲۴۲
۱۵۲	حضرت موسیٰ کے بارے میں وساوس کا جنم لینا	۲۱۳	۱۷۷	وما کنت کے خطاب محامل	۲۴۲
۱۵۳	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رجوع الی اللہ کرنا	۲۱۴	۱۷۸	سید عالم ﷺ کی رسالت پر دلیل قاطعہ	۲۴۲
۱۵۴	ظالمین کی مدد نہ کرنی چاہیے	۲۱۴	۱۷۹	توریت وقرآن کو جادو کہنے والے بدبخت	۲۴۳
۱۵۵	مرنے والا قبطی کون تھا؟	۲۱۵	۱۸۰	متذکرہ کتب سماوی کے علاوہ کتاب لانے کا چیلنج	۲۴۳
۱۵۶	حضرت علیہ السلام موسیٰ کا مدین سے مصر تک سفر	۲۲۱	۱۸۱	کیا لفظ اسلام ومسلمین دین محمدی کے ساتھ خاص ہے؟	۲۴۸
۱۵۷	حضرت شعیب کا نسب	۲۲۲	۱۸۲	دو کتابوں پر ایمان لانے کا دگنا اجر	۲۴۹
۱۵۸	فرشتے کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راہ دکھانا	۲۲۲	۱۸۳	برائی کو بھلائی سے ٹالنے کا بیان	۲۵۰
۱۵۹	دو معزز خواتین کی مدد	۲۲۲	۱۸۴	لغویات وجاہلانہ کلام وکام سے بچنا	۲۵۱
۱۶۰	حضرت شعیب علیہ السلام کی طاقت کا بیان	۲۲۳	۱۸۵	سلام متارکہ اور سلام تحیت	۲۵۲
۱۶۱	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طاقت کا بیان	۲۲۳	۱۸۶	ابوطالب کے ایمان لانے یا نہ لانے کی تحقیق	۲۵۲
۱۶۲	حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی کا پردہ	۲۲۳	۱۸۷	سید عالم ﷺ کے ہدایت دینے یا نہ دینے کا بیان	۲۵۴
۱۶۳	اجارہ کا معنی اور مسائل	۲۲۳	۱۸۸	سب کچھ فنا ہو جانے کا بیان	۲۵۴
۱۶۴	حضرات انبیائے کرام اجرت کے لئے کام نہیں کرتے	۲۲۴	۱۸۹	کافر سرداروں کی بیزاری	۲۶۱
۱۶۵	ملازم اپنی اجرت کا مالک کب ہوتا ہے	۲۲۴	۱۹۰	کافر سرداروں پر خبریں اندھی ہو جانا	۲۶۱
۱۶۶	لڑکی کی جانب سے نکاح کا پیغام دینا انبیاء کی سنت ہے	۲۲۴	۱۹۱	فرائض کی تعریف واہمیت	۲۶۱
۱۶۷	منکوحہ کی تعین کے بغیر نکاح کرنے کا مسئلہ	۲۲۵	۱۹۲	قضاء وقدر کا بیان	۲۶۱
۱۶۸	خدمت اور کام کو مہر قرار دینا	۲۲۵	۱۹۳	عذاب قبر حق ہے	۲۶۳
۱۶۹	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا	۲۲۶	۱۹۴	رات ودن میں اللہ کا فضل تلاش کرنا	۲۶۴
۱۷۰	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدت پوری کرنا	۲۳۳	۱۹۵	قارون کا نسب اور مال کثیر	۲۶۹
۱۷۱	حضرت کلیم کا کلام پاک سننا	۲۳۴	۱۹۶	تکبر، بڑائی اور کثرت مال کی مذمت	۲۶۹
۱۷۲	درخت سے رب ہونے کی ندا سنائی دینا	۲۳۴	۱۹۷	راہ خدا اور فقراء پر مال خرچ کرنے کی فضیلت	۲۷۰
۱۷۳	متذکرہ رکوع میں مذکورہ دو معجزات	۲۳۵	۱۹۸	علم کی وجہ سے مالدار ہونا	۲۷۱
۱۷۴	غلبہ کن لوگوں کے لئے ہے؟	۲۳۵	۱۹۹	گناہ گار بغیر حساب کتاب جہنم میں داخل ہوگا	۲۷۱
۱۷۵	کیا حقیقت میں فرعون نے محل بنوایا تھا؟	۲۳۶	۲۰۰	گھوڑے اور اونٹ کی افادیت کا بیان	۲۷۲

عطائین، جلد: ۴

نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۰	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۰	صفحہ نمبر
۲۰۱	قارون کی ہلاکت	۲۷۳	۲۲۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے فضائل و مناقب	۳۱۱
۲۰۲	گناہوں کا بازار گرم کرنا	۲۷۶	۲۲۷	لوطی عمل کرنے والا کافر ہے یا مومن	۳۱۱
۲۰۳	نیکی کا اجر دس گنا یا اس سے بھی زائد؟	۲۷۷	۲۲۸	فاحش مرد تھے پر عورت کو غابرین میں شمار کیوں کیا؟	۳۱۲
۲۰۴	گناہ کا بدلہ اسی کے مثل	۲۷۷	۲۲۹	قوم شعیب علیہ السلام کے عذاب کا اجمالی خاکہ	۳۱۲
۲۰۵	"لرادک الی معاد" کے اسرار و رموز	۲۷۷	۲۳۰	یمن و حجر میں مقیم عاد و ثمود پر عذاب کی کیفیت	۳۱۳
۲۰۶	بارگاہ اقدس ﷺ کی بے ادبی	۲۷۸	۲۳۱	ھامان اور فرعون سے پہلے قارون کے ذکر کی توجیہ	۳۱۳
۲۰۷	**تعارف سورۃ العنکبوت**	۲۸۰	۲۳۲	مکڑی کے گھر کا بیان	۳۱۳
۲۰۸	ایمان لانے کے بعد آزمائشیں	۲۸۵	۲۳۳	قرآنی امثلہ کو سمجھنے والے علماء ہی ہوتے ہیں	۳۱۳
۲۰۹	اللہ کے علم کے بارے میں وسوسہ اور علاج	۲۸۶	۲۳۴	**پارہ نمبر ۲۱**	
۲۱۰	گناہ کی تعریف و وضاحت	۲۸۷	۲۳۵	نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے	۳۱۸
۲۱۱	جہاد اکبر اور جہاد اصغر	۲۸۸	۲۳۶	اہل کتاب سے مجادلہ کرنا	۳۱۹
۲۱۲	والدین کے حقوق کا بیان	۲۹۰	۲۳۷	سید عالم ﷺ کا امی ہونا	۳۲۰
۲۱۳	مال غنیمت کا بیان	۲۹۰	۲۳۸	سید عالم ﷺ کی نبوت پر تفسیری دلائل	۳۲۶
۲۱۴	دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کا بیان	۲۹۱	۲۳۹	جہنم کہاں ہے	۳۲۶
۲۱۵	حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مبارک کا بیان	۲۹۶	۲۴۰	ایمان و اعمال کی حفاظت کے لئے ہجرت کا ثبوت	۳۲۷
۲۱۶	طوفان نوح عالمگیر تھا یا نہیں؟	۲۹۶	۲۴۱	جنت بالا خانوں کا بیان	۳۲۸
۲۱۷	عبادت قرب الٰہی کا ذریعہ ہے	۲۹۷	۲۴۲	ہر ایک اپنا رزق پاتا ہے	۳۲۸
۲۱۸	میدان حشر دلیل قطعی سے ثابت ہے	۲۹۸	۲۴۳	لہو لعب کے معنی احادیث کی روشنی میں	۳۳۱
۲۱۸	رحمت بمعنی جنت	۳۰۲	۲۴۴	سفر کی سنتیں و آداب	۳۳۲
۲۲۰	دلائل کے بجائے دھمکیوں سے جواب دینا	۳۰۳	۲۴۵	**تعارف سورۃ الروم**	۳۳۴
۲۲۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہونا	۳۰۳	۲۴۶	دور حاضر میں روم سے مراد کون سا علاقہ ہے؟	۳۳۸
۲۲۲	حضرت لوط علیہ السلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانا	۳۰۳	۲۴۷	فارس سے مراد کون سا علاقہ ہے؟	۳۳۸
۲۲۳	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کا بیان	۳۰۴	۲۴۸	روم کا فارس پر غلبہ ہونا، کفار کے مال کا مباح ہونا	۳۳۹
۲۲۴	صالحین کا ذکر خیر	۳۰۴	۲۴۹	روز بدر مسلمانوں کو دوہری خوشی ملنا	۳۴۰
۲۲۵	قوم لوط راہگیروں کے لئے آزمائش	۳۰۴	۲۵۰	کھیت میں لگے پھلوں کی بیع کے شرعی اصول	۳۴۰

عطائین، جلد: ۴

نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۱	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۱	صفحہ نمبر
۲۵۱	یحبرون سے سماع پر استدلال	۳۴۴	۲۷۶	زکوۃ کن لوگوں پر متعین کی گئی ہے؟	۳۷۸
۲۵۲	پانچ نمازوں کا بیان	۳۴۵	۲۷۷	آخرت پر یقین رکھنے کا بیان	۳۷۹
۲۵۳	تخلیق انسانی سے توحید باری پر دلائل	۳۴۸	۲۷۸	اعمال وعقائد کے تابع فلاح والے ہیں	۳۷۹
۲۵۴	رنگ ونسل کے فرق کا بیان	۳۴۹	۲۷۹	بے ہودہ کلام (غنا) کرنے کا جرم	۳۸۰
۲۵۵	رات ودن اور اس کے معمولات سے استدلال	۳۴۹	۲۸۰	فسق وفجور نہ لانے والا غنا	۳۸۱
۲۵۶	بارش اور اس کے اثرات سے استدلال	۳۴۹	۲۸۱	قرآن پڑھنے اور سننے کے آداب	۳۸۲
۲۵۷	موت کے بعد حیات سے استدلال	۳۴۹	۲۸۲	آسمانوں کا بے ستونوں قائم ہونا	۳۸۲
۲۵۸	اللہ ﷻ کے بعض مملوک کو اس کا شریک کرنا	۳۵۶	۲۸۳	حضرت لقمان کا نسب وسوانح	۳۸۷
۲۵۹	فطرت سے کیا مراد ہے	۳۵۶	۲۸۴	حضرت لقمان کو دی گئی حکمت سے مراد	۳۸۷
۲۶۰	اللہ ﷻ کی تخلیق کا بدلنا حرام ہے	۳۵۷	۲۸۵	شکر کی اہمیت، تربیت اولاد کے مہکتے پھول	۳۸۷
۲۶۱	گروہوں میں بٹ جانے پر خوشی کرنا	۳۵۸	۲۸۶	بیٹے کا شرک سے رجوع کرلینا	۳۸۹
۲۶۲	مصائب وآلام پر مومن وکافر کا جدا طرز عمل	۳۵۸	۲۸۷	والدین، خصوصاً ماں کے فضائل	۳۹۰
۲۶۳	قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی	۳۵۹	۲۸۸	دودھ پلانے وچھڑانے کی مدت کا بیان	۳۹۰
۲۶۴	قرض کے ضمن میں اسلامی معیشت کے اصول	۳۵۹	۲۸۹	بالآخر اللہ کی جانب پھرنے کا معنی	۳۹۱
۲۶۵	بارش کے فوائد ونقصانات سائنس کی روشنی میں	۳۶۶	۲۹۰	اخروی ودنیاوی کن امور میں والدین کا کہا مانے؟	۳۹۱
۲۶۶	سبزے، نباتات، کھیتیاں سائنس کی نظر میں	۳۶۶	۲۹۱	کسی کی برائی اللہ سے پوشیدہ نہیں	۳۹۲
۲۶۷	کافروں کے مقابل مومنین کی مدد اللہ کے ذمہ کرم پر ہے	۳۶۶	۲۹۲	راہ دین میں مصیبت پر صبر کرنا	۳۹۳
۲۶۸	بہروں اور مردوں کو سنانے کے محال	۳۶۷	۲۹۳	راہ میں چلنے کے آداب	۳۹۴
۲۶۹	انسان کا مبدء خلق سائنس کی رو سے	۳۷۰	۲۹۴	بات چیت کے آداب	۳۹۴
۲۷۰	جرم بمعنی کفر کا بیان	۳۷۱	۲۹۵	ظاہری وباطنی نعمتیں	۴۰۰
۲۷۱	علم وایمان کا امتزاج	۳۷۱	۲۹۶	تقلید کی بحث	۴۰۰
۲۷۲	مرنے کے بعد کا حال سائنس کی رو سے	۳۷۲	۲۹۷	سید عالم ﷺ کے قلب اطہر پر غم کی کیفیت	۴۰۲
۲۷۳	**تعارف سورۃ لقمان**	۳۷۳	۲۹۸	سید عالم ﷺ کو الحمد للہ کہنے کا حکم	۴۰۲
۲۷۴	الم کی تحقیق	۳۷۷	۲۹۹	کلمات الٰہی ﷻ کا بیان	۴۰۲
۲۷۵	نماز قائم کرنے سے کیا مراد ہے	۳۷۷	۳۰۰	استدلال پسند لوگوں کا بیان	۴۰۶

عطائین ،جلد :٤

شمار نمبر	پارہ نمبر۲۱	صفحہ نمبر	شمار نمبر	پارہ نمبر۲۱	صفحہ نمبر
۳۰۱	کیا اولاد کی وجہ سے والدین کی مغفرت ہوتی ہے؟	۴۰۶	۳۲۶	بی بی زینب سے نکاح کا بیان	۴۴۰
۳۰۲	مخلوق سے علوم خمسہ کی نفی واثبات کا بیان	۴۰۷	۳۲۷	غم خواری امت	۴۴۰
۳۰۳	**تعارف سورۃ السجدۃ**	۴۱۱	۳۲۸	نبی کی ازواج امت کی مائیں ہیں	۴۴۱
۳۰۴	کیا سید عالم اہل عرب میں قریش کے رسول ہوئے	۴۱۴	۳۲۹	ایمان وہجرت اور وراثت کا حکم	۴۴۲
۳۰۵	چھ دنوں میں سب کچھ بنانے کا حدیث سے ثبوت	۴۱۵	۳۳۰	عہد لینے میں دیگر انبیائے کرام پر سبقت	۴۴۲
۳۰۶	امر الٰہی میں تدبیر کرنے والے کون ہیں؟	۴۱۵	۳۳۱	غزوۂ احزاب کا بیان	۴۴۹
۳۰۷	قیامت کا دن ہزار سال یا پچاس ہزار سال کا؟	۴۱۶	۳۳۲	فرشتوں کے ذریعے امداد ہونا	۴۵۲
۳۰۸	انسان کی تخلیق مٹی، پانی سے یا۔۔	۴۱۶	۳۳۳	یثرب کہنے کی ممانعت	۴۵۲
۳۰۹	اللہ کی روح سے کیا مراد ہے؟	۴۱۷	۳۳۴	فضائل مدینہ	۴۵۳
۳۱۰	موت کون دیتا ہے؟	۴۱۷	۳۳۵	جنگ سے رہ جانے والے لوگ	۴۵۴
۳۱۱	جن/ہمزاد کے بارے میں تحقیق	۴۲۳	۳۳۶	سید عالم ﷺ کی پیروی کرنے کے محامل	۴۵۷
۳۱۲	انسان وجن سب کو عذاب دیا جانا	۴۲۳	۳۳۷	فضائل عثمان غنی رضی اللہ عنہ	۴۵۸
۳۱۳	سجدۂ تلاوت کے بارے میں اہم نکات	۴۲۴	۳۳۸	وعدے پر ثابت قدم رہنے والے دیگر صحابہ	۴۵۹
۳۱۴	نماز تہجد کے فضائل ومسائل اور سید عالم سے تعداد تہجد کا ثبوت	۴۲۵	۳۳۹	غزوۂ بنو قریظہ کا حال	۴۶۰
۳۱۵	ذمی کے بدلے مسلمانوں کو قتل کرنے یا نہ کرنے کا مسئلہ	۴۲۶	۳۴۰	غزوۂ خیبر کے حالات ومحرکات	۴۶۱
۳۱۶	مومن وفاسق کا دنیاوی واخروی معاملہ	۴۲۶	۳۴۱	ازواج مطہرات کا اہل بیت میں داخل ہونا	۴۶۳
۳۱۷	موجودہ دور میں توریت کا حال کیا ہے	۴۲۹	۳۴۲	سید عالم ﷺ کو طلاق دینے کا اختیار ہونا	۴۶۴
۳۱۸	سید عالم کی حضرت موسیٰ سے ملاقات کا بیان	۴۳۰	۳۴۳	پاک بی بیوں کی جانب حیاء کے خلاف نسبت	۴۶۵
۳۱۹	امام وقت کیسا ہونا چاہیے؟	۴۳۱	۳۴۴	دونا عذاب ہونے کا معنی	۴۶۶
۳۲۰	یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے	۴۳۲	۳۴۵	**پارہ نمبر۲۲**	
۳۲۱	**تعارف سورۃ الاحزاب**	۴۳۳	۳۴۶	دیگر عورتوں کے مقابلے میں دوگنا ثواب	۴۶۸
۳۲۲	سید عالم ﷺ کو دعوت تقویٰ کیوں دی گئی؟	۴۳۸	۳۴۷	ضرورتاً نامحرم سے کلام کرنے کے انداز	۴۶۹
۳۲۳	کن احکامات میں امت تابع ہے، مسئلہ ظہار	۴۳۸	۳۴۸	چادر اور چاردیواری کا تصور اور موجودہ حالات	۴۷۰
۳۲۴	لے پالک کے احکامات	۴۳۹	۳۴۹	اہل بیت کے فضائل ومناقب	۴۷۰
۳۲۵	زید بن حارثہ کی نمایاں شان کی ایک جھلک	۴۴۰	۳۵۰	اور رد یزید	۴۷۰

عطائین ،جلد : ٤

شمار نمبر	پارہ نمبر ۲۲	صفحہ نمبر	شمار نمبر	پارہ نمبر	صفحہ نمبر
۳۵۱	کن خوش نصیبوں کے لئے بخشش اور ثواب ہے؟	۴۸۲	۳۷۶	حمد کی تعریف واقسام کا بیان	۵۳۳
۳۵۲	حکم الٰہی اور مسئلہ کفو	۴۸۲	۳۷۷	آخرت میں اللہ کی حمد کے مقامات	۵۳۵
۳۵۳	کس صحابی کا نام قرآن میں ذکر ہوا؟	۴۸۳	۳۷۸	ہر چیز کا بیان قرآن میں ہونے کا مطلب	۵۳۵
۳۵۴	سرکار ﷺ کے دعوت ولیمہ کا بیان	۴۸۳	۳۷۹	کذب باری کے رد میں چند دلائل	۵۳۷
۳۵۵	خاتم النبیین کی بحث	۴۸۴	۳۸۰	حضرت داود علیہ السلام پر انعام وفضل	۵۴۵
۳۵۶	احادیث کی روشنی میں نماز کا اجمالی بیان	۵۰۱	۳۸۱	حضرت داود علیہ السلام کا پیشہ	۵۴۵
۳۵۷	اللہ عزوجل وملائکہ کے صلوۃ بھیجنے کا بیان	۵۰۲	۳۸۲	حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک دن ورات کا سفر	۵۴۶
۳۵۸	نبی کریم کا امت کے اعمال واحوال پر شاہد ہونا	۵۰۳	۳۸۳	حضرت سلیمان علیہ السلام وداود علیہ السلام کے فضائل	۵۴۶
۳۵۹	بغیر خلوت صحیحہ کے طلاق کی صورت میں مہر وعدت کا بیان	۵۰۴	۳۸۴	حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات	۵۴۶
۳۶۰	کونسی خواتین سے نکاح جائز ہے؟	۵۰۴	۳۸۵	قوم سبا کا تاریخی وجغرافیائی پس منظر	۵۴۷
۳۶۱	کن خواتین نے اپنا نفس سید عالم کو بغیر مہر سپرد کیا	۵۰۵	۳۸۶	کافروں کی شفاعت ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ	۵۵۳
۳۶۲	سید عالم ﷺ کی خصوصیات کا مفصل بیان	۵۰۶	۳۸۷	کن پر ہیبت طاری ہوئی اور کیوں؟	۵۵۴
۳۶۳	ازواج کی باری سے متعلق اختیارات	۵۰۸	۳۸۸	سید عالم ﷺ کی رسالت عام ہونے کا مسئلہ	۵۵۴
۳۶۴	عام لوگوں کے لئے بغیر مہر مقرر کئے نکاح کے مسائل	۵۰۸	۳۹۹	امور ثلاثہ کا انکار کے بعد عام کفر کا بیان	۵۵۸
۳۶۵	نکاح سے قبل دیکھنے کی اجازت	۵۰۸	۳۹۰	الاغلال کے معنی	۵۵۹
۳۶۶	بغیر اذن حاضری بارگاہ رسالت کی ممانعت	۵۱۴	۳۹۱	بارگاہ الٰہی میں مقرب کون؟	۵۶۳
۳۶۷	ازواج مطہرات اور دیگر پاک بیبیوں کے پردے کا اہتمام	۵۱۶	۳۹۲	رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرنے کی اہمیت	۵۶۳
۳۶۸	درود کی اہمیت، فضیلت، برکات وثمرات کا بیان	۵۱۶	۳۹۳	نبوت اور وحی کا انکار کرنا عذاب کو دعوت دینا ہے	۵۶۴
۳۶۹	عندالشرع چہرے کے پردے کے احکام	۵۲۳	۳۹۴	تنہا غور وفکر کرنے کی توجیہ	۵۶۸
۳۷۰	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پاکدامنی پر الزام لگانا	۵۲۶	۳۹۵	حق بمعنی اسلام یا کچھ اور؟	۵۶۸
۳۷۱	صاحب عدل پر تقسیم غنیمت میں الزام لگانا	۵۲۷	۳۹۶	سرکار دوعالم کا اپنی جانب بہکنے کی نسبت کرنا	۵۶۸
۳۷۲	آیت متذکرہ میں امانت سے کیا مراد ہے؟	۵۲۷	۳۹۷	**تعارف سورۃ فاطر**	۵۷۰
۳۷۳	اصول فقہ کی رو سے مکلف ہونے یا نہ ہونے کا بیان	۵۲۸	۳۹۸	فرشتوں کے پروں کا بیان	۵۷۳
۳۷۴	انسان کے امانت اٹھانے کا بیان	۵۲۸	۳۹۹	ادائیگی شکر کے لئے روزانہ پڑھی جانے والی دعا	۵۷۴
۳۷۵	**تعارف سورۃ السبا**	۵۳۰	۴۰۰	ابلیس کے دھوکہ دینے کا بیان	۵۷۴

عطائین، جلد:۴

نمبر شمار	پارہ نمبر۲۲	صفحہ نمبر	شمار نمبر	پارہ نمبر۲۲	صفحہ نمبر
۴۰۱	برائی کو بھلائی سمجھنے یا برعکس جاننے کا بیان	۵۸۲	۴۲۶	شہر انطاکیہ کے خدوخال	۶۲۳
۴۰۲	ساری عزتیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں	۵۸۳	۴۲۷	حضرت عیسیٰ کے حواری بھیجے یا نہ بھیجے کا بیان	۶۲۴
۴۰۳	کلمہ طیبہ و اعمال صالحہ کا بلند ہونا	۵۸۳	۴۲۸	حبیب نجار کی سوانح و حالات	۶۲۶
۴۰۴	دارالندوہ کی سازشیں ناکام	۵۸۴	۴۲۹	**پارہ نمبر۲۳**	
۴۰۵	دلائل آفاقی و دلائل نفس کا مختصر بیان	۵۸۵	۴۳۰	اپنے لئے فطرتی اور دوسروں کے لئے الیہ ترجعون کہنا	۶۳۰
۴۰۶	عمر میں کمی بیشی ہونے کے محامل	۵۸۵	۴۳۱	حبیب نجار کا قتل اور دخول جنت کا بیان	۶۳۱
۴۰۷	مچھلی کھانے کے طبی فوائد	۵۸۶	۴۳۲	نزول ہلاکت کے لئے فرشتوں کا اترنا	۶۳۱
۴۰۸	سورج چاند سے دنوں کا تعین	۵۸۶	۴۳۳	حسرت کے معنی اور اس کے اسباب	۶۳۲
۴۰۹	خوف خدا رکھنے والوں کا حال	۵۹۱	۴۳۴	گندم کی افادیت	۶۳۸
۴۱۰	سماع موتیٰ کا بیان	۵۹۳	۴۳۵	زمینی پیداوار سے توحید باری پر دلائل	۶۴۰
۴۱۱	معجزات کا بیان	۵۹۳	۴۳۶	سورج کا اپنی مقررہ منزل میں چلنا	۶۴۰
۴۱۲	انسان، چوپائے اور پہاڑوں کے رنگ کا بیان	۶۰۲	۴۳۷	چاند کی منزلیں	۶۴۱
۴۱۳	اہل علم پر خوف خدا کے سبب انعام	۶۰۲	۴۳۸	حضرت نوح علیہ السلام کے سفینے کا بیان	۶۴۲
۴۱۴	قرآن دوست قبروں میں بھی قرآن پڑھتے ہیں	۶۰۳	۴۳۹	مشیت و رضا کا فرق	۶۴۲
۴۱۵	راہ خدا کا تاجر نقصان نہیں اٹھاتا	۶۰۴	۴۴۰	صور کے اثر سے محفوظ رہنے والے دس مستثنیات	۶۴۷
۴۱۶	امت مسلمہ قرآن کی وارث ہے	۶۰۴	۴۴۱	کافروں کا اپنی خواب گاہوں سے اٹھنا	۶۴۹
۴۱۷	تین قسم کے لوگوں کا بیان	۶۰۵	۴۴۲	اللہ کے فضل سے نہ ہونے والی عبادت پر بھی ثواب	۶۴۹
۴۱۸	زیورات و ریشمی لباس اہل جنت کے لئے	۶۰۵	۴۴۳	جنتی انعام و خواتین، حورالعین سے تلذذ	۶۵۰
۴۱۹	مختصر وقت کا کفر و دائمی عذاب، زمین و آسمان کا ساکن ہونا	۶۱۱	۴۴۴	اہل جنت پر سلامتی کے ارشادات	۶۵۱
۴۲۰	سابقہ اقوام کے جھٹلانے کا بیان	۶۱۲	۴۴۵	مجرمین کا مسلمین سے الگ ہونا	۶۵۱
۴۲۱	تعارف و فضائل سورۃ یٰس	۶۱۴	۴۴۶	شیطان اور انسان میں عداوت کب، کیسے اور کیوں؟	۶۵۱
۴۲۲	یٰس میں کیا راز پوشیدہ ہیں	۶۱۸	۴۴۷	التعریفات کی رو سے عقل کی تعریف و اقسام	۶۵۲
۴۲۳	رسالت و ہدایت کی نسبت سید عالم کی جانب کرنا	۶۱۹	۴۴۸	تمام اعضاء کا گواہی دینا	۶۵۳
۴۲۴	آگے پیچھے مقامات پر دیوار کا ہونا	۶۱۹	۴۴۹	انسانی عمر کا بیان	۶۶۰
۴۲۵	بے دیکھے رحمٰن کا خوف رکھنا	۶۱۹	۴۵۰	نیک صالحین و حضرات انبیائے کرام کی بڑی عمریں	۶۶۰

عطائین ، جلد : ۴

نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۳	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۳	صفحہ نمبر
۴۵۱	اہل اللہ کی شاعری	۶۶۱	۴۷۶	حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد کا بیان	۶۹۷
۴۵۲	اون کھال اور بال کی طہارت وعدم طہارت	۶۶۳	۴۷۷	حضرت ابراہیم کا حضرت نوح کے گروہ سے ہونا	۶۹۸
۴۵۳	انسان جھگڑالو کیوں ہے؟	۶۶۳	۴۷۸	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ستارہ پرست تھی یا	۶۹۸
۴۵۴	انسانی ہڈیوں اور دیگر اعضاء کی خرید وفروخت	۶۶۳	۴۷۹	حضرت ابراہیم کا اپنی جانب بیماری کی نسبت کرنا	۶۹۸
۴۵۵	ملکوت کے معنی	۶۶۴	۴۸۰	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بظاہر تین جھوٹ	۶۹۹
۴۵۶	**تعارف سورة الصافات**	۶۶۶	۴۸۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ گلزار ہوگئی	۶۹۹
۴۵۷	غیر خدا کی قسم معتبر نہیں تو پھر اللہ نے کیوں فرمائی؟	۶۷۰	۴۸۲	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین کی خاطر سفر کرنا	۷۰۰
۴۵۸	صف بندی کے احکامات	۶۷۰	۴۸۳	کس بیٹے کی قربانی کا حکم دیا گیا؟	۷۰۰
۴۵۹	جھڑکنے والے فرشتے	۶۷۱	۴۸۴	چھری کا حلق نہ کاٹنا نبی پاک کی برکت سے تھا	۷۰۲
۴۶۰	قرآن کی تلاوت کرنے والوں کی تلاش کرنے والے	۶۷۱	۴۸۵	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مینڈھے کو ذبح کرنا	۷۰۲
۴۶۱	ستاروں سے آسمان دنیا کو مزین کرنا	۶۷۲	۴۸۶	حضرت موسیٰ علیہ السلام وھارون علیہ السلام پر احسان الٰہی	۷۰۷
۴۶۲	شہاب ثاقب کا بیان	۶۷۲	۴۸۷	فرعون کا بنی اسرائیل پر ظلم وستم کرنا	۷۰۸
۴۶۳	تخلیق آدم علیہ السلام مٹی یا بجتی ہوئی مٹی سے	۶۷۳	۴۸۸	حضرت الیاس علیہ السلام کی سوانح	۷۰۸
۴۶۴	بعث بعد الموت	۶۷۳	۴۸۹	بعل کی تحقیق	۷۰۸
۴۶۵	نافرمانوں کے جوڑے سے مراد شیطان۔۔۔یا	۶۸۲	۴۹۰	حضرت یونس علیہ السلام کی سوانح	۷۱۵
۴۶۶	پل صراط کے بارے میں احادیث	۶۸۳	۴۹۱	عذاب دیکھ کر ایمان لانا	۷۱۶
۴۶۷	تکریم والے کام دائیں جانب سے ہونے چاہئیں	۶۸۳	۴۹۲	حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں کتنے دن رہے	۷۱۶
۴۶۸	کافروں کے لئے وعیدیں	۶۸۴	۴۹۳	کدو شریف کے فضائل	۷۱۷
۴۶۹	مومنین کے لئے بشارتیں اور جنت کے وجود پر دلیل	۶۸۵	۴۹۴	اللہ عزوجل اولاد سے پاک ہے	۷۱۸
۴۷۰	غول کا بیان	۶۸۵	۴۹۵	فرشتوں کے بارے میں تحقیق	۷۱۸
۴۷۱	جنتی کو جسمانی وروحانی لذتیں	۶۸۶	۴۹۶	قرآن کی رو سے غالب کون؟	۷۱۹
۴۷۲	انڈے کے پاک وحلال ہونے کا بیان	۶۸۶	۴۹۷	**تعارف سورة ص**	۷۲۲
۴۷۳	جنتی کا اپنے دوست کو جہنم میں جھانکنا	۶۸۷	۴۹۸	صاد کی تحقیق میں اقوال مفسرین	۷۲۶
۴۷۴	تھوہڑ کا درخت	۶۸۸	۴۹۹	کفار کو تبلیغ رسالت مآب پر تعجب	۷۲۷
۴۷۵	حضرت نوح علیہ السلام کا بارگاہ الٰہی میں عرض کرنا	۶۹۷	۵۰۰	کفار کا پہلا شبہ	۷۲۷

عطائین، جلد: ۴

شمار نمبر	پارہ نمبر ۲۳	صفحہ نمبر	شمار نمبر	پارہ نمبر ۲۳	صفحہ نمبر
۵۰۱	کفار کا دوسرا شبہ	۷۲۸	۵۲۶	حضرت ایوب علیہ السلام کی قسم پوری کرنے کا حیلہ	۷۵۹
۵۰۲	رحمت کے خزانچی ہونے سے کیا مراد ہے	۷۲۸	۵۲۷	حضرات انبیائے کرام کا صابر و شاکر ہونا	۷۶۰
۵۰۳	فرعون کے سزا دینے کا انداز	۷۲۸	۵۲۸	مکروہ تنزیہی وخلاف اولیٰ کا گناہ ہونا یا...	۷۶۰
۵۰۴	اصحاب ایکہ	۷۲۹	۵۲۹	ذوالکفل کی نبوت میں اختلاف کا بیان	۷۶۱
۵۰۵	فواق کے معنی ومطالب کی تحقیق	۷۳۴	۵۳۰	جنت عدن کے بارے میں احادیث	۷۶۱
۵۰۶	موت کی تمنا کرنے کے تحت کفار کے تیسرے شبہ کا بیان	۷۳۵	۵۳۱	غساق (پیپ) کے بارے میں تفسیری نکات	۷۶۱
۵۰۷	حضرت داود علیہ السلام کی دس وجوہ سے فضیلت کا بیان	۷۳۶	۵۳۲	من شکلہ ازواج سے کیا مراد ہے؟	۷۶۲
۵۰۸	نماز چاشت واشراق کے فضائل وبرکات	۷۳۷	۵۳۳	دوزخ میں پیروکار وسردار کا حال	۷۶۲
۵۰۹	پہاڑوں اور پرندوں کا تسبیحات پڑھنا	۷۳۸	۵۳۴	بار بار گناہ کے باوجود بخشش کی امید ہونا	۷۶۷
۵۱۰	سیدنا داود علیہ السلام کی ہیبت وحفاظت کا بیان	۷۳۸	۵۳۵	ملاء اعلیٰ سے مراد کون ہیں؟	۷۷۰
۵۱۱	حکمت کے معانی ومطالب	۷۳۸	۵۳۶	حضرت آدم کی تخلیق میں اللہ کی روح پھونکنا	۷۷۱
۵۱۲	خطاب فصل کی تفسیر میں مفسرین کرام کے اقوال	۷۳۹	۵۳۷	حضرت آدم کو سجدہ کرنے میں فرشتوں کی ترتیب	۷۷۳
۵۱۳	حجرۂ داود علیہ السلام کو پھاند کر آنے والے انسان یا فرشتے	۷۳۹	۵۳۸	ابلیس کے جن ہونے کی تحقیق	۷۷۴
۵۱۴	نسبت مجازی کا استعمال کیوں؟	۷۴۰	۵۳۹	حضرت آدم کو اللہ نے اپنے بے مثل ہاتھ سے بنایا	۷۷۴
۵۱۵	مقام مذکورہ میں سجدے کے حکم کا بیان	۷۴۰	۵۴۰	کیا دنیا میں سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہو رہا ہے	۷۷۴
۵۱۶	داود علیہ السلام کے استغفار کی توجیہات	۷۴۱	۵۴۱	قرآن کن کے لئے نصیحت ہے؟	۷۷۶
۵۱۷	قرآن میں غور وفکر کرنے کے محامل	۷۴۷	۵۴۲	**تعارف سورۃ الزمر**	۷۷۸
۵۱۸	حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کی تعداد وغیرہ	۷۴۷	۵۴۳	اخلاص کا بیان	۷۸۳
۵۱۹	سیدنا سلیمان علیہ السلام کی آزمائش ہونا	۷۴۹	۵۴۴	آسمان، زمین، دن اور رات کا مسخر ہونا	۷۸۴
۵۲۰	سیدنا سلیمان علیہ السلام کی توبہ	۷۵۰	۵۴۵	اللہ عزوجل کا بے نیاز ہونا	۷۸۵
۵۲۱	حضرت سلیمان کے لئے ہواؤں کو مسخر کر دینا	۷۵۰	۵۴۶	رضا بالقدر کا بیان اور معتزلہ کا رد	۷۸۶
۵۲۲	حضرت سلیمان علیہ السلام و حضور ﷺ کی جنات پر حکومت	۷۵۱	۵۴۷	شرعی نقطہ نگاہ سے جزا و سزا کا اعتبار	۷۸۷
۵۲۳	حضرت ایوب علیہ السلام کا نسب	۷۵۸	۵۴۸	احادیث طیبہ سے نماز تہجد کے فضائل وبرکات	۷۸۸
۵۲۴	حضرت ایوب علیہ السلام کی ظاہری بیماری وعلاج	۷۵۸	۵۴۹	اعمال کی جزا کا تعلق فقط دنیا سے ہے یا...	۷۹۴
۵۲۵	حضرت ایوب پر مزید انعام ہونے کے معانی	۷۵۹	۵۵۰	ہجرت کے تناظر میں زمین کی وسعت کا بیان	۷۹۵

عطائین، جلد: ۴

شمار نمبر	پارہ نمبر ۲۳	صفحہ نمبر	شمار نمبر	پارہ نمبر ۲۴	صفحہ نمبر
۵۵۱	صابرین کو بے گنتی ثواب دینے سے کیا مراد؟	۷۹۶	۵۷۶	اللہ ﷻ کے جسمانی اعضاء نہ ہونے پر دلیل	۸۳۱
۵۵۲	سید عالم ﷺ کا سب سے پہلے ایمان لانا	۷۹۷	۵۷۷	احادیث کی روشنی میں امور قیامت کا بیان	۸۳۲
۵۵۳	عذاب نار سے مومنین کو خوف دلانا	۷۹۷	۵۷۸	رب کے نور کے متعلق مفسرین کے اقوال	۸۳۳
۵۵۴	رجوع الی اللہ والوں کو خوشخبری کب سنائی جائے گی	۷۹۸	۵۷۹	زمر کے بارے میں تحقیق	۸۳۷
۵۵۵	اعمال وافعال میں حسن یا احسن پر چلنا	۷۹۹	۵۸۰	حافین کے بارے میں تحقیق	۸۳۸
۵۵۶	جنتی نعمتوں کا احادیث کے تناظر میں بیان	۷۹۹	۵۸۱	**تعارف سورۃ غافر (مومن)**	۸۳۹
۵۵۷	انسانی قلب نور الٰہی سے کیسے منور ہوتا ہے؟	۸۰۴	۵۸۲	حم کے بارے میں مفسرین کے اقوال	۸۴۲
۵۵۸	تلاوت قرآن سے خوف خدا طاری ہو جانا	۸۰۵	۵۸۳	اللہ کی چار صفات	۸۴۳
۵۵۹	قرآن کی تین صفات کا بیان	۸۰۶	۵۸۴	جدال کے معنی ومطالب کی تحقیق	۸۴۴
۵۶۰	سید عالم ﷺ اور کفار کی موت ایک جیسی نہیں	۸۰۶	۵۸۵	حاملین عرش کی کیفیات وصفات کا بیان	۸۴۴
۵۶۱	**پارہ نمبر ۲۴**		۵۸۶	کافروں کا اپنی جانوں سے بیزار ہونا	۸۴۹
۵۶۲	سید عالم ﷺ کیا سچ لائے؟	۸۱۲	۵۸۷	دو اموات وحیات کے بارے میں مفسرین کی آراء	۸۵۰
۵۶۳	کس سچے نے سچ کی تصدیق کی؟	۸۱۲	۵۸۸	''حکم اللہ کا ہے'' کے مصادیق خوارج ہیں	۸۵۰
۵۶۴	مصدقین کی جزا کا بیان	۸۱۳	۵۸۹	رفیع الدرجات کے متعلق قرآن وحدیث کی نشاندہی	۸۵۱
۵۶۵	کیا اسباب اختیار کرنا توکل کے منافی ہے؟	۸۱۳	۵۹۰	روح بمعنی وحی	۸۵۲
۵۶۶	سید عالم ﷺ نے کامل پیغام تبلیغ فرمایا	۸۱۳	۵۹۱	بروز قیامت مستور چیزوں کا منکشف ہونا	۸۵۲
۵۶۷	نیند موت کی بہن ہے	۸۱۸	۵۹۲	آزفۃ کی لغوی تحقیق	۸۵۳
۵۶۸	نفس وروح ایک ہی ہیں یا جدا	۸۱۹	۵۹۳	کاظمین کی لغوی تحقیق	۸۵۳
۵۶۹	کفار کے لئے اخروی عذاب کا بیان	۸۲۰	۵۹۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نشانیاں	۸۵۶
۵۷۰	مصیبت وراحت میں اللہ کی یاد کرنا	۸۲۰	۵۹۵	فرعون کو حضرت موسیٰ کے قتل سے روکنے والے	۸۵۷
۵۷۱	اللہ ﷻ کی رحمت سے مایوسی نہ ہونا چاہیے	۸۲۴	۵۹۶	قوم فرعون کا مسلمان مرد کون تھا؟	۸۶۲
۵۷۲	بغیر توبہ گناہ معاف ہونے کے متعلق امام رازی کا نظریہ	۸۲۶	۵۹۷	دعوی نبوت والے کو قتل کرنے یا نہ کرنے کا بیان	۸۶۳
۵۷۳	ناپسندیدہ چیزوں کی تخلیق کی نسبت اللہ کی جانب کرنا	۸۲۶	۵۹۸	بعض عذاب ہونے کا کیا معنی ہے؟	۸۶۳
۵۷۴	مقالید کے بارے میں اقوال مفسرین	۸۲۶	۵۹۹	مرد مومن کا حضرت موسیٰ کو بچانے کی سعی کرنا	۸۶۴
۵۷۵	حضور ﷺ کی جانب شرک کی نسبت اور اعمال کا مردود ہونا	۸۳۱	۶۰۰	مرد مومن کا فرعونیوں کو بار بار نصیحت کرنا	۸۶۴

عطائین، جلد: ٤

شمار نمبر	پارہ نمبر ٢٤	صفحہ نمبر	شمار نمبر	پارہ نمبر ٢٤	صفحہ نمبر
۶۰۱	حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کا بیان	۸۶۴	۶۲۶	زمین کا وزن اور آیت مذکورہ میں یومین سے مراد	۹۰۹
۶۰۲	فرعون کے بلند عمارت بنانے کی توجیہ	۸۶۵	۶۲۷	زمین آسمان سورج چاند ستارے کب تخلیق ہوئے؟	۹۱۰
۶۰۳	تفویض الی اللہ عزوجل کے معنی و مشمولات	۸۷۰	۶۲۸	ستارے کی تخلیق کا سائنس کی رو سے بیان	۹۱۰
۶۰۴	فرعونیوں کے لئے عذاب قبر کا بیان	۸۷۱	۶۲۹	کس قوم پر کڑک کا عذاب آیا	۹۱۱
۶۰۵	عذاب قبر برحق ہونے پر قرآن وحدیث واقوال علماء	۸۷۲	۶۳۰	ایام نحسات کسے کہتے ہیں	۹۱۱
۶۰۶	رسولوں اور مسلمانوں کی دنیا وآخرت میں مدد ہونا	۸۷۸	۶۳۱	اعضائے جسمانی کے کلام سے متعلق اقوال مفسرین	۹۱۶
۶۰۷	رسول ومومنین کے دشمنوں کے احوال	۸۷۹	۶۳۲	خاص اعضاء کے کلام سے متعلق حدیث	۹۱۶
۶۰۸	سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی وراثت	۸۷۹	۶۳۳	اللہ کے ساتھ گمان کیسا ہونا چاہیے	۹۱۷
۶۰۹	واستغفر لذنبک، میں موقف اعلیٰ حضرت	۸۷۹	۶۳۴	قیض کے معنی	۹۱۸
۶۱۰	فتنہ پروروں سے پناہ مانگنے کا بیان	۸۸۴	۶۳۵	قرآن کی بے ادبی	۹۲۱
۶۱۱	رات میں عبادت اور معصیت والے	۸۸۹	۶۳۶	پہلے قاتل کا گناہ	۹۲۱
۶۱۲	چار قسم کی نعمتوں کا ذکر	۸۹۰	۶۳۷	استقامت کے معنی، احادیث، اقوال صحابہ وتابعین	۹۲۲
۶۱۳	مشغولیت قرآن وذکر افضل یا دعا؟	۸۹۰	۶۳۸	فرشتے بوقت موت مؤمنین کے مددگار ہیں	۹۲۲
۶۱۴	سید عالم ﷺ پر بڑھاپے کے آثار	۸۹۰	۶۳۹	مؤمنین کے حق میں اجسام نوری کی بشارتوں کی تحقیق	۹۲۳
۶۱۵	جھگڑنے والے کون تھے؟	۸۹۵	۶۴۰	نیکی کی دعوت والی عظیم ہستیاں	۹۲۹
۶۱۶	حضرات انبیاء، رسل، صحف اور کتب کی تعداد	۸۹۶	۶۴۱	ادفع بالتی ھی احسن کے اسرار ورموز	۹۳۱
۶۱۷	چوپایوں سے حاصل ہونے والے فوائد	۸۹۹	۶۴۲	کیا حضرات انبیائے کرام پر شیطان کا زور چلتا ہے؟	۹۳۲
۶۱۸	کیا نجات کا تعلق مال واسباب سے ہے؟	۹۰۰	۶۴۳	دین میں الحاد کے معنی، اقوال مفسرین واحادیث	۹۳۲
۶۱۹	ایمان کس وقت کا قابل قبول ہے	۹۰۰	۶۴۴	ظلم کی مذمت میں دو احادیث	۹۳۵
۶۲۰	**تعارف سورت فصلت**	۹۰۱	۶۴۵	ماخذ ومراجع	۹۳۶
۶۲۱	حم کے معنی ومطالب میں مفسرین کی آراء	۹۰۳	۶۴۶		
۶۲۲	قرآن مجید کی صفات	۹۰۳	۶۴۷		
۶۲۳	کفار کا کہنا کہ تمہارے ہمارے درمیان روک ہے	۹۰۴	۶۴۸		
۶۲۴	بشر ہونے کے ساتھ وحی کا امتزاج	۹۰۴	۶۴۹		
۶۲۵	استقامت کے معنی کی تحقیق	۹۰۴	۶۵۰		

رکوع نمبر: ۱

﴿وقال الذین لا یرجون لقاء نا ﴾لَا یَخَافُونَ البَعثَ﴿ لولا ﴾هَلا﴿انزل علینا الملئکة ﴾فَکَانوا رُسُلا اِلَینا﴿اونری ربنا ﴾فَیُخبِرُنَا بِاَنَّ محمّدا رَسولُ اللہِ قَال تعالٰی﴿لقد استکبروا ﴾تَکَبَّروا﴿فی ﴾شَانِ﴿ انفسھم وعتو ﴾طَغَوا﴿عتوا کبیرا (۲۱)﴾بِطَلَبِھِمُ رُؤیَةَ اللہِ فِی الدنیا وَعَتَوا بِالوَاوِ عَلی اَصلِہٖ بِخِلافِ عُتِیّ بِالاِبدالِ فِی مَریمِ ﴿یوم یرون الملئکة ﴾فِی جُملَةِ الخَلائِقِ ھُوَ یَومُ القِیمةِ وَنُصبُه بِاُذکُر مُقَدَّرا ﴿لا بشری یومئذ للمجرمین ﴾اَیِ الکَافِرینَ بِخِلافِ المومِنِینَ فَلَھُمُ البُشرٰی بِالجَنةِ ﴿ ویقولون حجرا محجورا (۲۲)﴾عَلی عَادَتِھِم فِی الدُّنیا اِذَا اَنزَلَت بِھِمُ شِدَّةٌ اَی عَوذًا مَعاذًا یَستَعِیذُونَ مِنَ المَلائِکَةِ قال تعالٰی﴿وقدمنا ﴾عَمِدنَا ﴿الی ماعملوا من عمل ﴾مِنَ الخَیرِ کَصَدَقَةٍ وَصِلةِ رَحمٍ وَقِریٰ ضَیفٍ وَاِغَاثَةِ مَلھُوفٍ فِی الدُّنیا ﴿فجعلنه ھباء منثورا (۲۳)﴾ھُوَ مَا یَری فِی الکُویٰ الَّتِی عَلَیھَا الشَّمسُ کَالغُبَارِ المُفرقِ اَی مِثلُهٗ فِی عَدَمِ النَّفعِ بِه اِذ لَا ثَوابَ فِیهِ لِعَدمِ شَرطِهٖ وَیَجَازُونَ عَلیہِ فی الدنیا ﴿اصحب الجنة یومئذ ﴾یَومَ القِیمةِ ﴿خیر مستقرا ﴾مِنَ الکَافِرینَ فِی الدنیَا﴿ واحسن مقیلا (۲۴)﴾مِنھُم اَی مَوضَعَ قَائلَةٍ فِیھا وَھیَ الاِستِراحَةَ نِصفَ النَّھارِ فِی الحَرِّ وَاُخِذَ مِنْ ذٰلکَ اِنقِضاءُ الحِسابِ فِی نصفِ نَھارٍ کَما وَرَدَ فی حدیثٍ ﴿ویوم تشقق السماء ﴾اَی کُلُّ سَمَاءٍ ﴿ بالغمام﴾اَی مَعَهٗ وَھوَ غَیمٌ اَبیَضُ﴿ونزل الملئکة ﴾مِن کُلِّ سَماءٍ﴿ تنزیلا (۲۵)﴾ھوَ یَومُ القیمةِ وَنَصبُهٗ بِاُذکُرُ مُقَدَّرًا وَفی قِراءَةٍ بِتَشدِیدِ شِینٍ تَشَقَّقُ بِاِدْغَامِ التَّاءِ الثَّانِیَةِ فِی الاَصلِ فِیھا وَفِی اُخریٰ نُنزِلُ بِنُونینِ الثَّانِیَةِ سَاکِنَةً وضَمِّ اللَّامِ وَنَصبِ المَلائِکَة ﴿الملک یومئذ ن الحق للرحمن ط﴾لَایُشرِکُهٗ فِیه اَحَدٌ ﴿وکان ﴾الیَومُ﴿یوما علی الکفرین عسیرا (۲۶)﴾بِخِلافِ المُومِنِینَ ﴿ ویوم یعض الظالم ﴾المُشرِکُ عُقبَةُ بنُ اَبِی مُعیطٍ کَانَ نَطَقَ بِالشَّھَادَتَینِ ثُمَّ رَجَعَ رِضاءً لِاُبَیِّ بنِ خَلفٍ ﴿علی یدیه ﴾نَدَمًا وَتَحَسُّرًا فی یَومِ القِیمةِ ﴿یقول﴾یَا لِلتَّنبِیه ﴿یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا (۲۷)﴾طَرِیقًا اِلَی الھُدٰی﴿ یویلتی﴾اَلِفُهٗ عِوضٌ عَن یَاءِ الاِضَافَةِ اَی وَیلَتِی وَمَعْنَاهُ ھَلَکَتِی﴿ لیتنی لم اتخذ فلانا ﴾اَی اُبَیًّا﴿خلیلا (۲۸)لقد اضلنی عن الذکر ﴾اَی القُرانِ﴿ بعد اذجاء نی ﴾بِاَن رَدَّنِی عَنِ الایمانِ بِهٖ قال تعالٰی ﴿ وکان الشیطن للانسان ﴾الکَافِرِ﴿ خذولا (۲۹)﴾بِاَن یَترُکَهٗ وَیَتَبَرَّءَ منهُ عِندَ البَلاءِ﴿ وقال الرسول ﴾مُحمدٌ﴿یرب ان قومی ﴾قُرَیشًا﴿اتخذوا ھذا القران مھجورا (۳۰)﴾مَترُوکًا قال تعالٰی ﴿ وکذلک ﴾کَما جَعَلنَا لَکَ عَدُوًّا مِن مُشرِکِی قَومِکَ﴿ جعلنا لکل نبی ﴾قَبلَکَ﴿عدوا من المجرمین ط﴾المُشرِکِینَ فَاصبِر کَما صَبَرُوا ﴿ وکفی بربک ھادیا ﴾لَکَ﴿ونصیرا (۳۱)﴾نَاصِرا لکَ علی اَعدائِکَ﴿ وقال الذین

کفروا لولا ﴾هَلا﴿نزل علیه القران جملة واحدة﴾كَالتَّورٰىةِ والْإنجِيلِ والزَّبُورِ قال تعالی نَزَلْنَاهُ﴿ كذلك ﴾اَی مُتَفَرِّقًا﴿ لنثبت به فوادک﴾نُقَوِّی قَلبكَ﴿ ورتلنه ترتيلا (۳۲)﴾اَی آتَيْنَا بِهٖ شَيْئًا بَعْدَ شَيْءٍ بِتَمَهُّلٍ وَتُؤَدَةٍ لِيَتَيَسَّرَ فَهمُهٗ وحِفظُهٗ ﴿ولا یاتونک بمثل﴾فِی اِبطَالِ اَمرِکَ﴿ الا جئنك بالحق ﴾الدَّافِعِ لَهٗ﴿ واحسن تفسيرا (۳۳)﴾بَيَانًا هُم﴿ الذين يحشرون على وجوههم ﴾اَی يُساقُونَ﴿الى جهنم اولئك شر مكانا ﴾هُوَ جَهنَّمُ﴿واضل سبيلا (۳۴)﴾اَخطَاءُ طَرِيقًا مِنْ غَيرِهِمْ وهُوَ كُفرُهُمْ.

﴿ترجمہ﴾

اور بولے وہ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے (یعنی جو دوبارہ جی اٹھنے سے خوف زدہ نہیں) کیوں نہ (لولا بمعنی ھلا ہے) ہم پر فرشتے اتارے (جو ہماری جانب پیغام رسانی کرتے) یا ہم اپنے رب کو دیکھتے (تو ہمیں بتایا جاتا کہ حضرت سیدنا محمد ﷺ واقعی اس کے رسول ہیں) بیشک اپنے جی میں بہت ہی اونچی کھینچی (یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھا) اور بڑی سرکشی پر آئے (دنیا میں رؤیتِ باری تعالیٰ کا مطالبہ کرکے، یہاں عتوا اپنی اصل پر واؤ کے ساتھ ہے بخلاف سورۂ مریم میں عتی کے، کہ وہاں ابدال ہے) جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے (تمام مخلوق میں سے، اس دن سے مراد قیامت کا دن ہے، یوم کا نصب اذکر مقدر کی بناء پر ہے) وہ دن مجرموں کی کوئی خوشی کا نہ ہوگا (بخلاف مؤمنوں کے کہ ان کے لئے تو جنت کی خوش خبری ہے، اور یہاں مجرموں سے مراد کافر ہیں) اور کہیں گے الٰہی ہم میں ان میں کوئی آڑ کردے رکی ہوئی (دنیا میں اپنی عادت کے مطابق، کہ وہاں جب بھی ان پر کوئی مصیبت نازل ہوتی تو کہنے لگتے: "ہائے بچاؤ! بچاؤ!" تو یہاں بھی وہ فرشتوں سے پناہ مانگیں گے ......تو اللہ ﷻ ارشاد فرمائے گا) اور ہم نے قصد فرما کر (قدمنا بمعنی عمدنا ہے) جو کچھ انہوں نے کام کیے تھے (نیکی کے دنیا میں مثلاً صدقہ، صلہ رحمی، مہمان نوازی اور کسی مظلوم کی فریاد رسی) انہیں باریک باریک غبار، کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں (ھباء منثورا سے مراد وہ باریک ذرات ہیں جو روشن دان کے کسی باریک سوراخ میں دھوپ پڑنے کے وقت نظر آتے ہیں، جیسا کہ غبار کے بکھرے ہوئے ذرے ہوں، یعنی ان کے نیک اعمال نفع نہ دینے میں اس منتشر غبار جیسے ہیں، اس لئے کہ ایمان کی شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے ان کے نیک اعمال میں کوئی ثواب نہیں بلکہ وہ دنیا ہی میں اس نیک کام کا بدلہ پا چکے ہیں) جنت والوں کا اس دن (یعنی قیامت کے دن) اچھا ٹھکانا (ہوگا دنیا میں کافروں کے ٹھکانے سے) اور حساب کی دوپہر کے بعد اچھی آرام کی جگہ (ان سے، مقیلا سے مراد ایسی جگہ ہوتی ہے جس میں قیلولہ کیا جاسکے جبکہ قیلولہ سے مراد گرمیوں میں دوپہر کے وقت کا آرام ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عین دوپہر کو حساب ختم ہوجائے گا جس طرح کہ حدیثِ پاک میں بھی آیا ہے) اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان (یعنی ہر آسمان) بادلوں سے (بالغمام میں باحرف جر مصاحبت کے لئے ہے، اور اس سے مراد سفید بادل ہیں) اور فرشتے اتارے جائیں گے (ہر آسمان سے) پوری طرح (قیامت کے دن، تنزیلا کا نصب اذکر فعل محذوف کی وجہ سے ہے، ایک قرأت میں تشقق کو ش کی تشدید کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے یعنی دوسری تا حرف اصلی میں مدغم ہے، اور ایک قرأت میں نزل کی بجائے ننزل ہے، یعنی ایک نون کی بجائے دو نون ہیں جبکہ دوسری نون ساکن اور لام مضموم ہے، اس صورت میں الملائکۃ منصوب ہوگا) اس دن سچی بادشاہی رحمٰن کی ہے (جس میں کوئی شریک نہ ہوگا) اور وہ (خاص) دن کافروں پر سخت ہے (بخلاف مؤمنوں کے) اور جس دن ظالم چبا چبالے گا (یہاں ظالم سے مراد

مشرک عقبہ بن ابی معیط ہے کہ جس نے کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد ابی بن خلف کی رضا کی خاطر مرتد ہونا قبول کرلیا تھا) اپنے ہاتھ (قیامت کے دن حسرت اور شرمساری کی وجہ سے) اور کہے گا کہ (یا حرف تنبیہ ہے) ہائے کسی طرح سے میں نے رسول (یعنی حضرت سیدنا محمد مصطفی ﷺ) کے ساتھ راہ لی ہوتی (سبیلا سے مراد ہدایت کی جانب جانے والا راستہ ہے) وائے خرابی میری (یٰـوَیلَتا کا الف، یاءِ اضافت کے عوض ہے یعنی یہ اصل میں ویـلـتـی تھا جس کا معنی ہے ہائے میری ہلاکت) ہائے کسی طرح میں نے نہ بنایا ہوتا فلانے کو (یعنی ابی بن خلف کو) دوست......۲...... بیشک اس نے مجھے بہکا دیا نصیحت سے (یعنی قرآنِ کریم سے) میرے پاس آئی ہوئی (اس طرح کہ سرورِ کائنات ﷺ پر ایمان لانے سے اس نے اسے پھیر دیا، پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) :ور شیطان آدمی (یعنی کافر) کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے (اس طرح کہ وہ اس سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور مصیبت وآزمائش کے وقت اس سے برأت کا اظہار کرتا ہے) اور عرض کی رسول نے (یعنی سرورِ دو عالم حضرت سیدنا محمد ﷺ نے) کہ اے میرے رب! میری قوم (یعنی قریش) نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرایا (مھجورًا بمعنی متروکًا ہے، تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے آپ ﷺ کی قوم کے مشرکین میں سے دشمن بنائے ہیں) ہم نے ہر نبی کے لیے (آپ ﷺ سے پہلے) دشمن بنا دیے تھے مجرم لوگ (یعنی مشرکین، پس آپ ﷺ بھی اسی طرح صبر کریں جیسا سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام نے صبر کیا تھا) اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت کرنے (کو آپ ﷺ کی خاطر) اور مدد دینے کو (آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کے دشمنوں کے خلاف) اور کافر بولے کیوں نہ (لـولا بمعنی ھـلا حرف تنبیہ ہے) قرآن ان پر ایک ساتھ اتار دیا (توریت، انجیل اور زبور کی طرح، تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے اسے نازل فرمایا ہے یعنی) ہم نے یونہی بتدریج اسے اتارا ہے (تھوڑا تھوڑا کر کے) کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں (یعنی اسے تقویت دیں......۳......) اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا (یعنی ہم نے آپ ﷺ کو تھوڑا تھوڑا کر کے ایک کے بعد ایک آیت نازل فرما کر عطا کیا تاکہ اس کا سمجھنا اور یاد کرنا آسان ہو) اور وہ کوئی کہاوت تمہارے پاس نہ لائیں گے (آپ ﷺ کے دین کو باطل کرنے کے متعلق) مگر ہم لے آئیں گے حق (ان کا رد کرنے کے لئے) اور اس سے بہتر بیان (تفسیرا بمعنی بیانا ہے) وہ جو جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے اپنے منہ کے بل (یحشرون بمعنی یساقون ہے) ان کا ٹھکانا سب سے برا (یعنی جہنم ہے) اور وہ سب سے گمراہ (یعنی دوسروں کی نسبت وہ زیادہ غلط راستے پر ہیں جو کہ ان کا کافر ہونا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الذین لا یرجون لقاء نا لولا انزل علینا الملئکۃ اونری ربنا﴾

و: عاطفہ، قال: فعل، الـذیـن لا یرجون لقاء نا: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، لولا: حرف تحضیض، انـزل علینا الـمـلـئکۃ: فعل وظرف لغو نائب الفاعل ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، نـری ربـنا: جملہ فعلیہ معطوف ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لقد استکبروا فی انفسھم وعتوعتوا کبیرا﴾

لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، استـکـبـروا فـی انفسھم: فعل بافاعل ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عتوا: فعل بافاعل، عتوا کبیرا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف ”نقسم“ کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿یوم یرون الملئکۃ لا بشری یومئذ للمجرمین ویقولون حجرا محجورا﴾

یوم: مضاف، یرون: فعل بافاعل، الملئکۃ: ذوالحال، لا: نفی جنس، بشری: ذوالحال، یومئذ: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم،

للمجرمین: ظرف مستقر خبر ہلکر قول محذوف "یقولون" کیلئے مقولہ ہلکر جملہ فعلیہ قولیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقولون: قول، حجرا محجورا: مرکب توصیفی فعل محذوف "یحجرہ" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف فعل محذوف "اذکر" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقدمنا الی ماعملوا من عمل فجعلنه هباء منثورا﴾

و: مستانفہ، قدمنا: فعل بافاعل، الی: جار، ماعملوا: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من عمل: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور ملکر ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: عاطفہ فجعلنه: فعل بافاعل ومفعول، هباء منثورا: مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اصحب الجنة يومئذ خير مستقرا واحسن مقيلا﴾

اصحب الجنة: مبتدا، یومئذ: ظرف مقدم، خیر: اسم تفضیل "بماھو" ضمیر ممیز، مستقرا: تمیز ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، احسن: اسم تفضیل "ھو" ضمیر ممیز، مقیلا: تمیز ملکر فاعل، ملکر معطوف، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ويوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملئكة تنزيلا﴾

و: عاطفہ، یوم: مضاف، تشقق السماء بالغمامہ: فعل وفاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ ملکر "اذکر" فعل محذوف کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، نزل الملئکۃ: فعل مجہول ونائب الفاعل، تنزیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الملک يومئذ الحق للرحمن ط وكان يوما على الكفرين عسيرا﴾

الملک یومئذ: شبہ جملہ موصوف، الحق: صفت، ملکر مبتدا، للرحمن: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، کان: فعل ناقص با اسم، یوما: موصوف، علی الکفرین عسیرا: شبہ جملہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ويوم يعض الظالم على يديه يقول يليتني اتخذت مع الرسول سبيلا﴾

و: عاطفہ، یوم: مضاف، یعض: فعل، الظالم: ذوالحال، یقول: قول، یلیتنی: یا: للتنبیہ، لیتنی: حرف مشبہ واسم، اتخذت: فعل بافاعل، مع الرسول: ظرف، سبیلا: مفعول ملکر جملہ فعلیہ خبر ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ملکر جملہ قولیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، علی یدیہ: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر "اذکر" فعل محذوف کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿يويلتى ليتني لم اتخذ فلانا خليلا﴾

یویلتی: ندائیہ، لیتنی: حرف مشبہ واسم، لم اتخذ: فعل نفی بافاعل، فلانا: مفعول اول، خلیلا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لقد اضلني عن الذكر بعد اذجاء ني ط وكان الشيطن للانسان خذولا﴾

لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، اضل: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، بعد: مضاف، اذجاء نی: مضاف الیہ ملکر ظرف متعلق بمحذوف حال اول، و: حالیہ، کان الشیطن: فعل ناقص واسم، للانسان خذولا: شبہ جملہ خبر ملکر جملہ فعلیہ حال ثانی، ملکر فاعل، ن: وقایہ، ی: ضمیر مفعول، عن الذکر: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وقال الرسول يرب ان قومي اتخذوا هذا القران مهجورا﴾

و: عاطفہ، قال الرسول: قول، یرب: نداء، ان قومی: حرف مشبہ واسم، اتخذوا: فعل بافاعل، ھذاالقران: مفعول

اول،مھجورا:مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ماقبل "قال الذین لا یرجون لقاء نا" پر معطوف ہے۔

﴿و کذلک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین﴾

و:عاطفہ،کذلک:ظرف مستقر "الجعل" مصدر محذوف کیلئے صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم،جعلنا:فعل بافاعل،لکل نبی:ظرف لغو،عدوا:موصوف،من المجرمین:ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و کفی بربک هادیا ونصیرا﴾

و:عاطفہ،کفی:فعل،ب:زائد،ربک:ذوالحال،هادیا:معطوف علیہ،و:عاطفہ،نصیرا:معطوف،ملکر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال الذین کفروا لولا نزل علیه القراٰن جملة واحدة﴾

و:عاطفہ،قال الذین کفروا:قول،لولا:حرف تحضیض،نزل علیه:فعل مجہول وظرف لغو،القراٰن:ذوالحال،جملة واحدة:حال ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿کذلک لنثبت به فوادک﴾

کذلک:ظرف مستقر "تنزیلا" مصدر محذوف کیلئے صفت ملکر مفعول مطلق مقدم "نزلنه" فعل محذوف کیلئے،لام:جار،نثبت به فوادک:فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور ملکر ظرف لغو "نزلنا" فعل محذوف اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ورتلنه ترتیلا ٥ ولا یاتونک بمثل الا جئنک بالحق واحسن تفسیرا ٥﴾

و:عاطفہ،رتلنه:فعل بافاعل ومفعول،ترتیلا:مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،لا یاتون:فعل بافاعل،ک:مفعول،بمثل:ظرف لغو،الا:اداۃ حصر،جئنک:فعل بافاعل ومفعول،ب:جار،الحق:معطوف علیہ،و:عاطفہ،احسن:ممیز،تفسیرا:تمیز ملکر معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل اعم احوال سے حال ہے "ای لایاتونک بمثل فی حال من الا حوال الافی حال اتیاننا الیک بالحق"،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین یحشرون علی وجوههم الی جهنم اولئک شر مکانا واضل سبیلا ٥﴾

الذین:موصول،یحشرون:فعل مجہول وواؤ ضمیر ذوالحال،علی وجوههم:ظرف مستقر حال،ملکر نائب الفاعل،الی جهنم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر "هم" مبتدا محذوف کیلئے خبر ملکر جملہ اسمیہ،اولئک:مبتدا،شر:ممیز،مکانا:تمیز ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،اضل:ممیز،سبیلا:تمیز ملکر معطوف،ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ویوم یعض الظالم علی یدیه...... ☆ عقبہ بن ابی معیط ابی بن خلف کا گہرا دوست تھا،سید عالم ﷺ کے فرمانے سے اُس نے کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی شہادت دی،اور اس کے بعد اُبی بن خلف کے زور ڈالنے پر پھر مرتد ہوگیا اور سید عالم ﷺ نے اس کو مقتول ہونے کی خبر دی،چنانچہ بدر میں مارا گیا،یہ اس کے حق میں نازل ہوئی کہ روز قیامت اس کو انتہاء درجہ کی حسرت وندامت ہوگی اور اس حسرت میں وہ اپنے ہاتھ چاب چاب لے گا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نزول ملائکہ کے وقت رکاوٹ کا معنی:

لے.....فرشتوں کے دیکھنے سے مراد یہ ہے موت کے وقت فرشتے مومنوں کو جنت کی بشارت اور کافروں کو لوہے کے گرز مار کر ان کی روحیں نکالیں گے۔ اہلِ تاویل کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اس جملے کے قائل کون ہونگے بعض کہتے ہیں کہ فرشتے کہیں گے۔ ایک قول ضحاک، ابواسامہ، ابن جریج وغیرہ کا یہ بھی ہے کہ فرشتے کافروں سے کہیں گے کہ تمہارے لئے خوشخبری حرام ہے۔ قتادہ کا قول ہے کہ اہل عرب ﴿ویقولون حجرا محجورا﴾ اور کہیں گے الٰہی ہم میں اُن میں کوئی آڑ کردے رکی ہوئی (الفرقان:۲۲) ﴾ یہ جملہ اس وقت کہتے ہیں جب کسی شخص پر شدت کے آثار ہوتے ہیں۔ اسی سے متصل یہ کلام بھی کہ ﴿اصحب الجنة یومئذ خیر مستقرا واحسن مقیلا جنت والوں کا اس دن اچھا ٹھکانہ اور حساب کے دوپہر کے بعد اچھی آرام کی جگہ (الفرقان:۲۴)﴾ یعنی آخرت میں مسلمانوں کے تمام احوال کافروں کے مقابلے میں بہتر ہونگے۔

متذکرہ بحث سے ایک شق یہ بھی نکلی ہے کہ جب کافر نزول ملائکہ کو دیکھیں گے، موت کا یقین ہو جائے گا، زندگی کے آثار ختم ہوتے دکھائی دیں گے، آیا ایسے وقت میں ایمان لانا کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام کے دامن میں سما جانا قابل قبول ہے یا نہیں؟ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں آخر وقت دو ہیں، ایک وہ کہ ہنوز پردے باقی ہیں، اور یہ وقت قبول ایمان کا ہے لیکن دوسرا وہ حقیقی آخر جب حالت غرغرہ ہو، پردے اُٹھ جائیں، جنت و نار پیش نظر ہو جائیں، یومنون بالغیب کا محل باقی نہ رہے، کافر کا اس وقت اسلام قبول کرنا بالاجماع مردود و نامقبول ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راو باسنا سنة الله التی قد خلت فی عبادہ وخسر ھنالک الکفرین تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا، اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا اور وہاں کافر گھاٹے میں ہیں (مومن:۸۵)﴾۔ (الفتاوی الرضویہ، شرح المطالب فی مبحث ابی طالب، ج۲۹، ص ۷۳۵)

☆.....قال النبی ﷺ: "ان الله یقبل توبة العبد ما لم یغرغر سید عالم ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل سکرات موت سے پہلے پہلے توبہ قبول فرماتا ہے"۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل التوبة، رقم:۳۵۴۸، ص ۱۰۱۵)

شریعت کی رو سے دوستی کس کی اچھی.....!

ع.....خــل سے معنی ہیں: آدمی کو جس کی احتیاج ہو، کہا جاتا ہے کہ فلاں محتاج ہے، یعنی اپنے معاملات میں فلاں کا محتاج ہے، اسی سے خلیل بھی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لوگوں کو علم دین سکھاؤ کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ کب لوگ اس کی جانب بغرض علم محتاج ہونگے"۔ (لسان العرب، ج٤، الحرف الخاء، ص ۲۰۱)

متذکرہ تعریف کی رو سے ہم نے جان لیا کہ انسانی زندگی میں دوستی کی اہمیت کتنی ہے، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نیک ہم نشین اور بُرے ہم نشین کی مثال اس طرح ہے کہ مشک والا ہو اور لوہار کی بھٹی میں پھونک مارنے والا ہو، مشک والا یا تو تم کو مشک کا عطیہ دے گا یا تم اس سے مشک خریدو گے ورنہ تم کو اس سے پاکیزہ خوشبو آتی رہے گی اور لوہار کی بھٹی والا تمہارے کپڑے جلائے گا ورنہ تم کو اس سے ناگوار بُو ضرور آئے گی۔

(صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب:المسک، رقم: ٥٥٣٤، ص ٩٨٤)

☆.....حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر شخص اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے سو تم میں سے ہر شخص

غور کرے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب: من یومر ان یجالس، رقم:۴۸۳۳،ص ۹۰۶)

☆......حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:"مومن کے سوا اور کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور متقی کے سوا کوئی تمہارا کھانا نہ کھائے"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب: من یومر ان یجالس، رقم:۴۸۳۲،ص ۹۰۶)

☆......"من جامع المشرک وسکن معه فانه مثله جو مشرک سے یکجا ہو اور اس کے ساتھ رہے وہ اسی کی مثل ہے"۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب فی الاقامة بارض الشرك، رقم:۲۷۸۷،ص۵۲۶)

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے:"انا بری من کل مسلم مع مشرک لا تری نار اهما،اورده فی النهایة میں بیزار ہوں اُس مسلمان سے جو مشرکوں کے ساتھ ہو، مسلمان اور کافر کی آگ آمنے سامنے نہ ہونی چاہیے یعنی دوری لازم ہے"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب: النهی عن قتل من اعتصم بالسجود، رقم:۲٦٤٥،ص۴۹۳)

☆......"ایاک وقرین السوء فانک به تعرف یعنی بُرے مصاحب سے بچ کیونکہ تو اسی کی وجہ سے پہچانا جائے گا"۔

(التهذیب تاریخ ابن عساکر، ج٤،ص۲۹۲)

☆...... "اعتبروا الصاحب بالصاحب یعنی آدمی کو اس کے ہمنشین پر قیاس کرو"۔

(کنز العمال ،رقم:۳۰۷۳۱،بحواله عد،عن ابن مسعود،الجزء۱۱، ج٦،ص ٤١)۔

☆......"المرء مع من احب آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب علامة الحب فی الله، رقم:٦١٦٨،ص۱۰۷۵)

☆......"من احب قوما حشره الله فی زمرتهم جو جس قوم سے محبت کرے گا اس کا انہی کے ساتھ حشر ہوگا"۔

(الکبیر للطبرانی،باب الجیم،جندرة بن خیشنة ابو قرصافة، رقم: ۲۵۱۹،ج۳،ص۱۹)

☆......"ادفنوا موتاکم وسط قوم الصلحین یعنی اپنے مردوں کو نیکوں کے درمیان دفن کرو"۔

(الفردوس بماثور الخطاب،رقم:۳۳۷،ج۱،ص۱۰۲)

متذکرہ بالا احادیث کے تحت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:"هم القوم لا تشقی بهم جلیسهم یعنی یہ وہ قوم ہے کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا"۔ (الفتاوی الرضویه مخرجه، کتاب الجنائز، ج۹،ص۳۸۵)

یک بارگی نزول قرآن نہ کرنے کی حکمتیں:

۳......یک بارگی نزول قرآن نہ ہونے پر اعتراض کرنے والوں کے بارے میں اختلاف ہے کہ کون تھے؟ ایک قول یہ ملتا ہے کہ قائل کفار قریش تھے اور یہ قول ابن عباس کا ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ قائل یہود تھے۔ جب یہود نے قرآن کو متفرق طور پر نازل ہوتے دیکھا تو کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور یکبارگی نازل ہوئی۔ اللہ عزوجل نے فرمایا﴿کذلک﴾ یعنی ہم نے نزول قرآن کا سلسلہ متفرق طور پر اس لئے رکھا ہے کہ ﴿لنثبت به فوادک تاکہ ہم اس سے تمہارے دل کو جما دیں(الفرقان:۳۲)﴾ تا کہ اے محبوب ﷺ! تیرے قلب اطہر کو ثابت رکھ سکیں اور اس پاک کلام کا بوجھ اٹھانے میں تجھے کوئی تنگی نہ محسوس ہو، اس لئے کہ سابقہ حضرات انبیائے کرام لکھتے پڑھتے تھے اور یہ نبی امی ہیں اور اس پاک کلام میں ناسخ ومنسوخ کا سلسلہ بھی ہے، اور ایسا بھی ہے کہ کسی معاملے میں پوچھے جانے کے حوالے سے ہم نے نبی پاک ﷺ کے منصب اور سائل کے لئے آسانی کے حوالے سے رعایت کا اہتمام بھی کیا ہے اور اسی مقصد کے لئے جدید وحی کا سلسلہ رہا تا کہ قلب اقدس میں مزید قوت

پیدا ہو۔

اگر کہیں یہ سوال ہو کہ اللہ ﷻ کے لئے یک بارگی قرآن پاک نازل کر کے اپنے نبی کو یاد کرا دینا آسان تھا تو پھر ایسا کیوں نہ کیا؟ اس اعتراض کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ اگرچہ آسان تھا کہ ایک لمحے میں نزول قرآن، تعلیم قرآن اور حفظ قرآن فرما دیتا لیکن ایسا نہ فرمانے میں کوئی اعتراض نہیں ہے اور ہم نے اس کی حکمت (ماقبل) بیان کی ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ یہ کلام ﴿کذلک﴾ مشرکین کا کلام ہے، یعنی اللہ ﷻ نے جس طرح توریت، زبور اور انجیل یکبارگی نازل فرمائی ایسے ہی قرآن کا نزول یک بارگی کیوں نہ فرمایا اسی لئے ﴿لنثبت به فؤادک تاکہ ہم اس سے تمہارے دل کو جما دیں (الفرقان:۳۲)﴾ فرمایا، اور یہ بھی جائز ہے کہ ﴿جملة واحدة﴾ پر وقف کیا جائے۔ ابن عباس سے ایک سند سے روایت ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿انا انزلناه فی لیلة القدر بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا (القدر،۱)﴾ سے مراد یہ ہے کہ مکمل قرآن پاک رب عزوجل کی بارگاہ سے لوح محفوظ سے آسمان میں کراما کاتبین پر اور آسمان سے جبرئیل علیہ السلام تک کراما کاتبین نے بیس راتوں میں، پھر جبرائیل امین علیہ السلام نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر بیس راتوں میں پہنچایا۔ (القرطبی، الجزء ۱۹، ص ۳۰)

اغراض: لا یخافون البعث: اس لئے کہ وہ لوگ مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے منکر تھے، اور ان کا گمان یہ تھا کہ وہ بعث بعد الموت سے امن میں رہیں گے۔ **قال تعالی:** اللہ ﷻ نے ان کے قول کا رد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿لقد استکبروا فی انفسهم ...... الخ (الفرقان:۲۱)﴾۔ **تکبروا:** یعنی انہوں نے رسول کے بشر ہونے سے تکبر کیا، ان کی خواہش یہ تھی کہ رسول ملائکہ سے ہوں۔ **بطلبهم رؤية الله:** "عتوا" کے متعلق ہے، اور باء سببیہ ہے، اور متعلق کا ذکر نہیں کیا گیا۔ **فلهم البشری بالجنة:** اور اس بشارت کی دلیل اللہ ﷻ کا فرمان ﴿بشراکم الیوم جنات تجری من تحتها الانهار (الحدید:۱۲)﴾ ہے۔

یستعیذون من الملائكة: یعنی کا فر متذکرہ عبارت ﴿حجرا محجورا﴾ کہتے ہوئے فرشتوں کے ذریعے پہنچنے والی تکلیف سے اللہ ﷻ کی پناہ چاہیں گے۔ **لعدم شرطه:** سے مراد ایمان نہ پایا جانا ہے کہ ایمان نہ ہو تو عمل کا ثواب کیسے ملے۔

ویجازون علیه فی الدنیا: یعنی مال، اولاد، عافیت وغیرہ دنیاوی تلذذات کی چیزیں ہیں، پس کافروں کے اچھے اعمال جس پر نیت کا دار و مدار نہیں ہوتا اس لئے انہیں اس پر دنیا ہی میں اجر دے دیا جاتا ہے، اور یہ بھی کہ جس عمل پر نیت کا مدار نہ ہو، تو اس پر اصلا کوئی جزاء ہی نہیں کیونکہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور نیت ہی نہ ہو تو پھر قبولیت اور ثواب کی امید نہ ہونی چاہیے۔

من الكافرين: جنت میں مومنین پر جو نعمتیں ہوتی ہیں وہ دنیا میں کافروں پر ہونے والی نعمتوں سے بدرجہا بہتر ہیں، جس کا اشارہ "خیر" اسم تفضیل سے کیا گیا، اور مفسر نے اس کا جواب فی الدنیا کے ذریعے دیا یعنی جہنمیوں کا جہنم میں استقرار (ٹھراؤ) جہنم میں بہتر نہیں، اور یہ بھی درست ہے کہ یہاں اُخروی اعتبار سے ہر قسم کے استقرار کو مراد لیا جائے اور اس صورت میں اسم تفضیل کو لانے کا منشاء کافروں کے لئے زجر و توبیخ کرنا ہے۔

کما ورد فی الحدیث: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن، دن کا نصف ہونا نہ پایا جائے گا، یہاں تک کہ جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں قیلولہ کر لیں، اور قیلولہ نصف دن میں ہونے والی استراحت کا نام ہے، اور یہ وہ استراحت (آرام) ہے جس میں نیند نہیں پائی جاتی اسلئے کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے ﴿واحسن مقیلا (الفرقان:۲۴)﴾، جنت میں نیند نہیں پائی جاتی، روایت میں یہ بھی ہے کہ قیامت کا دن مومنین کے لئے مختصر ہوگا یہاں تک کہ عصر سے مغرب تک کا درمیانی وقت ہوتا ہے۔

وهو غیم ابیض: مراد وہ بادل ہیں جو ساتوں آسمانوں کے اوپر ہونگے، اور ان کی موٹائی اور وزن ساتوں آسمانوں کی موٹائی اور وزن

کے برابر ہونگے، پس جب وہ ساتویں آسمان پر نزول کرے گا تو اسے اپنے وزن کی وجہ سے توڑ ڈالے گا اور اسی طرح زمین پر اس کا نزول ہوگا اور ہر آسمان کے فرشتے بادلوں کے ساتھ شامل ہونگے، جب پہلے آسمان دنیا پر نزول ہوگا تو فرشتوں کی تعداد زمین پر رہنے والوں کے مقابلے میں دس گنا ہوگی، پھر دوسرے آسمان پر فرشتوں کی تعداد بیس گنا ہوگی، اور اسی مناسبت سے قیاس کرلیں، اور اسی طرح جب دنیا کے فرشتوں پر نزول ہوگا تو اہل محشر کو صف باندھے گھیر لیں گے، اور اسی کی مثل دوسرے آسمان کا حال ہوگا کہ ان کی صف پہلے آسمان والوں کی صف کے پیچھے وعلی ھذا القیاس، اور یہ فرشتے اہل محشر کو فرار ہونے سے روکیں گے اور (حساب کتاب کے بغیر) دخول جہنم سے دور کریں گے اور اس کی مثل کلام سورۃ ابراہیم میں ﴿یوم تبدل الارض غیر الارض (ابراھیم:۴۸)﴾ کے تحت گزر چکا ہے۔ **بخلاف المومنین:** قیامت کا دن کافروں پر دشوار ہوگا جب کہ مومنین پر اس کے برعکس معاملہ ہوگا، جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ: "مومنین کے لئے قیامت کا دن فرض نماز سے بھی کم وقت کا معلوم ہوگا"۔

کان نطق بالشھادتین: عقبہ بن ابی معیط نے کھانے کی دعوت کا اہتمام کیا اور سید عالم ﷺ کو بھی دعوت دی، سید عالم ﷺ تشریف لے گئے لیکن فرمایا کہ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤنگا جب تک کہ عقبہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی نہ دے دے، جب اس نے ایسا ہی کیا تو سید عالم ﷺ نے کھانا تناول فرمایا، عقبہ ابی بن خلف کا گہرا دوست تھا، جب ابی بن خلف کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے کہا اے عقبہ! کیا تو نے مذہب بدل لیا؟ عقبہ نے کہا: نہیں! لیکن میرے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں اس وقت تک تیرے یہاں کھانا نہ کھاؤں گا جب تک کہ تو کلمہ طیبہ کا تلفظ نہ کرے، پس مجھے حیا آئی کہ ایسے ہی کسی شخص کو اپنے گھر سے بغیر کھانا کھلائے باہر کردوں، پس میں نے اس کے کلام کی گواہی دی تو اس نے کھانا کھایا، ابی بن خلف نے کہا کہ میں تجھ سے راضی نہ ہونگا جب تک کہ تو محمد عربی کے چہرے (انور) پر نہ تھوک دے، پس عقبہ نے یونہی کیا، لیکن اس کا تھوک اسی کے چہرے پر گرا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ جل گیا، سید عالم ﷺ نے فرمایا میں تجھے مکہ مکرمہ سے اس وقت تک نہیں نکال سکتا جب تک تیرا سر تلوار سے نہ اڑا دیا جائے، پس بدر کے دن یہ قیدی ہوا اور سید عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اسے قتل کردیا جائے۔ **ای القرآن:** سے مراد کلمہ شہادت ہے۔

قال تعالی: توریت، انجیل وزبور کے یک بارگی نازل ہونے پر ہونے والے تین قسم کے شبہات کو سید عالم ﷺ کی ذات پاک سے دور کرنے کے لئے قرآن کو تدریجا نازل کیا گیا، اول یہ کہ سید عالم ﷺ کے قلب مبارک میں اس پاک کلام کو خوب جما دیا جائے، ثانی یہ کہ ٹھہر ٹھہر کر نزول کی برکت سے حفظ کرنا آسان ہوجائے اور ثالث یہ کہ اس فرمان ﴿ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا (الفرقان:۳۳)﴾ کی تائید ہوجائے۔ **لتیسیر فھمہ وحفظہ:** یعنی قرآن کو بتدریج اس لئے اتارا کہ آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کی امت کو یاد کرنا آسان ہوجائے، اور یہ خاص امت محمدیہ کا خاصہ ہے کسی اور کو نہیں دیا گیا، حدیث قدسی میں ہے: "اے محبوب! میں نے تیری امت کو قوموں میں تقسیم کردیا اور ان کے دلوں کو کشادہ کردیا"۔ بچوں کو قرآن کی تعلیم دینا تدریجی مراحل میں ہو تو ان کے دلوں میں محفوظ بھی رہتا ہے، یاد کرنے میں بھی آسانی رہتی ہے کیونکہ بچہ جب چھوٹی سورۃ دیکھتا ہے تو پوری طاقت سے اسے حفظ کرلیتا ہے چست وتوانا رہتا ہے۔ **ای یساقون:** یعنی اللہ عزوجل کی قدرت سے جہنمی زمین پر اپنے سروں اور چہروں کے بل گھسٹتے بھرتے ہوئے ہونگے۔

(الصاوی، ج۴، ص۲۰۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿ولقد اتینا موسی الکتب﴾ التّورَاۃَ ﴿وجعلنا معہ اخاہ ھرون وزیرا (۳۵)﴾ مُعِینًا ﴿فقلنا اذھبا الی القوم الذین کذبوا بایتنا﴾ اَی القِبطِ فِرعونَ وَقومَہٗ فَذَھَبَا اِلَیھِمْ بِالرِّسالَۃِ فَکَذَّبُوھُمَا ﴿فدمرنھم

تدمیرا (٣٦)﴾اَهْلَكْنَاهُم اِهْلَاكًا﴿و﴾اذْكُرْ﴿قوم نوح لما كذبوا الرسل﴾بتَكذِيبِهِمْ نُوحًا لِطُولِ لُبْثِهٖ فِيهِم فَكَاَنَّه رُسلٌ اَو لِاَنَّ تَكذِيبَهُ تَكذِيبٌ لِبَاقِي الرُّسلِ لِاشتِرَاكِهِمْ فِي الْمَجِيئِ بِالتَّوحِيدِ ﴿اغرقنهم﴾جَوَابُ لَمَّا﴿ وجعلنهم للناس ﴾بَعدَهُم﴿اية﴾عِبرَةً﴿واعتدنا﴾فى الاخِرَةِ﴿للظلمين﴾الكَافِرِينَ﴿ عذابا اليما (٣٧)﴾مُولِمًا سِوَى مَا يَحِلُّ بِهِم فِي الدُّنيَا ﴿و﴾اذْكُر﴿عادا﴾قَومَ هُودٍ﴿ وثمودا﴾قومَ صالحٍ﴿ واصحب الرس ﴾اِسمُ بِئرٍ وَنَبِيُّهُمْ قِيلَ شُعيبٌ وَقِيلَ غَيرُهُ كانوا قُعُودًا حَولَهَا فَانْهَارَتْ بِهِم وَبِمَنَازِلِهِمْ ﴿وقرونا﴾اَقوامًا﴿بين ذلك كثيرا (٣٨)﴾اى بَينَ عَادٍ واَصْحٰبِ الرَّسِ﴿وكلا ضربنا له الامثال ﴾فِي اِقَامَةِ الحُجَّةِ عَلَيهِمْ فَلَمْ نُهلِكْهُمْ اِلا بَعدَ الاِنْذَارِ﴿وكلا تبرنا تتبيرا (٣٩)﴾اَهلَكنَا اِهلَاكًا بِتَكذِيبِهِم اَنبِيَائَهُم ﴿ ولقد اتوا﴾مَرُّوا اى كُفَّارُ مكَّةَ﴿على القرية التى امطرت مطر السوء ﴾مَصدرُ سَاءَ اَى بِالحِجَارَةِ وَهِيَ عُظْمٰى قُرى قومِ لوطٍ فَاَهْلَكَ اللّٰهُ اَهلَهَا لِفِعلِهِمُ الفَاحِشَةَ ﴿ افلم يكونوا يرونها بل ﴾فِي سَفَرِهِم الى الشَّامِ فَيَعْتَبِرُونَ وَالْاِستِفهَامُ لِلتَّقرِيرِ﴿كانوا لا يرجون﴾يَخَافُونَ﴿ نشورا (٤٠)﴾بَعْثًا فَلَا يُؤمِنُونَ ﴿واذا راوك ان﴾مَا﴿يتخذ ونك الا هزوا﴾مَهزُوًّا بِهٖ يَقُولُونَ﴿اهذا الذى بعث الله رسولا (٤١)﴾فِي دَعْوَاهُ مُحتَقِرِينَ لَهُ عَنِ الرِّسَالَةِ ﴿ان﴾مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيلَةِ وَاسمُهَا مَحذُوفٌ اى انَّهُ ﴿ كاد ليضلنا﴾يُصرِّفُنَا﴿عن الهتنا لولا ان صبرنا عليها﴾لَصَرَّفَنَا عَنهَا قال تعالى﴿ وسوف يعلمون حين يرون العذاب ﴾عَيَانًا فِي الْاٰخِرَةِ﴿ من اضل سبيلا (٤٢)﴾اَخطَاءُ طَرِيقًا اَهُم اَمِ المؤمنونَ ﴿ارءيت﴾اَخبِرنِي﴿من اتخذ الهه هوه ﴾اى مَهْوِيَّهُ قَدمُ المَفعُولَ الثَّانِيَ لِاَنَّهُ اَهَمُّ وجُملةُ مَنِ اتَّخَذَ مَفعُولٌ اَوَّلٌ لِرَاَيتَ والثاني﴿ افانت تكون عليه وكيلا (٤٣)﴾حَافِظًا تَحفَظُهُ عَنِ اتِّبَاعِ هَوَاهُ لَا﴿ام تحسب ان اكثرهم يسمعون ﴾سَمَاعَ تَفَهُّمٍ﴿ او يعقلون ﴾مَاتَقُولُ لَهُمْ ﴿ ان ﴾مَا﴿هم الا كالانعام بل هم اضل سبيلا(٤٤)﴾اَخطَاءُ طَرِيقا مِنهَا لِاَنَّهَا تَنقَادُ لِمَن يَتعهدُهَا وهُم لَا يُطِيعُونَ مَولَاهُم الْمُنعِمُ عَلَيهِم.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی (توریت) اور اس کے بھائی ہارون کو وزیر کیا (یعنی معاون و مددگار بنایا) تو ہم نے فرمایا تم دونوں جاؤ اس قوم کی طرف جس نے ہماری آیتیں جھٹلائیں (یعنی قبطیوں کی طرف جو کہ فرعون اور اس کی قوم تھی، پس وہ دونوں اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر ان کے پاس گئے تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا) پھر ہم نے انہیں تباہ کر کے ہلاک کر دیا۔ اور (یاد کرو) نوح کی قوم کو جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا (حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کو جھٹلا کر، آپ علیہ السلام کے ان میں عرصۂ دراز تک قیام کرنے کے باعث، گویا کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کئی رسولوں کے قائم مقام ہیں، یا پھر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کو جھٹلانا باقی سب رسولوں کو جھٹلانا ہے، اس لئے کہ وہ سب توحید کا پیغام لانے میں مشترک ہیں) ہم نے ان کو ڈبو دیا (اغرقنهم، لما کا جواب ہے) اور انہیں لوگوں کے لیے کر دیا (ان کے بعد) نشانی (عبرت کی) اور ہم نے تیار کر رکھا ہے (آخرت میں) ظالموں (یعنی کافروں) کے لیے دردناک

عذاب (انتہائی تکلیف دہ، اور یہ عذاب اس عذاب کے علاوہ ہوگا جو دنیا میں انہیں ہوگا) اور (یاد کرو) عاد (یعنی حضرت سیدنا ھود علیہ السلام کی قوم) اور ثمود (یعنی حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی قوم) اور کنوئیں والوں کو (الرّس ......۱...... ایک کنویں کا نام ہے، ان کے نبی کے بارے میں منقول ہے کہ وہ حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام تھے جبکہ ایک قول کے مطابق ان کے علاوہ کوئی اور نبی تھا، وہ لوگ اس کنویں کے گرد رہائش پذیر تھے، پس انہیں اور ان کے گھروں کو اسی کنویں میں دھنسا دیا گیا) اور ان کے بیچ میں بہت سی سنگتیں (یعنی قومِ عاد اور کنویں والوں کے درمیان بہت سی اقوام ہیں) اور ہم نے سب سے مثالیں بیان فرمائیں ......۲...... (ان پر حجت قائم کرنے کے لئے، پس ہم نے انہیں ڈرانے کے بعد ہی ہلاک کیا) اور سب کو تباہ کر کے مٹا دیا (یعنی انہیں مکمل طور پر ہلاک کر دیا ان کے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلانے کے سبب) اور ضرور یہ ہو آئے ہیں (یعنی ان کفارِ مکہ کا گزر رہا ہے) اس بستی پر جس پر برا برساؤ برسا تھا (پتھروں کا، السّوء مصدر ہے ساء کا، یہاں بستی سے مراد قومِ لوط کی سب سے بڑی بستی ہے کہ جس میں بسنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کے برے کاموں کی وجہ سے ہلاک کر دیا) تو کیا یہ اسے دیکھتے نہ تھے (شام کی طرف سفر کرتے ہوئے تا کہ اس سے عبرت حاصل کرتے، افلم یکونوا میں استفہام تقریری ہے) بلکہ انہیں امید تھی ہی نہیں (یعنی انہیں ڈر اور کوئی خوف نہیں تھا) جی اٹھنے کا (یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا کہ وہ ایمان لے آتے) اور جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا (یہاں اِن، بمعنی ما نافیہ ہے، اور ھزوا مصدر بمعنی مھزوا بہ مفعول بہ ہے یعنی جس کے ساتھ مذاق کیا جائے، اور کہتے ہیں) کیا یہ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا (ہے اپنے دعوی کے مطابق، یعنی وہ یہ بات ان کی رسالت کو حقیر جانتے ہوئے کہتے ہیں) قریب تھا کہ یہ ہمیں بہکا دیں (یہاں ان کاد میں ان مخففہ من الثقیلہ ہے جبکہ اس کا اسم محذوف ہے، تقدیرِ کلام یوں ہے کہ انہ کاد اور یضلنا بمعنی یصرفنا ہے یعنی ہمیں پھیر دیں) ہمارے خداؤں سے، اگر ہم ان پر صبر نہ کرتے (تو یقیناً ہمیں ان سے پھیر دیتے ......۳......، لہذا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) اور اب جانا چاہتے ہیں جس دن عذاب دیکھیں گے (آخرت میں اپنی آنکھوں سے) کہ کون گمراہ تھا (یعنی غلط راستے پر تھا کیا وہ کفار یا یہ مؤمنین؟) کیا تم نے اسے دیکھا (ذرا مجھے بتائیں تو سہی کہ) جس نے اپنا خدا بنا لیا اپنی جی کی خواہش کو (یعنی اپنی خواہشاتِ نفسانیہ کو، مفعول ثانی کو اس کی اہمیت کی وجہ سے مقدم کیا گیا ہے اور رایت کا مفعول اول من اتّخذ پورا جملہ ہے جبکہ اس کا مفعول ثانی مابعد افانت تکون ہے) تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لو گے (وکیلا بمعنی حافظا ہے، یعنی آپ انہیں ان کی خواہشات کی پیروی سے باز رکھ سکیں گے، نہیں ایسا نہیں ہو سکتا) یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے (ہیں سمجھنے کی خاطر) یا سمجھتے ہیں (جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے ہیں) وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ (یعنی ان چوپاؤں سے بھی بڑھ کر غلط راستے پر ہیں ......۴......، اس لئے کہ وہ جانور تو صرف اس شخص کی پیروی کرتے ہیں جو ان کی پرورش و خبر گیری کرتا ہے لیکن یہ کفار اپنے اس آقا و مولا کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کرتے جو ان پر انعامات فرمانے والا ہے، یہاں بھی اِنْ بمعنی ما نافیہ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اتینا موسی الکتب وجعلنا معه اخاه هرون وزیرا۰﴾

و: مستانفہ، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، اتینا: فعل با فاعل، موسی: مفعول اول، الکتب: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،
و: عاطفہ، جعلنا: فعل "نا" ضمیر فاعل، معہ: ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم، اخاہ: مبدل منہ، ھرون: بدل ملکر ذو الحال، ملکر مفعول اول، وزیرا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فقلنا اذهبا الی القوم الذین کذبوا بایتنا فدمرنهم تدمیرا۰﴾

ف: عاطفہ، قلنا: قول، اذھبا: فعل امر بافاعل، الی: جار، القوم: موصوف، الذین: موصول، کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ صلہ ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فذھبا الیھم"، دمرنھم: فعل بافاعل ومفعول، تدمیرا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقوم نوح لما کذبوا الرسل اغرقنھم﴾

و: عاطفہ، قوم نوح: مفعول فعل محذوف "اغرقنا قوم" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ: لما: ظرفیہ متضمن معنی شرط، کذبوا الرسل: جملہ فعلیہ شرط، اغرقنھم: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وجعلنھم للناس ایۃ واعتدنا للظلمین عذابا الیماo﴾

و: عاطفہ، جعلنھم للناس: فعل بافاعل مفعول اول وظرف لغو، ایۃ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اعتدنا: فعل بافاعل، للظلمین: ظرف لغو، عذابا الیما: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وعادا وثمودا واصحب الرس وقرونا بین ذلک کثیراo﴾

و: عاطفہ، عادا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ثمودا واصحب الرس: معطوفان، و: عاطفہ، قرونا: موصوف، بین ذلک کثیرا: شبہ جملہ صفت، ملکر معطوف ثالث ملکر "اھلکنا" فعل محذوف کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکلا ضربنا لہ الامثال وکلا تبرنا تتبیراo﴾

و: عاطفہ، کلا: مفعول "ضربنا" فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ، ضربنا لہ الامثال: فعل بافاعل وظرف لغو، ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کلا: مفعول مطلق، تبرنا تتبیرا: فعل بافاعل ومفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد اتوا علی القریۃ التی امطرت مطر السوء﴾

و: مستانفہ، ل: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، اتوا: فعل بافاعل، علی: جار، القریۃ: موصوف، التی: موصول، امطرت مطر السوء: فعل بانائب الفاعل ومفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿افلم یکونوا یرونھا بل کانوا لا یرجون نشوراo﴾

ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، لم: جازمہ نافیہ، یکونوا: فعل ناقص بااسم، یرونھا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ، بل: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، لا یرجون نشورا: جملہ فعلیہ خبر ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا راوک ان یتخذ ونک الا ھزوا اھذا الذی بعث اللہ رسولاo﴾

و: مستانفہ، اذا: شرطیہ ظرفیہ مفعول فیہ مقدم، راوک: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ان: نافیہ، یتخذون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، ھمزہ: حرف استفہام، ھذا: مبتدا، الذی بعث اللہ رسولا: موصول صلہ ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر قول محذوف "قائلین" کیلئے مقولہ، ملکر حال، ملکر فاعل، ک: ضمیر مفعول اول، الا: اداۃ حصر، ھزوا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان کاد لیضلنا عن الھتنا لولا ان صبرنا علیھا﴾

ان: مخففہ "ھو" ضمیر شان اسم، کاد: فعل مقارب بااسم، ل: ابتدائیہ، یضلنا عن الھتنا: فعل بافاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر

جملہ اسمیہ ،لولا :حرف شرط،ان :مصدریہ،صبرنا علیھا :جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتدا، "موجود" خبر محذوف ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا محذوف "لصرفنا عنھا" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وسوف یعلمون حین یرون العذاب من اضل سبیلاo﴾

و :مستانفہ ،سوف :حرف استقبال،یعلمون :فعل بافاعل،حین :مضاف،یرون العذاب : جملہ فعلیہ مضاف الیہ ملکر ظرف،من :استفہامیہ مبتدا،اضل :ممیز ،سبیلا :تمیز ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ارء یت من اتخذ الھہ ھوہ افانت تکون علیہ وکیلاo﴾

ھمزہ :حرف استفہام،رایت :فعل بافاعل، من :موصولہ ،اتخذ :فعل بافاعل،الھہ :مفعول ثانی،ھوہ :مفعول اول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ملکر مفعول اول،ھمزہ :حرف استفہام،ف :عاطفہ معطوف علی محذوف "انت تحرص علی ایمانہ" انت :مبتدا،تکون :فعل ناقص بااسم،علیہ وکیلا :شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلاo﴾

ام :منقطعہ ،تحسب :فعل بافاعل،ان اکثرھم :حرف مشبہ واسم ،یسمعون :جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،او :عاطفہ، یعقلون : جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ، ہوکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،ان :نافیہ ،ھم :مبتدا،الا :اداۃ حصر ،کالانعام :ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، بل :عاطفہ ،ھم :مبتدا،اضل :ممیز ،سبیلا :تمیز ،ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اصحاب الرس کے بارے میں اقوال:

۱......اہل تاویل کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اصحاب الرس کون تھے؟ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں جن میں سے چند ہم ذکر کرتے ہیں:

(۱)......اصحاب الرس سے مراد قوم ثمود ہے۔(۲)...... یمامہ کی ایک بستی کا نام اصحاب الرس ہے، اسے فلج بھی کہتے ہیں۔(۳)...... اہل عرب الرس اس کنویں کو کہتے ہیں جس کے گرد منڈیر نہ ہو یعنی معادن کے کنویں کو الرس کہتے ہیں۔(۴)......ایسا کنواں جس کے گرد لوگ جمع ہوتے ہوں الرس کہلاتا ہے۔(۵)...... ہر قسم کا گڑھا چہ جائے کہ وہ کنواں ہو یا قبر الرس کہلاتا ہے۔(۶)......وہ قوم جو معادن کے لئے کنویں کھودا کرتی تھی جسے اللہ نے اپنے پاک کلام میں اصحاب الاخدود بھی کہا ہے۔ (الطبری، الجزء ۱۹، ص ۱۹ وغیرہ)

مثالیں ہدایت کا ذریعہ بنتی ہیں:

۲......قرآن وحدیث میں ایسے بے شمار مقامات ہیں جہاں امت مسلمہ کی رہنمائی کے لئے ، کافروں کو راہ راست پر لانے کے لئے ، دین اسلام کی پرچار کے لئے اور کئی حوالوں سے مثالیں دے کر سمجھانے کا اہتمام کیا گیا ہے جن میں سے چند مقامات کا ہم ذکر کرتے ہیں تا کہ ہمارا موضوع تشنگی سے بچ جائے اور قارئین بھی استفادہ کریں۔ مثالیں دے کر نصیحت کرنا کارگر ہوتا ہے اللہ ﷻ نے خود فرمایا ﴿وذکر فان الذکری تنفع المومنین اور نصیحت کرو کہ نصیحت کرنا مومنوں کو فائدہ دیتا ہے (الذاریات: ۵۵)﴾۔

قرآن سے مثالیں:

(۱)......﴿ مثلھم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ماحولہ ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمت لا یبصرون اُن کی کہاوت اس کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگمگا اٹھا اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں

اندھیریوں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا(البقرۃ: ۱۷)﴾۔

(۲)......﴿ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقھا بیشک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر (البقرۃ:۲٦)﴾۔

(۳)......﴿فان امنوا بمثل ما امنتم بہ فقداھتدوا پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے (البقرۃ:۱۳۷)﴾۔

(۴)......﴿ومثل الذین کفروا کمثل الذی ینعق بما لا یسمع الادعاء ونداء اور کافروں کی کہاوت اس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو کہ خالی چیخ و پکار کے سوا کچھ نہ سنے(البقرۃ: ۱۷۱)﴾۔

(۵)......﴿مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے(البقرۃ: ۲٦۱)﴾

(٦)......﴿کالذی ینفق مالہ رئاء الناس ولا یومن باللہ والیوم الاخر فمثلہ کمثل صفوان علیہ تراب فاصابہ وابل فترکہ صلدا لا یقدرون علی شیء اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اُسے نرا پتھر کر چھوڑا اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے(البقرۃ: ۲٦٤)﴾۔

(۷)......﴿ومثل الذین ینفقون اموالھم ابتغاء مرضات اللہ وتثبیتا من انفسھم کمثل جنۃ بربوۃ اصابھا وابل فاتت اکلھا ضعفین اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو اس باغ کی سی ہے جو بھوڑ پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دُونے میوے لایا(البقرۃ: ۲٦۵)﴾۔

احادیث سے مثالیں:

(۱)......''ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک درختوں میں ایک ایسا درخت ہے، جس کے پتے نہیں گرتے اور بیشک وہ مسلمان کی مثل ہے، پس مجھے بتاؤ وہ کونسا درخت ہے؟ ''۔

(بخاری، کتاب العلم، باب قول المحدث حدثنا اخبرنا، رقم ٦۲، ص ٤۱)

(۲)......''قال النبی ﷺ من توضا نحو وضوئی ھذا ثم صلی رکعتین لا یحدث فیھما نفسہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعت نماز ادا کی، جس میں اپنے نفس سے کوئی بات نہیں کی اللہ اس کے گزشتہ گناہوں کو معاف کر دے گا'' (صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب: المضمضۃ فی الوضوء، رقم ١٦٤، ص ۳۳)

(۳)......ہمیں قتادہ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن بندہ نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے اللہ سے مناجات کر رہا ہوتا ہے، پس بندے کو چاہئے کہ وہ اپنے سامنے کی جانب اور دائیں جانب نہ تھوکے اور بائیں جانب اور اپنے قدموں کے نیچے تھوکے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: لیبزق عن یسارہ، رقم: ٤١۳، ص ۷۲)

(۴)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: یہ بتاؤ کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں سے ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے، تم کیا کہتے ہو، یہ غسل اس کے جسم میں میل کو باقی رہنے دے گا؟ صحابہ نے کہا: یہ اس کے جسم پر کوئی میل نہیں چھوڑے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے، اللہ ان کے سبب سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے''۔

(صحيح البخاری، کتاب الصلوة، باب: الصلوات الخمس كفارة، رقم: ۵۲۸، ص ۹۰)

(۵)......سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جاڑوں میں باہر تشریف لے گئے، پت جھڑ کا زمانہ تھا دو ٹہنیاں پکڑیں، پتے گرنے لگے، فرمایا: ''اے ابوذر!''، میں نے عرض کی، لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: ''مسلمان بندہ اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس سے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے''۔

(مسند امام احمد، مسند الانصار، حديث ابو ذر غفاری، رقم: ۲۱۶۱۲، ج۸، ص۱۳۳)

کافروں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے اعراض کیوں کیا؟

۳......جہاں پیغمبر اسلام نے اور بہت سی تکالیف برداشت کیں ہیں وہیں دشمنان اسلام کا یہ کلام بھی ملاحظہ ہو کہ ''قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے بہکا دیں اگر ہم صبر نہ کرتے'' یعنی ان کی کوششیں، دعائیں، توحید کی جانب پھیرنے کے لئے جستجو اتنی اور مزید دلائل و معجزات ہمیں بہکا دینے کے لئے کافی تھے، انہوں نے ہمیں اپنے معجزات دکھا کر اپنے دین کی جانب پھیرنا چاہا لیکن ہم اپنے دین پر ڈٹے رہے اور ثابت قدم ہی رہے۔ (حاشية الشهاب المسمى عناية القاضی و كفاية الراضی، الجزء ۱۹، ص ۱۳۶)

متذکرہ بالا تفسیری نکات سے یہی خلاصہ حاصل ہوتا ہے کہ کافر جانتے تھے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ اتنی پر اثر اور جامع ہے کہ اگر ضد و ہٹ دھرمی چھوڑ دیتے تو اسلام کی طرف مائل ہو جاتے لیکن انہیں اپنی ضد و ہٹ دھرمی چھوڑنا گوارا نہ تھی، انہیں اپنے مال کمانے کے دیگر ذرائع کے بند ہو جانے کے خدشات لاحق ہوئے اور انہوں نے دین اسلام سے اعراض کرنے ہی میں اپنے لئے بہتری جانی۔

کافروں کو چوپایوں سے زیادہ گمراہ کیوں کہا گیا؟

۴......اللہ عزوجل نے سورۃ الاعراف میں کافروں کی مذمت فرمائی اور فرمایا ﴿لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها اولئک كالانعام بل هم اضل اولئک هم الغفلون وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ وہی غفلت میں پڑے ہیں (الاعراف: ۱۷۹)﴾۔ جب کہ متذکرہ مقام پر فرمایا ﴿ام تحسب ان اكثرهم يسمعون او يعقلون ان هم الا كالانعام بل هم اضل سبيلا یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں سے بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ (الفرقان: ۴۴)﴾۔ عنایۃ القاضی میں ہے کہ اس جملے میں کافروں کی شدید مذمت ہے کہ ان سے ان کا احساس و شعور ہی سلب ہو چکا ہے اور وہ حیوان کی طرح ہو گئے ہیں کہ وہ قبیح سے قبیح ترین کی جانب چل پڑے ہیں۔ علامہ بیضاوی کہتے ہیں کہ ﴿بل هم اضل سبيلا﴾ سے مراد یہ ہے کہ جانوروں میں یہ صفت پائی جاتی ہے کہ جب کوئی ان کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرے تو وہ فرمانبردار ہو جاتے ہیں اور اس بات کی تمیز کرتے ہیں کہ کون ان کا خیر خواہ ہے اور کس جانب سے انہیں تکلیف پہنچ رہی ہے اور حاصل ہونے والے نفع کی طلب میں لگے رہتے ہیں اور پہنچنے والے نقصان سے بچنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور یہ کافر جنہیں اپنے رب کے حضور عاجزی کی پرواہ ہی نہیں، جو احسان مندی کو پہچانتے ہی نہیں، شیطان کی طرف سے ملنے والی برائی کو بھی نہیں جانتے اور اس ثواب کے پیچھے نہیں پڑتے جس کے باعث انہیں بہت منافع ملنے والا ہے اور اس عذاب سے بھی نہیں بچاتے جس کی وجہ سے انہیں اخروی لحاظ سے شدید نقصان پہنچنا ہے۔ (حاشية الشهاب علی بیضاوی، الجزء ۱۹، ص ۱۳۸)

اعراض: لطول لبثه: ایک اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے، اعتراض یہ ہے کہ جھٹلایا تو فقط ایک رسول حضرت نوح علیہ السلام کو تھا لیکن ''الرسل'' جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا گیا؟، میں (علامہ صاوی) اس کے دو جواب دوں گا، ایک یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم

میں طویل مدت رہے، جیسا کہ متعدد رسل اتنی مدت میں رہے ہوں، دوسرے یہ کہ قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو ایسے ہی جھٹلایا جیسا کہ دیگر اقوام نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا۔ مروا: اس جملے سے "اتوا" کے معنی کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، مراد شام کی جانب سفر اختیار کرنا ہے۔ وھی عظمی قری قوم لوط: بستی کا نام سدون تھا، کہا جاتا ہے کہ (عذاب سے ہلاک ہونے والی) پانچ بستیاں ہوئی ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ "القریۃ" میں الف لام جنس کا ہے پس اس صورت میں تمام بستیاں شامل ہونگی، کیونکہ سب کی ہلاکت میں دھنس جانا یا پتھروں کی بارش ہونا پایا گیا ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ان بستیوں میں سے ایک بستی نجات پا گئی جس کے اعمال بُرے نہ تھے۔ مصدر ساء: اصل کے اعتبار سے، آیت کا معنی یہ ہے کہ اُن پر بُری طرح سے پتھروں کی برسات کی گئی۔

فی دعواہ: قوم نے حضرت لوط علیہ السلام کا مذاق اس لئے اڑایا کہ انہیں ان کی رسالت پر اعتراف حاصل نہ تھا، اسی بنا پر انہوں نے مذاق اڑاتے ہوئے نازیبا کلمات کا تلفظ کیا۔ (الصاوی، ج ٤، ص ٢١٢ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿الم تر﴾تَنظُرَ﴿الی﴾فعْلِ﴿ربک کیف مد الظل﴾مِنْ وَقتِ الاَسفَارِ اِلی وَقتِ طُلوعِ الشَمسِ ﴿ولو شاء لجعله ساکنا﴾مُقِیمًا لا یَزُولُ بطلُوعِ الشَّمسِ﴿ثم جعلنا الشمس علیه﴾ای الظِّلِّ ﴿دلیلا(۴۵)﴾فَلَولَا الشَّمسُ ما عُرِفَ الظِّلُّ ﴿ثم قبضنه﴾اَیِ الظِّلَ الممْدُودَ﴿الینا قبضا یسیرا(۴۶)﴾خَفِیًّا بِطُلُوعِ الشَّمسِ﴿ وهوالذی جعل لکم الیل لباسا﴾ سَاتِرًا کَاللِّبَاسِ﴿والنوم سباتا﴾رَاحَۃً لِّلَابدانِ بِقَطعِ الاَعمَالِ﴿وجعل النهار نشورا(۴۷)﴾مَنشُورا فیه لِابتِغَاءِ الرِّزقِ وَغَیرِہٖ﴿وهوالذی ارسل الریح﴾وَفِی قِراءَۃِ الرِّیحَ﴿بشرا بین یدی رحمته﴾اَی مُتفرِّقَۃً قُدَّامَ المَطرِ وفِی قِرائَۃٍ بِسُکونِ الشِّینِ تَخفِیفًا وَفِی قِرائَۃٍ بِسُکونِها وَفَتحِ النُّونِ مصدر وفِی اخریٰ بِسکونِها وَضَمِّ المُوَحَّدَۃِ بَدلَ النُّونِ اَی مُبَشِّراتٍ وَمُفرِدًا لِاُولی نشورَ کَرَسولٍ وَالاخِیرۃُ بَشِیرٌ﴿وانزلنا من السماء ماء طهورا(۴۸)﴾مُطَهِّرًا﴿لنحی ۷ به بلدۃ میتا﴾بِالتَّخفِیف یَستَوِیْ فیه المُذکَّرُ والمؤنثُ ذَکَرَہٗ بِاعتِبَارِ المَکَانِ﴿ونسقیه﴾اَیِ المَاءِ﴿مما خلقنا انعاما﴾اِبِلًا وبقرًا وَغَنَمًا﴿واناسی کثیرا(۴۹)﴾جَمعُ اِنسانٍ وَاَصلُہٗ اَنَاسِینَ فَاُبدِلَتِ النُّونُ یَاءً وَاُدغِمَتْ فِیها الیاءُ او جَمعُ اِنسِیٍّ﴿ولقد صرفنه﴾اَیِ المَاءَ﴿ بینهم لیذکروا﴾اَصلُہٗ یَتَذَکَّرُوا اُدغِمَتِ التَّاءُ فی الذَّالِ وَفِی قِرائَۃٍ لِیَذْکُرُوا بِسُکُونِ الذَّالِ وَضَمِّ الکافِ اَیْ نِعْمَۃَ اللهِ بِهٖ﴿فابی اکثر الناس الا کفورا(۵۰)﴾جُحُودًا لِلنِّعمَۃِ حَیثُ قَالُوا مُطِرنا بِنَوءِ کَذَا﴿ولوشئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا(۵۱)﴾یُخَوِّفُ اَهلَها وَلکِنْ بَعَثنَاکَ اِلی اَهلِ القُرٰی کُلِّهَا نَذِیرا لِیَعظُمَ اَجرُکَ ﴿فلا تطع الکفرین﴾فِی هَوَاهُمْ﴿وجاهدهم به﴾اَیِ القُرانِ﴿جهادا کبیرا(۵۲)وهوالذی مرج البحرین﴾اَرسَلَهما مُتَجَاوِزَیْنِ ﴿هذا عذب فرات﴾شَدِیْدُ العُذوبَۃِ﴿وهذا ملح اجاج﴾شَدِیدُ المُلوحَۃِ﴿وجعل بینهما برزخا﴾حاجِزًا لا یَختَلِطُ اَحَدُهُما بِالاٰخَرِ﴿ وحجرا محجورا(۵۳)﴾ای سِترًا ممنُوعًا بِهٖ اِختِلاطُهما ﴿ وهوالذی خلق من الماء بشرا﴾مِنَ المَنِیِّ

اِنسانًا ﴿فجعله نسبا ﴾ذَا نَسبٍ ﴿وصهرا ﴾ذا صهر بِاَنْ يَّتَزَوَّجُ ذَكَرًا كَانَ اَو اُنْثٰى طَلَبًا لِلتَّنَاسُلِ ﴿ وكان ربک قديرا (۵۴) ﴾قَادِرًا عَلٰى مَا يَشَاءُ ﴿ويعبدون ﴾اَى الْكُفَّارُ ﴿من دون الله مالا ينفعهم ﴾بِعِبَادَتِهٖ ﴿ولا يضرهم ﴾بِتَرْكِهَا وهو الاَصْنَامُ ﴿ وكان الكافر على ربه ظهيرا (۵۵) ﴾مُعِينًا لِلشَّيْطَانِ بِطَاعَتِهٖ ﴿ومآ ارسلنک الا مبشرا ﴾بِالْجَنَّةِ ﴿ونذيرا (۵۶) ﴾مُخَوِّفًا مِنَ النَّارِ ﴿قل ما اسئلكم عليه ﴾اَى عَلٰى تَبْلِيغِ ما اُرْسِلْتُ بِهٖ ﴿من اجر الا ﴾لٰكِنْ ﴿من شاء ان يتخذ الى ربه سبيلا (۵۷) ﴾طَرِيقًا بِاِنْفَاقِ مَالٍ فِى مَرْضَاتِهٖ تَعَالٰى فَلا اَمْنَعُهُ مِنْ ذٰلِكَ ﴿ وتوكل على الحى الذى لا يموت وسبح ﴾مُتَلَبِّسًا ﴿بحمده ﴾اى قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ﴿ وكفى به بذنوب عباده خبيرا (۵۸) ﴾عَالِمًا تَعَلَّقَ بِهٖ بِذُنُوبِ هُوَ ﴿الذى خلق السموت والارض وما بينهما فى ستة ايام ﴾مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا اى فِى قَدْرِهَا لِاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ ثَمَّ شَمْسٌ ولو شَاءَ لَخَلَقَهُنَّ فِى لَمْحَةٍ والعُدُولُ عَنْهُ لِتَعْلِيمِ خَلْقِهِ التَّثَبُّتُ ﴿ثم استوى على العرش ﴾هو فى اللُّغَةِ سَرِيرُ الْمَلِكِ ﴿ الرحمن ﴾بَدَلٌ مِنْ ضَمِيرِ اِسْتَوٰى اَى اِسْتِوَاءً يَلِيقُ بِهٖ ﴿ فسئل ﴾اَيُّهَا الانسانُ ﴿به ﴾بالرحمنِ ﴿خبيرا (۵۹) ﴾يُخْبِرُكَ بِصِفَاتِهٖ ﴿ واذا قيل لهم ﴾لكفارِ مكة ﴿ اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا ﴾بِالْفَوقانيةِ والتحتانيةِ والأمِرُ محمدٌ ولا نَعرِفُهُ لا ﴿وزادهم ﴾هذا القَولَ لهمُ ﴿نفورا (۶۰) ﴾عَنِ الْايمانِ.

﴿ترجمہ﴾

اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا (تری بمعنی تنظر ہے) اپنے رب (کے کام) کو کہ کیسا پھیلایا سایہ......۱...... (غروب آفتاب سے لے کر طلوع شمس کے وقت تک) اور اگر چاہتا تو اسے ٹھہرایا ہوا کر دیتا (کہ جو آفتاب سے بھی زائل نہ ہوتا، ساکنا بمعنی مقیما ہے) پھر ہم نے سورج کو اس (سائے) پر دلیل کیا (پس اگر سورج نہ ہوتا تو سایہ بھی نہ پہچانا جا سکتا) پھر ہم نے اسے سمیٹا (یعنی اس پھیلے ہوئے سائے کو) اپنی طرف آہستہ آہستہ (یعنی سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ ساتھ تھوڑا تھوڑا کر کے) اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے پردہ (یعنی لباس کی طرح ڈھانپنے اور چھپانے والا) کیا اور نیند کو آرام (یعنی کاموں کو چھوڑ کر جسموں کے لئے راحت کا باعث) اور دن بنایا اٹھنے کے لیے (رزق وغیرہ کی تلاش کی خاطر، نشورا بمعنی منشورا فیه یعنی وہ وقت جس میں کسی کام کی خاطر کمر کس لی جائے) اور وہی ہے جس نے ہوائیں بھیجیں (ایک قرأت میں الریاح جمع کی بجائے واحد الریح ہے) اپنی رحمت کے آگے مژدہ سنائی ہوئی (بارش کے آنے سے پہلے بکھری ہوئی، ایک قرأت میں نُشْـرًا تخفیفا شین کے سکون کے ساتھ ہے، اور ایک قرأت میں بطور مصدر شین کے سکون اور نون کے فتح کے ساتھ ہے یعنی نَشْرًا ہے، ایک قرأت میں شین کے سکون اور نون کی بجائے ب کے ضمہ کے ساتھ ہے یعنی بُشْرًا بمعنی مبشرات خوش خبری دینے والیاں ہے، پہلی قرأت نُشْرًا کا مفرد نشورا ہے جیسا کہ رَسُول مفرد ہے رُسُل کا اور آخری قرأت کے مطابق اس کا مفرد بشیر ہے) اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا پاک کرنے والا (طهور بمعنی مطهر ہے......۲......) تا کہ ہم اس پانی سے زندہ کریں کسی مردہ شہر کو......۳...... (میتا تخفیف کے ساتھ ہے جبکہ بلدة میں تذکیر و تانیث برابر ومساوی ہوتی ہے، البتہ میتــا کو مذکر کرنا مکان کے اعتبار سے ہے) اور اسے پلائیں (پانی) اپنے بنائے ہوئے بہت سے چوپائے

(مثلاً اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریوں کو) اور آدمیوں کو (اناسیّ اصل میں انسان کی جمع ہے جبکہ اصل میں یہ اناسین تھا، نون کو یا سے بدل کر یا میں ادغام کر دیا گیا ہے یا پھر یہ انسی کی جمع ہے) اور بیشک ہم نے ان میں پھیرے رکھے (پانی کے) کہ وہ دھیان کریں (یذّکّروا اصل میں یتذکروا تھا، تا مدغم ہے ذال میں، ایک قرأت میں ذال کے سکون اور کاف کے ضمہ کے ساتھ لِیَذْکُروا ہے یعنی اس لئے کہ وہ بارش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کریں) تو بہت لوگوں نے نہ مانا مگر ناشکری کرنا (یعنی نعمتِ خداوندی سے انکار کرنا، اس اعتبار سے کہ وہ کہا کرتے تھے: ''ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے'') اور ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈر سنانے والا بھیجتے (جو ان بستی والوں کو ڈراتا، لیکن ہم نے آپ ﷺ کو تمام بستیوں کے باشندوں کی جانب نذیر بنا کر بھیجا ہے تاکہ آپ ﷺ کو اجرِ عظیم عطا فرمایا جائے) تو کافروں کا کہنا نہ مان (ان کی خواہشات میں) اور اس (قرآن) سے ان پر جہاد کر بڑا جہاد، اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے رواں کیے دو سمندر (یعنی انہیں ایک دوسرے کا پڑوسی بنا کر جاری کیا) یہ میٹھا ہے نہایت شیریں (عذب فرات بمعنی شدید العذوبۃ ہے یعنی حد درجہ میٹھا) اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ (ملح اجاج بمعنی شدید الملوحۃ یعنی حد درجہ نمکین ہے) اور ان کے بیچ میں پردہ رکھا (برزخاً بمعنی حاجزاً ہے یعنی ایک ایسی آڑ رکھی جو ان میں سے ایک کو دوسرے سے خلط ملط نہیں ہونے دیتی) اور روکی ہوئی آڑ (یعنی ایسا پردہ کہ جس کے ذریعے ان کا آپس میں ملنا ممنوع ہے......۴......) اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی (یعنی نطفہ سے انسان) پھر اس کے رشتے (یعنی رشتے دار) اور سسرال مقرر کی (یعنی سسرال والے، اس طرح کہ چاہے مرد ہو یا عورت آگے نسل بڑھانے کے لئے شادی کریں......۵......) اور تمہارا رب قدرت والا ہے (یعنی ہر اس کام کے کرنے پر قادر ہے جسے چاہتا ہے) اور پوجتے ہیں (کفار) اللہ کے سوا ایسوں کو جو ان کا کچھ نہ کریں بھلا (ان کی عبادت کر کے اور) برا (عبادت چھوڑنے کی وجہ سے، من دون اللہ سے مراد بت ہیں) اور کافر اپنے رب کے مقابل شیطان کو مدد دیتا ہے (یعنی شیطان کی پیروی کرنے کی بناء پر اس کا مددگار ہے) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی (جنت کی) اور ڈر سناتا (یعنی آگ سے ڈرانے والا) تم فرماؤ میں تم سے اس پر (یعنی اس تبلیغ پر کہ جس کی خاطر مجھے بھیجا گیا ہے) کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر (الا بمعنی لکن ہے) جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ لے (یعنی اللہ عزوجل کی رضا کے لئے مال خرچ کرنے کا راستہ اختیار کرے تو میں اس کو نہیں روکتا) اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا اور اسے سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو (یعنی اس کی تسبیح و تحمید ملا کر کیا کرو) اور وہی کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں پر خبردار (خبیرا بمعنی عالما ہے، اور بہ ذنوب جار مجرور خبیرا کے متعلق ہے) جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے (جو مقدار میں دنیاوی دنوں کے برابر تھے اس لئے کہ اس وقت سورج نہ تھا، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ایک لمحہ میں بھی ان سب اشیاء کو پیدا فرما سکتا تھا لیکن ایسا نہ کرنا محض مخلوق کو ثابت قدمی و جلد بازی نہ کرنے کی تعلیم دینا ہے) پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (عرش لغت میں شاہی تخت کو کہتے ہیں) وہ بڑی مہر والا (الرحمن، استوی کی ضمیر ھو ذوالحال کا بدل ہے یعنی اس نے استواء فرمایا جیسا اس کے شایانِ شان ہے......۶......) تو پوچھ (اے انسان!) اس (رحمٰن) کی تعریف کسی جاننے والے سے (جو تمہیں اس کی صفات کی خبر دے) اور جب ان (کفارِ مکہ) سے کہا جائے رحمٰن کو سجدہ کرو......۷......، کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے، کیا ہم سجدہ کر لیں جسے تم کہو (حالانکہ ہم اس رحمٰن کو جانتے تک نہیں لہٰذا ہم ایسا نہیں کریں گے، تامرنا کو تا اور یا کے ساتھ دونوں طرح پڑھا گیا ہے، جبکہ یہاں حکم دینے والی ہستی سرورِ دو عالم نورِ مجسم ﷺ کی ہے) اور اس حکم نے انہیں (یعنی اس قول نے انہیں) اور زیادہ کر دیا بدکنے والا (یعنی نفرت کرنے والا ایمان سے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعله ساکنا﴾
همزه: حرف استفہام،لم تر: فعل نفی بافاعل،الی: جار،ربک: مضاف محذوف "ضیع" کیلئے مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،کیف: اسم استفہام بمعنی "علی ایة حال" حال مقدم،مد: فعل "هو" ضمیر ذوالحال،اپنے حال مقدم سے ملکر،فاعل،الظل: ذوالحال،و: حالیہ،لو: شرطیہ،شاء: جملہ فعلیہ شرط،ل: تاکیدیہ،جعله ساکنا: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا ○ ثم قبضنه الینا قبضا یسیرا○﴾
ثم: عاطفہ،جعلنا: فعل بافاعل،الشمس: ذوالحال،علیه: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول اول،دلیلا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ،ثم: عاطفہ،قبضنه: فعل بافاعل ومفعول،الینا: ظرف لغو،قبضا یسیرا: مرکب توصیفی مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وهو الذی جعل لکم الیل لباسا والنوم سباتا وجعل النهار نشورا○﴾
و: عاطفہ،هو: مبتدا،الذی: موصول،جعل: فعل بافاعل،لکم: ظرف مستقر حال،لباسا: معطوف علیہ،و: عاطفہ،سباتا: معطوف ملکر ذوالحال،ملکر مفعول ثانی،الیل: معطوف علیہ،و: عاطفہ،النوم: معطوف،ملکر مفعول اول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،جعل النهار نشورا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وهو الذی ارسل الریح بشرا بین یدی رحمة﴾
و: عاطفہ،هو: مبتدا،الذی: موصول،ارسل: فعل بافاعل،الریح: ذوالحال،بشرا: موصوف،بین یدی رحمة: ظرف متعلق بمحذوف صفت،ملکر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانزلنا من السماء ماء طهورا○ لنحی به بلدة میتا ونسقیه مما خلقنا انعاما واناسی کثیرا○﴾
و: عاطفہ،انزلنا من السماء: فعل بافاعل وظرف لغو،ماء طهورا: مفعول،ل: جار،نحی به بلدة میتا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،نسقیه: فعل بافاعل ومفعول،مما خلقنا: ظرف مستقر حال مقدم،انعاما: ذوالحال،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،اناسی کثیرا: معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد صرفنه بینهم لیذکروا فابی اکثر الناس الا کفورا○﴾
و: عاطفہ،ل: قسمیہ،قد: تحقیقیہ،صرفنه بینهم: فعل بافاعل ومفعول وظرف،لیذکروا: ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ،ف: عاطفہ،ابی: فعل،اکثر الناس: فاعل،الا: اداۃ حصر،کفورا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو شئنا لبعثنا فی کل قریة نذیرا○﴾
و: عاطفہ،لو: شرطیہ،شئنا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ل: تاکیدیہ،بعثنا: فعل بافاعل،فی کل قریة: ظرف لغو،نذیرا: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلا تطع الکفرین وجاهدهم به جهادا کبیرا○﴾
ف: فصیحیہ،لاتطع الکفرین: فعل نہی بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،جاهدهم: فعل امر بافاعل،به: ظرف لغو،جهادا کبیرا: مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ فعلیہ شرطیہ۔

﴿وهو الذی مرج البحرین هذا عذب فرات وهذا ملح اجاج﴾
و: عاطفہ، هو: مبتدا، الذی: موصول، مرج: فعل بافاعل، البحرین: ذوالحال، هذا: مبتدا، عذب فرات: خبر ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، هـذا ملـح اجـاج: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر قول محذوف "قـولا فیهـمـا" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ہوکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وجعل بینهما برزخا وحجرا محجورا﴾
و: عاطفہ، جـعـل: فعل بافاعل، بیـنـهـمـا: ظرف متعلق بمحذوف مفعول ثانی، بـرزخـا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، حجرا محجورا: معطوف، ملکر مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا وکان ربک قدیراo﴾
و: عاطفہ، هو: مبتدا، الـذی: موصول، خـلـق مـن الـمـاء بشـرا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، جـعـلـه: فعل بافاعل ومفعول، نسبـا وصهرا: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، کان ربک: فعل ناقص واسم، قدیرا: خبر ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ویعبدون من دون الله مالا ینفعهم ولا یضرهم﴾
و: مستانفہ، یـعبـدون: فعل بافاعل، مـن دون الـلـه: ظرف مستقر حال مقدم، مـا: موصولہ، لا یـنـفـعهـم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یضرهم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وکان الکافر علی ربه ظهیراo وما ارسلنک الا مبشرا ونذیراo﴾
و: عاطفہ، کـان الـکـافـر: فعل ناقص واسم، عـلـی ربـه ظهیـرا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، مـا ارسـلـنـا: فعل نفی بافاعل، ک: ذوالحال، الا: اداۃ حصر، مبشـرا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نذیرا: معطوف، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قل ما اسئلکم علیه من اجر الا من شاء ان یتخذ الی ربه سبیلاo﴾
قـل: قول، مـا اسـئـلـکـم: فعل نفی بافاعل ومفعول، عـلـیـه: ظرف مستقر حال مقدم، مـن: زائدہ، اجـر: مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، من: موصولہ، شاء: فعل بافاعل، ان یتـخـذ الی ربه سبیلا: جملہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مستثنیٰ، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وتوکل علی الحی الذی لا یموت وسبح بحمده﴾
و: عاطفہ، تـوکل: فعل امر بافاعل، عـلـی: جار، الـحی: موصوف، الـذی لا یموت: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، سبح: فعل امر انت ضمیر ذوالحال، بحمده: ظرف مستقر "ملتبسا" شبہ فعل محذوف کیلئے، ملکر حال ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکفی به بذنوب عباده خبیراo الذی خلق السموت والارض وما بینهما فی ستة ایام ثم استوی علی العرش﴾
و: عاطفہ، کفی: فعل، ب: زائد، ہ: ضمیر موصوف، الذی: موصول، خـلـق السموت والارض وما بینهما فی ستة ایام: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، استوی عـلـی العرش: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر ممیز، بـذنوب عباده: ظرف لغو

مقدم، خبیرا: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الرحمن فسئل به خبیرا﴾
الرحمن: مبتدا محذوف "ھو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، اسئل: فعل امر بافاعل، بہ خبیرا: شبہ جملہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الا مر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا قیل لھم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا﴾
و: مستانفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، قیل لھم: فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، اسجدوا للرحمن: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر شرط، قالوا: قول، و: زائدہ، ما: استفہامیہ مبتدا، الرحمن: خبر ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول، ھمزہ: حرف استفہام، نسجد: فعل بافاعل، لما تامرنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر شرطیہ مستانفہ۔

﴿وزادھم نفورا﴾
و: عاطفہ، زادھم: فعل بافاعل ومفعول، نفورا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ظل کے معانی کے بارے میں اھل لغت کے اقوال:

۱......ابن جنی کہتے ہیں کہ وہ سایہ جو دھوپ پر غالب آجائے ظِل کہلاتا ہے، دھوپ کی ضد کو بھی ظل کہتے ہیں، بعض نے ظِل اور فَیٔ میں فرق کیا ہے کہ ظِل اسے کہتے ہیں جہاں سورج کی روشنی نہ پہنچے اور فَیٔ کے معنی ہیں وہ جگہ جہاں دھوپ پہنچ کر ختم ہوجائے۔ اسی مناسبت سے ظِل الجنۃ کہا جاتا ہے یعنی جنت کا گھنا سایہ، فَیٔ الجنۃ نہیں کہا جاسکتا اس لئے کہ جنت میں سورج کی روشنی ہی نہیں (بلکہ جنت تو اللہ عزوجل کے فضل سے روشن ہی روشن ہے)، اس کی جمع اظلال، ظلول اور ظلال ہے۔ ظل اللیل کے معنی ہیں رات کا سایہ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "اتانا فی ظل اللیل یعنی وہ ہمارے پاس رات کے وقت میں آئے"۔ ابن الہیثم کہتے ہیں: ہر وہ چیز جہاں سورج کی شعاعیں نہ پہنچتی ہوں ظل کہلاتا ہے اور فَیٔ کے معنی ہیں جہاں روشنی چھٹ جائے، یعنی جانب مغرب سایہ ہو تو جانب مشرق دھوپ ہو۔ (لسان العرب، حرف ظاء، الجزء۸، ص ۲۶۰)

ماء طھور کے بارے میں تحقیق انیق:

۲......حیض ونجاست کی ضد کو طہر کہتے ہیں، اور اس کی جمع اطہار ہے۔ (لسان العرب، حرف طاء، الجزء۸، ص ۲۱۰)۔ ابتداءً پانی کی تین قسمیں کی جاتی ہیں۔ طاہر، طاہر غیر مطہر اور متنجس، اور یہ وہ اقسام ہیں جن کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہیں۔ ضمناً موضوع کو تشنگی سے بچانے کے لئے چند باتیں درج ذیل بیان کی جاتی ہیں۔

النوع الاول: الماء الطھور او المطلق: وہ پانی جو فی نفسہ طاہر ومطہر ہو یعنی خود بھی پاک ہو اور دوسرے کو پاک کرنے والا بھی ہو جیسا کہ آسمان کا پانی ہوتا ہے یا چشمے کا پانی، یہ پانی اپنی خلقت کے اعتبار طاہر ومطہر ہوتا ہے، جب کہ اس کے تین اوصاف (رنگ، بو، ذائقہ) میں سے کوئی وصف زائل نہ ہوجائے یا کسی چیز کے گر جانے کی وجہ سے اس کی طہارت سلب نہ ہوجائے جیسا کہ پاک مٹی کا گرنا یا نمک یا پودوں کا پانی، اور وہ پانی مستعمل بھی نہ ہو، جیسا کہ بارش کا پانی یا پہاڑوں کا پانی، چشموں کا پانی، بستیوں، نہروں اور سمندروں کا پانی، برف اور اولوں کا پانی، اسی قسم کا ہر میٹھا یا نمکین پانی یا وہ پانی جو جم کر نمک بن جاتا ہے یا پسینہ، یا بخارات بن کر اڑ جانے والا پانی حقیقی پانی کے حکم میں ہیں۔ احناف کہتے ہیں کہ جم کر نمک بن جانے والا پانی جمنے سے پہلے پاک ہے لیکن جمنے کے بعد طاہر غیر

مطہر ہے جس سے نہ تو وضو ہو سکتا ہے اور نہ ہی گندگی ختم ہو سکتی ہے۔ ماء مطلق بالا جماع طاہر و مطہر ہے جس سے نجاست زائل ہو سکتی ہے اور وضو وغسل ہو سکتا ہے اللہ عزوجل کا فرمان ﴿وانزلنا من السماء ماء طهورا اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا پاک کرنے والا(الفرقان:٤٨)﴾، ﴿وینزل علیکم من السماء ماء لیطهرکم به اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کردے(الانفال:١١)﴾۔ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ''پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرسکتی مگر جب کہ اس کے رنگ، بو اور ذائقے پر کوئی چیز غالب آجائے''۔

النوع الثانی: الماء الطاهر غیر الطهور: اس کا حکم یہ ہے کہ ناپاکی کو زائل کردیتا ہے یعنی کپڑے یا جسم پر لگی ہوئی ناپاکی زائل کردیتا ہے لیکن وضو کرنے کے قابل نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے غسل ہو سکتا ہے، اس کی تین قسمیں ہیں جن میں سے اول یہ ہے کہ غلبہ کی وجہ سے پانی اپنی رقت وسیلان کو ختم کردے جیسا کہ پانی کا اتنا پک جانا جس سے اس کی رقت وسیلان ختم ہو جائے، دوم یہ کہ پانی مستعمل ہو جائے امام اعظم کے نزدیک دہ دردہ سے کم پانی غیر جاری کہلاتا ہے۔ اور شوافع کے نزدیک دو گھڑوں کی مقدار یا اس سے زیادہ پانی ہونا اس میں نجاست گرنے کے باوجود پانی وضو کے قابل رہتا ہے۔ تیسرے یہ کہ پھلوں و پھولوں کا پانی جو کہ پاک ضرور ہے لیکن پاک کرنے والا نہیں۔

النوع الثالث: الماء النجس: وہ پانی جس میں ایسی نجاست گر جائے جو نا قابل معافی ہو یعنی اس کی موجودگی میں پانی ناپاک کہلائے جیسا کہ تھوڑے مقدار میں جانور کی مینگنیاں، جب کہ پانی غیر جاری قلیل (دہ دردہ) سے کم ہو۔

(فقه الاسلامی والادلة، المبحث الرابع :انواع المیاه ،ج۱، ص ٢٦٤)

بارش سے نظام زندگی کا انحصار وفوائد:

۳..... جس طرح مردہ انسان بے حس وحرکت ہوتا ہے، مردہ جانور کو لوگ کچرا کونڈی میں پھینک دیتے ہیں، مردہ مرجھایا ہوا درخت کاٹ دیا جاتا ہے، اسی طرح مردہ زمین جو اناج نہ اُگا سکے، پھل پیدا نہ کر سکے، بنجر بے کار چٹیل میدان ہو چکی ہو، ایسی صورت میں اگر کچھ فائدہ ہو سکتا ہے تو فقط ایک ہی وجہ سے کہ اسے سیراب کردیا جائے اور سیراب کرنے والی ذات رب وحدہ لاشریک کی ہے جس کے لئے بارش کے ذریعے مردہ زمین کو سیراب کرنا آسان ہے۔ یہ بھی نعمت کہ جب یہ بارش آسمان سے زمین پر نازل ہوتی ہے تو پاک وصاف طاہر مطہر ہوتی ہے۔ سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے ''ان الماء لا یُجنب یعنی پانی ناپاک نہیں ہے'' (ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: ان الماء لا یجنب، رقم:٦٨، ص ٢٨) لیکن بعض دیگر عوارض کی وجہ سے کبھی بارش کا پانی کسی اور ناپاک چیز کے ساتھ مل جانے کی صورت میں ناپاک ہو جاتا ہے۔ یہی پانی نسل حیوان ونباتات وچرند وپرند و تمام جانداروں کی حیات کا ذریعہ ہے۔ یہی پانی عبادات مقصودہ کے جائز ہونے کا ذریعہ، نسل انسانی کا ارتقاء بھی پانی ہی سے ہے اگرچہ اسے ناپاک پانی کہتے ہیں، الغرض پانی کا نہ پایا جانا تصور کرلیں تو پتہ چلتا ہے کہ زندگی کتنی مشکل ہو سکتی ہے۔

میٹھے ونمکین پانی کے درمیان قدرتی آڑ:

۴..... علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ حسن کے قول کے مطابق مراد بحر روم وفارس ہیں، ابن عباس اور ابن جبیر کہتے ہیں کہ مراد آسمانی سمندر وزمینی سمندر ہیں، ابن عباس ہی کا قول ہے کہ دونوں سمندر آپس میں ملتے ہیں لیکن دونوں کے مابین برزخ (آڑ) ہے۔

(القرطبی ،الجزء١٩، ص ٥٧)

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں میٹھے پانی کے سمندر سے مراد بڑا سمندر ہے جیسا کہ نیل، اور کھارے پانی کے سمندر سے مراد بھی

بڑا سمندر ہے لیکن دونوں کے مابین برزخ (آڑ) کا پایا جانا اللہ عزوجل کی قدرت کا عظیم شاہکار ہے کہ دونوں متضاد صفات ایک دوسرے سے ملنے نہیں پاتی۔

نسب وصہر کا بیان:

۵.....نسب کے معنی قرابت کے ہیں، اس کی جمع الانســــاب ہے، ایک قول کے مطابق نسب سے مراد خاص قرابت (والدین، بھائی، بہن ودیگر) ہیں۔ (لسان العرب، الجزء ۱٤، الحرف النون، ص ۱۱۸)

شریعت کی رو سے نسب باپ سے ہے، بعض مشہورین کہ ماں کے سیدانی ہونے سے سید بن بیٹھتے ہیں اور وہ باوجود تفہیم اس پر اصرار کرتے ہیں بحکم حدیث صحیح مستحق لعنت الٰہی ہوتے ہیں۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، کتاب الزکوۃ، ج ۱۰، ص ۱۰۹)

مولانا امجد علی اعظمی نے حرمت نسب کے حوالے سے عنوان قائم کر کے کچھ رشتے شمار کروائے ہیں جو کہ درج ذیل پیش خدمت ہیں:

(۱)......دادی، نانی، پردادی، پرنانی اگرچہ کتنی ہی اوپر کی ہوں سب حرام ہیں اور یہ سب ماں میں داخل ہیں کہ یہ باپ یا ماں یا دادا یا دادی، نانا، نانی کی مائیں ہیں کہ ماں سے مراد وہ عورت ہے جس کی اولاد میں یہ ہے بلاواسطہ یا بالواسطہ۔

(۲)......بیٹی سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اس کی اولاد ہیں، لہذا پوتی، پرپوتی، نواسی، پرنواسی اگرچہ درمیان میں کتنی ہی پشتوں کا فاصلہ ہو سب حرام ہیں۔

(۳)......بہن خواہ حقیقی ہو یعنی ایک ماں باپ سے یا سوتیلی کہ باپ دونوں کا ایک ہے اور مائیں دو یا ماں ایک ہے اور باپ دو سب حرام ہیں۔

(۴)......باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہ اصول کی پھوپھیاں یا خالائیں اپنی پھوپھی اور خالہ کے حکم میں ہیں، خواہ یہ حقیقی ہوں یا سوتیلی، یونہی حقیقی یا علاتی پھوپھی کی پھوپھی یا حقیقی یا اخیافی خالہ کی خالہ۔

(۵)......بھتیجی، بھانجی سے بھائی، بہن کی اولادیں مراد ہیں، ان کی پوتیاں، نواسیاں بھی اسی میں شمار ہیں۔

(۶)......زنا سے بیٹی، پوتی، بہن، بھتیجی، بھانجی بھی محرمات میں ہیں۔

(۷)......جس عورت نے اس کے شوہر نے لعان کیا اگرچہ اس کی لڑکی اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگی مگر پھر بھی اس شخص پر وہ لڑکی حرام ہے۔ (بہار شریعت مخرجہ، کتاب النکاح، باب: حرمت نسب، ج ۲، حصہ ۷، ص ۲۲)

ہمارے معاشرے میں بے راہ روی کی وجہ سے کئی خواتین بغیر نکاح کے ہی ماں بن جاتی ہیں، عند الشرع پیدا ہونے والی اولاد کا نسب کیا ہوگا؟ اعلی حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں: بازاری عورت جو اپنے پیشہ پر رہے اور ایک شخص کے ساتھ بطور زنا منکوحہ پابند نہ ہو کہ خانہ نشینی اختیار نہ کرے اسے صرف تعلق فاجرانہ کے سبب منکوحہ نہیں ٹھہرا سکتے تاوقتیکہ حجت شرعیہ سے ثبوت نکاح نہ ہو اور جو اولاد بے نکاح پیدا ہو اس کا نسب صرف ماں سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ باپ سے، اگرچہ اس کے نطفے سے ہونا متعین ہوا ہو اور وہ اس خیال سے اس کی طرف نسبت بھی کیے جائیں، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الولد للفراش وللعاهر الحجر یعنی بچہ صاحب فراش کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں"۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ کتاب الفرائض، ج ۲۶، ص ۱۳۵)

(۸)......جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہوسکتا ہے، پھر اگر اسی کا وہ حمل ہے تو وطی بھی کرسکتا ہے اور اگر دوسرے کا حمل ہے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہولے وطی جائز نہیں۔ (الدرالمختار، کتاب النکاح، باب: فی المحرمات، مطلب: مهم فی وطء السراری اللاتی، ج ٤، ص ۱٤۱)، (بہار شریعت مخرجہ، ج ۲، حصہ ۷، ص ۳٤)

(۹)...... کسی عورت سے نکاح کیا اور چھ مہینے یا زائد میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور کم میں ہوا تو نہیں اگر چہ شوہر کہے کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہے۔ (الفتاوی الھندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، ج۱،ص ۵۶۱)

صہر سے مراد بھی قرابت دار ہے، لیکن اس میں بیوی کے قرابت دار مثلاً والدین، بھائی بہن ودیگر شامل ہیں۔اسکی جمع الاصہار وصہراء ہے۔ (لسان العرب، الجزء۷، الحرف الصاد، ص ۴۲۸)

☆...... حضرت ربیعہ بن الحارث نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''لقد نلت صھر رسول اللہ ﷺ فما نفسناہ علیک یعنی آپ کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ سید عالم ﷺ آپ کے سُسر ہیں، سو ہم خود کو آپ پر ترجیح نہیں دیتے''۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب: ترک استعمال ال نبی علی الصدقۃ، رقم: ۱۰۷۲/۲۳۷۰، ص ۴۸۹)

سُسرالی رشتے داروں کی چار قسمیں ہیں:

(۱)...... بیویوں کی سگی مائیں یا دادیاں، (۲)...... بیوی کے سابق شوہر سے بیٹیاں اور ان بیٹیوں کی اولاد خواہ وہ بیٹی موجودہ شوہر کے زیر پرورش ہو یا نہ ہو، (۳)...... بیٹے یا پوتے کی بیوی اور نواسے کی بیوی، خواہ بیٹے نے بیوی کے ساتھ جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو، البتہ منہ بولے بیٹے کی بیوی حرام نہیں ہے۔ (۴)...... سگے باپ دادا کی بیویاں، یہ وہ محرمات صہریہ ہیں جو کسی شخص پر دائما حرام نہیں ہوتی ہیں۔

(بہار شریعت مخرجہ، ج۲، حصہ:۷، ص ۲۲)

علامہ مرغینانی فرماتے ہیں: جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا اس پر اس کی ماں اور اس کی بیٹی حرام ہو جائے گی اور امام شافعی نے کہا زنا حرمت مصاہرت کو واجب نہیں کرتا کیونکہ حرمت مصاہرت ایک نعمت ہے اور وہ ممنوع کام کے ارتکاب سے حاصل نہیں ہوتی، ہماری دلیل یہ ہے کہ وطی اولاد کے واسطہ سے جزئیت کا سبب ہے حتی کہ اولاد کی نسبت ماں باپ میں سے ہر ایک کی طرف ہوتی ہے، پس عورت کے اصول وفروع مرد کے اصول وفروع کی طرح ہوتے ہیں اور مرد کے اصول وفروع عورت کے اصول وفروع کی طرح ہوتے ہیں اور بغیر ضرورت کے جزء سے نفع حاصل کرنا حرام ہوتا ہے، لہذا جب مرد اور عورت ایک دوسرے کا جزء ہو گئے تو مرد کا عورت سے وطی کرنا حرام ہو گیا مگر اولاد کی ضرورت کی وجہ سے اس کو جائز کر دیا گیا ہے اور زنا سے اولاد کے حصول کی غرض نہیں ہوتی۔

(الھدایۃ، کتاب النکاح، باب النسب/حرمت مصاہرت، ج۳، ص ۱۳)

استوائے باری تعالی کا بیان:

۶...... علامہ غلام رسول سعیدی تبیان القرآن جلد۳، ص۵۸۸ وغیرہ پر استوائے باری عزوجل کے بارے میں فرماتے ہیں، اس مسئلے میں کہ اللہ عزوجل عرش پر مستوی ہے اس بارے میں شیخ ابن تیمیہ کے باطل عقیدے کا رد اور ساتھ ہی ساتھ صحیح اسلامی عقیدے کا پرچار کرتے ہوئے ہم درج ذیل ایک اہم اور تفصیلی جائزہ پیش کرتے ہیں چنانچہ شیخ ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ ''اللہ عزوجل پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں جو اپنی صفات بیان کی ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے جو اللہ عزوجل کی صفات بیان کی ہیں ان پر بغیر کسی تحریف وتکییف اور تمثیل کے ایمان لایا جائے، مطلب یہ کہ ان صفات کی نہ تو کوئی تاویل کی جائے اور نہ ہی ان کی مخلوق کے ساتھ کوئی مثال دی جائے، بلکہ یہ ایمان رکھا جائے کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ اور وہ سمیع وبصیر ہے۔ اور اللہ عزوجل نے جس چیز کے ساتھ خود کو موصوف کیا ہے اس کی نفی نہ کی جائے، اور اللہ عزوجل کے کلمات کو نہ بدلا جائے، اور اس کے اسماء اور آیات کو نہ بدلا جائے، اور نہ ہی ان کا کوئی معنی متعین کیا جائے، اور نہ مخلوق کی صفات سے ان کی مثال دی جائے کیونکہ اللہ عزوجل کا کوئی ہم نام ہے نہ کوئی کفو ہے، نہ کوئی اس کا مثل ونظیر ہے، نہ اس کا مخلوق پر قیاس کیا جائے، کیونکہ اللہ عزوجل خود اپنے کو اور دوسروں کو زیادہ جاننے والا ہے۔ اور اس کا قول

سب سے زیادہ سچا ہے پھر اس کے تمام رسول سچے ہیں نہ خلاف ان لوگوں کے جو بغیر علم کے اللہ ﷻ کے متعلق باتیں کرتے ہیں اسی لئے اللہ ﷻ نے فرمایا ہے کہ ﴿سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (الصافات ۱۸۰ تا ۱۸۲)﴾

رسولوں کے مخالفین اللہ ﷻ کی جو صفات بیان کرتے ہیں اللہ ﷻ نے ان سے اپنی برائت فرمائی ہے۔ اور رسولوں نے جو اللہ ﷻ کی نقص وعیب سے جو برائت بیان کی تھی ان پر سلام بھیجا ہے اللہ ﷻ کے لئے سمع اور بصر ثابت ہے کیونکہ اس نے فرمایا کہ انہ ھو السمیع البصیر ○ اللہ ﷻ کے لئے چہرہ ثابت ہے کیونکہ اس نے فرمایا کہ و یبقی وجہ ربک ذوالجلال وا لاکرام ○ اور کل شیء ھالک الا وجھہ ○ اور اللہ ﷻ کے دو ہاتھ ثابت ہیں کیونکہ اس نے فرمایا ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی ○ اور اللہ ﷻ کے لئے دو آنکھیں ثابت ہیں کیونکہ اس نے فرمایا و اصبر لحکم ربک فانک باعیننا ○ اور اللہ ﷻ لئے عرش پر استواء ثابت ہے کیونکہ اس نے فرمایا الرحمن علی العرش استوی ○ اور اس طرح کی سات آیتیں ہیں۔

(العقیدۃ الواسطیہ مع شرحہ ،ص ۶۳۔۱۵ ملخصاً مطبوعہ دار السلام ریاض)

اس کے بعد احادیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اللہ ﷻ آسمان دنیا کی طرف اپنی شان کے لائق نازل ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر رات کے آخری تہائی حصے میں ہمارا رب ﷻ آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے (صحیح بخاری و مسلم) اور اللہ ﷻ خوش ہوتا ہے اور ہنستا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ﷻ کو اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو گم شدہ اونٹنی کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے (صحیح بخاری و مسلم) اللہ ﷻ ان دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنستا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے (صحیح بخاری و مسلم) اللہ ﷻ کی ٹانگ اور قدم ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں لوگوں کو ڈالا جاتا رہے گا حتی کہ وہ کہے گی کہ کیا اور زیادہ بھی ہیں حتی کہ اللہ ﷻ اس میں اپنی ٹانگ رکھ دے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا۔ (صحیح بخاری و مسلم)۔ (العقیدۃ الواسطیہ مع شرحہ ،ص ۸۳۔۸۰ ملخصاً مطبوعہ دار السلام ریاض)

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، شیخ ابن تیمیہ کے نظریے "استواء" اور صفات میں اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں "شیخ ابن تیمیہ نے حمویہ اور واسطیہ میں لکھا ہے کہ اللہ ﷻ کے لئے ہاتھ پیر چہرہ اور پنڈلی کا جو ذکر آیا ہے وہ اس کی صفات حقیقیہ ہیں۔ اور اللہ ﷻ عرش پر بذاتہ مستوی ہے اس سے کہا گیا کہ اس سے تحیز اور انقسام لازم آئے گا تو اس نے کہا کہ میں یہ نہیں جانتا کہ تحیز اور انقسام اجسام کے خواص میں سے ہیں، اسی وجہ سے ابن تیمیہ کے متعلق کہا گیا کہ وہ اللہ ﷻ کے لئے تحیز اور انقسام کا قائل ہے"۔

(الدرر الکامنہ ،ج ۱،ص ۱۵۴ ،مطبوعہ دار الحلیل بیروت)

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی فرماتے ہیں کہ: ابن تیمیہ کا یہ قول کہ اللہ ﷻ جسمیت، جہت اور انتقال سے موصوف ہے اور وہ عرش کے برابر ہے، نہ چھوٹا، نہ بڑا، اللہ ﷻ اس قبیح افتراء سے پاک ہے جو کہ صریح کفر ہے۔

(الفتاوی الحدیثیہ،ص ۱۰۰ ،مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی و اولادہ بہ مصر)

علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن ہمام فرماتے ہیں: اللہ ﷻ عرش پر مستوی ہے اور یہ ایسا استواء نہیں ہے جیسا ایک جسم کا دوسرے پر استواء ہوتا ہے کہ وہ اس سے مماس ہوتا ہے یا اس کی محاذات (سمت) میں ہوتا ہے۔ بلکہ جو استواء اس کی شان کے لائق ہو جس کو اللہ ﷻ ہی زیادہ جاننے والا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ ﷻ عرش پر مستوی ہے اور مخلوق کے ساتھ اس کی مشابہت کی نفی کی جائے، رہا یہ کہ استواء علی العرش سے مراد عرش پر غلبہ ہو تو یہ ارادہ بھی جائز ہے۔ البتہ اس ارادہ کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے اور واجب وہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے البتہ اگر یہ خدشہ ہو کہ عام لوگ استواء

سے وہی معنی سمجھیں گے کہ جو جسم کے لوازم سے ہے کہ اللہ ﷻ عرش سے متصل ہے یا عرش کی محاذات میں ہے تو استواء کو غلبہ سے تعبیر کرنے میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح کتاب اور سنت میں جو ایسے الفاظ ہیں جس سے جسمیت ظاہر ہوتی ہے مثلاً انگلی، قدم اور ہاتھ اس پر ایمان لانا واجب ہے کیونکہ انگلی اور ہاتھ وغیرہ اللہ ﷻ کی صفت ہیں ان سے مراد مخصوص اعضاء نہیں ہیں بلکہ وہ معنی مراد ہے جو اللہ ﷻ کی شان کے لائق ہے اور اللہ ﷻ ہی اس معنی کو زیادہ جاننے والا ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ہاتھ اور انگلی کی تاویل قدرت اور قہر سے کی جاتی ہے اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: حجر اسود اللہ ﷻ کا دایاں ہاتھ ہے اس کی تاویل کی جاتی ہے تا کہ عام لوگوں کی عقلیں اللہ ﷻ کی جسمیت کی طرف نہ منتقل ہوں اس تاویل سے یہ ارادہ بھی ممکن ہے لیکن اس پر جزم اور یقین نہیں کرنا چاہئے۔ ہمارے اصحاب (ماتریدیہ) کے قول کے مطابق یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں اور متشابہ کا حکم یہ ہے کہ اس دنیا میں اس کی مراد متوقع نہیں۔

(مسائرہ مع شرح المسامرہ، ج ۱، ص ۳۶۔ ۳۱ ملخصاً مطبوعہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ مکران)

☆......امام مالک نے عمر بن الحکم سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میری ایک باندی بکریوں کو چراتی تھی۔ ایک دن ایک بکری گم ہوگئی میں نے اس سے اس کے متعلق پوچھا، تو اس نے کہا اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے مجھے اس پر افسوس ہوا میں بھی آخر انسان ہوں میں نے اسے ایک تھپڑ مار دیا، اور مجھ پر پہلے سے ایک غلام آزاد کرنا تھا کیا میں اس غلام کی جگہ اس باندی کو آزاد کردوں؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اللہ ﷻ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ آسمان میں، آپ ﷺ نے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ ہیں، تب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسے آزاد کردو۔

(الموطا، کتاب العتق والولاء، باب: ما یجوز من العتق فی الرقاب، رقم: ۱۵۱۱)

امام ابن عبد البر فرماتے ہیں: نبی پاک ﷺ نے اس باندی سے جو سوال کیا کہ اللہ کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ آسمان میں، تمام اہل سنت (یعنی محدثین) اس پر متفق ہیں اور وہ یہی کہتے ہیں جو اللہ ﷻ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ اللہ عرش پر مستوی ہے اور اللہ ﷻ آسمان میں ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے اور یہ قرآن مجید کی ان آیات سے بالکل ظاہر ہے ﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ﴾ (الملک: ۱۶) ﴿مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًاؕ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ﴾ (فاطر: ۱۰) ﴿تَعْرُجُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾ (المعارج: ۴)۔

قرآن مجید میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں اور ہم نے اپنی کتاب التمہید میں اس سے زیادہ بیان کی ہیں۔

(الاستذکار، ج ۲۳، ص ۱۶۸۔ ۱۶۷ ملخصاً مطبوعہ بیروت)

امام ابوبکر بن فورک نے بعض سے روایت کیا ہے کہ استواء کے معنی بلند ہے، یعنی اللہ ﷻ عرش پر بلند ہے اور اس بلندی سے مسافت اور مکان کی بلندی مراد نہیں ہے کہ کوئی شخص ایسی جگہ ہو جو جگہ دوسری جگہ سے بلند ہو، بلکہ اس سے مراد وہ بلندی ہے جو اللہ ﷻ کی شان کے لائق ہے اور ثم کا تعلق مستوی علیہ کے ساتھ ہے نہ کہ الاستواء کے ساتھ۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہمارے سلف صالحین میں یہ مشہور ہے کہ اس کی مراد اللہ ﷻ پر چھوڑ دی جائے، صالحین فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ عرش پر اس طرح مستوی ہے جیسا اس نے ارادہ کیا ہے اگر چہ وہ ٹھہرنے اور جگہ پکڑنے سے پاک ہے۔ اور استواء کی تفسیر استیلاء سے کرنا دری بات ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ استواء کا معنی استیلاء ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کا غالب ہونا اللہ ﷻ کے غالب ہونے کی طرح ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ یہ کہے کہ اللہ ﷻ ایسا غالب ہے جیسا کہ اس کی شان ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وہ یہ کہے کہ اللہ ﷻ عرش پر ایسا مستوی ہے جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔

(روح المعانی، الجزء الثامن، ص ۵۲۱)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ اس آیت کی تفسیر کے تحت صدر

الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں کہ "یہ استواء متشابہات میں سے ہے، ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی اس سے جو مراد ہے حق ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان لانا واجب، حضرت مترجم قدس سرہ العزیز نے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ آفرینش کا خاتمہ عرش پر جا ٹھہرا واللہ اعلم باسرار کتابہ۔

(عطائین جلد ۲، ص ۲۷۵)

آیاتِ سجدہ کی نشان دھی اور سجدۂ تلاوت کے مسائل:

۷.....حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے، شیطان ہٹ جاتا ہے اور رو کر کہتا ہے کہ، ہائے میری بربادی! ابن آدم کو سجدے کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا، اس کے لئے جنت ہے اور مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا، میرے لئے دوزخ ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب :اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوۃ، رقم :(۱۴۷)/۸۱، ص ۶۳)

احناف کے نزدیک کل چودہ آیات سجدہ ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱).....﴿ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ ولہ یسجدون بیشک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بولتے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں (الاعراف:۲۰۶)﴾۔

(۲).....﴿وللہ یسجد من فی السموت والارض طوعا وکرھا وظللھم بالغدو والاصال اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمان و زمین میں ہیں خوشی سے خواہ مجبوری سے اور ان کی پرچھائیاں ہر صبح و شام (الرعد:۱۵)﴾

(۳).....﴿وللہ یسجد ما فی السموت وما فی الارض من دابۃ والملئکۃ وھم لا یستکبرون اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں چلنے والا ہے اور فرشتے اور وہ غرور نہیں کرتے (النحل:۴۹)﴾

(۴).....﴿ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعا اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے (بنی اسرائیل:۱۰۹)﴾

(۵).....﴿اذا تتلی علیھم آیت الرحمن خروا سجدا وبکیا جب ان پر رحمن کی آیتیں پڑھی جاتیں گر پڑتے سجدہ کرتے اور روتے (مریم:۵۸)﴾

(۶).....﴿الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموت ومن فی اللہ والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب ومن یھن اللہ فما لہ من مکرم ان اللہ یفعل مایشاء کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت آدمی اور بہت وہ ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا اور جسے اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں بیشک اللہ جو چاہے کرے (الحج:۱۸)﴾

(۷).....﴿واذا قیل لھم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا جب ان سے کہا جائے رحمن کو سجدہ کرو کہتے ہیں رحمن کیا ہے کیا ہم سجدہ کرلیں جسے تم کہو اور اس حکم نے انہیں اور بدکنا بڑھایا (الفرقان:۶۰)﴾

(۸).....﴿الا یسجدوا للہ الذی یخرج الخبء فی السموت والارض ویعلم ما تخفون وما تعلنون اللہ لا الہ الا ھو رب العرش العظیم کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کو جو نکالتا ہے آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے

ہواور ظاہر کرتے ہواللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ بڑے عرش کا مالک ہے(النمل:۲۵،۲۶)﴾

(۹)......﴿انما یومن بایتنا الذین اذا ذکروا بھا خروا سجدا وسبحوا بحمد ربھم وھم لا یستکبرون ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب وہ انہیں یاد دلائی جاتی ہیں سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے(السجدہ:۱۵)﴾

(۱۰)......﴿فاستغفروا ربہ وخر راکعا واناب فغفرنا لہ ذلک وان لہ عندنا لزلفی وحسن ماب تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑا اور رجوع لایا تو ہم نے اسے یہ معاف فرمایا اور بیشک اس کے لئے ہماری بارگاہ میں ضرور قرب اور اچھا ٹھکانہ ہے(ص:۲۴،۲۵)﴾

(۱۱)......﴿واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم اس کے بندے ہو(حم سجدہ:۳۷،۳۸)﴾

(۱۲)......﴿فاسجدوا للہ واعبدوا تو اللہ کے لئے سجدہ کرو اور اس کی بندگی کرو(النجم:۶۲)﴾

(۱۳)......﴿فما لھم لا یومنون واذا قری علیھم القرآن لا یسجدون تو کیا ہوا کہ وہ ایمان نہیں لاتے اور جب قرآن پڑھا جائے سجدہ نہیں کرتے(الانشقاق:۲۰،۲۱)﴾

(۱۴)......﴿واسجد واقترب اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ(العلق:۱۹)﴾۔

مسئلہ نمبر۱: آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سن سکے، سننے والے کے لئے یہ ضرور نہیں کہ بالقصد سنی ہو یا بلا قصد سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

(الھدایۃ، کتاب الصلوۃ، باب: سجود التلاوۃ، ج۱،ص۳۵۲)

مسئلہ نمبر۲: سجدہ واجب ہونے کے لئے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلوۃ، باب:سجود التلاوۃ، ج۲،ص۵۷۵)

مسئلہ نمبر۳: اگر اتنی آواز سے آیت پڑھی کہ سن سکتا تھا مگر شور وغل یا بہرے ہونے کی وجہ سے نہ سنی تو سجدہ واجب ہو گیا اور اگر محض ہونٹ ہلے، آواز پیدا نہ ہوئی تو واجب نہ ہوا۔ (الھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب الثالث عشر: فی سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۴۶)

مسئلہ نمبر۴: قاری نے آیت سجدہ پڑھی مگر دوسرے نے نہ سنی تو اگرچہ اسی مجلس میں ہو اس پر سجدہ واجب نہ ہوا، البتہ نماز میں امام نے آیت پڑھی تو مقتدیوں پر واجب ہو گیا، اگرچہ نہ سنی ہو بلکہ اگرچہ آیت پڑھتے وقت موجود نہ بھی تھا، بعد پڑھنے کے سجدہ سے پیشتر شامل ہوا اور اگر امام سے آیت سنی مگر امام کے سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت میں شامل ہوا تو امام کا سجدہ اس کے لئے بھی کافی ہے اور دوسری رکعت میں شامل ہوا تو نماز کے بعد سجدہ کرے، یوہیں اگر شامل ہی نہ ہوا جب بھی سجدہ کرے۔

(الھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج۱،ص۱۴۸)

مسئلہ نمبر۵: سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلی کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، پہلے پیچھے دونوں بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا اور سجدے کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج۱،ص۱۴۹)

اغراض:

تنظر: سے اس جانب اشارہ ملتا ہے کہ اس مقام پر رویت بصریہ مراد ہے۔ لعل: مراد اس مقام پر اللہ ﷻ کی تخلیق میں غور وفکر کرنا ہے نہ کہ ذات میں، مقصود یہ ہے کہ مؤثر حقیقی سے استدلال کیا جائے، ہر چیز کا کوئی نہ کوئی صانع ہوا کرتا ہے اور اللہ ﷻ کی تخلیق میں غور وفکر کرنے سے لازم آتا ہے کہ دلوں کی آنکھ زندہ ہو، کیونکہ کائنات میں کچھ بھی اللہ سے لمحہ بھر کے لئے مخفی نہیں ہے۔ اس مقام پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عارف (اللہ کی پہچان رکھنے والا) ہر چیز میں اللہ ﷻ کی جلوہ گری دیکھتا ہے، اور جو ایسا کرتا ہے وہ اس بارے میں مؤثر رائے بھی رکھتا ہے اور اس سے وہی شخص روگردانی کرتا ہے جو (دل) کا شقی ہو۔

من وقت الاسفار: مناسب یہ تھا کہ یوں فرمایا جاتا کہ ''اللہ نے کیسے سائے طلوع فجر سے طلوع شمس تک پھیلائے''، اور مفسرین کرام کے تین اقوال میں سے ایک قول یہی ہے، ایک قول یہ ہے کہ ''اللہ نے کیسے سائے غروب شمس سے طلوع شمس تک پھیلائے''، تیسرا قول یہ ہے کہ ''اللہ نے کیسے سائے طلوع شمس سے زوال یعنی غروب شمس تک پھیلائے''، اور مفسر علیہ الرحمۃ کا قول متذکرہ اقوال میں سے کسی کے موافق نہیں ہے، اور طلوع فجر سے طلوع شمس تک کا وقت افضل ترین وقت ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جنت کو اس وقت کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے۔ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿وظل ممدود﴾ کیونکہ اس وقت میں مریض، مسافر اور ہر تکلیف والا شخص راحت پاتا ہے، اور اسی وقت میں مُردوں کی روحیں جسموں کی جانب لوٹائی جاتی ہیں، اور پاکیزہ نفس جلا پاتے ہیں، ابو عالیہ کہتے ہیں: ''جنت کی صبح کا وقت یہی ہے، اور یہ وہ وقت ہے جب نمازی فجر کی نماز ادا کرتے ہیں''۔ لا یزول بطلوع الشمس: یعنی اللہ کی قدرت کا شاہکار ہے کہ ورنہ اللہ سورج کو طلوع کبھی نہ کرتا بلکہ ہر وقت سایہ ہی رہتا، اور ہر وقت رات ہی رہتی اور روشنی کبھی ہوتی ہی نہیں۔ کاللباس: اس جملے سے اس جانب اشارہ ہے کہ حذف اداۃ کے ذریعے تشبیہ بلیغ کا استعمال ہوا ہے، مشبہ ومشبہ بہ کے مابین ''الستر'' مذکور ہے۔ بقطع الاعمال: میں باء سببیہ ہے، اور جار مجرور ''راحۃ'' کے متعلق ہیں۔

یستوی فیه المذکر: اس اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے کہ ''میتا'' کیوں کہا، جب کہ ''بلدۃ'' کی صفت ہے جو کہ مونث ہے۔

ای نعمة الله به: یعنی تم شکر پر قائم رہو، اور بھلائی کے کاموں میں مزید اضافہ کرو۔

جحودا للنعمة: یعنی اکثر (کفار) اللہ ﷻ کی نعمتوں کی اضافت کسی اور کی جانب کرتے ہیں۔

مطرنا بنوء کذا: یعنی ستاروں کا اپنی منازل سے جانب مغرب سقوط (غائب ہونا، گرنا) اور مشرق کی جانب اپنے وقت میں طلوع ہوتے (جو ان کے اعتبار سے معلوم مدت ہوتی تھی)، اور اہل عرب بارش، ہوا، سردی اور گرمی کو ستاروں کی تاثیر جانتے تھے، اور ایسا عقیدہ رکھنا اسلامی نقطہ نگاہ سے کفر ہے کیونکہ اس کا کوئی اثر نہیں بلکہ مؤثر حقیقی ذات اللہ کی ہے جو کہ وحدہ لاشریک لہ ہے، اور یہ ساری چیزیں اسباب عادیہ میں شمار ہوتی ہیں جیسا کہ آگ کا جلانا، کھانے سے اکتا جانا یا سیر ہونا وغیرہ۔

شدید الملوحة: سے مراد سخت حرارت ہے، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ سخت کڑوا، اور یہ اقوال ''عذب فرات وملح اجاج'' کے مقابلے میں لائے گئے ہیں۔ حاجزا لا یختلط احدهما بالآخر: پس میٹھا پانی نمکین پانی میں داخل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ چلتا ہے لیکن میٹھے پانی کے ذائقے میں کمی نہیں ہوتی اور نہ ہی دونوں پانی آپس میں ملنے پاتے ہیں، بلکہ دونوں ہی اپنی اپنی اصل پر باقی رہتے ہیں، اس لئے کہ اللہ ﷻ نے انہیں آپس میں مختلط ہونے سے روک دیا ہے اور یہاں معنوی آڑ مراد ہے جو کہ اللہ کی قدرت سے ہوتی ہے، اور یہ سب سے بڑی وجہ ہے کہ اللہ اپنے معبود ہونے میں ایک ہے۔ ذا صهر: آدمی کے قریبی رشتے دار عورت کے سُسرالی اور عورت کے قریبی رشتے دار مرد کے سُسرالی کہلاتے ہیں۔

فی مرضاته تعالی: اللہ ﷻ کی رضا حاصل کرنے کے لئے صدقہ یا دیگر ذرائع میں مال خرچ کرنا مراد ہے۔

ای قل سبحان اللہ والحمدللہ : اللہ ﷻ کی تسبیح ''سبحان اللہ'' کا معنی ہے کہ اللہ کو ہر نقص سے پاک مانا جائے، اور'' الحمدللہ'' کے معنی تمام کمالات کا مرکز اللہ ﷻ کو مانا جائے، پس یہ دونوں جملے جوامع الکلم کہلاتے ہیں جو کہ سید عالم ﷺ کو دیئے گئے ہیں۔ اور یہ جملے باقیات الصالحات اور جنت کے (خوشبودار) پودے ہیں جو جنت میں بھی ''لا الہ الا اللہ واللہ'' کے ساتھ باقی رہیں گے۔ اور یہ جملے جنت میں باقی رہنے والے اس لئے ہیں کہ انہیں یقین اور معرفت کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، پس تینوں کلمات کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کو تمام نقائص سے پاک مانا جائے، تمام کمالات کا متصف مانا جائے، اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ کبریائی اور عظمت میں منفرد ہے اور مذکورہ مقام پر ''سبحان اللہ اور الحمدللہ'' پر اختصار اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ بعد کے کلمے ''لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر'' کو لازم کرتے ہیں۔ بذنوب: لفظ بذنوب کو فاصلے کی رعایت کے لئے لایا گیا ہے، معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ ہر وقت بندوں کو جزا دینے پر قادر ہے لیکن اللہ ﷻ بندوں کے گناہوں کی جانب نظر نہیں فرماتا اور ان کی طاعتوں کی جانب دیکھتا ہے۔ بلکہ اس کی حکمت کا معاملہ یہ ہے کہ اس کی بارگاہ میں اعمال خیر وشر پیش کئے جاتے ہیں۔

التثبت: بغیر عجلت کے امور مجھ تک پیش کئے جاتے ہیں، وارد ہوتا ہے: ''جلد بازی شیطان کی جانب سے ہوا کرتی ہے''۔ اس حدیث سے علماء نے چند مسائل اخذ کئے ہیں جس میں جلد بازی کا اہتمام کیا جانا چاہیے مثلاً مہمان نوازی کرنا، باکرہ کا نکاح کرنا، میت کی تدفین کرنا، نماز اول وقت میں ادا کرنا، دَین کی ادائیگی کرنا، مسافر کے لئے قضائے حاجت کے بعد جلدی سفر اختیار کرنا، گناہوں سے توبہ کرنا۔ ای استواء یلیق به: اس جملے میں سلف کے فرامین کی جانب اشارہ ہے، اور یہ دور پانچ سو سال پہلے تھا، اور خلف کا مذہب تفاسیر میں یوں ہے کہ استواء بمعنی الاستیلاء و تصرف ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص٢١٤ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

قال تعالی ﴿تبرک﴾تعظم﴿الذی جعل فی السماء بروجا﴾اِثْنٰی عَشَرَ اَلْحَمَل، والثَّوْرِ، والْجوزَاء، السَّرطَانَ، والْاَسَد، والسُّنبُلَة، والمِیزانَ والعَقرب، والقَوسَ والجَدیَّ، والدَّلوَ، والحُوتَ وهی مَنَازِلَ الکَواکِبَ السَّبْعَةِ السَّیَّارَةِ المَرِیخَ ولَهُ الحَمَلُ والعَقْرَبُ والزُّهرَةُ ولها الثَّورُ والمِیزانُ وَعَطارِدُ وَلَهُ الجَوزَاءُ السُّنبلَةُ والقَمَرُ ولَهُ السَرطَانُ الشَّمسُ ولَهُ الاَسَدُ والمُشْتَری ولَهُ القَوسُ والحُوتُ وزُحَلُ ولَهُ الجَدیُ والدَّلوُ﴿وجعل فیها﴾اَیْضًا﴿سرجا﴾هُو الشَّمسُ﴿وقمرا منیرا (۶۱)﴾وَفِی قِرائَةِ سُرُجا بالجمعِ ای نَیِّراتٍ وَخُصَّ القَمَرُ مِنهَا بِالذِّکرِ لِنَوعِ فضِیلَةٍ﴿وهو الذی جعل الیل والنهار﴾ای یَخلِفُ کُلٌّ مِنهُمَا الْاٰخِرَ﴿خلفة لمن اراد ان یذکر﴾بالتَّشدِیدِ والتَّخفِیفِ کما تَقَدَّمَ ما فَاتَهُ فی احدِهما مِن خَیرٍ فَیَفعَلَهُ فی الاخر﴿اوارادشکورا (۶۲)﴾اَی شُکرًا لِنِعمَةِ رَبِّهٖ علیه فِیهما﴿وعباد الرحمن﴾مُبْتَداءٌ وَما بَعْدَهُ صِفاتٌ لَهُ اِلی اولئکَ یُجزونَ غیرَ المُعْتَرِضِ فِیهِ﴿الذین یمشون علی الارض هونا﴾ای بِسَکِینَةٍ و تَواضُعٍ﴿واذا خاطبهم الجهلون﴾بِما یُکرَهُونَهُ﴿ قالوا سلما (۶۳)﴾ای قَولا یَسْلِمونَ فِیهِ مِنَ الْاِثمِ ﴿والذین یبیتون لربهم سجدا ﴾جَمعُ سَاجِدٍ﴿وقیاما (۶۴)﴾بِمعنٰی قَائِمِینَ اَی یُصَلُّونَ بِاللیلِ﴿والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جهنم ان عذابها کان غراما (۶۵)﴾اَی لَازِمًا﴿انها ساء ت﴾بِئسَتْ﴿مستقرا ومقاما (۶۶)﴾هِیَ اَی مَوضعُ اِسْتِقرارٍ وَاِقامَةٍ﴿والذین اذا انفقوا﴾عَلی عِیَالِهِمْ﴿لم

يسرفوا ولم يقتروا ﴾بِفَتحِ اَوَّلِہٖ وضَمِّہٖ ای يَضِيقُوا ﴿وكان﴾اِنفَاقِهِمْ﴿بين ذلک﴾الاِسرافِ والاقْتَارِ﴿قواما (٦٧)﴾وَسْطا﴿والذين لا يدعون مع الله الها اخر ولا يقتلون النفس التی حرم الله﴾قَتْلَها﴿الا بالحق ولا يزنون ومن يفعل ذلک﴾اَی واحِدا منَ الثَّلٰثَةِ﴿يلق اثاما (٦٨)﴾اَی عُقوبَةً﴿يضعف﴾وَفِی قرائَةٍ يُضَعَّفُ بِالتَّشْدِيدِ﴿له العذاب يوم القيمة ويخلد فيه﴾بِجَزمِ الفِعلينِ بَدلا وَبِرَفْعِهِما اِسْتِينَافًا﴿مهانا (٦٩)﴾حَالٌ﴿الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا﴾مِنهُمْ﴿فاولئک يبدل الله سياتهم﴾المَذْكُورَةَ﴿حسنت﴾فِی الاٰخِرَةِ﴿وكان الله غفورا رحيما (٧٠)﴾اىْ لَم يَزَل مُتَّصِفًا بِذلکَ﴿ومن تاب﴾مِن ذُنوبِہٖ غَيرَ من ذُكِرَ﴿وعمل صالحا فانه يتوب الی الله متابا (٧١)﴾اَی يَرجِعُ اِلَيہِ رُجوعًا فَيُجازِيہِ خَيرا﴿والذين لا يشهدون الزور﴾اَی الْكِذبَ والْبَاطِلَ﴿واذا مروا باللغو﴾مِنَ الْكَلامِ القَبيحِ وَغَيرِہٖ﴿مروا كراما (٧٢)﴾مُعرِضِينَ عَنہُ﴿والذين اذا ذكروا﴾وُعِظُوا﴿بايت ربهم﴾ای القُرانِ﴿لم يخروا﴾يَسقُطُوا﴿عليها صما وعميانا (٧٣)﴾بَل خَرُّوا سامِعِينَ نَاظِرِينَ مُنْتَفِعِينَ﴿والذين يقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذريتنا﴾بِالجَمعِ والاِفرادِ ﴿قرة اعين﴾لَنا بِانْ نَراهُمْ مُطِيعِيْنَ لَکَ﴿واجعلنا للمتقين اماما (٧٤)﴾فی الْخَيرِ﴿اولئک يجزون الغرفة﴾الدَّرجَةَ فِی الجَنَّةِ﴿بما صبروا﴾علی طَاعَةِ اللهِ﴿ويلقون﴾بِالتَّشْدِيدِ والتَخفيفِ مع فَتحِ الياءِ ﴿فيها﴾فی الغُرفَةِ ﴿تحية وسلما (٧٥)﴾مِنَ المَلائِكَةِ﴿خلدين فيها حسنت مستقرا ومقاما (٧٦)﴾مَوضَعُ اِقَامَةٍ لَهُم واُولٰئکَ وما بَعدَہٗ خَبرِ عِبادُ الرحمنِ المُبتَداءِ ﴿قل﴾يَا مُحمَدُ لِاهلِ مكةَ﴿ما﴾نافيةٌ﴿يعبؤا﴾يَكْتَرِثُ﴿بكم ربی لولا دعاؤكم﴾اِياہُ فی الشدائِدِ فَيكْشِفُها﴿فقد﴾ای فَكيفَ يَعبَؤبِكُم وَقَد ﴿كذبتم﴾الرَّسولَ والقرانَ﴿فسوف يكون﴾العَذابُ﴿لزاما (٧٧)﴾مُلازِمًا لَكُم فی الاٰخرةِ بَعدَ مَا يَحِلُّ بِكم فِی الدُّنيَا فَقُتِلَ مِنهُم يَومَ بَدرٍ سبْعونَ وجوابُ لولا دَلَّ عليہِ مَا قَبلُهَا.

﴿ترجمه﴾

بڑی برکت والا (عظمت والا) ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے......۱ (جو کہ بارہ ہیں یعنی (۱)......حمل (۲)......ثور (۳)...... جوزا (۴)......سرطان (۵)...... اسد (۶)...... سنبلہ (۷)...... میزان (۸)......عقرب (۹)......قوس (۱۰)...... جدی (۱۱)......دلواور (۱۲)......حوت۔ یہ سات گردش کرنے والے ستاروں کی منزلیں ہیں: (۱)......مریخ کی منزل حمل اور عقرب ہے۔ (۲)......زہرہ کی منزل ثوراور میزان ہے۔ (۳)......عطارد کی منزل جوزاء اور سنبلہ ہے۔ (۴)......قمر کی منزل سرطان ہے۔ (۵)...... شمس کی اور (۶)...... مشتری کی قوس اور حوت ہے۔ اور (۷)......زحل کی منزل جدی اور دلو ہے) اور ان میں (یعنی آسمان میں) چراغ (یعنی سورج) رکھا اور چمکتا چاند (ایک قرأت میں سراجا کو سُرُجا جمع بھی پڑھا گیا ہے یعنی چمکتے ستارے جبکہ ان تمام ستاروں میں سے خاص طور پر چاند کا تذکرہ بقیہ ستاروں پر فضیلت کی وجہ سے ہے) اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی (یعنی دن رات میں سے ہر ایک دوسرے کے بعد آتا ہے) اس کے لیے جو دھیان کرنا چاہے (یذکر کے ذال کو تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، یعنی دن اور رات دونوں میں سے کسی ایک میں کوئی بھلائی کا کام نہ کیا جا سکے تو دوسرے وقت میں

اسے بجالایا جائے) یا شکر کا ارادہ کرے (اپنے رب کی نعمت کا جو اس پر ان دونوں اوقات میں ہوتی ہے) اور رحمٰن کے وہ بندے (عباد الرحمن مبتدا ہے جبکہ اس کے مابعد آیات اولٰئک یجزون تک جملہ معترضہ کے علاوہ سب جملے اس کی صفات ہیں) کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں (اطمینان اور عجز و انکساری کے ساتھ) اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں (جس کو وہ ناپسند کرتے ہوں) تو کہتے ہیں بس سلام (یعنی ایسی بات کہتے ہیں جس میں وہ گناہ سے بچ جاتے ہیں) اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے (سُجّدا جمع ہے ساجد کی) اور قیام میں (قیاما بمعنی قائمین ہے یعنی رات کو نماز پڑھتے ہیں......۲......) اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب، بیشک اس کا عذاب گلے کا غل ہے (یعنی ایسا پھندہ ہے جو اترنے والا نہیں بلکہ اسی کا ہی ایک لازمی حصہ بن جانے والا ہے) بیشک وہ بہت ہی بری (ساءت بمعنی بئست ہے) ٹھہرنے کی (یعنی اقامت و رہائش اختیار کرنے کی) جگہ ہے، اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں (اپنے اہل و عیال پر) نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں (لم یقتروا میں یا پر فتح اور ضمہ دونوں صحیح ہیں، اور یہ یضیقوا کے معنی میں ہے) اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں......۳......(قواما بمعنی وسطا ہے) اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو ناحق نہیں مارتے جس کی اللہ نے حرمت رکھی (یعنی کسی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے) اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے (یعنی مذکورہ تینوں کاموں میں سے کوئی ایک بھی) وہ سزا پائے گا (اثامًا بمعنی عقوبۃً ہے) بڑھایا جائے گا (یضعف ایک قرأت میں تشدید کے ساتھ یضعّف ہے) اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں رہے گا (یضاعف اور یخلد دونوں بدل ہوں تو مجزوم ہوں گے اور جملہ مستانفہ ہوں تو مرفوع ہوں گے) ذلت سے (مہانًا بھی حال ہے) مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے (ان میں سے) تو اللہ ایسوں کی برائیوں کو (جو مذکور ہوئیں) بھلائیوں سے بدل دے گا (آخرت میں......۴......) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (یعنی اللہ تعالیٰ ان صفات سے متصف ہے) اور جو توبہ کرے (اپنے گناہوں سے، اس سے مراد وہ شخص نہیں کہ جس کا ابھی تذکرہ ہوا ہے) اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی (یعنی جو بارگاہِ ربوبیت ﷻ کی جانب رجوع کرتا ہے تو وہ اسے اچھا بدلہ عطا فرماتا ہے) اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے......۵......(الزور بمعنی الکذب و الباطل ہے) اور جب گزرتے ہیں بیہودہ (کسی کام پر یعنی برے کلام اور مجلس وغیرہ) پر، گزر جاتے ہیں اپنی عزت سنبھالے (یعنی ان سے اعراض کرتے ہوئے) اور وہ کہ جب کہ انہیں یاد دلائی جائیں (ذکروا بمعنی وعظوا ہے، یعنی انہیں نصیحت کی جائیں) ان کے رب کی آیتیں (قرآنِ کریم کی) تو نہیں گرتے (یخرّوا بمعنی یسقطوا ہے) ان پر بہرے اندھے ہو کر (بلکہ کانوں سے سنتے ہوئے، آنکھوں سے دیکھتے ہوئے اور ان سے نفع اٹھاتے ہوئے ان پر عمل کرتے ہیں) اور وہ جو عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں دے ہماری بیبیوں اور اولاد سے (ذریتنا جمع بھی پڑھا گیا ہے اور مفرد بھی) آنکھوں کی ٹھنڈک (ہمارے لئے، اس طرح کہ ہم انہیں تیرا مطیع و فرمانبردار دیکھیں) اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا (بھلائی کے کاموں میں) ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا (الغرفۃ سے مراد جنت کا ایک اعلیٰ درجہ ہے) بدلہ ان کے صبر کا (اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر) اور ان کی پیشوائی ہوگی (یلقون یا کے فتح کے ساتھ ساتھ تشدید اور تخفیف دونوں طرح پڑھا گیا ہے) وہاں (جنت میں) مجرے اور سلام کے ساتھ (فرشتوں کی جانب سے) ہمیشہ اس میں رہیں گے، کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ (ہے یعنی ان کے رہائش اختیار کرنے کی جگہ ہے، جبکہ اولٰئک اور اس کا مابعد عباد الرحمن مبتدا کی خبر ہے) تم فرماؤ (اے سرورِ دو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ! مکہ والوں کو) نہیں (ما نافیہ ہے) تمہاری کچھ قدر (یعبؤ بمعنی یکترث ہے) میرے رب کے یہاں اگر تم اسے نہ پوجو (مصائب میں کہ وہ انہیں دور فرما دے) تو (یعنی وہ کیسے تمہاری پرواہ کرے حالانکہ) تم نے تو جھٹلایا (ہے رسولِ خدا ﷺ اور قرآن

کریم کو) ثواب ہوگا وہ (عذاب) کہ لپٹ رہے گا (یعنی لازم رہے گا آخرت میں بھی بعد اس کے کہ دنیا میں بھی تم پر نازل رہا، پس ان میں سے بدر کے دن ستر (۷۰) کافر مارے گئے، لولا کے جواب پر اس کا ماقبل دلالت کررہا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿تبرک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سرٰجا وقمرا منیرا﴾

تبرک: فعل، الذی: موصول، جعل فی السماء بروجا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جعل فیھا: فعل بافاعل ظرف لغو، سراجا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، قمرا منیرا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وھو الذی جعل الیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا﴾

و: عاطفہ، ھو: مبتدا، الذی: موصول، جعل: فعل بافاعل، الیل والنھار: مفعول اول، خلفۃ: موصوف، ل: جار، من: موصولہ، اراد ان یذکر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، اراد شکورا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجھلون قالوا سلما﴾

و: مستانفہ، عباد الرحمن: مبتدا، الذین: موصول، یمشون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، ھونا: حال، ملکر فاعل، علی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، خاطبھم الجھلون: فعل ومفعول فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا سلما: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر شرطیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، یبیتون: فعل ناقص با اسم، لربھم سجدا: شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قیاما: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر ماقبل "الذین یمشون" پر معطوف ہے۔

﴿والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غراما﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، یقولون: قول، ربنا: نداء، اصرف عنا عذاب جھنم: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر ماقبل "الذین یمشون" پر معطوف ہے، ان عذابھا: حرف مشبہ واسم، کان غراما: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ مستانفہ۔

﴿انھا ساءت مستقرا ومقاما﴾

انھا: حرف مشبہ واسم، ساءت: فعل ھی ضمیر، مستقرا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، مقاما: معطوف، ملکر تمیز، ملکر فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مبتدا محذوف "ھی" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، انفقوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لم یسرفوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لم یقتروا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر شرطیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کان: فعل ناقص "ھو" ضمیر مستتر راجع بسوئے "الانفاق" اسم، بین ذلک: ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم، قواما: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ

معطوف، ملکر صلہ، ملکر ماقبل "الذین یمشون" پر معطوف ہے۔

﴿والذین لا یدعون مع اللہ الھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، لا یدعون: فعل نفی بافاعل، مع اللہ: ظرف، الھا اخر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یقتلون: فعل نفی بافاعل، النفس: موصوف، التی حرم اللہ: موصول صلہ: ملکر صفت ملکر مفعول، الا: اداۃ حصر، بالحق: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لا یزنون: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ ملکر ماقبل "الذین یمشون" پر معطوف ہے۔

﴿ومن یفعل ذلک یلق اثاما ٥ یضعف لہ العذاب یوم القیمۃ ویخلد فیہ مھانا ٥ الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنت﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یفعل ذلک: جملہ فعلیہ شرط، یلق اثاما: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مبدل منہ، یضعف لہ: فعل مجہول وظرف لغو، العذاب: نائب الفاعل، یوم القیمۃ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یخلد: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، مھانا: حال، ملکر مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، من: موصولہ، تاب وامن وعمل عملا صالحا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ومعطوفین، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، یبدل اللہ: فعل وفاعل، سیاتھم: مفعول اول، حسنت: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مستثنیٰ، ملکر فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر بدل، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکان اللہ غفورا رحیما٥ ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا٥﴾

و: مستانفہ، کان اللہ: فعل ناقص واسم، غفورا رحیما: خبران، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، تاب: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وعمل صالحا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، یتوب الی اللہ متابا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما٥﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، لا یشھدون الزور: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ مفعول فیہ مقدم، مروا باللغو: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، مروا: فعل ضمیر ذوالحال، کراما: حال ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر ماقبل "الذین یمشون" پر معطوف ہے۔

﴿والذین اذا ذکروا بایت ربھم لم یخروا علیھا صما وعمیانا٥﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، ذکروا: فعل بانائب الفاعل، بایت ربھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لم یخروا: فعل نفی واؤ ضمیر ذوالحال، صما: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عمیانا: معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل، علیھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر صلہ، ملکر "الذین یمشون" پر معطوف ہے۔

﴿والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما٥﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، یقولون: قول، ربنا: نداء، ھب لنا: فعل امر بافاعل وظرف لغو، من: جار، ازواجنا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذریتنا: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال مقدم، قرۃ اعین: ذوالحال، ملکر مفعول، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اجعلنا: فعل امر بافاعل ومفعول، للمتقین: ظرف مستقر حال مقدم، اماما: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ

معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر صلہ، ملکر ماقبل "الذین یمشون" پر معطوف ہے۔

﴿اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا ویلقون فیھا تحیۃ وسلما ○ خلدین فیھا﴾

اولئک: مبتدا، یجزون: فعل مجہول بانائب الفاعل، الغرفۃ: مفعول ثانی، بما صبروا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یلقون: فعل مجہول واؤ ضمیر ذوالحال، خلدین فیھا: شبہ جملہ حال، ملکر نائب الفاعل، فیھا: ظرف مستقر حال مقدم، تحیۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، سلما: معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "للمتقین" سے حال ہے۔

﴿حسنت مستقرا ومقاما﴾

حسنت: فعل "ھی" ضمیر ممیز، مستقرا: معطوف علیہ، و: عاطفہ: مقاما: معطوف، ملکر تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مبتدا محذوف "ھی" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم﴾

قل: قول، ما: استفہامیہ مفعول مطلق مقدم، یعبئوا بکم ربی: فعل وظرف وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، لولا: شرطیہ، دعاؤکم: مبتدا محذوف الخبر "موجود" ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا محذوف "فما یعبوا بکم ربی" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فقد کذبتم فسوف یکون لزاما﴾

ف: فصیحیہ، قد: تحقیقیہ، کذبتم: جملہ فعلیہ شرط محذوف "انی اذا اعلمتکم انی لا اعتدبکم" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، سوف: حرف استقبال، یکون لزاما: فعل ناقص بااسم وخبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

برج کی تحقیق:

لے...... محل کو بھی برج کہتے ہیں، آسمانی منزلیں طے کرنے والے ستاروں کو بھی بُرج کہتے ہیں، ﴿والسماء ذات البروج(بروج:۱)﴾، ﴿الذی جعل فی السماء بروجا(الفرقان:۶۱)﴾، ﴿ولو کنتم فی بروج مشیدۃ (الانساء:۷۸)﴾، یہ بھی درست ہے کہ بروج سے زمینی یا آسمان کے ستاروں کو مراد لیا جائے۔
(المفردات، ص ۵۲)

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بستانہ نامی ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے محمد! (ﷺ)، مجھے ان ستاروں کے نام بتائیں جن کو حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تھا، نبی کریم ﷺ خاموش رہے اور آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا، اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ ﷺ کو ان ستاروں کے نام بتائے، پھر رسول کریم ﷺ نے اس یہودی کو بلوایا اور فرمایا: اگر میں تم کو ان ستاروں کے نام بتادوں تو تم مان لوگے؟ اس نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے نام بتائے جربان، الطارق، الذیال، ذوالکتفین، قابس، وثاب، عمودان، الفلیق، المصبح، الضروح، ذوالفرغ، الضیاء، اور النور، اس یہودی نے کہا کہ اللہ کی قسم! ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔
(تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۵۸۳)

اسلام میں ستاروں کی تاثیر ماننا کفر اور باطل ہے، حضرت زید بن خالد جہنی بیان کرتے ہیں سید عالم ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی، آسمان پر رات کی بارش کے اثرات تھے، آپ نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، پھر فرمایا: "تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا"؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے ارشاد

فرمایا ہے میرے بعض بندوں نے صبح کی تو وہ مجھ پر ایمان لانے والے بھی تھے اور میرا کفر کرنے والے بھی تھے، سو جس نے یہ کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی ہے وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور سیارہ (ستارہ) کا کفر کرنے والا ہے اور جس نے کہا فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے، وہ میرا کفر کرنے والا ہے اور ستارہ پر ایمان لانے والا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب: یستقبل الامام الناس، رقم:۸۴٦، ص۱۳۷)

نیکوں کی خصوصیات:

۲......الفرقان آیت نمبر ۶۳ تا ۷۴ اللہ نے نیک بندوں کی چند خصوصیات کا بیان کیا ہے، جو کہ ذیل میں ترتیب وار درج کی جاتی ہے:

دن ورات اللہ کی عبادت میں مشغول رہنا:

جہاں مسلمان پر دن ورات میں کچھ فرائض متعین ہیں وہیں ایسے مسلمان بھی ہیں جو دن ورات میں نوافل کی کثرت کرتے ہیں، ان نوافل پڑھنے والوں کی اللہ اور اس کے رسول نے بڑی مدح سرائی فرمائی ہے چنانچہ حدیث قدسی میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا اور میرا بندہ کسی چیز سے اس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرائض سے ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعے ہمیشہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے محبوب بنالیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دوں گا''۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب: التواضع، رقم:٦۵۰۲، ص۱۱۲۷)

☆......ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فجر کی دو سنتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں''۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب: استحباب رکعتی سنۃ الفجر، رقم:(۱۵۷۲)/۷۲۵، ص۳۳۳)

☆......ام المومنین ام حبیبہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعتوں پر محافظت کرے، اللہ عزوجل اس کو آگ پر حرام فرمادے گا''۔

(سنن النسائی، کتاب قیام اللیل، باب: اختلاف علی اسماعیل بن ابی خالد، رقم:۱۸۱۳، ص۲۴۹)

☆......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس شخص پر رحم کرے، جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں''۔ (سنن ابی داؤد، کتاب التطوع، باب: الصلوۃ قبل العصر، رقم:۱۲۷۱، ص ۲۴۱)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان کوئی بُری بات نہ کہے، تو بارہ برس کی عبادت کے برابر کی جائیں گی''۔

(جامع الترمذی، کتاب الصلوۃ، باب: ما جاء فی فضل التطوع، رقم:۴۳۵، ص۱۴۹)

☆......حضرت ابو قتادہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مسجد میں داخل ہو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: اذا دخل المسجد فلیرکع رکعتین، رقم:۴۴۴، ص۷۷)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے''۔ (صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، رقم:(۴۴۱)/۲۳۴، ص۱۳۸)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکر خدا میں معروف رہا، یہاں

تک کہ آفتاب بلند ہو گیا پھر دو رکعت پڑھیں تو اسے پورے حج وعمرہ کا ثواب ملے گا"۔

(جامع الترمذی، کتاب السفر، باب:ما ذکر مما یستحب من الجلوس فی المسجد، رقم ۵۸۶،ص ۱۹٤)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ ﷻ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا"۔

(جامع الترمذی، کتاب الوتر، باب:ما جاء فی صلوۃ الضحی، رقم:٤٧٢،ص ۱٦٠)

☆......سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی ہے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب:فضل صوم المحرم، رقم:(٢٦٤٤)/١١٦٣،ص ٥٣٥)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے"۔

(المستدرک للحاکم، کتاب صلوۃ التطوع، باب تودیع المنزل برکعتین ،رقم :١١٨٩،ج٢،ص ٤٥٨)

عاجزانہ متواضعانہ چال چلنا:

زمین پر آرام سے چلنا، مراد یہ ہے کہ تواضع کے ساتھ عاجزانہ طور پر چلتے ہیں نہ کہ اکڑتے، تکبر کرتے ہوئے۔ نیک بندے جس طرح ظاہری عبادات سے مزین ہوتے ہیں اسی طرح باطنی خباثتوں سے بھی خود کو بچاتے ہیں اور اس میں تواضع وانکساری کی بڑی اہمیت ہے۔

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: "بیشک اللہ ﷻ نے میری طرف وحی فرمائی کہ تم لوگ اتنی عاجزی اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر کرے نہ کوئی کسی پر ظلم کرے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنۃ ونعیمها ،باب: صفات التی یصرف بها، رقم:(٧١٠٤)/ ٢٨٦٥،ص ١٤٠٤)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب بندہ تواضع کرتا ہے اللہ ﷻ اس کا درجہ ساتویں آسمان تک بلند فرماتا ہے"۔

(کنزالعمال ،کتاب الاخلاق ،قسم الاقوال، باب:التواضع، رقم : ٥٧١٧،ص ٤٩)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "کھڑ درا اور تنگ لباس پہنا کرو تا کہ عزت افزائی اور فخر کو تم میں جگہ نہ ملے"۔

(کنزالعمال ،کتاب الاخلاق ،قسم الاقوال، رقم: ٥٧٢٨،ص ٤٩)

☆......ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں نے کوہِ صفا کے قریب ایک شخص کو خچر پر سوار دیکھا، کچھ غلام اس کے سامنے سے لوگوں کو دور کر رہے تھے، پھر میں نے اسے بغداد میں اس حالت میں پایا کہ وہ ننگے پاؤں اور حسرت زدہ تھا نیز اس کے بال بھی بہت بڑھے ہوئے تھے، میں نے اس سے پوچھا: "اللہ ﷻ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ بولے: "میں نے ایسی جگہ رفعت چاہی جہاں لوگ عاجزی کرتے ہیں تو اللہ ﷻ نے مجھے ایسی جگہ رسوا کر دیا جہاں لوگ رفعت پاتے ہیں"۔

جہالت سے بچنا:

علماء فقہ نے جہالت کو اسباب تخفیف وتیسیر میں شامل کیا ہے اور یہ اسباب عوارض مکتسبہ کی وجہ سے ہیں، جو کہ سات ہیں ۔جہل، سکر، ہزل، سَفَہ (مقتضائے شرع یا مقتضائے عقل)، سفر، خطاء، اکراہ۔

جہل کئی قسم کا ہوتا ہے، جن میں بعض جہل تیسیر وتخفیف کے لئے عذر نہیں ہوتا اور بعض جہل عذر مسموع ہیں، کافر کا جہل اس کے عدم ایمان کے لئے عذر مسموع نہیں، ایسے ہی اصحاب الھویٰ کا جہل صفات الٰہیہ اور احکام آخرت نہ ماننے میں عذر نہیں اور امام برحق

کے خلاف بغاوت کرنے میں باغی کا جہل عذر مسموع نہیں جب کہ وہ دلیل فاسد کا سہارا لے کر بغاوت کر رہا ہو، وہ امور جن میں شرع نے جہل کو عذر مسموع تسلیم کیا ہے اور اس بنیاد پر تخفیف دی ہے، یہ ہیں: (۱)...... جیسے وہ مسلمان جو دارالحرب میں ہے اور وہاں سے ہجرت کرنے سے معذور رہا، وہ اپنے جہل کی وجہ سے اسلام کے احکام وعبادات پر عمل نہ کر سکے وہ نہ تو گنہگار ہے اور نہ ہی اس پر قضاء واجب۔ (۲)......ایسے ہی وہ شخص جو دارالحرب میں مسلمان ہوا اور احکام اسلام پر اپنے جہل کی وجہ سے عمل نہ کر سکے تو اس پر گناہ نہیں۔ (۳)...... حق شفعہ رکھنے والا متعلقہ جائیداد کی بیع سے جاہل رہا تو اس کا یہ جہل عذر ہے اسے شفعہ حاصل رہے گا۔ (۴)...... باندی اپنے آزاد ہونے یا صاحب خیار ہونے سے جاہل رہی تو اس کا جہل عذر مسموع ہے اس کو خیار حاصل رہے گا۔ (۵)...... وہ صغیر و صغیرہ جن کا نکاح ان کے باپ یا دادا کے علاوہ کسی اور نے کیا ہو، بالغ ہوتے ہی انہیں اسے جائز یا باطل کرنے کا اختیار ہے لیکن اگر وہ بلوغ کے وقت اس نکاح سے جاہل رہے تو یہ جہل عذر مسموع ہے ان کو اختیار حاصل رہے گا۔ (بهار شریعت مخرجه، ج۳، حصه ۱۹، ص۱۰۷۷)

اسلام میں میانہ روی کی اہمیت:

سے......اسراف کہتے ہیں: ''ہر وہ کام جس میں انسان حد سے تجاوز کر جائے، اگرچہ اس کا مشہور اطلاق حد سے زیادہ خرچ کرنے پر ہوتا ہے''۔ اقتار کہتے ہیں: ''خرچ میں کمی کرنا اور یہ اسراف کا مدمقابل ہے اور دونوں ہی مذموم ہیں''۔ (المفردات، ص۲۳٦)

شریعت مطہرہ نے میانہ روی کا حکم ارشاد فرمایا، انسان میانہ روی سے کام لے اور افراط وتفریط سے گریز کرے، جائز امور میں بڑھ چڑھ کر خرچ کرے کہ لا اسراف فی الخیر اور ناجائز وغلط بیکار کاموں میں خرچ نہ کرے کہ لا خیر فی الاسراف۔

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی ہر پسندیدہ چیز کھاؤ یہ بھی اسراف ہے''۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب من الاسراف ان تاكل، رقم: ۳۳۵۲، ص۵٦۳)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''نیک سیرت، اطمنان، اور اعتدال (میانہ روی) نبوت کے چوبیس اجزا میں سے ایک جزء ہے''۔

(سنن الترمذی، كتاب البر والصلة، باب: ما جاء فی التانی، رقم: ۲۰۱۱، ص ۵۹۱)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین باتوں سے منع فرمایا: ''بے جا کلام کرنے، بہت زیادہ سوال کرنے، مال ضائع کرنے (یعنی فضول خرچ کرنے سے)''۔ (صحیح البخاری، كتاب الرقاق، باب: ما نكره من قيل وقال، رقم: ٦٤٧٣، ص ۱۲۳)

اللہ عزوجل کا گناہوں کے بدلہ میں نیکیاں عطا فرمانا:

سے......اس آیت سے ثابت ہوتا کہ اگر اللہ عزوجل کرم فرمائے تو نہ صرف یہ کہ وہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے بلکہ گناہوں کے بدلہ میں نیکیاں عطا فرما دیتا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں جائے گا اور وہ جس کو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا، اس کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس کے سامنے اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے بڑے گناہوں کو مخفی رکھا جائے گا، اس سے کہا جائے گا تو نے فلاں فلاں دن یہ یہ کام کیے تھے، وہ ان گناہوں کا اقرار کرے گا اور انکار نہیں کرے گا اور وہ دل میں اپنے بڑے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا، پھر کہا جائے گا کہ اس کو اس کے ہر گناہ کے بدلہ میں نیکی دے دو، تب وہ کہے گا اے میرے رب! میرے تو بڑے بڑے گناہ ہیں جن کو میں یہاں پر نہیں دیکھ رہا''، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے، یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں نظر آرہی تھیں۔ (صحیح مسلم، كتاب الايمان، باب: ادنی اهل الجنة منزلة فيها، رقم: (۳۵۵)/۱۹۰، ص۱۱۸)

☆......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو! اگر کوئی

گناہ ہو جائے تو اس کے بعد کوئی نیکی کر لو وہ نیکی گناہ کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آئے۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب:ما جاء فی معاشرة الناس، رقم:۱۹۹٤،ص۵۸٦)

جھوٹی گواہی کی مذمت:

۵...... جھوٹی گواہی کی مذمت میں درج ذیل چار فرامین مصطفیٰ ﷺ پیش خدمت ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

☆......حضرت سیدنا ابوبکرہ نفیع بن حارث فرماتے ہیں کہ ہم سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں''؟ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ضرور ارشاد فرمائیں، ارشاد فرمایا: ''وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا ہے''۔ آپ ﷺ ٹیک لگائے تشریف فرما تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''یاد رکھو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا بھی (کبیرہ) گناہ ہے''۔ (راوی کہتے ہیں) آپ ﷺ بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم کہنے لگے کہ کاش! آپ ﷺ خاموشی اختیار فرمائیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب :ما قیل فی شهادة الزور، رقم: ٢٦٥٤، ٤٣٠٢)

☆......سید عالم ﷺ نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا کبیرہ گناہ ہیں''، پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اور وہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا ہے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب:عقوق الوالدین من الکبائر، رقم:۵۹۷۷،ص۱۰٤۷)

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کے خلاف ایسی گواہی دی جس کا وہ اہل نہیں تھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے''۔ (المسند للامام احمد، مسند ابی هریره، رقم: ۱۰٦۲۲، ج۳،ص ۵۸۵)

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ''(بروزِ قیامت) جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے حتی کہ اس کے لئے جہنم واجب ہو جائے گی''۔ (سنن ابن ماجه، کتاب الشادات، باب:شهادة الزور، رقم: ۲۳۷۳،ص ٤۰۵)

اغراض:

تعاظم: کا مفرد عظمة ہے، جس ذات میں متذکرہ صفات ہوں وہ کبریائی اور عظمت میں یکتا ہوتا ہے، ماقبل گزر چکا کہ لفظ ''تبارک'' اپنے اندر صفات جامعہ لئے ہوئے ہے اور اس کی تفسیر ہر مقام پر حسب مناسب ہوتی رہتی ہے۔

ای نیرات: محذوف موصوف کی صفت ہے، اصل عبارت کواکب نیرات ہے، اور اس میں قمر (چاند) بھی داخل ہے۔

ای یخلف کل منهما الاخر: یعنی ہر آخر اول کا خلیفہ ہوتا ہے، پس ہر رات و دن دوسرے کے خلیفہ ہوتے ہیں۔

ما فاته فی احدهما من خیر: پس جب کوئی خیر کا کام رات سے فوت ہو جائے تو دن اسے پالیتا ہے اور جب دن سے فوت ہو جائے تو رات اسے پالیتی ہے، مثلاً فرائض وسنن وغیرہ۔

ای یصلون باللیل: یہ فضیلت عشاء و فجر با جماعت ادا کرنے سے حاصل ہوگی اور جو رات کو نماز کی کثرت کرے تو اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

ای لازما: جہنم میں کافروں کو جانا کلیتا ہے، یعنی انہیں ہمیشہ عذاب میں رہنا ہے جب کہ مومنین گناہگاروں کے حق میں جہنم سے خروج یقینی ہے۔ **ای یضیقوا:** یعنی اپنے عیالداروں اور دیگر دلتمندوں (محتاجوں) پر بھی تنگی کا معاملہ نہیں کرتے۔

بل خروا سامعین: اس جملے میں اس جانب اشارہ پایا جارہا ہے کہ مذکورہ نفی قید کے ساتھ لاحق ہوگی اور وہ قید (صما

وعمیانا ﴾ ہے، معنی یہ ہے کہ جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو اپنی آخرت کو یاد کرتے ہیں اور غافل نہیں ہوتے، کہ انہیں گونگے بہرے ہونے کی صفت سے متصف کیا جائے۔

الملائکۃ: مطلب یہ ہے کہ ان کے لئے جنت میں فرشتوں کی طرف سے تحیت (سلامتی) ہوگی، اور انہیں طویل حیات اور آفات سے سلامتی کی جانب بلایا جائے گا، اس بارے میں اختلاف ہے کہ "تحیت وسلاما" کے معنی متحد ہیں یا مختلف ہیں، پس تحیت کے معنی اکرام، ھدایا، تحائف، سلام ودعا، ہے پس یہ اکرام فرشتوں کی جانب سے ہوں یا اللہ کی جانب سے، یا ان میں سے بعض کی جانب سے بعض اور بعض دیگر دوسرے کی جانب سے، جیسا کہ ظاہر ہے کہ (فرشتے اللہ ہی کے حکم کے پیروکار ہیں)۔

فقتل منھم یوم بدر سبعون: شیخین نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ پانچ علامات بیان ہوئی ہیں، الدخان، اللزام، الروم، البطشۃ، القمر، پس ان پانچ علامات کو قیامت کے وقوع کے لئے علامت قرار دیا گیا ہے۔ پس اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یوم تاتی السماء بدخان مبین ﴾ مراد اس سے وہ چیز ہے جو "الدخان" (یعنی دھوئیں) کے مشابہ ہوگی، اور روایت ہے کہ قریش کو بھوک کی شدت پہنچی، اور ان لوگوں نے اپنے اور آسمان کے مابین دھواں دیکھا، ﴿اقترب الساعۃ وانشق القمر﴾، ﴿غلبت الروم فی ادنی الارض ﴾، ﴿یوم نبطش البطشۃ الکبری ﴾ مراد یوم بدر میں قتل ہونا ہے اور اللزام سے یوم بدر میں قید کئے جانے کا معاملہ مراد لیا گیا ہے۔

(الصاوی، ج٤، ص۲۱۹ وغیرہ)

ایک اہم بات

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

مَرد کے لیے ریشمی لباس کا حکم:

ریشم کے کپڑے مرد کے لئے حرام ہیں، بدن اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا حائل ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں حرام ہیں اور جنگ کے موقع پر بھی نرے ریشم کے کپڑے حرام ہیں، ہاں اگر تانا سوت ہو اور بانا ریشم تو لڑائی کے موقع پر پہننا جائز ہے اور اگر تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو تو ہر شخص کے لئے ہر موقع پر جائز ہے۔ مجاہد اور غیر مجاہد دونوں پہن سکتے ہیں۔ لڑائی کے موقع پر ایسا کپڑا پہننا جس کا بانا ریشم ہو اس وقت جائز ہے جب کہ کپڑا موٹا ہو اور اگر باریک ہو تو ناجائز ہے کہ اس کا جو فائدہ تھا اس صورت میں وہ نہ ہوگا۔

(الھدایۃ مع بدایۃ المبتدی، کتاب الکراھیۃ فصل فی اللبس، ج۷، ص۱۹۲)

تانا ریشم ہو اور بانا سوت مگر کپڑا اس طرح بنایا گیا ہو کہ ریشم ہی ریشم دکھائی دیتا ہو تو اس کا پہننا مکروہ ہے، بعض قسم کی مخمل ایسی ہوتی ہے کہ اس کے روئیں ریشم کے ہوتے ہیں، اس کے پہننے کا بھی یہی حکم ہے، اس کی ٹوپی اور صدری وغیرہ نہ پہنی جائے۔ ریشم کے بچھونے پر بیٹھنا، لیٹنا اور اس کا تکیہ لگانا بھی ممنوع ہے، اگرچہ پہننے میں بہ نسبت اس کے زیادہ برائی ہے مگر در مختار میں اسے مشہور کے خلاف لکھا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ جائز ہے۔ عورت کو ریشم پہننا جائز ہے اگرچہ خالص ریشم ہو اور اس میں سوت کی آمیزش بالکل نہ ہو۔

(بہار شریعت مخرجہ ملبس کا بیان، حصہ: ۱٦، ج۳، ص ٤١٠ وغیرہ)

سورة الشعراء مكية الا (والشعراء ......الخ)، فمدنى وهى مائتان وسبع وعشرون آية

سورۃ الشعراء مکی ہے، سوائے ﴿والشعراء ......الخ﴾ جو کہ مدنی ہے، اس میں دوسوستائیس آیات ہیں

تعارف سورة الشعراء

اس سورت میں گیارہ رکوع، ۲۲۷ آیات، ۱۲۷۹ کلمات، ۵۵۴۰ حروف ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ طٰہ کے بعد سورۃ الواقعہ اوراس کے بعد سورۃ الشعراء نازل ہوئی۔ بعض علماء کے نزدیک اس سورت کی چار آیتیں جو کہ ﴿والشعراء یتبعھم ......الخ﴾ سے شروع ہوتی ہیں مدنی ہیں۔ سید عالم ﷺ دن بھر اپنی قوم کو دین اسلام کی دعوت دیتے، ان کے شکوک وشبہات کا جواب دیتے، قرآن پڑھ پڑھ کر سناتے اور جب رات کی تاریکی ہر سو پھیل جاتی تو یادالٰہی میں منہمک ہوجاتے، ساری ساری رات قیام ورکوع وسجود میں گزار دیتے۔ بس زندگی یونہی گزر رہی تھی لیکن دوسری جانب کفار ناہنجار کی سخت دلی اور ہٹ دھرمی نے دل بے کینہ کو پرملال کردیا تھا، خاطر مبارک پرغم ودکھ رہتا تھا، اللہ ﷻ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کی خاطر داری اور تسکین کا سامان کرنے میں کسر نہ چھوڑی، چنانچہ سات جلیل القدر انبیائے سابقین کی قوموں کے حالات کو بڑے شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا تاکہ خاطر مبارک کو تسلی ہو کہ نا ماننے والوں کا انجام کچھ اچھا نہیں ہوا کرتا، ساتھ ہی کفار مشرکین کو بھی نافرمان قوموں کے انجام کا علم ہو اور جن کے مقدر میں ہدایت لکھی ہے وہ ان واقعات سے درسِ عبرت حاصل کرے۔ اس سورت میں کافروں کو یہ بھی بیان کردیا گیا کہ جس قرآن کو یہ لوگ اللہ ﷻ کا پاک کلام ماننے سے انکاری ہیں انہیں جان لینا چاہیے کہ یہ کلام وہ نہیں جو کسی کو مال دے کر کسی کی شان میں لکھوالیا جائے بلکہ اسے لے کر جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں جو اللہ ﷻ کے مقرب معصوم فرشتے ہیں، اور یہ اُسی قدر لے کر نازل ہوتے ہیں جتنا اللہ ﷻ کی رضا ہوتی ہے۔ کسی شاعر کے کلام میں کمی ہوسکتی ہے لیکن کلام الٰہی ﷻ میں کوئی سقم نہیں ہے بلکہ جابجا انہیں مقابلے کا چیلنج کردیا گیا ہے کہ انہیں تردد ہو تو اس کی مثل کلام لاسکتے ہیں لیکن قیام قیامت تک کوئی کافر مشرک اس کی مثل تو کیا لاسکے گا، مقابلہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

رکوع نمبر: ۵

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿طسم (۱)﴾اللهُ اَعلمُ بِمرادِهٖ بِذَالِكَ﴿ تلك﴾اى هٰذِهِ الْاٰيَاتُ﴿ ايت الكتب﴾القُرْاٰنِ الْاِضَافَةُ بِمَعْنى مِنَ﴿ المبين(۲)﴾المُظْهِرُ الحَقَّ مِنَ البَاطِلِ ﴿ لعلك﴾يا مُحَمَّدُ ﴿ باخع نفسك﴾ قَاتِلُهَا غما مِن اَجْلِ﴿ الا يكونوا ﴾اى اَهْلُ مَكَّةَ﴿ مومنين(۳)﴾وَلَعَلَّ هنا لِلاِشْفَاقِ اَى اَشْفِقْ عَلَيْهَا بِتَخْفِيفِ هٰذَا الغَمِّ﴿ ان نشا ننزل عليهم من السماء اية فظلت ﴾بِمَعنى الْمُضارِعِ اَىْ تَدُومُ﴿اعناقهم لها خاضعين (۴)﴾فَيومِنُونَ وَلَمَّا وُصِفَتِ الْاَعنَاقُ بِالْخُضوعِ الَّذِىْ هُوَ لِاَرْبَابِها جُمِعتِ الصِّفَةُ مِنهُ جَمعَ العُقَلاءِ﴿وماياتيهم من ذكر﴾قُرانٍ﴿من الرحمن محدث﴾صِفَةٌ كَاشِفَةٌ﴿الا كانوا عنه معرضين(۵) فقد كذبوا﴾بِهٖ﴿فسياتيهم انبوا﴾عَوَاقِبُ﴿ما كانوا به يستهزء ون(۶) اولم يروا﴾يَنْظُروا﴿الى

الارض کم انبتنا فیھا ﴾اَی کَثِیراً﴿ من کل زوج کریم(۷)﴾نَوعٍ حَسَنٍ﴿ ان فی ذلک لایۃ ﴾دَلالَۃٌ علی کَمَالِ قُدرتِہٖ تعالی ﴿ وما کان اکثرھم مومنین(۸)﴾فی عِلمِ اللہِ وکانَ قالَ سِیبویہٖ زَائِدَۃٌ﴿ وان ربک لھو العزیز﴾ذُوالعِزۃِ یَنتَقِمُ مِنَ الکَافِرِینَ﴿ الرحیم(۹)﴾یَرحَمُ المُومِنِینَ.

﴾ترجمہ﴿

طسم (اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے......۱......) یہ (تلک بمعنی ھذہ ہے) آیتیں ہیں کتاب کی (یعنی قرآنِ کریم کی، جبکہ آیات کی الکتاب کی جانب اضافت بمعنی مِن ہے) روشن (یعنی حق کو باطل سے الگ کرنے والی) کہیں تم (اے سرورِ کائنات وجان کائنات ﷺ!) اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے غم میں (یعنی اپنے آپ کو اس غم میں ہلکان کرنے والے ہیں......۲......) کہ وہ (یعنی کفارِ مکہ) ایمان نہیں لائے (لعلّ یہاں اشفاق کے لئے ہے یعنی اس غم کی تخفیف کرکے اپنی نفس پر شفقت فرمائیں) اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر کوئی نشانی اتاریں کہ رہ جائیں (ظلّت فعل ماضی بمعنی تدوم فعل مضارع ہے) ان کے اونچے اونچے اس کے حضور جھکے (پس وہ ایمان لے آتے، اعناق کو مضارع کے ساتھ متصف کرنے کا سبب اس کا انسانوں کی صفت ہونا ہے، اس جمع میں ذوی العقول کے معنی کی رعایت بھی کی گئی ہے) اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نئی نصیحت (یعنی قرآنِ کریم میں سے) رحمٰن کی طرف سے (یعنی کوئی واضح حکم) مگر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ تو بیشک انہوں نے جھٹلایا (قرآنِ کریم کو) تو اب ان پر آیا چاہتی ہیں خبریں (سزائیں) ان کے ٹھٹھے کی......۳......کیا انہوں نے زمین کو نہ دیکھا ہم نے اس میں کتنے (زیادہ) عزت والے جوڑے اگائے (یعنی عمدہ انواع) بیشک اس میں ضرور نشانی ہے (جو اس کے کمالِ قدرت پر کرتی ہے) اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں (اللہ تعالیٰ کے علم میں، ماکان اکثرھم میں کان سیبویہ کے نزدیک زائدہ ہے) اور بیشک تمہارا رب ضرور وہی عزت والا (یعنی غلبے والا ہے، کافروں سے انتقام لیتا ہے) مہربان ہے (جو مؤمنوں پر رحم فرماتا ہے)

﴾ترکیب﴿

﴾طسم ○ تلک ایتُ الکتب المبین﴿

طسم: ھذہ مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، تلک: مبتدا، ایت: مضاف، الکتب المبین: مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴾لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین﴿

لعلک: حرف مشبہ و اسم، باخع: اسم فاعل بافاعل، نفسک: مفعول، ان: مصدریہ، لا: نافیہ، یکونوا مومنین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر "خیفۃ" مصدر محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی مفعول لہ، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴾ان نشا ننزل علیھم من السماء ایۃ فظلت اعناقھم لھا خاضعین○﴿

ان: شرطیہ، نشا: فعل بافاعل "ایمانھم" مفعول محذوف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ننزل علیھم: فعل بافاعل ظرف لغو، من السماء: ظرف مستقر حال مقدم، ایۃ ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ظلت: فعل ناقص، اعناقھم: اسم، لھا خاضعین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴾ومایاتیھم من ذکر من الرحمن محدث الا کانوا عنہ معرضین○﴿

و: عاطفہ، مـا: نافیہ، یـاتـی: فعل، ھـم: ضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، کـانـوا عـنـھـا مـعـرضـیـن: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، من: زائد، ذکر: موصول، من الرحمن: ظرف مستقر صفت اول، محدث: صفت ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقد کذبوا فسیاتیھم انبؤا ما کانوا به یستھزء ونo﴾

ف: فصیحیہ، قد: تحقیقیہ، کذبوا: جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا شئت ان تعرف ماذا کان موقفھم من الذکر حین اعرضوا عنه، وصدفوا عن التامل فیه" کیلئے جزا ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، سیاتھم: فعل ومفعول، انبوا: مضاف، ما کانوا به یستھزء ون: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولم یروا الی الارض کم انبتنا فیھا من کل زوج کریمo﴾

ھمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ، لم یروا: فعل نفی با فاعل، الی الارض: ظرف لغو، کم: خبریہ ممیز، من کل زوج کریم: ظرف مستقر تمیز، ملکر مفعول، انبتنا فیھا: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایة وما کان اکثرھم مومنینo﴾

ان: حرف مشبہ، فـی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: ابتدائیہ، ایة: اسم موخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، مـا: نافیہ، کـان: فعل ناقص، اکثرھم: اسم، مومنین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان ربک لھو العزیز الرحیمo﴾

و: مستانفہ، ان ربک: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ھو العزیز الرحیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

طسم کے محامل واسرارورموز کا بیان:

۱۔۔۔۔۔ابن عباس کہتے ہیں کہ طسم اللہ عزوجل کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور بطور قسم یہاں ذکر کیا گیا ہے اور اس کا مقسم علیہ ﴿ان نشا ننزل علیھم من السماء ایة اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر کوئی نشانی اتاریں (الشعراء:۴)﴾ ہے۔ قتادہ کے قول کے مطابق یہ قرآن کے اسماء میں سے ایک اسم ہے، جس کے ذریعے اللہ عزوجل نے قسم کھائی ہے۔ مجاہد کے قول کے مطابق یہ سورۃ پاک کا نام ہے اور اس سے سورۃ پاک کا آغاز کرنا بطور استحسان ہے۔ ربیع کہتے ہیں اس کے ذریعے کسی قوم کے حساب کی مدت بیان کرنا مقصود ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کسی قوم پر عذاب کے بیان کے لئے ذکر کیا ہے۔ مفسرین کے ایک قول کے مطابق طسم اور طس کا مقصود ایک ہی ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں کہ طاء سے مراد طور سیناء، سین سے مراد اسکندریہ اور میم سے مراد مکۃ المکرمہ ہے۔ جعفر بن محمد بن علی کہتے ہیں کہ طاء سے مراد طوبی کا درخت ہے، سین سے مراد سدرۃ المنتہی اور میم سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ طاء سے مراد طاہر، سین سے مراد قدوس ہے یا سمیع یا سلام اور میم سے مراد المجید یا رحیم یا ملک ہے۔

(القرطبی، الجزء ۱۹، ص ۸۶)

کیا جبری ایمان مسلط کرنا جائز ہے؟

۲۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لعلک باخع نفسک کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے (الشعراء:۳)﴾۔ امام فراء کہتے ہیں کہ باخع کے معنی ہیں اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا یا خود کو مصیبت میں مبتلا کرنا، ہلاک کرنا۔ (لسان العرب، الحرف :باء، الجزء ۱، ص ۳۳۱)۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سید عالم ﷺ کی یہ کیفیت کیوں تھی؟ کیا کسی کو مجبور کر کے اسلام کی جانب مائل

کرنا چاہیے؟ آیا جس کا دل اسلام پر مطمئن نہ ہو وہ بھی مسلمان ہوسکتا ہے؟ یہ سارے سوالات ایسے ہیں کہ اگر ان کا فرداً فرداً جواب دیا جائے تو کئی صفحات بن جائیں، تاہم اختصاراً کلام کرتے ہوئے اس موضوع کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سید عالم نور مجسم ﷺ منصب نبوت پر فائز تھے اور نبوت کوئی ذاتی کسب سے حاصل ہونے والے انعام کا نام نہیں ہے جس طرح "الیواقیت الجواھر" میں ہے: "لیست النبوۃ مکتسبۃ حتی یتوصل الیھا بالنسک والریاضات کما ظنہ جماعۃ من الحمقی فان اللہ حکی عن الرسل بقولہ ﴿قالت لھم رسلھم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے(ابراھیم:۱۱)﴾۔

(الیواقیت الجواھر، ص ۲۲٤)

جب ہم نے منصب نبوت کی اس شق کو سمجھا کہ نبوت وہبی ہے کسبی نہیں، تو اب یہ بھی جان لینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس ذات کو اللہ ﷻ نبوت کا تاج پہناتا ہے اس کے اندر کیا کیا صفات ودیعت کردی جاتی ہیں۔ اللہ ﷻ کا فرمان ہے ﴿وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے(الانبیاء:۱۰۷)﴾ کے تحت علامہ آلوسی لکھتے ہیں سید عالم ﷺ کو اللہ ﷻ نے عالمین کے ہر فرد کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے چہ جائے کہ ملائکہ ہوں یا انسان، جنات ہوں یا مومن یا کافر، جن وانس کا فرق کئے بغیر سب کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا(النساء:۸۰)﴾ کے تحت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی "المعتقد والمستند، الفصل الاول فی وجوب ......الخ" میں فرمایا کہ اللہ ﷻ نے اپنے رسول کی طاعت کو اپنی طاعت فرمایا اور اللہ ﷻ کی طاعت کے ساتھ اس کے حبیب کی طاعت ملی ہوئی ہے اور اسی پر عمل کرنے کی بنا پر ثواب کا وعدہ اور محروم رہنے کی بنا پر عذاب کی وعید ہے اور اسی میں مشرکین عرب کا ذلیل وخوار ہونا بھی ہے کہ جب نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ ﷻ سے محبت کی اور جس نے میری اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ ﷻ کی اطاعت کی"۔

نبوت کے اوصاف جان لینے کے بعد کوئی بھی سمجھدار شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ سید عالم ﷺ نہ ماننے والوں کو مجبور کیوں کررہے تھے؟ بات یہی ہے کہ آپ ﷺ کی صفات میں یہ بات شامل تھی کہ اگر یہ لوگ میری نہ مانیں گے تو یقیناً عذاب کا شکار ہونگے، نہ ختم ہونے والے عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور مادہ رحمت گویا سید عالم ﷺ کی ذات پاک کے ساتھ ایسا مقترن تھا کہ لاکھ بے رخی، عدم توجہی، شرارت، ایذاء رسانی، لاپرواہی اور ہٹ دھرمی کے اس بات پر مصر رہے کہ کاش یہ لوگ مان لیں، ایمان لے آئیں تو ان کے لئے دوجہاں کی بہتریاں ہوجائیں اور اس کوشش میں حد سے یوں گزرے کہ اللہ ﷻ کو اپنے حبیب کی کیفیت گراں گزرنے لگی اور فرمایا: ﴿فلعلک باخع نفسک کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے(الشعراء:۳)﴾۔

قرآن کو ہنسی مذاق بنالینا جرم ہے!

۳...... کافروں کی صفت ہے کہ دین کی بات انہیں مزہ نہیں دیتی، سید عالم ﷺ کی تبلیغ کرنے پر انہیں ہنسی آتی، مذاق اڑاتے، منہ پھیرتے، بے جا تنقید کرتے، خواہ مخواہ اپنی ہانکتے۔ یہ دشمنان اسلام کا طریقہ تھا جو اللہ نے بیان کیا اور آج مسلمان کا طریقہ اس سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔ اچھے خاصے دیندار شخص کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ علماء پر تنقید کی جاتی ہے۔ شعائر اسلام کی بے حرمتی کی جاتی ہے اور ایسا کرنے والے کوئی غیر نہیں مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ مسجد میں آنا انہیں نصیب نہیں، آجائیں تو بھی دوسروں کے لیے سخت آزمائش سے کم نہیں ہوتے۔ انتظامیہ الگ پریشان ہوتی ہے۔ وعظ ونصیحت کے وقت اپنی باتوں میں مصروف، جمعہ وعیدین کے

خطبے کے وقت دوسروں کی گردنیں پھلانگ کرآگے آنے کا شوق ایسا کہ دین کے بہت بڑے خیرخواہ ہیں، اگر یہ حضرت آگے نہ آئیں تو نماز ہی قائم نہ ہو سکے اور دوسروں کے لئے سخت دشواری کا سامنا۔ الامان والحفیظ۔

اغراض:

المظهر الحق من الباطل: اس جملے سے اس جانب اشارہ ہے کہ المبین بمعنی اظہر ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ بمعنی ظھر لیا جائے، یعنی اللہ عزوجل کا اعجاز ظاہر وباہر ہے۔ ولعل هنا للاشفاق: "لعل"، ترجی کا صیغہ امر کے معنی میں ہے، یعنی اپنی ذات پر رحم کیجئے اور مومنین پر مہربانی فرمائیں۔ ذوالعزة: مراد ہیبت وجلال ہے۔ یرحم المومنین: مومنین پر رحم فرماتا ہے۔

ولما وصفت الاعناق بالخضوع: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ "الاعناق" کو عقلاء کے ساتھ جمع کر کے بیان کیا گیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ "الخضوع" کو "الاعناق" کی طرف اس لئے منسوب کیا جاتا ہے کہ عقلاء ہی کی یہ صفت ہوا کرتی ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ﴿رایتهم لی ساجدین﴾، ﴿قالتا اتینا طائعین﴾، پس ظاہر کا تقاضا یہی ہے کہ "خاضعة" کہا جائے، مراد گردن کا جھکانا ہے، اور کبھی گردن بغیر سوچے سمجھے بھی جھکائی جاتی ہے اور اسی کے مدمقابل دیگر اقوال بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ عواقب: کو الانباء سے تعبیر کیا، اس لئے کہ قرآن میں عقوبتوں کا ذکر ہے، یعنی ہم جس طرح انہیں عذاب دینے پر قادر ہیں بالکل اسی طرح ان سے ماقبل بھی عذاب دینے پر قادر ہوئے ہیں۔

ینتقم من الکافرین: یعنی اللہ عزوجل کی عزت وشان یہ ہے کہ وہ بندوں پر اپنا قہر وغلبہ مسلط کرتا ہے۔ (الصاوی، ج۴، ص ۲۲۴ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

﴿و﴾اذْکُر یَامُحمدُ لِقَومِکَ ﴿ اذ نادی ربک موسی ﴾لَیلَةَ رَای النارَ والشَجرَةَ ﴿ ان ﴾ای بِاَنْ ﴿ائت القوم الظّٰلمین(۱۰)﴾رَسولا ﴿قوم فرعون﴾مَعَهُ ظَلَمُوا اَنْفُسهُمْ بِالْکُفرِ بِاللّٰهِ وَبَنِی اسرائِیلَ بِاسْتِعبَادِهِمْ ﴿الا﴾الهَمْزَةُ لِلاستِفهامِ الانکارِیِّ ﴿یتقون(۱۱)﴾اللّٰهَ بِطاعَتِهِ فَیُوحِدونَهُ ﴿قال﴾موسی ﴿رب انی اخاف ان یکذبون(۱۲) ویضیق صدری ﴾مِنْ تَکذِیبِهِمْ ﴿ولاینطلق لسانی ﴾بِاَداءِ الرِسالةِ لِلْعُقدَةِ التِی فیهِ ﴿ فارسل الی ﴾اَخِیْ ﴿هرون(۱۳)﴾مَعِیَ ﴿ولهم علی ذنب ﴾بِقَتلِ القِبْطِیِّ منهُمْ ﴿ فاخاف ان یقتلون(۱۴)﴾بهِ ﴿قال﴾تعالی ﴿ کلا ﴾ای لَا یَقتُلونَکَ ﴿فاذهبا ﴾ای اَنْتَ واَخُوکَ فَفِیهِ تَغْلِیبُ الحَاضِرِ علیَ الغَائِبِ ﴿ بایتنا انا معکم مستمعون(۱۵)﴾مَا تَقولونَ وَما یُقَالُ لَکُمْ اَجرِیًا مجریٰ الجَماعَةِ ﴿فاتیا فرعون فقولا انا ﴾ای کُلًّا مِنَّا ﴿ رسول رب العلمین(۱۶)﴾اِلیکَ ﴿ان﴾ای بِاَنْ ﴿ارسل معنا ﴾اِلی الشّامِ ﴿بنی اسراءیل(۱۷)﴾فَاَتَیَاهُ فَقَالَا لَهُ مَا ذُکِرَ ﴿ قال ﴾فِرعونُ لِموسٰی ﴿ الم نربک فینا ﴾فِی مَنازِلنا ﴿ ولیدا ﴾صَغِیرا قَرِیبا مِنَ الْوِلَادَةِ بَعدَ فِطامِهِ ﴿ ولبثت فینا من عمرک سنین(۱۸)﴾ثَلاثِینَ سَنةً یَلبِسُ مِن مَلابِسِ فِرعَونَ و یَرکَبُ مِن مَراکِبِهِ و کَانَ یُسمّٰی اِبْنُهُ ﴿ وفعلت فعلتک التی فعلت ﴾هِیَ قَتلَهُ القِبطِیَّ ﴿ وانت من الکفرین(۱۹)﴾الجَاحِدِینَ لِنِعمتِی علیکَ بِالتَّربِیةِ وعَدمِ الْاِسْتِعبَادِ ﴿قال﴾موسٰی ﴿فعلتها اذا ﴾ای حِینَئِذٍ ﴿وانا من الضالین(۲۰)﴾عَمَّا آتانِیَ اللّٰهُ بَعدَها

مِنَ العِلْمِ والرِّسالۃِ ﴿ففررت منکم لما خفتکم فوھب لی ربی حکما ﴾عِلمًا﴿وجعلنی من المرسلین (٢١) وتلک نعمۃ تمنھا علی ﴾اَصلُہٗ تَمُنُّ بِھَا﴿ان عبدت بنی اسراء یل (٢٢)﴾بَیانًا لِّتِلکَ النِّعمَۃَ ای اتَّخذتَھُمْ عَبِیدا وَلَمْ تَستَعبِدنِی لَاَنعمَۃِ لکَ بِذلکَ لِظُلمِکَ بِا ستِعبَادِھِمْ وَقُدِّرَ بَعضُھُمْ اَوَّلَ الکَلامِ ھَمزۃُ استفھامٍ للانکارِ ﴿قال فرعون ﴾لِموسٰی﴿وما رب العلمین (٢٣)﴾الذیْ قُلتَ اِنکَ رَسولُہٗ اَی اَیُّ شَیءٍ ھَو وَلَمَّا لم یَکنْ سَبیلُ لِلخَلقِ الی مَعرِفَتِہٖ حقِیقتِہٖ تعالی و اِنَّما یَعرِفُونَہٗ بِصِفَاتِہٖ اَجابَ موسی علیہِ الصلوۃُ والسلامُ بِبَعضِھَا ﴿قال رب السموت والارض وما بینھما ﴾اَی خَالِقُ ذٰلکَ﴿ان کنتم موقنین (٢٤)﴾بِاَنَّہٗ تعالی خالقُہٗ فَاٰمِنُوا بہ وَحْدَہٗ﴿ قال﴾فِرعونُ﴿لِمن حولہ﴾مِن اَشرَافِ قَومِہٖ﴿الا تستمعون (٢٥)﴾جَوابَہٗ الذی لَمْ یُطَابِقِ السُّوالَ﴿ قال﴾موسی﴿ربکم ورب ابائکم الاولین (٢٦)﴾وھذا واِنْ کانَ داخلا فیما قَبلَہٗ یَغِیظُ فِرعونُ ولذِلکَ﴿ قال ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون (٢٧)قال﴾موسی﴿رب المشرق والمغرب وما بینھما ان کنتم تعقلون (٢٨)﴾اِنَّہٗ کذٰلکَ فَاٰمِنوا بہٖ وَحْدَہٗ﴿قال﴾فرْعونُ لموسی ﴿لئن اتخذتِ الھا غیری لاجعلنک من المسجونین (٢٩)﴾ کانَ سِجْنُہٗ شَدِیدًا یُحْبِسُ الشخصَ فی مَکانٍ تَحتَ الارْضِ وحْدَہٗ لا یَبْصُرُ ولا یَسمَعُ فیہِ اَحَدا ﴿قال﴾لہ موسی﴿اولو﴾اَی اَتَفعَلُ ذٰلِکَ ولَوْ﴿جئتک بشیء مبین (٣٠)﴾ای بُرھانٍ بَینٍ علی رِسالَتِیْ﴿ قال﴾فرعونُ لہٗ﴿فات بہ ان کنت من الصدقین (٣١)﴾فیہِ﴿فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین (٣٢)﴾حَیَّۃٌ عَظِیمۃٌ﴿ونزع یدہ﴾اَخرَجھَا منْ جَیْبِہٖ﴿ فاذا ھی بیضاء﴾ذاتَ شُعاعٍ﴿للنظرین (٣٣)﴾خلافَ ما کانتْ علیہِ مِنَ الاُدمۃِ.

﴿ترجمہ﴾

اور یاد کرو (اے میرے محبوب ﷺ! اپنی قوم کے سامنے) جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی (اس رات جب انہوں نے آگ اور درخت کو دیکھا) کہ ظالم لوگوں کے پاس جا (رسول بن کر) جو فرعون کی قوم ہے (مع فرعون کے، کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا انکار کر کے اپنی جانوں پر اور بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا کر ان پر ظلم کیا ہے) کیا وہ نہ (اَلاَ میں ھمزہ استفہام انکاری کے لئے ہے) ڈریں گے (اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجالا کر کہ اسے وحدہٗ لاشریک مانیں) عرض کی (حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے) کہ اے میرے رب! میں ڈرتا ہوں کہ مجھے جھٹلائیں گے۔ اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے (ان کے مجھے جھٹلانے کی وجہ سے) اور میری زبان نہیں چلتی (پیغامِ رسالت کی ادائیگی میں لکنت کے سبب) تو تو (میرے بھائی) ہارون کو بھی رسول کر (میرے ساتھ......١......) اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے (ان میں سے ایک قبطی کو قتل کرنے کا......٢......) تو میں ڈرتا ہوں کہیں مجھے قتل کر دیں (اس قتل کے سبب) فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) یوں نہیں (یعنی وہ تمہیں قتل نہیں کریں گے) تم دونوں جاؤ (یعنی تم اور تمہارا بھائی، فاذھبا میں حاضر کو غائب پر غلبہ دیا گیا ہے) میری آیتیں لے کر، ہم تمہارے ساتھ سنتے ہیں (جو تم کہتے ہو اور جو تمہیں کہا جائے گا، دو کے لئے معکم جمع کی ضمیر لانے سے مراد ان کا ایک جماعت کے قائم مقام ہونا ہے) تو فرعون کے پاس جاؤ پھر اس سے کہو ہم دونوں (میں سے ہر ایک) اس کے رسول ہیں (تیری طرف) جو رب

ہے سارے جہاں کا۔ کہ تو ہمارے ساتھ چھوڑ دے (شام جانے کے لئے) بنی اسرائیل کو (پس وہ دونوں فرعون کے پاس آئے اور اس سے وہی کچھ کہا جس کا تذکرہ ہوا ہے) بولا (فرعون حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے) کیا ہم نے تمہیں نہ پالا اپنے یہاں (یعنی اپنے گھروں میں) بچپن میں (ولیـــــدا سے مراد دودھ پلانے کی مدت کے بعد کا دور ہے) اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس گزارے (یعنی تیس سال تک آپ علیہ السلام فرعون کے مہیا کئے ہوئے لباس زیب تن کرتے رہے اور اسی کے جانوروں کی سواری کیا کرتے اور فرعون خود آپ علیہ السلام کو اپنا بیٹا کہا کرتا تھا) اور تم نے کیا اپنا وہ کام جو تم نے کیا (یعنی قبطی کا قتل) اور تم ناشکر تھے (یعنی میری ان نعمتوں کا انکار کرنے والے تھے جو میں نے تجھ پر کیں مثلاً تربیت کی اور غلام نہ بنایا......۳......) فرمایا (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) میں نے وہ کام کیا جب کہ (یعنی جس وقت) مجھے راہ کی خبر نہ تھی......۴...... (یعنی ان اشیاء سے پہلے جو بعد میں اللہ عزوجل نے مجھے عطا فرمائیں یعنی علم اور رسالت) تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جب کہ تم سے ڈرا تو میرے رب نے مجھے حکم (یعنی علم) عطا فرمایا اور مجھے پیغمبروں سے کیا......۵......۔ اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتاتا ہے (تَمُنُّهَا کی اصل تَمُنُّ بِهَا ہے) کہ تو نے غلام بنا کر رکھے بنی اسرائیل (یہ جملہ ماقبل تلک النعمة کا بیان ہے، کہ تو نے ان کو غلام بنایا اور مجھے نہ بنایا تو یہ تیری نعمت تو نہ ہوئی بلکہ ان کو غلام بنانا تیرا ظلم ہے، اور بعض نے ابتدائے کلام میں ہمزہ استفہام انکاری کو مقدر مانا ہے) فرعون بولا (حضرت موسیٰ سیدنا علیہ السلام سے) اور سارے جہان کا رب کیا ہے؟ (یعنی تم نے یہ جو کہا ہے کہ تو اس کا رسول ہے تو وہ ہستی کیسی ہے؟ حالانکہ اب تک لوگوں کو اس کی حقیقت کا عرفان حاصل نہیں، بلکہ وہ تو اسے صرف اس کی صفات سے پہچانتے ہیں۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے جواب میں چند ایک صفات باری تعالیٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا) موسیٰ نے فرمایا رب آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے (یعنی ان سب کا خالق ہے) اگر تمہیں یقین ہو (کہ وہی ان سب اشیاء کا خالق ہے تو اس کی وحدانیت پر ایمان لے آؤ) بولا (فرعون) اپنے آس پاس والوں سے (یعنی اپنی قوم کے سرداروں سے) کیا تم غور سے سنتے نہیں (اس کے جواب کو کہ جو سوال کے مطابق نہیں) موسیٰ نے فرمایا رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا (اس جواب میں ان اوصاف کے ساتھ ساتھ اگر چہ ماقبل اوصاف بھی شامل تھے لیکن اس بات نے فرعون کو غضب ناک کر دیا اور اسی لئے) بولا تمہارے یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ضرور عقل نہیں رکھتے......۶......۔ موسیٰ نے فرمایا رب پورب اور پچھم کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں عقل ہو (کہ وہ اسی طرح ہے تو اس کی وحدانیت پر ایمان لے آؤ) بولا (فرعون حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے) اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو خدا ٹھہرایا تو میں ضرور تمہیں قید کر دوں گا (اس کی قید بہت سخت تھی کہ جب وہ کسی شخص کو قید کرتا تو زمین کے اندر کسی جگہ اسے تنہا بند کر دیتا کہ وہ نہ تو کسی کو دیکھ سکتا اور نہ ہی کسی کی کوئی بات سن سکتا) فرمایا (حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے) کیا اگر چہ (یعنی کیا تو پھر بھی ایسا ہی کرے گا اگر چہ) میں تیرے پاس کوئی روشن چیز لاؤں (کہ جو میری رسالت پر واضح دلیل ہو) کہا (فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) تو لاؤ اگر سچے ہو (اپنے اس دعویٰ میں) تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا جبھی وہ صریح اژدہا ہو گیا (یعنی ایک بہت بڑا سانپ بن گیا) اور اپنا ہاتھ نکالا (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گریبان سے اپنا ہاتھ باہر نکالا) تو جبھی وہ جگمگانے لگا (کہ جس سے شعاعیں نکل رہی تھیں......۷......) دیکھنے والوں کی نگاہ میں (یعنی اپنی اصلیت کے برعکس جس کی رنگت گندمی تھی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ نادی ربک موسی ان ائت القوم الظلمین٥﴾

و: مستانفہ، اذ: مضاف، نادی ربک موسی: فعل با فاعل ومفعول، ان: مصدریہ، ائت: فعل امر با فاعل، القوم

الظلمین: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،بتاویل مصدر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،فعل محذوف "اذکر" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قوم فرعون الایتقون٥﴾

قوم فرعون: ماقبل "القوم الظلمین" سے بدل واقع ہے ،ھمزہ:حرف استفہام،لایتقون:فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قال رب انی اخاف ان یکذبون ٥ ویضیق صدری ولاینطلق لسانی﴾

قال: قول،رب: نداء،انی: حرف مشبہ واسم ،اخاف: فعل بافاعل،ان یکذبون: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،یضیق صدری: جملہ فعلیہ معطوف اول ،و: عاطفہ ،لاینطلق لسانی: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فارسل الی ھرون ٥ ولھم علی ذنب فاخاف ان یقتلون٥﴾

ف: فصیحیہ ،ارسل:فعل امر بافاعل،الی ھرون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ ،و :عاطفہ ،لھم:ظرف مستقر خبر مقدم،علی :ظرف مستقر حال مقدم،ذنب :ذوالحال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ،ف :عاطفہ ،اخاف: فعل بافاعل،ان یقتلون: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال کلا فاذھبا بایتنا انامعکم مستمعون٥﴾

قال: قول، کلا: قائم مقام فعل "ارتدع یاموسی"،معطوف علیہ ،ف :عاطفہ ،اذھبا بایتنا: فعل امر بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ،انا: حرف مشبہ واسم ،معکم :ظرف متعلق بمحذوف خبر ثانی،مستمعون: خبر اول ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ تعلیلیہ۔

﴿فاتیا فرعون فقولا انا رسول رب العلمین ٥ ان ارسل معنا بنی اسراء یل٥﴾

ف: عاطفہ ،اتیا: فعل امر بافاعل،فرعون: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ،ف: عاطفہ ،قولا: قول،انا: حرف مشبہ واسم ،رسول: مصدر بمعنی "رسالۃ" مضاف،رب العلمین: مضاف الیہ فاعل،ان: مصدریہ ،ارسل معنابنی اسراء یل: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر،ب: جار،مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ، جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین٥﴾

قال: قول،ھمزہ: حرف استفہام،لم نرب: فعل نفی بافاعل،ک: ضمیر ذوالحال،ولیدا: حال،ملکر مفعول،فینا: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،لبثت فینا: فعل بافاعل وظرف لغو،من عمرک: ظرف مستقر حال مقدم،سنین: ذوالحال،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکفرین٥﴾

و: عاطفہ ،فعلت: فعل "ت" ضمیر ذوالحال،و: حالیہ ،انت من الکفرین: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،فعلتک: موصوف،التی فعلت: موصول صلہ ،ملکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال فعلتھا اذا وانا من الضالین٥﴾

قال: قول، فعلت: فعل"ت"ضمیر ذوالحال،و: حالیہ،وانا من الضالین: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ھا: ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ففررت منکم لما خفتکم فوھب لی ربی حکما وجعلنی من المرسلین٥﴾

ف: عاطفہ،فررت منکم: فعل بافاعل وظرف لغو،لما: ظرفیہ مضاف،خفتکم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ،ف: عاطفہ،وھب لی ربی حکما: فعل وظرف لغووفاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،جعلنی: فعل بافاعل مفعول،من المرسلین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتلک نعمة تمنھا علی ان عبدت بنی اسراء یل٥﴾

و: مستانفہ،تلک: مبتدا،نعمة: موصوف،تمنھا علی: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مبدل منہ،ان عبدت بنی اسراء یل: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال فرعون وما رب العلمین٥ قال رب السموت والارض وما بینھما﴾

قال فرعون: قول،و: عاطفہ معطوف علی"انا رسول رب العلمین"،ما: استفہامیہ مبتدا،رب العلمین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،قال: قول،رب: مضاف،السموت والارض وما بینھما: مضاف الیہ،ملکر مبتدا محذوف"ھو"کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان کنتم موقنین٥ قال لمن حولہ الا تستمعون٥﴾

ان: شرطیہ،کنتم موقنین: جملہ فعلیہ جزا محذوف"فنفعکم ھذا الجواب"کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ،قال: فعل بافاعل،لمن حولہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول،ھمزہ: حرف استفہام،الا تستمعون: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال ربکم ورب اباءکم الاولین٥﴾

قال: قول،ربکم: معطوف علیہ،و: عاطفہ،رب: مضاف،اباءکم: موصوف،الاولین: صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر معطوف،ملکر"ھو"مبتدا محذوف کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون٥﴾

قال: قول،ان: حرف مشبہ،رسولکم: موصوف،الذی ارسل الیکم: موصول صلہ ملکر صفت،ملکر اسم،لام: ابتدائیہ،مجنون: خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال رب المشرق والمغرب وما بینھما ان کنتم تعقلون٥﴾

قال: قول،رب: مضاف،المشرق والمغرب وما بینھما: مضاف الیہ،ملکر"ھو"مبتدا محذوف کیلئے خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ،ان: شرطیہ،کنتم تعقلون: جملہ فعلیہ جزا محذوف"علمتم ان لاجواب لکم غیر المکابرة والسفه والشطط فی القول"کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال لئن اتخذت الھا غیری لاجعلنک من المسجونین٥﴾

قال: قول،لام: قسمیہ،ان: شرطیہ،اتخذت: فعل بافاعل،الھا: موصوف،غیری: صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرطیہ،لام: تاکیدیہ،اجعلنک من المسجونین: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط ملکر

قسم محذوف ''اقسم'' کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال اولو جئتک بشیء مبین٥﴾

قال: قول، ھمزہ: حرف استفہام، و: حالیہ، لو: شرطیہ، جئتک بشیء مبین: جملہ فعلیہ جزا محذوف ''فتفعل ذلک'' کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر فعل محذوف ''تفعل ذلک'' کے فاعل سے حال ہے، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال فات بہ ان کنت من الصدقین٥﴾

قال: قول، ف: فصیحیہ، ات بہ: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف ''ان کنت صادقا فی دعواک'' کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ان: شرطیہ، کنت من الصدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف ''فات بہ'' کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین٥ ونزع یدہ فاذا ھی بیضاء للنظرین٥﴾

ف: عاطفہ، القی عصاہ: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، ھی: مبتدا، ثعبان مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، نزع یدہ: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، ھی: مبتدا، بیضاء للنظرین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حکم تبلیغ کے مدمقابل استدعاء کرنا:

۱.....اللہ عزوجل نے حضرت موسی علیہ السلام کو قوم فرعون کی جانب تبلیغ دین کے لئے بھیجنا چاہا جس کے نتیجے میں حضرت موسی علیہ السلام نے رب عزوجل کی بارگاہ میں استدعاء فرمائی، چنانچہ سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۱۲ تا ۱۳ میں اس استدعاء کا مضمون موجود ہے جو کہ تین امور پر مشتمل ہے۔ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام نے تین باتوں کے بارے میں استدعاء فرمائی اول یہ کہ ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو ان کے ساتھ شامل کر دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ حضرت موسی علیہ السلام کو قوم فرعون سے تکذیب (جھٹلانے) کا خوف تھا اور دل مبارک کمزور تھا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ ہو جانے سے مضبوط ہو جاتا اور تیسرے یہ کہ جب باطن تنگ دل ہونے لگے تو زبان بھی ساتھ نہیں دیتی یہی وجہ ہے حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جانے کے حوالے سے رب کریم عزوجل کی بارگاہ صمدیت میں استدعاء فرمائی۔

غایت درجے کی قید تو یہی ہے کہ لکنت کی وجہ سے زبان کا رواں نہ ہونا یا زبان کا کسی وجہ سے کھل جانا، اور زبان کا کلام کرنے سے رُک جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ روح انسانی تنگ دل ہو نہ کہ زبان کو کسی وجہ سے کلام کرنے سے روک لیا جائے کیونکہ دونوں صورتوں میں زبان موجود ہوتی ہے لیکن خوف وغم کی وجہ سے کلام کرنے پر قدرت نہیں رہتی اور یہ بات لکنت کے نہ ہونے پر واضح دلیل ہے اور مراد یہ ہے کہ روح انسانی ایک شعاع کی مانند ہے جس کا خروج انسانی دل سے ہوتا ہے اور یہ خوف وغم کی وجہ سے کلام کرنے پر شدید روک کا سامان کرتی ہے۔ (حاشیۃ الشہاب المعروف عنایۃ القاضی، الجزء ۱۹، ص ۱۶۸ وغیرہ)

مفسرین کی ابحاث پڑھنے سے ایک نکتہ یہ بھی ملتا ہے کہ سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۱۳ کا معنی ہے کہ اے اللہ عزوجل! تو جبرائیل امین علیہ السلام کو میرے بھائی ہارون کی جانب بھیج تا کہ وہ میری مدد و معاونت کریں، اس آیت میں یہ صراحتاً نہیں فرمایا تا کہ وہ میری مدد کریں، جیسا کہ سورۃ طٰہٰ: ۳۰ اور القصص: ۳۴ میں فرمایا ہے کیونکہ ان سورتوں میں صراحتاً رسالت کا ذکر کر دینے سے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے یہ درخواست کی تھی کہ ان کی مدد کے لئے حضرت ہارون کو رسول بنا دیا جائے اس لئے سورۃ الشعراء: ۱۳ کا معنی یہ نہیں ہے کہ تو میرے بجائے میرے بھائی ہارون کو رسول بنا دے، اور جب ایک جگہ کسی سبب وعلت کا ذکر کر دیا جائے تو دوسری

جگہ اس کو حذف کرنا جائز ہے اور اس حذف پر قرینہ دوسری جگہ اس سبب کا ذکر ہوتا ہے کلام عرب میں اس کی بہت نظائر ہیں۔

(القرطبی ،الجزء ۱۹، ص ۸۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی جانب گناہ کی نسب کرنا:

۲......حضرات انبیاء واولیاء وفضلاء جو کہ اللہ رب العالمین کی غایت درجے کی معرفت رکھتے ہیں انہیں اس قسم کے خوف ضرور ہوا کرتے ہیں جس سے ان کی شان میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ عموماً ایسا نہیں ہوتا کہ کسی کو ادب سکھانے کے لئے ایک آدھ مکا مارا جائے اور مدمقابل انتقال کر جائے۔ کسی کے ذہن میں یہ اعتراض جنم لے سکتا ہے کہ حضرات انبیائے کرام سے گناہ کا صدور ہوتا ہے اگر ایسا نہیں تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ﴿لھم علی ذنب﴾ کیوں فرمایا؟ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جی میں یہ سمجھا کہ میرا یہ گناہ ہے جب کہ فی الواقع ایسا نہیں ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو ادب سکھانے کے لئے مکا مارا تھا وہ محض اللہ عزوجل کی قضاء کے مسلط ہونے کی وجہ سے ایک ہی مکے میں انتقال کر گیا۔" الانبیاء کلھم منزھون ای معصومون یعنی حضرات انبیائے کرام معصوم ہوتے ہیں"۔

(منح الروض الازھر لملا علی قاری، ص ۵٦)

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو احسان گنوانا:

۳......اے موسیٰ (علیہ السلام!) بچپن میں تجھ پر احسان مندی کی اور تجھے قتل کئے جانے سے روکے رکھا، اور قبطی کے قتل کئے جانے کے وقت تک میرے پاس رہا۔ اور تو نے احسان مندی کے شکرانے کے طور پر قبطی کو ناحق قتل کر دیا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ تو نے میری نعمتوں کے احسان اور تربیت کے نتیجے کے طور پر قبطی کو قتل کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو مکا مارا تھا اس وقت سے لے کر واپس تبلیغ کے لئے لوٹنے کی مدت گیارہ سال تھی۔

(القرطبی ،الجزء ۱۹، ص ۹۱)

علامہ رازی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک سال تک دروازے پر کھڑے رہے اور ان کو دربار میں جانے کی اجازت نہیں ملی، حتیٰ کہ دربان نے کہا کہ دربار کے باہر ایک شخص کھڑا ہوا ہے جس کا گمان یہ ہے کہ وہ اللہ رب العالمین کا رسول ہے ۔فرعون نے کہا کہ اس کو بلاؤ، ہوسکتا ہے کہ ہم اس سے دل لگی کریں، اب دونوں نے پیغام حق سنایا تو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہچان لیا، اس نے پہلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اپنی نعمتیں گنوائیں پھر اپنے گمان کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ناشکری اور احسان فراموشی کا ذکر کیا۔ اپنی نعمتیں گنواتے ہوئے یہ کہا کہ کیا ہم نے بچپن میں تمہاری پرورش نہیں کی تھی اور تم نے اپنی عمر کے کئی سال ہمارے پاس بسر نہیں کئے تھے، اور اس نے اپنے خیال میں حضرت ہارون علیہ السلام کی جو ناشکری بیان کی وہ یہ تھی کہ تم نے وہ کام کئے جو تم نے کئے اور تم ناشکروں میں سے تھے۔ فرعون نے کہا کہ تم نے اپنی عمر کے کئی سال ہمارے پاس بسر نہیں کئے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس تیس سال رہے، ایک قول کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ سال کی عمر میں قبطی کو گھونسا مارا تھا، اس کے بعد وہاں سے ہجرت کر گئے اور صحیح مدت کا علم اللہ عزوجل کی ذات پاک کو ہی ہے۔

(الرازی، ج۸، ص ٤٩٦ وغیرہ بتغیر قلیل)

وانا من الضالین:

۴......اس بارے میں کئی اقوال ہیں: الضالین بمعنی الجاھلین ہے۔ اہل عرب الضلال کو الجھل کے معنی میں لیتے ہیں اور دونوں لفظوں کو ایک دوسرے کے مقابلے میں ذکر کرتے ہیں۔ ابن وھب اور ابن زید کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے میرے رب عزوجل کا کوئی حکم نہیں آیا تھا کہ میں نے ادب سکھانے کے لئے قبطی کو مکا مارا اور وہ مر گیا۔ اور الضلال سے مراد الخطاء ہے اور یہ ضلالت اللہ رب العالمین و حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین کچھ نہ تھی۔

(الطبری، الجزء ۱۹، ص ۸۰)

کیا حکم اور نبوت سے مراد الگ الگ باتیں ہیں؟

۵......علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں: حکم سے مراد علم وحکمت ہے، فتح الرحمٰن میں ہے کہ حکم سے نبوت ہے اور ﴿وجعلنی من المرسلین﴾ سے مراد نبوت کا دوسرا درجہ ہے یعنی نبی کیا گیا اور رسول نہیں بنائے گئے۔ بعض ائمہ کبار کہتے ہیں کہ جب اللہ ﷻ کسی کو مرتبہ عالیہ دینا چاہتا ہے تو اسے رعب عطا فرما دیتا ہے حتی کہ لوگ اس کے رعب ودبدبے سے دور ہوتے ہیں اور اس کے لئے اللہ ﷻ کے اسرار ورموز کھل جاتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا اور اللہ والوں کی جانب معصیت کی نسبت کا معنی وہ نہیں ہوتا جو دیگر لوگوں کی جانب معصیت کی نسبت کرنے سے ہوتا ہے کیونکہ ان پر طبعی خواہش کی وجہ سے کوئی حکم نہیں لگتا بلکہ (اجتہادی / عدم توجہی) کی وجہ سے خطا کی نسبت کی جاتی ہے۔ (روح البیان، ج٦، ص ٣٤٤)

رسول کی جانب جنون کی نسبت کرنا:

٦......رسول کی جانب جنون کی نسبت کرنے کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں، ہم سید عالم ﷺ کی جانب اس نسبت کی وجوہات ذکر کرتے ہیں جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب نسبتِ جنون کا اندازہ لگانا آسان ہوگا۔ کافروں کا سید عالم ﷺ کی ذات اقدس کی جانب جنون کی نسبت کرنے کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں: (۱)......نزول وحی کے وقت سید عالم ﷺ کا حال انہیں غشی والا محسوس ہوتا تھا اس لیے انہوں نے جنون کی نسبت کی، اس کی دلیل ﴿ویقولون انه لمجنون وما هو الا ذكر للعالمين اور کہتے ہیں یہ ضرور عقل سے دور ہیں اور وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہاں کے لئے (القلم: ٥١، ٥٢)﴾، ﴿اولم يتفكروا ما بصاحبهم من جنة کیا سوچتے نہیں کہ ان کے صاحب کو جنون سے کچھ علاقہ نہیں (الاعراف: ١٨٤)﴾، (۲)......ہوسکتا ہے کہ بطور استہزاء ایسا کہتے ہوں جیسا کہ فرعون نے کہا ﴿ان رسولكم الذی ارسل اليكم لمجنون یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ضرور عقل نہیں رکھتے (الشعراء: ٢٧)﴾، جیسا کہ قوم شعیب نے کہا ﴿انک لانت الحليم الرشيد ہاں جی تم ہی بڑے عقلمند نیک چلن ہو (هود: ٨٧)﴾ اور جیسا کہ کہا ﴿فبشرهم بعذاب عليم انہیں خوشخبری دو دردناک عذاب کی (آل عمران: ٢١)﴾، اس لیے کہ عذاب کی خبر بظاہر ناممکن نظر آرہی تھی، (۳)......اللہ کا فرمان ﴿یایها الذی نزل عليه الذکر انک لمجنون اے وہ جن پر قرآن اترا بیشک ضرور مجنون ہو (الحجر: ٦)﴾ سید عالم ﷺ اور ان کے اصحاب ومتبوعین کے گمان اور اعتقاد کے مطابق، پھر جب یہ کلمات قوم کو سُنائے گئے تو انہوں نے شبہ ظاہر کیا اور کہا ﴿لو ما تاتينا بالملائكة ان كنت من الصادقين ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتے اگر تم سچے ہو (الحجر: ٧)﴾، مطلب یہ ہے کہ اگر آپ رسول برحق ہوتے تو آپ ﷺ کی صداقت میں فرشتے نازل ہوتے جو آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرتے۔ (الرازی، ج٧، ص ١٢١)

معجزات موسیٰ علیہ السلام کا بیان:

۷......اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات عطا فرمائے چنانچہ وہ نو معجزات یہ ہیں عصاء، ید بیضاء، قحط سالی، طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک، خون، مال کی بربادی۔ ان تمام معجزات کا ذکر اسی سورۃ مبارکہ میں ہے سوائے ایک معجزہ کے اور وہ فرعونیوں کے مال کی بربادی ہے کہ اللہ ﷻ نے اس کا ذکر سورۃ یونس کی آیت نمبر ۸۸ میں فرمایا۔ (الصاوی، ج ٢، ص ٢٧٧)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء مبارک بادام کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ عبد بن حمید اور ابو شیخ نے قتادہ سے روایت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا عصاء مبارک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت دیا گیا جب وہ مدین کی جانب تشریف لے جانے لگے، وہ عصاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے رات کے وقت میں روشن ہو جاتا تھا اور دن کے وقت میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے

زمین پر مارتے تو زمین سے رزق نمودار ہوتا، اور اس عصاء کی مدد سے آپ علیہ السلام جانوروں کے لئے پتے جھاڑنے کا کام بھی کرتے۔اس بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ یہ جنتی عصاء تھا جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے تھا پھر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس سے ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت یہ ہے کہ اس عصاء کا نام ماشا تھا۔

☆......روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی تو وہ زرد رنگ کا ایک بال والا اژدھا بن گیا اس کے دونوں جبڑوں کے مابین اسی ذراع (یعنی ایک سوبیس فٹ) کا فاصلہ تھا اور وہ اپنی دم پر کھڑا ہو کر زمین سے ایک میل بلند تھا اژدھا اتنا بڑا تھا کہ اس کا ایک جبڑا زمین پر تھا اور دوسرا فرعون کے محل کی دیوار پر تھا وہ فرعون کے پکڑنے کیلئے دوڑا فرعون اپنی جان بچانے کو تخت چھوڑ کر بھاگا اس حالت میں اس کے دست لگ گئے، ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ اس ایک دن میں اس کے چار سو دست جاری ہوئے، اور بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ اس کے پیٹ میں ایک ایسی بیماری جاری ہوگئی جو تادم مرگ دور نہ ہوسکی، ایک روایت کے مطابق اژدھے نے فرعون کا جبہ اپنی داڑھ میں پکڑ لیا اور لوگوں پر حملہ کیا جس سے بھگدڑ مچی اور اس بھگدڑ میں پچیس ہزار کی تعداد ماری گئی، بالآخر فرعون نے چیخ کر کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں تمہیں اس ذات پاک کی قسم دیتا ہوں جس نے تمہیں بھیجا ہے تم اس اژدھے کو پکڑ لو میں تم پر ایمان لے آؤں گا اور تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دوں گا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اژدھے کو پکڑا تو حسب سابق لاٹھی بن گیا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کو پکڑ لیا فرعون نے پھر سے نافرمانی کی اور پرانی روش پر ہی قائم رہا۔

☆...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضاء کا معجزہ بھی دیا گیا تھا ایسا سفید نورانی ہاتھ جو کہ خرق عادت فعل تھا جسے دیکھنے والوں کا مجمع جمع ہو جاتا، ایک روایت یہ ہے اس نور کی روشنی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے زمین وآسمان کو روشن کردیا۔

(روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۳۰ وغیرہ، عطائین، ج۲، ص ۳۱۹)

اغراض:

اذکر: سے مراد ندا کے وقت کا بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ جس وقت واقعہ رونما ہوا اس کا ذکر یاد کرنا مقصود ہے۔لیلۃ رأی النار والشجرۃ: یعنی سبز درخت میں آگ جلتی دیکھی، اور سبز درخت میں آگ کا جلنا ندا کرنے کا مقصود نہیں تھا بلکہ مقصود اس کلام ﴿اذ رأی نارا فقال لاھلہ امکثوا انی آنست نارا (طٰہٰ:۱۰)﴾ سے سورۃ طٰہٰ کا فصل تھا۔وبنی اسرائیل : کا عطف انفسھم پر ہے، تقدیر عبارت یوں ہے "وظلموا بنی اسرائیل"۔

باستعبادھم: بمعنی معاملھم ہے، یعنی خادم والا معاملہ ہونا جیسے سخت مشقت والے کام، گھٹیا کام وغیرہ انجام دے لینا، اور قوم فرعون کے ساتھ ایسا چار سو سال ہوا، اور اس وقت ان کی تعداد ایک ہزار چھ سو تیس تھی۔

للاستفھام الانکاری: مناسب یہ ہے کہ اس مقام پر تعجب کا معنی لیا جائے، اس لئے کہ انکار کا معنی کرنا فاسد ہے اور مراد نفی ہے اور نفی النفی اثبات ہوا کرتا ہے، پس اس صورت میں معنی یہ ہوگا انہیں اللہ عزوجل سے ڈرنا چاہیے لیکن ایسا نہیں ہے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ استفہام عرض کے لئے ہو۔للعقدۃ التی فیہ: کم سنی میں مونہہ میں انگارہ رکھنے کی وجہ سے لکنت ہوگئی تھی، جس وقت آپ علیہ السلام نے فرعون کی داڑھی پکڑ لی تھی اور اس بات پر فرعون آپ علیہ السلام کے قتل کرنے کے درپے ہوا، اور اس نے اپنی زوجہ کو اس جانب توجہ دلائی کہ ان کے امتحان کی صورت کی جائے اور ایک جانب کھجور اور دوسری جانب انگارہ رکھا جائے، پس جبرائیل امین علیہ السلام نے ان کے ہاتھ میں انگارہ تھمادیا جسے مونہہ میں ڈال لیا، جس کی وجہ سے زبان میں لکنت پیدا ہوگئی۔

فیہ تغلیب الحاضر علی الغائب: یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب نسبت کرتے ہوئے کیونکہ دونوں ہی اللہ عزوجل کا کلام ساعت

کرتے تھے لیکن حضرت موسی علیہ السلام بلا واسطہ کلام الٰہی سماعت فرماتے اور حضرت ھارون علیہ السلام حضرت جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے سماعت فرماتے۔

ای کلا منا: ان کے اسم اوراس کی خبر کے مابین مطابقت کے اعتبار سے کلام کیا، یعنی حسب حیثیت رسول ہونا مراد ہے۔

فاتیاہ ...... الخ: اس جملے سے اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ عزوجل کے فرمان ﴿قال الم نربک (الشعراء:۱۸)﴾ محذوف پر مرتب ہوتا ہے، روایت کی جاتی ہے کہ جب دونوں حضرات (حضرت موسی وہارون علیہما السلام) فرعون کی طرف پہنچے تو درباریوں نے انہیں اندر آنے کی اجازت نہ دی، پھر فرعون کے دروازے پر دستک دے کر بتایا گیا کہ ہمارے پاس ایک شخص آیا ہے جو کہتا ہے کہ وہ تمام جہان کے پالنے والے کا رسول ہے، فرعون نے اپنے درباری خادم سے کہا: اسے ہمارے پاس آنے دو تا کہ ہم اس سے ہنسی کریں، پس دونوں حضرات داخل ہوئے تو فرعون کو شیر، چیتے، تیندوے کے ساتھ دیکھا، درباریوں کو خوف ہوا کہ کہیں یہ درندے ان دونوں حضرات مہمانان گرامی کو نقصان نہ پہنچائیں لیکن معاملہ یہ ہوا کہ یہ درندے ان کے قدم چاٹنے لگے، ان کی رانوں سے چپکنے لگے، جس سے فرعون کو تعجب ہوا، اوراس نے پوچھا تم کون ہو؟ بولے: "ہم اللہ کے رسول ہیں"۔

قریبا من الولایۃ: اس جملے کے ذریعے آیت سے ہونے والے وہم کو دور کرنا مقصود ہے کیونکہ ولید کا اطلاق مولود پر ولادت کی حالت کے ضمن میں کیا جاتا ہے، لیکن یہاں ایسا مقصود نہیں ہے، کیونکہ حضرت موسی علیہ السلام رضاعت کے زمانے میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس تھے، رضاعت کے بعد فرعون انہیں لے گیا تھا، پس مناسب یہ ہے کہ آیت کو اس کے ظاہری معنی پر محمول کیا جائے کیونکہ جب حضرت موسی علیہ السلام اپنی ماں کے پاس تھے اس وقت بھی فرعون کی نظر میں تھے یعنی اس کی تربیت میں تھے۔

عما آتانی اللہ بعدھا: یعنی مجھ پر اس (قبطی والے معاملے کے) حوالے سے کوئی ملامت نہیں، پس مکلف نہ ہونے کی صورت میں ضالین بمعنی مخطئین ہوسکتا ہے متعمدین نہیں ہوسکتا۔

اصلہ تمن بھا علی: "تمنھا" کی اصل "تمن بھا" ہے، پس جار کو حذف کرکے ضمیر متصل کردی گئی ہے۔

ولم تستعبدنی: (گویا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا) تیرا مجھ پر کوئی احسان نہیں، پس میں نے تیری عبادت نہ کی حالانکہ تیرے سوا کسی اور کی عبادت کرنا ظلم ہے اور اللہ عزوجل نے مجھے تیری عبادت کرنے سے نجات عطا فرمائی۔

ای ای شیء ھو: فرعون کا اللہ عزوجل کے بارے میں سوال کرنے کا مقصد اللہ رب العالمین کی حقیقت معلوم کرنا تھا، یعنی وہ موجودات کی کونسی جنس سے تعلق رکھتا ہے، العیاذ باللہ تعالی۔

من اشراف قومہ: فرعون کے اردگرد پانچ سو معززین موجود تھے، جنہوں نے سونے کے زیور (کنگن) پہنے ہوئے تھے، اور ایسے زیورات فقط سلاطین ہی پہنا کرتے ہیں۔

الذی لم یطابق السوال: حضرت موسی علیہ السلام کا جواب فرعون کے سوال کے مطابق نہیں ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی صفات کا بیان فرمایا کیوں کہ اللہ رب العالمین کی حقیقت کا بیان کرنا عبث ہے اور جہالت کا پالندہ ہے اور حضرت موسی علیہ السلام سے ایسا صادر ہونا محال ہے۔ (الصاوی، ج٤، ٢٢٦ وغیرہ)

رکوع نمبر:۷

﴿قال﴾فرعونُ﴿للملا حوله ان هذا لسحر عليم (۳۴)﴾فَائِقٌ فِي عِلمِ السِّحرِ﴿يريد ان يخرجكم من ارضكم بسحره صلے ق فماذا تامرون (۳۵) قالوا ارجه واخاه﴾اَخِّرْ اَمرَهُما ﴿وابعث في المدائن حشرين(۳۶)﴾جَامِعِينَ﴿ياتوک بكل سحار عليم (۳۷)﴾يَفْضُلُ موسٰى فِي عِلمِ السِّحرِ﴿فجمع السحرة لميقات يوم معلوم(۳۸)﴾وَهُوَ وَقتُ الضُّحٰى مِن يومِ الزِّينَةِ﴿وقيل للناس هل انتم مجتمعون (۳۹) لعلنا نتبع السحرة ان كانوا هم الغلبين(۴۰)﴾اَلْاِستِفهَامُ لِلحثِّ على الْاِجتِماعِ والتَّرَجِّي عَلٰى تَقدِيرِ غَلَبَتِهِمْ لِيَستَمِرُّ عَلٰى دِينِهِم فَلا يَتَّبِعُوا موسٰى ﴿فلما جاء السحرة قالوا لفرعون ائن ﴾بِتحقِيقِ الهَمزَتَينِ وَتَسهِيلِ الثَّانِيَةِ وادخالِ الفٍ بَينَهُما عَلَى الوَجهَينِ ﴿لنا لاجرا ان كنا نحن الغلبين (۴۱)قال نعم وانكم اذا﴾حِينَئِذٍ﴿لمن المقربين (۴۲)قال لهم موسى ﴾بَعدَ مَا قَالُوا لَهُ اِمَّا اَن تُلقِيَ وِاِمَّا اَن نَكُونَ نَحنُ المُلقِينَ﴿القوا ما انتم ملقون(۴۳)﴾فَالامْرُ منهُ لِلاذْنِ بتقدِيمِ اِلقَائِهِمْ تَوَسُّلا بِهٖ اِلى اِظهَارِ الحَقِّ﴿فالقوا حبالهم وعصيهم وقالوا بعزة فرعون انا لنحن الغلبون(۴۴) فالقى موسى عصاه فاذا هى تلقف﴾بِحذفِ اِحدَى التَّائَينِ مِنَ الْاَصلِ تبتَلِعُ﴿ما يافكون (۴۵)﴾يُقَلِّبُونَهُ بِتَموِيهِهِم فَيَتَخَيَّلُونَ حِبالَهُمْ وَعَصِيَّهم اَنها حَيَاتٌ تَسْعٰى﴿ فالقى السحرة سجدين (۴۶)قالوا امنا برب العلمين (۴۷)رب موسى وهرون (۴۸)﴾لِعِلمِهِمْ بِاَنَّ ما شَاهَدُوهُ مِنَ العَصا لَا يَتاتّٰى بِالسِّحرِ﴿قال ﴾فِرعَونُ﴿ امنتم﴾بِتَحقِيقِ الهَمزَتَينِ وَ اِبْدالِ الثَّانِيَةِ اَلِفًا﴿لهٗ﴾لِموسٰى﴿ قبل ان اذن ﴾اِنَّا﴿لكم ج انه لكبيركم الذى علمكم السحر ج﴾فَعَلَّمَكُم شَيئًا مِنهُ وَغَلَبَكُم بِاٰخَرَ﴿ فلسوف تعلمون ط﴾مَا يَنَالُكُم مِنِّي﴿لاقطعن ايديكم وارجلكم من خلاف﴾اَى يَدَ كُلٍّ واحِدا لِيُمنٰى وَرِجْلُه اليُسرٰى ﴿ولاصلبنكم اجمعين (۴۹)قالوا لا ضير﴾لا ضَرَرَ عَلَينا فِي ذلكَ﴿ انا الى ربنا﴾بَعدَ مَوتِنَا بِاَيِّ وَجهٍ كانَ﴿منقلبون(۵۰)﴾راجِعُونَ فِي الْاٰخِرةِ﴿انا نطمع﴾نَرجُوا﴿ان يغفر لنا ربنا خطيناان﴾اَى بِاَنْ﴿ كنا اول المومنين (۵۱)﴾فِي زَمانِنا.

﴿ترجمہ﴾

بولا (فرعون) اپنے گرد کے سرداروں سے کہ بیشک یہ دانا جادوگر......ہیں (یعنی جادو کے علم میں فوقیت رکھنے والے ہیں) چاہتے ہیں، کہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیں اپنے جادو کے زور سے، تب تمہارا کیا مشورہ ہے۔ وہ بولے انہیں اوران کے بھائی کو ٹھہرائے رہو (یعنی ان کا معاملہ مؤخر کردو) اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیجو (حاشرین بمعنی جامعین ہے) کہ وہ تیرے پاس لے آئیں ہر بڑے جادوگر دانا کو (جو جادو کے علم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت رکھتا ہو) تو جمع کیے گئے جادوگر ایک مقرر دن کے وعدہ پر (یعنی عید کے دن چاشت کے وقت) اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم جمع ہو گئے۔ شاید ہم ان جادوگروں ہی کی پیروی کریں اگر یہ غالب آئیں (هل انتم میں استفہام دراصل لوگوں کو جمع ہونے کے لئے اکسانے اور آمادہ کرنے کی خاطر ہے اور لعلّ امید دلانے کی خاطر ہے کہ ان کے غالب آنے کی صورت میں وہ اپنے دین پر قائم رہیں گے تا کہ وہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع نہ کریں) پھر جب جادوگر

آئے فرعون سے بولے کیا (ائــن میں دونوں ہمزے تحقیق اور دوسرا تسہیل کے ساتھ ہے اور ان دونوں صورتوں میں ان کے درمیان الف کو داخل کرنا بھی جائز ہے) ہمیں کچھ مزدوری ملے گی اگر ہم غالب آئے۔ بولا ہاں اور اس وقت تم میرے مقرب ہو جاؤ گے۔ موسیٰ نے ان سے فرمایا (جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ کہا کہ پہلے آپ ڈالیں گے......۲...... یا ہم ڈالیں تو اس کے بعد آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا) ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے (القوا امر کا صیغہ ان جادوگروں کو اپنا جادو پہلے دکھانے کی اجازت دینے کے لئے ہے تا کہ اس کے ذریعے حق کا اظہار ہو سکے) تو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور بولے فرعون کی عزت کی قسم! بیشک ہماری ہی جیت ہے، تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا جبھی وہ نگلنے لگا (تلقف بمعنی تبتلع میں ایک تا حذف ہے) ان کی بناوٹوں کو (یعنی انہوں نے فریب کاری اور ملمع سازی کر کے اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو چلتے پھرتے سانپوں میں تبدیل کر دیا تھا) اب سجدہ میں گرے۔ جادوگر بولے ہم ایمان لائے......۳......اس پر جو سارے جہان کا رب ہے جو موسیٰ اور ہارون......۴......کا رب ہے (اپنے اس علم کی وجہ سے کہ جو انہوں نے عصائے موسوی سے مشاہدہ کیا ہے وہ جادو کا کرشمہ نہیں ہو سکتا) فرعون بولا کیا تم ایمان لائے (ء انتــم میں ایک قرأت دونوں ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ ہے اور ایک قرأت دوسرے ہمزہ کو الف سے بدلنے کے ساتھ ہے) اس پر (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر) قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں، بیشک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا (یعنی اس نے تمہیں تھوڑا سا جادو سکھایا اور پھر بقیہ جادو کے ساتھ تم پر غالب آ گیا) تو اب جاننا چاہتے ہو (اس تکلیف کو جو میری طرف سے تمہیں پہنچے گی) مجھے قسم ہے! بیشک میں تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا (یعنی ہر ایک کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں) اور تم سب کو سولی دوں گا۔ وہ بولے کچھ نقصان نہیں (یعنی اس معاملے میں ہمیں کوئی نقصان نہیں) ہم اپنے رب کی طرف (اپنی موت کے بعد چاہے وہ جس صورت میں بھی ہو) پلٹنے والے ہیں (یعنی آخرت میں اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں) ہمیں طمع ہے (امید ہے) کہ ہمارا رب ہماری خطائیں بخش دے......۵......اس پر کہ سب سے پہلے ایمان لائے (اپنے زمانہ میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قال للملا حوله ان هذا لسحر علیم٥﴾

قــال: قول، لام، جار، الــمـلا: ذوالحال، حــولــه: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول، ان هذا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، سحر علیم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿یرید ان یخرجکم من ارضکم بسحره فماذا تامرون٥﴾

یرید: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یـخـرجـکـم من ارضـکـم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، بسـحـره: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "سـحـر" کیلئے صفت واقع ہے، ف: عاطفہ، مـاذا: استفہامیہ مفعول بہ مقدم، تـامـرون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا ارجه واخاه وابعث فی المدائن حشرین٥﴾

قـــالـوا: قول، ارجـــه: فعل امر بافاعل، "ه" ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخــاه: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابعث: فعل امر بافاعل، فـی الـمـدائن: ظرف لغو، حشرین: "شرط" محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿یاتوک بکل سحار علیم٥﴾

یاتو ک: فعل بافاعل ومفعول، بکل سحار علیم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے۔

﴿فجمع السحرۃ لمیقات یوم معلوم ٥ وقیل للناس ھل انتم مجتمعون٥﴾

ف: عاطفہ، جمع السحرۃ: فعل مجہول بانائب الفاعل، لمیقات یوم معلوم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قیل للناس: قول، ھل: حرف استفہام، انتم: مبتدا، مجتمعون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لعلنا نتبع السحرۃ ان کانوا ھم الغلبین٥﴾

لعلنا: حرف مشبہ واسم، نتبع السحرۃ: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "مجتمعون" کی واؤ ضمیر سے واقع ہے، ان: شرطیہ، کانوا: فعل ناقص واسم، ھم: ضمیر فصل، الغلبین: خبر، جملہ فعلیہ جزامحذوف "فنتبع السحرۃ" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما جاء السحرۃ قالوا لفرعون ائن لنالاجرا ان کنا نحن الغلبین٥﴾

ف: عاطفہ، لما: ظرفیہ شرطیہ، جاء السحرۃ: جملہ فعلیہ شرط، قالوا لفرعون: قول، ھمزہ: حرف استفہام، ان لنا: حرف مشبہ وظرف مستقر خبر، لاجرا: خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ اول، ان: شرطیہ، کنا: فعل ناقص بااسم، نحن: ضمیر فصل، الغلبین: خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزامحذوف "ائن لنا لاجرا" کی شرط،ملکر جملہ شرطیہ، ہوکر مقولہ ثانی،ملکر جملہ قولیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال نعم وانکم اذا لمن المقربین٥﴾

قال: قول، نعم: حرف جواب بمعنی "لکم الاجر" معطوف علیہ، و: عاطفہ، انکم: حرف مشبہ واسم، اذا: حرف جزاء، لمن المقربین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال لھم موسی القوا ما انتم ملقون٥﴾

قال لھم موسی: جملہ فعلیہ قول، القوا: فعل امر بافاعل، ما: موصولہ، انتم ملقون: جملہ اسمیہ صلہ،ملکر مفعول جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فالقوا حبالھم وعصیھم وقالوا بعزۃ فرعون انا لنحن الغلبون٥﴾

ف: عاطفہ، القوا: فعل بافاعل، حبالھم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عصیھم: معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قالوا: قول، بعزۃ فرعون: ظرف مستقر، فعل محذوف "نقسم" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، انا: حرف مشبہ واسم، لنحن الغلبون: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فالقی موسی عصاہ فاذا ھی تلقف مایافکون٥﴾

ف: عاطفہ، القی موسی: فعل وفاعل، عصاہ: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، ھی: مبتدا، تلقف: فعل بافاعل، مایافکون: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فالقی السحرۃ سجدین قالوا امنا برب العلمین٥ رب موسی وھرون٥﴾

ف: عاطفہ، القی: فعل مجہول، السحرۃ: ذوالحال، سجدین: حال،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ، قالوا: قول، امنا: فعل بافاعل، ب: جار، رب العلمین: مبدل منہ، رب موسی وھرون: بدل،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر ماقبل "القی" جملہ بدل اشتمال واقع ہے۔

﴿قال امنتم لہ قبل ان اذن لکم انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر﴾

قال: قول، استنتم لہ: فعل بافاعل وظرف لغو، قبل :مضاف، ان اذن لکم: جملہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ اول، انہ: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، کبیر کم :موصوف، الذی: موصول، علمکم السحر: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلسوف تعلمون٥﴾

ف: فصیحیہ، لام: تاکیدیہ، سوف: حرف استقبال، تعلمون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر شرط محذوف "ان استمررتم فی فعلکم" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولا وصلبنکم اجمعین٥﴾

لام: قسمیہ، اقطعن: فعل بافاعل، ایدیکم وارجلکم: ذوالحال، من خلاف: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "اقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لام: قسمیہ، اصلبن: فعل بافاعل، کم: ضمیر ذوالحال، اجمعین: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "اقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ معطوف، ملکر ماقبل جملے "لسوف تعلمون" کیلئے تفسیر واقع ہے۔

﴿قالو الاضیر انا الی ربنا منقلبون٥﴾

قالوا: قول، لا: نفی جنس، ضیر: اسم، "لنا" ظرف مستقر خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ اول، انا: حرف مشبہ واسم، الی ربنا منقلبون: شبہ جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ

﴿انا نطمع ان یغفرلنا ربنا خطینا ان کنا اول المومنین٥﴾

انا: حرف مشبہ واسم، نطمع: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یغفرلنا ربنا خطینا: فعل وظرف لغووفاعل ومفعول ملکر جملہ بتاویل مصدر مفعول، ان: مصدریہ، کنااول المومنین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر "ب" جارمجرور ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سحر کی تعریف:

۱.....شیخ جرجانی فرماتے ہیں کہ سحر سے مراد تخییل (کوئی چیز مشتبہ کرنا)، ملمع سازی اور اس چیز کا ارادہ کرنا ہے جس کی کوئی اصل نہ ہو جیسا کہ کئی متکلمین کے نزدیک سحر کی یہی تعریف ہے۔ (التعریفات، ص ۱۲۱)

جن سے فرعون نے قرب کا وعدہ کیا تھا کہ اگر تم موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے تو میرے مقرب ہو جاؤ گے ان جادوگروں کی تعداد کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے، مقاتل کے نزدیک ان کی تعداد بہتر تھی جن میں دو قبطی اور ستر بنی اسرائیلی تھے، کلبی کے قول کے مطابق ان کی تعداد اہل نینوی کے ستر عام آدمی تھے، کعب کے قول کے مطابق بارہ ہزار اور سدی کے مطابق تین ہزار اور کچھ زائد، عکرمہ کے مطابق ستر ہزار اور محمد بن منکدر کے مطابق اسی ہزار جادوگر تھے، مقاتل کہتے ہیں کہ جادوگروں کا سردار شمعون تھا اور ابن جریج کے مطابق یوحنا نامی شخص جادوگروں کا سردار تھا۔ (البغوی، ص ۳۱۷)

علامہ تفتازانی "شرح المقاصد" میں فرماتے ہیں:

سحر ایک خلاف عادت کام ہے جو کسی شریر اور فاسق شخص سے اعمال مخصوصہ کے ذریعہ صادر ہوتا ہے، اور یہ اہل حق کے نزدیک عقلا جائز ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿ولکن الشیطین کفروا یعلمون الناس

السحر وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت وما یعلمن من احد حتی یقولا انما نحن فتنۃ فلا تکفر فیتعلمون منھما ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہ وما ھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ ہاں شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور وہ جادو جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اُترا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو تو ان سے سیکھتے وہ جس سے جدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے ضرر نہیں پہنچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے (البقرۃ: ۱۰۲)﴾۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جادو کی حقیقت ہے اور محض ملمع سازی نہیں ہے اور موثر و خالق حقیقت میں اللہ ﷻ ہے، چنانچہ فرمان باری ﷻ ہے ﴿ومن شر النفثت فی العقد اور ان عورتوں کے شر سے جو گروہوں میں پھونکتی ہیں (الفلق: ۴)﴾۔ اس آیت میں جادوگروں کی شرارت سے پناہ مانگی گئی ہے، جادوگر منتر پڑھ پڑھ کر پھونک مارتے ہیں اور گرہ باندھتے ہیں، عموماً جس پر جادو کیا جاتا ہے اس کے بال یا کوئی اور چیز حاصل کر کے اس پر عمل کیا جاتا ہے، اگر جادو ایک ثابت شدہ حقیقت نہ ہوتی تو اللہ ﷻ اس سے پناہ مانگنے کا حکم کیوں ارشاد فرماتا؟ جمہور مسلمین کا اس پر اتفاق ہے کہ سورۃ الفلق اس وقت نازل ہوئی جب لبید بن اعصم یہودی نے سید عالم ﷺ پر جادو کیا حتی کہ آپ تین دن تک بخار میں رہے۔

مفتی محمد شفیع لکھتا ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا جادو، ایک قسم کی نظر بندی تھی اور تخیل تھی جس سے دیکھنے والوں کو یہ محسوس ہونے لگا کہ یہ لاٹھیاں اور رسیاں سانپ بن کر دوڑ رہے ہیں حالانکہ وہ واقع میں اسی طرح لاٹھیاں اور رسیاں ہی تھیں، سانپ نہیں بنے تھے، ایک قسم کا مسمریزم تھا جس کا اثر انسانی خیال اور نظر کو مغلوب کر دیتا ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سحر صرف اسی قسم میں منحصر ہے، سحر کے ذریعہ انقلاب ماہیت نہیں ہوسکتا کیونکہ کوئی شرعی و عقلی دلیل اس کی نفی پر قائم نہیں ہے بلکہ سحر کی مختلف اقسام، واقعات سے ثابت ہیں کہیں تو صرف ہاتھ کی چالاکی ہوتی ہے، جس سے دیکھنے والوں کو مغالطہ لگ جاتا ہے، کہیں تخیل اور نظر بندی ہوتی ہے جیسے مسمریزم ہے اور کہیں قلب ماہیت بھی ہو جاتا ہو کہ انسان پتھر کا بن جائے تو یہ بھی کسی شرعی یا عقلی دلیل کے خلاف نہیں ہے۔

(معارف القرآن، ج٤، ص ٣١)

باادب بانصیب!

۲......جادوگر بولے اے موسیٰ علیہ السلام یا تو آپ علیہ السلام اپنا عصا ڈالیں یا ہم ابتدا کریں، یعنی اپنی لاٹھیاں اور رسیاں ڈالیں۔ اس آیت مبارکہ میں ایک لطیف نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جادوگروں نے ادب کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رعایت فرمائی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے اوپر مقدم کیا اور کوئی شک نہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنے نبی کے ادب کے صدقے میں ان پر ایمان اور ھدایت کے ذریعے احسان فرمایا ہو کہ انھوں نے اولاً ادب کی رعایت فرمائی اور اپنی رغبت اس بارے میں ظاہر فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے کہا کہ تم اپنی ذات کو لاٹھیاں اور رسیاں ڈالنے میں مقدم کرو، ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو ابتدا کرنے کی اجازت کیسے دے دی؟ جب کہ آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ جادو ہے اور جادو کرنا جائز نہیں ہے؟ میں یہ کہوں گا کہ اس بارے میں علماء نے کئی جوابات دیئے ہیں، ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ اگر تم اپنے فعل کو سچ جانتے ہو تو ڈالو اور اگر ایسا نہیں ہے تو نہ سہی، دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو رسیاں اور لاٹھیاں ڈالنے کا حکم دیا تا کہ اپنا معجزہ عصاء ظاہر کر سکیں کیونکہ اگر وہ ابتداء نہ کرتے تو آپ علیہ السلام کو معجزہ ظاہر کرنے کا موقع نہ ملتا، تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ ان لوگوں کا رسیاں اور لاٹھیاں ڈالنا ضروری ہے اور تخییر (یعنی دو چیزوں میں سے ایک کو منتخب کرنے) کا وقوع تقدیم وتاخیر سے ہوتا ہے لہذا آپ علیہ السلام

نے انہیں تقدیم کا حکم دیا تا کہ ان پر معجزہ کا ظہور بھی اسی طرح غلبے سے ہو اسلئے کہ اگر (حضرت موسی علیہ السلام) ابتدا کرتے تو انہیں غلبہ وظہور حاصل نہ ہوتا اس لئے آپ علیہ السلام نے انہیں (یعنی جادوگروں کو) ابتداء کرنے کا حکم دیا۔ جب جادوگروں نے ابتداء کی تو لوگوں کی آنکھوں کو حقیقت کے ادراک کرنے سے اپنی ملمع سازی اور تخیل کے ذریعے پھیر دیا اور یہی جادو ہے۔ اور یہی واضح فرق جادو اور معجزہ کے مابین ہے کہ جادو بشر کا فعل ہے اور معجزہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا اللہ عزوجل کی جناب سے، اور ایک فرق جادو اور معجزہ میں یہ بھی ہے کہ جادو میں آنکھوں کی نظر بندی ہوتی ہے کہ کسی چیز کی حقیقت کو جان لینے سے نظر کو پھیر دیا جائے جبکہ معجزہ میں کسی چیز کی حقیقت نفس ہی کو پھیر دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام کا عصا دوڑنے والا اژدھا بن گیا۔ (الخازن، ج۲، ص۲۳۵)۔

اظہار ایمان سے قبل سجدہ کرنا:

س...... یہاں کسی کے ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے کہ جادوگروں پر حضرت موسی علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر ایمان لانا واجب تھا نہ کہ سجدہ، انہوں نے سجدہ کو ایمان لانے پر کیوں مقدم کیا؟ میں (علامہ خازن) اس کا جواب یہ دوں گا کہ جب اللہ عزوجل نے ان کے دل میں ایمان اور معرفت کو ڈال دیا تو وہ اللہ عزوجل کی دی ہوئی ہدایت اور ایمان باللہ اور تصدیق رسول پر شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر پڑے پھر اس کے بعد انہوں نے اپنا ایمان ظاہر کیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ جب جادوگروں نے اللہ عزوجل کی عظیم قدرت اور امر عصاء پر اس کا غلبۂ اقتدار دیکھا کہ اس عظیم کارنامے پر کسی بشر کو قدرت نہیں ہوسکتی اور جادوگروں کے تمام شبہات زائل ہوگئے جو کہ ان کے دلوں میں تھے اور اس عظیم قدرت کو دیکھ کر اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں اس کی شان کی تعظیم کی خاطر سجدے میں گر گئے۔ بس کے بعد انہوں نے اپنا ایمان ظاہر کیا، ایک قول یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا کہ جب جادوگروں نے معجزہ دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ امر سماوی ہے جادو نہیں ہے لہذا وہ سجدے میں گر گئے اور بولے ہم عالمین کے رب عزوجل اور موسی علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے رب عزوجل پر ایمان لائے۔ (الخازن، ج۲، ص۲۳۷)

یہاں ہم ضمناً سجدے کا طریقہ بھی ذکر کردیتے ہیں چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی شخص سجدہ کرے تو وہ سات ہڈیوں پر سجدہ کرے منہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پنجے''۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب اعضاء السجود و النھی، رقم:(۹۸۷)/۴۹۱، ص۲۳۵)

حضرت موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی مختصر سوانح:

م...... آپ علیہ السلام کا نام موسی بن عمران بن قاھث بن عازر بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم تھا ۔ آپ علیہ السلام کا ذکر مبارک قرآن مجید میں کئی مقامات پر طوالت اور اختصار کے ساتھ آیا ہے۔ اکثر اقوال کے مطابق آپ علیہ السلام کو چالیس سال کی عمر مبارک میں نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔ (البدایۃ و النھایۃ، قصۃ موسی کلیم الجزء ۱، ج ۱ ص ۲۶۳ وغیرہ ملخصاً و ملتقطاً)

☆...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''شب معراج میں کثیب احمر کے پاس حضرت موسی علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ حضرت موسی علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔

(سنن نسائی، کتاب قیام اللیل و تطوع النھار، باب ذکر صلاۃ نبی اللہ موسی، رقم:۱۶۲۷، ص۴۱۶)

اس حدیث سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات بعد از ممات ثابت ہوتی ہے۔

حضرت موسی علیہ السلام نے ایک سو بیس سال کی زندگی گزاری، حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مابین ایک سو

چالیس سالوں کا زمانہ ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین سات سو سال کا زمانہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن الریان تھا اور فرعون اس کا لقب تھا اور اصل میں فرعون کسی شخص کا نام ہے پھر اس علم (نام) کو بطور لقب زمانہ جاہلیت میں مصر کے ہر بادشاہ کے لئے بولا جانے لگا، فرعون نے چھ سو بیس سال کی زندگی بسر کی اور اس نے چار سو سال حکومت کی، اور اس دوران اسے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچی اس کی کنیت ابو مرۃ تھی، ایک قول کے مطابق اس کی کنیت ابو عباس تھی اور اس سے مراد دوسرا فرعون ہے اور فرعون اول اس کا بھائی ہے اور اس کا نام قابوس بن مصعب عمالقہ کا بادشاہ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور کے فرعون کا لقب نمرود ہے اور اس امت کا فرعون ابو جہل ہے۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۷۷ ملتقطاً، ملخصاً)

حضرت ہارون علیہ السلام کا نسب تو وہی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے، جس کا بیان ہم نے ما قبل کیا ہے، یہاں فقط ایک روایت حضرت ہارون علیہ السلام کی شان کے بارے میں ذکر کرتے ہیں: حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ دوران سفر حج میں نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے ساتھیوں سے پوچھ رہا تھا کہ کونسا بھائی ہے جو اپنے بھائی کی وجہ سے احسان کیا گیا؟ قوم خاموش رہی، بی بی عائشہ اپنے ہودج میں موجود سن رہی تھیں، اندر ہی سے فرمایا: "مراد موسیٰ بن عمران ہیں جو کہ اپنے بھائی ہارون کے شفیع بنے"، پس اللہ نے ان کی جانب وحی فرمائی: ﴿ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھارون نبیا اور اپنی رحمت سے اس کا بھائی ہارون عطا کیا غیب کی خبریں بتانے والا (مریم: ۵۳)﴾۔ (البدایة والنهایة، قصة موسی کلیم الله، ج ۱، الجزء الاول، ص ۲۷۷)

وقت مصیبت دعا کرنا:

۵...... یہاں جادوگروں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ عزوجل تو ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں مسلمان اٹھا! جادوگروں نے صبر اس لئے مانگا تھا کہ فرعون نے کہا تھا کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمت کاٹوں گا اور تمہیں سولی دونگا۔ فرعون کی جانب سے آنے والی اس آزمائش پر انہوں نے صبر کی دعا مانگی اور یہ بھی دعا مانگی کہ اللہ عزوجل انہیں دین حق پر ثابت قدم رکھے آمین۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرعونی دن کے اول وقت میں جادوگر تھے اور آخر وقت میں شہید۔ (الخازن، ج ۲، ص ۲۳۷)

اغراض:

یفضل موسی: مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فائق کیا اور انہیں زیادتی (علم) سے نوازا۔

من یوم الزینة: جو کہ بنی اسرائیل کے لئے عید کا دن ہوا کرتا تھا، ایک قول یہ کیا گیا کہ مراد اس سے جنگ یا (میلے) کا دن ہے۔

والتوجی علی تقدیر غلبتهم: یعنی فرض کی ادائیگی اور اس کے بجا آوری کے لئے غلبہ کا اعتبار کرنے کا تقاضا کیا جاتا ہے۔

فالامر فیه: ایک اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے، اعتراض یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیسے جادو کی اجازت دے دی، کیوں کہ جادو کی اجازت دینا جائز نہیں، اور اس پر راضی ہونا، اور کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دونگا کہ شریعت میں وہ چیز قابل مدح بنتی ہے کہ جس کے ذریعے کسی باطل چیز کا ابطال ہو، پس جادو کا حکم دینے میں مقصود استحسان ورضا نہیں تھی بلکہ باطل قوت (جادو) کا (معجزہ دکھا کر) تختہ کرنا تھا۔ **یقلبونه:** معجزہ کے ذریعے کسی چیز کو اول حالت سے بدل دینا، یعنی لاٹھی کو بھاگنے والا اژدھا بنا دیا۔ **فعلمکم شیئا منه وغلبکم بآخر:** جو میں نے چھپا رکھی ہے، فرعون نے یہ جملہ عیب چھپانے (اپنی جھینپ مٹانے) کے لئے کہا تھا، تاکہ قوم (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کے جادو (معجزہ) کو دیکھ کر ایمان نہ لائیں اور اسے حق جاننے لگیں العیاذ باللہ۔ **فی زماننا:** یعنی فرعون کی اتباع کرنا، پس یہ جملہ اس بات کے منافی نہیں کہ بنی اسرائیل (کے وہ لوگ جو فرعون کی اتباع کرتے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر) ایمان لانے پر سبقت کی۔ (الصاوی، ج ٤، ص ۲۲۹ وغیرہ)

رکوع نمبر:۸

﴿واوحینا الی موسی﴾بعدَ سِنِینَ اَقَامَهَا بَینَهُم یَدعُوهُمْ بِایاتِ اللهِ اِلی الحقِّ فَلَمْ یَزِیْدُوا اِلا عُتُوًّا﴿ان اسر بعبادی﴾بَنِی اِسرائِیلَ وَفِی قِراءَۃٍ بِکَسرِ النُّونِ وَوَصلِ هَمْزَۃِ اَسرِ مِنْ سِریٰ لُغَۃٌ فِی اَسریٰ ای سِیرُبِهِمْ لَیلًا الی البَحرِ﴿انکم متبعون (۵۲)﴾یَتَّبِعُکُمْ فِرعونُ وَجُنودُہٗ فَیَلِجونَ وَرائَکُمُ البَحرَ فَاُنجِیْکُم وَاُغرِقُهُمْ ﴿فارسل فرعون﴾حِینَ اُخبِرَ بِسَیْرِهِمْ﴿فی المدائن﴾قِیلَ کانَ لَهٗ اَلفُ مَدِینَۃٍ واِثْنَا عَشَرَۃَ الفِ قَرِیَۃٍ﴿حشرین (۵۳)﴾جَامِعِینَ الْجَیشَ قَائِلًا﴿ان هولاء لشرذمة﴾طَائِفَۃٌ﴿قلیلون (۵۴)﴾قِیلَ کَانُوا سِتَّمِائَۃَ الفٍ وَسَبْعِینَ اَلفًا وَمُقَدَّمَۃُ جَیشِہٖ سَبعَمِائَۃِ الفٍ فَقَلَّلَهُمْ بِالنَّظْرِ اِلی کَثْرَۃِ جَیشِہٖ﴿وانهم لنا لغائظون (۵۵)﴾فَاعِلُونَ مَا یُغِیظُنَا﴿ وانا لجمیع حذرون (۵۶)﴾مُتَیَقِّظُونَ وفِی قِراءَۃٍ حَاذِرُونَ مُسْتَعِدُّونَ قَالَ تعالی﴿ فاخرجنهم ﴾اَی فِرعَونَ وَجُنُودَہٗ مِن مِصرَ لِیَلحقوا موسیٰ وَ قَومَهٗ﴿من جنت﴾بَسَاتِینِ کَانَتْ جَانِبَیِ النِّیْلِ ﴿ وعیون(۵۷)﴾اَنْهَا جَارِیَۃٍ فی الدُّورِ مِنَ النِّیلِ﴿ وکنوز﴾اَمْوالٍ ظَاهِرَۃٍ مِنَ الذَّهَبِ والفِضَّۃِ وَسُمِّیتْ کُنوزًا لِاَنَّهٗ لَمْ یُعْطَ حَقُّ اللهِ تَعالیٰ مِنْهَا﴿ ومقام کریم (۵۸)﴾مَجْلِسٍ حَسَنٍ لِلاُمَرَاءِ والْوُزَرَاءِ یَحِفُّهٗ اَتبَاعُهُمْ ﴿کذلک ط ﴾اَی اِخراجِنَا کَما وَصَفْنَا﴿ واورثنها بنی اسرائیل (۵۹)﴾بَعدَ اِغْراقِ فِرعونَ وَقَومَهٗ﴿فاتبعوهم ﴾لَحِقُوهُمْ ﴿ مشرقین (۶۰)﴾وَقتَ شُروقِ الشَّمسِ ﴿ فلما تراء الجمعن ﴾اَی رَاٰی کُلٌّ مِنهُمَا الْاٰخرَ﴿ قال اصحب موسی انا لمدرکون (۶۱)﴾یُدرِکُنا جَمعُ فِرعونَ ولا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ﴿ قال﴾موسیٰ﴿کلا ج﴾اَی لَن یُدرِکُونَا﴿ان معی ربی﴾بِنَصرِہٖ ﴿ سیهدین(۶۲)﴾طَرِیقَ النَّجَاۃِ قَالَ تعالیٰ﴿ فاوحینا الی موسی ان اضرب بعصاک البحر ط﴾فَضَرَبَهٗ﴿ فانفلق﴾اِنْشَقَّ اِثْنَی عَشَرَ فِرقًا﴿ فکان کل فرق کالطود العظیم (۶۳)﴾الجَبَلِ الضَّخْمِ بَینَهُما مَسَالِکُ سَلَکُوهَا لَمْ یَبْتَلَّ مِنْهَا سُرجُ الرَّاکِبِ وَلا لِبْدُہٗ﴿ وازلفنا﴾قَرَّبْنَا﴿ ثم ﴾هُنَالِکَ﴿ الاخرین (۶۴)﴾فِرعونَ وَقومَهٗ حَتی سَلَکُوا مَسَالِکَهُم ﴿ وانجینا موسی ومن معه اجمعین (۶۵)﴾بِاِخْرَاجِهِمْ مِنَ البَحرِ علیٰ هَیْئَتِہِ المذْکُورَۃِ﴿ ثم اغرقنا الاخرین (۶۶)﴾ فِرعونَ وَقومَهٗ بِاِطْبَاقِ البَحرِ علیهِمْ لَمَّا تَمَّ دُخُولهم البَحرَ وخُرُوج بَنِی اسْرائِیْلَ مِنهُ﴿ان فی ذلک ﴾اَی اِغْراقِ فِرعَونَ وَقَومِہٖ﴿لایة ط﴾عِبْرَۃً لِمَنْ بَعدَهُمْ﴿ وما کان اکثرهم مومنین (۶۷)﴾بِاللهِ لَمْ یُومِنْ مِنهُم غَیرَ آسِیَۃِ اِمْرائَۃِ فرعَونَ وَحَزقِیلَ مؤمِنُ آلِ فرعونَ وَمریمُ بنت نا موسی الَّتِی دَلَّتْ علی عِظَامِ یوسُفَ علیه السلامُ﴿وان ربک لهو العزیز﴾فَانتَقَمَ مِنَ الکَافِرِینَ بِاِغْراقِهِم ﴿الرحیم (۶۸)﴾بِالْمُؤمِنِینَ فَاَنجَاهُم مِنَ الغَرقِ.

﴿ترجمہ﴾

اور ہم نے موسٰی کو وحی بھیجی (کئی سال ان میں مقیم رہنے کے بعد کہ وہ انہیں اللہ تعالٰی کی آیات کے ذریعے حق کی جانب دعوت دیتے رہے لیکن اس سے ان کی سرکشی ہی میں مزید اضافہ ہوا) کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے نکل (یعنی بنی اسرائیل کو، ایک قرأت میں

أَنْ أَسْرِ نون کے کسرہ اور اَسْرِ کے ہمزہ وصل کے ساتھ أَنِ اسْرِ ہے، اسرِ اصل میں سری یسری سے مشتق ہے جس کا معنی ہے کہ راتوں رات ان کو سمندر کی جانب لے جاؤ) بیشک تمہارا پیچھا ہونا ہے (یعنی فرعون اور اس کا لشکر تمہارا پیچھا کرے گا، پس وہ تمہارے پیچھے سمندر پر آملیں گے تو میں تمہیں نجات دے کر ان کو غرق کر دوں گا) اب فرعون نے بھیجے (جب اس کو ان کے چلے جانے کی خبر ہوئی) شہروں میں (ایک قول کے مطابق اس کے شہروں کی تعداد ایک ہزار اور دیہاتوں کی تعداد بارہ ہزار تھی) جمع کرنے والے (حشرین بمعنی جامعین ہے یعنی یہ کہتے ہوئے لشکر اکٹھا کرنے والے) کہ یہ لوگ ایک تھوڑی جماعت ہیں (شرذمة......۱...... بمعنی طائفة ہے، منقول ہے کہ فرعون کے لشکر کی تعداد چھ لاکھ اور ستر ہزار تھی جبکہ مقدمۃ الجیش صرف سات لاکھ افراد پر مشتمل تھا، اپنے لشکر کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے بنی اسرائیل کی تعداد کو تھوڑا گمان کیا) اور بیشک ہم سب کا دل جلاتے ہیں (یعنی ایسے کام کرتے ہیں جو ہمیں غضب ناک کر دیتے ہیں) اور بیشک ہم سب چوکنے ہیں (یعنی غافل نہیں بلکہ بیدار مغز ہیں، ایک قرأت میں حذرون ......۲...... کی بجائے حاذرون ہے یعنی تیار اور چاک و چوبند ہے، پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) تو ہم نے انہیں باہر نکالا (یعنی فرعون اور اس کے لشکر کو شہر سے، تا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو جا پکڑیں) باغوں (سے، جو کہ دریائے نیل کے دونوں جانب تھے) اور چشموں (سے، یعنی ان نہروں سے جو دریائے نیل سے ان کے گھروں میں جاری تھیں) اور خزانوں (سے، یعنی ان کے ظاہری اموال اور سونا و چاندی سے، اسے کنوز کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان خزانوں سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کیا گیا تھا) اور عمدہ مکانوں سے (یعنی اچھی محفل سے کہ جہاں امراء و وزراء کی محفلیں سجتی تھیں......۳......) ہم نے ایسا ہی کیا (یعنی ہم نے ان کو اسی طرح نکالا جیسا کہ بیان کیا ہے) اور ان کا وارث کر دیا بنی اسرائیل کو (یعنی فرعون اور اس کی قوم کے غرق ہونے کے بعد) تو فرعونیوں نے ان کا تعاقب کیا (یعنی انہیں جا ملے) دن نکلے (طلوع شمس کے وقت) پھر جب آمنا سامنا ہوا دونوں گروہوں کا (یعنی جب ان دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کو دیکھ لیا تو) موسیٰ والوں نے کہا ہم کو انہوں نے آلیا (یعنی ہمیں فرعون کے لشکر نے پکڑ لیا ہے اب ہمارے پاس اس سے بچنے کی کوئی طاقت نہیں) موسیٰ نے فرمایا یوں نہیں (یعنی وہ ہمیں ہرگز نہ پکڑ سکیں گے) بیشک میرا رب (یعنی اس کی مدد) میرے ساتھ ہے، وہ مجھے اب راہ دیتا ہے (یعنی نجات کا راستہ) تو (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار (پس اس نے مارا) تو جبھی دریا پھٹ گیا (بارہ حصوں میں......۴......) تو ہر حصہ ہو گیا جیسے بڑا پہاڑ (الطود العظیم بمعنی الجبل الضخم ہے، یعنی ایک ایسا بڑا پہاڑ کہ جس کے درمیان راستے تھے اور وہ اس میں اس حال میں چلتے رہے کہ نہ تو کسی سوار کی زین تر ہوئی اور نہ ہی نمدہ گیلا ہوا) اور وہاں (ثَم بمعنی ھناک ہے) قریب لائے (ازلفنا بمعنی قربنا ہے) ہم دوسروں کو (فرعون اور اس کی قوم کو، یہاں تک کہ وہ بھی ان راستوں پر چلیں) اور ہم نے بچا لیا موسیٰ اور اس کے سب ساتھ والوں کو (اس دریا سے بحفاظت نکال کر) پھر دوسروں کو ڈبو دیا (یعنی فرعون اور اس کی قوم کو، ان پر دریا کے ملانے کی وجہ سے کہ جب وہ سب دریا میں داخل ہو گئے اور بنی اسرائیل نکل گئے) بیشک اس میں (یعنی فرعون اور اس کی قوم کے غرق ہونے میں) ضرور نشانی ہے......۵...... (بعد والوں کے لئے عبرت ہے) اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے (یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے نہ تھے، سوائے فرعون کی بیوی حضرت بی بی آسیہ، حضرت حزقیل کہ جنہیں آلِ فرعون کا مؤمن بھی کہا جاتا ہے اور مریم بنت ناقوس کے کہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی لحدِ اقدس کا نشان بتایا تھا) اور بیشک تمہارا رب وہی عزت والا (ہے کہ جس نے کافروں کو غرق کر کے ان سے انتقام لیا اور) مہربان ہے (مؤمنین پر کہ انہیں غرق ہونے سے نجات دی)۔

ترکیب

﴿واوحینا الی موسی ان اسر بعبادی انکم متبعونO﴾

و: مستانفہ ،اوحینا الی موسی: فعل بافاعل وظرف لغو،ان: مصدریہ،اسر بعبادی: فعل امر بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،انکم: حرف مشبہ واسم ،متبعون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ لامر اسراء۔

﴿فارسل فرعون فی المدائن حشرینO ان ھؤلاء لشرذمۃ قلیلونO﴾

ف: عاطفہ ،ارسل: فعل، فرعون: ذوالحال،ان ھؤلاء: حرف مشبہ واسم ،لام: تاکیدیہ ،شرذمۃ: موصوف،قلیلون: صفت ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ قول محذوف "قائلا" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر حال،ملکر فاعل،فی المدائن: ظرف مستقر حال مقدم،حشرین: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانھم لنا لغائظونO وانا لجمیع حذرونO﴾

و: عاطفہ،انھم: حرف مشبہ واسم ،لنا: ظرف لغو مقدم،لام: تاکیدیہ،غائظون: اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،انا: حرف مشبہ واسم،لام: تاکیدیہ،جمیع: خبر اول،حذرون: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاخرجنھم من جنت وعیونO وکنوز ومقام کریمO کذلک واورثنھا بنی اسراء یلO﴾

ف: مستانفہ ،اخرجنھم: فعل بافاعل ومفعول،من: جار،جنت: معطوف علیہ،و: عاطفہ ،عیون: معطوف اول،و: عاطفہ، کنوز: معطوف ثانی،و: عاطفہ ،مقام کریم: معطوف ثالث،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،کذلک: ظرف مستقر،مبتدا محذوف "الامر" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ ،اورثنھا: فعل بفاعل ومفعول،بنی اسراء یل: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاتبعوھم مشرقینO فلما تراء الجمعن قال اصحب موسی انا لمدرکونO﴾

ف: عاطفہ ،اتبعوا: فعل ماضی وفاعل،ھم: ضمیر ذوالحال،مشرقین: حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،ف: عاطفہ ،لما: ظرفیہ شرطیہ،تراء الجمعن: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،قال اصحب موسی: قول،انا: حرف مشبہ واسم ،لمدرکون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال کلا ان معی ربی سیھدینO﴾

قال: قول، کلا: حرف ردع وزجر،ان: حرف مشبہ ،معی: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم،ربی: اسم،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،سیھدین: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فاوحینا الی موسی ان اضرب بعصاک البحر فانفلق﴾

ف: عاطفہ،اوحینا الی موسی: فعل بافاعل وظرف لغو،ان: مصدریہ،اضرب بعصاک البحر: فعل امر بافاعل وظرف لغوومفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،ف: فصیحیہ ،انفلق: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا ضرب البحر" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فکان فکان کل فرق کالطود العظیمO وازلفنا ثم الاخرینO﴾

ف: عاطفہ، کان: فعل ناقص بمعنی صار، کل فرق: اسم، کالطود العظیم: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ ،ازلفنا: فعل بافاعل،ثم: ظرف الاخرین: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانجینا موسی ومن معه اجمعین ٥ ثم اغرقنا الاخرین٥﴾

و: عاطفہ، انجینا: فعل بافاعل، موسی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من معه: موصول صلہ ملکر مؤکد، اجمعین: تاکید ملکر معطوف، ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، اغرقنا الاخرین: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لاية وما كان اكثرهم مومنين٥﴾

ان: حرف مشبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: ابتدائیہ، اية: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، کان اکثرھم: فعل ناقص واسم، مومنین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان ربک لهو العزيز الرحيم٥﴾

و: عاطفہ، ان ربک: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ھو العزیز الرحیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شرذمة کی تحقیق:

۱...... صبح کو جب فرعون اٹھا اور اس کو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل راتوں رات مصر سے نکل رہے ہیں تو اس نے ان کے تعاقب کا ارادہ کیا اور اس نے مختلف شہروں میں اپنے ہرکارے بھیجے کہ بنی اسرائیل ہاتھ سے جارہے ہیں لہذا ان کو پکڑنے کی فوراً کوشش کی جائے ،مفسرین نے لکھا کہ بنی اسرائیل کی کل تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی اور فرعون کا لشکر دگنا تگنا یا اس سے بھی زائد تھا، کیونکہ فرعون نے بنی اسرائیل کے متعلق کہا یہ شرذمة قليلة ہے، یعنی بہت کم تعداد کی جماعت ہے اس نے کہا کہ بھاگنا ہمارے لئے سخت غیظ وغضب کا باعث ہے اس لئے ان کی سازش کو ناکام بنانے کے لئے ہمیں بہت محتاط اور مستعد ہونے کی ضرورت ہے۔ (تبیان القرآن، ج۸، ص ۳۲۱)

حذرون کے معانی:

۲...... حذرون بمعنی مستعدون یعنی چاک وچوبند رہنا، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ حذرون کے معنی "دشمن کے شر وفساد سے خوف محسوس کرنا" ۔(لسان العرب، الحرف الحاء، ج۳، ص ۹۲)۔ بہر حال فرعونیوں نے خود کو چاک وچوبند جان کر پیچھا کیا اور منہ کی کھائی۔

فرعون کے محلات وباغات وجاہ حشمت:

۳...... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فرعون کے محلات دریائے نیل کے اطراف میں پھیلے ہوئے تھے اور دریائے نیل سے سات قسم کی ندیاں نکلتی تھیں جن کے نام یہ ہیں: خلیج اسکندریہ، خلیج سخا، خلیج دمیاط، خلیج سردوس، خلیج منف، خلیج الفیوم، خلیج المنھی ۔اور تمام ندیوں کے اطراف میں کھیتیاں بھی تھیں اور مصر کی سرزمین کے سولہ گز اطراف میں بلند عمارتیں، پل اور عمدہ ندیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا، اسی مناسبت سے دریائے نیل کو نیل سلطان کہا جاتا ہے کہ سولہ گز کے اطراف میں پھیلے ہوئے احاطے پر محیط ہے اور ابن ابی رداد کے قول کے مطابق آج بھی ایسا ہی ہے۔ نیل سلطان کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ دریا لوگوں کی جانب نکلتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل نے دریائے نیل کو تمام دریاؤں کا سردار بنایا ہے اور اس کے لئے مشرق ومغرب کے دریا مسخر کر دیئے ہیں، اور تمام دریا کو اس کا تابع کر دیا ہے اور جب اللہ عزوجل دریائے نیل کو جاری کرنا چاہتا ہے تو باقی تمام دریاؤں کو رک جانے کا حکم دے دیتا ہے، پس باقی دریا اپنے پانی کو روک لیتے ہیں اور اللہ عزوجل دریائے نیل کے لئے

چشمے جاری کردیتا ہے اور جب اللہ عزوجل اپنے حکم کی انتہاء کا ارادہ فرماتا ہے تو پانی کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے عناصر کی جانب لوٹ جائیں۔

(القرطبی ،الجزء ۱۹، ص ۹۷)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سمندر پر اپنا عصا مارنا:

ہے..... عمرو بن میمون الاودی سے مروی ہے کہ" جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بنی سرائیل کولیکر روانہ ہوئے تو فرعون کو یہ اطلاع دی گئی، اس نے کہا:" جب تک صبح کا مرغ اذان نہ دے لے اس وقت تک انکا تعاقب نہ کرو۔" راوی فرماتے ہیں کہ" خدا کی قدرت ایسی کہ اس رات مرغ نے اذان ہی نہ دی یہاں تک کہ صبح ہوگئی، صبح فرعون نے ایک بکری منگوا کر ذبح کی اور کہا کہ میرے کلیجی کھانے سے فارغ ہونے سے پہلے چھ لاکھ قبطیوں کا لشکر تیار ہو جانا چاہئے، چنانچہ اسکے فارغ ہونے سے پہلے لشکر تیار ہوگیا، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بحکم الٰہی جب ساحلِ سمندر پر پہنچے تو آپ کے ایک ساتھی جس کا نام یوشع بن نون تھا نے پوچھا:" اب آپ کے رب کا امر کدھر کو ہے؟" آپ نے فرمایا:" تمہارے سامنے ہے۔" اور سمندر کی طرف اشارہ فرمادیا، یہ سن کر یوشع نے اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا اور گہرے پانی تک جا پہنچے اور جب غوطہ کھانے لگے تو واپس لوٹ آئے اور پھر پوچھا:" آپ کے رب کا حکم کس طرف ہے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! نہ آپ نے جھوٹ بولا اور نہ آپ سے جھوٹ بولا گیا۔" اسی جملے کی تین مرتبہ تکرار کی، پھر اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنا عصا سمندر پر ماریں، انہوں نے اپنا عصا سمندر پر مارا تو سمندر پھٹ گیا اور پانی کا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند ہوگیا اور درمیان میں راستہ نمودار ہوگیا، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیروکار بخیریت دوسرے کنارے پر پہنچ گئے، فرعون نے بھی ان کا پیچھا کیا، جب وہ سب اس سمندری راستے میں اتر چکے تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو پہلی حالت پر کردیا اور سارا لشکر چشم زدن میں ڈوب گیا۔ (ابن کثیر، ج۱، ص ۱۱۷)

یہ واقعہ بحرِ قلزم کا ہے جس کے دونوں کناروں کے مابین چار فرسخ کا فاصلہ تھا، جو کہ ایک قول کے مطابق بحرِ فارس کے کنارے پر یا بحر ماورائے مصر پر واقع ہے، اسکو اساف بھی کہتے ہیں۔ (الخازن، ج۱، ص ۴۵)

فرعون رہتی دنیا تک کے لئے عبرت کا نشان بن گیا:

اللہ عزوجل کے فرمان ﴿آلْـئٰـنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ (یونس:۹۱)﴾ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل امین فرعون کے پاس ایک استفتاء لائے جس کا مضمون یہ تھا کہ اس بادشاہ کا کیا حکم ہے ایسے غلام کے بارے میں جس نے اپنے آقا کی دولت ونعمت میں پرورش پائی پھر اس کی ناشکری کی اور اس کے حق کے نہ صرف منکر ہوا بلکہ خود آقا ہونے مدعی بن گیا اس پر فرعون نے یہ جواب دیا کہ جو نمک حرام غلام اپنے آقا کی نعمتوں کا انکار کرے اور اس کے مقابلے پر آئے، اس کی سزا یہ ہے کہ اُسے دریا میں ڈبو دیا جائے۔ چنانچہ فرعون جب خود دریائے نیل میں ڈوبنے لگا تو حضرت جبرائیل امین نے اُس کا وہی فتویٰ اس کے سامنے کردیا اور اس نے اس کو پہچان لیا۔

(خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۱۹۴)

۱۸۹۸ء میں فرعون کا ممی (مرنفتاح) شدہ جسم دریائے نیل کے قریب تسیہ کے مقام پر شاہوں کی وادی سے اوریت نے دریافت کیا تھا، جہاں سے اس کو قاہرہ منتقل کردیا گیا، ایلیٹ اسمیتھ نے ۸ جولائی ۱۹۰۷ء کو اس کے جسم سے غلافوں کو اتارا، تو اس کی لاش پر نمک کی ایک تہہ جمی ہوئی نظر آئی جو کہ کھاری پانی میں اس کی غرقابی کی ایک کھلی ہوئی دلیل تھی۔ (ہماری یہ معلومات انٹرنیٹ سے حاصل کی گئی ہے)۔

اغراض:

بآیات اللہ : یعنی نو نشانیاں، چنانچہ ابتداء عصا اور ید بیضاء سے ہوئی، قوم ایمان نہ لائی تو دو سال ان پر تنگی کے آئے، پھر طوفان، ٹڈی،

جُوں، مینڈک، خون، مالوں کا ہلاک کرنا، اور قوم فرعون نے اس سے بھی عبرت نہ حاصل کی۔ اِی مسر بھم لیلا: یہ جملہ دونوں قرائتوں کی بنا ہے۔ الی البحر: یعنی دریائے قلزم، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کے آخری حصے میں بنی اسرائیل کے ساتھ نکلے، اور آپ علیہ السلام نے بائیں جانب شام کی طرف کا راستہ ترک فرمایا اور دریائے قلزم کی جانب کی راہ لی، بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اس بارے میں دریافت کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا: "مجھے میرے رب نے یہ حکم دیا ہے"، پس صبح کو فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل کے ساتھ سفر کا علم ہوا تو وہ ان کے پیچھے ہوا اور انہیں پانے کے لئے مدائن مصر تک پہنچ گیا۔

فاعلون ما یغیظنا: یعنی انہوں نے ہمارے دین کی مخالفت کی، ہمارے مال ہلاک کئے، ہمارے اونٹ ہلاک (ذبح) کئے، اللہ عزوجل نے فرشتوں کو حکم ارشاد فرمایا کہ قوم قبط کے اونٹ ہلاک کردو، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کو جمع کریں، ہر ہر گھر میں چار افراد ہوں، پھر بھیڑوں کے بچوں کو ذبح کرو، پھر ان کے خون سے اپنے گھروں کے دروازوں کو آلودہ کردو تا کہ بنی اسرائیل اور قوم قبط کے گھروں میں تمیز ہوجائے، پس فرشتوں نے قبطیوں کے گھروں میں داخل ہوکر انکے اونٹوں کو قتل کیا اور صبح تک یہ سلسلہ جاری رہا چنانچہ فرعون اور اسکی قوم کا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم سے تاخیر کا یہی سبب تھا۔

کانت علی جانبی النیل: یعنی اطراف نیل کے باقی ماندہ علاقے کو سیراب کرنا، حضرت کعب الاحبار سے مروی ہے: جنت میں چار نہریں ہیں، اور اللہ عزوجل نے دنیا میں بھی نہروں سے زمینوں اور وادیوں کو سیراب فرمایا۔ زمین اور وادی کو سیراب کرنے والی نہریں نیل اور فرات ہیں۔ پس جنت میں پانی کی نہر کو سیحان کہتے ہیں اور دودھ کی نہر کو جیحان کہتے ہیں۔ اور جنت میں شہد کی نہر گویا کہ نیل ہے اور شراب کی نہر گویا کہ فرات ہے۔

اموال ظاھرۃ: یہ دو اقوال میں سے ایک ہے، کنز سے مراد وہ خزانہ ہے جو زمین میں ہوتا ہے اور اسے خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا، اس لئے کہ جو زمین کے اوپر موجود ہو وہ ہلاک ہو جایا کرتا ہے اسی لئے اس مقام پر زمین کے اوپر موجود خزانے کو "کنزا ظاھرا" کہا گیا۔

مجلس حسن للامراء والوزراء: کہا جاتا ہے کہ فرعون جب اپنے تخت پر بیٹھتا تھا تو اس کے اردگرد تین سو سونے کی کرسیاں رکھی ہوئی ہوتی تھیں جس پر اس کے شرفاء و اُمراء بیٹھتے تھے، اور وہ شرفاء و اُمراء سونے کے کام سے مزین قُبے پہنے ہوتے تھے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ "مقام کریم" سے مراد منبر ہیں، کہا جاتا ہے کہ ہزار جابروں کے لئے ہزار منبر ہوا کرتے تھے، جس پر فرعون اور اس کے سردار بیٹھا کرتے تھے۔

وقت شروق الشمس: مراد ملاقات کا دن ہے، مراد وہ دن نہیں کہ انہوں نے بنی اسرائیل کو پیچھا کرتے ہوئے پالیا، کیونکہ وہ بنی اسرائیل کے نکل جانے کے بعد نکلے تھے، انہوں نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور مُردوں کو دفن کیا۔

ای لن یدرکونا: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ "کلا" نفی کے لئے ہے، معنی یہ ہے کہ انہیں ہم پر کوئی رسم و راہ نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ عزوجل نے ہم سے ان کے حوالے سے خلاصی کا وعدہ فرمایا ہے۔ النی عشر فرقا: بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے مراد ہیں۔ بینھا مسالک: اور ان بارہ قبیلوں میں بارہ مسالک (مسلک کی جمع مسالک ہے) تھے۔ ومریم بنت ناموسی: ایک بُڑھیا جس کی عمر سات سو سال تھی۔

التی دلت علی عظام یوسف علیہ السلام: یعنی وہ بوڑھی عورت سبب بنی، اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ارشاد فرمایا کہ جب وہ مصر سے روانہ ہوں تو حضرت یوسف علیہ السلام کے لاشے مبارک کو شام کی طرف لے جائیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان (حضرت یوسف علیہ السلام) کی قبر کے متعلق سوال کیا کیونکہ وہ اس وقت تک ان کی قبر کے بارے میں نہیں جانتے تھے، پس اس بوڑھی عورت نے جنت

کی ضمانت لینے کے بعد انہیں اس بارے میں آگاہ کیا، حضرت یوسف علیہ السلام دریائے نیل کے ارد گرد کہیں دفن فرما تھے، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبر مبارک کھود کر حضرت یوسف علیہ السلام کے لاشے مبارک کو لیا اور شام کی جانب روانہ ہوئے۔(الصاوی، ج ٤، ص ۲۳۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿واتل علیهم﴾ای کُفَّارُ مکۃَ ﴿نبا﴾خَبَرَ﴿ابراھیم(۶۹)﴾وَیُبْدَلُ مِنہُ﴿اذ قال لابیه وقومه ما تعبدون(۷۰)قالوا نعبد اصناما﴾صَرَّحُوا بِالفِعلِ لِیَعْطِفُوا علیہِ ﴿فنظل لها عٰکفین(۷۱)﴾ای نُقِیمُ نَهَارا علی عِبادَتِهَا زَادُوہُ فِی الجَوابِ اِفْتِخَارا بِہٖ﴿قال هل یسمعونکم اذ﴾حِینَ﴿تدعون(۷۲) او ینفعونکم﴾اِنْ عَبَدْتُمُوهُم﴿او یضرون(۷۳)﴾کَم اِن لَم تَعبُدُوهُمْ﴿قالوا بل وجدنا اباءنا کذلک یفعلون(۷۴)﴾ای مِثْلَ فِعلِنا﴿قال افرء یتم ما کنتم تعبدون(۷۵) انتم واباؤکم الاقدمون(۷۶)صلے ز فانهم عدو لی﴾لا اَعْبُدُهم﴿الا﴾لکنْ﴿رب العٰلمین(۷۷)﴾فَاِنِّی اَعْبُدُہٗ﴿الذی خلقنی فهو یهدین(۷۸)﴾اِلی الدِّینِ﴿والذی هو یطعمنی ویسقین(۷۹) واذا مرضت فهو یشفین(۸۰)والذی یمیتنی ثم یحیین(۸۱)والذی اطمع﴾اَرجُوا﴿ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین(۸۲)﴾اَیِ الجَزاءِ﴿رب هب لی حکما﴾عِلْمًا﴿والحقنی بالصٰلحین(۸۳)﴾اَیِ النَّبِیِّینَ﴿واجعل لی لسان صدق﴾ثَنَاءً حَسَنًا﴿فی الاٰخرین(۸۴)﴾الذِینَ یَاْتُونَ بَعدِیْ اِلی یومِ القِیمۃِ﴿واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم(۸۵) لا﴾ای مِمَّنْ یُعطَاهَا﴿واغفر لابی انه کان من الضآلین(۸۶)لا﴾بِاَن تَتُوبَ علیہِ فَغَفَرلَہٗ وَھٰذا قَبلَ اَنْ یَّتَبَیَّنَ لَہٗ اَنَّہٗ عَدُوُّاللہِ کَما ذُکِرَ فی سُورۃِ بَرائَۃٍ﴿ولا تخزنی﴾تُفْضَحنِی﴿یوم یبعثون(۸۷)﴾ای النَّاسُ قَال تعالی فِیہِ﴿یوم لا ینفع مال ولا بنون(۸۸)﴾اَحَدًا﴿الا﴾لکنْ﴿من اتی اللہ بقلب سلیم(۸۹)﴾مِنَ الشِّرکِ والنِّفاقِ وَھُوَ قَلبُ المُومنِ فَاِنَّہٗ یَنفَعُہٗ ذٰلِکَ﴿وازلفت الجنۃ﴾قُرِّبَتْ﴿للمتقین(۹۰)﴾فَیَرَونَہَا﴿وبرزت الجحیم﴾اُظْهِرَتْ﴿للغوین(۹۱)﴾الکَافِرِینَ﴿وقیل لهم اینما کنتم تعبدون(۹۲)من دون اللہ﴾ای غَیرِہٖ مِنَ الاَصْنَامِ﴿هل ینصرونکم﴾بِدَفعِ العَذابِ عَنکُم﴿او ینتصرون(۹۳)﴾بِدَفْعِہٖ عَنْ اَنْفُسِہِم لَا﴿فکبکبوا﴾اُلْقُوا﴿فیها هم والغاؤن(۹۴) وجنود ابلیس﴾اَتْبَاعُہٗ وَمَنْ اَطَاعَہٗ مِن الجِنِّ والاِنْسِ﴿اجمعون(۹۵)قالوا﴾ای الغَاوُنَ﴿وهم فیها یختصمون(۹۶)﴾مَعَ مَعْبُودِیْہِم﴿تاللہ ان﴾مُخَفَّفَۃٌ مِنَ الثَّقِیْلَۃِ وَاِسمُهَا مَحذُوفٌ ای اِنَّہٗ﴿کنا لفی ضلٰل مبین(۹۷)﴾بَیِّنٍ﴿اذ﴾حیثُ﴿نسویکم برب العٰلمین(۹۸)﴾فِی العِبَادَۃِ﴿وما اضلنا﴾عَنِ الهُدٰی﴿الا المجرمون(۹۹)﴾اَیِ الشَّیَاطِینُ اَو اَوَّلُونَ الذِینَ اِقْتَدَیْنَا بِہِمْ﴿فما لنا من شافعین(۱۰۰)﴾کَما لِلْمومِنِینَ مِنَ المَلائِکۃِ والنَّبِیِّینَ وَالمُومِنِینَ﴿ولا صدیق حمیم(۱۰۱)﴾ای یَهُمُّہٗ اَمرنا﴿فلو ان لنا کرۃ﴾رَجْعَۃً الی الدُّنیا﴿فنکون من المومنین(۱۰۲)﴾لَوْهٰنَا لِلتَّمنِی وَنَکُون جَوابُہٗ﴿ان فی ذٰلک﴾المَذْکُورِ مِنْ قِصَّۃِ اِبْرَاهِیمَ وَقَوْمِہٖ﴿لاٰیۃ ط وما کان اکثرهم مومنین(۱۰۳)وان ربک لهو العزیز الرحیم(۱۰۴)﴾۔

﴿ترجمہ﴾

اوران پر پڑھو(یعنی کفار مکہ پر) خبر ابراہیم......۱......کی (اذ قال لابیہ بدل ہے ابراھیم سے) جب اس نے اپنے باپ ......۲......اور اپنی قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو؟ بولے ہم بتوں کو پوجتے ہیں (یعنی انہوں نے اپنے اس فعل کو صراحتا اس لئے بیان کیا تا کہ وہ مابعد قول یعنی فنظل لھا عاکفین کا اس پر عطف کرسکیں) پھران کے سامنے آسن مارے رہتے ہیں (یعنی سارا دن ان کی عبادت پر قائم رہتے ہیں، انہوں نے یہ قول جواب میں زیادتی کرتے ہوئے بطور فخر کہا تھا) فرمایا کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم پکارو (اذ ظرفیہ بمعنی حین ہے) یا تمہارا کرتے ہیں کچھ بھلا (اگر تم ان کی عبادت کرو اور) برا (اگر تم ان کی عبادت نہ کرو) بولے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا (جس طرح ہم کرتے ہیں) فرمایا تو کیا تم دیکھتے ہو یہ جنہیں پوج رہے ہو، تم اور تمہارے اگلے باپ دادا، بیشک وہ سب میرے دشمن ہیں (میں ان کی عبادت نہیں کروں گا......۳......) مگر پروردگار عالم (کی، یعنی میں تو صرف اسی کی عبادت کروں گا کہ) وہ جس نے مجھے پیدا کیا تو وہ مجھے راہ دے گا (دین حق کی جانب جانے والی) اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے، اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے، اور وہ مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا......۴......، اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے (اطمع بمعنی ارجو ہے) کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا......۵......(یعنی حساب وجزاء کے دن) اے میرے رب! مجھے حکم (یعنی علم) عطا کر اور مجھے ان سے ملادے جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں (یعنی انبیاء کرام علیہم السلام) اور میری سچی ناموری رکھ (یعنی اچھی تعریف) پچھلوں میں (جو کہ میرے بعد قیامت تک آئیں گے) اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں (یعنی ان لوگوں میں سے جوان باغات کے مستحق ہیں) اور میرے باپ کو بخش دے بیشک وہ گمراہ (ہے اس طرح کہ تو اسے توبہ کی توفیق عطا فرمادے، یہ دعا اس وقت تھی جب اس کی اللہ تعالیٰ سے دشمنی ظاہر نہ ہوئی تھی جیسا کہ سورہ توبہ میں ذکر ہو چکا ہے) اور مجھے رسوا (یعنی شرمسار) نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے (یعنی تمام لوگ، جس دن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ) جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے (کسی ایک کے بھی) مگر (الا بمعنی لکن ہے) وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر......۶...... (شرک ونفاق سے پاک اور اس سے مراد مؤمن کا دل ہے کہ اس دن وہ صرف اسے ہی نفع دے گا) اور قریب لائی جائے گی (اُزلِفت بمعنی قُرِّبت ہے) جنت پرہیزگاروں کے لیے (پس وہ اس کو دیکھیں گے) اور ظاہر کی جائے گی (بُرِّزت بمعنی اُظھِرت ہے) دوزخ گمراہوں (یعنی کفار) کے لئے، اور ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جن کو تم پوجتے تھے؟ اللہ کے سوا (یعنی بُت) کیا وہ تمہاری مدد کریں گے؟ (کہ تم سے عذاب دور کردیں) یا بدلہ لیں گے؟ (کہ اپنا بچاؤ ہی کرلیں، وہ ہرگز ایسا نہ کرسکیں گے) تو اوندھا دیے گئے (کُبکِبُوا بمعنی اُلقُوا ہے یعنی ڈال دیئے گئے) جہنم میں وہ اور سب گمراہ، اور ابلیس کے لشکر (یعنی اس کے پیروکار اور جن وانس میں سے ہر وہ کہ جس نے اس کی پیروی واتباع کی ہوگی......۷......) سارے۔ کہیں گے (گمراہ وسرکش لوگ) اور وہ اس میں باہم جھگڑتے ہوں گے (اپنے معبودوں کے ساتھ) خدا کی قسم! بیشک (انْ مخففہ من الثقیلہ ہے اور اس کا اسم محذوف ہے یعنی انّہٗ تھا) ہم کھلی گمراہی میں تھے (مُبِین بمعنی بیّن ہے) جبکہ (یعنی اس طرح کہ) انہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے (عبادت میں) اور ہمیں نہ بہکایا (ہدایت سے) مگر مجرموں نے (یعنی شیاطین نے یا پھر ہمارے پہلے پیشواؤں نے کہ جن کی ہم نے اقتداء کی) تو اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں (جس طرح کہ ایمان والوں کے سفارشی ہیں یعنی فرشتے، نبی اور مؤمنین) اور نہ کوئی غم خوار دوست (کہ جس کو ہماری حالت غمزدہ ہی کردے) تو کسی طرح ہمیں پھر جانا ہوتا (یعنی دنیا کی طرف لوٹنا ہوتا) کہ ہم مسلمان ہوجاتے......۸......(لو یہاں تمنی کے لئے ہے اور نکون اس کا جواب ہے) بیشک اس میں (حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کے قصہ میں) ضرور نشانی ہے، اور ان

میں بہت ایمان والے نہ تھے، اور بیشک تمہارا رب وہی عزت والا مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿واتل علیهم نبا ابرهیم اذ قال لابیه وقومه ما تعبدون٥﴾

و: عاطفہ، اتل علیهم: فعل امر با فاعل وظرف لغو، نبا ابرهیم: مبدل منہ، اذ: مضاف، قال لابیه وقومه: قول، ما: استفہامیہ مفعول مقدم، تعبدون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا نعبد اصناما فنظل لها عکفین٥﴾

قالوا: قول، نعبد: فعل با فاعل، اصناما: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، نظل: فعل ناقص با اسم، لها عکفین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال هل یسمعونکم اذ تدعون٥ او ینفعونکم او یضرون٥﴾

قال: قول، هل: حرف استفہام، یسمعونکم: فعل با فاعل ومفعول، اذ: مضاف، تدعون: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، ینفعونکم: جملہ فعلیہ معطوف، او: عاطفہ، یضرون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا بل وجدنا اباء نا کذلک یفعلون٥﴾

قالوا: قول، بل: عاطفہ، وجدنا: فعل با فاعل، اباء نا: مفعول اول، کذلک: ظرف مستقر "فعلا" مصدر محذوف کیلئے مفعول مطلق مقدم، یفعلون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال افرء یتم ما کنتم تعبدون٥ انتم واباؤکم الاقدمون٥﴾

قال: قول، همزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، رأ یتم: بمعنی اخبرونی، فعل با فاعل ومفعول، ما: موصولہ، کنتم: فعل ناقص با اسم، تعبدون: فعل وواؤ ضمیر مؤکد، انتم: تاکید ملکر معطوف علیہ، و اباؤکم الاقدمون: مرکب توصیفی معطوف، ملکر فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فانهم عدولی الارب العلمین٥﴾

ف: عاطفہ تعلیلیہ، انهم: حرف مشبہ "هم" مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، رب العلمین: مستثنی، ملکر اسم، عدولی: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذی خلقنی فهو یهدین٥﴾

الذی: موصول، خلقنی: جملہ فعلیہ صلہ ملکر مبتدا محذوف "هذا" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: مستانفہ، هو: مبتدا، یهدین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿والذی هو یطعمنی ویسقین ٥ واذا مرضت فهو یشفین٥﴾

و: عاطفہ، الذی: موصول، هو: مبتدا، یطعمنی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یسقین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ، ملکر ماقبل "الذی خلقنی" پر معطوف ہے، و: عاطفہ: اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، مرضت: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، هو: مبتدا، یشفین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والذی یمیتنی ثم یحیین٥﴾

و: عاطفہ، الذی: موصول، یمیتنی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یحیین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر ماقبل "الذی

خلقنی" پر معطوف ہے۔

﴿والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدینO﴾

و: عاطفہ، الذی: موصول، اطمع: فعل با فاعل، ان: مصدریہ، یغفرلی خطیئتی: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول، یوم الدین: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر ماقبل "الذی خلقنی" پر معطوف ہے۔

﴿رب هب لی حکما والحقنی بالصلحینO﴾

رب: نداء، هب: فعل امر با فاعل، لی: ظرف لغو، حکما: مفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، الحقنی بالصلحین: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واجعل لی لسان صدق فی الاخرینO واجعلنی من ورثة جنة النعیمO﴾

و: عاطفہ، اجعل: فعل امر با فاعل، لی: ظرف مستقر مفعول ثانی، لسان صدق: ذوالحال، فی الاخرین: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول اول ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اجعلنی: فعل امر با فاعل ومفعول، من ورثة جنة النعیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واغفر لابی انه کان من الضالینO﴾

و: عاطفہ، اغفر لابی: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، انه: حرف مشبہ واسم، کان من الضالین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولاتخزنی یوم یبعثونO یوم لا ینفع مال ولابنونO الا من اتی الله بقلب سلیمO﴾.

و: عاطفہ، لا تخزنی: فعل نہی با فاعل ومفعول، یوم یبعثون: مبدل منہ، و یوم: مضاف، لاینفع: فعل نفی، مال: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، بنون: معطوف ملکر مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، من: موصولہ، اتی الله بقلب سلیم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مستثنیٰ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر ظرف، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وازلفت الجنة للمتقینO وبرزت الجحیم للغوینO﴾.

و: عاطفہ، ازلفت الجنة للمتقین: فعل مجہول ونائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، برزت الجحیم: فعل مجہول ونائب الفاعل، للغوین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ماقبل "یوم لاینفع" میں پر معطوف ہے۔

﴿وقیل لهم اینما کنتم تعبدونO من دون الله هل ینصرونکم اوینتصرونO﴾.

و: عاطفہ، قیل لهم: قول، این: اسم استفہامیہ ظرفیہ متعلق بحذوف خبر مقدم، ما: موصولہ، کنتم تعبدون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، من دون الله: ظرف مستقر حال اول، هل: حرف استفہام، ینصرونکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، ینتصرون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال ثانی، ملکر مبتدا موخر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فکبکبوا فیها هم والغاونO وجنود ابلیس اجمعونO﴾.

ف: عاطفہ، کبکبوا: فعل مجہول واؤ ضمیر معطوف علیہ، هم: ضمیر فصل، و: عاطفہ، الغاون: معطوف اول، و: عاطفہ، جنود ابلیس: معطوف ثانی، ملکر مؤکد، اجمعون: تاکید، ملکر نائب الفاعل، فیها: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا وهم فیها یختصمونO تالله ان کنا لفی ضلل مبینO اذ نسویکم برب العلمینO﴾

قالوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، هم: مبتدا، فیها یختصمون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، تالله: جار مجرور، ظرف مستقر، فعل محذوف "نقسم" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم، ان: مخففہ "ہ" ضمیر شان محذوف

اسم، کنا: فعل ناقص با اسم، لام: تاکیدیہ، فی: جار، ضلل: موصوف، مبین: صفت مشبہ بافاعل، اذ: مضاف، نسویکم: فعل بافاعل ومفعول، برب العلمین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت، ملکر مجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر، جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما اضلنا الا المجرمون ○ فمالنا من شافعین ○ ولاصدیق حمیم○﴾

و: عاطفہ، ما اضلنا: فعل نفی ومفعول، الا: اداۃ حصر، المجرمون: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحیہ، ما: نافیہ، لنا: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، شافعین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، صدیق حمیم: مرکب توصیفی معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلوان لنا کرۃ فنکون من المومنین○﴾

ف: مستانفہ، لو: للتمنی، ان: حرف مشبہ، لنا: ظرف مستقر مقدم، کرۃ: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ہوکر فعل محذوف "نتمنی" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: سببیہ، نکون: فعل ناقص با اسم، من المومنین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایۃ وماکان اکثرھم مومنین ○ ربک لھو العزیز الرحیم○﴾

ان آیت مبارکہ کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۶۷، ۶۸، رکوع نمبر: ۸ کے آخر میں گزر چکی ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی سوانح:

۱۔۔۔۔۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نسب یہ ہے: ابراہیم بن تارخ بن ماحور بن ساروخ بن راعو ابن فالغ ابن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح ہے اور یہ نسب اہل کتاب کی کتب میں منصوص ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی تارخ کی عمر ۷۵ سال ہوئی تو ابراہیم علیہ السلام اور ناحور اور ہاران کی ولادت ہوئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بھائیوں میں مجھلے تھے، "ہاران" والد تارخ کی زندگی میں ہی سرزمین بابل میں انتقال کرگیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ سے اور ناحور نے اپنے بھائی ہاران کی بیٹی مَلِکَہ سے نکاح کیا۔ کہا جاتا ہے کہ بی بی سارہ میں اولاد پیدا کرنے کی صفت نہ تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈال دیا گیا تو آپ نے ﴿حسبنا اللہ ونعم الوکیل اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز (آل عمران: ۱۷۳)﴾ تلاوت فرمائی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا گیا تو فرمایا: "اے اللہ جس طرح تو اپنی شان کے لائق آسمانوں میں ایک ہی رب ہے اسی طرح میں زمین پر تیرا ایک ہی عبادت کرنے والا ہوں"۔ بعض سلف نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین تشریف لائے اور مدد پہنچانے کے لئے عرض گزار ہوئے تو منع فرمادیا کہ مجھے تیری کوئی حاجت نہیں ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ بارش کے فرشتے کو حکم ہوا کہ ﴿قلنا ینار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم ہم نے فرمایا اے آگ ہوجا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر (الانبیاء: ۶۹)﴾، کعب الاحبار سے روایت ہے کہ اس دن آگ نے کسی کو کچھ نفع نہ دیا اور نہ ہی کچھ جلایا صرف رسیاں جلیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ چھپکلی کو مارو کیونکہ وہ ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو بڑھانے کے لیے پھونک مارتی تھی۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو تمام جانور اُسے بجھانے کی کوشش کرتے رہے سوائے چھپکلی کے کہ وہ اسے بھڑکانے کی سعی کرتی تھی"۔

(قصص الانبیاء، قصۃ ابراھیم خلیل، ص ۹۷ وغیرہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کس عمر میں ہوئی اس بارے میں کئی اقوال ہیں، ۱۷۵ سال، ۱۶۵ سال، ۲۰۰ سال کی عمر میں

وفات پائی سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے مہمان نوازی کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی ہیں، سب سے پہلے مونچھیں ترشوانے والے، سب سے پہلے مختون ہوئے، ایک قول کے مطابق ۱۲۰ سال کی عمر میں مختون ہوئے اور اس کے بعد ۸۰ سال زندہ رہے، سب سے پہلے انہی کے بال سفید ہوئے، عرض گزار ہوئے یا اللہ یہ کیا ہے؟ فرمایا: تیرا وقار، عرض گزار ہوئے اس میں اضافہ فرما، سب سے پہلے موئے زیر ناف لینے والے، سب سے پہلے شلوار پہننے والے، انکی قبر اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کی قبر، حضرت یعقوب علیہ السلام کی قبر، سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے حبرون کے علاقے میں جو کہ موجودہ دور میں شہر خلیل کے نام سے مشہور ہے بنائی گئی۔

(البداية والنهاية، قصة ابراهيم عليه السلام ج ۱، ص ۱۹۴)

متذکرہ آیت میں اَب کا اطلاق کس پر ہوا ہے؟

۲..... اہل عرب اَب کا اطلاق چچا پر بھی کرتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین کریمین موحد تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے لئے دعائے استغفار فرماتے رہے چنانچہ اس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے ﴿ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا(ابراهیم: ۴۱)﴾۔

قاموس میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا۔ امام جلال الدین سیوطی نے مسالک الحنفاء میں لکھا ہے چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں، قرآن مجید میں ہے کہ ﴿نعبد الهک واله ابائک ابراهیم واسمعیل و اسحق الها واحد﴾ اس آیت میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آباء میں ذکر کیا گیا ہے باوجود یہ کہ آپ علیہ السلام عم (چچا) ہیں۔ حدیث شریف میں بھی نبی پاک ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو عم (چچا) فرمایا چنانچہ فرمایا رُدُّوا عَلَيَّ اَبِيْ اور یہاں ابی سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ (خزائن العرفان، حاشیه نمبر ۱۶۰)

ابن ابی حاتم اور حاتم ابوشیخ نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارخ تھا اور آزر بت پرست تھا۔ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۴۴)

مفسرین کا اختلاف ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا یا تارخ، متاخرین مفسرین کی تحقیق یہی ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور آپ کے والدِ ماجد کا نام تارخ تھا اسی بات کو امام اہلسنت فاضل بریلوی نے اپنے فتاوی میں ذکر کیا۔

صنم کو دشمن کہنے کی وجوہات:

۳..... صنم کا اطلاق مفرد پر ہوتا ہے اور اس کی جمع اصنام ہوتی ہے، اس سے مراد وہ معبود ہوتے ہیں جو رب العالمین کے سوا عبادت کئے جاتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد جسم وصورت کے ڈھانچے ہیں اور اگر جسم وصورت کے ڈھانچے نہ مانے جائیں تو "وثن" کہلائیں گے۔ ابن عرفہ کہتے ہیں جو بت جسم وصورت رکھتا ہو اسے صنم کہتے ہیں اور جس کی صورت وجسم نہ ہو وہ وثن کہلاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ وثن اور صنم میں فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ وثن اسے کہتے ہیں جو جسم رکھتا ہو اور اس کا جسم لکڑی، پتھر یا چاندی کا بنا ہوتا ہے اور جس کی قسم کھائی جاتی ہے اور عبادت بھی کی جاتی ہے اور صنم ایسے معبود کو کہتے ہیں جو بغیر کسی شکل وصورت وجسم کے ہوتا ہے۔ (لسان العرب، ج ۷، الحرف الصاد، ص ۴۲۴)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو شیطان فرمایا حالانکہ دشمن ہونا تو کسی جاندار اور صاحب عقل کی صفت ہے جو کسی کا کچھ بگاڑ سکے، کسی کو ضرر ونقصان پہنچا سکے۔ بے جان پتھر کسی کا کیا بگاڑ سکتے ہیں اور کسی کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ عزوجل

نے فرمایا﴿ کلا سیکفرون بعبادتھم ویکونون علیھم ضدا ہرگز نہیں کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ان کی بندگی سے منکر ہونگے اور ان کے مخالف ہونگے (مریم:۸۲)﴾۔اس آیت کی تفسیر میں ''حاشیۃ الشھاب'' میں فرمایا کہ اللہ عزوجل بروز قیامت بتوں کو قوت گویائی عطا کرے گا اور اسی مناسبت سے انہیں عقلاء کی منزلت میں داخل کر کے بیان کیا گیا اگر چہ یہ غیر عقلاء کی صف میں داخل ہیں۔اور یہی بت کل بروز قیامت اپنی عبادت کئے جانے پر عدمِ رضامندی ظاہر کریں گے، اللہ عزوجل اِن بتوں سے پوچھے گا کہ کیا تم نے ان لوگوں کو میرے سوا معبود بنانے کا حکم دیا تھا؟ اور اپنی عبادت کا حکم کیا؟ تو یہ بت بیزاری ظاہر کریں گے اور کافر جب یہ دیکھیں گے کہ بت ان سے بے زاری کا اظہار کر رہے ہیں تو اللہ عزوجل کے حضور عرض گزار ہونگے کہ اے ہمارے رب عزوجل! یہی وہ معبود ہیں جنہیں ہم نے تیرے سوا معبود بنایا۔اسی مناسبت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو دشمن ہونا بیان کیا کہ ان کی دشمنی دنیا میں یوں کہ لوگ اللہ واحد حقیقی کو چھوڑ کر ان کے آگے سجدے کرنے لگے اور انہیں خدا ماننے لگے اور آخرت میں ایسی کہ یہ لاعلمی اور بے زاری کا اظہار کریں گے لہٰذا سمجھدار کے لئے سمجھداری کے بغیر چارہ کار نہیں۔ (حاشیۃ الشھاب المعروف کفایۃ القاضی، ج۶، ص ۳۱۲ ملخصاملتقطا)

عوارض بشری نبوت کے منافی نہیں:

۴..... نبی اگر چہ عوارض بشری رکھتا ہے لیکن اس کے عوارض کا دوسرے انسانوں سے جسمانی وروحانی قوتوں میں مختلف ہونا ضروری ہے۔عام انسان بھی آنکھ سے دیکھتا ہے لیکن اس کا دیکھنا اور نبی کا دیکھنا ایک نہیں ہے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان ہے: ''اپنی صفیں قائم کرو اور مل کر کھڑے رہو کیونکہ میں پس پشت بھی دیکھتا ہوں''۔(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب:تسویۃ الصفوف عند الاقامۃ، رقم: ۷۱۸، ص ۱۱۷) عام انسان بھی سنتا ہے لیکن نبی کے سننے کی شان کچھ اور ہی ہوتی ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آسمان چرچرایا اور اس کا چرچرانا بجا ہے، آسمان میں ایک قدم کی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جس میں کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو''۔(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب:الحزن والبکاء، رقم: ۴۱۹۰، ص ۶۹۶) محسوس کر لینے کی قوت دیکھیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کئی دن کی مسافت کی دوری سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو کو سونگھ لیا، چنانچہ اللہ عزوجل کا فرمان اس پر شاہد ہے﴿انی لاجد ریح یوسف بیشک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں (یوسف:۹۴)﴾۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کا ایک ٹکڑا چکھ کر بتا دیا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔(سنن الدارمی، باب:(۱۱) ما اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کلام الموتی، رقم: ۶۸، ج ۱، ص ۴۶)۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آگ ان پر ٹھنڈی ہوگئی، اللہ عزوجل کا فرمان﴿قلنا ینار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر (الانبیاء:۶۹)﴾۔

امام رازی کہتے ہیں کہ انبیائے کرام کی روحانی اور عقلی قوتیں بھی انتہائی کامل ہوتی ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ نفس قدسیہ نبویہ اپنی ماہیت میں باقی نفوس سے مختلف ہوتا ہے اور نفس نبویہ کے لوازم سے یہ ہے کہ اس کی ذکاوت، ذہانت، اور حریت کامل ہو اور وہ جسمانیات اور شہوات سے منزہ ہو اور جب نبی کی روح غایت صفا اور شرف میں ہوگی تو اس کا بدن بھی انتہائی صاف و پاکیزہ ہوگا اور اس کی قوت مدرکہ اور محرکہ بھی کامل ہوگی، کیونکہ یہ قوتیں ان انوار کے قائم مقام ہیں جو انوار جو ہر روح سے صادر ہوتے ہیں اور نبی کے بدن سے واصل ہوتے ہیں اور جب فاعل یعنی روح اور قابل یعنی بدن انتہائی کامل ہونگے تو ان کے آثار بھی کامل، مشرف اور صاف ہونگے۔

(الرازی، ج ۳، ص ۱۹۹ وغیرہ)

اللہ عزوجل نے بشر میں سے نبی بنا کر بھیجے تا کہ لوگ ان سے اکتساب فیض کر سکیں اور ان کے معاملات کو دیکھ کر بحسن وخوبی عمل میں لا سکیں، کیونکہ اگر فرشتے کو نبی بنا کر بھیجا جاتا اور وہ خلاف عادت کاموں کو اپنی نبوت پر دلیل بناتا تو اس کی نبوت میں طعن کا موقع

زیادہ ہوجاتا، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ فرشتہ جو عبادت سرانجام دیتا اور دوسرے اعمال خیر کرتا تو وہ انسانوں کے لئے حجت نہ بنتے کیونکہ ایسا ہونا ممکن ہے فرشتے کی حقیقت میں ایسا عنصر ہو کہ وہ مشکل اور کٹھن کام کو انجام دے لے اور انسان کی حقیقت میں وہ عنصر نہ پایا جائے لہذا دلیل کیسے بنتا؟، فرشتہ بھوک، پیاس، شہوت اور دیگر عوارض انسانیہ سے پاک ہوتا ہے جب کہ انسان میں یہ عوارض پائے جاتے ہیں لہذا ضروری امر یہی ہے کہ انسان میں سے نبی بنایا جائے اور یہی حکمت نبوت کے متعلق اہل علم بیان کرتے ہیں لہذا عوارض بشری پر طعن کرنا خام خیالی ہے۔

حضرت ابراهیم علیہ السلام کا اپنی جانب گناہ کی نسبت کرنا:

۵......عصمت نبی پر ہم نے کئی مقامات پر کلام کیا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی جانب گناہ کی نسبت کی ہے، علامہ قرطبی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ انہوں نے اظہار عبودیت کے لئے ایسا کہا تھا اگر چہ جانتے تھے کہ مغفور ہیں۔

علامہ تفتازانی فرماتے ہیں:

عصمت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل بندہ میں اس کی قدرت اور اختیار کے باوجود گناہ نہ پیدا کرے، اسی کے قریب یہ تعریف ہے: عصمت اللہ عزوجل کا لطف ہے جو بندہ کو اچھے کاموں پر ابھارتا ہے اور بُرے کاموں سے روکتا ہے باوجود یہ کہ بندہ کو گناہ پر اختیار ہوتا ہے تاکہ بندہ کا مکلف ہونا صحیح رہے، اس لیے شیخ ابو منصور ماتریدی نے فرمایا: عصمت مکلف ہونے کو زائل نہیں کرتی، ان تعریفوں سے ان لوگوں (بعض شیعہ اور معتزلہ) کے قول کا فساد ظاہر ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عصمت نفس انسان یا اس کے بدن میں ایسی خاصیت ہے جس کی وجہ سے گناہ کا صدور محال ہوتا ہے کیونکہ اگر کسی انسان سے گناہ کا صدور محال ہو تو اس کا مکلف کرنا صحیح ہوگا نہ اس کو اجر و ثواب دینا صحیح ہوگا۔

(شرح عقائد نسفیہ، ص ۱۶۵ وغیرہ)۔

حضرت ابراهیم علیہ السلام کی مبارک دعائیں:

۶......متذکرہ رکوع آیت نمبر ۸۲ تا ۸۹ میں درج ذیل دعائیں موجود ہیں:

(۱)......﴿رب هب لی حکما والحقنی بالصلحین﴾

(۲)......﴿واجعل لی لسان صدق فی الاخرین﴾

(۳)......﴿واجعلنی من ورثة جنة النعیم﴾

(۴)......﴿واغفر لابی انه کان من الضالین﴾

(۵)......﴿ولا تخزنی یوم یبعثون﴾

(۶)......﴿یوم لاینفع مال ولابنون﴾

(۷)......﴿الا من اتی الله بقلب سلیم﴾

ابلیس کا گروہ کون ہے؟

۷......ابلیس کے گروہ سے مراد اس کا لشکر ہے، ایک قول یہ ہے کہ ہر وہ شخص جسے بتوں کی عبادت کی دعوت دی گئی اور اس نے لبیک کہا، قتادہ، کلبی اور مقاتل کے قول کے مطابق اس سے مراد شیطان ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ انہیں سخت آگ میں ڈالا جائے گا۔

(القرطبی، الجزء: ۱۹، ص ۱۰۸)

ہم نے سورۂ فاطر رکوع نمبر ۱، حاشیہ نمبر ۳ کے تحت شیطان کے دھوکے اور گروہ سے متعلق تفصیل سے کلام کیا ہے، وہیں دیکھ لیں۔

دوزخیوں کی حسرت بالائے حسرت!

۸......وہ مکان جہاں جینے کے بعد موت کی امید ختم ہو جائے، جہاں تکلیف کے بعد آسانی کی آس ہی نہ ہو، جہاں کا ہلکا عذاب بھی نہ سہا جاسکے، جہاں کوئی کسی کو نہ بچاسکے بلکہ سب اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب ہی میں ہوں گویا کہ عذاب دیئے جانے کا مکان ہے۔ جہاں بدن سے بہنے والی پیپ پلائی جائے، خاردار تھوہڑ کھلایا جائے جو حلق سے نہ اُترے، اسے اتارنے کے لئے کھولتا پانی دیا جائے جس سے چہرے کی ساری کھال گل کر گر پڑے، پیٹ میں آنتیں کٹ کٹ کر شوربے کی مانند بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں، نہ جانے دوزخ کی گہرائی کتنی ہے، سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: "اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اُس میں پھینکی جائے تو ستر برس میں بھی تہہ تک نہ پہنچے گی"۔(سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم، باب: ما جاء فی صفة قعر جهنم، رقم: ۲۵۸٤، ص۷٤۱)۔ اگر انسان کے سر برابر سیسہ کا گولا آسمان سے زمین کو پھینکا جائے تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا حالانکہ یہ پانسو برس کی راہ ہے۔ پھر اس میں مختلف طبقات، وادیاں اور کنویں ہیں، بعض سے جہنمی دن میں ستر مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔ (بہار شریعت مخرجہ، ج۱، حصہ: ۱، دوزخ کا بیان، ص۱٦٦ وغیرہ)

غور کریں آج گناہ کرنے آسان ہیں لیکن کل جواب دینا آسان نہ ہوگا، آج خوشی خوشی گناہ کر رہے ہیں کل کہیں رو رو کر جہنم میں ڈال دیئے گئے تو کون بچانے آئے؟، حسرت بھی خود پر حسرت کر رہی ہوگی، کاش! اللہ ﷻ کا فضل بچائے اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت، اللہ والوں کا ساتھ یا کچھ خصوصی انعام ہی ہو جائے۔

اغراض:

ای کفار مکة: کفار مکہ کا خاص طور پر ذکر اس لئے کیا کہ یہ حضرات نزول آیت کے وقت موجود تھے اور عمومی اعتبار سے یہ حکم قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہے۔ **ای نقیم نهارا علی عبادتها:** یہ "نظل" کے معنی ہیں، اور وہ اس میں فخر محسوس کرتے تھے اور بتوں کی دن رات عبادت کرنے میں زیرک ہوتے تھے۔

الی الدین: یعنی دینی و دنیاوی مصلحتوں کے باعث، خاص طور پر دین کا ذکر کیا گیا اس لئے کہ یہ اہم و خاص مقام ہے۔

الذین یاتون بعدی: اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی، پس تمام امتوں میں سے جو بھی ہو گزریں انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف و توصیف فرمائی، اسی میں امت محمد یہ ہیں جو کہ خاص طور پر روزانہ تشہد میں ان کا ذکر خیر کرتے ہیں اور ان سے خاص نفع حاصل کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں، اور ان کی ثناء سے خاص برکت حاصل کرتے ہیں جیسا کہ حدیث میں اس بات کو ایمان کی شرط قرار دیا گیا ہے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی قوم سے محبت کی، وہ انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا اگر چہ اس کا عمل اس قوم کے موافق نہ ہو"۔ اس حدیث کا معنی یہ ہے: "اگر چہ وہ ان کے ساتھ ایمان میں شریک ہو جائے اگر چہ وہ ان کے مقام و مرتبے کو نہ پہنچے"۔

بان تتوب علیه: ظاہر یہ ہے کہ یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس وقت صادر ہوئی تھی جب ان کے والد (چچا آزر) حیات تھے۔ **وهذا قبل ان یتبین له:** انتقال کرنے کے بعد دعا کا محل باقی نہیں رہتا، اگر کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے گناہوں کی معافی کی خاطر دعا فرمائی تھی تو میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس میں کوئی ممانعت والی بات نہیں ہے کیوں کہ اللہ ﷻ جانتا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد (آزر) کی موت کفر پر ہوگی اگر چہ بوقت دعا وہ زندہ ہی کیوں نہ ہو۔ **کما ذکر فی سورة براءة:** جس کا ذکر سورۃ التوبہ میں ﴿وما کان استغفار ابراهیم لابیه﴾ کے تحت ہو چکا ہے۔ وهو

قلب المومن: کیونکہ مومن مال کو خیر کے امور میں خرچ کر کے نفع اٹھاتا ہے اور نیک بیٹا اپنے باپ کی دعا سے فائدہ اٹھاتا ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے: "جب ابن آدم مرجاتا ہے تو سوائے تین اعمال کے اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں: (۱)......صدقہ جاریہ، (۲)......نفع بخش علم، (۳)......نیک اولاد۔

ای القوا: یعنی دوسری مرتبہ، اس لئے "الکبکبۃ" "الکب" کی تکرار کے لئے لائے ہیں، مراد چہرے کے بَل ڈال دینا ہے، جیسا کہ آگ میں ڈال دینا، اور دوبارہ آگ میں ڈال دینے سے مراد یہ ہے کہ آگ کی تہہ میں کسی کو گاڑ دینا کہ وہیں استقرار پکڑ جائے۔

او اولونا: سے مراد یہ ہے کہ وہ ہم پر سبقت کرنے والے ہیں۔

من الملائکۃ والنبیین: کثیر مومنین کی شفاعت ہوگی، جیسا کہ حدیث میں ہے: "قیامت کے دن ہر مومن کی شفاعت ہوگی"۔

بتکذیبھم لہ: اس ایک اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے، اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ قوم نے فقط حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا تھا لہٰذا واحد کا صیغہ استعمال ہونا چاہیے لیکن جمع کا صیغہ استعمال ہوا، اس کی کیا وجہ ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ جس طرح انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی، (ان کی ذریت) باقی حضرات انبیائے کرام کی تکذیب کرے گی، پس حقیقت پر محمول کرتے ہوئے جمع کا صیغہ لائے ہیں۔ و تانیث الفعل: سے مراد مسند الیہ ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص ۲۳۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿ کذبت قوم نوح ۣالمرسلین(۱۰۵)﴾بِتَکذِیبِھِمْ لَہٗ لِاِشْتِرَاکِھِمْ فِی الْمَجِیءِ بِالتَّوحِیدِ اَوْ لِاَنَّہٗ لِطُوْلِ لُبْثِہٖ فِیھِمْ کَاَنَّہٗ رُسُلٌ وَتَانِیثُ قَوْمٌ بِاعْتِبَارِ مَعنَاہُ وَتَذْکِیرُہٗ بِاعْتِبَارِ لَفْظِہٖ ﴿ اذ قال لھم اخوھم ﴾نَسَبًا﴿ نوح الا تتقون (۱۰۶)﴾اللّٰہَ﴿انی لکم رسول امین (۱۰۷)﴾عَلٰی تَبْلِیغِ مَا اُرْسِلْتُ بِہٖ﴿ فاتقوا اللہ واطیعون (۱۰۸)﴾فِیمَا آمُرُکُم بِہٖ مِنْ تَوحِیدِ اللّٰہِ وَطَاعَتِہٖ﴿ وما اسئلکم علیہ﴾عَلٰی تَبْلِیغِہٖ﴿ من اجر ۚ ان﴾مَا﴿اجری﴾اَیْ ثَوَابِی﴿الا علی رب العلمین (۱۰۹) فاتقوا اللہ واطیعون (۱۱۰)﴾ کَرَّرَہٗ تَاکِیدًا﴿قالوا انومن﴾نُصَدِّقُ﴿لک ﴾لِقَولِکَ﴿واتبعک ﴾وَفِی قِرَائَۃٍ واَتْبَاعُکَ جَمْعُ تَابِعٍ مُبْتَدَاءٌ﴿الارذلون (۱۱۱)﴾السُّفْلَۃُ کَالْحَاکَۃِ وَالْاَسَاکِفَۃِ ﴿قال وما علمی ﴾اَیْ عِلْمُ لِیْ﴿بما کانوا یعملون (۱۱۲)اِنْ ﴾مَا﴿ حسابھم الا علی ربی﴾فَیُجَازِیھِمْ﴿ لو تشعرون (۱۱۳)﴾تَعْلَمُونَ ذٰلِکَ مَا عِبْتُمُوھُمْ ﴿وما انا بطارد المومنین (۱۱۴)ج ان﴾ما﴿انا الا نذیر مبین ط(۱۱۵)﴾بَیِّنُ الْاِنْذَارِ﴿قالوا لئن لم تنتہ ینوح ﴾عَمَّا تَقُولُ لَنَا﴿لتکونن من المرجومین ط(۱۱۶)﴾بِالْحِجَارَۃِ اَوْ بِالشَّتْمِ﴿قال ﴾نُوحٌ﴿رب ان قومی کذبون ۚ(۱۱۷)فافتح بینی وبینھم فتحا﴾اَیْ اُحْکُمْ﴿ ونجنی ومن معی من المومنین (۱۱۸)﴾قال تعالی﴿ فانجینہ ومن معہ فی الفلک المشحون(۱۱۹)﴾الْمَملُوءِ مِنَ النَّاسِ وَالْحَیَوانِ وَالطَّیْرِ﴿ثم اغرقنا بعد ﴾اَیْ بَعْدَ اِنْجَائِھِمْ﴿ الباقین ط(۱۲۰)﴾مِنْ قَومِہٖ﴿ان فی ذلک لایۃ ط وما کان اکثرھم مومنین (۱۲۱)وان ربک لھو العزیز الرحیم (۱۲۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

نوح ......۱...... کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا (اس لئے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلانا تمام کو جھٹلانا ہے، کیونکہ توحید کا پیغام لانے میں سب شریک ہیں یا اس لئے کہ حضرت نوح علیہ السلام ان میں کافی عرصہ ٹھہرے رہے گویا کہ انہوں نے بہت سے رسول دیکھے، قوم کا مؤنث ذکر کرنا معنی کے اعتبار سے ہے اور اس کا مذکر ذکر کرنا لفظ کے اعتبار سے ہے) جبکہ ان سے ان کے ہم قوم (یہاں اخوھم ......۲...... سے مراد ان کا نسبی بھائی یعنی ہم قوم ہے) نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟ (اللہ تعالیٰ سے) بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا بھیجا ہوا امین ہوں (اس پیغام کے پہنچانے پر کہ جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے) تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو (ان کاموں میں کہ جن کا میں تمہیں حکم دوں یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی اطاعت کرنے کا) اور میں اس پر (یعنی اپنی تبلیغ پر) تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا......۳......، میرا اجر (یعنی ثواب) تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ بولے کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں (یعنی ہم تیری بات کی تصدیق کریں) اور تمہارے ساتھ (اتبعک ایک قرأت میں اتباعک ہے، جو تابع کی جمع ہے اور مبتدا واقع ہو رہا ہے) کمینے ہوئے ہیں ......۴...... (الارذلون سے مراد السفلة یعنی گھٹیا و کم حیثیت لوگ ہیں جیسا کہ جولاہے اور موچی) فرمایا مجھے کیا خبر (یعنی مجھے کیا علم کہ) ان کے کام کیا ہیں۔ ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے (کہ وہی ان کو بدلہ دے گا) اگر تمہیں حس ہو (یعنی اس بات کو جانتے ہوتے تو تم ان پر عیب نہ لگاتے) اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں، میں تو نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا (یعنی واضح خطرات سے آگاہ کرنے والا) بولے اے نوح! اگر تم باز نہ آئے (اپنی ان باتوں سے جو تم ہمیں کہتے ہو) تو ضرور سنگسار کیے جاؤ گے (پتھروں کے ساتھ یا سب وشتم کے ساتھ) عرض کی (حضرت نوح علیہ السلام نے) اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلایا، تو مجھ میں اور ان میں پورا فیصلہ کر دے (اِفتح بمعنی اُحکم ہے) اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو نجات دے۔ (پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) تو ہم نے بچا لیا اسے اور اس کے ساتھ والوں کو بھری ہوئی کشتی میں ......۵...... (یعنی جو لوگوں، حیوانوں اور پرندوں سے بھری ہوئی تھی) پھر اس کے بعد ہم نے ڈبو دیا (یعنی انہیں نجات دینے کے بعد) باقیوں کو (یعنی ان کی قوم کے باقی ماندہ لوگوں کو) بیشک اس میں ضرور نشانی ہے، اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿کذبت قوم نوح المرسلین اذ قال لھم اخوھم نوح الاتتقون﴾

کذبت: فعل، قوم نوح: فاعل، المرسلین: مفعول، اذ: مضاف، قال لھم: فعل وظرف لغو، اخوھم: مبدل، منہ، نوح: بدل، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول، ھمزہ: حرف استفہام، لاتتقون: فعل نفی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی لکم رسول امین○ فاتقوا اللہ واطیعون○﴾

انی: حرف مشبہ واسم، لکم: ظرف لغو مقدم، رسول: مصدر با ضمیر نائب الفاعل ملکر شبہ جملہ ہو کر موصوف، امین: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، اتقوا اللہ: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اطیعون: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما اسئلکم علیہ من اجران اجری الا علی رب العلمین○﴾

و: عاطفہ، ما اسئلکم: فعل نفی با فاعل ومفعول، علیہ: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، اجر: ذوالحال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان: نافیہ، اجری: مبتدا، الا: اداۃ حصر، علی رب العلمین: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاتقوا الله واطیعون ۝ قالوا انؤمن لک واتبعک الارذلون ۝﴾.

اس آیت کی ترکیب ماقبل آیت ۱۰۸ میں گزری، قالوا: قول، ھمزہ: حرف استفہام، نومن: فعل بافاعل، لام: جار، ک: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، اتبعک الارذلون: فعل ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال وما علمی بما کانوا یعملون ۝﴾.

قال: قول، و: مستانفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، علمی: مصدر مضاف و''ی'' ضمیر مضاف الیہ فاعل، بما کانوا یعملون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان حسابھم الا علی ربی لو تشعرون ۝﴾.

ان: نافیہ، حسابھم: مبتدا، الا: اداۃ حصر، علی ربی: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ، لو: شرطیہ، تشعرون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف ''ماعبتموھم'' کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما انا بطارد المومنین ۝ ان انا الا نذیر مبین ﴾.

و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، انا: اسم، ب: زائد، طارد المومنین: مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: نافیہ، انا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، نذیر مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا لئن لم تنتہ ینوح لتکونن من المرجومین ۝﴾.

قالوا: قول، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، لم تنتہ: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: قسمیہ، تکونن من المرجومین: جملہ فعلیہ قسم، محذوف ''نقسم'' کیلئے جواب، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر جواب قسم، قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم ''نقسم'' کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ینوح: نداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال رب ان قومی کذبون ﴾.

قال: قول، رب: نداء، ان قومی: حرف مشبہ واسم، کذبون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فافتح بینی وبینھم فتحا ونجنی ومن معی من المومنین ۝﴾.

ف: فصیحیہ، افتح: فعل امر بافاعل، بینی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، بینھم: معطوف، ملکر ظرف، فتحا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، نج: فعل امر بافاعل، ن: وقایہ، ی: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من معی: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من المومنین: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف ''اذا کان الامر کذلک'' کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فانجینہ ومن معہ فی الفلک المشحون ۝ ثم اغرقنا بعد البقین ۝﴾.

ف: مستانفہ، انجینا: فعل بافاعل، ہ: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من معہ: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، فی: جار، الفلک المشحون: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ مستانفہ، ثم: عاطفہ، اغرقنا: فعل بافاعل، الاخرین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرھم مومنین وان ربک لھو العزیز الرحیم ۝﴾

اس آیت مبارکہ کی ترکیب ماقبل آیت ۶۷، ۶۸، رکوع نمبر: ۸ کے آخر میں گزری۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت نوح علیہ السلام کا نسب :

☆۔۔۔۔ابن منذر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ چونکہ آپ علیہ السلام اپنے آپ پر کثرت سے نوحہ (یعنی گریہ وزاری) کرتے تھے اس لئے آپ کا نام نوح پڑ گیا۔ (الدر المنثور، ج۳،ص۱۷٤)

☆۔۔۔۔حضرت سعد بن مسعود ثقفی فرماتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام کپڑے پہنتے تو اللہ عزوجل کی حمد فرماتے اور جب کھاتے پیتے تو شکر ادا فرماتے اسی وجہ سے ان کا نام عبدا شکورا پڑ گیا۔ (اسد الغابہ،سعد بن مسعود الثقفی، ج۲،ص۲۳۸)

آپ علیہ السلام کا نام نوح بن لامک ہے اور ایک قول کے مطابق لمک بن متشولخ اور آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام عونہ ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ قینوس بنت براکیل بن قشولخ ہے جبکہ بعض نے کہا کہ متوشخ بن خنوخ، اور ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اخنوخ سے مراد حضرت ادریس علیہ السلام ہیں اور یہی پہلے نبی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قلم سے لکھا اور یہ مہلیل کے صاحبزادے تھے۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام مہلائیل تھا اور یہ قینین کے بیٹے تھے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام قینان تھا اور ایک قول کے مطابق قلن بن انوش اور دوسرے قول کے مطابق ان کا نام صانیش بن شیث تھا جو کہ آدم کے صاحبزادے تھے۔ مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے مابین دس صدیوں کا زمانہ ہے جیسا کہ طبرانی نے ابوذر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور اسی سلسلہ نسب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نوح علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام کے بعد تشریف لائے ہیں جیسا کہ امام بغوی نے ذکر کیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا نام سکن تھا کیونکہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ علیہ السلام کے پاس آ کر سکون پاتے تھے۔ ایک قول کے مطابق آپ علیہ السلام کا نام شاکر تھا اور بعض کے مطابق یشکر بھی کہا جاتا ہے۔ امام سیوطی نے الاتقان میں مستدرک للحاکم سے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام کا نام عبدا لغفار تھا، اور اکثر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا خیال ہے کہ انہیں ادریس کہا جاتا ہے، اور آپ علیہ السلام کو نوح کہنے کی وجہ آپ علیہ السلام کا اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے کثرت سے گریہ وزاری کرنا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ آپ علیہ السلام کا رونا قیامت کی ہولناکی کی وجہ سے ہے، بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک کتے کو دیکھا جو کہ بدصورت تھا تو فرمایا کہ بدصورت کتا! تو اللہ عزوجل نے اس کتے کو قوت گویائی عطا فرمائی اور اس نے کہا کہ یہ عیب میری طرف سے ہے یا میرے خالق کی جانب سے؟ کتے کے کلام کو سن کر آپ علیہ السلام پر غشی طاری ہو گئی اور جب افاقہ ہوا تو خوب گریہ وزاری فرمائی۔ بغوی کا قول ہے کہ آپ علیہ السلام ایک جزامی کتے کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ دور ہو، اے بدصورت کتے! اللہ عزوجل نے وحی نازل فرمائی کہ اے نوح! تو نے مجھ پر عیب لگایا ہے یا کتے پر؟ بعض علماء کا کہنا ہے کہ آپ علیہ السلام اس لئے روتے تھے کہ آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کی بددعا کی تھی، ایک قول یہ ہے کہ آپ علیہ السلام اس لئے زیادہ روتے تھے کہ آپ علیہ السلام نے اپنے رب سے اپنے بیٹے کی سفارش کی تھی و اللہ تعالیٰ اعلم، ایک قول کے مطابق جس وقت اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کو مبعوث کیا اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مستدرک میں ان سے مرفوع حدیث ہے کہ جس وقت آپ علیہ السلام مبعوث ہوئے اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر چالیس سال تھی، آپ علیہ السلام اپنی قوم میں (۹۵۰) سال رہے، اور طوفان کے بعد آپ علیہ السلام ساٹھ سال زندہ رہے یہاں تک کہ لوگ کثیر ہو گئے اور کئی علاقوں میں پھیل گئے۔ (المظہری، ج۳،ص٤٤ وغیرہ)

حضرت نوح علیہ السلام پوری زندگی روزے رکھتے سوائے عید الفطر اور عید الاضحٰی، اور حضرت داؤد علیہ السلام نصف دہر روزے رکھتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر ماہ تین دن روزے رکھتے یا ایک دہر روزہ رکھتے اور ایک دہر افطار کرتے۔ جہاں تک حضرت نوح علیہ السلام کی قبر کا تعلق ہے تو ابن جریر اور ازرقی نے عبدالرحمٰن بن سابط اور دیگر تابعین سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قبر مسجد حرام

میں ہے۔اور یہ قول زیادہ صحیح اور قوی ترین ہے کیونکہ اسے کثیر متاخرین نے نقل کیا ہے۔(البدایۃ والنھایۃ،جزء ۱، ج ۱،ص ۱۳۳ وغیرہ)
نوٹ:دہر کے معنی ہیں زمانہ دراز، دنیاوی زندگی کا پورا زمانہ، ایک ہزار سال، ایک لاکھ سال۔

حضرت نوح علیہ السلام کو بھائی کہنے کی توجیہ :

ع.....قرآن مجید میں اس طرح کے کلمات:﴿لھم اخوھم﴾ سے مراد علامہ قرطبی نے یہ لیا ہے کہ نہ تو نسبی بھائی ہیں نہ ہی دینی، ہم جنس بھائی تھے۔ یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ جس طرح دیگر حضرات انبیاء نے تبلیغ دین کی اسی طرح نوح بھی ان کے نقش قدم پر چلیں گے گویا کہ اپنے بھائیوں کی راہ پر ہیں۔لیکن یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض لوگ حضرات انبیائے کرام کو بھائی کہنا جائز قرار دیتے ہیں اور دلیل کے طور پر اسی طرح کی آیات اور بعض روایات پیش کرتے ہیں، ان کی علمی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں کچھ تحقیق پیش خدمت ہے چنانچہ اسماعیل دھلوی، متوفی ۱۲۴۲ھ نے لکھا:

مشکوۃ المصابیح، باب: عشرۃ النساء میں ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا مہاجرین و انصار میں بیٹھے تھے کہ آیا ایک اونٹ پھر اس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو سو ان کے اصحاب کہنے لگے: اے پیغمبر خدا تم کو سجدہ کرتے ہیں جانور اور درخت سو ہم کو ضرور چاہیے کہ تم کو سجدہ کریں، سو فرمایا:" بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی"۔(مشکوۃ المصابیح ،کتاب النکاح، باب:عشرۃ النساء وما لکل واحد،الفصل الثالث،رقم:۳۲۷۰،ص ۲۸۲) ۔اسماعیل دھلوی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد "ف" کا عنوان قائم کر کے کہتے ہیں: یعنی انسان آپس میں بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کی چاہیے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء انبیاء، امام و امام زادہ، پیر و شہید، یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی ،وہ بڑے بھائی ہوئے ،ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے، ہم ان کے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے نہ کہ خدا کی سی۔
(تقویۃ الایمان کلاں، ص ۴۱ وغیرہ)

ہم کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل اور حضرات انبیائے کرام میں معبود و عبد کا رشتہ ہے اور معبود اپنے بندے کو جو چاہیے فرمائے اس میں ہمیں کلام کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿وعصی آدم ربہ فغوی تو آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہتا تھا اس کی راہ نہ پائی(طٰہٰ:۱۲۱)﴾۔اب اسماعیل دھلوی اور اس کے پیروکاروں کے نظریئے کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو معاذ اللہ "نافرمان/گناہگار" کہنا جائز ہوگا کیونکہ اللہ عزوجل نے جو فرمادیا ہے۔
علامہ ابن الحاج مالکی نے لکھا ہے:"جس نے اثنائے تلاوت یا قرائت حدیث کے علاوہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق کہا کہ انہوں نے معصیت کی ہے وہ کافر ہو گیا"۔
(المدخل، ج ۲، ص ۱۴)

بعض اوقات حضرات انبیائے کرام تواضع کے کلمات استعمال کرتے ہیں جن کا بیان قرآن میں کئی مقامات پر ہوا ہے، ان کلمات کو حقیقت پر محمول کرنا دین دشمنی ہے، نمونے کے طور پر چند کلمات درج ذیل ہیں:

(۱)......حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا:﴿قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین دونوں نے عرض کی اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے(الاعراف:۲۳)﴾

(۲)......حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا:﴿لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے

تجھ کو بیشک مجھ سے بے جا ہوا(الانبیاء: ۸۷)﴾

(۳)......حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:﴿قال رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفرله عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے بخش دے تو رب نے اُسے بخش دیا(القصص: ۱۶)﴾

☆......قیامت کے دن جب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس شفاعت کی درخواست لے کر جائیں گے تو وہ فرمائیں گے کہ آج اللہ عزوجل اس قدر غضب میں ہے کہ پہلے کبھی اتنے غضب میں نہ تھا اور نہ آئندہ کبھی اتنے غضب میں ہوگا، اس نے مجھ کو ایک درخت سے کھانے سے منع کیا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی۔(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب:ذریة من حملنا،رقم: ٤٧١٢،ص ٨١٥)

تبلیغ پر اجرت لینے کا جواز:

سے......حضرات انبیائے کرام کا معاملہ تو بالکل واضح ہے کہ انہیں دنیاوی مال واسباب سے کچھ غرض ہی نہیں ہوتا کیونکہ وصف نبوت نے انہیں ہر قسم کی بظاہر ناپسندیدہ بات سے بھی محفوظ رکھا ہے۔ ہم بات کریں گے امت محمدیہ کے علماء ومشائخ اور دینی خدمات انجام دینے والوں کی، آیا ان کے لئے بھی تبلیغ دین پر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟

علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں:

جو شخص اللہ عزوجل کے لئے عمل کرتا ہے وہ اس کا اجر غیر اللہ عزوجل سے طلب نہ کرے، اس میں اشارہ ہے کہ علماء جو انبیائے کرام کے وارث ہیں وہ انبیائے کرام کے آداب کے ساتھ متصف ہوں اور علوم دینیہ کی اشاعت وترویج اور تبلیغ میں لوگوں سے کچھ طلب نہ کریں اور اپنی تعلیم، تدریس، وعظ وخطبات میں لوگوں سے کچھ نفع نہ حاصل کریں کیونکہ جو علماء اپنے مواعظ وخطابات کا سننے والوں سے اجر بطور نذرانہ لیتے ہیں تو ان کے مواعظ سننے والوں کو کوئی برکت حاصل نہیں ہوتی اور نہ علماء کو وعظ سنا کر نذرانے لینے اور معمولی دنیاوی معاوضہ کے بدلہ میں دین فروخت کرنے سے کوئی برکت حاصل ہوتی ہے۔ (روح البیان، ج٦، ص ٣٧٤ وغیرہ)

ہم کہتے ہیں کہ حضرت مولانا اسماعیل حقی نے بڑی خوب بات فرمائی اور واقعی جو کام بغیر دنیاوی لالچ کے ہو اس کا مزہ ہی کچھ اور ہوتا ہے لیکن یہ وہی سمجھے جسے اللہ عزوجل نے قناعت کی دولت سے مالا مال کیا ہو، جس کی نظر ہر وقت دنیاوی اسباب وسہولیات پر لگی ہوئی ہوں انہیں اسی سوچ نہیں ملتی۔ تاہم اتنا ضرور ہے کہ ضرورتاً تبلیغ دین وامور دینوی کا دنیاوی فائدہ مال کی صورت میں اٹھانا جائز ہے۔ علامہ شامی نے ''عقود رسم المفتی'' میں اس مسئلہ پر مفصل کلام کیا ہے جسے ادارہ فیضان رضا نے بنام'' درس عقود رسم المفتی'' کے نام سے شائع کیا ہے، ہم اس موضوع کو ضرورتاً کچھ عبارات کو حذف کرنے کے ساتھ درج ذیل پیش کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

طاعات پر اجرت لینے کا مسئلہ:

ان میں سے ایک مسئلہ تلاوت قرآن مجید پر اجرت کا ہے السراج الوهاج، شرح قدوری الجوهرة النیرة کے مؤلفین سے یہ غلطی صادر ہوئی ان حضرات نے لکھا کہ مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ تلاوت قرآن مجید پر بھی اجارہ درست ہے حالانکہ معاملہ ان پر ملتبس ہو گیا کہ مفتیٰ بہ قول تو یہ ہے کہ تعلیم قرآن پر اجارہ درست ہے نہ کہ تلاوت پر، پھر ان کے بعد آنے والے کثیر مصنفین نے اس قول کو نقل کرنے میں ان کی پیروی کی اور اسے نقل کر دیا حالانکہ یہ زبردست خطا ہے بلکہ ان میں بعض حضرات نے تو اس پر بھی فتویٰ دے دیا کہ تمام ہی عبادات پر اجارہ درست ہے اور وہ اس عبارت کو مطلق ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہی متاخرین کا مذہب ہے۔ اور بعض حضرات نے اس پر یہ مسئلہ متفرع کیا کہ حج بدل کروانے والے کیلئے بھی اجارہ کرنا درست ہے اور یہ تمام ہی مسائل خطا پر مبنی ہیں

اوران کا بنی بر خطا ہونا پہلے مسئلہ سے بھی زیادہ واضح ہے۔ ہمارے ائمہ ثلاثہ امام اعظم، امام ابو یوسف، امام محمد رحمہم اللہ اجمعین سے یہی منقول ہے کہ عبادات پر اجارہ باطل ہے لیکن ان کے بعد آنے والے مجتہدین جو کہ اہل تخریج اور اہل ترجیح تھے انہوں نے ضرورت کی بناء پر تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز کہا، اس لئے کہ ابتداً معلمین قرآن کو تعلیم قرآن پر بیت المال سے ہدایہ دیئے جاتے تھے جو کہ اب منقطع ہو چکے ہیں، اگر تعلیم قرآن پر اجارہ کو درست قرار نہ دیا جائے اور اس پر اجرت لینے کو جائز قرار نہ دیا جائے تو تعلم قرآن کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ پھر اس میں دین کے ضائع ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے کیونکہ معلمین کو بھی اکتساب کی حاجت ہوتی ہے، پھر ان کے بعد آنے والے علماء نے جو کہ خود بھی اہل ترجیح و تخریج ہیں انہوں نے اذان و امامت پر اجارہ درست ہونے کا فتویٰ دیا کیونکہ یہ دونوں امور بھی شعائر دین سے ہیں تو ضرورتاً ان دونوں کاموں پر اجارہ کرنا بھی ان حضرات نے درست قرار دیا۔ یہ ہے وہ امر جس کے بارے میں متاخرین علماء نے امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اور آپ کے اصحاب کے حوالے سے فتویٰ دیا کیونکہ یہ حضرات جانتے تھے کہ خود امام اعظم اور ان کے تلامذہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس زمانے میں ہوتے تو یہی فتویٰ دیتے اور اپنے پہلے قول سے رجوع کر لیتے۔ تمام متون، شروحات اور فتاوی طاعت پر اجرت کے باطل ہونے پر منقول ہیں سوائے چند ایک مسائل کے جن کا ذکر ماقبل ہوا اور انہوں نے یہی علت یعنی ضرورت (۱) بیان کی ہے اور ضرورت سے مراد یہاں دین کے ضائع ہو جانے کا خوف ہے۔ علماء نے اس علت کو صراحۃً بیان کیا ہے تو یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ یوں کہا جائے کہ متاخرین کا مذہب یہ ہے کہ تلاوت قرآن عظیم پر بھی اجارہ کرنا درست ہے ؟ حالانکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ایک زمانہ گزر جائے اور کوئی شخص دوسرے سے اس کام پر اجارہ نہ کرے جب بھی اس سے کوئی نقصان نہ ہوگا بلکہ نقصان تو قرآن مجید کی تلاوت پر اجارہ کرنے میں ہے کیونکہ اس صورت میں گویا کہ قرآن عظیم مال کمانے کا ذریعہ ہو جائے گا اور ایک پیشہ ہو جائے جس کے ذریعے لوگ مال کمائیں گے اور قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا خالصًا اللہ ﷻ کی خوشنودی کیلئے نہیں بلکہ اجرت حاصل کرنے کیلئے تلاوت کرے گا اور اسی کا نام تو خالص ریا ہے کہ غیر اللہ کیلئے کوئی نیک عمل کرنے کا ارادہ کیا جائے، تو اس صورت میں خود اس قاری کو ثواب کہاں سے حاصل ہوگا؟ جس کا متاجر طالب ہے کہ وہ اس حاصل ہونے والے ثواب کو اپنے مرحوم کو ایصال کر سکے۔ امام قاضی خان علیہ رحمۃ اللہ الحنان نے ارشاد فرمایا: ''ذکر واذکار کے بدلے میں اجرت حاصل کر لینا یہ استحقاقِ ثواب کا مانع ہے، اسی کی مثل فتح القدیر میں مؤذن کی اجرت لینے کے بارے میں منقول ہے اور اگر متاجر کو اس بات کا علم ہو جائے کہ میں جس شخص سے تلاوت قرآن کرنے کا اجارہ کر رہا ہوں خود اس کو کوئی ثواب نہیں حاصل ہوتا تو وہ ایک دمڑی بھی اسے دینا گوارہ نہ کرے، تو وہ حضرات جو قرآن عظیم کی تلاوت کرنے پر اجارہ کرتے ہیں یہ لوگ حرام ایندھن جمع کرنے کا وسیلہ ذکر اللہ اور قرآن عظیم کو بنا رہے ہیں۔ لوگ اسے عظیم نیکی خیال کرتے ہیں حالانکہ یہ بدترین گناہ ہے جو کہ تلاوتِ قرآن پر اجارہ کرنے کے قول پر مترتب ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایصالِ ثواب کیلئے پیسے دیکر تلاوت قرآن کروانے میں جو دیگر برائیاں مرتب ہوتی ہیں وہ یہ ہیں یتیموں کے اموال کھانا، ان کے گھروں کا فرش استعمال کرنا، رونے دھونے کا ڈھونگ کرنا، سوتے لوگوں کی نیند برباد کرنا، ڈھول پیٹنا، عورتوں اور مردوں کا اکٹھا ہونا، اور ایسی دیگر بڑی برائیاں جیسا کہ میں نے ان برائیوں کی وضاحت اہل مذہب کے تفصیلی حوالوں کے ساتھ اپنے رسالے شفاء العلیل وبل الغلیل فی بطلان الوصیۃ بالختمات والتھالیل میں کی ہے۔ اس رسالہ پر علماء

عصر کے تقاریظ موجود ہیں اوران میں سب سے زبردست عالم خاتمہ الفقہاء والعباد الناسکین مفتی مصر قاہرۃ سیدی سید احمد طحطاوی جنھوں نے درمختار پرزبردست حاشیہ تحریر فرمایا ہے ان کی بھی تقریظ موجود ہے۔

(ا)......ہمارے فقہ کا قانون ہے:''الضرورات تبیح المحظورات ضرورتیں ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں''۔اس کی چند مثالیں اختصاراً پیش خدمت ہیں، حالت اضطرار میں پہنچا ہوا شخص جان بچانے کے لئے بقدرضرورت مردار کھاسکتا ہے، شہید کا خون اس کے اپنے حق میں طاہر ہے جب کہ غیر کے حق میں ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے نجس ہے، طبیب کے لئے بقدر حاجت شرم کے مقام کو دیکھنا جائز ہے۔

(الاشباہ والنظائر ،ص ۸۷ ملتقطاً)

ھدایہ میں ہے کہ''ولا الاستئجار علی الاذان والحج وکذاالامامۃ وتعلیم القرآن والفقہ''خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا امور پراجارہ جائز نہیں ہے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے صاحب ہدایہ نے فرمایا: یہ تمام امور عبادات ہیں اور عبادات پر اجرت لینا ہمارے یعنی احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ہاں امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں کہ ہر عبادت پر اجرت لینا جائز ہے بشرطیکہ اجرت کو متعین نہ کیا گیا ہو، کیوں کہ عمل معلوم پر غیر معین اجرت لینا جائز ہے۔ہماری دلیل یہ ہے: سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اقرؤا القرآن ولا تاکلوا بہ''یعنی قرآن پڑھو اور اس کے ذریعے نہ کھاؤ''۔

سید عالم ﷺ نے زندگی مبارک کے آخر میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا''وان اتخذت مؤذنا فلا تاخذ علی الاذان اجرا یعنی اور اگر تجھے مؤذن بنایا جائے تو تو اذان دینے پر اجرت نہ لینا''اور اس لیے کہ قربت جب حاصل ہوگی عامل کی طرف سے واقع ہوگی اور اس وجہ سے عامل ہی کی اہلیت کا اعتبار کیا گیا ہے، پس اس کے لیے غیر سے اجرت لینا جائز نہیں ہوگا۔اسی کے تحت فتح القدیر میں ہے: مصنف کی ذکر کردہ یہ بات آپ کے کتاب الحج میں بیان کردہ عبارت سے ٹوٹ جاتی ہے۔آپ نے کتاب الحج میں فرمایا: ظاہر مذہب یہ ہے کہ حج بدل میں حج محجوج عنہ کی جانب سے واقع ہوتا ہے اور اس کی شاھد اس باب میں وارد احادیث ہیں جیسا کہ حدیث خثعمیہ کہ حضور نے ان سے فرمایا:''حجی عن ابیک واعتمری''یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ غیر عامل کی جانب سے قربت واقع ہوتی ہے۔صاحب کافی نے اس دلیل کی تقریر میں فرمایا: قربت جب واقع ہوگی اس کا ثواب فاعل کو ملے گا اس کے غیر کو نہیں۔میں (ابن ہمام) کہتا ہوں کہ یہ تقریر خود اس بات کے بھی مخالف ہے جس کی تصریح صاحب ھدایۃ اور صاحب کافی نے کتاب الحج باب الحج عن الغیر میں کی ہے وہ تصریح یہ ہے:''اس باب میں اصل یہ ہے کہ انسان مختار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کے واسطے کردے خواہ نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ یا اس کے علاوہ، یہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک ہے کیونکہ سید عالم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے دو مینڈھے ذبح کئے ان کی سیاہی میں کچھ سفیدی ملی تھی۔جن میں سے ایک آپ ﷺ کی اپنی طرف سے اور دوسرا آپ کی امت کے ایسے افراد کی طرف سے جنھوں نے اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار کیا۔

(فتح القدیر ،کتاب الاجارات ،باب الاجارۃ الفاسدۃ،ج۹،ص۹۹)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ القوی اسی مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''طاعت وعبادت کے کاموں پر اجرت کرنا جائز نہیں مثلاً اذان کہنے کے لئے ،امامت کرنے کے لئے ،قرآن وفقہ کی تعلیم کے لئے ،حج کے لئے یعنی اس

لئے اجیر کیا کہ کسی کی طرف سے حج کرے متقدمین فقہاء کا یہی مذہب تھا مگر متاخرین نے دیکھا کہ دین کے کاموں میں سستی پیدا ہوگئی ہے اگر اس اجارہ کی سب صورتوں کو ناجائز کہا جائے تو دین کے بہت سے کاموں میں خلل پیدا ہوگا۔ انہوں نے اس کلیہ سے بعض امور کا استثناء فرما دیا اور یہ فتوی دیا کہ تعلیم قرآن وفقہ اور اذان وامامت پر اجارہ جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کیا جائے تو قرآن وفقہ کے پڑھانے والے طلب معیشت میں مشغول ہو کر اس کام کو چھوڑ دیں گے اور لوگ دین کی باتوں سے ناواقف ہو جائیں گے۔ اسی طرح موذن وامام کو نوکر نہ رکھا جائے تو بہت سی مساجد میں اذان وجماعت کا سلسلہ بند ہو جائے گا اور اس شعار اسلامی میں زبردست کمی واقع ہو جائے گی۔ اسی طرح بعض علماء نے وعظ پر اجارہ کو بھی جائز کہا ہے۔ اس زمانے میں اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں اہل علم نہیں ہیں، ادھر اُدھر سے کبھی کبھار کوئی عالم پہنچ جاتا ہے جو وعظ وتقریر کے ذریعہ انہیں دین کی تعلیم دیتا ہے اگر اس اجارہ کو ناجائز کر دیا جائے تو عوام کو جو اس ذریعہ سے کچھ علم کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں اس کا انسداد ہو جائے گا یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب اصل مذہب یہی ہے کہ یہ اجارہ ناجائز ہے ایک دینی ضرورت کی بناء پر اس کے جواز کا فتوی دیا جاتا ہے جس بندۂ خدا سے ہوسکے کہ ان امور کو محض خالصاً لوجہ اللہ انجام دے اور اجر اخروی کا مستحق بنے تو اس کی کیا بات ہے؟ پھر اگر لوگ اس کی خدمت کریں بلکہ یہ تصور کر کے کہ دین کی خدمت یہ کرتے ہیں ہم ان کی خدمت کر کے ثواب حاصل کریں تو دینے والا مستحق ثواب ہوگا اس کو لینا جائز ہوگا کہ یہ اجرت نہیں بلکہ اعانت وامداد ہے۔ (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۴، ص ۸۲)

قدوری کی شرح الجوھرۃ النیرۃ میں وہ بات نہیں جو کہ علامہ شامی نے بیان فرمائی ہے، بلکہ الجوھرۃ، کتاب الاجارۃ میں صراحت ہے کہ مفتی بہ قول یہ ہے کہ تعلیم قرآن پر اجارہ جائز ہے، محض تلاوت پر اجارہ کے جواز کا فتوی ہمیں الجوھرۃ النیرۃ میں نظر نہیں آیا۔ صاحب الجوھرۃ النیرۃ علامہ شیخ الاسلام ابی بکر علی بن محمد حدادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی نے اس بارے میں اپنی جانب سے کچھ کہنے کی بجائے صاحب ھدایۃ کی عبارت نقل کر دی ہے جسے ہم ماقبل بیان کر آئے ہیں اور بحث کے اختتام پر یہ لکھا ہے کہ واختلفوا فی الاستئجار علی قرأۃ القرآن علی القبر مدۃ معلومۃ، قال بعضھم لایجوز وھو المختار، فاعتبروا یا معشر العلماء۔ (الجوھرۃ النیرۃ، ج ۱، ص ۳۲۷)، (درس عقود رسم المفتی، بحث: طاعات پر اجرت کا مسئلہ، ص ۳۵ وغیرہ)

تاہم ایسا بھی نہیں کہ اجرت لینے کے بعد بھی مکمل اجر کا ملنا اور تمام تر برکتوں کا حاصل ہونا اور دلی اخلاص کا کماحقہ حصول ممکن ہو جائے۔ جیسا کہ بعض علماء نے دلیل کے طور پر حدیث پاک نقل کی ہے۔

☆ ...... حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ان احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ یعنی جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو اس میں اجرت کا سب سے زیادہ مستحق اللہ کی کتاب ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الطب، باب: الشرط فی الرقیۃ، رقم: ۵۷۳۷، ص ۱۰۱۳)

☆ ...... حضرت عبدالرحمٰن بن شبل کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تعلموا القرآن ولا تغلوا فیہ ولا تجفوا عنہ ولا تاکلوا بہ ولا تستکثروا بہ یعنی قرآن کی تعلیم دو اور اس معاملے میں غلو نہ کرو اور نہ ہی تلاوت قرآن سے دور ہو جاؤ اور اس کی تعلیم کو دنیاوی کمائی کا ذریعہ نہ بناؤ اور نہ ہی اس کے ذریعے مال میں زیادتی کی خواہش کرو''۔

(عمدۃ القاری، کتاب الطب، باب الشرط فی الرقیۃ، رقم: ۵۷۳۷، ج ۱۴، ص ۷۱۷)

مسئلہ اظہر من الشمس ہے کہ محض مال کمانے، دنیاوی اسباب میں اضافہ کرنے، اور اسی طرح سے دیگر فاسد مقاصد کے لئے قرآن کی تعلیم دینا یا تبلیغ دین کرنا کہاں اُخروی نفع دے گا؟۔

غرباء وپس ماندہ لوگ قابل نفرت نہیں ہوتے:

ﷺ......جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے متکبر لوگوں نے فقراء کو حدف تنقید بنایا بالکل اسی طرح سید عالم ﷺ کے دور میں بھی فقراء کو دور کرنے کے لئے مشرکین مکہ نے اعتراض کیا تھا۔ ہم چونکہ سید عالم ﷺ کی امت میں ہیں اور انہی کی شریعت قائم وباقی رہنے والی ہے لہذا متذکرہ آیت کے ضمن میں ہم سید عالم ﷺ کے دور کے حالات ذکر کرتے ہیں تا کہ ہمارے لئے سمجھنا و سمجھانا دونوں ہی آسان رہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ولا تطرد الذین یدعون ربهم بالغدوۃ والعشی یریدون وجهه ما علیک من حسابهم من شیء وما من حسابک علیهم من شیء فتطردهم فتکون من الظلمین اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا چاہتے تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں پھر انہیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے(الانعام: ٥٢)﴾۔

☆......حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ متذکرہ آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہم چھ نفوس کے متعلق نازل ہوئی، میرے متعلق، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق۔ قریش نے سید عالم ﷺ سے کہا کہ ہم ان کے پیروکار بننے سے راضی نہیں ہیں لہذا آپ ان کو اپنے پاس سے اٹھادیں۔ پھر سید عالم ﷺ کے دل میں وہ بات آئی جو اللہ عزوجل نے چاہا، آپ ﷺ نے منصوبہ بنایا تو اللہ عزوجل نے آیت مذکورہ نازل فرمائی"۔

(صحیح مسلم، کتاب:فضائل صحابه، باب:برقم: ٢٤١٣/(٦١٢٤)،ص ١٢٠٣)

☆......حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو تمہارے پاس اتنا مال ہونا چاہیے جتنا کسی سوار کا سفر خرچ ہو، اور تم اپنے آپ کو امیروں کی مجلس سے دور رکھنا اور پیوند لگانے سے پہلے کسی کپڑے کو پُرانا نہ کہنا"۔

(سنن الترمذی، کتاب اللباس، باب:ما جاء فی ترقیع الثوب، رقم: ١٧٨٧، ص ٥٣٦)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو اس کی صورت میں اور رزق میں فضیلت دی گئی ہو، اسے ایسے شخص کی طرف دیکھنا چاہیے کہ جو اس کی نسبت کم تر ہو، یہ اس کے زیادہ لائق ہے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو کم تر نہیں جانے گا، عون بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں امیروں کی مجلس میں رہا تو مجھے یہی غم رہتا تھا کہ فلاں کی سواری میری سواری سے اچھی ہے اور فلاں کے کپڑے میرے کپڑے سے اچھے ہیں اور جب میں فقراء کی مجلس میں رہا تو میں پر سکون ہو گیا۔(المرجع السابق برقم: ١٧٨٠، ص ٥٣٦)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھنا اور بطور مسکین میری روح قبض کرنا اور مجھے قیامت کے دن مسکینوں میں اٹھانا، حضرت بی بی عائشہ نے پوچھا یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: "مسکین قیامت کے دن اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہونگے"، آپ نے فرمایا: "اے عائشہ! مسکین کو رد نہ کرنا خواہ ایک کھجور کا ٹکڑا دو"، اے عائشہ: "مسکینوں سے محبت کرا اور ان کو اپنے قریب رکھو تو بیشک اللہ قیامت کے دن تمہیں اپنے قریب رکھے گا"۔

(سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب:ما جاء ان الفقراء والمهاجرین برقم:٢٣٥٩، ص ٦٨٢)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اے غریب لوگوں کے نمائندو! خوشخبری سنادو کہ غریب نصف دن یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے"۔ (ابو داؤد، کتاب العلم، باب فی القصص، رقم:٣٦٦٦، ص ٦٨٨)

☆..... مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت سعد یہ گمان کرتے تھے کہ انہیں دوسروں پر کچھ فضیلت حاصل ہے تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: "صرف کمزور لوگوں کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تم کو رزق دیا جاتا ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب: رکوب البحر، رقم:٢٨٩٦، ص٤٧٨)

☆..... حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "مجھے کمزور اور ضعفاء لوگوں میں تلاش کرو کیونکہ صرف ضعفاء اور کمزور لوگوں کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب فی الروایات والالویة، رقم:٢٥٩٤، ص٤٨٤)

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اور نجات کا بیان:

☆..... روایت میں آتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے سفینہ دو سال میں بنایا، اس کا طول (یعنی لمبائی) تین سو ذراع، عرض (یعنی چوڑائی) پچاس اور چھت کی موٹائی تیس ذراع تھی۔ اس کشتی کے تین درجے تھے، سب سے نچلے درجے میں چوپائے اور وحشی جانور سوار تھے اور درمیانے میں انسان اور سب سے اوپر کے درجے میں پرندے تھے۔ آپ علیہ السلام اس سفینے میں دس رجب کو سوار ہوئے اور دس محرم کو اس سے اترے۔ (الجمل، ج٣، ص٥٨)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نہیں جانتے تھے کہ کشتی کیسے بنائی جائے؟، اللہ عزوجل نے انہیں وحی فرمائی کے پرندے کے سینے کی مانند کشتی بناؤ۔ (الدرالمنثور، ج٣، ص ٥٩٢)

اللہ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی اپنی نگرانی میں بنانے کی تاکید اس لیے کی کہ درستگی کی جانب ھدایت کی جاتی رہے۔

علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اس کشتی میں کتنے افراد سوار تھے؟ چنانچہ مختلف اقوال یوں ملتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے مطابق اسی مرد وعورتیں کشتی میں سوار تھے، حضرت کعب الاحبار کے مطابق ٧٢ مرد وعورتیں، ایک قول کے مطابق دس تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام سال بھر سوائے دو عیدین کے روزے رکھا کرتے تھے۔ ایک قول کے مطابق جس وقت حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے ان کی عمر مبارک ٦٠٠ سال تھی، اور طوفان کے بعد ٣٥٠ سال زندہ رہے لیکن یہ قول محل نظر ہے اس لیے کہ قرآنی آیات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام طوفان سے پہلے اپنی قوم میں ٩٥٠ سال رہے پھر ان کی قوم کو طوفان نے آلیا، بعد طوفان کے کتنا عرصہ حیات رہے اس بارے میں اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے۔ ہاں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے قول کے مطابق ٤٨٠ سال طوفان سے پہلے اور بعد طوفان کے ٣٥٠ سال حیات رہے۔ ایک مرسل روایت کے مطابق ان کی قبر انور مسجد حرام میں ہے اور یہ قول کئی متاخرین سے ثابت ترین قول ہے۔ (البدایة والنهایة، باب قصة النوح، ج١، ص ١٢٥)۔

اغراض:

کررہ تاکیدا: اس جملے "فاتقوا الله واطیعون" پر ابتداء حضرت نوح کی رسالت وامانت پر مرتب کیا گیا ہے، جبکہ دوسری مرتبہ اسے اپنی تبلیغ پر اجر کا سوال نہ کرنے پر مرتب کیا گیا ہے۔

السفلة: مراد اس سے فقراء وضعفاء ہیں، کیونکہ دنیاوی اسباب وریاست انہیں ایمان لانے سے روک دیتی ہیں، اور یہی چیز اتباع رسول سے بھی باز رکھ دیتی ہے۔

من قومه: چھوٹے بڑے سب ہی مراد ہیں، پس دنیاوی ہلاکت یہ ہے کہ ان کے چھوٹے، بڑے، جانور سب ہی ہلاک ہو گئے، اور اُخروی ہلاکت یہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے آگ میں داخلہ ہوگا، اور یہ اس کے ساتھ ہوگا جو بالغ ہونے کے بعد کفر پر انتقال کر جائے، اور جو

بچپن میں مرجائے یا مشرکین کے بچے انتقال کر جائیں، تو وہ سید عالم ﷺ کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔

(الصاوی، ج٤، ص٢٣٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿ کذبت عاد ن المرسلین صلے ج (۱۲۳) اذ قال لهم اخوهم هود الا تتقون (۱۲۴) انی لکم رسول امین (۱۲۵) فاتقوا الله واطیعون (۱۲۶) وما اسئلکم علیه من اجر ج ان اجری الا علی رب العلمین ط (۱۲۷) اتبنون بکل ریع ﴾مَکَانٍ مُرتَفِعٍ﴿ ایة ﴾بناءً علمًا لِلْمَارَةِ﴿ تعبثون (۱۲۸) ﴾بِمَنْ یَمُرُّبِکُمْ وَتَسخَرُونَ مِنهُمْ والجُمْلَةُ حالٌ مِنْ ضَمِیرِ تَبْنُونَ﴿ وتتخذون مصانع ﴾لِلْمَاءِ تحتَ الارضِ﴿ لعلکم ﴾ کَاَنَّکُمْ﴿ تخلدون (۱۲۹) ﴾فِیهَا لَا تَمُوتُونَ﴿ واذا بطشتم ﴾بِضَربٍ او قَتْلٍ﴿ بطشتم جبارین (۱۳۰) ﴾مِنْ غَیرِ رَأْفَةٍ﴿ فاتقوا الله ﴾فِی ذٰلِکَ﴿ واطیعون (۱۳۱) ﴾ فیما اَمَرتُکُمْ بِهٖ﴿ واتقوا الذی امدکم ﴾انعمَ علیْکُمْ﴿ بما تعلمون (۱۳۲) امدکم بانعام وبنین (۱۳۳) وجنت ﴾بساتینٍ﴿ وعیون (۱۳۴) ﴾اَنْهارٍ﴿ انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم (۱۳۵) ﴾فِی الدُّنیَا وَالْاٰخِرةِ اِنْ عَصَیْتُمُونِی﴿ قالوا سواء علینا ﴾مُستَوٍ عِندَنا﴿ اوعظت ام لم تکن من الواعظین (۱۳۶) ﴾ اصلا اَیْ لَا نَرعَوِی لِوَعظِکَ﴿ ان ﴾ما﴿ هذا ﴾ الذی خَوَّفتَنَا بِهٖ﴿ الا خلق الاولین (۱۳۷) ﴾اِخْتِلاقُهُمْ وَکِذْبُهُمْ و فِی قِرائةٍ بِضَمِّ الخَاءِ واللَّامِ ای مَا هٰذَا الَّذِی نَحنُ عَلَیهِ مِنْ اَنْ لَا بَعثَ اِلا خُلُقِ الْاَوَّلِینَ ای طَبِیْعَتُهُمْ وَعَادَتُهُمْ﴿ وما نحن بمعذبین (۱۳۸) فکذبوه ﴾بِالْعَذَابِ﴿ فاهلکنهم ط ﴾فی الدُّنیَا بِالرِّیْحِ﴿ ان فی ذلک لاية ط وما کان اکثرهم مومنین (۱۳۹) وان ربک لهو العزیز الرحیم (۱۴۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

عاد......۱ نے رسولوں کو جھٹلایا، جبکہ ان سے ان کے ہم قوم ہود......۲ نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں، بیشک میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں، تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو، اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب، کیا بناتے ہو ہر بلندی پر (ریع بمعنی مکان مرتفع ہے یعنی بلند جگہ) ایک نشان (یعنی گزرنے والوں کے لئے بطورِ علامت ایک عمارت) راہ گیروں سے ہنسنے کو (یعنی جو بھی تمہارے پاس سے گزرے اس کا مذاق اڑاتے ہو، تعبثون جملہ فعلیہ تبنون کی ضمیر سے حال واقع ہو رہا ہے) اور چنتے ہو مضبوط محل......۳ (زیرِ زمین پانی کے) اس امید پر (گویا کہ) کہ تم ہمیشہ رہو گے (ان میں کہ تمہیں موت ہی نہیں آئے گی) اور جب کسی پر گرفت کرتے ہو (مارنے یا قتل کرنے کے ساتھ) تو بڑی بیدردی سے گرفت کرتے ہو......۴ (نرمی کئے بغیر) تو اللہ سے ڈرو (اس معاملے میں) اور میرا حکم مانو (جو میں تمہیں دوں) اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری مدد کی (یعنی تم پر انعام فرمایا) ان چیزوں سے کہ تمہیں معلوم ہیں، تمہاری مدد کی چوپایوں اور بیٹوں، اور باغوں اور چشموں (یعنی نہروں) سے، بیشک مجھے تم پر ڈر ہے ایک بڑے دن کے عذاب کا (دنیا اور آخرت میں اگر تم نے میری بات نہ مانی) بولے ہمیں برابر ہے (سواء علینا بمعنی مُستوٍ عندنا ہے یعنی ہمارے نزدیک برابر ہے) چاہے تم نصیحت کرو یا ناصحوں میں نہ ہو (قطعی طور پر ہمیں آپ کی نصیحت

کی کوئی پرواہ نہیں) یہ تو نہیں (جس کے ذریعے آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں) مگر وہی اگلوں کی ریت (یعنی ان کی من گھڑت کہانیاں اوران کی جھوٹی باتیں،ایک قرأت میں خلق خا اور لام کے ضمہ کے ساتھ ہے،اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ ہم جس عقیدے پر ہیں وہ یہ ہے کہ ہمیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا سوائے ان باتوں کے جو پہلے لوگوں کی طبیعت اوران کی عادت ہے) اور ہمیں عذاب ہونا نہیں۔ تو انہوں نے اسے جھٹلایا (یعنی عذاب کو) تو ہم نے انہیں ہلاک کیا (دنیا میں آندھی کے ساتھ......) بیشک اس میں ضرور نشانی ہے، اوران میں بہت مسلمان نہ تھے،اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿کذبت عاد المرسلین ٥ اذ قال لھم اخوھم ھود الا تتقون٥﴾

کذبت عاد المرسلین: فعل وفاعل مفعول،اذ:مضاف،قال لھم:فعل وظرف لغو،اخوھم: مبدل منہ،ھود:بدل،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول،الا تتقون:جملہ فعلیہ مقولہ ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی لکم رسول امین ٥ فاتقوا اللہ واطیعون٥﴾

انی: حرف مشبہ واسم،لکم:ظرف مستقر حال مقدم،رسول امین :مرکب توصیفی ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،فاتقوا اللہ واطیعون:اس آیت کی ترکیب آیت نمبر ۱۰۸ میں گزری۔

﴿وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العلمین ٥﴾.

اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۰۹، میں گزری۔

﴿اتبنون بکل ریع ایۃ تعبثون٥ وتتخذون مصانع لعلکم تخلدون٥﴾.

ھمزہ: حرف استفہام،تبنون:فعل واؤضمیر ذوالحال، تعبثون: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل ،بکل ریع:ظرف لغو،ایۃ:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،تتخذون:فعل واؤضمیر ذوالحال،لعلکم تخلدون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،مصانع:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جملہ فعلیہ معطوف۔

﴿واذا بطشتم بطشتم جبارین٥ فاتقوا اللہ واطیعون٥﴾

و:عاطفہ،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،بطشتم:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، بطشتم:فعل، تم :ضمیر ذوالحال،جبارین:حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ،فاتقوا اللہ واطیعون: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر:۱۰۸، میں گزری۔

﴿واتقوا الذی امدکم بما تعلمون ٥ امدکم بانعام وبنین ٥ وجنت وعیون٥﴾

و:عاطفہ،اتقوا:فعل امر بافاعل،الذی:موصول،امدکم:فعل بافاعل ومفعول ، بما تعلمون:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مبدل منہ،امدکم:فعل بافاعل ومفعول،ب:جار انعام:معطوف علیہ،و:عاطفہ،بنین:معطوف اول،و:عاطفہ،جنت:معطوف ثانی،وعیون:معطوف ثالث،ملکر مجرور ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بدل ملکر صلہ،ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم٥﴾.

انی: حرف مشبہ واسم،اخاف علیکم:فعل بافاعل وظرف لغو،عذاب یوم عظیم:مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا سواء علینا اوعظت ام لم تکن من الواعظین٥﴾

قالوا: قول،سواء علینا: شبہ جملہ خبر مقدم،ھمزہ: تسویہ،و عظت: فعل بافاعل،ملکر معطوف علیہ،ام: عاطفہ،لم تکن: فعل ناقص نفی بااسم،من الواعظین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتاویل مصدر مبتدا موٴخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان ھذا الا خلق الاولین ○وما نحن بمعذبین ○ فکذبوہ فاھلکنھم﴾۔

ان: نافیہ،ھــذا: مبتدا،ال: اداۃ حصر،خــلــق الاولیــن: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،مـــا: مشابہ بلیس،نحن: اسم،ب: زائد،معذبین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف: فصیحیہ،کذبوہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ف: عاطفہ،اھلکنھم: جملہ فعلیہ،معطوف ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرھم مومنین ○ وان ربک لھو العزیز الرحیم﴾۔

اس آیت مبارکہ کی ترکیب ماقبل آیت ۶۷،۶۸،رکوع نمبر:۸،میں گزری۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قوم عاد کا مختصر جائزہ:

۱......علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں: عاد،قوم عاد کے جد امجد کا نام ہے،مقاتل نے کہا کہ عاد اور ثمود ایک دوسرے کے چچازاد بھائی تھے،عاد حضرت ھود کی قوم تھی اور ثمود حضرت صالح کی قوم تھی،عاد وثمود دونوں کی ہلاکتوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے بعض موٴرخین کہتے ہیں عاد و ثمود دونوں بھائی تھے اور ارم بن سام بن نوح کی اولاد سے تھے،عاد اور اس کے فرزندوں کا مسکن یمن میں تھا جبکہ ثمود اور اس کے فرزندوں کا مسکن حجاز وشام میں تھا۔ان سب کی زبان اور لغت عربی تھی،یہ سب ختم ہوگئے اب ان کی نسل باقی نہیں ہے۔

(روح البیان، ج۶، ص ۲۷۸ وغیرہ)

حضرت ھود علیہ السلام کا نسب:

۲......حضرت ہود علیہ السلام کا نام ھـود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ہے اور حضرت ہود علیہ السلام کو عابر بن شالخ بن ارفکشد بن سام بن نوح بھی کہا جاتا ہے۔اور حضرت ہود علیہ السلام کو ھود بن عبداللہ بن رباح بن جارود بن عاد بن عوص بن ارم جو کہ سام بن نوح کے بیٹے ہیں بھی کہا جاتا ہے۔ابن جریر نے کہا کہ حضرت ہود علیہ السلام کو عاد بن عوص بن سام بن نوح اس قبیلے کی وجہ سے کہتے تھے جس میں آپ علیہ السلام رہائش پزیر تھے۔وہ قوم عرباکہلاتے تھے جو کہ احقاف یعنی ریت کے پہاڑوں میں رہتے تھے جو کہ عمان کے دائیں جانب کا علاقہ تھا۔

(البدایۃ والنھایۃ، قصۃ ھود، جزء ۱، ج۱، ص ۱۳۴ وغیرہ)

حضرت ہود علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چمکتا تھا۔جب لوگوں نے اس نور کو دیکھا تو کہا کہ یہ شخص ایک خدا کی عبادت کرے گا اور بتوں کو توڑے گا۔لوگوں نے آپ علیہ السلام کی بڑی تعظیم کی اور آپ علیہ السلام کے بعد سو سال تک حضرت صالح علیہ السلام کے زمانے تک کوئی نبی نہ آیا۔اور وہ زمانہ ملوکیت کا تھا اور بادشاہ اور ان کی رعایا بتوں کو پوجتے تھے اور ایسے بھی تھے جو سورج اور آگ کو پوجتے تھے۔یہاں تک کہ حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود میں پیدا ہوئے۔حضرت ہود علیہ السلام،نوح علیہ السلام کی شریعت کے پیروکار تھے۔ آپ علیہ السلام کی عمر چار سو سال تھی اور دوسرے قول کے مطابق چار سو ساٹھ سال تھی۔تاریخ شامی میں ابن حبیب کا قول ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو چونتیس سال تھی،اور ابن کلبی کا قول ہے کہ چار سو تریسٹھ سال زندہ رہے اور ان کی ماں کا نام مرجانہ تھا جو کہ پاک باز عورت تھیں۔حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک حضر موت میں ہے،ایک قول کے مطابق آپ علیہ السلام کی قبر مبارک مکہ میں ہے۔بغوی کہتے ہیں کہ حضرت علی سے روایت ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک حضر موت کی علاقے کثیب احمر میں ہے اور عبدالرحمن بن سابط

فرماتے ہیں کہ رکن مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیانی حصے میں ننانوے (۹۹) انبیائے کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں۔اور حضرت ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام کی قبریں بھی اسی خطے میں ہیں۔ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ جب کسی نبی کی قوم ہلاک ہوتی تو وہ نبی اور ان کے نیک ساتھی مکہ مکرمہ میں آکر اللہ عزوجل کی عبادت کرتے یہاں تک کہ ان کی وفات کا وقت آجاتا۔ابن اسحاق نے اخ سے نسبی بھائی مراد لیا ہے۔اور شیخ ابوبکر نے جنس کا اعتبار کیا ہے۔آپ علیہ السلام کو ان میں اس لئے شامل کیا کیونکہ وہ لوگ آپ علیہ السلام کی بات سمجھتے تھے اور آپ علیہ السلام کی حالت سے واقف تھے اور آپ علیہ السلام کی پیروی کرنے میں رغبت رکھتے تھے۔ (المظھری، ج۳،ص۴۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک بلاد یمن میں ہے اور متاخرین علماء نے فرمایا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر دمشق میں ہے۔ (البدایۃ والنھایۃقصۃ ھود،،حزء ۱، ج ۱،ص۱۴۶)

بلند عمارتیں بنانے کا شرعی حکم:

۳......حضرت ابن عباس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے ''ابنوا مساجد کم جما و ابنوا مدائنکم مشرفۃ کہ اپنی مسجدیں منڈی بناؤ اور اپنے شہر کنگرہ دار''۔

(کنز العمال ، کتاب الصلوۃ، الفصل الثالث فی فضائل المسجد و آدابہ، باب:الاداب، ج۴ الحزء:۷،۸،ص ۲۶۸)

☆......عن البنی صلی اللہ علیہ وسلم ابنوا المساجد و اتخذوھا جما یعنی مساجد بناؤ اور انہیں بے کنگرہ رکھو''۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوۃ،باب:فی زینۃ المسجد وماجاء فیھا ،ج۱،ص۳۰۹)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گنبد بنا ہوا دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کس کا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے جواب دیا کہ یہ انصار کے فلاں شخص کا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر خاموش رہے اور اس بات کو اپنے دل میں رکھا، حتی کہ وہ گنبد بنانے والا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا، اس نے کئی مرتبہ سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعراض فرمانے کو دیکھا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہیں گنبد سے متعلق خبر دی گئی، وہ شخص اسی وقت لوٹا اور اس نے وہ گنبد منہدم کر دیا، حتی کہ اس عمارت کو زمین سے برابر کر دیا، پھر ایک دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور گنبد ملاحظہ نہ فرمایا تو استفسار کیا، صحابہ نے ساری بات بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سنو ہر عمارت اس کے بنانے والے پر وبال ہے، سوا اس عمارت کے جس کے بغیر اور کوئی چارہ کار نہ ہو''۔(سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب:ما جاء فی البناء،رقم: ۵۲۳۷،ص۹۷۴)

☆...... عن ابن عباس قال :لتزخرفنھا کما زخرفت الیھود و النصاری ابن عباس کہتے ہیں تم مساجد کو اسی طرح مزین کرو گے جس طرح یہود و نصاری نے مزین کیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب:بنیان المساجد،رقم:۴۴۵ص۷۷)

☆......حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسجد نبوی کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی، اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں سے بنائی ہوئی تھی، اور اس کے ستون کھجور کے تنوں کے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں توسیع کی اور اضافہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی بنیادوں پر اینٹوں اور شاخوں سے مسجد کو وسیع بنایا اور اس کے ستون دوبارہ لکڑیوں کے بنائے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی تعمیر میں تبدیلی اور توسیع کی، اس کی دیواریں نقشیں پتھروں اور چونے سے بنائیں اور اس کے ستون بھی نقشین پتھروں سے بنائے اور اس کی چھت ساگوان کی لکڑی سے بنائی۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ،باب:بنیان المساجد، رقم:۴۴۶،ص ۷۷)

زمانے کے تغیر پذیر ہونے کی وجہ سے عوام الناس کے دلوں میں تعظیم داخل کرنے کے لئے کہ اب مسلمان کے دل ظاہری زیب و زینت کے محتاج ہیں، بظاہر بارونق، کشادہ، نقش و نگار سے مزین مساجد میں دل لگتے ہیں، لہٰذا اسی وجہ سے علماء نے جائز قرار دیا کہ مساجد کو بارونق رکھا جائے۔

غیر شرعی طریقوں سے سزا دینے کی ممانعت:

اصلاحِ معاشرہ کے لئے شریعتِ مطہرہ نے جتنی بھی سزائیں رکھی ہیں شارع نے اس کے لئے کوئی مقدار معین نہیں کی ہے بلکہ اس کو قاضی کی رائے پر چھوڑا ہے جیسا موقع ہو اس کے مطابق عمل کرے۔ ہاں کسی بھی گناہ پر بغرض تادیب جو سزا دی جاتی ہے اس کو تعزیر کہتے ہیں اور تعزیر کا اختیار صرف بادشاہِ اسلام ہی کو نہیں بلکہ شوہر بی بی کو، آقا غلام کو، ماں باپ اپنی اولاد کو، استاد اپنے شاگرد کو تعزیر کرسکتا ہے۔(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر مطلب: فی التعزیر باخذ بالمال، ج٦، ص١٠٥ وغیرہ) اور احناف کے نزدیک مالی جرمانے کا تصور ہی نہیں۔

☆۔۔۔۔سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”کسی کو دس کوڑے سے زیادہ نہ مارا جائے ماسوا اللہ کی حدود کے“۔

(صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب: کم التعزیر والادب برقم:٦٨٤٨، ص١١٨٠)

☆۔۔۔۔ربیع بن سبرہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: ”سات سال کی عمر میں بچے کو نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر میں اسے مار کر نماز پڑھاؤ“۔ (سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ، باب: ما جاء متی یؤمر برقم: ٤٠٧، ص١٤١)

☆۔۔۔۔عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو زندہ جلا دیا، حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں ہوتا تو اس قوم کو قتل کر دیتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے عذاب کے ساتھ کسی کو عذاب نہ دو، اور جو شخص اپنا دین بدلے اسے قتل کر دو“۔

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب: لا یعذب بعذاب اللہ، برقم: ٣٠١٧، ص٤٩٨)

☆۔۔۔۔حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک غلام کو مار رہا تھا، تو میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی، ”اے ابو مسعود! یہ جان لو! جتنا تم اس پر قادر ہو اس سے کہیں زیادہ اللہ تم پر قادر ہے“، میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! یہ اللہ کی رضا کے لئے ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم ایسا نہ کرتے تو تم کو دوزخ کی آگ جلاتی“۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب: فی حق المملوک، برقم: ٥١٥٩، ص٩٦٢)

☆۔۔۔۔حضرت عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب: الوسم والعلم فی الصورۃ، رقم: ٥٥٤١، ص٩٨٥)

چند مسائل:

(۱)۔۔۔۔تعزیر کی بعض صورتیں یہ ہیں، قید کرنا، کوڑے مارنا، گوشمالی کرنا، ڈانٹنا، ترش روئی سے اس کی جانب دیکھنا، غصہ کی نظر کرنا۔

(تبیین الحقائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، حصہ:٣ ج٢، ص٢٠٨ ملخصا)

(۲)۔۔۔۔اگر تعزیر ضرب سے ہو تو کم از کم تین کوڑے اور زیادہ سے زیادہ انتالیس ۳۹ لگائے جائیں، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں یعنی قاضی کی رائے میں اگر دس کوڑوں کی ضرورت معلوم ہو تو دس، بیس کی ضرورت ہو تو بیس، تیس کی ہو تو تیس اور چالیس کی ہو تو چالیس کوڑے مارے جائیں، یعنی جتنی ضرورت ہو اتنا مارا جائے، اس سے کمی نہ کرے۔ ہاں اگر چالیس کی ضرورت ہو تو انتالیس سے زیادہ نہ مارے باقی کے بدلے دوسری سزا دے مثلاً قید کر دے۔ کم از کم تین کوڑے یہ بعض متون کا قول ہے اور امام ابن ہمام وغیرہ فرماتے

ہیں کہ اگر ایک کوڑا مارنے سے کام چلے تو تین کی حاجت نہیں اور یہی قرین قیاس بھی ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج٦،ص١٠٤)

(۳)......اگر چند کوڑے مارے جائیں تو بدن پر ایک ہی جگہ ماریں جائیں اور بہت سے مارنے ہیں تو متفرق جگہ مارے جائیں کہ عضو بے کار نہ ہو۔ (المرجع السابق)

(۴)......تعزیر بالمال یعنی مالی جرمانہ لینا جائز نہیں، ہاں اگر دیکھے کہ بغیر لئے باز نہ آئے گا تو وصول کرلے پھر جب اس کام سے توبہ کرلے واپس کردے، پنچائیت میں بھی بعض قومیں بعض جگہ جرمانہ لیتی ہیں انہیں اس سے باز آنا چاہیے۔

(البحرالرائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج٥،ص٦٦)

اس زمانے میں ہندوستان (پاکستان) میں اسلامی حکومت نہیں اور لوگ بے دھڑک بلاخوف وخطر معاصی کرتے اور ان پر اصرار کرتے ہیں اور کوئی منع کرے تو باز نہیں آتے۔ اگر مسلمان متفق ہو کر ایسی سزائیں تجویز کریں جن سے عبرت ہو اور یہ بیباکی اور جرائت کا سلسلہ بند ہوجائے تو نہایت مناسب وانسب ہوگا۔ بعض قوموں میں بعض معاصی پر ایسی سزائیں دی جاتی ہیں مثلاً حقہ پانی بند کردیتے ہیں اور نہ اس کے یہاں کھاتے اور نہ اپنے ہاں اس کو کھلاتے ہیں جب تک توبہ نہ کرلے اور اس کی وجہ سے ان لوگوں میں ایسی باتیں کم پائی جاتی ہیں جن پر ان کے یہاں سزا ہوا کرتی ہے مگر کاش وہ تمام معاصی کے انسداد میں ایسی ہی کوشش کرتے اور اپنے پنچائتی قانون کو چھوڑ کر شرع مطہر کے موافق فیصلہ دیتے اور احکام سناتے تو بہت بہتر ہوتا۔ نیز دوسری قومیں بھی اگر ان لوگوں سے سبق حاصل کریں اور یہ بھی اپنے اپنے مواقع اقتدار میں ایسا ہی کریں تو بہت ممکن ہے کہ مسلمانوں کی حالت درست ہوجائے بلکہ ایک یہی کیا اگر اپنے دیگر معاملات ومنازعات میں بھی شرع مطہر کا دامن پکڑیں اور روزمرہ کے تباہ کن مقدمہ بازیوں سے دست برداری کریں تو دینی فائدہ کے علاوہ ان کی دنیوی حالت بھی سنبھل جائے اور بڑے بڑے فوائد حاصل کریں۔ مقدمہ بازی کے مصارف سے زیر بار بھی نہ ہوں اور اس سلسلہ کے دراز ہونے سے بغض وعداوت جو دلوں میں گھر کرجاتی ہے اس سے بھی محفوظ رہیں۔

(بہار شریعت مخرجہ، تعزیر کا بیان، حصہ نہم، ج٢،ص ٤٠٣ وغیرہ)

قوم ھود کی ھلاکت:

۵......قوم ھود پر عذاب کی کیفیت یہ ہے کہ سات دن اور آٹھ راتوں تک مسلسل زبردست آندھی بھیجی، یہ سخت اور تیز ہوا ان کے نتھنوں میں گھستی اور پچھلے سوراخ سے نکل کر انہیں منہ کے بل زمین پر گرادیتی حتی کہ وہ اس طرح ہوگئے جس طرح کھجور کے تنے زمین پر گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ انہیں اس طرح ہلاک کیوں کیا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ ہوا سخت یخ بستہ اور ٹھنڈی ہو یا وہ ہوا بہت تیز اور بہت سخت ہو اور اس نے ان کو زمین پر پچھاڑ دیا ہو، ان میں سے ہر چیز ممکن ہے۔ اللہ ﷻ کا فرمان کہ: "ہم نے ھود اور ایمان والوں کو نجات دی"، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آندھی سب پر آئی یعنی ایمان والوں پر بھی اور کافروں پر بھی۔ (الرازی، ج٦، ص٣٦٦)

اغراض:

علما للمارة: یعنی عمارت کا بلند کرنا اپنے علم کی برتری جتانے کو کرتے ہو۔ کانکم: "لعل" کی تفسیر قرائت شاذہ کو دلیل بناتے ہوئے کأن سے کی، زیادہ بہتر یہ ہے کہ "لعل" کو ترجی کے باب میں باقی رکھا جاتا، اور اس صورت میں معنی یہ ہوتا کہ: "تم اپنے اعمال کے سبب ہمیشہ دنیا میں رہنے کی امید رکھتے ہو"۔ اس لئے کہ لعل بمعنی کان لم یرد ہے۔

فی ذلک: یعنی ماقبل مذکور تینوں امور (بلند عمارتیں، تہہ خانے بنانا اور لوگوں کو ظلم وزیادتی سے مارنا) کا بیان ہے۔
ای لا نرعوی لوعظک: یعنی ہم آپ ﷺ کے وعظ ونصیحت کی وجہ سے باز نہ رہیں گے اور نہ ہی عار محسوس کریں گے۔
ای طبیعتھم وعادتھم: یعنی ہم سے پہلے لوگوں کی عادت ہوگزری، کہ وہ اپنی زندگی عیش وعشرت کے ساتھ بسر کرتے پھر مرجاتے، اور وہ بعث بعد الموت وحساب کو نہ مانتے تھے۔ وفی الاخرۃ: ہمیشہ آگ میں رہنا ہے۔
بالریح: یعنی سرسراہٹ والی ہوائیں، ایسی ہوائیں جس میں سخت سردی کی لہر پائی جائے اور آواز بھی ہو لیکن بارش نہ ہو، یہ ہوائیں سات راتیں اور آٹھ دن ہوتی رہیں، ان ہواؤں کی ابتداء آٹھ شوال المکرم، بروز بدھ صبح کے وقت میں ہوئی اور شام تک جاری رہیں عنقریب اس کی کیفیات سورۃ الحاقۃ میں بیان کی جائیں گی۔ (الصاوی، ج٤، ص ٢٣٨ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿ کذبت ثمود المرسلین صلے ج (۱۴۱) اذ قال لھم اخوھم صلح الا تتقون (۱۴۲) انی لکم رسول امین (۱۴۳) فاتقوا اللہ واطیعون (۱۴۴) وما اسئلکم علیہ من اجر ج ان ﴾ ما ﴿ اجری الا علی رب العلمین (۱۴۵) اتترکون فی ما ھھنا ﴾ مِنَ الْخَیرِ ﴿ امنین (۱۴۶) فی جنت وعیون (۱۴۷) وزروع ونخل طلعھا ھضیم (۱۴۸) ﴾ لَطِیفٌ لَیِّنٌ ﴿ وتنحتون من الجبال بیوتا فرھین ج (۱۴۹) ﴾ بَطِرِیْنَ وَفِی قِرائۃٍ فَارِھِینَ حَاذِقِینَ ﴿ فاتقوا اللہ واطیعون (۱۵۰) ﴾ فِیمَا اٰمُرُکُم بہٖ ﴿ ولا تطیعوا امر المسرفین (۱۵۱) الذین یفسدون فی الارض ﴾ بِالْمَعاصِیْ ﴿ ولا یصلحون (۱۵۲) ﴾ بِطَاعَۃِ اللہِ تَعالٰی ﴿ قالوا انما انت من المسحرین (۱۵۳) ﴾ الَّذِینَ سُحِرُوا کَثِیرا حتی غَلَبَ علی عَقلِھِمْ ﴿ ما انت ﴾ اَیضًا ﴿ الا بشر مثلنا صلے ج فات بایۃ ان کنت من الصدقین (۱۵۴) ﴾ فِی رِسالَتِکَ ﴿ قال ھذہ ناقۃ لھا شرب ﴾ نَصِیبٌ مِنَ الماءِ ﴿ ولکم شرب یوم معلوم (۱۵۵) ولا تمسوھا بسوء فیاخذکم عذاب یوم عظیم (۱۵۶) ﴾ بِعَظمِ العذَابِ ﴿ فعقروھا ﴾ اَی عَقَرَھا بَعْضُھُم بِرِضَاھِمْ ﴿ فاصبحوا ندمین (۱۵۷) ﴾ علٰی عَقْرِھا ﴿ فاخذھم العذاب ﴾ اَلْمَوْعُودُ بِہٖ فَھَلَکُوا ﴿ ان فی ذلک لایۃ ط وما کان اکثرھم مؤمنین (۱۵۸) وان ربک لھو العزیز الرحیم (۱۵۹) ﴾.

﴿ترجمہ﴾

ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا، جب کہ اُن سے اُن کے ہم قوم صالح ......؈ نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانتدار رسول ہوں، تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو، اور میں تم سے کچھ اس پر اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی (ان بمعنی ما ہے) پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے، کیا تم یہاں کی نعمتوں میں (یعنی بھلائیوں میں) چین سے چھوڑ دیئے جاؤ گے، باغوں اور چشموں، اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شگوفہ نرم نازک (ھضیم بمعنی لطیف لیّن ہے) اور پہاڑوں میں سے گھر تراشتے ہو استادی سے (فخریہ انداز میں اتراتے ہوئے، ایک قرأت میں فرھین کی بجائے فارھین ہے یعنی ماہرانہ انداز میں) تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو (جو میں تمہیں دوں) اور حد سے بڑھنے والوں کے کہنے پر نہ چلو، وہ جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں (گناہوں کا ارتکاب کرکے) اور بناؤ نہیں کرتے (اللہ ﷻ کی اطاعت بجالا کر) بولے تم پر تو جادو ہوا ہے (یعنی تم تو ان لوگوں میں سے ہو کہ جن پر بہت زیادہ جادو کیا گیا ہو

یہاں تک کہ ان کی عقل مغلوب ہوگئی ہو) تم (بھی) تو ہمیں جیسے آدمی ہو، تو کوئی نشانی لاؤ۔۔۔۔۔۲۔۔۔۔۔ اگر سچے ہو (اپنی رسالت میں) فرمایا یہ ناقہ۔۔۔۔۔۳۔۔۔۔۔ ہے ایک دن اس کے پینے کی باری (یعنی پانی کا ایک حصہ) اور ایک معین دن تمہاری باری، اور اسے برائی کے ساتھ نہ چھوؤ کہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آلے گا۔۔۔۔۔۴۔۔۔۔۔ اس پر انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں (یعنی ان میں سے چند ایک افراد نے دوسروں کی رضامندی سے اس ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں) پھر صبح کو پچھتاتے رہ گئے (اس کی کونچیں کاٹنے پر) تو انہیں عذاب نے آلیا (کہ جس کا وعدہ کیا گیا تھا پس اس نے انہیں ہلاک کردیا) بیشک اس میں ضرور نشانی ہے، اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے، اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿کذبت ثمود المرسلین ٥ اذ قال لهم اخوهم صلح الا تتقون ٥﴾.

کذبت ثمود المرسلین: فعل وفاعل ومفعول، اذ: مضاف، قال لهم اخو هم صلح: جملہ فعلیہ ہوکر قول، همزه: حرف استفہام، لا تتقون: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی لکم رسول امین ٥ فاتقوا الله واطیعون ٥ وما اسئلکم علیه من اجر ان اجری الا علی رب العلمین٥﴾.

انی لکم رسول امین: اسکی ترکیب نمبر ۱۲۵ میں گزری، فاتقوا الله واطیعون: اسکی ترکیب ماقبل آیت ۱۰۸ میں گزری، وما اسئلکم:۔۔۔۔۔الخ: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۰۹ میں گزری۔

﴿اتترکون فی ما ههنا امنین ٥ فی جنت وعیون ٥وزروع ونخل طلعها هضیم٥﴾

همزه: حرف استفہام، تترکون: فعل مجہول وضمیر ذوالحال، امنین: حال، ملکر نائب الفاعل، فی: جار، ما: موصولہ، ها: للتنبیہ، هنا: اسم اشارہ ظرف متعلق بمحذوف صلہ، ملکر مجرور، ملکر مبدل منہ، فی: جار، جنت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عیون: معطوف اول، و: عاطفہ، زروع: معطوف ثانی، و: عاطفہ، نخل: موصوف، طلعها: مبتدا، هضیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت، ملکر معطوف ثالث، ملکر مجرور، ملکر بدل، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتنحتون من الجبال بیوتا فرهین٥ فاتقوا الله واطیعون ٥﴾.

و: عاطفہ، تنحتون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، فرهین: حال، ملکر فاعل، من الجبال: ظرف لغو، بیوتا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تترکون" پر معطوف ہے، فاتقوا الله واطیعون: اسکی ترکیب آیت ۱۰۸ میں گزر چکی ہے۔

﴿ ولاتطیعوا امر المسرفین ٥ الذین یفسدون فی الارض ولا یصلحون٥ ﴾

و: عاطفہ، لاتطیعوا: فعل نہی بافاعل، امر: مضاف، المسرفین: موصوف، الذین: موصول، یفسدون فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یصلحون: جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا انما انت من المسحرین ٥ ما انت الا بشر مثلنا﴾.

قالوا: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ، انت: مبتدا، من المسحرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ما: نافیہ، انت: مبتدا، الا: اداۃ حصر، بشر مثلنا: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فات بایة ان کنت من الصدقین٥﴾.

ف: فصیحیہ، ات بایة: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف، "ان کنت صادقا" کیلئے جزا، ملکر جملہ

شرطیہ ،ان:شرطیہ، کنت من الصدقین:جملہ فعلیہ جزا محذوف "فات بایۃ" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال ھذہ ناقۃ لھا شرب ولکم شرب یوم معلوم○﴾۔

قال: قول،ھذہ:مبتدا،ناقۃ: موصوف،لھا:ظرف مستقر خبر مقدم،شرب:مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،لکم:ظرف مستقر مقدم،شرب یوم معلوم:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف،ملکر مقول،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولا تمسوھا بسوء فیاخذکم عذاب یوم عظیم﴾۔

و:عاطفہ،لاتمسوھا:فعل نہی با فاعل ومفعول،بسوء:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ف:سببیہ،یاخذکم:فعل ومفعول،عذاب یوم عظیم:فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فعقروھا فاصبحوا ندمین○ فاخذھم العذاب﴾۔

ف:عاطفہ،عقروھا:فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،اصبحوا:فعل ناقص با اسم،ندمین:خبر،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،اخذھم العذاب:فعل ومفعول وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرھم مومنین○ وان ربک لھو العزیز الرحیم○﴾۔

اس آیت مبارکہ کی ترکیب ماقبل آیت ۶۷،۶۸،رکوع نمبر:۸، میں گزری۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت صالح علیہ السلام کا نسب:

۱.....حضرت صالح علیہ السلام کا سلسلۂ نسب یہ ہے صالح بن عبد بن ماسح بن عبید بن حاجر ابن ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح،قوم نے جب ان کی بات نہ مانی اور ایک اللہ عزوجل کی عبادت پر مستقیم نہ ہوئے اور بتوں کی عبادت پر گامزن رہے تو اللہ عزوجل نے ان کی قوم کو کڑک کے ذریعے ہلاک کر دیا۔ (البدایۃ والنھایۃ،قصۃ الصالح نبی ثمود،ج۱،ص۱۴۶)

قوم کا نشانی طلب کرنا:

۲.....اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ ایک دن قوم ثمود جمع ہوئی۔ان کے پاس اللہ عزوجل کے رسول حضرت صالح علیہ السلام تشریف لائے اور انہیں نصیحت کی،اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈرایا،وعظ کیا اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کو ماننے کا حکم دیا۔قوم نے کہا کہ اگر آپ علیہ السلام ہمارے لئے اس پہاڑ (سامنے موجود پہاڑ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا) سے ایک زندہ اونٹنی نکال دیں جس میں فلاں فلاں خصوصیات ہونی چاہئیں،اور ساتھ ہی انہوں نے اس اونٹنی کے اوصاف ذکر کرنا شروع کر دیئے۔حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ "اگر میں تمہاری فرمائش کے مطابق کر دوں تو کیا تم میری دعوت کو قبول کر لو گے؟ اور میری نبوت کی تصدیق کرو گے؟" انہوں نے اقرار کیا ،حضرت صالح علیہ السلام نے اس پر عہد و پیمان لئے (کیونکہ آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ ان میں کئی ایسے بھی ہونگے جو معجزہ دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائیں گے اور میری نبوت کی تصدیق نہ کریں گے) پھر آپ علیہ السلام نے نماز کی جانب توجہ فرمائی اور اللہ عزوجل کے حضور نماز میں مشغول ہو گئے،پھر اللہ عزوجل سے قوم کی طلب کے مطابق دعا گو ہوئے،اللہ عزوجل نے پہاڑ کو حکم عطا فرمایا کہ وہ پھٹے اور اس میں سے مطلوبہ خصوصیات کی حامل اونٹنی برآمد ہو،پھر جب انہوں نے امر عظیم،ڈرانے والا منظر،قدرت باہرہ،دلیل قاطعہ،برہان ساطعہ دیکھ لی تو ان میں اکثر ایمان لے آئے لیکن اکثر کفر،گمراہی اور عناد پر ہی ڈٹے رہے،اسی مناسبت سے اللہ عزوجل نے فرمایا﴿فظلموا بھا﴾یعنی وہ حد سے بڑھے اور حق کی پیروی نہ کی۔

حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ:

۳۔۔۔۔۔حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا ﴿هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً﴾ ناقہ کی اضافت اللہ عزوجل کی جانب کی، یہ اضافت تشریفی اور تعظیمی ہے، جیسے اللہ عزوجل کا فرمان ﴿بَيْتُ اللّٰهِ، عَبْدُ اللّٰهِ﴾ تمہارے لئے اللہ عزوجل کی نشانی ہیں یعنی یہ نشانی اس صدق پر دلیل ہے جو میں تمہارے پاس لایا ہوں، لہٰذا اسے چھوڑ دو کہ یہ اللہ عزوجل کی زمین سے کھائے ﴿وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ﴾ اس بات پر اتفاق ہوا کہ یہ ناقہ اپنے ظاہری حال پر برقرار رہے اور زمین میں جہاں چاہے چرتی پھرے، اور ایک دن چھوڑ کر ایک دن اسے پانی پر چھوڑ دیا جائے، جس دن اسے پانی پر چھوڑا جاتا تھا اس دن کنوئیں کا سارا پانی پی جاتی تھی۔ دوسرے دن صبح لوگوں کی حاجت پوری کرنا دشوار ہوتا تھا، قوم سے کہا گیا کہ اس کا دودھ ان کے لئے کفایت کرے گا جیسا کہ باری عزوجل کا فرمان ہے ﴿لَهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ﴾ قوم سے صبر نہ ہوسکا اور انہوں نے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ اس کی کونچیں کاٹ دی جائیں، شیطان نے قوم کو ان کا عمل مزین کرکے دکھایا کہ یہی ان کے لئے بہتر ہے۔ (البداية والنهاية، قصة صالح بنی ثمود الجزء ۱، ج ۱، ص ۱۵۰ وغیرہ)

قوم کی ہلاکت کا بیان:

۴۔۔۔۔۔قوم صالح پر عذاب کی صورت اس طرح بنی کہ جمعرات کی صبح جس کو ایام النظرۃ کہا گیا ان کے چہرے زرد پڑ گئے جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں عذاب سے ڈرایا تھا، دوسرے دن صبح ان کے چہرے سرخ ہوگئے اور یہ دن جمعہ کا تھا جسے ایام التأجیل کہا گیا ہے، پھر تیسرے دن ان کے چہرے سیاہ پڑ گئے اور یہ ہفتے کا دن تھا جسے ایام المتاع کہا گیا، چوتھے دن کی صبح اتوار کے دن قوم خوشبو لگا کر عذاب کے انتظار میں بیٹھ گئی، انہیں معلوم نہ ہوتا تھا کہ عذاب کیسے اور کس جانب سے آئے گا؟ جب سورج طلوع ہوا، آسمان سے ایک زوردار آواز آئی اور ان کے نیچے یعنی زمین سے شدید زلزلہ آیا جس سے روحیں پرواز کر گئیں، نفوس چلے گئے، ہلنا جلنا بند ہوگیا، آوازیں تھم گئیں اور حقیقت ظاہر ہوئی اور گویا صبح ان کی اس حال میں ہوئی کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے کہ نہ تو ان میں روح باقی اور نہ ہی کوئی حس وحرکت۔ (البداية والنهاية، قصة صالح بنی ثمود، الجزء ۱، ج ۱، ص ۱۵۳)

اغراض:

من الخیرات: یہاں اسم اشارہ ہے جو مکان قریب کے لئے ہے، مراد یہاں دنیاوی زندگی ہے، معنی یہ ہے کہ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم ہمیشہ دنیا میں رہ جاؤ گے۔ مختلف قسم کی نعمتیں اور خواہشات کی تکمیل کرتے رہے، ہر پریشانی ومصیبت سے بچے رہے، اوامر ونواہی کے ذریعے امتحان نہ لئے گئے، دنیا کی زندگی میں تمہارا کچھ محاسبہ نہ ہوا؟ پس تم (خواہ مخواہ کے) گمان میں نہ پڑو اور تم پر واجب ہے کہ فانی زندگی کو ترک کرکے باقی رہنے والی زندگی کمانے میں مشغول ہوجاؤ۔ بطرین: اپنے رب کی نعمتوں پر اتراتے ہو۔

نصیب من الماء: یعنی ایک دن اونٹنی پانی پیئے گی اور ایک دن تم پانی پیتے ہو، پس ایک دوسرے پر کوئی مزاحمت والی بات نہیں، اور جس دن اونٹنی پانی پیتی ہے تم اس کا دودھ پیتے ہو۔ حاذقین: اعمال میں (اپنے امور میں) ماہر ہو۔

ای عقرھا بعضھم: "قدار" نامی شخص نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں، مزید اس کے ساتھ ارزق نامی شخص تھا جو کہ ولد الزنا تھا اس نے اونٹنی کے تلوار سے وار کیا۔ سدی کا قول ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت صالح علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ عنقریب آپ علیہ السلام کی قوم ناقہ کی کونچیں کاٹ ڈالے گی، حضرت صالح علیہ السلام نے اس بارے میں قوم سے کلام کیا تو بولے: ہم ایسا نہ کریں گے، حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا: کہ عنقریب ایسا غلام تمہارے شہر میں ایسا کرے گا اور تمہاری ہلاکت اسی کے ہاتھ پر ہوگی، قوم نے کہا: ہم اسے ایسا نہ کرنے دیں گے اور اسے قتل کردیں گے۔ پس انہی کی قوم میں سے ایک شخص نے ان کے نو بیٹوں کو ذبح کیا اور جب دسویں کی باری آئی تو انکار

کردیا کہ اس کا بیٹا ابھی پیدا ہی نہیں ہوا اور دسواں قتل ہونے والا ارزق احمر تھا، پس ارزق احمر جلد جوان ہوا، جب نو آدمی جن کے بیٹے ذبح ہوئے تھے اس کو دیکھتے تو کہتے کہ اگر ہمارے بیٹے بھی زندہ ہوتے تو اسی کی طرح جوان ہوتے۔ اور نو افراد (جن کے بیٹے ذبح ہوئے تھے) حضرت صالح علیہ السلام پر غضبناک ہونے لگے، کہ (العیاذ باللہ) حضرت صالح علیہ السلام ان کے قتل کے سبب بنے ہیں، پس وہ ان سے تعصب برتنے لگے، انہوں نے بدلہ لینے کے لئے طے کیا کہ ہم سفر پر نکلیں گے اور ہمارے ساتھ دیگر لوگ بھی ہوں گے، جب اسی سفر کے دوران حضرت صالح علیہ السلام نماز پڑھنے کے لئے مسجد کو جائیں گے تو ہم موقع دیکھ کر انہیں قتل کردیں گے اور پھر صاف مکر جائیں گے۔ پس حضرت صالح علیہ السلام بستی کے بجائے مسجد میں آرام فرما ہوئے، پس جب صبح ہوئی ان کے پاس آکر وعظ فرمایا، پس جب لوگ غار میں داخل ہوئے تو غار (کی دیواریں ان پر) گر پڑیں اور وہ (خود ہی) قتل ہوگئے، پس بعض وہ لوگ جنہیں ان افراد کے ناپاک عزائم کی خبر دی دیکھا تو بستی میں جمع ہوئے اور حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں ان کے بیٹوں کے قتل کے بارے میں حقیقت حال بیان فرمادی، پس (اب) لوگ ناقہ کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوئے۔ (الصاوی، ج ٤، ص ٢٣٩ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

﴿کذبت قوم لوط ن المرسلین صلے ج (۱۶۰) اذ قال لھم اخوھم لوط الا تتقون (۱۶۱) انی لکم رسول امین (۱۶۲) فاتقوا اللہ واطیعون ج (۱۶۳) وما اسئلکم علیہ من اجر ج ان﴾ مَا ﴿اجری الا علی رب العلمین (۱۶۴) اتاتون الذکران من العلمین (۱۶۵)﴾ اَی النَّاسَ ﴿وتذرون ما خلق لکم ربکم من ازواجکم ط﴾ اَی اَقْبَالِهِنَّ ﴿بل انتم قوم عدون (۱۶۶)﴾ مُتَجَاوِزُونَ الْحَلَالَ اِلَی الْحَرَامِ ﴿قالوا لئن لم تنتہ یلوط﴾ عَن اِنْكَارِكَ عَلَيْنَا ﴿لتکونن من المخرجین (۱۶۷)﴾ مِنْ بَلْدَتِنَا ﴿قال انی لعملکم من القالین (۱۶۸)﴾ الْمُبْغِضِينَ ﴿رب نجنی واھلی مما یعملون (۱۶۹)﴾ اَی مِنْ عَذَابِهٖ ﴿فنجینہ واھلہ اجمعین (۱۷۰) الا عجوزا﴾ اِمْرَاَتَهٗ ﴿فی الغبرین (۱۷۱)﴾ الْبَاقِينَ اَهْلَكْنَاهَا ﴿ثم دمرنا الاخرین (۱۷۲)﴾ اَهْلَكْنَاهُمْ ﴿وامطرنا علیھم مطرا ج﴾ حِجَارَةً مِن جُمْلَةِ الْاِهْلَاكِ ﴿فساء مطر المنذرین (۱۷۳)﴾ مَطَرُهُمْ ﴿ان فی ذلک لاٰیۃ ط وما کان اکثرھم مومنین (۱۷۴) وان ربک لھو العزیز الرحیم (۱۷۵)﴾

﴿ترجمہ﴾

لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا، جب کہ ان سے ان کے ہم قوم لوط نے فرمایا کیا تم نہیں ڈرتے، بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانتدار رسول ہوں، تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو، اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے، کیا مخلوق (یعنی انسانوں) میں مردوں سے بدفعلی کرتے ہو، اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لیے تمہارے رب نے بنائیں جوروئیں (یعنی عورتوں کی اگلی شرم گاہیں) بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو (یعنی حلال وحرام کو ملانے والے ہو) بولے اے لوط! اگر تم باز نہ آئے (ہمارے اعمال پر ناپسندیدگی کا اظہار کرنے سے) تو ضرور نکال دیے جاؤ گے (ہمارے شہر سے) فرمایا (حضرت لوط علیہ السلام نے) میں تمہارے کام سے بیزار ہوں (یعنی سخت نفرت کرتا ہوں) اے میرے رب! مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کام (کے عذاب) سے بچا، تو ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی، مگر ایک بڑھیا کہ (جو ان کی زوجہ تھیں) پیچھے رہ گئی (الغابرین بمعنی

الباقین ہے، پس ہم نے اسے ہلاک کردیا) پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کردیا (دمرنا بمعنی اھلکنا ہے) اور ہم نے ان پر ایک برساؤ برسایا (یعنی پتھروں کی بارش کی کہ وہ سب ہلاک ہوگئے) تو کیا ہی برا برساؤ تھا ڈرائے ہوؤں کا، بیشک اس میں ضرور نشانی ہے، اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے، اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿کذبت قوم لوط المرسلین ٥ اذقال لهم اخوهم لوط الا تتقون٥﴾.

کذبت قوم لوط المرسلین: فعل وفاعل ومفعول، اذ: مضاف، قال لهم اخوهم لوط: جملہ فعلیہ ہوکر قول، ھمزہ: حرف استفہام، لاتتقون: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی لکم رسول امین ٥ فاتقواالله واطیعون ٥ ومااسئلکم علیه من اجر ان اجری الا علی رب العلمین٥﴾.

انی لکم ......الخ پہلی آیت کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۲۵، دوسری آیت کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۰۸، وتیسری آیت کی ترکیب آیت نمبر ۱۰۹، میں گزری۔

﴿اتاتون الذکران من العلمین ٥ وتذرون ما خلق لکم ربکم من ازواجکم﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، تاتون: فعل بافاعل، الذکران: ذوالحال، من العلمین: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تذرون: فعل بافاعل، ما: موصولہ، خلق لکم ربکم من ازواجکم: جملہ فعلیہ صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ماقبل "اسئلکم" میں "کم" ضمیر سے حال ہے۔

﴿بل انتم قوم عدون ٥ قالوا لئن لم تنته یلوط لتکونن من المخرجین٥﴾.

بل: عاطفہ، انتم: مبتدا، قوم عدون: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، قالوا: قول: لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، لم تنتہ: فعل نفی بافاعل، ملکر شرط، لام: قسمیہ، تکونن من المخرجین: جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، یلوط: نداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال انی لعملکم من القالین٥﴾.

قال: قول، انی: حرف مشبہ واسم، لعملکم: ظرف لغو مقدم، القالین: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور، من: جار، مجرور سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿رب نجنی واهلی مما یعملون ٥ فنجینه واهله اجمعین ٥ الا عجوزا فی الغبرین٥﴾.

رب: نداء، نج: امر بافاعل، ن: وقایہ، ی: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اھلی: معطوف، ملکر مفعول، مما یعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، ہوکر ماقبل "قال" کیلئے مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، نجینا: فعل بافاعل، ہ: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ: اھلہ: مؤکد، اجمعین: تاکید، ملکر مستثنی منہ، ان: حرف استثناء، عجوزا: موصوف، فی الغبرین: ظرف مستقر صفت، ملکر مستثنی، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم دمرنا الاخرین ٥ وامطرنا علیهم مطرا فساء مطر المنذرین٥﴾.

ثم: عاطفہ، دمرنا: فعل بافاعل، الاخرین: مفعول ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، امطرنا علیہم مطرا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول بہ، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ساء: فعل ذم، مطر المنذرین: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مبتدا محذوف "مطرھم" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان فی ذلک لآیۃ وما کان اکثرھم مومنین ٥ وان ربک لھو العزیز الرحیم٥﴾.
اس آیت مبارکہ کی ترکیب ماقبل آیت ۶۷، ۶۸، رکوع نمبر: ۸، میں گزری۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت لوط علیہ السلام کا نسب:

۱...... حضرت لوط علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے لوط بن ھارون بن آزر، آپ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ آپ علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ سرزمین شام کی جانب ہجرت کی، آپ علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے سدوم اور اس کے آس پاس کے علاقے کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ آپ علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ عزوجل کی عبادت کی طرف بلاتے، انہیں نیکی کا حکم دیتے اور گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکتے جو خود ان کی اپنی ایجاد تھے اور پہلے کسی نے ان کاموں کا ارتکاب نہ کیا تھا، وہ گناہ کا کام یہ تھا کہ وہ عورتوں کو چھوڑ کر مرد سے اپنی خواہش پوری کرتے، اور یہ ایسی بُرائی تھی جس کے بارے میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک ان کے سوا کسی کو خیال نہ آیا تھا اور نہ ہی پہلے یہ چیز معروف تھی۔ اہل سدوم نے اس برائی کو رواج دیا خلیفہ ولید بن عبدالملک بانی جامع مسجد دمشق فرماتے ہیں کہ اگر اللہ عزوجل قرآن مجید میں قوم لوط کا قصہ بیان نہ کرتا تو مجھے اس بات کا گمان بھی نہ ہوتا کہ کوئی مرد بھی مرد سے ایسا فعل کر سکتا ہے۔ (ابن کثیر، ج ۲ ص ۲۸۶)

اکثر تابعین کا یہ قول ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ مستدرک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔ ابن عساکر نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ بی بی سارہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔ (روح المعانی، الجزء الثامن، ص ٥٦٥)

شرم کی باتیں اشارۃً کرنا:

۲...... قرآن میں جہاں ہر قسم کے مسائل واحکام کا اجمالاً وتفصیلاً بیان ملتا ہے، وہیں ایسا بھی ہے کہ بعض مسائل واحکام کی جانب اشارۃً کلام کیا جاتا ہے۔ یقیناً ایسا کرنے میں قرآن کی فصاحت وبلاغت کا عمدہ ثبوت اور رہتی دنیا تک کے لوگوں کو درس ونصیحت ہے۔ قوم لوط بُرے اعمال میں پیش پیش تھی اور عورتوں کے بجائے مَردوں سے خواہش پوری کرنے میں دنیا میں اپنی مثال آپ ہے۔ یہ بات ہم ان کے حوالے سے فخریہ نہیں بلکہ طنزیہ کہہ رہے ہیں۔ لیکن قرآن کی فصاحت دیکھیں کہ اتنے بڑے گناہ کے باوجود قوم کو عمدہ انداز میں اشارۃً نصیحت کی گئی۔ جن الفاظ کا انتخاب رب کائنات نے فرمایا انہی پر غور کریں چنانچہ فرمایا: ﴿اتاتون یعنی تم آتے ہو﴾۔ ہمارے لئے کتنا بڑا درس ہے کہ ہم اپنے اس قسم کے شرم کے معاملات کو بلا جھجک نہ کرلیا کریں۔

علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں:

جو شخص اپنی بیوی اور محارم پر غیرت نہ کھائے وہ دیوث ہے، معلوم ہوا کہ باوجود قدرت اپنی زوجہ، ماں، بہنوں اور جوان بیٹیوں وغیرہ کو گلیوں، بازاروں، شاپنگ سینٹروں اور مخلوط تفریح گاہوں میں بے پردہ گھومنے پھرنے، اجنبی پڑوسیوں، نامحرم رشتے داروں، غیر محرم ملازموں، چوکیداروں، ڈرائیوروں سے بے تکلفی اور بے پردگی سے منع نہ کرنے والے دَیُّوث ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں: دیوث سخت اَخبث فاسق ہے اور فاسق مُعلِن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، اسے امام بنانا حلال نہیں اور اس کے

پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور پڑھی تو پھیرنا واجب۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج٦،ص٥٨٣)

قوم لوط کے عمل بد کی شرعی حیثیت:

۳......اگر کوئی شخص غیر محل یعنی دبر میں وطی کرے تو امام اعظم کے نزدیک مطلقاً حد نہیں بلکہ ایسی صورت میں تعزیر ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک اجنبی پر ایسا فعل کرنے کی صورت میں حد لازم ہوگی جبکہ اگر کوئی شخص ایسا فعل کسی باندی، غلام یا زوجہ سے کرے تو بالاجماع حد نہ ہوگی بلکہ تعزیر ہوگی، درر میں ہے کہ ایسے شخص کو آگ میں جلا دیا جائے یا اس پر دیوار گرادی جائے اور پھر اوپر سے پتھر مار مار کر سنگسار کر دیا جائے، الحاوی میں ہے کہ ایسا فعل کرنے والے کو کوڑے لگانا زیادہ صحیح ہے، فتح القدیر میں ہے کہ ایسے شخص کو قید کیا جائے حتی کہ مرجائے یا توبہ کرلے، اور اگر پھر یہی جرم کرے تو امام وقت اسے قتل کردے۔ (الدر المختار، کتاب الحدود، باب الوطی یوجب الحد، ج٦، ص٣٨)

قوم لوط پر عذاب کی کیفیت:

۴......حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے بازو کے کناروں سے قوم لوط کے گھروں کو اکھیڑ کر رکھ دیا، قوم لوط سات شہروں میں قیام پزیر تھی، بعض محققین کا کہنا ہے کہ قوم لوط میں چار سو انسان تھے، ایک قول یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ان کی تعداد چار ہزار تھی، اور ان کے ساتھ حیوانات بھی تھے، اور ان کے شہروں میں زمینیں، گھر اور دیگر کام کاج کے ٹھکانے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کی جانب بلند کر کے الٹا پلٹ کر رکھ دیا یہاں تک کہ آسمان کے فرشتوں نے کتوں کے بھونکنے اور مرغ کی آوازیں سنیں۔ اور ان پر آسمان سے پتھر برسائے اور ہر پتھر پر اس کا نام کندہ تھا جس سے اس شخص کی ہلاکت ہوئی تھی جیسا کہ اللہ کا فرمان بھی ہے کہ ﴿مُسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ﴾۔ (البدایة والنهایة، ذکر اولاد ابراهیم، الجزء ١، ج ١، ص ٢٠١)

حد نافذ کرنے میں رحمت ہونا:

۵......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی حدود میں سے کسی حد کا قائم کرنا چالیس رات کی بارش سے بہتر ہے''۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الحدود، باب: اقامة الحدود، رقم: ٢٥٣٧، ص٤٣٢)

☆......حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی حدود کو قریب و بعید سب میں قائم کرو اور اللہ کے حکم بجالانے میں ملامت کرنے والے کی ملامت تمہیں نہ روکے''۔ (سنن ابن ماجه، کتاب الحدود، باب: اقامة الحدود، رقم: ٢٥٤٠، ص٤٣٢)

☆......ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ ایک مخزومیہ عورت نے چوری کی، جس کی وجہ سے قریش کو فکر لاحق ہوئی کہ اس کو کس طرح بچایا جائے، آپس میں لوگوں نے کہا کہ اس بارے میں کون شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرے گا؟ پھر لوگوں نے کہا، سوا اسامہ بن زید کے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں، کوئی شخص سفارش کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا، غرض اسامہ نے سفارش کی، اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کہ تو حد کے بارے میں سفارش کرتا ہے،'' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اگلے لوگوں کو اس بات نے ہلاک کردیا کہ اگر اُن میں کوئی شریف (بظاہر معزز) چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کمزور چوری کرتا ہے تو اس پر حد نافذ کردیتے، قسم ہے خدا کی! اگر فاطمہ بنت محمد بھی ایسا کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جاتا''۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب:٥٦، رقم: ٣٤٧٥، ص٥٨٦)

☆......حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس کی سفارش حد قائم کرنے میں حائل ہوجائے، اس نے اللہ کی مخالفت کی اور جو جان کر باطل کے بارے میں جھگڑے، وہ ہمیشہ اللہ کی ناراضی میں ہے جب تک اُس سے جدا نہ ہوجائے اور جو شخص مومن کے متعلق ایسی چیز کہے جو اس میں نہ ہو، اللہ اسے ردغۃ الخبال میں اس وقت تک رکھے گا جب تک

اس کے گناہ کی سزا پوری نہ ہولے، ردغۃ الخبال جہنم کی ایک وادی ہے جہاں جہنمیوں کا خون اور پیپ جمع ہوگا''۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ، باب:فیمن یعین علی خصومۃ ،رقم: ۳۵۹۷،ص۶۷۶)

حدود کا نفاذ نہ کرنے کی نحوستیں بھی احادیث میں بیان کی گئی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے مہاجرین کی جماعت! جب تم پانچ چیزوں میں مبتلا ہوتو ان کو پانے سے اللہ ﷻ کی مدد طلب کرو، جب کسی قوم میں بے حیائی ظاہر ہوا اور وہ اس کو کھلم کھلا کرنے لگیں تو ان میں طاعون پھیل جاتا ہے اور وہ ان امراض میں مبتلا ہوجاتے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہوئے نیک لوگوں میں نہیں تھے، اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے وہ قحط سالی، شدید محنت مشقت اور بادشاہ کے ظلم میں مبتلا ہوجاتی ہے، اور جو لوگ اپنے اموال کی زکوۃ نہیں دیتے، ان سے آسمان کی بارش روک لی جاتی ہے اور اگر جانور نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی، اور جو قوم اللہ اور اس کے رسول سے کئے ہوئے عہد کو توڑتی ہے تو اللہ ﷻ ان پر اغیار کو مسلط کردیتا ہے سو ان کی ساری پونجی کو وہ اغیار لوٹ کرلے جاتے ہیں، اور جب تک مسلمانوں کے ائمہ اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے اور اللہ کے نازل کئے احکام کو اختیار نہیں کریں گے، اللہ ان کو آپس کی جنگوں میں مبتلا کردے گا''۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب:العقوبات،رقم: ۴۰۱۹، ۶۶۴)

☆......ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت ضرور خمر (انگور کی شراب) کا نام بدل کے پیتی رہے گی اور اس کے سروں پر آلات موسیقی بجتے رہیں گے اور گانے والیاں گاتی رہیں گی حتی کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسادے گا اور انہیں بندر وخنزیر بنادے گا''۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن ، باب:العقوبات،رقم: ۴۰۲۰،ص۶۶۴)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب میری امت پندرہ قسم کے کام کرے گی تو اس پر بلائیں اور مصائب نازل ہونگے''، صحابہ نے پوچھا وہ پندرہ قسم کے کام کون سے ہیں؟ ''فرمایا: ''جب مال غنیمت کو ذاتی دولت بنایا جائے گا، امانت کے مال کو غنیمت سمجھ لیا جائے گا، زکوۃ کو تاوان سمجھا جائے گا، مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا، اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے دوست کے ساتھ نیکی کرے گا، اور اپنے باپ کے ساتھ بدی کرے گا، مساجد میں شور کیا جائے گا، رذیل (گھٹیا) آدمی کو قوم کا سردار بنایا جائے گا، کسی شخص کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جائے گی، انگور کی شراب پی جائے گی، ریشم پہنا جائے گا، اور اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو برا کہیں گے تو ان کاموں کے وقت سرخ آندھیوں اور زمین پر دھنسائے جانے اور مسخ کئے جانے کا انتظار کرو''۔

(سنن الترمذی ، کتاب الفتن، باب:ما جاء فی علامۃ حلول، رقم: ۲۲۱۷،ص۶۴۵)

اغراض:

ای الــنــاس: جس طرح انسانوں سے بدفعلی کرتے اسی طرح جانوروں سے بھی کرتے، پس یہ خصلت بری ہے جو کہ اس وقت قوم لوط کے سوا کسی اور قوم میں نہیں پائی گئی، پھر قوم لوط عذاب کا شکار ہوئی، یہاں تک کہ یہ بری خصلت امت محمدی میں نظر آتی ہے، پس ہم اللہ کے بندے ہیں اور ہمیں اسی کی جانب لوٹنا ہے۔ ای القبـــــالھـــن: کیونکہ عورت کا مقام قبل بیج بونے کا مقام ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم﴾۔ الباقین: یعنی عذاب سے، کہا جاتا ہے کہ قوم لوط فرمانبرداری کرنے کے بعد پھر برائی کے درپے ہوئی تو ان پر پتھر کی برسات ہوئی، ایک قول یہ بھی کیا گیا قوم نے حضرت لوط علیہ السلام کی پیروی نہ کی تو انہیں بھی دیگر قوم کے ساتھ مسخ کردیا گیا۔ اھلکناھم: یعنی بستی کو الٹنے کے ذریعے، یعنی اس کا اوپری حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کردیا گیا۔ مطرھم: یہ مخصوص بالذم کے لئے ہے۔

(الصاوی، ج۴،ص۱۲۴۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿کذب اصحب لئیکة ﴾وَفی قِرائةٍ بِحذفِ الهَمْزَةِ وإلقاءِ حَرْكَتِها علَی اللّامِ وَفَتحِ الهَاءِ هی غَیْضَةُ شَجرٍ قُربَ مدْیَنَ﴿المرسلین ﴿۱۷۶﴾اذ قال لهم شعیب ﴾لَمْ یَقُلْ اَخُوهُم لِاَنَّهٗ لَم یَکُنْ مِنهُم ﴿الا تتقون ﴿۱۷۷﴾انی لکم رسول امین ﴿۱۷۸﴾ فاتقوا الله واطیعون ﴿۱۷۹﴾ وما اسئلکم علیه من اجر ان ﴾مَا﴿ اجری الا علی رب العلمین ﴿۱۸۰﴾اوفوا الکیل ﴾اَتِمُّوهُ﴿ولا تکونوا من المخسرین ﴿۱۸۱﴾ ﴾النَّاقِصِینَ﴿وزنوا بالقسطاس المستقیم ﴿۱۸۲﴾ ﴾المِیزَانِ الاسْوِیِّ﴿ ولا تبخسوا الناس اشیاء هم ﴾لَا تَنقُصُوهُم مِنْ حَقِّهِم شَیئًا﴿ ولا تعثوا فی الارض مفسدین ﴿۱۸۳﴾ ﴾بِالقَتلِ وَغَیْرِهٖ مِن عِثِیّ بِکَسرِ المُثَلَّثَةِ اَفْسَدَ وَمُفْسِدِینَ حَالٌ مُؤَکِّدَةٌ لِمَعنِی عَامِلِهَا تَعْثَوا ﴿واتقوا الذی خلقکم والجبلة ﴾الْخَلِیفَةَ﴿ الاولین ﴿۱۸۴﴾ قالوا انما انت من المسحرین ﴿۱۸۵﴾ وما انت الا بشر مثلنا وان﴾مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِیلَةِ واسْمُهَا مَحْذُوفٌ اَی اِنَّهٗ﴿نظنک لمن الکذبین ﴿۱۸۶﴾ فاسقط علینا کسفا ﴾بِسُکونِ السِّینِ وَفَتحِهَا قِطعَةً ﴿من السماء ان کنت من الصدقین ﴿۱۸۷﴾ ﴾فِی رِسالَتِکَ ﴿ قال ربی اعلم بما تعملون ﴿۱۸۸﴾ ﴾فَیُجَازِیْکُم بِهٖ﴿ فکذبوه فاخذهم عذاب یوم الظلة ﴾هِیَ سَحَابَةٌ اَظَلَّتْهُم بَعدَ حرٍّ شَدِیدٍ اَصَابَهُمْ فَاَمْطَرتْ عَلَیْهِم نارًا فَاَحْتَرقُوا﴿ انه کان عذاب یوم عظیم ﴿۱۸۹﴾ان فی ذلک لایة وما کان اکثرهم مومنین ﴿۱۹۰﴾وان ربک لهوالعزیزالرحیم ﴿۱۹۱﴾﴾.

﴿ترجمہ﴾

بن والوں نے جھٹلایا (ایک قرأت میں ایکة ......۱...... میں ہمزہ کو حذف کر کے اس کی حرکت لام کلمہ کی طرف منتقل کی گئی ہے اور ھاء کے فتحہ کے ساتھ ہے اور اس سے مراد مَدْیَن کے قریب گھنے درختوں والی ایک جگہ ہے) رسولوں کو، جب ان سے شعیب نے فرمایا (یہاں اخوھم نہیں کہا گیا اس لئے کہ حضرت شعیب علیہ السلام اس قوم میں سے نہ تھے) کیا ڈرتے نہیں، بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانتدار رسول ہوں، تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو، اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے، ناپ پورا کرو (یعنی اسے مکمل کیا کرو) اور گھٹانے والوں (یعنی کم کرنے والوں) میں نہ ہو، اور سیدھی ترازو سے تولو......۲...... (القسطاس المستقیم بمعنی المیزان السوی ہے یعنی صحیح تول) اور لوگوں کی چیزیں کم کر کے نہ دو (یعنی جو ان کا حق ہے اس میں کچھ کمی نہ کرو) اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو (قتل وغیرہ کے ذریعے، عَثِیَ بمعنی اَفْسَد عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ ہے، مفسدین حال مؤکدہ ہے اور تعثوا اس کا معنوی فاعل ہے) اور اس سے ڈرو جس نے تم کو پیدا کیا اور اگلی مخلوق (الجبلة ......۳...... بمعنی الخلیقة ہے) کو۔ بولے تم پر جادو ہوا ہے، تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی (انْ مخففه من الثقیلة ہے اور اس کا اسم محذوف ہے یعنی یہ انّهٗ تھا) اور بیشک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں، تو ہم پر کوئی ٹکڑا گرا دو (کِسفًا بمعنی قطعة سین کے سکون اور فتح دونوں طرح ہے) آسمان کا، اگر تم سچے ہو (اپنی رسالت میں) فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے کرتوت ہیں (لہذا وہی تمہیں ان کا بدلہ دے گا) تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں شامیانے والے دن کے عذاب نے آ لیا (یعنی بادل کے ایک ٹکڑے نے ان پر شدید گرمی کے بعد سایہ فگن ہو کر

آگ کی بارش کی تو سب کے سب جل کر خاکستر ہو گئے ......الخ......) بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا، بیشک اس میں ضرور نشانی ہے، اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے، اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿کذب اصحب لئیکۃ المرسلین ○ اذ قال لھم شعیب الا تتقون○ ﴾.

کذب اصحب لئیکۃ المرسلین: فعل بافاعل ومفعول، اذ: مضاف، قال لھم شعیب: جملہ فعلیہ ہو کر قول، ھمزہ: حرف استفہام، لاتتقون: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی لکم رسول امین ○ فاتقوا اللہ واطیعون ○ وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العلمین○ ﴾.

اس آیت مبارکہ کی ترکیب ماقبل آیت ۶۷، ۶۸، رکوع نمبر: ۸، میں گزری۔

﴿اوفوا الکیل ولا تکونوا من المخسرین ○ وزنوا بالقسطاس المستقیم○ ﴾.

اوفوا الکیل: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تکونوا: فعل ناقص نہی بااسم، من المخسرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، زنوا: فعل امر بافاعل، بالقسطاس المستقیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تبخسوا الناس اشیائھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین○ ﴾.

ولاتبخسوا: فعل نہی بافاعل، الناس: مفعول اول، اشیاء ھم مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لاتعثوا: فعل نہی واؤ ضمیر ذوالحال، مفسدین: حال ملکر فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتقوا الذی خلقکم والجبلۃ الاولین○ ﴾.

و: عاطفہ، اتقوا: فعل امر بافاعل، الذی: موصول، خلقکم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الجبلۃ الاولین: مرکب توصیفی معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا انما انت من المسحرین ○ وما انت الا بشر مثلنا﴾.

قالوا: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ، انت: مبتدا، من المسحرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، انت: مبتدا، الا: اداۃ حصر، بشر مثلنا: مرکب توصیفی خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان نظنک لمن الکذبین○ ﴾.

و: عاطفہ، ان: مخففہ باضمیر شان "ک" محذوف اسم، نظنک: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، لام: فارقہ، من الکذبین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاسقط علینا کسفا من السماء ان کنت من الصدقین○ ﴾.

ف: فصیحیہ، اسقط علینا: فعل امر بافاعل وظرف لغو، کسفا: موصوف، من السماء: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان کنت صادقا" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ان شرطیہ، کنت من الصدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فاسقط علینا" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال ربی اعلم بما تعملون ○ فکذبوہ فاخذھم عذاب یوم الظلۃ﴾.

قال: قول، ربی: مبتدا، اعلم بما تعملون: شبہ جملہ خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، کذبوہ: جملہ

فعلیہ ،ف:عاطفہ ،اخذھم:فعل ومفعول،عذاب یوم الظلۃ:فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انہ کان عذاب یوم عظیم ○ ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرھم مومنین ○ وان ربک لھوالعزیزالرحیم○﴾.

انہ: حرف مشبہ واسم، کان:فعل ناقص واسم،عذاب یوم عظیم: خبرملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،ان فی ذلک:الخ......ان آیت کی ترکیب ما قبل آیت نمبر۶۷،۶۸، میں گزری۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اصحب ایکۃ کون تھے؟

ا......ایکہ کامعنی ہے گھنا جنگل، درختوں کا جھنڈ،تبوک یامدین کے قریب ایک بستی ہے،اس کو بھی ایکہ کہتے ہیں،اصحاب الایکہ سے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مراد ہیں،اس قوم کا نام بنو مدیان تھا،مدین کے مرکزی شہر کو بھی کہتے ہیں اوران کے پورے علاقے کو بھی،یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایکہ تبوک کا قدیم نام تھا،اس کا لغوی معنی گھنا جنگل ہے۔آج کل ایک پہاڑی کا نام ہے جوجبل اللوز سے وادی افل میں آکر گرتا ہے اور یہ علاقہ حجاز سے فلسطین وشام جاتے ہوئے راستے میں پڑتا ہے۔(تبیان القرآن، ج۶، ص ۲۰۷وغیرہ)

قسطاس بمعنی عدل وانصاف :

۲......علامہ ابن منظور کہتے ہیں وزن کا ٹھیک قائم کرنا قسطاس کہلاتا ہے،اللہ عزوجل کا فرمان ہے﴿وزنوا بالقسطاس المستقیم اورسیدھی ترازو سے تولو(الشعراء:۱۲۸)﴾۔ایک قول کے مطابق قسطاس بمعنی میزان العدل ہے،چہ جائے کہ موازین دراہم ہوں یا کچھ اور، "المقسط" اللہ عزوجل کا صفاتی نام ہے اوراس سے مراد عادل (عدل کرنے والا) ہے۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اللہ نیند سے پاک ہے اوراس کی جانب نیند منسوب کرنا جائز نہیں،وہ بندوں کے اعمال کو نیچا اوراونچا کرتا رہتا ہے"۔یعنی جس بندے کے اعمال کو بلند کرنا چاہے(اسے نیکی کی توفیق دے کر)اس کے اعمال کو بلند کرتا ہے اورجس کے اعمال کو نیچا کرنا چاہے اسے نیچا کرتا ہے۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اے لوگو!جب تم حاکم بنائے جاؤ تو عدل کرواور جب فیصلہ کروتو عدل کے ساتھ کرو"۔

(لسان العرب، الحرف:قاف، ج۱۱،ص ۱۵۹،ملخصا وملتقطا)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اس ذات کی قسم!جس کے قبضہ میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہونگے ،وہ عدل وانصاف سے فیصلے کریں گے،صلیب توڑیں گے،خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو موقوف کریں گے، مال ودولت کو اتنا تقسیم کریں گے کہ پھران کو کوئی لینے والا نہیں ہوگا"(صحیح البخاری، کتاب البیوع،باب:قتل الخنزیر،رقم: ۲۲۲۲،ص ۳۵۴)

☆......حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اگر دنیا کی بقا میں صرف ایک دن رہ جائے گا تو اللہ عزوجل اس دن کو ضرورطویل کردے گا،حتی کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو اس دن بھیجے گا،جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اورجس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا،وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح زمین پہلے ظلم وناانصافی سے بھری ہوئی تھی"۔ (سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب:ما جاء فی المھدی، رقم: ۲۲۳۷،ص ۶۵۰)

☆......حضرت نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اورعرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہو جائیں کہ میں نے نعمان کو اپنے مال سے اتنی اتنی چیزیں ہبہ کردی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:"تم نے جتنی چیزیں نعمان کو دی ہیں کیا اپنے باقی بیٹوں کو بھی اتنی چیزیں دی ہیں"،انہوں نے کہا نہیں!آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"پھر تم اس پر میرے علاوہ کسی اورکو گواہ بناؤ"،پھر آپ نے فرمایا:"کیا تم کو اس سے خوشی نہیں ہوگی کہ تمہارے تمام بیٹے تمہارے ساتھ نیکی کرنے میں برابر ہوں"؟انہوں نے کہا کیوں

نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم بھی ان کے ساتھ برابر سلوک کرو''۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ کو گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہی نہیں دیتا''۔ (صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب: باب لا یشهد علی شهادة، رقم: ۲۶۵۰، ص ۴۲۹)

☆...... حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب خاتم النبیین ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو وہ لوگ ماپ تول کے اعتبار سے سب لوگوں سے بڑے تھے، اللہ نے یہ سورت ﴿ویل للمطففین﴾ نازل فرمائی، پس اس کے بعد انہوں نے پیمانے اچھے کر لئے''۔ (سنن ابن ماجه، ابواب التجارات، باب: التوقی فی الکیل والوزن، رقم: ۲۲۲۳، ص ۳۸۲)

☆...... نبی کریم ﷺ نے پیمائش اور وزن کرنے والوں سے ارشاد فرمایا: ''بیشک تمہیں ایسا کام سونپا گیا ہے جس میں تم سے پہلی اُمتیں ہلاک ہوگئیں''۔ (سنن الترمذی، ابواب البیوع، باب: ماجاء فی المکیال والمیزان، رقم: ۱۲۲۱، ص ۳۷۴)

☆...... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس قوم میں بھی لوٹ مار یعنی چوری کی کثرت ہوئی، اللہ نے ان کے دلوں پر دشمن کا رعب ڈال دیا، جس قوم میں بھی زنا عام ہوا اُن میں اموات کی کثرت ہوگئی، جس قوم میں بھی ماپ تول میں کمی کی اللہ نے انکے رزق میں کمی کر دی، جس قوم نے بھی ناحق فیصلہ کیا ان میں لڑائی جھگڑا عام ہوگیا اور جس قوم نے بھی عہد کو توڑا اللہ نے ان پر دشمن کو مسلط کر دیا''۔

(مشکوة المصابیح، کتاب الرقاق، باب: تغیر الناس، الفصل الثالث، رقم: ۵۳۷۰، ۴۵۹)

جبلت کسے کہتے ہیں؟

ع...... الجبلة بمعنی الخلقة ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿والجبلة الاولین﴾ اور حسن نے جیم کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ اس کی جمع الجِبلّات ہے۔ امام کسائی کہتے ہیں کہ ''الجبلة'' کسرہ وضمہ دونوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ ﷻ کا فرمان ﴿ولقد اضل منکم جبلا کثیرا﴾۔ (لسان العرب، الحرب جیم، ج ۲، ص ۱۷۰)

انسان کے پیدائشی وفطری وصف کو ''جبلت'' کا نام دیا گیا ہے، اب دیکھا جاتا ہے کہ کسی کی جبلت (خلقت) میں نرمی، شائستگی، متانت، پختگی ہوتی ہے اور کسی کی طبیعت میں سختی، چڑچڑاپن اور غیر سنجیدگی ہوتی ہے۔ متذکرہ آیت میں کافروں کے اوصاف کا بیان ملتا ہے کہ ان کی طبیعت ہی میں تکبر، عناد، ضد، ہٹ دھرمی ہے اور ہر انسان اپنی سرشت کے مطابق ہی زندگی گزارتا ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے ﴿کل یعمل علی شاکلته سب اپنے انداز پر کام کرتے ہیں (الاسراء: ۸۴)﴾۔

قوم شعیب پر عذاب کی کیفیت:

ع...... شیخ الامام واعیۃ الاسلام محمد متولی الشعراوی فرماتے ہیں کہ اپنے پیٹوں کے بل ایسے پڑے رہ گئے کہ ان میں حرکت تک باقی نہ رہی، قرآن مجید میں اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿وتری کل امة جاثیة (الجاثیة: ۲۸)﴾ یعنی اپنے گھٹنوں کے بل گر گئے، اور ان کا اپنے گھٹنوں کے بل گرنا ان کی ذلت اور ان کے عاجز ہونے کی دلیل ہے۔ شیخ الاسلام نے لسان العرب سے علامہ جمال الدین افریقی کا قول بھی ذکر کیا ہے کہ ''ان کے جسم زمین پر پڑے رہ گئے، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ انہیں جب آزمائش پہنچی تو وہ زمین سے چمٹ کر رہ گئے، اور الجاثم کے معنی ہیں کہ کسی کا اپنے پاؤں کے بل زمین سے چمٹ جانا جیسا کہ پرندہ بیٹھتا ہے، یعنی جب انہیں عذاب آیا تو وہ مر گئے زمین سے لگتے ہوئے۔

ابن کثیر نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ انہیں شدید زلزلے نے آلیا کہ ان کی روحیں ان کے جسموں سے نکل گئیں، اور حیوانات زمین پر جمادات کی طرح ہوگئے، اور صبح ان کے جسم زمین پر ایسے پڑے تھے کہ نہ تو ان میں روح تھی، نہ حرکت اور نہ ہی حواس باقی رہے۔ (قصص الانبیاء، ص ۱۵۴)

اغراض:

علی اللام : سے مراد لام تعریف ہے، پہلی ہمزہ کو ضرورت کی بنا پر حذف کر دیا لام کے متحرک ہونے کی وجہ سے، ہمزہ وصلی جس کو گرا دیا گیا ساکن کو جیلے سے (نطق کے لحاظ سے) جوڑنے کے لئے آتی ہے، مفسر کا یہ کلام محل نظر ہے۔
ھی غیضۃ شجر: غین کی فتح اور ضاد کے معجمہ ہونے کی صورت میں، مراد وہ جگہ جہاں درخت ایک دوسرے کے ساتھ ملے جلے ہوتے ہیں۔قرب مدین: مراد حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی ہے، اسے مدین اصل بانی (آباد کرنے والے کا نام) مدین بن ابراہیم پر رکھا گیا ہے، مدین اور مصر کے مابین آٹھ دنوں کا فاصلہ ہے۔
لانہ لم یکن منھم: بلکہ حضرت شعیب علیہ السلام مدین کے رہنے والے تھے، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿والی مدین اخاھم شعیبا﴾۔
وغیرہ: سے راستہ کاٹنے کی جانب اشارہ ہے۔
مخففۃ من الثقیلۃ: مناسب یہ ہے کہ ان مہملہ کہا جائے تا کہ عمل کا سوال ہی نہ رہے، اس لئے کہ مخففہ ہونے کی صورت میں عمل قلیل ہو جاتا ہے، اَوْلیٰ یہ ہے کہ قرآن کو کثیر کی طرف محمول کیا جائے۔
اصابھم: یعنی سات دن مراد ہیں، پھر سات دنوں کے بعد انہوں نے ایک بادل کے نیچے پناہ لی۔ (الصاوی، ج ٤، ص ٢٤٢ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿وانہ﴾ اَیِ القُرآنُ ﴿لتنزیل رب العلمین (۱۹۲) نزل بہ الروح الامین (۱۹۳)﴾ جِبرَئِیلُ ﴿علی قلبک لتکون من المنذرین (۱۹۴) بلسان عربی مبین (۱۹۵)﴾ بَیِّنٍ وَفِی قِرائَۃٍ بَتَشدِیدِ نَزَّلَ ونَصَبِ الرُّوحِ والفَاعِلُ اللّٰہُ ﴿وانہ﴾ اَی ذِکرِ القُرانِ المُنَزَّلِ عَلٰی مُحمدٍ ﴿لفی زبر﴾ کُتُبِ ﴿الاولین (۱۹۶)﴾ کَا لتَّورٰۃِ والاِنجِیلِ ﴿اولم یکن لھم﴾ لِکفارِ مکۃَ ﴿اٰیۃ﴾ علی ذَالکَ ﴿ان یعلمہ علموا بنی اسرائیل (۱۹۷)﴾ کَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلامٍ واَصحَابِہٖ مِمَّنْ آمَنُوا فَاِنَّھُم یُخبِرُونَ بِذَالکَ ویَکُنْ بِالتحْتَانِیۃِ وَنصَبَ آیۃً وَبِالْفَوقَانِیۃِ ورَفعِ ایۃ ﴿ولو نزلنہ علی بعض الاعجمین (۱۹۸)﴾ جَمعُ اَعْجَمَ ﴿فقراہ علیھم﴾ اَی کُفَّارِ مکۃَ ﴿ما کانوا بہ مؤمنین (۱۹۹)﴾ اَنَفۃً مِن اِتبَاعِہٖ ﴿کذلک﴾ اَی مِثلَ اِدخَالِنَا التَّکْذِیبَ بِہٖ بِقِرائَۃِ الْاَعجَمِ ﴿سلکنہ﴾ اَدخَلنَا التَّکْذِیبَ بِہٖ ﴿فی قلوب المجرمین (۲۰۰)﴾ اَی کُفَّارِ مَکۃَ بِقِرائَۃِ النَّبِیِّ ﴿لایؤمنون بہ حتی یروا العذاب الالیم (۲۰۱) فیاتیھم بغتۃ وھم لا یشعرون (۲۰۲) فیقولوا ھل نحن منظرون (۲۰۳)﴾ لِنُؤمِنُ فَیقَالُ لَھُم لَا قَالُوا مَتٰی ھَذا العَذابُ قَال تعالٰی ﴿افبعذابنا یستعجلون (۲۰۴) افرءیت﴾ اَخبِرنِی ﴿ان متعنھم سنین (۲۰۵) ثم جاءھم ما کانوا یوعدون (۲۰۶)﴾ مِنَ العَذابِ ﴿ما﴾ اِستِفھَامِیۃٌ بِمَعنَی اَیُّ شَیءٍ ﴿اغنی عنھم ما کانوا یمتعون (۲۰۷)﴾ فِی دَفْعِ العَذابِ اَو تَخْفِیفِہٖ اَی لَمْ یُغنِ ﴿وما اھلکنا من قریۃ الا لھامنذرون (۲۰۸)﴾ رُسُلٌ تُنذِرُ اَھْلَھَا ﴿ذکری﴾ عِظَۃٌ لَھُم ﴿وما کنا ظلمین (۲۰۹)﴾ فِی اِھلَاکِھِم بَعدَ اِنْذَارِھِمْ وَنَزَلَ رَدًّا لِقَولِ المُشرِکِینَ ﴿وما تنزلت بہ﴾ بِالقُرآنِ ﴿الشیطین (۲۱۰) وما ینبغی﴾ یَصْلَحُ ﴿لھم﴾ اَنْ یَنزِلُوا بِہٖ ﴿وما یستطیعون (۲۱۱)﴾ ذٰلکَ ﴿انھم عن السمع﴾ لِکَلامِ المَلائِکۃِ ﴿لمعزولون (۲۱۲)﴾ مَحْجُوبونَ بِالشُّھُبِ ﴿فلا تدع مع اللہ الٰھا اخر فتکون من

المعذبین (۲۱۳) ﴿اِن فَعلتَ ذالکَ الذی دَعَوکَ اِلَیہِ﴾ وانذر عشیرتک الاقربین (۲۱۴) ﴿وَھُم بَنُو ھَاشِمٍ وَبَنُوا المُطَلِّبِ وَقَدْ اَنْذَرھُم جِھَارا رَواہ البُخَارِیُّ ومُسلمٌ﴾ واخفض جناحک ﴿اَلِنْ جَانِبَکَ﴾ لمن اتبعک من المومنین (۲۱۵) ﴿المُوَحِّدِینَ﴾ فان عصوک ﴿اَی عَشِیرَتُکَ﴾ فقل ﴿لَھُم﴾ انی بری ء مما تعملون (۲۱۶) ﴿مِن عِبَادَۃِ غَیرِاللہِ﴾ وتو کل ﴿بِالواوِ والفَاءِ﴾ علی العزیزالرحیم (۲۱۷) ﴿اللہِ اَی فَوِّض اِلَیہِ جمِیعَ اُمورِکَ﴾ الذی یرک حین تقوم (۲۱۸) ﴿اِلی الصَّلوٰۃِ﴾ وتقلبک ﴿فِی ارکَانِ الصَّلوۃِ قَائمًا وَقَاعدًا وَراکِعًا وَسَاجِدًا﴾ فی السجدین (۲۱۹) ﴿اَیِ المُصَلِّیْنَ﴾ انہ ھو السمیع العلیم (۲۲۰) ھل انبئکم ﴿اَی کُفَّارَ مکۃَ﴾ علی من تنزل الشیطین (۲۲۱) ﴿بِحَذفِ اِحدَی التَّائَینِ مِنَ الْاَصْلِ﴾ تنزل علی کل افاک ﴿کَذَّابٍ﴾ اثیم (۲۲۲) ﴿فَاجِرٍ مِثْلَ مُسَیلَمۃِ وَغیرِہ مِنَ الْکُھنۃِ﴾ یلقون ﴿اَیِ الشَّیاطِینُ﴾ السمع ﴿اَی مَا سَمِعُوہُ مِنَ المَلائِکۃِ الی الْکُھنۃِ﴾ واکثرھم کذبون (۲۲۳) ﴿یَضُمُّونَ الی المَسْمُوعِ کِذبًا کَثِیرا وکَانَ ھٰذا قَبلَ اَنْ حُجِبَتِ الشَّیاطِینُ عَنِ السَّماءِ﴾ والشعراء یتبعھم الغاون (۲۲۴) ﴿فِی شِعرِھِمْ فَیقُولونَ بہٖ یَروُون عَنْھُمْ فَھم مَذْمُومُونَ﴾ الم تر ﴿تَعلَمْ﴾ انھم فی کل واد ﴿مِن اَوْدِیۃِ الْکَلامِ وَفُنُونہٖ﴾ یھیمون (۲۲۵) ﴿یَمْضُونَ فَیُجَاوِزُونَ الحَدَّ مَدحا وھِجَاءً﴾ وانھم یقولون ﴿فَعلنَا﴾ ما لا یفعلون (۲۲۶) ﴿اَی یَکْذِبونَ﴾ الا الذین امنوا وعملوا الصلحت ﴿مِنَ الشُعَراءِ﴾ وذکروا اللہ کثیرا ﴿اَی لَم یَشْغَلھُم الشِعْرُ عَنِ الذِّکْرِ﴾ وانتصروا ﴿بِھَجْوِھم مِنَ الکُفَّارِ﴾ من بعد ما ظلموا ﴿بِھجوِ الکُفَّارِ لَھمْ فِی جُملۃِ المُوْمِنِینَ فَلَیْسُوا مَذمُومِینَ قَال تَعالٰی لَا یُحبُّ اللہُ الجَھْرَ بِالسُّوءِ مِنَ القَولِ الا مَن ظُلِمَ فَمَنِ اعتَدی عَلَیکم فَاعْتَدُوا عَلَیہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدی عَلَیکُم﴾ وسیعلم الذین ظلموا ﴿مِنَ الشُّعَراءِ وَغَیرِھِمْ﴾ ای منقلب ﴿مَرجِعٍ﴾ ینقلبون (۲۲۷) ﴿یَرجِعُونَ بَعدَ المَوتِ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے، اسے روح الامین ......۱...... (یعنی حضرت جبریل علیہ السلام) لے کر اترا، تمہارے دل پر ......۲...... کہ تم ڈر سناؤ، روشن عربی زبان میں ......۳...... (یعنی واضح زبان میں، ایک قرأت میں نـــزل تشدید کے ساتھ اور روح منصوب ہے جبکہ اس فعل کا فاعل ذاتِ باری تعالیٰ ہے) اور بیشک اس کا چرچا (یعنی جو قرآنِ کریم سرورِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا ہے اس کا تذکرہ) اگلی کتابوں میں ہے (مثلاً توریت اور انجیل میں، زُبُر بمعنی کُتُب ہے) اور کیا یہ ان کے لیے (یعنی کفارِ مکہ کے لئے) نشانی نہ تھی (اس بات پر) کہ اس نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے عالم (جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی جو بنی اسرائیل میں سے ایمان لے آئے اس لئے کہ وہ اس نبی کے متعلق خبریں دیا کرتے تھے، ایک قرأت میں یـکـن یا کے ساتھ اور اٰیۃ منصوب ہے جبکہ ایک دوسری قرأت میں یـکـن کی بجائے تـکـن ہے اور اٰیۃ مرفوع ہے) اور اگر ہم اسے کسی غیر عربی شخص پر اتارتے (الاعجمین جمع ہے اعجم کی) کہ وہ انہیں (یعنی کفارِ مکہ کو) پڑھ کر سناتا جب بھی اس پر ایمان نہ لاتے (یعنی تکبر کرتے ہوئے اس کی پیروی نہ کرتے) یونہی (بشرطیکہ یہاں عجمی شخص کی قرأت مراد ہو تو ہم نے جس طرح اس کی وجہ سے تکذیب کو داخل کردیا اسی طرح) ہم نے جھٹلانا پیرا دیا ہے (یعنی ہم نے اس نبی کی وجہ سے بھی تکذیب داخل کردی ہے) مجرموں کے دلوں میں (یعنی کفارِ مکہ

کے، بشرطیکہ آیتیں نبی پڑھ کر سنائے) وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ دیکھیں دردناک عذاب، تو وہ اچانک ان پر آجائے گا اور انہیں خبر نہ ہوگی۔ تو کہیں گے کیا ہمیں کچھ مہلت ملے گی (تاکہ ہم ایمان لے آئیں تو ان سے کہا جائے گا ہرگز نہیں کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو کہتے تھے کہ کب آئے گا یہ عذاب؟ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں......۴؟ بھلا دیکھو تو (افرایت بمعنی اخبرنی ہے یعنی بتاؤ تو سہی) اگر کچھ برس ہم انہیں برتنے دیں، پھر آئے ان پر جس کا وہ وعدہ دیے جاتے ہیں (یعنی عذاب) تو کیا کام آئے گا (ما اغنی میں ما استفہامیہ بمعنی ای شیء ہے) ان کے وہ جو برتتے تھے (عذاب دور کرنے یا اس میں تخفیف کرنے کی خاطر، یعنی انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا) اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی جسے ڈر سنانے والے نہ ہوں (ایسے رسول جو ان بستی والوں کو خطرات سے آگاہ کرتے ہوں) نصیحت کے لیے (ذکری بمعنی عظة ہے) اور ہم ظلم نہیں کرتے......۵......(ان کو ڈرانے کے بعد ان کو ہلاک کرکے، یہ آیتِ مبارکہ مشرکین کے قول کے رد میں نازل ہوئی) اور اس قرآن کو لے کر شیطان نہ اترے، اور وہ اس قابل نہیں (یعنی لائق نہیں کہ قرآن کریم لے کر نازل ہوتے) اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں، وہ تو سننے کی جگہ سے (یعنی فرشتوں کی باتیں سننے سے بھی) دور کردیے گئے ہیں (یعنی شہابِ ثاقب کے ذریعے روک دیئے گئے ہیں) تو اللہ کے سوا دوسرا خدا نہ پوج کہ تجھ پر عذاب ہوگا (اگر بفرضِ محال آپ نے ایسا کیا کہ جس کی طرف وہ آپ کو دعوت دیتے ہیں) اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ (یعنی بنو ہاشم اور بنو مطلب کو اور واقعی آپ ﷺ نے انہیں اعلانیہ ڈرایا، اس کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے) اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ (یعنی لطف و کرم فرمائیں) اپنے پیرو مسلمانوں کے لیے......۶......(یعنی توحید کے علمبرداروں کے لئے) تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں (یعنی آپ ﷺ کا خاندان) تو فرمادو (ان سے) میں تمہارے کاموں سے (یعنی غیر اللہ کی عبادت سے) بے علاقہ ہوں اور اس پر بھروسہ کرو......۷......(وتوکل کو وتوکّل اور فتوکّل دونوں طرح پڑھا گیا ہے) جو عزت والا مہر والا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ پر، اور اپنے تمام کام اسی کے سپرد کردو کہ) جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو (نماز پڑھنے کی خاطر) اور تمہارے دورے کو (یعنی نماز کے ارکان میں قیام کرتے ہوئے، قعدہ کرتے ہوئے، رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے) نمازیوں میں (ساجدین بمعنی مصلین ہے) بیشک وہی سنتا جانتا ہے۔ کیا میں تمہیں بتادوں (اے کفارِ مکہ) کہ کس پر اترتے ہیں شیطان (تنزّل ایک تا کے حذف کے ساتھ ہے) اترتے ہیں بڑے بہتان والے (یعنی جھوٹے) گنہگار پر (یعنی ہر فاجر شخص پر، جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اس جیسے دوسرے کاہنوں پر) شیطان ان پر ڈالتے ہیں اپنی سنی ہوئی (بات کہ جسے وہ فرشتے سے سنتے ہیں اور کاہنوں کو بتاڈالتے ہیں) اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں (یعنی سنی ہوئی بات میں حد درجہ جھوٹ ملادیتے ہیں، ایسا کام شیاطین آسمان سے روکے جانے سے پہلے کیا کرتے تھے) اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں......۸......(ان کے اشعار میں، پس وہ اشعار پڑھتے ہیں اور ان سے روایت کرتے ہیں، لہٰذا وہ قابلِ مذمت ہیں) کیا تم نے نہ دیکھا (یعنی کیا آپ کو معلوم نہیں) کہ وہ ہر نالے میں (یعنی فنونِ لطیفہ اور کلام کی ہر وادی میں) سرگرداں پھرتے ہیں (یعنی ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں اور مدح سرائی و مذمت کی تمام حدود سے تجاوز کرجاتے ہیں) اور وہ کہتے ہیں جو (ہم نے فلاں کام کیا حالانکہ) کرتے نہیں (بلکہ جھوٹ بولتے ہیں) مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے (ان شعراء میں سے) اور بکثرت اللہ کی یاد کی (یعنی اشعار نے انہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کیا) اور بدلہ لیا (کفار سے ان کی ہجو کرکے) بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا (کفار کے تمام مؤمنین کی ہجو کرنے کی وجہ سے، لہٰذا یہ برے نہیں، چنانچہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ وقال تعالی ﴿فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْكُمْ﴾) اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم (یعنی شعراء وغیرہ) کہ کس کروٹ

(منقلب بمعنی مرجع ہے) پر پلٹا کھائیں گے (یعنی وہ مرنے کے بعد کس طرف لوٹیں گے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وانه لتنزيل رب العلمين ○ نزل به الروح الامين ○ على قلبك لتكون من المنذرين ○ بلسان عربي مبين○ ﴾.

و: مستانفہ، انه: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، تنزيل رب العلمين: مرکب اضافی موصوف، نزل: فعل، به: ظرف مستقر حال مقدم، الروح الامين: ذوالحال، ملکر فاعل، على قلبك: ظرف لغو، لام: جار، تكون: فعل ناقص باسم، من: جار، المنذرين: اسم فاعل بافاعل، بلسان عربي مبين: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وانه لفي زبر الاولين ○ اولم يكن لهم اية ان يعلمه علموا بني اسراء يل○ ﴾.

و: عاطفہ، انه: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، فی زبر الاولین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، همزه: حرف استفہام، و: عاطفہ، لم: نافیہ جازمہ، یکن: فعل ناقص، لهم: ظرف مستقر حال مقدم، اية: ذوالحال، ملکر خبر مقدم، ان: مصدریہ، یعلمه: فعل ومفعول، علموا بني اسراء يل: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو نزلنه على بعض الاعجمين ○ فقراه عليهم ما كانوا به مومنين○ ﴾.

و: عاطفہ، لو: شرطیہ، نزلنه على بعض الاعجمين: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، قراه عليهم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ما: نافیہ، كانوا: فعل ناقص بااسم، به مومنين: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿كذلك سلكنه في قلوب المجرمين ○ لا يومنون به حتى يروا العذاب الاليم○ ﴾

كذلك: ظرف مستقر "سلک" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، سلكنه: فعل بافاعل ومفعول، في قلوب المجرمين: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ، لا يومنون به: فعل نفی بافاعل وظرف لغو، حتى: جار، يروا العذاب الاليم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فياتيهم بغتة وهم لا يشعرون ○ فيقولوا هل نحن منظرون○ ﴾.

ف: عاطفہ، یاتی: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، بغتة: حال، ملکر فاعل، هم: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، هم لا يشعرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "يروا" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، يقولوا قول، هل: حرف استفہام، نحن: مبتدا، منظرون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ماقبل "يروا" پر معطوف ہے۔

﴿افبعذابنا يستعجلون ○ افرء يت ان متعنهم سنين ○ ثم جاء هم ما كانوا يوعدون○ ﴾.

همزه: حرف استفہام، ف: عاطفہ، بعذابنا ظرف لغو مقدم، يستعجلون: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ فعل محذوف "ايغفلون عن ذلك مع تحققه وتقرره" پر معطوف ہے، همزه: حرف استفہام، ف: عاطفہ، رء يت: فعل بافاعل بمعنی اخبرنی، ان: شرطیہ، متعنهم سنين: فعل بافاعل ومفعول وظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، جاء هم: فعل ومفعول، ما كانوا يوعدون: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا محذوف "فبعذابنا يستعجلون" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما اغنى عنهم ما كانوا يمتعون○ وما اهلكنا من قرية الا لها منذرون○ ﴾.

ما: استفہامیہ مفعول مقدم، اغنى عنهم: فعل وظرف لغو، ما كانوا يمتعون: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ،

و: مستانفہ ،مااھلکنا:فعل نفی بافاعل ،من:زائد،قریۃ:موصوف،الا:اداۃ حصر،لھامنذرون: جملہ اسمیہ صفت ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذکری وما کنا ظلمین ○ وما تنزلت بہ الشیطین○ ﴾۔

ذکری: مبتدامحذوف"ھذہ"کیلئے خبرملکر جملہ اسمیہ معترضہ ،و:مستانفہ ،ما:نافیہ، کنا:فعل ناقص بااسم،ظلمین:خبر،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،و:عاطفہ ،ما تنزلت:فعل نفی،بہ:ظرف لغو،الشیطین:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما ینبغی لھم وما یستطیعون ○ انھم عن السمع لمعزولون○ ﴾۔

و:عاطفہ ،ما ینبغی:فعل نفی بافاعل ،لھم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ،و:عاطفہ ،ما یستطیعون:فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ،انھم:حرف مشبہ واسم،عن السمع:ظرف لغومقدم،لام:تاکیدیہ،معزولون:اسم مفعول بانائب الفاعل،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلا تدع مع اللہ الھا اخر فتکون من المعذبین○ ﴾۔

ف: فصیحیہ ،لاتدع:فعل نہی بافاعل،مع اللہ: ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم،الھا اخر: ذوالحال،ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،ف:سببیہ ،تکون:فعل ناقص بااسم،من المعذبین:ظرف مستقرخبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانذرعشیرتک الاقربین ○ واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین○ ﴾۔

و:عاطفہ ،انذر:فعل امر بافاعل،عشیرتک الاقربین: مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،و:عاطفہ ،اخفض جناحک:فعل امر بافاعل ومفعول،لام،جار،من اتبعک:موصول صلہ ملکرذوالحال،من المومنین:ظرف مستقر حال،ملکرمجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فان عصوک فقل انی بریء مما تعملون ○ وتوکل علی العزیز الرحیم ○ الذی یرک حین تقوم ○ وتقلبک فی السجدین○ ﴾۔

ف:عاطفہ ،ان:شرطیہ ،عصوک:جملہ فعلیہ شرط ،ف:جزائیہ ،قل:قول،انی:حرف مشبہ واسم ،بریء مما تعملون:شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکرمعطوف علیہ ،و:عاطفہ ،توکل:فعل امر بافاعل،علی:جار،العزیز الرحیم: موصول،الذی:موصول،یری:فعل بافاعل،ک:ضمیر معطوف علیہ ،و:عاطفہ ،تقلبک:ذوالحال،فی السجدین: ظرف مستقر حال،ملکرمعطوف ملکرمفعول،حین تقوم :ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرصلہ،ملکرصفت،ملکرمجرورملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکرجزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انہ ھوالسمیع العلیم ○ ھل انبئکم علی من تنزل الشیطین○ ﴾۔

انہ: حرف مشبہ واسم،ھوالسمیع العلیم: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،ھل:حرف استفہام ،انبئکم:فعل بافاعل ومفعول،علی:جار، من تنزل الشیطین:موصول صلہ،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تنزل علی کل افاک اثیم ○ یلقون السمع واکثرھم کذبون○ ﴾۔

تنزل: فعل بافاعل،علی:جار، کل:مضاف،افاک اثیم: موصوف،یلقون:فعل واؤضمیرذوالحال،و:حالیہ،اکثرھم کذبون:جملہ اسمیہ حال،ملکرفاعل،السمع،مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرصفت،ملکرمضاف الیہ،ملکرمجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والشعراء یتبعھم الغاون ○ الم ترانھم فی کل واد یھیمون ○ وانھم یقولون ما لایفعلون○ ﴾۔

و:مستانفہ ،الشعراء:مبتدا،یتبعھم الغاون: فعل ومفعول وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ،ھمزہ،حرف استفہام،لم تر:فعل نفی بافاعل،انھم:حرف مشبہ واسم ،فی کل واد یھیمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف

علیہ،و:عاطفہ،انھم:حرف مشبہ واسم ،یقولون مالایفعلون: جملہ قولیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الاالذین امنوا وعملواالصلحت وذکرواالله کثیرا وانتصروا من بعد ما ظلموا﴾.

الا: حرف استثناء،الذین:موصوف،امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و:عاطفہ،عملواالصلحت:جملہ فعلیہ معطوف اول،و:عاطفہ،ذکرواالله کثیرا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،و:عاطفہ،انتصروامن بعد ماظلموا: جملہ فعلیہ معطوف ثالث،ملکر صفت،ملکر مستثنیٰ منہ "الشعراء" ماقبل کیلئے مستثنیٰ واقع ہے۔

﴿وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون○﴾.

و: مستانفہ،سیعلم:فعل،الذین ظلموا: موصول صلہ،ملکر فاعل،ای منقلب: موصوف،ینقلبون: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... والشعراء یتبعھم الغاؤن...... ☆ یہ آیت شعراء کفار کے بارے میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کی ہجو میں شعر کہتے تھے اور کہتے تھے کہ جیسا محمد ﷺ کہتے ہیں ایسا ہم بھی کہہ لیتے ہیں اور ان کی قوم کے گمراہ لوگ ان سے ان اشعار کو نقل کرتے ہیں ان لوگوں کی اس آیت میں مذمت کی گئی ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

روح الامین کا بیان:

۱......اہل صراط روح امین کو خبر کریں جاتی ہے امت نبوی فرش پر کریں

آیت مقدسہ میں روح مقدسہ (جبرائیل امین علیہ السلام) کی خاص شان کا بیان ہے، جب یہ روح قوی ہوگی تو اس سے متعلق حواس بھی ادارک کی کیفیات میں سبقت کر جائیں گے یہاں تک کہ ادراک کی خاص کیفیت ہوگی جو عام طور پر نہیں ہوا کرتی۔ انہیں روح الامین علیہ السلام اس لئے بھی کہا گیا ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی جانب سے وحی لانے کے معاملے میں امانتدار تھے۔

(حاشیۃ الشھاب المعروف عنایۃ القاضی، ج۷،ص۲۰۸)

اگر یہ کہا جائے کہ کونسا فرشتہ سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر خدمت ہوتا تھا؟ لوگ کہیں گے کہ جبرائیل امین علیہ السلام، میں کہوں گا دلیل کیا ہے؟ تو لوگ حیرت میں مبتلا ہوجاتے ہیں، پھر ایک کہتا ہے کہ سید عالم ﷺ کے پاس جبرائیل امین علیہ السلام کے سوا کوئی فرشتہ وحی لے کر نہیں آتا تھا۔ میں یہ کہوں گا کہ سید عالم ﷺ کے پاس حضرت اسرافیل علیہ السلام کا تین سال تک آنا ثابت ہے، جیسا کہ مسند احمد میں ہے۔اس مقام پر کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿نزل بہ الروح الامین اسے روح الامین لے کر اترا (الشعراء: ۱۹۳)﴾ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام کا قرآن لے کر نازل ہونا ہے۔ میں (علامہ عینی) کہوں گا کہ روح حضرت جبرائیل علیہ السلام کے علاوہ بھی فرشتے کو کہا گیا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿یوم یقوم الروح والملئکۃ صفا جس دن جبرائیل کھڑا ہوگا اور سب فرشتے (النباء: ۳۸)﴾۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ مراد وہ فرشتہ ہے جو تمام فرشتوں میں عمدہ شان کا مالک ہو، میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو امانت دار ہونے کی صفت سے متصف کیا گیا ہے، اور یہ صفت انہیں اللہ عزوجل کی جانب سے عطا ہوئی ہے، انہیں روح بھی کہا گیا ہے۔ اور ضحاک نے روح سے مراد جبرائیل علیہ السلام لیا ہے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ روح سے مراد جبرائیل امین علیہ السلام ہی ہیں؟ میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ صحابہ، تابعین، اسباب علم اور خبر متواتر سے یہی

سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں جسے رد کرنے کی کسی میں مجال نہیں ہے حتی کہ یہود ونصاری نے بھی روح سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی لیا ہے۔ (عمدة القاری، کتاب بدء الوحی، باب: کیف کان بدء الوحی، رقم:۲، ج۱، ص۸۱)

قرآن کی متذکرہ آیت میں سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام کو روح الامین کا لقب دیا گیا ہے، اور حدیث میں بھی اس قسم کا مضمون ملتا ہے چنانچہ: سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللھم ایدنا بروح القدس''۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوة، باب: الشعر فی المسجد، رقم:۴۵۳، ص۷۸)

کیا قرآن کے علاوہ دیگر احکام کی بھی وحی ہوئی؟

☆......اس بارے میں کہ کیا قرآن کے علاوہ دیگر احکامات کی بھی وحی ہوتی تھی؟، یعنی وحی متلو کے علاوہ غیر متلو کی بھی وحی ہوتی تھی۔ اس بارے میں علامہ آلوسی کہتے ہیں سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام سید عالم ﷺ پر الفاظ قرآن لے کر نازل ہوتے تھے، جو کہ لوح محفوظ میں بیت العزت میں ہوتا تھا جب جبرائیل امین علیہ السلام کو قرآن مجید کے نازل کرنے کا حکم ہوتا تو وہ اس کو لوح سے محفوظ کر لیتے یا ان کی طرف قرآن کی وحی کی جاتی اور اس کو لے کر نازل ہوتے، جیسا کہ بعض متقدمین کا کہنا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بغیر کسی تغیر وتبدل کے سید عالم ﷺ کی جانب قرآن القاء فرماتے۔ بعض کا کہنا یہ ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام پر قرآن کے معانی نازل کئے جاتے پھر آپ علیہ السلام ان معانی کو اپنے الفاظ سے تعبیر کرتے لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿بلسان عربی مبین روشن عربی زبان میں (الشعراء:۱۹۵)﴾۔ اور اگر ایسا مان لیا جائے تو پھر وحی متلو اور غیر متلو میں کوئی فرق ہی نہ رہے۔

☆......حضرت حارث بن ہشام کہتے ہیں کہ انہوں نے سید عالم ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کبھی کبھی مجھ پر وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے، اور وہ مجھ پر بہت سخت ہوتی ہے، پس وحی مجھ سے منقطع ہوتی ہے اور میں اس کو یاد کر چکا ہوتا ہوں، اور کبھی میرے پاس فرشتہ آدمی کی شکل میں آتا ہے، پس وہ مجھ سے کلام کرتا رہتا ہے اور میں اس کے کلام کو یاد کرتا رہتا ہوں''، حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں میں نے انتہائی سرد دن میں دیکھا ہے کہ جب آپ ﷺ پر وحی کے آثار منقطع ہوتے تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا ہوتا۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب: کیف کان بدء الوحی، رقم:۲، ص۱)

اس حدیث کی شرح میں علامہ عینی کہتے ہیں: سیکھنے سکھانے کے لئے اللہ عزوجل نے قائل وسامع دونوں کے مابین مناسبت رکھی، جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ صحابہ کرام نے سرکار سے وحی کے حوالے سے کیوں سوال فرمائے؟ تو اس کا جواب میں (علامہ عینی) یہ دونگا کہ دلوں کی طمانیت مقصود تھی، انہیں کوئی خدشہ نہیں تھا بلکہ وہ سید عالم ﷺ سے ان امور کے بارے میں سوال کرتے جن کا ادراک انسان حس سے نہیں کر سکتا تو سید عالم ﷺ انہیں اس کی خبر بھی دیتے، صحابہ کرام کو اس بارے میں کوئی ناپسندیدہ بات دامن گیر نہ تھی۔

(عمدة القاری، کتاب بدء الوحی، کیف کان بدء الوحی، رقم:۲، ج۱، ص۸۱ وغیرہ)

بعض علماء کہتے ہیں کہ مان لیا کہ قرآن مجید کو جبرائیل امین علیہ السلام ہی نازل کرتے تھے (جس کی تحقیق تواتر سے ثابت ہے)، لیکن وہ ہمیشہ آپ ﷺ کے قلب پر قرآن لے کر نازل نہ ہوتے بلکہ ایسا اغلب واکثر اوقات ہوتا تھا کیونکہ شیخ محی الدین ابن عربی نے ''الفتوحات مکیہ، باب: ۱۴''، میں لکھا ہے کہ جو فرشتہ سید عالم ﷺ پر وحی لے کر نازل ہوتا تھا اس کی دو قسمیں ہیں، کبھی وہ آپ ﷺ کے قلب پر وحی نازل کرتا تھا اور کبھی وہ آپ ﷺ کے پاس جسمانی صورت میں آتا تھا، جو وحی لے کر آتا وہ اس وحی کو آپ ﷺ کے کان میں القاء کر دیتا جس کو آپ ﷺ سنتے تھے اور کبھی وہ اس کو آپ ﷺ کی بصر پر القاء کر دیتا تھا جس کو آپ ﷺ دیکھتے تھے اور آپ ﷺ کو دیکھنے اور سننے سے حاصل ہونے والی وحی مساوی ہوا کرتی تھی، لیکن یہ قول درست نہیں ہے بلکہ قرآن مجید ہمیشہ آپ ﷺ کے قلب

اطہر ہی پر نازل ہوا ہے۔ بعض دیگر امور میں دیگر طریقے اختیار کیے گئے ہیں جیسا کہ احادیث میں بھی ہے کہ بعض اوقات فرشتہ آپ ﷺ کے پاس جسمانی صورت میں (حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں) بھی آتا تھا۔ (روح المعانی ،الجزء:۱۹، ص۱۶۷)

عربی زبان کے علاوہ قرآن کو پڑھنا:

سے......اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا جو کہ اسی قسم کا تھا، ہم مسئلہ اور جواب بعینہ لکھ رہے ہیں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر نمازی معنی نماز کے نہیں جانتے اور نہ کلمہ شریف کے معنی جانتے ہیں ،پس جاننا معنی کلمہ شریف اور نماز کے اور پر عمل کرنا بہت ہی ضرور ہے، پس اگر اہل عرب جاننے والے عربی میں پڑھیں اور باقی اہل زبان اپنی اپنی زبان میں عربی کا ترجمہ کر کے پڑھیں تو نماز درست وصحیح ہے یا نہیں، یعنی انگریزی خواں انگریزی میں ناگری خواں ناگری میں اور اردو والے اردو میں پنجگانہ نماز پڑھیں، بینوا وتو جروا۔

الجواب

گمراہی کہہ کر نہیں آتی، گمراہی کا پہلا پھاٹک یہی ہے کہ آدمی کے دل سے اتباع سبیل مومنین کی قدر نکل جائے، تمام امت مرحومہ کو بیوقوف جانے اور اپنی رائے الگ جانے، رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ اقدس میں یہی عجمی لوگ مشرف باسلام ہوئے، حضرت بلال حبشی، حضرت صہیب رومی، حضرت سلمان فارسی وابو ہریرہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں جو ہزاروں بلاد عجم فتح ہوئے، لاکھوں عجمی مشرف باسلام ہوئے، کبھی بھی حکم فرمایا؟ کہ تم لوگ اپنی زبان میں نماز پڑھا کرو، اب تیرہ سو برس کے بعد یہ مصلحت بعض ہندی بے علموں کو سوجھی، اس قدر کا ملاحظہ اتنا سمجھنے کو کافی ہے کہ یہ الہام رحمٰن نہیں بلکہ وسوسہ شیطان، قرآت قرآن فرض ہے اور وہ خاص عربی ہے غیر عربی میں ادا نہ ہوگی اور نماز نادرست ہوگی اور اس کے ماورا میں گنہگاری ہے، ہاں جو عاجز محض ہو تو مجبوری کی بات جُدا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ ،باب القرائۃ، ج۶،ص۳۲۳)

متذکرہ بالا مسئلے میں علامہ علاؤالدین حصکفی کہتے ہیں: نماز کو بغیر عربی زبان کے شروع کرنا جائز ہے چاہے کوئی بھی زبان ہو، علامہ البردی نے فارسی زبان کی تخصیص کی ہے کیونکہ اس کی فضیلت حدیث میں وارد ہوئی: ''لسان اهل الجنة العربية والفارسية الدرية یعنی اہل جنت کی زبان عربی اور فارسی ہوگی''۔ امام ابو یوسف اور امام محمد نے یہ شرط لگائی کہ وہ عربی میں پڑھنے سے عاجز ہو اور خطبہ ونماز کے تمام اذکار میں بھی یہی اختلاف ہے کہ ان کو غیر عربی میں پڑھنا کراہت تنزیہ کے ساتھ صحیح ہے۔ اور اگر وہ عربی میں قرآن پڑھنے سے عاجز ہے تو اس کا نماز میں غیر عربی میں قرائت کرنا بالاجماع جائز ہے۔ قرائت میں عجز کی قید لگائی ہے ،کیونکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اپنے قول سے صاحبین کے قول کی جانب رجوع فرما لیا تھا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ علامہ عینی نے نماز کے شروع کرنے کا حکم بھی نماز میں قرائت کرنے کی مثل لکھا ہے لیکن سلف نے اس طرح نہیں کہا اور نہ اس قول کی تقویت میں کوئی سند ہے، بلکہ تاتارخانیہ نماز کے شروع کرنے کو تلبیہ کی مثل کہا ہے پس ظاہر یہ ہے کہ صاحبین نے امام ابو یوسف کے قول کی طرف رجوع کیا ہے، نہ کہ امام اعظم کے قول کی جانب رجوع کیا ہے، اس کو یاد رکھنا کیونکہ اکثر فقہاء پر یہ چیز مخفی ہے حتی کہ علامہ شرنبلالی پر بھی۔

علامہ شامی کہتے ہیں: امام ابو یوسف اور امام محمد نے کہا ہے کہ نماز میں عربی میں قرائت کرنا شرط ہے، ہاں اگر کوئی عاجز ہو تو وہ فارسی میں قرائت کر سکتا ہے، پہلے امام ابو حنیفہ بغیر عجز کے بھی فارسی میں قرائت کو جائز کہتے تھے، پھر انہوں نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا، کیونکہ نماز میں قرآن کو پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور قرآن کی تعریف یہ ہے ''وہ الفاظ عربیہ جو منظم ہیں اور نازل شدہ

ہیں اور مصاحف میں مکتوب ہیں اور جو نقل متواتر سے منقول ہوں''۔ جو عجمی زبان میں پڑھا گیا ہو یا لکھا گیا ہو اس کو مجازاً قرآن کہا جاتا ہے، اسی لئے اس سے قرآن کی نفی نہیں کی جاتی۔ اس دلیل کی قوت کی وجہ سے امام اعظم نے ان کے قول کی طرف رجوع کر لیا اور فارسی میں نماز شروع کرنے کے مسئلہ میں امام ابو حنیفہ کی دلیل قوی ہے کیونکہ نماز کو شروع کرنے سے مطلوب ذکر اور تعظیم ہے اور یہ کسی بھی لفظ سے اور کسی بھی زبان سے حاصل ہو جاتا ہے خواہ وہ عربی اچھی طرح پڑھ سکتا ہو یا نہیں۔

علامہ حصکفی کہتے ہیں: اگر اس نے نماز میں فارسی میں قرآن پڑھا یا تورات یا انجیل پڑھی، اگر اس نے قصہ پڑھا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر اللہ عزوجل کا ذکر پڑھا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

علامہ شامی کہتے ہیں: اگر اس نے عربی میں قرائت پر قدرت کے باوجود فارسی میں قرآن پڑھا یا تورات پڑھی تو اگر اس نے قصہ پڑھا ہے تو محض اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور فتح القدیر میں ہے کہ اگر اس نے فارسی میں قرآن کے کسی قصہ یا امر یا نہی کو پڑھا تو محض اس کے پڑھنے سے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ اس وقت وہ اس قرآن کے ساتھ کلام کر رہا ہے جو غیر قرآن ہے۔ اس کے برخلاف اگر اس نے فارسی میں قرآن مجید کا وہ حصہ پڑھا ہے جس میں اللہ عزوجل کا ذکر ہے یا اس کی شرک اور ولد وغیرہ سے تنزیہ ہے تو اس صورت میں اس کی نماز اس وقت فاسد ہو جائے گی جب وہ اسی پڑھنے پر اختصار کرے اور عربی میں قرائت نہ کرے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلوۃ، باب: صفۃ الصلوۃ، مطلب فی حکم القراءۃ بالفارسیۃ او التوراۃ، ج۲، ص۱۳۲)

عذاب الٰہی عزوجل جلد طلب کرنا:

۴...... مشرکین کا عذاب کی جلدی کرنا، ان کی ہٹ دھرمی پر بین دلیل ہے۔ اور ایسا کرنے والے وہی ہو سکتے ہیں جو اللہ عزوجل کا خوف نہ رکھتے ہوں، اور خوف کیونکر ہو، جسے یہ احساس ہی نہیں کہ اللہ عزوجل کے حضور پیش ہونا، جو اللہ عزوجل کو واحد مانتا ہی نہیں، جو قیامت، قبر و آخرت ہی کا انکار کرتا ہے۔ اب آسمان ٹوٹ کر گرنے کی خواہش کریں یا زمین پھٹنے کی آرزو ہو، خواہ بجلیاں گرنے کی جستجو کرے یا کسی اور عذاب کی خواہش ہو، الغرض عذاب کی خواہش کرنا ایسے ہی شخص کا کام ہو سکتا ہے جو اللہ عزوجل کی معرفت نہ رکھتا ہو اور اس کی قدرت میں شک وشبہ کا شکار ہو۔

کیا جرم کے بغیر عذاب دینا اللہ کی جانب سے ظلم کرنا ہے؟

۵...... اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی جسے ڈر سنانے والے نہ ہوں نصیحت کے لئے اور ہم ظلم نہیں کرتے۔ اللہ عزوجل کی مشیت و منشاء یہی ہے کہ اللہ عزوجل ہدایت کے لئے حضرات انبیائے کرام کو بھیجتا ہے اور لوگ نہ مانیں تو پھر عذاب کا نزول ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس آیت کا مفہوم مخالف لیا جائے تو یہ بات جانی جا سکتی ہے کہ اگر اللہ عزوجل بغیر ڈرانے والے بھیجے عذاب کرے تو یہ اس کا ظلم ہوگا (معاذ اللہ عزوجل)، ہر چند کہ اللہ عزوجل ایسا نہیں کرتا کہ بغیر ڈرانے والے کے بھیجنے کے عذاب کرے لیکن اگر ایسا کرے تو اس کی طرف سے بندوں پر ظلم کرنا نہ کہلائے گا کیونکہ اللہ عزوجل خالق ہے اور خالق و مالک اپنی مملوک کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہے کر سکتا ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ اب عمل کلام شارع کے علاوہ میں مفہوم مخالف کے معتبر ہونے پر ہے، کیونکہ کلام شارع میں صراحۃً کسی چیز کے مذکور ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا فائدہ اس کے ماسوا کی نفی کرنا ہے کیونکہ کلام شارع بلاغت کا سرچشمہ ہے، کبھی اس سے مراد کچھ اور ہوتا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کے اس فرمان میں ہے ﴿وربائبکم التی فی حجورکم﴾ اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں (النساء

:۲۳) اس آیت مبارکہ میں فی حجورکم کی قید کا فائدہ یہ ہے کہ عموماً یہ لڑکیاں دوسرے شوہر کی پرورش میں رہتی ہیں اس لیے اسے ذکر کر دیا، اور بہر حال لوگوں کا کلام اس طرح کے فوائد سے خالی ہوتا ہے اسی بناء پر ان (یعنی لوگوں) کے کلام سے مفہوم مخالف لینے پر استد لال کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ چیز خود ان کے مابین متعارف ہے۔ السیر الکبیر میں شارح نے تصریح کی ہے کہ ''جو شے عرف سے ثابت ہو نص سے ثابت شدہ کی طرح ہوتی ہے'' یہ قول فقہاء کے اس قول کے قریب ہے ''المعروف کالمشروط'' تو اس صورت میں جو چیز عرف سے ثابت ہوگی تو وہ اسی طرح ہوگی جیسا کہ خود قائل نے اس بات کی تصریح کی ہو، پس اس کے موافق عمل کیا جائے گا اور یہی بات روایات کے مفہوم مخالف کے بارے میں بھی کہی جائے گی کیونکہ علماء کی عادت جاریہ ہے کہ وہ اپنی کتب میں قیودات اور شرائط وغیرہ اس بات پر تنبیہ کرنے کے لئے ذکر کرتے ہیں کہ جس شے میں یہ قید وغیرہ موجود نہ ہو وہ حکم سے خارج ہے اور اس کا حکم منطوق (مذکور) کے حکم کے برخلاف ہے اور یہ چیز علماء کے مابین بلانکیر عام و معروف ہے اسی سبب سے اس بات کا کوئی مخالف نظر نہیں آیا۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ کوئی کلی بات نہیں بلکہ اغلبی ہے جیسا کہ قہستانی نے شرح نقایۃ میں اس بات کو نہایۃ کی کتاب الحدود کی طرف منسوب کیا ہے اور غیر غالب کے بارے میں صاحب ہدایۃ کا یہ قول ہے ''سنن الطهارة غسل اليدين قبل ادخالهما الاناء اذا استيقظ المتوضى من نومه'' یہاں سو کر بیدار ہونے کی قید اتفاقی ہے جو کہ الفاظ حدیث سے برکت لینے کے لئے ذکر کی گئی ہے ورنہ یہ سنت اکثر علماء کے نزدیک دونوں طرح کے افراد کو شامل ہے، خواہ وہ نیند سے بیدار ہو کر وضو کر رہا ہو یا بغیر سوئے۔ ایک قول یہ ہے کہ قید احترازی ہے اور اس کا مقصد اس شخص کو اس حکم خارج کرنا ہے جو پہلے سے بیدار ہو اور شمس الائمہ کردری علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا اسی قول کی طرف میلان ہے۔

(درس عقود رسم المفتی، بحث: کلام شارع میں مفهوم کا اعتبار، ص ۱۹۱ وغیرہ)

☆......ابن الدیلمی کہتے ہیں کہ میں حضرت ابی بن کعب کے پاس گیا اور کہا میرے دل میں تقدیر کے متعلق ایک شبہ پیدا ہو گیا ہے، آپ مجھے کوئی حدیث سنا دیں تا کہ اللہ ﷻ میرے دل سے اس شبہ کو نکال دے، انہوں نے کہا اگر اللہ ﷻ رحم فرمائے تو اس کی ان پر رحمت ان کے اعمال سے زیادہ بہتر ہے، اور اگر تم احد پہاڑ جتنا سونا اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کر دو، تو اللہ ﷻ اس کو اس وقت تک قبول نہ فرمائے گا جب تک کہ تم تقدیر پر ایمان لے آؤ۔ اور تم یہ یقین رکھو کہ جو مصیبت تم کو پہنچی ہے وہ تم سے ٹلنے والی نہیں تھی، اور جو چیز تم سے ٹل گئی وہ تم کو پہنچنے والی نہ تھی، اور اگر تم اس کے خلاف عقیدے پر مرے تو تم دوزخ میں داخل ہو جاؤ گے، ابن الدیلمی نے کہا پھر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے اسی طرح کہا، پھر میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا، پھر میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی اسی طرح حدیث روایت کی۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الايمان، باب: القدر، رقم: ۷۷، ص ۲۹)

قریبی رشتے دار اور مومنین پر خاص رحمت کا برتاؤ:

۶......بی بی عائشہ کہتی ہیں کہ جب آیت مقدسہ ﴿وانذر عشيرتك الاقربين اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتے داروں کو ڈراؤ (الشعراء: ۲۱۴)﴾ نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے صفیہ بنت عبدالمطلب، اے فاطمہ بنت محمد، اے بنی عبدالمطلب تمہارے لئے اللہ ﷻ کے مال کا مالک نہیں ہوں، مجھ سے میرے مال سے جو چاہو مانگ لو''۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے قریشیوں! اپنی جان کا سودا اللہ ﷻ سے کر لو میں تمہیں

کچھ (عذاب الٰہی ﷻ) سے نہیں بچاسکتا، اے بنی عبد المطلب میں تمہیں کچھ اللہ ﷻ کے (عذاب) سے بے پرواہ نہیں کرسکتا، اے عباس بن عبد المطلب! میں تمہیں اللہ ﷻ کے (عذاب) سے بے پرواہ نہیں کرسکتا، اے صفیہ (سید عالم ﷺ کی پھوپھی) میں تمہیں کچھ (عذاب) سے بے پرواہ نہیں کرسکتا، اے فاطمہ بنت محمد میں تمہیں کچھ اللہ ﷻ کے (عذاب) سے بے پرواہ نہیں کرسکتا''۔

☆......ابن عباس کہتے ہیں کہ جب آیت مقدسہ ﴿وانذر عشیرتک الاقربین اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتے داروں کو ڈراؤ (الشعراء:۲۱۴)﴾ نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ کوہ صفا پر چڑھے اور لوگوں کو متوجہ کر کے فرمانے لگے: ''اے لوگوں! اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں، اے بنی عبد المطلب، اے بنی عبد مناف''، لوگ ان کی جانب متوجہ ہوئے تو مزید فرمایا: ''اگر میں تمہیں خبر دوں کہ پہاڑ کے پیچھے سے گھوڑوں پر سوار لشکر آرہا ہے تو کیا تم میری بات کی تصدیق کرلوگے؟'' لوگوں نے کہا کیوں نہیں ہم نے آپ ﷺ کو کبھی جھوٹ بولتا نہیں پایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ ﷻ کے عذاب سے ڈراتا ہوں''۔

☆......ابن جریج کہتے ہیں کہ جب آیت مقدسہ ﴿وانذر عشیرتک الاقربین اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتے داروں کو ڈراؤ (الشعراء:۲۱۴)﴾ نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ اپنے اہل بیت اور دیگر عزیز واقارب سے ابتداء فرمائی، جس سے مسلمانوں کو صدمہ ہوا، اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں پر (الشعراء:۲۱۵)﴾۔ (الطبری، الجزء:۱۹، ص۱۳۶ وغیرہ)

خیر وشر کا اختیار دینا:

ے......متذکرہ آیت میں اگرچہ خطاب نافرمانوں کو ہے کہ ﴿فان عصوک فقل انی بریء مما تعملون تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرمادو میں تمہارے کاموں سے بے علاقہ ہوں (الشعراء:۲۱۶)﴾ لیکن سبق سب کے لئے ہے۔ اللہ ﷻ نے دنیا بنائی اور اس میں طرح طرح کی رنگینیاں سجادیں۔ نیکی وبدی کے راستے علیحدہ علیحدہ بیان کردیئے۔ جنت ودوزخ کی نعمتیں پیدا کردیں۔ اب انسان کو اختیار دے دیا گیا کہ وہ چاہے تو نیکی کے راستے پر چل کر اللہ ﷻ کو راضی کرتے ہوئے دخول جنت کی کوشش کرے اور چاہے تو برائی کا راستہ اختیار کرے اور اللہ ﷻ کی ناراضگی والے کام کرکے دخول نار کا مستحق ٹھہرے۔ اللہ ﷻ نے اپنے پاک کلام میں صاف فرمادیا: ﴿ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصبرین اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو (البقرۃ:۱۵۵)﴾۔ نظام دنیا میں خوف وبھوک، مال واسباب کی کمی بیشی، جان ومال کا ہلاک وبرباد ہونا، پھلوں کی کمی وزیادتی، الغرض کیا کچھ اس کائنات بے ثبات میں انسان کے ساتھ نہیں ہوتا لیکن فلاح وکامرانی صرف صبر والوں کے لئے ہے۔ یعنی چاہے تو ان آزمائشوں پر بے صبر ہوکر رب العالمین ﷻ کی ناراضگی والے کام کرے اور چاہے تو اللہ ﷻ کی رضا والے کاموں میں مصروف ہوجائے، چاہے تو آخرت کی بہتری والے اعمال کرے اور چاہے تو اپنی عاقبت تباہ وبرباد کرلے۔

کیاترک اسباب ہی توکل ہے؟

۸......حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہونگے، یہ وہ لوگ ہیں جو نہ داغ لگواتے ہونگے اور نہ دم کرتے ہونگے اور نہ بدفالی نکالتے ہونگے اور صرف اپنے رب پر توکل کرتے ہونگے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب: ومن یتوکل علی اللہ، رقم: ۶۴۷۲، ص۱۱۲۲)

علامہ عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: ٹوٹکا وغیرہ جو تعویز کی صورت میں ہوتا ہے اور آفت یافتہ مثلاً بخار والے یا مرگی

والے کو دیا جاتا ہے اور بعض احادیث میں اس کا جواز پایا جاتا ہے اور بعض میں نیت کا اعتبار ہے کہ تعویز دینے کی نیت کیا ہے؟۔ جیسا کہ فرمانِ مقدس نشان ہے: ''تعویز طلب کرو کیوں کہ اس سے نظر اترتی ہے''۔ اور جہاں تک ممانعت کا تعلق ہے تو وہ ان ٹوٹکے کی ممانعت ہے جو عربی زبان اور اللہ عزوجل کے نام کے سوا ہوں (یعنی شیطانی عملیات ہوں)، جب کہ تعویزات کا ثبوت ملتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اچھے بُرے شگون لئے جاتے تھے جب کہ شریعت میں بُرا شگون ہونا کچھ نہیں۔ اور توکل یہ ہے کہ اپنے امور کو اللہ عزوجل کی جانب سونپ دیا جائے اور اسباب سے آنکھ نہ چُرائی جائے کیونکہ توکل ترکِ اسباب کا نام ہی نہیں ہے۔

(عمدة القاری، کتاب الرقاق، باب: ومن یتوکل علی الله، رقم: ٦٤٧٢، ج١٥، ص٥٤٩ ملخصا)

شعر گوئی کی شرعی حیثیت:

۹......شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر المکی الشافعی اپنی معروف کتاب: ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' میں لکھتے ہیں، حضرت سیدنا قاضی شریح علیہ الرحمۃ نے ''روضۃ الاحکام'' میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی عورت کے متعلق عشقیہ اشعار کہے اور فحش انداز میں اس کا ذکر کرے تو وہ فاسق ہے خواہ اس کا ذکر تفصیل سے کرے یا مختصر اور اگر اسے معین کرے اور وہ اس کی کنیز یا بیوی ہو تو وہ فاسق نہ ہوگا کیونکہ یہ کم حماقت ہے اور ایک قول کے مطابق اس کی گواہی مردود ہو جائے گی اور اگر وہ عورت اجنبی اور معین ہو تو وہ فاسق ہو جائیگا اور اگر غیر معین ہو تو فاسق نہ ہوگا۔ ایک قول کے مطابق غیر معین ہونے کی صورت میں بھی وہ فاسق ہو جائیگا کیونکہ یہ بھی گناہ ہے۔

حضرات شیخین (امام رافعی اور امام نووی علیہما الرحمۃ) کی عبارت کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ وہ اس عمل سے فاسق نہ ہوگا اور اگر کہا جائے کہ اسکی گواہی مردود ہو جائے گی تو اس کی وجہ عدمِ مُرُوّت ہے نہ کہ فسق۔ ''الروضۃ'' کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ یہ قول زیادہ بہتر ہے کہ غیر معین عورتوں اور لڑکوں کے متعلق عشقیہ اشعار کہنے سے عدالت میں خلل نہیں آتا اگرچہ ایسے اشعار کی کثرت ہو کیونکہ عشقیہ اشعار کہنا ایک فن ہے اور شاعر کا مقصد محض کلام میں عمدگی لانا ہوتا ہے نہ کہ ذکر کی ہوئی بات کو ثابت کرنا۔ حضرات شیخین فرماتے ہیں: ''اگر وہ کسی ایسی عورت کا نام لے جسے جانتا نہ ہو کہ وہ کون ہے تب بھی یہی حکم ہونا چاہیے اور اگر شاعر معین عورت کے متعلق عشقیہ اشعار کہے یا اس کا فحش ذکر کرے یا اس کے پوشیدہ اعضا کی صفت بیان کرے تو اس کی گواہی مردود ہے۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ عشقیہ فسقیہ شاعری کہا کرتے، اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اعتراض کرتے، بلکہ اُس دور کی جہالت کا کیا کہنا ہم تو اپنے دور کے جاہل شاعروں کا حال بھی دیکھتے ہیں۔ شاعر مشرق کے کلام میں کئی اشعار کفریہ شاعری پر مبنی ہیں مثلاً ''کلیات اقبال'' میں درج کفریہ اشعار درج ہیں:

(۱)......اگر ہنگامہ ہائے شوق سے ہے لامکاں خالی......... خطا کس کی ہے یارب! لامکاں تیرا ہے یا میرا

(یہاں اللہ کو خطا کار کہہ دیا جو کہ صریح کفر ہے)

(۲)......اسی کوکب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن......... زوالِ آدم خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا

(اللہ کے لئے زیاں کاری کا لفظ اگرچہ استفہامیہ ہو کفر ہے)

(۳)......تیرے شیشے میں مے باقی نہیں ہے......... بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے

سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم......... بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے (اللہ کو بخیل کہنا صریح کفر ہے)

(۴)......چُپ رہ نہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبال......... کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا مونھ بند

(اللہ کی گستاخی کر کے اکڑنا صریح کفر وگمراہی ہے)

(۵)...... مجھے فریفتہ ساقی جمیل نہ کر..................... بیان حور نہ کر ذکر سلسبیل نہ کر

مقام امن ہے جنت، مجھے کلام نہیں..........شباب کے لئے موزوں ترا پیام نہیں

شباب، آپ کہاں تک امیدوار رہے..........وہ عیش، عیش نہیں، جس کا انتظار رہے (جنت کی تحقیر کرنا کفر ہے)

(۶)...... تیری خدائی سے ہے میرے جنوں کو گلہ..........اپنے لئے لامکاں، میرے لئے چار سو

(اللہ کی شان میں اعتراض کرنا کفر ہے)

غالب کا حال بھی دیکھ لیں کہ اس نے کیا گل کھلائے ہیں:

(۷)...... ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن..........دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

(یہاں جنت کی تحقیر کی جارہی ہے جو کہ کفر ہے)

غزوہ خندق میں خندق کھودتے وقت سید عالم ﷺ نے کس طرح کلام شعری فرمایا:

(۸)...... واللہِ لَوْ لا اللہُ مااھْتَدَینَا..........ولا تَصَدَّقْنا ولا صَلَّیْنا .

اللہ کی قسم! اگر اللہ ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے..........اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔

(۹)...... فَاَنْزِلَن سَکِینَۃً علینا..........وثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِن لا قَینَا

سو تو ہم پر طمانیت نازل فرما..........اور اگر کافروں سے ہمارا مقابلہ ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھنا۔

(۱۰)...... اِنَّ الْاُوْلٰی قَدْ بَغَوْا عَلَینَا..........اِذَا ارَادُوا فِتنَۃً اَبَینَا.

ان لوگوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے..........جب یہ ہمارے خلاف فتنہ کا ارادہ کریں گے تو ہم اس کا انکار کرینگے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب:غزوۃ الخندق وھی الاحزاب،رقم:٤١٠٤،ص٦٩٦)

اغراض:

ای ذکر القرآن: اس جملے سے یہ وہم دور ہوتا ہے کہ جو کہا جاتا ہے: ''بیشک ظاہر بات یہ ہے کہ قرآن بنفس نفیس ساری کتب ساوی میں ثابت ہے''۔ جب کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ذکر قرآن سے مراد اس کے اوصاف واخبار کا بیان کرنا مقصود ہے، جو کہ سید عالم ﷺ پر نازل ہوا اور سچ وحق پر مبنی کلام ہے۔ **واصحابہ:** عبداللہ بن سلام کے چار ساتھی تھے، اسد، اسید، ثعلبہ، ابن یامین، پانچواں علماء یہود میں سے تھا، جو اسلام کو اچھا جانتے تھے۔

جمع اعجم: اس کی اصل اعجمی یا نسبی کے ساتھ ہے جسے خفت پیدا کرنے کی غرض سے حذف کر دیا گیا ہے، اور بھی ہو سکتا ہے کہ ''افعل فعلاء'' سے جمع مذکر سالم (کوفیوں کے نزدیک ہونے کی بنا پر) پائے جانے والے وہم کو دور کرنے کے لئے لائی گئی ہو۔

ای لم یغن: یہ قول نفی کے معنی میں ہونے والے قول کے مساوی ہے۔

ردا لقول المشرکین: قول کا قائل محذوف ہے، تقدیر کلام یہ ہے کہ شیطان ان (کافروں) کی زبان پر بولتا ہے، مراد اس سے کہانت والا کلام کرنا ہے۔

لکلام الملائکۃ: کلام سے مراد وحی ہو جو کہ حضرات انبیائے کرام کو اللہ عزوجل کی بارگاہ سے ہوا کرتی ہے تو شیطان اس سے یقیناً معزول ہیں اور ان تک ایسی بات نہیں اگر مراد عالم کے مغیبات ہیں تو پہلے پہل آسمانی باتیں چھپ چھپا کر جان لیتے تھے لیکن جب سید

عالم ﷺ اس جہاں عالم میں جلوہ فرماں ہوئے تو انہیں آسمانوں سے روک دیا گیا، جب کبھی یہ آسمان کی جانب بلند ہوتے فرشتے انہیں انگاڑے مارتے، اوراب جب کہ شیاطین کے لئے آسمان کے دروازے بند ہو چکے ہیں اوران کی کہانت والی باتیں ختم ہو چکی ہیں تو مشرکین کا قول بھی باطل معلوم ہوا کہ قرآن پاک شیطان لے کر حضور کی بارگاہ میں آتے ہیں۔

رواہ البخاری ومسلم: سید عالم ﷺ سے روایت ہے کہ فرمایا: ''اے قریش کے لوگوں! تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو، تمہیں اللہ ﷻ کے (عذاب) سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی، اے عبدالمطلب کی قوم کے لوگوں! تمہیں اللہ ﷻ کے (عذاب) سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی، اے عباس بن عبدالمطلب کی قوم! تمہیں اللہ ﷻ کے (عذاب) سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی، اے صفیہ (سید عالم ﷺ کی پھوپھی) تمہیں اللہ ﷻ کے (عذاب) سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی، اے فاطمہ بنت محمد ﷺ میرے مال سے بے پرواہ ہو جاؤ تمہیں اللہ ﷻ کے (عذاب) سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی''، ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ جب سید عالم ﷺ صفا کی پہاڑی پر چڑھے تو ندا فرمائی: ''اے بنو فہر!، اے بنو عدی!، قریش کی وادیوں لوگ جمع ہونے لگے، یہاں تک کہ ابولہب و دیگر قریش قبیلے کے لوگ بھی آ گئے، فرمایا: ''اگر میں یہ کہوں کہ پہاڑ کی اس جانب سے ایک لشکر جرار مقابلے کے لئے آرہا ہے تو کیا تم میری بات کی تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں: ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے ہوئے نہیں پایا، فرمایا: ''میں تمہیں سخت عذاب سے ڈرانے کے لئے آیا ہوں'' ابولہب بولا: تجھ پر تف ہے (معاذ اللہ)، کیا یہ کہنے کے لیے ہمیں جمع کیا تھا۔

الی الصلوۃ: سے خاص نماز مراد نہیں ہے کہ جہاد کے لئے کھڑا ہونا، خطبہ دینا اور لوگوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی دعوت دینا ہے، اوراس کے علاوہ دیگر منقولات کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، اورارکان مخصوصہ کے لئے اس لئے خاص کرلیا گیا ہے کہ یہ شہادت کے بعد اسلام کا عظیم رکن ہے جیسا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے''۔

من الکھنۃ: جمع ہے کاھن کی، جو کہ مستقبل کی خبر دیتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ماضی کی خبر دیتے ہیں۔

وکان ھذا قبل ان حجبت الشیاطین عن السماء: اس جملے اور ماقبل کی بحث میں باہم تناقض پایا جاتا ہے، لیکن یہ تناقض اللہ ﷻ کے فرمان ﴿انھم عن السمع لمعزولون (الشعراء:۲۱۲)﴾ سے ختم ہو جاتا ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ شیطانوں کو آسمان کی جانب بلند ہو کر خبریں لانے سے روک دیا گیا، المختصر۔

من اودیۃ الکلام وفنونہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ شعراء عرب کے ہر کلام میں لغویات و بے کار باتوں کا ذکر ہوتا تھا، اوران وادیوں کا ذکر ہوتا جس کی جانب کسی کی توجہ ہی نہیں ہوتی تھی کہ وہ کہاں ہیں؟......

من الشعراء: شعرائے عرب میں حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ، کعب بن مالک وغیرہ بھی ہوئے ہیں، جان لیں کہ مدح وہ محمود ہے جو شرعاً محمود ہو اور وہ مذموم ہے جو شرعاً مذموم ہو۔

(الصاوی، ج٤، ص ٢٤٣ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

سورۃ النمل مکیۃ وھی ثلاث او اربع او خمس وتسعون آیۃ

سورۃ النمل مکی ہے اوراس میں ترانوے، چورانوے یا پچانوے آیات ہیں

تعارف سورۃ النمل

اس سورت میں ۱۳۱۷ کلمات اور ۴۷۹۹ حروف ہیں، اس سورت کا تعلق مکی زندگی سے ہے جب کفار کی عداوت اپنے عروج پر تھی، غلط الزامات، طعن وتشنیع، بہتان طرازی وغیرہ کے معاملات کا سامنا مسلمانوں کو آئے دن کرنا پڑتا تھا۔ اس سورت کے آغاز میں قرآن مجید کی تعریف کی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ یہ کسی انسان کی کتاب نہیں جو تمام تر اغلاط سے پاک ہونے کا دعوی کرتی ہے بلکہ خالق کائنات کی کتاب ہے جو کہ شک وشبہات سے پاک ہے۔ اس سورت میں اس حقیقت کو بھی واضح کیا گیا ہے کہ اسلام نے روزِ قیامت پر ایمان لانے کو کیوں ضروری قرار دیا ہے؟ یہ عقیدہ اسلامی زندگی کو سنوارنے میں ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔ متعدد مثالیں دے کر اس حقیقت کو واضح کردیا گیا چنانچہ فرعون کے ذکر سے وضاحت کی گئی، جس فرعون نے اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کے لئے سرتوڑ کوشش کی وہ دنیا سے کس حال میں گیا اور اس کے ساتھ کیا عبرتناک انجام ہوا اس کی مثال قرآن میں جگہ جگہ ملتی ہیں۔ تاہم ساتھ ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر بھی کیا گیا جن کی سلطنت ملک گیر اور باعث درس وسبق آموز تھی کہ جہاں حاکم ایسے ہوں تو رعایا کا حال بھی ستھرا ہوتا ہے۔ ملکہ سبا کے تخت کا ذکر بھی کردیا اور بیان کردیا کہ ایک آن میں ولایت کی طاقت سے کرامات کے ظہور کے ذریعے معاملات کیسے حل کئے جاسکتے ہیں؟ سابقہ اقوام میں سے قومِ ثمود اور قومِ لوط کے حالات کو بیان کردیا گیا، جس قوم میں آخرت پر ایمان نہیں ہوگا وہاں انفرادی اور اجتماعی کردار غلاظتوں سے آلودہ ہی رہیں گے جس کی نظیر اسلامی مملکت پاکستان میں دیکھنے میں آرہی ہے کہ اگرچہ مسلمان نام کے ہیں لیکن اقتدار کے نشے میں کیا کچھ نہیں ہورہا سب پر عیاں ہے۔ خیر مکہ کے باشندے چونکہ تاجر تھے، سود کی لعنت میں گرفتار معاشرے کو تباہی کا سامنا تھا ساتھ ہی ہاتھوں کے بنے مجسموں کی پوجا عام تھی، تاہم سید عالم ﷺ کی طبیعت کی درستگی کے لئے تسلی خاطر کا اہتمام بھی خوب فرمایا ہے کہ اگر اندھا سورج کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتا تو یہ اس کی بدقسمتی ہے ورنہ سورج تو روشنی دے رہا ہے۔ سرداران مکہ کی تمام تر غلط فہمیوں کا بھی ازالہ کردیا گیا اور عام ہدایت کا پیغام ان جملوں میں دیا گیا: ﴿فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ (النمل:۹۲)﴾۔

رکوع نمبر: ۱۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿طس ﴾اَللّٰہُ اَعلَمُ بِمُرادِہٖ بِذٰلِکَ﴿ تلک ﴾ھٰذِہِ الْاٰیاتِ﴿ایت القرآن﴾اَی آیاتٌ منہُ﴿ وکتاب مبین (۱)﴾مُظْھِرُ الحَقِّ مِنَ البَاطِلِ عَطْفٌ بِزِیَادَۃِ صِفَۃٍ ھُوَ﴿ ھدی ﴾اَی ھَادٍ مِنَ الضَّلَالَۃِ﴿ وبشری للمومنین (۲)﴾اَلْمُصَدِّقِینَ بِہٖ بِالجَنَّۃِ﴿ الذین یقیمون الصلوۃ ﴾یَاْتُونَ بِھَا عَلٰی وَجْھِھَا﴿ ویؤتون ﴾یُعْطُونَ﴿ الزکوۃ وھم بالاخرۃ ھم یوقنون (۳)﴾یَعلَمُونَھَا بِالْاِستِدلالِ وَاُعِیدَھُم لِمَا فُصِّلَ بَینَہٗ وَبینَ

الخبرِ﴿ان الذین لا یومنون بالاخرة زینالهم اعمالهم﴾القبیحةَ بترکیبِ الشهوةِ حتی رَاوها حَسنةً﴿فهم یعمهون (۴)﴾یَتَحیَّرُونَ فِیها لِقُبحِهَا عِندنَا ﴿اولئک الذین لهم سوء العذاب﴾اَشدُّهُ فی الدنیا القتلُ والاسرِ﴿وهم فی الاخرة هم الاخسرون (۵)﴾لِمَصیرِهم اِلی النَّارِ المُؤبَّدَةِ عَلَیهِمْ﴿وانک﴾خِطابٌ لِلنَّبیِّ ﷺ﴿لتلقی القرآن﴾اَی یُلقِی عَلَیکَ بِشِدةٍ﴿من لدن﴾مِن عِندِ﴿حکیم علیم (۶)﴾فِی ذالکَ اُذکُر﴿اذ قال موسی لاهله﴾زَوجَتِہٖ عِندَ مَسِیرِہٖ مِن مَدْیَنَ اِلٰی مصرَ﴿انی انست﴾اَبصَرتُ مِن بَعِیدٍ﴿نارا ساتیکم منها بخبر﴾عَنْ حَالِ الطَّرِیقِ وَکَانَ قَد ضَلَّهَا﴿او اتیکم بشهاب قبس﴾بِالْاِضَافةِ لِلبَیانِ وَترکِهَا اَی شُعْلَةَ نارٍ فِی رَاسِ فَتِیلَةٍ اَو عُودٍ﴿لعلکم تصطلون (۷)﴾والطَّاءُ بَدَلٌ مِن تاءِ الافْتِعالِ مِن صَلی بِالنَّارِ بِکَسرِ اللَّامِ وَفَتْحِها تَستَدفِئُونَ مِنَ البَردِ﴿فلما جاء ها نودی ان﴾بِاَنْ﴿بورک﴾اَی بَارَکَ اللهُ﴿من فی النار﴾اَی مُوسٰی﴿ومن حولها ط﴾اَیِ المَلائکَةُ والعَکسُ وبَارَکَ یَتَعدّٰی بِنَفسِہٖ وَبِالحَرفِ وَیُقَدَّرُ بَعدُ فی مکانٍ﴿وسبحن الله رب العلمین (۸)﴾مِنْ جُملةِ مَا نُودِیَ وَمَعنَاهُ تَنزِیهُ اللهِ مِنَ السُّوءِ﴿یموسی انه﴾اَیِ الشَّانُ﴿انا الله العزیز الحکیم (۹) والق عصاک﴾فَاَلقَاهَا﴿فلما راها تهتز﴾تَتَحَرَّکُ﴿کانها جان﴾حَیَّةٌ خَفِیفَةٌ﴿ولی مدبرا ولم یعقب ط﴾یَرجِعُ قَالَ تَعَالٰی﴿یموسی لا تخف قف﴾مِنهَا﴿انی لا یخاف لدی﴾عِندِی﴿المرسلون صلے ق (۱۰)﴾مِنْ حَیَّةٍ وَغَیرِهَا﴿الا﴾لکنْ﴿من ظلم﴾نَفسَهُ﴿ثم بدل حسنا﴾اَتَاهُ﴿بعد سوء﴾اَی تَابَ﴿فانی غفور رحیم (۱۱)﴾اَقبَلُ التَّوبَةَ واَغفِرُلَهُ﴿وادخل یدک فی جیبک﴾طَوقِ القَمِیصِ﴿تخرج﴾خِلافَ لَونِها مِنَ الادمةِ﴿بیضاء من غیر سوء﴾بَرصٍ لها شُعاعٌ یُغشِی البَصَرَ ایةً﴿فی تسع ایت﴾مُرسِلا بِها﴿الی فرعون وقومه ط انهم کانوا قوما فسقین (۱۲) فلما جاء تهم ایتنا مبصرة﴾اَیْ مُضِیئَةً وَّاضِحَةً﴿قالوا هذا سحر مبین (۱۳)﴾بَیِّنٌ ظَاهِرٌ﴿وجحدوا بها﴾اَی لَمْ یَقِرُّوا﴿و﴾قَد﴿استیقنتها انفسهم﴾اَی تَیَقَّنُوا اَنَّهَا مِنْ عِندِ اللهِ﴿ظلما وعلوا ط﴾تَکَبُّرا عَنِ الایمانِ بِما جَاءَ بِہٖ موسٰی رَاجِعٌ اِلَی الجُحدِ﴿فانظر﴾یَامُحمدُ﴿کیف کان عاقبة المفسدین (۱۴)﴾الَّتِی عَلِمْتَهَا مِن اِهلاکِهِمْ.

﴿ترجمہ﴾

طٰس (اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے) یہ (تلک بمعنی هذه الایات ہے) آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی (یعنی حق کو باطل سے جدا کرنے والی، القرآن کا عطف کتاب مبین پر صفت کی زیادتی کی وجہ سے ہے) ہدایت (یعنی گمراہی وضلالت سے ہدایت دینے والی ہیں) اور خوشخبری ایمان والوں کو (یعنی اس کی تصدیق کرنے والوں کے لئے جنت کی......۱......) وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں (یعنی تمام لوازمات کی رعایت کرتے ہوئے نماز ادا کرتے ہیں) اور دیتے ہیں (یؤتون بمعنی یعطون ہے) زکوٰۃ......۲......اور

وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں (یعنی دلائل کے ساتھ اس کا علم رکھتے ہیں، یہاں ھم یوقنون سے پہلے ھم کا دوبارہ تذکرہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اور اس کی خبر کے درمیان فاصلہ آ گیا تھا) وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے کرتوت ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ہیں (یعنی وہ اپنے برے اعمال کو شہوت کی آمیزش کی وجہ سے اچھا گمان کرتے ہیں) تو وہ بھٹک رہے ہیں (یعنی ہمارے نزدیک ان گناہوں کے قبیح ہونے کی وجہ سے وہ ان میں حیران وششدر ہو کر سرگرداں ہیں) یہ وہ ہیں جن کے لیے عذاب ہے برا (یعنی دنیا میں قتل اور قید و بند کی صعوبتوں سے بھی سخت) اور یہی آخرت میں سب سے بڑھ کر نقصان میں (اس لئے کہ ان کا ٹھکانا جہنم میں ابدی ہوگا) اور بیشک تم (یہاں خطاب سرورِ دوعالم ﷺ سے ہے) قرآن سکھائے جاتے ہو (یعنی آپ ﷺ پر قرآن کریم بڑی سختی کے ساتھ القاء کیا جاتا ہے) اور حکمت والے علم والے کی طرف سے (من لدن بمعنی من عندہ ہے، اور اسی قرآن کریم میں ہے لہذا یاد کریں) جب کہ موسیٰ نے اپنی گھر والی......۳......سے (یعنی مدین سے مصر کی جانب جاتے ہوئے اپنی زوجہ محترمہ سے) کہا مجھے نظر پڑی ہے (دور سے دکھائی دے رہی ہے) ایک آگ، عنقریب میں تمہارے پاس اس کی کوئی خبر لاتا ہوں (راستے کے متعلق، اس لئے کہ وہ راستہ بھول چکے تھے) یا اس میں سے کوئی چمکتی چنگاری لاؤں گا (یعنی آگ کا ایک ایسا شعلہ جو لکڑی وغیرہ کے سرے پر ہوتا ہے، بشھاب قبس میں اضافت بیانیہ کے ساتھ بھی ہے اور اس کے ترک کے ساتھ بھی ہے) کہ تم تاپو (تصطلون میں طا بدلی ہوئی ہے تاء افتعال سے، یہ اصل میں صلی بالنار سے کسرہ اور فتح دونوں کے ساتھ مشتق ہے، یعنی اس لئے کہ تم سردی سے بچنے کی خاطر آگ تاپ سکو) پھر جب آگ کے پاس آیا......۸......ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ (یعنی اللہ تعالیٰ نے برکت دی اسے) جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے (یعنی موسیٰ) اور جو اس کے آس پاس میں (یعنی فرشتے ہیں، یا پھر اس کے برعکس مراد ہے، بارک متعدی بنفسہ اور متعدی بالحرف بھی ہوتا ہے، اور فی کے بعد مکان محذوف ہے، یعنی تقدیرِ کلام یوں ہوگی کہ من فی مکان النار) اور پاکی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا، (یہ جملہ من جملہ اس کلام میں سے ہے کہ جس سے ندا دی گئی، اور اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہے) اے موسیٰ بات یہ ہے کہ (انہ میں ہٗ ضمیر شان ہے) میں ہی ہوں اللہ عزت والا حکمت والا، اور اپنا عصا ڈال دے (پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا ڈال دیا) پھر موسیٰ نے اسے دیکھا لہراتا ہوا (حرکت کرتا ہوا) گویا سانپ......۵......ہے (جانٌّ بمعنی حیۃٌ خفیفۃٌ ہے) پیٹھ پھیر کر چلا اور مڑ کر نہ دیکھا (یعنی لوٹ کر، تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا) اے موسیٰ! ڈر نہیں (اس سے) بیشک میرے حضور (لدیّ بمعنی عندی ہے) رسولوں کو خوف نہیں ہوتا (سانپ وغیرہ سے) ہاں (الا بمعنی لکن ہے) جو کوئی زیادتی کرے (اپنے آپ پر......۶......) پھر بدلے بھلائی سے (یعنی نیکی کرے) برائی کے بعد (یعنی توبہ کر لے) تو بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں (میں توبہ قبول کرتا ہوں اور اس کی بخشش فرماتا ہوں) اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال (یعنی گریبان میں) نکلے گا (اپنی اصل رنگت یعنی گندمی کے خلاف) سفید چمکتا بے عیب (ایسا سفید کہ جس کی چمک آنکھوں کو چندھیا دے گی) نو نشانیوں میں (سے ایک کہ جن کے ساتھ آپ کو بھیجا گیا ہے) فرعون اور اس کی قوم کی طرف، بیشک وہ بے حکم لوگ ہیں......۷......، پھر جب ہماری نشانیاں آنکھیں کھولتی ان کے پاس آئیں (یعنی انتہائی واضح تو) بولے یہ تو صریح جادو ہے (مبین بمعنی بیّن ظاھر ہے) اور ان کے

منکر ہوئے (اور انہوں نے اقرار نہ کیا) اور ان کے دلوں میں ان کا یقین تھا (یعنی انہیں اس بات کا یقین تھا کہ یہ نشانیاں اللہ تعالی کی طرف سے ہیں) ظلم اور تکبر سے (یعنی انہوں نے تکبر کیا اس پر ایمان لانے سے جو حضرت موسی علیہ السلام لے کر تشریف لائے، نیز ما جاء بہ موسی کا تعلق ان کے زبانی انکار سے ہے) تو دیکھو (اے سرورِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم!) کیسا انجام ہوا فسادیوں کا (جیسا کہ آپ علیہ السلام ان کے ہلاک کرنے کے واقعہ سے آگاہ ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿طس تلک ایت القران و کتاب مبین٥﴾۔

طس۔ مبتدا محذوف "ھذہ" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، تلک: مبتدا، ایت: مضاف، القران: معطوف علیہ، و: عاطفہ، کتاب مبین: معطوف ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھدی وبشری للمومنین ٥ الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وھم بالاخرۃ یوقنون٥﴾۔

ھدی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، بشری: مصدر بافاعل، لام: جار، المومنین: موصوف، الذین: موصول، یقیمون الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یوتون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ھم: مبتدا، ھم: ثانیہ تاکید الاول، بالاخرۃ یوقنون: فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، الزکوۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ معطوف، ملکر "ھی" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین لایومنون بالاخرۃ زینا لھم اعمالھم فھم یعمھون٥﴾۔

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، لایومنون بالاخرۃ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم، زینا لھم اعمالھم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ھم: مبتدا، یعمھون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک الذین لھم سوء العذاب وھم فی الاخرۃ ھم الاخسرون٥﴾۔

اولئک: مبتدا، الذین: موصول، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، سوء العذاب: مبتدا ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ھم: مبتدا، فی الاخرۃ: ظرف مقدم، ھم: ثانی لتاکید الاول، الاخسرون: اسم تفضیل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانک لتلقی القران من لدن حکیم علیم٥﴾۔

و: مستانفہ، انک: حرف مشبہ و اسم، لام: تاکیدیہ، لتلقی القران: فعل مجہول بانائب الفاعل، من: جار، لدن: مضاف، حکیم: موصوف، علیم: صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اذ قال موسی لاھلہ انی انست نارا﴾۔

اذ: مضاف، قال موسی لاھلہ: جملہ فعلیہ قول، انی: حرف مشبہ و اسم، انست نارا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، فعل محذوف "اذکر" کیلئے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ساتیکم منھا بخبر او اتیکم بشھاب قبس لعلکم تصطلون٥﴾۔

ساتیکم: فعل بافاعل ومفعول، منھا: ظرف مستقر حال مقدم، خبر: ذوالحال، ملکر مجرور، ب: جار، ملکر ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ

،او: عاطفہ،اتیکم: فعل بافاعل وکم ضمیر ذوالحال،لعلکم تصطلون: جملہ اسمیہ حال ملکر مفعول،ب: جار،شھاب قبس: مرکب توصیفی مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فلما جاء ھا نودی ان بورک من فی النار ومن حولھا﴾.

ف: عاطفہ،لما: ظرفیہ شرطیہ،جاء ھا: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،نودی: فعل بانائب الفاعل،ان: مصدریہ،بورک: فعل،من فی النار: موصول صلہ،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،من حولھا: موصول صلہ ملکر معطوف،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وسبحن اللہ رب العلمینo﴾.

و: مستانفہ،سبحن: مصدر مضاف،اللہ: اسم جلالت موصوف،رب العلمین: صفت،ملکر مضاف الیہ،فاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر "سبح" فعل محذوف کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یموسی انہ انا اللہ العزیز الحکیمo والق عصاک﴾.

یموسی: نداء،انہ: حرف مشبہ واسم،انا: مبتدا،اللہ: العزیز الحکیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ،و: عاطفہ،الق عصاک: فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما راھا تھتز کانھا جان ولی مدبرا ولم یعقب﴾.

ف: عاطفہ،لما: شرطیہ،را: فعل بافاعل،ھا: ضمیر ذوالحال،تھتز: جملہ فعلیہ حال اول،کانھا جان: جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ولی: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال،مدبرا: حال ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،لم یعقب: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یموسی لا تخف انی لا یخاف لدی المرسلونo﴾.

یموسی: نداء،لا تخف: فعل نہی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر قول محذوف "قال تعالی" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،انی: حرف مشبہ واسم،لا یخاف: فعل نفی،لدی: ظرف،المرسلون: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا من ظلم ثم بدل حسنا بعد سوء فانی غفور رحیمo﴾.

الا: حرف استثناء،من: موصولہ،ظلم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ثم: عاطفہ،بدل: فعل بافاعل،حسنا: موصوف،بعد سوء: ظرف متعلق بمحذوف صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،انی غفور رحیم: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "المرسلون" مستثنی منہ سے مستثنی واقع ہے۔

﴿وادخل یدک فی جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء﴾.

و: عاطفہ،ادخل یدک: فعل امر بافاعل ومفعول،فی جیبک: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "الق عصاک" پر معطوف ہے،تخرج: فعل "ھی" ضمیر ذوالحال،بیضاء من غیر سوء: شبہ جملہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے۔

﴿فی تسع ایت الی فرعون وقومہ انھم کانوا قوما فسقینo﴾.

فی تسع ایت: ظرف مستقر اول،الی فرعون وقومہ: ظرف مستقر ثانی،فعل محذوف "اذھب" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،انھم: حرف مشبہ واسم،کانوا قوما فسقین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿فلما جاء تهم ایتنا مبصرة قالوا هذا سحر مبین﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، جاء تھم: فعل ومفعول، ایتنا: ذوالحال، مبصرۃ: حال، ملکر فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: قول، ھذاسحر مبین: جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وجحدوا بها واستیقنتها انفسهم ظلما وعلوا﴾.

و: عاطفہ، جحدوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، استیقنتھا: فعل ومفعول، انفسھم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ حال اول، ظلما: معطوف علیہ، و: عاطفہ، علوا: معطوف، ملکر حال ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "قالوا" پر معطوف ہے۔

﴿فانظر کیف کان عاقبة المفسدین﴾.

ف: فصیحیہ، انظر: فعل امر با فاعل، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص، عاقبۃ المفسدین: اسم ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

انعاماتِ جنت کا بیان:

ا......ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس آیت ﴿ولمن خاف مقام ربه جنتان اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں (الرحمن: ٤٦)﴾ سے مراد یہ لیا ہے کہ سابقین (صحابہ کرام) کے لیے سونے اور تابعین کے لیے چاندی کی جنت ہوگی۔

☆......حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جنت کے سو درجات ہیں اور ہر دو جنتوں کے مابین آسمان وزمین کا فاصلہ ہے اور جنت الفردوس سب سے بڑا درجہ ہے، اور جنت الفردوس میں چار نہریں بہتی ہیں، اس جنت کے اوپر عرش ہے، جب تم اللہ سے جنت کا سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو''۔

☆......ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قرآن کی ہر آیت کا جنت میں ایک درجہ ہے، اور تمہارے گھروں کا چراغ ہے۔

☆......بی بی عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جنت کے درجات کی تعداد قرآن کی آیات کی تعداد کے برابر ہے، پس جو قرآن پڑھنے والا جنت میں داخل ہو جائے گا تو اس کے اوپر جنت کا کوئی درجہ نہ ہوگا''۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں درجات ہیں جس میں صرف تین ہی قسم کے لوگ داخل ہوسکیں گے، امام عادل، صلہ رحمی کرنے والا، اپنے عیال کے معاملے میں صبر کرنے والا کہ جو کمائے حسب حیثیت اُن پر خرچ کرتا ہے''۔ (البدور السافرة، باب عدد الجنان واسمائها، رقم ١٧٠١، ١٧٠٦، ١٧١٧، ١٧١٩، ١٧٢٤، ص ٤٩٤ وغیرہ)

☆......سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جس میں سے ایک دروازے کا نام ''الریان'' ہے جس میں صرف روزہ دار ہی داخل ہوسکیں گے''۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اُسے جنت کے

دروازے سے ندا کی جائے گی اور کہا جائے گا اے بندے یہ تیرے لیے بھلائی ہے، نمازیوں کو نماز والے دروازے سے، روزے داروں کو باب الریان سے، صدقہ ادا کرنے والوں کو باب الصدقہ سے، جہاد کرنے والوں کو باب الجہاد سے، ابو بکر صدیق نے عرض خدمت کی یارسول اللہ ﷺ! کیا کوئی ایسا ہے جسے ہر دروازے سے بُلایا جائے تو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں، تم انہی میں سے ہو"۔

☆......ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جنت میں ایک دروازہ ہے جسے باب الفرح کہتے ہیں اور اِس دروازے سے وہی داخل ہو سکے گا جو بچوں کو خوش رکھے گا"۔

☆......ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص پانچ نمازیں ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، زکوۃ ادا کرے، سات کبیرہ گناہوں سے بچے، اُس کے لیے قیامت کے دن جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

☆......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو مومن کو کھانا کھلائے یہاں تک کہ وہ پیٹ بھر کے کھالے، اللہ اُسے جنت کے دروازے میں داخل کرے گا جس میں اُسی کے مثل لوگ داخل ہونگے"۔

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اپنے ایمان کے ساتھ تین چیزیں لائے، جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے، جس حور سے چاہے نکاح کر لے، وہ تین چیزیں یہ ہیں، (١)......قرض کی ادائیگی احسن طریقے سے کرے، (٢)......نقصان پہنچانے والے کو معاف کر دے، (٣)......ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھے"۔

☆......بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس کی دو بیٹیاں، دو بہنیں، دو پھوپھیاں یا دو خالائیں ہوں اور وہ ان کی کفالت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے"۔

(البدور السافرۃ، باب عدد ابواب الجنۃ، رقم: ١٧٣٩، ١٧٤١، ١٧٤٦، ١٧٥٠، ١٧٥٤، ١٧٥٧، ١٧٦١، ص ٥٠٢)

☆......ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جنتیوں کے کمرے ایسے نظر آئیں گے جیسے اُفُق مشرق و مغرب سے ستارے دکھائی دیتے ہیں، صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ یہ مقام تو فقط حضرات انبیائے کرام کے ہونگے کوئی اور اُس کو نہ پا سکے گا؟ جواب ارشاد فرمایا: "کیوں نہیں، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اللہ پر ایمان والے اور رسولوں کی تصدیق کرنے والے بھی اِس مقام کو پائینگے"۔

☆......ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بیشک جنت میں ایک کمرہ ہے جس کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے نظر آتا ہے، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ یہ کس کے لیے ہے؟ ارشاد فرمایا: "جو صاف ستھرا کلام کرے (یعنی فحش گوئی نہ کرے)، لوگوں کو کھانا کھلائے، اور رات قیام کی حالت میں گزارے جب کہ لوگ سو رہے ہوں"۔

☆......عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ادنی درجے کے جنتی کا جنت میں موتیوں سے بنا ہوا گھر ہوگا جس میں کمرے اور دروازے بھی ہونگے"۔

☆......عمران بن حصین اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ سے اس آیت ﴿ومساکن طیبۃ فی جنات عدن (التوبہ:۷۲)﴾ کے بارے میں سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا: ''جنت کے محل موتی کے ہونگے اور اس محل میں ستر گھر ہونگے جو کہ سُرخ یاقوت کے بنے ہونگے اور ہر گھر میں ستر کمرے ہونگے جو سبز زُمُرّد کے ہونگے، اور ہر کمرے میں ستر تخت ہونگے جس کے اوپر ستر بچھونے ہر رنگ کے ہونگے اور اُن بچھونوں پر حوریں اُس کی زوجیت میں ہونگی، ہر کمرے میں ستر دستر خوان ہونگے جس میں ستر رنگ کے (لذیذ) کھانے ہونگے۔

(البدور السافرة، باب غرف الجنة وقصورها وبيوتها ومساكنها، رقم: ۱۷۹۱، ۱۷۹۳، ۱۸۰۰، ۱۸۰۳، ص ۵۱۲ وغیرہ)

☆......ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''دنیا میں جنت کی مثل سوائے نام کے کوئی چیز نہیں''۔ انہی سے روایت ہے کہ ''جنت کے پھلوں کی لمبائی دس ہاتھ ہے، جس میں گٹھلی نہیں ہے''۔

☆......ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے جنت کے انار کو دیکھا تو وہ اونٹ کی پالان نما بڑا تھا''۔ (البدور السافرة، باب ثمرات الجنة، رقم: ۱۸۸۹، ۱۸۹۵، ۱۸۹۷، ص ۵۳۲ وغیرہ)

☆......نسائی نے زید بن ارقم سے روایت کی کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی، اے ابو القاسم! کیا آپ کا گمان ہے کہ جنتی جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے؟ سید عالم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، وہ شخص جسے سو آدمی کی جماعت دی گئی وہ بھی کھائیں، پئیں، جماع اور شہوت پوری کریں گے''، اُس شخص نے عرض کی: کیا کھانے پینے (کے بعد) کوئی حاجت بھی ہوگی؟ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ان کی حاجت جسم کی کھالوں سے خوشبودار پسینے کی صورت میں نکلے گی، اور جب ایسا ہو جائے تو (جان لینا) کہ کھانا ہضم ہو چکا''۔

☆......ابو نعیم نے ابراہیم التیمی سے روایت کیا ہے کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ جنتی شخص کو سو آدمیوں کی مقدار میں شہوت اور خوراک دی جائے گی اور جب وہ کھالے گا تو پاکیزہ شراب سے سیراب ہوگا جو کہ اس کی کھال سے مشک کے دانوں کی طرح پسینے کی صورت میں نکلے گی پھر اس کی شہوت دوبارہ لوٹا دی جائے گی۔

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''جنتی جنت میں کھائیں اور پئیں گے لیکن بول و براز (پیشاب پاخانہ) نہ کریں گے نہ ہی تھوکیں گے اور نہ ہی ناک کی گندگی ہوگی، ہاضمہ خوشبودار ڈکار اور پسینے کی صورت میں ہوگا، پھر شہوت لوٹا دی جائے گی''۔ (البدور السافرة، باب طعام اهل الجنة، رقم: ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ص ۵۳۵ وغیرہ)

☆......ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جنت کی نہروں کے نام سیحان، جیحان، نیل اور فرات ہیں۔

☆......بیہقی نے حضرت کعب سے روایت کی ہے کہ نہر نیل سے مراد شہد کی نہر ہے، نہر الدجلۃ سے مراد دودھ کی نہر ہے، نہر الفرات سے مراد شراب کی نہر ہے اور نہر السیحان سے مراد (میٹھے) پانی کی نہر ہے۔

☆......ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی تو آخرت میں اُسے شراب پینے کو نہ ملے گی''۔ (البدور السافرة، باب انهار الجنة وعيونها، رقم: ۱۹۲۲، ۱۹۲۵، ۱۹۴۹، ص ۵۳۹)

☆......ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہ پہنے گا''۔

☆......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا: ''(مردوں) ریشم نہ پہنو، سونے چاندی کے برتن میں نہ کھاؤ پیو، اور بڑے چوڑے پیالے میں کھانا نہ کھاؤ، کافروں کے لیے دنیا میں ہے اور تمہارے لئے آخرت میں (حلال) ہے۔

☆......ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی جنتی ایسا نہیں ہوگا کہ اُس کے لیے طوبیٰ (جنت کا ایک باغ) آراستہ نہ کیا جائے، وہ اُس باغ میں جائے گا اور جو چاہے سفید، سرخ، سبز، زرد، سیاہ چیز اپنی پسند کی حاصل کرلے''۔

(البدور السافرة، باب لباس اهل الجنة، رقم: ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۲، ص ۵۴۶)

فرضیت نماز وزکوۃ کا بیان:

۲......اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اپنے رسالے ''جماع التاج فی بیان الصلوۃ قبل المعراج تاج کے موتی معراج سے پہلے نماز کے بیان میں'' فرماتے ہیں: ''درمختار، کتاب الصلوۃ'' کے آغاز میں ہے کہ نماز باقاعدہ طور پر معراج میں فرض ہوئی تھی، اس سے پہلے صرف دو نمازیں تھیں، ایک طلوع سے پہلے اور ایک غروب سے پہلے۔ اور ''المواھب، فصل اول'' میں جہاں اولین ایمان لانے والوں کا ذکر ہے، اس سے تھوڑا پہلے مذکور ہے کہ مقاتل نے کہا کہ ابتداء میں نماز صرف دو رکعتیں صبح کو اور دو رکعتیں رات کو فرض تھیں کیونکہ اللہ ﷻ فرماتا ہے: ﴿وسبح بحمدربک بالعشی والابکار﴾۔ ''فتح الباری'' میں ہے کہ نبی کریم ﷺ معراج سے پہلے تو نماز یقیناً پڑھتے تھے اور اسی طرح آپ ﷺ کے صحابہ بھی پڑھتے تھے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ پانچ نمازیں فرض ہونے سے پہلے کوئی نماز فرض بھی تھی یا نہیں! تو کہا گیا کہ ایک نماز طلوع سے اور ایک نماز غروب سے پہلے فرض تھی اور اس پر دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبها﴾۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، کتاب الصلوۃ تحت رسالہ مذکورہ بالا، ج۵، ص ۷۵)

نماز وزکوۃ کا ساتھ ساتھ ذکر قرآن مجید میں بیاسی مقامات پر ہوا ہے جبکہ ''البدر المختار'' کے قول اصح کے مطابق بتیس مقامات پر یکجا ذکر ہوا ہے۔'' واما الزکوۃ فلا یصح ادائها الا بالنیة ''''الاشباہ'' میں ہے کہ زکوۃ کی ادائیگی بغیر نیت کے درست نہیں۔ اور نیت میں اخلاص شرط ہے، بغیر اس کے نیت مہمل، فی مجمع الانهر :''الزکوۃ عبادة فلا بد فيها من الاخلاص یعنی زکوۃ بغیر اخلاص کے ادا ہی نہیں ہوتی''۔ ''تنویر الابصار'' میں ہے زکوۃ شارع کے مقرر کردہ حصہ کا فقط رضائے الٰہی ﷻ کے لئے کسی مسلمان فقیر کو اس طرح مالک بنانا کہ ہر طرح سے مالک نے اس چیز سے نفع حاصل نہ کرنا ہو بشرطیکہ وہ مسلمان وہ مسلمان ہاشمی نہ ہو اور نہ ہی اس کا مولی ہو۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، کتاب الزکوۃ، ج ۱۰، ۶۳ وغیرہ)

اہل سے مراد کون ہیں؟

۳......مراد وہ شخص ہے، جس کے گھر والے اور دیگر رشتے دار ہوں، اس کی جمع اَھْلُون، آھال، اَھال، اَھلات، اَھلات ہے۔ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ''اهل القرآن سے مراد اهل الله ہیں''، اور اس کا خصوصیت کے ساتھ ذکر اس لئے ہے کہ یہ قرآن کو حفظ کرتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے ملتے تھے کہتے کہ ''خیر اهلک'' اور اس سے مہاجرین مراد لیتے تھے۔ اور اسی طرح دیگر کے لئے اھل مکہ، یا اہل اللہ کا لفظ بطور تعظیم استعمال کیا جاتا تھا۔

(لسان العرب، الحرف الالف، ج۱، ص ۲۵۳)

درخت میں آگ درحقیقت کیا تھی؟

۴......علامہ قرطبی کہتے ہیں: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس آگ کے قریب تشریف لائے تو اسے آگ ہی گمان کیا جب کہ وہ نور تھا، حضرت وہب بن منبہ کہتے ہیں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ دیکھی تو اس کے قریب کھڑے ہوگئے، آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ شدید خاردار جھاڑی نما سبز درخت کی جڑوں سے آگ نما روشنی نکل رہی ہے جو کہ سبز درخت کی خوبصورتی میں اضافہ کررہی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے تعجب ہوا اور چاہا کہ ایک شعلہ حاصل کرلیں تاکہ زوجہ محترمہ اس سے تاپ سکیں، پس اس کی جانب بڑھے۔ پس خوف محسوس کیا اور پیچھے تشریف لے آئے۔ (القرطبی، الجزء:۱۹، ص۱۴۳ وغیرہ)

اژدھے کا بیان:

۵......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء مبارک بادام کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ عبد بن حمید اور ابو شیخ نے قتادہ سے روایت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا عصاء مبارک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت دیا گیا جب وہ مدین کی جانب تشریف لے جانے لگے، وہ عصاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے رات کے وقت میں روشن ہوجاتا تھا اور دن کے وقت میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے زمین پر مارتے تو زمین سے رزق نمودار ہوتا، اور اس عصاء کی مدد سے آپ علیہ السلام جانوروں کے لئے پتے جھاڑنے کا کام بھی کرتے۔ اس بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ یہ جنتی عصاء تھا جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے تھا پھر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس سے ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت یہ ہے کہ اس عصاء کا نام ماشا تھا۔

☆......روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی تو وہ زرد رنگ کا ایک بال والا اژدھا بن گیا اس کے دونوں جبڑوں کے مابین اسی ذراع (یعنی ایک سو بیس فٹ) کا فاصلہ تھا اور وہ اپنی دم پر کھڑا ہوکر زمین سے ایک میل بلند تھا اژدھا اتنا بڑا تھا کہ اس کا ایک جبڑا زمین پر تھا اور دوسرا فرعون کے محل کی دیوار پر تھا وہ فرعون کے پکڑنے کیلئے دوڑا تو فرعون اپنی جان بچانے کو تخت چھوڑ کر بھاگا اس حالت میں اس کے دست لگ گئے، ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ اس ایک دن میں اس کے چار سو دست جاری ہوئے، اور بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ اس کے پیٹ میں ایک ایسی بیماری جاری ہوگئی جو تادم مرگ دور نہ ہوسکی، ایک روایت کے مطابق اژدھے نے فرعون کا جبہ اپنی داڑھ میں پکڑ لیا اور لوگوں پر حملہ کیا جس سے بھگدڑ مچی اور اس بھگدڑ میں پچیس ہزار کی تعداد ماری گئی، بالآخر فرعون نے چیخ کر کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں تمہیں اس ذات پاک کی قسم دیتا ہوں جس نے تمہیں بھیجا ہے تم اس اژدھے کو پکڑ لو میں تم پر ایمان لے آؤں گا اور تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دوں گا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اژدھے کو پکڑا تو مثل سابق لاٹھی بن گیا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کو پکڑ لیا فرعون نے پھر سے نافرمانی کی اور پرانی روش پر ہی قائم رہا۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص۳۰ وغیرہ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی جانب گناہ کی نسبت کرنے کے محامل:

۶......حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کے سلسلے میں توبہ فرمائی تھی لہذا توبہ و مغفرت کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خوف لاحق

ہونے کا کیا معنی ہے؟ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ علم والوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ خائف رہتے ہیں، اور انہیں توبہ کرنے کے بعد بھی امن نہیں رہتا اور وہ خوف میں رہتے ہیں۔ حسن وابن جریج کہتے ہیں: اللہ عزوجل نے فرمایا: اے موسیٰ! میں نے تجھ سے قبطی کے قتل کو معاف کر دیا، حسن کہتے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام (بظاہر اپنی نگاہ میں ہونے والے) گناہ سے بھی مواخذہ سے لرزتے ہیں۔ ثعلبی، قشیری ، ماوردی وغیرہ کہتے ہیں کہ یہاں ''الا'' کے ذریعے استثناء صحیح ہے، یعنی حضرات انبیائے کرام ومرسلین عظام میں سے جو بھی اپنی ذات پر نبوت سے پہلے حالت صغرسنی میں (بظاہر) ظلم کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبطی کے مر جانے اور اس حوالے سے توبہ کے بارے میں خوف رہتا تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ حضرات انبیائے کرام نبوت کے بعد صغائر وکبائر سے معصوم ہوتے ہیں اور اس کا بیان سورۃ البقرۃ میں گزر چکا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ حضرات انبیائے کرام قیامت کے دن جرائم وغیرہ کے مواخذہ سے بے خوف ہونگے جیسا کہ شفاعت سے متعلق حدیث میں ہے، جب مقرب بندے سے کوئی ناپسندیدہ کام سرزد ہو جاتا ہے اگرچہ وہ اس سے توبہ کر لے لیکن اس کا اثر باقی (مقرب بندے کی نگاہ میں) رہتا ہے، اور تہمت کا اثر قائم ودائم رہتا ہے، اور مراد نافرمانی کا خوف نہیں بلکہ عظمت چلی جانے کا خوف ہوتا ہے۔ اور تہمت یافتہ شخص بادشاہ کے سامنے اپنی تہمت کی جانچ پڑتال سے خائف رہتا ہے کہ کہیں اس کے دامن کو داغ دار نہ کر دے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ بھی یونہی تھا کہ انہیں خوف لاحق تھا جس کی وجہ سے وہ گناہ کو اپنی جانب منسوب کر رہے تھے، اسی لئے مغفرت چاہی اور مغفرت پا جانے کے بعد فرمایا: ﴿رب بما انعمت علی فلن اکون ظهیرا للمجرمین اے میرے رب جیسا تو نے مجھ پر احسان کیا تو اب ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہ ہونگا (القصص: ۱۷)﴾۔

(القرطبی، الجزء: ۱۹، ص ۱۴۷)

عوام وخواص کی معصیت میں فرق:

یہ...... جن کے سروں پر نبوت کے تاج جگمگاتے ہیں یقیناً وہ ہماری طرح نہیں ہیں، قرآن مجید میں جن مقامات پر حضرات انبیائے کرام کی جانب ذنب کی نسبت ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱)...... اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿یوسف اعرض عن هذا واستغفری لذنبک اے یوسف تم اس کا خیال نہ کرو اور اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ (یوسف: ۲۹)﴾

(۲)...... ﴿فاصبر ان وعد الله حق واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک تم صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو اور اپنے رب کی تعریف کرتے رہو (غافر: ۵۵)﴾

(۳)...... ﴿فاعلم انه لا اله الا الله واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اے محبوب اپنے (بظاہر) ذنب کی معافی چاہو اور مؤمنین مردوں اور عورتوں کی (محمد: ۱۹)﴾۔

(۴)...... ﴿لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر تا کہ اللہ تمہیں معاف کر دے تمہارے (بظاہر) اگلے پچھلے

ذنب (الفتح:۲)﴾

(۵)......﴿ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا لنکونن من الخسرین اے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے (الاعراف:۲۳)﴾

حضرات انبیائے کرام سے حقیقتاً گناہ کا تصور ہی نہیں ہے، یہ حضرات مخلوق کو راہ راست پر لانے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں ،اگر ان سے بھی گناہ کا صدور ہونے لگے تو پھر عام لوگوں کی ہدایت کیونکر ممکن ہو سکے گی؟ جہاں تک عام لوگوں کا تعلق ہے تو ان کا حال ہمارے سامنے ہے۔نماز جیسی عظیم نعمت کو ضائع کر دیتے ہیں، بلکہ دیگر فرائض، واجبات، سنن و مستحبات غرض کسی چیز کی پرواہ ہوتی ہی نہیں ،بہت کم دیکھے گئے ہیں کہ جنہیں گناہ پر ندامت بھی ہوتی ہو۔لہذا حضرات انبیائے کرام کا اپنی جانب گناہ کی نسبت کرنا ان کی عظمت شان کی دلیل ہے اور اللہ ﷻ کا اپنے پیارے انبیائے کرام کی جانب گناہ کی نسبت کرنا رب اور بندے کے تعلق کا انوکھا معاملہ ہے۔ہمیں مجال نہیں ہونی چاہیے کہ ہم انہیں اپنے جیسا گمان کریں، ان کو اپنے ساتھ قیاس کریں، ان کا معاملہ اور ہے اور ہمارا حال اور ہے۔

اغراض:

ثلاث او اربع: آیات کی زیادتی کے اعتبار سے تین اقوال ہیں، تین، چار یا پانچ۔**مظهر الحق من الباطل:** حق یہ ہے کہ قرآن ظاہر و واضح ہو جائے اور اسی طرح باطل بھی ظاہر و واضح ہو جائے۔

عطف بزيادة صفة: "الکتاب" کا عطف" القرآن" پر کیوں کیا حالانکہ دونوں کا معنی ایک ہی ہے؟ میں علامہ (صاوی) اس کا جواب یہ دونگا کہ کتاب قرآن کی صفت ہے اور قرآن میں یہ کہیں نہیں کہ کتاب قرآن کی صفت ہے۔

هو: جملہ مستانفہ سوال مقدر کے جواب میں آیا ہے تقدیر عبارت یوں ہے:"**ما الفائدة الاتيان به ؟ وما الثمرة المترتبة عليه ؟** میں (علامہ صاوی) جواب یہ دوں گا کہ ﴿**هدى وبشرى للمؤمنين**﴾۔

اى هاد من الضالة: یہ "الھدی" کی تفسیر میں سے ایک احتمال ہے، اور اس سے مراد "**ذو هدى** یعنی ھدایت والا ہونا"، ہے یا اس تک ہدایت پہنچ جائے حتی کہ وہ اپنے نفس کے اعتبار سے ھدایت والا ہو جائے۔

ياتون بها على وجهها: کمال درجے میں نماز اس کی شرائط وارکین کی مدد سے ادا کی جائے۔

يعلمونها بالاستدلال: آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے ذریعے استدلال کیا جائے اور جو ان میں شک کرے گویا کفر کیا۔

يتحيرون فيها: شیطان کی مزین کردہ اور رحمٰن کی خبروں کے مابین حیران و ششدر ہے، اور انہیں یہ اچھائی اور برائی میں تمیز نہیں ہے اور کافر قوم اپنے کفر میں اپنی گمراہی کی وجہ سے حیران ہیں اور یہ معلوم (ومطلوب) بات ہے کہ ہر تاریکی میں رہنے والے تمام نورانی (صفات والے امور) سے حیران ہی ہیں، پس اہل ایمان اپنے اعتقادات پر ثابت قدم ہوتے ہیں اور اہل کفر اپنے کفر پر شک وشبہ میں ہوتے ہیں۔

زوجته: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اہل سے مراد ان کی زوجہ یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی ہیں، یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بیٹا یا ان کی خادمہ ہیں۔**عند مسيره من مدين:** تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ اور بھائی سے ملاقات فرمالیں، اور وہ تاریک رات تھی، جس کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر راستہ مشتبہ ہو گیا اور ان کی زوجہ کو درد زہ ہوا۔

ای شعلۃ: آگ کا جلتا شعلہ، اوراضافت بیان جنس کی طرف ہے، کیوں کہ شہاب کا لفظ آگ اوراس کے علاوہ مثلا کواکب کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

ای بــــان: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ اَنْ بمعنی اَنْ مصدریہ ہے، مصدر میں تاویل ہوئی ہے اوراس سے قبل حرف جر "باء" محذوف ہے، یعنی ﴿من فی النار﴾ برکت کے لئے ندا کی گئی، تا کہ حضرت موسی علیہ السلام کی تقدیس اوران کے قلب پاک کی طہارت ہوجائے اور قلب موسی علیہ السلام کسی اور جانب مائل نہ ہوجائے اوران کے قلب پاک کو نبوت ورسالت کے ساتھ خاص کرلیا گیا ہے، یعنی اللہ عزوجل نے انہیں ہدایت عطافرمائی، یعنی اے موسی علیہ السلام ہم تمہیں راہ خیر کے لئے، پاک کرنے کے لئے اور رسالت کے لئے منتخب کرتے ہیں، جیسا کہ ماقبل سورۃ طہ ﴿وانا اخترناک﴾ میں گزر چکا ہے۔

ویقدر بعد فی مکان: تفسیر اول کے پیش نظر کہا جاتا ہے کہ اے موسی علیہ السلام! اللہ عزوجل تجھے برکت دے، جو کچھ آگ کی جگہ میں ہے، اوراس تقدیر کی بناء پر اس بات کی احتیاج رہتی ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام حقیقت میں آگ کی جگہ میں نہ تھے بلکہ وہ اس کے قریب ہی جگہ میں موجود تھے۔

من جملۃ ما نودی: یعنی اس مقام پر آئے، اور یہاں اُس مقام کی پاکی بیان کرنا ہے، تا کہ اس وہم کو دور کیا جاسکے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اس مقام پر حرف وصوت کے اعتبار سے کلام سماعت فرمایا یا اللہ عزوجل اس مقام پر موجود تھا یا کسی جہت پر موجود تھا۔

حیۃ خفیفۃ: یعنی تیز حرکت مراد ہے، اور یہ ہلکی حرکت اس کے بڑے خوفناک ہونے والی صفت کے منافی نہیں۔

طوق القمیص: اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت موسی علیہ السلام کو آستین میں ہاتھ ڈالنے کا حکم نہ تھا، کیونکہ جس ساخت کا لباس زیب تن تھا اس میں آستین چھوٹی تھیں (یا تھیں ہی نہیں)، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ آستینیں تھیں ہی نہیں۔ ای مضیئۃ: سے مراد معنوی ضیاء ہے، یعنی ہاتھ سے روشنی پھوٹتی دکھائی دیتی تھی۔ من اھلاکھم: یعنی غرق ہونا جہاں والوں کے لئے عبرت ہے۔ (الصاوی، ج ٤، ص ٢٤٩ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿ ولقد اتینا داؤد وسلیمن ﴾اِبْنَہٗ﴿ علما ج﴾بِالْقَضَاءِ بَیْنَ النَّاسِ وَمَنْطِقَ الطَّیرِ وَغَیرِ ذالِکَ﴿ وقالا ﴾شُکْرًا لِلّٰہِ﴿الحمد للہ الذی فضلنا ﴾بالنُبُوَّۃِ وتَسْخِیرِ الجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالشَّیَاطِینِ﴿ علی کثیر من عبادہ المومنین (۱۵) وورث سلیمن داؤد ﴾النُبُوَّۃَ وَالعِلْمَ﴿ وقال یایھا الناس علمنا منطق الطیر ﴾اَی فَھْمَ اَصْوَاتِہٖ﴿ واوتینا من کل شیء ﴾یُوتَاہُ الْاَنْبِیاءُ وَالْمُلُوکُ﴿ ان ھذا﴾المُؤتٰی﴿لھو الفضل المبین (۱۶)﴾اَلْبَیِّنُ الظَّاھِرُ﴿ وحشر﴾جُمِعَ﴿لسلیمن جنودہ من الجن والانس والطیر﴾فِی مَسِیرٍ لَہٗ﴿ فھم یوزعون (۱۷)﴾یُجْمَعُونَ ثُمَّ یُسَاقُونَ﴿حتی اذااتوا علی واد النمل ﴾ھُوَبِالطَّائِفِ اَو بِالشَّامِ نَمْلَۃٌ صِغَارٌ او کِبَارٌ﴿ قالت نملۃ ﴾مَلِکَۃُ النَّملِ وَقَدْ رَاَتْ جُنْدَ سُلَیمَانَ﴿ یایھا النمل ادخلوا مسکنکم لا یحطمنکم ج﴾یُکَسِّرَنَّکم﴿ سلیمن وجنودہ وھم لا یشعرون (۱۸)﴾بِھَلَاکِکم نَزَلَ النَّملُ مَنْزِلَۃَ الْعُقَلَاءِ فِی الْخِطَابِ بِخِطَابِھِمْ﴿ فتبسم ﴾سُلَیمانُ اِبْتِدَاءً﴿ضاحکا﴾اِنْتِھَاءً ا﴿من قولھا﴾وَقَدْ سَمِعَہٗ مِنْ ثَلٰثَۃِ

امَيَالٍ حَمَلَتهُ الرِّيحُ اِلَيهِ فَخَمَسَ جُندَهُ حِينَ اَشرفَ وعَلٰى اَدِيهِم حتّٰى دَخَلوا بُيوتَهم وكَانَ جُندُهُ رُكبانا ومَشاةً فِى المَسِيرِ ﴿ وقال رب اوزعنى ﴾اَلهِمنِى﴿ ان اشكر نعمتك التى انعمت﴾بِهَا﴿ على وعلى والدى وان اعمل صالحا ترضه وادخلنى برحمتك فى عبادك الصلحين (١٩) ﴾الانبياءِ والاولياءِ﴿ وتفقد الطير﴾لِيَرى الهُدهُدَ الذِى يَرى الماءَ تَحتَ الارضِ وَيَدُلُّ عَليهِ بِنَقرِهِ فيها فَتَستَخرِجه الشَياطِينُ لِاحتِياجِ سُلَيمانَ اِلَيهِ لِلصَّلوةِ فلَم يَرَهُ﴿ فقال ما لى لا ارى الهدهد ﴾اَى اَعرَضَ لِى مَا مَنعَنِى مِن رُؤيَتِهِ﴿ ام كان من الغائبين (٢٠) ﴾فَلَم اَرَهُ لِغَيبَتِهِ فَلَمَّا تَحقَّقَها قال﴿ لاعذبنه عذابا﴾اَى تَعذِيبًا﴿ شديدا﴾بِنَتفِ رِيشِهِ وَذَنبِهِ وَرَميِهِ فى الشَّمسِ فَلا يَمتَنِعُ مِن الهَوامِ ﴿ او لاذبحنه ﴾بِقَطعِ حُلقُومِهِ﴿ اوليأتينى ﴾بِنونٍ مُشَدَّدةٍ مَكسُورةٍ او مَفتوحَةٍ يَليهَا نونٌ مكسورةٌ﴿ بسلطن مبين (٢١) ﴾بُرهَانٍ بَيِّنٍ ظاهِرٍ على عُذرِهِ﴿ فمكث ﴾بِضَمِّ الكافِ وَفَتحِها﴿ غير بعيد﴾اَى يَسِيرا مِنَ الزمانِ وَحَضَرَ لِسلَيمَانَ مُتَواضِعا بِرَفعِ رَاسِهِ وَارخاءِ ذَنَبِهِ وَجَناحَيهِ فَعفا عنهُ وَسالَهُ عمَّا لَقِىَ فى غَيبَتِهِ﴿ فقال احطت بما لم تحط به﴾اَى اِطَّلعتُ بما لم تَطَّلعُ عليهِ﴿ وجئتك من سبا﴾بِالصَّرفِ وَتَركِهِ قَبِيلَةٌ بِاليَمنِ سُمِّيَتْ بِاسمِ جَدٍّ لهم بِاعتِبارِهِ صُرِفَ﴿ بنبا يقين (٢٢) انى وجدت امراة تملكهم ﴾اَى هِىَ مَلَكَةٌ لهُم اِسمُهَا بِلقِيسٌ﴿ واوتيت من كل شىء ﴾تُحتاجُ اِليهِ المُلوكُ مِنَ الاٰلَةِ والعُدَّةِ﴿ ولها عرش ﴾سَرِيرٌ﴿ عظيم (٢٣) ﴾طُولُه ثمانُونَ ذِرَاعا وَعَرضُهُ اَربَعُونَ ذِرَاعا وَارتِفاعُهُ ثَلثُونَ ذِرَاعا مَضرُوبٌ مِنَ الذَّهَبِ والفِضَّةِ مُكَلَّلٌ بِالدُّرِّ والياقُوتِ الاَحمرِ والزَّبَرجَدِ الاخضرِ والزُّمرُّدِ وقَوائِمهُ مِنَ الياقُوتِ الاَحمَرِ والزَّبرجَدِ الاخضرِ والزُّمرُّدِ عَلَيه سَبعةُ بُيوتٍ على كُلِّ بيتٍ بابٌ مُغلقٌ﴿ وجدتها وقومها يسجدون للشمس من دون الله وزين لهم الشيطن اعمالهم فصدهم عن السبيل ﴾طَرِيقِ الحَقِّ﴿ فهم لا يهتدون (٢٤) الا يسجدوا لله ﴾اَى اَن يَسجُدوا لهُ فَزِيدَتْ لَاوَاُدغِمَ فِيها نُونُ اَن كما فِى قولِهِ تعالى لِئَلا يَعلمَ اَهلُ الكِتٰبِ والجُملةِ فى مَوضِعِ مفعُولِ يَهتَدونَ بِاِسقاطِ الى ﴿ الذى يخرج الخبء ﴾مَصدرٌ بِمَعنَى المَخبُوءِ مِنَ المَطرِ والنَّباتِ﴿ فى السموت والارض ويعلم ما تخفون﴾فِى قُلوبِهِم﴿ وما تعلنون (٢٥) ﴾بِاَلسِنَتِهِم ﴿ الله لا اله الا هو رب العرش العظيم السجدة (٢٦) ﴾اِستِيناف جُملَةُ ثَناءٍ مُشتَمِلٍ عَلٰى عَرشِ الرَّحمنِ فى مُقَابلةِ عرشِ بِلقِيسَ وَبَينَهُما بَونٌ عَظِيمٌ ﴿ قال﴾سليمانُ لِلهُدهُدِ﴿ سننظر اصدقت﴾فِيما اَخبَرتَنا فيهِ﴿ ام كنت من الكذبين (٢٧) ﴾ اى مِن هذا النوع فهو ابلغ من ام كذبت فيه ثمّ دلّهُم على المَاءِ فاستُخرِجَ وارتَوَوْا وتَوَضَّاوُا وصَلّوا ثُمّ كَتَبَ سُلَيمانُ كِتابا صُورَتُهُ مِن عَبدِاللهِ سُليمانَ بنِ داوٗدَ اِلى بِلقِيسَ مَلِكَةِ سَبا بسم الله الرحمن الرحيم السلامُ عَلى مَنِ اتَّبعَ الهُدٰى اَمَّا بَعدُ فَلا تَعلُوا عَلَىَّ واتُونِى مُسلِمِينَ ثُمَّ طَبَعَهُ بِالمِسكِ وَخَتمَهُ بِخاتِمِهِ ثُمَّ قَالَ لِلهُدهُدِ﴿ اذهب بكتبى هذا فالقه اليهم ﴾اَى بِلقِيسِ وَقومِها﴿ ثم تول﴾اِنصَرِف ﴿ عنهم ﴾وَقِف قَرِيبًا مِنهُم﴿ فانظر ماذا

یرجعون (۲۸)﴾یَرُدُّونَ مِنَ الجواب فَاَخَذَہُ وَاَتَاھا وحولھا جندھا فالقاہ فی حجرھا فلما رآہ ارتعدت وَغَضَتْ خوفا ثم ﴿قالت ﴾لِاَشْرافِ قومھا ﴿یایھا الملؤا ﴾بِتَحْقِیقِ الْھَمْزَتَیْنِ وَتَسْھِیْلِ الثَّانِیَۃِ بِقَلْبِھا واو مَکْسُوْرَۃً ﴿انی القی الی کتب کریم (۲۹) ﴾مَخْتُوْمٌ ﴿ انہ من سلیمن وانہ ﴾اَیْ مَضْمُوْنُہٗ ﴿ بسم اللہ الرحمن الرحیم (۳۰) الا تعلوا علی واتونی مسلمین (۳۱) ﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے داؤد اور (ان کے بیٹے) سلیمان......۱......کو عطا فرمایا بڑا علم (یعنی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے اور پرندوں کی بولی سمجھنے کا علم وغیرہ وغیرہ) اور دونوں نے کہا (اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے) سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں فضیلت بخشی (نبوت عطا فرما کر اور جن وانس اور شیاطین کو مسخر فرما کر) اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر، اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا (یعنی نبوت اور علم میں......۲......) اور کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی (یعنی ان کی آوازوں کو سمجھنا سکھایا گیا) اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا (کہ جو بادشاہوں اور نبیوں کو عطا کیا جاتا ہے) بیشک یہی (عطاشدہ چیزیں) ظاہر فضل ہے (المبین بمعنی البین الظاھر ہے) اور جمع کیے گئے (حُشِرَ بمعنی جُمِعَ ہے) سلیمان کے لیے اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں اور پرندوں سے (ایک سفر میں) تو وہ روکے جاتے تھے (یعنی انہیں جمع کیا جاتا تھا اس کے بعد پھر انہیں کوچ کا حکم دیا جاتا تھا) یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے......۳...... (چیونٹیوں کی یہ وادی طائف میں تھی یا پھر ملک شام میں اور وہ چیونٹیاں یا تو چھوٹی نسل کی تھیں یا پھر بڑی نسل کی) پر آئے، ایک چیونٹی بولی (جو کہ چیونٹیوں کی ملکہ تھی اور اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر دیکھ لیا تھا) اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں (یَحْطِمَنَّکُم بمعنی یَکْسِرَنَّکُم ہے، یعنی ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ کردیں) سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں (یعنی انہیں تمہاری ہلاکت کی خبر تک نہ ہو......۴......، یہاں خطاب میں چیونٹیوں کو عقلاء کے قائم مقام رکھنا ان کے خطاب کی وجہ سے ہے) تو مسکرا کر (یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام پہلے مسکرائے) ہنسا (اور پھر بعد میں ہنس پڑے......۵......) اس کی بات سے (اس حال میں کہ آپ نے اس کی بات تین میل کی مسافت سے سن لی تھی کہ جس کو ہوا آپ تک لائی، جب آپ اس وادی کے پاس پہنچے تو اپنے لشکر کو آپ نے روک لیا یہاں کہ وہ سب چیونٹیاں اپنے بلوں میں داخل ہوگئیں اور آپ کا لشکر اس سفر میں پیدل اور دونوں صورتوں میں تھا) اور عرض کی اے میرے رب! مجھے توفیق دے (یعنی سکھا) کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے اور یہ کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں (یعنی انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ) اور پرندوں کا جائزہ لیا (تا کہ ہدہد کو دیکھ سکیں جس کی ذمہ داری تھی کہ زمین تلے پانی پاکر اس جگہ کی اپنی چونچ سے نشاندہی کرے تا کہ شیاطین وہاں سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز وغیرہ کی ضرورت کے لئے پانی نکال سکیں، لیکن آپ علیہ السلام نے اسے نہ پایا) تو بولا مجھے کیا ہوا کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا (وہ کون سی رکاوٹ ہے کہ جو مجھے اسے دیکھنے سے

مانع ہے؟......٦) یا وہ واقعی حاضر نہیں (کہ اس کی عدم موجودگی کی وجہ سے میں اسے نہیں پا رہا، جب اس کی عدم موجودگی ثابت ہو گئی تو ارشاد فرمایا) ضرور میں اسے سخت عذاب کروں گا (اس کے پر اور دم اکھیڑ کر اسے دھوپ میں پھینک دوں گا تا کہ چوپاؤں سے نہ بچ پائے) یا ذبح کر دوں گا (اس کا حلقوم یعنی گردن کاٹ کر) یا میرے پاس لائے (لیاتینی نون مشددہ مکسورہ یا مفتوحہ کے ساتھ ہے کہ اس کے ساتھ ایک اور نون مکسورہ ملا ہوا ہے) کوئی روشن سند (یعنی ایسی واضح دلیل کہ جو اس کے عذر پر غالب آ جائے) تو ہدہد ٹھہرا (مکث کاف کے ضمہ اور فتح دونوں طرح ہے) کچھ زیادہ دیر نہیں (یعنی تھوڑی ہی دیر میں وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا کہ عجز و انکساری سے اس کا سر اٹھا ہوا اور دم اور پر جھکے ہوئے تھے، چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے معاف فرما دیا اور اس سے غیر حاضری کی پیش آمدہ وجہ دریافت فرمائی) اور آ کر عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ کر آیا ہوں جو حضور نے نہ دیکھی (یعنی میں جس بات سے آگاہ ہوں اس سے آپ علیہ السلام آگاہ نہیں) اور میں لایا ہوں شہر سبا......ے......سے حضور کے پاس (سبا کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھا گیا ہے، یہ یمن کا ایک قبیلہ تھا جس کا نام اس کے قبیلے کے جد کے نام پر رکھا گیا ہے، اگر اسے اس اعتبار سے دیکھیں تو یہ منصرف ہوگا) ایک یقینی خبر (نبا بمعنی خبر ہے) میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے (یعنی وہ ان کی ملکہ ہے اور اس کا نام بلقیس ہے) اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے (کہ جس ساز و سامان کی بادشاہوں کو ضرورت ہوتی ہے) اور اس کا بڑا تخت ہے (عرش بمعنی سریر ہے، یعنی ایسا تخت ہے کہ جس کی لمبائی اسی گز، چوڑائی چالیس گز اور اونچائی تیس گز ہے، سونے اور چاندی سے بنا ہوا ہے، قیمتی موتیوں اور سرخ یاقوت، سبز زبرجد اور زمرد سے جڑا ہوا ہے اور اس کے پائے سرخ یاقوت، سبز زبرجد اور زمرد سے بنے ہوئے ہیں، اس پر سات کمرے ہیں کہ ہر کمرے کا دروازہ بند ہے......٨) میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ (یعنی راہِ حق) سے روک دیا تو وہ راہ نہیں پاتے، کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کو (یسجد سے پہلے اور ان کے بعد لا زائدہ ہے اور اَنْ کا نون اس میں مدغم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک دوسری جگہ فرمانِ عالیشان ہے ﴿لِئَلَّا یَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ﴾ جبکہ یہ جملہ حرفِ جر الی کے حذف کے ساتھ یهتدون کے مفعول کی جگہ ہے) جو نکالتا ہے چھپی چیزیں (الخبا مصدر بمعنی مفعول المخبوء ہے یعنی بارش اور نباتات میں سے چھپی ہوئی چیزیں) آسمانوں اور زمین کی اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو (اپنے دلوں میں) اور ظاہر کرتے ہو (اپنی زبانوں کے ذریعے) اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ بڑے عرش کا مالک ہے (یہ جملہ مستانفہ ہے اور جو بلقیس کے تخت کے مقابلے میں رحمٰن کے عرش کی تعریف پر مبنی ہے، حالانکہ ان دونوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے) سلیمان نے فرمایا (ہدہد سے) اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا (اپنی اس بات میں جس کی تو نے خبر دی ہے) یا تو جھوٹوں میں ہے (ام کنت من الکاذبین زیادہ بلیغ ہے ام کذبت فیه سے)، پھر اس نے پانی کی نشاندہی کی تو پانی نکالا گیا اور لوگ سیراب ہوئے، انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھی، اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک خط اس طرح لکھا ﴿من عبد الله سلیمان بن داؤد الی بلقیس ملکة سبا بسم الله الرحمن الرحیم السلام علی من اتبع الهدی اما بعد فلا تعلوا علیّ واتونی مسلمین﴾ یعنی یہ خط اللہ تعالیٰ کے بندے سلیمان بن داؤد کی جانب سے ملکہ سبا بلقیس کے نام ہے، اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا سلامتی ہو اس پر جس نے راہِ ہدایت کی پیروی کی، اما بعد! اے قوم سبا!

میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو بلکہ مطیع وفرمانبردار ہوکر میری خدمت میں حاضر ہو جاؤ، پھر اس کے بعد کستوری سے اس خط کو سر بند کر کے اس پر اپنی مہر لگادی اور ہدہد سے ارشاد فرمایا) میرا یہ فرمان لے جا کر ان پر (یعنی بلقیس اور اس کی قوم پر) ڈال پھر الگ ہٹ کر (یعنی ایک طرف ہو کر) ان سے (ٹھہر جانا کہیں قریب ہی اور) دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں؟ (یعنی اس خط کا جواب کیا دیتے ہیں؟ پس ہدہد نے وہ خط لے لیا اور ملکہ سبا بلقیس کے پاس آیا جبکہ اس کے آس پاس اس کے لشکری بھی موجود تھے، اس نے وہ خط اس کے کمرے میں پھینک دیا، جب اس نے دیکھا تو ڈر گئی اور خوف زدہ ہو گئی، پھر) وہ عورت بولی (اپنی قوم کے سرداروں سے) اے سردارو! (دونوں ہمزے تحقیق کے ساتھ اور دوسرے کی تسہیل یعنی واؤ مکسورہ کے ساتھ بدلنے سے ہے) بیشک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا (جو مہر بند ہے) بیشک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بیشک وہ (یعنی اس کا مضمون اس طرح ہے) اللہ کے نام سے ہے نہایت مہربان رحم والا......۰......یہ کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور گردن رکھتے میرے حضور حاضر ہو۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اتينا داود وسليمن علما﴾.

و: مستانفہ، لام قسمیہ، قد تحقیقیہ، اتینا: فعل بافاعل، داود وسلیمن علما: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿وقالا الحمد لله الذى فضلنا على كثير من عباده المومنين۝﴾.

و: عاطفہ، قالا: قول، الحمد: مبتدا، لام: جار، الله: موصوف، الذی: موصولہ، فضلنا: فعل بافاعل، علی: جار، کثیر: موصوف، من عباده المومنین: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ہوکر مقولہ جملہ قولیہ جملہ محذوف "فعملا بما اعطيا بالقلب بالعزم" پر معطوف ہے۔

﴿وورث سليمن داود وقال يايها الناس علمنا منطق الطير واوتينا من كل شىء﴾.

و: مستانفہ، ورث سلیمن: فعل وفاعل، داود: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، قال: قول، یایها الناس: نداء، علمنا: فعل بانائب الفاعل، منطق الطیر: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اوتینا: فعل بانائب الفاعل، من کل شیء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان هذا لهو الفضل المبين ۝ وحشر لسليمن جنوده من الجن والانس والطير فهم يوزعون۝﴾.

ان هذا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، هو الفضل المبین: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، حشر: فعل مجہول، لسلیمن: ظرف لغو، جنوده: ذوالحال، من الجن والانس والطیر: ظرف مستقر حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: فصیحیہ، هم: مبتدا، یوزعون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿حتى اذا اتوا على واد النمل قالت نملة يايها النمل ادخلوا مسكنكم لايحطمنكم سليمن وجنوده وهم لايشعرون۝﴾.

حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، اتوا علی واد النمل: جملہ فعلیہ شرط، قالت نملة: قول، یایها النمل: نداء، ادخلوا مسکنکم: جملہ فعلیہ مبدل منہ، لایحطمنکم: فعل نہی مفعول، سلیمن: معطوف علیہ، و: عاطفہ، جنوده: جزو الحال، و: حالیہ، هم لایشعرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بدل، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ

شرطیہ ہوکر مجرور،ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "ساروا" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ فتبسم ضاحکا من قولھا ﴾۔

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فسمع قولھا المذکور"،تبسم: فعل "ھو" ذوالحال،ضاحکا من قولھا: شبہ جملہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ وقال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضہ وادخلنی برحمتک فی عبادک الصلحین○ ﴾

و: عاطفہ،قال قول،رب: نداء،اوزعنی: فعل امر بافاعل ومفعول،ان: مصدر،اشکر: فعل بافاعل،نعمتک: موصوف،التی انعمت علی وعلی والدی: موصول صلہ،ملکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ،و: عاطفہ،ان: مصدریہ،اعمل: فعل بافاعل،صالحا: موصوف،ترضہ: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،ادخلنی: فعل بافاعل "ی" ضمیر ذوالحال،برحمتک: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،فی عبادک الصلحین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملک جملہ قولیہ۔

﴿وتفقد الطیر فقال مالی لاارٰی الھدھد ام کان من الغائبین○ ﴾۔

و: عاطفہ،تفقدا لطیر: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف: عاطفہ،قال قول،ما: استفہامیہ مبتدا،لام: جار،ی: ضمیر ذوالحال،لاارٰی الھدھد: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ام: عاطفہ،کان من الغائبین: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لاعذبنہ عذابا شدیدا اولا اذبحنہ اولیاتینی بسلطن مبین○ ﴾۔

لام: قسمیہ،اعذبنہ: فعل بافاعل ومفعول،عذابا شدیدا: مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ،او: عاطفہ،لا: قسمیہ،اذبحنہ: جملہ فعلیہ قسم محذوف کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ،او: عاطفہ،لام قسمیہ،یاتینی بسلطن مبین: جملہ فعلیہ قسم محذوف کیلئے،جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فمکث غیر بعید فقال احطت بما لم تحط بہ وجئتک من سبا بنبا یقین○ ﴾۔

ف: مستانفہ،مکث: فعل بافاعل،غیر بعید: "وقت" محذوف کیلئے صفت،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ،ف: عاطفہ،قال قول،احطت: فعل بافاعل،بمالم تحط بہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،جئتک: فعل بافاعل ومفعول،من سبا: ظرف مستقر حال مقدم،بنبا یقین: مرکب توصیفی ذوالحال،ملکر مجرور،ب: جار،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انی وجدت امراۃ تملکھم واوتیت من کل شیء ولھا عرش عظیم○ ﴾۔

انی: حرف مشبہ واسم،وجدت: فعل بافاعل،امراۃ: موصوف،تملکھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،اوتیت من کل شیء: جملہ فعلیہ معطوف،و: عاطفہ،لھا عرش عظیم: جملہ اسمیہ معطوف ثانی،ملکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وجدتھا وقومھا یسجدون للشمس من دون اللہ﴾۔

وجدت: فعل بافاعل،ھا: ضمیر معطوف علیہ،و: عاطفہ،قومھا: معطوف،ملکر ذوالحال،یسجدون: فعل

باقاعل، لام: جار، شمس: ذوالحال، من دون الله: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل جملے "وجدت امراۃ" سے بدل ہے۔

﴿وزین لهم الشیطن اعمالهم فصدهم عن السبیل فهم لا یهتدونo﴾.

و: عاطفہ، زین لهم الشیطن اعمالهم: فعل وظرف لغو، وفاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، صدهم عن السبیل: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، هم: مبتدا، لایهتدون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا یسجدوا لله الذی یخرج الخبء فی السموت والارض ویعلم ما تخفون وما تعلنونo﴾.

ان: مصدریہ، لایسجدوا: فعل نفی بافاعل، لام: جار، الله: موصوف، الذی: موصول، یخرج الخبء: فعل بافاعل ومفعول، فی السموت والارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یعلم: فعل بافاعل، ما تخفون وما تعلنون: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ماقبل "اعمالهم" سے بدل ہے۔

﴿الله لا اله الا هو رب العرش العظیمo﴾.

الله: مبتدا، لا: نفی جنس، اله: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، هو: ضمیر مضاف الیہ ملکر صفت، ملکر اسم "موجود" خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر اول، رب العرش العظیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال سننظر اصدقت ام کنت من الکذبینo﴾.

قال: قول، س: حرف استقبال، ننظر: فعل بافاعل، همزہ: حرف استفهام، صدقت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ام: عاطفہ، کنت من الکذبین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اذهب بکتبی هذا فالقه الیهم ثم تول عنهم فانظر ماذا یرجعونo﴾.

اذهب: فعل امر بافاعل، ب: جار، کتبی، هذا: موصوف صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، القه الیهم: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، ثم: عاطفہ، تول عنهم: فعل امر بافاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ف: عاطفہ، انظر: فعل امر بافاعل، ماذا: موصول، یرجعون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ملکر قول محذوف "قال" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالت یایها الملؤا انی القی الی کتب کریمo﴾.

قالت: قول، یا یها الملا: نداء، انی: حرف مشبہ واسم، القی: فعل مجهول، الی: ظرف لغو، کتب کریم: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انه من سلیمن وانه بسم الله الرحمن الرحیمo﴾.

انه: حرف مشبہ واسم، من سلیمن: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انه: حرف مشبہ واسم، ب: جار، اسم: مضاف، الله: اسم جلالت موصوف، الرحمن الرحیم: صفتان، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا تعلوا علی واتونی مسلمینo﴾.

ان: مصدریہ، الا تعلوا علی: فعل نہی بافاعل وظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتوا: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال، مسلمین: حال، ملکر فاعل، ن: وقایہ، ی: ضمیر مفعول، ملکر معطوف، ملکر بتاویل مصدر "مضمونه" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

حضرت داؤد علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام کا نسب:

لے.....داؤد بن ایشار بن عوید بن عابر بن سلمون بن نحشون بن عویناذب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہوذا ابن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ۔ محمد بن اسحاق بعض اہل علم وہب بن منبہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام چھوٹے قد والے، تیز نگاہ اور کم بالوں والے، پاک دل رکھنے والے، پرہیزگار بندے تھے۔ سرکش بادشاہ جالوت کو موت کے گھاٹ اتار دیا، بنی اسرائیل کی بادشاہی سے نواز اگیا، ان کی ذات میں مملکت و نبوت دونوں جمع ہوئیں۔ بعض آثار میں ہے کہ سلطان زمین پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے۔ امام احمد نے اپنی مسند میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بہت زیادہ غیرت والے تھے جب گھر سے باہر نکلتے تو دروازہ بند کردیتے، گھروں والوں میں سے کوئی بھی ان کے کمرے میں داخل نہ ہو پاتا جب تک کہ خود واپس نہ پلٹ آئیں، ایک دن باہر نکلے، ان کی زوجہ نے گھر میں ایک شخص کو کھڑے دیکھا تو کہنے لگیں کہ گھر میں کون ہے؟ اندر کون داخل ہوا جب کہ دروازہ بند تھا؟ جب حضرت داؤد علیہ السلام تشریف لائے تو انہیں بتایا، حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے شخص تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں وہ ہوں جسے آنے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی اور میرے لئے کوئی پردہ نہیں ہے، یقیناً تو ملک الموت ہے، خوش آمدید، اللہ عزوجل کے حکم سے ، پھر تھوڑی دیر بعد اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کی روح قبض کرلی۔ پھر انہیں غسل و کفن دیا گیا۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ کا انتقال پر ملال ہفتہ کے دن اور حسن وقتادہ کے مطابق سو سال کی عمر میں بدھ کے دن آپ علیہ السلام کا انتقال ہوا۔

(البدایة والنهایة، ج ۱، الحزء الثانی، قصه داؤد فضائله، ص ۳۸۹ وغیره)

حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے فرزند ارجمند ہیں، انہیں بھی نبوت و مملکت عطا ہوئی، مال وراثت نہ ملا کیونکہ حضرات انبیائے کرام کی وراثت مال نہیں ہوتی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''ہم مال وراثت میں نہیں چھوڑتے ہم جو بھی چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے''۔ ایک حدیث میں یوں بھی ہے کہ: ''ہم حضرات انبیائے کرام مالی وراثت نہیں چھوڑتے''، صادق وامین آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس طرح لوگ مال و دولت چھوڑ جاتے ہیں ہم حضرات انبیائے کرام ایسا نہیں کرتے، ہمارا مال فقراء اور محتاجوں کا ہوتا ہے خاص اقرباء کے لئے نہیں ہوتا، کیونکہ حضرات انبیائے کرام کے لئے دنیا تنگ اور حقیر ہوتی ہے جیسا کہ انہیں وصف نبوت وفضیلت کے ساتھ خاص کر کے بھیجا جاتا ہے''۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولیاں جان لیتے تھے، اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر بہت نوازشات کیں، انہیں نبوت، بادشاہت، آلات حرب، کثرت احباء، لشکر، قافلے، جنات وانسان کی جماعتیں، پرندے، وحشی جانور، علم وفہم، بولنے اور نہ بولنے والے جانوروں کی بولیاں سکھادیں۔ زہری کے مطابق آپ علیہ السلام نے باون سال زندگی گزاری اور چالیس سال حکومت کی، جب کہ ابن عباس نے آپ علیہ السلام کی حکومت کی مدت بیس سال بیان کی ہے۔

(البدایة والنهایة، قصة سلیمان بن داؤد، الحزء الثانی، ج ۱، ص ۳۸۹ وغیره)

ایک مجتہد دوسرے سے کب اختلاف کرسکتا ہے؟

۲......ایک ہی مقدمہ میں حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنا حکم سنا دیا حالانکہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کے فیصلے کو تبدیل نہیں کرتا اگر چہ رائے میں اختلاف ہو، اس کے چند جوابات ہو سکتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) ہوسکتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے فیصلے پر یقین نہ ہو، (۲) یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ نہ تھا بلکہ فتوی تھا۔ (۳) ہوسکتا ہے کہ ان کی شریعت میں یہ جائز ہو کہ جب دوسرے حاکم کے پاس مقدمہ پہنچے تو وہ پہلے کے خلاف فیصلہ سنائے۔ (۴) حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب حیلے سے یہ معلوم کرلیا کہ بچہ چھوٹی عورت کا ہے تو انہوں نے بڑی عورت سے اقرار کرالیا اور اقرار حجت ملزمہ ہے، کیونکہ جب اس نے حضرت داؤد کے فیصلہ کے خلاف خود ہی اقرار کرلیا کہ حق چھوٹی عورت کا ہے تو اب حضرت سلیمان علیہ السلام پر فیصلہ سے اعراض کرنے کا الزام نہیں ہے۔ (تبیان القرآن، ج۸، ص ۶۰۳)

حضرت سلیمان علیہ السلام پر انعام واکرام:

۳......حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنا تخت رکھتے تھے اور اس کی دائیں اور بائیں جانب کرسیاں ہوتی تھیں، پہلے انسانوں کو بیٹھنے کی اجازت ہوتی، پھر جنات کو اجازت دیتے جو انسانوں کے پیچھے بیٹھتے تھے، پھر شیطانوں کو بیٹھنے کی اجازت دیتے تھے جو جنات کے پیچھے بیٹھتے تھے، پھر ہوا کو حکم دیتے اور وہ ان سب کو اٹھا کر لے جاتی اور پرندے ان کے اوپر سایہ کرتے اور ہوا ان کے تخت اور ان کی کرسیوں کو اڑا کر لے جاتی، وہ صبح کے وقت بھی ایک ماہ کی مسافت تک سیر کرتے اور شام کے وقت میں ایک ماہ کی مسافت طے کرتے، حضرت وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک کا وارث کیا اور ان کو نبوت عطا ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی کہ اللہ عزوجل ان کو ایسا ملک عطا کرے جو ان کے بعد اور کسی کے لائق نہ ہو تو اللہ عزوجل نے ان کی دعا قبول کرلی۔ سو ان کے لئے انسانوں، جنوں، پرندوں اور ہواؤں کو مسخر کردیا، حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھنے بال تھے، روشن چہرہ اور سفید کپڑے زیب تن تھے، جب وہ اپنے گھر سے مجلس کی طرف جاتے تو پرندے ان کے سر پر اڑتے تھے، اور جب تک اپنے تخت پر تشریف فرما نہ ہوتے انسان وجن آپ علیہ السلام کی تعظیم میں کھڑے ہوتے تھے۔ بہت جنگجو شخص تھے اور روئے زمین پر انہیں جہاں کہیں سلطنت کا پتہ چلتا اس پر حملہ کر کے فتح کرلیتے۔ (تفسیر ابی ابن حاتم، ج۹، ص ۲۸۵۵ وغیرہ، رقم: ۱۶۱۹۱، ۱۶۱۹۲)

انعام واکرام ہونا یقیناً شان انبیائے کرام ہے، لیکن ایک وسوسہ ذہن میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم مورث نہیں بنائے جاتے ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: حدیث بنی النضیر، رقم: ۴۰۳۳، ص ۶۸۰)

☆......حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بیشک علماء انبیائے کرام کے وارث ہیں اور انبیاء نہ دینار کا وارث کرتے ہیں اور نہ ہی درہم کا، وہ صرف علم کا وارث کرتے ہیں تو جس نے علم کو حاصل کیا اس نے بہت بڑے حصہ کو حاصل کیا''۔

(سنن الترمذی، کتاب العلم، باب: ماجاء فی فضل الفقه، رقم: ۲۶۹۱، ص ۷۷۰)

امام رازی اس وسوسہ کو دور کرتے ہوئے کہتے ہیں اگر یہاں مال کی وارثت مراد ہوتی (جیسا کہ شیعہ حضرات کا کہنا ہے) تو پھر اس کے بعد ﴿یایھا الناس علمنا منطق الطیر اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی (النمل:١٦)﴾ کا کوئی فائدہ ہی نہ تھا، اور جب اس سے مراد نبوت اور ملک کی وراثت ہو تو یہ کلام عمدہ ہے کیونکہ پرندوں کی بولی کا سکھانا بھی علوم نبوت کے ساتھ مربوط اور متصل ہے کیونکہ مال کی وراثت کا نبوت کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے، اسی طرح ﴿واوتینا من کل شیء اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا (النمل:١٦)﴾ بھی ملک کی وراثت سے مربوط ہوگا مال کی وراثت کے ساتھ اس کا بھی کوئی ربط نہیں ہے، اسی طرح اس کے بعد ﴿ان ھذا لھو الفضل المبین بیشک یہی ظاہر فضل ہے (النمل:١٦)﴾ کا تعلق بھی علم و نبوت کے ساتھ ہے مال کے ساتھ نہیں، مال کا وارث تو کامل شخص بھی ہو سکتا ہے اور ناقص شخص بھی، نیک بھی ہو سکتا ہے اور بد بھی، نیز اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے جس لشکر کی جانب کلام ہوا ہے اس کا ربط بھی علم و نبوت کے ساتھ ہے نہ کہ مال کے ساتھ۔ (الرازی، ج۸، ص۵۴۷)

وادیٔ نمل کا بیان:

☆......قتادہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اس سے مراد سرزمین شام ہے اور حضرت کعب کے قول کے مطابق طائف کی سرزمین ہے۔ شعبی کہتے ہیں کہ چیونٹی دو پروں والی تھی۔ اور اسے بولنے کی طاقت دی گئی تھی جو کہ دیگر پرندوں کو نہیں دی جاتی۔ اسے "نملة" اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ٹھرتی کم اور حرکت بہت زیادہ کرتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام طائف کے علاقے وادیٔ سدیر سے گزر رہے تھے کہ چیونٹیوں کے قبیلے سے گزر ہوا، ایک چیونٹی جو کہ لنگڑی تھی اور بھیڑیے کی مانند چال چلتی دکھائی دیتی تھی اس نے دیگر چیونٹیوں سے کہا "یایھا النمل"۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کا کلام تین میل کے فاصلے سے سن لیا، کہا جاتا ہے اس چیونٹی کا نام "طاخیہ" یا "حرمیا" تھا۔ اس چیونٹی کے نام کو توریت، انجیل اور دیگر صحائف میں بھی ذکر کیا گیا ہے اور اس کا نام اللہ عزوجل نے رکھا ہے۔ اور حضرات انبیائے کرام حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے بھی اسے پہچانتے تھے۔ اور اس کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا نام اللہ عزوجل نے رکھا اور یہ نبی پر ایمان لانے والی چیونٹی تھی۔ اور اس کے ایمان کی دلیل حضرت سلیمان علیہ السلام کو پہچان کر یہ کہنا ہے ﴿لا یحطمنکم سلیمن وجنودہ وھم لا یشعرون تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں (النمل:١٨)﴾۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس جملے کو سماعت کر کے مسرور ہو کر مسکرانے لگے۔ حضرت وہب کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ہوا کے ذمہ ایک دوسرے کا پیغام پہنچانا لگایا تھا کہ چیونٹی کی آواز حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی آواز چیونٹی کو سنائی دی جائے اور ایسا اس لئے ہوا تا کہ شیطان بیچ میں کوئی رخنہ نہ ڈال سکے۔ (القرطبی، الجزء:۱۹، ص ۱۵۳ وغیرہ)

☆......حضرت ابن عباس کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے: چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد، لٹورا (موٹے سر سفید و سبز پیٹھ کا ایک پرندہ جو چھوٹے پرندوں کا شکار کرتا ہے) حدیث میں انہیں صرد کہا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ جانور نقصان

پہنچائیں تو ان کے ضرر سے بچنے کے لئے انہیں مارا جاسکتا ہے اور محض ان کو ایذا پہنچانے کے لئے ان کو مارا نہیں جائے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب:في قتل الذر، رقم: ۵۲۶۷، ص۹۷۹)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ایک چیونٹی نے انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کے کاٹا، تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کی بستی کو جلا دیا گیا، اللہ عزوجل نے اس نبی کی طرف وحی فرمائی کہ ایک چیونٹی نے آپ علیہ السلام کو کاٹا تھا تو آپ علیہ السلام نے چیونٹیوں کی پوری نسل کو ہلاک کر دیا جو اللہ عزوجل کی تسبیح کرتی ہیں"۔(صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسير، باب ۱۵۳، رقم: ۳۰۱۹، ص۴۹۸)

☆...... سید عالم ﷺ نے آگ کا عذاب دینے سے منع فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا: "لا یعذب بالنار الا الله یعنی اللہ کے سوا کسی کو آگ کا عذاب دینے کی اجازت نہیں ہے"۔ (المرجع السابق، رقم ۳۰۱۶)

دور سے چیونٹی کا کلام سننا:

۵...... قاضی بیضاوی کہتے ہیں کہ ﴿وهم لا یشعرون اور انہیں شعور نہ ہو(النمل:۱۸)﴾ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اگر شعور رکھیں تو ایسا نہ کریں کہ تمہیں روند ڈالیں، کیونکہ حضرات انبیائے کرام ظلم کرنے اور کسی کو ایذاء دینے سے محفوظ ہوتے ہیں اور شعور رکھتے ہوئے ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ (حاشية الشهاب المعروف عناية القاضي، الجزء:۱۹، ص ۲۳۳)

حضرات انبیائے کرام کا ضحک فرمانا:

۶...... حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا: "بیشک میں اس شخص کو ضرور جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور میں اس شخص کو ضرور جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائیگا، ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس سے اس کے بڑے بڑے گناہ چھپائے جائیں گے، اس سے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں فلاں دن یہ کام کیا تھا؟ وہ اقرار کرے گا اور کسی گناہ کا انکار نہیں کرے گا، اور وہ اپنے بڑے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا، پھر کہا جائے گا کہ اس کے ہر گناہ کے بدلہ میں اس کو نیکی دے دو، وہ کہے گا میرے تو اور بھی گناہ ہیں جن کو میں اس وقت یہاں نہیں دیکھ رہا، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس قدر ہنستے دیکھا کہ آپ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں"۔

(سنن الترمذي، كتاب صفة جهنم، باب:منه، رقم: ۲۶۰۵، ص۷۴۷)

☆...... حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کو کبھی اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کے مونھ کا اندرونی حصہ حلق تک نظر آئے، آپ ﷺ ہمیشہ صرف مسکراتے تھے"۔(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب:التبسم والضحك، رقم:۶۰۹۲، ص۱۰۶۳)

☆...... حضرت جریر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں، سید عالم ﷺ مجھ سے اوجھل نہیں ہوئے اور آپ ﷺ جب بھی مجھے دیکھتے ہنستے تھے۔(صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسير، باب: الرجز في الحرب ورفع، رقم: ۳۰۳۶، ۳۰۳۵، ص ۵۰۱)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ھدھد کے متعلق سوال کرنا:

۷......محمد بن اسحٰق نے بعض اہل علم سے اور حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلیمان بن داود جب اپنے دولت خانے سے مجلس کی جانب آتے تو پرندے ان کے سر پر منڈلاتے ہوجن وانس کھڑے ہوکران کا استقبال کرتے جب تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر جلوہ فرمانہ ہو جائیں، کئی زمانے کے بعد ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ کوئی پرندہ ان کے سر پر سایہ فگن نہیں کئے ہوا جب کہ وہ مجلس میں آنے لگے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ گمان کیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ پرندے مختلف مقامات سے ان کے لئے کوئی خبریں لانے میں مصروف ہوں، پھر جب دیکھا تو سارے پرندے موجود ہیں سوائے ھد ھد کے، کہا کیابات ہے آج میں ھد ھد کونہیں دیکھتا؟

☆......ابن زید کہتے ہیں سب سے پہلی بار جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ھد ھد کو نہ دیکھا، انسانوں سے کسی علاقے میں پانی کے پائے جانے کے بارے میں دریافت کیا تو انسانوں نے کہا کہ ہم اس بارے میں علم نہیں رکھتے، پھر جنات سے اسی بارے میں سوال کیا توانہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ ہم نہیں جانتے، پھر پرندوں سے سوال کیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ وہ نہیں جانتے شاید ھد ھد جانتا ہو، اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: ''کیا بات ہے میں آج ھد ھد کونہیں دیکھتا''۔ (جامع البیان، الجزء:۱۹، ص۱۶۵)

علامہ قرطبی کہتے ہیں: اس آیت میں دلیل ہے کہ امام وقت رعایا کی خبر گیری اور حفاظت کے لئے سوال کرے، جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں جب آپ رضی اللہ عنہ شام کے سفر کو روانہ ہوئے، اور وادی سَرْغ (شام جانے کے لئے تبوک کے آس پاس ایک وادی کا نام ہے) کے پاس پہنچے تو انہیں بعض اصحاب ابوعبیدہ اور ان کے ساتھی رضی اللہ عنہم ملے جنہوں نے کہا کہ وادیٔ شام میں وبائی امراض جنم لئے ہوئے ہیں۔علماء کہتے ہیں کہ خلیفہ بن خیاط کے قول کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا شام کے سفر کے لئے بیت المقدس کی فتح کے سترہ سال بعد ہوا، پس ظاہر ہوا کہ رعایا کی خبر گیری کے لئے احوال معلوم کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو عظیم سلطنت سے نوازا گیا تھا اور مخلوق کو ان کا تابع کردیا گیا تھا، پس ان کے لئے شکر ادا کرنا، عدل قائم کرنا لازم امر تھا پس جب ھد ھد کو نہ دیکھا تو شکر کی ادائیگی میں کمی جانتے ہوئے فرمایا﴿لاعذبنہ عذابا شدیدا او لا ذبحنہ ضرور میں اسے سخت عذاب کروں گا یا ذبح کردوں گا(النمل:۲۱)﴾۔اس آیت میں دلیل ہے کہ حد جرم کے مدمقابل دی جاتی ہے نہ کہ جسمانی کیفیت کے مطابق۔اور کئی اقوال کے مطابق سزا پروں کو اکھیڑنا تھی۔(القرطبی، الجزء:۱۹، ص۱۶۱)

نوٹ: ھد ھد ایک مشہور خوبصورت پرندہ ہے جس کے سر پر تاج ہوتا ہے، کٹھ بڑھئی۔ (فیروز اللغات اردو، ص ۱۴۳۵)

ملکہ سبا کی حکمرانی اور ان کی والدہ کا جن میں سے ہونا:

۸......ملک سبا کو نہ دیکھنا حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان میں کسی کمی کو ظاہر نہیں کرتا، کیونکہ جو علم نبوت میں نافع اور مفید نہ ہو وہ انبیائے کرام کی شان کے لائق نہیں ہے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: ''اعوذبک من علم لا ینفع اے اللہ میں تجھ سے اس علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع دینے والا نہ ہو''۔ (سنن النسائی، کتاب الاستعاذہ، باب:الاستعاذہ من الشقاق والنفاق، رقم:۵۴۸۰،ص۱۲۳۱)

بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام وادیٔ صنعاء میں پہنچ چکے تھے اور وہاں سے ملک سبا صرف تین دن کی مسافت یا تین فرسخ کے فاصلہ پر تھا، اس کے باوجود کسی مصلحت اور حکمت کی بناء پر اللہ عزوجل نے ملک سبا آپ علیہ السلام سے مخفی رکھا جیسے

حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت یوسف علیہ السلام کی جگہ مخفی رکھی۔ (روح البیان، ج۶، ص ۴۳۴)

ملکہ بلقیس کے شہر کا نام سبا تھا جس میں وہ رہائش پذیر تھی، ایک قول یہ ملتا ہے کہ یہ یمن کے ایک علاقے کا نام ہے بعض مؤرخین نے قبیلے کے بڑے شخص کا نام سبا بیان کیا ہے، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اس شخص کا نام بعد میں مآرب رکھا گیا، اور یہ وادیٔ صنعاء سے تین دن کی مسافت پر تھا۔ (لسان العرب، الحرف السین، ج۶، ص ۱۳۶)

کہا جاتا ہے کہ ملکہ بلقیس کا پورا نام بلقیس بنت السیرح یا بلقیس بنت شراحیل بن ذی جدن بن السیرح تھا، اس کا باپ بہت بڑا بادشاہ تھا اور اس نے اہلِ یمن میں سے کسی بادشاہ کی لڑکی سے شادی سے انکار کیا تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک جنیہ سے نکاح کیا تھا جس کا نام ریحانہ بنت السکن تھا، اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام تلقمۃ یا بلقیس تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کان احد ابوی بلقیس جنیا یعنی بلقیس کے ماں باپ میں سے ایک جن تھا"۔ لیکن اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ (البدایة والنهایة، الجزء الثانی :قصه سلیمان بن داؤد، ج۱، ص ۴۰۱)

جنات کے ساتھ نکاح کے شرعی جواز کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے، امام مالک جواز کے قائل ہیں لیکن انہوں نے اس وجہ سے اس کو مکروہ کہا ہے کہ جو عورت زنا سے حاملہ ہوگی وہ دعوی کرے گی کہ اس کا نکاح جن سے ہوا ہے اور یہ حمل اسی کا ہے، اسی طرح الحکم بن عیینہ، قتادہ، حسن بصری، عقبۃ الاصم، الحجاج بن ارطاۃ نے بھی اس نکاح کو مکروہ کہا ہے۔ امام ابن جریر نے امام احمد اور امام اسحٰق سے روایت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کے ساتھ نکاح کرنے کو منع فرمایا، فقہائے احناف کے نزدیک بھی یہی ہے، فتاوی سراجیہ میں ہے کہ انسان اور جن کا آپس میں نکاح اختلاف جنس کے باعث ناممکن ہے۔ علمائے شافعیہ کا قول ہے کہ ہمارے شیخ الاسلام البارزی نے بھی یہی فتوی دیا ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے ہم پر یہ احسان قرار دیا ہے کہ اس نے ہمارے نفسوں سے ہماری بیویاں بنائی ہیں۔ ﴿والله جعل لکم من انفسکم ازواجا﴾ (النحل: ۷۲) اور ابن العماد نے شرح الوجیز میں اس نکاح کو جائز کہا ہے اور اعمش نے کہا ہے کہ ایک جنی نے ہم سے شادی کی، میں نے اس سے پوچھا کہ تم کو کونسا کھانا پسند ہے تو اس نے کہا چاول، ہم اس شادی میں گئے، میں نے دیکھا کہ چاول دسترخوان سے اٹھ رہے تھے، اور کھانے والے نظر نہیں آرہے تھے، میں نے اس سے پوچھا کیا تمہارے اندر بھی گمراہ فرقے ہوتے ہیں؟ اس نے کہا، ہاں! میں نے پوچھا پھر رافضیوں کا تمہارے ہاں کیا حکم ہے؟ اس نے کہا وہ سب سے بدتر فرقہ ہے۔ (الفتاوی الحدیثیه ،مطلب: هل تجوز مناکحة الجن ،ص ۹۷)

ملکہ سبا کا عظیم تخت اور اس کی کیفیت:

۞.....سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لن یفلح قوم ولوا امرهم امراة یعنی جس قوم کی حاکم کوئی عورت ہو وہ کبھی فتح یاب نہیں ہو سکتی"۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی کسری، برقم ۴۴۲۵، ص ۷۵۳)، حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس میں تھے اور ملکہ بلقیس کا تخت شہر صبا میں تھا۔ اور دونوں کے مابین دو ماہ کی مسافت کا فاصلہ تھا اور آپ علیہ السلام کی مجلس قضا صبح سے لیکر شام تک چلتی تھی۔ (الصاوی، ج۴، ص ۲۶۲ وغیرہ)۔ بلقیس نے اپنا تخت سات محلوں میں رکھ کر مقفل کر رکھا تھا اور اس پر پہرے دار

مقرر کر رکھے تھے، اس تخت کا طول اسّی ہاتھ، عرض چالیس اور اونچائی تیس ہاتھ تھی اور اس میں ہیرے، جواہرات، موتی، سرخ یاقوت اور سبز زمرد جڑے ہوئے تھے۔ (الخازن، ج٣، ص٣٤٤)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا مکتوب میں بسم اللہ لکھنا:

ولا..... حضرت سلیمان علیہ السلام چاہتے تھے کہ ملکہ خود تائب ہو کر ان کے پاس تشریف لے آئے اور ایسا معاملہ ان کے تخت کے آنے کے بعد ہو، یعنی تخت پہلے لایا جائے، اس کام کے لئے ھدھد کا انتخاب کیا گیا لہذا ابن کثیر کہتے ہیں کہ ھدھد نے خط ان کے محل میں ان کی جانب ڈال دیا جہاں وہ خاتون خلوت فرماتی تھیں، پس اس نے اس خط کے جواب دینے کے لئے اپنے امراء، وزراء، اکابر وغیرہ سے مشورہ طلب کیا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا ﴿انه من سلیمن و انه بسم اللہ الرحمن الرحیم بیشک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بیشک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا (النمل: ٣٠)﴾۔ (البدایۃ والنھایۃ، الجزء الثانی، قصہ سلیمان بن داؤد، ج١، ص٤٠٢)

ایک شبہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے آغاز میں پہلے اپنا نام ذکر کیا اس کے بعد "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لکھا، اس کی کیا وجہ ہے؟ علامہ قرطبی نے اس کے کئی جوابات دیئے ہیں لیکن ایک جواب یہ حدیث بنتی ہے کہ ربیع نے انس سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حرمت کسی کی نہیں ہے لیکن جب اصحاب نبی خط لکھتے تھے تو ابتداء اپنے نام سے کرتے تھے"۔ ابن سیرین کہتے ہیں: "اہل فارس جب کسی کو خط لکھتے تو ابتداء اپنے نام سے کرتے اس کے بعد اپنے مقاصد لکھتے"۔ لہذا حضرت سلیمان علیہ السلام کی جانب اٹھنے والے وسوسے کی کاٹ ہو جاتی ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کا جواز یہ بھی ہے کہ ہر کلام جو اللہ عزوجل کی حمد سے سوا ہو وہ خیر سے منقطع ہوا کرتا ہے لہذا حضرات انبیائے کرام اس بات کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے کہ ان کا کوئی کلام بے کار نہ ہو۔ (القرطبی، الجزء: ١٩، ص ١٧٢ وغیرہ)

اغراض:

بالقضاء بین الناس ومنطق الطیر وغیر ذلک: مراد علم شریعت ہے، یعنی ان کی بات سمجھنے کی طاقت، اور پہاڑوں کا تسبیح کرنا۔
وتسخیر الجن والانس: ظاہر یہی ہے کہ یہ سب کچھ حضرت داؤد علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام کو دیا گیا اور یہی اس سے مراد ہیں، مگر حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد گرامی سے فائق ہیں اور انہیں ظاہری سلطنت سے نوازا گیا ہے۔
یجمعون ثم یساقون: یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے انسان، جن اور پرندے پابند کر دیئے گئے لیکن وہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر حالت سفر میں سبقت نہ کرتے تھے بلکہ اکٹھے رہتے اور حکم کے پابند ہوتے۔ وقد رات جند سلیمان: یعنی تین میل دور سے چیونٹی ملکہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر دیکھ لیا، اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس ملکہ کا کلام تین میل دور سے سماعت فرما لیا۔
ابتداء...... الخ: مونھ سے آواز نکلے بغیر مسکرانے کو تبسم کہتے ہیں، اور ضحک ہلکی آواز سے ہنسنے کو کہتے ہیں جس میں مونھ کھل جاتا ہے، اور قہقہہ بڑی آواز سے مونھ کھول کر ہنسنے کو کہتے ہیں اور ایسا ہونا حضرات انبیائے کرام سے متصور نہیں۔
فی ھذا السیر: یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کی خصوصی سیر جو کہ وادی نمل کی جانب ہو رہی تھی، حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر متذکرہ مکان پر (اپنے تخت نما) بچھونے پر سوار ہو کر گزرے جسے ہوائیں چلا رہی تھیں۔

تستخرجه الشياطين: یعنی سطح زمین پر ہوتے ہوئے پانی سے (اوپر ہو کر اپنی چونچ سے پانی کی سطح سے کچھ نکال لینا) جیسا کہ بکری کی کھال (اس کے گوشت سے اوپر ہوتی ہے اور اتاری جاتی ہے)۔
بنتف ریشه: یہ ہد ہد کو سزا دینے کے حوالے سے ایک قول ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اسے اس کے غیر جنس کے ساتھ رکھیں گے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس پر قطران (تیز تارکول/ درخت سے نکلنے والا مادہ) مَل کر اسے سورج کی تپش میں رکھا جائے گا۔بضم الكاف و فتحها: "مکث" میں دو قرأتیں ہیں، اول باب قرب سے، اور ثانی باب نصر سے۔
ای یسیرا من الزمان: مراد زوال سے لے کر عصر تک کا وقت ہے۔
بالصرف و تركه: یہاں بھی دو قرأتیں ہیں، اسباب منع صرف میں سے ایک قول کسی آدمی کے نام ہونے کا ہے، جب کہ دوسرا قول قبیلے کے نام ہونے کا ہے، اس صورت میں علم و تانیث دونوں پائے جائیں گے۔
اسمها بلقيس: باء کی کسرہ کے ساتھ ہے، بلقیس بنت شراحیل بن قحطان نسب ہے۔ ان کے والد بہت بڑے بادشاہِ وقت تھے، بادشاہِ وقت کے چالیس بیٹے پوری یمن کی سرزمین میں حکومت کرتے رہے، لیکن ان کے والد کے تخت کو کوئی سنبھالنے والا لائق نہیں تھا، ان کے والد نے جنیہ سے شادی کی جس کا نام ریحانہ بنت سکن تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جنیہ سے شادی کرنے کا یہی سبب تھا کہ (حصول اولاد ہو جو حکومت سنبھال سکے)، بادشاہِ وقت بہت شکار کرتے تھے ایک مرتبہ کسی جن کو ہرن کی شکل میں دیکھ کر شکار کرنے لگے تو خلاف توقع معاملہ ہوا اور جنات کا گروہ سامنے آ لیا، پس انہیں دوست بنا لیا اور ریحانہ بنت سکن کو نکاح کا پیغام دے دیا اور پھر ان سے نکاح کر لیا۔
مزید ماقبل تحقیق حاشیہ نمبر ۸ کے تحت مل جائے گی۔طوله ثمانون ذراعا: کہا جاتا ہے کہ جس طرح تخت کا طول (لمبائی) اسّی ۸۰ گز تھی بالکل اسی طرح عرض (چوڑائی) بھی اتنی ہی تھی، اور ارتفاع (اونچائی) بھی اتنی ہی تھی۔
من المطر والنبات: یعنی ایک دوسرے پر مرتب ہونا، پس بارش آسمانوں میں چھپی ہوئی ہوتی ہے اور نباتات زمین میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔من عبد الله: یہ خاص وصف ہے کہ خط کی ابتداء اللہ ﷻ کے کلام سے فرمائی، اگرچہ اس وقت ملکہ بلقیس کافرہ تھیں، جب ملکہ بلقیس کے بارے میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تخفیف کرنے کا خوف لاحق ہوا تو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کو اپنے نام کے ساتھ ملاتے ہوئے کہ یہ خط سلیمان علیہ السلام کی طرف سے اللہ ﷻ کے نام سے شروع کرتے ہوئے بھیجا گیا ہے۔
ثم طبعه بالمسک: شمع کی مانند مشک سے معطر فرما دیا اور اپنی مہر بھی لگا دی۔واتاها و حولها جندها: ہد ہد دیکھتا ہے کہ سارے درباری آرام کر رہے ہیں، دروازے بند ہیں اور چابیاں ملکہ کے سر کے نیچے رکھی ہوئی ہیں، پس خط اس کی جانب ڈال دیا گیا۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ملکہ کے کمرے میں روشندان تھا جس سے طلوع شمس کے وقت روشنی اندر آتی تھی، جب ہد ہد اس روشندان سے اندر داخل ہوا تو گویا روشندان سے سورج کی شعاعیں داخل نہ ہو سکیں اور ملکہ کو ارتفاع شمس کا علم بھی نہ ہوا اور کافی دیر سے خوب بلند ہو جانے پر دیکھا، ہد ہد نے خط ان کی جانب ڈال دیا۔ (الصاوی، ج ٤، ص ٢٥٢ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿قالت يايها الملؤا افتونى﴾ بِتَحْقِيقِ الهَمزَتَينِ وَتَسهِيلِ الثَّانِيَةِ بِقَلْبِها واوًا اى اَشِيْرُوا عَلَيَّ ﴿فى امرى ما كنت قاطعة امرا﴾ قَاضِيَةً ﴿حتى تشهدون (۳۲)﴾ تَحْضُرُوْنَ ﴿قالوا نحن اولوا قوة واولوا باس شديد

﴿اَیْ اَصْحَابُ شِدَّۃٍ فِی الْحَرْبِ﴿ والامر الیک فانظری ماذا تامرین (۳۳)﴾نُطِعُکِ﴿قالت ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا﴾بِالتَّخْرِیْبِ﴿وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ ج وکذلک یفعلون (۳۴)﴾اَیْ مُرْسِلُوا الْکِتَابِ﴿وانی مرسلۃ الیھم بھدیۃ فنظرۃ م بم یرجع المرسلون (۳۵)﴾مِنْ قُبُوْلِ الْھَدِیَۃِ اَوْ رَدِّھَا اِنْ کَانَ مَلِکًا قَبِلَھَا اَوْ نَبِیًّا لَمْ یَقْبَلْھَا فَاَرْسَلَتْ خَدَمًا ذُکُوْرًا اَوْ اِنَاثًا اَلْفًا بِالسَّوِیَّۃِ وَخَمْسَمِائَۃِ لَبِنَۃٍ مِنَ الذَّھَبِ وَتَاجًا مُکَلَّلًا بِالْجَوَاھِرِ وَمِسْکًا وَعَنْبَرًا وَغَیْرَ ذَالِکَ مَعَ رَسُوْلٍ بِکِتَابٍ فَاَسْرَعَ الْھُدْھُدُ اِلٰی سُلَیْمَانَ یُخْبِرُہُ الْخَبَرَ فَاَمَرَ اَنْ تَضْرِبَ لَبِنَاتِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَاَنْ تَبْسُطَ مِنْ مَوْضِعِہٖ اِلٰی تِسْعَۃِ فَرَاسِخَ مَیْدَانًا وَاَنْ یَبْنُوْا حَوْلَہٗ حَائِطًا مُشَرَّفًا مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَاَنْ یُؤْتٰی بِاَحْسَنِ دَوَابِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ مَعَ اَوْلَادِ الْجِنِّ عَنْ یَمِیْنِ الْمَیْدَانِ وَشِمَالِہٖ﴿ فلما جاء﴾الرَّسُوْلُ بِالْھَدِیَّۃِ وَمَعَہٗ اَتْبَاعُہٗ﴿ سلیمن قال﴾سُلَیْمَانُ﴿اتمدونن بمال فما اتنی اللہ﴾مِنَ النُّبُوَّۃِ وَالْمُلْکِ﴿ خیر مما اتکم ج﴾مِنَ الدُّنْیَا﴿ بل انتم بھدیتکم تفرحون (۳۶)﴾لِفَخْرِکُمْ بِزَخَارِفِ الدُّنْیَا﴿ارجع الیھم﴾بِمَا اَتَیْتَ بِہٖ مِنَ الْھَدِیَۃِ﴿ فلناتینھم بجنود لا قبل﴾لَا طَاقَۃَ﴿ لھم بھا ولنخرجنھم منھا﴾مِنْ بَلَدِھِمْ سَبَا سُمِّیَتْ بِاِسْمِ اَبِیْ قَبِیْلَتِھِمْ﴿ اذلۃ وھم صغرون (۳۷)﴾اَیْ اِنْ لَمْ یَاتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ فَلَمَّا رَجَعَ اِلَیْھَا الرَّسُوْلُ بِالْھَدِیَۃِ جَعَلَتْ سَرِیْرَھَا دَاخِلَ سَبْعَۃِ اَبْوَابٍ دَاخِلَ قَصْرِھَا وَقَصْرِھَا دَاخِلَ سَبْعَۃِ قُصُوْرٍ وَاَغْلَقَتِ الْاَبْوَابَ وَجَعَلَتْ عَلَیْھَا سَرِیْرَھَا حَرَسًا وَتَجَھَّزَتْ لِلْمَسِیْرِ اِلٰی سُلَیْمَانَ لِتَنْظُرَ مَا یَامُرُھَا بِہٖ فَارْتَحَلَتْ فِیْ اِثْنَیْ عَشَرَ اَلْفِ قِیْلَ مَعَ کُلِّ قِیْلَ اُلُوْفٌ کَثِیْرَۃٌ اِلٰی اَنْ قَرُبَتْ مِنْہُ عَلٰی فَرْسَخٍ شَعُرِبِھَا﴿ قال یایھا الملوا ایکم﴾فِی الْھَمْزَتَیْنِ مَا تَقَدَّمَ﴿ یاتینی بعرشھا قبل ان یاتونی مسلمین (۳۸)﴾اَیْ مُنْقَادِیْنَ طَائِعِیْنَ فَلِیْ اَخْذُہٗ قَبْلَ ذٰلِکَ لَا بَعْدَہٗ﴿ قال عفریت من الجن﴾ھُوَ الْقَوِیُّ الشَّدِیْدُ﴿انا اتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک ج﴾اَلَّذِیْ تَجْلِسُ فِیْہِ لِلْقَضَاءِ وَھُوَ مِنَ الْغَدَاۃِ اِلٰی نِصْفِ النَّھَارِ﴿وانی علیہ لقوی﴾اَیْ عَلٰی حَمْلِہٖ﴿ امین (۳۹)﴾اَیْ عَلٰی مَا فِیْہِ مِنَ الْجَوَاھِرِ وَغَیْرِھَا قَالَ سُلَیْمَانُ اُرِیْدُ اَسْرَعَ مِنْ ذَالِکَ﴿ قال الذی عندہ علم من الکتب﴾الْمُنْزَلِ وَھُوَ آصِفُ بِنْ بَرْخِیَا کَانَ صِدِّیْقًا یَعْلَمُ اِسْمَ اللّٰہِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ﴿ انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک﴾اِذَا نَظَرْتَ بِہٖ اِلٰی شَیْءٍ مَا قَالَ لَہٗ اِلَی السَّمَاءِ فَنَظَرَ اِلَیْھَا ثُمَّ رَدَّ بِطَرْفِہٖ فَوَجَدَہٗ مَوْضُوْعًا بَیْنَ یَدَیْہِ فَفِیْ نَظْرِہٖ اِلَی السَّمَاءِ دَعَا آصِفُ بِالْاِسْمِ الْاَعْظَمِ اَنْ یَاتِیَ اللّٰہُ بِہٖ فَحَصَلَ بِاَنْ جَرٰی تَحْتَ الْاَرْضِ حَتّٰی اِرْتَفَعَ عِنْدَ کُرْسِیِّ سُلَیْمَانَ﴿ فلما راہ مستقرا﴾اَیْ سَاکِنًا﴿ عندہ قال ھذا﴾اَیْ اَلْاِتْیَانُ لِیْ بِہٖ﴿ من فضل ربی صلے قف لیبلونی ء﴾لِیَخْتَبِرَنِیْ﴿ اشکر﴾بِتَحْقِیْقِ الْھَمْزَتَیْنِ وَاِبْدَالِ الثَّانِیَۃِ اَلِفًا وَتَسْھِیْلِھَا وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَیْنَ الْمُسَھَّلَۃِ وَالْاُخْرٰی وَتَرْکِہٖ﴿ام اکفر ط﴾النِّعْمَۃَ﴿ ومن شکر فانما یشکر لنفسہ﴾اَیْ لِاَجْلِھَا لِاَنَّ ثَوَابَ شُکْرِہٖ لَہٗ﴿ ومن کفر﴾النِّعْمَۃَ﴿فان ربی غنی﴾عَنْ شُکْرِہٖ﴿ کریم

(۴۰)﴾ بِالْاِفْضَالِ عَلٰی مَنْ یَکْفُرُهَا﴿ قال نکروا لها عرشها﴾ اَی غَیِّرُوْهُ اِلٰی حَالٍ تُنکِرُهُ اِذَا رَاَتْهُ ﴿ننظر اتهتدی﴾ اِلٰی مِعرِفَتِهٖ ﴿ام تکون من الذین لا یهتدون (۴۱)﴾ اِلٰی مَعْرِفَةِ مَا تَغَیَّرَ عَلَیْهِمْ قَصَدَ بِذَالِکَ اِخْتِبَارَ عَقْلِهَا لَمَّا قِیلَ لَهُ اَنَّ فِیهِ شَیْئًا فَغَیَّرُوهُ بِزِیَادَةٍ او نَقْصٍ اَو غَیرِ ذَالکَ ﴿فلما جاء ت قیل﴾ لَهَا ﴿اهکذا عرشک﴾ اَی اَمِثْلُ هٰذا عَرشُکِ ﴿قالت کانه هو﴾ اَی فَعَرفَتهُ وَشَبَّهَتْ علَیهِمْ کَما شَبَّهُوا عَلَیْهَا اِذ لَمْ یَقُل ءَ هٰذا عَرشُکِ وَلوْ قِیلَ هٰذا قَالَتْ نَعمْ قَالَ سُلَیمانُ لَمَّا رَاٰی لَها مَعرِفَةً وَّ عِلمًا ﴿واوتینا العلم من قبلها وکنا مسلمین (۴۲) وصدها﴾ عَنْ عِبَادَةِ اللهِ ﴿ما کانت تعبد من دون الله﴾ اَی غَیرُهُ ﴿انها کانت من قوم کفرین (۴۳) قیل لها﴾ اَیضًا ﴿ادخلی الصرح﴾ هُوَ سَطْحٌ مِنْ زُجاجٍ اَبْیَضٍ شَفَّافٍ تَحتَهُ مَاءٌ جَارٍ فِیهِ سَمَکٌ اِصْطَنَعَهُ سُلَیمَانُ لَمَّا قِیلَ لَهُ اِنَّ سَاقَیهَا وَرِجْلَیهَا کَقَدمَی حَمارٍ ﴿فلما راته حسبته لجة﴾ مِنَ المَاءِ ﴿وکشفت عن ساقیها﴾ لِتَخُوضَهُ وَکانَ سُلَیمَانُ علی سَرِیرِهٖ فِی صَدرِ الصَّرحِ فَراَی سَاقَیهَا وَقَدَمَیهَا حِسَانًا ﴿قال﴾ لَهَا ﴿انه صرح ممرد﴾ مُمَلَّسٌ ﴿من قواریر﴾ اَی زُجاجٍ وَدَعَاهَا اِلَی الْاِسلامِ ﴿قالت رب انی ظلمت نفسی﴾ بِعِبادَةِ غَیرِکَ ﴿واسلمت﴾ کَائِنَةً ﴿مع سلیمن لله رب العلمین (۴۴)﴾ واَرادَ تَزَوَّجَهَا فَکَرِهَا شَعْرَهَا سَاقَیْهَا فَعَمِلَتْ لَهُ الشَّیاطِینُ النُّورَةَ فَاَزَالَتْهُ بِها فَتَزَوَّجَهَا وَاَحَبَّهَا وَاَقَرَّهَا علی مِلْکِهَا وَکانَ یَزُورُهَا کُلَّ شَهرٍ مَرَّةً وَیُقِیمُ عَندَهَا ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وَانْقَضٰی مُلْکِهَا بِانْقِضَاءِ مُلکِ سلَیمَانَ رُوِیَ اَنَّهُ مَلَکَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰث عَشَرَةَ سَنَةً وَمَاتَ وَهُوَ اِبْنُ ثَلاثٍ وَخَمْسِینَ سَنَةً فَسُبْحَانَ مَنْ لَا اِنْقِضَاءَ لِدَوامِ مُلکِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

بولی اے سردارو! مجھے رائے دو......۱...... (یعنی مجھے مشورہ دو، دونوں ہمزہ تحقیق کے ساتھ اور دوسرے کی تسہیل یعنی واؤ کے ساتھ بدلنے سے ہے) میرے اس معاملے میں، میں کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر نہ ہو (تشهدون بمعنی تحضرون ہے) وہ بولے ہم زور والے اور بڑی سخت لڑائی والے ہیں (یعنی جنگ میں بڑی شدت والے ہیں) اور اختیار تیرا ہے تو نظر کر کہ کیا حکم دیتی ہے (ہم تیری اطاعت کریں گے) بولی بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے تباہ کر دیتے ہیں (اجاڑ کر) اور اس کے عزت والوں کو ذلیل اور ایسا ہی کرتے ہیں (یہ خط بھیجنے والے بھی) اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں......۲...... پھر دیکھوں گی کہ ایلچی کیا جواب لے کر پلٹے (یعنی ہدیہ قبول ہوتا ہے یا اس کو رد کر دیا جاتا ہے، اگر وہ بادشاہ ہوں گے تو اس کو قبول کرلیں گے اور اگر نبی ہوں گے تو اس کو قبول نہ کریں گے، پس اس نے ایک ہزار لڑکے اور لڑکیاں بطور خادم روانہ کئے جو کم عمر تھے اور پانچ سو سونے کی اینٹیں اور ایک ایسا تاج جو جواہر سے مرصع تھا اور مشک وعنبر وغیرہ مع خط کے قاصد روانہ کیا، پس ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پہنچنے میں جلدی کی اور آپ علیہ السلام کو سب کچھ بتا دیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ سونے اور

چاندی کی اینٹیں تیار کی جائیں اور انہیں میدان میں نو میل تک بچھا دیا جائے اور اس کے گرد سونے اور چاندی سے احاطہ کی بلند دیوار بنا دی جائے اور میدان کے دائیں بائیں، بحر و بر کے سب سے خوبصورت جانور جنات کے بچوں کے ساتھ ساتھ کھڑے کر دیئے جائیں) پھر جب وہ آیا (قاصد مع تحائف اور وفد کے) سلیمان کے پاس فرمایا (تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا) کیا مال سے میری مدد کرتے ہو تو جو مجھے اللہ نے دیا (یعنی نبوت اور بادشاہی) وہ بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا......۳۶ (یعنی دنیاوی مال) بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو (اس لئے کہ تم لوگ ہی دنیاوی آرائش و زیبائش پر فخر کیا کرتے ہو) پلٹ جا ان کی طرف (ان تحائف کے ساتھ جو تجھے دیئے گئے ہیں) تو ضرور ہم ان پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انہیں طاقت نہ ہوگی (لا قِبَلَ بمعنی لا طَاقَةَ ہے) اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے نکال دیں گے (یعنی ان کے شہر سبا سے کہ جس کا نام ان کے قبیلے کے باپ کے نام پر رکھا گیا ہے) ذلیل کر کے یوں کہ وہ پست ہوں گے (جب قاصد ملکہ بلقیس کے پاس واپس تحائف وغیرہ لے کر پہنچا اور سارا قصہ سنایا تو اس نے اپنے تخت کو اپنے سات محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے تمام دروازے بند کروا دیئے اور پھر اس پر پہرے دار مقرر کر دیئے، اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے تیاری شروع کر دی تا کہ دیکھے کہ وہ کیا حکم دیتے ہیں، اس نے بارہ ہزار نوابوں کے جلو میں کوچ کیا اور ہر نواب کے ساتھ ہزاروں لشکری تھے، جب وہ آپ علیہ السلام کے اتنے قریب پہنچ گئی کہ فاصلہ صرف ایک فرسنگ رہ گیا) سلیمان نے فرمایا اے درباریو! تم میں کون ہے (المَلَؤُا اَیُّکُم کے دونوں ہمزوں کی وہی قرأت ہے جس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے) کہ وہ اس کا تخت......۳۸ میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں (یعنی اطاعت و فرمانبردار بن کر، کہ اس کا مال لینا اسلام سے پہلے میرے لئے جائز ہے نہ کہ اسلام لانے کے بعد) ایک بڑا خبیث جن......۵ بولا (جو کہ بہت طاقتور تھا) کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں (یعنی وہ اجلاس کہ جس میں آپ فیصلہ کرنے کی خاطر تشریف فرما ہوتے ہیں جو کہ صبح سے دوپہر تک جاری رہتا ہے) اور میں بیشک اس پر قوت والا (ہوں اس کے اٹھانے پر) امانتدار ہوں (ان جواہرات وغیرہ پر جو اس میں جڑے ہوئے ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں اس سے بھی جلدی چاہتا ہوں تو) اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا (یعنی اس کتاب کا جو ان پر نازل کی گئی تھی، اور وہ آصف بن برخیا تھے جو اسم اعظم جانتے تھے کہ جس کے ذریعے دعائیں قبول ہوتی ہیں) کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے (کہ جب آپ کسی شے کی طرف دیکھیں، حضرت آصف بن برخیا نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ علیہ السلام آسمان کی جانب دیکھیں، پس آپ علیہ السلام نے آسمان کی طرف دیکھا تو جب واپس دیکھا تو اپنے سامنے اس تخت کو رکھا ہوا پایا، حضرت سلیمان علیہ السلام کے آسمان کی طرف دیکھنے کے دوران حضرت آصف نے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کے وسیلہ سے اس تخت کو حاضر کر دے تو وہ دعا پوری ہوئی اور وہ تخت زیر زمین چلتا ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے پاس سے نمودار ہو گیا) پھر جب سلیمان نے تخت کو رکھا دیکھا (مستقرا بمعنی ساکنا ہے) اپنے پاس کہا یہ (یعنی اس تخت کا میری خاطر لانا) میرے رب کے فضل سے ہے، تا کہ مجھے آزمائے (میرا امتحان لے) کہ میں شکر کرتا ہوں (ءَ اَشکُرُ میں دونوں ہمزے تحقیق کے ساتھ، دوسرے کو الف سے بدلنے اور اس کی تسہیل کے ساتھ اور مسہلہ اور دوسرے کے درمیان الف کو داخل کرنے یا نہ کرنے کے ساتھ ہے) یا ناشکری (کرتا ہوں اس کی نعمت کی) اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے (یعنی اپنی خاطر ایسا کرتا ہے اس لئے کہ اس کے شکر کا ثواب اسی کو ملے گا) اور جو ناشکری کرے (نعمت کی) تو میرا رب بے پرواہ ہے (اس کے شکر بجا لانے سے) سب خوبیوں والا (فضل فرمانے کے سبب کہ جو وہ نعمتوں کی ناشکری کرنے والے پر فرماتا ہے......۶) سلیمان نے حکم دیا عورت کا تخت اس کے سامنے وضع بدل کر بیگانہ کر دو (یعنی اس حالت تک

تبدیل کردو کہ جب اس کو دیکھے تو اسے پہچان نہ سکے) کہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے (اس کو پہچاننے کی) یا ان میں ہوتی ہے جو ناواقف رہے (اس کو پہچاننے سے کہ جو اس میں تبدیلی کی گئی ہے، اور اس کا مقصد صرف اس کے عقل مند ہونے کی آزمائش کرنا تھا کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے اس کی عقل کے متعلق کچھ کہا گیا تھا، پس اس تخت کو کچھ کمی بیشی وغیرہ سے تبدیل کردیا گیا) پھر جب وہ آئی اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے (یعنی اس کے مثل ہے) بولی گویا یہ وہی ہے (پس اس نے اسے پہچان لیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو شبہ میں مبتلا کردیا جس طرح انہوں نے اسے شبہ میں مبتلا کیا، اس لئے کہ آپ علیہ السلام نے اس سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ کیا یہ وہی تخت ہے اور اگر اس سے یہ پوچھا جاتا تو وہ یقیناً ہاں میں جواب دیتی، جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی معرفت اور علم کو دیکھا تو ارشاد فرمایا) اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی اور ہم فرمانبردار ہوئے اور اسے روکا (اللہ تعالیٰ کی عبادت سے) اس چیز نے جسے وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی (من دون اللّٰہ سے مراد غیر اللّٰہ ہے) بیشک وہ کافر لوگوں میں سے تھی۔ اس سے کہا گیا (یہ بھی کہ) صحن میں آ (کہ جس کا فرش صاف شفاف، اس کے نیچے پانی جاری تھا جس میں مچھلیاں تھیں، اسے بنانے کا حکم حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیا تھا، اس لئے کہ آپ علیہ السلام سے کہا گیا تھا کہ اس کی پنڈلیاں اور ٹانگیں گدھے کے پیروں جیسی ہیں) پھر جب اس نے اسے دیکھا گہرا پانی سمجھی اور اپنی ساقیں کھولیں (اس کی اندر جانے کے لئے، حضرت سلیمان علیہ السلام چونکہ صحن کے وسط میں ایک تخت پر براجمان تھے لہٰذا آپ علیہ السلام نے اس کی پنڈلیوں اور قدموں کو خوبصورت ملاحظہ فرمایا) سلیمان نے فرمایا (اس سے) یہ تو ایک چکنا صحن ہے (ممرّد بمعنی مملّس ہے) شیشوں جڑا (قواریر سے مراد شیشے ہیں، اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے اسلام کی دعوت دی تو) عورت نے عرض کی اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا (تیرے غیر کی عبادت کر کے) اور اب سلیمانؑ کے ساتھ اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں جو رب سارے جہان کا (اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے شادی ......کا ارادہ کیا تو اس کی پنڈلیوں کے بالوں کو ناپسند کیا تو جنوں نے ان کی بال دور کرنے والا پاؤڈر نورہ بنایا کہ اس کے ذریعے آپ نے بال دور کر لئے اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے شادی کرلی، اس سے آپ علیہ السلام بڑی محبت فرماتے تھے اور اسے اس کی بادشاہی پر برقرار رہنے دیا، آپ علیہ السلام ہر مہینے میں ایک مرتبہ اس کے پاس تشریف لے جاتے اور تین دن تک اس کے ہاں قیام فرماتے، ملکہ بلقیس کی بادشاہی اس وقت تک قائم و دائم رہی جب تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی قائم رہی، مروی ہے کہ آپ علیہ السلام تیرہ سال کی عمر میں بادشاہ بنے اور 53 سال کی عمر میں وصال فرمایا، پس تسبیح و تقدیس کے لائق وہی ذات ہے کہ جس کی بادشاہی کبھی ختم نہ ہوگی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قالت یایها الملوا افتونی فی امری ما کنت قاطعة امرا حتی تشهدون٥﴾.

قالت: قول، یایها الملا: نداء، افتونی: فعل امر با فاعل و مفعول، فی امری: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ما: نافیہ، کنت: فعل ناقص با اسم، قاطعة: اسم فاعل با فاعل، امرا: مفعول، حتی تشهدون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا نحن اولوا قوة و اولوا باس شدید و الامر الیک فانظری ماذا تامرین٥﴾.

قالوا: قول، نحن: مبتدا، اولوا قوة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اولوا باس شدید: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، الامر: مبتدا، الیک: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: فصیحیہ، انظری: فعل امر با فاعل، ماذا: اسم استفہام مفعول مقدم، تامرین: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "انهم راغبون فان اردت ذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالت ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ﴾.
قالت: قول، ان الملوک: حرف مشبہ واسم، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، دخلوا قریۃ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، افسدوھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جعلوا: فعل بافاعل، اعزۃ اھلھا: مفعول اول، اذلۃ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وکذلک یفعلون○وانی مرسلۃ الیھم بھدیۃ فنظرۃ بم یرجع المرسلون○﴾.
و: عاطفہ، کذلک: ظرف مستقر "فعلا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، یفعلون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انی: حرف مشبہ واسم، مرسلۃ: اسم فاعل بافاعل، الیھم: ظرف لغو اول، بھدیۃ: ظرف لغو ثانی، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ناظرۃ: اسم فاعل بافاعل، ب: جار، م: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، یرجع المرسلون: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما جاء سلیمن قال اتمدونن بمال﴾.
ف: عاطفہ، معطوف علی محذوف "فاعدت الھدیۃ مع رسول بکتاب" لما: شرطیہ، جاء سلیمن: فعل وفاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قال: قول، ھمزہ: حرف استفہام، تمدونن: فعل بافاعل و"ی" ضمیر محذوف مفعول، بمال: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فما اتن اللہ خیر مما اتکم بل انتم بھدیتکم تفرحون○﴾.
ف: عاطفہ تعلیلیہ، ما: موصولہ، اتن اللہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، خیر: اسم تفضیل بافاعل، مما اتکم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، بل: عاطفہ، انتم: مبتدا، بھدیتکم: ظرف لغو مقدم، تفرحون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ارجع الیھم فلنا تینھم بجنود لا قبل لھم بھا﴾.
ارجع: فعل امر بافاعل، الیھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: مستانفہ، لام: قسمیہ، ناتینھم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، جنود: موصوف، لا: نفی جنس، قبل: مصدر بافاعل، بھا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر اسم، لھم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ولنخرجھنم منھا اذلۃ وھم صاغرون○﴾.
و: عاطفہ، لام قسمیہ، نخرجن: فعل بافاعل، ھم: ضمیر ذوالحال، اذلۃ: حال اول، و: حالیہ، ھم صاغرون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مفعول، منھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب جملہ قسم، ملکر جملہ قسمیہ ماقبل "لنا تینھم" پر معطوف ہے۔

﴿قال یایھا الملوا ایکم یاتینی بعرشھا قبل ان یاتونی مسلمین○﴾.
قال: قول، یایھا الملوا: نداء، ایکم: مبتدا، یاتینی بعرشھا: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، قبل: مضاف، ان یاتونی مسلمین: جملہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال عفریت من الجن انا اتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک﴾.
قال: فعل، عفریت: موصوف، من الجن: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر قول، انا: مبتدا، اتیک بہ: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، قبل ان تقوم من مقامک: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿والی علیہ لقوی امین○﴾.

و: عاطفہ، انی: حرف مشبہ واسم، علیہ: ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، قوی: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر موصوف، امین: صفت، ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال الذی عندہ علم من الکتب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک﴾.

قال: فعل، الذی: موصول، عندہ: ظرف متعلق بحذوف خبر مقدم، علم: موصوف، من الکتب: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، انا: مبتدا، اتیک بہ: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، قبل: مضاف، ان یرتد الیک طرفک: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما راہ مستقرا عندہ قال ھذا من فضل ربی لیبلونی ء اشکر ام اکفر﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، را: فعل بافاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، مستقرا عندہ: شبہ جملہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قال: قول، ھذا: مبتدا، من: جار، فضل: مصدر مضاف، ربی: مضاف الیہ فاعل، لام: جار، یبلو: فعل بافاعل، ن: وقایہ، ی: ضمیر مبدل منہ، ھمزہ: حرف استفہام، اشکر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ام: عاطفہ، اکفر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن شکر فانما یشکر لنفسہ ومن کفر فان ربی غنی کریم○﴾.

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، شکر: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، انما: حرف مشبہ وما کافہ، یشکر لنفسہ: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، کفر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان ربی غنی کریم: جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال نکروا لھا عرشھا ننظر اتھتدی ام تکون من الذین لا یھتدون○﴾.

قال: قول، نکروا لھا: فعل امر بافاعل وظرف لغو، عرشھا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ننظر: فعل بافاعل، ھمزہ: حرف استفہام، تھتدی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ام: عاطفہ، تکون: فعل ناقص بااسم، من الذین لایھتدون: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب امر واقع ہے۔

﴿فلما جاء ت قیل اھکذا عرشک﴾.

ف: عاطفہ، لما: ظرفیہ شرطیہ، جاء ت: جملہ فعلیہ شرط، قیل: قول، ھمزہ: حرف استفہام، ھا: للتنبیہ، کذا: ظرف مستقر خبر مقدم، عرشک: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالت کانہ ھو واوتینا العلم من قبلھا وکنا مسلمین○﴾.

قالت: قول، کانہ: حرف مشبہ واسم، ھو: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ معطوف علی محذوف "لما سمعوا قولھا کانہ ھو قالوا اصابت فی الجواب فقال سلیمن"، و: عاطفہ، اوتینا: فعل بافاعل نائب الفاعل، العلم: مفعول ثانی، من قبلھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کنا: فعل ناقص بااسم، مسلمین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وصدھا ما کانت تعبد من دون اللہ انھا کانت من قوم کفرین○﴾.

و: عاطفہ، صدھا: فعل ومفعول، ما: موصولہ، کانت تعبد: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، من دون اللہ: ظرف مستقر حال، ملکر

فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ،انھا:حرف مشبہ واسم ،کانت من قوم کفرین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قیل لھا ادخلی الصرح فلما راته حسبته لجة و کشفت عن ساقیھا﴾.

قیل لھا: قول،ادخلی الصرح: فعل امر با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ف:عاطفہ معطوف علی محذوف "فدخلته"،لما: شرطیہ ظرفیہ،راته: فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،حسبته: فعل با فاعل ومفعول،لجة:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،کشفت عن ساقیھا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال انه صرح ممرد من قواریر﴾.

قال: قول،انه:حرف مشبہ واسم،صرح:موصوف،ممرد:صفت اول،من قواریر:ظرف مستقر صفت ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالت رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمن لله رب العلمین٥﴾.

قالت: قول،رب:نداء،انی:حرف مشبہ واسم،ظلمت نفسی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و:عاطفہ،اسلمت:فعل با "ت"،ضمیر ذوالحال،مع سلیمن:ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر فاعل،لله رب العلمین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مشورہ طلب کرنا:

۱......حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا﴿یاتونی مسلمین وہ میرے حضور مطیع ہوکر حاضر ہوں(النمل: ۳۸)﴾،اس سے پتہ چلا کہ آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ وہ ضرور حاضر ہوگی،ورنہ نبی غیر ضروری کلام نہیں کرتا۔ملکہ سبا نے اپنے درباریوں میں مشورہ کیا،جس سے مشورہ کرنے کی اہمیت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔یہ بھی جان لیا کہ عالم کفر میں اس وقت بھی امراء اپنے رعایا اور خاص لوگوں سے مشورہ کرتے تھے۔ملکہ سبا کا یہ کہنا کہ اکثر بادشاہ جب ان کی بات نہ مانی جائے تو خرابی کرتے ہیں لہذا اگر یہ فقط بادشاہ ہی ہیں تو پھر حدایا قبول کرلیں گے،ورنہ نہیں۔ (البدایة والنھایة، الجزء الثانی، قصه سلیمان بن داؤد، ج۱،ص۴۰۲)

بعض علماء کہتے ہیں:"الفتوی" بنا ہے"الفتی" سے،جس کے معنی ہیں طاقتور نوجوان،اور فتوی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مفتی سائل کو حاکم وقت کی طرح درست جواب دے کر حادثے سے بچاتے ہوئے طاقتور کردیتا ہے۔یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضروری امور میں مشاورت ضرور ہونی چاہیے اور بادشاہ بھی اپنی رعایا اور امراء میں سے قابل رائے وبصیرت سے مشاورت کرتے تھے۔

(روح البیان ،ج٦، ص ٤٤٠)

ھدیہ دینے کے جواز کا بیان:

۲......علامہ جریر طبری کہتے ہیں: ملکہ بلقیس نے کہا کہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی جانب حدایا بھیجتی ہوں،تا کہ ان کا حال معلوم ہوجائے،اگر نبی ہونگے تو قبول نہ کریں،کیونکہ نبی حدایا سے راضی نہیں ہوا کرتے بلکہ وہ تو دین میں فرمانبرداری چاہتے ہیں،اور اگر بادشاہ ہونگے تو حدایا قبول کرلیں گے۔

(۱)......حضرت ابن عباس کہتے ہیں: ملکہ سبا نے غلام باندیاں ظاہری زیب وزینت اور مزین لباس میں بھیجے جن کے لباس سے مذکر ومؤنث کا فرق بھی نہ ہوتا تھا، مقصد یہی تھا کہ نبی ہوئے تو ھدایا رد کر دیں گے اور ہمارے لئے یہی مناسب ہوگا کہ ہم اپنے ملک کو چھوڑ کر ان کے دین کی پیروی کریں اور ان کے ساتھ مل جائیں۔

(۲)......حضرت مجاہد کا قول یہ ہے کہ ملکہ سبا نے خادمین کو خادماؤں اور خادماؤں کو خادمین کے لباس میں بھیجا۔

(۳)......ابن زید اور ابن وہب کا قول ہے: ملکہ سبا نے غلام باندیوں کو ایک دوسرے کے کپڑے پہنا دیئے تاکہ نبی ہونے کی صورت میں تمیز کر لینے کا ثبوت ہو جائے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں وضو کرنے کا حکم دیا چنانچہ غلاموں نے کہنیوں سے ہتھیلیوں تک دھویا اور باندیوں نے ہتھیلیوں سے کہنیوں تک دھویا، پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہچان لیا۔ (الطبري، الجزء:١٩، ص١٧٧ وغيره)

سید عالم ﷺ کے ہدایا سے متعلق فرامین:

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک دوسرے کو ہدیہ دو کیونکہ ہدیہ ایک دوسرے کے سینہ سے کینہ کو نکال باہر کرتا ہے اور کوئی عورت اپنی پڑوسن کے ہدیہ کو حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کے کھر کا ٹکڑا ہو''۔

(صحيح البخاري، كتاب الهبة، باب:فضل الهبة، رقم: ٢٥٦٦، ص٤١٥)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے بکری کے ایک ہاتھ یا اس کے ایک کھر کی دعوت دی جائے تو میں اس کو قبول کر لوں گا اور اگر اس کا ایک ہاتھ یا کھر مجھے ہدیہ میں دیا جائے تو میں اس کو قبول کر لوں گا''۔

(صحيح البخاري، كتاب الهبة، باب: فضل الهبة، رقم:٢٥٦٨، ص٤١٥)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کو ایک موٹے ریشم کا جبہ ہدیہ کیا گیا، لوگوں کو اس پر تعجب ہوا، آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ خوبصورت ہیں''۔

(صحيح البخاري، كتاب الهبة، باب: قبول الهبة من المشركين، رقم: ٢٦١٥، ص ٤٢٣)

حضرت سلیمان علیہ السلام مال کے محتاج نہ تھے:

۳......اللہ والے صرف اللہ عزوجل کے محتاج ہوتے ہیں، انہیں دنیاوی مال ودولت کا کوئی شوق نہیں ہوتا، جس دور میں حضرت سلیمان علیہ السلام حکومت فرما رہے تھے اس میں غلام باندی قیمتی مال ہوا کرتا تھا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کی جانب التفات ہی نہ کیا بلکہ جس مقصد کے پیش نظر سارا اہتمام کیا تھا اسے پایۂ تکمیل تک پہچانے میں مصروف رہے۔ لہذا یہ کہنا کہ حضرات انبیائے کرام کو مال کی ضرورت ہوتی ہے، یا وہ مال کے محتاج ہوتے ہیں قرآن کے خلاف عقیدہ ہے اور جو عقیدہ قرآن کے خلاف ہو وہ اہل علم کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوتا۔

ملکہ سبا کے تخت منگوانے کی وجوہات:

۴......حضرت عبد اللہ بن شداد کہتے ہیں کہ ملکہ سبا حضرت سلیمان علیہ السلام سے فقط ایک فرسخ (تین میل شرعی اور انگریزی کے اعتبار سے ساڑھے چار میل) کے فاصلے پر تھیں، اور اس نے تخت کو پہرہ داروں میں رکھا تھا۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو لانے کا حکم خط بھیجنے سے پہلے ہی دے دیا تھا، بلکہ اس کی جانب خط لکھنے سے پہلے ہی تخت منگوا لیا تھا۔ ابن عطیہ کا قول یہ ہے کہ یہ مقالہ ملکہ سبا کے ھدایا بھیجنے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے رد کرنے کے بعد ہوا یعنی بعد میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت منگوایا اور خط بھجوانے کے لئے ھدھد کا انتخاب کیا اور اسی قول پر جمہور متاولین ہیں۔ اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ تخت

کیوں منگوایا گیا؟ قتادہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی جود و سخا کی عمدہ مثال ہے کہ انہوں نے چاہا کہ ملکہ سبا اور اس کی قوم کو اسلام کے ذریعے بچایا جائے قبل اس کے کہ ان کے باقی اموال جلا دیئے جائیں، اور اسلام ہی حقیقی دین ہے اور یہی قول ابن جریج کا ہے۔ ابن زیاد کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ اللہ عزوجل کی دی ہوئی قدرت کو ملکہ سبا پر ظاہر کیا جائے اور اسے ان کی نبوت پر دلیل قرار دیا جائے اور بغیر کسی لشکر اور جنگ وجدل کے ان سے ان کا قیمتی مال لے لیا جائے۔ اور یہی تاویل مسلمین بمعنی مستسلمین ہے، ابن عباس کا بھی یہی قول ہے۔ (القرطبی، الجزء:۱۹، ص۱۸۲)

تخت لانے والے طاقت ور جن کا بیان:

۵...... عماد الدین ابن کثیر اپنی تفسیر ''ابن کثیر'' میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں: قرآن میں طاقتور جن کے بارے میں یوں ارشاد ہے ﴿عفریت من الجن ایک بڑا خبیث جن (النمل:۳۹)﴾، حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اس طاقتور جن نے کہا میں آپ علیہ السلام کی مجلس برخاست ہونے سے پہلے اس تخت کو لے آؤں گا، مجاہد، سدی اور دیگر مفسرین کرام نے کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام لوگوں کے درمیان مقدمات کا فیصلہ کرنے اور دیگر کاروائی کے لئے صبح کے اول وقت سے لے کر زوال تک بیٹھتے تھے۔ اس جن نے کہا کہ میں اس تخت کے لانے پر قوی ہوں اور میں اس میں جو قیمتی ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے ہیں ان پر امین بھی ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ میں اسے بھی زیادہ جلدی چاہتا ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس تخت کو اس لئے منگوانا چاہتے تھے تا کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو عظیم سلطنت عطا فرمائی ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ان لشکر کو مسخر کر دیا ہے جن کو ان سے پہلے کسی کے لئے مسخر نہیں کیا تھا اور نہ ان کے بعد کسی کے لئے اتنی سلطنت فرماں روائی ہوگی اور تا کہ آپ علیہ السلام کی سلطنت بلقیس کے سامنے آپ علیہ السلام کی نبوت کی دلیل اور معجزہ ہو جائے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام شام میں تھے اور بلقیس یمن کے علاقے صنعاء میں مقیم تھی۔ اور دونوں کے مابین کافی فاصلہ تھا اور وہ تخت نو تالوں اور نوکروں کے پہرے میں تھا، جب کہ دیگر چوکیدار بھی موجود تھے۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان عفریتا من الجن تفلت علی یعنی طاقتور جن غفلت اور دھوکے میں مبتلا کرتا ہے، مجھ پر نماز میں مخل ہوا اور اللہ عزوجل نے مجھے اس پر قوت دی تو میں نے اسے دور کر دیا''۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: باب الاسیر او الغریم، رقم: ٤٦١، ص ٨٠)

☆...... راوی کہتے ہیں کہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا، ایک طاقتور جن آگ کا شعلہ پھینک رہا تھا، جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جانب التفات کیا تو جبرئیل امین علیہ السلام نے وحی فرمائی، اے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کلمات نہیں سکھائے جس سے انہیں دور کر دیا جائے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں!، فرمایا: اعوذ باللہ الکریم وبکلمات اللہ التامات التی لا یجاوزھن بر ولا فاجر من شر ما ینزل من السماء وشر ما یعرج فیھا وشر ما ذرا فی الارض، وشر ما یخرج منھا ومن فتن اللیل والنھار ومن طوارق اللیل والنھار الا طارقا یطرق بخیر یا رحمن یعنی اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اور ان کلمات سے جو حق سے تجاوز کر جائیں اور آسمان سے اترنے والے شر سے اور اس شر سے جو آسمان کی جانب بلند ہوتا ہے اور اس شر سے جو زمین میں پیدا ہوتا ہے اور اس شر سے جو زمین سے نکلتا ہے، اور رات ودن کے فتنوں سے اور دن ورات کے ستاروں سے سوائے اس ستارے کے جو رحمٰن کی جانب سے خیر پر متعین ہو''۔ (المعجم الکبیر، باب الخاء، ابو العالیہ خالد بن ولید، رقم: ٣٧٣٨، ج٤، ص١١٤)

اهل علم کے مصادیق کون هیں؟

۶:......کہا جاتا ہے کہ آصف بن برخیا نے اسم اعظم ''یا حی یا قیوم'' کا ورد کیا تھا، زہری کہتے ہیں کہ حضرت آصف بن برخیا کے پاس اسم اعظم تھا چنانچہ انہوں نے ورد کیا: ''یا الھنا والہ کل شیء الھا واحدا لا الہ الا انت ائتینی بعرشھا'' وہ تخت ان کے سامنے موجود ہوا۔ مجاہد کہتے ہیں کہ انہوں نے یوں کہا: ''یاالھنا والہ کل شیء یا ذالجلال والاکرام''۔ سہیلی کہتے ہیں حضرت آصف بن برخیا کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خالہ زاد تھے اور انہوں نے اسم اعظم کے ذریعے تخت حاضر خدمت کیا۔ (القرطبی، الجزء:۱۹، ص۱۸۴)

اللہ والوں کی شان کا بیان ہے، اللہ عزوجل نے ان کے قبضہ میں کائنات کی حکمرانی دی ہوتی ہے۔ ان تمام اسم اعظم کے وسیلے واسطے ہم بھی جانتے ہیں لیکن ہم انہیں پڑھ کر تخت تو کیا لائیں گے معمولی سی بات بھی نہیں کر پاتے۔ پتہ چلا کہ ہم میں اور ان بزرگوں میں تقوی و پرہیز گاری کا فرق حائل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آصف بن برخیا کے پاس کتاب یعنی توریت کا علم تھا جس کی وجہ سے وہ اتنی طاقت رکھتے تھے جن کے پاس قرآن کا علم ہو اور وہ پرہیز گار بھی ہو تو کتنی طاقت رکھے گا، اندازہ اور مشاہدہ حضرات اولیائے کرام کے واقعات سے لگا سکتے ہیں۔

ملکه بلقیس کی سوانح ونکاح کا بیان:

۷:......ملکہ بلقیس کی سوانح کا بیان ہم نے ماقبل رکوع نمبر ۱۷، حاشیہ نمبر ۸ کے تحت کر دیا ہے، جہاں تک نکاح کا تعلق ہے تو جان لیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں ایک ہزار عورتیں تھیں جن میں سے سات سو مہر والی اور تین سو باندیاں تھیں اور ایک قول اس کے برعکس یعنی سات سو باندیاں اور تین سو مہر والی خواتین کا بھی ہے۔

قاضی بیضاوی کہتے ہیں:

اس بارے میں اختلاف ہے کہ ملکہ سبا کا حضرت سلیمان علیہ السلام سے نکاح ہوا یا ذو تبع سے۔ (البیضاوی، ج۲، ص۵۶۹)

علامہ آلوسی کہتے ہیں:

جب ملکہ بلقیس ایمان لے آئیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: تم اپنی قوم میں سے کسی مرد کو پسند کر کے شادی کر لو، میں تمہارا نکاح اس کے ساتھ کر دوں گا۔ اس نے کہا میری قوم کے سب لوگ میرے ماتحت وغلام ہیں لہذا میں ان کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اسلام میں نکاح کرنا ضروری ہے اور تم اسلام کے حلال کو حرام نہیں کر سکتی، اس نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو میرا نکاح ہمدان کے بادشاہ ذو تبع سے کر دیجئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کا نکاح کر کے اسے یمن واپس بھیج دیا تو ذو تبع یمن پر مسلط ہو گیا، جب تک سلیمان علیہ السلام حیات رہے ذو تبع کے ملک کی جنات حفاظت کرتے رہے، ان کے بعد بلقیس اور ذو تبع کی حکومت بھی جاتی رہی۔ (روح المعانی، الجزء:۱۹، ص۲۷۴)

اغراض:

مختوم: خط مہر لگا ہوا تھا، تا کہ اس بات کی جانب شعور دلائے کہ یہ اللہ عزوجل کے رسول کی جانب سے دعوت ایمان ہے۔ وارد ہوا ہے کہ جس نے اپنے کسی بھائی کی جانب خط روانہ کیا اور اس پر مہر نہ لگائی تحقیق اس نے (اپنے پیغام کو) ہلکا گمان کرایا۔

او نبہا لم یقبلھا: یعنی خط بھیجنے والے کی پیروی کرے، اور ملکہ سبا عقل وشعور رکھنے والی، سیاسی امور جاننے والی باصلاحیت خاتون تھیں۔ الفا بالسویۃ: پانچ سو مرد اور پانچ سو خواتین مراد ہیں۔

عن یمین المهدان وشماله: کہا جاتا ہے کہ ملکہ بلقیس نے پانچ سوغلام اور پانچ سو باندیاں فالفالباس پہنا کر بھیجیں، غلام کو باندیوں کی طرح سونے کے کنگن پہنائے گئے.........الخ تفصیل ماقبل حاشیہ نمبر۲ میں دیکھ لیں۔
ای ان لم یاتونی مسلمین: یمین کو عدم قبول اسلام کی جانب معلق کر دیا گیا ہے۔
شعر بها: "شعر" بمعنی "علم" ہے، کہا جاتا ہے کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر جلوہ فرماتے تو کچھ آواز سنی جو قریب ہی سے آرہی تھی، پوچھا: یہ کیا آواز ہے؟ بتایا گیا: بلقیس ہیں، یہ ہم سے قریب ہی ہیں، اور مسافت ایک فرسخ کی بتائی گئی ہے۔
فلی اخذه قبل ذلک: یعنی حربی ہونے کی حالت میں مسلمان ہونے سے پہلے آجائیں۔
وهو القوی: پہاڑ کی مانند، جس کے ایک قدم حد انتہا تک جا پڑتا تھا، اس کا نام ذکوان یا صخر تھا۔
اسرع من ذلک: مقصود یہ تھا کہ ملکہ کے آکر اسلام قبول کرنے سے پہلے پہل اس کا تخت موجود ہو جائے، کہا جاتا ہے کہ ملکہ ایک یا نصف ساعت کی مسافت پر دور تھیں، اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس صبح سے نصف نہار تک منعقد ہوا کرتی تھی۔
وهو آصف بن برخیا: مد اور قصر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر یا کاتب تھے، کہا جاتا ہے کہ یہ ولی اللہ تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس کتاب کا علم تھا مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ ایک قول حضرت خضر ہونے کا تھا، یا کوئی اور فرشتے، کہا جاتا ہے کہ مراد حضرت سلیمان علیہ السلام ہی ہیں۔ اور عفریت کا قول مشہور ہے جس کی جانب مفسر نے التزام فرمایا۔
کان صدیقا: بطور مبالغہ، اللہ اور اس کے بندوں کے ساتھ سچائی ہونے کے اعتبار سے ہے۔
دعا بالاسم الاعظم: سے مراد آصف بن برخیا کا قول "یا ذاالجلال والاکرام"، "یا حی یا قیوم"، "یا الهنا واله کل شیء"، "الها واحد"، "لا اله الا انت ائتنی بعرشها" ہے۔ بل جری تحت الارض: یعنی فرشتوں نے تخت کو اللہ عزوجل کے حکم سے پکڑ کر سامنے کر دیا۔ لان ثواب شکره له: شکر کرنا نعمت کی زیادتی کی بنا پر ہوا کرتا ہے۔
ای ساکنا: یعنی بغیر حرکت کئے ہوئے، یعنی ایک لمحہ میں ان کے سامنے رکھ دیا، مراد مطلق استقرار وحصول نہیں ہے، جس کی صورت میں حذف ہونا واجب ہو اور ظرف مستقر لانے کی ضرورت ہو، مفسر نے ظرف لغو مانا ہے پس تدبر کرنا چاہیے۔
بالافضال علی من یکفرها: پس شکر نہ کرنے اور کفران نعمت کرنے سے نعمت زائل نہیں ہوا کرتی۔
قصد بذلک: تخت میں کچھ تبدیلی کرنے سے تغییر کی حکمت کی جانب اشارہ ملتا ہے۔
لما قیل ان فیه شیا: یعنی اس میں کچھ کمی ہوئی ہے، اور اس قول کے قائل جن تھے، حاضرین نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ ملکہ کے پاؤں گویا حمار کی مانند ہیں، بعض نے کہا کہ ان کی پنڈلی میں بال ہیں، اور انہوں نے گمان کیا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ان سے نکاح کریں گے، اور انہوں نے اسے ناپسند جانا کہ ملکہ میں جنات کی صفات موجود ہوں گی، اور ایسا نہ ہو کہ ان کی اولاد جنات سے خدمت لینے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی خلیفہ ہو اور اس بناء پر جنات پر ذلت دائمی رہے۔
ای مثل هذا: اللہ عزوجل کے فرمان ﴿اهکذا﴾ میں اس جانب اشارہ ہے کہ کاف بمعنی مثل ہے، پس اس صورت میں ھائے تنبیہ اور اسم اشارہ میں کاف مشبہ جارہ سے فصل کیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کیا تمہارا تخت اسی شکل وصورت کا ہے، اور اگر اسم کے معنی میں مراد لیا جائے تو بمعنی مثل ہوگا۔
اصطنعه سلیمان: حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ کھدائی کر کے چونا سے لیپ ڈالیں اور اس میں پانی بھر دیا جائے اور مچھلیاں، مینڈک و دیگر دریائی جانور اس میں آباد کر دیے جائیں اور اس کی چھت کو صاف شفاف شیشے کی مانند کر دیا جائے

اور پانی ایسا معلوم ہو جیسا کہ شیشہ ہے اور جس کو معلوم نہ ہو وہ اسے صاف پانی ہی گمان کرے۔
فتزوجها: یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے نکاح فرمایا اور ان کے ہاں صاحبزادے کی ولادت ہوئی جس کا نام داؤد رکھا گیا، اور ان کا انتقال والد گرامی کی حیات ہی میں ہو گیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ زندہ رہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب ملکہ بلقیس نے اسلام قبول کر لیا تو ان سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ قوم میں سے ایک شخص کو منتخب کر کے اسلام قبول کر لیجئے۔ (مزید تحقیق کے لئے ماقبل حاشیہ نمبر ۷ کا مطالعہ کیجئے)۔

(الصاوی، ج٤، ص٢٦٠ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۹

﴿ ولقد ارسلنا الی ثمود اخاهم ﴾مِنَ القَبِيلَةِ﴿ صلحان ﴾اى بِاَنْ﴿ اعبدوا الله ﴾وَحِّدُوهُ﴿ فاذاهم فريقن يختصمون (٤٥) ﴾فِى الدِّينِ فَرِيقٌ مُؤمِنُونَ مِنْ حِينَ اِرسَالِهِ اِلَيهِمْ وَفَرِيقٌ كَافِرُونَ﴿قال ﴾لِلمُكَذِّبِينَ ﴿ يقوم لم تستعجلون بالسيئة قبل الحسنة ﴾اى بِالعَذَابِ قَبلَ الرَّحْمَةِ حَيثُ قُلتُم اِن كَانَ مَا اَتَيتَنَا بِهِ حَقًّا فَاتِنَا بِالعَذَابِ﴿لولا ﴾هَلا﴿ تستغفرون الله ﴾مِنَ الشِّركِ﴿لعلكم ترحمون (٤٦) ﴾فَلا تُعَذَّبُونَ﴿ قالوا اطيرنا ﴾اَصْلُهُ تَطَيَّرنَا اُدغِمَتِ التَّاءِ فِى الطَّاءِ وَاُجتُلِبَتْ هَمزَةُ وَصْلٍ اَىْ تَشَاءَمْنَا﴿ بک وبمن معک ﴾اَيِ المُؤمِنِينَ حَيثُ قُحِطُوا المَطَرَ وَجَاعُوا﴿ قال طئركم ﴾شُومُكُم﴿ عند الله ﴾اَتَاكُم بِهِ﴿ بل انتم قوم تفتنون (٤٧) ﴾تُختَبَرُونَ بِالخَيرِ والشَّرِّ﴿وكان فى المدينة ﴾مَدِينَةِ ثَمُودَ﴿ تسعة رهط ﴾رِجَالٍ﴿ يفسدون فى الارض ﴾بِالمَعَاصِى مِنهَا قَرضُهُم الدَّنَانِيرَ والدَّرَاهِيمَ﴿ ولا يصلحون (٤٨) ﴾بِالطَّاعَةِ﴿ قالوا ﴾اَى قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ﴿ تقاسموا ﴾اَى اَحْلِفُوا﴿ بالله لنبيتنه ﴾بِالنُّونِ والتَّاءِ وَضَمِّ اللَّامِ الثَّانِيَةِ﴿ واهله ﴾اَى مَنْ اٰمَنَ بِهٖ اَى نَقْتُلُهُم لَيلًا﴿ ثم لنقولن ﴾بِالنُّونِ والتَّاءِ وَضَمِّ اللامِ الثَّانِيَةِ﴿ لوليه ﴾اَى وَلِّي دَمِهِ﴿ ما شهدنا ﴾حَضَرْنَا﴿ مهلک اهله ﴾بِضَمِّ المِيمِ وَفَتْحِهَا اَى اهْلاکِهِمْ او هِلاكِهِم فَلا نَدرِى مَن قَتَلَهُ﴿ وانا لصدقون (٤٩) ومكروا ﴾فِى ذَالِكَ﴿ مكرا ومكرنا مكرا ﴾اَى جَازَينَاهُم بِتَعْجِيلِ عُقُوبَتِهِم﴿ وهم لا يشعرون (٥٠) فانظر كيف كان عاقبة مكرهم انا دمرنهم ﴾اَهْلَكْنٰهُم﴿ وقومهم اجمعين (٥١) ﴾بِصَيْحَةِ جِبرَائِيلَ اَو بِرَمْيِ الْمَلائِكَةِ بِحِجَارَةٍ يَرَوْنَهَا وَلا يَرَوْنَهُم﴿ فتلک بيوتهم خاوية ﴾خَالِيَةً وَنَصَبُهُ عَلَى الحَالِ والْعَامِلُ فِيهَا مَعْنَى الْاِشَارَةِ﴿ بما ظلموا ﴾بِظُلْمِهِم اَى كُفرِهِم﴿ ان فى ذلک لاية ﴾لَعِبْرَةً﴿لقوم يعلمون (٥٢) ﴾قُدْرَتَنَا فَيَتَّعِظُونَ﴿ وانجينا الذين امنوا ﴾بِصَالِحٍ وَهُم اَرْبَعَةُ آلافٍ﴿ وكانوا يتقون (٥٣) ﴾الشِّركَ﴿ ولوطا ﴾مَنْصُوبٌ بِاُذْكُر مُقَدَّرًا قَبْلَهُ وَيُبدِلُ مِنهُ﴿ اذ قال لقومه اتاتون الفاحشة ﴾اى اللِّوَاطَةَ﴿ وانتم تبصرون (٥٤) ﴾يَبْصُرُ بَعْضُكُم بَعْضًا اِنهِمَا كًا فِي المَعْصِيَةِ﴿ ائنكم ﴾بِتَحْقِيقِ الهَمزَتَينِ وَتَسْهِيلِ الثَّانِيَةِ وإدخَالِ الِفٍ بَينَهُمَا على الوَجْهَينِ﴿لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم تجهلون (٥٥) ﴾عَاقِبَةَ فِعْلِكُم﴿ فما كان جواب قومه الا ان قالوا اخرجوا ال لوط ﴾اَى اَهْلَهُ﴿ من قريتكم ج انهم اناس يتطهرون (٥٦) ﴾مِنَ اَدْبَارِ الرِّجَالِ﴿فانجينه

واھلہ الا امراتہ قدرنھا ﴿جَعَلْنٰھابِتَقْدِیرِنَا﴾ من الغبرین (۵۷)﴿اَلْبَاقِینَ فِی العَذَابِ﴾ وامطرنا علیھم مطرا ج﴿ھُوَ حِجَارَةُ السِّجِّیْلِ اَھْلَکَتْھُم﴾ فساء ﴿بِئْسَ﴾ مطر المنذرین (۵۸)﴿بِالعَذَابِ مَطْرِھِمْ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی (یعنی ہم قوم) صالح کو بھیجا کہ اللہ کو پوجو (اس کو وحدہ لا شریک جانو) تو جبھی وہ دو گروہ ہوگئے جھگڑا کرتے (ہوئے دین میں، ایک گروہ تو ان پر اسی وقت ایمان لے آیا کہ جب انہیں ان کی جانب بھیجا گیا تھا لیکن دوسرا گروہ انکار کرنے والا ہوگیا) صالح نے فرمایا (ان جھٹلانے والوں سے) اے میری قوم! کیوں برائی کی جلدی کرتے ہو بھلائی سے پہلے (رحمت سے پہلے عذاب کیوں چاہتے ہو؟ یہ کہہ کر کہ اگر تم ہمارے پاس حق لے کر آئے ہو تو عذاب بھی لے آؤ) اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے (شرک کرنے سے) شاید تم پر رحم ہو (اور تمہیں عذاب نہ دیا جائے) بولے ہم نے برا شگون لیا (اطَّیَّرنا کی اصل تَطَیَّرنا ہے، اس میں تا کا طاء میں ادغام کیا گیا ہے اور وصل کے لئے ہمزہ کو لایا گیا ہے تاکہ تلفظ میں آسانی ہو یعنی جو نحوست ہمیں پہنچی ہے) تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے (یعنی مؤمنین سے، کہ جس وقت وہ بارش کے روک لئے جانے کی وجہ سے قحط سالی اور بھوک میں مبتلا ہوئے) فرمایا تمہاری بدشگونی ......۱...... اللہ کے پاس ہے (کہ اسی نے تمہیں اس میں مبتلا کیا ہے) بلکہ تم لوگ فتنے میں پڑے ہو (یعنی خیر و شر سے تمہاری آزمائش کی گئی ہے) اور شہر میں (قوم ثمود کے شہر میں) نو شخص ......۲...... تھے کہ زمین میں فساد کرتے (گناہ کر کے، ان کے فساد کی ایک مثال ان کا دراہم و دنانیر کو کاٹنا ہے) اور سنوارنا چاہتے (اطاعت و فرمانبرداری کر کے) بولے آپس میں (یعنی وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے) اللہ کی قسمیں کھا کر (تقاسموا بمعنی احلفوا ہے) ہم ضرور رات کو چھاپا ماریں گے صالح پر (لَنُبَیِّتَنَّہٗ نون کے ساتھ اور تا کے ساتھ کہ دوسری تا مضموم ہے) اور اس کے گھر والوں پر (یعنی جو اس پر ایمان لائے ہیں ہم ان کو رات کے وقت قتل کر دیں گے) پھر کہیں گے (لَنَقُولَنَّ نون اور تا کے ساتھ اور دوسرے لام کے ضمہ کے ساتھ ہے) اس کے وارث سے (یعنی جسے ان کا خون بہا لینے کا حق حاصل ہوگا) ہم حاضر نہ تھے (شھدنا بمعنی حضرنا ہے) اس گھر والوں کے قتل کے وقت (مھلک میم کے ضمہ اور فتح دونوں کے ساتھ ہے یعنی ان کے قتل کرنے اور ان کی موت کے وقت، لہذا ہم نہیں جانتے کہ انہیں کس نے قتل کیا ہے) اور بیشک ہم سچے ہیں اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا (اس معاملے میں) اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی (کہ انہیں ان کی مکر کی جزا یہ دی کہ ان کے عذاب میں جلدی فرمائی) اور وہ غافل رہے۔ تو دیکھو کیسا انجام ہوا ان کے مکر کا ہم نے ہلاک کر دیا انہیں (یعنی ہم نے انہیں تباہ و برباد کر دیا) اور ان کی ساری قوم کو (حضرت جبریل علیہ السلام کی چنگھاڑ کے ساتھ یا فرشتوں کے پتھر مارنے کے ساتھ، اس طرح کہ فرشتے تو ان کو دیکھ رہے تھے لیکن وہ فرشتوں کو نہ دیکھ سکتے تھے) تو یہ ہیں ان کے گھر ڈھے پڑے (یعنی ویران پڑے ہوئے ہیں، خاویۃ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اس میں عامل اسم اشارہ کا معنی ہے) بدلہ ان کے ظلم کا (یعنی ان کے کفر کا) بیشک اس میں نشانی ہے (یعنی عبرت ہے) جاننے والوں کے لیے (ہماری قدرت کو، پس وہ اس سے نصیحت حاصل کریں) اور ہم نے ان کو بچا لیا جو ایمان لائے (حضرت صالح علیہ السلام پر جن کی تعداد چار ہزار تھی) اور ڈرتے تھے (شرک سے) اور لوط کو (لوطا ماقبل محذوف اُذکر کی وجہ سے منصوب ہے، اور مابعد اذ قال لقومہ اس سے بدل ہے) جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا بے حیائی پر آتے ہو (یعنی لواطت کرتے ہو) اور تم سوجھ رہے ہو (یعنی ایک دوسرے کو اس فعل بد میں مبتلا ہونے کی حالت میں دیکھتے رہتے ہو) کیا تم (ءانکم میں دونوں ہمزے تحقیق کے ساتھ اور دوسرے کی تسہیل کے ساتھ اور دونوں صورتوں میں دونوں کے درمیان الف

داخل کرنے کے ساتھ بھی ہے) مردوں کے پاس مستی سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم لوگ جاہل ہو (اپنے فعلِ بد کے انجام سے) تو اس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہ کہ بولے لوط کے گھرانے کو نکال دو (یہاں آل بمعنی اھــل ہے) اپنی بستی سے، یہ لوگ تو ستھرا پن چاہتے ہیں (یعنی مردوں سے بدکاری سے پاکیزگی چاہتے ہیں) تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت کو ہم نے ٹھہرا دیا تھا (قدّرنا بمعنی جعلناها بتقدیرنا ہے یعنی ہم نے اسے اپنی تقدیر سے بنا دیا) کہ وہ رہ جانے والوں میں ہے (یعنی عذاب میں مبتلا باقی افراد میں) اور ہم نے ان پر ایک برساؤ برسایا (یعنی پتھروں کی بارش برسائی جس نے ان سب کو ہلاک کر دیا) تو کیا ہی برا (ساء بمعنی بئس ہے) برساؤ تھا ڈرائے ہوؤں کا (یعنی عذاب پتھروں کا)

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد ارسلنا الی ثمود اخاهم صلحا ان اعبدوا الله فاذاهم فریقن یختصمونo﴾.

و: مستانفہ، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، ارسلنا: فعل بافاعل، الی ثمود: ظرف لغو، اخاهم: مبدل منہ، صلحا: بدل، ملکر مفعول، ان اعبدوا اللہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، هم: مبتدا، فریقان: موصوف، یختصمون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال یقوم لم تستعجلون بالسیئة قبل الحسنةo﴾.

قال: قول، یقوم: نداء، لم: ظرف لغو مقدم، تستعجلون: فعل بافاعل، ب: جار، السیئة: ذوالحال، قبل الحسنة: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لولا تستغفرون الله لعلکم ترحمونo قالوا اطیرنا بک وبمن معک﴾.

لولا: حرف تحضیض، تستغفرون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، لعلکم ترحمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، الله: مفعول ملکر جملہ فعلیہ، قالوا: قول، اطیرنا: فعل بافاعل، بک: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، بمن معک: جار مجرور، معطوف ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال طئرکم عندالله بل انتم قوم تفتنونo﴾.

قال: قول، طئرکم: مبتدا، عندالله: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، بل: عاطفہ، انتم: مبتدا، قوم تفتنون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وکان فی المدینة تسعة رهط یفسدون فی الارض ولا یصلحونo﴾.

و: مستانفہ، کان: فعل ناقص، فی المدینة: ظرف مستقر خبر مقدم، تسعة رهط: موصوف، یفسدون فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یصلحون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قالوا تقاسموا بالله لنبیتنه واهله ثم لنقولن لولیه ما شهدنا مهلک اهله وانا لصدقونo﴾.

قالوا: قول، تقاسموا بالله: جملہ فعلیہ قسم، لام: قسمیہ، نبیتنه: فعل بافاعل ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اهله: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لام: قسمیہ، نقولن لولیه: قول، ما شهدنا: فعل نفی بافاعل، مهلک اهله: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انا لصدقون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ومکروا مکرا ومکرنا مکرا وهم لا یشعرونo﴾.

و: عاطفہ، مکروا مکرا: فعل بافاعل ومفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، مکرنا: فعل "نا" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ھم لایشعرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکو: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانظر کیف کان عاقبة مکرھم انادمرنھم وقومھم اجمعین٥﴾۔

ف: مستانفہ، انظر: فعل امر بافاعل، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص، عاقبة مکرھم: مبدل منہ، انا: حرف مشبہ واسم، دمرنا: فعل بافاعل، ھم: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، قومھم: موکد، اجمعین: تاکید، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ بدل، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فتلک بیوتھم خاویة بما ظلموا ان فی ذالک لایة لقوم یعلمون٥﴾۔

ف: عاطفہ، تلک: مبتدا، بیوتھم: ذوالحال، خاویة بما ظلموا: شبہ جملہ حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: حرف مشبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، اية: موصوف، لقوم یعلمون: ظرف مستقر صفت ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانجینا الذین امنوا وکانوا یتقون٥﴾۔

و: عاطفہ، انجینا: فعل بافاعل، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کانوا یتقون: جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولوطا اذ قال لقومه اتاتون الفاحشة وانتم تبصرون٥﴾۔

و: مستانفہ، لوطا: مبدل منہ، اذ: مضاف، قال لقومه: قول، ھمزہ: حرف استفہام، تاتون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، انتم تبصرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، الفاحشة: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ائنکم لتاتون الرجال شھوة من دون النساء بل انتم قوم تجھلون٥﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام، انکم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، تاتون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، من دون النساء: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، الرجال: مفعول، شھوة: مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، بل: عاطفہ، انتم: مبتدا، قوم تجھلون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فما کان جواب قومه الا ان قالوا اخرجوا ال لوط من قریتکم﴾۔

ف: عاطفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، جواب قومه: خبر مقدم، الا: اداۃ حصر، ان: مصدریہ، قالوا: قول، اخرجوا ال لوط: فعل بافاعل ومفعول، من قریتکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انھم اناس یتطھرون٥﴾۔

انھم: حرف مشبہ واسم، اناس: موصوف، یتطھرون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فانجینه واھله الا امراته قدرنھا من الغبرین٥﴾۔

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فخرج لوط باھلھا من ارضھم بعد ان احس بمکرھم" انجینا: فعل بافاعل، ہ: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اھلہ: مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، امراته: ذوالحال، قدرنھا من الغبرین: جملہ فعلیہ حال، ملکر مستثنیٰ، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وامطرنا علیھم مطرا فساء مطر المنذرین٥﴾۔

و: عاطفہ، امطرنا علیھم مطرا: فعل بافاعل وظرف لغو، ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ساء: فعل ذم، مطر المنذرین: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مبتدا محذوف "ھی" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نحوست وبدشگونی کی تحقیق:

لے.....اللہ عزوجل نے قوم صالح کی چرب زبانی کا ذکر فرمایا: ﴿قالوا اطیرنا بک وبمن معک قال طٰئرکم عند اللہ﴾ بولے ہم نے برا شگون لیا تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے (النمل:۴۷)، یعنی ہم آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو برا (بدشگون) خیال کرتے ہیں، اللہ نے فرمایا تمہیں تمہارے (کفر) کی وجہ سے برائی پہنچتی ہے۔ طائر، طیر، طیرۃ کے الفاظ شؤم یعنی بدشگونی کے لئے اہل عرب میں مستعمل ہیں۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "لا عدوی ولا ھامۃ ولا نوء ولا صفر یعنی چھوت کی بیماری کچھ نہیں، شگون، ستارے کے طلوع یا غروب ہونے کا وقت اور صفر کوئی چیز نہیں"۔ ابن مسعود کہتے ہیں طیرۃ کو شرک سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگ کسی کو نفع اور نقصان کا ذریعہ جانتے تھے اور اس کے مطابق عمل کرتے تھے، گویا کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ نفع ونقصان کے معاملے میں کسی کو شریک جانتے تھے، لہذا جب بندے کو کوئی خطرہ پہنچے تو اسے اللہ عزوجل پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ (لسان العرب، الحرف الطاء، ج۸، ص۲۴۰، ملخصا وملتقطا)

☆.....حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بدشگونی لینا شرک ہے اور ہم میں سے اکثر لوگ اس میں مبتلا ہیں سوا ان کے جن کو اللہ عزوجل محفوظ رکھے لیکن بدشگونی لینا توکل کو ختم کر دیتا ہے"۔

(سنن الترمذی، کتاب السیر، باب: ماجاء فی الطیرۃ، رقم: ۱۶۱۴، ص ۴۹۶)

☆.....حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کسی چیز سے بدشگونی نہیں لیتے تھے، جب آپ کسی شخص کو عامل بنا کر بھیجتے تو اس کا نام پوچھتے اگر اس کا نام آپ کو اچھا لگتا تو آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار ظاہر ہو جاتے اور اگر آپ کو اس کا نام برا محسوس ہوتا تو ناگواری کے آثار ظاہر ہوتے"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الطب، باب: فی الطیرۃ، رقم: ۳۹۲۰، ص ۷۳۱)

اونٹنی کو قتل کرنے والے نوافراد کے نام:

ع.....اس بارے میں دو اقوال ہیں، حضرت وہب کہتے ہیں کہ ان نو افراد کے نام یہ ہیں: (۱)......ھذیل بن عبدالرب، (۲)......غنم بن غنم، (۳)...... یاب بن مھرج، (۴)......مصدع بن مھرج، (۵)......عمیر بن کردبۃ، (۶)...... عاصم بن مخرمۃ، (۷)......سبیط بن صدقۃ، (۸)......سمعان بن صفی، (۹)......قدار بن سالف۔

کشف الاسرار میں جن نو ناموں کا ذکر ہے وہ یہ ہیں: (۱)......قدار بن سالف، (۲)......مصدع بن دھر، (۳)......اسلم، (۴)......رھمی، (۵)......رھیم، (۶)......دعمی، (۷)......دعیم، (۸)......قیال، (۹)......صداف۔ (روح البیان، ج۶، ص ۴۵۷)

اغراض:

وحدہ: یعنی اللہ عزوجل کے بارے میں مؤمنین کا یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات، صفات، افعال میں یکتا ہے، کسی چیز میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ من الشرک: یہ کہ تم (سب) شرک کرنا چھوڑ دو اور ایمان لے آؤ۔

ای تشاء منا: یعنی ہمیں برا گمان پہنچا، مراد اس سے تنگی وشدت ہے۔

مدینۃ ثمود: مراد وادی حجر ہے، جو کہ مدینہ وشام کے مابین واقع ہے۔

ای وجـالٌ: اس وہم کا ازالہ کرنا مقصود ہے، کہ نو تک کے اعداد کی تمیز جمع مجرور ہوتی ہے جب کہ کلام میں مجرور مفرد ہے، کیوں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہ لفظوں میں مفرد ہے جب کہ معنی میں جمع ہی ہے۔ کیونکہ یہی نو افراد ہیں جنھوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی خبر ملنے پر اپنی اولاد کو قتل کیا،......مزید حاشیہ نمبر ۲ میں پڑھ لیں۔

ای اهلاکهم: فرمان مقدس ﴿مُهلک اهله﴾ میم کے ضمہ کے ساتھ ہو تو رباعی ہوگا۔

وهلاکهم: اگر ﴿مَهلک اهله﴾ میم کے فتح کے ساتھ ہو تو ثلاثی ہوگا۔

او برمی الملائکة: یعنی نوع بیان کرنا مقصود ہے، ان پر دو قسم کے عذاب آئے، ایک یہ کہ چھ (دن) تک ان پر پتھروں کی بارش ہوئی کہ وہ حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے اہل کے قتل کرنے پر جمع ہوئے تھے، اور چنگھاڑ نے انہیں ناقہ کی کونچیں کاٹنے کے سبب آلیا، اور مفسر نے جو کہا کہ "ہم نے انہیں ملائکہ کے ذریعے پتھروں کی بارش کرنے اور جبرائیل امین علیہ السلام کی چنگھاڑ سے سب کو ہلاک کر دیا۔

ویبدل منه: بدل اشتمال مراد ہے اور یہ بھی کہ مقصود یہاں قول ذکر کرنا ہے نہ کہ وقت۔

یبصر بعضکم بعضا: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد آنکھوں سے دیکھنا ہے، ایک قول کے مطابق دل کی آنکھ مراد ہے۔

عاقبة فعلکم: مراد وہ عذاب ہے جو ان پر نازل ہوگا۔ الباقین فی العذاب: جو قوم لوط کے لئے حلال ہو چکا تھا، وہ یہ تھا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے ان کی بستی کو الٹ دیا۔ (الصاوی، ج٤، ص ٢٦٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۰

﴿قل﴾ یَامُحمدُ ﴿الحمد لله﴾ علٰی هِلاکِ کُفَّارِ الْاُمَمِ الْخَالِیَةِ ﴿وسلم علی عباده الذین اصطفی ط﴾ هُم ﴿آلله﴾ بَتحقیقِ الهَمْزَتینِ وابْدَالِ الثَّانِیَةِ اَلِفًا وَتَسْهِیْلها وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَینَ الْمُسَهَّلَةِ والْاُخْرٰی وَتَرکَه ﴿خیر﴾ لِمَنْ یَعْبُدُهٗ ﴿اما یشرکون (۵۹)﴾ بِالْیَاءِ والتَّاءِ اَی اَهْلِ مَکَّةَ بِه الْاٰلِهَةِ خَیرٌ لِعَابِدِیهَا.

﴿ترجمہ﴾

تم کہو (اے محمد ﷺ!) سب خوبیاں اللہ......ا......کو (گزری ہوئی کافر قوموں کی ہلاکت پر) اور سلام اس کے چنے ہوئے بندے پر، کیا اللہ (ءَ اللّٰہ دونوں ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے کو الف سے بدلنے اور اس کی تسہیل اور مسہلہ اور دوسرے کے درمیان الف داخل کرنے اور نہ کرنے کے ساتھ ہے) بہتر (ہے اس کے لئے جو اس کی عبادت کرتا ہے) یا ان کے ساتھ شریک (اے اہلِ مکہ کہ جو تمہارے معبود ہیں کیا وہ اپنی عبادت کرنے والوں کے لئے بہتر ہیں، یشرکون یا اور تا دونوں طرح پڑھا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل الحمد لله وسلم علی عباده الذین اصطفی﴾.

قـل: قول، الحمد: مبتدا، للـه: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، سلم: مبتدا، علی: جار، عباده: موصوف، الذین اصطفی: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿الله خیر اما یشرکون ٥﴾.

همزه: حرف استفہام، الله: اسم مبتدا، خیر: خبر ملکر معطوف علیہ، ام: عاطفہ، ما: موصولہ، یشرکون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر

خبر محذوف "خیر" کیلئے مبتدا، ملکر معطوف، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ عزوجل کے نام سے ہر کام کا آغاز کرنا:

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: ''ہر وہ نیا کام جس کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہیں کیا جاتا وہ منقطع ہو جاتا ہے، ناقص و برکت میں کم رہتا ہے''۔

(کنزالعمال، کتاب الاذکار، الفصل الثانی، فی فضائل السور والآیات، ج۱، رقم:۲٤۸۸، ص۲۷۷)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کائنات ﷺ نے فرمایا: ''ہر وہ عظیم کام جو الحمد سے شروع نہ کیا جائے وہ ناقص اور برکت میں کم ہوتا ہے''۔ (سنن ابن ماجه، کتاب النکاح، باب:خطبة النکاح، رقم: ۱۸۹٤، ص ۳۳۰، صحیح ابن حبان، المقدمة، باب :ما جاء فی الابتداء بحمد الله، رقم :۱، ص ۱۷۳)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس کام کی ابتدا اللہ کی حمد اور مجھ پر صلوۃ سے نہ کی جائے وہ ادھوڑا، نامکمل اور برکت سے محروم کام ہوتا ہے''۔ (کنزالعمال، المرجع السابق، رقم:۲۵۰۷، ص۲۷۹)

اغراض:

ای اهل مكة: مراد مشرکین مکہ ہیں۔

ای الآلهة: "لما" کی تفسیر ہے، والمعنی ام الآلهة التی یشر کونها به خیر لعابدیها۔ (الصاوی، ٤، ص ۲٦۹)

ایک اهم بات

صلوا علی الحبیب: صلی الله علی محمد

درگزر کے فضائل

(۱)......سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بیشک اللہ عزوجل ایسا نرمی فرمانے والا ہے کہ ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب استتابه المرتدین، باب اذا عرض الذمی برقم: ٦۹۲۷، ص۱۱۹۳)

(۲)......سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: ''آسانی پیدا کرو اور مشکل میں نہ ڈالو اور خوشخبری سناؤ اور متنفر نہ کرو''۔

(صحیح مسلم کتاب الجهاد، باب فی الامر بالتیسیر برقم: /٤٥۲٥، ص)۔

(۳)......سید عالم ﷺ کو جب کبھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا حکم ہوتا تو آپ ﷺ دونوں میں سے آسان ترین چیز کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اگر وہ آسان چیز گناہ ہوتی تو تمام لوگوں سے زیادہ آپ ﷺ اس سے دوری اختیار کرتے، رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا مگر جب اللہ عزوجل کی حرمت کو توڑا جاتا تو آپ ﷺ اللہ عزوجل کے لئے اس سے انتقام لیتے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول النبی ﷺ یسروا ولا...... الخ، رقم: ٦۱۲٦، ص۱۰٦۷)

رکوع نمبر: ۱

﴿امن خلق السموت والارض وانزل لکم من السماء ماء ج فانبتنا﴾فِیهِ اِلْتِفَاتٌ مِنَ الْغَیبَةِ اِلَی التَّکَلُّمِ﴿ به حدائق ﴾جَمعُ حَدِیقَةٍ وَهُوَ الْبُسْتَانُ الْمَحوُّطُ ﴿ ذات بهجة ج﴾حُسنٍ﴿ ما کان لکم ان تنبتوا شجرها ط﴾لِعَدمِ قُدرَتِکم عَلیهِ﴿ ء اله ﴾بِتَحقِیقِ الهَمزَتَینِ وَتَسهِیلِ الثَّانِیَةِ وَاِدخَالِ الِفٍ بَینَهُما عَلی الوَجهَینِ فِی مَواضِعهِ السَّبعَةِ ﴿ مع الله ط﴾اِعَانَةً عَلی ذَالِکَ ای لَیسَ مَعَهٗ اِلٰهٌ ﴿ بل هم قوم یعدلون (۶۰)﴾یُشرِکُونَ بِاللهِ غَیرَهٗ﴿ امن جعل الارض قرارا ﴾لَا تَمِیدُ بِاَهلِهَا ﴿ وجعل خللها ﴾فِیمَا بَینَهَا﴿ انهرا وجعل لها رواسی ﴾جِبَالًا اَثبَتَ بِهَا الْاَرضَ ﴿ وجعل بین البحرین حاجزا ط﴾بَینَ الْعَذبِ وَالمِلحِ لَا یَختَلِطُ اَحَدُهُما بِالْاٰخرِ ﴿ ء اله مع الله ط بل اکثرهم لا یعلمون (۶۱)﴾تَوحِیدَهٗ﴿ امن یجیب المضطر ﴾اَلْمَکرُوبَ الَّذِی مَسَّهُ الضُّرُّ﴿ اذا دعاه ویکشف السوء ﴾عَنهُ وَعَن غَیرِهٖ﴿ ویجعلکم خلفاء الارض ط﴾الْاِضَافَةُ بِمَعنٰی فِی ای یَخلِفُ کُلُّ قَرنٍ اَلْقَرنَ الَّذِی قَبلَهٗ﴿ ء اله مع الله ط قلیلا ما تذکرون﴾تَتَّعِظُونَ بِالْفَوقَانِیَةِ وَالتَّحتَانِیَةِ وَفِیهِ اِدغَامُ التَّاءِ فِی الذَّالِ وَمَا زَائِدَةٌ لِتَقلِیلِ الْقَلِیلِ﴿ امن یهدیکم ﴾یُرشِدُکُمْ اِلٰی مَقَاصِدِکُمْ ﴿ فی ظلمت البر والبحر ﴾بِالنُّجُومِ لَیلًا وَبِعَلَامَاتِ الْاَرضِ نَهَارًا ﴿ ومن یرسل الریح بشرا م بین یدی رحمته ﴾ای قُدَّامَ الْمَطَرِ﴿ ء اله مع الله ط تعلی الله عما یشرکون (۶۳)﴾بِهٖ غَیرَهٗ﴿ امن یبدؤا الخلق ﴾فِی الْاَرحَامِ مِنْ نُطفَةٍ ﴿ ثم یعیده ﴾بَعدَ المَوتِ وَاِنْ لَمْ یَعتَرِفُوا بِالْاِعَادَةِ لِقِیَامِ الْبَراهِینَ عَلَیهَا﴿ ومن یرزقکم من السماء ﴾بِالْمَطَرِ﴿ والارض ﴾بِالنَّبَاتِ﴿ ء اله مع الله﴾ای لَا یَفعَلُ شَیئًا مِمَّا ذُکِرَ اِلَّا اللهُ ولا اِلٰهَ مَعَهٗ﴿ قل ﴾یَامُحَمَّدُ﴿هاتوا برهانکم ﴾حُجَّتَکُمْ﴿ ان کنتم صدقین (۶۴)﴾اِنَّ مَعِیَ اِلٰهًا فَعَلَ شَیئًا مِمَّا ذُکِرَ وَسَالُوهُ عَنْ وَقتِ قِیَامِ السَّاعَةِ فَنَزَلَ﴿ قل لا یعلم من فی السموت والارض ﴾مِنَ الْمَلٰئِکَةِ وَالنَّاسِ﴿الغیب ﴾ای مَا غَابَ عَنهُمْ﴿الا﴾لٰکِنْ﴿الله ﴾یَعلَمُهٗ﴿وما یشعرون ﴾ای الْکُفَّارُ کَغَیرِهِمْ﴿ایان﴾وَقتَ﴿یبعثون (۶۵)﴾بل ﴾بِمَعنٰی هَلْ﴿ادارک ﴾بِوَزنِ اَکرَمَ فِی قِرَاءَةٍ وَفِی اُخرٰی ادَّارَکَ بِتَشدِیدِ الدَّالِ وَاَصلُهٗ تَدَارَکَ اُبدِلَتِ التَّاءُ دَالًا وَاُدغِمَتْ فِی الدَّالِ وَاجتُلِبَتْ هَمزَةُ الْوَصلِ ای بَلَغَ وَلَحِقَ اَو تَتَابَعَ وَتَلَاحَقَ﴿علمهم فی الاخرة قف﴾ای بِهَا حَتّٰی سَالُوا عَنْ وَقتِ مَجِیئِهَا لَیسَ الْاَمرُ کَذَالِکَ ﴿ بل هم فی شک منها قف ز بل هم منها عمون (۶۶)﴾ مِنْ عَمَی الْقَلبِ وَهُوَ اَبلَغُ مِمَّا قَبلَهٗ وَالْاَصلُ عَمِیُونَ اُستُثقِلَتِ الضَّمَّةُ عَلَی الْیَاءِ فَنُقِلَتْ اِلَی المِیمِ بَعدَ حَذفِ کَسرِهَا.

﴿ترجمہ﴾

یا وہ جس نے آسمان وزمین بنائے اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے باغ اگائے رونق والے (یعنی خوبصورت

،اس طرزِ کلام میں غائب سے صیغہ متکلم کی طرف التفات کیا گیا ہے اور حدائق جمع ہے حدیقۃ کی، اور حدیقۃ اس باغ کو کہتے ہیں جس کے گرداگرد دیواریں قائم کردی گئی ہوں......١......) تمہاری طاقت نہ تھی کہ ان کے پیڑ اگاتے (کہ تم اس فعل پر قدرت ہی نہیں رکھتے) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے (جس نے اس کام پر اس کی مدد کی ہے یعنی اللہ عزوجل کے ساتھ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے، ءالٰہ دو ہمزوں کی تحقیق اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل کے ساتھ ہے، اور ان دونوں کے مابین الف داخل کرنے کے ساتھ پڑھا گیا ہے دونوں صورتوں کے مطابق ساتوں مقامات میں اسی طرح پڑھا گیا ہے) بلکہ وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں (یعنی اللہ عزوجل کے ساتھ اس کے غیر کو شریک کرتے ہیں) یا وہ جس نے زمین بسنے کو بنائی (اس طرح سے کہ زمین ان کو لے کر کانپتی نہیں ہے) اور ان کے بیچ میں (یعنی ان کے درمیان میں) نہریں نکالیں اور اس کے لیے لنگر بنائے (یعنی پہاڑ بنائے اور ان کے ذریعے زمین کو ثبت فرمایا......٢......) اور دونوں سمندروں (یعنی میٹھے اور نمکین پانی کے سمندروں) کے درمیان آڑ رکھی (کہ ان میں سے ایک دوسرے سے خلط نہیں ہوتا......٣......) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے بلکہ ان میں اکثر (اللہ عزوجل کی وحدانیت کا) علم نہیں رکھتے یا وہ جو مضطر کی سنتا ہے (یعنی کرب میں مبتلا شخص کی جسے تکلیف پہنچی ہوتی ہے) جب اسے پکارے اور دور کردیتا ہے (اس سے اور دوسروں سے) برائی اور تمہیں زمین کا وارث کرتا ہے (خلفاء الارض میں اضافت فیوی ہے یعنی ہر امت کو اپنی ماقبل والی امت کا وارث بناتا ہے......٤......) کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بہت ہی کم دھیان کرتے ہو (تذکرون بمعنی تتعظون ہے، اس لفظ کو علامت مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور اس صیغہ میں تاء کا ذال میں ادغام کیا گیا ہے اور مـــا زائدہ ہے جو قلیل کی مزید قلت کو بیان کررہا ہے) یا وہ جو تمہیں راہ دکھاتا ہے (تمہارے مقاصد کی طرف تمہاری رہنمائی فرماتا ہے) اندھیریوں میں خشکی اور تری (رات میں ستاروں کے ذریعے اور دن میں زمین کی نشانیوں کے ذریعے) اور وہ کہ ہوائیں بھیجتا ہے اپنی رحمت کے آگے (یعنی بارش سے پہلے) خوشخبری سناتی کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے برتر ہے اللہ ان کے شرک سے (غیر کو اس کا شریک بنانے سے) یا وہ جو خلق کی ابتدا فرماتا ہے (نطفہ کے ذریعے رحموں میں......٥......) پھر اسے دوبارہ بنائے گا (اس کی موت کے بعد اگرچہ تم دوبارہ بنائے جانے کا اعتراف نہیں کرتے لیکن اس اعادہ پر کئی دلائل قائم ہیں) اور وہ تمہیں آسمان سے (بارش کے ذریعے) اور زمین سے (نباتات کے ذریعے) روزی دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے (یعنی مذکورہ کاموں میں سے کوئی کام ایسا نہیں جو اللہ عزوجل کے سوا کوئی دوسرا کرسکے، اور اللہ عزوجل کے ساتھ کوئی دوسرا خدا موجود نہیں ہے) تم فرماؤ (اے حبیب ﷺ) تم اپنی دلیل لاؤ (برھان بمعنی دلیل ہے) اگر تم سچے ہو (اس بات میں کہ مجھ اللہ عزوجل کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہے جس نے مذکورہ افعال میں سے کسی کام کو انجام دیا ہے، اگلی آیت کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکین نے نبی پاک ﷺ سے قیامت قائم ہونے کے وقت کا سوال کیا؟ تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ) تم فرماؤ غیب......٦......نہیں جانتے جو (فرشتے اور لوگ) آسمان اور زمین میں ہیں لیکن اللہ (غیب جانتا ہے غیب سے مراد وہ امور ہیں جو انسانوں سے غائب ہوں اور الا بمعنی لـکـن ہے) اور انہیں (یعنی کفار مکہ کو دوسروں کی طرح) خبر نہیں کہ کس وقت اٹھائے جائیں گے (ایـان کے معنی وقت ہے) بلکہ پہنچ گیا (ادرک صیغہ دال مشدد کے ساتھ اور اصل میں یہ تـدارک تھا، تاء کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کردیا گیا ہے اور ہمزہ وصل کو گرا دیا گیا، بمعنی بـلـغ اور لـحـق ہے، یا بمعنی تتـابـع اور تـلاحـق کے ہے اور ایک قرائت میں اس صیغہ کو بروزن اکـــرم بمعنی ادرک پڑھا گیا ہے) ان کے علم کا سلسلہ آخرت کے جاننے تک (حتی کہ انہوں نے قیامت آنے سے متعلق سوال کرلیا، نہیں معاملہ اس طرح نہیں ہے) بلکہ وہ اس طرف سے شک میں ہے بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں (یعنی دل کے اندھے ہیں اور یہ طرزِ کلام میں ماقبل سے زیادہ بلیغ ہے اور عمون اصل میں عمیون تھا، چونکہ یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو میم

کا کسرہ حذف کر کے ضمہ کو منتقل کر دیا تو عصمون ہو گیا کہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حرف علت یاء گر گیا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿امن خلق السموت والارض وانزل لکم من السماء ماء﴾۔

ام: منقطعہ بمعنی بل عاطفہ، من: موصولہ، خلق السموت والارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ہو کر، و: عاطفہ، انزل: فعل بافاعل، لکم: ظرف مستقر حال مقدم، ماء: ذوالحال، ملکر مفعول، من السماء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر محذوف "خیر" کیلئے، مبتدا خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فانبتنا به حدائق ذات بهجة ما کان لکم ان تنبتوا شجرها﴾۔

ف: عاطفہ، انبتنا به: فعل بافاعل وظرف لغو، حدائق: موصوف، ذات بهجة: صفت اول، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، ان: مصدریہ، تنبتوا شجرها: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم موخر، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "خلق" پر معطوف ہے۔

﴿ء اله مع الله بل هم قوم یعدلون٥﴾۔

همزہ: استفہامیہ، اله: مبتدا، مع الله: ظرف متعلق محذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ، بل: حرف اضراب، هم: مبتدا، قوم: موصوف، یعدلون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿امن جعل الارض قرارا وجعل خللها انهارا وجعل لها رواسی وجعل بین البحرین حاجزا﴾۔

ام: منقطعہ بمعنی بل عاطفہ، من: موصولہ، جعل الارض قرارا: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ہو کر، و: عاطفہ، جعل خللها انهارا: جملہ فعلیہ معطوف اول ہو کر، و: عاطفہ، جعل لها رواسی: جملہ فعلیہ معطوف ثانی ہو کر، و: عاطفہ، جعل بین البحرین حاجزا: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ملکر صلہ، ملکر خبر محذوف "خیر" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ء اله مع الله بل اکثرهم لا یعلمون﴾۔

همزہ: حرف استفہام، اله مع الله: جملہ اسمیہ، بل: عاطفہ، اکثرهم: مبتدا، لا یعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿امن یجیب المضطر اذا دعاه ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض﴾۔

ام: منقطعہ بمعنی بل عاطفہ، من: موصولہ، یجیب المضطر: فعل بافاعل ومفعول، اذا: مضاف، دعاه: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ہو کر، و: عاطفہ، یکشف السوء: جملہ فعلیہ معطوف اول ہو کر، و: عاطفہ، یجعلکم خلفاء الارض: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر خبر محذوف "خیر" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ء اله مع الله قلیلا ما تذکرون٥﴾۔

همزہ: حرف استفہام، اله مع الله: جملہ اسمیہ، قلیلا: "وقت" محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی مفعول فیہ مقدم، ما: زائدہ، تذکرون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿امن یهدیکم فی ظلمت البر والبحر ومن یرسل الریح بشرا بین یدی رحمته﴾۔

ام: منقطعہ بمعنی بل عاطفہ، من: موصولہ، یهدیکم: فعل بافاعل ومفعول، فی ظلمت البر والبحر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر معطوف علیہ ہو کر، و: عاطفہ، من: موصولہ، یرسل: فعل بافاعل، الریح: موصوف، بشرا بین یدی رحمته: شبہ جملہ صفت، ملکر

مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر معطوف،ملکر خبر محذوف "خیر" کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ء اله مع الله تعلی الله عما یشرکون٥﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام،اله مع الله: جملہ اسمیہ،تعلی الله:فعل وفاعل،عما یشرکون:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿امن یبدوا الخلق ثم یعیده ومن یرزقکم من السماء والارض﴾۔

ام:منقطعہ بمعنی بل عاطفہ،من:موصولہ،یبدوء الخلق:جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ثم:عاطفہ،یعیدہ:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،من:موصولہ،یرزقکم:فعل بافاعل ومفعول،من السماء والارض:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر معطوف،ملکر خبر محذوف "خیر" کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ء اله مع الله قل هاتوا برهانکم ان کنتم صدقین٥﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام،اله مع الله: جملہ اسمیہ،قل: قول،ھاتوا:فعل امر بافاعل،برھانکم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ان:شرطیہ،کنتم صدقین:جملہ فعلیہ زا محذوف "فھاتوا برھانکم" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا الله﴾۔

قل: قول،لایعلم:فعل نفی،من فی السموت والارض:موصول صلہ،ملکر مستثنی منہ،الا:اداۃ استثناء بمعنی لکن،الله:خبر محذوف "یعلم" کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مستثنی،ملکر فاعل،الغیب:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وما یشعرون ایان یبعثون٥﴾۔

و:عاطفہ،ما:نافیہ،یشعرون:فعل نفی بافاعل،ایان:اسم استفہام بمعنی متی ظرف مقدم،یبعثون:فعل بانائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل ادرک علمهم فی الاخرة بل هم فی شک منها بل هم منها عمون٥﴾۔

بل: عاطفہ،ادرک:فعل،علمھم:فاعل،فی الاخرۃ:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،بل:حرف اضراب عاطفہ،ھم:مبتدا،فی: جار،شک:موصوف،منھا:ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،بل: حرف اضراب عاطفہ،ھم:مبتدا،منھا عمون: شبہ جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... قل لا یعلم من فی السموت والارض...... ☆ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم ﷺ سے قیامت آنے کا وقت دریافت کیا تھا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حدیقة کے بارے میں تحقیق:

۱...... فراء کہتے ہیں کہ حدیقہ سے مراد وہ باغ ہے جس کے اردگرد دیوار بنائی جائے،لہذا اگر اس کے اردگرد دیوار نہ ہو تو وہ حدیقہ نہیں ہوگا۔علامہ بیضاوی کہتے ہیں یہ "احداق" سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی احاطہ کرنا ہے اور "ذات بهجة" یعنی ایسا حسین منظر جس سے خوشی اور مسرت نصیب ہوتی ہے اور ترکیب کلام میں یہ "حدائق" کی صفت ہے۔"بهجة" مفرد اس لئے ہے کہ "حدائق" مجموعہ "حدائق" کی تاویل میں ہے (یعنی باغات میں سے ہر باغ پر رونق اور باعث فرحت ومسرت ہے)۔اس کلام میں

غیب سے متکلم کی طرف التفات پایا گیا ہے، ایک تو اس تاکید کے لئے یہ فعل اللہ ﷻ کی ذات کے ساتھ خاص ہے اور دوسرا اس پر متنبہ کرنے کے لئے ہے کہ ایک ہی قسم کے مواد سے مختلف الانواع ومتباعد الطبائع پر رونق اور دلاویز باغات پیدا کرنے پر اللہ ﷻ کے سوا کوئی اور قدرت نہیں رکھتا۔ (المظهری، ج٥، ص٣٤٦)

باغات میں سے ہر بارونق باغ جسے دیکھ کر فرحت ومسرت ہو، یہ تو دنیا میں ہوتا ہے، "جنات بمعنی بستانین" کی بات کی جائے تو انسان کے موتھ میں پانی آجاتا ہے کہ باغ جنت میں نہ جانے کتنے پھل، پھول، میوے، سبزیاں ہونگی جنہیں عقل انسانی سوچ سکے نہ دنیا میں دیکھنے کی تاب لاسکے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تمہارے انار میں سے کوئی انار ایسا نہیں جو جنت کے انار کے شگوفے سے نہ ہو (یعنی جنت کے پھل کی نسل ہی دنیا میں بھی ہے)"۔

(البدور السافرة، باب: ثمرات الجنة، رقم: ١٨٩٩، ص٥٣٤)

زمین کا قرار کس سے ہے؟

۲...... کشف الاسرار میں ہے کہ الرواسی جمع الجمع ہے، کہا جاتا ہے کہ جبل راس وجبال راسیة پھر اسی کے مجموعے کو الراسیة اور الرواسی کا نام دے دیا گیا اور مراد اس سے وہ پہاڑ ہیں جو زمین میں ثابت ہیں اور اہل زمین کو ہلنے سے روکے ہوئے ہیں اور اسی زمین میں معادن بھی ہیں جو باہر نکلنے سے زمین کو روکتے ہیں اور بھی کئی مصلحتیں شامل ہیں۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ عابدین کی نفوس کو طاعت کے ذریعے قرار دیا جاتا ہے اور ان کے دلوں کو معرفت الٰہی سے قرار دیتے ہیں اور واجدین کی روحوں کو عابدین کی محبت سے اور موحدین کو مشاہدات سے قرار دیتے ہیں اور ان محبوبان خدا کو وصال کی نہروں اور قربت کے چشموں سے وہ اسرار ورموز حاصل ہوتے ہیں جو آتش شوق کو جاری کرتا اور محبت کی جلن کو بھڑکاتا ہے۔ اور ان کے لئے خوف، امید، رغبت اور ڈر کو لنگر (رواسی) بنایا، اور زمینوں کے لئے ابدال، اوتاد اور اولیاء کو لنگر بنایا کہ ان کی برکت سے زمین رکی رہتی ہے اور خلق سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور یہ برکتیں فقط اسلامی ممالک تک محدود نہیں ہوتیں کیونکہ حضرات اولیائے کرام روئے زمین میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔

(روح البيان، ج٦، ص٤٦٣)

دو سمندروں کا بیان:

۳...... یعنی میٹھے اور نمکین پانی کے مابین روک بنادی، تاکہ ایک کا پانی دوسرے میں مل نہ پائے، اس میں اللہ کی حکمت یہ تھی کہ ہر قسم کا پانی اپنی اصل پر باقی رہے۔ سمندر کے میٹھے پانی سے لوگوں کے لئے نہریں جاری ہوتی ہیں اور اسی سے حیوانات، نباتات اور پھلوں کی نشرونما بھی ہوتی ہے اور رہا کھاری سمندر کا معاملہ تو کھاری سمندر سے بھی ہر جانب نہریں نکلتی ہیں، اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ہوا کے نظام میں فساد پیدا نہ ہونے پائے۔ (ابن کثیر، ج٣، ص٤٥٣)

زمین کا وارث کون؟

۴...... خلافت سے مراد وہ نیابت ہے جو کہ غیر کے مدمقابل حاصل ہو، اور یہ نیابت کبھی کسی کی موت، عاجز ہونے یا شرف ومنزلت کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے اور آخری صورت کے بارے میں اللہ ﷻ کا فرمان ہے ﴿هو الذی جعلكم خلئف فی الارض﴾۔

(المفردات، ص١٦٢)

☆...... طبرانی نے سعد بن جنادہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے لوگوں میں جدائی کروائی وہ موتھ کے بل جہنم میں گرے گا، اللہ ﷻ کا فرمان ہے ﴿امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء

الارض (النمل: ٦٢) ﴾ پس خلافت اللہ ﷻ کی طرف سے ہے اگر اس میں بھلائی ہوتی تو اسے لے جاتا اور بُرائی ہوتی تو پکڑ لیتا تم پر اللہ کی فرمانبرداری لازم ہے جس کا اس نے تمہیں حکم کیا ہے''۔ (الدر المنثور، ج٥، ص٢١٣)

اللہ ﷻ نے فرمایا کہ سرزمین (عرب) میں دوسرے لوگوں کو بسا دیں گے، ایمان والوں کو سرزمین عرب میں تصرف دے دیا جس طرح کہ بادشاہوں کے کارندے اپنے علاقوں میں تصرف کرتے ہیں یا خلیفہ میں سے وہ حضرات جو خوف رکھتے تھے انہیں مدد دے کر زمین کا وارث کر دیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سید عالم ﷺ کو سرزمین عرب کے مشرق و مغرب کا وارث کر دیا، صحیح حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے زمین پر قبضہ دے دیا گیا پس میں نے اس کے مشرق و مغرب جان لیے، پس میرے امتی کی بادشاہت اس تک عنقریب پہنچے گی''۔ (روح المعانی، الجزء الثامن عشر، ص ٥٣٥)

☆...... حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں خلافت تیس سال رہے گی، پھر اس کے بعد ملوکیت یعنی بادشاہت آجائے گی، سعید بن جمہان نے کہا کہ مجھ سے حضرت سفینہ نے کہا حضرت ابوبکر کی خلافت، عمر فاروق، عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی خلافت کو گنو تو تیس سال پورے ہو جاتے ہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب: ما جاء فی الخلافۃ، رقم: ٢٢٣٣، ص٦٤٩)

☆...... حضرت ابوبکر کی خلافت دو سال، عمر فاروق اعظم کی خلافت دس سال، حضرت عثمان غنی کی خلافت بارہ سال اور علی المرتضی رضی اللہ عنہم کی خلافت کا دور چھ سال تھا یوں تیس سال پورے ہوئے۔

یہ آیت خلفاء راشدین کی خلافت کے ثبوت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ سید عالم ﷺ کے زمانے میں جو مومنین موجود تھے ان سے اللہ ﷻ نے زمین میں خلافت دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور یہ وعدہ سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد پورا ہونا تھا اسلئے بھی کہ سید عالم ﷺ کا خلیفہ بعد وفات ظاہری کے متعین کیا جانا تھا، یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہونا کیونکہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ خلیفہ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ انہی کے ایام میں فتوح عظیمہ ہوئیں اور اسلام دور دور تک پھیلا دین کو غلبہ ہوا اور امن برپا ہوا۔ یہ چیزیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں نہیں ہوئیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے پورے دور میں مسلمانوں میں سے مخالفین سے جنگ میں گزار دیئے اور کفار سے جنگ کرنے کی فرصت ہی نہ ملی۔ پس اس آیت میں خلفاء راشدین کی خلافت کے برحق ہونے پر دلیل ہے۔ (الرازی، ج٨، ص ٤١٣)

اسلام میں تصویر بنانے کا حکم:

۵...... حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ ان تصویروں کو بناتے ہیں قیامت کے دن ان کو کہا جائے کہ جن کو تم نے بنایا تھا اس میں جان ڈالو''۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب: عذاب المصورین یوم القیامۃ، رقم: ٥٩٥١، ص١٠٤٢)

☆...... ابوزرعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک گھر میں گیا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس گھر کے بلند حصے میں کچھ تصویریں بنی ہوئی دیکھیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو میری مخلوق کی مثل بناتا ہے، ان کو چاہیے کہ وہ ایک دانہ کو پیدا کریں یا جوار کو پیدا کریں۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب: نقض الصور، برقم: ٥٩٥٣، ص١٠٤٣)

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے دنیا میں تصویر بنائی اس کو قیامت کے دن اس کا مکلف بنایا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ اس میں روح نہ پھونک سکے گا''۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب: من صَور صُورۃ کُلف، رقم: ۵۹۶۳، ص ۱۰۴۴)

☆......نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان اشد الناس عذابا عندالله المصورون قیامت کے دن لوگوں میں سب سے سخت تر عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا''۔ (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب: عذاب المصورون یوم القیامۃ، رقم: ۵۹۵۰، ص ۱۰۴۲)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ہم ملائکہ رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کُتا یا تصویر ہو''۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب: التصاویر، رقم: ۵۹۴۹، ص ۱۰۴۲)

روضۂ مبارکہ، اس کے جواز میں اصلاً مجال سخن وجائے دم زدن نہیں، جس طرح اُن تصویروں کی حرمت یقینی ہے یوں ہی اس کا جواز اجماعی ہے۔ جن اکابرین اور اعاظم معتمدین نے مزار مقدس اور اس کے مثل نعل اقدس کے نقشے بنائے اور انکی تعظیم اور اُن سے تبرک کرتے آئے اور اسباب میں کیا کیا کلمات روح افزائے مومنین وجانگزائے منافقین فرمائے ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱)......امام عثیم بن نسطاس تابعی مدنی۔ (۲)......امام محدث جلیل القدر ابو نعیم صاحب حلیۃ الاولیاء۔ (۳)......امام محدث علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی حنبلی۔ (۴)...... امام ابو الیمن ابن عساکر۔ (۵)......امام تاج الدین فاکہانی صاحب فتح منیر۔ (۶)......علامہ سید نور الدین علی بن احمد سمہودی مدنی شافعی صاحب کتاب الوفاء اور وفاء الوفاء۔ (۷)......سیدی عارف باللہ محمد بن سلیمان جزولی صاحب الدلائل الخیرات۔ (۸)......امام محدث فقیہ احمد بن حجر مکی شافعی صاحب جوہر منظم۔ (۹)......علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی احوال انفس نفیس ﷺ۔ (۱۰)...... علامہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شارح مواہب اللدنیہ ومنح محمدیہ۔ (۱۱)......شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی صاحب جذب القلوب۔ (۱۲)......محمد العاشق بن عمر الحافظ الرومی حنفی صاحب خلاصۃ الاخبار ترجمہ خلاصۃ الوفاء وغیرہم ائمہ وعلماء نے مزار اقدس اکرم سید عالم ﷺ وقبور مقدسہ حضرات صدیق اکبر وفاروق اعظم کے نقشے بنائے۔

ابو الیمن ابن عساکر نے نقشہ نعل پاک کے باب میں ایک مستقل جزء تالیف کیا جسے میں نے استاد پر پڑھ کر اور استاد سے سن کر روایت کیا اور اسی طرح ابن الحاج اندلسی وغیرہما علماء نے اس بارے میں مستقل تصانیف کی ہیں۔ ہم موضوع کو طوالت کی وجہ سے اختصار کی جانب مائل کرتے ہوئے خلاصہ کرتے ہیں کہ جہاں تک جانداروں کی تصاویر ہیں، یا کتے یا بت وغیرہ ہیں یقیناً رحمت کے فرشتوں کی آمد کا دروازہ ہم خود بند کر رہے ہیں لہٰذا ان چیزوں سے اپنے گھروں، دکانوں اور دیگر جگہوں کو پاک کرنا ضروری ہے، جس کی مذمت میں ماقبل ہم نے کئی روایات بیان کیں، جہاں تک مقدس مقامات وقبہ شریفہ اور نقشِ نعلین پاک کا تعلق ہے تو یقیناً جائز ومستحسن امر ہے جس کی دلیل میں ماقبل مذکور نام ہی ہمارے لئے سند کا درجہ رکھتے ہیں کہ ہم انہی کے پیچھے چلنے والے ہیں۔ مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا رسالہ: ''شفاء الواله فی صور الحبیب ومزاره ونعاله محبوب خدا ﷺ، آپ کے مزار اور نعلین اقدس کے نقشوں میں غمزدہ کی شفاء'' کا مطالعہ کیجئے۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج: ۲۱، ص ۴۲۲ وغیرہ)

علم غیب کا بیان:

۱......ہر وہ چیز جو انسانی حس اور انسانی علم سے پوشیدہ ہو، غائب کے معنی میں مستعمل ہوتی ہے، اللہ ﷻ کا فرمان ﴿وما من غائبة فی السماء والارض الا فی کتاب مبین (النمل: ۷۵)﴾ اور کسی چیز کے بارے میں غیب یا غائب کا قول لوگوں کے اعتبار سے کیا جاتا ہے نہ کہ اللہ ﷻ کی بارگاہ کے اعتبار سے، کیونکہ اس پاک ذات سے زمین وآسمان کی کوئی چیز پوشیدہ ہو ہی نہیں سکتی۔ (المفردات، ص ۳۷۰)۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پیارے مصطفیٰ ﷺ کو علم غیب ہے یا نہیں، دیگر تمام دلائل ایک طرف خود قرآن

کی دلیل واضح ہے﴿علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے رسولوں کے (الجن:۲۶تا۲۷)﴾، ﴿وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے (اٰل عمران:۱۷۹)﴾۔ قرآن کی سب سے بہتر تفسیر حدیث ہوا کرتی ہے جو کہ ہمارے نزدیک حجت بھی ہے اور کی کوتاہی کے شک سے بالاتر بھی، اور جو حدیث میں کمی بیان کرے اور پیارے مصطفیٰ کے فرمان میں تردد کرے تو ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

☆.....حضرت طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مقام پر موجود تھے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کی ابتداء سے انتہاء تک سب کچھ بیان فرمادیا یہاں تک کہ جنتی اپنی منازل میں اور جہنمی اپنی منازل میں پہنچ گئے پس جس نے یاد رکھا سو یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا''۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب: ما جاء فی قول اللہ، رقم:۳۱۹۲،ص ۵۳۲)

☆.....حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز عصر پڑھائی، پھر خطاب فرمایا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قیامت تک ہونے والی ہر چیز کے بارے میں خبر دے دی، جس نے اس کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا سو اس نے بھلا دیا۔ (سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب: ما اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم:۲۱۹۸، ص ۶۴۰)

امت کے علماء و مفسرین کی رائے درباب علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

(۱).....حق یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات کے سوا کسی کے لئے بھی بلا واسطہ، ذاتی طور پر علم غیب کا ماننا زمین و آسمان میں کسی کے لئے بھی ممکن نہیں ہے اور جن خواص کے لئے علم غیب مانا جاتا ہے وہ اللہ کی دی ہوئی عطا ہے اسی لئے یوں نہیں کہنا چاہیے کہ انہوں نے غیب جان لیا کہ ایسا کہنا قطعی کفر ہے اور یوں کہا جائے کہ اُن پر غیب ظاہر ہوا اور انہوں نے غیب پر اطلاع پائی۔ (روح المعانی، الجزء:۲۰، ص ۲۹۷)

(۲).....جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حضرات انبیائے کرام غیب نہیں جانتے وہ صریح خطاء میں ہیں کیونکہ استثناء کے بارے میں وارد ہو چکا ہے﴿علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے رسولوں کے (الجن:۲۶تا۲۷)﴾۔ اور اسی آیت سے رسولوں کی فرشتوں پر فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اللہ نے اُن پر غیب کے ظاہر ہونے کا بیان فرمایا نہ کہ فرشتوں کے لئے ایسی فضیلت بیان ہوئی۔ (روح البیان، ج۶، ص ۴۶۷)

علمائے دیوبند کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے بارے میں بیان:

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات سے مطلقاً علم غیب کی نفی کرنا جہالت کا پالندہ ہے۔ اور ایسا کوئی اہل ایمان نہیں کر سکتا، یہ وہی لوگ ہیں جنہیں اسلام سے کچھ علاقہ نہیں۔ کسی مفسر نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں کی ہے۔ آئیں اب عبارتوں کا ترتیب وار ذکر کئے دیتے ہیں کہ جن میں علمائے دیوبند نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نامناسب الفاظ استعمال فرمائے۔

(۱).....قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے تو نہ کھولے، اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اختیار دے دیا ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں، سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہیں کرلیں یہ کسی ولی و نبی کو، جن و فرشتے کو، پیر و مرشد کو، امام و امام زادے کو، بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں بلکہ اللہ صاحب نے اپنے ارادے سے کسی کو جتنی بات چاہتا

ہے خبر دے دیتا ہے۔ (بلغة الحیران فی ربط آیات الفرقان، ص١)
(٢)......جب انبیائے علیہم السلام کو غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا، اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر مشابہ بکفر ہے۔ (المرجع السابق)
(٣)......لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء واولیاء کو نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک غیبیات ان کو ہوتا ہے۔ (شمائم امدادیہ، ص٦١)
(٤)......تھانوی کی یہ عبارت متذکرہ بالا عبارت سے بالکل مختلف ہے وہ عبارت یہ ہے کہ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی چیز کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ (حفظ الایمان، ص٧)
(٥)......شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس غیب سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔ (البراھین قاطعہ، ص٥١)

اغراض:

فیہ التفات: اللہ عزوجل کی ذات کا خاص طور پر ذکر اس لئے کیا گیا کہ وہی درختوں اور کھیتیوں کو اُگانے والا، اس کے سوا کوئی ایسا نہیں کر سکتا، اور اس کی تخلیق مختلف رنگوں اور ذائقوں میں ہوتی ہیں، جب کہ سب کو پانی کی سیرابی ہوتی ہے جو کہ ایک ہی ہوتا ہے۔

ای لیس معہ الہ: سے اس جانب اشارہ ہے کہ ''ءالہ'' میں ہمزہ استفہام انکاری ہے۔ **وفیہ زائدۃ لتقلیل القلیل:** سے مراد تاکید قلت بیان کرنا ہے۔ **وان لم یعترفوا بالاعادۃ:** ایک اعتراض کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے، یہ ﴿امن یبدؤا الخلق ثم یعیدہ (النمل:٦٢)﴾ کیسے کہا جا سکتا ہے؟ جب کہ منکرین تو دوبارہ اٹھائے جانے کے انکاری تھے؟ اس جواب کا اشارہ اس قول کی جانب ہے کہ جب ان پر دلائل واضح ہو گئے، گویا کہ ابتداء وہ اعتراف کر چکے، اور ابتداء اعادہ ہونے پر دلائل ظاہر وقوی ہے، پس ان کے لئے اب کوئی عذر ہی باقی نہیں رہتا کہ وہ انکار کریں، بلکہ اب انکار کرنا محض ہٹ دھرمی ہے۔

ان معی الھا: مشرکین کے قول کہ اللہ عزوجل کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے جیسا کہ نبی کہتے ہیں، جب کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا کوئی فرمان منقول نہیں بلکہ یہ فرمایا ﴿ان کنتم صدقین﴾ یعنی اگر اللہ عزوجل کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہے تو اس پر دلیل لے آؤ اگر سچے ہو۔

یعلمہ: تقدیر کلام یہ ہے کہ آسمان میں موجود فرشتے، اور زمین میں انسان غیب نہیں جانتے، بلکہ اللہ عزوجل ہی غیب پر خبردار ہے۔

او تتابع: یعنی کیا انہیں (منکرین) کو آخرت کا علم آچکا، یا وہ آخرت کا علم ہونا ان کے لئے ثابت ہو چکا حتی کہ انہوں نے قیامت کے بارے میں سوال کر دیا کہ کب قائم ہوگی؟ ان کے پاس اس کا علم نہیں ہے، اور ایسا ہونا ثابت بھی نہیں، معلوم ہوا کہ محض عناد کی وجہ سے ایسا کہا گیا ہے۔

(الصاوی، ج٤، ص٢٦٩ وغیرہ)

رکوع نمبر: ٢

﴿وقال الذین کفروا﴾ اَیْضًا فِی اِنْکَارِ الْبَعْثِ ﴿ءاذا کنا ترابا واباؤنا ائنا لمخرجون (٦٧)﴾ اَیْ مِنَ الْقُبُوْرِ ﴿لقد وعدنا ھذا نحن واباؤنا من قبل لا ان﴾ مَا ﴿ھذا الا اساطیر الاولین (٦٨)﴾ جَمْعُ اُسْطُوْرَۃٍ

بِالضَّمِّ اَی مَا سُطِرَ مِنَ الْکِذْبِ ﴿ قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین (۶۹) ﴾ بِاِنْکَارِھِمْ وَھِیَ ھِلَاکُھم بِالْعَذَابِ ﴿ ولا تحزن علیھم ولا تکن فی ضیق مما یمکرون (۷۰) ﴾ تَسْلِیَۃٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ اَی لَاتَھْتَمَّ بِمَکْرِھِمْ عَلَیْکَ فَاِنَّا نَاصِرُکَ عَلَیْھِم ﴿ ویقولون متی ھذا الوعد ﴾ بِالْعَذَابِ ﴿ ان کنتم صدقین (۷۱) ﴾ فِیْہِ ﴿ قل عسی ان یکون ردف ﴾ قَرُبَ ﴿ لکم بعض الذی تستعجلون (۷۲) ﴾ فَحَصَلَ لَھُم الْقَتْلُ بِبَدرٍ وَبَاقِی الْعَذَابِ یَاْتِیھِمْ بَعدَ الْمَوتِ ﴿ وان ربک لذو فضل علی الناس ﴾ وَمِنہُ تَاخِیرُ الْعَذَابِ عَنِ الْکُفَّارِ ﴿ ولکن اکثرھم لا یشکرون (۷۳) ﴾ فَالْکُفَّارُ لَا یَشْکُرُونَ تَاخِیرَ الْعَذَابِ لِاِنْکَارِھِم وُقُوعَہٗ ﴿ وان ربک لیعلم ما تکن صدورھم ﴾ تُخْفِیْہِ ﴿ وما یعلنون (۷۴) ﴾ بِاَلْسِنَتِھِم ﴿ وما من غائبۃ فی السماء والارض ﴾ اَلتَّاءُ لِلْمُبَالِغَۃِ اَیُّ شَیءٍ فِی غَایَۃِ الْخِفَاءِ عَلَی النَّاسِ ﴿ الا فی کتب مبین (۷۵) ﴾ بَیِّنٍ ھُوَ اللَّوحُ الْمَحْفُوظُ وَمَکْنُونُ عِلْمُہٗ تعالی وَمِنہُ تَعذِیبُ الْکُفَّارِ ﴿ ان ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل ﴾ الْمَوجُودِینَ فِی زَمَنِ نَبِیِّنَا ﷺ ﴿ اکثر الذی ھم فیہ یختلفون (۷۶) ﴾ اَی بِبَیانِ مَا ذُکِرَ عَلی وَجْھِہِ الرَّافِعِ لِلْاِختِلافِ بَینَھُم لَو اَخَذُوا بِہٖ وَاَسلَمُوا ﴿ وانہ لھدی ﴾ مِنَ الضَّلَالَۃِ ﴿ ورحمۃ للمومنین (۷۷) ﴾ مِنَ الْعَذَابِ ﴿ ان ربک یقضی بینھم ﴾ کَغَیرِھِم یَومَ الْقِیٰمَۃِ ﴿ بحکمہ ﴾ اَی عَدلِہٖ ﴿ وھو العزیز ﴾ الْغَالِبُ ﴿ العلیم (۷۸) ﴾ بِمَا یَحْکُمُ بِہٖ فَلَا یُمْکِنُ اَحَدًا مُخَالِفَتُہٗ کَما خَالَفَ الْکُفَّارُ فِی الدُّنیا اَنبِیَاءَہٗ ﴿ فتوکل علی اللہ ط ﴾ ثِقْ بِہٖ ﴿ انک علی الحق المبین (۷۹) ﴾ اَیِ الدِّینِ الْبَیِّنِ فَالْعَاقِبَۃُ لَکَ بِالنَّصْرِ عَلَی الْکُفَّارِ ثُمَّ ضَرَبَ لَھُم اَمْثَالًا بِالْمَوتٰی وَالصُّمِّ وَالْعَمْیٰ فَقَالَ ﴿ انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ﴾ بِتَحقِیقِ الْھَمزَتَینِ وَتَسْھِیلِ الثَّانِیَۃِ بَینَھَا وَبَینَ الْیَاءِ ﴿ ولو مدبرین (۸۰) وما انت بھدی العمی عن ضللتھم ط ان ﴾ مَا ﴿ تسمع ﴾ سَمَاعَ اِفْھَامٍ وَقَبُولٍ ﴿ الا من یومن بایتنا ﴾ الْقُرآنِ ﴿ فھم مسلمون (۸۱) ﴾ مُخْلِصُونَ بِتَوحِیدِ اللہِ ﴿ واذا وقع القول علیھم ﴾ حَقَّ الْعَذَابُ اَن یُنزِلَ بِھِم فِی جُملَۃِ الْکُفَّارِ ﴿ اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم لا ﴾ اَی تُکَلِّمَ الْمَوجُودِینَ حِینَ خُرُوجِھا بِالْعَرَبِیَّۃِ تَقُولُ لَھُم مِنْ جُملَۃِ کَلَامِھَا نَائِبَۃً عَنَّا ﴿ ان الناس ﴾ اَی کُفَّارُ مَکَّۃَ وَفِی قِرَاءَۃٍ فَتحِ ھَمْزَۃِ اِنَّ بِتَقْدِیرِ الْبَاءِ بَعدَ تُکَلِّمُھُم ﴿ کانوا بایتنا یوقنون (۸۲) ﴾ اَی لَا یُومِنُونَ بِالْقُرانِ الْمُشْتَمِلِ عَلَی الْبَعثِ وَالْحِسابِ وَالْعِقَابِ وَبِخُرُوجِھا یَنْقَطِعُ الْامرُ بِالْمَعْرُوفِ النَّھْیُ عَنِ الْمُنکَرِ وَلَا یُومِنُ کَافِرٌ کما اَوحَی اللہُ تَعَالی اِلی نُوحٍ اِنَّہٗ لَن یُّومِنَ مِن قَومِکَ اِلا مَن قَد اٰمَنَ.

﴿ترجمہ﴾

اور کافر بولے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہوئے) کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے کیا ہم پھر (قبروں سے) نکالے جائیں گے بیشک اس کا وعدہ دیا گیا ہم کو اور ہم سے پہلے ہمارے باپ داداؤں کو یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں (آیت مذکورہ میں ان بمعنی ما نافیہ ہے، اساطیر جمع ہے اسطورۃ کی، یہ لفظ ہمزۂ مضمومہ کے ساتھ ہے بمعنی جھوٹی گھڑی

ہوئی کہانی) تم فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو کیسا ہوا انجام ہوا مجرموں کا......۱......(ان کے انکار کرنے کے سبب اس کا انجام یہ ہوا کہ انہیں عذاب دیکر ہلاک کر دیا گیا) اور تم ان پر غم نہ کھاؤ اور ان مکر سے دل تنگ نہ ہو (اس آیت مبارکہ میں نبی پاک ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ ﷺ کے خلاف یہ جو مکر کر رہے ہیں آپ ﷺ اس سے پُر ملال نہ ہوں ،ہم ان کے خلاف آپ ﷺ کے مددگار ہیں......۲......) اور کہتے ہیں کب آئے گا (عذاب کا) یہ وعدہ اگر تم (اس میں) سچے ہو تم فرماؤ قریب ہے کہ تمہارے پیچھے آ لگی ہو بعض وہ چیز جس کی تم جلدی مچا رہے ہو (پس جنگ بدر میں انہیں قتل کئے جانے کا عذاب ملا اور باقی عذاب ان پر ان کی موت کے بعد آئے گا......۳......) اور بیشک تیرا رب فضل والا ہے آدمیوں پر (من جملہ اس کے فضل سے کفار پر عذاب بھیجنے میں تاخیر بھی ہے) لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے (یعنی کفار عذاب کے موخر ہونے پر شکر ادا نہیں کرتے کیونکہ وہ تو عذاب کے واقع ہونے ہی کے منکر ہے) اور بیشک تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں نے چھپائی ہے......۴......(تکن بمعنی تخفی ہے) اور جو وہ (اپنی زبانوں سے) ظاہر کرتے ہیں اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے (یعنی زمین و آسمان میں جو بھی انسان پر انتہائی مخفی ہے) سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں (مراد اس کتاب سے لوح محفوظ ہے یا اس سے مراد اللہ ﷻ کا علم جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اور من جملہ ان میں سے کفار کو عذاب دینا بھی ہے، لفظ غائبة میں تاء مبالغہ کے لیے ہے اور لفظ مبین بمعنی بین ہے) اور بیشک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے (ان) نبی اسرائیل سے (جو ہمارے نبی ﷺ کے زمانے میں موجود ہیں) اکثر وہ باتیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں (قرآن پاک ان مختلف باتوں کو اس طرح بیان فرماتا ہے جو باہمی اختلاف کو دور کرنے والا انداز ہے اگر وہ اس کو لے لیتے تو ضرور اسلام قبول کر لیتے......۵......) اور بیشک وہ ہدایت ہے (گمراہی سے) اور رحمت ہے مسلمانوں کے لیے (عذاب سے) بیشک تمہارا رب ان کے آپس میں فیصلہ فرمایا (جیسا کہ وہ دوسروں کے درمیان فیصلہ فرمایا قیامت کے دن) اپنے حکم (یعنی اپنے اذن) سے اور وہی عزیز (یعنی غالب) ہے اور جاننے والا ہے (اپنے حکم کو تو کسی کے لیے مخالفت کرنا ممکن نہیں ہے جیسا کہ دنیا میں کفار نے انبیاء کرام کی مخالفت کی تھی) تو تم اللہ پر بھروسہ کرو (یعنی اسی پر اعتماد کرو) بیشک تم روشن حق پر ہو (یعنی روشن دین پر ہو، عاقبت میں کفار کے خلاف تمہاری ہی مدد ہوگی پھر اللہ ﷻ نے کفار کے مردہ، بہرے اور گونگے ہونے کی امثال بیان فرمائی ہیں، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) بیشک تمہارے سنائے نہیں سنتے مردے اور نہ تمہارے سنائے بہریں پکار سنیں جب پھریں پیٹھ دے کر......۶......(ء اذا دو ہمزوں کے ساتھ ہے اور ہمزہ اور یاء کے درمیان دوسری ہمزہ کو نرمی کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) اور اندھوں کو گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں تمہارے سنائے نہیں سنتے (سمجھنے اور قبول کرنے کا سننا) مگر وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں (یعنی قرآن پاک پر ایمان لاتے ہیں) اور وہ مسلمان ہیں (اللہ کو ایک ماننے میں مخلص ہیں) اور جب بات ان پر آ پڑے گی (یعنی تمام کفار پر عذاب کا نازل ہونا حق ہو گا تو) ہم زمین سے ان کے لیے ایک چوپائے نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا (یعنی اس چوپائے کے نکلنے کے وقت جو لوگ موجود ہوں گے وہ ان سے عربی زبان میں کلام کرے گا وہ جو باتیں کرے گا من جملہ میں وہ ہمارے اس کلام کو بھی نقل کرے گا......۷......) کہ لوگ (یعنی اہل مکہ) ہماری آیتوں پر ایمان لاتے تھے (یعنی وہ قرآن پاک پر ایمان لاتے تھے جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے ،حساب کتاب ہونے اور سزا کا معاملہ ہونے کے بیان پر مشتمل ہے ،دابة الارض کے نکلنے کے ساتھ ہی امر بالمعروف اور نهي عن المنكر کا معاملہ منقطع ہو جائے گا پھر کوئی کافر ایمان لے کر نہ آئے گا جیسا کہ اللہ ﷻ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی تھی انه لن يومن من قومک الا من قد امن اور نوح کو وحی ہوئی کہ تمہاری قوم سے مسلمان نہ ہوں گے مگر جتنے ایمان لا چکے (هود :٣٦)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الذین کفروا ء اذا کنا تربا واباونا ائنا لمخرجون٥﴾.

و: عاطفہ، قال الذین کفروا: قول، ھمزہ: حرف استفہام، اذا: ظرفیہ شرطیہ، کنا: فعل ناقص "نا" ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اباونا: معطوف، ملکر اسم، تربا: خبر ملکر جملہ فعلیہ شرط، ھمزہ: حرف استفہام، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، مخرجون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لقد وعدنا ھذا نحن واباونا من قبل﴾.

لام: قسمیہ: قد: تحقیقیہ، وعدنا: فعل مجہول نا ضمیر مؤکد، نحن: تاکید، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اباونا: معطوف ملکر نائب الفاعل، ھذا: مفعول ثانی، من قبل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ماقبل جملہ "انا لمخرجون" کی تاکید ہے۔

﴿ان ھذا الا اساطیر الاولین ٥ قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین٥﴾.

ان: نافیہ، ھذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، اساطیر الاولین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل قال الذین کفروا کیلئے مقولہ ثانی، قل: قول، سیروا فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، انظروا: فعل امر با فاعل، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص، عاقبۃ المجرمین: اسم، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولا تحزن علیھم ولا تکن فی ضیق مما یمکرون٥﴾.

و: عاطفہ، لا تحزن علیھم: فعل نہی با فاعل وظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تکن: فعل ناقص نہی با اسم، فی: جار، ضیق: موصوف، مما یمکرون: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر معطوف ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "قل" پر معطوف ہے۔

﴿ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صدقین٥﴾.

و: مستانفہ، یقولون: قول، متی: ظرف متعلق بحذوف خبر مقدم، ھذا الوعد: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ اول، ان: شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فمتی ھذا الوعد" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل عسی ان یکون ردف لکم بعض الذی تستعجلون٥﴾.

قل: قول، عسی: فعل مقارب باھو ضمیر اسم، ان: مصدریہ، یکون: فعل ناقص با اسم، ردف لکم: فعل وظرف لغو، بعض: مضاف، الذی تستعجلون: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وان ربک لذو فضل علی الناس ولکن اکثرھم لا یشکرون٥﴾.

و: مستانفہ، ان ربک: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ذو: مضاف، فضل علی الناس: شبہ جملہ مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، لکن: حرف مشبہ با فاعل، اکثرھم: اسم، لا یشکرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان ربک لیعلم ما تکن صدورھم وما یعلنون٥﴾.

و: عاطفہ، ان ربک: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، یعلم: فعل با فاعل، ما تکن صدورھم: موصول صلہ، ملکر معطوف

علیہ ہو بعاطفہ ،ما یعلنون:موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتب مبین ٥﴾۔

و:عاطفہ ،ما:نافیہ ،من:زائد ،غائبۃ:موصوف ،فی السماء والارض:ظرف مستقر صفت ملکر مبتدا،الا:اداۃ حصر ،فی کتب مبین:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ھذا القران یقص علی بنی اسراء یل اکثر الذی ھم فیہ یختلفون ٥﴾۔

ان:حرف مشبہ ،ھذا القران:اسم ،یقص علی بنی اسراء یل:فعل با فاعل وظرف لغو ،اکثر:مضاف ،الذی:موصول ،ھم فیہ یختلفون:جملہ اسمیہ صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانہ لھدی ورحمۃ للمومنین ٥ ان ربک یقضی بینھم بحکمہ وھو العزیز العلیم ٥﴾۔

و:عاطفہ ،انہ:حرف مشبہ واسم ،لام:تاکیدیہ ،ھدی:معطوف علیہ ،و:عاطفہ ،رحمۃ للمومنین:شبہ جملہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،ان ربک:حرف مشبہ واسم ،یقضی بینھم:فعل با فاعل وظرف ،بحکمہ:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،و:عاطفہ ،ھو:مبتدا،العزیز العلیم:خبران،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فتوکل علی اللہ انک علی الحق المبین ٥﴾۔

ف:فصیحیہ ،توکل علی اللہ:فعل امر با فاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان عرفت ھذہ الصفات للہ تعالٰی" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ ،انک:حرف مشبہ واسم ،علی الحق المبین:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین ٥﴾۔

انک حرف مشبہ واسم ،لا تسمع الموتی:فعل نفی با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و:عاطفہ ،لا تسمع:فعل نفی با فاعل ،الصم:مفعول اول ،الدعاء:مفعول ثانی ،اذا:مضاف ،ولوا:فعل واؤ ضمیر ذوالحال ،مدبرین:حال ،ملکر فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ ،ملکر ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما انت بھدی العمی عن ضللتھم ان تسمع الا من یومن بایتنا﴾۔

و:عاطفہ ،ما:مشابہ بلیس ،انت:اسم ،ب:جار زائدہ ،ھدی:اسم فاعل با فاعل ،العمی:مضاف الیہ مفعول ،عن ضللتھم:ظرف لغو ،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،ان:نافیہ ،تسمع:فعل با فاعل ،الا:اداۃ حصر ،من:موصولہ ،یومن بایتنا:جملہ فعلیہ صلہ ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فھم مسلمون ٥ واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض﴾۔

ف:فصیحیہ ،ھم:مبتدا ،مسلمون:خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا ،ملکر جملہ شرطیہ ،و:مستانفہ ،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم ،وقع القول علیھم:فعل و فاعل وظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،اخرجنا:فعل با فاعل ،لھم:ظرف لغو ،دابۃ:موصوف ،من الارض:ظرف مستقر صفت ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا ،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿تکلمھم ان الناس کانوا بایتنا لا یوقنون ٥﴾۔

تکلمھم:فعل با فاعل ومفعول ،ان الناس:حرف مشبہ واسم ،کانوا:فعل ناقص با اسم ،بایتنا لا یوقنون:جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ بتقدیر جار ،مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "دابۃ" کیلئے صفت ثانی واقع ہے۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

مجرمین کی بربادی:

۱......دنیا بھر میں نافرمانوں کی کیسی کیسی مٹی پلید ہو رہی ہے انسان اس پر غور کرے تو ھدایت کا ملنا یقینی ہو سکتا ہے۔ کونسا گھر ہے جس سے جنازہ نہیں اٹھا؟ کونسی دکان ہے جس پر کاروباری بندش کا سامنا نہیں؟ کونسا بازار ہے جو لٹنے پٹنے سے محفوظ ہے؟ کونسا محلہ ہے جو قتل وغارت گاری سے محفوظ ہے؟ کونسا شہر ہے جو بدامنی کا شکار نہیں؟ کونسا ملک ہے جو معاشی بحران کا شکار نہیں؟ اس دور میں مجرموں کے مٹتے، سلگتے مسائل ہوں یا کسی اور دور کے، قوم ثمود کے مقبروں کی بات کریں یا عاد کے ویرانوں کی، فرعونیوں کے مظالم کا عبرت ناک انجام سنیں یا قوم شعیب کے دھشت ناک انجام کی خبریں، قارون کی موت کو یاد کریں یا نمرود وشداد کی ہلاکت، فرعون کا پانی میں غرق ہونا اور پھر پانی کا لعش کو باہر اگل دینا دیکھیں یا ابوجھل کی کٹی لاش، ابولھب کی مذمت کا بیان سنیں یا تاریخ کے اَن مٹ نقوش کی جانب دیکھیں جو کربلاء میں شہید ہو کر بھی زندہ رہے اور جو زندہ رہ کر بھی ہمیشہ کے لئے لعن طعن کا طوق پہن گئے۔ آہ! دنیا میں کتنی عبرتیں ہیں لیکن غافل انسان کہاں تک اپنے نصیب کو روئے کہ اُسے بیداری نہیں ملتی۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر:

۲......حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو کفار مشرکین اور دیگر دشمنان اسلام تک اسلام کی دعوت پہنچانے اور انکی دعوت تبلیغ کو رد کر دینے کی وجہ سے طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ذیل میں ہم نے ان آیات مبارکہ کو جمع کیا ہے جن میں سید عالم ﷺ کی تسکین خاطر کی گئی ہے اور نبی پاک ﷺ سے فرما دیا گیا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ حضرات آپ ﷺ کی نہیں بلکہ اللہ ﷻ کی نافرمانی کر رہے ہیں۔

(۱)......﴿فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ان پر حسرتوں کی وجہ سے آپ کی جان نہ چلی جائے بے شک اللہ ان کی بناوٹوں کو جانتا ہے (فاطر:۸)﴾

(۲)......﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى آثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا اگر وہ اس قرآن پر ایمان نہیں لائے تو کہیں آپ فرط غم سے انکے پیچھے جان نہ دے دیں (الکہف:٦)﴾۔

(۳)......﴿وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا کافروں کی باتوں پر صبر کیجئے اور انکو خوش اسلوبی سے چھوڑ دیجئے اور ان جھٹلانے والے مالداروں کو مجھ پر چھوڑ دیجئے اور انکو تھوڑی سی مہلت دیجئے (المزمل:۱۰،۱۱)﴾۔

(۴)......﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ اور آپ صبر کیجئے جیسا کہ ہمت والے رسولوں نے صبر کیا تھا (الاحقاف:۳۵)﴾۔

(۵)......﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ٥ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا کیونکہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے اور بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے (الانشراح:۵،٦)﴾۔

(۶)......﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ٥ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ٥ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ہم نے ان مقرب بندوں سے جو رسول ہیں یہ پہلے کہہ چکے ہیں کہ یقیناً وہی مدد کئے ہوئے ہیں اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غلبہ پانے والا ہے (الصٰفٰت:۱۷۱،۱۷۲،۱۷۳)﴾۔

موت گویا قیامت صغری ہے:

۳۔۔۔۔۔۔پس بعض بدر کے دن مارے جانے کی وجہ سے عذاب کا شکار ہوئے اور بعض مرنے کے بعد عذاب قبر کا شکار ہونگے۔علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں موت قیامت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے،سید عالم ﷺ کا فرمان ہے:''جو مرگیا اس کی قیامت کا آغاز ہو چکا''۔کیونکہ موت دنیا کی زندگی کا آخری اور اُخری زندگی کا پہلا زمانہ ہے تو جو شخص قیامت قائم ہونے سے پہلے اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگیا گویا کہ وہ موت کے ذریعے قیامت سے مل گیا جس طرح دنیاوی زمانے ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں۔ (روح البیان، ج۶،ص ۴۷۰)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اسی وقت سے اس کی قیامت قائم ہو جاتی ہے سو تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ اس کو دیکھ رہے ہو اور ہر وقت اس سے استغفار کرو''۔

(کنزالعمال، کتاب الموت، الفصل الثانی فی لواحق، رقم: ۴۲۷۴۱، ج۸، ص ۲۸۹)

سینہ بے کینہ محبت کا خزینہ:

۴۔۔۔۔۔۔جس دل میں بغض وعداوت بھری پڑی ہو وہ چاہے کتنا ہی نیکی کرلے، کامیابی اسے نصیب نہیں ہوتی۔سید عالم ﷺ نے فرمایا:''ہر ہفتہ کے دوران پیر اور جمعرات کے دن لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، پھر بغض وکینہ رکھنے والے دو بھائیوں کے علاوہ ہر مومن کو بخش دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو لمبے عرصے تک چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ اُس بغض سے واپس پلٹ آئیں''۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ ،باب: النھی عن الفحشاء،رقم:(۶۵۴۱)/۲۰۶۵،ص ۱۲۷۱)

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے:''پیر و جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو ان دونوں میں ہر اس بندے کی مغفرت کردی جاتی ہے جو مشرک نہ ہو مگر ایک دوسرے سے بغض رکھنے والے دو بھائیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو آپس میں صلح کرلینے تک رہنے دو''۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ ،باب: النھی عن الفحشاء،رقم:(۶۵۳۹)/۲۰۶۵،ص ۱۲۷۰)

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے:''اللہ شعبان کی پندرھویں شب اپنی مخلوق پر نظر رحمت فرماتا ہے تو کینہ پرور اور قاتل کے علاوہ اپنے تمام بندوں کو بخش دیتا ہے''۔(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص ،رقم:۶۶۵۳ ج۲، ص ۵۸۹)

یہود کا اختلاف کس نوعیت کا تھا؟

۵۔۔۔۔۔۔قتادہ کے قول کے مطابق بنی اسرائیل میں یہود ونصاری کا اختلاف کچھ اس نوعیت کا تھا کہ حضرت مسیح خدا ہیں یا خدا کے بیٹے یا تین میں سے تیسرے، بعض بی بی مریم کی جانب غلط نسبت کرتے تھے اور معاذ اللہ بی بی مریم کو خدا عزوجل کی زوجہ مانتے تھے۔توریت میں نبی آخر الزمان کی خبر کے بارے میں اختلاف کرتے تھے بعض کے نزدیک جس نبی کی خبر توریت میں دی گئی ہے وہ حضرت یوشع علیہ السلام تھے، بعض کے نزدیک حضرت عیسی علیہ السلام اور بعض کہتے کہ وہ نبی آخری زمانے میں تشریف لائیں گے، خنزیر کے بارے میں بھی اختلاف تھا چنانچہ یہود اس کی حرمت اور نصاری حلت کے قائل تھے۔(روح المعانی، الجزء العشرون، ص ۳۰۶ ملخصاً)

سماع موتی کا بیان:

۶۔۔۔۔۔۔بیشک تمہارے سنائے نہیں سنتے مردے اور نہ تمہارے سنائے بہرے پکار سنیں۔کفار کو مردہ کہا گیا کیونکہ جس طرح مُردوں سے کسی کام کی امید ہی نہیں ہوتی اسی طرح کافر بھی مُردہ ہیں کہ سننے کے باوجود حق نہیں سنتے ، دیکھنے کے باوجود اندھے ہیں ،ان پر تبلیغ کارگر ثابت نہیں ہورہی، گویا مہر لگ چکی ہے جیسا کہ فرمان باری ﴿ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی

ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب الیم اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کردی اور ان کی آنکھوں پر گھٹاٹوپ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے (البقرۃ:۷)﴾۔ یہ زندہ ہونے کے باجود مُردہ، سننے کے باوجود بہرے، دیکھنے کے باوجود اندھے، لیکن بعض مُردے مرکر بھی زندہ، بظاہر نہ سنائی دینے کے بھی سننے والے، نہ دکھائی دینے کے بھی دیکھنے والے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس آیت میں مُردے کے سننے کی نفی نہیں بلکہ مُردوں کو سُنانے کی نفی کی گئی ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جنہیں ہم مُردہ گمان کرتے ہیں انہیں سنانے کی نفی نہیں بلکہ وہ مُردہ مراد ہیں جن کے دل مُردہ ہیں، اور حقیقی مُردہ بھی مراد نہیں بلکہ کافر مراد ہیں۔

مُردوں کے سننے سے متعلق احادیث میں واضح ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کسی بندہ کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے اصحاب پیٹھ پھیر کر واپس چلے جاتے ہیں تو مُردہ ان کی جوتیوں کی آواز کو سنتا ہے، اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھا کر کہتے ہیں کہ تم اس شخص (سیدنا محمد ﷺ) کے متعلق کیا کہتے تھے، جو شخص یہ کہے گا کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، تو اس سے کہا جائے گا کہ دیکھو تمہارا ٹھکانہ دوزخ میں تھا، اللہ نے تمہارے اس ٹھکانے کو جنت کے ٹھکانے سے بدل دیا ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب:المیت یسمع خفق النعال،رقم:۱۳۳۸،ص۲۱۳)

زیارت قبر کو جائے تو یوں کہے: ''السلام علیکم اھل دار قوم مومنین انتم لنا سلف وانا انشاء اللہ بکم لاحقون نسال اللہ لنا ولکم العفو والعافیۃ یرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین اللھم رب الارواح الفانیۃ والاجساد البالیۃ والعظام النخرۃ ادخل ھذہ القبور منک روحا وریحانا ومنا تحیۃ وسلاما سلام ہو تم پر اے قوم مومنین کے گھر والو! تم ہمارے اگلے ہو اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اللہ سے ہم اپنے اور تمہارے لئے عفو وعافیت کا سوال کرتے ہیں، اللہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر رحم کرے، اے اللہ! فانی روحوں کے رب، جسم کے گل جانے اور ہڈیوں کے بوسیدہ ہونے کے رب، تو اپنی طرف سے ان قبروں میں تازگی اور خوشبو داخل کر اور ہماری طرف سے تحیت وسلام پہنچا دے''۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلوۃ، باب:صلاۃ الجنازۃ،مطلب:فی زیارۃ القبور، ج۳،ص۱۵۱)

قرب قیامت دابۃ الارض کا خروج:

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب تین چیزوں کا ظہور ہو جائے گا تو کسی ایسے شخص کے لئے ایمان لانا مفید نہیں ہوگا جو پہلے ایمان نہ لایا یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کی ہو، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال اور دابۃ الارض کا نکلنا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب:بیان الزمن لا یقبل فیہ الایمان،رقم:(۲۸۸)/۱۵۸،ص۹۵)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''دابۃ الارض زمین سے نکلے گا جس کے پاس حضرت سلیمان بن داؤد کی انگوٹھی ہوگی اور حضرت موسیٰ بن عمران کا عصاء ہوگا، مومن کے چہرے پر عصا مار کر انہیں روشن کرے گا اور کافر کی ناک کی چونچ پر انگوٹھی سے نشان لگائے گا حتی کہ گھروں سے نکل کر لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو جائیں گے وہ کہے گا یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے''۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیا، باب:دابۃ الارض،رقم:۴۰۶۶،ص۶۷۲)

☆...... حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کو مکہ مکرمہ کے قریب ایک جنگل میں لے گئے، وہاں ایک خشک زمین تھی جس کے گرد ریت تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس جگہ سے دابۃ الارض نکلے گا''۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیا، باب:دابۃ الارض،رقم:۴۰۶۷،ص۶۷۳)

اغراض:

بالعذاب: سے مراد دنیاوی عذاب ہے جس کا مشاہدہ کیا جارہا تھا۔ بالکارھم: یعنی مجرمین کے انکار کرنے کے سبب عذاب آیا۔
الفعل ببدر: وغیرہ، مراد جلد آنے والا عذاب ہے۔ وباقی العذاب: سے مراد تاخیر سے آنے والا عذاب ہے۔
الھاء للمبالغة: جیسا کہ روایت وعلامت سے ظاہر ہے، ایک قول کے مطابق مبالغہ کو ''ھاء'' وقف کے اعتبار سے کہا گیا، اور اگر مبالغہ کو ''تاء'' کہتے تو آسانی ہوتی، ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ ''تاء'' مصادر پر داخل ہوتی ہے جیسا کہ العاقبة اور العافیة میں ہے، اور ''الذابحة'' ''النطیحة'' اسمائے غیر صفاتی ہیں۔
ومکنون علمه: واؤ بمعنی او ہے، اور یہ تفسیر ثانی ہے، اور لوح محفوظ کو کتاب استعارہ تصریحیہ کے طور پر کہا گیا ہے، جیسا کہ کُل فرشتہ اللہ ﷻ کی عطا سے حوادثات وغیرہ کو ضبط کرتا ہے کہ کوئی چیز بھی اس سے بچ نہیں سکتی۔
ای عدله: اس جملے سے ایک شبہ کا ازالہ کرنا مقصود ہے کہ ''قضاء حکم کے درپے ہوتا ہے''، پس اس جملے ''عدلہ'' سے شبہ زائل ہو گیا، معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ اپنا فیصلہ فرماتا ہے؟، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ وجہ یہ ہے کہ یہاں حکم بمعنی عدل ہے۔
فلا یمکن احدا مخالفته: ''العزیز'' پر مرتب ہے، اور متصل ہونے کی بناء پر اسے مقدم کرنا مناسب تھا۔
حق العذاب: مفسر نے ''وقع'' کی تفسیر ''حق'' سے کی ہے، معنی یہ ہے کہ جب ان کے پاس عذاب آئے گا۔
ای کفار مکة: مناسب یہ ہے کہ موجودہ کفار مراد لئے جائیں جن کے لئے ''دابة الارض'' کا معاملہ ہوا۔
ینقطع الامر بالمعروف ......الخ: یعنی (قرآن، وصاحب قرآن سے) فائدہ نہ اٹھایا، اور یہی وہ وقت تھا کہ مومن وکافر کو ''دابة الارض'' کے نام سے واضح کردیا۔ پس جو (عند اللہ) کافر ہیں ان میں تبدیلی ممکن نہیں ہے اور انہیں کوئی نصیحت کارگر نہ ہوگی، اور بعض نسخوں میں کچھ یوں ہے کہ ان میں رجوع لانا، توبہ کرنا اور ایمان لانا نہ پایا جائے گا، یعنی ایسا وقت نہ آئے گا کہ بارگاہِ الٰہی میں رجوع لائیں، معصیت کی بناء پر توبہ قبول ہو جائے اور ایمان لے آئیں۔ (الصاوی، ج ٤، ص ۲۷۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿وَ﴾اُذْكُرْ﴿يوم نحشر من كل امة فوجا﴾جَمَاعَةً﴿ممن يكذب بايتنا﴾وَهُمْ رُؤَسَاؤُهم المَتْبُوعُونَ﴿فهم يوزعون (۸۳)﴾اَى يَجْمَعُون بِرَدِّ آخِرِهِمْ اِلى اَوَّلِهم ثُمَّ يُسَاقُونَ﴿حتى اذا جاء و﴾مَكَانَ الحِسَابِ﴿قال﴾تعالى لهم﴿اكذبتم﴾اَنْبِيَائِي﴿بايتي ولم تحيطوا﴾مِن جِهَةِ تَكْذِيبِهم﴿بها علما اما﴾فِيهِ اِدغَامُ اَمْ فِي مَا الْاِسْتِفْهَامِيةِ﴿ذا﴾مَوْصُولٌ اَى مَاالَّذِى﴿كنتم تعملون (۸۴)﴾مِمَّا اُمِرتُمْ﴿ووقع القول﴾حَقَّ العَذَابُ﴿عليهم بما ظلموا﴾اَى اَشْرَكُوا﴿فهم لا ينطقون (۸۵)﴾اِذ لَا حُجَّةَ لَهُمْ﴿الم يروا انا جعلنا﴾خَلَقْنَا﴿اليل ليسكنوا فيه﴾كَغَيْرِهِمْ﴿والنهار مبصرا ط﴾بِمَعْنى يَبْصُر فِيهِ لِيَتَصَرَّفُوا فِيهِ﴿ان فى ذلك لايت﴾دَلَالاتٍ عَلى قُدرَتِهِ تعالى﴿لقوم يؤمنون (۸۶)﴾خُصُّوا بِالذِّكرِ لِانتِفَاعِهِم بِها فِى الايمانِ بِخِلافِ الكافِرِينَ﴿ويوم ينفخ فى الصور﴾القَرنِ النَّفْخَةِ الْاُولى مِنْ اِسْرافِيلَ﴿ففزع من فى السموت ومن فى الارض﴾اَى خَافُوا الْخَوفَ المُفْضِى اِلى المَوتِ كَما فِى ايَة اُخرىٰ فَصَعِقَ والتَّعبِيرُ فِيهِ بِالماضِى لِتَحقُّقِ وُقُوعِهِ﴿الا من شاء الله ط﴾اَى جِبْرائِيلُ وَمِيكائِيلُ وَاِسرافِيلُ وَعِزرائِيلُ وَعَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما هُمُ الشُّهَدَاءُ اِذْهُمْ اَحيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرزَقُونَ﴿

وكل ﴾تَنْوِيْنُهٗ عِوَضٌ عَنِ الْمُضَافِ اِلَيْهِ اَىْ كُلُّهم بَعْدَ اِحْيَائِهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴿ اتوه ﴾بِصِيْغَةِ الْفِعْلِ وَاسْمِ الْفَاعِلِ ﴿ داخرين (۸۷) ﴾صَاغِرِيْنَ وَالتَّعْبِيْرُ فِى الْاِتْيَانِ بِالْمَاضِى لِتَحَقُّقِ وُقُوْعِهٖ ﴿ وترى الجبال ﴾تُبْصِرُهَا وَقْتَ النَّفْخَةِ ﴿ تحسبها ﴾تَظُنُّهَا ﴿ جامدة ﴾وَاقِفَةً مَكَانَهَا لِعِظَمِهَا ﴿ وهى تمر مر السحاب ﴾الْمَطَرِ اِذَا ضَرَبَتْهُ الرِّيْحُ اَىْ تَسِيْرُ سَيْرَهٗ حتى تقَعَ على الْارضِ فَتَسْتَوِىَ بِهَا مَبْثُوْثَةً ثُمَّ تَصِيْرُ كَالْعِهْنِ ثُمَّ تَصِيْرُ هَبَاءً مَنْثُوْرًا ﴿ صنع الله ﴾مَصْدَرٌ مُؤَكِّدٌ لِمَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ قَبْلَهٗ اُضِيْفَ اِلٰى فَاعِلِهٖ بَعْدَ حَذْفِ عَامِلِهٖ اَىْ صَنَعَ اللّٰهُ ذٰلِكَ صُنْعًا ﴿ الذى اتقن ﴾اَحْكَمَ ﴿ كل شىء ط ﴾صَنَعَهٗ ﴿ انه خبير م بما تفعلون (۸۸) ﴾بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ اَىْ اَعْدَاؤُهٗ مِنَ الْمَعْصِيَةِ وَاَوْلِيَائُهٗ مِنَ الطَّاعَةِ ﴿ من جاء بالحسنة ﴾اَىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴿ فله خير ﴾ثَوَابٌ ﴿ منها ج ﴾اَىْ بِسَبَبِهَا وَلَيْسَ لِلتَّفْضِيْلِ اِذْ لَا فِعْلَ خَيْرٌ مِنْهَا وَفِىْ آيَةٍ اُخْرٰى عَشْرُ اَمْثَالِهَا ﴿ وهم ﴾اَىِ الْجَائُوْنَ بِهَا ﴿ من فزع يومئذ ﴾بِالْاِضَافَةِ وَكَسْرِ الْمِيْمِ وَبِفَتْحِهَا وَفَزَعٍ مُنَوَّنًا وَفَتْحِ الْمِيْمِ ﴿ امنون (۸۹) ومن جاء بالسيئة ﴾اَىِ الشِّرْكِ ﴿ فكبت وجوههم فى النار ط ﴾بِاَنْ وُلِّيَتْهَا وَذُكِرَتِ الْوُجُوْهُ لِاَنَّهَا مَوْضَعُ الشَّرْفِ مِنَ الْحَوَاسِ فَغَيْرُهَا مِنْ بَابِ اَوْلٰى وَيُقَالُ لَهُمْ تَبْكِيْتًا ﴿ هل ﴾اَىْ مَا ﴿ تجزون الا ﴾جَزَاءَ ﴿ ما كنتم تعملون (۹۰) ﴾مِنَ الشِّرْكِ وَالْمَعَاصِىْ ﴿ انما امرت ان اعبد رب هذه البلدة ﴾اَىْ مَكَّةَ ﴿ الذى حرمها ﴾اَىْ جَعَلَهَا حَرَمًا اٰمِنًا لَا يُسْفَكُ فِيْهَا دَمُ اِنْسَانٍ وَلَا يُظْلَمُ فِيْهَا اَحَدٌ وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَذٰلِكَ مِنَ النِّعَمِ على قُرَيْشٍ اَهْلِهَا فِىْ رَفْعِ اللّٰهِ عَنْ بَلَدِهِمُ الْعَذَابَ وَالْفِتَنَ الشَّائِعَةَ فِىْ جَمِيْعِ بِلَادِ الْعَرَبِ ﴿ وله ﴾تَعَالٰى ﴿ كل شىء ﴾فَهُوَ رَبُّهٗ وَخَالِقُهٗ وَمَالِكُهٗ ﴿ وامرت ان اكون من المسلمين (۹۱) ﴾لِلّٰهِ بِتَوْحِيْدِهٖ ﴿ وان اتلوا القرآن ج ﴾عَلَيْكُمْ تِلَاوَةَ الدَّعْوَةِ اِلَى الْاِيْمَانِ ﴿ فمن اهتدى ﴾لَهٗ ﴿ فانما يهتدى لنفسه ﴾اَىْ لِاَجْلِهَا لِاَنَّ ثَوَابَ اِهْتِدَائِهٖ لَهٗ ﴿ ومن ضل ﴾عَنِ الْاِيْمَانِ وَاَخْطَاءَ طَرِيْقَ الْهُدٰى ﴿ فقل ﴾لَهٗ ﴿ انما انا من المنذرين (۹۲) ﴾الْمُخَوِّفِيْنَ فَلَيْسَ عَلَىَّ اِلَّا التَّبْلِيْغُ هٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ ﴿ وقل الحمد لله سيريكم ايته فتعرفونها ط ﴾فَاَرَاهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ بَدْرٍ الْقَتْلَ وَالسَّبْىَ وَضَرْبَ الْمَلٰئِكَةِ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَعَجَّلَهُمُ اللّٰهُ اِلَى النَّارِ ﴿ وما ربك بغافل عما تعملون (۹۳) ﴾بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ وَانما يُمْهِلُهُمْ لِوَقْتِهِمْ.

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کرو) جس دن اٹھائیں گے ہم ہر گروہ میں سے ایک فوج......ا......(یعنی جماعت) جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتی ہے (اور یہ کفار کے وہ سردار ہوں گے جنکی دیگر لوگ پیروی کرتے ہوں گے) یہاں تک کہ جب سب حاضر ہو لیں گے (مکان حساب میں اللہ ﷻ ان سے ارشاد فرمائے گا) کیا تم نے میری آیتیں جھٹلائیں (اور میرے انبیاء کو جھٹلایا) حالانکہ (تمہارے جھٹلانے کی جہت سے) تمہارا علم ان تک نہ پہنچتا تھا یا کیا کام کرتے تھے (اس کے مطابق جس کا تمہیں حکم دیا جاتا تھا، امّا اصل میں ام ما ہے، ما استفہام کا ادغام، ام،

میں کر دیا گیا ہے، اور ذا اسم موصول بمعنی الـــذی ہے معنی کیا کام کرتے تھے اس کے مطابق......الخ) اور بات پڑ چکی ان پر (یعنی عذاب حق ہو چکا ان پر......۲......) ان کے ظلم (یعنی شرک کرنے) کے سبب تو وہ اب کچھ نہیں بولتے (کیونکہ ان کے پاس کوئی حجت نہیں رہی) کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے رات بنائی (جعلنا بمعنی خلقنا ہے) کہ اس میں (دوسروں کی طرح) وہ آرام کریں اور دن کو بنایا سوجھانے والا (مبصرا، کا معنی یہ ہے اس میں دیکھا جا سکے تا کہ لوگ اس میں اپنے کام کاج کر سکیں......۳......) بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں (یعنی دلائل ہیں ہماری قدرت کے) ان لوگوں کے لیے کہ ایمان رکھتے ہیں (بالخصوص مومنین کا ذکر اس لیے فرمایا کہ ایمان ہونے کے باعث مسلمان ہی ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں برخلاف کفار کے) اور جس دن پھونکا جائے گا صور......۴......(یعنی سینگ مراد نفخہ اولی ہے، یہ صور پھونکنے کا عمل حضرت اسرافیل علیہ السلام کا ہوگا) تو گھبرا جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں (یعنی وہ ایسے خوف میں مبتلا ہونگے جو انہیں موت تک لے جائے گا جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں ہے ﴿ونفخ فی الصور فصعق من فی السموت ومن فی الارض الا من شاء الله اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین مگر جسے اللہ چاہے (الزمر:۶۸)﴾ یہاں فعل کو ماضی سے تعبیر اس کے وقوع کے متحقق ہونے کے سبب سے کیا ہے) مگر جسے خدا چاہے (مستثنیٰ افراد یہ ہیں حضرت جبریل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت ملک الموت علیہ السلام اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ یہاں مستثنیٰ افرد سے مراد شہداء ہیں، کیونکہ اللہ عزوجل نے ان کی شان میں فرمایا: ﴿احیاء عند ربهم یرزقون وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں (آل عمران ۱۶۹)﴾......۵......) اور سب کے سب اس کے حضور حاضر ہوئے عاجزی کرتے (کل میں تنوین محض ہے جو کہ مضاف الیہ کی جگہ آئی ہے، معنی یہ ہے کلهم یعنی وہ سب کے سب قیامت میں دوبارہ زندہ کئے جانے کے بعد حاضر ہونگے، "اتـــوه" بصیغہ فعل ماضی معروف اور بصیغہ اسم فاعل کے دونوں طرح پڑھا گیا ہے، داخرین بمعنی صاغرین ہے، فعل "اتوه" کو ماضی سے اس لیے ذکر کیا کہ اس فعل کا وقوع پذیر ہونا یقینی ہے) اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو (نفخہ پھونکے جانے کے وقت، تری بمعنی تبصر ہے) خیال کرے گا کہ وہ جمے ہوئے ہیں (اپنے بلند و بالا ہونے کے سبب اپنی جگہ کھڑے ہیں، تحسبها بمعنی تظنها ہے) اور وہ چلتے ہونگے بادل کی چال (بارش کی چال یعنی پہاڑ اس طرح چل رہے ہوں گے جیسے بارش ہوا کی لپٹیں لگنے سے چلتی ہے وہ اسی کی طرح چلے گی حتی کہ وہ زمین پر آگریں گے، پھر زمین کے برابر ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے پھر وہ ریزہ پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے، جیسا کہ اس کا بیان ان آیات میں ہے ﴿وتکون الجبال کالعهن اور پہاڑ ایسے ہلکے ہو جائیں گے جیسے اون (المعارج:۹)﴾، ﴿وتکون الجبال کالعهن المنفوش اور پہاڑ ہونگے جیسے دھنکی ہوئی اون (القارعۃ:۵)﴾ پھر وہ باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح ہو جائیں گے جیسا کہ اس کا بیان ان آیات میں ہے ﴿هباء منثورا بکھرے ہوئے ذرے (الفرقان ۲۳)﴾......۶......) یہ کام ہے اللہ کا (صنع الله مصدر ہے، ماقبل جملہ کے مضمون کی تاکید بیان کر رہا ہے، اور اس مصدر کی اضافت اس کے عامل کو حذف کرنے کے بعد اس کے فاعل کی طرف کی گئی ہے یعنی دراصل یوں ہے صنع الله ذلک صنعا) جس نے حکمت سے بنائی ہر چیز (اتقن بمعنی احکم ہے) بیشک اسے خبر ہے تمہارے کاموں کی (تفعلون کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، معنی آیت یہ ہے کہ اسے خبر ہے کہ اس کے دشمن جو برائیاں کر رہے ہیں اور اس کے اولیاء جو اس کی فرمانبرداری کر رہے ہیں) جو نیکی لے کر آئے (بروز قیامت، لاالہ الا اللہ کی گواہی لے کر آئے......۷......) تو اس کے لیے اس کے سبب بہتر صلہ ہے (منها میں من بمعنی باء سببیہ کے ہے، اور لفظ خیر بطور اسم تفضیل نہیں ہے کیونکہ اس فعل سے بڑھ کر تو کوئی دوسرا فعل ہے ہی نہیں اور دوسری آیت مبارکہ میں ہے ﴿عشـــــر

امثالھا(الانعام:۱۶۰) ﴾)اور انہیں (جو یہ نیکی لے کر آئیں گے) اس دن کی گھبراہٹ سے امان ہوگی......۸......(من فزع اضافت کے ساتھ ہے میم کو مکسورہ اور مفتوحہ دونوں طرح پڑھا گیا ہے اور ایک قرأت میں لفظ فزع کو منوّن اور من کو میم مفتوحہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور جو بدی لائے (یعنی شرک لائے) تو ان کے منہ اوندھائے گئے آگ میں (یوں کہ انہیں الٹ پلٹ کیا جائیں گا، یہاں وجوہ یعنی چہروں کو اس لیے ذکر کیا کہ یہ دیگر اعضاء سے زیادہ شرف رکھتا ہے تو جب اس عضو کا یہ حال ہوگا تو دیگر پر عذاب ہونا تو زیادہ اولی ہے پھر ان کو آگ میں الٹ پلٹ کرتے ہوئے ان سے کہا جائے گا) تمہیں بدلہ نہیں ملے گا اسی (کا بدلہ) جو (کفر و شرک، و دیگر گناہ) تم کرتے تھے (اے حبیب ﷺ تم ان سے فرمادو!) مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ پوجوں اس شہر کے رب کو (یعنی مکہ مکرمہ کے رب کو) جس نے اسے حرمت والا کیا......۹......(یعنی جسے اس نے امن والا حرم بنایا کہ اس میں نہ تو کسی آدمی کا خون بہایا جاسکتا ہے اور نہ اس میں کسی پر ظلم کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی شکار کیا جاسکتا ہے اور نہ وہاں کی گھاس کاٹی جاسکتی ہے، مکہ مکرمہ کے قریشیوں پر اللہ ﷻ کے من جملہ انعامات سے ہے کہ اللہ ﷻ نے ان کے شہر سے عذاب اور دیگر فتنے جو عرب کے تمام شہروں میں عام تھے دور فرمادیئے) اور اس کا ہے (یعنی اللہ ﷻ ہی کا ہے) سب کچھ (وہ تمام ہی اشیاء کا رب خالق اور مالک ہے) اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبرداروں سے ہوں (بدستور اللہ ﷻ کی توحید کا مقر و مبلغ رہوں) اور یہ کہ (تم لوگوں پر) قرآن کی تلاوت کروں (ایسی تلاوت جو تمہیں ایمان لانے کی طرف بلائے) تو جس نے راہ پائی (ایمان کی) اس نے اپنے بھلے کو راہ پائی (کہ اس کے راہ ہدایت پر آنے کا ثواب اسی کے لیے ہے ،لنفسہ میں لام حرف جر تعلیل کے لیے ہے) اور جو بہکے (ایمان سے اور ہدایت کی راہ سے بھٹکے) تو تم (اس سے) فرمادو کہ میں تو یہی ڈرسنانے والا ہوں (میرے ذمے تو احکامات الٰہیہ تم تک پہنچادینا ہے، المنذرین بمعنی المخوفین ہے، یہ حکم جہاد کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے) اور فرماؤ کہ سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا تو انہیں پہچان لوگے (پس اللہ ﷻ نے انہیں بعض نشانیاں جنگ بدر کے دن انہیں قتل کرنے اور قیدی بنانے اور فرشتوں کے ذریعے انہیں قتل کروا کر دکھادیں جیسا کہ اس کا بیان اس آیات مبارکہ میں ہے ﴿ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملئکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم ......الخ، اور کبھی تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں مار رہے ہیں ان کے منہ اور پیٹھ پر اور چکھو آگ کا عذاب۔(الانفال:۵۰)) اور تمہارا رب غافل نہیں اے لوگوں تمہارے اعمال سے (وہ تو تمہیں تمہارا وقت پورا ہونے تک مہلت دے رہا ہے......۱۰......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ویوم نحشر من کل امۃ فوجا ممن یکذب بایتنا فھم یوزعون٥﴾.

و: مستانفہ، یوم: مضاف، نحشر من کل امۃ: فعل با فاعل و ظرف لغو، فوجا: موصوف، ممن یکذب بایتنا: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر "اذکر ــــــــــــ" فعل فعل محذوف کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ھم: مبتدا، یوزعون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿حتی اذا جاء وقال اکذبتم بایتی ولم تحیطوا بھا علما﴾.

حتی: حرف غایۃ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء وا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قال: قول، ھمزہ: حرف استفہام، کذبتم: فعل "تم" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لم تحیطوا: فعل نفی واؤ ضمیر ممیز، علما: تمیز، ملکر فاعل، بھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، حال، ملکر فاعل، بایتی: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اما ذا کنتم تعملون٥ ووقع القول علیھم بما ظلموا فھم لاینطقون٥﴾.

ام: منقطعہ عاطفہ، ماذا: اسم استفہام مفعول مقدم، تعملون: فعل باقاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، کنتم: فعل ناقص بااسم ملکر جملہ فعلیہ ہو: عاطفہ، وقع القول علیھم: فعل وفاعل وظرف لغو، بما ظلموا: ظرف لغوثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ھم: مبتدا، لاینطقون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم یروا انا جعلنا الیل لیسکنوا فیہ والنھار مبصرا﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، لم یروا: فعل نفی باقاعل، انا: حرف مشبہ واسم، جعلنا الیل: فعل باقاعل، الیل: معطوف علیہ ہو: عاطفہ، النھار: معطوف، ملکر مفعول، لیسکنوا فیہ: ظرف لغو، مبصرا: مفعول ثانی، ملکر جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت لقوم یومنونo﴾.

ان: حرف مشبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ایت: موصوف، لقوم یومنون: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم ظرف اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السموت ومن فی الارض الا من شاء الله﴾.

و: عاطفہ، یوم: مضاف، ینفخ فی الصور: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، فزع: فعل، من فی السموت: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من فی الارض: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مستثنی منہ، الا: اداۃ استثناء، من شاء الله: موصول صلہ، ملکر مستثنی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ماقبل "یوم نحشر" پر معطوف ہے۔

﴿وکل اتوہ داخرینo وتری الجبال تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب﴾.

و: عاطفہ، کل: مبتدا، اتوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، داخرین: حال، ملکر فاعل، ہ: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، تری: فعل باقاعل، الجبال: ذوالحال، تحسبھا: فعل باقاعل ومفعول اول، جامدۃ: ذوالحال، و: حالیہ، ھی: مبتدا، تمر مر السحاب: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿صنع الله الذی اتقن کل شیء انہ خبیر بما تفعلون﴾.

صنع: مصدر مضاف، الله: موصوف، الذی: موصول، اتقن کل شیء: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر ماقبل جملے کے مضمون کی تاکید ہے، انہ: حرف مشبہ واسم، خبیر بما تفعلون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منھا وھم من فزع یومئذ امنونo﴾.

من: شرطیہ مبتدا، جاء بالحسنۃ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، خیر منھا: شبہ جملہ مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ھم: مبتدا، من: جار، فزع: موصوف، یومئذ: ظرف متعلق محذوف صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، امنون: اسم فاعل باقاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن جاء بالسیئۃ فکبت وجوھھم فی النار ھل تجزون الا ما کنتم تعملونo﴾.

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، جاء بالسیئۃ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، کبت: فعل مجہول، وجوھھم: ذوالحال، ھل: استفہامیہ، تجزون: فعل مجہول باواؤ ضمیر نائب الفاعل، الا: اداۃ حصر، ما کنتم تعملون: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول محذوف "مقولا لھم" کیلئے مقولہ، ملکر حال، ملکر نائب الفاعل، فی

الفار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما امرت ان اعبد رب هذه البلدة الذی حرمها وله کل شیء﴾۔

انما: حرف مشبہ وما کافہ ، امرت: فعل مجہول با نائب الفاعل، ان: مصدریہ، اعبد: فعل با فاعل، رب: مضاف، هذه: مبدل منہ، البلدة: موصوف، الذی حرمها: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر بدل، ملکر مضاف الیہ، ملکر ذوالحال ہو: حالیہ، له: ظرف مستقر خبر مقدم، کل شیء: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وامرت ان اکون من المسلمین۝ وان اتلوا القران﴾۔

و: عاطفہ، امرت: فعل با نائب الفاعل، ان: مصدریہ، اکون: فعل ناقص با اسم، من المسلمین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان: مصدریہ، اتلوا القران: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن اهتدی فانما یهتدی لنفسه﴾۔

ف: عاطفہ تفریعیہ، من: شرطیہ مبتدا، اهتدی: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انما: حرف مشبہ وما کافہ، یهتدی لنفسه: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن ضل فقل انما انا من المنذرین۝﴾۔

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، ضل: جملہ فعلیہ شرطیہ، ف: جزائیہ، قل: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ، انا: مبتدا، من المنذرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقل الحمد لله سیریکم ایته فتعرفونها﴾۔

و: عاطفہ، قل: قول، الحمد: مبتدا، لله: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول، سین: حرف استقبال، یریکم ایته: فعل با فاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تعرفونها: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما ربک بغافل عما تعملون۝﴾۔

و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، ربک: اسم، ب: زائد، غافل: اسم فاعل با فاعل، عما تعملون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فوج کے معنی:

۱۔۔۔۔۔فوج کے معنی ہیں لوگوں کا گروہ، اور صحاح میں ہے کہ لوگوں کی جماعت کو فوج کہتے ہیں، اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿هذا فوج مقتحم معكم یہ ایک فوج تمہارے ساتھ دھنسی پڑتی ہے (ص، ۵۹)﴾۔ کہا جاتا ہے کہ اس رؤسا اور جماعت کی پیروی کرنے والوں کو فوج کہا جاتا ہے اور کی جمع "افواج" ہے۔ ابوالحسن کہتے ہیں کہ مراد کثیر جماعت ہے جو ایک ایک یا دو دو افراد کے تحت کسی مقام میں داخل ہوں اور قبیلے کی صورت اختیار کر لیں۔ (لسان العرب، الحرف الفاء، ج۱۰، ص ۳٤٤)

جن پر عذاب ثابت ہوچکا:

۲۔۔۔۔۔جس دن لوگ اپنے اعتقاد اور اعمال کا جواب دینے کے لئے کھڑے کئے جائیں گے، مراد اس سے اہل سعادت نہیں بلکہ اہل شقاوت ہیں اور یہ وہ ہیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل کا فرمان ﴿فلا صدق ولا صلی ولکن کذب وتولی (تو اس نے

نہ تو سچ مانا اور نہ نماز پڑھی ہاں جھٹلایا اور منہ پھیرا (القیامۃ: ۳۱، ۳۲) ﴾ وارد ہوا ہے۔ پھر جب حجت تمام ہو جائے گی تو جائے عذر بھی باقی نہ رہے گا جیسا کہ ایک اور فرمان مقدس نشان ہے ﴿ھذا یوم لا ینطقون ولا یوذن لھم فیعتذرون ویل یومئذ للمکذبین یہ دن ہے کہ وہ بول نہ سکیں گے اور نہ انہیں اجازت ملے کہ عذر کریں اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی (المرسلٰت: ۳۵ تا ۳۷) ﴾۔ اسی مناسبت سے فرمایا ﴿ووقع القول علیھم بما ظلموا فھم لا ینطقون اور بات پڑ چکی ان پر ان کے ظلم کے سبب تو وہ اب کچھ نہیں بولتے (النمل: ۸۰) ﴾ یعنی ان کے پاس کوئی جواب نہ بن پڑا اور انہوں نے دنیاوی زندگی میں خود کو اندھیرے میں رکھا، اور عالم الغیب والشھادۃ کے پاس اس طرح حاضر ہوئے کہ اُس سے کوئی چیز بھی مخفی نہیں۔ پھر اللہ ﷻ نے اپنی قدرت تامہ، عظیم سلطنت اور شان رفیعہ جس سے اس کی بندگی اور بندوں پر احکامات بجالانا واجب ہو جاتا ہے اور حضرات انبیائے کرام جن احکامات کو اس پاک بارگاہ سے لیکر آئے جس سے الگ نہیں ہوا جاتا کا بیان فرمایا۔ (ابن کثیر، ج ۳، ص ٤٦١)

رات آرام کے لئے اور دن کام کے لئے:

۳۔۔۔۔۔۔اللہ ﷻ اپنے بندوں پر کرم فرماتا ہے جہاں اس نے دن کو کام کاج اور کسب معاش کے لئے بنایا وہاں اس نے رات کو سکون واطمینان کے لئے بنایا، اور یہ اس طرح کہ انسان رات کو آرام کر کے دن بھر کی تھکن اتارے اور اگر قرآن پر عمل کرنے کی نیت سے سوئے تو ثواب بھی پائے۔ لیکن اللہ ﷻ کے نیک بندے جن کی زندگی کا مقصد صرف رضائے الٰہی ﷻ ہوتا ہے وہ نہ دن میں یاد الٰہی ﷻ سے اپنے اوقات کو خالی جانے دیتے ہیں اور نہ ہی رات میں، چنانچہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام جو کہ بندوں میں سب سے اعلیٰ درجے کے مالک ہوتے ہیں وہ راتوں میں جاگ جاگ کر اپنے رب کی رضا کو حاصل کرتے رہتے ہیں، اس کی واضح دلیل خود باری ﷻ کا فرمان ﴿یایھا المزمل قم الیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا اے جھرمٹ مارنے والے رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرو (المزمل: ۱ تا ۳) ﴾۔

صور کی تحقیق:

۴۔۔۔۔۔۔سینگ کی مانند کوئی چیز ہے جس میں پھونک ماری جائے گی، اللہ اس پھونک کو صورتوں اور روحوں کو ان کے اجسام میں منتقل ہونے کا سبب بنادے گا، ایک روایت میں ہے کہ صور میں تمام انسانوں کی صورتیں ہوتی ہیں۔ (المفردات، ص ۲۹۲)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاص رضی اللہ عنھما قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَا الصُّوْرُ؟ قَالَ: "قَرْنٌ یُنْفَخُ فِیْہِ"، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ صور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سینگ ہے کہ جس میں پھونکا جائے گا"۔

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ما جاء فی شأن الصور، رقم: ۲٤۳۸، ص ۷۰۳)

☆۔۔۔۔۔۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے فتنوں سے متعلق ایک طویل حدیث ذکر فرمائی جس میں صور سے متعلق یہ مضمون ہے: "پھر صور پھونک دیا جائے گا جو شخص بھی اس کو سنے گا وہ ایک طرف گردن جھکالے گا اور دوسری طرف سے اٹھالے گا۔ جو شخص سب سے پہلے اسکی آواز سنے گا وہ اپنے اونٹ کا حوض درست کر رہا ہوگا وہ اس آواز کو سنتے ہی بیہوش ہو جائے گا اور دوسرے لوگ بھی بیہوش ہو جائیں گے۔ پھر اللہ ﷻ شبنم کی طرح ایک بارش بھیجے گا جس سے لوگوں کے جسم اُگ پڑیں گے۔ پھر جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا پھر لوگ کھڑے ہو کر دیکھیں گے ندا ہوگی کہ لوگوں اپنے رب کے قریب آؤ فرشتوں کو حکم ہوگا اس کو کھڑا کرو، ان سے سوال کیا جائے گا پھر کہا جائے گا کہ دوزخ کے لئے ایک گروہ نکالو، کہا جائے گا کتنے لوگوں کا؟ جواب

کے طور پر کہا جائے گا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے کا''، پھر آپ ﷺ نے فرمایا:''یہ وہ دن ہے کہ بچوں کو بوڑھا کردے گا اور ساق کھول دی جائے گی۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی خروج الدجال، رقم ٧٢٧٥/٢٩٤٠: ص١٤٤٢)

☆...... عن ابی سعید عن النبی قال :''کیف انعم ؟وقد التقم صاحب القرن القرن وحنی جبهته واصغی سمعه ینتظر متی یومر'' قالوا یا رسول الله فما نقول له قال:'' قولوا حسبنا الله ونعم الوکیل علی الله توکلنا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں کس طرح نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤں؟ حالانکہ صور پھونکنے والے نے اپنے منہ میں صور لیا ہوا ہے اور وہ کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اسے اس میں پھونکنے کا حکم دیا جائے، اور وہ اس میں پھونکے'' یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم کیا پڑھیں؟ فرمایا:''یوں کہو کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے اور ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا ہے''۔ (الدر المنثور، ج٣، ص٤٢)

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ صور کتنی بار پھونکا جائے گا؟ چار، تین، دو یا ایک مرتبہ، زیادہ تر محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دو مرتبہ پھونکا جائے گا۔ جب پہلی بار پھونکا جائے گا تو سب مر جائیں گے اور جب دوسری بار پھونکا جائے گا تو سب زندہ ہو جائیں گے۔ اس موضوع پر درج ذیل حدیث دلیل ہے:

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''دو بار صور پھونکنے کے درمیان چالیس کا وقفہ ہوگا''، لوگوں نے کہا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چالیس دن کا؟ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے کہا چالیس ماہ کا، انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے کہا چالیس سال، انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا، پھر اللہ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح اگیں گے جس طرح سبزہ اگتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک ہڈی کے سوا انسان کے جسم کی ہر چیز اگ جائے گی اور وہ دم کی ہڈی کا سرا ہے، اور قیامت کے دن اسی سے انسان کو دوبارہ بنایا جائے گا''۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: ونفخ فی الصور، رقم: ٤٨١٤، ٤٩٣٥، ص٨٤٨)

صور کے اثر سے مستثنیٰ افراد کا بیان:

۵......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ سے کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ سے استفسار کیا گیا کہ اللہ عزوجل کے فرمان ﴿الا ما شاء﴾ سے کیا مراد ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا:''وہ شہداء جو عرش کے نیچے تلواریں لٹکائے ہوئے کھڑے ہیں''۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ مراد شہداء ہیں کہ اللہ کے حضور زندہ ہوتے ہیں اور انہیں کوئی غم نہیں ہوتا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام ہیں کہ پہلی صور پھونکے جانے کے بعد بھی چار باقی رہیں گے۔ روایت میں ہے اللہ عزوجل حضرت ملک الموت سے فرمائے گا کہ اسرافیل علیہ السلام کی روح قبض کرو تو وہ ایسا ہی کریں گے، پھر اللہ عزوجل سب کچھ جاننے کے باوجود فرمائے گا کہ اب کون کون باقی رہ گئے ہیں؟ تو حضرت عزرائیل علیہ السلام کہیں گے، اے پروردگار تیری ذات پاک ہے تیرے سوا حضرت جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام اور میں (عزرائیل علیہ السلام) باقی ہیں۔ پھر میکائیل علیہ السلام کی روح قبض کرنے کا حکم ہوگا چنانچہ ایسا ہی کیا جائے گا، اللہ عزوجل پھر استفسار کریگا کہ اب کون کون باقی ہیں تو حضرت عزرائیل علیہ السلام جواب دیں گے کہ اب تیری پاک ذات کے سوا حضرت جبرائیل علیہ السلام اور میں (عزرائیل علیہ السلام) زندہ ہیں، اللہ عزوجل فرمائے گا موت اختیار کر تو حضرت عزرائیل علیہ السلام پر موت طاری ہو جائے گی، اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا اے جبرائیل علیہ السلام اب کون کون باقی ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام جواب دیں گے کہ اے پاک ذات تجھے بلندی و بڑائی ہے اور تجھے فنا نہیں، اللہ عزوجل فرمائے گا اے جبرائیل علیہ السلام تجھے موت ضروری ہے پس جبرائیل علیہ السلام سجدے میں تشریف لے جائیں گے تو ان کے پروں سے روح نکال لی جائے گی۔ (الخازن، ج٣، ص٣٥٤)

پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا:

۶......اس بارے اختلاف ہے کہ ایسا وقت کب آئے گا کہ پہاڑ بادلوں کی طرح چلیں گے اور اڑیں گے۔ لیکن یہ طے ہے کہ اللہ عزوجل کی عظیم قدرت کا ایک اور شاہکار رونما ہوگا کہ پہاڑ جیسی عظیم تخلیق بھی اس دن اللہ عزوجل کے حکم سے روئی کے گالوں کی مانند اڑتی پھرے گی۔ اس دن پہاڑوں کی کئی کیفیات ہونگی جس کا بیان مفسر جلال نے اپنے حاشیے میں کردیا ہے۔ ہم صرف اس بات کی جانب توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ انسان اپنی حالت کا سوچے کہ پہاڑ جیسی عظیم تخلیق کا حال ایسا ہے تو انسان تو بس......غور کرے اور اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے لرزاں براندام رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انسان کو پچھتانا پڑے۔

نیکی بمعنی کلمۂ توحید:

۷......مفسرین نے نیکی سے مراد کلمہ طیبہ لیا ہے، چنانچہ فرمایا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی ہے، اور چابی بغیر دندانے کے نہیں ہوا کرتی اور جنت کی چابی کے دندانے جھوٹ اور غیبت سے پاک صاف زبان، حسد وخیانت سے پاک خوف خدا رکھنے والا دل، حرام وشبہات سے بچنے والا دل ہے اور اعضاء ایسے جو نافرمانی کے کاموں سے بچے ہوئے ہوں۔ حضرت عبداللہ جدلی کہتے ہیں کہ میرے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہا اے ابو عبداللہ! کیا میں تجھے ایسی نیکی نہ بیان کردوں جو تجھے جنت میں لے جائے اور ایسا گناہ نہ بتادوں جس کی وجہ سے تو جہنم سے خود کو بچالے؟ میں نے کہا کیوں نہیں؟ انہوں نے کہا: نیکی تو ہماری (اہل بیت) کی محبت ہے اور گناہ ہمارا (اہل بیت) کا بغض ہے۔ (روح البیان، ج۵، ص۴۸۲ وغیرہ)

☆......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جہاں کہیں بھی ہو، اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو اور برے کام کے بعد نیک کام کرو وہ اس برے کام کو مٹا دیگا، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کا سلوک کرو''۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب: ماجاء فی معاشرۃ الناس، برقم: ۱۹۹٤، ص ۵۸٦)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ عزوجل میری امت کے ایک شخص کو منتخب کر کے کھڑا کردیگا، پھر اس کے سامنے اس کے گناہوں کے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے، ہر رجسٹر حد نگاہ تک بڑا ہوگا، پھر اللہ اس سے پوچھے گا کیا تجھ کو ان میں سے کسی چیز کا انکار ہے؟ کیا میرے لکھنے والے محافظ فرشتوں نے تیرے ساتھ کوئی ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا نہیں یا رب! اللہ عزوجل فرمائے گا تیرا کوئی عذر ہے؟ وہ کہے گا نہیں یا رب! اللہ عزوجل فرمائے گا ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے، آج تجھ پر بالکل ظلم نہیں ہوگا، پھر کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس پر لکھا ہوگا: ''اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ''، اللہ عزوجل فرمائے گا اب تم میزان پر حاضر ہو، وہ کہے گا اے میرے رب! ان رجسٹروں کے سامنے کاغذ کے اس ٹکڑے کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ عزوجل فرمائے گا تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر میزان کے ایک پلڑے میں اس کے گناہوں کے ننانوے دفاتر رکھے جائیں گے اور دوسرے پلڑے میں وہ کاغذ کا ٹکڑا رکھا جائے گا پھر گناہوں کے رجسٹروں والا پلڑا ہلکا ہوجائے گا اور کاغذ کے پرزے والا پلڑا بھاری ہوجائے گا، سو اللہ عزوجل کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز وزنی نہیں ہوسکتی۔

(سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب: ما جاء فیمن یموت وھو یشھد، برقم: ۲٦٤۸، ص ۷۵۹)

عام مومنین کا بروز قیامت بے خوف ہونا جب کہ حضرات......:

۸......انسانی ذہن میں ایک اشکال رونما ہوتا ہے کہ بروز قیامت حضرات انبیائے کرام خوف زدہ ہونگے، اذھبوا الی غیری کے الفاظ ان کی زبانوں سے تلفظ ہونگے، عام لوگ کیسے خوف قیامت سے آزاد ہوسکتے ہیں؟ جواب اس اشکال کا یوں ہے کہ

حضرات انبیائے کرام کو معاذ اللہ ﷻ عذاب کا خوف نہیں ہوگا بلکہ وہ اللہ ﷻ کی ہیبت وجلال کی وجہ سے خائف ہونگے، جس کا جتنا مرتبہ زیادہ ہوتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ خوف خدا والا ہوتا ہے، چنانچہ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ''میں (تم میں سب سے زیادہ) اللہ سے ڈرنے والا ہوں''۔ (صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب: الصدقۃ بالیمین، رقم: ١٤٢٣، ص ٢٣٠)

اہل ایمان دائمی عذاب سے مامون ہونگے، یہ بات ضرور ہے کہ قیامت کے دن کی شدت وہولنا کی ضرور مومنین کے دل پر ہوگی، اللہ کی بازپرس اور گرفت کے خوف سے کوئی نفس بے فکر نہیں ہے۔ اللہ کا فرمان ہے ﴿افامنوا مکر الله فلا یامن مکر الله الا القوم الخسرون کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے (الاعراف: ٩٩)﴾۔

(الرازی، ج٨، ص٥٧٥)

حرمت حرم کا بیان:

٩...... ابن خزیمہ وحاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آئے اس کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کے مثل لکھی جائیں گی''، کہا گیا حرم کی نیکیوں کی مقدار کیا ہے؟ فرمایا: ''ہر نیکی لاکھ نیکی ہے''۔ (المستدرك للحاكم، كتاب المناسك، باب: فضيلة الحج ماشيا، رقم: ١٦٩٢، ج٢، ص٦٤٨)

☆...... اللہ ﷻ کے محبوب دانائے غیوب ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ حرم پاک کی مسجد پر روزانہ دن اور رات میں ١٢٠ رحمتیں نازل فرماتا ہے، ان میں سے ٦٠ طواف کرنے والوں کے لیے، ٤٠ نمازیوں کے لیے اور ٢٠ مسجد حرام کی زیارت کرنے والوں کے لیے ہوتی ہیں۔

(المعجم الكبير، عطاء عن عباس، رقم: ١١٤٧٥، ج١١، ص١٥٦)

☆...... بہت سی احادیث مبارکہ میں وارد ہے، نیز الایضاح کے حاشیے میں بھی تصریح موجود ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا مسجد نبوی اور مسجد اقصی کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک کھرب نمازیں پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے کی فضیلت مسجد اقصی میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ہے اور مسجد اقصی میں نماز پڑھنا دیگر مساجد میں پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔

(فتح الباري، كتاب الحج، باب فضل الصلوة في مسجد مكه، رقم ١١٩٠: ج٣، ص٨١)

حرم پاک کے آداب یہ ہیں کہ سر جھکائے، آنکھیں شرم گناہ سے نیچی کیئے، خشوع وخضوع سے داخل ہو اور ہوسکے تو پیادہ ننگے پاؤں اور لبیک ودعا کی کثرت رکھے اور بہتر یہ کہ دن میں نہا کر داخل ہو، حیض ونفاس والی عورت کو بھی نہانا مستحب ہے۔ مکہ معظمہ کے گرداگرد کئی کوس تک حرم کا جنگل ہے، ہر طرف اُس کی حدیں بنی ہوئی ہیں، ان حدوں کے اندر تر گھاس اُکھیڑنا، خودرو پیڑ کاٹنا، وہاں کے وحشی جانور کو تکلیف دینا حرام ہے۔ یہاں تک کہ اگر سخت دھوپ ہو اور ایک ہی پیڑ ہے جس کے سائے میں ایک ہرن بیٹھا ہے تو جائز نہیں کہ اپنے بیٹھنے کے لیے اسے اٹھائے اور اگر وحشی جانور بیرون حرم کا ہے اس کے ہاتھ میں تھا اُسے لئے ہوئے حرم میں داخل ہوا اب وہ جانور حرم کا ہوگیا، فرض ہے کہ فوراً فوراً چھوڑ دے۔ مکہ معظمہ میں جنگلی کبوتر بکثرت ہوتے ہیں، ہر مکان میں رہتے ہیں، خبردار ہرگز ہرگز نہ اڑائے، نہ ڈرائے، نہ کوئی ایذا پہنچائے، بعض ادھر ادھر کے لوگ جو مکہ معظمہ میں بسے کبوتروں کا ادب نہیں کرتے، ان کی ریس نہ کرے مگر بُرا انہیں بھی نہ کہے کہ جب وہاں کے جانور کا ادب ہے تو مسلمان انسان کا کیا کہنا، یہ باتیں جو حرم کے متعلق بیان ہوئیں احرام کے ساتھ خاص نہیں احرام ہو یا نہ ہو بہر حال یہ باتیں حرام ہیں۔ (بہار شریعت مخرجہ، حصہ ٦: داخلی حرم کے احکام، ج١، ص ١٠٨٥ وغیرہ)

مہلت ایک نعمت:

١...... کسی مجرم کو قاضی اسلام کسی وجہ سے سزا دینے سے رُک جائے، یہ مہلت اس کے لئے ایک بیش بہا نعمت سے کم نہ

ہوگی۔ دنیاوی سزاؤں کا معاملہ ایک جانب لیکن دوسری جانب رب کریم احکم الحاکمین کی خفیہ تدبیر دیکھیں کہ لاکھ گناہوں کے باوجود مہلت ملی ہوئی۔ اس معاشرے میں کیا کچھ نہیں ہو رہا، چھوٹے بچے بچیوں سے لے کر جوان مرد و عورت تک کسی کی عزت محفوظ نہیں ہے۔ گھر سے نکلیں تو نہ جانے کیسا خدشہ ساتھ ہوتا ہے کہ نامعلوم کہیں کسی مسلمان کی فائرنگ سے ڈھیر نہ ہو جائیں، دن دھاڑے بینک لوٹنے والے اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب اور حکومتیں خاموش، درندگی اور سفاکی کا ایسا عالم کہ بے زبان جانور تک پر رحم نہیں آتا، مال نہ ملا تو قربانی کے جانور کو بھی اور صاحب مال کو بھی گولی ماردی۔ ظلم ایسا کہ علماء اہل حق کو گالیاں دی جانے لگیں، مسجدوں میں نمازی محفوظ نہ رہے، روزانہ کئی گھر ماتم کدہ میں بدل جاتے ہیں، روزانہ کئی حوا کی بیٹیاں درندگی کا شکار ہوتی ہیں، کئی ناجائز بچے کوڑا کرکٹ پر زندہ یا مردہ ملتے ہیں، غربت کے مارے گھر دو وقت کی روٹی کو ترسیں، سرکاری وغیر سرکاری ہسپتالوں میں بیماروں کا اژدھام، کون ہے ان حالات کا ذمہ دار؟ آخر اتنا کچھ ہونے کے باوجود ہمیں خوف خدا کیوں نہیں آتا؟ کیا یہی مہلت ہے؟ اگر یہ مہلت ہے تو نعمت سے کم ہے؟ کیا اس نعمت کا فائدہ اٹھا کر اپنے جرموں کی توبہ نہ کرنی چاہیے؟ ذرا سوچئے......!

اغراض:

رؤسائھم: سے مراد ابو جہل، ابو خلف، فرعون، قارون، نمرود، وغیرہ گمراہ ہیں، اور ہر ایک کو اس کے زمانے میں حد درجہ سزا دی گئی۔

یرد آخرھم الی اولھم: مناسب ہے کہ یوں کہا جائے: ''یرد اولھم علی آخرھم''، یعنی ان کے اول کو قید کیا جائے یہاں تک کہ آخر خود ہی آجائیں اور پھر سب جمع ہو جائیں۔ **بمعنی یبصر فیہ:** زمانے کی طرف نسبت کرنے سے مراد اسناد مجازی ہے۔

حق العذاب: یعنی ان پر عذاب نازل ہو، یعنی وہ آگ میں ہونگے۔ **لیتصرفوا فیہ:** یعنی وہ اپنی مصالح میں کوشش کریں۔

دلالات علی قدرتہ تعالی: دن، رات اور اندھیرے ہونے میں اللہ ﷻ کی قدرت پر دلائل ہیں۔

النفخۃ الاولی: سے مراد نفخہ صعق (موت، بیہوشی، مرجانے والا معاملہ، اچانک بیہوشی) ہے، اور **نفخۃ الفزع** کو ''الفزع'' سے تعبیر کیا گیا، اور سورۃ الزمر میں ''صعق'' سے تعبیر کیا گیا ہے، اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض﴾، پس اس وقت سوائے مستثنیات کے جو زندہ ہیں سب موت کا شکار ہو جائیں گے، اور نفخہ ثانیہ ہونے پر سب کچھ فنا ہو جائے گا، اور دونوں نفخات کے مابین چالیس سال کا فاصلہ ہوگا، ایک قول یہ بھی ہے کہ تین نفخات ہونگے: (١)...... **نفخۃ الزلزلۃ:** یہ اس وقت ہوگا جب پہاڑ چلائے جائیں گے اور زمین اپنے بسنے والوں کو لے کر ہلنے لگے گی، (٢)...... **نفخۃ الموت**، (٣)...... **نفخۃ الاحیاء**، لیکن اول قول مشہور و صحیح ہے، اللہ ﷻ ایک نور تخلیق فرما کر اُسے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو دے گا، پس وہ اس کی مدد سے عرش تک کو دیکھ لیں گے اور منتظر رہیں گے کہ انہیں کیا حکم کیا جاتا ہے، ان کے پیش نظر آسمان و زمین ایک دائرے کی طرح ہوگی اور اہل یمن کی لغت میں اسے ''ہوق'' کہا جاتا ہے۔ **ای کلھم:** سے مراد ہر مخلوق ہے جس پر ''صعق'' کے اثرات مرتب ہوئے یا نہ ہوئے۔

والتعبیر بالماضی: ایک اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے جو کہ یہ ہے، فزع (خوف و گھبراہٹ) تو مستقبل میں ہوتی ہے، ماضی کے ساتھ کیوں تعبیر کیا گیا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اسے واقع ہونے کی منزلت میں متحقق کرنے کے لئے ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، اس لئے کہ اللہ ﷻ کے پیش نظر ماضی، حال و مستقبل سب کا علم ہونا یقینی ہے۔

ای جبرائیل: یہ وہ چار ہیں جنہیں پہلے نفخہ سے موت نہیں آئے گی، جب کہ باقی ملائکہ موت کا شکار ہونگے، اور یہ چاروں دونفخوں کے مابین موت کے شکار ہونگے، اور دوسرے نفخہ سے پہلے زندہ رہیں گے۔

وعن ابن عباس ھم الشھداء: کہا جاتا ہے کہ (نفخہ کے باعث خوف کے اثر سے محفوظ رہنے والے) اہل جنت حور العین، ولدان

اور جنت و دوزخ کے خازن ہونگے، ایک قول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے بھی کیا جاتا ہے اور ایک قول کے مطابق سارے ہی حضرات انبیائے کرام مراد ہیں۔اذ ھم احیاء: مراد حیات برزخی ہے نہ کہ دنیاوی حیات۔

صاغرین: یعنی اللہ عزوجل کی ہیبت سے ذلیل و خوار ہونا، پس اس میں فرمانبردار و نافرمان دونوں ہی داخل ہیں، اور محض نافرمان کا ذلیل ہونا مراد نہیں ہے، معنی یہ ہے کہ جب حضرت اسرافیل علیہ السلام نفخہ ثانیہ فرمائیں گے تو اس وقت جس میں بھی حیاتی ہوگی، سب ہی انسان اللہ عزوجل کے خوف سے ہیبت میں ہونگے۔وقت النفخة: یعنی دوسرے نفخہ کے وقت، نہ تو پہاڑ چلیں گے اور نہ ہی زمین برابر ہو جائے گی، ایسا صرف نفخہ ثانیہ کے بعد ہوگا، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان اس بات پر گواہ ہے: ﴿ویسالونک عن الجبال فقل ینسفها ربی نسفا(طٰہ:۱۰۵)﴾، ﴿یوم تبدل الارض غیر الارض(ابراھیم:۴۸)﴾۔

المطر: ٹھیک بات یہ ہے کہ لفظ کو اس کے ظاہر پر رکھا جائے، اور سحاب کی تفسیر مطر سے کرنے کی مفسر نے تقلیل نہیں کی ہے، اور ہوسکتا ہے "المطر" کے بجائے "بالمطر" ہو، مصنف کی قلم سے "باء" سبقت کر گیا ہو۔

مؤکد لمضمون الجملة قبله: یعنی صور کا پھونکا جانا، پہاڑوں کا چلنا وغیرہ جو کچھ بھی ماقبل گزر چکا، یہ سب کچھ اللہ عزوجل ہی کی تخلیق کا شاہکار ہے۔

ای لاالـه الا اللـه: نیکی کو کلمہ طیبہ کی تفسیر کے ذریعے محمول کیا گیا ہے، کیونکہ مطلق گناہ آگ میں نہ ڈال دے گا جب کہ یہاں مراد کفر ہے جو ایمان کا مدِ مقابل ہوتا ہے، اور اس وقت نیکی کو اچھا عہد مراد لیا گیا ہے اور اچھے عہد سے مراد کلمہ طیبہ (یعنی اقرار وحدانیت باری عزوجل ہے)، اور نیکی ہر اچھے عمل کو کہتے ہیں مثلاً نماز، زکوۃ، صدقات وغیرہ ہر قسم کی بھلائی کے کام نیکی ہیں۔

ولیس للتفضیل: یعنی "خیرا" فعل تفضیل نہیں ہے کیونکہ کلمہ طیبہ "لاالہ الا اللہ" سے افضل کوئی کلمہ نہیں ہے اور اسی کی تائید مفسر کے قول سے بھی ہوتی ہے، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ قیامت کے دن اچھی نیکی کیا ہوگی؟ اعمال پر ثواب یا عذاب سے پناہ مل جانا، ایمان کے سوا کوئی بھلائی نہیں ہوسکتی اور یہ اس لئے کہ سب سے بڑی بھلائی کلمہ طیبہ "لاالہ الا اللہ" ہے۔

ویقال لھم: جس وقت ان کے چہروں کو آگ میں ڈالا جائے گا، اور اس قول کے قائل داروغہ جہنم ہونگے۔

(الصاوی، ج۴، ص۲۷۴ وغیرہ)

ایک اہم بات

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

صبر کی تعریف

کسی چیز کو تنگی میں روک لینے کو صبر کہتے ہیں، اور یہ بھی کہ انسانی عقل اور شریعت جس بات کا تقاضا کرے اس پر عقل کو روک لینا صبر کہلاتا ہے۔

(المفردات، ص ۲۷۷)،(عطائین، ج۱، ص ۷۶)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مصیبت کے وقت صبر کرنا اولی ہے"۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ: صبر کی مثال ایسی ہے جیسے جسم میں سر کی مثال"۔ رویم کہتے ہیں کہ صبر یہ ہے کہ شکوی ترک کر دیا جائے، ذوالنون کہتے ہیں کہ صبر یہ ہے کہ اللہ سے مدد طلب کی جائے۔ (الرسالة القشیریة، باب الصبر، ص ۲۵۵ وغیرہ)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبر کے ذریعے مصیبت کے دور ہونے کا انتظار کرنا عبادت ہے"۔ (الاربعین فی شیوخ الصوفیة، ذکر ابی الحسن الدینوری، ص ۱۸۹)

سورۃ القصص مکیۃ الا ﴿ان الذی فرض ...... الخ﴾ آیۃ، نزلت بالجحفۃ والا الذین اتیناھم الکتب الی لانبتغی الجاھلین وھی سبع او ثمان و ثمانون آیۃ

سورۃ القصص مکی ہے سوائے ﴿ان الذی فرض ...... الخ ﴾، یہ سورت مبارکہ وادئ جحفہ میں نازل ہوئی سوائے چار آیات ﴿ الذین اتیناھم الکتب ...... لانبتغی الجاھلین (۵۲ تا ۵۵)﴾ تک، اس سورۃ میں ۸۷ یا ۸۸ آیات ہیں۔

تعارف سورۃ القصص

اس سورت میں نو رکوع اور ۱۴۴۱ کلمات اور ۵۸۰۰ حروف ہیں، اس سورت میں ویسے تو سابقہ سورتوں کی مثل مضامین پائے جاتے ہیں تاہم جابر و ظالم حکمرانوں کے طرز عمل کا بیان کیا گیا ہے جیسا کہ ماقبل سورۃ النمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور حکومت اور رعایا کی خبر گیری و دیگر لطائف کا مفصل بیان کیا گیا تھا۔ فرعون اور حضرت موسی علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے واقعات بھی مفصل بیان ہوئے تاہم فرعون کے حمایتی ہامان کا ذکر بھی ہوا اور اس کی خباثتوں کو بھی نمایاں انداز میں بیان کیا گیا۔ مال و دولت اور اقتدار کا نشہ جس کو لگ جائے وہ کم ہی راہ راست پر دیکھا گیا ہے، صدیوں کی تاریخ دیکھ لیں یا سابقہ امتوں کے احوال کو پڑھ لیں یہ بات اظہر من الشمس کی طرح روشن ہے کہ مال کی محبت تمام فساد کی جڑ ہوا کرتی ہے۔ قارون کے مال کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا، فقط سطحی یا سرسری حیثیت سے نہیں بلکہ مکمل رکوع میں اس کا بیان جاری رہنا، اقتدار کا نشہ اور طاقت وقوت کے مظاہرے، طرح طرح کی زیب و زینت کی بھرمار الغرض کیا کچھ نہیں کیا گیا، لیکن یہ مال، اقتدار، طاقت وقوت کس کے ہاتھ میں ہمیشہ رہی ہے، یہ تو آنے کے ساتھ ہی جانے کا پیغام سناتی ہے۔ لیکن نہ قارون سمجھ سکا نہ ہی اس قسم کے دیگر لوگ جو مال کی محبت میں سب کچھ کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ اس سورت میں اسلامی نظام معاشیات اور نظام قانون کی بھی جھلکیاں خوب نظر آتی ہیں۔ معاشرے کو بنانے کے لئے کوششیں کرنا اور تعمیر و توسیع کا اہتمام کرنا دشوار کن مرحلہ لیکن اُسے برباد کرنا، تباہ کرنا، انارکی کی جانب لے جانے کے لئے اتنی محنت نہیں ہوا کرتی۔ الغرض کئی جامع مضامین کو لئے ہوئے اس سورت میں اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو تعمیر اخلاق کا درس دیا ہے۔

رکوع نمبر: ۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿ طسم (۱) ﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِکَ ﴿ تلک ﴾ اَیْ هٰذِهِ الایاتُ ﴿ ایت الکتبِ ﴾ اَلْاِضَافَةُ بِمَعْنٰی مِنَ ﴿ المبین (۲) ﴾ اَلْمُظْهِرُ الْحَقِّ مِنَ الْبَاطِلِ ﴿ نتلوا ﴾ نَقُصُّ ﴿ علیک من نبا ﴾ خَبَرِ ﴿ موسی وفرعون بالحق ﴾ بِالصِّدْقِ ﴿ لقوم یومنون (۳) ﴾ لِاَجْلِهِمْ لِاَنَّهُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِهٖ ﴿ ان فرعون علا ﴾ تَعَظَّمَ ﴿ فی الارض ﴾ اَرْضِ مِصْرَ ﴿ وجعل اھلھا شیعا ﴾ فِرَقًا فِیْ خِدْمَتِهٖ ﴿ یستضعف طائفة منھم ﴾ وَهُمْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ﴿ یذبح ابناء ھم ﴾ اَلْمَوْلُوْدِیْنَ ﴿ ویستحی نساء ھم ط ﴾ یَسْتَبْقِیْهِنَّ اَحْیَاءً لِقَوْلِ بَعْضِ الْکَهَنَةِ لَهٗ اِنَّ مَوْلُوْدًا یُوْلَدُ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یَکُوْنُ سَبَبَ ذِهَابِ مُلْکِکَ ﴿ انه کان من المفسدین (۴) ﴾ بِالْقَتْلِ وَغَیْرِهٖ ﴿ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمة ﴾ بِتَحْقِیْقِ الْهَمْزَتَیْنِ وَاِبْدَالِ الثَّانِیَةِ یَاءً یُقْتَدٰی بِهِمْ فِی الْخَیْرِ ﴿ ونجعلھم الورثین (۵) ﴾ مُلْکَ فِرْعَوْنَ ﴿ ونمکن لھم فی الارض

﴿اَرْضِ مِصْرَ وَالشَّامَ﴾ ونری فرعون وھامان رجنودھما ﴿وَفِی قِرائَةٍ وَیَرٰی بِفَتحِ التَّحْتَانِیَةِ وَالرَّاءِ وَرَفعِ الاَسماءِ الثَّلاثَةِ﴾ منھم ما کانوا یحذرون (۶) ﴿یَخَافُونَ مِنَ المَولُودِ الَّذِی یَذْھَبُ مُلکُھُم عَلٰی یَدَیْہِ﴾ واوحینا ﴿وَحْیَ اِلْھَامٍ اَو مَنَامٍ﴾ الی ام موسی ﴿وَھُوَ المَولُودُ المَذکُورُ وَلَمْ یَشعُر بِوِلَادَتِہٖ غَیرَ اُختِہٖ﴾ ان ارضعیہ ج فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ﴿البَحْرِ اَی النِّیلِ﴾ ولا تخافی ﴿غَرَقَہٗ﴾ ولا تحزنی ج ﴿لِفِرَاقِہٖ﴾ انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین (۷) ﴿فَاَرْضَعَتهُ ثَلٰثَةَ اَشْھُرٍ لَا یَبْکِی وَخَافَتْ عَلَیہِ فَوَضَعَتْہُ فِی التَّابُوتِ مَطلیٰ بِالقَارِ مِنْ دَاخِلٍ مُمَھَّدٍ لَہٗ فِیہِ وَاَغْلَقَتہُ وَاَلقَتْہُ فِی بَحرِ النِّیلِ لَیْلًا﴾ فالتقطہ ﴿بِالتَّابُوتِ صَبِیحَةَ اللَّیلِ﴾ آل ﴿اَعْوَانُ﴾ فرعون ﴿فَوَضَعُوہُ بَینَ یَدَیہِ وَفُتِحَ وَاُخْرِجَ مُوسٰی مِنْہُ وَھُوَ یَمُصُّ مِنْ اِبْھَامِہٖ لَبَنًا﴾ لیکون لھم ﴿اَی فِی عَاقِبَةِ الاَمرِ﴾ عدوا ﴿یَقْتُلُ رِجَالَھُم﴾ وحزنا ط ﴿یَسْتَعْبِدُ نِسَائَھُم وَفِی قِرائَةٍ بِضَمِّ الحَاءِ وَسُکُونِ الزَّاءِ لُغَتَانِ فِی المَصدَرِ وَھُوَ ھُنَا بِمَعْنٰی اِسمِ الفَاعِلِ مِن حَزَنَہٗ کَاَحْزَنَہٗ﴾ ان فرعون وھامان ﴿وَزِیرَہٗ﴾ وجنودھما کانوا خطئین (۸) ﴿مِنَ الخَطِیئَةِ اَی عَاصِینَ فَعُوقِبُوا عَلٰی یَدِہٖ﴾ وقالت امرات فرعون ﴿وَقَد ھَمَّ مَعَ اَعْوَانِہٖ بِقَتلِہٖ ھُوَ﴾ قرت عین لی ولک ط لا تقتلوہ صلے ق عسٰی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا ﴿فَاَطَاعُوھَا﴾ وھم لا یشعرون (۹) ﴿بِعَاقِبَةِ اَمرِھِم مَعَہٗ﴾ واصبح فؤاد ام موسٰی ﴿لَمَّا عَلِمَتْ بِالتِقَاطِہٖ﴾ فرغا ﴿مِمَّا سِوَاہُ﴾ ان ﴿مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِیلَةِ وَاِسمُھَا مَحذُوفٌ اَی اَنَّھَا﴾ کادت لتبدی بہ ﴿اَی بِاَنَّہٗ اِبنُھَا﴾ لولا ان ربطنا علٰی قلبھا ﴿بِالصَّبْرِ اَی سَکَّنَّاہُ﴾ لتکون من المؤمنین (۱۰) ﴿المُصَدِّقِینَ بِوَعدِ اللہِ وَجَوابُ لَولَا دَلَّ عَلَیہِ مَا قَبلَھَا﴾ وقالت لاختہ ﴿مَریَمَ﴾ قصیہ ز ﴿اِتَّبِعِی اَثَرَہٗ حَتّٰی تَعْلَمِی خَبَرَہٗ﴾ فبصرت بہ ﴿اَی اَبْصَرَتْہُ﴾ عن جنب ﴿مِن مَکَانٍ بَعِیدٍ اِختِلَاسًا﴾ وھم لا یشعرون (۱۱) ﴿اَنَّھَا اُختُہٗ وَاَنَّھَا تَرقُبُہٗ﴾ وحرمنا علیہ المراضع من قبل ﴿اَی قَبلَ رَدِّہٖ اِلٰی اُمِّہٖ اَی مَنَعْنَاہُ مِنْ قُبُولِ ثَدیِ مُرْضِعَةٍ غَیرِ اُمِّہٖ فَلَمْ یَقبَلْ ثَدیَ وَاحِدَةٍ مِنَ المَرَاضِعِ المُحْضَرَةِ﴾ فقالت ﴿اُختُہٗ﴾ ھل ادلکم علٰی اھل بیت ﴿لَمَّا رَاَتْ حُنُوَّھُم عَلَیہِ﴾ یکفلونہ لکم ﴿بِالْاِرْضَاعِ وَغَیرِہٖ﴾ وھم لہ ناصحون (۱۲) ﴿وَفُسِّرَتْ ضَمِیرُ لَہٗ بِالمَلِکِ جَوابًا لَھُم فَاُجِیبَتْ فَجَائَت بِاُمِّہٖ فَقَبِلَ ثَدیَھَا وَاَجَابَتْھُم عَن قُبُولِہٖ بِاَنَّھَا طَیِّبَةُ الرِّیحِ طَیِّبَةُ اللَّبَنِ فَاَذِنَ لَھَا بِاِرْضَاعِہٖ فِی بَیتِھَا فَرَجَعَتْ بِہٖ کَمَا قَالَ تَعَالٰی﴾ فرددنہ الی امہ کی تقر عینھا ﴿بِلِقَائِہٖ﴾ ولا تحزن ﴿حِینَئِذٍ﴾ ولتعلم ان وعد اللہ ﴿بِرَدِّہٖ اِلَیھَا﴾ حق ولکن اکثرھم ﴿اَی النَّاسِ﴾ لا یعلمون الربع (۱۳) ﴿بِھٰذَا الوَعدِ وَلَا بِاَنَّ ھٰذِہٖ اُختُہٗ وَھٰذِہٖ اُمُّہٗ فَمَکَثَ عِندَھَا اِلٰی اَنْ فَطَمَتہُ وَاَجرٰی عَلَیھَا اُجرَتَھَا لِکُلِّ یَومٍ دِینَارٌ وَاَخَذَتھَا لِاَنَّھَا مَالُ حَربِیٍّ فَاَتَتْ بِہٖ فِرعَونَ فَتَرَبّٰی عِندَہٗ کَمَا قَالَ تَعَالٰی حِکَایَةً عَنہُ فِی سُورَةِ الشُّعَرَاءِ اَلَمْ نُرَبِّکَ فِینَا وَلِیدًا وَّلَبِثْتَ فِینَا مِن عُمُرِکَ سِنِینَ.

﴿ترجمہ﴾

طسم (اس سے جو مراد ہے وہ اللہ با خوبی جانتا ہے) یہ (آیتیں) کتاب مبین کی ہیں (الکتاب میں اضافت منی ہے اور مبین کا معنی ہے حق کو باطل سے ظاہر کرنے والا) ہم تم پر پڑھیں (یعنی بیان کریں) موسیٰ اور فرعون کی خبر (نبا بمعنی خبر ہے) حق کے ساتھ (یعنی سچائی کے ساتھ) ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں (مومنین کو بالخصوص ذکر کرنے کا سبب یہ ہے کہ ان سے مسلمان ہی نفع اٹھاتے ہیں......۱......) بیشک فرعون نے زمین میں تکبر کیا (علا بمعنی تعظم ہے اور الارض سے مراد سرزمین مصر ہے) اس نے لوگوں کو ٹکڑوں میں کر دیا (یعنی اپنی خدمت کے لیے مختلف فرقوں میں کر دیا......۲......) ان میں ایک گروہ (مراد اس سے بنی اسرائیل ہیں) کو کمزور دیکھتا تو ان کے (نومولود) بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا (یستحی نساء ھم، کا معنی یہ ہے کہ وہ ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا، نومولود لڑکوں کو قتل کرنے کا سبب بعض کاہنوں کا اس سے یہ کہنا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا......۳......) بیشک وہ (قتل وغیرہ کرنے کے سبب) فسادی تھا اور ہم چاہتے تھے کہ ان کمزوروں پر احسان فرمائیں اور ان کو پیشوا بنائیں (کہ بھلائی کے کاموں میں ان کی اقتدا کی جائے......۴......، ائمۃ، کو دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کو یاء سے تبدیل کرنے کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) اور (فرعون کے ملک کا) انہیں وارث بنائیں اور انہیں زمین میں (یعنی سرزمین مصر اور شام میں) قبضہ دیں اور فرعون اور ھامان اور ان کے لشکروں کو دکھا دیں جس کا انہیں ان کی طرف سے خطرہ ہے (یعنی جس نومولود کے وجود سے انہیں ڈر ہے کہ وہ ان سے ان کا ملک وسلطنت کے لے لیگا وہ انہیں دکھا دیں......۵......، اور ایک قرائت میں یری یاء اور راء کے فتح کے ساتھ ہے اور تینوں اسم بر بنائے فاعلیت مرفوع ہیں) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کی......۶......(یعنی الہام کیا، یا مراد یہ ہے کہ عالم خواب میں اسے بتا دیا کہ وہ نومولود بچہ جس کا ذکر عام ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی ہیں، پس آپ علیہ السلام کی ولادت کی خبر آپ علیہ السلام کی ہمشیرہ......۷...... کے علاوہ کسی کو نہ ہو سکی) کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں (یعنی دریائے نیل میں) ڈال دے (اَلْیَمّ کے معنی دریا ہے) اور (اس کے غرق ہونے سے) نہ ڈر اور (اس کی جدائی کا) غم نہ کر بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے (پس آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے آپ علیہ السلام کو تین ماہ تک دودھ پلایا، اس عرصہ میں آپ بالکل نہ روئے پھر آپ کی والدہ کو فرعون کی طرف سے اندیشہ ہوا تو انہوں نے آپ علیہ السلام کو ایک صندوق میں رکھا جس کے اندرونی حصہ کو تارکول سے طلاء کیا گیا تھا اس میں آپ علیہ السلام کا بستر لگا دیا گیا پھر آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے رات کے وقت صندوق کو بلند کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا) تو اسے اٹھا لیا (تابوت کے ساتھ اسی رات کی صبح ہونے پر) آل فرعون (یعنی فرعون کے خدمتگاروں) نے (پھر انہوں نے اس تابوت کو فرعون کے سامنے رکھ دیا، فرعون نے صندوق کھولا اور اس میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باہر نکال لیا، آپ علیہ السلام اس وقت اپنے مبارک انگوٹھے سے دودھ چوس رہے تھے......۸......) کہ (بالآخر) وہ ان کا دشمن ہو (ان کے مردوں کو قتل کر کے) اور غم ہو (عورتوں کو لونڈیاں بنا کر، حزنا کو ایک قرأت میں حاء مضمومہ اور زاء مضمومہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ دونوں لغتوں کے مطابق مصدر ہے اور یہاں یہ مصدر بمعنی اسم فاعل ہے، یا تو یہ حزن سے یا پھر احزن سے ہے) بیشک فرعون......۹......اور (اس کا وزیر) ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے (یعنی گناہگار تھے، انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سزا دے دی گئی، خطئین بمعنی خطیئۃ ہے، آپ کو شہید کرنے کا ارادہ کر لیا تھا یہ بچہ) میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں (پس ان لوگوں نے ان کی بات مان لی) اور وہ بے خبر تھے (ان کے ہاتھوں اپنے ہونے والے انجام سے) اور (جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو فرعون کے موسیٰ علیہ السلام اٹھا لینے کا علم ہوا) تو صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا (یعنی دل انہی کی فکر میں گم ہو گیا) اور قریب تھا وہ اس کا حال کھول دیتی (ظاہر کر دیتی کہ یہاں

اس کا بیٹا ہے،ان کادت میں"ان" مخففہ من الثقیلۃ ہے اور اس کا اسم محذوف ہے یعنی یہ انھا ہے) اگر ہم (صبر دے کر) ڈھارس نہ بندھاتے اس کے دل پر (یعنی اگر ہم نے اس کے دل کو پرسکون نہ کیا ہوتا تو وہ یہ بات ظاہر کر دیتی) کہ وہ مومنین میں سے رہے (یعنی وہ ہمارے وعدے کی تصدیق کرنے والوں میں سے ہے اور لولا کا جواب شرط محذوف ہے جس پر اس کا ماقبل کلام دلالت کر رہا ہے) اور اس نے ان کی بہن (حضرت مریم رضی اللہ عنہا) سے کہا اس کے پیچھے چلی جا (یعنی اس کا پیچھا کر، تا کہ تجھے اس کی خبر معلوم ہو سکے) تو وہ اسے دور جگہ سے (چھپ کر) دیکھتی رہی (فبصرته به بمعنی ابصرته ہے اور جنب بمعنی مکان بعید ہے) اور ان کو خبر نہ تھی (کہ یہ اس کی بہن ہے اور ان کی نگہبانی کر رہی ہے) اور ہم نے پہلے ہی (یعنی اسے اس کی ماں کے پاس لوٹانے سے پہلے) سب دائیاں اس پر حرام کر دیں (یعنی ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سوائے آپ کی والدہ کے ہر دائی کی چھاتی قبول کرنے سے روک دیا......۱۰......) تو (موجود دائیں میں سے آپ علیہ السلام نے کسی کی بھی چھاتی قبول نہ کی) تو (اس کی بہن) بولی کیا میں تمہیں بتادوں ایسے گھر والے کہ تمہارے اس بچہ کو (دودھ پلا کر دیگر خدمت کر کے) پال دیں (یہ بات انہوں نے اس وقت کہی جب انہوں نے آپ علیہ السلام پر ان کا مہربان ہونا دیکھا) اور وہ اس کے خیر خواہ ہیں (یعنی اس ملک کے خیر خواہ ہیں، حضرت مریم سے سوال ہوا کہ وہ اس بچے کے خیر خواہ کیوں ہیں؟ تو آپ نے کہا میری مراد یہ تھی کہ وہ اس ملک کے خیر خواہ ہیں اس وقت آپ نے لہ، کی ضمیر کی تفسیر ملک سے کر دی، آپ کی بات مان لی گئی پھر آپ اپنی والدہ کو لے آئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی چھاتی قبول کر لی، انہوں نے اسے قبول کر لینے سے متعلق دریافت کیا تو آپ نے انہیں جواب دیا کہ میرا جسم خوشبودار ہے اور میرا دودھ خوش گوار ہے......۱۱......، پھر فرعون نے آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رضاعت کرنے کے لئے اپنے گھر لیجانے کی اجازت دے دی تو آپ علیہ السلام کو لے کر واپس پلٹ آئیں جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا) تو ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف پھیرا کہ ماں کی آنکھ (اپنے بیٹے سے ملکر) ٹھنڈی ہو اور (اس وقت) غم نہ کھائے اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ (اس کا بیٹا اسے پھیر دینے کا) سچا ہے لیکن ان میں سے (یعنی لوگوں میں سے) اکثر نہیں جانتے (اس وعدہ کو اور اس بات کو کہ مریم ان کی بہن اور یہ دائی ان کی ماں ہے، پس آپ علیہ السلام دودھ چھڑائے جانے کی مدت تک اپنی ماں کے پاس رہے اور فرعون نے آپ علیہ السلام کی رضاعت کی اجرت یومیہ ایک دینار رکھی تھی، آپ علیہ السلام کی والدہ اسے لے لیتی کیونکہ یہ حربی کافر کا مال تھا......۱۲......اس مدت کے مکمل ہو جانے کے بعد وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس لے آئیں پھر آپ علیہ السلام نے فرعون کے پاس رہ کر پرورش پائی، جیسا کہ اللہ عزوجل نے سورۂ شعراء میں اس بات کو نقل فرمایا ہے ﴿الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین (الشعراء:۱۸)﴾۔

﴿ترکیب﴾

﴿طسم ○ تلک ایت الکتب المبین ○﴾.

طسم: "ھذہ" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، تلک: مبتدا، ایت الکتب المبین: خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نتلوا علیک من نبا موسی و فرعون بالحق لقوم یومنون ○﴾.

نتلوا: فعل "نحن" ضمیر مستتر ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، علیک: ظرف لغو، من: جار، نبا موسی وفرعون: مرکب اضافی مجرور، ملکر ظرف مستقر "شیئا" محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول، لام: جار، قوم: موصوف، یومنون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا یستضعف طائفۃ منھم یذبح ابناء ھم ویستحی نساء ھم﴾.

ان: حرف مشبہ، فرعون: اسم، علا فی الارض: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جعل: فعل "ھو" ضمیر مستتر ذوالحال، یستضعف: فعل بافاعل، طائفۃ: موصوف، منھم: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مبدل منہ، یذبح ابناء ھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یستحی نساء ھم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بدل، ملکر حال، ملکر فاعل، اھلھا: مفعول اول، شیعا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انه کان من المفسدینo﴾۔

انہ: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص بااسم، من المفسدین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الورثینo﴾۔

و: عاطفہ، نرید: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، نمن: فعل بافاعل، علی: جار، الذین: موصول، استضعفوا فی الارض: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نجعلھم ائمۃ: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، نجعلھم الورثین: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامن وجنودھما منھم ما کانوا یحذرونo﴾۔

و: عاطفہ، نمکن: فعل بافاعل، لام: جار، ھم: ذوالحال، فی الارض: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "نمن" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، نری: فعل بافاعل، فرعون: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ھامان وجنود ھما: معطوفان، ملکر مفعول اول، منھم: ظرف لغو، ما کانوا یحذرون: مفعول ثانی ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "نمن" پر معطوف ہے۔

﴿واوحینا الی ام موسی ان ارضعیه﴾

و: عاطفہ، اوحینا: فعل بافاعل، الی: جار، ام موسی: مجرور، ملکر ظرف لغو، ان: مصدریہ، ارضعیہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ان فرعون علا" پر معطوف ہے۔

﴿فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی﴾۔

ف: عاطفہ، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول مقدم، خفت علیہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، القیہ: فعل امر بافاعل ومفعول، فی الیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تخافی: فعل نہی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لا تحزنی: فعل نہی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلینo﴾۔

انا: حرف مشبہ واسم، رادو: اسم فاعل بافاعل مضاف، ہ: ضمیر مضاف الیہ مفعول، الیک: ظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، جاعلو: اسم فاعل بافاعل مضاف، ہ: ضمیر مضاف الیہ مفعول، من المرسلین: ظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فالتقطه ال فرعون لیکون لھم عدوا وحزنا﴾۔

ف: عاطفہ، التقطہ: فعل ومفعول، ال فرعون: فاعل، لام: جار، یکون: فعل ناقص بااسم، لھم: ظرف مستقر حال، مقدم، عدوا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، حزنا: معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فرعون وھامن وجنودھما کانوا خطئینo﴾۔

ان: حرف مشبہ، فرعون: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ھامن وجنود ھما: معطوفان، ملکر اسم، کانوا: فعل ناقص بااسم، خطئین: خبر، ملکر

جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿وقالت امرات فرعون قرت عين لي ولك لا تقتلوه عسى ان ينفعنا او نتخذه ولدا﴾

و: عاطفہ، قالت امرات فرعون: قول، قرۃ عین: موصوف، لی: ظرف مستقر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لک: ظرف مستقر معطوف، ملکر صفت، ملکر "ھو" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول، لا تقتلوہ: فعل نہی با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ثانی، عسی: فعل جار با اسم، ان: مصدریہ، ینفعنا: جملہ فعیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، نتخذہ ولدا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ثالث، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وهم لا يشعرون ○ واصبح فواد ام موسى فرغا﴾

و: حالیہ، ھم: مبتدا، لا یشعرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ "ال فرعون" سے حال واقع ہے، و: مستانفہ، اصبح: فعل ناقص، فواد ام موسی: اسم، فرغا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان كادت لتبدي به لولا ان ربطنا على قلبها لتكون من المومنين○﴾۔

ان: مخففہ با ضمیر شان محذوف "ھو" اسم، کادت: فعل مقارب با اسم، لام: فارقہ تاکیدیہ، تبدی بہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لولا: حرف شرط، ان: مصدریہ، ربطنا: فعل با فاعل، علی قلبها: ظرف لغو، لام: جار، تکون من المومنین: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر محذوف "حاصل" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب لولا محذوف "لابدت بہ" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالت لاخته قصيه فبصرت به عن جنب وهم لايشعرون○﴾۔

و: عاطفہ: قالت لاختہ: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قول، قصیہ: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فذھبت تدتادہ وتقص آثارہ"، بصرت: فعل "ھی" ضمیر مستتر ذوالحال، عن جنب: ظرف مستقر حال اول، و: حالیہ، ھم لا یشعرون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، بہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وحرمنا عليه المراضع من قبل﴾۔

و: مستانفہ، حرمنا: فعل "نا" ضمیر ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، علیہ: ظرف لغو، المراضع: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقالتْ هل ادلكم على اهل بيت يكفلونه لكم وهم له ناصحون○﴾۔

ف: فصیحیہ، قالت: قول، ھل: حرف استفہام، ادلکم: فعل با فاعل ومفعول، علی: جار، اھل بیت: موصوف، یکفلونہ: فعل "واؤ" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ھم: مبتدا، لہ ناصحون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ہ: ضمیر مفعول، لکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ شرط محذوف "لمارات اختہ ذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فرددنه الى امه كي تقر عينها ولا تحزن﴾۔

ف: عاطفہ، رددنہ: فعل با فاعل ومفعول، الی امہ: ظرف لغو، کی: حرف تعلیل وناصب، تقر عینھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تحزن: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولتعلم ان وعدالله حق ولكن اكثرهم لايعلمون○﴾۔

و: عاطفہ، لام: جار، تعلم: فعل بافاعل، ان وعد الله حق: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر فعل محذوف "ردنه" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لکن اکثرھم: حرف مشبہ واسم، لا یعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآن سے نفع اٹھانے والے لوگ:

۱......فائدہ اٹھانے کا تعلق احساس سے ہوتا ہے، جس کے دل میں ایمان کا نور ہو، وہ قرآن کی جانب مائل بھی ہوتا ہے اور فائدہ بھی اٹھاتا ہے۔ اللہ عزوجل نے بالکل ابتداء میں فرمادیا ﴿ھدی للمتقین ھدایت پرہیزگاروں کے لئے (البقرۃ:۲)﴾۔ پرہیزگاری کا تعلق ایمان سے ہے جس کا ایمان جتنا مضبوط ہوگا وہ اتنا ہی خوف خدا والا ہوگا اور جو خوف خدا والا ہوگا اُخروی درجات بھی اسی کے بلند ہونگے۔ سیدنا مالک بن دینار فرماتے ہیں: میں نے حسن بصری کو خواب میں دیکھا کہ ان کا رنگ چمک رہا تھا، چہرہ مبارک نور بار تھا اور چہرے کی مکمل چمک کی وجہ سے آنسوؤں کی لڑی بھی چمک رہی تھی، میں نے پوچھا: ''اے ابوسعید! کیا آپ کا انتقال نہیں ہوا؟ بولے ہاں ہوگیا ہے، میں نے پوچھا: آپ کو کیا مقام ومرتبہ ملا؟ خدا کی قسم آپ نے تو ساری زندگی فکر آخرت اور خوف خدا میں روتے ہوئے گزاردی''۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ''فکر آخرت اور خوف خدا کے سبب گریہ وزاری ہی نے تو اللہ نے ہمارے لئے نیک لوگوں کے درجات پانے کا ذریعہ بنادیا ہے اور ہمیں متقین کے درجات پر فائز کیا ہے، اللہ کی قسم! یہ ہم پر ہمارے رب کا بہت فضل ہے''۔ میں نے کہا: ''اے ابوسعید! مجھے کوئی نصیحت کیجئے''، فرمایا: ''دنیا کے اندر جو سب سے زیادہ غمگین رہتے ہیں آخرت میں سب سے زیادہ خوش ہوتے ہیں''۔

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، رقم:۳۹، ج۳، ص۴۵)

حضرت ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید المعروف ابن ابی الدنیا بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا موسیٰ بن حماد نے فرمایا: میں نے حضرت سفیان ثوری کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک درخت سے دوسرے درخت تک اُڑتے پھر رہے ہیں تو عرض کی، اے ابو عبداللہ! آپ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا: ''تقویٰ و پرہیزگاری کی وجہ سے''، پھر پوچھا: ''حضرت علی بن عاصم کا کیا حال ہے؟ ارشاد فرمایا: ''وہ ہم سے اتنے بلند ہیں کہ ہم انہیں ایسے ہی دیکھتے ہیں جیسے زمین سے ستارے کو دیکھا جاتا ہے''۔

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، باب: ماروی من الشعر فی المنام، رقم:۲۷۵، ج۳، ص۱۳۵)

سرزمین مصر کے لوگ گروھوں میں بٹ گئے:

۲......حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ گروھوں میں بٹ جانے سے مراد یہ ہے کہ بعض مصری فرعون کی عبادت کرتے، بعض کو قتل کردیا گیا اور بعض کو زندہ رکھا گیا۔

(الدر المنثور، ج۵، ص۲۲٦)

فرعون نے سرزمین مصر کے باسیوں کو گروھوں میں تقسیم کردیا، جب وہ خدمت لینے کا ارادہ کرتا تو لوگ گروہ در گروہ اس کے پاس حاضر ہوتے، یا اس نے بعض گروھوں کو بعض کا تابع بنادیا تھا یا اس نے ان کے گروہ بنادیئے اور ان میں قبطی کو معزز کردیا اور دوسرے یعنی بنی اسرائیل کو توہین وتحقیر کے سبب ادنی اور گھٹیا بنادیا یا خدمت اور کام کے لئے اس نے مختلف گروہ بنادیئے اور ہر گروہ سے علیحدہ علیحدہ کام لیتا یا معنی یہ ہے کہ اہل مصر کے مختلف فرقے بنادیئے اور انہیں آپس میں ایک دوسرے کی دشمنی اور عداوت پر برانگیختہ کیا تاکہ وہ اس کے خلاف متفق نہ ہوسکیں اور قاموس میں ہے کہ شیعۃ الرجل سے مراد آدمی کے متبعین ومددگار ہیں اور علیحدہ فرقے ہیں۔

(المظھری، ج۵، ص۳٦۱ وغیرہ)

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل فرعون کی خدمت بجالانے کے اعتبار سے کئی اقسام میں منقسم

تھے، ان میں سے طاقتور و توانا افراد کا ایک گروہ پہاڑوں سے پتھر کاٹتا تو دوسرا گروہ فرعون کے محلات کی تعمیر کرنے کے لئے ان پتھروں اور مٹی وغیرہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا، تیسرا گروہ مٹی سے اینٹیں بنا کر انہیں پختہ بناتا، ایک گروہ بڑھئی کا کام کرتا تو ایک لوہے کا کام سرانجام دیتا۔ پس ان میں سے جو کمزور ہوتے ان پر فرعون نے جزیہ مقرر کر رکھا تھا، نیز بنی اسرائیل کی عورتیں فرعون کے لئے ریشم کات کر اس سے کپڑا بنتی تھیں۔ (الجمل، ج۱، ص۷۵)

ولادت موسیٰ علیہ السلام سے قبل فرعون کے خدشات:

۳...... ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں: ''کاہنوں نے فرعون کو بتایا تھا کہ ''بنی اسرائیل میں اس سال ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو تیری سلطنت کا تختہ الٹ دے گا۔'' پس فرعون نے ہر ہزار عورتوں پر ایک سو آدمی متعین کر دیئے، یعنی ہر سو پر دس اور ہر دس پر ایک مقرر کر کے حکم دیا: ''شہر میں ہر حاملہ عورت کی نگرانی کرتے رہو، جب وہ بچہ جنے تو اگر وہ بچہ مذکر ہو تو اسے قتل کر دو اور اگر مؤنث ہو تو چھوڑ دو۔'' (الدر المنثور، ج۱، ص ۱۳۳)

پیشوا ہمیشہ نیک ہی ہوتے ہیں:

۴...... اللہ عزوجل نے کمزوروں پر احسان فرمایا، ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ اللہ عزوجل نے کمزوروں کو کیسے جمع فرمایا اور اللہ عزوجل کا ان کمزوروں پر احسان فرمانے کا ارادہ بھی تھا اور جب اللہ عزوجل کسی چیز کا ارادہ کرے تو دوسرے وقت کا توقف نہیں فرماتا؟ ہم کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا کمزوروں پر پہلا احسان یہ تھا کہ انہیں فرعون سے نجات دی پھر اسی احسان کو دوسرے احسان کے مقارن کر دیا گیا جس کا بیان پیشوا بنانے اور سرزمین مصر کا وارث کرنے کے بیان میں ہے۔ اللہ عزوجل کے فرمان کا مقصود یہ ہے کہ ہم نے انہیں دین و دنیا میں مقدم کر دیا اور مجاہد کا قول یہ ہے کہ انہیں خیر کی دعوت دی اور قتادہ کہتے ہیں کہ انہیں فرعون کے شہر، سرزمین اور ساز و سامان کا مالک کر دیا۔ (الرازی، ج۸، ص ۵۷۸)

ہم کہتے ہیں کسی بھی قول کو درست ماننے کی صورت میں ہمارا دعویٰ ثابت ہوا کہ پیشوا ہمیشہ نیک ہی ہوتے ہیں۔ جب کمزوروں کو سرزمین مصر کا وارث کرنا مقصود تھا تو انہیں خیر پر جمع کر دیا، تمام تر ممکنہ اختیارات سے نواز دیا، سرزمین مصر کا وارث کرنے کے ساتھ ساتھ فرعون کے مال و متاع کا حاکم کر دیا۔ نیکوں پر یہ احسان کیوں ہوتا ہے؟ اس کے کئی جوابات ہو سکتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: (۱)...... تاکہ نیکی کا کام بڑھے، (۲)...... خدا ترس لوگ نظام حکومت کو شرعی تقاضوں سے چلائیں، (۳)...... ناپسندیدہ امور کا صدباب ہو جائے، (۴)...... دشمنان اسلام کی ناپاک سوچ سے معاشرہ اثر انداز نہ ہو، (۵)...... غیر اسلامی مفاد پرست طاقتوں کا صدباب ہو سکے۔ (۶)...... جعلی، دین دشمن، مفاد پرستوں سے چھٹکارا ملے۔

قبل از ولادت و بعد کے ارہاصات:

۵...... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے وضع حمل کا زمانہ قریب آ گیا، فرعون نے دائیوں کو بنی اسرائیل کی حاملہ عورتوں کی نگرانی کے لئے مقرر کیا ہوا تھا، ان میں سے ایک دائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی سہیلی اور مخلص دوست تھی جب ان کو درد زہ کی سخت تکلیف ہوئی تو انہوں نے اپنی اس سہیلی کو بلوایا اور کہا تم دیکھ رہی ہو کہ مجھے کتنی تکلیف ہے، تمہاری محبت آج میرے کام آنی چاہیے، اس نے اپنی کارروائی کی حتی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں جو نور تھا اس سے وہ دائی دہشت زدہ ہو گئی اور اس کا جوڑ جوڑ کانپنے لگا، اس کے دل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت سما گئی، پھر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں سے کہا کہ جب تم نے مجھے بلایا تھا تو میرا ارادہ تھا کہ میں اس بچے کو مار ڈالوں گی، لیکن تمہارے اس بیٹے سے مجھے اتنی محبت ہو گئی ہے

بیٹی کسی سے نہیں ہوئی، تم اس کی حفاظت کرنا کیونکہ اس کے دشمن بہت ہیں، جب دائی ان کے گھر سے نکلی تو فرعون کے بعض جاسوسوں نے اسے دیکھ لیا، وہ حضرت موسی علیہ السلام کی ماں سے ملنے کے بہانے ان کے گھر آئے، حضرت موسی علیہ السلام کی بہن نے کہا کہ اے ماں! دروازے پر سپاہی کھڑے ہیں اور اس نے حضرت موسی علیہ السلام کو کپڑے میں لپیٹ کر جلتے ہوئے تنور میں رکھ دیا، اس وقت شدید خوف سے انہیں یہی درست لگا، جب سپاہی گھر میں داخل ہوئے تو تنور جل رہا تھا، انہوں نے دیکھا کہ حضرت موسی علیہ السلام کی ماں اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھیں، انہوں نے پوچھا کہ یہ دائی تمہارے ہاں کیوں آئی تھی؟ انہوں نے کہا وہ میری دوست ہے ملنے آئی تھی، سپاہی چلے گئے، پھر ماں نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ بچہ کہاں ہے؟ تو حضرت موسی علیہ السلام کی بہن نے کہا کہ مجھے پتہ نہیں، اتنے میں تنور سے بچے کے رونے کی آواز آئی، وہ دوڑ کر تنور کی طرف گئی، اللہ عزوجل نے تنور کو موسی علیہ السلام پر ٹھنڈا اور سلامتی والا بنادیا، انہوں نے بچے کو اٹھالیا، پھر جب ماں نے دیکھا کہ فرعون بچے کی تلاشی میں سختی کر رہا ہے تو اللہ عزوجل نے ان کے دل میں ڈالا کہ وہ انہیں تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دیں چنانچہ ایسا ہی کیا اور بڑھئی کے پاس تابوت بنوانے گئیں، بڑھئی نے کہا کہ تم اتنا چھوٹا تابوت بنوا کر کیا کرو گی، انہوں نے جھوٹ بولنا ناپسند کیا اور کہا کہ اپنے بچے کو چھپاؤں گی، بڑھئی نے تابوت تو بنادیا ساتھ ہی ان لوگوں کے پاس بھی اطلاع دینے چلا گیا، لیکن قدرت کا کرنا ایسا کہ اس نے زبان کھولنا چاہی تو اللہ عزوجل نے اس کی قوت گویائی سلب کرلی، ہاتھوں کے اشارے سے بتانے لگا لیکن لوگ کچھ نہ پائے اور اسے پاگل جان کر خوب مارا، تین بار ایسا ہوا اور ساتھ ہی اس کی بینائی بھی جاتی رہی۔ اس نے سچے دل سے توبہ کی تو اللہ عزوجل نے اس کی قوت گویائی اور بینائی دونوں ہی لوٹا دیں۔ (روح المعانی، الجزء ۲۰، ص ۳۴۲)

حضرت موسی کی والدہ کا نام گرامی اور ان کی جانب وحی کا معنی:

۶...... امام قرطبی کہتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام ایارخا تھا، اور ایک قول ایارخت کا بھی ہے اور ثعلبی کہتے ہیں ہیں کہ ان کا نام لوحابنت ھاند بن لاوی بن یعقوب تھا۔ (القرطبی، الجزء: ۲۰، ص)۔

امام بغوی کہتے ہیں کہ ان کا نام یوحانذ بنت لاوی بن یعقوب تھا۔ (البغوی، ص ۷۰۵)

حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ نبی نہ تھیں اس لیے کہ کوئی عورت نبی نہیں ہوسکتی، اللہ کا فرمان واضح ہے ﴿وما ارسلنک قبلک الا رجالا نوحی الیھم آپ سے پہلے ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے وہ سب مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے ہیں (الانبیاء: ۷)﴾۔

حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کو الہام کیے جانے سے مراد ان کا دیکھا ہوا خواب ہے جو انہوں نے بوقت ولادت دیکھا تھا، خواب یہ تھا کہ حضرت موسی علیہ السلام کو انہوں نے ایک تابوت میں رکھا پھر اس کو دریا میں ڈال دیا، اور اللہ نے حضرت موسی علیہ السلام کو پھر حیلہ کے ذریعے ان تک لوٹا دیا۔ الہام سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دل میں بات آکر جم گئی اور ہر شخص کو ایسا سابقہ پیش آتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ الہام سے مراد دل میں کسی بات کا جم جانا ہے۔ (تبیان القرآن، ج۷، ص ۳۷۰)۔

حضرت موسی کی ہمشیرہ "مریم" و بی بی آسیہ کے فضائل:

۷...... حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار خطوط کھینچے، پھر آپ نے فرمایا: "تم جانتے ہو یہ کیسے خطوط ہیں"؟ مسلمانوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اہل جنت کی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد ہیں، اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم ہیں جو فرعون کی بیوی ہیں۔

(المعجم الکبیر، عکرمہ عن عبداللہ، رقم: ۱۱۹۲۸، ج ۱۱، ص ۲۶۶)

☆...... حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت کی عورتوں کی سردار مریم بنت عمران ہیں، پھر فاطمہ بنت

محمد ہیں، پھر خدیجہ ہیں پھر آسیہ زوجہ فرعون ہیں"۔ (المعجم الکبیر، کریب عن ابن عباس، رقم:۱۲۱۷۹، ج۱۱، ص ۳۲۸)

☆......حضرت سعد بن جنادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ نے مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے (جنت میں) میرا نکاح کر دیا"۔ (المعجم الکبیر، عن سعد بن جنادہ، رقم:۵۴۸۵، ج۶، ص ۵۲)

انگوٹھے مبارک سے دودھ چوسنا:

۸......کہا جاتا ہے کہ فرعون کی ایک ہی بیٹی تھی اور اس کے علاوہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی، فرعون کے نزدیک اس کی بیٹی سب سے زیادہ مکرم ومحترم تھی اور ہر روز فرعون کے پاس اس کی تین آرزوئیں تھیں، اس لڑکی کو برص کی بیماری تھی جس کے علاج کے لئے اس نے تمام اطباء کو جمع کیا انہوں کے غور وفکر کر کے کہا کہ تمہاری یہ بیٹی صرف دریا کی طرف سے تندرست ہوسکتی ہے اس دریا سے انسان کے مشابہ کوئی شخص ملے گا، اس کے لعاب دھن کو اس کے مرض پر لگانے سے اِسے شفاء ملے گی۔ اور یہ کام فلاں دن، فلاں وقت میں طلوع آفتاب کے بعد ہوگا، جب وہ پیر کا دن آیا تو فرعون ایک مجلس کے ساتھ دریائے نیل کے کنارے بیٹھ گیا، اس کے ساتھ اس کی بیوی آسیہ بنت مزاحم بھی تھی اور فرعون کی بیٹی بھی اپنی سہیلیوں کے ہمراہ موجود تھی وہ ایک دوسرے کے ساتھ کھیل رہی تھیں اور ایک دوسرے پر پانی کے چھینٹے مار رہی تھیں کہ دریا کہ موجیں ایک تابوت ساتھ لے آئیں، فرعون بولا یہ دریا میں کوئی چیز ہے جو درخت کے ساتھ اٹک گئی ہے اسے میرے پاس لاؤ، لوگ ہر طرف سے کشتیاں لے کر آئے حتی کہ اس تابوت کو فرعون کے سامنے لا رکھا، بڑی مشکل سے تابوت کھولا گیا تو اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے، ان کی آنکھوں کے مابین نور تھا اور وہ اپنے انگوٹھے سے دودھ چوس رہے تھے، اللہ عزوجل نے آسیہ اور فرعون کے دل میں اس بچے کی محبت ڈال دی، جب اس بچے کو تابوت سے نکالا تو جہاں ان کا لعاب دھن گرا تھا فرعون کی بیٹی نے اسے لیکر اپنے مرض والے حصے پر لگایا فوراً تندرست ہوگئی، اس نے بچے کو چوما اور سینے سے لگالیا، فرعون کی قوم کے گمراہ لوگوں نے کہا کہ اے بادشاہ! ہمیں گمان ہے کہ یہ وہی بچہ کا جس سے ہم کو خطرہ ہے، انہوں نے اس کو آپ کے ڈر سے دریا میں ڈال دیا ہے، آپ اس کو قتل کر دیں، فرعون نے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو بی بی آسیہ نے کہا کہ یہ بچہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کریں، ہوسکتا ہے یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں، اس نے فرعون سے موسیٰ علیہ السلام کو مانگ لیا اور فرعون نے دے کر کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ (روح البیان، ج۶، ص۴۹۱)

فرعون کا نسب:

۹......فرعون عمالقہ (یعنی قبطی قوم) کے بادشاہ کو کہتے ہیں جو کہ عملیق بن لاوذ بن ارم بن سام بن نوح کی نسل سے ہوتے تھے، جیسا کہ ایرانیوں کے بادشاہ کا نام کسریٰ اور رومیوں کے بادشاہ کا نام قیصر ہوتا تھا، (حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے) فرعون کے نام کے بارے میں اکثر مفسرینِ کرام کی رائے ہے کہ اس کا نام ولید بن معصب بن ریان تھا جسکی عمر چار سو برس سے زیادہ تھی اور یہی مشہور قول ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۷۴)

دیگر خواتین کا دودھ نہ لینے کی وجوہات:

۱۰......حضرت موسیٰ علیہ السلام پر شرعی تقاضوں کی بناء پر دیگر عورتوں کا دودھ لینا حرام نہ ہوا تھا بلکہ طبعی تقاضوں کے پیش نظر انہیں دیگر خواتین کے دودھ لینے سے روکا گیا چنانچہ بھوک لگنے کے باوجود دودھ نہ لیتے، ماں کے دودھ کی لذت، خوشبو انہیں دیگر خواتین کے دودھ سے روکے رکھا تھا، تین ماہ تک ماں کے جسم سے انسیت نے بھی انہیں روک دیا، اللہ عزوجل نے دیگر عورتوں کے دودھ میں ان کے لئے ایسی کڑواہٹ پیدا کردی کہ بھوک کے باوجود دودھ سے رُکے رہے۔ (الرازی، ج۸، ص۵۸۲)

طبی لحاظ سے ماں کے دودھ کی خصوصیات:

اا......علامہ اسماعیل حقی حدیث نقل کرتے ہیں: ''لیس للصبی خیر من لبن امہ یعنی بچے کے لئے ماں کے دودھ کے سوا کچھ بہتر نہیں ہے''۔ (روح البیان، ج۶، ص۴۹۵)

شیر خوار بچے کو دن میں ۸ سے ۱۰ مرتبہ ماں کا دودھ پلائیں اور درمیان میں دو سے گھنٹے کا وقفہ رکھیں، ماں کا دودھ پینے والے بچے نہ صرف جسمانی اعتبار سے بلکہ عقلی شعور یعنی (physicaly andmentally) اچھی نشر و نما پاتے ہیں۔ اور ان بچوں میں قوت مدافعت دیگر بچوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے جو ماں کے دودھ کے علاوہ دودھ پیتے ہیں۔ قبائلی پنجاب میں صرف بارہ فیصد ایسے بچے ہیں جو کہ ماں کا دودھ پیتے ہیں اور ایک سال کی عمر میں پہنچنے سے پہلے انتقال کر جاتے ہیں۔

Amarican cencer society and National cencer institute of united states کی ریسرچ کے مطابق جو خواتین اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں ان میں کینسر کا مرض کم ہوتا ہے۔ ماں کا دودھ بچے کو ۳۸٪ پروٹین، ۳۱٪ انرجی، ۴۵٪ وٹامن اے، ۹۵٪ وٹامن سی کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ اور یہ ۵۰۰m دودھ پلانے سے بچے کو حاصل ہوتا ہے جو کہ تقریباً دو سال میں پورا ہو جاتا ہے۔ ۴۰٪ بچے جو کہ ماں کا دودھ نہیں پیتے ان میں ماں کا دودھ پینے والوں کی بنسبت زیادہ دانتوں کے امراض ہوتے ہیں۔

حربی کافر کا مال کھانے کا حکم:

۱۲......اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اس مقام پر تین باتیں بیان کی ہیں جو ہم ترتیب وار درج ذیل ذکر کرتے ہیں:

(۱)......اشیائے خوردنی جو شریعت نے حلال کی ہیں حلال ہیں، ہنود کی کوئی تخصیص نہیں کہ وہ چیزیں خاص ہندوؤں کی کھانے کی ہیں، ہاں ہندو کے یہاں کا کھانا اگر گوشت ہے حرام ہے، اور اس کے سوا اور چیزیں مباح ہیں، جب تک اُن کی حرمت یا نجاست متحقق نہ ہو اور بچنا اولی ہے۔

(۲)......ہندو کے ساتھ کھانا کھانے کا سوال بے معنی ہے، ہندو کب اُس کے ساتھ کھائے گا، اور اگر ایسا ہو تو اُسے نہ چاہیے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: '' لاتؤاکلوھم ولا تشاربوھم یعنی ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ ان کے ساتھ پانی پیؤ''۔

(۳)......غیر مسلم چار قسم ہیں: کتابی، مجوسی، مشرک، مرتد۔ کتابی اگر کتابی ہو ملحد نہ ہو تو اُس کا ذبیحہ اور اُس کے یہاں کا گوشت بھی حلال ہے، اور باقیوں کے یہاں کا گوشت حرام، اور مرتد اُن میں سب سے خبیث تر ہے، اُس کے پاس نشست و برخاست مطلقاً ناجائز، اور ساتھ کھانا ہر کافر کے ساتھ بُرا ہے، پھر اگر اُس میں بدمذہبی کی تہمت ہو جیسے نصرانی کے ساتھ کھانا مسلمانوں کے لئے زیادہ باعث نفرت ہو تو اس کا حکم اور سخت تر ہو گا ورنہ اُس اصل حکم میں کہ اُن کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ پانی نہ پیو سب برابر ہیں۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، باب: شرب و طعام، ج۲۱، ص ۶۶۸)

اغراض:

نزلت بالجحفة: سید عالم ﷺ جس وقت غار سے ہجرت کرتے ہوئے نکلے اور مقام جحفہ میں نزول فرمایا، جب مکۃ المکرمہ کے راستے کو پہچانا تو دل مکۃ المکرمہ جانے کا مشتاق ہوا اور یہ آیت سفر ہی میں سید عالم ﷺ کی تسلی خاطر و مکۃ المکرمہ کے سفر کی خوشخبری دینے کے لئے نازل ہوئی، کہ سید عالم ﷺ مکۃ المکرمہ کی جانب ضرور تشریف لے جائیں گے۔ اور عارفین کے نزدیک یہاں نزول آیت مسافر کو آرام و سکون کے ساتھ سفر مکمل کرنے کے لئے بشارت بھی ہے، اور موت یا آخرت تک کی معاد مراد لینا بھی جائز ہے اور

یہ آیت نہ تو مکۃ المکرمہ میں نازل ہوئی اور نہ ہی مدینۃ المنورہ میں، نہ تو ہجرت سے قبل نازل ہوئی اور نہ ہی بعد ہجرت کے مقیم ہو جانے پر بلکہ یہ آیت تو سفر میں (مقام جحفہ میں) نازل ہوئی۔

ای هذه الآیات: یعنی اس سورہ کی آیات، اور اس کی جانب مفسر نے اللہ ﷻ کے علم کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

لا جلهم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ "لقوم" میں لام تعلیل کا ہے، اور اس سے مقصود مومنین ہیں کیونکہ یہی آیات قرآنیہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ **الی قوله :** ﴿لا نبتغی الجاهلین﴾ مراد چار آیات ہیں۔

تعظم : بمعنی تکبر و افتخر ہے۔ **بالقتل و غیره:** یعنی الوہیت کا دعوی کرنا۔

یقتدی بهم: یعنی لوگوں کے ذلیل و رسوا ہونے کے بعد، ان کی ائمہ کی اقتداء کرنا مراد ہے۔

یخافون من الموت: اور یہ خوف حضرت موسی علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر اور غرق ہونے کے مناظر کا ادارک کر کے ہوا۔

وحی الهام او منام: یہ مفسرین کے دو اقوال ہیں، یا اسی قسم کی کوئی اور چیز سے حضرت موسی علیہ السلام کی ماں کو خبردار کیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ وحی غیر نبی کے لئے نہیں ہو سکتی، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ احکام شرع کے ساتھ فرشتوں کا کسی کے پاس نزول کرنا ممنوع ہے، اور اس کے علاوہ معاملات جائز ہیں، جب کہ اس کے علاوہ معاملے میں فرشتے کا نزول ہونا جائز ہے، جس کی نظیر سورۃ البقرۃ میں گزر چکی ہے۔ **غـرفة:** اس جملے سے خوف کے ثابت یا منفی ہونے کے تناقض کو دفع کیا گیا ہے، پس مثبت ہونا یہ ہے کہ ذبح کا خوف ہو اور منفی ہونا یہ ہے کہ غرق ہو جانے کا خوف لاحق ہو۔

فوضعته فی تابوت: والدہ محترمہ نے حضرت موسی علیہ السلام کو حکم کے مطابق تابوت میں رکھ دیا، جس کا طول پانچ بالشت اور اتنا ہی عرض تھا، اور تابوت کو تالا لگا دیا۔ **ممهد:** یعنی تابوت کے اندر کا فرش، جو کہ روئی وغیرہ کے ذریعے اندر سے مفرش تھی۔

صبیحة اللیل: سے مراد پیر کا دن ہے۔ **فی عاقبة الامر:** "لیکون" میں لام عاقبت اور صیرورت کا ہے نہ کہ علت کا۔

فعوقبوا علی یدیه: یعنی فرعونیوں نے اپنے ہاتھوں عذاب کا منہ دیکھا، پس یہ ان کے لئے بڑی ذلت ہے۔

فاطاعوها: جیسا کہ مصر کے اُمراء کی عادت ہوا کرتی ہے، کہ اپنی عورتوں کی بات مانتے ہیں۔

مـما سواه: یعنی صبح کو موسی علیہ السلام کی والدہ کو فکر لاحق ہوئی، شیطان نے انہیں وسوسہ دیا کہ ہو سکتا ہے کہ فرعون نے تیرے بیٹے کو قتل کر دیا ہو، اسے قتل کر کے دریا میں ڈال دے وغیرہ اور اس وجہ سے وہ بھول گئیں کہ اللہ علیہ السلام نے ان کی جانب کچھ الہام وغیرہ فرمایا تھا، المختصر۔

مریم: ایک قول یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کی بہن کا نام مریم، جب کہ کلثمۃ اور کلثوم ہونے کا بھی قول ملتا ہے۔

ای منعناه: سے مراد کراہیت تحریمی کی جانب اشارہ ہے، جب کہ نابالغ مکلف نہیں ہوا کرتا۔

فقبل ثدیها: سے مراد یہ ہے کہ فرعون کے پاس آٹھ روز رہنے کے باوجود حضرت موسی علیہ السلام نے کسی کا دودھ نہیں لیا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جب ہامان نے فرمان ﴿وهم له ناصحون﴾ سنا تو کہا کہ میں ایسے لوگوں کی جانب رہنمائی کراؤں گا، پس اس نے بی بی مریم پکڑ لیا اور معلومات حاصل کیں، جس پر بی بی مریم نے کہا کہ میں ایسے لوگوں کی جانب رہنمائی کروں گی جس سے بچہ دودھ لے گا، پس فرعون نے حکم دیا اور بی بی مریم اپنی والدہ کو لے آئیں۔

فمکث عندها الی ان فطمته: سے مراد دو سال ہیں۔ **وغیره:** سے مراد تربیت اور اصلاح حال ہے۔

واخذتها لانها مال حربی: حربی کا مال لینا کیسے جائز ہے، کہ حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کا دودھ پلانے کی اجرت لینا کیسا ہے؟۔

(الصاوی، ج٤، ص٢٧٨ وغیرہ)

رکوع نمبر:۵

﴿ ولما بلغ اشده ﴾وَهوَ ثَلاثُونَ سَنةً أو ثَلثٌ﴿ واستوى ﴾اَى بَلَغَ اَربَعِينَ سَنَةً ﴿اتينه حكما﴾حِكمَةً﴿ وعلما ﴾فِقهًا فِى الدِّينِ قَبلَ اَنْ يبعَثَ نَبِيًّا ﴿ وكذلك ﴾كما جَزَينَاهُ ﴿ نجزى المحسنين (۱۴)﴾لِاَنفُسِهِمْ﴿ ودخل ﴾مُوسٰى﴿ المدينة ﴾مَدِينَةَ فِرعَونَ وَهِىَ مُنُفُ بَعدَ اَن غَابَ عَنهُ مُدَّةً﴿ على حين غفلة من اهلها ﴾وَقتَ القَيلُولَةِ﴿ فوجد فيها رجلين يقتتلن ز هذا من شيعته ﴾اَى اِسرائِيلِىٌّ﴿ وهذا من عدوه ج﴾اَى قِبطِىٌّ يَسخَرُ الْاِسرائِيلِيَّ لِيَحمِلَ حَطَبًا اِلى مَطبَخِ فِرعَونَ﴿ فاستغاثه الذى من شيعته على الذى من عدوه لا﴾فَقالَ لهُ موسٰى خَلِّ سَبِيلَهُ فَقِيلَ اِنَّهُ قَالَ لِمُوسٰى لَقدْ هَمَمْتُ اَن اَحمِلَهُ عَلَيكَ ﴿ فوكزه موسى ﴾اَى ضَرَبَهُ بِجَمعِ كَفِّهِ وَكانَ شَدِيدَ القُوَّةِ والبَطشِ﴿ فقضى عليه ﴾اَى قَتَلَهُ وَلَمْ يَكُنْ قَصدُ قَتلِهِ وَدَفَنَهُ فِى الرَّمَلِ﴿ قال هذا ﴾اَى قَتلُهُ﴿ من عمل الشيطن ط﴾المُهَيِّجِ غَضَبِى﴿ انه عدو﴾لِابْنِ آدمَ﴿ مضل ﴾لَهُ﴿ مبين (۱۵)﴾بَيِّنُ الْاِضلالِ﴿ قال ﴾نَادِمًا﴿ رب انى ظلمت نفسى ﴾بِقَتلِهِ﴿ فاغفرلى فغفرله ط انه هو الغفور الرحيم (۱۶)﴾اَىِ المُتَّصِفُ بِهِما اَزَلًا وَاَبَدًا ﴿ قال رب بما انعمت ﴾بِحَقِّ اِنعَامِكَ﴿ على ﴾بِالمَغفِرَةِ اَعصِمنِى﴿ فلن اكون ظهيرا ﴾اَعوانًا﴿ للمجرمين (۱۷)﴾اَلْكَافِرِينَ بَعدَ هٰذِهِ اِنْ عَصَمتَنِى ﴿ فاصبح فى المدينة خائفا يترقب ﴾يَنتَظِرُ مَا يَنَالُهُ مِن جِهَةِ القَتِيلِ﴿ فاذا الذى استنصره بالامس يستصرخه ﴾يَستَغِيثُ بِهِ عَلى قِبطِيٍّ آخرَ﴿ قال له موسى انك لغوى مبين (۱۸)﴾بَيِّنُ الغَوايَةِ لِمَا فَعَلتَهُ اَمسِ وَاليَومِ﴿ فلما ان ﴾زَائِدَةٌ﴿ اراد ان يبطش بالذى هو عدو لهما لا﴾لِمُوسٰى وَالمُستَغِيثُ بِهِ﴿قال﴾اَلمُستَغِيثُ ظَانًّا اَنَّهُ يَبطِشُ بِهِ لَمَّا قالَ لَهُ﴿ يموسى اتريد ان تقتلنى كما قتلت نفسا م بالامس صلے ق ان ﴾مَا﴿تريد الا ان تكون جبارا فى الارض وما تريد ان تكون من المصلحين (۱۹)﴾فَسَمِعَ القِبطِيُّ ذلكَ فَعَلِمَ اَنَّ القَاتِلَ مُوسٰى فَانطَلَقَ اِلى فرعونَ فَاَخبَرَهُ بِذَالكَ فَاَمَرَ فِرعونُ الذَّبَّاحِينَ بِقَتلِ مُوسٰى فَاَخَذُوا الطَّرِيقَ اِلَيهِ قَال تعالٰى﴿ وجاء رجل ﴾هُوَ مُومِنٌ الِ فرعَونَ﴿ من اقصا المدينة ﴾آخِرِهَا﴿ يسعى ز﴾يُسرِعُ فِى مَشيِهِ مِن طَرِيقٍ اَقرَبَ مِنْ طَرِيقِهِم﴿ قال يموسى ان الملا ﴾مِن قَومِ فِرعَونَ﴿ ياتمرون بك ﴾يَتَشَاوَرُونَ فِيكَ﴿ليقتلوك فاخرج ﴾مِنَ المَدِينَةِ﴿ انى لك من النصحين (۲۰)﴾فِى الْاَمرِ بِالخُرُوجِ﴿ فخرج منها خائفا يترقب ﴾لُحُوقَ طَالِبٍ اَو غَوثَ اللهِ اِيَّاهُ ﴿ قال رب نجنى من القوم الظلمين (۲۱)﴾قَومِ فرعَونَ.

﴿ترجمہ﴾

اور جب اپنی جوانی کو پہنچا (تیس یا تینتیس سال کے ہوئے ......) اور پورے زور پر آیا (یعنی چالیس سال کے ہوگئے) ہم نے

اسے حکم (یعنی حکمت) اور علم (یعنی دینی فقاہت ......۲......) عطا فرمایا (نبی مبعوث کرنے سے بھی پہلے......۳......) اور اسی طرح (جیسا کہ ہم نے اسے صلہ دیا) ہم صلہ دیتے ہیں (اپنی جانوں پر) احسان کرنے والوں کو اور (موسیٰ علیہ السلام) شہر میں داخل ہوا (یعنی فرعون کے شہر میں جس کا نام مسنف......۴......تھا، کافی مدت وہاں سے غائب رہنے کے بعد) شہر والوں کی غفلت کے وقت (یعنی دوپہر میں ان کے سوتے کے وقت......۵......) تو اس میں دو مرد لڑتے پائے ایک موسیٰ کے گروہ سے تھا (یعنی اسرائیلی......۶......تھا) اور دوسرا اس کے دشمنوں سے (یعنی قبطی تھا، جو اسرائیلی کو قابو میں کر رہا تھا تا کہ ایندھن اس سے اٹھوا کر فرعون کے باورچی خانہ تک لے جائے) تو وہ جو اس کے گروہ سے تھا اس نے موسیٰ سے مدد مانگی اس پر جو اس کے دشمنوں میں تھا (اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس قبطی سے کہا اس کو جانے دو، کہتے ہیں اس قبطی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اب یہ ایندھن میں تم سے اٹھواؤں گا) تو موسیٰ نے اس کے گھونسا مارا (وکز کا معنی گھونسا بنا کر مارنا، آپ علیہ السلام انتہائی قوی اور طاقتور تھے......۷......) تو اس کا کام تمام کر دیا (یعنی اسے قتل کر دیا گھونسا مارنے سے آپ علیہ السلام کا مقصد اسے قتل کرنا نہیں تھا پھر آپ علیہ السلام نے اسے ریت میں دفن کر دیا......۸......) کہا یہ (یعنی قبطی کا قتل) شیطان کی طرف سے ہوا (کہ جس نے میرے جلال کو ابھارا) بیشک وہ (یعنی شیطان) دشمن ہے (انسانوں کا) کھلا گمراہ کرنے والا ہے (مضل مبین بمعنی بین الاضلال ہے) عرض کی (اظہار ندامت کرتے) اے میرے رب میں نے (میں اسے قتل کر کے) اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے بخش دے تو رب نے اسے بخش دیا بیشک وہی بخشنے والا مہربان......۹......(یعنی ہمیشہ سے ان دونوں اوصاف سے متصف ہے اور ہمیشہ رہے گا) عرض کی اے میرے رب جیسا تو نے مجھ پر انعام کیا (تیرے اس انعام کے حق کے سبب جو تو نے مجھ پر فرمایا تو مجھے محفوظ و معصوم رکھ) کہ میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا......۱۰......(یعنی اگر تو نے مجھے عصمت دے دی تو اس کے بعد ہرگز کافروں کا مددگار نہ ہوں گا، ظہیرا کے معنی مددگار ہے) تو صبح کی اس شہر میں ڈرتے ہوئے انتظار کرتے (اس معاملہ کا انتظار کرتے جو مقتول کے ورثاء کی طرف آپ علیہ السلام کو پہنچنے کا تھا) جبھی دیکھا کہ وہ جس نے کل ان سے مدد چاہی تھی فریاد کر رہا ہے (دوسرے قبطی کے خلاف آپ علیہ السلام سے مدد مانگ رہا ہے) موسیٰ نے اس سے فرمایا بیشک تو کھلا گمراہ ہے (جو جھگڑا کل کیا تھا آج بھی وہی کر رہا ہے) تو جب موسیٰ نے چاہا کہ اس پر گرفت کرے جو ان دونوں کا دشمن ہے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اور اس مدد طلب کرنے والے کا، آیت مذکورہ میں ان زائدہ ہے، وہ مدد طلب کرنے والا) بولا (یہ گمان کر کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کی گرفت کرنا چاہتے ہیں وہ یہ بات آپ علیہ السلام کے کلام کی وجہ سے سمجھا تھا) بولا: اے موسیٰ! کیا تم مجھے ویسا ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسا تم نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا تھا تم تو یہی چاہتے ہو کہ زمین میں سخت گیر بنو اور اصلاح کرنا نہیں چاہتے (آیت مذکورہ میں ان بمعنی ما نافیہ کے ہے، جب قبطی نے یہ بات سنی تو اس نے جان لیا کہ مقتول قبطی......۱۱......کے قاتل حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں وہ فوراً فرعون کے پاس گیا اور اسے اس بات کی خبر دی، یہ سن کر فرعون نے جلادوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا حکم دے دیا، اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ڈھونڈنے نکلے) اور شہر کے آخری کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا (جس کو مومن آل فرعون کہتے ہیں تیز تیز چلتے ہوئے ایسے رستے سے آیا جو دیگر فرعونیوں کے اختیار کردہ راستوں سے جلد آپ علیہ السلام تک پہنچانے والا تھا) کہا اے موسیٰ بیشک دربار والے (یعنی قوم فرعون) آپ کے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں (یاتمرون بک بمعنی یتشاورون فیک ہے) کہ وہ آپ کو قتل کر دیں تو آپ (شہر سے) نکل جائیں بے شک میں (شہر سے نکل جانے کا حکم دینے میں) آپ کا خیر خواہ ہوں تو اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا انتظار کرتا (ڈر تلاش کرنے والوں کا تھا یا اللہ کی مدد آنے کا) عرض کی کہ اے میرے رب! مجھے ستم گاروں سے (یعنی قوم فرعون سے) بچا لے

﴿ترکیب﴾

﴿ولما بلغ اشده واستوى اتينه حكما وعلما﴾.

و: مستانفہ، لما: ظرفیہ شرطیہ، بلغ اشده: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ: استوی: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، اتينه: فعل بافاعل ومفعول، حكما وعلما: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وكذلك نجزى المحسنين٥﴾.

و: عاطفہ، كذلك: ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، نجزى المحسنين: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ودخل المدينة على حين غفلة من اهلها﴾.

و: عاطفہ، دخل: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، على: جار، حين: مضاف، غفلة: موصوف، من اهلها: ظرف مستقر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، المدينة: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جملہ محذوف "وغاب عن فرعون مدة طويلة لانه اقام فى مقر ثلاثين سنة، ثم ذهب الى مدين واقام فيها عشر سنين" پر معطوف ہے۔

﴿فوجد فيها رجلين يقتتلن هذا من شيعته وهذا من عدوه﴾.

ف: عاطفہ، وجد: فعل بافاعل، فيها: ظرف لغو، رجلين: موصوف، يقتتلن: جملہ فعلیہ صفت اول، هذا: مبتدا، من شيعته: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، هذا من عدوه: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاستغاثه الذى من شيعته على الذى من عدوه فوكزه موسى فقضى عليه﴾.

ف: عاطفہ، استغاثه: فعل ومفعول، الذى: موصول، من شيعته: ظرف مستقر صلہ، ملکر فاعل، على: جار، الذى من عدوه: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، وكزه: فعل ومفعول، موسى: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قضى عليه: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال هذا من عمل الشيطن انه عدو مضل مبين٥﴾.

قال: قول، هذا: مبتدا، من عمل الشيطن: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، انه: حرف مشبہ بااسم، عدو: موصوف، مضل مبين: صفتان، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال رب انى ظلمت نفسى فاغفرلى فغفرله انه هو الغفور الرحيم٥﴾.

قال: قول، رب: نداء، انى: حرف مشبہ واسم، ظلمت نفسى: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اغفرلى: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، غفرله: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، انه: حرف مشبہ واسم، هو الغفور الرحيم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال رب بما انعمت على فلن اكون ظهيرا للمجرمين٥﴾.

قال: قول، رب: نداء، ب: جار قسمیہ، ما: مصدریہ، انعمت على: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف مستقر، فعل محذوف "اقسم" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، ف: عاطفہ، لن: حرف نفی ناصبہ، اكون: فعل ناقص بااسم، ظهيرا للمجرمين: شبہ جملہ خبر ملکر جملہ فعلیہ، جملہ محذوف "لاتوبن" پر معطوف ہے، ملکر جواب قسم، اپنی قسم سے، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاصبح فی المدینة خائفا یترقب فاذاالذی استنصره بالامس یستصرخه﴾.

ف: عاطفہ، اصبح: فعل ناقص بااسم، فی المدینة: ظرف مستقر حال مقدم، خائفا: ذوالحال، ملکر خبراول، یترقب: جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، الذی: موصول، استنصره بالامس: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، یستصرخه: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال له موسی انک لغوی مبین٥﴾.

قال له موسی: فعل وظرف لغووفاعل، ملکر جملہ فعلیہ قول، انک: حرف مشبہ واسم، لام: ابتدائیہ، غوی مبین: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما ان اراد ان یبطش بالذی هو عدو لهما قال یموسی اترید ان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ ظرفیہ، ان: زائدہ، اراد: فعل بافاعل، ان: مصدر، یبطش: فعل بافاعل، ب: جار، الذی: موصول، هو: مبتدا، عدو: موصوف، لهما: ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قال: قول، یموسی: نداء، همزه: حرف استفہام، ترید: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، تقتلنی: فعل بافاعل ومفعول، کاف: جار، ما: مصدریہ، قتلت نفسا بالامس: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف مستقر "قتلا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان ترید الا ان تکون جبارا فی الارض وما ترید ان تکون من المصلحین٥﴾.

ان: نافیہ، ترید: فعل بافاعل، الا: اداۃ حصر، ان: مصدریہ، تکون: فعل ناقص بااسم، جبارا: موصوف، فی الارض: ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما ترید: فعل نفی بافاعل، ان: مصدریہ، تکون من المصلحین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجاء رجل من اقصا المدینة یسعی﴾.

و: عاطفہ معطوف علی محذوف "فذهب القبطی الذی سمع ماقاله الا سرائیلی وقد علم ان موسی قاتل القبطی الاول الی فرعون، واخبره بجلیة الامر، فغضب فرعون، وامر بقتل موسی" جاء: فعل، رجل: موصوف، یسعی: جملہ فعلیہ صفت، ملکر فاعل، من اقصا المدینة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال یموسی ان الملا یاتمرون بک لیقتلوک﴾.

قال: قول، یموسی: نداء، ان الملا: حرف مشبہ واسم، یاتمرون بک: فعل بافاعل وظرف لغو، لیقتلوک: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاخرج انی لک من النصحین٥﴾.

ف: فصیحیہ، اخرج: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان سمعت نصیحتی" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انی: حرف مشبہ و "ی" ضمیر ذوالحال، لک: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، من النصحین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿فخرج منها خائفا یترقب قال رب نجنی من القوم الظلمین﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فعمل موسی بنصیحته"، خرج: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، خائفا: حال اول، یترقب: جملہ فعلیہ

حال ثانی، بلکہ فاعل، منھا: ظرف لغو، بلکہ جملہ فعلیہ، قال: قول، رب: نداء، نجنی: فعل امر با فاعل ومفعول، من القوم الظلمین: ظرف لغو، بلکہ جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، بلکہ مقولہ، بلکہ جملہ قولیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اشدہ واستوی کی تحقیق:

۱.....علامہ رازی فرماتے ہیں: (۱)...... اشد کا معنی جسمانی وبدنی قوتوں کا کمال تک پہنچنا ہے، اور استواء کا معنی قوت عقلیہ کا کمال ہے مراد یہ ہے کہ جب جسمانی وعقلی قوت کمال تک پہنچی۔ (۲)...... اشد کا معنی قوت کا کمال درجے کو پہنچنا اور استواء کا معنی خلقت کا کمال درجے کو پہنچنا، مراد یہ ہے کہ جب ان کی خلقت اپنے کمال کو پہنچی۔ (۳)...... اشد کہتے ہیں بلوغت کو پہنچنے کو اور استواء کا معنی تخلیق کا کامل ہونا، یعنی اللہ نے ان کے جسم کو جہاں تک بنایا تھا وہاں تک کامل بنادیا۔ (۴)...... حضرت ابن عباس کہتے ہیں عام طور پر انسان اٹھارہ سے تیس سال کی عمر تک اشد ہوتا ہے اور اس کی قوت وجسامت میں اضافہ ہوتا ہے، تیس سے چالیس سال تک اسی کیفیت میں رہتا ہے کہ نہ تو قوت وجسامت میں اضافہ ہوتا ہے نہ ہی کمی ہوتی ہے، ہاں چالیس سال سے جسامت وقوت میں کمی ہونا شروع ہوتی ہے۔ امام رازی کہتے ہیں کہ ابن عباس کا ارشاد برحق ہے کہ انسانی عمر کی ابتداء سے اس میں نشوونما شروع ہوتی ہے، پھر وہ اسی حالت پر قائم رہتا ہے، پھر اس کے بعد اس کا جسم کم ہونا شروع ہوتا ہے، انسانی جسم کی نشوونما کا سلسلہ بیس سال تک ہوتا ہے اور بیس سے لیکر تیس سال کی عمر تک نشوونما بہت کم ہوتی ہے اور اس کی قوت میں بتدریج اضافہ ہوتا ہے اور تیس سے چالیس سال کی عمر میں بتدریج اضافہ ہوتا رہتا ہے اور تیس سے چالیس سال تک اسی حالت پر قائم رہتا ہے اور چالیس سے ساٹھ سال کی عمر تک اس کی جسامت میں کمی ہوتی ہے لیکن یہ کمی غیر واضح اور مخفی ہوتی ہے اور ساٹھ سال سے آخر عمر تک اس کے جسم میں واضح کمی ہوتی ہے۔

(الرازی، ج۸، ص ۵۸۳)

علم وحکمت عطافرمانے کا بیان:

۲.....تو ہم نے انہیں حکم یعنی نبوت اور علم دیا، علم سے مراد اللہ عزوجل کی معرفت اور اس کے احکام کی پہچان ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد نبوت دینا نہیں ہے، کیونکہ وہ تو آپ کو ہجرت کے بعد مدین سے واپسی پر عطا ہوئی تھی، بلکہ اس سے مراد احکام شریعہ کی فقاہت وعلم کا عطا کرنا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہاں حرف عطف واؤ مطلق جمع کے لئے ہے اور اس میں ترتیب پر کوئی دلیل موجود نہیں، نبوت اگرچہ ہجرت کے بعد آپ کو عطا ہوئی لیکن یہاں اس کے ذکر سے مقصود یہ ہے کہ اس وعدے کے بیان کی تکمیل ہو جائے جو اللہ نے آپ کی والدہ سے کیا تھا اور فرمایا: ''انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین''۔ (المظھری، ج۵، ص۳۶۷)

نبوت چالیس سال میں دیئے جانے کا مسئلہ:

۳.....علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں: جمہور کے نزدیک ہمارے نبی کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا گیا اور اسی طرح سے ہر نبی کے ساتھ ہوتا ہے سوائے بعض کے، اور بعض احباب چالیس سال کے ہونے کی شرط نہیں لگاتے اس لئے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نبی ہیں اور انہیں آسمانوں پر اٹھالیا گیا ہے اور جس وقت انہیں آسمان پر اٹھایا گیا ان کی دنیاوی گنتی کے اعتبار سے عمر مبارک تینتیس (۳۳) سال تھی، حضرت یوسف علیہ السلام اٹھارہ سال کی عمر میں، حضرت یحیی علیہ السلام نابالغی کی عمر میں یعنی دو یا تین سال کی عمر میں اور انہیں حضرت عیسی علیہ السلام سے ایک یا نصف سال پہلے شہید کر دیا۔ (روح البیان، ج۶، ص۴۹۸)

علامہ محمود بن عمر الزمخشری الخوارزمی کہتے ہیں:

ہر نبی کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث کیا گیا۔
(الکشاف، ج ۳، ص ۴۰۲)

علامہ احمد خفاجی حنفی لکھتے ہیں:

عنایۃ القاضی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تینتیس (۳۳) سال کی عمر میں مبعوث کیا گیا اور چالیس سال کی عمر میں آسمانوں پر اٹھایا گیا، اس لئے چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا کرنے یا مبعوث کئے جانے کا حکم تغلیبی ہے یعنی یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے اکثریہ ہے۔
(عنایۃ القاضی، ج ۷، ص ۲۸۵)

عبدالوہاب شعرانی حنفی کہتے ہیں:

جن لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ نبوت کسبی ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ انبیاء کرام اظہار رسالت سے پہلے یا تو مخلوق سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں یا پھر عبادت کرتے ہیں اور ان میں وحی کو قبول کرنے کی استعداد اور صلاحیت ہوتی ہے تاکہ وہ اس حالت کی طرف لوٹ جائیں جو اللہ نے ان کے لئے مقدر کی ہے، سو جو لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ وہ پہلے مخلوق سے کنارہ کش تھے اور عبادت کرتے تھے پھر ان کو نبوت عطا ہوئی اور یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کو نبوت ان کے کسب سے حاصل ہوئی لیکن یہ ان کا وہم ہے اور ان کی نظر کی کوتاہی ہے، اور شیخ محی الدین ابن عربی نے الفتوحات مکیہ کے باب نمبر ۲۹۸ میں لکھا ہے کہ جس نے یہ کہا کہ نبوت کسب سے حاصل ہوتی ہے اس نے خطا کی، نبوت صرف اللہ کی عطا سے مختص ہے۔
(الیواقیت والجواہر، ص ۳۵۲ وغیرہ)

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی کہتے ہیں:

نبوت کسبی نہیں کہ آدمی عبادات و ریاضت کے ذریعہ حاصل کر سکے، بلکہ محض عطائے الٰہی ہے کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے، ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس منصب عظیم کے قابل بناتا ہے جو قبل حصول نبوت تمام اخلاق رذیلہ سے پاک اور تمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارج نبوت طے کر چکا ہے اور اپنے نسب و جسم و قول و فعل و حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزہ ہوتا ہے جو باعث نفرت ہو اسے عقل کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہے کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اس کے لاکھویں حصے کو نہیں پہنچ سکتی۔ ﴿اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ﴾ اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے (الانعام: ۱۲۴) ﴿ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم﴾ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (الجمعۃ: ۴)۔
(بہار شریعت مخرجہ، نبوت کا بیان، حصہ ۱، ج ۱، ص ۳۶)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا: ”جب حضرت آدم روح و جسم کے درمیان تھے“۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: ماجاء فی فضل النبی ﷺ، رقم: ۳۶۲۹، ص ۱۰۳۵)

علامہ شعرانی کہتے ہیں:

اگر تم پوچھو کہ کیا سیدنا محمد ﷺ کے سوا کسی اور کو بھی اس وقت نبوت دی گئی جب حضرت آدم علیہ السلام پانی و مٹی کے درمیان تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم تک یہ حدیث نہیں پہنچی کہ کسی اور کو بھی یہ مقام دیا گیا ہو، باقی حضرات انبیائے کرام صرف اپنی رسالت کے ایام محسوسہ میں ہی نبی تھے، اگر تم پوچھو کہ آپ نے یہ کیوں نہیں فرمایا کہ میں اس وقت بھی انسان تھا، یا اس وقت بھی موجود تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ نبوت کا ذکر یہ بتانے کے لئے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کو تمام انبیائے کرام سے پہلے نبوت دی گئی، کیونکہ نبوت اسی وقت ملتی ہے جو وقت اس کے لئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں متعین ہوتا ہے۔ علامہ شعرانی مزید لکھتے ہیں کہ

تمام انبیائے کرام و مرسلین عظام کے مدد طلب کرنے کی جگہ سیدنا محمد ﷺ کی روح ہے کیونکہ آپ ﷺ ہی قطب الاقطاب ہیں، اور آپ ﷺ ہی تمام اولین و آخرین لوگوں کی مدد کرنے والے ہیں، اور آپ ہی ہر نبی و ولی کی مدد کرنے والے ہیں خواہ ان کا ظہور آپ ﷺ سے پہلے ہو جب آپ ﷺ غیب میں تھے، یا جب آپ ﷺ عالم شہادت میں ظاہر ہو گئے اور یا جب آپ ﷺ برزخ میں منتقل ہو چکے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی رسالت کے انوار متقدمین و متاخرین کے عالم سے کبھی منقطع نہیں ہوئے۔ اگر تم کہو کہ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ ﷻ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا، اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ ﷻ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا تو ان میں تطبیق کیسے ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں کا معنی واحد ہے کیونکہ اللہ ﷻ نے سب سے پہلے سیدنا محمد ﷺ کی حقیقت کو پیدا کیا، اور اس حقیقت کو کبھی عقل سے تعبیر کیا اور کبھی نور سے۔ (الیواقیت والجواھر، ص۳۳۹)

منف کسے کہتے ہیں؟

۴......اسباب منع صرف میں سے علمیت اور تانیث یا علمیت و عجمہ ہے، مصر کے مضافاتی علاقے کا نام ہے ایک قول کے مطابق مصر کی کسی بستی کا نام ہے جسے "ام خنان" بھی کہتے ہیں جو کہ مصر سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہے، ایک قول کے مطابق مصر ہی کو کہتے ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ سورج ڈوبنے کا علاقہ منف کہلاتا ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص٢٨٣)

وہ شہر یا تو منف تھا جو حدود مصر میں ہے، اصل اس کی مافہ ہے زبان قبطی میں اس لفظ کے معنی ہیں تیس ۳۰ یہ پہلا شہر ہے جو طوفان حضرت نوح علیہ السلام کے بعد آباد ہوا اس شہر میں مصر بن حام نے اقامت کی، یہ اقامت کرنے والے کل تیس تھے اس لئے اس کا نام مافہ ہوا پھر اس کی عربی منف ہوئی یا وہ شہر حابین تھا جو مصر سے دو فرسنگ کے فاصلے پر تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ شہر عین شمس تھا۔

(خزائن العرفان، القصص: ۱۵، حاشیہ: ۳۳)

قیلولہ کے وقت کو غفلت کا وقت قرار دینا:

۵......مفسرین کرام کے اس بارے میں کئی اقوال ہیں غفلت کا وقت کونسا تھا؟ مفسر جلال نے قیلولہ کے وقت کو غفلت کا وقت قرار دیا ہے، ایک قول نصف نہار کے وقت کے بارے میں بھی ملتا ہے جس میں لوگ غفلت کا شکار ہوتے ہیں، مغرب و عشاء کے درمیانی وقت کو بھی غفلت کا وقت کہا جاتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس وقت میں شہر میں داخل ہونے کا سبب یہ بنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام "ابن فرعون" کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے اور فرعون کی سواریوں پر سوار ہوتے اور اس کے دیئے کپڑے پہنتے، ایک دن فرعون سواری پر سوار ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام غائب تھے، بعد میں بتایا گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے روانہ ہوئے اور منف نامی علاقے میں داخل ہوئے جس کے اطراف میں کوئی اور راستہ نہ جاتا تھا۔ (الخازن، ج۳، ص۳۵۹)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

ہمارے اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم نے قیلولہ کے لئے خالی وقت رکھا ہے جس میں نماز و تلاوت نہیں یعنی ضحوۂ کبریٰ سے نصف نہار تک، وہ فرماتے ہیں کہ چاشت وغیرہ سے فارغ ہو کر خواب خوب ہے کہ اس سے تہجد میں مدد ملتی ہے اور ٹھیک دوپہر ہونے سے کچھ پہلے جاگنا چاہیے کہ پیش از زوال وضو سے فارغ ہو کر وقتِ زوال کہ ابتدائے ظہر ہے ذکر و تلاوت میں مشغول ہو، امام اجل شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی "عوارف" میں فرماتے ہیں:

نماز چاشت سے فراغت کے بعد اور اس کے بعد کی مقررہ تعداد کی رکعتیں ادا کر کے سونا اچھا اور مناسب ہے، سفیان ثوری نے فرمایا کہ صوفیائے کرام جب نماز و اوراد سے فارغ ہو جاتے تو سلامتی اور عافیت کے لئے سونے کو پسند کرتے تھے اور (دوپہر سے

نفل) سونے میں متعدد فوائد ہیں ان میں سے ایک رات کے قیام میں مدد ملتی ہے، آگے چل شیخ صاحب نے مزید فرمایا: طالبِ حقیقت کو چاہیے کہ زوال سے کچھ وقت پہلے نیند سے بیدار ہوجائے تاکہ استواء سے پہلے وضو اور طہارت سے فارغ ہو کر استواء کے وقت (جو کہ ابتدائے ظہر ہے) قبلہ رُخ ہو کر ذکر یا تسبیح یا تلاوت میں مصروف ہو جائے۔

(الفتاوی الرضویة مصرحه برساله القلادة المرصعة فی نحر الاحوبة الاربعة اشرفعلی تھانوی کے چار فتوؤں کا رد، ج۷، ص ۸۷)

اسرائیلی قوم کون تھی؟

۶......حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو فرزندار جمند حضرت اسماعیل علیہ السلام و حضرت اسحٰق علیہ السلام تھے، حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل میں کئی انبیائے کرام مبعوث ہوئے جن میں سرفہرست حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام نامی اسم گرامی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔

وکز کی تحقیق:

۷......و کـــز کے معنی طعن کرنا، کسی چیز کو دور کرنا، یا ہاتھ سے کسی کو مارنا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے ﴿فوکزہ موسی تو موسیٰ نے اُسے گھونسا مارا (القصص: ۱۰)﴾۔ (المفردات، ص ۵٤٦)

حافظ ابن عساکر کہتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونی سے کہا کہ اسرائیلی کو چھوڑ دو، اس فرعونی نے کہا اے موسیٰ (علیہ السلام)! اس نے ہمارے مالک فرعون کو بُرا کہا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا خبیث! تم جھوٹ بولتے ہو مالک تو ''اللہ وحدہ لاشریک'' ہے اور فرعون کے کاموں پر لعنت ہو، جب فرعونی نے یہ بات سنی تو وہ اسرائیلی کو چھوڑ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لڑنے لگا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو گھونسا مارا اور وہ قضاء مر گیا۔ (تاریخ دمشق، ج٦٤، ص۲۳)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وساوس کا جنم لینا!

۸......امام رازی کہتے ہیں کہ اس مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کچھ اعتراضات اور وساوس جنم لیتے ہیں کہ جو کہ ترتیب وار یوں ہیں: (۱)......اگر قبطی مستحق قتل تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ﴿ھذا من عمل الشیطان یہ کام شیطان کی طرف سے ہے (القصص: ۱۰)﴾ اور ﴿رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی فغفر له اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے بخش دے تو رب نے اُسے بخش دیا (القصص: ۱٦)﴾ اور ﴿فعلتها اذا و انا من الضالین میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی (الشعراء: ۲۰)﴾ کیوں فرمایا؟ اور اگر مستحق قتل نہ ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب معصیت و گناہ کا منسوب ہونا لازم آتا ہے؟ (۲)......اللہ عزوجل کا فرمان ﴿وھذا من عدوہ﴾ اس بات پر دلیل ہے کہ قبطی حربی کافر تھا اور اس کا خون مباح تھا، پھر استغفار کیوں فرمایا؟ اور مباح کام کے کرنے پر استغفار کرنا جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں مباح کے حرام ہونے کا شبہ ہوتا ہے، لہٰذا ایسا کیوں کیا؟ (۳)......مُکا مارنے سے آپ کا مقصد بظاہر قتل کرنا نہیں تھا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قتل خطا ہوا ہے، پھر استغفار کیوں فرمایا؟

(اول)......جواب یہ ہے کہ کافر مباح الدم ہے کہنا کیوں جائز نہیں ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ﴿ھذا من عمل الشیطان یہ کام شیطان کی طرف سے ہے (القصص: ۱۰)﴾ کے کئی جواب ہوسکتے ہیں ہوسکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے کافر کے قتل کو ابتدائی دور ہی میں مباح کر دیا ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کے قتل کرنے میں تاخیر فرمائی اس لئے مستحب کام میں تاخیر ہو جانے کی وجہ سے ﴿ھذا من عمل الشیطان یہ کام شیطان کی طرف سے ہے (القصص: ۱۰)﴾ فرمایا ہو۔ (دوم)......ہوسکتا ہے کہ ''ھذا'' اسم اشارہ کا

پر عمل کرتے ہیں تو شاید ان کے پاس کسی سوال کا کوئی جواب نہ ہو۔ ﴿یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا﴾ اللہ بہتوں کو گمراہ کرتا اور بہت سوں کو ہدایت دیتا ہے (البقرۃ:۲۶)۔

یہ ان خیالات کی ترجمانی کا ایک طریقہ ہے لیکن امید کی ایک کرن آج بھی نظر آتی ہے، نہ جانے کتنے جوانوں کی زندگی ہو گئی ہے کہ جنہوں نے نماز کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے جس میں روشنی کا ایک نور آج بھی جگمگ کر رہا ہے، آج بھی امید تو ہے کہ ہمارے دلوں میں سچائی ہو گی نا بجے گی، یہاں وہ اخیر ہو، خواہ انفرادی و معاشرتی کی اصلاح کی تدوین ہو یا تحریک کے لئے اسلامیہ، پیر طریقت امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری ہیں، کاش کہ ان کی خدمات مزید لی جائیں۔

مرنے والا قبطی کون تھا؟

۱۔۔۔۔۔۔اللہ نے فرمایا: ﴿فوجد فیها رجلین یقتتلان هذا من شیعته وهذا من عدوه﴾ تو اس میں دو مرد لڑتے پائے ایک موسیٰ کے گروہ سے تھا اور دوسرا دشمنوں سے (القصص:۱۵)، امام رازی اس آیت کے تحت مفسرین کے اقوال نقل فرماتے ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱)۔۔۔۔۔۔زجاج کہتے ہیں دونوں لڑنے والوں میں سے ایک حضرت موسیٰ کی قوم سے تھا اور دوسرا ان کے دشمنوں کی قوم سے تھا، اور (۲)۔۔۔۔۔۔مقاتل کا قول ہے کہ دونوں کافر تھے، ہاں ایک بنی اسرائیل اور دوسرا قبطی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا، (۳)۔۔۔۔۔۔مشہور قول یہ ہے کہ جو حضرت موسی علیہ السلام کی قوم سے تھا وہ مسلمان تھا لیکن اپنی قوم کے لحاظ سے لڑنے پر (خود سے) آمادہ نہ تھا، اور دوسرا شخص فرعون کے قبیلے کا تھا، (۴)۔۔۔۔۔۔ایک قول یہ بھی تھا کہ قبطی اسرائیلی قبیلے سے تعلق رکھتا اور فرعون کا باورچی تھا، جو کہ جلانے کے لئے لکڑیاں اکٹھی کرنے گیا تھا، (۵)۔۔۔۔۔۔دو لڑنے والوں میں سے ایک سامری نامی شخص تھا جو حضرت موسی کی قوم سے تھا اور دوسرا فرعون کا باورچی تھا اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ [illegible] اثناء حضرت موسی علیہ السلام کے مکے سے ہلاک ہو گیا۔ (التفسیر الکبیر، ج ۸، ص ۵۸۴)

اغراض:

ای بلغ اربعین سنة: مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام عقل و خرد کے لحاظ سے اپنی مکمل جوانی کو پہنچے، حضرت موسی علیہ السلام مصر میں تیس سال رہے، پھر مدین کا رخ فرمایا اور وہاں دس سال رہے، اور قبطی کا قتل مدین جانے سے پہلے ہوا اور یہی مدین جانے کا سبب بھی بنا۔

کما جزیناه: جس طرح ہم نے حضرت موسی علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کے ساتھ احسان کیا یونہی ہم مومنین پر احسان کرتے ہیں۔

وقت القیلولة: مراد مغرب سے عشاء تک کا وقت ہے، اور قیلولے کا سبب یہ ہوا کہ آپ علیہ السلام اسی وقت میں شہر میں داخل ہوئے تھے، حضرت موسی علیہ السلام کو لوگ فرعون کا بیٹا کہتے تھے، اور حضرت موسی علیہ السلام فرعون کی سواری پر سوار ہوتے تھے اسی کا نتیجہ نشانہ پہنچنا ایک دن فرعون سواری پر سوار ہوا اور حضرت موسی علیہ السلام اس وقت موجود نہ تھے، جب تشریف لائے تو بتایا گیا کہ فرعون سوار ہو کر گیا ہے، حضرت موسی علیہ السلام اس کے پیچھے تشریف لے گئے، اور فرعون کو منف کے علاقے میں پایا، دوپہر کے وقت وہاں پہنچے اور وہاں کوئی اور نہ تھا۔

بجمع کفه: یعنی ہاتھ کا مکہ بنا کر مارا، صفت کی اضافت موصوف کی طرف کی گئی ہے۔

ولم یکن قصد قتله: ایک اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے، اعتراض یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام قبطی کو قتل کرنے پر کیسے کمر بستہ ہو گئے؟ ہم کہیں کہ قتل کرنا عمداً نہیں بلکہ خطاءً تھا، کہا جاتا ہے کہ قتل کرنے کا قول تہمت دور کرنے کے لئے ہے جو کہ واجب ہے اور استغفار کرنا ابرار کی نیکیاں مقربین کے نزدیک برائی ہوتی ہیں کے قبیلے سے ہیں۔

ان عصمتنی: فرعون کی صحبت، انتظامی امور، لشکر وجاہ ومنصب کو مجرمین ہونے کے ساتھ ظاہر کر کے عصمت ظاہر کیا۔
علی قبطی آخر: قبطی ان سے مدد طلب کر رہا تھا۔
قال له موسی: ابن عباس کا قول ہے کہ فرعون کی قوم نے فرعون کو اطلاع دی کہ بنی اسرائیل نے ہمارے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے، اس پر فرعون نے کہا کہ قاتل اور گواہوں کو تلاش کرو، فرعونی گشت کرتے ہوئے پھر رہے تھے کہ انہیں کوئی ثبوت نہیں ملا، دوسرے دن حضرت موسی علیہ السلام کو پھر ایسا ہی اتفاق ہوا کہ وہی بنی اسرائیل جس نے ایک روز مدد چاہی تھی آج پھر کسی فرعونی سے لڑ رہا تھا، اور حضرت موسی علیہ السلام کو دیکھ کر فریاد کرنے لگا۔
لما فعلته امس الیوم: یعنی تم نے کل ایک آدمی کے ساتھ معاملہ کیا اور تیری وجہ سے میں نے اسے قتل کر دیا، اور آج تو مزید کسی اور سے لڑ رہا ہے اور مجھ سے مدد چاہتا ہے۔
هو مومن آل فرعون: مراد فرعون کے چچازاد بھائی ہیں جس کا نام حزقیل تھا، ایک قول یہ ہے کہ شمعون نام تھا، ایک قول سمعان کہا گیا اور اس کا ذکر فرمان پاک ﴿وقال رجل مومن من آل فرعون﴾ میں ملتا ہے۔ (الصاوی، ج ٤، ص ۲۸۳ وغیرہ)

ایک اہم بات

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

مرد کے لیے سونے وموتی کے کنگن کا حکم:

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا، حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا بات ہے کہ تم سے بُت کی بُو آتی ہے؟ انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، فرمایا: "کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو"؟ اسے بھی پھینکا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کس چیز کی انگوٹھی بنائیں؟ فرمایا: "چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو، یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الخاتم، باب: ما جاء فی خاتم الحدید، رقم: ٤٢٢٣، ص ٧٨٤)

☆......ترمذی کی حدیث میں ہے کہ لوہے کے بعد سونے کی انگوٹھی پہن کر آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا بات ہے کہ تم کو جنتیوں کا زیور پہنے دیکھتا ہوں، یعنی سونا تو جنتیوں کا زیور ہے"۔ (سنن الترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی خاتم الحدید، رقم: ١٧٩٢، ص ٥٣٨)

مرد کو زیور پہننا مطلقا حرام ہے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے، جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشے سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے، تلوار کا حلیہ چاندی کا جائز ہے یعنی اس کے نیام اور قبضہ یا پرتلے میں چاندی لگائی جا سکتی ہے، بشرطیکہ وہ چاندی موضع استعمال میں نہ ہو۔ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی اللبس، ج ۹، ص ۵۰۷)

بعض علماء نے کہا یشب (یعنی ایک قیمتی پتھر کا نام جو مائل بہ سبزی ہوتا ہے)، اور عقیق (ایک سرخ رنگ کا قیمتی پتھر) کی انگوٹھی سے بچا جائے اور بعض نے ہر قسم کے پتھر کی انگوٹھی کی اجازت دی ہے اور بعض نے سب کی ممانعت کی ہے۔ لہذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ چاندی کے سوا ہر قسم کی انگوٹھی سے بچا جائے، خصوصا جب کہ صاحب ہدایہ جیسے جلیل القدر کا میلان اس سب کے عدم جواز کی طرف ہے۔ (بہار شریعت مخرجہ، انگوٹھی اور زیور کا بیان، حصہ ١٦، ج ٣، ص ٤٢٦)

رکوع نمبر: ۲

﴿ ولما توجه ﴾قَصَدَ بِوَجْهِهٖ﴿ تلقاء مدين ﴾جِهَتَهَا وهِيَ قَرْيَةُ شُعَيبٍ مَسِيرَةَ ثَمَانِيَةِ اَيَّامٍ مِن مِصرَ سُمِّيَتْ بِمَدينَ ابْنِ اِبراهِيمَ ولَمْ يَكُن يَعْرِفُ طَرِيْقَهَا﴿ قال عسى ربي ان يهديني سواء السبيل (۲۲) ﴾اَىْ قَصْدَ الطَّرِيقِ اَيِ الطَّرِيقَ الوَسْطِ اِلَيْهَا فَاَرسَلَ اللهُ اِلَيهِ مَلَكًا بِيَدِهٖ عَنَزَةٌ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلَيْهَا﴿ ولما ورد ماء مدين ﴾بِئْرٌ فِيهَا اَى وَصَلَ اِلَيْهَا﴿ وجد عليه امة ﴾جَمَاعَةً كَثِيرَةً﴿من الناس يسقون ز﴾مَواشِيَهُمْ﴿ ووجد من دونهم ﴾اَى سِواهُم﴿ امراتين تذودن ج﴾تَمنَعَانِ اَغْنَامَهُما عَنِ الماءِ﴿قال ﴾مُوسٰى لَهما﴿ما خطبكما ﴾اَى شَانُكُما لَا تَسْقِيانِ﴿ قالتا لا نسقي حتى يصدر الرعاء سكتة﴾جَمعُ رَاعٍ اى يَرجِعُوا مِن سَقْيِهِم خَوفَ الزِّحامِ فَنَسقِي وَفِي قِرائَةٍ يُصْدِرُ مِنَ الرُّبَاعِي اَى يُصرِفُوا مَواشِيهِم عَنِ المَاءِ﴿وابونا شيخ كبير (۲۳) ﴾لَا يَقدِرُونَ اَن يَسقِيَ﴿ فسقى لهما ﴾مِنْ بِئرٍ اُخرٰى بِقُربِها رَفَعَ حَجَرًا عَنها لَا يَرْفَعُهُ اِلَّا عَشَرَةُ اَنْفُسٍ ﴿ ثم تولى ﴾اِنْصَرَفَ﴿ الى الظل ﴾لِسَمُرَةٍ مِن شِدَّةِ حَرِّ الشَّمسِ وَهوَ جَائِعٌ ﴿فقال رب انى لما انزلت الى من خير ﴾طَعامٍ﴿ فقير (۲۴) ﴾مُحْتَاجٌ فَرَجَعَتا اِلَى اَبِيهِما فِي زَمَنٍ اَقَلَّ مِمَّا كَانَتا تَرجِعَانِ فيهِ فَسَاَ لَهُما عَن ذَالِكَ فَاَخْبَرَتاهُ بِمَن سَقٰى لَهُما فَقَالَ لِاِحْدٰهُمَا اَدْعِيهِ لِي قَالَ تَعالٰى﴿ فجاء ته احدهما تمشي على استحياء ز﴾اَى واضِعَةٍ كُمَّ دَرعِهَا على وَجْهِها حَياءً مِنهُ﴿قالت ان ابى يدعوك ليجزيك اجر ما سقيت لنا ط﴾فَاَجابَها مُنكِرًا فِي نَفسِهٖ اَخْذَ الاُجْرَةِ وَكَاَنَّها قَصَدتِ المُكافَاةَ اِن كَانَ مِمَّنْ يُرِيْدُهَا فَمَشَتْ بَينَ يَدَيهِ فَجَعلتِ الرِّيْحُ تَضْرِبُ ثَوبَها فَتَكشِفُ سَاقَها فَقالَ لَهَا اِمْشِي خَلفِي وَ دُلِّيني على الطَّرِيقِ فَفعلَتْ اِلى ان جَاءِ اَباهَا وَهوَ شُعيبٌ عليه السلامُ وَعِندَهُ عِشاءٌ قَالَ لَهُ اِجلِس فَتَعَشَّ قَال اَخَافُ اَن يَكُونَ عِوَضًا مِمَّا سَقَيتُ لَهما وَانا اَهلُ بَيتٍ لَا نَطلُبُ علٰى عملٍ خَيرٍ عِوَضًا قَالَ لَا عَادَتِي وَعَادَةُ آبَائِي نَقْرِى الضَّيْفَ وَنُطعِمُ الطَّعَامَ فَاَكَلَ وَاَخبَرَهُ بِحَالِهٖ قَالَ تَعالىٰ﴿ فلما جاء ه وقص عليه القصص ﴾مَصْدَرٌ بِمعنٰى المَقصُوصِ مِن قَتلِهِ القِبْطِيَّ وَقَصدِهِم قَتْلَهُ وَخَوفِهٖ مِن فِرعونَ﴿ قال لا تخف قف نجوت من القوم الظلمين (۲۵) ﴾اِذ لَا سُلطَانَ لِفِرعونَ على مَديَنَ ﴿ قالت احدهما ﴾وهِيَ المُرسَلَةُ الكُبرٰى اَوِ الصُّغرٰى﴿ يابت استاجره ﴾اِتَّخِذْهُ اَجِيرًا يَرعٰى غَنَمَنا اَى بَدْلَنا ﴿ ان خير من استاجرت القوى الامين (۲۶) ﴾اَى اِسْتَاجِرْهُ لِقُوَّتِهٖ وَاَمانَتِهٖ فَسالَهَا عَنهُما فَاَخبَرَتْهُ بِما تَقَدَّمَ مِن رَفْعِهٖ حَجَرَ البِئرِ وَمِنْ قَولِهٖ لَها اِمْشِي خَلفِي وَزِيادَةً اَنَّهَا لَمَّا جَاءَتْهُ وَعَلِمَ بِها صَوَّبَ رَاسَهٗ فَلم يَرفَعْهُ فَرَغِبَ فِي اِنْكَاحِهٖ ﴿ قال انى اريد ان انكحك احدى ابنتى هتين ﴾وَهِيَ الكُبرٰى والصُّغرٰى﴿ على ان تاجرنى ﴾تَكُونَ اَجِيرًا لِي فِي رَعْيِ غَنَمِي﴿ ثمنى حجج ﴾اَى سِنِيْنَ﴿ فان اتممت عشرا ﴾اَى رَعْى عَشْرَ سِنِينَ﴿ فمن

عندك ﴿التمام﴾ ﴿وما اريد ان اشق عليك﴾ باشتراط العشر ﴿ستجدني ان شاء الله﴾ للتبرك ﴿من الصلحين﴾ (٢٧) الوافين بالعهد ﴿قال﴾ موسى ﴿ذلك﴾ الذي قلت ﴿بيني وبينك ايما الاجلين﴾ الثمان او العشر وما زائدة اي رعيه ﴿قضيت﴾ به اي فرغت عنه ﴿فلا عدوان علي﴾ بطلب الزيادة عليه ﴿والله على ما نقول﴾ انا وانت ﴿وكيل﴾ (٢٨) حفيظ او شهيد فتم العقد بذلك وامر شعيب ابنته ان يعطي موسى عصا يدفع بها السباع عن غنمه وكانت عصي الانبياء عنده فوقع في يدها عصا آدم من آس الجنة فاخذها موسى بعلم شعيب.

﴿ترجمہ﴾

اور جب متوجہ ہوا (یعنی اپنے چہرے کے ساتھ قصد کیا) مدین کی طرف (یعنی مدین کی جہت کی طرف ...... ۱ ...... مدین وہ مقام ہے جہاں حضرت شعیب علیہ السلام ...... ۲ ...... تشریف رکھتے تھے اس کا مصر سے فاصلہ آٹھ دن کی مسافت تھا اس شہر کا نام مدین بن ابراہیم کے نام پر مدین رکھا گیا تھا آپ علیہ السلام کو اس مقام کا راستہ معلوم نہ تھا) کہا قریب ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ بتادے (یعنی شہر مقصود تک سیدھا راستہ دکھادے سواء السبیل کا معنی سیدھا راستہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی رہنمائی کے لیے ایک فرشتہ بھیجا جس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا نیزہ تھا اور آپ علیہ السلام کو مدین لے کر گیا ...... ۳ ......) اور جب مدین کے پانی پر آیا (یعنی مدین میں موجود کنویں پر آئے) یعنی کنویں (کے پاس پہنچا) تو وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ (مویشیوں کو) پانی پلا رہے تھے اور ان کے سوا (من دونھم بمعنی من سواھم ہے) دو عورتیں ...... ۴ ...... دیکھیں کہ روک رہی ہیں (یعنی اپنے مویشیوں کو پانی سے روک رہی ہیں) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا (ان دونوں سے) تم دونوں کا کیا حال ہے؟ (تم دونوں کا کیا معاملہ ہے کہ پانی نہیں پلاتیں؟) وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتے جب تک سب چرواہے پلا کر پھیر نہ لے جائیں (الرعاء جمع ہے راع کی یعنی رش کی وجہ سے جب تک چرواہے اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر واپس نہ ہو لیں تو ہم اس وقت تک پانی نہیں پلاتیں پھر ہم ان کے جانے کے بعد اپنے مویشیوں کو پانی پلاتی ہیں اور ایک قراءت میں یُصدر کو باب افعال سے پڑھا گیا ہے اس صورت میں معنی ہوگا جب تک سب چرواہے اپنے مویشیوں کو پلا کر پھیر نہ لے جائیں پانی ہے) اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں (وہ جانوروں کو پانی پلانے کی قوت نہیں رکھتے ...... ۵ ......) تو موسیٰ نے دونوں کے جانوروں کو پانی پلایا (دوسرے کنویں سے جو پہلے کنویں کے قریب تھا اس کے منہ پر پتھر رکھا تھا آپ علیہ السلام نے تنہا اس پتھر کو ہٹایا حالانکہ اس پتھر کو دس آدمی مل کر ہٹایا کرتے تھے ...... ۶ ......) پھر سایہ کی طرف پھرا (ایک بڑے اور گھنے درخت کی طرف، سورج کی تپش سے بچنے کے لیے، آپ علیہ السلام پر اس وقت بھوک بھی غالب تھی، تولی بمعنی انصرف ہے) عرض کی اے میرے رب! میں اس خیر (یعنی کھانے) کا جو تو میرے لیے اتارے محتاج ہوں (فقیر بمعنی محتاج ہے، جلد ہی وہ دونوں عورتیں اپنے والد گرامی کے پاس لوٹ آئیں آپ نے ان سے اتنی جلدی پانی پلا کر واپس آجانے کے متعلق دریافت کیا تو دونوں نے انہیں ان کے جانوروں کو پانی پلانے والے شخص کے بارے میں خبر دی تو حضرت شعیب علیہ السلام نے ان میں سے ایک سے ارشاد فرمایا تم اسے میرے پاس بلا لاؤ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) تو ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی (حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حیاء کرتے ہوئے اپنی آستین سے اپنا چہرہ چھپائے ہوئے ...... ۷ ......) بولی میرا باپ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہیں مزدوری دے اس کی جو تم نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے (آپ علیہ السلام نے اس کی بات مان لی، آپ علیہ السلام نے دل میں یہ قصد کر لیا تھا کہ اپنے عمل کی اجرت

نہیں لوں گا اور اس عورت نے گویا کہ بدلہ چکانے کا قصد کیا تھا کہ اگر عمل کا بدلہ قبول کر لینے والے ہوں گے تو دعوت دے لیں گے ...۷... لیکن وہ عورت ان کے آگے آگے چلنے لگی ہوا اُن کے جھونکے نے اس کے کپڑوں کو حرکت دی جس کے نتیجے میں آپ کی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھ گیا یہ معاملہ ہوتا دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا تم میرے پیچھے چلو اور مجھے رستہ بتاتی رہو، ایسا اس نے بھی کیا حتی کہ وہ اپنے والد گرامی کے پاس آ گئی اور وہ حضرت شعیب علیہ السلام تھے، آپ کے پاس رات کا کھانا رکھا تھا آپ علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا بیٹھو اور رات کا کھانا کھاؤ، آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے خوف ہے کہ میرے ان دونوں عورتوں کے مویشیوں کو پانی پلانے کا بدلہ نہ ہو جائے، اور ہم ایسے لوگ ہیں جو اپنے نیک عمل کا عوض لوگوں سے نہیں مانگتے ...۸... یہ سن کر شعیب علیہ السلام نے فرمایا یہ عوض نہیں ہے بلکہ میرے آباؤ اجداد کی عادت ہے کہ ہم مہمان نوازی کرتے اور کھانا کھلاتے ہیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کھانا تناول فرمایا اور تمام حال حضرت شعیب علیہ السلام کو کہہ سنایا، اللہ ارشاد فرماتا ہے) جب موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس آئے اور اسے باتیں کہہ سنائیں (القصص مصدر ہے بمعنی للمفعول ہے یعنی بمعنی مقصوص ہے یعنی آپ علیہ السلام کا قبطی کو مارنا اور فرعونیوں کا آپ علیہ السلام کو قتل کرنے کا قصد کرنا اور آپ کا فرعون کے ظلم سے خوف کرنا سب بتا دیا) اس نے کہا ڈریے نہیں آپ بچ گئے ظالموں سے (کہ یہاں مدین میں فرعون کی حکومت نہیں ہے) ان میں کی ایک بولی (جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے بھیجا گیا تھا یا تو وہ بڑی صاحبزادی تھی یا پھر چھوٹی) اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو (کہ ہمارے بجائے ہمارے جانوروں کو یہ چرائیں یہ استجرہ بمعنی اتخذہ اجیرا ہے) بیشک بہتر نوکر وہ جو طاقتور امانت دار ہو (یعنی آپ انہیں ان کی قوت وطاقت اور شرافت وامانت کے سبب نوکر رکھ لیجئے ...۱۰... پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے ان دونوں اوصاف کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کنویں سے پتھر ہٹا دینے اور آپ سے یہ بات کہنے کہ میرے پیچھے چلو ...الخ اور مزید بتایا کہ جب میں ان کے پاس گئی اور انہیں میرے آنے کا علم ہوا تو انہوں نے سر جھکا لیا اور پھر سر نہیں اٹھایا، یہ اوصاف سن کر حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کا نکاح اپنی بیٹی سے کروا دینے کی رغبت ہوئی ...۱۱...) کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں (خواہ چھوٹی یا بڑی صاحبزادی میں سے ایک کو ...۱۲...) اس مہر پر کہ تم میری ملازمت کرو (میری بکریوں کو چرانے کے لیے تم میرے اجیر رہو ...۱۳...) آٹھ برس (حجج بمعنی سنین ہے) پھر اگر پورے دس برس کر لو (یعنی دس سال تک جانوروں کو چراؤ) تو (یہ مدت پوری کرنا) تمہاری طرف سے ہے اور میں (دس سال کی ملازمت کی شرط لگا کر) تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا قریب ہے ان شاء اللہ مجھے نیکوں میں پاؤ گے (عہد پورا کرنے والوں میں پاؤ گے) کہا (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) یہ (بات جو آپ علیہ السلام نے کہی) میرے اور آپ کے درمیان اقرار ہے میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں (آٹھ سالہ یا دس سالہ "ایما" میں ما زائدہ ہے) یعنی جانور چرانے کی (مدت ان میں سے جو بھی چاہوں گا پوری کر دوں گا) تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہ ہوگا (اس مقررہ پر مزید اضافہ طلب کر کے) اور ہمارے (یعنی میرے اور آپ علیہ السلام کے) اس کہے پر اللہ وکیل ہے (حفاظت کرنے والا یا گواہ ہے، پس اس شرط پر یہ عقد تام ہو گیا اور حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک عصا دے دیں جس کے ذریعے وہ درندوں کو بھگا سکیں اور حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس متعدد انبیاء کرام علیہم السلام کے عصا ہائے مبارک تھے پس آپ علیہ السلام کی صاحبزادی کے ہاتھ میں حضرت آدم علیہ السلام کا عصا مبارک آ گیا جو جنت کی آس نامی لکڑی کا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کے علم میں لا کر وہ عصا مبارک لے لیا ...۱۴...)

﴿ترکیب﴾

﴿ولما توجه تلقاء مدین قال عسیٰ ربی ان یهدینی سواء السبیل۝﴾.

و: مستانفہ، لما: شرطیہ، توجہ: فعل بافاعل، تلقاء مدین: ظرف مکان، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قال: قول، عسیٰ: فعل رجاء، ربی: اسم، ان: مصدریہ، یهدینی سواء السبیل: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ولما ورد ماء مدین وجد علیه امة من الناس یسقون ووجد من دونهم امراتین تذودن﴾.

و: عاطفہ، لما: شرطیہ، ورد ماء مدین: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، وجد علیه: فعل بافاعل وظرف لغو، امة: موصوف، من الناس: ظرف مستقر صفت اول، یسقون: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، وجد من دونهم: فعل بافاعل وظرف لغو، امراتان: موصوف، تذودان: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال ماخطبكما﴾.

قال: قول، ما: استفہامیہ مبتدا، خطبکما: خبر ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالتا لانسقی حتی یصدر الرعاء وابونا شیخ کبیر۝﴾.

قالتا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، لانسقی: فعل نفی "ونحن" ضمیر مستتر ذوالحال، و: حالیہ، ابونا: مبتدا، شیخ کبیر: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، حتی: جار، یصدر الرعاء: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فسقی لهما ثم تولی الی الظل﴾.

ف: عاطفہ، سقی: فعل بافاعل، لهما: ظرف لغو مفعول محذوف "غنمهما"، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، تولی: فعل بافاعل، الی الظل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقال رب لما انزلت الی من خیر فقیر۝﴾.

ف: عاطفہ، قال: قول، رب: نداء، لام: جار، ما: موصولہ، انزلت الی: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، من خیر: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، فقیر: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالندا، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فجاءته احدهما تمشی علی استحیاء﴾.

ف: عاطفہ، جاءته: فعل ومفعول، احدهما: ذوالحال، تمشی: فعل "هی" ضمیر مستتر ذوالحال، علی استحیاء: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، جملہ محذوف "فرجعتا الی ابیهما فی زمن اقل مما کانتا تستنز فانه فی السقی فسالهما عن سبب ذلک، فاخبرتاه بقصة من سقی لهما فقال لاحداهما ادعیه لی"۔

﴿قالت ان ابی یدعوک لیجزیک اجرما سقیت لنا﴾.

قالت: قول، ان ابی: حرف مشبہ واسم، یدعوک: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، یجزیک: فعل بافاعل ومفعول، اجر: مضاف، ما سقیت لنا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما جاءه وقص علیه القصص قال لاتخف نجوت من القوم الظلمین۝﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فاجابها لالیاخذ الاجر ولکن لاجل التبرک بابیها لما سمع منهما: انه شیخ

کبیر،فمشت امامه،فجعلت الریح تضرب ثوبها،فتکشف ساقیها،او الزقت الریح ثوبها بجسدها،فوصفة فقال لها:امشی خلفی ودلینی علی الطریق،ففعلت الی ان دخل علیه"لما: شرطیہ ظرفیہ،جاءہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،قص علیہ القصص: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط،قال:قول،لاتخف: جملہ فعلیہ مقولہ اول،نجوت:فعل بافاعل،من القوم الظلمین:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ثانی،ملکر جملہ قولیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالت احدهما یابت استاجره ان خیر من استاجرت القوی الامین٥﴾.

قالت احدهما: قول،یابت:نداء،استاجره:فعل امر بافاعل ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ان:حرف مشبہ،خیر:مضاف،من استاجرت:موصولہ صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر اسم،القوی الامین:خبر ان،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿قال انی ارید ان انکحک احدی ابنتی هتین علی ان تاجرنی ثمنی حجج﴾.

قال: قول،انی:حرف مشبہ واسم،ارید:فعل بافاعل،ان:مصدریہ،انکح:فعل بافاعل،ک:ضمیر ذوالحال،علی:جار،ان:مصدریہ،تاجرنی:فعل بافاعل ومفعول"نفسک"مفعول ثانی محذوف،ثمانی حجج: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر مفعول اول،احدی:مضاف،ابنتی:موصوف،هتین:صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فان اتممت عشرا فمن عندک﴾.

ف: عاطفہ،ان:شرطیہ،اتممت عشرا:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،من عندک:ظرف مستقر مبتدا محذوف"التمام"کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما ارید ان اشق علیک ستجدنی ان شاء الله من الصلحین٥﴾.

و:عاطفہ،ما ارید:فعل نفی بافاعل،ان:مصدریہ،اشق علیک:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،سین:حرف استقبال،تجدنی:فعل بافاعل ومفعول،من الصلحین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ان:شرطیہ،شاء الله:جملہ فعلیہ جزامحذوف"فتجدنی من الصلحین"کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ معترضہ۔

﴿قال ذالک بینی وبینک﴾.

قال: قول،ذالک:اسم اشارہ،بینی وبینک:معطوف علیہ معطوف ملکر مشار الیہ،ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ

﴿ایماالاجلین قضیت فلاعدوان علی﴾.

ای:اسم شرط مضاف،ما:نکرہ بمعنی شیء مبدل منہ،الاجلین:بدل،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول بہ مقدم،قضیت:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف:جزائیہ،لا:نفی جنس،عدوان:اسم،علی:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والله علی مانقول وکیل٥﴾.

و:عاطفہ،الله:مبتدا،علی مانقول:جار مجرور،ملکر ظرف لغو مقدم،وکیل:صفت مشبہ بافاعل،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح وتوضیح واغراض﴾

حضرت موسی علیہ السلام کا مدین سے مصر تک سفر:

۱......وہب بن منبہ یمانی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت کرنے کی مدت

پوری کردی تو وہ ان سے اجازت لے کر مصر کی طرف واپس روانہ ہوئے، ان کے ساتھ ان کی اہلیہ بھی تھیں اور ایک بکری تھی اور عصا تھا جس سے وہ دن میں بکری کے لئے پتے جھاڑتے تھے، اور ایک چقماق تھا جس سے وہ رات کو آگ جلا کر حرارت حاصل کرتے کیونکہ وہ انتہائی سرد موسم تھا اور برفانی راتیں تھیں۔ جب وہ رات آئی جس میں اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے مشرف کرنا تھا اور ان کو اپنے کلام سے سرفراز فرمانا تھا، اس رات حضرت موسیٰ علیہ السلام راستہ بھول گئے حتیٰ کہ انہیں پتا نہیں چلا کہ وہ کس طرف متوجہ ہوں انہوں نے چقماق نکالا تا کہ اپنے اہل کے ساتھ رات گزارنے کے لئے آگ روشن کریں، اس رات وہ چقماق نہ جل سکا اور وہ اس کو جلانے کی کوشش میں تھک گئے، حتیٰ کہ انہوں نے ایک جگہ آگ دیکھی۔ (جامع البیان، الجزء ۱۶، ص ۱۶۵)

حضرت شعیب علیہ السلام کا نسب

۲......حضرت شعیب علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے شعیب بن نویب بن مدین بن ابراہیم اور ان کی ماں کا نام میکیل تھا جو کہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں، ایک قول یہ ہے کہ ان کا سلسلہ نسب شعیب بن یشرون بن نویب بن مدین بن ابراہیم تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نابینا تھے انہیں ان کی قوم کی جانب حسن مراجعت کی وجہ سے خطیب الانبیاء کہا جاتا ہے۔ ان کی قوم کافر تھی اور ناپ تول میں کمی کرتی تھی۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۶۹۲)

☆......ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد ہوئے ہیں۔ وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام مکہ میں وفات فرما گئے تھے اور ان کے ساتھ کے مؤمنین بھی، چنانچہ ان کی قبریں مکہ مکرمہ کے غربی جانب دار الندوہ اور دار بنی سہم کے مابین ہیں۔

(البدایۃ والنہایۃ، قصۃ مدین قوم شعیب، الجزء ۲، ج ۱، ص ۲۱۲، عطائین، ج ۲، ص ۳ وغیرہ)

فرشتے کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راہ دکھانا:

۳......حضرت موسیٰ علیہ السلام اس گاؤں کی جانب جانے والے راستے کو نہیں جانتے تھے، پس جب آپ علیہ السلام نے یہ الفاظ ﴿عَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾ (القصص: ۲۲) کے الفاظ کہے تو ایک فرشتہ (بعض تفاسیر کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام) آ گیا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا، آپ علیہ السلام اس کے ساتھ چلنے لگے کیونکہ جب موسیٰ علیہ السلام مصر سے نکلے تو درختوں کے پتوں اور سبزیوں کے سوا آپ علیہ السلام کو کوئی چیز میسر نہ آئی یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کے پیٹ میں بھی سبزی کے نشانات دیکھنے لگے۔

(المظہری، ج ۷، ص ۱۷۸)

دو معزز خواتین کی مدد:

۴......دو معزز خواتین میں سے ایک کا نام لیا اور دوسری کا نام صفوریا (صفورا) تھا، اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت شعیب علیہ السلام تھے، امام رازی کہتے ہیں کہ ان کے والد حضرت شعیب علیہ السلام کے بھتیجے یثرون تھے، حضرت شعیب علیہ السلام نابینا ہونے کے بعد فوت ہو چکے تھے، یہ حضرت ابن عباس اور ابو عبیدہ کا مختار ہے، حافظ ابن کثیر نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے بہت پہلے کا ہے لیکن زیادہ تر مفسرین کرام کی رائے یہی ہے کہ والد گرامی حضرت شعیب علیہ السلام ہی تھے۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ ظاہر قرآن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام ہی تھے۔

(الرازی، ج ۸، ص ۵۸۹)

حضرت شعیب علیہ السلام کی طاقت کا بیان:

۵......اللہ عزوجل کا فرمان ﴿وابونا شیخ کبیر (القصص:۲۳)﴾ سے اس بات پر دلیل ہے کہ والد گرامی (حضرت شعیب علیہ السلام) طاقتور ہوتے تو جانوروں کو پانی پلانے خود ہی حاضر ہوتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑھاپے میں انسان ضعف وکمزوری محسوس کرتا ہے۔

حضرت موسی علیہ السلام کی طاقت کا بیان:

۶......اس بارے میں متعدد اقوال ہیں کہ جس چٹان کو حضرت موسی علیہ السلام نے اکیلے ہٹالیا تھا اس کا وزن کتنا تھا؟ ایک قول کے مطابق دس آدمی اسے ہٹا سکتے تھے، ایک قول کے مطابق چالیس آدمی اسے مل کر ہٹاتے، ایک قول کے مطابق سو آدمی کی طاقت سے چٹان اپنی جگہ سے ہٹتی لیکن حضرت موسی علیہ السلام کی طاقت کہ تنہا ہی اسے ہٹالیا اور لوگوں کی مزاحمت پر دوبارہ اسے اس کی جگہ پر رکھ بھی دیا۔ (الرازی، ج۸،ص ۵۸۹)

حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی کا پردہ:

۷......اس بارے میں اختلاف ہے کہ دونوں میں سے کونسی صاحبزادی حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس تشریف لائی تھیں، ایک قول یہ ہے کہ بڑی صاحبزادی تشریف لائی تھیں اور ایک قول کے مطابق چھوٹی صاحبزادی تشریف لائی تھیں۔ لیکن نبی زادیوں کا پردہ بھی قابل ذکر ہے کہ چلنے اور حضرت موسی علیہ السلام کے پاس بلانے کی غرض سے تشریف لانے میں حیا کا عنصر نمایاں ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سخت حیاء کرتی اپنے وجود کو چھپاتی ہوئی تشریف لائیں۔ حضرت موسی علیہ السلام کے پاس تشریف لا کر بولی ﴿ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ماسقیت لنا (القصص،۲۵)﴾، حالانکہ پانی مباح ہے اس کی کوئی قیمت نہیں ہوا کرتی لیکن یہ اس پاکیزہ گھرانے کی کمال عقل ودانشمندی، حیاء، پاکیزگی پر بین دلیل ہے کہ ان نفوس قدسیہ نے اپنی مجبوری کا فائدہ اٹھانا نہ چاہا۔ روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بی بی صاحبہ کو پیچھے چلنے کا حکم دیا تاکہ پیچھے سے راستے کی رہنمائی بھی کرتی رہیں اور ساتھ ہی ان کے پردے کا اہتمام بھی ہوتا رہے کہ مبادا ہوا وغیرہ سے چادر سرکنے سے بے پردگی کا سامنا ہو۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ہوا سے کپڑا اٹھا اور بی بی صاحبہ کی پنڈلی چمک رہی تھی اس لئے حضرت موسی علیہ السلام نے انہیں پیچھے چل کر راستہ دکھانے کا حکم دیا۔ (روح المعانی، الجزء ۲۰، ص ۳۶۶)

اجارہ کا معنی اور مسائل :

۸......کسی چیز کے نفع کا عوض کے مقابل کسی شخص کو مالک کردینا اجارہ کہلاتا ہے، مزدوری پر کام کرنا اور ٹھیکہ اور کرایہ اور نوکری یہ سب اجارہ ہی کے اقسام ہیں، مالک کو آجر، موجر اور مواجر اور کرایہ دار کو مستاجر اور اجرت پر کام کرنے والے کو اجیر کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر۱: جس نفع پر عقد اجارہ ہو وہ ایسا ہونا چاہیے کہ اس چیز سے وہ نفع مقصود ہو اور اگر چیز سے یہ منفعت مقصود نہ ہو جس کے لئے اجارہ ہو تو یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً کسی سے کپڑے اور ظروف کرایہ پر لئے گئے مگر اس لئے نہیں کہ کپڑے پہنے جائیں گے، ظروف استعمال کئے جائیں گے بلکہ اپنا مکان سجانا مقصود ہے یا گھوڑا کرایہ پر لیا مگر اس لئے نہیں کہ اس پر سوار ہوگا بلکہ کوتل چلنے کے لئے یا مکان کرایہ پر لیا اس لئے نہیں کہ اس میں رہے گا بلکہ لوگوں کے کہنے کو ہوگا کہ یہ مکان فلاں کا ہے، ان سب صورتوں میں اجارہ فاسد ہے اور مالک کو اجرت بھی نہیں ملے گی اگرچہ مستاجر نے چیز سے وہ کام لئے جس کے لئے اجارہ کیا تھا۔

مسئلہ نمبر۲: جو چیز بیع کا ثمن ہوسکتی ہے وہ اجرت بھی ہوسکتی ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ جو اجرت ہوسکے وہ ثمن بھی ہوجائے مثلاً ایک

منفعت دوسری منفعت کی اجرت ہو سکتی ہے جب کہ دونوں دو جنس کی ہوں اور منفعت ثمن نہیں ہو سکتی۔(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الاجارة، ج۹،ص٦ بتغیر قلیل)۔

مسئلہ نمبر۴: اجارہ کا حکم یہ ہے کہ طرفین بدلین کے مالک ہو جاتے ہیں مگر یہ ملک ایک دم نہیں ہوتی بلکہ وقتاً فوقتاً ہوتی ہے،(المرجع السابق) مگر تعجیل یعنی پیشگی لینا شرط ہو تو عقد کرتے ہی اجرت کا مالک ہو جائے گا۔(الھندیة، کتاب الاجارة، الباب الاول فی تفسیر الاجارة، ج٤،ص٤٦٢)

حضرات انبیائے کرام اجرت کے لئے کام نہیں کرتے:

۹......قرآن مجید فرقان حمید میں جابجا ﴿ان اجری الا علی اللہ میرا اجر تو نہیں مگر اللہ پر(یونس:۷۲)﴾ کے خطاب موجود ہیں، حضرات انبیائے کرام چونکہ رب کی رحمت سے خاص تربیت یافتہ ہوتے ہیں، انہیں دنیاوی مال و اسباب کی حرص نہیں ہوا کرتی بلکہ ان کا مقصود فقط اللہ کی رضا ہوا کرتی ہے۔ یہ نفوس قدسیہ اسی خاص توجہ اور عنایت کے پیش نظر امور سر انجام دیتے ہیں۔ کائنات میں اللہ کے نائب بن کر خلق خدا کو جو کچھ ان کے ذریعے سے ملتا ہے اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی اور ان کا مقام و مرتبہ بھی سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔

ملازم اپنی اجرت کا مالک کب ہوتا ہے؟

۱۰......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ میں قیامت کے دن تین آدمیوں سے مخاصمت کروں گا، ایک وہ آدمی جس نے میری قسم کھا کر کوئی عہد کیا پھر اس عہد کو توڑ دیا، دوسرا وہ آدمی جو کسی آزاد شخص کو بیچ کر اس کی قیمت کھا گیا، تیسرا وہ آدمی جس نے کسی مزدور کو اجرت پر طلب کیا اس سے کام پورا لیا اور اس کی اجرت نہیں دی''۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب:اثم من باع حُرا، رقم:۲۲۲۷، ۲۲۷۰،ص۳۵۵)

مسئلہ نمبر۱: درزی، دھوبی، سنار وغیرہم ان کاریگروں نے کام کر لیا اور مالک کو چیز سپرد کر دی، اجرت لینے کے مستحق ہو گئے یہی حکم ہر اُس کام کرنے والے کا ہے جس کے کام کا اس شے میں کوئی اثر ہو جیسے رنگریز کہ اس نے کپڑا رنگ کر مالک کو دیدیا اجرت کا مستحق ہو گیا اور اگر ان لوگوں نے کام تو کیا مگر ابھی تک چیز مالک کے سپرد نہیں کی، اجرت کے مستحق نہیں ہونگے لہذا اگر ان کے یہاں چیز ضائع ہو گئی اجرت نہیں پائیں گے اگرچہ چیز کا ان کو تاوان بھی دینا نہیں پڑے گا اور اگر کام کا کوئی اثر اُس چیز میں نہیں ہوتا جیسے حمال (بوجھ اٹھانے والا مزدور) کہ چیز کو یہاں سے اٹھا کر وہاں لے گیا یہ اجرت کے اس وقت مستحق ہونگے جب انہوں نے کام کر لیا اس کی ضرورت نہیں کہ مالک کے سپرد کریں جب استحقاق ہو لہذا وہاں پہنچا دینے کے بعد اگر چیز ضائع ہو گئی اجرت واجب ہے بلکہ اگر حمال نے پہنچایا نہ ہو راستہ ہی میں اجرت مانگتا ہے تو یہاں تک کی جتنی اجرت حساب سے ہو لے سکتا ہے مگر جہاں تک ٹھہرا ہے اس پر وہاں تک پہنچانا لازم ہے اور پہنچانے پر باقی اجرت کا مستحق ہوگا۔(الھندیة، کتاب الاجارة، الباب الثانی فی بیان انه متی تجب الاجرة، ج٤،ص٤٦٤ ملتقطا)

مسئلہ نمبر۲: مزدور دیوار بنا رہا ہے کچھ بنانے کے بعد دیوار گر گئی تو جتنی بنا چکا ہے اُس کی اجرت واجب ہو گئی، درزی نے کپڑا سیا تھا مگر کسی نے یہ سلائی توڑ دی سلائی نہیں ملے گی ہاں جس نے توڑی ہے اس سے تاوان لے سکتا ہے اور اب دوبارہ سینا بھی درزی پر واجب نہیں کہ کام کر چکا اور اگر خود درزی نے سلائی توڑی تھی تو دوبارہ سینا واجب ہے گویا اس نے کام کیا ہی نہیں۔(البحرالرائق، کتاب الاجارة، ج۸،ص۱۵)۔

لڑکی کی جانب سے نکاح کا پیغام دینا انبیائے کرام کی سنت ہے:

۱۱......قرآن مجید کی آیت مذکورہ سے مسئلہ ثابت ہے کہ لڑکی کی جانب سے نکاح کا پیغام دینے میں کوئی شرعی قباحت نہیں

ہے، احادیث مبارکہ میں بھی اس کا ثبوت ہے چنانچہ حضرت عمار کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ہمارا گزر بی بی خدیجہ کی بہن کے پاس سے ہوا، وہ اپنے رشتے داروں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی، اس نے مجھے بلایا، میں اس کی جانب گیا، سید عالم ﷺ ایک جانب تشریف فرما ہوگئے، مجھ سے بولی کیا تمہارے صاحب (یعنی سید عالم ﷺ) میری بہن خدیجہ سے نکاح کرنا پسند فرمائیں گے؟ سید عالم ﷺ نے اقرار کا اظہار فرمایا تو وہ اٹھ کر اپنی بہن کے پاس گئی اور اسے نکاح کی خبر سنادی۔

(سبل الهدى و الرشاد،فصل:في بعض فضائل ام المومنين خديجة، ج١١، ص١٥٦)

☆......حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کا نکاح خنیس بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ سے ہوا، جب وہ مدینہ میں فوت ہوگئے اور حفصہ بیوہ ہوگئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو حضرت بی بی حفصہ کا رشتہ پیش کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس معاملے پر غور کروں گا، چند دنوں بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا، میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں ابھی نکاح نہ کروں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا اگر آپ چاہیں تو بی بی حفصہ سے نکاح کریں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور انہوں نے کوئی جواب نہ دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے عثمان رضی اللہ عنہ کی بنسبت زیادہ رنج پہنچا، پھر چند دنوں بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ کے لئے پیغام بھیجا تو میں نے آپ سے ان کا نکاح کر دیا، بعد میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے بی بی حفصہ کا رشتہ پیش کیا تھا اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ کو اس کا رنج پہنچا ہوگا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے جواب دینے سے اس کے سوا کیا چیز مانع ہو سکتی تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ کا ذکر کیا تھا، اور میں رسول اللہ ﷺ کا راز نہیں کھولنا چاہتا تھا، اور اگر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ کو ترک کیا ہوتا تو میں ضرور ان کو قبول کر لیتا''۔

(صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب:،رقم:٤٠٠٥،٥١٢٢،ص ٦٧٧)

منکوحہ کی تعیین کے بغیر نکاح کرنے کا مسئلہ:

۱۲......اگر کسی کے ذہن میں یہ اعتراض جنم لے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے کس بیٹی کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کر رہے؟ معین نہیں کیا، اور نہ ہی یہ معین ہے کہ انہیں کتنی مدت تک ان کے ہاں کام کرنا ہے، اور جب تک منکوحہ کا تعین نہ ہو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور جب تک مدت کا تعین نہ ہو اجارہ صحیح نہیں ہوتا؟ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ابتداء میں اجمالی طور پر پیش کش کی تھی اور بعد میں اس کو معین کر دیا، انہوں نے اپنی چھوٹی بیٹی صفوراء کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اور مدت انہوں نے آٹھ سال متعین کی اور بعد میں دو سال اضافہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر چھوڑ دیا۔ (المظهري، ج٥، ص ٣٧٤)

☆......حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو مدتوں میں سے کون سی مدت پوری کی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو مدت زیادہ تھی''، پوچھا گیا کہ دو عورتوں میں سے کس سے نکاح کیا؟ جواب ارشاد فرمایا: ''جو اُن میں چھوٹی تھی''۔ (اللمعجم الصغير، باب الميم، من اسمه محمد، رقم: ٨١٥)

نوٹ: یہ نکاح اس شرط پر طے ہوا کہ تو اپنا نفس مجھے اجرت پر دے اور تو میرا اجیر اور ملازم بن جائے۔

خدمت اور کام کو مہر قرار دینا:

۱۳......اس آیت اور ماقبل حدیثِ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فقہاء اسلام نے یہ استدلال کیا ہے کہ جس آدمی نے کسی عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ بطور مہر خاوند اپنی بیوی کی بکریاں چرائے گا تو یہ جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سنایا اور

فرمایا اور اپنی شریعت میں اس کی نفی بیان نہیں کی۔ ابن سماعہ نے امام اعظم سے بھی ایک روایت نقل کی ہے لیکن مبسوط اور جامع کی روایت کے مطابق امام اعظم کے نزدیک یہ جائز نہیں۔ امام اعظم کے قول کی وجہ یہ ہے کہ اس آیت کریمہ اور مذکورہ حدیث طیبہ سے استدلال صرف اسی وقت جائز ہے جب کہ ریوڑ لڑکی کی ملکیت میں ہو کیونکہ ہماری شریعت میں مہر بالا جماع عورت کا حق ہوتا ہے نہ کہ اس کے ولی کا، اور حضرت موسی علیہ السلام کے قصے میں بکریاں حضرت شعیب علیہ السلام کی ملکیت میں تھیں اور اجماع اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حکم ان کی شریعت میں تھا نہ کہ ہماری شریعت میں۔ (المظهری، ج۵، ص۳۷٤)

حضرت موسی علیہ السلام کا عصاء:

۱۴..... جو عصا حضرت موسی علیہ السلام کو حضرت شعیب علیہ السلام کی جناب سے ملی تھی اس کے بارے مفسرین کرام کے مختلف اقوال ہیں: عکرمہ کہتے ہیں کہ یہ لاٹھی حضرت آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے پھر آدم علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اسے اٹھالیا تھا، اور یہ انہی کے پاس رہی یہاں تک کہ ایک رات وہ حضرت موسی علیہ السلام سے ملے اور انہیں دے دی، بعض مفسرین نے یہ کہا کہ یہ عصا جنت کے درخت کا بنا ہوا ہے جسے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے اور حضرات انبیائے کرام کو وراثۃً ملتا رہا، نبی کے علاوہ کوئی اور اسے نہیں لے سکتا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام تک پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، اور حضرت موسی کلیم علیہ السلام تک پہنچا۔ سدی کا قول ہے کہ یہ عصا ایک فرشتے نے انسانی صورت میں ان کے پاس امانت رکھا ہوا تھا، پس جب آپ علیہ السلام نے اپنی بچی کو عصا لانے کا حکم دیا تو اس نے حضرت موسی علیہ السلام کو وہی عصا دیا۔ جونہی حضرت شعیب علیہ السلام نے دیکھا تو بچی کو فرمایا یہ عصا واپس لے جا اور انہیں دوسرا عصا دے دے۔ بچی نے وہ عصا رکھ دیا اور دوسرا اٹھانے کی کوشش کی مگر ہر بار وہی عصا اس کے ہاتھ میں آتا تھا اور ایسا تین مرتبہ ہوا۔ بالآخر حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں وہی عصا دے دیا اور حضرت موسی علیہ السلام اسے لے کر باہر تشریف لے آئے۔ بعد ازاں حضرت شعیب علیہ السلام اس پر خوب نادم ہوئے کہ وہ عصا ان کے پاس امانت رکھا ہوا تھا۔ اور واپس مانگنے پر حضرت موسی علیہ السلام نے انہیں انکار کر دیا کہ یہ انہی کا عصا ہے۔ دونوں حضرات اس بات پر متفق ہوئے کہ جو آدمی انہیں پہلے ملے گا اسی کا فیصلہ قابل قبول ہوگا چنانچہ ایک فرشتہ انسانی صورت میں انہیں ملا اور اس نے فیصلہ کیا کہ وہ عصا کو زمین پر پھینک دیں جس نے پہلے اٹھالیا اسی کا ہوگا۔ پس حضرت موسی علیہ السلام اٹھانے میں کامیاب رہے۔ جب حضرت موسی علیہ السلام اپنی مدت پوری کر چکے تو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی ان کے حوالے کر دی۔ حضرت موسی علیہ السلام نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنے والد سے کہیں کہ کچھ بکریاں ہمیں بھی دیں جس پر حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ جتنے دورنگے بچے ہونگے وہ سب تمہارے ہونگے۔ (المظهری، ج۵، ص۳۷۵)

اغراض:

ابن ابراھیم: مراد ابراہیم بن خلیل ہیں، مداین نام کے سب سے آخری بیٹے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار بیٹے اسماعیل، اسحٰق، مدین اور مداین، جب کہ قرآن میں مدین اور مداین کی تصریح نہیں ملتی، اور آخری دو مدین و مداین نبوت کے منصب پر فائز نہ ہوئے۔

ولم یکن یعرف طریقھا: حضرت موسی علیہ السلام بغیر زادراہ اور رفیق سفر کے روانہ ہوگئے، سوائے درختوں کے پتوں اور نباتات وغیرہ کے ان کے پاس کھانے پینے کے لئے کوئی چیز تھی۔ ان کے باطن (پیٹ وغیرہ) سے درختوں کے پتوں کی سبزی مائل رنگت نظر آتی تھی، پس جب مدین پہنچے تو اپنے قدم روکتے ہوئے، یعنی یہ اللہ عزوجل کی جانب سے حضرت موسی علیہ السلام کے لئے سب سے پہلی آزمائش تھی۔ ملکا: ایک قول یہ ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام (رہنمائی پہچانے کے لئے) گھوڑے پر سوار چل رہے تھے۔

ای الطریق الوسط: مراد یہ ہے کہ تین راستے تھے، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درمیانی راستے پر چلنا اختیار فرمایا، اور شاگرد (غالبا یوشع بن نون) آپ علیہ السلام کے پیچھے چل رہے تھے، اور آخر میں ایسا ہوا کہ جگہ کی شناخت نہ رہی۔ کم درعھا بمعنی قمیصھا ہے۔
بیدہ عنزۃ: عصا سے کچھ بڑا اور نیزے سے قدرے چھوٹا، اور اس کے کنارے پر نیزے کی مانند نوکیلا پھن ہوتا ہے۔
بئر فیھا: سے مراد یہ ہے کہ مطلقا حال کا بیان کرنا مقصود ہے اور محل کا ارادہ کیا گیا ہے جیسا کہ پانی کا بیان کرنا مقصود ہو اور بئر (کنویں) کا ارادہ کیا جائے۔ وھی المرسلۃ: مراد یہ ہے کہ جس عورت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نکاح فرمایا۔
ای وصل الیھا: سے اس جانب اشارہ مقصود ہے کہ ورود بمعنی وصول ہے، اور الورود کا اطلاق مطلق دخول فی الشی پر ہوتا ہے اور کسی چیز کی جانب مطلع ہونا یا اس کی جانب التفات کرنا جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿وان منکم الا واردھا﴾ کے حوالے سے مشہور تفاسیر کے اقوال۔ جمع راع: غیر قیاسی طور پر، جب کہ قیاسی اعتبار سے راء کی ضمہ کے ساتھ ہونا چاہیے جیسا کہ قاض وقضاۃ۔ الا عشرۃ انفس: ایک قول، تیس، چالیس اور سوافراد تک کا ہے۔
لسمرۃ: میم کے ضمہ کے ساتھ، مراد درختوں میں کا بڑا درخت، مراد وہ درخت ہے جس کے پاس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج نزول فرما کر نماز ادا فرمائی۔ ادعیہ لی: کے معنی یہ ہیں کہ میرے لئے جو کچھ بھی تیری پاک بارگاہ میں موجود ہے اسے حاضر فرمادے۔
منکرا فی نفسہ اخذ الاجرۃ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنے والی خاتون کو اجرت کے حصول کی غرض سے جواب نہ دیا تھا بلکہ خاتون کے والد گرامی کی تبریک کے لئے کلام فرمایا۔
وھو شعیب: یہی صحیح قول ہے، جب کہ ایک قول حضرت شعیب علیہ السلام کے بھائی کے بیٹے یثرون کے بارے میں ہے، اور حضرت شعیب علیہ السلام اس وقت انتقال فرما گئے تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام پر ایمان لانے والا کوئی شخص مراد ہے، اور حضرت شعیب علیہ السلام کا نسب شعیب بن متبعون بن عنفاش بن مدین بن ابراہیم ہے۔
وزیادۃ: سے مراد متذکرہ بالا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوت وامانت کا ذکر مقصود ہے، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ مراد اس سے جملہ امانتوں میں زیادتی کا قول کرنا ہے۔
فرغب فی نکاحہ: مراد یہ ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کا ان سے نکاح کرنا پسند فرمایا۔
للتبرک: مراد یہ ہے کہ استثناء تبرک کے لئے ہے اور اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذاتی توفیق پر منحصر قرار دیا گیا ہے کہ آٹھ سال پر جتنی زیادتی وہ کرنا چاہیں۔ فتم العقد: سے عقد نکاح اور مدت اجارہ کے مکمل ہونے کا بیان کرنا مقصود ہے۔
من آس الجنۃ: حضرات انبیائے کرام میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد یکے بعد دیگرے وراثت بنا، پس یہ عصا پہلے حضرت نوح علیہ السلام، پھر ابراہیم علیہ السلام، پھر شعیب علیہ السلام، اور حال یہ تھا کہ یہ عصا کوئی غیر نبی اٹھاتا تو اسے عصا نگل جاتا۔

(الصاوی، ج٤، ص٢٨٥ وغیرہ)

رکوع نمبر:۷

﴿فلما قضی موسی الاجل﴾ای رَعْیَہٗ وَھُوَ ثَمَانٌ اَوْ عَشْرُ سِنِیْنَ وَھُوَ الْمَظْنُوْنُ بِہٖ ﴿وسار باھلہ﴾زَوْجَتِہٖ بِاِذْنِ اَبِیْھَا نَحْوَ مِصْرَ﴿انس﴾اَبْصَرَ مِنْ بَعِیْدٍ﴿من جانب الطور﴾اِسْمُ جَبَلٍ﴿نارا ۚ قال لاھلہ امکثوا﴾ھُنَا﴿ انی انست نارا لعلی اتیکم منھا بخبر﴾عَنِ الطَّرِیْقِ وَکَانَ قَدْ اَخْطَاَھَا﴿ او جذوۃ﴾بِتَثْلِیْثِ الْجِیْمِ قِطْعَۃٌ اَوْ شُعْلَۃٌ﴿من النار لعلکم تصطلون (۲۹)﴾تَسْتَدْفِئُوْنَ وَالطَّاءُ بَدَلٌ مِنَ التَّاءِ

الْاِفْتِعَالِ مِنْ صَلّٰى بِالنَّارِ بِكَسرِ اللَّامِ وَفَتْحِهَا﴾فلما اتها نودى من شاطئ ﴿جَانِبِ﴾ الواد الايمن ﴿لِمُوسٰى﴾ فى البقعة المبركة ﴿لِموسٰى لِسِماعِهٖ كَلامَ اللهِ فِيهَا﴾ من الشجرة ﴿بَدَلٌ مِن شَاطِئٍ بِاِعَادَةِ الجَارِ لِنَبَاتِها فِيهِ وهِىَ شَجَرةُ عُنَّابٍ او عُلَّيقٍ او عوسَجٍ﴾ ان ﴿مُفَسِّرَةٌ لَا مُخَفَّفَةٌ﴾ يموسى انى انا الله رب العلمين (۳۰) وان الق عصاک ﴿فَالقَاهَا﴾ فلما راها تهتز ﴿تَتَحَرَّكُ﴾ كانها جان ﴿وَهِىَ الحَيَّةُ الصَّغِيرةُ مِن سُرعَةِ حَرُكَتِها﴾ ولى مدبرا ﴿هَارِبًا مِنهَا﴾ ولم يعقب ﴿اَى يُرجِعُ فَنُودِىَ﴾ يموسى اقبل ولا تخف قف انک من الامنين (۳۱) اسلک ﴿اَدخِل﴾ يدک ﴿اليُمنٰى بِمَعنى الكَفِّ﴾ فى جيبک ﴿هُو طَوقُ القَمِيصِ وَاَخرِجهَا﴾ تخرج ﴿خِلافَ مَا كَانتْ عليهِ مِنَ الاُدمَةِ﴾ بيضاء من غير سوء ﴿اَى بَرصٍ فَاَدْخَلَها واَخرَجَها تَضِىءُ كَشُعاعِ الشَّمسِ تَغشَى البَصَرَ﴾ واضمم اليک جناحک من الرهب ﴿بِفَتحِ الحَرفَينِ وَسُكونِ الثَّانِى مَع فَتحِ الاوَّلِ وَضَمِّهٖ اَىِ الخَوفِ الحَاصِلِ مِن اِضاءَةِ اليَدِ بِاَن تُدخِلَهَا فِى جَيبِکَ فَتَعُودُ اِلىٰ حَالَتِها الاُولٰى وَعَبَّرَ عَنهَا بِالجِناحِ لِاَنَّها لِلانسانِ كَالجِناحِ لِلطَّائِرِ﴾ فذنک ﴿بِالتَّشدِيدِ والتَخفِيفِ اَىِ العَصا واليَدُ وَهُما مُؤنَّثَانِ وِاِنَّما ذُكِّرَ المُشارَ بِه اِلَيهِما المُبتَداءُ لِتَذكِيرِ خَبرِهٖ﴾ برهانن ﴿مُرسَلانِ﴾ من ربک الى فرعون وملائه ط انهم كانوا قوما فاسقين (۳۲) قال رب انى قتلت منهم نفسا ﴿هُو القِبطِىُّ السَّابِقُ﴾ فاخاف ان يقتلون (۳۳) ﴿بِهٖ﴾ واخى هرون هو افصح منى لسانا ﴿اَبيَنُ﴾ فارسله معى ردا ﴿مُعِينًا وَفِى قِرائَةٍ بِفَتحِ الدَّالِ بِلا هَمزَةٍ﴾ يصدقنى ز ﴿بِالجَزمِ جَوابُ الدُّعاءِ وَفِى قِرائَةٍ بِالرَّفعِ وَجُملَتُهُ صِفَةُ رِداءً﴾ انى اخاف ان يكذبون (۳۴) قال سنشد عضدک ﴿نُقَوِّيکَ﴾ باخيک ونجعل لكما سلطنا ﴿غَلَبَةً﴾ فلا يصلون اليكما ج ﴿بِسُوءٍ اِذْهَبا﴾ باٰيتنا ج انتما ومن اتبعكما الغلبون (۳۵) ﴿لَهُم﴾ فلما جاء هم موسى باٰيتنا بينت ﴿واضِحاتٍ حالٌ﴾ قالوا ما هذا الا سحر مفترى ﴿مُختَلَقٌ﴾ وما سمعنا بهذا ﴿كَائِنًا﴾ فى ﴿اَيَّامِ﴾ اٰبائنا الاولين (۳۶) وقال ﴿بِواوٍ وَبِدونِها﴾ موسى ربى اعلم ﴿اَى عَالِمٌ﴾ بمن جاء بالهدى من عنده ﴿الضَّمِيرُ لِلرَّبِّ﴾ ومن ﴿عُطِفَ على مَنْ﴾ تكون ﴿بِالفَوقَانِيَّةِ والتَّحتَانِيَةِ﴾ له عاقبة الدار ط ﴿اَى العَاقِبَةُ المَحمُودَةُ فِى الدَّارِ الاٰخِرَةِ اَى وَهوَاَنا فِى الشِّقَّينِ فَاَنَا مُحِقٌّ فِيما جِئتُ بِهٖ﴾ انه لا يفلح الظلمون (۳۷) ﴿الكَافِرونَ﴾ وقال فرعون يايها الملا ما علمت لكم من اله غيرى ج فاوقد لى يهامن على الطين ﴿فاطبُخ لِى الاٰجُرَّ﴾ فاجعل لى صرحا ﴿قَصرًا عَالِيا﴾ لعلى اطلع الى اله موسى ﴿اَنظُرُ اِلَيهِ واَقِفُ عليهِ﴾ وانى لاظنه من الكاذبين ﴿فِى اِدِّعَائِهٖ اِلٰهًا آخَر وِاَنَّه رَسُولُه﴾ واستكبر هو وجنوده فى الارض بغير الحق وظنوا انهم الينا لا يرجعون ﴿بِالبِناءِ لِلفَاعِلِ وَلِلمَفعُولِ﴾ فاخذنه وجنوده فنبذنهم ﴿طَرَحْنَاهم﴾ فى اليم ج ﴿البَحرِ المَالِحِ فَغَرَقوا﴾ فانظر كيف كان

عاقبة الظلمین (۴۰) ﴿حِینَ صَارُوا اِلَی الْھَلَاکِ﴾ وجعلنھم ﴿فِی الدُّنیا﴾ ائمة ﴿بِتَحقِیقِ الْھَمْزَتَینِ وَاِبدَالِ الثَّانِیَةِ یَاءً رُؤُسَاءً فِی الشِّرکِ﴾ یدعون الی النار ﴿بِدُعَائِھِم اِلَی الشِّرکِ﴾ ویوم القیمة لا ینصرون (۴۱) ﴿بِدَفعِ العَذَابِ عَنھُم﴾ واتبعنھم فی ھذہ الدنیا لعنة ﴿خِزیًا﴾ ویوم القیمة ھم من المقبوحین (۴۲) ﴿المُبْعَدِینَ.

﴿ترجمہ﴾

پھر جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کر دی (یعنی جانور چرانے کی اور وہ آٹھ یا دس سال کی مدت تھی اور گمان یہی ہے کہ آپ علیہ السلام نے طویل والی میعاد کو پورا فرمایا تھا......۱......) اور اپنی بیوی کو (ان کے والد صاحب کی اجازت سے مصر کی طرف) لے کر چلا (اھلہ بمعنی زوجۃ ہے) طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی (یعنی دور سے آگ دیکھی ،طور ایک پہاڑ کا نام ہے) اپنی گھر والی سے کہا (یہاں) ٹھہرو مجھے طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں وہاں سے (رستے سے متعلق) کچھ خبر لاؤ (کہ آپ علیہ السلام سے رستہ گم ہو گیا تھا) یا تمہارے لیے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں کہ تم تاپو (جذوۃ میں حرف جیم پر تینوں اعراب پڑھے گئے ہیں، یہ بمعنی قطعة یا شعلة کے ہے، تصطلون اصل میں تستدفئون تاء افتعال کو طاء سے بدل دے گیا بمعنی آگ تاپنا، صَلِیَ یعنی باب رمی سے ہے یا صلی یعنی باب رمی سے ہے) پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا ندا کی گئی میدان کے داہنی کنارے سے (شاطیء کے معنی جانب ہے) برکت والے مقام میں (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے یہ مقام برکت والا اس لیے تھا کہ آپ علیہ السلام نے اس میں اللہ عزوجل کا کلام سنا......۲......) درخت سے (وہ درخت عناب کا تھا یا عوسج کا یا علیق کا، من الشجرۃ یہ شاطی سے بدل ہے، اور بدل کو حرف جر کے اعادہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، بدل بنانے میں مناسبت یہ ہے کہ درخت میدان کے اس کنارے میں اگا ہوا تھا) کہ اے موسیٰ بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا......۳...... (ان یموسی میں ان مفسرہ ہے مخففہ نہیں ہے) اور یہ کہ ڈال دے اپنا عصا (پھر آپ علیہ السلام نے حسب حکم اپنا عصا ڈال دیا) پھر جب موسیٰ نے اسے دیکھا لہراتا (یعنی حرکت کرتا) گویا سانپ ہیں (چھوٹے سانپ کو جان کہتے ہیں، اس لیے کہ یہ انتہائی تیزی سے حرکت کرتا ہے) پیٹھ پھیر کر چلا (یعنی اسی سے بچنے کے لیے دوڑے) اور مڑ کر نہ دیکھا (یعنی واپس نہ لوٹے پھر انہیں پکارا گیا) اے موسیٰ! سامنے آ اور ڈر نہیں بیشک تجھے امان ہے اپنا (سیدھا) ہاتھ گریبان میں ڈال (پھر اسے واپس نکال اسلک بمعنی ادخل ہے اور جیب کے معنی گریبان ہے) نکلے گا (موجودہ گندمی رنگت کے برخلاف) سفید چمکتا بے عیب (یعنی بغیر مرض برص کے، پس حسب حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا دست انور گریبان میں داخل فرما کر واپس نکالا تو وہ سورج کی شعاعوں کی طرح چمک رہا تھا، آنکھوں کو خیرہ کرتا تھا......۴......) اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لے خوف دور کرنے کو (یعنی ہاتھ کے اس طرح چمکنے سے جو خوف طاری ہوا اس کو دور کرنے کے لیے یعنی آپ علیہ السلام اپنے ہاتھ کو دوبارہ گریبان میں ڈال لیجیے وہ دوبارہ اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئے گا اور ہاتھ کو جناح سے تعبیر اس لیے کیا کہ یہ انسان کے لیے ایسے ہی ہے جیسا کہ پرندے کے لیے پَر، رھب کو راء مفتوحہ اور ھاء مفتوحہ کے ساتھ نیز اسے راء مفتوحہ اور ساکنہ اور راء مضمومہ اور ھاء ساکنہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) تو یہ دو (ذالک کو مشدد اور مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے، مشار الیہ عصا اور ید بیضا ہیں، اور ان کے اسم اشارہ کو مذکر اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ مبتدا بن رہا ہے اور اس کی خبر آ رہی ہے) حجتیں ہیں (جو بھیجی گئی ہیں) تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بیشک وہ بے حکم لوگ ہیں عرض کی: اے میرے رب میں نے

ان میں ایک جان مار ڈالی ہے (مراد اس سے وہی قبطی ہے جس کا ذکر گزر چکا) تو ڈرتا ہوں کہ (اس کے سبب) وہ مجھے قتل کردیں اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے (وہ مجھ سے زیادہ واضح کلام کرسکتے ہیں) تو اسے میری مدد کے لیے رسول بنا (ردا کے معنی مددگار ہے، اور ایک قرائت میں اس لفظ کو بغیر ہمزہ کے دال مفتوحہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کہ میری تصدیق کرے (یصدقنی فعل جواب دعا ہونے کے سبب مجزوم ہے، اور ایک قرائت میں اس فعل کو مرفوع پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ جملہ ہوکر ردا کی صفت ہوگا) مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے فرمایا قریب ہے کہ تیرے بازو کو مضبوط کریں گے (یعنی تجھے قوت دیں گے) تیرے بھائی سے اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے (سلطنا کے معنی غلبہ ہے) تو وہ تم تک نہ پہنچ سکیں گے (کسی برائی کو لیکر تم دونوں جاؤ) ہماری نشانیوں کے ساتھ تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کریں گے غالب آؤ گے......۵......(ان لوگوں پر) پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری واضح نشانیاں لایا (بینات حال بن رہا ہے بمعنی واضحات ہے) بولے یہ تو نہیں مگر بناوٹ کا جادو (یعنی جادو گھڑ لیا گیا ہے) اور ہم نے اگلے باپ داداؤں (کے دنوں) میں ایسا نہ سنا اور موسیٰ نے فرمایا (وقال کو قال بھی پڑھا گیا ہے یعنی اسے واؤ اور بغیر واؤ دونوں طرح پڑھا گیا ہے) میرا رب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لے کر آیا (عندہ میں ہ ضمیر الرب کی طرف لوٹ رہی ہے اور اعلم بمعنی عالم ہے) اور جس کے لیے آخرت کا گھر ہوگا (یعنی دار آخرت میں جس کا اچھا انجام ہوگا یعنی وہ ذات میں ہی ہوں دونوں صورتوں میں، کہ میں جو پیغام لیکر آیا ہوں میں اس حق پر ہوں) بیشک ظالم (یعنی کافر) مراد کو نہیں پہنچتے اور فرعون بولا: اے درباریوں میں تمہارے لیے اپنے سوا کوئی خدا نہیں جانتا اے ھامان میرے لیے گارا پکا کر (یعنی تو میرے لیے اینٹیں بنا کر) ایک محل بنا (صرحا بلند و بالا محل کو کہتے ہیں) کہ شاید میں موسیٰ کے خدا کو جھانک آؤں......۶......(اسے دیکھ لوں اس پر واقف ہو جاؤں) اور بیشک میرے گمان میں وہ (اپنے اس دعوے کہ کوئی دوسرا خدا ہے اور میں اس کا رسول ہوں) جھوٹا ہے اور اس نے اور اس کے لشکر نے زمین میں (یعنی سرزمین مصر میں) بے حال بڑائی چاہی اور سمجھے کہ انہیں ہماری طرف پھرنا نہیں (لا یرجعون کو معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا (اور وہ غرق ہوگئے، الیم نمکین پانی والے دریا ہیں اور نبذنھم بمعنی طرحنا ھم ہے) تو دیکھو کیسا انجام ہوا ستمگاروں کا (اس وقت جب وہ اپنی ہلاکت کو پہنچے) اور انہیں ہم نے (دنیا میں) دوزخیوں کا پیشوا بنایا (شرک کے معاملے میں، ائمۃ کو دو ہمزہ کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدلنے کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے، وہ شرک کی طرف بلا کر) آگ کی طرف بلاتے ہیں اور قیامت کے دن (ان سے عذاب دور کرکے) ان کی مدد نہ ہوگی اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگائی (یعنی رسوائی لگائی) اور قیامت کے دن وہ دھتکارے ہوؤں میں ہونگے (یعنی اللہ عزوجل کی رحمت سے دور ہوں گے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فلما قضی موسی الاجل وسار باھلہ انس من جانب الطور نارا﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فتم العقد بینھما علی الاجارۃ والنکاح ومارس المھمۃ التی انیطت بہ علی احسن وجہ" لما: شرطیہ، قضی موسی الاجل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، سار باھلہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، انس: فعل بافاعل، من جانب الطور: ظرف لغو، نارا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال لاھلہ امکثوا انی انست نارا لعلی اتیکم منھا بخبر او جذوۃ من النار لعلکم تصطلون۝﴾.

قال لاھلہ: قول، امکثوا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، انی: حرف مشبہ واسم، انست: فعل "ت" ضمیر

ذوالحال: لعلی: حرف مشبہ واسم، اتی: فعل بافاعل، کم: ضمیر ذوالحال، لعلکم تصطلون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، منھا: ظرف مستقر حال مقدم، خبر: ذوالحال، ملکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، جذوۃ: موصوف، من النار: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ب: جار اپنے مجرور سے، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے، ملکر فاعل، نارا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿فلما اتھا نودی من شاطیء الواد الایمن فی البقعۃ المبرکۃ من الشجرۃ ان یموسی انی انا اللہ رب العلمین ○ وان الق عصاک﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، اتھا: جملہ فعلیہ شرط، نودی: فعل مجہول، من: جار، شاطیء الواد: مرکب اضافی موصوف، الایمن: صفت، ملکر ذوالحال، فی: جار، البقعۃ المبرکۃ: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مجرور مبدل منہ، من الشجرۃ: جار مجرور بدل اشتمال، ملکر ظرف لغو، ان: مفسرہ، یموسی: نداء، انی: حرف مشبہ واسم، انا: مبتدا، اللہ: موصوف، رب العلمین: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر ان مفسرہ سے، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان: مفسرہ، الق عصاک: جملہ فعلیہ ان مفسرہ سے ملکر معطوف، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما راھا تھتز کانھا جان ولی مدبرا ولم یعقب﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، را: فعل بافاعل، ھا: ضمیر ذوالحال، تھتز: فعل "ھی" ضمیر مستتر ذوالحال، کانھا: حرف مشبہ واسم، جان: خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ولی: فعل "ھو" ضمیر مستتر ذوالحال، مدبرا: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لم یعقب: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یموسی اقبل ولا تخف انک من الامنین○﴾.

یموسی: نداء، اقبل: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تخف: فعل نہی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، انک: حرف مشبہ واسم، من الامنین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿اسلک یدک فی جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء﴾.

اسلک: فعل امر بافاعل، یدک: مفعول، فی جیبک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، تخرج: فعل "ھی" ضمیر مستتر ذوالحال، بیضاء من غیر سوء: شبہ جملہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے۔

﴿واضمم الیک جناحک من الرھب فذنک برھانن من ربک الی فرعون وملائہ﴾.

و: عاطفہ، اضمم: فعل امر بافاعل، الیک: ظرف لغو اول، جناحک: مفعول، من الرھب: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحیہ، ذنک: مبتدا، برھانن: موصوف، من ربک: ظرف مستقر "مرسلان" شبہ فعل محذوف کیلئے، الی فرعون وملائہ: ظرف لغو، "مرسلان" شبہ فعل محذوف اپنے نائب الفاعل وظرف مستقر وظرف لغو سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط اسمیہ، شرط محذوف "اذا تاملت بذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انھم کانوا قوما فسقین○ قال رب انی قتلت منھم نفسا فاخاف ان یقتلون○﴾.

انھم: حرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص بااسم، قوما فسقین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، قال: قول، رب: نداء، انی: حرف مشبہ واسم، قتلت: فعل بافاعل، منھم: ظرف مستقر حال مقدم، نفسا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف

علیہ، ف: عاطفہ، اخاف: فعل بافاعل، ان یقتلون: جملہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واخی هرون هو افصح منی لسانا﴾.

و: عاطفہ، اخی: مبدل منہ، هرون: بدل، ملکر مبتدا، هو: مبتدا ثانی، افصح: اسم تفضیل "هو" ضمیر ممیز، لسانا: تمیز، ملکر فاعل، منی: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فارسله معی ردا یصدقنی انی اخاف ان یکذبونo﴾.

ف: فصیحیہ، ارسل: فعل امر بافاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، ردا: حال اول، یصدقنی: جملہ فعلیہ حال ثانی، ملکر مفعول، معی: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انی: حرف مشبہ واسم، اخاف: فعل بافاعل، ان یکذبون: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿قال سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطنا فلا یصلون الیکما بایتنا﴾.

قال: قول، سنشد عضدک: فعل بافاعل ومفعول، باخیک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نجعل لکما: فعل بافاعل وظرف لغو، سلطنا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، لا یصلون الیکما: فعل بافاعل وظرف لغو، بایتنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انتما ومن اتبعکما الغلبونo﴾.

انتما: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من: موصولہ، اتبعکما: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر مبتدا، الغلبون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما جاءهم موسی بایتنا بینت قالوا ما هذا الا سحر مفتری وما سمعنا بهذا فی ابائنا الاولینo﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ ظرفیہ، جاء هم موسی: فعل ومفعول وفاعل، ب: جار، ایتنا: ذوالحال، بینت: حال ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: قول، ما: نافیہ، هذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، سحر مفتری: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما سمعنا: فعل نفی بافاعل، ب: جار، هذا: ذوالحال، فی: جار، ابائنا: موصوف، الاولین: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقال موسی ربی اعلم بمن جاء بالهدی من عنده ومن تکون له عاقبة الدار﴾.

و: عاطفہ، قال موسی: قول، ربی: نداء، اعلم: فعل بافاعل، ب: جار، من: موصولہ، جاء: فعل بافاعل، ب: جار، الهدی: ذوالحال، من عنده: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من: موصولہ، تکون: فعل ناقص بااسم، له عاقبة الدار: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انه لا یفلح الظلمونo وقال فرعون یایها الملا ماعلمت لکم من اله غیری﴾.

انه: حرف مشبہ واسم، لا یفلح الظلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، قال فرعون: قول، یایها الملا: نداء، ماعلمت: فعل نفی بافاعل، لکم: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائدہ، اله غیری: مرکب توصیفی ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاوقدلی یھامن علی الطین فاجعل لی صرحا لعلی اطلع الی الہ موسی﴾۔
ف: فصیحیہ، اوقدلی: فعل امر بافاعل وظرف لغو اول، علی الطین: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اجعل: فعل امر بافاعل، لام: جار، ی: ضمیر ذوالحال، لعلی: حرف مشبہ واسم، اطلع الی الہ موسی: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور ملکر ظرف مستقر مفعول ثانی، صرحا: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، یھامن: نداء، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وانی لاظنہ من الکذبین ۝ واستکبرھو وجنودہ فی الارض بغیرالحق﴾۔
و: عاطفہ، انی: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، اظنہ: فعل بافاعل ومفعول، من الکذبین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، استکبر: فعل، ھو: معطوف علیہ، و: عاطفہ، جنودہ: معطوف ملکر ذوالحال، بغیر الحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وظنوا انھم الینا لا یرجعون فاخذنہ وجنودہ فنبذنھم فی الیم﴾۔
و: عاطفہ، ظنوا: فعل بافاعل، انھم: حرف مشبہ واسم، الینا لایرجعون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اخذنہ: فعل بافاعل ومفعول، وجنودہ: مفعول معہ، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، نبذنھم: فعل بافاعل ومفعول، فی الیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانظر کیف کان عاقبۃ الظلمین۝﴾۔
ف: فصیحیہ، انظر: فعل امر بافاعل، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص، عاقبۃ الظلمین: اسم، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وجعلنھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیمۃ لا ینصرون۝﴾۔
و: عاطفہ، جعلنھم: فعل بافاعل ومفعول، ائمۃ: موصوف، یدعون الی النار: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یوم القیمۃ لاینصرون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتبعنھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیمۃ ھم من المقبوحین۝﴾۔
و: عاطفہ، اتبعنھم: فعل بافاعل ومفعول، فی ھذاہ الدنیا: ظرف مستقر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یوم القیمۃ: ظرف متعلق بمحذوف معطوف، ملکر حال، لعنۃ: ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ھم: مبتدا، من المقبوحین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت موسی علیہ السلام کا مدت پوری کرنا:

۱…… ابن مردویہ نے حضرت حسن بن علی سے روایت کیا ہے کہ مدت سے مراد آخری والی مدت یعنی دس سال ہے، امام بخاری اور ایک جماعت نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کی دونوں مدتوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو کہا کہ اکثر مدت یعنی دس سال پورے کئے دونوں نے اسی مدت کو بیان کرنا پسند فرمایا جو سید عالم ﷺ نے فرمائی تھیں۔ ابن مردویہ نے مختلف طرق سے ہوتے ہوئے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے دونوں مدتوں میں سے کونسی مدت پوری کی؟ تو کہا میں نہیں جانتا یہاں تک کہ سید عالم ﷺ سے دریافت کرلوں، سید عالم ﷺ سے دریافت کیا

تو انہوں نے فرمایا: "میں نہیں جانتا یہاں تک کہ جبرائیل امین علیہ السلام سے دریافت کروں، پس انہوں نے جبرائیل امین علیہ السلام سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا یہاں تک کہ حضرت میکائیل علیہ السلام سے دریافت کرلیں، پس حضرت میکائیل علیہ السلام سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا یہاں تک کہ عزرائیل علیہ السلام سے پوچھ لیں، پس اُن سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی حتی کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام سے پوچھ لیں، پس حضرت اسرافیل علیہ السلام سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں رب سے استفسار کروں گا، پس انہوں نے بزور ندا لگائی اور جواب ملا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی مدت پوری فرمائی"۔

(روح المعانی، الجزء ۲۰، ص ۳۷۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو مدتوں میں سے کونسی مدت پوری کی تو جواب میں ارشاد فرمایا: "جو زیادہ اور پاکیزگی (کی جانب مائل کرنے) والی تھی"۔ (صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب: من امر بالانجاز الوعد، رقم: ۲٦٨٤، ص ٤٣٧)

حضرت کلیم علیہ السلام کا کلام پاک سننا:

۲...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلام پاک سننے کے بارے میں دو مذاہب ہیں: (۱)...... امام ابوالحسن اشعری کا مذہب یوں ہے کہ رب کا کلام قدیم حرف و آواز نہیں اور اس کا سنائی دینا ممکن ہے جس طرح اللہ جسم اور عرض نہیں ہے اور اس کا دکھائی دینا ممکن ہے پس جب وہ بغیر کسی رنگ کے دکھائی دے سکتا ہے تو بغیر آواز کے اس کا کلام سنا بھی جا سکتا ہے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کا کلام، اللہ ہی سے سنا تھا، درخت سے نہیں سنا تھا، اہل سنت کی دلیل یہ ہے کہ ﴿انی انا الله رب العالمین﴾ کا محل اگر درخت ہو تو لازم آئے گا کہ درخت نے یہ کہا ہو کہ وہ اللہ ہے۔ (۲)...... امام ابومنصور ماتریدی اور دیگر ائمہ مثلاً وسط ایشیاء کی مختلف ریاستوں مثلاً ازبکستان، ترکمانستان، تاشقند، قازقستان، آذربائیجان وغیرہ کے علماء نے کہا کہ اللہ عزوجل کا کلام قدیم اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے وہ سنائی نہیں دیا، اور جو سنائی دیا وہ آواز و حروف تھے جن کو اللہ عزوجل نے درخت میں پیدا کر دیا تھا اور اسی آواز اور حروف کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا تھا۔ (الرازی، ج۸، ص ۵۹۳)

بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے کلام فرمالیا تو کوئی شخص ان کی طرف دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، کیونکہ ان کے چہرے کو نور نے ڈھانپ لیا تھا، اس لئے انہوں نے زندگی بھر اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رکھا تھا، ایک دن ایسا ہوا کہ ان کی زوجہ نے کہا کہ جب سے آپ نے اپنے رب سے کلام فرمایا ہے میں نے آپ کا چہرہ نہیں دیکھا، جب حضرت کلیم علیہ السلام نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹائی تو ان کے چہرے سے سورج کی مانند شعائیں نکل رہی تھیں، زوجہ محترمہ نے فوراً اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ لئے اور اللہ عزوجل کے حضور سجدہ ریز ہوئیں اور یوں گویا ہوئیں کہ آپ علیہ السلام اللہ عزوجل سے دعا کریں کہ وہ مجھے جنت میں بھی آپ علیہ السلام کی زوجہ بنائے، آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تم کو حاصل ہو جائے گا بہ شرط یہ کہ تم میرے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرو، کیونکہ جنت میں عورتیں اپنے شوہر کے پاس ہی رہتی ہیں۔ (الخازن، ج۳، ص ۲۰۱، ۳۳۸ بتغیر)

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال جنم لے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلام باری سننے کی کیفیت کیا تھی؟ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو علم ضروری عطا فرمایا اس سے انہوں نے جان لیا کہ وہ اللہ عزوجل کے قدیم ازلی کلام پاک کو بغیر حرف، آواز اور جہت کے سن رہے ہیں اور یہ کلام پاک چھ جہتوں سے سنایا جارہا تھا اور تمام جوارح (اعضاء) جیسا کہ سماعت سن رہے تھے گویا کہ تمام اعضاء جسمانی قوت سماعت کی مانند ہو گئے۔ (روح البیان، ج٦، ص ٤١٤)

درخت سے رب ہونے کی ندا سنائی دینا:

۳.....قرآن مجید میں ندا ہونے کے بارے میں تین مقامات پر ذکر ملتا ہے:

﴿انی انا اللہ رب العالمین بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہاں کا(القصص:۳۰)﴾،﴿انہ انا اللہ العزیز الحکیم میں ہی ہوں اللہ عزت والا حکمت والا (النمل:۹)﴾،﴿اننی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر(طٰہٰ:۱٤)﴾۔

علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کلام لفظی سنا تھا، ایک قول یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کلام کو درخت کے اندر بلا اتحاد اور حلول کے پیدا کر دیا تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کلام کو اسی طرح ہوا میں پیدا فرما دیا تھا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کلام کو اپنی دائیں جانب سے سنا تھا یا تمام جہات سے سنا تھا جب کہ امام ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور امام غزالی کہتے ہیں کہ حضرت کلیم علیہ السلام نے کلام نفسی بغیر آواز وحرف کے سنا تھا کیونکہ اللہ جل جلالہ کی ذات پاک قیامت میں بغیر کم وکیف کے دکھائی دی جائیگی۔ (روح المعانی، الجزء:۲۰،ص۳۷۸)

ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیسے پہچانا کہ ندا اللہ عزوجل نے فرمائی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس آواز کو تمام اجزاء جہت سے سماعت فرمایا پس آپ علیہ السلام کی سننے کی حس گویا تمام اجزاء کو شامل ہوگئی اور جان لیا کہ ایسی طاقت اللہ علیہ السلام کے سوا کسی کی ہو ہی نہیں سکتی۔ (الخازن، ج۳،ص۳٦٤،الرازی،ج۸،ص۵۹۳)

متذکرہ رکوع میں مذکور دو معجزات:

۴.....اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات سے نوازا جس کا ذکر ہم نے متعدد مقامات پر کیا ہے، یہاں فقط دو معجزات کا اختصارا کلام کریں گے اگرچہ ان دو معجزات کا ذکر بھی کئی مواقع پر ہو چکا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مبارک جو مختلف حضرات انبیائے کرام سے ہوتا ہوا حضرت شعیب علیہ السلام کے توسط سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیا گیا تھا زمین پر ڈالنے کا حکم ہوا اور جیسے ہی آپ علیہ السلام نے اسے زمین پر ڈالا تو وہ لہرانے لگا، اب جو بھی اسے دیکھتا تو وہ لہراتا دکھائی دیتا گویا وہ حرکت کی تیزی اور اضطراب کی شدت سے چھوٹے سانپ کی مثل تھا، آپ اس سے پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑے اور پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا، آواز آئی اے موسیٰ علیہ السلام! سامنے آؤ اور ڈرو نہیں، یقیناً تم ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ ہو کیونکہ میرے رسول کسی چیز سے ڈرتے نہیں۔

مجاہد کہتے ہیں کہ جو بھی گھبرانے والا اپنے دونوں ہاتھ سینے کے ساتھ ملا لیتا ہے تو اس کی گھبراہٹ ختم ہو جاتی ہے، جناح سے مراد مکمل ہاتھ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد بازو ہیں۔ عصا کے سانپ میں تبدیل ہونے کے وقت جو سینے پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے تو یہ لفظ اپنے حقیقی معنی میں مستعمل نہیں ہے بلکہ اس سے مراد سکون، جرأت اور استقامت وثبات قدمی ہے۔ گویا اس میں پرندے کی حالت کی تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ وہ بھی خوف کی حالت میں اپنے پروں کو پھیلا لیتا ہے اور جب امن واطمینان کی حالت ہوتی ہے تو سمیٹ لیتا ہے۔ (المظہری، ج۵،ص۳۷۷)

غلبہ کن لوگوں کے لئے ہے؟

۵.....فرمان باری عزوجل ہے: فرمایا قریب ہے کہ تیرے بازو کو مضبوط کریں گے تیرے بھائی سے اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے تو وہ تم تک نہ پہنچ گے ہماری نشانیوں کے ساتھ تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کریں گے غالب آؤ گے۔

امام جعفر کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل دشمنوں کے دلوں میں ہیبت ڈال کر اور دوستوں کے دلوں میں محبت ڈال کر مدد فرمائیگا۔ اللہ جل جلالہ اپنے پیاروں کی مدد کیسے کرتا ہے اسی آیت کو غور سے پڑھیں تو واضح ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی

رسالت کے لئے خواہش کا اظہار کیا تا کہ دونوں اللہ عزوجل کے رسول علیہ السلام کی حیثیت سے فرعون اور اس کی قوم کو نیکی کی دعوت دے سکیں ۔مفسرین کہتے ہیں کہ جو احسان اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حضرت ہارون علیہ السلام کو رسالت کے منصب پر فائز کر کے کیا کسی پر ایسا احسان نہ فرمایا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سفارش پر اللہ عزوجل نے انہیں (حضرت ہارون علیہ السلام کو) نبوت ورسالت کا منصب عطا فرمادیا۔اسی لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمان مقدس نشان ہے ﴿وکان عند الله وجیها اور موسیٰ اللہ کے ہاں آبرو والا ہے(الاحزاب:۶۹)﴾۔(تفسیر ابن کثیر،ج۳،ص۴۷۶) واضح بیان ہے کہ جن نفوس قدسیہ پر اللہ عزوجل کے اس قدر احسانات ہوں ان کی پیروی کرنے میں کامیابی نہ ملے تو کیا ملے گا؟

کیا حقیقت میں فرعون نے محل بنوایا تھا؟

۶......علامہ بغوی کہتے ہیں کہ فرعون کے حکم پر ہامان نے پچاس ہزار افراد کام کرنے والے جمع کئے، متبعین، مزدور اینٹیں ،چونا پکانے والے، لکڑی کا کام کرنے والے، کیل بنانے والے وغیرہ۔انہوں نے نہایت بلند وبالا مضبوط عمارت کھڑی کردی، وہ عمارت اتنی بلند و پختہ تھی کہ اس سے قبل کسی کی عمارت بھی ایسی بلند نہ تھی۔اللہ عزوجل نے اس میں انہیں آزمانے اور فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرمایا۔پس جب وہ تعمیر سے فارغ ہو گئے تو فرعون اور اس کی قوم کے افراد اس پر چڑھ گئے اور تیر پھینکنے کا حکم دیا گیا۔پس جو بھی تیر آسمان کی جانب پھینکا جاتا وہ خون آلود ہو کر زمین پر گرتا۔یہ دیکھ کر فرعون نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ میں نے (معاذ اللہ) موسیٰ علیہ السلام کے خدا کو قتل کر دیا۔فرعون عربی گھوڑے کے ذریعے اس پر چڑھا تھا تو اللہ عزوجل نے غروب آفتاب کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا تو انہوں نے اپنا ایک پر مار کر اسے تین ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ایک ٹکڑا فرعون کے لشکر پر گرا جس سے ہزاروں لوگ ہلاک ہوئے، دوسرا سمندر میں گرا اور تیسرا مغرب کی سمت جا گرا۔جس نے بھی اس کام میں حصہ لیا باقی نہ بچا بلکہ ہلاک ہوا۔

(المظھری،ج۵،ص۳۸۰،الخازن،ج۳،ص۳۶۵)

امام رازی کہتے ہیں کہ فرعون نے قوم کو وہم میں مبتلا کیا تھا کہ وہ قلعہ بنائے گا لیکن اس نے بنایا نہیں تھا کیونکہ ہر صاحب عقل جانتا ہے کہ وہ بلند سے بلند پہاڑ پر چڑھے تو بھی اسے آسمان اتنا ہی بلند نظر آئے گا جتنا زمین سے بلند دکھائی دیتا ہے لہذا ایسی حرکت خبطی ومجنون ہی کر سکتا ہے۔ (الرازی،ج۸،ص۵۹۹وغیرہ)

اغراض:

وھو المظنون بہ: اگرچہ قرآن نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دس سال مکمل کرنے کی مدت کو ان کے کمال مروت کی وجہ سے صراحت کے ساتھ بیان نہیں کیا، اور قول یہی بہتر ہے کہ دس سال مکمل کرنے کا وعدہ پورا کر دیا۔

نحو مصر: یعنی اپنے عزیز واقارب والدہ اور بھائی کے ساتھ صلہ رحمی میں زیادتی فرمائی، روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سفر کا ارادہ فرمایا تو اپنی زوجہ سے ارشاد فرمایا: ''اپنے والد سے کہو کہ وہ ہمیں کچھ بکریاں دیں''، پس انہوں نے طلب فرمائیں تو انہوں نے فرمایا: ''بغیر کسی شبہ کے تمہارے لئے اس سال پیدا ہونے والی تمام بکریاں ہیں، ہر سیاہ وسفید داغوں والی، پس اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اپنا عصا پانی پر ماریں زمین سے بکریوں کا چارا نمودار ہوگا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، پس ایک بھی بکری ایسی نہ ہوئی جس نے سیاہ وسفید داغوں والی جنم نہ دی ہوں، پس حضرت شعیب علیہ السلام نے جان لیا کہ یہ رزق ہے جو اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی زوجہ کے لئے عطا فرمائی ہے پس انہوں نے اپنی شرط پوری فرمائی اور انہیں بکریاں عطا فرمادیں۔**بتثلیث الجیم:** ﴿جذوۃ﴾ ساتوں قرائتوں میں جیم کی تثلیث کے ساتھ، اور جمہور کے نزدیک جیم کی کسرہ کے ساتھ

ہے، حمزہ کی قراءت میں جیم کی ضمہ کے ساتھ اور عاصم کے نزدیک جیم کی فتح کے ساتھ ہے۔

والطاء بدل من تاء الافتعال: ﴿تصطلون﴾ اپنی اصل کے اعتبار سے "تصتلون" تھا، تائے افتعال کو طاء سے تبدیل کردیا کیونکہ تاء حروف اطباق کے بعد تھی اس لئے اسے تبدیل کردیا گیا۔ **قطعة و شعلة:** مراد آگ کا وہ شعلہ ہے جو آگ کے سر پر ہوتا ہے

لموسی: کیونکہ یہ وہ مقام تھا جہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو برکات حاصل ہوئیں، پس یہ رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اسی طرح سعادت کا باعث بنی جیسا کہ لیلۃ الاسراء سید عالم ﷺ کے لئے سعادت کا باعث بنی۔

مخففة: میں مفسرہ والی افادیت نہیں پائی جاتی، اور متذکرہ مقام پر مقصود حاصل نہیں ہوسکتا۔

من سرعة حركتها: یعنی اژدھے کو "جان" کے ساتھ اسے تشبیہ دینا مراد ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے ایک مقام پر فرمایا ﴿فاذا هی ثعبان مبین﴾ یعنی بڑی جسامت والا اژدھا، پس جسامت کے اعتبار سے اسے عظیم کہا گیا اور تیزی سے حرکت کرنے کے اعتبار سے صغیر کہا گیا۔ **کالجناح للطائر:** جب پرندے کو خوف لاحق ہوتا ہے تو اپنے پَر پھیلا دیتا ہے اور جب امن ہو تو پَر سمیٹ لیتا ہے۔

بفتح الدال: یعنی ﴿ردءا﴾ ساتوں قراءتوں میں دال کی فتح اور ہمزہ کی تنوین کے ساتھ ہے۔

نقويك: کیونکہ بازو کا مضبوط کرنا بطور کنایہ سبب ومسبب کے اطلاق وارادہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، کیونکہ جب بازو مضبوط ہوتا ہے تو ہاتھ بھی مضبوط کہلاتا ہے اور ہاتھ کا مضبوط ہونا قوت ہونے کو مستلزم ہے۔

اذهبا: کی دلیل ایک اور مقام پر ہے ﴿اذهبا الی فرعون﴾ پس دونوں آیات متذکرہ آیت ﴿فلا یصلون الیکما﴾ کے تحت ہونے والے تفسیری نکتہ، میں ضمیر ایک ہی ہے، اور ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مناجات کے وقت حاضر نہ تھے، بلکہ اس وقت وہ مصر میں تھے، پس اللہ عزوجل نے فرشتے کو بھیج کر حضرت ہارون علیہ السلام کو رسالت کے منصب کے ساتھ سرفراز فرمانے کے لئے بھیجا جب کہ وہ مصر میں تھے، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا کلام بلاواسطہ سماعت فرمایا اور حضرت ہارون علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام کے واسطے کے ساتھ سماعت فرمایا۔ **مختلق:** بمعنی مخترع ہے۔

ای عالم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمان ﴿ربی اعلم﴾، میں اعلم بمعنی عالم میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ عزوجل کے اوصاف میں کسی کو فضیلت نہیں دی جاسکتی، کیونکہ کسی کے لئے فضیلت کا ہونا حادث ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور اللہ عزوجل کی ذات کے لئے حدوث کا پایا جانا محال ہے، پس اللہ عزوجل کی ذاتی صفات کے ساتھ کسی اور کو (ایسی ہی ذاتی) صفات کے ساتھ موازنہ نہیں کیا جاسکتا، اور نہ ہی اللہ عزوجل کی خلقی صفات کے ساتھ کسی اور کا موازنہ کیا جاسکتا ہے۔

ای العاقبة المحمودة: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ عاقبة المحمودة سے مراد عاقبة الدار، یعنی آخرت کا اچھا ٹھکانہ ہے، اور یہاں اضافت لغوی ہے، پس عاقبت کی دو اقسام ہوسکتی ہیں محمودہ ومذمومہ، پس جنت اچھی عاقبت اور جہنم بُری عاقبت ہے۔

وهو انا فی الشقین: مراد یہ ہے کہ اگر تم میرے صدق کی گواہی نہیں دیتے جب کہ عاقبت محمودہ میرے لئے ہے، اور اللہ عزوجل جانتا ہے کہ میں تمہارے پاس ھدایت کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں، اور عاقبت محمودہ میرے لئے ہے۔

بدعائهم الی الشرك: یعنی آگ کی جانب دعوت دینا مراد ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص٢٨٨ وغیرہ)

رکوع نمبر:۸

﴿ولقد اتینا موسی الکتب﴾ التَّورٰةَ ﴿من ؕ بعد ما اھلکنا القرون الاولی﴾ قَومَ نُوحٍ وعادٍ وَثَمودَ وَغَیرَهم ﴿بصائر للناس﴾ حَالٌ مِنَ الکِتٰبِ جَمْعُ بَصِیرَةٍ وهِیَ نُورُ القَلبِ اَی اَنْوارًا لِلقُلُوبِ ﴿ وهدی

﴾مِنَ الضَّلالَةِ لِمَن عَمِلَ بِه﴿ورحمة ﴾لِمَن آمَنَ بِه﴿لعلهم يتذكرون (۴۳)﴾يَتَّعِظُونَ بِما فِيهِ مِن المَواعِظِ ﴿وما كنت ﴾يا مُحَمَّدُ﴿بجانب ﴾الجَبَلِ أَوِالوَادِي اوِ المَكانِ﴿الغربى﴾مِن موسىٰ حِينَ المَنَاجَاةِ﴿ اذ قضينا ﴾اَوُحَينَا﴿ الى موسى الامر ﴾بِالرِّسَالَةِ اِلى فِرعونَ وَقومِه﴿وما كنت من الشهدين (۴۴)﴾لِذَالِكَ فَتَعرِفُهُ فَتُخبِرُبِه﴿ولكنا انشانا قرونا﴾اُمَمًا بَعدَ موسىٰ﴿ فتطاول عليهم العمر﴾اَى طَالَتُ اَعمَارُهُم فَنَسوا العُهودَ وَانْدَرَسَتِ العُلومُ وانْقَطَعَ الوحىُ فَجِئنَا بِكَ رَسُولا وَاَوحَينَا اِلَيكَ خَبَرَ مُوسىٰ وَغَيرُه﴿وما كنت ثاويا ﴾مُقيمًا﴿في اهل مدين تتلوا عليهم ايتنا ﴾خبرٌ ثانٍ فَتعرِفُ قِصَّتَهم فَتُخبِرُبِها﴿ولكنا كنا مرسلين (۴۵)﴾لَكَ وَاِليكَ بِاَخبَارِ المُتَقَدِّمِينَ﴿ وما كنت بجانب الطور ﴾الجَبَلِ﴿ اذ نادينا ﴾مُوسى اَنْ خُذِ الكِتابَ بِقُوَّةٍ﴿ ولكن ﴾اَرسَلنكَ﴿ رحمة من ربك لتنذر قوما ما اتهم من نذير من قبلك ﴾وهُم اهْلُ مكةَ﴿لعلهم يتذكرون (۴۶)﴾يَتَّعِظُونَ﴿ ولولا ان تصيبهم مصيبة ﴾عُقُوبَةٌ﴿ بما قدمت ايديهم ﴾مِنَ الْكُفرِ وَغَيرِه﴿ فيقولوا ربنا لولا ارسلت الينا رسولا فنتبع ايتك ﴾اَلمُرسَلَ بِها﴿ ونكون من المومنين (۴۷)﴾وَجَوابُ لولا مَحْذُوفٌ وما بَعدها مُبْتَداءٌ والمَعنىٰ لولا الْاِصَابَةِ المُسَبَّبُ عَنها قَولُهم اَو لولا قَولُهم المُسبَّبُ عَنها لَعاجَلنَاهم بِالعُقوبَةِ وَلمَّا اَرسَلنَاكَ اِلَيهِم رَسولا﴿ فلما جاء هم الحق ﴾مُحمدٌ﴿ من عندنا قالوا لولا ﴾هَلا﴿ اوتى مثل ما اوتى موسى ط﴾مِنَ الْاٰيَاتِ كَالْيَدِالبَيْضَاءِ والعَصا وَغَيرِهِما اَوِ الكِتَابِ جُملةً واحِدَةً قال تعالى ﴿اولم يكفروا بما اوتى موسى من قبل ج﴾حَيثُ﴿قالوا﴾فِيهِ وَفي محمدٍ ﷺ﴿ سحرن ﴾وَفى قِراءَةٍ سِحْرانِ اَى التوراةُ والقرآنُ ﴿تظاهرا قف﴾تَعاوَنَا﴿ وقالوا انا بكل ﴾مِنَ النَّبِيِّينَ والكِتابِينَ﴿ كفرون (۴۸) قل ﴾لَهُم﴿فاتوا بكتب من عندالله هو اهدى منهما﴾مِنَ الكِتابَينِ﴿ اتبعه ان كنتم صدقين (۴۹)﴾فِي قَولِكُم﴿ فان لم يستجيبوا لك ﴾دُعَائَكَ بِالْاِتْيانِ بِكِتابٍ ﴿فاعلم انما يتبعون اهواء هم ط﴾فِي كُفرِهم﴿ ومن اضل ممن اتبع هوه بغير هدى من الله ﴾اَى لَا اَضَلُّ مِنهُ﴿ ان الله لا يهدى القوم الظلمين (۵۰)﴾الكَافِرِينَ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب (تورات) عطا فرمائی بعد اس کے کہ اگلی قومیں ہلاک فرمادیں (جیسے قوم نوح وعاد وثمود وغیرہ) جس میں لوگوں کے دل کی آنکھیں کھولنے والی باتیں (بصائرا لناس یہ الکتاب کا حال ہے، بصائر یہ بصیرۃ کی جمع ہے اس کا معنیٰ دل کا نور ہے یعنی یہ کتاب دلوں کو نورانی کرنے والی ہے اس کے ذریعے دل کی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں......۱......) اور ہدایت (ہے گمراہی سے اس کے لیے جو اس پر عمل کرے) اور رحمت (ہے اس کے لیے جو اس پر ایمان لے آئے) تاکہ وہ نصیحت مانیں (اس میں موجود نصیحتوں سے، یتذکرون بمعنی یتعظون ہے) اور (اے حبیب ﷺ) تم......۲......(پہاڑ یا وادی یا مکان کی) جانب مغرب میں نہ تھے (جو مناجات کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مغربی جانب تھا) جب کہ ہم نے موسیٰ کو امر (یعنی رسالت کا فرعون اور اس کی قوم کی جانب، اس مقام میں کہ تمہیں از خود اس کا علم ہوتا اور تم دیگر کو اس کی خبر دیتے) مگر ہوا یہ کہ ہم نے امتیں پیدا کیں (موسیٰ علیہ السلام کے بعد

،قرونا بمعنی امما ہے) کہ ان پر زمانہ دراز گزرا (یعنی ان کی عمریں طویل ہوئیں تو وہ ان عہدوں کو بھول گئے، علوم شرعیہ کے آثار مٹ گئے اور وحی منقطع ہوگی پھر ہم نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا اور حضرت موسی علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام کے واقعات کی تمہیں خبر عطا فرمائی......ﷺ......) اور نہ تم اہل مدین میں مقیم تھے ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے (ثاویا بمعنی مقیما ہے، کہ تمہیں ان کے واقعے کی معرفت ہوتی اور اس کی دوسروں کو خبر دیتے، یہ جملہ خبر ثانی بن رہا ہے) ہاں ہم (تمہیں) رسول بنانے والے ہیں (اور گزشتہ انبیائے کرام کی خبریں تمہیں وحی کی صورت میں بھیجنے والے ہیں) اور نہ تم طور (پہاڑ) کے کنارے تھے جب ہم نے (موسی علیہ السلام کو) ندا فرمائی (کہ کتاب کو مضبوطی سے لو، اذ بمعنی حین ہے) ہاں (ہم نے تمہیں رسول بنایا) تمہارے رب کی رحمت ہے کہ تم ایسی قوم کو ڈرسناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرسنانے والا نہ آیا (مراد اس سے اہل مکہ ہیں) یہ امید کرتے ہوئے کہ ان کو مصیبت (یعنی سزا) اس کے سبب جو (کفر ومعصیت) ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو کہتے اے ہمارے رب تو نے نہ بھیجا (لولا بمعنی ھلا ہے) ہماری طرف کوئی رسول کریم تیری (ان بھیجی ہوئی) آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے (لولا کا جواب شرط محذوف ہے اور اس کا مابعد مبتدا بن رہا ہے، پہلا لولا امتناعیہ ہے اور جملہ والمعنی لولا الاصابۃ ترکیب کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے ہے تاکہ لولا کے جواب کے انکار کا سبب ہوجائے، دوسرا لولا تخصیص کے لئے ہے یعنی ہم نے ان پر عذاب انہی کے گناہوں کی وجہ سے بھیجا باوجود اس کے کہ ہم نے ان کی طرف ھدایت کرنے والے رسول بھیجے) پھر جب ان پاس حق (یعنی سیدنا محمد ﷺ) آیا ہماری طرف سے، بولے ہرگز (لولا بمعنی ھلا ہے) انہیں نہیں دیا گیا جو (معجزات جیسے ید بیضاء، عصاوغیرہما یا پھر یکبارگی مکمل کتاب سماوی) موسی کو دیئے گئے (اللہ ﷻ فرماتا ہے) کیا اس کے منکر نہ ہوئے تھے جو پہلے موسی کو دیا گیا (جس وقت) بولے (توریت شریف اور قرآن پاک کے بارے میں) دو جادو ہیں......ﷺ......(ایک قرائت میں لفظ ساحران ہے یعنی معاذاللہ قرآن مجید وتوریت دو جادو ہیں) ایک دوسرے کی امداد پر (یعنی دونوں باہم ایک دوسرے کے معاون ہیں) بولے ہم سب کے (یعنی ان دونوں کتابوں اور دونوں رسولوں کے) منکر ہیں تم (ان لوگوں سے) فرماؤ تو اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں (کتابوں) سے زیادہ ہدایت کی ہو میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو......۵......(اپنے قول میں) پھر اگر وہ تمہارا یہ فرمان (انہیں ایسی کوئی کتاب لانے کا چیلنج کرنا) قبول نہ کریں تو جان لو کہ بس وہ (اپنے کفر میں) اپنی خواہشوں ہی کے پیچھے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا (یعنی اس سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں ہے) بیشک اللہ ہدایت نہیں فرماتا ظالم (یعنی کافر) لوگوں کو۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اتینا موسی الکتب من بعد ما اھلکنا القرون الاولی بصائر للناس وھدی ورحمۃ﴾

و: مستانفہ، لام قسمیہ، قد تحقیقیہ، اتینا موسی: فعل بافاعل ومفعول، الکتب: مفعول ثانی، من: جار، بعد: مضاف، ما اھلکنا القرون الاولی: جملہ فعلیہ "ما" مصدریہ سے ملکر بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، بصائر للناس: شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ھدی: معطوف اول، و: عاطفہ، رحمۃ: معطوف ثانی، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿لعلھم یتذکرون٥ وما کنت بجانب الغربی اذ قضینا الی موسی الامر﴾

لعلھم: حرف مشبہ واسم، یتذکرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، کنت: فعل ناقص باسم، بجانب

الغربی: ظرف مستقر"الا ستقرار"مصدرمحذوف کیلئے،اذ:مضاف،قضینا الی موسی الامر: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف"الاستقرار"مصدراپنے فاعل وظرف مستقر وظرف سے،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کنت من الشھدینo ولکنا انشانا قرونا فتطاول علیھم العمر﴾.

و:عاطفہ،ما:نافیہ،کنت:فعل ناقص بااسم،من الشھدین:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،لکنا:حرف مشبہ واسم،انشانا قرونا: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف:تطاول علیھم العمر:فعل وظرف لغووفاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما کنت ثاویا فی اھل مدین تتلوا علیھم اتینا ولکنا کنا مرسلینo﴾.

و:عاطفہ،ما:نافیہ،کنت:فعل ناقص بااسم،ثاویا فی اھل مدین:شبہ جملہ خبراول،تتلوا علیھم اتینا: جملہ فعلیہ خبرثانی،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،لکنا:حرف مشبہ بااسم،کنا مرسلین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما کنت بجانب الطور اذ نادینا﴾.

و:عاطفہ،ما:نافیہ،کنت:فعل ناقص بااسم،بجانب الطور: ظرف مستقر"الاستقرار"مصدرمحذوف کیلئے،اذ:مضاف،نادینا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف "الا ستقرار" مصدرمحذوف اپنے فاعل،ظرف مستقر وظرف سے،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکن رحمۃ من ربک لتنذر قوما ما اتھم من نذیر من قبلک لعلھم یتذکرونo﴾.

و:عاطفہ،لکن:مخففہ،رحمۃ:موصوف،من ربک: ظرف مستقرصفت،ملکرفعل محذوف"ارسلنک"کیلئے مفعول لہ،لام:جار،تنذر:فعل بافاعل،قوما:موصوف،مااتھم:فعل نفی و"ھم"ضمیرذوالحال،لعلھم یتذکرون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مفعول،من:زائدہ،نذیر:موصوف،من قبلک:ظرف مستقرصفت،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ صفت،ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیران مجرور،ملکرظرف لغو"ارسلنک"فعل محذوف اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولولا ان تصیبھم مصیبۃ بما قدمت ایدیھم﴾.

و:عاطفہ،لولا:حرف شرط،ان:مصدریہ،تصیبھم مصیبۃ:فعل ومفعول وفاعل،بما قدمت ایدیھم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدرخبرمحذوف"موجود"کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب محذوف"لما ارسلنا رسولا"کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا﴾.

ف:عاطفہ،یقولوا:قول،ربنا:نداء،لولا:حرف تحضیض،ارسلت الینا رسولا:فعل بافاعل وظرف لغوومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر ماقبل"تصیبھم مصیبۃ"پرمعطوف ہے۔

﴿فنتبع ایتک ونکون من المومنینo﴾.

ف:سببیہ،نتبع ایتک:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،نکون:فعل ناقص بااسم،من المومنین:ظرف مستقرخبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما جاء ھم الحق من عندنا قالوا لولا اوتی مثل ما اوتی موسی﴾.

ف:عاطفہ،لما:شرطیہ ظرفیہ،جاء ھم:فعل ومفعول،الحق:فاعل،من عندنا:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر

شرط، قالوا:قول، لولا:حرف تحضیض، اوتی: فعل مجہول بانائب الفاعل، مثل مااوتی موسی: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اولم یکفروا بما اوتی موسی من قبل قالوا سحرن تظاهرا﴾.

ھمزہ: استفہام ہو: عاطفہ، لم یکفروا: فعل نفی بافاعل، بما اوتی موسی: ظرف لغواول، من قبل: ظرف لغوثانی، ملکر جملہ فعلیہ، قالوا:قول، سحرن: موصوف، تظاھرا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا محذوف "ھما" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وقالوا انا بکل کفرونo﴾.

و: عاطفہ، قالوا:قول، انا: حرف مشبہ واسم، بکل: ظرف لغومقدم، کفرون: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل فاتوا بکتب من عندالله هو اهدی منهما﴾.

قل: قول، ف: فصیحیہ، اتوا: فعل امر بافاعل، ب: جار، کتب: موصوف، من عندالله: ظرف مستقر صفت اول، ھو: مبتدا، اھدی منھما: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اتبعه ان کنتم صدقینo﴾.

اتبعہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے، ان: شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فائتوا" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان لم ستجیبوا لک فاعلم انما یتبعون اهوائهم﴾.

ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، لم یستجیبوا لک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اعلم: فعل امر بافاعل، انما: حرف مشبہ وما کافہ، یتبعون اھوائھم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن اضل ممن اتبع هوه بغیر هدی من الله﴾.

و: عاطفہ، من: استفہامیہ مبتدا، اضل: اسم تفصیل بافاعل، من: جار، من: موصولہ، اتبع: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، ب: جار، غیر: مضاف، ھدی: موصوف، من الله: ظرف مستقر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر فاعل، ھوہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الله لایهدی القوم الظلمینo﴾.

ان الله: حرف مشبہ واسم، لایھدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......فلما جاء هم الحق من عندنا...... ☆ مشرکین مکہ نے یہود مدینہ کے سرداروں کے پاس قاصد بھیج کر دریافت کیا کہ سید عالم ﷺ کی نسبت کتب سابقہ میں کوئی خبر ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں حضور کی نعت وصفت ان کی کتاب توریت میں موجود ہے جب یہ خبر قریش کو پہنچی تو حضرت موسی وسید عالم ﷺ کی نسبت کہنے لگے کہ وہ دونوں جادوگر ہیں ان میں ایک دوسرے کا معین ومددگار ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تمام کتب سماوی بالخصوص توریت کا نورانی ہونا:

۱......کتاب سے مراد توریت ہے، اور اللہ نے اس کا وصف یہ بیان کیا ہے کہ یہ لوگوں کی آنکھیں کھولنے والی کتاب ہے، اور ایسا اس وقت ہوگا جب کوئی اس کی مدد سے دین میں غور وفکر کرے گا۔ اور اسے ہدایت ملے گی جو اس کی مدد سے ہدایت چاہے گا اور اس پر استقامت کے ساتھ عمل کرنے والے کو کامیابی وثواب بھی ملے گا، اور یہ کتاب رحمت بھی ہے اس لئے کہ جو اسے دل سے پڑھے اس کے لئے اللہ عزوجل کے انعام واکرام ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: ''اللہ نے زمین وآسمان میں کسی بستی کو عذاب نہیں کیا جب تک کہ توریت کا نزول نہ ہو چکا، علاوہ بستی کے جو کوئی قوم ہلاک ہوئی ان کے چہرے بندروں کی صورت میں مسخ کر دیئے گئے''۔ آیت متذکرہ کے اختتام پر اللہ عزوجل کا فرمان ﴿لعلھم یتذکرون﴾ کے تحت مفسرین کا قول ہے کہ اس جملے میں دلیل ہے کہ نصیحت کا ارادہ ہر ایک مکلف کے ساتھ کیا گیا ہے چہ جائے کہ وہ نصیحت اختیار کرے یا نہ کرے، اس جملے میں مجابرہ/مجبرہ فرقے کے قول کی نفی ہوگئی کہ نصیحت کا ارادہ اسی کے ساتھ ہوسکتا ہے جو نصیحت قبول کرنے والا ہو، اور جو نصیحت کو قبول کرنے والا نہیں اس کے ساتھ ایسا ارادہ ہی نہیں کیا جاتا لیکن آیت مذکورہ میں اس باطل قول کی تردید کی گئی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا تم اس فرمان ﴿ولقد ذرانا لجھنم اور ہم نے پیدا کئے جہنم کے لئے (الاعراف:۱۷۹)﴾ کو عاقبت (انجام) پر محمول نہیں کرتے، اگر ایسا ہی ہے تو پھر اس فرمان ﴿لعلھم یتذکرون﴾ کو عاقبت پر کیوں محمول نہیں کیا جاتا کیونکہ عاقبت کا حصول تو نصیحت ہی کے ذریعے آخرت پر منحصر ہے۔ (الرازی، ج۸،ص ۶۰۱)

وماکنت کے خطاب کے محامل:

۲......اللہ عزوجل کے فرمان ﴿وماکنت﴾ میں کیا راز ہیں اور خطابات کن سے ہیں؟ اس بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)......فرمان مقدس ﴿وماکنت بجانب الغربی﴾ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پہاڑ کے مغربی جانب درخت کے جانب شرق موجود نہ تھے جہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے مشرف فرمایا گیا بلکہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے تمام امور سے باخبر کیا تا کہ لوگوں کے لئے حجت قائم ہوجائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم متقدمین انبیائے کرام کے احوال سے باخبر ہیں۔ (۲)......فرمان مبارک ﴿وماکنت ثاویا ......الخ﴾ اہل مدین پر جب ہماری آیتیں پڑھی جارہی تھیں تم اس وقت مدین میں مقیم نہ تھے لیکن ہم نے تجھے اس کی خبر دی اور تجھے لوگوں کے لئے رسول بنایا۔ (۳)......فرمان مقدس ﴿وماکنت بجانب الطور﴾ اے امت محمد یہ ہم نے تجھے تیرے مانگنے سے پہلے دیا اور تیرے سوال کرنے سے پہلے تجھے جواب دیا۔ ایک قول اس بارے میں یہ بھی ہے کہ اے محبوب! تیری امت اپنے باپوں کی صلبوں میں تیری بعثت پر ایمان لانے کی مُقِر تھی۔ (ابن کثیر، ج۳،ص ۴۷۹)

سید عالم کی رسالت پر دلیل قاطعہ:

۳......شاہدین سے مراد وہ ستر افراد ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ طور پر تشریف لے گئے تھے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی خبر دینا غیب کی خبر دینا قرار پایا جس پر بغیر وحی کے اطلاع پالینا ممکن نہیں، پس یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے لئے دلیل بنا۔ (المظھری، ج۵،ص ۳۸۲، روح البیان، ج۶،ص ۵۲۳)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کی دنیا میں تشریف آوری سے سابقہ ادیان کی نفی ہوگئی جیسا کہ فرمان مقدس نشان ہے: ''مجھے ایسا نہ گمان کرلو جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گمان کرلیا تھا''۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن اس کا برعکس نہیں ہوتا۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں دونوں اوصاف بدرجہ اتم موجود ہیں جس پر آیت پاک ﴿وماارسلنا من قبلک

من رسول ولا نبی اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر یہ ہی واقعہ گزرا(الحج:۵۲)﴾اور بعض احادیث میں حضرات انبیائے کرام ورسل عظام کی تعداد کا بیان ہے لیکن جہاں سید عالم ﷺ کی پاک ذات کا بیان ہوا تو کہیں ''یایھا النبی'' اور''یایھاالرسول'' فرمایا گیا اور قرآن میں بھی ﴿ولکن رسول الله وخاتم النبیین ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے(الاحزاب:۴۰)﴾ میں یہی موضوع ہے۔لہذا متذکرہ عنوان کے تحت آیت مبارکہ میں خاص طور پر اور عمومی اعتبار سے کئی آیات سید عالم ﷺ کی رسالت ونبوت پر بیّن دلیل ہیں۔ (فقہ الاکبر،بحث فی اثبات نبوت محمد ﷺ،ص ۱۰۶)

توریت وقرآن کو جادو کہنے والے بدبخت:

۴.....ایک قول سیدنا محمد ﷺ اور سیدنا موسی علیہ السلام کو بھی جادوگر کہنے کا ہے، ایک قول یہ ہے کہ مشرکین مکہ یہود کے سرداروں کے پاس مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور انہوں نے یہود کے سرداروں سے سید عالم ﷺ کی بابت دریافت کیا کہ انہیں توریت میں موجود سید عالم ﷺ کی شان بیان کی جائے، پس جب یہ حضرات واپس مکہ مکرمہ گئے اور یہود کے قول کے مطابق دیگر مشرکین مکہ کو خبر دی تو انہوں نے کہا کہ دونوں کھلے جادوگر ہیں۔ (الخازن، ج۳،ص ۳۶۷)

متذکرہ کتب سماوی کے علاوہ کتاب لانے کا چیلنج:

۵.....اے مشرکین مکہ! اگر تم قرآن وتوریت کا انکار کرتے ہو اور انہیں جادو کہتے ہو اور انہیں ھدایت دینے والی کتاب نہیں مانتے تو پھر ایسی کوئی کتاب لے آؤ جو حضرت موسی علیہ السلام وسید عالم ﷺ کی کتب سے زیادہ ھدایت والی ہوں اور اے محبوب اگر وہ اس چیلنج کو قبول نہ کریں تو جان لیجئے کہ یہ اپنے دل کے خیالات اور آراء کی پیروی کرتے ہیں اور بغیر کسی دلیل کے شیطان کی تقلید میں پڑے ہیں۔

اغراض:

ای انوارا للقلوب: جس طرح انسانی آنکھ سے آنکھیں دیکھی جاتی ہیں اسی طرح منور دلوں سے دلوں کی نورانیت دیکھ لی جاتی ہے۔

بعد موسی: بنی اسرائیل کے حضرات انبیائے کرام توریت مقدسہ کو عبادت کے اعتبار سے اہمیت دیتے تھے جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحیی علیہ السلام اور حضرت ذاالکفل علیہ السلام، جو کہ حضرت موسی علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے۔

واندرست العلوم: یعنی آپ علیہ السلام کو وحی کے بغیر بھی کیسے خبر ہو جاتی ہے۔

واوحینا الیک خبر موسی وغیرہ: یعنی یہ آپ علیہ السلام کے لئے معجزہ اور آپ علیہ السلام کی قوم کے لئے نصیحت ہے۔

مقیما: یعنی طویل اقامت جس سے آپ علیہ السلام مدین کے حالات اور واقعات کی معرفت حاصل کر لیتے۔

وجواب لولا: اول''لولا'' کا جواب ہے، جب کہ دوسرا''لولا'' تحضیضیہ ہے۔

لما ارسلناک الیهم رسولا: کفار کے قول ﴿ربنا لولا ارسلت الینا رسولا﴾ اور تفسیری نکات سے پیدا ہونے والے ایک اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے جس کی تلخیص یہ ہے کہ متذکرہ آیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ان پر مصیبت ان کے قول کی وجہ سے آئی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جس وقت آیت مذکورہ کا نزول ہوا انہیں مصیبت نہ پہنچی تھی اگر ایسا ہوتا تو وہ نہ کہتے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ آیت مذکورہ بالفرض اور تقدیر کے ضمن میں ہے، یعنی اگر بالفرض ان پر مصیبت آجاتی یا بالتقدیر ان پر مصیبت پہنچتی، جب کہ ہم نے ان پر رسول بھیج دیئے تھے، پس اس صورت میں معنی یہ ہونگے جو اللہ عزوجل کے اس فرمان: ﴿ولو انا اهلکناهم بعذاب من قبله لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا(طہ:۱۳۴)﴾ میں ہیں۔

تعاونا: یعنی ان میں سے ہرایک دوسرے کی تصدیق کرے، اور بیشک کفار مکہ کا ایک گروہ یہود کے بڑوں کی جانب گیا، اور ان سے سید عالم ﷺ کی بابت استفسار کیا، تو یہود نے کہا کہ ہم توریت میں ان کی نعت وصفت پاتے ہیں، پس جب یہ گروہ دوبارہ واپس ہوا تو یہود کا قول اپنی قوم سے کہہ دیا۔ (الصاوی، ج٤، ص ٢٩١ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿ ولقد وصلنا ﴾بَیَّنَّا﴿لهم القول ﴾القُراٰنَ﴿ لعلهم یتذکرون (٥١) ﴾یَتَّعِظُونَ فَیُومِنونَ﴿الذین اٰتینٰهم الکتب من قبله ﴾اَیِ القُراٰنِ﴿ هم به یومنون ^النصف^ (٥٢) ﴾اَیضا نَزَلَ فِی جَماعَةٍ اَسلَمُوا مِنَ الیَهودِ کَعَبدِ اللّٰهِ بنِ سلامٍ وَغَیرِہٖ وَمِنَ النَّصارٰی قَدِمُوا مِنَ الحَبشَةِ وَمِنَ الشَّامِ﴿واذا یتلٰی علیهم ﴾القُراٰنُ﴿ قالوا اٰمنا به انه الحق من ربنا انا کنا من قبله مسلمین (٥٣) ﴾مُوَحِّدِینَ ﴿ اولٰئک یؤتون اجرهم مرتین ﴾بِاِیمانِهِم بِالکِتابَینِ﴿ بما صبروا ﴾بِصَبرِهم علی العَمَلِ بِهِما ﴿ ویدرءون ﴾یَدفَعونَ﴿ بالحسنة السیئة ومما رزقنٰهم ینفقون (٥٤) ﴾یَتَصَدَّقُونَ﴿ واذا سمعوا اللغو ﴾الشَّتمَ والاَذٰی مِنَ الکُفَّارِ﴿ اعرضوا عنه وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلٰم علیکم ﴾سَلامُ مُتارَکَةٍ اَی سَلِمتُم مِنَّا مِنَ الشَّتمِ وَغَیرِہٖ ﴿ لا نبتغی الجٰهلین (٥٥) ﴾لا نَصحَبُهم وَنَزَلَ فِی حِرصِه ﷺ علی الایمانِ عَمِّهٖ اَبِی طَالِبٍ﴿ انک لا تهدی من احببت ﴾هِدایَتَهُ﴿ولٰکن اللّٰه یهدی من یشاء ج وهو اعلم ﴾اَی عَالِمٌ﴿بالمهتدین (٥٦) وقالوا ﴾اَی قَومُهُ﴿ ان نتبع الهدٰی معک نتخطف من ارضنا ﴾ اَی نُنتَزَعُ مِنهَا بِسُرعَةٍ قَالَ تعالٰی ﴿اولم نمکن لهم حرما اٰمنا ﴾یَامِنُونَ فِیهِ مِنَ الاِغارَةِ والقَتلِ والوَاقِعِینَ مِن بَعضِ العَرَبِ علی بَعضٍ ﴿ یجبٰی ﴾بِالفَوقَانِیة والتَّحتَانِیةِ﴿ الیه ثمرٰت کل شیء ﴾مِن کُلِّ اَوبٍ ﴿رزقا ﴾لَهُم﴿من لدنا ﴾اَی عِندَنَا﴿ ولٰکن اکثرهم لا یعلمون (٥٧) ﴾اَنَّ مَانَقُولُهُ حَقٌّ﴿ وکم اهلکنا من قریة م بطرت معیشتها ﴾اَی عَیشَتَهَا وَاُرِیدُ بِالقَریَةِ اَهلُهَا﴿ فتلک مسٰکنهم لم تسکن من م بعدهم الا قلیلا ط ﴾لِلمَارَّةِ یَومًا اَو بَعضَهُ﴿ وکنا نحن الوٰرثین (٥٨) ﴾مِنهُم﴿ وما کان ربک مهلک القرٰی ﴾بِظُلمِ اَهلِهَا﴿حتٰی یبعث فی امها ﴾اَی اَعظَمِهَا﴿ رسولا یتلوا علیهم اٰیٰتنا ج وما کنا مهلکی القرٰی الا واهلها ظٰلمون (٥٩) ﴾بِتَکذِیبِ الرُّسُلِ﴿ وما اوتیتم من شیء فمتاع الحیوة الدنیا وزینتها ج ﴾اَی تَتَمَتَّعُونَ وَتَتَزَیَّنُونَ بِهٖ اَیَّامَ حَیوٰتِکم ثُمَّ یُفنٰی﴿ وما عند اللّٰه ﴾وَهُوَ ثَوابُهُ﴿ خیر وابقٰی افلا تعقلون (٦٠) ﴾بِالیاءِ والتاءِ اَنَّ البَاقِی خیرٌ مِّنَ الفَانِی.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے بیان کیا ان کے لیے قول (یعنی قرآن پاک، وصلنا بمعنی بینا ہے) کہ وہ دھیان کریں (نصیحت حاصل کر کے ایمان لے آئیں) جن کو ہم نے اس سے پہلے (یعنی قرآن پاک سے پہلے) کتاب دی وہ اس پر (بھی) ایمان لاتے ہیں (یہ آیت مبارکہ یہودیوں کی اس جماعت کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا جیسے حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ دیگر نصاری

،یہ حضرات حبشہ اور شام سے تشریف لائے تھے)اور جب ان پر (قرآن پاک) پڑھا جاتا ہے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے بیشک یہی حق ہے ہمارے رب کے پاس سے ہم اس سے پہلے ہی مسلمین تھے......۱......(یعنی اللہ عزوجل کی وحدانیت کے مقر تھے)ان کو ان کا اجر (دو کتابوں پر ایمان رکھنے کے سبب......۲......) دوبالا دیا جائے گا بدلہ ان کے صبر (یعنی دونوں پر مستقل عمل کرنے کے سبب) اور وہ (خود سے) برائی کو بھلائی سے ٹالتے ہیں......۳......(یدرؤن بمعنی یدفعون ہے) اور ہمارے دیئے سے کچھ خرچ کرتے ہیں (یعنی صدقہ کرتے ہیں) اور جب لغو (یعنی کفار کی گالی گلوچ اور ایذاء پہنچانے والی باتیں) سنتے ہیں اس سے تغافل کرتے ہیں......۴......اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے عمل اور تمہارے لیے تمہارے عمل بس تم پر سلام ہو (یہاں سلام سے مراد سلام متارکہ ہے......۵......یعنی تم ہماری طرف سے گالی گلوچ وغیرہ ہونے سے سلامت رہے ہو) اور ہم جاہلوں کو چاہنے والے نہیں (یعنی ہم ان کی صحبت اختیار نہیں کرتے، نبی پاک ﷺ کو اپنے چچا ابو طالب کے ایمان لے آنے کی شدید خواہش تھی......۶......اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) تم از خود ہدایت نہیں دیتے جس کو (ہدایت دینا) پسند کرتے ہو ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے ......۷......اور وہ جانتا ہے ہدایت والوں کو (اعلم بمعنی عالم ہے) اور کہتے ہیں (یعنی حضور کی امت دعوت) اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو ہمیں ہمارے ملک سے اچک لیا جائے گا (ہمیں تیزی سے ہمارے ملک سے باہر نکال دیا جائے گا، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے) کیا ہم نے انہیں جگہ نہ دی امان والے حرم میں (کہ اس میں لوٹ ماری، قتل و غارتگری سے محفوظ رہیں، جو عرب باہم ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں) جس کی طرف ہر چیز کے (ہر سمت کے) پھل لائے جاتے ہیں (یجبی تاء اور یاء دونوں کے ساتھ ہے) ہمارے پاس کی روزی (ان کے لیے، من لدنا بمعنی عندنا ہے) لیکن ان میں اکثر کو علم نہیں (کہ ہم نے جو اُن سے فرمایا ہے وہ حق ہے) اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کر دیئے جو اپنے عیش پر اترا گئے تھے (معیشتھا بمعنی عیشھا ہے، اور شہر سے مراد شہر والے ہیں) تو یہ ہیں ان کے مکان کے بعد سکونت نہ ہوئی مگر کم (کہ گزرنے والے افراد ایک دن یا کچھ وقت وہاں گزارتے ہیں) اور (ان کے) ہم ہی وارث ہیں اور تمہارا رب شہروں کو (ان پر ظلم کرتے ہوئے) ہلاک نہیں کرتا اس کی اصل (یعنی سب سے بڑی بستی) میں رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے اور ہم شہروں کو ہلاک نہیں کرتے مگر جب کہ ان کے ساکن (رسولوں کو جھٹلانے کے سبب) ستم گار ہوں اور جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے وہ دنیاوی زندگی کا برتاوا اور اس کا سنگھار ہے (جس کو تم اپنی زندگی کے ایام ختم ہونے تک برتو گے اور اس سے زینت حاصل کرو گے پھر یہ فنا ہو جائیں گی......۸......) اور جو اللہ کے پاس ہے (یعنی اس کا ثواب) وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا تو کیا تمہیں عقل نہیں (تعقلون کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے کہ باقی رہنے والی شے فنا ہونے والی شے سے بہتر ہوتی ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد وصلنا لهم القول لعلهم يتذكرونo﴾.

و: مستانفہ، لام قسمیہ، قد تحقیقیہ، وصلنا: فعل بافاعل، لام: جار، ھم: ضمیر ذوالحال، لعلھم یتذکرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، القول: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿الذين اتينهم الكتب من قبله هم به يومنونo﴾.

الذین: موصول، اتینھم: فعل بافاعل ومفعول اول، الکتب: موصوف، من قبلہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا، ھم: مبتدا، بہ یومنون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا يتلى عليهم قالوا امنا به﴾.

و: عاطفہ، اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، يتلى عليهم: فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا:قول، امنا به: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انه الحق من ربنا انا كنا من قبله مسلمينo﴾.

انه: حرف مشبہ واسم، الحق: ذوالحال، من ربنا: ظرف مستقر حال ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، انا:حرف مشبہ واسم، كنا:فعل ناقص بااسم، من قبله:ظرف مستقر حال مقدم، مسلمين: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اولئك يؤتون اجرهم مرتين بما صبروا ويدرء ون بالحسنة السيئة ومما رزقنهم ينفقونo﴾.

اولئك: مبتدا، يؤتون: فعل بانائب الفاعل، اجرهم:مفعول ثانی، مرتين: ظرف، بما صبروا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و:عاطفہ، يدرء ون بالحسنة:فعل بافاعل وظرف لغو، السيئة:مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، مما رزقنهم ينفقون: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه وقالوا لنا اعمالنا ولكم اعمالكم سلام عليكم لا نبتغي الجهلينo﴾.

و: عاطفہ، اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، سمعوا اللغو: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، اعرضوا:فعل بافاعل، عنه:ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و:عاطفہ، قالوا:قول، لام: جار، نا:ضمیر ذوالحال، لا نبتغي الجهلين: جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، اعمالنا:مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، و:عاطفہ، لكم اعمالكم: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ اول، سلام:مبتدا، عليكم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انك لا تهدي من احببت ولكن الله يهدي من يشاء وهو اعلم بالمهتدينo﴾.

انك: حرف مشبہ واسم، لا تهدي:فعل نفی بافاعل، من احببت:موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و:عاطفہ، لكن الله:حرف مشبہ واسم، يهدي من يشاء: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ، و:عاطفہ، هو مبتدا، اعلم بالمهتدين: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقالوا ان نتبع الهدى معك نتخطف من ارضنا﴾.

و: عاطفہ، قالوا قول، ان:شرطیہ، نتبع:فعل بافاعل، الهدى: ذوالحال، معك:ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، نتخطف من ارضنا:فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اولم نمكن لهم حرما امنا يجبى اليه ثمرات كل شيء رزقا من لدنا﴾.

همزه: حرف استفہام، و: عاطفہ، لم نمكن:فعل نفی بافاعل، لهم:ظرف لغو، حرما:موصوف، امنا:صفت اول، يجبى اليه:فعل مجہول وظرف لغو، ثمرات كل شيء: نائب الفاعل، رزقا:موصوف، من لدنا:ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولكن اكثرهم لا يعلمونo﴾.

و: عاطفہ، لكن:حرف مشبہ، اكثرهم:اسم، لا يعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وكم اهلكنا من قرية بطرت معيشتها﴾.

و: مستانفہ، کم: ممیز، من: جار، قریۃ: موصوف، بطرت معیشتھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر تمیز، ملکر مفعول مقدم، اھلکنا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فتلک مسکنھم لم تسکن من بعد ھم الا قلیلا و کنا نحن الورثین٥﴾۔

ف: عاطفہ، تلک: مبتدا، مسکنھم: خبر اول، لم تسکن: فعل نفی مجہول نائب الفاعل، من بعد ھم: ظرف لغو، الا: اداۃ حصر، قلیلا: "وقتا" محذوف کی صفت، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، کنا: فعل ناقص بااسم، نحن الورثین: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کان ربک مھلک القری حتی یبعث فی امھا رسولا یتلوا علیھم ایتنا﴾۔

و: مستانفہ، ما: نافیہ، کان ربک: فعل ناقص بااسم، مھلک: اسم فاعل بافاعل مضاف، القری: مفعول مضاف الیہ، حتی: جار، یبعث: فعل بافاعل، فی امھا: ظرف لغو، رسولا: موصوف، یتلوا علیھم ایتنا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماکنا مھلکی القری الا واھلھا ظلمون٥﴾۔

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کنا: فعل ناقص بااسم، مھلکی: اسم فعل بافاعل مضاف، القری: مضاف الیہ مفعول، الا: اداۃ حصر، و: حالیہ، اھلھا: مبتدا، ظلمون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "اعم احوال" سے واقع ہے "ای وما کنا نھلکھم فی حال من الاحوال الا فی حال کونھم ظالمین"، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما اوتیتم من شیء فمتاع الحیوۃ الدنیا وزینتھا﴾۔

و: مستانفہ، ما: شرطیہ مبتدا، اوتیتم: فعل نائب الفاعل، من شیء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، متاع الحیوۃ الدنیا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، زینتھا: معطوف، ملکر "ھو" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وما عنداللہ خیر وابقی افلا تعقلون٥﴾۔

و: عاطفہ، ما: موصولہ، عنداللہ: ظرف متعلق بمحذوف صلہ، ملکر مبتدا، خیر: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابقی: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، لا تعقلون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......الذین اتینھم الکتب من قبلہ......☆ یہ آیت مومنین اہل کتاب حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کے حق میں نازل ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ یہ ان اہل انجیل کے حق میں نازل ہوئی جو حبشہ سے آکر سید عالم ﷺ پر ایمان لائے، یہ چالیس حضرات تھے جو حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ آئے جب انہوں نے مسلمانوں کی حاجت اور تنگی معاش دیکھی تو بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ ہمارے پاس مال ہیں حضور اجازت دیں تو ہم واپس جا کر اپنے اپنے مال لے آئیں اور ان سے مسلمانوں کی خدمت کریں، سید عالم ﷺ نے اجازت دی اور وہ جا کر اپنے مال لے آئے اور ان سے مسلمانوں کی خدمت کی ان کے حق میں یہ آیات ﴿مما رزقنھم ینفقون﴾ تک نازل ہوئیں، حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیتیں اسی اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئیں جن میں چالیس نجران کے اور بتیس حبشہ کے اور آٹھ شام کے تھے۔

☆...... انک لا تھدی من احببت ......☆ مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں

نازل ہوئی، نبی کریم ﷺ نے ان سے ان کی موت کے وقت فرمایا اے چچا کہو ''لا الہ الا اللہ'' میں تمہارے لئے روزِ قیامت شاہد ہوں گا، انہوں نے کہا کہ اگر مجھے قریش کے عار دلانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ایمان لاکر تمہاری آنکھ ٹھنڈی کرتا، اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھا ''ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریۃ دینا لولا الملامۃ او حذارُ مسبۃ لو جدتنی سمحا بذاک مبینا یعنی میں یقین سے جانتا ہوں کہ محمد ﷺ کا دین تمام جہانوں کے دین سے بہتر ہے اگر ملامت و بدگوئی کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں نہایت صفائی کے ساتھ اس دین کو قبول کرتا'' اس بعد ابوطالب کا انتقال ہوگیا، اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......وقالوا ان نتبع الھدی...... ☆ یہ آیت حارث بن عثمان بن نوفل بن عبد مناف کے حق میں نازل ہوئی، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ یہ تو ہم یقین سے جانتے ہیں کہ جو آپ فرماتے ہیں وہ حق ہے لیکن اگر ہم آپ کے دین کا اتباع کریں تو ہمیں ڈر ہے کہ عرب کے لوگ ہمیں شہر بدر کردیں گے اور ہمارے وطن میں نہ رہنے دیں گے، اس آیت میں اس کا جواب دیا گیا۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

کیا لفظ اسلام و مسلمین دین محمدی کے ساتھ خاص ہے؟

۱......اسلام کا اطلاق ہر دین حق پر ہوتا ہے یا صرف دین محمدی پر، اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اسی طرح مسلمین کا اطلاق فقط سید عالم ﷺ کے متبعین پر ہوتا ہے یا کسی اور نبی کے متبعین پر بھی ہوتا ہے۔ راجح قول یہ ہے کہ اسلام کا لفظ ہمارے نبی ﷺ کے دین کے ساتھ مخصوص ہے اور مسلمین کا لفظ بھی ہمارے نبی ﷺ کے دین کے ساتھ مخصوص ہے البتہ انبیائے سابقین پر بھی مسلمین کا اطلاق کیا جاتا ہے اور دوسرا قول جو تعمیم کا ہے وہ قول مرجوح ہے، اس سلسلے میں راجح قول پر مزید دلائل پیش کریں گے، اس کے بعد مرجوح قول کے جوابات دینے کی سعی کی جائے گی۔ (الحاوی للفتاوی، للامام جلال الدین سیوطی، ج ۲، ص ۱۱۵ وغیرہ)

وہ دلائل جو آیات و احادیث سے سید عالم ﷺ کی شریعت کے اسلام اور آپ کے پیروکار کے مسلمین ہونے کے ساتھ خاص ہیں

(۱)......اللہ ﷻ کا فرمان ﴿الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا (المائدۃ:۳)﴾۔ اس آیت میں ''لکم'' کو ''الاسلام'' پر مقدم کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ تمہارے لئے فقط اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔

(۲)......فرمان مقدس نشان ﴿یاایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ اے ایمان والوں اسلام میں پورے داخل ہو (البقرۃ:۲۰۸)﴾ اہل کتاب میں سے جو احباب اسلام لائے ان سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی لیکن بعض احکام پر ان کا عمل نہ تھا مثلا ہفتہ کے دن کی تعظیم کرنا، اونٹ کا گوشت نہ کھانا وغیرہ۔ اللہ ﷻ نے دین اسلام کو مقدم کرتے ہوئے اس میں پورے طور پر داخل ہونے کا حکم ارشاد فرمادیا، اس میں تصریح پائی جارہی ہے کہ تورات کو اسلام نہیں کہا گیا۔

(۳)......فرمان باری ﷻ ﴿ربنا وجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک اے ہمارے رب اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار (البقرۃ:۱۲۸)﴾۔ اس آیت مقدسہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے اسلام کو پسند فرمایا اور مسلمان رہنے کی دعا فرمائی اور آپ علیہ السلام کی اولاد کی امت سید عالم ﷺ کی امت ہے گویا مزید یوں بھی دعا گو ہوئے ﴿ربنا وابعث فیھم رسولا منھم اے رب ہمارے بھیج ان میں ایک رسول انہی میں

سے (البقرۃ:۱۲۹)﴾۔ اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دونوں دعاؤں کو قبول فرمایا اور اہل مکہ میں نبی مبعوث فرمایا اور ان کی امت کو مسلمہ فرمایا جس سے واضح ہوا کہ ہمارے نبی کے پیروکار ہی کو مسلم کہا گیا ہے۔

(۴)......حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل نے حضرت شعیا علیہ السلام کو وحی کی کہ نبی اُمّی کو مبعوث کرنے والا ہوں، اس کی ولادت مکہ میں ہوگی اور اس کی ہجرت طیبہ میں ہوگی، وہ میرے مکرم بندے مصطفیٰ ہیں، ان کی ملت اسلام ہے اور ان کا نام احمد ہے۔

(دلائل النبوۃ ،رقم:۳۳،ج۱،ص۷۳)

(۵)......حضرت عبداللہ بن ثابت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے قریظہ کے ایک بھائی کے پاس گزرا اس نے میرے لئے تورات کے چند باب لکھ دیئے کیا میں ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش نہ کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوگیا، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اللہ عزوجل کو رب مان کر راضی ہیں اور اسلام کو دین مان کر راضی ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر راضی ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے انور سے غصہ کے آثار کچھ کم ہوئے اور فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم میں صبح کو حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں اور تم ان کی پیروی کرو تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، تم امتوں میں سے میرا حصہ ہو اور میں نبیوں میں سے تمہارا حصہ ہوں۔ (مصنف عبدالرزاق، کتاب :اھل کتاب،مسئلہ اھل کتاب، ج۶ص۱۱۳) ہمارے دعویٰ پر حدیث بین دلیل ہے کہ توریت کی شریعت کو اسلام نہیں کہا جاتا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاتھ میں توریت کے چند اجزاء دیکھ کر غضب ناک ہوئے ہیں۔

(۶)......الحارث الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے زمانہ جاہلیت کی طرح چیخ و پکار کی وہ جہنم کے بیٹھنے والوں میں سے ہے، ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خواہ وہ روزے رکھے اور نماز بھی پڑھے؟ فرمایا: ''ہاں! تم اللہ عزوجل کی اس پکار کی طرح پکارو جس کی وجہ سے اس نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے اور مومنین عباداللہ ہیں''۔

(سنن الترمذی، کتاب الامثال عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،باب:ماجاء فی مثل الصلوۃ،رقم:۲۸۷۲،ص۸۱۲)

ان علماء کے دلائل اور ہماری جانب سے جوابات جو اسلام اور مسلمین کے اوصاف تمام شرائع اور تمام امم کے لئے مانتے ہیں:

(۱)......اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿**فاخرجنا من کان فیھا من المومنین فما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین** تو ہم نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے نکال لئے تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا(الذریت:۳۵تا۳۶)﴾۔ اس آیت کے تحت کہا جاتا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے متبعین کو بھی مسلمین کہا گیا ہے، جس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ اس سے اسلام کا معروف اصطلاحی معنی مراد نہیں بلکہ لغوی معنی مراد ہے یعنی ہم پہلے ہی اطاعت گزار اور اطاعت شعار تھے، اسلام کا معروف اصطلاحی معنی صرف دینِ اسلام ہے اور صرف مسلمانوں پر صادق آتا ہے۔ (القرطبی،الجزء:۲۶،ص۴۵)۔

(۲)......فرمان باری عزوجل ﴿**نعبد الھک واله ابائک ابراھیم واسمعیل واسحق الھا واحدا ونحن له مسلمون** ہم پوجیں گے اُسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم و اسماعیل و اسحٰق کا ایک خدا(البقرۃ:۱۳۳)﴾ اس آیت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کو مسلمین کہا گیا لہذا ثابت ہوتا ہے کہ مسلمین کا اطلاق امت محمدیہ کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ ہم جواب میں وہی کہیں گے جو ماقبل تفسیر قرطبی کے حوالے سے کہہ چکے ہیں کہ مراد بالتبع مسلمان کہنا ہے۔

دو کتابوں پر ایمان لانے کا دگنا اجر:

۲......امام قرطبی (القصص: ۵۳) کے تحت فرماتے ہیں: اور جب ان پر اس کتاب کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں

کہ ہم اس پر ایمان لاچکے ہیں۔ بیشک یہ ہمارے رب کی طرف سے برحق ہے، ہم اس سے پہلے ہی مسلمین اور اطاعت شعار ہوچکے ہیں۔اس کا معنی یہ ہے کہ ہم قرآن مجید کے نزول سے پہلے ہی اپنی کتابوں میں اس کی بشارت پڑھ کر اس پر ایمان لاچکے تھے۔یا ہم سید عالم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی اپنی کتابوں میں آپ ﷺ کی بعثت کی بشارت پڑھ کر آپ پر ایمان لاچکے تھے۔یا اس کا معنی یہ ہے کہ ہم پہلے ہی موحد تھے، یا ہمارا پہلے ہی ایمان تھا کہ عنقریب سیدنا محمد ﷺ مبعوث ہونگے اور آپ پر قرآن نازل ہوگا۔اس آیت میں یہ جو فرمایا کہ ہم پہلے ہی مسلمین تھے اس سے اسلام کا معروف اصطلاحی معنی مراد نہیں بلکہ لغوی معنی مراد ہے یعنی ہم پہلے ہی اطاعت گزار اور اطاعت شعار تھے، اسلام کا معروف اصطلاحی معنی صرف دینِ اسلام ہے اور صرف مسلمانوں پر صادق آتا ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۰، ص ۲۶۳)

جن وجوہات کی بناء پر مومنین اہل کتاب کو دگنا اجر ملے گا اس کا بیان بھی مابعد آیت میں ہے چنانچہ فرمایا: یہ وہ ہیں جنہیں دگنا اجر دیا جائیگا، کیونکہ انہوں نے صبر کیا اور بُرائی کو نیکی سے ٹالتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کو دگنا اجر ملے گا، ایک اہل کتاب سے وہ شخص جو اپنے نبی پر بھی ایمان لایا اور سید عالم ﷺ پر بھی ایمان لایا اور وہ غلام جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کرے اور تیسرا وہ شخص جس کے پاس ایک باندی ہو اور وہ اس کو ادب سکھائے تو اچھا ادب سکھائے اور اس کو تعلیم دے تو اچھی تعلیم دے، پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کرلے تو اس کو دو اجر ملیں گے''۔ (سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب: ماجاء فی الفضل فی ذلک، رقم: ۱۱۱۶، ص ۳۳۹)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ تین شخصوں کے متعلق حدیث میں دگنا اجر ملنے کا بیان ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو دو مختلف جہتوں سے عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور انہوں نے ان دونوں کی اطاعت کی، اس لئے وہ دگنے اجر کے مستحق ہوئے، سو جو شخص اہل کتاب سے تھا اس کو اپنے نبی کی طرف حکم دیا گیا تو اس نے اس کے حکم کی اطاعت کی، پھر اس کو ہمارے نبی کی طرف سے حکم دیا گیا تو اس نے آپ ﷺ کی بھی اطاعت کی لہذا اس کو دونوں ملتوں کا اجر ملے گا، اور غلام کو اللہ کی طرف سے بھی حکم دیا گیا اور مالک کی طرف سے بھی لہذا اس کے لئے بھی دگنا اجر ہے اور جو باندی کا مالک تھا اس نے باندی کی تربیت کر کے اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرلیا لہذا اس میں بھی دو اجر ملنے کی امید ہے۔اور جس نیکی کا مسلمان کو دس گنا اجر ملتا ہے اور مسلمانوں کو جماعت سے نماز پڑھنے کا ستائیس گنا ثواب ملتا ہے اور حرم پاک میں نماز ادا کرنے کا لاکھ گنا اجر ملتا ہے، لہذا ان تین شخصوں کو یہ تمام اقسام کے اجر عام مسلمانوں کی بنسبت دگنے ملیں گے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۰، ص ۲۶٤)

بُرائی کو بھلائی سے ٹالنے کا بیان:

☆......حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ تبعا اور تکلفا بے شرمی کی باتیں کبھی نہ کرتے، بازار میں شور نہیں مچاتے، بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں بلکہ معاف کر دیتے درگزر فرماتے''۔(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب: ما جاء فی خلق، رقم: ۲۰۲۳، ص ۵۹۲)

☆......حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میری نبی پاک ﷺ سے ملاقات ہوئی، میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑنے میں پہل کی اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے بتائیے کہ سب سے اچھے اعمال کون سے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ''اے عقبہ! جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے تعلق جوڑو، جو تمہیں محروم کرے تو اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کرو''۔(مسند امام احمد، مسند الشامیین، عقبہ بن عامر، رقم: ۱۷٤۵۷ ج ۶، ص ۷٤۸)

☆......ایک روایت میں یوں ہے: رحم، اللہ کے نام رحمٰن سے مشتق ہے، لہذا جو اس سے تعلق جوڑے گا اللہ اس سے تعلق جوڑے گا اور جو اس سے تعلق توڑے گا اللہ بھی اس سے تعلق توڑ لے گا''۔(سنن الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب: ما جاء فی رحمۃ الناس، رقم: ۱۹۳۱، ص ۵۷۱)

☆......تاجدار مدینہ ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: ''کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق جائز نہیں، جس نے تین

دن سے زیادہ تعلق توڑے رکھا اور مرگیا تو جہنم میں داخل ہوگا"۔(سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب فیمن یھجر اخاہ المسلم، رقم: ٤٩١٤، ص٩١٩)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا اکرام نہیں بجالاتا"۔(المرجع السابق رقم:١٩٣٢، ص٥٧١)

یہ ساری باتیں تو شریعت میں محبوب ومطلوب ہیں، لیکن زمانے کی ستم ظریفی کا کیا کہنا جنہوں نے ہمارے بچے بچے کو انتقام لینا سکھادیا ہے، کوئی کسی کو معاف کرنے کے لیے تیار ہی نہیں۔ ظالم وعیاش بے کار حکمران "ظلم کروگے تو ظلم کریں گے" کے نعرے میڈیا پر بیٹھے ، ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ، طوفان بدتمیزی مچاتے ، مزید فلمے ڈرامے مذہبی اقدار کو روندتے چلے آرہے ہیں۔ پڑھے لکھے نظر آنے والے جس جاہلانہ طریقے سے لڑتے ہوئے دکھائے دیتے ہیں اس کی منظرکشی کرنے کی ضرورت وحاجت نہیں۔ خدا انہیں ھدایت دے یا...... کرے، جنہوں نے ملک وملت کا سکون پارا پارا کردیا، آمین۔

لغویات وجاھلانہ کلام وکام سے بچنا:

☆......سیدنا عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ منبر اقدس پر جلوہ گر ہوئے اور باآواز بلند فرمایا: "اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہو مگر ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کو تکلیف نہ دیا کرو اور نہ ہی ان کے عیبوں کے پیچھے پڑو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ اس کے عیبوں کو ظاہر کردیتا ہے اور اللہ جس کے عیب ظاہر فرمادے وہ اسے رسوا کردیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر میں ہی ہو"۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر نے کعبہ معظمہ کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: "تیری شان کتنی بلند ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے لیکن بندۂ مومن اللہ ﷻ کی بارگاہ میں تجھ سے زیادہ محترم ہے۔

(جامع الترمذی ،ابواب البر والصلة، باب:ما جاء فی تعظیم المومن، رقم:٢٠٣٢،ص٥٩٦)

☆......حضرت سیدنا ابودرداء ﷛ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ ﷻ کی حدود میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش کی وہ ہمیشہ اللہ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے اور جس نے کسی ایسے جھگڑے میں کسی مسلمان پر شدید غضب کیا جس (حق یا باطل ہونے) کا اسے علم نہیں تو اس نے اللہ ﷻ کے حق میں اس کی مخالفت کی اور اس کی ناراضی چاہی اس پر روز قیامت تک لگاتار اللہ کی لعنت ہوگی اور جس نے دنیا میں عیب دار کرنے کے لئے کسی مسلمان کے خلاف کوئی بات عام کی جبکہ وہ مسلمان اس بات سے بری ہو تو اللہ ﷻ پر حق ہے کہ اسے قیامت کے دن جہنم میں پگھلائے یہاں تک کہ اپنی کہی ہوئی بات کو ثابت کرلے"۔ (الترغیب والترھیب، کتاب القضاء، باب:الترھیب من اعانة المبطل ،رقم:٣، ج٣،ص١٣٨)

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے: "جس نے ناحق جھگڑے میں کسی کی معاونت کی وہ اللہ ﷻ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے"۔(المستدرك ،کتاب الاحکام، باب: لا تجوز شھادة بدوی علی صاحب قریة، رقم:٧٠٥١، ج٧،ص٢٥٢٠)

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے کسی مسلمان سے کہا او کافر یا اللہ کا دشمن! اور وہ ایسا نہ تھا تو کہنے والے کا قول اسی پر لوٹ آئے گا"۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب:بیان حال ایمان من قال لاخیه المسلم یاکافر، رقم:(١٢٠)/٦٠،ص٥٨)

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے: "جس نے کسی مسلمان کو کہا او کافر! تو یہ اسے قتل کرنے کی طرح ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب:من اکفر اخاہ بغیر تاویل فھو کما قال، رقم:٦١٠٥،ص١٠٦٤)

تنبیہ: اس جملے میں شدید وعید ہے کہ اس کا کفر لوٹ آئے یا وہ خود ہی دشمن خدا ٹھرے نیز اس قسم کے گناہ کو قتل کی مثل بھی قرار دیا ہے ۔لہذا کلام کرنے میں احتیاط ہی کرنا چاہیے کہ اگر کفر نہ ہوا تو گناہ کبیرہ ہی ہوجائے گا، ورنہ صغیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا اور بار بار کا صغیرہ

کبیرہ بلکہ اشد کبیرہ بن جاتا ہے لہٰذا لغویات اور ناپسندیدہ جاہلانہ کلام سے بچنے ہی میں عافیت ہے۔

سلام متارکہ اور سلام تحیت:

۵...... قطع تعلق یا جان چھڑانے کے لئے جو سلام کیا جاتا ہے اسے سلام متارکہ کہتے ہیں، اور جو تعظیم کے لئے کیا جائے اسے سلام تحیت کہا جاتا ہے۔ متذکرہ آیت ﴿وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلم علیکم﴾ میں سلام متارکہ مراد ہے نہ کہ سلام تحیت۔ ہم ذیل میں مختلف تفاسیر کے عربی متن ذکر کرتے ہیں جس سے مزید وضاحت ہوجائے گی مزید "امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص حنفی" کی تفسیر "احکام القرآن" کی عبارت بھی پیش کریں گے تاکہ علامہ آلوسی کو ہونے والی غلطی کا واضح انکشاف سامنے آجائے۔

(۱)......لیس المراد منہ سلام التحیۃ ولکنہ سلام المتارکۃ ،معناہ سلمتم منا لا نعاوضکم بالشتم والقبح من القول. (البغوی، ص ٧١٤)

(۲)...... ھذا السلام لیس بتسلیم مواصل وتحیۃ موافق بل ھو برائۃ وسلام مودع مفارق.

(روح البیان، ج٦،ص٥٢٩)

(۳)......لیس المراد منہ سلام التحیۃ ولکنہ سلام المتارکۃ ،معناہ سلمتم منا لا نعاوضکم بالشتم.

(الخازن، ج٣،ص ٣٦٨ ،المظھری، ج٥،ص٣٨٦)

(۴)...... متارکۃ لھم وتودیعا ،او دعاء لھم بالسلامۃ عما ھم فیہ. (البیضاوی، ج٣،ص ١٩)

(۵)......ان ھذہ الکلمۃ تحیۃ بین المومنین وعلامۃ الاحتمال من الجاھلین. (الرازی، ج٨،ص٦٠٨)

(۶)......قالوہ تودیعا لھم لا تحیۃ او ھو للمتارکۃ ایضا کما فی قولہ تعالٰی ﴿واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما اور جب جاہل اُن سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام(الفرقان:٦٣)﴾ وایا ما کان دلیل فی الایۃ علی جواز ابتداء الکافر بالسلام کما زعم الجصاص اذ لیس الغرض من ذلک الا المتارکۃ او التودیع.

(روح المعانی ،الجزء:٢٠،ص٤٠٦)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان پر چھ نیکیاں ہیں۔ (۱)...... جب اس سے ملاقات ہو تو سلام کہے۔ (۲)...... جب وہ دعوت دے تو قبول کرے۔ (۳)...... جب چھینک آئے تو اس کا جواب دے۔ (۴)...... جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ (۵)...... جب مرجائے تو اس کے جنازہ میں شامل ہو۔ (۶)......جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے پسند کرے"۔

(سنن الترمذی، کتاب الادب، باب: ما جاء فی تشمیت العاطس، رقم:٢٧٣٦، ص ٧٨٤)

ابوطالب کے ایمان لانے یا نہ لانے کی تحقیق:

۶......اس میں شک نہیں کہ ابوطالب تمام عمر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی حفظ وحمایت وکفالت ونصرت میں معروف رہے، اپنی اولاد سے زیادہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز رکھا، اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالَم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمنِ جان ہوگیا تھا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت والفت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں قصیدہ بھی کہا لیکن مجرد محبت کا پایا جانا ایمان کو لازم نہیں کرتا۔

شرح عقائد میں ہے:

لیست حقیقة التصدیق ان تقع فی القلب نسبة الصدق الی الخبر والمخبر من غیر اذعان وقبول بل هو اذعان وقبول لذلک بحیث یقع علیه اسم التسلیم علی ماصرح به الامام الغزالی حقیقت تصدیق یہ نہیں کہ دل میں خبر یا مخبر کی سچائی کی نسبت واقع ہو جائے بغیر اذعان وقبول کے، بلکہ وہ تو اذعان اور اس طرح قبول کرنا کہ اس پر اسم تسلیم واقع ہو، جیسا کہ امام غزالی نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ درج ذیل ہم سات فصول میں مختصر دلائل بیان کرتے ہیں جس سے ابوطالب کے ایمان نہ لانے پر حجت قائم ہو سکے گی۔

فصل اول:

(۱)......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء وهو اعلم بالمهتدین بیشک یہ نہیں کہ جسے تم اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو ہاں اللہ ہدایت کرتا ہے جسے چاہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو (القصص: ۵۶)﴾۔

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت پاک ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔

(۲)......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ماتبین لهم انهم اصحب الجحیم نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی مغفرت چاہیں اگرچہ وہ رشتے دار ہوں جب کہ انہیں کھل چکا کہ وہ جہنمی ہیں (توبہ: ۱۱۳)﴾۔

یہ آیت بھی ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔

فصل دوم:

☆......حضرت عباس عمِ رسول ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کی جناب میں یوں عرض کی: حضور نے اپنے چچا ابوطالب کو کیا نفع دیا؟ خدا کی قسم! وہ حضور کی حمایت کرتا اور حضور کے لئے لوگوں سے جھگڑتا تھا، فرمایا: ''میں نے اُسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو اُسے کھینچ کر پاؤں تک آگ میں کر دیا، اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: شفاعة النبی ﷺ لابی طالب، رقم: (۳۹۸)/۲۰۹، ص۱۲۹)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ کے سامنے ابوطالب کا ذکر ہوا تو فرمایا: ''میں امید کرتا ہوں کہ روزِ قیامت میری شفاعت ان کو یہ نفع دے گی کہ جہنم میں پاؤں تک کی آگ میں کر دیا جائے گا جو اس کے ٹخنوں تک ہوگی جس سے اس کا دماغ جوش مارے گا''۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: قوله انك لا تهدی، سورة القصص، رقم: ۴۷۷۲ ص ۸۳۷)

فصل سوم:

امام ابوالبرکات نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں:

کافر مر جائے تو اس کا مسلمان رشتے دار اس کو غسل دے، کفن پہنائے اور دفن کرے، اس میں اصل یہ ہے کہ جب ابوطالب مر گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: آپ ﷺ کا بوڑھا گمراہ چچا مر گیا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اس کو غسل دو، کفن پہناؤ اور دفن کرو اور کوئی نئی چیز نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے آملو یعنی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا''۔

فصل چہارم:

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر پھر علامہ علی بن احمد عزیزی سراج المنیر شروح جامع صغیر میں زیر حدیث ہشتم فرماتے ہیں: ''هذا یؤذن

بموتہ علی کفرہ وھو الحق وھم البعض یعنی حدیث یہ بتاتی ہے کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور یہی حق ہے اور اس کا خلاف وہم ہے"۔

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ ماقبل احادیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ ابو طالب کی موت اسلام پر نہ ہوئی، اگر تو کہے کہ سہیلی نے ذکر کیا کہ انہوں نے مسعودی کی کسی کتاب میں دیکھا کہ ابو طالب اسلام لے آئے میں یہ کہوں گا کہ ایسی بے سروپا حکایت احادیث صحیح بخاری کی معارض نہیں ہوسکتیں۔

فصل پنجم:

شرح مقاصد وشرح تحریر پھر ردالمحتار حاشیہ درمختار باب المرتدین میں ہے:

"جس سے اقرار اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اقرار نہ کرنے پر اصرار رکھے بالاتفاق کافر ہے کہ یہ دل میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے، اسی واسطے تمام علماء نے کفر ابی طالب پر اجماع کیا ہے۔

فصل ششم:

اصابہ میں ہے:

رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ابو طالب مسلمان مرے، امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں شروع تذکرہ ابو طالب میں فرمایا: بعض لوگ ابو طالب کے اسلام کے قائل ہوئے یہ غلط ہے۔

فصل ہفتم:

نسیم الریاض میں ہے:

نبی ﷺ کے ساتھ ابو طالب کی مہر ومحبت مشہور ہے اور تعظیم ومعرفت نبوت معلوم، مگر اللہ تعالی نے مسلمان ہونے کی توفیق نہ دی اور کتاب الامتاع میں فرمایا: ابو طالب کے مسلمان نہ ہونے میں اللہ کی باریک حکمت ہے وہ سردارِ قریش تھے کوئی ان کی پناہ پر تعدی نہ کرسکتا تھا حضور ﷺ ابتدائے اسلام میں ان کی حمایت میں تھے وہ مخالفوں کو حضور سے دفع کرتے تھے۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، رسالہ: شرح المطالب فی مبحث ابی طالب، ج۲۹، ص ۶۵۵ وغیرہ ملخصا وملتقطا)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدایت دینے یا نہ دینے کا بیان:

یے..... صاحب کشاف کی عبارت سے ہدایت کو سید عالم ﷺ کی ذات کی جانب نفی کی طرف محمول کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا ﴿انک لا تھدی من احببت﴾ یعنی اے محبوب! آپ کو کسی کو اسلام میں داخل کرنے اور اس پر استقامت پذیر ہونے کی قدرت نہیں ہے۔ اور پھر ﴿ولکن اللہ یھدی من یشاء﴾ کا معنی یہ ہے کہ بالفعل کسی کا اسلام میں داخل ہونا اللہ کی قدرت میں داخل ہے اور یہی وہ بات ہے جس پر میں نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت اعتماد کیا ہے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۰، ص ۴۰۷)

جہاں تک اس آیت ﴿وانک لتھدی الی صراط مستقیم بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو (شوری: ۵۲)﴾ کا تعلق ہے تو درحقیقت کوئی تعارض نہیں کیونکہ سید عالم ﷺ اللہ کی عطا سے راہ دین کی رہنمائی کرتے ہیں جب کہ دل میں اسلام داخل کرنا اللہ کی قدرت ہے۔

سب کچھ فنا ہوجانے کا بیان:

۸......دل دنیاوی زندگی اوراس کے متعلقات میں مصروف ہو جائے، یقیناً یہ بُری صفت ہے۔ایسے عالم میں شیطان خوب کھیل تماشوں اور زیب وزینت اور لذیذ کھانوں، کثرت مال میں منہمک کر کے طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈال دیتا ہے۔افسوس مسلمان لذیذ کھانا شکم سیر ہو کر کھا بھی لے، اگر چہ حلال وطیب ہی ہو، شہوت ضرور زور پکڑتی ہے۔سیدنا یحیی علیہ السلام نے شیطان کو اس حالت میں دیکھا کہ اس کے پاس ہر چیز کو پھانسنے کے لئے کچھ پھندے ہیں تو آپ علیہ السلام نے اس سے ان پھندوں کے بارے میں پوچھا تو شیطان نے جواب دیا: ''یہ وہ شہوات ہیں جن کے ذریعے میں آدمی پر قابو پاتا ہوں''۔حضرت یحیی علیہ السلام نے کہا کیا میرے لئے بھی کچھ ہے؟ تو شیطان نے جواب دیا: ''بعض اوقات آپ علیہ السلام خوب سیر ہو کر کھا لیتے ہیں تو میں نماز وذکر کو آپ علیہ السلام پر بھاری کر دیتا ہوں''۔آپ علیہ السلام نے مزید دریافت کیا کیا کوئی اور چیز بھی ہے؟ شیطان نے جواب نہیں دیا، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں کبھی شکم سیر ہو کر نہیں کھاؤں گا''، شیطان نے کہا کہ اللہ کی قسم! ''میں کبھی کسی مسلمان کو نصیحت نہیں کروں گا''۔

(حلية الاولياء ،وهب بن الورد ،رقم: ١١٧٠٤، ج٨ص١٥٧)

غور کیجئے! کتنا مشکل وقت ہے، انسان کی زندگی کتنی جلد ختم ہو جاتی ہے۔اعمال صالحہ نہ ہوں تو بجائے پچھتاوے کے کیا حاصل ہونا ہے؟ دنیاوی زندگی میں ہی وقت کی قدر کر لیجئے، اچھے اعمال اکھٹے کر لیجئے۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خاتون جنت سے ارشاد فرمایا: ''عمل کرو کیونکہ میں اللہ کے مقابلے میں تمہیں کوئی فائدہ نہ دوں گا''۔(صحيح البخاري، كتاب الوصايا، باب: هل يدخل النساء ،رقم: ٢٧٥٣،ص٤٥٥)

تنبیہ: متذکرہ بالا حدیث سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو کچھ فائدہ نہ دے سکیں گے، شفاعت مصطفیٰ برحق ہے جو کہ نصوص سے ثابت ہے، یہاں عمل کی کثرت کی جانب توجہ دلائی گئی ہے۔

اغراض:

ایضا: جیسا کہ وہ اپنی کتاب (توریت) پر ایمان لاتے تھے۔

نزلت في جماعة اسلموا من اليهود: کہا جاتا ہے کہ اہل کتاب کے اسّی، نجران کے چالیس، حبشہ کے بتیس، شام کے آٹھ، یا ایک قول کے مطابق چالیس آدمی حضرت جعفر بن ابی طالب کی نگرانی میں حبشہ روانہ ہوئے۔مزید شان نزول میں مذکور ہو چکا ہے۔

بصبرهم: اس جملے سے اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ بما میں ما موصولہ ہے۔

على العمل بهما: مشرکین کی عادت کے مطابق ان کی جانب سے پہنچنے والی اذیتوں پر صبر کرنا مراد ہے۔

سلام متاركة: سے اعراض کرنے یا فرقت چاہنے کا سلام ہے نہ کہ سلام تحیت۔**لا نصحبهم:** بمعنی **لا نطلب صحبتهم** (یعنی ہم ان کی صحبت کی طلب نہیں کرتے) ہے۔

ونزل في حرصه: ابو طالب کی وفات کے وقت کے واقعے کا بیان مقصود ہے جسے ہم نے ماقبل شان نزول میں بیان کر دیا ہے وہیں دیکھ لیجئے۔**يأمنون فيه:** سے اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مجاز عقلی کا استعمال ہے۔

اى قومه: مراد بعض اہل مکہ ہیں، جیسا کہ حرث بن عثمان بن نوفل بن عبد مناف، کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: ''ہم جانتے ہیں کہ آپ حق پر ہیں، لیکن ہمیں خوف ہے کہ اگر ہم آپ کی اتباع کریں تو اہل عرب ہماری مخالفت کریں گے، اور ہمیں اپنی زمین سے نکال باہر کریں گے۔**ان ما نقوله حق:** مفعول ﴿يعلمون﴾ کے محذوف ہونے کی جانب اشارہ ہے۔

للمارة يوما او بعضه: اس لیے کہ کسی جانب سے گزرنا اور آرام کے لئے سواری سے اترنا عموماً ایک دن یا دن کے کچھ حصے کے لئے ہوتا ہے۔**وهو ثوابه:** سے مراد اعمال کا ثواب ہے جو اللہ عزوجل کی رضا جوئی کے ارادے کے ساتھ قصد کی جاتی ہے۔

ای اعظمہا: مرادمدین اوراطراف کا علاقہ ہے، پس اللہ ﷻ کی عادت ہے کہ اس نے اہل مدین میں (بھی) رسول بھیجا، کیونکہ وہ ذہین وفطین لوگ تھے، اوروہ غیروں کی پیروری کرتے تھے، اسی طرح سید عالم ﷺ کو تمام خلق کی جانب مبعوث کیا گیا، اور علی الاطلاق ان کا شہر تمام شہروں میں افضل ترین شہر ہے اوران کا قبیلہ تمام قبیلوں میں اشرف ترین قبیلہ ہے۔

ثم یفنی: دنیا کی زیب وزینت تمہاری موت پر لے جائے گا، تمام دنیا کا مال ومتاع زائل ہوجائے گا، سوائے جزاء کے کچھ باقی نہ رہے گا، پس دنیا کے حلال کا حساب ہے اورحرام کا عقاب (سزا) ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص٢٩٤ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿افمن وعدنه وعدا حسنا فهو لاقيه ﴾مُصِيبُهُ وَهُوَ الجَنَّةُ﴿ كمن متعنه متاع الحيوة الدنيا ﴾فَيَزِلُ عَنْ قَرِيبٍ﴿ ثم هو يوم القيمة من المحضرين (٦١)﴾النَّارِ الْأَوَّلَ الْمُومِنُ والثَّانِيُ الْكَافِرُ اَى لَا يَتساوِى بَيْنَهُمَا ﴿و﴾اذْكُرْ﴿ يوم يناديهم ﴾اللهُ﴿ فيقول اين شركاء ى الذين كنتم تزعمون (٦٢)﴾هُمْ شُرَكَائِي ﴿قال الذين حق عليهم القول ﴾بِدُخُولِ النَّارِ وَهمْ رُؤساءُ الضَّلَالَةِ ﴿ ربنا هؤلاء الذين اغوينا ﴾مُبْتَداءٌ وَصِفَةٌ ﴿ اغوينهم ﴾خَبَرُهُ فَغَوَوْا ﴿ كما غوينا ﴾لَمْ نُكْرِهْهُم علَى الغَيِّ ﴿تبرانا اليك ﴾مِنْهُمْ﴿ ما كانوا ايانا يعبدون (٦٣)﴾مَا نَافِيَةٌ وَقُدِّمَ المَفْعُولَ لِلفَاصِلَةِ ﴿ وقيل ادعوا شركاء كم ﴾اَيِ الْاَصْنَامُ الذِينَ كُنتُم تَزْعُمُونَ اَنَّهم شُرَكَاءُ اللهِ ﴿ فدعوهم فلم يستجيبوا لهم ﴾دُعاءَ هم﴿ وراوا العذاب ﴾اَبْصَرُوهُ﴿ لو انهم كانوا يهتدون (٦٤)﴾فِي الدُّنيا مَارَاؤهُ فِي الْأخِرةِ﴿و﴾اُذكرْ﴿يوم يناديهم ﴾اللهُ﴿ فيقول ماذا اجبتم المرسلين (٦٥)﴾اِلَيْكُمْ﴿فعميت عليهم الانباء﴾الْاَخْبَارُ الْمُنْجِيَةُ فِي الجَوابِ﴿ يومئذ ﴾اَى لَم يَجِدُوا خَبرا لهمْ فِيهِ نَجَاةٌ﴿ فهم لا يتساء لون (٦٦)﴾عَنهُ فَيَسْكُتُونَ﴿ فاما من تاب ﴾مِنَ الشِّرْكِ﴿وامن ﴾صَدَّقَ بِتَوحِيدِ اللهِ﴿ وعمل صالحا ﴾اَدَّى الفَرائِضَ﴿ فعسى ان يكون من المفلحين (٦٧)﴾النَّاجِينَ بِوَعْدِ اللهِ﴿ وربك يخلق ما يشاء ويختار ط﴾مَا يَشَاءُ ﴿ما كان لهم ﴾لِلْمُشْرِكِينَ﴿الخيرة ﴾الْاِخْتِيارُ فِي شَيْءٍ﴿ سبحن الله وتعلى عما يشركون (٦٨)﴾عَنْ اِشْرَاكِهِم﴿ وربك يعلم ما تكن صدورهم ﴾تُسِرُّ قُلوبُهم مِنَ الكُفْرِ وَغَيرِهٖ﴿ وما يعلنون (٦٩)﴾بِاَلْسِنَتِهِمْ مِنَ الكِذْبِ﴿ وهو الله لا اله الا هو ط له الحمد فى الاولى ﴾الدُّنيا﴿ والاخرة ﴾الجَنَّةِ﴿ وله الحكم ﴾القَضَاءُ النَّافِذُ فِي كُلِّ شيءٍ﴿ واليه ترجعون (٧٠)﴾بِالنُّشُورِ ﴿قل ﴾لِاَهلِ مكةَ﴿ ارايتم ﴾اَى اَخْبِرُونِي﴿ ان جعل الله عليكم اليل سرمدا ﴾دَائِمًا ﴿ الى يوم القيمة من اله غير الله ﴾بِزَعْمِكُمْ ﴿ ياتيكم بضياء ط﴾نَهَارٍ تَطْلُبُونَ فِيهِ المَعِيشَةَ ﴿ افلا تسمعون (٧١)﴾ذَلكَ سَمَاعَ تَفَهُّمٍ فَترجِعُونَ عَنِ الْاِشْرَاكِ ﴿قل ﴾لهمْ﴿ ارايتم ان جعل الله عليكم النهار سرمدا الى يوم القيمة من اله غير الله ﴾بِزَعْمِكم﴿ ياتيكم بليل تسكنون ﴾تَستَرِيحُونَ ﴿ فيه ط﴾مِنَ التَّعَبِ﴿ افلا تبصرون (٧٢)﴾مَا اَنتُم عَليهِ مِنَ الخَطاءِ فِي الْاِشْرَاكِ فَتَرجِعُونَ عنهُ﴿ومن رحمته ﴾تعالى ﴿ جعل لكم اليل والنهار لتسكنوا

فیہ ﴾ فِی اللَّیلِ ﴿ ولتبتغوا من فضلہ ﴾ فی النَّھارِ بِالْکَسْبِ ﴿ ولعلکم تشکرون (۷۳) ﴾ النِّعمَةَ فِیھِما ﴿ و ﴾ اذْکُر ﴿ یوم ینادیھم فیقول این شرکاء ی الذین کنتم تزعمون (۷۴) ﴾ ذَکَرَ ثَانِیا لِیَبْنِیَ علیہ قَولَہٗ ﴿ ونزعنا ﴾ اَخْرَجْنَا ﴿ من کل امة شھیدا ﴾ وَھُو نَبِیُّھُمْ یَشْھَدُ عَلَیھِمْ بِما قَالوہُ ﴿ فقلنا ﴾ لھم ﴿ ھاتوا برھانکم ﴾ عَلٰی مَاقُلْتُم مِنَ الْاِشْراکِ ﴿ فعلموا ان الحق ﴾ فِی الْاِلٰھِیةِ ﴿ للہ ﴾ لَا یُشَارِکُہٗ فِیھا اَحَدٌ ﴿ وضل ﴾ غَابَ ﴿ عنھم ما کانوا یفترون (۷۵) ﴾ فِی الدُّنْیا مِنْ اَنَّ مَعَہٗ شَرِیْکًا تعالٰی عَنْ ذٰلِک.

﴿ترجمہ﴾

تو کیا وہ جسے ہم نے اچھا وعدہ دیا تو وہ اس سے ملے گا (جسے وہ پائے گا، مراد اس سے جنت ہے) اس جیسا ہے ہم نے دنیاوی زندگی کا برتاؤ برتنے دیا (جو عنقریب فنا ہو جائے گا) پھر انہیں قیامت کے دن حاضر لایا جائے گا (آگ میں، پہلے گروہ سے مراد مسلمان اور دوسرے سے کفار ہیں یعنی ہم نے دونوں کو برابر میں نہ رکھا) اور (یاد کرو) جس دن وہ (یعنی اللہ ﷻ) انہیں پکارے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جنہیں تم (میرا شریک) گمان کرتے تھے کہیں گے وہ جن پر (جہنم میں داخل ہونے کی) بات ثابت ہو چکی (یعنی گمراہی میں مبتلا سردار) اے ہمارے رب! یہ ہیں جنہیں ہم نے گمراہ کیا (فعل اغوینا کا مفعول ھم ضمیر محذوف ہے، ھولاء اسم ارشارہ موصوف ہے اور الذین سے اس کی صفت آرہی ہے یہ مبتدا بن رہا ہے اس کی خبر اغوینا ھم بن رہی ہے) ہم نے انہیں گمراہ کیا (تو وہ گمراہ ہو گئے) جیسے خود گمراہ ہوئے تھے (یعنی ہم نے انہیں سرکشی پر مجبور نہیں کیا تھا) ہم (ان سے) بیزاری ظاہر کر کے تیری طرف رجوع لاتے ہیں......۱...... وہ ہم کو نہ پوجتے تھے (ما کانوا میں ما نافیہ ہے اور مفعول کو فاصلہ کے لیے مقدم کیا گیا ہے) اور ان سے فرمایا جائے گا اپنے شریکوں کو (یعنی ان بتوں کو جنہیں تم اللہ ﷻ کا شریک گمان کرتے تھے) پکارو تو وہ پکاریں گے تو وہ (ان کی پکار) نہ سنیں گے اور وہ (یعنی وہی لوگ) عذاب کو دیکھیں گے (راؤ بمعنی ابصروا العذاب ہے) اگر وہ (دنیا میں) راہ پاتے (تو آخرت میں عذاب نہ دیکھتے) اور (یاد کرو) جس دن انہیں ندا کرے گا تو پکارے گا تم نے ان رسولوں کو کیا جواب دیا (جنہیں تمہاری طرف مبعوث کیا گیا تھا) تو اس دن ان پر خبریں (یعنی ایسی خبریں جو انہیں نجات دلا سکیں جواب سوال دیکر) اندھی ہو جائیں گی (یعنی وہ اپنے پاس کوئی ایسی خبر نہ پائیں گے جس میں ان کے لیے نجات ہو......۲......) تو وہ کچھ نہ کریں گے (اس خبر سے متعلق بلکہ وہ چپ سادھ لیں گے) تو وہ جس نے (شرک سے) توبہ کی اور ایمان لایا (اللہ ﷻ کی وحدانیت کی تصدیق کی) اور اچھا کام کیا (یعنی فرائض کو ادا کیا......۳......) قریب ہے کہ وہ راہ یاب ہو (وعدہ الٰہی کے مطابق نجات پانے والوں میں سے ہو) اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے (جو چاہے) ان کا (یعنی مشرکین کا) کچھ اختیار نہیں (انہیں کسی چیز کا اختیار نہیں) پاکی اور برتری ہے اللہ کو ان کے شرک سے (عما یشرکون بمعنی اشراکھم ہے) اور تمہارا رب جانتا ہے (کفر وغیرہ کو جو) ان کے سینوں میں چھپا ہے (تکن بمعنی تسر ہے) اور جو وہ (اپنی زبانوں سے) ظاہر کرتے ہیں وہی ہے اللہ کہ کوئی خدا نہیں اس کے سوا اسی کی تعریف ہے اُولی (یعنی دنیا) میں اور آخرت میں (یعنی جنت میں) اور اسی کا حکم ہے (اسی کی قضاء ہر چیز میں نافذ ہے......۴......) اور (قبروں سے اٹھائے جانے کے بعد......۵......) اسی کی طرف پھر جاؤ گے تم فرماؤ (اہل مکہ سے) بھلا دیکھو تو (مجھے خبر تو دو کہ) اگر اللہ ہمیشہ تم پر قیامت تک رات رکھے (سرمدا بمعنی دائما ہے) تو اللہ کے سوا (تمہارے گمان میں) کون خدا ہے جو تمہیں روشنی (یعنی دن) لا دے (کہ تم اس میں طلب معاش کر سکو، ضیاء بمعنی نھارا ہے) تو کیا تم سنتے نہیں (ایسا سننا جو سمجھداری کے ساتھ ہو کہ تم سمجھداری سے سننے کے نتیجے میں شرک سے رجوع کر لو) تم فرماؤ (ان لوگوں سے) بھلا دیکھو تو اگر اللہ قیامت تک ہمیشہ دن رکھے

تو (تمہارے گمان میں) اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں رات لا دے جس میں آرام کرو (یعنی تھکن سے راحت حاصل کرو) تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں (کہ اللہ کا شریک ٹھرا کر تم کس خطاء پر قائم ہو کہ تم اپنی خطاء کو دیکھ کر اس سے رجوع کر لو) اور اس نے (یعنی اللہ عزوجل نے) اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے کہ اس میں (یعنی رات میں) آرام کرو اور اس میں (یعنی دن میں کسب کر کے) اس کا فضل ڈھونڈو اور اس لیے کہ تم شکر کرو (رات و دن میں اس کی نعمتوں کا......) اور (یاد کرو) جس دن انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جنہیں تم میرا شریک گمان کرتے تھے (اس کلام کو دوبارہ اس لیے ذکر فرمایا تا کہ اس پر اگلے کلام کی بناء کی جائے) اور ہر گروہ میں سے ہم ایک گواہ نکال کر (نزعنا بمعنی اخرجنا ہے اور شہید سے مراد اس امت کے نبی ہیں جو ان کی ان باتوں پر ان کے خلاف گواہی دیں گے جو انہوں نے کہی تھیں) ہم (ان لوگوں سے) فرمائیں گے اپنی دلیل لاؤ (اللہ عزوجل کے شریک ہونے پر جس پر تم قائم ہو) تو جان لیں گے کہ (خدا ہونے میں) حق اللہ کا ہے (اس میں اس کے ساتھ کوئی بھی دوسرا شریک نہیں ہے) اور ان سے کھو جائیں گی (غائب ہو جائیں گی) جو بناوٹیں (دنیا میں) کرتے تھے (کہ اللہ عزوجل کے ساتھ دیگر بھی شریک ہیں اور اللہ عزوجل ان کے من گھڑت کلام سے بلند و بالا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿افمن وعدنه وعدا حسنا فهو لاقيه كمن متعنه متاع الحيوة الدنيا ثم هو يوم اليقمة من المحضرين۝﴾.

همزه: حرف استفہام، ف: عاطفہ، للترتیب، من: موصولہ، وعدنه: فعل بافاعل ومفعول، وعدا حسنا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، هو: مبتدا، لاقيه: خبر اول، کاف: بمعنی مثل مضاف، من: موصولہ، متعنه متاع الحيوة الدنيا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، هو: مبتدا، يوم اليقمة: ظرف مقدم، المحضرين: اسم فعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر مجرور، من: جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ويوم يناديهم فيقول اين شركائي الذين كنتم تزعمون۝﴾.

و: مستانفہ، يوم: مضاف، ينا ديهم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، يقول: قول، اين: اسم استفہام فی محل نصب ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، شركاء ى: موصوف، الذين: موصول، كنتم تزعمون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قال الذين حق عليهم القول ربنا هولاء الذين اغوينا اغوينهم كما غوينا﴾

قال: فعل، الذين: موصولہ، حق عليهم القول: جملہ فعلیہ صلہ ملکر فاعل، ملکر قول، ربنا: نداء، هولاء: موصوف، الذين اغوينا: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مبتدا، اغوينهم: فعل بافاعل ومفعول، کاف: جار، ما: مصدریہ، غوينا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر "غيا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿تبرانا اليك ما كانوا ايانا يعبدون۝﴾.

تبرانا: فعل بافاعل، اليك: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ، ما: نافیہ، كانوا: فعل ناقص بااسم، ايانا: مفعول مقدم، يعبدون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقيل ادعوا شركاء كم فدعوهم فلم يستجيبوا لهم﴾.

و: عاطفہ، قيل: مجہول "هذا" نائب الفاعل مستتر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول، ادعوا: فعل امر بافاعل، شركاء كم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ

مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ف:عاطفہ،دعوھم:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،لم یستجیبوا:فعل نفی بافاعل،لھم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وراوا العذاب لوانھم کانوا یھتدونo﴾.

و:عاطفہ،راواالعذاب:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،لو:شرطیہ،انھم:حرف مشبہ واسم،کانوا یھتدون:جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر"ثبت"فعل محذوف کیلئے فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف"لما راو العذاب"کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویوم ینادیھم فیقول ماذااجبتم المرسلینo﴾.

و:عاطفہ،یوم:مضاف،ینادیھم:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف:عاطفہ،یقول:قول،ماذا:اسم استفہام بمعنی"ای اجابۃ"مفعول مطلق مقدم،اجبتم:فعل بافاعل،المرسلین:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف"اذکر"کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فعمیت علیھم الانباء یومئذ فھم لا یتساء لونo﴾.

ف:عاطفہ،عمیت:فعل،علیھم:ظرف لغو،الانباء:فاعل،یومئذ:ظرف،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،ھم:مبتدا،لایتساء لون:جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاما من تاب وامن وعمل صالحا فعسی ان یکون من المفلحینo﴾.

ف:مستانفہ،اما:حرف تفصیل،من:موصولہ،تاب:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،امن:جملہ فعلیہ معطوف اول،و:عاطفہ،عمل صالحا:جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر مبتدا،ف:جزائیہ،عسی:فعل مقارب باسم،ان یکون من المفلحین:جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وربک یخلق ما یشاء ویختار ماکان لھم الخیرۃ﴾.

و:مستانفہ،ربک:مبتدا،یخلق:فعل بافاعل،مایشاء:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،معطوف علیہ،و:عاطفہ،یختار:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،ما:نافیہ،کان:فعل ناقص،لھم:ظرف مستقر خبر مقدم،الخیرۃ:اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿سبحن اللہ وتعلی عما یشرکونo﴾.

سبحن اللہ:"سبح" فعل محذوف کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،تعلی:فعل بافاعل،عما یشرکون:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وربک یعلم ما تکن صدورھم وما یعلنونo﴾.

و:عاطفہ،ربک:مبتدا،یعلم:فعل بافاعل،ما:موصولہ،تکن صدورھم:فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،ما یعلنون:موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وھو اللہ لا الہ الا ھو لہ الحمد فی الاولی والاخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعونo﴾.

و:عاطفہ،ھو:مبتدا،اللہ:اسم جلالت خبر اول،لا:نفی جنس،الہ:موصوف،الا:بمعنی غیر مضاف،ھو:مضاف الیہ،ملکر صفت،ملکر اسم"موجود"خبر محذوف،ملکر جملہ اسمیہ خبر ثانی،لہ:ظرف مستقر مقدم،الحمد:ذوالحال،فی:جار،الاولی والاخرۃ:مجرور،ملکر ظرف مُستقر حال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،لہ الحکم:جملہ اسمیہ معطوف،ملکر خبر ثالث،ملکر جملہ

اسمیہ،و :عاطفہ،الیہ:ظرف لغومقدم، ترجعون:فعل بانائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ارء یتم ان جعل الله علیکم الیل سرمدا الی یوم القیمة من اله غیر الله یاتیکم بضیاء﴾۔

قل: قول،همزه:حرف استفہام،رئیتم:فعل بافاعل بمعنی اخبرونی،من: استفہامیہ مبتدا،اله: موصوف،غیر الله:صفت اول،یاتیکم بضیاء: جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزامقدم ،ان:شرطیہ،جعل الله:فعل بافاعل،علیکم:ظرف مستقر حال مقدم،الیل: ذوالحال،ملکرمفعول اول،سرمدا:موصوف،الی یوم القیمة:ظرف مستقر صفت،ملکرمفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرشرط،ملکر جملہ شرطیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿افلا تسمعون٥﴾۔

همزه: حرف استفہام،ف: عاطفہ،لا تسمعون:فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ارئیتم ان جعل الله علیکم النهار سرمدا الی یوم القیمة من اله غیر الله یاتیکم بلیل تسکنون فیه افلا تبصرون٥﴾۔

قل: قول،همزه:حرف استفہام،رئیتم:فعل بافاعل بمعنی اخبرونی،من: استفہامیہ مبتدا،اله: موصوف،غیر الله:صفت اول،یاتیکم:فعل بافاعل ومفعول،ب: جار،لیل:موصوف،تسکنون فیه: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزامقدم،ان:شرطیہ،جعل الله علیکم النهار سر مدا الی یوم القیمة:جملہ فعلیہ شرط موخر،ملکر جملہ شرطیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،همزه:حرف استفہام،ف: عاطفہ،لا تبصرون:فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن رحمته جعل لکم الیل والنهار لتسکنوا فیه ولتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرون٥﴾۔

و: عاطفہ،من رحمة:ظرف مستقرخبرمقدم،جعل:فعل بافاعل،لام: جار،کم:ضمیرذوالحال،و: حالیہ،لعلکم تشکرون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکرظرف مستقرمفعول ثانی،الیل والنهار: مفعول اول،لام: جار،تسکنوا فیه: جملہ فعلیہ بتقدیران مجرور،ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،لتبتغوا من فضله: جارمجرورمعطوف،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیران بتاویل مصدر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویوم ینادیهم فیقول این شرکاء ی الذین کنتم تزعمون٥﴾۔

اس آیت مبارکہ کی ترکیب ماقبل آیت نمبر۶۲، میں گزری۔

﴿ونزعنا من کل امة شهیدا فقلنا هاتوا برهانکم﴾۔

و: عاطفہ،نزعنا:فعل بافاعل،من کل امة: ظرف لغو،شهیدا:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،ف:عاطفہ،قلنا:قول،هاتوا:فعل امر بافاعل،برهانکم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فعلموا ان الحق لله وضل عنهم ما کانوا یفترون٥﴾۔

ف: عاطفہ،علموا:فعل بافاعل،ان الحق:حرف مشبہ واسم ،لله:ظرف مستقرخبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،و:عاطفہ،ضل عنهم: فعل وظرف لغو،ما کانو یفترون:موصول صلہ،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......وربک یخلق ما یشاء ویختار......☆ یہ آیت مشرکین کے جواب میں نازل ہوئی،جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کونبوت کے لئے کیوں برگزیدہ کیا،یہ قرآن مکہ وطائف کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ اتارا،اس کلام کا قائل ولید بن

مغیرہ تھا اور بڑے آدمی سے وہ اپنے آپ کو اور عروہ بن مسعود ثقفی کو مراد لیتا تھا، اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ رسولوں کا بھیجنا ان لوگوں کے اختیار سے نہیں ہے، اللہ کی مرضی ہے اپنی حکمت وہی جانتا ہے، انہیں اس کی مرضی میں دخل کی کیا مجال۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کافر سرداروں کی بیزاری:

۱......جن سرداروں کے کہنے پر اپنی آخرت برباد کرلی وہ کافر سردار قیامت میں منہ موڑ لیں گے، اور کہیں گے کہ انہوں نے ہمیں خود ہی رسول کو چھوڑ کر قبول کیا جب کہ اس بارے اِن پر کوئی کتاب نہ اُتری تھی جس میں نصیحت اور اوامر ونواہی کے اعتبار سے کچھ فائدہ پہنچانے کی باتیں ہوں، پس ہم ان کی جانوں کا اختیار نہ رکھتے تھے بلکہ انہوں نے جس طرح اپنی جانوں کا اختیار رکھا اسی طرح ہمیں بھی منتخب کرلیا اور نتیجے کے طور پر اپنی خواہشات کی وجہ سے ہماری پیروی کی۔

کافر سرداروں پر خبریں اندھی ہوجانا:

۲......یعنی کافر سرداروں کے لئے ھدایت کی کوئی ایسی بات نہ ہوگی جو انہیں خوش کرسکے، یا متذکرہ کلام میں کچھ مجازی نسبت ہے یعنی وہ درست خبر سے بے بہرہ رہے اور اپنے معاملات میں گمراہ ومتحیر رہے، اور انہیں ہدایت کی کوئی راہ ہی نہ سوجھائی دی۔ نہ تو سید عالم ﷺ کی وعظ ونصیحت انہیں کارگر ہوئی اور نہ ہی قرآن کا نزول ان کے لئے فائدہ مند ثابت ہوا، پس کور باطن اور آنکھوں پر پردے ایسے رہے کہ سابقہ اقوام کی خبروں نے بھی انہیں عبرت کا درس نہ دیا۔

فرائض کی تعریف واھمیت:

۳......''تحریر'' میں ہے: فرض وہ ہے جس کا لزوم قطعی ہو، کافی میں فرض کی تعریف یوں ہے کہ وہ جس کے فوت ہونے سے جواز فوت ہوجائے، یہ تعریف ہر فرض کو شامل ہے، جب کہ پہلی تعریف سے سر کے مسح کی مقدار خارج ہوجاتی ہے، کیونکہ وہ فرض ہے حالانکہ دلیل ظنی سے ثابت ہے، لیکن کافی میں فرض کی تعریف اس کے حکم سے کی گئی ہے اور اس کی وجہ سے دور لازم آتا ہے (حکم کا جاننا فرض پر اور فرض کا جاننا حکم پر موقوف ہوگیا)۔

فقہ اور اصولِ فقہ میں ائمہ کے کلام سے ظاہر ہوتا کہ فرض دو قسم پر ہے: (۱)......قطعی، (۲)......ظنی۔ عمل میں ظنی بھی قطعی کے حکم میں ہے کہ اس کے فوت ہونے سے جواز فوت ہوجاتا ہے، پس سر کے مسح کی معین مقدار، فرض ظنی ہے، مطلق فرض کا ذکر کیا جائے تو اس سے فرض قطعی مراد ہوتا ہے کہ وہ فرد کامل ہے، دلیل ظنی قوی جو فرضیت کو ثابت کرتی ہے اور دلیل ظنی جو وجوب کو ثابت کرتی ہے ان کے درمیان فرق کرنے والی چیز، مقام کی خصوصیت ہے، اسے یہ لازم نہیں کہ فرض کے منکر کو کافر قرار دیا جائے، یہ اس فرض قطعی کا حکم ہے جو دین میں بداہتہ معلوم ہو۔ ''نھایہ'' میں ہے کہ جائز ہے کہ مسح کی مقدار کا فرض ہونا، واجب کے معنی میں ہو، کیونکہ دونوں لازم ہونے میں شریک ہیں، اور اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ بات ائمہ کے اس متفقہ مسئلہ کے خلاف ہے کہ وضو میں کوئی واجب نہیں ہے، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جس کی نفی پر اتفاق ہے، وہ ایسا واجب ہے جس کے فوت ہونے سے جواز فوت نہیں ہوتا، بلکہ اس کے ترک کرنے سے نقصان پیدا ہوتا ہے، اور اس جگہ اس واجب میں کلام ہے جس کے فوت ہونے سے جواز ہی فوت ہوجاتا ہے لہذا مخالفت نہیں۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، رسالہ: الجود الحلو فی ارکان الوضوء، ج۱، ص ۱۸۵ وغیرہ)

قضاء وقدر کا بیان:

۴......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿الحمد للہ رب العالمین اور سب تعریفیں اللہ کے لئے جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا (الفاتحۃ:۱)﴾ ﴿لہ الحکم والیہ ترجعون حکم اُسی کا ہے اور اُسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے (القصص:۸۸)﴾۔ اللہ نے بندے بنائے اور انہیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہا آلات وجوارح عطا فرمائے اور انہیں کلام میں لانے کا طریقہ الہام کیا، اور اُن کے ارادے کا تابع وفرمانبردار کر دیا کہ اپنے منافع حاصل کریں اور مضرتوں سے بچیں، پھر اعلیٰ درجہ کے شریف جوہر یعنی عقل سے ممتاز فرمادیا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ عقل کو اُن امور کے اِدراک کی طاقت بخشی، خیر وشر، نفع ونقصان یہ حواس ظاہری نہ پہچان سکتے تھے، پھر اسے بھی فقط اپنی سمجھ پر بیکس و بے یار نہ چھوڑا، ہنوز لاکھوں باتیں ہیں جن کو عقل خود ادراک نہ کرسکتی تھی، اور جن کا ادراک ممکن تھا ان میں لغزش کرنے، ٹھوکر کھانے سے پناہ کے لئے کوئی زبردست دامن ہاتھ میں نہ رکھتی تھی لہذا انبیاء بھیج کر، کتابیں اتار کر، ذرا ذرا بات کا حسن وقبح خوب جتا کر اپنی نعمت تمام وکمال فرمادی، کسی عذر کی جگہ نہ چھوڑی ﴿لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل کہ رسولوں کے بعد لوگوں کو اللہ کے یہاں کوئی عذر نہ رہے (النساء: ۱۶۵)﴾۔

☆......ایک دن امیر المومنین خطبہ فرما رہے تھے، ایک شخص نے واقعہ جمل میں امیر المومنین کے ساتھ کھڑے ہوکر عرض کی: یا امیر المومنین! ہمیں مسئلہ تقدیر سے خبر کیجئے، فرمایا: گہرا دریا ہے اس میں قدم نہ رکھ، عرض کی: یا امیر المومنین! ہمیں خبر کیجئے، فرمایا: اللہ کا راز ہے زبردستی اس کا بوجھ نہ اُٹھا، عرض کی یا امیر المومنین! ہمیں خبر کیجئے، فرمایا: اگر نہیں مانتا تو ایک امر ہے دو امروں کے درمیان، نہ آدمی مجبور محض ہے نہ اختیار اُسے بھرپور ہے، عرض کی: یا امیر المومنین! فلاں شخص کہتا ہے کہ آدمی اپنی قدرت سے کام کرتا ہے اور وہ حضور میں حاضر ہے، مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میرے سامنے لاؤ، لوگوں نے اُسے کھڑا کیا، جب امیر المومنین نے اُسے دیکھا تیغ مبارک چار انگل کے قدر نیام سے نکال لی اور فرمایا: کام کی قدرت کا تو خدا کے ساتھ مالک ہے، خدا سے جُدا مالک ہے؟ اور سنتا ہے خبردار ان دونوں میں سے کوئی بات نہ کہنا کہ کافر ہو جائے گا اور میں تیری گردن ماردوں گا، اس نے کہا: یا امیر المومنین! پھر میں کیا کروں؟ فرمایا: یوں کہہ کہ اس خدا کے دیئے سے اختیار رکھتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو مجھے اختیار دے، بے اس کی مشیت کے مجھے کچھ اختیار نہیں۔

غرض فعل انسان کے ارادے سے ہوتا ہی نہیں بلکہ انسان کے ارادہ پر اللہ کے ارادہ سے ہوتا ہے، یہ نیکی کا ارادہ کرے اور اپنے جوارح کو پھیرے، اللہ اپنی رحمت سے نیکی پیدا کردیگا اور یہ بُرے کا ارادہ کرے اور جوارح کو اس کی طرف پھیرے اللہ اپنی بے نیازی سے بدی کو موجود کردے گا۔

دو پیالوں میں شہد اور زہر ہیں، اور دونوں خود بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے ہیں، شہد میں شفاء اور زہر میں ہلاک کرنے کا اثر بھی اُسی نے رکھا ہے۔ روشن دماغ حکیموں کو بھیج کر بتا بھی دیا کہ دیکھو یہ شہد ہے اس کے یہ منافع ہیں، اور خبردار! یہ زہر ہے اس کے پینے سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ ان ناصح اور خیر خواہ حکمائے کرام کی یہ مبارک آوازیں تمام جہاں میں گونجیں اور ایک ایک شخص کے کان میں پہنچیں، اس پر کچھ نے شہد پیالی اٹھا کر پی اور کچھ نے زہر کی، ان اٹھانے والوں کے ہاتھ بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے تھے، اور ان میں پیالی اٹھانے، مونھ تک لیجانے کی قوت بھی اُسی کی رکھی ہوئی تھی، مونھ اور حلق میں کسی چیز کو جذب کر کے اندر لینے کی قوت، اور خود مونھ اور حلق اور معدہ وغیرہ سب اس کے مخلوق تھے، اب شہد پینے والوں کے جوف میں شہد پہنچا، کیا وہ آپ اُس کا نفع پیدا کرلیں گے؟ یا شہد بذات خود خالق نفع ہو جائے گا؟ حاشا ہرگز نہیں، بلکہ اس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اسی کے دستِ قدرت میں ہے اور ہوگا تو اسی کے ارادے سے ہوگا، وہ نہ چاہے تو مَنوں شہد پی جائے کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا، بلکہ وہ چاہے تو شہد زہر کا اثر دے، یونہی زہر والوں کے پیٹ

میں زہر جا کر، کیا وہ آپ ضرر کی تخلیق کر لیں گے یا زہر خود بخود خالق ضرر ہو جائیگا۔ حاشا ہرگز نہیں، بلکہ اس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور ہوگا تو اسی کے ارادہ سے ہوگا، بلکہ وہ چاہے تو زہر شہد ہو کر لگے، بایں ہمہ شہد پینے والے ضرور قابل تحسین وآفرین ہیں، ہر عاقل یہی کہے گا کہ انہوں نے اچھا کیا، ایسا ہی کرنا چاہیے تھا، اور زہر پینے والے ضرور لائق سزا ونفریں ہیں، ہر ذی ہوش یہی کہے گا کہ یہ بدبخت خودکشی کے مجرم ہیں۔

اہلسنت کا یہی عقیدہ ہے کہ انسان پتھر کی طرح مجبور محض نہیں نہ خود مختار، بلکہ ان دونوں کے بیچ میں ایک حالت ہے۔ جس کی کُنہ رازِ خدا اور ایک نہایت عمیق دریا ہے (الفتاوی الرضویۃ مخرجہ، رسالہ: ثلج الصدر لایمان القدر، ج۲۹، ص ۲۸۸ وغیرہ ملتقطا)

عذاب قبر حق ہے!

۵:..... آسمانوں کے دروازے کافروں کے لئے نہ کھولے جائیں گے اس سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مفصل کلام یہ ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت ہے جسے ہم کچھ اختصار کرتے ہوئے پیش کر رہے ہیں راوی فرماتے ہیں کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں گئے۔ ہم نے اسے قبر میں دفن کر دیا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر کے پاس بیٹھ گئے اور ہم بھی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھ گئے، ہمارے سروں پر پرندے جمع ہو گئے تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ میں عود کی لکڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کرید رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کو اٹھایا اور دو یا تین مرتبہ یہ فرمایا: ''عذاب قبر سے پناہ مانگو''، پھر فرمایا ''مؤمن بندہ جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو آخرت میں اس کا استقبال کیا جاتا ہے، آسمانی فرشتے ان پر سورج کی طرح چمکدار شکلوں میں نازل ہوتے ہیں، انکے پاس جنتی کفن ہوتے ہیں، اور جنتی خوشبو یہاں تک کہ وہ مؤمنین کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، پھر اس مؤمن مردے کے پاس ملک الموت آتا ہے جو اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے پاکیزہ روح اپنے رب کی رضا اور مغفرت کی جانب بڑھ! وہ پانی کے قطرے کے بہاؤ کی سی تیزی سے نکلتی ہے پھر اس کے کفن اور خوشبو کو جنتی کفن اور خوشبو میں بدل دیا جاتا ہے، وہ پاکیزہ روح فرشتوں کے ہمراہ فرشتوں کے سرداروں کے پاس سے گزرتی ہے اور سردار کہتے ہیں کہ یہ پاکیزہ روح کس کی ہے؟ تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ فلاں بن فلاں کی، اور ہر آسمان پر اس کی اچھی داد وتحسین ہوتی ہے۔ جب ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو علیین میں لکھ دو، اور اسے زمین کی جانب لوٹا دو کیونکہ میں نے ہی اسے زمین سے پیدا کیا اور میں ہی اسے اس میں پھر لے جاؤں گا، اور اسی سے دوبارہ نکالوں گا چنانچہ پھر اس کی روح اس کے جسم کی طرف لوٹا دی جاتی ہے۔

قبر میں دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں من ربک؟ یعنی تیرا رب کون ہے؟ تو مردہ جواب دیگا کہ ربی اللہ یعنی میرا رب اللہ ہے، پھر فرشتے کہیں گے مادینک؟ یعنی تیرا دین کیا ہے؟ تو نیک مردہ جواب دے گا کہ دینی الاسلام پھر مردے سے تیسرا سوال ہوگا کہ ما ھذا الرجل الذی بعث فیکم؟ یعنی تیرے پاس یہ پیاری صورت والا کون بھیجا گیا؟ تو مردہ جواب دے گا کہ ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتے اس مرد مؤمن سے پوچھیں گے ماعملک؟ کہ دنیا میں تیرا عمل کیا تھا؟ مردہ جواب دیگا کہ قرآن پڑھنا، اس پر ایمان لانا، اور اس کی تصدیق کرنا، پھر منادی آسمان سے یہ ندا کرے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے اس کے لئے جنتی فرش بچھادو، اس کے کفن کو جنتی کفن سے بدل دو، اور اسکے لئے جنتی کھڑکی کھول دو، پھر اس مردے کی روح اس کے پاس پاکیزہ صورت میں آئے گی اور اس کی قبر حد نگاہ تک وسیع کر دی جائے گی اور اس کے پاس ایک بندہ حسن شکل وصورت میں اور پاکیزہ کپڑوں میں آئے گا اور اس مردے سے کہے گا کہ تجھے مبارک ہو جس دن کے بارے میں تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا وہ یہی ہے۔ مردہ اس سے کہے گا کہ اے حسین چہرے والے! تو کون ہے؟ تو وہ شخص کہے گا کہ میں تیرا نیک عمل ہوں

پھر وہ مردہ کہے گا کہ اے رب ﷻ قیامت قائم فرما! قیامت قائم فرما! قیامت قائم فرما! تا کہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹ جاؤں۔ اور کافر بندہ کہ جب وہ دنیا سے منقطع ہوکر آخرت کی جانب بڑھے گا تو اس کے پاس بُری شکل میں فرشتے آئیں گے، اور فرشتے اس کے سامنے بیٹھ جائیں گے، اور ملک الموت اس کے سر کی جانب بیٹھ جائیں گے، اور کہیں گے کہ اے خبیث روح! اللہ ﷻ کے غضب اور اس کی ناراضگی کے ساتھ جسم سے نکل! اور اس کے ساتھ وہ تمام معاملات جو مؤمن کے ساتھ اچھے انعام واکرام کے ساتھ ہوئے تھے وہ اس کے ساتھ بُرے طریقے سے پیش آئیں گے یہاں تک کہ آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور اللہ ﷻ ایسے بندے کے متعلق فرمائے گا کہ اے میرے فرشتوں اس کو زمین کے سب سے نچلے طبقے میں رہنے والے بحیین میں لکھ دو پھر اس کی روح (سختی سے) نکال لی جاتی ہے، پھر نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے یہ آیت ﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ جو اللہ کا شریک کرے گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اسے اچک لے جاتے ہیں یا ہوا اسے کسی دور جگہ پھینکتی ہے (الحج: ٣١)﴾ تلاوت فرمائی۔

پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، اور اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور اس کے پاس بیٹھ کر سولات کریں گے کہ **من ربک ؟ما دینک ؟ما ھذا الرجل الذی بعث فیکم** ؟ اور کافر مردہ ہر سوال کے جواب میں یہ کہے گا کہ **ھاہ ھاہ** (یعنی میں نہیں جانتا) پھر اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دیا جائے گا اور اس کے واسطے آگ کے دروازے کھول دیئے جائیں گے، اس کی گرمی اس شخص کی جانب بڑھے گی، اس کی قبر اس کے لئے تنگ کر دی جائے گی، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی، اس کے پاس ایک بدصورت آدمی، گندے بدبو دار کپڑوں میں آئے گا اور اس مردے سے کہے گا کہ تجھے بشارت ہو آج کے دن کے بُرے عذاب کی جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا مردہ اس بدشکل آدمی سے کہے گا کہ تو بدصورت شخص کون ہے جو بُری خبر لے کر آیا ہے؟ بدصورت شکل والا شخص کہے گا کہ میں تیرا بُرا عمل ہوں، مردہ کہے گا کہ اے رب قیامت قائم نہ کرنا"۔

☆......ابن جریر نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "**لاتفتح لھم ابواب السماء** کا معنی یہ ہے کہ نہ تو کافروں کا کلام آسمان کی جانب بلند ہو سکے اور نہ ہی عمل"۔ ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: **لاتفتح لھم ابواب السماء** کا معنی یہ ہے کہ نہ تو ان کے عمل آسمان کی جانب بلند ہوں اور نہ ہی ان کی دعا"۔ ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "**لاتفتح لھم ابواب السماء** کا معنی یہ ہے کہ آسمان کے دروازے نہ تو ان کی روحوں کے لئے کھولے جائیں گے اور نہ ہی ان کے اعمال کے لئے"۔

(الدر المنثور، ج٣، ص ١٥٥)

رات ودن میں اللہ ﷻ کا فضل تلاش کرنا:

٦......اللہ ﷻ اپنے بندوں پر کرم فرماتا ہے جہاں اس نے دن کو کام کاج اور کسب معاش کے لئے بنایا وہاں اس نے رات کو سکون واطمینان کے لئے بنایا، اور یہ اس طرح کہ انسان رات کو آرام کر کے دن بھر کی تھکن اتارے اور اگر قرآن پر عمل کرنے کی نیت سے سوئے تو ثواب بھی پائے۔ لیکن اللہ ﷻ کے نیک بندے جن کی زندگی کا مقصد صرف رضائے الٰہی ﷻ ہوتا ہے وہ نہ دن میں یاد الٰہی ﷻ سے اپنے اوقات کو خالی جانے دیتے ہیں اور نہ ہی رات میں، چنانچہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام جو کہ بندوں میں سب سے اعلیٰ درجے کے مالک ہوتے ہیں وہ راتوں میں جاگ جاگ کر اپنے رب کی رضا کو حاصل کرتے رہتے ہیں، اس کی واضح دلیل خود باری ﷻ کا فرمان ﴿**یایھا المزمل قم الیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا** (المزمل: ١ تا ٣)﴾۔ (عطائین، ج٢، ص ١٥٢)

اللہ نے رزق کو "الفضل" سے اور کسب کو "الابتغاء" سے تعبیر فرمایا، اس فرمان میں اس بات پر تعریض ہے کہ اللہ ﷻ

کی صفت ربوبیہ کا اکمال (رزق کے ذریعے بندے تک) یکے بعد دیگرے ہوتا ہے، شیخ الاسلام نے کہا: "بندے کے لیے رزق کا حصول صرف اس کی تاثیر طلب سے نہیں بلکہ اللہ کی عطا سے ہوتا ہے اور یہ اللہ ﷻ پر واجب بھی نہیں بلکہ اللہ ﷻ کی صفت ربوبیہ کی وجہ سے اس کا فضل ہے"۔ اور تاثیر طلب سے مراد جملہ اسباب عادیہ ہیں۔ (روح المعاني بالجزء الخامس عشر، ص ٤٠)

اغراض:

ای لایتساوی بینهما: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿افمن﴾ میں ہمزہ استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔

وهم رؤساء الضلال: نیکی وبدی کے بارے میں ہر قسم کا حکم ماننے والے لوگ مراد ہیں۔

من الكفر وغيره: جیسا کہ ایمان، پس کافر کو جہنم میں داخل کرنے کی جزا دی جائے گی۔

دائما: یہ کہ سورج زمین کے نیچے ٹھہرتا ہے۔ سماع تفهم: بمعنی تدبر ہے کیونکہ بغیر تدبر وتفہم کے فقط دیکھنا فائدہ نہیں دیتا۔

ذکر ثانیا لیبنی علیه: اللہ ﷻ کے فرمان ﴿ونزعنا﴾ کے تحت مفسر نے شرک کو امر عظیم قرار دیا ہے، کیونکہ اللہ کو غضب میں لانے والی اس سے زیادہ بڑی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی، جیسا کہ توحید کا معاملہ ہے، کہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے توحید کے عقیدے کی بات سب سے اعلیٰ درجے کی ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص٢٩٧ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿ان قارون كان من قوم موسى ﴾اِبْنُ عَمِّهٖ وَابْنُ خَالَتِهٖ وامَنَ بِهٖ ﴿ فبغى عليهم ص ﴾بِالكِبْرِ والعُلُوِّ وكَثْرَةِ المَالِ﴿ واتينه من الكنوز ما ان مفاتحه لتنوا ﴾تُثْقِلُ﴿ بالعصبة ﴾الجَماعَةِ﴿ اولى ﴾اَصْحَابِ﴿ القوة ﴾اَى تُثْقِلُهم فَالبَاءُ لِلتَّعْدِيَةِ وَعِدَّتُهُمْ قِيلَ سَبْعُونَ وَقِيلَ اَرْبَعُونَ وَقِيلَ عَشَرَةٌ وَقِيلَ غَيرَ ذٰلِكَ اُذْكُر﴿ اذ قال له قومه ﴾المُؤمِنُونَ مِن بَنِى اِسرائيلَ﴿ لا تفرح ﴾بِكَثْرَةِ المَالِ فَرِحَ بَطَرٍ﴿ان الله لايحب الفرحين ﴿٧٦﴾ ﴾بِذٰلِكَ﴿ وابتغ ﴾اُطْلُبْ﴿ فيما اتىك الله ﴾مِنَ المَالِ﴿ الدار الاخرة ﴾بِاَنْ تُنْفِقَهُ فِى طَاعَةِ اللهِ﴿ ولا تنس ﴾تَتْرُكْ﴿ نصيبك من الدنيا ﴾اَى اَنْ تَعمَلَ فِيهَا لِلاٰخِرَةِ﴿ واحسن ﴾لِلنَّاسِ بِالصَّدَقَةِ﴿ كما احسن الله اليك ولا تبغ ﴾تَطْلُبْ﴿ الفساد فى الارض ﴾بِعَمَلِ المَعاصِى﴿ ان الله لا يحب المفسدين ﴿٧٧﴾ ﴾بِمَعْنٰى اَنَّهُ يُعاقِبُهُمْ﴿ قال انما اوتيته ﴾اَيِ المَالَ﴿ على علم عندى ط ﴾اَى فِى مُقَابَلَتِهٖ وَكَانَ اَعلَمُ بَنِى اِسْرائِيْلَ بِالتَّورٰةِ بَعدَ موسٰى وَهَارُونَ قَالَ تعالٰى﴿ اولم يعلم ان الله قد اهلك من قبله من القرون ﴾الاُمَمِ﴿ من هو اشد منه قوة واكثر جمعا ﴾لِلمَالِ اَى وَهُوَ عَالِمٌ بِذٰلِكَ وَيُهلِكُهُمُ اللهُ تعالٰى ﴿ ولا يسئل عن ذنوبهم المجرمون ﴿٧٨﴾ ﴾لِعِلْمِهٖ تعالى بها فَيَدخُلُونَ النَّارَ بِلاحِسابٍ ﴿فخرج ﴾قَارُونُ ﴿ على قومه فى زينته ﴾بِاَتْبَاعِهِ الكَثِيرِيْنَ رُكبَانًا مُتَحَلِّيْنَ بِمَلابِسِ الذَّهَبِ والحَرِيرِ على خُيُولٍ و بِغَالٍ مُتَحَلِّيَةٍ ﴿ قال الذين يريدون الحيوة الدنيا ﴾يَا لِلتَّنبِيهِ﴿ يليت لنا مثل ما اوتى قارون ﴾مَا فِى الدنيا﴿ انه لذو حظ ﴾نَصِيبٍ﴿ عظيم ﴿٧٩﴾ ﴾وافٍ فِيهَا ﴿ وقال ﴾لَهُمْ ﴿الذين اوتوا العلم ﴾بِما وَعَدَ اللهُ فِي الاٰخِرَةِ﴿ ويلكم ﴾كَلِمَةُ زَجْرٍ﴿ ثواب الله ﴾فِى الاٰخِرَةِ بِالجَنَّةِ﴿ خير لمن امن وعمل صالحا ﴾مِمَّا اُوتِىَ قَارُونَ فِى الدُّنْيَا﴿ ولا يلقها ﴾اَىِ الجَنَّةَ المَثَابَ بِهَا ﴿الا الصبرون

(۸۰)﴿علی الطَّاعَةِ وَعَنِ المَعْصِيَةِ﴾ فخسفنا به ﴿بِقَارُونَ﴾ وبداره الارض قف فما كان له من فئة ينصرونه من دون الله ﴿مِن غَيرِهٖ بِاَنْ يَمْنَعُوا عَنهُ الهَلاكَ﴾ وما كان من المنتصرين (۸۱)﴿مِنهُ﴾واصبح الذين تمنوا مكانه بالامس ﴿اَى مِن قَرِيبٍ﴾ يقولون ويكان الله يبسط ﴿يُوَسِّعُ﴾الرزق لمن يشاء من عباده ويقدر ﴿يُضِيقُ على مَنْ يَشَاءُ وَ"وى"اسمُ فعلٍ بِمَعْنٰى اَعْجَبُ اى اَنا وَالكَافُ بِمَعنٰى اللَّامِ﴾ لولا ان من الله علينا لخسف بنا ﴿بِالبِناءِ لِلفَاعِلِ والمَفعُولِ﴾ ويكانه لا يفلح الكفرون (۸۲)﴿لِنِعْمَةِ اللهِ كَفَّارُونَ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک قارون......۱......موسیٰ کی قوم سے تھا(وہ آپ کا چچازادیا خالہ زاد بھائی تھا،آپ علیہ السلام پر ایمان رکھتا تھا) پھراس نے ان پر زیادتی کی (تکبر،بلندی اور کثرت مال کے سبب......۲......)اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زورآور جماعت پر بھاری تھیں(لتنوأ بمعنی تثقل ہے،فبغی میں فاء متعدی ہے،اس جماعت کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں،کہا گیاان کی تعداد ستر،چالیس یادس تھی،اس بارے میں دیگراقوال بھی ہیں،یادکرو)جب اس سے اس کی (مسلمان) قوم نے کہا(جو نبی اسرائیل تھی)اترا نہیں(کثرت مال کے سبب یعنی فخر کرتے ہوئے خوش نہ ہو......۳......) بیشک اللہ(اس سبب سے) خوش ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور جو(مال واسباب) تجھے اللہ نے دیا ہے اس آخرت کا گھر(اس مال کو اس کی فرمانبرداری میں خرچ کر کے......۴......)طلب کر(ابتغ بمعنی اطلب ہے)اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول(یعنی ترک نہ کر،یعنی دنیا میں رہ کرآخرت کے لیے عمل کر)اوراحسان کر(لوگوں پر صدقہ کر کے......۵......) جیسا اللہ نے تجھ پراحسان کیا اور زمین میں(گناہ کر کے)فساد طلب نہ کر(لاتبغ بمعنی لاتطلب ہے)بیشک اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا(اس کا معنی یہ ہے کہ وہ انہیں سزادیتا ہے)بولا یہ(یعنی مال) تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو میرے پاس ہے(یعنی یہ مال مجھے میرے علم کے مقابلے میں ملا ہے......۶......وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ھارون علیہ السلام کے بعد تورات شریف کا سب سے بڑا عالم تھا،اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے)اور کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ اللہ نے اس سے پہلے کتنی قومیں ہلاک فرمادیں(القرون بمعنی الامم ہے) جو قومیں اس سے سخت تھیں اور جمع(یعنی مال) اس سے زیادہ(یعنی قارون اس بات کو جانتا ہے اور اللہ عزوجل ایسی قوموں کو ہلاک فرمادیتا ہے)اور مجرموں سے ان کے گناہوں کی پوچھ نہیں (کہ اللہ عزوجل کو ان کے گناہوں کا علم ہے تو وہ بلا حساب و کتاب کے جہنم میں داخل کردیئے جائیں گے......۷......) تو وہ(یعنی قارون)اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں(پیروکاروں کے جلو میں،سونے کے زیوروں سے آراستہ ریشمی لباس زیب تن کئے آراستہ اور مزین گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر......۸......)بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کاش ہمیں بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو(دنیا میں)ملا(یلیت میں یاء تنبیہ کے لیے ہے)بیشک اس کا بڑا حصہ ہے(دنیا میں،حظ کے معنی حصہ اور عظیم بمعنی واف ہے)اور(ان لوگوں سے)بولے وہ جنہیں علم دیا گیا(ان نعمتوں کا جوآخرت میں عطافرمانے کا اللہ عزوجل نے وعدہ فرمایا ہے)خرابی ہو تمہاری(ویلکم کلمہ زجر ہے،آخرت میں)اللہ کا ثواب بہتر ہے(اس سے جو قارون کو دنیا میں دیا گیا)اس کے لیے جو ایمان لائے اوراچھے کام کرے(ثواب اللہ سے مراد جنت ہے)اور یہ(یعنی جنت جو بطور ثواب ہے)انہی کو ملتا ہے جو(اللہ عزوجل کی اطاعت بجا لا کراوراس کی نافرمانیوں سے اجتناب کر کے)صبر کرنے والے ہیں تو ہم نے اسے(یعنی قارون کو)اوراس کے گھر کو زمین میں دھنسا

دیا......ؤ......تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی جو اس کی مدد کرتی (اس کی ہلاکت کو روک دیتی، دون اللہ بمعنی غیرہ ہے) اور نہ وہ روک سکا (اس عذاب کو) اور کل (یعنی ماضی قریب میں) جس نے اس مرتبہ کی آرزو کی تھی صبح کہنے لگا عجب بات ہے اللہ رزق وسیع کرتا ہے (یبسط بمعنی یوسع ہے) اپنے بندوں سے جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے (یعنی رزق کو تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہے، "وی" اسم فعل کے معنی اعجب ہے یعنی مجھے تعجب ہے اور ویکان میں موجود کاف کا معنی لام ہے) اور اگر اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا (لخسف فعل کو معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) تو ہمیں بھی دھنسا دیتا اے عجب (اللہ ﷻ کی نعمتوں کا) انکار کرنے والوں کا بھلا نہیں ہوتا (جیسا کہ قارون کا حال ہوا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان قارون کان من قوم موسی فبغی علیہم﴾.

ان قارون: قارون حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص با اسم، من قوم موسی: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، بغی علیہم: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتینہ من الکنوز ما ان مفاتحہ لتنوا بالعصبۃ اولی القوۃ اذ قال لہ قومہ لا تفرح﴾.

و: عاطفہ، اتینہ: فعل با فاعل ومفعول، من الکنوز: ظرف لغو، ما: موصولہ، ان مفاتحہ: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، تنوا: فعل با فاعل، ب: جار، العصبۃ: موصوف، اولی القوۃ: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، اذ: مضاف، قال لہ قومہ: قول، لا تفرح: فعل نہی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اللہ لا یحب الفرحین٥﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لا یحب الفرحین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وابتغ فیما اتک اللہ الدار الاخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا﴾.

و: عاطفہ، ابتغ: فعل امر با انت ضمیر ذوالحال، فیما اتک اللہ: جار مجرور "متقلبا" شبہ فعل محذوف کیلئے ظرف مستقر، ملکر شبہ جملہ ہو کر حال، ملکر فاعل، الدار الاخرۃ: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تنس: فعل نہی با فاعل، نصیبک: ذوالحال، من الدنیا: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واحسن کما احسن اللہ الیک ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین٥﴾.

و: عاطفہ، احسن: فعل امر با فاعل، کاف: جار، ما: موصولہ، احسن اللہ الیک: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "احسانا" مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تبغ: فعل نہی با فاعل، الفساد: مفعول، فی الارض: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لا یحب المفسدین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال انما اوتیتہ علی علم عندی﴾.

قال: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ، اوتیت: فعل مجہول و "ت" ضمیر ذوالحال، علی: جار، علم: موصوف، عندی: ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر نائب الفاعل، ہ: ضمیر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اولم یعلم ان اللہ قد اھلک من قبلہ من القرون من ھو اشد منہ قوۃ واکثر جمعا﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ، لم یعلم: فعل نفی با فاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، قد: تحقیقیہ، اھلک: فعل با فاعل، من

قبلہ: ظرف لغو،من القرون :ظرف مستقر حال مقدم،من :موصولہ ،اشد:اسم تفضیل ،"ہو "ضمیر ممیز ،قوۃ :تمیز ،ملکر فاعل ،منہ :ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،اکثر :اسم تفضیل "ہاہو "ضمیر ممیز ،جمعا :تمیز ،ملکر فاعل ،ملکر شبہ جملہ معطوف ،ملکر صلہ ،ملکر ذوالحال ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ،ملکر اسمیہ ،مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یسئل عن ذنوبھم المجرمون ○ فخرج علی قومہ فی زینتہ﴾.

و: عاطفہ ،لا یسئل :فعل مجہول ،عن ذنوبھم : ظرف لغو ،المجرمون :نائب الفاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ ،خرج :فعل "ھو "ضمیر ذوالحال ،فی زینتہ :ظرف مستقر "متبخترا "شبہ فعل محذوف کیلئے ،ملکر شبہ جملہ ہوکر حال ،ملکر فاعل ،علی قومہ :ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ،قال انما اوتیتہ علی علم "پر معطوف ہے۔

﴿قال الذین یریدون الحیوۃ الدنیا یلیت لنا مثل ما اوتی قارون انہ لذو حظ عظیم○﴾.

قال: فعل ،الذین یریدون الحیوۃ الدنیا :موصول صلہ ،ملکر فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول ،یا :للتنبیہ ،لیت :حرف مشبہ ،لنا :ظرف مستقر خبر مقدم ،مثل ما اوتی قارون :موصول صلہ ،ملکر مضاف الیہ ،ملکر اسم مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ ،انہ :حرف مشبہ واسم ،لام :تاکیدیہ ،ذوحظ عظیم :خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن امن وعمل صالحا﴾.

و: عاطفہ ،قال :فعل ،الذین :موصول ،اوتوا العلم :جملہ فعلیہ صلہ ،ملکر فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول ،ویلکم :فعل محذوف "الزمکم اللہ" کیلئے مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ اول ،ثواب اللہ :مبتدا ،خیر :اسم تفضیل بافاعل ،لام :جار ،من :موصولہ ،امن :جملہ فلعیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،عمل صالحا :جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی۔

﴿ولا یلقھا الا الصبرون○ فخسفنا بہ وبدارہ الارض﴾.

و: عاطفہ ،لایلقھا :فعل نفی مجہول ومفعول ثانی ،الا :اداۃ حصر ،الصبرون :نائب الفاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :فصیحیہ ،خسفنا :فعل بافاعل ،بہ :جار مجرور معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،بدارہ :جار مجرور معطوف ،ملکر ظرف لغو ،الارض :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان شئت ان تعلم مصیرہ" کیلئے جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فما کان لہ من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ وما کان من المنتصرین○﴾.

ف: عاطفہ ،ما :نافیہ ،کان :فعل ناقص ،لہ :ظرف مستقر خبر مقدم ،من :جار زائدہ ،فئۃ :موصوف ،ینصرونہ :جملہ فعلیہ صفت ،ملکر ذوالحال ،من دون اللہ :ظرف مستقر حال ،ملکر اسم مؤخر ،ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ،ما :نافیہ ،کان :فعل ناقص بااسم ،من المنتصرین :ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واصبح الذین تمنوا مکانہ بالامس یقولون ویکان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر﴾.

و: عاطفہ ،اصبح :فعل ناقص ،الذین :موصول ،تمنوا مکانہ :فعل بافاعل ومفعول ،بالامس :ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ،ملکر اسم ،یقولون :قول ،وی :اسم فعل مضارع بمعنی "اتعجب" ہمزہ :استفہامیہ ،تعجب :فعل بافاعل ،کاف :جار للتعلیل ،ان اللہ :حرف مشبہ واسم ،یبسط الرزق :فعل بافاعل ومفعول ،لام :جار ،من یشاء :موصول صلہ ،ملکر ذوالحال ،من عبادہ :ظرف مستقر حال ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،یقدر :جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،ہوکر مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لولا ان من اللہ علینا لخسف بنا ویکانہ لا یفلح الکفرون۝﴾

لولا: حرف شرط، ان: مصدریہ، من اللہ علینا: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر "موجود" خبر محذوف کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، خسف بنا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، وی: اسم فعل مضارع بمعنی "اتعجب"، کاف: جار، انہ: حرف مشبہ واسم، لا یفلح الکفرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قارون کا نسب:

۱...... ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد تھا، سلسلہ نسب یوں ہے: قارون بن یصہر بن قاھث۔ قتادہ کا قول ہے کہ توریت کو اچھا پڑھنے کی وجہ سے اس کا نام نور رکھا گیا، لیکن یہ رضائے الٰہی کے خلاف مال خرچ کر کے اللہ کا دشمن ہوا جیسا کہ سامری نے کیا۔ اسے اس کے مال پر سرکشی کرنے کی وجہ سے ھلاکت کا مونھ دیکھنا پڑا۔ اپنی قوم میں طویل القامت تھا۔ اللہ نے اس کے خزانے کا بیان فرمایا ﴿واتینہ من الکنوز ما ان مفاتحہ لتنوء بالعصبۃ اولی القوۃ اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زورآور جماعت پر بھاری تھیں (القصص:۷۶)﴾۔ بڑی بھاری جماعت مل کر اس کے خزانے کی چابیاں اٹھاتی تھی۔ اپنی قوم کو وعظ ونصیحت بھی کرتا تھا۔ (البدایۃ والنھایۃ، قصہ قارون مع موسی، ج۱، الجزء:۱، ص ۳۴۵)

تکبر، بڑائی اور کثرت مال کی مذمت:

۲...... تکبر، بڑائی اللہ عزوجل کی ذات کو زیبا ہے، انسان کے لئے عاجزی کو پسند کیا گیا چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس نشان ہے: "تم سے پہلے ایک شخص دو سبز چادریں اوڑھے اتراتا ہوا نکلا، تو اللہ نے زمین کو حکم دیا تو زمین نے اسے پکڑ لیا، اب وہ قیامت تک اسی طرح زمین میں دھنستا رہے گا"۔ (المسند الامام احمد، مسند ابو سعید خدری، رقم: ۱۱۳۵۶ ج۴، ص ۸۰)

☆...... حسن اخلاق کے پیکر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کبریائی میری رداء ہے، لہذا جو میری رداء کے معاملے میں مجھ سے جھگڑے گا میں اسے پاش پاش کردوں گا"۔ (المستدرک، کتاب الایمان، باب: اھل الجنۃ المغلبون، رقم: ۲۰۳، ج۱، ص ۸۹)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین قسم کے لوگوں کی طرف اللہ بروز قیامت نظر نہ فرمائے گا، (۱)...... زانی شیخ، (۲)...... جھوٹا بادشاہ/حاکم، (۳)...... تکبر کرنے والا فقیر"۔ (تنبیہ الغافلین، باب الکبر، ص ۱۰۲)

☆...... سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "درہم ودینار کا غلام تباہ وبرباد ہو، ہلاک ہو اور اوندھے مونھ گرے اور اسے کوئی کانٹا چبھے تو کبھی نہ نکلے"۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب: المکثرین، رقم: ۴۱۳۶، ص ۶۸۸)

☆...... حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے علی چار خصلتیں بدبختی کی علامت ہیں: خشک آنکھ جو خوف خدا سے کبھی نہ روئے، سخت دل، دنیا کی محبت، طویل امیدیں"۔

(تنبیہ الغافلین، باب: رفض الدنیا، ص ۱۳۶)

کثرت مال کی دینی ودنیاوی آفتیں بہت سی ہیں۔ دینی آفتیں یہ ہیں کہ مال انسان کو گناہ پر ابھارتا ہے کیونکہ کسی کا گناہ پر قدرت نہ پانا عصمت میں سے ہے، نفس جب کسی گناہ پر قدرت کا شعور پالیتا ہے تو اس کے دواعی بھی اس کی جانب مائل ہوجاتے ہیں اور اس کے بعد وہ اس وقت تک قرار نہیں پاتا جب تک اس گناہ کا ارتکاب نہ کرلے۔ اسی طرح دنیاوی آفت یہ ہے کہ مسلسل خوف، غم، پریشانی، اندیشہ، نقصان دور کرنے کی مشقت، مصائب کا سامنا، مال کمانا، اس کی حفاظت کرنا، وغیرہ۔ اب قارون ہی کو دیکھ لیں

جس کا ذکر اللہ نے متذکرہ رکوع میں کیا ہے، اتنے کثیر مال نے اسے نفع دیا یا نقصان ہر ایک جان سکتا ہے۔

قارون کا مالِ کثیر:

سؔ......ایک اعتراض ذہن میں آتا ہے جس کا جواب امام رازی نے خوب دیا ہے وہ یہ ہے کہ کنز زمین میں مدفون مال کو کہتے ہیں لہذا اس مال کی چابیاں کیسے پائی جائیں؟ اس کے کئی جوابات ہیں: (۱)......متذکرہ مال اعراض (ساز وسامان) کی جنس سے تھا نقدی نہ تھا لہذا جائز ہوگا کہ اس کی کثرت متذکرہ حد تک پہنچے، اور اسی مناسبت سے یہ بھی جائز ہوگا کہ اس کی چابیاں ساٹھ آدمی مل کر اٹھائیں، اور چابیوں کی مقدار کے بارے میں قرآن مجید میں کوئی آیت مذکور نہیں ہے اور تفاسیر میں کثیر چابیوں کا ذکر ہے اور بھاری سامان ہونے کی وجہ سے اس کی چابیاں کئی لوگ مل کر اٹھاتے تاکہ سامان کی معرفت کثرت کی وجہ سے خوب رہے اور اگر خزانہ بمنزلہ عرف (عطیہ، بخشش کا مال) کی جنس سے ہو تب بھی اس کی نگہبانی کے لئے دروازے ڈالنے ضروری ہیں۔ (۲)......کسی بھی مال کی حفاظت کے لئے تالے چابیاں کرنا واضح بات ہے اور وارد ہونے والا شبہ دور کی بات ہے اور یہ قول ابن عباس اور حسن وغیرہ کا ہے، حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اس کا خزانے کی چابیاں چالیس آدمی مل کر اٹھاتے تھے۔ (۳)......ایک قول یہ ہے کہ "مفاتیح" سے مراد علم واحاطہ ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا﴿وعنده مفاتيح الغيب اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی (الانعام: ۵۹)﴾ یعنی ہم نے قارون کو خزانہ دیا جس کی حفاظت کے لئے بھاری بوجھ اٹھانے والی جماعت اور وہ جماعت ھدایت یافتہ ہو، ان باتوں پر قارون کو مطلع کیا، کیونکہ اس کے مال کی جہت کے بارے میں اختلاف ہے لہذا اٹھانے والے عملے کی نگرانی اور ھدایت کا اہتمام ضروری ہے۔

(الرازی، ج۹، ص۵)

راہ خدا میں مال خرچ کرنے کی فضیلت:

۴ؔ......سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہر وہ دن جس میں بندے صبح کرتے ہیں اس میں دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! مال کو روک رکھنے والے کا مال ضائع فرما"۔

(صحيح البخاری، کتاب الزکوة، باب: قول الله تعالى فاما من اعطى، رقم: ۱٤٤۲، ص۲۳۳)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر فرشتہ کہتا ہے کہ جو آج قرض دے گا وہ کل جزاء پائے گا، اور دوسرے دروازے پر فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ! مال خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور روک رکھنے والے کا مال ضائع فرما"۔

(صحيح ابن حبان، کتاب الزکوة، باب: صدقة التطوع، رقم: ۳۳۳۳، ج۸، ص۱۲٤)

☆......سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے ابن آدم! تو حاجت سے زائد مال خرچ کرے تو یہ بہتر ہے اور اگر اسے روک رکھے تو یہ بُرا ہے حالانکہ تجھے بقدر کفایت مال پر ملامت نہیں کی جائے گی اور اپنے زیر کفالت لوگوں سے ابتداء کرو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے سے بہتر ہے"۔

(صحيح مسلم، کتاب الزکوة، باب: ان الید العلیاء خیر، رقم: (۲۲۷۷)/۱۰۳٦، ص٤٦۹)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "بخل نہ کیا کرو تاکہ تم پر بھی بخل نہ کیا جائے"۔

(صحيح البخاری، کتاب الزکوة، باب: التحريض على الصدقة، رقم: ۱٤۳۳، ص۲۳۱)

☆......منقول ہے کہ جب سب سے پہلا درہم و دینار بنا تو ابلیس نے انہیں اٹھا کر پیشانی تک بلند کیا اور چوم کر کہا: "جو تجھ سے محبت کرے گا وہ میرا حقیقی غلام ہوگا"۔

(احیاء العلوم الدین، کتاب ذم البخل، باب: ذم المال، ج۳، ص۳۱۲)

فقراء پر مال خرچ کرنے کی فضیلت:

۵......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے حلال کمائی سے کھجور کے برابر صدقہ کیا اور چونکہ اللہ حلال ہی کو قبول فرماتا ہے لہذا اللہ اسے بھی برکت کے ساتھ قبول فرماتا ہے اور صدقہ کرنے والے کے لئے اس کی اسی طرح نشو ونما فرماتا جس طرح تم میں سے کوئی اپنے پچھیرے یعنی گھوڑی کے بچے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی مثل ہو جاتا ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب :الصدقة من کسب طیب، رقم: ۱۴۱۰،ص۲۲۷)

☆......رسول بے مثال بی بی آمنہ کے لعل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال حالانکہ اس کا مال تو صرف تین طرح کا ہے :جواس نے کھا کر فنا کر دیا، پہن کر بوسیدہ کر دیا، صدقہ کر کے محفوظ کر لیا، اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ لوگوں کے لئے چھوڑ کر چلا جائے گا''۔ (صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقاق، باب:الدنیا سجن المومن، رقم:(۷۳۱۱)/۲۶۵۶،ص۱۴۵۱)

☆......سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان خوشبودار ہے: ''تنگ دست کا حسب استطاعت صدقہ کرنا اور زیر کفالت لوگوں سے ابتداء کرنا سب سے افضل صدقہ ہے''۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الزکوۃ، باب:الرخصة فی ذلک، رقم:۱۶۷۷،ص۳۱۴)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مسلمان کو لباس پہنایا جب تک اس میں سے کوئی دھاگا یا لڑی اس کے بدن پر رہے گی لباس پہنانے والا اللہ کی حفاظت میں رہے گا''۔(المستدرک، کتاب اللباس، باب:من کسامسلما ثوبا، رقم:۷۴۲۲،ج۷،ص ۲۶۴۸)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسکین پر صدقہ کرنے میں ایک ہی صدقہ ہے جب کہ رشتے داروں پر صدقہ کرنے میں دو صدقے ہیں، صدقہ اور صلہ رحمی''۔ (جامع الترمذی، کتاب الزکوۃ، باب: ما جاء فی صدقة علی ذی القرابة، رقم: ۶۵۸،ص۲۱۳)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان کسی مسلمان کو دو مرتبہ قرض دے تو وہ دونوں اس کے لئے ایک مرتبہ صدقہ کرنے کی مثل شمار ہوتے ہیں''۔ (سنن ابن ماجه ،ابواب الصدقات، باب القرض ،رقم: ۲۴۳۰،ص۴۱۴)

علم کی وجہ سے مالدار ہونا:

۶......جس علم کی نسبت قرآن میں کی گئی ہے کہ بقول قارون اسے مال میں فراوانی علم کی وجہ سے ہوئی ہے اس علم سے مراد توریت کا علم ہے کہ یہ شخص بنی اسرائیل میں اس کا ماہر جانا جاتا تھا، ابوسلیمان دارانی کہتے ہیں کہ مراد علم تجارت وکسب ہے، ابن مسیّب کہتے ہیں مراد علم کیمیاء ہے، حضرت موسی علیہ السلام نے ایک تہائی علم کیمیاء یوشع بن نون اور ایک تہائی کالب بن یوقنا اور اتنا ہی قارون کو سکھایا لیکن قارون نے دھوکے سے ان دونوں سے بھی مزید علم سیکھ لیا یہاں تک کہ اس علم میں قارون ان سب سے بڑھ گیا اور سیسہ اور تانبہ کی مدد سے سونا کی بنیاد رکھ ڈالی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسی علیہ السلام کو علم کیمیاء کی تعلیم فرمائی اور حضرت موسی علیہ السلام نے اپنی ہمشیرہ کو اس علم سے مزین کیا اور پھر حضرت موسی علیہ السلام کی ہمشیرہ کی مدد سے یہ علم قارون نے سیکھا، ایک قول یہ ہے کہ اس علم کو خاص طور پر سونے کی صنعت کاری کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس علم سے مراد خزانے اور دفینے نکالنے کا علم ہے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۰،ص ۴۲۹)

گناہ گار بغیر حساب کتاب داخل جہنم ہوگا:

۷......مفسرین کہتے ہیں کہ مجرموں سے ان کے گناہ دریافت نہیں کئے جائیں گے، کیونکہ اللہ عزوجل ان پر مطلع ہے اسے سوال کرنے اور معلومات لینے کی ضرورت نہیں۔ پس وہ انہیں دنیا میں ہلاک کر کے اور آخرت میں جہنم میں داخل کر کے ان کے اعمال کی سزا دے گا۔ جب اللہ عزوجل نے قارون کو ان لوگوں کی ہلاکت و بربادی کا ذکر کر کے خوف زدہ کر دیا جو اس سے قبل اپنی قوت وطاقت اور مال کی کثرت میں اس سے کہیں زیادہ تھے تو پھر اس آیت میں اسی حکم کو مزید مؤکد کیا کہ وہ ہلاکت صرف انہی لوگوں کے ساتھ مختص نہیں

تھی بلکہ اللہ تو ان تمام مجرموں کے گناہوں سے آگاہ ہے جو پہلے تھے اور جو بعد میں ہونگے اور تمام کو بالیقین ان کے گناہوں کی سزا دے گا۔ قتادہ نے کہا کہ انہیں بغیر پوچھ گچھ کے اور حساب کتاب کے جہنم میں داخل کردیا جائے گا۔ مجاہد کہتے ہیں ملائکہ ان سے سوالات نہیں کریں گے کیونکہ وہ انہیں ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے اور حسن نے کہا کہ ان سے معلومات حاصل کرنے کے لئے نہیں پوچھا جائے گا بلکہ ان سے سوالات زجر وتوبیخ کرنے کے لئے ہونگے۔ (المظھری، ج۵، ۳۹۵)

☆......قتادہ کہتے ہیں کہ مشرکین سے نہ پوچھا جائے گا، ان سے گناہوں کے بارے میں سوال نہ ہوگا اور انہیں بغیر حساب کتاب کے داخل جہنم کیا جائے گا۔

☆......مجاہد اسی آیت کے تحت کہتے ہیں کہ اللہ فرماتا ہے﴿یعرف المجرمون بسیماھم مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے (الرحمن: ۴۱)﴾ سے مراد یہ ہے کہ اللہ ﷻ ان کے سیاہ چہرے، تیز آنکھیں جانتا ہوگا اور فرشتے انہیں اللہ کی دی ہوئی قدرت سے پہچان لیں گے اور انہیں بغیر سوال کیے داخل جہنم کرلیں گے۔ (الدرالمنثور، ج۵، ص ۲۶۲)

گھوڑے اور اونٹ کی افادیت کا بیان:

۸......اللہ ﷻ نے دو آیات میں مختلف جانوروں کا ذکر کیا، انعام یعنی چوپائے جیسے اونٹ، گائے اور بکریوں کا ذکر کیا جس سے انسان سواری کے کام بھی لیتا ہے اور ان کی کھالوں سے اون وغیرہ بھی حاصل کرتا ہے اور انہیں کھانے کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے کہ یہ حلال جانور ہیں اور ان کا دودھ بھی پیا جاتا ہے۔ بعد میں نام لے کر تین چوپائے مزید ذکر فرمائے یعنی گھوڑے، خچر اور گدھے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی فرماتے ہیں: امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک گھوڑے حلال ہیں، اور امام شافعی، امام احمد کے نزدیک بھی حلال ہیں اور امام اعظم کے نزدیک حلال نہیں ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ وفات سے تین دن پہلے امام ابوحنیفہ نے گھوڑے کی حرمت سے رجوع کرلیا تھا، اور اسی پر فتوی ہے (عنایہ)، اور گھوڑی کا دودھ پینے میں کوئی حرج نہیں۔

علامہ ابن عابدین الشامی فرماتے ہیں: الاختیار، قدوری اور ھدایہ میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے، اور مکروہ تحریمی کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو حلال نہ ہو، (شرنبلالیہ)، اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا نجاست کی وجہ سے حرام نہیں ہے، اس لیے غایۃ البیان میں ظاہر الروایۃ سے نقل کرکے لکھا ہے کہ گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے اور اس کا کھانا اس کے احترام کی وجہ سے حرام ہے کیونکہ گھوڑوں سے اللہ کے دشمنوں کو ڈرایا جاتا ہے اور نجاست کی وجہ سے اس کا کھانا حرام نہیں ہے، اسی وجہ سے اس کا جھوٹا بھی نجس نہیں ہے جیسے آدمی کا حال ہے، مصنف نے لکھا ہے کہ اسی پر فتوی ہے لہذا اس کا کھانا مکروہ تحریمی ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے جیسا کہ کفایۃ البیہقی میں مذکور ہے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ فخر الاسلام نے لکھا ہے، قہستانی، الخلاصہ، الھدایہ، المحیط، المغنی، قاضی خان اور العمادی اور دیگر متون میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ گھوڑے کا کھانا مکروہ تحریمی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ امام اعظم کے نزدیک اس کا کھانا مکروہ تنزیہی ہے تو پھر امام اعظم وصاحبین کے مابین کوئی اختلاف نہیں رہتا کیونکہ صاحبین اگرچہ گھوڑا کھانے کو حلال کہتے ہیں لیکن وہ اس کو مکروہ تنزیہی کہتے ہیں۔ شرنبلالیہ میں برھان سے اسی طرح منقول ہے اور یہ اختلاف خشکی کے گھوڑے میں ہے اور دریائی گھوڑا بالاتفاق حرام ہے۔ (ردالمحتار علی درالمختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص ۴۴۲)

علامہ علاؤالدین حصکفی فرماتے ہیں: پالتو گدھوں کا کھانا حلال نہیں ہے اس کے برخلاف جنگلی گدھوں کو کھانا جائز ہے اور ان کے دودھ بھی حلال ہیں، اگر خچر کی ماں گدھی ہو تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے، اور اگر اس کی ماں گائے ہو تو بالاتفاق کھانا جائز

ہے، اور اگر اس کی ماں گھوڑی ہو تو وہ اپنی ماں کی طرح حلال ہے، علامہ شامی نے لکھا ہے کہ جانوروں کی حلت وحرمت کا مدار ماں پر ہوتا ہے، گھوڑی کا گوشت کھانے میں اختلاف ہے آیا اس کا گوشت کھانا مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی یا بلا کراہت جائز، اگر خچر کی ماں گھوڑی ہو تو خچر کا گوشت کھانے کا بھی وہی حکم ہے جو اس کی ماں کا ہے۔ (المرجع السابق)

قارون کی ھلاکت :

۹.....قارون نے سرکشی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اگر تجھے نبوت کے ذریعے فضیلت دی گئی ہے تو مجھے مال کے ذریعے فضیلت دی گئی ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ مجھے زمین سے نکال باہر کرے تو تو مجھے پکارے یا میں تجھے بلاؤں گا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نکلے اور قارون بھی اپنی قوم کے ساتھ نکلا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو بلائے گا یا میں بلاؤں، اُس نے کہا کہ میں بلاؤں گا۔ پس جب اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے جواب نہ دیا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسے بلایا تو اس نے جواب دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی: ''اے اللہ زمین برابر کردے، آج کے دن اس کی سرکشی (بڑھ) گئی ہے، پس اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے اذن سے زمین کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لے، زمین نے قارون کو قدموں سے پکڑنا شروع کر دیا، پھر ٹخنوں اور گھٹنوں کے بل پکڑ لیا یہاں تک کہ اپنے مال و اسباب سمیت زمین دوز ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کی جانب اشارہ کیا تو زمین پھر سے برابر ہوگئی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ قیامت تک قارون روزانہ زمین میں دھنستا رہے گا، اور ابن عباس کے قول کے مطابق ساتوں زمین تک دھنستا رہے گا۔

(البداية والنهاية، الجزء الاول، قصة قارون و موسى، ج۱، ص ۳۴۵ وغیرہ)

اغراض:

ابن عمه : چچازاد بھائی کا نام یصھر تھا، یاء مفتوحہ، صاد مہملہ اور ھاء مضمومہ کے ساتھ ہے، ایک قول ابن قاھث قاف وھاء مفتوحہ اور ثاء مثلثہ کا بھی کیا گیا ہے، قارون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد بھائی تھے۔ ایک نسب یہ بیان کیا جاتا ہے: ''قاھث بن لاوی بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم، ایک قول یہ ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد تھا۔

وامن به: سے مراد وہ ستر اصحاب ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مناجات کے لئے تشریف لے گئے، پس اللہ جل جلالہ کا کلام مبارک سماعت فرمایا اور اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی رسالت کے لئے چن لیا اور حضرت ہارون علیہ السلام کا امام کر دیا۔

بالكبر: یعنی قارون نے ایمان لانے کے بعد تکبر کرتے ہوئے اپنے علاوہ سب کو حقیر جانا، اسی تکبر کی وجہ سے اپنے کپڑے گھسیٹتا تھا، اور اس کے تکبر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار بھی تھا اور حسنِ صورت کی وجہ سے اس کا نام منور تھا۔

فرح بطر: یعنی مال کی کثرت کی وجہ سے اکڑنا، اور یہ مذموم ہے، اور ان معنوں پر دنیا پر خوش ہونا کہ اس پر اُخروی امور واسطہ ہیں جیسا کہ دین کی ادائیگی، صدقات، بھوکوں کو کھلانا وغیرہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بان تنفقه طاعة الله: جیسا کہ صلہ رحمی، صدقہ وغیرہ امور مراد ہیں۔

وكان اعلم بنى اسرائيل بالتوراة: ایک قول کے مطابق علم سے مراد علم کیمیاء ہے، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، یوشع بن نون اور کالب کو ثلث علم عطا کیا گیا ہے، لیکن قارون نے ان دونوں حضرات (یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا) کو دھوکہ دیا یہاں تک کہ جوان دونوں حضرات کے پاس تھیں انہیں اپنی جانب منسوب کر دیا، پس قارون نے سیسے کی مدد سے چاندی، تانبے کی مدد سے سونا بنایا، پس اب وہ بہت مال والا ہو گیا اور تکبر کرنے لگا، اسی کی جانب ﴿علی علم عندی﴾ میں اشارہ ہے اور مراد علم کیمیاء ہے، اور اس کا کہنا

تھا کہ مجھے میرے علم سے ملا ہے نہ کہ اللہ کے فضل سے۔

بساتباعه: ایک قول یہ ہے کہ قارون کے ساتھ چار ہزار کا لشکر تھا، ایک قول کے مطابق ساٹھ ہزار کا لشکر تھا، چڑیاں ان پر منڈلا رہی تھیں، ایک پہلا لشکر چڑیوں کے ساتھ دیکھا گیا، لشکر کے دائیں جانب تین سو غلام، اور بائیں جانب تین سو باندیاں زیورات سے مزین تھیں۔ اور ان کی سواریاں خچر و گدھے بھی سرخ دیباج سے مزین کئے گئے تھے، اور اکثر جانور سیاہی مائل سفید یا سیاہ تھے۔ ایک قول کے مطابق ان جانوروں کے زین سونے کے تھے، ایک یہ بھی قول ملتا ہے کہ زین ارجوان کے تھے۔

مما اوتی قارون فی الدنیا: سے مراد دنیاوی انعام کے مقابلے میں ثواب آخرت کا عظیم نعمت ہونا ہے۔

علی الطاعة وعن المعصية: سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکامات کی فرمانبرداری کرنا ہے۔

ای من قریب: سے ماضی قریب مراد ہے نہ کہ متذکرہ دن سے پہلے کا دن۔ (الصاوی، ج٤، ص ۳۰۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿تلک الدار الاخرة ﴾اَی الجَنّةُ﴿ نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ﴾بالبَغیِ﴿ولا فسادا ﴾بِعَمَلِ المَعاصِی﴿ والعاقبة ﴾المَحمُودةُ ﴿للمتقین (۸۳)﴾عِقَابُ اللهِ بِعَمَلِ الطَّاعاتِ﴿ من جاء بالحسنة فله خیر منها ج﴾ثَوابُ بِسَبَبِها وَهوَ عَشرُ اَمثَالِها﴿ ومن جاء بالسیئة فلا یجزی الذین عملوا السیات الا ما کانوا یعملون (۸۴)﴾اَی مِثلُهُ﴿ ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد ط﴾اِلی مکّةَ وَکانَ قَد اِشتَاقَهَا﴿ قل ربی اعلم من جاء بالهدی ومن هو فی ضلل مبین (۸۵)﴾نَزَلَ جَوابًا بِالقَولِ کُفَّارِ مکّةَ له اِنَّکَ فِی ضلالٍ اَی فَهُو الجَائِي بِالهُدٰی وَهم فِی الضَّلالِ واعُلم بِمعنٰی عَالمٌ ﴿ وما کنت ترجوا ان یلقی الیک الکتب ﴾القُرانُ﴿ الا ﴾لکن اُلقِیَ اِلَیکَ﴿ رحمة من ربک فلا تکونن ظهیرا ﴾مُعِینًا﴿ للکفرین (۸۶)﴾علی دِینِهِم الذِی دَعَوکَ اِلیهِ﴿ ولا یصدنک ﴾اَصلُهُ یَصُدونَنکَ حُذِفَتِ نُونُ الرَفعِ لِلجَازِمِ والوَاوُ الفَاعِلُ لِالتِقَائِهامَع النُّونِ السَّاکِنَةِ﴿ عن ایت الله بعد اذ انزلت الیک ﴾اَی لَاتَرجِعُ اِلَیهِم فِی ذالکَ﴿ وادع ﴾النَّاسَ﴿ الی ربک ﴾بِتَوحِیدِهٖ وَعِبَادَتِهٖ ﴿ ولا تکونن من المشرکین (۸۷)﴾بِاِعَانَتِهِم وَلَم یُؤثِرِ الجَازِمُ فِی الفعلِ لِبِنَائِهٖ﴿ ولا تدع ﴾تَعبُدُ﴿ مع الله الها اخر م لا اله الا هو قف کل شیء هالک الا وجهه ﴾اِلا اِیَّاهُ ﴿ له الحکم ﴾القَضَاءُ النَّافِذُ﴿ والیه ترجعون (۸۸) الثلثة﴾ بِالنُّشُورِ مِنَ القُبُورِ۔

﴿ترجمہ﴾

یہ آخرت کا گھر (یعنی جنت) ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے (سرکشی کر کے) اور نہ فساد چاہتے ہیں (گناہوں کا بازار گرم کر کے......۱......) اور (اچھی) عاقبت (اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے) ڈرنے والوں کی (نیک عمل کرنے والوں کی) ہے جو نیکی لائے اس کے لیے اس سے بہتر ہے (یعنی اس کے لیے اس نیکی کا ثواب ہے جو اس کی مثل دس گنا ہے......۲......) اور جو بدی لائے بدکام کرنے والوں کو بدلہ نہ ملے گا مگر (بدلہ اسی کا) جو وہ کرتے تھے (یعنی اسی کی مثل بدلہ ملے گا......۳......) بیشک جس نے تم پر

قرآن فرض کیا (یعنی نازل کیا) وہ تمہیں پھیر لے جائے گا معاد (یعنی مکہ مکرمہ) کی طرف (جہاں جانے کے آپ ﷺ مشتاق ہیں......ہیں......) تم فرماؤ میرا رب جانتا اسے جو ہدایت لایا اور جو کھلی گمراہی میں ہے (یہ آیت مبارکہ کفار مکہ کے اس سوال کے جواب میں نازل ہوئی کہ کفار نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہا آپ گمراہی میں ہیں العیاذ باللہ، آیت کا معنی یہ ہے نبی پاک ﷺ تو ہدایت لے آنے والے ہیں اور گمراہی میں تو یہ کافر لوگ ہیں......۵......آیت مذکورہ میں اعلم بمعنی عالم ہے) اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب (یعنی قرآن پاک) تم پر بھیجی جائیں گے لیکن (اللہ ﷻ نے قرآن پاک تم پر نازل فرما کر) رحمت فرمائی تو تم ہرگز کافروں کی مدد نہ کرنا (ظهيرا بمعنی معينا ہے، ان کے اس دین پر جس کی طرف وہ بدبخت تمہیں بلا رہے ہیں) اور ہرگز وہ تمہیں اللہ کی آیات سے نہ روکیں بعد اس کے کہ وہ تمہاری طرف اتاری گئیں (یعنی آپ ﷺ بالکل بھی ان کی باتوں کی طرف پہلے ہی کی طرح مائل نہ ہوں، یصدنک اصل میں یصدوننک تھا، حرف جازم کی وجہ سے نون اعرابی حذف کر دیا گیا اور واؤ ضمیر جو کہ فاعل بن رہی ہے نون ساکن کے ساتھ اس کا اجتماع ہو گیا پس اجتماع ساکنین کی وجہ سے اسے بھی حذف کر دیا گیا تو یصدنک ہو گیا) اور (لوگوں کو) اپنے رب کی طرف (یعنی اس کی توحید اور اس کی عبادت طرف) بلاؤ اور ہرگز (مشرکین کی مدد کر کے) شرک والوں میں نہ ہونا (لائے نہی حرف جازم ہونے کے باوجود اس نے لفظی عمل اس فعل کے مبنی ہونے کی وجہ سے نہیں کیا) اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج (لاتدع بمعنی لاتعبد ہے) اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات اسی کا حکم ہے (یعنی اسی کی قضاء نافذ ہے) اور (قبروں سے اٹھائے جانے کے بعد) اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

﴿ترکیب﴾

﴿تلک الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين٥﴾.

تلک: مبدل منہ، الدار الاخرة: مرکب توصیفی بدل، ملکر مبتدا، نجعلها: فعل با فاعل ومفعول، لام: جار، الذين: موصول، لا يريدون: فعل نفی با فاعل، علوا: موصوف، فی الارض: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، فسادا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ہو کر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، العاقبة: مبتدا، للمتقين: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿من جاء بالحسنة فله خير منها﴾.

من: شرطیہ مبتدا، جاء بالحسنة: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، خير منها: شبہ جملہ مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن جاء بالسيئة فلا يجزى الذين عملوا السيات الا ما كانوا يعملون٥﴾.

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، جاء بالسيئة: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا يجزى: فعل نفی مجہول، الذين عملوا السيات: موصول صلہ، ملکر نائب الفاعل، الا: اداۃ حصر، ما كانوا يعملون: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذى فرض عليک القران لرادک الى معاد﴾.

ان: حرف مشبہ واسم، الذى: موصول، فرض عليک القران: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم، لام: تاکیدیہ، راد: اسم فاعل با فاعل مضاف، ک: ضمیر مضاف الیہ مفعول، الى معاد: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ربى اعلم من جاء بالهدى ومن هو فى ضلل مبين٥﴾.

قال: قول، ربی: مبتدا، اعلم: بمعنی عالم اسم فاعل با فاعل، من: موصولہ، جاء بالھدی: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من: موصولہ، ھو فی ضلل مبین: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما کنت ترجوا ان یلقی الیک الکتب الا رحمۃ من ربک﴾.

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کنت: فعل ناقص بااسم، ترجوا: فعل با فاعل، ان: مصدریہ، یلقی الیک الکتب: فعل مجہول وظرف لغو نائب الفاعل، الا: اداۃ حصر، رحمۃ: موصوف، من ربک: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تکونن ظھیرا للکفرین ○ولا یصدنک عن ایت اللہ بعد اذ انزلت الیک﴾.

ف: فصیحیہ، لا تکونن: فعل نہی ناقص بااسم، ظھیرا للکفرین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا یصدنک: فعل نہی باواؤ ضمیر محذوف فاعل ومفعول، عن: جار، ایت اللہ: ذوالحال، بعد: مضاف، اذ: مضاف، انزلت الیک: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وادع الی ربک ولا تکونن من المشرکین ○﴾.

و: عاطفہ، ادع: فعل امر با فاعل، الی ربک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تکونن: فعل نہی ناقص بااسم، من المشرکین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تدع مع اللہ الھا اخر لا الہ الا ھو﴾.

و: عاطفہ، لا تدع: فعل نہی با فاعل، مع اللہ: مضاف، اللہ: اسم جلالت ذوالحال، لا: نفی جنس، الہ: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، ھو: مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم "موجود" محذوف، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، الھا اخر: مفعول بہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کل شیء ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون ○﴾.

کل شیء: مستثنیٰ منہ، الا: اداۃ استثناء، وجھہ: مستثنیٰ، ملکر مبتدا، ھالک: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، الحکم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الیہ: ظرف لغو مقدم، ترجعون: فعل با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان الذی فرض علیک القرآن...... ☆ یہ آیت کریمہ جحفہ میں نازل ہوئی جب رسول کریم ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے وہاں پہنچے اور آپ کو اپنے اور اپنے آباء کے جائے ولادت مکہ مکرمہ کا شوق ہوا تو جبرائیل امین آئے اور انہوں نے عرض کیا حضور کو اپنے شہر مکہ مکرمہ کا شوق ہے؟ فرمایا ہاں! انہوں نے عرض کیا کہ اللہ فرماتا ہے یہ آیت کریمہ پڑھی، معاد کی تفسیر موت وقیامت وجنت سے بھی کی گئی ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

گناہوں کا بازار گرم کرنا:

۱......گناہ چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ شریعت میں ناپسندیدہ ہے، اور اسی کو فساد فی الارض سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جو گناہ نص سے وارد ہوا سے کبیرہ کہتے ہیں یا یوں سمجھیں کہ ہر وہ فعل جو حد واجب کرے یا اس کے ارتکاب پر وعید وارد ہو کبیرہ کہلاتا ہے، اور اس کے مد مقابل جس کے ارتکاب پر حد واجب نہ ہو یا اس پر وعید نہ ہو اور نہ ہی نص دلالت کرے تو وہ صغیرہ ہے۔ اب انہی تعریفات کی روشنی

میں کبیرہ وصغیرہ سے بچنے کی کوشش کو آسان کرنے کے لئے امام ذہبی نے الکبائر میں تمام کبیرہ گناہوں کی فہرست عطا فرمادی ہے جس کی مدد سے کبیرہ گناہوں سے بچنا ممکن ہوسکتا ہے۔ جب انسان گناہوں کی شناخت کرلے گا، اُسے کبیرہ وصغیرہ میں تمیز ہوجائے گی تو پھر بچنے کا ذہن بھی اللہ ﷻ کے فضل سے مل جائے گا۔ جو لوگ معاشرے میں ظلم وزیادتی کا بازار گرم کرتے ہیں وہ یقیناً اسلامی تعلیمات سے دور ہوتے ہیں، انہیں شریعت کے بنیادی اصولوں ہی کا علم نہیں ہوتا کہ کبیرہ وصغیرہ تو بہت دور کی بات ہے۔ ایسے لوگ زمین میں جو فساد مچاتے، ہنگامہ آرائی کرتے، قتل وغارت گری کا بازار گرم کرتے، عصمتیں پامال کرتے، اور نہ جانے کس کس طریقے سے فساد کرتے ہیں ہم اپنے ہی ملک میں اس کے نظائر دیکھ رہے ہیں۔

نیکی کا اجر دس گنا یا اس سے بھی زائد؟

۲..... علامہ راغب اصفہانی کہتے ہیں کہ ''الحسنة'' سے مراد وہ انعام ہے جس کے ملنے پر دل ودماغ، احوال اور جسم انسانی میں خوشی پائی جائے اور اس کے برعکس کو ''سیئة'' کہتے ہیں. اور یہ نیکی جب بڑھنے لگتی ہے تو کئی گناہ بڑھ جاتی ہے جس کا انسان اپنی دانست سے شمار بھی نہیں کرسکتا۔ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة والله یضاعف لمن یشاء والله واسع علیم ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح ہے جس نے اوگائیں سات بالیں، ہر بال میں سو دانہ اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے (البقرة: ۲۶۱)﴾۔ بندے کو چاہیے کہ کوئی بھی نیکی کرے ثواب کے حصول کے لئے کرے اور اپنی نیت خالص رکھے کہ مبادا اللہ کا فضل شامل ہوجائے اور دس گناہ بلکہ کئی گناہ بڑھ کر مستحق ثواب ہو۔

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں:

ایک نیکی کا دس گنا اجر دینے کا معنی یہ ہے کہ ایک اجر بطور ثواب ہے جس کا بندہ نیکی کرنے کے بعد مستحق ہوا ہے اور بقیہ نو درجے اجر فضل واحسانمندی کی وجہ سے ہے اور یہ نو درجے اجر اس ایک اجر سے بہتر ہے۔ (روح البیان، ج۶، ص ۵۶۰)

گناہ کا بدلہ اسی کی مثل:

۳..... شرک، ریاء کاری، جہالت اور دیگر گناہ کے کام کا بدلہ اسی قسم کے گناہ کے برابر ہے، یعنی گناہ کئی درجہ بڑھا کر نہیں لکھا جاتا، تاہم کوئی مسلمان یہ سمجھ کر گناہ نہ کرے کہ چلو آسان معاملہ ہے ایک گناہ کرنے کا وبال ایک ہی ہے، بلکہ یہ غور کرے کہ ایک گناہ لکھا جانا بھی ہمارے رب ﷻ کو کتنا ناپسند ہے؟ سید عالم ﷺ کی قلب اطہر پر کتنا رنج لائے گا جو امت کی خاطر راتوں کو روتے ہوئے دعائیں مانگتے تھے۔ اے کاش یہ دو باتیں یاد رہیں کہ اللہ ﷻ ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم دنیا میں کہیں بھی جاکر گناہ کریں اس کی نگاہ سے پوشیدہ ہرگز نہ ہوسکیں گے۔ بعض اہل علم نے یوں بھی بیان کیا ہے کہ گناہ کا وبال اسی کی مثل ہے یعنی ایک ہی لکھا جائے گا۔ مثلاً شرک کرنے والے کے گناہ کا وبال ایک ہی ہے اور وہ ہمیشہ جہنم میں جلنا ہے اور جسے یہ مژدہ سنادیا گیا تو اب اس کے لئے اور کیا رہ جاتا ہے؟ دیگر نافرمانیوں کا عذاب اسی کی مثل صغیرہ وکبیرہ نافرمانی کے حوالے سے بھگتنا پڑے گا۔ دنیا کی محبت اور خواہشات کا عذاب اُخروی نعمتوں کے نقصان، طلب جاہ منصب وعہدہ کا نقصان اسی کی مثل یعنی ذلت وخواری، الغرض جتنے بھی گناہ ہیں اس کے عذابات قرآن وحدیث میں متعین ہیں انہی کو غور کرلینے سے اُخروی نقصان کا پتہ چل جاتا ہے۔

''لرادک الی معاد'' کے اسرار ورموز:

۴..... قتیبی کہتے ہیں کہ کسی آدمی کا ''معاد'' سے مراد اس کا وہ شہر ہوتا ہے جس سے جانے کے بعد پھر وہ اس کی طرف

لوٹ کر آتا ہے۔ علامہ بغوی کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ جب مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے غار سے نکلے تو آپ ﷺ نے دشمن کے تعاقب کے ڈر سے عام راستے سے ہٹ کر دوسرے راستے کو منتخب کیا۔ جب آپ ﷺ خطرے سے محفوظ ہوئے تو صحیح راستے کی جانب لوٹ آئے اور مکہ مدینہ کے درمیان جحفہ کے مقام پر آپ ﷺ نے نزول فرمایا جب اس راستے سے مکہ مکرمہ جانے والے راستے کو پہچانا تو آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ جانے کا اشتیاق ہوا جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی کیا آپ ﷺ اپنے شہر اور جائے ولادت جانے کے مشتاق ہیں؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا تو جبرائیل امین علیہ السلام نے آیت مقدسہ ﴿ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد بیشک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو (القصص: ۸۵)﴾ تلاوت فرمائی۔ سعید بن جبیر کے قول کے مطابق "معاد" سے مراد موت ہے، میں کہتا ہوں کہ چونکہ موت کے ذریعے اصلی حالت تک لوٹنا ہوتا ہے اسی لئے اسے "معاد" کہا گیا ہے، زہری و عکرمہ نے "معاد" سے مراد قیامت کا دن لیا ہے۔ بعض کے نزدیک "معاد" سے مراد جنت ہے۔ (المظھری، ج ۵، ص ۳۹۹)

یہ بات مشاہدے اور تجربے کی ہے کہ جو اہل محبت اپنے دلوں میں مکہ مدینہ کی محبت رکھتے ہیں وہ متذکرہ بالا آیت کا وردان مقدس مقامات پر کرتے ہیں اور متذکرہ بالا تمیمی کے قول کی بنسبت یہ نیت ہوتی ہے ہم دوبارہ اس مقام پر ضرور حاضر ہونگے۔ خود میں نے بھی اسی بات کو آزمایا ہے اور قارئین کرام کو بھی اس آیت کے حفظ کی تلقین کرونگا کہ جب بھی حرمین طیبین کا سفر اختیار کریں ضرور ہر ہر مقام پر متذکرہ آیت پڑھیں اور اس یقین سے پڑھیں کہ ہم دوبارہ ضرور بلائے جائیں گے، انشاء اللہ عزوجل۔

بارگاہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی :

۵...... نبی پاک ﷺ کی جناب میں گستاخی کرنے والے شخص کی توبہ مقبول ہے یا نہیں؟ اس بارے میں صاحب فتاوی بزازیہ نے نقل کیا: ہمارے نزدیک گستاخِ رسول کو قتل کرنا واجب ہے اور ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہے اگرچہ وہ اسلام لے آئے، آپ علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ کی نسبت قاضی عیاض مالکی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی کتاب الشفاء اور ابن تیمیہ حنبلی کی کتاب الصارم المسلول (الفتاوی بزازیہ علی ھامش الفتاوی الھندیہ، کتاب الفاظ تکون اسلاما او کفرا او خطا، الفصل الثانی فیما یکون کفرا من المسلم ومالایکون، ج ۶، ص ۳۲۲) کی طرف کی ہے پھر بعد میں آنے والے علماء نے انہی کی پیروی کی اور اس مسئلہ کو اپنی کتاب میں بعینہ اسی طرح ذکر کر دیا حتی کہ خاتمۃ المحققین ابن ہمام فتح القدیر، شرح ھدایۃ للامام ابن الھمام، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ص ۹۱)۔ اور صاحب الدرر اور الغرر درر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الجھاد، ماتسقط بہ الجزیہ، باب المرتد، ج ۱، ص ۲۹۹ و ۳۰۰ نے بھی اسے یونہی ذکر کیا حالانکہ شفاء شریف اور الصارم المسلول میں مذکور مسئلہ شوافع اور حنابلہ کا مذہب ہے، امام مالک علیہ الرحمۃ سے ایک روایت مع الجزم یہ ہے کہ ایسے شخص کی توبہ ہمارے نزدیک مقبول ہے۔ ہمارے مذہب کی کتب متقدمہ میں یہی منقول ہے جیسا کہ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کی کتاب الخراج میں اور امام طحاوی کی شرح مختصر اور النتف النتف فی الفتاوی، السابع من سب رسول اللہ ﷺ فانہ مرتد، ص ۴۲۴ و ۴۲۷ ملخصاً۔ وغیرہ کتب مذہب میں ہے اور تمام تعریفیں اور احسان مندیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جیسا کہ میں (علامہ شامی) نے اس مسئلہ کو اپنی ایک کتاب میں خوب واضح کر دیا ہے۔ اس قدر تفصیل سے یہ مسئلہ مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کیا۔ اس کتاب کا نام میں نے تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر

الامام او احد اصحابه الکرام علیهم الصلوة والسلام۔ (درس عقود رسم المفتی، ص ۴۱ وغیرہ)۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

دربارہ اسلام ورفع دیگر احکام اگلی (یعنی گستاخانِ رسول کی) توبہ اگر سچے دل سے ہو ضرور مقبول ہے. ہاں! اس میں اختلاف ہے کہ سلطانِ اسلام انہیں بعدِ توبہ واسلام صرف تعزیر دے، یا اب بھی سزائے موت دے وہ جو "ہزازیہ" اوراس کے بعد کی بہت کتبِ معتمدہ میں ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں اس کے یہی معنی ہیں۔ (الفتاوی الرضویه مخرجه، ج۱۴، ص۳۰۴)

اغراض:

ای الجنة: یعنی جنت کی دائمی نعمت مراد ہیں، ان نعمتوں میں رویت باری اور قدیم کلام کا سماعت کرنا داخل ہے۔

بالبغی: مراد ظلم اور تکبر ہے جو کہ فرعون، قارون اوران کے لشکروں سے سرزد ہوا۔

بعمل المعاصی: جیسا کہ قتل، زنا، چوری وغیرہ نافرمانیاں مراد ہیں جن کے بارے میں اللہ نے احکامات دیئے ہیں۔ ،

ای مثله: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے۔

الی مکة وکان قد اشتاقها: ماقبل گزر چکا کہ آیت ﴿ان الذی فرض علیک القرآن ﴾ متذکرہ کا سبب یہ تھا کہ جب سید عالم ﷺ کو ہجرت کی اجازت دی گئی، اور رات کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ غار سے نکلے، راستہ رات کی تاریکی کی وجہ سے کچھ مشتبہ تھا ، پس جب مکۃ المکرمۃ اور مدینہ منورہ کے مابین مقامِ جحفہ پہنچے، تو مکۃ المکرّمہ کا راستہ پہچان گئے اور مکۃ المکرمہ جانے کا شوق ہوا اور اپنا و اپنے آباء کے جائے مسکن کو یاد فرمانے لگے، پس جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: "کیا آپ اپنے شہر اور جائے مسکن کی جانب جانے کے مشتاق ہیں" سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ہاں!"۔ جبرائیل امین علیہ السلام نے جواب دیا: "بیشک اللہ عزوجل آپ ﷺ کو اس مقام پر دوبارہ لے جائے جہاں جانے کے آپ مشتاق ہیں اور متذکرہ آیت تلاوت فرمائی، مکۃ المکرمہ کا نام اس آیت میں "البلد معاداً" رکھا گیا یعنی وہ جگہ جہاں انسان لوٹ کر دوبارہ جائے۔ ای لا ترجع الیهم: بمعنی لا ترکن الی اقوالهم ہے۔

جوابا لقول کفار مکة: یہ قول کفار کے اس قول کہ "انک فی ضلال ، کے بارے میں فرمایا جیسا کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا، پس اللہ نے ان پر اسی کی مثل فرمان لوٹایا جیسا کہ فرمایا: ﴿وقال موسی ربی اعلم من جاء بالهدی من عنده ومن تکون له عاقبة الدار ﴾۔

لکن القی الیک: اللہ نے "الا بمعنی لکن" فرمایا جس سے اشارہ مقصود ہے کہ یہاں استثناء منقطع ہے۔

ولم یؤثر الجازم فی الفعل: لفظی اعتبار سے حرف جازم فعل میں مؤثر نہیں ہوتا لیکن محلاً مؤثر ہو جاتا ہے۔

تعبد: سے اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ تدع بمعنی تعبد ہے، اور اس مقام پر ایسی کوئی دلیل نہیں جو خوارج گمان کرتے ہیں ، غیر سے طلب کرنا چہ جائے کہ زندہ ہوں یا مُردہ شرک ہے، اور یہ ان کا جہل مرکب ہے، اور اس حیثیت سے غیر سے سوال کرنا واجب ہے کہ فلاں کے ہاتھ پر اللہ نے نفع ونقصان جاری کر دیا ہے، اس لئے کہ یہی اسباب کو اختیار کرنا کہلاتا ہے اور اسباب کا انکار ضد وہٹ دھرمی اور جہالت سے نہیں کیا جاسکتا۔

الا ایاہ: سے اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ "الوجه بمعنی الذات" ہے، اور صحیح یہ ہے کہ سب اعمال کے اعتبار پر منحصر ہے اور ثواب باقی رہے گا۔ (الصاوی، ج۴، ص۳۰۴ وغیرہ)

سورۃ العنکبوت مکیۃ وھی تسع و ستون آیۃ

سورۃ العنکبوت مکی ہے اور اس میں ۶۹ آیات ہیں

تعارف سورۃ العنکبوت

اس سورت میں عنکبوت کا ذکر آیت نمبر ۴۱ میں آیا ہے، اس میں ۱۸۰ا کلمات اور ۴۱۶۵ حروف ہیں۔ حسن، عکرمہ، عطاء اور جابر رضی اللہ عنہم کے قول کے مطابق مکمل سورت مکی ہے۔ کفار نابکار کا وہی روایتی انداز، نہ ماننا اور ضد کرنا، تبلیغ دین میں رکاوٹیں پیدا کرنا، فخر کائنات ﷺ کی ذات کو ہدف تنقید کا نشانہ بنانا، بلکہ موقع ملنے پر نقصان پہنچانا، تاہم یہی امتحان وآزمائش قدرت کو منظور اور اسی کے نتیجے میں اللہ ﷻ اپنے حبیب ﷺ کے درجوں میں اضافے کرتا ہے۔ کفار کے عقائد باطلہ کا پرچار اور ساتھ ہی کئی خداؤں پر اترانا، مادی وسائل کی بہتات اور ان کو اسلام کے خلاف استعمال میں لانا، لیکن یہ سارے آسرے، سہارے، ہتکنڈے، پروپگینڈے، سازشیں، الغرض ظلم وزیادتی کی ہوائیں، کبھی اپنے ہی خیموں کی تکیل اُکھیڑ دیتی ہیں، ہاں مضبوط گھر بھی مسمار ہو جایا کرتے ہیں، طوفانی ہوائیں کسی کو خاطر میں نہیں لاتیں، قانون قدرت اور انتقام قدرت کے آگے کچھ نہیں چلتا، اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو ان کے پکے گھروں، مصمم ارادوں، مضبوط ہتھیاروں کا حال مکڑی کے کمزور گھر کی مانند بتاتا ہے اور ﴿وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت یعنی تمام گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا ہوتا ہے (العنکبوت:۴۱)﴾۔ توحید کے دلائل تو قرآن میں جابجا ہیں بلکہ یوں کہیں کہ کس آیت سے توحید کی نفی ہوتی ہے تو جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔ تاہم متذکرہ سورت میں بھی خاص اہتمام کیا گیا اور عرق ریزی کے فارمولے کو مدنظر رکھتے ہوئے اہتمام کے ساتھ دلائل بیان کئے گئے جسے وہی جھٹلائے گا جس کی آنکھ پر تعصب کی عینک لگی ہوگی۔ آخر میں ﴿والذین جاھدوا فینا﴾ کے ذریعے مضبوط حوصلہ رکھنے کی سعی مسلسل کا درس اور ہمت بڑھانے کا مزید درس دے دیا تا کہ قیام قیامت تک کے لوگ راہ خدا میں ہمت کو کمزور نہ ہونے دیں۔

رکوع نمبر: ۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الم ج (۱)﴾اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذالِکَ﴿ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا ﴾اَیْ بِقَولِھِم ﴿امنا وھم لا یفتنون (۲)﴾یُخْتَبَرُونَ بِمَا یَتَبَیَّنُ بِهٖ حَقِیقَةِ اِیْمَانِهِم نَزَلَ فِی جَمَاعَةِ اٰمَنُوْا فَاٰذَاهُمُ الْمُشْرِکُوْنَ﴿ ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ﴾فِی اِیْمَانِهِم عِلْمُ مُشَاهَدَةٍ﴿ ولیعلمن الکذبین (۳)﴾فِیهِ﴿ام حسب الذین یعملون السیات ﴾الشِّرکَ وَالْمَعَاصِی﴿ ان یسبقونا ط﴾یَفُوتُوْنَا فَلَا نَنْتَقِمُ مِنهُم﴿ ساء﴾بِئسَ﴿ما﴾الذی﴿ یحکمون (۴)﴾هٗ حُکْمُهُم هٰذَا﴿ من کان یرجوا ﴾یَخَافُ﴿ لقاء اللہ فان اجل اللہ﴾بِهٖ﴿لات ط﴾فَلْیَسْتَعِدَّ لَهٗ﴿ وھو السمیع ﴾لِاَقْوَالِ الْعِبَادِ﴿ العلیم (۵)﴾بِاَفْعَالِهِم﴿ ومن جاھد ﴾جِهَادُ حَرْبٍ اَوْ نَفْسٍ﴿ فانما یجاھد لنفسه ﴾لِاَنَّ مَنفَعَةَ جِهَادِهٖ لَهٗ لَا لِلّٰهِ﴿ ان اللہ لغنی عن العلمین (۶)﴾الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلَائِکَةِ وَعَنْ عِبَادَتِهِم﴿ والذین امنوا وعملوا الصلحت لنکفرن عنھم سیاتھم ﴾بِعَمَلِ الصَّالِحَاتِ﴿ ولنجزینھم احسن ﴾بِمَعْنی حَسَنٍ وَنَصَبَه بِنَزْعِ الْخَافِضِ الْبَاءِ﴿ الذی

كانوا يعملون(۷)﴾وهُو الصَّالحاتُ﴿ ووصينا الانسان بوالديه حسنا ﴾اَى اِيصاءً ذَا حُسنٍ بِاَنْ يَبَرهما﴿ وان جاهدك لتشرك بى ما ليس لك به ﴾بِاشرَاكه﴿ علم ﴾مُوافِقَةٌ لِلوَاقِعِ فَلا مَفْهُومَ لَهُ﴿ فلا تطعهما ﴾فِى الْاِشراكِ﴿ الى مرجعكم فانبئكم بما كنتم تعملون (۸)﴾فَاُجَازِيكُم بِهٖ﴿ والذين امنوا وعملوا الصلحت لندخلنهم فى الصلحين (۹)﴾الْاَنبِياءِ والْاَولِياءِ بِاَنْ نَحْشُرُهم مَعهم﴿ ومن الناس من يقول امنا بالله فاذا اوذى فى الله جعل فتنة الناس ﴾اَى اَذَاهم لَهُ﴿ كعذاب الله ﴾فِى الخَوفِ مِنهُ فَيُطِيعُهم فَيُنافِقُ﴿ ولئِن ﴾لَامُ قَسم﴿جاء نصر﴾لِلمُومِنينَ﴿ من ربك ﴾فَغَنَمُوا﴿ ليقولن ﴾حُذِفَ مِنهُ نُونُ الرَّفْعِ لِتَوالِى النُّونَاتِ والوَاوِ ضَمِيرِ الجَمعِ لِالتِقَاءِ السَّاكِنينَ﴿ انا كنا معكم ط﴾فِى الْاِيمانِ فَاشرِكونَا فِى الغَنِيمَةِ قَالَ تعالى ﴿ اوليس الله باعلم ﴾اَى بِعالِم﴿ بما فى صدور العلمين (۱۰)﴾فِى قُلُوبِهِم مِنَ الْاِيمَانِ وَالنِّفَاقِ بَلٰى﴿ وليعلمن الله الذين امنوا ﴾بِقُلُوبِهِم﴿ وليعلمن المنفقين (۱۱)﴾فَيُجازِى الفَرِيقَينِ واللَّامُ فِى الفِعْلَينِ لَامُ قسم﴿ وقال الذين كفروا للذين امنوا اتبعوا سبيلنا ﴾طَرِيقَنَا فِى دِيْنِنا﴿ ولنحمل خطيكم ط﴾فِى اِتِّبَاعِنَا اِن كَانتْ وَالاَمرُ بِمَعنٰى الخَبَرِ قال تعالى ﴿ وما هم بحاملين من خطيهم من شيء انهم لكذبون (۱۲)﴾فِى ذَالِكَ﴿ وليحملن اثقالهم ﴾اَوزَارَهم﴿واثقالا مع اثقالهم ز﴾بِقَولِهِم لِلمُومِنينَ اِتَّبِعوا سَبِيلَنَا وَاضْلَالِهِم مُقَلِديهِم ﴿ وليسئلن يوم القيمة عما كانوا يفترون (۱۳)﴾ يَكذِبُونَ على اللهِ سُوالُ تَوبِيخٍ فَاللَّامُ فِى الفِعلَينِ لامُ قسم وَحَذف فَاعلهُما والوَاوُ ونُونُ الرفعِ .

﴿ترجمہ﴾

الـٓـم (اس کی جو مراد ہے اللہ باخوبی جانتا ہے) کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر (یعنی اپنے اسی قول کے سبب) چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی (ان کو اس طرح آزمایا نہیں جائے گا کہ جس سے دوسروں پر ان کے ایمان کی حقیقت ظاہر ہو جائے......۱...... یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو ایمان لے آئے پھر کفار انہیں تکالیف اور اذیتیں پہنچانے لگے) اور بیشک ہم نے ان سے اگلوں کو جانچا تو ضرور اللہ ان کو دیکھے گا (یعنی بطور علم مشاہدہ......۲......) جو سچے ہیں (اپنے ایمان کی حقیقت میں) اور ضرور ان کو دیکھے گا جو (اس میں) جھوٹے ہیں یا یہ سمجھے ہوئے ہیں وہ جو بُرے کام (یعنی شرک اور دیگر گناہ......۳......) کرتے ہیں کہ ہم سے کہیں نکل جائیں گے (ہم سے بچ جائیں گے ہم ان سے انتقام نہ لے سکیں گے) کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں (یعنی ان کا یہ حکم لگانا کتنا بُرا ہے، آیت مذکورہ میں ما بمعنی الذی ہے) جسے اللہ سے ملنے کی امید ہو (وہ اللہ سے ڈرتا ہو) تو بیشک (اس ملاقات کی) اللہ کی میعاد ضرور آنے والی ہے (اس بندے کو چاہیے کہ اس کے لیے تیاری کرے) اور وہی سننے والا ہے (اپنے بندوں کے اقوال) جاننے والا ہے (ان کے اعمال کو) اور جو جہاد کرے (خواہ میدان جنگ میں یا اپنے نفس کے ساتھ......۴......) تو اپنے ہی بھلے کو جہاد کرتا ہے (اس کے اس جہاد کا فائدہ اسی کے لیے ہے اللہ کے لیے نہیں) بیشک اللہ بے پرواہ ہے سارے جہاں سے (انسانوں، جنوں، فرشتوں سے اور ان کی عبادتوں سے) اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم ضرور (ان کی

نیکیاں کرنے کے سبب) ان کی برائیاں اتار دیں گے اور ضرور انہیں اس کام پر بدلہ دیں گے جو ان کے سب کاموں میں (یعنی نیک کاموں میں) اچھا ہے (احسن بمعنی حسن ہے، اور یہ حرف جر باء کے حذف کی وجہ سے منصوب ہے) اور ہم نے آدمی کو اچھی تاکید کی اس کے ماں باپ کے بارے میں (کہ آدمی اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرے......۵......، حسنا مفعول مطلق کی صفت ہے اصل میں ایصاء ذا حسن ہے) اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھرائے جس کا (یعنی میرے شریک ہونے کا) تجھے علم نہیں (در حقیقت اللہ ایک ہی ہے اور تجھے کسی دوسرے خدا کا علم ہی نہیں، لہذا دوسرے خدا کا علم ہونے کے مفہوم کا اعتبار ہی نہیں کیا جاسکتا) تو تو ان کا کہنا نہ مانے (اللہ کا شریک ٹھرانے کے بارے میں) میری ہی طرف تمہارا پھرنا تو میں بتادوں گا تمہیں جو تم کرتے تھے (پس میں تمہیں اس کا بدلہ دونگا) اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم انہیں نیکوں میں داخل کریں گے (یوں کہ ان نیکوں کا حشر صالحین کے ساتھ کریں گے، صالحین سے مراد انبیاء اور اولیاء ہیں) اور بعض آدمی کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور پھر جب اللہ کی راہ میں انہیں کوئی تکلیف دی جاتی ہے تو لوگوں کے فتنہ کو (یعنی ان کی طرف سے اسے ملنے والی تکلیف کو) اللہ کے عذاب کی طرح سمجھتے ہیں (یعنی وہ لوگوں سے اس طرح ڈرتے ہیں پس اسی ڈر کے نتیجے میں وہ ان کی اطاعت کرنے لگتے ہیں پس یوں منافق ہوجاتے ہیں) اور اگر (لـئـن میں لام قسمیہ ہے) تمہارے رب کے پاس سے (مسلمانوں کے لیے) مدد آئے (یوں کہ انہیں مال غنیمت مل جائے) تو ضرور کہیں گے (لیقولن میں نون اعرابی کو پے در پے نون آجانے کے سبب اور واؤ جو کہ ضمیر جمع تھی اسے التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا گیا ہے) ہم تو (ایمان لانے میں) تمہارے ہی ساتھ تھے (تو تم ہمیں بھی مال غنیمت......۶......میں شریک کرو، اللہ ﷻ فرماتا ہے) کیا اللہ نہیں جانتا ہے جو کچھ جہاں بھر کے دلوں میں ہے (ایمان یا نفاق؟ کیوں وہ سب کچھ جانتا ہے، صدور بمعنی قلوب ہے) اور ضرور اللہ ظاہر کردے گا ایمان والوں کو (جو دل ایمان لانے والے ہیں) اور ضرور ظاہر کردے گا منافقوں کو (تو وہ فریقین کو بدلہ عطا فرمائے گا دونوں مذکورہ افعال میں لام قسمیہ ہے) اور کافر مسلمانوں سے بولے ہماری راہ (یعنی ہمارے دین) پر چلو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے (جو تم ہماری پیروی میں کروگے، یہاں فعل امر "اتبعوا" خبر کا معنی دے دیا ہے، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ نہ اٹھائیں گے بیشک وہ (اس بات میں) جھوٹے ہیں بیشک ضرور اپنے بوجھ (اثقالھم بمعنی اوزارھم ہے) اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ (اپنے اس قول "اتبعوا سبیلنا ہماری راہ پر چلو" کا جو انہوں نے مسلمانوں سے کہا تھا، اور پیروکاروں کے گناہوں کا بوجھ جنہوں نے ان کی پیروی کی تھی......۷......) اور ضرور قیامت کے دن پوچھے جائیں گے جو کچھ افتراء کرتے تھے (یعنی جو وہ اللہ ﷻ پر جھوٹ باندھ رہے تھے، یہ سوال بطور زجر و توبیخ ہوگا، مذکورہ دونوں افعال میں لام قسم کے لیے ہے ان دونوں افعال کے فاعل واؤ ضمیر جمع اور نون اعرابی کو حذف کردیا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم○احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون○﴾.

الم: "ھذہ" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ھمزہ: حرف استفہام، حسب: فعل، الناس: ذوالحال، و: حالیہ، ھم: مبتدا، لا یفتنون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، ان: مصدر، یترکوا: فعل با نائب الفاعل، ان: مصدریہ، یقولوا: قول: امنا: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر بتاویل مصدر "لام" جار محذوف کیلئے مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکذبین○﴾.

و: عاطفہ، لام قسمیہ، قد: تحقیقیہ، فتنا: فعل با فاعل، الذین: موصول، من قبلھم: ظرف مستقر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم

محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، لام قسمیہ، یعلمن اللہ: فعل وفاعل، الذین صدقوا: موصول صلہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، لیعلمن الکذبین: جملہ فعلیہ۔

﴿ام حسب الذین یعملون السیات ان یسبقونا ساء ما یحکمونo﴾۔

ام: عاطفہ، حسب: فعل، الذین: موصول، یعملون السیات: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر فاعل، ان: مصدریہ، یسبقونا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر قائم مقام دو مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ساء: فعل، ما یحکمون: موصول صلہ، ملکر فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مبتدا محذوف "حکمھم" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿من کان یرجوا لقاء اللہ فان اجل اللہ لات وھو السمیع العلیمo﴾۔

من: شرطیہ مبتدا، کان: فعل ناقص با اسم، یرجوا: فعل با فاعل، لقاء اللہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، ان: حرف مشبہ، اجل اللہ: اسم، لام: تاکیدیہ، ات: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ھو السمیع العلیم: جملہ اسمیہ۔

﴿ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہ ان اللہ لغنی عن العلمینo﴾۔

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، جاھد: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انما: حرف مشبہ وما کافہ، یجاھد لنفسہ: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان اللہ: حرف مشبہ و اسم، لام: تاکیدیہ، غنی عن العلمین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت لنکفرن عنھم سیاتھم ولنجزینھم احسن الذی کانوا یعملونo﴾۔

و: عاطفہ، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ، ملکر مبتدا، لام: قسمیہ، نکفرن: فعل با فاعل، عنھم: ظرف لغو، سیاتھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لام قسمیہ، نجزینھم: فعل با فاعل ومفعول، احسن: مضاف، الذی کانوا یعملون: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا﴾۔

و: مستانفہ، وصینا: فعل با فاعل، الانسان: مفعول، بوالدیہ: ظرف لغو، حسنا: مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر "ایصاء" محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہو کر مفعول مطلق "ای ایصاء ذاحسن"، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وان جاھداک لتشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما﴾۔

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، جاھداک: فعل با فاعل ومفعول، لام: جار، تشرک بی: فعل با فاعل وظرف لغو، ما: موصولہ، لیس: فعل ناقص، لک: ظرف مستقر خبر مقدم، بہ علم: شبہ جملہ اسم، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، لا تطعھما: فعل نہی با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الی مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملونo﴾۔

الی: ظرف مستقر خبر مقدم، مرجعکم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، انبئکم: فعل با فاعل ومفعول، بما کنتم تعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت لندخلنھم فی الصلحینo﴾۔

و: عاطفہ، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ، ملکر مبتدا، لام: تاکیدیہ قسمیہ، ند خلنهم: فعل بافاعل ومفعول، فی الصلحین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن الناس من یقول امنا باللہ فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنة الناس کعذاب اللہ﴾.

و: عاطفہ، من الناس: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، یقول قول، امنا باللہ: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، اذا: شرطیہ ظرفیہ مفعول فیہ مقدم، اوذی: فعل مجہول با نائب الفاعل، فی: جار، اللہ: "سبیل" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، جعل: فعل بافاعل، فتنة الناس: مفعول اول، کاف: بمعنی "مثل" مضاف، عذاب اللہ: مضاف الیہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولئن جاء نصر من ربک لیقولن انا کنا معکم﴾.

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، جاء: فعل، نصر: فاعل، من ربک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، یقولن: قول، انا: حرف مشبہ واسم، کنا معکم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿اولیس اللہ باعلم بما فی صدور العلمین٥﴾.

ہمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ، لیس: فعل ناقص، اللہ: اسم، ب: زائد، اعلم: اسم تفضیل بافاعل، بما فی صدور العلمین: جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولیعلمن اللہ الذین امنوا ولیعلمن المنفقین٥﴾.

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، یعلمن اللہ: فعل وفاعل، الذین امنوا: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، لام: قسمیہ، یعلمن: فعل بافاعل، المنفقین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وقال الذین کفروا للذین امنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطیکم وماهم بحاملین من خطیهم من شیء﴾.

و: عاطفہ، قال: فعل، الذین کفروا: فاعل، للذین امنوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، اتبعوا سبیلنا: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لنحمل: فعل امر با "نحن" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ما: مشابہ بلیس، ہم: اسم، ب: زائد، حاملین: اسم فاعل بافاعل، من خطیهم: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، شیء: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، خطیکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انهم لکذبون٥ ولیحملن اثقالهم واثقالا مع اثقالهم﴾.

انهم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، کذبون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لام: قسمیہ، یحملن: فعل بافاعل، اثقالهم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اثقالا: موصوف، مع اثقالهم: صفت، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولیسئلن یوم القیمة عما کانوا یفترون٥﴾.

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، یسئلن: فعل نائب الفاعل، یوم القیمة: ظرف، عما کانوا یفترون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔ قسم محذوف "نقسم" کے لیے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......**احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا امنا......**☆یہ آیت اُن حضرات کے حق میں نازل ہوئی جو مکہ مکرمہ میں تھے اور انہوں نے اسلام کا اقرار کیا، تو اصحاب رسول ﷺ نے انہیں لکھا کہ محض اقرار کافی نہیں جب تک کہ ہجرت نہ کرو، ان صاحبوں نے ہجرت کی اور بقصد مدینہ روانہ ہوئے مشرکین ان کے درپے ہوئے اور ان سے قتال کیا، بعض حضرات ان میں سے شہید ہوئے، بعض بچ آئے، ان کے حق میں یہ دو آیات نازل ہوئیں اور حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مراد ان لوگوں سے سلمہ بن ہشام بن ابی ربیعہ اور ولید بن ولید اور عمار بن یاسر وغیرہ ہیں جو مکہ مکرمہ میں ایمان لائے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عمار کے حق میں نازل ہوئی جو خدا پرستی کی وجہ سے ستائے جاتے تھے اور کفار مکہ انہیں سخت ایذائیں پہنچاتے تھے، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیتیں حضرت عمر کے غلام حضرت مہجع بن عبداللہ کے حق میں نازل ہوئی جو بدر میں سب سے پہلے شہید ہونے والے تھے، سید عالم ﷺ نے ان کی نسبت فرمایا کہ مہجع سید الشہداء ہیں اور اس امت میں باب جنت کی طرف پہلے وہ پکارے جائیں گے، ان کے والدین اور ان کی بی بی کو بہت صدمہ ہوا تو اللہ نے اس آیت میں اُن کی تسلی فرمائی۔

☆......**ووصينا الانسان بوالديه حسنا......**☆یہ آیت اور سورۃ لقمان، سورۃ احقاف کی آیتیں سعد بن ابی وقاص کے حق میں بقول ابن اسحٰق، سعد بن مالک اور زہری کے قول کے مطابق نازل ہوئیں، ان کی ماں حمنہ بنت ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھی، حضرت سعد سابقین اولین میں سے تھے اور اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے جب آپ اسلام لائے تو آپ کی والدہ نے کہا کہ تو نے یہ کیا نیا کام کیا ہے خدا کی قسم! اگر تو اس سے باز نہ آیا تو میں نہ کھاؤں نہ پیوں یہاں تک کہ مر جاؤں، اور تیری ہمیشہ کے لئے بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے، پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک شبانہ روز کھایا نہ پیا اور سائے میں بیٹھی رہی اور پھر ایک رات دن اسی طرح رہی یہاں تک کہ حضرت سعد ان کے پاس تشریف لائے اور ان سے کہا کہ اے ماں اگر تیری سو جانیں ہوں اور وہ بھی دین اسلام کے لئے ایک ایک کر کے نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین چھوڑنے والا نہیں، تو چاہے کھا یا نہ کھا، جب وہ حضرت سعد کی جانب سے مایوس ہو گئیں تو کھانے لگیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ایمان لانے کے بعد آزمائشیں:

لے......کبھی آزمائش سزا اور گناہوں کے وبال کے ازالے کے طور پر ہوتی ہے اور کبھی گناہوں کے مٹانے اور درجات کی بلندی اور عالی مراتب کے حصول کی وجہ سے بھی آزمایا جاتا ہے۔ پس جو آزمائش گناہوں کے مقابلے میں بطور سزا آئے گی اس میں صبر نہ پایا جائے گا بلکہ جزع وفزع اور شکوہ شکایات ہونگی۔ جو آزمائش گناہوں کے مٹانے کے لئے ہونگی اس میں صبر ہوگا جس میں شکوہ شکایات کی آمیزش بالکل ہی نہ ہوگی اور ساتھ ہی اوامر وطاعات کی بجا آوری پر مداومت ہوگی۔ اور آزمائش درجات کی بلندی کی وجہ سے ہوگی اس میں نفس کو سکون وطمانیت میسر ہوگی اور دنوں وزمانوں کے گزرنے پر اسے فناء وبقاء کے انکشافات ہونگے۔

(شرح فتوح الغيب، المقالة الخامسة والاربعون: في النعمة والابتلاء، ص ۱۳۹ وغیرہ، ملخصاً وملتقطاً)

☆......حضرت عمار بن یاسر اور ان کے والد گرامی کو اسلام لانے کے بعد سزا دی جاتی تھی اور یہ سابقین اولین میں سے تھے، ایک سید عالم ﷺ ان کے پاس سے گزرے جب ان کو سزا دی جارہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے آل یاسر! صبر کرو تم سے جنت کا وعدہ ہے''۔

(الاصابة، العين بعدها الميم، ج ٤، رقم: ٥٧٢٠، ص ٤٧٣)

☆......بلال بن رباح، مؤذن رسول ﷺ، جنہیں حضرت ابوبکر صدیق نے خرید کر آزاد کیا، مشرکین انہیں توحید پر قائم ہونے کی وجہ سے عذاب دیتے تھے، ایک قول یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے ابوبکر کو انہیں آزاد کرانے کا حکم دیا تھا، کئی غزوات میں سید عالم ﷺ کے ساتھ رہے، سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد مجاہد کی حیثیت سے شام کی جانب نکل گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ ابونعیم نے کہا کہ یہ ابوبکر کے ہم عمر اور رسول اللہ ﷺ کے خازن تھے۔ (الاصابة فی تمییز الصحابة، الباء بعدها اللام ،رقم:۷۳٦، ج۱، ص ٤٥٥)

☆......حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کعبہ کے سائے میں اپنی چادر پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، ہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا آیا آپ ہمارے لئے مدد طلب نہیں کرتے! آیا آپ ﷺ ہمارے لئے دعا نہیں کرتے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلی امتوں میں سے ایک شخص کو زمین میں دبا دیا جاتا، پھر اس کے جسم پر آری رکھ کر اس کے جسم کو دو حصوں میں کاٹ دیا جاتا، اور یہ ظلم اسے اس کے دین سے منحرف نہیں کرتا تھا، اور اس کے جسم میں لوہے کی کنگھی چلا کر اس کے گوشت، اس کی رگوں اور اس کے پٹھوں کو چھیل دیا جاتا اور یہ ظلم بھی اسے اس کے دین سے منحرف نہیں کرتا تھا، اور اللہ اپنے اس دین کو مکمل فرمائے گا حتی کہ ایک سوار مقام صنعاء سے حضر موت تک کا سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف نہیں ہوگا البتہ اس کو اپنی بکریوں کے متعلق بھیڑیے کا ڈر ہوگا لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو''۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب: علامة النبوة فی الاسلام ،رقم:۳٦۱۲، ص ٦٠٦)

حضرت ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید المعروف امام ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں:

ایک مکی شخص نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن سالم کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''اس قبرستان میں سب سے افضل کون ہے؟ جواب دیا حضرت عمر بن عبدالعزیز، میں نے پوچھا: وہ کس سبب سے فضیلت پا گئے؟ جواب دیا: ''اس لئے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی تو وہ اس پر صبر کرتے تھے''۔ میں نے پھر پوچھا: سیدنا فضیل بن عیاض کا کیا ہوا؟ فرمایا: ''انہیں ایسا لباس پہنایا گیا ہے، جس کے کناروں کے مقابلے میں دنیا کی کوئی حیثیت نہیں''۔ (موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، رقم: ۲۷۰، ج۳، ص ۱۳٤)

انسان اپنی طویل زندگی میں سہو، تسامح اور لغزشوں سے خالی نہیں ہوتا، اور یہ امور صغائر کے باب سے ہوتے ہیں یا ترک اولی یا خلاف اولی کے قبیل سے، پھر جب نبی پاک ﷺ اور مسلمانوں نے اس سفر میں بہت تکلیفیں، مشقتیں اور سختیاں اٹھائیں تو اللہ عزوجل نے خبر دی کہ ان کی یہ تکلیفیں اور سختیاں ان کی اس طویل زندگی کی تمام لغزشوں اور خلاف اولی کاموں کے لئے کفارہ بن گئیں اور یہ تکلیفیں ان کی اخلاص کے ساتھ توبہ کے قائم مقام ہیں، اس لئے اللہ عزوجل نے فرمایا: اللہ نے نبی کی توبہ قبول کی اور ان مہاجرین اور انصار کی جنہوں نے تنگی کے وقت میں نبی کی اتباع کی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس سفر میں ان پر بہت سختیاں اور صعوبتیں آئیں تھیں اور مسلمانوں کے دلوں میں وسوسے آتے رہتے تھے اور جب بھی کسی کے دل میں کوئی وسوسہ آتا وہ اللہ عزوجل سے توبہ کرتا اور اس وسوسہ کے ازالے کے لئے اللہ عزوجل سے گڑگڑا کر دعا کرتا تو ان کی کثرت توبہ کی وجہ سے اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ بعید نہیں ہے کہ اس سفر میں مسلمانوں سے کچھ گناہ ہو گئے ہوں، لیکن اس سفر کی صعوبتوں کی وجہ سے اللہ عزوجل نے ان کے گناہ معاف فرما دیئے، اس لئے اللہ عزوجل نے فرمایا: اللہ نے نبی کی توبہ قبول کی اور ان مہاجرین اور انصار کی جنہوں نے تنگی کے وقت میں نبی کی اتباع کی، ہر چند کہ ان مہاجرین اور انصار کے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے لیکن ان کے ساتھ نبی پاک ﷺ کا ذکر دین میں عظیم مرتبے پر متنبہ کرنے کے لئے فرمایا کہ وہ اتنے عظیم درجہ پر فائز ہیں کہ قبولیت توبہ میں ان کے ساتھ نبی ﷺ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

(عطائین، ج۲، ص ٦٤٥، الرازی، ج٦، ص ١٦٢)

اللہ عزوجل کے علم کے بارے میں وسوسہ اور علاج:

۲......متذکرہ آیت میں فرمایا: اللہ ﷻ ضرور جان لے گا (دیکھے گا) جوان میں سچے ہیں اور ضرور جان لے گا جو جھوٹے ہیں۔ یعنی اللہ ﷻ پہلے سے نہیں دیکھتا جانتا، مستقبل کا علم اللہ ﷻ کو پہلے سے نہیں ہوتا، بندے کام کرلیں اس کے بعد اللہ ﷻ کو علم ہوتا ہے۔امام بیضاوی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اللہ ﷻ ظاہر فرمادے گا اور اس کے مطابق جزاء وسزا دے گا جس طرح لوگوں کو ان کے ناموں سے جانا پہچانا جاتا ہے اسی طرح بروز قیامت یہ لوگ اللہ ﷻ کے حضور سفید وسیاہ چہروں میں حاضر ہونگے۔(البیضاوی، ج۲،ص ۲۹)

علامہ قرطبی کہتے ہیں:

زجاج نے کہا کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ صادق کے صدق کے وقوع اور کاذب کے کذب کے وقوع کو جان لے، حالانکہ اللہ ﷻ کو صادق اور کاذب کے پیدا کرنے سے پہلے ان کے صدق اور کذب کا علم تھا، لیکن اس کو علم تھا کہ صادق کے صدق کا وقوع ہونے والا ہے اور عنقریب اس کا صدق واقع ہوگا لیکن اس نے قصد کیا کہ اس کو ان کے صدق اور کذب کے وقوع کا علم ہوتا کہ ان کے صدق وکذب کی جزاء دی جائے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۰،ص ۲۸۸)

اللہ ﷻ کا علم ہر شے کو محیط یعنی جزئیات، کلیات، موجودات، معدومات، ممکنات، محالات، سب کو ازل میں جانتا تھا اور اب بھی جانتا ہے اور ابد تک جانے گا، اشیاء بدلتی ہیں اور اس کا علم نہیں بدلتا، دلوں کے خطروں اور وسوسوں پر اُس کو خبر ہے اور اس کے علم کی کوئی انتہاء نہیں۔ وہ غیب وشہادت سب کو جانتا ہے، علم ذاتی اس کا خاصہ ہے، جو شخص علم ذاتی، غیب خواہ شہادت کا غیر خدا کے لئے ثابت کرے کافر ہے علم ذاتی یہ ہے کہ بے خدا کے دیئے خود حاصل ہو۔(بہار شریعت مخرجہ، عقائد متعلقہ ذات وصفات باری، حصہ اول، ج۱،ص ۱۰)

گناہ کی تعریف ووضاحت:

۳......جمہور کے نزدیک گناہ کی دو قسمیں ہیں: صغیرہ وکبیرہ، جب کہ معتزلہ کے نزدیک گناہ کی دو قسمیں کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہر وہ گناہ جس کا مرتکب قرآن وسنت میں منصوص کسی خاص سخت وعید کا مستحق ہو۔ کبیرہ گناہ اسے کہتے ہیں جو حرام ہو اور اس کی مشروعیت نص قطعی سے ہوئی ہو۔ (التعریفات، باب الکاف، ص ۱۸۳)

اور صغیرہ گناہ سے مراد ہر وہ گناہ ہے جس سے استغفار طلب کی جائے، اور صاحبِ کفایہ کہتے ہیں ہر وہ معصیت جس کی اضافت مافوق کی طرف کی جائے وہ صغیرہ ہے اور ہر وہ معصیت جس کی اضافت مادون کی طرف کی جائے اُسے کبیرہ کہتے ہیں۔

(شرح عقائد،مبحث الصغیرۃ والکبیرۃ،ص ۱۰۸)

علامہ ذہبی نے جن گناہوں کو کبیرہ شمار کیا ہے ان کی تعداد ستر ہے جو کہ یہ ہیں: (۱) جس کام سے اللہ، اسکے رسول اور صحابہ نے منع کیا ہو، (۲) قتل ناحق، (۳) جادو، (۴) ترک نماز، (۵) ترک زکوۃ، (۶) بلاعذر رمضان کے روزے ترک کرنا، (۷) باوجود قدرت حج نہ کرنا، (۸) ماں باپ کی نافرمانی کرنا، (۹) رشتہ داروں سے ترک تعلق کرنا، (۱۰) زنا، (۱۱) قوم لوط کا عمل کرنا، (۱۲) سود کھانا، (۱۳) ظلماً یتیم کا مال کھانا، (۱۴) اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھنا، (۱۵) میدان جہاد سے بھاگنا، (۱۶) سربراہ مسلمین کا عوام پر ظلم کرنا یا عوام کا ان پر ظلم کرنا، (۱۷) فخر وتکبر میں مبتلا ہونا، (۱۸) جھوٹی گواہی دینا، (۱۹) شراب پینا، (۲۰) جوا کھیلنا، (۲۱) مسلمان پاک باز عورتوں پر تہمت لگانا، (۲۲) مال غنیمت میں خیانت کرنا، (۲۳) چوری کرنا، (۲۴) ڈاکا ڈالنا، (۲۵) جھوٹی قسم کھانا، (۲۶) ظلم کرنا، (۲۷) سلطان کے حکم کے بغیر ٹیکس جمع کرنا، (۲۸) حرام کھانا یا کسی طریقے سے بھی حرام کو استعمال کرنا، (۲۹) خودکشی کرنا، (۳۰) باتوں میں بہ کثرت جھوٹ بولنا، (۳۱) ناجائز فیصلے کرنا، (۳۲) رشوت لینا، (۳۳) عورتوں کا مردوں کی اور مردوں کا عورتوں کی مشابہت کرنا، (۳۴) بے غیرتی کرنا، (۳۵) طلاق دینے کی شرط سے حلالہ کرنا، (۳۶) پیشاب کے قطروں سے نہ

پہنا، (۳۷) علم کو چھپانا، (۳۸) دنیا کے لئے علم دین حاصل کرنا، (۳۹) خیانت کرنا، (۴۰) احسان جتانا، (۴۱) تقدیر کو جھٹلانا، (۴۲) لوگوں کو جتانے کے لیے نیک عمل کرنا، (۴۳) چغلی کرنا، (۴۴) ایک دوسرے پر لعنت کرنا، (۴۵) عہد شکنی کرنا، (۴۶) نجومی کی تصدیق کرنا، (۴۷) بیوی کا خاوند کی نافرمانی کرنا، (۴۸) تصویر بنانا، (۴۹) نوحہ ماتم کرنا، (۵۰) حاکم وقت کے خلاف بغاوت کرنا، (۵۱) کمزوروں پر تشدد کرنا، (۵۲) پڑوسی کو اذیت دینا، (۵۳) مسلمانوں کو ایذا دینا اور انہیں گالی دینا، (۵۴) اللہ کے بندوں کو اذیت دینا اور ان پر سختی کرنا، (۵۵) قدموں کے نیچے گھسیٹتے ہوئے کپڑے تکبر کے لیے پہننا، (۵۶) مردوں کا سونے اور ریشم پہننا، (۵۷) غلام کا بھاگنا، (۵۸) غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا، (۵۹) اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے اپنی نسبت قائم کرنا، (۶۰) شرعی جواز کے بغیر جواز قائم کرنا، (۶۱) فاضل پانی دینے سے منع کرنا، (۶۲) ناپ تول میں کمی کرنا، (۶۳) اللہ کے عذاب سے بے خوف ہونا، (۶۴) اولیاء اللہ کو اذیت دینا، (۶۵) اللہ والوں سے عداوت رکھنا، (۶۶) بغیر عذر شرعی کے جماعت ترک کرنا، (۶۷) جمعہ بغیر عذر شرعی کے ترک کرنا، (۶۸) دھوکہ اور فریب دینا، (۶۹) مسلمانوں کے عیوب تلاش کر کے بیان کرنا، (۷۰) صحابہ میں سے کسی کو گالی دینا۔

(الکبائر، للامام ذہبی)

جہاد اکبر اور جہاد اصغر:

۲۶.....قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ ﷻ نے جہاد کے لئے مومنوں کو ترغیب دلائی کہ مسلمانوں کی تعداد قلیل ہو تو کچھ فرق نہیں پڑتا، حوصلہ بلند ہونا چاہئے کہ تعداد قلیل ہی کیوں نہ ہو بلند حوصلہ انہیں اپنے سے کئی گناہ بڑے لشکر سے جنگ پر آمادہ کر دے گا۔ اسی ترغیب والے مضمون کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم احادیث نبوی ﷺ سے جہاد کی اہمیت اور فضائل پر مبنی احادیث ذکر کرتے ہیں تا کہ اس کی اہمیت مزید آشکار ہو جائے اور مسلمانوں میں مزید اس عظیم نعمت کا شوق بیدار ہو۔

☆.....حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے''، ایک روایت میں یوں ہے: ''جو اللہ کے لئے یا اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے''۔

(سنن الترمذی ، کتاب فضائل جهاد ، باب:ما جاء فی فضل من مات،رقم: ۱۶۲۱، ص۴۹۸)

☆.....اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: '' وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ اُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میری تو یہی خواہش ہے کہ اللہ ﷻ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں''۔

(صحیح البخاری ، کتاب الجهاد ،باب تمنی الشهادة،رقم:۲۷۹۷،ص۴۶۳)

☆.....عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ لَا يُكْلَمُ اَحَدٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِهٖ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهٗ يَثْعَبُ اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی اللہ ﷻ کی راہ میں زخمی ہوگا، اور اللہ ﷻ خوب جانتا کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوا، تو قیامت میں اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا، رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی''۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارة،باب فضل الجهاد ،رقم:۴۷۵۵، ص۹۰۳)

☆.....عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ''مَا يَجِدُ الشَّهِيْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا كَمَا يَجِدُ اَحَدُكُمْ مِنْ

مَسِّ الْقَرْصَةِ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''شہید کو اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کیے جانے سے فقط اتنا درد ہوتا ہے جتنا تم میں سے کسی ایک کو چیونٹی کے کاٹنے کا درد ہوتا ہے''۔

(الجامع الترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل المرابط، رقم:۱۶۷٤، ص۵۰۹)

☆...... حضرت مسروق سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس روایت کے متعلق پوچھا جو لوگ اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے (ال عمران:۱۶۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں، ان کے لئے عرش میں قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں وہ جہاں چاہتی ہیں چرتی ہیں، اور پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتی ہیں ۔ پھر ان کا رب عزوجل ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے تم کسی چیز کو چاہتے ہو؟ وہ کہتے ہیں ہم کس چیز کی خواہش کریں کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں چرتے ہیں''۔ یہ مکالمہ تین مرتبہ ہوگا جب وہ دیکھیں گے کہ ان کو بغیر پوچھے نہیں چھوڑا جارہا تو وہ کہیں گے کہ ہمارے رب ہماری یہ خواہش ہے کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں دوبارہ لوٹا دیا جائے حتی کہ ہم تیری راہ میں دوبارہ قتل کیے جائیں، جب اللہ عزوجل یہ دیکھے گا کہ ان کو اور کوئی خواہش نہیں ہے تو ان کو چھوڑ دیا جائے گا۔

(سنن ابن ماجه، کتاب فضائل الجهاد، باب فضل الشهادة، رقم ۲۸۰۱، ص٤۷٦)

☆...... عن سهل ابن سعد قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: "الغدوة والروحة فی سبیل الله عزوجل افضل من الدنیا وما فیها" حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی راہ میں صبح کرنا یا شام کرنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے''۔ (سنن نسائی، کتاب الجهاد، باب فضل غدوة فی سبیل الله، رقم:۳۱۱۵، ص۷٤۱)

☆...... عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو اس حال میں مرا کہ اس نے جہاد کیا نہ اس کے دل میں جہاد کی خواہش ہوئی وہ نفاق کے ایک شعبہ پر مرا''۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب کراهیة ترک الغزو، رقم:۲۵۰۲، ص٤٦۸)

ہم یہاں جہاد کے فرض کفایہ اور فرض عین ہونے اور شرائط کا بیان کرتے ہیں چنانچہ فقہائے کرام فرماتے ہیں:

(۱)...... جہاد ابتداً فرض کفایہ ہے پس اگر کسی ایک جماعت نے کرلیا تو سب کی طرف سے ساقط ہوگیا اور اگر سب مسلمانوں نے چھوڑ دیا تو سارے ہی گناہ گار ہونگے۔ (کنز الدقائق مع کشاف الحقائق، کتاب السیر والجهاد، ص۱۷۷)

(۲) اگر کفار کسی شہر پر ہجوم کریں تو الاقرب فالاقرب کے قانون کے تحت تمام مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہوگا۔ اور درر کی عبارت میں ہے کہ جہاد فرض عین اس وقت ہوگا جب کہ دشمن اسلامی سرحد پر حملہ کردے تو قرب وجوار کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہوگا اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جہاد پر قدرت رکھتے ہوں۔ (رد المحتار، کتاب الجهاد، مطلب فی الفرق بین فرض العین، ج٦، ص۲۰۱ ملتقطاً)

(۳)...... جہاد کے واجب ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ مجاہد کے پاس جنگ کرنے کے لئے ہتھیار ہوں، زاد راہ اور سواری کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ (رد المحتار، کتاب الجهاد، مطلب :طاعة الوالدین فرض عین، ج٦، ص۲۰۵)

(٤)...... بچے، عورت، غلام، اندھے، اپاہج اور لنگڑے پر جہاد فرض نہیں ہے اور جہاد کے فرض عین ہونے کی صورت میں جب کہ کفار ہجوم کردیں تو عورت اور غلام بھی بغیر اپنے شوہر اور آقا کی اجازت کے جہاد پر نکلیں گے۔

(کنز الدقائق مع کشاف الحقائق، کتاب السیر والجهاد، ص۱۷۷)

(۵)...... جہاد کے مباح ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں ایک یہ ہے کہ دشمن کو دی جانے والی دین حق کی دعوت کو قبول کرنے سے باز رہنا

اوران کے (یعنی مسلم اور غیر مسلم ممالک) کے مابین امن وامان اور کوئی عہد و پیمان کی صورت بھی نہ ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ مسلمان جہاد کے ذریعے اسلام کی شان وشوکت اور قوت کے بڑھنے کی امید رکھتے ہوں اور اگر ایسی امید نہ ہوتو پھر قتال جائز نہیں کہ انسان اس میں پڑ کر اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے۔ (الهندية، كتاب السير، باب الاول في تفسيره شرعا و شرطه، ج۲، ص۲۰۹)

والدین کے حقوق کا بیان:

۵..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اس شخص کی ناک خاک آلود ہو اور یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے والدین دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور انکی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو گیا''۔ (رياض الصالحين، ص ۱۱۵)

☆..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گناہوں میں والدین کی نافرمانی کو بھی ذکر فرمایا۔ (صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان الكبائر واكبرها، رقم: ۸۷، ص ۵۳)

☆..... سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی رضا والد کی رضا میں ہے، اور اللہ عزوجل کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے، یہ حدیث صحیح ہے۔ (سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ماجاء من الفضل في رضا الوالدين، رقم: ۱۹۰۷، ص ۵٦٦)

☆..... نبی پاک صاحب لولاک سلطان ارض وافلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے اگر تو چاہے تو اس کی حفاظت کر اور اگر چاہے تو اسے ضائع کردے، اس حدیث پاک کو امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے۔ (ايضا، رقم: ۱۹۰٦، ص ٥٦٥)

☆..... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔'' یعنی والدہ کے لیے تواضع اختیار کرنا اور انہیں راضی کرنا، یہ دخولِ جنت کا سبب ہے۔ (الفيض القدير، ج۳ ص ٤٧٧)

☆..... شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور جہاد کی اجازت چاہی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ارشاد فرمایا: ''کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کی: جی ہاں! ارشاد فرمایا: تو ان دونوں کی خدمت میں کوشش کر''۔

(صحيح بخاري، كتاب الجهاد والسير باب الجهاد باذن الابوين، رقم: ۳۰۰٤، ص ٤٩٦)

مال غنیمت کا بیان:

٦..... شیخ ابوالحسن جرجانی فرماتے ہیں کہ نفل (جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ انفال جمع ہے نفل کی) کے لغوی معنی زیادتی ہے اسی زیادتی کی وجہ سے مال غنیمت کو نفل کہتے ہیں اسلئے کہ مال غنیمت کی زیادتی، مقصود شرعی جہاد یعنی اللہ عزوجل کا نام بلند کرنے اور اس کے دشمنوں پر غضب کرنے کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے اور شرعی لحاظ سے وہ اسم ہے جو فرائض اور واجبات کی زیادتی سے مشروع ہو اور شرع میں مندوب، مستحب اور تطوع کو بھی نفل کہتے ہیں۔ (التعريفات، ص ۲٤۱)

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

نفل غنیمت کے مال کو کہتے ہیں، لیکن مختلف اعتبار سے اس کے مختلف معنی لئے جاتے ہیں کسی جنگ میں کامیابی کے اعتبار سے حاصل ہونے والے مال کو مال غنیمت کہتے ہیں اور یہ اعتبار کیا جائے کہ بغیر وجوب کے ابتداً یہ مال اللہ عزوجل کی طرف سے عطیہ ہے اسی وجہ سے نفل اور غنیمت میں عموم خصوص کا فرق ہے چنانچہ جو مال مشقت یا بغیر مشقت، بطور استحقاق یا بغیر استحقاق کے حاصل ہو، جہاد میں کامیابی ملنے سے پہلے یا بعد میں حاصل ہو تو ایسے مال کو مال غنیمت کہتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق بغیر تقسیم سے پہلے ملنے والے مال کو بھی غنیمت کہتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ مال ہے جو مسلمانوں کو بغیر کسی قتال کے حاصل ہو اس سے مراد مال

فئے ہے۔ایک قول کے مطابق مال غنیمت کی تقسیم کے بعد سامان سے جو چیزیں الگ کرلی جاتی ہیں اسے نفل کہتے ہیں جیسا کہ آیت قرآنیہ میں ہے ﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ (الانفال:١)﴾۔ (المفردات،ص٥٠٤)

☆......حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں، ہر نبی کو اپنی مخصوص قوم کی جانب مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ وسیاہ کی جانب مبعوث کیا گیا، میرے لئے غنیمت حلال کی گئی اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی تھی، میرے لئے تمام روئے زمین طاہر مطہر اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے پس جو شخص جس جگہ نماز کا وقت پائے نماز ادا فرمالے، اور ایک میل کی مسافت پر رعب طاری کردیا گیا ہے اور مجھے شفاعت عطا کردی گئی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب ،رقم: ٣٣٥،ص٥٨)

یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصا ہے کہ جس کے لئے چاہیں جو چاہیں عطا کردیں، مال غنیمت کی تقسیم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل اختیار دیا گیا ہے جیسا کہ دیگر معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بااختیار ہیں۔روایت میں ہے کہ بدر کے روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی دشمن کو قتل کرے اس کے لئے اتنا اتنا ہے اور جو قید کرائے تو اس کے لئے اتنا اتنا ہے'' نوجوان قتل کرنے اور مال غنیمت حاصل کرنے کی جانب جلدی فرماتے تو بوڑھے ان سے کہتے کہ ہم بھی تمہارے معاون و مددگار تھے لہٰذا ہمیں بھی مال ملنا چاہئے، پس ان کے آپس کے تنازعے کی وجہ سے آیت مبارکہ اتری اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں برابر مال تقسیم فرمادیا۔ (روح المعانی،الجزء التاسع،ص٢١٤ ملخصاً)

روایت میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے کچھ مال آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کے لئے وضو فرمایا لیکن اس وقت تک نماز ادا نہیں فرمائی جب تک کہ اس مال کو تقسیم نہ کرلیا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم دیا کہ اس مال سے کچھ لے لو تو انہوں نے جتنا وہ اٹھاسکتے تھے لے لیا اور فرمایا کہ یہ اس سے بہتر ہے جو مجھ سے (بیس اوقیہ سونا) لیا گیا تھا اور میں اللہ عزوجل سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں۔یہ بھی روایت ہے کہ ان کے پاس بیس غلام تھے اور ان میں سے ادنیٰ غلام بیس ہزار کی تجارت کرتا اور اس کا نفع مجھے ملتا ہے اور میں اللہ عزوجل سے دوسرے وعدے یعنی آخرت کے ثواب کی بھی امید کرتا ہوں۔ (المدارك،ج١،ص٦٥٨)

دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کا بیان:

ے.....بعض لوگ اپنے گناہ کے ساتھ دوسروں کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے لہٰذا وہ اس بوجھ کو اٹھائیں گے اور ایسا بھی نہیں ہوگا کہ پیروی کرنے والوں کے بوجھ میں کمی ہوجائے۔ (المظهری،ج٥،ص٤٠٤)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اسلام میں کوئی نیک طریقہ ایجاد کیا اسکے لئے اس کا اجر ہوگا، اور جو لوگ اس کے بعد عمل کریں گے ان کا بھی اجر ہوگا بغیر اس کے کہ ان کے اجور میں کمی ہو، اور جو اسلام میں کوئی برا طریقہ ایجاد کرے گا، اس کا گناہ اس پر بھی ہوگا اور جو لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں ان کا گناہ بھی اس پر ہوگا، بغیر اس کے کہ ان گناہگاروں کے گناہ میں کمی ہو''۔

(سنن النسائی، کتاب الزکوة، باب:التحریض علی الصدقة،رقم: ٢٥٥٠،ص٦١٨)

لہٰذا انسان سوچے، دنیا میں برائی کا بیج نہ بوئے بلکہ نیکی کا بیج بوئے، اشک باری کے ذریعے اس کی آبیاری کرے، ریاکاری عُجب، اور دیگر اخلاق رذیلہ کے کیڑوں سے فصل کی حفاظت کے لئے خوف خدا اور عشق مصطفیٰ میں ڈوب کر ڈرتے کانپتے فصل کی نشرونما میں لگ جائے تاکہ آخرت میں رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جیسا کروگے ویسا بھروگے''۔

(مصنف عبدالرزاق، باب الاغتیاب والشتم،رقم:٢٠٢٦١،ج١١،ص١٧٩)

اغراض:

مکیة: یعنی مکمل سورت مکی ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے مکمل سورت مدنی ہے، ایک قول کے مطابق ﴿ولقد ارسلنا نوحا﴾ سے لیکر دس آیات مدنی ہیں باقی ساری مکی ہیں۔ اللہ اعلم بمراده: اس بارے میں متعدد بار کلام ہو چکا ہے کہ یہ قول مسلم ہے، اسی لئے متشابہ کو اللہ ﷻ کے علم کے ساتھ تفویض کیا گیا ہے۔

بما یتبین به حقیقة ایمانهم: یعنی ہجرت اور جہاد کا شوق رکھیں، اور مختلف اقسام کے مصائب مثلا جان و مال میں کمی سے آزمائیں جائیں۔ نزل فی جماعة: جیسا کہ عمار بن یاسر، عیاش بن ابی ربیعہ، ولید بن الولید، سلمۃ بن ہشام، یہ حضرات مکۃ المکرمہ میں تکلیف دیئے جاتے تھے، اور اس آیت ﴿ولقد فتنا الذین......الخ﴾ کا مقصود ان حضرات کی تسلی فرمانا ہے، اور تعلیم کرنا بھی ہے کہ انہیں کئی تکالیف سے گزرنا پڑ سکتا ہے۔

علم مشاهدة: سے اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اللہ ﷻ جانتا ہے اسے تجدید کی حاجت نہیں؟ میں (علامہ صاوی) یہ جواب دونگا کہ یہاں مقصود اللہ کے علم کو لوگوں کے صادق و کاذب ہونے کے بیان کرنے کے ساتھ متعلق کرنا ہے۔

فلیستعد له: پس انسان کو چاہیے کہ اللہ ﷻ کی ملاقات کے لئے تیار رہے اور اس سے رحمت اور عذاب سے نجات کا سوال کرے۔

بافعالهم: سے مراد عقائدهم یعنی ان کے عقائد مراد ہیں۔ جهاد حرب: سے مراد جہاد اصغر ہے۔

او نفس: سے مراد جہاد اکبر ہے، اور ایسا اس لئے کہ شیطان انسان کے خون میں اس طرح دوڑتا ہے جیسا کہ رگوں میں خون دوڑتا ہے، اور نفس انسان کی بہن ہے اور نفس کبھی بھی انسان سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی، مراد یہ ہے کہ نفس میں اپنے صاحب کی محبت چھپی ہوئی ہوتی ہے، بخلاف دشمنان کفار کے، کہ جب اسے کافر قتل کرے تو وہ شہید ہوگا اور انسان کو اپنے نفس کو قتل کرنا چاہیے، اور اس میں شک نہیں ہے کہ نفس کے خلاف جہاد کرنا کفار کے ساتھ جہاد کرنے سے بڑا جہاد ہے، اور اسی کی مثل حدیث کا فرمان ہے کہ جب کافروں کے ساتھ جہاد سے واپس ہوئے تو فرمایا: ''ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ آئے ہیں'' کہا گیا یارسول اللہ ﷺ! جہاد اکبر کیا ہے؟ فرمایا: ''نفس و شیطان کے خلاف جہاد کرنا جہاد اکبر ہے''۔

بمعنی حسن: اس باب سے اسم تفضیل نہیں آتا، اسی لئے وہم ہوا کہ الحسن کے بجائے الاحسن ہے یعنی لوگ زیادہ اچھا اجر دیئے جائیں گے، اور کبھی الاحسن الثواب یعنی زیادہ اچھا ثواب اعمال صالحہ کے مقابلے میں آتا ہے، معنی یہ ہے کہ ہم ان کے لئے ثواب میں ان کے اعمال کو دیکھتے ہوئے دوگنا اضافہ کریں گے۔

بان یبرهما: یعنی والدین کے ساتھ بھلائی کرے، اور بھلائی میں زیادتی کا معنی یہ ہے کہ بھلائی کرنے میں زیادہ کوشش کی جائے یعنی ان کی جانب نرمی، خدمت کا بازو بچھائے اور ان کی خدمت و فرمانبرداری میں مال خرچ کرے اور ان کی اطاعت میں اللہ ﷻ کی نافرمانی نہیں ہونی چاہیے۔ موافقة للواقع: محذوف کی علت کے لئے جو کہ یہ ہے: ''ذکر هذا القید موافقة للواقع'' ہے، اور معبود ایک ہے اور تجھے اس کے علاوہ کسی کے خدا ہونے کا علم نہیں ہے اور بتوں کو اللہ ﷻ کی عبادت میں شریک ٹھہرانا عقل کے خلل کے باعث ہے، اگر کافر اس بارے میں غور کر لیتے تو ادنی غور و تفکر سے جان لیتے، المختصر۔

بان نحشرهم معهم: مراد قیامت کا دن ہے، مراد یہ ہے کہ عالم برزخ میں جمع کئے جائیں گے اور جب مومن صالح کی روح قبض ہوگی تو انہی حضرات انبیائے کرام و اولیائے کرام کے ساتھ جمع کر دی جائے گی اور ایسا قیامت تک ہوگا، اور یہ رفاقت ان کے لئے درجات عالیہ ہونگے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان تجتنبوا الکبائر ما تنهون عنه نکفر عنکم سیاتکم وندخلکم مدخلا کریما﴾۔ فی الایمان: یعنی انعام و اکرام ہمارے (ساتھ) بھی ہوا ہے، اور یہ قول علی سبیل الاکراہ ہے۔

فیطیعهم: یعنی ظاہری و باطنی اطاعت مراد ہے، اور کراہیت ظاہری اطاعت میں ہے نہ کہ باطنی اطاعت میں ہے، اور مواخذہ قلبی (باطنی) مراجعت میں ہے۔ای بعالم: سے اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ ﷻ کی صفات واسماء میں تفاضل کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔ان کانت: یعنی اتباع کا حاصل، اور مسلمان کے لئے کافروں کی اطاعت کرنا زیب نہیں دیتا۔والامر بمعنی الخبر: سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ ہماری اطاعت کریں تو ہم ان کے گناہ اپنے سر لے لیں گے۔ (الصاوی، ج٤، ص ٣٠٧ وغیرہ)

رکوع نمبر:۱۴

﴿ ولقد ارسلنا نوحا الی قومه ﴾وَعُمُره اَربَعونَ سنةً اَو اَكثَر﴿ فلبث فيهم الف سنة الا خمسين عاما ﴾يَدعُوهُم اِلى تَوحِيدِ الله فَكَذَّبُوهُ﴿ فاخذهم الطوفان ﴾اَيِ المَاءُ الكَثِيرُ طَافَ بِهِم وَعَلاهُم فَغَرِقُوا ﴿ وهم ظلمون (۱۴)﴾مُشرِكونَ﴿ فانجينه ﴾اَى نُوحًا﴿ واصحب السفينة ﴾اَيِ الَّذِينَ كَانوا مَعه فِيهَا﴿ وجعلنها اية ﴾عِبرَةً﴿ للعلمين (۱۵)﴾لِمن بَعدِهم مِنَ النَّاسِ اِن عَصَوا رُسُلهم وَعَاشَ نوحٌ بَعدَ الطُّوفانِ سِتِّينَ سَنَةً او اَكثَرَ حتى كَثُر النَّاسَ ﴿و﴾اذكُر﴿ابراهيم اذ قال لقومه اعبدوا الله واتقوه ﴾خَافُوا عِقَابَهُ﴿ ذلكم خير لكم ﴾مِمَّا اَنتُم عليهِ مِن عِبادةِ الْاَصنَامِ ﴿ ان كنتم تعلمون (۱۶)﴾الخَير مِن غَيرِه﴿ انما تعبدون من دون الله ﴾اَى غَيرِه﴿ اوثانا وتخلقون افكا ﴾تَقُولونَ كِذبًا اِنَّ الْاَوثَانَ شُركاءَ لِلّهِ﴿ ان الذين تعبدون من دون الله لا يملكون لكم رزقا ﴾لَا يَقدِرُونَ اَن يَرزُقُوكُم ﴿ فابتغوا عند الله الرزق ﴾اُطلُبُوهُ مِنهُ﴿ واعبدوه واشكروا له ط اليه ترجعون (۱۷) وان تكذبوا ﴾اَى تُكَذِّبُونِى يَااَهلَ مكةَ﴿ فقد كذب امم من قبلكم ﴾مِن قَبلِى﴿ وما على الرسول الا البلغ المبين (۱۸)﴾الْاِبلاغُ البَين فِى هَاتَينِ القِصَّتَينِ تَسلِيةٌ لِلنَّبِىِّ ﷺ وَقال تعالى فى قَومِه﴿ اولم يروا ﴾بِاليَاءِ والتَّاءِ يَنظُرُوا ﴿ كيف يبدئُ الله الخلق ﴾بِضَمِّ اَوَّلِه وَقُرِئَ بِفَتحِه مِن بَدَا وَابدا بمعنٰى اَن يَخلُقَهم اِبتِداءً ﴿ ثم ﴾هُوَ﴿ يعيده ﴾اَى الخلق كَما بَداَتَهُ﴿ ان ذلك ﴾المَذكُورِ مِن الخَلقِ الاولِ والثَانِى﴿ على الله يسير (۱۹)﴾فَكيفَ تُنكِرُونَ الثَّانِى ﴿ قل سيروا فى الارض فانظروا كيف بدا الخلق ﴾لِمَنْ كَان قَبلَكُم واَماتَهُم﴿ ثم الله ينشىء النشاة الاخرة ﴾مَدَّ وَقَصَرَ مَع سُكونِ الشِّينِ﴿ ان الله على كل شىء قدير (۲۰)﴾وَمِنهُ البَدءُ والْاِعادةُ﴿ يعذب من يشاء﴾تَعذِيبُهُ﴿ويرحم من يشاء ﴾رَحمَتَه﴿واليه تقلبون (۲۱)﴾تُردُّونَ﴿ وما انتم بمعجزين ﴾رَبَّكم عَن اِدرَاكِكُمْ ﴿ فى الارض ولا فى السماء ﴾لَو كُنتُم فِيها اَى لَا تفوتُونَهُ﴿ وما لكم من دون الله ﴾اَى غَيرِه﴿ من ولى ﴾يَمنَعكُم مِنه﴿ولا نصير (۲۲)﴾يَنصُركُم مِن عَذَابِه.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم میں بھیجا (اس وقت ان کی عمر مبارک چالیس سال یا زائد تھی......۱......) تو وہ ان میں پچاس سال کم ہزار برس رہا (آپ علیہ السلام انہیں اللہ ﷻ کی توحید کی طرف بلاتے رہے اور انہوں نے آپ علیہ السلام کو جھٹلایا) تو انہیں طوفان نے آلیا (یعنی کثیر پانی اس کے گرداگرد سے آیا اور ان پر بلند ہوگیا اور سب منکر غرق ہوگئے......۲......) اور وہ ظالم (یعنی مشرک) تھے تو ہم

نے اسے (یعنی نوح علیہ السلام) اور کشتی والوں (جو آپ علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں موجود تھے) بچالیا اور اس کشتی کو سارے جہاں کے لیے (یعنی ان کے بعد آنے والے لوگوں کے لیے) نشانی کیا (اٰیۃ بمعنی عبرۃ ہے، اگر وہ بھی اپنے رسولوں کو جھٹلائیں گے تو ان کا بھی یہی حال ہوگا حضرت نوح علیہ السلام طوفان کے بعد ساٹھ سال یا اس سے زائد سال دنیا میں رہے حتی کہ لوگوں کی پھر کثرت ہوگئی) اور (یاد کرو) ابراہیم کو جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کو پوجو اور اس سے (یعنی اس کے عذاب سے) ڈرو (واتقوہ بمعنی خافوہ ہے) اس میں تمہارا بھلا ہے (بمقابلہ اس بتوں کی عبادت کرنے سے جس پر تم قائم ہو اس میں بھلا نہیں سراسر نقصان ہے......۳۰) اگر تم جانتے (کہ خیر اس کام کے علاوہ میں ہے یعنی اللہ عزوجل کی عبادت کرنے میں) تم تو اللہ کے غیر (دون اللہ بمعنی غیرہ ہے) بتوں کو پوجتے ہو اور جھوٹ گڑھتے ہو (تم جھوٹ بکتے ہو کہ یہ بت اللہ عزوجل کے شریک ہیں) بیشک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں (تمہیں رزق دینے پر کچھ قدرت نہیں رکھتے) تو اللہ کے پاس سے رزق ڈھونڈو (اس سے روزی طلب کرو) اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے اور اگر تم (مجھے) جھٹلاؤ (اے اہل مکہ، تکذبوا کا مفعول نـی ضمیر محذوف ہے) تو تم سے پہلے (مجھ سے پہلے والے رسولوں کو) کتنے ہی گروہ جھٹلا چکے ہیں اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا (البلاغ المبین بمعنی الابلاغ البین ہے، ان دونوں قصوں کو بیان کرنے سے مقصود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا ہے، اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے حق میں ارشاد فرماتا ہے) کیا انہوں نے نہ دیکھا (اولم یروا بمعنی اولم ینظروا ہے، "یروا" فعل کو مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اللہ کیونکر خلق کی ابتداء فرماتا ہے (یبدی کو علامت مضارع مفتوح کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ بـدء یبـدء سے ہوگا اور اسے ابـدء یعنی باب افعال سے بھی پڑھا گیا ہے بمعنی خـلـق، مخلوق کو ابتدا ً پیدا کرنا) پھر اسے (یعنی مخلوق کو) دوبارہ بنائے گا (جیسا کہ پہلی بار انہیں بنایا تھا) بیشک یہ (جو مذکور ہوا یعنی پہلی بار بنانا پھر دوبارہ زندہ کرنا) اللہ کو آسان ہے (تو تم دوبارہ پیدا کئے جانے کا انکار کیوں کرتے ہو؟......۱۹) تم فرماؤ زمین میں سفر کرکے دیکھو اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا (جو تم سے پہلے ہوئے تھے پھر اس نے انہیں موت دی) پھر اللہ دوسری اٹھان اٹھاتا ہے (النشـأۃ کو مد اور قصر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، دونوں صورتوں میں شین ساکنہ ہے) بیشک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے (اور من جملہ اس میں سے مخلوق کو ابتداء پیدا فرمانا اور بعد مرنے کے دوبارہ بنانا بھی ہے) عذاب دیتا ہے جس کو (اپنا عذاب دینا) چاہے اور رحم فرماتا ہے جس کو (اپنی رحمت سے نوازنا) چاہے اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے (تقلبون بمعنی تردون ہے) اور تم تھکانے والے نہیں ہو (اپنے رب عزوجل کو اس سے کہ وہ تمہیں پکڑ سکے) زمین میں اور نہ آسمان میں (اگر زمین آسمان میں ہو تب بھی یعنی تم اس کے قابو سے نہیں نکل سکتے) اور تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی ولی نہیں (جو تم کو اس سے بچا سکے) اور نہ نصیر (یعنی مددگار جو اس کے عذاب کے مقابلے میں تمہاری کچھ مدد کرسکے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد ارسلنا نوحا الی قومه فلبث فیهم الف سنة الا خمسین عاما﴾.

و: عاطفہ، لام قسمیہ، قد تحقیقیہ، ارسلنا: فعل بافاعل، نوحا: مفعول، الی قومه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، لبث فیهم: فعل بافاعل وظرف لغو، الف سنة: مرکب اضافی مستثنی منہ، الا حرف استثناء، خمسین: ممیز، عاما: تمیز، ملکر مستثنی، ملکر ظرف، یہ سب، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاخذهم الطوفان وهم ظلمون ○ فانجینه واصحب السفینة وجعلنها اٰیة للعلمین○﴾.

ف: عاطفہ، اخذهم: فعل "هم" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، هم ظلمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، الطوفان: فاعل، ملکر جملہ

فعلیہ، ف: عاطفہ، انجینا: فعل بافاعل، ہ: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصحب السفینۃ: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلنھا: فعل بافاعل ومفعول، ایۃ: موصوف، للعلمین: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وابرھیم اذ قال لقومہ اعبدوا اللہ واتقوہ﴾.

و: مستانفہ، ابرھیم: مبدل منہ، اذ: مضاف، قال لقومہ: قول، اعبدوا اللہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتقوہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر بدل اشتمال، ملکر "اذکر" فعلیہ محذوف کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمونo﴾.

ذلکم: مبتدا، خیر لکم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: شرطیہ، کنتم تعلمون: جملہ فعلیہ جزاء محذوف "فاعبدوا اللہ واتقوا" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انما تعبدون من دون اللہ اوثانا وتخلقون افکا﴾.

انما: حرف مشبہ وما کافہ، تعبدون: فعل بافاعل، من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، اوثانا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تخلقون: فعل بافاعل، افکا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذین تعبدون من دون اللہ لا یملکون لکم رزقا﴾.

ان: حرف مشبہ، الذین تعبدون: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من دون اللہ: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، لا یملکون: فعل نفی بافاعل، لکم: ظرف لغو، رزقا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فابتغوا عنداللہ الرزق واعبدوہ واشکروا لہ الیہ ترجعونo﴾.

ف: فصیحیہ، ابتغوا: فعل امر بافاعل، عنداللہ: ظرف، الرزق: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اعبدوہ: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اشکروا لہ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، الیہ: ظرف لغو مقدم، ترجعون: فعل بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان تکذبوا فقد کذب امم من قبلکم وما علی الرسول الا البلغ المبینo﴾.

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تکذبوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ، کذب: فعل، امم: موصوف، من قبلکم: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: مستانفہ، ما: نافیہ، علی الرسول: ظرف مستقر خبر مقدم، الا: اداۃ حصر، البلغ المبین: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اولم یروا کیف یبدی اللہ الخلق ثم یعیدہ﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ، لم یروا: فعل نفی بافاعل، کیف: اسم استفہام حال مقدم، یبدی: فعل، اللہ: ذوالحال، ملکر فاعل، الخلق: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، یعیدہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ "لم یروا" پر معطوف ہے۔

﴿ان ذلک علی اللہ یسیرo قل سیروا فی الارض فانظروا کیف بدا الخلق﴾.

ان ذلک: حرف مشبہ واسم، علی اللہ یسیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، قل: قول، سیروا فی الارض: فعل امر بافاعل وظرف

لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ف :عاطفہ ،انظروا :فعل امر با فاعل ،کیف :اسم استفہام حال مقدم ،بدا :فعل "ھو "ضمیر ذوالحال ،ملکر فاعل ،الخلق :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ثم اللہ ینشیء النشاۃ الاخرۃ ان اللہ علی کل شیء قدیرo﴾.

ثم : عاطفہ ،اللہ :مبتدا ،ینشیء :فعل بافاعل ،النشاۃ الاخرۃ : مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،ان اللہ : حرف مشبہ واسم ،علی کل شیء قدیر :شبہ جملہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یعذب من یشاء ویرحم من یشاء والیہ تقلبونo﴾.

یعذب : فعل بافاعل ،من یشاء : موصول صلہ ،ملکر مفعول ،ملکر معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،یرحم :فعل وفاعل ،من یشاء : موصول صلہ ،ملکر مفعول ،ملکر معطوف ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،و :عاطفہ ،الیہ :ظرف لغو مقدم ،تقلبون :فعل بانائب الفاعل ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما انتم بمعجزین فی الارض ولا فی السماء وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیرo﴾.

و :عاطفہ ،ما :مشابہ بلیس ،انتم :ذوالحال ،فی الارض : جار مجرور معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،لا :نافیہ ،فی السماء : جار مجرور ،معطوف ،ملکر ظرف مستقر حال ،ملکر اسم ،ب :زائد ،معجزین :خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،ما :نافیہ ،لکم :ظرف مستقر خبر مقدم ،من دون اللہ :ظرف مستقر حال مقدم ،من :زائد ،ولی :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،لا :نافیہ ،نصیر :معطوف ،ملکر ذوالحال ،ملکر مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مبارک کا بیان:

۱......حضرت نوح علیہ السلام نے چالیس سال کی عمر میں نبوت پائی اور ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرماتے رہے ،طوفان کے بعد مزید ساٹھ برس تک زندہ رہے۔ یہاں تک کہ لوگوں کی تعداد کثیر ہوگئی اور قوم ہر طرف پھیل گئی۔ آپ علیہ السلام کی عمر ایک ہزار پچاس برس تھی ۔اس روایت کو ابن ابی شیبہ ،عبد بن حمید ،ابن المنذر ،ابن ابی حاتم ،ابوالشیخ ،حاکم اور ابن مردویہ نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ علامہ بغوی نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔ حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام ایک ہزار چار سو برس تک زندہ رہے پھر ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام نے آپ علیہ السلام سے کہا: ''اے تمام انبیاء کی بنسبت زیادہ عمر پانے والے! آپ علیہ السلام نے دنیا کو کیسا پایا''؟ آپ علیہ السلام نے جواب دیا: ''ایسے ہی جیسا کہ ایک حویلی ہو اور اس کے دو دروازے ہوں ،پس میں ایک سے داخل ہوا اور دوسرے سے نکل گیا''، آیت مقدسہ میں تسع مائۃ وخمسین عاما نہیں فرمایا اس لئے کہ لفظ الف میں اختصار ہے ،دوسرا یہ کہ یہاں طویل عرصہ تک صبر کرنے کا بیان مقصود ہے جو آپ علیہ السلام نے اپنی امت کی پر فریب اور اذیت ناک تدبیروں کے مقابلے میں کیا لہذا الف کا استعمال فرمایا کیونکہ اس میں تعظیم و وقار زیادہ ہے۔ (المظہری ،ج۵ ،ص۴۰۵)

طوفان نوح عالمگیر تھا یا نہیں!

۲......اس بارے میں مفسرین کا اختلاف تھا کہ تمام روئے زمین پر طوفان آیا یا بعض علاقوں میں ،یا فقط قوم نوح پر چنانچہ علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں: پس طوفان نے روئے زمین پر موجود تمام کافروں کو مذکورہ مدت (چھ ماہ تک) گھیر لیا ،پس طوفان کا اطلاق ہر اُس چیز پر ہوتا ہے جو گھیرنے ،احاطہ کرنے کی قدرت رکھتی ہو اور اس میں شدت و کثرت کا عنصر بھی پایا جائے اور یہ طوفان سیلان (بہاؤ) ،ہواؤں ،اندھیروں ،قتل ،موت ،طاعون ،چیچک ،کھسرا پن ،بھوک کے عذابات کو لئے ہوئے تھا اور اس دن طوفان میں پانی کا غلبہ تھا اور اس پانی نے تمام زمین کو اپنے احاطے میں لے لیا تھا۔ (روح البیان ،ج۶ ،ص۵۸۱ ،روح المعانی ،الجزء:۲۰ ،ص۴۶۷)

پیر کرم شاہ صاحب الازہری کہتے ہیں:

یہ چیز غور طلب ہے کہ کیا طوفان تمام روئے زمین پر آیا تھا اور کیا دنیا بھر کے تمام حیوانات کا ایک ایک جوڑا اپنے ساتھ لے لیا تھا؟ بعض محققین کا قول یہ ہے کہ طوفان صرف اس علاقہ میں آیا جہاں حضرت نوح علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کی قوم آباد تھی، اگرچہ ایسی تصریحات بھی کتب میں موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ طوفان عالمگیر تھا لیکن اسرائیلی روایات ہیں یا ان سے اخذ کئے ہوئے علماء کے اقوال، کتاب وسنت سے کوئی ایسی نص نہیں کی جاسکتی جس سے صراحۃً اس طوفان کا عالمگیر ہونا ثابت ہو۔ بعض نے اس آیت سے استدلال کیا ہے ﴿رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ(نوح:۲۶)﴾ لیکن ہوسکتا ہے کہ ''الارض'' معرف باللام ہے اور اس سے آپ علیہ السلام کی قوم کی سرزمین مراد ہو۔ جس طرح فرعون کے متعلق ہے ﴿وان فرعون لعال فی الارض بے شک فرعون زمین میں سر اٹھانے والا ہے(یونس:۸۳)﴾ یہاں بھی ''الارض'' سے مراد ساری روئے زمین نہیں ہے بلکہ ملک مصر مراد ہے، نیز ''من الکافرین'' بھی معرف باللام ہے یعنی وہ مخصوص کافر جو آپ علیہ السلام کی قوم سے تھے، قرآن کریم میں ہمیں یہ بھی تصریح ملتی ہے کہ آپ کی بعثت صرف آپ علیہ السلام کی قوم کے لئے تھی ﴿ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا(الاعراف:۵۹)﴾۔ البتہ ایسا ہوسکتا ہے کہ اس وقت تک نسل انسانی زیادہ پھیلی ہوئی نہ ہو بلکہ اسی علاقہ میں ہی بس رہی ہو، اس اعتبار سے تمام انسانی افراد اس طوفان کی زد میں تھے اور اس وجہ سے اس طوفان کو عالمگیر کہا گیا ہو، یہ بات قابل فہم ہے لیکن اگر یہ اندازہ درست ہو کہ آپ علیہ السلام کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے تئیس سال بعد ہوئی تو اتنے عرصہ تک اولاد آدم کا ایک تنگ سے رقبہ میں محدود ہونا دل میں کھٹک پیدا کرتا ہے، انہی امور کے پیش نظر علامہ آلوسی یہ کہتے ہیں: ''والذی یمیل القلب الیہ ان الطوفان لم یکن عاما یعنی دل اس جانب مائل ہوتا ہے کہ طوفان عالمگیر نہیں تھا''۔ اگر اس قول کو راجح قرار دیا جائے تو پھر حضرت نوح علیہ السلام کو دنیا بھر کے جانور کشتی میں لے جانے کی ضرورت نہ تھی بلکہ وہ جانور اپنے ہمراہ لئے ہونگے جن کی فوری ضرورت تھی اور جن کو دور دراز کے علاقوں سے جو طوفان کی زد سے محفوظ تھے لے آنا مشقت اور تکالیف کا موجب تھا، بل امر بحمل ما یحتاج الیہ اذا انجا ومن معہ من الغرق لئلا یغتموا لفقدہ ویتکلموا مشقۃ جلبہ من الاصقاع النائیۃ التی لم یصلہا الغرق۔ امام فخر الدین رازی نے بھی سورۃ المومنون کی آیت ﴿فاسلک فیھا من کل زوجین اثنین﴾ کی تفسیر میں کہا ''ای کل زوجین من الحیوان الذی یحضرہ فی الوقت اثنین الذکر والانثی لکی لا ینقطع نسل ذالک الحیوان''۔ (ضیاء القرآن، ج۲، ص ۳۶۱)

عبادت قُربِ الٰہی عزوجل کا ذریعہ ہے!

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میرا بندہ فرائض کی ادائیگی کے ذریعے جتنا میرا قرب حاصل کرتا ہے اس کی مثل کسی دوسرے عمل سے نہیں ملتی اور میرا بندہ نوافل (کی کثرت) سے میرا قرب پاتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں، تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس کے ذریعے وہ سنتا ہے، اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کام میں تردد نہیں جسے میں کرتا ہوں اور میں کسی کام کے کرنے میں تردد نہیں کرتا جس طرح مومن بندے کی روح قبض کرتے وقت تردد کرتا ہوں کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے مکروہ سمجھنے کو برا جانتا ہوں۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقائق، باب التواضع، رقم: ۶۵۰۲، ص ۱۱۲۷)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فقط قوم کو ایک اللہ عزوجل کی وحدانیت کی دعوت ہی نہیں دی بلکہ اس کی عبادت سے حاصل ہونے والے ثمرات کا بیان بھی فرمایا، چنانچہ فرمایا: ﴿وابراھیم اذ قال لقومہ اعبدوا اللہ واتقوہ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون وانما تعبدون من دون اللہ اوثانا وتخلقون افکا ان الذین تعبدون من دون اللہ لا یملکون لکم رزقا فابتغوا عند اللہ الرزق واعبدوہ واشکروا لہ الیہ ترجعون وان تکذبوا فقد کذب امم من قبلکم وما علی الرسول الا البلغ المبین اور ابراہیم کو جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کو پوجو اور اس سے ڈرو اس میں تمہارا بھلا ہے اگر تم جانتے تو تم اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو اور نرا جھوٹ گڑھتے ہو بیشک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں تو اللہ کے پاس رزق ڈھونڈو اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے اور اگر تم جھٹلاؤ تو تم سے پہلے کتنے ہی گروہ جھٹلا چکے ہیں اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا (العنکبوت:۱۶ تا ۱۸)﴾ یہ الگ بات ہے کہ عقل رکھنے والے ہی کلام الٰہی عزوجل اور فرامین انبیائے کرام سے نفع اٹھاتے ہیں۔ اور عقل سے مراد یہ نہیں کہ انسان بظاہر پاگل نظر آئے بلکہ مراد یہ ہے کہ دل ودماغ ھدایت قبول کرنے والے ہوں، ورنہ یہی بت ہیں اور بس، جن کی عبادت کر کے سابقہ اقوام بھی ہلاک ہوئیں اور موجودہ دور میں بھی کفار کا حال ہمارے سامنے ہے لہذا کامیابی اسی میں ہے کہ اسلام کے دامن میں آکر صحیح دین کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عبادت کر کے اپنے رب عزوجل کو منایا جائے۔

میدانِ حشر دلیل قطعی سے ثابت ہے:

☆......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرمایا: ''لوگ بازاروں میں خرید وفروخت کر رہے ہوں گے، اور کپڑے ناپ رہے ہوں گے اونٹنی کا دودھ دوھ رہے ہوں گے اور اپنی اپنی ضرورتوں میں لگے ہوں گے کہ قیامت قائم ہوجائے گی، تو نہ وصیت کرسکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں گے۔

☆......سیدنا عبداللہ بن عمر نے فرمایا: ''لوگ رستوں، بازاروں اور اپنی بیٹھکوں میں ہوں گے، حتی کہ دو شخصوں کے درمیان کپڑا پھیلا ہوگا، وہ آپس میں بھاؤ طے کر رہے ہوں گے، ان میں سے کسی ایک نے کپڑے کو اپنے ہاتھ سے ابھی چھوڑا بھی نہ ہوگا کہ صور میں پھونک دیا جائے گا جس کے سبب لوگ ہلاک ہوجائیں گے، آپ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔ ﴿مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ......الاية راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی کہ انہیں آئے گی جب وہ دنیا کے جھگڑے میں پھنسے ہوں گے تو نہ وصیت کرسکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں (یس:۴۹)﴾۔

☆......حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ایک شخص کپڑے کی پیمائش کر رہا ہوگا، اور ایک شخص اونٹنی کا دودھ دوھ رہا ہوگا کہ قیامت قائم ہوجائے گی، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی: ﴿فلا یستطیعون توصیۃ......الخ ''تو نہ وصیت کرسکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں'' (یس:۵۰)﴾۔ (البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ، باب: ماینظرون......الخ، رقم: ٤ ص ٧٥)

اغراض:

وعمرہ اربعون سنۃ او اکثر: اکثر کے قول میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام پچاس سال کے قریب ہوئے تو اعلان نبوت فرمایا، یا دو سو پچاس یا سو سال، اور اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔

طاف بھم وعلاھم: یعنی طوفان نے انہیں گھیر لیا اور ان کے سروں سے بلند پہاڑوں سے چالیس گز بلند ہوگیا۔

الذین کانوا معہ فیھا: کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں چالیس مرد اور چالیس عورتیں تھیں، ایک قول کے مطابق

حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ نو افراد تھے، تین ان کے بیٹے اور چھ دوسرے، ایک قول اس کے علاوہ کا بھی ہے۔
سنین او اکثر: ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام طوفان کے بعد دو سو پچاس سال رہے۔
مما انتم علیہ: یعنی تمہارے گمان کے مطابق کہ بتوں کی عبادت کرنے میں بھلائی ہے، اور احسن یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ تمہارے گمان کے مطابق تمام ہی باطل معبودان کی عبادت کرنے میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔ الخیر: سے مراد اللہ عزوجل کی عبادت ہے۔ طالبوہ: یعنی اللہ عزوجل کے سوا کسی سے رزق طلب نہ کرو۔ فی ھاتین القصتین: سے مراد حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ہے۔ لو کنتم فیھا: مراد آسمان و زمین اور اس کے حقائق ہیں، اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ جہت علیاء و سفلی مراد لی جائیں۔

(الصاوی، ج٤، ص ٣١١ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿ والذین کفروا بایت اللہ ولقائہ ﴾اَیِ القُراٰنِ وَالبَعْثِ﴿اولئک یئسوا من رحمتی ﴾اَی جَنَّتِی ﴿ واولئک لھم عذاب الیم ﴿٢٣﴾﴾مُؤلِمٌ قَالَ تَعالٰی فِی قِصَّةِ اِبْرَاھِیمَ﴿فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اقتلوہ او حرقوہ فانجہ اللہ من النار ﴾اَلَّتِی قَذَفُوہُ فِیھَا بِاَنْ جَعَلَھَا عَلَیہِ بَرْدًا وَّسَلامًا﴿ ان فی ذلک ﴾اَی اِنْجَائِہٖ مِنھا﴿لایت ﴾ھِیَ عَدَمُ تَاثِیرِھَا فِیہِ مَعَ عِظَمِھا وَاِخْمَادُھَا وَاِنْشَاءُ رَوضٍ مَکَانَھا فِی زَمَنٍ یَسِیرٍ﴿ لقوم یومنون ﴿٢٤﴾﴾یُصَدِّقُونَ بِتَوحِیدِ اللہِ وَقُدْرَتِہٖ لِاَنَّھُم المُنْتَفِعُونَ بِھا﴿وقال ﴾اِبْرَاھِیمُ﴿انما اتخذتم من دون اللہ اوثانا لا﴾تَعبُدُونَھا وَمَا مَصدَرِیَّةٌ﴿ مودة بینکم ﴾خَبَرُ اِنَّ وَعَلٰی قِرَاءَةِ النَّصْبِ مَفعُولٌ لَہ وَمَا کَافَّةٌ المَعْنٰی تَوَادَدْتُم عَلٰی عِبَادَتِھا ﴿ فی الحیوۃ الدنیا ثم یوم القیمۃ یکفر بعضکم ببعض ﴾یَتَبَرَّءُ القَادَةُ مِنَ الْاَتْبَاعِ﴿ویلعن بعضکم بعضا ﴾یَلْعَنُ الاَتْبَاعُ القَادَةَ﴿ وماوکم ﴾مَصِیرُکُم جَمِیْعًا﴿ النار وما لکم من نصرین ﴿٢٥﴾﴾مَانِعِینَ مِنھَا﴿ فامن لہ ﴾صَدَّقَ بِاِبْرَاھِیمَ﴿لوط م﴾وَھُوَ ابْنُ اَخِیہِ ھَارَانَ ﴿ وقال ﴾اِبرَاھِیمُ﴿انی مھاجر﴾مِن قَومِی﴿ الی ربی ط﴾اَی اِلٰی حَیثُ اَمَرَنِی رَبِّی وَھَجَرَ قَومَہٗ وَھَاجَرَ مِنْ سَوَادِ العِرَاقِ اِلَی الشَّامِ﴿ انہ ھو العزیز ﴾فِی مُلْکِہٖ﴿ الحکیم ﴿٢٦﴾﴾فِی صُنْعِہٖ﴿ ووھبنا لہ ﴾بَعدَ اِسْمَاعِیلَ ﴿اسحق ویعقوب﴾بعدَ اِسْحَاقَ﴿ وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ ﴾فَکُلُّ الْاَنبِیاءِ بَعدَ اِبْرَاھِیمَ مِن ذُرِّیَّتِہٖ ﴿ والکتب ﴾بِمَعْنَی الکُتُبِ اَیِ التَّورَاةَ وَالاِنْجِیلَ وَالزَّبُورَ وَالقُرانَ﴿ واتینہ اجرہ فی الدنیا ج﴾وَھُوَ الثَّنَاءُ الحَسَنُ فِی کُلِّ اَھلِ الْاَدْیَانِ﴿ وانہ فی الاخرۃ لمن الصلحین ﴿٢٧﴾﴾الَّذِینَ لَھُمُ الدَّرَجَاتُ العُلٰی ﴿و﴾اذْکُر﴿لوطا اذ قال لقومہ انکم ﴾بِتَحقِیقِ الھَمزَتَینِ وَتَسْھِیلِ الثَّانِیَةِ وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَینَھما عَلَی الوَجْھَینِ فِی المَوضَعَینِ﴿ لتاتون الفاحشة ز﴾اَی اَدْبَارَ الرِّجَالِ ﴿ ما سبقکم بھا من احد من العلمین ﴿٢٨﴾﴾الْاِنسِ وَالجِنِّ﴿ائنکم لتاتون الرجال وتقطعون السبیل لا﴾طَرِیقَ المَارَّةِ بِفِعلِکُمُ الفَاحِشَةَ بِمَنْ یَمُرُّ بِکُم فَتَرَکَ النَّاسُ المَمَرَّ بِکُم ﴿ وتاتون فی نادیکم ﴾مُتَحَدَّثِکُم﴿المنکر ط﴾فِعلَ الفَاحِشَةِ

بَعضُکم ببَعُض﴿ فما کان جواب قومه الا ان قالوا ائتنا بعذاب الله ان کنت من الصدقین (۲۹)﴾فِی اِستِقبَاحِ ذٰلکَ وَاِنَّ العَذابَ نَازِلٌ لِفاعِلِیهِ ﴿ قال رب انصرنی ﴾بِتَحقِیقِ قَولِی فِی اِنزَالِ العَذَابِ﴿ علی القوم المفسدین (۳۰)﴾العَاصِینَ بِاِتیانِ الرِّجَالِ فَاستَجَابَ اللّٰہُ دُعَائَہٗ.

﴿ترجمہ﴾

اور وہ جنہوں نے میری آیتوں (یعنی قرآن پاک کو) اور میرے ملنے کو (یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے کو) نہ مانا یہی ہیں جنہیں میری رحمت (یعنی میری جنت......۱......) کی آس نہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مولم ہے، اللہ ﷻ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے) تو اس کی قوم کو کچھ جواب بن نہ آیا مگر یہ بولے انہیں قتل کردو یا جلادو......۲......تو اللہ نے اسے (اس) آگ سے بچالیا (جس میں ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کو پھینکا تھا یوں کہ اللہ ﷻ نے اس آگ کو آپ علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی کردیا......۳......) بیشک اس میں (یعنی ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات دینے میں) ضرور نشانیاں ہیں (وہ نشانیاں یہ ہیں آگ کا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر اثر انداز نہ ہونا باوجود اس کے عظیم ہونے کے اور اس آگ کا بجھ جانا اور مختصر سے وقت میں اس آگ کی جگہ گل وگلزار کا پیدا ہو جانا) ایمان والوں کے لیے (اللہ ﷻ کی وحدانیت کی تصدیق کرنے والوں کے لیے کیونکہ یہی لوگ ان آیتوں سے نفع اٹھاتے ہیں) اور (ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا) تم نے تو اللہ کے سوا یہ بت بنالیے ہیں (جن کی تم عبادت کرتے ہو، انما میں ''ما'' مصدریہ ہے) جن سے تمہاری دوستی ہے (مودۃ بینکم مرفوع ہونے کی صورت میں ان کی خبر ہے اور منصوب پڑھی جانے والی قرائت کے مطابق مفعول لہ ہے اور انما میں ما کافہ ہے، اس صورت میں معنیٰ آیت یہ ہوگا تم نے ان کی عبادت کرنے سے محبت کرلی ہے) دنیا کی زندگی میں پھر قیامت کے دن تم میں ایک دوسرے کے ساتھ کفر کرے گا (یعنی قائدین پیروکاروں سے بیزاری ظاہر کریں گے) اور ایک دوسرے پر (یعنی پیروکار اپنے قائدین پر) لعنت ڈالے گا اور تمہارا (یعنی تم سب کا) ٹھکانہ جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں (تمہیں جہنم سے روکنے والا کوئی نہیں ہے، ما وکم بمعنی مصیرکم ہے) تو لوط (جو کہ ابراہیم کے بھائی ھاران کے بیٹے تھے) اس پر ایمان لے آئے......۴......(یعنی انہوں نے حضرت ابراہیم کی علیہ السلام تصدیق کی) اور (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) کہا: میں (اپنی قوم سے) اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں (یعنی اس مقام کی طرف ہجرت کرتا ہو جس کی طرف ہجرت کرنے کا مجھے میرے رب ﷻ نے حکم دیا پھر آپ علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر سواد عراق سے شام کی طرف ہجرت فرماگئے......۵......) بیشک وہ غالب ہے (اپنے ملک میں) اور حکیم ہے (اپنی صنعت میں) اور ہم نے اسے (اسماعیل علیہ السلام کے بعد) اسحٰق اور یعقوب عطا فرمائے (یعقوب علیہ السلام آپ کو حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بعد عطا فرمائے) اور ہم نے اس کی اولاد میں نبوت رکھی (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تمام نبی آپ علیہ السلام ہی کی اولاد میں سے ہوئے) اور کتاب رکھی (الکتاب بمعنی الکتب ہے، یعنی توارت، انجیل، زبور اور قرآن پاک سب ان کی اولاد پر نازل فرمائی) اور ہم نے دنیا میں اس کا ثواب اسے عطا فرمایا (اور وہ تمام ہی ادیان میں آپ علیہ السلام کی تعریف وتوصیف ہوتا ہے) اور بیشک آخر میں وہ (ان) صالحین میں ہیں......۶......(جن کے لیے بلند وبالا درجات ہیں) اور (یاد کرو) لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا بیشک تم (انکم دو ہمزہ کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل اور دونوں ہمزہ کے درمیان الف داخل کرنے کے ساتھ دونوں مقامات میں اسے ان دو صورتوں کے مطابق پڑھا گیا ہے) بے حیائی کا کام کرتے ہو (یعنی مردوں کے ساتھ لواطت کرتے ہو) کہ تم سے پہلے دنیا بھر میں (یعنی انسانوں اور جنوں نے) کسی نے نہ کیا کیا تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور راہ مارتے ہو (راہگیر کی اس فعل بد کو راہگیروں کے ساتھ انجام دیکر حتی کہ لوگوں نے تمہارے پاس

سے گزرنے والے رستے ہی کو ترک کر دیا......ہے......) اور اپنی مجلس میں برا کام کرتے ہو (آپس میں لواطت کرتے ہو) تو اس کی قوم کو کچھ جواب نہ ہوا مگر یہ کہ بولے ہم پر اللہ کا عذاب لاؤ اگر تم (اس فعل کو برا سمجھنے اور اس فعل کو انجام دینے والوں پر عذاب آنے کے دعوی میں) سچے ہو عرض کی: اے میرے رب (عذاب نازل کئے جانے کی بات میں میری تحقیق فرما کر) میری مدد کر ان فسادی لوگوں پر (یعنی مردوں کے ساتھ بدفعلی کرنے والے ان گناہگاروں پر، اللہ ﷻ نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والذین کفروا بایت اللہ ولقائہ اولئک یئسوا من رحمتی واولئک لھم عذاب الیم۞﴾.

و: عاطفہ، الذین: موصول، کفروا: فعل بافاعل، ب: جار، ایت اللہ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لقائہ: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، اولئک: مبتدا، یئسوا من رحمتی: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اولئک: مبتدا، لھم عذاب الیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اقتلوہ او حرقوہ﴾.

ف: عاطفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، جواب قومہ: خبر مقدم، الا: اداۃ حصر، ان: مصدر، قالوا: قول، اقتلوہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، حرقوہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانجہ اللہ من النار ان فی ذلک لایت لقوم یومنون۞﴾.

ف: فصیحیہ، انجہ: فعل ومفعول، اللہ: فاعل، من النار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ان: حرف مشبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکید یہ، ایت: موصوف، لقوم یومنون: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقال انما اتخذتم من دون اللہ اوثانا مودۃ بینکم فی الحیوۃ الدنیا﴾.

و: عاطفہ، قال: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ، اتخذتم: فعل بافاعل، من دون اللہ: ظرف لغو، اوثانا: مفعول، مودۃ بینکم: مرکب اضافی مفعول لہ، فی الحیوۃ الدنیا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ثم یوم القیمۃ یکفر بعضکم ببعض ویلعن بعضکم بعضا وماوکم النار وما لکم من نصرین۞﴾.

ثم: عاطفہ، یوم القیمۃ: ظرف مقدم، یکفر بعضکم: فعل وفاعل، ببعض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یلعن بعضکم بعضا: فعل وفاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ماوکم: مبتدا، النار: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائدہ، نصرین: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فامن لہ لوط وقال انی مھاجر الی ربی انہ ھو العزیز الحکیم۞﴾.

ف: عاطفہ، امن: فعل، لہ: ظرف لغو، لوط: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قال: قول، انی: حرف مشبہ واسم، مھاجر الی ربی: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، ھو العزیز الحکیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ووھبنا لہ اسحق ویعقوب وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتب واتینہ اجرہ فی الدنیا﴾.

و: عاطفہ، وھبنا لہ: فعل بافاعل وظرف لغو، اسحق ویعقوب: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، فی ذریتہ: ظرف مستقر مفعول ثانی النبوۃ والکتب: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اتینہ: فعل بافاعل ومفعول، اجرہ: مفعول ثانی، فی الدنیا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانه فی الاخرة لمن الصلحین٥﴾
و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، "ہ" ضمیر ذوالحال، فـی الاخـرة: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، لام: تاکیدیہ، لام: تاکیدیہ، مـن الصلحین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولوطا اذ قال لقومه انكم لتاتون الفاحشة ما سبقكم بها من احد من العلمين٥﴾
و: عاطفہ، لـوطـا: مبدل منہ، اذ: مضاف، قـال لـقـومـه: قول، انـکـم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، تـاتـون: فعل بافاعل، الفاحشة: ذوالحال، مـا سبقکم: فعل نفی ومفعول، بها: ظرف لغو، من: زائد، احد: موصوف، مـن العلمین: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف بدل، ملکر "اذکر" فعل محذوف کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ائنكم لتاتون الرجال وتقطعون السبيل وتاتون فی ناديكم المنكر﴾
همـزه: حرف استفہام، انـکـم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، تـاتـون الـرجـال: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تـقـطـعـون السبيـل: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، تـاتـون: فعل بافاعل، فـی نـاديـکـم: ظرف لغو، المنکر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فما كان جواب قومه الا ان قالوا ائتنا بعذاب الله﴾
ف: عاطفہ، مـا: نافیہ، کـان: فعل ناقص، جـواب قـومـه: خبر مقدم، الا: اداۃ حصر، ان: مصدریہ، قـالـوا: قول، ائتنا: فعل امر بافاعل ومفعول، بعذاب الله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ اول، ان: شرطیہ، کنت من الصدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فائتنا بعذاب الله" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ ثانی، ملکر بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال رب انصرنی علی القوم المفسدين٥﴾
قال: قول، رب: نداء، انـصـرنـی: فعل امر بافاعل ومفعول، عـلـی الـقـوم الـمفسدين: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رحمت بمعنی جنت!

۱......اللہ عزوجل کا فرمان مقدس نشان ہے ﴿لا تقنطوا من رحمة الله اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو (الزمر:۵۳)﴾۔ اس عنوان کے تحت ہم اسلاف میں سے ان مقدس ہستیوں کا بیان کریں گے جن پر اللہ عزوجل کی رحمت ہوئی اور اس کی بشارتیں دنیا میں لوگوں تک حصول جنت کے حوالے سے ہوئیں۔

(۱)......امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خواب میں کسی نے دیکھا تو عرض کی کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زبان کے بارے میں ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اس نے مجھے تباہی کی جگہوں پر پہنچادیا، بتائیں اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ ارشاد فرمایا: "میں نے اس زبان سے کلمہ طیبہ پڑھا پس اللہ نے مجھے جنت میں داخل فرمادیا"۔ (احياء العلوم الدين، كتاب ذكر الموت وما بعده، بيان منامات تكشف، ج٤، ص٦٧٥)

(۲)......مُطَرِّف کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ (جنت کے) سبز لباس میں ملبوس ہیں، میں نے پوچھا یا امیر المومنین آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اللہ عزوجل نے کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: "اللہ نے میرے ساتھ رحمت کا معاملہ فرمایا"، میں نے

پوچھا کونسا دین بہتر ہے؟ جواب دیا: ''دین قیم جو خون نہیں بہاتا''۔ (تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، عثمان بن عفان، ج۳۹،ص ۵۳۳)

(۳)......حافظ ابن کثیر دمشقی کہتے ہیں کہ سیدنا ابو اسماعیل مُرّہ روزانہ ایک ہزار نوافل ادا فرماتے تھے اور جب بوڑھے ہو گئے تو روزانہ چار سو نوافل ادا فرماتے ان کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ سجدے کی جگہ چمکدار ستارے کی مانند روشن ہے، پوچھنے پر بتایا: ''میری پیشانی کو مٹی کے نقصان پہنچانے سے محفوظ کر دیا گیا ہے''۔ پوچھا گیا آخرت میں آپ کو کیا مقام دیا گیا ہے؟ جواب دیا: ''بہترین گھر ہے جس کے اہل یہاں سے منتقل نہیں ہوتے ہیں نہ ہی انہیں موت آتی ہے''۔

(موسوعة للامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، رقم:۶۵، ج۳، ص ۵۸ وغیرہ)

دلائل کے بجائے دھمکیوں سے جواب دینا:

۲......اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿فما كان جواب قومه الا ان قالوا اقتلوه او حرقوه فانجه الله من النار تو اس کی قوم کو کچھ جواب بن نہ آیا مگر یہ بولے انہیں قتل کر دو یا جلا دو تو اللہ نے اُسے آگ سے بچا لیا (العنکبوت:۲۴)﴾۔ ہمیشہ سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ جب بھی مد مقابل کے پاس جواب نہ ہو، دلائل عقلیہ نقلیہ سے خالی ہو، حالات اسے کلام کرنے کی اجازت نہ دیتے ہوں، یا کسی بھی قسم کی کوئی بھی وجہ ہو جواب نہ بن سکا تو اب ذاتیات پر کلام کرتے ہیں یا دھمکیوں پر اتر آتے ہیں۔ متذکرہ آیت میں بھی صاف یہی روش اختیار کی گئی ہے۔ ہمارے زمانے کے بعض مذہبی کہلانے والے اکثر ایسا کرتے نظر آتے ہیں اور خواہ مخواہ دھونس، دھمکی، لعن طعن کرتے ہیں، اپنے معاون اساتذہ اور شاگردوں کو بھی یہی سکھاتے ہیں جب کہ علمی جواب دیا جائے، عقلی نقلی جوابات دیئے جائیں تو مد مقابل کو بہت اچھا سبق ملے گا۔ ہو سکتا ہے کہ مد مقابل آئندہ کسی صحیح العقیدہ سنی افراد سے بحث و تکرار ہی نہ کرے۔ بعض لوگ جب چاروں شانے چت ہو جاتے ہیں اور کچھ بن نہیں پڑتا تو مد مقابل کو خواہ مخواہ بدنام کرنے لگتے ہیں لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ سانچ کو آنچ نہیں ہوتی۔ خود مجھے تصنیف و تالیف کے میدان میں ایسے حالات کا سامنا رہا اور مسائل پیدا کرنے والے کوئی دوسرے نہیں بلکہ اپنے سنی حضرات ہی تھے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہونا:

۳......آسمان، زمین، پہاڑ، فرشتے اللہ کے حضور عرض کرتے ہیں اے اللہ ابراہیم علیہ السلام کو جلایا جا رہا ہے، اللہ نے جواباً فرمایا: ''میں جانتا ہوں''، اور تمہاری دعاؤں سے ان کی مدد ہو گی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آسمان کی جانب اپنا سر پاک بلند کیا اور عرض گزار ہوئے: ''اے اللہ، تو ایک ہے اور میں زمین میں ایک ہوں، تیرے سوا زمین میں کسی کی عبادت نہیں ہوتی، تو مجھے کافی ہے اور تو بہتر نگہبان ہے، پس جب انہیں آگ میں ڈال دیا گیا تو ندا ہوئی ''اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا ہمارے ابراہیم پر''، جبرائیل امین علیہ السلام کہتے ہیں کہ ندا کرنے والا میں تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ بردا کے ساتھ سلاما کا لفظ استعمال نہ کیا جاتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سخت سردی کی وجہ سے انتقال فرما جاتے، اس دن ساری آگ بجھ گئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک آدمی جو کہ دراصل سایہ کرنے والا فرشتہ تھا کھڑا تھا جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہرے انور سے پسینہ پونچنے کے لئے معمور کیا گیا تھا۔ بعض شارحین نے یہ بھی لکھا کہ سوائے رسیوں کے آگ سے کچھ نہ جلا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس دن میں آگ میں تھا اس دن کے سوا کسی دن میں ایسا انعام نہیں ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جس وقت آگ میں ڈالے گئے ان کی عمر سولہ سال تھی۔

(جامع البیان القرآن، الجزء ۱۷، ص ۵۴ وغیرہ)

حضرت لوط علیہ السلام کا حضرت ابراھیم علیہ السلام پر ایمان لانا:

۴......سورۃ الانبیاء میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعے کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کا بیان ہے اور یہاں بھی ایسا ہی ہے

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران کے بیٹے تھے۔ جہاں تک حضرت لوط علیہ السلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانے کا تعلق ہے تو مختلف تفاسیر کے مطالعے سے بھی واضح ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات دیکھ کران پر ایمان لانے کا اظہار کیا اور ساتھ ہی بی بی سارہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لے آئیں جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نکاح میں تھیں۔ البتہ حضرت لوط علیہ السلام اللہ عزوجل کی توحید کے پہلے ہی قائل تھے کیونکہ کسی نبی کے لئے یہ تصور ہی ممکن نہیں کہ وہ کسی وقت کفر میں ہو اور بعد میں ایمان لے آئے۔

حضرت ابراهیم علیہ السلام کی هجرت کا بیان:

۵.....حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا بیشک میں اپنی قوم سے ہجرت کرنے والا ہوں اس جگہ کی جانب جہاں مجھے میرے رب نے حکم فرمایا، اس جگہ جہاں میرے لئے میرے رب کی عبادت آسان ہوگی یا پھر اس کا معنی یہ ہے کہ بیشک میں اپنی قوم سے اعراض کرتے ہوئے اور اپنے رب عزوجل کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے ہجرت کرنے والا ہوں، اصلاح صوفیہ میں اسی کو وطن میں سفر کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مفسرین کرام نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوثی (شہر کوفہ کے نواح میں واقعہ علاقے کا نام ہے) سے حران کی طرف ہجرت کی پھر وہاں سے شام تشریف لے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کی زوجہ بی بی سارہ اور حضرت لوط علیہ السلام بھی شامل تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جانب ہجرت فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فلسطین کو اپنا مسکن بنایا اور حضرت لوط علیہ السلام نے سدوم کو اپنایا۔ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ ہجرت کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک پچھتر ۷۵ سال تھی۔

(المظھری، ج۵، ص۴۰۸، البیضاوی، ج۳، ص۳۴)

صالحین کا ذکر خیر!

۶.....اس مقام پر ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت اسحٰق علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر کیا، اس سے پہلے حضرت لوط علیہ السلام کے ایمان لانے کا ذکر ﴿فامن لہ لوط﴾ میں کیا، لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر خیر کیوں نہیں کیا جب کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے اور منصب نبوت پر فائز تھے، اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق ذبح ہونے کے لئے بھی تیار تھے مفسرین کرام امام رازی، قاضی بیضاوی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ذریت میں نبوت کا ایک طویل سلسلہ چلا اور چار ہزار سال سے زائد ان کی اولاد رہی اور اس دوران انہی کے دین کی پیروی رہی جب کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذریت میں فقط سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہوئے ہیں اور ان کی نبوت تا قیام قیامت ہے۔ ہم نے اس نیت سے عنوان قائم کیا تھا کہ صالحین کا ذکر کرنے کی برکتیں حاصل ہو جائیں چنانچہ فقط ایک ہی حدیث ذکر کرتے ہیں: "عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے"۔ (حلیۃ الاولیاء، سفیان بن عیینہ، رقم: ۱۰۷۵۰، ج۷، ص۳۳۵)

قوم لوط راهگیروں کے لئے آزمائش:

۷.....ابن ابی حاتم اور ابن زید کہتے ہیں کہ قوم لوط راستوں میں بیٹھ جاتے، گزرتے مسافروں کو روکتے اور ان سے برے اعمال کرتے۔ ام ہانی بنت ابی طالب کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قوم لوط کے بارے میں دریافت کیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ راستوں میں بیٹھ کر گزرنے والے لوگوں کو (کنکر وغیرہ) مارتے اور ان کا مذاق اڑاتے"۔ ابن مردویہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ قوم لوط گزرنے والے راہگیروں پر پتھر برساتی تھی، ایک شخص نے پوچھا کس طرح؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی مٹھی میں چند کنکر لئے اور اس کے چہرے کی جانب پھینکے اور فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ ایسوں کے ساتھ معارضہ کیا

جائے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ قوم لوط مجالس میں ایک دوسرے کے ساتھ عمل خبیث کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ''وہ مجالس میں گوز مارتے تھے۔ (الدر المنثور، ج۵، ص ۲۷۶)

ایسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا قوم لوط بے حیائی کے علاوہ اور بھی بُرے کام کرتی تھی، وہ ایک دوسرے پر ظلم کرتی، گالیاں دیتی، مجالس میں گوز کرتے، گزرنے والوں پر کنکر مارتے، چوسر اور شطرنج کھیلتے، رنگدار کپڑے پہنتے تھے، مرغ لڑاتے تھے، میڈھے لڑاتے تھے، انگلیاں مہندی سے رنگتے تھے، مرد عورتوں کا لباس پہنتے تھے، عورتیں مَردوں کا لباس پہنتی تھیں، ہر گزرنے والوں سے ٹیکس لیتے تھے، شرک کرتے تھے، ہم جنس پرستی کی ابتداء سب سے پہلے انہی سے ہوئی۔ (القرطبی، الجزء: ۲۰، ص ۳۰٤)

اغراض:

واخمادها: یعنی شعلے ابھرتی آگ بھڑکائی گئی، اور **الاهماد** سے مراد یہ ہے کہ آگ کا یک لخت بجھ جانا۔

لانهم المنتفعون: محذوف کی علت بیان کرنا مقصود ہے، اصل عبارت یوں ہے: ''خصوا بالذکر لانهم ...... الخ''۔

صدق بابراهيم: مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کرنا ہے، اگرچہ اس سے پہلے مومن ہوں، اور ﴿لوط﴾ پر وقف کرنا واجب ہے اس لئے کہ ﴿وقال انی مهاجر﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام میں داخل ہے اور اگر وصل کر دیا تو شبہ ہوگا کہ کلام متذکرہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے۔ **فی زمن يسير:** سے آنکھ جھپکنے کی مقدار مراد ہے۔

وهاجر من سواد العراق: پس وہ سمندر کے پاس اترے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کی زوجہ بی بی سارہ، اور بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام تھے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اہلیہ کے ساتھ فلسطین کی جانب اور حضرت لوط علیہ السلام علاقہ سدوم کی جانب روانہ ہوئے، اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ظاہری عمر مبارک پچھتر سال تھی۔ **بعد اسماعيل:** یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کے چودہ سال بعد حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ **اذکر:** سے مراد اہل سدوم اور اس کے مضافاتی علاقے مراد ہیں۔

وهو الثناء الحسن فی کل اهل الاديان: مراد تمام اہل ادیان ہیں جو ان ادیان کا خیر کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

الانس والجن: یعنی عہد آدم سے قوم لوط تک کے انس و جن مراد ہیں۔

بفعلکم الفاحشة بمن يمر بکم: کہا جاتا ہے کہ لوطی راستوں میں بیٹھ جاتے تھے، ہر آدمی کے پاس پیالے میں کچھ تیر ہوتے تھے، جب ان کے پاس سے کوئی گزرتا تو اس پر پھینکتے، جس کا (تیر وغیرہ) گزرنے والے پر پہلے لگتا وہی اس کا حقدار ٹھہرتا، پس وہ اسے اپنے ساتھ لے جاتا، اس سے نکاح یا اغلام تین دراہم کے عوض کرتا۔

فعل الفاحشة: یعنی گوز کرنا (پاد مارنا) یا شرم گاہیں کھولنا اور اس جیسے دیگر قبیح افعال کرنا۔

باتيان الرجال: یعنی دیگر فواحش اختیار کرنا۔ **باسحاق ويعقوب:** یعنی قوم لوط کی ہلاکت مراد ہے۔

الباقين فی العذاب: یعنی وہ عذاب سے خلاصی نہ پائیں گے کیونکہ بُرائی کی ترغیب دینے والا بھی ایسا ہے جیسا کہ اس نے خود بُرائی کی، اور قوم لوط کی ہلاکت کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ بُرائی کی پشت پناہی کرتی تھی۔

حزن بسببهم: بهم میں باء سببیہ ہے۔ **عذابا:** سے مراد سنگ باری، جلنا، دھنسنا، اور اسی بناء پر حکم سماوی مراد ہے۔

هی آثار خرابها: مراد وہ پتھر ہیں جن سے قوم ہلاک کی گئی، اللہ عزوجل نے انہیں باقی رکھا تا کہ اس کے آس پاس کے لوگ دیکھ کر عبرت حاصل کریں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد وہ کالا پانی ہے جو زمین سے نمودار ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص ۲۱۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿ولما جاءت رسلنا ابراهيم بالبشرى ﴾بِاِسْحٰق وَيَعقوبَ بَعدَهُ﴿ قالوا انا مهلكوا اهل هذه القرية ﴾اَى قَرية لوطٍ﴿ان اهلها كانوا ظلمين (۳۱)﴾ كٰفِرينَ﴿قال ﴾اِبراهِيمُ﴿ان فيها لوطا قالوا ﴾اَى الرُّسُلُ﴿ نحن اعلم بمن فيها لننجينه ﴾بِتَخفِيفٍ والتَّشدِيدِ﴿ واهله الا امراته كانت من الغبرين (۳۲)﴾ اَلبَاقِينَ فِى العَذَابِ﴿ ولما ان جاءت رسلنا لوطا سیء بهم ﴾حَزَنَ بِسَبَبِهِم﴿ وضاق بهم ذرعا ﴾صَدرًا لِاَنَّهم حُسَّانُ الوُجوهُ فِى صُورَةِ اَضيافٍ فَخَافَ عَلَيهِم قَومَهُ فَاَعْلَمُوهُ بِاَنَّهُم رُسُلُ رَبِّه﴿ وقالوا لا تخف ولا تحزن انا منجوک ﴾بِالتَّشدِيدِ والتَّخفِيفِ﴿واهلک الا امراتک كانت من الغبرين (۳۳)﴾وَنَصبُ اَهْلَکَ عَطفًا على مَحَلِّ الكَافِ﴿انا منزلون ﴾بِالتَّشدِيدِ والتَّخفِيفِ﴿ على اهل هذه القرية رجزا ﴾عَذَابًا﴿ من السماء بما ﴾بِالفعلِ الَّذِى﴿كانوا يفسقون (۳۴)﴾ بِهِ اَى بِسَبَبِ فِسقِهِمُ﴿ ولقد تركنا منها اية بينة ﴾ظَاهِرةً هِىَ آثَارُ خَرابِهَا﴿ لقوم يعقلون (۳۵)﴾يَتَدَبَّرُونَ ﴿و﴾اَرسَلنَا ﴿ الى مدين اخاهم شعيبا فقال يقوم اعبدوا الله وارجوا اليوم الاخر ﴾اِخْشَوهُ هوَ يومُ القِيمةِ﴿ولا تعثوا فى الارض مفسدين (۳۶)﴾حَالٌ مُؤَكِّدَةٌ لِعَامِلِهَا مِن عَثِىَ بِكَسرِ المُثَلَّثَةِ اَفْسَدَ ﴿ فكذبوه فاخذتهم الرجفة ﴾الزَّلزَلَةُ الشَّدِيدَةُ ﴿فاصبحوا فى دارهم جثمين (۳۷)﴾بَارِكِينَ على الرُّكَبِ مَيِّتِينَ ﴿و﴾اَهلَكنَا﴿ عادا وثمودا ﴾بالصَّرفِ وَتَركِهِ بِمَعْنٰى الحَيِّ والقَبِيلَةِ ﴿ وقد تبين لكم ﴾اِهْلاكِهِم﴿ من مسكنهم ﴾بالحَجرِ واليَمَنِ﴿ وزين لهم الشيطن اعمالهم ﴾مِن الكُفرِ والمَعَاصِى﴿ فصدهم عن السبيل ﴾سَبِيلِ الحقِّ﴿ وكانوا مستبصرين (۳۸)﴾ذَوِى بَصائِرِ ﴿و﴾اَهلَكنَا﴿ قارون وفرعون وهامن ولقد جاءهم موسى ﴾مِن قَبلُ﴿ بالبينت ﴾بالحُجَجِ الظَّاهِراتِ﴿فاستكبروا فى الارض وما كانوا سبقين (۳۹)﴾فَائِتِينَ عَذَابَنَا ﴿ فكلا ﴾مِنَ المَذكُورِينَ﴿ اخذنا بذنبه فمنهم من ارسلنا عليه حاصبا ﴾رِيحًا عَاصِفًا فِيهَا حَصْبَاءٌ كَقَومِ لوطٍ ﴿ ومنهم من اخذته الصيحة ﴾كَثَمُودَ﴿ ومنهم من خسفنا به الارض ﴾كَقَارُونَ﴿ ومنهم من اغرقنا ﴾كَقَومِ نُوحٍ وَفِرعَونَ وَقَومِهٖ﴿ وما كان الله ليظلمهم ﴾فَيُعَذِّبهم بِغَيرِ ذَنبٍ﴿ ولكن كانوا انفسهم يظلمون (۴۰)﴾بِارتِكَابِ الذَّنبِ ﴿ مثل الذين اتخذوا من دون الله اولياء﴾ اَى اَصنَامًا يَرجُونَ نَفعَهَا﴿ كمثل العنكبوت اتخذت بيتا ﴾لِنَفسِهَا تَاوِى اِلَيهِ﴿وان اوهن ﴾اَضعَفَ﴿ البيوت لبيت العنكبوت ﴾لَا يَدفَعُ عَنهَا حَرًّا وَلا بَردًا كَذالكَ الاَصنَامُ لا تَنفَعُ عَابِدِيهَا﴿ لو كانوا يعلمون (۴۱)﴾ذٰلِکَ مَا عَبَدُوهَا﴿ ان الله يعلم ما ﴾بِمَعنَى الَّذِىْ﴿ يدعون ﴾يَعْبُدُونَ بِالياءِ والتَّاءِ﴿ من دونه ﴾غَيرِهٖ﴿ من شیء وهو العزيز ﴾فِى مُلكِهٖ﴿الحكيم (۴۲)﴾ فِى صُنعِهٖ﴿ وتلک الامثال ﴾فِى القُراٰنِ﴿ نضربها﴾نَجعَلُهَا﴿للناس وما يعقلها

﴿اَی یَفْھَمُھا﴾ الا العالمون (۴۳)﴿المُتَدَبِّرُونَ﴾ خلق اللّٰه السمٰوت والارض بالحق ﴾اَی مُحِقًّا﴿ ان فی ذٰلک لاٰیۃ ﴾دَلاَلَۃً عَلٰی قُدرَتِہٖ تعالٰی ﴿ للمؤمنین (۴۴)﴾خُصُّوا بِالذِّکرِ لِاَنَّھُمُ المُنتَفِعُونَ بِھَا فِی الاِیمَانِ بِخِلاَفِ الکَافِرِینَ.

﴿ترجمہ﴾

اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے (اسحٰق علیہ السلام کی ولادت کا اوران کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی ولادت کا......ا......) بولے ہم ضرور اس شہر والوں (یعنی لوط علیہ السلام کے شہر والوں) کو ہلاک کریں گے بیشک اس کے بسنے والے ستمگار (یعنی کافر......۲......) ہیں کہا (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) اس میں تو لوط (رسل) ہیں بولے ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے ضرور ہم اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دیں گے (لننجینہ فعل کو مخفف اور مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) مگر اس کی عورت کو وہ (عذاب میں) رہ جانے والوں میں سے ہے (الغابرین بمعنی الباقین ہے) اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے اوران کا آنا اسے ناگوار ہوا (ان کے سبب آپ علیہ السلام غمگین ہوگئے) اوران کا دل تنگ ہوا (کیونکہ وہ فرشتے خوبصورت مہمانوں کی شکل آئے تھے، آپ علیہ السلام کو ان پر اپنی قوم کی دست درازی کا خوف ہوا تو انہوں نے آپ علیہ السلام کو بتایا کہ وہ ان کے رب عزوجل کے فرشتے ہیں) اور انہوں نے کہا نہ ڈریئے اور نہ غم کیجیے بیشک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو نجات دیں گے (منجوک میں منجو کو مخفف اور مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) مگر آپ کی عورت وہ رہ جانے والوں میں ہے (اھلک میں ک ضمیر کے محل پر معطوف ہونے کے سبب منصوب ہے......۳......) بیشک ہم اتارنے والے ہیں (منزلون کو مشدد اور مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اس شہر والوں پر آسمان سے عذاب (رجزا بمعنی عذابا ہے) سبب اس (فعل کے) جو فسق وہ کیا کرتے تھے (یعنی ان کے فسق کے سبب) اور بیشک ہم نے اس سے ظاہر نشانی باقی رکھی (مراد اس سے ان کے مکانات ہیں، بینت بمعنی ظاھرات ہے) ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں (جو غور و تدبر کرتے ہیں) اور (ہم نے بھیجا) مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو تو اس نے فرمایا اے میری قوم! اللّٰہ کی بندگی کرو اور پچھلے دن کی امید رکھو (یعنی اس سے ڈرو، مراد اس سے قیامت کا دن ہے) اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو (مفسدین اپنے عامل یعنی عثی کی وجہ سے موکد ہے، عثی تاء مکسورہ کے ساتھ ہے بمعنی افسد) تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں شدید زلزلہ نے آلیا......۴......(رجفۃ کے معنی شدید زلزلہ ہے) تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مردہ پڑے رہ گئے (جثمین بمعنی ھالکین علی الرکب میتین ہے) اور (ہم نے ہلاک فرمایا) عاد اور ثمود کو (لفظ ثمود ہو تو منصرف اور بمعنی الحی القبیلۃ ہو تو غیر منصرف ہوگا) اور تم پر (ان کا ہلاک کیا جانا) ظاہر ہو چکا ان کی بستیوں سے (جو مقام حجر اور یمن میں ہیں......۵......) اور شیطان نے ان کے اعمال (جیسے کفر اور دیگر گناہ) ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے انہیں راہ (یعنی راہ حق) سے روکا اور انہیں سوجھتا تھا (یعنی وہ دیکھنے والے تھے) اور (ہم نے ہلاک فرمادیا) قارون اور فرعون اور ھامان کو......۶......اور بیشک (ان کی ہلاکت سے پہلے) ان کے پاس موسیٰ نشانیاں (یعنی ظاہر دلائل) لے کر آیا تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا اور ہم سے نکل کر جانے والے نہ تھے (ہمارے عذاب سے بچنے والے نہیں تھے) تو سب کو (جو لوگ مذکور ہوئے ان سب کو) ہم نے اس کے گناہ پر پکڑا تو ان میں سے کسی پر ہم نے پتھراؤ بھیجا (تیز ہوا بھیجی جو پتھر لے کر آئی تھی جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر) اوران میں سے کسی کو چنگھاڑ نے آلیا (جیسا کہ ثمود کو) اور ان میں سے کسی کو زمین میں دھنسا دیا (جیسا قارون کو) اوران میں سے کسی کو ڈبو دیا (جیسا کہ نوح علیہ السلام کی قوم اور فرعون کو) اور اللّٰہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرے (کہ بغیر گناہ ان پر عذاب فرمائے) ہاں وہ خود (گناہوں کا ارتکاب کرنے کے سبب) اپنی جانوں پر ظلم

کرتے تھے ان کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنالیے ہیں (یعنی بت گڑھ لئے، جن سے وہ نفع کی امید رکھتے ہیں) مکڑی کی طرح ہے اس نے (اپنے لیے) جالے کا گھر بنایا (جس میں وہ ٹھکانہ کرتی ہے) اور بیشک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا گھر (جو نہ تو اس سے سردی کو دور کرسکتا ہے اور نہ گرمی کو......ے......اسی طرح بت بھی اپنے پوجنے والوں کو کچھ نفع نہیں دے سکتے) اگر وہ جانتے (اس بات کو، تو وہ ان کی پوجا نہ کرتے) اللہ جانتا ہے جس کی اس کے سوا پوجا کرتے ہیں (یعلم ما میں ما بمعنی الذی ہے اور یدعون بمعنی یعبدون ہے، یدعون کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے نیز من دونہ بمعنی غیرہ ہے) اور وہی غالب ہے (اپنے ملک میں) اور حکیم ہے (اپنی صنعت میں) اور (قرآن پاک میں) یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے رکھتے ہیں اور نہیں سمجھتے مگر علم والے......۸......(جو تدبر کرتے ہیں، تضربها بمعنی نجعلها ہے اور یعقلها بمعنی یفهمها ہے) اللہ نے زمین اور آسمان بنائے حق کے ساتھ (یعنی اس حال میں کہ وہ حق ہیں) بے شک اس میں نشانی ہے (جو قدرت الٰہی پر دلالت کرتی ہے) مسلمانوں کے لیے (بالخصوص مومنین کا ذکر اس لیے فرمایا کیونکہ ایمان لانے والے ہی ان سے نفع اٹھاتے ہیں کفار نہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولما جاء ت رسلنا ابرهیم بالبشری قالوا انامهلکوا اهل هذه القریة﴾

و: عاطفہ، لما: شرطیہ، جاء ت رسلنا ابرهیم بالبشری: فعل وفاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: قول، انا: حرف مشبہ واسم، مهلکوا: اسم فاعل بافاعل مضاف، اهل هذه القریة: مضاف الیہ مفعول، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اهلها کانوا ظلمین o قال ان فیها لوطا قالوا نحن اعلم بمن فیها﴾.

ان اهلها: حرف مشبہ واسم، کانوا ظلمین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، قال: قول، ان: حرف مشبہ، فیها: ظرف مستقر خبر مقدم، لوطا: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قالوا: قول، نحن: مبتدا، اعلم: اسم تفضیل بافاعل، بمن فیها: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لننجینه واهله الا امراته کانت من الغبرینo﴾.

لام: قسمیہ، ننجینه: فعل بافاعل، ہ: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اهله: مستثنیٰ منہ، الا: اداۃ استثناء، امراته: ذوالحال، کانت من الغبرین: جملہ فعلیہ حال، ملکر مستثنیٰ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ولماان جاء ت رسلنا لوطا سیء بهم وضاق بهم ذرعا﴾.

و: عاطفہ، لما: شرطیہ، ان: زائدہ، جاء ت رسلنا لوطا: جملہ فعلیہ شرط، سیء: فعل مجہول با نائب الفاعل، بهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ضاق: فعل "هو" ضمیر ممیز، ذرعا: تمیز، ملکر فاعل، بهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالوا لا تخف ولا تحزن﴾.

و: مستانفہ، قالوا: قول، لا تخف: فعل نہی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لاتحزن: فعل نہی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر قولیہ مستانفہ۔

﴿انا منجوک واهلک الا امراتک کانت من الغبرینo﴾.

انــــا: حرف مشبہ واسم، مـــنـــجـــو: اسم فا با فاعل مضاف، ک: ضمیر مفعول مضاف الیہ، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اھلک: مستثنیٰ منہ، الا: اداۃ استثناء، امراتک: ذوالحال، کانت من الغبرین: جملہ فعلیہ حال، ملکر مستثنیٰ، ملکر فعل محذوف "ننجی" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا منزلون علی اھل ھذہ القریۃ رجزا من السماء بما کانوا یفسقونo﴾.

انا: حرف مشبہ واسم، منزلون: اسم فاعل بافاعل، علی اھل ھذہ القریۃ: ظرف لغو، رجزا: موصوف، من السماء: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، بما کانوا یفسقون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد ترکنا منھا ایۃ بینۃ لقوم یعقلونo﴾.

و: عاطفہ، لام قسمیہ، قد تحقیقیہ، ترکنا: فعل بافاعل، منھا: ظرف لغو، ایۃ بینۃ: مفعول، لقوم یعقلون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿والی مدین اخاھم شعیبا فقال یقوم اعبدوا اللہ وارجوا الیوم الاخر ولا تعثوا فی الارض مفسدینo﴾.

و: عاطفہ، الی مدین: ظرف مستقر فعل محذوف "ارسلنا" کیلئے، اخاھم: مبدل منہ، شعیبا: بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قال قول، یقوم: نداء، اعبدوا اللہ: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ارجوا الیوم الاخر: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لا تعثوا: فعل نہی باواؤ ضمیر ذوالحال، مفسدین: حال، ملکر فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فکذبوہ فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جثمینo﴾.

ف: عاطفہ، کذبوہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اخذتھم: فعل ومفعول، الرجفۃ: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اصبحوا: فعل ناقص بااسم، فی دارھم: ظرف لغو مقدم، جثمین: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وعادا وثمودا وقد تبین لکم من مسکنھم﴾.

و: عاطفہ، عادا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ثمودا: معطوف، ملکر فعل محذوف "اھلکنا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قد تحقیقیہ، تبین لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، من مسکنھم: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وزین لھم الشیطن اعمالھم فصدھم عن السبیل وکانوا مستبصرینo﴾.

و: عاطفہ، زین لھم: فعل وظرف لغو، الشیطن: فاعل، اعمالھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، صد: فعل بافاعل، ھم: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، کانوا مستبصرین: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، عن السبیل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقارون وفرعون وھامن ولقد جاء ھم موسی بالبینت﴾.

و: عاطفہ، قارون: معطوف علیہ، و: عاطفہ، فرعون وھامن: معطوفان، ملکر فعل محذوف "اھلکنھم" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لام قسمیہ، جاء ھم موسی بالبینت: فعل ومفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فاستکبروا فی الارض وما کانوا سابقین o فکلا اخذنا بذنبہ﴾.

ف: عاطفہ، استکبروا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ما: نافیہ، کانوا سابقین: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، فی الارض: ظرف

لغو،ملکر جملہ فعلیہ ،ف: فصیحیہ ، کلا: مفعول مقدم،اخذنا: فعل بافاعل،بذنبہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "ان شئت ان تعرف مصیرھم" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فمنھم ارسلنا علیہ حاصبا ومنھم من اخذتہ الصیحۃ﴾.

ف: عاطفہ،منھم: ظرف مستقر خبر،مقدم،من: موصولہ،ارسلنا علیہ: فعل بافاعل وظرف لغو،حاصبا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،منھم: ظرف مستقر خبر مقدم،من اخذتہ الصیحۃ: موصول صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومنھم من خسفنا بہ الارض ومنھم من اغرقنا﴾.

و: عاطفہ،منھم: ظرف مستقر خبر مقدم،من: موصول،خسفنا بہ الارض: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،منھم: ظرف مستقر خبر مقدم،من اغرقنا: موصول صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون٥﴾.

و: عاطفہ،ما: نافیہ،کان اللہ: فعل ناقص واسم،لام: جار،یظلم: فعل بافاعل،ھم: ذوالحال،و: حالیہ،لکن: مخففہ،کانوا: فعل ناقص باسم،انفسھم یظلمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا﴾.

مثل: مضاف،الذین: موصول،اتخذوا: فعل بافاعل،من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم،اولیاء: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مبتدا،کاف: جار،مثل: مضاف،العنکبوت: ذوالحال،اتخذت بیتا: جملہ فعلیہ حال،ملکر مضاف الیہ ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون٥﴾.

و: عاطفہ،ان: حرف مشبہ،اوھن البیوت: اسم،لام: تاکیدیہ،بیت العنکبوت: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،لو: شرطیہ،کانوا یعلمون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "لما عبدوھا" کی شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ یعلم ما یدعون من دونہ من شیء وھو العزیز الحکیم٥﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ واسم،یعلم: فعل بافاعل،ما: موصولہ،یدعون: فعل بافاعل،من دونہ: ظرف مستقر حال،ذوالحال محذوف "ھم" کیلئے،ملکر مفعول،من شیء: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،ھو: مبتدا،العزیز الحکیم: خبران،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العلمون٥﴾.

و: عاطفہ،تلک: مبدل منہ،الامثال: بدل،ملکر مبتدا،نضرب بھا: فعل بافاعل،ھا: ضمیر ذوالحال،و: حالیہ،ما: نافیہ،یعقلھا: فعل ومفعول،الا: اداۃ حصر،العالمون: فاعل ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر مفعول،للناس: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿خلق اللہ السموت والارض بالحق ان فی ذلک لایۃ للمومنین٥﴾.

خلق اللہ: فعل واسم جلالت ذوالحال،بالحق: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،السموت والارض: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ان: حرف مشبہ،فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم،لام: تاکیدیہ،ایۃ: موصوف،للمومنین: ظرف مستقر صفت،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اولاد کے فضائل ومناقب:

۱.....حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہیں جو کہ ہاجرہ قبطیہ مصریہ کے نام سے مشہور ہیں، ان کے بعد اپنی چچازاد، بہن بی بی سارہ سے نکاح فرمایا جن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے، ان کے بعد قنطورا بنت یقطن کنعانیہ سے پیدا ہوئے، ان کے بطن سے آپ کے چھ بچے ہوئے جن کے نام یہ ہیں، مدین، زمران، سرج، یقشان، نشق (اور ایک بچے کا نام نہیں بتایا گیا، ان کے بعد حجون بنت امین سے نکاح کیا جن سے پانچ بچے پیدا ہوئے، کیسان، سورج، امیم، لوطان، نافس۔ یہ ساری بحث امام ابو قاسم سہیلی نے اپنی کتاب ''التعریف والاعلام'' میں ذکر کی ہے۔ (البدایۃ والنھایۃ، باب ذکر اولاد ابراھیم، ج۱، ص ۱۹۵)

اہل کتاب والسیر نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت المقدس کے شہروں میں رہتے ہوئے بیس سال ہو گئے تو حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا: بیشک مجھے میرے رب نے اولاد سے محروم رکھا ہے، آپ علیہ السلام میری باندی سے عمل تولید کر لیجئے، شاید اس کے ذریعے اللہ آپ علیہ السلام کو اولاد عطا فرمادے، جب حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بی بی ہاجرہ ہبہ کر دی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ساتھ رات گزاری تو بی بی ھاجرہ حاملہ ہوئیں، جب سے انہیں حمل ہوا تھا وہ بی بی سارہ پر فخر کرنے لگی تھیں، بی بی سارہ کو ان پر رشک آتا تھا، انہوں نے اس کی شکایت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تم ان کے ساتھ جو چاہو سلوک کرو۔ بی بی ہاجرہ ڈر کر فرار ہو گئیں، وہ ایک چشمہ کے پاس پہنچیں تو ایک فرشتہ نے کہا تم ڈرو نہیں، اللہ تم سے جو بچہ پیدا کرنے والا ہے اس میں بہت خیر ہے، اور ان کو واپس جانے کا حکم دیا اور ان کو یہ بشارت بھی دی کہ ان کے ہاں بیٹا ہوگا اور اس کا نام اسماعیل رکھنا، وہ لوگوں سے فتنے کو دور کریں گے، ان کا تمام لوگوں پر ہاتھ ہوگا اور تمام لوگ ان کی مدد کریں گے۔ وہ اپنے تمام بھائیوں کے ملکوں کے مالک ہونگے۔ بی بی ہاجرہ نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور یہ بشارت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہوئی۔ کیونکہ آپ علیہ السلام ہی تمام بلاد عرب کے سردار ہیں۔ مشرق ومغرب تمام میں آپ کا دین پھیل گیا۔ اللہ نے آپ کو اتنے علوم نافعہ اور اعمال صالحہ عطا کیے جو مخلوق میں کسی اور کو نہیں دیئے۔ بی بی ہاجرہ واپس ہوئیں، جس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک چھیاسی ۸۶ سال تھی، حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کے تیرہ سال بعد ہوئی، امام ابن سعد کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر پاک ۹۰ سال تھی اور اس کے تیس سال بعد حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (الطبقات الکبری، ج۱، ص ۴۱)،(البدایہ والنھایہ، باب ذکر مولد اسماعیل من ھاجر، ج۱، ص ۱۷۱ وغیرہ)

حضرت اسحٰق نے اپنے والد گرامی کی زندگی میں نکاح فرمایا، زوجہ محترمہ اولاد پیدا کرنے سے محروم کی گئیں تھیں، پھر جب ان کے لئے دعا فرمائی گئی تو وہ حاملہ ہوئیں، اور دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام العیص اور دوسرے کا نام یعقوب رکھا گیا۔ حضرت اسحٰق اپنے بڑے صاحبزادے اور ان کی اہلیہ سے چھوٹے صاحبزادے سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ حضرت یعقوب جب اپنے والد گرامی کے بڑھاپے کی حالت میں شکار کو جایا کرتے تھے تو فرشتے آپ کے ساتھ معاون ہوتے اور اللہ آپ علیہ السلام سے کلام فرماتا، اللہ انہیں بشارتوں سے نوازتا کہ میں تمہیں عنقریب برکتوں سے نوازوں گا، تیری اولاد کثیر ہوگی، اور تیری قدرت میں سلطنت دوں گا اور تیرے بعد تیرے ماننے والوں کو بھی نوازوں گا۔ حضرت یعقوب کے پاس بہت سی بکریاں، چوپائے اور غلام باندیاں تھیں۔

(البدایۃ والنھایۃ، اسحق بن ابراھیم مع ذریتہ، الجزء الاول، ج۱، ص ۲۱۵ وغیرہ)

لوطی عمل کرنے والا کافر ھے یا مومن:

۲.....معتزلہ کے نزدیک کبیرہ کا مرتکب نہ تو ایمان والا رہتا ہے اور نہ ہی کافر ہوجاتا ہے بلکہ ایمان وکفر کے مابین رہتا ہے

اوران کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ کبیرہ کا مرتکب داخل جہنم ہوگا۔ جب کہ اہل سنت و جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ حقیقی معنوں میں صاحب ایمان رہتا ہے نہ کہ مجازی اعتبار سے، اور ایمان یہ ہے کہ زبان سے اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کی جائے اور جہاں تک اعمال کا تعلق ہے تو وہ ایمان کو درجۂ کمال تک پہنچانے کے لئے ہوتے ہیں۔ (شرح فقہ الاکبر، مبحث:ان الکبیرۃ لا تخرج المومن عن الایمان، ص ۱۱۷)۔

احناف کے نزدیک لوطی عمل کرنے والے کو کوڑے لگائے جائیں یا قید کیا جائے، اور یہ کام مختلف قسم کے لوگوں کے ساتھ ان کے درجوں کے حساب سے کیا جائے۔ ایک درجہ علماء و سادات کا ہے، دوسرا درجہ زمیندار و تجار و مالداروں کا ہے کہ ان پر دعوی کیا جائے اور دربار قاضی میں پیش کیا جائے، قاضی انہیں متنبہ کریگا کہ تم نے ایسا کیا ایسا نہ کرو، تیسرا درجہ متوسط لوگوں کا ہے یعنی بازاری لوگ ایسوں کے لئے قید ہے، چوتھا درجہ ذلیلوں اور کمینوں کا ہے کہ انہیں مارا بھی جائے مگر جرم جب اس قابل ہو جب ہی یہ سزا ہے۔ اور کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے لگائے جاسکتے ہیں۔ (بہار شریعت، باب التعزیر، ج ۲، حصہ ۹، ص ۴۰۴)

اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ جنت میں یہ فعل ہوگا یا نہیں؟ علامہ ابن ہمام کہتے ہیں کہ اگر اس کی حرمت عقلاً و شرعاً ہے تو یہ فعل جنت میں نہیں ہوگا اور اگر اس کی حرمت فقط شرعاً ہو تو یہ فعل جنت میں ہو سکتا ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ فعل جنت میں نہیں ہوگا کیونکہ اللہ نے اس کو قبیح قرار دیا ہے چنانچہ فرمان باری ہے ﴿انکم لتاتون الفاحشة ما سبقکم بها من احدمن العلمین تم بیشک بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہ کیا (العنکبوت:۲۸)﴾ ۴۰۴۔ اللہ ﷻ نے اس فعل کو خبیث قرار دیا ہے اور فرمایا ﴿التی کانت تعمل الخبئث جو قوم گندے کام کرتی تھی (الانبیاء:۷۴)﴾۔ جنت خبیث کاموں سے منزہ ہے۔

(فتح القدیر، کتاب الحدود، باب:ما یوجب الحد و مالا، ج ۵، ص ۲۵۰)

کیا حد نافذ ہونا قابلِ ملامت امر ہے؟

اللہ ﷻ کی ذات بے نیاز ہے، اور اس نے حدود کے نفاذ میں ہمارے لئے کوئی قباحت نہیں رکھی بلکہ اس میں زندگی رکھی ہے، اللہ نے فرمایا: ﴿ولکم فی القصاص حیوة یا اولی الالباب اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقلمندو (البقرۃ:۱۷۹)﴾ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو بحکم الٰہی رجم کیا گیا، الغرض قرآن وسنت میں کئی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جہاں حدود کا نافذ کیا جانا واضح طور پر ملتا ہے، آج بھی ہمارے معاشرے میں اس کا چلن عام ہو جائے تو معاشرے سے جرائم کی روک تھام ہو سکتی ہے۔

فحاشی کرنے والے مَرد تھے پھر عورت کو غابرین میں کیوں شمار کیا؟

۳۔۔۔۔۔ بُرائی کی طرف دعوت دینے والے کو بھی ایسا ہی کہا جاتا ہے جیسا کہ اس نے بُرائی کی ہو جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ: "الدال علی الخیر کفاعله یعنی خیر کی طرف رہنمائی کرنے والا ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ خیر کا انجام دینے والا"۔ یہ وہ خاتون تھی جس نے قوم کو حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانوں کی اطلاع بُرائی کی غرض کے لئے دی تھی۔ پس اسی مناسبت سے اسے بھی عذاب والوں میں شمار کیا گیا۔ (الرازی، ج ۹، ص ۵۳)

قوم شعیب کے عذاب کا اجمالی خاکہ:

۴۔۔۔۔۔ قوم شعیب میں یوں تو کئی بُرائیاں تھیں لیکن جس بُرائی کو قرآن نے کئی مقامات پر واضح طور بیان فرمایا وہ ناپ تول کی کمی تھی، اسلامی طرز زندگی میں ناپ تول کی کمی گویا تباہی و بربادی کو دعوت دیتی ہے۔ حقدار کو حق سے محروم کرنا گویا کتنا بڑا جرم ہے جس کی پاداش میں پوری قوم برباد ہوگئی۔ مزید رسوائی یہ کہ بربادی کا یہ چرچا ایک خاص قوم و علاقے تک محدود نہ رہا اور نہ ہی کسی خاص وقت

تک محدود رہا بلکہ اللہ نے اسے قرآن میں جگہ جگہ بیان فرما کر قیامت تک کے آنے والوں کو درسِ عبرت دیا۔ ان کے عذاب کے لئے اللہ نے کہیں الرجفۃ اور کہیں الصیحۃ کا لفظ استعمال فرمایا کہ جبرائیل امین کی چنگھاڑ نے زلزلہ پیدا کردیا، جس کی وجہ سے وہ اپنے گھروں میں مردہ گھٹنوں کے بل پائے گئے۔

یمن وحجر میں مقیم عادوثمود پر عذاب کی کیفیت:

۵.....قوم عاد کی بستی حضر موت یعنی یمن اور ثمود کی بستی حجر، جسے آج کل مدائن صالح کہتے ہیں، یہ علاقہ حجاز مقدس کے شمال میں ہے۔ اہل عرب اپنے علاقوں سے خوب واقف تھے۔ عاد وثمود کے ہلاک کرنے کا بیان اگرچہ اہل مکہ کو ڈرانہ سکا تاہم انہیں تنبیہ کردی گئی کہ نا ماننے والوں کا انجام بہت بُرا ہوا کرتا ہے اور جب عذاب کا جھونکا آئے گا تو پھر نہ مال کام آئے نہ عہدہ منصب، خوبصورتی اور ظاہری زیب وزینت سب ملیامیٹ ہوجایا کرتی ہے لہٰذا مختلف اقوام کے عذاب کا ذکر کرکے اہل مکہ کو بالخصوص اور تاقیام قیامت تک کے لوگوں کو بالعموم دعوت ایمان دی گئی۔

ہامان اورفرعون سے پہلے قارون کا ذکر کرنے کی توجیہات:

۶.....قارون کا ذکر فرعون وہامان سے پہلے ہوا اس لئے کہ قارون ان دونوں سے پہلے عذاب کا شکار ہوا، ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جس طرح قوم عاد وثمود اگرچہ اہل بصیرت تھے محض شیطان کے وسوسوں میں آکر گرفتار عذاب ہوئے اسی طرح قارون بھی اہل بصیرت تھا اور توریت کا عالم تھا لیکن ہوائے نفس وشیطان نے اسے برباد کردیا۔ قارون بظاہر توریت پر ایمان لے آیا تھا اور توریت کا عالم بھی تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھی تھا لہٰذا اس کا ذکر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایسا شرف مرتبہ شرک وکفر کے ساتھ کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۰، ص۴۸۷، روح البیان، ج۵، ص۵۹۷)

مکڑی کے گھر کا بیان:

۷.....اللہ عزوجل کے سوا بتوں کو معبود برحق اور دوست بنانا ایسا ہی ہے جیسا کہ مکڑی کا گھر، یعنی بتوں میں کوئی طاقت وقوت نہیں ہے اور ان کی کمزوری مکڑی کے جالوں کی طرح ہے۔ ابوداؤد نے اپنی مراسل میں زید بن مرثد سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مکڑی شیطان ہے اور اللہ نے اسے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے لہٰذا تم مکڑی کو مسخ کر ڈالو''۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اسے مارنا سنت نہیں ہے، خطیب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اور ابوبکر غار میں داخل ہوئے اور باہر مکڑیوں نے جمع ہوکر جالا بن دیا اور دشمنان اسلام نے انہیں نہیں ہٹا''۔ ابن عطیہ وغیرہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: ''اپنے گھروں کو مکڑی کے جالوں سے پاک کرو کیونکہ اس کی موجودگی میں فقر آتا ہے''۔ اور یہی قول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح ترین قول ہے اور اسی میں گھروں کی صفائی ستھرائی ہے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۰، ص۴۸۹)

☆.....قتادہ کہتے ہیں، اللہ عزوجل نے ﴿مثل الذین اتخذوا من دون الله اولیاء کمثل العنکبوت (العنکبوت:۴۱)﴾ کی مثال مشرکوں کے لئے دی ہے، معبود برحق کو چھوڑ کر کوئی کمزور چیز فائدہ نہیں دے سکتی جیسا کہ مکڑی کا کمزور گھر ہوتا ہے۔

☆.....ابن ابی حاتم نے عطاء سے روایت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مکڑی نے دو مرتبہ جالا بنا، ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے اور دوسری مرتبہ میرے لئے''۔ (الدرالمنثور، ج۵، ص۲۷۸)

قرآنی امثلہ کو سمجھنے والے علماء ہی ہوتے ہیں:

۸.....عام لوگ جس کے دلوں میں ایمان کا نور نہ ہو وہ مکڑی، مچھر، مکھی کی مثالوں کو کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ ہاں اگر ایمان کا

نورہو تو علم بھی فائدہ دے گا جبھی تو فرمایا﴿وما یعقلها الا العالمون اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے(العنکبوت:۴۳)﴾۔یہی علماء قرآن کی صحت، حسن اور فوائد کو سمجھتے جانتے ہیں۔عالم کا شیوہ ماننا اور قرآن وحدیث میں بہتر رائے دینا ہے جب کہ کور باطن کو محض اعتراض ہی سے فرصت نہیں ہوتی۔مال ودولت کی وجہ سے جس کے علم میں اتار چڑھاؤ آتا رہے، جو بنام علم کسب شہرت کے لئے ایسا کرے عالم نہیں، عالم دین نائب رسول ﷺ ہے، اور مسلمانوں میں بلاوجہ شرعی اختلاف وفتنہ پیدا کرنا نیابت شیطان ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "الفتنة نائمة لعن الله من ایقظها یعنی فتنہ سو رہا ہے اس کے جگانے والے پر اللہ کی لعنت"۔پس قرآن اُنہی علماء کی مدح فرماتا ہے جو علم اور عمل دونوں سے مزین ہوں، جو علم دین کو مال کی کمائی کا ذریعہ نہ بنائیں، جس کے علم سے لوگوں کو فائدہ ملے، مال کمانے کے لئے بدمذہبوں اور اسلام دشمن گمراہوں، یہود وہنود ونصاری کے طریقے پر عمل نہ کریں کہ غریب کے لئے الگ فتوی اور امیر کیلئے الگ فتوی دے کر اپنی دنیا وآخرت برباد کرلیں۔

اغراض:

من عنى بکسر المثلثة: سے مراد باب تعب ہے، ایک قول کے مطابق باب قال سے ہے۔

ذوی بصائر: مراد وہ عقلاء ہیں جو نظر وبصیرت رکھتے ہوں، کیونکہ عقلاء تکبر وعناد کی وجہ سے بُرائی نہیں کرتے۔

یرجون نفعها: یعنی جو اللہ ﷻ کے سوا بتوں کو معبود بنا کر پوجتے ہیں وہ ان پر اعتماد رکھتے ہیں اور ان سے نفع حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں، ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جو اپنا گھر بناتی ہے، جو کہ اسے نہ تو گرمی، سردی، بارش اور کسی بھی اذیت سے نہیں بچا سکتا، اور مفسرین نے حضرات اولیائے کرام کو بتوں سے خارج قرار دیا ہے کیونکہ حضرات اولیائے کرام سے لوگ از رائے تبرک واسطہ ہوتے ہیں اور ان سے التجائیں کرتے ہیں اور اپنی اذیتوں کے دفع کے خواہاں رہتے ہیں، اور اس سے اسباب عادیہ مراد ہیں جو ان کے صدقے رحمتوں اور برکتوں کے حصول کا ذریعہ ہیں اور ان کے خلاف دلیل ہے جو ان اولیائے کرام کے ساتھ توسل کرنے کو شرک سے تشبیہ دیتے ہیں۔ **کذالک الاصنام لا تنفع عابدیها:** جس طرح مکڑی کو اس کا گھر سردی گرمی سے نہیں بچاتا اسی طرح پجاریوں کو بت پوجنا نفع نہ دے گا، پس جو اللہ ﷻ کے سوا کسی سے نفع کی امید رکھے وہ اسے نفع نہ دے گی، اور جو اللہ ﷻ کی ذات سے امید رکھتے ہوئے کسی کمزور سے واسطے کو اپنائے جیسا کہ سید عالم ﷺ کے لئے غار کے دھانے پر مکڑی کا جالا تان دینا اور کبوتری کا انڈے دینا اگرچہ کمزور وسیلہ تھا لیکن کارگر ثابت ہوا۔

ما عبدوها: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ لو کا جواب محذوف ہے۔

ای یفهمها: یعنی ان مثالوں کی صحت وافادیت کو سمجھنا ضروری ہے۔

خصو بالذکر: میں اس جانب اشارہ ہے کہ آسمان وزمین کی تخلیق ہر عاقل کے لئے دلیل ہے۔ (الصاوی، ج۴، ص ۳۱٦ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی الله علی محمد

رکوع نمبر: ۱

﴿ اتل ما اوحی الیک من الکتب ﴾القرانِ﴿واقم الصلوۃ ط ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر﴾شرعًا ای مِن شانِھا ذلک مَادامَ المَرءُ فِیھَا﴿ ولذکر اللہ اکبر ﴾ مِن غیرِہٖ مِنَ الطَّاعَاتِ ﴿ واللہ یعلم ما تصنعون ﴿۴۵﴾﴾فَیُجَازِیْکُم بہٖ﴿ولا تجادلوا اھل الکتب الا بالتی﴾ای بِالمُجَادلَۃِ الّتِیْ﴿ ھی احسن ﴾کَالدُّعاءِ اِلی اللہِ بآیاتِہٖ والتَّنبِیہُ علی حُجَجِہٖ﴿ الا الذین ظلموا منھم ﴾بِاَنْ حَارَبُوا وَاَبَوا اَنْ یُقِرُّوا بِالجِزْیَۃِ فَجَادِلُوھُم بِالسَّیفِ حَتی یُسلِمُوا اَو یُعطُوا الْجِزْیَۃَ﴿ وقولوا ﴾لِمَنْ قَبِلَ الْاِقرارِ بِالْجِزیَۃِ اِذَا اَخْبَرُوکُم بِشَیءٍ مِمَّا فِی کُتُبِھِم ﴿امنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم﴾وَلا تُصَدِّقُوھُم وَلا تُکَذِّبُوھُم فِی ذَالِکَ ﴿ والھنا والھکم واحد ونحن لہ مسلمون ﴿۴۶﴾﴾مُطِیعُونَ﴿ وکذلک انزلنا الیک الکتب ط﴾القُرانَ اَی کَما اَنْزَلْنَا اِلَیھِم التَّوراۃَ وَغَیرَھا﴿ فالذین اتینھم الکتب ﴾التَّوراۃَ کَعَبدِ اللہِ بنِ سلامٍ وَغَیرِہٖ﴿ یومنون بہ ﴾بِالقُرآنِ﴿ ومن ھؤلاء ﴾اَی اَھْلِ مکۃَ﴿ من یومن بہ وما یجحد بایتنا ﴾بَعدَ ظُھُورِھا﴿ الا الکفرون ﴿۴۷﴾﴾اَیِ الیَھُودُ وَظَھرَ لَھُم اَنَّ القُرانَ حقٌّ والجَائِی بہٖ مُحِقٌّ وَجَحَدُوا ذالکَ﴿ وما کنت تتلوا من قبلہ ﴾اَی القُرْاٰنِ﴿ من کتب ولا تخطہ بیمینک اذا ﴾اَی لَو کُنتَ قَارِئًا کَاتِبًا﴿لارتاب ﴾شَکَّ﴿ المبطلون ﴿۴۸﴾﴾اَیِ الیَھودُ فِیکَ وَقالُوا الَّذِی فی التَّوراۃِ اِنَّہٗ اُمِّیٌّ لا یَقرَءُ وَلا یَکتُبُ﴿بل ھو ﴾اَیِ القُرانُ الَّذِی جِئتَ بہٖ﴿ایت م بینت فی صدور الذین اوتوا العلم ﴾المومِنِینَ یَحفَظُونَہٗ﴿ وما یجحد بایتنا الا الظلمون ﴿۴۹﴾﴾الیَھُودُ جَحَدُوھَا بَعدَ ظُھورِھَا لَھُمْ ﴿ وقالوا ﴾اَی کُفَّارُ مکَّۃَ ﴿ لولا ﴾ھلَّا ﴿انزل علیہ ﴾علی مُحمدٍ﴿ایت من ربہ ﴾وَفِی قِرَائَۃٍ آیاتٌ کَنَاقَۃِ صَالِحٍ وَعَصَا موسٰی وَمَائِدۃُ عِیسٰی﴿ قل انما الایت عند اللہ ﴾یُنْزِلُھَا کَمَا یَشَاءُ﴿ وانما انا نذیر مبین ﴿۵۰﴾﴾مُظْھِرُ اِنْذَارِی بِالنَّارِ اَھْلَ الْمَعْصِیَۃِ﴿ اولم یکفھم ﴾فِیمَا طَلَبُوہُ﴿ انا انزلنا علیک الکتب ﴾القُرانَ﴿یتلی علیھم ﴾فَھُوَ آیَۃٌ مُستَمِرَّۃٌ لا اِنْقِضَاءَ لَھا بِخِلافِ مَا ذُکِرَ مِنَ الآیاتِ﴿ ان فی ذلک ﴾الکِتَابِ﴿لرحمۃ وذکری ﴾عِظَۃً﴿ لقوم یومنون ﴿۵۱﴾﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے محبوب پڑھو جو کتاب (مراد اس سے قرآن پاک ہے) تمہاری طرف وحی کی گئی اور نماز قائم فرماؤ بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے (یعنی نماز کی شان یہ ہے کہ نمازی جب تک نماز میں ہوتا ہے بے حیائی اور بری بات سے بچا رہتا ہے......) اور بیشک اللہ کا ذکر زیادہ بڑا (دوسری نیکیوں کے مقابلے میں) اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو (تو تمہیں ان کا بدلہ عطا فرمائے گا) اور اے مسلمانو! کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر اس (مجادلہ کے مطابق) جو بہتر ہو (جیسے انہیں اللہ کی آیات کی طرف بلانا اور انہیں انہی کے دلائل پر متنبہ کر دینا) مگر وہ جنہوں نے ان میں سے ظلم کیا (یوں کہ مسلمانوں سے جنگ کی اور جزیہ دینے کا اقرار نہیں

کیا تو تلوار کے ساتھ ان سے لڑو، حتی کہ وہ اسلام لے آئیں یا جزیہ دینے پر راضی ہو جائیں......۲......) اور کہو (ان سے جو جزیہ دینے کا اقرار کرلیں جب وہ اپنی کتابوں میں موجود کسی بات کی تمہیں خبر دیں تو) ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف اترا اور تمہاری طرف اترا (خاص اس بات میں نہ اس کی تصدیق کرو اور نہ اس کی تکذیب) اور ہمارا تمہارا ایک معبود ہے اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں (یعنی ہم اس کے فرمانبردار ہیں) اور اے محبوب! یونہی تمہاری طرف کتاب اتاری (یعنی قرآن پاک اتارا جیسا کہ ہم نے ان پر تورات وغیرہ نازل فرمائی تھی) تو وہ جنہیں ہم نے کتاب (یعنی تورات شریف) عطا فرمائی (جیسے حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ) وہ اس پر (یعنی قرآن پاک پر) ایمان لاتے ہیں اور کچھ ان میں سے (یعنی اہل مکہ میں سے) ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں کا (ان کے ظاہر ہو جانے کے بعد) انکار نہیں کرتے مگر کافر (یعنی یہودی ان پر ظاہر ہو چکا تھا کہ قرآن پاک اور اس کو لانے والے حق ہیں پھر بھی انہوں نے انکار کردیا) اور اس سے (یعنی قرآن پاک سے) پہلے تم کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا (یعنی اگر آپ کچھ اور پڑھے اور لکھنے والے ہوتے) تو باطل والے (یعنی یہودی آپ ﷺ کے بارے میں) ضرور شک لاتے (اور کہتے کہ تورات شریف میں مذکور ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ اُمی ہونگے جو نہ پڑھیں گے اور نہ لکھیں گے......۳......) بلکہ وہ (یعنی قرآن پاک جو میں لے کر آیا ہوں) روشن آیتیں ہیں ان (مسلمانوں) کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا (وہ اسے یاد کرتے ہیں) اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتے مگر ظالم (یعنی یہودی اور انہوں نے آیات کے ظاہر ہو جانے کے بعد ان کا انکار کیا) اور (کفار مکہ) بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے (حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دستر خوان کی طرح کی آیات، ایک قرائت میں مفرد "آیــت" اور ایک قرائت میں بصیغہ جمع "آیــات" پڑھا گیا ہے) تم (ان لوگوں سے) فرماؤ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں (جس طرف چاہتا انہیں نازل فرماتا ہے) اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں (میرا گناہ گاروں کو جہنم سے ڈرانا بالکل صاف اور واضح ہے) اور کیا یہ (کفار کو ان کے مطالبے کے جواب میں) انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری (یعنی قرآن پاک نازل فرمایا) جو ان پر پڑھی جاتی ہے (یہ ایسی نشانی ہے جو باقی رہنے والی ہے اور یہ ختم نہ ہوگی، مذکورہ نشانیوں کے برخلاف) بیشک اس میں (یعنی اس کتاب میں) رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لیے (ذکری کے معنی نصیحت ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اتل ما اوحی الیک من الکتب واقم الصلوۃ﴾.

اتل: فعل امر با فاعل، ما: موصولہ، اوحی الیک: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، من الکتب: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اقم: فعل امر با فاعل، الصلوۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر﴾.

ان الصلوۃ: حرف مشبہ واسم، تنھی: فعل با فاعل، عن: جار، الفحشاء: معطوف علیہ، و: عاطفہ، المنکر: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، ذکر اللہ: مبتدا، اکبر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ یعلم ما تصنعون٥﴾.

و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، یعلم: فعل بافاعل، ما تصنعون: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تجادلوا اھل الکتب الا بالتی ھی احسن الا الذین ظلموا منھم﴾.

و: مستانفہ، لا تجادلوا: فعل نہی بافاعل، اھل الکتب: مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، الذین: موصول، ظلموا منھم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مستثنیٰ، ملکر مفعول، الا: اداۃ حصر، ب: جار، التی: موصول، ھی احسن: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر "المجادلۃ" محذوف کی صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقولوا امنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم والھنا والھکم واحد ونحن لہ مسلمون٥﴾.

و: عاطفہ، قولوا: فعل امر بافاعل، ملکر قول، امنا: فعل بافاعل، ب: جار، الذی: موصول، انزل الینا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انزل الیکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، الھنا والھکم: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مبتدا، واحد: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف اول، و: عاطفہ، نحن: مبتدا، لہ مسلمون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وکذلک انزلنا الیک الکتب فالذین اتینھم الکتب یومنون بہ﴾.

و: عاطفہ، کذلک: ظرف مستقر "الانزال" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، انزلنا: فعل بافاعل، الیک: ظرف لغو، الکتب: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، الذین: موصول، اتینھم الکتب: جملہ فعلیہ صلہ ملکر مبتدا، یومنون بہ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن ھولاء من یومن بہ وما یجحد ایتنا الا الکفرون٥﴾.

و: عاطفہ، من ھولاء: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصول، یومن بہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما یجحد: فعل نفی، ایتنا: ظرف لغو، الا: اداۃ حصر، الکفرون: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کنت تتلوا من قبلہ من کتب ولا تخطہ بیمینک﴾.

و: مستانفہ، ما: نافیہ، کنت: فعل ناقص باسم، تتلوا: فعل بافاعل، من قبلہ: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، کتب: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لاتخطہ: فعل نفی بافاعل ومفعول، بیمینک: ظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿اذا لارتاب المبطلون٥﴾.

اذا: حرف جواب وجزا، لام: تاکیدیہ، ارتاب: فعل، المبطلون: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "لو کان شیء من ذلک التلاوۃ والخط" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بل ھو ایت بینت فی صدور الذین اوتوا العلم﴾.

بل: عاطفہ، ھو: مبتدا، ایت بینت: مرکب توصیفی خبر اول، فی: جار، صدور: مضاف، الذین اوتوا العلم: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما یجحد بایتنا الا الظلمون ٥ وقالوا لولا انزل علیہ ایت من ربہ﴾.

اسکی مثل ترکیب آیت نمبر ۴۷ میں گزری ہو: مستانفہ، قالوا: قول، لولا: بمعنی "ھلا" حرف تحضیض، انزل علیہ: فعل مجہول وظرف لغو، ایت: موصوف، من ربہ: ظرف مستقر صفت، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل انما الایت عند اللہ و انما انا نذیر مبین۝﴾.

قل: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ ،الایت مبتدا، عند اللہ: ظرف متعلق بمحذوف، خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انما: حرف مشبہ وما کافہ ،انا مبتدا، نذیر مبین: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتب یتلی علیھم﴾.

ھمزہ: حرف استفہام ،و: عاطفہ معطوف علی محذوف "اقصر محمد" لم یکفھم: فعل نفی ومفعول، انا: حرف مشبہ واسم ،انزلنا علیک: فعل بافاعل وظرف لغو، الکتب: ذوالحال، یتلی علیھم: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لرحمۃ وذکری لقوم یومنون۝﴾.

ان: حرف مشبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، رحمۃ: معطوف علیہ ،و: عاطفہ، ذکری: معطوف، ملکر موصوف، لقوم یومنون: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نماز بے حیائی اور بُری بات سے روکتی ھے!

۱۔۔۔۔۔۔ یقیناً نماز دلوں کی پاکیزگی وطہارت کا بہترین ذریعہ ہے، بُرائی سے نجات دلاتی ہے، انسان اس کے ذریعے اللہ ﷻ کا قرب حاصل کرتا ہے بلکہ قُرب کی وہ منازل طے کرلیتا ہے کہ قابلِ رشک بن جاتا ہے۔ حضرت سیدنا مجاہد فرماتے ہیں:" حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب نماز میں قیام فرماتے تو خشوع وخضوع کی وجہ سے ایک سیدھی لکڑی کی مانند ہوتے"۔

(سنن الکبری للبیھقی، کتاب الصلوۃ، باب:ابواب الخشوع فی الصلوۃ، رقم: ۳۵۲۲،ج۲،ص۳۹۸)

☆۔۔۔۔۔۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عیسی سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چہرہ اقدس پر بہت زیادہ رونے کی وجہ سے دوسیاہ لکیریں پڑگئی تھیں۔ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے قاتلوں سے فرمایا:"تم نے اس کو شہید کردیا جو ساری رات عبادت کرتا اور ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کرتا تھا۔

(الزھد للامام احمد بن حنبل، شعبہ بن عاصم بن عبیداللہ و زھد عثمان غنی،رقم: ۶۷۳،۸۷۰،ص۱۳۶،۱۵۳)

☆۔۔۔۔۔۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی اور تین صفوں کے پیچھے تک رونے کی آواز سنی۔

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الرقۃ والبکاء، رقم:۴۱۶،ج۳،ص۲۵۳)

☆۔۔۔۔۔۔ حضرت سیدنا عبدالرحمٰن تیمی فرماتے ہیں:"مجھے ایک بار مقام ابراہیم پر رات ہوگئی، میں عشاء کی نماز ادا کرکے وہاں پہنچا یہاں تک کہ میں اس میں کھڑا ہوا تو اتنے میں ایک شخص نے میرے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھا، میں نے دیکھا تو وہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ کچھ دیر بعد آپ رضی اللہ عنہ نے سورۃ فاتحہ سے قرآن مجید کی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ پورا قرآن مجید ختم کرلیا پھر رکوع وسجود کرکے نماز ختم کردی اور تشریف لے گئے، راوی کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ اس سے پہلے انہوں نے کچھ نماز پڑھی تھی یا نہیں۔

(الزھد لابن المبارک ،باب:فضل ذکر اللہ، رقم:۱۲۷۶، ص۴۵۲)

☆۔۔۔۔۔۔ حضرت سیدنا جعفر خُلدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا جنید بغدادی کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا:"ما

فعل اللہ بک یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا''؟ جواب دیا: ''ارشادات ختم ہوگئے، عبادات مٹ گئیں، علوم فنا ہوگئے، احوال نہ رہے اور ہمیں فائدہ نہ دیا مگر ان رکعتوں نے جو ہم سحر کے وقت میں پڑھتے تھے بس بارگاہ خداوندی میں وہی کام آگئیں۔ (شعب الایمان للبیهقی، باب فی الصلوة، رقم:۳۲۵۶،ج۳،ص۱۷۲)

یہ تھیں ہمارے اسلاف کی نمازیں، آج عموماً نمازی حضرات بھی بے پناہ گناہوں میں لتھڑے ہوئے نظر آتے ہیں، اس کی چند وجوہات درج ذیل ہیں: (۱)......ہوسکتا ہے کہ نمازی نے طہارت کو صحیح خیال نہ کیا ہو، کیونکہ اکثر نمازی وضو میں بے احتیاطی کرتے نظر آتے ہیں بلکہ انہیں وضو کے فرائض ہی معلوم نہیں ہوتے۔ رسمی طور پر وضو کرتے ہیں اور طہارت کے دیگر معاملات کا کیا حال ہوگا؟ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ کسی نوجوان، ادھیڑ عمر یا بوڑھے سے غسل جنابت کا طریقہ سن لیں تو معلوم ہوجائے گا۔ (۲)......نماز کے فرائض، شرائط، واجبات وسنن ومستحبات کا علم عوام کو کیا بعض بظاہر مذہبی نظر آنے والوں کو بھی نہیں ہوتا، نماز کے فرائض ہی پورے نہ ہوتے ہوں، یا شرائط میں کوتاہی ہو یا واجبات چھوٹ جاتے ہوں تو پھر نماز کیسے درست ہوگی اس کا اندازہ بھی خوب لگایا جاسکتا ہے۔ (۳)......قرآن درست نہ پڑھنا بھی نمازی کے لئے وبال بن سکتا ہے، الحمد کو الھمد پڑھیں، قل کو کُل پڑھیں تو معنی کا فساد لازم آئے اور جب معنی ہی فاسد ہوجاتے ہوں تو پھر نماز کہاں درست ہوئی؟ اور جب نماز درست ہی نہیں تو ایسی نماز بے حیائی سے کیسے بچائے گی۔ (۴)......خشوع وخضوع سے فارغ ہونا، بعض نمازی اپنی دکانوں کا حساب نماز میں کرتے ہیں بلکہ ہر قسم کے دنیاوی تفکرات انہیں نماز ہی میں آتے ہیں۔ اخلاص کا دور دور تک نام ونشان نہیں، ریاکاری جان نہیں چھوڑتی اور بات کرتے ہیں کہ نماز ہمیں بے حیائی سے نہیں روک پارہی۔ (۵)......حسن وقتادہ کا قول ہے کہ جو نماز انسان کو بے حیائی سے نہ روکے وہ اس نمازی کے لئے وبال ہوگی۔

اھل کتاب سے مجادلہ کرنا:

۲......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تم اور مومنین اہل کتاب سے بحث مباحثہ نہ کرو، مگر ایسے طریقے سے جو بہت عمدہ وشائستہ ہو۔ اللہ اور قرآن کی طرف بلانے کا طریقہ دلائل وبراہین وشائستگی پر محمول ہو۔ یا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ تم ایسے طریقے سے مباحثہ کرو جو بہتر اور اچھا ہو یعنی شدت کے مقابلے میں نرمی، غصے وغضب کے مقابلے میں تحمل وبرداشت اور شور وشغب کے مقابلے میں نصیحت اختیار کرو کیونکہ نصیحت مجادلہ ومباحثہ میں داخل نہیں ہے۔ جن یہود ونصاری نے عہد توڑ کر یا جزیہ قبول نہ کرکے ظلم کیا تم ان سے اس وقت تک قتال کرو یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئیں یا وہ حقیر وذلیل ہوکر جزیہ ادا کریں۔ سعید بن جبیر نے یونہی کہا ہے کہ اہل حرب کا استثناء کیا گیا ہے اور استثناء کے بعد باقی رہنے والے اہل ذمی ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حسین مباحثہ کا حکم جہاد کے حکم سے پہلے تھا کیونکہ یہ آیت مکی ہے۔ (المظهری، ج۵،ص۴۱۶)

ضروری مسئلہ: مسلمان پر ضرور ہے کہ کافروں کو اسلام کی دعوت دیں اگر دین حق کو قبول کرلیں زہے نصیب، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تیری وجہ سے اللہ ایک شخص کو ہدایت فرمادے تو یہ اس سے بہتر ہے جس پر آفتاب نے طلوع کیا''۔ یعنی جہاں سے جہاں تک آفتاب طلوع کرتا ہے یہ سب تمہیں مل جائے، اس سے بہتر یہ ہے کہ تمہاری وجہ سے کسی کو ہدایت مل جائے اور اگر کافروں نے دین

حق کو قبول نہ کیا تو بادشاہ اسلام ان پر جزیہ مقرر کردے کہ وہ ادا کرتے رہیں اور ایسے کافر کو ذمی کہتے ہیں اور جو اس سے بھی انکار کریں تو جہاد کا حکم ہے۔(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الجهاد،مطلب: اذا علم انه یقتل یجوز له ان یقاتل بشرط، ج٦،ص٢٠٧ملخصا)

چند مفید اصطلاحات:

جزیہ: وہ شرعی محصول جو اسلامی مملکت کافر سے ان کی جان و مال کے تحفظ کے بدلے میں وصول کرے۔(بہار شریعت مخرجہ ،جزیہ کا بیان،حصہ نہم ،ج۲،ص٤٤٨)

ذمی: وہ کافر جس کے جان و مال کی حفاظت کا بادشاہ اسلام نے جزیہ کے بدلے ذمہ لیا ہو۔(بہار شریعت مخرجہ ،ج۲،ص۲۱،درباب اصطلاحات)۔

مستامن: وہ شخص جو دوسرے ملک میں (جس میں غیر قوم کی سلطنت ہو) امان لیکر گیا یعنی حربی دارالاسلام میں یا مسلمان دارالکفر میں امان لیکر گیا تو مستامن ہے۔

(بہارشریعت مخرجہ ،مستامن کا بیان،حصہ نہم ،ج۲،ص٤٤٣)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّی ہونا:

۳.....علامہ خازن فرماتے ہیں کہ النبی معناه المخبر من أنبأ ینبیء وقیل هو بمعنی الرفیع مأخوذ من النبوة وهو المکان المرتفع یعنی نبی کے معنی ہیں خبر دینے والا یہ انبأ ینبیٔ سے مشتق ہے،ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ وہ رفیع یعنی بلند رتبہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور النبوة سے ماخوذ ہے اور اس سے مراد بلند جگہ ہے۔ (الخازن،ج۱،ص٤٩)

دیگر مفسرین نے بھی یہی معنی لکھے ہیں ہم نے یہاں کچھ حوالے ذکر کردیئے ہیں۔ہم یہاں اُمی کی مختصر بحث کریں گے اس لئے کہ ہم اول جلد میں نبی کے موضوع پر کلام کرچکے ہیں چنانچہ شیخ جرجانی فرماتے ہیں کہ اُمـی اسے کہتے ہیں جو قرأت (پڑھنا) اور لکھنا نہ جانے۔

(التعریفات،ص٤١)

☆.....صحیح حدیث میں ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:''نحن امة امیة لا نکتب ولا نحسب یعنی ہم ایک اُمی امت ہیں جو نہ لکھ سکتے ہیں اور نہ حساب کرسکتے ہیں''۔

محققین نے لکھا ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کا امی ہونا انکے بڑے معجزات میں سے ہے اور اس بات کا بھی بیان ہے کہ نبی پاک علیہ السلام ایک ایسی کتاب لائے ہیں جس کی فصاحت و بلاغت نے مخلوق کو عاجز کردیا ہے۔اور آپ علیہ السلام رات دن اس پاک کتاب کو لوگوں پر بغیر کسی زیادتی،نقصان اور ردو بدل کے پڑھتے تھے اور یہ (پڑھنا) آپ علیہ السلام کے معجزہ پر دلیل ہے اور اس سے مراد اللہ عزوجل کا یہ فرمان ﴿سنقرئک فلا تنسی اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے (الاعلی:٦)﴾ ہے۔ایک قول مفسرین نے یہ بھی کیا ہے کہ اگر سید عالم نور مجسم علیہ السلام کتابت وغیرہ جانتے (مطلب یہ کہ حضور پر نور علیہ السلام تو سب کچھ جانتے ہیں یہاں بات حضور کے امی ہونے کے حوالے سے ہورہی ہے) تو پھر حضور سید عالم نبی محتشم علیہ السلام ایسا مبارک کلام لاتے جس میں تہمت وغیرہ کا احتمال ہوتا کہ انہوں نے اپنی جانب سے لکھ لیا ہے اور کہیں اور سے منقول کیا ہے اور پھر جب کہ آپ علیہ السلام امی ہوں اور پھر ایسا عظیم قرآن لائیں جس میں اولین و آخرین کا علم ہو اور غیبی خبریں بھی مذکور ہوں تو یہ پڑھنا آپ علیہ السلام کے معجزہ پر دلیل بنتا ہے۔اور اسی طرح کتابت کرنا انسان کو علم کے حصول کی جانب مشغول ہونے کو متعین کرتا ہے پھر سید عالم علیہ السلام کا ایسی مبارک شریعت اور آداب حسنہ کے ساتھ ہی علوم کثیرہ اور حقائق

دقیقہ بغیر کسی کتاب کے مطالعے اور کسی جانب مشغول ہونے کے لانا آپ ﷺ کے معجزہ پر دلیل ہے۔ (الخازن، ج۲، ص۲۵۷)

☆......حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے ارشاد فرمایا ''جمعرات کا دن کیسا تھا؟ وہ جمعرات کا دن! پھر وہ رونے لگے حتی کہ ان کے آنسوؤں سے سنگریزے بھیگ گئے'' پس میں نے کہا اے ابن عباس! ''جمعرات کے دن میں کیا بات ہے''؟ انہوں نے کہا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ کا درد زیادہ ہو گیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا ''میرے پاس (کاغذ اور قلم) لاؤ، میں تمہیں ایک ایسا مکتوب لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے''، پس صحابہ کرام میں اختلاف ہوا اور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے پاس اختلاف نہیں ہونا چاہئے تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، آپ ﷺ کا کیا حال ہے؟ کیا آپ ﷺ بیماری میں کچھ کہہ رہے ہیں؟

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ، رقم: ٤٤٣١، ص٧٥٤)

اغراض:

ما دام المرء فیھا: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے کہ جب تک بندہ نماز میں ہوتا ہے فحاشی سے بچا رہتا ہے اور ایک صحیح قول یہ ہے کہ تمام ہی اوقات میں بچا رہتا ہے، روایت کی جاتی ہے کہ ایک انصاری نوجوان سید عالم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا لیکن گناہ سے نہیں بچتا تھا، سید عالم ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو فرمایا: ''عنقریب اس کی نماز اسے بچائے گی، پھر وہ توبہ کر کے اعمال حسن بجالائے گا''۔ بعض سلف سے روایت ہے کہ پھر جب وہ نوجوان نماز ادا کرتا تو اس کا چہرہ زرد ہو جاتا، اس بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: ''بیشک میں اللہ کے حضور معاملات پر (اللہ کی عطا سے) واقف ہوں، اور میرا یہ حق دنیا کے سرداروں پر ہے تو بادشاہوں کے بادشاہ کے ساتھ میرا کیا تعلق ہوگا، اور اللہ کی نماز جب خشوع وخضوع سے خالی ہو تو بے حیائی و بُری بات سے منع نہیں کرتی، بلکہ بندہ اسی بُرائی میں بدستور لگا رہتا ہے، جیسا کہ وارد ہوتا ہے: ''جس نمازی کو نماز بے حیائی و بُرائی سے نہ روکے وہ نمازی اللہ سے دوری ہی میں آگے بڑھتا ہے''۔

بان حار بوا: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ظلم سے مراد شریعت کی لازم کردہ چیز سے رکنا ہے، پس تمام کفار کو ظالم نہیں کہا جائے گا۔ **او یعطوا الجزیة:** یعنی جزیہ دینا ان (کافروں پر اسلامی ملک میں ان کی جان ومال کی حفاظت کا) لازم قرار پایا۔

ای الیھود: فقط یہود ہی نہیں بلکہ نصاری اور مشرکین بھی شامل ہیں، پس مناسب ہوتا کہ مفسر ﴿الکفرون﴾ کی تفسیر ''الیھود'' کے بجائے ''کالیھود'' سے کرتے۔

ای المؤمنین یحفظونہ: لفظاً ومعناً مراد ہے، حدیث قدسی ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے تیری امت کو قوموں میں تقسیم کر دیا اور ان کے دلوں کو ''اناجیل'' کی طرح کر دیا''، معنی یہ ہے کہ قرآن ان کے سینوں میں محفوظ رہتا ہے، جیسا کہ نصاری کی کتاب ان کے ''اناجیل'' میں ہوتی ہے۔ **ینزلھا کیف یشاء:** یعنی نزول قرآن اللہ کے ارادے سے ہوتا ہے، اور اس میں کسی کو دخل اندازی کی اجازت نہیں ہوتی کیونکہ معجزہ عادتاً محال کام کو کہتے ہیں اور یہ اللہ کے فضل پر منحصر ہوتا ہے۔

بخلاف ما ذکر من الآیات: پس معجزات کا ختم ہونا رسل کی موت کے ساتھ منحصر ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص٣١٧ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿ قل کفی باللہ بینی وبینکم شھیدا ج ﴾بِصِدقِی﴿ یعلم ما فی السموت والارض ﴾ومِنہُ حَالِی و حَالُکُمُ﴿ والذین امنوا بالباطل ﴾وَھوَ مَا یَعبُدُ منْ دُونِ اللہِ﴿ وکفروا باللہ ﴾مِنکُم ﴿ اولئک ھم الخسرون (۵۲)﴾فِی صَفقَتِھِم حَیثُ اِشتَرَوُاالکُفرَ بِالایمَانِ﴿ ویستعجلونک بالعذاب ولولا اجل مسمی ﴾لہ﴿لجاء ھم العذاب ﴾عَاجِلاً﴿ ولیاتینھم بغتۃ وھم لایشعرون(۵۳)﴾بِوَقتِ اِتیَانِہٖ﴿ یستعجلونک بالعذاب ﴾فِی الدُّنیَا﴿ وان جھنم لمحیطۃ م بالکفرین (۵۴)یوم یغشٰھم العذاب من فوقھم ﴾العَذَابُ منْ فَوقِھِم﴿ ومن تحت ارجلھم ویقول ﴾فیہِ بِالنُّونِ ای نَامُرُ بالقولِ وَبِالیَاءِ ای یَقُولُ المُوَکِّلُ بِالعَذَابِ ﴿ ذوقوا ما کنتم تعملون (۵۵)﴾ای جَزَائُہٗ فَلا تَفُوتُونَنَا ﴿ یعبادی الذین امنوا ان ارضی واسعۃ فایای فاعبدون (۵۶)﴾فِی اَیِّ اَرضٍ تَیَسَّرَتْ فِیھا العِبادَۃُ بِاَن تُھاجِرُوا اِلَیھا مِن اَرضٍ لَم یَتَیَسَّرَ فِیھَا نَزَلَ فِی ضُعَفَاءِ مُسلِمِیٌّ مکۃَ کَانُوا فِی ضَیقٍ مِن اِظْھَارِ الْاِسْلامِ بِھا﴿ کل نفس ذائقۃ الموت قف ثم الینا ترجعون (۵۷)﴾بِالتَّاءِ والیَاءِ بَعدَ البَعْثِ ﴿ والذین امنوا وعملوا الصلحت لنبوئنھم ﴾نُنزِلَنَّھم وَفِی قِرائَۃٍ بِالمُثَلَّثَۃِ بَعدَ النُّونِ مِنَ الثَّوٰی الْاِقَامَۃُ وتَعْدِیَتُہٗ اِلٰی غُرَفٍ بِحَذفِ فِی ﴿ من الجنۃ غرفا تجری من تحتھا الانھر خلدین ﴾مُقَدِّرِینَ الخُلُودَ ﴿ فیھا نعم اجر العملین (۵۸)﴾ھَذا الاجْرُلَھُم﴿ الذین صبروا ﴾علی اَذَی الْمُشرِکِینَ والھِجرَۃُ لِاِظْھارِ الدِّینَ﴿ وعلی ربھم یتوکلون (۵۹)﴾فَیَرزُقُھم مِن حَیثُ لَا یَحْتَسِبُونَ ﴿ وکاین ﴾کَمْ﴿ من دابۃ لا تحمل رزقھا صلے ق ﴾لِضُعفِھا﴿ اللہ یرزقھا وایاکم ﴾اَیُّھَا المُھاجِرُونَ وَاِن لَم یَکُنْ مَعَکُم زَادٌ ولا نَفَقَۃٌ﴿ وھو السمیع ﴾لِقَولِکُم﴿العلیم (۶۰)﴾بِضَمِیرِکُم﴿ ولئن ﴾لامُ قَسَمٍ ﴿ سالتھم ﴾اَیِ الکُفارَ﴿ من خلق السموت والارض وسخر الشمس والقمر لیقولن اللہ فانی یؤفکون (۶۱)﴾یُصرَفُونَ عَن تَوحِیدِہٖ بَعدَ اِقرَارِھِمْ بِذَالِکَ﴿ اللہ یبسط الرزق ﴾یُوَسِّعُہٗ ﴿ لمن یشاء من عبادہ ﴾اِمْتِحانًا﴿ویقدر ﴾یُضِیقُ﴿ لہ ط﴾بَعدَ البَسطِ اَو لِمَنْ یَّشَاءُ اِبتِلاءً ﴿ ان اللہ بکل شیء علیم (۶۲)﴾ ومِنہُ مَحَلُّ البَسْطِ التَضْیِیقِ ﴿ ولئن ﴾لَامُ قسمٍ﴿ سالتھم من نزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض من م بعد موتھا لیقولن اللہ ط﴾فَکَیفَ یُشرِکُونَ بِہٖ﴿قل ﴾لھُمْ﴿ الحمد للہ ﴾علی ثُبُوتِ الحُجَّۃِ عَلَیکُم﴿ بل اکثرھم لا یعقلون (۶۳)﴾تَناقُضُھُم فِی ذالکَ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ اللہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ (میری صداقت......پر......) جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (من جملہ ان امور میں میرا اور تمہارا حال بھی ہے) اور وہ جو باطل پر یقین لائے (باطل سے مراد ہر وہ شے جسے اللہ کے سوا پوجا جائے) اور (تم سے جو) اللہ کے منکر ہوئے وہی (اپنے سودے میں) گھاٹے میں ہیں (کہ انہوں نے ایمان کے بدلہ کفر مول

لیا)اورتم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اوراگرایک ٹھرائی ہوئی مدت نہ ہوتی(عذاب کے نازل ہونے کی نہ ہوتی)توضرور(دنیامیں)ان پرعذاب آجاتا اورضروران پراچانک آئے گااورانہیں(اس عذاب کے وقت آجانے کا)شعوربھی نہ ہوگاتم سے(دنیامیں)عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اوربیشک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو......۲......جس دن انہیں ڈھانپے گاعذاب ان کے اوپراوران کے پاؤں کے نیچے سےاورفرمائے گا(یقول علامت مضارع نون اوریاءدونوں کے ساتھ پڑھاگیاہے پہلی صورت میں معنی ہوگاہم یہ کہنے کاحکم دیں گےاوردوسری صورت میں معنی ہوگاعذاب پرمقررکردہ فرشتہ کہے گا)چکھواپنے کئے کا مزا(یعنی اپنے اعمال کابدلہ تم ہمارے قابوسے نہیں نکل سکتے)اے میرے بندو!جوایمان لائے بیشک میری زمین وسیع ہےتومیری ہی بندگی کرو(جس زمین میں بھی تمہارے لئے میری عبادت کرنا آسان ہو،یوں کہ جس جگہ میری عبادت کرنادشوارہوتم دوسری جگہ ہجرت کرجاؤیہ آیت مبارکہ مکہ مکرمہ کےان کمزورمسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جواس میں اسلام ظاہرکرنے کے سبب تنگی میں تھے......۳......)ہرجان کوموت کومزاچکھناہےپھر(مرنے کے بعداٹھائے جانے کے وقت)ہماری ہی طرف پھروگے(یرجعون علامت مضارع تاءاوریاءدونوں کے ساتھ پڑھاگیاہے)اوربیشک جوایمان لائےاوراچھے کام کئے ہم انہیں جگہ دیں گے(ہم ان لوگوں کواتاریں گے،ایک قرائت میں لنبلونھم کی جگہ لنثوئنھم پڑھاگیاہے یہ ثواءمصدرسے ہےبمعنی اقامة اورحرف جرفی کوحذف کرکےاسے غرفا کی طرف متعدی کیاگیاہے)جنت کے بالاخانوں میں......۴......جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی ہمیشہ ان میں رہیں گے(ان کے لیے ہیشگی مقدرکردی جائے گی)کیاہی اچھااجرہے(یہ اجر)کام والوں کا(وہ)جنہوں نے صبرکیا(مشرکوں کی ایذاءرسانیوں اوراظہاردین کے لیے ہجرت کرنے پر)اوراپنے رب ہی پربھروسہ رکھتے ہیں(پس وہ انہیں ایسی جگہ سے رزق عطافرمائے گاجہاں سے انہیں گمان بھی نہ ہوگا)اورزمین پرکتنے ہی چلنے والے ہیں جوکہ(اپنی کمزوری کی وجہ سے)اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اللہ روزی دیتاہے انہیں اور(اے ہجرت کرنے والوں)تمہیں(اگرچہ تمہارے ساتھ زادراہ اورنان نفقہ نہ ہو)اوروہی سننے والاہے(تمہارے اقوال)اورجاننے والا(تمہارے دلوں کے بھید)اوراگر(لئن میں لام قسمیہ ہے)تم ان سے(یعنی کفارسے)پوچھوکس نے بنائے آسمان اورزمین اورکام میں لگائے سورج اورچاندتوضرورکہیں گے اللہ نے توکہاں اوندھے جاتے ہو(توکیونکراقرارکے بعدغیرکواللہ ﷻ کاشریک بناتے ہو)اللہ کشادہ کرتاہے(یبسط بمعنی یوسع ہے)رزق اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے(بطورآزمائش)اورتنگی فرماتاہے(کشادگی کے بعد......۵......)اس کے لیے(جس کے لیے چاہے کشادہ کرنے کے بعداس کوآزمانے کے لیے)بیشک اللہ سب کچھ جانتاہے(اورمنجملہ ان میں سے تنگی اورکشادہ کرنے کامحل بھی ہے)اوراگر(لئن میں لام قسمیہ ہے)تم ان سے پوچھوکس نے اتاراآسمان سے پانی تواس کے سبب زمین زندہ کردی مرے پیچھے؟ضرورکہیں گے اللہ نے(تودوسرے کواللہ ﷻ کاشریک کیونکربناتے ہو)تم فرماؤ(ان لوگوں سے)سب خوبیاں اللہ کو(تمہارے خلاف دلیل ثابت ہوجانے پر)بلکہ ان میں اکثرعقل نہیں رکھتے(کہ وہ اپنی ہی باتوں میں تناقض اورتضادکلام میں مبتلاہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل کفی باللہ بینی وبینکم شھیدا یعلم ما فی السموت والارض﴾.
قل: قول، کفی: فعل، ب: زائد، اللہ: ممیز، بینی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، بینکم: معطوف، ملکر ظرف مقدم، شھیدا: صفت مشبہ با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر تمیز، ملکر ذوالحال، یعلم ما فی السموت والارض: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقول، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿والذین امنوا بالباطل وکفروا باللہ اولئک ھم الخسرون ٥﴾.
و: عاطفہ، الذین: موصول، امنوا بالباطل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کفروا باللہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، اولئک: مبتدا، ھم الخسرون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویستعجلونک بالعذاب ولولا اجل مسمی لجاء ھم العذاب﴾.
و: عاطفہ، یستعجلونک: فعل با فاعل ومفعول، بالعذاب: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لولا: شرط، اجل مسمی: مرکب توصیفی "موجود" محذوف کیلئے مبتدا، ملکر شرط، لام: تاکیدیہ، جاء ھم: فعل ومفعول، العذاب: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولیاتینھم بغتۃ وھم لایشعرون ٥﴾.
و: عاطفہ، لام قسمیہ، یاتینھم: فعل "ھو" ضمیر مستتر ذوالحال، بغتۃ: حال، ملکر فاعل، ھم: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ھم: مبتدا، لایشعرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿یستعجلونک بالعذاب وان جھنم لمحیطۃ بالکفرین ٥﴾.
یستعجلون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ان جھنم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، محیطۃ بالکفرین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ک: مفعول، بالعذاب: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یوم یغشھم العذاب من فوقھم ومن تحت ارجلھم ویقول ذوقوا ما کنتم تعملون ٥﴾.
یوم: مضاف، یغشھم: فعل ومفعول، العذاب: ذوالحال، من فوقھم: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، من تحت ارجلھم: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقول: قول، ذوقوا: فعل امر با فاعل، ما کنتم تعملون: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ماقبل "محیطۃ" کیلئے ظرف واقع ہے۔

﴿یعبادی الذین امنوا ان ارضی واسعۃ﴾.
یا: حرف ندا قائم مقام ادعوا، عبادی: موصوف، الذین امنوا: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر منادی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ندا، ان ارضی: حرف شبہ واسم، واسعۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالندا، ملکر جملہ ندا۔

﴿فایای فاعبدون ٥﴾.
ف: فصیحیہ، ایای: فعل محذوف "اعبدوا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اعبدون: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "ان ضاق بکم موضع" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کل نفس ذائقۃ الموت ثم الینا ترجعون ٥﴾.
کل نفس: مبتدا، ذائقۃ الموت: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ثم: عاطفہ، الینا: ظرف لغو مقدم، ترجعون: فعل با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت لنبوئنھم من الجنۃ غرفا تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا﴾.
و: عاطفہ، الذین: موصول، امنوا وعملوا الصلحت: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، لام: قسمیہ، نبوئنھم: فعل با فاعل "وھم" ضمیر

ذوالحال، خلدین فیها: شبہ جملہ حال، ملکر مفعول اول، من الجنة: ظرف مستقر حال مقدم، غرفا: ذوالحال، ملکر موصوف، تجری من تحتها الانهر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ونعم اجر العملین ○ الذین صبروا وعلی ربهم یتوکلون○﴾۔

و: عاطفہ، نعم: فعل، اجر العلمین: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مبتدا محذوف "اجرهم" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، الذین صبروا: موصول صلہ، ملکر فعل محذوف "امدح" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، علی ربهم: ظرف لغو مقدم، یتوکلون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکاین من دابة لا تحمل رزقها الله یرزقها وایاکم وهو السمیع العلیم○﴾۔

و: مستانفہ، کاین: ممیز، من: جار، دابة: موصوف، لا تحمل رزقها: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر تمیز، ملکر مبتدا، الله: مبتدا، یرزق: فعل بافاعل، ها: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ایاکم: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، هو: مبتدا، السمیع العلیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولئن سالتهم من خلق السموت والارض وسخر الشمس والقمر لیقولن الله﴾۔

و: مستانفہ، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، سالتهم: فعل بافاعل ومفعول، من: استفہامیہ مبتدا، خلق السموت والارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، سخر الشمس والقمر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکید یہ، یقولن: قول، الله: مبتدا محذوف "هو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب قسم، قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "والله" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فانی یوفکون○﴾۔

ف: فصیحیہ، انی: اسم استفہام ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم، یوفکون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الله یبسط الرزق لمن یشاء من عباده ویقدرله ان الله بکل شیء علیم○﴾۔

الله: مبتدا، یبسط الرزق: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، من یشاء: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من عباده: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقدرله: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، بکل شیء علیم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولئن سالتهم من نزل من السماء ماء فاحیابه الارض من بعد موتها لیقولن الله﴾۔

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، سالتهم: فعل بافاعل ومفعول، من: استفہامیہ مبتدا، نزل من السماء ماء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، احیابه الارض من بعد موتها: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر شرط، لام: تاکید یہ، یقولن الله: جملہ قولیہ جواب قسم، قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿قل الحمد لله بل اکثرهم لا یعقلون○﴾۔

قل: قول، الحمد: مبتدا، لله: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، بل: عاطفہ، اکثرهم: مبتدا، لا یعقلون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ویستعجلونک بالعذاب ...... ☆ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جس نے سید عالم ﷺ سے کہا تھا کہ ہمارے اوپر آسمان سے پتھروں کی بارش کرائیے۔

☆......یعبادی الذین امنوا ......☆ یہ آیت ضعفاء مسلمین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جنہیں وہاں رہ کر اسلام کے اظہار میں خطرے اور تکلیفیں تھیں اور نہایت تنگی میں تھے، انہیں حکم دیا گیا کہ میری بندگی تو ضرور ہے یہاں رہ کر نہ کر سکو تو مدینہ کو ہجرت کر جاؤ وہ وسیع ہے وہاں امن ہے۔

☆...... الذین صبروا علی ربھم ......☆ مکہ مکرمہ میں مومنین کو مشرکین شب و روز طرح طرح کی ایذائیں دیتے رہتے تھے، سید عالم ﷺ نے ان سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کو فرمایا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم مدینہ کو کیسے چلے جائیں نہ وہاں ہمارا گھر نہ مال کون ہمیں کھلائے گا؟ کون پلائے گا؟، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ بہت جاندار ایسے ہیں جو اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اس کی انہیں قوت نہیں اور نہ وہ اگلے دن کے لئے کوئی چیز ذخیرہ جمع کرتے ہیں جیسے کہ بہائم اور، طیور ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سید عالم ﷺ کی نبوت پر تفسیری دلائل:

۱......علامہ خازن کہتے ہیں: ابن عباس نے فرمایا کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ اس بات پر گواہ ہے کہ میں اس کا رسول ہوں اور قرآن مجید اس کی کتاب ہے اور تمہارے مجھے جھٹلانے پر بھی باخبر ہے، اور سید عالم ﷺ کے حوالے سے اللہ کی گواہی اس کے معجزات اور نازل کردہ کتاب قرآن مجید سے ثابت ہوتی ہے۔ (الخازن، ج۳، ص۳۸۳)

علامہ نسفی فرماتے ہیں:

اللہ ﷻ اس بات پر گواہ ہے کہ میں نے اس کی رسالت کا پیغام پہنچا دیا، اور اس نے مجھ پر قرآن نازل فرمایا اور تم نے جھٹلایا۔ (المدارك، ج۲، ص٦٨٢)

امام فخر الدین رازی کہتے ہیں:

سید عالم ﷺ کی رسالت ظاہرہ اور معجزات باہرہ کی موجودگی میں عناد رکھنے والے اہل کتاب ایمان نہ لائے۔

(الرازی، ج۸، ص٦٦)

قاضی بیضاوی کہتے ہیں:

اللہ میری رسالت کی معجزات کے ذریعے تصدیق فرمانے کو کافی ہے، اور میری تبلیغ کو جانتا ہے جو میں نے تمہیں کی، اور میری نصیحت کے مقابلے میں تمہارے جھٹلانے اور سختی برتنے کو بھی جانتا ہے۔ (البیضاوی، ج۳، ص۴۰)

جہنم کہاں ہے؟

۲......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں: ''جہنم سبز رنگ کا سمندر ہوگا، اسی میں تارے ٹوٹ کر گریں گے، اسی میں سورج اور چاند ہوں گے، پھر اسی میں آگ بھڑکا دی جائے گی تو یہی جہنم ہوگا''۔ حضرت یعلی کہتے ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا:''

سمندر ہی جہنم ہوگا'' ان سے کسی نے کہا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے فرمایا ﴿ان اعتدنا للظلمین نارا احاط بھم سرادقھا بیشک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی (الکھف:۲۹)﴾۔ حضرت یعلی نے اس کے جواب میں کہا کہ خدا کی قسم جس کے قبضے قدرت میں میری جان ہے میں اس میں کبھی نہیں داخل ہونگا حتی کہ میں اللہ کے سامنے پیش کیا جاؤں اور جب تک میں اللہ کے سامنے پیش نہ کیا جاؤں مجھے اس آگ کے سمندر کا ایک قطرہ بھی نہیں پہنچے گا۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے، اور ابو یعلی کی تفسیر بھی غریب ہی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، ج۳، ص۵۱۲، الدر المنثور، ج۵، ص۲۸۵)

☆...... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکی جائے تو ستر برس میں بھی تہہ تک نہ پہنچے گی''۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم، باب:ما جاء فی صفة قعر جهنم، رقم:۲۵۸۴، ص۷٤۱)

☆...... حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اگر انسان کے سر برابر گولا آسمان سے زمین کو پھینکا جائے تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا حالانکہ یہ پانچ سو برس کی راہ ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم، باب :منه، رقم:۲۵۹۷، ص ۷٤۵)

امام بخاری کہتے ہیں کہ جہنم کس جگہ واقع ہے؟ اس کے متعلق کوئی صحیح روایت نہیں، البتہ جنت کے بارے میں صحیح روایت ہے کہ جنت ساتوں آسمانوں سے عرش کے نیچے ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب:درجات المجاهدین فی رقم:۲۷۹۰، ص ٤٦۲)

ایمان واعمال کی حفاظت کے لئے ہجرت کرنے کا ثبوت:

۳...... مسلمانوں پر اپنے دین و مذہب کی حفاظت لازم ہے، دینی حمیت اور غیرت سے کام لینا چاہیے، کافروں کے کفری کاموں سے الگ رہیں۔ ہمارے اسلاف نے دین کی خاطر اپنا سب کچھ چھوڑ دیا، سید الانبیاء احمد مجتبی ﷺ نے اللہ عزوجل کے حکم سے دین کی سربلندی کے لئے شہر مکہ کو چھوڑ کر یثرب کو مدینہ بنا دیا، یارِ غار رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، طائف کا سفر ہو یا دیگر اسفار رسول ﷺ! سب دین ہی کی سربلندی کے لئے ہوئے۔ سید عالم ﷺ سے براہ راست فیض لینے والے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم آج روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری کا مزار ترکی استنبول میں ہے۔

انہوں نے صرف اپنا دین ہی نہیں بچایا بلکہ تا قیام قیامت تک کے لوگوں کا دین محفوظ رکھنے کے لئے ہجرتیں کیں ہیں۔ ہند میں ہر طرف کفر کا راج تھا لیکن شاہِ ہند (حضرت خواجہ معین الدین چشتی) نے اسے اسلام کا مضبوط قلعہ بنا دیا، دلی ہو یا اجمیر نگر، بمبئی ہو یا پاکستان کی کیماڑی کی بھیانک ویران وادیاں، ساحل سمندر پر پہاڑوں میں بنے مزار اپنے ابتدائی دور میں یقیناً ایسا آباد علاقہ نہ تھا ۔ الغرض جہاں کہیں حضرات اولیائے کرام نے دین کی حفاظت کے لئے ہجرت کر کے اپنے نئے مساکن بنائے ان مساکن کو اللہ عزوجل نے اتنا آباد کر دیا کہ آج کلفٹن کا نام سنتے ہیں تو عبد اللہ شاہ غازی کا نام، کیماڑی کا نام سنتے ہی غائب شاہ بابا کا نام، پاک پٹن کا نام سن کر بابا فرید گنج شکر، اجمیر کا نام سن کر خواجہ غریب نواز، بمبئی کے نام سے حاجی علی کا مزار فائز الانوار ہمارے اذہان میں گھومنے لگتے ہیں۔

کوئی علاقہ کفر سے نکل کر اسلام کا قلعہ کب بنتا ہے؟ فتاوی شامی میں ہے کہ جو جگہ دار الحرب ہے اب وہ دار الاسلام اس وقت ہوگی کہ مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے اور وہاں احکام اسلام جاری ہو جائیں اور دار الاسلام اس وقت دار الحرب ہوگا جب کہ یہ تین باتیں پائی جائیں۔ (۱)...... کفر کے احکام جاری ہو جائیں اور اسلامی احکام بالکل روک لئے جائیں اور اگر دونوں احکام جاری

ہیں تو پھر دارالحرب نہ ہوا۔ (۲)......دارالحرب سے متصل ہو کہ اس کے اور دارالحرب کے درمیان کوئی اسلامی شہر نہ ہو۔ (۳)......اس میں کوئی مسلمان یا ذمی امان اول پر باقی نہ ہو۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الجہاد، فصل فی استئمان الکافر، مطلب: ما تصیر بہ دارالاسلام، ج۶،ص۲۸۸)

جنت کے بالا خانوں کا بیان:

۴......حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین وآسمان میں فاصلہ ہے اور فردوس جنت کا سب سے بلند درجہ ہے اور اس سے جنت کی چار نہریں نکلتی ہیں اور اس کے اوپر اللہ کا عرش ہے، پس جب تم اللہ سے جنت کا سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو''۔

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب:ما جاء فی صفۃ درجات،رقم:۲۵۳۹،ص۷۲۹)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جنت میں ایک بالا خانہ ہے اسکی ظاہری چیزیں اس کی باطنی چیزوں سے نظر آئیں گی اور اس کی باطنی چیزیں اس کی ظاہری چیزوں سے نظر آئیں گی۔ایک اعرابی نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ بالا خانے کس کے لئے ہیں؟ جواب ارشاد فرمایا: ''یہ بالا خانے اس کے لئے ہیں جو ہمیشہ شیریں گفتگو کرے، کھانا کھلائے، ہمیشہ روزہ رکھے، جب لوگ سوئے ہوئے ہوں یہ رات کو اٹھ کر اللہ کے لئے نماز ادا کرے''۔(سنن الترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب:ما جاء فی صفۃ غرف، رقم: ۲۵۲۷،ص۷۲۸)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنتی لوگ اپنے اوپر بالا خانے کو اس طرح دیکھیں جس طرح تم آسمان کے مشرقی یا مغربی کناروں کو دور سے ستاروں کی مانند چمکتا دیکھتے ہو، کیونکہ بعض کے درجات بعض سے زائد ہیں ،صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا وہ انبیائے کرام کے درجات ہونگے؟ جن تک کوئی اور نہیں پہنچ سکے گا؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں! اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق کی''۔ (صحیح البخاری ،کتاب بدء الخلق، باب: ما جاء فی صفۃ الجنۃ،رقم: ۳۲۵۶،ص۵۴۳)

ہر ایک اپنا رزق پاتا ہے :

۵......اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو (ھود:۶)﴾۔لہذا بحکم قرآن ہر انسان، چاہے حیوان، چرندو پرند، جن ،الغرض تمام ذی روح اپنا رزق پاتے ہیں۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی اپنے پیٹ سے زیادہ بُرا برتن نہیں بھرتا، انسان کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ سیدھی کردیں اگر ایسا نہ کرسکے تو تہائی کھانے کے لئے، تہائی پانی کے لئے اور تہائی سانس کے لئے ہو''۔(سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب:الاقتصاد فی الاکل، رقم: ۳۳۴۹،ص۵۶۳) ۔رزق کی کمی کا رونا رونے والے اپنے اعمال کی اصلاح کریں تو کبھی حرف شکایت نہیں لاسکتے۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے وہ کھانا شیطان کے لئے حلال ہو جاتا ہے۔(صحیح مسلم ،کتاب الاشربۃ، باب: آداب الطعام

والشراب،رقم:(۵۱۵۳)/۲۰۱۷،ص۱۰۱۸)۔☆.....بی بی عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ ہمارے درمیان تشریف لائے، روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا تو اس کو لے کر پونچھا اور کھالیا اور فرمایا:''عائشہ روٹی کا احترام کرو کہ یہ چیز جس قوم سے بھاگی ہے پھر واپس نہیں آئی''۔
(سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب:النهي عن القاء الطعام ،رقم:۳۳۵۳،ص۵۶۳)

اغراض:

ومنه حالي وحالكم: تمام آسمان وزمین کے حالات جانتا ہے، اسی طرح میری اور تمہاری حالت کو بھی جانتا ہے۔
حيث اشتروا الكفر بالايمان: یعنی کفر کو اختیار کیا اور ایمان کو چھوڑ دیا۔ **اى جزائه :** سے مضاف حذف ہونے کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے۔ **كانوا في ضيق:** اللہ ﷻ نے ان کے لئے حکم میں وسعت فرمادی، پس یہاں زمین کے وسیع ہونے سے لفظ''واسعة'' کی عمومیت مراد ہے نہ کہ خصوصی سبب، پس جس کے لئے اپنے شہر میں عبادت بجالانا تنگی کرتا ہو وہ دوسرے شہر میں ہجرت کر جائے جہاں اس کے لئے عبادت بجالانا آسان ہو، پس اللہ ﷻ کا فرمان:﴿وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون (الذاريات:۵۶)﴾ سے مراد اسی جگہ میں عبادت کرنا ہے جہاں آسانی ہو، اور مراد دنیا میں وہ جگہیں ہیں جہاں انسان جائے مسکن اختیار کرتا ہے۔**هذا الاجر:** یہاں اشارہ ہے کہ مخصوص بالمدح محذوف ہے۔**لاظهار الدين:** ہجرت کے متعلق ہے۔
فكيف يشركون به: یعنی اقرار کرنے کے بعد شرک کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ (الصاوی، ج۴، ۲۰۰۴ وغیرہ)

رکوع نمبر:۳

﴿ وما هذه الحيوة الدنيا الا لهو ولعب ﴾واَمَّا القُربُ فَمِن اُمورِالاٰخِرةِ لِظُهورِ ثَمرَتِها فِيهَا﴿ وان الدار الاخرة لهى الحيوان وقف لازم﴾بِمَعْنى الحَيوةِ﴿ لو كانوا يعلمون (۶۴)﴾ذَالک مَا اٰثَرُوا الدُّنيا عَلَيهَا ﴿ فاذا ركبوا فى الفلک دعوا الله مخلصين له الدين ﴾اَىِ الدُّعاءَ اَى لا يَدْعُونَ مَعهُ غَيرَهُ لِاَنَّهم فِى شِدَّةٍ ولا يَكْشِفُها اِلا هُو ﴿ فلما نجهم الى البر اذا هم يشركون (۶۵)﴾بِه﴿ ليكفروا بما اتينهم ج﴾مِنَ النِّعْمَةِ﴿ وليتمتعوا وقفه﴾بِاِجْتِمَاعِهم عَلى عِبَادةِ الْاَصْنَامِ وفى قِرائةٍ بِسُكُونِ اللامِ اَمْرٌ تَهدِيدٌ ﴿فسوف يعلمون (۶۶)﴾عَاقِبةَ ذالكَ﴿ اولم يروا ﴾يَعلَمُوا ﴿انا جعلنا﴾بَلَدَهم مكةَ﴿ حرما امنا ويتخطف الناس من حولهم ﴾قَتْلًا وَسبيًا دُونهم ﴿ افبالباطل﴾الصَّنمِ ﴿ يومنون وبنعمة الله يكفرون (۶۷)﴾بِاِشْرَاكِهم﴿ ومن اظلم ﴾اَى لَا اَحَدٌ اَظْلَمُ ﴿ ممن افترى على الله كذبا ﴾بِاَنْ اَشْرَکَ بِه ﴿ او كذب بالحق ﴾النَّبِيِّ اَوِالْكِتابِ﴿ لما جاءه ط اليس فى جهنم مثوى ﴾مَاوًى ﴿ للكفرين (۶۸)﴾اَى فيهِ ذالکَ وَهوَ مِنهمُ﴿ والذين جاهدوا فينا ﴾فى حَقِّنَا﴿لنهدينهم سبلنا﴾اَى طُرقَ السِيرِ اِلَيْنَا﴿ وان الله لمع المحسنين (۶۹)﴾المومِنِينَ بِالنَّصْرِ والعَونِ.

﴿ترجمہ﴾

اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود.....[1]......(اور رہی عبادتیں تو چونکہ آخرت میں ان کا ثمرہ ظاہر ہوگا تو یہ عبادتیں امور آخرت میں سے ہیں)اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے(الحیوان بمعنی الحیاۃ ہے)اگر جانتے(اس بات کو تو دنیا کو آخرت

پر ترجیح نہ دیتے) پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں اللہ کو پکارتے ہیں خالص اسی کو پکارتے ہیں (یعنی اس کے غیر کو اس کے ساتھ نہیں پکارتے کیونکہ وہ شدت تکلیف میں ہوتے ہیں اور تکالیف کو دور کرنے والی ذات اللہ ﷻ ہی کی ہے......۲......) پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے جبھی وہ (اس کے ساتھ) شرک کرنے لگتے ہیں کہ ناشکری کریں ہماری دی ہوئی (نعمت) کی اور برتیں (ملکر بتوں کی عبادت کرکے برت لیں یہ حکم بطور تہدید ہے، ایک قرائت میں "لیتمتعوا" لام ساکنہ کے ساتھ ہے) تو اب جاننا چاہتے ہیں (اس کا انجام) کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا (یعنی نہ جانا) کہ ہم نے (ان کے شہر مکہ مکرمہ کو) حرمت والی زمین پناہ بنائی اور ان کے آس پاس والے لوگ (ان کے لوگوں کے علاوہ) اچک لیے جاتے ہیں (قتل کردیئے جاتے اور قیدی بنالئے جاتے) تو کیا باطل (یعنی بتوں) پر ایمان لاتے ہیں اور (اللہ ﷻ کا شریک ٹھہراکر) اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ناشکری کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ظلم کون (یعنی کوئی نہیں) جو اللہ پر جھوٹ باندھے (اس کا شریک ٹھہراکر) یا حق کو جھٹلائے (یعنی نبی ﷺ یا کتاب کو) جب وہ اس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں (یعنی جہنم کفار کا ٹھکانہ ہے اور یہ جھٹلانے والا کافر ہے، جہنمی ہے) اور جنہوں نے ہم میں (یعنی ہمارے حق میں) کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے (یعنی وہ رستے جن سے وہ ہمارے قرب کی طرف آئیں گے، یعنی اس کی مدد و نصرت) محسنین (یعنی مومنین) کے ساتھ ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما هذه الحيوة الدنيا الا لهو ولعب وان الدار الاخرة لهى الحيوان﴾

و: عاطفہ، ما: نافیہ، هذه: مبدل منہ، الحيوة الدنيا: بدل، ملکر مبتدا، الا: اداۃ حصر، لهو: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لعب: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، الدار الاخرة: اسم، لام: تاکیدیہ، هى الحيوان: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لو كانوا يعلمون ٥ فاذا ركبوا فى الفلك عدوا الله مخلصين له الدين﴾.

لو: شرطیہ، كانوا يعلمون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "ما اثروا الحيوة الدنيا" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ف: مستانفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، ركبوا فى الفلك: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، عدوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، مخلصين: اسم فاعل بافاعل، له: ظرف لغو، الدين: مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر فاعل، الله: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما نجهم الى البر اذاهم يشركون٥﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، نجهم: فعل بافاعل، الى البر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، اذا: فجائیہ، هم: مبتدا، يشركون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ليكفروا بما اتينهم وليتمتعوا فسوف يعلمون٥﴾.

ليكفروا: فعل امر غائب لتهديد بافاعل، بما اتينهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ليتمتعوا: فعل امر غائب لتهديد بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحیہ، سوف: حرف استقبال، يعلمون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولم يروا انا جعلنا حرما امنا ويتخطف الناس من حولهم﴾.

همزه: حرف استفہام، و: عاطفہ، لم يروا: فعل نفی بافاعل، انا: حرف مشبہ واسم، جعلنا: فعل بافاعل، و: حالیہ، يتخطف الناس من حولهم: جملہ فعلیہ "بلدهم مكة" ذوالحال محذوف کیلئے حال، ملکر مفعول اول، حرما امنا: مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، فعل محذوف "لقد جعلنا هم امنين قادين فى مكة ولم يعلموا ذلك" پر معطوف ہے۔

﴿افبالباطل یومنون وبنعمۃ اللہ یکفرون۝﴾۔

ہمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، با لباطل: ظرف لغو مقدم، یومنون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، بنعمۃ اللہ: ظرف لغو مقدم، یکفرون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بالحق لما جاءہ﴾۔

و: مستانفہ، من: استفہامیہ مبتدا، اظلم: اسم تفضیل با فاعل، من: جار، من: موصولہ، افتری علی اللہ کذبا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، کذب بالحق: فعل با فاعل وظرف لغو، لما: ظرفیہ بمعنی حین مضاف، جاءہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الیس فی جھنم مثوی للکفرین۝﴾۔

ہمزہ: حرف استفہام، لیس: فعل ناقص، فی جھنم: ظرف مستقر خبر مقدم، مثوی: موصوف، للکفرین: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم، مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین۝﴾۔

و: عاطفہ، الذین: موصول، جاھدوا فینا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، لام: قسمیہ، نھدینھم سبلنا: فعل با فاعل ومفعول اول ومفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لام: تاکید، مع المحسنین: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

لھو لعب کے معانی احادیث کے تناظر میں:

۱.....جس کام میں انسان اس قدر مشغول ہو جائے کہ اس کام کے علاوہ دوسرے کام سے غافل ہو جائے تو اس کام کو لہو ولعب کہتے ہیں۔ (النھایۃ، ج۴، ص۲۴۲)

بعض کھیل ایسے ہیں جس کی وجہ سے انسان اپنے جسم کو توانا، طاقتور اور چاق چوبند رکھتا ہے، ایسے کھیل یقیناً جائز ہی ہیں اور ان سے مقصود یہی ہو کہ اللہ کی عبادت پر قوت حاصل کرنے کے لئے اپنے جسم کو طاقتور بنانے کی غرض مطلوب ہے تو نہ صرف جائز بلکہ کار خیر اور باعثِ اجر وثواب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتا ہے: (۱) تیر کا بنانے والا جو اس کو خیر اور طلب ثواب کے لئے بناتا ہو، (۲) تیر پھینکنے والا، (۳) اس کی امداد کرنے والا، تم تیر اندازی کرو اور سواری کرو، اور تیر اندازی کرنا سواری کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے، ہر وہ چیز جس سے مسلمان لہو کرتا ہے (یعنی کھیلتا ہے) وہ باطل ہے۔ ماسوا اس کا کمان سے تیر پھینکنا، اپنے گھوڑے کو تربیت دینا اور زوجہ سے ملاعبت کرنا"۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل الجھاد عن رسول اللہ ﷺ، باب: ماجاء فی فضل الرمی، رقم: ۱۶۴۳، ص۵۰۲)

☆.....حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص کسی کھیل کے مہروں (مثلاً لوڈو کی گوٹوں) کے ساتھ کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب: نھی عن اللعب، رقم: ۴۹۳۸، ص۹۲۳)

☆.....سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے نردشیر کھیلا گویا سوئر کے گوشت وخون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا"۔

(صحیح مسلم، کتاب الشعر، باب: تحریم اللعب بالنرد شیر، رقم (۵۷۸۹)/۲۲۶۰، ص۱۳۲۱)

☆......دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اصحاب شاہ جہنم میں ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ میں نے تیرے بادشاہ کو مار ڈالا''، مراد اس سے شطرنج کھیلنے والے ہیں جو بادشاہ پر شہ دیا کرتے ہیں اور مات کرتے ہیں۔

(كنز العمال، كتاب اللهو، رقم ٤٠٦٤٧، ج ٨، ص ٩٥)

☆......ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے چوپایوں کو لڑانے سے منع فرمایا ہے۔

(سنن الترمذی، كتاب الجهاد، باب: ما جاء في كراهية التحريش بين البهائم، رقم ١٧١٤، ص ٥١٩)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں، نغمہ کے وقت باجے کی آواز اور مصیبت کے وقت رونے کی آواز''۔ (مجمع الزوائد، كتاب الجنائز، باب: في النوح، رقم: ٤٠١٧، ج ٣، ص ٧٥)

☆......ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے گانے باجے سے، گانا سننے سے، غیبت سے، غیبت سننے سے، چغلی سے، چغلی سننے سے منع فرمایا۔ (كنز العمال، كتاب اللهو، رقم: ٤٠٦٥٥، ج ٨، ص ٩٥)

چند مسائل:

مسئلہ نمبر ۱: گنجفہ (تاش کی طرح کھیلے جانے والا ایک کھیل)، چوسر (ایک قسم کا جوا، نردشیر)، کھیلنا ناجائز ہے، شطرنج کا بھی یہی حکم ہے، ایسی طرح لہو و لعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں، صرف تین قسم کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے، بی بی سے مُلاعبت کرنا، گھوڑے کی سواری، تیر اندازی کرنا۔ (ردالمحتار على الدر المختار، كتاب الحظر والاباحة، باب: الاستبراء وغيره، فصل في البيع، ج ٩، ص ٥٦٥)

مسئلہ نمبر ۲: ناچنا، تالی بجانا، ستار، ایک تارہ، دوتارہ، ہارمونیم، چنگ، طنبورہ بجانا، اسی طرح دوسرے قسم کے باجے سب ناجائز ہیں۔

(المرجع السابق)

سفر کی سنتیں و آداب:

۲......﴿سبحان الذی سخرلنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الى ربنا لمنقلبون پاکی ہے اُسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے قابو میں نہ تھی (الزخرف: ١٤)﴾

☆......کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ غزوہ تبوک کو پنجشنبہ یعنی جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور جمعرات کو سفر اختیار کرنا سید عالم ﷺ کو پسند تھا۔ (صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب: من اراد غزوة، رقم: ٢٩٥٠، ص ٤٨٨)

☆......ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تنہائی کی خرابیوں کو جو کچھ میں جانتا ہوں اگر دوسرے جانتے تو کوئی سوار رات میں تنہا نہ جاتا''۔ (صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب: السير وحده، رقم: ٢٩٩٨، ص ٤٩٥)

☆...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سفر میں تین شخص ہوں تو ایک کو امیر یعنی سردار بنالیں''۔ (سنن ابی داؤد، كتاب الجهاد، باب: في القوم يسافرون يومرون، رقم: ٢٦٠٨، ص ٤٨٧)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''سفر عذاب کا ٹکڑا ہے، سونا اور کھانا پینا سب کو روک دیتا ہے، لہٰذا جب کام پورا کرلے جلدی گھر کو واپس ہو''۔ (صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب السفر قطعة من العذاب، رقم: (٤٨٥٤)/١٩٢٧، ص ٩٧٦)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''رات میں چلنے کو لازم کرلو کیونکہ رات میں زمین لپیٹ دی جاتی ہے یعنی رات میں راستہ جلد طے ہوتا ہے''۔ (سنن ابی داؤد، كتاب الجهاد، باب: في الدلجة، رقم: ٢٥٧١، ص ٤٨١)

☆...... حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سفر سے واپس آئے تو گھر والوں کے لئے کچھ

ہدیہ لائے اگرچہ جھولی میں پتھر ہی ڈال لائے''۔ (کنز العمال، کتاب السفر، رقم:۱۷۵۰۲،ج۳،ص۳۰۱)

☆...... کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے ،تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر لوگوں کے لئے مسجد میں بیٹھ جاتے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب:استحباب رکعتین فی المسجد، رقم :(۱۵۴۳)/۷۱۶،ص۳۲۹)

چند مسائل:

مسئلہ نمبر۱: عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے تین دن یا زائد سفر کرنا جائز نہیں اور تین دن سے کم سفر اگر کسی مرد صالح یا بچہ کے ساتھ کرے تو جائز ہے، باندی کے لئے بھی یہی حکم ہے ۔(ردالمحتار علی الدرالمختار ،کتاب الحظر والاباحۃ،باب:الاستبراء، فصل فی البیع ،ج۹،ص۵۵۹)

مسئلہ نمبر۲: جہاد کے سوا کسی کام کے لئے سفر کرنا چاہتا ہے مثلا تجارت یا حج یا عمرہ کے لئے سفر کرنا چاہتا ہے اس کے لئے والدین کی اجازت حاصل کرے، اگر والدین سفر سے منع کریں اور اس کو اندیشہ ہو کہ میرے جانے کے بعد ان کی کوئی خبر گیری نہ کرے گا اور اس کے پاس اتنا مال بھی نہیں ہے کہ والدین کو بھی دے اور سفر کے مصارف بھی پورے کرے، ایسی صورت میں بغیر اجازت والدین سفر کو نہ جائے اور اگر والدین محتاج نہ ہوں ،ان کا نفقہ اولاد کے ذمہ نہ ہو مگر وہ سفر خطرناک ہے، ہلاکت کا اندیشہ ہے جب بھی بغیر اجازت سفر نہ کرے اور ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو تو بغیر اجازت سفر کر سکتا ہے۔ بغیر اجازت والدین علم دین پڑھنے کے لئے سفر کیا اس میں حرج نہیں اور اس کو والدین کی نافرمانی نہیں کہا جائے گا۔(الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السادس والعشرون فی الرجل یخرج الی السفر ویمنعہ ابواہ،ج۵،ص۴۴۵)

اغراض:

واما القرب: جیسا کہ توحید، ذکر اور عبادت۔ **بمعنی الحیاۃ:** مراد دائمی حیات ہے جس میں زوال نامی کوئی چیز نہیں ہوتی۔

ما آثروا الدنیا علیھا: "لو" کا جواب ہے، یعنی دنیاوی لذتوں کو آخرت پر مقدم رکھتے تھے۔

امر تھدید: دونوں فعل (لیکفروا اور لیتمتعوا) میں تھدیدی حکم ہے اور وعید کا ترتب بھی انہیں پر ہے۔

ای لا احد: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے استفہام انکاری مراد ہے۔ (الصاوی ،ج۴، ص ۳۲۲)

ایک اھم بات

صلوا علی الحبیب:صلی اللہ علی محمد

توبہ کا دروازہ

یہ وہ نشانی ہے جو قیامت قائم ہونے سے کچھ پہلے ظاہر ہوگی، سورج کا مغرب سے طلوع ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، اُس وقت کا ایمان قابل قبول نہیں ہوگا۔حضرت صفوان بن عسال روایت کرتے ہیں: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کا دروازہ کھلا ہوگا، اس دروازے کی لمبائی ستّر سال کی راہ ہے اور جب تک سورج مشرق سے طلوع ہوتا رہے گا یہ دروازہ کھلا رہے گا، اور جیسا ہی سورج مغرب سے طلوع ہوا، اب توبہ کرنا فائدہ نہ دے گا''۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن ،باب :طلوع الشمس من مغربھا، رقم: ۴۰۷۰،ص۶۷۳)۔

سورۃ الروم مکیۃ وھی ستون او تسع وخمسون آیۃ

سورۃ الروم مکی ہے اور اس میں ۵۶ یا ۵۹ آیات ہیں

تعارف سورۃ الروم

یہ سورت ۸۱۹ کلمات، چھ رکوع اور ۳۵۳۴ حروف کا مجموعہ ہے، روم کی ہار کے بارے میں ابتدائی طور پر ذکر پایا جاتا ہے جسے ہم نے حاشیہ نمبر ا میں ذکر کیا ہے ساتھ ہی شان نزول کے تحت بھی کلام کیا ہے۔ تاہم مزید جو موضوعات ہیں وہ یہ ہیں کہ انسان اپنی ظاہری جاہ وحشمت پر اتنا مغرور ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے اعمال بد کے نتائج کی بھی فکر نہیں کرتا اور یہی سمجھتا ہے کہ وہ ہمیشہ ہی حسن وشباب، مال ودولت اور نعمتوں میں پلتا رہے گا اُسے کبھی زوال کا مونھ نہ دیکھنا پڑے گا، انسان کو خوابِ غفلت سے جگانے کے لئے اللہ ﷻ نے جو نظام حیات اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے بھیجا اسی کو نظام فطرت کہتے ہیں، جس میں یہ باور کرایا گیا ہے کہ دین اسلام عین فطری تقاضوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے، اور یہ کسی انسان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہرگز نہیں بنتا، لیکن اسے وہی تسلیم کرے گا جو دل سے مسلمان ہے ورنہ اسی دین کو انتہاء پسندی اور رجعت پسندی اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھنے والے لوگ ہر دور میں دیکھے جاتے ہیں۔

اس سورت میں مختلف مقامات پر اللہ ﷻ کی قدرت اور حکمت کی روشن دلیلیں ذکر کرکے ثابت کیا گیا ہے کہ وہی خدا ہے جو ان صفات کمال سے متصف ہے، اس کے علاوہ سب عاجز ہیں۔

رکوع نمبر: ۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الم (۱)﴾اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذالِکَ ﴿ غلبت الروم (۲)﴾وَهُمْ اَهْلُ كِتَابٍ غَلَبَتْهَا فَارِسٌ وَلَيْسُوا اَهْلَ كِتَابٍ بَلْ يَعْبُدُونَ الْاَوْثَانَ فَفَرِحَ كُفَّارُ مَكَّةَ بِذالِكَ وَقَالُوا لِلْمُسْلِمِينَ نَحْنُ نَغْلِبُكُم كَمَا غَلَبَتْ فَارِسُ الرُّومَ ﴿ فی ادنی الارض ﴾اَىْ اَقْرَبَ اَرضِ الرُّومِ اِلى فَارِسَ بِالْجَزِيرَةِ اِلْتَقَى فِيهَا الْجَيْشَانِ وَالْبَادِى بِالْغَزْوِ الْفُرسُ﴿ وهم ﴾اَىِ الرُّومُ﴿ من بعد غلبهم ﴾اُضِيفَ الْمَصْدَرُ اِلَى الْمَفْعُولِ اَىْ غَلَبَةُ فَارِسَ اِيَّاهُم ﴿ سيغلبون (۳)﴾فَارِسَ ﴿ فی بضع سنين ﴾هُوَ مَا بَيْنَ الثَّلاثِ اِلَى التِّسعِ اَوِ الْعَشْرِ فَالْتَقَى الْجَيْشَانِ فِى السَّنَةِ السَّابِعَةِ مِنَ الْاِلْتِقَاءِ الْاَوَّلِ وَغَلَبَتِ الرُّومُ فَارِسَ ﴿ لله الامر من قبل ومن بعد ط﴾اَىْ مِنْ قَبْلِ غَلَبَةِ الرُّومِ وَمِنْ بَعدِهٖ الْمَعْنى اَنَّ غَلَبَةَ فَارِسَ اَوَّلًا وَغَلَبَةَ الرُّومِ ثَانِيًا بِاَمْرِ اللهِ اَىْ اِرَادَتِهٖ ﴿ ويومئذ ﴾اَىْ يَوْمَ تَغْلِبُ الرُّومُ﴿ يفرح المومنون (۴) بنصر الله﴾اِيَّاهُم عَلى فَارِسَ وَقَدْ فَرِحُوا بِذالِكَ وَعَلِمُوا بِهٖ يَوْمَ وُقُوعِهٖ يَوْمَ بَدرٍ بِنُزُولِ جِبرائِيلَ بِذالِكَ فِيهِ مَعَ فَرَحِهِمْ بِنَصْرِهِم عَلَى الْمُشْرِكِينَ فِيهِ﴿ ينصر من يشاء وهو العزيز ﴾الْغَالِبُ ﴿الرحيم (۵)﴾بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿وعد الله ط﴾مَصْدَرٌ بَدَلٌ مِنَ اللَّفْظِ بِفِعْلِهٖ وَالْاَصْلُ وَعَدَهُمُ اللهُ النَّصْرَ﴿ لا يخلف الله وعده﴾بِهٖ﴿ولكن اكثر الناس﴾اَىْ كُفَّارُ مَكَّةَ﴿لا يعلمون (۶)﴾وَعْدَهٗ تَعَالٰى بِنَصْرِهِمْ﴿ يعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا صلے ج﴾اَىْ مَعَاشِهَا مِنَ التِّجَارَةِ وَالزِّرَاعَةِ

والبِنَاءِ و الغَرسِ و غَیرِ ذالکَ﴿وھم عن الاخرۃ ھم غفلون (۷)﴾اِعادَتُھم تَاکِیدٌ﴿ اولم یتفکروا فی انفسھم قف﴾لِیَرجِعُوا عَن غَفلَتِھم﴿ ما خلق اللہ السموت والارض وما بینھما الا بالحق واجل مسمی ﴾لِذالکَ تَفنِی عِندَ اِنتِھائِہٖ وَبَعدہُ البَعثُ﴿وان کثیرا من الناس﴾اَی کُفارُ مکۃ﴿بلقاءِ ربھم لکفرون (۸)﴾اَی لَا یُومِنُونَ بِالبَعثِ بَعدَ المَوتِ﴿ اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم ﴾مِنَ الاُمَمِ وھِیَ اِھلاکُھم بِتَکذِیبِھِم رُسُلَھُم﴿ کانوا اشد منھم قوۃ ﴾کَعادٍ وثَمودَ﴿واثاروا الارض﴾حَرَثُوھَا وَقَلَّبُوھا لِلزَّرعِ والغَرسِ﴿وعمروھا اکثر مما عمروھا﴾اَی کُفارُ مکۃَ ﴿ وجاء تھم رسلھم بالبینت ط﴾بِالحُجَجِ الظَّاھِراتِ ﴿ فما کان اللہ لیظلمھم ﴾بِاِھلاکِھِم بِغَیرِ جُرمٍ ﴿ ولکن کانوا انفسھم یظلمون (۹)﴾بِتَکذِیبِھِم رُسُلَھم ﴿ثم کان عاقبۃ الذین اساء وا السوای ﴾تَانِیثُ الاَسوَءِ الاَقبَحِ خَبرُ کَانَ علی رَفعِ عَاقِبَۃُ واِسمُ کَانَ علی مَنصوبِ عَاقِبَۃَ والمُرادُ بِھا جَھَنَّمُ و اِساءَتُھُم ﴿ان﴾بِاَن﴿ کذبوا بایت اللہ ﴾القراٰنِ﴿وکانوا بھا یستھزء ون (۱۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

الم(اس کی جومراد ہے اللہ با خوبی جانتا ہے) رومی ......۱...... مغلوب ہوئے (یہ لوگ اہل کتاب تھے ان پر فارس ......۲...... کے لوگ جو بت پرست تھے غالب آ گئے تھے اسے دیکھ کر کفار مکہ خوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے جیسا کہ فارس کے رہنے والے رومیوں پر غالب آئے ہیں اس طرح ہم تم لوگوں پر غالب آ جائیں گے) پاس کی زمین میں (اس جزیرے میں جو فارس کے مقابلے میں روم سے زیادہ قریب تھا ان دونوں فوجوں کو دوبارہ ٹکراؤ پہلی جنگ کے ساتویں سال میں ہوا اور اس جنگ میں رومی فارسیوں پر غالب آگئے ......۳......) اور وہ (یعنی رومی) اپنی مغلوبی کے بعد (غلبھم میں مصدر اپنے مفعول کی طرح مضاف ہے، یعنی رومی فارسیوں سے مغلوب ہونے کے بعد) عنقریب (فارسیوں پر) غالب ہوں گے چند برس میں (چنانچہ دونوں لشکروں کے درمیان سات سال کے بعد دوسری جنگ ہوئی اور اس میں رومی فارسیوں پر غالب آگئے، لفظ بضع کا اطلاق تین سے لے کر نو یا دس تک پر ہوتا ہے) حکم اللہ ہی کا ہے، آگے اور پیچھے (یعنی رومیوں کے غالب آنے سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی، معنی یہ ہے کہ پہلی بار فارسیوں کا اور دوسری بار رومیوں کا غالب آنا امر الٰہی یعنی اسی کے ارادے سے تھا) اور اس دن (جس دن رومی غالب آئیں گے) ایمان والے خوش ہوں گے اللہ کی مدد سے (کہ اللہ ﷻ نے فارسیوں کے خلاف رومیوں کی مدد فرمائی اور مومنین اس پر خوش ہوئے اس فتح کے وقوع کی خبر مسلمانوں کو یوم بدر میں ہوئی کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس خبر کو لے کر میدان بدر میں نازل ہوئے اسی خوشی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو بدر میں مشرکین کے خلاف فتح و نصرت ملنے کی بھی خوشی تھی ......۴......) مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے غالب (عزیز بمعنی غالب ہے) اور (مومنوں پر) مہربان اللہ کا وعدہ (وعد مصدر ہے جسے فعل کی جگہ ذکر کیا گیا ہے اصل یوں ہے وعدھم اللہ النصر) اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرے گا لیکن بہت لوگ (یعنی کفار مکہ) نہیں جانتے (کہ اللہ ﷻ نے مومنین سے مدد کا وعدہ فرمایا ہے) جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی (یعنی اپنے دنیاوی معاش یعنی تجارت، زراعت، تعمیرات، کھیتی باڑی وغیرہ) اور آخرت سے پورے بے خبر ہیں (ھم ضمیر کا اعادہ بطور تاکید ہے) کیا انہوں نے اپنے جی میں نہ سوچا (کہ اپنی غفلت سے باز آ جائیں) کہ اللہ نے پیدا نہ کئے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق اور (اس کے لیے) ایک مقررہ

میعاد سے (جس کے ختم ہونے پر وہ فناہ ہوجائیں گے، اور یہ موت کے بعد ہوگا) اور بیشک بہت سے لوگ (یعنی کفار مکہ) اپنے رب سے ملنے کا انکار رکھتے ہیں (یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان نہیں رکھتے) اور کیا انہوں نے زمین میں سفر کیا کہ ان سے اگلوں (یعنی پچھلی امتوں) کا انجام کیا ہوا (کہ انہیں ان کے رسولوں کو جھٹلانے کے سبب ہلاک کردیا گیا) وہ ان سے زیادہ زور آور تھے (جیسے قوم ثمود اور عاد) اور زمین کی جوتی (ان لوگوں نے زمین میں کھیتی باڑی کی، کھیتی باڑی کرنے کے لیے اور درخت وغیرہ کو لگانے کے لیے زمین کی کھدائی کر کے اسے خوب الٹ پلٹ کیا تھا......۵......) اور آباد کی ان کی (یعنی کفار مکہ کی) آبادی سے زیادہ اور ان کے رسول ان کے پاس روشن نشانیاں لائے (بیـــنـــت کے معنی واضح دلائل ہیں) تو اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا (بغیر کسی جرم کے انہیں ہلاک کردیتا) ہاں وہ خود ہی (اپنے رسولوں کو جھٹلانے کے سبب) اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے پھر جنہوں نے حد بھر کی برائی کی ان کا انجام یہ ہوا (السؤای یہ اسوٗا کا مونث ہے بمعنی اقبح، عقبة کو مرفوع پڑھنے کی صورت میں "السؤای "کـان کی خبر ہے اور منصوب پڑھنے کی صورت میں یہ "کـان" کا اسم ہوگا اس سے مراد جہنم ہے اور ان کافروں کی برائی کا بیان آگے آرہا ہے) کہ (ان بمعنی بان ہے) اللہ کی آیتیں (یعنی قرآن پاک کو) جھٹلانے لگے اور ان کے ساتھ تمسخر کرتے۔

﴿ترکیب﴾

﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾

ب: جار، اسـم: مضاف، الـلـــه: موصوف، الـرحـمـن الـرحيم: صفتان، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "اشرع" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الم ٥ غلبت الروم ٥ في ادنى الارض وهم من بعد غلبهم سيغلبون٥ في بضع سنين﴾.

الـم: "هذه" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، غلبـت الـروم: فعل مجہول ونائب الفاعل، فـي ادنـي الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، هم: مبتدا، من بعد غلبهم: ظرف لغو مقدم، سيغلبون: فعل بافاعل، في بضع سنين: ظرف لغو، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لله الامر من قبل ومن بعد﴾.

لـلـه: ظرف مستقر خبر مقدم، الامر: ذوالحال، مـن قبل: ظرف مستقر معطوف علیہ، و: عاطفہ، مـن بـعـد: ظرف مستقر معطوف، ملکر حال، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ويومئذ يفرح المومنون٥ بنصر الله ينصر من يشاء وهو العزيز الرحيم٥﴾

و: عاطفہ، يـومئذ: ظرف مقدم، يـفـرح المومنون: فعل وفاعل، بـنـصـر الله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، يـنـصـر: فعل بافاعل، من يشاء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، هو: مبتدا، العزيز الرحيم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعدالله لا يخلف الله وعده ولكن اكثر الناس لايعلمون٥﴾.

وعدالله: ذوالحال، لا يخلف الله: فعل نفی وفاعل، وعده: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر ماقبل جملے "سيغلبون......الخ، يفرح المومنون" کی تاکید واقع ہے، و: عاطفہ، لكن: حرف مشبہ، اكثر الناس: اسم، لايعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا وهم عن الاخرة هم غفلون٥﴾

يـعـلـمـون: فعل بافاعل، ظـاهـرا: موصوف، مـن الـحـيـوة الـدنـيـا: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، هم: موکد، هم: ثانیہ تاکید، ملکر مبتدا، عن الاخرة: ظرف لغو، غفلون: اسم فاعل بافاعل، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولم یتکفروا فی انفسھم ما خلق اللہ السموت والارض وما بینھما الا بالحق واجل مسمی﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ، لم یتفکروا: فعل نفی بافاعل، فی انفسھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ما خلق: فعل نفی، اللہ: فاعل، السموت: معطوف علیہ، والارض: معطوف اول، وما بینھما: معطوف ثانی، ملکر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، ب: جار، الحق: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اجل مسمی: معطوف، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان کثیرا من الناس بلقائی ربھم لکفرونo﴾۔

و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، کثیرا: موصوف، من الناس: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم، ب: جار، لقای ربھم: مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، کفرون: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ معطوف علی محذوف "اقعدوا فی اماکنھم" لم یسیروا فی الارض: فعل نفی بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ینظروا: فعل بافاعل، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص، عاقبۃ الذین من قبلھم: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ۔

﴿کانوا اشد منھم قوۃ واثاروا الارض وعمروھا﴾۔

کانوا: فعل ناقص بااسم، اشد: اسم تفضیل با "ھو" ضمیر ممیز، قوۃ: تمیز، ملکر فاعل، منھم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ تفسیریہ، و: عاطفہ، اثاروا: فعل بافاعل، الارض: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، عمروا: فعل بافاعل، ھا: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجاء تھم رسلھم بالبینت فما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمونo﴾

و: عاطفہ، جاء تھم رسلھم: فعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ما: نافیہ، کان اللہ: فعل ناقص واسم، لام: جار، یظلم: فعل بافاعل، ھم: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لکن: حرف استدراک، کانوا: فعل ناقص بااسم، انفسھم یظلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم کان عاقبۃ الذین اساء وا السوای ان کذبوا بایت اللہ وکانوا بھا یستھزء ونo﴾۔

ثم: عاطفہ، کان: فعل ناقص، عاقبۃ: مضاف، الذین: موصول، اساء وا السوای: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر مقدم، ان: مصدریہ، کذبوا بایت اللہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، بھا یستھزء ون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... غلبت الروم ......☆ فارس وروم کے درمیان جنگ تھی اور چونکہ اہل فارس مجوسی تھے اس لئے مشرکین عرب ان کا غلبہ پسند کرتے تھے، رومی اہل فارس مجوسی تھے، رومی اہل کتاب تھے اس لئے مسلمانوں کو ان کا غلبہ اچھا معلوم ہوتا تھا، خسرو پرویز بادشاہ فارس نے رومیوں پر لشکر بھیجا اور قیصر روم نے بھی لشکر بھیجا، یہ لشکر شام کے قریب مقابل ہوئے اہل فارس غالب ہوئے، مسلمانوں کو یہ خبر گراں گزری، کفار مکہ اس سے خوش ہوکر مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم بھی اہل کتاب اور نصاری بھی اہل کتاب اور ہم بھی اُمی اور اہل فارس بھی اُمی، ہمارے بھائی اہل فارس تمہارے بھائیوں رومیوں پر غالب ہوئے، ہماری تمہاری جنگ ہوئی تو ہم بھی تم پر غالب ہونگے، اس پر یہ آیت نازل ہوئیں اور انہیں خبر دی گئی کہ چند سال میں پھر رومی اہل فارس پر غالب آجائیں گے، یہ آیتیں سن کر حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کفارِ مکہ میں جا کر اعلان کر دیا کہ خدا کی قسم اہل روم ضرور اہل فارس پر غلبہ پائیں گے، اے اہل مکہ تم اس وقت کے نتیجہ جنگ سے خوش مت ہو، ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ ابی بن خلف کافر آپ کے مقابل کھڑا ہو گیا، اور آپ کے اور اس کے درمیان سو سو اونٹ کی شرط ہو گئی، اگر نو سال میں اہل فارس غالب آ جائیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُبی کو سو اونٹ دیں گے اور اگر رومی غالب آ جائیں تو اُبی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دے گا، اس وقت تک قمار کی حرمت نہ ہوئی تھی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

دور حاضر میں روم سے مراد کون سا علاقہ ہے؟

۱......روم اٹلی کا دارالحکومت ہے، ملک کا سب سے بڑا شہر ہے، مرکزی مشرقی اٹلی کے علاقے (Lazio) کا صدر مقام ہے۔ شہر کی آبادی پچیس لاکھ اور پورے صوبے روم کی آبادی ۳۸ لاکھ ہے۔ روم کی معلومات روایتوں اور داستانوں میں ملتی ہے، تاہم جدید تحقیقات اس نظریئے کو تقویت دیتی ہیں کہ شہر کی بنیاد آٹھویں قبل مسیح میں پڑی، شہر روم رومی بادشاہت کا دارالحکومت بنا (جن پر روایات کے مطابق بادشاہوں کی سات پشتوں نے حکومت کی)۔ اور پھر رومی جمہوریہ کا دارالحکومت بن گیا۔ (جس میں ایوان بالا اور سینٹ کو زیادہ اختیارات حاصل ہوئے تھے)۔ اور بالآخر رومی سلطنت کا دارالحکومت بنا جس پر شہنشاہ حکومت کرتے تھے۔ یہ کامیابی اور برتری فوجی اقتدار کے ساتھ ساتھ اقتصادی غلبہ کی وجہ سے بھی تھی۔ جس نے اپنے اندر ہمسایہ تہذیبوں خاص کر ایسٹروکسن (قدیم مقامی باشندے) اور یونانی باشندوں کو جذب کر لیا۔ روم کی برتری پورے یورپ اور بحیرۂ روم کے ساحلوں پر بڑھتی گئی جب کہ اس کی آبادی دس لاکھ سے بڑھ گئی۔ تقریباً ایک ہزار سال تک روم مغربی دنیا کا سب سے اہم سیاسی مرکز، امیر ترین اور سب سے بڑا شہر رہا، اور یہ برتری سلطنتوں کے اتار چڑھاؤ سے متاثر نہ ہوئی تھی حتی کہ اس کا دارالحکومت ہونے کا اعزاز بھی چھن گیا۔ اور اس کی جگہ مشرقی دارالحکومت قسطنطنیہ نے لے لی۔ روم اٹلی کے (Lazio) کے علاقے دریائے آئینے اور دریائے تیبر کے سنگم پر واقع ہے۔ گرچہ مرکز شہر بحیرہ روم سے ۲۴ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ شہر کا ساحل سمندر تک پھیلا ہوا ہے۔ جہاں جنوب مغربی شہر اوستیہ واقع ہے۔ سطح سمندر سے شہر کی بلندی (piazza del popolo) تیرہ میٹر بڑھتی ہوئی (monte mairo) کی چوٹی پر ۱۲۰ میٹر تک پہنچتی ہے۔ شہر کا رقبہ ۱۲۸۵ مربع کلومیٹر تک ہے جو اسے یورپ کے بڑے بڑے دارالحکومت سے بھی ملاتے ہیں۔ روم روایتی طور پر یورپی سیاست میں اہم کردار ادا کرتا رہا ہے۔ ۱۹۵۷ء میں شہر روم نے معاہدے کی میزبانی کی جس میں یورپی معاشیاتی کمپنی کی بنیاد ڈالی۔ جس نے بعد میں باقاعدہ یورپی یونین کی داغ بیل ڈالی۔ اس کے بعد جولائی ۲۰۰۴ء میں یورپی قانون کے باضابطہ دستخط کے اجلاس کی مہمانی کا شرف بھی حاصل رہا ہے اور شہر میں کئی بین الاقوامی تنظیموں کے مرکزی دفاتر بھی قائم ہیں۔ روم عیسائیت کا پہلا مرکز قرار پایا، جہاں روایات کے مطابق پہلی صدی عیسوی میں (saint peter) (saint poul) کا مذہبی بنیاد پر قتل کیا گیا۔ بعد میں روم کے پادری (bishop) نے بابائے روم یا (pop) کا لقب پایا۔

فارس سے مراد کون سا علاقہ ہے؟

۲......۱۹۳۵ء تک فارس ایران کا سرکاری نام تھا، صوبہ فارس ایران کا ایک صوبہ ہے اور اس کا مرکز سینٹر شیراز ہے۔ جنوب مغربی ایشیاء کا ایک ملک ہے جو مشرق وسطی میں واقع ہے۔ ایران کی سرحدیں آرمینیا، آزربائیجان، ترکمانستان، مشرق میں پاکستان اور افغانستان، مغرب میں ترکی اور عراق سے ملتی ہیں۔ مزید براں خلیج فارس بھی اس سے ملحق ہے۔ شیعہ مذہب سرکاری ہے اور قومی زبان فارسی ہے۔ ایران دنیا میں قدیم ترین تہذیبوں میں سے ہے۔ ملکی تاریخ ہزاروں سالوں پر محیط ہے۔ یورپ اور ایشاء کے وسط میں

ہونے کے باعث اس کی تاریخی اہمیت ہے۔ایران اقوام متحدہ غیر وابستہ ممالک کی تحریک(نام)،اسلامی کانفرنس تنظیم(او آئی سی)اور تیل برآمد کرنے والے ممالک کی تنظیم(اوپیک)کا بانی رکن ہے۔تیل کے وسیع ذخائر کی بدولت بین الاقوامی سیاست میں اہم ترین کردار ادا کرتا ہے۔لفظ ایران کا مطلب آریاؤں کی سرزمین ہے۔ایران انتہائی متحرک زلزلے کی پٹی پر واقع ہے۔جس کی وجہ سے یہاں آئے دن زلزلے آتے رہتے ہیں ۱۹۹۱ء سے اب تک ملک میں ایک ہزار زلزلے کے جھٹکے رکارڈ کئے جا چکے ہیں۔جن سے سرکاری اعداد وشمار کے مطابق ۷ا ہزار ۶۰۰ جانیں ضائع ہوئیں۔۲۰۰۳ء میں جنوب مشرقی ایران میں زلزلے نے شدید تباہی مچائی۔

روم کا فارس پر غلبہ ہونے کے ضمن میں کفار کے مال کا مباح ہونا:

۱......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:﴿الم غلبت الروم﴾تو مشرکین نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے نبی نے کیا کہا ہے؟وہ کہتے ہیں کہ رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے،حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے نبی نے سچ کہا ہے،مشرکین نے کہا کیا تم اس پر شرط لگاؤ گے،پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مدت مقرر کردی اور رومیوں کے غلبہ سے پہلے وہ مدت پوری ہوگئی،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوگئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہیں اس شرط پر کس نے برانگیختہ کیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت نے۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اس سے پھر بات کرو اور شرط ومدت میں اضافہ کردو"۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے بات کی اور دوبارہ شرط لگائی،ابھی وہ مدت پوری نہ ہوئی تھی کہ رومی اہل فارس پر غالب آگئے اور انہوں نے مدائن میں اپنے گھوڑے باندھے،حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیت کی اونٹنیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے،سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اس کو صدقہ کردو یہ مال حرام ہے"۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے صدقہ کردیا۔ (الدر المنثور، ج۵،ص۲۸۹)

ہوسکتا ہے کہ کسی قاری کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال حرام کو صدقہ کیوں کیا اور مال حرام مشرکین سے کیوں حاصل کیا اور شرط لگانے کا شرعی حکم بیان کیجئے؟جان لیں کہ دارالحرب میں عقود فاسدہ جائز ہیں اور دارالحرب کے غیر مسلموں سے سود لینا اسی ضمن میں جائز ہے لیکن سود دے نہیں سکتے۔ھدایۃ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:"**لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب** یعنی مسلمان اور حربی کے مابین دارالحرب میں سود متحقق نہیں ہے"۔(الھدایۃ، کتاب البیوع، باب:الربا، ج۵،ص۱۹۴)۔ ہر حربی مباح الدم اور مباح المال ہے،لہٰذا کافر کا مال مسلمان جب لے لے اور غدر ودھوکہ نہ ہو تو اس کے لئے یہ مال لینا مباح ہے،اگرچہ کافر اسے سود کہے۔چنانچہ اس علت سے واضح ہوا کہ کافر حربی سے سود لینا جائز ہے لیکن سود دے نہیں سکتے،کیونکہ مسلمانوں کا مال تو محفوظ ومامون ہے اسی لئے صاحب ھدایۃ کہتے ہیں:"**لان مالھم مباح فی دارھم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم یکن فیہ غدرا** یعنی کافروں کا مال ان کے ملک میں مباح وحلال ہے جس طریقے سے بھی مسلمان نے اسے حاصل کیا ہو جب کہ اس میں دھوکہ دہی نہ ہو"۔(الھدایۃ، کتاب البیوع،باب:الرباء، ج۵،ص۱۹۴)۔

صاحب فتح القدیر کا مسلک بھی یہی ہے وہ لکھتے ہیں:

وکذا اذا باع منھم میتۃ او خنزیرا اوقامرھم واخذ المال یحل کل ذلک عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمھما اللہ تعالی یعنی اور اسی طرح جب کافروں کے ہاتھ مردار یا خنزیر بیچا یا جوا کھیلا اور مال لے لیا تو طرفین کے نزدیک یہ سب حلال ہے۔ (فتح القدیر ،کتاب البیوع، باب الربوا، ج۷،ص۳۷)

عنایہ کی عبارت یوں ہے:

ولان مال اھل الحرب فی دارھم مباح بالاباحۃ الاصلیۃ یعنی کافر ملک میں کافروں کا مال مسلمانوں کے لئے مباح و حلال ہے۔ (المرجع السابق)

صاحب درمختار کہتے ہیں:

لان مالہ ثمۃ مباح فیحل برضاہ مطلقا بلاعذر یعنی کافر کا مال دارالحرب میں مباح ہے تو اس کی رضامندی مطلق ہے جب کہ کوئی دھوکہ نہ ہو۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب البیوع، باب:الربا، ج۷،ص۴۲۲)

خلاف شرع شرط باطل ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی شریعت میں نہیں، جو شرط شریعت کے خلاف ہو وہ باطل ہے، اگر چہ سو شرطیں ہوں اللہ کا حکم حق ہے اور اس کی شرط مؤکد''۔

(صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب:الشروط فی الولاء،رقم: ۲۷۲۹،ص۴۴۶)

تمام فقہی جزئیات سے ثابت ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مشرکین سے مال لینا جائز تھا اور اسے صدقہ کرنے میں بھی کوئی قباحت نہیں تھی اور خلاف شرع شرط بھی نہ تھی کہ الزام آئے لہذا کسی مسلمان کے ذہن میں وسوسہ نہ آنے پائے اسی لئے ہم نے مفصل جواب کا اہتمام کیا۔

روز بدر مسلمانوں کو دُھری خوشی ملنا:

۴......جس دن رومیوں کو غلبہ ہوگا اہل ایمان اس پر خوش ہونگے، کہ اللہ عزوجل نے اہل کتاب کو ان پر غالب کردیا جو اہل کتاب نہیں، مومنین نے مشرکین کو جو خبر دی تھی اللہ عزوجل نے اس کی صداقت کو ظاہر کر دیا اور انہیں اپنی شرط میں غلبہ عطا کیا اور ساتھ ہی اپنے دین کے بارے میں ان کے یقین وثبات کو مزید پختہ کیا۔ سدی نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ بدر کے دن بہت خوش ہوئے کہ مسلمانوں کو مشرکین پر فتح نصیب ہوئی اور اہل کتاب کو اہل شرک پر غلبہ عطا ہوا۔ علامہ جلال الدین محلی نے کہا ہے کہ مسلمان غلبہ کی خبر سن کر بہت خوش ہوئے اور انہیں اس واقع کا علم یوم بدر میں ہوا کہ اس روز جبرائیل امین علیہ السلام یہ خبر لائے اور اس کے ساتھ ہی اس دن مسلمانوں کو مشرکین پر اپنے غلبے کی بھی بے حد خوشی تھی۔ (المظھری، ج۵،ص۴۲۷)

کھیت میں لگے پھلوں کی بیع کے شرعی اصول:

۵......درج ذیل دو اصول فتاوی رضویہ کے حوالے سے درج ذیل پیش کئے جاتے ہیں:

(۱)......اگر کھیت تیار ہوگیا اور ابھی کاٹ لیا جائے گا تو جائز ہے، اور اگر ابھی نہ پکا اور پکنے تک کھیتی قائم رکھی جائے گی، تو خرید و فروخت ناجائز ہے، بشرط ما فیہ نفع عاقد بلا قضیۃ العقد (اس چیز کی شرط لگانے کی وجہ سے جس میں کسی عاقد کا نفع ہے اور عقد اس کا تقاضا نہیں کرتا)، اور اس کے جواز کا حلیہ ہے کہ مثلاً کھیتی دو مہینہ میں پکی سمجھے تو کھیتی فی الحال خرید لے اور اس کے باقی رکھنے کی شرط نہ کرے اور اسی وقت معاوہ زمین جس میں کھیتی ہے اپنے کسی کام کے لئے دو مہینہ تک کو ایک معینہ کرایہ پر لے لے، خریداری میں اس اجرت کا حساب دل میں سمجھ لے مثلاً بیس روپے قیمت کا کھیت ہے اور روپیہ مہینہ کا کرایہ ہوگا اور دو مہینے کو کرایہ لینا ہوا تو اٹھارہ روپے کو کھیت خریدے اور دو روپے کو زمین کرایہ پر لے۔

درمختار میں ہے:

والحیلۃ فی الزرع والحشیش یشتری الموجود ببعض الثمن ویستاجر الارض مدۃ معلومۃ یعلم فیھا الادراک بباقی الثمن کھیتی اور گھاس کے باقی رکھنے کا حیلہ یہ ہے کہ جو موجود ہو اس کو بعض ثمن کے مقابلے میں خرید لے اور

باقی ثمن کے عوض زمین کو ایک معینہ مدت کے لئے کرایہ پر لے لے جس میں کھیتی کا پکنا معلوم ہو، واللہ اعلم۔

(۲)......بیج یا پھول پر فصل کی بیع ناجائز ہے اور جب پھل آجائیں اگرچہ جانور کے کھانے کے قابل ہوئے ہوں تو بیع جائز ہے مگر یوں کہ خریدار اسی وقت توڑ لے، اور اگر یہ ٹھہرا کہ پھل تیار ہونے تک لگے رہیں گے تو یہ ناجائز و حرام ہے، اور اس میں اسے فی روپیہ سو آم یا پانچ سیر خربوزہ یا کم وبیش بائع کے لئے قرار دینا دوسرا حرام ہے، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ مثلاً آم میں جتنے کو بہار بیچی منظور ہو، موجودہ پھل جس حالت کے ہیں اتنے کو خرید کئے جائیں پھر مشتری بائع سے کہے کہ میں نے یہ پیڑ بعقد معاملہ تجھ سے لئے کہ میں ان کی غور پرداخت کروں گا اور جو پھل پیدا ہونگے ان میں سے ہر ہزار میں ایک تیرا اور نوسوننانوے میرے یا سو تیرے اور نوسو میرے، جو قرار پاجائے، خربوزے، تربوز، ککڑی، بینگن کی جڑیں خریدے تاکہ جو پیدا ہووے مشتری کی ملک ہو، یہ خریداری ایک حصہ ثمن پر ہو جتنے پر بہار بیچنا اور خریدنا چاہتے ہوں باقی حصہ ثمن پر اس زمین کو ایک مدتِ معلوم تک اجارہ پر لے جس میں یہ سمجھے کہ فصل فارغ ہوجائے گی یہی طریقہ کھیتی میں بھی ہے مثلاً سو روپے پر معاملہ کرنا چاہتے ہیں تو خربوزے وغیرہ کی جڑیں یا موجود کھیتی پچاس روپے کی خریدے اور چھ مہینے میں فارغ ہوتی سمجھیں تو باقی پچاس روپے کے بدلے وہ زمین چھ مہینے کے واسطے اجارہ پر لے لے۔

درمختار میں ہے:

من باع ثمرة بارزة اما قبل الظهور فلا يصح اتفاقا ظهر صلاحها او لا صح في الاصح، ولو برز بعضها دون بعض لا يصح في ظاهر المذهب وصححه السرخسي، ويقطعها المشتري في الحال جبرا عليه وان شرط تركها على الاشجار فسد البيع، والحيلة ان ياخذ الشجرة معاملة على ان له جزء من الف جزء وان يشتري اصول الرطبة كالباذنجان واشجار البطيخ والخيار ليكون الحادث للمشتري وفي الزرع والحشيش يشتري الموجود ببعض الثمن ويستاجر الارض مدة معلومة يعلم فيها الادراك بباقي الثمن مختصرا، جس شخص نے نمودار پھل بیچا چاہے اسکی صلاحیت ظاہر ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو تو اصح قول کے مطابق صحیح ہے اور اگر نمودار ہونے سے قبل پھل بیچا تو بالاتفاق صحیح نہیں، اور اگر کچھ پھل نمودار ہوا اور کچھ ابھی نمودار نہیں ہوا تو ظاہر مذہب میں بیع صحیح نہیں، سرخسی نے اس کو صحیح قرار دیا اور بیع کے بعد مشتری پھلوں کو فی الحال قطع کرے اس سلسلہ میں اس پر جبر کیا جائے گا اور اگر اس نے پھلوں کو درختوں پر چھوڑنے کی شرط لگائی تو بیع فاسد ہوگی اور اس میں حیلہ یہ ہے کہ مشتری بائع سے درخت بطور معاملہ لے کر ہزار میں سے ایک جزء بائع کی ہوگی اور یہ کہ بینگن، تربوز، ککڑی کی جڑیں خریدلے تاکہ نئے پیدا ہونے والے پھل مشتری کی ملک ہوں اور کھیتی اور گھاس میں موجود بعض ثمن کے بدلے خریدلے اور باقی ثمن کے بدلے زمین کو مدت معینہ کے لئے کرایہ پر لے لے جس مدت میں کھیتی کا پکنا معلوم ہو۔(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب البیوع، فصل فی ما یدخل فی البیع تبعا، مطلب : فی بیع الثمر والزرع والشجر، ج۷، ص۸۴)، (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، باب: البیع الباطل والفاسد، ج۱۷، ص۱۷۴ وغیرہ)

اغراض:

الله اعلم بمراده بذلک: ماقبل گزر چکا ہے کہ یہ اصح تفسیر ہے۔ **وهم من اهل کتاب:** مراد نصاری ہیں، پس ان کی مدد نبی اور اصحاب نبی کی مدد ہونے پر دلیل ہے۔ **وليسوا اهل الكتاب:** مراد مجوسی ہیں، پس ان کی مدد کافروں کی مدد ہونے پر دلیل ہے، پس ہر گروہ اپنے معاملے پر خوش ہے۔

بالجزیرة: مراد دریائے دجلہ اور فرات کے مابین جزیرہ ہے، مراد جزیرۂ عرب نہیں ہے۔

وقالوا للمسلمین: یہاں مقصود واقعہ ذکر کرنے کی حکمت بیان کرنا ہے۔

اقرب ارض الروم: زیادہ قریب ترین قول اقرب فعل تفضیل ہونے کا ہے، اور الروم میں الف لام مضاف الیہ سے بطور عوض ہے۔
فالتقی الجیشان فی السنۃ السابعۃ من الالتقاء الاول: مراد یوم بدر ہے، اور یہ واقعہ یا تو ہجرت سے پانچ سال پہلے بدر اولی کا ہے یا ہجرت سے ایک سال قبل یوم حدیبیہ کا ہے، اور دو لشکروں میں سے ایک لشکر کسری کا اور دوسرا قیصر ملک روم کا ہے، پس روم نے کسری پر پندرہ سورومیوں کی مدد سے غلبہ پایا اور فارس کا بادشاہ کسری مارا گیا۔
ای من قبل غلب الروم و من بعدہ: پہلے فارس غالب تھے، پھر مغلوب ہو گئے۔
المعنی ان غلبۃ فارس: اس جملے ﴿غلبھم﴾ کا کیا فائدہ ہوا جب کہ ﴿غلبت الروم﴾ فرمایا گیا؟ جواب یہ ہے کہ اللہ کے "امر" کا اظہار کرنا مقصود تھا، کوئی کمزور ہو اور مغلوب ہونے کے بعد غالب آجائے تو یہ اللہ کی شان ہوتی ہے۔
ای یوم تغلب الروم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿یومئذ﴾ میں تنوین عوضی ہے۔
مصدر: ماقبل جملے کی تاکید کے لئے مصدر مؤکد کو لایا گیا، اور اس کا عامل محذوف ہے، تقدیر عبارت یہ ہے: " وعدھم اللہ وعدا"۔تفنی عند انتھائہ: وقت مکمل ہو جانے کی صورت میں زمین و آسمان اور اس کے مابین سب کچھ فنا ہونے کا بیان مقصود ہے۔
یوم بدر: یہ دو میں سے ایک قول ہے، جو کہ اس بات پر مبنی ہے کہ یہ واقعہ ہجرت سے پانچ سال پہلے کا ہے، اور ایک قول کے مطابق یوم حدیبیہ کا واقعہ ہے، جو کہ ہجرت سے ایک سال پہلے رونما ہوا۔
(الصاوی، ج٤، ص ٣٢٣)

رکوع نمبر: ۵

﴿اللہ یبدوا الخلق﴾ اَی یُنشِیءُ خَلقَ النَّاسِ ﴿ثم یعیدہ﴾ اَی خَلقَھم بَعدَ مَوتِھِم ﴿ثم الیہ ترجعون (۱۱)﴾ بِالتاءِ والیاءِ ﴿ویوم تقوم الساعۃ یبلس المجرمون (۱۲)﴾ یَسکُتُ المُشرِکونَ لِانقِطَاعِ حُجَّتِھِم ﴿ولم یکن﴾ لا یَکُونُ ﴿لھم من شرکائھم﴾ مِمَّن اَشرَکُوھُم بِاللہِ وھُمُ الاَصنامُ لِیَشفَعُوا لَھم ﴿شفعوا وکانوا﴾ اَی یَکُونُونَ ﴿بشرکائھم کفرین (۱۳)﴾ اَی مُتَبَرِّئینَ مِنھم ﴿ویوم تقوم الساعۃ یومئذ﴾ تاکِیدٌ ﴿یتفرقون (۱۴)﴾ اَیِ المُومِنونَ والکَافِرُونَ ﴿فاما الذین امنوا وعملوا الصلحت فھم فی روضۃ یحبرون (۱۵)﴾ یُسَرُّونَ ﴿واما الذین کفروا وکذبوا بایتنا﴾ القُرآنِ ﴿ولقائ الاخرۃ﴾ البَعثِ وغَیرِہٖ ﴿فاولئک فی العذاب محضرون (۱۶) فسبحن اللہ﴾ اَی سَبِّحُوا اللہَ بِمعنی صَلُّوا ﴿حین تمسون﴾ اَی تَدخُلونَ فِی المساءِ وفیہِ صلاتَانِ المَغرِبِ والعِشاءِ ﴿وحین تصبحون (۱۷)﴾ تَدخُلونَ فی الصَّباحِ وَفیہِ صلاۃُ الصبحِ ﴿ولہ الحمد فی السموت والارض﴾ اِعتِراضٌ ومَعناہُ یَحمَدہُ اَھلُھما ﴿وعشیا﴾ عَطفٌ علی حِینِ وفیہِ صلوۃِ الوسطی ﴿وحین تظھرون (۱۸)﴾ تَدخُلونَ فی الظُّھیرۃِ وفیہ صلوۃُ الظُّھرِ ﴿یخرج الحی من المیت﴾ کَالسانِ مِنَ النُّطفَۃِ والطَّائِرِ مِنَ البَیضَۃِ ﴿ویخرج المیت﴾ النُّطفَۃَ والبَیضَۃَ ﴿من الحی ویحی الارض﴾ بِالنَّباتِ ﴿بعد موتھا ط﴾ اَی یُبسِھَا ﴿وکذلک﴾ الاِخراجُ ﴿تخرجون (۱۹)﴾ مِنَ القُبورِ بِالبِناءِ الفاعِلِ والمَفعُولِ۔

﴿ترجمہ﴾

اللہ پہلے بناتا ہے (لوگوں کی خلقت کی ابتداء فرمانے والا ہے) پھر دوبارہ بنائے گا (یعنی بعد موت انہیں دوبارہ بنائے گا) پھر اس کی

طرف پھرو گے(ترجعون کوعلامت مضارع تاءاور یاءدونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے)اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم(یعنی مشرک لوگ) ساکت رہ جائیں گے(اپنی دلیل کے منقطع ہوجانے کے سبب)اور نہ ہونگے(لم یکن بمعنی لایکون ہے)ان کے شریک(جنہیں انہوں نے اللہ عزوجل کا شریک ٹھرایا تھا یعنی بت کہ وہ ان کے لیے سفارش کریں)ان کے سفارشی اور ہوجائیں گے وہ(کانوا بمعنی یکونون ہے)اپنے شریکوں سے منکر(یعنی ان سے بیزار)اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن("یومئذ"یوم تقوم الساعۃ کی تاکید ہے)الگ ہوجائیں گے(یعنی کفار مسلمان الگ ہوجائیں گے)تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے جنت میں ہونگے(روضۃ بمعنی جنت ہے)ان کی خاطرداری ہوگی(یعنی انہیں خوش کیا جائے گا......۱......)اور جو کافر ہوئے اور ہماری آیتیں(یعنی قرآن پاک کو)اور آخرت کا ملنا(مرنے کے بعد اٹھائے جانے وغیرہ کو)جھٹلایا وہ عذاب میں ڈال دیئے جائیں گے تو پاکی ہے اللہ کو(یعنی تم اللہ عزوجل کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو)جب شام کرو(یعنی جب شام کے وقت میں داخل ہو اس وقت میں دونمازیں ہیں نماز مغرب،نماز عشاء)اور جب صبح کرو(یعنی جب صبح کے وقت میں داخل ہو اس میں ایک نماز فجر ہے)اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں(یہ جملہ معترضہ ہے معنی یہ ہے کہ زمین وآسمان والے اسی کی حمد کرتے ہیں)اور کچھ دن رہے(عشیا کا عطف حین پر ہے اور اس وقت میں نماز عصر ہے)اور جب دوپہر کرو(جب تم دوپہر میں داخل ہو اور اس وقت میں نماز ظہر ہوتی ہے......۲......)وہ زندہ کو نکالتا ہے مردے سے(جیسے انسان کو نطفہ سے اور پرندے کو انڈے سے)اور مردے کو نکالتا ہے(یعنی نطفہ اور انڈے کو)زندہ سے اور زمین کو(یعنی نباتات کو)جلاتا ہے اس کے مرے پیچھے(یعنی اس کے خشک ہوجانے کے بعد)اور یوں ہی(اسی نکالنے کی طرح)تم نکالے جاؤ گے(قبروں سے،تخرجون کو معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے)۔

ترکیب

﴿اللہ یبدؤا الخلق ثم یعیدہ ثم الیہ ترجعون o ویوم تقوم الساعۃ یبلس المجرمون o﴾۔

اللہ: مبتدا،یبدؤا الخلق: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ثم:عاطفہ،یعیدہ:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،یوم:مضاف،تقوم الساعۃ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف مقدم ،یبلس:فعل،المجرمون: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولم یکن لھم من شرکائھم شفعوا وکانوا بشرکائھم کفرین o﴾۔

و: عاطفہ،لم یکن:فعل نفی ناقص،لھم:ظرف مستقر خبر مقدم،من شرکائھم:ظرف مستقر حال مقدم،شفعوا:ذوالحال،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،کانوا:فعل ناقص بااسم،بشرکائھم کفرون:شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویوم تقوم الساعۃ یومئذ یتفرقون o﴾۔

ویوم: مضاف،تقوم الساعۃ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر مؤکد،یومئذ:تاکید،ملکر ظرف مقدم،یتفرقون:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاما الذین امنوا وعملوا الصلحت فھم فی روضۃ یحبرون o﴾۔

ف: عاطفہ،اما:حرف شرط،الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،ھم:مبتدا،فی روضۃ یحبرون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،شرط محذوف "مھمایکن من شیء فی الدنیا" کی جزاء،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما الذین کفروا وکذبوا بایتنا ولقائی الاخرۃ فاولئک فی العذاب محضرون o﴾۔

و: عاطفہ،اما:حرف شرط،الذین:موصول،کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،وکذبوا:فعل بافاعل،ب: جار،ایتنا:معطوف علیہ،و:عاطفہ،لقائی الاخرۃ: معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر

مبتدا،ف: جزائیہ،اولٰئک:مبتدا،فی العذاب محضرون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مهما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزاء،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فسبحن الله حین تمسون و حین تصبحونo﴾.

ف: فصیحیہ،سبحن:مصدر مضاف،الله:اسم جلالت مضاف الیہ فاعل،حین:مضاف،تمسون: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،حین:مضاف،تصبحون: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر معطوف،ملکر ظرف،ملکر شبہ جملہ ہوکر "سبح" فعل محذوف کا مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وله الحمد فی السموت والارض وعشیا وحین تظهرونo﴾.

و: معترضہ،لہ:ظرف مستقر خبر مقدم،الحمد:ذوالحال،فی:جار،السموت والارض: مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ معترضہ،و:عاطفہ،عشیا:معطوف علیہ،و:عاطفہ،حین تظهرون:مضاف مضاف الیہ،ملکر معطوف،ملکر ماقبل "حین تمسون" پر معطوف ہے۔

﴿یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتها و کذلک تخرجونo﴾.

یخرج الحی: فعل بافاعل ومفعول،من المیت: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،و:عاطفہ،یخرج المیت من الحی: جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،یحی الارض:فعل بافاعل ومفعول،بعد موتها:ظرف،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،کذلک:ظرف مستقر "الاخراج" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم،تخرجون:فعل بانائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

یحبرون سے سماع پر استدلال:

۱۔۔۔۔۔مراد اہل ایمان کو جنت میں انتہاء درجے کی تازگی وفرحت حاصل ہوگی،ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جنتیوں کی مہمانوازی،نعمتیں،خوشیاں اور بے حد تازگی وسرور ہوگا۔یحبرون سے سماع مراد لیا ہے یعنی جنتی جنت میں گانے سنیں گے،اوزاعی کہتے ہیں: اہل جنت میں حضرت اسرافیل علیہ السلام سے اچھی آواز کسی کی نہ ہوگی اور جب اپنی مدبھری آواز سے گائیں گے تو ساتوں آسمان پر موجود مخلوق سن کر اپنی نماز وتسبیحات کو چھوڑ دیں گے،ایک قول یہ ہے کہ جنت کے درخت کی ہر کلی غنا کرے گی،حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا جنتی کے لئے سماع ثابت ہے یا نہیں؟ جواب دیا: جی ہاں! وہ ایسے درخت کی مانند ہے،جس کا تنہ سونے، ٹہنیاں چاندی کی،پھل موتی،زبرجد اور یاقوت کے،اللہ عزوجل اس کی خوشبو کو پھیلا دے گا جس کی برکت سے سب کو اچھی آواز سنائی دے گی۔

(الخازن، ج۳،ص۳۸۸)

☆۔۔۔۔۔مجاہد سے پوچھا گیا کیا جنت میں سماع ہوگا؟ انہوں نے کہا: جنت میں ایک درخت ہے جسے "القیض" کہا جاتا ہے اس کی مدبھری آواز سے بڑھ کر کسی کی آواز نہ ہوگی۔

☆۔۔۔۔۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ عزوجل فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ بندے جنہوں نے دنیا میں اپنے کانوں اور آنکھوں کو لغویات وشیطانی مزامیر سے بچایا؟ پس اللہ عزوجل انہیں جنت کے باغوں میں پہنچانے کا اہتمام فرمائے گا جہاں وہ فرشتوں کی مدبھری آوازیں سماعت کریں گے،اللہ عزوجل جنتیوں سے فرمائے گا میری حمد وپاکیزگی سنو،اور لوگوں کو بتاؤ کہ ان پر کوئی خوف وغم نہیں ہے"۔

(الدر المنثور، ج۵،ص۲۹٤)

پانچ نمازوں کا بیان:

۲......نافع بن ارزق ابن عباس سے روایت کرتے ہیں: کیا قرآن میں پانچ نمازوں کا ذکر ملتا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اور یہی آیت تلاوت کی۔ اللہ ﷻ نے اس آیت میں پانچ نمازوں اور ان کے وقتوں کا اجمالی بیان کیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ اللہ ﷻ نے ان اوقات کو تسبیحات کے لئے خاص فرمایا اور افضل عمل یہ ہے کہ انسان اس پر مداومت کرے اور انسان تمام اوقات میں تسبیحات میں مشغول رہنے پر قادر نہیں ہے کیونکہ انسان کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا بھی محتاج ہے پس اللہ ﷻ نے بندوں پر آسانی فرماتے ہوئے غالب اوقات میں انہیں بندگی کا حکم ارشاد فرمایا پس دن کے ابتدائی حصے میں (نماز فجر) اور رات کے ابتدائی وآخری حصے میں (مغرب وعشاء) رکھی ہیں پس جب بندہ دو رکعتیں پڑھتا ہے تو گویا اس نے دو ساعتیں اللہ ﷻ کی تسبیح بیان کی، اور ایسے ہی باقی رکعات کا تعلق ہے۔ پس سترہ رکعتیں بشمول فجر کی دو رکعتیں، پس جب انسان پانچ اوقات کی نماز پڑھ لیتا ہے تو گویا اس نے سترہ ساعتیں رات و دن کی تسبیح میں گزاریں، پھر سات ساعتیں دن و رات کی باقی بچتی ہیں جو کہ آرام کی غرض سے ہیں جس میں انسان مرفوع القلم ہوتا ہے، پس ایسا ہے جیسا کہ انسان نے پورا دن و رات اللہ کی تسبیح میں گزار دیا (یہاں ساعت بمعنی ایک گھنٹہ ہے)۔

(الخازن، ج۳، ص ۳۸۸)

اغراض:

ای ینشیء خلق الناس: مراد عدم سے وجود میں لانا ہے۔

یسکت المشرکون: یعنی جواب دینے سے قاصر ہونگے کہ ان سے عذاب کو دور کیا جائے۔

ای لا یکون: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿لم یکن﴾ ماضی بمعنی مضارع ہے، کیونکہ لم نافیہ ماضی منفی کے معنوں میں ہوتا ہے۔

ای المومنون والکافرون: یہ تعمیم ﴿الله یبدأ الخلق ثم یعیده﴾ سے ماخوذ ہے۔

بمعنی صلوا: تسبیح کی تفسیر صلوۃ سے کی، کیونکہ اللہ کی پاکی زبان، اعضاء اور ارکان سے ہوتی ہے اور نماز میں یہ سب چیزیں بخوبی جمع ہوتی ہیں۔ وغیرہ: جیسا کہ جنت اور دوزخ۔

ای تدخلون فی السماء: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿تمسون﴾ اور ﴿تصبحون﴾ دونوں فعل تامہ ہیں۔

وفیہ صلاتان: اشارہ ہے کہ آیت مذکورہ میں پانچوں نمازوں کی فرضیت کا بیان ہے، اور ذکر کو دیگر عبادات پر خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ نماز دین کا ستون ہے، جس نے نماز قائم کی اس نے دین کی بنیاد قائم کر دی۔

اعتراض: معطوف اور معطوف علیہ کے مابین جملہ معترضہ ہے، اور اس کی حکمت یہ ہے کہ عبادت کی توفیق مل جانا بھی نعمت ہے لہذا اللہ کی حمد کرنی چاہیے۔ (الصاوی، ج٤، ص ٣٢٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ٦

﴿ ومن ایته ﴾ تعالی الدَّالَّةِ علی قُدرتِهٖ تعالی ﴿ان خلقکم من تراب ﴾ اَی اَصلَکم آدمَ ﴿ ثم اذا انتم بشر ﴾ مِن دَمٍ وَّلحمٍ ﴿تنتشرون (٢٠) ﴾ فِی الْاَرضِ ﴿ ومن ایته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا ﴾ فَخُلِقَتْ حَوَّاءُ مِن ضِلعِ آدمَ وسَائِرُ النِّساءِ مِن نُطفِ الرِّجال والنِّساءِ ﴿لتسکنوا الیها ﴾ تَاْلِفوهَا ﴿ وجعل بینکم ﴾ جَمِیعا ﴿ مودة ورحمة ان فی ذلک ﴾ المَذْکورِ ﴿لایت لقوم یتفکرون (٢١) ﴾ فِی صُنعِ اللهِ تعالی ﴿ ومن ایته خلق السموت والارض واختلاف السنتکم ﴾ اَی لُغَاتِکم مِن عَرَبِیَّةٍ و عَجَمِیَّةٍ

وَغَیرِھما﴿ والوانکم ﴾مِن بِیاضٍ وَسَوادٍ وَغَیرِھما وَانتُم اَولَادُ رَجُلٍ واحِدٍ وامْرَاۃٍ واحِدَۃٍ ﴿ان فی ذلک لایت ﴾دَلالاتٍ علی قُدرتِہٖ تعالی ﴿ للعلمین (۲۲)﴾بِفَتحِ اللّامِ وکَسرِھا اَی ذَوِی العُقولِ وَ اُولِی العِلمِ﴿ ومن ایتہ منامکم بالیل والنھار ﴾بِاِرَادتِہٖ تعالی راحۃً لکم﴿وابتغاؤکم ﴾بِالنَّھارِ﴿من فضلہ ﴾اَی تَصَرُّفُکم فِی طَلبِ المَعِیشَۃِ بِاِرَادتِہٖ﴿ان فی ذلک لایت لقوم یسمعون (۲۳)﴾سِماعَ تَدَبُّرٍ واِعتِبارٍ ﴿ ومن ایتہ یریکم ﴾اَی اِرائَتَکم﴿البرق خوفا﴾لِلمُسافِرِ مِنَ الصَّواعِقِ﴿وطمعا ﴾لِلمُقِیمِ فِی المَطرِ﴿ وینزل من السماء ماء فیحی بہ الارض بعد موتھا ﴾اَی یَبْسِھا بِاَنْ تُنبِتَ ﴿ ان فی ذلک ﴾المَذکورِ﴿لایت لقوم یعقلون (۲۴)﴾یَتَدبَّرونَ﴿ومن ایتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ﴾بِاِرَادَتِہٖ مِنْ غَیرِ عَمدٍ ﴿ ثم اذا دعاکم دعوۃ صلے ق من الارض﴾بِاَنْ یَنفُخَ اِسرافِیلُ فِی الصُورِ لِلبَعثِ مِنَ القُبورِ﴿ اذا انتم تخرجون (۲۵)﴾مِنهَا اَحیاءً فَخُروجکم مِنھا بدَعوۃٍ مِن آیاتِہٖ تعالی ﴿ ولہ من فی السموت والارض ﴾مِلکًا وخلقا وَّ عَبِیدًا﴿ کل لہ قانتون (۲۶)﴾مُطِیعُونَ﴿ وھو الذی یبدؤا الخلق ﴾لِلنَّاسِ﴿ ثم یعیدہ ﴾بَعدَ ھِلاکِھِمْ﴿ وھو اھون علیہ ﴾مِنَ البَداءِ بِالنَّظَرِ اِلی مَاعِندَ المُخاطِبینَ مِن اَنَّ اِعادَۃَ الشیءِ اَسھَلُ مِن اِبتِدَائِہٖ وَ اِلا فَھُما عِندہ تعالٰی سَواءٌ فِی السُّھولَۃِ ﴿ ولہ المثل الاعلی فی السموت والارض ﴾اَیِ الصِّفۃُ العُلیا وھِی اَنَّہٗ لا اِلٰہَ الا ھوَ﴿ وھو العزیز ﴾فِی مُلکِہٖ﴿الحکیم الربع (۲۷)﴾فِی خَلقِہٖ.

﴿ترجمہ﴾

اس کی (یعنی اللہ ﷻ کی ان) نشانیوں سے ہے (جواس کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں) کہ تمہیں (یعنی تمہاری اصل حضرت آدم علیہ السلام کو) پیدا کیا مٹی سے پھر جبھی تم انسان ہو (گوشت پوست سے بنے زمین میں) پھیلے ہوئے اوراس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جان سے جوڑے بنائے (حضرت حواء کو آدم علیہ السلام کی مبارک پسلی سے اور دیگر عورتوں کو مرد وعوت کے مخلوط نطفہ سے......۱......) کہ ان سے آرام پاؤ (اوران سے) اورتمہارے (یعنی سب کے) آپس میں محبت اوررحمت رکھی بیشک اس میں (جومذکورہوا) نشانیاں ہیں (اللہ ﷻ کی صنعت میں) دھیان کرنے والوں کے لیے اوراس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اورزمین کی پیدائش اورتمہاری زبانوں کااختلاف (کسی کی زبان کاعربی، کسی کارنگ کالا ہوناوغیرہ حالانکہ سب ایک ہی مرداورایک ہی عورت کی اولاد ہیں......۲......) بیشک اس میں نشانیاں ہیں (اللہ ﷻ کی قدرت پر دلالت کرنے والی) جاننے والوں کے لیے (یعنی عقلمندوں اورعلم والوں کے لیے، العالمین کولام مفتوحہ اورمسکورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اوراس کی نشانیوں میں ہے رات اوردن میں تمہارا سونا (یہ اسی کے ارادے سے ہے یہ نیند تمہارے لیے سامان رحمت ہے اوردن میں) اس کافضل تلاش کرنا (یعنی تمہارا طلب معاش کے لیے تگ ودوہ کرنا اسی کے ارادے سے ہے......۳......) بیشک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لیے (جوتدبراورعبرت کاسننا سنتے ہیں) اوراسکی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے (یعنی اس کایہ بجلی دکھانا نشانی ہے) ڈراتی (مسافروں کواپنی کڑک سے) اورامید دلاتی (مقیم لوگوں کوبارش کی) اورآسمان سے پانی اتارتا ہے تواس سے زمین کوزندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے (یعنی اس کے خشک ہوجانے کے بعداس طرح کہ اسے سرسبز وشاداب کردیتا ہے......۴......) بیشک اس میں (یعنی مذکورہ امور میں) نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے (تدبرکرنے کے لیے) اوراس کی نشانیوں سے ہے کہ اس کے حکم سے (یعنی اس کے ارادے سے) آسمان

اورزمین (بے کسی ستون کے) قائم ہیں پھر جب تمہیں زمین سے ایک نداء فرمائے گا (یوں کہ قبروں سے اٹھانے کے لیے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور میں پھونکیں گے) جبھی تم (قبروں سے) نکل پڑو گے (زندہ ہوکر تو تمہارا اس کے ذریعے زندہ ہوکر قبروں سے نکل آنا بھی من جملہ اس کی نشانیوں میں سے ہے......۵......) اوراسی کے (مملوک، مخلوق اور بندے ہیں) جو کوئی آسمانوں اورزمین میں ہیں سب اسی کے زیرِ حکم (یعنی اس کے مطیع) ہیں اور وہی ہے کہ اول (لوگوں کو) بناتا ہے پھر (ان کی ہلاکت کے بعد) انہیں دوبارہ بنائے گا اور یہ (اے سننے والوں! کسی چیز کو دوبارہ بنانا پہلی بار شے بنانے کے مقابلے میں زیادہ آسان ہے اوراللہ عزوجل کے لیے دونوں ہی کام ابتداء بنانا اوراعادہ کرنا آسان ہے) اوراسی کے لیے سب سے برتر شان آسمانوں اورزمین میں (یعنی بلکہ بالاشان اسی کی ہے اوراس مثل الاعلی مراد لاالہ الااللہ ہے) اوروہی غالب ہے (اپنے ملک میں) اورحکیم ہے (اپنی خلق میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومن ایته ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون٥﴾.

و: عاطفہ، من ایتہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ان: مصدریہ، خلقکم من تراب: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، اذا: فجائیہ، انتم: ذوالحال، تنتشرون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مبتدا، بشر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن ایته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة﴾.

و: عاطفہ، من ایتہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ان: مصدریہ، خلق لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، من انفسکم: ظرف لغو ثانی، ازواجا: مفعول، لتسکنوا الیہا: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جعل بینکم: فعل بافاعل وظرف، مودة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رحمة: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ملکر بتاویل مصدر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون٥﴾.

ان: حرف مشبہ، فی ذلک ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ایت: موصوف، لقوم یتفکرون: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن ایته خلق السموت والارض واختلاف السنتکم والوانکم﴾.

و: عاطفہ، من ایتہ ظرف مستقر خبر مقدم، خلق السموت والارض: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اختلاف مضاف، السنتکم والوانکم: مضاف الیہ، ملکر معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت للعلمین٥﴾.

ان: حرف مشبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ایت: موصوف، للعلمین: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن ایته منامکم بالیل والنهار وابتغاؤکم من فضله ان فی ذلک لایت لقوم یسمعون٥﴾.

و: عاطفہ، من ایتہ ظرف مستقر خبر مقدم، منامکم بالیل والنہار: شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابتغاء کم من فضلہ: شبہ جملہ معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ان فی ذلک: ......الخ، جملہ اسمیہ۔

﴿ومن ایته یریکم البرق خوفا وطمعا وینزل من السماء ماء فیحی به الارض بعد موتها﴾.

و: عاطفہ، من ایتہ: ظرف مستقر خبر مقدم، یریکم البرق: فعل بافاعل ومفعول، خوفا وطمعا: مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ معطوف

علیہ،و:عاطفہ،ینزل من السماء ماء:جملہ فعلیہ معطوف،ف:عاطفہ،یحیی بہ الارض بعد موتھا:فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول وظرف،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتقدیران بتاویل مصدر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت لقوم یعقلونo ومن ایتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ﴾۔

ان:حرف مشبہ،فی ذلک:ظرف مستقر خبر مقدم،لایت لقوم یعقلون:اسم مؤخر ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،من ایتہ:ظرف مستقر خبر مقدم،ان:مصدریہ،تقوم السماء والارض بامرہ:جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم اذا دعاکم دعوۃ من الارض اذا انتم تخرجونo﴾۔

ثم:عاطفہ،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،دعاکم:فعل بافاعل ومفعول،دعوۃ:مفعول مطلق،من الارض:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،اذا:فجائیہ،انتم:مبتدا،تخرجون:جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولہ من فی السموت والارض کل لہ قنتونo﴾۔

و:عاطفہ،لہ:ظرف مستقر خبر مقدم،من:موصولہ،فی السموت والارض:ظرف مستقر صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،کل:مبتدا،لہ قنتون:شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وھو الذی یبدؤا الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ﴾۔

و:عاطفہ،ھو:مبتدا،الذی:موصول،یبدؤ الخلق:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ثم:عاطفہ،یعیدہ:جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،ھو:مبتدا،اھون علیہ:شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولہ المثل الاعلی فی السموت والارض وھو العزیز الحکیمo﴾۔

و:عاطفہ،لہ:ظرف مستقر خبر مقدم،المثل الا علی:مرکب توصیفی ذوالحال،فی السموت والارض:ظرف مستقر حال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،ھو:مبتدا،العزیز الحکم:خبران،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تخلیق انسانی سے توحید باری پر دلائل:

ا......حکماء کا قول ہے کہ انسان چار عناصر کا مجموعہ ہے مٹی،پانی،ھوا اور آگ،پس مٹی انسانی وجود میں ٹھراؤ،اور پانی مل جانے یاچپٹ جانے کا کام دیتا ہے،اور مٹی توڑ پھوڑ کا عمل تیزی کے ساتھ کرتی ہے،اور ہوا بلند کرنے یا اٹھانے کا کام دیتی ہے جیسا کہ لوہے کی بھٹی کہ انسان اس کے پاس کھڑا رہ کر پھونک مارتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس میں بلندی اور اٹھان والی کیفیت نہ پائی جائے۔اور آگ پکانے اور اشیاء کے باہم ملانے کا کام دیتی ہے،تو کیا ایسا کہنا صحیح ہے یا نہیں؟اگر درست ہو تو مٹی اور پانی کا اعتبار کیسے درست ہوگا اور اگر ایسا کہنا درست نہیں تو پھر آگ اور ہوا سے تخلیق کرنا کہنا کیسے درست ہوسکتا حالانکہ انسان نہ تو آگ سے بنا ہے اور نہ ہی ہوا سے،ہم کہتے ہیں کہ حکماء کے قول میں عندالشرع کوئی فساد کا معنی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی جھگڑے والی صورتحال ہے جب کہ یہ کہا جائے کہ انسان طبعی لحاظ سے متذکرہ عناصر کا مجموعہ ہے،اور اگر حکماء یہ کہتے ہوں کہ اللہ نے اپنی حکمت کے پیش نظر انسان کو متذکرہ عناصر سے پیدا فرمایا پھر بھی کوئی جھگڑا نہیں ہے،جہاں تک آگ اور ہوا کا تعلق ہے تو ان کی ذکر کردہ کیفیات اسی وقت ہوسکتی ہیں جب کہ مٹی اور پانی کا امتزاج قائم ہو،پس ظاہر یہ ہے کہ درحقیقت ابتداء میں یہی دو اجزاء ہیں جسے خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا اس لئے کہ غالب طور پر محسوس کئے جانے والے یہی دو اجزاء ہیں۔

(الرازی،ج۹،ص۹۱)

رنگ ونسل کے فرق کا بیان:

۲......اللہ ﷻ قیامت تک کی تمام لغات کو جانتا ہے، اور اللہ ﷻ نے انسان کو تمام ہی زبانوں کا الہام کردیا اور انہیں قدرت دے دی کہ سب ہی زبانوں پر قادر کردیا۔ لہذا بعض عربی، بعض فارسی، بعض رومی وغیرہ زبانیں بولتے ہیں۔ حضرت وہب کہتے ہیں کل بہتر قسم کی زبانیں ہیں، حام کی قوم میں سترہ، سام کی قوم اُنیس، یافث کی قوم میں چھتیس، زبانیں بولی جاتی تھیں (یہ حضرت نوح علیہ السلام کے صاحبزادوں کے نام ہیں)، اور انسان سفید، کالے اور متوازن رنگت کے ہوتے ہیں، اور انسانی شکل وصورت وہیئت واعضاء کے لحاظ سے بھی فرق ہوتا ہے تاکہ ایک بندہ دوسرے سے ممتاز ہوجائے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۱، ص ۴۵)

رات ودن اور اس کے معمولات سے استدلال:

۳......اللہ ﷻ نے دن ورات میں نیند کو سکون وراحت کے حصول کا سامان کیا، اور تھکن ومشقت سے آرام پانے کا ذریعہ بنایا، اور دن میں تمہارے لئے منتشر ہوکر اسباب اختیار کرتے ہوئے سفر کرنا بھی آسان کردیا، اور یہ دن میں ہونے والے امور نیند کی مخالف جہت سے ہیں کہ انسان نیند کی حالت میں یہ کچھ نہیں کرسکتا۔ (ابن کثیر، ج۳، ص۵۲۶)

بارش اور اس کے اثرات سے استدلال:

۴......حالت سفر میں بجلی کی کڑک ڈرانے کو اور حالت حضر میں بارش کی امید دلانے کے لئے، یہ دونوں خوفا وطمعا فعل کی علت ہونے کی بناء پر منصوب ہیں جسے فعل مذکور مستلزم ہے۔ کیونکہ اسے دکھانا ان کے بجلی کی طرف خوف اور امید کے لئے دیکھنے کو مستلزم ہے یا یہ فعل مذکور کی علت ہے، اس صورت میں مضاف محذوف ہوگا یعنی لا رائۃ خوف وطمع، یا خوف وطمع اخافہ اور اطماع (ڈرانا یا امید دلانا) کی تاویل میں ہیں، یا یہ حال ہونے کی بناء پر منصوب ہیں جیسے یہ قول "کلمتہ شفاھا"۔ اور اللہ ﷻ آسمان سے بارش اتارتا ہے اور نباتات کے سبب زمین کو زندہ کرتا ہے، اس کی موت (خشک ہونے) کے بعد یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل مند ہیں، یعنی وہ اپنی عقلوں کو استعمال کرتے ہیں اور صانع کمال قدرت وحکمت کا ادراک کرلیتے ہیں۔ (المظھری، ج۵، ص۴۳۴)

موت کے بعد حیات سے استدلال:

۵......عکرمہ کہتے ہیں کہ کفار موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر تعجب کرتے تھے تو آیت پاک ﴿وھو الذی یبدؤا الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ﴾ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ دوبارہ زندہ کرنا اول تخلیق کرنے کے مقابلے میں آسان ہے۔

☆......مجاہد کا قول ہے کہ اعادہ کرنا ابتداء کے مقابلے میں آسان ہے۔

☆......ضحاک کہتے ہیں کہ تمہاری عقلوں کی مناسبت سے دیکھو تو کسی چیز کا اعادہ کرنا اولاً تخلیق کرنے کے اعتبار سے آسان ہوتا ہے۔

☆......ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ نے ابتداءً نطفہ پھر خون کا جما ہوا لوتھڑا، پھر گوشت کا ٹکڑا بنایا، جب کہ اعادہ کرنا آسان ہے۔

(الدر المنثور، ج۵، ص۲۹۷ وغیرہ)

اغراض:

ای اصلکم آدم: اس جملے میں مضاف کے حذف کی جانب اشارہ ہے، اور صحیح یہ ہے کہ کلام کو ظاہر پر باقی رکھا جائے کیونکہ نطفہ غذا کا شاخسانہ ہوتا ہے جو کہ مٹی سے بنتا ہے۔

من ضلع آدم: یعنی آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے جب کہ وہ حالتِ نیند میں تھے، پھر جب نیند سے بیدار ہوئے تو بی بی حوا کی جانب

مائل ہوئے، پس فرشتے نے اُن سے کہا: چھوڑیں! پہلے ان کا مہر ادا کریں، استفسار فرمایا: کیا مہر؟ کہا گیا یعنی محمد ﷺ پر درود پڑھیں۔

ای لغاتکم: یعنی تم میں علم ضروری کو جاری کر دیا جسے تم اپنی لغات کے ذریعے سمجھتے ہو اور اختلاف ہونے کی بناء پر دیگر لغات سے جان لیتے ہو۔ **راحة لکم:** تمہارے لئے رات کو سکون حاصل کرنے کے لئے بنایا۔

ای ذوی العقول واولی العلم: مراد اہل معرفت ہیں، جو کہ مصنوعات کو ان کے صانع سے پہچانتے ہیں جیسا کہ کسی عارف کا قول ہے: ہر چیز کی ایک نشانی ہے جو کہ اس بات پر دلیل ہے کہ اس کا کوئی ایک بنانے والا ہے۔

بارادته: یعنی اللہ عزوجل کی قدرت کے سوا کسی کی مجال نہیں کہ دن ورات کو لا سکے۔

فی الصور: نفخۂ بعث مراد ہے جس میں روحیں جسموں سے نکل جائیں گی، کیونکہ اس نفخہ میں اتنی طاقت ہوگی کہ ساری روحیں ایک ساتھ نکل جائینگی، پس کوئی روح خطا نہ کرے گی۔

مطیعون: یعنی افعال کی اطاعت کرنے والے، مراد فرمانبرداری کرنا ہے نہ کہ عبادت کرنا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حساب کے لئے قائم ودائم ہونگے، ایک قول یہ ہے کہ زبان یا دیگر اعضاء سے وطادت کے لئے کوشاں ہونگے۔

بالنظر الی ماعند المخاطبین: کلام الٰہی لوگوں کی عقلوں کے مطابق ہے، پس جب اللہ عزوجل کسی چیز کو لوگوں کے درمیان پھیرنا چاہے تو اس پر ایسا کرنا آسان ہوتا ہے اور دوبارہ تخلیق کرنا بھی آسان ہوتا ہے، اور اعتراض کیا جاتا ہے کہ اللہ کے افعال نسبت کے اعتبار سے برابر ہوا کرتے ہیں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اسم تفضیل اھون بمعنی ھین ہے۔

ای الصفة العلیا: اس جملے میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ المثل بمعنی الصفة ہے، اور الاعلی بمعنی العلیا ہے، یعنی اللہ کی ذات پاک ہر قسم کے نقص سے پاک وبلند وبالا ہے۔

وھی انه لا اله الا اللہ: اس وصف کے بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی وحدانیت کی صفت اور دیگر تمام صفات کو کمال درجے کے لوازمات کے ساتھ بیان کر دیا جائے اور اس کی ذات سے ہر نقص کو دور کیا جائے۔ (الصاوی، ج٤، ص٣٢٧ وغیرہ)

ایک اھم بات

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

ملازمین کو ملامت کرنے کے بارے میں شرعی احکام:

مسلمان نے کافر کی خدمت گاری کی نوکری کی، یہ منع ہے بلکہ کسی ایسے کام پر کافر سے اجارہ نہ کرے جس میں مسلم کی ذلت ہو۔

(العالمگیری، کتاب الاجارة، باب الحادی عشر فی الاستئجار للخدمة، ج٤، ص٤٩١)

باپ اپنے نابالغ لڑکے کو ایسے کام کے لئے اجرت پر دے سکتا ہے جس کے کرنے کی اُسے طاقت ہو اور باپ نہ ہو تو اس کا وصی، یہ بھی نہ ہو تو دادا، اور دادا نہ ہو تو اس کا وصی نابالغ کو اجارہ دے سکتا ہے اور اگر ان میں کوئی نہ ہو تو ذورحم محرم (قریبی رشتے دار) جس کی پرورش میں وہ بچہ ہے دے سکتا ہے۔ (بہار شریعت مخرجہ، خدمت کے لیے اجارہ، حصہ ١٤، ج٣، ص١٦٤ وغیرہ)

شاگرد اپنے استاد کے ساتھ کام سیکھتا ہے یا بڑے دوکاندار اور کاریگر اپنے یہاں کام کرنے کے لیے کچھ لوگوں کو نوکر رکھ لیتے ہیں اور ان سے کام لیتے ہیں ان شاگردوں اور نوکروں کا کام اسی استاد اور دوکاندار کا کام سمجھا جاتا ہے اگر شاگردوں یا نوکروں سے کسی کی چیز میں نقصان ہو جائے جو اس دکان پر بننے آئی تھی تو اس کا ذمہ دار وہ استاد اور دوکاندار ہے اسی سے تاوان لیا جائے گا وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے نقصان نہیں ہوا مثلاً درزی کے پاس کپڑا سینے کو دیا اسکے نوکر نے کوئی ایسی خرابی کر دی جس سے تاوان لازم آتا ہے تو اسی درزی سے تاوان لیا جائے گا اور وہ اپنے نوکر سے تاوان نہیں لے سکتا کہ نوکر اجیر خاص ہے۔

(الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الاجارة، باب ضمان الاجیر، مبحث اختلاف المؤجر، ج٩، ص١٠٢)

رکوع نمبر:۷

﴿ضرب ﴾جَعَلَ﴿لکم ﴾اَیُّها المُشرِکونَ﴿ مثلا ﴾ کائِنا﴿من انفسکم ط﴾وھوَ﴿ھل لکم من ما ملکت ایمانکم﴾اَی مِن مَمالِیکِکم ﴿ من شرکاء ﴾لکمُ﴿ فی ما رزقنکم ﴾مِنَ الاَموالِ وَغیرِھما ﴿ فانتم ﴾وَھُم﴿ فیہ سواء تخافونھم کخیفتکم انفسکم ﴾اَی اَمثالُکم مِنَ الاَحرارِ والاِستِفھامُ بِمعنی النَّفیِ المَعنٰی لَیسَ مَمالِیکِکمُ شُرکاءَ لکم الیٰ آخِرِہٖ عِندَکُم فَکیفَ تَجعَلونَ بَعضَ مَمالِیکِ اللہِ شُرکاءَ لَہٗ ﴿کذلک نفصل الایت ﴾نُبَیِّنُھا مِثلَ ذالکَ التَّفصِیلِ ﴿ لقوم یعقلون ﴿۲۸﴾ ﴾یَتَدَبَّرونَ﴿ بل اتبع الذین ظلموا ﴾بِالاِشراکِ﴿اھواء ھم بغیر علم ج فمن یھدی من اضل اللہ ط﴾اَی لَا ھَادِیَ لَہٗ﴿وما لھم من نصرین ﴿۲۹﴾ ﴾مَانِعینَ مِن عَذابِ اللہِ﴿فاقم ﴾یَامُحمدُ﴿ وجھک للدین حنیفا ط﴾مَائِلا اِلیہِ اَی اَخلِص دِینَکَ لِلہِ اَنتَ وَمَنْ تَبِعَکَ﴿ فطرت اللہ ﴾خِلقَتَہٗ﴿التی فطر﴾خَلقَ﴿الناس علیھا ط﴾وھِیَ دِینُہٗ اَی اَلزَموھَا﴿ لا تبدیل لخلق اللہ ط﴾لِدِینِہٖ اَی لا تُبَدِّلُوہُ بِاَن تُشرِکوا﴿ذلک الدین القیم ﴾المُستَقیمُ تَوحیدُ اللہِ﴿ ولکن اکثر الناس ﴾اَی کُفارُمکۃَ﴿لا یعلمون ﴿۳۰﴾ ﴾تَوحِیدَ اللہِ﴿ منیبین﴾راجِعینَ ﴿الیہ ﴾تعالٰی فِیمَااَمَر بہ ونَھٰی عنہُ حالٌ مِن فاعلِ اَقِمْ وَما اُرِیدَ بہ اَی اَقِیمُوا﴿ واتقوہ ﴾خَافُوہ ﴿ واقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین ﴿۳۱﴾ من الذین ﴾بَدلٌ بِاِعادَۃِ الجَارِ ﴿فرقوا دینھم ﴾بِاِختِلافِھِم فِیما یَعبُدُونَہٗ﴿وکانوا شیعا ﴾فِرقا فی ذالکَ﴿کل حزب م﴾مِنھم﴿ بما لدیھم ﴾عِندَھم ﴿فرحون ﴿۳۲﴾ ﴾مَسرُورُونَ وَفِی قِرائَۃٍ فَارَقُوا اَی تَرَکوا دِینَھُمُ الذِی اُمِرُوا بہ﴿ واذا مس الناس ﴾اَی کُفارُمکۃَ﴿ ضر ﴾شِدَّۃٌ﴿ دعوا ربھم منیبین ﴾راجِعینَ﴿ الیہ ﴾دُونَ غَیرِہٖ﴿ثم اذا اذاقھم منہ رحمۃ﴾بِالمَطرِ﴿اذا فریق منھم بربھم یشرکون ﴿۳۳﴾ لیکفروا بما اتینھم ﴾اُرِیدَ بہِ التَّھدِیدُ﴿فتمتعوا وقفۃ فسوف تعلمون ﴿۳۴﴾ ﴾عَاقِبَۃَ تَمَتُّعِکُم فِیہِ اِلتِفاتٌ عنِ الغَیبۃِ ﴿ام ﴾بِمعنی ھَمزَۃِ الاِنکارِ﴿انزلنا علیھم سلطنا ﴾حُجَّۃً وَکِتابا﴿فھو یتکلم ﴾تَکَلُّمَ دَلالَۃٍ﴿بما کانوا بہ یشرکون ﴿۳۵﴾ ﴾اَی یَامُرھُم بِالاِشراکِ﴿واذا اذقنا الناس ﴾اَی کُفَّارُ مکۃَ وغَیرَھم﴿رحمۃ ﴾نِعمَۃً﴿فرحوا بھا ط﴾فَرِحَ بَطَرًا﴿وان تصبھم سیئۃ م﴾شِدَّۃٌ﴿بما قدمت ایدیھم اذا ھم یقنطون ﴿۳۶﴾ ﴾یَیئَسونَ مِنَ الرَّحمَۃِ وَمِن شَانِ المومِنِ اَن یَّشکُرَ عِندَ النِّعمۃِ ویَرجُوا رَبَّہٗ عِندَ الشِّدَّۃِ﴿اولم یروا ﴾یَعلَموا ﴿ان اللہ یبسط الرزق ﴾یُوَسِّعُہٗ﴿لمن یشاء ﴾اِمتِحَانا﴿ویقدر ط﴾یُضَیِّقُہٗ لِمَنْ یَّشاءُ اِبتِلاءً ﴿ان فی ذلک لایت لقوم یومنون ﴿۳۷﴾ ﴾بِھا﴿فات ذا القربی ﴾القَرابَۃِ ﴿حقہ ﴾مِنَ البِرِّ والصِّلَۃِ﴿والمسکین وابن السبیل﴾المُسافِرِ مِنَ الصَّدقَۃِ واُمَّۃُ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم تَبعٌ لَہٗ فِی ذَالکَ﴿ ذلک خیر للذین یریدون وجہ اللہ ز﴾اَی ثَوابَہٗ بِما یَعمَلونَ﴿واولئک ھم

المفلحون ﴿۳۸﴾﴿الفَائِزُونَ﴾﴿وما اتیتم من ربا ﴾﴿بِاَنْ یُعطِیَ شَیئا ھِبَۃً او ھَدِیۃً لِیَطْلُبَ اَکثَرَ مِنہُ فَسمّی بِاِسمِ المَطلُوبِ مِنَ الزِّیادۃِ فی المعَامَلَۃِ﴾﴿لیربوا فی اموال الناس ﴾﴿المُعطِینَ ای یَزِیدُ﴾﴿فلا یربوا ﴾﴿یَزکُوا﴾﴿عند اللہ ج﴾﴿ای لَا ثوابَ فیہ لِلمُطِیعِینَ﴾﴿وما اتیتم من زکوۃ ﴾﴿صَدَقَۃٍ﴾﴿تریدون ﴾﴿بِھا﴾﴿وجہ اللہ فاولئک ھم المضعفون ﴿۳۹﴾﴿ثَوابَھم بِما اَرادُوہُ فیہِ اِلتِفاتٌ عَنِ الخِطابِ﴾﴿اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکاء کم ﴾﴿مِمَّنْ اَشرَکتُم بِاللہِ﴾﴿من یفعل من ذلکم من شیء ﴾﴿لا﴾﴿ سبحنہ وتعلی عما یشرکون ﴿۴۰﴾﴾.

﴿ترجمہ﴾

(اے مشرکوں) تمہارے لیے ایک کہاوت بیان فرماتے ہیں (ضرب بمعنی جعل ہے، "مثلا" کی صفت کائنا محذوف ہے) خود تمہارے اپنے حال سے (اور وہ حال یہ ہے کہ) کیا تمہارے ہاتھ کے غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں (تمہارے ساتھ، من ماملکت ایمانکم بمعنی من ممالیککم ہے) اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی (یعنی اموال وغیرہ) تو تم (اور وہ لوگ) سب اس میں برابر ہو تم ان سے ڈرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو (یعنی وہ آزاد ہونے میں تمہاری مثل نہیں ہے، یہاں استفہام بمعنی نفی ہے معنی آیت یہ ہے کہ تمہارے مملوک غلام تمہارے شریک نہیں ہیں الخ، تو تم اللہ ﷻ کے بعض مملوک کو اس کا شریک کس طرح قرار دے رہے ہو؟......۱......) ہم ایسی مفصل آیتیں بیان فرماتے ہیں (یعنی ہم اس تفصیل کی مثل آیات بیان فرماتے ہیں) عقل والوں کے لیے (تدبر کرنے والوں کے لیے) بلکہ ظالم (شریک کر کے ظلم کرنے والے) اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے بے جانے تو اسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا (یعنی اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں) اور ان کا کوئی مددگار نہیں (یعنی عذاب الٰہی ان سے روکنے والا کوئی نہیں) تو (اے حبیب ﷺ) اپنا مونھ سیدھا کرو دین کے لیے اس کی طرف مائل ہوتے (حنیفا بمعنی مائلا الیہ ہے، یعنی آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے متبعین اللہ ﷻ کے لیے اپنے دین کو خالص کیجیے) اللہ کی ڈالی ہوئی بناء (جسے اللہ ﷻ نے بنایا) جس پر لوگوں کو پیدا کیا (فطرۃ اللہ سے مراد اس کا دین ہے......۲...... جس کو تم نے لازم پکڑ رکھا ہے) اللہ کی بنائی چیز (یعنی اس کا دین) نہ بدلنا......۳...... (یعنی دین الٰہی کو بدل کر کہیں مشرک ہو جاؤ) یہی سیدھا دین ہے (یہی دین مستقیم یعنی اللہ ﷻ کو ایک ماننا ہے) مگر بہت لوگ (یعنی کفار مکہ اللہ ﷻ کی توحید کو) نہیں جانتے اس کی (یعنی اللہ ﷻ کی) طرف رجوع لاتے ہوئے (اس کے اوامر و نواہی کا لحاظ رکھتے ہوئے، یہ جملہ اقم فعل کے فاعل سے اور اس کی مراد یعنی اقیموا سے حال ہے) اور اس سے ڈرو (واتقوہ بمعنی خافوہ ہے) اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو ان میں سے جنہوں نے ("من الذین" حرف جر کے اعادہ کے ساتھ ماقبل کا بدل ہے) اپنے دین کو (اپنے معبود میں اختلاف کر کے) ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور ہو گئے گروہ گروہ (اس بات میں ٹکڑیوں میں بٹ گئے ان میں سے) ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے (مسرور ہے.....۴......ایک قرائت میں فرقوا کی جگہ فارقوا آیا ہے یعنی ان لوگوں نے اس دین کو ترک کر ڈالا جسے اختیار کرنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا، لدیھم بمعنی عند ھم ہے) اور جب لوگوں کو (یعنی کفار مکہ کو) تکلیف پہنچتی ہے (کوئی شدت پہنچتی ہے) تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی طرف رجوع لاتے (نہ کہ اس کے غیر کی طرف رجوع لاتے، منیبین بمعنی راجعین ہے) پھر جب وہ انہیں اپنے پاس (بارش برسا کر) رحمت کا مژدہ دیتا ہے جبھی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے کہ ہمارے دیئے کی ناشکری کریں (اس جملے سے تہدید کا ارادہ کیا گیا ہے) تو برت

لو اب قریب جاننا چاہتے ہو (اپنے برتنے کے انجام کو اس میں غائب سے صیغہ خطاب کی طرف التفات کیا گیا ہے) کیا (ام بمعنی ہمزہ انکاری ہے) ہم نے ان پر کوئی سند اتاری (کوئی حجت اور کتاب اتاری) کہ وہ بتارہی ہو (دلالت تکلم کرتے ہوئے) انہیں ہمارے شریک بنانے کا (یعنی وہ کتاب انہیں ہمارا شریک بنانے کا حکم دے رہی ہو، پس ایسا نہیں ہے) اور جب ہم لوگوں کو (یعنی کفار مکہ کو رحمت یعنی نعمت) کا مزہ دیتے ہیں اس پر خوش ہو جاتے ہیں (اتراتے اور اکڑتے) اور اگر انہیں کوئی مصیبت پہنچے (کوئی تکلیف پہنچے) بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے بھیجا جبھی وہ ناامید ہو جاتے ہیں (اللہ ﷻ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں جبکہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ نعمت کے وقت اللہ ﷻ کا شکر کرتا اور شدت کے وقت اللہ ﷻ سے امید ثواب رکھتا ہے......۵......) اور کیا انہوں نے نہ دیکھا (یعنی نہ جانا) کہ اللہ رزق وسیع فرماتا ہے جس کے لیے چاہے (بطور آزمائش) اور تنگی فرماتا ہے (جس کے لیے چاہے بطور امتحان، یبسط بمعنی یوسع اور یقدر بمعنی یضیق ہے) بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان کے لیے جو (اس پر) ایمان رکھتے ہیں تو رشتہ دار کو (القربی بمعنی القرابة ہے) اس کا حق دو (بھلائی اور صلہ رحمی کر کے......۶......) اور مسکین اور مسافر کو (صدقے کے مال میں سے، ابن سبیل کے معنی مسافر ہے غالب امر حضور ﷺ ہیں اور امت اس میں آپ ﷺ کی تابع ہے) یہ بہتر ہے ان کے لیے جو اللہ کا ثواب چاہتے ہیں (اپنے اعمال کے ذریعے، وجه الله بمعنی ثواب الله ہے) اور یہی لوگ کامیاب ہیں (المفلحون بمعنی الفائزون ہے) اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو (یوں کہ تم بطور ہبہ یا کوئی چیز اس لیے دو تاکہ تم اس سے زیادہ طلب کرسکو معاملات میں زیادت واضافے کو مطلوب کہا گیا ہے) کہ (ان) لوگوں کے (جو دینے والے ہیں) مال بڑھیں (ان میں اضافہ ہو) تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی (یعنی فرمانبرداروں کے لیے اس میں کچھ ثواب نہیں ہے......۷......یربوا بمعنی یزکوا ہے) اور جو تم خیرات دو (زکوة بمعنی صدقة ہے، اس سے) اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تو انھی کے (ثواب) دونے ہوئے (ان کے ثواب کا ارادہ کرنے کے سبب اس میں خطاب سے صیغہ غائب کی طرف التفات ہے) اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا کیا تمہارے شریکوں میں بھی (جنہیں تم نے اللہ ﷻ کے ساتھ شریک بنائے) کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کرے (نہیں کوئی ایسا نہیں) پاکی اور برتری ہے اسے (ان سے) جنہیں شریک بناتے ہیں (اس کے ساتھ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ضرب لكم مثلا من انفسكم هل لكم من ما ملكت ايمانكم من شركاء في ما رزقنكم﴾.

ضرب لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، مثلا من انفسکم: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، هل: حرف استفہام، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: جار، ما ملکت ایمانکم: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، شرکاء في ما رزقنکم: شبہ جملہ ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فانتم فيه سواء تخافونهم كخيفتكم انفسكم﴾.

ف: عاطفہ، انتم: مبتدا، فيه سواء: شبہ جملہ خبر اول، تخافونهم: فعل بافاعل ومفعول، کاف: جار، خیفتکم: مصدر مضاف، کم ضمیر مضاف الیہ فاعل، انفسکم: مفعول، ملکر شبہ جملہ مجرور، ملکر ظرف مستقر "خيفة" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كذلك نفصل الايت لقوم يعقلون۰﴾.

کذلک: ظرف مستقر "تفصيلا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، نفصل الایت: فعل بافاعل ومفعول، لقوم یعقلون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل اتبع الذین ظلموا اھواء ھم بغیر علم﴾.
بل: حرف اضراب وعطف، اتبع: فعل، الذین ظلموا: موصول صلہ ملکر ذوالحال، بغیر علم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، اھواء ھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن یھدی من اضل اللہ وما لھم من نصرین o﴾.
ف: فصیحیہ، من: استفہامیہ مبتدا، یھدی: فعل بافاعل، من: موصول، اضل اللہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما مشابہ بلیس، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائدہ، نصرین: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاقم وجھک للدین حنیفا فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا﴾.
ف: فصیحیہ، اقم: فعل امر انت ضمیر ذوالحال، حنیفا: حال، ملکر فاعل، وجھک: مفعول، للدین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، فطرت اللہ: مرکب اضافی موصوف، التی: موصول، فطر الناس علیھا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر فعل محذوف "الزموا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون o﴾.
لا: نفی جنس، تبدیل: اسم، لام: جار، خلق اللہ: مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ذلک: مبتدا، الدین القیم: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، لکن: حرف مشبہ، اکثر الناس: اسم، لا یعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿منیبین الیہ واتقوہ واقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین o من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا﴾.
منیبین الیہ: شبہ جملہ ماقبل فعل محذوف "الزموا" کے فاعل سے حال واقع ہے، و: عاطفہ، اتقوہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اقیموا الصلوۃ: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا: ناھیہ، تکونوا: فعل ناقص بااسم، من المشرکین: جارمجرور مبدل منہ، من: جار، الذین: موصول، فرقوا دینھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کانوا شیعا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر بدل، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کل حزب بما لدیھم فرحون o﴾.
کل حزب: مبتدا، بمالدیھم: ظرف لغو مقدم، فرحون: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا مس الناس ضر دعوا ربھم منیبین الیہ﴾.
و: مستانفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ، مفعول فیہ مقدم، مس الناس: فعل ومفعول، ضر: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، دعوا: فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، منیبین الیہ: شبہ جملہ حال، ملکر فاعل، ربھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ثم اذا اذاقھم منہ رحمۃ اذا فریق منھم بربھم یشرکون o﴾.
ثم: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، اذاقھم: فعل بافاعل ومفعول، منہ: ظرف مستقر حال مقدم، رحمۃ: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، اذا: فجائیہ، فریق: موصوف، منھم: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا، بربھم یشرکون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لیکفروا بما اتینھم فتمتعوا فسوف تعلمون o﴾.
لیکفروا: فعل امر غائب لتھدید بافاعل، بما اتینھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، تمتعوا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ

فعلیہ،ف:عاطفہ،واقعۃ فی جواب الامر،سوف:حرف استقبال،تعلمون:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ام انزلنا علیھم سلطنا فھو یتکلم بما کانوا بہ یشرکونo﴾۔

ام:عاطفہ،انزلنا:فعل بافاعل،علیھم:ظرف لغو،سلطنا:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،ھو مبتدا،یتکلم:فعل بافاعل،ب:جار،ما:موصولہ،کانوا بہ یشرکون:جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذااذقنا الناس رحمۃ فرحوا بھا وان تصبھم سیئۃ بما قدمت ایدیھم اذا ھم یقنطونo﴾۔

و:عاطفہ،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،اذقنا الناس:فعل بافاعل ومفعول،رحمۃ:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ شرط،فرحوا بھا:جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ،و:عاطفہ،ان:شرطیہ،تصبھم سیئۃ:فعل ومفعول،سیئۃ:فعل،بما قدمت ایدیھم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط،اذا:فجائیہ قائم مقام "ف"جزائیہ،ھم:مبتدا،یقنطون:جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اولم یروا ان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر﴾۔

ھمزہ:حرف استفہام،و:عاطفہ،لم یروا:فعل نفی بافاعل،ان اللہ:حرف مشبہ واسم،یبسط الرزق:فعل بافاعل،ومفعول،لمن یشاء:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،یقدر:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت لقوم یومنونo﴾۔

ان:حرف مشبہ،فی ذلک:ظرف مستقر خبر مقدم،لام:تاکیدیہ،ایت:موصوف،لقوم یومنون:جار مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فات ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل﴾۔

ف:فصیحیہ،ات:فعل امر بافاعل،ذالقربی:معطوف علیہ،و:عاطفہ،المسکین:معطوف اول،و:عاطفہ،ابن السبیل:معطوف،ملکر مفعول،حقہ:مفعول ثانی،ملکر شرط محذوف "ان عرفت ان السیئۃ اصابتھم بما قدمت ایدیھم" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک خیر للذین یریدون وجہ اللہ واولئک ھم المفلحونo﴾۔

ذلک:مبتدا،خیر:اسم تفضیل بافاعل،لام:جار،الذین:موصول،یریدون وجہ اللہ:جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،اولئک مبتدا،ھم المفلحون:جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ﴾۔

و:عاطفہ،ما:شرطیہ مفعول بہ مقدم،اتیتم من ربا:فعل بافاعل وظرف لغو،لام:جار،یربوا:فعل بافاعل،فی اموال الناس:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف:جزائیہ،لا یربوا:فعل نفی بافاعل،عند اللہ:ظرف،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما اتیتم من زکوۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ھم المضعفونo﴾۔

و:عاطفہ،ما:شرطیہ مفعول بہ مقدم،اتیتم:فعل و"تم"ضمیر ذوالحال،تریدون وجہ اللہ:جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،من زکوۃ:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف:جزائیہ،اولئک:مبتدا،ھم المضعفون:جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم﴾۔

اللہ:مبتدا،الذی:موصول،خلقکم:جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ثم:عاطفہ،رزقکم:جملہ فعلیہ معطوف

اول،ثم: عاطفہ،یمیتکم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ثم: عاطفہ،یحییکم: جملہ فعلیہ معطوف ثالث،ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هل من شر كائكم من يفعل من ذلكم من شيء﴾.

هل: حرف استفہام،من شر کائکم: ظرف مستقر خبر مقدم،من: موصولہ،یفعل: فعل بافاعل،من ذلکم: ظرف مستقر حال مقدم،من: زائد،شیء: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سبحنه وتعلى عما يشركون٥﴾.

سبحنه: فعل محذوف "سبح" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،تعلی: فعل بافاعل،عما یشرکون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ عزوجل کے بعض مملوک کو اس کا شریک کرنا:

۱.....مشرکین کو ان کے احوال سے متعلق خبر دی گئی، کیونکہ وہ تمہارے امور کے ہی قریب تر ہے،اور وہ یہ ہے کہ تم بتاؤ کیا تمہارے غلام تمہارے حصہ دار ہوتے ہیں اس مال وغیرہ میں جو ہم نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔پس تم اور وہ اس میں ملکیت اور تصرف میں برابر ہوتے ہو کہ وہ بھی اس میں ایسے ہی تصرف کر سکتے ہیں جیسے تم؟ حتی کہ تم اس کے بغیر اس میں تصرف کرنے سے ڈرنے لگو جیسے تم آپس میں ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو جو تمہاری مثل آزاد ہیں۔یہ استفہام انکاری ہے،یعنی معاملہ ایسا نہیں۔اور بیشک یہ تمہارے لئے باعث عار ہے اس کے باوجود کہ وہ تمہاری مثل بشر ہیں تو پھر تم یہ کیسے جائز قرار دیتے ہو کہ وہ پتھر جو تمام مخلوق میں سے عاجز ترین مخلوق ہیں وہ اس اللہ کے ساتھ شریک ہوں جو زمین وآسمان کا خالق ہے۔اسی تفصیل کی مثل مفصل نشانیاں ہم بیان کرتے ہیں کیونکہ تمثیل معانی کو ظاہر کرتی ہے اور ان کی وضاحت کرتی ہے۔اس قوم کے لئے جو امثال میں غور وفکر کرنے کے لئے اپنی عقلیں استعمال کرتی ہے۔ (المظھری، ج۵،ص۴۳۵)

فطرت سے کیا مراد ہے؟

۲.....شیخ جرجانی کہتے ہیں: دین قبول کرنے کی معرفت کو رکھنا فطرت کہلاتا ہے۔ (التعریفات،ص۱۶۹)

علامہ راغب اصفہانی کہتے ہیں:

اللہ عزوجل نے بندوں کو اس طور پر پیدا فرمایا کہ وہ اس کی معرفت رکھیں اور ایمان قبول کرنے کی قوت ان میں رکھی۔

(المفردات،ص۳۸۴)

صاحب لسان العرب کہتے ہیں:

فطرۃ بمعنی خِلقۃ ہے،یعنی اللہ عزوجل نے مخلوق کو اس اعتبار سے پیدا کیا کہ مخلوق اس کی معرفت کر سکے،اور یہی فطرت اللہ نے ماں کے پیٹ میں سعادت وشقاوت کے اعتبار سے لکھ دی ہے۔ (لسان العرب، الحرف الفاء، ج۱۰،ص ۲۸۶)

مولانا عبد الحفیظ بلیاوی کہتے ہیں:

وہ وصف کہ ہر موجود اپنی ابتدائی پیدائش میں اس پر ہو،طبعی حالت،دین،سنت،طریقہ،پیدائش۔(مصباح اللغات، ص ۶۳۸)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ہر مولود فطرت پر پیدا ہوتا ہے،پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں جیسے ایک جانور سالم پیدا ہوتا ہے کیا تم اس میں ٹوٹ پھوٹ دیکھتے ہو؟'' (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی،رقم: ۱۳۵۸،ص ۲۱۷)

ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے بچے کو قتل کیا جو کہ فطرتاً کافر تھا۔ میں (علامہ آلوسی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں کچھ محذوفات ہیں یعنی یہ بچہ زندہ رہتا تو کفر و گمراہی اختیار کرے گا، اور اس کی مطابقت سید عالم ﷺ کے اس فرمان پر ہوتی ہے: ''الشقی شقی فی بطن امہ یعنی بد بخت ماں کے پیٹ ہی میں بد بخت ہوتا ہے''۔ اور یہ فطرت کے تقاضے یعنی دین اسلام پر ہونے کے منافی نہیں ہے کیونکہ اسے بھی حق قبول کرنے کی استعداد دی گئی تھی جو اس نے استعمال نہ کی، اس مسئلے پر تأمل کرنا چاہیے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۱، ص ۵۷، روح البیان، ج ۷، ص ۳۹)

اللہ عزوجل کی تخلیق کو بدلنا جرم ہے!

۳......قاضی ثناء اللہ پانی پتی کہتے ہیں: مجاہد اور عکرمہ نے کہا کہ اللہ عزوجل کی تخلیق کو نہ بدلو سے مراد یہ ہے کہ تم جانوروں کو خصی نہ کرو۔ علامہ قرطبی فطرت کے معنی پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں: دلائل سے واضح ہے کہ جس خلقت اور ہیئت پر اللہ عزوجل نے انسان کو صحیح سالم اور تمام جسمانی نقائص اور عیوب سے خالی پیدا کیا وہی فطرت ہے، اس کے بعد فرمایا ﴿لا تبدیل لخلق اللہ﴾ یہ صورۃ خبر اور معنی نہی ہے، یعنی اللہ عزوجل کی بنائی ہوئی تخلیق میں تبدیلی نہ کرو، اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر اللہ عزوجل کی تخلیق میں تبدیلی نہ کرو۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت کے بالوں میں دوسری عورت کے بالوں کا پیوند لگانے اور لگوانے والی، گودنے والی، گودوانے والی عورتوں پر لعنت ہے''۔(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب: وصل الشعر، رقم: ۵۹۳۳، ص ۱۰۴۰)

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ''عورتوں کے حلق سے منع فرمایا اور یہی ان کے حق میں مثلہ ہے''

(کنز العمال، رقم: ۱۷۳۷٤، کتاب الزینۃ من قسم الافعال والترغیب فیہا، ج ۳، ص ۲۸۹)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے عورت کو سر مونڈنے سے منع فرمایا۔(سنن النسائی، کتاب الزینۃ من السنن، باب النہی عن حلق المرأۃ راسہا، رقم: ۵۰۵۹، ص ۱۱۵۷)

فقہائے احناف نے داڑھی مونڈنے کو چہرے کا مثلہ کہا ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الحج، الجزء: ۱، ص ۲۰۹)

اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿ولقد کرمنا بنی آدم ہم نے بنی آدم کو مکرم کیا(الاسراء: ۷۰)﴾۔ مومن کو اپنے تھوک غلاظت میں پھینکنے کی اجازت نہیں، موئے زیر ناف و ناخن وغیرہ یونہی نہ باہر پھینک دیئے جائیں بلکہ انہیں دفن کرنا بہتر ہے، عام مسلمان کا دوسرے مسلمان کو گدھے یا پاگل یا کسی طرح کا نازیبا جملہ کہنے پر حکم تعزیر، مومن کی دلی تکریم کو کعبہ سے بڑھ کر کہنا احادیث سے ثابت، الغرض اسلام کے دائرے میں آکر کتنی عزتیں ملی ہیں لیکن آج مسلمان اپنی عزتوں کو خود پامال کر رہا ہے۔(۱)......موجودہ دور میں تغییر خلق کی کئی صورتیں نظر آرہی ہیں تاہم بعض صورت میں کچھ تحفظات کے ساتھ اجازت بھی دی جاتی ہے لیکن اکثر کے بارے میں قرآن وسنت کو مدنظر رکھتے ہوئے ممانعت پائی جاتی ہے۔ مثلاً کلوننگ (cloning) کا طریقہ کار جس میں ایک انسان یا جانور کے جسم کے چند سیلز (cells) لئے جاتے ہیں اور انہیں ایک مرتبان (bottle) وغیرہ میں ایک خاص مدت تک رکھا جاتا ہے جس سے کئی سیلز مزید جنم لیتے ہیں کہ جس کے نتیجہ کے طور پر کلوننگ کا عمل مکمل ہونے پر دوسرے ایک اور حیوان کا وجود ممکن میں لایا جاتا ہے، لیکن اسے تخلیق خدا میں دخل دینا قرار دیا گیا، اللہ کے خفیہ امور میں دخل اندازی اور تکریم انسانی میں کمی کا پیش خیمہ بنا۔ مزید یہ کہ اللہ عزوجل کا فرمان ﴿لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں (یونس: ٦٤)﴾ میں دخل اندازی کا ایک ذریعہ ہے، (۲)......اسی طرح موجودہ دور میں ایک مسئلہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی (test tube baby) کا بھی ہے۔ اس میں یوں ہوتا ہے کہ جن افراد کے ہاں بے اولادی کا مسئلہ پریشانی کا باعث ہوتا ہے، اگرچہ اس کی کوئی بھی وجوہات ہوں تاہم جائز صورت یہی ہے کہ جس مرد و عورت کے مابین میں نکاح شرعیہ

قائم ہے، کسی وجہ سے مَرد کا مادہ عورت کے رحم میں نہیں پہنچ پا رہا تو اب ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعے مَرد کا مادہ عورت کے رحم میں منتقل کیا جائے، لیکن ہمارے ہاں غیر شرعی نقطہ نگاہ سے کسی غیر مَرد کا مادہ ایسی عورت کے رحم میں منتقل کردیا جاتا ہے جو ان کے نکاح میں نہیں ہے جس سے ایک طور پر زنا کا دروازہ کھلتا ہے لہٰذا ایسا نہ کیا جائے بلکہ جائز صورت کا انتخاب کیا جائے جس کا بیان ہم نے کردیا کہ جن مَرد و عورت کے مابین نکاح شرعی منعقد ہے ان کا مادہ اس طور پر منتقل کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ (۳)......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ﴾ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں (یونس: ۶۴) ﴾، غیر فطری تقاضوں سے اپنے نفس کی تسکین کرنا، بلکہ اپنی جنس ہی تبدیل کروا دینا اس معاشرے میں عام ہوتا جا رہا ہے۔ بعض نام نہاد مولوی کہلانے والے اس کو جائز بھی کہتے سنائی دیتے ہیں۔ مصلحت کی لگام میرے منہ پر نہ لگی ہوتی تو میں نام بھی لکھ دیتا۔ ٹی وی اسکرین پر بیٹھ کر ہر بولنے والا عالم نہیں ہے۔ ہر کسی کی علمی استطاعت بھی اتنی نہیں کہ قرآن و حدیث وفقہائے کرام کے جزئیات کی روشنی میں صحیح نشاندہی کرے، لیکن افسوس صد افسوس عزت و شہرت کی خواہش نے دین کے معاملے میں دست درازی سے باز نہ رکھا۔

گروہوں میں بٹ جانے پر خوشی کرنا:

۳......مراد اعتقادی اختلاف ہے، معبود حقیقی ایک ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں، اہل ایمان کے سوا کفار مشرکین کے جتنے بھی باطل گروہ ہیں، سب کے سب اپنے تئیں خوش ہیں لیکن ان کی یہ خوشی عارضی ہے۔ موت کا وقت اٹل ہے اگر اس سے پہلے نہ مانیں تو پھر رہتا ہی کے سوا کچھ دامن گیر نہ ہوگا۔

جان لینا چاہیے کہ دین اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک اسلام ہی ہے جو کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج ہم تک پہنچا، اور شرعی تقاضوں واحکامات میں تبدیلی ہونا وقت کے ساتھ رونما ہوا ہے لیکن لوگ ایک ہی دین پر تھے، پھر لوگ یہود، نصاریٰ، مجوسی، عابدی فرقوں میں بٹنے لگے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کی امت ستر فرقوں میں منقسم ہوئی اور سوائے ایک کے سارے ہی جہنمی گروہ تھے اور جنتی گروہ وہی تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اصول وفروع پر جما ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت ان کے بعد اکہتر فرقوں میں بٹ گئی اور سوائے ایک کے سارے ہی جہنمی گروہ تھے، ناجی فرقہ وہی تھا جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اعتقاد وعمل پر تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت ان کے بعد بہتر فرقوں میں منقسم ہوئی اور سوائے ایک کے سارے ہی جہنمی گروہ تھے، ناجی فرقہ اعتقاد وعمل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیروکار تھا۔ امت محمدیہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تہتر فرقوں میں منقسم ہوئی اور سوائے اہل سنت وجماعت کے سارے ہی (بہتر) گروہ جہنمی قرار پائے۔ (روح البیان، ج۷، ص ۴۲، المظھری، ج۵، ص۴۳۸)

مصائب وآلام پر مومن و کافر کا جُدا طرز عمل:

۴......اور جب کفار مکہ کو کوئی مصیبت اور قحط پہنچتی ہے تو اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہوئے اسے پکارنے لگتے ہیں اور ایسے وقت میں اس کے سوا کو بھی نہیں پکارتے۔ پھر جب رب کریم عَزَّوَجَلَّ ان کی فریاد قبول کرتے ہوئے انہیں اپنی رحمت عطا فرماتا ہے۔ یعنی مصیبت اور تکلیف سے انہیں نجات اور رہائی عطا فرماتا ہے یا انہیں خوشحالی اور رحمت عطا کرتا ہے۔ تو انہی میں سے ایک گروہ اپنے اسی رب کے ساتھ شریک ٹھہرا لیتا ہے جس نے انہیں عافیت عطا فرمائی اور وہ اس نجات اور عافیت کی نسبت اللہ کے سوا دوسروں کی طرف کرنے لگتے ہیں۔ (المظھری، ج۵، ص۴۳۹)

☆......حضرت زید بن خالد جُہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حدیبیہ کے مقام پر صبح کی نماز پڑھائی، بارش کے ان نشانات پر جو رات کو ہوئی تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو

تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے"؟ لوگوں نے عرض کی اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے بعض مومن رہے اور بعض کافر، پس جنہوں نے یہ کہا ہمیں اللہ کے فضل اور رحمت کے ساتھ بارش عطا کی گئی، پس وہ میرے ساتھ ایمان لانے والے ہیں اور وہ ستاروں کا انکار کرنے والے ہیں اور جنہوں نے یہ کہا کہ ہمیں فلاں ستارے کے سبب بارش دی گئی تو وہ مجھ سے کفر کرنے والے ہیں اور ستارے کے ساتھ ایمان لانے والے ہیں"۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب: یستقبل الامام الناس، رقم:۸۴۶، ص ۱۳۷)

قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی:

۵...... حضرت میمونہ بنت حارث بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک باندی آزاد کی اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم وہ باندی اپنے ماموں کو دے دیتیں تو زیادہ اجر ملتا"۔

(صحیح البخاری، کتاب الهبة ، باب: هبة المراة لغیر، رقم:۲۵۹۲، ص۴۱۹)

☆...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت ﴿لن تنالوا البر تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے (ال عمران:۹۲)﴾ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا میرا گمان ہے کہ ہمارا رب ہمارے مالوں میں سے سوال کر رہا ہے، پس میں آپ کو گواہ کرتا ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری وہ زمین جو بیرحاء (مسجد نبوی کے قریب ہی ایک جگہ جہاں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا باغ تھا جو کہ موجودہ دور میں مسجد نبوی کی حدود میں ہے)، میں ہے اس کو اللہ عزوجل کی راہ میں دیتا ہوں، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ زمین اپنے قرابت داروں کو دے دو، تب انہوں نے وہ زمین حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور اُبی بن کعب کو دے دی"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الزکوۃ، باب: فی صلة الرحم، رقم: ۱۶۸۹، ص۳۱۶)

☆...... حضرت زینب بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو، خواہ زیورات سے کیا کرو، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اُن سے کہا کہ تم خالی ہاتھ اور مفلس ہو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم دیا ہے تم جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کرو اگر تمہیں دینا ادائیگی صدقہ سے کافی ہو تو فبہا ورنہ میں تمہارے سوا کسی کو دے دیتی ہوں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم خود جاؤ! حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں گئی تو دیکھا کہ انصار کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کھڑی ہے اور اسے بھی یہی مسئلہ درپیش ہے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مرعوب تھے، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر آئے تو ہم نے کہا تم جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ دو عورتیں دروازے پر یہ معلوم کرنے کے لئے کھڑی ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہروں اور جوان کی گود میں یتیم بچے ہیں ان کو صدقہ دیں تو ادا ہو جائے گا اور یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں، حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ معلوم کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا وہ عورتیں کون ہیں؟ انہوں نے بتایا ایک انصار کی عورت ہے، دوسری زینب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کونسی زینب؟" انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انہیں دو اجر ملیں گے، ایک قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا"۔ (صحیح البخاری، کتاب الزکوة، باب: الزکوة علی الزوج، رقم:۱۴۶۶، ص۲۳۸)

قرض کے ضمن میں اسلامی معیشت کے اصول:

۶...... جس نبی کا مسلمان کلمہ پڑھتا ہے، اس سے زیادہ معاشیات کو جاننے والا کون ہو سکتا ہے؟ بلکہ جس اللہ کو وحدہ لاشریک لہ مانتا ہے، اُس احکم الحاکمین سے بڑھ کر کون رہنمائی کر سکتا ہے اللہ نے فرمایا: ﴿من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا کون ہے

جواللہ کوقرض حسن دے (البقرۃ:۲۴۵)﴾، اسلامی معیشت کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:﴿ومن قدر علیہ رزقہ اورجس پراس کا رزق تنگ کیا گیا (الطلاق:۷)﴾، معاشی نظام وسوشلزم کے تحت اشتراکیت کے بنیادی اصول کی نفی کرتے ہوئے فرمایا:﴿وان لیس للانسان الا ما سعی اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگراپنی کوشش (النجم: ۳۹)﴾، معاشی ومعاشرتی پالیسی وضع کرتے ہوئے فرمایا:﴿ولا تقتلوا اولادکم اوراپنی اولادکوقتل نہ کرو(بنی اسرائیل: ۳۱)﴾، داخلی وخارجی پالیسی کا بیان کرتے ہوئے فرمایا:﴿واوفوا بالعہد اورعہد پورا کرو(بنی اسرائیل: ۳۴)﴾، اسلامی ریاست کے اصول وضع کرتے ہوئے فرمایا:﴿وامرھم شوری بینھم اوران کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے(شوری: ۳۸)﴾، اسلامی ریاست کے اصول وضع فرماتے ہوئے فرمایا:﴿شرع لکم من الدین تمہارے لئے دین کی راہ ڈالی گئی(شوری:۱۳)﴾، اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں بیان فرمائیں:﴿قل اطیعوا اللہ تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا(النور:۵۴)﴾، اطاعت امیر کے حدود یوں وضع فرمائے:﴿ولا تطع منھم اوران میں سے کسی کی بات نہ سن(الدھر: ۲۴)﴾، مجرموں کو معاف نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ فرمایا:﴿ولا تاخذکم بھما رافۃ اورتمہیں ان پرترس نہ آئے(النور: ۲)﴾، دشمن اسلام کو پنپنے سے روکنا، اس کا بیان یوں فرمایا:﴿لئن لم ینتہ المنفقون اگر باز نہ آئے منافق(الاحزاب: ۶۰)﴾، حکمران تجارت کو بے ایمانیوں سے پاک کریں، چنانچہ فرمایا:﴿واوفوا الکیل اذا کلتم اور ماپوتو پورا ماپو(بنی اسرائیل:۳۵)﴾، حکمران معاہدات کی پابندی کریں، چنانچہ فرمایا:﴿ولا تشتروا بعھد اللہ ثمنا قلیلا اوراللہ کے عہد پرتھوڑے دام نہ لو(النحل:۹۵)﴾۔

☆......قال النبی ﷺ :"کل قرض جر منفعۃ فھو ربوا یعنی قرض کے ذریعے جونفع حاصل ہوتا ہے وہ سود ہے"۔

(کنزالعمال، کتاب الدین والسلم،قسم الاول،،فصل فی لواحق کتاب الدین، رقم: ۱۵۵۱۲، ج۳،ص۹۹)

علامہ طحطاوی پھرعلامہ شامی خود شرح درمختار میں فرماتے ہیں:

الغالب من احوال الناس انھم انما یریدون عند الدفع الانتفاع ولولاہ لما اعطاہ الدراھم وھذا بمنزلۃ الشرط لان المعروف کالمشروط وھو مما یعین المنع یعنی لوگوں کا غالب حال یہ ہے کہ وہ مرہون شیء دیتے وقت نفع اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہیں اوراگر یہ نفع اٹھانا مطلوب نہ ہوتو وہ قرض کے لئے درہم بھی نہ دینگے اور یہ بمنزلہ شرط کے ہوگیا اس لئے کہ جوچیز معروف ہووہ مشروط کی طرح ہوتی ہے۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، کتاب الرھن، ج۲۵،ص ۲۱۷ وغیرہ)

اغراض:

ھادی لہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔ **انت ومن تبعک:** اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ خطاب نبی پاک ﷺ سے ہے اور مراد امت محمدیہ ہیں۔ **وھی دینہ:** مراد دین اسلام ہے، پس ساری مخلوق الست بربکم میں کلمہ توحید پرمجتمع تھی، اوراسی طرح سید عالم ﷺ کا فرمان: "ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی بناتے ہیں"۔ **ای لا تبدلوہ:** اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کا فرمان ﴿لا تبدیل لخلق اللہ﴾ خبر ہے، اور مراد اس سے امر ہے۔ **وما ارید بہ:** سید عالم ﷺ ان کے پیروکاروں سے خطاب کا ارادہ کیا گیا ہے۔

ای اقیموا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ ﷻ کے فرمان:﴿واتقوہ﴾ کا عطف محذوف پر ہے جو کہ ماقبل حال سے ماخوذ ہے۔

ای کفار مکۃ: اگرچہ عمومیت کے لحاظ سے سب کے لئے آیت سے عبرت حاصل کرنے کا تقاضا کیا جاسکتا ہے لیکن خاص طور پر کفار کا ذکر کرنا نزول (بلا) کے سبب کی وجہ سے ہے۔ **ای یامرھم بالاشراک:** میں اس جانب اشارہ ہے﴿بما﴾ میں ما مصدریہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ "ما" موصولہ مانا جائے اس لئے کہ مراد وہ سبب ہے جس کی وجہ سے مشرکین اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے۔

فرح بطر: اکڑتے ہوئے خوش ہونا، تکبر وعجب میں مبتلا ہونا، یعنی وہ عمل اختیار کرتے جواللہ کوغضب دلائے، اگران کے خوش ہونے کا معاملہ مناسب ہوتا تواللہ کی رضا کی جانب محمول کیا جاتا۔

ومن شان المومن: سے مراداس کی خصلت وہیئت ہے۔ویرجو ربه عند الشدة: اس جملے میں اس جانب اشارہ مقصود ہے کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی مصیبت دور کرنے اور رحم کرنے والانہیں ہے۔امتحانا :امتحان لینا اس جانچ کے لئے ہوتی ہے کہ بندہ شکر کرتا ہے یا سرکشی اختیار کرتا ہے۔ابتلاء: اس بات کو دیکھنا مقصود ہوتا ہے کہ صبر ورضا کا پیکر بنتا ہے یا شکوہ شکایت کرتا ہے۔

القرابة: امام ابوحنیفہ نے اس آیت ﴿فات ذاالقربی﴾ سے دلیل حاصل کی کہ نفقہ ماں کے رحم میں بچے کے لئے واجب کردیا جاتا ہے،اورامام مالک وشافعی نے یہ دلیل حاصل کی کہ نفقہ کی اصول وفروع کا وجوب ہوتا ہے جب کہ اس کی مستحنات بھی ہیں۔

وامة النبی: مسکین اورراہ خدا کے مسافرکوامتِ نبی سے تعبیر کیا،اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ اگرچہ حکم نبی پاک ﷺ ہی کو ہو لیکن اس سے مراد سید عالم ﷺ کی امت ہے۔بان یعطی شیئا: اس جملے میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ آیت ﴿وما اتیتم من ربا﴾ ہبہ یا ہدیہ دینے کے بارے نازل ہوئی کہ کوئی شخص کسی کوزیادہ مقدار میں ہبہ کرے اور غرض یہ ہو کہ میں اس سے مزید اضافہ کے ساتھ وصول کرلوں گا تو یہ ہمارے حق میں مکروہ فعل ہے جب کہ سید عالم ﷺ کے حق میں حرام ہے۔جس کی دلیل یہ آیت ﴿ولا تمنن تستکثر﴾ ہے۔فسمی :مرادھد یہ ہے۔باسم المطلوب: سے مراد وہ ہے جو ہدیہ کے بدلے لینا والا ہو۔

صدقة: سے مرادنفلی صدقات ہیں،اورزکوۃ بھی مرادلی جاتی ہے کیونکہ زکوۃ مال،بدن اوراخلاق کو پاک کرتی ہے۔

فیه التفات عن الخطاب: زکوۃ دینے والے کے حال کی تعظیم یا عمومیت کاارادہ کیا گیا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے:جوایسا کرے وہی دونے ہیں۔لا:سےاسم اشارہ انکاری کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص ۲۳۰وغیرہ)

رکوع نمبر:۸

﴿ ظهر الفساد فی البر ﴾اَیِ القِفَارُ بِقَحطِ المَطرِ وَقِلَّةِ النَّبَاتِ﴿والبحر﴾اَیِ البِلادِ الَّتِی علی الْاَنهارِ بِقِلَّةِ مائِها﴿ بما کسبت ایدی الناس ﴾مِنَ المَعَاصِی﴿لیذیقهم﴾بِالنُّونِ والیاءِ﴿ بعض الذی ﴾اَی عُقُوبَتُهٗ﴿ عملوا لعلهم یرجعون (۴۱)﴾یَتُوبُونَ﴿قل ﴾لِکُفَّارِ مکةَ﴿ سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة الذین من قبل کان اکثرهم مشرکین (۴۲)﴾فَاُهْلِکُوا بِاِشْراکِهم وَمَسَاکِنِهم و مَنَازِلِهم خَاوِیَةٌ﴿فاقم وجهک للدین القیم ﴾دِینِ الْاِسْلامِ﴿من قبل ان یاتی یوم لا مرد له من الله﴾هُوَ یَومُ القِیٰمةِ﴿ یومئذ یصدعون (۴۳)﴾فِیهِ اِدغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصلِ فِی الصَّادِ یَتَفَرَّقُونَ بَعدَ الحِسابِ اِلَی الجَنَّةِ والنَّارِ﴿ من کفر فعلیه کفره ﴾وَبَالُ کُفرِهٖ هُوَالنارُ﴿ ومن عمل صالحا فلانفسهم یمهدون (۴۴)﴾یُوطِئُونَ مِن مَنَازِلِهم فی الجَنةِ﴿ لیجزی ﴾مُتَعَلِّقٌ بِیَصَّدَّعونَ﴿الذین امنوا وعملوا الصلحت من فضله ﴾یُثِیبُهمْ﴿انه لا یحب الکفرین (۴۵)﴾اَی یُعَاقِبُهم﴿ومن ایته ﴾تَعالی﴿ان یرسل الریاح مبشرت ﴾بِمعنٰی لِتُبَشِّرَکم بِالمَطرِ﴿ ولیذیقکم ﴾بِها﴿ من رحمته ﴾المَطرِ والخَصبِ﴿ ولتجری الفلک ﴾السُّفُنُ بِها﴿بامره ﴾اَی بِاِرادَتِهٖ﴿ ولتبتغوا ﴾تَطْلُبوا﴿من فضله ﴾الرِّزقَ بالتِّجارةِ فِی البَحرِ﴿ ولعلکم تشکرون (۴۶)﴾هٰذِهِ النِّعَمَ یَااهلَ مَکةَ فَتُوَحِّدُونَهٗ﴿ ولقد ارسلنا من قبلک رسلا الی قومهم فجاء وهم

بـالبينت ﴾بالحُجَجِ الوَاضِحاتِ على صِدْقِهم فى رِسالَتِهم اِلَيْهم فكَذَّبُوهمُ﴿فانتقمنا من الذين اجرموا ط﴾اَهلَكنَا الذِينَ كَذَّبُوهمُ﴿وكان حقا علينا نصر المومنين (۴۷)﴾على الكَافِرِينَ بِاِهْلاكِهم وإنجَاءِ المُومِنينَ﴿الله الذين يرسل الريح فتثير سحابا ﴾تُزعِجُهُ﴿فيبسطه فى السماء كيف يشاء ﴾مِن قِلَّةٍ وَكَثْرَةٍ﴿ويجعله كسفا ﴾بفَتحِ السِّينِ وَسُكُونِها قِطَعًا مُتَفَرِّقَةٍ﴿فترى الودق ﴾المَطْرَ﴿ يخرج من خلله ج﴾اَى وَسْطِهٖ﴿فاذا اصاب به ﴾بِالوَدقِ﴿ من يشاء من عباده اذا هم يستبشرون (۴۸)﴾يَفْرَحُونَ بِالمَطرِ﴿وان ﴾وَقد﴿كانوا من قبل ان ينزل عليهم من قبله﴾تَاكِيدٌ ﴿لمبلسين (۴۹)﴾آيِسِينَ مِن اِنْزَالِهٖ﴿ فانظر الى اثر ﴾وَفِى قِرائةٍ آثَارِ﴿ رحمت الله ﴾اَى نِعْمَتَهُ بِالمَطرِ﴿كيف يحى الارض بعد موتها ط﴾اَى يَبْسِهَا بِاَنْ تُنبِتَ﴿ ان ذلک ﴾المُحيِىَ الْاَرضَ﴿لمحى الموتى ج وهو على كل شىء قدير (۵۰)ولئن ﴾لَامُ قسمٍ ﴿ارسلنا ريحا ﴾مَضَرَّةً على نَبَاتٍ ﴿ فراوه مصفرا لظلوا ﴾صَارُوا جَوابُ القَسَمِ﴿ من م بعده ﴾اَى بَعدَ اِصفِرارِهٖ﴿ يكفرون (۵۱)﴾يَجْحَدُونَ النِّعمَةَ بِالمَطرِ ﴿ فانك لا تسمع الموتى ولا تسمع الصم الدعاء اذا ﴾بِتَحقِيقِ الهَمزَتَينِ وَتَسهِيلِ الثَّانِيةِ بَينَهَا وَبَينَ اليَاءِ﴿ ولوا مدبرين (۵۲)وما انت بهد العمى عن ضللتهم ان ﴾ما﴿ تسمع ﴾سِماعُ اَفْهامٍ وَقُبولٍ﴿الا من يومن بايتنا ﴾القُرانِ ﴿ فهم مسلمون.(۵۳)﴾مُخْلِصُونَ بِتَوحِيدِ اللهِ.

﴿ترجمہ﴾

چمکی خرابی خشکی میں (یعنی بارش کے قحط اور نباتات کی قلت کے سبب زمین بنجر ہو کر رہ گئی) اور تری میں (یعنی ان شہروں میں جو نہروں پر واقع ہیں ان کے پانی میں کمی آجانے کے سبب......) ان (گناہوں) کے سبب جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائے تا کہ وہ مزہ چکھائے (یـذیقهم کو علامت مضارع یاء اور نون کے ساتھ پڑھا گیا ہے) انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا (یعنی ان کے اعمال کا انہیں مزا چکھائیں) کہیں وہ باز آئیں (یعنی توبہ کرلیں) تم فرماؤ (کفار مکہ سے) زمین میں چل کر دیکھو کیسا انجام ہوا اگلوں کا ان میں بہت مشرک تھے (تو وہ خود اور ان کے گھر ان کے شرک کے سبب ہلاک و برباد کردیئے گئے اور اب ان کے گھر خالی پڑے ہیں) تو اپنا مونھ سیدھے دین (یعنی دین اسلام) کے لیے قبل اس کے کہ وہ دن آئے جسے اللہ کی طرف سے ٹلنا نہیں (مراد اس سے قیامت کا دن ہے) اس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے (یعنی حساب و کتاب کے بعد لوگ جنت اور جہنم کی طرف الگ الگ ہو جائیں گے، یصدعون میں اصل میں تاء کا ادغام صاد میں کیا گیا ہے یہ بمعنی یتفرقون ہے) جو کفر کرے اس کا کفر (یعنی کفر کا وبال) اسی پر ہے (اور وہ جہنم ہے) اور جو اچھا کام کریں وہ اپنے ہی لیے تیاری کر رہے ہیں (جنت میں اپنی منازل طے کر رہے ہیں) تا کہ صلہ دے ("لیجزی" یصدعون سے متعلق ہے) انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اپنے فضل سے (انہیں ثواب فرمائے) بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا (یعنی وہ انہیں عذاب دے گا) اور اس کی (یعنی اللہ عزوجل کی) نشانیوں میں سے ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ سناتی (یعنی وہ ہوائیں تمہیں بارش کا مژدہ سناتی ہیں) اور اس سے تمہیں (اس کے ذریعے) اپنی رحمت (یعنی بارش اور سبزے......) کا ذائقہ دے اور اس لیے کہ کشتی (اس کے ذریعے) اس کے حکم (یعنی ارادے) سے چلے اور اس لیے کہ اس

کا فضل (یعنی سمندر میں تجارت کر کے رزق) تلاش کرو اس لیے کہ تم شکر کرو (ان نعمتوں کا، اے اہل مکہ اور بطور نتیجہ تم اللہ ﷻ کی وحدانیت کا اقرار کرو) اور بیشک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول ان کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لائے (یعنی ان کے رسول مبعوث کئے، پھر ان کے دعوے میں ان کی صداقت پر دلالت کرنے واضح دلائل لے کر آئے لیکن کفار نے ان کی تکذیب کی) پھر ہم نے مجرموں سے بدلہ لیا (یعنی ان جھٹلانے والوں کو ہلاک کر دیا) اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے (کافروں کے خلاف) مسلمانوں کی مدد کرنا (کفار کو ہلاک اور مسلمان کو نجات عطا فرما کر......ع......) اللہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں کہ ابھارتی ہیں بادل (یعنی اسے حرکت دیتی ہیں) پھر اسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسا چاہے (قلت وکثرت کے اعتبار سے) اور اسے پارہ پارہ کرتا (متفرق ٹکڑے کر دیتا ہے، کسفا سین مفتوحہ وساکنہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) تو تو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکل رہا ہے (ودق بمعنی المطر اور خلل بمعنی الوسط ہے) پھر جب اسے (یعنی بارش کو) پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جس کی طرف چاہے جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں (بارش پر خوش ہوتے ہیں) اگرچہ (حالانکہ وہ) اس کے اتارنے سے پہلے اس سے مایوس تھے (من قبلہ تاکید ہے یعنی وہ بارش نازل کئے جانے سے مایوس تھے) تو اللہ کی رحمت کے اثر (بصورت بارش اس کی نعمت کی طرف) دیکھو (ایک قرائت میں اثـر مفرد ہے اور ایک میں بصیغہ جمع ہے) کیونکہ زمین کو جلاتا ہے اس کے مرے پیچھے (یعنی اس کے خشک ہونے کے بعد یوں کہ اسے سرسبز وشاداب کر دیتا ہے) بیشک وہ (جو زمین کو جلانے والا ہے) مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) ہم کوئی (نباتات کو نقصان پہچانے والی) ہوا بھیجیں (نباتات کو) جس سے وہ کھیتیوں کو زرد دیکھیں تو ضرور اس کے بعد (یعنی اس کے زرد ہو جانے کے بعد) کفر کرنے لگیں (بصورت بارش عطا کی جانے والی نعمت کا انکار کرنے لگیں، ظـلـوا بمعنی صـــــاروا ہے یہ جواب قسم بن رہا ہے) اس لیے کہ تم مردوں کو نہیں سناتے اور نہ بہروں کو پکار سناؤ جب کہ وہ پیٹھ دے کر پھریں......ع......(الـدعـاء اذا دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل کے ساتھ ہے اس ہمزہ اور یاء کے درمیان) اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ پر لاؤ تو تم نہیں سناتے (ایسا سنانا جو افہام وقبول کا ہو، ان بمعنی مــا نافیہ ہے) مگر اسے جو ہماری آیتوں (یعنی قرآن) پر ایمان لائے تو وہ مسلمان ہیں (توحید باری ﷻ میں مخلص ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت ايدي الناس ليذيقهم بعض الذي عملوا لعلهم يرجعون۝﴾.

ظهر الفساد: فعل بافاعل، في البر والبحر: ظرف لغو، ب: جار، ما كسبت ايدي الناس: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، لام: جار، يذيق: فعل بافاعل، هم: ذوالحال، لعلهم يرجعون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، بعض الذي عملوا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر، فعل محذوف "عاقبهم بذالک" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل سيروا في الارض فانظروا كيف كان عاقبة الذين من قبل﴾.

قل: قول، سيروا في الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، انظروا: فعل بافاعل، كيف: اسم استفہام خبر مقدم، كان: فعل ناقص، عاقبة الذين من قبلهم: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿كان اكثرهم مشركين۝﴾. كان: فعل ناقص، اكثر هم: اسم، مشركين: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاقم وجهك للدين القيم من قبل ان ياتي يوم لا مرد له من الله﴾.

ف: فصیحیہ، اقم: فعل امر بافاعل، وجهك: مفعول، لام: جار، الـديـن الـقـيـم: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف لغو، من: جار،

قبل: مضاف، ان: مصدریہ، یاتی: فعل، یوم: موصوف، لا: نفی جنس، مرد: اسم، لہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت، ملکر فاعل، من اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یومئذ یصدعون٥ من کفر فعلیہ کفرہ﴾۔

یومئذ: ظرف مقدم، یصدعون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، من: شرطیہ مبتدا، کفر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، علیہ: ظرف مستقر خبر مقدم، کفرہ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن عمل صالحا فلا نفسھم یمھدون٥ لیجزی الذین امنوا و عملوا الصلحت من فضلہ﴾۔

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، عمل صالحا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لانفسھم: ظرف لغو مقدم، یمھدون: فعل بافاعل، لام: جار، یجزی: فعل بافاعل، الذین امنوا و عملوا الصلحت: موصول صلہ، ملکر مفعول، من فضلہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انہ لا یحب الکفرین٥﴾۔ انہ: حرف مشبہ واسم، لا یحب الکفرین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ومن ایتہ ان یرسل الریاح مبشرت ولیذیقکم من رحمۃ ولتجری الفلک بامرہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون٥﴾۔

و: عاطفہ، من ایتہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ان: مصدریہ، یرسل: فعل بافاعل، الریح: ذوالحال، مبشرت: فی معنی "لیبشرکم" معطوف علیہ، و: عاطفہ، لام: جار، یذیقکم من رحمۃ: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، لام: جار، تجری الفلک بامرہ: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، لام: جار، تبتغوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لعلکم تشکرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، من فضلہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر معطوف ثالث، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد ارسلنا من قبلک رسلا الی قومھم فجاء وھم بالبینت﴾۔

و: مستانفہ، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، ارسلنا: فعل بافاعل، من قبلک: ظرف مستقر حال مقدم، رسلا: ذوالحال، ملکر مفعول، الی قومھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، جاء وھم: فعل بافاعل ومفعول، بالبینت: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿فانتقمنا من الذین اجرموا و کان حقا علینا نصر المومنین٥﴾۔

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فکذبوھم" انتقمنا: فعل بافاعل، من الذین اجرموا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو، و: مستانفہ، کان: فعل ناقص، حقا علینا: شبہ جملہ خبر مقدم، نصر المومنین: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿اللہ الذی یرسل الریح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السماء﴾۔

اللہ: مبتدا، الذی: موصول، یرسل الریح: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تثیر: فعل بافاعل، سحابا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، یبسطہ: فعل بافاعل ومفعول، فی السماء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کیف یشاء ویجعلہ کسفا﴾۔

کیف: اسم استفہام لشرط بمعنی "علی ایۃ حال" حال مقدم، یشاء: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، ملکر فاعل "بسطہ" مفعول محذوف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط جزا محذوف "یبسطہ" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، یجعلہ: فعل با فاعل ومفعول، کسفا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ "یبسطہ" پر معطوف ہے۔

﴿فتری الودق یخرج من خللہ﴾.

ف: عاطفہ، تری: فعل با فاعل، الودق: ذوالحال، یخرج من خللہ: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا اصاب بہ من یشاء من عبادہ اذا ھم یستبشرون۝﴾.

ف: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، اصاب بہ: فعل با فاعل وظرف لغو، من یشاء: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من عبادہ: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، اذا: فجائیہ، ھم مبتدا، یستبشرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان کانوا من قبل ان ینزل علیھم من قبلہ لمبلسین۝﴾.

و: عاطفہ، ان: مہملہ مخففہ، کانوا: فعل ناقص واؤ ضمیر ذوالحال، من: جار، قبل: مضاف، ان: مصدریہ، ینزل علیھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر مؤکد، من قبلہ: جار مجرور تاکید، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر اسم، لام: تاکیدیہ، مبلسین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانظر الی اثر رحمت اللہ کیف یحی الارض بعد موتھا﴾.

ف: فصیحیہ، انظر: فعل امر با فاعل، الی اثار رحمت اللہ: مرکب اضافی مبدل منہ، کیف: اسم استفہام بمعنی "علی ایۃ حال" حال مقدم، یحی: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، ملکر فاعل، الارض: مفعول، بعد موتھا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف "اذا اردت ان تعرف ما یترتب علی انزل المطر" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان ذلک لمحی الموتی وھو علی کل شیء قدیر۝﴾.

ان: حرف مشبہ، ذلک: اسم، لام: تاکیدیہ، محی الموتی: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، مزید ترکیب بارہا گزر چکی۔

﴿ولئن ارسلنا ریحا فراوہ مصفرا لظلوا من بعدہ یکفرون۝﴾.

و: عاطفہ، لام قسمیہ، ان: شرطیہ، ارسلنا ریحا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، راو: فعل با فاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، مصفرا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، لام: تاکیدیہ، ظلوا: فعل ناقص واؤ ضمیر ذوالحال، من بعدہ: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، یکفرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فانک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین۝﴾.

ف: عاطفہ تعلیلیہ، انک: حرف مشبہ واسم، لا تسمع الموتی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تسمع الصم: فعل نفی با فاعل ومفعول اول، الدعاء: مفعول ثانی، اذا: مضاف، ولوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، مدبرین: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما انت بھدی العمی عن ضللتھم ان تسمع الا من یومن بایتنا فھم مسلمون۝﴾.

و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، انت: اسم، ب: زائد، ھدی: مضاف، العمی عن ضللتھم: شبہ جملہ مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: نافیہ، تسمع: فعل با فاعل، الا: اداۃ حصر، من یومن بایتنا: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ

فَعْلِیہ بِفْ بجاعلہ معم مبتدا مسلمون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بارش کے فوائدونقصانات سائنس کی روشنی میں:

لے۔۔۔بادلوں سے پانی کے علیحدہ علیحدہ قطرے گرنے کو بارش کہتے ہیں۔ بارش کے برصغیر پاک وہند میں بڑے نام ہیں۔بارش، برکھا، میگھا، مینہ، پونم،وغیرہ۔ بھارت کی ایک ریاست میگھالیہ کا یہ نام وہاں بہت زیادہ بارش ہونے کی وجہ سے پڑا ہے۔ بنگلہ دیش کے ایک علاقے میگھنا بھی مینہ یا میگھا سے بنا ہے۔ سمندر، دریا اور جھیل کی سطح سے پانی بخارات بن کر اوپر اڑتا ہے جو کہ بادل بننے کا باعث بنتا ہے اور یہی بادل بارش بن کر برستے ہیں۔ بارش نباتات اور پودوں کے لئے زندگی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اوسطا بارش کا ایک قطرہ ایک یا دو ملی لیٹر کا ہوا کرتا ہے۔ بارش برازیل، وسطی افریقہ، اور جنوب مشرقی ایشیاء میں پودوں اور جانوروں کی بے تحاشا قسموں کی باعث ہے۔ یہی بارش جب زیادہ تعداد میں ہوجائے تو فصلوں اور کھیتوں کے لئے نقصان کا باعث بنتی ہے لہذا وسیع انتظامی امور ہوں تو بارش کا پانی بڑے بڑے ڈیموں میں جمع کرلیا جائے تا کہ ضرورت اور قحط سالی کے اوقات میں کام آئے۔

سبزے،نباتات، کھیتاں سائنس کی نظر میں!

ع۔۔۔ ہر زندگی رکھنے والی چیز اپنی زندگی کا آغاز قلیل حیثیت سے کرتی ہے، جیسا کہ چھوٹا سا بیج ہی دیکھ لیں، لیکن یہی چھوٹا سا بیج بڑے سائز کا تناور درخت بن جاتا ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ بعض دنیا بھر میں جانے مانے جاتے ہیں لیکن ان کی ابتداء چھوٹا سا بیج ہوا کرتی ہے۔ مگر یہ درخت کیوں کر اتنا بڑھ جاتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان درختوں کے سیلز (cells) دیگر نئے سیلز میں منقسم ہوتے ہیں اور یہی نئے سیلز بڑھ کر تناور درخت بن جاتے ہیں، پانی اور آب و ہوا بھی درخت کی نشر و نما میں مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔

دیگر جاندار اور پودوں میں کیا فرق ہے؟ سب سے بڑا فرق جو دیگر جانداروں اور پودوں میں ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ درخت اپنی غذا خود بناتے ہیں جب کہ دیگر جانداروں کو غذا فراہم کی جاتی ہے، درخت کی غذا کلوروفل (chlorophyll) ہے۔ جب کہ دیگر جاندار غذا کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں۔ سائنسدان یہ بھی کہتے ہیں کہ ہر سبزہ گھاس ہے یہ قول گریک سائنسدان ارسطو (aristotle) کا ہے (جو کہ سبز جانور کو دیکھ کر رد مانا جاتا ہے)۔ نویں صدی میں ایک سائنسدان جس کا نام جان ہاگ (john hogg) تھا کہتا ہے کہ زندگی رکھنے والے تین قسموں میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں، جاندار، درخت اور مائیکروبس (microbes)، جو کہ مائیکرواسکوپ (microscope) سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ بیسویں صدی میں سائنسدان اس بات پر متفق ہوئے کہ زمین میں موجود زندہ رہنے والے پانچ حصوں میں منقسم ہیں جنہیں کنگ ڈم (kingdoms) کہتے ہیں، اور ان میں دو مشہور ہیں جاندار اور پودے۔ نوٹ: جاندار سے مراد انسان اور جانور یعنی حیوان ہیں۔

ہماری ساری بحث اس بات پر دلیل ہے کہ مانا کہ بیج کے ذریعے درخت تناور بن گیا، یہ درخت اپنی غذائی نشر و نما بھی خود بنا لیتے ہیں، بارش نے ان کی پانی کی ضرورت کو پورا کردیا، بدلتے موسم نے ان کے پھلوں کو پکنے میں مدد فراہم کردی لیکن یہ ساری باتیں اگر خالق حقیقی نہ چاہے تو ہوسکتی ہیں؟ اور بیج کس نے بنائے جس سے درخت میں پھل لگ جاتے ہیں۔ سائنس کا کوئی بھی موضوع ہو، ہم آخر میں یہی نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہیں کہ کوئی تو ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے، وہی خدا ہے۔ جس کے چاہے بغیر کچھ ممکن نہیں۔

کافروں کے مقابلے میں مومنین کی مدد اللہ کے ذمہ کرم پر ہے:

سے۔۔۔۔۔علامہ رازی کہتے ہیں کہ اس جملے کی دو وجوہات ہیں: (۱)۔۔۔۔۔اس میں ان مومنین کے لئے بشارت ہے جو سید عالم

ﷺ پر ایمان لائے کہ ان پر ہماری مدد ضرور ہوتی ہے۔(۲)......اس مقام پر دو لطائف ہیں اول یہ کہ ان پر یقیناً ظلم نہ ہوگا بلکہ حقیقتاً عدل کا معاملہ کیا جائے گا، اور انتقام لینا اسی وقت پایا جائیگا جب گناہوں کی زیادتی اور فسق وفجور کا سامنا ہو ورنہ خیر کا معاملہ ہے۔اور دوسرا لطیف نکتہ یہ ہے کہ مومنین کے لئے انعام کی بشارت ہے۔ (الرازی، ج۹، ۱۰۸ ملخصا ملتقطا)

بہروں اور مُردوں کو سنانے کے محامل:

۲۔......اے محمد ﷺ! جب دلائل واضح ہو چکے، پھر ان کافروں کا اپنے اسلاف کی تقلید کرنا، ان کی عقلوں کے مُردہ اور آنکھوں کے اندھے ہونے کے مترادف ہے، پس تم انہیں سنانے اور ھدایت پہنچانے کے درپے نہ رہو، اس جملے میں قدر یہ کا رد ہے۔ کیونکہ اللہ ﷻ کی جانب سے آنے والی نصیحتیں فقط مومنین کو فائدہ دیتی ہیں جو کہ دلائل میں غور خوض کرتے ہیں اور میں نے انہی کے لئے ھدایت رکھی ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۱، ص ۴۳)

اے محبوب ﷺ! یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کی سماعت کو اللہ ﷻ نے ان سے فہم کی قدرت ہی چھین لی ہے لہذا یہ مشرکین آپ ﷺ کی بات گویا کہ سنتے ہی نہیں، اور اللہ نے ان کی سماعت پر مُہر لگادی ہے۔اور نازل ہونے والی نصیحتوں کا بھی ان پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ ان کے فہم کی قدرت سلب کرلی گئی ہے جیسا کہ آپ ﷺ مُردوں کو سمجھانے پر قادر نہیں ہیں۔(الطبری، الجزء:۲۱، ص ۶۵)

اغراض:

ای القفار: قاف کی کسرہ کے ساتھ، اس کی جمع قفر ہے، اور مراد وہ زمین ہے جو پانی اور نباتات سے خالی ہو، اور قفار قاف کی فتح کے ساتھ ہو تو مراد وہ روٹی ہے جو بے سالن ہو۔**ای البلاد التی علی الانهار:** ایک قول کے مطابق بارش کا کم ہونا مراد ہے، جیسا کہ اللہ خشکی وتری میں تاثیر پیدا کرتا ہے، سیپ کے پیٹ کو خالی کرتا ہے، جس میں کیڑا نشرونما پاتا ہے، پس جب آسمان برستا ہے تو دریاؤں میں سیپ کھل جاتے ہیں اور انہی سیپ پر جب پانی برستا ہے تو کیڑے سمندر میں پھیل جاتے ہیں اور سیپ موتی بکھیرتا ہے۔

من المعاصی: زمین پر سب سے پہلے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا، اس سے پہلے زمین تروتازہ اور پھل دار تھی، ابن آدم کو درخت لگانے کی بھی ضرورت نہ تھی خود بخود پھل اُگتے تھے، اور دریا میٹھے تھے، اور شیر بکریوں کو نہ کھاتا تھا، لیکن جب ہابیل کا قتل ناحق ہوا تو زمین تروتازہ نہ رہی، درخت میں کانٹے اُگنے لگے، دریا کا پانی نمکین ہوگیا، اور حیوان ایک دوسرے کو مارنے کھانے لگے۔

ای عقوبة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ متذکرہ کلام میں مضاف حذف ہے۔**تزعجه:** متحرک کرنا، برانگیختہ کرنا۔**یتفرقون بعدالحساب:** اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وامتازوا الیوم ایها المجرمون﴾ سُننے کے بعد لوگ متفرق ہونگے۔**وبال کفره:** اس جملے میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے۔**یوطئون منازلهم:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ دنیا میں اعمال صالحہ کے ذریعے جنت کی منازل طے کی جاتی ہیں۔**متعلق بیصدعون:** تقدیر عبارت یوں ہے: "یتفرقون لیجزی الذین امنوا من فضله، والذین کفروا بعدله". **یا اهل مکة:** اہل مکہ کو خاص اس لئے ذکر کیا کہ یہی نزول آیت کا سبب تھے، لیکن سب ہی کو اس سے عبرت لینا چاہیے۔

جواب القسم: شرط اور قسم کے اجتماع کی صورت میں قاعدہ ہے کہ دونوں میں سے آخر کا جواب حذف کردیا جائے۔

یجحدون النعمة: یعنی فراخی کے وقت خوش ہوتے، اور جب انہیں مصیبت پہنچتی تو سابق میں ہونے والی اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے۔ (الصاوی، ج ٤، ص ۳۳۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿اللہ الذی خلقکم من ضعف ﴾مَاءٍ مُّهِينٍ﴿ ثم جعل من ٰ بعد ضعف ﴾آخَرَ وَهوَ ضُعفُ الطُّفُولِيَّةِ ﴿ قوة ﴾اَی قُوَّةَ الشَّبابِ﴿ ثم جعل من ٰ بعد قوة ضعفا وشيبة ﴾ضُعفُ الكِبرِ وَشَيبُ الهَرَمِ والضُّعفُ فِی الثَّلاثَةِ بِضَمِّ اَوَّلِه وَفَتحِه﴿ يخلق ما يشاء ج﴾مِنَ الضُّعفِ القُوَّةِ والشَّبابِ والشَّبَةِ ﴿وهو العليم ﴾بِتَدبِيرِ خَلقِه﴿القدير (۵۴)﴾على مَا يَشاءُ﴿ ويوم تقوم الساعة يقسم ﴾يَحلِفُ﴿المجرمون ﴾الكَافِرُونَ﴿ مالبثوا ﴾فِی القُبورِ﴿ غير ساعة ط﴾قَالَ تعالٰى ﴿ كذلك كانوا يؤفكون (۵۵)﴾يُصرَفُونَ عَنِ الحقِّ البَعْثِ كَما صُرِفُوا عَنِ الحَقِّ الصِّدقِ فِی مُدَّةِ اللُّبثِ﴿وقال الذين اوتوا العلم والايمان ﴾مِنَ المَلائِكَةِ وَغَيرِهِم﴿لقد لبثتم فی كتب اللہ ﴾فِيما كَتَبَهُ فِی سَابِقِ عِلمِه﴿الی يوم البعث ز فهذا يوم البعث ﴾الَّذِی اَنكَرتُمُوهُ﴿ ولكنكم كنتم لا تعلمون (۵۶)﴾وُقُوعَهُ﴿ فيومئذ لا ينفع ﴾بِالتَّاءِ والياءِ﴿ الذين ظلموا معذرتهم ﴾فِی اِنكَارِهِم لَهُ﴿ولا هم يستعتبون (۵۷)﴾لَا يُطلَبُ مِنهُمُ العُتبٰى اَیِ الرُّجوعُ اِلٰی مَا يَرضٰى اللهُ﴿ ولقد ضربنا ﴾جَعَلنَا﴿ للناس فی هذا القرآن من كل مثل ط﴾تَنبِيهًا لَهم﴿ولئن ﴾لام قَسم ﴿ جئتهم ﴾يَامُحمدُ﴿باية ﴾مِثلَ العَصاءِ واليَدِ لِمُوسٰى﴿ ليقولن ﴾حُذِفَ مِنهُ نُونُ الرَّفعِ لِتَوالِی النُّونَاتِ والوَاوُ ضَمِيرُ الجَمعِ لِالتِقاءِ السَّاكِنِينَ﴿الذين كفروا ﴾مِنهم﴿ان ﴾مَا﴿انتم ﴾اَی مُحمدٌ واَصحابُهُ﴿ الا مبطلون (۵۸)﴾اَصحَابُ اَبَاطِيلَ﴿ كذلك يطبع اللہ علی قلوب الذين لا يعلمون (۵۹)﴾التَّوحِيدَ كما طَبَعَ علٰی قُلُوبِ هٰؤلاءِ﴿فاصبر ان وعد اللہ ﴾بِنَصرِكَ عَلَيهِم﴿ حق ولا يستخفنك الذين لا يوقنون (۶۰)﴾بِالبَعْثِ اَی لا يَحمِلَنَّكَ علٰی الخِفَّةِ والطَّيشِ بِتَركِ الصَّبرِ ای لَا تَترُكَنَّهُ.

﴿ترجمہ﴾

اللہ ہے جس نے تمہیں ضعف (یعنی بے قدر پانی......۱......) سے بنایا پھر تمہیں (دوسری) ناتوانی سے (یعنی بچپنے کی کمزوری سے) طاقت بخشی (یعنی جوانی کی طاقت بخشی) پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا (یعنی بڑھاپے کی کمزوری اور بڑھاپے کی سفیدی دی، ضعف تینوں مقامات میں صاد مضمومہ یا مفتوحہ کے ساتھ ہے) بناتا ہے جو چاہے (قوت وکمزوری جوانی اور بڑھاپا) اور وہی علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کی تدبیر کا) اور قدرت والا ہے (ہر چاہے پر) اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم (یعنی کافر......۲......) قسم کھائیں گے (یقسم بمعنی یحلف ہے) کہ نہ رہے تھے (قبروں میں) مگر ایک گھڑی (اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے) ایسے ہی اوندھے جاتے تھے (یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے حق ہونے سے یونہی اوندھے جاتے تھے جیسا کہ قبروں میں ٹھہرنے کی مدت سے اوندھائے گئے) اور بولے جن کو علم اور ایمان ملا (ملائکہ اور دیگر مخلوق......۳......) بیشک تم رہے اللہ کے لکھے ہوئے میں (جسے اس نے اپنے سابق میں جان لیا) لیکن تم (اس کے واقع ہونے کو) نہیں جانتے تھے تو اس دن نفع نہ دیگی (لاینفع کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ظالموں کو ان کی معذرت (یوم البعث کا انکار کرنے کے بارے میں) اور نہ کوئی ان سے راضی کرنا مانگے (یستعتبون بمعنی لایطلب منهم العتبی کے معنی میں ہے یعنی نہ ان سے کوئی ان عقائد واعمال کی طرف اب رجوع کرنا

طلب کرے جواللہ ﷻ کوراضی کرنے والے ہوں) اور بیشک ہم نے لوگوں کے لیے بنائی (ضربنا بمعنی جعلنا ہے) اس قرآن میں ہر قسم کی مثال (اس کو تنبیہ کرنے کے لیے) اور اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے اے حبیب ﷺ! ان میں سے) تم ان کے پاس کوئی نشانی لاؤ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثل عصا اور ید بیضاء) تو ضرور کافر کہیں گے (لیقولن میں نون اعرابی پے در پے نون کی وجہ سے اور واؤ جو کہ ضمیر جمع ہے اسے التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا گیا ہے) تم (یعنی اے محمد ﷺ! اور آپ ﷺ کے اصحاب) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر باطل پر (یعنی آپ لوگ اہل باطل ہیں العیاذ باللہ ﷻ) یوں ہی مہر کر دیتا ہے اللہ ان کے دلوں پر جو (اللہ ﷻ کی توحید) کا علم نہیں رکھتے (جیسا کہ ان کے دلوں پر اللہ ﷻ نے مہر کردی) تو صبر کرو بیشک (ان کے خلاف تمہاری مدد کیے جانے کا) اللہ کا وعدہ سچا ہے اور تمہیں سبک نہ کردیں وہ جو ایمان نہیں رکھتے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر یعنی وہ لوگ تمہیں ترک صبر کرنے اور خفت وطیش پر نہ ابھاریں معنی اس کا یہ ہے کہ آپ ﷺ ہر گز صبر مت چھوڑیئے گا......الخ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الله الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوة ثم جعل من بعد قوة ضعفا وشيبة يخلق ما يشاء وهو العليم القدير۝﴾.

الله: مبتدا، الذی: موصول، خلقکم من ضعف: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، جعل من بعد ضعف: فعل با فاعل وظرف لغو، قوة: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، ثم: عاطفہ، جعل: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، یخلق ما یشاء: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، من بعد قوة: ظرف لغو، ضعفا وشیبة: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، العلیم القدیر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویوم تقوم الساعة یقسم المجرمون مالبثوا غير ساعة﴾.

و: عاطفہ، یوم: مضاف، تقوم الساعة: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم، یقسم المجرمون: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ قسم، مالبثوا: فعل نفی با فاعل، غیر ساعة: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿کذلک کانوا یوفکون﴾.

کذلک: ظرف مستقر "صرفا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، یوفکون: فعل با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، کانوا: فعل ناقص با اسم، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال الذین اوتوا العلم والایمان لقد لبثتم فی کتب الله الی یوم البعث﴾.

و: عاطفہ، قال: فعل، الذین: موصول، اوتوا: فعل با نائب الفاعل، العلم والایمان: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، لبثتم: فعل و "تم" ذوالحال، فی کتب الله: ظرف مستقر "محسوبة" شبہ فعل محذوف کیلئے، ملکر شبہ جملہ حال، ملکر فاعل، الی یوم البعث: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "والله" کیلئے جواب قسم، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فهذا یوم البعث ولکنکم کنتم لا تعلمون﴾.

ف: فصیحیہ، ھذا: مبتدا، یوم البعث: خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "ان کنتم منکرین للبعث" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: مستانفہ، لکنکم: حرف مشبہ واسم، کنتم لا تعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فیومئذ لا ینفع الذین ظلموا معذرتهم ولا هم یستعتبون۝﴾.

ف: فصیحیہ ،یومئذ:ظرف مقدم،لا ینفع:فعل نفی،الذین ظلموا:مفعول،معذرتھم:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،لا:نافیہ،ھم: مبتدا،یستعتبون:فعل با نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد ضربنا للناس فی ھذاالقران من کل مثل﴾.

و: مستانفہ ،لام قسمیہ ،قد تحقیقیہ ،ضربنا للناس : فعل با فاعل وظرف لغو اول،فی ھذاالقران:ظرف لغو ثانی،من کل مثل: ظرف مستقر "موعظۃ" موصوف محذوف کی صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ولئن جئتھم بایۃ لیقولن الذین کفروا ان انتم الا مبطلونo﴾.

و:عاطفہ،لام قسمیہ ،ان شرطیہ ،جئتھم بایۃ: جملہ فعلیہ شرط ،لام:تاکیدیہ،یقولن الذین کفروا: جملہ فعلیہ قول،ان:نافیہ ،انتم :مبتدا،الا: اداۃ حصر،مبطلون:خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ جواب قسم،قائم مقام جواب شرط،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿کذلک یطبع اللہ علی قلوب الذین لا یعلمونo﴾.

کذلک: ظرف مستقر "طبعا" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم،یطبع اللہ :فعل وفاعل،علی:جار،قلوب:مضاف،الذین لایعلمون:موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنک الذین لا یوقنونo﴾.

ف: فصیحیہ ،اصبر :فعل امر با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا علمت ان حالھم بھذہ المثابۃ" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ ،ان وعد اللہ: حرف مشبہ واسم،حق:خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،لا یستخفنک:فعل نہی ومفعول،الذین لا یوقنون: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

انسان کا مبدء خلق سائنس کی روسے:

ا......سائنس کہتی ہے کہ ہر جاندار چاہے وہ حیوان کی نسل سے ہو یا درخت پودے کی نسل سے ،ایک یا چند سیلز (cells) سے معرض وجود میں آتے ہیں۔اور یہی سیلز زندگی کا نظام چلاتے ہیں۔جسم میں موجود خون میں کئی سرخ سیلز (red cells) ہوتے ہیں،جو کہ پھیپھڑوں کے ذریعے پورے جسم کو آکسیجن (oxygen) پہنچانے کا ذریعہ بنتے ہیں کیونکہ جسم میں آکسیجن (oxygen) کی بہت ضرورت ہوتی ہے لہذا یہ سیلز (cells) جتنا ممکن ہوسکتا ہے اتنی آکسیجن (oxygen) فراہم کرنے میں مددگار بنتے ہیں۔انسان کا مادہ مَنی جسے سائنس سپرم (sperm) کا نام دیتی ہے،سیل (cell) ہی کی ایک قسم ہے جو کہ مَرد حیوان سے نکلتا ہے اور عورت کے بیضے کے ساتھ جُڑ جاتا ہے۔اور یہ طویل سفر طے کرتا ہے۔اگر یہ مادہ مچھلی سے بنا ہے تو پانی کے ذریعے بیضے کی تلاش کرتا ہے اور اگر (land animal) سے بنا ہے تو عورت کے جسم کے دیگر اعضاء کے ذریعے بیضے کی تلاش کرتا ہے۔بہت زیادہ بیضے کی تلاش میں تیرنے کے باعث اسکی لمبی دم ہوتی ہے۔سائنسی تحقیق کے مطابق نطفہ یا (spermatic liquid) بعض رطوبات (secretions) سے بنتا ہے،جو ان غدوروں Testicals,Seminal Vesicles,Prostate glands,Glands of Urinary Tract سے آتی ہیں۔ڈاکٹر کیتھ مور اپنی کتاب "The Developing Human" میں لکھتا ہے:"وہ قطرہ جو پشت اور سینے کے بیچ سے نکلتا ہے وہ تخلیق انسانی کا پیش خیمہ بنتا ہے۔جنین کے مراحل میں،

لڑکے اور لڑکی کے اعضائے تولیدی (فوطے اور رحم) گردے کے نزدیک پشت اور گیارھویں وبارھویں پسلی کے درمیان اپنی نشرونما کا آغاز کرتے ہیں حتی کہ بلوغت کے بعد بھی یہ اعضاء اعصاب اور خون کی بہم رسانی پشت اور سینے کے بیچ سے حاصل کرتے ہیں۔ انسانی تخلیق مختلف مراحل سے گزر کر مکمل ہوئی: (۱)......﴿انا خلقنكم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة وغير مخلقة لنبين لكم ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر خون کی پھٹک سے پھر گوشت کی بوٹی سے نقشہ بنی اور بے بنی تا کہ ہم تمہارے لئے اپنی نشانیاں ظاہر فرمادیں (الحج:۵) ﴾۔(۲)......﴿ثم جعل نسله من سللة من ماء مهين پھر اس کی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ سے (السجدۃ:۸) ﴾۔(۳)......﴿انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے (الدھر:۲) ﴾۔

ہمارا مقصود اس مختصر سی بحث سے یہ تھا کہ جس چیز کو سائنس چودہ سو سال کے بعد مان رہی ہے اسے اللہ نے چودہ سو سال بعد نازل ہونے والی کتاب میں نازل کر دیا۔ اگر چہ سائنسی تحقیق میں ان تین مراحل کا ذکر ہے لیکن ان تینوں مراحل کو قرآن سے ملا کر طلباء کی سہولت کے لئے پیش کیا گیا ہے اور طوالت سے بچنے کے لئے ہم نے مختصر کلام پر ہی اکتفاء کیا ہے۔ جس کتاب کا ماقبل حوالہ دیا ، ڈاکٹر کیتھ مور نے قرآن سے مزید علوم حاصل کرنے کے بعد تیسرا ایڈیشن اسی موضوع ''The Developing Human'' کے نام پر لکھا ہے اور ۱۹۸۲ء میں بہترین طبی کتاب ہونے کا انعام حاصل کیا۔ ماننا پڑے گا کہ جو تحقیق قرآن وحدیث وشرعی اسلامی قوانین کے مطابق ہے وہی ماننے کے لائق ہے۔

جرم بمعنی کفر کا بیان:

۲......متذکرہ آیت کی تفسیر میں علامہ جلال الدین محلی نے مجرم کی تفسیر کافر سے کی ہے، یہاں سے جرم کا درجہ معلوم ہو گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مجرم (کافر) نہ تو دنیا میں نفع بخش رہے اور نہ ہی قیامت میں ان کا کوئی پرسان حال ہوگا اس لئے کہ دنیا میں واحد لاشریک کا عقیدہ نہ رکھنے کے باعث اعمال بد کا شکار رہے جن کا حساب اُخروی زندگی میں دینا ہے اور قیامت میں برزخی (قبر کی) زندگی کو جھٹلا کر تباہی کا شکار ہوئے۔ اس آیت میں قیامت کے دن کفار مشرکین کے جھوٹ بولنے پر دلیل ہے اگر چہ اس کے بارے میں کسی کے ذہن میں اشکالات ہوں لیکن جو بھی اشکال قرآن کے خلاف ہوگا وہ ہمیں نامنظور ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿يوم يبعثهم الله جميعا فيحلفون له كما يحلفون لكم ويحسبون انهم على شيء الا انهم هم الكذبون جس دن اللہ سب کو اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا سنتے ہو بیشک وہی جھوٹے ہیں (المجادلۃ:۱۸) ﴾، ﴿ثم لم تكن فتنتهم الا ان قالوا والله ربنا ...... پھر ان کی کچھ بناوٹ نہ رہی مگر یہ کہ بولے ہمیں اپنے رب کی قسم کہ ہم مشرک نہ تھے دیکھو کیسا جھوٹ باندھا خود اپنے اوپر (الانعام:۲۳،۲۴) ﴾۔

علم وایمان کا امتزاج:

۳......متذکرہ آیت میں علم والوں کا ذکر ہے جس سے یا تو فرشتے مراد ہیں یا حضرات انبیائے کرام، یا گزشتہ امتوں کے علماء یا موجودہ امت کے علماء مراد ہیں۔ ایمان کا نور نہ ہو تو کوئی علم فائدہ نہیں دیتا، کیونکہ عذاب قبر و دوزخ سے وہی پناہ مانگے گا جو صاحب ایمان ہوگا اور جو ایمان نہیں رکھتا اسے علم کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ دیکھیں ایمان لا کر مسلمان ہوا تو اب قرآن پڑھنا جائز ہوا، حدیث سیکھنے کا ذہن بنا، دینی علم کا شوق ہوا، برعکس ایسے شخص کے جس کے پاس ایمان ہی نہیں دوسرے لفظوں میں مسلمان ہی نہیں ہے تو اسے ایسی سوچ ہی کہاں ملے گی؟ حضرت سیدنا زر بن حبیش فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں

مدینہ منورہ میں قاصد بن کر آیا تھا اور اس کام پر مجھے فقط حضرت سیدنا اُبی بن کعب اور دیگر صحابہ سے ملاقات کے جذبے نے ابھارا تھا۔

(مسند امام احمد بن حنبل ،حدیث:صفوان بن عسال، رقم:۱۸۱۱۲،ج٦،ص ۳۱۵)

☆......سرکارِ دوعالم ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ کو دعا میں یہ کہتے ہوئے سنا: اے اللہ! مجھے میرے شوہر رسول اللہ ﷺ اور اپنے والد حضرت ابوسفیان اور اپنے بھائی حضرت معاویہ سے نفع پہنچانا، تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اللہ عزوجل سے ان مدتوں اور عمروں کے متعلق سوال کیا جو مقدر ہو چکی ہیں اور ان روزیوں کے متعلق سوال کیا جو تقسیم کی جاچکی ہیں، لیکن تم اللہ عزوجل سے یہ سوال کرو کہ وہ تم کو دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے''۔

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب: ان الاجال والارزاق وغیرھا،رقم:(٦٦٦٧)/٢٦٦٣،ص ١٣١١)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور دوزخ کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی وموت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب: التعوذ من عذاب النار،رقم:۱۳۷۷،ص ۲۲۱)

مرنے کے بعد کا حال سائنس کی رو سے:

☆......مرنے کے بعد انسانی دل کی دھڑکن بند ہوجاتی ہے اور انسانی جسم بہت جلد ٹھنڈا پڑ جاتا ہے، جسے (Death chill) کہتے ہیں۔ انسانی جسم کا درجۂ حرارت گر کر ۵.۱ڈگری (Fahrenhiet) تک پہنچ جاتا ہے۔ انسان کے مرجانے کے بعد بھی جسم کے بعض اعضاء زندہ رہتے ہیں مثلاً (skin cells) چوبیس گھنٹے تک کام کرتے ہیں۔ مرنے کے چند دن بعد انسانی جسم میں (bacteria) داخل ہو کر جسم کو کمزور کرنا شروع کردیتے ہیں۔ اور یہ (bacteria) انسانی جسم میں کام کرنا شروع کرتے ہیں جس سے جسم پہلے (green) پھر (purple) پھر (black) پڑ جاتا ہے۔ اور انسانی جسم سے بدبو نکلنا شروع ہوجاتی ہے۔ اعضائے انسانی مثلاً آنکھیں، کان، زبان بکھرنا شروع ہوجاتے ہیں۔ ایک ہفتے کے بعد کھال جھڑنا شروع ہوجاتی ہے۔ ایک ماہ میں جسم کے بال، ناخن، دانت تک گرنا شروع ہوجاتے ہیں۔ جسم کے اندرونی اعضاء اور (tissues) گھل جاتے ہیں کیونکہ ان کے اندر ہی اندر سوجنے سے جسم پھول کر پھٹ جاتا ہے اور تمام اندرونی اعضاء جو باقی بچے تھے گھل کر ختم ہوجاتے ہیں اور ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جاتا ہے۔ سائنسدانوں میں فی زمانہ مرنے کے بعد جسم کو (freze) کرنے کے رجحان میں تیزی سے اضافہ پایا جارہا ہے اور اس حوالے باقاعدہ سائنسدان کام کررہے ہیں اور ادارے تشکیل دیئے جارہے ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو آج سائنس ثابت کرتی ہے لیکن شریعت اسلامیہ میں پہلے ہی اس نظائر ملتے ہیں جبھی تو مرنے والے انسان کی تدفین میں جلدی کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ مبادا اگر وہ جسم زیادہ رکھنے سے تغیر پزیر نہ ہوجائے۔

اغراض:

ماء مھین: سے مراد حقیر، گھٹیا اور تھوڑی مقدار کا پانی ہے۔ **الکافرون:** سے مراد منکرین بعث ہیں۔ **انکرتموہ:** یعنی یوم بعث کا دنیا میں انکار کرنا مراد ہے۔

مکثوا فی القبور: یعنی قبر کی زندگی کم معلوم ہوگی، اس لئے کہ عذاب قبر، عذاب نار کے مقابلے میں ہلکا معلوم ہوگا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی کا ٹھہرنا مراد ہے کیونکہ اُخروی معاملات کے مشاہدے کے مقابلے میں دنیاوی زندگی کا قیام قلیل معلوم ہوگا۔ **یصرفون عن الحق:** یعنی دنیا میں حق کے بارے میں اقرار واعتراف کرنے سے رکتے ہیں۔ **وغیرھم:** مراد حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام ہیں۔ **ای لا تترکنہ:** یعنی ان کے جھٹلانے اور ایذا دینے پر صبر نہ چھوڑیں۔ (الصاوی، ج٤،ص ۳۳۵ وغیرہ)

سورۃ لقمان مکیۃ الا ولو ان ما فی الارض من شجر اقلام الاٰیتین فمدنیتان وھی اربع وثلثون آیۃ

(سورۂ لقمان مکیہ ہے سوائے ﴿ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام ......الخ﴾ سے دوآیات جو کہ مدنی ہیں، اس سورت میں کل چونتیس آیات ہیں)۔

تعارف سورۃ لقمان

اس سورت میں چار رکوع، ۵۴۸ کلمات اور ۲۱۱۰ حروف ہیں، اس سورت پاک کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اسلامی تعلیمات کا اعلان کچھ انوکھے انداز میں کیا گیا ساتھ ہی والدین کا اولاد کی تربیت کرنا اس سورت کا نمایاں موضوع ہے۔ جس حسین پیرائے میں حضرت لقمان نے اپنے صاحبزادے کی تربیت فرمائی اس کا نمونہ عام لوگوں میں کہیں نہیں پایا جاتا۔ یہی عمدہ انداز جب اولاد میں نمایاں کردار بن کر سامنے آئے گا تو معاشرے کو ایک باوقار اور قابل اعتماد فرد ملے گا جس سے کئی لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔ اس سورت میں ظاہری و باطنی انعامات کا بھی ذکر ہے جو بڑی فیاضی سے انسان کو بلندیوں کی چوٹی تک لے جاتے ہیں، انسان اپنی سوچ کی بلندی سے کردار کی بلندی تک اور مراتب کو طے کرتے ہوئے نمایاں کردار کا حامل ہو جاتا ہے۔ لیکن جہاں بے جا ضد اور جہالت کا بسیرہ ہو وہ لوگ گویا ادھار کھائے ہوئے لوگوں کی طرح ہیں کہ وہ شیطان کا دامن کسی طور پر چھوڑنے کو تیار ہی نہیں ہیں۔ اور پھر یہ پستی اور تنزلی اپنی انتہاء کو پہنچ کر معاشرے میں ایسے بگاڑ کو جنم دیتی ہے جس کی گتھیوں کو سلجھانے کی سکت کسی میں نہیں، کوئی مرد قلندر ہی اُسے اپنے کمال سے یا کرامت سے درست کردے ورنہ گویا قدرت کی مار ایسی پڑی کہ اب نجات کی گنجائش نہیں۔ اللہ ﷻ نے بے شمار دلائل و براہین دے کر اپنی وحدانیت، قدرت، حکمت اور علم محیط کو ثابت کر دیا، اور بتادیا کہ ظاہری علوم کے بجائے خود اس کی ہمہ دانی کا یہ حال ہے کہ پوشیدہ سے پوشیدہ چیز بھی اس سے مخفی نہیں۔

رکوع نمبر: ۱۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الم (۱)﴾اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ بِذٰلِکَ﴿تلک ﴾اَیْ ھٰذِہِ الْاٰیٰتِ﴿ایت الکتب ﴾القراٰنِ﴿الحکیم (۲)﴾ذِی الْحِکْمَۃِ وَالْاِضَافَۃُ بِمَعْنٰی مَنْ ھُوَ﴿ھدی ورحمۃ ﴾بِالرَّفْعِ﴿للمحسنین (۳)﴾فِی قِرَائَۃِ الْعَامَّۃِ بِالنَّصْبِ حَالًا مِنَ الْاٰیَاتِ الْعَامِلُ فِیْھَا مَافِی تِلْکَ مِنْ مَعْنَی الْاِشَارَۃِ﴿الذین یقیمون الصلوۃ ﴾بَیَانٌ لِلْمُحْسِنِیْنَ﴿ ویوتون الزکوۃ وھم بالاخرۃ ھم یوقنون (۴)﴾ھُمُ الثَّانِی تَاکِیْدٌ﴿اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون (۵)﴾الْفَائِزُوْنَ﴿ومن الناس من یشتری لھو الحدیث ﴾اَیْ مَا یُلْھِیْ مِنْہُ عَنْ مَا یَعْنِیْ ﴿لیضل ﴾بِفَتْحِ الْیَاءِ وَضَمِّھَا﴿ عن سبیل اللہ ﴾طَرِیْقِ الْاِسْلَامِ﴿ بغیر علم صلے ق ویتخذھا ﴾بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰی یُضِلُّ وَ بِالرَّفْعِ عَطْفًا عَلٰی یَشْتَرِیْ ﴿ھزوا ط﴾مَھْزُوًّا بِھَا﴿اولئک لھم عذاب مھین (۶)﴾ذُوْاِھَانَۃٍ﴿واذا تتلی علیہ ایتنا ﴾القراٰنُ﴿ولی مستکبرا ﴾مُتَکَبِّرًا﴿کان لم یسمعھا کان فی اذنیہ وقرا ج﴾صَمَمًا وَجُمْلَتَا التَّشْبِیْہِ حَالَانِ مِنْ ضَمِیْرِوَلّٰی اَوِ الثَّانِیَۃُ بَیَانٌ لِلْاُوْلٰی﴿ فبشرہ ﴾اَعْلِمْہُ﴿بعذاب الیم (۷)﴾مُؤْلِمٍ وَذِکْرُ

البَشَارۃِ تَہَکُّمَ به وهُوَ النَّضرُبنُ الحارِثُ کان یَاتِی الحِیرَۃَ یَتَّجِرُ فَیَشتَرِی کتبَ اَخبَارِ الاَعَاجِمَ و یُحدِثُ بِهَا اَهلَ مَکَّۃَ وَیَقُولُ اِنَّ مُحمدًا یُحَدِّثُکم اَحَادِیثَ عادٍ و ثمُودٍ واَنَا اُحَدِّثُکم حَدِیثَ فارِسَ والرُّومِ فَیَستَمِلحُونَ حَدِیثَهُ وَیَترُکونَ اِستِمَاعَ القُرانِ ﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت لهم جنت النعیم (۸) خلدین فیها ﴾ حَالٌ مُقدَّرَۃٌ اَی مُقدَّرًا خُلودُهُم فِیهَا اِذَا دَخَلُوهَا ﴿ وعد الله حقا ﴾ اَی وَعَدَهُمُ اللهُ ذالِکَ وَحَقَّهٗ حقًا ﴿ وهو العزیز ﴾ الذِی لَا یَغلِبُهٗ شَیءٌ فَیَمنَعُهٗ عَن اِنجَازِ وَعدِهٖ ووَعِیدِهٖ ﴿ الحکیم (۹) ﴾ الذِی لَا یَضَعُ شَیئًا اِلا فِی مَحَلِّهٖ ﴿ خلق السموت بغیر عمد ترونها ﴾ العَمَدَ جَمعُ عِمَادٍ وهُوَ الاُسطُوانَۃُ وهُوَ صادِقٌ بِاَن لَا عَمَدَ اصلًا ﴿ والقی فی الارض رواسی ﴾ جِبالًا مُرتَفِعۃً ﴿ ان ﴾ لا ﴿ تمید ﴾ تَتَحَرَّکَ ﴿ بکم وبث فیها من کل دابة ط وانزلنا ﴾ فِیهِ اِلتِفاتٌ عَنِ الغَیبَۃِ ﴿ من السماء ماء فانبتنا فیها من کل زوج کریم (۱۰) ﴾ صِنفٍ حَسَنٍ ﴿ هذا خلق الله ﴾ اَی مَخلُوقُهٗ ﴿ فارونی ﴾ اَخبِرُونِی یا اَهلَ مَکَّۃَ ﴿ ما ذا خلق الذین من دونه ط ﴾ غَیرِهٖ اَی اٰلِهَتُکم حتی اَشرَکتُمُوهَا به تعالی ومَا اِستِفهامُ اِنکارٍ مُبتداءٌ وَذَا بِمعنَی الذِی بِصِلَتِهٖ خَبَرُهٗ وَاَرُونِی مُعلَّقٌ عَنِ العَمَلِ وَما بَعدَهٗ سَدَّ مَسَدَّ المَفعُولَینِ ﴿ بل ﴾ لِلاِنتِقالِ ﴿ الظلمون فی ضلل مبین (۱۱) ﴾ بَیِّنٍ بِاِشرَاکِهِم واَنتُم مِنهُم.

﴿ترجمہ﴾

الم (اس کی مراد اللہ با خوبی جانتا ہے،......۱......) وہ (یعنی یہ آیتیں، تلک بمعنی ھذہ ہے) حکمت والی کتاب (یعنی قرآن پاک) کی آیتیں ہیں (الحکیم کے معنی حکمت والی ہے، آیات الکتاب میں اضافت منّی ہے، یہ) ہدایت اور رحمت ہیں (یہ دونوں الفاظ مرفوع ہیں) نیکوں کے لیے (عام قرّاء کی قرائت کے مطابق اسے منصوب پڑھا گیا ہے، یہ الآیات سے حال ہے، اس میں اسم اشارہ تلک میں معنیٔ عمل کررہا ہے) وہ جو نماز قائم رکھیں......۲......("الذین یقیمون الصلوة" للمحسنین کا بیان ہے) اور زکوۃ دیں......۳......اور آخرت پر یقین لائیں......۴......(وھم بالاخرۃ ھم یوقنون میں دوسرا ھم تاکید کے لئے ہے) یہی لوگ اپنے رب کی طرف ہدایت پر ہیں اور یہی فلاح پائیں گے......۵......(المفلحون بمعنی الفائزون ہے) اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں (لھوالحدیث سے مراد وہ شے ہے جو مقصود سے غافل کردے......۶......) کہ بہکادیں (لیضل کو علامت مضارع یاء مفتوحہ اور مضمومہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اللہ کی راہ (یعنی اسلام کی راہ) سے بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں (یعنی اس کے ساتھ ہنسی کرے، یتخذ منصوب ہونے کے صورت میں یضل پر اور مرفوع ہونے کی صورت میں یشتری پر معطوف ہے) ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے (مھین بمعنی ذواھانۃ ہے) اور جب ان پر ہماری (یعنی قرآن پاک کی) آیتیں پڑھی جائیں تو تکبر ہوا پھر (مستکبرا بمعنی متکبرا ہے) جیسے انہیں سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں روئی کا پھایا ہے......۷......(وقرا بمعنی صمما ہے، یہ دونوں جملے تشبیہ کے لیے ہیں اور دونوں ولی کی ضمیر سے حال ہے یا دوسرا جملہ پہلے کا بیان ہے) تو اسے مژدہ سناؤ (یعنی انہیں خبر دیدو) دردناک عذاب کی (الیم بمعنی مؤلم ہے، بشارت کو ذکر کرنا یہ ان کے ساتھ تہکم کرنا ہے، یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی، یہ شخص بغرض تجارت حیرہ جایا کرتا تھا وہاں سے یہ عجمیوں کی کہانیاں خرید لایا، پھر یہ کہانیاں اہل

مکہ کوسناتا اور کہتا محمد ﷺ تمہیں عادوثمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں تمہیں فارس وروم کے واقعات بتاتا ہوں کچھ لوگ اسکی باتیں سننے میں لگ گئے اور قرآن پاک سننا ترک دیا) بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے چین کے باغ ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے (یہ حال مقدرہ ہے، یعنی جب وہ جنت میں داخل ہونگے تو اس میں ہیشگی کا رہنا ان کا مقدر ہوگا) اللہ کا وعدہ ہے سچا (یعنی اس نے ان سے یہ وعدہ کیا ہے وہ ضرور سچا کریگا) اور وہی غالب (جس پر کوئی شے غالب نہیں آسکتی کہ اسے اس کے وعدے اور وعید کو پورا کرنے سے روک سکے) اور حکیم ہے (جو کہ ہر چیز اس کے محل میں رکھتا ہے) اس نے آسمان بنائے بے ایسے ستونوں کے جو تمہیں نظر آئیں (العمد جمع ہے عماد کی، بمعنی ستون اور یہ بات درست ہے کہ آسمان میں اصلا کوئی ستون نہیں......۸......) اور زمین میں ڈالے لنگر (یعنی بلند و بالا پہاڑ) کہ (نہ) کانپے تم کو لے کر نہ (یعنی تمہیں لے کر نہ کانپے) اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور ہم نے جوڑا (یعنی قسم کو) اگایا (زوج بمعنی قسم ، اور کریم بمعنی نفیس ہے) یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے (یعنی اس کی مخلوق ہے) مجھے وہ دکھاؤ (اے اہل مکہ مجھے اس کی خبر دو) جو اس کے سوا اوروں نے بنایا (یعنی جسے تمہارے خداؤں نے بنایا ہے حتی کہ اس کے ساتھ تم نے انہیں ٹھہرالیا، ما استفہام انکار کے لیے ہے اور مبتدا بن رہا ہے، اور ذا بمعنی الذی اپنے صلہ سے ملکر خبر ہے اور انی کو لفظا عمل سے روک دیا گیا ہے اور اس کا مابعد دو مفعولوں کے قائم مقام ہے) بلکہ (یہ انتقال کلام کے لیے ہے) ظالم کھلی گمراہی میں ہیں (اپنے شریک کی وجہ سے اور تم بھی انہیں لوگوں میں سے ہو، مبین بمعنی بین ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم o تلک ایت الکتب الحکیم o ھدی ورحمۃ للمحسنین o﴾.

الم: "ھذہ" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، تلک: مبتدا، ایت الکتب الحکیم: مرکب اضافی ذوالحال، ھدی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رحمۃ للمحسنین: شبہ جملہ معطوف، ملکر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ﴾.

الذین: موصول، یقیمون الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یوتون الزکوۃ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر ماقبل "المحسنین" کی صفت واقع ہے۔

﴿وھم بالاخرۃ ھم یوقنون o﴾.

و: عاطفہ، ھم: مؤکد، ھم: تاکید، ملکر مبتدا، بالاخرۃ: ظرف لغو مقدم، یوقنون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون o﴾.

اولئک: مبتدا، علی: جار، ھدی: موصوف، من ربھم: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اولئک: مبتدا، ھم المفلحون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا ھزوا﴾.

و: مستانفہ، من الناس: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصول، یشتری: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، بغیر علم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، لھو الحدیث: مفعول، لام: جار، یضل عن السبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یتخذھزوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک لھم عذاب مھین o﴾.

اولئک: مبتدا،لھم: ظرف مستقر خبر مقدم،عذاب مھین: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا تتلی علیہ ایتنا ولی مستکبرا کان لم یسمعھا کان فی اذنیہ وقرا﴾.

و: عاطفہ،اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،تتلی علیہ ایتنا: جملہ فعلیہ شرط،ولی: فعل "ھو" ضمیر مستتر ذوالحال،مستکبرا: حال اول، کان: حرف مشبہ مخففہ با ضمیر شان محذوف اسم،لم یسمع: فعل نفی "ھو" ضمیر ذوالحال، کان: حرف مشبہ،فی اذنیہ: ظرف مستقر خبر مقدم،وقرا: اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ھا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال ثانی،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فبشرہ بعذاب الیمoان الذین امنوا وعملوا الصلحت لھم جنت النعیم o خلدین فیھا﴾.

ف: فصیحیہ،بشرہ: فعل امر با فاعل ومفعول،بعذاب الیم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ان: حرف مشبہ،الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ،ملکر اسم،لام: جار،ھم: ذوالحال،خلدین فیھا: شبہ جملہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم،جنت النعیم: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعداللہ حقا وھو العزیز الحکیمo﴾.

وعداللہ: مؤکد،حقا: تاکید،ملکر فاعل،محذوف "وعداللہ" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،ھو مبتدا،العزیز الحکیم: خبران،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿خلق السموت بغیر عمد ترونھا والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم﴾.

خلق: فعل با فاعل،السموت: ذوالحال،ب: جار،غیر: مضاف،عمد: موصوف،ترونھا: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،القی: فعل با فاعل،فی الارض: ظرف لغو،رواسی: "جبالا" محذوف کی صفت،ملکر مفعول بہ،ان تمیدبکم: جملہ بتاویل مصدر مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وبث فیھا من کل دابۃ وانزلنا من السماء ماء فانبتنا فیھا من کل زوج کریمo﴾.

و: عاطفہ،بث فیھا: فعل با فاعل وظرف لغو،من کل دابۃ: ظرف مستقر "حیوانات" محذوف کی صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،انزلنا من السماء ماء: فعل با فاعل،وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف: عاطفہ،انبتنا فیھا: فعل با فاعل وظرف لغو،من کل زوج کریم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ھذا خلق اللہ فارونی ما ذا خلق الذین من دونہ﴾.

ھذا: مبتدا،خلق اللہ: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف: فصیحیہ،ارونی: فعل امر با فاعل ومفعول،ماذا: اسم استفہام مفعول مقدم،خلق: فعل،الذین من دونہ: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بل الظلمون فی ضلل مبینo﴾.

بل: عاطفہ،الظلمون مبتدا،فی ضلل مبین: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ومن الناس من یشتری ......☆ یہ آیت نضر بن حارث بن کلدہ کے حق میں نازل ہوئی جو تجارت کے سلسلے میں دوسرے

ملک میں سفر کیا کرتا تھا، اس نے عجمیوں کی کتابیں خریدیں جن میں قصے کہانیاں تھیں، وہ قریش کو سناتا اور کہتا سرور کائنات (محمد ﷺ) تمہیں عاد وثمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں رستم، اسفندیار اور شاہان فارس کی کہانیاں سناتا ہوں، کچھ لوگ ان کہانیوں میں مشغول ہو گئے اور قرآن پاک سننے سے رہ گئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

الم کی تحقیق:

۱.....قرآن مجید میں کل چودہ حروف مقطعات مذکور ہیں جو کہ اُنتیس سورتوں کے آغاز میں ہیں جن کے حقیقی معنی اللہ ہی جانے اور اسکے حبیب ﷺ، جن میں سے چھ سورتوں کے آغاز میں الــم ہے۔ ان حروف مقطعات کے بارے میں مفسرین کرام کی دو آراء ہیں:

پہلا گروہ: اس بارے میں علامہ ناصر الدین البیضاوی علیہ الرحمۃ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب تفسیر بیضاوی میں کئی اقوال ذکر کئے ہیں:

(۱).....ایک قول کے مطابق ”انه سر استأثر الله بعلمه۔“ یعنی یہ ایک ایسا راز ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ خاص ہے۔

(۲).....حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”فی کل کتاب سر و سر الله تعالی فی القران اوائل السُوَر۔“ یعنی ہر کتاب میں کچھ راز ہوتے ہیں جبکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے راز سورتوں کے آغاز میں مذکور حروف مقطعات ہیں۔

(۳).....حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”الحروف المقطعة من المکتوم الذی لا یفسر۔“ یعنی حروف مقطعات ان پوشیدہ رازوں میں سے ہیں جن کی تفسیر نہیں جانی جا سکتی۔

(۴).....حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”فی کل کتاب صفوة و صفوة هذا الکتاب حروف الهجاء۔“ یعنی ہر کتاب کے کچھ منتخبات ہوتے ہیں اور قرآنِ کریم کے منتخبات حروف مقطعات ہیں۔ (البیضاوی مع حاشیه شیخ زاده، ج ۱، ص ۱۴۳)

دوسرا گروہ: اس بارے میں ”تنویر المقباس من تفسیرِ ابن عباس“ میں کئی اقوال مروی ہیں:

(۱).....الم کے بارے میں ہے: ”الف الله، لام جبریل، میم محمد ﷺ۔“ یعنی الف، لفظِ الله کا، لام لفظِ جبریل کا اور میم لفظِ محمد ﷺ کا ہے۔

(۲).....”و یقال الف الاء ه، لام لطفه، میم ملکه۔“ یعنی الف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں، لام سے مراد اس کا لطف اور میم سے مراد اس کی بادشاہی وسلطنت ہے۔

(۳).....”و یقال الف ابتداء اسمه الله، لام ابتداء اسمه لطیف، میم ابتداء اسمه مجید۔“ یعنی ایک قول کے مطابق الف (اسماء حسنیٰ میں سے) لفظ اللہ کا، لام لفظِ لطیف کا اور میم لفظِ مجید کا پہلا حرف ہے (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ٤)

(۴).....امام بیضاوی حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں: ”اِنّ الر و حم و ن مجموعها الرحمن۔“ یعنی الر، حم اور ن کا مجموعہ الرحمن۔ (البیضاوی مع حاشیه شیخ زاده، ج ۱، ص ۱۳۶)

نماز قائم کرنے سے کیا مراد ہے؟

۲.....نماز قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ سچی توجہ اور حضورِ قلبی کے ساتھ دوام کیا جائے اور اللہ عزوجل کے سوا سب سے اعراض کیا جائے۔ اور متذکرہ آیت میں اِقــــام بمعنی ادام ہے۔ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ”اللہ اور بندوں کے مابین پانچ راستے ہیں

جنہیں سوائے لاغر و کمزور کے کوئی قطع نہیں کرسکتا وہ پانچ راستے یہ ہیں: (۱)...... موت اور اس وقت کی تکلیف، (۲)...... قبر اس کی وحشت و تنگی، (۳)...... منکر نکیر کے سوالات اور ان کی ہیبت، (۴)...... میزان اور اس کا اعمال خیر سے ہلکا ہونا، (۵)...... پلِ صراط اور اس کی دشواریاں۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں سماعت کیں تو اتنا روئے کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتوں نے ان کا رونا سماعت کیا، حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہئے کہ نہ روئیں، سوائے موت کے ہر بیماری کا علاج ہے، پھر فرمایا: جس نے صبح فجر کی نماز ادا کی اس کے لئے موت اور اس کی شدت آسان ہو جائے گی، جس نے ظہر کی نماز ادا کی اس کے لئے قبر کی وحشت اور تنگی کا معاملہ درست ہو جائے گا، جس نے نماز عصر ادا کی اسکے لئے منکر نکیر کے سوالات اور ان کی ہیبت آسان ہو جائے گی، جس نے نماز مغرب ادا کرنے کا اہتمام ہمیشہ کیا تو اس کے لئے میزان عمل کا معاملہ درست ہو جائے گا اور جس نے نماز عشاء پابندی سے پڑھی تو اس کے لئے پلِ صراط اور اس کی دشواریوں کا معاملہ درست ہو جائے گا"۔

(روح البیان، ج۷، ص۷۷)

☆...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کرتا رہوں جب تک کہ لوگ شہادت نہ دیں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، پس جب وہ ایسا کرلیں تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کرلیا"۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: فان تابو واقاموا، رقم: ۲۵، ص۷)

زکوۃ کن لوگوں پر متعین کی گئی ہے؟

۳...... زکوۃ فرض عین ہے، اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق و قتل کا مستحق اور ادا میں دیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔ اس کے وجوب کے لئے چند شرائط ہیں، اگر یہ شرائط تمام تر شرعی تقاضوں کے ساتھ پائی جائیں تو ایسے شخص پر زکوۃ دینا ضروری قرار پائے گا۔ (۱)...... مسلمان ہونا: چنانچہ کافر پر زکوۃ واجب نہیں یعنی کوئی کافر مسلمان ہو تو اسے یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ زمانہ کفر کی زکوۃ ادا کرے۔ (۳،۲)...... بالغ اور عاقل: نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں، جنون اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکوۃ واجب نہیں، اور اگر سال کے اول آخر میں افاقہ ہوتا ہے، اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گزرتا ہے تو واجب ہے۔ (۴)...... آزاد ہونا: غلام پر زکوۃ واجب نہیں اگرچہ ماذون ہو (یعنی اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دی ہو) یا مکاتب، یا ام ولد یا مستسعی ہو (یعنی غلام مشترک جس کو ایک شریک نے آزاد کیا ہو اور چونکہ وہ مالدار نہیں ہے، اس وجہ سے باقی شریکوں کے حصے کما کر پورے کرنے کا اسے حکم دیا گیا ہو)۔ (۵)...... مال بقدر نصاب اس کی ملک میں ہونا: اگر نصاب سے کم ہے تو زکوۃ واجب نہ ہوئی۔ (۶)...... پورے طور پر اس کا مالک ہو: یعنی اس پر قابض بھی ہو، جو مال گم گیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کرلیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا مدیون نے دین سے انکار کر دیا اور اس کے پاس گواہ نہیں پھر یہ اموال مل گئے، تو جب تک نہ ملے تھے، اس زمانہ کی زکوۃ واجب نہیں۔ (۷)...... نصاب کا دَین سے فارغ ہونا: نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دَین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوۃ واجب نہیں، خواہ وہ دین بندے کا ہو جیسے قرض یا اللہ کا جیسے زکوۃ، خراج، مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گزر گئے کہ زکوۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکوۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں کہ پہلے سال کی زکوۃ اس پر دَین ہے جسے نکالنے کے بعد وہ مالک نصاب نہیں رہتا۔ (۸)...... نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو: حاجت اصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہوتی ہے اس میں زکوۃ واجب نہیں، جیسے

رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، خدمت کے لئے لونڈی غلام، آلات حرب، پیشہ ور کے اوزار، اہل علم کے لئے حاجت کی کتابیں، کھانے کے غلہ جات۔(۹)......مال نامی ہونا: یعنی بڑھنے والا ہوخواہ حقیقۃً بڑھے یا حکماً بڑھے، یعنی بڑھانا چاہے تو بڑھائے کہ یہ بڑھانا اسکے یا اس کے نائب کے ہاتھ میں ہے، ہرایک کی دوصورتیں ہیں وہ اسی لئے پیدا کیا گیا ہو اسے خلقی کہتے ہیں جیسے سونا، چاندی، کہ یہ اسی لئے پیدا ہوئے کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں یا اس لئے مخلوق تو نہیں مگر اس سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے اسے فعلی کہتے ہیں۔سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں کہ تجارت سے ان میں نمو ہوگا۔سونے چاندی میں مطلقاً زکوۃ واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں اگر چہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے، باقی چیزوں میں زکوۃ اس وقت ہے جب کہ تجارت کی نیت سے ہو یا چرائی پر چھوٹے جانور اور بس، خلاصہ یہ ہے کہ زکوۃ تین قسم کے مال پر ہے: ثمن یعنی سونا چاندی، مال تجارت، چرائی کے جانور۔(۱۰)......سال گزرنا: سال سے مراد قمری سال ہے نہ کہ عیسوی، یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ ماہ، شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہوگئی تو یہ کمی کچھ اثر نہیں رکھتی یعنی زکوۃ واجب ہے۔

(بہار شریعت مخرجہ ،زکوۃ کا بیان، حصہ :۵،ج۱،ص۸۷۴وغیرہ)

حضرات انبیائے کرام پر زکوۃ فرض نہیں ہے کیونکہ زکوۃ میل کچیل کو صاف کرتی ہے اور حضرات انبیائے کرام میل کچیل سے پاک ہوتے ہیں، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا قرآن میں ہے:﴿واوصنی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا اور مجھے نماز وزکوۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں(مریم:۳۱)﴾۔ہم جواب یہ دیں گے کہ اس سے مراد نفس کی پاکیزگی ہے، یعنی اپنے نفس کو ان رزائل سے پاک رکھو جو حضرات انبیائے کرام کے مقام کے نامناسب ہیں، یا مجھے زکوۃ کے احکام پہنچانے کی وصیت کی اور یہاں زکوۃ سے مراد فطر نہیں ہے کیونکہ زکوۃ کی عدم فرضیت فقط حضرات انبیائے کرام کی خصوصیات سے ہے اور اس خصوصیت کے اعتبار سے زکوۃ مال اور زکوۃ بدن میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (الدرالمختار علی الردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب:مطلب:فی احکام المعتوۃ،ج۳،ص۱۷۰)

آخرت پر یقین رکھنے کا بیان:

۴......یعنی جہاں اعمال کی جزا وسزا دی جاتی ہے، اس پر یقین رکھنا ضروریات دین میں سے ہے اور یہ اللہ کے غیوبات میں سے ہے کہ قبر وآخرت پر ہم یقین رکھتے کیونکہ اللہ نے قرآن میں کئی مقامات پر اس کا ذکر فرمایا چنانچہ ابتدائی آیات قرآنیہ میں ہے﴿الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں(البقرۃ:۳تا۴)﴾۔

اعمال وعقائد کے تابع فلاح والے ہیں:

۵...... متذکرہ آیت اعمال وعقائد کا مجموعہ ہے یعنی نماز وزکوۃ کا تعلق اعمال بدنیہ ومالیہ سے ہے اور آخرت پر یقین رکھنا اعمال اعتقادیہ سے ہے۔معلوم ہوا کہ اعمال بدنیہ بھی ضروری ہیں اور مالیہ کا بجالانا بھی اہم ہے، ساتھ ہی امور اعتقادیہ پر بھی ایمان ہونا ضروری ہے اور انہی اصول وفروع کا خیال رکھنے والے کامیاب ہیں، اسی پاک کلام علم اصول کو علم فروع پر مقدم کرنے پر استدلال ہے چنانچہ فرمایا:﴿اننی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی بے شک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر(طہ:۱۴)﴾ میں اس بات پر دلیل ہے کہ علم اصول علم فروع سے مقدم ہے، علم اصول سے مراد توحید کا عقیدہ ہے اور علم فروع سے مراد عبادات ہیں۔پہلے عقیدہ کا حکم دیا پھر عبادت کا، مزید یہ بھی کہ عبادت کی کیفیت بیان نہیں فرمائی، مفسرین اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حضرت

موسیٰ علیہ السلام نماز کی کیفیت جانتے تھے، حضرت شعیب علیہ السلام اور دیگر حضرات انبیائے کرام پر نمازیں فرض تھیں، پس اللہ نے فقط توجہ دلانے کے لیے عبادت کا ذکر فرمایا۔ (الرازی، ج۸، ص ۱۹)

بے ہودہ کلام (غنا) کرنے کا جرم:

۶..... جب بیان ہو چکا کہ قرآن حکمت والی کتاب ہے اور اس کی آیات حکمت سے بھرپور ہیں تو کفار کے حال کا بھی بیان ہوتا ہے کہ انہوں نے ان آیات کو چھوڑ دیا اور اس کے علاوہ امور میں مشغول ہو گئے، ان کے بُرے کردار کو اللہ عزوجل نے بیان فرمایا: ﴿ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم...... الخ اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں اُن کے لئے ذلت کا عذاب ہے (لقمان:۶)﴾۔ ان کے کلام کو بُرا کہنے کی چند وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱)...... حکمت کو چھوڑ کر دیگر باتوں میں مشغول ہونا قبیح ہے۔ (۲)...... جس بات کا کچھ فائدہ نہ ہو وہ بُرا ہوا کرتا ہے۔ (۳)...... ان کے کلام کا مقصود غیر سنجیدہ کلام کرنا تھا، جیسا کہ ابن عباس کا قول ہے۔ (الرازی، ج۹، ص ۱۱۵)

اسی آیت کی تفسیر میں مجاہد نے ''لھو الحدیث'' کے بارے میں گانے باجوں کا قول کیا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: ''اللہ عزوجل سارنگی اور ڈگڈگی بجانے والے کے علاوہ ہر گنہگار کو معاف فرما دیتا ہے''۔

(النھایۃ فی غریب الحدیث و الاثر، باب العین مع الراء، عرطب، ج۳، ص ۱۹۶)

اکثر مفسرین نے ''لھو الحدیث'' کو غناء (موسیقی) سے تعبیر کیا ہے، ابن عباس، عکرمہ، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم، بیہقی سبھی نے غناء اور آلات غناء مراد لیا ہے۔ (الدر المنثور، ج۵، ص ۳۰۷)

علامہ نسفی فرماتے ہیں:

مراد ایسی پرانی کہانیاں جن کی کوئی اصل نہ ہو یا غناء مراد ہے۔ اور غناء وہ ہوتا ہے جو دل میں فساد لے آئے، مال ضائع کرا دے اور رب العالمین سے دور کر دے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کی آواز موسیقی میں بلند ہو مگر اللہ اس کے پاس دو شیطان بھیجتا ہے ایک دائیں کاندھے پر اور دوسرا بائیں کاندھے پر اور وہ اسے مارتے رہتے ہیں یہاں تک کہ بندہ گانا بند کر دے''۔ (النسفی، ج۲، ص ۷۱۱)

علامہ قرطبی نے درج آیات سے غنا سے کا استدلال کیا ہے:

(۱)...... ﴿ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم...... الخ اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں اُن کے لئے ذلت کا عذاب ہے (لقمان:۶)﴾۔ (۲)...... ﴿وانتم سامدون اور تم کھیل میں پڑے ہو (النجم:۶۱)﴾۔ (۳)...... ﴿واستفزز من استطعت منھم بصوتک اور بہکا دے ان سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے (الاسراء:۶۴)﴾۔ (القرطبی، الجزء:۲۱، ص ۴۸)

☆...... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: ''جب میری امت میں پندرہ خصلتیں ہوں گی تو ان پر بلاؤں کا نزول حلال ہو جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسی خصلتیں ہیں؟ فرمایا: ''(۱)...... جب مال غنیمت کو ذاتی دولت بنا لیا جائے گا، (۲)...... امانت کو مال غنیمت بنا لیا جائے گا، (۳)...... زکوۃ کو جرمانہ بنا لیا جائے گا، (۴)...... آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا، (۵)...... ماں کی نافرمانی کرے گا، (۶)...... دوست کے ساتھ نیکی کرے گا، (۷)...... والد کے ساتھ بے وفائی کرے گا، (۸)...... مساجد میں آواز بلند کرے گا، (۹)...... گھٹیا ترین شخص کو قوم کا سردار بنائے

گا،(۱۰)......کسی شخص کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جائے گی،(۱۱)......شراب پی جائے گی،(۱۲)......ریشم پہنا جائے گا،(۱۳)......گانے والیاں،(۱۴)......اور آلات موسیقی کو رکھا جائے گا،(۱۵)......اس امت کے بعد والے پہلوں کو بُرا کہیں گے،تم اس وقت سرخ آندھیوں یا زمین میں دھنسنے اور مسخ ہونے کا انتظار کرو''۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن ،باب: ما جاء فی علامة،رقم: ۲۲۱۰،ص ۶٤۵)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''مجھے مزامیر توڑنے کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے''۔

(کنزالعمال، کتاب اللهو و اللعب، قسم الافعال و الغناء، رقم:۴۰۶۸۲،ج۸،ص۹۹)

☆......حضرت عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اس امت میں زمین میں دھسنا،مسخ ہونا اور آسمان سے پتھر برسنا ہوگا،مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا یہ سب کب ہوگا؟فرمایا:''جب گانے والیوں اور آلات موسیقی کا ظہور ہوگا اور شراب کھلے عام پی جائے''۔

(سنن الترمذی،کتاب الفتن،باب: ما جاء فی علامة رقم :۲۲۱۲،ص ۶٤۵)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''دو آوازیں ملعون وفاجر ہیں،میں ان سے منع کرتا ہوں،مزامیر کی آواز اور شیطان کی آواز جو کسی نغمہ اور خوشی کے وقت ہو،اور کسی مصیبت کے وقت رونے پیٹنے کی آواز اور گریبان چاک کرنے کی آوازیں''۔

(سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب:ما جاء فی الرخصة،رقم:۱۰۰۵،ص۳۰۷)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی''غنا''کے بارے میں تحقیق یہی ہے کہ:مزامیر یعنی آلات لہو ولعب بلاشبہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیاء وعلماء دونوں فریق مقتداء کے کلمات عالیہ میں مصرح ان کے سننے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے اور حضرات علیہ سادات بہشت کبرائے سلسلۂ چشتیہ کی طرف ان کی نسبت محض باطل وافتراء ہے۔

(الفتاوی الرضویه مخرجه،ج۲۴،ص۷۹)

فسق وفجور نہ لانے والا غنا:

☆......بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ روایت کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے،اوران کے پاس ایام منیٰ میں دو بچیاں تھیں جو دف بجارہی تھیں اور جنگ بعاث کے گیت گارہی تھیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھے،حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان بچیوں کو ڈانٹا،اور کہا تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مزامیر شیطان بجارہی ہو!سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے کو کھولا اور فرمایا:''اے ابوبکر ان کو چھوڑو،کیونکہ یہ عید کے ایام ہیں،اور ایک روایت میں ہے اے ابوبکر رضی اللہ عنہ!ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب العیدین،باب: سنة العیدین لاهل الاسلام رقم:۹۵۲،۹۴۹،ص۱۵۳)

علامہ عینی کہتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وضاحت فرمائی کہ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے جیسے مجوسیوں کی عید نیروز ہوتی ہے اور یہ دن ہماری عید کا ہے،اور شرعا خوشی کا دن ہے،سو اتنی مقدار میں خوشی کے دن غنا کا انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ وہ غنا نہیں ہے جو دلوں میں فسق وفجور کی آگ بھڑکاتا ہے۔

(عمدة القاری ،کتاب العیدین، باب:فی العیدین و التحمل فیه، رقم:۹۴۹،ج،ص)

ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ شرعی سرور کا دن ہے اور اس دن اتنی مقدار میں غنا کا انکار نہیں کیا جاتا جیسا کہ شادی کے موقع پر انکار نہیں کیا جاسکتا۔

(فتح الباری، کتاب العیدین، باب:فی العیدین و التحمل فیه،رقم:۹۴۹،ج۲،ص۵۶۲)

☆......حضرت محمد بن حاطب الجمحی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حرام وحلال کے درمیان فرق دَف اور آواز ہے''۔

(سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب: مس جاء فی اعلان النکاح ،رقم:۱۰۸۸،ص ۳۳۰)

☆......حضرت عائشہ طیبہ طاہرہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اس نکاح کا اعلان کرو اور اس کو مساجد میں منعقد کرو اور اس پر دُفوف بجاؤ''۔

(سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب: مس جاء فی اعلان النکاح ،رقم:۱۰۹۱،ص ۳۳۰)

☆......ربیع بنت معوذ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس شب زفاف تشریف لائے اور میرے بستر پر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح تم میرے پاس بیٹھتے ہو، اس وقت بچیاں دَف بجا رہی تھیں اور میرے جو آباء غزوہ بدر میں شہید ہوئے تھے ان کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے یہ مصرع پڑھ دیا: ''**وفینا نبی یعلم مافی غد** یعنی ہم میں ایسے نبی ہیں جو (از خود) غیب جانتے ہیں''، سید عالم ﷺ نے فرمایا اس مصرع پر چپ رہو اور وہی پڑھو جو اس سے پہلے پڑھ رہی تھیں''۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: ،رقم:۴۰۰۱،ص ۶۷۵)

قرآن پڑھنے اور سننے کے آداب:

ے......اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے: ﴿**واذا قُرِء القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون** (الاعراف:۲۰۴)﴾ قرآن پڑھنے کے بھی بڑے آداب ہیں چنانچہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو مومن قرآن پڑھتا ہے، اس کی مثال تُرَنج کی سی ہے کہ خوشبو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی اچھا ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا، وہ کھجور کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو نہیں مگر مزہ شیریں ہیں۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا، وہ اندرائن کی مثل کہ اس میں خوشبو بھی نہیں ہے اور مزہ کڑوا ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے وہ پھول کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو ہے مگر مزہ کڑوا''۔

(صحیح البخاری، کتاب الاطعمة، باب: ذکر الطعام، رقم:۵۴۲۷،ص۹۶۸)

☆......حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس کتاب سے بہت لوگوں کو بلند کرتا ہے اور بہتوں کو پست کرتا ہے'' یعنی جو اس پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں، اُن کے لئے بلندی اور دوسروں کے لئے پستی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب :فضل من یقوم بالقرآن، رقم:۲۶۹/۸۱۶،ص ۳۷۱)

آسمانوں کا بے ستون قائم ہونا:

۸......آسمان اللہ ﷻ کی قدرت کا شاہکار ہے، جو کہ طبعی تقاضوں کے لحاظ سے نہیں پائی جاتی بلکہ آسمان ایک جگہ کا نام ہے اور اسے فِضاء بھی کہتے ہیں جس کے لئے کوئی انتہاء نہیں ہے اور ایک آسمان دوسرے کے لئے اللہ ﷻ کی قدرت کا شاہکار ہے جس کی طرف ﴿**بغیر عمد**﴾ کا فرمان اشارہ کرتا ہے، یعنی آسمان میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کے زوال کا سبب بنے بلکہ اگر آسمان زوال پذیر ہوگا تو فقط اللہ ﷻ کی قدرت سے، ایک قول یہ بھی ہے کہ آسمان دراصل مکان کا نام ہی نہیں کیونکہ مکان بغیر کسی ستون کے قائم نہیں رہتا کہ جگہ/مکان ستون کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس کے ستون ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں دو وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱)...... آسمان میں اصلاً کوئی ستون ہے ہی نہیں، جیسا کہ تم اسے بے ستون دیکھتے ہو، اور یہ اللہ کی قدرت کی دلیل ہے، (۲)...... آسمان میں ستون ہیں لیکن غیر مرئی یعنی نظر نہ آنے والے، پس یہ بھی اللہ کی قدرت و ارادے کے عمل دخل سے ہیں۔

(الرازی، ج۹،ص ۱۱۷ ،ملخصاو ملتقطا)

اغراض:

ای ھذہ الآیات: یعنی متذکرہ سورت کی آیات، ﴿تلک﴾ بعید کی ضمیر سے اشارہ کرنا اللہ عزوجل کی پاک بارگاہ میں اس کی عظمت وشان ورفعت کا بیان کرنا مقصود ہے، اگرچہ اذہان سے قریب ہی ہوں۔

ذی الحکمۃ: یعنی حکمت پر مبنی ہیں، مراد علم نافع ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ حکیم سے محکم مراد لیا جائے، یعنی محکم ہونے پر وہ یقین جس کے آگے نہ ہی پیچھے کوئی باطل نہ آنے پائے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ ﴿حکیم﴾ سے مراد اللہ کی ذات لی جائے، اس صورت مضاف کو حذف اور اس کی جگہ مضاف الیہ کو لانا ہوتا ہے جو کہ ضمیر مجرور ہے۔ الفائزون: یعنی ہمیشگی کی نعمتیں جو اہل جنت کے لئے تیار کی گئی ہیں۔

طریق الاسلام: مراد وہ امور ہیں جو اسلام تک پہنچائیں، اور "لَھوَ" اسے کہتے ہیں جو اللہ کی عبادت سے غافل کردیں اور اس کا ذکر ہنسی مذاق، خرافات، گانے باجے ومزامیر باطل میں پڑ جانا ہوتا ہے۔

مھزوء ا بھا: یعنی خرافات کی باتوں کو ہنسی بنالینا۔ بفتح الیاء: یعنی وہ گمراہی پر ہی رہیگا۔

اعلمہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مطلق بشارت سے مراد خبر ہے، اگرچہ اس خبر میں کوئی بشارت نہ ہو کیونکہ دردناک عذاب کی خبر دینا بشارت نہیں نذارۃ (ڈرانے کی خبر) ہوتی ہے۔ النضر بن الحرث: مراد ابن کلدۃ ہے جو کہ قریش کا ساتھی تھا۔

فیستملحون حدیثہ: یعنی کچھ لوگ اس کی جانب جھک کر کلام سننے لگے۔

جبالا مرتفعۃ: ابن عباس کہتے ہیں کہ مراد سترہ پہاڑ ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: ق، ابو قبیس، جودی، لبنان، طور سینین.

ای العمد: میں اس جانب اشارہ ہے کہ جملہ ﴿ترونھا﴾ عمد کی صفت ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿ولقد اتینا لقمن الحکمۃ﴾ مِنھَا العِلمُ والدِّیَانَۃُ والْاِصَابَۃُ فِی الْقَولِ وحِکْمَۃٌ کَثِیْرَۃٌ مَاثُورَۃٌ کَانَ یُفتِی قَبلَ بَعثِ داوٗدَ وَاَدرَکَ زَمَنَہٗ وَاَخَذَ منہُ العِلمَ وتَرکَ الفُتیَا وَقالَ فِیْ ذالکَ اَلا اَکْتَفِی اِذَا کُفِیتَ وَقِیلَ لَہٗ اَیُّ النَّاسِ شَرٌّ قالَ الَّذِی لَا یُبَالِی اَنْ رَآہُ مُسِیْئًا ﴿ان﴾ اَی وَقُلْنَا لَہٗ اَنْ ﴿اشکر للہ﴾ علٰی مَا اَعْطَاکَ مِنَ الْحِکْمَۃِ ﴿ومن یشکر فانما یشکر لنفسہ ج﴾ لِاَنَّ ثَوَابَ شُکْرِہٖ لَہٗ ﴿ومن کفر﴾ النِّعمَۃَ ﴿فان اللہ غنی﴾ عَن خَلْقِہٖ ﴿حمید (۱۲)﴾ مَحمُودٌ فِی صُنْعِہٖ ﴿و﴾ اُذْکُرْ ﴿اذ قال لقمن لابنہ وھو یعظہ یبنی﴾ تَصْغِیرُ اِشْفَاقٍ ﴿لا تشرک باللہ ط ان الشرک﴾ بِاللہِ ﴿لظلم عظیم (۱۳)﴾ فَرَجَعَ اِلَیہِ وَاَسلَمَ ﴿ووصینا الانسان بوالدیہ ج﴾ اَمَرْنَاہُ اَنْ یَّبَرَّھُمَا ﴿حملتہ امہ﴾ فَوَھَنَتْ ﴿وھنا علی وھن﴾ اَی ضَعُفَتْ لِلحَمْلِ وَضَعُفَتْ لِلطَّلْقِ وَضَعُفَتْ لِلوِلَادَۃِ ﴿وفصلہ﴾ فِطَامُہٗ ﴿فی عامین﴾ وَقُلْنَا لَہٗ ﴿ان اشکر لی ولوالدیک الی المصیر (۱۴) النصف﴾ اَی المَرْجِعُ ﴿وان جاھدک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم﴾ مُوَافَقَۃً لِلْوَاقِعِ ﴿فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا ز﴾ اَی بِالْمَعْرُوفِ البِرِّ والصِّلَۃِ ﴿واتبع سبیل﴾ طَرِیقَ ﴿من اناب﴾ رَجَعَ ﴿الی ج﴾ بِالطَّاعَۃِ ﴿ثم الی مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون (۱۵)﴾ فَاُجَازِیْکُم عَلَیہِ وَجُملَۃُ الوَصِیَّۃِ وما بَعدَھا اِعْتِرَاضٌ ﴿یبنی انھا﴾ اَیِ الخَصلَۃُ السَّیِّئَۃُ ﴿ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموت او فی الارض﴾ اَی فِی اَخْفٰی مَکَانٍ مِن ذَالکَ

﴿یات بها الله ط﴾فَیُحَاسِبُ عَلَیْهَا﴿ ان الله لطیف ﴾بِاِسْتِخْرَاجِهَا﴿ خبیر (۱۶)﴾بِمَکَانِهَا﴿ یبنی اقم الصلوۃ وامر بالمعروف وانه عن المنکر واصبر علی ما اصابک ط﴾بِسَبَبِ الاَمْرِ وَالنَّهیِ﴿ان ذلک ﴾اَلْمَذْکورِ﴿من عزم الامور (۱۷)﴾اَیْ لِمَعْزُومَاتِهَا الَّتِی یُعْزَمُ عَلَیْهَا لِوُجُوبِهَا﴿ ولا تصعر ﴾وَ فِی قِرَائَةٍ تُصَاعِرِ﴿ خدک للناس ﴾لَا تَمِلْ وَجْهَکَ عَنْهُم تَکَبُّرًا﴿ ولا تمش فی الارض مرحا ط﴾اَیْ خُیَلَاءَ﴿ان الله لا یحب کل مختال ﴾مُتَبَخْتِرٍ فِی مَشْیِهٖ﴿فخور (۱۸)﴾عَلَی النَّاسِ﴿واقصد فی مشیک ﴾تَوَسَّطْ فِیهِ بَیْنَ الدَّبِیبِ وَالْاِسْرَاعِ وَعَلَیْکَ السَّکِیْنَةُ وَالْوَقَارُ﴿ واغضض ﴾اَخْفِضْ﴿ من صوتک ط ان انکر الاصوات ﴾اَقْبَحُهَا﴿لصوت الحمیر (۱۹)﴾اَوَّلُهٗ زَفِیرٌ وَآخِرُهٗ شَهِیقٌ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے لقمان......۱......کو حکمت عطا فرمائی (من جملہ حکمت میں سے علم و دیانت اور قول کی درستگی ہے......۲......، آپ کی حکمت کے کئی واقعات منقول ہیں، آپ سیدنا داؤد علیہ السلام کی بعثت سے قبل فتویٰ دیا کرتے تھے، آپ نے داؤد علیہ السلام کی بعثت کا زمانہ پایا، پھر آپ علیہ السلام سے علم سیکھنے میں مشغول ہو گئے اور فتویٰ دینا چھوڑ دیا اور اس بارے میں ارشاد فرمایا جبکہ میری کفایت ہو چکی تو میں اسی پر اکتفاء کروں؟ آپ سے دریافت کیا گیا لوگوں میں سے بدترین شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ اسے برائی کی حالت میں دیکھیں'') کہ (یعنی ہم نے اس سے کہا کہ) اللہ کا شکر کر (اس حکمت پر جو اس نے تجھے عطا فرمائی) اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے......۳...... (کہ اس کے شکر کا ثواب اسی کے لیے ہے) اور جو (نعمت کی) ناشکری کرے تو بیشک اللہ بے پرواہ ہے (اپنی مخلوق سے) اور سب خوبیاں سراہا (اپنی صنعت میں، حمید بمعنی محمود ہے) اور (یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ نصیحت کرتا تھا......۴......اے میرے بیٹے (یعنی اسم تصغیر ہے، بطور شفقت استعمال کیا گیا ہے) اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا بیشک (اللہ عزوجل کے ساتھ) شرک کرنا بڑا ظلم ہے (پس اس نے رجوع کر لیا، اور اسلام لے آیا......۵......) اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی (ہم نے اسے دونوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا) اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری (جھیلتی یعنی اول حاملہ ہونے کے سبب، پھر دردِ زہ کے سبب، پھر بچہ جننے کی وجہ سے کمزور ہو گئی......۶......) اور اس کا دودھ چھوٹنا (فصاله بمعنی فطامه ہے) دو برس میں ہے......۷......(اور ہم نے اس سے کہا) کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے......۸......(المصیر بمعنی المرجع ہے) اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز جس کا تجھے علم نہیں (یہ واقع کے مطابق ہے) تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے (یعنی ان کے ساتھ بھلائی اور صلۂ رحمی کر......۹......معروف بالمعروف کے معنی میں ہے) اور اس کی راہ (سبیل بمعنی طریق ہے) پر چل جو میری طرف رجوع (اناب بمعنی رجع ہے) لایا پھر میری ہی طرف (فرمانبرداری کرتے ہوئے) تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتا دوں گا جو تمہیں کرنا ہے (تمہیں اس پر جزاء دوں گا، ووصینا سے بما کنتم تعملون تک جملہ معترضہ ہے) اے میرے بیٹے بُرائی (کی خصلت) اگر رائی کے دانے برابر ہو پھر وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو (کسی بھی جگہ پوشیدہ ہو) اللہ اسے لے آئے گا (یعنی اس بُرائی کا حساب لے گا......۱۰......) بیشک اللہ ہر باریکی کا (ظاہر کرنے والا) جاننے والا خبردار ہے (بُرائی کس مقام پر ہے اسے جانتا ہے) اے میرے بیٹے نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر اور جو افتاد تجھ

پر پڑے اس پر صبر کر......۱۱......(نیکی کا حکم کرنے اور بُرائی سے منع کرنے کے سبب) بیشک یہ (مذکورہ نصیحتیں) ہمت کے کام ہیں (یعنی جو بھی ان پر عمل کرنا خود پر لازم کرلے) اور بات کرنے میں (ایک قرائت میں تصعر کی جگہ تصاعر آیا ہے) لوگوں کے لیے اپنا رخسار (یعنی تکبر کرتے ہوئے لوگوں سے اپنا منھ نہ موڑ) اور زمین میں اتراتا نہ چل (فخر وغرور کرتے) بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا (اپنی چال میں اکڑتا، لوگوں پر) فخر کرتا اور میانہ چال چل (یعنی چلنے میں شدت ہو نہ تیز روی بلکہ درمیانی راہ اختیار کر، اور تجھ پر وقار اور سکون کرنا لازم ہے......۱۲......) اور اپنی آواز کچھ پست کر بےشک سب آوازوں میں بری (یعنی بدترین، واغضض بمعنی اخفض ہے) آواز گدھے کی (جو ابتداء تیز آواز سے رینکتا اور آخر میں پست ہو جاتا ہے......۱۳......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اتینا لقمن الحکمة ان اشکر لله﴾.

و: مستانفہ، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، اتینا: فعل با فاعل، لقمن: مفعول اول، الحکمة: مفعول ثانی، ان اشکر لله: جملہ بتاویل مصدر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ قسم "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ومن یشکر فانما یشکر لنفسہ ومن کفر فان الله غنی حمیدO﴾.

و: مستانفہ، من: شرطیہ، یشکر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انما: حرف مشبہ وما کافہ، یشکر لنفسہ: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، کفر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان اللہ غنی حمید: جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ قال لقمن لابنہ وھو یعظہ یبنی لا تشرک بالله﴾.

و: عاطفہ، اذ: مضاف اول، قال: فعل، لقمن: ذوالحال، و: حالیہ، ھو: مبتدا، یعظہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، لابنہ: متعلق، ملکر جملہ فعلیہ قول، یبنی: نداء، لا تشرک: فعل نہی با فاعل، بالله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الشرک لظلم عظیمO﴾.

ان الشرک: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ظلم عظیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن وفصلہ فی عامین ان اشکرلی ولوالدیک﴾.

و: عاطفہ، وصینا الانسان بوالدیہ: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ان: مصدریہ، اشکر: فعل امر با فاعل، لی: جار، مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لوالدیک: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، حملتہ: فعل ومفعول، امہ: ذوالحال، وھنا: موصوف، علی وھن: ظرف مستقر صفت، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، فصلہ: مبتدا، فی عامین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر جملہ معترضہ۔

﴿الی المصیرO وان جاھدک علی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما﴾.

الی: ظرف مستقر خبر مقدم، المصیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، جاھدک: فعل با فاعل ومفعول، علی: جار، ان: مصدریہ، تشرک بی: فعل با فاعل وظرف لغو، ما: موصولہ، لیس: فعل ناقص، لک: ظرف مستقر خبر مقدم، بہ علم: شبہ جملہ اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر

شرط،ف: جزائیہ، لا تطعھما: فعل نہی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وصاحبھما فی الدنیا معروفا﴾.

و: عاطفہ، صاحبھما: فعل امر بافاعل ومفعول، فی الدنیا: ظرف لغو، معروفا: "صحابا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لاتطعھما" پر معطوف ہے۔

﴿واتبع سبیل من اناب الی ثم الی مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملونo﴾.

و: عاطفہ، اتبع: فعل امر بافاعل، سبیل: مضاف، من: موصولہ، اناب الی: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، الی: ظرف مستقر خبر مقدم، مرجعکم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، انبئکم: فعل بافاعل ومفعول، بما کنتم تعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یبنی انھا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموت اوفی الارض یات بھا اللہ﴾.

یبنی: نداء، انھا: حرف مشبہ واسم، ان: شرطیہ، تک: فعل ناقص با "ھی" ضمیر مستتر راجع بسوئے "الخطیئۃ" اسم، مثقال: مضاف، حبۃ: موصوف، من خردل: ظرف مستقر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تکن: فعل ناقص بااسم، فی صخرۃ: جار مجرور معطوف علیہ، او: عاطفہ، فی السموت: جار مجرور معطوف اول، او: عاطفہ، فی الارض: جار مجرور معطوف ثانی، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، یات بہ اللہ: فعل وظرف لغو وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ان اللہ لطیف خبیرo﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لطیف خبیر: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یبنی اقم الصلوۃ وامر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علی ما اصابک﴾.

یبنی: نداء، اقم الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، امر بالمعروف: جملہ فعلیہ معطوف اول: عاطفہ، انہ عن المنکر: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، اصبر علی ما اصابک: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ان ذلک من عزم الامورo ولا تصعر خدک للناس ولا تمش فی الارض مرحا﴾.

ان ذلک: حرف مشبہ واسم، من عزم الامور: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لاتصعر: فعل نہی بافاعل، خدک: مفعول، للناس: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تمش: فعل نہی با "انت" ضمیر ذوالحال، مرحا: حال، ملکر فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اللہ لا یحب کل مختال فخورo واقصد فی مشیک واغضض من صوتک﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لایحب کل مختال فخور: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اقصد: فعل امر بافاعل، فی مشیک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اغضض: فعل امر بافاعل، من صوتک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان انکر الاصوات لصوت الحمیرo﴾

ان: حرف مشبہ، انکر الاصوات: اسم، لام: تاکیدیہ، صوت الحمیر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت لقمان کا نسب وسوانح:

۱.....لقمان بن باعوراء بن ناحور بن تارح، (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارح اور چچا آزر تھے)۔اسی مناسبت سے ان کا نسب محمد بن اسحٰق سے بھی ملتا ہے۔ایک قول یہ ہے کہ ان کا نسب عنقاء بن سرون تھا، قوم ایلہ کے قاضی تھے، اور یہ قول سہیلی کا ہے۔ وھب کہتے ہیں یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ایک قول مقاتل سے یہ منقول ہے کہ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے خالہ زاد تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آزر کی اولاد میں سے تھے اور ہزار سال زندہ رہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا اور ان سے علم دین حاصل کیا ،حضرت داؤد علیہ السلام کی بعثت سے پہلے فتوی نویسی کرتے تھے بعد میں فقط علم دین کے حصول میں مشغول رہے۔واقدی کے قول کے مطابق بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت لقمان سیاہ رنگ والے سرزمین مصر میں موٹے ہونٹوں والے تھے اور اللہ نے انہیں حکمت عطا فرمائی اور نبی نہ تھے۔جمہور کہتے ہیں کہ ولی تھے اور نبی نہیں تھے۔شعبی کے قول کے مطابق اللہ نے حکمت سے نوازا تھا۔ (القرطبی، الجزء:۲۱،ص۵۶)

حضرت لقمان کو دی گئی حکمت سے مراد:

۲.....علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت لقمان حکیم تھے اور نبی نہ تھے سوائے حضرت عکرمہ کے، ان کے قول کے مطابق حضرت لقمان نبی تھے اور ان کا یہ بھی قول ہے کہ حضرت لقمان کو نبوت اور حکمت کے بارے میں اختیار دیا گیا تو انہوں نے حکمت کو اختیار فرمایا۔کہا جاتا ہے کہ حضرت لقمان رات کو آرام فرما رہے تھے کہ آدھی رات کے وقت میں انہیں ندا کی گئی: ''اے لقمان! اگر تو چاہے تو ہم تجھے زمین میں خلیفہ بنائیں پس تو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلے کرے''۔حضرت لقمان نے کہا اے میرے رب! مجھے تو نے اختیار دیا ہے تو میں عافیت کو قبول کرتا ہوں اور آزمائش کو ترک کرتا ہوں اگر تو نے مجھے اپنا خلیفہ (نبی) بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو میں تیرا حکم سنوں گا اور تیری اطاعت کروں گا، بیشک تو عنقریب میری حفاظت فرمائے گا، فرشتوں نے حضرت لقمان سے پوچھا (جس وقت وہ فرشتوں کو بغیر دیکھے فقط انکی آواز سماعت کر رہے تھے)، اے لقمان! اس کی وجہ کیا ہے؟ حضرت لقمان نے کہا کہ حاکم کا کام سب سے زیادہ دشوار کن ہوا کرتا ہے، اس کو ہر طرف سے خطرہ ہوتا ہے، مظلوم اسے گھیر لیتے ہیں، صحیح فیصلہ کرے تو نجات پالیتا ہے اور اگر خطا کر جائے تو گویا جنت کے راستے سے خطا کر جاتا ہے۔اور جو شخص دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اسے نہ تو دنیا ملتی ہے اور نہ ہی آخرت، فرشتوں کو ان کے کلام سے تعجب ہوا، پھر وہ سو گئے تو انہیں حکمت دی گئی اور جب بیدار ہوئے تو حکمت پر مبنی کلام کر رہے تھے، اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کو ندا کی گئی اور انہوں نے خلافت کو قبول کر لیا اور انہوں نے حضرت لقمان کی مانند کوئی شرط نہیں عائد کی، پس انہوں نے فیصلہ میں جب بھی اجتہادی خطا کی اللہ نے ان سے درگزر فرمایا اور ان کو معاف فرما دیا اور لقمان ان کو علم وحکمت سے مشورے دیتے تھے، حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے لقمان تمہیں مبارک ہو کہ حکمت دی گئی اور تم سے آزمائش دور کی گئی ،داؤد کو خلافت دے کر آزمائش میں مبتلا کیا گیا''۔کہا جاتا ہے کہ حضرت لقمان سیاہ فام موٹے ہونٹ اور قدم والے تھے، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ سیاہ فام لوگوں میں بلال بن رباح، مجمع (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام)، لقمان اور نجاشی ہوئے اور چاروں کو حکمت سے نوازا گیا اور حکمت نام ہے عقل وفہم کی درستگی اور علم وعمل کا، کوئی شخص اس وقت تک حکیم نہیں کہا جاتا جب تک کہ اس کی ذات میں علم وعمل کی خوبی جمع نہ ہو جائے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ امور کی معرفت واصابت ہے، ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ حکمت وہ خزانہ کہ انسان کے دل کو منور کرتا ہے جیسا کہ آنکھ قوت ادارک کو منور کرتی ہے۔ (الخازن، ج۳،ص۳۹۷ وغیرہ)

شکر کی اہمیت:

☆......حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خوشی حاصل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدۂ شکر ادا کرتے''۔

(سنن ابن ماجه، کتاب اقامه الصلوة، باب ما جاء فی الصلوة والسجدة عند الشکر، رقم:١٣٩٤،ص٢٤٨)

☆......حضرت عبدالرحمٰن بن کعب اپنے والد سیدنا کعب بن مالک کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تو انہوں نے سجدۂ شکر ادا کیا اور خوشخبری دینے والے کو اپنی چادر عطا فرمادی''۔ (المرجع السابق، رقم:١٣٩٣،ص٢٤٨)

☆......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر ارشاد فرماتے ہیں: ''کاش! ہم دن میں بار بار ملاقات کریں اور ایک دوسرے کا حال صرف اس لئے دریافت کریں تاکہ جواباً اللہ کا شکر ادا کریں''۔(شعب الایمان للبیهقی، باب:فی تعدید نعم الله ،رقم:٤٤٥١،ج٤،ص١١٠)

☆......ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب حضرت نوح علیہ السلام قضائے حاجت سے فارغ ہوجاتے تو اس طرح شکر بجالاتے: الحمد لله الذی اذاقنی طعمه وابقی منفعته فی جسدی واخرج عنی اذاه یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اپنی نعمت کا مزہ چکھایا پھر اس کے نفع کو میرے جسم میں باقی رکھا اور تکلیف کو مجھ سے دور کردیا''۔

(فضیلة الشکر، رقم:٢١،ص٤٠)

ایک مرتبہ امام حسن بصری سے عرض کی گئی: ''یہاں ایک ایسا شخص ہے کہ ہم نے نہ کبھی اس کو کسی کے پاس بیٹھے دیکھا ہے اور نہ کسی دوسرے کو اس کے پاس، بلکہ وہ ایک ستون کے پیچھے تنہا بیٹھا رہتا ہے''۔ سیدنا امام حسن بصری نے فرمایا: ''اب جب تم اسے دیکھو تو مجھے بتانا''۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک دن لوگ اس کے پاس سے گزر رہے تھے، اس وقت سیدنا حسن بصری بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق ہم نے آپ کو بتایا تھا''۔ آپ نے ان لوگوں کو فرمایا: ''تم چلو میں تمہارے پیچھے آؤنگا''۔ پھر آپ اس شخص کے پاس گئے اور پوچھا: ''اے اللہ کے بندے! میں دیکھتا ہوں کہ آپ گوشہ نشینی کو محبوب رکھتے ہیں لیکن کس وجہ سے آپ لوگوں سے میل جول نہیں رکھتے؟ اس نے کہا: ''وہ کتنی عجیب چیز ہے جس نے مجھے لوگوں سے غافل کردیا ہے''۔ تو آپ نے فرمایا: ''تو پھر چلیں اس شخص کے ہم نشین جس کو حسن کہا جاتا ہے''۔ اس نے کہا: ''جس چیز نے مجھے لوگوں اور حسن سے غافل رکھا ہے وہ کتنی عجیب ہے''۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''آخر وہ کونسی چیز ہے جس نے آپ کو لوگوں اور حسن سے بے تعلق کردیا ہے؟''۔ اس نے کہا: ''میرے شب و روز گناہ اور نعمت کے مابین گزرتے ہیں اور میرا ذہن ہے کہ اپنے آپ کو لوگوں سے دور رکھ کر معافی مانگتا رہوں اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرتا رہوں''۔ حضرت سیدنا حسن بصری نے فرمایا: ''میرے نزدیک آپ حسن سے بھی زیادہ دانا ہیں بس آپ اپنے معمولات کو جاری رکھیں''۔ (صفة الصفوة، رقم:٥٧٢،عابد آخر، ج٢،الجزء:٤،ص١١)

تربیت اولاد کے مہکتے پھول:

☆......اولاد کی تربیت میں والدین کا خاص کردار ہوا کرتا ہے، ساتھ روحانی والدین مثلا اساتذہ، پیران عظام وغیرہ بھی نمایاں کردار کے حامل ہوتے ہیں، امام غزالی سے ان کے ایک شاگرد نے اس بارے میں مکتوب کے ذریعے استفسار کیا اور ساتھ ہی کچھ نصیحتوں کا بھی طالب ہوا۔ امام غزالی نے جواباً رسالہ نما مکتوب لکھ کر بنام ''ایها الولد'' بھیجا۔ اس رسالے کے چند نکات موضوع کی مناسبت سے درج ذیل ہیں:

اے پیارے بیٹے!

علامة اعراض الله تعالی عن العبد اشتغاله بما لا یعنیه ،وان امرا ذهبت ساعة من عمره فی غیر ما خلق له لجدیر ان تطول علیه حسرته ومن جاوز الاربعین ولم یغلب علیه خیره شره فلیتجهز الی النار یعنی

بندے کا غیر مفید کاموں میں مشغول ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ نے اس سے اپنی نظر پھیر لی ہے، اور جس مقصد کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے، اگر اس کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اس کے علاوہ گزر گیا تو وہ اس بات کا حقدار ہے کہ اس پر عرصہ حسرت دراز کر دیا جائے اور جس کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو جائے اور اس کے باوجود اس کی بُرائیوں پر اس کی اچھائیاں غالب نہ ہوں تو اسے جہنم کی آگ میں جانے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ (الفردوس بماثور الخطاب ،باب المیم، ج۳،رقم:۵۵۴٤،ص٤۹۸)

اے لختِ جگر!

اشد الناس عذابا یوم القیامة عالم لا ینفعه الله بعلمه یعنی قیامت کے دن سخت ترین عذاب اس عالم کو ہوگا جس کے علم سے اللہ نے اسے عمل نہ کرنے کی صورت میں کوئی فائدہ نہ دیا ہو۔ (الکفایة فی علم الروایة، ص۱۷)

اے نورِ نظر!

اگر تو سو سال تک زندہ رہے اور ہزاروں کتابیں جمع کر لے تو غور کر! جب تک تیرا اس پر عمل نہیں ہوگا، اس وقت تک تو اللہ کی رحمت کاملہ کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وان لیس للانسان الا ماسعی اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش (النجم:۳۹)﴾۔

سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور جسے استطاعت ہو اس کا حج ادا کرنا۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب:بنی الاسلام علی، رقم:۸،ص ۵)

اے فرمانبردار بیٹے!

جب تو با عمل نہیں ہوگا تو اجر و ثواب نہیں پائے گا، منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد نے ستر سال تک اللہ کی عبادت کی ،رب کریم نے ارادہ فرمایا کہ اس کی شان و عظمت فرشتوں پر ظاہر ہو، اللہ نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا تا کہ اسے یہ بتادے کہ اس قدر زہد و عبادت کے باوجود تو جنت کا مستحق نہیں، چنانچہ فرشتہ اس عابد کے پاس آیا اور اللہ کا پیغام سنایا۔ اس نیک شخص نے جواب دیا: ''اللہ نے ہمیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور ہمارا کام اس کی عبادت کرنا ہے''۔ جب فرشتہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ نے پوچھا: ''میرے بندے نے کیا جواب دیا: فرشتہ کہنے لگا کہ اے اللہ! تو اپنے بندے کے جواب سے بخوبی واقف ہے، اللہ نے فرمایا: ''جب میرا بندہ میری عبادت سے جی نہیں چراتا، تو میری شان کریمی کا تقاضا ہے کہ میں بھی اس سے نظر رحمت نہ پھیروں، اے فرشتو! گواہ رہو! میں نے اس کی مغفرت کر دی''۔

اے بیٹے!

تو کتنی ہی راتیں جاگ کر حصول علم میں مشغول رہو، اور کتب بینی میں اپنے اوپر نیند حرام کر لو میں نہیں جانتا کہ تیری اس محنت و مشقت کا کیا سبب تھا؟ اگر تیری نیت دنیوی فائدے حاصل کرنے، دنیا کے منصب و عہدے پانے، اپنے زمانے کے لوگوں پر برتری اور بڑائی ظاہر کرنے کی تھی تو سن! تیرے لئے ہلاکت ہے۔ تیرے لئے بربادی ہے، اور اگر شب بیداری میں تیری نیت یہ تھی کہ تو سید عالم ﷺ کی شریعت و سنت کا پیغام عام کرے گا، لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے گا اور گناہوں سے بچائے گا تو تجھے مبارک ہو۔

(ایہا الولد مترجم، ص ۱۱ وغیرہ)

بیٹے کا شرک سے رجوع کر لینا :

۵...... کہا جاتا ہے کہ حضرت لقمان کا بیٹا اور زوجہ کافر تھے اور حضرت لقمان انہیں اس وقت تک نصیحت کرتے رہے جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں، بخلاف حضرت نوح علیہ السلام کے، ان کی زوجہ اور بیٹا اسلام نہ لائے اور بخلاف لوط علیہ السلام کے، ان کے دو بیٹے اور زوجہ جس میں سے حضرت لوط علیہ السلام کی تبلیغ سے بیٹے ایمان لے آئے لیکن زوجہ ایمان نہ لائی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو ابتداء میں شرک سے بچے رہنے کی نصیحت فرمائی۔ اور وعظ نام ہے اپنے نفس کو اللہ عزوجل کے سوا کسی دوسرے کی جانب مشغول ہونے سے بچانے کا اور گویا کہ نفس، دل اور روح کو صرف حق کے لئے خاص کر لینا اور دل حق کے سوا کسی اور جانب مائل نہ ہو اور روح بھی حق کے سوا کسی اور جانب مشاہدہ نہ کرے اور یہ مقام تفرید (اللہ کے سوا سب سے جدا ہونا) ہے۔

(روح البیان، ج۷، ص۹۴)

والدین، خصوصا ماں کے فضائل:

۶...... سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ عزوجل کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ عزوجل کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے"۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب: ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین، رقم:۱۹۰۷، ص ۵٦٦)

☆...... حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "والد جنت کے سب دروازوں میں سے بیچ کا دروازہ ہے، اب تو چاہے تو اس دروازے کو اپنے ہاتھ سے کھو دے خواہ نگاہ رکھ"۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب: ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین، رقم:۱۹۰٦، ص۵٦٦)

☆...... حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیشک سب نکوکاریوں سے بڑھ کر نیکی یہ ہے فرزند اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے"۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب: فضل صلۃ اصدقاء الاب والام ونحوھا، رقم: (٦٤٠٩)/۲۵۵۲، ص ۱۲٦۵)

☆...... ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ماں باپ تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں"۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب: بر الوالدین، رقم:۳٦٦۲، ص٦۰۸)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے زیادہ کون اس کا مستحق ہے کہ میں اس کے ساتھ نیک رفاقت رکھوں؟ فرمایا: "تیری ماں!"، عرض کی: پھر؟ فرمایا: تیری ماں! پھر عرض کی تو فرمایا: "تیری ماں"، عرض کی پھر؟ فرمایا: "تیرا باپ"۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب: من احق الناس، رقم: ۵۹۷۱، ص۱۰۴۵)

متذکرہ بالا احادیث سے نتیجہ اخذ ہوا کہ باپ کی نافرمانی اللہ جبار و قہار کی نافرمانی ہے، اور باپ کی ناراضی اللہ جبار و قہار کی ناراضی ہے، آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اس کے جنت ہیں اور ناراض کرے تو وہی اس کے دوزخ ہیں، جب تک ماں باپ کو راضی نہ کرے گا اس کا کوئی فرض، نفل، عمل نیک اصلا قبول نہ ہوگا، عذاب آخرت کے علاوہ جیتے جی سخت بلا نازل ہوگی، مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے۔ حدیث نمبر ۳ کے مضمون کے مطابق سوتیلی ماں تو ایک عظیم وخاص علاقہ والد سے رکھتی ہے لہذا اس عورت کی تعظیم وتوقیر لازم ہے، اسی حرمت کے باعث رب العزت نے اسے حقیقی ماں کی مثل حرام ابدی کیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد پر باپ کا حق نہایت عظیم لیکن ماں کا حق اعظم۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، رسالہ: الحقوق لطرح العقوق، ج۲۴، ص۳۸۳ وغیرہ)

دودھ پلانے وچھڑانے کی مدت کا بیان:

ے......فاضل بریلوی متذکرہ آیت ﴿ووصینا الانسان بوالدیہ......الخ﴾ کے تحت فرمایا یہاں ماں باپ کے حق کی کوئی نہایت نہ رکھی کہ انہیں اپنے حقِ جلیل کے ساتھ شمار کیا، فرماتا ہے: شکر بجالا میرا اور اپنے ماں باپ کا، "اللہ اکبر اللہ اکبر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"۔ یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح کی بہت حدیثیں دلیل ہیں کہ ماں کا حق، باپ کے حق سے زیادہ ہے ام المؤمنین بی بی عائشہ کہتی ہیں: میں نے سید عالم ﷺ سے عرض کی: "عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا: شوہر کا، میں نے عرض کیا: اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ فرمایا: اس کی ماں کا۔

(المستدرك، كتاب البر والصلة، باب: بر امك ثم اباك ثم الاقرب فالاقرب، رقم: ۷۲۴۴، ج۷، ص۲۵۸۷)

ماں کے حق زیادہ ہونے کا تعلق اس وجہ سے بھی ہے کہ ماں بچے کو مشقت برداشت کر کے پیٹ میں رکھتی ہے، پھر پیدائش کے وقت کی تکلیف، پھر اسے دودھ پلانا الغرض ماں کا حق باپ کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ بچے کو دو برس تک دودھ پلایا جائے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی، اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں، یہ حکم دودھ پلانے کا ہے اور نکاح حرام ہونے کے لئے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے لیکن ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلادے گی، حرمت نکاح ثابت ہوجائے گی اور اس کے بعد اگر پیا، تو حرمت نکاح نہیں اگرچہ پلانا جائز نہیں۔ مدت پوری ہونے کے بعد بطور علاج بھی دودھ پلانا یا پینا جائز نہیں۔

(بهار شریعت مخرجه، حصه:۷، دودھ کے رشتے، ج۲، ص ۳۶)

بالآخر اللہ عزوجل کی جانب پھرنے کا معنی:

۸......انسان یہ ہمیشہ یاد رکھے بلکہ اپنے ذہن میں تازہ رکھے کہ میری ڈور کسی اور کے ہاتھ میں ہے، میں کتنا ہی بڑا عہدہ، منصب، درجہ دینی یا دنیاوی حاصل کرلوں، مجھے لوٹ کر وہیں جانا ہے جہاں سے آیا ہوں۔ میرا اصل ٹھکانہ قبر اور پھر جنت یا دوزخ ہے۔ مجھے لائق نہیں کہ میں اپنی پیدائش سے لے کر عمر کے آخری حصے میں کسی بھی مرحلے کو بھول کر اپنی من مانی کروں۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة أخرى ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے (طـــہ:۵۵)﴾۔ اس موضوع پر اور بھی آیات ہیں ہم نے موضوع کو تشنگی سے بچانے کے لئے حضرت لقمان کی تمام نصیحتوں کو بیان کرنے کا ذہن بنایا تھا اسی مناسبت سے یہ موضوع بھی بیان کردیا اگرچہ اس موضوع پر کئی مقامات پر کلام ہوچکا ہے۔

اُخروی و دنیاوی کن امور میں والدین کا کہا مانے؟

۹......اطاعت والدین جائز باتوں میں فرض ہے اگرچہ وہ خود مرتکب کبیرہ ہوں، اُن کے کبیرہ کا وبال اُن پر ہے مگر اُس کے سبب یہ امور جائزہ میں اُن کی اطاعت سے باہر نہیں ہوسکتا، ہاں اگر وہ کسی ناجائز بات کا حکم کریں تو اس میں ان کی اطاعت جائز نہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "لا طاعة فى معصية الله تعالى اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں"۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب: لاطاعة، ص۴۸۶)

ماں باپ اگر گناہ کرتے ہوں اُن سے بہ نرمی وادب گزارش کرے اگر مان لیں بہتر ورنہ سختی نہیں کرسکتا بلکہ غیبت میں اُن کے لئے دعا کرے، اور اُن کا یہ جاہلانہ جواب دینا کہ یہ تو ضرور کروں گا یا توبہ سے انکار کرنا دوسرا سخت کبیرہ ہے مگر مطلقاً کفر نہیں جب تک حرام قطعی کو حلال جاننا یا حکم شرع کی توہین کے طور پر نہ ہو اس سے بھی جائز باتوں میں اُن کی اطاعت منع نہ کیجائے گی، ہاں اگر

معاذ اللہ یہ انکار بروجہ کفر ہو تو وہ مرتد ہو جائیں گے اور مرتد کے لئے مسلمان پر کوئی حق نہیں، رہا بڑا بھائی وہ ان احکام میں ماں باپ کا ہمسر نہیں ہے، ہاں اُسے بھی حق تعظیم ہے، اور بلاوجہ شرعی ایذا رسانی تو کسی مسلمان کی حلال نہیں اور اللہ سب مخلوق سے زیادہ جانتا ہے۔

اگر تجارت کے لئے سرزمین دشمن کی طرف اجازت نامہ لے کر جانا چاہیے لیکن والدین اس کے وہاں جانے کو ناپسند کریں ، اگر معاملہ پُرامن ہو، اس میں کوئی خطرہ اور اندیشہ نہ ہو، اور وہ وعدہ وفا کرتے ہوں اور اس وصف میں مشہور و معروف ہوں، اور اس کا بھی وہاں جانے میں فائدہ ہو، تو پھر اس صورت میں والدین کا حکم نہ ماننے میں کوئی حرج نہیں، (یہاں دیکھئے کہ) حصول فائدہ کے لئے والدین کی نافرمانی کو جائز اور مباح قرار دیا گیا، (اقــول) میں کہتا ہوں واجب ہے کہ اس سے وہ صورت مراد ہو کہ جس میں والدین کا اُسے روکنا محض محبت اور شفقت کے طور پر ہو اور اس کی جدائی کا ناپسند ہونا غیر یقینی ہو، یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے خروج کو امن اور وہاں کے لوگوں کا وفادار ہونے میں مشہور و معروف ہونے پر مسئلہ کو فرض کیا یہاں تک کہ اُسے اِس معاملہ میں کوئی خوف وخطرہ نہ ہو، لیکن اگر خطرہ واندیشہ ہو تو پھر والدین کی اجازت کے بغیر اس کا باہر جانا اور سفر کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ درین صورت اُن کی نہی یقینی ہوگی۔

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تمہیں اہل وعیال اور مال سے الگ ہونے کا حکم دیں''۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ ،باب:اعتقادیات و سیر، ج ۲۱، ص ۱۵۷، ۲۱۳ وغیرہ)

ہجرت کا ارادہ کرنے والا اگر یہ جان لے کہ والدین کو پریشان کرنے میں کیا سزا ہے تو ہجرت کا ارادہ ترک کردے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ سے ہے کہ جریج راہب فقیہ وعالم ہوتا تو اسے معلوم ہوتا کہ اللہ عزوجل کی عبادت سے والدہ کے بلاوے کا جواب اَولیٰ ہے، حسن بن سفین نے مسند میں، حکیم ترمذی نے نوادر میں، ابن قانع نے المعجم میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں شہر بن حوشب سے، انہوں نے حوشب بن یزید سے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا ہے، یہ تو احادیث تھیں، باقی رہے فقہاء، تو علامۃ البحر نے بحر الرائق میں تفصیلاً رخصت کی تفصیل تحریر کی، اور جب کہ اجازتِ والدین کے بغیر اولاد کو حج کرنے سے منع کیا، پھر فرمایا یہ تمام بحث حج فرض میں ہے، رہا نفل حج، تو اس میں اطاعت والدین ہر حال میں اَولیٰ ہے، جیسا کہ ''ملتقط'' میں ہے اھ، اسے علامہ ابن عابدین نے ''ردالمحتار'' میں لکھا ہے۔

میں کہتا ہوں یہ انہوں نے حج کے بارے میں حکم دیا ہے جس میں تو واپس کوچ کا ارادہ رکھتا ہے، یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے جب کہ تو واپس نہ ہونے کا عزم رکھتا ہو، الفتاوی الھندیہ میں ایسے مسائل کے بارے میں بہت عمدہ ضابطہ بیان کیا ہے، وہ یہ ہے کہ بالغ اولاد کوئی دینی ودنیاوی ایسا کام نہ کرے جو والدین کے لئے غیر مضر و ناپسند ہو، اور اگر ضروری ہے تو والدین سے اجازت لینا ضروری ہوگا اھ یعنی اگر چہ نقصان دہ نہ بھی ہو تب بھی والدین کی اجازت کے بغیر چارہ نہیں، یہ تو مسئلہ کا حکم تھا لیکن مجھے اس میں کلام نہیں ہے، اور جب کہ میں کہتا ہوں کہ مجاورت اس صورت میں جائز نہیں جب کہ والدین اجازت دیں تو اس وقت کیسے جائز ہوگی جب وہ اسے پسند نہ کریں اور اس پر پریشان ہوں اور یہی امام صاحب کا قول ہے محتاط اور خائف اہل علم نے آپ کے اسی قول کو اختیار کیا ہے، جیسا کہ شامی میں ''الاحیاء'' سے ہے، ''مجمع'' وغیرہ میں اس پر جزم کا اظہار کیا ہے۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ ،رسالہ:صقیل الرین عن احکام مجاورۃ الحرمین حرمین شریفین میں سکونت کے احکام سے متعلق شبہات کا ازالہ، ج ۱۰، ص ۶۸۵ وغیرہ)

کسی کی بُرائی اللہ عزوجل سے پوشیدہ نہیں:

۱......اللہ علیم وخبیر ہے، کائنات کے ذرّے ذرّے کا علیم ہے۔ نیکی ہو یا بدی سب جانتا ہے، خود فرماتا ہے: ﴿نحــن

اقرب الیہ من حبل الورید اورہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں(ق:۱۶)۔ بُرائی کرنے والا یہ نہ سوچے کہ میں سب سے چھپ گیا یقیناً اللہ کی مخلوق سے چھپ گیا لیکن اللہ سے کہاں پوشیدہ ہوسکتا ہے؟۔ مالک ومولا تو ہماری شہ رگ سے بھی قریب تر ہے۔کاش کہ گناہ کرنے سے پہلے سوچ لیا جائے کہ آیا اس کا عذاب بھی سہا جا سکے گا یا نہیں چنانچہ ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے قریب ہی ایک چراغ جل رہا تھا،اچانک ان کے دل میں گناہ کا خیال آیا تو وہ اپنے نفس سے کہنے لگے:''میں اپنی انگلی اس چراغ کی بتی پر رکھتا ہوں اگر تو نے اس پر صبر کرلیا تو میں اس گناہ کو کرنے میں تیری مدد کروں گا''۔پھر جب انہوں نے اس بتی پر انگلی رکھی تو بے قرار ہوگئے چیخنے لگے:''اے دشمن خدا!جب تو دنیا کی اس آگ پر صبر نہیں کرسکتا جسے ستر مرتبہ بجھایا گیا ہے تو جہنم کی آگ پر کیسے صبر کر سکے گا''۔

راہ دین میں مصیبت پر صبر کرنا:

☆......سید عالم ﷺ نے عرب کے جس علاقے میں آنکھ کھولی،ذہنی پستی،بدبختی،شقاوت وظلم وبربریت کا رواج عام تھا، چھوٹی چھوٹی بات پر عرصۂ دراز تک جنگیں چلتی تھیں،انسان کو گویا کہ انسان ہی نہ سمجھا جاتا تھا۔چالیس سال تک لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام قائم کرنے کے بعد جب اعلان نبوت فرمایا تو وہی لوگ جو آپ ﷺ کو صادق وامین کا خطاب دیتے تھے دشمن بن گئے۔جان لینے کی ناپاک کوشش بھی کی،اوباش لڑکوں کو طائف میں پیچھے چھوڑ دیا جن کی سنگباری سے قدمین خون سے بھر گئے۔جانور کی غلاظت کمر پر رکھ دی جاتی،کبھی ایسا بھی ہوتا کہ اوپر سے کچرا پھینکا جاتا،کائنات نے یہ منظر بھی دیکھا کہ دوجہاں کے شہنشاہ کو قتل کرنے،قید کرنے،شہر بدر کرنے کے لئے منصوبے بنائے گئے،اوران مذموم مقاصد کے لئے کثیر مال ووقت بھی خرچ کیا گیا۔حضرت سیدنا اسماء بنت ابوبکر سے مروی ہے کہ ایک پکارنے والا آل ابوبکر کے پاس آیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یوں عرض گزار ہوا:''اپنے رفیق کی خبر لو! آپ رضی اللہ عنہ فوراً ہمارے پاس سے تشریف لے گئے اور حالت یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے:کیا ایک مرد کو اس پر مارتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بیشک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس لایا،پس وہ لوگ سید عالم ﷺ کو چھوڑ کر امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جھپٹ پڑے''۔حضرت اسماء فرماتی ہیں:''جب آپ رضی اللہ عنہ گھر واپس آئے تو حالت یہ تھی کہ سر کے جس حصے پر بھی ہاتھ پھیرتے تھے تو بال ہاتھ میں آجاتے اوراس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ یہ پڑھ رہے تھے تبارکت یا ذاالجلال والاکرام یعنی اے بزرگی وکرامت والے رب تو بڑی برکت والا ہے''۔ (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی بکر،رقم:۵۲،ج۱،ص۲۰)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں اسلام لے آیا(میرا ماموں مسلمان نہ ہوا تھا)،کفار مجھے مارتے اور میں بھی انہیں مارتا تھا،اسی دوران میرے ماموں نے آکر اعلان کیا:''اے لوگوں!میں اپنے بھانجے کو پناہ دے چکا ہوں لہٰذا اب کوئی اسے چھونے کی جرائت نہ کرے،سب لوگ مجھ سے دور ہوگئے مگر میں نہیں چاہتا تھا،میں نے کہا:''دوسرے مسلمانوں کو زدوکوب کیا جاتا ہے لیکن مجھے نہیں مارا جاتا''۔جب لوگ بیت اللہ میں جمع ہوئے تو میں اپنے ماموں کے پاس آیا اور کہا:''تم سن رہے ہو؟''،اس نے کہا:''میں نے نہیں سنا تم نے کیا کہا''،میں نے کہا:''میں تمہاری پناہ تمہیں لوٹاتا ہوں''۔میرے ماموں نے کہا:''ایسا نہ کرو!لیکن میں نے اس کی پناہ لینے سے انکار کردیا،اس نے کہا:''جیسے تمہاری مرضی!''۔پھر میری مار پیٹ ہوتی رہی یہاں تک کہ اللہ نے اسلام کو غلبہ دے دیا''۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، باب:ذکر اسلام عمر، ج۲،ص۲۱۶ وغیرہ بتغیر قلیل)

☆......حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ کے ایک باغ میں سید عالم ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک شخص آیا اس نے دروازہ کھلوایا،آپ ﷺ نے فرمایا:''اس کے لئے دروازہ کھول دو اوران مصیبتوں کو جو اسے پہنچیں گی جنت کی خوشخبری دے

دو"۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھولا تو وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے، میں نے انہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دی تو انہوں نے کہا: "اللہ مددگار ہے!"۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب: مناقب عثمان، رقم: ۳۶۹۳، ص ۶۲۰)

جس نبی نے راہ دین میں صبر کا مظاہرہ کیا ہو، اس کے ماننے والے کہاں شکوہ شکایت والے ہو سکتے ہیں؟ صحابہ ہوں یا اہل بیت، معرکہ بدر ہو یا کوئی غزوہ، سریہ ہو یا معرکہ کربلا یقیناً اہل معرفت نے راہ دین میں سب کچھ لٹا کر بھی شکوہ نہ کیا اور ہم نے کچھ نہ کر کے بھی شکایتوں کے انبار جمع کر لئے ہیں۔

راہ میں چلنے کے آداب:

۱۲۔۔۔۔۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے اترا کر چل رہا تھا اور گھمنڈ میں تھا، وہ زمین میں دھنسا دیا گیا، وہ قیامت تک دھنستا ہی جائے گا"۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب: تحریم التبختر فی المشی، رقم: (۵۳۵۸)/۲۰۸۸، ص ۱۰۵٤)

☆۔۔۔۔۔ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان میں چلنے سے منع کیا ہے"۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب: فی مشی النساء مع الرجال، رقم: ۵۲۷۳، ص ۹۸۰)

مسئلہ: راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں، اور اگر وہاں راستہ نہیں ہے تو چل سکتا ہے، مگر جب کہ مالک زمین منع کرے تو اب نہیں چل سکتا، یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جو بہت سے لوگ ہوں تو جب تک مالک زمین براضی نہ ہو نہیں چل سکتا، راستہ میں پانی ہے اس کے کنارہ کسی کی زمین ہے، ایسی صورت میں اس زمین میں چل سکتا ہے۔

(بہار شریعت، چلنے کے آداب، باب: ۱٦، ج ۳، ص ٤۳۷)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جلدی جلدی چلنے سے مومن کا وقار چلا جاتا ہے"۔

(کنزالعمال، کتاب المعیشۃ، قسم الاقوال، آداب المشی، رقم: ٤۱٦۱۵، ج ۸، ص ۱۷۵)

بات چیت کے آداب:

(۱)۔۔۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من صمت نجاہ یعنی جو خاموش رہا اس نے نجات پائی"۔ (سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب: (٤۹/ ۱۱٤)، رقم: ۲۵۰۹، ص ۷۲۱)۔ (۲)۔۔۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس نشان ہے: "جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اسے دنیا سے بے رغبتی اور کم بولنے کی نعمت ملی ہے، تو اس کی صحبت و قربت اختیار کرو کیونکہ اسے حکمت دی گئی ہے"۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب: باب الزھد فی الدنیا، رقم: ٤۱۰۱، ص ٦۸۲) (۳)۔۔۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن مومن کی میزان میں سب سے بھاری جو چیز رکھی جائے گی وہ خُلقِ حَسن ہے اور اللہ اس کو دوست نہیں رکھتا جو فحش گو بدزبان ہو"۔ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب: ما جاء فی حسن الخلق، رقم: ۲۰۰۹، ص ۵۸۹) (٤)۔۔۔۔۔بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نرمی کو لازم پکڑلو اور سختی و فحش گوئی سے بچو، جس چیز میں نرمی ہوتی ہے، اس کو زینت دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکل جاتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے"۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب: فضل الرفق، رقم: (٦٤۹۷)/۲۵۹٤، ص ۱۲۸۰) (۵)۔۔۔۔۔حجۃ الاسلام امام محمد غزالی فرماتے ہیں: گفتگو کی چار قسمیں ہیں: نمبر ۱: خالص مُضِر: یعنی مکمل نقصان دہ، نمبر ۲: خالص مفید: یعنی مکمل فائدہ مند، نمبر ۳: مُضِر: نقصان دہ بھی اور مفید بھی، نمبر ٤: نہ مُضِر نہ مفید: یعنی وقت ضائع کرنے کے لئے کلام کرنا۔ (مرآۃ المناجیح)

اغراض:

منها العلم والديانة: حکمت سے مرادعلم وعمل ہے، جس میں یہ دونوں صفات جمع نہ ہوں اُسے حکیم نہیں کہا جاتا، ایک قول کے مطابق حکمت سے مرادامانت اورایک قول کے مطابق حکمت سے مراددلوں کا نور ہے، جس سے اشیاء کا ادراک ہوتا ہے جیسا کہ آنکھیں دیکھتی ہیں۔ حکمه کثیرة: وہب کہتے ہیں کہ حضرت لقمان کے بارہ ہزار حکمت کی بولیاں تھیں لوگ جس طرح چاہتے شامل گفتگو ہو جاتے۔

محمود فی صنعه: یعنی اللہ لائق ہے کہ اس کی تعریف مخلوقات سے بڑھ کر کی جائے۔

فرجع الیه: سے مراداپنے آباء کادین یعنی اسلام ہے۔ ای فطامه: سے مرادترک رضاعت ہے۔

ای بالمعروف: میں اس جانب اشارہ ہے کہ حرف جر''باء'' محذوف ہے، جو کہ منصوب بنزع الخافض کی صورت ہے۔

جملة الوصية: سے مراداللہ عزوجل کا فرمان: ﴿ووصینا الانسان ...... الخ﴾ ہے۔

ای فی اخفی مکان من ذلک: مراد پہاڑوں (چٹانوں)، آسمانوں، اورزمین کے مخفی راز ہیں تاہم اللہ نے چٹانوں کے باطن کو مخفی رکھا، آسمانوں کے اوپری معاملات کو مخفی رکھا اورزمین کے نچلے معاملات کو مخفی رکھا۔

بسبب الامر والنهی: مناسب یہ ہے کہ عموم پر محمول کیا جائے یعنی مصائب پر صبر چہ جائے کہ مخلوق کی جانب سے ہوں یا خالق کی جانب سے آزمائش ہو، کیونکہ حقیقی بنیادوں پر تو ہر قسم کے مصائب اللہ ہی کی طرف سے ہوتے ہیں اور صبر سے مراد یہ بھی ہے کہ اللہ کے احکام کو تسلیم کرنا اوراس کی جانب رجوع لاناہے، اللہ نے فرمایا: ﴿وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله وانا الیه راجعون(البقرة:۱۵۶)﴾۔

التی یعزم علیها لوجوبها: یعنی مکلفین کے لئے مضبوط ارادے کے کام ہیں جس سے رخصت نہیں ہوسکتی۔

ای خیلاء: یعنی عُجب وتکبر نہیں ہونا چاہیے۔ بین الدبیب: مرادکمزورچلن ہے۔

علی الناس: یوں کہ اُس پر دیگر لوگوں کے مقابلے میں زیادہ نعمتیں ہوئی ہیں، پس وہ اکڑنے لگے۔

والاسراع: مرادچلنے کی طاقت ہے، جو کہ مذموم ہے، اوراس کا بیان حدیث میں یوں ہے: ''مومن سے تیز چلنا لے لیا گیا ہے''۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ حدیث میں یوں بھی ہے کہ صحابہ کہتے ہیں: ''ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ تھے کہ آقائے دوجہاں ہم سے تیز چلتے تھے''۔ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ سید عالم ﷺ کا چلنا اپنی ذات کے اعتبار سے متوسط اور صحابہ کے اندازے کے مطابق تیز تھا، جیسا کہ ماقبل گزر چکا ہے کیونکہ سید عالم ﷺ کے لئے زمین لپیٹ دی گئی ہے۔

زفیر: سے مرادتیز آوازاور شهیق سے مرادہلکی آواز ہے۔ (الصاوی، ج٤، ص٨وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿الم تروا ﴾تَعْلَمُوا یَا مُخَاطَبِینَ﴿ ان الله سخر لکم ما فی السموت ﴾مِنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنُّجُومِ لِتَنْتَفِعُوا بِهَا﴿ وما فی الارض ﴾مِنَ الثِّمَارِ وَالْاَنْهَارِ وَالدَّوَابِّ﴿واسبغ ﴾اَوْسَعَ وَاَتَمَّ﴿ علیکم نعمه ظاهرة ﴾وَهِیَ حَسَنُ الصُّوْرَةِ وَتَسْوِیَةُ الْاَعْضَاءِ وَغَیْرِ ذَالِکَ﴿ وباطنة ط﴾هِیَ الْمَعْرِفَةُ وَغَیْرِهَا﴿ومن الناس ﴾اَیْ اَهْلِ مَکَّةَ﴿من یجادل فی الله بغیر علم ولا هدی ﴾مِنْ رَّسُوْلٍ﴿ ولا کتب منیر (۲۰)﴾اَنْزَلَهُ اللّٰهُ بَلْ بِالتَّقْلِیدِ﴿واذا قیل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما وجدنا علیه اباء نا ط﴾قَالَ تَعَالٰی اَیَتَّبِعُوْنَهُ﴿اولو کان الشیطن یدعوهم الی عذاب السعیر (۲۱)﴾اَیْ مُوْجِبَاتِهِ لَا﴿ومن یسلم وجهه الی الله

﴿اَی یُقْبَلُ عَلٰی طَاعَتِہٖ﴿وھو محسن ﴾مُوَحِّدٌ﴿فقد استمسک بالعروۃ الوثقی ط﴾بِالطَّرَفِ الْاَوْثَقِ الَّذِی لا یَخَافُ اِنْقِطَاعَہٗ﴿والی اللہ عاقبۃ الامور (۲۲)﴾مَرجَعُھا﴿ ومن کفرفلا یحزنک﴾یا مُحمدُ﴿ کفرہ ط﴾لاتَھْتَمُّ بِکُفْرِہٖ﴿الینا مرجعھم فننبئھم بما عملوا ط ان اللہ علیم بذات الصدور (۲۳)﴾اَی بِمافِیھا کَغَیرِہٖ فَمَجَازٍ عَلَیہِ﴿نمتعھم ﴾فی الدنیا﴿قلیلا ﴾اَیَّامَ حَیٰوتِھِمْ﴿ثم نضطرھم ﴾فی الْاٰخِرَۃِ﴿الی عذاب غلیظ (۲۴)﴾وَھُوَ عَذَابُ النَّارِ لا یَجِدُونَ عَنہُ مَحِیصا﴿ولئن ﴾لام قَسم ﴿سالتھم من خلق السموت والارض لیقولن اللہ ط﴾حُذِفَ مِنہُ نُونِ الرَّفعِ لِتَوالِیَ الْاَمثَالِ وَاوِ الضَّمیرِ لِاِلتِقَاءِ السَّاکِنِینَ﴿ قل الحمد للہ ط﴾علٰی ظُھُورِ الحُجۃِ عَلَیھِم بِالتَّوحِیدِ﴿بل اکثرھم لا یعلمون (۲۵)﴾وُجُوبَہٗ عَلَیھِم﴿للہ ما فی السموت والارض ﴾مِلْکا و خَلْقا وَعَبِیدا فَلا یَسْتَحِقُّ الْعِبادَۃُ فِیھِمَا غَیرُہٗ ﴿ان اللہ ھو الغنی ﴾عَن خَلقِہٖ﴿الحمید (۲۶)﴾اَلمَحمُودُ فِی صُنْعِہٖ﴿ ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر ﴾عَطْفٌ علٰی اِسمِ اَن ﴿ یمدہ من ۲ بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمت اللہ ط﴾المُعَبَّرُ بِھا عن مَعْلُومَاتِہٖ بِکُتُبِھا بِتِلکَ الْاَقْلامِ بِذَالِکَ الْمَدَادِ ولا بِاَکْثَرَ مِن ذَالِکَ لِاَنَّ مَعلُومَاتِہٖ تَعَالٰی غَیرُ مُتَنَاھِیَۃٍ﴿ ان اللہ عزیز ﴾لَا یُعجِزُہٗ شیءٌ﴿ حکیم (۲۷)﴾لَا یَخرُجُ شَیءٌ عَن عِلمِہٖ وحِکْمَتِہٖ﴿ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ ﴾خَلْقًا وبَعثا لِاَنَّہٗ بِکَلِمَۃِ کُن فَیَکُونُ﴿ان اللہ سمیع ۲﴾یَسمَعُ کُلَّ مَسمُوعٍ ﴿ بصیر (۲۸)﴾یُبْصِرُ کُلَّ مُبْصِرٍ لا یَشْغُلُہٗ شَیءٌ عن شَیءٍ﴿الم تر ﴾تَعلَمُ یا مُخَاطَبا﴿ان اللہ یولج ﴾یُدخِلُ﴿الیل فی النھار ویولج النھار ﴾یُدخِلُہٗ﴿ فی الیل ﴾فَیَزِیدُ کُلٌّ مِنھُما بِمانَقَصَ مِنَ الْاٰخَرِ﴿ وسخر الشمس والقمر کل ﴾مِنھُما﴿ یجری ﴾فِی فَلَکِہٖ﴿ الی اجل مسمی ﴾ھُوَ یومُ القِیمَۃِ﴿ وان اللہ بما تعملون خبیر (۲۹)ذلک ﴾المَذکُورُ﴿ بان اللہ ھو الحق ﴾الثَّابِتُ﴿وان ما یدعون ﴾بِالتَّاءِ والْیَاءِ یَعبُدُونَ﴿ من دونہ الباطل ﴾الزَّائِلُ﴿ وان اللہ ھو العلی ﴾عَلٰی خَلقِہٖ بِالقَھرِ﴿الکبیر(۳۰)﴾العَظِیمُ.

﴿ترجمہ﴾

(اے سننے والوں) کیاتم نے دیکھا (یعنی تم نے نہ جانا) کہ اللہ نے تمہارے لیے کام میں لگائے جو کچھ آسمان میں ہے (جیسے سورج ،چاند،ستارے، کہ تم ان سے نفع اٹھاؤ) اور جو کچھ زمین میں ہے (پھل،نہریں اور چوپائے وغیرہ) اور بھرپور دیں (''اسبغ'' اوسع واتم کے معنی میں ہے) تمہیں اپنی نعمتیں ظاہر (مراد اس سے خوبصورت چہرے اور مناسب الاعضاء وغیرہ ہیں) اور چھپی (یعنی اپنی معرفت وغیرہ......۱......) اور بعض آدمی (یعنی اہل مکہ) اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں یوں کہ نہ علم نہ (رسول کی طرف سے ملنے والی) ہدایت نہ کوئی روشن کتاب (جسے اللہ ﷻ نے نازل فرمایا ہوا،انکے جھگڑنے کا مدار تقلید ہے......۲......) اور جب ان سے کہا جائے اس کی پیروی کرو جو اللہ نے اتارا تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا (اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) کیا (وہ اس کی پیروی کریں گے جن کے ساتھ ان کا رہنا ان کے لیے مقدر ہوگا) اگرچہ شیطان ان کو عذاب دوزخ کی

طرف بلاتا ہو(یعنی دوزخ لازم کرنے والے اعمال کی طرف بلاتا ہو،نہیں!)تو جواپنا منہ اللہ کی طرف جھکادے(اللہ ﷻ کی فرمانبرداری میں لگ جائے)اور ہو محسن(یعنی موحد)تو بیشک اس نے مضبوط گرہ تھامی(اس نے رسی کا مضبوط حصہ تھاما جس کے منقطع ہونے کا کچھ خوف نہیں)اور اللہ ہی کی طرف ہے سب کاموں کی انتہاء(عــاقبة بمعنی مــرجــع ہے)جو کفر کرے تو تم(اے حبیب ﷺ!)اس کے کفر سے غم نہ کھاؤ(اس کے کفر کے سبب آپ ﷺ غمگین نہ ہوں......۲۳......)انہیں ہماری ہی طرف پھرنا ہے،ہم انہیں بتادیں گے جو کرتے تھے بیشک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے(دیگر امور کی طرح سینے میں موجود باتوں کو بھی جانتا ہے وہ اس پر جزا دے گا)ہم انہیں(دنیا میں)کچھ برتنے دیں گے(ان کی دنیاوی زندگی کے ایام میں)پھر(آخرت میں)انہیں بے بس کر کے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے(اور وہ عذاب جہنم کا ہوگا جس سے وہ چھٹکارے کی راہ نہ پائیں گے)اور اگر(لــئــن میں لام قسمیہ ہے)تم ان سے پوچھو:کس نے بنائے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے(لیقولن میں نون اعرابی کو پے در پے نون کی وجہ سے اور واؤ ضمیر جمع کو التقائے ساکنین کی وجہ حذف کر دیا)تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو......۲۴......(تمہارے خلاف دلائل توحید کے خوب ظاہر ہوجانے پر)بلکہ ان میں اکثر(ان دلائل کا اپنی ذاتوں پر لازم ہونا)جانتے نہیں اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے(اپنی مملوک ومخلوق وبندے ہونے کے اعتبار سے،زمین وآسمان میں اس کے ماسوا کوئی مستحق عبادت نہیں ہے)بیشک اللہ بے نیاز ہے(اپنی مخلوق سے)سب خوبیاں سراہا(وہ اپنی صنعت میں محمود ہے)اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہوجائیں اور سمندر(البحر کا عطف ان کے اسم پر ہے)اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور(بطور سیاہی ہوں)تو اللہ کے کلمات ختم نہ ہونگے(جنہیں معلومات الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے،ان قلموں کے ذریعے اس تمام سیاہی سے ان کلمات کو لکھا جائے یا اس سے زیادہ قلموں اور سیاہی کو لیا جائے تب بھی کلمات اللہ ختم نہ ہوں گے کہ معلومات اللہ غیر متناہی ہیں......۲۵......)بیشک اللہ غالب ہے(اسے کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی)حکمت والا ہے(کوئی شے اس کے علم وحکمت سے خارج نہیں ہے)تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا(پیدا کرنا اور اٹھانا،کیونکہ یہ معاملہ کلمہ کــن کے ذریعے ہوتا ہے پھر وہ چیز ہوجاتی ہے)بیشک اللہ سنتے والا ہے(وہ ہر مســمـوع کو سنتا ہے)اور دیکھنے والا ہے(ہر مبــصــر کو دیکھتا ہے ایک شے کو دیکھنا اسے دوسرے شے کو دیکھنے سے مشغول نہیں کرتا،تو اے سننے والے)کیا تو نہ دیکھا(یعنی اے مخاطب!تو نے نہ جانا)کہ اللہ رات کو داخل کرتا ہے(یــولـج بمعنی یــدخـل ہے)دن کے حصے میں اور دن کو داخل کرتا ہے(یولج بمعنی یدخل ہے)رات کے حصے میں(یعنی ایک کے حصہ کو گھٹا کر دوسرے کے حصہ کو بڑھاتا ہے)اور اس نے سورج اور چاند کام میں لگائے(دونوں میں سے)ہر ایک(اپنے مدار میں)ایک مقررہ میعاد تک(یعنی روز قیامت تک)چلے گا اور یہ کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے یہ(جو مذکور ہوا)اس لیے کہ اللہ ہی حق(یعنی ثابت)ہے اور اس کے سوا پوجتے ہیں(یــدعــون کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے)سب باطل(یعنی زائل ہونے والے)ہیں اور اس لیے کہ اللہ ہی بلند ہے(غلبہ کے ساتھ اپنی مخلوق پر)بڑائی والا(کبیر بمعنی عظیم ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموت وما فی الارض واسبغ علیکم نعمہ ظاھرۃ وباطنۃ﴾.

ھــمــزہ:حرف استفہام،لــم تــروا:فعل نفی بافاعل،ان الــلــہ:حرف مشبہ واسم،سـخـر:فعل بافاعل،لـکـم:ظرف لغو،مـا فـی الـسـمـوت: موصول صلہ،ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،مـا فـی الارض:موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،اسـبـغ عـلـیـکـم:فعل بافاعل وظرف لغو،نـعـمـہ:ذوالحال،ظـاھـرۃ:معطوف علیہ،و:عاطفہ،بـاطـنـۃ:معطوف،ملکر

حال،بلکر مفعول،بلکر جملہ فعلیہ معطوف،بلکر خبر،بلکر جملہ اسمیہ مفعول،بلکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتب منیر o﴾۔

و: مستانفہ،من الناس: ظرف مستقر خبر مقدم،من: موصولہ،یجادل: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال،ب: جار،غیر: مضاف،علم: معطوف علیہ،و: عاطفہ،لا: نافیہ،ھدی: معطوف اول،و: عاطفہ،لا: نافیہ،کتب منیر: معطوف ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،فی اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما وجدنا علیہ اباء نا﴾۔

و: عاطفہ،اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،قیل لھم: فعل با نائب الفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قول،اتبعوا: فعل امر بافاعل،ما انزل اللہ: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ شرط،قالوا: قول،بل: حرف اضراب،نتبع: فعل بافاعل،ما: موصولہ،وجدنا علیہ اباء نا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اولو کان الشیطن یدعوھم الی عذاب السعیر o﴾۔

ھمزہ: حرف استفہامیہ،و: عاطفہ معطوف علی محذوف "ایتبعونہ" لو: شرطیہ،کان: فعل ناقص،الشیطن: اسم،یدعوھم الی عذاب السعیر: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف "فیتبعون" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن یسلم وجھہ الی اللہ وھو محسن فقد استمسک بالعروۃ الوثقی﴾۔

و: عاطفہ،من: شرطیہ مبتدا،یسلم: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال،و: حالیہ،ھو محسن: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،وجھہ: مفعول،الی اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،قد: تحقیقیہ،استمسک: فعل بافاعل،بالعروۃ الوثقی: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والی اللہ عاقبۃ الامور o ومن کفر فلا یحزنک کفرہ﴾۔

و: عاطفہ،الی اللہ: ظرف مستقر خبر مقدم،عاقبۃ الامور: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،من: شرطیہ مبتدا،کفر: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،لا یحزنک کفرہ: فعل نہی غائب بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الینا مرجعھم فننبئھم بما عملوا ان اللہ علیم بذات الصدور o﴾

الینا: ظرف مستقر خبر مقدم،مرجعھم: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ف: عاطفہ،ننبئھم: فعل بافاعل ومفعول،بما عملوا: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ان اللہ: حرف مشبہ واسم،علیم بذات الصدور: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نمتعھم قلیلا ثم نضطرھم الی عذاب غلیظ o﴾۔

نمتعھم: فعل بافاعل ومفعول،قلیلا: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،ثم: عاطفہ،نضطرھم: فعل بافاعل ومفعول،الی عذاب غلیظ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولئن سالتھم من خلق السموت والارض لیقولن اللہ﴾۔

و: مستانفہ،لام: قسمیہ،ان: شرطیہ،سالتھم: فعل بافاعل ومفعول،من: استفہامیہ مبتدا،خلق السموت والارض: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ شرط،لام: تاکیدیہ،یقولن: جملہ فعلیہ قول،اللہ: "ھو" مبتدا محذوف کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جواب قسم،قائم مقام جواب شرط،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿قل الحمدلله بل اکثرھم لا یعلمونo لله ما فی السموت والارض﴾۔

قل: قول، الحمد: مبتدا، لله: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، بل: عاطفہ، اکثر ھم مبتدا، لا یعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لله ظرف مستقر خبر مقدم، ما فی السموت و الارض: موصول صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الله ھو الغنی الحمیدo﴾۔

ان الله: حرف مشبہ واسم، ھو: مبتدا، الغنی الحمید: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو ان ما فی الارض من شجر اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعة ابحر ما نفدت کلمت الله﴾۔

و: استئنافیہ، لو: شرطیہ، ان: حرف مشبہ، ما فی الارض: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من شجر: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، اقلام: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، البحر: مبتدا، یمدہ: فعل ومفعول، من بعدہ: ظرف مستقر حال مقدم، سبعة ابحر: ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر "ثبت" فعل محذوف کا فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ما نفدت: فعل نفی، کلمت الله: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الله عزیز حکیمo﴾۔

ان الله: حرف مشبہ واسم، عزیز الحکیم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدة ان الله سمیع بصیرo﴾۔

ما: نافیہ، خلقکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، بعثکم: معطوف، ملکر مبتدا، الا: اداۃ حصر، کاف: جار، نفس واحدة: مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، سمیع بصیر: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم تر ان الله یولج الیل فی النھار ویولج النھار فی الیل وسخر الشمس والقمر﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل نفی با فاعل، ان الله: حرف مشبہ واسم، یولج الیل فی النھار: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یولج النھار فی الیل: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، سخر الشمس والقمر: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کل یجری الی اجل مسمی وان الله بما تعملون خبیرo﴾۔

کل: مبتدا، یجری: فعل با فاعل، الی اجل مسمی: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، بما تعملون خبیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "ان الله یولج......الخ" پر معطوف ہے۔

﴿ذلک بان الله ھو الحق وان ما یدعون من دونہ الباطل وان الله ھو العلی الکبیرo﴾۔

ذلک: مبتدا، ب: جار، ان الله: حرف مشبہ واسم، ھو الحق: جملہ اسمیہ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، ما یدعون: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من دونہ: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، الباطل: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف اول، و: عاطفہ، ان الله ھو العلی الکبیر: جملہ اسمیہ معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... ومن الناس من یجادل فی الله ......☆ یہ آیت نضر بن حارث واُبی بن خلف وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی جو باوجود بے علم وجاہل ہونے کے نبی کریم ﷺ سے اللہ کی ذات وصفات کے متعلق جھگڑے کیا کرتے تھے۔

☆......ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام ......☆ جب سید عالم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کے علماء واحبار نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں ﴿وما اُوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی تمہیں تھوڑا علم دیا گیا﴾ تو اس سے آپ کی مراد ہم لوگ ہیں یا صرف اپنی قوم، فرمایا سب مراد ہیں، انہوں نے کہا کیا آپ کی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ ہمیں توریت دی گئی ہے، اس میں ہر شے کا علم ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کا علم بھی علم الٰہی کے حضور قلیل ہے اور تمہیں تو اللہ نے اتنا علم دیا ہے کہ اس پر عمل کرو تو نفع پاؤ، انہوں نے کہا آپ کیسے یہ خیال فرماتے ہیں کہ آپ کا قول تو یہ ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی تو علم قلیل اور خیر کثیر کیسے جمع ہو سکتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اس تقدیر پر یہ آیت مدنی ہوگی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہود نے قریش سے کہا تھا کہ مکہ میں جا کر رسول کریم ﷺ سے اس طرح کا کلام کریں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مشرکین نے یہ کہا تھا کہ قرآن اور جو کچھ محمد ﷺ لائے ہیں یہ عنقریب تمام ہو جائے گا، پھر قصہ ختم اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ظاہری وباطنی نعمتیں:

۱......ظاہری نعمت سے مراد حسی، معقولی اور معروف وغیر معروف نعمتیں ہیں، مجاہد کے نزدیک ظاہری نعمت سے مراد اسلام کی نعمت اور دشمن دین پر مدد اور باطنی طور پر فرشتوں کی امداد ہے۔ ضحاک کے مطابق ظاہری نعمت سے مراد حسن صورت، قد وقامت کا بڑھنا، ظاہری اعضاء کا درست وبرابر ہونا، اور باطنی نعمت سے مراد معرفت الٰہی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ظاہری نعمت سے مراد دیکھنے، سُننے، بولنے، اور تمام اعضاء کی نعمتیں ہیں جب کہ باطنی نعمت سے مراد دل، عقل اور فہم کی قوت ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ظاہری نعمت سے مراد دنیاوی نعمتیں اور باطنی نعمت سے مراد اُخروی نعمتیں ہیں۔ اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ظاہری نعمت سے مراد فرشتوں کا بھیجا جانا، کتابوں کا نازل کرنا، اسلام قبول کرنے کی توفیق دینا، سچ پر قائم ودائم رہنا اور جملہ عبادات پر دوام کرنا ہے جب کہ باطنی نعمت سے مراد روح کو پہنچنے والی نورانیت کے معاملات ہیں۔ بعض امامیہ نے امام باقر سے نقل کیا ہے کہ ظاہری نعمت سے مراد سید عالم ﷺ ذات پاک اور اللہ عزوجل کی توحید کا علم ومعرفت اور باطنی نعمت سے مراد اہل بیت کی محبت وعقیدت ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۱، ص ۱۲۵ وغیرہ)

تقلید کی بحث:

۲......العمل بقول الغیر من غیر حجۃ یعنی کسی غیر کے قول پر بغیر کسی حجت کے عمل کرنے کا نام تقلید ہے، جیسے عام آدمی کا عام اور مجتہد کا مجتہد سے کچھ حاصل کرنا، تو سید عالم ﷺ یا اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے، اسی طرح عام آدمی کا مفتی سے رجوع کرنا اور قاضی کا عادل گواہوں کی طرف رجوع کرنا، کیونکہ یہ نص نے ان پر واجب کیا ہے، مگر عرف میں یہ ہے کہ عام شخص مجتہد کا مقلد ہے۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، رسالہ: اجلی الاعلام ان الفتوی مطلقا علی قول الامام، ج ۱، ص ۱۰۴)

قرآن وحدیث سے تقلید کے واجب قطعی وفرضی ہونے کا ثبوت:

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں ہے (النحل: ۴۳)﴾۔

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''الا سئلوا ان لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال یعنی اگر وہ نہیں جانتے تو پوچھتے کیوں نہیں

کیونکہ جہالت کی شفاء سوال کرنا ہے"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب :المجروح یتیمم ،رقم:۳۳٦،ص۷۸)

تقلید شخصی واجب ہے:

اللہ ﷻ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا: ﴿اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم تو ہمیں سیدھے راستے پر چلا راستہ ان کا جن پر تیرا انعام ہوا(الفاتحہ:۵تا٦)﴾۔ پس مقلد پر واجب ہے کہ خاص اُسی بات پر عمل کرے جو اُس کے مذہب میں راجح ٹھہری ہو، ہر زمانے میں علماء کا اسی پر عمل رہا ہے البتہ جو ولی اللہ ذوق و معرفت کی راہ سے اُس مقام کشف تک پہنچ جائے کہ شریعت مطہرہ کا پہلا چشمہ جو سب مذاہب ائمہ مجتہدین کا خزانہ ہے اُسے نظر آنے لگے وہاں پہنچ کر وہ تمام اقوال علماء کو مشاہدہ کرے گا کہ ان کے دریا اُسی چشمے سے نکلتے اور اُسی میں پھر آ کر گرتے ہیں ایسے شخص پر تقلید شخصی لازم نہ کی جائیگی کہ وہ تو آنکھوں دیکھ رہا ہے کہ سب مذاہب چشمۂ اولی سے یکساں فیض لے رہے ہیں، یہاں سے ثابت ہوا کہ جو پایۂ اجتہاد نہ رکھتا ہو نہ کشف وولایت کے اس رتبۂ عظمی تک پہنچا اُس پر تقلید امام معین قطعاً واجب ہے اور اسی پر ہر زمانے میں علماء کا عمل رہا، یہاں تک کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی نے کتاب مستطاب کیمیائے سعادت میں فرمایا: "اپنے صاحب مذہب کی مخالفت کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے"۔(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، رسالہ:النھی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید یعنی دشمن تقلید کے پیچھے نماز ادا کرنا سخت منع ھے، ج٦،ص٧٠٦ وغیرہ)

تقلید کی اہمیت:

مظہری میں ہے:

اھل السنۃ قد افترق بعد القرون الثلثۃ او الاربعۃ علی اربعۃ مذاھب ولم یبق مذھب فی فروع المسائل سوی ھذہ الاربعۃ یعنی اہل سنت تین چار قرن کے بعد ان چار مذاہب پر منقسم ہو گئے اور فروع مسائل میں ان مذاہب اربعہ کے سوا کوئی مذہب باقی نہ رہا"۔ (المظھری،تحت آل عمران:٦٤)

امام غزالی فرماتے ہیں:

مخالفتہ للمقلد متفق علی کونہ منکرا بین المحصلین یعنی تمام منتہی فاضلوں کا اجماع ہے کہ مقلد کا اپنے امام مذہب کی مخالفت کرنا شنیع و واجب الانکار ہے۔

علامہ زین بن نجیم مصری صاحب بحر الرائق واشباہ وغیرہما رسالہ کبائر وصغائر میں فرماتے ہیں:

اما الکبائر فقالوا ھی بعد الکفر الزنا واللواطۃ وشرب الخمر ومخالفۃ المقلد حکم مقلدہ یعنی کبیرہ گناہ علماء نے یوں گنائے کہ عیاذاً باللہ سب میں پہلے تو کفر ہے پھر زنا و اغلام و شراب خوری اور مقلد کا اپنے امام کی مخالفت کرنا۔

(الرسائل الفقھیہ لمولف الاشباہ مع الاشباہ ، الرسالۃ الرابعۃ والثلاثون ،ج۲،ص ۹٤)

صحابہ وتابعین سب مقلد تھے:

تابعین وتبع تابعین میں لکھوکھا مقلدین تھے ہی، صحابہ کرام میں بھی ہزاروں حضرات خصوصاً اعراب واکثر طلقاء مقلد تھے، قرون ثلثہ کے کروڑوں مسلمانوں میں ہر شخص کو مجتہد جاننا آپ ہی جیسے فاضل اجہل کا کام ہے، ایمان سے کہنا قرون ثلثہ میں کبھی کسی کا کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا اور وہ جو فرمائے اس پر عمل کرنا ہوا یا نہیں، بیشک ہوا اور ہر قرن میں ہوا اور شب وروز ہوتا رہا، اور تقلید کس چیز کا نام ہے، اگر کبھی خواب میں بھی کتب حدیث کی ہوا لگی ہوتی تو معلوم ہوتا کہ عوام وعلماء کا یہ استفادہ وافتانہ صرف زمانہ صحابہ بلکہ زمانہ

رسالت سے ہمیشہ رائج رہا۔ (الفتاوی الرضویه مخرجه، رساله:قوارع القهار علی المجسمة الفجار، ج۲۹،ص۱۹۴وغیره)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر غم کی کیفیت:

۳؎.....اور جس نے اللہ عزوجل کی جانب اپنی توجہ نہ کی تو اس کا کفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غمزدہ نہ کرے، اس کا مفہوم اس طرح ہے کہ اپنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچایا اور اذیت دی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تو دنیا میں نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی آخرت میں۔ ضرر کا نہ ہونا حزن کے نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے ضرر کی جگہ حزن کا ذکر فرمادیا۔ دارین میں انہوں نے ہماری ہی طرف لوٹنا ہے، پس ہم انہیں عذاب دے کر آگاہ کریں گے بیشک اللہ عزوجل جانتا ہے جو کچھ ان کے سینوں میں چھپا ہوا ہے یعنی اللہ عزوجل سینوں میں پوشیدہ اعتقادات اور پیدا ہونے والے خدشات تک کو خوب جانتا ہے چہ جائے کہ وہ امور جو ظاہر ہوں۔ (المظهری، ج۵،ص۴۶۱)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو الحمد للہ کہنے کا حکم!

۴؎.....یہ قول نقطہ کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ ان کے اقرار پر انہیں الزام دیا جائے کہ جس نے آسمان وزمین پیدا کئے وہ اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے، واجب ہوا کہ اس کی حمد کی جائے اور اس کا شکرادا کیا جائے اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔

(خزائن العرفان، حاشیه نمبر ۴۶)

کلمات الٰہی عزوجل کا بیان:

۵؎.....یعنی زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں، اور تمام دریا سیاہی ہوجائیں اور مزید سات دریا اس کے ساتھ اور مل جائیں، اور ان سیاہی سے اللہ عزوجل کے صفاتی کلمات جو کہ اس کی عظمت وشان کے بیان کے بارے میں ہوں تو قلم ٹوٹ جائیں گے، سیاہی ختم ہوجائے گی، اس کی مثل اور بھی سیاہی آجائے، ہم نے سات کا ذکر مبالغہ کی وجہ سے کیا ہے، حصر کے ارادے سے نہیں کہا اور نہ ہی اس اعتبار سے کہ اس کائنات میں سات ایسے دریا موجود ہیں جو سارے نظام عالم کا احاطہ کرلیں گے، جب کہ اسی بارے میں اسرائیلی کلام کے میں تصدیق وتکذیب کچھ نہیں پائی جاتی۔ اللہ عزوجل نے ایک اور مقام پر اسی مضمون کے مطابق کلام فرمایا: ﴿قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مددا تم فرمادو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہوجائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہونگی اگرچہ ہم ویسا ہی اس کی مدد کو لے آئیں﴾(الکهف:۱۰۹)۔ اللہ عزوجل کے اس فرمان ﴿بمثله﴾ سے اس کا مثلِ آخر مراد نہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ اسی کی مثل مزید سیاہی آجائے، پھر مزید ایسا ہی ہو، پھر مزید ایسا ہی ہو......۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی آیات وکلمات میں حصر نہیں ہے۔ حسن بصری کہتے ہیں: اگر زمین کے درخت قلم بنادیئے جائیں، اور سمندر سیاہی، اور ''ان من امری کذا ومن امری کذا'' کے طور پر آجائے تو سارے قلم ٹوٹ جائیں گے اور سیاہی ختم ہوجائے گی۔ قتادہ کہتے ہیں: مشرکین اس معاملے میں شک کرتے تھے کہ سات سمندر سیاہی ہوں اور درخت قلم بن جائیں تو میرے رب کی علم وحکمت وخلقت سے متعلق عجائب کیوں کر ختم نہ ہونگے۔ ربیع بن انس کہتے ہیں: سمندروں کی سیاہی اور درختوں کا قلم بن جانا، اللہ کے کلمات کو باقی رکھے گا اور باقی مذکورہ چیزوں کو فنا ہوگی۔ (ابن کثیر، ج۳،ص۵۵۲)

اغراض:

یا مخاطبین: واو کے ساتھ قیاس کیا گیا کیونکہ وہ منادی مفرد ہوتا ہے، مبنی ہوتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نکرہ غیر مقصودہ منصوب ہوتا ہے۔

هی حسن الصورة: سے ظاہری نعمت، یا باطنی نعمت جو کہ عقبی میں ملے گی مراد ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جس ظاہری نعمت کو

آنکھیں دیکھتی ہیں مثلاً مال وجاہ جمال وغیرہ، اور باطنی نعمت میں اعتقاد وعلم باری وغیرہ شامل ہیں اور سارے ہی قول صحیح ہیں۔

ای یقبل علی طاعته: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ "الوجه" سے مراد ذات باری ہے، معنی یہ ہے کہ اپنے رب ﷻ کی طاعت میں اپنی ذات کو فنا کردے، اور اپنے لئے اللہ ﷻ کے عذاب اور نعمت کے زوال سے امن کا ساماں کرلے، اور یہی آیت مذکورہ کا معنی ہے جس کی جانب اللہ ﷻ کا یہ فرمان بھی اشارہ کرتا ہے: ﴿الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون﴾۔

موحد: اس جملے سے مفسر نے اس تفسیر کی تا کہ عام لوگوں کے حق میں بھی اسلام شامل ہوجائے اور مراد اس سے توحید ہی ہے، اور کمالِ استحسان یہ ہے کہ اللہ ﷻ کی عبادت اس طرح کی جائے جیسا کہ اُسے دیکھ رہے ہیں۔

بالطرف الاوثق: یعنی اللہ ﷻ کی پاک بارگاہ کی جانب بغیر کسی انقطاع کے پہنچنا، پس مومن کی مثال ایسی ہے کہ اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کے ساتھ جُڑا رہے، جیسا کہ وہ شخص جو پہاڑ کی بلندی پر چڑھتا ہے اور مضبوطی سے چوٹی کو تھامتے ہوئے چڑھتا ہے۔

لا یجدون عنھا محیصا: بمعنی ملجاء یعنی اللہ ﷻ کے سوا کوئی جائے پناہ نہ ہونا۔

لیقولن: میں التقائے ساکنین کی وجہ سے واؤ گرگیا جب کہ نون تاکید بھی موجود ہے، اور ضمہ کو دلیل جمع کی وجہ سے باقی رکھا گیا۔

وجوبه علیهم: لیکن اللہ ﷻ کے ساتھ شریک ٹھرانے والے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کے شریک انہیں اللہ کے قریب کردیں گے، اور یہ بھی کہ مخلوق کو ایک اللہ کی جانب منسوب کرتے ہیں۔

المحمود فی صنعه: جو کہ ازلی وابدلی کمالات سے متصف ذات باری ﷻ ہے، اس کے سوا کوئی (ایسی) حمد کا مستحق نہیں ہے۔

مداد: محذوف عبارت کی خبر ہے اور مراد تمام "مداد" ہیں، مراد جملہ مستانفہ ہے جو کہ ایک سوالِ مقدر کے جواب کی صورت میں ہے اور سوالِ مقدر یہ ہے: یہ سمندر کیا بناتے ہیں؟ تو میں (علامہ صاوی) جواب دوں گا: "مداد یعنی سیاہی" جو کہ اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی﴾ پر دلیل ہے۔

یا مخاطبا: نکرہ غیر مقصودہ ہونے کی وجہ سے منصوب پڑھا گیا۔

بما نقص: مراد وہ جزا ہے جو اجر میں کمی کردے، مراد چار گھڑیاں ہیں جو دن رات کو گھیر لیتی ہیں، کبھی رات بڑھتی ہے تو کبھی دن۔

الثابت: جو کہ زوال کو قبول ہی نہیں کرتا، ازلی وابدی ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۱۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿الم تر ان الفلک ﴾السُّفُنِ﴿ تجری فی البحر بنعمت الله لیریکم ﴾یَا مُخَاطَبِینَ بذَالکَ﴿ من ایته ط ان فی ذلک لایت ﴾عِبرًا﴿ لکل صبار ﴾عَن مَعَاصِی اللهِ﴿شکور (۳۱)﴾لِنِعَمِهٖ﴿ واذا غشیھم ﴾اَی عَلا الکُفَّارِ﴿ موج کالظلل ﴾کَالجِبَالِ الَّتِی تَظِلُّ مِن تَحتِهَا﴿ دعوا الله مخلصین له الدین ع﴾اَیِ الدُّعَاءُ بِاَنْ یُنجِیَهم اَی لا یَدْعُونَ مَعَه﴿ فلما نجھم الی البر فمنھم مقتصد ﴾مُتَوَسِّطٌ بَینَ الکُفرِ وَالْاِیمَانِ وَمِنهُم بَاقٍ عَلٰی کُفرِهٖ﴿ وما یجحد بایتنا ﴾وَ مِنهَاالْاِنجَاءُ مِنَ الْمَوجِ﴿ الا کل ختار ﴾غَدَّارٍ﴿ کفور (۳۲)﴾لِنِعَمِ اللهِ﴿ یایھا الناس ﴾اَی اَهلِ مَکَّةَ﴿ اتقوا ربکم واخشوا یوما لا یجزی ﴾یُغنِی﴿ والد عن ولده ﴾فِیهِ شَیْئًا﴿ ولا مولود ھو جاز عن والده ﴾فِیهِ﴿ شیئا ط ان وعد الله حق فلا تغرنکم الحیوة

الدنیا وقفة ﴿عَنِ الْاِسْلَامِ﴾ ولا یغرنکم باللہ ﴿فی حَمُلِهٖ وِاِمْهَالِهٖ﴾ الغرور (۳۳) ﴿الشَّیطانُ﴾ ان اللہ عندہ علم الساعة ج ﴿متٰی تَقُومُ﴾ وینزل ﴿بِالتَخفیفِ والتَّشْدِیدِ﴾ الغیث ج ﴿بِوقتٍ یَّعلمُهٗ﴾ ویعلم ما فی الارحام ط ﴿اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰی ولا یعلمُ واحدًا مِنَ الثَّلَاثَةِ غَیرُ اللہ تعَالٰی﴾ وما تدری نفس ما ذا تکسب غدا ط ﴿مِن خَیرٍ اوْ شَرٍّ وَیعْلَمُهُ اللہُ﴾ وما تدری نفس بای ارض تموت ط ﴿وَیَعْلَمُهُ اللہُ﴾ ان اللہ علیم ﴿بِكُلِّ شَیءٍ﴾ خبیر (۳۴) ﴿بِبَاطِنِهٖ كَظَاهِرِهٖ رَوَی البُخارِی عَنِ بنِ عُمَرَ حدِیثِ مفاتِحِ الغَیبِ خَمسةٌ اِنَّ اللہَ عِندَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ اِلی آخرِ السُورةِ.

﴿ترجمہ﴾

کیاتو نے نہ دیکھا کہ کشتی (فلک کے معنی کشتی ہے) دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے تا کہ (اے مخاطبین اس کے ذریعے) تمہیں وہ اپنی کچھ نشانیاں دکھائے بیشک اس میں آیات (یعنی عبرت) ہیں (اللہ ﷻ کی نافرمانیوں سے) ہر بڑے صبر کرنے والے (اور اس کی نعمتوں کے) شکر گزار کے لیے، اور جب ان پر آپڑتی ہے (یعنی کفار پر چھاجاتی ہے) کوئی موج پہاڑوں کی طرح (یعنی ان پہاڑوں کی طرح جن کے نیچے سایہ لیا جاتا ہے) تو اللہ کو پکارتے ہیں خالص کرتے ہوئے اس کے لیے دین (یعنی اپنی پکار) کو (یوں کہ اگر وہ نجات دے دیگا تو پھر اس کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت نہ کریں گے) پھر جب انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو ان میں کوئی درمیان میں رہتا ہے......(یعنی کفروایمان کے درمیان رہتا ہے اور ان میں سے کفر پر باقی رہتے ہیں) اور ہماری آیتوں کا (من جملہ جن میں سے موجوں سے نجات بھی ہے) انکار نہ کرے گا مگر ہر بڑا بیوفا (ختار بمعنی غدار ہے اور اللہ ﷻ کی نعمتوں کا) ناشکرا اے لوگوں (یعنی اے اہل مکہ) اپنے رب سے ڈرو اس دن کا خوف کرو (جس میں) کوئی باپ اپنے بچے کے (کچھ) کام نہ آئے گا (لیجزی بمعنی یغنی ہے) اور نہ کوئی بچہ (اس دن کچھ) اپنے باپ کو نفع دے......بیشک (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا) اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہر گز تمہیں (اسلام سے متعلق) دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہر گز تمہیں اللہ پر (اس کے حکم اور مہلت دینے کے معاملے میں) دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی (یعنی شیطان) بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم (کہ وہ کب قائم ہوگی) اور اتارتا ہے بارش (اس وقت میں جو اسے معلوم ہے، ینزل فعل کو مخفف اور مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے (کہ نر ہے یا مادہ، ان تینوں چیزوں کو اللہ ﷻ کے سوا کوئی نہیں جانتا) اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی (اچھائی یا برائی، اور اللہ ﷻ اس کا علم رکھتا ہے) اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی......(اور اللہ ﷻ اس کا علم رکھتا ہے) بیشک اللہ (ہر شے کو) جاننے والا ہے اور (اشیاء کے باطن کو ان کے ظاہر کی طرح) خبر رکھنے والا ہے (امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث پاک روایت کی: غیب کی کنجیاں پانچ ہیں: وان اللہ عندہ علم الساعة ......الخ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تر ان الفلک تجری فی البحر بنعمت اللہ لیریکم من ایته﴾.

ہمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل نفی بافاعل، ان الفلک: حرف مشبہ واسم، تجری: فعل "ھی" ضمیر ذوالحال، بنعمت اللہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، فی البحر: ظرف لغو، لام: جار، یریکم من ایته: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف، لغوثانی، ملکر جملہ فعلیہ

خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت لکل صبار شکور﴾۔

ان: حرف مشبہ،فی ذلک:ظرف مستقر خبر مقدم،لام:تاکیدیہ،ایت:موصوف،لام:جار،کل صبار شکور:مرکب اضافی مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا غشیھم موج کالظلل دعوا اللہ مخلصین لہ الدین﴾۔

و:عاطفہ،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،غشیھم:فعل ومفعول،موج:موصوف،کالظلل:ظرف مستقر صفت،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط،دعوا:فعل واؤ ضمیر ذوالحال،مخلصین لہ الدین:شبہ جملہ حال،ملکر فاعل،اللہ:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما نجھم الی البر فمنھم مقتصد﴾۔

ف:عاطفہ،لما:ظرفیہ شرطیہ،نجھم الی البر:فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف:جزائیہ،منھم:ظرف مستقر خبر مقدم،مقتصد:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما یجحد بایتنا الا کل ختار کفور٥﴾۔

و:مستانفہ،ما یجحد:فعل نفی،بایتنا:ظرف لغو،الا:اداۃ حصر،کل ختار کفور:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایھا الناس اتقوا ربکم واخشوا یوما لا یجزی والد عن ولدہ ولا مولود ھو جاز عن والدہ شیئا﴾۔

یایھا الناس: نداء،اتقوا ربکم:فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،اخشوا:فعل امر بافاعل، یوما:موصوف،لا یجزی:فعل نفی،والد:معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا:نافیہ،مولود:موصوف،ھو:مبتدا،جاز:اسم فاعل بافاعل،عن والدہ:ظرف لغو،شیئا:مفعول،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ صفت،ملکر معطوف،ملکر فاعل،عن ولدہ:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول بہ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ان وعداللہ حق فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور٥﴾۔

ان: حرف مشبہ،وعداللہ:اسم،حق:خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف:فصیحیہ،لا تغرنکم: فعل نفی ومفعول،الحیوۃ الدنیا: مرکب توصیفی فاعل،ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا یغرنکم:فعل نفی ومفعول،باللہ:ظرف لغو،الغرور:فاعل،ملکر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام﴾۔

ان اللہ: حرف مشبہ واسم،عندہ:ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم،علم الساعۃ:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،ینزل الغیث:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول،و:عاطفہ،یعلم ما فی الارحام: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر٥﴾۔

و:عاطفہ،ما تدری:فعل نفی،نفس:بافاعل،ماذا:اسم استفہام مفعول مقدم،تکسب:فعل بافاعل،غدا:ظرف،ملکر جملہ فعلیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،ما تدری:فعل نفی،نفس:بافاعل،بای ارض تموت: جملہ فعلیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ان اللہ: حرف مشبہ واسم،علیم خبیر:خبر ان،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... **ان اللہ عندہ علم الساعۃ** ......☆ یہ آیت حارث بن عمرو کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر قیامت کا وقت دریافت کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میں نے کھیتی بوئی ہے، خبر دیجئے مینہ کب آئے گا؟ اور میری عورت حاملہ ہے مجھے بتائے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی، یہ تو مجھے معلوم ہے کہ کل میں نے کیا کیا یہ مجھے بتائیے کہ آئندہ کل کیا کروں گا، یہ بھی جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہوا مجھے یہ بتایئے کہ کہاں مَروں گا، اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

متذکرہ آیت میں اعتدال پسند لوگوں کا بیان:

۱......ابن عباس کہتے ہیں: سمندر کی موجوں میں جو اللہ ﷻ سے وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دیا، نقاش کا قول ہے کہ عہد کے معاملے میں عدل کا سلوک کیا، اور اللہ ﷻ سے سمندر کی موجوں میں ڈوبنے والی کیفیت میں جو عہد کیا تھا اسے وفا کر دیا۔ حسن کہتے ہیں: مقتصد کے معنی ایسا مومن ہے جو توحید اور فرمانبرداری کو تھامے ہوئے ہوتا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں: مراد ایسا شخص ہے جو بات میں معتدل راہ اختیار کرتا ہے اور کفر چھپائے رہتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہاں کچھ محذوف ہے اور آیت کا معنی یہ ہے کہ ان میں سے (جو دریا کی موجوں میں نجات کے لئے عہد و پیان کرتے تھے)، بعض اعتدال پر ہیں اور بعض کافر ہیں اور محذوف ہونے پر اگلا کلام ﴿وما یجحد بایتنا الا کل ختار کفور﴾ دلالت کرتا ہے۔ الختار بمعنی الغدار ہے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۱، ص ۷۴)

علامہ آلوسی کہتے ہیں:

جس نے ہم سے صراطِ مستقیم کا سوال کیا تو ہم اسے اس کے سوا کی جانب نہیں پھیرتے، اس کی اصل سیدھے راستے پر استقامت پانا ہے پھر بعد میں اس کا استعمال مبالغہ کے لئے ہونے لگا۔ اور صراطِ مستقیم سے مجازاً مراد توحید کا راستہ ہے۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ سوال کرنے والے بعض توحید پر قائم رہتے ہیں، حسن کا قول ہے: مراد اس سے وہ مومن ہیں جو اللہ ﷻ کی نعمتوں کی روشنی میں اس کے حقوق کو جانتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ "مقتصد" سے مراد وسط اور اعتدال ہے، یعنی وہ شخص جو اپنے اقوال وافعال کے بارے میں خوف اور امید کی ملی جلی کیفیت میں ہو کر دریا کی موجوں میں اللہ سے کئے گئے وعدے کو پورا کرتا ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۱، ص ۱۴۲)

کیا اولاد کی وجہ سے والدین کی مغفرت ہوتی ہے؟

۲......مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ خطاب مشرکین سے ہے، اے مشرکین! اللہ سے ڈرو، اور اس دن کا خوف کرو جس میں نہ باپ اپنی اولاد کی سفارش کر سکے گا اور نہ ہی اولاد اپنے والدین کو بچانے میں کامیاب ہو سکے گی، اور اس دن حکم اللہ کا ہوگا اور کوئی اس کے حکم پر غالب نہیں آسکتا، اور کسی کی سفارش اور وسیلہ کام نہ آئے گا، مگر صالحین کا وسیلہ جس نے دنیا میں نیک اعمال اکھٹے کر کے آگے بھیجے۔ اور اللہ ﷻ کا فرمان ﴿ان وعد اللہ حق بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے (الفاطر:۵)﴾ یعنی جان لو! یہ دن آنے والا ہے، اور یہ بھی جان لو کہ اللہ اپنے بندوں سے جو وعدہ کرتا ہے اس کا خلاف نہیں کرتا۔ اور تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور تم اس کی جانب مائل ہو جاؤ، اور تم اللہ سے اپنی طاقت کے مطابق اس دن کی تباہی سے خلاصی پانے کی جستجو کرو، اور اللہ ﷻ کا فرمان ﴿ولا یغرنکم باللہ الغرور اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم سے فریب نہ دے بڑا فریبی (الفاطر:۵)﴾ اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے میں نہ

ڈال دے، غین کے فتح کے ساتھ الغرور کے معنی ہیں کہ انسان کسی چیز کے دھوکے میں آجائے، اور دھوکہ دینے والا انسان ہو یا شیطان ہو یا دنیا ہو اور غین کے ضمہ کے ساتھ ہونے کا معنی آیت سے ثابت ہے، مصدری معنی "غرورته غرورا" کے معنی میں ہے۔

(الطبری، الجزء: ۲۱، ص ۹۹)

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: "موت کے بعد مومن بندے کو اس کے عمل اور نیکیوں سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے، ان میں سے چند یہ ہیں: (۱)......اس کا علم جو اس نے پھیلایا، (۲)......نیک اولاد چھوڑ کر مرا، (۳)......قرآن کریم کو ورثہ میں چھوڑ کر مرا، (۴)......مسجد بنوائی، (۵)......مسافر کے لئے مکان بنوایا، (۶)......نہر جاری کرادی، (۷)......اپنی زندگی اور صحت میں ایسی جگہ صدقہ کیا جس کا نفع اسے مرنے کے بعد بھی ملتا رہا"۔(سنن ابن ماجه، ابواب السنة، باب: ثواب معلم الناس خيرا، رقم: ۲٤۲، ص ٦۰)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ اس پر صبر کرے تو وہ قسم پوری کرنے کے لئے داخل جہنم ہوگا اور وہ قسم یہ ہے: ﴿وان منكم الا واردها كان على ربك حتما مقضيا اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا دوزخ پر گزر نہ ہو، تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے (مریم: ۷۱)﴾"۔

(صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب: فضل من مات له ولد، رقم: ۱۲۵۱، ص ۲۰۰)

مخلوق سے علوم خمسہ کی نفی واثبات کا بیان:

......"ســاعة" جدید اجزاء میں سے ایک چیز ہے، مراد قیامت کا دن ہے کہ دنیا میں اس کی آخری گھڑی کب ہوگی؟ اللہ عزوجل کے پاس اس کا علم ہے اور اللہ عزوجل اس کے احوال و اھوال کے علم رکھنے میں یکتا ہے کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کس سن، کس مہینے، کس گھڑی، دن یا رات میں رونما ہوگی۔ (روح البيان، ج۷، ص ۱۲۳)

علامہ قرطبی کہتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پانچ چیزوں کا علم اللہ عزوجل کے سوا کسی کو نہیں، ان کو کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے نہ کوئی نبی مرسل، اور جس نے یہ دعوی کیا کہ وہ ان پانچ چیزوں میں سے کسی چیز کو جانتا ہے، اس نے قرآن مجید کے ساتھ کفر کیا، کیونکہ اس شخص نے قرآن کی مخالفت کی، ہاں حضرات انبیائے کرام اللہ کے دیئے ہوئے علم سے کثیر علم غیب پر مطلع ہوتے ہیں۔ اس آیت سے کاہنوں، نجومیوں کے قول کو باطل قرار دیا گیا ہے اور یہی آیت کا مقصود ہے، اور زیادہ تجربے سے کبھی انسان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی، لیکن کبھی تجربے کے خلاف بھی ہو جاتا ہے اور اللہ عزوجل کا علم باقی رہ جاتا ہے۔

روایت میں ہے کہ ایک یہودی ستاروں کے حساب کو جانتا تھا اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو آپ کے بیٹے کا ستارہ بتادوں اور یہ کہ وہ دس دن بعد مر جائے گا، اور آپ موت سے پہلے نابینا ہو جائیں گے اور میں اس سال کے مکمل ہونے سے پہلے مر جاؤں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے پوچھا کہ اے یہودی! تم کس جگہ مرو گے؟ اس نے کہا یہ میں نہیں جانتا! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس نے سچ کہا اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کون کس جگہ مرے گا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب لوٹ کر آئے تو ان کے بیٹے کو بخار نے آلیا تھا، اور وہ دس دن بعد فوت ہو گیا اور سال پورا ہونے سے پہلے وہ یہودی بھی فوت ہو گیا اور جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فوت ہوئے تو اس سے پہلے نابینا ہو چکے تھے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۱، ص ۷۵ وغیرہ)

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "مفاتح الغیب پانچ ہیں ان کا علم اللہ عزوجل کے سوا کسی کو نہیں ہے، اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا، اللہ عزوجل کے سوا ان پیٹوں کو کوئی نہیں جانتا جو گھٹتے بڑھتے ہیں، اور اللہ عزوجل کے سوا کوئی

نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا اور اللہ عزوجل کے سوا کوئی شخص نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی؟

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: قولہ اللہ یعلم ما تحمل، رقم:٤٦٩٧، ص ٨١٠)

کیا بارش کے نازل ہونے کا علم اللہ کے سوا کسی کو ہے؟

متذکرہ بالا آیت میں یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی کو علم نہیں کہ بارش کب اور کہاں ہوگی؟ جب کہ قرآن میں حضرت یوسف علیہ السلام نے بارش ہونے کی خبر ارشاد فرمائی ہے چنانچہ فرمان مقدس نشان ہے: ﴿ثم یاتی من بعد ذلک عام فیہ یغاث الناس وفیہ یعصرون. پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو مینھ دیا جائے گا اور اس میں رس نچوڑیں گے (یوسف:٤٩)﴾۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بارش کے نزول کی خبریں ملتی ہیں چنانچہ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال و یاجوج ماجوج کا بیان تفصیل سے فرمایا، اس کے بعد فرمایا: ''پھر اللہ عزوجل کے نبی اور ان کے اصحاب دعا کریں گے تب اللہ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کردیگا اور صبح کو وہ یک لخت مرجائیں گے، پھر اللہ عزوجل کے نبی حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کے اصحاب کا نزول ہوگا زمین میں ایک بالشت کے برابر جگہ بھی یاجوج ماجوج کی بدبو سے خالی نہ ہوگی، پھر حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کے پیروکار اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ عزوجل بختی اونٹ کی گردن کے برابر پرندے بھیجے گا یہ پرندے ان بدبودار لاشوں کو اٹھائیں گے اور جہاں اللہ عزوجل کا حکم ہوگا وہیں پھینک دیں گے۔ پھر اللہ عزوجل بارش بھیجے گا جو زمین کو دھودیگی اور ہر گھر خواہ وہ مٹی کا بنا ہوا ہو یا کھال کا خیمہ ہو آئینہ کی مانند صاف وشفاف ہوجائے گا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب: ذکر الدجال وصفتہ، رقم:(٧٢٦٧)/٢٩٣٧، ص ١٤٣٦)

موجودہ دور میں سائنس جانتی ہے کہ بارش کب، کہاں، کتنے وقت تک ہوگی، کہاں ہوائیں چلیں گی، کہاں نمی ہوگی اور کہاں خشک سالی کا معاملہ ہوگا؟

کیا کوئی جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟

فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحق علیہ السلام کی پیدائش کی خبر دی چنانچہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿قالوا لا تخف وبشروہ بغلم علیم وہ بولے ڈریئے نہیں اور اسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی (الذاریات:٢٨)﴾۔ فرشتے ہی نے حضرت بی بی مریم کے گریبان میں پھونک ماری اور بغیر نکاح کے بیٹے کی خبر دی، چنانچہ فرمان باری عزوجل ہے: ﴿قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ میں تجھے دوں ایک ستھرا بیٹا (مریم:١٩)﴾۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو فرشتے نے یحیی علیہ السلام کی خبر محراب میں دی، قرآن مجید میں ہے: ﴿فنادتہ الملئکۃ وھو قائم یصلی فی المحراب ان اللہ یبشرک بیحیی تو فرشتوں نے اُسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بیشک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحیی کا (ال عمران:٣٩)﴾۔

☆......بی بی ام الفضل کہتی ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء میں سے ایک عضو ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے اچھا خواب دیکھا، عنقریب فاطمہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور تم اس کو دودھ پلاؤ گی''، پھر حضرت فاطمہ کے ہاں حضرت امام حسن یا امام حسین پیدا ہوئے اور انہوں نے حضرت قثم بن عباس کے ساتھ ان کو دودھ پلایا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیا، باب: تعبیر الرؤیا، رقم:٣٩٢٣، ص ٦٤٧)

☆......حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی زوجہ بنت خارجہ سے ایک لڑکی پیدا ہونے والی ہے، بی بی عائشہ کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے غابہ کے مال سے بیس وسق کھجوریں عطا فرمائیں، پھر جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا: "اے بیٹی! مجھے اپنے بعد تمام لوگوں کی نسبت تمہارا خوشحال ہونا سب سے زیادہ پسند ہے، اور اپنے بعد تمہارا تنگ دست ہونا مجھ پر سب سے زیادہ شاق ہے، اور میں نے تم کو درخت پر لگی کھجوروں میں سے بیس وسق کھجوریں دی تھیں، اگر تم ان کا اندازہ کر کے درخت سے توڑ لیتیں تو تمہاری ہو جاتیں، اب آج کے دن وہ وارثت کا مال ہیں، اور اب تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں، اب تم اس مال کو کتاب اللہ کے مطابق تقسیم کر لینا"، حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا: اگر یہ مال اس سے زیادہ بھی ہوتا تو میں اسے چھوڑ دیتی لیکن میری تو ایک ہی بہن ہے اور وہ اسماء ہیں، دوسری بہن کونسی ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "وہ بنت خارجہ سے پیدا ہونگی"۔

(موطا امام مالك، كتاب الاقضية، باب: ما لا يجوز من النحل، رقم: ١٤٧٤، ص ٤١٩)

موجودہ دور میں الٹراساؤنڈ خبر دے دیتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی، بچے کی تمام کیفیات کا علم ہمیں سائنس بھی دیتی ہے۔

کیا آئندہ ہونے والے واقعات کا علم کسی اور کو بھی ہے؟

قرآن میں حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعے کو "احسن القصص" کا نام دیا گیا، چنانچہ اللہ عزوجل کے برگزیدہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قحط سالی کی خبر پیشگی دے دی اور ساتھ ہی قید کے ساتھیوں کو بھی ان کے ساتھ آئندہ پیش آمد مسائل کے بارے میں مطلع کر دیا۔ چنانچہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿یصاحبی السجن اما احد کما فیسقی ربہ خمرا اے قید کے دونوں ساتھیوں تم میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلائے گا(یوسف:۴۱)﴾، ﴿قال تزرعون سبع سنین دابا فما حصدتم فذروہ فی سنبلہ الا قلیلا مما تاکلون ثم یاتی من بعد ذلک سبع شداد یاکلن ما قدمتم لھن الا قلیلا مما تحصنون کہا تم کھیتی کرو گے سات برس لگا تار تو جو کاٹو اسے اس کی بال میں رہنے دو مگر تھوڑا جتنا کھالو پھر اس کے بعد سات برس سختی کے آئیں گے کہ کھا جائیں گے جو تم نے اُن کے لئے پہلے جمع کر رکھا تھا مگر تھوڑا جو بچالو(۴۷،۴۸)﴾۔

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لاعطین الرایة غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیه یعنی کل ہم جھنڈا ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دیں گے جس کے ہاتھ پر اللہ خیبر کو فتح یاب کرے گا"۔

(صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ، باب: مناقب علي بن ابي طالب، رقم: ٣٧٠١، ص ٦٢٤)

☆......ایک موقع پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "منزلنا غدا ان شاء اللہ بخیف بنی کنانة کل ان شاء اللہ ہماری منزل خیف بن کنانہ میں ہوگی"۔ (صحيح البخاري، كتاب الحج، باب: نزول النبي ﷺ، رقم: ١٥٨٩، ص ٢٥٨)

کیا موت کی خبر کسی کو ہو سکتی ہے؟

حضرت یوسف علیہ السلام نے قید کے ساتھیوں میں سے ایک سے فرمایا: ﴿واما الآخر فیصلب فتاکل الطیر من راسه قضی الامر الذی فیه تستفتین رہا دوسرا وہ سولی دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے حکم ہو چکا اس بات کا جس کا تم سوال کرتے ہو (یوسف:۴۱)﴾۔

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر سے ایک دن پہلے میدان کا دورہ کرتے ہوئے فرمایا: "ھکذا مصرع فلان ان شاء اللہ غدا یعنی ان شاء اللہ فلاں کافر کل اس جگہ مرے گا"۔

(صحيح مسلم، كتاب الجهاد واليسر، باب: غزوة البدر، رقم: (٤٥١٣)/١٧٧٩، ص ٩٠٠)

ماہر طبیب بسا اوقات مریض کے مرض کو دیکھتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں مریض دو دن یا کچھ گھنٹے کا مہمان ہے۔

کیا قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو ہے؟

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے: ﴿فاخذنهم بغتة وهم لا يشعرون تو ہم نے انہیں اچانک غفلت میں پکڑ لیا(الاعراف:۹۵)﴾، ﴿لا تاتيكم الا بغتة تم پر نہ آئے گی مگر اچانک(الاعراف:۱۸۷)﴾۔ بے شمار حدیثیں اس پر دلیل ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم عطا فرمایا چنانچہ امام مہدی کا ظہور ہونا(سنن الترمذي، كتاب الفتن، باب: ما جاء في المهدي، ص ٦٥٠)، قیامت کے جمعہ کے دن قائم ہونا(صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب: فضل يوم الجمعة، رقم: (١٨٦١)/٨٥٤، ص٣٨٩)، بروز جمعہ عصر سے مغرب تک کے وقت میں قائم ہوگی۔(الاسماء والصفات للبيهقي، ص ٣٨٣)۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیاں بیان فرمادیں، دن بھی بتادیا، وقت کا علم بھی دے دیا۔ تاہم سال نہیں بیان کیا، اس کی ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اگر سال بیان فرمادیتے تو قیامت اچانک آنے والی نہ کہلاتی اور اس طرح قرآن کا انکار لازم آتا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تصدیق کرنے والے بن کر آئے ہیں نہ کہ تکذیب کرنے والے۔ ہم نے "قیامت کا علم کس کے پاس ہے؟" کے عنوان پر تقریباً بائیس احادیث طیبہ عطائین، ج۲، ص۴۰۱ پر بحوالہ ذکر کی ہیں وہیں ملاحظہ فرمائیں۔ تاہم متذکرہ مقام کو تشنگی سے بچانے کے لئے کچھ مواد فراہم کردیا ہے۔ جن کے ذہنوں میں اشکالات جنم لیتے ہیں کہ انہیں سوچنا چاہیے کہ غیب کا علم فقط ان پانچ چیزوں پر منحصر نہیں ہے بلکہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ متذکرہ پانچ چیزوں سے نفی اس لئے کی گئی ہے تاکہ کفار و مشرکین کی زبان بند کرائی جاسکے کیونکہ کفار و مشرکین انہی پانچ چیزوں کے متعلق سوال کیا کرتے تھے۔

اغراض:

ای علا الکفار: یعنی جب کافروں کو ڈھانپ لے گا، پس "علا" فعل ماضی ہے نہ کہ حرف جر۔

ای لا یدعون معه غیره: جیسا کہ بت، اور وہ وقت انتہائی شدت وہول کا ہوگا، پس وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کو اس نازل ہونے والے عذاب کو دور کرنے والا نہ پائیں گے۔

متوسط بین الکفر والایمان: مناسب یہ ہے کہ المقتصد بمعنی العدل الموفی کی جائے، جو عہد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے توحید وغیرہ کے ذریعے کیا، تاکہ نزول عذاب کے اسباب کے ساتھ موافق ہوجائے، پس یہ آیت عکرمہ بن ابی جہل کے بارے میں نازل ہوئی، کیونکہ وہ عام الفتح کے دن سمندر کی جانب بھاگا تھا، تو انہیں تیز ہوا نے آلیا، پس ایسی صورت میں عکرمہ نے کہا: "اگر اللہ ہمیں اس سے بچالے تو ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب رجوع کرلیں گے اور میں اپنا ہاتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر رکھ دوں گا"، پس ہوا رک گئی اور عکرمہ جب مکہ مکرمہ پہنچا تو اسلام قبول کرلیا اور اچھے طریقے سے مسلمان ہوا۔

غدار: بعد میں اس (عکرمہ) نے عہد توڑ دیا اور اپنی پرانی روش برقرار رکھی۔

فی حلمه وامهاله: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ باء سببیہ ہے، اور کلام میں مضاف حذف ہے، اصل عبارت یوں ہے: "لایغرنکم بسبب حلم الله وامهاله الغرور"۔

بوقت یعلمه: یعنی جس جگہ وہ بارش نازل ہوگی۔

(الصاوي، ج٥، ص ١٤ وغيره)

سورۃ السجدۃ مکیۃ وھی ثلثون آیۃ

سورۃ السجدہ مکی ہے اور اس میں تیس آیات ہیں

تعارف سورۃ السجدۃ

اس سورت میں ۳۸۰ کلمات اور ۱۵۱۸ حروف ہیں۔ اس سورت کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ سید عالم ﷺ نے اپنی قوم کو تین امور کے ماننے کی دعوت دی تھی اور وہ کسی قیمت پر انہیں ماننے کے لئے تیار نہیں تھے، (۱)......اللہ وحدہ لاشریک ہے، (۲)......جس کتاب کی آیات میں تم پر پڑھ کر سناتا ہوں اسی کی پاک کتاب ہے جو ہدایت کا ذریعہ ہے، (۳)......تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ قیامت کے دن اپنی قبروں سے اٹھنا ہے اور تمہارے اعمال کی باز پرس ہونی ہے۔ یہی تین باتیں تھیں جن کی سید عالم ﷺ انہیں بار بار دعوت دیتے تھے اور یہی تین باتیں ایسی تھیں جن سے انہیں چڑ تھی وہ انہیں ماننے کو تیار ہی نہ تھے۔ اس سورت میں ان امور کے متعلق ان کے شکوک وشبہات کا بڑے حقیقت پسندانہ طور پر رد کیا گیا ہے۔ اگر انسان غور وفکر کرے تو ایمان لانے پر مجبور ہو جائے۔ منکرین کا یہ عام دستور رہا ہے کہ جب انہیں ان کی بدکاریوں سے روکا جائے تو بجائے عبرت حاصل کرنے کے سوال کرنے لگتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ حالانکہ وہ قیامت کا انتظار نہیں کر رہے ہوتے بلکہ مقصود ٹالنا ہوتا ہے اور جب قیامت قائم ہوگئی تو پھر کچھ نہ کر سکیں گے۔ سورت کے اختتام پر اس جانب اشارہ ہے کہ اب انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے، ان کی اصلاح کے لئے خود کو ہلاکت میں نہ ڈالا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

رکوع نمبر : ۱۴

﴿ الم ﴿۱﴾ ﴾اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرادِہٖ بِذَالِکَ﴿ تنزیل الکتب ﴾القُراٰنِ مُبتَداءٌ﴿لا ریب ﴾شَکَّ ﴿ فیہ ﴾خَبَرٌ اَوَّلٌ ﴿ من رب العلمین ﴿۲﴾ ﴾خَبَرٌ ثَانٍ ﴿ ام ﴾بَل ﴿ یقولون افترہ ج ﴾مُحَمَّدٌ لا﴿ بل ھو الحق من ربک لتنذر ﴾بِہٖ﴿ قوما ما ﴾نافِیَۃٌ﴿ اتھم من نذیر من قبلک لعلھم یھتدون ﴿۳﴾ ﴾بِاِنْذارِکَ﴿ اللہ الذی خلق السموت والارض وما بینھما فی ستۃ ایام ﴾اَوَّلُھا الْاَحَدُ وآخِرُھا الجُمُعَۃُ ﴿ ثم استوی علی العرش ط ﴾وَھُوَ فِی اللُّغَۃِ سَرِیرُ الْمَلِکُ اِسْتَواءً یَلِیقُ بِہٖ﴿ ما لکم ﴾یَاکُفارُ مَکَۃَ ﴿ من دونہ ﴾غَیرِہٖ﴿ من ولی ﴾اِسمُ مَا بِزِیَادَۃِ مِن اَی نَاصِرٍ ﴿ ولا شفیع ط ﴾یَدْفَعُ عَنکُم عَذَابَہٗ﴿ افلا تتذکرون ﴿۴﴾ ﴾ھٰذا فَتُومِنُونَ﴿ یدبر الامر من السماء الی الارض ﴾مُدَّۃِ الدُّنیَا﴿ ثم یعرج ﴾یَرجِعُ الاَمْرُ وَالتَّدْبِیرُ﴿الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون ﴿۵﴾ ﴾فی الدنیا وَفِی سورۃِ سَاَلَ خَمسِینَ اَلفَ سَنَۃٍ وھوَ یومُ القِیٰمَۃِ لِشِدَّۃِ اَھْوَالِہٖ بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الکافِرِ واَمَّا المُومنُ فَیَکُونُ اَخَفَّ عَلَیہِ مِن صَلوۃٍ مَکْتُوبَۃٍ یُصَلِّیھَا فِی الدنیا کَما جَاءَ فِی الْحَدِیثِ﴿ ذلک ﴾الخَالِقُ المُدَبِّرُ ﴿ علم الغیب والشھادۃ ﴾اَی ما غَابَ عَنِ الخَلقِ وَما حَضَرَ﴿ العزیز ﴾المُنِیعُ فِی مُلکِہٖ﴿ الرحیم ﴿۶﴾ ﴾بِاَھلِ طاعَتِہٖ﴿ الذی احسن کل شیء خلقہ ﴾بِفَتحِ اللامِ فِعلًا ماضِیًا صِفَۃٌ وَبِسُکُونِھا بَدَلُ اِشتِمالٍ ﴿ وبدا خلق الانسان ﴾آدَمَ﴿ من طین ﴿۷﴾ ثم جعل نسلہ ﴾ذُرِّیَّتَہٗ﴿

من سللة ﴿علقة﴾ من ماء مھین (۸) ﴿ضعیف ھو النطفۃ﴾ ثم سوہ ﴿ای خلق آدم﴾ ونفخ فیہ من روحہ ﴿ای جعلہ حیا حساسا بعد ان کان جمادا﴾ وجعل لکم ﴿ای الذریۃ﴾ السمع ﴿بمعنی الاسماع﴾ والابصار والافئدۃ ط﴿القلوب﴾ قلیلا ما تشکرون (۹) ﴿ما زائدۃ مؤکدۃ للقلۃ﴾ وقالوا ﴿ای منکروا البعث﴾ ء اذا ضللنا فی الارض ﴿غبنا فیھا بان صرنا ترابا مختلطا بترابھا﴾ ء انا لفی خلق جدید ﴿استفھام انکار بتحقیق الھمزتین وتسھیل الثانیۃ وادخال الف بینھما علی الوجھین فی الموضعین قال تعالی﴾ بل ھم بلقاء ربھم ﴿بالبعث﴾ کفرین (۱۰) قل ﴿لھم﴾ یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم ﴿ای بقبض ارواحکم﴾ ثم الی ربکم ترجعون (۱۱) ﴿احیاء فیجازیکم باعمالکم.

﴿ترجمہ﴾

الم (اس کی جو مراد ہے اللہ ﷻ باخوبی جانتا ہے) کتاب (یعنی قرآن پاک) کا اتارنا (القرآن مبتداء ہے) اس میں کچھ شک نہیں (ریب بمعنی شک ہے، فیہ خبر اول ہے) بیشک پروردگار عالم کی طرف سے ہے (من رب العالمین ترکیب کلام میں خبر ثانی بن رہا ہے) بلکہ (ام بمعنی بل ہے) کہتے ہیں ان کی (یعنی محمد ﷺ کی) بنائی ہوئی ہے (نہیں ایسا نہیں ہے) بلکہ وہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ (اس کے ذریعے) ایسے لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا......۱......(ما نفی کے لیے ہے) اس امید پر کہ (تمہارے ڈرانے کے سبب) وہ راہ پائیں اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں بنائے (ان میں پہلا دن ہفتہ اور آخری جمعہ تھا......۲......) پھر عرش پر استواء فرمایا (ایسا استواء جو اس کی شان کے لائق ہے ،عرش کا لغوی معنی شاہی تخت ہے، اے کفار مکہ) اس سے لاتعلق ہو کر تمہارا کوئی ولی (یعنی مددگار نہیں) اور نہ سفارشی (جو اس کا عذاب تم سے دور کر سکے، من ولی یہ ما کا اسم ہے نیز من زائدہ ہے) تو کیا تم (اس میں) دھیان نہیں کرتے (کہ نتیجے کے طور پر ایمان لے آؤ) تدبیر فرماتا ہے......۳......آسمان سے زمین تک (مدت دنیا تک) پھر اسی کی طرف رجوع کرے گا (یعنی امر اور تدبیر اس کی طرف رجوع کرے گا) اس دن کہ جن کی مقدار ہزار برس ہے (دنیا میں) تمہاری گنتی کے مطابق (اور سورۃ سال میں اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال مذکور ہے۔ قیامت کا دن اپنے شدید احوال کے سبب کفار کے لیے اتنا طویل ہوگا اور بہر حال مسلمان پر یہ اس فرض نماز سے بھی ہلکا ہوگا جسے وہ دنیا میں پڑھا کرتا تھا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے......۴......) یہ (خالق اور مدبر) ہے نہاں اور عیاں کا جاننے والا (یعنی جو مخلوق سے غائب ہے جو اس کے سامنے موجود ہے سب کو جاننے والا ہے) عزیز ہے (یعنی اپنے ملک میں) اور رحمت فرمانے والا ہے (اپنے فرمانبرداروں پر) وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی (خلق لام مفتوحہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے فعل ماضی کا صیغہ ہے اور شیئا کی صفت بن رہا ہے اور لام ساکنہ کی صورت میں بدل اشتمال ہوگا) اور پیدائش انسان کی ابتدا (یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش) مٹی سے فرمائی پھر اس کی نسل (نسل کے معنی اولاد ہے) رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصے سے ......۵......(مھین بمعنی ضعیف ہے، ماء مھین سے مراد نطفہ ہے) پھر اسے (یعنی خلقت آدم علیہ السلام کو) ٹھیک کیا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی......۶......(اس کے جماد ہونے کے بعد اسے زندہ اور حساس کر دیا) اور تمہیں (یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو) کان آنکھیں اور دل عطا فرمائے (اسمع بمعنی اسماع اور الافئدۃ بمعنی قلوب ہے) کیا ہی تھوڑا حق مانتے ہو (قلیلا ما میں ما زائدہ قلت کی تاکید کے لیے آیا ہے) اور (منکرین بعث) بولے کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے (یعنی زمین میں غائب

ہوجائیں گے یوں کہ ہم مٹی ہوکر قبر کی مٹی سے مختلف ہوجائیں گے) کیا پھر نئے بنیں گے (یہ استفہام انکاری ہے، "ء انا" دونوں مقامات پر دو ہمزہ کی تحقیق اور دوسرے کی تسہیل کے ساتھ اور دونوں کے مابین الف داخل کرنے کے ساتھ ہے، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے) بلکہ وہ (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرکے) اپنے رب کے حضور حاضری سے منکر ہیں تم (ان لوگوں سے) فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر (یعنی تمہاری روح قبض کرنے پر) مقرر ہے...... پھر اپنے رب کی طرف (زندہ کئے جاکر) لوٹائے جاؤگے (تو وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم o تنزیل الکتب لاریب فیہ من رب العلمینo﴾.

الم: "ھذہ" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، تنزیل: مضاف، الکتب: ذوالحال، لا: نفی جنس، ریب: اسم، فیہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا، من رب العلمین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام یقولون افترہ بل ھو الحق من ربک لتنذر قوما اتھم من نذیر من قبلک لعلھم یھتدونo﴾.

ام: بمعنی بل عاطفہ، یقولون: قول، افترہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، بل: حرف اضراب ثانی، ھو: مبتدا، الحق: مصدر بافاعل، لام: جار، تنذر: فعل بافاعل، قوما: موصوف، ما اتھم: فعل نفی و مفعول، من: زائد، نذیر: فاعل، من قبلک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ذوالحال، من ربک: ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ملکر ذوالحال، لعلھم یھتدون: جملہ اسمیہ حال۔

﴿اللہ الذی خلق السموت والارض وما بینھما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش﴾.

اللہ: مبتدا، الذی: موصول، خلق: فعل بافاعل، السموت: معطوف علیہ، والارض: معطوف اول، وما بینھما: معطوف ثانی، فی ستۃ ایام: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، استوی علی العرش: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿مالکم من دونہ من ولی ولا شفیع افلا تتذکرونo﴾.

ما: نافیہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، من دونہ: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، ولی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، شفیع: معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، لاتتذکرون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدونo﴾.

یدبر: فعل بافاعل، الامر: مفعول، الی السماء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ثم: عاطفہ، یعرج: فعل "ھو" ضمیر مستتر ذوالحال، فی: جار، یوم: موصوف، کان مقدارہ: فعل ناقص واسم، الف سنۃ: موصوف، مما تعدون: ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، الیہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک علم الغیب والشھادۃ العزیز الرحیم الذی احسن کل شیء خلقہ﴾.

ذلک: مبتدا، علم الغیب والشھادۃ: خبر اول، العزیز: خبر ثانی، الرحیم: خبر ثالث، الذی: موصول، احسن: فعل بافاعل، کل: مضاف، شیء: موصوف، خلقہ: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر رابع، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وبدا خلق الانسان من طینo ثم جعل نسلہ سللۃ ماء مھینo﴾.

و: عاطفہ، بدا:فعل بافاعل، خلق الانسان: مفعول، من طین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "احسن کل شیء" پرمعطوف ہے، ثم:عاطفہ، جعل نسلہ:فعل بافاعل ومفعول، من: جار، سللۃ:موصوف، من ماء مھین:ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم سوہ ونفخ فیہ من روحہ وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلا ما تشکرونo﴾۔

ثم: عاطفہ، سوہ:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ، و:عاطفہ، نفخ فیہ:فعل بافاعل، وظرف لغو، من روحہ:ظرف لغوثانی،ملکر جملہ فعلیہ، و:عاطفہ، جعل لکم:فعل بافاعل وظرف لغو، السمع والابصار والافئدۃ: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، قلیلا: "شکرا"مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم، ما: زائد، تشکرون:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقالوا ء اذا ضللنا فی الارض ء انا لفی خلق جدید﴾۔

و: مستانفہ، قالوا:قول، ھمزہ:حرف استفہام، اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، ضللنا:فعل بافاعل، فی الارض:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف "نبعث" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ مقولہ اول، ھمزہ:حرف استفہام، انا:حرف مشبہ واسم، لفی خلق جدید: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿بل ھم بلقائی ربھم کفرونo قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعونo﴾۔

بل: عاطفہ، ھم:مبتدا، بلقائی ربھم: ظرف لغومقدم، کفرون:اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، قل:قول، یتوفکم:فعل ومفعول، ملک الموت: موصوف، الذی وکل بکم: موصول صلہ،ملکر صفت،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم:عاطفہ، الی ربکم: ظرف لغو مقدم، ترجعون:فعل بانائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کیا سید عالم اهل عرب میں قریش هی کے رسول هوئے:

۱......عرب کا سلسلہ تو زمانہ طویل سے چل رہا ہے، اولاد ابراہیم سب کے سب بنی اسرائیل اور سید عالم ﷺ فقط بنواسماعیل میں ہوئے لیکن ان اقوام میں نبوت تو رہی، حضرات انبیائے کرام آتے رہے، پھر یہ کہ حضور ﷺ کی رسالت فقط قریش کے لئے مانی جائے تو یہود ونصاری کے لئے کسی اور رسول کی حاجت ہوگی؟ الغرض کئی سوالات جنم لیتے ہیں لیکن اللہ رحمتیں نازل فرمائے امام فخر الدین رازی پر کہ انہوں نے اس مشکل اور اہم موڑ پر ہماری رہنمائی فرمائی، فرماتے ہیں: اس مقام پر دوصورتیں ہوسکتی ہیں

(۱)......نقلی دلیل یہ ہے کہ قوم قریش بے پڑھی لکھی قوم تھی ان کے پاس سید عالم ﷺ سے پہلے کوئی ڈرانے والا رسول نہیں آیا، اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمام ہی حضرات انبیائے کرام جو بنی اسرائیل میں ہوئے انہی کی اولاد میں سے ہیں۔ جب ایسا ہے تو پھر اللہ عزوجل کسی قوم کو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر زمانہ محمدی ﷺ تک کیسے بغیر دین وشریعت کے چھوڑ دے گا؟ اور اگر کسی کے ذہن میں یہ وسوسہ آئے کہ ان کے پاس خصوصیت کے ساتھ کوئی رسول نہیں آیا یعنی اس مخصوص بستی جس کو اہل عرب کہتے ہیں بلکہ اہل کتاب بھی اسی میں پائے گئے ہیں کہ ان کی بستی میں کوئی رسول نہیں آیا، اور رسول صرف ان کے آباؤ اجداد کے پاس تشریف لائے ہیں، اور اسی طرح عرب کی سرزمین میں ان کے آباؤ اجداد کے پاس رسول آتے تھے اور اگر یہ نہ مانا جائے تو اکثر اہل علم کے نزدیک سید عالم ﷺ کے اباؤ اجداد کا کفر ثابت ہے اور بغیر رسول کے بھیجے اور ڈرائے کسی قوم پر عذاب کیوں کر ہوسکتا ہے؟ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں(الاسراء:۱۵)﴾۔

(۲)......عقلی دلیل یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عادت مبارکہ ہے کہ جب کسی زمانے میں بالکل گمراہی پھیل جائے اور ان کی ھدایت کا کوئی اور ذریعہ نہ ہوتو اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کو اپنی جانب مائل کرنے کے لئے رسول بھیجتا ہے، پس ان کے دلوں کی طہارت کے لئے رسول بھیجتا ہے اور زمین کو پاک وصاف کرنے کے لئے نافرمانوں کو ہلاک کردیتا ہے، پھر جب ایسا ہو کہ رسول کے بھیجنے کے بعد بھی کوئی اہل زمانہ گمراہی میں پڑجائیں اور زمین میں کوئی اہل علم ہدایت پانے والا نہ ہو کہ رسول۔ سے ہدایت حاصل کرے تو پھر ایسا ہوتا ہے کہ کئی زمانہ گزرنے کے بعد ان میں محمد عربی کا نزول ہوتا ہے، پس اللہ اسی مناسبت سے فرماتا ہے ﴿لتنذر قوما ما اتاھم تم ڈراؤ ایسے لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا(السجدۃ:۳) ﴾یعنی گمراہی کے بعد، جو کہ ہدایت کے بعد تھی اور (ھدایت کے بعد گمراہی کے دور میں اب تک) اِن لوگوں میں کوئی رسول تشریف نہ لائے۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ کسی چیز کا خاص ذکر کرنا ماعدا سے نفی کو لازم ہے، یعنی اللہ کا فرمان ﴿لتنذر قوما ما اتاھم (السجدۃ:۳) ﴾، اس کا جواب مفسرین کرام یہ دیتے ہیں:(۱)......کسی چیز کا خصوصیت کے ساتھ ذکر نہ کرنا اس کے ماسوا کی نفی کو لازم نہیں کرتا۔(۲)......متذکرہ کلام میں ڈرانے کا عنصر نمایاں ہے، جیسا کہ فرمان مقدس نشان ہے: ﴿وانذر عشیرتک الاقربین اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتے داروں کو ڈراؤ(الشعراء:۲۱٤) ﴾، اس کلام سے کوئی یہ نتیجہ نکالے کہ فقط قریبی رشتے داروں ہی کو ڈرانا مقصود ہے کیونکہ دیگر کا ذکر نہیں کیا گیا، نہ ہی مشرکین کو ڈرانے کا حکم دیا گیا ہے، مشرکین کو ڈرانا یوں تھا کہ انہیں توحید اور حشر نشر کا بیان کرنا مقصود تھا، اور اہل کتاب کو رسالت کے انکار کرنے پر ڈرانا مقصود تھا، پس ڈرانے کو خاص ذکر کرکے سب کو عموم میں شامل کرلیا گیا ہے۔ (الرازی، ج۹، ص۱۳۵ وغیرہ)

چھ دنوں میں سب کچھ بنانے کا حدیث سے ثبوت:

۲......حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اللہ نے زمین کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا، اتوار کے دن زمین میں پہاڑوں کو پیدا فرمایا، پیر کے دن درختوں کو پیدا کیا، منگل کے دن ناپسندیدہ چیزوں کو پیدا کیا اور بدھ کے دن نور کو پیدا کیا، جانوروں کو جمعرات کے دن پیدا کیا اور تمام مخلوق کے آخر میں جمعۃ المبارک کو عصر کے بعد حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو پیدا فرمایا، حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو جمعۃ المبارک کی آخری ساعتوں میں بعد عصر کے وقت میں پیدا فرمایا۔

(صحیح مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ، باب: ابتداء الخلق و خلق آدم، رقم:(٦٩٤٨)/٢٧٨٩، ص١٣٧٤)

ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن پیدا کیا، مضبوط چیزوں کو منگل کے دن پیدا کیا، اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے کار معاش حاصل ہوتے ہیں، جیسے لوہا اور زمین کے اور دیگر معدنیات۔ یہ مسئلہ بھی بحث طلب ہے کہ آیا بعض ایام منحوس ہوتے ہیں یا سب ایام ایک ہی جیسے ہیں؟ بعض علماء کے نزدیک بعض ایام منحوس اور نامبارک ہوتے ہیں اور ان کا استدلال یہ آیت ہے: ﴿فارسلنا علیھم ریحا صرصرا فی ایام نحسات تو ہم نے قوم عاد کی نحوست کے دنوں میں ان پر خوفناک آواز والی آندھی بھیجی (حم سجدۃ: ١٦) ﴾۔ اور جو علماء بعض ایام کے منحوس ہونے کے قائل نہیں ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ سب دن اللہ نے پیدا کئے ہیں اور سب دن ایک جیسے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان آیات کا معنی یہ ہے کہ ان پر اُن دنوں میں عذاب بھیجا گیا جس کو وہ منحوس جانتے تھے، یا جن دنوں میں وہ شگون لیتے تھے، ان دنوں میں ان پر عذاب بھیجا گیا تھا۔ (شرح صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، ج۷، ص٦٠٥)

امر الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں تدبیر کرنے والے کون ہیں؟

۳......حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے امر سے مراد قضاء وقدر کے فیصلے ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ

کے امر سے مراد جبرائیل علیہ السلام کا وحی لے کر حاضر ہونا ہے۔ عمرو بن مرۃ نے عبدالرحمن بن سابط سے روایت کی ہے کہ اللہ عزوجل کے امر میں تدبیر کرنے والے ہیں۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام کا کام ہواؤں اور لشکروں پر وکالت کا ہے، حضرت میکائیل علیہ السلام بارش اور پانی پر متعین فرشتے ہیں، حضرت ملک الموت علیہ السلام روح قبض کرنے پر مامور ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ذمہ حوادث ہیں۔

(القرطبی، الجزء:۲۱، ص۸۰)

قیامت کا دن ہزار سال یا پچاس ہزار سال کا؟

۴......آسمان کی جانب بلند ہونے سے مراد یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی کی خدمت انجام دینے کے بعد آسمان کی جانب بلند ہوتے ہیں، یہ قول یحیی بن سلام کا ہے۔ نقاش کہتے ہیں اللہ آسمان دنیا سے زمین کی جانب تدبر فرماتا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ فرشتے زمین کی خبریں لے کر آسمان کی جانب بلند ہوتے ہیں، یہ قول ابن شجرۃ کا ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ﴿فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ اس دن کہ جس کی مقدار ہزار برس ہے (السجدۃ:٥)﴾ سے مراد قیامت کا دن ہے اور اس بارے میں کئی اقوال ہیں: فرشتے قیامت کے قائم ہونے تک اللہ عزوجل کے امر میں تدبر کرتے ہیں اور قیامت کا دن ایک ہزار سال کا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ سورج کے طلوع، غروب اور طلوع کے لئے دوبارہ رجوع کا امر مسافت کے اعتبار سے ایک ہزار سال کی مسافت پر مبنی ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ فرشتے آسمان سے زمین تک پانچ سو سال اور زمین سے آسمان تک پانچ سو سال میں طے کرتے ہیں اس طرح ہزار سال بنتے ہیں، اور یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ مفسرین کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ جسے امام طبری نے بھی اختیار کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تیزی سے ہزار سالوں کا سفر تمہاری گنتی کے ایک دن میں طے کرتے ہیں، اس قول کو زمخشری نے بھی ذکر کیا ہے۔ امام ماوردی نے ابن عباس اور ضحاک سے روایت کیا ہے کہ فرشتے ہزار سال کی مقدار میں آسمان پر چڑھتے ہیں۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ فرشتے آسمان سے زمین اور زمین سے آسمان کی جانب ایک ہزار سال میں سفر طے کرتے ہیں۔ ابن عباس وضحاک کا ایک قول یہ بھی ہے کہ ہزار سال میں صعود (چڑھنا) اور ہزار سال میں نزول (اترنا) ہوتا ہے۔ اور یوم سے مراد زمانہ ہے اور اس سے مراد وہ دن نہیں ہے جو دو راتوں کے مابین ہوا کرتا ہے جسے نہار کہتے ہیں۔ اہل عرب عصر کے وقت کو بھی یوم سے تعبیر کرتے ہیں۔

اللہ کا فرمان ﴿فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ وہ عذاب اس دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے (المعارج:٤)﴾۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن میں بھی ایام پائے جاتے ہیں، یعنی قیامت کا کوئی دن ایک ہزار سال کا ہوتا ہے اور کوئی پچاس ہزار سال کا ہوتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قیامت کے اوقات مختلف ہیں، کافروں کو قیامت کے دن پہلے ہزار سالوں کی مناسبت سے دیا جائے گا، اس کے بعد پچاس ہزار سالوں کی مناسبت سے عذاب دیا جائے گا۔ نحاس کہتے ہیں کہ الیوم کے معنی الوقت ہے، اس مقام پر مزید کئی اقوال مذکور ہیں ہم نے اختصار سے کام لیا ہے۔ (القرطبی، الجزء ۲۱، ص ۸۱)

علامہ خازن کہتے ہیں کہ قیامت کا دن کسی کے لئے ہزار سال، کسی کے لئے پچاس ہزار سال، کسی کے لئے نماز فرض کے برابر ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ "مومن کے لئے یہ دن ایسا ہے جیسے دنیا میں فرض نماز کی ادائیگی کا وقت ہوتا ہے"۔

انسان کی تخلیق مٹی سے یا پانی سے یا......:

۵......اگرچہ کہ اس قسم کا کلام ہم نے ماقبل بھی کیا ہے تاہم موضوع کو مکمل کرنے کی غرض سے مختصر کلام یہاں بھی کرتے ہیں۔ علامہ رازی کہتے ہیں: اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا، ممکن ہے کہ یہ بھی کہا جاتا ہو کہ مٹی میں پانی کی نمی بھی ہوا کرتی ہے گویا حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کا مجموعہ ہیں۔ اور آدمی جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے ہے منی سے بنا ہے اور منی کی

اصل غذا ہے اور غذا کبھی حیوان سے حاصل ہوتی ہے تو کبھی نباتات سے، اور حیوانات بالآخر نباتات ہی کی جانب رجوع کرتے ہیں کہ ان کی خوراک بھی نباتات ہی ہوا کرتی ہے۔ اور نباتات بھی پانی اور مٹی کے مجموعے کی پیداوار ہیں۔ (الرازی، ج۹، ص ۱۴۱)

نوٹ: اس بیان میں انسان کے لئے درس عبرت ہے کہ اپنی پیدائش پر غور کرے تو زمین میں فساد نہ کرتا پھرے۔

اللہ ﷻ کی روح سے کیا مراد ہے؟

۶......روح کی نسبت اللہ ﷻ نے اپنی جانب فرمائی ہے، اور اس میں انسان کے شرف وتکریم کا بیان کرنا مقصود ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے "بیت اللہ"، "ناقۃ اللہ"، ایک قول یہ بھی ہے کہ مخلوق وخالق کے مابین مناسبت کا اظہار ہو جائے کہ اللہ نے مخلوق کو اپنی عبادت کے لئے بنایا ہے۔ اس مقام امام ابو بکر الرازی کہتے ہیں "من عرف نفسه فقد عرف ربه، یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اللہ کو پہچان لیا"۔ اور روح کو مجازاً بدن کی جانب متعلق کیا گیا ہے اور یہ ان لوگوں کے مذہب کے زیادہ موافق ہے جو مجرد روح کے بدن میں داخل ہونے کے قائل نہیں جیسا کہ فلاسفہ اور بعض متکلمین مثلاً امام غزالی علیہ الرحمۃ، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حقیقی معنوں میں ایسا ہونا قرار پایا ہے اور فرشتہ ماں کے رحم میں روح پھونکتا ہے اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ روح ایک لطیف چیز ہے جیسا کہ ہوا ہوتی ہے اور اس کا بدن سے ایسا ہی تعلق ہوتا ہے جیسا کہ گلاب کا پانی گلاب کے پھول میں ہوتا ہے اور انگارہ آگ میں ہوتا ہے۔ اور اسی قسم کی کئی خبریں ابن قیم نے بیان کی ہیں۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۱، ص ۱۶۷)

موت کون دیتا ہے؟

ے......متذکرہ مقام پر مجازی نسبت کا بیان مقصود ہے۔ صحاح میں ہے: فرشتے لطیف جسم اور نورانیت کے مالک ہوتے ہیں اور مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں۔ بعض محققین کہتے ہیں: متذکرہ مقام پر مَلَک سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اللہ ﷻ کے امور میں تدبیر کرنے والے ہیں جس کا شافی کافی بیان ماقبل حاشیہ نمبر ۴ کے تحت ہو چکا ہے اور اسی ضمن میں ملک الموت کا بیان بھی ہو چکا ہے۔ موت ایک صفت وجودی ہے جو کہ حیات کی ضد ہے، معنی یہ ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام تمہاری روحوں کو اس طور پر قبض کرتے ہیں کہ روح کا کچھ بھی حصہ نہیں چھوڑتے اور جسم انسانی کو برابر (روح سے خالی) کر دیتے ہیں اور زیادہ قبیح بات یہ ہے کہ تمہارے چہروں، پیٹھوں پر مارتے ہیں کہ روح کا کچھ بھی حصہ باقی نہ رہے اور روئے زمین پر کوئی بھی زندہ جسے موت آنی ہے باقی نہ رہ جائے۔ اور جہاں تک ملک الموت پر موت کے قانون کا اجرا ہونا ہے تو اسے اللہ موت دیتا ہے۔ جیسا کہ روایت ہے جب اللہ ﷻ اپنی مخلوق کو موت دینے کا ارادہ فرماتا ہے تو کسی چیز میں روح کو باقی نہیں رکھا جاتا اور اللہ سب کچھ جاننے کے باوجود ملک الموت سے موت کے قانون کے بارے میں باقی رہ جانے کے بارے میں استفسار فرماتا ہے تو ملک الموت جواباً ارشاد فرماتا ہے: "اے اللہ! تو جانتا ہے کہ روئے زمین پر تیرے کمزور بندے (ملک الموت) کے سوا کوئی باقی نہیں رہا"، اللہ فرمائے گا: "اے ملک الموت! تو نے جان لیا کہ روئے زمین پر میرے انبیاء کرام، اولیائے عظام اور بندوں نے موت کا مزہ چکھ لیا ہے اور یہ بات میرے قدیم علم میں داخل ہے اور میں (خود سے) غیوبات کا جاننے والا ہوں، سوائے میری ذات کے سب کو فنا ہے اور اب تجھ پر یہ معاملہ ہونا ہے"۔ ملک الموت عرض کرے گا: "میرے رب اپنے کمزور بندے پر رحم ولطف فرما"۔ پس اللہ اپنے امر کو پورا کرنے کے لئے ملک الموت پر موت کا قانون لاگو فرمائے گا۔

ابن عطیہ کہتے ہیں کہ تمام بہائم کی روحیں اللہ قبض فرماتا ہے نہ کہ ملک الموت علیہ السلام، اور ملک الموت علیہ السلام کو بنی آدم کی روحیں قبض کرنے پر مامور کیا گیا ہے اور اس میں بنی آدم کا شرف وکمال ہے اور دیگر فرشتے ملک الموت علیہ السلام کے معاون ہوتے ہیں۔

بعض محققین نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام بنی آدم کی مختلف مقامات پر موجود روحیں ایک مقام پر موجود ہو کر قبض کرتے ہیں جیسا کہ شیطان تمام انسانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''فارس کی نہر پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی ملک الموت علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی تم وباء کے عالم میں ہزار کی روح فلاں مقام، اور ہزار کی فلاں مقام وعلی القیاس کیسے قبض کرتے ہو؟ ملک الموت علیہ السلام نے جواب دیا: اللہ روئے زمین کو میرے سامنے کر دیتا ہے گویا میری ران، پس میں ان پر تصرف کر لیتا ہوں''۔

(روح البیان، ج۷، ص ۱۳۵ وغیرہ ملخصاً وملتقطاً)

اغراض:

مکیة: ظاہر یہ ہے کہ مکمل سورت مکی ہے، سوائے تین یا پانچ آیات کے جو کہ مدنی ہیں، جو کہ ﴿تتجافی جنوبھم﴾ سے لے کر ﴿الذی کنتم بہ تکذبون﴾ تک ہیں، اور اس سورت کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے، صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں جمعہ کے دن یہ سورت تلاوت کرتے، امام شافعی نے اسی روایت کو بیان کیا ہے جب کہ امام مالک نے عدم استمرار یعنی ہمیشہ جمعہ کے دن نماز فجر میں اس سورت کے نہ پڑھنے پر جزم کیا ہے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ رات کو سونے سے پہلے یہ سورت پڑھتے تھے اور سورت الملک بھی پڑھتے تھے، اسی لئے سورۃ الملک کو سورۃ المنجیۃ یعنی نجات دینے والی سورت کہا جاتا ہے۔ سات سورتیں عذاب سے نجات دینے والی ہیں: سورۃ السجدۃ، یٰس، الدخان، الواقعۃ، ھل اتی، الملک، البروج''۔ خبر ثان: یہ اہل عرب کے نزدیک زیادہ اچھی ترکیب ہے، جب کہ خبر کی ضمیر سے حال بھی بنانا درست ہے۔

اولھا الاحد واخرھا الجمعة: پس اللہ نے اتوار و پیر کے دن زمین کو پیدا کیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ہی منگل اور بدھ کو پیدا کیا، اور آسمان کو جمعرات اور جمعۃ المبارک کے دن پیدا کیا اور اس میں کئی اشکالات ہیں، اور وہ یہ کہ دن جس وقت زمین و آسمان بنے دن تو معروف و مشہور تھے ہی نہیں، نہ ہی ان کے نام تھے، اور نہ ہی سورج و چاند ستاروں کا وجود تھا کہ گنتی کا حساب ہو سکے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد دنوں کی گنتی کے برابر مقدار مراد ہے جو کہ اللہ کے علم میں موجود ہے اور یہ سارا نظام ہی اسی طرح ہے کہ ابتداء اتوار اور اختتام جمعۃ المبارک کو ہوا، اور اسی سے ایام دنیا کا انحصار ہے۔ جب کہ ابن عباس اور ضحاک کا قول یہ بھی ہے کہ دن کی مقدار ہزار سال تھی۔

سریر الملک: اور ایک قول تخت کے انکار کرنے کا بھی ہے کیونکہ اللہ کی ذات بالا صفات جسم سے پاک ہے جو کہ نورانی جسم کی حامل ہے اور تمام عالم کو محیط بھی ہے۔

یا کفار مکة: خاص طور پر ان کا ذکر کیا کیونکہ یہی نزول آیت کا سبب تھے، جب کہ عمومی اعتبار سے سب ہی اس میں شامل ہیں۔

مدة الدنیا: جیسا کہ وارد ہوا کہ دنیا کی مقدار سات ہزار سال ہے۔

لشدة اھوالہ: اس بارے میں مختلف و متعدد اقوال ہم نے حاشیہ نمبر ۴ میں ماقبل ذکر کئے ہیں وہیں دیکھ لیں۔

من صلوة مکتوبة: مراد صبح کی نماز ہے، مومنین کے حق میں قیامت کا دن بہت چھوٹا ہوگا۔

ای خلق آدم: میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ﴿سواہ﴾ میں موجود ضمیر عائد ﴿آدم﴾ کی جانب لوٹتی ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ضمیر ﴿النسل﴾ کی جانب لوٹے، اور معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل ماں کے رحم میں اعضاء کو درست کرتا اور صورت دیتا ہے، پہلے نطفہ، پھر علقہ اور پھر مضغہ کے مراحل سے گزرنے کے بعد۔

ای لذریتہ: اس جملے میں غیبت سے خطاب کی جانب التفات کیا گیا ہے، اور نکتہ یہ ہے کہ خطاب حی کے ساتھ ہے، پھر یہ کہ اولاد آدم

میں روح پھونکنا حسن خطاب کے قبیل سے ہے۔
فیجازیکم باعمالکم: یعنی خیر وشر کے اعمال پر جزاوسزادینا مراد ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۱۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿ ولو تری اذ المجرمون ﴾الکافِرُونَ﴿ ناکسوا رء وسهم عند ربهم ط﴾مُطَاطِئُوهَا حَیاءً یَقُولُونَ﴿ ربنا ابصرنا ﴾مَا اَنکَرُنا مِنَ البَعثِ﴿ وسمعنا ﴾مِنکَ تَصدِیقَ الرُّسُلِ فِیما کَذَّبُناهُم فِیهِ﴿فارجعنا ﴾الی الدنیا﴿ نعمل صالحا ﴾فیُهَا﴿ انا موقنون (۱۲)﴾الْاٰنَ فَما یَنفَعُهم ذلکَ یَرجِعُونَ وجَوابُ لَو لَرَاَیتَ اَمرًا فَظِیعا قال تعالی ﴿ ولو شئنا لاتینا کل نفس هدها ﴾فَتَهتَدِی بِالْاِیمَانِ والطَّاعةِ بِاخُتِیَارٍ مِنُها﴿ ولکن حق القول منی ﴾وَهوَ﴿ لاملئن جهنم من الجنة ﴾الجِنِّ﴿ والناس اجمعین (۱۳)﴾وَتَقولُ لَهم الخَزَنَةُ اِذا دَخَلُوهَا﴿ فذوقوا ﴾العَذَابَ﴿ بما نسیتم لقاء یومکم هذا ج﴾اَی بِتَرکِکُمُ الْاِیمانَ به﴿ انا نسینکم ﴾تَرَکنَاکم فِی العَذَابِ﴿ وذوقوا عذاب الخلد ﴾الدَّائِمِ﴿ بما کنتم تعملون (۱۴)﴾مِنَ الْکُفرِ والتَّکُذِیبِ﴿ انما یومن بایتنا ﴾القُرانِ﴿ الذین اذا ذکروا ﴾وُعِظُوا ﴿ بها خروا سجدا وسبحوا﴾مُتَلَبِّسِینَ﴿ بحمد ربهم ﴾اَی قَالُوا سُبحَانَ اللهِ وَبِحَمدِہٖ﴿ وهم لا یستکبرون السجدۃ (۱۵)﴾عَنِ الْاِیمَانِ والطَّاعَةِ﴿ تتجافی جنوبهم ﴾تَرتَفِعُ﴿ عن المضاجع ﴾مَوَاضِعِ الْاِضطِجَاعِ بِفَرشِها لِصَلاتِهِم بِاللیلِ تَهَجُّدا ﴿ یدعون ربهم خوفا ﴾مِن عِقَابِہٖ﴿ وطمعا ﴾فِی رَحُمَتِہٖ﴿ ومما رزقنهم ینفقون (۱۶)﴾یَتَصَدَّقُونَ ﴿ فلا تعلم نفس ما اخفی ﴾خُبِیءَ﴿ لهم من قرة اعین ﴾مَاتَقَرُّ به اَعُیُنُهم وَفِی قِراَئَةٍ بِسُکُونِ الیاءِ مُضارِعٌ ﴿ جزاء م بما کانوا یعملون (۱۷)افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا لا یستون (۱۸)﴾اَیِ المُومِنُونَ وَالفَاسِقُونَ﴿اما الذین امنوا وعملوا الصلحت فلهم جنت الماوی نزلا م﴾وهو ما یُعَدُّ لِلضَّیفِ ﴿ بما کانوا یعملون (۱۹)واما الذین فسقوا ﴾بِالْکُفرِ التَّکذِیبِ﴿ فماواهم النار ط کلما ارادوا ان یخرجوا منها اعیدوا فیها وقیل لهم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم به تکذبون (۲۰)ولنذیقنهم من العذاب الادنی ﴾عَذَابَ الدنیا بالقَتلِ والْاَسرِ والجَدبِ سِنِینَ والْاَمُرَاضِ﴿ دون ﴾قَبلَ﴿العذاب ﴾عَذَابِ الْاٰخِرِةِ﴿ الاکبر لعلهم ﴾اَی مَن بَقِیَ مِنهمُ﴿ یرجعون (۲۱)﴾اِلی الْاِیمَانِ﴿ ومن اظلم ممن ذکر بایت ربه ﴾القُرانِ﴿ ثم اعرض عنها ﴾اَی لَا اَحَدٌ اَظلَمَ مِنهُ﴿ انا من المجرمین ﴾اَیِ المُشرِکِینَ﴿ منتقمون (۲۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور کہیں تم دیکھو مجرم (یعنی کافر) اپنے رب کے پاس سرنیچے ڈالے ہوں گے (حیاء سے سر جھکائے ہوئے عرض گزار ہونگے) اوراے ہمارے رب اب ہم نے دیکھا (اس حشر ونشر کو جس کے ہم منکر تھے) اور سنا (تجھ سے تیرے رسولوں کی سچائی کو کہ ہم نے انہیں دنیا

میں جھٹلایا تھا) ہمیں (دنیا کی طرف) پھر بھیج دے کہ (اس میں) نیک کام کریں ہم کو (اب) یقین آ گیا (تو یہ یقیناً انہیں فائدہ نہ دے گا اور نہ انہیں دوبارہ لوٹایا جائے گا اور لو کا جواب لرایت امر فظیعا محذوف ہے) اور اگر ہم چاہتے ہر جان کو اس کی ہدایت عطا فرماتے (تو وہ اپنے اختیار سے ایمان اور طاعت کی ہدایت پالیتی) مگر میری بات قرار پا چکی (اور وہ بات یہ ہے) کہ ضرور جہنم کو بھر دونگا جنوں......۱......(الجنة بمعنی الجن ہے) اور آدمیوں سب سے (اور ان کے داخلے کے وقت داروغہ جہنم ان سے کہیں گے) اب چکھو (عذاب) بدلہ اس کا کہ تم اپنے اس دن کی حاضری بھولے تھے......۲......(بدلہ اس پر ایمان نہ لانے کا) ہم نے تمہیں (عذاب میں) چھوڑ دیا (نسینکم بمعنی ترکنا کم ہے) اب ہمیشہ کا عذاب چکھو (الخلد بمعنی الدائم ہے) بدلہ تمہارے کئے کا (یعنی بدلہ تمہارے کفر و تکذیب کا) ہماری آیتوں پر (یعنی قرآن پاک پر) وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب وہ انہیں یاد دلائی جاتی ہیں (یعنی انہیں ان سے نصیحت کی جاتی ہے) سجدے میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولتے ہیں (یعنی وہ تسبیح، تحمید کے ساتھ ملاتے ہیں یعنی سبحان الله وبحمده کہتے ہیں......۳......) اور (ایمان لانے اور فرمانبرداری کرنے سے) تکبر نہیں کرتے ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں (یعنی بلند ہوتی ہے) خوابگاہوں سے (مضاجع کروٹ لینے کی جگہ یعنی بستر، ان کا یہ عمل رات میں نماز تہجد پڑھنے کے لیے ہوتا ہے......۴......) اور اپنے رب کو پکارتے ہیں (اس کے عذاب سے) ڈرتے اور (اس کی رحمت کی) امید کرتے اور ہمارے دیئے سے کچھ خرچ کرتے ہیں (یعنی صدقہ کرتے ہیں) تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک (یعنی وہ نعمتیں جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہونگی) ان کے لیے چھپا رکھی ہے (اخفی بمعنی خبیء ہے، ایک قرائت میں اخفی کو بصیغہ مضارع متکلم یاء ساکنہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) صلہ ان کے کاموں کا تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے یہ (یعنی مومنین اور فاسقین) برابر نہیں......۵...... جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے بسنے کے باغ ہیں ان کے کاموں کے صلہ میں مہمانی (نزلا ان نعمتوں کو کہتے ہیں جو مسلمان کے لیے ہیں......۶......) رہے وہ جو (کفر اور تکذیب کرنے کے سبب) بے حکم ہیں ان کا ٹھکانہ آگ ہے جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے پھر اسی میں پھیر دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے اور ضرور ہم انہیں چکھائیں گے کچھ قریب کا (یعنی دنیا کا) عذاب (الادنی بمعنی الدنا ہے، قتل کئے جانے، قیدی بنائے جانے، سالوں کی قحط سالی اور گونہ گوں بیماریوں کی صورت میں) اس بڑے عذاب (یعنی اُخروی عذاب) سے پہلے (دون بمعنی قبل ہے) شائد وہ (یعنی ان میں سے باقی رہ جانے والے) لوٹ آئیں (ایمان کی طرف) اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیتوں سے (یعنی قرآن پاک سے) نصیحت کی گئی پھر اس نے ان سے مونھ پھیر لیا (یعنی اس سے بڑھ کر ظالم کوئی نہیں) بے شک ہم مجرموں (یعنی مشرکوں) سے بدلہ لینے والے ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولو تری اذ المجرمون ناکسوا رء وسهم عند ربهم ربنا ابصرنا وسمعنا﴾.

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، تری: فعل با فاعل، اذ: مضاف، المجرمون: مبتدا، ناکسوا: اسم فاعل مضاف واؤ ضمیر ذوالحال، ربنا: نداء، ابصرنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، سمعنا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر قول، محذوف "قائلین" کیلئے مقولہ، ملکر حال، ملکر فاعل، رء وسهم: مضاف الیہ مفعول، عند ربهم: ظرف، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مضاف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا محذوف "رایت امرا فظیعا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون۝﴾.

ف: فصیحیہ، ارجعنا:فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، نعمل:فعل بافاعل، صالحا:مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب امرواقع، انا: حرف مشبہ واسم، موقنون:خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو شئنا لاتینا کل نفس ھدھا﴾.

و: عاطفہ، لو:شرطیہ، شئنا:جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، اتینا کل نفس:فعل بافاعل ومفعول اول، ھدھا:مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنة والناس اجمعین٥﴾.

و: مستانفہ، لکن:مہملہ استدراکیہ، حق:فعل، القول: ذوالحال، منی:ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، لام:قسمیہ، املئن:فعل بافاعل، جھنم: مفعول، من: جار، الجنة:معطوف علیہ، و:عاطفہ، الناس:مؤکد، اجمعین:تاکید، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "اقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فذوقوا بما نسیتم لقاء یومکم ھذا انا نسینکم﴾.

ف: فصیحیہ، ذوقوا:فعل امر بافاعل، ب: جار، ما:مصدریہ، نسیتم:فعل بافاعل، لقاء:مضاف، یومکم:موصوف، ھذا:صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو "العذاب" مفعول محذوف، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان نسیتم ھذا کلہ" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انا:حرف مشبہ واسم، نسینکم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وذوقوا عذاب الخلد بما کنتم تعملون٥﴾.

و: عاطفہ، ذوقوا:فعل امر بافاعل، عذاب الخلد:مفعول، بما کنتم تعملون:ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما یومن بایتنا الذین اذا ذکروا بھا خروا سجدا وسبحوا بحمد ربھم وھم لا یستکبرون٥﴾.

انما: حرف مشبہ وما کافہ، یومن بایتنا:فعل وظرف لغو، الذین:موصول، اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، ذکروا:فعل بانائب الفاعل، بھا:ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، خروا:فعل واؤضمیر ذوالحال، سجدا: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و:عاطفہ، سبحوا:فعل ضمیر ذوالحال، بحمد ربھم:ظرف مستقر حال اول، و: حالیہ، ھم مبتدا، لایستکبرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا ومما رزقنھم ینفقون٥﴾.

تتجافی جنوبھم: فعل وفاعل، عن المضاجع: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، یدعون ربھم:فعل بافاعل ومفعول، خوفا وطمعا: مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و:عاطفہ، ممارزقنھم:ظرف لغو مقدم، ینفقون:فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون٥﴾.

ف: عاطفہ، لا تعلم:فعل نفی، نفس: فاعل، ما اخفی لھم:موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من قرة اعین: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، جزاء:مصدر بافاعل، بما کانوا یعملون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف "جوزوا" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا لا یستون٥﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، من:موصولہ، کان مؤمنا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، کاف: جار، من:موصولہ، کان فاسقا: جملہ

فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، لایستون: فعل نفی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿اما الذین امنوا و عملوا الصلحت فلهم جنت الماوی نزلا بما کانوا یعملون٥﴾.

اما: حرف شرط، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، جنت الماوی: ذوالحال، نزلا: مصدر با فاعل، بما کانوا یعملون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ حال، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مهما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿و اما الذین فسقوا فماوهم النار﴾.

و: عاطفہ، اما: حرف شرط، الذین فسقوا: موصول صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، ماوهم: مبتدا، النار: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مهما یکن شیء فی الدنیا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کلما ارادوا ان یخرجوا منها اعیدوا فیها﴾.

کلما: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، ارادوا: فعل با فاعل، ان: مصدریہ، یخرجوا منها: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، اعیدوا: فعل با نائب الفاعل، فیها: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وقیل لهم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم به تکذبون٥﴾.

و: عاطفہ، قیل لهم: قول، ذوقوا: فعل با فاعل، عذاب النار: موصوف، الذی: موصول، کنتم: فعل ناقص با اسم، به تکذبون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿و لنذیقنهم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلهم یرجعون٥﴾.

و: عاطفہ، لام قسمیہ، نذیقن: فعل با فاعل، هم: ضمیر ذوالحال، لعلهم یرجعون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، من: جار، العذاب الادنی: ذوالحال، دون: مضاف، العذاب الاکبر: مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿و من اظلم ممن ذکر بایت ربه ثم اعرض عنها انا من المجرمین منتقمون٥﴾.

و: مستانفہ، من: استفہامیہ مبتدا، اظلم: اسم تفضیل با فاعل، من: جار، من: موصولہ، ذکر بایت ربه: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، اعرض عنها: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، انا: حرف مشبہ و اسم، من المجرمین منتقمون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... تتجافی جنوبهم عن المضاجع یدعون ربهم...... ☆حضرت انس کا بیان ہے کہ یہ آیت ہم انصاریوں کے حق میں نازل ہوئی کہ ہم مغرب پڑھ کر اپنی قیام گاہوں کو واپس نہ آتے تھے جب تک کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عشاء نہ پڑھ لیتے۔

☆......افمن کان مومنا کمن کان فاسقا...... ☆حضرت علی سے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کسی بات میں جھگڑ رہا تھا دوران گفتگو کہنے لگا کہ خاموش ہو جاؤ، تم لڑکے ہو میں بوڑھا زبان دراز ہوں، میری نوک سناں تم سے زیادہ تیز ہے، میں تم سے زیادہ بہادر ہوں، میں بڑا جتھے دار ہوں، حضرت علی نے فرمایا چپ تو فاسق ہے، مراد یہ تھی کہ جن باتوں پر تو ناز کرتا ہے انسان کے لئے ان میں سے کوئی قابل مدح نہیں ہے، انسان کا فضل و شرف ایمان و تقوی میں ہے، جسے یہ دولت نصیب نہیں وہ انتہاء کا رذیل ہے، کافر مومن برابر نہیں

ہوسکتا، اللہ نے حضرت علی کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

جن/ہمزاد کے بارے میں تحقیق:

۱......ہمزاد از قسم شیاطین ہے، وہ شیطان کہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتا ہے، وہ مطلقا کافر ملعون ابدی ہے سوا اس کے جو سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا وہ برکت وصحبت کی وجہ سے مسلمان ہوگیا، حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں تم میں سے کوئی شخص نہیں جس کے ساتھ ہمزاد جن اور فرشتہ نہ ہو''، لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ ارشاد فرمایا: ''ہاں میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ نے میری مدد فرمائی کہ وہ مسلمان ہوگیا لہذا وہ مجھے سوائے بھلائی کے کچھ نہیں کہتا''۔ (صحیح مسلم، کتاب :صفة المنافقین، باب:تحریش الشیطان ،رقم:(۷۰۰۲)/۲۸۱٤، ص۱۳۸۵)

اسی طرح طبرانی نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی اور بزار نے حضرت عبداللہ بن عباس یا ابو ہریرہ سے سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''فضلت علي الانبياء بخصلتين كان شيطاني كافرا فاعانني الله عليه حتى اسلم دوسرے انبیائے کرام پر دو باتوں میں مجھے فضیلت بخشی گئی، ایک یہ کہ میرا شیطان کافر تھا کہ اللہ نے مجھے اس پر قوت دی یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوگیا''۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار، رقم: ۲٤۳۸، ج۳، ص۱٤٦)

اُس کی تسخیر جو سفلیات سے ہو وہ تو حرام قطعی بلکہ اکثر صورتوں میں کفر ہے کہ بے اُن کے خوشامد اور مدائح ومرضیات کے نہیں ہوتی اور جو علویات سے ہو وہ اگر چہ بصولت وسطوت ہے مگر اُس کا ثمرہ غالبا اپنے کاموں میں شیطان سے ایک نوع استعانت سے خالی نہیں ہوتا کہ وہ غلبۂ قاہرہ کہ جو استجابت دعا: ﴿وهب لي ملكا لا ينبغي لاحد من بعدي اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو (ص:۳۵)﴾، سے ناشی ہر ایک کو کہاں نصیب! اور بالفرض نہ بھی ہو تو کافر شیطان کی مخالطت ضرور مورث تغیر احوال وحدوث ظلمت، سیدنا شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ کم ازکم وہ ضرور کہ صحبت جن سے ہوتا ہے کہ یہ ہے کہ آدمی متکبر ہو جاتا ہے، والعیاذ باللہ تعالی، توراہِ سلامت اُس سے بُعد ومجانبت ہی میں ہے، رب تو اس دعا کا حکم دے کہ ﴿ واعوذ بک رب ان يحضرون اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں (المومنون:۹۸)﴾ اور یہاں یہ رٹ لگائی جائے کہ حاضر شو حاضر شو والعیاذ باللہ تعالی۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ ،رسالہ :جلي النص في اماكن الرخص، ج۲۱، ص ۲۱٦)

☆......عن جابر ﷺ: ''نهانا رسول الله ﷺ ان نتمسح بعظم او بعير یعنی ہمیں سید عالم ﷺ نے ہڈی اور مینگنی سے مسح کرنے سے منع کیا ہے''۔ (ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب ما ينهى عنه ان يستنجى به ،رقم:۳۸، ص۲۲)

☆......عن مسعود ﷺ :قال قال رسول الله ﷺ: 'لا تستنجوا بالروث ولا بالعظام فانه زاد اخوانكم من الجن یعنی گوبر اور ہڈی سے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائی جن کی غذا ہے''۔

(سنن الترمذی، کتاب الطهارة، باب ما جاء في كراهية ما ،رقم: ۱۸، ص ۱۷)

انسان وجن سب کو عذاب دیا جانا:

۲......اللہ کے فرمان: ﴿من الجنة والناس جن اور انسان میں سے (الناس:٦)﴾ سے اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ نے ابلیس (ابوالجن) کے بارے میں فرمایا: ﴿لاملئن جهنم منك وممن تبعك بیشک میں ضرور جہنم کو بھر دوں گا تجھ سے اور ان میں سے جتنے تیری پیروی کریں (ص:۸۵)﴾ میں اشارہ ہے کہ نار جہنم عالم سفلی میں ہے اور عالم علوی کی مخلوق جیسے ملائکہ وہ اس سے

بری ہیں، اوراس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ابلیس ملائکہ سے نہیں ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان: ﴿اجمعین﴾ میں دو جہتیں پائی جاسکتی ہیں:
(١)......تاکید کرنا مقصود ہو، (٢)......ہوسکتا ہے کہ ﴿اجمعین﴾ کو حال بنایا گیا ہو، یعنی سب انسان وجن کا یہی حال ہوگا، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جہنم میں کیسے انس و جن کو جمع فرمائے گا؟ ہم کہتے ہیں کہ یہ بیان جنس کے اعتبار سے ہے، یعنی جہنم انسانوں و جنوں سے بھری جائے گی، وہاں فرشتے نہ ہونگے۔ ایسا نہیں کہ سارے ہی انسان و جن جہنم میں داخل ہوجائیں بلکہ یوں ہوگا کہ جیسے کسی نے کہا کہ دراہم سارے ہی جیب میں ہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ جیب کے علاوہ خارج میں دراہم کی نفی ہوگئی بلکہ ایسا ہی ہے جیسا کہ جنت وسیع ہے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت جنتیوں کے لئے وسیع ہے۔ (الرازی، ج٩، ص ١٤٥)

سجدۂ تلاوت کے بارے میں اہم نکات:

سورۃ الفرقان، رکوع ٥، حاشیہ نمبر٧، کے تحت ہم نے چودہ آیات سجدہ کی نشاندہی اور چند اہم مسائل مع آیت سجدہ کا طریقہ بیان کردیا ہے۔ یہاں ہم سجدۂ تلاوت میں پڑھی جانے والی دعائیں اور ایک ہی مجلس و متفرق مجالس میں پڑھی جانے والی آیات میں سجدۂ تلاوت کی صورتیں بیان کریں گے۔

تلاوت میں پڑھی جانے والی دعائیں:

سجدۂ تلاوت میں سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے، یہ فرض نماز میں ہے اور نفل نماز میں سجدہ کیا تو چاہیے کہ ان دعاؤں میں سے کوئی پڑھے مثلاً:
(١)...... سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ.
(٢)......اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِیْ عِنْدَكَ بِهَا اَجْرًا وَّضَعْ عَنِّیْ بِهَا وِزْرًا وَّاجْعَلْهَا عِنْدَكَ ذُخْرًا وَّ تَقَبَّلْهَا مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عِنْدِكَ دَاوٗدَ. (٣)......سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا. اور اگر بیرون نماز ہو تو چاہیے کہ یہ پڑھے یا صحابہ وتابعین سے جو آثار مروی ہیں وہ پڑھے، مثلاً ابن عمر سے مروی یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدَ سَوَادِیْ وَبِكَ آمَنَ فُؤَادِیْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ عِلْمًا یَّنْفَعُنِیْ وَعَمَلًا یَّرْفَعُنِیْ.

مجلس کے بدلنے یا نہ بدلنے کی سجدۂ تلاوت کے ضمن میں مسائل:

مسئلہ نمبر١: ایک مجلس میں سجدہ کی ایک آیت کو بار بار پڑھا یا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، اگرچہ چند شخصوں سے سنا ہو، یوہیں اگر آیت پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے سنی بھی جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔
مسئلہ نمبر٢: پڑھنے والے نے کئی مجلسوں میں ایک آیت بار بار پڑھی اور سننے والے کی مجلس نہ بدلی تو پڑھنے والا جتنی مجلسوں میں پڑھے گا اس پر اتنے ہی سجدے واجب ہونگے اور سننے والے پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور اگر اس کا برعکس ہے یعنی پڑھنے والا ایک مجلس میں بار بار پڑھتا رہا اور سننے والے کی مجلس بدلتی رہی تو پڑھنے والے پر ایک سجدہ واجب ہوگا اور سننے والے پر اتنے جتنی مجلسوں میں سُنا۔
مسئلہ نمبر٣: مجلس میں آیت پڑھی یا سنی اور سجدہ کرلیا پھر اسی مجلس میں وہی آیت پڑھی یا سنی تو وہی پہلا سجدہ کافی ہے۔
مسئلہ نمبر٤: دو ایک لقمہ کھانے، دو ایک گھونٹ پینے، کھڑے ہوجانے، دو ایک قدم چلنے، سلام کا جواب دینے، دو ایک بات کرنے، مکان کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے کی طرف چلے جانے سے مجلس نہ بدلے گی، ہاں اگر مکان بڑا ہے جیسے شاہی محل تو ایسے مکان میں ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ میں جانے سے مجلس بدل جائے گی۔ کشتی میں ہے اور کشتی چل رہی ہے، مجلس نہ بدلے گی، ریل کا بھی یہی حکم ہونا چاہیے، جانور پر سوار ہے اور وہ چل رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے ہاں اگر سواری پر نماز پڑھ رہا ہے تو نہ بدلے گی، تین لقمے

کھانے، تین گھونٹ پینے، تین کلمے بولنے، تین قدم میدان میں چلنے، نکاح یا خرید وفروخت کرنے، لیٹ کر سوجانے سے مجلس بدل جائے گی۔

مسئلہ نمبر۵: کسی مجلس میں دیر تک بیٹھنا قرائت، تسبیح تہلیل، درس، وعظ میں مشغول ہونا مجلس کو نہیں بدلتا اور اگر دونوں بار پڑھنے کے درمیان کوئی دنیا کا کام کیا مثلاً کپڑا سینا وغیرہ تو مجلس بدل گئی۔ (بہار شریعت مخرجہ، ج۱،حصہ :۴، ص ۷۳۲وغیرہ)

نماز تہجد کے فضائل ،مسائل اور سید عالم ﷺ سے تعداد تہجد کا ثبوت:

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے''۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام ،باب: فضل صوم المحرم، رقم:(۲۶۴۴)/۱۱۶۳،ص۵۳۵)

صلوۃ اللیل کی دوسری قسم نماز تہجد ہے کہ عشاء کے بعد رات سوکر اٹھیں اور نوافل پڑھیں، سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار ،کتاب الصلوۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب :فی صلوۃ اللیل ،ج۲،ص ۴۶۷)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ہر رات میں جب پچھلی تہائی باقی رہتی ہے، آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور فرماتا ہے: ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کروں، ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے دوں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اسے بخش دوں''۔(صحیح مسلم ،کتاب صلوۃ المسافرین، باب: الترغیب فی الدعاء، رقم (۱۶۵۹)/۷۵۸،ص۳۴۸)

☆......حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! سلام شائع کرو، اور کھانا کھلاؤ اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو اور رات میں نماز ادا کرو جب لوگ سوتے ہوں، سلامتی کے ساتھ جنت میں جاؤ گے''۔

(الترغیب والترھیب، کتاب النوافل ،باب:الترغیب فی قیام اللیل ،رقم :۴،ج۱،ص۲۳۹)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مرد مسلمان اس ساعت میں اللہ سے دنیا وآخرت کی جو بھلائی مانگے، وہ اسے دے گا اور یہ ساعت ہر رات میں ہے''۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب: فی اللیل ساعۃ مستجاب فیھا الدعاء ،رقم :(۱۶۵۸)/۷۵۷،ص۳۴۷)

☆......حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے اوپر رات کے قیام کو لازم کرلو کہ یہ اگلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمہارے رب کی طرف قربت کا ذریعہ اور گناہوں کے مٹانے والا اور گناہ سے روکنے والا ہے''۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب:فی دعاء النبی ﷺ، رقم: ۳۵۶۰،ص۱۰۱۸)

☆......حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ رمضان میں کیسی (کتنی رکعت) پڑھتے تھے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں ادا فرماتے تھے، آپ چار رکعت ادا فرماتے اور اس کے حسن وطول کا نہ پوچھو، پھر چار ادا فرماتے اور اس کے حسن وطول کا نہ پوچھو، پھر تین رکعت (وتر) ادا فرماتے ،حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ آپ ﷺ وتر ادا کرنے سے پہلے ہی سوجاتے ہیں؟ فرمایا: اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل جاگتا ہے''۔(صحیح البخاری، کتاب التھجد، باب:قیام النبی ﷺ باللیل ،رقم:۱۱۴۷،ص۱۸۳)

☆......بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ رات کو تیرہ رکعت سے زیادہ ادا نہیں فرماتے ،ان میں وتر اور صبح کی دو سنتیں بھی شامل تھیں۔ (صحیح البخاری، کتاب التھجد، باب: کیف صلاۃ النبی ﷺ ،رقم: ۱۱۴۰،ص۱۸۲)

☆......حضرت مسروق کہتے ہیں کہ میں نے بی بی عائشہ سے سید عالم ﷺ کی نماز تہجد کے بارے میں استفسار فرمایا تو انہوں نے جواب دیا کہ فجر کی دو سنتوں کے سوا سات، نو، گیارہ پڑھی ہیں (جن میں وتر شامل ہیں)

مسئلہ نمبر۱: تہجد نفل کا نام ہے اگر کوئی عشاء کے بعد سورہا پھر اٹھ کر قضا پڑھی تو اس کو تہجد نہ کہیں گے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلوۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب :فی صلوۃ اللیل ،ج۲،ص۴٦۷)

مسئلہ نمبر۲: کم سے کم تہجد کی دو رکعتیں ہیں، سید عالم ﷺ سے آٹھ بھی ثابت ہیں۔ (المرجع السابق)

ذمی کے بدلے مسلمان کو قتل کرنے یا نہ کرنے کا مسئلہ:

۵......امام قرطبی آیت ﴿لا یستــؤن﴾ سے ثابت کرتے ہیں کہ قصاص میں مساوات ہوتی ہے اور مومن وکافر میں مساوات نہیں ہے، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اگر مسلمان کسی ذمی کافر کو قتل کردے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، امام شافعی واحمد کا بھی مختار ہے، اس کے برخلاف امام اعظم کا مسلک یہ ہے کہ اگر مسلمان نے کسی ذمی کافر کو قتل کردیا تو اس سے قصاص لیا جائے گا، اور قصاص اس وقت لیا جائے گا جب قاتل اور مقتول میں مساوات پائی جائے اور اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ قاتل ومقتول میں مساوات نہیں ہے اس لئے کافر کا مسلمان سے قصاص نہیں لیا جائے گا اور یہ احناف کے خلاف حجت ہے۔ (القرطبی ،الجزء:۲۱،ص۹۷)

تفسیر قرطبی کی عبارت کے پیشِ نظر احناف کے نزدیک مسائلِ متعلقہ:

مسئلہ نمبر۱: مسلم کو ذمی کے بدلے قتل کیا جائے گا، حربی اور مستامن کے بدلے میں نہ مسلم سے قصاص لیا جائے گا اور نہ ہی ذمی سے، اسی طرح مستامن سے مستامن کے مقابل میں قصاص نہیں، ذمی نے ذمی کو قتل کیا، قصاص لیا جائے گا اور قتل کے بعد قاتل مسلمان ہوگا جب بھی قصاص ہے۔

(الفتاوی الھندیہ ، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا، ج٦،ص٤)

مسئلہ نمبر۲: مسلم نے مرتد یا مرتدہ کو قتل کیا اس صورت میں قصاص نہیں، دو مسلمان دارالحرب میں امان لے کر گئے اور ایک نے دوسرے کو وہیں قتل کردیا قصاص نہیں۔ (المرجع السابق)

مومن وفاسق کا دنیاوی واُخروی معاملہ:

٦......ایک عام مومن وعام فاسق (کافر) برابر نہیں، کہ ایک کے پاس ایمان کا نور ہے تو دوسرے کے کفر کی سیاہی، ایک عبادت کرکے درجات کی بلندی پالیتا ہے دوسرا اپنے تئیں کئی خدا بنا کر واحد حقیقی سے دور ہوجاتا ہے۔ ایک کے لئے قرآن جنت کی نوید سناتا ہے تو دوسرے کو جہنم کے عذاب کی وعید سنائی جاتی ہے۔ مومن پر اللہ کی رحمت اور کافر پر اللہ کی لعنت، الغرض یہ چند باتیں جن سے فرق واضح ہوجاتا ہے تاہم شانِ نزول کو دیکھیں تو کہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ اور کہاں عقبہ بن ابی معیط جیسا بدبخت۔

اغراض:

منک بصدق الوصل: یعنی جو ہمیں وعدہ ووعید کی خبر دیتے ہیں۔

الان: فی الحال ہم ایمان لائے، اور اس بات کا احتمال ہے کہ ہم سے شرک واقع نہ ہوگا جیسا کہ کہتے تھے: اللہ ہمارا رب ہے اور ہم مشرک نہ تھے۔ لو ایت امرا فظیعا: یعنی بیہودہ وعجیب۔

ای بترککم الایمان: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ نسیان سے ترک کردینا (چھوڑ دینا) مراد ہے۔

القــرآن: آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ قرآن میں ہر ایک جو قرآن سنے اور نصیحت پر عمل کرے اُسے سجدہ کرنا چاہیے چہ جائے کہ موضع سجدہ نہ ہو؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ سنت رسول میں اس بات کا بیان موجود ہے کہ قرآن سننے والے اور نصیحت پر عمل کرنے والوں کو سجدہ کب کہاں کرنا چاہیے لہذا اشکال نہیں رہتا۔

متلبسین: یعنی سجدہ کرنے والے اللہ کی بڑائی اور حمد بیان کرنے کے لئے سجدہ کرتے ہیں، اور اللہ کی تنزیہ زمین پر پیشانی رکھ کر حاصل

ہوتی ہے اور سبحان الله و الحمدلله کہنے سے اس کی تعریف بیان کی جاتی ہے، اور سجدہ تسبیح وتحمید دونوں سے مل کر ہوا کرتا ہے، اور اسی میں دعا کا انحصار بھی ہے اور اسی کے بارے میں حدیث میں یہ دعا بھی منقول ہے: ''اے اللہ! میرے لئے اپنی پاک بارگاہ میں اجر لکھ دے، اور مجھ سے گناہ کا بوجھ اتار دے، اور ان عبادات کو اپنی بارگاہ میں میرے لئے ذخیرہ کر دے اور جس طرح تو نے اپنے بندے داؤد علیہ السلام سے قبول کیا تھا اسی طرح مجھ سے بھی قبول فرما''۔

لصلاتهم بالليل: جس میں دل کا نور اور رب کی رضا ہوتی ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: ''مجھے جبرائیل امین نے ہمیشہ رات کے قیام کی وصیت کی یہاں تک کہ میں نے جان لیا کہ میری امت کو اختیار ہے کہ رات میں نہ سوئیں''۔

مضارع: اور فاعل ضمیر مستتر انا ہے، حدیث (قدسی) میں ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسے کان رکھے ہیں جس میں (برا) سننے کی صفت نہ ہو، (برا) دیکھنے کی صفت نہ ہو اور نہ ہی (برا) دل جس میں خطرات کا نزول ہوتا ہو۔

والجدب سنين: یعنی مکہ میں سات سال قحط رہا، یہاں تک کہ وہ قحط سے تنگ آ کر مردار، ہڈیاں اور کتے کھا گئے۔

ای من بقی منهم: یعنی قحط یا یوم بدر کے بعد۔ (الصاوی، ج۵، ص ۲۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿ولقد اتینا موسی الکتب ﴾التَّوْرَاةَ﴿فلا تکن فی مریة ﴾شَکٍّ﴿ من لقائه ﴾وَقَدْ اِلْتَقَیَا لَیْلَةَ الْاَسْرَاءِ ﴿ وجعلنه ﴾اَی الموسی اَوِ الکِتَابِ﴿هدی ﴾هَادِیًا﴿ لبنی اسرائیل ﴿۲۳﴾ وجعلنا منهم ائمة ﴾بِتَحْقِیقِ الْهَمزَتَینِ وَاِبْدَالِ الثَّانِیةِ یاءً قادةً﴿ یهدون ﴾النَّاسَ﴿ بامرنا لما صبروا ﴾عَلٰی دِیْنِهِمْ و عَلَی الْبَلَاءِ مِن عَدُوِّهِمْ﴿ و کانوا بایتنا ﴾الدَّالَّةِ عَلٰی قُدْرَتِنَا وَوُحْدَانِیَّتِنَا﴿ یوقنون ﴿۲۴﴾ ﴾وَفِی قِرَاءَةٍ بِکَسْرِ اللَّامِ وَتَخْفِیفِ الْمِیمِ﴿ ان ربک هو یفصل بینهم یوم القیمة فیما کانوا فیه یختلفون ﴿۲۵﴾ ﴾مِن اَمْرِ الدِّینِ﴿ اولم یهد لهم کم اهلکنا من قبلهم ﴾اَی لَمْ یَتَبَیَّنْ لِکفارِ مَکَّةَ اِهْلَاکُنَا کَثِیرًا﴿ من القرون ﴾الْاُمَمِ بِکُفْرِهِم﴿ یمشون ﴾حالٌ مِن ضَمِیرِ لهم﴿ فی مسکنهم ﴾فِی اَسْفَارِهِم اِلَی الشَّامِ وَغَیرِهَا فَیَعتَبِرُوْنَ﴿ ان فی ذلک لایت ﴾دَلَالَاتٍ علی قُدْرَتِنَا﴿ افلا یسمعون ﴿۲۶﴾ ﴾سَمَاعَ تَدَبُّرٍ واِتِّعَاظٍ﴿ اولم یروا انا نسوق الماء اِلَی الارض الجرز ﴾الیَابِسَةِ الَّتِی لَا نَبَاتَ فیها﴿ فنخرج به زرعا تاکل منه انعامهم وانفسهم ط افلا یبصرون ﴿۲۷﴾ ﴾هٰذا فَیَعْلَمُونَ اِنَّا نَقْدِرُ عَلٰی اِعَادَتِهِم﴿ویقولون ﴾لِلْمُؤمِنِینَ﴿ متی هذا الفتح ﴾بَیْنَنَا و بَیْنَکُمْ﴿ان کنتم صدقین ﴿۲۸﴾ قل یوم الفتح ﴾بِاِنْزَالِ العَذَابِ بِهِم﴿ لا ینفع الذین کفروا ایمانهم ولا هم ینظرون ﴿۲۹﴾ ﴾یُمهلُونَ لِتَوبَةٍ اَو مَعذِرَةٍ﴿ فاعرض عنهم وانتظر ﴾اِنْزَالَ العَذَابَ بِهِم﴿ انهم منتظرون ﴿۳۰﴾ ﴾بِکَ حادِثَ موتٍ اَو قَتْلٍ فَیَسْتَرِیحُونَ مِنکَ وهذا قَبلَ الْاَمرِ بِقِتَالِهِم.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب (یعنی تورات ......۱......) عطا فرمائی تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو (بلاشبہ شب معراج دونوں انبیاء کرام نے باہم ملاقات کی ہے ......۲......، مریۃ بمعنی شک ہے) اور ہم نے اسے (یعنی موسیٰ علیہ السلام یا تورات کو) نبی اسرائیل کے لیے ہدایت کرنے والا کیا (ھدی بمعنی ھادیا ہے) اور ہم نے ان میں سے کچھ امام بنائے (ائمۃ دو ہمزوں کی تحقیق اور دوسرے ہمزہ

گویاء کے ساتھ تبدیل کرنے کے ساتھ ہے) کہ رہنمائی کرتے (لوگوں کی) ہمارے حکم سے بلکہ انہوں نے صبر کیا (اپنے دین پر اور لوگوں سے ملنے والی آزمائشوں اور تکالیف پر......ـــــ) اور وہ ہماری (ان) آیتوں پر (جو ہماری قدرت اور ہماری وحدانیت پر دلالت کرتی تھیں) یقین لاتے تھے (ایک قرائت میں لـما کولام مکسورہ اور میم مخففہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس صورت میں ما مصدریہ اور لام علت کیلئے ہوگا) بیشک تمہارا رب ان میں فیصلہ کردے گا قیامت کے دن جس میں (یعنی جس دینی معاملے میں) اختلاف کرتے تھے اور کیا انہیں اس بات پر ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے ہلاک کردیں قومیں (یعنی کیا کفار مکہ پر ظاہر ہمارا بہت کچھ ہلاک فرمادینا ظاہر نہ ہوا، ان کے کفر کے سبب، القرون بمعنی الامم ہے) یہ چل پھر رہے ہیں (یمشون یہ لھم کی ھم ضمیر سے حال بن رہا ہے) ان کے گھروں میں (شام وغیرہ کی طرف سفر کرنے کے دوران کہ انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کریں......ـــــ) بیشک اس میں ضرور (ایسی) نشانیاں ہیں (جو ہماری قدرت پر دلالت ہیں) تو کیا یہ سنتے نہیں (ایسا جو تدبر کرنے اور نصیحت قبول کرنے پر راضی ہو) اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف (جس میں کچھ کھیتی نہیں ہوتی، الجرز کے معنی خشک ہے) پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں تو کیا انہیں (یہ) سوجھتا نہیں (کہ وہ جان لیتے کہ ہم انہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہیں) اور وہ (مومنین سے) کہتے ہیں (ہمارے تمہارے درمیان) فیصلہ کب ہوگا؟ اگر تم سچے ہو تم فرماؤ فیصلہ کے دن (توبہ کرنے یا عذر دینے کی) مہلت ملے (ینظرون بمعنی یمھلون ہے) تو ان سے منہ پھیر لو اور (ان پر عذاب نازل کئے جانے کا) انتظار کرو بیشک انہیں بھی (تمہارے ساتھ) انتظار کرنا ہے (وہ آپ ﷺ کی وفات کا اور شہید کئے جانے کے منتظر ہیں تاکہ وہ بدبخت اپنے تئیں آپ ﷺ سے چھٹکارہ پاسکیں، یہ حکم حکم جہاد بالکفار سے پہلے کا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اتینا موسی الکتب فلا تکن فی مریة من لقائه﴾.

و: مستانفہ، لام قسمیہ، قد تحقیقیہ، اتینا: فعل بافاعل، موسی: مفعول اول، الکتب: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ، ملکر جملہ قسمیہ، ف: فصیحیہ، لا تکن: فعل نہی بااسم، فی: جار، مریة: موصوف، من لقائه: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وجعلنه هدی لبنی اسرائیل○ وجعلنا منهم ائمة یهدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایتنا یوقنون○﴾.

و: عاطفہ، جعلنه: فعل بافاعل ومفعول، هدی: مصدر بافاعل، لبنی اسرائیل: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلنا منهم: فعل بافاعل وظرف لغو، ائمة: موصوف، یهدون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، بامرنا: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، لما: بمعنی "حین" مضاف، صبروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کانوا بایتنا یوقنون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربک هو یفصل بینهم یوم القیمة فیما کانوا فیه یختلفون○﴾.

ان ربک: حرف مشبہ واسم، هو: مبتدا، یفصل بینهم: فعل بافاعل وظرف، یوم القیمة: ظرف ثانی، فی: جار، ما کانوا فیه یختلفون: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولم یهد لهم کم اهلکنا من قبلهم من القرون یمشون فی مسکنهم﴾.

ھمزہ: حرف استفہام،و: عاطفہ،لم یھد: فعل نفی"کم اھلکنا القرون" فاعل محذوف،لھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،کم: خبریہ ذوالحال،من: جار،القرون: ذوالحال،من قبلھم: ظرف مستقر حال مقدم،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،مقدم،اھلکنا: فعل با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،یمشون: فعل با فاعل،فی مسکنھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان فی ذلک لایت افلا یسمعون۝﴾.

ان: حرف مشبہ،فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم،لام: تاکیدیہ،ایت: اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ھمزہ: حرف استفہام،ف: عاطفہ معطوف علی محذوف"صموا"لا یسمعون: فعل نفی با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولم یروا انا نسوق الماء الی الارض الجرز فنخرج بہ زرعا تاکل منہ انعامھم وانفسھم﴾.

ھمزہ: حرف استفہام،و: عاطفہ،لم یروا: فعل نفی با فاعل،انا: حرف مشبہ واسم،نسوق الماء: فعل با فاعل ومفعول،الی: جار،الارض الجرز: مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف: عاطفہ،نخرج بہ: فعل با فاعل،وظرف لغو،زرعا: موصوف،تاکل منہ: فعل وظرف لغو،انعامھم وانفسھم: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افلا یبصرون ۝ ویقولون متی ھذا الفتح ان کنتم صدقین۝﴾.

ھمزہ: حرف استفہام،ف: عاطفہ،لا یبصرون: فعل نفی با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و: مستانفہ،یقولون: قول،متی: ظرف خبر مقدم،ھذا: مبدل منہ،الفتح: بدل،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ان: شرطیہ،کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف"فمتی ھذا الفتح"کی شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانھم ولا ھم ینظرون۝﴾.

قل: قول،یوم الفتح: ظرف مقدم،لا ینفع: فعل نفی،الذین کفروا: موصول صلہ،ملکر مفعول،ایمانھم: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،لا: نافیہ،ھم: مبتدا،ینظرون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاعرض عنھم وانتظر انھم منتظرون۝﴾.

ف: فصیحیہ،اعرض عنھم: فعل امر با فاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،انتظر: فعل امر با فاعل،"النصر علیکم"،فعل محذوف،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط محذوف"اذا کان الامر کذلک"کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ،انا: حرف مشبہ واسم،منتظرون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

موجودہ دور میں توریت کا حال کیا ھے؟

۱...... یہود تورات میں لفظی تحریف بھی کرتے تھے اور معنوی بھی،لفظی تحریف یہ تھی کہ کسی لفظ کو درمیان سے چھوڑ دیتے یا کسی لفظ کو دوسرے لفظ سے بدل دیتے تھے،یا اس لفظ کو زبان مروڑ کر اس طرح پڑھتے تھے کہ اس کا معنی بدل جاتا تھا،اور معنوی تحریف یہ تھی کہ کسی آیت کا الٹ تفسیر کرتے یا باطل تاویل کرتے تھے،اگر ان سے آخری نبی کے بارے میں پوچھیں تو (معاذ اللہ) دجال کی صفات پڑھ کر سناتے حالانکہ جانتے تھے کہ آخری نبی ﷺ کی صفات کیا ہیں؟۔اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینت والھدی من بعد ما بینہ للناس فی الکتب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللعنون بیشک وہ جو ہماری اتاری ہوئی

روشن باتوں اور ہدایت کا چھپاتے ہیں بعد اس کے ان لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت (البقرۃ:۱۵۹)۔

علامہ زحیلی لکھتے ہیں:

تاریخ میں یہ معروف ہے کہ یہود و نصاری نے خود اعتراف کیا ہے کہ جو تورات حضرت موسی علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور جس کی حفاظت کا انہوں نے حکم دیا تھا اس کا صرف ایک نسخہ تھا اور یہود و نصاری کے مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ جب اہل بابل نے یہودیوں کو قید کیا اور ان میں لوٹ مار کی اس وقت وہ نسخہ گم ہو گیا اور ان کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی نسخہ نہیں تھا اور جب اہل بابل نے ان کے ھیکل کو جلا دیا، تو وہ اس نسخہ کو محفوظ نہ رکھ سکے۔ جو پانچ سورتیں حضرت موسی علیہ السلام کی جانب منسوب ہیں، جن میں حضرت موسی علیہ السلام کی حیات اور وفات کا ذکر ہے اور یہ کہ ان کے بعد کوئی ان جیسا نہیں ہوگا، وہ حضرت موسی علیہ السلام کی وفات کے کافی عرصہ گزر جانے کے بعد، بلکہ کئی صدیاں گزر جانے کے بعد لکھی گئی ہیں۔ ان کو عذر کاہن نے لکھا تھا جو بنی اسرائیل کے قید ہونے والے بوڑھوں سے بچ گیا تھا، اسی طرح نصاری کا اس پر اتفاق ہے کہ انجیل بھی حضرت عیسی علیہ السلام کے کافی زمانے کے بعد لکھی گئی تھی۔

(التفسیر المنیر، ج٦، ص ١٢٦)

ہماری رائے یہ ہے کہ توریت اور انجیل کلیتاً ساقط الاعتبار نہیں ہیں، موجودہ توریت اور انجیل خواہ حضرت موسی علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام کے بعد لکھی گئی ہوں، لیکن ان میں بہر حال اصل توریت اور انجیل کی بہت سی آیات موجود ہیں اور بعد کی بنائی ہوئی آیات بھی موجود ہیں کیونکہ قرآن مجید نے ان کتابوں کا اعتبار کیا ہے اور قرآن مجید کو ان کا مصداق قرار دیا ہے اور ان کتابوں کے حاملین کو اہل کتاب فرمایا ہے اور ہمارے نزدیک ان کتابوں میں ہر طرح سے تحریف کی گئی ہے، اصل آیات نکال کر اور اپنی طرف سے آیات بنا کر ان میں داخل کی گئی ہیں، اور جو آیات سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت سے متعلق تھیں، ان کو چھپایا اور نکالا گیا ہے، حدود کی آیات (جیسا کہ ماقبل آیت رجم سے متعلق بیان ہے) میں حسب منشاء تغیر کیا گیا اور بعض الفاظ کو توڑ مروڑ کر بھی پڑھا گیا ہے، تا کہ معنی کچھ اور ہو جائیں۔

(تبیان القرآن، ج٣، ص ١٢٩ وغیرہ)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسی علیہ السلام سے ملاقات کا بیان:

۲...... حضرت ابن عباس کہتے ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسی علیہ السلام سے ملاقات ثابت ہے، جیسا کہ شیخین کی طویل روایت میں ہے جسے امام جلال نے سورۃ الاسراء کے ابتداء میں ان الفاظ میں نقل کیا ہے: ثم عرج بنا الی السماء السادسة فاستفتح جبرائیل فقیل من انت قال جبرائیل قیل ومن معک قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیل وقد بعث الیہ قال قد بُعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بموسی فرحب بی ودعا لی بخیر پھر مجھے چھٹے آسمان کی سیر کرائی گئی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے دروازے پر دستک دی پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا: جبرائیل علیہ السلام، پوچھا گیا کیا آپ علیہ السلام کے ساتھ بھی کوئی ہے؟ فرمایا: ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم!، پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ فرمایا ہاں انہیں بلایا گیا ہے پھر دروازہ کھولا گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہاں میری ملاقات حضرت موسی علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعائے خیر ارشاد فرمائی۔

(جلالین کلاں جھازی سائز، پارہ ١٥، تحت الایۃ: سبحن الذی اسری، ص ٢٢٩)

☆...... رایت لیلة اسری بی موسی رجلا آدم طوالا یعنی میں نے لیلۃ الاسری موسی علیہ السلام کو طویل القامت دیکھا۔

(شرح لسیوطی علی مسلم، باب: ١٦٥، الجزء الاول، ص ٢٠٩، الشاملة)

☆......سید عالم ﷺ کو فرمایا گیا کہ اے محبوب ﷺ! شب معراج آپ کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی اس بارے میں شک نہ کریں اور یہ قول ابن عباس کا ہے۔ (الخازن، ج۳،ص۴۰۶)

امام وقت کیسا ہونا چاہیے؟

ع......سب سے پہلے تو یہ جان لیں کہ امامت کی دو اقسام ہیں: صغری اور کبری، پس نماز امامت صغری ہے اور سید عالم ﷺ کی نیابت امامت کبری کہلاتی ہے۔ جب تک اس عالم رنگ وبو میں پیکر علم وحکمت، تاجدار رسالت اپنی حیات ظاہری کے ساتھ رہے، اپنے کردار، افعال، اعمال سے صحابہ کی تربیت فرماتے رہے اور دشمنان اسلام سے نبرد آزما ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام کو فروغ بھی دیتے رہے۔ اپنی ظاہری حیات ہی میں ایسے دینی معاون تیار کر لئے کہ بعد کے مسائل کو خندہ پیشانی سے حل کر سکیں۔ بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس قوم میں ابو بکر صدیق ہوں وہاں کسی اور کو امامت کا حق نہیں''۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب:ابی بکر وعمر، رقم: ۳۶۹۳،ص۱۰۵۱)

☆......سیدنا ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیعت لی تو ان سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! خدا کی قسم مجھے زندگی بھر کسی دن یا رات امارت کی خواہش نہ رہی نہ کبھی خفیہ اور نہ ہی اعلانیہ۔ اور نہ ہی میں نے اسے اللہ سے طلب کیا ہے۔ میں تو ایک فتنہ سے ڈر گیا تھا اور نہ مجھے امارت یعنی حکمرانی لے کر آرام نہیں ملا بلکہ مجھ پر ایک عظیم ذمہ داری آن پڑی ہے جو میری برداشت سے زیادہ ہے مگر یہ کہ خدا مجھے اس کو نبھانے کی توفیق دے۔ میں تو آج بھی چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے کوئی اس منصب کو سنبھال لے''۔

(المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابہ، خطبہ ابی بکر اوعتذارہ، رقم:۴۴۲۲،ص۵،ص۱۶۷۰)

☆......حضرت سیدنا حمید بن حلال بیان کرتے ہیں کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر جلوہ گر ہوئے تو بعض صحابہ نے انہیں مشورہ دیا کہ وظیفہ مقرر کر لیجئے، چنانچہ طے یہ ہوا کہ پہننے کے لئے دو چادریں ملیں گی، جب وہ پرانی ہو جائیں تو انہیں نئی چادریں دی جائیں۔ سواری کے لئے ایک جانور دیا جائے جس پر سفر کر سکیں اور خلیفہ بننے سے قبل جیسا خرچہ اپنے گھر والوں پر کرتے تھے ایسا ہی خرچہ دیا جائے۔ (الطبقات الکبری لابن سعد، طبقات البدریین من المہاجرین، ذکر بیعۃ بی بکر، ج۳،ص۱۳۷)

☆......حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں خطبہ دیا اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے جو چادر پہنی ہوئی تھی اس میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

(الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عمر بن الخطاب، رقم:۶۵۸،ص۱۵۲)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سید عالم ﷺ سے دو مرتبہ جنت خریدی، ایک مرتبہ بئر رومہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا اور دوسری مرتبہ غزوۂ تبوک کے لئے سامان فراہم کیا''۔

(المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابہ، باب :اشتری عثمان الجنۃ مرتین، رقم:۴۵۷۰،ج۱،ص۱۷۲۰)

☆......حضرت شُرَحْبِیل بن مسلم سے مروی ہے کہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ لوگوں کو امیروں والا کھانا کھلاتے اور خود گھر کے سرکہ اور زیتون کے ساتھ تناول کرتے''۔ (الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عثمان بن عفان، رقم:۶۸۴،ص۱۵۵)

☆......حضرت ابو عمر بن علاء اپنے والد گرامی سے نقل کرتے ہیں کہ امیر المومنین مولا علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں! تمہارے دیئے ہوئے مال میں سے میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں، یہ کہہ کر اپنی

آستین سے ایک بوتل نکالی اور فرمایا یہ مجھے میرے ایک دیہاتی غلام نے ہبہ (تحفہ) دی تھی"۔

(الزهد للامام احمد بن حنبل، زهد علی المرتضی، رقم:۶۹۵،ص۱۵۷)

یہ عبرت کی جاہ ہے تماشانہیں ہے!

☆......سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دوران خطبہ فرماتے ہیں: "کہاں ہیں وہ خوبصورت چہرے، کہاں ہیں وہ جو اپنی جوانی پر اتراتے تھے؟، کہاں گئے وہ بادشاہ جنہوں نے عالیشان محل بنائے اور مضبوط قلعوں سے تحفظ دیا؟، کہاں گئے میدان جنگ میں غالب آنے والے؟، بیشک زمانے نے ان کو ذلیل کر دیا اور اب یہ قبر کی تاریکیوں میں پڑے ہیں، جلدی کرو! نیکیوں پر سبقت کرو، اور نجات طلب کرو۔

(ذم الهوی، باب:۵،ص۴۹۸)

☆......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: بیشک تم گردش ایام میں ہو اور موت اچانک آ جائے گی، جس نے بھلائی کا بیج بویا عنقریب امید کی فصل کاٹے گا اور جس نے بُرائی کا بیج بویا وہ ضرور ندامت کی فصل کاٹے گا، ہر کاشتکار کے لئے اسی کی کھیتی ہے"۔

(المرجع السابق)

اغراض:

وقد التقیا لیلة الاسراء: یعنی کثیب احمر کی زمین میں، جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا فرما رہے تھے، اور چھٹے آسمان پر بھی ملاقات فرمائی، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے، اور کلام پاک میں اس جانب اشارہ ہے کہ "لقائه" میں موجود ضمیر عائد موسیٰ کی جانب راجع ہے اور مصدر مضاف مفعول کے لئے ہے، یعنی لیلۃ الاسراء میں آپ ﷺ سے حضرت موسیٰ کب ملے؟ اس پر قوی ترین احتمالات ہیں۔ **بینهم:** یعنی مومنین ومشرکین، یا حضرات انبیائے کرام اور ان کی اُمتیں۔

وهذا قبل الامر بقتالهم: یہ حکم آیت جہاد سے منسوخ ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ آیت مقدسہ محکم ہے اور ان سے اعراض کریں اور جو اسلام لے آئے ان کے عذر کو قبول کریں، اور جو اُن پر (حدود) ہیں انہیں ترک کر دیں، جیسا کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو اسلام لانے کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کی حد معاف کر دی گئی، اور ان تمام کو حدود معاف کر دی گئیں جو عام الفتح کے دن مکہ میں داخل ہو گئے۔

الیابسة التی لا نبات فیها: یعنی ایسی زمین جس میں پیداوار نہ ہوتی ہو، مراد سرزمین یمن ہے۔(الصاوی، ج۵، ص ۲۲)

ایک اہم بات

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

قیامت دشمنان اسلام پر آئے گی

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ظاہری کے ایک زمانے کے بعد جب کہ قیامت قائم ہونے میں فقط چالیس برس رہ جائیں گے، ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی، جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے اور انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "پس اللہ ایک خوشبودار ہوا بھیجے گا، جو ان کی بغلوں کے نیچے سے نکلے گی، پھر ہر مومن ومسلم کی روح قبض کر لی جائے گی، اور شریر لوگ روئے زمین پر باقی رہیں گے، لوگ سرخ گھوڑوں کی مانند ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں گے، پس ان پر قیامت قائم ہوگی"۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة، باب ذکر الدجال، رقم: ۲۹۳۷/۷۲۶۷، ص۱۴۳۶)

(البیضاوی، ج۲، ص ۲۱۷ ملخصا)

سورة الاحزاب مدنية وهى ثلث وسبعون آية

سورۃ الاحزاب مدنی ہے اور اس میں ۷۳ آیات ہیں

تعارف سورۃ الاحزاب

اس سورت میں نو رکوع، ۱۲۸۰ کلمات اور ۵۷۹۰ حروف ہیں۔ اس سورت میں غزوہ احزاب کا مفصل حال بیان کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو راہ خدا میں جہاد کی اہمیت وافادیت کا بیان کیا گیا ہے۔ دین اسلام کی سربلندی کا ایک راز جہاد میں پنہاں ہے۔ اگر سید ﷺ خود بنفس نفیس جہاد میں شرکت کر کے اپنے صحابہ کو ترغیب بھی دی۔ اس سورت میں سید عالم ﷺ کے اہل بیت کے فضائل و مناقب بھی بیان ہوئے ہیں اور ان کی طہارت پر خاص طور پر کلام کیا گیا ہے تاکہ یزیدی گروہ اور ہر قسم کے وہ لوگ جو شان اقدس میں کمی کرنے کے خوگر رہتے ہیں انہیں تنبیہ ہو جائے۔ مزید یہ بھی کہ جو شان سید عالم ﷺ کے اہل بیت کی ہے وہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی تاہم اہل بیت میں کون کون شامل ہیں اس کا بیان بھی خاص طور پر کیا گیا ہے۔ سید عالم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا معنی بھی اس سورت میں واضح کر دیا اور رہتی دنیا تک کے لوگوں کو بتا دیا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، اور اس کے لئے بالفرض، چنانچہ اور اگر مگر کے لفظ کو دخل کر کے اپنی عاقبت کو داؤ پر نہ لگایا جائے کیونکہ حضور ﷺ کی خاتمیت نص سے ثابت ہے اور نص کے مقابلے میں کسی کا کوئی قول قابل ذکر نہیں۔ سید عالم ﷺ کی ازواج مطہرات اور دیگر اہل ایمان پاک مومنات کو پردے کے احکام بھی اس سورت میں عطا کئے گئے ہیں جن پر فی زمانہ عمل نہ کرنے کے نقصانات ہم دیکھ ہی رہے ہیں۔ آخر میں انسان کا خود کو مشقت میں ڈالنے اور نادان ہونے کا معنی بھی بیان کیا گیا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

رکوع نمبر: ۱۷

﴿ يايها النبى اتق الله ﴾دُمْ على تَقْوَاهُ﴿ ولا تطع الكفرين والمنفقين ط﴾فِيما يُخالِفُ شَرِيعَتكَ ﴿ ان الله كان عليما ﴾بِما يَكونُ قَبلَ كَونِهِ﴿ حكيما (۱)﴾ فِيما يَخْلُقُهُ ﴿ واتبع ما يوحى اليك من ربك ط ﴾اَي القُرانَ﴿ ان الله كان بما تعملون خبيرا (۲)﴾وَفِى قِرَائَةٍ بِالفَوقَانِيةِ﴿ وتوكل على الله ط﴾فِى اَمْرِكَ﴿ وكفى بالله وكيلا (۳)﴾حَافِظًا لَكَ وَاُمَّتُهُ تَبَعٌ لَهُ فِى ذَالِكَ كُلِّهِ﴿ ما جعل الله لرجل من قلبين فى جوفه ج﴾رَدًّا علٰى مَنْ قَالَ مِنَ الْكُفَّارِ اِنَّ لَهُ قَلْبَينِ يَعقِلُ بِكُلٍّ مِنهُما اَفضَلُ مِنْ عَقلِ مُحمدٍ ﴿ وما جعل ازواجكم الّئى ﴾وَبِهَمْزَةٍ وَيَاءٍ وَبِلايَاءٍ﴿ تظهرون ﴾بِلا اَلِفٍ قَبلَ الهَاءِ وَبِها التَّاءِ الثَّانِيَةِ فِى الْاَصْلِ مُدْغِمَةٌ فِى الظَّاءِ ﴿ منهن ﴾بِقولِ الْوَاحِدِ مَثَلًا لِزَوجَ ، اَنتِ عَلَىَّ كَظَهرِ اُمِّى﴿ امهتكم ج﴾ كَالْاُمَّهاتِ فى تَحرِيمِها بِذَالِكَ الـمُعَدِّ فِى الجَاهِلِيَّةِ طَلاقًا وانَّما تَجِبُ بِهِ الكَفَّارةُ بِشَرطِهِ كَمَا ذُكِرَ فى سُورَةِ المُجَادِلَةِ ﴿ وما جعل ادعياء كم ﴾جَمعُ دِعِيٍ وَهوَ مَنْ يُدْعٰى لِغَيرِ اَبِيهِ اِبْنًا لَهُ ﴿ ابناء كم ط ﴾حَقِيقَةً﴿ ذلكم قولكم بافواهكم ط﴾اَي اليَهُودِ وَالمُنَافِقِينَ قالوا لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِىُّ ﷺ زَيْنَبَ بِنتَ جَحشٍ الَّتى كَانَتْ اِمْرَأَةَ زَيدِ بنِ حَارِثَةَ الَّذِى

تبناهُ النبی ﷺ قالوا تزوّجَ محمدٌ اِمْرأةَ اِبنِہٖ فاکْذَبَھمُ اللہُ فِی ذَالِکَ﴿ واللہ یقول الحق ﴾فِی ذالِکَ ﴿ وھو یھدی السبیل (۴)﴾سَبِیلَ الحَقِّ لکنْ﴿ ادعوھم لاٰبائھم ھو اقسط ﴾اَعْدِلُ ﴿ عنداللہ ج فان لم تعلموا اباءھم فاخوانکم فی الدین وموالیکم ط﴾بَنُو عَمِّکُم ﴿ ولیس علیکم جناح فیما اخطاتم بہ لا﴾فِی ذالِکَ﴿ ولکن ﴾ فِی ﴿ ما تعمدت قلوبکم ط﴾ فِیہِ وَھوَ بَعدَ النَّھیِ﴿ وکان اللہ غفورا ﴾لِمَا کَانَ مِن قَولِکُم قَبلَ النَّھیِ﴿ رحیما (۵)﴾بِکُم فی ذالِکَ﴿ النبی اولی بالمومنین من انفسھم ﴾فِیما دَعَاھُم اِلَیہِ وَدَعَتْھُم اَنفُسَھُم اِلی خِلافِہٖ﴿ وازواجہ امھتھم ط﴾فِی حُرمَۃِ نِکَاحِھِنَّ عَلَیھِمْ﴿ واولوا الارحام ﴾ذُوالقَرَابَاتِ﴿ بعضھم اولی ببعض ﴾فی الاِرْثِ﴿ فی کتب اللہ من المومنین والمھجرین ﴾اَی مِنَ الاِرْثِ بِالاِیمَانِ وَالھِجْرَۃِ الَّذِی کانَ اَوَّلَ الاِسْلامِ فَنُسِخَ﴿ الآ ﴾لکنْ﴿ ان تفعلوا الی اولیئکم معروفا ط﴾بِوَصِیَّۃٍ فَجَائِزٌ﴿کان ذلک ﴾اَی نَسخُ الاِرْثِ بِالاِیمانِ والھِجْرۃِ بِاِرثِ ذَوِی الاَرْحَامِ﴿ فی الکتب مسطورا (۶)﴾وَاُرِیدَ بِالکِتَابِ فِی المَوضِعینَ اللَّوحَ المَحفُوظَ ﴿و﴾اذْکُرْ﴿اذ اخذنا من النبیین میثاقھم ﴾حِینَ اُخرِجُوا مِن صُلبِ آدمَ کالذَّرِّجَمعُ ذَرَّۃٍ وھِیَ اَصْغَرُ النَّمْلِ ﴿ ومنک ومن نوح وابراھیم وموسی وعیسی ابن مریم ص﴾بَاَن یَعبُدُوا اللہَ وَیَدعُوا الناسَ اِلی عِبادَتِہٖ وَذَکرَ الخَمْسَۃَ مِن عَطفِ الخَاصِ عَلَی العَامِ ﴿ واخذنا منھم میثاقا غلیظا (۷)﴾شَدِیدًا بِالوَفَاءِ بِما حَمَلُوہُ وَھوَ الیَمِینُ بِاللہِ ثُمَّ اَخَذَ المِیثَاقَ﴿ لیسئل ﴾اللہُ ﴿الصدقین عن صدقھم ﴾فی تَبلِیغِ الرِّسَالَۃِ تَبکِیتا لِلْکٰفِرِینَ بِھِم﴿ واعد ﴾تعالی﴿ للکفرین ﴾بِھِم ﴿ عذابا الیما (۸)﴾مُولِما ھو عطفٌ علَی اَخَذْنَا.

﴿ترجمہ﴾

اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی اللہ کا یوہیں خوف رکھنا (یعنی خوف خدا پر ڈٹے رہنا......۱......) اور کافروں اور منافقوں (کی اپنی شریعت کے خلاف باتیں) نہ سننا بیشک اللہ علم رکھتا ہے (جو کچھ ظہور میں آئے گا، اس کا پہلے ہی سے علم رکھتا ہے) اور حکمت والا ہے (اپنی مخلوق کو پیدا فرمانے میں) اور اس کی پیروی رکھنا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی ہوتی ہے (یعنی قرآن پاک کی) اے لوگوں اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (تعملون علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور اے محبوب تم (اپنے امور میں) اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ بس ہے کام بنانے والا ہے (وکیلا بمعنی حافظا، یعنی اللہ کافی ہے تمہاری حفاظت فرمانے کے لیے ان تمام احکامات میں آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کے تابع ہے......۲......) اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے (یہ آیت اس کافر شخص کے رد کے لئے نازل ہوئی جس نے کہا میرے دو دل ہیں ان دونوں کے ذریعے سمجھتا ہوں میری عقل محمد ﷺ کی عقل سے بڑھ کر ہے، العیاذ باللہ) اور تمہارے ان عورتوں کو (الّٰئی ہمزہ اور یاء کے ساتھ اور بغیر یاء کے بھی پڑھا گیا ہے) جنہیں ماں کے برابر کہہ دو (تظھرون ھاء کے ماقبل بغیر الف اور بالف دونوں طرح پڑھا گیا ہے اور اصل میں اس فعل کی تاء ثانیہ کو ظاء میں ادغام کر دیا گیا ہے، ظہار یوں ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے......۳......) تمہاری ماں نہ بنایا

(یعنی حرمت میں اسے تمہاری ماں کی طرح نہیں بنایا، زمانہ جاہلیت میں ان الفاظ سے وہ طلاق مراد لیا کرتے تھے، ظہار کی صورت میں کفارہ اپنی شرائط کے ساتھ واجب ہوتا ہے جیسا کہ سورۃ المجادلۃ میں اس کا ذکر ہے) اور انہیں بنایا تمہارے لے پالکوں کو (ادعیاء جمع ہے دعی کی، بمعنی وہ شخص جسے غیر باپ کی طرف سے بیٹا کہہ کر پکارا جاتا ہو......۴......) تمہارا (حقیقی) بیٹا یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے (یہودیوں اور منافقوں کا جب نبی پاک ﷺ نے اپنے لے پالک حضرت زید بن حارث......۵......کی سابقہ زوجہ حضرت زینب جحش......۶......سے نکاح فرمایا تو یہ لوگ بولے محمد ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا، اس معاملے میں اللہ ﷻ نے ان کا جھوٹا ہونا بیان کر دیا) اور اللہ حق فرماتا ہے (اس بارے میں) اور وہی وہ (یہی حق راہ) دکھاتا ہے (لیکن) انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ عدل بات ہے (اقسط بمعنی اعدل ہے) پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچازاد (موالیکم کے معنی چچازاد بھائی ہیں) اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو (اس بارے میں) نادانستہ تم سے صادر ہوا ہاں وہ گناہ ہے (یعنی اس میں گناہ ہے) جو (اس بارے میں بعد ممانعت) دل کے قصد سے کرو اور اللہ بخشنے والا ہے (قبل ممانعت تمہاری اس بات کو) اور رحم فرمانے والا ہے (اس معاملے میں تم پر) یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ نزدیک ہے (اس معاملے میں جس کی طرف وہ مسلمان کو بلائیں اور خود ان مسلمانوں کے نفوس اس معاملے کسی دوسری طرف انہیں (بلاتے ہوں تو نبی ﷺ کا ماننا لازمی ہے......۷......) اور اس کی بیبیاں ان کی (حرمت نکاح کے معاملے میں) مائیں ہیں ......۸......اور رشتے والے (اولو الارحام بمعنی ذو القربات ہے) اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں بہ نسبت اور مسلمانوں اور مہاجروں کے (میراث میں ایمان اور ہجرت کے سبب، ایمان و ہجرت کے سبب میراث میں حصے دار بننا اول اسلام میں تھا، پھر منسوخ ہو گیا) مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر (وصیت) احسان کرو (تو یہ جائز ہے) یہ (ذوی الارحام کو وارث میں شمار کر کے ہجرت اور ایمان کی صورت میں وارث بننے کے حکم کا منسوخ ہونا......۹......) کتاب میں لکھا ہے (دونوں مقامات میں الکتاب سے مراد لوح محفوظ ہے) اور (یاد کرو) جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا (اس وقت جب انہیں آدم علیہ السلام کی صلب سے نکالا گیا تھا وہ چیونٹیوں کے مانند تھے، ذرۃ کا مفرد ذر ہے، چھوٹی سی چیونٹی) اور تم سے......۱۰......اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے (کہ وہ اللہ ﷻ کی عبادت کریں گے اور اس کی عبادت کی طرف لوگوں کو بلائیں گے ان پانچوں حضرات کا ذکر عطف خاص علی العام کے قبیل سے ہے) اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد کے لیا (جس عہد کو انہوں نے ذمے پر لیا تھا، یعنی اللہ ﷻ کی قسم اٹھائی پھر وہ عہد لیا) تاکہ (اللہ ﷻ) سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے (تبلیغ رسالت کے بارے میں کفار کی برائیاں بیان کرنے کے لئے) اور اس نے (یعنی اللہ ﷻ نے) کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (الیم بمعنی مولم ہے اس کا عطف اخذنا پر ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها النبی اتق الله و لا تطع الکفرین و المنفقین﴾.

یایها النبی: نداء، اتق الله: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تطع: فعل نہی بافاعل، الکفرین والمنفقین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ان الله کان علیما حکیماo واتبع ما یوحی الیک من ربک﴾.

ان الله: حرف مشبہ واسم، کان علیما حکیما: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، و: عاطفہ، اتبع: فعل امر بافاعل، ما: موصولہ، یوحی: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، من ربک: ظرف مستقر حال، ملکر نائب الفاعل، الیک: ظرف لغو، ملکر جملہ

فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اللہ کان بما تعملون خبیراo وتوکل علی اللہ وکفی باللہ وکیلاo﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص بااسم، بما تعملون خبیرا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، توکل علی اللہ: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کفی: فعل، ب: زائد، اللہ: ممیز، وکیلا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ وما جعل ازواجکم الی تظھرون منھن امھتکم﴾.

ما جعل اللہ: فعل نفی وفاعل، لرجل: ظرف لغو، من: زائد، قلبین: موصوف، فی جوفہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما جعل: فعل نفی بافاعل، ازواجکم: موصوف، التی: موصول، تظھرون منھن: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول اول، امھتکم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما جعل ادعیاء کم ابناء کم ذلکم قولکم بافواھکم﴾.

و: عاطفہ، ما جعل: فعل نفی بافاعل، ادعیاء کم: مفعول اول، ابناء کم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ذلکم: مبتدا، قولکم: ذوالحال، بافواھکم: ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیلo﴾.

و: مستانفہ، اللہ: مبتدا، یقول: فعل بافاعل، الحق: "القول" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، یھدی السبیل: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ادعوھم لابائھم ھو اقسط عند اللہ﴾.

ادعوھم: فعل امر بافاعل ومفعول، لابائھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ھو: مبتدا، اقسط: اسم تفضیل با "ھو" ضمیر ذوالحال، عند اللہ: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان لم تعلموا اباء ھم فاخوانکم فی الدین وموالیکم﴾.

ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، لم تعلموا: فعل نفی بافاعل، اباء ھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اخوانکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، موالیکم: معطوف، ملکر ذوالحال، فی الدین: ظرف مستقر حال، ملکر "ھم" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولیس علیکم جناح فیما اخطاتم بہ ولکن ما تعمدت قلوبکم وکان اللہ غفورا رحیماo﴾.

و: عاطفہ، لیس: فعل ناقص، علیکم: ظرف مستقر خبر مقدم، جناح: موصوف، فی: جار، ما اخطاتم بہ: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لکن: حرف استدراک، ما: موصولہ، تعمدت قلوبکم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر محذوف "تواخذون بہ" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، کان اللہ: فعل ناقص واسم، غفورا رحیما: خبران، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھتھم﴾.

النبی: مبتدا، اولی: اسم تفضیل بافاعل، بالمومنین: ظرف لغو، من انفسھم: ظرف لغو ثانی، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ازواجہ: مبتدا، امھتھم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتب اللہ من المومنین والمھجرین الا ان تفعلوا الی اولیئکم معروفا﴾.

و: عاطفہ، اولوا الارحام: مبتدا، بعضھم: مبتدا ثانی، اولی: اسم تفضیل بافاعل، ببعض: ظرف لغو اول، فی کتب اللہ: ظرف لغو

ثانی،من: جار،المومنین: معطوف علیہ،و: عاطفہ،المھجرین: معطوف،ملکر مستثنی منہ،الا: حرف استثناء،ان: مصدریہ،تفعلوا الی اولیئکم: فعل بافاعل وظرف لغو،معروفا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مستثنی،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ثالث،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کان ذلک فی الکتب مسطورا٥﴾.

کان: فعل ناقص،ذلک: اسم،فی الکتب مسطورا: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ اخذنا من النبین میثاقھم ومنک ومن نوح وابرھیم وموسی وعیسی ابن مریم﴾.

و: عاطفہ،اذ: مضاف،اخذنا: فعل بافاعل،من النبین: جار مجرور معطوف علیہ،و: عاطفہ،منک: جار مجرور معطوف اول،و: عاطفہ،من: جار،نوح: معطوف علیہ،وابرھیم وموسی وعیسی ابن مریم: معطوفات ملکر مجرور،ملکر معطوف ثانی،ملکر ظرف لغو،میثاقھم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر "اذکر" فعل محذوف کا ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واخذنا منھم میثاقا غلیظا٥ لیسئل الصدقین عن صدقھم واعد للکفرین عذابا الیما٥﴾.

و: عاطفہ،اخذنا: فعل بافاعل،منھم: ظرف لغو،میثاقا غلیظا: مفعول،لام: جار،یسئل الصدقین: فعل بافاعل ومفعول،عن صدقھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،اعد للکفرین: فعل بافاعل وظرف لغو،عذابا الیما: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... یایھا النبی اتق اللہ ......☆ ابوسفیان بن حرب اور عکرمہ بن ابی جہل اور ابوالاعور سلمی جنگ احد کے بعد مدینہ طیبہ میں آئے اور منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول کے یہاں مقیم ہوئے، سید عالم ﷺ سے گفتگو کے لئے امان حاصل کر کے انہوں نے یہ کہا کہ آپ لات عزی منات وغیرہ بتوں کو جنہیں مشرکین اپنا معبود سمجھتے ہیں کچھ نہ فرمایئے اور یہ فرمادیجئے کہ ان کی شفاعت ان کے پجاریوں کیلئے ہے اور ہم لوگ آپ کو اور آپ کے رب کو کچھ نہ کہیں گے، سید عالم ﷺ کو ان کی یہ گفتگو بہت ناگوار گزری اور مسلمانوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا سید عالم ﷺ نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ میں انہیں امان دے چکا ہوں، اس لئے قتل نہ کرو، مدینہ شریف سے نکال دو، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے نکال دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اس میں خطاب تو سید عالم ﷺ کے ساتھ ہے اور مقصود آپ ﷺ کی امت ہے کہ جب نبی کریم نے امان دی تو تم اس کے پابند رہو اور نقض عہد کا ارادہ نہ کرو اور کفار ومنافقین کی خلاف شرع بات نہ مانو۔

☆...... ما جعل اللہ لرجل من قلبین ......☆ ابومعمر حمید فہری کی یادداشت اچھی تھی جو سنتا تھا یاد کر لیتا تھا، قریش نے کہا کہ اس کے دو دل ہیں اور ہر ایک میں حضرت محمد (ﷺ) سے زیادہ دانش ہے، جب بدر میں مشرک بھاگے تو ابومعمر اس شان سے بھاگا کہ ایک جوتی ہاتھ میں اور ایک پاؤں میں، ابوسفیان سے ملاقات ہوئی تو ابوسفیان نے پوچھا کیا حال ہے؟ کہا: لوگ بھاگ گئے، تو ابوسفیان نے پوچھا کہ ایک جوتی ہاتھ میں اور ایک پاؤں میں کیوں ہے؟ اس نے کہا کہ اس کی مجھے خبر ہی نہیں میں تو یہ سمجھ رہا ہوں کہ دونوں ہی جوتیاں پاؤں میں ہیں، اس وقت قریش کو معلوم ہوا کہ اگر دو دل ہوتے تو جوتی کو ہاتھ میں لئے ہوئے بھول نہ جاتا، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ منافقین سید عالم ﷺ کے لئے دو دل بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کا ایک دل ہمارے ساتھ ہے اور ایک اپنے اصحاب کے ساتھ نیز زمانہ جاہلیت میں جب کوئی اپنی عورت سے ظہار کرتا تھا تو وہ لوگ اس ظہار کو طلاق کہتے اور اس عورت کو اس کی ماں قرار دیتے تھے اور جب کوئی شخص کسی کو بیٹا کہہ دیتا تھا تو اس کو حقیقی بیٹا قرار دے کر شریک میراث ٹھہراتے اور اس کی زوجہ کو بیٹا کہنے والے کے لئے صلبی

بیٹے کی بی بی کی طرح حرام جانتے، ان سب کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت تقوی کیوں دی گئی؟

۱...... کسی شخص کو کسی بات کا حکم اس وقت کیا جاتا ہے جب کہ وہ بات اس میں نہ پائی جائے مثلاً بیٹھے ہوئے شخص سے یہ نہیں کہا جاتا کہ بیٹھو، خاموش شخص سے یہ نہیں کہا جاتا کہ خاموش ہو جاؤ، اسی طرح نبی ہوتا ہی متقی ہے تو پھر اسے تقوی کی دعوت کیوں دی گئی۔ اس کی کئی وجوہات ہیں: (۱)...... سید عالم ﷺ کو تقوی کا حکم مداومت کرنے کی خاطر دیا گیا جیسا کہ بیٹھے ہوئے شخص سے کہا جائے یہاں میرے پاس بیٹھئے، خاموش شخص سے کہا جائے کہ تجھے تکلیف پہنچے پھر بھی خاموشی اختیار رکھنا۔ (۲)...... اس میں لطیف نکتہ ہے، بادشاہ حقیقی کی عبادت تین وجوہات کی بناء پر ہوتی ہیں، بعض اس کے عذاب کے خوف سے اس کی عبادت کرتے ہیں، بعض ثواب کے حصول کی وجہ سے عبادت کرتے ہیں اور بعض اس کی رضا کے دامن میں چھپنے کو اس کی عبادت کرتے ہیں۔ پہلی دونوں اقسام کا تو نبی متحمل نہیں ہو سکتا تیسری قسم کے بارے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مخلص بندہ جب تک دنیا میں رہتا ہے اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے۔ (۳)...... نبی ہر آن اللہ کی رحمت میں ہوتا ہے اور ہر لحہ اس کے علم و مرتبے میں اضافہ ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا آنے والا لحہ گزرے ہوئے سے بہتر ہوا کرتا ہے، اللہ ﷻ کا فرمان ﴿وللآخرة خير لك من الاولى اور بیشک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے (الضحیٰ:۴)﴾، نبی کے لئے ہر ساعت تقوی میں ترقی ہوتی ہے، یہاں ﴿اتق الله﴾ سے یہ مقصود نہیں ہے کیونکہ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: "من استوى يوماه فهو مغبون یعنی جو دو دن کو ایک جیسا مانے وہ نا سمجھ ہے"۔ ہونا یہ چاہیے کہ بندہ اللہ ﷻ کے فرمان کے مطابق اس سے علم میں زیادتی کی طلب کرے، جیسا کہ فرمان باری ﷻ ہے: ﴿وقل رب زدني علما اور عرض کرو میرے رب مجھے علم زیادہ دے (طہ:۱۱۴)﴾۔ اس کا اشارہ سید عالم ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتا ہے: "میں دن بھر میں اپنے رب سے ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں"۔ (الرازی، ج۹، ص۱۵۳ وغیرہ)

☆...... سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اسے جہنم سے نکال دو جس نے مجھے ایک دن بھی یاد کیا ہو یا کسی مقام پر بھی مجھ سے ڈرا ہو"۔

(سنن الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب: ما جاء ان للنار نفسين برقم: ۲۶۰۴، ص۷۴۶)

کن کن احکامات میں امت نبی کی تابع ہے؟

۲...... تمام احکامات جن کا مکلف بنایا گیا ہے، جن میں نبی و غیر نبی کی تخصیص نہیں بلکہ پانچ نمازیں جس طرح نبی پر فرض ہیں ایسے ہی غیر نبی پر بھی فرض ہیں، جس طرح رمضان کے روزے نبی پر فرض ہیں بالکل اسی طرح غیر نبی پر بھی فرض ہیں وعلی ھذا القیاس۔ تاہم امتی جملہ عبادات کو بارگاہ لم یزل تک مقبول و مستجاب کرانے کے لئے نبی کریم ﷺ کے طریقے کا محتاج ہے۔ جس طریقے پر جس عبادت کو نبی کریم ﷺ نے کیا وہی طریقہ محبوب و مطلوب ہے لہذا امتی اپنی من مانی بات داخل نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی مسنون وضو کرے اور کمبل لے کر بستر پر لیٹ جائے اور پوچھنے پر کہے کہ میں نے نماز ادا کر لی ہے، اس سے کہا جائے ہم نے تو آپ کو قیام، رکوع، سجود وغیرہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ کہے میں نے عاشقانہ طرز سے ادا کی ہے۔ یقیناً یہ طریقہ جو مسنون وضو کے بعد کمبل لے کر لیٹ جانے تک محدود ہے فاسقانہ ہو سکتا ہے عاشقانہ نہیں۔ تاہم بعض امور وہ بھی ہیں جو نبی کی ذات سے ہوتے ہیں اور جن کا تعلق خاص نبی سے ہوا کرتا ہے۔ لیکن وہ امور ہماری اس بحث میں داخل نہیں مثلاً وحی، نیند سے وضو نہ ٹوٹنا وغیرہ۔ اگر کوئی دلیل بنا لے کہ سرکار کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا لہذا میں بھی چھ گھنٹے نیند کرنے کے بعد بغیر وضو کئے نماز پڑھ لوں اور دلیل اس جزیئے کو بنا لے کہ امتی نبی کے تابع

ہوتے ہیں لہذا ہم بھی ایسا ہی کریں گے تو ایسا شخص بھی گمراہ ہوگا کہ نبی کے بعض معاملات ایسے ہیں جو امتی نہیں کرسکتا۔

مسئلۂ ظہار:

۳۔......ظہار یہ ہے کہ اپنی زوجہ یا اس کے کسی جزء شائع یا ایسے جزء کو جو کل سے تعبیر کیا جاتا ہو، ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو یا اسکے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف نظر کرنا حرام ہو مثلا کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الظھار، ج۵، ص۱۲۳)

مسائل شرعیہ:

مسئلہ نمبر۱: ظہار کے لئے اسلام وعقل وبلوغ شرط ہے، کافر نے اگر کہا تو ظہار نہ ہوا یعنی اگر کہنے کے بعد مشرف باسلام ہوا تو اس پر کفارہ لازم نہیں، یوہیں نابالغ ومجنون یا بوہرے یا مدہوش یا سرسام وبرسام کے بیمار نے یا بیہوش یا سونے والے نے ظہار کیا تو ظہار نہ ہوگا اور ہنسی مذاق میں یا نشہ میں یا مجبور کیا گیا اس حالت میں یا زبان سے غلطی میں ظہار کا لفظ نکل گیا تو ظہار ہے۔

مسئلہ نمبر۲: زوجہ کی جانب سے کوئی شرط نہیں، آزاد ہو یا باندی، مدبرہ ہو یا مکاتبہ یا ام الولد، مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، مسلمہ ہو یا کتابیہ، نابالغہ ہو یا بالغہ، بلکہ اگر عورت غیر کتابیہ ہے اور اس کا شوہر اسلام لایا مگر ابھی عورت پر اسلام پیش نہیں کیا گیا تھا کہ شوہر نے ظہار کیا تو ظہار ہوگیا عورت مسلمان ہوئی تو شوہر پر کفارہ دینا ہوگا۔

مسئلہ نمبر۳: محارم سے مراد عام ہیں نسبی ہوں یا رضاعی یا سُسرالی رشتہ سے لہذا ماں بہن پھوپھی لڑکی اور رضاعی ماں اور بہن وغیرہما اور زوجہ کی ماں اور لڑکی جب کہ زوجہ مدخولہ ہو یا نہ ہو تو اُس لڑکی سے تشبیہ دینے میں ظہار نہیں کہ وہ محارم میں نہیں۔ یوہیں جس عورت سے اس کے باپ یا بیٹے نے معاذ اللہ زنا کیا ہے اس سے تشبیہ دی یا جس عورت سے اس نے زنا کیا ہے اس کی ماں یا لڑکی سے تشبیہ دی تو ظہار ہے۔ (الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظھار، ج۱، ص۵۳۴ وغیرہ)

مسئلہ نمبر۴: عورت مرد سے ظہار کے الفاظ کہے تو ظہار نہیں بلکہ لغو ہیں۔ (المرجع السابق)

مسئلہ نمبر۵: محارم کی پیٹھ یا پیٹ یا ران سے تشبیہ دی یا کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا تو یہ الفاظ صریح ہیں ان میں نیت کی کچھ حاجت نہیں، کچھ بھی نیت نہ ہو یا طلاق کی نیت ہو یا اکرام کی نیت ہو، ہر حالت میں ظہار ہی ہے اور اگر کہتا ہے کہ مقصود جھوٹی خبر دینا تھا یا زمانہ گزشتہ کی خبر دینا ہے تو قضاءً تصدیق نہ کرینگے اور عورت بھی تصدیق نہیں کرسکتی۔ (المرجع السابق)

مسئلہ نمبر۶: جس عورت سے تشبیہ دی اگر اس کی حرمت عارضی ہے ہمیشہ کے لئے نہیں تو ظہار نہیں مثلاً زوجہ کی بہن یا جس کو تین طلاقیں دی ہیں یا مجوسی یا بت پرست عورت کہ یہ مسلمان یا کتابیہ ہوسکتی ہیں اور ان کی حرمت دائمی نہ ہونا ظاہر۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الظھار، ج۵، ص۱۲۶)

مسئلہ نمبر۷: عورت کے سر یا چہرہ یا گردن یا شرمگاہ کو محارم سے تشبیہ دی تو ظہار ہے اور اگر عورت کی پیٹھ یا پیٹ یا ہاتھ یا پاؤں یا ران کو تشبیہ دی تو نہیں، یوہیں اگر محارم کے ایسے عضو سے تشبیہ دی جس کیطرف نظر کرنا حرام نہ ہو مثلاً سر یا چہرہ یا ہاتھ یا پاؤں یا بال تو ظہار نہیں اور گھٹنے سے تشبیہ دی تو ہے۔ (الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الظھار، الجزء الثانی، بہار شریعت مخرجہ، ظہار کا بیان، حصہ ۸، ج۲، ص۲۰۷)

لے پالک کے احکامات:

۴۔......گود لئے جانے والے بچے کو لے پالک کہتے ہیں، اور کسی کے بچے کو گود لینا جائز ہے، مگر جب وہ نامحرم ہو تو جب سے عورتوں کے معاملات سمجھنے لگے، اُس سے پردہ کیا جائے، اسی طرح بچی اگر پالنے کے لئے گود لی تو بھی جب مَردوں کے معاملات سمجھنے

لگے تو اُسے بھی اس گھر کے نامحرم مَردوں سے پردہ کروایا جائے۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں: ''مشتہاۃ (قریب البلوغ لڑکی) کی کم از کم عمر نو سال اور مُراہق (قریب البلوغ لڑکے) کی بارہ سال ہے۔(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحجر، فصل: بلوغ الغلام بالاحتمال، ج۹، ص۲۲۵)

گود لینے کی صورت یہ ہے کہ جو بچہ یا بچی گود لی ہے اُس سے دودھ کا رشتہ قائم کرلے مثلاً تیس ماہ کی عمر کے اندر اندر عورت اپنا، یا اپنی سگی بہن یا سگی بیٹی، یا سگی بھانجی کا کم از کم ایک بار دودھ اس طرح پلائے کہ اس بچے یا بچی کے حلق سے نیچے اُتر جائے، اس طرح اب جن جن سے دودھ کا رشتہ قائم ہوا اُن سے پردہ واجب نہ ہوا۔ اسی طرح انہیں ان کے اصل باپ کے نام سے پکارنے کا حکم ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿ادعوھم لاٰبائھم (الاحزاب:۵)﴾۔

زید بن حارثہ کی نمایاں شان کی ایک جھلک:

۵......سید عالم ﷺ کے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنی کلب سے تھا، جسے سید عالم ﷺ کے پاس تحفہ میں پیش کیا گیا، زمانے جاہلیت میں قیدی بنائے گئے اور پھر کچھ واسطوں سے سید عالم ﷺ کی غلامی میں آئے، اور سرکار کی غلامی میں زندگی گزارنے لگے۔ سرکار دوعالم ﷺ نے انہیں اپنا مونھ بولا بیٹا بنالیا۔ محمد بن اسحٰق نے اپنی سِیَر میں لکھا ہے کہ زید کے حقیقی والد اور چچا ڈھونڈتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچے اور جب سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر مدعا بیان کیا کہ ہمارا بیٹا بطور غلام آپ کے پاس ہے، آپ مال لے کر اسے ہمارے حوالے کردیں۔ سید عالم ﷺ نے زید کو بلوایا اور کہا کہ تمہارے باپ اور چچا تمہیں لینے آئے ہیں اگر تم جانا چاہتے ہو تو جاسکتے ہو لیکن حضرت زید نے جو کلمات تلفظ کئے وہ یہ ہیں: ''یارسول اللہ ﷺ! واللہ لا اختار علیک احد یعنی اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ پر کسی کو ترجیح نہ دوں گا''۔ غزوہ موتہ میں ان کی شہادت ہوئی۔

(فتح الباری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب: مناقب زید بن حارثۃ، ج۷، رقم: تحت ۳۷۳۱، ص ۱۰۹)

☆......حضرت براء سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''انت اخونا و مولانا تم میرے بھائی اور غلام ہو''۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب: مناقب زید بن حارثۃ، ص ۶۲۸)

بی بی زینب سے نکاح کا بیان:

۶......پھر محترمہ بی بی زینب سے نکاح فرمایا، سن ۳ھ یا ۵ھ میں نکاح ہوا، ان کے سبب سے آیت حجاب ﴿فلما قضی زید منھا وطرا زوجنٰکھا (الاحزاب: ۳۷)﴾ نازل ہوئی، اس سے پہلے سید عالم ﷺ کے لے پالک بیٹے زید کے نکاح میں تھیں۔ سید عالم ﷺ کا ان سے نکاح فرمانے میں ایک راز یہ بھی تھا کہ لے پالک بیٹے کے احکام اور حقیقی بیٹے کے احکام میں فرق ہوجائے۔ ایک ضعیف روایت میں یہ بھی ہے کہ جب بی بی زینب کو یہ معلوم ہوا کہ سید عالم ﷺ اُن سے نکاح کے مشتاق ہیں تو انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ جس وقت ان کا نکاح سید عالم ﷺ سے ہوا اُس وقت ان کی عمر پینتیس سال تھی، پچاس سال کی عمر میں ۲۰ھ میں ان کا انتقال ہوا اور عمر بن عثمان کے قول کے مطابق ۵۳ سال زندگی گزاری۔ (الاصابۃ، کتاب النساء، حرف الزای المنقوطۃ، رقم: ۱۱۲۲۷، ج۸، ص ۱۵۵)

غم خواریٔ امت:

۷......حضرت ابن عباس و عطاء نے کہا ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ انہیں ایک چیز کی طرف بلائیں اور ان کے اپنے نفس انہیں دوسری چیز کی طرف بلائیں تو ان کے لئے اپنے نفسوں کی اطاعت بجائے نبی کریم ﷺ کی فرمانبرداری کرنا اولیٰ اور ضروری ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ اللہ عزوجل کے مطلع فرمانے کے سبب ان کے منافع و مفاسد کا علم رکھتے ہیں لہذا آپ ﷺ انہیں

بالیقین وہی حکم دیتے ہیں اوران کے لئے وہ کام پسند فرماتے ہیں جس میں ان کے لئے فوائد اور کامیابی ہو۔ جیسے اللہ کا فرمان مقدس ہے ﴿حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان(التوبۃ:۱۲۸)﴾ جب کہ اس کے برعکس ان کا نفس بُرائی کا حکم ہی دیتا ہے۔ سوائے ان کے جن پر اللہ ﷻ رحم فرمائے اور وہ انتہائی زیادتی کرنے والا اور نادان ہے۔ اس لئے ان پر ضروری ہے کہ ان کے نزدیک اپنے نفسوں کی نسبت اللہ کا رسول زیادہ محبوب ہو، ان پر اس کا حکم نفس کے حکم کے مقابلے میں زیادہ نافذ ہو اور رسول اللہ ﷺ کی شفقت نفس کی اپنی ذات پر شفقت کی نسبت زیادہ اور وافر ہو۔

(المظھری، ج۵، ص ۴۸۳)

☆......مجاہد، حسن، قتادہ نے مختلف سند سے اس آیت ﴿النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم (الاحزاب:٦)﴾ کے تحت بیان کیا: ''ھو اب لھم یعنی یہ نبی مومنین کے باپ (روحانی اعتبار سے) ہیں''۔ (الطبری، الجزء:۲۱، ص۱۳۹ وغیرہ)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کوئی بھی مومن نہیں مگر میں دنیا و آخرت میں اس کے زیادہ قریب ہوں، اگر تم تصدیق چاہو تو یہ آیت پڑھو ﴿النبی اولی بالمومنین من انفسھم (الاحزاب:٦)﴾۔ پس جو مومن بھی اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے کچھ مال چھوڑا تو اس کے جو عصبات ہونگے وہی اس کے وارث ہونگے اور جس کسی نے قرض یا کوئی مال بھی نہ چھوڑا (یعنی اپنے بیوی بچوں کو مفلس ونادار چھوڑا) تو اسے چاہیے کہ وہ میری طرف آئے، میں اس کا آقا و مولی ہوں''۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الاحزاب، باب:۱، رقم:٤٧٨١، ص٨٤٠)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص میں تین اوصاف ہونگے وہی ایمان کی مٹھاس پائے گا: ''اللہ ﷻ اور اس کا رسول اس کے نزدیک ماسوا سے زیادہ محبوب ہونگے، وہ شخص جس سے بھی محبت کرے گا اللہ ﷻ کے لئے کرے گا، اور اس کے نزدیک کفر میں لوٹنا اس طرح ناپسند ہو جس طرح آگ میں جانا ناپسند کرتا ہے''۔(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: حلاوۃ الایمان، رقم:١٦، ص٦)

☆......حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے جن پر کبیرہ گناہ کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا، ان میں سے ایک چغل خور اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا، پھر سید عالم ﷺ نے کھجور کی ایک شاخ کے دو حصے کر کے آدھی آدھی دونوں قبروں پر نصب کر دیں اور فرمایا: ''جب تک یہ تر رہیں گی ان کے عذاب میں کمی ہوگی''۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب :عذاب القبر من الغیبۃ، رقم: ١٣٧٨، ص ٢٢١ ملخصا)

نبی کی ازواج امت کی مائیں ھیں :

۸......اللہ ﷻ نے نبی پاک ﷺ کی ازواج کو شرف و کمال عطا فرمایا کہ انہیں مومنین کی مائیں فرمایا، یہ آیت ان کی تعظیم، پاکیزگی، اجلال، اور دیگر لوگوں سے نکاح کی حرمت پر دلیل ہے۔ اور صحابیات کو امہات سے الگ مقام میں رکھا گیا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ امہات المومنین کی شفقت ماؤں کی مانند ہے۔ جس طرح متبنی (لے پالک) وارثت کا مالک نہیں ہوتا، ان کا مسئلہ بھی یونہی ہے۔ اور ان کی صاحبزادیوں کا نکاح کر دینا جائز ہے لیکن انہیں لوگوں کی بہن نہ بنائیں گے۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ امہات المومنین فقط مومن مَردوں کی مائیں ہوتی ہیں یا عورتوں کی بھی ہوتی ہے؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں: شعبی نے بی بی عائشہ سے روایت کیا ہے کہ ایک خاتون نے بی بی عائشہ کو ام المومنین کہا تھا تو بی بی عائشہ نے جواباً فرمایا: میں فقط مَردوں کی ماں ہوں''، ابن العربی نے اس قول کو صحیح کہا ہے۔ میں (علامہ قرطبی) کہتا ہوں عورتوں کے مقابلے میں فقط مَردوں کے ساتھ حصر ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، ظاہر قول یہ ہے کہ امہات المومنین سب مومن مَردوں اور عورتوں کی ہیں اور انہیں تعظیماً مَردوں اور عورتوں کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے۔ اس

کی دلیل ﴿النبی اولی بالمومنین من انفسھم (الاحزاب:۶)﴾ میں بھی ملتی ہے اور یہ آیت ضرورت کی بنا پر مَردوں عورتوں دونوں کو شامل ہے۔ اور اس کی دلیل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے، پس ﴿وازواجہ امھتھم﴾ کو تمام ہی کی جانب عائد کردیا گیا۔ پھر یہ کہ مصحف اُبی بن کعب میں ہے: ''نبی کی ازواج مومنین کی مائیں اور نبی (روحانی) باپ ہوتے ہیں''۔(القرطبی، الجزء:۲۱،ص۱۱۲)۔

ایمان وھجرت اور وراثت کا حکم:

۹......اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے، اس آیت میں ولایت سے مراد وراثت ہے یا ایک دوسرے کی نصرت ومعاونت ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اس آیت میں ولایت سے مراد وراثت ہے، پہلے پہل اللہ عزوجل نے مہاجرین وانصار کو ایک دوسرے کا وارث بنایا تھا اور جب اللہ عزوجل نے فرمایا: ''اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی وہ اس وقت تک تمہاری ولایت میں نہیں ہونگے جب تک وہ ہجرت نہ کرلیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جب تک وہ ہجرت نہ کرلیں ان کو وراثت نہیں ملے گی، اور جب اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتب اللہ اور رشتے والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں (الانفال:۷۵)﴾۔ پس اس آیت نے پہلی آیت کو منسوخ کردیا اور اب قرابت داری وارثت کا سبب ہے اور ہجرت وارثت کا سبب نہیں ہے۔ (الطبری، الجزء:۲۱،ص۱۴۰)

☆......حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر کہا یا رسول اللہ! کل آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کس جگہ قیام فرمائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر یا کوئی زمین چھوڑی ہے؟ اور عقیل وطالب ''ابوطالب'' کے وارث ہوئے تھے اور جعفر وعلی رضی اللہ عنہما ان کی کسی چیز کے وارث نہیں ہوئے تھے، کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل وطالب دونوں کافر تھے، اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ کہتے تھے کہ مومن کافر کا وارث نہیں ہوتا، ابن شہاب زہری نے کہا وہ قرآن مجید کی آیت میں تاویل کرتے تھے: ﴿ان الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ والذین آووا ونصروا اولئک بعضھم اولیاء بعض والذین امنوا ولم یھاجروا مالکم من ولایتھم من شیء حتی یھاجروا بیشک وہ جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی تمہیں ان کا ترکہ کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ کریں (الانفال:۷۲)﴾۔ (صحیح البخاری، کتاب الحج، باب: توریث دور مکة وبیعھا وشرائھا، رقم:۱۵۸۸،ص۲۵۸)

علامہ عینی حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ مسلمان ہجرت کی وجہ سے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا جو بھائی بنادیا تھا، اس وجہ سے بھی وہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے، اور وہ اسلام وہجرت کی وجہ سے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے اور جو اسلام لاتا اور ہجرت نہیں کرتا تھا وہ اس کا وارث نہیں ہوتا تھا، اور جب ﴿والذین امنوا من بعد وھاجروا وجھدوا معکم...... الخ۔ اور وہ جو بعد کو ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا (الانفال:۷۵)﴾ نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ کردیا گیا۔ (عمدة القاری، کتاب الحج، باب: توریث دور مکة وبیعھا وشرائھا، رقم:۱۵۸۸، ج۷،ص۱۴۸)

عھد لینے میں دیگر انبیائے کرام پر سبقت:

۱۰......یہاں اللہ عزوجل نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت کا بیان فرمایا: ''اے محبوب! یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا''۔ تمام نبیوں پر سید عالم

ﷺ کو مقدم ذکر کرنے میں آپ ﷺ کی شان افضلیت واولیت کا بیان ہے۔اس آیت کی تائید حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے چنانچہ فخر کائنات شاہ موجودات ﷺ نے فرمایا: "کنت نبیا وادم بین الماء والطین یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم پانی ومٹی کے درمیان تھے"۔

اغراض:

مدنیة: یعنی بالاجماع یہ سورت مدنی ہے۔**رداعلی من قال:** مراد ابو معمر فہری ہے، مزید شان نزول میں دیکھیں۔
ای دم علی تقواہ: اس آیت میں تحصیل حاصل ہے، اور نزول آیت کا سبب یہ ہے..........شان نزول میں دیکھیں۔
بقول الواحد مثلا لزوجته: یعنی اپنی زوجہ کے کل یا بعض اعضائے جسمانیہ کو ظہار کی صورت میں تشبیہ دینا مراد ہے۔
بشرطہ: مراد عود کرنے کا ارادہ کرنا ہے، اور اگر ایسا ارادہ نہ ہو تو پھر کفارہ نہیں ہوتا جب تک کہ قربت نہ کرلے، مگر یہ خوشی ظاہر کرے ، اگرچہ بعد میں طلاق ہی دے دے۔
جمع دعی: دعی بمعنی مدعو ہے اور اس کی اصل دعیو تھی، واو کا یاء میں اجتماع ہوا اور واو کو یاء سے بدل دیا اور یاء کا آپس میں ادغام کردیا۔**ای الیھود:** یعنی بافواھکم کی تفسیر یہود سے کی گئی ہے۔
بنو عمکم: موالی کی تفسیر ہے، اور اس کا اطلاق جملہ ابن العم پر ہوتا ہے، معنی یہ ہے کہ جب تم کسی کے نسب کو نہ پہچان سکو، اور اس سے خطاب کرنے کا ارادہ کرو، تو کہو "یا ابن عمی"۔
فیما دعاھم الیہ: دینی، دنیاوی یا اُخروی امور مراد ہیں، پھر جب نبی کسی دینی یا دنیاوی امر کی طلب کرے، اور نفس اس کا مخالف ہو تو نبی کی بات کو ماننے اور اس مقام پر نبی کی ذات پر کسی قسم کا شبہ نہ کرے کہ یہی کمال درجے کا اخلاق ہے، کہ یہود مال کے عوض بہت کچھ کرلیا کرتے تھے اور نبی کو اللہ نے مومنین کی جانوں سے قریب کردیا ہے کیونکہ نبی ﷺ اپنی خواہش کے مطابق کوئی کلام نہیں کرتے بلکہ جو کرتے ہیں وحی الٰہی سے کرتے ہیں، نبی کے تمام افعال واقوال ان کے رب کی جانب سے ہوا کرتے ہیں۔
فی حرمة نکاحھن علیھم: یعنی تعظیم، احترام اور بھلائی، کیونکہ نبی کی پاک بیبیوں کی جانب نظر کرنا جائز نہیں اور اس معاملے میں وہ اجنبی ہیں۔**فی الارث:** اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: "الاقارب اولی بارث بعضھم" یعنی جو اجنبی مومنین ومہاجرین وارث ہیں۔
ای من الارث بالایمان والھجرۃ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿من المومنین﴾ متعلق ہے اَوْلی کے، یعنی اقارب ایک دوسرے کے وارث ہیں، اور ابتدائے اسلام میں وراثت میں قریب ہونا ایمان اور ہجرت کے اعتبار سے تھا، پس سید عالم ﷺ کے دور میں جب دو افراد میں سے ایک کا انتقال ہوا تو دوسرا اس کی وراثت کا مالک ہوا نہ کہ مرنے والے کے عصبات مالک ہوئے، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض﴾۔
بوصیة: یعنی جب ایمان وہجرت کو منسوخ کرکے اجنبی کے لئے وصیت کو جائز کردیا گیا۔
وھی اصغر النمل: یعنی جب صلب آدم میں عہد وپیمان لئے گئے اس وقت مچھر کے پر سے بھی کم حیثیت چالیس چیونٹیوں کے حجم کی ہوا کرتی تھی۔**ویدعوا الی عبادتہ:** یعنی مخلوق تک شریعت کا پہنچا دینا اور حضرات انبیائے کرام سے لئے جانے والا عہد ایسا نہیں جیسا کہ مخلوق سے لیا گیا عہد ہے۔**بما حملوہ:** مراد اللہ کی عبادت اور اس کی بارگاہ میں دعا کرنا ہے۔
من عطف الخاص علی العام: مکرم ومعزز رسل مراد ہیں اور سید عالم ﷺ کو مقدم ذکر کرنا ان کے شرف وکمال کی وجہ سے ہے۔

وھو الیمین: مراداللہ کی بارگاہ میں قسم اٹھانا اور مخلوق کو اس کی جانب بلانا ہے، پس میثاق ثانی اول کے مقابلے میں الگ ہی تھا، اس لئے کہ اول میثاق توحید کو ماننے کا اقرار لینا تھا اور اس پر بغیر کسی قسم کے دعوی قائم کرنا تھا اور دوسرا میثاق قسم کے ساتھ تھا، پس جب کوئی چیز غیر کے ساتھ ہو تو وہ اس چیز کے سوا ہوا کرتی ہے۔

تبکیتا للکافرین: یعنی کافروں پر زجر کرنا مقصود ہے، یعنی رسل سے سوال کرنے کی حکمت ان کی صداقت پر مبنی ہے، مراد یہ ہے کہ رسل اپنی رسالت کی تبلیغ کریں باوجود اس کے کہ اللہ جانتا تھا کہ رسل قیامت کے دن کفار کے قبیح احوال کی خبر دینگے اور تبلیغ میں سچے ثابت ہونگے۔ (الصاوی، ج٥، ص ٢٤ وغیرہ)

رکوع نمبر:۱۸

﴿ یایھا الذین امنوا اذکروا نعمة اللہ علیکم اذ جاء تکم جنود ﴾مِنَ الکُفارِ مُتَحَزِّبُونَ اَیامَ حَفرِ الخَندَقِ ﴿فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا ﴾ملائِکَةً﴿وکان اللہ بما تعملون ﴾بِالتَّاءِ مِنَ حَفرِ الخَندَقِ وَ بِالیاءِ مِن تَخرِیبِ المُشرِکِینَ﴿ بصیرا (۹)اذ جاء وکم من فوقکم ومن اسفل منکم ﴾مِن اَعلَی الوَادِی وَاَسفَلِہٖ مِنَ المَشرِقِ والمَغرِبِ﴿ واذ زاغت الابصار ﴾مَالَت عَن کُلِّ شَیءٍ اِلَی عَدُوِّھا مِن کُلِّ جَانِبٍ ﴿ وبلغت القلوب الحناجر ﴾جَمعُ حَنجَرَةٍ وھیَ مُنتَھَی الحُلقُومِ مِن شِدَّةِ الخَوفِ ﴿ وتظنون باللہ الظنونا (۱۰)﴾المُختَلِفَةَ بِالنَّصرِ والیَاسِ ﴿ھنالک ابتلی المومنون ﴾اُختُبِروا الیَتَبَیَّنَ المُخلَصُ مِن غَیرِہٖ﴿ وزلزلوا ﴾حُرِّکوا ﴿ زلزالا شدیدا (۱۱)﴾مِن شِدَّةِ الفَزَعِ﴿و ﴾اذکُر﴿ اذ یقول المنفقون والذین فی قلوبھم مرض ﴾ضُعفُ اِعتِقَادٍ﴿ ما وعدنا اللہ ورسولہ ﴾بِالنَّصرِ ﴿الا غرورا (۱۲)﴾بَاطِلا﴿ واذ قالت طائفة منھم ﴾اَیِ المُنَافِقِینَ﴿ یاھل یثرب ﴾ھِیَ اَرضُ المَدِینَةِ ولَم تَنصَرِف لِلعَلَمِیةِ وَوَزنِ الفِعلِ﴿لا مقام لکم ﴾بِضَمِّ المِیمِ وَفَتحِھَا اَی لا اِقَامَةَ ولا مَکَانَةَ﴿ فارجعوا ﴾اِلَی مَنَازِلِکُم مِنَ المَدِینَةِ وَکانُوا خَرَجُوا مَعَ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَی سَلعٍ جَبَلٌ خَارِجَ المَدِینَةِ لِلقِتَالِ﴿ ویستاذن فریق منھم النبی ﴾فی الرُّجُوعِ﴿ یقولون ان بیوتنا عورة ﴾غَیرَ حَصِینَةٍ نَخشٰی عَلَیھَا قال تعالی ﴿ وما ھی بعورة ج ان ﴾ما﴿ یریدون الا فرارا (۱۳)﴾مِنَ القِتَالِ﴿ ولو دخلت ﴾اَیِ المَدِینَةِ﴿ علیھم من اقصارھا ﴾نَوَاحِیھا﴿ ثم سئلوا ﴾اَی سَالَھُم الدَّاخِلُونَ ﴿ الفتنة ﴾الشِّرکَ﴿لاتوھا﴾بِالمُدِّ والقَصرِ اَیْ اَعطَوھا وَفَعَلُوھَا﴿ وما تلبثوا بھا الا یسیرا (۱۴)ولقد کانوا عاهدوا اللہ من قبل لا یولون الادبار ط وکان عھد اللہ مسئولا (۱۵)﴾عَنِ الوَفَاءِ بِہٖ﴿قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت او القتل واذا ﴾اِن فَرَرتُم ﴿ لا تمتعون ﴾فی الدُّنیا بَعدَ فِرَارِکُم﴿ الا قلیلا (۱۶)﴾بَقِیَّةَ آجَالِکُم﴿ قل من ذا الذی یعصمکم ﴾یُجِیرُکُم ﴿ من اللہ ان اراد بکم سوء ا﴾اِھلاکًا اَو ھَزِیمَةً﴿او ﴾یُصِیبُکُم بِسُوءٍ اِن﴿ اراد ﴾اللہُ﴿ بکم رحمة ﴾خَیرًا﴿ ولا یجدون لھم من دون اللہ ﴾اَی غَیرِہٖ﴿ولیا ﴾یَنفَعُھم﴿ ولا نصیرا (۱۷)﴾یَدفَعُ الضُّرَّ عَنھُم﴿ قد یعلم اللہ المعوقین ﴾المُثَبِّطِینَ ﴿ منکم والقائلین لاخوانھم ھلم ﴾تَعَالَوا﴿ الینا ج ولا یاتون الباس

﴿القِتالَ﴾﴿الا قليلا (۱۸)﴾رِياءً وسُمْعَةً﴿اشحة عليكم﴾بِالمُعَاوَنةِ جَمعُ شَحِيحٍ وَهُو حالٌ مِن ضَمِيرِ يَأتُونَ﴿ فاذا جاء الخوف رايتهم ينظرون اليك تدور اعينهم كالذى﴾كَنَظَرِ اَو كَدُورانِ الَّذِى﴿ يغشى عليه من الموت ج﴾اَى سَكَراتِهِ﴿ فاذا ذهب الخوف﴾وَحُيِّزَتِ الغَنائِمُ﴿ سلقوكم﴾اَذَوكُم وَضَربُوكم﴿ بالسنة حداد اشحة على الخير ط﴾اَى الغَنِيمةِ يَطلُبُونَها﴿اولئك لم يومنوا﴾حَقِيقَةً﴿ فاحبط الله اعمالهم ط وكان ذلك﴾الإحبَاطُ﴿ على الله يسيرا (۱۹)﴾بِارَادَتِهِ﴿ يحسبون الاحزاب﴾مِنَ الكُفَّارِ﴿ لم يذهبوا ج﴾اِلى مَكةَ لِخَوفِهِم مِنهُم﴿ وان يات الاحزاب﴾كَرَّةً اُخرىٰ﴿يودوا﴾يَتَمَنَّوا﴿ لَو انهم بادون فى الاعراب﴾اَى كَائِنُونَ فِى البَادِيَةِ﴿ يسالون عن انبائكم﴾اَخبَارِكم مع الكُفَّارِ﴿ ولو كانوا فِيكم﴾هٰذِهِ الكَرَّةِ﴿ ما قتلوا الا قليلا (۲۰)﴾رِياءً وَخَوفًا مِنَ التَّعيِيرِ۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان ولو!اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کروجب تم پرکچھ (کفار کا) لشکر آئے (خندق کھودنے کے دنوں میں بارادۂ جنگ.....۱.....) تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر آئے (یعنی فرشتوں کے.....۲.....) اوراللہ تمہارے کام دیکھتا ہے (تعملون علامت مضارع تاء کے ساتھ ہوتو معنی ہوگا وہ تمہارے خندق کھودنے کے عمل کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ علامت مضارع یاء کے ساتھ ہوتو معنی ہوگا وہ مشرکین کی دہشت گردی کے عمل کو دیکھ رہا ہے) جب کافر تم پر آئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے (یعنی وادی کے اوپر اور نچلے حصہ یعنی مشرق ومغرب کی سمت سے) جبکہ ٹھٹھک کر رہ گئیں نگاہیں (یعنی آنکھیں فقط ہر جانب سے آنے والے دشمنوں پر تنگ کر رہ گئیں) اوردل گلوں کے پاس آگئے (شدت خوف سے، حناجر" حنجرۃ" کی جمع ہے بمعنی منتہائے حلقوم) اورتم اللہ پر (طرح طرح کے) گمان کرنے لگے (امیداور یاس کے) وہ جگہ تھی کہ مسلمان کو جانچ ہوئی (تاکہ مخلص ظاہر ہو جائے) اور خوب سختی سے (یعنی فروغ سے) جھنجوڑے گئے اور (یادکرو) جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا (جو صغیف الاعتقاد تھے) ہمیں اللہ اوررسول نے (مدد کا) وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا (یعنی وہ وعدہ باطل تھا) اور جب ان میں سے (یعنی منافقین میں سے) ایک گروہ نے کہا: اے مدینہ والوں (یثرب.....۳.....سے مراد سرزمین مدینہ ہے.....۴.....یہ علیت اوروزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہے) یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں (لا مقام لکم بمعنی لااقامۃ ،ولا مکانہ ہے، یہ میم مضمومہ ومفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) تم (اپنے گھروں کو) واپس (مدینے) چلو (یہ لوگ نبی پاک ﷺ کے ساتھ مدینے کے باہر سلع نامی پہاڑتک جنگ کرنے کے لیے آچکے تھے) اوران میں سے ایک گروہ (واپس جانے کے لیے) نبی سے اذن مانگتا تھا یہ کہہ کر کہ ہمارے گھر بے حفاظت ہیں (غیر محفوظ ہیں ان پر دشمنوں کا خوف ہے.....۵.....اللہ ﷻ فرماتا ہے) اوروہ بے حفاظت نہ تھے وہ تو نہ چاہتے تھے (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر (جنگ سے) بھاگنا اوراگر ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف سے آتیں پھران سے سوال کیا جاتا (داخل ہونے والی فوجیں ان سے سوال کرتیں) فتنہ (یعنی شرک) کا تو ضروران کا مانگا دے بیٹھتے (ان کا سوال انہیں دے دیتے اوران کے کہے پر عمل کر لیتے، لاتوھا، یہ مداور قصر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی اعطوھا وفعلوھا ہے) اوراس میں دیر نہ کرتے مگر تھوڑی اور بیشک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اوراللہ کے وعدہ کا (اس کو پورا نہ کرنے کے

بارے میں) پوچھا جائے گا فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا اگر موت یا قتل سے بھاگو اور جب (یعنی اگر تم بھاگو تب بھی دنیا میں) بر تنے نہ دیئے جو تمہیں اللہ سے بچالے (یعصمه بمعنی یجیر ہے) اگر وہ تمہارا برا (یعنی تمہیں ہلاک کرنا یا شکست دینا) چاہے یا (وہ کون ہے جو تمہیں برائی پہنچا سکے اگر) وہ (یعنی اللہ ﷻ) تم پر رحم فرمانا چاہے (یعنی خیر کرنا چاہے) اور وہ اللہ کے سوا کوئی ولی نہ پائیں گے (جو انہیں نفع دے، دون بمعنی غیــر ہے) اور نہ مددگار (جو ضرر ان سے دور کر سکے) بیشک اللہ جانتا ہے تمہارے ان کو جو اوروں کو جہاد سے روکتے ہیں (المعوقین بمعنی المثبطین ہے) اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ (هلم بمعنی تعالوا ہے) اور لڑائی میں نہیں آتے مگر تھوڑے (وہ بھی ریاکاری اور دکھاوے کے لیے، الباس کے معنی لڑائی ہے) تمہاری مدد میں کمی کرتے پھر جب ڈر کا وقت آئے تم انہیں دیکھو گے تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ انکی آنکھیں گھوم رہی جیسے (اس کی نظر کی طرح یا اس کے گھومنے کی طرح) کسی پر موت (یعنی موت کی سختیاں) چھائی ہو پھر جب ڈر کا وقت نکل جائے (اور مال جمع کرلیا جائے) تمہیں طعنہ دینے لگیں (تمہیں ایذا انہیں دیں یا تمہیں مجروح کرلیں) تیز زبانوں سے خیر (یعنی غنیمت) کے لالچ میں (یعنی اس کی طلب میں) یہ لوگ (حــقــیقۃ) ایمان لائے ہی نہیں تو اللہ نے ان کے اور یہ (اعمال اکارت کردینا) اللہ کو آسان ہے (اس کے ارادے کے ساتھ) وہ سمجھ رہے ہیں کہ (کافروں کے) لشکر ابھی نہ گئے (مکہ کی طرف ان سے خوفزدہ ہونے کی وجہ سے) اگر لشکر (دوبارہ) آئیں تو ان کی خواہش ہوگی (یودوا بمعنی یتمنوا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیهم ریحا وجنودا لم تروها﴾.

یایها الذین امنوا: نداء، اذکروا: فعل امر با فاعل، نعمة الله علیکم: شبہ جملہ مفعول، اذ: مضاف، جاءتکم جنود: فعل ومفعول وفاعل، ملکر فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ارســلــنــا عــلیهــم: فعل با فاعل وظرف لغو، ریــحــا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، جنودا: موصوف، لم تروها: جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وکان الله بما تعملون بصیراo﴾.

و: عاطفہ، کان الله: فعل ناقص با اسم، بما تعملون بصیرا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذ جاء وکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر﴾.

اذ: مضاف، جاء وکم: فعل با فاعل ومفعول، مــن فوقکم: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، مــن اسفل منکم: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذ: مضاف، زاغت الابصار: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، بلغت القلوب الحناجر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر معطوف، ملکر ماقبل "اذ جاء تکم جنود" سے بدل واقع ہے۔

﴿وتظنون بالله الظنوناo هنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیداo﴾.

و: عاطفہ، تــظــنــون بالله: فعل با فاعل وظرف لغو، الظــنــونا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، هــنالک: ظرف مکان مقدم، ابتلی: فعل مجہول، المومنون: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، زلزلوا: فعل با نائب الفاعل، زلزالا شدیدا: مفعول مطلق ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ یقول المنفقون والذین فی قلوبهم مرض ما وعدنا الله ورسوله الا غرورا﴾.

و: عاطفہ، اذ: مضاف، یقول: فعل، الــمــنفقون: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الــذین فی قلوبهم مرض: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر

فاعل،ملکر جملہ فعلیہ قول،ما وعدنا: فعل نفی ومفعول،الله ورسوله: معطوف علیہ ومعطوف،ملکر فاعل،الا: اداۃ حصر،غرورا: "وعدا" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول، مطلق،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ قالت طائفة منهم یاهل یثرب لا مقام لکم فارجعوا﴾۔

و: عاطفہ،اذ: مضاف،قالت: فعل،طائفة: موصوف،منهم: ظرف مستقر صفت،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ قول،یاهل یثرب: نداء،لا: نفی جنس،مقام: اسم،لکم: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ،ملکر "اذکر" فعل محذوف کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ،ف: فصیحیہ،ارجعوا: فعل امر با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "ان سمعتم نصحی" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویستاذن فریق منهم النبی یقولون ان بیوتنا عورة وما هی بعورة﴾۔

و: مستانفہ،یستاذن: فعل،فریق: موصوف،منهم: ظرف مستقر صفت،ملکر ذوالحال،یقولون: قول،ان: حرف مشبہ،بیوتنا: ذوالحال،و: حالیہ،ما: مشابہ بلیس،هی: اسم،ب: زائد،عورة: خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر اسم،عورة: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ حال،ملکر فاعل،النبی: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان یریدون الا فرارا﴾۔ ان: نافیہ،یریدون: فعل با فاعل،الا: اداۃ حصر،فرارا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو دخلت علیهم من اقطارها ثم سئلوا الفتنة لاتوها وما تلبثوا بها الا یسیرا٥﴾۔

و: عاطفہ،لو: شرطیہ،دخلت: فعل مجہول "هی" ضمیر ذوالحال،من اقطارها: ظرف مستقر حال،ملکر نائب الفاعل،علیهم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ثم: عاطفہ،سئلوا: فعل مجہول با نائب الفاعل،الفتنة: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط،لام: تاکیدیہ،اتوها: فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،ما تلبثوا: فعل نفی با فاعل،بها: ظرف لغو،الا: اداۃ حصر،یسیرا: "تلبثا" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولقد کانوا عاهدوا الله من قبل لا یولون الادبار﴾۔

و: عاطفہ،لام: قسمیہ،قد: تحقیقیہ،کانوا: فعل ناقص با اسم،عاهدوا الله من قبل: جملہ فعلیہ قسم،لا یولون: فعل نفی مجہول ونائب الفاعل،الادبار: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "والله" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وکان عهد الله مسئولا٥ قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت او القتل﴾۔

و: عاطفہ،کان: فعل ناقص،عهد الله: اسم،مسئولا: خبر،ملکر جملہ فعلیہ،قل: قول،لن ینفع: فعل نفی،کم: مفعول،الفرار: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ اول،ان: شرطیہ،فررتم: فعل با فاعل،من الموت او القتل: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف "فلن ینفعکم الفرار" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ مقولہ ثانی،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واذا لا تمتعون الا قلیلا﴾۔

و: عاطفہ،اذا: حرف جواب جزا،لا تمتعون: فعل نفی با نائب الفاعل،الا: اداۃ حصر،قلیلا: "تمتیعا" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل من ذا الذی یعصمکم من الله ان ارادبکم سوءا او اراد بکم رحمة﴾۔

قل: قول، من: استفہامیہ مبتدا، ذا: اسم اشارہ مبدل منہ، الذی: موصول، یعصمکم من اللہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر بدل، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول، ان: شرطیہ، اراد: فعل با فاعل، بکم: ظرف لغو، سوء ا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف "فمن ذا الذی یعصمکم من اللہ" کیلئے شرط معطوف علیہ، او: عاطفہ، اراد بکم رحمۃ: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فمن ذا الذی یصیبکم بسوء" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ معطوف، ملکر مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولا یجدون لهم من دون الله ولیا ولا نصیرا ۝﴾.

و: مستانفہ، لا یجدون: فعل نفی با فاعل، لهم: ظرف لغو، من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، ولیا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، نصیرا: معطوف، ملکر ذو الحال، ملکر مفعول، ملکر فعلیہ مستانفہ۔

﴿قد یعلم الله المعوقین منکم والقائلین لاخوانهم هلم الینا﴾.

قد: تحقیقیہ، یعلم اللہ: فعل و فاعل، المعوقین: ذو الحال، منکم: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، القائلین لاخوانهم: شبہ جملہ معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، هلم: اسم فعل امر با فاعل، الینا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یاتون الباس الا قلیلا ۝ اشحة علیکم﴾.

و: مستانفہ، لا یاتون: فعل نفی ضمیر ذو الحال، اشحۃ علیکم: شبہ جملہ حال، ملکر فاعل، الباس: مفعول، الا: اداۃ حصر، قلیلا: ظرف زمان، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا جاء الخوف رایتهم ینظرون الیک تدور اعینهم کالذی یغشی علیه من الموت﴾.

ف: مستانفہ، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء الخوف: فعل و فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، رایتهم: فعل با فاعل، هم: ضمیر ذو الحال، ینظرون: فعل واؤ ضمیر ذو الحال، تدور اعینهم: فعل و فاعل، کاف: جار، الذی: موصول، یغشی علیہ من الموت: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "دوران" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، الیک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿فاذا ذهب الخوف سلقوکم بالسنة حداد اشحة علی الخیر﴾.

ف: عاطفہ، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، ذهب الخوف: فعل و فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، سلقوا: فعل واؤ ضمیر ذو الحال، اشحۃ علی الخیر: شبہ جملہ حال، ملکر فاعل، کم: مفعول، بالسنۃ حداد: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اولئک لم یؤمنوا فاحبط الله اعمالهم وکان ذلک علی الله یسیرا ۝﴾.

اولئک: مبتدا، لم یؤمنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، احبط اللہ اعمالهم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، کان ذلک: فعل ناقص و اسم، علی اللہ یسیرا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یحسبون الاحزاب لم یذهبوا وان یات الاحزاب یودوا لو انهم بادون فی الاعراب﴾.

یحسبون الاحزاب: فعل با فاعل و مفعول، لم یذهبوا: جملہ فعلیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، یات الاحزاب: جملہ فعلیہ شرط، یودوا: فعل و فاعل، لو: مصدریہ، انهم: حرف مشبہ و اسم، بادون فی الاعراب: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ "ثبت" فعل محذوف کا فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یسالون عن انبائکم ولو کانوا فیکم ما قتلوا الا قلیلا ۝﴾.

یسالون: فعل واؤضمیر ذوالحال، عن انبائکم: ظرف لغو، و: حالیہ، لو بشرطیہ، کانوا فیکم: جملہ فعلیہ شرط، ماقتلوا: فعل نفی بافاعل، الا: اداۃ حصر، قلیلا: ظرف مستقر "قتالا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

غزوۂ احزاب کا بیان:

۱......اس غزوہ کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں، موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ یہ سن ۴ ہجری میں رونما ہوا، ابن اسحٰق کہتے ہیں سن ۵ ہجری، شوال المکرم کے مہینے میں رونما ہوا اور اسی پر اہل مغازی نے جزم کیا ہے جب کہ امام بخاری موسیٰ بن عقبہ کے قول کی جانب مائل ہوئے ہیں کہ یہ غزوہ سن ۴ ہجری میں ہوا۔ اس غزوہ کا سبب یہ بنا کہ بنو نضیر جلاوطن ہوئے اور ان کے ساتھ یہود میں سے سلام بن مشکم، ابن ابی الحقیق اور حیی بن اخطب بھی تھے، پس یہ خیبر سے نکلے اور مکہ مکرمہ کے قریش کے پاس پہنچے اور کہا: "ہم محمد ﷺ کے حوالے سے تمہارے ساتھ ہیں"۔ غطفان بن قیس بن عیلان کو بھی سید عالم ﷺ کے خلاف جنگ پر تیار کرلیا گیا۔ دار الندوہ پر جھنڈا لگا دیا گیا، قوم کا قائد ابوسفیان بن حرب تھا جو بعد میں اسلام لے آئے۔ لشکر کے لئے تین سو گھوڑے اور پندرہ سو اونٹ تھے، بنو سلیم نے بنو ظہران کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور سات سو کے لشکر کے ساتھ سفیان بن عبد شمس جو کہ حرب بن امیہ کے حلیف تھے بھی ساتھ ہوئے۔ بنو اسد کے طلیحہ بن خویلد الاسدی بھی ساتھ ہو لئے جو کہ بعد میں اسلام لے آئے۔ غطفان کے قائد عیینہ بن حصن فزاری تھے جو کہ اسلام لانے کے بعد پھر سے مرتد ہو گئے اور سیدنا صدیق اکبر کے زمانے میں دوبارہ اسلام قبول کرلیا۔ چار ہزار کا لشکر لے کر بنی مرۃ کے عوف بن المری بھی شامل ہوئے جو کہ بعد میں تبوک کے وقت میں اسلام لے آئے۔ اشجع کے ساتھ بھی چار ہزار کا لشکر تھا اور ان کے ساتھ مسعود بن رخیلہ بھی تھے جو کہ بعد میں اسلام لے آئے، اس کے علاوہ بھی کئی قبائل شامل ہو گئے اور مجموعی تعداد دس ہزار کے لگ بھگ تھی۔

مسلمانوں کی تعداد ابن اسحٰق کے قول کے مطابق ایک ہزار یا تین ہزار تھی، مسلمانوں کے ساتھ سینتیس ۳۷ گھوڑے تھے۔ سید عالم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی کے مشورے پر خندق کھودنے کا فیصلہ کیا۔ سلع نامی پہاڑ کے پشت میں خندق کھودنے کا اہتمام کیا گیا، دس دس افراد کے گروپ بنا دیئے گئے، سلمان فارسی تنہا دس افراد کا کام کرتے تھے۔ مہاجرین سلمان فارسی کو اپنے ساتھ، انصار اپنے ساتھ رکھنا چاہتے تھے لیکن سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ سلمان میرے ساتھ اہل بیت (میں سے) ہیں۔ کفار خندق پار کرنے میں ناکام رہے اور ایک ماہ تک محاصرہ کیا، دور سے تیر برساتے، پتھراؤ کرتے تاہم موقع جان کر ایک دن عمر بن عبدود اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ خندق پار کرنے میں کامیاب ہو گیا اور جب مقابلے کو للکارا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ٹک نہ سکا اور واصل بہ جہنم ہوا اور اس کے باقی ساتھی بھاگ گئے۔ اب موقع ایسا آیا کہ بنو قریظہ اور قریش میں پھوٹ پڑ گئی، سرد موسم میں آندھی نے خیمے اکھیڑ کر رکھ دیئے، سامان رسد بھی ختم ہونے لگا مجبور ہو کر منہ کی کھانی پڑی۔ (السیرۃ النبویہ، کتاب المغازی، باب: الاحزاب، ج ۲، ص ۱۱۳ وغیرہ)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ وادیٔ غطفان میں عیینہ اترے اور اس کے ساتھ اہل نجد بھی تھے، سید عالم ﷺ اور مسلمان سلع نامی پہاڑ کی پشت میں خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے جبکہ عورتیں و نوجوان دوشیزائیں قلعے میں موجود تھیں۔

☆......احمد نے قوی سند سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: "بی بی صفیہ (پھوپھی جان رحمت عالمیان ﷺ)

خندق والے دن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قلعے میں تھیں، پھر ان کے یہودی کو قتل کرنے کی بات بیان کی کہ جب انہوں نے یہودی کو قتل کر دیا تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا: نیچے اتریئے اور اس کے مال واسباب کو اپنی تحویل میں لے لیجئے، حسان نے فرمایا: ''اس مال میں سے بقدر حاجت لے لو''۔

(وفاء الوفاء، فی غزوۃ الخندق، ج۱، حصہ:۱، ص۳۰۱ وغیرہ)

غزوۂ احزاب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعائیں کرنا اور مشقت اٹھانا:

☆...... براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''احزاب کے دن خندق کی مٹی اٹھا کر دوسری جگہ لائی جا رہی تھی، میں نے دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن شریف پر غبار تھا، اور جسم مبارک پر بہت بال تھے، اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مٹی اٹھا کر دوسری جگہ ڈال رہے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب:الاحزاب، رقم:۴۱۰۵، ص۶۹۶)

☆...... صحیحین کی حدیث ہے کہ احزاب کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: ''اے کتاب نازل کرنے والے، اے جلد حساب لینے والے، دشمن کو شکست دے اور ہماری مدد فرما''، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا: ''اے لوگو! دشمنوں سے ملنے کی تمنا نہ کرنا اور اللہ عزوجل سے عافیت کا سوال کرو، اور جب تم دشمن سے مل جاؤ تو صبر کرنا اور جانو کہ جنت تلوار کے سائے میں ہے، راہ خدا میں تلوار کا ضرب جنت تک پہنچا دیتا ہے''۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید دعا فرمائی: ''اے فریاد رسی کرنے والے مکروبین (فرشتوں کی ایک قسم)، اے مضطر کے سننے والے، میرے غم، رنج والم دور فرما، تو جانتا ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے ساتھ ہوا''، مسلمانوں نے کہا: ''روح حلق تک پہنچنے سے پہلے ہمیں کوئی چیز ملی ہے''؟ لوگوں نے کہا: ہاں! فرمایا: ''کہو! اے اللہ عزوجل ہمارے عیبوں کو چھپائے رکھنا، اور ہمیں امن عطا فرمانا''، پس جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور خوشخبری ارشاد فرمائی کہ اللہ عزوجل ہوا نازل فرمائے گا اور (مدد کے لئے فرشتوں کا لشکر) بھی اتارے گا''، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر دعا کے لئے) ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ تیرا شکر ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب:غزوۃ الخندق وھی الاحزاب، رقم:۴۴۱۵، ص۶۹۷، بتغیر)

غزوۂ احزاب میں نمازیں قضاء ہونا:

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے اور کفار قریش کو برا کہنے لگے، اور کہا یا رسول اللہ! میں نے ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی ہے اور سورج غروب ہو گیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے بھی ابھی تک نماز عصر ادا نہیں کی، پھر ہم بطحان (وادی مدینہ) میں کھڑے ہوئے، پھر ہم نے نماز کے لئے وضو کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، پھر آپ نے سورج غروب ہونے کے بعد نماز عصر پڑھائی اور پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب:من صلی بالناس، رقم:۵۹۶، ص۹۸)

☆...... حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احزاب کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے جس طرح انہوں نے نماز وسطی کے وقت جنگ میں مشغول رکھا حتی کہ سورج غروب ہو گیا''۔

(صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب: الدعاء علی المشرکین، رقم:۲۹۳۱، ص۴۸۴)

☆...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ خندق میں مشرکین نے ہمیں چار نمازوں کی ادائیگی سے مشغول رکھا حتی کہ رات کا اتنا حصہ گزر گیا جتنا اللہ نے چاہا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا، انہوں نے اذان دی، پھر اقامت کہی، پس آپ نے نماز ظہر پڑھائی، پھر اقامت کہی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر پڑھائی، پھر اقامت کہی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب پڑھائی، پھر اقامت کہی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء پڑھائی۔ (سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ، باب:ما جاء فی الرجل، رقم:۱۷۹، ص۶۹)

علامہ عینی ''عمدۃ القاری'' میں لکھتے ہیں کہ: خندق کے دن سید عالم ﷺ نے نماز مغرب ادا فرمائی پھر بعد نماز مغرب کے بعد اپنے صحابہ سے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی جانتا ہے کہ میں نے نماز عصر ادا فرمائی، بولے نہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے نہیں پڑھی پس نبی کریم ﷺ نے موذن کو اذان کا حکم دیا پس نماز عصر پڑھی اور پھر نماز مغرب کا اعادہ فرمایا۔ دشمن سے جنگ میں مشغول ہونے کے سبب اور قتال کرنے کے سبب نماز میں تاخیر جائز ہے، میں (علامہ عینی) یہ کہوں گا کہ جائز نہیں بلکہ ایسے موقع پر نماز خوف کا حکم ہے لیکن اس وقت نماز خوف مشروع نہ تھی، ایک قول یہ بھی ہے کہ چھ افراد تھے جن کی نماز قضا ہوئی (۱) معاذ بن فضالہ الزھرانی (۲) ھشام بن ابی عبداللہ الدستوائی (۳) یحیی بن ابی کثیر (۴) ابوسلمۃ بن عبدالرحمٰن (۵) جابر بن عبداللہ انصاری (۶) عمر بن خطاب۔ ایک قول یہ ملتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مشرکین کو برا بھلا کہہ رہے تھے کہ انہوں نے مسلمانوں کو خندق کھودنے میں مصروف رکھا یہاں تک کہ نمازیں فوت ہوگئیں۔

غزوۂ احزاب کے معجزات:

☆...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب خندق کھودی گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ پر بھوک کے آثار دیکھے، میں نے اپنی زوجہ کے پاس جاکر کہا کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ میں شدید بھوک دیکھی ہے، اس نے ایک تھیلا نکالا، جس میں چار کلو جَو تھے اور ہمارے پاس ایک پالتو بکری تھی، میں نے اس بکری کو ذبح کیا اور میری زوجہ نے آٹا پیسا وہ بھی میرے ساتھ فارغ ہوگئی، میں نے بکری کا گوشت کاٹ کر دیگچی میں ڈالا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے لگا، میری زوجہ نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے سامنے شرمندہ نہ کرنا، میں آپ ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ سے سرگوشی میں کہا: یا رسول اللہ! ہم نے بکری کا بچہ ذبح کیا ہے ایک صاع (چار کلوگرام) جَو پیس لئے ہیں، جو ہمارے پاس تھے، آپ ﷺ چند اصحاب کو لے کر ہمارے ہاں چلئے۔ رسول اللہ ﷺ نے بہ آواز بلند فرمایا: ''اے اہل خندق! جابر نے تمہاری دعوت کی ہے، سو تم لوگ چلو'' اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب تک میں نہ آؤں، تم ہانڈی نہ اتارنا، نہ روٹی پکانا''، پھر میں گھر آیا اور سید عالم ﷺ بھی اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لے آئے، میں اپنی زوجہ کے پاس گیا تو اس نے کہا: تمہاری ہی رسوائی و فضیحت ہوگی، میں کہا میں نے وہی کیا ہے جو تم نے کہا ہے تھا، پھر اس نے اپنا گندھا ہوا آٹا نکالا، آپ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دھن ڈالا، اور برکت کی دعا فرمائی، پھر آپ ﷺ نے ہماری دیگچی کا ارادہ کیا اور اس میں بھی اپنا لعاب ڈال کر برکت کی دعا فرمائی، پھر فرمایا: ''ایک اور روٹیاں پکانے والی بلالو، جو تمہارے ساتھ مل کر روٹیاں پکائے''، دیگچی میں سے سالن نکالا لیکن اس کو چولہے سے نیچے نہ اتارا اس موقع پر ایک ہزار صحابہ تھے، اللہ کی قسم! سب نے سیر ہوکر کھایا اور کھانا بچ گیا، اور جس وقت آپ واپس گئے تو ہماری دیگچی اسی طرح جوش کھا رہی تھی، اور ہمارا گندھا ہوا آٹا اتنا ہی تھا اور اس سے اسی طرح روٹیاں پک رہی تھیں۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: غزوۃ الخندق وھی، رقم: ۴۱۰۲، ص ۶۹۵)

☆...... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خندق کھودنے کا حکم دیا، براء کہتے ہیں کہ خندق کی جگہ ایک چٹان نکل آئی جو کدال اور پھاوڑوں سے نہیں ٹوٹ رہی تھی، مسلمانوں نے سید عالم ﷺ سے اس کی شکایت کی، عوف کہتے ہیں کہ پھر سید عالم ﷺ آئے اور فالتو کپڑے رکھ کر چٹان کی طرف اتر گئے، آپ نے کدال پکڑی اور بسم اللہ پڑھ کر ضرب لگائی تو اس سے تین پتھر ٹوٹ کر گر گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی چابیاں دی گئی، اور اللہ کی قسم! بیشک میں اس جگہ سے ملک شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں''، آپ ﷺ نے پھر بسم اللہ پڑھ کر دوسری ضرب لگائی تو پھر اس چٹان سے تین پتھر ٹوٹ کر گر گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر! مجھے ملک فارس کی چابیاں دے دی گئیں، اور اللہ کی قسم! بیشک میں اس جگہ سے اس کے شہروں اور سفید محلات کو

دیکھ رہا ہوں"۔ آپ ﷺ نے پھر بسم اللہ پڑھ کر ضرب لگائی اور وہ چٹان مکمل ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اکبر مجھے یمن کی چابیاں دے دی گئیں، اللہ اکبر! میں اس جگہ سے صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں"۔

(مسند ابی یعلی، مسند البراء بن عازب، رقم:۱۶۷۵، ج۲، ص۸۹)

فرشتوں کے ذریعے امداد ہونا:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا کہ "ہم نے لشکر بھیجا" اس لشکر سے مراد فرشتے تھے، اور ان کی تعداد ایک ہزار تھی، روایت ہے کہ اللہ نے نبی پاک ﷺ اور ان کے صحابہ کی مدد و نصرت کے لئے ہوائیں بھیجیں جس کی ٹھنڈ اور اُڑتی ریت ان کافروں کے چہروں پر ہوتی اور فرشتوں نے اللہ کے حکم سے (ہواؤں کی مدد) سے ان کے خیموں کی طنابیں تک اکھیڑ کر رکھ دیں اور ستارے ان پر ماند پڑ گئے، اور ان کے دلوں میں مومنین کا رعب ڈال دیا اور فرشتوں کی مدد نے انہیں حیران کر دیا۔ طلیحہ بن خولید الاسدی کہتا ہے: "لگتا ہے محمد (ﷺ) نے جادوں کر دیا ہے، پس نجات مانگو نجات مانگو"، اور رسوا ہو کر بھاگ گیا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے چاہا کہ سید عالم ﷺ کے لئے قوم کی کوئی خبر لے کر آؤں چنانچہ میں گیا میں نے ایک لشکر دیکھا جن کے پاس آگ کے انگاڑے تھے اور ایک آدمی دیکھا جو سیاہ فام جسامت میں موٹا تازہ جس کے ہاتھ میں بھی آگ کا انگاڑہ تھا جس پر مسح کر کے وہ سردی تاپ رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ کہہ رہا تھا: "ترک مکان کرو ترک مکان کرو تمہارے لئے یہاں کوئی جائے پناہ نہیں"۔ جب کوئی آدمی اس لشکر میں جائے تو اسے ایک بالشت بھر جگہ بھی خالی نہ دکھائی دے۔ میں نے ان کے کجاوں سے پتھروں کی آوازیں سنیں، اور تیز ہوائیں لپٹیں مارتی ہوئیں دیکھیں، پھر یہ لشکر سید عالم ﷺ کی جانب بڑھنے لگا اور نصف راستہ باقی رہا یا میں بیس گھوڑوں کی مسافت پر رہا تو میں نے دیکھا کہ وہ (فرشتوں کا) لشکر کہہ رہا تھا: "اپنے ساتھیوں کو خبر دار کر دو اللہ ان کی قوم کے لئے کافی ہے"۔ (روح المعانی، الجزء:۲۱، ص ۲۰۹، ملخصاً)

یثرب کہنے کی ممانعت:

۳......جب سید عالم ﷺ نے مکۃ المکرمہ سے ہجرت کر کے یثرب کو مدینہ بنا دیا تو اب جائز نہیں کہ کوئی اسے یثرب کہے۔ متذکرہ آیت کا تاریخی پس منظر یوں ہے کہ جس وقت مسلمانوں کو آزمائشوں نے آلیا، تختی کے دن تھے، اسی وقت منافقوں کا نفاق بھی ظاہر ہو گیا اور جن لوگوں کے دلوں میں بیماری تھی انہوں نے بے جا کلمات تلفظ کرنا شروع کر دیئے، اسی وقت میں سے ایک گروہ نے کہا: "اے اہل یثرب مراد مدینہ تھا"۔

☆......حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے کہ میں مکۃ المکرمہ سے اس جانب ہجرت کروں گا جہاں کھجوروں کے باغ ہیں، میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ ہے، پس وہ جگہ مدینہ (یثرب) تھی"۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب:ھجرۃ النبی ﷺ الی المدینۃ، رقم :تحت الباب، ص ۶۵۵)

علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں: سید عالم ﷺ نے مدینہ کو یثرب اس وقت کہا جب کہ آپ ﷺ نے اس کا نام طیبہ نہیں رکھا تھا۔ بعض منافقین مدینہ کو یثرب کہتے تھے اور جو نام اس شہر کے لائق ہے وہ مدینہ ہے، اس لئے بعض علماء نے کہا کہ مدینہ کو یثرب کہنا مکروہ ہے، اور قرآن مجید میں ہے کہ غیر مومنین نے مدینہ منورہ کو یثرب کہا تھا، اور امام احمد حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جس نے مدینہ کو یثرب کہا تو وہ توبہ کرے، یہ طابہ ہے یہ طابہ ہے، اور اس کراہت کا سبب یہ ہے کہ یثرب یا تو تثریب سے بنا ہے جس کا معنی ملامت کرنا ہے اور یا ثرب سے بنا ہے جس کا معنی فساد کرنا ہے، اور یہ دونوں نام قبیح ہیں اور نبی کریم ﷺ اچھے نام پسند فرماتے، اور عمر بن شبہ نے ابو ایوب سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا ہے اور

عیسیٰ بن دینار مالکی نے کہا کہ جس نے مدینہ کو یثرب کہا اس کا گناہ لکھا جائے گا۔ حضرت نوح کے پر پوتے کے پر پوتے یثرب بن قانیہ نے اس شہر کو سب سے پہلے مسکن بنایا تھا اسی کے نام سے اس کا نام یثرب پڑ گیا۔

(فتح الباری، کتاب مناقب الانصار، باب :هجرة النبی ﷺ الی المدینة، رقم:تحت الباب، ج۷، ص۲۸۸)

☆......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مدینے کو یثرب کہا وہ اللہ عزوجل سے استغفار کرے، یہ طابہ ہے یہ طابہ ہے۔

(مسند ابی یعلی ،مسند البراء بن عازب، رقم ۱۶۸۸، ج۲، ص ۹۰)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس شہر میں جانے کا حکم دیا گیا ہے جو دوسرے شہروں کو کھا جائے گا، لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں، اور وہ مدینہ ہے وہ بُرے لوگوں کو اس طرح نکال دے گا جیسا کہ بھٹی لوہے کے زنگ کو نکال دیتی ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینة، باب: فضل المدینة وانها تنفی الناس، رقم: ۱۸۷۱، ص ۳۰۶)

سید عالم ﷺ نے اس کا نام مدینہ رکھا، اس کی وجہ وہاں لوگوں کا رہنا سہنا اور جمع ہونا اور اس سے انس و محبت رکھنا ہے اور آپ نے اسے یثرب کہنے سے منع کیا اس لئے کہ یہ زمانہ جاہلیت کا نام ہے یا اس لئے کہ یہ ''ثرب'' سے بنا ہے جس کے معنی ہلاکت اور فساد ہے اور تثریب بمعنی سرزنش اور ملامت یا اس وجہ سے کہ یثرب کسی بت یا کسی جابر و سرکش بندے کا نام تھا، امام بخاری اپنی تاریخ میں ایک حدیث لائے ہیں کہ جو کوئی یثرب کہہ دے تو اسے دس مرتبہ مدینہ کہنا چاہئے تا کہ اس کی تلافی اور تدارک ہو جائے۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ ،کتاب الحضر واباحت، ج۲۱، ص۱۱۹)

فضائل مدینہ:

☆......حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ طیبہ ہے یہ گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح آگ چاندی کے زنگ کو مٹا دیتی ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: غزوة احد، رقم : ۴۰۵۰، ص ۶۸۶)

☆......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب:المدینة تنفی شرارها، رقم:(۳۲۴۶)/ ۱۳۸۵، ص۶۴۴)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ لوگوں کے لئے بہتر ہے اگر جانتے، مدینہ کو جو شخص بطور اعراض چھوڑے گا، اللہ اس کے بدلے میں اُسے لائے گا جو اس سے بہتر ہوگا اور مدینہ کی تکلیف و مشقت پر جو ثابت قدم رہے گا بروز قیامت میں اس کا شفیع یا شہید ہونگا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج ،باب:فی فضل المدینة، رقم:(۳۲۰۸)/۱۳۶۳، ص۶۳۷)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مدینہ کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے گا، اللہ اسے آگ میں اس طرح پگھلائے گا جیسا کہ سیسہ یا اس طرح جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج ،باب:فی فضل المدینة، رقم:(۳۲۰۹)/۱۳۶۳، ص۶۳۷)

☆......سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''یمن فتح ہوگا اس وقت کچھ لوگ دوڑتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور ان کو جو اُن کی اطاعت میں ہیں لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر جانتے، اور شام فتح ہوگا کچھ لوگ دوڑتے ہوئے آئیں گے اپنے گھر والوں اور فرمانبرداروں کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر جانتے، اور عراق فتح ہوگا کچھ لوگ جلدی کرتے آئیں گے اور اپنے گھر والوں اور فرمانبرداروں کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر جانتے''۔

(صحیح البخاری، کتاب :فضائل المدینة ،باب:من رغب عن المدینة، رقم: ۱۸۷۵،ص۳۰۲)

☆......ابن عمر سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس سے ہوسکے مدینہ میں مرے کہ جو شخص مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت فرماؤں گا''۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب ما جاء فی فضل المدینة، رقم: ۳۹۴۳،ص۱۱۰۶)

جنگ سے رہ جانے والے لوگ :

۵...... جاننا چاہیے کہ اللہ ﷻ نے منافقین کے اعمال وافعال کی مذمت فرمائی، پس انسان کو اختیار دے دیا گیا کہ وہ جس راستے کو چاہے اختیار فرمالے، پس جو بُرائی کو پاتا ہے اسے فقط اپنے نفس کو لعن طعن کرنا چاہیے اور نبی پر کسی کافر یا منافق کو ھدایت دینا لازم نہیں ہے لہذا کسی نافرمان کو ھدایت سے بہرہ مند کردینا کیوں کر لازم ہوگا؟ جیسا کہ خود آقائے دوجہاں سرورِ ذیشاں کا فرمان مقدس نشان ہے: ''میں صرف رسول ہوں اور مجھ پر ہدایت دینا لازم نہیں اور اگر ھدایت دینا مجھ پر لازم ہوتا تو زمین میں موجود ہر چیز امن میں آجاتی اور ابلیس گمراہ ہوا اور اس کے ہاتھ میں گمراہ کرنا ہوتا روئے تو زمین پر کوئی بھی گمراہی سے نہ بچتا، لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے''۔

ہر شخص کے لئے فنا اور ھلاک ہونا ضروری ہے چہ جائے کہ طبعی موت مرے یا کسی تلوار سے، اور اس موت کا وقت بھی متعین ہے لہذا جب تقدیر سبقت کرجاتی ہے اور قلم جاری ہوتا ہے تو کوئی بھی موت سے راہ فرار نہیں کرسکتا۔ امام راغب فرماتے ہیں کہ قتل کی اصل یہ ہے کہ روح جسم سے نکل جائے۔

(روح البیان ، ج۷،ص ۱۸۱)

دوسرا فریق جو جنگ سے رہ جانے والا تھا وہ بنو حارثہ تھا۔

(الدرالمنثور، ج۵،ص ۳۶۰)

اغراض:

متحزبون: یعنی مجتمعون ہے، ماقبل گزرچکا ہے کہ کفار کی تعداد بارہ ہزار تھی جب کہ مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی اور منافقین بھی ان میں شامل تھے۔ **ملائکة:** فرشتوں کی تعداد ایک ہزار تھی لیکن انہوں نے قتال نہ کیا، بلکہ کفار کے دلوں میں رعب برپا کیا۔

من اعلی الوادی: مراد قبیلہ اسد وغطفان ہے۔ **من کل جانب:** یعنی ہر جانب سے گھیرے ہوئے ہونا مراد ہے۔

والیاس: مراد منافقین اور بعض ضعیف (الاعتقاد) مسلمان ہیں۔

ھی ارض المدینة: مدینہ کا پرانا نام عمالقہ کے ایک شخص کے نام پر یثرب تھا لیکن سید عالم ﷺ نے اس نام کو لینے سے منع فرمایا اور اسے طیبہ، طابہ، قبۃ الاسلام اور دار الہجرت فرمایا۔ **ولا مکانة:** مراد یہ ہے کہ یثرب جائے قیام نہیں ہے۔

جبل خارج المدینة: یعنی شہر اور خندق کے درمیان، پس مسلمان شہر کو پیچھے چھوڑ چکے اور دشمنوں کے سامنے (مدِ مقابل) آگئے۔

عن الوفاء به: یعنی انسان سے وعدے کے پورا کرنے کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

المثبطین: سے مراد منافقین ہیں جو قتال میں سستی کرنے والے تھے۔

ریاء وسمعة: یعنی جو جہاد سے سستی کرے اگر وہ شریک ہوگا بھی تو فاسد اغراض کے حصول کے لئے شریک ہوگا۔

حقیقة: یعنی دل سے ایمان نہ لائے اگرچہ ظاہری اعتبار سے کلمہ پڑھتے ہیں۔

(الصاوی، ج۵، ص ۲۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۹

﴿ لقد کان لکم فی رسول الله اسوة ﴾ بِکَسرِ الهَمزَةِ وَضَمِّهَا ﴿ حسنة ﴾ اِقتِداءٌ بِهٖ فِی القِتَالِ وَالثُّبَاتِ فی مَوَاطِنِہٖ ﴿ لمن ﴾ بَدَلٌ مِن لَکُم ﴿ کان یرجوا الله ﴾ یَخَافُهٗ ﴿ والیوم الاخر وذکر الله کثیرا

(۲۱)﴿بِخِلافِ مَنْ لَيْسَ كَذالكَ﴾ ولما را المومنون الاحزاب ﴿مِنَ الكُفّارِ﴾ قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله ﴿مِنَ الْاِبْتِلاءِ والنَّصْرِ﴾ وصدق الله ورسوله ز﴿فِي الوَعدِ﴾ وما زادهم ﴿ذلكَ﴾ الا ايمانا ﴿تَصْدِيقًا بِوعدِ اللهِ﴾وتسليما (۲۲)﴿لِاَمْرِهٖ﴾ من المومنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه ج﴿مِنَ الثُّبَاتِ مع النبي صلى الله عليه وسلم﴾ فمنهم من قضى نحبه ﴿ماتَ او قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ﴾ ومنهم من ينتظر صلے ز﴿ذلكَ﴾ وما بدلوا تبديلا (۲۳)﴿فِي العَهدِ وَهُم بِخِلافِ حالِ المُنافِقِينَ﴾ ليجزى الله الصدقين بصدقهم ويعذب المنفقين ان شاء ﴿بِاَن يُمِيتَهم علٰى نِفاقِهم﴾ او يتوب عليهم ط﴿اِن شَاءَ﴾ ان الله كان غفورا ﴿لِمَن تابَ﴾رحيما (۲۴)﴿به﴾ ورد الله الذين كفروا ﴿اَيِ الْاَحْزَابَ﴾ بغيظهم لم ينالوا خيرا ط﴿مُرادِهِم مِنَ الظُّفرِ بِالْمُومِنِينَ﴾ وكفى الله المومنين القتال ط﴿بِالرِّيحِ والمَلٰئِكَةِ﴾ وكان الله قويا ﴿عَلٰى اِيجَادِ ما يُرِيدُهٗ﴾ عزيزا (۲۵)﴿غَالِبًا علٰى اَمْرِهٖ﴾وانزل الذين ظاهروهم من اهل الكتب ﴿اَى قُرَيظَةَ﴾ من صياصيهم ﴿حُصُونِهِم جَمعُ صِيْصِيَةٍ وَهوَ مَا يُتَحَصَّنُ بِهٖ﴾ وقذف فى قلوبهم الرعب ﴿الخَوفَ﴾ فريقا تقتلون ﴿منهم وَهُم المُقاتَلَةُ﴾ وتاسرون فريقا (۲۶)﴿ مِنْهُم اَى الذَّرَارِىَ ﴾واورثكم ارضهم وديارهم واموالهم وارضا لم تطئوها ﴿بَعدُ وَهِى خَيبَرُ اُخِذَتْ بَعدَ قُرِيظَةَ و ﴾وكان الله على كل شيء قديرا (۲۷)﴾.

﴿ترجمہ﴾

بیشک تمہیں رسول کی پیروی بہتر ہے (یعنی جنگ میں اور جنگی مورچوں میں ثابت قدم رہنے میں حضور کی اقتداء کرنا بہتر ہے ......۱......، اسوۃ ہمزہ مکسورہ اور مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اس کے لیے (لمن یہ لکم سے بدل ہے) جو اللہ اور پچھلے دن کا خوف رکھتا ہو (یرجوا بمعنی یخاف ہے) اور اللہ کو بہت یاد کرے (بخلاف ان لوگوں کو جو ان صفات کے حامل نہیں) اور جب مسلمانوں نے کفار کے) لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ (آزمائش اور موڑ) جس کا ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے (وعدہ کے بارے میں) اور (اس نے) انہیں نہ بڑھایا مگر ایمان (یعنی اللہ عزوجل کے وعدہ کی تصدیق کرنا) اور (اس کے حکم کو) تسلیم کرنا مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا وہ عہد (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ثابت قدم رہے گا......۲......) اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا (انتقال کر چکا یا راہ خدا میں شہید ہو چکا) اور کوئی (اس کی) راہ دیکھ رہا ہے اور وہ (عہد کے بارے میں) ذرا نہ بدلے (ان کا حال منافقین کے حالات کے بالکل برخلاف ہے......۳......) تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے (انہیں ان کے نفاق پر موت عطا فرمانا مراد ہے) یا انہیں توبہ دے بیشک اللہ بخشنے والا ہے (توبہ کرنے والوں کو) اور (ان پر) رحم فرمانے والا ہے اور اللہ نے کافروں کو (یعنی ان لشکروں کو) ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا (وہ اپنی مراد یعنی مسلمانوں پر فتح و صلہ پانا حاصل نہ کر سکے) اور اللہ نے مسلمانوں کو (بارش برسا کر فرشتے نازل فرما کر) لڑائی کی کفایت فرمادی اور اللہ قوت رکھنے والا ہے (ہر چاہے کو ایجاد کرنے پر) عزیز ہے (یعنی اپنے امر پر غالب ہے) اور جن

اہل کتاب نے (یعنی بنوقریظہ نے ......۴ھ......) ان کی مدد کی تھی انہیں ان کے قلعوں سے اتارا (صیاصیھم جمع ہے صیصتی بمعنی حصونھم، اس کا معنی قلعہ ہے) اور ان کے دلوں میں رعب (یعنی خوف) ڈالا (ان میں سے) ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو (اور یہ وہ لوگ ہیں جو تم سے جنگ کرنے والے تھے) اور (ان میں سے) ایک گروہ کو قید (یعنی عورتوں اور بچوں کو) اور ہم نے تمہارے ہاتھ لگائے ان کی زمین اور ان کے مکان اور ان کے مال اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے (اب تک اس سے مراد خیبر ......۵ھ...... ہے، خیبر کی فتح قریظہ سے جنگ کے بعد ہوئی) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیراo﴾۔

لام: قسمیہ، کان: فعل ناقص، لکم: جار مجرور مبدل منہ، لام: جار، من: موصولہ، کان: فعل ناقص واسم، یرجوا اللہ والیوم الاخر: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذکر اللہ کثیرا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر بدل، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، فی رسول اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، اسوۃ حسنۃ: ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ولما را المومنون الاحزاب قالوا ھذا ما وعدنا ورسولہ﴾۔

و: عاطفہ، لما ظرفیہ شرطیہ ظرف مقدم، را المومنون: فعل وفاعل، الاحزاب: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا: قول، ھذا: مبتدا، ما: موصول، وعدنا ورسولہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وصدق اللہ ورسولہ وما زادھم الا ایمانا وتسلیماo﴾۔

و: عاطفہ، صدق: فعل، اللہ ورسولہ: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما زادھم: فعل نفی وفاعل ومفعول، الا: اداۃ حصر، ایمانا وتسلیما: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ﴾۔

من المومنین: ظرف مستقر خبر مقدم، رجال: موصوف، صدقوا: فعل بافاعل، ما عاھدوا اللہ علیہ: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلاo﴾۔

ف: عاطفہ، منھم ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، قضی نحبہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، منھم ظرف مستقر خبر مقدم، من ینتظر: موصول صلہ، ملکر مبتدا، مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما بدلوا: فعل نفی بافاعل، تبدیلا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لیجزی اللہ الصدقین بصدقھم ویعذب المنفقین ان شاء او یتوب علیھم﴾۔

لام: جار، یجزی اللہ الصدقین: فعل وفاعل ومفعول، بصدقھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یعذب: فعل بافاعل، المنفقین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، ان: شرطیہ، شاء: جملہ فعلیہ جزا، محذوف "فیعذب المنفقین" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ، او: عاطفہ، یتوب علیھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ماقبل "صدقوا" پر معطوف ہے۔

﴿ان اللہ کان غفور رحیما o ورد اللہ الذین کفروا بغیظھم لم ینالوا خیرا﴾۔

ان الله: حرف مشبہ واسم، كان غفور رحيما: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ، رد الله: فعل وفاعل، الذين كفروا: موصول صلہ،ملکر ذوالحال، بغيظهم: ظرف مستقر حال اول، لم ينالوا خيرا: جملہ فعلیہ حال ثانی، ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وكفى الله المؤمنين القتال وكان الله قويا عزيزا۝﴾۔

و: عاطفہ، كفى الله: فعل وفاعل، المومنون: مفعول اول، القتال: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ، كان الله: فعل ناقص واسم، قويا عزيزا: خبران، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانزل الذين ظاهروهم من اهل الكتب من صياصيهم وقذف في قلوبهم الرعب﴾۔

و: عاطفہ، انزل: فعل بافاعل، الذين ظاهروهم: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من اهل الكتب: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، من صياصيهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ، قذف في قلوبهم الرعب: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فريقا تقتلون وتاسرون فريقا۝ واورثكم ارضهم وديارهم واموالهم وارضا لم تطئوها﴾۔

فريقا: مفعول مقدم، تقتلون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ، تاسرون: فعل بافاعل، فريقا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ، اورثكم: فعل بافاعل ومفعول، ارضهم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ديارهم: معطوف اول، و اموالهم: معطوف ثانی، و: عاطفہ، ارضا: موصوف، لم تطئوها: جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف ثالث، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وكان الله على كل شيء قديرا۝﴾۔

و: عاطفہ، كان الله: فعل ناقص واسم، على كل شيء قديرا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کے محامل:

۱......اسوۃ بمعنی قدوۃ یعنی پیشوا ہے، اسوۃ اسے بھی کہتے ہیں جس کی پیروی یا اقتداء کی جائے، یعنی تابعداری کی جائے۔ تمام افعال واحوال میں اس کی پیروی کی جائے۔ اور اس تابعداری کرنے میں چہرہ زخمی ہوتا ہے تو ہو جائے، دانت ٹوٹتے ہوں تو ٹوٹ جائیں، چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہی شہید ہو جائیں، پیٹ بھوکا رہے، صرف صبر اور راضی بارضا رہنا ضروری ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوۃ کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس پر عمل کرنا واجب ہے یا مستحب، اس بارے میں دو اقوال ہیں: (۱)......واجب ہے لیکن دلیل مستحب ہونے کی ملتی ہے، (۲)......مستحب ہے لیکن دلیل واجب ہونے کی ملتی ہے، خلاصہ یہ ہے کہ دینی امور میں عمل کرنا واجب اور دنیاوی امور میں مستحب ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۱، ص ۱۳۹)

☆......جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور زخمی ہوا تو دعا فرمائی: ''اللهم اغفر لقومي فانهم لا يعلمون'' (المرجع السابق)

☆......حضرت انس بن نضر کو اُحد میں اسّی سے زیادہ زخم کھا گئے لیکن رحمت عالمیان کی جانب ایک تیر نہ بڑھنے دیا۔

(السيرة النبوية، ج۱، الجزء:۱، ص ۴۵)

☆......غزوہ اُحد میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک زخمی ہوا اور چہرہ مبارک خون آلود ہوا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کے لئے دعائے ضرر فرمائی: ''اللهم لا تحول عليه الحول حتى يموت كافرا اے اللہ اس پر سال نہ گزرنے پائے اور یہ کافر مرے۔

(السيرة النبوية، ج۱، الجزء:۱، غزوة أُحد، ص ۵۲)

☆......صحابہ کہتے ہیں کہ ہم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھوک کی شکایت کرتے ہوئے پیٹ پر بندھے ہوئے پتھر دکھائے تو سید

عالم ﷺ اپنے شکم اطہر سے کپڑا اٹھا کر دو پتھر دکھائے۔(سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب : ما جاء فی معیشة رقم:۲۳۷۸، ص ۶۸۶)

فضائل عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

☆.....حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ عام الفیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے، حبشہ کی جانب سب سے پہلے ہجرت فرمائی اور بعد میں مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی، اسی وجہ سے آپ کو دو ہجرتوں، دو نوروں (بی بی رقیہ و ام کلثوم سے نکاح کرنے کی وجہ سے) اور دو قبلوں (کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنے) والا کہا جاتا ہے۔ بی بی رقیہ کی علالت کی وجہ سے غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے، اور انہی ایام میں محترمہ بی بی رقیہ نے پردہ فرمایا۔ ان کا شمار ان دس صحابہ میں ہوتا ہے جنہیں دنیا میں جنت کی بشارت ملی اور ان چھ اصحاب میں سے ہیں جو سید عالم کی شوری میں شریک تھے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تبوک میں ایک ہزار اونٹ (مع سامان) اور ستر اونٹ گھوڑے عطا فرمائے۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ رات میں (قیام کی حالت میں) ایک رکعت میں ختم قرآن فرماتے تھے۔ سعید بن زید کہتے ہیں جو شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھے تو حقیقت میں اس سے بغض رکھنا چاہیے۔ ابن عباس کہتے ہیں اگر روئے زمین کے سارے لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل پر جمع ہو جائیں تو آسمان سے ان کی ہلاکت کو پتھر برسائے جائیں۔ عبد اللہ بن سلام کہتے ہیں: عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے فتنے کا جو دروازہ کھلا ہے وہ قیامت تک بند نہ ہو سکے گا۔

(تھذیب التھذیب، حرف العین: من اسمه عثمان، ج۵، ص۳۰۵ وغیرہ)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ امید و خوف کی ملی جلی کیفیت میں رہتے، رات کو قیام میں گزارتے، دن میں سخاوت کرتے اور روزے رکھتے، یہ وہ ہستی ہیں جنہیں آزمائش کی خبر دی گئی اور انہی کو نجات کی خبر بھی دی گئی۔ نافع کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سب سے زیادہ مکرم اور حیاء والے عثمان غنی ہیں''۔(حلیة الاولیاء، باب: عثمان غنی، رقم:۱۵۷، ج۱، ص ۹۳ وغیرہ)

☆.....حضرت ابو موسی الاشعری کہتے ہیں: ''میں سید عالم ﷺ کے ہمراہ موجود تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی، حضور نے فرمایا: ''آنے والے کو جنت کی بشارت دے دینا''، میں نے دروازہ کھولا تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے چنانچہ میں نے پیغام پہنچا دیا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ان کا مددگار ہو''۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب: عثمان غنی رضی اللہ عنہ، رقم: تحت الباب، ص ۶۲۱)

کرامات: علامہ تاج الدین سبکی اپنی کتاب ''طبقات'' میں فرماتے ہیں: ایک شخص نے سر راہ کسی عورت کو بُری نگاہ سے دیکھا پھر جب امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت با عظمت میں حاضر ہوا تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے نہایت پُر جلال لہجے میں فرمایا: ''تم لوگ ایسی حالت میں میرے پاس آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں''! اُس شخص نے جل بھن کر کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ پر وحی اترنے لگی ہے؟ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں؟ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''مجھ پر وحی تو نہیں آتی لیکن میں نے جو کہا وہ بالکل سچ ہے، الحمد للہ رب العالمین! اللہ نے مجھے ایسی فراست عطا فرمائی ہے کہ میں لوگوں کے دلوں کی حالت جان لیتا ہوں''۔ (حجة الله علی العالمین، ص ۶۱۳)

امام مالک فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے اُس حصے کے پاس سے گزرے جو ''حش کوکب'' کہلاتا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں کھڑے ہو کر یہ فرمایا: ''عنقریب یہاں ایک شخص دفن کیا جائے گا''۔ کچھ دنوں بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور باغیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے جنازے پر اتنی اودھم بازی کی کہ نہ تو آپ رضی اللہ عنہ کو روضہ رسول کے قریب دفن کیا جا سکا اور نہ ہی جنت البقیع میں اس جانب جہاں کبار صحابہ مدفون ہیں، بلکہ آپ کو مقام ''حش کوکب'' میں دفن کیا گیا جو اس وقت جنت البقیع کا غیر معروف حصہ تھا۔

(ریاض النضرة فی مناقب العشرة، الجزء۳، ص ۴۱)

شہادت:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو صحابہ کی ایک جماعت نے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو مکروہ جانا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو دوست رکھتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے بارہ سال تک خلافت کی اور اپنی خلافت کے پچھلے چھ سالوں میں اپنے چچازاد بھائیوں کو حاکم بنانے لگے۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا حاکم بنایا۔ لوگوں نے اس کے ظلم وستم کی شکایت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ابی سرح کو دھمکایا لیکن اس نے ان کی باتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا جن سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منع کیا تھا اور جو لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے ان کو مار کر قتل کردیا۔ پھر مزید سات سو آدمی مدینہ منورہ آئے اور شکایت کی اور ابن ابی سرح کی معزولی کی درخواست پیش کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آگئے۔ انہوں نے بھی یہی خواہش کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے تم اپنے لئے کوئی شخص پسند کرلو، پس محمد بن ابی بکر کی تقرری آپ نے لکھ دی۔ جب یہ محمد بن ابی بکر مصر روانہ ہوئے راستے میں ایک غلام ملا جو اپنے اونٹ کو اس تیزی سے چلا رہا تھا گویا کسی کو ڈھونڈ رہا ہے۔ لوگوں نے پوچھا تو کہا کہ میں امیر المؤمنین کا غلام ہوں مجھے انہوں نے عامل مصر کے پاس بھیجا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ مصر کے حاکم تو یہ ہیں۔ اس غلام کی تلاشی لینے پر ایک خط برآمد ہوا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے ابن ابی سرح کو لکھا گیا تھا کہ "تیرے پاس محمد اور فلاں فلاں شخص آئیں تو کسی حیلہ بہانے سے انہیں قتل کردینا اور ان کی تقرری کے فرمان کو باطل جاننا" یہ قافلہ مدینہ طیبہ لوٹا اور طلحہ، زبیر، علی، سعد رضی اللہ عنہم کے سامنے خط کو کھولا گیا۔ تمام صحابہ کرام عثمان غنی کے پاس گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غلام بھی میرا ہے اور اونٹ بھی میرا ہے اور خط پر مہر بھی میری ہی لگی ہوئی ہے لیکن میں نے نہ تو انہیں حکم دیا اور نہ ہی خود اس خط کو لکھا۔ بعد میں پہچانا گیا کہ یہ خط مروان کا لکھا ہوا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کسی وجہ سے مروان کو ان کے حوالے کرنے کے انکار کی وجہ سے لوگ بلوہ پر جم گئے اور آپ کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور پانی اندر جانا بند کردیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین مشکیزیں اندر بھجوائیں مگر وہ آپ کو نہ مل سکیں۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے قتل کے درپے ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حسنین کریمین کو آپ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہرہ دار بنادیا۔ محمد بن ابی بکر اور ان کے دو انصاری ساتھی دیوار کود کر اندر پہنچ گئے اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ محمد بن ابی بکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو! جب میں اجازت دوں تو آنا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کی بیوی بھی تھیں۔ پس محمد بن ابی بکر اندر گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو داڑھی سے پکڑلیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا کہ اگر تمہارا باپ اس فعل کو دیکھتا تو بُرا مانتا۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر نے آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک چھوڑ دی۔ پھر ان کے دونوں ساتھیوں نے اندر آکر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا اور بھاگ گئے۔ بعد میں محمد بن ابی بکر نے بیان دیا کہ میں قتل کے ارادے سے گیا ضرور تھا لیکن جب انہوں نے مجھے میرے باپ کے بارے میں یاد دلایا تو میں ہٹ گیا۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر پاک ۸۱، ۸۲، ۸۴، ۸۶، ۸۸، ۸۹ یا ۹۰ سال تھی۔ ۲۴ ذی الحجہ کو آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۳۲ وغیرہ)

وعدے پر ثابت قدم رہنے والے دیگر صحابۂ کرام:

۳؎.....جن صحابہ نے اللہ عزوجل سے عہد کیا تھا کہ وہ آئندہ کبھی راہ خدا میں جہاد کریں گے اور اللہ کی عطا سے شہادت کا درجہ پائیں گے، ان کے نام یہ ہیں: حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، سعید بن زید، حضرت حمزہ، حضرت مصعب بن عمیر، اور بعض مقام پر انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا نام بھی ہے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۶۰)

انس بن نضر: کا بیان ماقبل حاشیہ نمبر ۱ میں گزر گیا۔ حضرت عثمان غنی: کا بیان ماقبل حاشیہ نمبر ۲ میں گزر گیا۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ: نے بھی اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ایک غزوہ میں جام شہادت نوش فرمایا جس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت

عطا فرمائی: "اوجب طلحۃ الجنۃ یعنی طلحہ کے لئے جنت واجب ہوگئی"۔

(سنن الترمذی، کتاب الجہاد، باب: ما جاء فی الدرع، رقم: ۱۶۹۸، ۳۷۳۸، ص ۵۱۵)

حضرت مصعب بن عمیر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سید عالم ﷺ اُحد سے واپس آئے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے وہ راستہ میں مقتول پڑے ہوئے تھے، سید عالم ﷺ نے ان کے لئے کھڑے ہو کر دعا فرمائی اور یہ آیت ﴿من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرانہ بدلے (الاحزاب: ۲۳)﴾ تلاوت فرمائی۔ پھر سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے نزدیک شہداء ہیں، سو تم ان کے پاس آیا کرو اور ان کی زیارت کیا کرو، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت تک جو شخص بھی ان کو سلام کرے گا یہ اس کے سلام کے جواب دیں گے"۔ (الدر المنثور، ج ۵، ص ۳۶۵)

سعید بن زید: بن عمر بن نفیل حق گو، مال لٹانے والے، خواہشات کو مارنے والے اور راہ دین میں لڑنے والے تھے۔ راہ دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے، مستجاب الدعوات تھے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پہلے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ "طبقات الکبریٰ" میں ہے کہ گیارھویں صحابی تھے جنہیں جنت کی بشارت ملی تھی۔ ماہر فن رجال کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید اور طلحہ کو جنگ بدر میں شریک ہونا تھا لیکن کسی وجہ سے مشرکین کے عار دلانے پر شریک نہ ہو سکے۔

(تہذیب التہذیب، حرف السین: من اسمہ سعید، ج ۳، ص ۳۲۵)

غزوہ بنو قریظہ کا حال:

☆..... سن ۵ ہجری میں یہود سے بنو قریظہ رونما ہوا، جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس تشریف لائے تو نماز ظہر کے بعد بنو قریظہ سے جنگ کرنے کا حکم آیا، بنو قریظہ معاہدہ کی خلاف ورزی کر کے کفار کے ساتھ جنگ میں شریک ہو گئے تھے، رسول اللہ ﷺ تین ہزار صحابہ کے ساتھ ان کے خلاف جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوئے اور ان کو پچیس دن محاصرہ میں رکھا، آخر کار انہوں نے منظور کر لیا کہ حضرت سعد بن معاذ کو ان کے معاملہ میں حاکم بنا دیا جائے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں، عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا جائے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے"۔ سو ایسا ہی کیا گیا مردوں کی تعداد چھ سو یا سات سو تھی"۔ (السیرۃ النبویۃ، غزوۃ بنی قریظہ، ج ۲، ص ۱۳۳ وغیرہ)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میں اب بھی لوہار کی بھٹی کی طرح غبار اڑتا دیکھ رہا ہوں"، جب سید عالم ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اور سفر میں غبار اڑ رہا تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: مرجع النبی ﷺ من الاحزاب، رقم: ۴۱۱۸، ۶۹۸)

☆..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے احزاب کے دن فرمایا: "تم میں سے ہر کوئی شخص عصر کی نماز بنو قریظہ میں ادا کرے"، بعض مسلمانوں کو راستے میں نماز عصر کا وقت آ گیا، تو ان میں سے بعض نے کہا ہم بنو قریظہ پہنچ کر ہی نماز عصر پڑھیں گے، اور بعض نے کہا رسول اللہ ﷺ کی یہ مراد نہیں تھی اور انہوں نے وہیں راستہ میں عصر کی نماز پڑھ لی، پھر انہوں نے نبی پاک ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو سید عالم ﷺ نے کسی فریق پر ملامت کا اظہار نہیں کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: مرجع النبی ﷺ من الاحزاب، رقم: ۴۱۱۹، ص ۶۹۸)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نے اپنے باغات سے چند کھجور کے درخت سید عالم ﷺ کے لئے متعین کردیئے تھے ، یہاں تک کہ بنوقریظہ اور بنونضیر کے قبائل فتح ہوگئے ، (سید عالم ﷺ نے ہدایا واپس کردیئے) تو میرے گھر والوں نے کہا جاؤ ہم نے جو کھجوریں دیں تھیں ان کا کچھ یا سب واپس لے آؤ ، ادھر سید عالم ﷺ وہ کھجوریں ام ایمن کو دے چکے تھے ، اسی اثناء میں وہ بھی آگئیں اور میری گردن میں کپڑا ڈال کر کہنے لگیں ہرگز نہیں ، اس ذات کی قسم ! جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے ، اب یہ کھجوریں تمہیں نہیں ملیں گی ، رسول اللہ ﷺ یہ کھجوریں مجھے دے چکے ہیں ، تب سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تم ان کھجوروں کے بدلے میں مجھ سے اتنی چیزیں لے لو (اور ان کی کھجوریں انہیں واپس کردو) ، انہوں نے کہا نہیں ، اللہ کی قسم ! ہرگز نہیں ، حتی کہ آپ نے انہیں دس ہزار کھجوریں عطا کرنے کو فرمادیا۔ (صحیح البخاری کتاب المغازی، باب: مرجع النبی ﷺ من الاحزاب، رقم: ٤١٢٠، ص٦٨٩)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنوقریظہ نے کہا کہ ہم حضرت سعد بن معاذ کے فیصلے کے مطابق اپنے قلعوں سے باہر آجائیں گے ، نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد کو بلوایا ، وہ ایک دراز گوش پر سوار ہوکر آئے جب مسجد کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے انصار سے فرمایا: ''اپنے سردار کو (سواری سے اتارنے کے لئے ان کی) طرف کھڑے رہو''، آپ نے فرمایا: ''یہ لوگ تمہارے فیصلے کو مان کر قلعے سے نکل آئے ہیں''، حضرت سعد نے کہا ان کے جنگجو کو قتل کیا جائے ، عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا جائے ، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا''، ایک روایت میں ہے: ''ان کے اموال کو تقسیم کردیا جائے''۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: مرجع النبی ﷺ من الاحزاب، رقم: ٤١٢١، ٤١٢٢، ص٦٩٨)

غزوہ خیبر کے حالات ومحرکات :

۵......غزوہ غابہ کے تین دن بعد خیبر پیش آیا ، خیبر کے یہود اسلام کے سخت دشمن تھے ، غزوہ احزاب میں اگرچہ ان کو کامیابی نہ ہوئی مگر وہ اسلام کو مٹانے کے لئے برابر سازش کرتے تھے۔ غطفان ان کو مدد دینے کے لئے تیار ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ ایک ہزار چھ سو کی جمعیت کے ساتھ نکلے جن میں سے دو سو سوار اور باقی سب پیادہ تھے۔ راس المنافقین عبداللہ بن اُبی بن سلول نے اہل خیبر کو کہلا بھیجا کہ محمد ﷺ تم سے لڑنے آرہے ہیں۔ مگر تم ان سے نہ ڈرنا۔ تمہاری تعداد بہت ہے ، یہ تو مٹھی بھر آدمی ہیں جن کے پاس ہتھیار تک نہیں ، اس سفر میں جب لشکر اسلام صہباء میں پہنچا جو خیبر سے بارہ میل پرے ہے تو رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر پڑھ کر کھانا طلب فرمایا۔ صرف ستو پیش کئے گئے جو حسب الارشاد پانی میں گھول دیئے گئے۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے وہی کھائے۔ مقام صہباء سے روانہ ہوکر خیبر کے قریب غطفان و یہود کے درمیان وادی رجیع میں اترے تاکہ غطفان یہود کی مدد کو نہ جاسکیں ، چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ یہ مقام اسلامی کیمپ یا لشکر گاہ مقرر ہوا اور یہاں سے لڑائی کے لئے تیار ہوکر جایا کرتے اور زخمیوں کو علاج کے لئے یہیں لایا کرتے۔ رات گزارنے کے بعد دوسرے دن صبح تین باریوں پکارا ''اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا انزلنا بساحۃ قوم نساء صباح المنذرین یعنی اللہ اکبر ! خیبر ویران ہوگیا ، ہم جب کسی قوم کی انگنائی میں اترتے ہیں تو ڈرائے گیوں کی صبح بُری ہوتی ہے''۔ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو یونہی دعا مانگا کرتے تھے ، داخل شہر ہوکر یکے بعد دیگرے تمام ہی قلعے فتح کئے۔ قموص نامی قلعہ جو کہ اسی نام کی پہاڑی پر قائم تھا اور اس میں عرب کا مشہور پہلوان مرحب رہتا تھا ، سید عالم ﷺ نے پہلے پہل ابوبکر صدیق کو بھیجا مگر قلعہ فتح نہ ہوا ، محاصرہ تنگ ہونے لگا تو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں کل جھنڈا ایک شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا ؟ دوسرے دن صبح کو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علی کہاں ہیں ؟ عرض کی گئی ان کی آنکھوں میں آشوب چشم ہے ، فرمایا ؟ انہیں بلاؤ ، جب وہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب دھن ان کی آنکھوں میں لگا کر دعا ارشاد فرمائی ، فوراً صحتیاب

ہوگئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہادری اور جانفشانی سے وہ قلعہ بھی فتح ہوگیا۔ قموص کے بعد باقی قلعے جلد فتح ہوگئے، اس معرکے میں ۹۳ یہود مارے گئے اور ۱۵ اصحابہ کرام شہید ہوگئے۔ فتح خیبر کے بعد زمین پر قبضہ کرلیا گیا لیکن یہود کی درخواست پر نصف پیداوار صلح کرلی گئی۔

(سیرت رسول عربی، ص۱۹۳ وغیرہ)

اغراض:

اقتداء: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ اسوۃ مصدر بمعنی الائتساء ہے، کہا جاتا ہے کہ فلاں نے فلاں کی پیروی کی۔

فی القتال: سید عالم ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کی اقتداء کرنا واجب ہے، یعنی اپنی خواہش سے نہ تو کلام کرے اور نہ ہی افعال بجالائے بلکہ جمیع افعال، اقوال اور احوال میں اپنے رب کی رضا چاہے۔ ذلک : مراد وعدو صدق ہے۔

ذلک: اللہ کی راہ میں موت آنا مراد ہے۔

بخلاف حال المنافقین: منافقین نے اپنے عہد و پیمان کو بدل ڈالا، پس ان میں سے جب کوئی قتال کا ارادہ کرتا تو اپنی جان، مال کا خوف کرتا انہیں اللہ کی رضا کی جستجو نہ ہوتی۔

بالریح: پس تیز ہواؤں نے ان کے خیموں کو اکھیڑ دیا۔ وھم المقاتلۃ: چھ سو یا سات سو کی تعداد تھی۔

ای الذراری: سات سو یا پچاس خادمائیں بطور غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔

وھی خیبر: خیبر اور اس کے علاوہ ہر زمین پر قیامت تک مسلمان بستے ہونگے۔

اخذت بعد قریظۃ: کا بیان حاشیہ نمبر ۴ میں دیکھ لیں۔ (الصاوی، ج۵، ص۳۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۰

﴿یایھا النبی قل لازواجک ﴾وَھُنَّ تِسعٌ وَطَلَبنَ مِنہُ مِن زِینَۃِ الدنیا مالَیسَ عِندَہُ﴿ ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن ﴾اَی مُتعَۃَ الطَّلاقِ﴿واسرحکن سراحا جمیلا (۲۸)﴾اُطَلِّقُکُنَّ مِن غَیرِ ضِرَارٍ ﴿ وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ ﴾اَی الجَنۃَ﴿ فان اللہ اعد للمحسنت منکن ﴾بِاِرادۃِ الاٰخِرۃِ﴿ اجرا عظیما (۲۹)﴾اَیِ الجَنۃ فَاختَرنَ الاٰخِرۃَ علَی الدُّنیا﴿ینساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ ﴾بِفَتحِ الیاءِ وَکَسرِھا اَی بُیِّنَتُ اَو ھِیَ بَیِّنَۃٌ﴿یضعف ﴾وَفِی قِرائَۃٍ یُضَعِّفُ بِالتَّشدِیدِ وَفِی اُخرٰی نُضَعِّفُ بِالنُّونِ مَعہُ وَنَصبِ العَذَابِ﴿ لھا العذاب ضعفین ﴾ضِعْفَی عَذابِ غَیرِھِنَّ اَی مِثلَیہِ﴿ وکان ذلک علی اللہ یسیرا (۳۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے غیب بتانے والے اپنی بیبیوں سے فرمادے (ان ازواج مطہرات......۱...... رضی اللہ عنہن کی تعداد نو تھی انہوں نے حضور ﷺ سے اس دنیاوی زینت کا سوال کیا تھا جو حضور اپنے پاس نہیں رکھتے تھے) اگر تم دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتی ہو تو میں تمہیں مال دوں (یعنی طلاق کا متاع دوں......۲......) اور اچھی طرح چھوڑ دوں (بغیر کوئی ضرر دیئے تمہیں طلاق دیدوں) اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر (یعنی جنت) چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لیے (آخرت کا ارادہ رکھنے کے سبب) بڑا اجر (یعنی جنت کو) تیار کر رکھا ہے (تو ان ازواج مطہرات، رضی اللہ عنہن نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی اور اسے اختیار کیا) اے نبی کی بی بیوں جو تم میں صریح حیاء کے خلاف کوئی جرأت کرے......۳......(مبینۃ کو یاء مفتوحہ اور مکسورہ دونوں کے ساتھ

پڑھا گیا ہے یہ بمعنی بینت ہے یاھی بینۃ ہے) اس پر دونا (یضعف کو ایک قرائت میں مشدد اور دوسری قرائت میں مخفف پڑھنے کے ساتھ اسے علامت مضارع نون اور لفظ العذاب کے نصب کے ساتھ پڑھا گیا ہے) عذاب ہوگا (یعنی دیگر عورتوں کے مقابلے میں دونا یعنی دو مثل عذاب ہوگا......الخ......) اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین﴾

یایھا النبی: نداء، قل لازواجک: قول، ان: شرطیہ، کنتن: فعل ناقص باسم، تردن: فعل بافاعل، الحیوۃ الدنیا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، زینتھا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، تعالین: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ جملہ ندائیہ۔

﴿امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا۞﴾.

امتعکن: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اسرحکن: فعل بافاعل ومفعول، سراحا جمیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب امر واقع ہے۔

﴿وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنت منکن اجرا عظیما۞﴾.

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، کنتن: فعل ناقص باسم، تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، اعد: فعل بافاعل، لام: جار، محسنت: ذوالحال، منکن: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، اجرا عظیما: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ینساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضعف لھا العذاب ضعفین﴾.

ینساء النبی: نداء، من: شرطیہ مبتدا، یات: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، منکن: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، بفاحشۃ مبینۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، یضعف لھا: فعل مجہول وظرف لغو، العذاب: نائب الفاعل، ضعفین: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وکان ذلک علی اللہ یسیرا۞﴾.

و: عاطفہ، کان ذلک: فعل ناقص واسم، علی اللہ یسیرا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یایھا النبی قل لازواجک......☆ سید عالم ﷺ کی ازواج مطہرات نے آپ ﷺ سے دنیاوی سامان طلب کئے اور نفقہ میں زیادتی کی درخواست کی، یہاں تو کمال زہد تھا کہ سامان دنیا اور اس کا جمع کرنا گوارا نہ تھا، اس لئے یہ خاطر اقدس پر گراں گزرا اور یہ آیت نازل ہوئی اور ازواج مطہرات کو تخییر دی گئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ازواج مطہرات کا اہل بیت میں داخل ہونا:

۱......نبی پاک ﷺ کے اہل بیت میں آپ ﷺ کی ازواج، بیٹیاں، صہر (سُسر ال) یعنی داماد داخل ہیں ایک قول یہ بھی

کیا گیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیبیاں، اور مرد حضرات اہل میں داخل ہیں جن کا بیان ﴿انما یرید اللہ لیذھب......الخ﴾ میں ہوا ہے، اور "اَھـــــل" کو منصوب قابل مدح ہونے کی حیثیت سے رکھا گیا ہے اور قرآن میں حضرت نوح علیہ السلام کے حوالے سے ہے: ﴿انه لیس من اھلک بے شک وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے(ھود:۴۶)﴾ زجاج کہتے ہیں اس جملے میں اہل سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں نجات دینے کا وعدہ نہیں دیا گیا، اور ایک قول یہ ہے کہ مراد دینی اعتبار سے اہل کا نہ ہونا ہے اور ہر نبی کا اہل اس کی امت ہوا کرتی ہے۔ (لسان العرب، الحرف الالف، ج۱، ص ۲۵۳ ملخصا)

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

کسی شخص کے اہل بیت میں وہ لوگ شامل ہوتے ہیں جو اس کے نسب، دین، پیشہ، گھر یا شہر میں شریک ہوں، لغت میں کسی کے اہل وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس کے گھر میں رہتے ہوں، پھر مجازاً جو لوگ اس کے نسب میں شریک ہوں ان کو بھی اس کے اہل کہا جاتا ہے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان مبارک کو بھی اہل بیت کہا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے ﴿انمـا یـریـد اللـه لیذھب عنکم الرجس اھل البیت اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے(الاحزاب:۳۳)﴾۔ کسی شخص کی زوجہ کو اس کے اہل میں تعبیر کیا جاتا ہے اور اہل اسلام اسے کہتے ہیں جو سب ہی اسلام کے ماننے والے ہوں اور چونکہ اسلام نے مسلمان و کافر کے مابین نسبی رشتے کو منقطع کر دیا ہے کیونکہ اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کے حوالے سے فرمایا: ﴿ینوح انه لیس من اھلک انه عمل غیر صالح اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں(ھود:۴۶)﴾۔ (المفردات، ص۳۹)

امام فخر الدین رازی کہتے ہیں:

اہل بیت کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں، اولی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد، ازواج، حسن و حسین اور علی بھی داخل ہیں، کیونکہ آپ کی بیٹی کے واسطے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے اہل ہیں۔ (الرازی، ج۹، ص۱۶۸)

امام بیضاوی کہتے ہیں:

شیعہ حضرات کے نزدیک اہل بیت فقط بی بی فاطمہ، حضرت علی، حسن و حسین ہیں رضی اللہ عنھم، ایک دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ چادر لے کر آئے پھر فاطمہ، علی، حسن و حسن کو اس میں داخل کر کے فرمایا ﴿انمـا یـریـد اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے(الاحزاب:۳۳)﴾۔ یہ روایت اس پر دلیل ہے کہ اہل بیت میں ان کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہے، ہم کہتے ہیں نص صریح کے مقابلے میں روایت کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا لہٰذا آیت مذکورہ ازواج مطہرات کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (حاشیۃ الشھاب علی البیضاوی، ج۷، ص۴۸۶ وغیرہ، روح البیان، ج۷، ۲۰۴)

☆......بی بی عائشہ پر منافقین نے تہمت لگائی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی برأت کے حوالے سے فرمایا: "یـا معشـر المسـلمین من یعـذرنـی مـن رجـل قـد بـلغنی عنه اذاہ فی اھلی واللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا یعنی اے مسلمانو! اس شخص کے معاملے میں کون میری مدد کرے گا جو مجھے میرے اہل یعنی زوجہ کے متعلق بُری بات کر کے اذیت دیتا ہے، مجھے اپنے (اہل یعنی) زوجہ میں سوائے خیر کے کسی چیز کا علم نہیں"۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: حدیث الافک، رقم: ۴۱۴۱، ص۷۰۳)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو طلاق دینے کا اختیار ہونا:

ع......علامہ بغوی کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیوی ساز و سامان کا مطالبہ کیا اور نفقہ میں اضافہ کرنے کا مطالبہ کیا، ان کے اس رویے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی اور ایک مہینہ تک ان

کے قریب نہ آنے کی قسم کھائی، اور اسی وقت میں اپنے اصحاب کی طرف باہر تشریف نہ لے گئے، صحابہ کرام کو فکر لاحق ہوئی اور کہنے لگے کہ آپ ﷺ کا کیا حال ہے؟ (آپ باہر تشریف نہیں لائے)، ان میں سے کچھ یہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا میں تمہیں حقیقت حال سے آگاہ کردوں گا۔ چنانچہ میں سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں مسجد میں داخل ہوا تو مسلمان کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلاق دے دی ہے۔ کیا میں انہیں مطلع کردوں کہ آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا؟ فرمایا: ہاں! اگر تو چاہے، پس میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا اور بلند آواز کے ساتھ ندا دی کہ سید عالم ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی۔ (المظھری، ج۵،ص۵۱۸)

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور سید عالم ﷺ سے آنے کی اجازت طلب فرمائی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ سید عالم ﷺ دروازے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں دے رہے، پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی گئی، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں بھی اجازت دے دی گئی، انہوں نے دیکھا کہ سید عالم ﷺ تشریف فرما ہیں اور اردگرد ازواج مطہرات بیٹھی ہوئی ہیں، چہرے انور پر افسردگی کے آثار نمایاں ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دل میں سوچا کہ میں ضرور کوئی بات کہہ کر انہیں ہنساؤں گا چنانچہ کہا: یارسول اللہ ﷺ! کاش آپ دیکھتے کہ بنت خارجہ مجھ سے نفقہ کا سوال کرے اور میں ان کی گردن مروڑ دوں، سید عالم ﷺ مسکرا دیئے، اور فرمایا: ''یہ مجھ سے نفقہ کا سوال کر رہی ہیں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر بی بی عائشہ کی گردن مروڑنے لگے اور عمر فاروق بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ یہی معاملہ کرنے لگے۔ دونوں حضرات کہہ رہے تھے کہ تم سید عالم ﷺ سے اس چیز کا سوال کر رہی ہو جو ان کے پاس نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کی قسم کھاتی ہیں کہ آئندہ کسی ایسی چیز کا سوال نہ کریں گے جو آپ ﷺ کے پاس نہ ہو۔ سید عالم ﷺ نے ایک ماہ یا انتیس دن اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار فرمائی۔

(صحیح البخاری، کتاب التفاسیر، باب قولوان کنتن تردن اللہ، رقم ۴۷۸۶، ص ۸۴۱ بتغیر قلیل)

سید عالم ﷺ نے اپنی پاک بیبیوں کو اختیار دیا تھا کہ اگر وہ دنیا چاہیں تو سرکار دوعالم ﷺ انہیں اپنے نکاح سے فارغ کردیں اور اگر آخرت چاہیں تو انہیں اپنے نکاح میں برقرار رکھیں۔ جس وقت یہ معاملہ پیش آیا اس وقت سرکار ﷺ کے نکاح میں نو ازواج تھیں جن میں سے پانچ قریشی: (۱)...... بی بی عائشہ، (۲)...... بی بی حفصہ، (۳)...... ام حبیبہ بنت ابوسفیان، (۴)...... بی بی سودہ بنت زمعہ، (۵)...... بی بی ام سلمہ بنت ابی امیہ، اور چار غیر قریشی تھیں: (۶)...... بی بی صفیہ بنت حی بن اخطب الخیریہ، (۷)...... بی بی میمونہ بنت حارث ھلالیہ، (۸)...... بی بی زینب بنت جحش اسدیہ، (۹)...... جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنھن۔

ازواج مطہرات نے سید عالم ﷺ سے جو کچھ طلب فرمایا اسکی قدرے تفصیل یہ ہے: چنانچہ ام سلمہ نے معلم طلب فرمایا، بی بی میمونہ نے یمن کے حلوں کا مطالبہ کیا، بی بی زینب نے دھاری دار چادروں کا مطالبہ کیا، ام حبیبہ نے سحولی کپڑوں کا مطالبہ کیا، بی بی حفصہ نے مصر کے کپڑوں کا مطالبہ کیا، بی بی جویریہ نے سر پر باندھنے کے کپڑوں کا مطالبہ کیا، بی بی سودہ نے خیبر کی چادر کا مطالبہ کیا، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا۔ (عمدۃ القاری، کتاب التفسیر، باب: یایھا النبی قل مرقم: ۴۷۸۴، ج۱۳، ص۲۳۷)

☆...... بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ ہمیں سید عالم ﷺ نے اختیار دیا تھا تو ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرلیا تھا اور ہم پر کسی چیز (یعنی طلاق کا) شمار نہیں کیا گیا تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب: من خیر ازواجہ، باب، برقم: ۵۲۶۲، ص ۹۴۰)

قرآن میں پاک بی بیوں کی جانب حیاء کے خلاف نسبت کرنا:

۳۔۔۔۔۔نبی کی بی بیوں میں جو صریح حیاء کے خلاف کوئی جرأت کرے یعنی ظاہری نافرمانی کرے جیسا کہ فرمان مقدس نشان ﴿لئن اشرکت لیحبطن عملک تو اے سننے والے اگر تونے اللہ کا شریک کیا تو تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا(الزمر:۶۵)﴾ یعنی ان میں سے کوئی حیاء کے خلاف جرأت کرے، پس اللہ ﷻ نے حضرات انبیائے کرام کی ازواج کو حیاء کے خلاف امور سے محفوظ رکھا ہے، ابن عباس کہتے ہیں اس سے مراد شوہر کی نافرمانی کرنا اور بُرے اخلاق سے پیش آنا ہے۔(الخازن، ج۳،ص۴۲۴)

دونا عذاب ہونے کا معنی:

۴۔۔۔۔۔اگرچہ حضرات انبیائے کرام کی ازواج کو اللہ ﷻ نے حیاء کے خلاف امور سے محفوظ رکھا ہے تاہم ایک مسئلہ سمجھانا مقصود ہے کہ ان کے اس قسم کے اعمال کا عذاب بھی دگنا ہوگا، جیسا کہ ظاہر ہے کہ آزاد شخص کی حد غلام کے مقابلے میں دوگنی ہوتی ہے، عالم کی نسبت غیر عالم کا معاملہ، جیسا کہ امام زین العابدین سے منقول ہے کہ جب انہیں کسی شخص نے کہا: ''اہل بیت بخش دیئے گئے ہو'' آپ رضی اللہ عنہ غضب ناک ہوگئے اور کہا: ''ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے نیکوں کا اجر دگنا اور گناہ گاروں کا عذاب دوگنا ہوتا ہے، ایسے ہی ہمارا اور ازواج نبی ﷺ کا حال ہے، پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (روح المعانی، الجزء:۲۱،ص۲۴۴وغیرہ)

نوٹ: میری عقیدت یہ کہتی ہے کہ امام زین العابدین نے خوف خدا میں یہ بات کہی تھی ورنہ آپ کا مقام بہت بلند ہے، اللہ ہمیں انکے قدموں کی دھول کا صدقہ عطا فرمادے۔

اغراض:

وھن تسعة: عطائین، ج۳، صفحہ نمبر ۱۱۱ کا مطالعہ کیجئے، یہاں برکت حاصل کرنے کے لئے فقط تین اشعار جو کہ علمائے کرام نے پاک بیبیوں کے نام کو جمع کر کے ذکر کیا ہے، درج ذیل بیان کرتے ہیں:

توفی رسول اللہ عن تسع نسوة......... الیھن تعزی المکرمات وتنسب

فعائشة میمونة وصفیة .... وحفصة تتلوھن ھند وزینب

جویریة مع رملة ثم سودة .... ثلاث وست نظمھن مھذب .

اطلقکن من غیر ضرار: یعنی بغیر کسی مشقت کے طلاق دینا مراد ہے۔

فاخترن الآخرة علی الدنیا: یہ پاک بی بیاں پارسا تھیں، وارد ہوتا ہے کہ بی بی عائشہ کے پاس بیت المال سے اسّی ہزار درہم آئے جسے آپ نے اپنی خادمہ کے ذریعے غریبوں میں تقسیم کروادیا اور خود روزے سے تھیں، شام کو افطار کے وقت اپنی خادمہ سے کہا کہ کچھ ہو تو افطار کے لئے پیش کرو تو انہوں نے معذرت کرلی کہ سب کچھ راہ خدا میں دے چکی ہوں، آپ کی افطار کے لئے کچھ نہیں بچا۔

العذاب: سے مراد دنیاوی واُخروی عذاب ہے۔ (الصاوی، ج۵،ص۳۶وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱

﴿ومن یقنت ﴾یُطِعُ﴿منکن للہ و رسولہ وتعمل صالحا نوتھا اجرھا مرتین﴾اَی مِثْلَی ثَوابِ غَیرِھِنَّ مِن نِسَاءٍ وَفِی قِرَائۃٍ بالتَّحْتانِیۃِ فِی تَعمَل وَنُؤتِھا﴿واعتدنا لھارزقا کریما(۳۱)﴾فِی الْجَنۃِ زِیَادۃً ﴿ینساء النبی لستن کاحد﴾ کَجَمَاعۃٍ ﴿من النساء ان اتقیتن ﴾اللہَ فَاِنْ کُنَّ اَعْظَمُ﴿فلا تخضعن بالقول﴾لِلرِّجالِ﴿فیطمع الذی فی قلبہ مرض﴾نِفاقٌ﴿وقلن قولا معروفا(۳۲)﴾مِن غَیرِ خُضُوعٍ﴿و قرن﴾بِکَسرِ القَافِ وفَتْحِھا﴿فی بیوتکن ﴾مِنَ القَرَارِ واصُلُہ اقْرِرنَ بِکَسرِ الرَّاءِ وَفَتْحِھا مِن قَرِرتُ بِفتحِ الراءِ وَکَسرِھا نُقِلتُ حَرکَۃُ الرَاءِ اِلی الْقافِ وَحُذِفَتْ ھَمْزۃِ الْوَصلِ﴿ولا تبرجن ﴾بِتَرکِ اِحْدَی التَّائَینِ مِن اَصلِہٖ﴿تبرج الجاھلیۃ الاولی﴾اَی مَا قَبلَ الْاِسلامِ مِن اِظْھارِ النِّسَاءِ مَحاسِنَھُنَّ لِلرِّجَالِ وَالْاِظْھارِ بَعدَ الْاِسْلامِ مَذْکُورٌ فِی آیۃٍ وَلا یُبْدِینَ زِینَتَھُنَّ اِلا مَا ظَھرَ مِنْھا﴿واقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ ط انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس ﴾الْاِثْمَ﴿اھل البیت﴾اَی نِساءَ النَّبِیِّ﴿ویطھرکم ﴾مِنہُ﴿تطھیرا(۳۳) واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من ایت اللہ﴾القُرانَ﴿والحکمۃ﴾السُّنَّۃِ﴿ان اللہ کان لطیفا﴾بِاَولِیائِہٖ﴿خبیرا(۳۴)﴾بَجَمِیعِ خَلقِہٖ.

﴿ترجمہ﴾

اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول کے (یقنت بمعنی یطع ہے) اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دونا ثواب دیں گے (یعنی دیگر عورتوں کے مقابلے میں دگنا ثواب دیں گے......۱......، ایک قرائت میں تعمل اور نؤتھا علامت مضارع یاء کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے، یعنی یعمل اور یؤتھا ہے) اور ہم نے اس کے لیے (جنت میں) عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے، اے نبی کی بی بیوں اور عورتوں کی طرح نہیں ہو (دیگر عورتوں کے گروہ کی طرح نہیں ہو) اگر (اللہ ﷻ سے) ڈرو (تو تم سب عورتوں سے عظیم تر ہو) تو (مردوں سے) بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی (دل میں نفاق رکھنے والا) کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کرو (بغیر نرم انداز اختیار کئے......۲......) اور اپنے گھروں میں ٹھہری ہو (وقرن قاف مکسورہ اور مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ فعل ''قرار'' سے ماخوذ ہے صیغہ کی اصل اقررن ہے، راء مکسورہ اور مفتوحہ دونوں کے ساتھ ہے، یا قررت سے ماخوذ ہے، راء مفتوحہ اور مکسورہ دونوں طرح پڑھا گیا ہے، راء کی حرکت قاف کو دے کر اسے مع ہمزہ وصل کے حذف کر دیا گیا ہے) اور بے پردہ نہ رہو (ولا تبرجن اصل میں دو تاء تھیں، جن میں سے ایک کو حذف کر دیا) جیسے اگلی جاہلیت (یعنی اسلام سے پہلے کی) بے پردگی......۳...... (کہ عورتیں مردوں کے سامنے اپنے محاسن کو ظاہر کیا کرتی تھیں، اظہار محاسن کا بعد اسلام میں جو حکم ہے وہ اس آیت مذکور﴿ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا﴾ میں ہے) اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے (اے) نبی کے گھر والوں (یعنی نبی ﷺ کی بی بیوں......۴......) کہ تم سے رجس (یعنی گناہ کو) دور فرما دے اور تمہیں (گناہ سے) پاک کر کے خوب ستھرا کر دے اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں (یعنی قرآن پاک) اور حکمت (یعنی سنت) بیشک اللہ لطف فرمانے والا ہے (اپنے اولیاء پر) خبر رکھنے والا ہے (اپنی تمام مخلوق) کی۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومن يقنت منكن لله ورسوله وتعمل صالحا نوتها اجرها مرتين واعتدنا لها رزقا كريما﴾۔

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یقنت: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، منکن: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، للہ ورسولہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تعمل صالحا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، نوتها: فعل بافاعل ومفعول، اجرها: مفعول ثانی، مرتین: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اعتدنا لها: فعل بافاعل وظرف لغو، رزقا کریما: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ينساء النبى لستن كاحد من النساء ان اتقيتن فلا تخضعن بالقول﴾۔

ینساء النبی: نداء، لستن: فعل ناقص بااسم، کاف: جار، احد: موصوف، من النساء: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، ان: شرطیہ، اتقیتن: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، لا تخضعن: فعل نفی بافاعل، بالقول: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فيطمع الذى فى قلبه مرض وقلن قولا معروفا﴾۔

ف: سببیہ، یطمع: فعل، الذی: موصول، فی قلبہ: ظرف مستقر خبر مقدم، مرض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ نہی کے بعد واقع ہے، و: عاطفہ، قلن: فعل امر بافاعل، قولا معروفا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقرن فى بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى﴾۔

و: عاطفہ، قرن: فعل امر بافاعل، فی بیوتکن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تبرجن: فعل نہی بافاعل، تبرج: مضاف، الجاھلیۃ الاولی: مضاف الیہ، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واقمن الصلوة واتين الزكوة واطعن الله ورسوله﴾۔

و: عاطفہ، اقمن الصلوۃ: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اتین الزکوۃ: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اطعن: فعل امر بافاعل، اللہ ورسولہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا﴾۔

انما: حرف مشبہ وما کافہ، یرید اللہ: فعل وفاعل، لام: جار، یذھب عنکم الرجس: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یطھرکم تطھیرا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، اھل البیت: نداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واذكرن ما يتلى فى بيوتكن من ايت الله والحكمة ان الله كان لطيفا خبيرا﴾۔

و: عاطفہ، اذکرن: فعل امر بافاعل، ما: موصول، یتلی فی بیوتکن: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، من: جار، ایت اللہ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الحکمۃ: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، کان لطیفا خبیرا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دیگر عورتوں کے مقابلے میں دوگنا ثواب:

۱.....تقوی کی رعایت کرنے اور دوسرے قناعت وحسن معاشرت کے ذریعے سید عالم ﷺ کی رضا حاصل کرنے کی وجہ سے

دوگنا اجر دیئے جائیں گے اور یہ قول ابو سعود کا ہے۔
(الجمل، ج۶، ص۱۶۹)

ابن ابی بن حاتم ربیع سے اور وہ انس سے متذکرہ آیت اور اس سے ماقبل ﴿یضعف لها العذاب ضعفین اُس پر اوروں سے دُونا عذاب ہوگا(الاحزاب: ۳۰)﴾ کے تحت فرماتے ہیں: جس طرح نبی کی بیبیوں کو صریح حیاء کے خلاف جرأت کرنے پر دیگر مومنہ عورتوں کے مقابلے دوگنا عذاب ہوگا اور اسی طرح اچھا کام کرنے پر دیگر مومنہ عورتوں کے مقابلے میں دوگنا ثواب ہوگا۔ بالکل اسی طرح کسی مسلمان عورت کو کسی نیکی پر دس گنا اجر ملے تو نبی کی پاک بیبیوں کو بیس گنا اجر ملے گا اور اسی کی مثل جب کسی چیز میں دیگر عورتوں کو دس گنا سے زیادہ اجر وثواب ملے تو نبی کی پاک بی بیوں کو اس سے دوگنا ملے گا اور اسی طرح عذاب کا معاملہ بھی ہے جیسا کہ ماقبل بیان ہو چکا اور ان پاک بی بیوں کا اجر میں دوگنا اضافہ ان کے شرف وکرامت کی وجہ سے ہے کہ انہیں اس ہستی سے نسبت حاصل ہے جو کہ خلق خدا میں سب سے بہتر ہیں۔ اور آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان کے اعمال صالحہ کی جانب فقط سید عالم ﷺ کی حیات ظاہری تک ہی محدود نہیں بلکہ سید عالم ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی ان کے اعمالِ صالحہ کی جانب نسبت کی جاتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ طاعت گزاری اور دوسرے قناعت وحسن معاشرت کے ذریعے نبی پاک ﷺ کی رضا جوئی میں لگے رہیں تو دوگنا اجر ہے۔ ''بحر'' میں ہے کہ طلبِ رضا اور طاعت گزاری ہے اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد اعمالِ صالحہ میں دوگنا اجر ہونے کے پائے جانے یا نہ پائے جانے کے حوالے سے وہم پایا جاتا ہے۔ بعض متقدمین کہتے ہیں: دوگنا اجر (وعذاب) دیئے جانے میں آیت کے ظاہری سیاق میں تطبیق دی ہے جیسے قنوت نازلہ کو ایک خاص سبب کی وجہ سے پڑھا گیا، اسی طرح نافرمانی کی صورت میں دوگنا عذاب ہونا کہ سید عالم ﷺ سے وہ کچھ طلب کیا جائے جس سے ان کی طبیعت پر خاطر گراں گزرے، اور تمام ہی ازواج سے ایسا ہونا (درحقیقت) نافرمانی نہیں کہلائے گی، اسی طرح دوگنا عذاب یا اجر دیئے جانے کے مسئلے میں تأمل کی حاجت ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ دوگنے عذاب سے دنیا اور آخرت کا عذاب مراد ہے اور اسی طرح دوگنے اجر سے بھی دنیا وآخرت کا اجر مراد ہے۔
(روح المعانی، الجزء:۲۲، ص۲۴۹ وغیرہ)

ضرورتاً نامحرم سے کلام کرنے کے انداز:

۲......عورت کا خوش الحانی سے بآواز بلند ایسا پڑھنا کہ نامحرموں کو اُس کے نغمہ کی آواز جائے حرام ہے۔

نوازل امام ابواللیث میں ہے: ''نغمة المرأة عورة یعنی عورت کا خوش آواز کرکے کچھ پڑھنا ''عورۃ'' یعنی محل ستر ہے''۔

کافی امام ابوالبرکات نسفی میں ہے:

لاتلبی جهر الان صوتها عورة عورت بلند آواز سے تلبیہ نہ پڑھے اس لئے کہ اس کی آواز قابلِ ستر ہے۔

امام ابوالعباس قرطبی کی کتاب السماع پھر بحوالہ علامہ مقدسی امداد الفتاح علامہ شرنبلالی پھر ردالمحتار علامہ شامی میں ہے:

لا نجیز لهن رفع اصواتهن ولا تمطیطها ولا تلیینها وتقطیعها لما فی ذلک من استمالة الرجال الیهن وتحریک الشهوات منهم ومن هذا لم یجز ان تؤذن المرأة یعنی عورتوں کو اپنی آوازیں بلند کرنا، انہیں لمبا اور دراز کرنا، ان میں نرم لہجہ اختیار کرنا، اور ان میں تقطیع کرنا (کاٹ کاٹ کر تخلیل عروض کے مطابق) اشعار کی طرح آوازیں نکالنا، ہم ان سب کاموں کی عورتوں کو اجازت نہیں دیتے اس لئے کہ ان سب باتوں میں مَردوں کا اُن کی طرف مائل ہونا پایا جائیگا، اور اُن مَردوں میں جذباتِ شہوانی کی تحریک پیدا ہوگی، اسی وجہ سے عورت کو اجازت نہیں کہ وہ اذان دے اور اللہ سب سے بڑا عالم ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

عورت کے لئے تمام محارم سے گفتگو کرنا اور حاجت ہو اور اندیشہ فتنہ نہ ہو، نہ خلوت ہو تو پردہ کے اندر سے بعض نامحرم سے بھی گفتگو کرنا اور اپنی آواز سنانا جائز ہے۔ (الفتاوی الرضویۃ مخرجہ، رسالہ:مُرُوج النجا لخروج النساء، ج۲۲، ص ۲۴۲ وغیرہ)

چادر اور چار دیواری کا تصور اور موجودہ حالات:

۳......اللہ ﷻ کا فرمان:﴿وقرن فی بیوتکن اور اپنے گھروں میں ٹھری ہو(الاحزاب:۳۳)﴾۔یہ چادر اور چار دیواری کا تصور جو کسی عالم، حاکم وقت، پیر، مذہبی رہنما نہیں بلکہ رب کریم کا فرمان ہے۔تاہم پانچ شرائط ایسی ہیں جن کی موجودگی میں عورت ضرورت کی وجہ سے گھر سے باہر نکل سکتی ہے، ملازمت اختیار کرسکتی ہے۔(۱)......کپڑے باریک نہ ہوں جس سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چمکے۔(۲)......کپڑے تنگ وچست نہ ہوں جو بدن کی ہیئات ظاہر کریں۔(۳)......بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو۔(۴)......کبھی نامحرم کے ساتھ خفیف دیر کے لئے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔(۵)......اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی فتنہ کا گمان نہ ہوتا ہو۔یہ پانچوں شرائط جمع ہو جائیں تو ملازمت کے لئے جائے ورنہ ایک بھی کم ہوئی تو ملازمت کرنا حرام۔ (الفتاوی الرضویۃ مخرجہ، رسالہ:مُرُوج النجا لخروج النساء، ج۲۲، ص ۲۴۸ وغیرہ)

اسلامی ملک ہوتے ہوئے، جہالت کا دور دورہ ہے، بے تکلفی، بے پردگی اور جہالت نے ایسے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں کہ ہر جگہ مسائل ہی نظر آتے ہیں۔دوسری جنگ عظیم میں امریکہ کے سپاہی اپنے دوست ملک برطانیہ کی مدد کے لئے تشریف لائے تھے۔وہ چند سال برطانیہ میں ٹھہرے اور جب گئے تو سرکاری اعداد وشمار کے مطابق ستر ہزار حرامی بچے چھوڑ کر گئے، یورپ کے بعض ملکوں میں حرامی بچوں کی شرح پیدائش ساٹھ فی صد سے بھی تجاوز کر چکی ہے اور کنواری ماؤں کی تعداد میں ہوشرُبا اضافہ ہو رہا ہے۔طلاقوں کی کثرت ہے، پاکستان اور اسلامی ریاستوں میں بھی سالانہ حرامی بچے پیدا ہونے کی شرح بڑھتی جا رہی ہے۔جو لوگ ترقی کے نام کی راگ سناتے ہیں انہیں پوچھا جائے کہ ترقی یہی ہے کہ کچھ اور،تو سامنے سے جواب نہ بن پانے پر مذہب کو بُرا بھلا کہہ کر مزید اپنے لئے تباہی مول لیتے ہیں۔

اہل بیت کے فضائل ومناقب اور ردِ یزید:

۴......اہل بیت کا مفہوم بہت وسیع ہے تاہم ہم نے اہل بیت سے ازواج مطہرات اور دیگر اولاد کے ہونے کا مفہوم ماقبل بیان کر دیا ہے جیسا کہ کئی مفسرین کرام نے بیان کیا ہے،خود مفسر جلال نے بھی یہی مفہوم مراد لیا ہے۔تاہم دوسرا قول امام حسن وحسین ،بی بی فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے جس پر شیعہ حضرات جزم کرتے ہیں۔ہم متذکرہ آیت کے تحت قرآن وحدیث وتفاسیر کی روشنی میں اہل بیت کے فضائل، یزید کی امامت وخلافت قوانین شرعیہ کی روشنی میں احکامات، امام پاک کا یزید کی بیعت نہ کرنا جب کہ دیگر صحابہ کا بیعت کرنا کس درجے میں تھا؟ یزید کے فسق وفجور اور تقوی وپرہیزگاری کا حال، جہاد قسطنطنیہ میں یزید کی شرکت ہوئی یا نہیں؟، امام حسن کی شہادت، کرامات امام پاک، کربلا کے بعد کے مناظر بیان کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں کئی مقامات پر اہل بیت کے فضائل ومناقب کا بیان موجود ہے چنانچہ ارشاد باری ﷻ ہے﴿فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین تو ان سے فرما دو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں(ال عمران:۶۱)﴾ یہ آیت مباہلہ ہے جس میں نصاریٰ نجران کو مباہلہ کا کھلا چیلنج دیا گیا،اس وقت سید عالم ﷺ کے ہمراہ بی بی فاطمہ، حضرت علی، حسن وحسین رضی اللہ عنہم تھے۔نصاری کے پادری نے ان نورانی چہروں کو دیکھ کر بے ساختہ کہا:"انی

لاری وجوھا لو سالوا اللہ ان یزیل جبلا لازالہ من مکانہ فلا تبتھلوا فتھلکوا ولا یبقی علی وجہ الارض نصرانی الی یوم القیامۃ بیشک میں ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر لوگ یہ سوال کریں کہ وہ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹادیں تو اللہ ان کی دعا سے پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دے گا، پس ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر قیامت تک کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ (الرازی، ج۳،ص۲۴۷)

☆...... حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو اے لوگو! میں صرف ایک بشر ہوں عنقریب میرے پاس ایک سفیر آئے گا اور میں اس کی دعوت کو قبول کروں گا، میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں، ان میں سے ایک کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت ونور ہے سو تم اسے پکڑ لو اور اس کا دامن تھام لو''، پھر آپ ﷺ نے کتاب اللہ پر برانگیختہ کیا اور اس کی طرف راغب کیا، اور فرمایا: ''دوسری بھاری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں''، حصین نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے زید! آپ ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل نہیں ہیں؟ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ کی ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں سے ہیں لیکن (متذکرہ ارشاد میں) آپ ﷺ کے اہل بیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر آپ ﷺ کے بعد صدقہ حرام ہے، اس نے پوچھا وہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر و آل عباس رضی اللہ عنہم ہیں، اس نے پوچھا: ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ فرمایا: ہاں۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب: من فضائل علی رضی اللہ عنہ، رقم: (۶۱۱۹)/۲۴۰۸، ص۱۲۰۰)

☆...... حضرت عمر بن ابی سلمہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ پر متذکرہ آیت نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے بی بی فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جمع فرمایا، اور ان سب کو ایک چادر میں ڈھانپ لیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پشت کے پیچھے تھے، پس آپ ﷺ نے انہیں بھی اپنی چادر میں لے لیا اور پھر فرمایا: ''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، تو ان سے ہر قسم کی نجاست دور رکھنا اور کو خوب صاف ستھرا رکھنا''، حضرت ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے مقام پر رہو اور تم میری طرف منسوب ہو، نیک ہو''، دوسری روایت میں ہے: ''تم خیر پر ہو''۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ الاحزاب، رقم: ۳۲۱۶، ص۹۲۰)

☆...... حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم نے ان کو تھام لیا تو تم میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو گے! ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ عظیم ہے، ایک کتاب اللہ ہے یہ وہ رسی ہے جو آسمان سے زمین تک تانی ہوئی ہے اور دوسری میری اولاد ہے یعنی میرے اہل بیت، وہ ہرگز ایک دوسرے سے الگ نہیں ہونگے حتی کہ وہ دونوں میرے حوض کوثر پر وارد ہونگے، پس غور کرو کہ تم میرے بعد ان سے کس طرح پیش آتے ہو''۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اھل بیتی، رقم: ۳۸۱۳، ص۱۰۷۹)

☆...... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ھذان ابنای وابنا ابنتی اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اے اللہ! میں انکو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی ان کو محبوب رکھ اور اس کو بھی محبوب رکھ جو انہیں محبوب رکھے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: مناقب ابی محمد بن علی، رقم: ۳۷۹۴، ص۱۰۷۵)

☆...... حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو نماز پڑھے اور اس میں مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ پڑھے، اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (دار القطنی، کتاب الصلوۃ، باب: ذکر وجوب الصلوۃ علی النبی ﷺ، رقم: ۱۳۲۸، ج۱، ص۴۷۵)

☆......"من احبنی واحب ھذین واباھما وامھما کان معنی فی درجتی یوم القیامۃ جس نے مجھ کو محبوب رکھا اوران دونوں (حسن وحسین) اوران کے باپ (علی) اور ماں (بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا) کو محبوب رکھا وہ قیامت میں میرے ساتھ ہونگے۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب، باب:مناقب علی رضی اللہ عنہ، رقم:۳۷۵٤، ص۱۰٦٦)

☆......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھے محبوب رکھا اس نے اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ کو محبوب رکھا اللہ نے اسے جنت میں داخل کیا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا، اللہ نے اس کو دوزخ میں داخل کیا۔

(المستدرك للحاكم، مناقب: الحسن والحسين، ج٥، رقم:٤٧٧٦، ص۱۷۹۳)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار اور تیرے بیٹے جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں"۔ (المعجم الاوسط، من اسمه محمد، رقم:٥٦٤٤، ج٤، ص۱۸۰)

☆......حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "حسین منی وانا من حسین احب اللہ احب حسینا حسین سبط من الاسباط یعنی حسن مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں اور جو حسین کو محبوب رکھتا ہے وہ اللہ کو محبوب رکھتا ہے، حسین فرزندوں میں سے ایک ہیں"۔ (الترمذی، کتاب المناقب، باب :مناقب ابی محمد حسن، رقم:۳۸۰۰، ص۱۰۷٦)

☆......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے اہل بیت کی مثال نوح کے سفینے کی مثل ہے جو اس کشتی میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے الگ ہوا وہ ہلاک ہوا"۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب :المناقب اهل بيتى، فصل الثالث، ص ۵۷۳)

☆......"کل نسب وسبب ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی یعنی کل بروز قیامت سوائے میرے نسب وسبب کے ہر نسب وسبب منقطع ہو جائے گا"۔ (المستدرك، کتاب معرفة الاصحاب، باب:مناقب علی، ج٥، ص۱۷٦۱)

یزید کی امامت وخلافت قوانین شرعیہ کی روشنی میں احکامات:

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿واذابتلی ابراھیم ربہ بکلمت فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظالمین اور یاد کرو جب کہ ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو انہوں نے وہ پوری کر دکھائیں اللہ نے فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں انہوں نے عرض کی اور میری اولاد میں سے؟ فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا (البقرۃ: ۱۲۴)﴾۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی کہتے ہیں: بیشک امام وہ ہو سکتا ہے جو عدل واحسان اور فضل جیسی صفات حسنہ سے متصف ہو اور اس کے ساتھ اس میں حکومت کی ذمہ داریوں کو بجالانے کی قوت بھی ہو ایسے ہی امام کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اس سے مت جھگڑو لیکن جو فاسق وفاجر اور ظالم ہوں وہ امامت وخلافت کے اہل نہیں۔ (القرطبی الجزء:۱، ص۱۰۹)

امام رازی اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

جمہور فقہاء ومتکلمین نے فرمایا ہے کہ فاسق کو اس کی حالت فسق میں امام مقرر کرنا جائز نہیں اور اس فسق کے بارے میں جو امام پر بعد میں طاری ہو جائے اختلاف ہے کہ اس کی امامت باطل ہوگی یا نہیں؟ جمہور نے کہا ہے کہ بیشک فاسق اس بات کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا کہ اس کو امام مقرر کیا جائے۔ (الرازی، ج۲، ص۳۸)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اسی آیت کے تحت کہتے ہیں:

ہم کہتے ہیں اللہ عزوجل کے اس فرمان ﴿لا ینال عھد الظالمین﴾ کا معنی یہ ہے کہ بیشک فاسق اگر چہ وہ امیر ہو اس کی

اطاعت ظلم و معصیت میں جائز نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔

(المظهری، ج۱، ص۱۲۹)

☆......حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں سید عالم ﷺ کو فرماتے سنا: ''اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ جو حاکم اللہ عزوجل کے نازل کئے ہوئے قانون کے خلاف حکم کرتا ہے اللہ عزوجل اس کی نماز قبول نہیں کرتا''۔(المستدرك، كتاب الاحكام، رقم:۷۰۰۸، ج۷، ص۲۵۰۶)

حضرت امیر معاویہ نے یزید کو ولی عہد بنانے کے بعد دعا فرمائی: اے اللہ عزوجل! تو جانتا ہے کہ اگر میں نے اس کو ولی عہد کیا ہے بوجہ اس کے جو میں اس کے اندر اہلیت دیکھ رہا ہوں، تو اس کی ولی عہدی کو پورا کرنا اور اگر میں نے بوجہ اس کی محبت کے اس کو ولی عہد کیا ہو تو اس کی ولی عہدی کو پورا نہ کرنا۔(البداية والنهاية، فضل امير معاوية بن ابى سفيان، باب: ثم دخلت سنة ست وخمسين، ج۸، ص ۴۷۳)

مُلا علی قاری کہتے ہیں:

وما تقوة بعض الجهلة من ان الحسين كان باغيا فباطل عند اهل السنة والجماعة اور یہ جو بعض جاہلوں نے افواہ اڑائی ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ باغی تھے (معاذ اللہ)، تو یہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک باطل ہے شاید یہ خارجیوں کی بکواس ہے جو راہ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں۔

امام پاک کا یزید کی بیعت نہ کرنا:

اگر امام عالی مقام حق پر تھے تو یقیناً دیگر صحابہ کا ناحق پر ہونا لازم آئے گا کیونکہ ایک ہی وقت میں دونوں کیسے درست ہو سکتے ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ اصول فقہ نے ہماری اس دشواری کو ختم کر دیا ہے کیونکہ شریعت میں رخصت و عزیمت دو باتیں ہوا کرتی ہیں۔ پس امام پاک نے عزیمت کو اختیار فرمایا اور اپنی جان اور اپنے اہل و عیال کی جان کی پرواہ کئے بغیر فاسق و فاجر کے ہاتھ میں بیعت کرنے سے انکار کر دیا جب کہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے رخصت پر عمل کیا اور شریعت مطہرہ کی چھوٹ پر عمل کرتے ہوئے ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے اس کے ہاتھ پر دل میں ناپسندیدگی کے باوجود بیعت کر لی۔ ہماری شریعت میں رخصت اور عزیمت دونوں کے دلائل پائے جاتے ہیں۔

(۱)......رخصت کے دلیل: حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! جس پر کوئی امیر والی ہو، پھر اسمیں اللہ کی نافرمانی کو کوئی معاملہ دیکھے تو اس کو ناپسند کرے اور اس کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لے۔

(صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب: خيارا الائمة وشرارهم، رقم: (۴۶۹۸)/ ۱۸۵۵، ص۹۴۴)

☆......حضرت سلمہ بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ کے نبی! بھلا فرمائیے کہ اگر ہم پر ایسے امراء مسلط ہو جائیں جو ہم سے حق تو طلب کریں اور ہمارا حق ہم سے روک لیں تو ایسی حالت میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا سنو اور اطاعت کرو کیونکہ ان پر انکے اعمال کا بوجھ اور تم پر تمہارے اعمال کا بوجھ ہے۔

(صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب: فى طاعة الامراء وان منعوا، رقم:(۴۶۷۵)/ ۱۸۴۶، ص ۹۴۰)

(۲)......عزیمت کے دلائل: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''**افضل الجهاد من قال كلمة حق عند السلطان الجائر** یعنی افضل جہاد ظالم بادشاہ کے پاس حق بات کرنا ہے''۔

(سنن الترمذى، كتاب الفتن عن رسول، باب: ما جاء افضل الجهاد كلمة، رقم: ۲۱۸۱، ص۶۳۵)

☆......حضرت خالد فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''**ان الناس اذا رأوا الظالم فلم يأخذوا على يديه اوشك ان يعمهم الله بعقاب** یعنی جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں اور اسکے ہاتھ نہ پکڑیں تو بعید نہیں کہ اللہ ان پر عذاب عام بھیج دے''۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب: الامر والنهی ،رقم: ۴۳۳۸،ص۸۰۸)

یزید کے فسق وفجور اور تقوی وپرہیزگاری کا حال:

یزید ہرگز متقی پرہیزگار، پابند صوم صلوۃ، اور صالح مومن نہیں تھا، بلکہ فاسق، فاجر اور ظالم وشرابی تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا امر (حکومت) عدل کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا شخص جو اسے تباہ کرے گا وہ بنی امیہ میں سے ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا''۔ (البداية والنهاية، الاخبار لما وقع من الفتن من بنی هاشم بعد موته، ج۶،ص۶۱۴)

☆......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اول ما یغیر سنتی رجل من بنی امیه یعنی پہلا وہ شخص جو میری سنت کو بدلے گا بنی امیہ میں سے ہوگا''۔ (البداية والنهاية،السنة يزيد بن معاوية،ترجمةيزيد بن معاوية، ج۴،ص ۶۳۰)

بخاری شریف میں امام بخاری نے باب باندھا ہے، باب: **قول النبی ﷺ هلاک امتی علی یدی أغیلمة سفهاء** نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت کی ہلاکت چند بیوقوف لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی''۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی تو یہ سن کر مروان نے کہا ان لڑکوں پر اللہ کی لعنت ہو تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں چاہوں تو بتادوں وہ فلاں بن فلاں ہیں''۔

(صحيح البخاری، کتاب الفتن، باب:قول النبی ﷺ هلاك امتی،رقم:۷۰۵۷،ص۱۲۱۷)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''وہ ناخلف ساٹھ ہجری کے بعد ہونگے جو نمازیں ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے تو وہ عنقریب غَیّ (جہنم کی وادی) میں داخل ہونگے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''سن ساٹھ ہجری کے سال اور لڑکوں کی امارت وحکومت سے اللہ کی پناہ مانگو''۔

(البداية والنهاية، السنة يزيد بن معاوية،ترجمةيزيد.بن معاوية، ج۴،ص ۶۲۹)

جہاد قسطنطنیہ میں یزید کی شرکت ہوئی یا نہیں:

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ''اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لهم میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر میں جنگ کرے گا ان کے لئے مغفرت ہے''۔(صحيح البخاری، کتاب الجهاد، باب:ماقيل فی قتال الروم،رقم:۲۹۲۴،ص ۴۸۳)

علامہ عینی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اور کہا گیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شہر جس کے امیر، سفیان بن عوف تھے قسطنطنیہ پر چڑھائی کرنے کے لئے بھیجا وہ لشکر روم کے شہروں میں فتح کرتے ہوئے بڑھتا چلا گیا۔ اس لشکر میں ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم تھے اور ابوایوب اسی زمانہ حصار میں وہیں فوت ہوئے، میں کہتا ہوں کہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ یہ اکابر صحابہ سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تھے، یزید کی قیادت میں نہ تھے کیونکہ یزید اس کا اہل نہ تھا کہ یہ بڑے بڑے حضرات اس کی خدمت میں (ماتحت کی حیثیت سے) رہیں۔ اور مہلّب نے کہا کہ اس حدیث سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ انہوں نے ہی سب سے پہلے دریائی جنگ کی اور ان کے بیٹے یزید کی بھی منقبت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے قیصر کے شہر قسطنطنیہ میں جنگ کی، میں کہتا ہوں وہ کون سی منقبت ہے جو یزید کے لئے ثابت ہوگئی جب کہ اس کا حال خوب مشہور ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ حضور ﷺ نے اس لشکر کے حق میں ''مغفور لهم'' فرمایا ہے۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس عموم میں یزید کے داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی دوسری دلیل سے اس سے خارج بھی نہ ہوسکے کیونکہ اس میں تو اہل علم کا کوئی اختلاف ہی نہیں کہ حضور ﷺ کے قول ''مغفور لهم'' میں وہی

داخل ہیں جو مغفرت کے اہل ہیں، حتی کہ اگر ان غزوہ کرنے والوں میں سے کوئی مرتد ہو جاتا تو وہ یقیناً اس بشارت کے عموم میں داخل نہ رہتا۔ پس یہ صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ پس مغفرت کی شرط پائی جائے اس کے واسطے مغفرت ہے۔

(عمدة القاری، کتاب الجهاد، باب: ماقیل فی قتال الروم، رقم: ۲۹۲۴، ج ۱۰، ص ۲۴۲)

متذکرہ حدیث کی تاویل میں چونکہ تاریخی طور پر تاویلات ہیں اس لئے مخالفین کا استدلال صحیح نہیں، ہمارے فقہ کا قانون ہے: ''اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال یعنی جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے''۔

امام حسن کی شہادت:

امام ابن حجر فرماتے ہیں:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سن ۳ھ، رمضان کے نصف ایام میں پیدا ہوئے، قتادہ کے قول کے مطابق ۴ھ نصف رمضان میں پیدا ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے''؟ کہا گیا: حرب، فرمایا: ''یہ تو حسن ہیں''۔ حسن بن علی بن ابی طالب الہاشمی سبط رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول اور جنت کے جوانوں کے دوسرداروں میں سے ایک ہیں۔ امام ابن سیرین امام حسن کے آزاد کردہ غلام سے روایت کرتے ہیں: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جس مرض میں وفات پائی اس میں آپ رضی اللہ عنہ بار بار جائے ضرورت میں جاتے تھے، ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو وہاں کافی دیر لگی، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے واپس آکر فرمایا کہ میں نے اس وقت اپنے جگر کے ٹکڑوں کو باہر نکلتے دیکھا ہے اور بلاشبہ میں کئی مرتبہ زہر دیا گیا ہوں مگر اس مرتبہ جیسا سخت پہلے ہرگز نہیں دیا گیا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ رضی اللہ عنہ کو زہر کس نے دیا؟ فرمایا کیوں کیا تم اس کو قتل کرو گے؟ کہا نہیں بلکہ میں نے اس کو اللہ کے سپرد کر دیا ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات ۴۷ سال میں ہوئی، جیسا کہ خلیفہ خیاط اور ایک جماعت نے لکھا ہے، بعض نے کہا کہ ان کی وفات ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۶، ۵۸، سال میں ہوئی۔

(تهذیب التهذیب، حرف الحاء: من اسمه حسن، ج ۲، ص ۲۷۴ وغیره)

امام پاک کی کرامات:

امام حسین رضی اللہ عنہ ماہ شعبان سے پانچ روز قبل سن ۴ھ میں پیدا ہوئے، امام حسن وحسین کے مابین بی بی فاطمہ کا ایک طہر گزرا، سعید بن ابی راشد یعلی بن مرۃ سے لکھتے ہیں: ''میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں اور حسین مجھ سے ہیں، اللہ عزوجل اسے محبوب رکھتا ہے جو حسین کو محبوب رکھا''۔ امام حسین نے ۸۵ سال، یا ۵۵ سال ایک ماہ، یا ۶۰ سال کی عمر میں عاشوراء کے دن وفات پائی۔

☆...... ایک روایت یہ بھی ہے کہ سر انور یزید پلید کے خزانہ ہی میں رہا، جب بنو امیہ کے بادشاہ سلیمان بن عبد الملک کا دور حکومت (۹۶ھ تا ۹۹ھ) آیا اور ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے سر انور کی زیارت کی سعادت حاصل کی، اس وقت سر انور کی مبارک ہڈیاں سفید چاندی کی مانند چمک رہی تھیں، انہوں نے خوشبو لگائی اور کفن دے کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔

(تهذیب التهذیب، حرف الحاء، من اسمه الحسین، ج ۲، ص ۳۱۸ وغیره)

☆...... سلمٰی سے روایت ہے کہ وہ ام سلمۃ کے پاس گئیں تو وہ رو رہی تھیں، پوچھا آپ کو کس چیز نے رُلایا؟ بولیں: میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، ان کے سر اور داڑھی پر مٹی لگی ہوئی تھی، میں نے پوچھا: کیا ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا: ابھی (میرے) حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا''۔ (البدایة والنهایة، الاخبار لما وقع من الفتن من بنی هاشم بعد موته، ج ۶، ص ۶۱۴)

''شواهد النبوة'' میں ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب یزیدیوں نے امام پاک رضی اللہ عنہ کے سر انور کو نیزے پر

چڑھا کر کوفہ کی گلیوں میں گشت کیا اُس وقت میں اپنے مکان کے بالا خانے پر تھا۔ جب سرِ مبارک میرے سامنے سے گزرا تو میں نے سنا کہ سرِ پاک نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ام حسبت ان اصحب الکھف والرقیم کانوا من ایتنا عجبا کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے (الکھف:۹)﴾۔ اہل علم نے یہ بھی لکھا ہے کہ یزیدیوں نے لشکر امام عالی مقام اور ان کے خیموں سے جو درہم و دینار لوٹے تھے اور جو راہب سے لئے تھے ان کو تقسیم کرنے کے لئے جب تھیلیوں کے مونھ کھولے تو کیا دیکھا کہ وہ سب درہم و دینار ٹھیکریاں بن گئی ہیں اور ان کے ایک جانب یہ آیت ﴿ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظلمون اور ہرگز غافل نہ سمجھیں اللہ کو ظالموں کے کام سے (ابراھیم:۴۲)﴾ اور دوسری جانب یہ آیت ﴿وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے (شعراء:۲۲۷)﴾۔

''شرح الصدور'' میں علامہ جلال الدین سیوطی بیان کرتے ہیں کہ منہال بن عمرو کہتے ہیں کہ واللہ! میں نے بچشم خود دیکھا کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرِ انور کو لوگ نیزے پر لئے جا رہے تھے اس وقت میں ''دمشق'' میں تھا، سرِ مبارک کے سامنے ایک شخص سورۃ الکھف پڑھ رہا تھا جب وہ اس آیت ﴿ام حسبت ان اصحب الکھف والرقیم کانوا من ایتنا عجبا کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے (الکھف:۹)﴾ اس وقت اللہ عزوجل نے قوت گویائی بخشی اور سرِ انور نے بزبان فصیح فرمایا: ''اَعْجَبُ مِنْ اَصْحَابِ الْکَھْفِ قَتْلِیْ وَحَمْلِیْ یعنی اصحاب کہف کے قتل کے واقعہ سے میرا قتل اور میرے سر کو لئے پھرنا زیادہ عجیب ہے۔

اس بارے میں اختلاف ہے کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا سرِ انور کہاں دفن ہوا، علامہ قرطبی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یزید نے اسیران کربلا اور سرِ انور کو مدینہ منورہ روانہ کر دیا اور مدینہ منورہ میں سرِ انور کو تجہیز و تکفین کے بعد جنت البقیع میں بی بی فاطمہ زہرہ، یا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسیران کربلا نے چالیس روز کے بعد کربلا میں آ کر سرِ انور کو جسد مبارک سے ملا کر دفن کیا۔ بعض کا کہنا ہے، یزید نے حکم دیا تھا کہ ''امام حسین کے سرِ انور کو شہروں میں پھراؤ''۔ پھرانے والے جب عسقلان پہنچے تو وہاں کے امیر نے ان سے لے کر دفن کر دیا۔ جب عسقلان پر فرنگیوں کا غلبہ ہوا تو طلائع بن رزیک جس کو صالح کہتے ہیں نے تیس ہزار دینار دے کر فرنگیوں سے سرِ انور لینے کی اجازت حاصل کی اور بمع فوج و خدام ننگے پاؤں وہاں سے ۸ جمادی الآخر ۵۴۸ھ بروز اتوار مصر میں لایا۔ اس وقت بھی سرِ انور کا خون تازہ تھا اور اس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ پھر اس نے سبز حریر (ریشم) کی تھیلی میں آبنوسی کرسی پر رکھ کر اس کے ہم وزن مشک و عنبر اور خوشبو اس کے نیچے اور اردگرد رکھوا کر اس پر مشہد حسینی بنوایا، چنانچہ قریب خان خلیلی کے مشہد حسینی مشہور ہے۔

حضرت سیدنا شیخ خلیل ابی الحسن تماری سرِ انور کی زیارت کے لئے مشہد مبارک کے پاس حاضر ہوئے تو عرض کی ''السلام علیکم یا ابنَ رسول اللہ اور فوراً جواب سنتے ''وعلیک السلام یا اباالحسن'' ایک دن سلام کا جواب نہ پایا، حیران ہوئے اور زیارت کر کے واپس آ گئے، دوسرے روز پھر حاضر ہو کر سلام کیا تو جواب پایا، یا سیدی! کل جواب سے مشرف نہ ہوا کیا وجہ تھی؟ فرمایا: ''اے ابوالحسن! کل اس وقت میں اپنے نانا جان رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور باتوں میں مشغول تھا۔

کربلا کے بعد کے مناظر:

علامہ تفتازانی کہتے ہیں:

اور حق یہ ہے کہ یزید کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی اور خوش ہونا اور اہل بیت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرنا، ان امور میں سے

تھا جو تواتر معنوی کے ساتھ ثابت ہیں اگر چہ انکی تفاصیل احاد ہیں۔(شرح عقائد، مبحث: یجب الکف عن الطعن فی الصحابة، ص ۱۶۳)۔اہل مدینہ کے بیعت فسخ کرنے کا یہ سبب ہوا کہ یزید نے گناہوں میں بہت ہی زیادتی شروع کردی تھی، چنانچہ واقدی نے بسند عبداللہ بن حنظلہ روایت کیا ہے کہ ہم نے اس وقت تک یزید کی بیعت فسخ نہیں کی جب تک کہ ہمیں یقین نہ ہوگیا کہ آسمان سے پتھر برسیں گے یہاں تک نوبت پہنچی تھی کہ لوگ ماں، بیٹیوں، بہنوں سے نکاح کرتے تھے اور شراب پیتے تھے اور نماز وغیرہ چھوڑتے تھے۔

ذہبی کہتے ہیں:

جب یزید اہل مدینہ کے ساتھ بدی سے پیش آیا (شراب اور دیگر خلاف شرع امور کے ذریعے) تو لوگ اس سے خوب بدظن ہوئے اور سب کے سب اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور خدا نے اس کی عمر میں برکت نہ دی۔ چنانچہ جب لشکر حرہ ابن زبیر سے لڑنے کے لئے مکہ روانہ ہوا تو راستے میں سپہ سالار لشکر مرگیا تو یزید نے اس کی جگہ اور شخص کو امیر بنادیا، آخر ۶۴ھ ماہ صفر میں انہوں نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کرلیا اور ابن زبیر سے جنگ شروع ہوگئی اور منجنیق سے پتھر مارنے لگے اور ان کی آگ کے شعلوں سے کعبہ کے پردے جل گئے، چھت اور اس کے دنبہ کے سینگ جل گئے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ بھیجا گیا تھا اور جو اس زمانہ سے کعبہ کی چھت میں لٹکے چلے آتے تھے اسی سال نصف ماہ ربیع الاول میں خدا نے یزید کو ہلاک فرمادیا اور یہ خبر مکہ میں عین جنگ کی حالت میں پہنچی، پس ابن زبیر نے پکارا کہ اے اہل شام تمہیں گمراہ کرنے والا مرگیا۔ یہ سن کر وہ سب بھاگ گئے اور لوگوں نے تعاقب کرکے انہیں خوف ذلیل وخوار کیا۔ اس کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہ لوگوں سے بیعت لے کر خلیفہ ہوئے اور اہل شام نے معاویہ بن یزید سے بیعت کرلی۔

(تاریخ الخلفاء، باب: یزید بن معاویہ، ص ۱٦٤)

یزید کب واصل بہ جہنم ہوا؟

واقعہ کربلا کے تین سال بعد سن ۶۴ھ، ۱۴ ربیع الاول کو یزید واصل بہ جہنم ہوا۔ یزید کی والدہ کا نام میسون بنت مخول بن انیف بن دلجہ بن نفاثہ بن عدی بن زہیر بن حارثہ کلبی تھا، امیر معاویہ نے انہیں طلاق دے دی تھی اور اس وقت یہ حاملہ تھیں۔ یزید موٹا، بڑے جسم والا، زیادہ بالوں والا، دراز قد وغیرہ اوصاف کا حامل شخص تھا۔(البداية والنهاية، السنة الرابعة والستين للهجرة، ج ٤، ص ٦٣٤)

اغراض:

فانکن اعظم: یعنی وہ اللہ سے ڈریں اور اپنی ایک کو دیگر عورتوں میں کی ایک پر قیاس نہ کریں۔

واصلہ اقررن بکسر الراء: باب ضرب سے، **وفتحھا:** باب علم سے، پس ماضی اول مفتوح، امر مکسور اور ثانی بالعکس ہوگا۔

مع الھمزۃ الوصل: راء سے مستغنی ہوتے ہوئے قاف کی حرکت کے ساتھ، یعنی اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور ضرورت کے سوا نہ نکلو۔ **من اظھار محاسنھن للرجال:** عورت ایسی قمیص پہنتی تھی جو بغیر سلائی کے فقط موتی سے سلی ہوتی تھی، اور وہ کچھ ظاہر کرتیں جس کا ظاہر کرنا ان کے لئے جائز نہ تھا، حتی کہ عورت اپنے زوج اور آشنا کے ساتھ بیٹھتی تو آشنا ازار کے نیچے کو تاڑ لیتا اور زوج ازار کے اوپر کو اور کبھی ایک دوسرے کو اس بارے میں سوال کرتے۔

والاظھار بعد الاسلام: اس کا جواب ہے کہ زینت کو ظاہر کرنے کے سلسلے میں عورتوں کا گناہ اسلام کے بعد ہوا ہے، پس ابتدائی جاہلیت کے دور کے فسق وفجور کو ذکر کرنے کی حاجت نہیں ہونی چاہیے، میں (علامہ صاوی) یہ کہوں گا کہ نہی پہلے ہی گزر چکی ہے: ﴿ولا یبدین زینتھن﴾(نور:۳۱)۔

ای نساء النبی: سیاق کلام کی رعایت کرتے ہوئے ازواج نبی کے اعتبار سے فرمایا جب کہ آیت مبارکہ ﴿عنکم الرجس اھل

البیت(الاحزاب:۳۳) ﴾میں اہل بیت وازواج مطہرات سب ہی داخل ہیں، اہل بیت سید عالم ﷺ کے نسب اور ازواج ان کی ذریت ہیں۔ (الصاوی، ج۵، ص۳۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿ان المسلمین والمسلمات والمومنین المومنات والقنتین والقنتت﴾المُطِیعَاتِ﴿والصدقین والصدقات﴾فِی الْاِیمَانِ﴿والصبرین والصبرت﴾عَلَی الطَّاعاتِ﴿والخشعین﴾المُتَواضِعِینَ ﴿والخشعت ﴾المُتَواضِعاتِ﴿والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصئمت والحفظین فروجهم والحفظت﴾عَنِ الحَرَامِ﴿والذاکرین الله کثیرا والذکرت اعد الله لهم مغفرة﴾لِلْمَعَاصِی﴿واجرا عظیما (۳۵)﴾عَلَی الطَّاعَاتِ﴿وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی الله ورسوله امرا ان یکون ﴾بِالتَّاءِ والیاءِ﴿لهم الخیرة﴾الْاِخْتِیَارُ﴿من امرهم ط﴾خِلافَ اَمرِ اللهِ وَرَسُولِهٖ نَزَلَت فی عَبدِاللهِ بْنِ جَحْشٍ واُختِهٖ زَیْنَبَ خَطَبَهَا النَّبِیُّ ﷺ وَعَنی لِزَیدِ بنِ حَارِثَةَ فَکَرِها ذٰلِکَ حِینَ عَلِمَاهُ لِظَنِّهِما قَبلُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَطَبَها لِنَفسِهٖ ثُمَّ رَضِیَا لِلْاٰیةِ﴿ومن یعص الله ورسوله فقد ضل ضللا مبینا (۳۶)﴾بَیِّنًا فَزَوَّجَها النَّبِیُّ ثُم وَقَعَ بَصَرُهُ عَلَیها بَعدَ حِینٍ فَوَقَعَ فِی نَفسِهٖ حُبُّها وَفِی نَفْسِ زَیدٍ کَراهَتُها ثم قال لِلنَّبِیِّ ﷺ اُرِیدُ فِرَاقَها فَقَالَ اَمسِکْ عَلَیکَ زَوجَکَ کما قالَ اللهُ تعالی ﴿واذ﴾مَنصُوبٌ بِاُذْکُر﴿تقول للذی انعم الله علیه﴾بِالْاِسْلامِ﴿وانعمت علیه﴾بِالْاِعْتاقِ وَهوَ زَیدُ بنُ حارِثَةَ کَانَ مِن سَبْیِ الجَاهِلِیَّةِ اِشْتَرَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبلَ البَعثَةِ واَعْتَقَهُ وَتَبَنَّاهُ﴿امسک علیک زوجک واتق الله﴾فِی اَمْرِ طَلاقِها﴿وتخفی فی نفسک ما الله مبدیة﴾مُظْهِرهُ مِن مُحَبَّتِها واَنَّ لَو فَارَقَها زَیدٌ تَزَوَّجْتُها﴿وتخشی الناس ﴾اَنْ یَّقُولوا تَزَوَّجَ محمدٌ زَوجةَ اِبنِهٖ﴿والله احق ان تخشه﴾فِی کُلِّ شیءٍ ویُزَوِّجکها ولا عَلَیکَ مِن قَولِ الناسِ ثُم طَلَّقَها زَیدٌ وانْقَضَتْ عِدَّتُها قال اللهُ تعالی ﴿فلما قضی زید منها وطرا ﴾حاجَةً﴿زوجنکها ﴾فَدَخَلَ عَلَیها النَّبِیُّ ﷺ بِغَیرِ اِذْنٍ واَشْبَعَ المُسلِمِینَ خُبْزًا وَّلَحْما﴿لکی لا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائهم اذا قضوا منهن وطرا ط وکان امر الله ﴾مَقْضِیهِ﴿مفعولا (۳۷) ما کان علی النبی من حرج فیما فرض﴾اَحَلَّ﴿الله له ط سنة الله ﴾اَی کَسُنَّةِ اللهِ فَنُصِبَ بِنَزعِ الخَافِضِ﴿فی الذین خلوا من قبل ط﴾مِنَ الْاَنبِیَاءِ اَن لاحَرجَ عَلَیهِم فِی ذٰلِکَ تَوَسُّعَةً لَهم فِی النِّکاحِ﴿وکان امر الله ﴾فِعْلُهٗ﴿قدرا مقدورا ن (۳۸)﴾مَقْضِیًّا﴿الذین﴾نَعتٌ لِلَّذِینَ قَبلَهٗ﴿یبلغون رسلت الله ویخشونه ولا یخشون احدا الا الله ط﴾فَلا تَخْشَونَ مُقالَةَ النَّاسِ فِیما اَحَلَّ اللهُ﴿وکفی بالله حسیبا (۳۹)﴾حَافِظًا لِاَعمالِ خَلقِهٖ وَمُحَاسِبُهم ﴿ما کان محمد ابا احد من رجالکم ﴾فَلَیسَ اَبَا زَیدٍ اَی والِدُهٗ فَلا یَحْرُمُ عَلَیهِ التَّزوُّجُ بِزَوجَتِهٖ زَیْنَبَ﴿ولکن﴾ کانَ﴿رسول الله و خاتم النبیین﴾فَلا یَکُونُ لَهُ ابنٌ رَجُلٌ بَعدَهٗ یَکُونُ نبیًّا وَفِی

قِرائَةٍ بِفَتحِ التَّاءِ كَالَةِ الخَتمِ أَى بِهٖ خُتِمُوا ﴿وكان الله بكل شىء عليما (۴۰)﴾ مِنهُ بِاَنْ لَا نَبِيَّ بَعدَهٗ وَاِذَا نَزَلَ السَّيِّدُ عِيسٰى يَحْكُمُ بِشَرِيعَتِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرماں بردار (قـانتین بمعنی مـطیعین ہے) اور (ایمان میں) سچے اور سچیاں اور (نیکیوں پر) صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے (خـاشعین بمعنی متوا ضعین ہے) اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور (حرام سے) اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے (گناہوں سے) بخشش اور (نیکیوں پر) بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے......۱......اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار نہیں (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے برخلاف کریں، یہ آیت مبارکہ حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کی بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا کے بارے میں نازل ہوئی، حضور ﷺ نے انہیں پیغام نکاح دیا اور یہ پیغام حضرت زید بن حارثہ ؓ کی طرف سے تھا چونکہ یہ دونوں بہن بھائی یہ سمجھ رہے تھے کہ حضور خود اپنے لیے پیغام نکاح دے رہے ہیں جب انہیں علم ہوا کہ یہ رشتہ حضرت زید ؓ کی طرف سے آیا ہے تو دونوں کو یہ ناگوار ہوا، پھر نزول آیت کے بعد وہ دونوں اس رشتے سے راضی ہوگئے......۲......) اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی بہکا (مبینا بمعنی بینا ہے، نبی کریم ﷺ نے ان کا نکاح حضرت زید ؓ سے کر دیا پھر کچھ وقت کے بعد آپ کی نگاہ مبارک ان پر پڑی آپ ﷺ کے قلب اقدس میں ان کی محبت واقع ہوئی اور حضرت زید ؓ کے نفس میں ان کے بارے میں ناپسندیدگی آگئی، پھر حضرت زید ؓ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی: میں ان سے جدائی چاہتا ہوں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنی زوج کو اپنے پاس روکے رکھ جیسا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا) اور (یاد کروائے حبیب) جب (اذا منصوب ہے یہ اذکر فعل کے متعلق ہے) تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی (بصورت اسلام) اور تم نے اسے نعمت دی (اسے آزادی دیکر، مراد اس سے حضرت زید بن حارثہ ؓ زمانہ جاہلیت کے قیدیوں میں سے تھے انہیں حضور ﷺ نے اعلان نبوت سے پہلے خرید کر آزاد کر دیا تھا اور پھر حضور ﷺ نے آپ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا) کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر (بیوی کو طلاق دینے کے معاملے میں) اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا (آپ ﷺ کی ان سے محبت کو اللہ ظاہر فرمانے والا تھا، اور اس بات کو کہ اگر زید ؓ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے مفارقت کر دیں گے تو میں ان کو اپنی زوجیت میں لے لونگا) اور تمہیں لوگوں کے طعنہ کا اندیشہ تھا (کہ لوگ کہیں گے کہ آپ ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا) اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو (ہر شے میں، اور آپ ﷺ ان سے نکاح کر لیجئے اور لوگوں کی باتوں کا خیال نہ کریں، پھر حضرت زید ؓ نے انہیں طلاق دے دی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوگئی، اللہ عزوجل فرماتا ہے) اور جب زید ......۳......کی غرض اس سے نکل گئی (وطرا بمعنی حاجۃ ہے) تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی (حضور ﷺ بے اجازت لئے ان کے پاس تشریف لے گئے اور ولیمہ میں مسلمانوں کو گوشت روٹی کھلا کر سیر فرمادیا......۴......) کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں (منہ بولے) بیٹوں کی بی بیوں میں جب ان سے ان کا کام ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہنا (اسے پورا ہو کر رہنا ہے) نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لیے حلال فرمائی (فـــرض بمعنی احــل ہے) جیسا کہ اللہ کا دستور چلا آرہا ہے (سـنـة الـلـه حرف جر کاف کے حذف کی وجہ سے منصوب ہے) ان (انبیاء کرام ﷺ) میں جو پہلے گزرے (کہ ان پر بھی

نکاح کے معاملے میں کچھ حرج نہ تھا بلکہ معاملہ نکاح میں ان کے لیے وسعت تھی) اور اللہ کا کام (امر اللہ بمعنی فعل اللہ ہے) مقرر تقدیر ہے (وہ پورا ہو کر رہتا ہے) وہ جو (یہ الذین کی صفت ہے) اللہ کے پیغام پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ کرتے (اللہ کے حلال کردہ امور سے متعلق لوگوں کی باتیں بنانے کا خوف نہیں رکھتے) اور اللہ بس ہے حبیب (اپنی مخلوق کے اعمال کا محافظ اور ان کا محاسب ہے) محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں (پس وہ زید ﷺ کے بھی یعنی والد نہیں ہیں، تو آپ پر زید ﷺ کی زوجہ سابقہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے میں بھی حرج نہیں) ہاں (وہ) اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے......۵ (یعنی ان کے بعد ان کا کوئی بیٹا نہیں ہے جو آپ کے بعد نبی ہو، اور ایک قرائت میں خاتم تاء مفتوحہ کے ساتھ بمعنی ختم ہے) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے (من جملہ اس میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے تو وہ شریعت محمدی کے مطابق فیصلے فرمائیں گے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان المسلمین والمسلمت والمومنین والمومنت والقنتین والقنتت والصدقین والصدقت والصبرین والصبرت والخشعین والخشعت والمتصدقین والمتصدقت والصائمین والصئمت والحفظین فروجهم والحفظت والذاکرین اللہ کثیرا والذکرت اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما٥﴾.

ان: حرف مشبہ، المسلمین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، والمسلمات...... الی والذکرات: معطوفات، ملکر اسم، اعد اللہ لھم: فعل بافاعل وظرف لغو، مغفرۃ واجرا عظیما: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم﴾.

و: مستانفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لام: جار، مومن: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، مومنۃ: معطوف، ملکر مجرور ملکر ظرف مستقر "الاستقرار" مصدر محذوف کیلئے، اذا: مضاف، قضی اللہ ورسولہ امرا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف "الاستقرار" مصدر اپنے فاعل وظرف مستقر وظرف لغو سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم، ان: مصدریہ، یکون: فعل ناقص، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، الخیرۃ: ذوالحال، من امرھم: ظرف مستقر حال، ملکر اسمیہ مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضللا مبینا٥﴾.

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یعص اللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ، ضل ضللا مبینا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ﴾.

و: عاطفہ، اذ: مضاف، تقول: فعل بافاعل، لام: جار، الذی: موصول، انعم اللہ علیہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انعمت علیہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول، امسک علیک زوجک: فعل امر بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتق اللہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، تخفی فی نفسک: فعل بافاعل ظرف لغو، ما: موصولہ، اللہ مبدیہ: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف فعل

محذوف "اذکر" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتخشی الناس واللہ احق ان تخشہ﴾.

و: عاطفہ،تخشی الناس: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،اللہ مبتدا،احق: اسم تفضیل بافاعل،ان تخشہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر،بتقدیرب جار،مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما قضی زید منها وطرا زوجنکها لکی لایکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائهم اذا قضوا منهن وطرا﴾.

ف: استئنافیہ،لما: ظرف شرطیہ،قضی،زید منها: فعل وفاعل وظرف لغو،وطرا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرشرط،زوجنک: فعل بافاعل ومفعول،ها: مفعول ثانی،لام: جار،کی: ناصبہ مصدریہ،لایکون: فعل نفی ناقص،علی المومنین: ظرف مستقر "الاستقرار" مصدرمحذوف کیلئے،اذا: مضاف،قضوا منهن وطرا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکرظرف،مصدرمحذوف اپنے متعلقات سے،ملکر شبہ جملہ ہوکرخبرمقدم،حرج: موصوف،فی ازواج ادعیائهم: ظرف مستقرصفت،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدرمجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وکان امر اللہ مفعولاo﴾.

و: عاطفہ،کان: فعل ناقص،امر اللہ: اسم،مفعولا: خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ماکان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل﴾.

ما: نافیہ،کان: فعل ناقص،علی النبی: ظرف مستقرخبرمقدم،من: زائد،حرج: موصوف،فی: جار،ما: موصولہ،فرض اللہ لہ: فعل وفاعل وظرف لغو،سنۃ اللہ: ذوالحال،فی: جار،الذین خلوا من قبل: موصولہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر "سُنَّ" جار محذوف کیلئے مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکان امر اللہ قدرا مقدوراo الذین یبلغون رسلت اللہ ویخشونہ ولایخشون احدا الا اللہ﴾.

و: عاطفہ،کان: فعل ناقص،امر اللہ: اسم،قدرا: موصوف،مقدورا: صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ،الذین: موصول،یبلغون رسلت اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،یخشونہ: جملہ فعلیہ معطوف اول،و: عاطفہ،لایخشون: فعل نفی بافاعل،احدا: مستثنی منہ،الا: اداۃ استثناء،اللہ: اسم جلالت مستثنی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر "ھم" مبتدامحذوف کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکفی باللہ حسیباo ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین﴾.

و: عاطفہ،کفی: فعل،ب: زائد،اللہ: ممیز،حسیبا: تمیز،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،ما: نافیہ،کان محمد: فعل ناقص واسم،ابا: مضاف،احد: موصوف،من رجالکم: ظرف مستقر صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،لکن: حرف استدراک،رسول اللہ: معطوف اول،و: عاطفہ،خاتم النبین: معطوف ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکان اللہ بکل شیء علیماo﴾.

و: عاطفہ،کان اللہ: فعل ناقص واسم،بکل شیء علیما: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... ان المسلمین والمسلمت والمومنین ......☆اسماء بن عمیس جب اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں تو ازواج نبی کریم ﷺ سے مل کر انہوں نے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کے باب میں بھی کوئی آیت نازل ہوئی ہے؟ انہوں

نے کہا نہیں، تو اسماء نے سید عالم ﷺ سے عرض کیا کہ حضور عورتیں بڑے ٹوٹے میں ہیں،، فرمایا کیوں؟ عرض کیا کہ ان کا ذکر خیر کے ساتھ ہوتا ہی نہیں، جیسا کہ مردوں کا ہوتا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے دس مراتب مَردوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور ان کے ساتھ ان کی مدح فرمائی گئی اور مراتب میں سے پہلا مرتبہ اسلام ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری ہے، دوسرا ایمان کہ وہ اعتقاد صحیح اور ظاہر و باطن کے موافق ہونا ہے اور تیسرا مرتبہ قنوت یعنی طاعت ہے۔

☆......**وما كان لمومن ولا مومنة ......**☆ یہ آیت زینب بنت جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش اور ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی، امیمہ سید عالم ﷺ کی پھوپھی تھیں، واقعہ یہ ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جن کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کیا تھا اور وہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہتے تھے، سید عالم ﷺ نے زینب کے لئے ان کا پیام دیا اس کو زینب رضی اللہ عنہا نے اور ان کے بھائی نے منظور نہیں کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی اس حکم کو سن کر راضی ہو گئے۔ اور سید عالم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نکاح ان سے کر دیا اور سید عالم ﷺ نے ان کا مہر دس دینار ساٹھ درہم ایک جوڑا کپڑا پچاس مُد (ایک پیمانہ ہے) کھانا، تیس صاع کھجوریں دیں۔

☆......**واذ تقول للذى انعم الله......**☆ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نکاح زینب رضی اللہ عنہا سے ہو چکا تو حضور سید عالم ﷺ کے پاس اللہ کی طرف سے وحی آئی کہ زینب آپ کی ازواج مطہرات میں داخل ہونگی، اللہ کو یہی منظور ہے اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت زید اور بی بی زینب کے مابین موافقت نہ ہو سکی اور حضرت زید نے سید عالم ﷺ سے حضرت زینب کی سخت گفتاری کی شکایت کی، سید عالم ﷺ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو سمجھاتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کن خوش نصیبوں کے لئے بخشش اور ثواب ہے؟

۱......اللہ عزوجل نے سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۵ میں دس ایسے خوش نصیبوں کا ذکر خیر فرمایا ہے جن کے لئے بخشش بھی ہے اور ثواب بھی، وہ دس خوش نصیب یہ ہیں: (۱)...... مسلمان مرد و عورتیں، (۲)......ایمان والے مرد و عورتیں، (۳)......فرمانبردار مرد و عورتیں، (۴)...... سچ بولنے والے اور والیاں، (۵)......صبر کرنے والے اور صبر والیاں، (۶)......تواضع کرنے والے اور والیاں، (۷)......صدقہ کرنے والے اور والیاں، (۸)...... روزہ رکھنے والے اور والیاں، (۹)...... پارسائی والے مرد و عورتیں، (۱۰)......یاد الٰہی خوب کرنے والے اور والیاں۔

حکم الٰہی اور مسئلہ کفو:

۲......الهندية، كتاب النكاح، باب الخامس فى الاكفاء میں ہے کہ عندالشرع کفائت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہوا کرتا ہے، جو کہ یہ ہیں: (۱)...... نسب، (۲)......اسلام، (۳)......حرفہ (پیشہ)، (۴)......حریت (آزاد ہونا)، (۵)......دیانت، (۶)......مال۔ قریش میں جتنے خاندان ہیں وہ سب باہم کفو ہیں، یہاں تک کہ قرشی غیر ہاشمی ہاشمی کا کفو ہے اور کوئی غیر قرشی قریش کا کفو نہیں، قریش کے علاوہ عرب کی تمام قومیں ایک دوسرے کی کفو ہیں، انصار و مہاجر سب اس میں برابر ہیں، عجمی النسل عربی کا کفو نہیں مگر عالم دین کی اس کی شرافت نسب کی شرافت پر فوقیت رکھتی ہے۔ (بہار شریعت، ج ۲، حصہ: ۷، کفو کا بیان، ص ۵۳)

مسائل شرعیہ:

مسئلہ نمبر ۱: باپ، دادا کے سوا کسی اور ولی نے نابالغ لڑکے کا نکاح بغیر کفو سے کر دیا تو نکاح صحیح نہیں اور بالغ اپنا خود نکاح کرنا چاہے تو غیر

کفو عورت سے کرسکتا ہے کہ عورت کی جانب سے اس صورت میں کفائت معتبر نہیں اور نابالغ میں دونوں طرف سے کفائت کا اعتبار ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب النکاح، باب:الکفالۃ، ج٤،ص٢٠٦ ملتقطا)

مسئلہ نمبر۲: غلام، حرہ کا کفو نہیں، نہ وہ جو آزاد کیا گیا حرہ اصلیہ کا کفو ہے اور جس کا باپ آزاد کیا گیا، وہ اس کا کفو نہیں جس کا دادا آزاد کیا گیا اور جس کا دادا آزاد کیا گیا وہ اس کا کفو ہے جس کی آزادی کئی پشت سے ہے۔(بھار شریعت مخرجہ، کفو کا بیان، ج٢،حصہ:٧،ص٥٤)

مسئلہ نمبر۳: بعض لوگ نسبی سیدہ عورت کے نکاح کو غیر سید سے کرنے کا انکار کرتے ہیں، اور بعض کفر تک کہہ دیتے ہیں۔ فاضل بریلوی فرماتے ہیں: حاشا اللہ! اسے کفر سے کیا علاقہ، کہنے والے کو تجدید اسلام چاہیے کہ بلاوجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں۔ امیر المؤمنین مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی جو کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہوئیں امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیں اور ان سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نسباً سادات سے نہیں۔ سیدہ عاقلہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے تو جس کفو سے نکاح کرے گی ہو جائے گا اگرچہ سید نہ ہو۔ مثلاً شیخ، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی یا عباسی۔ اور اگر غیر کفو سے بے اجازت صریحہ ولی نکاح کرے گی تو نہ ہوگا، جیسے کسی شیخ، انصاری یا مغل، پٹھان سے جب کہ وہ معزز عالم نہ ہو۔ یہ بھی یاد رہے کہ باپ سید نہ ہو تو اولاد سید نہیں ہو سکتی اگرچہ ماں سیدانی ہو۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج١١،ص٧٢٨ وغیرہ)

مزید یہ بھی ہے کہ اللہ و رسول کا حکم آ گیا تو اب کفو نا ہونا کیسے معتبر ہو سکتا ہے کیونکہ ابتداء زینب بنت جحش کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہونا اللہ کو منظور تھا، لہذا بی بی زینب رضی اللہ عنہا کا انکار اور نہ ہی اُن کے بھائی حضرت عبداللہ کا اعتراض کرنا لازم آتا ہے۔ اور بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے دو نکاح کا ذکر ہم عنقریب حاشیہ نمبر۴ میں کریں گے کہ ان کے نکاح کا ولی خود رب کائنات تھا، لہذا ان کے لئے اعتراض کرنا متحقق نہیں ہوتا تاہم نزول آیت ہوئی اور انہیں مسئلہ واضح ہو گیا۔

کس صحابی کا نام قرآن میں ذکر ہوا ہے؟

۳۔......سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک طویل فہرست ہے، جگہ جگہ اشارۃً، دلالۃً، کنایۃً ان کے تذکرے ملتے ہیں، کہیں کسی کا نام ذکر نہیں ہوا، کہیں حسن و حسین و فاطمہ و علی رضی اللہ عنہم کے نام مذکور نہیں، کہیں حضرت قاسم و عبداللہ و ابراہیم رضی اللہ عنہم کے نام نہیں ذکر ہوئے، کہیں کسی کا نام نہیں ذکر ہوا لیکن اس منہ بولے بیٹے کی شان دیکھیں کہ ان کا ذکر ہوا، نام کے ساتھ ہوا، اہل ایمان قرآن پڑھنے والے بھی ان کی شان پر رشک کرتے ہیں کہ کیسا انہیں اپنے روحانی والدگرامی (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم) سے پیار تھا، کیسا سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے پیار تھا کہ ان کے نکاح کا پیغام خود پہنچایا، اور کیسا اللہ کو ان سے پیار ہے کہ ان کا نام لے کر ذکر فرما دیا، چنانچہ فرمایا ﴿فلما قضی زید منھا وطرا......الخ پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی (الاحزاب:٣٧)﴾۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت ولیمہ کا بیان:

۴......سن ۵ھ میں ذی القعدہ کے مہینے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا جس وقت بی بی زینب کی عمر ۳۵ سال تھی، سرکار دوجہاں کے دعوت ولیمہ کی کیفیت بیان کرنے سے پہلے اتنا ضرور کہنا چاہوں گا کہ بی بی زینب کے دو نکاح ہوئے پہلا نکاح حضرت زید رضی اللہ عنہ سے وہ بھی اللہ و رسول کے خاص حکم کی تعمیل کرنے میں ہوا اور دوسرا نکاح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یہ بھی اللہ کے حکم کے عین مطابق ہوا۔ اس سے بی بی زینب کی خوش قسمتی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ روایت میں ہے کہ بی بی زینب دیگر ازواج پر فخر فرمایا کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ تمہارے نکاح تمہارے گھر والوں نے کئے ہیں لیکن میرا نکاح اللہ نے سات آسمان کے اوپر فرمایا۔(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب:وکان عرشہ،رقم:٧٤٢٠،ص١٢٧٦)۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ بیشک اللہ میرے نکاح کا ولی ہے اور تمہارے نکاح

تمہارے اولیاء نے کیے ہیں۔علامہ بغوی کہتے ہیں امام شعبی نے روایت کیا ہے کہ بی بی زینب سید عالم ﷺ کو فرمایا کرتی تھیں کہ آپ کو ایسی تین چیزیں پیش کرتی ہوں جو آپ کی کسی ازواج نے ایسی نمایاں چیزیں پیش نہیں کیں، وہ تین چیزیں یہ ہیں: (۱)......میرا اور آپ کا دادا ایک ہے، (۲)......آپ ﷺ کے ساتھ میرا نکاح اللہ نے سات آسمان کے اوپر کرایا، (۳)......میرے نکاح کے سفیر حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب کی طرح کسی اور زوجہ کا ولیمہ نہیں کیا، آپ ﷺ نے ایک بکری ذبح فرمائی (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب: الولیمة ولو بشاة، رقم: ۵۱۶۸، ص ۹۲٤)، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سید عالم ﷺ نے بی بی زینب کے ساتھ شب زفاف گزار لی تو آپ ﷺ نے ان کا ولیمہ کیا اور مسلمانوں کو خوب پیٹ بھر کر گوشت روٹی کھلائی۔ (المظھری، ج۵، ص ۵۳٤)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے بی بی زینب بنت جحش کا ولیمہ کیا، اور روٹیوں اور گوشت کی دعوت کی، مجھے لوگوں میں پیغام دینے کو بھیجا گیا، مسلمانوں کا ایک گروہ آتا اور کھانا کھا کر چلا جاتا، پھر دوسرا گروہ آتا اور وہ کھانا کھا کر چلا جاتا، سب لوگ آچکے تھے اور اب بلانے کو کوئی نہیں بچا تھا، سید عالم ﷺ بی بی عائشہ کے حجرے میں تشریف لے گئے اور السلام علیکم یا اہل البیت فرمایا، تو جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، آپ ﷺ نے اپنے اہل (بیوی) کو کیسا پایا؟ اللہ عزوجل آپ کو برکت دے، پھر آپ ﷺ تمام ازواج کے حجروں میں تشریف لے گئے اور سب سے اسی طرح کلام کیا جس طرح بی بی عائشہ سے کلام کیا تھا، اور سب نے اسی طرح جواب دیا جس طرح بی بی عائشہ نے جواب دیا تھا، پھر جب گھر واپس آئے تو تین آدمی وہیں بیٹھے تھے اور باتیں کر رہے تھے، سید عالم ﷺ حیا والے تھے، پھر آپ ﷺ بی بی عائشہ کے حجرے کی طرف چلے گئے، مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو خبر دی یا کسی اور نے خبر دی کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں، آپ ﷺ آئے اور آپ ﷺ کا ایک پیر مبارک دروازے کی چوکھٹ اور دوسرا دروازے سے باہر تھا، آپ ﷺ نے اپنے اور میرے مابین پردہ لٹکا دیا اور آیت حجاب نازل ہوئی۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: وان کنتن تردن اللہ، رقم: ٤۷۹۳، ص ۸٤۲)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بدترین کھانا اس ولیمے کا ہے جس میں مالداروں کو دعوت دی جاتی ہے مگر مساکین کو نہیں بلایا جاتا، جو (بلا عذر شرعی) دعوت پر نہ آیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی''۔

(صحیح مسلم، کتاب النکاح باب الامر بالاجابة الداعی الی دعوة، رقم: (۳٤۱۱)/۱٤۳۲، ص ٦۷۳)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے برا کھانا اس ولیمے کا ہے جس میں آنے والوں کو روک دیا جائے اور انکار کرنے والے کو دعوت دی جائے اور جس نے دعوت قبول نہ کی، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی''۔ (المرجع السابق، رقم: (۳٤۱۵)/۱٤۳۲، ص ٦۷۳)

☆......سرکار مدینہ منورہ سرکار مکہ مکرمہ ﷺ کا فرمان خوشبودار ہے: ''جب تم میں سے کسی کو ولیمے میں بلایا جائے تو ضرور آئے''۔

(المرجع السابق، رقم: (۳٤۰۱)/۱٤۲۹، ص ٦۷۲)

☆......اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا فرمان ہے: ''جب تم میں سے کسی کو اس کا بھائی شادی یا کسی اور موقع پر دعوت دے تو اسے چاہیے کہ قبول کرے''۔ (المرجع السابق، (۳٤۰۳)/۱٤۲۹، ص ٦۷۲)

خاتم النبیّن کی بحث :

۵......قتادہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ کے حقیقی بیٹے نہ تھے، سید عالم ﷺ کے حقیقی بیٹے چار ہوئے: قاسم، ابراہیم، طیب، مطہر۔ (الجامع البیان، الجزء: ۲۲، ص ۲۲)

علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں:

صحیح قول یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کے تین صاحبزادے ہیں: (۱)..... حضرت قاسم (نام کچھ اور تھا)، یہ کنیت تھی، یہ سب سے پہلے صاحبزادے تھے جو دو سال زندہ رہے اور ہجرت سے دو سال پہلے انتقال فرما گئے، (۲)..... حضرت عبداللہ انہیں طیب و طاہر بھی کہا گیا ہے، یہ بعثت کے بعد مدت رضاعت میں انتقال فرما گئے اور مکہ مکرمہ میں دفن ہوئے، یہ دونوں صاحبزادے بی بی خدیجہ کے بطن سے ہوئے۔ (۳)..... حضرت ابراہیم، یہ بی بی ماریہ قبطیہ (یہ سرکار دو عالم ﷺ کی لونڈی صاحبہ تھی) کے بطن سے ماہ ذی الحجہ سن ۸ھ میں پیدا ہوئے۔

سید عالم ﷺ دو نور والے ہیں: نور نبوت اور نور ولایت، پس نور ولایت دیگر لوگوں (اہل بیت، صحابہ کرام اور تا قیام قیامت اہل ایمان تک یہی نور منتقل ہوتا رہے گا)، اور نور نبوت شریعت مطہرہ کی صورت میں باقی رہا۔ پس شریعت محمدی ہمارے سامنے موجود ہے اور قیام قیامت تک ہمارے لئے موجود رہے گی۔ (روح البیان، ج۷، ص ۲۲۱)

سید عالم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر موجودہ آیت صریح دلیل ہے، تاہم مزید کئی آیات اور احادیث بھی ہیں۔ چنانچہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا اور اے محبوب ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا (سبا: ۲۸)﴾، ﴿الیوم اکملت لکم دینکم...... الخ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا (المائدۃ: ۳)﴾، ﴿قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں (الاعراف: ۱۵۸)﴾، ﴿وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کو (الانبیاء: ۱۰۷)﴾، ﴿تبرک الذی نزل الفرقان ...... الخ بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر (الفرقان: ۱)﴾، ﴿واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتب...... الخ، اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب دوں (آل عمران: ۸۱)﴾، ﴿ھو الذی بعث فی الامین رسولا منھم یتلوا علیھم...... الخ، وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا (الجمعۃ: ۲)﴾، ﴿ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدی...... الخ، اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اُس پر کھل چکا (النساء: ۱۱۵)﴾، ﴿لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قتل و قاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین...... الخ تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں (الحدید: ۱۰)﴾۔

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جس نے بہت حسین و جمیل ایک گھر بنایا، مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس گھر کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے، اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی"، آپ ﷺ نے فرمایا: "قصر نبوت کی وہ اینٹ میں ہوں، میں آخری نبی ہوں"۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب: خاتم النبیین ﷺ، رقم: ۳۵۳۵، ص ۵۹۵)

☆..... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: غزوۃ تبوک، رقم: ۴۴۱۶، ص ۷۴۹)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "بنی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیاء کرتے تھے، جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی آ جاتا، اور بیشک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور میرے بعد بہ کثرت خلفاء ہوں گے۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب:ما ذکر عن بنی اسرائیل،رقم:۳۴۵۵،ص۵۸۲)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کا آخری حصہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہیں گے یا محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں، اللہ نے آپ کے صدقے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے سب کاموں کی مغفرت کر دی ہے، آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: ذریۃ من حملنا، رقم:۴۷۱۲،ص۸۱۵)

☆......حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے کئی اسماء ہیں، میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں، اللہ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا، اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (آخر میں مبعوث ہونے والا ہوں)، جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب: ما جاء فی اسماء رسول، رقم: ۳۵۳۲،۵۹۴)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئی ہیں، مسلمانوں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مبشرات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اچھے خواب"۔

(صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب: المبشرات، رقم: ۶۹۹۰،ص ۱۲۰۶)

☆......اسماعیل بن ابی خالد روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا وہ کم سنی میں فوت ہو گئے، اور اگر ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہنا مقدر ہوتا تو وہ نبی ہوتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا"۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب: من سمی باسماء الانبیاء، رقم:۶۱۹۴،ص۱۰۷۸)

☆......حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیشک اللہ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا، عنقریب میری امت کے تیس کذاب ہونگے، ان میں سے ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ نبی ہے، اور میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب: ما جاء لا تقوم الساعۃ، رقم: ۲۲۲۶،ص۶۴۷)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے چھ وجوہ سے انبیائے کرام پر فضیلت دی گئی ہے: (۱)......مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں، (۲)......اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے، (۳)......اور میرے لئے غنیموں کو حلال کر دیا گیا، (۴)......اور تمام روئے زمین کو پاک و سجدہ گاہ بنا دیا گیا، (۵)......مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا، (۶)......مجھ پر نبیوں کو ختم کر دیا گیا۔ (سنن الترمذی، کتاب السیر، باب:ما جاء فی الغنیمۃ، رقم: ۱۵۵۹،ص ۴۸۰)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں آخر نبی ہوں اور میری مسجد آخر المساجد (یعنی آخر مساجد الانبیاء ہے)۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب:فضل الصلوۃ بمسجدی، رقم: (۳۳۶۶)/۱۳۹۴،ص۶۴۷)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے، پس میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول ہوگا"۔ (سنن الترمذی، کتاب الرؤیا، باب: ان رؤیا المومن، رقم :۲۲۷۹،ص ۶۶۲)

☆......حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں آپ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے"۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب:ما جاء فی خاتم النبوۃ، رقم: ۳۶۶۳،ص۱۰۴۴)

☆......حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتنہ دجال کے متعلق ایک طویل حدیث میں) فرمایا: "میں

آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو"۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الفتن،باب:طلوع الشمس من مغربها،رقم :٤٠٧٧،ص٦٧٦)

☆......حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے"۔

(سنن الترمذي، كتاب المناقب،باب:عمر بن خطاب، رقم: ٣٧٠٦، ص١٠٥٢)

☆......بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہم قیامت کے دن ستر امتوں کو مکمل کریں گے ہم ان میں سب سے آخری اور سب سے بہتر امت ہیں"۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الزهد،باب:صفة امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ٤٢٨٧، ص ٧١٦)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو تو اچھی طرح پڑھو تم کو علم نہیں ہے شاید یہ درود آپ پر پیش کیا جائیگا، لوگوں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن آپ ہمیں تعلیم دیجئے، انہوں نے کہا تم اس طرح درود پڑھو: "**اللهم اجعل صلواتک ورحمتک وبركاتك على سيد المرسلين وامام المتقين وخاتم النبيين محمد عبدک ورسولک امام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة**"۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الاقامة الصلوة،باب: الصلوة على النبي صلی اللہ علیہ وسلم، رقم :٩٠٦، ص١٦٧)

☆......قتادہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں پیدائش میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں"۔

(كنزالعمال، كتاب الفضائل،باب:فضائل نبينا صلی اللہ علیہ وسلم، رقم:٣٢١٢٣، ج٦، ص٢٠٥)

☆......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " اے ابوذر! پہلے رسول آدم ہیں اور آخری رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں"۔ (كنزالعمال، كتاب الفضائل،باب: فضائل سائر الانبياء، رقم: ٣٢٢٦٦، ج٦، ص٢١٨)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم حیات ہوتے تو سچے نبی ہوتے"۔

(كنزالعمال، كتاب الفضائل،باب:فضائل نبينا صلی اللہ علیہ وسلم،ذكر ولد ابراهيم، رقم: ٣٢٢٠١، ج٦، ص٢١٢)

بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے خاتم النبیین کے موضوع پر انیس ۱۹ احادیث ذکر کی ہیں، اگرچہ اور بھی احادیث کتب صحیحہ میں موجود ہیں تاہم مزید مضامین مکمل کرنے ہیں اور عطائین کے تحت دیگر ضروریات کا اہتمام بھی کرنا ہے جس کی وجہ سے ضخامت کا خوف دامن گیر ہے۔ لہٰذا اب مزید اسی موضوع کے متعلق دیگر عنوانات قائم کر کے مزید مواد درج ذیل ہے:

فقہائے کرام واکابرین کے نزدیک خاتم النبیین کا بیان:

علامہ سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام (حدیث پاک) اور کلام الٰہیہ (قرآن مجید) جو آپ پر نازل ہوا اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ نے سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا ہے اور آپ کائنات انسانی بلکہ تمام جن وانس کی طرف (رسول بن کر) مبعوث ہوئے ہیں (قرآن وحدیث) سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں"۔ (شرح عقائد نسفيه، بيان :في ارسال الرسل، ص١٣٣ وغيره)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

تمام امت محمدیہ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی معنی مراد لیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے کہ آخر النبیین کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گھڑے، نہ اس عموم میں کچھ تخصیص ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کو کسی زمانہ یا زمین کے کسی طبقہ سے خاص کیجئے اور جو اس میں تاویل اور تخصیص کو راہ دے اس کی بات جنون یا نشے یا سرسام میں بہکنے برانے یا بکنے کے قبیل سے ہے، اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ وہ آیت قرآن کی تکذیب

کررہا ہے جس میں اصلا تاویل و تخصیص نہ ہونے پر امت مرحومہ کا اجماع ہو چکا ہے۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج۱۵، ص ۷۲۴)

دعویٔ نبوت کرنے والے سید عالم ﷺ کے دور سے لے کر مرزا غلام احمد کے دور تک کا جائزہ:

سید عالم ﷺ کے وصال ظاہری سے چند دن قبل ہی (۱)......اسود عنسی نامی شخص نے اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے نبی ہونے کا دعوی کیا، یہ شعبدہ باز اور کاہن تھا۔ اہل نجران نے اس کی تائید کردی، قبیلہ مذحج نے بھی اس کی دعوت قبول فرمائی اور دیکھادیکھی پورا یمن اس کی تائید میں کھڑا ہو گیا۔ سید عالم ﷺ کی جانب سے حضرت فیروز دیلمی نے اپنی ہمشیرہ کے ساتھ مل کر سید عالم ﷺ کے حکم کے مطابق اسود عنسی کے گھر میں پہنچ کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (۲)......طلیحہ اسدی نے بھی سرکار دو عالم ﷺ کی حیات ظاہری میں ہی نبوت کا دعوی کیا، اور سید عالم ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت ضرار بن ازور کو مامور فرمایا، اور انہوں نے طلیحہ اسدی کی سرکوبی کے لئے جدو جہد کی، لیکن معاملہ ادھورا رہا کہ سید عالم ﷺ نے پردہ فرمالیا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید نے بھی کوششیں کیں لیکن کامیابی نہ ہوئی تاہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں طلیحہ اسدی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر توبہ کی اور دوبارہ اسلام قبول کیا۔ (۳)......مورخین کہتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب نامی شخص سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر آپ مجھے اپنا جانشین بنالیں تو میں آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، لیکن سرکار دو عالم ﷺ کے انکار پر اس نے بیعت بھی نہ کی، رحال بن عنفوہ جو کہ نہار کے نام سے مشہور تھا اور سید عالم ﷺ نے اسے ''نہار'' کو راہ ہدایت لانے کے لئے بھیجا لیکن یہ شخص اس ''نہار'' نامی شخص کی باتوں میں آگیا، جو ہاتھ حکیم نورالدین بھیروی'' کا قادیانت کے فروغ میں تھا وہی ہاتھ مسیلمہ کی ترقی میں ''نہار'' کا تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ یمامہ میں حضرت وحشی نے اسی تلوار اسے کیفر کردار تک پہنچایا جس طرح جاہلیت کے دور میں امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ (۴)......مختار بن ابی عبید ثقفی جھوٹا مدعی نبوت تھا، یہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ملک بن مروان کا زمانہ تھا، اس نے دعوی کیا کہ جبرائیل امین علیہ السلام اس کے پاس وحی لے کر آئے ہیں، امام ذہبی کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کیلئے لشکر تیار کیا اور ۶۷ھ میں مختار ثقفی کو قتل کر کے اس پر فتح پائی۔ (۵)......حارث بن سعید نے عبدالملک بن مروان کے زمانے خلافت میں نبوت کا دعوی کیا چنانچہ اس کے جھوٹے دعوی کی پاداش میں عبدالملک بن مروان نے قتل کر کے اُسے عبرت کے لئے سولی پر لٹکایا۔ (۶)...... ہشام بن عبدالملک کے دور خلافت ۱۱۹ھ میں عراق میں مغیرہ بن سعید عجلی اور بیان بن سعید تمیمی نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا، خالد بن ولید بن عبداللہ قری نے دونوں کو قتل کر کے عبرت کے لئے پھانسی پر لٹکا دیا اور بعد میں آگ کے گڑھے میں ڈال کر اُن کی لاش کو جلوا دیا۔ (۷)......ابو منصور عجلی نے دعوی نبوت کیا اور ثبوت میں قرآن مجید کی آیات کی عجیب و غریب تاویلات کیں، عراق کے حکمران یوسف بن عمر ثقفی نے اسے گرفتار کر کے پھانسی پر لٹکا دیا اور اس فتنے کا قلع قمع کیا۔ (۸)......خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں ایک شخص نے دعوی نبوت کیا اور حضرت نوح ہونے کا دعوی کیا، خلیفہ ہارون نے علماء کے فتوی پر بجرم ارتداد اس کی گردن ماری اور پھر عبرت کے لئے اس کی لاش سولی پر لٹکادی۔ (۹)......امام اعظم کے زمانے میں کسی نے دعویٔ نبوت کیا لوگوں نے اس سے علامات طلب کیں، امام اعظم نے فرمایا: ''جس نے اس کذاب سے علامات طلب کیں وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہوا''۔

روئے زمین پر اس وقت بہائی اور قادیانی دو گروہ ہیں جو ختم نبوت کے صحیح عقیدے کے خلاف کلام کرتے ہیں اور ایک گروہ امریکا کا ہے جو علی جاہ کے نبی ہونے کا قول کرتا ہے۔ بہائی اور علی جاہ کی تعداد کافی کم ہے، زیادہ تعداد میں قادیانی ہیں جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں، لیکن ان کے دو گروہ ہیں ایک گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول مانتا ہے جب کہ دوسرا گروہ مرزا کو مجدد اور محدث مانتا ہے، اس کو لاہوری فرقہ کہتے ہیں۔ لاہوری گروہ کا کہنا یہ ہے کہ مرزا کو وحی اور الہام میں اشتباہ ہو گیا، قادیانی گروہ

انہیں کافر کہتا ہے بلکہ اپنے سواسب ہی کو کافر کہتا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک جو مرزا غلام احمد کو نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا تعارف وعقائد باطلہ:

مرزا غلام احمد قادیانی کی صحیح تاریخ پیدائش تو معلوم نہیں البتہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب "البریۃ" میں اپنی تاریخ پیدائش ۱۸۳۹ء اور ۱۸۴۰ء لکھی ہے، جب کہ اس کا بیٹا مرزا بشیر احمد قادیانی نے "سیرت المهدی" جلد۲، صفحہ ۱۵۰ پر لکھا ہے کہ "نہیں میرا باپ ۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوا، پھر "سیرت المهدی" جلد۳، صفحہ ۷۶ پر لکھتا ہے، نہیں نہیں میرا باپ ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوا۔ ایک بار پھر اپنے بیان سے پلٹتا اور کہتا ہے: ٹھہرو ٹھہرو! میرا باپ ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوا لیکن کیا کریں کہ وہ اس پر بھی قائم نہیں رہ پایا اور ایک بار پھر "سیرت المهدی" جلد۳، صفحہ ۳۰۲ پر لکھا کہ میرا باپ ۱۸۳۲ء میں پیدا ہوا، اور جب اس پر بھی اطمینان حاصل نہیں ہوتا تو ایک بار پھر کہتا ہے کہ میرا باپ ۱۸۳۳ء یا ۱۸۳۴ء میں پیدا ہوا۔ (سیرت المهدی، ج۳، ص ۱۹٤ وغیرہ)

مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو خدا کا نبی ورسول قرار دیا، اور اپنے مریدوں کو جماعت صحابہ کا نام دیا، اپنی کافرہ بیوی کو ام المومنین کے نام سے تعبیر کیا، اپنے گھر والوں کو اہلبیت کا نام دیا، اس نے تین سو تیرہ بدری صحابہ کے مقابلے میں اپنے تین سو تیرہ چیلوں کی فہرست تیار کی۔ سید عالم ﷺ کے ننانوے صفاتی ناموں کے مقابلے میں اپنے جھوٹے صفاتی نام گڑھ لئے۔ مرزا نے اپنے بیٹے کو قمر الانبیاء کے نام سے پکارا۔ قادیان آنے کو ظلی حج قرار دیا۔ جنت البقیع کے مقابلے میں قادیان میں ایک بہشتی مقبرہ تیار کروایا۔ قرآن مجید میں تحریفات کیں، احادیث رسول کو بگاڑا، اقوال صحابہ وبزرگان دین کو مسخ کیا اور "جہاد کو حرام" قرار دے کر انگریز کی اطاعت کو لازم قرار دیا اور صرف اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنی بناسپتی اور انگریزی نبوت کو چلانے اور چمکانے کے لئے دین اسلام، پیغمبر اسلام اور مقدس ہستیوں پر رکیک حملے بھی کئے۔

مرزا کی بعض کفریہ عبارات اس کی نبوت کے مختلف تدریجی سفر کی روشنی میں:

اس مقام پر ہم چند عبارات بیان کریں گے، جس سے ہمارے موقف کی تائید ہوگی اور بدبخت مرزا کی حقیقت قارئین پر مزید واضح ہو جائے گی۔

(۱)......**دعوی مجددیت:** "میں (مرزا) اس وقت محض للہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالی نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے معمور کردہ دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں پر آشوب دور میں زمانہ قرآن کی خوبیوں اور حضرت رسول ﷺ کی خوبیاں بیان کروں"۔ (سلسلہ تصانیف احمدیہ، ص ۳۳۳)

(۲)......**دعویٰ محدثیت:** دعویٰ مجددیت کے بعد مرزا نے ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہوئے کہا: "آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل رکھتا ہوں، کہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں اور آپ جناب کے بعد اس اُمت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا......، ہاں محدث ضرور آئیں گے جو اللہ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ نشان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں اور ان میں سے ایک ہوں۔ (نشان آسمانی، ص ۲۸)

(۳)......**دعوی مہدیت:** وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور آسمانی مائدہ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش قدمی کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو سال پہلے رسول کریم نے دی تھی، وہ میں ہوں۔ (تذکرۃ الشہادتین، ص ۲)

(۴)......**دعویٰ مثلیت عیسی:** مجھے ابن مریم ہونے کا دعوی نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعوی ہے۔

(تبلیغ رسالت، ج ۲، ص ۲۱)

(۵)......دعوی عینیت عیسیٰ: مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:"اس لئے گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں، میں نے پرورش پائی اور پردے میں نشو ونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ ۴، صفحہ نمبر ۴۹۶ میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں پھونکی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخری کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ، جلد ۴، ص ۵۵۶ پر درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا"۔ (کشتی نوح، ص ۶۸، ۶۹)

"جو مسیح آنے والا تھا یہی ہے (یعنی میں ہی ہوں)، چاہو تو قبول کرلو"۔

(فتح اسلام، ص ۱۵)

(۶)......دعوی افضلیت بر مسیح موعود:"خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا ہے جو پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا"۔

(دافع البلاء، ص ۳۰)

ایک جگہ اور مرزا غلام احمد نے لکھا:"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھا سکتا"۔

(حقیقۃ الوحی، ص ۱۴۸)

دوسری جگہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:"میں مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر زیادہ نہیں دیکھتا یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ،ایسا ہی مجھ پر ہوا، اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں یعنی میں اپنے طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں، بلکہ ان سے زیادہ"۔

(چشمہ مسیحی، ص ۲۸)

(۷)......دعوی ظلی نبوت: مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:"اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا ہوں اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا ہوں اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی۔ کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعے ہی نام پایا"۔

(ایك غلطی كا ازاله، ص ۹)

ایک اور جگہ پر مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:"پس مسیح موعود کا منکر کافر تو ضرور ہوا مگر ہاں اس پر کفر کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے نہیں لگایا جائیگا بلکہ خود دربار محمدی سے یہ فرمان جاری ہوگا کیونکہ مسیح موعود اپنی ذات میں کچھ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ کا کامل ظل ہونے کی وجہ سے قائم ہے"۔

(کلمة الفصل، ص ۱۵۷)

(۸)......دعوی بروزی نبوت:"مجھے بروزی صورت میں نبی اور رسول بنایا ہے، اس بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی و رسول رکھا، مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں بلکہ محمد ہے، اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد کے پاس رہی"۔

(ایك غلطی كا ازاله، ص ۱۶)

(۹)......غیر حقیقی نبوت کا دعوی:"حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر عاجز کو الہام ہوا ہے، اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت و رسالت سے مراد حقیقی نبوت و رسالت ہے"۔ (فتنه قادیانیت، ص ۲۳۷)

(۱۰)......حقیقی و تشریعی نبوت کا دعوی:"ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول (یعنی مرزا صاحب) کو قبول نہ کیا، مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے، کیونکہ میرے بعد سب تاریک ہے"۔

(کشتی نوح، ص ۵۶)

(۱۱)......عین محمد ہونے کا دعوی: مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے: ''مسیح موعود (مرزا) اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی، حتی کہ ان دونوں کا وجود بھی ایک وجود کا حکم رکھتے ہیں، تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ نے پھر سے محمد کو اتارا''۔ (کلمۃ الفصل، ص۱۰٤)

(۱۲)......فضیلت بر محمد ہونے کا دعوی: ''یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتی کہ محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے''۔ (اخبار الفضل، ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۱۳)......تمام انبیاء کے جامع کمالات ہونے کا دعوی: ''دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا، سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا کہ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسی ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسی ابن مریم ہوں، میں محمد ہوں، یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول، نبیوں کا پیر ہوں، سو ضرور کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے''۔

(تمۃ حقیقۃ الوحی، ص۸٤)

''اس خدا نے میرا دعوی سچ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہیں'' مزید لکھا ہے ''میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ......اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالی کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں''۔ (حقیقۃ الوحی، ص۱۳٦،٦٧)

(۱٤)......ابن اللہ ہونے کا دعوی: ''میں نے تجھ سے ایک خرید و فروخت کی ہے یعنی ایک چیز میری تھی جس کا تو مالک بنایا گیا اور ایک چیز تیری تھی جس کا میں مالک بن گیا، تو بھی اس خرید و فروخت کا اقرار کر اور کہہ دے کہ خدا نے مجھ سے خرید و فروخت کی تو مجھے ایسا ہے جیسا کہ اولاد تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں''۔ (دافع البلاء، ص۸)

(۱۵)......دعوی الوہیت: دیکھئے نبوت سے ابن اللہ اور ابن اللہ سے خود اللہ ہونے کا دعوی بھی کس طرح ہو رہا ہے۔ ''میں نے نیند میں اپنے آپ کو ہو بہو اللہ دیکھا اور میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی (اللہ) ہوں پھر میں نے آسمان و زمین بنائے اور کہا کہ ہم نے آسمان کو ستاروں سے سجایا ہے''۔ (آئینہ کمالات اسلام، ص٥٦٤)

مرزا قادیانی کی بعض کفریہ و گستاخانہ عبارات:

یہاں ہم ترتیب وار کچھ عبارتیں بیان کریں گے جو کہ درج ذیل ہیں:

بارگاہ الوہیت میں گستاخی:

(۱)......''قیوم العالمین ایک ایسا وجود ہے جس کے بیشمار ہاتھ پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہاء عرض اور طول رکھتا ہے'' معاذ اللہ (توضیح المرام، ص٤٢)

(۲)......''وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے، وہ فرماتا ہے کہ چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا'' نعوذ باللہ۔ (تجلیات الٰہیہ، ص٤)

(۳)......''کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانے میں کہ خدا سنتا ہے، مگر بولتا نہیں پھر اس کے بعد یہ سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی ہے''۔ (ضمیمہ براھین احمدیہ، ج٥، ص١٤٤)

(٤)......''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا'' معاذ اللہ۔ (دافع البلاء، ص١١)

شانِ رسالت مآب ﷺ میں گستاخیاں:

(۵)...... "ہر نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے ہیں، کسی کو بہت، کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ ﷺ کے تمام کمالات کو حاصل کرلیا۔ اور اس قابل ہوگیا کہ ظلّی نبی کہلائے، پس ظلّی نبوت فی مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا" معاذ اللہ۔ (کلمۃ الفضل، ص ۱۱۳)

(۶)...... "یہ بات بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے، حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے" نعوذ باللہ۔ (اخبار الفضل قادیان، ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۷)...... "اس (نبی کریم ﷺ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کریگا"۔ (اعجاز احمدی، ص ۷۱)

دیگر انبیائے کرام کی توہین:

(۸)...... "پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے، کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کرکے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا" نعوذ باللہ۔ (براھین احمدیہ، حصہ ۵، ص ۹۹)

(۹)...... "افسوس ہے کہ حضرت عیسیٰ کے اجتہادات میں غلطیاں ہیں، اس کی نظیر کسی نبی میں نہیں پائی جاتی" معاذ اللہ۔ (اعجاز احمدی، ص ۲۵)

(۱۰)...... "خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانے میں یہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے"۔ معاذ اللہ۔ (تمتہ حقیقت الوحی، ص ۱۳۷)

(۱۱)...... "اور آپ کے (حضرت عیسیٰ) کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا، پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں اور مسلمان رسول کہتے ہیں، معاذ اللہ۔ (ضمیمہ انجام آتھم، حاشیہ ۵)

(۱۲)...... "یسوع مسیح در حقیقت بوجہ مرگی کے دیوانہ ہوگیا" نعوذ باللہ۔ (حاشیہ ست بچن، ص ۱۷۱)

(۱۳)...... "اگر میں ذیابطس کیلئے افیون کھانے کی عادت ڈال لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کرکے یہ نہیں کہیں کہ پہلا مسیح شرابی تھا اور دوسرا افیونی" معاذ اللہ۔ (ریویو بابت اپریل ۱۹۰۳ء، ص ۱۴۹، نسیم دعوت، ص ۹۹)

(۱۴)...... مسیح کے چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیو شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا" معاذ اللہ۔ (مکتوبات احمدیہ، ج ۳، ص ۲۳، ۲۴)

(۱۵)...... "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے" معاذ اللہ۔ (دافع البلاء، ص ۲۰)

(۱۶)...... "نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا، اور پھر ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ میری تعلیم ہے" معاذ اللہ۔ (حاشیہ انجام آتھم، ص ۶)

والدہ رسول اکرم ﷺ بی بی آمنہ کی توہین:

(۱۷)...... "اس خاتون (والدہ مرزا) کی عزت و وقار کا کیا کہنا، جس کے بطن مبارک سے وہ عظیم الشان انسان پیدا ہوا جو نبیوں کا موعود تھا، اور اس کو آنحضرت ﷺ نے اپنا سلام کہا......اس عظیم انسان کی ماں دنیا میں ایک ہی عورت ہے جو آمنہ خاتون کے بعد اپنے بخت رسا پر ناز کرسکتی ہے۔ دنیا کی عورتوں میں جو ممتاز خواتین ہیں ان میں حضرت آمنہ خاتون اور حضرت چراغ بی بی صاحبہ ہی دو عورتیں ہیں جنہوں نے

ایسے عظیم الشان انسان دنیا کو دیئے جو ایک عالم کی نجات اور رستگاری کا موجب ہوئے" معاذ اللہ۔(حیان النبی جلد اول ودوم، ص ۱۴۲)

امہات المومنین کی توہین:

(۱۸)......" ام المومنین کا لفظ جو مسیح موعود کی بیوی کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں حضرت اقدس نے سن کر فرمایا: اعتراض کرنے والے بہت ہی کم غور کرتے ہیں اور اس قسم کے اعتراض صاف بتاتے ہیں کہ وہ محض کینہ وحسد کی بنا پر کئے جاتے ہیں ورنہ نبیوں یا ان کے اظلال کی بیویاں اگر امہات المومنین نہیں ہوتی تو اور کیا ہوتی ہیں" نعوذ باللہ۔

(ملفوظات احمدیہ، ج ۱ از مرزا غلام احمد قادیانی)

حضرت بی بی فاطمہ کی توہین:

(۱۹)...... یہاں مرزا خبیث کی خاتون جنت بی بی فاطمہ کی شان اقدس میں توہین امیز عبرت لکھتے ہوئے میرا قلم کانپتا ہے اور دل دہل جاتا ہے، لہذا اصل عبارت لکھنے کے بجائے صرف حوالہ درج کیا جاتا ہے، اصل عبارت" (ایک غلطی کا ازالہ ،حاشیہ صفحہ نمبر ۱۱)

قرآن وحدیث کی توہین:

(۲۰)......" قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مونہ کی باتیں ہیں"۔ معاذ اللہ۔ (تذکرہ مجموعہ الھامات ،ص ۶۳۶)

(۲۱)......" ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی" مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ (مرزا قادیانی) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کرکے آپ پر قرآن شریف اتارا جائے"۔ (کلمۃ الفصل، ص ۱۷۳)

(۲۲)......" قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہوا، کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے" معاذ اللہ۔

(تذکرہ ،مجموعہ الھامات ،ص ۷۶)

(۲۳)......" جس طرح میں قرآن مجید کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اس طرح اسی کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں" معاذ اللہ۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۲۲۰)

(۲۴)......" مولوی لوگ حدیثیں لئے پھرتے ہیں مگر حدیثوں کا یہ کام نہیں کہ میرے متعلق فیصلہ کریں بلکہ میرا کام ہے کہ میں بتاؤں کہ فلاں حدیث درست ہے اور فلاں حدیث غلط، اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے" نعوذ باللہ۔ (الفضل، ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء)

(۲۵)......" میری وحی کے مقابلے میں حدیث مصطفیٰ کوئی شئے نہیں" نعوذ باللہ۔ (اعجاز احمدی، ص ۵۶)

اہل بیت اور صحابہ کرام کی توہین:

(۲۶)......" میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے" نعوذ باللہ (مجموعہ اشتہارات ،ص ۲۷۸)

(۲۷)......" ابوبکر وعمر کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے" نعوذ باللہ۔

(ماہنامہ المہدی ،جنوری فروری ۱۹۱۵ء)

(۲۸)......" جیسا کہ ابوہریرہ غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا" نعوذ باللہ۔ (اعجاز احمدی، ص ۱۸)

(۲۹)...... ''جو شخص قرآن مجید پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہیے کہ ابو ہریرہ کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے'' نعوذ باللہ۔
(ضمیمہ براھین احمدیہ، ج۵، ص ۴۱۰)

(۳۰)...... ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب نئی خلاف لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مُردہ علی کی تلاش کرتے ہو'' العیاذ باللہ۔
(ملفوظات احمدیہ، ج۱، ص ۴۰۰)

(۳۱)...... ''اور مجھ میں تمہارے حسین میں فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے'' نعوذ باللہ۔
(اعجاز احمدی، ص ۷۰)

(۳۲)...... ''اور اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے'' معاذ اللہ۔
(دافع البلاء، ص۱۷)

حرم پاک کی توہین:

(۳۳)...... ''لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان میں آنا نافل) نفلی حج سے زیادہ ثواب ہے اور غافل میں رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی اور حکم ربانی'' نعوذ باللہ۔
(آئینہ کمالات اسلام، ص۳۵۲)

روضہ رُسول کی توہین:

(۳۴)...... ''آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات ارض کی نجاست کی جگہ تھی'' نعوذ باللہ۔
(حاشیہ تحفہ گولڑویہ، ص ۱۱۲)

مسجد اقصیٰ کی توہین:

(۳۵)...... ''مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے'' معاذ اللہ۔
(خطبہ الھامیہ حاشیہ، ص ۲۱)

امت مسلمہ کی توہین:

(۳۶)...... ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، پس محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے'' نعوذ باللہ۔
(کلمۃ الفصل، ص ۱۱۰)

(۳۷)...... ''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے، اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں'' نعوذ باللہ۔ (نجم الھدیٰ، ص ۵۳)

(۳۸)...... ''میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے، مگر رنڈیوں کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی'' نعوذ باللہ۔ (آئینہ کمالات اسلام، ص۵۴۷ وغیرہ)

(۳۹)...... ''ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں'' نعوذ باللہ۔
(انوار خلافت، ص ۹۰)

(۴۰)...... ''غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا'' نعوذ باللہ۔
(کلمۃ الفصل، ص ۱۷۰)

۱۹۰۱ء سے ہونے والی جدوجہد بالآخر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو سیدنا صدیق اکبر کی آل شاہ احمد نورانی کی قرارداد کے مطابق حکومت نے باضابطہ طور پر قادیانی گروہ کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔

نوٹ: ہم نے اپنے تئیں کافی شافی بحث کی، اور بحوالہ کلام کیا، مزید تحقیق و تفتیش درکار ہو تو قبلہ "مفتی محمد امین علیہ رحمۃ اللہ المبین" کی مایہ ناز تالیف "عقیدہ ختم نبوت" اور محمد احمد ترازی کی تالیف "تحریک ختم نبوت صدیق اکبر تا علامہ شاہ احمد نورانی" کو مطالعہ میں ضرور رکھیں۔ ہم نے اکثر مواد انہی کتب سے حاصل کیا ہے۔

اغراض:

ای الاختیار: سے اس جانب اشارہ مقصود ہے کہ "الخیرۃ" مصدر ہے۔ واختہ زینب: مراد زینب بنت جحش ہیں، جن کی والدہ کا نام اُمیمہ بنت عبد المطلب ہے جو کہ سید عالم ﷺ کی پھوپھی ہیں۔

خطبھا النبی وعنی لزید: اولاً زید کی زوجہ تھیں، زید سید عالم ﷺ کے غلام تھے جنہیں سید عالم ﷺ نے آزاد فرمایا تھا، اور سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد پانچ ماہ یا ایک سال زندہ رہے، اور زید کے ہاں اسامہ کی ولادت ہوئی اور یہ ولادت ہجرت کے تین سال بعد ہوئی اور ایک قول کے مطابق پانچ سال بعد ہوئی۔

فکرھا ذلک: بی بی زینب نے زید کے رشتے کو ناپسند کیا اور سید عالم ﷺ سے کہا: میں آپ کی پھوپھی زاد ہوں، اور زید کو اپنے لئے پسند نہیں کرتی، کیونکہ زینب حسین و جمیل تھیں جب کہ زید سیاہ فام تھے۔

ثم رضیا للآیۃ: جب آیت کا نزول ہوا تو راضی ہوگئیں۔ فزوجھا النبی لزید: پس سید عالم ﷺ نے زید کا نکاح بی بی زینب سے کر دیا اور اس نکاح میں اپنی جانب سے دس دینار، ساٹھ دراہم، دُوپٹے، چادریں، پچاس مُد اناج اور تیس صاع کھجور بھی دیئے۔

اشتراہ رسول اللہ ﷺ: اولاً بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے زید رضی اللہ عنہ کو چار سو دراہم میں خریدا اور پھر اُسے سید عالم ﷺ کو ہبہ کر دیا گویا کہ یہ شراء صوری ہوا۔ اور اس مناسبت سے حضرت زید رضی اللہ عنہ آزاد ہی تھے اور ان کی رقیت مشروع نہ تھی اور وہ حربی بھی نہ تھے بلکہ اہل فطرت میں سے تھے۔ المختصر۔

من محبتھا: یہ قول مردود ہے جس سے سید عالم ﷺ کی برائت بیان کرنا ضروری ہے، درست یہ ہے کہ سید عالم ﷺ دل سے بی بی زینب کو پسند فرماتے تھے جس کی خبر اللہ نے انہیں عطا فرمائی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کے طلاق دینے کے بعد ایسا ہوا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کو اللہ کی بارگاہ سے نزولِ وحی ہوئی کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دیں گے اور اللہ بی بی زینب رضی اللہ عنہا سے سید عالم ﷺ کا نکاح کرائے گا اور سید عالم ﷺ کو یہ بھی خدشہ ہوا کہ لوگ مونھ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کرنے پر طعن کریں گے تو جواب میں بتایا گیا کہ حقیقی بیٹے اور مونھ بولے بیٹے کے احکام جدا ہوا کرتے ہیں۔ ملخصاً۔

فدخل علیھا النبی ﷺ بغیر اذن: یعنی بغیر عقد و مہر، اور یہ سید عالم ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے جس پر اجماع امت ہے، اور سید عالم ﷺ نے بی بی زینب سے سن پانچ ہجری میں نکاح فرمایا، یا تین ہجری میں، اور یہ سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد سب سے پہلے وفات پانے والی زوجہ ہیں جو کہ سن دس ہجری میں وفات پا گئیں اور اس وقت ان کی عمر مبارک ۵۳ سال تھی۔

واشبع المسلمین خبزا ولحما: یعنی سید عالم ﷺ نے دعوت ولیمہ میں بکری ذبح فرمائی اور اس کے گوشت سے مہمانوں کی ضیافت فرمائی اور یہ پہلی زوجہ تھیں جن کا ایسا ولیمہ ہوا بی بی زینب کے جیسا کسی کا ولیمہ نہ ہوا۔

لکیلا یکون علی المومنین حرج: پس اس میں دلیل ہے کہ یہ امر سید عالم ﷺ کی ذات کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

فنصب بنزع الخافض: ایک قول کے مطابق ﴿سنۃ اللہ﴾ نصب مصدریت کی وجہ سے ہے، اور اس آیت میں یہود کا رد ہے کہ سید عالم ﷺ اپنی خواہش سے نکاح کی کثرت کرتے ہیں۔

توسعة لهم في النكاح: جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو ازواج، حضرت سلیمان کی سات سو ازواج اور تین سو لونڈیاں تھیں۔
فلا یکون له ابن رجل بعده یکون نبیا: سید عالم ﷺ کے تین فرزند ہوئے ابراہیم، قاسم اور طیب، جو کہ بالغ ہونے سے پہلے ہی انتقال فرما گئے، پس سید عالم ﷺ ہی خاتم النبیین رہے، اور یہی وجہ تھی کہ سید عالم ﷺ کے صاحبزادے حدِ بلوغ کو نہ پہنچے۔

(الصاوی، ج۵، ص۳۹ وغیرہ)

رکوع نمبر:۳

﴿یایها الذین امنوا اذکروا الله ذکرا کثیرا(۴۱) وسبحوه بکرة واصیلا(۴۲)﴾اَوَّلَ النَّهارِ وآخِرَهُ﴿هو الذی یصلی علیکم﴾اَی یَرْحَمُکم﴿وملئکته﴾اَی یَسْتَغْفِرُونَ لَکم﴿لیخرجکم﴾لِیُدِیمَ اِخْرَاجَهُ اِیَّاکُمْ﴿من الظلمت﴾اَیِ الکُفرِ﴿الی النور ط﴾اَیِ الْاِیْمانِ﴿وکان بالمومنین رحیما(۴۳) تحیتهم﴾منهُ تعالی﴿یوم یلقونه سلم صلے ج﴾بِلِسانِ المَلٰئِکةِ﴿واعد لهم اجرا کریما(۴۴)﴾هُوَ الجَنَّةُ﴿یایها النبی انا ارسلنک شاهدا﴾عَلٰی مَنْ اُرسِلتَ اِلَیهِمْ﴿ومبشرا﴾مَن صَدَّقَکَ بِالجَنةِ﴿ونذیرا(۴۵)﴾مُنذِرا مِن کَذَّبَکَ بِالنَّارِ﴿وداعیا الی الله﴾اِلٰی طَاعَتِهِ﴿باذنه﴾اَی بِاَمْرِهِ﴿وسراجا منیرا(۴۶)﴾اَی مِثْلَهُ فِی الاِهْتِدَاءِ بِه﴿وبشر المومنین بان لهم من الله فضلا کبیرا(۴۷)﴾هُوَ الجَنَّةُ﴿ولا تطع الکافرین والمنفقین﴾فِیمَا یُخالِفُ شَرِیعَتَکَ﴿ودع﴾اُتْرُکْ﴿اذهم﴾لَا تُجازِهِمْ علیهِ اِلٰی اَن تُؤمَرَ فِیهِمْ بِامْرٍ﴿وتوکل علی الله ط﴾فهُوَ کَافِیکَ﴿وکفی بالله وکیلا(۴۸)﴾مُفَوَّضًا اِلَیهِ﴿یایها الذین امنوا اذا نکحتم المومنت ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن﴾وَفِی قِرائَةٍ تُمَاسُّوهُنَّ اَی تُجَامِعُوهُنَّ﴿فما لکم علیهن من عدة تعتدونها ج﴾تُحْصُونَها بِالْاَقْراءِ اوغَیرِها﴿فمتعوهن﴾اَعْطُوهُنَّ مَا یَتَمَتَّعنَ بِه اَی اِن لَمْ یُسَمِّ لَهُنَّ اَصْدِقَةٌ وَاِلَّا فَلَهُنَّ نِصفُ المُسَمّٰی فقط قالَهُ ابنُ عباسٍ وعَلیهِ الشَّافِعِیُّ﴿وسرحوهن سراحا جمیلا(۴۹)﴾خَلُّوا سَبِیلَهُنَّ مِنْ غَیرِ اَضْرَارٍ﴿یایها النبی انا احللنا لک ازواجک التی اتیت اجورهن﴾مُهُورَهُنَّ﴿وما ملکت یمینک مما افاء الله علیک﴾مِنَ الْکُفَّارِ بِالسَّبْیِ کَصَفِیَّةَ وَجُوَیْرِیَّةَ﴿وبنت عمک وبنت عمتک وبنت خالک وبنت خلتک التی هاجرن معک﴾بِخِلافِ مَن لَّم یُهاجِرنَ﴿وامراة مومنة ان وهبت نفسها للنبی ان اراد النبی ان یستنکحها ق﴾یَطْلُبُ نِکاحِها بِغَیرِ صَدَاقٍ﴿خالصة لک من دون المومنین﴾النِّکَاحُ بِلَفْظِ الهِبَةِ مِن غَیرِ صَدَاقٍ﴿قد علمنا ما فرضنا علیهم﴾اَیِ المُومِنِینَ﴿فی ازواجهم﴾مِنَ الاَحْکامِ بِاَنْ لَا یَزِیدُوا عَلٰی اَربَعِ نِسوَةٍ وَلَا یَتَزَوَّجُوا اِلا بِوَلِیٍّ وشُهُودٍ وَّمَهرٍ﴿و﴾فی﴿ما ملکت ایمانهم﴾مِنَ الْاِماءِ بِشَراءٍ او غَیرِهِ بِاَنْ تَکُونَ الْاَمَةُ مِمَّنْ تَحِلُّ لِمَالِکِها کَالکِتَابِیَّةِ بِخِلافِ المَجُوسِیَّةِ والوَثَنِیَّةِ واَن تَستَبرَاءَ قَبلَ الوَطْیِ﴿لکیلا﴾مُتَعلِّقٌ بِما قَبلَ ذلک﴿یکون علیک حرج ط﴾ضِیقٌ فِی النِّکاحِ﴿وکان الله غفورا﴾فِیما یَعسِرُ التَّحَرُّزُ عنه﴿رحیما

(۵۰)﴾بِالتَّوَسُّعَةِ فی ذلکَ﴿ترجی﴾بِالهَمزَةِ والیاءِ بَدلُهُ تؤَخِّرُ﴿من تشاء منهن﴾اَی اَزْوَاجِکَ عَن نَوبَتِهَا﴿و تؤی﴾تَضُمُّ﴿الیک من تشاء﴾مِنهُنَّ فَتَاتِیهَا﴿ومن ابتغیت﴾طَلَبتَ﴿ممن عزلت﴾مِنَ القِسمةِ﴿فلا جناح علیک ط﴾فِی طَلَبِهَا وَضَمِّهَا اِلَیکَ خُیِّرَ فِی ذلکَ بَعدَ اَنْ کَانَ القَسمُ واجِبا عَلَیهِ﴿ذلک﴾التَّخیِیرُ﴿ادنی﴾اَقرَبُ اِلیٰ﴿ان تقر اعینهن ولا یحزن ویرضین بما اتیتهن﴾مَاذُکِرَ المُخَیَّرُ فِیهِ﴿کلهن ط﴾تَاکِیدٌ لِلفَاعِلِ فِی یَرضَینَ﴿والله یعلم ما فی قلوبکم ط﴾مِنْ اَمرِ النِّسَاءِ وَالمَیلِ اِلیٰ بَعضِهِنَّ وِاِنَّمَا خَیَّرنَاکَ فِیهِنَّ تَیسِیرًا عَلَیکَ فِی کُلِّ مَا اَرَدْتَّ﴿وکان الله علیما﴾بِخَلقِهِ﴿حلیما(۵۱)﴾عَن عِقَابِهِم﴿لا یحل﴾بالتَّاءِ والیاءِ﴿لک النساء من بعد﴾التِّسعِ اللَّاتِی اَختَرنَکَ﴿ولا ان تبدل﴾بِتَرکِ اِحْدَی التَّائِینِ فِی الاَصْلِ﴿بهن من ازواج﴾بِاَنْ تُطَلِّقَهُنَّ اَو بَعضَهُنَّ وَتَنکِحَ بَدلَ مَن طَلَّقتَ﴿ولو اعجبک حسنهن الا ما ملکت یمینک ط﴾مِنَ الاَمَاءِ فَتَحِلُّ لَکَ وَقَد مَلکَ بَعدَهُنَّ مَارِیَةَ القِبطِیَّةَ وَوَلَدَتْ لَهُ اِبرَاهِیمَ وَمَاتَ فی حَیوتِہٖ﴿وکان الله علی کل شیء رقیبا(۵۲)﴾حَفِیظًا.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بولو (بکرۃ و اصیلا یعنی دن کے ابتدائی اور آخری حصہ میں......۱......) وہی ہے کہ صلوۃ (یعنی رحمت) بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے (وہ تمہارے لیے استغفار کرتے تھے) کہ تمہیں نکالے (ہمیشگی کے لیے وہ تمہیں نکال دے) اندھیریوں (یعنی کفر) سے اجالے (یعنی ایمان) کی طرف......۲......اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے اور ان کی تحیت (اللہ ﷻ کی جانب سے) ان کے لیے ملتے وقت سلام ہے (فرشتوں کی زبانی) اور ان کے لیے عزت کا ثواب (یعنی جنت کو) تیار کر رکھا ہے اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی بیشک ہم نے تمہیں شاہد بنا کر بھیجا......۳......(ان پر جن کی طرف تمہیں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے) اور خوشخبری دیتا (اپنی تصدیق کرنے والوں کو جنت کی) اور ڈر سناتا (تجھے جھٹلانے والوں کو جہنم کی) اور اللہ کی طرف (یعنی اس کی فرمانبرداری کی طرف) اس کے حکم سے بلاتا (باذنہ بمعنی بامرہ ہے) اور چمکا دینے والا آفتاب (یعنی رستہ دکھانے میں چمکا دینے والے آفتاب کی مثل ہیں، آپ ﷺ) اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل (یعنی جنت) ہے اور کافروں اور منافقوں کی بدستور نہ مانو (اپنی شریعت کے مخالف امور میں) اور ان کی اذیتوں کو ترک کر دو (یعنی ان کی اذیتوں پر ان کو کچھ بدلہ نہ دو، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو ان کے بارے میں کوئی حکم دے دیا جائے) اور اللہ پر بھروسہ رکھو (پس وہی تمہیں کافی ہے) اور اللہ بس ہے کارساز (وکیل بمعنی مفوضا الیہ ہے) اے ایمان والو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو (ایک قرائت میں تماسوھن ہے بمعنی تجامعوھن ہے) تو تمہارے لیے کچھ عدت نہیں ہے جسے گنو (حیض وغیرہ کے ذریعے، تعتدون بمعنی تحصون ہے) تو انہیں کچھ فائدہ دو (یعنی انہیں کچھ ایسی اشیاء دو جن سے وہ فائدہ اٹھائیں یعنی اس صورت میں جب کہ عورتوں کا مہر مسمی نہ کیا گیا ہو ورنہ تو ان کے لیے فقط نصف مہر ہوگا، حضرت ابن عباس اسی کے قائل اور یہی امام شافعی......کا مذہب ہے......۴......) اور اچھی طرح سے ان کو چھوڑ دو (بغیر نقصان دیئے ان کا رستہ خالی کر دو) اے غیب بتانے والے نبی ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو (اجورھن بمعنی مھورھن ہے) اور تمہارے ساتھ کا مال کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں (کفار میں سے قیدی بنائے جانے کے سبب جیسا کہ حضرت صفیہ، حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ

تھا) اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی......۵......(بخلاف ان عورتوں کے جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت نہیں کی) اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے......۶......(بغیر مہر کے حضور پر نور ﷺ اس سے نکاح فرمانا چاہیں) یہ خاص تمہارے لیے ہے امت کے لیے نہیں (بغیر مہر دیئے ....، ھبہ سے نکاح کا منعقد ہو جانا......۷......) ہمیں معلوم ہے جو ہم نے ان پر (یعنی مسلمانوں پر) مقرر کیا ہے ان کی بیبیوں کے بارے میں (احکامات کہ مرد چار عورتوں سے زائد سے نکاح نہ کریں، اور بغیر ولی کی اجازت بغیر گواہوں کے اور بغیر مہر کے عورتوں سے نکاح نہ کریں) اور ان کے ساتھ کے مال (کنیزوں میں خواہ وہ خرید کر حاصل کی گئی ہو یا کسی دوسرے طریقے سے لونڈیوں کے احکام کہ لونڈی ایسی ہو جس سے وطی کرنا مالک کے لیے حلال ہو، جیسے کتابیہ، مجوسی یا بت پرست نہ ہو اور کنیز سے وطی سے قبل استبراء رحم کر لیا گیا ہو) اس لیے کہ تم پر حرج نہ ہو (یعنی نکاح کے معاملے تنگی نہ ہو، لکیلا یہ ماقبل سے متعلق ہے) اور اللہ بخشنے والا ہے (اس بات کو جس سے احتراز برتنا دشوار ہے) رحم فرمانے والا ہے (اس معاملے میں تم پر وسعت فرما کر) پیچھے ہٹاؤ (تـر جـئـی اسے ہمزہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور ہمزہ کو یاء کے ساتھ بدل کر بھی پڑھا گیا ہے) ان میں سے جسے چاہو (یعنی اپنی ازواج مطہرات میں سے جسے چاہو اس کی باری سے موخر کر دو......۸......) اور اپنے پاس جگہ دو (اپنے ساتھ ملا لو، تؤی بمعنی تضم ہے) جسے چاہو (ان میں سے، پس تم اس کے پاس جاؤ) اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا (باری دینے سے) اسے تمہارا جی چاہے (تم اسے طلب کرنا چاہو) تو اس میں بھی تم پر کچھ حرج نہیں (اس کو طلب کرنے اور اپنے پاس جگہ دینے میں اول حضور ﷺ پر ازواج سے متعلق باری واجب تھی پھر آپ ﷺ کو اس بارے میں اختیار دے دیا گیا) یہ (اختیار دیا جانا) اس سے نزدیک ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں (اس معاملے میں جس میں آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے، ادنی بمعنی اقرب ہے، کـلـهـن یہ یـر ضـيـن کی ضمیر فاعل کے لیے تاکید ہے) اور اللہ جانتا ہے (عورتوں کے معاملے کو اور آپ ﷺ کے بعض ازواج کی طرف میلان رکھنے کو اور اسی سبب سے ہم نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی ہر مراد مطوب کے بارے میں ازواج کے معاملے میں آپ ﷺ کی آسانی کے لیے آپ ﷺ کو اختیار دیا ہے) جو تم سب کے دلوں میں ہے اور حکم والا ہے (لوگوں کو سزا دینے کو موخر کرتا ہے) اور حلال نہیں (لاتـحـل کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) تمہارے لیے......۹......اور عورتیں ان کے بعد (ان نو ازواج کے بعد جنہوں نے آپ ﷺ کو اختیار کیا تھا) اور نہ یہ کہ ان کے اور بیبیاں بدلو (یوں کہ تم ان سب کو یا ان میں کی بعض کو طلاق دے دو اور ان مطلقہ عورتوں کے عوض دیگر عورتوں سے نکاح کر لو، تبـدل کی اصل سے دو تاء میں سے ایک کو حذف کر دیا گیا ہے) اگر چہ تمہیں ان کا حسن بھائے مگر تمہارے ہاتھ کا مال......۱۰......(یعنی کنیز تو وہ تمہارے لیے حلال ہے ان کے بعد حضور ﷺ کی ملک میں حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا آئیں اور انہی سے حضرت ابراہیم کی ولادت ہوئی اور حضرت ابراہیم کا انتقال حضور ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ ہی میں ہو گیا) اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے (رقیبا بمعنی حفیظا ہے)۔

ترکیب

﴿یایها الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا ۝﴾.

یایها الذین امنوا: نداء، اذکروا اللہ: فعل امر با فاعل ومفعول، ذکرا کثیرا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وسبحوہ بکرۃ واصیلا ۝ هو الذی یصلی علیکم وملئکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور﴾.

و: عاطفہ، سـبـحـوہ: فعل امر با فاعل ومفعول، بـکـرۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصـیـلا: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ

فعلیہ، ھو :مبتدا، الذی یصلی: فعل "ھو" ضمیر معطوف علیہ، و :عاطفہ، الملئکتہ :معطوف، ملکر فاعل، علیکم :ظرف لغو اول، لام: جار، یخرجکم من الظلمت الی النور: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکان بالمومنین رحیما○ تحیتھم یوم یلقونہ سلم واعدلھم اجرا کریما○﴾۔

و: اعتراضیہ، کان: فعل ناقص با اسم، بالمومنین رحیما: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ، تحیتھم: ذوالحال، یوم: مضاف، یلقونہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مبتدا، سلم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و :عاطفہ، اعدلھم: فعل با فاعل، وظرف لغو، اجرا کریما: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایھا النبی انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا○ وداعیاالی اللہ باذنہ وسراجا منیرا○﴾۔

یایھا النبی: نداء، انا :حرف مشبہ واسم، ارسلنا: فعل با فاعل، ک: ضمیر ذوالحال، شاھدا: معطوف علیہ، ومبشرا: معطوف اول، ونذیرا: معطوف ثانی، و: عاطفہ، داعیا الی اللہ شبہ جملہ ذوالحال، باذنہ: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف ثالث، وسراجا منیرا: معطوف رابع، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وبشر المومنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا○﴾۔

و: عاطفہ، بشر المومنین: فعل امر با فاعل ومفعول، ب: جار، ان: حرف مشبہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، من اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، فضلا کبیرا: ذوالحال، ملکر اسم موخر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تطع الکفرین المنفقین ودع اذھم وتوکل علی اللہ وکفی باللہ وکیلا○﴾۔

و: عاطفہ، لا تطع: فعل نہی با فاعل، الکفرین المنفقین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، دع: فعل امر با فاعل، اذاھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، توکل: فعل امر با فاعل، علی اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کفی: فعل، ب: زائد، اللہ: ممیز، وکیلا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا اذا نکحتم المومنت ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا﴾۔

یایھا الذین امنوا: نداء، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، نکحتم المومنت: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، طلقتموھن: فعل با فاعل ومفعول، من قبل ان تمسوھن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، ما: نافیہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، علیھن: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، عدۃ: موصوف، تعتدونھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر ذوالحال، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿فمتعوھن وسرحوھن سراحا جمیلا○﴾۔

ف: فصیحیہ، متعوھن: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، سرحوھن: فعل امر با فاعل ومفعول، سراحا جمیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یا یھا النبی انا احللنا لک ازواجک التی اتیت اجورھن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک وبنت عمک وبنت عمتک وبنت خالک وبنت خلتک التی ھاجرن معک وامراۃ مومنۃ ان وھبت نفسھا للنبی

ان ارادالنبی ان یستنکحھا خالصۃ لک من دون المومنین﴾.

یـا یھا النبی: نداء،انا:حرف مشبہ واسم ،احـلـلـنـا لک:فعل بافاعل وظرف لغو،ازواجک:موصوف،التی اتیت اجورھن: موصول صلہ،ملکر صفت،ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،ماملکت یمینک:موصول صلہ،ملکر ذوالحال،مما افاء اللہ علیک: ظرف مستقر حال،ملکر معطوف اول،و:عاطفہ،بنات عمک:معطوف علیہ،وبنات عمتک:معطوف اول،وبنات خالک: معطوف ثانی،وبنات خلتک:معطوف ثالث،ملکر موصوف،التی ھاجرن معک:موصول صلہ،ملکر صفت،ملکر معطوف ثانی،و:عاطفہ،امـرأۃ مـومـنـۃ: ذوالحال،ان:شرطیہ،وھبـت نـفـسـھـا:فعل بافاعل ومفعول،لام: جار،النبی:ذوالحال،ان:شرطیہ،ارادالنبی ان یستنکحھا: جملہ فعلیہ جزامحذوف "فاحللنا" کی شرط،ملکر جملہ شرطیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،خالصۃ لک:شبہ جملہ ذوالحال،من دون المومنین: ظرف مستقر حال،ملکر "ھبۃ" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزامحذوف "احللنا" کی شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر حال،ملکر معطوف ثالث،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالندا،ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿قد علمنا مافرضنا علیھم فی ازواجھم وما ملکت ایمانھم﴾.

قد: تحقیقیہ،علمنا:فعل بافاعل،مافرضناعلیھم:موصول صلہ،ملکر ذوالحال،فی: جار،ازواجھم:معطوف علیہ،و:عاطفہ،ما ملکت ایمانھم: موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿لکیلا یکون علیک حرج وکان اللہ غفورا رحیما۝﴾.

لام: جار،کی:مصدریہ ناصبہ،لایکون:فعل نفی ناقص،علیک:ظرف مستقر خبر مقدم،حرج:اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،ملکر ظرف لغو متعلق "احللنا"فعل کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،کان اللہ:فعل ناقص واسم،غفورا رحیما:خبران،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ترجی من تشاء منھن وتوی الیک من تشاء﴾.

ترجی: فعل بافاعل،من تشاء:موصول صلہ،ملکر ذوالحال،منھن:ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،تؤوی:فعل بافاعل،الیک:ظرف لغو،من تشاء:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک﴾.

و: مستانفہ،من:موصولہ،ابتغیت:فعل بافاعل،ممن عزلت: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،لانفی جنس،جناح:اسم،علیک:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ذلک ادنی ان تقرا عینھن ولا یحزن ویرضین بما اتیتھن کلھن﴾.

ذلک: مبتدا،ادنی: اسم تفضیل بافاعل،ان:مصدریہ،تقرا عینھن:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،لایحزن:فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول،و: عاطفہ،یرضین:فعل و"ن" ضمیر مؤکد،کلھن:تاکید،ملکر فاعل،بما اتیتھن:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر بتاویل مصدر بتقدیر "الی" جار،مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ یعلم ما فی قلوبکم وکان اللہ علیما حلیما۝﴾.

و: عاطفہ،اللہ:مبتدا،یعلم:فعل بافاعل،ما فی قلوبکم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،کان اللہ:فعل ناقص واسم،علیماحکیما:خبران،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لایحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن الا ماملکت یمینک﴾.
لایحل لک: فعل نفی وظرف لغو، النساء: مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، ماملکت یمینک: موصول صلہ، ملکر مستثنیٰ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، ان: مصدریہ، تبدل: فعل "انت" ضمیر مستتر ذوالحال، و: حالیہ، لو: وصلیہ، اعجبک حسنھن: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، بھن: ظرف لغو، من: جار زائد، ازواج: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف، ملکر ذوالحال، من بعد: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وکان اللہ علی کل شیء رقیباo﴾.
و: عاطفہ، کان اللہ: فعل ناقص واسم، علی کل شیء رقیبا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ھو الذی یصلی علیکم وملئکتہ......☆ حضرت انس کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جب آپ کو اللہ کوئی فضل وشرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے، اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

احادیث کی روشنی میں نماز کا اجمالی بیان:

۱......پانچوں نمازوں کے اوقات مستحبہ بزبان حدیث بیان کرتے ہیں:

ائمہ ثلاثہ اور امام اعظم کے مابین نماز ظہر کے وقت کے بارے میں اختلاف ہے یوں ہے کہ ائمہ ثلاثہ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد کے نزدیک جب تک اصلی سایہ نکل کر ہر چیز کا سایہ ایک مثل تک رہے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے، اور امام اعظم کے نزدیک دو مثل سائے تک ظہر کا وقت رہتا ہے جب کہ تمام ائمہ کے نزدیک جب آفتاب نصف النہار سے زائل ہو جائے تو ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ امام اعظم کی دلیل یہ ہے: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ تھے، موذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "ٹھنڈا وقت ہونے دو"، اس نے پھر اذان کا ارادہ کیا تو فرمایا: "ٹھنڈا وقت ہونے دو"، اس نے تیسری مرتبہ اذان دینے کا ارادہ کیا تو فرمایا: "ٹھنڈا ہونے دو یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا"، اور آپ ﷺ نے فرمایا: "گرمی کی شدت جہنم کے سانس سے ہے"۔ (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب: الابراد بالظھر، رقم: ۵۳۹، ص ۹۱)

یہ حدیث دو وجوہ سے امام اعظم کے مؤقف کی دلیل ہے، ایک یہ کہ آپ ﷺ نے ایک مثل سائے کے بعد اذان دینے کی اجازت دی، اور نماز بہر حال اس کے کچھ دیر بعد پڑھی، اس سے ثابت ہوا کہ ظہر کا وقت ایک مثل سائے کے بعد بھی رہتا ہے اور دوسرے یہ کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرمی کی شدت ایک مثل سائے کے بعد کم ہوتی ہے اور متعدد احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو"۔

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زوال آفتاب کے بعد انسان کا سایہ اس کے طول کے برابر ہو جائے تو ظہر کا وقت ہوتا ہے جب تک کہ عصر کا وقت نہ ہو جائے۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: اوقات الصلوۃ الخمس، رقم: ۱۲۷۴/۶۱۲، ص ۲۸۳)

عصر کا وقت بھی اسی اختلاف پر متفرع ہے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عصر کا وقت ایک مثل سائے سے شروع ہوگا جب کہ امام

اعظم کے نزدیک دو مثل سائے سے شروع ہوگا۔ اور مغرب کا وقت سب کے نزدیک غروب آفتاب کے بعد شروع ہوگا اور شفق کی سفیدی غائب ہونے تک رہے گا جب بالکل اندھیرا ہوجائے اور یہ وقت ہر موسم میں ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ رہتا ہے، ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو غروب آفتاب کے بعد افق پر ابھرتی ہے اور امام اعظم کے نزدیک اس سرخی کے غائب ہونے کے بعد سفیدی چھا جاتی ہے اور شفق سے مراد یہ سفیدی ہے اور جب یہ سفیدی بھی غائب ہوجائے اور بالکل اندھیرا چھا جائے تو پھر عشاء کا وقت ہوتا ہے۔

عشاء کے وقت کا اختلاف بھی اسی پر مبنی ہے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سرخی غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور امام اعظم کے نزدیک غروب آفتاب کے بعد سرخی ظاہر ہوتی ہے اور اس کے بعد سفیدی پھیلتی ہے اور اس کے غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت ہوتا ہے اور عشاء کا مستحب وقت آدھی رات تک ہے اور عشاء پڑھنے کا جواز طلوع فجر تک ہے۔

نماز فجر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب صبح صادق ہوتی ہے اور سحری کا وقت ختم ہوتا ہے، طلوع آفتاب تک فجر کا وقت رہتا ہے، جبرئیل علیہ السلام نے دوسرے دن آپ ﷺ کو اسی وقت میں نماز پڑھائی تھی جب خوب سفیدی پھیل گئی تھی، امام اعظم کے نزدیک اسی وقت فجر کی نماز پڑھنا مستحب ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اول وقت میں صبح کی نماز پڑھنا مستحب ہے، امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ حدیث ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''صبح کی نماز کو سفیدی میں پڑھو اس سے بہت زیادہ اجر ملتا ہے''۔

(سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ ، باب:ما جاء فی الاسفار الصبح، رقم: ۱۵۴،ص۶۳)

آیت ﴿اقم الصلوۃ ......الخ (الاسراء:۷۸)﴾ میں فرمایا کہ نماز صبح میں فرشتے نازل ہوتے ہیں، اس کا معنی یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس رات کے اور دن کے فرشتے باری باری آتے ہیں اور فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں، پھر رات کے فرشتے اللہ کے پاس پہنچتے ہیں، اللہ ان سے سوال کرتا ہے کہ میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا حالانکہ اللہ سب کچھ جانتا ہے ،فرشتے کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوا چھوڑا ہے اور جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز ادا کررہے تھے''۔(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب: فضل صلوۃ العصر، رقم:۵۵۵،ص۹۳)،(تبیان القرآن،ج۶، ص۷۷۰وغیرہ ملخصا)

اللہ ﷻ وملائکہ کے صلوۃ بھیجنے کا بیان:

۲......اللہ ﷻ کا صلوۃ بھیجنا یہ ہے کہ اللہ رحمت، مغفرت، عنایت ورعایت فرماتا ہے، فرشتوں کا صلوۃ بھیجنا یہ ہے کہ فرشتے دعا واستغفار کرتے ہیں، پس یہاں صلوۃ کے مجازی معنی مراد ہوئے ہیں جو کہ رحمت، استغفار کو شامل ہیں اور عنایت ورعایت کی مدد سے بندوں کے اعمال ومعاملات کی اصلاح مقصود ہے۔ سدی کا قول ہے کہ بنی اسرائیل نے موسی علیہ السلام سے کہا کیا ہمارا رب ہم پر صلوۃ بھیجتا ہے، پس اللہ نے ان کی جانب وحی فرمائی اور فرمایا: ''ان سے کہہ دو کہ بیشک میں ان پر صلوۃ بھیجتا ہوں اور میری صلوۃ میری رحمت ہے جو کہ میرے غضب کو مٹا دیتی ہے''۔ کہا گیا ہے کہ شب معراج سید عالم ﷺ کو فرمایا گیا: ''اے محمد ﷺ! ٹھہریئے! آپ کا رب آپ پر صلوۃ بھیجتا ہے''۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میرا رب صلوۃ بھیجنے سے پاک ہے'' کیونکہ اللہ نے فرمایا: ''میں کسی پر صلوۃ بھیجنے سے بے پرواہ ہوں'' اور جب میں یہ کہوں میرا رب پاک ہے میرا رب پاک ہے تو اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہوجاتی ہے، اللہ فرماتا ہے: ''اے محمد ﷺ! پڑھ، پھر یہی آیت ﴿ھو الذی یصلی علیکم وملائکتہ ......الخ (الاحزاب:۴۳)﴾ پس میری صلوۃ تیرے اور تیری امت کے لئے رحمت ہے''۔ اللہ تعالی رحیم ہے، پس جب آیت نازل ہوئی تو بغیر جبرائیل علیہ السلام کی وساطت کے دو کمانوں کے ملنے سے بھی زیادہ قریب ہوا۔ ایک روایت یہ ہے کہ سید عالم ﷺ ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: تھوڑا ٹھہریئے، آپ کا رب صلوۃ بھیجتا

ہے، میں (سید عالم ﷺ) نے کہا: کیا وہ صلوۃ بھیجتا ہے؟ جبرائیل نے کہا: ہاں!، میں (سید عالم ﷺ) نے کہا: کیا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: "سبوح قدوس ربنا ورب الملائكة والروح سبقت رحمتى غضبى"۔ (روح البیان، ج۷، ص ۲۳۰ وغیرہ)

نبی کریم ﷺ کا امت کے اعمال واحوال پر شاھد ہونا:

سید عالم ﷺ کا امت پر شاہد (نگہبان، گواہ) ہونے کی تین وجوہات ہیں: (۱)......سید عالم ﷺ اپنی امت پر قیامت کے دن نگہبان ہونگے، جیسا کہ فرمان مبارک ﴿ويكون الرسول عليكم شهيدا اور یہ رسول تمہارے نگہبان وگواہ (البقرة:۱۴۳) ﴾ ہے۔ اس بناء پر نبی کو امت پر نگہبان بنایا گیا ہے اور یہ احتمال آخرت کے دن کے حوالے سے ہے۔ (۲)......سید عالم ﷺ کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ" کے نگہبان ہیں، اور اس بناء پر نکتہ ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کو اپنی وحدانیت پر نگہبان بنایا تو حید پر نگہبان نہیں بنایا کیونکہ جس چیز کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ خلاف ظاہر ہوتی ہے اور اللہ کی توحید تو اس کائنات میں ظاہر ہے بلکہ اظہر من الشمس ہے اور بلکہ نبی تو نبوت کا مدعی ہوتا ہے اور اللہ نے اسے اپنی ذات پر نگہبان بنایا ہے جیسا کہ فرمان مقدس ہے ﴿والله يعلم انك لرسوله اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو (المنافقون:۱) ﴾۔ (۳)......دنیا میں امور آخرت سے متعلق نگہبان ہیں مثلاً جنت، دوزخ، میزان، صراط، اسی طرح آخرت کے وہ امور جو دنیا میں پائے جائیں مثلاً طاعت وفرمانبرداری، معصیت، صلاح وکامرانی، فساد وغیرہ امور پر نگہبان ہیں جیسا کہ فرمان مقدس ﴿ومبشرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه اور خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا (الاحزاب:۴۵،۴۶) ﴾ ہے۔ (الرازی، ج۹، ص۱۷۳)

احادیث کی روشنی میں شاہد ہونے کی بحث:

☆......حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میں نے دیکھا جہنم کی بعض آگ بعض کو کھا رہی تھی، اور میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ وہ دوزخ میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا، اور یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے بتوں کے لئے اونٹنیوں کو نامزد کیا تھا"۔

(صحيح البخاری، كتاب التفسير، باب: ما جعل الله من بحيرة رقم: ۴۶۲۴، ص ۷۹۱)

☆......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ابوبکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر جنت میں ہیں، عبدالرحمان جنت میں ہیں، سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں، سعید بن زید جنت میں ہیں، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں"۔

(سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب: مناقب عبدالرحمن بن عوف، رقم: ۳۷۶۸، ص ۱۰۶۹)

☆......حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے مونھ سے سنا ہے وہ فرمار ہے تھے کہ طلحہ اور زبیر دونوں جنت میں میرے پڑوس ہونگے۔ (سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب: مناقب ابی محمد طلحة، رقم: ۳۷۶۲، ص ۱۰۶۸)

☆......حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "طلحہ نے اپنے لئے جنت کو واجب کرلیا"۔

(سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب: مناقب ابی محمد طلحة، رقم: ۳۷۵۹، ص ۱۰۶۷)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا: "جو شخص شہید کو زمین میں چلتے پھرتے دیکھنے سے خوش ہو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے"۔ (المرجع السابق رقم: ۳۷۶۰)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے طویل حدیث میں روایت کا آخری حصہ یوں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میں نے دوزخ میں ایک ڈھال والے شخص کو دیکھا جو اپنی ڈھال سے حجاج کے کپڑے چرایا کرتا تھا اگر کسی کو پتہ چل جاتا تو وہ کہتا یہ کپڑا میری ڈھال میں اٹک گیا

تھا، اور جب وہ شخص غافل ہوتا تو وہ کپڑا لے جاتا، اور میں نے دوزخ میں ایک عورت دیکھی جس نے بلی کو باندھ کر رکھا تھا، اس کو کچھ کھانے کو دیا اور نہ اس کو آزاد کیا کہ وہ زمین پر پڑی ہوئی کوئی چیز کھالیتی حتی کہ وہ بلی بھوک سے مرگئی"۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ الکسوف، باب: ما عُرض علی النبی ﷺ، رقم: (۱۹۸۶) / ۹۰۴، ص ۴۱۲)

بغیر خلوت صحیحہ کے طلاق کی صورت میں مہر وعدت کا بیان:

۴۔۔۔۔۔خلوت صحیحہ یہ ہے کہ زوج اور زوجہ ایک مکان میں جمع ہوں اور کوئی چیز مانع جماع نہ ہو یہ خلوت جماع ہی کے حکم میں ہے اور موانع جماع تین ہیں حسی، شرعی اور طبعی ۔حسی یہ کہ شوہر بیمار ہے تو مطلقاً خلوت صحیحہ نہ ہوگی اور زوجہ بیمار ہو تو اس حد کی بیماری کہ وطی سے ضرر کا اندیشہ صحیح ہو اور ایسی بیماری نہ ہو تو خلوت صحیحہ ہوجائے گی۔ مانع طبعی یہ ہے کہ کوئی تیسرا عاقل شخص موجود ہو اگرچہ وہ تیسرا شخص سوتا ہو یا اندھا ہو یا اسکی دوسری بی بی ہو، دونوں میں کسی کی باندی ہو ہاں ایسا بچہ ہے جو دوسروں کے سامنے اُن کے مابین معاملات کو بیان نہ کرسکے تو اس کا ہونا مانع نہ ہوگا بلکہ خلوت مانی جائے گی، مجنون اور معتوہ بچہ کے حکم میں ہیں اگر عقل کچھ رکھتے ہیں تو خلوت نہ ہوگی ورنہ ہوجائے گی اور وہ شخص بیہوشی میں ہے تو خلوت ہوجائے گی اگر وہاں مرد کا کتا ہے اور کٹکھنا (کاٹنے والا) ہے جب بھی خلوت نہ ہوگی ورنہ ہوجائے گی اور اگر عورت کا کتا ہے تو خلوت نہ ہوگی اور مانع شرعی یہ ہے کہ عورت یا مرد میں سے کوئی فرض یا نفل کے احرام میں ہو، عورت حیض ونفاس والی ہو یا ان دونوں میں سے کسی نے فرض ماہ رمضان کا روزہ رکھا ہو یا نماز کی حالت میں ہو ان سب صورتوں میں خلوت صحیحہ نہ ہوگی ہاں اگر نفل روزہ یا نماز یا کفارہ یا قضاء کا روزہ ہو تو ایسی صورت میں خلوت صحیحہ سے مانع نہیں ہاں اگر دونوں ایک جگہ جمع ہوئے اور کوئی مانع حسی، شرعی یا طبعی پایا جائے تو ایسی خلوت خلوتِ فاسدہ کہلائے گی۔ خلوت صحیحہ مسجد، شاہرائے عام، حمام، صحراء، چھت اور ایسا گھر جسکا دروازہ کھلا ہوا ہو اس میں خلوت نہ ہوگی۔ اور احناف کے نزدیک خلوت صحیحہ سے مہر مؤکد ہوجاتا ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب النکاح، باب: المهر، مطلب: فی حط المهر والابراء منه، ج ۴، ص ۲۴۹، ملخصاً)

جب کسی عورت کو اسکے شوہر نے طلاق بائن یا رجعی دی یا بغیر طلاق کے زن وشوہر کے مابین جدائی ہوجائے، تو اگر وہ عورت آزاد ہے اور اسے حیض آتا ہے تو اسکی عدت تین حیض ہوگی۔ اور اگر اسے کم سنی یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہیں آتا تو ایسی عورت کی عدت تین ماہ ہے اور اگر عورت حاملہ ہے تو اسکی عدت وضع حمل ہے جبکہ لونڈی کی عدت دو حیض ہیں اور اگر لونڈی کو حیض ہی نہ آتا ہو تو عدت ڈیڑھ ماہ ہے اور آزاد عورت کہ جسکا شوہر مرجائے اسکی عدت چار ماہ دس دن ہے جبکہ لونڈی کی عدت دو ماہ پانچ دن ہے اور آزاد عورت اگر حاملہ ہے تو وضع حمل پر ہی اسکی عدت مکمل ہوگی۔ (القدوری، کتاب العدۃ، ص ۱۷۷، ۱۷۸)۔ اگر شوہر سے خلوت نہ ہوئی تھی تو اصلاً عدت نہیں اسی وقت اسکا نکاح کیا جاسکتا ہے۔ (الفتاوی الرضویہ، باب العدۃ، ج ۱۲، ص ۲۹۱)

کونسی خواتین سے نکاح جائز ہے؟:

۵۔۔۔۔۔اس کا مفصل بیان اللہ نے بیان کیا کہ کن عورتوں سے نکاح نہیں ہوسکتا، جب ہم ان خواتین کو جان لیں گے تو باقی جن سے نکاح کرنا جائز ہے وہ بآسانی سمجھ میں آجائیں گی۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء الا ما قد سلف انه کان فاحشة ومقتا وساء سبيلا حرمت عليكم امهتكم وبنتكم واخواتكم وعمتكم وخلتكم وبنت الاخ وبنت الاخت وامهتكم التي ارضعنكم واخواتكم من الرضاعة وامهات نسائكم وربائبكم التي في حجوركم من نسائكم التي دخلتم بهن فان لم تكونوا دخلتم بهن فلا جناح عليكم وحلائل ابنائكم الذين من

اصلابکم وان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف ان اللہ غفور رحیما والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتب اللہ علیکم واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسفحین یعنی اُن عورتوں سے نکاح نہ کرو، جن سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا ہو مگر جو گزر چکا، بیشک یہ بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بُری راہ، تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور اُن کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں، اُن بیبیوں سے جن سے تم جماع کر چکے ہو اور اگر تم نے اُن سے جماع نہ کیا ہو تو ان کی بیٹیوں میں گناہ نہیں اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیبیاں اور دو بہنوں کو جمع کرنا مگر جو ہو گزرا، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور حرام ہیں شوہر والی عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری مِلک میں آجائیں، یہ اللہ کا نوشتہ ہے اور ان کے سوا جو رہیں وہ تم پر حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو پارسائی چاہتے، نہ زنا کرتے (النساء:۲۲ تا ۲۴)۔

کن خواتین نے اپنا نفس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر مہر سپرد کیا؟

۱......سیدہ بی بی عائشہ فرماتی ہیں مجھے ان عورتوں پر غیرت آئی تھی جو اپنے آپ کو سید عالم ﷺ پر پیش کرتی تھیں اور میں کہتی تھی کہ کیا کوئی عورت خود کو کسی پر پیش کر سکتی ہے؟ پھر جب اللہ نے فرمایا ﴿ترجی من تشاء منهن وتؤی الیک من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں (الاحزاب:۵۱)﴾۔ تب میں نے کہا کہ میں صرف یہ دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش جلد پوری کرتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب:ترجی من تشاء منهن، رقم ۴۷۸۸، ص ۸۴۱)

☆......حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی بیٹی بھی تھی، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا، وہ کہنے لگی یا رسول اللہ! کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا اس عورت میں کس قدر کم شرم و حیاء تھی، وہ کیسی بُری عورت تھی! وہ کیسی بُری عورت تھی، حضرت انس نے کہا وہ تم سے بہتر تھی، اس نے سید عالم ﷺ میں رغبت کی اور خود کو حضور ﷺ پر پیش کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب:عرض المراۃ نفسها، رقم: ۵۱۲۰، ص ۹۱۵)

اکثر علماء وقوع ہبہ کی تائید کرتے ہیں، تاہم تعیین ہبہ میں اختلاف ہے چنانچہ ابن عباس، قتادہ، عکرمہ کہتے ہیں کہ میمونہ بنت حرث ہلالیہ، اپنا نفس پیش کیا، جیسا کہ ''المواھب'' میں مذکور ہے۔ جب اس نے سید عالم ﷺ کو پیغام نکاح دیا وہ اپنے اونٹ پر سوار تھی، انہوں نے کہا یہ اونٹ مال و اسباب کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔ اور یہ بات سن ۷ھ میں خیبر کے بعد کی ہے۔ ضحاک اور مقاتل کا قول یہ ہے کہ مراد ام شریک غزیہ بنت جابر بن حکیم دوسیہ ہیں جنہوں نے اپنا نفس حضور ﷺ پر ہبہ کیا تھا، اور اکثر کا قول یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے انہیں قبول نہ کیا تھا اور ان کا انتقال ہو گیا۔ جب کہ ''الدر المنثور'' میں منیر بن عبد اللہ دوسی کے قول کے مطابق سید عالم ﷺ نے ان کی پیشکش قبول فرمائی تھی۔ عروہ اور شعبی کے قول کے مطابق مراد زینب بنت خزیمہ انصاریہ نے زمانہ جاہلیت میں ام المساکین کہلاتی تھیں اور مساکین کے کھانے پینے کا اہتمام کرتی تھیں، سید عالم ﷺ کو سن ۳ھ میں پیغام دیا اور کچھ ہی عرصے ساتھ وقت گزار سکیں کہ انتقال فرما گئیں۔ بی بی عائشہ سے ایک قول یہ منقول ہے کہ مراد خولہ بنت حکیم ہیں جنہوں نے اپنا نفس پیش کیا تھا تاہم حضور ﷺ نے قبول نہ فرمایا اور ان کا نکاح عثمان بن مظعون سے کر دیا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ کئی خواتین نے سید عالم ﷺ سے اس قسم کی پیشکش کی ہے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۲، ص ۳۲۳)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات کا مفصل بیان :

ے.....سید عالم ﷺ کی شان ارفع واعلیٰ ہے چنانچہ جو احکام شرعیہ آپ ﷺ پر فرض ہوئے ہیں ان میں سے بعض فرض ہیں، بعض آپ پر حرام اور بعض چیزیں جائز وحلال ہیں لیکن امت کے دیگر افراد ان میں شریک نہیں ہیں۔ جن احکامات کو آپ پر فرض مانا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

(۱).....اس میں اختلاف رہا ہے کہ سید عالم ﷺ پر تہجد فرض (واجب) تھی یا نہیں، بعض نے فرض مانا ہے جب کہ بعض نفل کے قائل ہیں، تاہم یہ امر مخفی نہیں کہ سید عالم ﷺ نے نماز تہجد پر مواظبت اختیار فرمائی ہے اور قرآن میں بھی ہے ﴿یایھا المزمل قم اللیل اے جھرمٹ مارنے والے رات میں قیام فرما (المزمل: ۲،۱)﴾ اور یہی دلیل فرضیت کی قرار دی جاتی ہے لیکن بعض نفل مانتے ہیں اور دلیل آیت مقدسہ ﴿ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک اور رات کے کچھ عرصے میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے (الاسراء: ۷۹)﴾ کو قرار دیتے ہیں۔ ہم نے عطائین، جلد ۳ میں اس پر کلام کیا ہے۔

(۲).....غیر شرعی امور میں اصحاب رائے سے مشورہ طلب کرنا فرض تھا، جس کی دلیل ﴿وشاورھم فی الامر اور کاموں میں ان سے مشورہ لو (ال عمران: ۱۵۹)﴾ کو قرار دیا۔ (۳).....تمام قرآن کا پہنچانا، جس کی دلیل ﴿یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اے رسول پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا (المائدۃ: ۶۷)﴾۔

(۴).....قرآنی احکامات کو لوگوں تک پہنچا کر سمجھانا، قول وعمل کے ذریعے تفہیم کرانا، جس کی دلیل ﴿وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اُتاری کہ تم لوگوں سے بیان کر دو جو ان کی طرف اترا (النحل: ۴۴)﴾۔

(۵).....غلط بات کی نشان دہی پر اصلاح کرنا جیسا کہ دیہاتی کے مسجد نبوی میں پیشاب کرنا اور صحابہ کرام کو بھی اور دیہاتی کو بھی حسب منصب سمجھانا اور کوتاہیوں سے عار دلانا۔

(۶).....راہ دین میں کافروں سے لڑنا بھی فرض تھا جس کی دلیل ﴿فقاتل فی سبیل اللہ لاتکلف الا نفسک تو اے محبوب اللہ کی راہ میں لڑو تم تکلیف نہ دیئے جاؤ گے مگر اپنے دم کی (النساء: ۸۴)﴾ میں ہے۔

(۷).....رب تعالیٰ کی نعمتوں کا چرچا کرنا، جیسا کہ فرمان مقدس ہے: ﴿واما بنعمۃ ربک فحدث اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو (الضحی: ۱۱)﴾۔

(۸).....سائل کو ہونے کی صورت میں عطا کرنا، دلیل یہ ہے ﴿واما السائل فلا تنھر اور منگتا کو نہ جھڑکو (الضحی: ۱۰)﴾۔

(۹).....چاشت، وتر، مسواک کرنا، قربانی کرنا اور ازواج میں اختیار رہنا بھی آپ ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔

یہاں ان چیزوں کا بیان ہوگا جو سید عالم ﷺ پر حرام یا ممنوع تھیں لیکن آپ کی امت پر حرام یا ممنوع نہ تھیں:

(۱).....زکوۃ لینا آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر حرام ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقے کی کھجور میں سے ایک اٹھا کر اپنے مونھ میں ڈال لی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''چھوڑ و چھوڑ و اسے پھینک دو، کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے اور ایک روایت میں ہے کہ صدقہ ہم پر حرام ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب: ما یذکر فی الصدقۃ، رقم: ۱۴۹۱، ص ۲۴۲)

(۲)...... کچا لہسن، پیاز، اور بدبودار چیزیں آپ کے لئے جائز نہ تھیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس آدمی نے کچا لہسن یا کچی پیاز کھائی وہ ہماری مساجد سے دور رہیں اور اپنے گھر بیٹھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو سبزیاں لائی گئیں جس کی بو محسوس ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کونسی سبزیاں ہیں؟ آپ کو بتا دیا گیا، فرمایا: "یہ تم اپنے بعض اصحاب کو کھلا دو"۔ جب آپ نے دیکھا کہ وہ اس کے کھانے کو ناپسند کر رہے ہیں تو فرمایا: تم لوگ کھاؤ کیونکہ میں اُن سے کلام کرتا ہوں جن سے تم کلام نہیں کرتے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب: ما جاء فی الثوم، رقم ۸۵۵، ص ۱۳۸)

(۳)...... نفلی صدقات بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ممنوع تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر ممنوع ہونے میں اختلاف ہے۔

(۴)...... باطن کے خلاف ظاہر کرنا حرام ہے۔ (۵)...... آزاد مکاتبہ اور باندی سے نکاح کرنا حرام ہے۔ (۶)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تکیہ لگا کر کھانا ممنوع ہے، حضرت ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تکیہ سے ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا"۔

(صحیح البخاری، کتاب الاطعمة، باب: الاکل متکئا، رقم: ۵۳۹۹، ص ۹۶۴)

(۷)...... ازواج کو بدلنا۔ (۸)...... ایسی عورت سے نکاح کرنا جس سے صحبت کرنا ناپسند کرتے ہوں۔ (۹)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پڑھنا، لکھنا اور اس کی تعلیم دینا حرام ہیں، جس کی دلیل ﴿وما کنت تتلوا من قبله من کتب ولا تخطه بیمینک اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے (العنکبوت: ۴۸) ﴾۔ (۱۰)...... کفار مشرکین کے مال و متاع کی جانب نظر کرنا جس سے حسرت پیدا ہو، اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿لا تمدن عینیک الی ما متعنا به ازواجا منهم اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے کو دی (الحجر: ۸۸) ﴾۔

ان چیزوں کا بیان جو صرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حلال ہوئیں، امت کے لئے ممنوع ہیں:

(۱)...... مال غنیمت سے پانچواں حصہ، (۲)...... صوم وصال، (۳)...... چار سے زیادہ نکاح کرنا، (۴)...... اپنے نفس کو ہبہ کرنے والی سے بغیر مہر نکاح کرنا، (۵)...... بغیر ولی کے اذن کے نکاح کرنا، (۶)...... بغیر مہر کے نکاح کرنا، (۷)...... حالت احرام میں نکاح کرنا، (۸)...... ازواج کے مابین باری رکھنے یا نہ رکھنے کے معاملات، (۹)...... کسی باندی کو آزاد کرنے اور اس آزادی کو مہر قرار دینے کا مسئلہ، بی بی صفیہ کو آزاد کیا اور ان کی آزادی ہی مہر قرار پائی۔ (۱۰)...... بغیر احرام کے حرم پاک مکہ مکرمہ میں داخل ہونا، اگرچہ اس میں اختلاف ہے، (۱۱)...... مکہ مکرمہ میں قتال کرنا، (۱۲)...... کسی کو مالی وارث نہ بنانا، (۱۳)...... وفات ظاہری کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا آپ کی زوجیت پر برقرار رہنا، (۱۴)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلقہ سے دوسروں کا نکاح حرام ہونا، (۱۵)...... بھوک و پیاس کی حالت میں کھانے اور پینے کی جانب التفات کرنا اگرچہ دیگر لوگوں پر اپنے نفوس کی ہلاکت کا خوف ہی ہو، اللہ کا فرمان ﴿النبی اولی بالمومنین من انفسهم یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے (الاحزاب: ۶) ﴾۔

دیگر انبیائے کرام کے مقابلے میں زیادتی شان در باب خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

(۱)...... ناپسندیدہ امور سے خود کو بچانا، (۲)...... مال غنیمت کا حلال ہونا، (۳)...... تمام روئے زمین کا پاک ہونا، (۴)...... دیگر انبیائے کرام کے لئے مساجد کے علاوہ نماز کی ادائیگی جائز نہ ہونا، (۵)...... ایک مہینے کی راہ سے دشمن پر رعب طاری ہو جانا، (۶)...... قیامت تک کے تمام لوگوں کے لئے آپ کا رسول ہونا، جب کہ انبیائے سابقہ کسی ایک علاقے یا بستی کے لئے مبعوث ہوتے تھے، (۷)...... تمام سابقہ انبیائے کرام کے معجزات سے بڑھ کر معجزات کی نوازش ہونا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا کا معجزہ ملا اور یہی کہ پتھر سے پانی کے چشمے جاری ہونا جب کہ انگلی مبارک سے پانی جاری ہونا یا چاند کے ٹکڑے ہو جانا، (۸)...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مُردوں کو

زندہ کرتے، مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو ٹھیک کرتے جب کہ سید عالم ﷺ کے ہاتھ میں پتھر کلمہ پڑھتے، حکم پانے پر درخت کا تنہ اپنی جگہ چھوڑ دیتا اور یہ زیادہ بڑا معجزہ ہے، (۹)......قرآن کو آپ ﷺ کا معجزہ قرار دیا گیا جو کہ قیامت تک باقی رہنے والا ہے، (۱۰)......آپ کی نبوت منسوخ ہونے والی نہیں بلکہ قیامت تک باقی رہے گی۔ (القرطبی، الجزء: ۲۲، ص ۱۸۷ وغیرہ)

نوٹ: ہم نے کوشش کر کے تمام خصوصیات جو علامہ قرطبی نے بیان کی ہیں ذکر کردی ہیں، اور اس مقام پر ہم نے فقط قبلہ قرطبی علیہ الرحمۃ کے بیان کردہ مواد کو بیان کرنا مناسب خیال کیا ہے، چونکہ یہ تفسیر خاص طور پر علماء وطلباء کی سہولت کے لئے ہے لہذا دشواری نہیں ہونی چاہیے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ازواج کی باری سے متعلق اختیارات:

۸......سوال یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کو باری سے خارج کیا تھا یا نہیں؟ بعض علماء کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کسی کو باری سے خارج نہیں کیا تھا بلکہ اللہ کی طرف سے تفویض کردہ تمام اختیارات ہونے کے باوجود سید عالم ﷺ نے ان کے درمیان باری تقسیم کی تھی اور اس میں مساوات اختیار فرمائی۔ مگر "بی بی سودہ" بذات خود اپنا حق چھوڑنے پر راضی ہوگئیں اور آپ ﷺ نے ان کی باری کا دن بی بی عائشہ صدیقہ کو دے دیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سید عالم ﷺ نے بعض کو اپنے قریب رکھا اور بعض کو دور فرمایا، تاہم جنہیں اپنے قریب رکھا وہ یہ ہیں: بی بی عائشہ صدیقہ، بی بی حفصہ، بی بی زینب، بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنھن، اور جنہیں دور فرمایا وہ یہ ہیں: بی بی ام حبیبہ، بی بی سودہ، بی بی صفیہ، بی بی میمونہ، بی بی جویریہ رضی اللہ عنھن۔ (المظھری، ج۵، ص ۵۴۷)

عام لوگوں کے لئے بغیر مہر مقرر کئے نکاح کے مسائل:

۹...... مہر کی دو قسمیں ہیں: مہر معجل وہ مہر یا پارہ مہر کا ہے جس کا ادا کرنا فوراً قرار پایا ہو، خواہ ازروئے شرط کہ نفس عقد نکاح میں تعجیل مذکور ہو یا عقد کے بعد شرط تعجیل ٹھہری، خواہ ازروئے عرف جبکہ وہ شرط صحیح کے مخالف نہ واقع ہو یہ مہر فوراً واجب الادا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے ادا سے پہلے شوہر عورت کو بے اس کی رضا کے ہاتھ نہیں لگا سکتا بلکہ رخصت نہیں کرا سکتا، اور مؤجل وہ جس کے لئے کوئی میعاد معین قرار دی گئی ہو مثلاً ایک سال، دس سال، یا جس قدر ٹھہرائیں، یہ اس وقت واجب الادا ہوگا جب وعدے کا وقت آجائے اس سے پہلے عورت اس کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ (الفتاوی الرضویۃ تخریج شدہ، ج ۱۲، ص ۱۴۲)

بغیر مہر کا ذکر کیے بھی نکاح درست ہے اور مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہے (یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی یا اس کی رقم مہر واجب ہے)، پھر اگر کوئی شخص دس درہم سے کم مہر ذکر کرے تو اسے دس درہم ہی مہر دیا جائے گا اور اگر دس درہم سے زیادہ مہر ذکر کیا جائے تو جتنا ذکر کیا گیا اتنا ہی دے جبکہ شوہر نے اس سے دخول کر لیا ہو یا فوت ہو جائے اور اگر دخول اور خلوت سے پہلے ہی طلاق دیدی تو ذکر کردہ مہر کا نصف دے گا اور اگر اسطرح نکاح کیا کہ مہر ہی ذکر نہ کیا یا یہ کہا کہ کوئی مہر عورت کو نہ دیا جائے گا تو عورت کیلئے مہر مثل ہوگا جبکہ عورت کیساتھ دخول کیا یا مر گیا اور اگر دخول اور خلوت سے قبل ہی طلاق دے ڈالی تو تین کپڑے قمیص اور دوچادریں دے گا۔ (المختصر للقدوری، کتاب النکاح، ص ۱۵۵)

نکاح سے قبل دیکھنے کی اجازت:

۱۰......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک انصاری نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے اس عورت کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اس عورت کو دیکھ لیں۔

(سنن النسائی، کتاب النکاح، باب: اباحۃ النظر قبل التزویج، رقم: ۳۲۳۱، ص ۷۷۶)

☆......بکر بن عبداللہ المزنی کہتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اس کو دیکھ

تو تمہارے درمیان دائمی رفاقت کے لئے یہ زیادہ مناسب ہے"۔ (المرجع السابق،رقم: ۳۲۳۲)

یہ امر استحباب ہے کہ عورت کو نکاح سے پہلے دیکھ لیا جائے تاکہ بقیہ زندگی میں مفاسد کا دروازہ نہ کھلنے پائے، تاہم یہ ضرور ہے کہ عورت کی رضا سے اس کے چہرے کو دیکھا جائے اور ایسا بھی نہیں کہ بالکل دیکھتا ہی چلا جائے بلکہ یہ ضرورت کے تحت اجازت ہے واجب نہیں۔ اگر عورت ناپسند کرے تو اس کی غفلت میں یا خفیہ طور پر کسی طرح سے ایک نظر دیکھ لے۔ سیدنا ابوذر غفاری بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اجازت ملنے سے پہلے ہی پردہ ہٹا کر مکان کے اندر نظر کی اور گھر والوں کے ستر کو دیکھا اس نے ایسا کام کیا جو اس کے لئے حلال نہ تھا اور اگر کسی نے اُس کی آنکھ پھوڑ دی تو اُس (آنکھ پھوڑنے والے) پر کچھ گناہ نہیں اور اگر اندر جھانکتے وقت سامنے سے کوئی اس کی آنکھیں پھوڑ دیتا تو میں اس پر غیرت نہ کھاتا کسی ایسے دروازے پر گیا جس پر پردہ نہیں اور اس کی نظر (بلاقصد) گھر والے کی عورت پر پڑ گئی تو اس کی خطا نہیں بلکہ خطا گھر والوں کی ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الاستئذان، باب: ما جاء فی الاستئذان، رقم ۲۷۱۶،ص۷۷۶)

اغراض:

ای یستغفرون لکم: یعنی وہ معزز فرشتے تمہارے لئے اللہ کی پاک بارگاہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

لیدیم اخراجہ ایاکم: یہاں ایک اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے، اعتراض یہ ہے کہ کسی کو ہدایت کی طرف لانے میں فقط ایمان کا پایا جانا شرط ہوتا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد ایمان پر دوام کا پایا جانا ہے، کیونکہ جب بندے پر خالق کی بارگاہ سے غفلت پائی جائے تو بسا اوقات ایمان کا نور نکل جاتا ہے، العیاذ باللہ۔

منہ تعالی: اللہ کی پاک بارگاہ سے تحیت کا صدور ہونا، مومنین پر اللہ کی عنایت وقدر وتعظیم کی زیادتی کی بناء پر ہوتا ہے۔

بلسان الملائکۃ: وارد ہوتا ہے کہ جب ملک الموت مومن کی روح قبض کرنے آتا ہے تو کہتا ہے، تیرا رب تجھے سلام کہتا ہے، اور حقیقت میں اہل ایمان اللہ، فرشتوں اور دیگر مخلوق کی جانب سے سلام سنتے ہیں، اللہ کا فرمان: ﴿سلام قولا من رب رحیم(یس:۵۸)﴾ ﴿والملائکۃ یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم (الرعد:۲۳تا۲۴)﴾ ﴿لا یسمعون فیھا لغوا ولا تاثیما الا قیلا سلاما سلاما(الواقعۃ:۲۶)﴾۔

علی من ارسلت الیھم: یعنی آپ ﷺ ان کے احوال جانتے ہیں، جو اعمال صالحہ وقبیحہ رونما ہوئے ہیں سب دیکھ چکے ہوتے ہیں، اور آپ ﷺ پر زندہ و مُردہ سب کے اعمال پیش بھی کئے جاتے ہیں اور ایک قول یہ بھی صحیح ہے کہ سید عالم ﷺ قیامت کے دن مومنین وکافرین کے اعمال کے شاہد ہونگے، اور مراد دعوی کی قبولیت ہے کہ سید عالم ﷺ امت پر شاہد ہیں، اور سید عالم ﷺ اپنے دعوی میں کسی کے محتاج نہیں ہیں، اور وہ دیگر حضرات انبیائے کرام کی رسالت کی تبلیغ پر بھی شاہد ہونگے کہ ان کی امت نے انہیں مانا یا نہیں مانا۔

بامرہ: اس جملے سے اس وہم کا دور کرنا مقصود ہے جو اذن کا حصول ﴿ارسلناک﴾ کے ضمن میں مانتے ہیں، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ الاذن بمعنی الامر ہے، اور الاذن کی حکمت یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کی ذات بالا صفات کے لئے تبلیغ کے منصب کو ادا کرنے کے لئے آسانی فراہم کردی جائے، کیونکہ کسی چیز میں بغیر اذن کے دخول متعذر رہتا ہے، اور جب اذن ہو تو آسان ہو جاتا ہے، اور اس مقام پر شیوخ نے مریدین کے لئے اجازت کا اذن لینا مراد لیا ہے کہ شیخ کسی کو علم وارشاد میں سے کسی چیز کی اجازت دے دے تو اس پر طریقت کی منازل آسان ہو جاتی ہیں۔

علیہ الشافعی: اور یہی امام مالک کا بھی قول ہے، پس اگر مطلقہ غیر مدخولہ ہے تو مہر مذکورہ ہونے کی صورت میں متعہ (قمیص، ازار

، چادر وغیرہ کچھ توشہ) اور عدہ نہیں ہے اور اگر مہر مذکور نہیں ہوا تو اس صورت میں متعہ ہے اور عدت اب بھی نہیں ہے، اور یہ صورت امام شافعی کے نزدیک واجب جب کہ امام مالک کے نزدیک مستحب کے درجے میں داخل ہے۔

صفیہ بنت حیی: پھر صفیہ بنت حیی بن اخطب سے نکاح ہوا جو کہ بنونضیر کے سردار تھے، یہ حضرت ہارون بن عمران کے نسب سے تھیں، یہ نبی کی بیٹی اور نبی کی زوجہ تھیں اور دنیا کی تمام عورتوں میں سب سے زیادہ حسین تھیں، یہ بھی قید ہو کر آئی تھیں، انہیں آزاد کر کے نکاح فرمایا، ۷ھ میں نکاح ہوا، واقدی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ خیبر سے اس وقت تک روانہ نہ ہوئے جب تک کہ بی بی صفیہ اپنے ایام سے فارغ ہو جائیں اور انہیں اپنے ساتھ لے جائیں، پھر جب خیبر سے سات میل سفر طے کر لیا تو بی بی صاحبہ سے خلوت کی جانب متوجہ ہونے کا ارادہ ہوا اور انہیں اپنے ساتھ رات گزارنے کا شرف بخشا۔ ابو عمر روایت کرتے ہیں کہ بی بی صفیہ عقلمند، بردبار اور فاضلہ تھیں، ہمیں روایت پہنچی کہ بی بی صاحبہ ہفتہ کے دن اور یہود سے میل ملاپ کو اچھا جانتی ہیں تو انہوں نے اپنی خادمہ کے ساتھ لکھ بھیجا کہ اللہ نے ہفتہ کے دن کو جمعۃ المبارک سے بدل دیا ہے اور میری اصل یہود ہے (اسلام لانے سے پہلے میرا تعلق یہود سے تھا)، پھر اپنی خادمہ سے پوچھا تجھے میرے بارے میں یہ باتیں کس نے سکھائیں؟ بولی: شیطان نے، کہا: جاؤ تم آزاد ہو۔ اور واقدی کی تحقیق کے مطابق ۵۶ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئیں۔ (الاصابۃ، کتاب النساء، باب الصاد المھملۃ، رقم: ۱۱۴۰۷، ج۸، ص ۲۱۰)

بی بی جُوَیْرِیہ: پھر جویریہ بنت الحارث سے نکاح ہوا، یہ بنوالمصطلق کے قیدیوں میں آئی تھیں، انہوں نے آپ ﷺ سے مکاتبت کی رقم کی ادائیگی میں مدد کی درخواست کی تھی، آپ ﷺ نے ان کی طرف سے رقم ادا کی پھر ان سے نکاح فرمایا۔ آپ ﷺ نے ان سے پانچ یا چھ ہجری میں نکاح کیا جب کہ ان کا انتقال سن ۵۶ھ میں ہوا۔ (الاستیعاب، رقم: ۳۳۱۸)

بخلاف من لم یھاجرن: پس جنہوں نے ہجرت نہ کی وہ عورتیں سید عالم ﷺ کے لئے حلال نہ ہونگی، اور یہ حکم فتح مکہ سے پہلے کا ہے، جس وقت ہجرت کرنا شرط ہوا کرتا تھا اور جب ہجرت کے شرط ہونے کا حکم منسوخ ہوا تو متذکرہ نکاح کی قید لگانے والا الحکم بھی منسوخ ہوا۔ **من غیر صداق:** سے مراد بغیر والی اور گواہی کے نکاح کا ہونا مراد ہے۔

بخلاف المجوسیۃ: باندی اپنے مالک کے لئے بغیر نکاح کے حلال ہوتی ہے اور ایسا معاملہ فقط اہل کتاب تک ہے، مجوسی مذہب میں ایسا ممکن نہیں ہے، یعنی باندی اپنے مالک پر حلال نہیں مگر یہ کہ باندی خود پیش ہو جائے اور یہ سودان، حبشہ وغیرہ کی باندی میں ہوتا تھا کہ انہیں اسلام پر مجبور کیا جاتا۔ پس اسی مناسبت سے کفار کی باندیوں کو خریدنے کے حوالے سے فقہائے کرام نے اجازت نہیں دی۔

متعلق بما قبل ذلک: مراد اللہ کا فرمان: ﴿انا احللنا لک﴾ ہے، معنی یہ ہے کہ ہم نے تمہارے لئے تمہاری ازواج حلال کر دیں، اور تمہاری باندیاں بھی حلال کر دیں، اور موہوبہ (تحفہ میں پیش ہونے والی) بھی حلال کر دیں تا کہ تم پر کوئی تنگی نہ رہے۔

لما یعسر التحرز عنہ: یعنی جب تنگی تھی تو اللہ نے آسانی فرما دی۔

بعد ان کان القسم واجبا علیہ: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ابتداء میں باری کا اختیار دیا گیا اور ان پر ایسا کرنا واجب نہ تھا۔

والمیل الی بعضھن: طبعی میلان مراد ہے، پس اکثر اوقات بعض کی جانب میلان ہوا کرتا تھا، اور سید عالم ﷺ اللہ کی بارگاہ میں دعا فرماتے تھے: ''اے اللہ! یہ میرا حصہ جو تو نے مجھ پر متعین کیا، پس مجھ سے اس چیز کا سوال نہ کرنا جس کا مجھے مالک نہیں کیا''۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ سید عالم ﷺ ازواج میں باری کے اعتبار سے عدل سے کام لیتے سوائے بی بی سودہ کے، کیونکہ انہوں نے اپنی باری بی بی عائشہ کے لئے ہبہ کر دی تھی۔

عن عقابهم: اللہ عیب و پوشیدہ معاملات جانتا ہے، پس انسان کو افراط و تفریط جائز نہیں ہے کیونکہ حلیم و کریم ذات کا انتقام لینا اور اس کا غضب فرمانا بڑی بات ہے چنانچہ حدیث پاک ہے: ''حلیم رب کے غضب سے بچو''، اس آیت میں ترغیب و ترہیب ہے۔

بعد التسع: سید عالم ﷺ کی نو ازواج کا بیان ہم نے عطائین، ج ۳، ص ۱۱۱ میں مفصل بیان کیا ہے وہیں دیکھ لیں۔

وقد ملک بعدهن مارية: مراد ماریہ قبطیہ ہیں، ملک قبط مقوقس نے آپ کو ہدیہ میں بھیجی تھی، مراد مصر واسکندریہ ہیں۔ سید عالم ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو مکتوب روانہ کیا جس میں انہیں اسلام کی دعوت دی جس کا مضمون یہ تھا: ''اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا، محمد بن عبداللہ کی جانب سے قوم قبط کے بادشاہ مقوقس کو، اور سلام اُسے جو ہدایت کی راہ قبول کرے، میں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اگر اسلام قبول کریں تو اللہ دوگنا اجر عطا فرمائے گا اور اگر قبول نہ کریں تو بادشاہ پر قوم کے گناہ کا وبال بھی ہوگا''۔

وولدت له ابراهيم: سید عالم ﷺ کے صاحبزادے جو کہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے ان کا نام ابراہیم تھا اور وہ سن ۸ ہجری کو ذی الحجۃ الحرام کے مہینے میں پیدا ہوئے اور ستر دن زندہ رہے، ایک قول کے مطابق ایک سال دس ماہ زندہ رہے۔

ومات في حياته: سید عالم ﷺ کی زندگی ہی میں انتقال فرما گئے اور سید عالم ﷺ نے ان کی نماز نہ ادا فرمائی جب کہ دیگر لوگوں کو نماز ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (الصاوی، ج۵، ص ۴۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿يايها الذين امنوا لا تدخلوا بيوت النبي الا ان يؤذن لكم﴾فِي الدُّخُولِ بِالدُّعَاءِ ﴿الى طعام﴾فَتَدْخُلُوا ﴿غير نظرين﴾مُنْتَظِرِينَ ﴿انه لا﴾نَضْجَهُ مَصدرُ اَنَى يانِي ﴿ولكن اذا دعيتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا﴾ولا تَمكُثُوا ﴿ولا مستأنسين لحديث ط﴾مِن بَعضِكُم لِبَعضٍ ﴿ان ذلكم﴾المَكثُ ﴿كان يؤذي النبي فيستحي منكم ز﴾اَن يُخرِجَكُم ﴿والله لا يستحي من الحق﴾اَن يُخرِجَكم اى لا يَترُكُ بَيَانَهُ وَقُرِئَ يَستَحي بِيَاءٍ وَّاحِدَةٍ ﴿واذا سالتموهن﴾اَى اَزوَاجَ النَّبيِّ ﴿متاعا فسئلوهن من وراء حجاب ط﴾سِترٍ ﴿ذلكم اطهر لقلوبكم و قلوبهن ط﴾مِنَ الخَوَاطِرِ المُرِيبَةِ ﴿وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله﴾بِشَيءٍ ﴿ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده ابدا ط ان ذلكم عند الله﴾ذَنبًا ﴿عظيما (۵۳) ان تبدوا شيئا او تخفوه﴾مِن نِكَاحِهِنَّ بَعدَهُ ﴿فان الله كان بكل شيء عليما (۵۴)﴾فَيُجَازِيكُم عَلَيهِ ﴿لا جناح عليهن في ابائهن ولا ابنائهن ولا اخوانهن ولا ابناء اخوانهن ولا ابناء اخواتهن ولا نسائهن﴾اَيِ المُومِنَاتِ ﴿ولا ما ملكت ايمانهن ج﴾مِنَ الاِمَاءِ وَالعَبِيدِ اَن يَّرَوهُنَّ وَيُكَلِّمُوهُنَّ مِن غَيرِ حِجَابٍ ﴿واتقين الله ط﴾فِيمَا اُمِرتُنَّ بِهٖ ﴿ان الله كان على كل شيء شهيدا (۵۵)﴾لَا يَخفٰى عَلَيهِ شَيءٌ ﴿ان الله وملئكته يصلون على النبي﴾مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿يايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما (۵۶)﴾اَي قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ ﴿ان الذين يؤذون الله و رسوله﴾وَهُمُ الكُفَّارُ يَصِفُونَ اللهَ بِمَا هُوَ مُنَزَّهٌ مِنَ الوَلَدِ وَالشَّرِيكِ وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَهُ ﴿لعنهم الله في الدنيا والاخرة﴾اَبعَدَهُم ﴿واعد لهم عذابا مهينا (۵۷)﴾ذَا اِهَانَةٍ

وَهُوَ النَّارُ﴿والذين يؤذون المومنين والمومنت بغير ما اكتسبوا﴾يَرْمُونَهُمْ بِغَيرِ مَا عَمِلُوا﴿فقد احتملوا بهتانا﴾تَحَمَّلُوا كِذْبًا﴿و اثما مبينا (۵۸)﴾بَيِّنًا.

﴿ترجمه﴾

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ......۱......(گھر میں داخل ہونا، مثلاً تمہیں بلایا جائے) کھانے کے لیے (تو اس صورت میں تم داخل ہو جاؤ) نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کا انتظار کرو (نظرین بمعنی منتظرین ہے، اِنٰہ اِنِّی یاَنِّی کا مصدر ہے بمعنی نضع پکنا) ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ (ٹھہرے رہو) کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ (ایک دوسرے کی باتوں سے) بیشک اس (تمہارے ٹھہرنے میں) نبی کو ایذاء ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے (کہ تمہیں گھر سے از خود نہیں نکالتے تھے) اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا (حق سے مراد تمہیں نبی ﷺ کے مکان عالیشان سے نکلنے کا کہنے سے نہیں شرماتا یعنی اس بات کو بیان فرمانا ترک نہیں کرتا، یستحیی کو یستحی ایک یاء کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور جب تم ان سے (یعنی نبی ﷺ کی ازواج مطہرات......۲......سے) برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو (حجاب کے معنی پردہ ہے) اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں کی اور ان کے دلوں کی (شک میں ڈالے والے خیالات سے) اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو (کچھ) ایذاء دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بی بیوں سے نکاح کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑا سخت (گناہ) ہے اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ (حضور ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد ازواج مطہرات سے نکاح کے بارے میں) تو بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے (وہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا) ان پر مضایقہ نہیں ان کے باپ اور بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (مسلمان) عورتوں اور اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈی غلاموں میں کہ وہ انہیں دیکھیں اور کلام کریں بغیر پردہ کئے) اور اللہ سے ڈرتی رہو (ان امور میں جن کا اس نے تمہیں حکم فرمایا ہے) بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے (اس پر کوئی بھی سے مخفی نہیں) بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی (یعنی محمد ﷺ) پر اے ایمان والوں ان پر درود اور خوب سلام بھیجو......۳......(یعنی یوں کہو اللهم صل علی محمد وسلم) بیشک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو (مراد اس سے کفار ہیں، وہ اللہ ﷻ کو ان اوصاف سے متصف کرتے ہیں جس سے وہ منزہ ہے جیسے اس کے اولاد اور شریک قرار دینا اور وہ رسول ﷺ کو جھٹلاتے ہیں) ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں (دنیا و آخرت میں وہ رحمت خداوندی سے دور ہیں) اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (مراد اس سے آگ ہے، مهین بمعنی ذا اهانة ہے) اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کے بے کئے ستاتے ہیں (بغیر برے عمل کئے ان کی طرف برے کام کی نسبت کرتے ہیں) انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا (مبینا بمعنی بینا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم الی طعام غیر نظرین انه﴾.

یایها الذین امنوا: نداء، لا تدخلوا: فعل نہی واؤ ضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، ان: مصدریہ، یوذن لکم: فعل با نائب الفاعل وظرف لغو، الی طعام: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر حال اول، غیر: مضاف، نظرین: اسم فاعل با فاعل، انه: مفعول، ملکر شبہ جملہ مضاف الیہ، ملکر حال ثانی، ملکر فاعل، بیوت النبی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿ولکن اذا دعیتم فادخلوا﴾.

و: عاطفہ، لـــکـــن: مخففہ للاستدراک، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، دعیتم: فعل با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ

شرط،ف: جزائیہ،ادخلوا:فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستانسین لحدیث﴾.

ف: عاطفہ،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،طعمتم:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،انتشروا:فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ،و:عاطفہ،لا:نافیہ،مستانسین:اسم فاعل بافاعل،لحدیث:ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ معطوف ہے ماقبل "غیر نظرین انہ" پر۔

﴿ان ذلکم کان یوذی النبی فیستحی منکم واللہ لایستحی من الحق﴾.

ان: حرف مشبہ،ذلکم:اسم،کان:فعل ناقص بااسم،یوذی النبی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف:عاطفہ،یستحی منکم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:مستانفہ،اللہ:مبتدا،لایستحی من الحق: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا سالتموھن متاعا فسئلوھن من وراء حجاب﴾.

و:عاطفہ،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،سالتموھن متاعا:فعل بافاعل ومفعول اول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،اسئلوھن:فعل امر بافاعل ومفعول،من وراء حجاب:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلکم اطہر لقلوبکم وقلوبھن﴾.

ذلکم: مبتدا،اطہر: اسم تفضیل بافاعل،لام: جار،قلوبکم: معطوف علیہ،و:عاطفہ،قلوبھن:معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما کان لکم ان توذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا﴾.

و: مستانفہ،ما:نافیہ،کان:فعل ناقص،لکم:ظرف مستقر خبر مقدم،ان:مصدریہ،توذوا رسول اللہ:جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا:نافیہ،ان:مصدریہ،تنکحوا:فعل واؤضمیر ذوالحال،من بعدہ: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ازواجہ:مفعول،ابدا:ظرف،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف،ملکر اسم موخر،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان ذلکم کان عند اللہ عظیما۝﴾.

ان ذلکم: حرف مشبہ واسم،کان:فعل ناقص واسم،عند اللہ: ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم،عظیما: ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان تبدوا شیئا اوتخفوہ فان اللہ کان بکل شیء علیما۝﴾.

ان: شرطیہ،تبدوا شیئا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،او:عاطفہ،تخفوہ:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط،ف: جزائیہ،ان اللہ:حرف مشبہ واسم،کان بکل شیء علیما: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لا جناح علیھن فی اباء ھن ولا ابنائھن ولا اخوانھن ولا ابناء اخونھن ولا ابناء اخوتھن ولا نسائھن ولا ما ملکت ایمانھن﴾.

لا: نفی جنس،جناح: ذوالحال،فی: جار،اباء ھن:معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا:نافیہ،ابنائھن......الی ما ملکت ایمانھن: معطوفات،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر اسم،علیھن:ظرف مستقر حال خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقین اللہ ان اللہ کان علی کل شیء شھیدا۝﴾.

و: عاطفہ معطوف علی محذوف "امتثلن ما امرتن بہ" اتقین اللہ: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، کان علی کل شیء شھیدا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماO﴾.

ان: حرف مشبہ، اللہ: معطوف علیہ، و ملئکتہ: معطوف، ملکر اسم، یصلون علی النبی: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، یایھا الذین امنوا: نداء، صلوا علیہ: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، سلموا: فعل امر با فاعل، تسلیما: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالندا، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھیناO﴾.

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، یوذون اللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم، لعنھم اللہ: فعل ومفعول وفاعل، فی الدنیا والاخرۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اعدلھم عذابا مھینا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین یوذون المومنین والمومنت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبیناO﴾.

و: عاطفہ، الذین: موصول، یوذون: فعل با فاعل، المومنین والمومنت: مفعول، بغیر ما اکتسبوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ، احتملوا: فعل با فاعل، بھتانا: معطوف علیہ، و اثما مبینا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......یایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی ......☆ جب سید عالم ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح کیا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو جماعتیں کی جماعتیں آتی تھیں اور کھانے سے فارغ ہوکر چلی جاتی تھیں، آخر میں تین صاحب ایسے بھی تھے جو کھانے سے فارغ ہوکر بیٹھے رہے اور انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کر دیا اور بہت دیر تک ٹھہرے رہے مکان تنگ تھا اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی اور حرج ہوا کہ وہ ان کی وجہ سے اپنا کام کچھ نہ کر سکے، سید عالم ﷺ اٹھے اور ازواج مطہرات کے حجرے میں تشریف لے گئے اور دورہ فرما کر تشریف لائے، اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے، سید عالم ﷺ پھر واپس ہو گئے، یہ دیکھ کر وہ لوگ روانہ ہوئے، تب سید عالم ﷺ دولت سرائے اقدس میں داخل ہوئے اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......لا جناح علیھن فی ابائھن ......☆ جب پردے کا حکم نازل ہوا تو عورتوں کے باپ، بیٹوں اور قریب کے رشتے داروں نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنی ماؤں بیٹیوں کے ساتھ پردہ کے باہر سے گفتگو کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......والذین یوذون المومنین والمومنت ......☆ یہ آیت اُن منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایذا دیتے تھے اور ان کے حق میں بدگوئی کرتے تھے، حضرت فضیل نے فرمایا کہ کتے اور سُور کو بھی ناحق ایذا دینا حلال نہیں تو مومن مومنات کو ایذا دینا کس قدر بدترین جرم ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بغیر اذن حاضری بارگاہ رسالت مآب کی ممانعت:

ا......ہم نے ماقبل (الاحزاب: ۳۷) کے تحت بی بی زینب سے ولیمہ کے احوال اور فضائل ولیمہ بیان کر دیئے ہیں۔ یہاں

مقصود اس ممانعت کا بیان کرنا ہے کہ بغیر اجازت نہ تو سید عالم ﷺ کے گھر میں آنا جائز ہے اور نہ ہی کام مکمل ہو جانے کے بعد غیر ضروری طور پر رکے رہنا باعث عزت وتکریم ہے۔ ماقبل شان نزول کے تحت بھی اس کا بیان ہو چکا ہے۔ تاہم یہی بیان ہوا کہ جو شخص حضور پر نور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آئے ادب وآداب کو ملحوظ خاطر رکھے۔ آج دنیا میں کہیں سے بھی کوئی بھی، مالدار، سرمایہ دار، صاحب وجاہت ومنصب فقط اجازت ہی سے آتا ہے ورنہ ایسے بھی دیکھے گئے ہیں کہ دور ہی سے سبز گنبد کی زیارت کر کے چلے جاتے ہیں۔

☆......حضرت انس ﷜ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ﷜ نے فرمایا: ''میں نے کہا یارسول اللہ! آپ کے پاس نیک اور بد ہر قسم کے لوگ آتے ہیں، کاش آپ امہات المومنین کو حجاب میں رہنے کا حکم دیں، اللہ ﷻ نے آیت مقدسہ نازل فرمائی''۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: ما جاء فی القبلۃ، رقم: ۴۰۲،۴۷۹۰، ص ۷۱)

☆......حضرت انس ﷜ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا نکاح، اللہ ﷻ نے حضرت زینب بنت جحش سے کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی دعوت کی، انہوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے، اور اس وقت ایسے لگا جیسے آپ جانے لگے ہوں، لیکن مسلمان نہیں اٹھے، جب آپ نے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے، جب آپ کھڑے ہوئے تو مسلمانوں میں سے بھی بعض کھڑے ہو گئے اور تین شخص بیٹھے رہے، پھر نبی کریم ﷺ حجرے میں داخل ہونے کے لئے آئے اور وہ لوگ اسی طرح بیٹھے رہے، پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے، میں نکل کر گیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو بتایا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں، پھر نبی کریم ﷺ آئے حتی کہ حجرے میں داخل ہو گئے، میں بھی داخل ہونے لگا تو نبی کریم ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور اللہ نے متذکرہ آیت ﴿یایھا الذین امنوا لا تدخلوا ......الخ اے ایمان والو نبی کے گھر میں داخل نہ ہو (الاحزاب: ۵۳)﴾۔

☆......حضرت انس ﷜ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے نکاح فرمایا، میری ماں ام سلیم نے حیس (کھجور، گھی اور ستو کا بنا ہوا کھانا) بنایا، انہوں نے اس کو ایک تھال میں رکھا، اور کہا اے انس! یہ کھانا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ یہ کھانا میری ماں ام سلیم نے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ آپ کو سلام کہہ رہی ہیں یارسول اللہ! یہ ہماری طرف سے بہت تھوڑا سا کھانا ہے۔ حضرت انس ﷜ بیان کرتے ہیں میں اس کھانے کو سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں لے گیا اور بتایا کہ میری ماں آپ کو سلام کہہ رہی ہیں اور کہا ہے کہ یہ ہماری طرف سے تھوڑا سا کھانا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو رکھ دو'' پھر فرمایا: ''جاؤ اور فلاں، فلاں، اور فلاں کو بلا لاؤ، اور جن سے تمہاری ملاقات ہو''، آپ ﷺ نے کئی لوگوں کے نام لئے، حضرت انس ﷜ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جن جن کے نام لئے تھے میں نے ان کو بلایا اور جن سے ملاقات ہوئی انہیں بھی بلا لیا، ابو عثمان نے حضرت انس ﷜ سے پوچھا کہ تم لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے کہا اندازاً تین سو مسلمان تھے، اور مجھ سے سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے انس! وہ تھال لاؤ''، حضرت انس ﷜ نے کہا: پھر مسلمان آئے یہاں تک کہ صفہ (چبوترہ) اور حجرہ بھر گیا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''دس دس افراد کا حلقہ بنالو اور ہر شخص اپنے آگے سے کھائے، حضرت انس ﷜ نے کہا ان لوگوں نے کھانا کھایا حتی کہ وہ سیر ہو گئے، پھر مسلمانوں کی وہ جماعت چلی گئی اور دوسری جماعت آئی، کہ سب نے کھانا کھایا، حضرت انس ﷜ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اب کھانا اٹھا لو''، حضرت انس ﷜ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ جس وقت سید عالم ﷺ نے کھانا رکھا اس وقت کھانا زیادہ تھا کہ اب زیادہ ہے، لوگوں کے کچھ گروہ سید عالم ﷺ کے کاشانہ اقدس کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے رہے اور سید عالم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ دیوار کی جانب مونھ کر کے تشریف فرما تھیں، یہ طبیعت مبارکہ پر بوجھ بنے ہوئے تھے، سید عالم ﷺ باہر نکلے، اپنی ازواج کو سلام کیا، پھر لوٹ آئے، جب انہوں نے دیکھا سمجھ گئے کہ وہ طبیعت مبارکہ پر بوجھ بنے ہوئے ہیں، سب دروازے کی جانب لپکے اور سب کے سب گھر سے نکل گئے۔ سید عالم ﷺ اندر

تشریف لائے اور پردہ ڈال دیا، جس وقت آپ ﷺ داخل ہوئے تو میں بیٹھا ہوا تھا، تھوڑی دیر ٹھہرنے پر میرے پاس آئے اور آیت کا نزول ہوا۔ پھر باہر تشریف لاکر لوگوں کے سامنے یہ آیت ﴿یایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی...... الخ اے ایمان والو نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو(الاحزاب:۵۲)﴾ تلاوت فرمائی۔

ازواج مطہرات اور دیگر پاک بی بیوں کے پردے کا اہتمام:

۲......بی بی عائشہ بیان کرتی ہیں کہ حجاب کے احکام نازل ہونے کے بعد بی بی سودہ کسی کام سے باہر تشریف لے گئیں، وہ قد آور اور جسیم خاتون تھیں جس نے ان کو دیکھا ہو وہ ان کو پہچان لیتا تھا، حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے ان کو دیکھ کر کہا: اے سودہ! اللہ کی قسم! آپ ہم سے مخفی نہیں رہ سکتیں، آپ دیکھ بھال کر گھر سے نکلا کریں، وہ الٹے پیر واپس ہوئیں اور اس وقت سید عالم ﷺ میرے گھر میں تھے، رات کا کھانا تناول فرمارہے تھے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی۔ بی بی سودہ آئیں اور کہا یارسول اللہ! میں اپنی کسی حاجت کی بناء پر گھر سے باہر نکلی تھی، مجھ سے عمر ﷺ نے اس طرح کہا، حضرت عائشہ نے کہا اس وقت اللہ نے سید عالم ﷺ پر نزول وحی فرمائی اور وحی کی کیفیت ختم ہونے پر آپ نے ہڈی رکھتے ہوئے فرمایا: ''تمہیں اپنی حاجتوں کی بناء پر گھر سے نکلنے کی اجازت دے دی گئی ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: لاتدخلوا بیوت النبی ﷺ رقم: ۴۷۹۵، ۵۳۳۷، ص ۸۴۲)

علامہ عینی کہتے ہیں:

ازواج مطہرات پر جو حجاب فرض تھا وہ عام مسلمان خواتین کے مقابلے میں زیادہ سخت اور موکد تھا، عام مسلم خواتین تو گواہی یا علاج کی ضرورت کے پیش نظر اجنبی مَردوں کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہیں لیکن ازواج مطہرات کو اس کی اجازت نہیں۔

(عمدة القاری، کتاب التفسیر، باب: لاتدخلوا بیوت النبی ﷺ، رقم: ۴۷۹۵، ۵۳۳۷، ج ۱۳، ص ۲۴۷)

بی بی خاتون جنت کو سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کا بہت غم تھا لبوں کی مسکراہٹ گویا چھن سی گئی تھی، اپنے وصال سے قبل صرف ایک ہی بار مسکرائیں۔ انہیں یہ تشویش سی ہوگئی تھی کہ عمر بھر تو غیر مَردوں کی نظروں سے خود کو بچائے رکھا ہے اب کہیں بعد وفات میری کفن پوش لاش پر کسی کی نظر نہ پڑجائے۔ ایک موقع پر بی بی اسماء بنت عمیس سے کہا: ''میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر ڈولی کی سی صورت بنا کر اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں''۔ بی بی اسماء نے انہیں کھجور کی شاخیں منگوا کر اس پر کپڑا تان کر ڈولی نما بنا کر دکھایا، آپ بہت خوش ہوئیں اور لبوں پر مسکراہٹ سی آگئی، پس یہی مسکراہٹ تھی جو سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد دیکھی گئی۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب مترجم، ص ۲۳۱)

☆......حضرت علی ﷺ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا، اے اہل مجمع! اپنے سر جھکاؤ، آنکھیں بند کرلوتا کہ فاطمہ بنت محمد صراط سے گزر جائیں''۔ (البدور السافرة، باب: لما ورد فی الصراط غیر برقم: ۱۰۴۱، ص ۳۴۵)

درود پاک کی اہمیت، فضیلت، برکات وثمرات کا بیان:

۳......ابن عباس کا قول ہے اللہ ﷻ اپنے نبی پر رحم فرمانا چاہتا ہے، اور فرشتے ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ اپنے نبی پر رحمت فرماتا ہے اور فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اللہ کا نبی پاک ﷺ پر درود بھیجنا ان معنوں میں بھی ہے کہ ''صلاة اللہ ثناءہ علیہ عند الملائکة یعنی اللہ اپنے معزز فرشتوں کے سامنے نبی پاک ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان فرماتا ہے''۔ اور فرشتوں کی صلوة سے مراد دعا ہے۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سید عالم ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے، تاہم اختلاف تعداد کے حوالے سے ہے؟ امام شافعی کا قول یہ ہے کہ ہر نماز میں واجب ہے اور امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے، ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ

جب کبھی سید عالم ﷺ کا ذکر ہو، درود بھیجنا واجب ہے اور یہ امام طحاوی کا امام ابوحنیفہ کے مؤقف سے ماخوذ مختار قول ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ فقط اتنا ''اللھم صلی علی محمد'' کہنا واجب اور اس سے زائد سنت ہے۔ (الخازن، ج۳، ص ۴۳۵)

علامہ آلوسی کہتے ہیں:

سلام بھیجنے والا یوں کہے ''السلام علیک ایھا النبی'' اور اسی قسم کے کلمات کا تلفظ کرے اور یہی اکثر اجلہ علماء کا قول ہے، اور ''السلام علیک'' کے حوالے سے تین اقوال ہیں، (۱)......السلام علیک سے مراد ہر نقص، آفات سے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ و خادمین کا پاک ہونا مراد ہے، پس السلام مصدر بمعنی السلامۃ ہے، (۲)......السلام کا لفظ آپ ﷺ کی حفاظت، رعایت، کفالت اور ولایت پر دلالت کرتا ہے اور اس کا معنی ابن فورک وغیرہ نے یوں بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات ہر آفت سے اور ہر قسم کے ذاتی، فعلی اور وصفی نقص سے پاک ہے۔ اور سلام کا قول ہر خیر و برکت کو شامل ہے اور اللہ کے ناموں میں سے ہے گویا کہ ہم حضور ﷺ پر سلام بھیج کر انکی ذات کو ہر قسم کے مکروہ سے محفوظ مانتے ہیں۔ (۳)......سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں فرمانبرداری کرتے ہوئے اپنا سر جھکا دینا، گویا کہ سلام کا صیغہ سلامتی کو لازم اور عدمِ مخالفت کو مستلزم ہے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۲، ص ۳۴۸ ملخصا)

علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں:

اگر یہ کہا جائے کہ صلاۃ کا حکم کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ میں کہتا ہوں یہ اظہار محبت کی علامت ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کی حمد کی جاتی ہے کہ وہ ذاتی طور پر حمد کا مستحق ہے لیکن جہاں تک سید عالم ﷺ پر سلام بھیجنے کا تعلق ہے تو اللہ ﷻ نے انہیں مکروہ (ناپسندیدہ امور) سے پاک رکھا ہے، یہی قول علامہ قہستانی کا ہے۔ ''الفتوحات'' میں ہے کہ سلام کا صیغہ زندوں کے ساتھ خاص ہے جب کہ سید عالم ﷺ پردہ فرما چکے ہیں؟ میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ مومن درحقیقت مرتا ہی نہیں، بلکہ اس کے جسم سے فقط روح ہی نکل جاتی ہے اور سید عالم ﷺ کا جسم اقدس ناکارہ ہونے سے محفوظ پیدا کیا گیا ہے اور ان کے جسم نازنین میں برزخی حیات موجود ہے جس کی دلیل سید عالم ﷺ کے فرمان: ''ان للہ ملائکۃ سیاحین یبلغوننی عن امتی السلام یعنی اللہ کے مقرب فرشتے روئے زمین پر سیاحت کرتے ہیں اور میرے امتیوں کے بھیجے جانے والے سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں''۔ (سنن النسائی، کتاب السھو، باب: التسلیم الاسلام علی النبی ﷺ، رقم: ۱۲۷۸، ص ۳۲۱)۔ اور ایک حدیث کا مضمون یوں ہے: ''مامن احد یسلم علی الا رداللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام یعنی کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ جس نے مجھ پر سلام بھیجا ہو بلکہ اللہ میری روح مجھے لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں''۔ (سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، باب: زیارۃ القبور، رقم: ۲۰۴۱، ص ۳۷۸، روح البیان، ج۷، ص ۲۶۲ وغیرہ)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

یہ آیت اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کی حیات و ممات کے شرف و منزلت کے لئے نازل فرمائی ہے، اور اسی بناء پر آپ ﷺ کی ذات پاک کو اس آیت کے ضمن میں ہر بُرے فعل و بُری سوچ سے بچا رکھا ہے۔ اللہ ﷻ نے اپنے بندوں کو سید عالم ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے نہ اپنے دیگر انبیائے کرام کو اور ایسا ان کے شرف و مقام کی وجہ سے ہوا ہے اور اس میں کوئی قائل خلاف بات نہیں ہے کہ آپ ﷺ پر عمر بھر میں ایک مرتبہ درود بھیجنا فرض ہے، اور ہر وقت اس کے واجب یا سنت مؤکدہ ہونے میں اختلاف ہے کہ معلوم ہونے کے باوجود جو اسے ترک کرے یا اس میں غفلت اختیار کرے اس کے لئے کوئی خیر نہیں۔ امام زمخشری کہتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ درود بھیجنا واجب ہے یا مستحب؟ تو میں واجب کہوں گا، لیکن اس کے حالت وجوب میں اختلاف ہے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''من ذکرت عندہ فلم یصلی علی فدخل النار فابعدہ اللہ یعنی جس کے سامنے میرا ذکر خیر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ

پڑھے تو اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا اور مجھ سے دور کر دے گا"۔(صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب: الادعیة، ذکر رجاء الدخول الجنان المصلی، رقم:۹۰۷، ج ۳، ص۱۸۸)،(القرطبی، الجزء ۲۲، ص ۲۰۵ وغیرہ)

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں:

درود شریف اللہ ﷻ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی تکریم ہے، علماء نے "اللھم صل علی محمد" کے یہ معنی بیان کئے ہیں یارب! محمد مصطفیٰ کو عظمت عطا فرما، دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما کر اور کی شریعت کو بقاء عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اولین و آخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور انبیائے کرام و مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کر کے ان کی عظمت ظاہر فرما۔ (کنزالایمان، حاشیہ نمبر ۱۴۶)

مفتی محمد شفیع معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

احادیث و آثار سے درود و سلام کا جواز ملتا ہے، چنانچہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا یارسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنا تو ہم نے جان لیا، پس آپ ﷺ پر درود کس طرح پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اس طرح پڑھو اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی آل ابراھیم انک حمید مجید"۔ایک روایت میں یوں ہے:"کما صلیت علی ابراھیم وبارک علی محمد وآل محمد کما بارکت علی ابراھیم وآل ابراھیم"۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: قولہ:ان اللہ وملئکتہ، رقم:۴۷۹۸،۴۷۹۷، ص ۸۴۳)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ ﷻ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب:فی الاستغفار، رقم:۱۵۳۰، ص ۲۸۵)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا......"۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب:قول رسول اللہ رغم الانف، رقم:۳۵۵۶، ص۱۰۱۷)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن لوگوں میں میرے زیادہ نزدیک وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا ہوگا"۔ (سنن الترمذی، کتاب الوتر، باب: ما جاء فی فضل الصلوۃ، رقم: ۴۸۴، ص ۱۶۴)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور تم میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے چاہے تم کہیں بھی ہو"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب المناسک، باب:زیارۃ القبور، رقم:۲۰۴۲، ص۳۲۸)

☆......حضرت اوس بن اوس سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعۃ المبارک ہے، اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن میں ان کی روح قبض ہوئی، اسی دن میں صور پھونکا جائے گا، اسی دن بے ہوشی ہوگی، تم اس دم میں مجھ پر بہ کثرت درود پڑھو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ پر ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ ﷺ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا، فرمایا: "اللہ نے زمینوں پر حرام کیا ہے کہ وہ حضرات انبیائے کرام کے جسموں کو کھائے"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب:فضل یوم الجمعۃ، رقم:۱۰۴۷، ص ۲۰۰)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنی کتاب میں مجھ پر درود (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا جب تک وہ درود اس کتاب میں رہے گا، فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے"۔(کنز العمال، کتاب الاذکار، باب: الباب

السادس:فی الصلوۃ علیہ وعلی، رقم: ۲۲۴۰،ج۱،ص۲۵۴)

درود پڑھنے کے بارے میں فقہائے کرام کے احکام:

امام اعظم اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ پوری عمر میں صرف ایک بار نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا فرض ہے، ہر چند کہ آیت ﴿ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی...... الخ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر ......الخ (الاحزاب:۵۶)﴾، میں آپ پر صلوۃ وسلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن امر کسی کام کو بار بار کرنے کا تقاضا نہیں کرتا۔ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ تشہد اخیر میں پیارے مصطفیٰ پر درود بھیجنا واجب ہے۔ امام احمد کے دو اقوال ہیں، ایک قول امام اعظم اور دوسرا قول امام شافعی کے ساتھ ہے۔ امام طحاوی کہتے ہیں کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا جائے درود پڑھنا واجب ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک مجلس میں آپ ﷺ کا متعدد بار ذکر آیا ہے تو ایک بار درود بھیجنا واجب ہے اور ہر بار مستحب ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلوۃ، باب: صفۃ الصلوۃ، مطلب: فی التبلیغ خلف الامام، ج۲،ص۲۲۶)

کن کن مواقع پر درود پڑھا جائے:

جب کوئی مانع ہو تو ہر وقت صلوۃ وسلام پڑھنا مستحب ہے، اور فقہائے اسلام نے حسب ذیل مواقع بیان کئے ہیں: جمعہ کے دن اور جمعہ کی شب، اور ہفتہ اور اتوار اور جمعرات کے دن بھی کیونکہ ان تین دنوں کے متعلق احادیث میں وارد ہے، صفا ومروہ کے پاس، خطبہ جمعہ میں اور موذن کی اذان کے کلمات کے جواب دینے کے بعد، اور اقامت کے بعد، اور دعا کے اول، اوسط اور آخر میں، دعائے قنوت کے بعد، تلبیہ لبیک اللھم لبیک کے بعد، لوگوں کے ساتھ جمع ہونے، ان سے الگ ہونے کے وقت میں، وضو کے وقت میں، کان میں بھنبھناہٹ کے وقت میں، کسی چیز کے بھولنے کے وقت، ہر تصنیف، درس اور خطبہ کے وقت، منگنی، نکاح کے وقت، رسائل میں اور ہر اہم کام میں، نبی پاک ﷺ کا اسم مبارک ذکر کرتے وقت، آپ ﷺ کا اسم سنتے وقت اور آپ کا اسم لکھتے وقت اور اس کی تفصیل علامہ فاسی نے دلائل الخیرات میں لکھی کی شرح میں لکھی ہے۔ (المرجع السابق)

اغراض:

فتدخلوا: کی تقدیر کے ساتھ کلام غیر مناسب ہے، اس لئے کہ دخول کا تعلق اذن سے ہوا کرتا ہے، لہذا کھانے کے پکنے کا انتظار کرنا اس میں داخل نہیں ہے، پس مناسب یہ ہے کہ اس تقدیری جملے کے ساتھ کچھ حذف بھی مان لیا جائے اور یہ بھی کہ متذکرہ آیت پاک ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو بغیر اذن کے سید عالم ﷺ کے دولت خانے میں داخل ہو گئے تھے، اور کھانا پکنے کا انتظار کرتے رہے اور اللہ نے انہیں ان دونوں ہی کاموں سے منع فرما دیا، پس ثابت ہوا کہ اس آیت ﴿یایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت﴾ کا نزول متعدد وجوہات کی بناء پر ہوا ہے، جو کہ یہ ہیں: بعض لوگ سید عالم ﷺ کے دولت خانے میں بغیر اجازت کے داخل ہوئے اور کھانا پکنے کا انتظار کرنے لگے، بعض لوگ دعوت ملنے پر آئے تھے لیکن باتوں میں پڑے رہنے کی وجہ سے پیچھے رہ گئے، ازواج کی موجودگی میں اجنبیوں کا سید عالم ﷺ کے دولت سرائے اقدس پر کھانا، پس آیت حجاب نازل ہوئی اور ان تمام باتوں سے منع کر دیا گیا اور یہ آیت خاص سید عالم ﷺ کی ازواج کے لئے نازل ہوئی لیکن اس کا حکم عام ہے جیسا کہ سورۃ النور میں گزر چکا ہے۔

من الخواطر المریبۃ: شک وتہمت دور کرنے میں زیادہ معاون ہے، اس جملے میں یہ دلیل ہے کہ کسی کے لئے تنہائی میں بھی اپنے نفس پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے، مزید یہ کہ اس کے لئے غیر کے ساتھ تنہائی کرنا حلال بھی نہیں۔

فیجازیکم علیہ: جواب شرط ہے، اللہ کا فرمان: ﴿فان اللہ کان بکل شیء علیما﴾ جواب کے لئے تعلیل ہے اور یہ بمعنی

فرمانِ مقدس نشان: ﴿ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ﴾ کے ہے۔

ای المومنات: مضاف کیلئے تفسیر ہے، اوراس کا مفہوم کافرہ عورتیں ہیں کہ نہ تو کافرہ عورتوں کے لئے ازواج نبی ﷺ کی جانب توجہ کرنا جائز ہے اور نہ ہی ازواج نبی کے لئے ان کافرہ عورتوں کی جانب توجہ کرنا (مائل ہونا) جائز ہے بلکہ اس حکم میں تمام ہی امت مسلمہ کی خواتین داخل ہیں کہ وہ کافرہ عورتوں کے ساتھ کچھ التفات نہ کریں اور نہ ہی کچھ ان پر ظاہر کریں۔

لا یخفی علیہ شیء: یعنی فرمانبرداری ونافرمانی، ظاہری و پوشیدہ کسی بھی قسم کی مراد ہو سکتی ہے۔

ای قولوا اللھم صلی علی محمد وسلم: یعنی صلوۃ وسلام دونوں کو جمع کردو، اور درود پڑھنے کے صیغے متعدد ہیں جن کا احاطہ نہیں ہو سکتا، اور افضل آل واصحاب کے ساتھ ذکر کرنے کے ساتھ پڑھنا ہے اور جو ان میں سے کسی صیغے کے ساتھ بھی وابستگی کر لے اس کے لئے بڑا اجر ہے۔ وھم الکفار: مراد یہود ونصاریٰ ومشرکین ہیں۔

ابعدھم: یعنی اللہ ﷻ کی رحمت سے دور ہونا۔ (الصاوی، ج۵، ص۴۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۵

﴿یایھا النبی قل لازواجک وبنتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن﴾ جَمعُ جِلبابٍ وھِیَ المُلحَفَةُ الَّتِی تَشتَمِلُ بِھا المَرأَةُ ای یُرخِینَ بَعضَھا علی الوُجُوہِ اذا خَرَجنَ لِحَاجَتِھِنَّ اِلا عَینا وَّاحِدَةً ﴿ذلک ادنی﴾ اَقرَبُ اِلی ﴿ان یعرفن﴾ بِاَنَّھُنَّ حَرائِرُ ﴿فلا یؤذین ط﴾ بِالتَّعرُّضِ لَھُنَّ بِخِلافِ الاَمَاءِ فَلا یُغَطِّینَ وُجُوھَھُنَّ وکانَ المُنافِقُونَ یَتَعَرَّضُونَ لَھُنَّ ﴿وکان اللہ غفورا﴾ لِما سَلَفَ مِنھُنَّ مِن تَرکِ السَّترِ ﴿رحیما (۵۹)﴾ بِھِنَّ اِذا سَتَرھُنَّ ﴿لئن﴾ لام قَسمٍ ﴿لم ینتہ المنفقون﴾ عن نِفاقِھِم ﴿والذین فی قلوبھم مرض﴾ بِالزِّنا ﴿والمرجفون فی المدینة﴾ المُؤمِنِینَ بِقَولِھِم قَد اَتاکُم العَدُوُّ وَسَرایا ﴿لنغرینک بھم﴾ لَنُسَلِّطَنَّکَ عَلَیھِم ﴿ثم لایجاورونک﴾ یُساکِنُونَکَ ﴿فیھا الا قلیلا (۶۰)﴾ ثُمَّ یُخرَجُونَ ﴿ملعونین ج﴾ مُبعَدِینَ عَنِ الرَّحمَةِ ﴿اینما ثقفوا﴾ وُجِدُوا ﴿اخذوا وقتلوا تقتیلا (۶۱)﴾ ای الحُکمُ فِیھِم ھذا علی جِھَةِ الاَمرِ بِہ ﴿سنة اللہ﴾ ای سَنَّ اللہُ ذلک ﴿فی الذین خلوا من قبل ج﴾ مِنَ الاُمَمِ المَاضِیَةِ فی مُنافِقِیھِم المُرجِفِینَ المُؤمِنِینَ ﴿ولن تجد لسنة اللہ تبدیلا (۶۲)﴾ منہ ﴿یسئلک الناس﴾ ای اَھلُ مَکَّةَ ﴿عن الساعة﴾ مَتی تَکُونُ ﴿قل انما علمھا عند اللہ ط وما یدریک﴾ یُعلِمُکَ بِھا ای اَنتَ لا تَعلَمُھا ﴿لعل الساعة تکون﴾ تُوجَدُ ﴿قریبا (۶۳) ان اللہ لعن الکفرین﴾ اَبعَدَھُم ﴿واعد لھم سعیرا (۶۴)﴾ نارا شَدِیدَةً یَدخُلُونَھا ﴿خلدین﴾ مُقَدَّرا خُلُودُھُم ﴿فیھا ابدا ج لا یجدون ولیا﴾ یَحفَظُھُم عنھا ﴿ولا نصیرا (۶۵)﴾ یَدفَعُھا عَنھُم ﴿یوم تقلب وجوھھم فی النار یقولون﴾ یا لِلتَّنبِیہِ ﴿یلیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا (۶۶) وقالوا﴾ ای الاَتباعُ مِنھُم ﴿ربنا انا اطعنا سادتنا﴾ وَفی قِراءَةٍ سادَاتِنا جَمعُ الجَمعِ ﴿وکبراءنا فاضلونا السبیلا (۶۷)﴾ طَرِیقَ الھُدی ﴿ربنا اتھم ضعفین من العذاب﴾ ای مِثلَی عَذابِنا ﴿والعنھم﴾ عَذِّبھُم ﴿لعنا کبیرا (۶۸)﴾ عَدَدُہُ وَفی قِراءَةٍ بِالمُوَحَّدَةِ ای عَظِیما۔

﴿ترجمہ﴾

اے نبی! اپنی بی بیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمان کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے موںھ پر ڈالے رہیں......(یعنی سوائے ایک آنکھ کے اپنے بقیہ چہرے پر پردہ ڈال رکھیں، جبکہ کسی حاجت سے وہ گھر سے باہر نکلیں، "جلابیب" جلباب کی جمع ہے بمعنی چادر جس کے ذریعے عورت پردہ کیا کرتی ہے) یہ اس سے نزدیک تر ہے (ادنی بمعنی اقرب ہے) کہ پہچانی جائیں (کہ وہ آزاد عورتیں ہیں) تو ستائی نہ جائیں (ان کی ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کی جاسکیں بخلاف لونڈیوں کے وہ اپنے چہروں کو نہیں چھپایا کرتی تھیں، منافقین ان لونڈیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کیا کرتے تھے) اور اللہ بخشنے والا ہے (پہلے جو بے پردگی کا معاملہ ان سے صادر ہو چکا ہے، اسے) رحم فرمانے والا ہے (ان پر کہ اس نے انہیں پردہ عطا کردیا) اگر (لـــئــــن میں لام قسمیہ ہے) باز نہ آئے منافق (اپنے نفاق سے) اور جن کے دلوں میں روگ ہے (یعنی مرض زنا ہے) اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے مومنین کے سامنے یہ کہ دشمن نے تم پر حملہ کردیا ہے اور تمہارے لشکر کو شہید کردیا گیا ہے یا تمہارے لشکر جنگ میں ہزیمت کا شکار ہوگئے ہیں) تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہ دیں گے (لنغرینک بھم بمعنی لنسلطنک علیھم ہے) پھر وہ تمہارے پاس نہ رہیں گے (لایجاورونک بمعنی یسـاکـنـونـک ہے) مگر تھوڑے دن (پھر ان لوگوں کو نکال دیا جائیگا) دھتکارے ہوئے (اللہ کی رحمت سے دور) جہاں کہیں ملیں (ثـقـفـوا بمعنی وجدوا ہے) پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں (ان کے بارے میں یہ حکم بطور امر ہے یعنی جملہ خبر بمعنی امر ہے) اللہ کا دستور چلا رہا ہے (سنة الله سے قبل فعل فاعل "سن الله" محذوف ہے) ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے (گزشتہ امتوں میں سے وہ منافقین جو جھوٹ اڑایا کرتے تھے) اور تم اللہ کا دستور ہرگز بدلتا نہ پاؤ گے ("مـــنـــه" تـبـديـلا کے بعد محذوف ہے) لوگ (یعنی کفار مکہ) تم سے قیامت کا پوچھتے ہیں تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور تم کہاں جانو (یعنی تم قیامت کا علم نہیں رکھتے ہو) شائد قیامت پاس ہی ہو (تـکـون فعل تام بمعنی تـوجـد ہے) بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی (انہیں اپنی رحمت سے دور فرمادیا) اور ان کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے (جس میں وہ لوگ داخل ہونگے، سـعـیـر کے معنی بھڑکتی آگ ہے) اس میں ہمیشہ رہیں گے (ان کے لیے اس میں ہمیشہ رہنا مقدر ہے) اور اس میں کوئی حمایتی نہ پائیں گے (جو اس آگ سے ان کی حفاظت کر سکے) اور نہ مددگار (جو ان سے اس آگ کو دور کر سکے) جس دن ان کے موںھ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے اور کہتے ہوں گے ہائے کسی طرح (یـلـیـتـنـا میں یا تنبیہ کے لیے ہے) ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا اور کہیں گے (کفار میں سے جو پیرو کار تھے) اے ہمارے رب ہم اپنے سرداروں (سـادتـنـا کو ایک قرائت میں سـاداتـنـا بطور جمع الـجـمـع پڑھا گیا ہے) اور اپنے بڑوں کے کہنے پر چلے تو انہوں نے ہمیں راہ (یعنی ہدایت کے راستے) سے بہکا دیا اے ہمارے رب انہیں آگ کا دونا عذاب دے (یعنی ہمارے عذاب کا دگنا عذاب دے) اور ان پر بڑی لعنت کر (انہیں عذاب دے جس کی تعداد بہت زیادہ ہو اور ایک قرائت میں لعنا کبیرا کی جگہ لفظ کبیرا آیا ہے اس قرائت کے مطابق کبیرا بمعنی عظیما ہوگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا النبی قل لا زواجک وبنتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلا بیبھن﴾.

یـــایـھـــا الـنـبـی: نداء، قل: فعل امر با فاعل، لازواجک وبـنـتـک ونـسـاء الـمـومـنـیـن: متعلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، یـدنـیـن: بمعنی، لیـدنـیـن: فعل امر غائب با فاعل، عـلیـھـن: ظرف لغو اول، مـن جـلا بـیـبـھـن: ظرف لغو، ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مقصود بالنداء، ملک جملہ ندائیہ۔

﴿ذلک ادنی ان یعرفن فلا یوذین و کان اللہ غفورا رحیما○﴾.
ذلک: مبتدا، ادنی: اسم تفضیل بافاعل، ان: مصدریہ، یعرفن: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، لایوذین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر بتقدیر "الی" جارمجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، کان اللہ: فعل ناقص واسم، غفورا رحیما: خبران، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لئن لم ینتہ المنفقون والذین فی قلوبھم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بھم ثم لایجاورونک فیھا الا قلیلا ○ ملعونین﴾.
لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، لم ینتہ: فعل، المنفقون: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذین فی قلوبھم مرض: موصول صلہ، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، المرجفون فی المدینۃ: شبہ جملہ معطوف ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، نغرینک بھم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لایجاورنک: فعل نفی واؤ ضمیر ذوالحال، ملعونین: حال، ملکر فاعل، ک: ضمیر مفعول، الا: اداۃ حصر، قلیلا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب قسم، قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "واللہ" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا○﴾.
اینما: اسم شرط ظرف مقدم، ثقفوا: فعل بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، اخذوا: فعل بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قتلوا التقتیلا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا○﴾.
سنۃ اللہ: ذوالحال، فی: جار، الذین: موصول، خلوا من قبل: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فعل محذوف "سن اللہ" کیلئے مفعول مطلق "ای سن اللہ فی الذین ینافقون ان یقتلون حیثما ثقفوا" ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لن تجد: فعل نفی بافاعل، لسنۃ اللہ تبدیلا: شبہ جملہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یسئلک الناس عن الساعۃ قل انما علمھا عند اللہ﴾.
یسئلک الناس: فعل ومفعول وفاعل، عن الساعۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، قل: قول، انما: حرف مشبہ وماکافہ، علمھا: مبتدا، عند اللہ: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما یدریک لعل الساعۃ تکون قریبا○﴾.
و: عاطفہ، ما: استفہامیہ للانکار مبتدا، یدریک: فعل بافاعل ومفعول، لعل الساعۃ: حرف مشبہ واسم، تکون قریبا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان اللہ لعن الکفرین واعدلھم سعیرا ○ خلدین فیھا ابدا لایجدون ولیا ولا نصیرا○﴾.
ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لعن: فعل بافاعل، الکفرین: ذوالحال، خلدین فیھا ابدا: شبہ جملہ حال اول، لایجدون: فعل نفی بافاعل، ولیا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، نصیرا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اعدلھم سعیرا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم تقلب وجوھھم فی النار یقولون یلیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا○﴾.

یوم: مضاف، تقلب: فعل مجہول، وجوہ: مضاف، ھم: ضمیر ذوالحال، یقولون: قول، یلیتنا: حرف نداء للتنبیہ حرف مشبہ واسم، اطعنا اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اطعنا الرسولا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر نائب الفاعل، فی النار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراء نا فاضلونا السبیلا۝﴾.

و: مستانفہ، قالوا: قول، ربنا: نداء، انا: حرف مشبہ واسم، اطعنا: فعل با فاعل، سادتنا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، کبراء نا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اضلونا السبیلا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرا۝﴾.

ربنا: نداء، اٰتھم: فعل امر با فاعل ومفعول، ضعفین: موصوف، من العذاب: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، العنھم: فعل امر با فاعل ومفعول، لعنا کبیرا: مفعول، ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

عند الشرع چھرے کے پردے کے احکام:

۱......جلباب اُس بڑی چادر کو کہتے ہیں جس سے تمام جسم کو ڈھانپ لیا جائے۔ (المفردات، ص۱۰۲)

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

جلباب وہ چادر ہے جس کو عورت کمبل کی طرح اوپر سے اوڑھی جاتی ہے، ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ازہری نے یہ بیان کیا ہے کہ ابن الاعرابی نے جو یہ کہا کہ جلباب سے مراد ازار (تہبند) ہے۔ اس سے مراد وہ چادر نہیں ہے جو کمر پر باندھی جاتی ہے بلکہ اس سے مراد وہ چادر ہے جس سے تمام جسم کو ڈھانپ لیا جاتا ہے۔ (لسان العرب، ج۲، ص۳۱۷)

☆......امام ابن جریر، حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کی بناء پر اپنے گھروں سے نکلیں تو اپنی چادروں سے سر کو اور چہرے کو اس طرح ڈھانپ لیں کہ فقط ایک آنکھ کھلی رہے۔ (جامع البیان، الجزء:۲۲، ص ۵۵)

چونکہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں چہرہ کھول کر باہر نکلتی تھیں اور فاسق وفاجر لوگ ان کے پیچھے دوڑتے تھے، لہذا اللہ نے انہیں ایسا ہی حکم دیا اور اللہ نے اس موقع پر وہی کلام فرمایا جو انسانی عقل کے مطابق ہو چنانچہ فرمایا ﴿ذلک ادنی ان یعرفن فلا یؤذین یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں (الاحزاب:۵۹)﴾۔ کیونکہ انسان کی شناخت عموماً چہرے سے ہی ہوا کرتی ہے۔ (ہم نے ماقبل رکوع نمبر۴، حاشیہ نمبر۲ کے تحت بیان کردیا کہ ضرورت کے تحت ازواج مطہرات کا گھروں سے باہر نکلنا ثابت ہے)۔ تاہم مفسرین نے ﴿وکان اللہ غفورا﴾ سے لما سلف مراد لیا ہے۔ اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ نزول آیت سے پہلے پردے کے معاملات میں جو کمی رہ گئی وہ معاف ہے کیونکہ جب تک کسی چیز کا حکم نازل نہ ہو سابقہ دور میں ہونے والی کمی کو ذنب (گناہ) نہیں کہا جاتا بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ ﷻ جو چاہے احکامات نازل کرے اور سابقہ ادوار میں ہونے والی کوتاہیوں کو معاف فرمانے والا ہے چہ جائے کہ وہ کوتاہیاں کسی بھی امر سے متعلق ہوں۔ (حاشیۃ الشھاب، المعروف عنایۃ القاضی، ج۷، ص۵۱۲)

نوٹ: ہم نے سورۃ النور کے تحت، عطائین، ج۳، میں یہ عنوانات قائم کیے ہیں، چونکہ یہاں ہم ان عنوانات پر دوبارہ کلام کرنا نہیں

چاہیے اس لئے قارئین کی سہولت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تمام عنوانات جو سورۃ النور میں قائم کئے ہیں ان کے نام وصفحہ نمبر درج کردیتے ہیں۔(۱)...... پردے کے احکام، صفحہ نمبر ۷۸۱،(۲)...... چہرے اور ہتھیلیوں کے پردے سے متعلق صفحہ نمبر ۷۹۷،(۳)...... مَردوں کے پردے سے متعلق صفحہ نمبر ۷۹۶،(۴)...... غلام باندی کے پردے کے احکامات، صفحہ نمبر ۷۹۸،(۵)...... بوڑھی عورتوں کے پردے سے متعلق صفحہ نمبر ۸۲۵۔

اغراض:

التی تشتمل بها: یعنی عورت ڈوپٹے وچادر وغیرہ کے ذریعے اپنا پردہ اختیار کرے۔

فلا یغطین وجوههن: یعنی اپنا چہرہ نہ چھپائیں، اور یہ حکم سابق میں تھا جب کہ آج کے دور میں آزاد اور باندی پر فتنہ کے خوف کے باعث چہرے کا پردہ لازم ہے۔

لما سلف منهن من ترک الستر: وارد ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک باندی کو پردہ اٹھائے بلند آواز سے کلام کرتے ہوئے دیکھا تو اپنے درے سے اسے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: کیا تو آزاد عورتوں یا بیوقوف گھٹیا باندی کی طرح ہے، اپنا پردہ کرلے"۔

لنسلطنک علیهم: یعنی تم انہیں اپنی مجلس سے نکال دو گے اور انہیں قتل کردو گے، اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے ساتھ ایسا ہی فرمایا، پس جب آیت برائت نازل ہوئی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو جمع کیا اور منبر پر جلوہ فرما ہو کر فرمایا: "اے فلاں بن فلاں نکل جا کہ تو منافق ہے، اور اے فلاں اٹھ جا، پس مسلمان صحابہ اٹھے اور انہیں مسجد سے باہر نکال پھینکا"۔

ای الحکم فیهم هذا: یعنی انہیں پکڑنا اور قتل کرنا مراد ہے۔ **علی جهة الامر به:** یعنی آیت خبر بمعنی امر ہے۔

ای سن الله ذلک: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿سنة﴾ مصدر مؤکد ہے اور اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہے یعنی آپ اپنی قوم میں منافقین کے ہونے پر ملال نہ فرمائیں کیونکہ ایسا سابق اقوام میں بھی ہوتا رہا ہے جیسا کہ قوم موسیٰ میں سامری اور اس کے پیروکار بھی اسی صفت سے متصف تھے اور قارون اور اس کے پیروکار بھی اسی زمرے میں داخل تھے۔

اهل مکة: یعنی یہود مراد ہیں۔ **ابعدهم:** یعنی اللہ کی رحمت سے دور ہونا مراد ہے۔ **مقدرا خلودهم:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿خالدین﴾ حال مقدرہ ہے۔ **جمع الجمع: ساداتنا سیدیا سائد** کی جمع الجمع ہے جب کہ اس کی جمع **سادة** ہے۔

ای مثلی عذابنا: یعنی خود بھی گمراہ ہوئے اور دیگر لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ (الصاوی، ج۵، ص ۵۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

﴿یایها الذین امنوا لا تکونوا﴾ مَعَ نَبِیِّکُمْ ﴿کالذین اذوا موسی﴾ بِقَوْلِهِم مَثَلًا مَا یَمْنَعُهُ اَنْ یَغْتَسِلَ مَعَنَا اِلَّا اَنَّهُ آدَرُ ﴿فبراه الله مما قالوا ط﴾ بِاَنْ وَضَعَ ثَوْبَهُ عَلٰی حَجَرٍ لِیَغْتَسِلَ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِهٖ حَتّٰی وَقَفَ بَیْنَ مَلَاءٍ مِنْ بَنِی اِسْرَائِیلَ فَاَدْرَکَهُ مُوسٰی فَاَخَذَ ثَوْبَهُ وَاسْتَتَرَ بِهٖ فَرَاَوْهُ لَا اُدْرَةَ بِهٖ وَهِیَ نَفْخَةٌ فِی الْخُصْیَةِ ﴿وکان عند الله وجیها (۶۹)﴾ ذَا جَاهٍ وَمِمَّا اُوذِیَ بِهٖ نَبِیُّنَا صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهُ قَسَمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ هٰذِهٖ قِسْمَةٌ مَا اُرِیدُ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَغَضِبَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ ذٰلِکَ وَقَالَ یَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسٰی لَقَدْ اُوذِیَ بِاَکْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ﴿یایها الذین امنوا اتقوا الله و قولوا قولا سدیدا (۷۰)﴾ صَوَابًا ﴿یصلح لکم اعمالکم﴾ یَتَقَبَّلُهَا ﴿ویغفر لکم ذنوبکم ط ومن یطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظیما (۷۱)﴾ نَالَ غَایَةَ مَطْلُوبِهٖ ﴿انا

عرضنا الامانۃ﴾الصَّلواتِ وَغَیرِھا مِمَّا فی فِعْلِھا مِنَ الثَّوابِ وَتَرْکِھا مِنَ العِقَابِ﴿علی السموت والارض والجبال﴾بِاَنْ خَلَقَ فِیھا فَھمًا وَنُطْقًا﴿فابین ان یحملنا واشفقن﴾خِفنَ﴿منھا وحملھا الانسان﴾آدَمُ بَعدَ عَرضِھا عَلیہِ﴿انہ کان ظلوما﴾لِنَفسِہٖ بِما حَمَلَہٗ﴿جھولا (۷۲)﴾بِہٖ﴿لیعذب اللہ﴾اللّامُ مُتَعلِّقَۃٌ بِعَرَضْنا المُتَرَتَّبُ علیہِ حَملُ آدمَ﴿المنفقین والمنفقت والمشرکین والمشرکت﴾الْاَمَانَۃَ﴿ویتوب اللہ علی المؤمنین والمؤمنت﴾المُؤدِّینَ الْاَمَانَۃَ﴿وکان اللہ غفورا﴾لِلْمُؤمِنِینَ﴿رحیما (۷۳)﴾بِھِم۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والوں! (اپنے نبی ﷺ کے حقوق کے معاملے میں) ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا (جیسے یہ کہہ کران کو ہمارے ساتھ غسل کرنے سے باز اسی چیز نے رکھا ہے کہ "معاذ اللہ" یہ......۔۔۔۔۔۔۔ا......) تو اللہ نے اسے بری فرمادیا اس بات سے جو انہوں نے کہی (یوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غسل کرنے کے لیے اپنا لباس مبارک ایک پتھر پر رکھ دیا وہ پتھر آپ علیہ السلام کے لباس مبارک کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا حتی کہ وہ پتھر بنی اسرائیل کے ایک مجمع کے سامنے رُک گیا، موسیٰ علیہ السلام اس پتھر تک پہنچ گئے اپنے کپڑے لے کر آپ علیہ السلام نے اس کے ذریعے ستر فرمالیا، ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کو برہنہ دیکھ لیا کہ آپ علیہ السلام خصیہ کی بیماری میں مبتلا نہیں، ادرہ ایک بیماری ہے جس میں خصیوں میں ہوا بھر جاتی ہے) اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والا ہے (وجیھا بمعنی ذاجاہ ہے، اور جن امور کے ذریعے ہمارے نبی ﷺ کو ایذاء دی گئی من جملہ ان میں یہ واقعہ ہے حضور ﷺ نے مال غنیمت تقسیم فرمایا ایک شخص نے کہا اس تقسیم سے رضا الٰہی کا ارادہ نہیں کیا گیا، اس کی بات سے حضور ﷺ جلال میں آگئے اور ارشاد فرمایا: "اللہ میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے انہیں اس سے زیادہ ایذا دی گئی پھر بھی آپ علیہ السلام نے صبر سے کام لیا" اس حدیث پاک کو بخاری نے روایت کیا......۲......) اے ایمان والوں! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو (سدیدا بمعنی صوابا ہے) تمہارے لیے تمہارے اعمال سنوار دے گا (یعنی تمہارے اعمال کو وہ قبول فرمائیگا) اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی (یعنی اس نے اپنے انتہائی مطلوب کو پالیا) بیشک ہم نے امانت......۳......(یعنی نماز وغیرہ تکالیف شرعیہ......۴......جن کے کرنے میں ثواب اور نہ کرنے ہمیں عقاب ہے) پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر (یوں کہ ان اشیاء میں فہم اور قوت گویائی کو پیدا فرمادیا) تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے (اشفقن بمعنی خفن ہے) اور انسان نے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے اس امانت کی پیشگی کے بعد اسے) اٹھا لیا بیشک (وہ اپنی جان کو) مشقت میں ڈالنے والا ہے (اس امانت کو اٹھا کر) بڑا نادان ہے......۵......(اس امانت سے جسے اٹھایا ہے) تا کہ اللہ عذاب دے (لیعذب کا لام یہ عرضنا فعل سے متعلق ہے جس پر حضرت آدم علیہ السلام کا امانت کو اٹھانا مرتب ہوا ہے) منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مرد اور مشرک عورتوں کو (جو کہ امانت کو ضائع کرنے والے ہیں) اور اللہ توبہ قبول فرمائے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی (جس نے اس امانت کو ادا کیا) اور اللہ بخشنے والا ہے (امانت کی ادائیگی کرنیوالوں کو) اور مہربانی کرنے والا ہے (ان پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا لا تکونوا کالذین اذوا موسی فبراہ اللہ مما قالوا﴾.

یایھا الذین امنوا: نداء، لا تکونوا: فعل ناقص نہی با اسم، کاف: جار، الذین: موصول، اذوا موسی: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر

مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ ،ف:عاطفہ،برا ہ اللہ:فعل ومفعول وفاعل،ممـا قالوا:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکان عنداللہ وجیھا ٥ یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا ٥﴾.

و:عاطفہ،کان:فعل ناقص و"ھم"ضمیر مستتر اسم،عنداللہ وجیھا:شبہ جملہ خبر ملکر جملہ فعلیہ،یایھا الذین امنوا:نداء،اتقوا اللہ:فعل امر بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،قولوا:فعل امر بافاعل،قولا سدیدا:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿یصلح لکم اعمالکم ویغفرلکم ذنوبکم﴾.

یصلح لکم:فعل بافاعل وظرف لغو،اعمالکم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،یغفرلکم ذنوبکم:فعل بافاعل،وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب امر واقع ہے۔

﴿ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فازفوزا عظیما ٥﴾.

و:مستانفہ،من:شرطیہ مبتدا،یطع:فعل بافاعل،اللہ:معطوف علیہ،و:عاطفہ،رسولہ:معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف:جزائیہ،قد:تحقیقیہ،فازفوزاعظیما:جملہ فعلیہ جزاء،ملکر جملہ شرطیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿انا عرضنا الامانۃ علی السموت والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا﴾.

انا:حرف مشبہ واسم،عرضنا الامانۃ:فعل بافاعل ومفعول،علی:جار،السموت:معطوف علیہ،والارض:معطوف اول،والجبال:معطوف ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف:عاطفہ،ابین ان یحملنا:جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،اشفقن منھا:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا﴾.

و:عاطفہ،حملھا الانسان:فعل ومفعول وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ،انہ:حرف مشبہ واسم،کان ظلوما جھولا:جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لیعذب اللہ المنفقین والمنفقت والمشرکین والمشرکت ویتوب اللہ علی المومنین والمومنت﴾.

لام:جار،یعذب اللہ:فعل وفاعل،المنفقین:معطوف علیہ،و:عاطفہ،المنفقت:...... الی والمشرکت:معطوفات،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،یتوب اللہ:فعل بافاعل،علی المومنین والمومنت:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ماقبل فعل "عرضنا حملھا" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکان اللہ غفورا رحیما ٥﴾.

و:عاطفہ،کان اللہ:فعل ناقص واسم،غفورا رحیما:خبران،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت موسی علیہ السلام کی پاکدامنی پر الزام لگانا:

۱:.....حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنی اسرائیل برہنہ ہوکر ایک دوسرے کے سامنے نہاتے تھے،حضرت موسی علیہ السلام تنہا نہاتے تھے،بعض لوگ کہتے کہ حضرت موسی علیہ السلام ہمارے ساتھ نہیں نہاتے ہوسکتا ہے کہ انہیں کوئی مرض (برص،خصیین کی کوئی بیماری) ہو،ایک دن حضرت موسی علیہ السلام نہانے کے لئے تنہائی اختیار فرماتے ہیں اور اپنے کپڑے کسی پتھر پر

رکھ دیتے ہیں، پتھر وہ کپڑے لے کر دوڑتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے میرے کپڑے، میرے کپڑے، میرے کپڑے کہتے ہوئے دوڑتے جاتے ہیں یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے پاس سے گزرتے ہیں، بنی اسرائیل کی نظر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک پر پڑتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ان کے جسم پر تو کوئی بیماری نہیں ہے، پس حجر رکتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کپڑے زیب تن فرمائے اور پھر اپنے عصاء سے پتھر کو مارنا شروع کر دیا، قسم بخدا! آپ علیہ السلام کے مارنے کے سبب پتھر پر تین، چار یا پانچ ضربوں کے نشان باقی رہے"۔

(صحيح البخاري، كتاب الغسل، باب: من اغتسل عريانا وحده، رقم: ۲۷۸، ۳۴۰۴، ص ۴۹)

اللہ عزوجل نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عظیم شخصیت کے مالک تھے، روایت کی جاتی ہے کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کسی چیز کا سوال کرتے اللہ انہیں عطا فرما دیتا"۔ "وجیھا" کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ نے ان سے کلام فرمایا۔ (القرطبي، الجزء: ۲۲، ص ۲۲۵)

صاحب عدل پر تقسیم غنیمت میں الزام لگانا:

۲......اللہ عزوجل نے آیت کے آغاز ہی میں فرمادیا کہ اے لوگوں ان کی مانند نہ ہونا جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عیب لگائے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم فرمایا تو ایک آدمی نے کہا کہ یہ تقسیم ایسی نہیں جس سے اللہ کی رضا کا ارادہ کیا گیا ہو، پس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے مطلع کر دیا، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے غضبناک ہوئے کہ میں نے چہرہ اقدس پر غضب کے آثار دیکھ لئے، پھر آپ نے فرمایا: "اللہ عزوجل موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے انہیں اس سے کہیں زیادہ ستایا گیا لیکن انہوں نے صبر کیا"۔ (صحيح البخاري، باب الخمس ۱۹، احاديث الانبياء، باب ۲۷، المغازي، باب: ۵۶، الادب، باب: ۵۳، ۷۱، الاستيذان، باب: ۷۱، ۵۳)

آیت متذکرہ میں امانت سے کیا مراد ہے؟

۳......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ امانت سے مراد طاعت وفرائض ہیں، جو اللہ عزوجل نے اپنے بندوں پر فرض کئے ہیں۔ اللہ عزوجل نے وہی فرائض واقعتاً آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر خطاب لفظی کے ساتھ پیش فرمائے کہ اگر تم انہیں ادا کرو گے تو اللہ ثواب عطا فرمائے گا اور اگر انہیں ضائع کرو گے تو عذاب ہوگا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امانت سے مراد نماز اور زکوۃ ادا کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا، بیت اللہ شریف کا حج کرنا، بات کرتے وقت سچ بولنا، ناپ تول میں انصاف کرنا، اور اپنی امانتوں کی حفاظت کرنا ہے۔ مجاہد کا قول ہے کہ امانت سے مراد فرائض کی ادائیگی اور دین کی حفاظت ہے۔ ابو العالیہ نے کہا کہ امانت سے مراد امر ونواہی ہیں۔ زید بن اسلم نے کہا کہ امانت سے مراد روزہ، غسل جنابت، اور شریعت کے مخفی امور ہیں اور ان سے مراد وہ امور ہیں جن میں کوئی ریاکاری کا دخل نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ نے انسانی اعضاء میں سب سے پہلے شرمگاہ بنائی اور فرمایا یہ امانت ہے، میں اسے بطور ودیعت تیرے حوالے کرتا ہوں۔ پس شرمگاہ امانت ہے، کان امانت ہیں، آنکھ امانت ہے، پاؤں امانت ہیں اور جو امانت کی حفاظت نہ کرے اس کا ایمان نہیں۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ امانت سے مراد لوگوں کی امانتیں ہیں اور وعدہ کو پورا کرنا ہے۔ لہٰذا مومن پر لازم ہے کہ وہ دوسرے مومن اور ایسے آدمی سے دھوکہ نہ کرے جس سے اس نے کوئی معاہدہ کر رکھا ہو، چاہے وہ قلیل چیز کے بارے میں ہو یا کثیر کے بارے میں، یہی قول ضحاک نے ابن عباس سے نقل کیا ہے۔

مذکورہ تمام اقوال کا نتیجہ یہی ہے کہ امانت سے مراد احکام شرعیہ ہیں، جن کا انسان پابند ہوتا ہے، چاہے وہ اوامر ہوں یا نواہی، اور آسمان وزمین سے مراد واقعتاً آسمان وزمین ہیں۔ علامہ بغوی کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے آسمانوں اور زمین سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس امانت کو اس کے جمیع لوازمات سمیت اٹھا سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کی اس کے لوازمات کیا ہیں؟ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اگر تم اطاعت

وفرمانبرداری کرتے ہوئے نیکی کروگے تو تمہیں اس پر جزا دی جائے گی اور اگر نافرمانی کروگے تو تمہیں اس کی سزادی جائے گی ،انہوں نے عرض کی ہم ایسا نہیں کر سکتے اے پروردگار۔ہم تو فقط تیرے حکم کے تابع ہیں، نہ ہم اجروثواب کے خواہشمند ہیں اور نہ سزا برداشت کر سکتے ہیں۔آسمان وزمین نے یہ قول نافرمانی کرتے ہوئے نہیں بلکہ اللہ ﷻ کے خوف کی وجہ سے کہا تھا اور دین اسلام کی تعظیم کی خاطر کہ وہ اس کی تکریم نہ کر سکیں گے اور یہ بھی کہ اللہ نے انہیں اختیار دیا چاہیں تو قبول کریں اور چاہیں تو قبول نہ کریں۔

(المظہری، ج۵،ص۵۶۰)

اصول فقہ کی رو سے مکلف ہونے یا نہ ہونے کا بیان :

۴۔۔۔ ماقبل ہم نے ثابت کیا ہے کہ امانت سے مراد فرائض ودیگر احکامات شرعیہ ہیں، تاہم یہاں ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ بندوں پر اللہ کی جانب سے جو احکامات نافذ ہوتے ہیں جنہیں حقوق اللہ بھی کہا جاتا ہے، ان کا اجمالی خاکہ قدرے وضاحت کے ساتھ پیش کر دیا جائے تاکہ موضوع میں تشنگی نہ رہے اور مکمل بحث سمجھ میں آجائے۔حقوق اللہ کی آٹھ قسمیں ہیں جو کہ ہم ترتیب وار تعریفات وامثلہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔(۱) عبادات خالصہ: جیسے ایمان اور اس کی فروعات مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ، حج، جہاد، اور ایمان کی یہ تمام فروعات ایمان لانے کے بعد ہی درست قرار پائیں گی ایمان لانے سے پہلے ان کا درست ہونا نہیں پایا جاسکتا۔(۲) عقوبات کاملۃ: جیسے حدود مثلاً حد زنا، حد شرب خمر، حد قذف اور حد سرقہ۔(۳) عقوبات قاصرۃ: جیسے میراث سے محروم ہو جانا مثلاً قاتل مقتول کے مال کا وارث نہیں بن سکتا حالانکہ مقتول کو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ اس کے مال کا وارث اس کا قاتل ہوا یا کوئی اور، اس لیے اسے عقوبات قاصرہ میں شمار کیا جاتا ہے۔(۴) حقوق دائرۃ بین الامرین: جو عبادات اور عقوبت کے درمیان دائر ہوں جیسے کفارات کہ یہ عبادت میں فعل حرام صادر ہونے پر واجب ہوتے ہیں۔(۵) عبادۃ فیھا معنی المؤنۃ: ایسی عبادت جس میں مؤنت کا معنی پایا جائے یہی وجہ ہے کہ عبادت کی بجا آوری کے لیے کمال اہلیت کا پایا جانا ضروری نہیں جیسا کہ صدقہ فطر۔(۶) مؤنۃ فیھا معنی القربۃ: ایسی مؤنت جس میں عبادت کا معنی پایا جائے، فی نفسہ یہ مؤنت زمین میں پائی جاتی ہے جس میں زراعت کی جاتی ہے اور اگر زراعت کے لیے منع کر دیا جائے تو زمین کو خالص سلطان کے لیے مختص کر دیا جائے گا اس لیے کہ یہاں اصل کے اعتبار سے مؤنت ہے مراد زمین ہے اور وصف کے اعتبار سے نمو ہے مراد عبادت ہے۔(۷) مؤنۃ فیھا معنی العقوبۃ: ایسی مؤنت جس میں عقوبت پائی جائے یہاں اصل کے اعتبار سے مؤنت ہے مراد زمین ہے اور وصف کے اعتبار سے عقوبت ہے مراد خراج ہے۔(۸) حق قائم بنفسہ: ایسا حق جو بذات خود قائم ہو یعنی ایسا حق جو اپنی ذات سے قائم ہو کسی اور بندے کے ذمہ اس کا کوئی تعلق نہ ہو کہ بندے پر اس کا ادا کرنا واجب قرار دیا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُس حق کو اپنے لیے باقی رکھا ہو اور دنیا میں خلیفہ یعنی حاکم وقت کو اسے حاصل کرنے اور تقسیم کرنے کا ذمہ دار کر دیا ہو مثلاً غنیموں اور معدنیات کا خمس

(حسامی مع النامی، بحث حقوق اللہ ،ص ۲۴۵)

انسان کے امانت اٹھانے کا بیان:

۵۔۔۔۔امانت اتنی عظیم الشان ہیں کہ اگر ان بڑے بڑے عظیم اجسام کو بھی باشعور اور ذی عقل فرض کر لیا جائے تو اسے اٹھانے کی طاقت نہیں رہتی بلکہ انسان نے اپنے نحیف و کمزور جسم کے باوجود اسے اٹھایا ہے۔پس جو امانت کے حقوق ادا کرے گا وہ دونوں جہاں کی بھلائیاں اور منافع حاصل کرلے گا۔اس وضاحت کے بعد آپ کے نزدیک ظلوما کا مفہوم یہ ہے کہ انسان نے امانت ادا کرنے کا وعدہ پورا نہیں کیا اور اس کے حقوق کو ادا نہیں کیا (اس اعتبار سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے) اور جھول اس اعتبار سے ہے کہ یہ امانت ادا نہ کرنے کے انجام کی حقیقت و کنہ سے ناواقف ہے لہٰذا یہ دونوں جنس انسان کے وصف ہیں لیکن اس اعتبار سے اعم

واکثر افراد کا ہے (تمام افراد کا نہیں ہے کیونکہ بعض افراد مثلاً حضرات انبیائے کرام اور متقی مومنین نے تو امانت کا وعدہ وفا کر دیا ہے)۔

(المظہری، ج۵، ص٥٦٧)

اغراض:

ما یـمـنـعـه ان یغتسل معنا: روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل برہنہ نہایا کرتے تھے اور ایک دوسرے کے ستر دیکھا کرتے تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا نہایا کرتے تھے تو انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ خدا کی قسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوئی مرض ضرور ہے جس کی وجہ سے تو ہمارے ساتھ نہیں نہاتے، پس ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غسل کے لئے تنہائی اختیار فرمائی اور اپنی شان کے لائق کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے۔ پتھر آپ علیہ السلام کے کپڑے لے کر بھاگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے پیچھے دوڑے اور یہ کہتے جا رہے تھے کہ میرے کپڑے اور پتھر، میرے کپڑے اور پتھر یہاں تک کہ بنی اسرائیل کی جانب سے گزرے اور انہوں نے کہا: خدا کی قسم! موسیٰ علیہ السلام میں کوئی عیب نہیں ہے، پس پتھر رک گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے زیب تن فرما لئے اور پتھر پر ضرب ماری، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اللہ کی قسم! حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے پیچھے دوڑے اور انہوں نے پتھر پر چھ یا سات ضربیں لگائیں''۔ **یتقبلها:** یعنی وہ اس پر ثواب دیتا ہے۔ **وهی نفخة فی الخصیة:** یعنی خصیین میں گندا پانی یا ہوا بھرنے کی وجہ سے عیب ہونا مراد ہے (اگرچہ ایسا ہرگز نہ تھا)۔

من الثواب: لما کا بیان ہے، یعنی ہم نے امانت کو ثواب وعقاب کے ساتھ آسمانوں پر پیش کیا۔

بان خلق فیها فهما: حتی کہ آسمان وزمین اور پہاڑ نے خطاب فرمایا۔

بعد عرضها علیه: روایت میں آتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا: ہم نے آسمان وزمین اور پہاڑ کو امانت سپرد کی لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور تم نے سب کچھ لے لیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے جواب ارشاد فرمایا: اے رب ان میں کیا کچھ ہے؟ اللہ عزوجل نے فرمایا: اگر تو احسان کرے تو جزا پائے اور اگر برائی اختیار کرے تو سزا کا مستحق ہو، پس آدم علیہ السلام نے اپنے کانوں اور کاندھوں پر سب بوجھ لے لیا، پس اللہ عزوجل نے فرمایا: پس جب تو نے سب امانتیں لی ہیں تو اپنی آنکھوں کی حفاظت کر، اپنی نگاہ کی حفاظت کرنے کو (حسبِ منشاء) پردہ اختیار کر، اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کر اور لباس کا اہتمام کر، پس جس کو چھپانے کا حکم ہے اسے ظاہر نہ کر، مجاہد کہتے ہیں کہ بوجھ اٹھانے اور جنت سے نکالے جانے کے مابین وقت اتنا تھا جتنا ظہر سے عصر کے درمیان کا وقت ہوا کرتا ہے۔

(الصاوی، ج۵، ص ٥٣ وغیرہ)

ایک اہم بات

صلوا علی الحبیب: صلی الله علی محمد

توبہ کے بغیر بھی گناہ معاف ہوتے ہیں:

امام رازی فرماتے ہیں کہ اہل ایمان کے حق میں اللہ بغیر توبہ کی شرط کے بھی گناہ معاف فرما دیتا ہے، دلیل ﴿یدعوکم لیغفر لکم من ذنوبکم﴾ ہے، اس آیت میں اللہ عزوجل نے بعض گناہوں کو بغیر توبہ کیے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، پس واجب ہے کہ بعض گناہ بغیر توبہ کئے معاف ہو جائیں اور ان بعض گناہوں میں کفر داخل نہیں ہے اس لئے کہ کفر کے بارے میں علماء کا اجماع ہے کہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہو سکتا۔

(الرازی، ج۷، ص ٧٢)

بغیر توبہ کے گناہ بخشے جانے کی مثالیں: ﴿قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ویغفر لکم ذنوبکم﴾ یعنی تم فرماؤ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا (ال عمران: ۳۱)، ﴿یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم﴾ یعنی اللہ تمہارے اعمال کو درست کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا (الاحزاب: ۷۱)۔ ﴿ان ربکم لذو مغفرة للناس علی ظلمهم﴾ بیشک تمہارا رب لوگوں کے ظلم کے باوجود ان کی مغفرت فرما دیتا ہے (الرعد: ۶)۔

سورۂ رعد کی آیت کے تحت امام رازی فرماتے ہیں کہ اللہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو بھی بغیر توبہ کے بخش دیتا ہے۔ امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ آیت مقدسہ کفار کو ایمان لانے کی دعوت اور مومنین کو مزید فرمانبرداری بجا لانے اور نافرمانی سے اجتناب کرنے پر دلیل ہے، اور اسی میں لوگوں پر ظلم کرنے سے بچنا بھی داخل ہے۔

سورۃ السبا مکیۃ الا (ویری الذین اوتوا العلم الایۃ) وھی اربع او خمس و خمسون آیۃ

سورۃ السبا مکی ہے سوائے (ویری الذین اوتوا العلم ......الخ) کے، اس میں ۵۴ یا ۵۵ آیات ہیں

تعارف سورۃ السبا

اس سورت میں چھ رکوع، ۸۳۳ کلمات، ۱۵۱۲ حروف ہیں۔ ابتدائی طور پر توحید کا درس دیا گیا ہے اور اللہ کے علم وصفات کا بیان ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے پر اللہ کے علم کے انحصار کو بیان کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ جو اللہ کی راہ میں کوششیں کرتا ہے اس کے لئے تو انعام ہے لیکن جو مخالفت کرے اور اس کی کوششیں مخالفت والی ہوں تو دردناک عذاب اس کا منتظر ہے۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کا ذکر خیر اور آپ کے کارناموں کا بیان بھی اللہ نے مفصل انداز میں فرمایا اور ساتھ ہی ان کی ذریت میں حضرت سلیمان علیہ السلام جو کہ سیدنا داؤد علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں ان کے کمالات کا بھی بخوبی ذکر کیا۔ ابلیس لعین کی مکاریوں کا بیان بھی فرمایا اور ساتھ ہی موت کے وقت کے اٹل ہونے کا مفصل ذکر فرمادیا۔ کائنات کے بننے میں جو حکمتیں ہیں اور بگڑنے کا وقت طے ہو چکا ہے اس میں تقدم وتاخر کا نہ ہونا بھی اٹل ہے الغرض مختلف پیرایوں میں وعظ ونصیحت کا اہتمام فرمایا گیا تا کہ کہیں دشواری نہ رہے اور لوگوں کو آسان انداز میں نصیحت ہوجائے تاہم نصیحت سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو دل سے اللہ کو مانتے ہیں اور جنہیں ہدایت نہیں ملتی انہیں کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔

رکوع نمبر: ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

﴿الحمد﴾ حَمِدَ اللهُ تَعالى نَفسَهُ بِذَالِکَ المُرادُ بِهِ الثَّناءُ بِمَضْمُونِهِ مِن ثُبُوتِ الحَمْدِ وَهُوَ الوَصْفُ بِالجَمِيلِ ﴿لله الذى له ما فى السموت وما فى الارض﴾ مِلْكًا وَّخَلْقًا وَّعَبِيْدًا ﴿وله الحمد فى الاخرة﴾ كَالدُّنيا يَحْمَدُهُ اَولِياؤُهُ اِذا دَخَلوا الجَنَّةَ ﴿وهو الحكيم﴾ فِي فِعلِهِ ﴿الخبير (۱)﴾ بِخَلقِهِ ﴿يعلم ما يلج﴾ يَدخُلُ ﴿فى الارض﴾ كَمَاءٍ وَغَيرِهِ ﴿وما يخرج منها﴾ كَنَباتٍ وَغَيرِهِ ﴿وما ينزل من السماء﴾ مِن رِّزقٍ وَغَيرِهِ ﴿وما يعرج﴾ يَصعَدُ ﴿فيها﴾ مِنْ عَمَلٍ وَغَيرِهِ ﴿وهو الرحيم﴾ بِاَولِيائِهِ ﴿الغفور (۲)﴾ لَهُم ﴿وقال الذين كفروا لا تأتينا الساعة﴾ القِيامَةُ ﴿قل﴾ لهم ﴿بلى وربى لتأتينكم علم الغيب﴾ بِالجَرِّ صِفَةٌ والرَّفعِ خَبَرٌ مُبتَداءٍ و فِي قِرائَةٍ عَلّام بالجَرِّ ﴿لا يعزب﴾ يَغِيبُ ﴿عنه مثقال﴾ وَزْنُ ﴿ذرة﴾ اَصْغَرُ نَملَةٍ ﴿فى السموت ولا فى الارض ولا اصغر من ذلك ولا اكبر الا فى كتب مبين (۳)﴾ بَيِّنٍ هُوَ اللَّوحُ المَحفُوظُ ﴿ليجزى﴾ فيها ﴿الذين امنوا وعملوا الصلحت اولئك لهم مغفرة ورزق كريم (۴)﴾ حَسَنٌ فِي الجَنَّةِ ﴿والذين سعو فى﴾ اَبْطَالِ ﴿ايتنا﴾ القرآن ﴿معجزين﴾ وَفِي قِرائَةٍ هنا وَفِيما يَاتِي مُعاجِزِينَ اَى مُقَدِّرِينَ عِجزَنا اَو مُسابِقِينَ لَنا فَيَفُوتُونَنا لِظَنِّهِم اَن لا بَعثَ ولا عِقابَ ﴿اولئك لهم عذاب من رجز﴾ سَيِّيءِ العَذابِ ﴿اليم (۵)﴾ مُولِمٌ بِالجَرِّ وَالرَّفعِ صِفَةٌ لِرِجزٍ اَو عَذابٍ ﴿ويرى﴾ يَعْلَمُ ﴿الذين اوتوا العلم﴾ مُؤمِنُوا اَهلَ الكِتٰبِ كَعَبدِ اللهِ بنِ سلامٍ واَصحابِهِ ﴿الذى انزل اليك من ربك﴾ اَى القرانَ ﴿هو﴾ فصلٌ ﴿الحق ويهدى الى صراط﴾ طَرِيقِ ﴿العزيز الحميد (۶)﴾ اَىِ اللهِ ذِي العِزَّةِ

المَخمُوتَةِ﴿وقال الذین کفروا﴾اَی قَال بَعضُهم علیٰ جهَةِ التَّعَجُبِ لِبَعضٍ ﴿هل ندلکم علی رجل﴾هو محمدٌ﴿ینبئکم﴾یُخبِرُکم اِنَّکم﴿اذا مزقتم﴾قُطِّعتم ﴿کل ممزق لا﴾بِمَعنیٰ تمزیقٍ﴿انکم لفی خلق جدید(۷)افتری﴾بِفَتحِ الهَمزَةِ لِلاستِفهامِ واستَغنیٰ بِها عن هَمزَةِ الوَصلِ﴿علی الله کذبا﴾فِی ذلکَ ﴿ام به جنة ط﴾جُنونٌ تَخَیَّلَ بِهٖ ذٰلکَ قَال تعالی﴿بل الذین لایومنون بالاخرة﴾المُشتَمِلةِ علی البَعثِ والحِسَابِ ﴿فی العذاب﴾فِیهَا﴿والضلل البعید (۸)﴾مِنَ الحقِّ فی الدنیا﴿افلم یروا﴾یَنظُرُوا﴿الی ما بین ایدیهم وما خلفهم﴾مَا فَوقَهم وَماتَحتَهم﴿من السماء والارض ط ان نشأ نخسف بهم الارض او نسقط علیهم کسفا﴾بِسُکونِ السِّینَ وَفَتحِها قِطعَةٌ ﴿من السماء ط﴾وَفِی قِرَائةٍ فِی الاَفعَالِ الثَّلثةِ بالیَاءِ﴿ان فی ذلک﴾المَرئِی﴿لایة لکل عبد منیب (۹)﴾راجعٍ الی ربهٖ تَدلُّ قُدرةِ الله تعالی قُدرةِ اللهِ تَعالیٰ علَی البَعثِ ومَا یَشَاءِ.

﴿ترجمہ﴾

سب خوبیاں اللہ کو (اللہ ﷻ نے ان کلمات سے اپنی تعریف وتوصیف فرمائی ہے اور حمد......۱...... سے مراد اسی حمد کے مضمون کے ساتھ ثناء یعنی حمد کو ثابت کرنا ہے اور حمد کا معنی اللہ کو وصف جمیل کے ساتھ متصف ماننا ہے) کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (مملوک ومخلوق ہونے کے اعتبار سے) اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے (جیسا کہ دنیا میں ہے، اس کے اولیاء جب جنت میں داخل ہونگے تو اس کی حمد کریں گے......۲......) اور وہی ہے حکمت والا (اپنے فعل میں) اور خبر رکھنے والا (اپنی مخلوق کی) جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے (جیسے پانی وغیرہ ،یلج بمعنی یدخل ہے) اور جو زمین سے نکلتا ہے (نباتات وغیرہ) اور جو آسمان سے اترتا ہے (رزق وغیرہ) اور جو اس میں چڑھتا ہے (اعمال وغیرہ، یعرج بمعنی یصعد ہے) اور وہی ہے رحم کرنے والا (اپنے اولیاء کرام پر) بخشنے والا ہے (ان لوگوں کو) اور کافر بولے ہم پر قیامت نہیں آئیگی (الساعة کے معنی قیامت ہے) تم فرماؤ (ان لوگوں سے) کیوں نہیں میرے رب کی قسم! بیشک ضرور تم پر آئے گی غیب جاننے والا (عالم الغیب حالت جری میں صفت ہوگا اور حالت رفعی میں یہ مبتدا کی خبر ہوگا اور ایک قرائت میں علم کی جگہ علام ہے اسے مجرور پڑھا گیا ہے) اس سے غیب نہیں (یعزب بمعنی یغیب ہے) ذرہ کے وزن برابر کوئی شے (ذرة کا معنی چھوٹی سی چیونٹی ہے اور مثقال کے معنی وزن ہے) آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر ایک صاف بتانے والی کتاب میں ہے......۳......(یعنی لوح محفوظ میں، مبین بمعنی بین ہے) تا کہ صلہ دے (اس میں) انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے یہ ہیں جن کے لیے بخشش ہے اور اچھا رزق (جنت میں، کریم بمعنی حسن ہے) اور جنہوں نے ہماری آیتوں (کو باطل کرنے) میں ہرانے کی کوشش کی (یعنی قرآن پاک کو، ایک قرائت میں اس مقام اور ما بعد مقام میں معاجزین پڑھا گیا ہے یعنی ہمارے عجز کو مقدر سمجھے ہوئے یا ہم پر مسابقت کرتے ہوئے اپنے اس گمان کی وجہ سے کہ کوئی حشر ونشر نہیں ہونا اس گمان کے سبب ہم سے بچ جائیں گے) ان کے لیے سخت دردناک عذاب میں سے عذاب ہے (عذاب من رجز کے معنی انتہائی بڑا عذاب ہے اور الیم بمعنی مؤلم ہے، "الیم" بحالت جری رجز کی یا بحالت کی رفعی عذاب کی صفت ہے) اور جانتے ہیں (یری بمعنی یعلم ہے) جنہیں علم ملا (یعنی مومنین اہل کتاب جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب) کہ جو (یعنی قرآن

پاک) تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا وہی حق ہے (ھو الحق میں ھو ضمیر فصل کے لیے ہے) اور عزت والے سب خوبیاں سراہا ہے کہ راہ بتاتا ہے (یعنی اللہ عزوجل کی راہ بتاتا ہے جو عزت والا سب خوبیاں سراہا ہے، صراط بمعنی طریق ہے) اور کافر بولے (یعنی کفار بطور تعجب ایک دوسرے سے کہنے لگے) کیا ہم تمہیں ایسا مرد بتا دیں (ان کی اس سے مراد محمد ﷺ کی ذات تھی) جو تمہیں خبر (ینبئکم بمعنی یخبر کم انکم ہے) جب تم پرزے ہو کر بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ (مذقتم بمعنی قطعتم اور ممزق بمعنی تمزیق ہے) تو پھر تمہیں نیا بننا ہے کیا اللہ پر اس نے جھوٹ باندھا......ہے...... (افتراء ہمزہ استفہامیہ والے ہمزہ کی وجہ سے منصوب ہے اور اس ہمزہ کے سبب فعل ہمزہ الوصل سے مستغنی ہو گیا) یا اسے سودا ہے (یعنی جنون ہے جس کے سبب انہوں نے یہ خیالات قائم کر لیے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے) بلکہ وہ جو (اس) آخرت پر ایمان نہیں لاتے (جو حشر نشر اور عذاب پر مشتمل ہے، وہ) عذاب اور (دنیا میں حق سے) دور کی گمراہی میں ہیں تو کیا انہوں نے نہ دیکھا (یروا بمعنی ینظروا ہے) جو ان کے اوپر اور ان کے نیچے ہے (مابین ایدیھم بمعنی مافوقھم اور ماخلفھم بمعنی ماتحتھم ہے) آسمان اور زمین ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں (کسفا سین ساکنہ اور مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے بمعنی قطعۃ، ایک قرائت تینوں افعال علامت مضارع یاء کے ساتھ پڑھے گئے ہیں) بیشک اس میں (جو زمین آسمان میں دکھائی دے رہا ہے) نشانی ہے ہر رجوع (الی اللہ) کرنے والے بندے کے لیے (یہ نشانیاں حشر و نشر اور اللہ عزوجل کے ہر چاہے پر قدرت رکھنے پر دلالت کرتی ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الحمدللہ الذی لہ ما فی السموت وما فی الارض ولہ الحمد فی الاخرۃ﴾.

الحمد: مبتدا، لام: جار، اللہ: موصوف، الذی: موصول، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم مافی السموت: معطوف علیہ، وما فی الارض: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لہ ظرف مستقر خبر مقدم، الحمد: ذوالحال، فی الاخرۃ: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وھو الحکیم الخبیرo یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السماء وما یعرج فیھا﴾.

و: عاطفہ، ھو: مبتدا، الحکیم الخبیر: خبران، ملکر جملہ اسمیہ، یعلم: فعل بافاعل، مایلج فی الارض: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما یخرج منھا: موصول صلہ، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، ما ینزل من السماء: موصولہ صلہ، ملکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، ما یعرج فیھا: موصول صلہ، ملکر معطوف ثالث، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وھو الرحیم الغفورo وقال الذین کفروا لاتاتینا الساعۃ﴾.

و: عاطفہ، ھو: مبتدا، الرحیم الغفور: خبران، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، قال الذین کفروا: جملہ فعلیہ قول، لاتاتینا الساعۃ: فعل نفی ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل بلی وربی لتاتینکم علم الغیب لایعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السموت ولا فی الارض ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتب مبینo﴾.

قل: قول، بلی: حرف اثبات، و: قسمیہ جار، ربی: مبدل منہ، علم الغیب: بدل، ملکر ذوالحال، لایعزب عنہ: فعل نفی وظرف لغو، مثقال ذرۃ: ذوالحال، فی السموت: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، فی الارض: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر معطوف علیہ، ولا: نافیہ، اصغر: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، اکبر: معطوف، ملکر موصوف، من ذلک: ظرف مستقر

صفت، ملکر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، فی کتب مبین: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "اقسم" فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ قسمیہ، لام: تاکیدیہ، تاتینکم: جملہ فعلیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لیجزی الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک لهم مغفرۃ ورزق کریم٥﴾.

لام: جار، یجزی: فعل بافاعل، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ما قبل "تاتینکم" کیلئے ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، اولئک: مبتدا، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، مغفرۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رزق کریم: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین سعو فی ایتنا معجزین اولئک لهم عذاب من رجز الیم٥﴾.

و: مستانفہ، الذین: موصول، سعوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، معجزین: حال، ملکر فاعل، فی ایتنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، اولئک: مبتدا، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب: موصوف، من رجز: ظرف مستقر صفت، الیم: صفت ثانی، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک هو الحق ویهدی الی صراط العزیز الحمید٥﴾.

و: عاطفہ، یری: فعل، الذین اوتوا العلم: موصول صلہ، ملکر فاعل، الذی: موصول، انزل الیک من ربک: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، هو: ضمیر فصل، الحق: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، یهدی: فعل بافاعل، الی صراط العزیز الحمید: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وقال الذین کفروا هل ندلکم علی رجل ینبئکم اذا مزقتم کل ممزق﴾.

و: مستانفہ، قال الذین کفروا: قول، هل: حرف استفہام، ندلکم: فعل بافاعل ومفعول، علی: جار، رجل: موصوف، ینبئکم: فعل بافاعل ومفعول، اذا: مضاف، مزقتم: فعل بافاعل، کل ممزق: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "تبعثون" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿انکم لفی خلق جدید ٥ افتری علی الله کذبا ام به جنة﴾.

انکم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، فی خلق جدید: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، همزہ: استفہام، افتری: فعل بافاعل، علی الله: ظرف لغو، کذبا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ام: عاطفہ معادلہ لهمزہ استفہام، به: ظرف مستقر خبر مقدم، جنة: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بل الذین لا یومنون بالاخرۃ فی العذاب والضلل البعید٥﴾.

بل: عاطفہ، الذین لا یومنون بالاخرۃ: موصول صلہ، ملکر مبتدا، فی: جار، العذاب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الضلل البعید: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افلم یروا الی ما بین ایدیهم وما خلفهم من السماء والارض﴾.

همزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اعلموا" لم یروا: فعل نفی بافاعل، الی: جار، ما: موصولہ، بین ایدیهم: صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما خلفهم: موصول صلہ معطوف، ملکر ذوالحال، من السماء والارض: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان نشا نخسف بهم الارض اونسقط علیهم کسفا من السماء﴾.

ان: شرطیہ ،نشاء: جملہ فعلیہ شرط، نخسف بھم الارض: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،او: عاطفہ ،نسقط علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو، کسفا: موصوف ،من السماء: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان فی ذلک لایۃ لکل عبد منیب۝﴾۔

ان: حرف مشبہ ،فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ ،ایۃ: موصوف، لکل عبد منیب: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم ،موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حمد کی تعریف واقسام کا بیان:

لے...... نعمت وغیرہ پر تعظیم کی نیت سے توصیف وثناء کرنا حمد کہلاتا ہے۔ (التعریفات، ص۹۷)

قرآن وحدیث کے مطالعے سے حمد کی تین اقسام معلوم ہوتی ہیں اگرچہ مزید اقسام ہونے کا انکار بھی نہیں کرسکتا تاہم جن تین اقسام پر مطلع ہوا ہوں انہیں بیان کرنے کی سعی کررہا ہوں۔:(۱)...... حمد قولی: اس سے مراد وہ مبارک کلمات ہیں جن سے اللہ ﷻ نے خود اپنی تعریف کی ہے، مثلا فرمایا: ﴿تبارک الذی بیدہ الملک بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک (الملک:۱)﴾، ﴿ھو اللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنی وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنیوالا ہر ایک کو صورت دینے والا اسی کے ہیں سب اچھے نام (الحشر:۲٤)﴾، ﴿لہ الحمد فی السموت والارض اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں (الروم:۱۸)﴾، ﴿اللہ لا الہ الا ھو اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں (البقرۃ:۲۵۵)﴾، ﴿وھو السمیع العلیم بیشک وہی سنتا جانتا ہے (الشعراء:۲۲۰)﴾، ﴿وھو السمیع البصیر بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے (الاسراء:۱)﴾، ﴿وھو الغفور الرحیم بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے (یونس:۱۰۷)﴾، ﴿وھو الحکیم الخبیر اور وہی حکمت والا خبردار (سبا:۱)﴾، ﴿وکان اللہ غفورا رحیما اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (الاحزاب:۷۳)﴾ ﴿ان اللہ علی کل شیء شھیدا بیشک اللہ، ہر چیز اللہ کے سامنے ہے (الاحزاب:۵۵)﴾، ﴿وکفی باللہ وکیلا اور اللہ بس ہے کارساز (الاحزاب:٤۸)﴾، ﴿وکان اللہ علی کل شیء رقیبا اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے (الاحزاب:۵۲)﴾، ﴿وھو العلی الکبیر وہی ہے بلند بڑائی والا (سبا:۲۳)﴾، ﴿وھو العزیز الحکیم وہی ہے اللہ عزت والا حکمت والا (سبا:۲۷)﴾، ﴿وھو الفتاح العلیم اور وہی ہے درست فیصلہ کرنے والا اور سب کچھ جانتا (سبا:۲٦)﴾، ﴿وھو خیر الرازقین اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا (سبا:۳۹)﴾۔

☆...... سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ دو کلمات زبان پر ہلکے ہیں لیکن میزان میں بڑے بھاری ہیں وہ یہ ہیں: ''سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم''۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب: قراءۃ الفاجر والمنافق، رقم: ۷۵٦۳، ص۱۳۰۵)

☆...... حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ جب دستر خوان اٹھایا جاتا تو سید عالم ﷺ یہ دعا پڑھتے: ''الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مکفی ولا'' (صحیح البخاری، کتاب الاطعمۃ، باب: ما یقول اذا فرغ من طعامہ، رقم:۵٤۵۸، ص۹۷۲)

(۲)...... حمد فعلی: خاص اللہ ہی کی رضا کے لئے عبادت کرے، جیسا اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿الذین ھم یراؤن وہ جو دکھاوا کرتے ہیں (الماعون:٦)﴾۔

☆...... حضرت یعقوب بن عاصم سید عالم ﷺ کے دو صحابہ سے نقل کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ روح کی گہرائی اور

صدق دل سے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر کہتا ہے اللہ اس پر نظر رحمت فرمانے کے لئے آسمان کو کشادہ فرمادیتا ہے اور جس پر اللہ نظر رحمت فرماتا ہے اس کا حق یہ ہے کہ اللہ اس کی ہر مراد پوری فرمادے"۔ (الترغیب والترھیب، کتاب الدعا والذکر، باب: الترغیب فی قولہ تعالی لا الہ الا اللہ، رقم: ۳، ج ۲، ص ۲۷۰)

(۳)......حمد حالی: یہ ہے کہ بندے میں اللہ ﷻ کے اوصاف کی جھلک نظر آنے لگے، دوسروں پر رحم کرے، بیکسوں کے ساتھ ہمدردی کرے، اور جب اس پر کوئی مصیبت آئے تو ہر حال میں اللہ کا شکر کرے۔ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿الحمد للہ الذی وھب علی الکبر اسمعیل واسحق سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل واسحٰق دیئے (ابراھیم: ۳۹)﴾۔

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے تھوڑے رزق پر راضی ہوگا اللہ اس کے تھوڑے عمل سے راضی ہوگا"۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب: فضل الفقراء، الفصل الثالث، رقم: ۵۲۶۳، ص ۴۴۹)

آخرت میں اللہ ﷻ کی حمد کے مقامات:

۲......علامہ اسماعیل حقی نے آخرت کے چھ مقامات گنوائے ہیں جن میں مومنین، کاملین وصالحین جنتی اللہ ﷻ کی تعریف وتوصیف کریں گے۔

(۱)......جس وقت اللہ ﷻ کے اس فرمان ﴿وامتازوا الیوم ایھا المجرمون اور آج الگ پھٹ جاؤ مجرموں (یس: ۵۹)﴾ کے ذریعے ندا کی جائے گی تو مومنین وکافرین میں تمیز ہوجائے گی، اور مومنین کہیں گے: ﴿الحمد للہ الذی نجانا من القوم الظالمین سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں ان ظالموں سے نجات دی (المومنون: ۲۸)﴾ جیسا کہ نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا جب اللہ ﷻ نے انہیں ان کی قوم سے نجات دی تھی۔

(۲)......جب پل صراط سے گزریں گے تو کہیں ﴿الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمارا غم دور کیا (فاطر: ۳۴)﴾۔

(۳)......جب اہل جنت جنتی دروازے کے قریب ہونگے اور انہیں مائے حیات سے غسل دیا جائے گا اور وہ جنت کی جانب دیکھ کر کہیں گے: ﴿الحمد للہ الذی ھدانا لھذا سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی (الاعراف: ۴۳)﴾۔

(۴)......جب جنتی جنت میں داخل ہونگے تو فرشتے ان کا استقبال ان مقدس جملوں سے کریں گے: ﴿الذی احلنا دار المقامۃ وہ جس نے ہمیں آرام کی جگہ اتارا (فاطر: ۳۵)﴾۔

(۵)......جب جنتی اپنے مقام جنت میں ٹھہر جائیں گے تو یوں کہیں گے: ﴿الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں زمین کا وارث کیا (الزمر: ۷۴)﴾۔

(۶)......جب کھانے سے فارغ ہونگے تو کہیں گے: ﴿الحمد للہ رب العالمین سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہاں کا (الفاتحۃ: ۱)﴾۔ (روح البیان، ج ۷، ص ۳۰۵ وغیرہ)

ہر چیز کا بیان قرآن میں ہونے کا مطلب:

۳......قرآن بحر عمیق ہے، اس میں جو جتنا غوطہ لگائے گا ہیرے جواہرات نکال لے گا۔ ابن عباس کا مشہور قول ہے: "لو ضل القال بعیر لی لوجدتہ فی کتاب اللہ یعنی میرے اونٹ کے گردن کی رسی گم ہوجائے اللہ کی قسم میں قرآن سے تلاش کرلوں گا"۔ اب ابن عباس کے اس قول پر ہم کچھ کلام کرتے ہیں کہ دیکھیں اونٹ کے گردن کی رسی کو قرآن سے کیسے تلاش کیا جاسکتا

ہے؟ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ صحابی غیر عادل نہیں ہوتا۔سید عالم ﷺ نے فرمایا"اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم "۔(شرح فقہ الاکبر، بحث فی ان افضل الناس ،ص ۱۱۶)۔اب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان کو ان آیات کے تناظر میں دیکھیں:

(۱)......قرآن مکمل ضابطۂ حیات ہے چنانچہ فرمایا﴿وانزلنا الیک الکتب اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری(المائدۃ:۴۸)﴾،﴿تبیانا لکل شیء قرآن میں ہر چیز کا روشن بیان ہے (النحل:۸۹)﴾۔

(۲)......خیانت حرام ہے: اللہ نے فرمایا﴿وتخونوا امانتکم وانتم تعلمون اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت کرو(الانفال:۲۷)﴾۔

(۳)......مال مغصوبہ حرام ہے: چنانچہ فرمایا﴿ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل اور باہم ناحق طور پر مال نہ کھاؤ(البقرۃ:۱۸۸)﴾۔

(۴)......سچ جھوٹ پر غالب ہے: اللہ نے فرمایا﴿بل نقذف بالحق بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں(الانبیاء:۱۸)﴾۔

(۵)......ظالم کامیاب نہیں: اللہ نے فرمایا﴿انہ لا یفلح الظالمون بیشک ظالم فلاح نہ پائیں گے(الانعام:۲۱)﴾۔

(۶)......چور پر حد بندی کرنا: اللہ نے فرمایا﴿والسارق والسارقۃ فاقطعوا ...... الخ ،اور جو مرد یا عورت چور ہو تو اُن کا ہاتھ کاٹو(المائدۃ:۳۸)﴾۔

اب ملاحظہ فرمائیں ایک طرف ابن عباس کا قول ہے اور دوسری جانب قرآن کے متذکرہ چھ اہم اصول، کیا ان اصول کی مدد سے بھی گم شدہ چیز نہیں مل سکتی۔ ہوسکتا ہے کہ اونٹ کے گردن کی رسی خیانت کرتے ہوئے کسی نے لے لی ہو، یا غصب کرلی ہو، یا جھوٹ بول کر رسی کو اپنی جانب منسوب کردیا ہو، کسی نے ظلماً رسی ہتھیالی ہو، چوری کرلی ہو۔الغرض جسے قرآن کا علم حاصل ہے وہ ان سب شرعی اصول وقوانین کو بھی جانتا ہے اور جسے قرآن نہیں آتا وہ یہی کہے گا کہ قرآن میں ابن عباس کے اونٹ کے گردن کی رسی کا بیان کہاں موجود ہے......؟۔ایک عرصے تک میں بھی اسی کشمکش میں رہا کہ ابن عباس کے قول کے کیا معنی ہوسکتے ہیں؟ لیکن مجھے کسی کتاب میں اس بارے میں وضاحت نہ ملی، پھر تقدیر الٰہی نے میرے ذہن کی گرہ کو کھول دیا اور اس آیت کے تحت جب کلام لکھنا شروع کیا تو یہ سب امور ذہن میں القاء ہوتے گئے گویا شاید انہی بزرگ صحابی کا فیضان ہو۔اگر حضرت ابن عباس کا اشارہ اسی جانب تھا تو میں اس فیضان پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اگر کسی اور جانب اشارہ تھا تو مزید ان کی بارگاہ سے توجۂ خاص کی التجاء ہے کہ ابھی مزید تقریباً آٹھ پاروں کا کام عطائین کے تحت کرنا باقی ہے۔

اللہ ﷻ نے ایک مقام پر مزید فرمایا:﴿والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا کذلک نصرف الایت لقوم یشکرون اور جو پاک زمین ہے اسکا سبزہ نکلتا ہے اللہ کے حکم سے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا یوں ہی ہم بیان کرتے ہیں آیتیں ان کے لئے جو احسان مانیں(الاعراف:۵۸)﴾۔اب اس آیت کے تحت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کلام سنیں اور دیکھیں کہ انہیں قرآن پر کتنا عبور تھا؟

اللہ ﷻ نے فرمایا کہ جو زمین اچھی ہے اس کا سبزہ اللہ ﷻ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا ،اچھی زمین سے مراد مومنین ہیں اور اس کے سبزہ سے ان کا عمل مراد ہے۔مومنین کے قلب پر نزول قرآن کی مثال ایسی ہے جیسے پاک زمین پر بارش، جب مومن پر قرآن پڑھا جائے تو وہ اس سے نفع اٹھاتے ہیں اور ان سے اس قرآن کے نتیجے میں طاعات، عبادات اور

اخلاق حمیدہ کا صدور ہوتا ہے۔ اور کافر کی مثال اس ردی اور بنجر زمین کی طرح ہے کہ جس سے بارش ہونے پر فائدہ نہ اٹھایا جائے، یہی وجہ ہے کہ جب کافر قرآن کو سنتا ہے تو اس سے اس کے کفر اور سرکشی میں زیادتی ہی ہوتی ہے اور وہ قرآن سے نفع نہیں اٹھاتا۔ (الجمل، ج۳، ص٥٤)۔ یہاں موضوع کی مناسبت سے ایک واقعہ ذکر کرنا چاہوں گا جسے میں نے معتبر علماء سے سنا ہے لیکن (تادم بیان کہیں کسی کتاب پڑھا نہیں ہے) ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے ان کی گھنی داڑھی کے بارے میں پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی گھنی ہے اور میری داڑھی (یعنی سائل کی) مختصر ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برجستہ جواب دیا کہ ''اے شخص کیا تو نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی کہ جو زمین اچھی ہوتی ہے وہ زیادہ اگاتی ہے اور جو پلید ہوتی ہے وہ کم اگاتی ہے، تیری زمین پلید ہے اس لئے اس نے کم اگایا اور میری زمین اچھی ہے اس لئے اس نے زیادہ اگایا''۔ یہاں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی علمی استطاعت کا بخوبی پتہ چل گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو قرآن پر کتنا عبور حاصل تھا۔ (عطائین، ج۲، ص ۲۷۹)

کذب باری کے رد میں چند دلائل :

ﷲ...... اللہ عزوجل کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، اور پاک ذات کے کلام میں کذب محال ہے اور صدق واجب ہے کیونکہ صدق اللہ کی صفت ہے، چنانچہ اللہ فرماتا ہے: ﴿ومن اصدق من اللہ حدیثا اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی (النساء:۸۷)﴾، ﴿ومن اصدق من اللہ قیلا اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی (النساء: ۱۲۲)﴾۔

علمائے سوء کا عقیدہ ہے کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے، اور ان کی دلیل ﴿ان اللہ علی کل شیء قدیر﴾ ہے، لیکن ہم اہلسنت وجماعت کے نزدیک کذب کی نسب اللہ عزوجل کی جانب کرنا منع ہے کہ کیونکہ اللہ عزوجل کے لئے جھوٹ بولنا محال ہے، وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ جس کی دلیل ماقبل دو آیات ہیں اگرچہ اور بھی دلائل ہیں۔ جھوٹ بولنا بالا جماع علماء محال ہے اور محال کی نسبت اللہ عزوجل کی جانب کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ عیب ہوتا ہے۔

اغراض:

المراد به : جر کے ساتھ، اسم اشارہ کی صفت ہے۔

الثناء بمضمونه : مراد وصف جمیل کے ساتھ ثناء کی ابتدا کرنا ہے، اور یہاں یہ مراد نہیں کہ وصفِ جمال کے مضمون کے ساتھ تعریف کا آغاز کیا جائے، کیونکہ اللہ کی تعریف وتوصیف تو ازل ہی سے ثابت ہے اور ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں اس کی حمد کو بجالاتے ہوئے اور ساتھ ہی اس کی ازلی حمد کے ساتھ جدید حمد وشان کو ملاتے ہوئے اور قول کی دلیل علماء کے اس فرمان سے ہوتی ہے: الحمد میں الف لام عہدی ہے کیونکہ اللہ اپنی مخلوق کے عجز کو جانتا ہے لہذا اس نے اپنی شان کے لائق تعریف وتوصیف ازل ہی سے فرمائی ہے اور اسی حمد کے موافق اللہ نے اپنی مخلوق کو حمد بیان کرنے کا حکم بھی دیا ہے، پس ثابت ہوا کہ وصفِ جمیل کے ساتھ اللہ کی حمد ازل ہی سے ثابت ہے اور اللہ نئی حمد جو کہ مخلوق کے کرنے کے ساتھ قائم ہے مخلوق کے ختم ہونے پر ختم ہو جاتی ہے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ ''الحمد'' مدح ہے اور مخلوق کے مابین ''مدح النفس'' مذموم ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اللہ کے جملہ اوصاف کو اوصافِ بعید کے ساتھ قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ کی ذات عظیم وکبیر صفات کے ساتھ متصف ہے، اور مخلوق میں یہ صفت نہیں ہوتی یا نقص کے ساتھ پائی جاتی ہے، اور اللہ کی ذات میں کمال درجہ تک ان صفات کا موجود ہونا پایا جاتا ہے، پس اس جواب سے معتزلہ کا بھی رد ہو جاتا ہے وہ یہ کہ: اگر ساری ہی اچھی عقل ودانش کو اللہ کی ذات کے ساتھ متصف اور ساری ہی بُری صفات کو اللہ کی ذات سے منزہ مان لیا جائے تو امور فاسدہ میں سے وجوب صلح ودرستگی وغیرہ واجب ہو جائیں گے۔

ملکا و علقا: یعنی آسمان وزمین میں موجود ہر ایک اللہ کے دستِ قدرت میں خادم ومخلوق کی حیثیت سے ہیں۔
یحمدہ او لیاؤہ: اس سے مومنین مراد ہیں۔ کماء و غیرہ: جیسا کہ خزانے اور مردے جو زمین میں ہوتے ہیں۔
اذا دخلوا الجنۃ: یعنی جنتی جنت میں داخل ہونے پر یہ کہیں گے: ''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو ہم سے غم وملال لے گیا اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا''۔ من رزق و غیرہ: یعنی برکات، فرشتے اور آسمانی آوازیں۔
کنبات وغیرہ: جیسا کہ خزانے اور مُردے جب قبروں سے نکالے جائیں گے۔ من عمل و غیرہ: جیسا کہ ملائکہ اعمال لے کر آسمانوں کی جانب بلند ہوتے ہیں اور اللہ کی ذات اپنی شان کے لائق ہر مخلوق پر محیط ہے۔
لھم: اللہ اپنے اولیاء کو بخشنے والا ہے یعنی جب ان سے کچھ نافرمانی اور مخلوق کے حقوق میں کوتاہی ہو جائے، اور اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کی رحمت اور مغفرت جنت میں داخل ہونے والوں کے ساتھ خاص ہونا اُخروی اعتبار سے ہے جب کہ دنیا میں اللہ کی رحمت ہر چیز پر وسعت رکھتی ہے۔ حسن فی الجنۃ: یعنی اچھا انجام مراد ہے، اور سب سے اچھا انعام اللہ کی رویت ہے۔
مقدرین عجزنا: یعنی وہ ہمارے رسولوں کے مقابل عاجز ہیں، کیونکہ قرآن کے حوالے سے ان کی کوششیں باطل ہوئی ہیں۔
او مسابقین لنا: یعنی وہ قرآن پر طعن کرنے کے حوالے سے ہم پر غالب ہونگے اور یہ گمان کریں گے کہ ان کا یہ غلبہ انہیں عذاب الٰہی سے بچالیگا اور قرآن میں مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور کافروں کے لئے عذاب کا وعدہ ہو چکا ہے پھر بھی وہ اس میں طعن کرتے اور اسے باطل قرار دینے کا ارادہ کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ان کا باطل قرار دینا انہیں نفع دے گا، پس وہ اپنے اعتقاد کے مطابق عذاب سے بچ کر دکھا دیں۔
مومنوا اھل الکتاب: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد اصحاب رسول ﷺ ہیں اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ تمام ہی مسلمان مراد ہیں۔
ھو محمد: یعنی سید عالم کا انکار اور مذاق اڑاتے ہوئے کہا، جیسا کہ سید عالم ﷺ کو پہچانتے ہی نہیں جبھی تو رجل کا لفظ کہہ رہے ہیں، جب کہ سید عالم ﷺ کی شان ان میں دن میں چمکنے والے سورج کی مانند روشن ہے۔
فی ذلک: سے مراد دوبارہ اٹھائے جانے کی خبریں ہیں۔
فی افعال الثلاثۃ: سے مراد ماقبل آیت میں مذکور تین امور ﴿ان نشاء نخسف بھم الارض او نسقط ......الخ (سبا:۹)﴾ میں موجود نشاء، نخسف اور نسقط ہیں۔ (الصاوی، ج۵، ص۵۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

﴿ولقد اتینا داود منا فضلا﴾ نُبُوَّۃً وَّکِتَابًا وَّقُلْنَا ﴿یجبال اوبی﴾ رَجِّعِی ﴿معہ﴾ بِالتَّسْبِیحِ ﴿والطیر﴾ بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰی مَحَلِّ الْجِبَالِ اَیْ وَدَعَوْنَاھَا لِلتَّسْبِیحِ مَعَہٗ ﴿والنا لہ الحدید (۱۰)﴾ فَکَانَ فِی یَدِہٖ کَالْعَجِیْنِ وَقُلْنَا ﴿ان اعمل﴾ مِنْہُ ﴿سبغت﴾ دُرُوعًا کَوَامِلَ یَجُرُّھَا لَابِسُھَا عَلَی الْاَرْضِ ﴿وقدر فی السرد﴾ اَیْ نَسْجِ الدُّرُوعِ قِیْلَ لِصَانِعِھَا سَرَّادًا اَیْ اِجْعَلْہُ بِحَیْثُ یَتَنَاسَبُ حَلْقُہٗ ﴿واعملوا﴾ اَیْ آلُ دَاوٗدَ مَعَہٗ ﴿صالحا انی بما تعملون بصیر (۱۱)﴾ فَاُجَازِیْکُم بِہٖ ﴿و﴾ سَخَّرْنَا ﴿لسلیمن الریح﴾ وَفِیْ قِرَاءَۃٍ بِالرَّفْعِ بِتَقْدِیْرِ تَسَخَّرُ ﴿غدوھا﴾ سَیْرُھَا مِنَ الْغُدْوَۃِ بِمَعْنَی الصَّبَاحِ اِلَی الزَّوَالِ ﴿شھر ورواحھا﴾ سَیْرُھَا مِنَ الزَّوَالِ اِلَی الْغُرُوْبِ ﴿شھر﴾ اَیْ

مَسِيرَتَهُ﴿واسلنا﴾أذَبْنا﴿له عين القطر﴾اَی النُّحَاسِ فَأُجْرِيَتْ ثَلَثَةَ اَيَّامٍ بِلَيَالِيهِنَّ كَجَرْىِ الماءِ وعَمِلَ الناسُ إلَى اليَومِ مِمَّا أُعْطِيَ سُلَيْمَانُ﴿ومن الجن من يعمل بين يديه باذن﴾بِأَمرِ﴿ربه ط ومن يزغ﴾يَعدِلُ﴿منهم عن امرنا﴾لَهُ بِطاعَتِه﴿نذقه من عذاب السعير (۱۲)﴾النَّارِ فِي الأخِرَةِ قِيلَ فِي الدُّنيا بِاَن يَضرِبَهُ مَلَكٌ بِسَوطٍ مِنها ضَربَةً تَحرِقُهُ﴿يعملون له ما يشاء من محاريب﴾اَبْنِيَةٌ مُرتَفِعَةٌ يُصْعَدُ اِلَيها بِدُرُجٍ ﴿وتماثيل﴾جَمعُ تِمْثَالٍ وَهوَ كُلُّ شَيءٍ مَثَّلتَهُ بِشَيءٍ اَی صُوَرٌ مِن نُحاسٍ وَزُجَاجٍ وَرُخامٍ ولَم تَكُنْ اِتِّخَاذُ الصُّوَرِ حَرَامًا فِي شَرِعَتِهٖ﴿وجفان﴾جَمعُ جَفنَةٍ ﴿كالجواب﴾جَمعُ جَابِيَةٍ وهِيَ حَوضٌ كَبِيرٌ يَجْتَمِعُ عَلَى الجَفْنَةِ اَلفُ رَجُلٍ يَاكُلُونَ مِنها﴿وقدور رسيت﴾ثَابِتَاتٍ لَها قَوَائِمُ لَا تَتَحَرَّكُ عَن اَمَاكِنِها تَتَّخِذُ مِنَ الجِبالِ بِاليَمنِ يُصعِدُ اِلَيها السَّلالِمِ وَقُلنا﴿اعملوا﴾يَا﴿ال داود﴾بِطَاعَةِ اللهِ﴿شكرا ط﴾لَهُ عَلَى مَا اَتَاكُمُ﴿وقليل من عبادى الشكور (۱۳)﴾العَامِلُ بِطَاعَتِي شُكرًا لِنِعْمَتِي ﴿فلما قضينا عليه﴾عَلَى سُلَيمانَ ﴿الموت﴾اَى مَاتَ وَمَكَثَ قَائِمًا عَلَى عَصَاهُ حَولًا مَيِّتًا والجِنُّ تَعْمَلُ تِلكَ الاَعْمَالِ الشَّاقَةِ عَلَى عَادَتِها لَا تَشْعُرُ بِمَوتِهٖ حتَّى اَكَلَتِ الاَرضَةُ عَصَاهُ فَخَرَّ مَيِّتًا﴿ما دلهم على موته الا دابة الارض﴾مَصدَرُ اُرِضَتِ الخَشَبَةُ بِالبِنَاءِ لِلْمَفعُولِ اَكَلَتهَا الاَرضَةُ﴿تاكل منساته﴾بِالهَمزَةِ وَتَركِهٖ بِاَلِفٍ عَصاهُ لِاَنَّها يُنْسَاءُ يَطرُدُ وَيُزجِرُبِها﴿فلماخر﴾مَيِّتًا﴿تبينت الجن﴾اِنْكَشَفَ لهم ﴿ان﴾مُخَفَّفَةٌ اَى اَنَّهم ﴿لو كانوا يعلمون الغيب﴾وَمِنهُ مَا غَابَ عَنهُم مِن مَوتِ سُلَيمانَ﴿ما لبثوا فى العذاب المهين(۱۴)﴾العَمَلِ الشَّاقِ لَهم لِظَنِّهِم حَيَاتَه خَلافَ ظَنِّهِم عِلمَ الغَيبِ وَعُلِمَ كَونُهُ سَنَةً بِحِسابِ مَا اَكَلَتهُ الاَرضَةُ مِنَ العَصا بَعدَ مَوتِهٖ يَومًا وَلَيلَةً مَثَلًا﴿لقد كان لبسا﴾بِالصَّرفِ وَعَدَمِهٖ قَبِلَيةً سُمِّيتْ بِاِسمِ جَدٍّ لَهُم مِنَ العَرَبِ﴿فى مسكنهم﴾بِاليَمنِ﴿اية﴾دَالَّةٌ عَلَى قُدرَةِ اللهِ﴿جنتن﴾بَدَلٌ﴿عن يمين و شمال﴾عَن يَّمِينِ وادِيهِم وَشِمَالِهٖ وَقِيلَ لَهُم﴿كلوا من رزق ربكم واشكروا له﴾عَلَى مَا رَزَقَكُم مِنَ النِّعْمَةِ فِي اَرضِ سَبا﴿بلدة طيبة﴾لَيسَ بِها سَبَاخٌ وَلا بَعُوضَةٌ ولا ذُبَابَةٌ ولا بَرغُوثٌ ولا عَقربٌ ولا حَيَّةٌ ويَمُرُّ الغَرِيبُ بِها وفى ثِيَابِهٖ قُمَّلٌ فَيَمُوتُ لِطِيبِ هوائِها﴿و﴾اللهُ﴿رب غفور (۱۵) فاعرضوا﴾عَن شُكرِهٖ وَكُفرِهٖ﴿فارسلنا عليهم سيل العرم﴾جَمعُ عِرْمَةٍ وهوَ مَا يُمسِكُ الماءُ مِن بِنَاءٍ وَّغَيرِهٖ اِلَى وَقتِ حَاجَتِهٖ اى سَيلَ وادِيهم المَمْسُوكِ بِمَا ذُكِرَ فَاَغْرَقَ جَنَّتَيهِم وامَوالَهمُ﴿وبدلنهم بجنتيهم وجنتين ذواتى﴾تَثْنِيَةُ ذَوَاتٍ مُفرَدٍ عَلَى الاَصلِ﴿اكل خمط ﴾مُرٍّ بَشِعٍ بِاِضَافَةِ اَكلٍ بِمَعنَى مَاكولٍ وَتَركُها وَيُعطَفُ عَلَيهِ﴿واثل و شىء من سدر قليل (۱۶) ذلك ﴾التَّبدِيلُ﴿جزينهم بما كفروا﴾بِكُفرِهِم﴿وهل نجازى الاالكفور(۱۷)﴾بِالياءِ والنُّونِ مع كَسرِ الزَّاى ونَصَبِ الكَفُورِ اَى مَا يُنَاقِشُ اِلا هوَ﴿وجعلنا بينهم﴾بَينَ سَبا وهُم بِاليَمنِ﴿وبين القرى التى بركنا فيها﴾بِالْمَاءِ والشَّجَرِ وَهِيَ قُرىٰ الشَّامِ التِي يَسِيرُونَ اِلَيهَا لِلتِّجارةِ﴿قرى ظاهرة﴾مَتَواصِلةً مِنَ اليَمنِ اِلَى الشَّامِ﴿وقدرنا فيها السير ط﴾بِحَيثُ

يَقِيلُونَ فِي وَاحِدَةٍ وَيُبِيتُونَ فِي أُخرىٰ إلى انتِهاءِ سَفَرِهم ولا يَحتاجُونَ فِيهِ إلى حَملِ زادٍ وماءٍ وَقُلنَا﴿ سيروا فيها ليالي وايامًا امنين (۱۸)﴾لا تَخَافُونَ فِي ليلٍ ولا نَهارٍ﴿فقالوا ربنا بعد﴾وَفِي قِراءَةٍ بَاعِدْ﴿بين اسفارنا﴾الى الشَّامِ اِجعَلَها مَفاوِزَ لِيَتطاوَلُوا علىٰ الفُقَراءِ بِرُكُوبِ الرَّواحِلِ وَحَمْلِ الزَّادِ والْمَاءِ فَبَطَرُوا النِّعْمَةَ﴿وظلموا انفسهم﴾بِالكُفرِ﴿فجعلنهم احاديث﴾لِمَن بَعدَهم فِي ذٰلكَ﴿ومزقنهم كل ممزق ط﴾فَرَّقْنَاهم بِالبِلادِ كُلَّ التَّفرِيقِ﴿ان فى ذلك﴾المَذكُورِ﴿لايت﴾عِبَرًا﴿لكل صبار﴾عَنِ المَعَاصِي﴿شكور (۱۹)﴾علَى النِّعَمِ﴿ولقد صدق﴾بِالتَّخفِيفِ والتَّشدِيدِ﴿عليهم﴾اَيِ الكُفَّارِ مِنهُم سَبا﴿ابليس ظنهٗ﴾اِنَّهم بِاِغوائِهٖ يَتَّبِعُونَهٗ﴿فاتبعوه﴾فَصَدَقَ بِالتَّخفِيفِ فِي ظَنِّهٖ او صَدَّقَ بِالتَّشدِيدِ ظَنَّهٗ اَي وَجَدَهٗ صَادِقًا﴿الا﴾بِمَعنَى لٰكِنْ﴿فريقا من المومنين (۲۰)﴾لِلبَيانِ اَي هُمُ المُومِنُونَ لَم يَتَّبِعُوهُ﴿وما كان له عليهم من سلطن﴾تَسلِيطٍ﴿الا لنعلم﴾عَلمَ ظُهورٍ﴿من يومن بالاخرة ممن هو منها فى شك﴾فَنُجَازِي كُلًّا مِّنهُمَا﴿وربك على كل شىء حفيظ (۲۱)﴾رَقِيبٌ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا (نبوت و کتاب عطا فرمائی اور ہم نے فرمایا......ا......) اے پہاڑوں اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو (تسبیح کرو، اوبی بمعنی رجعي ہے) اور اے پرندوں (والطیر منصوب ہے، یہ الجبال کے محل پر معطوف ہے، یعنی ہم نے انہیں بھی پکارا کہ داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کریں) اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کیا (لوہا آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں یوں ہوجاتا جیسا کہ گندھا ہوا آٹا) کہ (ہم نے ان سے کہا) وسیع زرہیں بنا......۲......(اس لوہے سے، "دروعا موصوف محذوف ہے" جنہیں پہنے والا شخص اسے زمین پر گھسیٹتا ہو) اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ (یعنی زرہوں میں باہمی مناسبت کا خیال رکھ، "سراد" زرہ بنانے والے کو کہا جاتا ہے یعنی زرہ اس طرح بناؤ کہ اس کے حلقوں کے مابین تناسب درست رہے) اور تم سب (ان کے ساتھ اے آل داؤد علیہ السلام) نیکی کرو بیشک میں تمہارے کام دیکھ رہا ہوں (میں تمہیں اس کا بدلہ دونگا) اور (اور ہم نے مسخر کردیا) سلیمان کے لیے ہوا کو (ایک قرائت میں "ریح" کو مصدر مقدر تسخیر کی وجہ سے مرفوع پڑھا گیا ہے) اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ (غدوها کے معنی ہوا کی صبح کی منزل ہے یعنی صبح سے لے کر زوال تک کی منزل ایک ماہ کی راہ ہے) اور شام کی منزل ایک مہینے کی راہ (یعنی بوقت زوال سے غروب آفتاب تک کی منزل ایک ماہ کی راہ ہے......۳......) اور ہم نے بہایا (اسلنا بمعنی اذبنا ہے) اس کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ (قطر کے معنی تانبا ہے یہ تین دن تین رات جاری رہا جیسا کہ پانی جاری ہوتا ہے لوگوں نے پورا دن اس میں کام کیے جو حضرت سلیمان علیہ السلام انہیں دیتے تھے) اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے تھے اس کے رب کے حکم سے (اذن بمعنی حکم ہے) اور جو ان میں ہمارے حکم سے پھرے (جو حکم ہم نے دیا ہے اس کو ماننے سے اعراض برتے) ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں (یعنی آخرت میں جہنم کا اور کہا گیا ہے کہ دنیا میں یوں کہ ایک فرشتہ آگ سے بنے کوڑے سے نافرمان جنات کو مارتا جو مار جن کو جلا کر رکھ دیتی) اس کے لیے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل (محاریب کا معنی ایسی بلند و بالا عمارات ہیں جن پر سیڑھیوں کی مدد سے چڑھا جائے) اور تصویریں (تماثیل یہ تمثال کی جمع ہے تمثال اس شے کو کہتے ہیں جو دوسری شے کے مشابہ ہو یعنی تانبے، شیشے، سفید پتھر سے بنی تصویریں، شریعت سلیمان علیہ السلام میں تصویریں بنانا حرام نہیں تھا) اور لگن ("جفان" جفنة کی جمع ہے) بڑے

حوضوں کے برابر(''جواب'' جابیۃ کی جمع ہے بمعنی بڑا حوض،اس ایک لگن پر ہزار آدمی جمع ہوتے اوراس میں سے کھایا کرتے تھے)اور لنگر دار دیگیں (راسیات بمعنی ثابتات ہے،ان دیگوں کے پائے بھی تھے انہیں ان کی جگہوں سے حرکت نہیں دی جاسکتی تھی، یہ دیگیں یمن کے پہاڑوں سے بنائی گئی تھیں اوران دیگوں پر سیڑھیوں کے ذریعے چڑھا جاتا تھا،ہم نے فرمایا)اے داؤدلو!(اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کرکے)شکر کرو(اس کا ان نعمتوں پر جواس نے تم پر فرمائی ہیں......ہے......)اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے(جو میری طاقت کے مطابق عمل کر کے میری نعمتوں کا شکر کرنے والے ہوں)پر جب ہم نے اس پر(یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام پر)موت کا حکم بھیجا......۵......(یعنی وہ وصال فرما گئے اور ایک سال تک اسی حالت میں اپنے عصا کے سہارے کھڑے رہے اور جنات حسب عادت وہی دشوار کن امور انجام دیتے رہے انہیں آپ علیہ السلام کی وفات کا شعور اس وقت ہوا جب دیمک آپ علیہ السلام کے عصا مبارک کو کھا گئی اور آپ علیہ السلام زمین پر تشریف لے آئے)جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک نے(''الارض'' ارضت الخشبۃ کا مصدر ہے یہ مبنی للمفعول ہے یعنی ان کے عصا کو دیمک کھا گئی)کہ اس کا عصا کھاتی تھی(منساتہ اسے ہمزہ کے ساتھ اور بغیر ہمزہ کے الف کے ساتھ پڑھا گیا ہے بمعنی عصا،اسے منساۃ اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے ذریعے وہ اشیاء کو دور کرتے اوراس کے ذریعے نافرمانوں کو سزا دیتے)پھر جب سلیمان(وصال سے متصف ہوکر)زمین پر آیا جنوں پر حقیقت کھل گئے(لوگوں پر یہ بات کھل گئی،ان مخففہ ہے بمعنی انھم)اگر غیب جانتے ہوتے(من جملہ غیوب میں ان پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا ان کے لیے غیب ہونا ہے)تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے(یعنی ان کاموں میں نہ لگے رہتے جوان پر شاق تھے ان کاموں میں لگے رہنے کی وجہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حیاتی کا یقین رکھنا تھا جوان کے علم غیب جاننے کے گمان کے برخلاف تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ہوئے سال ہونے کی مدت آپ علیہ السلام کی وفات کی خبر مل جانے کے بعد ایک دن ورات میں عصا کی جو مقدار دیمک نے کھائی تھی اس کے حساب سے معلوم ہوئی)بیشک سبا کے لیے......۶......(''سبا ''منصرف وغیر منصرف دونوں طرح پڑھا گیا ہے،یہ قبیلے کا نام ہے جو اہل عرب کے کسی جد اعلی کے نام پر رکھا گیا تھا)یمن(میں موجود)ان کی آبادی میں نشانی تھی(اللہ ﷻ کی قدرت پر دلالت کرنے والی)دو باغ دہنے اور بائیں(''جنتان'' آیۃ سے بدل ہے یعنی باغ ان کی وادی کے دائیں اور دوسرا بائیں سمت تھا،اوران سے کہا گیا)اپنے رب کا رزق کھاؤ اوراس کا شکر کرو(ان نعمتوں پر جواس نے سرزمین سبا میں تم کو عطا فرمائی ہیں)پاکیزہ شہر(جس میں نہ بنجر زمین ہے،نہ مکھی مچھر،نہ پسو اور نہ سانپ بچھو اور نہ جوئیں،اگر مسافر اس شہر میں سے گزرتا اوراس کے لباس میں جوئیں وغیرہ ہوتی تو اس شہر کی صاف ستھری آب وہوا کی وجہ سے وہ ہلاک ہوجائیں)اور(اللہ ﷻ)بخشنے والا رب تو انہوں نے مونھ پھیرا(اللہ ﷻ کا شکر کرنے سے اور کفر اختیار کیا)تو ہم نے ان پر زور کا سیلاب بھیجا(''عرم'' جمع ہے ''عرمۃ''کی ، عرمۃ اس عمارت کو کہتے ہیں جو بوقت حاجت انکے لیے پانی کو روک رکھنے کے لیے بنائے جاتے ہیں یعنی اسے جمع کردہ پانی کا جس کا ذکر ہوا ان کی وادی میں بہاؤ پھوٹ نکلا تو اس میں ان کے دونوں باغات غرق ہوگئے)اوران کے باغوں کے عوض دو باغ انہیں بدل دیئے جن میں بدمزہ میوں(خمط کا معنی کانٹے دار درخت ہے،اکل بمعنی ماکول کاف کے ضمہ اور بغیر ضمہ کے اسے ساکن بھی پڑھا گیا ہے اور اکل خمط پر کلمات واثل ......الخ معطوف ہے)اور جھاؤ اور کچھ تھوڑی سی بیریاں یہ(تبدیل کرنا)بدلہ دیا ہم نے انہیں ان کی ناشکری کا(بما کفروا بمعنی بکفرھم ہے)اور ہم کسے سزا دیتے ہیں اسی کو جو ناشکرا ہے(یجازی کو علامت مضارع یاء کے ساتھ مجہول اور علامت مضارع نون کے ساتھ معروف اور''کفور'' کو منصوب پڑھا گیا ہے یعنی سزا ایسے ہی شخص کو دی جائے گی)اور ہم نے کئے تھے ان میں(یعنی ملک سبا کے درمیان اور وہ یمن میں تھا)اوران شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی(پانی اور درختوں کی صورت میں اور

مراد اس سے شام کی بستیاں ہیں جن کی طرف وہ لوگ بغرض تجارت سفر کیا کرتے تھے) سر راہ کتنے شہر (یعنی یمن سے لے کر شام تک کے بعد دیگرے بہت سے شہر) اور انہیں منزل کے اندازے پر رکھا (یوں کہ ایک شہر میں قیلولہ کرتے اور انتہاء سفر پر دوسرے شہر میں رات بسر کیا کرتے اور یوں انہیں زادراہ اور پانی کا بوجھ اٹھانے کی ضرورت نہ ہوئی، ہم نے فرمایا) ان میں چلو راتوں اور دنوں میں امن وامان سے (نہ رات میں کچھ خوف کرو اور نہ دن میں ڈرو) تو بولے: اے ہمارے رب ہمیں سفر میں دوری ڈال (ان سفروں میں جو ہم شام کے شہر کی طرف کرتے تو ان شہروں کی جنگل بنادے تا کہ وہ سواریوں پر سوار ہوکر زادراہ اور پانی اٹھا کر فقراء پر فخر و بڑائی جتائیں ، پس ان لوگوں نے نعمت خداوندی کی ناقدری کی) انہوں نے (کفر کر کے) خود ہی اپنا نقصان کیا تو ہم نے انہیں (اس معاملے میں بعد والوں کے لیے) کہانیاں کر دیا اور انہیں پوری پریشانی سے پراگندہ کر دیا (یعنی ہم نے انہیں بری طرح مختلف شہروں میں بکھیر دیا) بیشک اس میں (مذکورہ بیان میں) ضرور نشانیاں ہیں (یعنی سامان عبرت ہے) ہر بڑے صبر کرنے والے (گناہوں سے) ہر بڑے شکر کرنے والے کے لیے (نعمتوں پر) اور بیشک سچ کر دکھایا (''صـــــــــدق'' مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) انہیں (یعنی کفار کو جن میں سے سبا والے بھی ہیں) اپنا گمان ابلیس نے (وہ لوگ اغوائے شیطان کے سبب اس کی پیروی کرنے لگے) تو وہ اس کے پیچھے ہو لیے (''صدق'' مخفف ہو تو ''ظنہ'' ''فی ظنہ'' کے معنی میں ہے اور مشدد کی صورت میں ظنہ مفعول ہے بمعنی وجدہ صادقا) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) ایک گروہ کے مسلمان تھا (من المومنین میں من بیانیہ ہے، یعنی جو مسلمان تھے انہوں نے شیطان کی پیروی نہیں کی) اور شیطان کا ان پر کچھ قابو نہ تھا (یعنی شیطان کا ان پر کچھ تسلط نہ تھا) مگر اس لیے کہ ہم دیں (یعنی اس بات کو ظاہر فرمادیں) کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس سے شک میں ہے (پھر ہم دونوں کا بدلہ دیں) اور تمہارا رب ہر چیز پر نگہبان ہے (حفیظ بمعنی رقیب ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اتینا داود منا فضلا یجبال اوبی معه والطیر﴾.

و: عاطفہ ، لام: قسمیہ ، قد: تحقیقیہ ، اتینا: فعل بافاعل ، داود: مفعول ، منا: ظرف لغو ، فضلا: مفعول ثانی ، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف ''نقسم'' کیلئے جواب قسم ، ملکر جملہ قسمیہ ، یا: حرف نداء ، جبال: معطوف علیہ ، و: عاطفہ ، الطیر: معطوف ملکر منادی ، ملکر جملہ ندائیہ ، اوبی معه: فعل امر بافاعل وظرف ، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء ، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿والنا له الحدید ان اعمل سبغت وقدر فی السرد﴾.

و: عاطفہ ، الناله: فعل بافاعل وظرف لغو ، الحدید: مفعول ، ملکر جملہ فعلیہ ، ان: مصدریہ ، اعمل سبغت: فعل امر بافاعل ومفعول ، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ، و: عاطفہ ، قدر فی السرد: فعل امر بافاعل ومفعول ، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ، ملکر بتاویل مصدر ''امرناه'' فعل محذوف کا مفعول ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واعملوا صالحا انی بما تعملون بصیر٥﴾.

و: عاطفہ ، اعملوا: فعل امر بافاعل ، صالحا: مفعول ، ملکر جملہ فعلیہ ، انی: حرف مشبہ واسم ، بما تعملون بصیر: شبہ جملہ خبر ، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولسلیمن الریح غدوها شهر﴾.

و: عاطفہ ، لسلیمن: ظرف مستقر فعل محذوف ''سخرنا'' کیلئے ، سخرنا: فعل بافاعل ، الریح: ذوالحال ، غدوها: مبتدا ، شهر: خبر ، ملکر

جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،رواحہا شہر:جملہ اسمیہ معطوف،ملکر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واسلنا لہ عین القطر ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ﴾.

و:عاطفہ،اسلنالہ:فعل بافاعل وظرف لغو،عین القطر:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل"سخرنا"مقدم پر معطوف ہے،و:عاطفہ،من الجن:ظرف مستقر خبر مقدم،من:موصولہ،یعمل:فعل"ھو"ضمیر ذوالحال،باذن ربہ:ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،بین یدیہ:ظرف،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یزغ منہم عن امرنا نذقہ من عذاب السعیر○﴾.

و:عاطفہ،من:شرطیہ مبتدا،یزغ:فعل"ھو"ضمیر مستقر ذوالحال،منہم:ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،عن امرنا:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط،نذقہ من عذاب السعیر:جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ،ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یعملون لہ مایشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور رسیت﴾.

یعملون لہ:فعل بافاعل وظرف لغو،ما:موصول،یشاء:فعل بافاعل"ہ"ضمیر محذوف ذوالحال،من:جار،محاریب:معطوف علیہ،و:عاطفہ،تماثیل:معطوف اول،و:عاطفہ،جفان:موصوف،کالجواب:ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف ثانی،وقدور راسیــــــــت:معطوف ثالث،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر،حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل"یعمل"جملہ سے بدل واقع ہے۔

﴿اعملوا ال داود شکرا وقلیل من عبادی الشکور○﴾.

اعملوا:فعل امر بافاعل واؤ ضمیر ذوالحال،شکرا:حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ال داود:نداء،ملکر جملہ ندائیہ،و:مستانفہ،قلیل:موصوف،من عبادی:ظرف مستقر صفت،ملکر خبر مقدم،الشکور:مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فلما قضینا علیہ الموت مادلہم علی موتہ الادابۃ الارض تاکل منساتہ﴾.

ف:مستانفہ،لما:ظرفیہ شرطیہ،قضینا علیہ الموت:فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،مادلہم علی موت:فعل نفی مفعول وظرف لغو،الا:اداۃ حصر،دابۃ الارض:ذوالحال،تاکل منساتہ:جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب مالبثوا فی العذاب المہین○﴾.

ف:عاطفہ،لما:ظرفیہ شرطیہ،خر:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط،تبینت:فعل،الجن:مبدل منہ،ان:مخففہ من الثقیلۃ باضمیر شان"ھو"محذوف،اس کا اسم،لو:شرطیہ،کانوا یعلمون الغیب:جملہ فعلیہ شرط،مالبثوا:فعل نفی بافاعل،فی العذاب المہین:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ بدل اشتمال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لقد کان لسبا فی مسکنہم ایۃ جنتن عن یمین وشمال﴾.

لام:قسمیہ،قد:تحقیقیہ،کان:فعل ناقص،لام:جار،سبا:ذوالحال،فی مسکنہم:ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم،ایۃ:مبدل منہ،جنتان:موصوف،عن یمین وشمال:ظرف مستقر صفت،ملکر بدل،ملکر اسم موخر،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف"نقسم"کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿کلوا من رزق ربکم واشکروا لہ بلدۃ طیبۃ ورب غفور○﴾.

کلوا: فعل امر بافاعل، من رزق ربکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ، و :عاطفہ ، اشکروا لہ: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قول محذوف "قیل لھم بلسان الحال" مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ، بلدۃ طیبۃ: مرکب توصیفی "ھذہ" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و :عاطفہ، رب غفور: مرکب توصیفی "ربکم الذی رزقکم" مبتدا، محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاعرضوا فارسلنا علیھم سیل العرم﴾.

ف: عاطفہ، اعرضوا: فعل ماضی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ، ف :عاطفہ ، ارسلنا علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو، سیل العرم: مفعول بہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وبدلنھم بجنتیھم جنتین ذواتی اکل خمط واثل وشیء من سدر قلیل٥﴾.

و: عاطفہ، بدلنھم: فعل بافاعل ومفعول، بجنتیھم: ظرف لغو، جنتین :موصوف، ذواتی :مضاف، اکل خمط :معطوف علیہ ،و :عاطفہ، اثل :معطوف، و : عاطفہ، شیء :موصوف، من سدر :ظرف مستقر صفت اول، قلیل :صفت ثانی، ملکر معطوف ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک جزینھم بما کفروا وھل نجزی الا الکفور٥﴾.

ذلک: مفعول مقدم، جزینھم: فعل بافاعل ومفعول، بما کفروا :ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ، و :عاطفہ ، ھل :استفہامیہ بمعنی نفی، نجزی: فعل بافاعل، الا :اداۃ حصر، الکفور :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعلنا بینھم وبین القری التی برکنا فیھا قری ظاھرۃ﴾.

و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، بینھم :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ، بین :مضاف، القری :موصوف، التی برکنا فیھا :موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر معطوف، ملکر ظرف، قری ظاھرۃ :مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقدرنا فیھا السیر سیروا فیھا لیالی وایاما امنین٥﴾.

و: عاطفہ، قدرنا فیھا: فعل بافاعل وظرف لغو، السیر :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ، سیروا: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال، امنین: حال، ملکر فاعل، فیھا :ظرف لغو، لیالی :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ، ایاما :معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقالوا ربنا بعد بین اسفارنا وظلموا انفسھم فجعلنھم احادیث ومزقنھم کل ممزق﴾.

ف: عاطفہ، قالوا :قول، ربنا: نداء، بعد: فعل امر بافاعل، بین اسفارنا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، ظلموا انفسھم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ "قالوا" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، جعلنھم: فعل بافاعل ومفعول، احادیث :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ، مزقنھم: فعل بافاعل ومفعول، کل ممزق :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت لکل صبار شکور٥﴾.

ان: حرف مشبہ ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ایت :موصوف، لکل صبار شکور: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد صدق علیھم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المومنین٥﴾.

و: مستانفہ، لام قسمیہ، قد تحقیقیہ ، صدق علیھم: فعل وظرف لغو، ابلیس :فاعل، ظنہ :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ ، ف :عاطفہ ، اتبعوا: فعل ماضی واؤ ضمیر مستثنی منہ ، الا :اداۃ

استثناء، فریقا: موصوف، من المومنین: ظرف مستقر صفت، ملکر مستثنی، ملکر فاعل، ہ: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کان لہ علیھم من سلطن الا لنعلم من یومن بالاخرۃ ممن ھو منھا فی شک﴾.

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، علیھم: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، سلطن: ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، الا: اداۃ حصر، لام: جار، نعلم: فعل با فاعل، من یومن بالاخرۃ: موصول صلہ، ملکر مفعول، من: جار، من: موصولہ، ھو: مبتدا، منھا: ظرف مستقر حال مقدم، شک: ذوالحال، ملکر مجرور، فی: جار، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وربک علی کل شیء حفیظ۰﴾.

و: عاطفہ، ربک: مبتدا، علی کل شیء حفیظ: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت داؤد علیہ السلام پر انعام وفضل:

۱...... حضرت داؤد علیہ السلام پر فضل ہونے میں نُو اقوال ہیں: (۱)...... نبوت عطا فرما کر فضل کیا، (۲)...... زبور مقدس عطا فرمائی، (۳)...... علم عطا فرمایا، اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿ولقد اتینا داؤد وسلیمان علما اور ہم نے داؤد وسلمان کو علم عطا فرمایا (النمل: ۱۵)﴾، (۴)...... قوت عطا فرمائی، اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿واذکر عبدنا داؤد ذا الاید ہمارے بندے داؤد قوت والے کو یاد کرو (ص: ۱۷)﴾، (۵)...... پہاڑوں اور انسانوں کو ان کے لئے مسخر کردیا، اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿یجبال اوبی معہ اے پہاڑوں اس کے ساتھ اللہ کی جانب رجوع کرو (سبا: ۱۰)﴾، (۶)...... توبہ کی قبولیت، فرمان مقدس عزوجل ہے: ﴿فغفرنا لہ ذلک اور رجوع لایا تو ہم نے اسے یہ معاف کردیا (ص: ۲۵)﴾، (۷)...... عدل کرنے والا بنایا، فرمان عزوجل ہے: ﴿یاداؤد انا جعلنک خلیفۃ فی الارض اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا (ص: ۲۶)﴾، (۸)...... لوہے کو نرم کردینا، فرمان مقدس عزوجل ہے ﴿والنا لہ الحدید اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا (سبا: ۱۰)﴾، (۹)...... اچھی آواز اور اچھی صورت وشکل، فرمان مقدس عزوجل ہے: ﴿یزید فی الخلق ما یشاء بڑھاتا ہے مخلوق میں جو چاہے (فاطر: ۱)﴾۔ (القرطبی، الجزء: ۲۲، ص ۲۳۵)

حضرت داؤد علیہ السلام کا پیشہ:

۲...... حضرت داؤد علیہ السلام کا پیشہ لوہے کی زرہیں بنانا تھا، لوہا ان کے ہاتھ میں شمع کی مانند تھا، یہ قول ابن عباس کا ہے۔ حسن کہتے ہیں کہ لوہا ان کے ہاتھ میں آٹے کی مانند تھے پس وہ اس پر بغیر آگ سے گرم کئے کام کرلیتے تھے۔ سدی کہتے ہیں ان کے ہاتھ میں لوہا چکنی مٹی، گندھے ہوئے آٹے اور شمع کی مانند تھے اور جیسے چاہتے زرہیں بنالیتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام دن ورات میں زرہیں بناتے اور اس کی قیمت ہزار درہم ہوتی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ لوہا ان کے ساتھ اللہ کی حمد کرتا تھا، اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کو بنی اسرائیل کا بادشاہ کیا گیا تو ان سے ایک فرشتہ انسانی شکل میں ملا، حضرت داؤد علیہ السلام رات میں بھیس بدل کر رعایا کی خبر لیتے، آپ علیہ السلام نے فرشتے سے اپنی سیرت وخصلت کے بارے میں پوچھا تو فرشتے نے کہا ویسے تو سب صحیح ہے لیکن یہ شخص بیت المال سے کھاتا ہے، اگر اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے تو اس کے لئے بڑی فضیلت کی بات ہوگی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ سے دعا فرمائی کہ اللہ اسے ایسا پیشہ سکھادے جو اس کے لئے آسان بھی ہو، پس انہیں زرہیں بنانے کا علم دیا گیا، جس کا بیان سورۃ الانبیاء میں بھی کیا گیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام دن رات میں ایک زرہ بناتے جس کی قیمت ایک ہزار درہم ہوتی، یہاں تک کہ آپ کی صنعت

خوب ترقی کر گئی اور آپ نے اس سے فقراء و مساکین میں خرچ کرنا شروع کر دیا۔ پس ایک تہائی مال مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کرتے۔ آپ سب سے پہلے زرہیں بنانے والے تھے۔ (القرطبی، الجزء:۲۲، ص ۲۳۶)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک دن و رات کا سفر:

۳۔۔۔۔۔سیدنا سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ نے ہوا کو تابع کر دیا تھا، ایک ماہ کی مسافت دن اور اتنی ہی مسافت رات میں طے فرماتے، حسن بصری کہتے ہیں ہوا ان کے تخت کو دمشق سے اصطخر میں کچھ ہی دیر میں پہنچا دیتی اور اسی طرح شام میں اصطخر سے کابل کا سفر طے ہو جاتا۔ اسی طرح اللہ نے تانبے کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بس میں کر دیا لوگ اس کی مدد سے صنعتی کام میں مشغول رہتے، جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے عمارات بنانے کے امور میں مصروف ہوتے اور یہ سب امور حضرت سلیمان کی مرضی سے ہوتے اور جنات میں سے کام چوری کرنے والا آگ کے عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا۔ (الخازن، ج۳، ص ۴۴۳)

روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب تخت پر بیٹھتے تھے تو ان کے اردگرد چار سو کرسیاں ہوتی تھیں، جن پر آگے معزز انسان بیٹھتے تھے اور ان کے پیچھے عام انسان بیٹھتے تھے، اور ان کے بعد جنات کے سردار ہوتے تھے، بعد میں عام جنات، ہر کرسی پر ایک پرندہ ہوتا تھا جس کے سپرد کوئی کام ہوتا تھا، ہوا تخت کو اٹھاتی اور پرندے ان پر سایہ کرتے تھے، صبح کو وہ بیت المقدس سے اصطخر (شیراز سے بارہ فرسخ دور ایک اہم شہر) کی طرف جاتے تھے، ابن زید نے کہا وہ شام عراق کی طرف جاتے تھے، اور بھی روایات ہیں۔

(القرطبی، الجزء:۲۲، ۲۳۸)

☆۔۔۔۔۔جس طرح ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخر کر دی گئی اسی طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روئے زمین کو دیکھنا مسخر کر دیا گیا جب آپ کسی چیز کو دیکھنا چاہتے تو وہ چیز آپ کے سامنے آجاتی تھی جیسا کہ جب مشرکین نے آپ سے مسجد اقصی کے متعلق سوالات کرنا شروع کئے تو اللہ نے بیت المقدس آپ کے سامنے کر دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: اسری بعبدہ، رقم: ۴۷۱۰، ص ۸۱۴)

حضرت سلیمان علیہ السلام و داؤد علیہ السلام کے فضائل کا تقابلی جائزہ:

۴۔۔۔۔۔جاننا چاہیے کہ اللہ نے حضرت داؤد و سلیمان علیہ السلام کے حق میں تین تین فضائل کا ذکر کیا، (۱)۔۔۔۔۔پس پہاڑ کو حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے مسخر کر دیا اور ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا، اور یہ اس لئے کہ بھاری پر ہلکی چیز کو مسخر کر دیا کیونکہ جب حرکت ہو تو بھاری چیز اپنی جگہ قائم رہے اور ہلکی چیز حرکت کر جائے۔ لیکن پہاڑ آدمی سے اور آدمی ہوا سے بھاری ہوتا ہے پس اللہ نے بھاری کو ہلکی کے ساتھ کر دیا یعنی پہاڑ کو داؤد کے ساتھ کر دیا جیسا کہ ہم نے فرمایا: ﴿اوبی﴾ یعنی پہاڑ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ رجوع (سیر) کرتے اور سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر ہواؤں کے ساتھ سیر کرتے۔ (۲)۔۔۔۔۔پرندے اور جنات، یہ دونوں انسان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے، پس پرندے انسانوں سے اور انسان جنات سے دور بھاگتے ہیں، اور انسان جنات کی جگہوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں، اور جن ہمیشہ انسان کو شکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور انسان پرندوں کو شکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ نے پرندوں کو حضرت داؤد علیہ السلام سے مانوس کر دیا کہ پرندے ان سے دور نہیں بھاگتے تھے اور اسی طرح جن حضرت سلیمان علیہ السلام سے دور نہیں ہوتے تھے بلکہ ان کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ (۳)۔۔۔۔۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا قابو میں کر دیا۔ (الرازی، ج۹، ص ۱۹۸)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات:

۵۔۔۔۔۔قضاء: حکم، فصل، موت سارے ہی قوت حساسیہ کے زوال کو کہتے ہیں، یعنی جب ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی

موت کا فیصلہ کیا تو ہم نے انہیں دنیا سے دور کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر عصاء کے ذریعے ٹیک لگائے جلوہ فرما تھے، جنات مختلف مشکل و کٹھن کاموں میں مصروف بیت المقدس کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے، اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا علم ضرور ہو جاتا اور ایک سال گزر جانے پر بھی انہیں معلوم نہ ہوا تا ہم دیمک نے لکڑی کو کھانا شروع کر دیا جس کے باعث لکڑی کھوکھلی ہوگئی اور ان کا جسم مبارک زمین پر تشریف لے آیا۔ جنات کو علم اسی وقت ہوا جب ان کا جسم اقدس زمین پر تشریف لے آیا۔

(روح البیان، ج۷، ص ۳۲۸ وغیرہ)

حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے فرزند ارجمند ہیں، انہیں بھی نبوت و مملکت عطا ہوئی، مال وراثت نہ ملا کیونکہ حضرات انبیائے کرام کی وراثت مال نہیں ہوتی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''ہم مال وراثت میں نہیں چھوڑتے ہم جو بھی چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے''۔ ایک حدیث میں یوں بھی ہے کہ: ''ہم حضرات انبیائے کرام مالی وراثت نہیں چھوڑتے''، صادق وامین آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس طرح لوگ مال و دولت چھوڑ جاتے ہیں ہم حضرات انبیائے کرام ایسا نہیں کرتے، ہمارا مال فقراء اور محتاجوں کا ہوتا ہے خاص اقرباء کے لئے نہیں ہوتا، کیونکہ حضرات انبیائے کرام کے لئے دنیا تنگ اور حقیر ہوتی ہے جیسا کہ انہیں وصف نبوت وفضیلت کے ساتھ خاص کر کے بھیجا جاتا ہے''۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولیاں جان لیتے تھے، اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر بہت نوازشات کیں، انہیں نبوت، بادشاہت، آلات حرب، کثرت احباء، لشکر، قافلے، جنات وانسان کی جماعتیں، پرندے، وحشی جانور، علم وفہم، بولنے اور نہ بولنے والے جانوروں کی بولیاں سکھادیں۔ زہری کے مطابق آپ علیہ السلام نے باون سال زندگی گزاری اور چالیس سال حکومت کی، جب کہ ابن عباس نے آپ علیہ السلام کی حکومت کی مدت بیس سال بیان کی ہے۔

(البدایة والنهایة، قصة سلیمان بن داؤد، الجزء الثانی، ج۱، ص ۳۸۹ وغیرہ)

مفسرین کرام وتمام تاریخ دانوں نے لکھا ہے کہ ایک سال تک جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے وفات پا جانے کا علم ہی نہ ہوا، ثابت ہوا کہ جنات علم غیب نہیں جانتے۔ دوسرے یہ کہ ایک سال تک حضرت سلیمان علیہ السلام وفات پا جانے کے بعد بھی اپنے تخت/مسند پر تشریف فرما رہے لیکن ان کے جسم مبارک میں کوئی تغیر نہ ہوا۔ پتہ چلا کہ نبی اور اللہ کے دیگر برگزیدہ کے اجسام کو اللہ گلنے سڑنے سے محفوظ رکھتا ہے۔

قوم سبا کا تاریخی وجغرافیائی پس منظر:

۵.....اللہ عزوجل نے فرمایا﴿لقد کان لسبا فی مسکنهم اية جنتن عن یمین و شمال بیشک سبا کے لئے ان کی آبادی میں نشانی تھی دو باغ داہنے اور بائیں (سبا: ۱۵)﴾۔ اس آیت کی شرح میں مفتی نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں کہ سبا عرب کا ایک قبیلہ ہے جو کہ اپنے جد کے نام سے مشہور ہے اور وہ جد سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان ہے، اور حدود یمن میں واقع علاقہ ہے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۴۰، ۴۱)

اب ہم موضوع کی طرف آتے ہیں کیونکہ پہلے ہم نے معتبر تفسیر سے واضح کر دیا کہ قوم سبا کے علاقے کو موجودہ دور میں یمن کا علاقہ کہا جاتا ہے۔ تاہم تاریخی نقطہ نگاہ سے لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ اگر ہم جغرافیائی اعتبار سے جزیرۂ عرب کے جنوب مغربی حصے کی طرف نگاہ ڈالیں تو آخر میں ایک علاقہ مثلث شکل میں نظر آتا ہے۔ جس کے مشرقی ضلع میں بحیرۂ عرب کا ساحل اور مغربی ضلع میں بحیرۂ احمر کا ساحل ہے۔ اور ظہران جو کہ (مغرب) میں واقع ہے سے حضر موت (جو کہ مشرق میں واقع ہے) تک کھنچے جانے والے خط کو مثلث کا تیسرا ضلع قرار دیا جاتا ہے۔ ان حدود میں جو علاقہ ہے اُسے قدیم زمانے سے یمن کہا جاتا ہے۔ اس علاقے میں پانی کی

فراوانی اور مسلسل بارش کی وجہ سے کاشتکاری اچھی اور آبادی زیادہ رہی ہے۔ اس وجہ سے یہ علاقہ شمالی اور مرکزی جزیرۂ عرب سے قابل قیاس نہیں ہے۔جیسا کہ معلوم ہے کہ ایک بڑی آبادی کے لئے جائے سکونت کی ضرورت پڑتی ہے اور اسی وجہ سے قصبے اور شہر بنتے ہیں۔جو حکومتیں ان علاقوں میں بنی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(۱)......حکومت معین: یہ حکومت ۸۵۰ء سے ۴۰۰ اءتک رہی اور حکومت سبا کے تسلط پرختم ہوئی۔

(۲)......حکومت حضرموت: جو ۶۵ء عیسوی سے قبل شروع ہوئی اور ۱۰۲۰ء کے بعد تک باقی رہی اور حکومت سبا کے مسلط ہونے کے بعد ختم ہوئی۔(۳)......حکومت سبا: ۱۱۵ء سے لے کر ۸۵۰ء تک برسر اقتدار رہی اور حمیری سبا وریدان کے برسر اقتدار آنے تک بکھر گئی۔

(۴)......حکومت قتبان: ۵۴۰ء سے لے کر ۸۶۵ء تک برقرار رہی اور حکومت سبا کے آتے ہی نابود ہوگئی۔(۵)......حکومت سبا وریدان: حضرموت اور اطراف یمن کے جن بادشاہوں کے سلسلہ کو ''تبع'' کہا گیا ہے،ان کی حکومت سال ۱۱۵ء سے پہلے شروع ہوئی ۵۲۳ء تک برقرار رہی اور اس کی راجدھانی ''ظفار'' تھی۔(یہ مواد انٹرنیٹ سے حاصل کیا گیا ہے)

اغراض:

وکتابا: سے مراد زبور شریف ہے۔**فکان فی یدہ کالعجین:** یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا نرم ہوتا بغیر کسی آگ یا دیگر دھات کے استعمال کے۔

فاجازیکم علیہ: یعنی خیر کے کاموں کا اجر خیر کے ساتھ اور شر کے کاموں کا اجر شر کے ساتھ مراد ہے۔

سخرنا: اللہ کے فرمان:﴿وسخرنا لہ الریح تجری بامرہ﴾ کی تصریح کا ارادہ کرتے ہوئے مفسر نے **سخرنا** فرمایا۔

فاجریت ثلاثۃ ایام: یعنی تانبا تین دن ورات میں ایک ہی مرتبہ جاری ہوا، یا ہر ماہ میں تین دن جاری ہوا۔

مما اعطی سلیمان: یعنی سلیمان لوگوں کے لئے تانبے کو بطور کرامت استعمال فرماتے،ان سے پہلے تانبا کسی کے لئے آگ یا کسی اور چیز سے نرم نہ ہوا تھا۔**بان یضربہ ملک:** اللہ نے جنات کے سردار کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے موکل کردیا تھا،جس کے ہاتھ میں آگ کا کوڑا ہوا کرتا تھا اور جو بھی شخص حضرت سلیمان علیہ السلام کی بات نہ مانتا تو وہ جن سردار اسے وہ کوڑا مارتا جس سے وہ جل کر مرجاتا۔**ابنیۃ مرتفعۃ:** یعنی مساجد وغیرہا،اس کا نام محاریب اس لئے رکھا کہ اس میں رہنے والا مدمقابل سے اسی کی وجہ سے حمایت حاصل کرتا ہے،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ محاریب سے مخصوص قسم کی مساجد کے محراب مراد ہیں،لیکن زیادہ نزدیک ترین قول اول ہی ہے جو مفسر نے بیان کیا ہے،اور یہاں وہ طاق مراد نہیں ہیں جس میں امام کھڑا ہوا کرتا ہے اور یہ طاق تو زمانۂ نبوی کے بعد ناپید ہوچکے ہیں اور انہیں محاریب کا نام اس لئے بھی دیا گیا کہ بلند ہوا کرتے ہیں اور خاص ائمہ کے لئے ہوا کرتے ہیں۔

ولم یکن اتخاذ الصور حراما: اس اعتراض کا جواب ہے کہ اتخاذ صوری حرام ہے؟اگر واقعی ایسا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ایسا کرنا کیسے ثابت ہوا؟ جان لیں کہ ابتدائے اسلام میں اتخاذ صوری اچھے مقصد کے لئے کیا جاتا تھا پھر جب برا مقصد شامل ہونے لگا اور اللہ کو چھوڑ دوسرے کی بندگی اس میں شامل ہونے لگی تو اللہ نے بندوں پر حرام فرمادیا۔

وھی حوض کبیر: اسے جابیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں بہت سا پانی جمع ہوتا تھا۔

حتی اکلت الارضۃ عصاہ: یعنی جنات کو جب معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام وفات پاچکے ہیں اور یہ خبر انہیں زمینی کیڑے (دیمک) کے عصا مبارک چاٹ لینے سے ہوئی تو خوش ہوئے اور شکر کا سانس لیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خوف سے انتہائی جانفشانی سے بیت المقدس کی تعمیر میں مصروف تھے پس وہ پانی اور مٹی سخاوت دکھاتے ہوئے لائے اور بولے:اگر تم پانی اور کھانا

کھالوتو ہم (اور بھی) تمہارے پاس لائیں گے۔
بحساب: پس جنات نے آپ کی موت کا حساب لگانا چاہا، پس اسی غرض سے انہوں نے ایک لکڑی زمین پر رکھی جو ایک دن رات میں کھالی گئی، پس انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے موت کے وقت کو گمان کرلیا اور وہ آپ کے وصال کے سن کو جان گئے۔
سمیت باسم جد لھم: مراد سبا بن حوشب جیم مضمومہ کے ساتھ یعرب بن قحطان کا بیٹا، روایت ہے کہ ایک شخص نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سوال کیا: سبا کیا ہے؟ زمینی جگہ کا نام یا کسی عورت کا نام؟ فرمایا: ''نہ تو کسی زمینی علاقے کا نام ہے اور نہ ہی کسی عورت کا نام ہے بلکہ ایک آدمی ہے جس نے عرب میں دس سال گزارے، چھ سال یمن میں رہا اور لوگ بھی اس سے امن میں رہے اور چار سال شام میں رہائش پذیر ہوا اور لوگ اس سے بُرا شگون لیتے تھے، اور وہ اُسے سُست، جذامی، گہری سوچ والا گمان کر کے شگون لیتے اور جس وقت وہ چھ سال یمن میں رہا اس وقت ازد، اشعری، حمیر، کندہ، مذحج اور انمار (اس سے) امن میں رہے، پوچھا یارسول اللہ انمار سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ''جو شیر دل ہوا کرتے تھے''۔ اس قصے سے امتِ محمدیہ کو نصیحت حاصل کرنا مقصود ہے کہ وہ غور وخوض کریں اور اللہ کی نعمتوں کا شکر بجالائیں کہ ان کے لئے وہ کچھ حلال ہوا جو ان سے پہلے والوں کے لئے حلال نہ ہوا تھا۔
بالیمن: یعنی یمن وسبا کے مابین تین دن کی راہ تھی۔ وقیل لھم: یعنی حضرات انبیائے کی بزبان، کیونکہ اللہ نے اس قوم پر (مختلف ادوار میں) تیرہ نبی بھیجے، جو انہیں توحید کی دعوت اور اللہ کی نعمتوں کا شکر یاد دلاتے رہے، اور یہ اجازت واباحت پر مبنی حکم تھا۔
عن شکرہ: یعنی اللہ کا شکر اور رسول کی اطاعت نہ کی، روایت میں ہے کہ اللہ نے تیرہ رسل بھیجے جنہوں نے انہیں توحید اور نعمتوں کے شکر ادا کرنے کی دعوت دی اور عذاب سے ڈرایا، پس لوگوں نے جھٹلایا اور بولے: ہم اللہ کی نعمتوں کا ادراک نہیں رکھتے، پس اگر چاہیں تو ان نعمتوں کو ہم سے روک دیں اور قوم کا سردار حمار کے لقب سے مشہور تھا، جس کا بیٹا مرچکا تھا، اس نے کفر کرتے ہوئے آسمان کی جانب سر اٹھا کر تھوکا، اور وہ زمین کے ہر خطے پر کفر کرتا گیا اور اس کا انجام قتل کے ذریعے موت ہوئی۔
وھو ما یمسک الماء من بناء وغیرہ: مراد وہ وادی ہے جو زمین سے اوپر بلندی پر مثل پہاڑ کے تھی، پس بلقیس نے وادی کو چٹان وغیرہ سے روک لگادی تھی، اور تین دروازے بھی بنائے گئے تھے جن میں سے ہر ایک دوسرے سے بلند تھا، پانی پہاڑ کی چوٹیوں سے ہر جانب سے رِس کر یہیں آتا، پس پہلے وادی کا بالائی، پھر متوسط اور پھر نچلا درجہ سیراب ہوتا، پس ﴿العرم﴾ سے مراد یہی آڑ ہے۔
مفرد علی الاصل: ذواتی کی اصل ذویۃ ہے، پس یاء متحرک ماقبل فتح دے کر الف لائے تو ذوات ہوگیا، پھر واو کو تخفیف کی وجہ سے حذف کردیا گیا، پس اس کی تثنیہ دو وجوہ کی بناء پر ہوسکتی ہے یا تو اصل کے اعتبار سے مثلا ذواتان یا عارض کی وجہ سے جیسے ذاتان
مر بشع: مراد کانٹے دار درخت ہے۔
ای ما یناقس الی ھو: یعنی سزادینے، وقت سے حساب لینے اور ہر گناہ کا مواخذہ کرنے پر حصر کیا گیا ہے، پس مطلق دیکھا جائے تو مومن وکافر سب ہی کو جزادی جائے گی تاہم مومن کے ساتھ فضل اور کافر کے ساتھ عدل کا معاملہ کیا جائے گا۔
ولا یحتاجون فیہ الی حمل زاد وماء: یعنی یمن اور وادیٔ سبا کے مابین بھوک، پیاس اور خوف کے خیال سے بے پرواہ ہوکر سفر کرتے ہیں، چار ماہ کے سفر کے بعد بھی جب کوئی اپنے باپ کے قاتل سے ملتا ہے تو حق ادا کرنے سے باز نہیں رہتا۔
علم ظھور: ﴿لنعلم﴾ میں لام عاقبت کا ہے نہ کہ تعلیل کا، آیت کا معنی یہ ہے کہ شیطان پر گمراہی کی ایجاد کا وبال نہیں ہے بلکہ ہم (اللہ وحدہ لاشریک لہ) ہدایت وگمراہی کی ایجاد کرنے والے ہیں، اور ہماری حکمت شیطان پر گمراہی مسلط کرنے کے ذریعے ہے تاکہ ہمارے بندوں میں (نیک وبد ہونے کا) فرق ہوجائے اور کفر وایمان واضح ہوجائے جس کے خالق ہم ہی ہیں، پس جو جس کی پیروی

کرے، پس اس میں اس بات پر علامت ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے، پس غور کرو۔
رقیب: یعنی اللہ ابلیس کو لوگوں کو گمراہ کرنے سے روکنے پر قادر ہے، وہ ابلیس کے ہر دار کو جانتا ہے جو وہ اُسکے بندوں پر کرتا ہے۔
(الصاوی، ج۵، ص۵۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿قل﴾یا مُحمدُ لِکُفَّارِ مَکةَ﴿ادعوا الذین زعمتم﴾ای زَعَمتُمُوهُم آلِهةً﴿من دون الله﴾ای غیرِهٖ لِیَنفَعُوکم بزَعمِکُم قالَ تعالی فِیهِم﴿لا یملکون مثقال﴾وَزنَ﴿ذرة﴾مِن خیرٍ او شرٍ﴿فی السموت ولا فی الارض وما لهم فیهما من شرک﴾شِرکَةٍ﴿وما له﴾تعالی﴿منهم﴾مِنَ الْاٰلِهَةِ﴿من ظهیر (۲۲)﴾مُعِینٍ﴿ولا تنفع الشفاعة عنده﴾تعالی رَدًّا لِقَولِهِم اَنَّ آلِهَتَهم تُشَفِّعُ عِندَهٗ﴿الا لمن اذن﴾بِفتحِ الهَمزَةِ وَضَمِّها﴿له﴾فِیها﴿حتی اذا فزع﴾بِالبِناءِ لِلفَاعِلِ ولِلمَفعُولِ﴿عن قلوبهم﴾کُشِفَ عَنهَا الفَزَعُ بِالْاِذْنِ فِیها﴿قالوا﴾قَالَ بَعضُهُم لِبَعضٍ اِستِبشَارًا﴿ماذا قال ربکم﴾فِیها﴿قالوا﴾القَولَ ﴿الحق﴾ای قَد اَذِنَ فِیها﴿وهو العلی﴾فَوقَ خَلقِهٖ بِالقَهرِ﴿الکبیر (۲۳)﴾العَظِیمِ﴿قل من یرزقکم من السموت﴾المَطَرِ﴿والارض﴾النَّبَاتِ﴿قل الله ۙ﴾اِن لَم یَقُولُوهُ لَا جَوابَ غَیرُہٗ﴿وانا او ایاکم﴾ای اَحَدِ الفَرِیقَینِ﴿لعلی هدی او فی ضلل مبین (۲۴)﴾بَیِّنٍ فِی الْاِبْهامِ تَلَطُّفٌ بِهم دَاعٍ اِلَی الْاِیمانِ اِذا وُفِّقُوا﴿قل لا تسئلون عما اجرمنا﴾اَذْنَبْنَا﴿ولا نسئل عما تعملون (۲۵)﴾لِاَنَّا بَرِیئُونَ مِنکُم﴿قل یجمع بیننا ربنا﴾یَومَ القِیَامةِ﴿ثم یفتح﴾یَحکُمُ﴿بیننا بالحق ط﴾فَیُدخِلُ المُحِقِّینَ الجَنةَ والمُبطِلینَ النارَ﴿وهو الفتاح﴾الحَاکِمُ﴿العلیم (۲۶)﴾بِمَا یَحکُمُ بِهٖ﴿قل ارونی﴾اِعلَمُونِی﴿الذین الحقتم به شرکاء﴾فِی العِبَادةِ﴿کلا ط﴾رَدعٌ لَهُم عَنْ اِعتِقَادِ شَرِیکٍ لَهٗ﴿بل هو الله العزیز﴾الغَالِبُ علٰی اَمرِهٖ﴿الحکیم (۲۷)﴾فی تَدبِیرِهٖ لِخَلقِهٖ فَلا یَکونُ لهُ شَرِیکٌ فِی مُلکِهٖ﴿وما ارسلنک الا کافة﴾حالٌ مِنَ النَّاسِ قُدِّمَ لِلْاِهتِمَامِ بِهٖ﴿للناس بشیرا﴾مُبَشِّرا لِلمُومِنِینَ﴿ونذیرا﴾مُنذِرًا لِلکَافِرِینَ بِالعَذَابِ﴿ولکن اکثر الناس﴾ای کُفَّارُ مَکةَ﴿لا یعلمون (۲۸)﴾ذلک﴿ویقولون متی هذا الوعد﴾بِالعَذَابِ﴿ان کنتم صدقین (۲۹)﴾فِیهِ﴿قل لکم میعاد یوم لا تستأخرون عنه ساعة ولا تستقدمون النصف (۳۰)﴾عَلَیهِ وهوَ یَومُ القِیٰمةِ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ (اے حبیب ﷺ کفار مکہ سے) پکارو انہیں جنہیں اللہ کے سوا (دون بمعنی غیر ہے) سمجھے بیٹھے ہو (کہ وہ تمہیں تمہارے گمان کے مطابق نفع پہنچا سکیں (زعمتم کا مفعول بہ ھم ضمیر محذوف ہے، دراصل زعمتموھم ہے، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) وہ تو ذرہ بھر (مثقال کے معنی وزن ہے، برائی اور بھلائی) کے مالک نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کچھ حصہ (شرک بمعنی شرکۃ ہے) اور نہ اس کا (یعنی اللہ ﷻ کا) ان میں سے (ان باطل خداؤں میں سے) کوئی مددگار (ظھیر بمعنی معین ہے

)اور اس کے (یعنی اللہ ﷻ کے) پاس شفاعت کام نہیں دیتی (یہ کفار کے اس قول کے رد کے لیے ہے کہ ان کے خدا ان کی شفاعت کر سکیں......۱......) مگر جس کے لیے وہ اذن فرمائے (اذن کو معروف ومجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) یہاں تک کہ جب اذن دیکر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور کردی جاتی ہے......۲......(یعنی شفاعت کی اجازت دیکر ان کے دلوں سے گھبراہٹ وخوف دور کردیا جائے گا، فـزع معروف ومجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) کہتے ہیں (خوشخبری سناتے ہوئے ایک دوسرے کو) تمہارے رب نے کیا بات فرمائی ہے (شفاعت کے بارے میں) وہ کہتے ہیں حق (بات) فرمائی اس نے شفاعت کرنے کی اجازت دے دی ہے اور وہی بلندی (مخلوق پر غلبہ رکھنے والا) عظمت والا (کبیــر بمعنی عــظـیـم ہے) تم فرماؤ: کون ہے جو تمہیں روزی دیتا ہے آسمانوں سے (بصورت بارش) اور زمین سے (بصورت نباتات) تم خود ہی فرماؤ اللہ (اگر کفار اس کا جواب نہ دیں، کیونکہ اس بات کا فقط یہی جواب ہے) اور بیشک ہم یا تم (یعنی ہم میں سے ایک فریق تھا) یا تو ضرور ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں (مبین بمعنی بین ہے، یہاں بصورت ابہام کلام کو ذکر کرنے میں ان پر لطف ومہربانی ہے جو ایمان کی داعی ہیں جب کہ وہ اس پر واقف ہونگے) تم فرماؤ ہم نے تمہارے گمان میں اگر کوئی جرم کیا ہمارے جرم کی تم سے پوچھ کچھ نہیں (اجــرمــنـا بمعنی اذنبــنـا ہے) نہ تمہارے کرتوتوں کا ہم سے سوال (کیونکہ ہم اس سے بری ہیں) تم فرماؤ (بروز قیامت) ہمارا رب ہم سب کو جمع فرمائے گا پھر ہم میں سچا فیصلہ فرمادے گا (اھل حق کو جنت اور اھل باطل کو دوزخ میں داخل فرما کر، یـفـتـح بمعنی یـحـکـم ہے) اور وہی ہے درست فیصلہ کرنے والا (الـفـتـاح بمعنی الحاکم ہے) اور علم رکھنے والا (اپنے فیصلے کا) تم فرماؤ مجھے بتاؤ (ارونی بمعنی اعلمونی ہے) وہ شریک جو تم نے اس سے ملائے ہیں ہشت (اللہ ﷻ کا شریک ماننے کے لئے عقیدے کی تردید کے لیے ان کو جھاڑا گیا ہے) بلکہ وہی ہے اللہ غالب (اپنے کاموں پر) اور حکمت والا (اس تدبیر میں جو اپنی مخلوق سے حکم فرماتا ہے پس اس کے ملک میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے) اور اے محبوب ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے......۳......(''کـافـة'' الـنـاس سے حال ہے، اسکی تمام شان کے لیے مقدم ذکر کیا گیا ہے) خوشخبری دیتا (ایمان لانے والوں کو جنت کی) اور ڈرسناتا (کافروں کو دوزخ کا، بشیــرا بمعنی مبشــرا اور نــذیـرا بمعنی مـنـذر ہے) لیکن بہت لوگ (یعنی کفار مکہ اس کو) نہیں جانتے اور کہتے ہیں یہ (عذاب کا) وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو (اس وعدے میں) تم فرماؤ تمہارے لیے ایک ایسے دن کا وعدہ ہے جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو اور نہ آگے بڑھ سکو (اس سے، اور وہ قیامت کا دن ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ﴾۔

قل: قول، ادعوا: فعل امر با فاعل، الـذین: موصول، زعـمـتـم: فعل با فاعل ''ھم'' ضمیر محذوف مفعول اول، مـن دون اللہ: ظرف مستقر ''الھة'' محذوف کی صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لا یملکون مثقال ذرة فی السموت ولا فی الارض﴾۔

لایملکون: فعل نفی با فاعل، مثقال ذرة: مفعول، فی السموت: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، فی الارض: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ومالھم فیھما من شرک ومالہ منھم من ظھیرo﴾۔

و: عاطفہ، ما: نافیہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، فیھما: ظرف مستقر حال مقدم، من: جار زائد، شرک: ذوالحال، ملکر مبتدا موخر، ملکر

جملہ اسمیہ ہو۔و: عاطفہ، ما: نافیہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، منھم: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، ظھیر: ذوالحال، ملکر مبتدا موخر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له﴾.

و: مستانفہ، لاتنفع الشفاعة: فعل نفی وفاعل، عنده: ظرف، الا: اداۃ حصر، لام: جار، من اذن له: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿حتی اذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم﴾.

حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، فزع عن قلوبهم: فعل با نائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: قول، ما: استفہامیہ مبتدا، ذا: موصول، قال ربكم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر فعل محذوف "یتربصون" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا الحق وهو العلی الكبیر ٥ قل من یرزقكم من السموت والارض قل الله﴾.

قالوا: فعل با فاعل، الحق: "القول" موصوف محذوف کی صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، هو: مبتدا، العلی الكبیر: خبران، ملکر جملہ اسمیہ، قل: قول، من: استفہامیہ مبتدا، یرزقكم من السموت والارض: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قل: قول، الله: مبتدا محذوف "هو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وانا او ایاكم لعلی هدی او فی ضلل مبین ٥﴾.

و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ، "نا" ضمیر معطوف علیہ، او: عاطفہ، ایاكم: ضمیر منفصل معطوف، ملکر اسم، لام: تاکیدیہ، علی هدی: جار مجرور معطوف علیہ، او: عاطفہ، فی ضلل مبین: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل لا تسئلون عما اجرمنا ولا نسئل عما تعملون ٥﴾.

قل: قول، لاتسئلون: فعل نفی با نائب الفاعل، عما اجرمنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لانسئل: فعل نفی با نائب الفاعل، عما تعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل یجمع بیننا ربنا ثم یفتح بیننا بالحق وهو الفتاح العلیم ٥﴾.

قل: قول، یجمع بیننا ربنا: فعل وظرف وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یفتح: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، بیننا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، هو الفتاح العلیم: جملہ اسمیہ معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل اروني الذین الحقتم به شركاء كلا بل هو الله العزیز الحكیم ٥﴾

قل: قول، اروني: فعل امر با فاعل ومفعول، الذین: موصول، الحقتم به شركاء: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، كلا: حرف ردع وزجر، بل: عاطفہ، هو: مبتدا، الله: مبتدا ثانی، العزیز الحكیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما ارسلنك الا كافة للناس بشیرا ونذیرا ولكن اكثر الناس لا یعلمون ٥﴾

و: مستانفہ ،ما ارسلنا: فعل نفی بافاعل، ک: ذوالحال، الا: اداۃ حصر، کافۃ: حال اول، بشیرا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نذیرا: معطوف، ملکر حال ثانی، ملکر مفعول، للناس: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ، و: عاطفہ، لکن: حرف مشبہ، اکثر الناس: اسم، لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویقولون متی هذا الوعد ان کنتم صدقین۝﴾.

و: مستانفہ، یقولون: قول، متی: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، هذا الوعد: مبدل منہ بدل، ملکر مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ، مقولہ اول، ان: شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزامحذوف "فمتی هذا الوعد" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون عنه ساعة ولا تستقدمون۝﴾.

قل: قول، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، میعاد: مضاف، یوم: موصوف، لا تستاخرون: فعل بافاعل، عنه: ظرف لغو، ساعة: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تستقدمون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کافروں کی شفاعت ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ:

لے...... جان لیں کہ شرکیہ عقائد رکھنے والوں کے چار مذاہب ہیں۔(۱)...... اللہ آسمان اور اس اور اس میں موجود تمام اشیاء، زمین اور اس میں موجود تمام اشیاء، پس جملہ ارضیات میں سیارے اور سماوات میں فرشتے کہ ہم ان کی عبادت کرتے ہیں اور یہ اللہ کی، یعنی اللہ ان کا خدا ہے اور یہ ہمارے معبود ہیں۔ اللہ نے ان کے باطل قول کا رد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمہارے قول کے مطابق زمین اور نہ ہی آسمان میں کوئی معبود ہونے کی حیثیت سے کسی چیز کا مالک نہیں ہے۔(۲)...... جو آسمان میں کسی کو اللہ کا (معبود ہونے کی) مثل یا زمین میں کسی کو اللہ کا نظیر مانے، جیسا کہ سیاروں کے واسطے کو معبود ہونے کی حیثیت سے مانا جاتا ہے پس اللہ نے اتصالات (متصل ہونے کے اعتبار سے)، حرکات اور طوالع ( ) سے عناصر و ترکیبات کی تخلیق فرمائی، پس لوگوں نے انہیں زمین و آسمان میں اللہ کا شریک ٹھہراتے ہوئے معبود قرار دے دیا جس کا رد اللہ کے فرمان ﴿وما لهم فیهما من شرک اور نہ ان کا ان دونوں میں کچھ حصہ (سبا:۲۲)﴾ میں ہے۔(۳)...... بعض یہ کہتے ہیں کہ ترکیبات اور حوادث سب کے سب اللہ کی طرف سے ہیں لیکن اللہ نے ان معاملات کو سیاروں کو سونپ دیا ہے، اور اذن دیئے جانے والے کا فعل اذن دینے والے کی مانند ہوتا ہے اور اذن دیئے جانے کے والے سے اس نعت کا سلب ہونا ثابت ہوتا ہے جس کی مثال اس قول میں ملتی ہے کہ بادشاہ اپنے کسی مشیر کو کہے کہ فلاں کو مارو اور وہ مذکورہ شخص کی پٹائی لگائے تو یوں ہی کہا جائے گا کہ بادشاہ نے فلاں شخص کی پٹائی لگائی، اور عرف کے اعتبار سے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ فلاں نے فلاں کو مارا اور ایسا صرف بادشاہ کے کہنے کے مطابق ہی ہوا ہے اور اسی کی مثل دیگر اشیاء کے مطابق ایمان رکھنا لیکن اللہ نے ان کی تردید فرمادی اور فرمادیا: ﴿وما له منهم من ظهیر اور نہ (اللہ) کا ان میں سے کوئی مددگار (سبا:۲۲)﴾۔ بلکہ اللہ ہر چیز کا محافظ و نگہبان ہے۔(۴)...... جن لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ ہم بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہماری شفاعت کریں گے، اللہ نے ان کے قول کا ابطال اس آیت میں فرمایا: ﴿ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے (سبا:۲۳)﴾۔ پس تمہارا اللہ کو چھوڑ کر کسی کی عبادت کرنا روا نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ نے ان میں سے کسی کو شفاعت کا اذن نہیں

دیا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ (الرازی، ج۹، ص ۲۰۳)

کن پر ہیبت طاری ہوئی اور کیوں؟

۲......اصل تاویل کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ گھبراہٹ کن پر طاری ہوگی اور اس کا سبب کیا ہوگا؟ بعض کہتے ہیں کہ گھبراہٹ فرشتوں پر طاری ہوگی، بعض کہتے ہیں کہ گھبراہٹ ان پر طاری ہوئی جن کے دلوں پر وحی سننے کے باوجود پردے پڑے رہے۔ (یعنی سید عالم کی ذات پر نزول وحی کو حق جاننے کے باوجود نہ مانا)۔ (الجامع البیان، الجزء:۲۲، ص ۱۰۸)

☆......ابن مسعود سے روایت ہے کہ جب کبھی اللہ وحی کے ذریعے کلام فرماتا ہے تو اہل آسمان اسے گھنٹی کی مثل سنتے ہیں اور از خود رفتہ (بے ہوش) ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب بھی جبرائیل امین علیہ السلام ان کے پاس کوئی خبر لاتے ہیں تو دیگر آسمانی مخلوق (فرشتے) خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں اے جبرائیل علیہ السلام! ہمارے رب نے کیا ارشاد فرمایا؟ جبرائیل امین علیہ السلام کہتے ہیں حق فرمایا پس وہ بھی کہنے لگتے ہیں الحق، الحق"۔

☆......قتادہ کہتے ہیں کہ جب بھی اللہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پر وحی بھیجتا ہے، فرشتے اس سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں کہ شاید قیامت کے دن سے متعلق کوئی خبر ہے، پھر جب ان کے انہیں معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے وقوع کے حوالے سے کوئی بات نہیں تو ان کے دل اطمنان پا جاتے ہیں"۔

☆......زید بن اسلم کہتے ہیں کہ شیطان کے دل میں خوف ہوتا ہے جب انہیں ان کے جھوٹے فرقے، من گھڑت باتیں اور گمراہی کا علم ہوتا ہے کہتے ہیں ﴿قالوا ما ذا قال ربکم قالوا الحق وهو العلي الكبير (سبا:۲۳)﴾، اور شیطان کا یہ حال بنی آدم کی موت کے وقت ہوتا ہے اور انہیں ان کے اس اقرار کا کوئی فائدہ نہ ہوگا"۔ (الدر المنثور، ج۵، ص ۴۴۳ وغیرہ)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ جب آسمان میں کسی چیز کا فیصلہ فرماتا ہے تو فرشتے عاجزی سے اپنے پر مارتے ہیں اور وہ اس کے قول کی آواز اس طرح سنتے ہیں جیسے کسی صاف پتھر پر زنجیر کو مارا جائے، پھر اللہ اپنا فرمان فرشتوں تک پہنچا دیتا ہے، پھر جب فرشتوں کے دلوں سے اللہ کے کلام کی ہیبت نکلتی ہے تو نیچے والے فرشتے اوپر والوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا ارشاد فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق فرمایا ہے وہ نہایت بلند و بالا رب ہے، پھر اس کو وہ سنتے ہیں جو سُنی ہوئی باتوں کو چُراتے ہیں اور ایک کے اوپر دوسرے ہیں جیسا کہ راوی سفیان نے اپنی انگلی کے اشارے سے بتایا، پھر ہر ایک سننے والا اپنے نیچے والوں کو بتاتے ہیں، پھر وہ کسی ساحر یا کاہن کو بتا دیتے ہیں اور بعض اوقات کسی کو بتانے سے پہلے آگ کا شعلہ انہیں پکڑ لیتا ہے، اور بعض اوقات شعلہ پکڑنے سے پہلے وہ پہنچانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، پھر ساحر یا کاہن اس میں جھوٹ ملا کر آگے پہنچا دیتے ہیں، پھر ان سے کہا جاتا ہے کہ کیا فلاں بات اس طرح پہنچائی گئی تھی تو وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: الا من استرق السمع، رقم: ۴۸۰۰، ۴۷۰۱، ص ۸۱۱)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہونے کا مسئلہ:

۳......الکافۃ اپنی اصل کے اعتبار سے الکف بمعنی المنع ہے، اور اس سے عمومی معانی یعنی خروج سے ممانعت مراد لیا گیا ہے، جیسا کہ مجاہد سے منقول ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام لوگوں کے لئے ہے، یعنی کوئی بھی اس سے خارج نہیں۔ قتادہ کا قول ہے کہ اللہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب وعجم میں مکرم و محترم فرمایا پس سب کے لئے ان کی اطاعت واجب ہے اور ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ نے عرب وعجم وتمام امتوں کے لئے ان کی رسالت کو عام کر دیا ہے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۲، ص ۴۳۱)

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں، (۱)......ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کردیا گیا، (۲)......میرے لئے تمام روئے زمین سجدہ گاہ، قابلِ تیمم بنادی گئی میرا امتی جب جہاں چاہے نماز ادا کرلے، (۳)......میرے لئے مالِ غنیمت حلال کردیا گیا، (۴)......میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں جبکہ پہلے نبی ایک مخصوص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا، (۵)......مجھے (اذن) شفاعت دی گئی ہے۔

(صحيح البخاري، كتاب الصلوة، باب: قول النبي ﷺ جعلت لي، رقم:٤٣٨، ص ٧٦)

☆...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ مکۃ المکرمہ کے کسی راستے سے تشریف لے جارہے تھے راستے سے کوئی بھی پہاڑ یا درخت آتا آپ ﷺ کو کہتا ''السلام علیک یا رسول اللہ''۔(سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب: ٦/٨، برقم:٣٦٤٦، ص ١٠٣٩)

☆......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میں مکۃ المکرمہ میں ایک پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں جو میرے مبعوث ہونے سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا''۔(صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب: فضل نسب النبي ﷺ، رقم: (٥٨٣٣)/٢٢٧٧، ص ١١٤١)

اغراض:

لیغفروکم: ﴿ادعوا﴾ کے متعلق ہے، یعنی بلاؤ تاکہ تمہارے بت تم سے بھوک کی تکلیف دور کریں، اور تمہارے لئے عیش کا سامان کریں۔ معین: یعنی ہر چیز کا خالق، پس اللہ کسی چیز کے ایجاد و منہدم کرنے میں یکتا ہے۔

ردا لقولھم: یعنی کفار کہا کرتے تھے: ﴿ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (الزمر:٣)﴾ اس کی وضاحت یوں ہے کہ شفاعت اللہ کی رضا و اجازت ہی سے ہوتی ہے، اور کفار نے اللہ کے ساتھ کفر کرکے اس کے غضب کو دعوت دی ہے، پس اس صورت میں وہ اللہ سے شفاعت کے امیدوار کیسے ہوسکتے ہیں، پس یہ گمان ہی باطل ہے۔

کشف عنھا الفزع: یعنی شافعین اور مشفوع کے دلوں سے خوف دور ہوجائے، کہ اللہ نے بعض کو شفاعت کے اذن دینے کے کلمات کے ساتھ کلام کیا ہے۔

استبشارا: یعنی دلوں سے دکھ، درد اور غم دور ہوجانے پر ایک دوسرے کے ساتھ خوشی کرتے ہوئے کہیں گے کہ اللہ نے کیا ارشاد فرمایا؟ جاننا یہ ہے کہ یہ حکم دنیا میں ہوگا یا آخرت میں؟ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ حکم اُخروی ہے، جس کی تائید میں یہ آیت ﴿یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا (النبا:٣٨)﴾، اور اس کلام میں کچھ محذوف ہے، تقدیر کلام یوں ہے: ''لا تنفع الشفاعۃ عندہ یوم القیامۃ، الا لمن اذن لہ'' جب دلوں سے ہیبت نکل جائے گی تو ایک دوسرے سے اس بارے میں سوال کریں گے اور یہ حکم امورِ دنیا میں سے ہے جس کی تائید سید عالم ﷺ کے فرمان سے ملتی ہے جو کہ یہ ہے: ''جب اللہ کسی امر کی وحی کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو آسمان وزمین کو سختی و شدت کے ساتھ پکڑ فرما کر کلام فرماتا ہے، پس جب آسمان کے رہنے والے اللہ کا کلام سماعت کرتے ہیں تو اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوجاتے ہیں، پس سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام سر اٹھاتے ہیں اور اللہ ان سے وحی کے ذریعے کلام فرماتا ہے اور پھر جبرائیل علیہ السلام سارے آسمانوں میں اپنی شان کے لائق سیر کرتے ہیں اور دیگر فرشتے ان سے پوچھیں کہ اے جبرائیل علیہ السلام! ہمارے رب نے کیا پیغام دیا؟ پس جبرائیل علیہ السلام کہیں گے: ﴿الحق وھو العلی الکبیر (سبا:٢٣)﴾، پس سارے ہی فرشتے یہی کلام تلفظ کریں گے اور یوں حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کا پیغام فرشتوں تک پہنچانے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

اعلمونی: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ادری میں معنیٰ علمیت ہے اور تین مفاعل کی جانب متعدی ہے اولا: یائے متکلم یعنی

اور نبی میں موجود یاء کی طرف، ثانیاً: الذین اسم موصول کی طرف، ثالثاً: شر کاء کی طرف، یہ بھی درست ہے کہ دو مفعول کی جانب متعدی مانا جائے کیونکہ شرکاء اسم موصول میں موجود (ضمیر) عائد سے حال ہے، اور اس جملے کا قصد حجت قائم ہونے کے بعد نہ ماننے پر ان کی خطاوہٹ دھرمی پر زجر کیا گیا ہے۔

ذلک: مراد سید عالم ﷺ کی عمومی رسالت ہے، کہ آپ ﷺ سب کے لئے بشیر ونذیر ہیں۔ (الصاوی، ج۵، ص ٦٥ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿وقال الذین کفروا﴾مِن اَھلِ مَکۃَ﴿لن نؤمن بھذا القرآن ولا بالذی بین یدیہ﴾اَی تَقَدَّمَہٗ کَالتَّوراۃِ والْاِنجِیلِ الدَّالِینَ علَی البَعثِ لِاِنکَارِھِمْ لہٗ قَالَ تعالٰی فِیھِم ﴿ولو تری﴾یَا مُحمدُ﴿اذ الظلمون﴾الکَافِرُونَ﴿موقوفون عند ربھم صلے ج یرجع بعضھم الی بعض ۣ القول ج یقول الذین استضعفوا﴾الْاَتبَاعُ﴿للذین استکبروا﴾الرُّؤسَاءِ﴿لولا انتم﴾صَدَدتُّمُونَا عَنِ الْاِیمَانِ﴿لکنا مؤمنین (۳۱)﴾بِالنَّبِیِ﴿قال الذین استکبروا للذین استضعفوا انحن صددنکم عن الھدی بعد اذ جاء کم بل کنتم مجرمین (۳۲)﴾فِی اَنفُسِکُمْ ﴿وقال الذین استضعفوا للذین استکبروا بل مکر الیل والنھار﴾اَی مَکرٌ فِیھِما مِنکُمْ بِنَا﴿اذ تأمروننا ان نکفر باللہ ونجعل لہ اندادا ط﴾شُرکَاءَ ﴿واسروا﴾اَیِ الفَرِیقَانِ﴿الندامۃ﴾علٰی تَرکِ الْاِیمَانِ﴿لما راوا العذاب﴾اَی اَخفَاھَا کُلٌّ عَن رَفِیقِہٖ مَخَافَۃَ التَّعیِیرِ﴿وجعلنا الاغلل فی اعناق الذین کفروا ط﴾فی النَّارِ﴿ھل یجزون الا﴾جَزَاءَ﴿ما کانوا یعملون (۳۳)﴾فی الدنیا﴿وما ارسلنا فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوھا﴾رُؤسَائُھَا المُتَنَعِّمُونَ﴿انا بما ارسلتم بہ کفرون (۳۴) وقالوا نحن اکثر اموالا و اولادا﴾مِمَّن آمَنَ﴿وما نحن بمعذبین (۳۵) قل ان ربی یبسط الرزق﴾یُوَسِّعُہٗ﴿لمن یشاء﴾اِمتِحَانًا﴿ویقدر﴾یُضِیقُہٗ لِمَن یَّشَاءُ اِبتِلَاءً﴿ولکن اکثر الناس﴾اَی کُفَّارُ مَکۃَ﴿لایعلمون (۳٦)﴾ذلک.

﴿ترجمہ﴾

اور کافر (یعنی کفار مکہ بولے) ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان پر جو اس سے آگے (یعنی اس سے مقدم) تھیں (جیسے تورات وانجیل، کہ یہ دونوں بھی حشر ونشر ہونے پر دلالت کرتی ہیں جس کے کفار منکر ہیں ......!...... اللہ عزوجل ان لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے) اور کسی طرح تو دیکھے (اے محبوب ﷺ) جب ظالم (یعنی کافر) اپنے رب کے پاس کھڑے کئے جائیں گے ان میں ایک دوسرے پر بات ڈالے گا وہ جو دبے تھے (یعنی پیروکار تھے) ان سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے (یعنی اپنے سرداروں سے) اگر تم نہ ہوتے (یعنی اگر تم ہمیں ایمان لانے سے نہ روکتے) تو ہم ضرور (نبی کریم ﷺ پر) ایمان لے آتے وہ جو بڑے بنے تھے ان سے کہیں گے جو دبے ہوئے تھے کیا ہم نے تمہیں روک دیا ہدایت سے بعد اس کے کہ تمہارے پاس آئی (نہیں ایسا نہیں ہے) بلکہ تم تو مجرم تھے (اپنی جانوں کے بارے میں) اور کہیں گے وہ جو دبے ہوئے تھے ان سے جو بڑے بنے تھے بلکہ رات دن کا فریب تھا (یعنی رات و دن میں تم نے ہم سے فریب کیا تھا) جبکہ تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ اللہ کا انکار کریں اور اس کے برابر والے ٹھہرائیں (انداداً بمعنی

شریک ہے) اور (دونوں فریق) دل ہی دل میں پچھتانے لگے (حضور پر ایمان نہ لانے کے سبب) جب عذاب دیکھا (یعنی ہر ایک نے اپنے ساتھی سے ندامت کو عار کے خوف سے سبب چھپالیا) اور ہم نے (دوزخ میں) طوق ڈالے......۔......ان کی گردنوں میں جو منکر تھے وہ نہیں بدلہ پائیں گے (ھل کے معنی ما نافیہ ہے) مگر اسی کا (بدلہ) جو وہ کرتے تھے اور ہم نے جب کسی شہر میں کوئی ڈرسنانے والا بھیجا وہاں کے امیروں نے یہی کہا کہ (مترفون کے معنی عیش وعشرت کا سامان رکھنے والا سردار ہے) تم جو لے کر بھیجے گئے ہم اس کے منکر ہیں اور بولے ہم اور اولادمیں (ان سے) بڑھ کر ہیں (جو ایمان لائے ہیں) اور ہم پر عذاب ہونا نہیں تم فرماؤ بیشک میرا رب رزق وسیع کرتا ہے (یبسط بمعنی یوسع ہے) جس کے لیے چاہے (بطور آزمائش) اور تنگی فرماتا ہے (رزق میں جس کے لیے چاہے بطور امتحان) لیکن بہت لوگ (یعنی کفار مکہ) نہیں جانتے (اس بات کو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الذین کفروا لن نومن بھذا القران ولا بالذی بین یدیہ﴾۔

و: عاطفہ، قال الذین کفروا: قول، لن نومن: فعل نفی بافاعل، بھذا القران: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، بالذی بین یدیہ: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولو تری اذ الظلمون موقوفون عند ربھم یرجع بعضھم الی بعض القول﴾۔

و: عاطفہ، لو: شرطیہ، تری: فعل بافاعل، اذ: مضاف، الظلمون: مبتدا، موقوفون: اسم مفعول واؤ ضمیر ذوالحال، یرجع بعضھم: فعل وفاعل، الی بعض: ظرف لغو، القول: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر نائب الفاعل، عند ربھم: ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف "لرایت العجب العجاب" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یقول الذین استضعفوا للذین استکبروا لولا انتم لکنا مومنین۝﴾۔

یقول: فعل، الذین استضعفوا: موصول صلہ ملکر فاعل، للذین استکبروا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قول، لولا: حرف شرط، انتم: "موجود" محذوف خبر کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ شرط، لام: تاکیدیہ، کنا مومنین: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ماقبل "یرجع" فعل کیلئے مفسر ہے۔

﴿قال الذین استکبروا للذین استضعفوا انحن صددنکم عن الھدی بعد اذ جائکم﴾۔

قال الذین استکبروا للذین استضعفوا: قول، ھمزہ: حرف استفہام، نحن: مبتدا، صددنکم: فعل بافاعل ومفعول، عن: جار، الھدی: ذوالحال، بعد اذ جاء کم: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿بل کنتم مجرمین۝﴾۔ بل: حرف اضراب، کنتم مجرمین: فعل ناقص بااسم خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال الذین استضعفوا للذین استکبروا بل مکر الیل والنھار اذ تامروننا ان نکفر باللہ ونجعل لہ اندادا﴾۔

و: عاطفہ، قال الذین استضعفوا للذین استکبروا: قول، بل: عاطفہ، مکر: مصدر مضاف بافاعل، الیل والنھار: مضاف الیہ مفعول، اذ: مضاف، تامروننا: فعل بافاعل ومفعول، ان: مصدریہ، نکفر باللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نجعل لہ اندادا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر مبتدا محذوف "سبب کفرنا" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واسروا الندامۃ لما راوا العذاب وجعلنا الاغلل فی اعناق الذین کفروا ھل یجزون الا ما کانوا یعملون۝﴾۔

و: مستانفہ، اسروا الندامۃ: فعل بافاعل ومفعول، لما: ظرفیہ مضاف، راوا العذاب: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، جعلنا الاغلل: فعل بافاعل ومفعول، فی: جار، اعناق: مضاف، الذین کفروا: ذوالحال، ھل: حرف استفہام، یجزون: فعل بانائب الفاعل، الا: اداۃ حصر، ما کانوا یعملون: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما ارسلنا فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوھا انا بما ارسلتم بہ کفرونo﴾.

و: مستانفہ، ما ارسلنا: فعل نفی بافاعل، فی: جار، قریۃ: ذوالحال، الا: اداۃ حصر، قال مترفوھا: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ قول، انا: حرف مشبہ واسم، بما ارسلتم بہ: ظرف لغومقدم، کفرون: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، من: جار زائد، نذیر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وقالوا نحن اکثر اموالا واولادا وما نحن بمعذبینo﴾.

و: عاطفہ، قالوا: قول، نحن: مبتدا، اکثر: اسم تفضیل با"ھو"ضمیر ممیَّز، اموالا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اولادا: معطوف، ملکر تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، نحن: اسم، ب: زائد، معذبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر ولکن اکثر الناس لا یعلمونo﴾.

قل: قول، ان ربی: حرف مشبہ واسم، یبسط الرزق: فعل بافاعل ومفعول، لمن یشاء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقدر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، لکن: حرف مشبہ، اکثر الناس: اسم، لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......وما ارسلنا فی قریۃ من نذیر ......☆ دو شخص شریک تجارت تھے، ان میں سے ایک ملک شام کو گیا اور ایک مکہ مکرمہ میں رہا جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے اور اس نے ملک شام میں سید عالم ﷺ کی خبر سنی تو اپنے شریک کو خط لکھا اور اس سے سید عالم ﷺ کا مفصل حال دریافت کیا، اس شریک نے جواب میں لکھا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا ہے لیکن سوائے چھوٹے درجے کے حقیر وغریب لوگوں کے اور کسی نے ان کا اتباع نہیں کیا، جب یہ خط اس کے پاس پہنچا تو وہ اپنے تجارتی کام چھوڑ کر مکہ مکرمہ میں آیا اور آتے ہی اپنے شریک سے کہا کہ مجھے سید عالم ﷺ کا پتہ بتاؤ اور معلوم کر کے سید عالم ﷺ کی خدمت بالا اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ دنیا کو کیا دعوت دیتے ہیں اور ہم سے کیا چاہتے ہیں، فرمایا بت پرستی چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت کرنا اور آپ نے احکام اسلام بتائے، یہ باتیں اس کے دل میں اثر کر گئیں اور وہ شخص پچھلی کتابوں کا عالم تھا کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا تم نے یہ کیسے جانا؟ اس نے کہا کہ جب کبھی کوئی نبی بھیجا گیا پہلے چھوٹے درجے کے لوگ ہی تابع ہوئے، یہ سنت الٰہیہ ہمیشہ جاری رہی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

امور ثلاثہ کا انکار کے بعد عام کفر کا بیان:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وقال الذین کفروا لن نومن بھذا القرآن ولا بالذی بین یدیہ (سبا:۳۱)﴾، جب اللہ

نے امور ثلاثہ توحید، رسالت اور حشر کا بیان فرمالیا تو کافروں کے عام کفر کا بیان فرماتے ہوئے فرمایا: ﴿وقال الذین کفروا لن نؤمن بھذا القرآن (سبا: ۳۱)﴾، کیونکہ قرآن کا انکار عام طور پر سب ضروریات کے انکار کے مترادف ہے، اور یہ فرمان: ﴿ولا بالذی بین یدیہ ﴾ سے مشہور قول توریت وانجیل ہیں، اور اسی بنا پر مشرکین کے انکار سے نبوت وحشر ونشر کا انکار مراد لیا گیا ہے، اور یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ کوئی یوں کہے کہ میں محمد ﷺ کے لائے ہوئے قرآن پر ایمان نہ لاؤں گا اور نہ ہی اس پر جو ان کے سامنے (توریت وانجیل) پر اور نہ ہی ان کی طرف سے دی جانے والی اخبار، مسائل، آیات (نشانیاں)، دلائل (معجزات)، پس مراد عمومی کفر ہے، کیونکہ اہل کتاب نہ تو قرآن مجید پر ایمان لاتے، اور نہ ہی سید عالم ﷺ کی رسالت پر اور حشر ونشر کی باتوں پر ایمان رکھتے تھے، اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت کے مصداق اہل ایمان ہیں جو اللہ کی توحید اور حشر نشر پر ایمان لاتے ہیں، تو ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ اگر کتاب میں موجود ایک بھی حکم پر ایمان نہ لائے تو ہم کہیں گے کہ کتاب پر کچھ ایمان نہ لائے اور اگر کتاب کے بعض پر ایمان لائے اور بعض پر ایمان نہ لائے تو اس کا بھی کتاب پر ایمان لانا نہ کہلائے گا۔ (الرازی، ج۹، ص ۲۰۷)

الاغلال کے معنی:

ع......الغلل اپنی اصل کے اعتبار سے ذرہ پہننے کو کہتے ہیں اور اس سے ایک معنی الغلل للماء الجاری بین الشجر یعنی درختوں کے درمیان سے پانی کا جاری ہونا بھی ہے۔ اور کبھی الغیل اور انغل کے معنی میں بھی پایا جاتا ہے، گویا کہ پانی (یا دیگر کوئی چیز) درختوں کے مابین داخل ہوگیا۔ پس الغل کو کسی چیز کے ذریعے طوق کے معنی میں بھی لیا جاتا ہے اور اس کی جمع الاغلال آتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں نے قید (طوق) کردیا، اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿خذوہ فغلوہ اسے پکڑو پھر اسے طوق ڈالو (الحاقۃ: ۳۰)﴾۔ اور ایک مقام پر یہ بھی ہے، اور بخیل کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں چنانچہ فرمایا: ﴿ولا تجعل یدک مغلولۃ اور اپنا ہاتھ بندھا ہوا نہ رکھ (الاسراء: ۲۹)﴾۔ یعنی کسی کی بخل کی عادت پر مذمت کی گئی۔ (المفردات، ص ۳٦٤ وغیرہ)

اغراض:

الدالین علی البعث: سید عالم ﷺ کی بعثت پر بھی ایمان نہ لائیں گے، کیونکہ قرآن، توریت، انجیل، زبور کے علاوہ سید عالم ﷺ کی رسالت پر بھی انکار کرتے تھے۔

ای اخفاھا کل عن رفیقہ: دنیا میں ہونے والے کفر ومعصیت پر نادم ہوتے ہوئے کہ مبادا کہیں عار نہ دلائے جائیں۔

ذلک: یعنی کفار رزق کے کشادہ وتنگ ہونے کے فلسفے کو نہیں جانتے تھے، کیونکہ رزق کا کشادہ وتنگ ہونا اللہ کی رضا کے تابع ہے۔

(الصاوی، ج۵، ص ٦٨ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی﴾قُربٰی اَی تَقرِیبًا﴿الا﴾لٰکِنْ﴿من امن وعمل صالحا فاولئک لھم جزاء الضعف بما عملوا﴾اَی جَزاءُ العَمَلِ الحَسَنَةِ مَثَلا بَعَشرٍ فاکثَرَ﴿وھم فی الغرفت﴾مِنَ الجَنةِ﴿امنون (۳۷)﴾مِنَ المَوتِ وَغَیرِہٖ وَفِی قِرائَةِ الغُرفَةُ وھِیَ بِمَعنَی الجَمعِ ﴿ والذین یسعون فی ایتنا﴾القرانُ بِالْاِبطالِ﴿معجزین﴾لَنا مُقَدِّرِینَ عِجزَنا وَاَنَّھُم یَفُوتُونَنا ﴿اولئک فی العذاب محضرون (۳۸) قل ان ربی یبسط الرزق﴾یُوَسِّعُہُ ﴿لمن یشاء من عبادہ﴾اِمتِحانًا﴿ویقدر﴾یُضیِّقُہُ﴿لہ

﴿بعدَ البَسطِ اَو لِمَنْ يَّشَاءُ اِبتِلاءً ﴿وما انفقتم من شیء ﴾فِی الخَیرِ ﴿فهو یخلفه ج وهو خیر الرزقین (۳۹) ﴾يُقَالُ کُلُّ اِنسَانٍ یَرزُقُ عَائِلَتَهُ ای مِن رِزقِ اللهِ ﴿و﴾اذکر ﴿یوم یحشرهم جمیعا﴾المُشرِکینَ ﴿ثم یقول للملئکة اهولاء ایاکم﴾بِتَحقِیقِ الهَمزَتَینِ وَاِبدَالِ الاُولٰی یاءً واِسقَاطِهَا ﴿کانوا یعبدون (۴۰) قالوا سبحنک﴾تَنزِیهًا لَکَ عَنِ الشَّرِیکِ ﴿انت ولینامن دونهم ج﴾ای لَا مَوَالاةَ بَینَنَا وَبَینَهُم مِن جِهَتِنَا ﴿بل ﴾لِلاِنتِقَالِ ﴿کانوا یعبدون الجن ج﴾الشَّیَاطِینَ ای یُطِیعُونَهُم فِی عِبَادَتِهِم اِیَّانَا ﴿اکثرهم بهم مؤمنون (۴۱) ﴾مُصَدِّقُونَ فِیمَا یَقُولُونَ لَهُم قال تعالی ﴿فالیوم لایملک بعضکم لبعض﴾ای بَعضُ المَعبُودِینَ لِبَعضِ العَابِدِینَ ﴿نفعا﴾شَفَاعَةً ﴿ولا ضرا﴾تَعذِیبًا ﴿ونقول للذین ظلموا﴾ کَفَرُوا ﴿ذوقوا عذاب النارالتی کنتم بها تکذبون (۴۲) وَاِذَا تُتلٰی عَلَیهِم اٰیٰتُنَا﴾مِنَ القرآنِ ﴿بینت﴾واضِحاتٍ بِلِسَانِ نَبِیِّنَا مُحمدٍ ﴿قالوا ما هذا الا رجل یرید ان یصدکم عما کان یعبد اباؤکم ج﴾مِنَ الاَصنَامِ ﴿وقالوا ما هذا﴾ای القُرانِ ﴿الا افک﴾ کِذبٌ ﴿مفتری ط﴾علَی اللهِ ﴿وقال الذین کفروا للحق﴾القُرانِ ﴿لما جاء هم ان﴾ما ﴿هذا الا سحر مبین (۴۳) ﴾بَیِّنٌ قال تعالی ﴿وما اتینهم من کتب یدرسونها وما ارسلنا الیهم قبلک من نذیر (۴۴) ﴾فَمَن اَینَ کَذَّبُوکَ ﴿وکذب الذین من قبلهم وما بلغوا﴾ای هٰؤُلاءِ ﴿معشار ما اتینهم ﴾مِنَ القُوَّةِ وَطُولِ العُمرِ وَکَثرَةِ المَالِ ﴿فکذبوا رسلی﴾اِلَیهِم ﴿فکیف کان نکیر (۴۵) ﴾اِنکَارِی عَلَیهِم بِالعُقُوبَةِ والاِهلَاکِ ای هُو واقِعٌ مَوقِعَهٗ.

﴿ترجمہ﴾

اورتمہارے مال اورتمہاری اولاد اس قابل نہیں کہ تمہیں ہمارے قریب تک پہنچائیں......۱......(زلفی کامعنی قربی ہے یہ مصدر تقریبا کےہم معنی ہے) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) وہ جوایمان لائے اورنیکی کی ان کے لیے کئی گنا صلہ ہے (ان عمل کی جزا کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے) اوروہ (جنت کے) بالا خانوں میں (موت وغیرہ سے) امن وامان میں ہیں (ایک قرائت میں الغرفۃ مفرد بمعنی الجمع ہے) اوروہ جو ہماری آیتوں (یعنی قرآن پاک) میں کوشش کرتے ہیں (انہیں باطل کرکے ہمیں) ہرانے کی (ہمیں عاجز کرنا چاہتے ہیں وہ ہم سے بچ نہیں سکتے) وہ عذاب میں لادھرے جائیں گے تم فرماؤ بیشک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے (یبسط بمعنی یوسع ہے) اپنے بندوں میں سے جس چاہے (بطور امتحان) اورتنگی فرماتا ہے اس کے لیے (بعد کشادگی رزق دے کر یا اس کے لیے رزق تنگ فرماتا ہے جس کے لیے چاہے بطور آزمائش) اور جو چیز تم (بھلائی میں) خرچ کروو ہ اس کے بدلے اور دے گا اوروہ سب سے بہتر رزق دینے والا......۲......(کہتے ہیں انسان اپنی آل واولاد کورزق دیتا ہے یعنی "اللہ" کے دینے سے) اور (یاد کیجیے) جس دن ان سب کو (یعنی مشرکین کو) اٹھائے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ تمہیں پوجتے تھے (ایاکم یہ دوہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اوردوسرے ہمزہ کو یاء کے ساتھ بدل کر اور پہلے ہمزہ کے اسقاط کے ساتھ پڑھا گیا ہے) وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو (تو شریک کے ہونے سے منزہ ہے) تو ہمارا دوست ہے نہ کہ وہ (یعنی ہماری طرف سے تو ان کے اور ہمارے مابین کوئی دوستی نہیں ہے) بلکہ وہ جنہیں پوجتے تھے (یعنی شیاطین کو یوں کہ مشرکین ہماری پوجا کرنے میں شیطانوں کی اطاعت

کرتے تھے)ان میں اکثر انہیں پر یقین لائے تھے(یعنی ان میں سے اکثر ان کی کہی ہوئی باتوں کی تصدیق کیا کرتے تھے)تو آج تم میں ایک دوسرے کا مالک نہیں(یعنی کوئی جھوٹا معبود اپنے جھوٹے عابد کا مالک نہیں)نہ نفع کا(یعنی شفاعت کا)اور نہ نقصان کا(یعنی عذاب دینے کا)اور ہم فرمائیں گے ظالموں(یعنی کافروں)سے اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے تھے اور جب ان پر ہماری(قرآن کی)روشن(یعنی واضح)آیتیں پڑھی جائیں(زبان رسالت مآب ﷺ سے،تو)کہتے ہیں یہ تو نہیں مگر ایک مرد کہ تمہیں روکنا چاہے ان سے جنہیں(ان بتوں سے جنہیں)تمہارے باپ دادا پوجتے تھے اور کہتے ہیں یہ(قرآن پاک)تو نہیں مگر جھوٹ(''افک'' کے معنی جھوٹ ہے اللہ ﷻ پر)جوڑا ہوا اور کافروں نے حق(یعنی قرآن پاک)کو کہا جب وہ ان کے پاس آیا یہ تو نہیں مگر کھلا جادو(ان کے معنی ما نافیہ ہے، مبین بمعنی بین ہے)اور ہم نے انہیں کچھ کتابیں نہ دیں جنہیں پڑھتے ہوں نہ تم سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا(تو وہ تمہیں کس طرح جھٹلا رہے ہیں؟)اور ان سے اگلوں نے جھٹلایا اور اس کے دسویں حصے کو بھی نہ پہنچے جو(قوت وطاقت،لمبی عمریں،بکثرت مال)ہم نے انہیں دیا تھا پھر انہوں نے(اپنی طرف بھیجے گئے)میرے رسولوں کو جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا انکار کرنا......ع......(میرا ان پر عذاب نازل فرما کر اور انہیں ہلاک فرما کر انکار کرنا یعنی یقیناً وہ برمحل ہوا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی الا من امن وعمل صالحا فاولئک لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم فی الغرفت امنون٥﴾.

و: مستانفہ،ما:مشابہ بلیس،اموالکم:معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا:نافیہ،اولادکم:معطوف،ملکر اسم،ب:جار،التی:موصول،تقرب:فعل بافاعل،کم:مستثنیٰ منہ،الا:حرف استثناء،من:موصولہ،امن:جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،عمل صالحا:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتدا،ف:جزائیہ،اولئک:مبتدا،لهم:ظرف مستقر خبر مقدم،جزاء:مصدر بافاعل مضاف،الضعف:مضاف الیہ،بما عملوا:ظرف لغو،ملکر جملہ شبہ جملہ مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،هم:مبتدا،فی الغرفت:ظرف لغو مقدم،امنون:اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستثنیٰ،ملکر مفعول،عندنا:ظرف،زلفی:''قربة''موصوف محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والذین یسعون فی ایتنا معجزین اولئک فی العذاب محضرون٥﴾.

و:عاطفہ،الذین:موصول،یسعون:فعل واؤ ضمیر ذوالحال،معجزین:حال،ملکر فاعل،فی ایتنا:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا،اولئک:مبتدا،فی العذاب محضرون:شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر له﴾.

قل:قول،ان ربی:حرف مشبہ واسم،یبسط الرزق:فعل بافاعل ومفعول،لام:جار،من یشاء:موصول صلہ،ملکر ذوالحال،من عبادہ:ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،یقدر له:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما انفقتم من شیء فهو یخلفه وهو خیر الرزقین٥﴾.

و:عاطفہ،ما:شرطیہ ذوالحال،من شیء:ظرف مستقر حال،ملکر مفعول مقدم،انفقتم:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف:جزائیہ،هو:مبتدا،یخلفه:جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ،و:عاطفہ،هو:مبتدا،خیر الرزقین:خبر،ملکر

جملہ اسمیہ۔

﴿ویوم یحشرھم جمیعا ثم یقول للملئکۃ اھولاء ایاکم کانوا یعبدون٥﴾۔

و: مستانفہ، یوم: مضاف، یحشر: فعل بافاعل، ھم: ذوالحال، جمیعا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یقول للملئکۃ: جملہ فعلیہ قول، ھمزہ: حرف استفہام، ھولاء: مبتدا، ایاکم: ضمیر منصوب مفعول مقدم، یعبدون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، کانوا: فعل ناقص واسم، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قالوا سبحنک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون الجن اکثرھم بھم مومنون٥﴾۔

قالوا: قول، سبحنک: فعل محذوف "سبح" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ اول، انت: مبتدا، ولینا: ذوالحال، من دونھم: ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، بل: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص واسم، یعبدون الجن: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ مبدل منہ، اکثرھم: مبتدا، بھم مومنون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ بدل، ملکر معطوف، ملکر مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فالیوم لایملک بعضکم لبعض نفعا ولا ضرا﴾۔

ف: مستانفہ، الیوم: ظرف مقدم، لایملک: فعل نفی، بعضکم: فاعل، لبعض: ظرف لغو، نفعا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، ضرا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ونقول للذین ظلموا ذوقوا عذاب النار التی کنتم بھا تکذبون٥﴾۔

و: عاطفہ، نقول للذین ظلموا: جملہ فعلیہ قول، ذوقوا: فعل امر بافاعل، عذاب النار: موصوف، التی کنتم بھا تکذبون: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واذا تتلی علیھم ایتنا بینت قالوا ماھذا الا رجل یرید ان یصدکم عما کان یعبد اباوکم وقالوا ما ھذا الا افک مفتری﴾۔

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، تتلی علیھم: فعل مجہول وظرف لغو، ایاتنا: ذوالحال، بینت: حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا: قول، ما: نافیہ، ھذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، رجل: موصوف، یرید: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یصدکم: فعل بافاعل ومفعول، عما کانوا یعبد اباکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قالوا: قول، ما: نافیہ، ھذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، افک مفتری: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقال الذین کفروا للحق لما جاء ھم ان ھذا الا سحر مبین٥﴾۔

و: عاطفہ، قال الذین کفروا: فعل وفاعل، للحق: ظرف لغو، لما جاء ھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قول، ان: نافیہ، ھذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، سحر مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما اتینھم من کتب یدرسونھا وما ارسلنا الیھم قبلک من نذیر٥﴾۔

و: عاطفہ، ما اتینھم: فعل نفی بافاعل ومفعول، من: زائد، کتب: موصوف، یدرسونھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما ارسلنا: فعل نفی بافاعل، الیھم: ظرف لغو، قبلک: ظرف، من: زائد، نذیر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وكذب الذين من قبلهم وما بلغوا معشار ما اتينهم فكذبوا رسلي﴾.

و: عاطفہ، كذب: فعل، الذين من قبلهم: موصول صلہ ملکر ذوالحال، و: حالیہ، ما بلغوا: فعل نفی با فاعل، معشار: مضاف، ما اتینهم: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، كذبوا رسلي: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فكيف كان نكير ۵﴾.

ف: عاطفہ، كيف: اسم استفہام خبر مقدم، كان: فعل ناقص، نكير: اسم بمعنی انکار، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بارگاہِ الٰہی میں مقرب کون؟

۱......اللہ کی بارگاہ تک پہچانے والی چیز نہ تو مال ہے اور نہ ہی اولاد بلکہ یوں کہا جائے کہ مال واولاد کی وجہ سے انسان بسا اوقات اللہ سے دور ہو جاتا ہے، ہاں تقوی کا دامن مل جائے تو خوف خدا، معرفت الٰہی مل سکتی ہے۔ ہمارے اسلاف اپنی اولاد کی تربیت فرماتے، مال کو راہ خدا میں خرچ کرتے اور اپنے لئے تقوی کی دولت محفوظ کر لیتے۔

☆......حضرت سیدنا ابن حبیب بن ضمرہ سے مروی ہے کہ امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا اپنے مرض الموت میں بار بار تکیے کی جانب دیکھ رہا تھا، جب اس کا انتقال ہوا تو لوگوں نے امیر المومنین کی خدمت میں عرض کی کہ ہم نے آپ کے بیٹے کو دیکھا کہ وہ بار بار تکیے کی جانب دیکھ رہا تھا، جب لوگوں نے تکیے کو اٹھایا تو اس کے نیچے پانچ یا چھ دینار پڑے تھے، یہ دیکھ کر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور پڑھا انا لله وانا اليه راجعون، مزید فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ تیری جلد اس کی سزا برداشت کر سکے گی۔

(الزهد للامام احمد بن حنبل، زهد ابی بکر صدیق، رقم: ۵۸۹، ص۱۴۲)

☆......حضرت حسن سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں خطبہ دیا اور اس وقت آپ نے جو چادر پہنی ہوئی تھی اس میں بارہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے"۔ (الزهد للامام احمد ،زهد عمر فاروق ،رقم :۶۵۸، ص۱۵۲)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیشک اللہ تمہاری صورتوں کی طرف دیکھتا ہے نہ تمہارے مال کی جانب، اللہ تمہارے دلوں اور اعمال کی جانب دیکھتا ہے"۔ (سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب: القناعة، رقم :۴۱۴۳، ص۶۸۹)

☆......سیدنا ابو عمر بن علاء اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مولی علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: "اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تمہارے دیئے ہوئے اموال میں سے میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے یہ کہہ کر اپنی آستین سے ایک بوتل نکالی اور فرمایا کہ یہ مجھے میرے غلام نے تحفہ دی تھی"۔ (الزهد للامام احمد، زهد امیر المومنین علی، رقم: ۶۹۵، ص۱۵۷)

رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرنے کی اہمیت:

۲......زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو صدقہ دینے کا حکم دیا، اتفاق سے میرے پاس اس وقت مال موجود تھا، میں نے دل میں خیال کیا اگر میں کسی دن امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ سکتا ہوں تو وہ آج ہی کا دن ہے، آپ فرماتے ہیں میں اپنا آدھا مال لے کر بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے، میں نے عرض کی: آدھا مال ان کے لئے چھوڑ آیا ہوں، اتنے میں صدیق اکبر آئے اور اپنا سارا مال بارگاہ اقدس میں ڈھیر کر دیا، پوچھا گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ آئے، عرض کی: ان کے لئے اللہ اور

اس کا رسول کافی ہیں۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا: میں کبھی کسی معاملے میں ان سے نہیں بڑھ سکتا"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الزکوۃ، باب: الرخصة فی ذلك، رقم:۱۶۷۸،ص۳۱٤)

☆......سیدنا عبدالرحمن بن ابی حباب سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر لوگوں کو راہ خدا میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی تو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "میں نے سو۱۰۰ اونٹ ساز وسامان کے ساتھ راہ خدا میں دیئے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ترغیب دلائی تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: "میں نے سو اونٹ مزید راہ خدا میں دیئے"۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ترغیب دلائی تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی: "میں نے مزید سو۱۰۰ اونٹ راہ خدا میں پیش کئے"۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل نقصان نہیں دیگا"۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبدالرحمن بن خباب السلمی، رقم:۱٦٦۹٦، ج۵،ص٦٠٤)

نبوت اور وحی کا انکار کرنا عذاب کو دعوت دینا ھے!

مسئلہ......وحی نبوت، انبیائے کرام کے لئے خاص ہے، جو اسے کسی غیر نبی کے لئے مانے کافر ہے، نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے، اُس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں، ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القاء ہوتی ہے، اس کو الہام کہتے ہیں، اور وحی شیطانی کہ القاء من جانب الشیطان، یہ کاہن، ساحر، اور دیگر کفار وفساق کے لئے ہوتی ہے۔

(بہار شریعت مخرجہ، نبوت کا بیان، حصہ اول، ج۱، ص۳۵ وغیرہ)

اغراض:

قربی: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿زلفی﴾ مصدر بمعنی فعل ہے۔

لکن: ﴿من امن﴾ میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد استثناء منقطع ہے، اور یہ خطاب کفار کی جانب محمول کیا گیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ استثناء متصل ہو اور خطاب عام ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ مال واولا د اُسی کو فائدہ دے گی جو مومن وصالح ہو اور اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرنے والا ہو کیونکہ اگلا کلام انہی کے مطابق ﴿فاولئک﴾ سے ہو رہا ہے۔

مقدرین عجزنا: یعنی ہماری آیات میں خرابی کی کوشش کرنے والے سمجھتے ہیں کہ وہ ہمیں عاجز کر دیں گے اور ہم ان پر قابو نہ پاسکیں گے۔ **یقال کل انسان:** اس جملے سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی رزاق ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں جمع ﴿الرازقین﴾ کا صیغہ باعتبار جمع صوری کے ہے، پس اللہ رزق کا خالق ہے اور بندے اس کے اسباب وذرائع ہیں۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ اس جواب سے مفضل ومفضل علیہ کے مابین مشارکت پیدا ہوگئی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ الرزاق کا اطلاق رزق پہنچانے اور رزق پیدا کرنے دونوں پر ہوتا ہے، پس اللہ رزق کا پیدا کرنے والا ہے اور اپنے بندوں کے ذریعے دیگر لوگوں تک اس رزق کو پہنچانے کا اہتمام بھی فرماتا ہے گویا بندے وسیلہ وذریعہ ہیں۔

یرزق عالله: یعنی عیاله ہے، یعنی انسان اپنے اہل وعیال کی کفالت کرتا ہے، یہی یہاں بھی مراد ہے۔

ای یطیعونهم: یعنی جن کی عبادت کرنے سے مراد یہ ہے کہ جنات کے وسوسوں پر عمل کرتے ہیں، اور انہیں فرشتے جانتے ہیں جیسا کہ خزاعہ نامی جماعت جنات کی عبادت کرتی تھی اور گمان کرتی تھی کہ جن اللہ کے مقرب فرشتے اور بیٹیاں ہوتے ہیں۔

ای بعض المعبودین: سے مراد ملائکہ ہیں۔ **لبعض العابدین:** سے مراد کفار ہیں۔

من القوة: یعنی نہ تو جسمانی طاقت، لمبی عمر اور مال کثیر، کچھ بھی نہیں پس ہلاکت سے بچانے والی کوئی چیز ان کے پاس نہیں کیونکہ مذکورہ

چیزیں بھی اللہ کی ہلاکت سے نہیں بچا سکتیں۔

واقع موقعہ: مراد غایت درجے کا عدل ہے، جو ظلم وزیادتی کی نفی کرتا ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص۶۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ج﴾ھِیَ﴿اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰہِ﴾اَی لِاَجْلِہٖ﴿مَثْنٰی﴾اَی اِثْنَینِ اِثْنَینِ﴿وَفُرَادٰی﴾اَی واحِدا واحِدا﴿ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا قف﴾فَتَعْلَمُوا﴿مَا بِصَاحِبِكُمْ﴾مُحَمدٌ﴿مِّنْ جِنَّةٍ ط﴾جُنونٍ﴿اِنْ﴾ما﴿ھُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَیْ﴾اَی قَبلَ﴿عَذَابٍ شَدِيْدٍ (۴۶)﴾فِی الْاٰخِرةِ اِنْ عَصَیتُمُوہُ﴿قُلْ﴾لَھم﴿مَاسَاَلْتُكُمْ﴾علی الْاِنْذَارِ والتَّبْلِیغِ﴿من اجر فھو لكم ط﴾اَی لَا اَسْاَلُكم عَلَیْہِ اجرا﴿ان اجری﴾مَا ثَوابِی﴿ الا علی اللہ وھو علی كل شیء شھید (۴۷)﴾مطَّلِعٌ یَعْلَمُ صِدْقِی﴿ قل ان ربی یقذف بالحق ج﴾یُلْقِیہِ اِلی اَنْبِیَائِہٖ﴿ علام الغیوب (۴۸)﴾مَا غَابَ عَن خَلقِہٖ فی السَّمٰوَاتِ والاَرْضِ﴿قل جاء الحق﴾الْاِسْلَامُ﴿ وما یبدی الباطل﴾الْكُفْرُ﴿وما یعید (۴۹)﴾اَی لَمْ یَبْقَ لَہٗ اَثَرٌ﴿ قل ان ضللت﴾عَنِ الْحَقِّ﴿ فانما اضل علی نفسی ج﴾اَی اِثْمُ ضَلالِی عَلَیھَا﴿وان اھتدیت فبما یوحی الی ربی ط﴾مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْحِكْمَةِ﴿انہ سمیع﴾لِلدُّعَاءِ﴿ قریب (۵۰) ولو تری﴾یَامُحَمَّدُ﴿ اذ فزعوا﴾عِنْدَ الْبَعْثِ لَرَاَیْتَ امرا عَظِیما﴿ فلا فوت﴾لَھُم مِنَّا اَی لا یَفُوتُونَنَا﴿واخذوا من مكان قریب (۵۱)﴾اَیِ الْقُبُوْرِ﴿ وقالوا امنا بہ ج﴾اَی بِمُحَمدٍ اَوِ الْقُرْاٰنِ﴿ وانی لھم التناوش﴾بِالْوَاوِ بِالْھَمْزَةِ بَدَلَھَا اَی تَنَاوُلَ الْاِیْمَانَ﴿ من مكان م بعید (۵۲)﴾عَنْ مَحَلِّہٖ اِذھُم فِی الاٰخِرَةِ وَمَحَلُّہٗ الدنیَا﴿ وقد كفروا بہ من قبل﴾فی الدنیا﴿ ویقذفون﴾یَرْمُوْنَ﴿ بالغیب من مكان بعید (۵۳)﴾اَی بِمَا غَابَ عِلْمُہٗ عَنھم غَیْبَةً بَعِیْدَةً حَیثُ قَالوا فِی النَّبِیِّ سَاحِرٌ شَاعِرٌ كَاھِنٌ وَفِی الْقُرْاٰنِ سِحرٌ شِعْرٌ كَھَانَةٌ﴿وحیل بینھم وبین ما یشتھون﴾مِنَ الْاِیْمَانِ اَی قُبُوْلَہٗ﴿ كما فعل باشیاعھم﴾اَشْبَاھِھِم فِی الْكُفْرِ﴿من قبل﴾اَی قَبْلَھُم﴿انھم كانوا فی شك مریب (۵۴)﴾ مُوْقِعُ الرِّیْبَةِ لَھم فِیما امنوا بہ الْاٰنَ ولَم یَعتَدُّوا بِدَلَائِلِہٖ فی الدنیا.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں (اور وہ نصیحت یہ ہے) کہ اللہ کے لیے کھڑے رہو دو دو (مثنی بمعنی اثنین اثنین) اور اکیلے اکیلے (فردی بمعنی واحدا واحدا ہے) پھر سوچو......تو (تتفکروا بمعنی فتعلموا ہے) کہ تمہارے ان صاحب (یعنی محمد ﷺ) میں جنون کی کوئی بات نہیں (جنۃ کے معنی جنون ہے) وہ تو نہیں (ان کے معنی ما نافیہ ہے) مگر تمہیں ڈر سنانے والے ایک سخت عذاب کے آگے (یعنی سخت عذاب کے آنے سے پہلے جو آخرت میں ملے گا اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو) تم (ان لوگوں سے) فرماؤ میں نے (اس انذار و تبلیغ پر) تم سے کچھ اجر مانگا ہو تو وہ تمہیں کو (یعنی میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگا) میرا اجر (یعنی میرا ثواب) نہیں (ان کے معنی ما نافیہ ہے) مگر اللہ پر اور وہ ہر چیز پر مطلع ہے (وہ میری صداقت کو جانتا ہے، شہید بمعنی مطلع ہے) تم

فرماؤ بیشک میرا رب حق القاء فرماتا ہے (اپنے انبیائے کرام کو حق القاء فرماتا ہے) بہت جاننے والا سب غیبوں کا (زمین وآسمان میں موجود کوئی شے اس سے غائب نہیں ہے) تم فرماؤ حق (یعنی اسلام......۲) آیا اور باطل (یعنی کفر) نہ پہل کرے اور پھر کر نہ آئے (یعنی اس کا کچھ اثر باقی نہ رہا) تم فرماؤ اگر میں (حق سے) بہکا تو اپنے ہی برے کو بہکا......۳ (میرے بہکنے کا گناہ مجھی پر ہے) اور اگر میں نے راہ پائی تو اس کے سبب جو میرا رب میری طرف وحی فرماتا ہے (یعنی قرآن پاک اور حکمت کے سبب) بیشک وہ سننے والا ہے (دعاؤں کا) اور نزدیک ہے اور کسی طرح (اے حبیب ﷺ) تو دیکھے جب وہ (اٹھائے جانے کے وقت) گھبراہٹ میں ڈالے جائیں گے (تو آپ ﷺ ایک امر عظیم ملاحظہ کریں گے) پھر بچ نہ پائیں گے (یعنی وہ ہم سے بچ کر نہ نکل سکیں گے یعنی ہم سے بچ نہ سکیں گے) اور ایک قریب جگہ (یعنی قبروں) سے پکڑ لیے جائیں گے ہم اس پر (یعنی محمد ﷺ یا قرآن پاک پر) ایمان لائے اور اب وہ اسے کیسے پائیں (یعنی ایمان کو، تنا وش کو واؤ کے ساتھ اور واؤ کے بجائے ہمزہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) اتنی دور جگہ سے (جو ایمان لانے کے محل سے دور ہے کیونکہ کفر آخرت میں ہونگے اور ایمان لانے کی جگہ دنیا ہے) کہ پہلے تو (دنیا میں) اس سے کفر کر چکے اور بے دیکھے پھینک مارتے ہیں (یقذفون بمعنی یرمون ہے) دور مکان سے (یعنی ایسی باتیں کرتے ہیں جس کا علم خود انہیں نہیں ہوتا وہ باتیں حقیقت سے دور ہوتی ہیں جیسے نبی پاک ﷺ کے بارے میں کفار بکواس کرتے، کہتے کہ معاذ اللہ ساحر ہیں، شاعر، کاھن، ہیں اور قرآن کے بارے میں کہتا کہ یہ جادو ہے، شعر ہے، کہانت ہے) اور روک کردی گئی ان میں اور اس میں جسے چاہتے (یعنی ایمان میں یعنی قبولیت ایمان میں) جیسے ان کے پہلے گروہوں کے ساتھ کیا گیا تھا (جو کفر میں ان لوگوں کے مشابہ تھے، قبل کا مضاف الیہ ھم ضمیر محذوف ہے) بیشک وہ دھوکا ڈالنے والے شک میں تھے (یعنی ایسے شک میں مبتلا تھے جو خود ان کو دھوکے میں ڈالنے والا تھا اس ذات کے بارے میں جس پر اب وہ ایمان لائے ہیں حالانکہ دنیا میں اس کے دلائل سے ھدایت نہیں پاتے تھے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل انما اعظکم بواحدة تقوموا لله مثنی وفرادی ثم تتفکروا﴾.

قل: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ، اعظکم: فعل با فاعل ومفعول، ب: جار، واحدة: مبدل منہ، ان: مصدریہ، تقوموا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، مثنی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، فرادی: معطوف، ملکر فاعل، لله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، تتفکروا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿مابصاحبکم من جنة ان هو الا نذیر لکم بین یدی عذاب شدید٥﴾.

ما: نافیہ، بصاحبکم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، جنة: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ان: نافیہ، ھو: مبتدا، الا: اداۃ حصر، نذیر لکم: شبہ جملہ موصوف، بین: مضاف، یدی عذاب شدید: مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بحذوف صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ما سالتکم من اجر فهو لکم﴾.

قل: قول، ما: شرطیہ ذوالحال، من اجر: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ثانی، سالتکم: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ھو: مبتدا، لکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان اجری الا علی الله وهو علی کل شیء شهید٥﴾.

ان: نافیہ، اجری: مبتدا، الا: علی اداۃ حصر، علی الله: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، علی کل شیء شهید: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ان ربی یقذف بالحق علام الغیوب۝﴾.
قل: قول،ان ربی:حرف مشبہ واسم ،یقذف بالحق: جملہ فعلیہ خبراول ،علام الغیوب:خبرثانی،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔
﴿قل جاء الحق وما یبدئ الباطل وما یعید۝﴾.
قل: قول،جاء الحق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و:عاطفہ ،مایبدئی:فعل نفی،الباطل:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول،و:عاطفہ ،ما یعید: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔
﴿قل ان ضللت فانما اضل علی نفسی وان اهتدیت فبما یوحی الی ربی﴾.
قل: قول،ان:شرطیہ ،ضللت:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،انما:حرف مشبہ وما کافہ، اضل علی نفسی:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ معطوف علیہ ،و:عاطفہ ،ان:شرطیہ ،اهتدیت:جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ ،ب:جار،ما:موصولہ،یوحی الی ربی: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "اهتدی" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔
﴿انه سمیع قریب۝ ولوتری اذ فزعوا﴾.
انه: حرف مشبہ واسم،سمیع قریب: خبران،ملکر جملہ اسمیہ،و:مستانفہ ،لو:شرطیہ ،تری:فعل بافاعل،اذ:مضاف،فزعوا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر جملہ فعلیہ جزامحذوف "لرایت امرا عظیما" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔
﴿فلا فوت واخذوا من مکان قریب۝﴾.
ف: مستانفہ ،لا:نفی جنس،فوت:اسم "لهم"ظرف مستقر خبر محذوف،ملکر جملہ اسمیہ ،و:عاطفہ ،اخذوا:فعل مجہول بانائب الفاعل،من مکان قریب: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿وقالوا امنا به وانی لهم التناوش من مکان بعید۝﴾.
و:عاطفہ،قالوا:قول،امنا به: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ،و:عاطفہ ،انی:اسم استفہام خبر مقدم،لهم:ظرف مستقر حال مقدم،التناوش من مکان بعید:شبہ جملہ ذوالحال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿وقد کفروا به من قبل ویقذفون بالغیب من مکان بعید۝﴾.
و: حالیہ ،قد:تحقیقیہ ، کفروا: فعل واؤضمیر ذوالحال،من قبل: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،به:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ ،یقذفون:فعل بافاعل،بالغیب:ظرف لغو،من مکان بعید:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر ماقبل "لهم" کی "هم" سے حال ہے۔
﴿وحیل بینهم وبین ما یشتهون﴾.
و:عاطفہ ،حیل:فعل مجہول بانائب الفاعل،بینهم:معطوف علیہ ،و:عاطفہ ،بین:مضاف، ما یشتهون:موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر معطوف،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿کما فعل باشیاعهم من قبل انهم کانوا فی شک مریب۝﴾.
کاف: جار،ما:موصول،فعل:فعل "هو"ضمیر ذوالحال،من قبل:ظرف مستقر حال،ملکر نائب الفاعل،باشیاعهم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر "فعلا"مصدر محذوف کی صفت،ملکر فعل محذوف "فعل بهم" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ "ای

فعل بھم فعلا کما باشیاعھم من قبل"انھم: حرف مشبہ واسم، کانوا فی شک مریب: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تنہا غوروفکر کرنے کی توجیہ:

ا......تنہا غوروفکر کرنے یا دو دو احباب کا غوروفکر کرنے کی اہمیت کی جانب توجہ دلانا مقصود ہے کہ تنہا شخص عموما انصاف کی جانب مائل ہوکر ھدایت کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے جب دو دو افراد بھی نتیجے پر پہنچ جاتے ہیں، جبکہ کئی احباب کا کسی معاملہ میں ہم خیال ہونے کے امکانات کم ہی ہوا کرتے ہیں اگر چہ دینی معاملے میں ہمیں اپنی عقل پر اعتماد ہی نہ کرنا چاہئے بلکہ ہمیں اللہ پر بھروسہ چاہیے لیکن جہاں کفر کی تاریکیاں مطلا رہی ہوں وہاں طرح طرح سے دعوت حق دی جانی چاہیے کہ زہے نصیب کسی بات کی جانب دل ٹھک جائے اور ایمان نصیب ہوجائے۔ (روح البیان، ج۷،ص ۳٦١ ملخصاو ملتقطا بتغیر قلیل)

حق بمعنی اسلام یا کچھ اور؟

۲......سعید قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے مراد قرآن ہے، نحاس کہتے ہیں کہ یہاں کچھ محذوف ہے، تقدیر کلام یوں ہے :"جاء صاحب الحق"۔یعنی وہ کتاب جس میں دلائل وبراہین ہیں۔اور باطل سے مراد شیطان ہے۔(القرطبی، الجزء۲۲،ص ۲۷٤)

علامہ آلوسی کہتے ہیں: حق سے مراد اسلام، توحید اور قرآن ہے، ایک قول کے مطابق حق سے مراد تلوار ہے کہ جس کے ذریعے فیصلہ ہوتا ہے۔اور باطل سے مراد کفر و شرک ہے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۲،ص ٤٥٠)

☆......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے،آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی آپ اس کو ان میں چبھو کر فرماتے:﴿جاء الحق وزھق الباطل حق آیا اور باطل مٹ گیا(الاسراء:۸۱)﴾۔

(صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب:ھل تکسر الدنان التی، رقم :۲٤۷۸،ص ٤٠٠)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی جانب بھکنے کی نسبت کرنا:

۳......مختلف مترجمین نے اس آیت کا ترجمہ کن الفاظ میں کیا، درج ذیل نقل کیا جاتا ہے:

اعلی حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

"تم فرماؤ اگر میں بہکا تو اپنے ہی بُرے کو بہکا"۔

سید احمد سعید کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

"فرما دیجئے! اگر میں بہک جاؤں تو اپنے ہی ضرر کو بھکوں گا"۔

پیر محمد کرم شاہ الازھری کہتے ہیں:

"فرمائیے! (تمہارے گمان کے مطابق) اگر میں بہک گیا تو اس کا وبال میری جان پر ہوگا"۔

سید محمد محدث کچھوچھوی لکھتے ہیں:

"کہہ دو کہ اگر میں گمراہ ہوتا تو بھٹکتا اپنے بُرے کو"۔

غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

"آپ کہیے میں (بالفرض) گم راہ ہوں تو میری گم راہی کا ضرر صرف مجھ پر ہی ہوگا"۔

اغراض:

ھی: یہاں قیام حقیقی مراد نہیں ہے کیونکہ وہ تو قدموں پر کھڑے ہونے کا نام ہے، یہاں ہمت صرف کرنا، مشغول ہونا اور محمد ﷺ کے معاملے میں تفکر کرنا اور جو کچھ آپ ﷺ لائے اس میں بھی غور وفکر کرنا شامل ہے کیونکہ یہ ہر مکلف پر سب سے پہلا واجب ہے، کہ اس واجب کی ادائیگی میں نظر کرے۔

فتعلموا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ غور وفکر اور علم کا نتیجہ جان لینا ہے، اور **تتفکروا** کا معمول محذوف ہے، تقدیر عبارت یہ ہے: "**فتفکروا فی احوال محمد** یعنی محمد ﷺ کے احوال میں غور کرو"، تمہیں علم حاصل ہو جائے گا اور وہ علم یہ کہ تمہارے صاحب میں کوئی جنون اور نقص نہیں ہے۔

ای لا اسالکم علیه اجرا: معنی یہ ہے کہ میں تم سے اجر نہیں مانگتا تا کہ نفع میری جانب ہی لوٹے، جیسا کہ اللہ کے فرامین میں اس بات کا اشارہ یوں ملتا ہے: ﴿**قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی** (شوری:۲۳)﴾، ﴿**ما اسئلکم علیه من اجر الا من شاء ان یتخذ الی ربه سبیلا** (الفرقان:۵۷)﴾۔

ما غاب عن خلقه: مخلوق کی جانب نسبت کرنے کے لئے غیب کا لفظ استعمال فرمایا، ورنہ ہر شہادت اللہ ہی کی جانب سے ہوا کرتی ہے۔ **عند البعث:** وقت فزع (خوف) کے بارے میں ایک قول یہی ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ بدر کے دن خوف محسوس ہوا جب فرشتوں کے ذریعے گردنیں ماری گئیں اور انہیں توبہ کرنے کی مہلت نہ ملی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ آیت اُن آٹھ ہزار کے بارے میں نازل ہوئی جو آخری زمانے میں ہونگے اور کعبہ معظمہ میں خرابی کریں گے، پھر جب بیداء (علاقے کا نام ہے) میں داخل ہونگے تو ان کے ساتھ زمین میں دھنس جائیں گے مراد قریب کے مکان میں دھنس جانا ہے۔

لرایت امرا عظیما: میں اس جانب اشارہ ہے کہ "لو" کا جواب محذوف ہے۔

ای القبور: یعنی دنیا میں ان کے ٹھکانوں کے قریب ترین، یا یہ مراد ہے کہ ان کی روحیں ان کے مکانوں ہی میں قبض کر لی گئیں اور انہیں جائے فرار نہ مل سکی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مکان قریب سے مراد جہنمیوں کی قبریں ہیں اور وہ اپنی قبروں سے جہنم میں داخل کرنے کے لئے نکالے جائیں گے۔

ای قبوله: یعنی خاص من چاہی آخرت کے لئے روک دی گئی ہے۔

ای قبلهم: مراد سابقہ دنیاوی زمانہ ہے نہ کہ اُخروی، کیونکہ قیامت کا زمانہ تو متحد ہوگا اس میں سابق ولاحق کچھ نہ ہوگا۔

امنوا: یعنی آخرت میں ایمان لانا، جب کہ دنیا میں سید عالم ﷺ کے دلائل پر اعتماد رکھ کر ایمان نہ لائے تھے۔

(الصاوی، ج۵، ص۷۱ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی الله علی محمد

سورۃ فاطر مکیۃ وھی خمس او ستون واربعون آیۃ

سورۃ فاطر مکی ہے اور اس میں ۴۵ یا ۴۶ آیات ہیں

تعارف سورۃ فاطر

اس سورت میں پانچ رکوع، ۹۷۰ کلمات، ۳۱۳۰ حروف ہیں۔ اس سورت میں بنیادی طور پر عقیدۂ توحید کو ثابت کرنے کے لئے اللہ ﷻ کی عظمتوں اور اس کی شانِ کبریائی کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے پہلو بہ پہلو وہ معبودانِ باطل جن کی پرستش مکہ بلکہ دنیا بھر کے مشرک کیا کرتے تھے اس کا بھی ذکر ہوا۔ یوں سمجھ لیجئے کہ انسانیت بالکل دم توڑ چکی تھی اگرچہ اس طرح کے مضامین قرآن میں متعدد بار دہرائے گئے ہیں جس کا مقصد یہ تھا کہ قاری ذہن نشین کرلیں اور عبرت حاصل کریں۔ سید عالم ﷺ سراپا رحمت بن کر جلوہ فرما ہوئے اور یہ وہ ہستی ہیں جن کے دل میں انسانیت کی ہمدردی موجزن ہے، انسان تو انسان جانور تک دامن شفقت سے نفع پاتے ہیں۔ جس ذات کی دلی کیفیات ایسی ہوں ان کا خلق خدا پر احسان کس قدر ہوتا ہوگا؟ نامصاعب حالات میں بھی دامن تبلیغ نہ چھوڑا بلکہ لوگوں کی ہدایت کے لئے کوشاں ہی رہے۔ اس سورت میں ان لوگوں کا بھی بیان باخوبی کیا گیا ہے جو ہدایت کو چھوڑ کر کجروی اختیار کرتے ہیں ،صاف ستھری پاکیزہ زندگی کے بجائے فسق وفجور سے آلودہ غلیظ زندگی گزارنا پسند کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں دو اسباب پیش خدمت ہیں: (۱)...... دنیاوی مال واسباب کی چمک دمک انہیں ایسا کرنے پر مجبور کردیتی ہے، اہل دنیا جس جاہ وجلال سے اپنی گزر بسر کرتے ہیں انہیں دیکھ کر ریس پیدا ہوتی ہے اور عین اُنہی جیسا بننے کے لئے ناجائز ذرائع اختیار کرکے مال حاصل کرلیا جاتا ہے اور اُخروی سکون کو داؤ پر لگا دیا جاتا ہے۔ (۲)...... اگرچہ فطرت گناہوں کو ناپسند کرتی ہے لیکن شیطان ان غلط کاریوں کو انسان کے سامنے اس طرح بنا سنوار کر پیش کرتا ہے کہ انسان کا دل اس میں پھنس جاتا ہے اور پھر جو کچھ اختیار کرلیتا ہے اس کا ذکر آیت نمبر ۵ اور ۶ میں بخوبی کردیا گیا ہے۔ تاہم پستی میں گرنے کے باوجود ہدایت کا دروازہ کھلا ہے۔ ہر ممکن کوشش کرکے انسان اپنی زندگی کو بہتر بنائے اور وقت کی قدر کرتے ہوئے اُخروی زندگی کو بہتر بنانے کی سعی کرے۔

رکوع نمبر: ۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

﴿الحمد للہ﴾ حَمِدَ تعالی نفسہ بذلک کَمَا بُیِّنَ فی اَوَّلِ سَبَا ﴿فاطر السموت والارض﴾ خَالِقُھُما علی غیرِ مِثَالٍ سَبَقَ ﴿جاعل الملئکۃ رسلا﴾ اِلَی الْاَنبِیَاءِ ﴿اولی اجنحۃ مثنی و ثلث و ربع ط یزید فی الخلق﴾ فِی الملائکۃِ وَغَیرِھا ﴿ما یشاء ط ان اللہ علی کل شیء قدیر (۱) ما یفتح اللہ الناس من رحمۃ﴾ کَرِزقٍ ومَطَرٍ ﴿فلا ممسک لھا ج وما یمسک﴾ مِن ذٰلکَ ﴿فلا مرسل لہ من بعدہ ط﴾ اَی بَعدَ اِمسَاکہٖ ﴿وھو العزیز﴾ الغَالِبُ علٰی اَمرِہٖ ﴿الحکیم (۲)﴾ فِی فِعلِہٖ ﴿یایھا الناس﴾ اَی اَھلَ مَکَّۃَ ﴿اذکروا نعمت اللہ علیکم ط﴾ بِاِسکَانِکُمُ الحَرَمَ وَمَنعِ الغَارَاتِ عَنکُم ﴿ھل من خالق﴾ مِن زَائِدَۃٍ وَّخَالِقُ مُبتَداءٌ ﴿غیر اللہ﴾ بِالرَّفعِ والجَرِّ نَعتٌ لِخَالِقٍ لفظا ومَحَلًّا وَخَبرُ المُبتَداءِ ﴿یرزقکم من السماء﴾ المَطَرِ ﴿و﴾ مِن ﴿الارض ط﴾ النَّبَاتِ وَالْاِستِفھَامُ لِلتَّقرِیرِ اَی لا خالق رازِق غَیرُہٗ ﴿لا الہ الا

ھو صلے فانی تؤفکون (۳)﴾مِن اَینَ تُصرِفُونَ عَن تَوحِیدِہٖ مع اِقرَارِکم بِاَنَّہُ الخَالِقُ الرازِقُ﴿وان یکذبوک﴾یَا مُحمدُ فی مَجِیئکَ بِالتَّوحِیدِ والبَعثِ والحِسَابِ والعِقَابِ﴿فقد کذبت رسل من قبلک ط﴾فی ذلکَ فَاصبِر کَما صَبَروا﴿والی اللہ ترجع الامور (۴)﴾فِی الاٰخِرۃِ فَیُجَازِی المُکَذِّبِینَ وَیَنصُرُ المُرسَلِینَ﴿یایھا الناس ان وعد اللہ﴾بِالبَعثِ وَغَیرِہٖ﴿حق فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا وقفۃ﴾عَنِ الاِیمَانِ بِذلکَ﴿ولا یغرنکم باللہ﴾فی حَملِہٖ واِمھالِہٖ﴿الغرور (۵)﴾الشَّیطَانُ﴿ان الشیطن لکم عدو فاتخذوہ عدوا ط﴾بِطَاعَۃِ اللہِ وَلا تُطِیعُوہُ﴿انما یدعوا حزبہ﴾اَتبَاعَہٗ فِی الکُفرِ﴿لیکونوا من اصحب السعیر (۶)﴾النَّارِ الشَّدِیدَۃِ﴿الذین کفروا لھم عذاب شدید ط والذین امنوا وعملوا الصلحت لھم مغفرۃ واجر کبیر (۷)﴾فَھٰذا بَیانٌ ما لِموافِقِی الشَّیطَانِ وَما لِمُخَالِفِیہِ .

﴿ترجمہ﴾

سب خوبیاں اللہ کو (ان کلمات کے ذریعے اللہ ﷻ نے خود اپنی ذات کی حمد فرمائی ہے جیسا کہ سورۂ سبا کی ابتدا میں اس بات کو بیان کر دیا گیا ہے) جو آسمانوں اور زمین کو بنانے والا (فاطر السموت والارض کا معنی ہے بغیر کسی سابقہ نمونے کے زمین و آسمان کو بنانے والا ہے) فرشتوں کو بھیجنے والا قاصد بنا کر (انبیائے کرام کی طرف) جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہیں بڑھاتا ہے (فرشتوں وغیرہ کی......۱......) پیدائش میں جو چاہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھولے (جیسے رزق و بارش) اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ روک لے (اس رحمت کو) تو اس کے بعد (یعنی اس کی روک کے بعد) اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں اور وہی ہے غالب (اپنے امر پر غالب ہے) حکمت والا ہے (اپنے فعل میں) اے لوگوں (یعنی اے اہل مکہ) اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو (کہ اس نے تمہیں حرم میں سکونت دی اور قتل وغارتگری کرنے والوں کو تم سے روک دیا......۲......) کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے کہ (مِن خالق میں مِن زائدہ ہے اور خالق مبتدا بن رہا ہے غیر مرفوع و مجرور دونوں صورتوں میں لفظاً اور محلاً خالق کی صفت ہے اور مبتدا کی خبر یرزقکم...... الخ ہے) آسمان سے (بصورت بارش) اور زمین سے (بصورت نباتات) تمہیں روزی دے (یہ استفہام تقریری ہے معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی خالق و رازق نہیں ہے) اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں اوندھے جاتے ہو (انی بمعنی این ہے یعنی اللہ ﷻ کے خالق و رازق ہونے کا اعتقاد رکھنے کے باوجود اس کی توحید سے کہاں اوندھے جاتے ہو؟) اور (اے حبیب ﷺ) اگر یہ تمہیں جھٹلائیں (عقیدہ توحید و قیامت اور حساب و عقاب کے سبب، جو آپ ﷺ لے کر آتے ہیں) تو بیشک (اس باب میں) تم سے پہلے کتنے ہی رسول جھٹلائے گئے (تو جس طرح انہوں نے صبر کیا آپ ﷺ بھی صبر کریں) اور سب کام (آخرت میں) اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں (پس وہ جھٹلانے والوں کو بدلہ دیگا اور مسلمانوں کی مدد فرمائے گا) اے لوگوں ! بیشک اللہ کا وعدہ (مرنے کے بعد اٹھانے جانے وغیرہ کا) سچا ہے تو ہرگز تمہیں (اس پر ایمان لانے سے) دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی تو ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے (اس کے حکم فرمانے اور مہلت دینے کے بارے میں) وہ بڑا فریبی (یعنی شیطان......۳......) بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اس کو دشمن سمجھو (اس کی اطاعت نہ کرو اور اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کرتے رہو) وہ تو اپنے گروہ کو (کفر میں اپنی پیروی کرنے والوں کو) اسی لئے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں (سعیر کے معنی شدید آگ

ہے) کافروں کے لیے سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے (یہ بیان شیطان کے موافقین اور اس کے مخالفین کی حالتوں کا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الحمد لله فاطر السموت والارض جاعل الملئكة رسلا اولی اجنحه مثنی وثلث وربع﴾.

الحمد: مبتدا، لام: جار، الله: موصوف، فاطر: اسم فاعل بافاعل مضاف، السموت والارض: مفعول مضاف الیہ، ملکر صفت اول، جاعل: اسم فاعل بافاعل مضاف، الملئكة: مضاف الیہ مفعول اول، رسلا: موصوف، اولی: مضاف، اجنحه: موصوف، مثنی: معطوف علیہ، وثلث وربع: معطوفان، ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر شبہ جملہ صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یزید فی الخلق ما یشاء ان الله علی کل شیء قدیر٥﴾.

یزید: فعل بافاعل، فی الخلق: ظرف لغو، ما یشاء: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما یفتح الله للناس من رحمة فلا ممسک لها﴾.

ما: شرطیہ ذوالحال، من رحمة: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول مقدم، یفتح الله للناس: فعل وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا نفی جنس، ممسک: اسم، لها: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما یمسک فلا مرسل له من بعده وهو العزیز الحکیم٥﴾.

و: عاطفہ، ما: شرطیہ مبتدا، یمسک: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا نفی جنس، مرسل: ذوالحال، من بعده: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، له: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، هو: مبتدا، العزیز الحکیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایها الناس اذکروا نعمت الله علیکم هل من خالق غیر الله یرزقکم من السماء والارض﴾.

یایها الناس: نداء، اذکروا: فعل امر بافاعل، نعمت الله علیکم: شبہ جملہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، هل: حرف استفہام، من: زائد، خالق: موصوف، غیر الله: صفت، ملکر مبتدا، یرزقکم من السماء والارض: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا اله الا هو فانی تؤفکون٥﴾.

لا: نفی جنس، اله: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، هو: مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم "موجود" محذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ف: مستانفہ، انی: اسم استفہام، حال مقدم، تؤفکون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان یکذبوک فقد کذبت رسل من قبلک والی الله ترجع الامور٥﴾.

و: مستانفہ، ان: شرطیہ، یکذبوک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ، کذبت: فعل مجہول، رسل: موصوف، من قبلک: ظرف مستقر صفت، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، الی الله: ظرف لغو مقدم، ترجع الامور: فعل بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایھا الناس ان وعداللہ حق فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور۝﴾.
یایھا الناس: نداء،ان وعداللہ: حرف مشبہ واسم،حق:خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ،ف:فصیحیہ،لا تغرنکم الحیوۃ الدنیا: فعل نفی ومفعول فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،لایغرنکم باللہ:فعل نفی ومفعول وظرف لغو،الغرور:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الشیطن لکم عدو فاتخذوہ عدوا﴾.
ان الشیطن: حرف مشبہ واسم،لکم:ظرف مستقر حال مقدم،عدو:ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف:فصیحیہ،اتخذوہ:فعل امر بافاعل ومفعول،عدوا:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انما یدعوا حزبہ لیکونوا من اصحب السعیر۝﴾.
انما: حرف مشبہ وما کافہ،یدعوا حزبہ:فعل بافاعل ومفعول،لام: جار،یکونوا:فعل ناقص بااسم،من اصحب السعیر:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین کفروا لھم عذاب شدید والذین امنوا وعملواالصلحت لھم مغفرۃ واجر کبیر۝﴾.
الذین کفروا: موصول صلہ،ملکر مبتدا،لھم: ظرف مستقر خبر مقدم،عذاب شدید:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،الذین امنوا وعملواالصلحت:موصول صلہ،ملکر مبتدا،لھم: ظرف مستقر خبر مقدم،مغفرۃ:معطوف علیہ،و:عاطفہ،اجر کبیر:معطوف،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فرشتوں کے پَروں کا بیان:

ا......چار فرشتے منصب رسالت پر فائز ہوئے،حضرت جبرائیل علیہ السلام،میکائیل علیہ السلام،اسرافیل علیہ السلام وعزرائیل علیہ السلام۔
قتادہ کہتے ہیں کہ بعض فرشتوں کے دو پَر ہوتے ہیں،بعض کے تین اور بعض کے چار جیسا کہ آیت میں بیان کیا گیا ہے۔فرشتے ان پَروں کی مدد سے آسمان سے زمین تک نزول فرماتے ہیں اور پھر انہی کی مدد سے زمین سے آسمان کی جانب بلند ہوتے ہیں اور یہ سفر ایک ہی وقت میں ہوجاتا ہے۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل امین علیہ السلام کے چھ سو پَر دیکھے (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب:فکان قاب قوسین، رقم:٤٨٥٦، ص٨٦٠) ۔زہری کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض خدمت کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم !اگر آپ اسرافیل علیہ السلام کو دیکھ لیں تو ان کے بارہ ہزار پَر ہیں،جو کہ مشرق مغرب اور عرش کے نیچے اسے تھامے ہوئے ہیں اور (اللہ کی قدرت سے ان پَروں سے عرش کو اٹھانا اتنا ہلکا) جیسا کہ ممولا،"الوصع" چھوٹی چڑیا نما پرندے کو کہتے ہیں اور یہ سب اللہ کی عظمت وشان کی وجہ سے ہے۔ (القرطبی، الجزء ٢٢، ص ٢٨٠)

علامہ آلوسی کہتے ہیں:

فرشتوں کے پَر حسب مراتب مختلف ہوتے ہیں لہذا فرشتے ان کی مدد سے نزول وعروج کرتے اور اللہ عزوجل کے دیئے ہوئے حکم کو بجالانے میں جلدی کرتے ہیں،اور یہ بھی جائز ہے کہ فرشتوں کو سب یا بعض پَر ان کی زینت کے باعث دیئے گئے ہوں، جیسا کہ اللہ عزوجل سے حیاء کرنے کی غرض سے اپنے چہرے کو چھپانا وغیرہ امور کے لئے،اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تمام فرشتوں کو دو ہی پَر دیئے گئے ہوں یا سب ہی کو تین پَر یا چار پَر دیئے گئے ہوں،اور آیت مقدسہ چار سے زائد پَر ہونے کی نفی پر دلالت نہیں کرتی بلکہ بعض

محققین کہتے ہیں کہ پَروں کی تعداد کا ذکر کثرت وتفاوت کی وجہ سے مذکور ہے نہ کہ تعیین اور دو سے زائد کی نفی کے لئے۔ زمخشری کہتے ہیں کہ میری نظر سے بعض کتب گزریں کہ فرشتوں کو چھ پَر عطا کئے گئے جن میں سے دو سے اپنے جسم کو ڈھانپتے ہیں، باقی دو سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے امر (حکم) کو پورا کرنے کے لئے اڑتے ہیں اور باقی دو سے اپنے چہروں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیاء کرتے ہوئے چھپاتے ہیں۔

(روح المعانی، الجزء ۲۲، ص ۴۶۰ وغیرہ ملتقطاً)

ادائیگی شکر کے لئے روزانہ پڑھی جانے والی دعا:

۲......نعمت پر شکر کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے تا کہ مزید انعام ہو اور موجودہ نعمتیں باقی رہیں۔ دن بھر میں ہونے والی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا انمول تحفہ سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فرمان کے مطابق یہ ہے کہ ہر شخص درج ذیل دعا روزانہ پڑھے: "اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ"۔ شام میں یہ دعا پڑھیں تو مَا اَصْبَحَ کی بجائے مَا اَمْسٰی کہے۔

ابلیس کے دھوکہ دینے کا بیان:

۳......اس باب کے تحت ہم "امام ابن جوزی" کی کتاب "تلبیس ابلیس" سے اختصاراً تمام ابواب سے تلخیص بیان کریں گے کہ شیطان کس طرح کن کن امور میں دھوکے کے ذریعے بنی نوع انسان کے لئے نقصان کا سامان کرتا ہے۔

باب اول: سنت و جماعت کے لازم ہونے کے بارے میں:

حضرت عبداللہ بن دینار حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "تم میں سے جو جنت کو محبوب رکھتا ہے وہ جماعت کو لازم کرلے کیونکہ شیطان تنہا کے ساتھ ہوتا ہے اور جماعت سے مراد دو سے زائد ہیں"۔

☆......حضرت وائل بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے زمین پر مبارک انگلی سے خط کھینچا پھر فرمایا: "یہ سیدھا راستہ ہے"، پھر دائیں اور بائیں جانب یونہی خط کھینچا اور فرمایا: "یہ راستہ ہے کہ اس کے علاوہ راستے پر شیطان دعوت دیتا ہے"۔

☆......حضرت اسامہ بن شریک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو فرماتے سنا، نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: "اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے، جو جماعت سے الگ ہوا گویا اس پر شیطان کا حملہ ہوا جیسا کہ بھیڑیا اسی بکری پر حملہ آور ہوتا ہے جو اپنے ریوڑ سے الگ ہوتی ہے"۔

دوسرا باب: بدعت اور بدعتیوں کی مذمت کے بارے میں:

☆......بی بی عائشہ روایت کرتی ہیں کہ سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد جو ہمارے دین میں کوئی نیا کام نکالے جس کی اصل نہ ہو وہ مردود ہے"۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب: اذا اصلحوا علی، رقم: ۲۶۹۷، ص ۴۴۰)

☆......بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ آقائے دو جہاں صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "من فعل امرا لیس علیه امرنا فهو رد یعنی کوئی (نیا) کام کرے جس کی نظیر ہمارے کام میں نہ ملتی ہو تو وہ مردود ہے"۔ (انظر الحدیث السابق)

اور بدعت نئے کام کو کہتے ہیں، اور غالب اوقات میں بدعت سے وہ کام مراد لئے جاتے ہیں جو اپنی اصل کے اعتبار سے شریعت مطہرہ کے مخالف ہوں، اور زیادتی و نقصان کے ساتھ اس میں مشغول ہونے کو واجب قرار دیا جائے اور یہ نیا کام وہ بھی ہوتا ہے جو شریعت کے مخالف نہ ہو اور جس پر مشغول ہونا واجب بھی نہ ہو جیسا کہ جمہور سلف اس کے قائل ہیں کہ ہر وہ نیا کام جس (کی اصل شریعت میں نہ ہو) اُسے مکروہ اور ناپسندیدہ جانتے ہیں اور جو شریعت میں محبوب و مطلوب ہو جیسا کہ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ و عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا قرآن مجید کو لغت قریش پر جمع کرنا جس کے بارے میں سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے کلمات موجود ہے: "کیف تفعلُ شیئا لم یَفعَلهُ رسولُ اللّٰهِ یعنی وہ

بدعت (نیا کام) ہے جسے اللہ کے رسول نے نہیں کیا"۔(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب: جمع القرآن، رقم: ٤٩٨٦، ص ٨٩٤)

تیسرا باب: ابلیس کے فتنے اور مکر کے بارے میں:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے: ﴿انما یامرکم بالسوء والفحشاء وان تقولوا علی الله مالا تعلمون وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا اور یہ کہ اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں (البقرۃ:١٦٩)﴾۔

☆......عیاض بن حمار کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ باتیں بتاؤں جو تمہیں نہیں معلوم اور مجھے آج ہی کے دن معلوم ہوئیں ہیں، ہر وہ مال جو میں نے اپنے بندے کو دیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے، اور میں نے اپنے بندے کو دین حنیفہ دیا اور ہر ایک کے پاس شیطان آکر دین کے بارے میں گمراہ کرتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ زمین والوں کو دیکھتا ہے کہ عرب وعجم میں لوگ ایک دوسرے سے بغض رکھتے ہیں تاوقت یہ کہ روئے زمین پر اہل کتاب باقی رہ جائیں"۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفتها ونعیمها، باب: صفات التی یعرف بها فی الدنیا، رقم: (٧١٠١)/٢٨٦٥، ص ١٤٠٣)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: "بیشک ابلیس اس بات سے مایوس ہوگیا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے ہاں وہ لوگوں میں فتنہ ڈال دیتا ہے"۔ (صحیح مسلم، کتاب: صفة القیامة، باب: تحریش الشیطان، رقم: (٦٩٩٩)/ ٢٨١٢، ص ١٣٨٤)

چوتھا باب: ابلیس کی ملمع سازی اور دھوکے کے بارے میں:

مصنف کہتے ہیں کہ ابلیس کی تلبیس یہ ہے کہ وہ ناحق کو حق کی صورت وشکل میں پیش کرے۔ اور غرور جہالت کی قسم ہے جو عقیدے میں فساد لاتی ہے کہ صحیح بات کو فاسد اور رَدّی کو جید کہتے ہیں، اور اس بارے میں شبہات پیدا کر دیتا ہے، اور ابلیس لوگوں میں گھس کر ان کی نیند کو کم ظاہر کرتا، غفلت وجہالت بڑھاتا اور علم میں کمی لانے والے اسباب پیدا کرتا ہے۔

☆......حماد بن شعیب اعمش سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے ایک شخص سے سنا جو کہ جن سے مخاطب تھا، جن کہتے ہیں: "ہم متبع سنت کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، ہاں جو خواہشات کے پیروکار ہوتے ہیں ہم ان سے خوب کھیلتے ہیں"۔

پانچواں باب: عقائد ودیانات کے بارے میں سوفسطائیہ پر ابلیس کی ملمع سازی:

مختلف مذاہب کے ماننے والوں پر ابلیس نے اپنے مکر وفریب کے ذریعے کوشش کر کے دھوکے میں مبتلا کر دیا، گمراہ کیا، پس کوئی گروہ فرشتوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بیٹیاں تصور کر کے گمراہ کیا، بعض کو جانور کی عبادت پر لگا کر گمراہ کیا جیسا کہ سامری جادوگر کو بچھڑے کی عبادت پر لگا دیا، کسی کو بتوں کی عبادت پر لگا دیا، کسی کو دھریہ مذہب کا پیشوا بنا دیا، کہیں سائبہ، بحیرہ، وصیلۃ اور حام جیسے باطل عقائد کے ذریعے گمراہ کر دیا، کسی کو نبوت کا دعویٰ کرانے کے ذریعے ورغلایا، غیر شرعی ذبیحہ کے ذریعے گمراہ کیا، یہود ونصاری کو حضرت عزیر علیہ السلام، حضرت عیسی علیہ السلام اور عقیدہ تثلیث جیسے گمراہ کن کارناموں کی بھینٹ چڑھایا، کسی کو سورج، چاند، ستاروں کی عبادت پر مسلط کر کے گمراہ کر دیا۔

چھٹا باب: علمائے فنون پر ابلیس کی ملمع سازی کے اثرات:

قرائت قرآن کے حوالے سے ابلیس نے بعض لوگوں کو مشغول قرائت شاذہ میں مشغول کر دیا، بعض اپنی زندگی کا بیشتر حصہ علم قرائت میں صرف کر گئے، اور تلاوت قرآن کے فرائض وواجبات سیکھے۔ لوگوں کی ایک بڑی جماعت نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ سماع حدیث، جمع طُرُق، طلب اسانید، متون، غرائب کی چھان پھٹک میں گزاری ہیں، پس جن حضرات نے صحیح حدیث کی معرفت وحفظ میں زندگیاں گزاریں یقیناً ہم ان کے مشکور ہیں لیکن ان میں بعض ایسے بھی ہوئے کہ جنہوں نے اسے فرض عین جانا، خود پر

واجب کرلیا اور حدیث کے میدان میں فقاہت کو لازم کرلیا جیسے یحیٰ بن معین، ابن مدینی، امام بخاری و مسلم وغیرہ کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات علماء کو حسد، ریا، تکبر، طلب ریاست، جاہ منصب کی لالچ میں لگا کر ثواب سے دور کردیتا ہے۔

ساتواں باب: امراء و سلاطین پر ابلیس کا زور چلنا:

اولیاء و سلاطین کو یہ چکر دیتا ہے کہ مال غصب کو صدقہ کردیا جائے، اور اسے عنداللہ معاف ہونے پر محمول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک درہم صدقہ دس گنا مال غصب کی بُرائی کو مٹاتا ہے۔ حالانکہ مال غصب کا گناہ باقی رہے گا اور مال مغصوبہ کا صدقہ بھی قبول نہیں ہوتا اور مال حلال ہی سے صدقہ کیا جائے لیکن ایسا صدقہ غصب کے گناہ کو نہیں مٹائے گا۔

آٹھواں باب: عبادات کے معاملے میں ابلیس کا بندوں کو گمراہ کرنا:

ابلیس عبادات کے معاملے میں بھی لوگوں کی جہالت کی وجہ سے داخل ہوجاتا ہے، مثلاً وضو کے معاملے میں لوگ اسراف کا شکار ہوتے دیکھے گئے ہیں کہ شیطان انہیں وسوسے میں مبتلا رکھتا ہے کہ مباداں وضو صحیح نہ ہونے پر نماز صحیح نہ ہوگی حالانکہ پانی ضائع کرنے کے گناہ میں پڑ رہا ہے۔

☆...... نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''شیطان انسان کو وضوء کے معاملے میں بوکھلا دیتا ہے تو اس کے شر سے پناہ مانگو''۔

نواں باب: زاہدوں اور عبادت گزاروں کے لئے ابلیس کی چالبازی:

عبادت گزاروں اور زاہدوں کو ترک دنیا، پہاڑوں میں جا کر اللہ ﷻ کی رضا چاہنے، جمعہ کی عبادات، جماعت، علم وغیرہ پر امید دلاتا ہے، کہ گویا اسے اللہ ﷻ کی رضا جوئی کی سند مل گئی ہے۔ ریاکاری میں مبتلا کردیتا ہے۔ چہرے کا زرد پڑ جانا، بالوں کا بکھرا ہونا، زہد ہونے کی دلیل بنتا ہے اسی طرح آواز کا ہلکا ہونا، اظہار خشوع، نماز و صدقات میں ریاکاری کا پایا جانا وغیرہ اعمال کی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔

دسواں باب: حضرات صوفیائے کو ابلیس کا دھوکہ دینا:

سید عالم ﷺ کے زمانے میں دو نام ایمان اور اسلام جنہیں مسلم و مومن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے مشہور تھے، پھر زاہد و عابد کا نام لیا جانے لگا، مشائخ کی ایک جماعت ایسی گزری ہے جو شبہات سے بچنے کے لئے مال کو تقسیم کردیتی تھی پھر ایسے بھی ہوئے جنہوں نے حرص کی وجہ سے مال جمع کرنا شروع کردیا اور یہ دعویٰ زہد ان کے حال کے متضاد ہے، اور بعض وہ بھی ہوئے جنہوں نے مال جمع کرنے کے باوجود خود کو فقر پر ہونا ظاہر کیا اور ایسے بھی ہوئے جنہوں نے زکوۃ لینے کی غرض سے خود کو فقیر رکھا، اور ایسا کرنا ان کے لئے جائز نہیں، جیسا کہ شیخ ابوالحسن بسطامی نے شیخ رباط بن الجیان کے بارے میں لکھا کہ وہ ہر موسم میں اونی لباس پہنتے اور لوگوں میں اسے صدقہ کردیتے تاکہ لوگ اس سے برکت حاصل کریں، جب ان کا انتقال ہوا تو انہوں نے چار ہزار دینار چھوڑے۔

گیارھواں باب: بناوٹی کرامتوں کے ذریعے ابلیس کا گمراہ کرنا:

مصنف کہتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں ہم نے دیکھا ہے کہ فرشتوں کی جانب اشارہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کے مکرم مہمان ہیں اور اس سے یہ وہم دیتے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے پاس آیا کرو، اور ہمارے زمانے میں ایک شخص ایسا بھی ہے کہ حالت سفر میں شہد پیتا ہے اور جب اس کے پاس نہر سے پانی لایا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے پلاتے ہیں تو وہ اس پانی میں شہد کا ذائقہ پاتا ہے اور ان میں کوئی عارف باللہ نہیں ہوتا اور اللہ کی ملامت سے خوف نہیں رکھتا، اللہ ایسے گمراہوں سے پناہ عطا فرمائے۔

بارھواں باب: عوام پر ابلیس کا چالیں چلنا:

☆......بی بی عائشہ روایت کرتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''شیطان تم میں سے کسی پر آتا ہے اور کہتا ہے کہ تجھے کس نے پیدا کیا، بندہ کہتا ہے اللہ نے، وہ کہتا ہے کہ آسمان وزمین کس نے بنائے؟ بندہ کہتا ہے اللہ نے، وہ کہتا ہے کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ پس اگر بندہ کسی قسم کا (علم دین) رکھتا ہے تو کہہ دیتا ہے کہ میں ایمان لایا اللہ اور اس کے رسول پر''۔

مالداروں پر ابلیس چار طریقے سے حملہ آور ہوتا ہے: (۱)......اس کے کسب مال کے ذریعے، پس وہ حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتا، (۲)......بخل کے ذریعے، پس مالدار زکوۃ کی ادائیگی کا خیال نہیں کرتے، (۳)......خود پسندی کے ذریعے، پس فقیروں پر برتری جتاتے ہیں، (۴)......خرچ کرنے میں، پس بے جا اسراف کی لت میں پڑتے ہیں۔

تیرھواں باب: لوگوں کو لمبی امیدیں دلا کر ابلیس کا دھوکہ دینا:

تمام بنی نوع انسان کو ابلیس لمبی امیدیں دلا کر دین سے دور کرتا ہے، عمل کرنے دیتا ہے تو اپنی پسند کے مطابق اور جو عمل نفس پر گراں گزرتا ہو اس میں حیلے بہانے سکھا دیتا ہے۔ (تلبیس ابلیس ،من کل باب محلصاو ملتقطا)

اغراض:

حمد الله تعالی نفسه: اپنی ذات کی تعظیم وتکریم اور اپنی مخلوق کی تعلیم وتربیت کے لئے جو اللہ ﷻ کی شان کے لائق ہے حمد فرمائی، ایک قول کے مطابق ''الحمد'' میں موجود الف لام استغراقی ہے یا جنس کا ہے، اور الف لام عہد کا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس جملے سے شے معہود غیر حاصل ہوگی اور بندوں کے کلام کے مطابق اَولی یہ ہے کہ الف لام عہد خارجی کا ہو اور شے معہود سے مراد حمد ہو جو کہ اللہ کی اپنی ذات سے صادر ہوئی ہے۔

كما بين في اول سورة سبا: اور نے اس مناسبت سے سورۃ سبا میں کلام کیا ہے کہ حمد سے مراد وصفِ جمیل ہے، اور یہ بھی جان لیں کہ چار سورتیں ایسی ہیں جو کہ حمد کے ساتھ شروع ہوئی ہیں: الانعام، الکھف، سبا اور فاطر، اور اس میں حکمت یہ ہے کہ ان سورتوں میں دینی ودنیاوی نعمتوں کی تفصیل ہے، جن کا احاطہ سورۃ الفاتحہ میں بھی کیا گیا ہے۔

على غير مثال ذلك: اگر ان دونوں (زمین وآسمان) کے لئے مادہ ہوتا جیسا کہ نور محمدی کا بیان ہے، تو مثال سابق کی نفی ہو جاتی۔

الى الانبياء: یعنی وحی کے ذریعے، یہاں بعض حضرات انبیائے کرام مراد ہیں نہ کہ کل، اور بیضاوی کی عبارت اس مقام پر زیادہ واضح اور اَولی ہے، اور نص یہ آیت: ﴿جاعل الملائكة رسلا﴾ ہے جو کہ بندوں اور رب کے درمیان وسیلہ ہیں، اور حضرات انبیائے کرام اور صالحین کے مابین، یہ فرشتے وحی، الہام، رؤیا صالحہ کے ذریعے یا وسیلے واسطے کے دیگر ذرائع سے اللہ ﷻ کا پیغام پہنچاتے ہیں۔

في الملائكة: زمخشری کہتے ہیں کہ میں نے بعض کتب میں دیکھا کہ فرشتوں کے چھ پر ہوتے ہیں، دو پر اپنے جسم کو چھپانے کے لئے، دو پر اللہ کے امر کو پہنچانے کی غرض سے (اپنی شان کے لائق) اڑنے کے لئے، دو پَر اللہ سے حیا کرتے ہوئے اپنے چہروں کو چھپانے کی غرض کے لئے، حدیث میں ہے: ''میں (محمد ﷺ) نے جبرائیل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا، ان کے چھ سو پَر تھے، گویا وہ اپنے سر سے موتی اور یاقوت بکھیر رہے ہیں''۔ روایت میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا مجھے اپنی اصل شکل دکھاؤ، جبرائیل نے جوابا فرمایا کہ آپ نہ دیکھ سکیں گے، پیہم اصرار پر جب لیلۃ مقررہ میں دکھایا تو سید عالم ﷺ از خود رفتہ (بے ہوش) ہو گئے پس جب افاقہ ہوا تو جبرائیل امین علیہ السلام مسند پر موجود تھے اور ان کا ایک ہاتھ (اپنی شان کے لائق) سید عالم ﷺ کے مبارک سینے اور دوسرا کندھے کے مابین تھا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ ﷻ پاک ہے میں نے ایسی عظیم مخلوق نہیں دیکھی تھی۔ جبرائیل

امین علیہ السلام نے استفسار فرمایا آپ ﷺ اسرافیل علیہ السلام کو کیسے دیکھیں گے کیونکہ ان کے بارہ ہزار پر ہیں، جو کہ مشرق ومغرب میں پھیلے ہوئے ہیں، المختصر۔
وغیرھا: یعنی تمام مخلوق، جیسا کہ طویل القامت مخلوق، معتدل شکل وصورت والی مخلوق، تمام اعضاء والی مخلوق، طاقتور، اچھی شکل وصورت، بال والی، وغیرہا جو اللہ نے اپنی مخلوق کو دیں ہیں۔
کرزق: جیسا کہ دینی ودنیاوی رزق، رحمت کو فتح سے تعبیر کیا جس سے اس جانب اشارہ ملتا ہے کہ فتح بڑی عظیم چیز ہے، اور یہ تمام دینی ودنیاوی رحمتوں کو شامل ہے۔
ای اھل مکۃ: سببِ نزول کی وجہ سے "للناس" کی تفسیر اہل مکہ سے کی گئی جب کہ عمومی اعتبار سے سب ہی کے لئے عبرت کا سامان ہے۔باسکانکم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ النعمۃ بمعنی الانعام ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ النعمۃ بمعنی المنعم ہو۔
ای لا خالق رازق غیرہ: یعنی اللہ عزوجل کے سوا کوئی تمہارا خالق نہیں اور وہی رازق ہے۔
من این تصرفون عن توحیدہ: یعنی وہ کیسے اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے ہیں جب کہ کوئی دوسرا اللہ عزوجل کے مثل اوصاف سے متصف ہی نہیں ہوسکتا۔وغیرہ: یعنی حساب وعقاب۔
وینصر المرسلین: یعنی اللہ حضرات انبیائے کرام کی سفارش قبول فرمائے گا اور انہیں دارِ کرامت میں داخل فرمائے گا۔
فی حلمہ: بمعنی فی سببہ ہے، یعنی تم اللہ کی دی ہوئی مہلت کو شیطان کی پیروی کرنے کا سبب نہ بناؤ۔
ھذا: یعنی اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿الذین کفروا...... الخ﴾ کا معنی یہ ہے کہ جو اول سے لے کر آخر زمانے تک کفر کرے گا اس کے لئے سخت عذاب ہے اور جو اول ایمان لا کر آخر تک اسے نبھائے گا اور اس کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔(الصاوی، ج۵، ص ۷۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

وَنَزَلَ فِی اَبِی جَھلٍ وَغَیرِہٖ﴿افمن زین له سوء عمله﴾بِالتَّموِیهِ﴿فراہ حسنا ط﴾مِنْ مُبتَداءٌ خَبرُہٗ کَمَنْ ھَداہُ اللّٰہُ لَادَلَّ عَلَیهِ﴿فان اللہ یضل من یشاء ویھدی من یشاء صلے ز فلا تذھب نفسک علیھم﴾علی المُزَیَّنِ لَھُم﴿حسرت ط﴾بِاِغتِمَامِکَ اَنْ لَا یُومِنُوا﴿ان اللہ علیم ط بما یصنعون(۸)﴾فَیُجَازِیھِم عَلیهِ﴿واللہ الذی ارسل الریح﴾وَفِی قِرَائَةِ الرِّیحُ﴿فتثیر سحابا﴾المُضارِعُ لِحَکَایةِ الحَالِ المَاضِیَةِ اَی تُزعِجُہٗ﴿فسقنه﴾فِیهِ اِلتِفَاتٌ عَنِ الغَیبَةِ﴿الی بلد میت﴾بِالتَّشدِیدِ والتَّخفِیفِ لَا نَباتَ بِھا﴿فاحیینا به الارض﴾مِنَ البَلَدِ﴿بعد موتھا ط﴾یُبسِھَا ای اَنبَتنَا بِهِ الزَّرْعَ والکَلاءَ﴿کذلک النشور (۹)﴾اَیِ البَعثُ والْاِحیَاءُ﴿من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ جمیعا ط الیه﴾اَی فِی الدُّنیا والْاٰخِرَةِ فلا تَنالُ مِنهُ اِلا بِطاعَتِهٖ فَلیُطِعْهُ﴿یصعد الکلم الطیب﴾یَعلَمُهٗ وھو لا اِلٰهَ اِلااللّٰهُ وَنَحوِھَا﴿والعمل الصالح یرفعه﴾یَقبَلُهٗ﴿والذین یمکرون﴾المَکَراتِ﴿السیات﴾بِالنَّبِیِّ فی دارِ النَّدوَةِ مِن تَقیِیدِہٖ اَو قَتلِهٖ اَو اِخرَاجِهٖ کما ذُکِرَ فی الْاَنفالِ﴿لھم عذاب شدید ط ومکر اولئک ھو یبور (۱۰)﴾یَھلِکُ﴿واللہ خلقکم من تراب﴾بِخَلقِ اَبِیکُم آدمَ مِنهُ﴿ثم من نطفة﴾اَی مَنِیِّ بِخَلقِ ذُرِّیَّتِهٖ منھا﴿ثم جعلکم ازواجا ط﴾ذُکورا و اِناثًا﴿وما

تحمل من انثی ولا تضع الا بعلمه ط﴾حَالٌ اَی مَعْلُومَةٌ لَّهُ﴿وما یعمر من معمر﴾اَی مَا یَزادُ فِی عُمْرِ طَوِیلِ العُمرِ﴿ولا ینقص من عمرہ﴾اَی مِن ذٰلِکَ المُعَمَّرُ اومُعَمِّرٍ آخرَ﴿الا فی کتب ط﴾هو اللَّوحُ المَحفُوظُ﴿ان ذلک علی الله یسیر (۱۱)﴾هَیِّنٌ ﴿وما یستوی البحرن صلے ق هذا عذب فرات﴾شَدِیدُ العَذُوبَةِ﴿سائغ شرابه﴾شُربُهُ﴿وهذا ملح اجاج ط﴾شَدِیدُ المُلُوحَةِ﴿ومن کل﴾مِنهما﴿تاکلون لحما طریا﴾هوَ السَّمکُ﴿وتستخرجون﴾مِنَ المِلحِ وَقِیلَ مِنهُمَا﴿حلیة تلبسونها ج﴾هِیَ اللُّولُؤُ والمَرجَانُ﴿وتری﴾تبصُرُ﴿الفلک﴾السُّفُنَ﴿فیه﴾فی کُلِّ مِنهُما﴿مواخر﴾تَمخُرُ المَاءُ اَی تَشُقُّهُ بِجَرِیهَا فیهِ مُقبِلَةً ومُدبِرةً بِرِیحٍ واحدَةٍ ﴿لتبتغوا﴾تَطْلُبُوا﴿من فضله﴾تعالی بالتِّجَارةِ﴿ولعلکم تشکرون (۱۲)﴾اللهَ علی ذلکَ﴿یولج﴾یُدخِلُ اللهُ﴿الیل فی النهار﴾فَیَزِیدُ﴿ویولج النهار﴾یُدخِلُهُ﴿فی الیل لا﴾فَیَزِیدُ﴿وسخر الشمس والقمر صلے ز کل﴾مِنهما﴿یجری﴾فی فَلَکِهِ﴿لاجل مسمی ط﴾یَومَ القِیٰمةِ﴿ذلکم الله ربکم له الملک ط والذین تدعون﴾تَعبُدُونَ﴿من دونه﴾اَی غَیرِہٖ وهُمُ الاَصْنَامُ ﴿ما یملکون من قطمیر (۱۳)﴾لِفَافَةَ النَّواةِ﴿ان تدعوهم لا یسمعوا دعاء کم ج ولو سمعوا﴾فَرضًا﴿ما استجابوا لکم ط﴾اَجابُوکُمْ﴿ویوم القیمة یکفرون بشرککم ط﴾بِاشْرَاکِکُم اِیَّاهُم مع اللهِ اَی یَتَبَرَّؤُنَ مِنکم مِن عِبادَتِکم اِیاهم ﴿ولا ینبئک ﴾بِاَحْوَالِ الدَّارَینِ﴿مثل خبیر (۱۴)﴾عَالِمٍ وهوَ اللهُ تعالی.

﴿ترجمہ﴾

(اگلی آیت مبارکہ ابوجہل وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی) تو کیا وہ جس کی نگاہ میں اس کا برا کام آراستہ کیا گیا (یوں کہ وہ برے کو بھلا اور بھلے کا برا سمجھنے لگا......۱......) کہ اس نے اسے بھلا سمجھا (افمن میں من مبتداء ہے اور اس کی خبر کمن هداه الله محذوف ہے جس پر اللہ عزوجل کا یہ فرمان: ﴿فان الله ...... الخ ﴾ دلالت کررہا ہے) اس لیے اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے تو تمہاری جان ان پر (ان لوگوں پر جن کے لیے برے کاموں کو آراستہ کیا گیا ہے) حسرتوں میں نہ جائے (یوں کہ تم ان کے ایمان لانے پر غمگین ہو جاؤ) اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں (اس پر اللہ انہیں بدلہ دے گا) اور اللہ ہے جس نے بھیجی ہوائیں (ایک قرائت میں ریاح کی جگہ ریح ہے) کہ بادل ابھارتی ہیں (حال ماضی کو بیان کرنے کے لیے، تثیر صیغہ مضارع ذکر کیا گیا ہے، تثیر کے معنی ابھارنا ہے) پھر ہم اسے رواں کرتے ہیں (اس کلام میں صیغہ غائب متکلم کی طرف التفات ہے) کسی مردہ شہر کی طرف (یعنی ایسے شہر کی طرف جس میں کچھ نباتات ہو، میت کو مخفف ومشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) تو اس کے ذریعے ہم (اس شہر کی) زمین کو زندہ کرتے ہیں اس کے مرے پیچھے (یعنی بعد اس کے خشک ہونے کے یعنی ہم نے اس میں کھیتی اور گھاس کو اگا دیا) یونہی حشر میں اٹھنا ہے (مرنے کے بعد اسے اٹھایا جانا اور زندہ کیا جانا ہے) جسے عزت کی چاہ ہو تو عزت سب (دنیا اور آخرت میں) اللہ کے ہاتھ ہے......۲......(اس عزت کو اس کی فرمانبرداری کرکے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے تو اس کی فرمانبرداری کرنی چاہیے) اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام (وہ

اسے جانتا ہے کلم الطیب سے مراد لا الہ الا اللہ وغیرہ ہے......۳......) اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے (یعنی اسے قبول فرماتا ہے) اور وہ جو برے (داؤں) کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور انہیں کا مکر برباد ہوگا (یبور بمعنی یھلک ہے، سید عالم کے قتل، قید یا جلا وطن کیے جانے کا مشورہ دار الندوہ میں کرتے ہیں......۴......، جیسا کہ الانفال میں گزر چکا ہے) اور اللہ نے تمہیں بنایا مٹی سے (تمہارے باپ سیدنا آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرماکر) پھر پانی کی بوند سے (منی سے ان کی اولاد کو پیدا فرماکر) پھر تمہیں کیا جوڑے جوڑے (بصورت نر و مادہ......۵......) اور کسی مادہ کو پیٹ نہیں دیتا اور نہ وہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے (بعلمہ حال ہے یعنی یہ تمام مراد سے معلوم ہوتا ہے) اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جائے (یعنی جس لمبی عمر والے کی عمر میں اضافہ کیا جاتا ہے) یا جس کسی کی عمر میں کمی رکھی جائے (خواہ وہ وہی لمبی عمر والا ہو یا کوئی دوسرا......۶......) یہ سب ایک کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں ہے بیشک یہ اللہ کو آسان ہے (یسیر بمعنی ھین ہے) اور دونوں سمندر ایک سے نہیں یہ میٹھا ہے خوب میٹھا (فرات کے معنی خوب میٹھا ہے) پینا خوشگوار (شرابہ بمعنی شراب ہے) اور یہ کھاری ہے تلخ (اجاج کے معنی سخت کھاری ہے) اور (ان میں سے) سب سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت (یعنی مچھلی......۷......) اور نکالتے ہو (کھاری سمندر سے اور کہا گیا ہے دونوں سمندر سے) پہننے کا زیور (مراد اس سے موتی اور مرجان ہیں) اور تو دیکھے (تری بمعنی تبصر ہے) کشتیوں کو (الفلک کے معنی کشتیاں ہے) اس میں (یعنی دونوں سمندروں میں) چیرنے والیاں (پانی کو چیرنے والیاں، ایک ہی ہوا کی موجودگی میں آگے بڑھتے پیچھے ہوتے سمندر کی لہروں کا چکر کاٹتی ہیں) تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو (تجارت کر کے، تبتغوا بمعنی تطلبوا ہے) اور کسی طرح (اس پر اللہ عزوجل کا) شکر کرو، وہ (یعنی اللہ عزوجل) داخل کرتا ہے رات دن کے حصے میں (تو یوں رات بڑھ جاتی ہے، یولج بمعنی یدخل ہے) سورج اور چاند (دونوں میں سے) ہر ایک ایک مقرر میعاد تک (یعنی روز قیامت تک) چلتا ہے (اپنی مدار میں......۸......) یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو (یعنی بتوں کو، من دونہ سے مراد بت ہیں اور دون بمعنی غیر ہے، تدعون بمعنی تعبدون ہے) وہ دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں (قطمیر کے معنی کھجور کی گٹھلی کا چھلکا ہے) تم انہیں پکارو تو تمہاری پکار نہ سنیں اور (بالفرض) سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روا نہ کر سکیں (ما استجابوا لکم بمعنی ما اجابوا لکم ہے) اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے (یعنی تمہارے ان کو اللہ عزوجل کے ساتھ شریک بنانے سے منکر ہوں گے اور وہ تم سے اور تمہاری ان کی عبادت کرنے سے بیزاری ظاہر کریں گے) اور تجھے کوئی نہ بتائے گا (اور آخرت کے احوال کے بارے میں) اس عالم کی طرح (خبیر بمعنی عالم ہے، اور مراد اس سے اللہ عزوجل کی ذات ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿افمن زین له سوء عمله فراه حسنا﴾.

همزه: حرف استفہام، ف: عاطفہ، من: موصولہ، زین له: فعل مجہول وظرف لغو، سوء عمله: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، راه: فعل با فاعل ومفعول اول، حسنا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر محذوف "کمن هداه الله" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان الله یضل من یشاء ویهدی من یشاء﴾.

ف: مستانفہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، یضل من یشاء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یهدی من یشاء: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلا تذهب نفسک علیهم حسرت ان الله علیم بما یصنعون۝﴾۔

ف: فصیحیہ ،لاتذهب:فعل نہی،نفسک: فاعل،علیهم:ظرف لغو،حسرات:مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ،ان الله:حرف مشبہ واسم،علیم بما یصنعون:شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله الذی ارسل الریح فتثیر سحابا فسقنه الی بلد میت فاحیینا به الارض بعد موتها﴾۔

و: عاطفہ،الله:مبتدا،الذی: موصول،ارسل الریح: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف:عاطفہ،تثیر:فعل بافاعل،سحابا:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول،ف: عاطفہ،سقنه:فعل بافاعل ومفعول،الی بلد میت: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ف: عاطفہ،احیینابه:فعل بافاعل وظرف لغو،الارض :ذوالحال،بعد موتها: ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث،ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذلک النشور۝ من کان یرید العزة فلله العزة جمیعا﴾۔

کذلک: ظرف مستقر خبر مقدم،النشور:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،من:شرطیہ مبتدا، کان:فعل ناقص بااسم،یرید العزة: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،لله:ظرف مستقر خبر مقدم،العزة:ذوالحال،جمیعا: حال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه﴾۔

الیه: ظرف لغو مقدم،یصعد:فعل،الکلم الطیب: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،العمل الصالح:مبتدا،یرفعه: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین یمکرون السیات لهم عذاب شدید ومکر اولئک هو یبور۝﴾۔

و: عاطفہ،الذین:موصول،یمکرون:فعل بافاعل،السیات:"المکرات"محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مبتدا،لهم: ظرف مستقر خبر مقدم،عذاب شدید: مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،مکر اولئک:مرکب اضافی مبتدا،هو یبور: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله خلقکم من تراب ثم من نطفة ثم جعلکم ازواجا﴾۔

و: مستانفہ،الله:مبتدا،خلقکم:فعل بافاعل ومفعول،من تراب: معطوف علیہ،ثم:عاطفہ،من نطفة:معطوف،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،معطوف علیہ،ثم:عاطفہ،جعلکم:فعل بافاعل ومفعول،ازواجا:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما تحمل من انثی ولا تضع الا بعلمه﴾۔

و: عاطفہ،ما تحمل:فعل نفی،من: زائد،انثی:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،لاتضع:فعل نفی و"هی"ضمیر ذوالحال،الا: اداۃ حصر،بعلمه:ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمره الا فی کتب﴾۔

و: عاطفہ،ما یعمر:فعل نفی مجہول،من: زائد،معمر: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،لا ینقص:فعل نفی"هو"ضمیر مستتر ذوالحال،الا: اداۃ حصر،فی کتب:ظرف مستقر حال،ملکر نائب الفاعل،من عمره:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ذلک علی الله یسیر۝﴾

ان: حرف مشبہ بالفعل، ذلک :اسم اشارہ اس کا اسم، علی اللہ یسیر :خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما یستوی البحرن هذا عذب فرات سائغ شرابه وهذا ملح اجاج﴾.

و: مستانفہ، ما یستوی: فعل نفی، البحرن: ذوالحال، هذا: مبتدا، عذب: موصوف، فرات: صفت اول، سائغ: اسم فاعل، شرابه: فاعل، ملکر شبہ جملہ صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، هذا: مبتدا، ملح اجاج: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر حال، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن کل تاکلون لحما طریا وتستخرجون حلیة تلبسونها﴾.

و: مستانفہ، من کل: ظرف مقدم، تاکلون: فعل بافاعل، لحما طریا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، تستخرجون: فعل بافاعل، حلیة: موصوف، تلبسونها: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتری الفلک فیه مواخر لتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرونo﴾.

و: عاطفہ، تری: فعل "انت" ضمیر فاعل، الفلک: ذوالحال، مواخر: جمع آلۃ بافاعل، لام: جار، تبتغوا من فضله: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ حال، ملکر مفعول، فیه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لعلکم: حرف مشبہ واسم، تشکرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل فعل "لتبتغوا" کی ضمیر فاعل سے حال واقع ہے۔

﴿یولج الیل فی النهار ویولج النهار فی الیل وسخر الشمس والقمر﴾.

یولج الیل: فعل بافاعل ومفعول، فی النهار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، یولج النهار: فعل بافاعل ومفعول، فی الیل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، سخر الشمس والقمر: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کل یجری لاجل مسمی ذلکم الله ربکم له الملک﴾.

کل: مبتدا، یجری: فعل بافاعل، لام: جار، اجل مسمی: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ذلکم: مبتدا، الله: خبر اول، ربکم: خبر ثانی، له: ظرف مستقر خبر مقدم، الملک: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ خبر ثالث، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین تدعون من دونه ما یملکون من قطمیرo﴾.

و: مستانفہ، الذین تدعون: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من دونه: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا، ما یملکون: فعل نفی بافاعل، من: زائد، قطمیر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان تدعوهم لا یسمعوا دعاء کم ولو سمعوا ما استجابوا لکم﴾.

ان: شرطیہ، تدعوهم: جملہ فعلیہ شرط، لا یسمعوا: فعل نفی بافاعل، دعاء کم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، سمعوا: جملہ فعلیہ شرط، ما استجابوا: فعل نفی بافاعل، لکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویوم القیمة یکفرون بشرککم ولا ینبئک مثل خبیرo﴾.

و: عاطفہ، یوم القیمة: ظرف مقدم، یکفرون: فعل بافاعل، بشرککم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا ینبئک: فعل نفی ومفعول، مثل خبیر: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بُرائی کو بھلائی سمجھنے یا برعکس جاننے کا بیان:

۱......اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے: ﴿لیس علیک ھداھم ولکن اللہ یھدی من یشاء﴾ انہیں راہ دینا تمہارے ذمہ نہیں ہاں اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے (البقرۃ: ۲۷۲) ۔ ہمیں ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ھدایت کی دعا اور اس کی خُفیہ تدبیر سے ڈرنا چاہیے۔ ساتھ ہی ساتھ ضروری علم دین بھی حاصل کرنا چاہیے۔ ایک بالغ عاقل شخص پر نماز فرض ہوتی تو اس کے لئے نماز کے احکامات سیکھنا فرض ہیں، اسی طرح زندگی کے ہر ہر معاملے میں ہمیں فرائض وواجبات سیکھنا ضروری ہیں۔ کاروبار کرنے والے کے لئے تجارت کے اصول وقوانین، مسائل اجارہ سیکھنا ضروری ہے اور نا سمجھی، دین سے دوری، علماء تک رسائی نہ ہونے کے باعث اکثر لوگ بُرائی، حرام، ناجائز، مال خبیث، رشوت، سود، جُوا وغیرہ کو بُرا نہیں سمجھتے اور اس کی بنیادی وجہ دین سے دوری، پاکیزہ مذہبی ماحول کی عدم دستیابی، مذہبی دیندار لوگوں سے کترانا، علماء کی عزت وتوقیر نہ کرنا، علماء سوء واہل حق میں فرق نہ کرنا الغرض کئی وجوہات ایسی ہیں جن کے باعث آج مسلمان کہلانے والے اسلام کے زریں اصولوں کو پامال کرتے نظر آرہے ہیں اور اس میں سراسر کوتاہی کا شکار ہیں۔ یاد رکھیں سود، جُوا، رشوت حرام قطعی ہیں لیکن سود کو منافع، جُوا کو انعام، رشوت کو تحفے کا نام دینے والے کس قدر اپنی اور دیگر مسلمانوں کی قبروں کی تاریکی کا سبب بن رہے ہیں۔ گانے باجے، فلمیں، ڈرامے، وغیرہ امور میں آج مسلمان اپنے نام کمانے، مال کمانے، اور اپنے تئیں ملک کی خدمت کرنے کا راگ الاپنے والے بھی کسی سے پوشیدہ نہیں لیکن انہیں کون سمجھائے کہ وہ خود بھی حرام کمائی کھا رہا ہے، اپنے بیوی بچوں اور دیگر اہل خانہ کو بھی حرام کھلا رہے ہیں اور کثیر امت کے گناہ میں پڑنے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ چوروں، لٹیروں، بھتہ خوروں، بدمعاشوں، اغواہ کاروں، ڈاکوؤں کی پشت پناہی کرنے والوں کی کمی اس معاشرے میں نہیں جنہیں یہ حِس ہی نہیں کہ اپنی عاقبت داؤ پر لگا رہے ہیں۔ الغرض جُرم کو جُرم نہ سمجھنا ہی سب سے بڑی بُرائی معلوم ہوتی ہے لیکن افسوس کہ ہمارے معاشرے میں آج اس کا چلن ایسا عام ہو چکا ہے کہ سمجھانے، راستہ دکھانے، راہ راست پر لانے کی بظاہر کوئی سبیل نظر ہی نہیں آتی۔ الامان والحفیظ۔

ساری عزتیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں:

۲......جو شخص یہ چاہتا ہے کہ عزت کس کے لئے ہے تو جان لے کہ ساری عزت اللہ کے لئے ہے، ایک قول یہ ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے عزت ملے تو اسے چاہیے کہ اللہ کی عبادت کے ذریعے عزت حاصل کرے، کیونکہ اللہ کی فرمانبرداری کرنے والے کی تکریم ہوتی ہے، اسی معنی پر یہ بھی جان لیں کہ کفار مکہ بتوں کی پوجا کرتے تھے اور اس کے ذریعے عزت کے خواہاں رہتے تھے، پس اللہ نے بیان فرمادیا کہ عزت تو ساری اللہ کے لئے، اس کے رسول، اس کے اولیاء اور مومنین کے لئے ہے۔ (الخازن، ج۳، ص ۴۵۳)

کلمہ طیب واعمال صالحہ کا بلند ہونا:

۳......صعود کے معنی اوپر کی جانب حرکت کرنا ہے، مراد اوپر کی جانب عروج کرنا ہے۔ اور کسی کلام میں بلندی کے معنی کا تصور نہیں کیا جاسکتا لیکن کلمات کا بلند ہونا قبولیت کی بناء پر ہوتا ہے، یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے کہ ثواب کا تعلق بلند ہونے اور عذاب کا نیچا ہونے سے ہے، زجاج کہتے ہیں مقدمہ قاضی کے پاس پیش کردیا گیا یعنی قاضی کے علم میں لایا گیا، خاص طور پر کلام کو طیب کے ساتھ ذکر کرنے کا معنی یہ ہے کہ اس کلام پر ثواب ملے گا، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ آسمان کی جانب کلام بلند ہوتا ہے جو کہ اس رب کائنات کے سوا کسی اور کے حکم سے نہیں ہوسکتا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ کتاب جس میں بندوں کی طاعتیں مذکور ہوتی ہیں انہیں آسمان کی جانب بلند کیا جاتا ہے، ایک قول کے مطابق ''الکلم الطیب'' سے مراد کلمہ توحید ہے جو پاک عقیدے کا شاخسانہ ہے، ایک قول کے مطابق پاک کلمے سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تمجید وتحمید ہے۔ اعمال صالحہ بھی بلند ہوتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کوئی ایسا قول قبول نہیں فرماتا جو عمل سے خالی ہو، کوئی قول وعمل نیت کے بغیر قبول نہیں کی جاتی، کوئی قول، عمل اور نیت سنت ہونے کے سبب ہی سے کارگر ہوتے

ہیں"۔ابن عباس کہتے ہیں کہ بندہ جب اللہ عزوجل کی یاد کرتا ہے اور اس کی بارگاہ میں پاکیزہ کلام تلفظ کرتا ہے اور اس کے فرائض کی ادائیگی کرتا ہے تو اس کے اعمال بلند ہوتے ہیں اور اگر فرائض کی ادائیگی نہیں کرتا تو اسکے قول وعمل رد کردیئے جاتے ہیں۔ابن عطیہ کہتے ہیں کہ یہ قول اہل سنت کا عقیدہ ہے جب کہ ابن عباس سے منقول ہونا صحیح نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ فرائض کو ترک کرنے والا جب اللہ کی یاد کرتا ہے،اور اس کی بارگاہ میں پاکیزہ کلام تلفظ کرتا ہے تو اس کا عمل لکھ لیا جاتا ہے اور قبول ہو جاتا ہے،اور اس شخص کے لئے نیکیاں ہوتی ہیں اور اس کے گناہ بخش دیتا ہے جب کہ شرک سے بچتا رہے۔ابن عربی کہتے ہیں کہ کسی شخص کا بغیر اعمال صالحہ کے اللہ کی یاد کرنا اسے نفع نہ دیگا،کیونکہ جو شخص اپنے قول وفعل میں مختلف ہو جائیگا تو اس کا وبال اسی پر ہوگا۔ (القرطبی،الجزء:۲۲،ص۲۸۸وغیرہ)

دارالندوہ کی سازش ناکام:

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے ذکر فرمایا کہ کفار قریش دارالندوہ یعنی دار قصیّ بن کلاب میں جمع ہوئے اور قریش کے سارے ہی فیصلے اس میں ہوتے تھے،یہاں وہ سید عالم ﷺ کی نسبت مشورہ کرنے جمع ہوئے اس دن کو یوم الزحمۃ کا نام دیا گیا ہے۔اس مشاورت میں قریش کے معزز لوگ شریک ہوئے تھے جن میں بنی عبدشمس سے عتبہ بن ربیعہ،شیبہ بن ربیعہ،ابوسفیان بن حرب،(جو کہ بعد میں اسلام لے آئے)،بنی نوفل بن عبدمناف سے طعیمہ بن عدی،جبیر بن مطعم (یہ بھی بعد میں اسلام لے آئے)،بنی عبدالدار بن قصی سے نضر بن حرث بن کلدۃ،بنی اسد بن عبدالعزی سے ابوبختری بن ہشام،زعمہ بن الاسود (یہ بعد میں اسلام لے آئے)،حکیم بن حزام (یہ بھی بعد میں اسلام لے آئے)،بنی مخزوم سے ابوجہل بن ہشام،بنی سہم سے نبیہ اور منبہ حجاج کے بیٹے،بنی جمح سے امیہ بن خلف اس کے علاوہ اور بھی بہت سے تھے کہ جن کو قریش میں شمار نہیں کیا جاتا اور ابلیس لعین ایک بڈھے کی صورت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں شیخ نجدی ہوں مجھے تمہارے اس اجتماع کی اطلاع ہوئی تو میں آیا مجھ سے تم کچھ نہ چھپانا میں تمہارا رفیق ہوں اور اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمہاری مدد کروں گا انہوں نے اس کو شامل کر لیا اور سید عالم ﷺ کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی ابوالبختری نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ محمد ﷺ کو پکڑ کر ایک مکان میں قید کر دیا جائے اور مضبوط بندشوں سے باندھ دیا جائے دروازہ بند کر کے صرف ایک سوراخ چھوڑ دو جس سے کبھی کبھی کھانا پانی دیا جائے اور وہیں وہ ہلاک ہو کر رہ جائیں،اس پر شیطان لعین جو شیخ نجدی بنا ہوا تھا بہت ناخوش ہوا اور بولا بہت ناقص رائے ہے یہ خبر مشہور ہوگی اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم آئیں گے اور تم سے مقابلہ کریں گے اور ان کو تمہارے ہاتھ سے چھڑا لیں گے،لوگوں نے کہا شیخ نجدی ٹھیک کہتا ہے پھر ہشام بن عمرو کھڑا ہوا اس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ان کو یعنی محمد ﷺ کو اونٹ پر سوار کر کے اپنے شہر سے نکال دو پھر وہ جو کچھ بھی کریں اس سے تمہیں کچھ ضرر نہیں ابلیس نے اس رائے کو بھی ناپسند کیا اور کہا جس شخص نے تمہارے ہوش اڑا دیئے اور تمہارے دانشمندوں کو حیران بنا دیا اس کو تم دوسروں کی طرف بھیجتے ہو تم نے اس کی شیریں کلامی سیف زبانی دل کشی نہیں دیکھی ہے؟ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم کے قلوب تسخیر کر کے ان لوگوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے،اہل مجمع نے کہا کہ شیخ نجدی کی رائے ٹھیک ہے اس پر ابوجہل کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میرے پاس ایک رائے ہے،لوگوں نے کہا اے ابوالحکم کیا؟ اس نے کہا کہ قریش کے ہر ہر خاندان سے ایک ایک عالی جوان منتخب کیا جائے اور ان کو تیز تلواریں دیں جائیں وہ سب یک بارگی حضرت (محمد ﷺ) پر حملہ آور ہو کر قتل کر دیں (معاذ اللہ عزوجل) تو بنی ہاشم قریش کے تمام قبیلوں سے نہ لڑ سکیں گے غایت یہ کہ خون کا معاوضہ دینا پڑے وہ دے دیا جائے گا،ابلیس لعین نے اس تجویز کو پسند کیا اور ابوجہل کی بہت تعریف کی اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ گوش گزار کیا اور عرض کی کہ حضور ﷺ اپنی خواب گاہ میں شب کو نہ رہیں اللہ عزوجل نے اذن دیا ہے کہ مدینہ طیبہ کا عزم فرمائیں،حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شب میں اپنی خواب گاہ

میں رہنے کا حکم فرمایا: "ہماری چادر شریف اوڑھ لو تمہیں کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی"، اور حضور ﷺ دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے اور مشت خاک دست مبارک میں لی اور آیت ﴿ انا جعلنا فی اعناقھم اغلالا ﴾ پڑھ کر محاصرہ کرنے والوں پر ماری سب کی آنکھوں اور سروں پر پہنچی سب اندھے ہوگئے اور حضور ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ سید عالم ﷺ مع ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غار ثور میں تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امانتیں پہنچانے کے لئے مکہ مکرمہ میں چھوڑا، مشرکین رات بھر سید عالم ﷺ کی دولت سرائے اقدس کا پہرہ دیتے رہے صبح جب قتل کے ارادے سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، ان سے حضور ﷺ کو دریافت کیا کہ کہاں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہمیں معلوم نہیں تو تلاش کے لئے نکلے جب غار پر پہنچے تو مکڑی کے جالے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں ہوتے تو یہ جالے باقی نہ رہتے۔ حضور اس غار میں تین دن ٹھہرے پھر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔

(سبل الھدی والرشاد، باب الثانی فی سبب ھجرۃ النبی ﷺ، ج٤، ص ٢٣١ وغیرہ ملخصاً و ملتقطاً)

دلائل آفاقی ودلائلِ نفس کا مختصر بیان:

۵......ہم نے متعدد بار دلائل سے اس موضوع پر کلام کیا ہے تاہم دلائل کی بھی دو اقسام ہیں، دلائل الآفاق اور دلائل الانفس، جیسا کہ فرمان باری ﷻ ہے: ﴿سنریھم ایاتنا فی الافاق وفی انفسھم ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود ان کے آپے میں (فصلت:٥٣)﴾۔ (١)......آفاقی دلائل: کا تعلق آسمان، فرشتوں، زمین پر آسمانی نعمتیں، ہواؤں سے ہے، اور (٢)......دلائلِ نفس: کی تفسیر بھی ہم نے متعدد بار کردی ہے جیسا کہ فرمان مقدس ہے: ﴿من تراب﴾ سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی جانب اشارہ ملتا ہے، پھر ﴿ثم من نطفۃ﴾ سے اولاد آدم کی تخلیق کی جانب، اور ہم نے یہ بھی متعدد بار بیان کردیا ہے کہ کلام باری کسی چیز کا محتاج نہیں ہے بلکہ فرمایا: ﴿خلقکم﴾ میں انسانوں سے خطاب ہے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد ہے جو کہ مٹی سے، پھر نطفے سے پیدا ہوئی ہے، اور نطفہ غذا سے بنتا ہے، اور غذا کا انحصار پانی و مٹی سے قائم و دائم ہے، پس ثابت یہی ہوتا ہے کہ انسان مٹی اور نطفے سے بنا ہے۔ (الرازی، ج٩، ص ٢٢٧)

عمر میں کمی بیشی ہونے کے محامل:

٦......یعنی اللہ ﷻ نے (جسم میں) خرابی کے بعد بھی طویل عمر عطا فرمائی جس کی (مَصلحت) وہی جانتا ہے، اور یہ اس کے پاس کتاب میں مکتوب ہے، ﴿ولا ینقص من عمرہ﴾ میں ضمیر عائد جنس کی جانب لوٹتی ہے نہ کہ عین کی جانب، کیونکہ عین تو طویل عمر کے بارے میں ہے جو کہ لوح محفوظ میں مکتوب ہے اور اللہ ﷻ کے علم میں کہ عمر میں کمی نہ ہونا ہے لہذا ضمیر عائد الی الجنس مراد ہے۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ اس کی مثال یوں ہے کہ کوئی کہے: "عندی ثوب ونصفہ یعنی میرے پاس کپڑا اور اس کا نصف ہے" یعنی الگ سے نصف موجود ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿ومایعمر من معمر ولاینقص من عمرہ الا فی کتاب ان ذلک علی اللہ یسیر اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جائے اور کسی کی عمر کم کی جائے یہ سب ایک کتاب میں ہے بیشک یہ اللہ کو آسان ہے (فاطر:١١)﴾ ہر شخص اپنی وہی عمر پوری کرتا ہے جو اللہ نے اس کے لئے لکھ دی ہے اور جو اللہ نے کتاب (لوح محفوظ) میں لکھ دی ہے اس سے زیادہ نہیں ہوسکتی اور اسی طرح ہر شخص اتنی ہی عمر پوری کرے گا جو اللہ نے اس کے لئے لکھ دی ہے اور کتاب میں لکھی ہوئی عمر سے کم نہ ہوگی، اور یہی قول ضحاک بن مزاحم کا ہے۔ عبدالرحمٰن بن اسلم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کیا لوگ نہیں دیکھتے کہ بعض انسان سو سال زندگی گزارتے ہیں اور بعض انسان پیدا ہونے کے بعد ہی مرجاتے ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ جن کی عمر کم ہوتی ہے وہ ساٹھ سال سے پہلے ہی مرجاتا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں ﴿ومایعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب﴾ یعنی انسان کی عمر اس

کی ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دی جاتی ہے، لوگوں کی عمر ایک جیسی نہیں ہوا کرتی، بلکہ بعض کی عمر بعض سے کم (یا زیادہ) ہوا کرتی ہے اور یہ سب کچھ لوح محفوظ میں مکتوب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل سب کچھ جانتا ہے چنانچہ سال بہ سال، مہینے کے مہینے، جمعہ سے جمعہ، ایک دن سے دوسرے دن تک، ایک گھڑی سے دوسری گھڑی تک، سب کچھ اللہ عزوجل کی کتاب میں موجود ہے۔

(ابن کثیر، ج۳، ص ۶۶۹)

اگر چہ لوح محفوظ میں عمر لکھ دی گئی ہے تاہم کسی اسباب کی وجہ سے عمر میں کمی وزیادتی ہونا قرار پاتا ہے جیسا کہ وارد ہوتا ہے: "الصدقة تزيد في العمر یعنی صدقہ کرنا عمر میں اضافے کا باعث بنتا ہے"۔ پس تقدیر کی دو اقسام ہیں کہ تقدیر معلق میں کسی کی دعا یا نیکی کے باعث تبدیلی ہوتی ہے اور یہ اللہ عزوجل کے علم ازلی میں ہوتا ہے، جب کہ تقدیر مبرم میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، جیسا کہ سلف وخلف کا فرمان ہے۔

(روح المعانی، الجزء ۲۲، ص ۴۷۹ ملخصاً)

مچھلی کھانے کے طبی فوائد:

ے.....مچھلی کا گوشت زود ہضم اور مقوی ہوتا ہے۔ اس میں غذائیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ مچھلی ہمیشہ دریا، ندی یا بہتے ہوئے پانی سے پکڑ کر کھانی چاہیے۔ تازہ مچھلی کے ڈھیلے ابھرے ہوئے ہوتے ہیں اور اس کے گلپھڑے شوخ اور گلابی رنگ کے ہوتے ہیں اور اس کا گوشت لچک دار ہوتا ہے۔ باسی مچھلی کے ڈھیلے بیٹھ جاتے ہیں۔ گلپھڑوں کا رنگ بدل جاتا ہے جو عموماً سیاہی مائل ہو جاتا ہے اور اس کا گوشت پک کر ریشہ دار ہوتا ہے۔ مچھلی ہمیشہ اچھی کھانی چاہیے جس میں کانٹے کم ہوں۔

مچھلی بغیر مارے اپنے آپ مر کر پانی کی سطح پر الٹی تیرنے لگی حرام ہے، مچھلی کو مارا اور مر کر پانی کی سطح پر الٹی ہو گئی اب حرام نہیں۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص ۴۴۴)

حکایات:

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید نے اپنا فضائی باز اڑایا پس وہ اڑتے اڑتے نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور کچھ دیر بعد اپنے پنجے میں ایک فضائی مچھلی دبوچے لے آیا، خلیفہ کو بڑی حیرت ہوئی اور انہوں نے زبردست عالم دین سیدنا مقاتل کی خدمت میں مسئلہ دریافت کیا، اور فرمایا کہ آپ کے جد امجد ابن عباس کہتے ہیں کہ فضاؤں میں ہر طرح کی مخلوق رہتی ہے جن میں بعض سفید رنگ کے جانور ہوتے ہیں جو مچھلی جیسے بچے جنتے ہیں جن کے بازو تو ہوتے ہیں مگر پر نہیں ہوتے، اس کے بعد سیدنا مقاتل نے اس جانور کو کھانے کی اجازت دی تو اس کا احترام کیا گیا۔

(حیاۃ الحیوان الکبری، ج۱، ص ۱۷۵)

"رسائل قشیریہ" میں ہے سیدنا ابو الخیر عسقلانی کئی سال مچھلی کھانے کی خواہش کرتے رہے، بہر حال حلال طریقے سے یہ میسر آ گئی، مگر جوں ہی کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو مچھلی کا کانٹا ہاتھ میں چبھ گیا، زخم اس قدر بڑھا کہ آپ کا ہاتھ ہی ضائع ہو گیا، اس پر بارگاہ خداوندی میں عرض کی: "یا اللہ! یہ تو اس شخص کا حال ہے جس نے ایک حلال چیز کھانے کی خواہش کی اور اس کی جانب ہاتھ بھی بڑھایا، اس شخص کا کیا بنے گا جو حرام کی خواہش کرے اور اس کی جانب ہاتھ بڑھائے"۔

امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی کہتے ہیں کہ حکیم جالینوس کا قول ہے کہ انار میں کثیر منافع ہیں جب کہ مچھلی میں کثیر نقصانات، مگر تھوڑی سی مچھلی کھانا کثیر انار سے بہتر ہے۔

(تعلیم المتعلم طریق التعلم، ص ۴۲)

سورج، چاند سے دنوں کا تعین:

ھ.....تقویم: وہ نظام جس کے ذریعے وقت کا ریکارڈ رکھا جا سکے تقویم (calender) کہلاتا ہے، گویا تقویم کے ذریعے

دن، ہفتہ، ماہ اور سال وغیرہ کا حساب لگایا جاتا ہے۔
شمسی تقویم: اس تقویم کی بنیاد چاند کے سائز اور اس کے طلوع وغروب ہونے پر ہے، تقویم کا یہ طریقہ سب سے پرانا اور آسان ہے، چنانچہ پہلے زمانے کے لوگ چاند کو دیکھ کر دن گنا کرتے تھے اور چونکہ چاند کا سائز ہر روز بدلتا رہتا ہے اس لئے اس کے ذریعے حساب لگانا بھی آسان ہے۔
اس تقویم کے مطابق مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا، ہر پہلی رات کے چاند سے مہینے کا آغاز ہوتا ہے، جب انتیس دنوں کے بعد چاند نظر آئے تو مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے ورنہ تیس دن کا۔ سائنس کے مطابق زمین سورج کے گرد چکر کاٹتی ہے (اگرچہ یہ نظریہ اسلامی اصول کے خلاف ہے)، یہ عرصہ ۳۶۵ دن، ۵ گھنٹے، ۴۰ منٹ، ۴۶۲۴۰ اشاریہ ۴۷ سیکنڈ کے برابر ہوتا ہے ۔ہم صرف سال کو پورے ۳۶۵ دن شمار کرتے ہیں اس لئے ہمارا سال اصل سال سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اور یہ کمی سال بہ سال زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ سال بہ سال وہی مہینے دیگر موسموں میں آنے لگیں گے جس سے ہمارے نظام زندگی میں گڑبڑ پیدا ہو جائے گی۔ اور وقت کا بھی کوئی صحیح اندازہ نہیں ہو سکے گا۔ اس دقت کو ختم کرنے کے لئے (Jolais seize) بادشاہ روم نے ہر چوتھے سال میں ایک دن کا اضافہ کر کے ہر چوتھا منٹ ۱۴ سیکنڈ بڑھا دیتے تھے چونکہ یہ زیادتی ہر ۱۰۰ سال میں جمع ہو کر ایک دن کے قریب ہو جاتی تھی اس لئے ہر صدی کا لیپ سال سادہ شمار کر کے زیادتی کے برابر کر دیا گیا۔ اس لئے ۱۰۰ء اگرچہ لیپ کا سال ہے تاہم اس کے ۳۶۵ دن ہی شمار ہونگے۔ اسی طرح ۲۰۰ء، ۳۰۰ء لیپ کے سال شمار نہ ہونگے۔ اس طرح چار سو سال کے بعد پھر ایک سال کی کمی واقع ہو جاتی تھی، اس لئے ۴۰۰ اور ہر ایک صدی کے سال کو جو ۴ سے تقسیم ہو جائے لیپ کا سال شمار کر لیا گیا ہے۔ عملی طور پر جو سال ۴ پر تقسیم ہو جائے وہ لیپ کا ہے اور اس میں کا سب سے چھوٹا مہینہ فروری ۲۸ کے بجائے ۲۹ کا ہوتا ہے۔

اغراض:

ونزل فی ابی جھل وغیرہ: کا بیان شان نزول میں دیکھیں۔ **بالتموبه:** یعنی ظاہری تحسین، کہ اس کا وہم اس کی عقل پر غالب آجائے، پس وہ حق کو باطل گمان کرے اور باطل کو حق جانے، اور جسے اللہ ہدایت سے نوازے تو وہ حق کو حق کی نظر سے دیکھتا اور اس حق پر عمل کرتا ہے اور باطل کو باطل کی نظر سے دیکھ کر اس سے اجتناب کرتا ہے۔
دل علیه: تقدیر حذف پر دلیل ہے، معنی یہ ہے کہ خبر کے حذف ہونے کی دلیل یہ آیت: ﴿فان اللہ یضل من یشاء﴾ ہے اور اس آیت میں معتزلہ کا رد بھی ہے کہ ان کا گمان ہے بندہ اپنے اعمال خود تخلیق کرتا ہے، اور جب ایسا ہی ہے تو گمراہی اور ھدایت کی نسبت اللہ کی جانب نہیں ہونی چاہیے۔ **فیجازیھم علیه:** پس اللہ خیر کے امور پر اچھی جزا اور شر کے امور پر بُری جزا سے نوازے گا۔
لحکایة الحال الماضیة: یعنی وہ صورت عجیبہ کا مستحضر ہونا جو کہ اللہ کی کمال قدرت پر دلیل ہو۔
لا نبات بھا: پس موت نبات وجانوروں کی چراگاہوں کے عدم وجود کا نام ہے اور حیات ان کے وجود کا نام ہے۔
فلیطعه: اللہ کا فرمان: ﴿فللہ العزۃ﴾ جواب کے لئے تعلیل ہے، اس آیت میں اختلاف ہے پس ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جو شخص عزت چاہے وہ کس سے حصول عزت کا سوال کرے؟ تو اس سے کہا جائے گا ﴿للہ العزۃ جمیعا﴾، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جو اپنی ذات کے لئے عزت کا خواستگار ہو اُسے چاہیے کہ اللہ سے اس بارے میں سوال کرے کیونکہ اللہ کے سوا کسی کے پاس اس کا اختیار نہیں ہے، اور اس کی طلب بارگاہِ الٰہی کی طاعت بجالانے اور اس کی بارگاہ میں التجاء کرنے سے ہونی چاہیے، اور اس کی بارگاہِ صمدیت پر ڈٹ جانے کی صورت میں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: ''جو دارین کی عزت چاہے تو اللہ کی فرمانبرداری اختیار کرے اور جو اللہ کے

سوا کسی اور سے عزت کے حصول کا متمنی ہے وہ ذلت ہی اٹھائے گا"۔ حدیث پاک میں کسی من وصفہ کے الفاظ ہیں جس کے معنی محدثین نے ذلت لئے ہیں یعنی بندے کا وصف ذلت اور اللہ کا وصف پاک عزت ہے پس جب بندے سے کچھ چاہیے گا تو اُسے وہی ملے گا جو اس کے پاس ہے اور اللہ کی بارگاہ سے چاہے گا تو اُسے وہی ملے گا جس کا مختار ہے۔ جیسا کہ وارد ہوتا ہے: "جو کسی قوم سے عزت چاہے گا اللہ اُسے ذلیل کر دے گا"۔

یعلمه: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مجاز ہے، اور مجازی نسبت سے مراد یہاں علم ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ معاملہ قاضی کے پاس لایا گیا یعنی قاضی کو معاملے کا علم دیا گیا اور اسی علم کو صعود سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کی نسبت اعمال کے قبول ورد ہونے کی طرف بھی کی جاتی ہے کیونکہ ثواب وعذاب ملنے کا تعلق عالم بالا وزیریں سے ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اعمال آسمان کی جانب بلند ہوتے ہیں اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جس کتاب میں بندوں کے اعمال درج ہیں وہ کتاب آسمانوں میں ہے۔

ونحوها: یعنی اذکار، تسبیحات وتلاوت قرآن مجید۔ **المکرات:** سے سیئات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، اور مراد محذوف موصوف مفعول مطلق **یمکرون** کی صفت ہے کیونکہ مکر فعل لازم ہے اور اس کا مفعول ہی نہیں ہوتا اور مکر سے مراد حیلہ یا دھوکہ ہے۔

فی دار الندوة: سے مراد وہ جگہ ہے جو قصی بن کلاب نے بات چیت اور مشاورت کے لئے بنائی تھی۔

بخلق ابیکم آدم منه: صحیح یہ ہے کہ ﴿خلقکم من تراب﴾ سے مراد وہ نطفہ لیا جائے جو غذا سے بنتا ہے اور غذا مٹی سے بنتی ہے۔

شربه: شراب کی تفسیر شرب سے کی، کیونکہ شراب سے مراد مشروب ہے، پس لازم ہے کہ کسی چیز کی اضافت اس کی اپنی ذات کی جانب کی جائے۔ **وقیل منهما:** سمندر میں نمک ہونے کی وجہ سے پانی اور نمک کے امتزاج سے موتی بن جاتے ہیں۔

هو السمک: مراد تمام دریائی جانور ہیں، پس دریائی جانور کھانا حلال ہے (جنہیں فقہ حنفی نے ہمارے لئے حلال رکھا)۔

والمرجان: مراد سرخ عرق ہے، جو کہ سمندر سے اس طرح نکلتا ہے جیسا کہ انگلی سے خون نکلتا ہے، ایک قول کے مطابق چھوٹا موتی مرجان کہلاتا ہے۔ **بالتجارة:** وغیرہا جیسا کہ غزوات اور حج کے ایام میں۔

لفافة النواة: سے مراد گھٹلی کے ساتھ لگی ہوئی باریک جھلی، اور جانو کہ گھٹلی میں چار چیزیں پائی جاتی ہیں: (۱)...... **الفتیل:** وہ چیز ہے جو گھٹلی توڑنے پر اندرونی ساخت کہلاتی ہے، (۲)...... **القطمیر:** گھٹلی کا لفافہ، (۳)...... **النقیر:** مراد گھٹلی کا ظاہری حصہ، (۴)...... **الثفروق:** کھجور کے نیچے کی پینڈی اور گھٹلی کے درمیان کا حصہ۔ (الصاوی، ج۵، ص ۷۸ وغیرہ)

رکوع نمبر ۱۵

﴿یایها الناس انتم الفقراء الی الله ج﴾ بِکُلِّ حالٍ ﴿والله هو الغنی﴾ عَن خَلقِهٖ ﴿الحمید (۱۵)﴾ المَحمُودُ فی صُنعِهٖ بِهِم ﴿ان یشأ یذهبکم ویأت بخلق جدید (۱۶)﴾ بَدَلکم ﴿وما ذلک علی الله بعزیز (۱۷)﴾ شَدِیدٍ ﴿ولا تزر﴾ نَفسٌ ﴿وازرة﴾ آثِمَةٌ ای لا تَحمِلُ ﴿وزر﴾ نفسٍ ﴿اخری ط وان تدع﴾ نَفسٌ ﴿مثقلة﴾ بِالوِزرِ ﴿الی حملها﴾ مِنهُ اَحَدًا لِیَحمِلَ بَعضَهٗ ﴿لا یحمل منه شیء ولو کان﴾ المَدعُوُّ ﴿ذا قربی﴾ قَرابَةٍ کَالاَبِ والاِبنِ وَعَدمِ الحملِ فِی الشِّقَّینِ حُکمٌ مِنَ اللهِ ﴿انما تنذر الذین یخشون ربهم بالغیب﴾ ای یَخَافُونَهٗ وَمَا رَاَوْهُ لِاَنَّهُمُ المُنتَفِعُونَ بِالاِنذَارِ ﴿واقاموا الصلوة ط﴾ اَدَامُوهَا ﴿ومن تزکی﴾ تَطَهَّرَ مِنَ الشِّرکِ وَغَیرِہٖ ﴿فانما یتزکی لنفسه ط﴾ فَصَلاحُهٗ مُختَصٌّ

بِہٖ﴿والی اللہ المصیر (۱۸)﴾المُرجَعُ فَیُجزٰی بِالعَمَلِ فِی الاٰخِرَۃِ﴿ومایستوی الاعمٰی والبصیر (۱۹)﴾الکافِرُ والمُومِنُ﴿ولا الظلمٰت﴾الکُفرُ﴿ولا النور (۲۰)﴾الاِیمَانُ﴿ولا الظل ولا الحرور (۲۱)﴾الجَنۃُ والنَّارُ﴿وما یستوی الاحیاء ولا الاموات﴾المُومِنُونَ والکُفارُ وَزِیَادَۃٌ لا فِی الثَّلٰثۃِ تَاکیدٌ﴿ان اللہ یسمع من یشاء ج﴾ھِدَایَتَہٗ فَیُجِیبُہٗ بِالاِیمَانِ﴿وما انت بمسمع من فی القبور (۲۲)﴾اَیِ الکُفَّارُ شَبَّھَھُم بِالمَوتٰی فَلا یُجِیبُونَ﴿ان﴾ما﴿انت الا نذیر (۲۳)﴾مُنذِرٌلَھُم﴿انا ارسلنک بالحق﴾بِالھُدٰی﴿بشیرا﴾مَن اَجابَ اِلَیہِ﴿ونذیرا ط﴾مَن لَم یَجِبُ اِلَیہِ﴿وان﴾ما﴿من امۃ الا خلا﴾سَلفَ﴿فیھا نذیر (۲۴)﴾نَبِیٌّ یُنذِرُھا﴿وان یکذبوک﴾اَی اَھلُ مکۃَ﴿فقد کذب الذین من قبلھم ج جاء تھم رسلھم بالبینت﴾المُعجِزَاتِ﴿وبالزبر﴾صُحُفِ ابراھیمَ﴿وبالکتب المنیر (۲۵)﴾ھوَ التورٰۃُ والاِنجِیلُ فَاصبِر کَمَا صَبَرُوا﴿ثم اخذت الذین کفروا﴾بِتَکذِیبِھِم﴿فکیف کان نکیر (۲۶)﴾اِنکَارِی عَلَیھِم بِالعُقُوبَۃِ والاِھلاکِ اَی ھو واقِعٌ مَوقَعَہٗ.

﴿ترجمہ﴾

اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو (ہر حال میں) اور اللہ ہی بے نیاز ہے (اپنی مخلوق سے) سب خوبیاں سراہا (اپنی صنعت میں جو وہ مخلوق کے ساتھ فرماتا ہے، حمید بمعنی محمود ہے) وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے (تمہارے بدلے) اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں اور کوئی (جان) بوجھ اٹھانے والی (یعنی گناہگار، لاتزر بمعنی لاتحمل ہے) دوسری (جان) کا بوجھ نہ اٹھائے گی اور اگر (کوئی جان) بوجھ اٹھانے والی (گناہ کا) اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے (کسی کو) بلائے (تاکہ وہ اس کے کچھ بوجھ کو اٹھالے) تو اس کے بوجھ میں کوئی کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ وہ (جس کو بلایا جارہا ہے) قریب رشتہ دار ہو (قربی بمعنی قربۃ ہے، جیسے باپ بیٹا وغیرہ اور دونوں صورتوں میں دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھانا، اللہ ﷻ کے حکم سے ہوگا) اے محبوب تمہارا ڈرسنانا تو انہیں کو کام دیتا ہے جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں (یعنی وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں حالانکہ انہوں نے اسے دیکھا نہیں ہے، اور یہی لوگ ڈرسنائے جانے سے فائدہ اٹھاتے ہیں......۱......) اور نماز قائم رکھتے ہیں (یعنی ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں) اور جو ستھرا ہوا (جو شرک وغیرہ گناہوں سے پاک ہوا) تو اپنے ہی بھلے کو ستھرا ہوا (تو اس کا اچھا ہونے کا نفع اس کے ساتھ خاص ہے) اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے (وہ آخرت میں اعمال کی جزاء دے گا، المصیر بمعنی المرجع ہے) اور برابر نہیں اندھا (یعنی کافر) اور انکھیارا (یعنی مسلمان) اور نہ اندھیریاں (یعنی کفر) اور اجالا (یعنی اسلام) اور نہ سایہ (یعنی جنت) اور نہ گرمی (یعنی دوزخ) اور برابر نہیں زندے (یعنی مسلمان) اور مردے (یعنی کفار، تینوں مذکورہ مقامات میں لام زائدہ بطور تاکید ہے) بیشک اللہ سناتا ہے جس کو (ہدایت دینا) چاہتا ہے (پس اسے ایمان عطا فرما کر حیاتی دے دیتا ہے) اور تم نہیں سنانے والے انہیں جو قبروں میں پڑے ہیں (یعنی کافروں کو، کفار کو مردوں سے تشبیہ اس لیے دی کہ یہ بھی ان کی طرح جواب نہیں دیتے......۲......) تم تو یہی (ان لوگوں کو) ڈر سنانے والے ہو (ان بمعنی ما نافیہ ہے) اے محبوب بیشک ہم نے تم کو حق (یعنی ہدایت) کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا (انہیں جو تمہاری دعوت قبول کرلیں) اور ڈرسناتا (انہیں جو اسے قبول نہ کریں) اور انہیں کوئی گروہ (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر سب میں ایک ڈرسنانے والا گزرا ہے (یعنی نبی

گزرے ہیں جولوگوں کوڈراتے تھے اللہ ﷻ سے، خلا بمعنی سلف ہے)اوراگر(اہل مکہ)تمہیں جھٹلائیں توان سے اگلے بھی جھٹلاچکے ہیں ان کے پاس ان کے رسول آئے معجزات......سے......لے کر(البینات بمعنی المعجزات ہے)اور صحیفے(جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے)اور چمکتی کتاب(مراداس سے تورات وانجیل ہے توجس طرح انہوں نے صبر کیا،آپ ﷺ بھی صبر کیجئے)پھر میں نے کافروں کو(ان کے جھٹلانے کے سبب)پکڑا توکیسا ہوا میراانکار(میراان کوسزادے کرانہیں ہلاک کرکے ان پرانکارکرنا کیسا ہوا؟،یعنی یہ معاملہ بالکل برمحل ہوا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھاالناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمیدo﴾.

یایھاالناس: نداء،انتم:مبتدا،الفقراء: جمع فقیرصفت مشبہ بافاعل،الی اللہ: ظرف لغو،ملکرشبہ جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ،و: عاطفہ،اللہ مبتدا،ھو الغنی الحمید: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان یشا یذھبکم ویات بخلق جدیدo﴾.

ان: شرطیہ،یشاء: جملہ فعلیہ شرط،یذھبکم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،یات: فعل بافاعل،بخلق جدید: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما ذلک علی اللہ بعزیزo ولا تزروازرۃ وزر اخری﴾.

و: عاطفہ،ما بمشابہ بلیس،ذلک:اسم،علی اللہ: ظرف لغو مقدم،ب:زائد،عزیز:صفت مشبہ بافاعل،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،لاتزروازرۃ:فعل نفی بافاعل،وزراخری:مرکب اضافی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان تدع مثقلۃ الی حملھا لا یحمل منہ شیء ولو کان ذا قربی﴾.

و: عاطفہ،ان:شرط،تدع:فعل،مثقلۃ:"نفس"محذوف کی صفت،ملکرفاعل"ای نفس مثقلۃ بالذنوب"الی حملھا:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرشرط،لایحمل: فعل نفی مجہول،منہ:ظرف مستقرحال مقدم،شیء: ذوالحال،و: حالیہ،لو:وصلیہ،کان ذاقربی: جملہ فعلیہ حال،ملکرنائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انما تنذر الذین یخشون ربھم بالغیب واقاموا الصلوۃ﴾.

انما: حرف مشبہ وماکافہ،تنذر: فعل بافاعل،الذین:موصول،یخشون:فعل واؤضمیرذوالحال،بالغیب:ظرف مستقرحال،ملکر فاعل،ربھم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،اقامواالصلوۃ:جملہ فعلیہ معطوف،ملکرصلہ،ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن تزکی فانما یتزکی لنفسہ والی اللہ المصیرo﴾.

و: اعتراضیہ،من:شرطیہ مبتدا،تزکی: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،انما:حرف مشبہ وماکافہ،یتزکی لنفسہ:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ معترضہ،و:عاطفہ،الی اللہ:ظرف مستقرخبرمقدم،المصیر:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما یستوی الاعمی والبصیرo ولا الظلمت ولا النورo ولا الظل ولا الحرورo﴾.

و: مستانفہ،مایستوی:فعل نفی،الاعمی:معطوف علیہ،و:عاطفہ،البصیر:معطوف اول،و: عاطفہ،لا:نافیہ زائدہ لتاکید، الظلمت:......الی الحرور: معطوفات،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما یستوی الاحیاء ولا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء﴾۔
و: عاطفہ، ما یستوی: فعل نفی، الاحیاء: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، الاموات: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یسمع: فعل بافاعل، من یشاء: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما انت بمسمع من فی القبور○ ان انت الا نذیر○﴾۔
و: عاطفہ، ما مشابہ بلیس، انت: اسم، ب: زائدہ، مسمع: اسم فاعل بافاعل، من فی القبور: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: نافیہ، انت مبتدا، الا: اداۃ حصر، نذیر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا ارسلنک بالحق بشیرا ونذیرا وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر○﴾۔
انا: حرف مشبہ واسم، ارسلنا: فعل بافاعل، ک: ضمیر ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال اول، بشیرا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نذیرا: معطوف، ملکر حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: نافیہ، من: جار زائد، امۃ: مبتدا، الا: اداۃ حصر، خلا فیھا: فعل وظرف لغو، نذیر: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان یکذبوک فقد کذب الذین من قبلھم جاء تھم رسلھم بالبینت وبالزبر وبالکتب المنیر○﴾۔
و: عاطفہ، ان: شرطیہ، یکذبوک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ، کذب: فعل، الذین من قبلھم: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، جاء تھم رسلھم: فعل وفاعل ومفعول، بالبینت: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، بالزبر: معطوف اول، و: عاطفہ، بالکتب المنیر: معطوف ثانی، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ثم اخذت الذین کفروا فکیف کان نکیر○﴾۔
ثم: عاطفہ، اخذت: فعل بافاعل، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: مستانفہ، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص، نکیر: صلہ "نکیری" بمعنی انکار، اسم، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

خوف خدا رکھنے والوں کا حال:

ا......مطلقاً خوف سے مراد وہ قلبی کیفیت ہے جو کسی ناپسندیدہ امر کے پیش آنے کی توقع کے سبب پیدا ہو، مثلاً پانی بھرتے ہوئے کنویں میں گر جانے کا خوف......اللہ عزوجل سے خوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس کی بے نیازی، گرفت، ناراضگی اور سزاؤں کا سن کر انسان کا دل گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائے۔ (احیاء العلوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، ج٤، ص١٨٩)

اللہ عزوجل نے اپنے خوف کے بارے میں جگہ جگہ ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ درج ذیل میں اس مضمون سے متعلق قرآنی آیات پیش کی جاتی ہیں:

(۱)......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو (الاحزاب: ۷۰)﴾۔

(۲)......﴿ولقد وصینا الذین اوتوا الکتب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ اور بیشک ہم نے تاکید فرمادی ہے انہیں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تمہیں بھی کہ اللہ سے ڈرو (النساء: ۱۳۱)﴾

(۳)......﴿یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ اے لوگوں اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان

سے پیدا کیا(النساء:۱)﴾۔

(۴)......﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولاتموتن الا وانتم مسلمون اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان(ال عمران:۱۰۲)﴾۔

(۵)......﴿وخافون ان کنتم مومنین اور مجھ سے ڈرو اگر مومن ہو(ال عمران:۱۷۵)﴾۔

(۶)......﴿وایای فرھبون اور خاص میرا ہی ڈر رکھو(البقرۃ:۴۰)﴾۔

(۷)......﴿ویحذرکم اللہ نفسہ اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے(ال عمران:۲۸)﴾۔

(۸)......﴿واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ڈرو اس دن سے جس میں تم اللہ کی جانب لوٹو گے (البقرۃ:۲۸۱)﴾۔

اب ہم احادیث پاک سے خوف خدا کے بارے میں فرامین مصطفیٰ ﷺ بیان کرتے ہیں:

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''گناہ سے (خوف خدا) رکھتے ہوئے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں''

(کنزالعمال، کتاب التوبۃ،الفصل الاول فی فضلھا و الترغیب فیھا، رقم:۱۰۲۴۵،ج۲،ص ۹۲)

☆...... قال النبی ﷺ: ''راس الحکمۃ مخافۃ اللہ یعنی حکمت کا سر چشمہ اللہ کا خوف ہے''۔

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،الحرف الحاء،الخوف والرجاء،رقم:۵۸۷۳،ج۲،ص ۶۰)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ میں صرف بد نصیب شخص داخل ہوگا''، عرض کی گئی کہ بد نصیب کون ہے؟ فرمایا: ''وہ جس نے اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لئے اس کی اطاعت نہیں کی اور اللہ کی اطاعت کے لئے گناہ نہیں چھوڑے''۔

(مشکوۃ المصابیح، باب:صفۃ النار واھلھا،رقم:۵۶۹۳،ص۸۰۸)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس زرد پانی کا ایک ڈول جو دوزخیوں کے زخموں سے جاری ہوگا دنیا میں ڈال دیا جائے تو دنیا والے اس کی بدبو سے بدبودار ہو جائیں''۔

(سنن الترمذی، باب:صفۃ الجھنم باب:ما جاء فی صفۃ شراب،رقم۲۵۹۴،ص۷۴۴)

☆......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں شامل تھے، آپ ﷺ قبر کے کنارے تشریف لے گئے اور بیٹھ گئے اور اتنا روئے کہ زمین کی مٹی بھیگ گئی، پھر فرمایا: ''بھائیو! اس قبر کی تیاری کرو''۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد،باب:الحزن والبکاء،رقم:۴۱۹۵،ص۶۹۶)

حضرت سیدنا حسن بصری فرماتے ہیں کہ ایک فاحشہ عورت کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ دنیا کا تہائی حسن اس کے پاس ہے، وہ اپنا آپ کسی کو سونپنے کا معاوضہ سو دینار لیتی تھی۔ایک مرتبہ ایک عابد کی اس پر نگاہ پڑی اور وہ اس کا قُرب پانے کے لئے بے چین ہو کر سو دینار جمع کرنے میں مشغول ہو گیا۔جب مطلوبہ رقم جمع کرلی تو اس کے پاس پہنچا اور کہا تیرے حسن نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے اور تجھے حاصل کرنے کے لئے میں نے اپنی محنت سے یہ سو دینار جمع کئے ہیں۔اس فاحشہ نے کہا یہ میرے وکیل کو دے دو تا کہ وہ پرکھ لے۔جب وکیل نے پرکھ لئے تو عابد کو اندر جانے کی اجازت دے دی۔جب وہ گناہ کے ارادے سے نزدیک ہوا تو اس پر خوف طاری ہوا اور تھر تھر کانپنے لگا اور ساری شہوت جاتی رہی۔عابد نے فاحشہ سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں واپس جانا چاہتا ہوں اور یہ سو دینار بھی تم ہی رکھ لو۔عورت نے پس و پیش کی تو عابد نے کہا مجھ پر اللہ عزوجل کا خوف غالب ہے اور میری ساری خواہش جاتی رہی ہے۔طوائف یہ بات سن کر بہت متاثر ہوئی اور کہا کہ اگر میں نکاح کروں گی تو تجھ ہی سے کروں گی۔عابد نے کہا مجھے چھوڑ دے میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں

لیکن عورت نے کہا کہ اسی شرط پر کہ تو مجھ سے شادی کرلے۔ عابد نے کہا کہ جب تک میں یہاں سے نکل نہ جاؤں ایسا ممکن نہیں ہے۔ عورت نے کہا ٹھیک ہے اگر میں بعد میں تیرے پاس آؤں تو نکاح کرلے گا، عابد نے اثبات میں جواب دیا اور رخصت ہوا۔ عورت نے بعد میں توبہ کرلی اور عابد کے شہر میں ڈھونڈتے ہوئے جا پہنچی۔ اسے دیکھ کر عابد نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کا دم نکل گیا۔ عورت نے پوچھا کہ کیا اس کا کوئی قریبی رشتے دار ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک بھائی ہے جو بہت غریب ہے، عورت اس کے پاس گئی اور کہا کہ میں تیرے بھائی کی محبت میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ عورت نے اس سے نکاح کرلیا اور سات بیٹے ہوئے جو سب کے سب نیک وصالح ہوئے۔ (کتاب التوابین، ص ۷٤)

سماع موتی کا بیان:

۲......اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اپنے رسالہ: ''**حیات الموات فی بیان سماع الاموات** یعنی بے جان کی زندگی، مُردوں کی سماعت کے بیان میں'' میں لکھتے ہیں:

کیا بات سُننے کے لئے صورت دیکھنی بھی ضرور، جب تو واجب کہ تمام اندھے بہرے ہوں اور فرشتہ مذکور آپ کے طور پر بصیر علی الاطلاق بلکہ اس سے بھی کچھ زائد ورنہ فقط خطاب کرنے سے بصیر ماننا کیونکر مفہوم ہوا، عموم واطلاق تو بالائے طاق۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''**العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی وذھب اصحابہ حتی انہ لیسمع قرع نعالھم** بیشک مُردہ جوتیوں کی پہچل سنتا ہے جب لوگ اسے قبر میں رکھ کر پھرتے ہیں''۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب: المیت یسمع خفق النعال، رقم: ۱۳۳۸، ص۲۱۳)

امام سبکی ''شفاء السقام'' میں لکھتے ہیں:

النفس باقیۃ بعد موت البدن عالمۃ باتفاق المسلمین بل غیر المسلمین من الفلاسفۃ وغیرھم ممن یقول ببقاء النفوس یقولون بالعلم بعد الموت ولم یخالف فی بقاء النفوس الا من لا یعتد بہ یعنی مسلمانوں کا اجماع ہے کہ روح بعد مرگ باقی اور علم وادراک رکھتی ہے، بلکہ فلاسفہ وغیرہم کفار بھی جو بقائے ارواح کے قائل ہیں وہ بھی موت کے بعد علم مانتے ہیں اور بقائے روح میں کسی نے خلاف نہ کیا مگر ایسوں نے جو کسی گنتی شمار میں نہیں۔ (شفاء السقام، الفصل الثانی فی الشھداء، ص ۲۱۰)

علامہ تورپشتی فرماتے ہیں:

الروح الانسانیۃ متمیزۃ مخصوصۃ بالادراکات بعد مفارقۃ البدن یعنی فراق بدن کے بعد بھی روح انسانی متمیز ومخصوص بہ ادراکات ہے۔ (التیسیر شرح جامع صغیر بحوالہ تورپشتی، تحت حدیث: ان ارواح الشھداء الخ، ج۱، ص ۳۱۰)

''**کفایۃ المعتقد**'' میں ہے:

ہمیں بعض دوستوں نے یہ بھی خبر دی کہ اللہ کے کچھ نیک بندے ایسے بھی ہیں جو بعض اَوقات اپنے والد کے مزار پر آتے ہیں اور ان سے گفتگو کرتے ہیں۔ (شرح الصدور، باب: زیارۃ القبور......الخ، ص۲۰۹)

حضرت سیدنا امام لالکائی کتاب ''اَلسنۃ'' میں نقل کرتے ہیں:

حضرت یحیٰی بن معین نے فرمایا: ''مجھے ایک گورکن نے بتایا کہ میں نے اس قبرستان میں نہایت ہی عجیب وغریب بات دیکھی کہ ایک دن جب مؤذن اَذان دے رہا تھا تو ایک قبر والا اس کا جواب دے رہا تھا''۔

(شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ، رقم: ۲۱۵۳، ج۲، ص۹۷۳)

معجزات کا بیان:

سے.....وہ خرق عادت کام جو خیر وسعادت کی دعوت پر مبنی ہو اور اس خرق عادت کام کا دعوی کرنے والا وصف نبوت سے متصف ہو اور اس دعوے کے اظہار سے اس کا مقصد یہ ہو کہ وہ اللہ عزوجل کا رسول ہے۔ (التعریفات، ص۲۱۷)

☆.....عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیٌّ اِلَّا اُعْطِیَ مَا مِثْلُهُ اٰمَنَ عَلَیْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِی اُوتِیتُ وَحْیًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَیَّ فَاَرْجُو اَنْ اَکُونَ اَکْثَرَهُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "حضرات انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کوئی نبی ایسا نہیں ہے کہ جسے اس قدر معجزات نہ دیئے گئے ہوں کہ اس کی وجہ سے کوئی بشر اس پر ایمان لے آئے اور مجھے اللہ عزوجل نے وحی (یعنی قرآن مجید) عطا فرمایا اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے متبعین کی تعداد دیگر نبیوں کے پیروکار سے زیادہ ہوگی۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحی، رقم: ٤٩٨١، ص٨٩٣)۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مجھے قرآن بطور معجزہ دیا گیا ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل نے ہر نبی کو خاص معجزہ عطا فرمایا اور اس معجزہ جیسا بعینہ کمال کسی اور کو نہ دیا اور یہ اسلئے کیا تا کہ قوم اس معجزہ کے ذریعے نبی کے تابع ہو جائے۔ اور ہر نبی کا معجزہ اس کی قوم کی حسب حالت ہوا کرتا تھا جیسا کہ فرعون کے دور سلطنت میں جادو کا دور دورہ تھا لہذا موسی علیہ السلام کو عصاء والا معجزہ دیا گیا، جس نے فرعونیوں کی تمام بناوٹیں نگل لیں اور ایسا کسی جادوگر سے نہ ہو پایا، اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام نے مردے زندہ کئے، مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو درست کیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس دور میں طب اپنے عروج پر تھی اسی لئے حضرت عیسی علیہ السلام کو اسی مناسبت سے معجزہ دیا گیا کہ ان جیسی قدرت کسی طبیب میں نہ پائی جاتی تھی، اسی طرح جس زمانے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عرب میں مبعوث ہوئے اس وقت عرب کے لوگ بلاغت میں غایت درجے کا کمال رکھتے تھے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن (بطور معجزہ) دیا گیا اور انہیں چیلنج کیا گیا کہ اس کی مثل کوئی ایک سورت لائیں مگر وہ نہ لا سکے، قرآن مجید کی عظمت کے حوالے سے ایک قول یہ بھی ہے کہ قرآن کا مثل کچھ بھی نہیں ہوسکتا نہ صورتاً اور نہ ہی حقیقتاً بخلاف دیگر معجزات کے کہ وہ (کسی نہ کسی اعتبار سے) مثل ہونے سے خالی نہیں ہیں، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ ہر نبی کو جو معجزات دیئے گئے اس کی مثل ان سے پہلے کہیں نہ کہیں صورتاً یا حقیقتاً ضرور موجود تھی لیکن قرآن کے مثل کسی کو پہلے کبھی نہ دیا گیا اسی لئے یہ کہا گیا کہ "میں امید کرتا ہوں کہ بروز قیامت میرے متبعین کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی"۔ (فتح الباری، کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحی، رقم: ٤٩٨١، ج ٩، ص٨)

علامہ احمد بن محمد قسطلانی معجزہ کی شرائط ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں (۱) معجزہ وہ کام ہوتا ہے جو عادتاً محال ہو جیسے کسی کا چاند کے دو ٹکڑے کرنا، انگلیوں سے پانی کا پھوٹ پڑنا، لاٹھی کا اژدھا بن جانا اور پتھر سے اونٹنی کا نکالنا، اس قید سے وہ کام خارج ہو گئے جو عادت کے مطابق ہوں۔ (۲) اس فعل کے معارضہ اور مقابلہ کو پیش کیا جائے اور بعض کا کہنا یہ بھی ہے کہ اس فعل کے ساتھ رسالت کا دعوی مقرون ہو۔ (۳) رسالت کا دعوی کرنے والے نے جس فعل کو صادر کیا ہے کوئی اور شخص اس فعل کی مثل نہ لا سکے، بعض نے یہ بھی کہا کہ معارضہ سے مامون ہونے کی ساتھ دعوی رسالت کا ہونا بھی شرط ہے۔ اس قید سے وہ امور نکل گئے جو خلاف عادت ہوں اور دعویٰ نبوت سے پہلے ہوئے ہوں جیسے اعلان نبوت سے پہلے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بادل کا سایہ کرنا اور شق صدر وغیرہ ان کو ارہاص کہتے ہیں اس طرح اس قید سے اولیاء اللہ کی کرامات بھی خارج ہو گئیں کیونکہ ان کے ساتھ بھی دعویٰ نبوت مقرون نہیں ہوتا۔ قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہیں کہ معجزہ کی تعریف میں جو تحدی کی شرط لگائی گئی ہے یعنی اس فعل کے معارضہ اور مقابلہ کو طلب کیا جانا، اس کی دلیل نہ تو کہیں کتاب میں ہے اور نہ ہی کہیں حدیث میں اور نہ ہی اس پر اجماع ہے اور بے شمار معجزات ایسے ہیں جن کے صدور پزیر ہونے میں نہ تو معارضہ کی طلب ہوئی اور نہ ہی مقابلہ کی مثلاً کنکریوں کا کلمہ پڑھنا، انگلیوں سے پانی کا پھوٹ پڑنا، ایک صاع (چار کلو

گرام) کھانا دوسو آدمیوں کو پیٹ بھر کر کھلا دینا، آنکھ میں لعاب دھن ڈالنا، بکری کے گوشت کا کلام کرنا، اونٹ کا بارگاہ رسالت میں شکایت کرنا، اور یہ تحقیق ہے کہ سوائے قرآن مجید کے اور کسی معجزہ میں تحدی نہ کی گئی۔ (۴) ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ فعل مدعی نبوت کے دعوی کے موافق ہو اگر وہ خلاف عادت فعل مدعی نبوت کے دعوی کے خلاف ہو تو اسے معجزہ نہیں بلکہ اہانت کہتے ہیں۔

(شرح زرقانی، کتاب فی المعجزات والخصائص، باب المقصد الرابع، ج۶،ص۴۰۶ وغیرہ،ملخصاً)

ہم طلباء کی سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بات بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں لفظ معجزہ کہیں نہیں ذکر ہوا بلکہ اس کے بجائے برھان، آیة اور بینہ کے لفظ ذکر کئے گئے ہیں۔ المواھب اللدنیہ کی متذکرہ عبارت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ خرق عادت کام اگر نبی سے اعلان نبوت سے پہلے صادر ہو تو اسے ارھاص اور اگر اعلان نبوت کے بعد صادر ہو تو معجزہ اور غیر نبی (یعنی ولی اللہ) سے ایسا فعل جو عادتاً محال ہوتا ہے صادر ہو تو اسے کرامت اور کافر سے خرق عادت کا صدور اس کے کفر میں اضافے کا باعث ہوتا ہے اور اس کے اس فعل کو استدراج کہا جاتا ہے اور اگر کوئی خلاف عادت فعل کسی نبی سے اس کے دعویٔ نبوت کے خلاف صادر ہو تو اسے اہانت کہیں گے۔

ہمارے اس پرفتن دور میں جہاں اور دینی اور شرعی معاملات میں اختلاف ہو چلا اور بدمذہبوں نے بھولے بھالے مسلمانو کی دین سے متعلق عدم توجہی اور کم علمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے غلط نظریات وعقائد کو عوام میں پھیلانا شروع کیا، وہاں اس بارے میں بھی کہ معجزہ نبی کے اختیار سے نہیں ہوتا اور نبی کو اس کے صدور پر کوئی اختیار نہیں ہے وغیرہ باتیں عوام میں پھیلانا شروع کردیں اور آج حال یہ ہے کہ مسلمان کو اس طرح کے مسائل میں اتنا الجھا دیا گیا کہ بسا اوقات بھولا بھالا مسلمان حقائق کو خواہ مخواہ ہی رد کرتا جاتا ہے ۔ہم نے مناسب خیال کیا کہ لگے ہاتھوں اس حقیقت کو بھی آشکارا کردیا جائے تاکہ نہ صرف ہمارے طلباء بلکہ ہر پڑھنے والا شخص اس مسئلے کی حقیقت سے بخوبی واقف ہو جائے اللہ ﷻ اپنے پاک کلام کی برکت سے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

☆...... حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ "مسجد (نبوی) کی چھت کھجور کے پتوں سے بنائی گئی تھی سید عالم ﷺ ان میں سے ایک تنے پر ٹیک لگائے خطبہ فرماتے تھے پھر جب منبر بنا دیا گیا تو حضور ﷺ اس پر تشریف فرما ہو کر خطبہ فرماتے ہم نے سنا کہ اس لکڑی کے سوکھے تنے سے رونے کی ایسی آواز آئی جیسے کوئی اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے حتی کہ سید عالم نبی محتشم ﷺ نے اس سوکھے تنے پر اپنا دست شفقت پھیرا تو اس کا رونا بند ہو گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب،باب علامات النبوة، رقم:۳۵۸۶،ص۶۰۲)

☆...... حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ تبوک کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ دوران سفر ایک شخص سفید کپڑوں میں ملبوس ریگستان سے آتا دکھائی دیا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ "کن ابا خیثمة" یعنی اے پیچھے آنے والے ابوخیثمہ ہو جا تا! وہ ابوخیثمہ انصاری ہو گیا۔ (صحیح مسلم، کتاب التوبة،باب حدیث توبة کعب بن مالك، رقم: ۶۹۱۰/۲۷۶۹،ص۱۳۵۷)

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض نے فرمایا کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کن تحقیق اور وجود کے لئے آتا ہے اور نبی پاک ﷺ نے اس آنے والے شخص سے یہ فرمایا کہ اے شخص تو حقیقتاً ابا خیثمة ہو جا! قاضی عیاض نے جو کچھ کہا ہے یہی صحیح ہے اور یہاں حضور ﷺ کے فرمان کے معنی کو سمجھنے کے لئے تقدیر عبارت یوں ہوگی کہ اللھم اجعلہ ابا او ابو خیثمة یعنی اے اللہ ﷻ تو اسے ابو خیثمہ کردے!۔ (شرح نووی علی مسلم، کتاب التوبة،باب حدیث توبة کعب بن مالك، رقم: ۶۹۱۰،ص ۱۶۱۹)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اسی حدیث مذکورہ کے تحت شرح صحیح مسلم جلد نمبر ۷ صفحہ ۵۴۶ پر فرماتے ہیں کہ شیخ انور شاہ کاشمیری نے فیض الباری شرح بخاری میں لکھا شیخ عبد الغنی نابلسی نے عارف جامی سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے عارف جامی

کی دعوت کی اور عمداً مردہ مرغی پکادی، عارف جامی نے کہا "اللہ کے اذن سے زندہ ہو" وہ مرغی زندہ ہوگئی، اسی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی کے وعظ میں ایک چیل نے شور مچا کر خلل ڈالا، آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ تیری گردن کاٹ دے، وہ اسی وقت مر کر زمین پر گر گئی، وعظ کے بعد آپ نے فرمایا "اللہ کے اذن سے اٹھ جا" وہ اٹھ گئی۔

شیخ بنوری کا کہنا ہے کہ: میں نے شیخ بدر عالم میرٹھی سے سنا ہے کہ ایک طالب علم جو کی روٹی کھا رہا تھا اور شیخ عبدالقادر جیلانی بھنی ہوئی مرغی کھا رہے تھے، طالب علم کی ماں اس سے ملنے آئی تو اس کہا آپ مرغی کھا رہے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی کھا رہا ہے! حضرت شیخ نے مرغی کی طرف اشارہ کر کے کہا "اللہ کے اذن سے کھڑی ہو جا" وہ زندہ ہوگئی، شیخ نے فرمایا: جب تیرا بیٹا اس مقام پر پہنچے گا تو وہ بھی مرغی کھائے گا۔ (فیض الباری، ج ۲، ص ۶۱، مطبوعہ مجلس علمی سورت هندمع حاشیہ شیخ محمد یوسف بنوری)

مولانا رشید احمد گنگوہی اور دیگر علمائے دیوبند کا نظریہ اس بارے میں جدا ہے۔ چنانچہ ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ یہاں فتاوی رشیدیہ کامل کی عبارت نقل کریں تا کہ ان کے نظریے کی مزید وضاحت ہو جائے "بعض اولیاء کو اللہ ﷻ آلہ تکمیل اور ارشاد خلق بناتا ہے کہ اس کے ذریعے سے باذن اللہ مطالب برآمد ہوتے ہیں نہ کہ اولیاء خود متصرف و مستقل بنتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب وہ آلہ ٹھرے تو اگر چہ حاجت روائی تو بذریعہ آلہ ہوتی ہے مگر خود آلہ سے بھی دعا و استعانت طلب کرنا شرک ہے، پس ایسی صورت میں متصرف حقیقی کو چھوڑ کر آلہ سے طلب کرنا بھی خالی از مشابہت شرک نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ کامل، ص ۲۰۳)

مولانا صاحب کی عبارت سے یہ بات سامنے آئی کہ حضرات اولیائے کرام و (انبیائے کرام) سے معجزات و کرامات کا صدور ہونا محض اللہ ﷻ کی مرضی و اختیار سے ممکن ہے، ان حضرات کو خود کوئی اختیار نہیں ہے اور ان کی حیثیت قدرت الٰہی کے سامنے ایک آلہ کی سی ہے اور بس، ہمارا کہنا یہ ہے کہ اگر ان کی مان لی جائے تو ان تمام روایات اور اختیارات کا انکار لازم آئے گا جو ان حضرات کے حوالے سے ہم نے بھی ذکر کئے اور دیگر کتب صحیحہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور علامہ عینی نے عمدۃ القاری اور نووی نے شرح نووی میں حدیث جریج کے حوالے سے لکھا کہ بعض اوقات حضرات اولیاء کرام سے کرامات ان کی اپنی طلب اور اختیار سے واقع ہوتی ہیں۔

اغراض:

بکل حال: یعنی حالت فقر، حالتِ غنا، ضعف، قوت، ذلت، عزت وغیرہ حالتیں، پس بندہ ہر حالت میں اپنے رب کا محتاج ہوتا ہے۔

نفس: معنی یہ ہے کہ کوئی نفس دوسری کسی نفس کا بوجھ نہیں اٹھائے گی، اور جو گناہگار نہ ہو اس کا معاملہ یہ کہ وہ گناہگار کے گناہوں کو (باذن اللہ) بخشوائے گا اور ایسا نہیں کہ کسی کے گناہ کو دوسرے کے سر پر ڈال دیا جائے۔ اور اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ دونوں آیات: ﴿ولا تزر وازرة وزر أخرى﴾، ﴿وليحملن اثقالهم﴾ کو کیسے جمع کیا جائے گا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ آیت متذکرہ: ﴿وليحملن اثقالهم﴾ اس شخص پر محمول کی جاتی ہے جو گمراہی اختیار کرے، اور دوسرے کی گمراہی کا سبب بنے، تو ایسے شخص پر اپنی گمراہی اور دوسرے کی گمراہی کے سبب بننے کا بوجھ بھی ہوگا، کیونکہ وہ دوسرے کے گناہ کرنے کا سبب بنا ہے پس ایسا شخص صرف اپنے ہی گناہ کا بوجھ اٹھائے گا پس اس صورت میں حکم یہ ہوگا کہ انسان اصلاً کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا بلکہ ہر انسان اپنے کیئے کا بوجھ اٹھائے گا۔ **فی الشقین:** یعنی انسان کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا نہ تو جبراً اور نہ ہی اختیار سے۔

حکم من اللہ تعالی: یعنی اللہ کا حکم حکمتِ عظیمہ سے خالی نہیں ہے۔

وما راوہ: جنہوں نے اللہ کو نہیں دیکھا، اور وہ اللہ کی صفات جلالیہ سے چھپا ہوا ہے، اور جب اللہ کی صفات جمالیہ دیکھے گا اور ایسا اہل ایمان کے ساتھ آخرت میں ہوگا اور سید الخلق (سید الانبیاء ﷺ) کے ساتھ دنیا میں ہوا، اور اللہ اپنی قوتِ جمالیہ دلوں پر ڈالتا ہے تو

گویا دنیا ہی میں اُسے دیکھ لیا جاتا ہے، اس سے مراد جنت معجلہ ہے جو کہ مقربین الی اللہ کے لئے ہوتی ہے۔

لانھم المنتفعون بالانذار: الانذار کو اہلِ خشیت کے ساتھ کیوں خاص کیا جاتا ہے جب کہ ڈرنا تو ہر مکلف کے لئے ضروری ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اہلِ خشیت ہی اس انذار کا فائدہ اٹھاتے ہیں، جیسا کہ کہا گیا: ''اہلِ خشیت ہی آپ کے ڈرانے سے فائدہ اٹھاتے ہیں''۔

ایداموھا: یعنی نماز کو اس کے ارکان، شرائط اور آداب کے ساتھ بجالائے، اور ایک نسخہ میں اداموھا کے بجائے ادوھا ہے۔

فصلاحہ مختص بہ: یعنی وہ اپنے ہی بھلے کو اچھا ہوا ہے نہ کہ کسی اور کے، پس اس کے اچھے یا بُرے عمل کا بدلہ اسے آخرت میں ملے گا۔

وزیادۃ لا فی الثلاثۃ: جن تین مقامات پر ''لا'' تاکید کے لئے ہے وہ یہ ہیں: ﴿ولا الظلمات ولا النور ﴾، ﴿ولا الظل ولا الحرور﴾، ﴿وما یستوی الاحیاء ولا الاموات﴾۔

شبھھم بالموتی: کیونکہ کافروں کو بھی سید عالم ﷺ کی دعوت کا اثر نہیں ہوتا۔

نبی ینذرھا: یعنی قوم کو اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈرانے والا نبی مراد ہے، اور اپنی شریعت کو اتمام تک پہنچاتے، اور دو رسولوں کے مابین اہل فطرت سے مراد اہل جنت ناجی ہیں، اور اگر لوگ دین کو بدلیں اور غیر اللہ کی عبادت کریں جس کا بیان اللہ کے اس فرمان میں ہے: ﴿وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ﴾ اور اہل فطرت کو عذاب دیئے جانے کے بارے میں بھی وارد ہوا ہے جیسا کہ عمرو بن لحی، امراؤ قیس، حاتم طائی، اور تحقیق یہ ہے کہ یہ خبر واحد ہے جو کہ نصِ قطعی کے معارض نہیں ہو سکتی اور ماقبل کلام گزر چکا کہ ﴿وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ﴾۔

کصحف ابراھیم: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تین صحف، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت سے قبل دس صحف، حضرت شیث علیہ السلام کو ساٹھ صحف، پس کل سو صحف اور چار کتب نازل ہوئیں۔ فاصبر کما صبروا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ جواب شرط محذوف ہے۔

ای ھو واقع موقعہ: میں استفہام تقریری کی جانب اشارہ ہے۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۸۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿اَلم تر﴾ تَعلمُ ﴿ان اللہ انزل من السماء ماءً ج فاخرجنا﴾ فِیہ اِلتِفاتٌ عنِ الغَیبۃِ ﴿بہ ثمرت مختلفا الوانھا ط﴾ کَاَخضَرَ واَحمَرَ واَصفَرَ وَغیرِھا ﴿ومن الجبال جددٌ﴾ جَمعُ جُدّۃٍ طَرِیقٍ فی الجَبَلِ وَغَیرِہٖ ﴿بیض وحمر﴾ وَصُفرٌ ﴿مختلف الوانھا﴾ بِالشِدّۃِ والضُعفِ ﴿وغرابیب سود (۲۷)﴾ عَطفٌ علی جُدَدٌ ای صَخُورٌ شَدِیدَۃُ السَّوادِ یُقالُ کَثِیرا اَسوَدُ غَرِبِیبٌ وقَلِیلًا غَرِبِیبٌ اَسوَدُ ﴿ومن الناس والدواب والانعام مختلف الوانہ کذلک ط﴾ کَاِختِلافِ الثِّمَارِ والجِبَالِ ﴿انما یخشی اللہ من عبادہ العلمؤا ط﴾ بِخِلافِ الجُھّالِ کَکُفّارِ مکۃَ ﴿ان اللہ عزیز﴾ فِی مُلکِہٖ ﴿غفور (۲۸)﴾ لِذُنُوبِ عِبَادِہِ المُومِنِینَ ﴿ان الذین یتلون﴾ یَقرَؤُنَ ﴿کتب اللہ واقاموا الصلوۃ﴾ اَدامُوھَا ﴿وانفقوا مما رزقنھم سرا وعلانیۃ﴾ زَکوۃً وَغیرَھا ﴿یرجون تجارۃ لن تبور (۲۹)﴾ تَھلِکَ ﴿لیوفیھم اجورھم﴾ ثَوابَ اَعمَالِھِمُ المَذکُورَۃِ ﴿ویزیدھم من فضلہ ط انہ غفور﴾ لِذُنُوبِھِم ﴿شکور (۳۰)﴾ لِطاعَتِھِم ﴿والذی اوحینا الیک من

الکتب﴾القُرانِ﴿هو الحق مصدقا لما بين يديه﴾تَقْيِمَةٌ مِنَ الكُتُبِ﴿ان الله بعباده لخبير بصير (۳۱)﴾عَالِمٌ بِالبَوَاطِنِ وَالظَّوَاهِرِ﴿ثم اورثنا﴾اَعْطَيْنَا ﴿الكتب﴾القُرآنَ﴿الذين اصطفينا من عبادنا ج﴾وَهُمْ اُمَّتُكَ﴿فمنهم ظالم لنفسه ج﴾بِالتَّقْصِيرِ فِى العَمَلِ بِهٖ ﴿ومنهم مقتصد ج﴾يَعْمَلُ بِهٖ فِى اَغْلَبِ الْاَوْقَاتِ﴿ومنهم سابق ۴ بالخيرت﴾يَضُمُّ اِلَى العَمَلِ بِهِ التَّعْلِيمَ وَالْاِرْشَادَ اِلَى العَمَلِ﴿باذن الله﴾بِاِرَادَتِهٖ﴿ذلك﴾اَىْ اِيْرَاثُهُم الكِتَابَ﴿هو الفضل الكبير (۳۲) جنت عدن﴾اِقَامَةٍ﴿يدخلونها﴾اَىِ الثَّلَاثَةُ بِالبِنَاءِ لِلفَاعِلِ وَلِلمَفْعُولِ خَبَرُ جَنَّاتِ المُبْتَدَاءُ﴿يحلون﴾خَبَرٌ ثَانٍ﴿فيها من﴾بَعْضِ﴿اساور من ذهب ولؤلؤا ج﴾مُرَصَّعٌ بِالذَّهَبِ﴿ولباسهم فيها حرير (۳۳) وقالوا الحمد لله الذى اذهب عنا الحزن ط﴾جَمِيعَهُ ﴿ان ربنا لغفور﴾لِلذُّنُوبِ﴿شكور (۳۴)﴾لِلطَّاعَاتِ﴿الذى احلنا دار المقامة﴾اَىِ الْاِقَامَةِ﴿من فضله ج لايمسنا فيها نصب﴾تَعَبٌ﴿ولا يمسنا فيها لغوب (۳۵)﴾اِعْيَاءٌ مِنَ التَّعَبِ لِعَدَمِ التَّكْلِيفِ فِيهَا وَذِكْرُ الثَّانِى التَّابِعِ لِلاَوَّلِ لِلتَّصْرِيحِ بِنَفْيِهِ﴿والذين كفروا لهم نار جهنم ج لا يقضى عليهم﴾بِالمَوْتِ﴿فيموتوا﴾يَسْتَرِيْحُوا﴿ولا يخفف عنهم من عذابها ط﴾طَرْفَةَ عَيْنٍ﴿كذلك﴾كَمَا جَزَيْنَاهُم﴿نجزى كل كفور (۳۶)﴾كَافِرٍ بِاليَاءِ وَالنُّونِ المَفْتُوحَةِ مَعَ كَسْرِ الزَّاءِ وَنَصْبِ كُلٌّ﴿وهم يصطرخون فيها ج﴾يَسْتَغِيثُونَ بِشِدَّةٍ وَعَوِيلٍ يَقُولُونَ﴿ربنا اخرجنا﴾مِنْهَا﴿نعمل صالحا غير الذى كنا نعمل ط﴾فَيُقَالُ لَهُم﴿اولم نعمركم ما﴾وَقْتًا﴿يتذكر فيه من تذكر وجاء كم النذير ط﴾الرَّسُولُ فَمَا اَجَبْتُم﴿فذوقوا فما للظلمين﴾الكَافِرِينَ﴿من نصير (۳۷)﴾يَدْفَعُ العَذَابَ عَنْهُم.

﴿ترجمہ﴾

کیا تو نے نہ جانا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے نکالے (تر بمعنی تعلم ہے، اخرجنا کو اختیار کر کے صیغہ غائب سے صیغہ متکلم کی طرف التفات کیا گیا ہے) اس سے رنگ برنگے پھل (جیسے سبز، سرخ، زرد، وغیرہ) اور پہاڑوں میں راستے ("جدد" جدة کی جمع ہے بمعنی پہاڑ وغیرہ میں موجود رستہ) سفید اور سرخ (اور زرد) رنگ رنگ کے (کہ بعض کا رنگ شدید اور بعض کا ہلکا ہے) اور کچھ کالے بھجنگ (غرابیب سود کا عطف جدد پر ہو رہا ہے یہ بمعنی سخت سیاہ پہاڑ کے ہے، بہت بار کہا جاتا ہے اسود غربیب اور کبھی یوں کیا جاتا ہے غربیب اسود) اور آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں کے رنگ یونہی طرح طرح کے ہیں (جیسا کہ پھلوں اور پہاڑوں کا حال ہے......۱......) اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں ......۲......(بخلاف جاہلوں کے، جیسا کہ کفار مکہ) بیشک اللہ غالب ہے (اپنے ملک میں) اور بخشنے والا ہے (اپنے ایمان دار بندوں کے گناہوں کو) بیشک وہ جو پڑھتے ہیں (یتلون بمعنی یقرء ون ہے) اللہ کی کتاب......۳......اور نماز قائم رکھتے (یعنی ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں) اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر (زکوۃ وغیرہ دیتے ہیں) وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز نقصان

نہیں......۴......(تبور بمعنی تھلک ہے) تا کہ ان کے ثواب بھرپور دے (یعنی انہیں ان کے مذکورہ اعمال کا ثواب دے) اور اپنے فضل سے اور زیادہ کرے بیشک وہ بخشنے والا ہے (مسلمانوں کے گناہوں کو) اور قدر فرمانے والا ہے (مسلمانوں کی نیکیوں کی) اور وہ کتاب (یعنی قرآن پاک) جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی وہی حق ہے اپنے سے اگلی (یعنی اپنے سے اگلی کتابوں) کی تصدیق فرماتی ہوئی (بین یدی بمعنی تقدم ہے) بیشک اللہ اپنے بندوں سے خبردار دیکھنے والا ہے (یعنی باطن اور ظاہر کو جاننے والا ہے) پھر ہم نے عطا کی کتاب (یعنی قرآن پاک، اورثنا بمعنی اعطینا ہے) اپنے چنے ہوئے بندوں کو (مراد آپ ﷺ کی امت ہے......۵......) تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے (اس کتاب پر عمل کرنے میں کوتاہی کر کے) اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے (غالب اوقات میں اس کے مطابق عمل کرتا ہے) اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا (اس کتاب پر عمل کرنے کے لیے دوسروں کو بھی اس کتاب پر عمل کی تعلیم دیتا اور اس کی طرف رہنمائی کرتا ہے......۶......) یہ (یعنی انہیں کتاب کا وارث بنایا جانا) بڑا فضل ہے بسنے کے باغوں میں (اذن اللہ میں اذن کے معنی ارادہ ہے) داخل ہونگے وہ (یعنی سابقہ تینوں گروہ سے متعلق لوگ، یدخلون فعل معروف ومجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے، جنت عدن مبتدا ہے یدخلونھا خبر اول اور یحلون فیھا...... الخ، خبر ثانی ہے) ان میں انہیں کچھ سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے (جو سونے سے مرصع ومزین ہوں گے) اور وہاں ان کی پوشاک ریشمی ہے......۷......اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمارے (تمام) غم دور کر دیئے بیشک ہمارا رب (گناہوں کو) بخشنے والا (نیکیوں کی) قدر فرمانے والا ہے وہ جس نے ہمیں اقامت کی جگہ اتارا (المقامۃ بمعنی الاقامۃ ہے) اپنے فضل سے اور نہ ہمیں اس میں نہ کوئی تکلیف پہنچے (نصب بمعنی تعب ہے) اور نہ ہمیں اس میں کوئی تھکان لاحق ہو (مشقت کی وجہ سے کہ جنت میں کوئی تکلیف نہ ہوگی، "لغوب" نصب کے تابع ہے اس کے باوجود یہاں اسے تکلیف وتھکان کی صراحتاً نفی کرنے کے لیے ذکر فرمایا گیا ہے) اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے جہنم کی آگ ہے نہ ان کے خلاف فیصلہ کیا جائے (موت کا) کہ مر جائیں (اور راحت وسکون پالیں) اور نہ ان پر اس کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے (پلک جھپکنے کی مقدار بھی) اسی طرح (جیسا کہ ہم نے انہیں سزا دی) ہم سزا دیتے ہیں ہر بڑے ناشکرے کو (کفور کے معنی کافر ہے، یجزی کو علامت مضارع یاء کے ساتھ مجہول اور علامت مضارع نون کے ساتھ معروف از باب افعال پڑھا گیا ہے اس میں لفظ کل منصوب ہوگا) اور وہ اس میں چلاتے ہوں گے (شدت کے ساتھ اور تیز آواز سے روتے ہوئے مدد مانگتے ہوئے کہتے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہمیں (اس سے) نکال دے کہ ہم اچھے کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے (تو ان سے کہا جائے گا) کیا ہم نے تمہیں عمر نہ دی تھی ایک وقت تک (ما بمعنی وقتا ہے) جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا (رسول ﷺ) تمہارے پاس آیا (تو تم نے انہیں کیا جواب دیا؟) تو اب چکھو کہ ظالموں (یعنی کافروں) کا کوئی مددگار نہیں (جو ان سے عذاب کو دور کر سکے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تران اللہ انزل من السماء ماء فاخرجنا بہ ثمرت مختلفا الوانھا﴾۔

ہمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل بافاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، انزل من السماء ماء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اخرجنا: فعل بافاعل، بہ: ظرف لغو، ثمرت: موصوف، مختلفا: اسم فاعل، الوانھا: فاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانھا وغرابیب سود۵﴾۔

و: مستانفہ ،مـن الـجبـال: ظرف مستقر خبر مقدم ،جـدد: موصوف ،بیض :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،حـمـر :معطوف ،ملکر صفت اول ،مختلف الوانھا: شبہ جملہ صفت ثانی ،ملکر معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،غرابیب :مبدل منہ ،سود: بدل ،ملکر معطوف ،ملکر مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ومن الناس والدواب والانعام مختلف ولوانه كذلك﴾.

و: عاطفہ ،من: جار ،النـاس :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،الدواب :معطوف اول ،والانعام :معطوف ثانی ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم ،مختلف: اسم فاعل ،الوانه: فاعل ،كذلك :ظرف مستقر "اختلافا" مصدر محذوف کی صفت ،ملکر مفعول مطلق ،ملکر شبہ جملہ ہوکر "صنف" محذوف کی صفت ،ملکر مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ "ای من الناس صنف مختلف الوانه"۔

﴿انما يخشى الله من عباده العلموا ان الله عزيز غفور٥﴾.

انما: حرف مشبہ وما کافہ ،یخشی الله: فعل ومفعول ،من عباده: ظرف مستقر حال مقدم ،العلماء: ذوالحال ،ملکر فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ،ان الله: حرف مشبہ واسم ،عزيز غفور: خبران ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الـذين يتلون كتب الله واقاموا الصلوة وانفقوا مما رزقنهم سرا وعلانية يرجون تجارة لن تبور ٥ ليوفيهم اجورهم ويزيدهم من فضله﴾.

ان: حرف مشبہ ،الـذيـن :موصول ،يتـلـون كتـب الـلـه: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،اقـامـوا الـصـلـوة: جملہ فعلیہ معطوف ،و: عاطفہ ،انفقوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال ،سرا: معطوف علیہ ،وعلانية: معطوف ،ملکر حال ،ملکر فاعل ،مـمـا رزقنهم: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر صلہ ،ملکر اسم ،یرجون: فعل با فاعل ،تجارة: موصوف ، لن تبور: فعل نفی با فاعل ،لام: جار ،یوفیھم اجورهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،يزيد هم من فضله: جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر بتقدیر ان مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ صفت ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انه غفور شكور٥ والذى اوحينا اليك من الكتب هو الحق مصدقا لما بين يديه﴾.

انـه: حرف مشبہ واسم ،غـفـور شـكـور :خبران ،ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،الـذى اوحـيـنـا اليـك :موصول صلہ ،ملکر ذوالحال ،مـن الكتب: ظرف مستقر حال ،ملکر مبتدا ،هو: مبتدا ،الحق: ذوالحال ،مـصـدقا لما بين يديه: شبہ جملہ حال ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الله بعباده لخبير بصير٥ ثم اورثنا الكتب الذين اصطفينا من عبادنا﴾.

ان الـلـه: حرف مشبہ واسم ،بـعباده: ظرف لغو مقدم ،لام: تاکیدیہ ،خبیر :صفت مشبہ با فاعل ،ملکر شبہ جملہ خبر اول ،بصیر :خبر ثانی ،ملکر جملہ اسمیہ ،ثم :عاطفہ ،اورثنا: فعل با فاعل ،الكتب :مفعول ثانی ،الـذين اصطفينا: موصول صلہ ،ملکر ذوالحال ،من عبادنا: ظرف مستقر حال ملکر مفعول اول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرت باذن الله﴾.

ف: عاطفہ تفریعیہ ،مـنهم :ظرف مستقر خبر مقدم ،ظـالـم لنفسـه: شبہ جملہ مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ ،مـنهم :ظرف مستقر خبر مقدم ،مـقـتـصـد :مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،منهم :ظرف مستقر خبر مقدم ،سـابـق بـالـخيـرت: اسم فاعل با فاعل وظرف لغو اول ،باذن الله :ظرف لغو ثانی ،ملکر شبہ جملہ مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک هو الفضل الكبير٥ جنت عدن يدخلونها يحلون فيها من اساور من ذهب ولؤلوا﴾.
ذلک: مبتدا،هو: مبتدا ثانی،الفضل الكبير: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،جنت عدن:مبتدا،يدخلونها: جملہ فعلیہ خبر اول، يحلون: فعل بافاعل،من: تبعیض یہ جار،اساور:موصوف،من ذهب:ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر معطوف علیہ:عاطفہ،لولوا:معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولباسهم فيها حرير وقالوا الحمد لله الذى اذهب عنا الحزن﴾.
و:عاطفہ،لباسهم:ذوالحال،فيها:ظرف مستقر حال،ملکر مبتدا،حرير:خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،و:عاطفہ،قالوا:قول،الحمد:مبتدا،لام:جار،الله:موصوف،الذى:موصول،اذهب عنا الحزن:جملہ فعلیہ صلہ،ملکر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان ربنا لغفور شكور الذى احلنا دار المقامة من فضله لا يمسنا فيها نصب ولا يمسنا فيها لغوب﴾.
ان ربنا: حرف مشبہ واسم،لام:تاکیدیہ،غفور شكور:خبران،ملکر جملہ اسمیہ،الذى:موصول،احلنا:فعل بافاعل و "نا"ضمیر ذوالحال،لايمسنا فيها نصب: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و:عاطفہ،لايمسنا فيها لغوب:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر حال،ملکر مفعول اول،دار المقامة:مفعول ثانی،من فضله: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر ماقبل "الذى اذهب" سے بدل واقع ہے۔

﴿والذين كفروا لهم نار جهنم لا يقضى عليهم فيموتوا ولا يخفف عنهم عذابها﴾.
و:عاطفہ،الذين كفروا:موصول صلہ،ملکر مبتدا،لهم نار جهنم: جملہ اسمیہ خبر اول، لا يقضى عليهم : جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و:عاطفہ،لا يخفف:فعل نفی مجہول،عنهم:ظرف لغو،من عذابها: قائم مقام نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر سبب،ف:سببیہ،يموتوا: جملہ فعلیہ سبب،ملکر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كذلك نجزى كل كفور﴾.
كذلك: ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم،نجزى:فعل بافاعل، كل كفور: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وهم يصطرخون فيها ربنا اخرجنا نعمل صالحا غير الذى كنا نعمل﴾.
و:عاطفہ،هم:مبتدا،يصطرخون:فعل واؤ ضمیر ذوالحال،ربنا: نداء،اخرجنا:فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،نعمل:فعل با فاعل،صالحا:"عملا" موصوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،غير: مضاف،الذى كنا نعمل: موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب امر مقصود بالنداء،ملکر "قائلين" قول محذوف کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر حال،ملکر فاعل،فيها:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولم نعمركم ما يتذكر فيه من تذكر وجاءكم النذير﴾.
همزه: حرف استفہام،و: عاطفہ معطوف علی محذوف "لم نمهلكم" لم نعمركم: فعل نفی بافاعل ومفعول،ما: نکرہ بمعنی "تعميرا" موصوف،يتذكر فيه:فعل وظرف لغو،من تذكر: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و:عاطفہ،جاءكم النذير: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر قول محذوف "فيقال لهم" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فذوقوا فما للظلمين من نصير٥﴾.

ف: فصیحیہ، ذوقــوا: فعل امر با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: مستانفہ تعلیلیہ، مــا: نافیہ، لــلــظــلــمــیــن: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، نصیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

انسان، چوپائے اور پہاڑوں کے رنگ کا بیان:

۱...... بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوا، سرکار ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے تیرے رب نے رنگ دیا''؟ اس نے جواب دیا: ہاں! ایسا رنگ دیا جو کبھی نہ چھوٹے، سفید، سرخ اور زرد۔ ابن عباس ہی سے ایک روایت یوں بھی ہے کہ جس طرح پہاڑوں کے مختلف رنگ ہوتے ہیں ایسے ہی انسانوں، جانوروں، چوپایوں کے سرخ، سفید اور سیاہ اور زرد رنگ ہوتے ہیں۔

☆...... سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ مختلف رنگ سے مراد خوف خدا، طاعت گزاری اور ایمان ہوتا ہے۔ (الدر المنثور، ج ۵، ص ۴۶۸ وغیرہ)

قرآن وحدیث کی رو سے اہل علم پر خوف خدا کے سبب انعام:

۲...... قرآن وحدیث میں جا بجا علم والوں کے لئے خوف خدا کے سبب انعام واکرام کا تذکرہ ملتا ہے جن میں سے نمونتاً چند مقامات درج ذیل ہیں:

(۱)...... ﴿ولمن خاف مقام ربہ جنتان اور جو اللہ سے خوف رکھتا ہے اس کے لئے دو جنتیں ہیں (الرحمن: ۴۶)﴾۔

(۲)...... ﴿والاخرة عند ربک للمتقین اور تمہارے رب کے پاس آخرت پرہیز گاروں کے لئے ہے (زخرف: ۳۵)﴾۔

(۳)...... ﴿ان المتقین فی جنت وعیون بیشک پرہیز گاروں کے لئے باغات وچشمے ہیں (الحجر: ۴۵)﴾۔

(۴)...... ﴿ان المتقین فی مقام امین بیشک پرہیز گار امن کی جگہ ہونگے (الدخان: ۵۱)﴾۔

(۵)...... ﴿ان اللــه مع الــذیــن اتــقــوا والــذیــن هم محسنون بیشک اللہ انکے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں (النحل: ۱۲۸)﴾۔

(۶)...... ﴿ان اللہ مع المتقین بیشک اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے (البقرة: ۱۹۴)﴾۔

(۷)...... ﴿واللہ ولی المتقین بیشک اللہ پرہیز گاروں کا دوست ہے (الجاثیہ: ۱۹)﴾۔

(۸)...... ﴿ان اللہ یحب المتقین بیشک پرہیز گار اللہ کو خوش آتے ہیں (توبہ: ۷)﴾۔

(۹)...... ﴿انما یتقبل اللہ من المتقین بیشک اللہ پرہیز گاروں ہی سے قبول کرتا ہے (المائدہ: ۲۷)﴾۔

(۱۰)...... ﴿ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم بیشک تم میں اللہ کے نزدیک مکرم وہ ہے جو پرہیز گار ہے (الحجرات: ۱۳)﴾۔

(۱۱)...... ﴿الــذیــن امــنــوا وکانوا یتقون لهم البشری فی الحیٰوة الدنیا وفی الاخرة وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کی ان کے لئے دنیا وآخرت میں خوشخبری ہے (یونس: ۶۳، ۶۴)﴾۔

(۱۲)...... ﴿ویتقه فاولئک هم الفائزون جو اللہ سے ڈرے وہی کامیاب ہیں (نور: ۵۲)﴾۔

(۱۳)...... ﴿ثم ننجی الذین اتقوا پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے (مریم: ۷۲)﴾۔

(۱۴)...... ﴿وسیجنبها الاتقی اور بہت جلد اس سے دور رکھا جائے گا جو زیادہ پرہیز گار ہیں (اللیل: ۱۷)﴾۔

(۱۵)...... ﴿ومن یتق اللہ یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے اللہ نجات کی

راہیں کھول دیتا ہے اور اسے وہاں سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو (الطلاق:۳،۲)﴾۔

☆......سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ''گزشتہ زمانے کے تین آدمی تھے، رات گزارنے کے لئے انہیں کسی غار کا سہارا لینا پڑا، جونہی غار میں داخل ہوئے تو پہاڑ کے اوپر سے ایک چٹان ٹوٹ کر غار کے مونھ پر گر پڑی۔ جس سے غار کا موںھ بند ہو گیا، انہوں نے سوچا کہ اس مشکل سے چھٹکارا پانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ اللہ کے حضور پیش کریں، ان میں سے ایک نے والدین کی خدمت کو وسیلہ بنا کر پیش کیا تو چٹان تھوڑی سی سرک گئی، لیکن وہ ابھی باہر نہ ہو سکتے تھے، پھر دوسرے نے عرض کی اے اللہ! میری چچازاد بہن تھی جو مجھے بہت پسند تھی، میں نے کئی مرتبہ اس سے بُری خواہش کا اظہار کیا لیکن اس نے انکار کر دیا، یہاں تک کہ وہ قحط سالی میں مبتلا ہوئی اور مدد حاصل کرنے میرے پاس آئی، میں نے اسے سو دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ میرے ساتھ تنہائی میں جائے، وہ مجبوراً اس پر تیار ہو گئی جب ہم تنہائی میں پہنچے اور میں نے خواہش پوری کرنا چاہی تو اس نے کہا کہ ''اللہ سے ڈر اور یہ گناہ نہ کر''۔ یہ سن کر میں رک گیا اور سو دینار بھی اسے دے دیئے، اے اللہ اگر میرا یہ عمل تیری رضا کے لئے تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے دے، چٹان مزید سرک گئی لیکن وہ باہر نہ نکل سکے۔ تیسرے نے ایک مزدور کو اس کی امانت لوٹا دینے کو وسیلہ بنایا اور عرض کی اے اللہ! اگر میرا یہ عمل تیری رضا کے لئے تھا تو ہمیں اس پریشانی سے نجات دے دے، چٹان بالکل ہٹ گئی اور وہ باہر نکل آئے''۔

(صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب: قصة اصحاب الغار الثلاثة، رقم: (۶۸۴۳)/۲۷۴۳، ص۱۳۴۳)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

یعنی علماء اللہ کے خوف سے لرزاں رہتے ہیں، پس جو عالم ہے وہ جانتا ہے کہ نافرمانی پر اللہ کی گرفت ہو سکتی ہے، جیسا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے اسی آیت ﴿انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء﴾ کے تحت فرمایا کہ علم والے جانتے ہیں کہ اللہ ہر چاہے پر قادر ہے۔ ربیع بن انس سے روایت ہے کہ جو اللہ ﷻ سے خوف نہیں کرتا وہ عالم نہیں ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ عالم ہی اللہ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں۔ ابن مسعود ﷺ کہتے ہیں کہ عالم کے لئے اللہ کا خوف اور جاہل سے احتراز لازم ہے۔ سعد بن ابراہیم سے پوچھا گیا کہ اہل مدینہ میں بڑا فقیہ کون ہے؟ فرمایا کہ جو اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ مجاہد سے منقول ہے کہ فقیہ وہ ہے جو اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ حضرت علی ﷺ سے منقول ہے کہ فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے، اور اللہ کی نافرمانی سے بے خوف نہ کردے اور اللہ کے عذاب سے بے خوف نہ کر دے، قرآن کے علاوہ کسی اور جانب رغبت نہ دلائے، بغیر علم کے عبادت کارگر نہیں ہوا کرتی، اور بغیر فقہ کے جانے علم نہیں آتا، اور کوئی قرائت بغیر تدبر کے کارگر نہیں ہوا کرتی۔ (القرطبی، الجزء:۲۲، ص۲۹۹)

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

علماء کی تین اقسام ہوتی ہیں عالم باللہ، عالم بامر اللہ، عالم باللہ لیس بعالم بامر اللہ، وعالم بامر اللہ لیس بعالم باللہ۔ (۱)......عالم باللہ: وہ ہوتا ہے جو اللہ سے خوف رکھتا ہے، حدود و فرائض کا علم رکھتا ہے، اور (۲)......عالم باللہ لیس بعالم بامر اللہ: وہ ہوتا ہے جو اللہ سے خوف کرے لیکن حدود و فرائض کا پاس نہ رکھے، (۳)......عالم بامر اللہ لیس بعالم باللہ: وہ ہوتا ہے جو حدود و فرائض کا جاننے والا ہو لیکن اللہ ﷻ سے خوف نہ رکھتا ہو۔ (الدر المنثور، ج۵، ص ۴۶۹ وغیرہ)

قرآن دوست قبروں میں بھی قرآن پڑھتے ہیں!

۳......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے ایک صحابی نے بے خیالی میں ایک قبر پر خیمہ نصب کر دیا، انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے، انہوں نے دیکھا کہ اُس قبر میں ایک شخص سورۂ ملک کی تلاوت کر رہا ہے یہاں تک کہ اس نے

سورت کی تلاوت مکمل کرلی، وہ صحابی سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”یہ سورت روکنے والی اور نجات دینے والی ہے جو عذاب قبر سے نجات دے گی“۔

(سنن الترمذی، ابواب فضائل قرآن، باب:ماجاء فی فضل سورة ملك، رقم: ۲۸۹۹،ص ۸۲۰)

☆...... حضرت سیدنا ابراہیم بن صِمّہ مُھَلَّبِی فرماتے ہیں: ”سحری کے وقت قلعہ کے پاس سے گزرنے والوں نے مجھے بتایا کہ جب ہم حضرت ثابت بنانی کی قبر پر سے گزرے تو ہمیں قرآن پڑھنے کی آواز آتی ہے“۔(حلیة الاولیاء، ثابت بنانی برقم ۲۰۸۳، ج۲،ص ۳۶۵)

☆...... حضرت سیدنا سَلَمَہ بن شُعَیب فرماتے ہیں میں نے ایک پرہیزگار گورکن حضرت سیدنا حماد کو فرماتے سنا: ”میں جمعۃ المبارک کے دن دوپہر کے وقت قبرستان میں گیا، جس قبر کے قریب سے گزرتا اس سے قرآن پاک کی آواز آتی“۔

(شرح الصدور، باب:احوال الموتی فی قبورهم، ص ۱۸۸)

راہ خدا کا تاجر نقصان نہیں اٹھاتا:

☆...... سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ”جس نے حلال کمائی سے کھجور کے برابر صدقہ کیا اور چونکہ اللہ حلال ہی قبول فرماتا ہے لہذا اللہ اسے بھی برکت کے ساتھ قبول فرماتا ہے اور صدقہ کرنے والے کے لئے اس کی اسی طرح نشر ونما فرماتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی مثل ہو جاتا ہے“۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوة، باب: الصدقة من کسب طیب، رقم: ۱۴۱۰،ص ۲۲۷)

☆...... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”صدقہ مال میں کمی نہیں لاتا، اللہ عفو کے بدلے بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور جو اللہ کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ اسے بلندی عطا فرماتا ہے“۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب:استحباب العفو والتواضع، رقم:(۶۴۸۷)/۶۵۸۸،ص ۱۲۷۹)

کہا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص کے بارے میں اس وقت کے نبی کو وحی کی گئی کہ فلاں شخص کی زندگی میں دو دَوار آئیں گے، ایک دور انتہائی تنگی و مالی دشواری کا اور دوسرا دور فراخی و کشائش کا، اب اسے اختیار ہے کہ کونسا وقت پہلے منتخب کرتا ہے۔ اس وقت کے نبی نے اس کے سامنے معاملہ رکھا تو اس نے کہا میں اپنی اہلیہ سے مشورہ کرکے بتاؤں گا۔ چنانچہ جب اس نے اپنی اہلیہ سے مشورہ کرلیا تو اپنے دور کے نبی کو بتایا کہ ”میں پہلے فراخی و کشائش کا وقت چاہتا ہوں“۔ چنانچہ اس کی خواہش کے مطابق اللہ نے اس کے مال میں فراخی عطا فرما دی، اس شخص نے مال کو اللہ کی راہ میں تقسیم کرنا شروع کردیا، جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے اس میں کمی نہیں آیا کرتی لہذا ایسا ہی ہوا کہ وہ شخص جس نے پہلے کشادگی کی زندگی چاہی اور مال کو راہ خدا میں خرچ کرتا گیا جس کی وجہ سے برکت ہوتی گئی اور مال بڑھتا ہی گیا، اس پر کبھی وہ وقت نہ آیا کہ تنگی ہو جائے۔

امت مسلمہ قرآن کی وارث ہے:

۵...... اہل تاویل کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کونسی کتاب کا اللہ نے اپنے بندوں کو وارث بنایا، بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ کتاب ہے جو فرقان (قرآن) سے پہلے نازل ہوئی، اور جنہیں وارث بنایا وہ امت محمدیہ ﷺ ہیں، اور ان میں بعض اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔

☆...... ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اللہ ﷻ کے فرمان ﴿ثم اورثنا الکتب﴾ سے مراد امت محمدیہ ہیں، اور اللہ ﷻ نے انہیں اپنی ہر کتاب کا وارث بنایا اور جو اس پاک کلام میں (کسی وجہ سے کوتاہی کرگیا) تو اسے بخش دیا، اور میانہ روی سے کام لینے والے

کا حساب آسان کر دیا، اور باقی ماندہ کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دیا۔

☆......ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے اس امت میں تین گروہوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا، پس تہائی کو بغیر حساب کے داخل جنت کرے گا، تہائی کا حساب آسان کر کے لے گا، تہائی اپنے گناہوں کے ساتھ آئیں گے حتی کہ اللہ (سب کچھ جاننے کے باوجود) پوچھے گا یہ کون ہیں؟ کہا جائے گا کہ اللہ جانتا ہے، فرشتے کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو گناہوں کے ساتھ آئے ہیں مگر ان میں سے کسی نے تیرا شریک نہیں ٹھہرایا، اللہ فرمائے گا کہ انہیں میری رحمت میں داخل کر دو، اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا﴾۔

☆......حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے، میانہ روی اختیار کرنے والے اور نیکیوں میں سبقت کرنے والے جنت میں ہونگے، کیا تم نے نہیں دیکھا ﴿ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا﴾۔

☆......ایک قول یہ بھی ہے کہ جس کتاب کا اس قوم کو وارث بنایا گیا، اس سے مراد کلمہ طیبہ کی گواہی دینا ہے، اور چنے ہوئے لوگوں سے مراد امت محمدیہ ہیں اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے منافق ہیں، جو کہ آگ میں ہونگے اور میانہ روی اختیار کرنے والے، اور نیکیوں پر سبقت کرنے والے جنت میں ہونگے۔ (الطبری، الجزء:۲۲، ص ۱۵۸)

تین قسم کے لوگوں کا بیان :

۶...... ماقبل تین قسم کے لوگ بیان ہوئے، اس بارے میں مزید یہ کہ جنہیں ہم نے اپنی طاعت کے لئے اختیار فرمایا اور منتخب فرمایا، ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں گناہ کر کے، نافرمانی اختیار کر کے اور فحاشی کا بازار گرم کر کے، دوسرے وہ ہیں جو اپنے رب کی عبادت میں مبالغہ نہیں کرتے، اور اپنی کوششوں میں بہت زیادہ جستجو نہیں کر پاتے بلکہ اعتدال میں رہتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو نیکیوں پر سبقت کر جاتے ہیں بہت زیادہ جستجو کرنے والے، اپنے فرائض کو ادا کرنے والے، اعمال صالحہ کے ذریعے سبقت کرنے والے، اور یہ سب اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے۔

☆......سفیان اعمش سے روایت کرتے ہیں کہ ابو ثابت مسجد میں داخل ہوئے اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھ گئے، اور فرمایا اے اللہ مجھ سے وحشت دور فرما اور خوف میں رحم فرما، میرے ساتھی کو نیک کر دے، ابو درداء نے کہا کہ اگر تو سچا ہے تو میں تجھے سید عالم ﷺ کی ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو تجھ سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی، پھر آیت پاک ﴿ثم اورثنا الکتب الذین...... الخ پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو (فاطر:۳۲)﴾ تلاوت فرمائی، پس جو نیکیوں میں سبقت کر جائے وہ بغیر حساب کے داخل جنت ہوگا، اور میانہ روی اختیار کرنے والوں کا حساب آسانی سے ہوگا اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کو غم پہنچے گا پھر اللہ ان سے غم لے جائے گا جس کی دلیل یہ آیت: ﴿الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمارا غم دور کیا (فاطر:۳۴)﴾ ہے۔

(الطبری، الجزء:۲۲، ص ۱۶۲)

زیورات وریشمی لباس اهل جنت کے لئے :

۷...... جنتی جنت میں سونے، چاندی اور موتیوں کے کنگن پہنیں گے جس کا بیان اللہ ﷻ نے فرمایا ہے، چنانچہ ﴿جنت عدن یدخلونھا یحلون فیھا من اساور من ذھب ولؤلؤا بسنے کے باغوں میں داخل ہونگے وہ ان میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے (فاطر:۳۳)﴾ میں فرمایا اور چاندی کے کنگن کا بیان ﴿وحلوا اساور من فضة اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے گئے (الدھر:۲۱)﴾ میں فرمایا، بعض کہتے ہیں کہ سونے چاندی کے زیورات اکھٹے پہنے جائیں گے اور بعض کا قول ہے کہ چاندی

کے کنگن پہننے والے مقربین ہونگے جب کہ سونے کے کنگن پہننے والے ابرار ہونگے۔اور موتیوں کے کنگن ایسے ہونگے کہ سونے کے ساتھ موتی کسی مخصوص انداز میں جڑے ہونگے، مَردوں پر ریشم حرام ہے جب کہ عورتیں پہن سکتی ہیں تاہم جنت میں مَرد بھی ریشمی لباس پہنیں گے۔ (روح البیان، ج۷، ص ٤١٣ ملخصاً وملتقطاً)

اغراض:

فیہ التفات: یعنی آسمان سے پانی نکالنا اور پہچانا، اور یہ سب کچھ اللہ کی قدرت عظیمہ پر دلیل ہے۔

یقال کثیرا: متذکرہ مقام پر موصوف کو صفت پر مقدم کیا اور یہی کلام عرب میں اصل ہے۔

وقلیلا: متذکرہ مقام پر صفت کو موصوف پر مقدم کیا اور یہ کلام عرب میں اصل کے خلاف ہے، اور ایسا مبالغہ کے لئے کیا گیا ہے۔

زکوۃ وغیرھا: یعنی انفاق فی سبیل اللہ جس طریقے سے آسانی ہو کیا جائے۔ **اعطینا:** اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ **توریث** بمعنی **اِعطاء** ہے، اور اسے میراث کہنے کی وجہ یہ ہے کہ میراث انسان کو بغیر کسی مشقت وتکلیف کے حاصل ہو جائے، اسی طرح کتاب کا ملنا بھی بغیر کسی مشقت وتکلیف کے ہوا کرتا ہے۔

وھم امتک: مراد امتِ اجابت ہے، چہ جائے کہ کل یا بعض کتاب حفظ کریں یا کچھ بھی حفظ نہ کریں، اور یہاں کتاب کو حفظ کے لئے دیا جانا مراد نہیں ہے بلکہ کتاب کو ھدایت اور اقتداء کا ذریعہ بنایا جانا مقصود ہے۔

مرصع بالذھب: اس بارے میں دو اقوال گزر چکے ہیں، کہ جنتی سونے، چاندی یا موتیوں کے کنگن پہنیں گے۔

جمیعہ: جیسا کہ مرض کا خوف، فقر، موت، زوال نعمت کا خوف اور اس کے علاوہ آفات دنیا اور اس کے عوامل۔

تعب: یعنی جنت میں محنت ومشقت نہ ہونے کی وجہ سے نیند نہ ہوگی۔

اعیاء من التعب: جنتی کے لئے من مانی چیزیں ہونگی، وہ سیر کرے گا، دیکھے گا، تمام چیزیں جو اللہ نے اسے جنت میں دیں ہیں مثلا حور، قصور وغلمان سے نفع اٹھائے گا، اور یہ سب کچھ دنیا کی کم تر زندگی رضائے اِلٰہی کے مطابق گزارنے پر اُسے مل جائے گا، اور اس کے حصول کے لئے اُسے جنت میں کوئی تگ ودوہ نہ کرنی پڑے گی اور جنت کے جملہ احوال کو احوالِ دنیا پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور اس آیت میں امتِ محمدیہ کے لئے عظیم ترین بشارت ہے۔

وذکر الثانی: اس بات کا جواب ہے جو کہی جاتی ہے: لغوب کی نفی کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ کیونکہ جب تکلیف کی نفی کردی گئی ہے تو پھر لغوب کی بھی نفی ہو جائے گی کیونکہ سبب کا نفی کرنا مسبب کی نفی کو مستلزم ہوتا ہے۔

فیقال لھم: ﴿اولم نعمر کم ما...... الخ﴾ کلام زجر وتوبیخ کے لئے کیا گیا ہے۔

الرسول: یہ کلام اول زمانے سے آخر زمانے تک کے تمام کافروں کے لئے بالعموم شامل ہے۔

فما اجبتم: سے اس وہم کو دور کرنا مقصود ہے جو آیت کے ظاہر سے ہوتا ہے کہ عذاب کا چکھنا رسول کے آنے کے ساتھ مرتب ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں (بلکہ رسول کی نافرمانی کے باعث مرتب ہوتا ہے)۔ (الصاوی، ج۵، ص ۸۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿ان اللہ علم غیب السموت والارض ط انہ علیم م بذات الصدور (۳۸)﴾ بِمَا فِی القُلُوبِ فَعِلمُہُ بِغَیرِہٖ اَولٰی بِالنَّظرِ اِلٰی حَالِ النَّاسِ ﴿ھو الذی جعلکم خلئف فی الارض ط﴾ جَمعُ خَلِیفَۃٍ اَی یَخلُفُ بَعضُکم

بَعضًا﴿فمن کفر﴾مِنکُم﴿فعلیه کفره ط﴾اَی وَبالَ کُفرِہٖ﴿ولا یزید الکفرین کفرهم عند ربهم الا مقتا﴾غَضَبا﴿ولا یزید الکفرین کفرهم الا خسارا (۳۹)﴾لِلاٰخرةِ﴿قل ارایتم شرکاء کم الذین تدعون﴾تَعبُدُونَ﴿من دون الله ط﴾اَی غَیرِہٖ وَهُمُ الاَصنَامُ الَّذِینَ زَعَمتُم اَنَّهم شُرکَاءُ اللهِ تعالی﴿ارونی﴾اَخبِرُونِی﴿ماذا خلقوا من الارض ام لهم شرک﴾شِرکَةٌ مع اللهِ﴿فی﴾خَلقِ﴿السموت ج ام اتینهم کتبا فهم علی بینت﴾حُجَّةٍ﴿منه﴾بِاَنَّ لهم مَعِی شِرکَةً لا شَیءَ مِن ذلک﴿بل ان﴾ما﴿یعد الظلمون﴾الکافِرُونَ﴿بعضهم بعضا الا غرورا (۴۰)﴾بَاطِلا بِقَولِهِم الاَصنَامُ تَشفَعُ لهم﴿ان الله یمسک السموت والارض ان تزولا ج﴾اَی یَمنَعُهُما مِنَ الزَّوَالِ﴿ولئن﴾لامُ قسمٍ﴿زالتا ان﴾ما﴿امسکهما﴾یُمسِکُهما﴿من احد من م بعده ط﴾اَی سِواهُ﴿انه کان حلیما غفورا (۴۱)﴾فِی تَاخِیرِ عِقَابِ الکُفَّارِ﴿واقسموا﴾اَی کُفارُ مکةَ﴿بالله جهد ایمانهم﴾اَی غَایَةَ اِجتِهَادِهِم فِیهَا﴿لئن جاء هم نذیر﴾رَسولٌ﴿لیکونن اهدی من احدی الامم ج﴾الیَهودِ والنَّصارٰی وَغَیرِهِما اَی اَیِّ وَاحِدَةٍ مِنهُما لَما رَاَوا مِن تَکذِیبِ بَعضِها بَعضا اِذ قَالَتِ الیَهودُ لَیسَتِ النَّصارٰی علی شَیءٍ وقَالَتِ النَّصارٰی لیستِ الیَهودُ علی شَیءٍ﴿فلما جاء هم نذیر﴾مُحمدٌ صلی الله علیه وسلم﴿ما زادهم﴾مَجِیئُهُ﴿الا نفورا (۴۲)﴾تَبَاعُدًا عَنِ الهُدٰی﴿استکبارا فی الارض﴾عَنِ الاِیمانِ مَفعُولٌ لَهُ﴿ومکر﴾العَمَلَ﴿السیء﴾مِنَ الشِّرکِ وَغَیرِہٖ﴿ولا یحیق﴾یُحِیطُ﴿المکر السیئ الا باهله﴾وَهُوَ المَاکِرُ وَوَصفُ المَکرِ بِالسَّیِّءِ اَصلٌ واِضَافَتُهُ اِلَیهِ قَبلَ اِستِعمَالِ آخَرَ قُدِّرَ فِیهِ مُضافٌ حَذرا مِنَ الاِضَافَةِ اِلَی الصِّفَةِ﴿فهل ینظرون﴾یَنتَظِرُونَ﴿الا سنت الاولین ج﴾سُنَّةَ اللهِ فِیهِم مِن تَعذِیبِهِم بِتَکذِیبِهِم رُسُلَهُم﴿فلن تجد لسنت الله تبدیلا ج ولن تجد لسنت الله تحویلا (۴۳)﴾اَی لَا تُبدَلُ بِالعَذَابِ غَیرُہٗ ولا یُحَوَّلُ اِلَی غَیرِ مُستَحِقِّہٖ﴿اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلهم وکانوا اشد منهم قوة ط﴾فَاَهلَکَهُمُ اللهُ بِتَکذِیبِهِم رُسُلَهُم﴿وما کان الله لیعجزه من شیء﴾یَسبِقُهُ وَیَفُوتُهُ﴿فی السموت ولا فی الارض ط انه کان علیما﴾بِالاَشیاءِ کُلِّهَا﴿قدیرا (۴۴)﴾عَلَیهَا﴿ولو یؤاخذ الله الناس بما کسبوا﴾مِنَ المَعَاصِی﴿ما ترک علی ظهرها﴾اَیِ الاَرضُ﴿من دابة﴾نَسمَةٍ تَدُبُّ علیها﴿ولکن یؤخرهم الی اجل مسمی ج﴾اَی یَومِ القِیٰمةِ﴿فاذا جاء اجلهم فان الله کان بعباده بصیرا (۴۵)﴾ فَیُجَازِیهِم علٰی اَعمَالِهِم بِاِثَابَةِ المُومِنِینَ وَعِقَابِ الکَافِرِینَ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ جاننے والا ہے آسمان اور زمین کی ہر چھپی بات کا بیشک وہ سینوں کی (یعنی دلوں میں موجود) بات کو جانتا ہے (تو لوگوں کے حال کو دیکھتے ہوئے دیگر امور کا علم تو اسے بدرجہ اولی ہوگا) وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں دوسروں کا جانشین کیا (یعنی تم میں سے بعض کو بعض کا جانشین کیا، ''خلائف'' ''خلیفۃ'' کی جمع ہے) تو جو (تم میں سے) کفر کرے اس کا کفر (یعنی اس کے کفر کا وبال) اسی پر پڑے اور کافروں کو ان کا کفران کے رب کے یہاں نہ بڑھائے گا مگر غضب......۱......(مقتا بمعنی غضب ہے) اور کافروں کو ان کا کفر نہ بڑھائے گا مگر (آخرت کا) نقصان تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اپنے وہ شریک جنہیں پوجتے ہو (تدعون بمعنی تعبدون ہے) اللہ کے سوا (دون بمعنی غیر ہے، یعنی وہ بت جنہیں تم نے اللہ عزوجل کا شریک گمان کر رکھا ہے) مجھے خبر دو (اورنی بمعنی اخبرونی ہے) انہوں نے زمین سے کونسا حصہ بنایا یا ان کا ساجھا ہے (اللہ عزوجل کے ساتھ، شرک بمعنی شرکۃ ہے) آسمانوں (کی پیدائش) میں یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس کی روشن دلیلوں پر ہیں (بینت بمعنی دلیل ہے، ان کے پاس کوئی دلیل ہے کہ ان بتوں کے لیے میرے ساتھ کوئی شرکت ہے نہیں ایسا کچھ نہیں) بلکہ ظالم (یعنی کافر) اپنے آپ میں ایک دوسرے کو وعدہ نہیں دیتے (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر فریب کا (یعنی باطل اور جھوٹا وعدہ دیتے ہیں) بیشک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ جنبش نہ کریں......۲......(یعنی اللہ عزوجل نے دونوں کو زائل ہونے سے روک رکھا ہے) اور اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) وہ ہٹ جائیں تو انہیں کون روکے اللہ کے سوا؟ (ان بمعنی ما، امسکہما بمعنی یمسکہما، بعدہ بمعنی سواہ ہے) بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے (کفار سے عذاب کو موخر فرمانے میں حلیم ہے) اور انہوں (یعنی کفار مکہ نے) اللہ کی قسم کھائی اپنی قسموں میں حد کی کوشش سے (یعنی قسم کے معاملے انتہائی کوشش سے کام لیا) کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا (رسول) آیا تو وہ ضرور کسی نہ کسی گروہ سے زیادہ راہ ہونگے (یعنی یہود و نصاریٰ وغیرہ سے جب کفار مکہ نے یہود و نصاریٰ کو باہم ایک دوسرے کو جھٹلاتے دیکھا تو کہنے لگے ہم ان میں سے کسی نہ کسی سے زیادہ ہدایت پر ہوں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ یوں ایک دوسرے کو جھٹلایا کرتے تھے ﴿وقالت الیھود لیست النصری علی شیء وقالت النصاری لیست الیھود علی شیء﴾(سورۃالبقرۃ:۱۱۳) پھر جب ان کے پاس ڈر سنانے والا (یعنی حضرت محمد ﷺ) تشریف لایا تو اس نے (یعنی ان کی تشریف آوری نے) انہیں نہ بڑھایا مگر نفرت کرنا (ہدایت سے دوری اختیار کرنا) اپنی جان کو زمین میں (ایمان لانے سے) اونچا و بڑا سمجھنا (استکبارا مفعول لہ ہے) اور برے (عمل) کا داؤ (یعنی شرک وغیرہ کا) اور برا فریب اپنے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے (یعنی مکر کرنے والے ہی پر پڑتا ہے اور بالسیء کے ذریعے مکر کی صفت لگانا اصل ہے اور ماقبل ''المکر'' بالسیء کی طرف مضاف کرنا دوسرا احتمال ہے، اس احتمال کی صورت میں مضاف کو مقدر مانا گیا ہے، موصوف کی اضافت صفت کی طرف کرنے سے احتراز برتتے ہوئے) تو کاہے کے انتظار میں ہیں مگر اسی کے جو اگلوں کا دستور ہوا (اگلوں کے بارے میں اللہ عزوجل کا دستور یہ رہا کہ اس نے رسولوں کو جھٹلانے والوں کو عذاب میں مبتلا فرمادیا) تو تم ہرگز اللہ کے دستور کو بدلتا نہ پاؤ اور ہرگز اللہ کے قانون کو ٹلتا نہ پاؤ گے (یعنی ان جھٹلانے والوں کو عذاب کے علاوہ اور کچھ نہ ملے گا اور نہ وہ غیر مستحق کی طرف پھرے گا) اور کیا انہوں نے زمین میں سفر کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا اور وہ ان سے زور میں سخت تھے (اللہ عزوجل نے انہیں اپنے رسولوں کو جھٹلانے کے سبب ہلاک فرمادیا......۳......) اور اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے کوئی شے (جس پر کوئی شے سبقت لے جاسکے یا جس کی گرفت سے کوئی شے نکل سکے) آسمانوں اور نہ زمین میں بیشک وہ علم رکھنے والا ہے (تمام ہی اشیاء کا) اور قدرت رکھنے والا ہے (تمام ہی اشیاء پر) اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے کیے (گناہوں پر) پکڑتا تو اس کی (یعنی زمین کی) پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا (یعنی زمین پر چلنے والا کوئی ذی روح نہ چھوڑتا) لیکن ایک مقررہ میعاد تک (یعنی روز قیامت تک) انہیں ڈھیل دیتا ہے پھر جب ان کا وعدہ آئے گا تو بیشک سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں (وہ انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دے گا۔

مومنوں کو ثواب اور کافروں کو عذاب دیکر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان اللہ علم غیب السموت والارض انہ علیم بذات الصدورo﴾۔

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، علم: مضاف، غیب السموت والارض: مرکب اضافی مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انہ حرف مشبہ واسم، علیم بذات الصدور: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھو الذی جعلکم خلئف فی الارض فمن کفر فعلیہ کفرہ﴾۔

ھو: مبتدا، الذی: موصول، جعلکم: فعل بافاعل ومفعول، خلئف: موصوف، فی الارض: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، من: شرطیہ مبتدا، کفر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، علیہ: ظرف مستقر خبر مقدم، کفرہ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یزید الکفرین کفرھم عند ربھم الا مقتا ولا یزید الکفرین کفرھم الا خسارا o﴾۔

و: عاطفہ، لایزید: فعل نفی، الکفرین: ذوالحال، عند ربھم: ظرف متعلق محذوف حال، ملکر مفعول اول، کفرھم: فاعل، الا: اداۃ حصر، مقتا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لایزید الکفرین: فعل نفی ومفعول اول، کفرھم: فاعل، الا: اداۃ حصر، خسارا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ارء یتم شرکاء کم الذین تدعون من دون اللہ ارونی ماذا خلقوا من الارض﴾۔

قل: قول، ھمزہ: حرف استفہام، رء یتم: فعل بافاعل، شرکاء کم: موصوف، الذین: موصول، تدعون: فعل بافاعل، من دون اللہ: ظرف مستقر "الھۃ" محذوف کیلئے حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول اول، ارونی: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ، ما: مبتدا، ذا: موصولہ، خلقوا من الارض: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ہوکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ام لھم شرک فی السموت ام اتینھم کتبا فھم علی بینت منہ﴾۔

ام: منقطعہ عاطفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، شرک فی السموت: شبہ جملہ مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، اتینھم: فعل بافاعل ومفعول، کتبا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ھم: مبتدا، علی: جار، بینت: موصوف، منہ: ظرف مستقر مضاف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بل ان یعد الظلمون بعضھم بعضا الا غرورا﴾۔

بل: عاطفہ، ان: نافیہ، یعد: فعل مضارع، الظلمون: مبدل منہ، بعضھم: بدل، ملکر فاعل، بعضا: مفعول، الا: اداۃ حصر، غرورا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اللہ یمسک السموت والارض ان تزولا﴾۔

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یمسک السموت والارض: فعل بافاعل ومفعول، ان: مصدریہ، تزولا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر "عن" جار محذوف کیلئے مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولئن زالتا ان مسکھما من احد من بعدہ انہ کان حلیما غفورا o﴾۔

و: عاطفہ، لام قسمیہ، ان: شرطیہ، زالتا: جملہ فعلیہ شرط، ان: نافیہ، امسکھما: فعل ومفعول، من: جارزائد، احد: موصوف، من بعدہ: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، کان حلیما غفورا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاء ھم نذیر لیکونن اھدی من احدی الامم﴾۔

و: عاطفہ، اقسموا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، جھد ایمانھم: حال، ملکر فاعل، باللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ انشائیہ، لام قسمیہ تاکیدیہ، ان: شرطیہ، جاء ھم نذیر: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، یکونن: فعل ناقص واؤ ضمیر محذوف اسم، اھدی من احدی الامم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلما جاء ھم نذیر ما زادھم الا نفورا ۥ استکبارا فی الارض ومکرا السیئ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ﴾۔

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، جاء ھم نذیر: جملہ فعلیہ شرط، مازادھم: فعل نفی با فاعل ومفعول، الا: اداۃ حصر، نفورا: مفعول ثانی، استکبارا فی الارض: شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، مکرا السیئ: ذوالحال، و: حالیہ، لا یحیق المکر السیئ: فعل نفی وفاعل، الا: اداۃ حصر، باھلہ: ظرف لغو، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر معطوف، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فھل ینظرون الا سنت الاولین فلن تجد لسنت اللہ تبدیلا ولن تجد لسنت اللہ تحویلا ۥ﴾۔

ف: عاطفہ، ھل: استفہام، ینظرون: فعل با فاعل، الا: اداۃ حصر، سنۃ الاولین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، لن تجد: فعل نفی با فاعل، لسنۃ اللہ تبدیلا: شبہ جملہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لن تجد: فعل نفی با فاعل، لسنۃ اللہ تحویلا: شبہ جملہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم وکانوا اشد منھم قوۃ﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ معطوف علی محذوف "الزموا مساکنھم" لم یسیروا فی الارض: فعل نفی با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ینظروا: فعل با فاعل، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص، عاقبۃ: مضاف، الذین من قبلھم: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، و: حالیہ، کانوا: فعل ناقص با اسم، اشد: اسم تفضیل "ھو" ضمیر ممیز، قوۃ: تمیز، ملکر فاعل، منھم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر اسم، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کان اللہ لیعجزہ من شیء فی السموت ولا فی الارض انہ کان علیما قدیرا ۥ﴾۔

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کان اللہ: فعل ناقص با اسم، لام: جحود، یعجزہ: فعل با فاعل ومفعول، من: زائد، شیء: موصوف، فی السموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، فی الارض: معطوف، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ بتقدیر ان خبر، ملکر جملہ فعلیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، کان علیما قدیرا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو یواخذ اللہ الناس بما کسبوا ما ترک علی ظھرھا من دابۃ﴾۔

و: عاطفہ، لو: شرطیہ، یواخذ اللہ: فعل وفاعل، الناس: مفعول، بما کسبوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ماترک علی ظھرھا: فعل نفی با فاعل، وظرف لغو، من: زائد، دابۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولکن یوخرھم الی اجل مسمی فاذا جاء اجلھم فان اللہ کان بعبادہ بصیرا ۥ﴾۔

و: عاطفہ، لکن: مخففہ للاستدراک، یوخرھم: فعل با فاعل ومفعول، الی اجل مسمی: ظرف لغو، ملکر جملہ

فعلیہ ،ف :عاطفہ ،اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء اجلھم: فعل وفاعل ،ملکر فعلیہ جملہ شرط ،ف: جزائیہ ،ان اللہ حرف مشبہ واسم ،کان بعبادہ بصیرا: جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مختصر وقت کا کفر اور دائمی عذاب!

۱۔۔۔۔۔اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وجزؤا سیئة سیئة مثلھا اور برائی کا بدلہ اسی کی مثل برائی (الشوریٰ: ۴۰)﴾۔اب غور کریں کہ کافروں نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی، کفر اختیار کیا لیکن ایک محدود زندگی میں جو کہ موجودہ دور کے اعتبار سے اوسطاً ساٹھ سال بنتی ہے، جب کہ عذاب دائمی ہوگا ،اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ سینوں کی بات جانتا ہے چنانچہ فرمایا: ﴿ان اللہ علیم بذات الصدور بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے (فاطر: ۳۸)﴾ اگر اللہ ان کافروں کو دوبارہ دنیا میں بھیج دے پھر بھی یہ کفر ہی کریں گے، جیسا کہ فرمایا: ﴿ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنه وانھم لکذبون اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کیے گئے تھے اور بیشک وہ ضرور جھوٹے ہیں (الانعام: ۲۸)﴾۔اگر یہ کافر لامحدود زمانہ پاتے پھر بھی کفر ہی اختیار کرتے لہذا عذاب بھی دائمی ہونا چاہیے۔

زمین وآسمان کے ساکن ہونے کا بیان:

۲۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وان کان مکرھم لتزول منه الجبال اور ان کا داؤں کچھ ایسا نہ تھا جس سے یہ پہاڑ ٹل جائیں (ابراھیم: ۴۶)﴾۔

زوال کے اصل معنی سرکنا، ہٹنا، جانا، حرکت کرنا، بدلنا ہیں۔

قاموس میں ہے:

''الزوال الذھاب والاستحالة زوال کا معنی ہے جانا اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا۔

اسی میں ہے:

''کل ما تحول فقد حال واستحال یعنی ہر وہ جس نے جگہ بدلی تو بیشک اس نے حال بدلا اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوا''۔

پس ماقبل مذکورہ آیت ہی ہماری مؤید ہے، ہر عاقل جانتا ہے کہ پہاڑ ثابت ساکن ومستقر ایک جگہ جمے ہوئے ہیں جن کو اصلاً جنبش نہیں، قرآن مجید میں ان کو رواسی کہا گیا، ''رواسی'' ایک جگہ جما ہوا پہاڑ، اگر ایک انگل بھی سرک جائیگا قطعاً ''زوال الجبل'' صادق آئے گا نہ یہ کہ تمام دنیا میں لڑھکتا پھرے۔اور ''زوال الجبل'' نہ کہا جائے ثبات وقرار ثابت رہے کہ ابھی دنیا سے آخرت کی طرف گیا ہی نہیں زوال کیسے ہوگیا۔اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ﴿لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترانی تم ہرگز مجھے نہ دیکھو گے ہاں پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہے تو عنقریب تم مجھے دیکھ لوگے (الاعراف: ۱۴۳)﴾، ﴿فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا وخر موسی صعقا جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی اسے ٹکڑے کردیا اور موسیٰ ازخود رفتہ ہوگئے (الاعراف: ۱۴۳)﴾۔

قاموس میں ہے:

''قر بالمکان ثبت وسکن کاستقر یعنی قر بالمکان کا معنی ٹھہرنا اور ساکن ہونا جیسا کہ استقر کا معنی بھی یہی ہے''۔

☆۔۔۔۔۔حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حضور حاضر ہوئے فرمایا: کہاں سے آئے؟ عرض کی: شام سے،

فرمایا: وہاں کس سے ملے؟ عرض کی: کعب سے، فرمایا: کعب نے تم سے کیا بات کی؟ عرض کی: یہ کہا کہ آسمان ایک فرشتے کے شانے پر گھومتے ہیں، فرمایا: تم نے اس میں کعب کی تصدیق کی یا تکذیب؟ عرض کی: کچھ نہیں، (یعنی جس طرح حکم ہے کہ جب تک اپنی کتاب کریم کا حکم نہ معلوم ہو اہل کتاب کی باتوں کو سچ نہ جانو نہ جھوٹ)، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش! تم اپنا سفراونٹ اور اس کا کجاوہ سب اپنے اس سفر سے چھٹکارے کو دے دیتے، کعب نے جھوٹ کہا، اللہ فرماتا ہے: بیشک اللہ آسمانوں اور زمینوں کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ ہٹیں تو اللہ کے سوا انہیں کون تھامے، ابن جریر کے غیر نے یہ اضافہ کیا کہ گھومنا اُن کے سرک جانے کو بہت ہے۔

☆......عبد بن حمید نے قتادہ شاگرد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **ان کعبا کان یقول ان السماء تدور علی نصب مثل نصب الرحال فقال حذیفة بن الیمان رضی اللہ عنهما کذب کعب ان اللہ یمسک السموت والارض ان تزولا** کعب کہا کرتے کہ آسمان ایک کیلی پر دورہ کرتا ہے جیسے چکی کی کیلی، اس پر حذیفہ الیمان نے فرمایا: کعب نے جھوٹ کہا، بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ جنبش نہ کریں۔

دیکھو ان اجلہ صحابہ کرام نے مطلق حرکت کو زوال مانا اور اس پر انکار فرمایا اور قائل کی تکذیب کی اور اسے بقایائے خیالات یہودیت سے بتایا، کیا وہ اتنا نہ سمجھ سکتے تھے کہ ہم کعب کی ناحق تکذیب کیوں فرمائیں، آیت میں تو زوال کی نفی فرمائی ہے اور اُن کا یہ پھرنا چلنا اپنے اماکن میں ہے جہاں تک احسن الخالقین نے اُن کو حرکت کا امکان دیا ہے وہاں تک اُن کا حرکت کرنا ان کا زوال نہ ہوگا، مگر ان کا ذہن مبارک اس معنی باطل کی طرف نہ گیا نہ جاسکتا تھا بلکہ اُس کے ابطال ہی کی طرف گیا اور جانا ضرور تھا کہ اللہ نے مطلقاً زوال کی نفی فرمائی ہے نہ کہ خاص زوال عن المدار کی تو انہوں نے روانہ رکھا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے یہ پیوند لگائیں، لاجرم اُس پر رَد فرمایا اور اس قدر شدید واشد فرمایا وللہ الحمد۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، رسالہ :نزول ایات فرقان بسکون زمین و آسمان، ج۲۷،ص ۱۹۵ وغیرہ)

سابقہ اقوام کے جھٹلانے کا انجام:

سے......قرآن رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لئے ہدایت ہے، ہر چیز کا روشن بیان اسی پاک کلام میں ہے۔ سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کی اقوام کا تذکرہ، وعظ و نصیحت کے انداز، فرمانبرداروں پر انعامات خداوندی اور نافرمانوں پر عذاب کے تذکرے بھی جگہ جگہ بیان کئے گئے ہیں۔ آخرت میں اپنے پیارے محبوب کو نبی بنا کر بھیجا اور اب قیام قیامت تک انہی کے نام لیوا اس روئے زمین پر آباد ہونگے۔ شرق سے غرب تک، دنیا کے کونے کونے کو جہاں سے بھی دیکھ لیں، اسی احمد مجتبیٰ کے ماننے والے پائے جائیں گے۔ سابقہ امتوں کے حال محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب میں بیان کر دیئے گئے۔ گویا سب اقوام کے حال اس امت نے قرآن میں پڑھ کر اور روئے زمین کے کونے کونے میں سیر کر کے ملاحظہ کیے کہیں قوم ثمود کی بربادی، کہیں مصر میں فرعون کے عجائبات و عبرتیں، کہیں بیت المقدس کے حالات دیکھ کر تو کہیں قوم عاد کی تباہی دیکھ کر، کہیں قوم صالح پر نزول عذاب، تو کہیں قوم لوط کی اُجڑی بستیاں الغرض مزید اللہ کا فرمان: ﴿**اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلهم**﴾ (فاطر:۴۴)، الغرض جاننے، آنکھوں سے دیکھ لینے، دل میں جگہ دے لینے کے بعد بھی قرآن کا حکم اپنی جگہ مسلم ہے تا کہ عبرت حاصل ہو جائے۔

اغراض:

بالنظر الی حال الناس: اس اعتراض کا جواب ہے کہ اللہ کے علم میں کوئی تفاوت نہیں ہے، بلکہ اللہ کا علم تمام ہی اشیاء کو برابر محیط

ہے، آسمان و زمین میں اللہ پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں لوگوں کی عادت کے اعتبار سے کلام کیا گیا حالانکہ اللہ جب بظاہر مخفی اشیاء کا علم رکھتا ہے تو ظاہر کا علم بدرجہ اُولی رکھے گا۔

جمع خليفة: جیسا کہ بعض نسخوں میں تاء کے ساتھ آیا ہے، اور بعض نسخوں میں بغیر تاء کے بھی آیا ہے، لیکن اول صورت ہی اُولی ہے کیونکہ اس کی جمع خلفاء ہے اور خلیفۃ کی جمع خلائف ہے۔ **ای وبال کفره:** یعنی کفر کا وبال اُسی کے سر پر ہے۔

ای یمنعهما من الزوال: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ الامساک بمعنی المنع ہے۔

ای کفار مکة: سید عالم ﷺ کے بھیجے جانے سے پہلے جب اہل کتاب نے رسولوں کو جھٹلایا، پس جنہوں نے نبی کی تکذیب کی ان پر لعنت کی گئی اور انہوں نے قسمیں اٹھائیں کہ اگر ان کے پاس ڈرانے والے نبی آئے تو ﴿لیکونن اهدی من احدی الامم﴾.

ای ای واحدة منها: واضح کلام یہ ہے کہ یوں کہا جائے: "ای کل واحدة منها یعنی ان میں سے ہر ایک"۔

مفعول له: استکبارا کو مفعول لہ بنایا جائے، یا نفورا سے بدل بنایا جائے، یا زادهم کی ضمیر سے حال بنایا جائے یعنی ان کی حالت تکبر کرنے والوں کی سی ہے۔

سنة الله فيهم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کا فرمان: ﴿سنة الاولین﴾ مصدر مضاف للمفعول ہے، عنقریب اس کی اضافت للفاعل اللہ کے فرمان: ﴿سنة الله﴾ میں آئے گی۔

فیجازیهم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ جواب شرط محذوف ہے اور ﴿فان الله﴾ اس کی تعلیل کے لئے ہے۔

نسمة: سے مراد تنفس یعنی ذی روح ہونا ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۸۷ وغیرہ)

ایک اہم بات

صلوا علی الحبیب: صلی الله علی محمد

قربانی کے جانور کی تعظیم

قربانی کا اصل مقصد تقرب الی اللہ ﷻ ہے، لیکن آج کل ایسا نظر نہیں آتا، نمود و نمائش نے انسانی فطرت میں خرابی پیدا کردی ہے خواہ مخواہ ہوس کا شکار مسلمان اپنے مال کو خرچ کرنے کے باوجود ثواب جیسے عظیم منافع کو چھوڑ کر خرافات میں پڑ جاتا ہے۔ ہر کس و ناکس کو قیمت بتلا کر، جانور کو محلے کی ہر ہر گلی میں گھما پھرا کر، خواہی نا خواہی جانور کی قیمت زیادہ بتلا کر، مزید یہ بھی کہ چھوٹے چھوٹے ناسمجھ بچوں کے ہاتھ میں جانور کی رسی تھمادی جاتی ہے اور پھر حال جو ہوتا ہے وہ کسی قسم کے تبصرے کا محتاج نہیں۔ جانور کو بے جا تکلیف دینا، بھگانا، ستانا، اس کی دُم کھینچنا، بچے تو خیر بڑے بھی یہ ناشائستہ حرکات کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ بعض لوگوں کی منطق عجیب ہوتی ہے کہ منع کیا جائے تو ناراض ہوتے ہیں بلکہ بے باکی کے ساتھ یوں کہتے ہیں کہ جناب چند دن کی خوشی ہے پھر انہوں نے ذبح ہو جانا ہے۔ یہی نہیں بعض ناسمجھ بلکہ اکثریت کا یہی حال ہے جب جانور کٹنے کے قریب ہوتا ہے تو خواہ مخواہ مزہ لینے کو گھیرا بنائے لیتے ہیں، ہونا تو یہ چاہیے کہ سوچے جس طرح یہ جانور اپنے رب ﷻ کے حضور اپنی جان پیش کر رہا ہے ہم انسان اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے وقت آنے پر اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کو تیار ہیں یا نہیں؟ خوب غور کرنے کا مقام ہے، اگر خدانہ خواستہ قصائی کی بے خیالی، کم ہمتی یا بدھری کی وجہ سے جانور آدھا گلا کٹے اٹھ کھڑا ہوتا ہے جس سے بعض لوگ ہنستے شور مچاتے ہیں۔ خدا ﷻ کے بندوں کو اتنا ترس نہیں آتا کہ بے زبان جانور کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔ نیم قصائی جنہوں نے کبھی مرغی نہ کاٹی ہو ہمارے ہاں عید قرباں میں قصائی بنے نظر آتے ہیں، ایک تو قصائی اناڑی دوسرے تماشائی دین سے بے بہرہ، اور بے زبان جانور جس اذیت کا شکار دکھائی دیتا ہے، جس کے سینے میں دل ہو وہ خون کے آنسو روئے، آہ! کیسی بے بسی ہوتی ہے جانور تڑپ رہا ہوتا ہے اور اپنا وقت بچانے کے لیے اسے ٹھنڈہ ہونے سے پہلے ہی ٹھنڈہ کرنے کی جستجو میں قصاب کٹے گلے میں چھرا گھونپے جا رہے ہوتے ہیں لیکن دین سے دوری دیکھئے کہ کوئی سمجھانے والا نہیں ہوتا۔ اللہ ﷻ کا فرمان کہ قربانی کے جانور کی تعظیم کی جائے کہ یہ شعائر اللہ ہیں اور ہوتا بالکل برعکس ہے۔ الامان والحفیظ۔

سورۃ یٰس مکیۃ الا قولہ واذا قیل لھم انفقوا ......الاٰیۃ ،او مدنیۃ وھی ثلث وثمانون اٰیۃ

سورۂ یٰس مکی ہے سوائے (واذا قیل لھم انفقوا......الخ) جو کہ مدنی ہے، اس میں ۸۳ آیات ہیں

تعارف وفضائل سورۃ یٰس

اس سورت میں پانچ رکوع، ۷۲۹ کلمات اور ۳۰۰۰ حروف ہیں۔ مضامین پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب اہل مکہ بڑی شدت اور پوری قوت سے اسلام کی تعلیمات سے انکار کرنے لگے تھے اور اسلامی دعوت اپنے فطری حسن وجمال کے باعث سعادتمند رُوحوں کو اپنی طرف تیزی سے کھینچنے لگی تھی، اسلام کی روز افزوں مقبولیت سے مُشرکین گھبرا گئے تھے۔ اس سورت میں اسلامی دعوت کے تین بنیادی اصولوں پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے یعنی توحید، رسالت اور قیامت، چنانچہ ان تینوں اصول کا بے حد و بے شمار پرچار اس سورت میں کیا گیا، تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ عقیدہ درست نہ ہو تو دین اسلام کی راہ یابی نہیں ملتی۔ عقیدۂ توحید درست ہو تو پھر دیگر اصول یعنی رسالت اور قیامت کا علم بھی سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ سوچنا یہ ہے کہ انسان کی تخلیق کا مبدء کیا ہے؟ ایک قطرۂ ناپاک جس سے اس کی زندگی معرض وجود میں آئی لیکن یہی قطرۂ ناپاک کس قدر فساد پھیلاتا ہے، گھر، محلہ، بستی، علاقہ، شہر، ملک اور ممالک تک اس کے فساد کی زد میں آجاتے ہیں۔

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کا دل ہوتا ہے اور سورۂ یٰس قرآن کا دل ہے، جس نے سورۂ یٰس پڑھی اللہ اس کو دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب دے گا۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب: ما جاء فی فضل یٰس، رقم: ۲۸۸۷، ص۸۱۹)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورۂ یٰس شب جمعہ پڑھی صبح تک اس کی مغفرت کر دی جائے گی''۔ (صحیح ابن حبان، کتاب الصلوۃ، فصل فی قیام اللیل، ذکر استحباب قرائۃ سورۃ یٰس، رقم: ۲۵۷٤، ج٦، ص۳۱۲)

☆......ام درداء نے نبی پاک ﷺ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مُردوں پر سورۂ یٰس پڑھو''۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب: القرائۃ علی المیت، رقم: ۳۱۲۱، ص۵۹۸)

☆......ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی مرنے والا ایسا نہیں کہ اُس پر سورۂ یٰس پڑھی جائے اور اس کی مغفرت نہ ہو جائے''۔

☆......جو قبرستان میں جا کر سورۂ یٰس پڑھے اللہ اس دن کیلئے تخفیف فرمادے گا، اور پڑھنے والے کے لئے ہر حرف کے بدلے نیکیاں ہونگی''۔ (القرطبی، الجزء: ۲۲، ص۸)

☆...... امام سعید بن منصور اور امام بیہقی نے حسان بن عطیہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: تورات میں اس کا نام معممہ تھا اور اسکے پڑھنے والے کو دنیا و آخرت دونوں میں خیر ملتی ہے اور اس کا ایک نام المدافعہ اور القاضیہ بھی ہے کیونکہ یہ اپنے پڑھنے والوں سے عیب دور کرتی ہے، اور ہر نیک حاجت پوری کرتی ہے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۲، ص۵۲۳)

☆...... ''یٰس'' اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اللہ نے اس نام کے ساتھ قسم کھائی ہے۔ (جامع البیان، الجزء: ۲۲، ص۱۷۵)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اللہ کی رضا جوئی کے لئے رات میں سورۂ یٰس پڑھی اس کی اس رات میں مغفرت کر دی جائے گی''۔

☆......عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جس نے دن کے ابتدائی حصے میں یٰس پڑھی اس کی حاجت پوری ہو جائے گی''۔

☆...... شہر بن حوشب روایت کرتے ہیں کہ جس نے صبح کے وقت میں یٰس پڑھی شام تک اس کے لئے آسانی ہے اور جس نے شام (رات) کے وقت میں یٰس پڑھی اس کے لئے صبح تک آسانی کردی جائے گی۔

(سنن الدارمی، کتاب فضائل القرآن، باب:فی فضل یس، رقم:۳۴۱۹، ج۲، ص۵۴۹)

رکوع نمبر:۱۸

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

﴿یٰس (۱)﴾ اَللّٰهُ اَعلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذالِکَ ﴿والقرآن الحکیم (۲)﴾ المُحكَمِ بعَجِيبِ النَّظْمِ وَبَدِيعِ المَعَانِيْ ﴿انک﴾ يا محمدُ ﷺ ﴿لمن المرسلين (۳) علی﴾ مُتَعَلِّقٌ بما قَبلَهٗ ﴿صراط مستقيم (۴)﴾ اَى طَرِيقِ الْاَنبِياءِ قَبلَکَ التَّوحِيدِ والهُدٰى والتَّاكِيدُ بالقَسمِ وَغَيرِهٖ رَدٌّ لِقَولِ الكُفَّارِ له لَستَ مُرسَلًا ﴿تنزيل العزيز﴾ فِى مِلكِهٖ ﴿الرحيم (۵)﴾ بِخَلقِهٖ خَبرُ مُبتَداءٍ مُقدَّرٍ اَى القُرانِ ﴿لتنذر﴾ بِهٖ ﴿قوما﴾ مُتَعَلِّقٌ بِتَنْزِيلِ ﴿ماانذر اباؤهم﴾ اَى لم يُنذِرُوا فِى زَمَنِ الفَترَةِ ﴿فهم﴾ اَى القَومُ ﴿غفلون (۶)﴾ عَنِ الْاِيمانِ والرُّشدُ ﴿لقد حق القول﴾ وَجَبَ ﴿على اكثرهم فهم لا يؤمنون (۷)﴾ اَى الْاَكثَرُ ﴿انا جعلنا فى اعناقهم اغللا﴾ بِاَنْ تَضُمُّ اِلَيهَا الْاَيدِى لِاَنَّ الغُلَّ يَجمَعُ اليَدَ اِلى العُنُقِ ﴿فهى﴾ اَىِ الْاَيدِ مَجمُوعَةٌ ﴿الى الاذقان﴾ جَمعُ ذَقَنٍ وَهُوَ مُجتَمَعُ لِلَّحيَينِ ﴿فهم مقمحون (۸)﴾ رافِعُونَ رُؤسَهم لَا يَستَطِيعُونَ خَفضَها وهٰذا تَمثِيلٌ والمُرادُ اَنَّهم لَا يُذعِنُونَ لِلْاِيمانِ ولا يُخفِضُونَ رُءُوسَهم لَهٗ ﴿وجعلنا من بين ايديهم سدا ومن خلفهم سدا﴾ بِفَتحِ السِّينِ وَضَمِّها فى المَوضَعَينِ ﴿فاغشينهم فهم لا يبصرون (۹)﴾ تَمثِيلُ اَيضًا لِسَدِّ طُرقِ الْاِيمانِ عَلَيهِم ﴿وسواء عليهم ء انذرتهم﴾ بتَحقِيقِ الهَمزَتَينِ وإبدَالِ الثَّانِيةِ اَلِفًا وَتَسهِيلِها وَادخَالِ الِفٍ بَينَ المُسَهلَةِ الْاُخرٰى وَتَركُهٗ ﴿ام لم تنذرهم﴾ فهم ﴿لا يومنون (۱۰) انما تنذر﴾ يَنفَعُ اِنذَارُکَ ﴿من اتبع الذكر﴾ القُرانَ ﴿وخشى الرحمن بالغيب ج﴾ خَافَهٗ ولَم يَرَهٗ ﴿فبشره بمغفرة واجر كريم (۱۱)﴾ هُوَ الجَنَّةُ ﴿انا نحن نحى الموتى﴾ لِلبَعثِ ﴿ونكتب﴾ فِى اللَّوحِ المَحفُوظِ ﴿ما قدموا﴾ فى حَيوتِهم مِن خَيرٍ وَشَرٍ لِيُجَازُوا عَلَيهِ ﴿واثارهم﴾ مَا استُنَّ بِهٖ بَعدَهم ﴿وكل شىء﴾ نَصَبهُ بِفَعلٍ يُفَسِّرُهٗ ﴿احصينه﴾ ضَبَطْنَاهُ ﴿فى امام مبين (۱۲)﴾ كِتابٍ بَيِّنٍ هوَ اللَّوحُ المَحفُوظُ.

﴿ترجمہ﴾

یٰس......۱......(اس کی جو مراد ہے اللہ ﷻ با خوبی جانتا ہے) قرآن حکیم کی قسم (حکیم بمعنی محکم ہے، یعنی قرآن پاک اپنی معجز نظم اور بدیع المعانی کے سبب محکم ہے) بیشک تم (اے حبیب ﷺ) سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو (یعنی اپنے سے پہلے انبیائے کرام کے رستے یعنی توحید و ہدایت پر بھیجے گئے ہو......۲......علی ماقبل سے متعلق ہے قسم وغیرہ کے ذریعے تاکید بیان کرنا کفار کے رد کے لیے ہے کہ وہ کہتے تھے لست مرسلا العیاذ باللہ، اپنے ملک میں) غلبہ رکھنے والے (اپنی مخلوق پر) مہربانی کرنے والے کا اتارا ہوا (تنزیل مرفوع ہونے کی صورت میں مبتدا محذوف القرآن کی خبر ہے) تاکہ تم (اس کے ذریعے سے) اس قوم کو ڈر سناؤ (یہ تنزیل سے متعلق

ہے) جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے (یعنی جنہیں زمانہ فترت میں ڈرایا نہیں گیا) تو وہ (لوگ) بے خبر ہیں (ایمان اور رشد و ہدایت سے) بیشک ان میں اکثر پر (عذاب آنے کی) بات ثابت ہو چکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں گے (یعنی اکثر ایمان نہ لائیں گے) ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں (یوں کہ ان کے ہاتھوں کو گردنوں کے ساتھ ملا دیا، کیونکہ غـل کہتے ہیں ہاتھوں کو گردن کے ساتھ جمع کر دینے کو) کہ وہ (یعنی وہ ہاتھ جنہیں گردنوں کے ساتھ جمع کیا گیا ہے) ٹھوڑیوں تک ہیں ("الاذقـــان" ذقـن کی جمع ہے بمعنی مجمتع اللحیین) تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے (یعنی اپنے سروں کو اوپر اٹھائے ہوئے ہیں انہیں نیچا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے یہ تمثیل ہے، نہ تو یہ لوگ ایمان لانے کا اقرار کریں گے اور نہ اس کے لئے اپنے سروں کو جھکائیں گے) اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنادی اور ان کے پیچھے ایک دیوار (دونوں مقامات میں ......ۃ...... ســــد اکو سین مفتوحہ و مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا (یہ بھی تمثیل ہے اس حقیقت کو بیان کرنے کے لیے کہ ان پر ایمان کا رستہ بند ہے) اور انہیں ایک سا ہے تم انہیں ڈراؤ (ء انذرتھم دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ ہے اور دوسرے ہمزہ کو الف کے ساتھ تبدیل کر کے اور ہمزہ کی تسہیل کے ساتھ ہے اور تسہیل والی اور دوسری والی ہمزہ کے درمیان الف داخل کرنے کے ساتھ اور اس کے ترک کے ساتھ ہے) یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں تم تو اسی کو ڈر سناتے ہو (یعنی تمہارا ڈر سنانا اسی کو نفع دیتا ہے) جو ذکر (یعنی قرآن پاک کے احکام) پر چلے اور رحمٰن سے بے دیکھے ڈرے......ۃ...... (بـالغیب حال ہے بمعنی خـافه ولم یره) تو اسے بخشش اور عزت کے ثواب (یعنی جنت) کی بشارت بیشک ہم (بعث کے لیے) مردوں کو جلائیں گے اور ہم (لوح محفوظ میں) لکھ رہے جو انہوں نے (بھلائی و برائی اپنی حیاتی میں) آگے کو بھیجا (تا کہ اس پر انہیں جزا دیا جائے) اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے (اپنے بعد جس شے کو بطور نشانی چھوڑ آئے) اور ہر چیز (کل شیء یہ مابعد فعل مفرد کی وجہ سے منصوب ہے) ہم نے گن رکھی ہے (احـصینـاه بمعنی ضبـطناه ہے) ایک بتانے والی کتاب میں (امام بمعنی کتب، اور مبین بمعنی بین ہے، مراد اس سے لوح محفوظ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یس ٥ والقران الحکیم ٥ انک لمن المرسلین ٥ علی صراط مستقیم ٥﴾۔

یس: "ھذہ" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: قسمیہ جار، القران الحکیم: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف مستقر "نقسم" فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ انشائیہ، انک: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، من المرسلین: ظرف مستقر خبر اول، علی صراط مستقیم: ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿تنزیل العزیز الرحیم ٥ لتنذر قوما ما انذر اباوھم فھم غفلون ٥﴾۔

تـنـزیل: مصدر مضاف، الـعـزیـز الـرحیم: مضاف الیہ فاعل، لام: جار، تـنـذر: فعل با فاعل، قـومـا: موصوف، مـا انذر: فعل نفی مجہول، ابـــاوھــم: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر فعل محذوف "نزل القران" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ تعلیلیہ للنفی، ھم: مبتدا، غفلون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لقد حق القول علی اکثرھم فھم لا یومنون ٥﴾۔

لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، حق القول: فعل و فاعل، عـلـی اکثرھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم "نـقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، ھم: مبتدا، لا یومنون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا جعلنا فی اعناقھم اغللا فھی الی الاذقان فھم مقمحون ٥﴾۔

انا: حرف مشبہ واسم، جعلنا: فعل بافاعل، فی اعناقھم: ظرف مستقر مفعول ثانی، اغللا: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ تعقیبیہ، ھم: مبتدا، الی الاذقان: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، تعقیبیہ، ھم مبتدا، مقمحون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وجعلنا من بین ایدیھم سدا ومن خلفھم سدا فاغشینھم فھم لا یبصرون٥﴾.

و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، من بین ایدیھم: ظرف مستقر مفعول ثانی، سدا: مفعول اول، و: عاطفہ، من خلفھم سدا: معطوف ہے "من بین ایدیھم سدا" پر، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اغشینھم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف تعلیلیہ، ھم: مبتدا، لا یبصرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وسواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون٥﴾.

و: مستانفہ، سواء علیھم: شبہ جملہ خبر مقدم، ھمزہ: حرف استفہام وھمزہ تسویۃ، انذرت: فعل بافاعل، ھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ام: عاطفہ، لم تنذرھم: فعل نفی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، لا یومنون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمن بالغیب﴾.

انما: حرف مشبہ وما کافہ، تنذر: فعل بافاعل، من: موصولہ، اتبع الذکر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، خشی: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، بالغیب: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، الرحمن: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم ٥ انا نحن نحی الموتی ونکتب ما قدموا واثارھم﴾.

ف: فصیحیہ، بشر: فعل امر بافاعل، ہ: مفعول، ب: جار، مغفرۃ: معطوف علیہ، و اجر کریم: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، انا: حرف مشبہ واسم، نحن: مبتدا، نحی الموتی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نکتب: فعل بافاعل، ماقدموا: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اثارھم: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکل شیء احصینہ فی امام مبین٥﴾.

و: عاطفہ، کل شیء: فعل محذوف "احصینا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، احصینہ: فعل بافاعل ومفعول، فی امام مبین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... لقد حق القول علی اکثرھم...... ☆ یہ آیت ابوجہل اوراس کے دو مخزومی دوستوں کے حق میں نازل ہوئی، ابوجہل نے قسم کھائی تھی کہ اگر وہ سید عالم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھے گا تو پتھر سے سر کچل ڈالے گا جب اس نے سید عالم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تو وہ اسی ارادہ فاسدہ سے ایک بھاری پتھر لے کر آیا جب اس پتھر کو اٹھایا تو اس کے ہاتھ گردن میں چپکے رہ گئے اور پتھر ہاتھ کو لپٹ گیا، یہ حال دیکھ کر اپنے دوستوں کی طرف واپس ہوا اوران سے واقعہ بیان کیا تو اس کے دوست ولید بن مغیرہ نے کہا یہ کام میں کروں گا اور ان کا سر کچل کر ہی آؤں گا چنانچہ وہ پتھر لے آیا، سید عالم ﷺ ابھی نماز ہی پڑھ رہے تھے جب یہ قریب پہنچا، اللہ نے اس کی بینائی سلب کر لی، سید عالم ﷺ کی آواز سنتا تھا آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا تھا، یہ بھی پریشان ہو کر اپنے دوستوں کی طرف لوٹا وہ بھی نظر نہ آئے، انہوں نے ہی اسے پکارا اور اس نے کہا کہ تو نے کیا کیا؟ کہنے لگا میں نے ان کی آواز تو سنی مگر وہ نظر ہی نہیں آئے، اب ابوجہل کے تیسرے دوست

نے دعویٰ کیا کہ وہ اس کام کو انجام دے گا اور بڑے دعوے کے ساتھ وہ سید عالم ﷺ کی طرف چلا تھا کہ الٹے پاؤں ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ اوندھے موتھ گر گیا، اس کے دوستوں نے حال پوچھا تو کہنے لگا کہ میرا حال بہت سخت ہے، میں نے ایک بہت بڑا سانڈ دیکھا جو میرے اور سید عالم ﷺ کے درمیان حائل ہو گیا، لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں ذرا بھی آگے بڑھتا تو مجھے کھا ہی جاتا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**وکل شیء احصینہ فی امام مبین**......☆بنی سلمہ مدینہ کے کنارے پر رہتے تھے، انہوں نے چاہا کہ مسجد شریف کے قریب آبسیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں، تم مکان تبدیل نہیں کرو یعنی جتنی دور سے آؤ گے اتنے ہی قدم زیادہ پڑیں گے اور اجر وثواب زیادہ ہوگا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

یس میں کیا راز پوشیدہ ہیں؟

لے......قرآن مجید میں پانچ اقسام کے مقطعات ہیں: (۱)......بعض وہ جو ابتداء سورت میں فقط ایک حرف کے ساتھ ہوتے جیسا کہ ﴿ن﴾، ﴿ق﴾ اور ﴿ص﴾۔(۲)...... بعض وہ ہیں جو دو حرف پر مشتمل ہوتے ہیں جیسے ﴿یس﴾، ﴿حم﴾، ﴿طس﴾ اور ﴿طہ﴾ ہیں۔(۳)......بعض وہ ہیں جو تین حروف سے بنتے ہیں جیسے ﴿الم﴾، ﴿طسم﴾ اور ﴿الر﴾ ہیں۔(۴)......بعض چار حروف کا مجموعہ ہوتے ہیں جیسے ﴿المر﴾ اور ﴿المص﴾۔(۵)......بعض پانچ حرفی ہوتے ہیں جیسے ﴿حم عسق﴾، ﴿کھیعص﴾۔ (الرازی، ج۹،ص ۲۵۰)

☆......ابن مردویہ نے ابن عباس کے طرق سے روایت کیا ہے کہ یس بمعنی محمد ﷺ یا بمعنی یا محمد ﷺ ہے۔

☆......ابن شیبہ، ابن منذر اور بیہقی نے محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے کہ یس کے معنی یا محمد ہے۔

☆......ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کی ہے کہ یس بمعنی یا انسان ہے۔ (الدرالمنثور، ج۵،ص ٤٨٤)

☆......حسین بن واقد، یزید، عکرمہ نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ یس کے معنی حبشی لغت میں یا انسان ہے۔

☆......بعض کہتے ہیں کہ یس کلام کی کنجی ہے اور اللہ نے اس سے کلام کی ابتداء فرمائی ہے۔

☆......بعض کہتے ہیں کہ یس قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

☆......ابن عباس سے منقول ہے کہ یس کے معنی لغت طی میں یا انسان ہے، مراد اس سے سید عالم ﷺ کی ذات بالاصفات ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا اس کی اصل یا انیسین ہو جو انسان کی تصغیر ہے اور مقصود اس میں بڑائی بیان کرنا ہے کیونکہ صیغہ تصغیر عطف اور تعظیم کے لئے ہوتا ہے۔ (الطبری، الجزء:۲۲،ص۱۷۵ وغیرہ)

یس کو حدیث میں قلب فرمایا گیا اور قلب پورے جسم کا سردار یعنی امیر ہوتا ہے، پس اللہ نے یس کو بھی تمام سورتوں کی سرداری عطا فرمادی ہے اور ابو محمد مکی نے سید عالم ﷺ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے رب کے نزدیک میرے دس نام ہیں اور ان میں طہٰ اور یس بھی ہیں۔

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ اللہ نے یس سے یا سید کا ارادہ فرمایا ہے، اور اس میں سید عالم ﷺ سے خطاب ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ اس کا معنی یا انسان اور اس سے سیدنا محمد ﷺ کا ارادہ ہے، الزجاج کے قول کے مطابق اس سے مراد یا محمد ہے۔

علامہ ماوردی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے قرآن میں میرے سات نام رکھے ہیں

محمد، احمد، طٰہ ،یٰس، المزمل، المدثر، عبداللہ۔ (النکت والعیون، ج۵،ص۵،القرطبی، الجزء:۲۲،ص۹وغیرہ)

رسالت وھدایت کی نسبت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کرنا:

۲...... کفار سید عالم ﷺ کی رسالت کے منکر تھے، حالانکہ حکمت والی کتاب ان کے مابین موجود ہے جو کہ سید عالم ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتی ہے اور اس بارے میں جملہ قسمیہ کے ذریعے خبر دیتی ہے کہ ﴿انک لمن المرسلین﴾، لیکن اگر کوئی انکار کرے تو ہم اس کے دو جوابات دیں گے۔(۱)...... قرآن ان کے انکار پر بیّن معجزہ ہے کیونکہ ان سے کہہ دیا گیا ہے کہ انکار کی صورت میں اس کی مثل کوئی ایک ہی سورت لے آؤ اور یہ لانے سے قاصر ہیں۔(۲)...... عاقل اسی چیز کی قسم کھاتا ہے جس کی عظمت کا معتقد ہوتا ہے، کافر جتنا صلیب اور صنم (بتوں) کی تصدیق کرتے تھے اتنی محمد ﷺ کے نام مبارک کی تصدیق نہ کریں گے، اور جتنی اپنے باطل دین کی تصدیق کریں گے اتنی ہمارے دین کی نہ کریں گے، اور ہم جانتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ اور ان کے اصحاب قرآن کی عظمت کے قائل ہیں اور اس کے نام کی قسم اٹھاتے ہیں لہٰذا انہیں قسم کو پورا کرنا ضروری ہے۔

دوسری خبر اس آیت کے بعد ایک اور آیت میں اللہ نے عطا فرمائی وہ یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کے ہدایت پر ہونے کا اعلان فرمایا: ﴿علی صراط مستقیم﴾۔ معنی یہ ہے کہ اے محمد ﷺ! آپ کی توجہ اللہ کی جانب ہے اور غیر کی جانب نہیں ہے اور مقصد بھی یہی ہے کہ اللہ کی جانب توجہ ہو اور مقاصد کی طرف توجہ کرنا بھی ہے کہ انسان اللہ کی طرف مائل ہو کر دوسروں سے انحراف کرے۔ ایک مقصد یہ بھی ہے کہ دیگر رسولوں کی طرح سید عالم ﷺ بھی رسالت پر ہیں۔ (الرازی، ج۹، ص ۲۵۲ ملخصاً وملتقطاً)

آگے پیچھے مقامات پر دیوار کا ھونا:

۳...... امام فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ ان کے سامنے بھی دیوار ہے، پیچھے بھی دیوار ہے، سو وہ کچھ نہیں دیکھتے۔ انسان جس راستے پر چل رہا ہوتا ہے اگر اس راستے میں دیوار آگے آجائے تو وہ دیوار اس کے لئے رکاوٹ بنتی ہے لیکن پیچھے کی دیوار کسی حال میں رکاوٹ نہیں ہوا کرتی؟ ہم اس کے چار جوابات دیں گے جو درج ذیل ہیں:

(۱)...... ہدایت کی دو اقسام ہیں، ہدایت نظریہ اور ہدایت فطریہ، نظریہ یہ ہے کہ کائنات میں غور وفکر کرنے سے ہدایت حاصل ہونا اور فطریہ یہ ہے کہ ہر انسان فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پس کافر اس فطری ہدایت کو اپنے آباؤ اجداد کی تقلید میں ضائع کرتے ہیں اور کائنات میں غور وفکر کر کے انہوں نے ہدایت نظریہ کو حاصل نہیں کیا، پس پیچھے کی ہدایت سے مراد ہدایت فطریہ کو ضائع کرنا ہے۔

(۲)...... انسان کے سامنے دنیا ہے اور پیچھے آخرت، پس چاہیے کہ سامنے کی صلاح کے لئے بھی اللہ کو یاد رکھے اور آخرت کی فلاح کو بھی یاد رکھے اور کافر کا معاملہ انوکھا ہوتا ہے کہ وہ دنیا کی صلاح کی فکر کرتا ہے لیکن آخرت کی فلاح کی فکر نہیں کرتا، اس لئے فرمایا کہ کافر کے سامنے اس کی ضد وعناد کی دیوار کھڑی ہے اور پیچھے بھی غفلت اور جہالت وانکار کی دیوار ہے۔

(۳)...... انسان کسی جگہ جا رہا ہو تو اگر آگے راستہ نہیں ملتا تو پیچھے ہی لوٹ جاتا ہے، لیکن اگر پیچھے بھی راستہ نہ مل سکے تو وہ اسی جگہ کھڑا رہ جاتا ہے، منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا نہ اپنے مقررہ ٹھکانے تک لوٹ سکتا ہے، پس ناکام ونامراد رہ جاتا ہے، اسی ناکامی ونامرادی کی جانب اشارہ ہے۔

(۴)...... بعض اذہان میں یہ بھی اعتراض ہوتا ہے کہ آگے پیچھے کا ذکر کیا لیکن دائیں بائیں کا ذکر نہ کیا، اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ یہاں ہدایت نظریہ وفطریہ کا بیان مقصود تھا اور نہ عمومی اعتبار سے مناہج مستقیمہ بیان کرتے۔(الرازی، ج۹، ص ۲۵۵ وغیرہ ملخصاً)

بے دیکھے رحمن کا خوف رکھنا:

ع......ایمان کا دارومدار اسی بات پر ہے کہ بے دیکھے کے عذاب سے ڈرا جائے، عذاب سے خوف کرنا درحقیقت اللہ سے خوف کرنے کے معنی میں ہی ہے کہ عذاب دینے کا حق اللہ ہی کو ہے۔ انسان ناجائز طریقے سے مال کماتا ہے، بظاہر یہی ثابت کرتا ہے کہ اسے خوف خدا نہیں ہے بلکہ بسا اوقات لوگ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ جناب جب قبر میں جائیں گے اس وقت دیکھا جائے گا ساری دنیا اسی طرح کما رہی ہے۔ حالانکہ کامل مومن کے لئے یہ بات کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے۔ سالکین کے حال بہت انوکھے ہوا کرتے تھے چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عیسی سے روایت ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق کے چہرہ اقدس پر (خوف خدا کے سبب) بہت زیادہ رونے کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں۔ (الزهد للامام احمد بن حنبل، زهد عمر بن خطاب، رقم: ۶۳۸، ص۱۴۹)

اغراض:

او مدنية: یا یہ مکمل سورت مدنی ہے اور یہ تیسرا قول ہے۔

الله اعلم بمراده به: یہ حروف مقطعات کی تفسیر میں سے ایک قول ہے، جیسا کہ حم اور طس، اور ماقبل میں اس کے کئی معنی گزر چکے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ یس کے معنی یا انسان، یا انیسین ہے، مراد یا انسان ہی تھا لیکن کثرت ندا کے باعث یس پر ہی اقتصار کیا گیا، ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ یہ سید عالم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی ہے اور ایک قول کے مطابق یہ قرآن کا نام ہے۔

المحكم: بمعنی المتقن ہے، مراد یہاں بلاغت کے اعلی طبقے کا بیان ہے کہ قرآن کی نظم اعلی طبقات بلاغت میں سے ہے۔

متعلق بما قبله: علی کا عطف ماقبل جملے ﴿لمن المرسلين﴾ پر ہے، یعنی اصل میں عبارت یوں ہے: "انک لمن المرسلين انک علی صراط المستقيم"، اور ان کی خبر ثانی بنانا بھی درست ہے۔

ای طريق الانبياء: سید عالم ﷺ کی شریعت تمام سابقہ شرائع کی ناسخ ہے، پس مراد فروعی اعتبار ہے جب کہ اصول کے اعتبار سے تمام شرائع یکساں ہیں جس میں نسخ نام کی کوئی چیز کارفرماں نہیں ہوتی۔ **وغيره:** سے مراد ان، لام اور جملہ اسمیہ ہیں۔

في زمن الفترة: سے مراد عرب کی نسبت ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام و محمد عربی ﷺ میں تھی اور اس کے علاوہ نسبت جو حضرت عیسی علیہ السلام و محمد عربی ﷺ میں تھی۔

ای القوم: فهم میں موجود ضمیر کی تفسیر ہے، یہ بھی درست ہے کہ ضمیر دو فریقین یعنی "ھم" اور "ابائھم" کی طرف راجع ہو۔

مجموعة: سے اس جانب اشارہ ملتا ہے کہ اللہ کا فرمان: ﴿الی الاذقان﴾ محذوف کے متعلق ہے، اگرچہ اس کا مقدر ہونا اٹھا لیا گیا ہو لیکن ظاہر یہی ہے، اور ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے سے بلند ہوتے ہیں، اور ہاتھوں کا ٹھوڑی کے ساتھ جمع کرنے میں ٹھوڑی کے نیچے کرنے کی حاجت نہیں رہتی۔

وهذا التمثيل: یعنی استعارہ تمثیلیہ بیان ہوا ہے، اور اس میں نزول عذاب کی جانب اشارہ ہے اور یہ عذاب انہیں آخرت میں ملے گا جیسا کہ تم جانتے ہو۔

تمثيل: سے مراد استعارہ تمثیلیہ ہے، مراد ان کی وہ حالت ہے جس کی وجہ سے ان پر ایمان کا رستہ بند ہے گویا انہیں ہدایت سے روک دیا گیا ہو اور ان کا مطمع نظر اور مقصود انہیں ہدایت نہیں پہنچاتا۔

ينفع انذارك: آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ سید عالم ﷺ کی رسالت عام نہیں ہے، بلکہ کسی مخصوص قوم کے لئے ہے مراد ﴿من اتبع الذكر وخشي الرحمن بالغيب﴾ ہیں اور اس سے سابق قول ﴿لتنذر قوما...... الخ﴾ کی مخالفت ہوتی ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں وہ حصر مراد ہے جو قابل نفع ہوتا ہے نہ کہ کل حصر جو قابل نفع نہ ہی ہو۔

فی اللوح المحفوظ: مناسب یہ ہے کہ صحفِ ملائکہ کہا جائے، کیونکہ اس میں بندوں کی حیات کا علم ہے اور یہی صحف ملائکہ ہیں اور لوح میں مخلوق کے وجود سے پہلے ہی لکھ لیا گیا۔

ما استن به بعدهم: اپنے بعد جس خیر کو بطور نشانی چھوڑ آئے، جیسا کہ علم جسے سیکھے، کتاب جسے لکھے، باغ جس کی آبیاری ہو، وقف جیسے راہ خدا کے لئے روک رکھے، یا دیگر اسی قسم کے خیر کے معاملات۔ اور شر کے امور میں ناجائز ٹیکس کی وصولی، یا گمراہ کرنے والی باتیں وغیرہ۔ (الصاوی، ج۵، ص ۹۰ وغیرہ)

رکوع نمبر ۱۹

﴿واضرب﴾اِجعَلْ﴿لهم مثلا﴾مَفعولٌ اَوَّلٌ﴿اصحب﴾مَفعولٌ ثَانٍ﴿القرية وقف لازم﴾اِنطَاكِيَةُ﴿اذ جاء ها﴾اِلىٰ آخِرِهٖ بَدلُ اِشتِمالٍ مِن اَصحَابِ القَريَةِ﴿المرسلون (۱۳)﴾اَى رُسُلُ عِيسىٰ﴿اذ ارسلنا اليهم اثنين فكذبوهما﴾اِلىٰ آخِرِهٖ بَدَلٌ مِن اِذِالْاُولىٰ اِلىٰ آخِرِهٖ﴿فعززنا﴾بِالتَّخفِيفِ والتَّشدِيدِ قَوَّينَا الْاِثنَينِ﴿بثالث فقالوا انا اليكم مرسلون (۱۴) قالوا ما انتم الا بشر مثلنا لا وما انزل الرحمن من شیء ان انتم الا تكذبون (۱۵) قالوا ربنا يعلم﴾جارٍ مَجرىٰ القَسَمِ وَزِيدَ التَّاكِيدُ بِهٖ وَبِاللَّامِ علىٰ مَا قَبلَهٗ لِزِيادَةِ الْاِنكَارِ فِى﴿انا اليكم لمرسلون (۱۶) وما علينا الا البلغ المبين (۱۷)﴾التَّبلِيغُ البَيِّنُ الظَّاهِرُ بِالْاَدِلَّةِ الواضِحَةِ وهِىَ اِبراءُ الْاَكمَهِ والْاَبرَصِ والْمَرِيضِ واِحيَاءُ الْمَيِّتِ﴿قالوا انا تطيرنا﴾تَشَاءَمنا﴿بكم﴾لِانقِطاعِ المَطرِ عَنَّا بِسَبَبِكم﴿لئن﴾لامُ قَسمٍ﴿لم تنتهوا لنرجمنكم﴾بالحِجارةِ﴿وليمسنكم منا عذاب اليم (۱۸)﴾مُولِمٌ﴿قالوا طائركم﴾شُومُكم﴿معكم ائن﴾هَمزَةُ اِستِفهامٍ دَخَلتْ علىٰ اِنِ الشَّرطِيَّةِ وفِى هَمزَتِها التَّحقِيقُ والتَّسهِيلُ واِدخالُ اَلِفٍ بَينَها بِوَجهِيها وَبَينَ الْاُخرىٰ﴿ذكرتم ط﴾وُعِظتُم وَخُوِّفتُم وَجوابُ الشَّرطِ مَحذوفٌ اَى تَطَيَّرتم وَكَفَرتم وهوَ مَحلُّ الْاِستِفهامِ والمُرادُ بِهٖ التَّوبِيخُ﴿بل انتم قوم مسرفون (۱۹)﴾مُتَجاوِزُونَ الحَدَّ بِشِركِكُمْ﴿وجاء من اقصا المدينة رجل﴾هو حَبِيبُ النَّجَّارُ كَان قَد آمَنَ بالرُّسلِ وَمَنزِلُهٗ بِاَقصَى البَلَدِ﴿يسعى﴾يَشْتَدُّ عَدوا لِمَا سَمِعَ بِتَكذِيبِ القَومِ الرُّسُلَ﴿قال يقوم اتبعوا مرسلين (۲۰) اتبعوا﴾تاكِيدٌ لِلاَوَّلِ﴿من لا يسئلكم اجرا﴾على رِسالتِهٖ﴿وهم مهتدون (۲۱)﴾فقيلَ لهم انتَ علىٰ دِينِهم.

﴿ترجمہ﴾

اور ان سے مثال بیان کرو اس شہر (یعنی انطاکیہ......ا......) والوں کی (اضرب بمعنی اجعل ہے، مثلا مفعول اول، اصحب القرية مفعول ثانی، اذجاء ہ...... الخ یہ اصحاب القرية سے بدل اشتمال ہے) جب ان کے پاس رسول آئے (حضرت عیسی علیہ السلام کے بھیجے ہوئے قاصد آئے) جب ہم نے ان کی طرف دو بھیجے پھر انہوں نے ان کو جھٹلایا (اذ ارسلنا...... الخ، یہ پہلے والے اذ سے بدل ہے) تو ہم نے زور دیا (عززنا فعل مخفف ومشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے یعنی ہم نے انہیں قوت دی) تیسرے سے......۲......اب ان سب نے کہا کہ بیشک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں، بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور رحمن نے کچھ نہیں اتارا تم نہیں ہو مگر

جھوٹے (ان بمعنی مـا نافیہ ہے) وہ بولے ہمارا رب جانتا ہے (یہ طرز کلام قائم مقام قسم کے ہے اور اس کے ذریعے اور ماقبل لام کے ذریعے کفار کے زیادتی انکار کے جواب میں تاکید کا اضافہ کیا گیا ہے) کہ بیشک ضرور ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں اور ہمارے ذمے نہیں مگر صاف پہنچا دینا (یعنی دلائل جیسے اندھے، کوڑھی اور بیمار کو صحتمند کر دینے کے ذریعے واضح اور ظاہر تبلیغ دین کر دینا) بولے ہم تو بد شگونی لیتے ہیں (تـطیرنا بمعنی تشاء منا ہے) تم سے (کہ تمہارے سبب سے ہم پر بارش آنا رک گئی ہے) بیشک اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تم باز نہ آئے تو ضرور ہم تمہیں (پتھروں سے) سنگسار کریں گے اور بیشک ہمارے ہاتھوں تم پر دکھ کی مار پڑے گی (الیـم بمعنی مؤلم ہے) انہوں نے فرمایا: تمہاری نحوست (تمہارے کفر کی وجہ سے) تو تمہارے ساتھ ہے (طائر کم بمعنی شئو مکم ہے) کیا اگر (ہمزہ استفہامہ کو ان شرطیہ پر داخل کیا گیا ہے اور اس کے ہمزہ میں تحقیق تسہیل ادخال الف بھی ہے، تحقیق تسہیل دو وجہوں کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کے درمیان ہے) تمہیں نصیحت کی گئی (یعنی تمہیں نصیحت کی گئی اور تمہیں ڈرایا گیا اس کا جواب شرط محذوف ہے، تـطیر تم و کفر تم یہ محل استفھام ہے اور اس سے مراد ان لوگوں کو زجر و توبیخ کرنا ہے) بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک مرد دوڑتا آیا (یعنی حبیب نجار......۳......علیہ الرحمۃ جو ان رسولوں پر ایمان لا چکے اور ان کے گھر شہر کے کنارے پر تھا، آپ نے جب قوم کے ان رسولوں کو جھٹلانے کا حال سنا تو انتہائی تیزی سے چلتے ہوئے ان کی طرف آئے اور) بولا: اے میری قوم بھیجے ہوؤں کی پیروی کرو ایسوں کی پیروی کرو (''اتبعوا'' ثانی ''اتبعوا'' اول کی تاکید ہے) جو تم سے (اسی رسالت پر) کچھ اجر نہیں مانگتے اور راہ پر ہیں (ان سے کہا گیا، تم اپنے دین پر رہو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واضرب لهم مثلا اصحب القرية اذجاء ها المرسلونo اذا ارسلنا اليهم اثنين﴾۔

و: عاطفہ، اضـرب: فعل امر با فاعل، لهـم: ظرف مستقر حال مقدم، مثـلا: ذو الحال، ملکر مفعول ثانی، اصـحـب الـقـريـة: مبدل منہ، اذ: مضاف، جـاء هـا الـمـرسلون: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مبدل منہ، اذ: مضاف، ارسـلـنـا اليهم: فعل با فاعل وظرف لغو، اثنين: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر پھر بدل، ملکر مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فكذبوهما فعززنا بثالث فقالوا انا اليكم مرسلونo﴾۔

ف: عاطفہ، كـذبـوهـمـا: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، عـززنـا: فعل با فاعل، بثـالـث: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قالوا: قول، انا: حرف مشبہ واسم، اليكم مرسلون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمن من شيء ان انتم الا تكذبونo﴾۔

قـالوا: قول، مـا: نافیہ، انتم: مبتدا، الا: اداۃ حصر، بشـر مثـلنـا: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، مـا انزل الـرحـمـن: فعل نفی وفاعل، مـن: زائد، شـيء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ اول، ان: نافیہ، انتم: مبتدا، الا: اداۃ حصر، تكذبون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا ربنا يعلم انا اليكم لمرسلونo وما علينا الا البلغ المبينo﴾۔

قالوا: قول، ربنا: نداء، يعلم: فعل با فاعل، انا: حرف مشبہ واسم، اليكم: ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، مرسلون: اسم مفعول با نائب الفاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، مـا: نافیہ، عـلـيـنـا: ظرف مستقر خبر مقدم، الا: اداۃ حصر، البـلـغ

المبین: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا انا تطیرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم۝﴾.

قالوا: قول،انا:حرف مشبہ واسم ،تطیرنا بکم:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول،لام:قسمیہ ،ان :شرطیہ ،لم تنتھوا :فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط ،لام: تاکید،نرجمنکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،لام:تاکیدیہ ،یمسنکم:فعل ومفعول،منا:ظرف لغو،عذاب الیم: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب قسم،قائم مقام جواب شرط،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مقولہ ثانی،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا طائرکم معکم ائن ذکرتم بل انتم قوم مسرفون۝﴾.

قالوا: قول،طائرکم:مبتدا،معکم: ظرف متعلق بمحذوف خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول،ھمزہ،حرف استفہام،ان :شرطیہ ،ذکرتم:جملہ فعلیہ جزا محذوف "تطیروا بالجزنا" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ مقولہ ثانی،ملکر جملہ قولیہ،بل:عاطفہ ،انتم:مبتدا،قوم مسرفون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وجاء من اقصا المدینۃ رجل یسعی قال یقوم اتبعوا المرسلین۝﴾.

و: عاطفہ،جاء:فعل،من اقصاالمدینۃ:ظرف لغو،رجل :موصوف،یسعی: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ صفت،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،قال:قول،یقوم:نداء،اتبعوا:فعل امر بافاعل،المرسلین:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اتبعوا من لا یسئلکم اجرا وھم مھتدون۝﴾.

اتبعوا: فعل امر بافاعل،من:موصولہ،لایسئلکم :فعل نفی وفاعل ومفعول،اجرا:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر ذوالحال،و:حالیہ،ھم:مبتدا،مھتدون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اتبعوا المرسلین" سے بدل واقع ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شہر انطاکیہ کے خدوخال:

۱.....انطاکیہ فتح،کسرا اور نون کے سکون کے ساتھ اور کاف کی کسرہ اور یاء مفتوحہ کی تخفیف کے ساتھ ہے،مرادروم کا ایک شہر ہے۔ عظیم ترین چٹانوں اور پانچ پہاڑوں کے مابین یہ شہر ہے۔جو کہ رقبے کے لحاظ سے بارہ میل تک پھیلا ہوا ہے۔(الصاوی ،ج۵،ص ۹۳)

ترکی کے جنوب مشرقی صوبے ہطائے (Hatay) کا صدر مقام ہے جو بحیرۂ روم سے ۲۰ میل دور دریائے آسی کے کنارے واقع ہے ۲۰۰۰ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی ۱۴۴۱۹۰ ہے۔یہ شہر چار صدی قبل مسیح میں سکندر اعظم کے ایک جرنیل نے قائم کیا تھا۔۶۳۸ء میں بازنطینی شہنشاہ کے دور حکومت میں مسلمانوں نے اسے فتح کیا لیکن وہ اناطولیہ میں زیادہ آگے نہ جاسکے اور انطاکیہ کی حیثیت دو عظیم طاقتوں کے درمیان سرحدی علاقے کے ایک قصبے کی ہوگئی جو اگلے ۳۵۰ سالوں دونوں سلطنتوں کے ٹکراؤ کا نشانہ بنتا رہا۔۱۰۸۴ء میں سلجوقیوں سے اس شہر کو فتح کیا،لیکن یہ صرف ۱۴ سال ان کے قبضے میں رہا اور صلیبی جنگیں شروع ہو گئیں۔اگلی دو صدیوں تک یہ عیسائیوں کے قبضے میں رہا۔بالآخر ۱۲۶۸ء میں مملوک سلطان رکن الدین نے انطاکیہ کو فتح کر کے صلیبیوں کا خاتمہ کر دیا۔بعد ازاں یہ شہر سلطنت عثمانیہ کا حصہ بنا۔جنگ عظیم اول اور ترک جنگ آزادی کے بعد،ترک جمہوریہ قائم ہوئی،اس وقت یہ شہر فرانس کے زیر انتظام شام میں شامل ہوا۔۱۹۳۹ء کو یہ شہر ترکی میں شامل ہوئے۔انطاکیہ کا نام بدل

کر حطائے (Hatay) کر دیا گیا لیکن یہ آج بھی انطا کیہ کے نام سے مشہور ہے (مواد انٹرنیٹ سے لیا گیا ہے)۔

حضرت عیسی علیہ السلام کے حواری بھیجنے یا نہ بھیجنے کا بیان:

۲۔۔۔۔۔وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ انطا کیہ (شام کے مغربی علاقے کا ساحلی شہر) میں انطیحس بن انطیحس نامی بادشاہ بتوں کا پجاری تھا، اللہ نے اس کی جانب تین رسول بنام صادق، مصدوق اور سلوم بھیجے۔ پہلے پہل دو رسول (بمعنی قاصد) آئے، پھر تیسرے سلوم نامی آئے لیکن سب جھٹلائے گئے۔ اور کہا کہ ہم تمہیں بدفال سمجھتے ہیں اور اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تمہیں دردناک عذاب پہنچے گا۔

(الطبری، الجزء ۲۲، ص ۱۸۴)

امام بغوی کہتے ہیں کہ مؤرخین فرماتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام نے اپنے دو حواری انطا کیہ شہر کی جانب بھیجے، جب وہ شہر کے قریب پہنچے تو ایک بوڑھے شخص سے ملے جو بکریاں چرا رہا تھا، اسکا نام حبیب تھا اور یہ حضرت عیسی علیہ السلام کا ساتھی تھا، جب ان دونوں حواریوں نے اس شخص پر سلام پیش کیا تو اس نے پوچھا تم دونوں کون ہو؟ حواری نے کہا اللہ کا رسول تمہیں بتوں کی عبادت چھوڑ کر رحمٰن کی عبادت کی طرف بلاتا ہے۔ بوڑھے نے پوچھا تمہارے پاس کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں ہمارے پاس بڑی واضح نشانی ہے ہم اللہ کے اذن سے مریض کو شفایاب کرتے ہیں، مادرزاد اندھے کو بینا کرتے ہیں اور کوڑھی کے مریض کو درست کرتے ہیں۔ بوڑھے نے کہا میرا ایک بیٹا کئی سال سے مریض ہے۔ قاصدوں نے کہا ہمیں ساتھ لے چل ہم اس کی حالت دیکھتے ہیں۔ بوڑھا انہیں گھر لے آیا ،انہوں نے اس کے بیٹے پر ہاتھ پھیرا تو وہ اسی وقت اللہ کے اذن سے صحتیاب ہو گیا۔ یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی، اس کے علاوہ کئی مریضوں کو اللہ نے ان کے ہاتھوں سے شفا بخشی۔ اس شہر کا ایک بادشاہ تھا، وھب نے اس کا نام انطفس بیان کیا۔ وہ روم کے بادشاہوں سے تھا اور بت پرست تھا۔ جب اس کو یہ خبر ہوئی تو اس نے دونوں قاصدوں کو بلوایا اور پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عیسی علیہ السلام کے قاصد ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم کیسے آئے ہو؟ بولے ہم تجھے دین کی دعوت دینے آئے ہیں کہ ان بتوں کی عبادت چھوڑ دو جو نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں، اور اس کی عبادت کرو جو سنتا دیکھتا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کیا تمہارا ہمارے خدا کے علاوہ بھی کوئی خدا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ہمارا خدا وہ ہے جس نے تجھے اور تیرے خداؤں کو پیدا کیا ہے، بادشاہ نے کہا تم دونوں چلے جاؤ، میں تمہارے معاملے میں غور وفکر کروں گا، پس لوگ ان قاصدوں کے درپے ہوئے اور انہیں پکڑ کر سر راہ مارا پیٹا۔

وہب لکھتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے ان دو آدمیوں کو انطا کیہ بھیجا، وہ انطا کیہ پہنچے، لیکن بادشاہ تک نہ پہنچ سکے۔ وہ طویل مدت ٹھہرے رہے، ایک دن بادشاہ اپنے محل سے باہر نکلا تو انہوں نے تکبیر کہی اور اللہ کا ذکر کیا۔ بادشاہ کو ان پر غصہ آیا، اس نے دونوں کو قید کرنے کا حکم دیا، نیز ہر ایک کو سو سو کوڑے لگانے کا بھی فیصلہ سنایا۔ جب ان قاصدوں کو جھٹلایا گیا تو انہیں مارا پیٹا گیا تو حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنے حواریوں کے سردار شمعون الصفا کو ان کے پیچھے بھیجا تاکہ ان کی معاونت کریں۔ شمعون غیر معروف طریقے پر شہر میں داخل ہوا اور بادشاہ کے حاشیہ نشینوں سے تعلقات استوار کرنے شروع کر دیئے حتی کہ وہ اس سے مانوس ہو گئے۔ بادشاہ نے اسے اپنے پاس بلایا اور بڑے حسن سلوک کا مظاہرہ کیا اور عزت واحترام کیا۔ ایک دن شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ! میں نے سنا ہے کہ آپ نے دو آدمیوں کو قید کر رکھا ہے اور جب انہوں نے تیرے دین کے علاوہ کسی دین کی تجھے دعوت دی تو تو نے انہیں مارا پیٹا، کیا تو نے ان کی کوئی بات سنی تھی؟ بادشاہ نے کہا مجھے انتہائی غصہ تھا اس لئے میں نے ان کی کوئی بات نہ سنی تھی۔ شمعون نے کہا کہ اگر بادشاہ سلامت پسند فرمائیں تو انہیں بلا بھیجیں تاکہ ہم ان کے حالات اور دین پر آگاہی حاصل کریں۔ بادشاہ نے ان دونوں کو بلایا تو شمعون

نے پوچھا تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے؟ بولے اللہ اس کا حکم فرماتا ہے، تمہارے پاس اپنے حق وصادق ہونے کی کیا دلیل ہے؟، بولے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ شمعون نے کہا: آپ اللہ کی صفات بیان کرو، انہوں نے کہا کہ وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، انہوں نے کہا تم جو چاہو ہم دکھا سکتے ہیں، بادشاہ نے ایک لڑکا بلایا جس کی دونوں آنکھیں بالکل ختم ہو چکی تھیں بلکہ آنکھوں کی جگہ بھی پیشانی کی مانند برابر تھی۔ وہ اللہ سے اس کی شفا کی دعا مانگتے رہے حتیٰ کہ آنکھ کی جگہ کھل گئی۔ ان دونوں نے مٹی کے دو ڈھیلے لے کر اس کی آنکھوں میں رکھ دیئے۔ پس وہ دونوں آنکھ کے ڈھیلے کی طرح ہو گئے اور وہ لڑکا دیکھنے لگا۔ بادشاہ کو اس پر بڑی حیرت ہوئی۔ شمعون نے بادشاہ سے کہا اگر تو اپنے خدا سے ایسی قدرت دکھانے کا سوال کرے اور وہ اس طرح اپنی کرشمہ سازی دکھادے تو تیرا اشرف بڑھ جائے گا۔ بادشاہ سے کہا جناب! ہم سے کچھ مخفی نہیں کہ ہمارا خدا جس کی ہم پرستش کرتے ہیں وہ نفع نقصان پر قادر نہیں ہے، نہ وہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے۔ شمعون کی یہ عادت تھی کہ بادشاہ جب بتوں کے پاس جاتا تو شمعون کثرت سے نماز پڑھتا اور خوب آہ وزاری کرتا حتی کہ لوگ سمجھتے کہ وہ ہمارے دین پر ہے۔ بادشاہ نے ان پیغام رسانوں کو کہا اگر تمہارا خدا مردہ زندہ کرنے پر قادر ہے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ انہوں نے کہا ہمارا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ بادشاہ نے کہا یہاں ایک میت ہے جو سات دنوں سے دفن ہے، وہ ایک کسان کا بیٹا تھا، میں نے اسے دفن نہیں کیا کہ اس کا باپ غائب تھا وہ واپس آجائے۔ لوگ وہ میت اٹھا کر لائے تو اس کی بُو بدل چکی تھی۔ ان دونوں نے بلند آواز سے دعا مانگنی شروع کی اور شمعون آہستہ آہستہ اپنے پروردگار کو پکار رہا تھا۔ پس وہ میت کھڑا ہو گیا، اس نے کہا کہ میں شرک میں مرا تھا مجھے آگ کی سات وادیوں میں داخل کیا گیا، میں تمہیں اس بُرے عقیدے سے ڈراتا ہوں اس عقیدہ کے بُرے انجام سے جس پر تم قائم ہو۔ پس تم اللہ پر ایمان لاؤ۔ پھر اس نے کہا آسمان کے دروازے کھل گئے میں نے ایک جوان کو دیکھا جو بڑا خوش شکل تھا، وہ ان تینوں افراد کی سفارش کر رہا تھا۔ بادشاہ نے کہا وہ تین کون ہیں۔ اس نے کہا شمعون اور یہ وہ دو شخص۔ بادشاہ کو بہت تعجب ہوا جب شمعون نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ پر بہت موثر ہو گئی ہے تو اس نے بادشاہ کو حقیقت حال سے با خبر کیا۔ پھر بادشاہ بھی ایمان لایا اور کچھ لوگ بھی ایمان لے آئے اور کچھ لوگ منکر ہی رہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ بادشاہ کی بیٹی فوت ہو گئی تھی، اور دفن بھی ہو چکی تھی، شمعون نے بادشاہ کو کہا ان دو آدمیوں سے مطالبہ کر کے تیری بیٹی کو زندہ کریں، بادشاہ نے بیٹی کے زندہ کرنے کا مطالبہ کیا تو وہ دونوں کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھنے لگے اور دعا کرنی شروع کر دی، شمعون بھی ان کے ساتھ آہستہ آہستہ دعا مانگ رہا تھا، اللہ نے اس عورت کو زندہ کر دیا۔ قبر پھٹ گئی، اور وہ باہر نکل آئی۔ اس عورت نے کہا یہ دونوں سچے ہیں لیکن مجھے تو خیال نہیں آتا کہ تم ایمان لے آؤ گے۔ پھر اس لڑکی نے ان دو شخصوں سے کہا کہ مجھے اپنی جگہ واپس لوٹا دیں، انہوں نے اس کے سر پر مٹی ڈالی اور وہ اپنی قبر کی طرف لوٹ گئی جیسا کہ پہلے تھی۔

ابن اسحٰق نے کعب اور وہب سے روایت کیا ہے کہ بادشاہ نے انکار کیا تھا اور بادشاہ اس کی قوم نے ان قاصدوں کو قتل کرنے پر اتفاق کر لیا۔ حبیب نجار کو جب یہ خبر ہوئی جو شہر کے کنارے پر رہتا تھا، دوڑتا ہوا آیا اور انہیں نصیحت کی اور انہیں ان قاصدوں کی اطاعت کی طرف بلایا۔ اور اس کا بیان اللہ نے اگلی آیت میں فرمایا۔ (المظھری، ج٦، ص٨٠ وغیرہ)

ابن کثیر نے متذکرہ بالا اقوال کے بارے میں کچھ تحفظات پیش کئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(ا)...... متذکرہ قصہ میں یہ بات ظاہر ہے کہ یہ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول تھے (نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری)، جس پر دلیل اللہ کا فرمان: ﴿اذ ارسلنا الیهم اثنین فكذبوهما فعززنا بثالث فقالوا انا الیكم مرسلون (یس:١٤)﴾، ﴿ربنا یعلم انا الیكم

لمرسلون وما علینا الا البلاغ المبین(یس:۱۶ تا ۱۷)﴾۔اگر یہ بھیجے جانے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ہوتے تو ان کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب ہوتی، واللہ اعلم، ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ہوتے تو یہ نہ فرمایا جاتا﴿ما انتم الا بشر مثلنا(یس:۱۵)﴾۔

(۲)......جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انطاکیہ کی جانب اپنے حواری بھیجے تھے تو وہ پہلے ہی مرحلے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے، انطاکیہ ان چار شہروں میں سے ہے جس کے باشندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے، اسکندریہ، رومیہ اور پھر قسطنطنیہ، متعدد کتب معتبرہ میں یونہی ہے، جب یہ ثابت ہوگیا کہ انطاکیہ کے لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے تو پھر انطاکیہ اس بستی کا مصداق نہیں ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے، کیونکہ اس بستی کے لوگوں نے تو رسولوں کی تکذیب کی تھی اور ایک زبردست چنگھاڑ نے انہیں ہلاک کردیا ہے۔

(۳)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ کہتے ہیں کہ اللہ نے توریت کے نازل ہونے کے بعد کسی امت کو ہلاک نہیں کیا حتی کہ اس کے بعد اللہ نے مسلمانوں کو مشرکین سے قتال کرنے کا حکم دیا، اللہ عزوجل کا فرمان ہے:﴿ولقد اتینا موسی الکتاب من بعد ما اهلکنا القرون الاولی اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی بعد اس کے کہ اگلی سنگتیں ہلاک فرمادیں(القصص:۴۳)﴾۔معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں رسولوں کی تکذیب کرنے کی وجہ سے ہلاکت کا ذکر ہے اس سے انطاکیہ مراد نہیں ہے جیسا کہ بکثرت متقدمین نے اسکی تصریح کی ہے۔ اور اگر انطاکیہ ہی مراد ہے تو پھر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواری بھیجے تھے، بلکہ نزول توریت سے پہلے ہی اس نام کی کوئی دوسری بستی تھی جس کے باشندوں کو اس زمانہ میں ہلاک کردیا گیا تھا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس بستی میں اپنے حواریوں کو بھیجا تھا اس کے باشندے اسی وقت ایمان لے آئے تھے۔ معلوم ہوا کہ متذکرہ مقام پر وہ بستی مراد نہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواری بھیجے تھے۔ (ابن کثیر، ج۳،ص ۶۹۲ وغیرہ)

حبیب نجار کی سوانح وحالات :

س......علامہ قرطبی کہتے ہیں: مراد حبیب بن مری بڑھئی تھا، ایک قول یہ ہے کہ موچی تھا، ایک قول کے مطابق دھوبی تھا۔ مجاہد، ابن عباس اور مقاتل کے مطابق حبیب بن اسرائیل نجار مراد ہے اور یہ بتوں کا پجاری تھا، اور ایمان لے آیا تھا، دو نبی یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام و نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین چھ سو سالوں کا فاصلہ ہے، اور سید عالم پر بھی ایمان لایا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا۔ لوگوں نے اس کی پیروی کی جیسا کہ ورقہ بن نوفل وغیرہ، اور اس کا گھر شہر کے آخری دروازے کے پاس تھا، ستر سال سے بتوں کی عبادت کررہا تھا اور لوگوں کو بھی اس کی دعوت دیتا تھا، تاکہ رحم کئے جائیں اور مصیبتیں دور ہوں لیکن ایسا نہ ہوتا تھا، جب اس نے دیکھا کہ رسل ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتا ہے تو پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی نشانی ہے؟ بولے: ہاں!، ہم تمہیں اپنے رب کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں جو تجھ سے مصیبت دور کرے گا، اس نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ ستر معبود ہم سے مصیبت دور نہ کرسکے تو ایک معبود کیسے دور کرے گا، رسل نے کہا ایسا ہی ہونا ہے، ہمارا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے، وہ کسی کو کچھ بھی فائدہ نہیں دیتا اور نہ ہی نقصان دیتا ہے۔ پس ایمان لایا اور اپنے رب کو پکارا تو مصیبت دور ہوگئی، جس کی اسے امید ہی نہ تھی، پس اس نے کسب حلال اختیار کیا اور نصف کمائی راہ خدا میں صدقہ کردیتا اور نصف کمائی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا۔ جب اس نے دیکھا کہ قوم رسولوں کے قتل کی درپے ہوئی ہے تو اس نے لوگوں کو منع کیا اور تابعداری کا حکم دیا۔

(القرطبی، الجزء:۲۲،ص ۲۰)

حبیب نجار بڑھئی تھا، وہب کہتے ہیں کہ ریشم کا کام کرتا تھا اور بیمار تھا، اسے جذام کا مرض بھی تھا۔ اس کا گھر شہر کے دروازوں میں سے آخری دروازے کے پاس تھا، مؤمن اور صدقہ دینے والا شخص تھا، دن کو مزدوری کرتا اور شام کو اپنی کمائی کے دو حصے کر کے ایک حصہ راہ خدا میں صدقہ کرتا اور ایک اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا۔ جب اسے اس بات کا علم ہوا کہ اس کی قوم رسولوں کو قتل کرنے کے درپے ہو رہی ہے تو دوڑتا ہوا آیا اور رسول کی اتباع کا حکم دیا۔ (الطبری، الجزء: ۲۲، ص ۱۸۷، المظهری، ج٦، ص ۸۰، الخازن، ج٤، ص ٦)

اغراض:

ای رسل عیسی: یہی مشہور ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ بھیجے جانے والی حواری حضرت عیسی علیہ السلام کے واسطے کے بغیر اللہ کی جانب سے متعین تھے اور یہ رسل اس بستی (انطاکیہ) کے لوگوں کے پاس بھیجے گئے تھے۔

جار مجری القسم: جس طرح قسم کا جواب ہوتا ہے اسی طرح اس طرز کلام سے تاکید پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

لانقطاع المطر عنا بسببکم: کہا گیا ہے کہ ان سے تین سال بارش روک لی گئی تو انہوں نے کہا کہ یہ معاذ اللہ آپ کی نحوست ہے۔ **بکفرکم:** میں باء سببیہ ہے، یعنی تمہارے کفر وعناد کی وجہ سے تمہیں یہ نحوست حاصل ہوئی ہے۔

وجواب الشرط محذوف: قاعدہ کے مطابق، اور قاعدہ یہ ہے کہ جب استفہام اور شرط جمع ہو جائیں تو جواب استفہام لایا جاتا ہے اور جواب شرط حذف کیا جاتا ہے اور یہ مذہب سیبویہ کا ہے جب کہ یونس کے نزدیک برعکس معاملہ کیا جاتا ہے۔

وهو محل الاستفهام: یعنی تمہارے لئے شگون لینا اور کفر اختیار کرنا جائز نہیں ہے بلکہ تم ایمان لاؤ اور فرمانبرداری کرو۔

متجاوزون الحد بشرککم: یعنی معجزات ظہور پزیر ہونے کے بعد، اور اس خطاب کے بعد بھی جو کفر پر قائم رہے تو انہیں حبیب نجار نے رجم کیا اور اللہ نے انہیں ہلاک کر دیا جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ **هو حبیب النجار:** کا بیان حاشیہ نمبر۴ میں دیکھ لیں۔

کان قد آمن بالرسل: یعنی حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور اس کے ایمان لانے کا سبب اس کے بیٹے کے مرض سے شفا پا لینا ہوئی، ایک قول کے مطابق اس کا بیٹا جذامی تھا اور حبیب نجار ستر معبودوں کی عبادت کر کے بھی اُسے اس بیماری سے نجات نہیں دلا سکا اور جب رسول نے اُسے ایک خدا کی عبادت کا حکم دیا تو اس نے نشانی طلب کی تو رسول نے کہا کہ ہم جس خدا کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں وہ مصیبتیں دور کرتا ہے پس جب ایسا ہی معاملہ اس کے ساتھ ہوا تو وہ ایمان لے آیا۔

تاکید للاول: یعنی لفظی تاکید، یہاں دوسرا "اتبعوا" پہلے کی تاکید کر رہا ہے یعنی فعل کے ذریعے فعل کی تاکید کی جا رہی ہے۔

یشتد عدوا: یعنی اللہ کی مشیت میں کوشش کرتے ہوئے، قوم کی نصیحت پر حریص ہوتے ہوئے اور رسل کرام سے ضرر کو دور کرنے کی غرض سے۔

(الصاوی، ج٥، ص ۹۳ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

رکوع نمبر: ۱

﴿ومالی لا اعبد الذی فطرنی﴾خلقنی ای لا مانع لی من عبادتہ الموجود مقتضیھا وانتم کذلک﴿والیہ ترجعون(۲۲)﴾بعد الموت فیجازیکم کفیر کم﴿ء اتخذ﴾فی الھمزتین منہ ما تقدم فی ءانذرتھم وھو استفھام بمعنی النفی﴿من دونہ﴾ای غیرہ﴿الھۃ﴾اصناما﴿ان یردن الرحمن بضر لا تغن عنی شفاعتھم﴾التی زعمتموھا﴿شیئا ولا ینقذون(۲۳)﴾صفۃ الھۃ﴿انی اذا﴾ان عبدت غیر اللہ﴿لفی ضلل مبین(۲۴)﴾بین﴿انی امنت بربکم فاسمعون(۲۵)﴾ای اسمعوا قولی فرجموہ فمات﴿قیل﴾لہ عند موتہ﴿ادخل الجنۃ﴾وقیل دخلھا حیا﴿قال﴾یا حرف تنبیہ﴿یلیت قومی یعلمون(۲۶) بما غفرلی﴾بغفرانہ﴿ربی وجعلنی من المکرمین(۲۷) وما﴾نافیۃ﴿انزلنا علی قومہ﴾ای حبیب﴿من بعدہ﴾بعد موتہ﴿من جند من السماء﴾ای ملائکۃ لاھلاکھم﴿وما کنا منزلین(۲۸)﴾ملائکۃ لاھلاک احد﴿ان﴾ما﴿کانت﴾عقوبتھم﴿الا صیحۃ واحدۃ﴾صاح بھم جبرائیل﴿فاذاھم خامدون(۲۹)﴾ساکتون میتون﴿یحسرۃ علی العباد﴾ھولاء ونحوھم ممن کذبوا الرسل فاھلکوا وھی شدۃ التألم ونداؤھا مجاز ای ھذا اوانک فاحضری﴿ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزء ون(۳۰)﴾مسوق لبیان سببھا لاشتمالہ علی استھزائھم المؤدی الی اھلاکھم المسبب عنہ الحسرۃ﴿الم یروا﴾ای اھل مکۃ القائلون للنبی لست مرسلا والاستفھام للتقریر ای علموا﴿کم﴾خبریۃ بمعنی کثیر معمولۃ لما بعدھا معلقۃ لما قبلھا عن العمل والمعنی انا﴿اھلکنا قبلھم﴾کثیرا﴿من القرون﴾الامم﴿انھم﴾ای المھلکین﴿الیھم﴾ای المکیین﴿لا یرجعون(۳۱)﴾افلا یعتبرون وانھم الی آخرہ بدل مما قبلہ برعایۃ المعنی المذکور﴿وان﴾نافیۃ او مخففۃ﴿کل﴾ای کل الخلائق مبتداء﴿لما﴾بالتشدید بمعنی الا وبالتخفیف فاللام فارقۃ وما مزیدۃ﴿جمیع﴾خبر المبتداء ای مجموعون﴿لدینا﴾عندنا فی الموقف بعد بعثھم﴿محضرون(۳۲)﴾للحساب خبر ثان.

﴿ترجمہ﴾

اور مجھے کیا ہوا کہ اس کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا (فطرنی بمعنی خلقنی ہے، یعنی مجھے اس ذات کی عبادت کرنے سے کوئی مانع نہیں جس کی عبادت کئے جانے کا مقتضی بھی موجود ہے اور خود تم لوگوں کا بھی یہی حال ہے) اور اسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے (مرنے کے بعد......، پھر وہ تمہیں دیگر لوگوں کی طرح تمہارے کئے کا بدلہ دیگا، اء تخذ یہاں بھی ان دو ہمزوں کے بارے میں وہی بحث ہے جو ء انذرتھم کے بارے میں تھی، یہاں استفہام بمعنی نفی ہے) کیا اللہ کے سوا اور خدا (یعنی بتوں کو خدا) ٹھہرالوں (دون بمعنی غیر ہے) کہ اگر رحمٰن میرا کچھ برا چاہے تو ان کی سفارش میرے کچھ کام نہ آئے (جنہیں تم لوگ کچھ سمجھتے ہو) اور نہ وہ مجھے بچا سکیں ("ینقذون" آلھۃ کی صفت ہے) بیشک جب تو میں (اگر میں غیر اللہ عزوجل کی عبادت کروں تو) کھلی گمراہی میں ہوں (مبین بمعنی بین ہے) میں تمہارے رب پر ایمان لایا تو میری سنو (یعنی میری بات سنو، لوگوں نے حضرت حبیب کو رجم کر دیا، آپ کا انتقال

ہو گیا......۲......اس سے اس کی موت کے وقت) فرمایا گیا جنت میں داخل ہو (اور یہ بھی قول ہے کہ آپ بحالت پا کی جنت میں داخل ہو گئے) کہا کسی طرح میری قوم جانتی (یــالیــت میں یا تنبیہ کے لیے ہے) میرے رب کی میری مغفرت کر دینے کو اور مجھے عزت والوں میں بنا دینے کو (لـمـا غـفـرلی...... الخ، یہ بتاویل مصدر غفر الله کے معنی میں ہے) اور ہم نے اس کے بعد (یعنی حضرت حبیب کی شہادت کے بعد) اس کی (یعنی حضرت حبیب کی) قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہ بھیجا (فرشتوں کا ان کو ہلاک کرنے کے لیے) اور نہ ہمیں لشکر اتارنا تھا (فرشتوں کا کسی کو ہلاک کرنے کے لیے......۳......) وہ (یعنی ان کی سزا) تو نہ تھی (ان بمعنی مـا نافیہ ہے) مگر ایک چیخ (جو حضرت جبریل علیہ السلام نے لگائی تھی) جبھی وہ بجھ کر رہ گئے (ساکت اور مردہ) ہائے افسوس (ان) بندوں پر (اور ان کی مثل دیگر بندوں پر جنہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو اس کی پاداش میں ہلاک ہوئے، حسـرة کا لفظ شدید ملامت کے موقع پر استعمال ہوتا ہے اور حسـرة کو بطور منادی ذکر کرنا مجازاً ہے، معنی یہ ہے اے حسرت یہ تیرے آنے کا وقت ہے تو حاضر ہو جا......۴......) جب ان کے پاس کوئی رسول آتا تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں (ان پر حسرت کا سبب بیان کیا جا رہا ہے یہ سبب اس کے استہزاء پر مشتمل ہے جو انہیں اپنی ہلاکت تک لیجانے والا ہے جس کا سبب حسـرة ہے) کیا انہوں نے (یعنی اہل مکہ نے) نہ دیکھا (جو نبی پاک ﷺ سے کہتے ہیں "لسـت مـرسلا آپ ﷺ رسول نہیں ہے" یہاں استفہام تقریر کلام کے لیے ہے معنی یہ ہے کہ تم لوگ اس بات کو جان لو کہ) ہم نے ان سے کتنی امتیں ہلاک فرمائیں (کم خبریہ ہے بمعنی کثیرا، یہ اپنے مابعد کا معمول ہے اور اپنے ماقبل عامل کے عمل سے متعلق ہے معنی عبارت یہ ہے "انا اهـلـكـنـا قبلهـم كثيرا من القرون") کہ وہ (جو ہلاک کر دیئے گئے) ان کی (یعنی جھٹلانے والوں کی) طرف پلٹنے والے نہیں (تو کیا تم ان سے عبرت نہیں پکڑتے، انهـم...... الخ معنی مذکورہ کی رعایت کرنے کے سبب اپنے ماقبل سے بدل ہے) اور نہیں (وان میں ان نافیہ ہے، یا مخففہ) ہے سب کی سب (مخلوقات، کل یہ مبتدا بن رہا ہے) مگر (لـمـا مشدد ہونے کی صورت میں بمعنی الا ہے اور مخفف ہونے کی صورت میں لام فارقہ اور مـا زائدہ ہوگا) تمام ہی کو (جـمیـع مبتدا کی خبر بن رہا ہے یہ بمعنی مجموعون ہے) ہمارے حضور (بعثت کے بعد میدان حشر میں، لدینا بمعنی عندنا ہے) حاضر کیا جائیگا (حساب کتاب کے لیے محضرون مبتدا کی خبر ثانی ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومالی لااعبد الذی فطرنی والیه ترجعون ○﴾.

و: عاطفہ، مـا: استفہام مبتدا، لام: جار، ی: ضمیر ذوالحال، لااعبـد: فعل نفی با فاعل، الـذی: موصول، فـطـرنـی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، الیه ترجعون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ءاتخذ من دونه الهة ان یردن الرحمن بضر لا تغن عنی شفاعتهم شیئا ولا ینقذون ○﴾.

هـمـزه: حرف استفہام، اتـخـذ: فعل با فاعل، مـن دونـه: ظرف مستقر حال مقدم، الهة: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان: شرطیہ، یـرد: فعل، ن: وقایہ "ی" ضمیر متکلم محذوف مفعول، الـرحـمـن: فاعل، بـضـر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لاتـغـن عنی: فعل نفی و ظرف لغو، شـفـاعتهم: فاعل، شیئا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لایـنـقذون: فعل نفی با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿انی اذا لفی ضلل مبین ○ انی امنت بربکم فاسمعون ○﴾.

انی: حرف مشبہ و اسم، اذا: حرف جزا و جواب، لام: تاکیدیہ، فی ضلل مبین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انی: حرف مشبہ

واسم،امنت بربکم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف فصیحیہ،اسمعوا: فعل امر بافاعل،ن: وقایہ "ی" ضمیر متکلم محذوف مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قیل ادخل الجنة قال یلیت قومی یعلمونo بما غفرلی ربی و جعلنی من المکرمینo﴾۔

قیل: فعل مجہول "لہ عند قتلہ" متعلق محذوف،ملکر قول،ادخل الجنة: فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،قال: قول،یا: للتنبیہ،لیت: حرف مشبہ،قومی: اسم،یعلمون: فعل بافاعل،ب: جار،ما: موصولہ،غفرلی ربی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،جعلنی من المنکرمین: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما انزلنا علی قومه من بعده من جند من السماء وما کنا منزلینo﴾۔

و: مستانفہ،ما انزلنا: فعل نفی بافاعل،علی قومه: ظرف لغو،من بعده: ظرف لغو ثانی،من: زائد،جند: موصوف، من السماء: ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،ما: نافیہ،کنا: فعل ناقص با اسم،منزلین: خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان کانت الاصیحة واحدة فاذاهم خامدونo﴾۔

ان: نافیہ،کانت: فعل ناقص بااسم،الا: اداۃ حصر،صیحة واحدة: خبر،ملکر جملہ فعلیہ،ف: عاطفہ،اذا: فجائیہ،هم: مبتدا،خامدون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یحسرة علی العباد ما یاتیهم من رسول الا کانوا به یستهزء ونo﴾۔

یا: حرف نداء قائم مقام "ادعوا" فعل اس میں انا ضمیر فاعل،حسرة: موصوف،علی العباد: ظرف مستقر صفت،ملکر منادی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ،مایاتیهم: فعل نفی،وهم: ضمیر ذوالحال،الا: اداۃ حصر،کانوا: فعل ناقص بااسم،به یستهزء ون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر مفعول،من: زائد،رسول: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿الم یروا کم اهلکنا قبلهم من القرون انهم الیهم لا یرجعونo﴾۔

همزه: حرف استفہام،لم یروا: فعل نفی بافاعل،کم: خبریہ ذوالحال،من القرون: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول مقدم،اهلکنا: فعل بافاعل،قبلهم: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،انهم: حرف مشبہ واسم،الیهم لایرجعون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان کل لما جمیع لدینا محضرونo﴾۔

و: عاطفہ،ان: نافیہ،کل: مبتدا،لما: بمعنی الا،جمیع: صفت مشبہ بافاعل،لدینا: ظرف،ملکر شبہ جملہ خبر اول،محضرون: خبر ثانی،ملک جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اپنے لئے فطرنی اور دوسروں کے لئے الیه ترجعون کهنا:

۱......حبیب نجار نے اپنی قوم کو دعوت حق دینے کا جو طریقہ اختیار کیا وہ بھی نہایت عجیب وغریب وعمدہ ہے۔چنانچہ امام رازی فرماتے ہیں کہ حبیب نجار کے کلام میں کئی لطائف ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱)......حبیب نجار نے ﴿مالی﴾ فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ میری جانب سے ممانعت نہیں بلکہ حکم احکم الحاکمین کا ہے جو کہ ظاہر ہے اس میں کوئی خفاء نہیں۔

(۲)......اگر حبیب نجار یوں کہتے کہ تمہیں کیا ہوا کہ اس کی عبادت نہیں کرتے جس نے تمہیں پیدا کیا، تا کہ ان کی قوم فکری اغلاط واعتقادی خطاء وغیرہ پر برقرار نہ ہوجائے، کیونکہ جب کوئی کسی کو گمراہ یا خطا کار کہتا ہے تو عموما مد مقابل مخالف ہو جاتا ہے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ بات اپنی جانب کرلی کہ مجھے کیا ہوا کہ میں اس مالک کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا۔

(۳)......حبیب نجار نے لوگوں سے کہا کہ میں اس کی عبادت کیوں نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے، معلوم ہوا کہ بندگی کرنے کی علت اللہ کو معبود ماننا ہے۔اور جو کہ کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں اللہ کی عبادت نہ کروں اس کا معنی یہ ہے کہ مجھے کوئی مانع اور رکاوٹ نہیں ہے، اور کوئی بھی فعل اس وقت وجود پذیر ہوتا ہے جب اس کے وجود میں آنے کی کوئی رکاوٹ نہ ہو اور اس کے لانے کی علت موجود ہو، اور یہاں علت یہ ہے کہ اللہ مالک ہے اور بندے اس کے مملوک ہیں اور مملوک پر مالک کی تکریم وتعظیم واجب ہے، اللہ نے بندوں کے وجود اور ان کی بقاء کے لئے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے انواع واقسام کی نعمتیں عطا کی ہیں اور منعم کا اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا واجب ہے۔

(۴)......انسان اپنی ذات کا مختار سب سے پہلے ہوا کرتا ہے لہذا آپ نے اپنی ذات پر پہلے لازم قرار دیا تا کہ دوسرے بھی دیکھ کر سبق حاصل کریں۔بعض لوگ خوف وامید کی ملی جلی کیفیت میں ہوتے ہیں جس کا بیان ﴿ادعوہ خوفا وطمعا اور اس سے دعا کرو ڈرتے اور طمع کرتے (الاعراف:۵۶)﴾ میں ہے، لوگوں کو ﴿الیہ ترجعون﴾ کے خطاب سے مخاطب ہونے کا مطلب یہی ہے کہ مالک ومولا اچھے اعمال پر جزاء اور برے اعمال پر سزا دے گا، بندوں کی تین اقسام ہوتی ہیں، اول قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو فقط اس لئے اپنے مالک کی عبادت کرتے ہیں کہ اللہ مالک ہے اور یہ مملوک اور مملوک پر اپنے مالک کی عبادت کرنا واجب ہے۔دوسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو اللہ کی نعمتوں کے شکر بجالانے کی نیت سے اس کی عبادت کرتے ہیں۔تیسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو سزا کے خوف سے عبادت کرتے ہیں، اس لئے تینوں پیرایوں کو واضح کرنے کے لئے حبیب نجار نے قوم کے لئے ﴿الیہ ترجعون﴾ فرمایا۔

(الرازی، ج۹، ص۲۶۳ وغیرہ ملخصاً وملتقطاً)

حبیب نجار کا قتل اور دخول جنت کا بیان:

۲......قوم نے انہیں پکڑ کر قتل کر ڈالا، ابن مسعود کہتے ہیں: ''انہیں ڈانگوں سے پکڑ کر مار مار کر قتل کر دیا کہ ان کی آنتیں پیچھے کے راستے باہر نکل پڑیں''۔انہیں کنویں میں ڈال دیا جسے اصحاب الرس کا کنواں کہا جاتا ہے۔ایک روایت میں یہ ہے کہ تینوں رسل قتل کئے گئے۔سدی کہتے ہیں کہ قوم نے انہیں پتھر مار مار کر رجم کردیا، اور یہ قوم کے لئے حدایت کی دعا ہی کرتے رہے، کلبی کہتے ہیں کہ قوم نے گڑھا کھود کر انہیں زندہ درگور کردیا، حسن کے قول کے مطابق انہیں جلا دیا گیا اور شہر پناہ انطاکیہ میں دفن کردیا، ایک قول حسن سے یہ بھی ہے کہ جب قوم نے ان کے قتل کا ارادہ فرمایا تو اللہ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا، پس وہ جنت میں ہیں جس میں فنا نہیں ہے مگر جب کہ اللہ آسمان فنا کردے اور جنت بھی پھر جب اللہ دوبارہ جنت کا اعادہ فرمائے تو داخل فرمادے۔ایک قول یہ ہے کہ لوگوں نے انہیں مارا مگر ان کی روح اس وقت نکلی جب کہ انہیں جنت کا (مژدہ) مل چکا تھا۔ (القرطبی، الجزء:۲۳، ص۲۱)

نزول ہلاکت کے لئے فرشتوں کا اتارنا:

۳......کہا جاتا ہے کہ جب حبیب کا انتقال ہو چکا تو اللہ نے اس پر غضب فرمایا اور جبرائیل علیہ السلام کو حکم ارشاد فرمایا کہ ان میں ایک چیخ بلند کی جائے اور وہ سب مرجائیں اور ایسا ہی ہوا۔ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس قتل ناحق کے بعد اس قوم میں کوئی رسول، نبی نہیں آیا اور یہ قتادہ، مجاہد اور حسن کا قول ہے۔حسن کا قول یہ بھی ہے کہ فرشتوں کا گروہ حضرات انبیائے کرام پر وحی لے کر نازل

ہوتا ہے ، ایک قول یہ ہے کہ مراد ایک چیخ کے ذریعے ہلاک کیا جانا ہے، اور یہ ابن مسعود کا قول ہے۔ اللہ کے فرمان: ﴿وما کنا منزلین﴾ میں قوم کی ہلاکت کے حکم کو ہلکا دکھانا مقصود ہے کہ فقط ایک چنگھاڑ سے یہ سب ہلاک ہو جائیں گے، اور ایسا ان کے آسمان پر اٹھا لینے کے بعد ہوگا۔ اللہ کے فرمان ﴿وما کنا منزلین﴾ کے تحت علامہ زمخشری کہتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اللہ عزوجل نے بدر و خندق والے دن فرشتوں کا لشکر کیوں اتارا، ﴿فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا تو ہم نے اُن پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئیں (الاحزاب: ۹)﴾، ﴿بثلثة آلاف من الملئکة منزلین بخمسة آلاف من الملائکة مسومین تین ہزار فرشتے اتار کر، پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا (ال عمران: ۱۲۴، ۱۲۵)﴾۔

میں (علامہ زمخشری) کو یہ جواب دونگا کہ ایک ہی فرشتہ مدائن کی قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے کافی ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پروں سے بستی الٹ دی، قوم ثمود و قوم صالح کو چنگھاڑ کے ذریعے ہلاک فرمایا، لیکن اللہ نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر چیز میں فضل فرمایا، انہیں تمام رسولوں میں مکرم فرمایا، اور وہ انعام و اکرام خاص طور پر فرمائے جو کسی پر نہ ہوئے، اور ان کے لئے آسمانی لشکر کے نزول کی دلیل اللہ کے فرامین ﴿وما انزلنا﴾، ﴿وما کنا منزلین﴾ میں یوں ہے کہ اللہ عزوجل نے ان کے ساتھ لشکر کا معاملہ یوں نہیں فرمایا جو اے محبوب آپ کے ساتھ ہوا ہے اور آپ کے سوا ایسا کسی کے ساتھ نہیں ہونے والا، جیسا کہ فرمان عزوجل ہے: ﴿ان کانت الا صیحة واحدة﴾۔
(القرطبی، الجزء: ۲۳، ص ۲۳)

حسرت کے معنی اور اسکے اسباب:

☆...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یحسرة علی العباد﴾ جب کسی چیز کے فوت ہونے یا اس کے جاتے رہنے سے غم و افسوس ہو اسے حسرت کہتے ہیں، یونہی کسی غلط کام کرنے پر جو ندامت ہوتی ہے اسے بھی حسرت کہتے ہیں، حسرت کا معنی منکشف ہونا یا تھکنا بھی ہے، گویا اس پر منکشف ہو گیا کہ کس جہالت نے اس کو اس غلطی پر ابھارا تھا، یا کسی غلطی پر غم و افسوس کی وجہ سے اس کے اعضاء مضمحل ہو گئے، اور اس کا جسم نڈھال ہو گیا، یا یوں کہ اس کا تدارک کرنے سے وہ عاجز ہو گیا۔ (المفردات، ص ۱۲۵)

☆...... ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ (قیامت کے دن) کافروں کو حسرت ہوگی کہ انہوں نے رسولوں کا مذاق اڑایا۔

☆...... قتادہ کہتے ہیں ان پر افسوس ہے جنہوں نے اللہ کے حکم کو ضائع کر دیا اور نافرمانی سے خوش ہوئے۔

☆...... ابن عباس کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ان لوگوں کو افسوس اور ندامت ہوگی جنہوں نے رسول کا مذاق اڑایا۔

☆...... ابی بن کعب کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر افسوس ہے جن کے پاس رسول آئے اور انہوں نے رسولوں کا مذاق اڑایا۔

(الدر المنثور، ج ۵، ص ۴۹۳)

اغراض:

الموجود مقتضیھا: یعنی اللہ ہی نے اُسے پیدا کیا تخلیق فرمایا تو عبادت بھی اُسی کی ہونی چاہیے۔ **ان عبدت غیر اللہ:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿اذًا﴾ میں تنوین عوض ہے۔ **ای اسمعوا قولی:** یعنی لوگوں نے حبیب نجار کو ﴿اتبعوا المرسلین﴾ کے قول کی وجہ سے قتل کر دیا۔

فرجموہ فمات: یعنی قوم نے انہیں (حبیب نجار) کو اس کلام: "اللھم اھد قومی یعنی اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے" کی وجہ سے قتل کر دیا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قوم نے قتل کرنے کے بعد انہیں جلا دیا اور انہیں شہر میں کسی جگہ پر ڈال دیا اور ان کی قبر انطاکیہ میں ہے، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ انہیں درمیان سے چیر ڈالا گیا، پس اللہ کی قسم ان کی روح نکل کر جنت ہی میں ہے، اور ایک قول

یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہیں تین رسل کے ساتھ قتل کیا گیا اوران سب کوایک کنویں میں ڈال دیا گیا۔
له عند موته: اللہ نے ان کی موت کے وقت انہیں بشارت دی اور یہ تین اقوال میں سے ایک قول ہے اور مفسر نے دواقوال پر اختصار کیا ہے، جب کہ تیسرا قول یہ ہے کہ یہ قول بشارت دینے کے ذریعے کنایۃ مراد لیا گیا ہے مراد دخول جنت ہے۔
وقيل دخلها حيا: یعنی جب قوم نے حبیب کے قتل کا پکا ارادہ کرلیا، تو اللہ نے انہیں زندہ اٹھالیا اور انعام واکرام کے ساتھ جنت میں داخل فرمادیا، جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا کہ انہیں زندہ آسمانوں پر اٹھالیا گیا۔
بغفرانه: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے کلام ﴿بما﴾ میں موجود ما مصدر یہ ہے، یہ بھی درست ہے کہ ما موصولہ ہو اور ضمیر عائد محذوف ہو، اور اس صورت میں جملہ یوں بنے گا: "بالذی غفره لی" ۔ یہ بھی درست ہے کہ ما استفہامیہ ہو اس صورت میں جملہ یوں بنے گا: "بای شیء غفرلی" ، یعنی میری مغفرت کے لئے امر عظیم درکار ہے اور وہ میرا توحید قبول کرنا اور حق کی جانب مائل ہونا ہے۔ لاهلاک احد: یعنی سابقہ امم کا ہلاک ہونا مراد ہے۔
میتون: انہیں آگ میں بے حس وحرکت پڑے ہونے سے تشبیہ دی گئی، ہر قسم کا نفع ان سے منقطع ہو چکا۔
لبیان سببها: یعنی بواسطہ سبب بیان کرنا مقصود ہے، پس استہزاء کرنا ان کی ہلاکت کا سبب بنا اوران کی ہلاکت کا سبب حسرت ہے۔
بدل مما قبله: یعنی بدل اشتمال مراد ہے، اس لئے کہ ان کی ہلاکت ان کے عدم رجوع کو لازم ومشتمل ہے، یا بدل کل مراد ہے یعنی ان کی ہلاکت ان کے رجوع نہ کرنے کی وجہ سے ہوئی۔
برعاية المعنى المذكور: معنی مذکور کی رعایت سے مراد یہاں انا ﴿ اهلکنا ﴾ ہے، معنی یہ ہے کہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ ان سے پہلے بھی کئی قومیں ہلاک ہوئیں پھر بھی یہ کفار مکہ (ہدایت کی جانب) پلٹتے نہیں، پس انہیں غور کرنا چاہیے۔
ای مجموعون: سے ایک وہم دور کرنا مقصود ہے کہ "کل" "جمیع" سے مستغنی کرتا ہے یا نہیں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ "کل" سے مراد استغراق افراد کی جانب اشارہ ہے اور "جمیع" سے اجتماع کل کی جانب اشارہ مقصود ہے یعنی ایک ہی مقام پر سب اکٹھے کئے جائیں گے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۹٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿وایة لهم﴾علی البعث خبرٌ مقدَّمٌ﴿الارض المیتة﴾بِالتَّخفِیفِ والتَّشدِیدِ ﴿احیینها﴾بِالْماءِ مُبْتَداءٌ ﴿اخرجنا منها حبا﴾ کَالحِنطَةِ﴿فمنه یاکلون (۳۳) وجعلنا فیها جنت﴾بَساتِینَ﴿من نخیل واعناب وفجرنا فیها من العیون (۳۴)﴾اَی بَعضِها﴿لیاکلوا من ثمره لا﴾بِفَتْحَتَینِ وبِضَمَّتَینِ ای ثَمَرِ المَذکُورِ مِنَ النَّخِیلِ وَغَیرِہٖ ﴿وما عملته ایدیهم ط﴾اَی لَم تَعمَلِ الثَّمَرَ﴿افلا یشکرون (۳۵)﴾اَنعَمَهٗ تَعالٰی عَلَیهِم﴿سبحن الذی خلق الازواج﴾الاَصنافَ﴿کلها مما تنبت الارض﴾مِنَ الحُبُوبِ وَغَیرِها﴿ومن انفسهم﴾مِنَ الذُّکُورِ والاِنَاثِ﴿ومما لا یعلمون (۳۶)﴾مِنَ المَخلُوقَاتِ الغَرِیبَةِ العَجِیبَةِ﴿وایة لهم﴾عَلَی القُدرَةِ العَظِیمَةِ﴿الیل صلے ج نسلخ﴾نَفصِلُ﴿منه النهار فاذاهم مظلمون (۳۷)﴾دَاخِلُونَ فِی الظَّلامِ﴿والشمس تجری﴾الخ مِن جُملَةِ الاٰیةِ لَهم اَو اٰیةٌ اُخرٰی والقَمَرَ کَذٰلِکَ﴿لمستقر لها﴾اَی اِلَیهِ لا یَتَجاوَزُهٗ﴿ذلک﴾جَرْیُها﴿تقدیر العزیز﴾فِی مُلکِہٖ﴿العلیم (۳۸)﴾بِخَلقِہٖ﴿والقمر﴾بِالرَّفعِ

والنَّصبِ وهوَ مَنصُوبٌ بِفعلٍ يُفَسِّرُهُ ما بَعدَهُ﴿قدرنه﴾مِن حَيثُ سَيْرُهُ ﴿منازل﴾ثَمانِيةً وَّعِشْرِينَ مَنزِلا فِي ثَمَانٍ وَّعِشْرِينَ لَيلَةً مِن كُلِّ شَهرٍ ويَستَتِرُ لَيلَتَينِ اِنْ كانَ الشَّهرُ ثَلثِينَ يَومًا وَّلَيلَةً اِنْ كانَ تِسعَةً وَّعِشْرِينَ يَومًا﴿حتى عاد﴾فِي آخِرِ مَنازِلِهِ فِي راىِ العَينِ﴿كالعرجون القديم(۳۹)﴾اَى كَعُودِ الشَّمازِيخِ اِذا عَتَقَ فَاِنَّهُ يَدُقُّ و يَتَقَوَّسُ وَيَصفَرُ ﴿لا الشمس ينبغى﴾يَسهُلُ وَيَصِحُّ ﴿لها ان تدرک القمر﴾فَتَجتَمِعُ مَعَهُ فِي اللَّيلِ﴿ولا اليل سابق النهار ط﴾فَلا يَاتِي قَبلَ اِنقِضَائِه﴿وكل﴾تَنوِينُهُ عِوَضٌ عَنِ المُضافِ اِلَيهِ مِنَ الشَّمسِ والقَمرِ والنُّجُومِ ﴿فى فلک﴾مُستَدِيرٍ ﴿يسبحون (۴۰)﴾يَسِيرُونَ نُزِّلُوا مَنزِلَةَ العُقَلاءِ ﴿واية لهم﴾على قُدرَتِنا ﴿انا حملنا ذريتهم﴾وفِي قِرَائةٍ ذُرِّيَّاتِهم اَى آبَائَهمُ الْاُصُولُ ﴿فى الفلک﴾اَى سَفِينَةَ نَوحٍ﴿المشحون(۴۱)﴾المَملُوءِ﴿وخلقنا لهم من مثله﴾اَى مَثَلِ فُلكِ نُوحٍ وَهوَ ما عَمِلُوهُ عَلى شَكلِهِ مِنَ السُّفُنِ الصِّغَارِ والكُبَّارِ بِتَعلِيمِ اللهِ تَعالى ﴿ما يركبون (۴۲)﴾فِيهِ﴿وان نشأ نغرقهم﴾مَع اِيجَادِ السُّفُنِ﴿فلا صريخ﴾مُغِيثَ﴿لهم ولا هم ينقذون(۴۳)﴾يَنجُونَ﴿الا رحمة منا و متاعا الى حين(۴۴)﴾اَى لَا يُنَجِّيهِمْ اِلا رَحمَةٌ مِّنَّا لهم و تَمتِيعُنا اِيَّاهُم بِلَذَّاتِهِم اِلى اِنقِضَاءِ آجَالِهِم ﴿واذا قيل لهم اتقوا ما بين ايديكم﴾مِنْ عَذابِ الدنيا كَغَيرِكُم ﴿وما خلفكم﴾مِن عَذَابِ الاٰخِرَةِ﴿لعلكم ترحمون(۴۵)﴾اَعْرَضُوا﴿وما تأتيهم من اية من ايت ربهم الا كانوا عنها معرضين(۴۶) واذا قيل﴾اَى قَالَ فُقَرَاءُ الصَّحَابَةِ ﴿لهم انفقوا﴾عَلَينَا﴿مما رزقكم الله﴾مِنَ الْاَموالِ ﴿قال الذين كفروا للذين امنوا﴾اِستَهزاءً بِهِم ﴿انطعم من لو يشاء الله اطعمه صلے ق﴾فى مُعتَقَدِكم هذا﴿ان﴾ما﴿انتم﴾فِي قَولِكم لَنَا ذلكَ مَع مُعتَقَدِكم هذا﴿الا فى ضلل مبين(۴۷)﴾بَينٍ والتَّصرِيحِ بِكُفرِهم مَوقِعٌ عَظِيمٌ﴿و يقولون متى هذا الوعد﴾بالبَعثِ﴿ان كنتم صدقين(۴۸)﴾فِيهِ قال تعالى ﴿ما ينظرون﴾يَنتَظِرُونَ ﴿الا صيحة واحدة﴾وهِيَ نَفخَةُ اِسرافِيلَ الْاُولى﴿تاخذهم وهم يخصمون(۴۹)﴾بالتَّشدِيدِ اَصلُه يَختَصِمُونَ نُقِلَتْ حَركَةُ التَّاءِ اِلَى الْخَاءِ واُدْغِمَتِ فِي الصَّادِ اَى وَهُم فِي غَفلَةٍ عَنها بِتَخاصُمٍ وَتَبايُعٍ واَكلٍ وَشُربٍ وَغَيرِ ذلكَ وَفِي قِرائةٍ يَخصِمُونَ كَيَضرِبُونَ اَى يَخصِمُ بَعضُهُم بَعضا﴿فلا يستطيعون توصية﴾اَى بِاَن يُوْصُوا﴿ولا الى اهلهم يرجعون(۵۰)﴾مِن اَسوَاقِهِم واَشغَالِهِم بَل يَمُوتُونَ فِيهَا.

﴿ترجمہ﴾

اوران کے لیےایک نشانی (مرنے کے بعداٹھائے جانے پر، اية لهم خبرمقدم ہے) مردہ زمین ہے (الميتة میں یاءکومشدد ومخفف دونوں طرح پڑھا گیاہے) ہم نے اسے (پانی کے ذریعے) زندہ کیا (الارض الميتة...... الخ مبتدا ہے) اورپھراس سے اناج نکالا (جیسا کہ گندم ......الخ) تواس میں سے کھاتے ہیں اورہم نے اس میں باغ بنائے (جنت بمعنی بساتین ہے) کھجوروں اور انگوروں کےاورہم نےاس میں (کچھ) چشمے بہائے (من العیون میں من تبعیضیہ ہے) کہ اس کے (یعنی مذکورہ کھجوروں وغیرہ کے) پھل سے کھائیں (ثمرۃ کوتاءاورمیم کے فتح اورضمہ کے ساتھ پڑھا گیاہے) اوریہ ان ہاتھ کے بنائے نہیں (یعنی ان پھلوں کوان

کے ہاتھوں نے نہیں بنایا) تو کیا شکر نہ کریں گے (ان نعمتوں پر جو اللہ ﷻ نے ان پر فرمائی ہیں) پاکی ہے اسے جس نے سب جوڑے بنائے (ازواجا بمعنی اصنافا ہے) ان چیزوں سے جنہیں زمین اگاتی ہے (جیسے دانے وغیرہ) اور خود ان سے (نر اور مادہ کی صورت میں) اور ان سے (ان عجیب وغریب مخلوقات سے) جن کی انہیں خبر نہیں اور ان کے لیے ایک نشانی (ہماری قدرت عظیمہ پر......۲) رات ہے ہم اس سے دن کو الگ کر دیتے ہیں (نسلخ بمعنی نفصل ہے) جبھی وہ اندھیروں میں ہیں (یعنی اندھیروں میں داخل ہوتے ہیں) اور سورج چلتا ہے (والشمس تجری...... الخ یہ سابقہ نشانی ہی کا تتمہ ہے یا دوسری نشانی ہے) اپنے ایک ٹھراؤ کے لیے (اسی دائرے میں چلتا ہے یعنی اس سے تجاوز نہیں کرتا......۳) یہ (یعنی یہ سورج کا چلنا) حکم ہے (اپنے ملک میں) غلبہ رکھنے والے (اپنی مخلوق کا) علم رکھنے والے کا اور چاند (والقمر مرفوع ومنصوب دونوں طرح پڑھا گیا ہے، وجہ نصب یہ کہ اس کا مابعد فعل اس کی تفسیر بیان کر رہا ہے) ہم نے مقدر کیں اس کے لیے (اس کے چلنے اور سیر کرنے کے اعتبار سے) منزلیں (ہر مہینے کی اٹھائیس راتوں میں اٹھائیس منزلیں، اگر مہینہ تیس کا ہو تو چاند دو راتوں تک چھپا رہتا ہے اور اگر انتیس دن کا ہو تو ایک دن رات پوشیدہ رہتا ہے......۴) یہاں تک کہ پھر ہو گیا (چاند اپنی آخری منزل میں بظاہر دیکھنے میں) جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی (عرجون کے معنی کھجور کی ٹہنی ہے جب وہ پرانی ہو جاتی ہے تو پتلی بصورت کمان ہو جاتی نیز زرد پڑ جاتی ہے) سورج کو نہیں پہنچتا (اس کے لیے آسان اور صحیح نہیں) کہ چاند کو پکڑ لے (کہ سورج رات میں چاند کے ساتھ جمع ہو جائے) اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے (پس رات دن کے اختتام سے قبل نہیں آتی) اور ہر ایک (سورج چاند اور ستاروں میں سے، کل میں تنوین عوضی ہے) گھیرے میں (یعنی فلک مستدیر میں) پیر رہا ہے (یعنی چل رہا ہے سورج چاند وغیرہ کو بمنزلہ عاقل اتارا گیا ہے) اور ان کے لیے (ہماری قدرت) پر ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے سوار کیا ان کی ذریت کو (ذریتھم کو ایک قرائت میں بصیغہ ذریاتھم پڑھا گیا ہے یعنی ہم نے ان کے آباؤ اجداد جو اُن میں موجود لوگوں کی اصل ہیں انہیں سوار کیا) بھری کشتی میں (یعنی سفینہ نوح علیہ السلام میں......۵، المشحون کے معنی بھرا ہوا ہے) اور ان کے لیے اسی کی مثل (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مثل کشتیاں) بنائی (یعنی اسی کی شکل وحقیقت کے مطابق، اللہ ﷻ کے سکھا نے سے انہوں نے چھوٹی بڑی کشتیاں بنائیں) سوار ہوتے ہیں اور ہم چاہیں تو انہیں ڈبو دیں (ان کشتیوں میں سوار ہونے کے باوجود) تو نہ تو کوئی ان کی فریاد کو پہنچے والا ہے (صریخ بمعنی مغیث ہے) اور نہ وہ بچائے جائیں (ینقذون بمعنی ینجون ہے) مگر ہماری طرف کی رحمت اور ایک وقت تک برتنے دینا (یعنی ہم نے ان کو نجات نہ دی مگر ہمارا ان کو نجات دینا ان پر رحمت کرنے کے لیے تھا ہم نے انہیں ان کی لذات سے ان کی دنیاوی زندگی تک کی مہلت دی) اور جب ان سے فرمایا جاتا ہے ڈرو تم اس سے جو تمہارے سامنے ہے (یعنی دیگر لوگوں کی طرح دنیا کا عذاب ہے) اور جو تمہارے پیچھے آنے والا ہے (یعنی آخرت کے عذاب سے) اس امید پر کہ تم پر رحم ہو (لیکن انہوں نے روگردانی کی) اور جب کبھی ان کے رب کی نشانیوں سے کوئی نشانی ان کے پاس آئی ہے تو اس سے منہ ہی پھیر لیتے ہیں اور جب ان سے فرمایا جائے (یعنی فقراء صحابہ ان سے کہتے) اللہ کے دیئے (اموال) میں سے کچھ (ہم پر بھی) خرچ کرو تو کافر مسلمانوں کے لیے (ان سے استہزاء کرتے ہوئے) کہتے ہیں کہ کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا (تمہارے عقیدے کے مطابق) تو کھلا دیتا......۶......تو تم نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر کھلی گمراہی میں (اللہ ﷻ کے رازق ہونے کا اعتقاد رکھنے کے باوجود ہم سے فقراء مومنین کو کھلانے کا سوال کرنے میں، مبین بمعنی بین ہے، ان کے کفر کی تصریح کر دینا یہ ان لوگوں کے حق میں سخت زجر وتوبیخ ہے) اور کہتے ہیں کب آئیگا (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا) یہ وعدہ اگر تم (اس وعدے میں) سچے ہو (اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) راہ نہیں دیکھتے (ینظرون بمعنی ینتظرون ہے) مگر ایک چیخ کی (یہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے نفخۂ اولی کی آواز ہوگی) کہ انہیں آلے گی

جبکہ وہ جھگڑے میں پھنسے ہوں گے (یعنی وہ باہم جھگڑنے ،خرید وفروخت کرنے اور کھانے پینے وغیرہ میں مشغول ہوں گے۔ یخصمون مشدد ہے اس کی اصل یختصمون تھی ،تاء کی حرکت خاء کو دیکر تاء کا صاد میں ادغام کر دیا گیا ہے اور ایک قرائت میں یخصمون بروزن یضربون ہے اس صورت میں معنی ہوگا وہ باہم جھگڑ رہے ہونگے) تو نہ وصیت کر سکیں گے (توصیة بمعنی ان یوصوا ہے)اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں (بازاروں سے ،اور اپنی دیگر مصروفیات سے فارغ ہوکر، بلکہ وہ موت کا شکار ہو جائیں گے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وایة لھم الارض المیتة احیینھا واخرجنا منھا حبا فمنه یاکلون٥﴾.

و: مستانفہ ،ایة :موصوف ،لھم :ظرف مستقر صفت ،ملکر خبر مقدم ،الارض :موصوف ،المیتة :صفت ،ملکر ذوالحال ،احیینھا: جملہ فعلیہ معطوف ،و: عاطفہ ،اخرجنامنھاحبا :جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر حال ،ملکر مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ ،ف :مستانفہ ،منه :ظرف لغو مقدم ،یاکلون :فعل بافاعل ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ۔

﴿وجعلنا فیھا جنت من نخیل واعناب وفجرنا فیھا من العیون ٥ لیا کلوا من ثمرہ وما عملته ایدیھم﴾.

و: عاطفہ ،جعلنافیھا :فعل بافاعل وظرف لغو ،جنت :موصوف ،من نخیل واعناب :ظرف مستقر صفت ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "احیینھا" پر معطوف ہے ،و: عاطفہ ،فجرنافیھا :فعل بافاعل وظرف لغو ،من العیون :ظرف مستقر "ینابیع" موصوف محذوف کی صفت ،ملکر مفعول ،لام: جار ،یا کلوا :فعل بافاعل ،من: جار ،ثمرہ :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،ما :موصولہ ،عملته ایدیھم: جملہ فعلیہ صلہ ،ملکر معطوف ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ۔

﴿افلا یشکرون٥﴾.

ھمزہ: حرف استفہام ،ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "أیرون ھذہ النعیم ویستمتعون بھا" لایشکرون :فعل نفی بافاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ۔

﴿سبحن الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون٥﴾.

سبحن: مصدر مضاف ،الذی :موصول ،خلق :فعل بافاعل ،الازواج :مؤکد ،کلھا :تاکید ،ملکر ذوالحال ،مما تنبت الارض : جار مجرور معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،من انفسھم :جار مجرور معطوف اول ،و: عاطفہ ،مما لایعلمون :جار مجرور معطوف ثانی ،ملکر ظرف مستقر حال ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ صلہ ،ملکر مضاف الیہ فاعل ،ملکر شبہ جملہ "سبح فعل محذوف کیلئے مفعول مطلق ،ملکر جملہ فعلیہ ۔

﴿وایة لھم الیل نسلخ منه النھار فاذاھم مظلمون٥﴾.

و: عاطفہ ،ایة :موصوف ،لھم :ظرف مستقر صفت ،ملکر خبر مقدم ،نسلخ :فعل بافاعل منه :ظرف لغو ،النھار :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ حال ،ملکر مبتدا موخر ،ملکر جملہ اسمیہ ،ف :عاطفہ ،اذا :فجائیہ ،ھم :مبتدا ،مظلمون: خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ۔

﴿والشمس تجری لمستقرلھا ذلک تقدیر العزیز العلیم٥﴾.

و: عاطفہ ،الشمس :مبتدا ،تجری :فعل بافاعل ،لام: جار ،مستقر :موصوف ،لھا :ظرف مستقر صفت ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،ذلک :مبتدا ،تقدیر العزیز العلیم: خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ۔

﴿والقمر قدرنه منازل حتی عاد کالعرجون القدیم٥﴾.

و: عاطفہ، القمر: فعل محذوف "قدرنا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، قدرنہ: فعل بافاعل ومفعول، منازل: ظرف، حتی: جار، عاد: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، کالعرجون القدیم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لاالشمس ینبغی لھاان تدرک القمر ولا الیل سابق النھار﴾.

لا: نافیہ، الشمس مبتدا، ینبغی: فعل، لھا: ظرف لغو، ان: مصدریہ، تدرک القمر: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، الیل مبتدا، سابق النھار: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکل فی فلک یسبحونo وایۃ لھم اناحملنا ذریتھم فی الفلک المشحونo﴾.

و: عاطفہ، کل مبتدا، فی فلک: ظرف لغو مقدم، یسبحون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ایۃ: موصوف، لھم: ظرف مستقر صفت، ملکر خبر مقدم، انا: حرف مشبہ واسم، حملنا ذریتھم: فعل بافاعل ومفعول، فی الفلک المشحون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وخلقنا لھم من مثلہ ما یرکبونo ان نشا نغرقھم﴾.

و: عاطفہ، خلقنالھم: فعل بافاعل وظرف لغو، من مثلہ: ظرف مستقر حال مقدم، مایرکبون: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، نشا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، نغرقھم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلا صریخ لھم ولا ھم ینقذونo الا رحمۃ منا ومتاعا الی حینo﴾.

ف: عاطفہ، لا: نفی جنس، صریخ: اسم، لھم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، ھم مبتدا، ینقذون: فعل بانائب الفاعل، الا: اداۃ حصر، رحمۃ: موصوف، منا: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، متاعا: موصوف، الی حین: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا قیل لھم اتقوا مابین ایدیکم وما خلفکم لعلکم ترحمونo﴾.

و: مستانفہ، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، قیل لھم: قول، اتقوا: فعل امر بافاعل، مابین ایدیکم: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ماخلفکم: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جزا محذوف "اعرضوا" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرط، ملکر جملہ شرطیہ، لعلکم: حرف مشبہ واسم، ترحمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما تاتیھم من ایۃ من ایت ربھم الا کانوا عنھا معرضینo﴾.

و: عاطفہ، ماتاتیھم: فعل نفی و"ھم" ضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، کانوا: فعل ناقص بااسم، عنھا معرضین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، من: زائد، ایۃ: موصوف، من ایت ربھم: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا قیل لھم انفقوا مما رزقکم اللہ قال الذین کفروا للذین امنوا انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، قیل لھم: قول، انفقوامما رزقکم اللہ: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر شرط، قال الذین کفروا للذین امنوا: قول، ھمزہ: حرف استفھام، نطعم: فعل بافاعل، من: موصولہ، لو: شرطیہ، یشاء اللہ: جملہ فعلیہ شرط، اطعمہ: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان انتم الا فی ضلل مبینo﴾.

ان: نافیہ، انتم: مبتدا، الا: اداۃ حصر، فی ضلل مبین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صدقین٥﴾.

و: مستانفہ، یقولون: قول، متی: ظرف مقدم خبر مقدم، ھذا الوعد: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول، ان: شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فمتی ھذا الوعد" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ماینظرون الا صیحۃ واحدۃ تاخذھم وھم یخصمون٥﴾.

ماینظرون: فعل نفی بافاعل، الا: اداۃ حصر، صیحۃ: موصوف، واحدۃ: صفت اول، تاخذ: فعل بافاعل، ھم: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ھم یخصمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا یستطیعون توصیۃ ولا الی اھلھم یرجعون٥﴾.

ف: عاطفہ، لایستطیعون: فعل بافاعل، توصیۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، الی اھلھم: ظرف لغو مقدم، یرجعون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......واذا قیل لھم انفقوا مما رزقکم اللہ ......☆ یہ آیت کفار قریش کے حق میں نازل ہوئی جن سے مسلمانوں نے کہا تھا کہ تم اپنے مالوں کا وہ حصہ مسکینوں پر خرچ کرو جو تم نے بزعم خود اللہ کے لئے نکالا ہے، اس پر انہوں نے کہا کہ کیا ہم ان کو کھلائیں جنہیں اللہ کھلانا چاہتا تو کھلا دیتا، مطلب یہ تھا کہ خدا ہی کو مسکینوں کا محتاج رکھنا منظور ہے تو انہیں کھانے کو دینا اس کی مشیت کے خلاف ہوگا یہ بات انہوں نے بخیلی اور کنجوسی سے بطور تمسخر کے کہی تھی اور نہایت باطل تھی کیونکہ دنیا دار الامتحان ہے، فقیری اور امیری دونوں آزمائشیں ہیں، فقیر کی آزمائش صبر سے اور غنی کی انفاق فی سبیل اللہ ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مکہ مکرمہ میں زندیق لوگ تھے جب ان سے کہا جاتا تھا کہ مسکینوں کو صدقہ دو تو کہتے تھے ہرگز نہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس کو اللہ محتاج کرے ہم کھلائیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

گندم کی افادیت کا بیان:

۱......گندم، جو، باجرہ اور دیگر اجناس جو انسانی غذا کا سبب بنتے ہیں، یقیناً اللہ کی بڑی نعمت ہیں۔ کچھ اجناس سے سالن پکائے جاتے ہیں جیسا کہ دالیں اور اس قسم کی دیگر اشیاء، لیکن کچھ اجناس مثلاً گندم، جَو، باجرہ اور دیگر اسی قبیلے کی اجناس روٹی پکانے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ سالن نہ ہی میسر ہو، فقط روٹی کھا کر پانی پی لینے سے پیٹ بھر سکتا ہے۔ لیکن روٹی دستیاب نہ ہو فقط سالن میسر ہو، اگرچہ گوشت ہی ہو انسان پیٹ بھر نہیں کھا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام چونکہ دین فطرت ہے، فطری تقاضوں سے قریب ترین ہے، انسانی غذا میں گندم کا خاص ذکر کر کے روٹی کی اہمیت کو اجاگر فرمایا۔ سید عالم ﷺ نے بھی روٹی کے اکرام کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ ذیل میں ہم کچھ احادیث اور بزرگان دین کے واقعات بیان کریں گے، کھانے کے آداب اور کم کھانے کی برکتوں پر بھی گفتگو کی جائیگی۔

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اپنی انگلیوں کو تین مرتبہ چاٹ لے"، اور فرمایا: "جب تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو وہ اس سے گندگی کو صاف کردے اور اس کو کھالے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے" اور آپ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم برتن کو صاف کرلیا کریں باور آپ نے فرمایا: "کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے"۔ (سنن الترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب: ما جاء فی اللقمۃ تسقط، رقم: ۱۸۰۹، ص ۵۴۳)

☆......روٹی کی تکریم میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے اوپر کوئی نامناسب چیز نہ رکھی جائے، سفیان ثوری اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں کہ روٹی پیالہ کے نیچے رکھی جائے۔

(سنن الترمذی، کتاب الاطعمة، باب: فی ترك الوضوء، تحت رقم: ۱۸۵٤، ص۵۰۳)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے اور اس کا لقمہ گر جائے تو لقمہ پر جس چیز کے لگنے کی وجہ سے اس کو شک ہے اس کو گرادے، پھر اس کو کھالے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔

(سنن الترمذی، کتاب الاطعمة، باب: ما جاء فی اللقمة تسقط، رقم: ۱۸۱۰، ص۵٤۳)

☆......حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یک شخص کی عیادت کی، آپ نے اس سے پوچھا تمہارا کیا کھانے کو دل چاہتا ہے؟ اس نے کہا گندم کی روٹی، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کے پاس گندم کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی کے پاس بھیج دے"، پھر سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب تمہارا بیمار کسی چیز کو کھانے کی خواہش کرے تو اس کو وہ چیز کھلادو"۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب: ما جاء فی عیادة المریض، رقم: ۳٤٤۱، ۱٤٤۰، ص۲۵٦)

☆......حضرت ام المنذر بن قیس الانصاریہ بیان کرتی ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بیماری کی وجہ سے کمزور تھے اور ہماری پاس پکی کھجوروں کے خوشے لٹکے ہوئے تھے اور نبی کریم ﷺ ان کھجوروں سے کھا رہے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کھجوروں کی طرف ہاتھ بڑھایا تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے ٹھہرو، ام المنذر کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے چقندر اور جَو کا کھانا تیار کیا تھا، آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم اس سے کھاؤ، یہ تمہارے لئے نفع بخش ہے"۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الطب، باب: الحمیة، رقم: ۳٤٤۲، ص۵۷٦)

☆......حضرت عباس سے روایت ہے کہ: "کھانے میں سید عالم ﷺ کو روٹی اور حیس (کھجور، ستو اور گھی سے بنی ہوئی) ثرید پسند تھی"۔

(شعب الایمان، باب: فی المطاعم والمشارب، رقم: ۵۹۰۸، ج۵، ص۲۰٤۵)

☆......ام المومنین بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے روٹی کا پڑا ہوا ٹکڑا دیکھا تو اسے اٹھا کر پونچھ کر کھالیا اور فرمایا: "اچھی چیز کا احترام کرو کیونکہ جب یہ اچھی چیز (روٹی) کسی قوم سے بھاگی ہے تو لوٹ کر واپس نہیں آئی"۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الذبائح، باب: النهی عن القاء الطعام، رقم: ۳۳۵۳، ص۵٦۳)

حکایات:

(۱)...... "تنبیہ الغافلین" میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے زمین پر روٹی کا گرا ہوا ٹکڑا دیکھا تو غلام سے کہا کہ اسے اٹھا کر رکھ دو، افطار کے وقت جب اس روٹی کے ٹکڑے کو مانگا تو غلام نے عرض کی: میں نے وہ کھالیا ہے، فرمایا: جا تو آزاد ہے، میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "جو روٹی کا پڑا ہوا ٹکڑا اٹھا کر کھالیتا ہے تو اس کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے ہی اللہ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے"۔ اب جو مغفرت کا حقدار ہوا میں اسے غلام کیسے بنائے رکھوں؟

(۲)......حافظ الحدیث حجاج بغدادی جب تحصیل علم کے لئے سفر پر روانہ ہوئے تو والدہ ماجدہ نے سو عدد کلچے یعنی خمیری روٹیاں ایک مٹی کے گھڑے میں رکھ کر ساتھ کردیں، آپ علیہ الرحمۃ عظیم محدث سیدنا شبابہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر علم دین پڑھنے میں مصروف ہوگئے، روٹیاں تو امی جان نے ساتھ کردی تھیں، سالن کا انتظام خود ہی کرلیا اور وہ سالن بھی ایسا کہ برسوں گزرنے کے باوجود تازہ ہی رہا، اور اس کی برکت ایسی کہ کبھی بھی کمی نہ ہوئی۔ وہ انوکھا سالن کونسا تھا؟ دریائے دجلہ کا پانی۔ روزانہ ایک کلچہ دریائے دجلہ کے پانی میں بھگو کر کھالیتے اور رات دن خوب جانفشانی سے سبق پڑھتے رہتے، جب وہ سو کلچے ختم ہوئے تو مجبوراً استاد محترم سے اجازت لینی

پڑی۔

(تذکرۃ الحفاظ، ج۲، ص ۱۰۰)

(۳)......"الرسالۃ القشیریہ" میں ہے کہ حضرت سیدنا ابوتراب بخشی فرماتے ہیں کہ دوران سفر میرے نفس نے صرف ایک بار انڈہ روٹی کھانے کی خواہش کی، چنانچہ میں ایک بستی میں پہنچا، وہاں ایک شخص یکا یک مجھ سے چمٹ گیا، اور چیخ چیخ کر کہنے لگا کہ یہ بھی چوروں کے ساتھ تھا۔ بھیڑ ہوگئی اور لوگوں نے چوروں کا ساتھی سمجھ کر ستر درے مارے۔ اس کے بعد ان میں سے ایک آدمی نے مجھے پہچان لیا، اور کہا یہ چور نہیں بلکہ ابوتراب بخشی ہیں۔ اس کے بعد لوگوں نے بصد ندامت مجھ سے معذرت چاہی۔ ان میں سے ایک صاحب مجھے اپنے گھر لے آئے اور میری ضیافت انڈہ اور روٹی سے کی۔

(۴)......"الرسالۃ القشیریہ" میں ہے کہ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حارث بن اسد محاسبی میرے گھر کے پاس سے گزرے تو میں نے ان میں بھوک کے آثار پائے، اندر بلایا تو تشریف لے آئے۔ گھر میں کچھ نہ تھا سوائے اس کے کہ پڑوس سے شادی کا کھانا آیا ہوا تھا وہی پیش خدمت کر دیا، حضرت نے ایک لقمہ لیا منہ میں کچھ دیر رکھنے کے بعد باہر نکال دیا اور تشریف لے گئے، کافی عرصے بعد جب میری دوبارہ ملاقات ہوئی تو پھر میں نے دعوت پیش اور حضرت نے قبول فرمالی۔ میں نے سوکھی ہوئی روٹی پیش کی جسے حضرت نے تناول فرمالیا اور میرے استفسار پر بتایا کہ میں نے اپنے رب سے عہد کیا ہے کہ وہ شبہ کا کھانا میرے حلق سے نیچے نہ اتارے گا، پس یہی وجہ تھی کہ میں نے نوالہ اُگل دیا تھا۔

گندم بہترین اناج اور دنیا کی نصف آبادی کی غذا ہے، گندم خون اور گوشت پیدا کرتا ہے، ہڈیاں بناتا ہے، قبض دور کرتا ہے اور بدن کو فربہ کرتا ہے۔ اس میں ۶۰ سے ۹۰ فی صد نشاستہ ہوتا ہے۔ سوگرام گندم جس سے میدہ اور سوجی نہ نکالی گئی ہو، اس میں ۳۱۸ حرارے، ۲ء۱۲ ملی گرام پروٹین، ۲ گرام چکنائی، ۶ء۹ گرام ریشہ، ۳۵ ملی گرام کیلشیم، ۴ ملی گرام فولاد، ۳ ملی گرام جست، ۳۴۰ ملی گرام فاسفورس، ۴۶ صفر گرام وٹامن بی، ۸ صفر ملی گرام وٹامن بی ۲، ۵۰ صفر ملی گرام بی ۶، ایک ملی گرام وٹامن ای ہوتا ہے۔

زمینی پیداوار سے توحید باری پر دلائل:

۲......اللہ ﷻ نے زمین کو کامل حیاتی بخشی ہے کہ اس سے زراعت ہوتی ہے، پس اسی حیثیت سے مُردہ زمین کو زندہ کرنے کا معاملہ ہے کہ، پس اسی زمین میں انسان کے لئے اللہ نے کئی انعام رکھے ہیں، یہی زمین انسان کی جائے مسکن ہے کہ اگرچہ مردہ، بنجر زمین ہی کیوں نہ ہو انسان اس میں جائے مسکن اختیار کئے ہوئے ہے، پس یہ پہلی نعمت ہے۔ پھر اسی مُردہ و بنجر زمین کو قابل کاشت فرما کر کھیتوں کے اگنے کا سامان کر دیا اور یہ دوسری نعمت ہے، پھر اس میں اپنی کامل قدرت سے دانے اگا دیئے یہ تیسری نعمت ہے، پھر اسے ہرے بھرے باغات کی شکل میں کر دیا کہ ہر سال دانے نکلیں، درخت میں پھل لگ جائیں یہ چوتھی نعمت ہے۔ یہی زمین ہے کہ جس میں سے پانی کے چشمے جاری ہوتے ہیں یہ پانچویں نعمت ہے۔ یہ ساری باتیں اللہ کی توحید پر دلیل بنتی ہیں۔ اور ہر ایک نعمت سے اللہ کی قدرت کی جھلک نظر آتی ہے۔

سورج کا اپنی مقررہ منزل میں چلنا:

۳......اس آیت میں مستقر کی حسب ذیل تفسیریں کی گئی ہیں:

(۱)...... یہاں مستقر سے مراد ظرف زمان ہے، اور وہ قیامت کا وقت ہے۔ یعنی قیامت آنے تک سورج مسلسل چلتا رہے گا، اور قیامت کے آنے کے بعد سورج کی حرکت بند ہو جائیگی۔

(۲)......جس خطہ میں سورج چلتا رہے رات وہاں نہیں آتی اور سورج کے چلن بند ہونے پر ہی رات آتی ہے، اور کسی خطۂ زمین میں اس

کی حرکت شروع ہو جاتی ہے، اور یہ صرف ظاہری اعتبار سے ہوتا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ سورج کی حرکت قیامت تک منقطع نہیں ہوتی۔

(۳)......سورج ایک سال تک اپنے مستقر پر سفر کرتا ہے، دوسرے سال پھر اس کا نیا سفر شروع ہو جاتا ہے۔

(۴)......اس مستقر سے مراد ظرف زمان نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد ظرف مکان ہے اور اس کی حسب ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۵)......عموماً گرمیوں میں سورج بلندی کی انتہاء پر ہوتا ہے، اور سردیوں میں اس کی بہ نسبت پستی پر ہوتا ہے، پس سورج گرمیوں کے موسم میں موسم گرما کے مستقر تک سفر کرتا ہے اور سردیوں میں موسم سرما کے مستقر میں تیرتا ہے۔

(۶)......سورج کے طلوع کی ہر جگہ ہر روز الگ ہوتی ہے اور وہ سال کے چھ ماہ تک ہر دن درجہ بہ درجہ الگ الگ جگہ پر طلوع ہوتا رہتا ہے اور چھ ماہ بعد ہر روز پرانے مطالع کی طرف درجہ بدرجہ سفر شروع کر دیتا ہے۔

(۷)......سورج اپنی گردش میں تیرتا ہے، اللہ نے انتہائی حکمت اور بندوں کی مصلحت کے ساتھ اس کی گردش کا دورانیہ مقرر کیا ہے۔

(۸)......کسی سال کے ابتدائی چھ ماہ میں ہر دن سورج کسی چیز کی سمت سے گزرتا ہے۔ اور اگر ہر دن ایک ہی چیز کی سمت سے گزرے تو ایک ہی جگہ مسلسل حرارت اور تمازت جذب کرنے کی وجہ سے جل جاتی اور اس زمین کے باطن میں جو رطوبتیں ہیں وہ خشک ہو جاتیں ،اس لئے اللہ نے زمین کے ہر حصہ کے لئے سورج کے الگ الگ طلوع کی جگہ مقرر کی تا کہ زمین کے باطن میں رطوبتیں جمع ہوتی رہیں اور سبزہ اور درخت برقرار رہیں، پھر بتدریج سورج کی سمت کو ہر روز زمین کے قریب کرتا رہا تا کہ کھیتوں میں غلہ اور باغوں میں پھل پک جائیں، پھر سورج کو اس سمت سے بتدریج دور کرتا رہا تا کہ زمین کی پیداوار اور نباتات جل نہ جائیں اور ظاہر ہے کہ یہ بے حد غالب اور بہت علم والے کا بنایا ہوا نظام ہے۔

(۹)...... ہر دن سورج کے طلوع و غروب کے لئے رکھا گیا ہے تا کہ دن بھی ہو اور رات کا ظہور ہوتا رہے، اور اگر مسلسل رات رہتی اور مستقل اندھیرا ہوتا اور لوگ ہمیشہ بیدار رہتے تو ان کے اعصاب تھک جاتے اور وہ مضمحل ہو جاتے، اور اگر مسلسل رات رہتی اور مستقل اندھیرا رہتا تو کاروبار حیات معطل ہو جاتا اور سورج کے طلوع اور غروب سے دن اور رات کا یہ توارد بہت غالب اور بے حد علم والے کا بنایا ہوا نظام ہے۔ (الرازی، ج۹، ص۲۷۶ وغیرہ ملخصاً و ملتقطاً)

چاند کی منزلیں:

☆......متذکرہ آیت مقدسہ میں اللہ ﷻ نے ﴿منازل﴾ کا لفظ استعمال فرمایا ہے، جو کہ ''منزل'' کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے نزول کی جگہ۔ مالک کون و مکان نے سورج اور چاند کی رفتار کی خاص حدود مقرر فرمائی ہیں۔ سورج کی تین سو ساٹھ، یا تین سو پینسٹھ منزلیں ہیں اور وہ ایک سال میں ان کو طے کرتا ہے، سورج اپنے محور میں ہی گردش کرتا ہے اور منازل طے کرتا ہے۔ چاند اپنا ہر دورہ ایک ماہ میں طے کر لیتا ہے، لیکن چاند ہر ماہ میں ایک یا دو دن نظر نہیں آتا اس لئے کہ چاند کی اٹھائیس منازل ہیں، زمانہ جاہلیت میں عربوں نے ستاروں کے نام پر ان اٹھائیس منازل کے نام رکھ لئے تھے اور پھر انہیں بارہ برجوں میں منقسم کر دیا، چاند کی اٹھائیس منازل کے عربوں نے حسب ذیل نام رکھے تھے۔

سرطان،بطین، ثریا، دبران، هقعه، هنعه، ذراع، نثره، طرف، جبهه، خراتان، صرفه، عواء، سماک ،غفر، زبنیان، اکلیل، قلب، شوله ،نعائم، بلده، سعدالذابح، سعد هلع، سعدالسعود، ،سعود الاخبیه، الفرغ المقدم، الفرغ المؤخر، بطن الحوت.

ان اٹھائیس منازل کو چاند اٹھائیس راتوں میں طے کرتا ہے اور آخری منزل میں پہنچنے کے بعد وہ ایک یا دو دن نظر نہیں آتا ، پھر باریک سا ہلال کی شکل میں نظر آتا ہے اور حسب سابق پہلی منزل سے سفر شروع کر دیتا ہے ، یہ اٹھائیس منزلیں بارہ برجوں پر تقسیم کردی گئی ہیں اور ہر برج کے لئے دو اور ایک تہائی منزل ہے ، مثلاً برج حمل کیلئے سرطان ، بطین ، اور ثریا کا ایک تہائی ہے اور برج ثور کے لئے دو تہائی ثریا ، دبران اور دو تہائی ہقعہ ہے ۔ وعلی ھذا القیاس ۔ (القرطبی، الجزء ۲۳، ص ۳۰)

حضرت نوح علیہ السلام کے سفینے کا بیان:

۵...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نہیں جانتے تھے کہ کشتی کیسے بنائی جائے؟ ، اللہ عزوجل نے انہیں وحی فرمائی کے پرندے کے سینے کی مانند کشتی بناؤ ۔ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۵۹۲)۔

اللہ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی اپنی نگرانی میں بنانے کی تاکید اس لیے کی کہ درستگی کی جانب ھدایت کی جاتی رہے ۔

علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اس کشتی میں کتنے افراد سوار تھے؟ چنانچہ مختلف اقوال یوں ملتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے مطابق اسی مرد وعورتیں کشتی میں سوار تھے ، حضرت کعب الاحبار کے مطابق ۷۲ مرد و عورتیں ، ایک قول کے مطابق دس تھے ۔

حضرت نوح علیہ السلام سال بھر سوائے دو عیدین کے روزے رکھا کرتے تھے ۔ ایک قول کے مطابق جس وقت حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے ان کی عمر مبارک ۶۰۰ سال تھی ، اور طوفان کے بعد ۳۵۰ سال زندہ رہے لیکن یہ قول محل نظر ہے اس لیے کہ قرآنی آیات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام طوفان سے پہلے اپنی قوم میں ۹۵۰ سال رہے پھر ان کی قوم کو طوفان نے آلیا ، بعد طوفان کے کتنا عرصہ حیات رہے اس بارے میں اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے ۔ ہاں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے قول کے مطابق ۴۸۰ سال طوفان سے پہلے اور بعد طوفان کے ۳۵۰ سال حیات رہے ۔ ایک مرسل روایت کے مطابق ان کی قبر انور مسجد حرام میں ہے اور یہ قول کئی متاخرین سے ثابت ترین قول ہے ۔ (البداية والنهاية ،باب قصة النوح ،ج ۱، ص ۱۲۵)۔

مشیئت ورضا کا فرق:

۶...... قرآن مجید میں اس قسم کی بے شمار آیتیں ہیں جہاں مشیت کا بیان ہے ۔ اللہ نے فرمایا: ﴿ولو شاء الله لجمعهم على الهدى اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا (الانعام: ۳۵)﴾ ۔ یہاں چاہنا بمعنی ارادہ کرنا ہے ، نہ کہ بمعنی پسند کرنا ، پسند کرنے کو رضا کہتے ہیں ، خیال رہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کے ارادے سے ہو رہا مگر اللہ صرف نیکیوں پر راضی ہے نہ کہ بُرائیوں سے ، لہذا آیت مقدسہ پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا ۔ (نور العرفان، حاشیہ نمبر ۶)

ایک مقام پر اللہ نے فرمایا: ﴿ولكن الله يفعل ما يريد مگر اللہ جو چاہے کرے (البقرة: ۲۵۳)﴾ ۔ اس آیت میں دلیل ہے کہ خیر و شر ، ایمان و کفر وغیرہ حوادثات اللہ کی مشیت کے تابع ہیں ، اور اس میں معتزلہ فرقے کے لئے لمحہ فکر یہ ہے ۔ امام غزالی اپنی شرح ''الضار النافع'' میں لکھتے ہیں: وہی ہے جس سے خیر و شر ، نفع و نقصان ، اور ہر چیز اسی رب کائنات کی جانب منسوب کی جاتی ہے ، جو کہ فرشتوں ، انسانوں ، جنوں ، جمادات ، باواسطہ یا بلاواسطہ منسوب کی جاتی ہیں ۔ پس بندے کو گمان نہیں کرنا چاہیے کہ زہر نے قتل کر دیا یا فلاں نے خود کو نقصان پہنچایا اور بیشک کھانا فربہ کرتا ہے اور نفع دیتا ہے اور بیشک فرشتے ، انسان ، شیطان اور دیگر مخلوقات چہ جائے کہ ستارے ہوں یا دیگر خیر و شکر یا نفع نقصان اپنی جانب سے پہنچاتے ہیں بلکہ ایسا ہے کہ سارے عالم کا ایک نظام ہے جو اللہ کی مشیت پر منحصر ہے اور اسی میں قدرت ازلیہ جیسے قلم کی جانب نسبت کردی جاتی ہے یا کتاب کی جانب اضافت کردی جاتی ہے ، اسی طرح جب بادشاہ کسی کو عزت دے یا سزا سنائے تو ایسا نہیں کہ قلم نے نفع یا نقصان پہنچایا بلکہ قلم تقدیر نے اس کے لئے یہی لکھا تھا اور اسی کی مثل

سارے واسطے اور اسباب کا حال ہے۔ (روح البیان، ج۱، ص ۴۸۶)

کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان مساکین کو کھانا کھلا رہے تھے تو ابوجہل نے دیکھ کر کہا: اے ابوبکر! کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ انہیں کھانا کھلانے پر قادر ہے؟ بولے: ہاں!، بولا: پھر کیوں نہیں کھلاتا؟ حضرت صدیق اکبر نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے ایک قوم کو فقر اور ایک کو غنی کر دیتا ہے، فقراء کو صبر اور اغنیاء کو خرچ کرنے کی تعلیم فرماتا ہے۔ ابوجہل بولا: خدا کی قسم! تم ہی گمراہی میں ہو۔ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ اللہ انہیں کھلانے پر قادر ہے اور نہیں کھلاتا اور تم انہیں کھلاتے ہو؟ اس پر یہ آیت ﴿فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھے کو سچ مانا (اللیل: ۶،۵)﴾۔ (القرطبی، الجزء: ۲۳، ص ۳۶)

اغراض:

ای ثمر المذکور: سے اس وہم کا دور کرنا مقصود ہے کہ ضمیر عائد تثنیہ کی ہونی چاہیے کیونکہ دو چیزوں "نخیل و اعنب" کا ذکر ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مذکورہ حکم کے ایک ہونے کے اعتبار سے مفرد ضمیر لائے۔

ای لم تعمل الثمر: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿وما﴾ میں "ما" نافیہ ہے، معنی یہ ہے کہ پھلوں کی ایجاد کا فاعل حقیقی اللہ ہی ہے، جیسا کہ ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا﴾ یہاں "ما" موصولہ ہونا صحیح ہے یعنی جو ان کے ہاتھوں نے اس حوالے سے عمل کیا، یا "ما" نکرہ موصوفہ یا مصدریہ ہے مراد ان کے ہاتھوں کا کام ہے اور ہاتھوں کے کام سے مراد کسب کرنا ہے۔ **الغریبۃ:** یعنی آسمانی و زمینی عجائب و غرائب اور ہر وہ جس کا ہم عادتاً مشاہدہ نہیں کرتے۔

داخلون فی الظلام: نشانیوں کے ظاہر ہونے کے بعد بھی جو اندھیرے میں رہے وہ ظلمت میں رہنے والی قوم ہے اور جو ان نشانیوں سے اجالا حاصل کر لے وہ یقیناً اجالے میں ہیں۔ **ای کعود المشاریخ:** جمع شمراخ ہے، مراد کھجور کے شگوفوں کا لمبا ہونا ہے۔

فانہ یرق ویتقوس ویصفر: کھجور کی ٹہنی ہے جب وہ پرانی ہو جاتی ہے تو پتلی بصورت کمان ہو جاتی نیز زرد پڑ جاتی ہے، اور قمر (چاند) میں بھی تینوں چیزیں پائی جاتی ہیں اسی لئے کھجور کی ٹہنی سے مشابہت دی گئی۔ **والنجوم:** سورج و چاند کے ساتھ ستاروں پر بھی دلالت کرنا مقصود ہے۔

نزلوا منزلۃ العقلاء: جمع کی ضمیر کے ساتھ سب ہی کو بیان کر دیا گیا کیونکہ یہ سب اپنے مدار میں تیرتے ہیں اور ان کی یہ صفت بمنزلہ عاقل ہے۔

المملوء: یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے سفینے کے تین طبقات تھے، نچلے میں درندے، درمیانے میں چوپائے، اور اوپری حصے میں آدمی و پرندے۔ **کغیرکم:** مراد مومنین ہیں۔

وھو ما عملوہ: یہ ﴿مثلہ﴾ کی تفسیر میں بیان کئے جانے والے تین اقوال میں سے ایک قول ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ انہوں نے اونٹ پر سواری کی اور تیسرا قول یہ ہے کہ انہوں نے کسی بھی چوپائے پر سواری کی تھی۔

بتعلیم اللہ: اس وہم کو دور کرنا مقصود ہے جو یہاں پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی عادت مبارکہ یہ ہے کہ بندوں کی جانب کسی صفت کی اضافت فرماتا ہے حالانکہ ہر چیز کا خالق اللہ ہی ہے لیکن یہاں اپنی جانب نسبت فرمائی کیوں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ہدایت و تعلیم اللہ ہی کی جانب سے ملتی ہے اور اس کی اضافت مخلوق کی جانب کر دی جاتی ہے اور اس لئے کہ نوح کا سفینہ اگرچہ کسی بھی قسم کا سفینہ ہو لیکن اللہ کی تعلیم و الہام کی وجہ سے بنایا گیا ہے اس لئے اللہ نے نسبت اپنی جانب فرمائی۔

من عذاب الاخرۃ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ جس طرح "خلف" کا استعمال مطلق ماضی کے لئے ہوتا ہے بالکل اسی

طرح مطلق آنے والے زمانے کے لئے بھی ہوتا ہے پس اس طرح یہ لفظ اپنی ضد کو جمع کرتا ہے، پس اس صورت میں ہم "خــلـف" کو اس معنی میں لیں گے کہ جو معاملہ ہماری عدم موجودگی میں ہوا۔

اعرضوا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ جواب شرط محذوف ہے جس پر اللہ کا فرمان: ﴿وما تاتیھم من آیة﴾ دلالت کررہا ہے۔

فی معتقدکم: مراد مومنین فقراء ہیں نہ کہ اغنیاء کفار کیونکہ وہ تو صانع حقیقی کا ہی انکار کرتے تھے جیسا کہ تم جانتے ہو۔

فی قولکم لنا ذلک: اس جملے سے اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ متذکرہ کلام کافروں کا مومنین کے لئے ہے، جس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان مساکین کو کھانا کھلاتے تھے، ابوجہل نے اُن سے کہا: اے ابوبکر! کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ اللہ انہیں کھلانے پر قادر ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں!، ابوجہل نے کہا: تو پھر کیوں نہیں کھلاتا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کسی قوم کو فقر میں مبتلا فرماتا ہے، اور کسی کو غنی کرتا ہے، اور فقراء کو روزے رکھنے اور اغنیاء کو صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہے، ابوجہل نے کہا: اللہ کی قسم اے ابوبکر تو گمراہی میں ہے معاذ اللہ، کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ ان سب کو کھلانے پر قادر ہے اور وہ کھلاتا نہیں ہے، اور تو انہیں کھلاتا ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ کلام مومنین کا کفار کے لئے ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ کلام اللہ کا مقصود کافروں کی تردید کرنا ہے۔ ای یوصوا: سے مراد ان کی اولاد و بال ہیں۔ (الصاوی، ج۵، ص۹۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿ونفخ فی الصور﴾ هُوَ قَرنُ النَّفخَةِ الثَّانِيَةِ لِلبَعثِ وَبَينَ النَّفخَتَينِ اَربَعُونَ سَنَةً ﴿فاذاهم﴾ المَقبُورُونَ ﴿من الاجداث الی ربهم ینسلون﴾ يَخرُجُونَ بِسرعَةٍ ﴿قالوا﴾ اَى الكُفارِ مِنهم، ويا لِلتَنبِيهِ ﴿يويلنا﴾ هِلاكَنا وَهوَ مَصدَرٌ لا فِعلَ لَه مِن لَفظِهِ ﴿من ؟ بعثنا من مرقدنا﴾ سكتة لِاَنَّهم كَانُوا بَينَ النَّفخَتَينِ نَائِمِينَ لَم يُعَذَّبُوا ﴿هذا﴾ اَى البَعثُ ﴿ما﴾ اَى الَّذِى ﴿وعد﴾ به ﴿الرحمن و صدق﴾ فِيهِ ﴿المرسلون (۵۲)﴾ اَقَرُّوا حِينَ لَا يَنفَعُهُمُ الاِقرارُ وَقِيلَ يُقالُ لَهم ذلكَ ﴿ان﴾ ما ﴿كانت الا صيحة واحدة فاذاهم جميع لدينا﴾ عِندَنا ﴿محضرون (۳۵) فاليوم لا تظلم نفس شيئا ولا تجزون الا﴾ جَزاءَ ﴿ما كنتم تعملون (۵۴) ان اصحب الجنة اليوم فى شغل﴾ بِسُكُونِ الغَينِ وَضَمِّها عَمَّا فِيهِ اَهلُ النَّارِ مِمَّا يَلتَذُّونَ بِه كَافتِضَاضِ الاَبكَارِ لا شَغلَ يَتعَبُونَ فِيهِ لِاَنَّ الجَنَّةَ لا نَصَبَ فِيها ﴿فكهون (۵۵)﴾ نَاعِمُونَ خَبرٌ ثانٍ لِاَنَّ وَالاَوَّلُ فِى شُغُلٍ ﴿هم﴾ مُبتَداءٌ ﴿وازواجهم فى ظلل﴾ جَمعُ ظُلَّةٍ او ظِلٍّ خَبَرٌ اَى لا تُصِيبُهُمُ الشَّمسُ ﴿على الارائك﴾ جَمعُ اَرِيكَةٍ وَهِىَ السَّرِيرُ فِى الحَجلَةِ اَوِ الفَرشِ فِيهَا ﴿متكئون (۵۶)﴾ خَبَرٌ ثَانٍ مُتَعَلِّقٌ عَلى ﴿لهم فيها فاكهة ولهم﴾ فِيهَا ﴿ما يدعون (۵۷)﴾ يَتَمَنَّونَ ﴿سلم﴾ مُبتَداءٌ ﴿قولا﴾ اَى بِالقَولِ خَبَرُهُ ﴿من رب رحيم (۵۸)﴾ بهم اى يَقولُ لَهم سَلامٌ عَلَيكم ﴿و﴾ يَقولُ ﴿امتازوا اليوم ايها المجرمون (۵۹)﴾ اَى انفَرِدُوا عَنِ المُؤمِنِينَ عِندَ اِختِلاطِهم بِهم ﴿الم اعهد اليكم﴾ آمُرُكم ﴿يبنى ادم﴾ عَلى لِسانِ رُسُلِى ﴿ان لا تعبدوا الشيطن ج﴾ لا تُطِيعُوهُ ﴿انه لكم عدو مبين (۶۰)﴾ بَيِّنُ العَدَاوَةِ ﴿وان اعبدونى﴾ وَحِّدُونِى وَاَطِيعُونِى ﴿هذا صراط﴾ طَرِيقٌ ﴿مستقيم﴾

(۶۲) ولقد اضل منکم جبلا ﴿خلقًا جمعُ جَبِیلٍ کَقَدِیمٍ وفِی قِرَائَۃٍ بِضَمِّ الباءِ﴾ کثیرا ط افلم تکونوا تعقلون (۶۲) ﴿عَدَاوَتَہٗ واِضْلَالَہٗ اَو مَا حَلَّ بِھم مِنَ العَذَابِ فَتُومِنُونَ وَیُقَال لَھم فِی الْاٰخِرَۃِ﴾ ھذہ جھنم التی کنتم توعدون (۶۳) اصلوھا الیوم بما کنتم تکفرون (۶۴) ﴿بِھا﴾ الیوم نختم علی افواھھم ﴿اَیِ الْکُفَّارِ لِقَولِھم واللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشرِکِینَ﴾ وتکلمنا ایدیھم و تشھد ارجلھم ﴿وَغَیرُھا﴾ بما کانوا یکسبون (۶۵) ﴿وَکُلُّ عُضوٍ یَنطِقُ بِمَا صَدرَ مِنہُ﴾ ولو نشاء لطمسنا علی اعینھم ﴿لَاَعْمَینَاھا طَمْسًا﴾ فاستبقوا ﴿اِبْتَدَرُوا﴾ الصراط ﴿الطَّرِیقَ ذَاھِبِینَ کَعَادَتِھم﴾ فانی ﴿فَکَیفَ﴾ یبصرون (۶۶) ﴿حِینَئِذٍ اَی لَا یُبْصِرُونَ﴾ ولو نشاء لمسخنھم ﴿قِرَدَۃً وَّخَنازِیرَ اَو حِجَارَۃً﴾ علی مکانتھم ﴿وَفِی قِرَائَۃٍ مَکَانَاتِھم جمعُ مَکَانَۃٍ بِمعنٰی مَکانٍ اَی فِی مَنَازِلِھم﴾ فما استطاعوا مضیا ولا یرجعون (۶۷) ﴿اَی لَم یَقدِرُوا علٰی ذِھَابٍ ولا مَجِیءٍ.﴾

﴿ترجمہ﴾

اور پھونکا جائے گا صور......۱......(یہ نفخہ ثانیہ مردوں کے اٹھانے کے لیے ہوگا اور دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا) جبھی وہ (جو قبروں میں ہیں) قبروں سے (الاجداث بمعنی القبور ہے) اپنے رب کی طرف تیزی سے نکلیں گے (ینسلون بمعنی یخرجون بسرعۃ کے ہے، ان میں سے جو کافر ہیں) کہیں گے ہائے ہماری ہلاکت (یا تنبیہ کے لیے ہے، ویلنا بمعنی ھلاکنا ہے، یہ مصدر ہے اس لفظ سے اس کا فعل نہیں آتا) کس نے ہمیں سوتے سے جگا دیا......۲......(یہ اس لیے کہیں گے کہ وہ دو نفخوں کی درمیانی مدت میں سوتے رہے ہونگے اور اس مدت میں انہیں عذاب نہیں دیا گیا ہوگا) یہ ہے (مردوں کا اٹھایا جانا) جس کا (ما بمعنی الذی ہے) رحمٰن نے وعدہ دیا تھا (بـــہ ضمیر مجرور جو کہ ضمیر عائد ہے، محذوف ہے) اور رسولوں نے (اس بارے میں) حق فرمایا (وہ اب اقرار کرلیں گے لیکن اس وقت کا اقرار انہیں کچھ نفع نہ دے گا اور ایک قول یہ ہے کہ ان سے یہ بات کہی جائیگی) وہ تو نہ ہوگی (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر ایک چنگھاڑ جبھی وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہو جائیں گے (لدینا بمعنی عندنا ہے) تو آج کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر (بدلہ) تمہارے کئے کا......۳......بیشک جنت والے آج دل کے بہلاؤں میں ہیں (ان تکالیف سے دور ہیں جن میں جہنمی مبتلا ہیں نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں جیسے باکرہ عورتوں کے پاس جانا......۴......اور وہاں کوئی ایسا مشغلہ نہ ہوگا جس سے جنتیوں کو تھکن ہو کیونکہ جنت میں تھکن نہ ہوگی) چین کرتے ہیں (فکھون بمعنی ناعمون ہے، یہ لانکی خبر ثانی ہے جبکہ خبر اول فی شغل ہے) وہ (ھم ضمیر مبتدا ہے) اور ان کی بیبیاں سایوں میں ہیں (فی ظلل خبر ہے، "ظلل" ظلۃ یا ظل کی جمع ہے یعنی جنتیوں کو دھوپ نہیں پہنچے گی) تختوں پر ("ارائک" اریکۃ کی جمع ہے اریکۃ گنبد بر معلق یا زمین لگے تخت کو کہتے ہیں) تکیہ لگائے (یہ مبتدا کی خبر ثانی ہے، اور یہ علــی الارائک کے متعلق ہے) ان کے لیے (اس میں) میوہ ہے اور ان کے لیے ہے (اس میں) جو مانگیں (یعنی جس کی وہ تمنا کریں) ان پر سلام ہوگا......۵......(سلم مبتدا ہے) فرمایا ہوا (قولا حرف یاء کے حذف کی وجہ سے منصوب ہے دراصل بالقول ہے) مہربان کا (ان لوگوں پر، من رب رحیم یہ مبتدا کی خبر ہے معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل ان سے فرمائیگا تم پر سلامتی ہو) اور (فرمائیگا) آج الگ پھٹ اے مجرموں......۶......) ان کے مسلمانوں کے ساتھ مخلوط ہونے کے وقت کہا جائیگا تم لوگ مسلمانوں سے الگ ہو جاؤ) اے اولاد آدم ایک میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا (تمہیں حکم نہ دیا تھا اپنے رسولوں کی زبانی) کہ شیطان

کو نہ پوجنا (اس کی فرمانبرداری نہ کرنا......۶......) بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (اس کی عداوت ظاہر ہے) اور میری بندگی کرنا (مجھے ایک ماننا اور میری اطاعت کرنا) یہ سیدھی راہ ہے (صراط بمعنی طریق ہے) اور بیشک اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو بہکا دیا ("جبلا" جبیل بروزن قدیم کی جمع ہے بمعنی خلقاء اور ایک قرائت میں یہ باء مضمومہ کے ساتھ ہے) تو کیا تم عقل......۸......نہ رکھتے تھے (اس کی دشمنی اور اس کے گمراہ کرنے کی یا ان پر نازل ہونے والے عذاب کی کہ ایمان لے آتے اور آخرت میں ان سے کہا جائیگا) یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ تھا (بھا ضمیر عائد مع حرف جر محذوف ہے) آج اسی میں جاؤ بدلہ اپنے کفر کا آج ہم ان کے مونہوں پر (یعنی کفار کے مونھوں پر) مہر کردیں گے (ان کے قول ﴿والله ربنا ما کنا مشرکین اے اللہ ہمارے رب ہم مشرک نہ تھے﴾ کے سبب) اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں (وغیرہ) ان کے کئے کی گواہی دیں گے (پس ہر عضو اس گناہ کی خبر دے گا جو اس سے صادر کیا گیا تھا......۹......) اور اگر ہم ان کی آنکھیں مٹا دیتے (یعنی ان کی آنکھیں مٹا کر اندھا کردیتے) پھر لپک کر رستے کی طرف جاتے (استبقوا بمعنی ابتدوا ہے، الصراط بمعنی الطریق ہے یعنی وہ جس رستے کی طرف جاتے) تو (اس وقت) انہیں کیسے سوجھتا (انی بمعنی کیف ہے) یعنی وہ دیکھ نہیں سکتے اور اگر ہم چاہتے تو انہیں مسخ کردیتے (بندر، خنزیر یا پتھر کی صورت میں) ان کے بیٹھے (علی مکانتھم بمعنی فی متنازلھم ہے، ایک قرائت میں مکا نتھم کو مکاناتھم پڑھا گیا ہے یہ مکانۃ کی جمع ہے بمعنی مکان ہے) تو نہ آگے بڑھ سکتے نہ پیچھے لوٹتے (یعنی وہ کہیں آنے جانے کی طاقت نہ پاتے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ونفخ فی الصور فاذاھم من الاجداث الی ربھم ینسلون٥﴾۔

و: مستانفہ، نفخ فی الصور: فعل با نائب الفاعل و ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، ھم: مبتدا، من الاجداث: ظرف لغو اول، الی ربھم: ظرف لغو ثانی، ینسلون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا یویلنا من بعثنا من مرقدنا ھذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون٥﴾۔

قالوا: قول، یویلنا: نداء، من: استفہامیہ مبتدا، بعثنا: فعل با فاعل، من مرقدنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقول، ملکر جملہ قولیہ، ھذا: مبتدا، ما: موصولہ، وعد الرحمن: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، صدق المرسلون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ھم جمیع لدینا محضرون٥﴾۔

ان: نافیہ، کانت: فعل ناقص با اسم، الا: اداۃ حصر، صیحۃ واحدۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، ھم: مبتدا، جمیع: خبر اول، لدینا: ظرف لغو، محضرون: اسم مفعول با نائب الفاعل، ملکر شبہ جملہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فالیوم لاتظلم نفس شیئا ولا تجزون الا ما کنتم تعملون٥﴾۔

ف: مستانفہ، الیوم: ظرف مقدم، لاتظلم نفس: فعل نفی مجہول و نائب الفاعل، شیئا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تجزون: فعل نفی مجہول با نائب الفاعل، الا: اداۃ حصر، ما کنتم تعملون: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اصحب الجنۃ الیوم فی شغل فکھون٥ ھم وازواجھم فی ظلل علی الارائک متکئون٥﴾۔

ان: حرف مشبہ، اصحب الجنۃ: ذوالحال، الیوم: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم، فی شغل: ظرف مستقر خبر اول، فکھون: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، ھم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ازواجھم: معطوف، ملکر مبتدا، فی ظلل: ظرف مستقر خبر اول، علی الارائک

متکئون: شبہ جملہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لهم فيها فاكهة ولهم ما يدعون۝﴾.

لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، فيها: ظرف مستقر حال مقدم، فاكهة: ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، مایدعون: موصول صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سلم قولا من رب رحيم۝﴾.

سلم: مبتدا، قولا: موصوف، من رب رحيم: ظرف مستقر صفت، ملکر فعل محذوف "يقال لهم" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وامتازوا اليوم ايها المجرمون۝ الم اعهد اليكم يبنى ادم ان لا تعبدوا الشيطن﴾.

و: عاطفہ، امتازو: فعل امر با فاعل، اليوم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ايهـا الـمـجـرمـون: نداء، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر قول محذوف "يقول الله لهم" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ہمزہ: حرف استفہام، لم اعهد: فعل نفی با فاعل، اليكم: ظرف لغو، ان: مصدریہ، لا تـعـبـدوا الشـيـطـن: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، يـبـنـى ادم: نداء، ملکر جملہ ندائیہ قول محذوف "يقول الله لهم" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انه لكم عدو مبين۝ وان اعبدوني هذا صراط مستقيم۝﴾.

انه: حرف مشبہ و اسم، لكم عدو: شبہ جملہ موصوف، مبين: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: مصدریہ، اعبدوني: جملہ فعلیہ بتاویل ماقبل "ان تعبدوا الشيطن" پر معطوف ہے، هذا: مبتدا، صراط مستقيم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

صور کے اثر سے محفوظ رہنے والے دس مستثنیات:

لـ......ہم نے طلباء کی سہولت کے لئے کئی مقامات پر صور پھونکے جانے کے حوالے سے کلام کیا ہے، چنانچہ عطائین جلد ۲، صفحہ نمبر ۱۲۸، عطائین، جلد ۳، ص ۳۷۳ پر مفصل کلام کر چکے ہیں۔ یہاں حافظ ابن حجر عسقلانی کی تحقیق کے تحت ان دس مستثنیات کا بیان کرتے ہیں کہ جن کے تحت محدثین ومفسرین ودیگر اہل علم نے دس اقسام کے لوگوں کو صور کے اثر سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ونفخ فى الصور فصعق من فى السموت ومن فى الارض الا من شاء الله ثم نفخ فيه اخرى فاذا هم قيام ينظرون (الزمر:۶۸)﴾۔ صور کتنی بار پھونکا جائے گا اس کا ذکر متذکرہ آیت کے تحت دو مرتبہ ہے۔ جمہور علماء و محققین کا اس کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے کہ صور کتنی بار پھونکا جائے گا؟ شیخ ابن حزم نے چار مرتبہ کا ذکر کیا ہے لیکن حافظ سیوطی، ابن حجر عسقلانی وغیرہ نے اس قول کی تردید کی ہے۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب صور پھونکا جائے گا تو لوگ بے ہوش ہو جائیں گے، پس میں وہ پہلا شخص ہونگا جو اس کے اثر سے محفوظ کھڑا ہونگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش الٰہی کو تھامے ہوئے ہونگے اور میں نہیں جانتا کہ وہ محفوظ رہے یا نہیں"۔ (صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب: نفخ فى الصور، رقم: ۶۵۱۷، ص ۱۱۲۹)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی نے دس مستثنیات ذکر فرمائے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱،۲)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے جس پر بعض نے اشکال پیش کیا ہے، اور امام ہناد نے "التذكرة" میں حضرت سعید

بن جبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے تحت مراد شہداء ہیں۔ (ماہر فن حدیث کا اس بارے میں کچھ اختلاف ہے، کہ آیا اس حدیث کی سند حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ تک صحیح ہے یا نہیں۔)

(۳)...... مذکورہ استثناء سے حضرات انبیائے کرام مراد ہیں، امام بیہقی کا میلان اسی جانب ہے۔ انہوں نے کہا کہ جائز ہے کہ اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں، انہوں نے کہا کہ میری توجیہ یہ ہے کہ حضرات انبیائے کرام شہداء کی مانند اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ پس جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو تمام انبیائے کرام اور شہداء بے ہوش ہو جائیں گے اور یہ ان کے حق میں مکمل موت نہیں ہوگی صرف ان کے حواس معطل ہو جائیں گے، اور ان کا شعور کام کرنا چھوڑ دیگا۔ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز قرار دیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بیہوش ہونے سے مستثنیٰ رکھا ہو، اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان میں سے بیہوش ہونے سے مستثنیٰ رکھا ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ان میں سے ہوں جن کو اللہ عزوجل نے بیہوش ہونے سے مستثنیٰ رکھا ہے تو پھر ان کے حواس اور شعور برقرار رہیں گے، اور طور پر تجلی کے وقت جو وہ بے ہوش ہو گئے تھے اسی بے ہوشی کو اس بے ہوشی کے قائم مقام کر دیا ہو، پھر امام بیہقی نے شہداء کے متعلق سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا اثر ذکر کیا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کو اللہ عزوجل نے بیہوش کرنا نہیں چاہا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اس سے مراد شہداء ہیں، اس حدیث کی سند کو حاکم نے صحیح کہا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور امام جریر طبری نے بھی اس کو راجح قرار دیا ہے۔

(۴)...... یحییٰ بن سلام نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو لوگ آخر میں بچ جائیں گے وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام، اور ملک الموت علیہ السلام ہونگے۔ پھر اول الذکر تین حضرات فوت ہو جائیں گے، پھر اللہ حضرت ملک الموت علیہ السلام سے فرمائے گا کہ تم بھی فوت ہو جاؤ اور وہ بھی فوت ہو جائیں گے، میں کہتا ہوں کہ اس کی مثل حدیث امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور امام ابن مردویہ نے بھی اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ اللہ نے جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، ملک الموت علیہ السلام تین کا استثناء کیا ہے، اس حدیث کی سند ضعیف ہے، اور امام ابن جریر اور امام ابن مردویہ نے اس کو ایک اور سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام ابن جریر نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس سے یحییٰ بن سلام کی مثل روایت کیا ہے اور امام ابن جریر نے اس کو سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے کہ اس مستثنیٰ افراد میں حاملین عرش نہیں ہیں کیونکہ وہ آسمانوں کے اوپر ہیں اور آیت میں زمینوں اور آسمانوں کے لوگوں کا استثناء ہے۔

(۵)...... آسمانوں اور زمینوں کے لوگ بیہوش ہونگے اور حاملین عرش ان میں داخل نہیں ہیں، جیسا کہ ماقبل ذکر ہوا۔

(۶)...... رسل ملائکہ اربعہ اور حاملین عرش بیہوش نہیں ہونگے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث اس پر شاہد ہے اور معروف و مشہور بھی ہے، اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے، اس حدیث کی سند ضعیف اور مضطرب ہے۔ کعب الاحبار سے بھی اس کی مثل مروی ہے اور انہوں نے کہا وہ بارہ افراد ہیں، اس کو امام بیہقی اور ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے مقطوعاً روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(۷)...... امام ابن جریر نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت انس اور قتادہ سے روایت کیا ہے کہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام مستثنیٰ ہیں اور امام ثعلبی نے اس حدیث کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۸)...... بیہوش ہونے سے جنت کے غلمان اور بڑی آنکھوں والی حوریں مستثنیٰ ہیں۔

(۹)...... جنت کے حور و غلمان اور جنت و دوزخ کے خازن اور دوزخ کے سانپ، بچھو مستثنیٰ ہیں، اور اس قول کو امام ثعلبی نے ضحاک بن

مزاحم سے روایت کیا ہے۔
(۱۰)......محمد بن حزم نے الملل والنحل میں جزم کے ساتھ کہا ہے کہ تمام ملائکہ بیہوش ہونے سے محفوظ رہیں گے، انہوں نے کہا کہ ملائکہ خودارواح ہیں، ان میں اورروحیں داخل نہیں ہیں لہذا ان پر بالکل موت نہیں آئے گی۔
امام ابن جریر نے سند صحیح کے ساتھ قتادہ سے روایت کیا ہے کہ بیہوش ہونے سے صرف اللہ کی ذات مستثنیٰ ہے ورنہ ہر شخص کو اللہ نے موت کا ذائقہ چکھانا ہے، اور اس کو ایک مستقل قول بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔
امام بیہقی نے کہا ہے کہ اہل نظر نے ان اقوال میں سے اکثر کو ضعیف قرار دیا ہے، کیونکہ اس آیت میں بیہوش ہونے سے ان لوگوں کا استثناء فرمایا ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں رہتے ہیں اور ان میں سے اکثر آسمانوں اور زمینوں کے رہنے والے ہیں کیونکہ عرش آسمان کے اوپر ہے سو حاملین عرش ان میں رہنے والے نہیں، اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام عرش کے گرد صف باندھنے والوں میں سے ہیں، اور جنت آسمانوں کے اوپر ہے اور جنت ودوزخ منفرد عالم ہیں جن کو باقی، قائم ودائم رکھنے کے لئے تخلیق کیا گیا ہے، یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مستثنیٰ لوگ فرشتوں کے غیر ہیں، کیونکہ امام عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت لقیط بن عامر سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں آپ کا ارشاد ہے: ''تم زمین پر ٹھہرو گے جب تک ٹھہرو گے، پھر ایک ہولناک چیخ بھیجی جائے گی، سوتمہارے معبود کی قسم! وہ چیخ زمین کے ہر شخص پر موت طاری کردے گی حتی کہ وہ فرشتے بھی مرجائیں گے جو تمہارے رب کے ساتھ ہیں۔ (فتح الباری، کتاب الرقاق، باب: نفخ الصور، رقم: ۶۵۱۷، ج ۱۱، ص ۴۵۱)

کافروں کا اپنی خوابگاہوں سے اٹھنا

۲......اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿قالوا یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا...... الخ﴾ کہیں گے ہائے ہماری خرابی کس نے ہمیں سوتے سے جگادیا(یٰس: ۵۲)﴾ یہ قول مشرکین کا ہوگا۔ جب قبروں سے اٹھانے کے لئے صور پھونکا جائے گا تاکہ قیامت قائم کی جائے اور کافروں کی روحیں ان کے جسموں کی جانب پھیردی جائیں گی، اور یہ مرنے کے بعد طویل نیند ہوجانے پر ہوگا، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ یہ نیند دونفخوں کے مابین ہوگی۔
☆......قتادہ کہتے ہیں کہ متذکرہ بالا قول کے قائل گمراہ لوگ ہونگے۔
☆......مجاہد کہتے ہیں کہ قائل کافر ہونگے۔ (الطبری، الجزء: ۲۳، ص ۲۱ وغیرہ)
☆......ابن عباس کہتے ہیں کہ کافر یہ قول اس لئے کہیں گے کہ دونفخوں کے مابین ان سے عذاب دور کردیا جائے گا، اور دوسرے نفخہ کے بعد جب انہیں اٹھایا جائے گا تو انہیں خوف قیامت دامن گیر ہوگا، پس اسی وجہ سے وہ نالاں ہونگے۔ دونفخوں کے مابین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق چالیس دن، چالیس ماہ یا چالیس سال کا عرصہ گزرے گا۔ (الخازن، ج ۴، ص ۱۰)

اللہ عزوجل کے فضل سے نہ ہونے والی عبادت پر بھی ثواب ملنا

۳......اللہ عزوجل نے اس مقام پر واضح بیان فرمادیا کہ کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا، نہ مؤمن پر اور نہ ہی کافر پر، اس طور پر آیت میں عموم پایا جارہا ہے۔ آیت کے دوسرے حصے میں یہ بیان ہے کہ انسان کو صرف اسی عمل کی جزا (ثواب) ملے گا جو اس نے کیا، تاہم مفسرین کرام کہتے ہیں کہ یہ فقط کفار کے ساتھ خاص ہے کیونکہ کفار کو انہی کاموں کی جزادی جائے گی جو انہوں نے کئے ہیں اور یہی ان کے ساتھ عدل کرنا ہے، جب کہ مؤمنین پر فضل وانعام فرماتا ہے اور ان کاموں کی بھی جزادے گا جو انہوں نے نہیں کئے۔

(الرازی، ج ۹، ص ۲۹۳)

ہم کہتے ہیں کہ کافروں کو اللہ ﷻ دنیا ہی میں ان کے اچھے کاموں کا بدلہ دے دیتا ہے، اور مومنین کو اپنے فضل سے اضافہ کر کے بھی دیتا ہے اور بعض ان کاموں کا بھی اجر دیتا ہے جو انہوں نے نہیں کئے ہوتے۔ اللہ ﷻ فرماتا ہے: ﴿من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے اور ضرور انہیں ان کا اجر دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہوں (النحل: ۹۷)﴾۔

☆...... حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو جو عمل وہ تندرستی اور اقامت میں کرتا ہے وہ عمل بھی اس کے لئے لکھا جاتا ہے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب: ما یکتب للمسافر برقم:۲۹۹۶،ص۴۹۰)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی بندہ کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ اس کے محافظ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کی بُرائی نہ لکھو اور یہ جو نیکی کرے اس کے عوض دس نیکیاں لکھو اور صحت کی حالت میں جو نیکی کرتا تھا اسے بھی لکھو اگر چہ بیماری میں نہیں کر سکا''۔ (مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب:ما یجری علی المریض، رقم:۳۸۱۳،ج۳،ص۲۳)

☆...... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب میں اپنے کسی مومن بندے کو، کسی مرض میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ میری آزمائش پر میری حمد کرتا ہے تو میں فرشتوں سے کہتا ہوں کہ تم اس کی صحت کے ایام میں اس کا جو اجر لکھتے وہی لکھتے رہو''۔

(المعجم الکبیر،عن شداد بن اوس، رقم: ۷۱۳۶،ج۷،ص۲۷۹)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جس بندہ کو بھی کسی مرض میں مبتلا کرتا ہے تو اس کے صحیفۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس شخص نے جو بُرا عمل کیا ہے وہ نہ لکھو اور جو نیک کام کیا ہے تو دس گنا لکھ دو، اور صحت کے ایام میں یہ شخص جو نیک عمل کرتا تھا اس کو حسب دستور لکھتے رہو، خواہ یہ عمل نہ کرے''۔ (مسند ابی یعلی،شھر بن حوشب عن ابی ھریرۃ، رقم: ۶۶۳۱،ج۵،ص۱۲۶)

جنتی انعام وخواتین، حورالعین سے تلذذ:

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کی ہیں جن کو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال آیا، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو: ﴿فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا (السجدۃ:۱۷)﴾۔

☆...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت میں سے ادنی درجہ اس شخص کا ہے جو ایک ہزار سال کی مسافت سے اپنے باغات کی طرف دیکھ رہا ہوگا اور اپنی ازواج کی طرف اور اپنی نعمت کی طرف اور اپنے خادمین کی جانب، اور اپنے مسہریوں کی جانب، اور اہل جنت میں سے اللہ کے نزدیک مکرم ہوگا اور وہ ہر صبح اور شام کو اللہ کے چہرے (بے مثال) کی طرف دیکھے گا، پھر سید عالم ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ کچھ مونھ اس دن تروتازہ ہونگے اپنے رب کو دیکھتے (القیامۃ:۲۲،۲۳)﴾۔ (سنن الترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ،باب: ما جاء فی رؤیۃ الرب، رقم:۲۵۶۲،ص۷۳۵)

☆...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ایک جنتی شخص ستر کنواری حوروں کے ساتھ ایک دن میں لذت مباشرت کرے گا اور اللہ انہیں دوبارہ کنواری حوریں بنا دیگا''۔

(کنزالعمال، رقم: ، کتاب القیامۃ،باب:ذکر اھل الجنۃ ومراتبھم،۳۹۳۵۱،ج۷،ص۲۰۵)

اہل جنت پر سلامتی کے ارشادات:

۵......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فقراء میں سے ایک شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوا، اس نے کہا کہ میں فقراء کا ایک قاصد ہوں، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مرحبا، اُس قوم کے نمائندے جو مجھے محبوب ہے"، اس نے کہا یا رسول اللہ فقراء کہتے ہیں: امیر لوگ ہر قسم کے خیر کے امور انجام دے لیتے ہیں، وہ حج کرتے ہیں لیکن ہمیں حج کی استطاعت نہیں، وہ صدقہ کرتے ہیں لیکن ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے، وہ غلام آزاد کرتے ہیں لیکن ہمیں اس پر قدرت نہیں، مریضوں کی مال وغیرہ سے مدد کرتے ہیں، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری جانب سے فقراء کو یہ پیغام دے دینا اور کہنا کہ جو مجھ سے تین امور میں احتساب کا وعدہ کرے تو امیر لوگ ان سے کچھ آگے نہ ہوں، (۱)...... جنت میں سرخ یاقوت کے کمرے ہونگے جنہیں اہل جنت دیکھیں گے جیسا کہ دنیا میں ستاروں کو دیکھا جاتا ہے یہ کمرے فقط فقراء کے لئے ہوں گے، یا شہید یا مومن فقیر کیلئے، (۲)......فقراء جنت میں امیر لوگوں کے مقابلے میں نصف دن پہلے داخل ہونگے اور نصف دن کی مقدار پانچ سو سال ہے، (۳)...... جب فقراء یہ کہیں: سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو امیر لوگ اس جملے کے کہنے سے فقراء سے آگے نہیں بڑھ سکتے، فقراء کو اس جملے کے ادا کرنے کا دوگنا ثواب ملے گا۔

یہ بھی جاننا چاہیے کہ فرشتوں کے سلام کو دنیا میں سننا اور انہیں دیکھنا خاص بندوں کے ساتھ متعلق ہے جو فرشتوں کے لطایف جوہر کو سننے اور دیکھنے کی طاقت رکھتے ہیں، امام غزالی "المنقذ من الضلال" میں فرماتے ہیں کہ حضرات صوفیاء فرشتوں کو حالت نیند میں دیکھ لیا کرتے تھے، تاکہ ان کے نفوس کو طہارت حاصل ہو اور ان کے دل مزید تزکیہ (پاکیزگی) حاصل کریں، ہر قسم کی نقص و گندگی دور ہو، دنیاوی مال واسباب کی محبتیں ختم ہوں، اللہ کا نام نامی اسم گرامی علمی، عملی، دائمی طور پر بلند ہو، اور فرشتوں کو عالم مثال (خواب) یا عالم نشاۃ (وقت آخر/ جنت) کے علاوہ نہیں دیکھا جاسکتا جیسا کہ مخفی نہیں۔ (روح البیان، ج ٤، ص ٤٧١)

مجرمین کا مسلمین سے الگ ہونا:

۶......مقاتل، سدی اور زجاج فرماتے ہیں کہ مجرم اور نافرمان بندوں کو حکم ہوگا کہ میرے نیکوکار بندوں سے جدا ہو جاؤ یعنی مومنین کو عزت واحترام کے ساتھ جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور مجرموں کو دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا۔ اس آیت کا عطف سابقہ آیت کے مضمون پر ہے۔ ضحاک فرماتے ہیں کہ ہر کافر کے لئے دوزخ میں ایک کمرہ ہوگا جس میں وہ داخل ہوگا تو اس کا دروازہ آگ کے ساتھ بند کر دیا جائے گا پھر وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، نہ وہ کسی کو دیکھ سکے گا اور نہ اسے کوئی دیکھ سکے گا۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ دوزخ میں جب اس شخص کو ڈالا جائے گا جس نے ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے تو ان کے لئے لوہے کے تابوت بنائے جائیں گے جن میں کیل بھی لوہے کے ہونگے، پھر ان تابوتوں کو دوسرے لوہے کے تابوتوں میں بند کر دیا جائے گا پھر انہیں جہنم کے نچلے طبقے میں پھینکا جائے گا ان میں کوئی یہ نہیں سوچے گا کہ میرے علاوہ بھی کسی کو عذاب ہو رہا ہے۔ ابو نعیم اور بیہقی نے سوید بن غفلہ سے اسی طرح یہ حدیث نقل کی ہے۔ (المظھری، ج ٦، ص ٧٣)

شیطان اور انسان میں عداوت کب، کیسے اور کیوں ہوئی؟

۷......سوال یہ ہے کہ انسان اور شیطان میں عداوت کیسے ہوگئی؟ ہم کہتے ہیں کہ اس عداوت کی ابتداء شیطان کی طرف سے ہوئی ہے اور اس کا سبب یہ بنا کہ اللہ عزوجل نے بنی آدم کی تکریم فرمائی، جب ابلیس نے دیکھا کہ اس کا رب آدم علیہ السلام کی تکریم فرماتا ہے تو اس کے جی میں بغض پیدا ہوا۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ابلیس کی عداوت کی مثال دیجئے؟ تو ہم کہیں گے کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو مکرم کیا تو

ابلیس عداوت کا شکار ہوا، اور ابلیس نے گمان کیا کہ اللہ ﷻ آدم علیہ السلام کو اس کا مقام ومرتبہ دے گا اور اُسے آدم علیہ السلام کا مقام دے گا، جیسا کہ کسی بادشاہ کے دربار میں عہدے تبدیل ہوا کرتے ہیں، اور اللہ ﷻ دلوں کی بات جانتا ہے اور شیطان نے اپنا مخفی امر ظاہر فرمایا، پس اس کے جی میں جو کچھ تھا ان لفظوں ﴿لاقعدن لهم صراطك المستقيم میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا (الاعراف: ۱۶)﴾ میں ظاہر ہوا۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے تو پھر انسان اس کی مرضی پر کیوں چلتا ہے؟ مثلاً شراب، زنا، اور دیگر مکروہ کام کیوں کرتا ہے؟ ہم کہیں گے کہ ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ شیطان کے کارندے انسان کے آس پاس ہوتے ہیں اور انسان اللہ ﷻ کی مدد و نصرت طلب کرنا چھوڑ دیتا ہے، اور انسان اللہ ﷻ کی مدد کو چھوڑ کر اس شہوت کے ذریعے مدد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اللہ ﷻ نے انسان کی کامیابی و بقاء وسربلندی کے لئے رکھی ہے اور اس شہوت کو اللہ ﷻ نے مہلکات کو دور کرنے کے لئے رکھا ہے لیکن اب انسان نے ناجائز خواہش کو پورا کیا اور اب اللہ ﷻ کے غضب سے بچنے کے لئے ان طریقوں کو استعمال کرنا چاہا جو اللہ ﷻ نے مفاسد کو دور کرنے کے لئے پیدا کئے تھے اور نتیجہ یہ نکلا کہ انسان اللہ ﷻ کی جانب سے وبال میں پڑ گیا۔ اور انسان کا نافرمانی کی طرف مائل ہونا ایسا ہے جیسا کہ مریض مرض کی جانب بڑھتا جاتا ہے اور انسان اپنے مزاج کے اعتبار سے اعتدال سے ہٹ جاتا ہے، پس وہ گرم پانی کو ٹھنڈا سمجھتا ہے اور اس طرح اس کا مرض بڑھتا رہتا ہے۔ اور اسی سے معدے میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور معدہ کم غذا کو بھی ہضم نہیں کر پاتا اور کثیر غذا کی جانب مائل ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا معدہ مزید خراب ہو جاتا ہے۔ اور جس انسان کا مزاج درست ہو وہ اسی جانب مائل ہوتا ہے جو اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ (الرازی، ج۹، ص ۳۰۰ ملخصاً)

"التعریفات" کی رو سے عقل کی تعریف واقسام:

۸۔۔۔۔۔علامہ جرجانی نے عقل کی درج ذیل تعریفات کی ہیں:

(۱)۔۔۔۔۔عقل ایسا جوہر ہے جو اپنی ذات میں مادہ سے مجرد ہے اور اپنے فعل میں مادہ سے مقارن ہے۔

(۲)۔۔۔۔۔وہ نفس ناطقہ ہے جس کو ہر شخص "میں" سے تعبیر کرتا ہے۔

(۳)۔۔۔۔۔عقل ایک جوہر روحانی ہے جس کو اللہ نے بدن سے متعلق کر کے پیدا کیا ہے۔

(۴)۔۔۔۔۔عقل دل میں ایک نور ہے جو حق و باطل کی معرفت رکھتا ہے۔

(۵)۔۔۔۔۔عقل ایسا جوہر ہے جو مادہ سے مجرد ہے اور بدن کے ساتھ متعلق ہے اور اس کی تدبیر اور اس میں تصرف کرتا ہے۔

(۶)۔۔۔۔۔عقل نفس ناطقہ کی قوت کا نام ہے، اور اس میں تصریح ہے کہ قوت عاقلہ نفس ناطقہ کی مغائر ہے اور تحقیق یہ ہے کہ فاعل نفس ہے اور عقل اس کا آلہ ہے، جیسے کاٹنے والے کے ہاتھ میں چھری آلہ ہوتی ہے۔

(۷)۔۔۔۔۔عقل، نفس، ذہن تینوں ایک چیز کے مختلف نام ہیں، جس حیثیت سے وہ ادراک کرتی ہے اس کو عقل کہتے ہیں اور جس حیثیت سے تصرف کرتی ہے اس کو نفس کہتے ہیں اور جس حیثیت سے وہ ادراک کی صلاحیت رکھتی ہے اس کو ذہن کہتے ہیں، جس چیز سے حقائق اشیاء کا ادراک کیا جائے اس کا محل سَر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا محل دل ہوتا ہے۔

عقل کی چار قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔۔۔مستفاد: جس کے سامنے تمام معلومات نظریہ حاضر ہوں اور کوئی چیز غائب نہ ہو (یہ حضرات انبیائے کرام کی عقل ہوتی ہے)۔

(۲)۔۔۔۔۔بالفعل: قوت عاقلہ میں تمام نظریات مخزون ہوں اور اس میں ان کے حصول کا ملکہ اور مہارت ہو۔

(۳)......بالملکہ: اس کو بدیہیات حاصل ہوں اور اس میں نظریات کو حاصل کرنے کی صلاحیت ہو۔
(۴)......عقل ہیولانی: اس میں معقولات کو حاصل کرنے کی صرف استعداد اور صلاحیت ہو، اور یہ محض ایک قوت ہے جو عقل سے خالی ہو، جیسے بچوں کی عقل ہوتی ہے۔ (التعریفات، ص ۱۰٤ وغیرہ)

تمام اعضاء کا گواہی دینا:

۹......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ میں کیوں ہنسا؟ ہم نے عرض کی اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: ''مجھے بندے کی اپنے رب عزوجل کی جانب سے اس بات پر ہنسی آئی کہ بندہ کہے گا: اے میرے رب عزوجل! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی، اللہ عزوجل فرمائے گا کیوں نہیں!، بندہ کہے گا آج میں اپنے خلاف، اپنے سوا کسی اور کو گواہی دینے کی اجازت نہیں دونگا، اللہ عزوجل فرمائے گا آج تمہارے خلاف تمہاری گواہی کافی ہوگی، یا کراما کاتبین کی گواہی کافی ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اس کے مونھ پر مہر کردی جائیگی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا کہ تم بتاؤ، پھر اس کے اعضاء کلام کریں گے، پھر اس کے کلام کے درمیان تخلیہ کیا جائے گا اور پھر وہ اپنے اعضاء سے کہے گا، دور ہو، دفع ہو، میں تمہاری طرف سے ہی تو جھگڑ رہا تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب: الدنیا سجن المومن، رقم: (۷۳۳۳)/۲۹۶۹، ص ۱٤٥٦)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں تو کیا سورج کے دیکھنے سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے''؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم کو اپنے رب عزوجل کو دیکھنے سے اتنی ہی تکلیف ہوگی جتنی تمہیں سورج، چاند کو دیکھنے سے ہوتی ہے، پھر اللہ عزوجل بندے سے ملاقات کرے گا اور اس سے فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تجھ کو عزت اور سرداری نہیں دی تھی، کیا میں نے تجھ کو زوجہ نہیں دی تھی، کیا میں نے تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کئے تھے، اور کیا میں نے تجھ کو ریاست اور خوشحال زندگی میں نہیں چھوڑا تھا، اللہ عزوجل فرمائے گا کیا تو یہ گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے؟ وہ کہے گا نہیں، اللہ عزوجل فرمائے گا: میں نے بھی تجھ کو اسی طرح بھلا دیا ہے جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا، پھر اللہ عزوجل دوسرے بندے سے ملاقات کرے گا اور فرمائے گا: کیا میں نے تجھ کو عزت اور سیادت نہیں دی تھی، کیا میں نے تجھ کو زوجہ نہیں دی تھی، کیا میں نے تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ نہیں مسخر کئے تھے، اور کیا میں نے تجھے ریاست اور خوشحالی نہیں دی تھی، وہ شخص کہے گا کیوں نہیں، اللہ عزوجل فرمائے گا کیا تیرا گمان تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے؟ وہ کہے گا نہیں۔ اللہ عزوجل فرمائیگا میں نے بھی تجھے اسی طرح بھلا دیا ہے جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔ پھر اللہ عزوجل تیسرے بندے کو بُلا کر یونہی فرمائے گا وہ کہے گا اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے تیری کتاب پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا، میں نے نماز پڑھی، روزہ رکھا، صدقہ دیا، اپنی استطاعت کے مطابق نیکیاں کیں، اللہ عزوجل فرمائے گا: ابھی پتہ چل جائے گا، پھر اس سے کہا جائے گا کہ ہم ابھی تیرے خلاف اپنے گواہ پیش کرتے ہیں، وہ بندہ اپنے دل میں سوچے گا کہ میرے خلاف کون گواہی دیگا؟ پھر اس کے مونھ پر مہر کردی جائے گی اور اس کی ران، اس کے گوشت اور اس کی ہڈیوں سے کہا جائے گا تم بتاؤ! پھر اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کو بیان کریں گے اور یہ معاملہ اس وجہ سے کیا جائے گا کہ خود اس کی ذات سے اس کے خلاف حجت قائم ہو اور جس شخص کا ذکر کیا گیا ہے یہ وہ منافق ہوگا جس سے اللہ ناراض ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب: الدنیا سجن المومن، رقم: (۷۳۳۲)/۲۹٦۸، ص ۱٤٥٦)

اغراض:

ای المقبورون: یعنی ہر میت اپنی شان کے لائق قبر میں ہوگی اور اسی قبر میں جسم کا کھایا جانا بھی بحسب مراتب داخل ہے۔
یخرجون بسرعة: اپنے ذاتی اختیار سے نہیں بلکہ اللہ کے قہر وغضب کی وجہ سے اپنے پاؤں پر قبر سے نکل کر میدان حشر کی جانب چلیں گے۔**ای الکفار:** مراد اس قول کے قائل صرف کفار ہیں نہ کہ کل مخلوق، جب وہ قیامت میں مومنین کو شادمان دیکھیں گے اور دائمی نعمتیں اور رویت باری ﷻ بھی ہوگی۔
للتنبیه: ایک اعتراض دور کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ متذکرہ نداء ﴿یا﴾ عقلاء کے ساتھ خاص ہے پھر ﴿ویل﴾ کو اس کے ساتھ کیوں شامل کیا گیا جب کہ غیر عقلاء میں سے ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں حصر کے ذریعے تنبیہ کرنا مقصود ہے۔**لا فعل له من لفظه:** بمعنی **هلک** ہے۔
لانهم کانوا بین النفختین نائمین: یعنی جب اللہ ان سے عذاب اٹھالے گا، پس وہ دوسرے نفخہ سے پہلے سوتے ہونگے اور نیند کا مزہ پائیں گے پھر جب وہ اٹھائے جائیں گے اور اہوال قیامت دیکھیں گے تو ویل کی جانب بلائے جائینگے۔
وقیل یقال لهم ذلک: یعنی مومنین یا ملائکہ یا اللہ کی جانب سے کافروں سے کہا گیا، اور مقصود ان سے سوال کا جواب حاصل کرنا تھا کیونکہ کافروں کی بھی موت تو مقرر ہی تھی اور سوال ان سے بعث بعد الموت ہی کے بارے میں کیا گیا۔
فافتضاض الابکار: روایت میں ہے کہ جب جنتی اپنی ازواج کی جانب رغبت کریں گے تو وہ انہیں باکرہ ہی پائیں گے، اور انہیں بغیر کسی گندگی کے پائے گے۔**جمع ظلة:** جیسا کہ قباب جمع ہے قبة کی، وزن اور معنی کے اعتبار سے۔
ای لا تصیبهم الشمس: یعنی سورج کے نہ ہونے کیوجہ سے کیونکہ جنت میں سورج نہ ہوگا۔
فی الحجلة: دونوں کے فتح یا جیم کے سکون اور حاء کے فتح و کسرہ کے ساتھ، مراد وہ قبہ ہے جہاں جنتی مزین تخت پر دلہن کی مانند تشریف رکھیں گے۔**او الفرش فیها:** یعنی حجلہ پر، اس بارے میں دو اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ مراد تخت ہے جو کہ حجلہ پر رکھا ہوا ہوگا یا فرش ہے جس پر حجلہ رکھا ہوگا۔
متعلق علی: ﴿الارائک﴾ کے متعلق ہے، پس حاصل کلام یہ ہوا کہ ﴿هم﴾ مبتداء ہے اور ﴿ازواجهم﴾ کا اس پر عطف ہے، ﴿فی ضلال﴾ خبر اول اور ﴿متکئون﴾ خبر ثانی اور ﴿علی الارائک﴾ متعلق ہے ﴿متکئون﴾ کے، اس کو فاصلے کی رعایت کی وجہ سے مقدم کیا گیا ہے۔
ای بالقول: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿قولا﴾ منصوب بنزع الخافض ہے، اور یہ درست ہے کہ مصدر مؤکد مضمون جملہ کی تاکید کے لئے مانا جائے اور ساتھ ہی مبتداء وخبر کے مابین جملہ معترضہ بھی مانا جاتا ہے۔
ای یقول لهم سلام علیکم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ جملہ محذوف کے لئے معمول ہے، معنی یہ ہے کہ اللہ اہل جنت پر تجلی فرمائے گا اور انہیں سلام پیش کرے گا۔
عند اختلاطهم بهم: یعنی بائیں جانب کے لوگ، حدیث میں ہے: "قیامت کے دن منادی ندا کرے گا ہر امت اپنے پیروکار کی پیروی کرے، پس یہی امت محمد یہ رہ جائے گی کہ اس میں منافقین بھی ہونگے وہ کہیں گے: ہمیں تو ہمارے معبود نظر نہیں آتے، پس عرش کے دائیں جانب انہیں مَلَک نظر آئے گے، اگر ساتوں سمندر اور تمام مخلوق اور اسی کی مثل اور بھی اپنی انگلی کے پورے پر رکھ دے تو انہیں وسیع نظر آئے وہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، منافقین کہیں گے: اللہ کی پناہ تو ہمارا رب نہیں ہوسکتا، پھر عرش کے بائیں جانب آئیں

گے اور وہاں بھی ان کے ساتھ یونہی ہوگا وہ کہیں گے اللہ کی پناہ تم ہمارے رب نہیں ہو، پھر اللہ ان پر تجلی فرمائے گا تو وہ اس کے آگے گر جائیں گے اور سجدہ کرنے کا ارادہ کریں گے لیکن سجدہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھیں گے"۔ (الصاوی، ج۵، ص۱۰۴ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿ومن نعمره﴾بِإطَالَةِ اَجَلِه﴿ننكسه﴾وَفى قِرائَةٍ بِالتَّشْدِيدِ مِنَ التَّنكِيسِ ﴿فى الخلق ط﴾اَى خَلقَهُ فَيكُونَ بَعدَ قُوَّتِه وَشَبَابِه ضَعِيفا وَهَرَما﴿افلا يعقلون (۶۸)﴾اِنَّ القَادِرَ على ذٰلكَ المَعلُومِ عِندهُم قَادِرٌ عَلى البَعثِ فَيُومِنُونَ وَفِى قِرائَةٍ بِالتَّاءِ ﴿وما علمنه﴾اَيِ النَّبِيَّ ﷺ﴿الشعر﴾رَدٌّ لِقَولِهِم اِنَّ مَا اَتىٰ بِه مِنَ القُرآنِ شِعرٌ ﴿وما ينبغى﴾يَتَسَهَّلُ﴿له ط﴾الشِّعرُ﴿ان هو﴾لَيسَ الَّذى اَتىٰ بِه ﴿الا ذكرٌ ﴾عِظَةٌ﴿وقران مبين (۶۹)﴾مُظهِرٌ بِالاَحكَامِ وَغَيرِهَا﴿لينذر﴾بالياءِ والتَّاءِ بِه﴿من كان حيا﴾يَعقِلُ مَا يُخَاطَبُ بِه وَهُمُ المُومِنُونَ﴿ويحق القول﴾بِالعَذَابِ﴿على الكافرين (۷۰)﴾وَهُم كَالمَيِّتِينَ لَا يَعقِلونَ مَا يُخَاطِبُونَ بِه﴿اولم يروا﴾يَعلَموا والاِستِفهَامُ لِلتَّقرِيرِ والوَاوُ الدَّاخِلُ عَلَيهَا لِلعَطفِ ﴿انا خلقنا لهم﴾فِى جُملَةِ النَّاسِ ﴿مما عملت ايدينا ﴾اَى عَمِلنَاهُ بِلا شَرِيكٍ ولا مُعِينٍ ﴿انعاما﴾هِيَ الاِبِلُ والبَقَرُ والغَنَمُ ﴿فهم لها مالكون (۷۱)﴾ضَابِطُونَ ﴿وذللنها﴾سَخَّرنَاهَا ﴿لهم فمنها ركوبهم﴾مَركُوبُهم ﴿ومنها يأكلون (۷۲) ولهم فيها منافع﴾كَاَصوافِهَا واَوبَارِهَا واَشعَارِهَا ﴿ومشارب﴾مِن لَبَنِهَا جَمعُ مَشرَبٍ بِمَعنىٰ شُربٍ او مَوضَعَهُ ﴿افلا يشكرون (۷۳)﴾المُنعِمُ عَلَيهِم بِهَا فَيُومِنُونَ اَى مَا فَعَلُوا ذٰلكَ ﴿واتخذوا من دون الله﴾اَى غَيرِه﴿الهة﴾اَصنَاما يَعبُدُونَهَا﴿لعلهم ينصرون (۷۴)﴾يُمنَعُونَ مِن عَذَابِ اللهِ بِشَفاعَتِ آلِهَتِهِم بِزَعمِهِم ﴿لا يستطيعون﴾اَى آلِهَتُهم نَزَلُوا مَنزِلَةَ العُقَلاءِ﴿نصرهم وهم﴾اَى آلِهَتُهم مِنَ الاَصنَامِ ﴿لهم جند﴾بِزَعمِهِم نَصرَهم ﴿محضرون (۷۵)﴾فِى النَّارِ مَعَهم ﴿فلا يحزنك قولهم﴾لَكَ لَستَ مُرسَلا وَغَيرَ ذٰلكَ﴿وقف لازم انا نعلم ما يسرون ومايعلنون (۷۶)﴾مِن ذٰلكَ وَغَيرِه فَنُجَازِيهِم عَلَيهِ ﴿اولم ير الانسان﴾يَعلَمُ وَهوَ العَاصُ بنُ وَائِلٍ ﴿انا خلقنه من نطفة﴾مَنِيٍّ اِلى اَن صَيَّرنَا شَدِيدا قَوِيًّا ﴿فاذاهو خصيم﴾شَدِيدُ الخُصُومةِ لنا﴿مبين (۷۷)﴾بَيِّنُهَا فِى نَفيِ البَعثِ ﴿وضرب لنا مثلا﴾فِى ذٰلكَ ﴿ونسى خلقه﴾مِنَ المَنِيِّ وَهُو اَغرَبُ مِن مَثَلِه﴿قال من يحى العظام وهى رميم (۷۸)﴾اَى بَالِيةٍ وَلم يَقُلْ بِالتَّاءِ لِاَنَّهُ اِسمٌ لَا صِفَةٌ رُوِىَ اَنَّهُ اَخَذَ عَظمًا رَمِيمًا فَفَتَّتَهُ وَقَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَتَرىٰ يُحيِي اللهُ هٰذا بَعدَ مَا بَلِىَ وَرَمَّ فَقَالَ ﷺ نَعَمْ وَيُدخِلُكَ النَّارَ ﴿قل يحييها الذى انشاها اول مرة ط وهو بكل خلق﴾اَى مَخلُوقٍ ﴿عليم (۷۹)﴾مُجمَلا وَمُفَصَّلا قَبلَ خَلقِهِ وَبَعدَ خَلقِهِ﴿الذى جعل لكم﴾فِى جُملَةِ النَّاسِ﴿من الشجر الاخضر﴾المَرخِ والعَفَارِ اَو كُلِّ شَجَرٍ الا العِنَابِ﴿نارا فاذا انتم منه توقدون (۸۰)﴾تَقدَحُونَ وهٰذا دَالٌّ عَلى القُدرَةِ عَلَى البَعثِ فَاِنَّهُ جَمَعَ فِيهِ بَينَ المَاءِ والنَّارِ الخَشَبِ فَلا المَاءُ يُطفِىءُ النارَ ولاالنارُ يُحرِقُ

الخَشَبَ ﴿اولیس الذی خلق السموت والارض﴾مَع عَظْمِهِما﴿بقدر علی ان یخلق مثلهم﴾اَی الْاَنَاسِیَّ فِی الصِّغَرِ ﴿بلی﴾اَی هُوَ قَادِرٌ عَلٰی ذٰلِکَ اَجَابَ نَفْسَهُ﴿وهو الخلق﴾الکَثِیْرُ الخَلْقِ ﴿العلیم (۸۱)﴾بِکُلِّ شیءٍ ﴿انما امرہ﴾شَانُهُ﴿اذا اراد شیئا﴾اَی خَلْقَ شَیءٍ ﴿ان یقول له کن فیکون (۸۲)﴾اَی فَهُوَ یَکُوْنُ وَفِی قِرَائَةٍ بِالنَّصَبِ عَطفًا علٰی یَقُولُ﴿فسبحن الذی بیدہ ملکوت﴾ملکُ زِیْدَتِ الواوُ والتَّاءُ لِلمُبَالغَةِ ای القُدْرَةُ﴿کل شیء والیه ترجعون (۸۳)﴾تُرَدُّوْنَ فِی الْاٰخِرَةِ.

﴿ترجمہ﴾

اور جسے ہم بڑی عمر کا کریں (اس کی عمر کو لمبا کر کے......۱......) اسے الٹا پھیریں (ننکسہ کو ایک قرائت میں مشدد باب تفعیل سے پڑھا گیا ہے) پیدائش میں (یعنی اس کی پیدائش میں وہ قوی و توانا ہونے کے بعد ضعیف اور جوان ہونے کے بعد بوڑھا ہوتا ہے ......۲......) تو کیا سمجھتے نہیں (کہ اس بات پر اللہ ﷻ کا قادر ہونا کفار کے نزدیک بھی معلوم ہے تو وہ سمجھتے نہیں کہ اللہ ﷻ مردے زندہ کرنے پر بھی قادر ہے کہ بطور نتیجہ ایمان لے آئیں، یعقلون کو علامت مضارع تاء کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) اور ہم نے ان کو (یعنی نبی پاک ﷺ کو) شعر کہنا نہ سکھایا (یہ کفار کی اس بات کا رد ہے کہ جو قرآن یہ لے کر آئے ہیں وہ شعر ہے) اور نہ وہ (یعنی شعر ......۳......) ان کے لیے سہل کیا گیا ہے (ینبغی بمعنی یسھل ہے) وہ تو نہیں (یعنی قرآن، جو یہ لے کر آئے) مگر نصیحت (ذکر کے معنی نصیحت ہے) اور روشن کتاب (احکام وغیرہ کو ظاہر کرنے والی کتاب) کہ اسے ڈراتے (اس کے ذریعے، ینذر کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) جو زندہ ہو (اس کتاب کے ذریعے جو خطاب کیا جا رہا ہے اسے سمجھتا ہو، مراد اس سے مسلمان ہیں) اور کافروں پر (عذاب آنے کی) کتاب ثابت ہو چکی (اور کفار مردوں کی طرح ہیں کہ قرآن کے ذریعے انہیں جو خطاب کیا جاتا ہے اسے نہیں سمجھتے) اور کیا انہوں نے نہ جانا (یروا بمعنی یعلمون ہے، یہاں استفہام تقریر کلام کے لیے اور واؤ عاطفہ ہے) کہ ہم نے پیدا کئے ان کے لیے (جملہ لوگوں میں) اپنے ہاتھ کے بنائے چوپائے (اونٹ، گائیں، بکریاں، ہم نے انہیں بغیر کسی شریک اور مددگار کے بنایا ہے) تو یہ ان کے مالک ہیں (یہ ان پر مسلط ہیں) اور انہیں ان کے لیے مسخر کر دیا (ذللنھا بمعنی سخر نھا ہے) تو کسی پر سوار ہوتے ہیں (رکوبھم بمعنی مرکوبھم ہے) اور کسی کو کھاتے ہیں اور ان کے لیے ان میں کئی طرح کے نفع (جیسا کہ ان چوپایوں کی اون، کھال اور بال ہیں......۴......) پینے کی چیزیں ہیں (یعنی دودھ، "مشارب" مشرب کی جمع ہے بمعنی شرب، یا اسم ظرف ہے بمعنی شے کی جگہیں) تو کیا شکر نہ کریں گے (ان نعمتوں پر جوان پر کی گئیں، بطور نتیجہ ایمان لے آئیں، یعنی کفار ایسا نہیں کریں گے) اور انہوں نے اللہ کے سوا (دون بمعنی غیر ہے) اور خدا ٹھہرا لیے (بتوں کو خدا بنا لیا، اس کی پرستش کرتے ہیں) کہ شاید ان کی مدد ہو (ان خیالی خداؤں کی شفاعت کے سبب، اللہ ﷻ کے عذاب سے بچا سکیں) وہ (یعنی ان کے جھوٹے خدا) ان کی مدد نہیں کر سکتے (لایستطیعون صیغہ ذکر کر کے بتوں کو عقلاء کے مرتبے میں لایا گیا ہے) اور وہ (یعنی ان کے خدا یعنی بت) ان کے لشکر (جن کی طرف سے مدد ملنے کا انہیں گمان ہے) سب (ان کے ساتھ آگ میں) حاضر آئیں گے تو تم ان کی بات کا غم نہ کرو (جو وہ تم سے کرتے ہیں جیسے "لست مرسلا" وغیرہ جیسی ان کی بکواس) بیشک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں (یہ بات اور ان کی دیگر باتوں کو ہم اس پر بدلہ دینگے) اور کیا آدمی نے نہ جانا (یر بمعنی یعلم ہے، مراد عاص بن وائل ہے) کہ ہم نے اسے پانی کی بوند (منی) سے پیدا کیا (یہاں تک کہ ہم نے اسے تندرست و طاقتور کر دیا) جبھی وہ صریح جھگڑالو ہے......۵......(ہم سے مرنے کے بعد اٹھائے جانے میں جھگڑا کرتا ہے) اور ہمارے لئے کہاوت کہتا ہے (اس بارے میں) اور اپنی پیدائش بھول

گیا (کہ منی سے پیدا ہوا ہے اور اس کی کہاوت سے زیادہ عجیب خود اس کا حال ہے) بولا ایسا کون ہے جو ہڈیوں......کو زندہ کرے جب وہ بالکل گل گئیں (ریزہ ریزہ ہو گئیں، رمیمۃ کے ساتھ ارشاد نہیں فرمایا کیونکہ یہ اسم ہے صفت کا صیغہ نہیں ہے، مروی ہے کہ عاص بن وائل ایک گلی ہوئی ہڈی اٹھا کر اسے ریزہ ریزہ کر کے سید عالم ﷺ کے پاس گیا اور کہا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس ہڈی کے گل جانے اور ریزہ ریزہ ہو جانے پر بھی اللہ اسے زندہ فرمائے گا، تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور اللہ تجھے بھی مرنے کے بعد اٹھائے گا اور جہنم میں داخل کرے گا) تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار بنایا اور اسے ہر مخلوق کا علم ہے (مخلوق کی پیدائش سے قبل اور بعد سب کا اجمالی و تفصیلی علم ہے، خـلـق بمعنی مخلوق ہے) وہ جس نے (جملہ لوگوں میں سے) ہر پیڑ (جیسے مرخ، عفار نامی درخت یا ہر قسم کے درخت یا انگور علاوہ ہر پیڑ) میں آگ پیدا کی جبھی تم اس سے سلگاتے ہو (یہ امر مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر قدرت رکھنے کی دلیل ہے کہ اس نے لکڑی میں آگ اور پانی کو جمع فرمادیا، نہ تو پانی آگ کو بجھاتا ہے اور نہ ہی آگ لکڑی کو جلاتی ہے، توقدون بمعنی تقدحون سلگانے کے معنی میں ہے) اور کیا وہ جس نے آسمان و زمین بنائے (ان دونوں کے عظیم ہونے کے باوجود) ان جیسے (یعنی بچپن میں انسانوں جیسے) اور نہیں بنا سکتا اور کیوں نہیں (یعنی وہ اس بات پر قادر ہے، خود اللہ ﷻ اس بات کا جواب ارشاد فرماتا ہے) اور وہی بڑا پیدا کرنے والا (خلاق بمعنی کثیر الخلق ہے، سب کچھ) جاننے والا ہے اس کی شان تو یہی ہے (امرہ کے معنی شان ہے) کہ وہ جس چیز کو چاہے (کسی چیز کو پیدا فرمانا چاہے) تو اس سے فرمائے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے (فـیـکـون اصل میں فھو یکون ہے، اور ایک قرائت میں فیکون کو یقول پر معطوف ہونے کی وجہ سے منصوب پڑھا گیا ہے) تو پاکی ہے اسے جس کے ہاتھ ہر چیز کا قبضہ (مـلـکـوت اصل میں ملک مبالغہ کے لیے ہے، واو اور تاء کا اضافہ کیا گیا ہے یہ بمعنی قدرت ہے......ے......) اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے (آخرت میں، ترجعون بمعنی تردون ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون٥﴾.

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، نعمرہ: جملہ فعلیہ شرط، ننکسہ: فعل با فاعل ومفعول، فی الخلق: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ، ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، لا یعقلون: فعل نفی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما علمنہ الشعر وما ینبغی لہ﴾.

و: مستانفہ، مـا عـلـمـنـہ: فعل نفی با فاعل ومفعول، الشـعـر: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، مـا یـنـبـغـی: فعل نفی بافاعل، لہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ھو الا ذکر وقران مبین٥﴾.

ان: نافیہ، ھو: مبتدا، الا: اداۃ حصر، ذکر: معطوف علیہ، و: عاطفہ، قران مبین: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لینذر من کان حیا ویحق القول علی الکفرین٥﴾.

لام: جار، یـنـذر: فعل با فاعل، مـن: موصولہ، کـان حـیـا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یـحـق القول: فعل وفاعل، علی الکفرین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر ہے فعل محذوف "انزل علیہ" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولم یروا انا خلقنا لھم مما عملت ایدینا انعاما فھم لھا مالکون٥﴾.

ہمزہ: حرف استفہام،و: عاطفہ معطوف علی محذوف "الم یتفکروا" لم یروا: فعل نفی بافاعل، انا: حرف مشبہ واسم، خلقنالھم: فعل بافاعل وظرف لغو، ممّاعملت ایدینا: ظرف مستقر حال مقدم، انعاما: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ھم: مبتدا، لھامالکون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وذللنھا لھم فمنھا رکوبھم ومنھا یاکلون۝﴾.

و: عاطفہ، ذللنھا: فعل بافاعل ومفعول، لھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، منھا: ظرف مستقر خبر مقدم، رکوبھم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ سمیہ، و: عاطفہ، منھا: ظرف لغو مقدم، یاکلون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولھم فیھا منافع ومشارب افلا یشکرون۝﴾.

و: عاطفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، فیھا: ظرف مستقر حال مقدم، منافع: معطوف علیہ، و: عاطفہ، مشارب: معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ، ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، لایشکرون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتخذوا من دون اللہ الھۃ لعلھم ینصرون۝﴾.

و: عاطفہ معطوف علی محذوف "ما فعلوا الشکر" اتخذوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، لعلھم ینصرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، من دون اللہ: ظرف مستقر مفعول ثانی، الھۃ: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لایستطیعون نصرھم وھم لھم جند محضرون۝﴾.

لایستطیعون: فعل نفی واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ھم: مبتدا، لھم: ظرف مستقر حال مقدم، جند: ذوالحال، ملکر خبر اول، محضرون: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، نصرھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا یحزنک قولھم انا نعلم ما یسرون وما یعلنون۝﴾.

ف: فصیحیہ، لایحزنک قولھم: فعل نفی ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان علمت ما تقدم" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انا: حرف مشبہ واسم، نعلم: فعل بافاعل، مایسرون: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، مایعلنون: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولم یرالانسان انا خلقنہ من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین۝﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ، لم یر: فعل نفی، الانسان: فاعل، انا: حرف مشبہ واسم، خلقنہ: فعل بافاعل ومفعول، من نطفۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، ھو: مبتدا، خصیم مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ قال من یحی العظام وھی رمیم۝﴾.

و: عاطفہ، ضرب لنا: فعل بافاعل وظرف لغو، مثلا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، نسی خلقہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، قال: قول، من: استفہامیہ مبتدا، یحی: فعل بافاعل، العظام: ذوالحال، و: حالیہ، ھی رمیم: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ وھو بکل خلق علیم۝﴾.

قل: قول، یحییھا: فعل ومفعول، الذی: موصول، انشاھا: فعل بافاعل ومفعول، اول مرۃ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: مستانفہ، ھو: مبتدا، بکل خلق علیم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا فاذا انتم منه توقدون٥﴾.

الذی: موصول، جعل لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، من الشجر الاخضر: ظرف مستقر حال مقدم، نارا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ماقبل "الذی انشاھا" سے بدل ہے، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، انتم: مبتدا، منه توقدون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولیس الذی خلق السموت والارض بقدر علی ان یخلق مثلهم﴾.

همزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ معطوف علی محذوف "الیس الذی انشاھا اول مرۃ" لیس: فعل ناقص، الذی خلق السموت والارض: موصول صلہ، ملکر اسم، ب: زائد، قادر: اسم فاعل بافاعل، علی ان یخلق مثلهم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بلی وهو الخلق العلیم ٥انما امره اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون٥﴾. بلی: حرف جواب لاثبات النفی، و: عاطفہ، هو: مبتدا، الخلق العلیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ، انما: حرف مشبہ وما کافہ، امره: مرکب اضافی ذوالحال، اذا: مضاف، اراد شیئا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مبتدا، ان: مصدر، یقول له: قول، کن: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، یکون: فعل ناقص با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ "امرہ" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فسبحٰن الذی بیده ملکوت کل شیء والیه ترجعون٥﴾.

ف: فصیحیہ، سبحن: مصدر مضاف، الذی: موصول، بیده: ظرف مستقر خبر مقدم، ملکوت کل شیء: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، الیه ترجعون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر شبہ جملہ ہو کر "سبح" فعل محذوف کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وما علمنه الشعر وما ینبغی له......☆ کفار قریش نے کہا تھا کہ محمد (ﷺ) شاعر ہیں اور جو فرماتے ہیں یعنی قرآن پاک وہ شعر ہے اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ (معاذ اللہ) یہ کلام کاذب ہے جیسا کہ قرآن میں ان کا مقولہ ہے ﴿بل افتراه بل هو شاعر﴾ اسی کا اس آیت میں رد فرمایا گیا ہے ہم نے اپنے حبیب (ﷺ) کو ایسی باطل گوئی کا ملکہ ہی نہیں دیا اور یہ کتاب اشعار یعنی اکاذیب پر مشتمل نہیں، کفار قریش زبان سے ایسے بدذوق اور نظم عروضی سے ایسے ناواقف نہ تھے کہ نثر کو نظم کہہ دیتے اور کلام پاک کو شعر عروضی بتا بیٹھتے اور کلام کا محض وزن عروضی پر ہونا ایسا بھی نہ تھا کہ اس پر اعتراض کیا جاسکے، اس سے ثابت ہو گیا کہ ان بے دینوں کی مراد شعر سے کلام کاذب تھی

☆...... اولم یر الانسان انا خلقنه ......☆ یہ آیت عاص بن وائل یا ابوجہل اور بقول مشہور ابی بن خلف جمحی کے بارے میں نازل ہوئی جو انکار بعث میں یعنی مرنے کے بعد اٹھنے کے انکار میں سید عالم ﷺ سے بحث و تکرار کرنے آیا تھا، اس کے ہاتھ میں ایک گلی ہوئی ہڈی تھی اس کو توڑتا جاتا تھا اور سید عالم ﷺ سے کہتا جاتا تھا کہ کیا آپ کا خیال ہے کہ اس ہڈی کو گل جانے اور ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد بھی اللہ زندہ کرے گا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور تجھے بھی مرنے کے بعد اٹھائے گا اور جہنم میں داخل کرے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے جہل کا اظہار کیا گیا کہ گلی ہوئی ہڈی کا بکھرنے کے بعد اللہ کی قدرت سے زندگی قبول کرنا اپنی نادانی سے ناممکن سمجھتا ہے کتنا احمق ہے، اپنے آپ کو نہیں دیکھتا کہ ابتدا میں ایک گندہ نطفہ تھا، گلی ہوئی ہڈی سے بھی حقیر تر، اللہ کی قدرت کاملہ نے اس میں جان ڈال دی، انسان بنایا تو ایسا مغرور و متکبر انسان ہوا کہ اس کی قدرت ہی کا منکر ہو کر جھگڑنے آ گیا، اتنا نہیں دیکھتا کہ جو قادر

برحق پانی کی بوند کو قوی و توانا کر کے انسان بنا دیتا ہے، اس کی قدرت سے ہڈی کو دوبارہ زندگی بخش دینا کیا بعید ہے؟۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

انسانی عمر کا بیان:

۱...... انسان جس نطفہ سے پیدا ہوا ہے وہ گوشت، نباتات (سبزہ)، خون، اور مختلف ادوار و کیفیات سے گزر کر باپ کی پشت سے ماں کے رحم میں داخل ہوا اور عَلَقَہ (جما ہوا خون)، مُضْغَہ (گوشت کا لوتھرا)، ہو کر مکمل بچہ تیار ہو گیا جس کو فقہی اصطلاح میں جنین کہتے ہیں۔ یہ جنین جب دنیا میں تشریف لے آئے تو ولید کہلاتا ہے، پھر جب تک ماں کا دودھ پیتا ہے اس وقت تک رَضِیع کہلاتا ہے، جب ٹھوس غذا کھانے لگتا ہے تو فَطِیم کہلاتا ہے، کھیلنے کودنے کی عمر میں صَبِی اور جب آنکھوں کو بھانے لگے تو غلام، جب چہرہ پر رونق دکھائی دے تو مُرَاھِق، جب بلوغت کو پہنچے تو بالغ کہتے ہیں، جوان ہو جائے تو شَاب کہتے ہیں، تیس سال کی عمر والے کو کَھُول جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے لئے فرمایا گیا، چالیس سال کی عمر والے کو شیخ اور ساٹھ سال والے کو شیخ فانی، اسی طرح جب عمر ساٹھ سے تجاوز کرنے لگے تو ارذل عمر کہتے ہیں، پھر مرنے پر دوبارہ مٹی کی جانب لوٹ جاتا ہے کہ یہی مٹی اس کے جَدِ امجد کی تخلیق کا سبب تھی۔

☆...... حضرت عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کے آنے سے پہلے غنیمت جانو، اپنی زندگی کو موت آنے سے پہلے، اپنی فراغت کو مشغولیت سے پہلے، خوشحالی کو تنگدستی سے پہلے، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے صحت کو بیماری سے پہلے غنیمت جانو''۔(کنز العمال، کتاب المواعظ والرقاق،الفصل الخامس فی خماسیات، رقم: ۴۳۴۹۰، ج۸،ص ۳۷۱)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ جس شخص کی عمر اسلام میں چالیس سال تک پہنچادے، اللہ اس سے کئی قسم کی بلاؤں کو دور فرما دیتا ہے، جذام، برص، شیطان کے غضب ناک کرنے کو، اور اللہ جس کی عمر اسلام میں پچاس سال تک پہنچادے، اللہ اس کے حساب کو آسان کر دیتا ہے''۔(مجمع الزوائد، کتاب التوبۃ،باب:فیمن طال عمرہ، رقم: ۱۷۵۶۱ ج۱۰،ص ۲۴۷)

☆...... حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں کے بعد ان چیزوں سے پناہ مانگتے تھے، اے اللہ عزوجل! میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے ارذل عمر تک پہنچادیا جائے اور دنیا میں تیری آزمائش سے پناہ مانگتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔(صحیح البخاری، کتاب الجھاد والسیر،باب: ما یتعوذ من الجبن، رقم: ۲۸۲۲،ص ۴۶۷)

علامہ عینی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ انسان اس قدر بوڑھا ہو کر کمزور ہو کر اپنی بچپن کی حالت کو لوٹ جائے، اس کی دیکھنے اور سننے کی طاقت کمزور ہو جائے، اس کی عقل کام نہ کرے، سمجھ میں کوئی بات نہ آئے، فرائض کو ادا نہ کر سکیں، ذاتی کام بھی نہ کر سکیں، پاکی و صفائی کا خیال بھی نہ رکھ سکیں، گھر والوں پر بوجھ ہو جائیں، گھر والے اس کے مرنے کی تمنا کریں، اگر ایسے شخص کا گھر بار نہ ہو، بالکل تنہا ہو تو مزید مصیبت ہو جاتی ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الجھاد والسیر،باب:ما یتعوذ من الجبن، رقم:۲۸۲۲،ج۱۰،ص۱۳۳ وغیرہ)

نیک صالحین وحضرات انبیائے کرام کی بڑی عمریں:

۲...... ماقبل ہم نے عام لوگوں کی بڑھتی ہوئی عمر کا جائزہ لیا، اب ہم علماء، صلحاء اور خصوصا حضرات انبیائے کرام کی مبارک عمریں اور جسمانی کیفیات کا بیان کریں گے تاکہ فرق واضح ہو جائے۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ملک الموت علیہ السلام کو حضرت موسی علیہ السلام کے پاس بھیجا، جب وہ ان کے پاس پہنچے تو حضرت موسی علیہ السلام نے انہیں تھپڑ مارا اور ان کی آنکھ نکال دی، ملک الموت علیہ السلام اپنے رب عزوجل کے پاس واپس ہوئے اور کہا تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنے کا ارادہ ہی نہیں کرتا، اللہ عزوجل نے ان کی آنکھ لوٹا دی اور فرمایا ان کے پاس جا کر کہو کہ اپنے ہاتھ

بیل کی پشت پر رکھ دیں اور جتنے بال ان کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال ان کی عمر بڑھادی جائیگی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: اے میرے رب! پھر کیا ہے؟ فرمایا: پھر موت ہے! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر ابھی سہی، اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ وہ انہیں ارض مقدسہ (بیت المقدس) کے اتنے قریب کردے جتنا پتھر پھینکے جانے کا فاصلہ ہوتا ہے، تب سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اس جگہ ہوتا تو میں تم کو سرخ ریت کے ٹیلے کے نیچے راستے کی ایک جانب ان کی قبر دکھاتا۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: من فضائل موسی علیہ السلام، رقم: ۲۳۷۲، ص۱۱۸۱)

☆......امام بخاری کہتے ہیں کہ پتھر مارنے کا ذکر حدیث میں ہے لیکن آنکھ نکالنے کا نہیں ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: وفاۃ موسی وذکرہ بعد، رقم: ۱۳۳۹، ۳۴۰۷، ص۵۷۲)

شارحین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو بیس سال بتائی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام و یوسف علیہ السلام کے مابین ایک سو چالیس سال کا فاصلہ بتایا جاتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین سات سو سال کا فاصلہ بیان کیا جاتا ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۲۷۷)

☆......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ہمیں خندق کھودنے کا حکم دیا، براء کہتے ہیں کہ خندق کی جگہ ایک چٹان نکل آئی جو کدال اور پھاوڑوں سے نہیں ٹوٹ رہی تھی، مسلمانوں نے سید عالم ﷺ سے اس کی شکایت کی، عوف نے کہا کہ سید عالم آئے اور فالتو کپڑے رکھ کر چٹان کی طرف اتر گئے، آپ ﷺ نے کدال پکڑی اور بسم اللہ پڑھ کر ضرب لگائی تو اس چٹان سے تین پتھر ٹوٹ کر گر گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی چابیاں دی گئی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس جگہ سے ملک شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں، آپ ﷺ نے پھر بسم اللہ پڑھ کر ضرب لگائی تو مزید تین پتھر ٹوٹ کر گرے، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے ملک فارس کی چابیاں دی گئی ہیں اور اللہ کی قسم! بیشک میں اس جگہ سے اسکے شہروں کو اور اس کے سفید محلات کو دیکھ رہا ہوں، آپ ﷺ نے پھر بسم اللہ پڑھی اور ایک ضرب لگائی اور وہ چٹان مکمل ٹوٹ گئی اور آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یمن کی چابیاں دی گئیں، اور فرمایا میں اس جگہ سے صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں"۔ (مسند ابی یعلی، مسند البراء بن عازب، رقم: ۱۶۸۵، ج۲، ص۸۹)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ دن ورات کی ایک ساعت میں تمام ازواج کو عمل زوجیت سے مشرف فرماتے تھے اور اس وقت آپ کے عقد میں گیارہ ازواج تھیں، قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ اس عمل کی طاقت رکھتے تھے، انس نے کہا کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو تیس جنتی مردوں کی طاقت دی گئی تھی۔

(صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب: اذا جامع ثم عاد، ومن دار، رقم: ۲۶۸، ص۴۸)

اهل الله كى شاعرى :

۳......ہم نے سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۲۲۴ کے تحت شاعری کا شرعی حکم، اور اچھی بُری شاعری کے نمونے پیش کردیئے۔ اہل علم واہل عقل میں سے کوئی بھی اچھے اشعار کا انکار نہیں کرتا اور جلیل القدر صحابہ اور عظیم المراتب ائمہ کرام میں سے ہر ایک نے حکمت والے یا مباح اشعار خود کہے یا بطور نمونہ پیش کئے یا ایسے اشعار سن کر رضا مندر ہے جس میں فحش گوئی یا کسی مسلمان کے لئے اذیت نہ ہو، حضرت سیدنا عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مدینے کے دس بڑے فقہاء اور سات بڑے عمدہ شعراء میں سے تھے۔ یہاں ہم صحابہ کی پاکیزہ شاعری جسے احادیث میں مستحسن قرار دیا گیا انہیں درج ذیل ذکر کرتے ہیں:

☆......صحابہ کرام اور سید عالم ﷺ رجز (جنگ میں دشمن کے سامنے بہادری کے اظہار کے لئے کلام موزوں پیش کرنا) پڑھ رہے تھے،

آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱)...... اللھم لا خیر الاخیر الآخرۃ فاغفر للانصار والمھاجرۃ

اے اللہ ﷻ! آخرت کے سوا اور کوئی خیر نہیں ہے ۔ سو تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب:ھل تنبش قبور مشرکی،رقم: ۴۲۸،ص ۷۴)

(۲)......حسن بن ابی الحسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ایک مصرعہ اس طرح پڑھا:

کفی بالاسلام والشیب للمرء ناھیا (اسلام اور بڑھاپا انسان کو بُرے کاموں سے روکنے کے لئے کافی ہیں)۔

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! شاعر نے اس طرح کہا ہے: ''کفی الشیب والاسلام للمرء ناھیا''۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا ہے ہم نے ان کو شعر کہنا نہیں سکھایا اور نہ وہ ان کے مناسب ہے۔ اور خلیل بن احمد نے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کلام میں شعر کہنا بہت پسند تھا لیکن آپ ﷺ کو شعر کہنے کی مہارت نہیں تھی۔ کبھی کسی کلام کا وزن کے موافق ہو جانا اس چیز کو واجب نہیں کرتا کہ وہ کلام شعر ہو جیسے نبی کریم ﷺ غزوہ حنین کے دن فرمایا:

ھل انت الا اصبع دمیت وفی سبیل اللہ ما لقیت

تو صرف ایک خون آلودہ انگلی ہے جو کچھ تجھے ملا ہے اللہ کی راہ میں ملا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب:من یکنب او یطعن فی،رقم: ۲۸۰۲،ص ۴۶۴)

☆......ایک مقام پر فرمایا: انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب (میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں)۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب:قول اللہ تعالی ویوم حنین ،رقم: ۴۳۱۷،ص ۷۳۰)

☆......حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو قسم دے کر پوچھتے تھے کیا تم نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اے حسان! رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جواب دو؟ اے اللہ ﷻ! اس کی روح القدس سے تائید فرما۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ،باب: الشعر فی المسجد،رقم: ۴۵۳،ص ۷۸)

☆......حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں منبر رکھ دیتے تھے وہ اس پر کھڑے ہو کر ان مشرکین کی ہجو کرتے تھے جو رسول اللہ ﷺ کی شان میں بد گوئی کرتے تھے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک حسان رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتے رہے ہیں، روح القدس ان کی تائید کرتے رہتے ہیں''۔

(سنن الترمذی، کتاب الادب،باب:ما جاء فی انشاد الشعر، رقم: ۲۸۵۵،ص ۸۰۸)

☆......حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ سید عالم ﷺ کسی کے شعر سے استدلال کرتے تھے؟ انہوں نے کہا، ہاں! آپ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے: ''ویاتیک بالاخبار من لم تزود''۔

(سنن الترمذی، کتاب الادب،باب:ما جاء فی انشاد الشعر، رقم:۲۸۵۷،ص ۸۰۸)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عمرۃ القضاء کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے، حضرت کعب بن مالک آپ کے آگے یہ اشعار پڑھتے جا رہے تھے:

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ الیوم نضربکم علی تنزیلہ

اے کافروں کی اولاد آپ کا راستہ چھوڑ دو آج ہم قرآن مجید کے حکم سے تم کو ضرب لگائیں گے۔

ضربا یزیل الهام عن مقیله — ویذهل الخلیل عن خلیله

ایسی ضرب جو کھوپڑی کو اس کی جگہ سے الگ کر دیگی — اور دوست کو دوست سے جدا کر دے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور اللہ عزوجل کے حرم میں شعر پڑھ رہے ہو!، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عمر رضی اللہ عنہ! ان کو چھوڑ و، یہ اشعار ان پر تیروں سے زیادہ تیزی کے ساتھ اثر انداز ہوتے ہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب الادب، باب: ما جاء فی انشاد الشعر، رقم: ۲۸۵۶، ص ۸۰۸)

اون ،کھال اور بال کی طہارت وعدم طہارت:

۴......اون اور بالوں کے کپڑے انبیائے کرام کی سنت ہے، سب سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کپڑے پہنے، حدیث میں ہے: ''اون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو منور کرو کہ یہ دنیا میں مذلت ہے اور آخرت میں نور ہے''۔ اور صوف یعنی اون کے کپڑے اولیائے کرام، بزرگان دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اگر چہ ان کے جسم پر کالی کملی ہوتی، مگر دل مخزن انوار الٰہی اور معدنِ اسرار نامتناہی ہوتا، مگر اس زمانے میں اون کے کپڑے بہت بیش قیمت ہوتے ہیں اور ان کا شمار لباسہائے فاخرہ میں ہوتا ہے، یہ چیزیں فقراء وغرباء کو کہاں ملیں، انہیں تو امراء روسا استعمال کرتے ہیں۔

(الفتاوی الهندیة ،کتاب الکراهیة، الباب التاسع فی اللبس ما یکره فی ذلك، ج۵، ص ۴۱۰)

مردار کا پٹھا، بال، ہڈی، پَر، چونچ، کُھر، ناخن، ان سب کو بیچ بھی سکتے ہیں اور کام میں بھی لا سکتے ہیں، ہاتھی کے دانت اور ہڈی کو بیچ بھی سکتے ہیں اور اس کی بنی ہوئی چیزیں استعمال کر سکتے ہیں۔ خنزیر کے بال اور کسی جزء کی بیع باطل ہے اور مُردار کے چمڑے کی بھی بیع باطل ہے جب کہ پکایا نہ ہو اور دباغت کر لی ہو تو بیع جائز ہے اور اس کو کام میں لانا جائز ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب البیوع، باب: البیع الفاسد، مطلب: فی التداوی بلبن البنت فلزمه قولان، ج۷، ص۲۶۳ وغیره)

انسان کے بال کی بیع بوجہ اس کی کرامت کے جائز نہیں، اگر چہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ (المرجع السابق، مطلب: الآدمی مکرم شرعا، ص ۲۴۵)

انسان جھگڑالو کیوں ہے؟

۵......یعنی لڑائی جھگڑے اور باطل معاملات میں مبالغہ کرتا ہے، اللہ عزوجل نے ﴿فاذا ھو خصیم مبین﴾ کا عطف منفی جملے ﴿اولم یر الانسان ان خلقنه من نطفة﴾ پر ڈالا تا کہ کافروں کے تعجب اور انکار میں مزید شدت پیدا ہو جائے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ عزوجل نے یہ اس لئے فرمایا کہ ہم نے اسے خسیس ترین چیز نطفے سے پیدا کیا ہے پھر بھی وہ لڑتا جھگڑتا ہے اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کی گواہی نہیں دیتا۔ ایک قول یہ ہے کہ جملہ استفہامیہ کا استعمال اس لئے کیا گیا ہے تا کہ انسان کے لڑنے جھگڑنے کے معاملے میں مزید استقرار واستمرار پیدا ہو جائے۔ اور خفاجی کے حاشیے میں ہے کہ ﴿فاذا﴾ میں فاء فجائیہ ہے اور مقصود خلاف تقاضا کلام پر تعجب مضبوط کرنا ہے۔ آیت مذکورہ میں انسان سے مراد انسانی جنس ہے، اور ﴿الخصیم﴾ میں کافر منکر بعث مراد ہے، جیسا کہ آیت کے شان نزول سے بھی واضح ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق عاص بن وائل جب کہ ابن مردویہ کے قول کے مطابق ابی بن خلف مراد ہے۔ (روح المعانی ،الجزء ۲۳، ص ۷۲)

انسانی ہڈیوں اور دیگر اعضاء کی خرید وفروخت کرنا:

۶......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسر عظم المیت واذاه ککسره حیا یعنی مُردے کی ہڈی کو توڑنا اور اسے ایذا پہنچانا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی کو توڑنا''۔

کسی نے ابن مسعود سے مُردہ کو تکلیف پہنچانے کے حوالے سے کلام کیا تو فرمایا:"کما اکرہ اذی المومن فی حیاتہ فانی اکرہ اذاہ بعد موتہ مجھ کو جس طرح مسلمان زندہ کی ایذا ناپسند ہے اسی طرح مُردہ کی بھی ناپسند ہے"۔

انہی سے روایت ہے:اذی المومن فی موتہ کما اذاہ فی حیوتہ یعنی مومن کو مرنے کے بعد ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے جیسی زندگی میں ہوتی تھی۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

لان المیت یتاذی بما یتاذی بہ الحی یعنی اس لئے کہ جس سے زندوں کو اذیت ہوتی ہے اس سے مُردے بھی ایذا پاتے ہیں۔

(الفتاوی الرضویۃ مخرجہ، رسالہ:اہلاک الوہابیین علی توہین، ج۹،ص ٤٣٤)

مسلمان جتنا زندگی میں محترم ومکرم ہے، بالکل ایسا ہی مرنے کے بعد بھی قابل تعظیم ہے۔ان لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ دنیاوی علوم وفنون کے حصول کے نام پر خواہ مخواہ انسانی اعضاء کی بے حُرمتی کرتے ہیں۔ جہاں تک ڈاکٹرز کی ضرورت کا معاملہ ہے اور ڈمی وغیرہ سے ضرورت پوری نہیں ہوتی تو رعایت کا سوچا جا سکتا ہے لیکن در پردہ دیگر مفاسد کے لئے اعضاء انسانی کو مرنے کے بعد توڑ پھوڑ کرنا، دماغ، دل، ہڈیاں، وغیرہ کو بیچنا خریدنا انسان کہلانے کے بعد بھی خود کو جانور کہلانے کے مترادف ہے۔

ملکوت کے معنی:

یے.....لفظ ملکوت اللہ کی مِلک کے ساتھ خاص ہے، یہ مصدر ہے اور اس میں "تاء" کو داخل کردیا گیا ہے جیسے رحموت اور رہبوت میں ہے جیسا کہ فرمایا﴿وکذلک نُری ابرھیم ملکوت السموت والارض اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی(الانعام:۷۵)﴾، ﴿اولم ینظروا فی ملکوت السموت والارض کیا انہوں نے نگاہ نہ کی آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں(الاعراف:۱۸۵)﴾۔اور ملکوت کا معنی اللہ کی مملکت اور سلطنت ہے یعنی وہ چیزیں جو اللہ کی ملکیت میں داخل ہیں۔

(المفردات، ص ٤٧٥)

اغراض:

ای خلقہ: یعنی انسان کو مضبوط جسم وقوت دیں۔ **وھرما:** شباب کا مدمقابل ہے، اور یہ معاملہ حضرات انبیائے کرام کے علاوہ لوگوں کا ہے کیونکہ حضرات انبیائے کرام کے اجسام وعقل وخرد میں ضعف نہیں آیا کرتا، اگرچہ بظاہران کی عمر زیادہ ہی ہو اور سید عالم ﷺ نے اپنی امت کے لئے نکمی عمر سے پناہ مانگی ہے، اور انبیائے کرام کے ساتھ اس وصف میں حضرات علمائے کرام کو بھی ملحق کیا جاتا ہے اور وہ ڈھیٹ عمر میں بھی کمزور نہیں ہوتے بلکہ وہ نکمی عمر میں مزید اچھے ہونے لگتے ہیں۔

رد لقولھم ان ما اتی بہ من القرآن شعر : جن لوگوں نے قرآن کو شعر کہا اس کا رد کرنا مقصود ہے کہ قرآن شعر نہیں ہے کیونکہ شاعری میں عموماً جھوٹ ہوتا ہے اور قصداً مقفّی ہوتی ہے اور اس میں خیالات واوہام کا اژدھام بھی ہوتا ہے جب کہ قرآن مجید میں ایسا کہاں ہوتا ہے؟ بلکہ یہ پاک کلام تو بشری کلاموں کی کدورتوں سے محفوظ ہے۔

وھم المومنون: خاص مومنین کا ذکر اس لئے کیا کہ یہی اس (پاک کلام) سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

فی جملۃ الناس: اللہ کی دی ہوئی نعمتیں صرف کافروں کے لئے نہیں بلکہ ہر ایک کے لئے ہیں۔

فیجازیھم علیہ: علانیہ وغیر علانیہ طور پر نیکی وبدی کا ہونا مراد ہے۔

وھو العاص بن وائل: ایک قول یہ ہے کہ آیت مذکورا ُبی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی لیکن عبرت حاصل کرنے کا تعلق خاص

سبب نہیں بلکہ عموم لفظ سے ہوا کرتا ہے۔

فقال علیہ السلام نعم ویدخلک النار: سید عالم ﷺ نے اس سے ہڈی لی، اور (فرمایا) اللہ اس کے کفر کو توڑ کر اسے واصل بہ جہنم کرے گا، اور جواب میں زیادتی کرنے کا مقصود معترض کو سمجھانا نہیں بلکہ تکلیف پہنچانا تھا کیونکہ تکلیف پہنچانے کے ذریعے جزاء کا تعلق انکار کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے تاکہ اسے نہ ماننے کا جواب دیا جائے اور علمائے بلاغت کے نزدیک یہ اسلوبِ حکیمانہ ہے۔

فی جملة الناس: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿الذی جعل لکم﴾ کا تعلق خاص کافروں سے نہیں بلکہ جمیع مخلوق سے کلام کرنا مقصود ہے۔

والعفار: عین مہملہ کے فتح کے ساتھ، فاء مفتوحہ کے بعد الف اور پھر راء، مرخ اور عفار سے مراد وہ درخت ہیں جس سے آگ نکالنے کا کام لیا جاتا ہے اور عفار کو زند (چقماق سے آگ نکالنا) سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور مرخ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ مرخ وعفار کی دو سبز ڈالیاں لی جائیں اور دونوں کو باہم رگڑ دی جائے تو ان سے آگ نکلتی ہے۔ **او کل شجر:** جیسا کہ بریسم کا درخت ہوتا ہے کہ جب اس کے سبز ڈالی ایک دوسرے پر رکھی جائے تو کچھ مدت میں خود کو اور ارد گرد کو جلا ڈالتی ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۱۰۷ وغیرہ)

ایک اهم بات

صلوا علی الحبیب: صلی الله علی محمد

ذبح کے مسائل:

۱.....بعض جانور ذبح کئے جا سکتے ہیں اور بعض نہیں، جو شرعاً ذبح کئے جا سکتے ہیں، ان میں یہ دو مچھلی اور ٹڈی بغیر ذبح حلال ہیں اور جو ذبح کئے جا سکتے ہیں وہ بغیر ذکاۃ شرعی حلال نہیں، ذکاۃ شرعی کا مطلب یہ ہے کہ جانور کو اس طرح نحر یا ذبح کیا جائے کہ حلال ہو جائے۔
(الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص ۴۲۳)

ذکاۃ شرعی دو قسم پر ہے، اختیاری اور اضطراری، ذکاۃ اختیاری کی دو قسمیں ہیں: ذبح اور نحر، ذکاۃ اضطراری یہ ہے کہ جانور کے بدن میں کسی جگہ نیزہ وغیرہ بھونک کر خون نکال دیا جائے اس سے مخصوص صورتوں میں جانور حلال ہوتا ہے۔ حلق کے آخری حصہ میں نیزہ وغیرہ بھونک کر رگیں کاٹ دینے کو نحر کہتے ہیں۔ ذبح کی جگہ حلق اور لبہ کے مابین ہے، لبہ سینہ کے بالائی حصہ کو کہتے ہیں، اونٹ کو نحر کرنا اور گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنا سنت ہے اور اگر اس کا عکس کیا یعنی اونٹ کو ذبح کیا اور گائے کو نحر کیا تو جانور حلال ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے کہ سنت کے خلاف ہے۔ (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص ۴۲۳)

جو رگیں ذبح میں کاٹی جاتی ہیں وہ چار ہیں: حلقوم یہ وہ ہے جس میں سانس آتی جاتی ہے، جس سے کھانا پینا اترتا ہے، ان دونوں کے اغل بغل اور دو رگیں ہوتی ہیں جن میں خون کی روانی ہے ان کو ودجین کہتے ہیں۔ پورا حلقوم ذبح کی جگہ ہے یعنی اس کے اعلیٰ، اوسط، اسفل جس جگہ بھی ذبح کیا جائے جانور حلال ہوگا، آج کل چونکہ چمڑے کا نرخ زیادہ ہے اور یہ وزن یا ناپ سے فروخت ہوتا ہے اس لیے قصاب اس کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح بھی چمڑے کی مقدار بڑھ جائے اور اس کے لیے یہ ترکیب کرتے ہیں کہ بہت اوپر سے ذبح کرتے ہیں اور اس صورت میں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ذبح فوق العقدہ (گھنڈی یعنی گلے کی ابھری ہوئی ہڈی سے اوپر) ہو جائے اور اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ جانور حلال ہوگا یا نہیں، اس باب میں قول فیصل یہ ہے کہ ذبح فوق العقدہ میں اگر تین رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہے ورنہ نہیں، علماء کا یہ اختلاف ہے رگوں کے کٹنے میں احتمال دیکھتے ہوئے احتیاط ضروری ہے کہ یہ معاملہ حلت وحرمت کا ہے اور ایسے مقام پر احتیاط لازم ہوتی ہے۔ (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص ۴۲۴)

ذبح میں قصداً بسم اللہ نہ کہی جانور حرام ہے، اور اگر بھول کر ایسا ہوا جیسا کہ بعض مرتبہ شکار کے ذبح میں جلدی ہوتی ہے اور جلدی میں بسم اللہ کہنا بھول جاتا ہے اس صورت میں جانور حلال ہے۔ (الهداية مع بداية المبتدی، کتاب الذبائح، ج۷، ص ۱۲۹)

خود ذبح کرنے والے پر بسم اللہ کہنا ضرور ہے دوسرے کا کہنا اس کے کہنے کے قائم مقام نہ ہوگا یعنی دوسرے کے بسم اللہ کہنے سے جانور حلال نہ ہوا جب کہ ذابح (ذبح کرنے والے) نے قصداً ترک کیا ہو اور دو شخصوں نے ذبح کیا تو دونوں کا بسم اللہ کہنا ضروری ہے ایک نے بھی جان بوجھ کر چھوڑ دیا تو جانور حرام ہے۔ (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الذبائح، ج۹، ص ۳۰)

سورۃ الصافات مکیۃ وھی مائۃ واثنتان وثمانون ایۃ

سورۃ الصافات مکی ہے اور اس میں ۱۸۲ آیات ہیں

تعارف سورۃ الصافات

اس سورت میں پانچ رکوع، ۸۶۰ کلمات اور ۳۸۲۶ حروف ہیں۔ کفار عرب شرک کی بری لعنت میں گرفتار تھے، جہاں توحید کے منحرف تھے وہیں قیامت کے بارے میں بھی علم نہ رکھتے تھے، ان کا کہنا تھا کہ یہ کس طرح ممکن ہوسکتا ہے، عقل اسے تسلیم نہیں کرتی، الغرض اسی قسم کے شکوک وشبہات کا جواب اگرچہ ان کے اعتراض کی وجہ سے انہیں دیا گیا لیکن جواب میں اللہ عزوجل نے کیا خوب فرمایا: ﴿قل نعم وانتم داخرون یعنی تم فرماؤ ہاں یوں کہ ذلیل ہوگے (الصافات:۱۸)﴾۔ قیامت کے دن جس طرح منکرین قیامت آپس میں الجھیں گے اور ایک دوسرے پر الزام لگائیں گے ان کا ذکر بھی کردیا گیا۔ سید عالم ﷺ کے جاں نثار نے بھی بڑے کٹھن حالات برداشت کئے، ان کے لئے گویا زندگی تنگ ہوتی جارہی تھی، تاہم اللہ نے ان کی تسلی کے لئے سابقہ اقوام اور انبیائے کرام کے حالات بیان فرمائے تاکہ انہیں تسلی ہو اور ان کے شکستہ دل دامن ایمان سے جڑے رہیں۔ اہل مکہ کو تنبیہ فرمادی گئی کہ آج تم جنہیں کمزور سمجھ رہے ہو کل وہ سارے عرب پر اسلام کا پرچم لہرائیں گے اور سارے عالم اسلام کو انہی محمد عربی ﷺ کے دامن کرم میں جگہ ملے گی۔

رکوع نمبر: ۵

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والصفت صفا (۱)﴾ الـمَلائِكَةُ تَصِفُ نُفُوسَها فِی الْعِبادَةِ اَو اَجْنِحَتِها فِی الْهَوَاءِ تَنْتَظِرُ مَا تُومَرُ بِه ﴿فالزجرت زجرا (۲)﴾ الـمَلائِكَةُ تَزجرُ السَّحَابَ اَی تَسُوقُهُ ﴿فالتليت﴾ جَمَاعَةُ قُرَّاءِ الْقُرآنِ تَتْلُوهُ ﴿ذكرا (۳)﴾ مَصْدَرٌ مِن معنی التَّالِياتِ ﴿ان الهكم لواحد (۴) رب السموت والارض وما بينهما ورب المشارق (۵)﴾ اَی والمَغَارِبِ لِلشَّمْسِ لَهَا كُلُّ يَومٍ مَشْرِقٌ ومَغْرِبٌ ﴿انا زينا السماء الدنيا بزينة ن الكواكب (۶)﴾ اَی بِضَوئِهَا اَو بِهَا وَالْاِضَافَةُ لِلْبَيَانِ كَقِرَائَةِ تَنوِينِ زِينةِ الْمُبَيِّنَةُ بِالكَوَاكِبِ ﴿وحفظا﴾ مَنصُوبٌ بِفِعْلٍ مُقَدَّرٍ اَی حَفِظْنَاهَا بِالشُّهُبِ ﴿من كل﴾ مُتَعَلِّقٌ بِالمُقَدَّرِ ﴿شيطن مارد (۷)﴾ عَاتٍ خَارِجٍ عَنِ الطَّاعَةِ ﴿لا يسمعون﴾ اَی الشَّيَاطِينُ مُستَانِفٌ وَسِمَاعُهم هوَ فی المَعْنی المحفُوظِ عنهُ ﴿الی الملاء الاعلی﴾ المَلائِكَةُ فِی السَّمَاءِ وَعُدِّی السِّمَاعِ بِالٰی لِتَضَمُّنِهٖ مَعْنی الْاِصْغَاءِ وَفِی قِرَائَةِ بِتَشْدِيدِ المِيمِ والسِّينِ اَصْلُهُ يَتَسَمَّعُونَ اُدغِمتِ التاءُ فی السِّينِ ﴿ويقذفون﴾ اَی الشَّيَاطِينُ بِالشُّهُبِ ﴿من كل جانب (۸)﴾ مِن آفاقِ السَّمَاءِ ﴿دحورا﴾ مَصْدَرٌ دَحَرَهُ اَی طَرَدَهُ وَاَبعَدَهُ وهو مَفعُولٌ لَهُ ﴿ولهم﴾ فِی الْاٰخِرةِ ﴿عذاب واصب (۹)﴾ دائِمٌ ﴿الا من خطف الخطفة﴾ مَصدَرٌ اَیِ المَرَّةَ والْاِسْتِثْنَاءُ مِن ضَمِيرِ يَسْمَعُونَ اَی لا يَسْمعُ الاالشَّيطَانُ الذِی سَمِعَ الكَلِمَةَ مِنَ المَلائِكَةِ فَاَخَذَها بِسُرعَةٍ ﴿فاتبعه شهاب﴾ كَوكَبٌ مُضِیءٌ ﴿ثاقب (۱۰)﴾ يَثقُبُهُ اَو يُحرِقُهُ اَو يُخبِلُهُ ﴿فاستفتهم﴾ اِستَخبِر كُفارَ مَكَّةَ تَقرِيرًا او تَوبِيخًا ﴿اهم اشد خلقا ام من خلقنا ط﴾ مِنَ المَلائِكَةِ والسَمواتِ والْاَرْضِينَ ومَا فِيهِما وفی الْاِتْيَانِ بِمَن

تَغْلِيبُ العُقَلاءِ ﴿انا خلقنهم﴾ اَى اَصْلَهم آدمَ ﴿من طين لازب (۱۱)﴾ لازِمٍ يَلصِقُ بِاليَدِ المَعْنى اَنَّ خَلقَهم ضَعِيفٌ فَلا يَتَكَبَّرُوا بِاِنْكَارِ النَّبِيِّ وَالقُرانِ المُؤدِّى اِلى هِلاكِهِم اليَسِيرِ ﴿بل﴾ لِلْاِنتِقالِ مِن غَرضٍ اِلى آخَر وَهُو الاَخبارُ بِحَالِهِ وَحَالِهِم ﴿عجبت﴾ بِفَتحِ التاءِ خِطَابا بِالنَّبِيِّ اَى مِن تَكْذِيبِهِم اِيَّاكَ ﴿و﴾ هم ﴿يسخرون (۱۲)﴾ مِنْ تَعَجُّبِكَ ﴿واذا ذكروا﴾ وُعِظُوا بِالقُرْآنِ ﴿لا يذكرون (۱۳)﴾ لَا يَتَّعِظُونَ ﴿واذا راوا اية﴾ كَانْشِقَاقِ القَمَرِ ﴿يستسخرون (۱۴)﴾ يَسْتَهْزِءُ وْنَ بِهَا ﴿وقالوا﴾ فِيها ﴿ان﴾ ما ﴿هذا الا سحر مبين (۱۵)﴾ بَيِّنٌ وَقَالُوا مُنكِرِينَ لِلبَعثِ ﴿ء اذا متنا وكنا ترابا وعظاماء انا لمبعوثون (۱۶)﴾ فِى الهَمزَتَينِ فِى المَوضِعَينِ التَّحقِيقُ وَتَسهِيلُ الثَّانِيَةِ وَاِدْخَالُ اَلِفٍ بَينَهما عَلَى الوَجْهَينِ ﴿اواباؤنا الاولون (۱۷)﴾ بِسُكُونِ الواوِ عَطفا بِاَو وَبِفَتْحِها والهَمزَةُ لِلْاِستِفهامِ والعَطفُ بِالوَاوِ والمَعطُوفُ عَلَيهِ مَحَلُّ اِنَّ وَاِسْمِها اَوِ الضَّمِيرِ فِى لَمَبْعُوثُونَ والفَاصِلُ هَمزَةُ الاِسْتِفهَامِ ﴿قل نعم﴾ تُبعَثُونَ ﴿وانتم داخرون (۱۸)﴾ صَاغِرُونَ ﴿فانما هى﴾ ضَمِيرٌ مُبهَمٌ يُفَسِّرُهُ مَابَعدَهُ ﴿زجرة﴾ اَى صَيحَةٌ ﴿واحدة فاذاهم﴾ اَىِ الخَلائِقِ اَحياءٌ ﴿ينظرون (۱۹)﴾ مَا يُفعَلُ بِهِم ﴿وقالوا﴾ اَى الكُفارُ، يا لِلتَّنبِيهِ ﴿يويلنا﴾ هلاكُنَا وَهوَ مَصْدَرٌ لا فِعلَ لَه مِنْ لَفْظِهِ وَتَقولُ لَهمُ المَلائِكَةُ ﴿هذا يوم الدين (۲۰)﴾ اَىِ الحِسَابِ والجَزَاءِ ﴿هذا يوم الفصل﴾ بَينَ الخَلائِقِ ﴿الذى كنتم به تكذبون (۲۱)﴾.

﴿ترجمہ﴾

قسم ان کی......۱...... کہ باقاعدہ صف باندھیں......۲......(یعنی ان فرشتوں کی قسم جو عبادت کے لیے صفیں بنائے ہیں یا صف باندھنے سے مراد انکا اپنے پروں کو فضاء میں پھیلائے حکم الٰہی کا منتظر رہنا ہے) پھر ان کی کہ جھڑک کر چلائیں (یعنی ان فرشتوں کی جو بادلوں کو جھڑکتے یعنی ہانکتے ہیں......۳......) پھر تلاش کرنے والوں کی (یعنی قرآن کی تلاوت کرنے والوں کی......۴......، ذکــــرا یہ مصدر مفعول مطلق ہے، اور) خوب (التالیات کے ہم معنی ہے) بیشک تمہارا معبود (اے اہل مکہ) ضرور ایک ہے مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور مالک مشرقوں کا (اور مغربوں کا سورج، سورج کے لیے روزآنہ ایک مشرق اور ایک مغرب ہوتا ہے) اور بیشک ہم نے نیچے کے آسمان کو تاروں کے سنگھار سے آراستہ کیا......۵......(یعنی تاروں کی روشنی سے یا خود تاروں سے، بزینة الکواکب میں اضافت بیانیہ ہے، گویا کہ "زینة" کو منون پڑھنے والی قرائت کواکب کو بیان کررہی ہے) اور حفاظت کرنے کو (یعنی ہم نے آسمان کو محفوظ کردیا ہے روشن انگاروں سے، حــفــظـــا فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے اصل عبادت یوں ہے حــفـظـنـاهـا بالشهب) ہر شیطان سرکش سے (مارد کے معنی سرکش اور نافرمان ہے) وہ (یعنی شیاطین) کان نہیں لگاسکتے (یہ جملہ مستانفہ ہے یعنی شیاطین کے سننے سے آسمان کو محفوظ کردیا گیا ہے) عالم بالا کی طرف (یعنی آسمان میں موجود فرشتوں کی طرف اور السماع کو حرف جرالی کے ذریعے متعدی کیا گیا ہے کیونکہ یہ اصغاء سرگوشی کے معنی کو متضمن ہے، اور ایک قرائت میں یسمعون میم اور سین مشدد کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ اصل میں یستــمــعــون تھا تاء کو سین میں مدغم کردیا گیا) اور ان پر (یعنی شیاطین پر روشن انگارے......۶......) پھینکے جاتے ہیں ہر طرف سے (یعنی آسمانوں کے گوشوں سے) انہیں بھگانے کو ("دحــورا" دحــره بمعنی طرده وابعده کا مصدر ہے، ترکیب کلام میں مفعول لہ بن رہا ہے) اور ان کے لیے (آخرت میں ہمیشہ کا عذاب ہے، واصب بمعنی

دائم ہے) مگر جوایک آدھ باراو چک لے چلا (الخطفة مصدر ہے بمعنی مرة ، اور یہ استثناء یسمعون کی ضمیر سے ہے معنی یہ ہوگا نہیں سنا تا مگر وہ شیطان جس نے فرشتوں سے ایک بات سنی اور اسے تیزی سے پکڑلیا) تو روشن انگارہ جلا دینے والا (شھاب کے معنی روشن تارہ اور ثاقب کا معنی یہ ہے کہ وہ تارا جس پر برستا ہے اسے ہلاک کر دیتا ہے یا جلا دیتا ہے یا پاگل کر دیتا ہے) اس کے پیچھے لگا تو ان سے پوچھو (یعنی کفار مکہ سے اس کی خبر لو، تقریر کلام یا انہیں تو بیخ کرنے کے لیے ہے) کیا ان کی پیدائش زیادہ مضبوط ہے یا ہماری اور مخلوق (جیسے فرشتے آسمان زمینیں اور ان میں موجود اشیاء، ام من خلقنا میں من کو عقلاء میں غلبہ دینے کے لیے ذکر فرمایا گیا ہے) بیشک ہم نے ان کو (یعنی ان کی اصل حضرت آدم علیہ السلام کو) چپکتی مٹی سے بنایا......ہے......(جس سے ہاتھ چپک جائیں، معنی یہ ہے کہ انسان کی خلقت ایسی ہے، تو اسے نبی کریم اور قرآن عظیم کا انکار کر کے تکبر نہیں کرنا چاہیے کہ یہ انکار انہیں قریبی ہلاکت کی طرف لے جائے گا) بلکہ (بل ایک غرض سے دوسری کی طرف منتقل ہونے کے لیے ہے، یعنی حضور ﷺ اور کفار کے احوال مختلف کی خبر دینے کے لیے ہے) تمہیں اچھنبا آیا (ان کے تمہیں جھٹلانے سے، یہ خطاب نبی پاک ﷺ سے ہے) اور (یسخرون سے قبل ھم ضمیر محذوف ہے) وہ ہنسی کرتے ہیں (آپ ﷺ کے تعجب کرنے سے) اور جب سمجھائے جائیں (قرآن کے ذریعے ان لوگوں کو نصیحت کی جائے) تو نہیں سمجھتے (اس وعظ و نصیحت کو قبول نہیں کرتے) اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں (جیسے چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا) ٹھٹا کرتے ہیں (اس نشانی کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں اور اس نشانی کے بارے میں) کہتے ہیں یہ تو نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر کھلا جادو (مبین بمعنی بین ہے، مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے منکر کہتے ہیں) کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم ضرور اٹھائے جائیں گے......۸......(ء اذا......الخ ،ء انا دونوں مقامات میں دونوں ہمزہ کو تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل کے ساتھ اور دونوں ہمزہ کے درمیان الف داخل کرنے کے ساتھ دونوں کے مطابق پڑھا گیا ہے) اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی (او یہ واو ساکنہ کے ساتھ ہو تو یہ عطف باؤ ہوگا اور اگر واو مفتوحہ ہو تو ہمزہ حرف استفہام اور واؤ حرف عطف ہوگا، اور معطوف علیہ ان اور اس اسم کا محل یا لمبعوثون میں موجود ضمیر ہوگی اور ہمزہ استفہام معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان فصل کے لیے آیا ہے) تم فرماؤ ہاں (تم لوگ اٹھائے جاؤ گے) ذلیل ہو کے (داخرون بمعنی صاغرون ہے) تو وہ (ھی ضمیر مبہم ہے اس کی تفسیر مابعد والا کلمہ کر رہا ہے) ایک ہی جھڑک ہے (زجرة بمعنی صیحة ہے) جبھی وہ (یعنی تمام ہی مخلوق زندہ ہو کر) دیکھنے لگیں گے اور (کفار) کہیں گے ہائے ہماری ہلاکت (یا ویلنا میں یاء تنبیہ کے لیے ہے ،ویلنا بمعنی ھلاکنا ہے، یہ مصدر ہے اس لفظ سے اس کا کوئی فعل نہیں آتا ،فرشتے ان لوگوں سے کہیں گے) یہ انصاف کا دن ہے (یعنی حساب کتاب اور بدلے کا دن ہے) یہ ہے (مخلوق کے درمیان) فیصلہ کا دن جسے تم جھٹلاتے تھے۔

﴿ترکیب﴾

﴿والصفت صفا ٥ فالزجرت زجرا ٥ فالتلیت ذکرا ٥ ان الھکم لواحد ٥ رب السموت والارض وما بینھما ورب المشارق ٥﴾.

و: قسمیہ جار، الصفت: اسم فاعل با فاعل، صفا: مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، الزجرت زجرا شبہ جملہ معطوف اول، ف: عاطفہ، التلیت: اسم فاعل با فاعل، ذکرا: مفعول، ملکر شبہ جملہ معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "اقسم" فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ، ان: حرف مشبہ، الھکم: اسم، لام: تاکیدیہ، واحد: خبر اول، رب السموت والارض ومابینھما: مرکب اضافی معطوف علیہ، و: عاطفہ، رب المشارق: مرکب اضافی معطوف، ملکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿انا زینا السماء الدنیا بزینة الکواکبo وحفظا من کل شیطن ماردo﴾.

انا: حرف مشبہ واسم، زینا: فعل بافاعل، السماء الدنیا: مفعول، ب: جار، زینة: مبدل منہ، الکواکب: بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، حفظا: مصدر موصوف، من کل شیطن مارد: ظرف مستقر صفت، ملکر فعل محذوف "حفظنها" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لایسمعون الی الملا الاعلی ویقذفون من کل جانبo دحورا ولھم عذاب واصبoالا من خطف الخطفة﴾.

لایسمعون: فعل نفی بافاعل، الی الملا الاعلی: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، یقذفون: فعل مجہول واؤ ضمیر ذوالحال، دحورا: حال، ملکر مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، من خطف الخطفة: موصول صلہ، ملکر مستثنی، ملکر نائب الفاعل، من کل جانب: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب واصب: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاتبعه شھاب ثاقبo﴾.

ف: عاطفہ، اتبعه: فعل ومفعول، شھاب ثاقب: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاستفتھم اھم اشد خلقا ام من خلقنا﴾.

ف: فصیحیہ، استفتھم: فعل امر بافاعل ومفعول، ھمزہ: حرف استفہام، ھم: معطوف علیہ، ام: عاطفہ، من خلقنا: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مبتدا، اشد: اسم تفضیل ہو ضمیر، خلقا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "ان شئت ان تبکتھم وتردعلیھم فی امر اثبات المعاد" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انا خلقنھم من طین لازبoبل عجبت ویسخرونo﴾.

انا: حرف مشبہ واسم، خلقنھم: فعل بافاعل ومفعول، من طین لازب: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، بل: حرف اضراب وعطف، معطوف علی محذوف "ھم لا یقرون" عجبت: فعل و"ت" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، یسخرون: جملہ فعلیہ "ھم" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، "من قدرة الله علی ھذه الخلائق العظیمة" متعلق محذوف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا ذکروا لایذکرونo واذا راوایة یستسخرونo﴾.

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، ذکروا: فعل بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لایذکرون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، راوایة: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، یستسخرون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالوا ان ھذا الا سحر مبینo ء اذامتنا وکنا ترابا وعظاماء انا لمبعوثونo اواباونا الاولونo﴾.

و: عاطفہ، قالوا: قول، ان: نافیہ، ھذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، سحر مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ھمزہ: حرف استفہام، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، متنا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کنا ترابا وعظاما: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ھمزہ: حرف استفہام، انا: حرف مشبہ واسم، لمبعوثون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ھمزہ: حرف استفہام لتاکید اولی، و: عاطفہ، اباونا الاولون: مرکب توصیفی "یبعثون" خبر محذوف کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر قول محذوف "قالوا منکرین للبعث" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل نعم وانتم داخرونo﴾.

قل: قول، نعم: حرف ایجاب، و: حالیہ، انتم: مبتدا، داخرون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "تبعثون" کی واؤ ضمیر سے حال ہے، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فانما ھی زجرۃ واحدۃ فاذاھم ینظرون٥﴾.

ف: فصیحیہ، انما: حرف مشبہ وما کافہ، ھی: مبتدا، زجرۃ واحدۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "اذا کان ذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، ھم: مبتدا، ینظرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقالوا یویلنا ھذا یوم الدین٥ ھذا یوم الفصل الذی کنتم به تکذبون٥﴾.

و: مستانفہ، قالوا: قول، یویلنا: نداء، ھذا: مبتدا، یوم الدین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ، ھذا: مبتدا، یوم الفصل: موصوف، الذی کنتم به تکذبون: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

غیر خدا کی قسم معتبر نہیں تو پھر اللہ ﷻ نے کیوں ارشاد فرمائی؟

۱..... حضرت سعد بن عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا ایک شخص کہہ رہا تھا: کعبہ کی قسم! تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا غیر اللہ کی قسم نہ کھائی جائے کیونکہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے غیر خدا کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔ (سنن الترمذی، کتاب النذور، باب: ما جاء فی کراھیة الحلف، رقم: ١٥٤٠، ص ٤٧٣)

امام رازی کہتے ہیں کہ غیر اللہ ﷻ کی قسم کھانے میں متعدد درج ذیل اشکالات ہو سکتے ہیں:

(۱)..... سید عالم ﷺ نے غیر خدا کی قسم کھانے سے منع فرمایا پھر اللہ کی حکمت کیسے ہوئی کہ فرشتوں کی قسم کھائی گئی؟

(۲)..... جس کی قسم کھائی جائے اس کی تعظیم وتکریم مقصود ہوتی ہے اور ایسی تعظیم کسی غیر خدا کی نہیں ہونی چاہیے۔

(۳)..... واو کے ذریعہ اللہ ﷻ نے تاکید فرمانے کا قصد فرمایا ہے جیسا کہ بعض سورتوں میں ہے ﴿والسماء وما بناھا والارض وما طحاھا ونفس وما سواھا اور آسمان اور اس کے بنانے والے کی قسم اور زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم اور جان کی اور اس کی جس نے اُسے ٹھیک بنایا (الشمس: ۵ تا ۷)﴾۔

ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ ان تمام مقامات پر اگر کچھ محذوف نکال لیا جائے تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے یعنی صف بہ صف کھڑے رہنے والے فرشتوں کے رب ﷻ کی قسم، سختی کے ساتھ بادلوں کو چلانے والوں کے رب ﷻ کی قسم، وعلی ھذا القیاس۔

صف بندی کے احکامات:

۲..... نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ ہماری صفیں تیر کی مانند سیدھی کرتے، یہاں تک کہ خیال فرمایا کہ اب ہم سمجھ گئے، پھر ایک دن تشریف لائے اور کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر کہیں کہ ایک شخص کا سینہ صف سے نکلا دیکھا، فرمایا: "اے اللہ کے بندوں! صفیں برابر کرو یا اللہ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا"۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب: تسویة الصفوف، رقم: (٨٦٤)/٤٣٦، ص ٢١٤)

☆..... ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: "اللہ اور اس کے فرشتے صف اول پر درود بھیجتے ہیں"، لوگوں نے عرض کی اور دوسری پر؟ فرمایا: "اللہ اور اس کے فرشتے صف اول پر درود بھیجتے ہیں"، لوگوں نے عرض اور دوسری پر؟ فرمایا: "دوسری پر اور صفوں کو برابر رکھو اور مونڈھوں کو مقابل کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور کشادگیوں کو بند کرو کہ شیطان بھیڑ کے بچے

کی طرح تمہارے درمیان داخل ہو جاتا ہے''۔ (المسند امام احمد، حدیث ابو امامہ باھلی، رقم: ۲۲۳۲۶، ج۸، ص۶۰۴)

مسئلہ نمبر۱: مرد، بچے، خنثی اور عورتیں جمع ہوں تو ترتیب یہ ہے: پہلے مَردوں کی صف ہو، پھر بچوں کی، پھر خنثی کی اور آخری میں عورتوں کی صف ہونی چاہیے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، ج۲، ص۳۱۴)

مسئلہ نمبر۲: صفیں مل کر کھڑی ہوں کہ بیچ میں کشادگی نہ رہے اور سب کے مونڈھے برابر ہوں۔ (المرجع السابق)

مسئلہ نمبر۳: صف مقدم کا افضل ہونا غیر جنازہ میں ہے، جنازہ میں آخری صف افضل ہے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ نمبر۴: پہلی صف میں جگہ ہو اور پچھلی صف بھرگئی ہو تو اس کو چیر کر جائے اور اس خالی جگہ میں کھڑا رہ جائے، اس کے لئے حدیث ہے: ''جو صف میں کشادگی دور کرے اس کی مغفرت ہو جائیگی''۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۹۸)

جھڑکنے والے فرشتے:

۳۔۔۔۔۔ملائکہ کے ساتھ زجر کا لفظ درج ذیل وجوہات کی بناء پر ہے:

(۱)۔۔۔۔۔ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرشتوں کو بادلوں کا وکیل بنادیا کہ وہ انہیں ایک مقام سے دوسرے جس مقام پر لے جانا چاہیں لے جاسکتے ہیں۔ (۲)۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے بذریعہ الہامات فرشتوں کے دلوں میں بنی آدم کی تاثیر پیدا فرمادی ہے، پس وہ انسانوں کو نافرمانی کرنے پر زجر کرتے ہیں۔ (۳)۔۔۔۔۔ہوسکتا ہے کہ فرشتے شیطانوں کو انسانوں کے بہکانے اور ایذاء دینے کے معاملے میں زجر کرتے ہوں۔ (الرازی، ج۹، ص۳۱۳ وغیرہ)

قرآن کی تلاوت کرنے والوں کی تلاش کرنے والے:

۴۔۔۔۔۔حضرت محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ من بلغه القرآن فكانما راى النبی و كلمه یعنی جسے قرآن پہنچا وہ ایسا ہے جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ان سے کلام کیا۔ (الجمل، ج۲، ص۳۲۸)

علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں:

اللہ عزوجل کے فرمان ﴿فالتالیات ذکرا﴾ میں ''ذکرا'' مفعول ہے، اور ''صفا''، ''زجرا'' مصدر مؤکد ہیں جو ماقبل بمعنی ''صفا بدیعا'' اور ''زجرا بلیغا'' مذکور ہوئے۔ مطلب یہ ہے کہ آیات الٰہیہ اور حضرات انبیائے کرام پر نازل ہونے والی کتب اور دیگر تسبیح، تحمید و تمجید وغیرہ کا عظیم الشان ذکر مقصود ہے۔ آیت کا مقصود علماء کی وہ جماعت بھی ہوسکتی ہے جو نماز میں صف بصف کھڑی قرآنی آیات کو وعظ و نصیحت کرنے کے ضمن میں بھی احکام و شرائع پہنچانے کی غرض سے پڑھتے ہوں۔ یا جنگوں میں لڑنے والے مدمقابل گروہ کی صفوں میں کود پڑنا گویا کہ ان سے چمٹ پڑنا، یا جانور کو دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے صف بصف ہانکنا اور دشمنوں سے مزاحمت کرنا اور انہی امور میں مشغولیت کے باعث اللہ عزوجل کی آیات وذکر و تسبیح میں زیادتی نہ کرسکنا اور یہی ان حضرات کا بارگاہِ الٰہی میں کمال شہود وحضور (یعنی اللہ عزوجل کی یاد میں لگے رہنا) ہے جس کی صراحت حدیث میں بھی مذکور ہے۔ ''تین قسم کی آوازوں کو اللہ (اپنی شان کے لائق) فرشتوں کے ذریعے جانتا ہے، اذان، راہِ خدا میں تکبیر بلند کرنے والے اور تلبیہ میں آواز بلند کرنے والے''۔ اور عابدین نماز میں صف بصف ہونے کے لئے شیطان کو دور بھگانے کے لئے ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم'' پڑھتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ مراد وہ بچے ہیں جو قرآن کو باآواز بلند تلاوت کرتے ہیں اور بیشک اللہ عزوجل ان لوگوں سے عذاب زائل کرتا ہے جن کی آوازیں ہمیشہ آسمان کی جانب بلند ہوتی ہیں اور وہ چار قسم کے لوگ ہیں، (۱)۔۔۔۔۔اذان دینے والے مؤذنین، (۲)۔۔۔۔۔جہاد میں تکبیریں کہنے والے، (۳)۔۔۔۔۔تلبیہ

کہنے والے، (۴)......وہ بچے جوقرآن باآواز بلند پڑھتے ہیں۔ (روح البیان، ج۷،ص ۵۲۴،روح المعانی، الجزء:۲۳،ص۸۸)

علامہ آلوسی کہتے ہیں:

ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ صف بصف کھڑی ہونے والی جماعت فرشتوں کی ہے جو کہ اللہ ﷻ کے عرش کو تھامے کھڑے ہیں اور یہ اللہ ﷻ کی عبادت میں مصروف ہیں انہیں کروبین کہتے ہیں یا اس سے وہ فرشتے مراد ہیں جس کی جانب علامہ شیخ اکبر نے اشارہ کیا ہے یعنی وہ فرشتے جو اللہ ﷻ کی محبت میں مستغرق ہیں انہیں کسی کی پرواہ نہیں ہے اور انہیں ان کی محبت میں مستغرق رہنے کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدے کا بھی حکم نہیں دیا گیا کیونکہ یہ اللہ ﷻ کی یاد میں فنا ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ زجر کرنے والی فرشتوں کی وہ جماعت ہے جنہیں عالم علیاء وسفلی میں اللہ ﷻ کے امور کی تدبیر (انجام دہی) کے لئے متعین کیا گیا ہے اور یہ ان پر اللہ ﷻ کا فضل ہے اور دیگر خلق خدا کو نفع پہنچانے کی غرض سے ہے اور اللہ ﷻ کی یاد والوں کو گھیرنے والے فرشتے وہ جماعت ہیں جو خاص مخلوق کی تلاوت کے تقاضوں کو جانتے پہچانتے ہیں اور ان کے خلوص کا نفع یہی فرشتوں کا سننا ہے نہ کہ زجر کرنا، اور زجر کرنا تو اللہ کے ناپسندیدہ امور میں سختی کرنا ہے اور یہ تلاوت کرنے والوں کی مجلسوں کو گھیرنے والے گویا کہ خیر کی مہمات کو (عام) کرنے والے ہیں اور شر کی مہمات کو دور کرنے والے ہیں۔ (روح المعانی، الجزء:۲۳،ص ۸۹وغیرہ)

ستاروں سے آسمان دنیا کو مزین کرنا:

۵......یعنی ستاروں کی چمک دمک سے آسمان دنیا کو مزین کرنا مراد ہے، جس طرح آسمان کو ظاہری چمک دمک والے ستاروں سے مزین کردیا اسی طرح اولیائے کرام کے دلوں کو نجوم معارف سے مزین کیا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ نے تین قسم کے ستارے پیدا کئے: شیطانوں کو بھگانے والے، راستہ دکھانے والے اور آسمان کو زینت دینے والے۔

شہاب ثاقب کا بیان:

۶......علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ جلتی ہوئی آگ کے چمک دار شعلہ کو شہاب کہتے ہیں۔ (المفردات، ص ۲۷۱)۔

شہاب ثاقب کا ٹکڑا جو راکھ ہونے سے پہلے زمین پر پہنچ جاتا ہے، اور دھماکے کے ساتھ پھٹ جاتا ہے، بعض اوقات ایسے شہابچے زمین پر گر پڑتے ہیں جن کا سائز کافی بڑا ہوتا ہے۔ (اردو لغت، ج۱۶، ص ۷۵۰)

☆......حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کی جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا اور فضا روشن ہوگئی، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''جب تم زمانہ جاہلیت میں یہ منظر دیکھتے تھے تو اس کے متعلق کیا کہتے تھے؟'' صحابہ کرام نے کہا ہم یہ کہتے تھے کہ کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے یا کوئی بڑا آدمی مرگیا ہے۔ پس سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آگ کا یہ شعلہ کسی کی موت پر پھینکا جاتا ہے نہ کسی کی حیات پر، لیکن جب ہمارا رب کسی چیز کے متعلق فیصلہ فرماتا ہے تو حاملین عرش سبحان اللہ کہتے ہیں، پھر جو ان کے قریب ہیں وہ سبحان اللہ کہتے ہیں، پھر جو ان کے قریب ہیں وہ سبحان اللہ کہتے ہیں، پھر آسمان والے سبحان اللہ کہتے ہیں، حتی کہ اس آسمان تک آواز پہنچ جاتی ہے پھر چھٹے آسمان والے، ساتویں آسمان والوں سے پوچھتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا پھر وہ ان کو خبر دیتے ہیں، الغرض دنیا تک اسی طرح خبر پہنچتی ہے، شیاطین چوری سے یہ خبر سن لیتے ہیں اور اپنے چیلوں اور دوستوں کو پہنچاتے ہیں، پھر اگر وہ اسی خبر کو بیان کریں تو حق لیکن وہ تحریف کریں اور کچھ باتوں کا اضافہ کردیتے ہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ الجن، رقم: ۳۲۲۴، ۳۲۲۵، ص۹۵۸ بتغیر)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ شہاب آگ کے چمکدار شعلے کو کہتے ہیں، علماء نے کہا ہے کہ ہمیں جو ستارہ ٹوٹتے ہوئے دکھائی دیتا ہے وہی

مراد ہواور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ستارہ شیطان کو لگتا ہو تو شعلہ بن جاتا ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ درحقیقت آگ کا شعلہ ہی ہو لیکن ہمیں ستارہ دکھائی دیتا ہو۔ علماء کا اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ شہاب ثاقب کا معاملہ بعثت سے پہلے کا ہے یا بعد کا، اکثر بعثت سے پہلے کا قول مانتے ہیں جب کہ بعض بعد کے قول کے قائل ہیں۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ١٤، ص ١٣)

تخلیق آدم علیہ السلام مٹی یا بجتی ہوئی مٹی سے:

۷......اللہ عزوجل نے اس مقام پر ﴿طین لازب﴾ فرمایا، قتادہ کہتے ہیں مراد وہ مٹی ہے جو ہاتھوں سے چپکتی ہے جب اسے چھوا جائے، طبری کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی، پانی، ہوا اور آگ سے پیدا فرمایا اور جب ان سب کو خلط ملط کیا گیا تو طین لازب بن گیا، ایک جماعت نے لازب بمعنی لازم یعنی باء کو میم سے بدل دیا ہے۔ ابی ابن حاتم نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ لازب، حمأ اور طین تینوں ایک ہی چیزیں ہیں کیونکہ اولاً تراب (مٹی) پھر حمأمنتنا (بدبو دار گارا)، پھر طینا لازبا (چپکتی مٹی) بن جاتا ہے، پھر اللہ عزوجل نے اس سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل نے مخلوق کو طین لازب سے پیدا فرمایا اور اس جملے میں مخلوق کے کمزور اور نرم ہونے کی جانب اشارہ ہے، اس لئے کہ جو طین (مٹی) سے پیدا کیا جاتا ہے اسے سختی اور قوت کی جانب موصوف نہیں کیا جاتا اور لوگوں میں بعث بعد الموت کی احتیاج ہے لہٰذا اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کو طین لازب سے پیدا فرمایا تاکہ دوبارہ پیدا کئے جانے کو مکروہ نہ جانے۔ (روح المعانی ،الجزء:٢٣، ص ١٠٢)

بعث بعد الموت:

۸......امام جوزی فرماتے ہیں کہ مخلوق کی کثیر تعداد ایسی ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں اور یہ شبہ انہیں دو وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے اول یہ کہ وہ مادہ منویہ کی جانب دیکھتے ہیں اور دوسرے یہ کہ جب انسان زمین میں دفن کر دیا گیا اور کیڑے مکوڑے کی غذا بن گیا تو پھر دوبارہ اسی طرح کیسے بن پائے گا؟ امام جوزی جوابات دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ انسان کی اصل کی جانب دیکھ لیا جائے تو جواب مل جائے، حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے مٹی سے پیدا فرمایا اور اسی آدم علیہ السلام کی پشت اطہر سے دیگر انسان بسبب نطفہ بنائے گئے، اسی مٹی سے سبزہ اور دانہ بنتا ہے اور یہی مٹی کیڑے مکوڑوں کے وجود اور ان سے پیدا ہونے والے انڈوں کا ذریعہ ہے۔ اور اسی طرح سونے یا چاندی کے مختلف ٹکڑے بھٹی میں ڈالے جائیں اور یہ ٹکڑے باریک اجزاء کی شکل اختیار کر لینے کے بعد مٹی میں بکھر جاتے ہیں لیکن جب اللہ اپنی قدرت سے ان باریک ذروں کو سمیٹ کر ہمارے سامنے ایک مناسب شکل وصورت میں کر دیتا ہے تو انسان جب کہ اس کا جسم بھاری ہو اور اس کے بکھرے ہوئے اعضاء کو دوبارہ سمیٹ کر کھڑا کر دینا اس کی شان سے بعید نہیں جب کہ وہ بچپن سے جوان اور پھر بڑھاپے میں جسم کو لاغر و توانا کرتا رہتا ہے۔ اور اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اپنے انبیائے کرام کے ہاتھوں پر عصا کو اژدھا اور اژدھے کو عصا کر دیتا ہے اور پہاڑوں سے زندہ اونٹنی برآمد کر دیتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست حق پرست سے کئی مردے بھی زندہ کر دکھائے۔ (تلبیس ابلیس، الباب الخامس، ذکر تلبیس ابلیس علی جاحدی البعث، ص ٩٠ وغیرہ)

اغراض:

الملائکۃ تصف نفوسھا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مفعول محذوف ہے، اگر کوئی یہ کہے کہ ﴿الصافات﴾ اور اس کے بعد میں موجود تاء تانیث کا ہے جب کہ ملائکہ مذکر و مونث سے متصف کئے جانے سے محفوظ ہوتے ہیں۔ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد یہاں تاء لفظی ہے جب کہ فرشتے تانیث معنوی سے منزہ ہیں۔

الملائکۃ: یہ ایک قول ہے ﴿الصافات﴾ کی تفسیر میں، ایک قول مجاہدین، نمازی، اڑنے والے پرندوں کا صف بہ صف ہونا بھی مراد

لیا گیا ہے۔فی العبادۃ: مرادمقاماتِ معلومہ ہیں۔واجنحتھا فی الھواء: سے مراد یہ ہے کہ صفوں میں اپنے پر پھیلائے ہوئے تیرتے ہیں۔تنتظر ما تؤمر بہ:یعنی فرشتے آسمان پر چڑھنے اوراُترنے میں حکم کے پابند ہیں۔

الملائکۃ تزجر السحاب: ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ علماء نافرمانوں کوزجروتوبیخ کرتے ہیں۔

مصدر من معنی التالیات: ایک قول یہ بھی ہے کہ ﴿ذکرا﴾ مفعول ہو﴿التالیات﴾ کا،اورذکر سے مرادقرآن وغیرہ تسبیح وتحمید ہیں،اور یہاں فرشتوں کے علاوہ بھی ہرایک ذاکر مراد ہے۔

ای المغارب: میں اس جانب اشارہ ملتا ہے کہ آیت متذکرہ ﴿رب السموت والارض......الخ﴾ میں چاروں حدود پر اکتفاء کیا گیا ہے،سرابیل(وہ اونی کپڑا جوگرمی سے ٹھنڈک کرے یا وہ لوہے کا لباس جوٹھنڈ سے حفاظت کرے)تمہیں گرمی سے بچاتی ہیں،اور صرف مشارق کاذکراس لئے کیا کہ اس کا نفع مغارب سے عام طور پر ہواہی کرتا ہے،اگرتم یہ کہوکہ اللہ نے یہاں مشارق کوجمع کے صیغے میں استعمال فرمایااوراس کا مدمقابل حذف فرمایااورسأل میں مشرق ومغرب دونوں کاذکرفرمایا،الرحمٰن میں دونوں کی تعریف وتوصیف فرمائی،سورۃ المزمل میں دونوں کوالگ الگ بیان فرمایا،پس یہاں کیوں صرف مشارق کاذکرکیا؟ میں(علامہ صاوی)اس کا جواب یہ دوں گا کہ مشارق فرماکر ہردن کے مشرق ومغرب کو بیان فرمادیا،پس شمسی اعتبار سے سال میں تین سوساٹھ دن ہوتے ہیں جوکہ مشرق ومغرب دونوں ہی ہوا کرتے ہیں کیونکہ ہردن سورج مشرق سے طلوع ہوکر مغرب میں غروب ہوتا ہے پس انہی قسم کے اعتبارات کا یہاں خیال رکھا گیا ہے۔من آفاق السماء:یعنی آسمانی جہات مراد ہیں۔

بضوئھا: یعنی آسمان کوستاروں سے منورکیااوراگرایسا نہ ہوتا توسورج غروب ہونے کی صورت میں آسمان پرسخت اندھیرا چھاجاتا۔

اوبھا: یعنی ستارے آسمان دنیا کی زینت کاسامان کرتے ہیں،پس جب انسان اندھیری رات میں آسمان کی جانب نظرکرتا ہے توسطح آسمان پرستارے جگ مگ کرتے نظرآتے ہیں۔

مستأنف: یعنی شیاطین کوآسمانی کلام سننے سے روک دیا گیا ہے،اورانہیں عذاب(الٰہی)سے عاردلائی گئی ہے۔

والاستثناء من ضمیر یسمعون: یعنی ﴿من﴾ محل رفع میں واو سے بدل ہے،یامحل نصب میں استثناء متصل ہے،اور یہ بھی جائز ہے کہ شرطیہ ہواورجواب شرط ﴿فاتبعہ﴾ ہو،یہ بھی ممکن ہے کہ موصولہ مبتداء ہواوراس کی خبر ﴿فاتبعہ﴾ ہوجائے جوکہ مستثنیٰ منقطع ہو جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿لست علیھم بمسیطر الا من تولی وکفر﴾ میں ہے۔

او یحرقہ: بمعنی یموت ہے،مفسر کے کلام میں''او''شہاب ثاقب کی نوع بیان کرنے کے لئے ہے،جوکہ شہاب ثاقب کے وصف کی نفی نہیں کرتا جوکہ روشن ہوتا ہے جوکہ اندھیرے کواجالا کردیتا ہے جس کا مفسر کووہم ہوا ہے۔

او یخبلہ: الخبل باء کے سکون وفتح کے ساتھ ہے،مرادجنون وبلاوآزمائش ہے اوراس کا اطلاق بھی اعضاء کے فاسد(ناکارہ)ہونے پرہوا کرتا ہے۔یلصق بالید:یعنی وہ مٹی جواپنی ذات میں مضبوطی نہ رکھتی ہوبلکہ کمزورہو۔

المعنی ان خلقھم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مفسرکافروں کے یوم بعث پرتکبروعنادکی وجہ سے انکارکرنے کے سبب سے زجروتوبیخ کرنا چاہتے ہیں۔

من تعجبک: یعنی محمد ﷺ کے ان پرغضب کرنے اورکفرپرہونے کی جزاء کا حکم سنانے پرتعجب کرنا مراد ہے۔

(الصاوی، ج۵، ص ۱۱۱وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

وَيُقَالُ لِلْمَلَائِكَةِ ﴿احشروا الذين ظلموا﴾ اَنْفُسَهم بالشِّركِ ﴿وازواجهم﴾ قُرَنَاءُ هم مِنَ الشَّيَاطِينِ
﴿وما كانوا يعبدون (۲۲) من دون الله﴾ اَىْ غَيْرَهُ مِنَ الْاَوْثَانِ ﴿فاهدوهم﴾ دُلُّوهم وَسُوقُوهُمْ ﴿الى
صراط الجحيم الرابع (۲۳)﴾ طَرِيقَ النَّارِ ﴿وَقِفُوْهُمْ﴾ اِحْبِسُوهُم عِنْدَ الصِّرَاطِ ﴿انهم مسئولون (۲۴)﴾ عَن
جَمِيعِ اَقْوَالِهِمْ وَاَفْعَالِهِم وَيُقَالُ لَهُم تَوبِيخًا ﴿ما لكم لا تناصرون (۲۵)﴾ لَا يَنْصُرُ بَعْضُكم بَعضًا كَحَالِكُم
فِى الدُّنيا وَيُقَالُ لَهُمْ ﴿بل هم اليوم مستسلمون (۲۶)﴾ مُنْقَادُونَ اَذِلَّاءُ ﴿واقبل بعضهم على بعض يتساء
لون (۲۷)﴾ يَتَلَاوَمُونَ وَيَتَخَاصَمُونَ ﴿قالوا﴾ اَى الْاِتْبَاعُ مِنْهُم لِلْمَتْبُوعِينَ ﴿انكم كنتم تأتوننا عن
اليمين (۲۸)﴾ عَنِ الجِهَةِ الَّتِى كُنَّا نَامَنُكُم مِنهَا بِحَلْفِكم اِنَّكم عَلَى الحَقِّ فَصَدَّقْنَاكم وَاتَّبَعْنَاكم المَعْنٰى
اَنَّكم اَضْلَلْتُمُونَا ﴿قالوا﴾ اَيِ المَتْبُوعُونَ لَهم ﴿بل لم تكونوا مؤمنين (۲۹)﴾ وَاِنَّمَا يَصْدُقُ الْاِضْلَالُ مِنَّا اَنْ
لَو كُنتُم مُؤمِنِينَ فَرَجَعْتُم عَنِ الْاِيْمَانِ اِلَيْنَا ﴿وما كان لنا عليكم من سلطن ج﴾ قُوَّةٍ وَّقُدْرَةٍ تَقهَرُكم عَلٰى
مُتَابَعَتِنَا ﴿بل كنتم قوما طغين (۳۰)﴾ ضَالِّينَ مِثْلَنَا ﴿فحق﴾ وَجَبَ ﴿علينا﴾ جَمِيعًا ﴿قول
ربنا صلے﴾ بِالْعَذَابِ اَى قَوْلُهُ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ ﴿انا﴾ جَمِيعًا
﴿لذائقون (۳۱)﴾ الْعَذَابَ بِذٰلِكَ الْقَولِ وَنَشَاءَ عَنهُ قَولُهم ﴿فاغوينكم﴾ الْمُعَلَّلُ بِقَولِهِم ﴿انا كنا
غوين (۳۲)﴾ قَالَ تَعَالٰى ﴿فانهم يومئذ﴾ يَومَ القِيٰمَةِ ﴿فى العذاب مشتركون (۳۳)﴾ لِاشْتِرَاكِهم فِى الغَوَايَةِ
﴿انا كذلك﴾ كَما نَفعَلُ بِهٰؤُلَاءِ ﴿نفعل بالمجرمين (۳۴)﴾ غَيرِ هٰؤُلَاءِ اَى نُعَذِّبُهُمُ التَّابِعَ مِنهم وَالمَتبُوعَ
﴿انهم﴾ اَى هٰؤُلَاءِ بِقَرِينَةِ مَا بَعدَهُ ﴿كانوا اذا قيل لهم لااله الا الله يستكبرون (۳۵) ويقولون ء انا﴾ فِى
هَمزَتَيهِ مَا تَقَدَّمَ ﴿لتاركوا الهتنا لشاعر مجنون (۳۶)﴾ اَى لِاَجْلِ قَولِ مُحَمَّدٍ قَالَ تَعَالٰى ﴿بل جاء بالحق
وصدق المرسلين (۳۷)﴾ الجَائِينَ بِهِ وَهوَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ﴿انكم﴾ فِيهِ اِلتِفَاتٌ ﴿لذائقوا العذاب
الاليم (۳۸) وما تجزون الا﴾ جَزَاءَ ﴿ما كنتم تعملون (۳۹) الا عباد الله المخلصين (۴۰)﴾ اَيِ الْمُؤمِنِينَ
اِسْتِثْنَاءٌ مُنقَطِعٌ اَى ذُكِرَ جَزَاؤُهُم فِى قَولِهِ ﴿اولئك لهم﴾ فِى الجَنَّةِ ﴿رزق معلوم (۴۱)﴾ بُكْرَةً
وَّعَشِيًّا ﴿فواكه ج﴾ بَدَلٌ اَو بَيَانٌ لِلرِّزقِ وَهِيَ مَا يُؤكَلُ تُلَذُّذًا لَا لِحِفْظِ صِحَّةٍ لِاَنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ مُسْتَغْنُونَ عَن
حِفْظِهَا بِخَلْقِ اَجْسَامِهِم لِلاَبَدِ ﴿وهم مكرمون (۴۲)﴾ بِثَوَابِ اللهِ ﴿فى جنت النعيم (۴۳) على سرر
متقبلين (۴۴)﴾ لَا يَرٰى بَعضُهُم قَفَا بَعضٍ ﴿يطاف عليهم﴾ عَلٰى كُلٍّ مِنهُم ﴿بكاس﴾ هُوَ الْاِنَاءُ بِشَرَابِهٖ ﴿من
معين (۴۵)﴾ مِنْ خَمرٍ يَجرِى عَلٰى وَجهِ الْاَرضِ كَاَنْهَارِ المَاءِ ﴿بيضاء﴾ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ ﴿لذة﴾ لَذِيذَةٍ
﴿للشربين (۴۶)﴾ بِخِلَافِ خَمرِ الدُّنيَا فَاِنَّهَا كَرِيهَةٌ عِندَ الشُّربِ ﴿لا فيها غول﴾ مَا يَغتَالُ عُقُولَهُم ﴿ولا
هم عنها ينزفون (۴۷)﴾ بِفَتحِ الزَّاءِ وَكَسرِهَا مِنْ نَزَفَ الشَّارِبُ وَاَنزَفَ اَى يَسكَرُونَ بِخِلَافِ خَمرِ

الدُنیا﴿وعندھم قصرت الطرف﴾حَابِسَاتُ الْاَعْيُنِ علی اَزْوَاجِهِنَّ لَا يَنظُرنَ اِلیٰ غَيرِهِم لِحُسنِهِم عِندَهنَّ﴿عين (۴۸)﴾ضَخَامُ الْاَعْيُنِ حِسَانُها﴿كانهن﴾فِی اللَّونِ﴿بيض﴾لِلنِّعامِ﴿مكنون (۴۹)﴾مَسْتُورٌ بِرِيُشِهٖ لَا يَصِلُ اِلَيهِ غُبَارٌ وَلَونُهٗ وَهوَ البَيَاضُ فِی صُفرَةٍ اَحسَنُ اَلْوَانِ النِّساءِ﴿فاقبل بعضهم﴾بَعضُ اَهْلِ الجَنَّةِ﴿علی بعض يتساء لون (۵۰)﴾عَمَّا مَرَّبِهِم فِی الدُّنيَا﴿قال قائل منهم انی كان لی قرين(۵۱)﴾صَاحِبٌ يُنكِرُ البَعثِ﴿يقول﴾لِی تَبْكِيتا﴿ائنک لمن المصدقين (۵۲)﴾بِالبَعثِ﴿واذامتنا و كنا ترابا وعظاما ء انا﴾فِی الهَمْزَتَينِ فی ثَلثَةِ مَوَاضِعَ مَا تَقَدَّمَ﴿لمدينون (۵۳)﴾مَجْزِيُّونَ وَمَحَاسَبُونَ اُنْكِرَ ذٰلكَ اَيضا﴿قال﴾ذالكَ القَائِلُ لِاِخْوَانِهٖ﴿هل انتم مطلعون(۵۴)﴾مَعِیَ اِلَی النَّارِ لِنَنْظِرَ حَالَهٗ فَيَقُولُونَ لا﴿فاطلع﴾ذالكَ القَائِلُ مِنْ بَعضِ كُوَی الجَنةَ﴿فراٰه﴾اَی رای قَرِينَهٗ﴿فی سواء الجحيم(۵۵)﴾اَی وَسْطِ النَّارِ﴿قال﴾له تَشْمِيتًا﴿تالله ان﴾مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَقِيْلَةِ﴿كدتَّ﴾قَارَبْتَ﴿لتردين (۵۶)﴾لَتُهْلِكَنِی بِاِغْوَائِكَ﴿ولولا نعمة ربی﴾اَی اِنعَامُهٗ عَلَیَّ بِالْاِيْمَانِ﴿لكنت من المحضرين (۵۷)﴾مَعَكَ فِی النَّارِ وَيَقُولُ اَهْلُ الجَنَّةِ﴿افما نحن بميتين (۵۸)الاموتتنا الاولی﴾اَی التِی فی الدنيا﴿وما نحن بمعذبين (۵۹)﴾هوَ اِستِفْهامٌ تَلَذُّذٌ و تَحَدُّثٌ بِنِعْمَةِ اللهِ تَعَالٰی مِن تَابِيدِ الحَيٰوةِ وَعَدمِ التَّعْذِيبِ﴿ان هذا﴾الذِی ذُكِرَ لِاَهْلِ الجَنَّةِ﴿لهو الفوز العظيم (۶۰) لمثل هذا فليعمل العملون(۶۱)﴾قِيلَ يُقَالُ لَهُم ذلكَ وَقِيلَ هُم يَقُولُونَهٗ﴿اذلک﴾المَذكُورُ لَهمْ﴿خير نزلا﴾وهُوَ ما يُعِدُّ لِلنَّازِلِ مِن ضَيْفٍ وَغَيْرِهٖ﴿ام شجرة الزقوم(۶۲)﴾المُعَدَّةُ لِاَهْلِ النارِ وهِیَ مِن اَخْبَثِ الشَّجَرِ المُرِّ بِتَهَامَةِ يُنبِتُها اللهُ فی الجَحِيمِ كَمَا سَيَاتِی﴿انا جعلنها﴾بِذلكَ﴿فتنة للظلمين (۶۳)﴾اَی الكَافِرِينَ مِن اَهْلِ مَكَّةَ اِذْ قَالُوا النَّارُ تُحْرِقُ الشَّجَرَ فَكَيفَ تُنبِتُهٗ﴿انها شجرة تخرج فی اصل الجحيم(۶۴)﴾قَعْرِ جَهنَّمَ واَغْصَانُهَا تَرفَعُ اِلٰی دَرَكَاتِها﴿طلعها﴾المُشَبَّهُ بِطَلْعِ النَّخْلِ﴿كانه رء وس الشيطين(۶۵)﴾اَی الحَيَاتُ القَبِيحَةُ المُنظَرِ﴿فانهم﴾اَی الكُفَّارُ﴿لاكلون منها﴾مع قُبْحِها لِشِدَّةِ جُوعِهم﴿فمالئون منها البطون (۶۶) ثم ان لهم عليها لشوبا من حميم(۶۷)﴾اَی مَاءٍ حارٍ يَّشْرِبُونَهٗ فَيَخْتَلِطُ بِالمَاكُولِ مِنْها فَيَصِيرُ شَوبالَهٗ﴿ثم ان مرجعهم لا الی الجحيم (۶۸)﴾يُفِيدُ اَنَّهُم يُخرِجُونَ مِنْها لِشُربِ الحَمِيمِ وانَّهٗ لَخَارِجُهَا﴿انهم الفوا﴾وَجَدُوا﴿اباء هم ضالين(۶۹) فهم علی اٰثرهم يهرعون (۷۰)﴾يُزعَجُونَ اِلٰی اَتبَاعِهم فَيُسْرَعُونَ اِلَيهِ﴿ولقد ضل قبلهم اكثر الاولين(۷۱)﴾مِنَ الْاُمَمِ المَاضِيَةِ﴿ولقد ارسلنا فيهم منذرين (۷۲)﴾مِنَ الرُّسُلِ مُخَوِّفِينَ﴿فانظر كيف كان عاقبة المنذرين (۷۳)﴾الكَافِرِينَ اَی عَاقِبَتُهم العَذابُ﴿الا عباد الله المخلصين (۷۴)﴾ای المُومِنِينَ فَاِنَّهم نَجُوا مِنَ العَذابِ لِاِخْلاصِهم فی العِبَادَةِ اَو لِاَنَّ اللهَ اَخْلَصَهُم لَهَا علٰی قِرَائةِ فَتحِ اللَّامِ.

﴿ترجمہ﴾

(اور فرشتوں سے فرمایا جائے گا) ہانکو ظلم کرنے والوں کو (اپنی جانوں پر ارتکاب شرک کرنے والوں کو) اور ان کے جوڑوں کو (ان کے ساتھی شیطانوں کو......ا......) اور جو کچھ وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا (یعنی بتوں کو، دون بمعنی غیــر ہے) ان سب کو ہانکو راہ دوزخ کی طرف (ان کی رہنمائی کرو اور انہیں اس کی طرف، صـراط الجحیم بمعنی طریق النار ہے) اور انہیں ٹھہراؤ (پل صراط کے پاس ......٢......، اور انہیں روک لو) ان سے پوچھنا ہے (ان کے تمام ہی اقوال اور افعال کے بارے میں ان سے بطور رزجرو توبیخ کرتے ہوئے کہا جائیگا) تمہیں کیا ہوا ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے (جیسا کہ دنیا میں تمہارا حال تھا کہ ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے اور ان سے کہا جائیگا) بلکہ وہ آج گردن ڈالے ہیں (بحالت ذلت مطیع و فرمانبردار ہیں) اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف مونھ کیا آپس میں پوچھتے ہوئے (ایک دوسرے کو ملامت کرتے باہم جھگڑتے ہوئے) بولے (کافر پیروکار اپنے سرداروں سے) تم ہمارے دہنی طرف سے آتے تھے......٣...... (یعنی تم ہماری طرف اس سمت سے آتے تھے کہ ہم تم پر اعتماد کر بیٹھے، تمہاری قسم کی وجہ سے کہ تم ہی لوگ حق پر ہو ہم نے تمہاری تصدیق کی اور تمہاری پیروی کی، آیت کا معنی یہ ہے کہ تم لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا) جواب دیں گے (کافر سردار اپنے پیروکاروں کو) تم خود ہی ایمان نہ رکھتے تھے (ہماری طرف گمراہ کرنے کی نسبت اس وقت درست ہوگی جبکہ تم مومن ہوتے اور ہمارے بہکانے سے ایمان چھوڑ کر ہماری طرف رجوع کر لیتے) اور ہمارا تم پر کچھ قابو نہ تھا (ہمیں قوت و طاقت نہ تھی کہ تمہیں اپنی پیروی پر مجبور کرتے) بلکہ تم گمراہ لوگ تھے (ہماری ہی طرح، طـاغین بمعنی ضـالین ہے) تو ثابت ہوگئی (حق بمعنی وجب ہے) ہم (سب) پر ہمارے رب کی بات (یعنی اس کا یہ فرمان ﴿ لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین ﴾......٤......) ہمیں (یعنی ہم سب کو) ضرور چکھنا ہے (عذاب اس فرمان کے سبب، اللہ کے اس فرمان سے انکا یہ قول ہوا کہ) تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا (اس اغواء کی علت ان کا یہ قول ہے) کہ ہم خود گمراہ تھے (اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) تو اس دن (یعنی بروز قیامت) وہ سب کے سب عذاب میں شریک ہیں (کیونکہ وہ سب گمراہی میں بھی شریک تھے) بیشک ہم اسی طرح (جیسا کہ ہم ان کے ساتھ معاملہ کریں گے) مجرموں کے ساتھ کیا کرتے ہیں (یعنی ان کے علاوہ دیگر مجرموں کے ساتھ بھی یہی کرتے ہیں یعنی پیروکاروں اور سرداروں دونوں کو عذاب دیتے ہیں) بیشک (انھم کی ھم ضمیر کے معنی اسم اشارہ ھــؤلاء ہے، اس کے مابعد موجود قرینہ کی وجہ سے) جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو تکبر کرتے تھے اور کہتے تھے کیا (ء انا کے دونوں ہمزہ کے بارے وہی بحث ہے جو ماقبل گزری) ہم اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے (یعنی محمد ﷺ کے قول کی وجہ سے، اللہ ﷻ فرماتا ہے) بلکہ وہ تو حق لائے ہیں اور انہوں نے رسولوں کی (جو کہ حق یعنی کلمہ توحید لا الــٰـہ الا الــلــہ لے کر آئے ان کی) تصدیق فرمائی بیشک تمہیں (اس طرز کلام غائب سے خطاب کی طرف التفات کیا گیا ہے) ضرور دکھ کی مار چکھنی ہے تو تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر (بدلہ) تمہارے کئے کا مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں (یعنی مومنین ہیں، یہ استثناء منقطع ہے مومنین کو ملنے والی جزاء کا ذکر اللہ ﷻ کے اس فرمان میں ہے ......٥......) ان کے لیے (جنت میں) وہ روزی ہے جو ہمیں معلوم ہے (صبح وشام) میوے (''فواکہ'' رزق سے بدل ہے یا اس کا بیان ہے، اور فواکہ ان اشیاء کو کہتے ہیں جو محض حصول لذت کے لیے کھائے جاتے ہیں نہ کہ حفظ صحت کے لیے، کیونکہ جنتیوں کے جسم ہمیشگی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اس لئے وہ اپنے اجسام کی حفاظت سے مستغنی ہونگے) اور ان کی (اللہ ﷻ کی طرف سے ملنے والے ثواب کے سبب) عزت ہوگی چین کے باغات میں تختوں پر ہوں گے آمنے سامنے (ان میں سے ایک دوسرے کی گدی کو نہیں دیکھ سکے گا) ان پر دورہ ہوگا (ان میں سے ہر ایک پر) جام کا (کـاس شراب کے گلاس کو کہتے ہیں) بہتی شراب کے (جو سطح زمین پر دنیاوی نہروں کی طرح جاری ہوگا) سفید رنگ (وہ شراب دودھ سے زیادہ سفید

ہوگی) پینے والوں کے لیے لذیذ (بخلاف دنیاوی شراب کے اس کا ذائقہ پیتے وقت بدمزہ معلوم ہوتا ہے، "لـــلـــة" کے معنی لذیذ ہے) نہ اس میں خمار ہے جو ان کی (عقلوں کو مخدوش کردے) اور نہ اس سے ان کا سر پھرے......۶......(یعنی وہ اس سے نشے میں نہیں آئیں گے بخلاف دنیاوی شراب کے، ینـزفون راء مفتوحہ کے ساتھ باب "نزف" سے اور زاء مکسورہ کے ساتھ باب "انزف" سے ہے) اور ان کے پاس ہیں جو دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی (یعنی ان کی نظریں اپنے شوہروں پر لگی رہیں گی وہ ان کے غیر کی طرف نہ دیکھیں گی، ان کے شوہر ان کے نزدیک انتہائی حسین ہونگے) خوبصورت اور بڑی آنکھوں والیاں......۷......("عیـــن" کا معنی بڑی خوبصورت آنکھوں والی عورتیں ہیں) گویا وہ (سفید رنگت کے معاملے میں) انڈے ہیں (شتر مرغ کے......۸......) پوشیدہ رکھے ہوئے (شتر مرغ کے پروں میں چھپے ہوئے کہ اس تک گردوغبار نہیں پہنچ پاتا اور اس انڈے کا رنگ زردی مائل سفید ہوتا ہے جو عورتوں کی بہترین رنگت ہے) تو ان میں سے (یعنی جنتیوں میں سے) ایک نے دوسرے کی طرف مونھ کیا پوچھتے ہوئے (وہ امور جو ان پر دنیا میں گزرے تھے) ان میں سے ایک کہنے والا بولا میرا ایک ہمنشین تھا (یعنی دوست تھا، وہ جو آخرت کا منکر تھا مجھ سے) کہا کرتا کیا تم (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی) تصدیق کرتے ہو کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں (ءانک، ائـذا، ائـنـا، تینوں مقامات پر مذکور دو ہمزوں کے بارے میں وہی بحث ہے جو ماقبل گزری) بطور جزاء سزا دی جائیں گی (ہمیں جزاء دیجائیگی، ہمارا محاسبہ کیا جائیگا؟ وہ اس کا بھی منکر تھا) کہا (اس قائل نے اپنے دیگر بھائیوں سے) کیا تم جھانک کر دیکھو گے (میرے ساتھ جہنم میں تاکہ ہم اس کا حال دیکھ سکیں تو وہ انکار میں جواب دیں گے) پھر جھانکا (اسی قائل نے جنت کے بعض گوشوں سے) تو اسے دیکھ لیا (یعنی اپنے دوست کو دیکھ لیا) بیچ ٹھہراتی آگ میں......۹......(ســواء الجحیم بمعنی وسط النار ہے) کہا (اس سے اس کی حالت پر خوش ہوتے ہوئے) خدا کی قسم بیشک (ان مخففہ من الثقلیۃ ہے) قریب تھا (کدت بمعنی قاربت ہے) کہ تو مجھے ہلاک کردے (اپنے بہکانے کے، لتردین بمعنی لتھلکنی ہے) اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا (بصورت ایمان اس کا دنیا میں مجھ پر انعام نہ ہوا ہوتا) تو ضرور میں بھی (جہنم میں تیرے ساتھ) حاضر کیا جاتا (اور جنتی کہیں گے) تو کیا ہمیں مرنا نہیں مگر ہماری پہلی موت (جو دنیا میں ہمیں حق پر ہو چکی ہے) اور ہم پر عذاب نہ ہوگا (یہ استفہام حصول لذت اور اللہ ﷻ کی نعمت جنت میں ہمیشگی رہنا اور عذاب نہ کیے جانے کے چرچے کے لیے ہوگا) بیشک یہ (نعمتیں جنکا جنتیوں کو ملنا مذکور ہوا) بڑی کامیابی ہے ایسی ہی بات کے لیے کامیوں کو کام کرنا چاہے (ایک قول یہ ہے، ماقبل مذکور دونوں قول ان سے اللہ ﷻ کی طرف سے کہے جائینگے اور ایک قول یہ ہے کہ جنتی یہ باتیں خود کہیں گے) تو یہ (جو جنتیوں کے لیے مذکور ہوا) بھلی مہمانی (نــزلا ان نعتوں کو کہتے ہیں جو آنے والے مہمان وغیرہ کے لیے تیار کیے جائیں) تھوہڑ کا پیڑ (جو جہنیوں کے لیے تیار کیا گیا ہے، زقوم سرزمین تھامہ میں پایا جانے والا سب سے خبیث بدمزہ درخت ہے، اللہ ﷻ نے اسے جہنم میں اگایا ہے......۱۰......جیسا کہ عنقریب آئے گا) بیشک ہم نے اسے (اس بات کی خبر دینے کے سبب) ظالموں (یعنی اہل مکہ میں سے کافروں کی) جانچ کیا ہے (کیونکہ وہ کہا کرتے تھے آگ تو درخت کو جلا دیتی ہے پھر جہنم میں پیڑ تم کس طرح اگاؤ گے؟) بیشک وہ ایک پیڑ ہے کہ جہنم کی اصل (یعنی اس کی تہہ) میں نکلتا ہے (اور اس پیڑ کی شاخیں جہنم کے دیگر طبقات کی طرف بلند ہوتی ہیں) اس کا شگوفہ (کھجور کے شگوفہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے) جیسے دیووں کے سر (بدصورت سانپوں کی طرح) پھر بیشک وہ (یعنی کفار) اس سے پیٹ بھریں گے (اس کے بدترین ہونے کے باوجود شدت بھوک کے سبب) پھر بیشک ان کے لیے اس پر کھولتے پانی کی ملاوٹ ہے (حمیم کے معنی کھولتا پانی ہے، یہ اس پانی کو پی لیں گے، پس جو انہوں نے تھوہڑ کھایا ہوگا وہ اس میں مل جائیگا اور یہ پانی اس کھانے کے لیے ملونی ہو جائے گا) پھر ان کا لوٹنا

بھڑکتی آگ کی طرف ہے (یہ آیت اس بات کا فائدہ دے رہی کہ وہ " ماء حمیم " پینے کے لیے جہنم سے نکلیں گے اور یہ پانی خارج جہنم ہوگا) بیشک انہوں نے اپنے باپ دادا گمراہ پائے (الفوا بمعنی وجدوا ہے) تو وہ انہیں کے نشان قدم پر دوڑے جاتے ہیں (ان کی اتباع کی طرف مائل ہوئے اور اس کی طرف جلدی کرنے لگے) اور بیشک ان سے پہلے بہت سے اگلے (یعنی پچھلی امتیں) گمراہ ہوئے اور بیشک ہم نے ان میں ڈر سنانے والے (یعنی رسول) بھیجے تو دیکھو ڈرائے ہوئے (یعنی کافروں) کا انجام (عذاب ہے) مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے (یعنی مومن بندے تھے، انہیں ان کی مخلصانہ عبادت کی وجہ سے عذاب سے نجات دی گئی، مخلصین لام مفتوحہ کے ساتھ ہو تو معنی ہوگا اللہ ﷻ نے انہیں اپنی عبادت کرنے کے لیے چن لیا تھا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿احشروا الذین ظلموا وازواجھم وما کانوا یعبدونo من دون اللہ﴾.

احشروا: فعل امر با فاعل، الذین ظلموا: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ازواجھم: معطوف اول، و: عاطفہ، ما: موصول، کانوا یعبدون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، من دون اللہ: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاھدوھم الی صراط الجحیمo وقفوھم انھم مسئولونo﴾.

ف: عاطفہ، اھدوھم: فعل امر با فاعل ومفعول، الی صراط الجحیم: ظرف لغو، ملکر جملہ، و: عاطفہ، قفوھم: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، انھم: حرف مشبہ واسم، مسئولون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿مالکم لا تناصرونo بل ھم الیوم مستسلمونo﴾.

ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، لاتناصرون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، بل: عاطفہ، ھم: مبتدا، الیوم: ظرف مقدم، مستسلمون: اسم فاعل با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واقبل بعضھم علی بعض یتساء لونo قالوا انکم کنتم تاتوننا عن الیمینo﴾.

و: مستانفہ، اقبل: فعل، بعضھم: ذوالحال، یتساء لون: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، علی بعض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، قالوا: قول، انکم: حرف مشبہ واسم، کنتم: فعل ناقص با اسم، تاتون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، عن الیمین: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، نا: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا بل لم تکونوا مومنینo وما کان لنا علیکم من سلطن﴾.

قالوا: قول، بل: حرف اضراب، لم تکونوا: فعل نفی ناقص واسم، مومنین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لنا: مستقر خبر مقدم، علیکم: ظرف مستقر حال مقدم، من: جار زائد، سلطن: ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل کنتم قوما طغینo فحق علینا قول ربنا انا لذائقونo﴾.

بل: عاطفہ، کنتم: فعل ناقص با اسم، قوما طغین: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، حق علینا: فعل وظرف لغو، قول ربنا: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، انا: حرف مشبہ واسم، لذائقون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿فاغوینکم انا کنا غوینo فانھم یومئذ فی العذاب مشترکونo﴾.

ف: عاطفہ، اغوینکم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، انا: حرف مشبہ واسم، کنا غوین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، انھم: حرف مشبہ و "ھم" ضمیر ذوالحال، یومئذ: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم، فی العذاب مشترکون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "ان شئت ان تعرف مصائر الاتباع والرء وساء المبتوعین" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انا کذلک نفعل بالمجرمین۝﴾۔

انا: حرف مشبہ واسم، کذلک: ظرف مستقر "فعلا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، نفعل: فعل بافاعل، بالمجرمین: ظرف لغو، ملکر جملہ فلعیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انھم کانوا اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون۝﴾۔

انھم: حرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص بااسم، یستکبرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر اول، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، قیل لھم: فعل بانائب وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، لا: نفی جنس، الہ: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، اللہ: مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم "موجود" خبر، ملکر جملہ اسمیہ قول محذوف "قولوا" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جزا محذوف "فکانوا یستکبرون" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویقولون ائنا لتارکوا الھتنا لشاعر مجنون۝﴾۔

و: عاطفہ، یقولون قول، ھمزہ: حرف استفہام، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، تارکوا: اسم فاعل بافاعل مضاف، الھتنا: مضاف الیہ مفعول، لشاعر مجنون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ماقبل "یستکبرون" پر معطوف ہے۔

﴿بل جاء بالحق وصدق المرسلین۝ انکم لذائقوا العذاب الالیم۝﴾۔

بل: عاطفہ، جاء بالحق: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، صدق المرسلین: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، انکم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ذائقوا: اسم فاعل بافاعل مضاف، العذاب الالیم: مضاف الیہ مفعول، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما تجزون الا ماکنتم تعملون۝ الا عباد اللہ المخلصین۝﴾۔

و: عاطفہ، ماتجزون: فعل نفی واؤ ضمیر مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، عباد اللہ: موصوف، المخلصین: صفت، ملکر مستثنی، ملکر نائب الفاعل، الا: اداۃ حصر، ماکنتم تعملون: موصول صلہ، ملکر "جزاء" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک لھم رزق معلوم۝ فواکہ وھم مکرمون۝ فی جنت النعیم ۝ علی سرر متقبلین۝﴾۔

اولئک: مبتدا، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، رزق معلوم: مرکب توصیفی مبدل منہ، فواکہ: بدل، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ھم: مبتدا، مکرمون: اسم مفعول واؤ ضمیر ذوالحال، علی سرر متقبلین: ظرف مستقر حال، ملکر نائب الفاعل، فی جنت النعیم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یطاف علیھم بکاس من معین۝ بیضاء لذۃ للشربین۝ لا فیھا غول ولاھم عنھا ینزفون۝﴾۔

یطاف علیھم: فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو، ب: جار، کاس: موصوف، من معین: ظرف مستقر صفت اول، بیضاء: صفت ثانی، لذۃ للشربین: شبہ جملہ "ذات" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر صفت

ثالث، لا: نافیہ، غول: مبتدا، فیھا: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، ھم: مبتدا، عنھا ینزفون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر صفت رابع، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، قائم مقام نائب مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وعندھم قصرت الطرف عین ○ کانھن بیض مکنون○﴾۔

و: عاطفہ، عندھم: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، قصرت: صفت مشبہ مضاف، الطرف: مضاف الیہ فاعل، ملکر شبہ جملہ موصوف، عین: صفت، کانھن: حرف مشبہ واسم، بیض مکنون: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاقبل بعضھم علی بعض یتساء لون○ قال قائل منھم انی کان لی قرین○﴾۔

فاقبل: اس آیت مبارکہ کی ترکیب آیت نمبر ۲۷، میں گزری، قال: قول، قائل: موصوف، منھم: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، انی: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص، لی: ظرف مستقر خبر مقدم، قرین: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿یقول ائنک لمن المصدقین○ ء اذا متنا وکنا ترابا وعظاما ء انالمدینون○﴾۔

یقول: قول، ھمزہ: استفہام، انک: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، من المصدقین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ماقبل "قرین" کی صفت، ھمزہ: حرف استفہام، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، متنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کنا ترابا وعظا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ھمزہ: حرف استفہام، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، مدینون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال ھل انتم مطلعون○ فاطلع فراہ فی سواء الجحیم○﴾۔

قال: قول، ھل: حرف استفہام، انتم: مبتدا، مطلعون: ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، اطلع: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، راہ: فعل با فاعل ومفعول، فی سواء الجحیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال تاللہ ان کدت لتردین○﴾۔

قال: قول، تاللہ: جار مجرور "اقسم" فعل محذوف کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، ان: مخففہ یا "ک" ضمیر محذوف اسم، کدت: فعل مقارب باسم، لتردین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولولا نعمۃ ربی لکنت من المحضرین○﴾۔

و: عاطفہ، لولا: شرطیہ، نعمۃ ربی: "موجود" خبر محذوف کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، کنت: فعل ناقص با اسم، من المحضرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿افما نحن بمیتین○ الا موتتنا الاولی وما نحن بمعذبین○﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "نحن مخلدون منعمون" ما: مشابہ بلیس، نحن: مبتدا، ب: زائد، میتین: اسم فاعل با فاعل، الا: اداۃ حصر، موتتنا: موصوف، الاولی: صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، نحن: اسم، ب: زائدہ، معذبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ھذالھو الفوز العظیم○ لمثل ھذا فلیعمل العملون○﴾۔

ان ھذا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ھوالفوزالعظیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لمثل ھذا: ظرف لغو

مقدم،ف:فصیحیہ،لام:لام امر،یعمل العملون:فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان تبین حقیقة حال اهل الجنة" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اذلک خیر نزلا ام شجرة الزقومo انا جعلنها فتنة للظلمینo﴾.

همزه: حرف استفہام،ذلک:مبتدا معطوف علیہ،ام:عاطفہ،شجرة الزقوم:معطوف،ملکر مبتدا،خیر:ممیز،نزلا:تمیز،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،انا:حرف مشبہ واسم،جعلنها:فعل بافاعل ومفعول،فتنة:موصوف،للظلمین:ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انها شجرة تخرج فی اصل الجحیم o طلعها کانه ر ء وس الشیطینo﴾.

انها: حرف مشبہ واسم،شجرة:موصوف،تخرج فی اصل الجحیم: جملہ فعلیہ صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،طلعها:مبتدا،کانه: حرف مشبہ واسم،ر ء وس الشیطین:خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فانهم لاکلون منها فمالئون منها البطونo﴾.

ف: عاطفہ،انهم:حرف مشبہ واسم،لام:تاکیدیہ،اکلون منها: شبہ جملہ معطوف علیہ،ف:عاطفہ،مالئون منها:اسم فاعل بافاعل وظرف لغو،البطون:مفعول،ملکر شبہ جملہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم ان لهم علیها لشوبا من حمیمo ثم ان مرجعهم لا الی الجحیمo﴾.

ثم: عاطفہ،ان لهم:حرف مشبہ وظرف مستقر خبر مقدم،علیها:ظرف مستقر حال مقدم،لام:تاکیدیہ،شوبا:موصوف،من حمیم: ظرف مستقر صفت،ملکر ذوالحال،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ثم:عاطفہ،ان:حرف مشبہ،مرجعهم:اسم،لام:تاکیدیہ،الی الجحیم: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انهم الفوا اباء هم ضالینo فهم علی اثرهم یهرعونo﴾.

انهم: حرف مشبہ واسم،الفوا:فعل بافاعل،اباء هم: مفعول اول،ضالین:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف:عاطفہ تعلیلیہ،هم: مبتدا،علی اثرهم یهرعون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد ضل قبلهم اکثر الاولینo ولقد ارسلنا فیهم منذرینo﴾.

و: عاطفہ،لام قسمیہ،قد تحقیقیہ،ضل: فعل،قبلهم:ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم،اکثر الاولین: ذوالحال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ،و:عاطفہ،لام قسمیہ،قد تحقیقیہ،ارسلنا: فعل بافاعل،فیهم:ظرف لغو،منذرین:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فانظر کیف کان عاقبة المنذرینo الا عباد الله المخلصینo﴾.

ف: فصیحیہ،انظر:فعل امر بافاعل،کیف:اسم استفہام خبر مقدم،کان:فعل ناقص،عاقبة:مضاف،المنذرین: مستثنی منہ،الا:اداۃ حصر استثناء،عباد الله:موصوف،المخلصین:صفت،ملکر مستثنی،ملکر مضاف الیہ،ملکر اسم،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نافرمانوں کے جوڑے سے مراد شیطان یا......!

۱......اللہ ﷻ فرشتوں کو حکم دے گا کہ مشرکوں اور ان کے ہم مشربوں اور پیروکاروں اور ان کے معبودوں، سب کو میدان

حشر میں حساب کتاب کے لئے جمع کیا جائے۔علامہ بیہقی کہتے ہیں کہ نعمان بن بشیر کے طرق سے روایت ہے کہ :میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ﴿أحشروا الذين ظلموا وازواجهم ﴾ سے مراد یہ ہے کہ سودخور سودخوروں کے ساتھ جمع کیے جائیں گے، بدکار بدکاروں کے ساتھ ہونگے ، اور شراب خور شرابیوں کے ساتھ ہونگے ۔ جنت میں بھی ہم مشرب لوگ اکھٹے ہونگے اور دوزخ میں بھی، بیہقی نے ابن عباس سے ''ازواجهم بمعنی اشباههم'' مراد لیا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ ان کے مشابہ لوگ۔ قتادہ اور کلبی کہتے ہیں کہ ازواجهم سے مراد ان کی مثل عمل کرنے والے لوگ ہیں پس شرابی، شرابیوں کا، سودخور، سودخوروں کے ساتھ ہونگے۔ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے مراد شیاطین دوست ہیں، ہر کافر اپنے شیطان کے ساتھ ایک زنجیر میں جکڑا ہوا ہوگا۔حسن کہتے ہیں کہ'' ازواجهم '' کے معنی ان کی شرک کرنے والی بیویاں ہیں۔ (المظهری، ج٦،ص ٨٨)

پل صراط کے بارے میں احادیث:

۲......ابی بن حاتم نے انقع بن عبداللہ الکلاعی سے روایت کیا ہے کہ جہنم کے سات پل ہیں، ان پر پل صراط ہے، پہلے پل کے پاس لوگوں کو روکا جائے گا، ان کو ارشاد ہوگا کہ انہیں روک لو، ان سے باز پرس ہوگی۔ پس نماز کا سوال سب سے پہلے ہوگا پس جو ہلاک ہوگا وہ ہلاک ہی ہوجائے گا اور جو نجات پائے گا وہ نجات پاجائے گا۔دوسرے پل کے قریب پہنچیں گے تو امانت سے متعلق سوال کیا جائے گا کہ اسے کیسے ادا کیا اور کیسے خیانت کا مرتکب ہوا؟ پس جو ہلاک ہوا وہ ہلاک ہوجائے گا اور جو نجات پائے گا وہ نجات پاجائے گا۔تیسرے پل پر پہنچیں گے تو رشتے داروں کے متعلق سوال ہوگا پس رشتے داری کیسے قائم کی اور کیسے ضائع کی؟ پس جو ہلاک ہونا ہے وہ ہلاک ہوجائے گا اور جو نجات پانے والا ہے نجات پاجائے گا۔اس دن رشتے دار ہوا میں معلق ہوگا اور عرض کرے گا کہ اے اللہ! جس نے مجھے ملائے رکھا تو اسے ملائے رکھ اور جس نے مجھے توڑ دیا تو آج اُسے توڑ دے۔ (المظهری ،ج٦،ص ٨٩)

☆......حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:''یارسول اللہ ﷺ! کیا قیامت کے دن کوئی دوست اپنے دوست کو یاد کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''اے عائشہ! تین مواقع پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا: (۱)......میزان پر حتی کہ وہ بھاری ہوجائے یا ہلکی ہوجائے، (۲)...... جب اعمال نامے دیئے جائیں گے، جس وقت اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے یا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، (۳)...... جب دوزخ سے ایک گردن نکل کر چنگھاڑ رہی ہوگی اور وہ گردن کہے گی میں تین قسم کے آدمیوں کے حوالے کی گئی ہوں (پھر دوسری بار کہے گی) میں تین قسم کے آدمیوں کے حوالے کی گئی ہوں، میں اس شخص کے حوالے کی گئی ہوں جو اللہ کے علاوہ کسی اور شخص کو عبادت کا مستحق قرار دیتا تھا، اور میں اس شخص کے حوالے کی گئی ہوں جو قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتا تھا اور میں ہر متکبر اور معاند کے حوالے کی گئی ہوں، وہ گردن ایسے لوگوں کو اٹھا کر دوزخ کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دے گی اور دوزخ کا ایک پل ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے، اس پر آنکڑے ہیں اور کانٹے لگے ہوئے ہیں، وہ جس کو چاہیں گے پکڑ لیں گے، بعض لوگ اس پل پر سے پلک جھپکنے میں گزر جائیں گے اور بعض لوگ بجلی کی طرح تیزی سے گزر جائیں گے اور بعض لوگ تیز رفتار گھوڑے کی طرح گزریں گے اور بعض لوگ اونٹوں کی طرح، اور فرشتے دعا کرتے ہونگے کہ رَبِّ سَلِّمْ، رَبِّ سَلِّمْ، (یعنی اے رب! سلامت رکھنا اے رب! سلامت رکھنا)، کوئی اس پل پر سے سلامتی کے ساتھ نجات پاجائے گا اور کوئی زخمی ہوکر گزر جائے گا اور کوئی مونھ کے بل دوزخ میں گر جائے گا۔ (احمد بن حنبل ،مسند سيدة عائشة،برقم:٢٤٨٤٧،ج٩،ص ٤١٥)

تکریم والے کام داھنی جانب سے ھونے چاھئیے:

۳...... اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں کہ تکریم کے کاموں کی ابتداء داہنی جانب سے کی جاتی ہے، سید عالم ﷺ کا

معمول بھی یہی رہا۔

☆......حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جوتی پہننے، کنگھی کرنے، وضو کرنے میں اور تمام کاموں میں دائیں جانب سے ابتداء کرنا پسند فرماتے تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب: التیمن فی الوضوء، رقم: ۱۶۸، ص ۳۴)

☆......حضرت انس بن مالک ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے بکری کا دودھ دوہ کر لایا گیا، وہ بکری حضرت انس ﷛ کے گھر میں تھی، رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک پیالے میں دودھ پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ پیا، حتی کہ اپنا مونہ ہٹالیا، اس وقت آپ ﷺ کے بائیں جانب ابوبکر صدیق ﷛ تھے، اور دائیں جانب سے ایک دیہاتی تھا، حضرت عمر ﷛ کو یہ خدشہ ہوا کہ آپ ﷺ اپنا تبرک اس دیہاتی کو دیں گے، انہوں نے جلدی سے کہا: یارسول اللہ ﷺ! ابوبکر ﷛ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہیں ان کو عطا فرمائیں، آپ نے اپنا تبرک اس اعرابی کو دیا جو آپ کی داہنی جانب تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''دائیں جانب سے ابتداء کرو، اس کے بعد بائیں جانب سے ابتداء کرو''۔ (صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب: من رای صدقۃ الماء، رقم: ۲۳۵۲، ص ۳۷۸)

☆......حضرت سہل بن سعد ﷛ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے پاس ایک مشروب کا پیالہ لایا گیا، آپ ﷺ کی دائیں جانب لوگوں میں ایک کم عمر لڑکا تھا اور بڑی عمر کے لوگ آپ ﷺ کے بائیں جانب تھے، آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے! کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں اپنا تبرک بڑی عمر والوں کو دے دوں؟''۔ اس نے کہا کہ آپ ﷺ کے بچے ہوئے تبرک کو میں کسی پر ترجیح نہیں دونگا، پھر آپ نے وہ تبرک اس لڑکے کو دے دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب: من رای صدقۃ الماء، رقم: ۲۳۵۱، ص ۳۷۸)

☆......حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص جوتی پہنے تو دائیں جانب سے ابتداء کرے اور جب جوتی اتارے تو بائیں جانب سے ابتداء کرے تاکہ جوتی پہننے کی ابتداء بھی دائیں جانب سے ہو اور انتہاء بھی دائیں جانب سے ہو''۔ (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب: لا تمشی فی نعل واحدۃ، رقم: ۵۸۵۵، ص ۱۰۳۱)

☆......حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم لباس پہنو یا وضو کرو تو دائیں جانب سے ابتداء کرو''۔

(سنن ابو داؤد، کتاب اللباس، باب: فی الانتعال، رقم: ۴۱۴۱، ص ۷۶۹)

☆......حضرت ابوقتادہ ﷛ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب بیت الخلا میں جائے تو اپنی شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب: النھی عن الاستنجاء، رقم: ۱۵۳، ص ۳۲)

☆......حضرت عمر بن ابی سلمہ کہتے ہیں کہ میں نوخیز لڑکا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی گود میں بیٹھا تھا، اور میں پلیٹ میں ہر طرف سے لے کر کھا رہا تھا تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو اور دائیں جانب سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ''، پھر میں ہمیشہ اسی طرح کرتا تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب الاطعمۃ، باب: التسمیۃ علی الطعام، رقم: ۵۳۷۶، ص ۹۶۰)

کافروں کے لئے وعیدیں:

۞......کافروں کے لئے طرح طرح کی اذیتیں اور دشواریاں ہیں، پس سردار وغلام، تابع ومتبوع سب ہی عذاب میں گرفتار ہونگے۔ بت بنانے والے، پوجنے والے، اس کی رہنمائی کرنے والے، سب ہی جہنم کی غذا بنیں گے۔ جس طرح دنیا میں کفر کے معاملے میں مشترک تھے عقبی میں عذاب کے معاملے میں بھی یونہی مشترک ہونگے۔ جنہوں نے اللہ کے نبی کو شاعر، کاہن، جادوگر کہا، اور جنہوں نے تائید میں سر ہلا دیا، جنہوں نے قرآن کو اگلوں کی داستان کہا، مانا، اور اس کا پرچار کیا سارے ہی جہنمی ہوئے۔ تاہم

اتنا ضرور ہے کہ جس کا جرم جتنا زیادہ سنگین ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ عذاب کی شدت میں رہے گا کیونکہ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، ہر ایک اپنے کیئے کا بدلہ عذاب کی صورت میں دیکھے گا۔ کیونکہ جس طرح جنتیں بھی کئی اقسام کی ہیں اسی طرح جہنم کے بھی کئی درجات ہیں۔ منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبق میں ہونگے۔

☆......سید عالم ﷺ اس آیت ﴿ویسقی من ماء صدید یتجرعه اوراسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا(ابراھیم:۱۷)﴾ سے متعلق فرماتے ہیں: جب پانی جہنمی کے قریب کیا جائے گا تو وہ اسے پینے کو ناپسند کرے گا، جب پانی اس کے قریب جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال جھلس جائے گی اور سر کی کھال بالوں سمیت اکھڑ جائے گی، جب جہنمی پانی پیئے گا تو اُس کی آنتیں کٹ کٹ کر پیچھے کے راستے باہر ہو جائیں گی۔ ابن عباس سے مروی ہے: "ماء صدید" سے مراد وہ پانی ہے جو کافر کی کھال اور گوشت تک کو ادھیر دے گا۔ عکرمہ سے روایت ہے "ویسقی من ماء صدید سے مراد خون اور پیپ ہے"، مجاہد سے مروی ہے "ماء صدید" سے مراد خون و پیپ ہے، حسن سے روایت ہے: اگر جہنم کے پانی کا ڈول بھر کر آسمان دنیا پر ظاہر کر دیا جائے تو زمین والے اس کی بدبو سے فساد میں مبتلا ہو جائیں گے۔ (الدر المنثور، ج٤، ص ١٣٨)

مومنین کے لئے بشارتیں اور جنت کے وجود پزیر ہونے کی دلیل:

۵......اللہ نے جنت کی تین صفات بیان کیں: (۱) اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں، (۲) اس کا کھانا دائمی ہے، دنیا کے باغات کے پتے، پھل اور منافع ختم ہو جاتے ہیں لیکن جنت کے پھل دائمی ہیں کبھی ختم نہ ہونگے، (۳) سایہ دائمی ہے، یعنی جنت میں دھوپ، ٹھنڈ، سورج، چاند اور اندھیرا نہیں ہے، اللہ کا فرمان ہے ﴿لا یرون فیھا شمسا ولا زمھریرا نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ ٹھٹھر (الدھر:۱۳)﴾، جب اللہ نے ان صفات کا بیان کر لیا تو فرمایا کہ آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لئے ہے یعنی جنت۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ جنت کے پھل دائمی ہیں، اس میں تین مسائل پائے جاتے ہیں: (۱)...... جنت کا پھل کبھی فنا نہ ہوگا۔ (۲)......جنتیوں کو جنت میں دائمی سکون میسر ہوگا، یہ قول ابو الھذیل اور ان کے پیروکار ہے۔ (۳)......جنتیوں کے پھل کبھی ختم نہ ہونگے، کیونکہ اللہ نے فرمایا ﴿اکلھا دائم وظلھا (الرعد:۳۵)﴾ یعنی دوبارہ ان پھلوں کی پیداوار نہ ہوگی جیسا کہ دنیا میں ہوتا ہے۔

(الرازی، ج۷، ص ٤٧)

معتزلہ کے نزدیک اس وقت آسمانوں میں بہت سی جنتیں ہیں، جن میں فرشتے اور وہ حضرات انبیائے کرام رہتے ہیں جو ابھی تک زندہ ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام، لیکن جو جنت اللہ نے جزاوسزا کے لئے بنائی ہے اور جس میں دوام وخلود ہوگا وہ ابھی تک معرض وجود میں آئی ہی نہیں، بوقت ضرورت معرض وجود میں آئی گی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ نہ مانا جائے تو قرآن کی آیات میں تعارض لازم آئے گا کیونکہ جنت کے پھل اور اس کا سایہ دائمی ہے ان میں فنا نہیں ہے، حالانکہ قرآن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت فنا ہونے والی چیز ہے جیسا کہ فرمان رب العباد ہے ﴿کل شیء ھالک الا وجھه یعنی اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے (القصص:۸۸)﴾، معتزلہ کے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہر چیز کے عموم سے جنت کو استثناء حاصل ہے یعنی جنت کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اس لیے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جنت پرہیزگاروں کے لئے بن چکی ہے ﴿وجنة عرضھا السموات والارض اعدت للمتقین اور ایسی جنت جس کی پہنائی تمام آسمان اور زمینیں ہیں جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے (ال عمران:۱۳۳)﴾۔

غول کا بیان:

۶:......ہر وہ چیز جو ہلاکت کے قریب کرے، اسے غول کہتے ہیں۔ جنت میں پی جانے والی شراب کو غول کہا گیا ہے، جس کا بیان متذکرہ آیت میں ہے: ﴿لا فیھا غول نہ اس (شراب میں) خمار ہے(صفت:۴۷)﴾۔ (التعریفات، ص ۱۶۵ ،المفردات،ص ۳۶۹)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: ''کوئی مرض خود بخود متعدی نہیں ہوتا، اور نہ بدشگونی کی کوئی حقیقت ہے اور نہ غول کی کوئی تاثیر ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الطب،باب:لا عدوی و لا طیرة،رقم (۵۶۸۸)/۲۲۲۲،ص۱۱۱۳)

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ اہل عرب یہ گمان کرتے تھے کہ جنگلات میں غول رہتے ہیں اور غول جنات اور شیاطین کی جنس سے ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کو مختلف رنگ کی صورتوں میں نظر آتے ہیں اور مسافروں کو راستے سے بہکا کر ہلاک کر دیتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے اپنے فرمان میں ان کے باطل گمان کو بیان کر دیا۔ دوسرے علماء کا یہ کہنا ہے کہ اس حدیث کی منشاء یہ نہیں ہے کہ غول کا کوئی وجود نہیں ہے بلکہ عربوں کا یہ گمان باطل ہے کہ غول رنگ برنگی صورتوں میں دکھائی دیتے ہیں اور لوگوں کو راستے سے بہکا دیتے ہیں ،لیکن جنات میں جادوگر ہوتے ہیں اور وہ لوگوں میں اپنے خیال ڈالتے ہیں اور انہیں شبہات میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

(نووی علی مسلم، کتاب الطب،باب:لا عدوی و لا طیرة،رقم (۵۶۸۸)/۲۲۲۲، ج۷،ص۲۱۶)

جنتی کو جسمانی وروحانی لذتیں:

۷:...... جاندار میں دو چیزیں پائی جاتی ہیں: جسمانی غذا کی خواہش وضرورت، روحانی لذت کا حصول جو کہ شہوت کی صورت میں ہر جاندار میں پایا جاتا ہے۔ کسی میں یہ مادہ کم ہوتا ہے اور کسی میں زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ نے اس رکوع میں جہاں عذاب کی وعید سنائی وہیں مومنین کو جنت کے انعام واکرام کا مژدہ بھی سنا دیا۔ مزید یہ کہ جس طرح جنت کے پھل، پھول، میوہ جات، بے ضرر مشروبات کا ذکر فرمایا وہیں انسانی فطرت اور خواہش کی تکمیل کا بیان بھی فرمایا، چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وعندھم قصرت الطرف عین کانھن بیض مکنون اور ان کے پاس ہیں جو شوہروں کے سوا دوسری جانب نہ دیکھیں گی بڑی آنکھ والیاں گویا وہ انڈے ہیں(الصافات:۴۹)﴾۔ گویا انسانی جسم کو میوہ جات ومشروبات سے خوش کیا گیا ساتھ ہی اس کی روح کی تسکین اور آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے خوبصورت حوریں عطا فرمائی گئیں کہ جن کے قُرب سے خوشی ومسرت کا ساماں ہو سکے لیکن جنت میں دنیاوی اعتبار کی گندگیاں ہرگز نہ ہونگی۔

☆......حضرت بریدة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں آنکھ کو روشن کرتی ہیں (ایک روایت میں ہے کہ آنکھ کو قوت بخشتی ہیں)، سبزہ کی طرف دیکھنا، جاری پانی کی جانب دیکھنا، حسین چہروں کی جانب دیکھنا''۔

(کنزالعمال، کتاب الطب،الفصل الاول فی الترغیب ، رقم: ۲۸۳۱۰، ج۵،ص۲۱)

انڈے کے پاک وحلال ہونے کا بیان:

۸:......انسان کے لئے تمام حلال پرندوں کے انڈے حلال ہیں، بعض اذہان میں شبہ پیدا ہوتا ہے کہ انڈہ چونکہ پرندے کا مادہ منویہ ہوتا ہے اس لئے حلال نہیں ہونا چاہیے۔ ہم کہتے ہیں انڈے کو راہ خدا میں صدقہ کرنے کا ذکر حدیث میں آیا ہے اور اللہ پاک مال کے سوا قبول نہیں فرماتا، اگر انڈہ کھانا حلال نہ ہوتا تو راہ خدا میں صدقہ کرنے کا بیان بھی نہ کیا جاتا۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا پھر وہ جمعہ کی نماز پڑھنے چلا گیا، گویا اس نے ایک اونٹ صدقہ کیا، اور جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گویا گائے کو صدقہ کیا اور جو تیسری ساعت میں

گیا اس نے گویا سینگوں والے مینڈھے کو صدقہ کیا اور جو چوتھی ساعت میں گیا اس نے گویا مرغی کو صدقہ کیا اور جو پانچویں ساعت میں گیا اس نے گویا انڈے کو صدقہ کیا''۔ (صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب: فضل الجمعة، رقم: ۸۸۱، ص ۱۴۲)

☆......ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''انبیائے سابقین میں سے کسی نے اللہ سے کمزوری کی شکایت کی تو اللہ نے انہیں انڈہ کھانے کا حکم دیا''۔ (شعب الایمان، باب: المطاعم والمشارب، رقم: ۵۹۵۰، ج ۵، ص ۲۰۵۶)

سو گرام انڈے میں ۱۴۷ حرارے، ۱۲،۱ اعشاریہ تین گرام پروٹین، ۱۰،۱ اعشاریہ ۹ گرام چکنائی، ۱۴۰ ملی گرام سوڈیم، ۱۴۰ ملی گرام پوٹاشیم، ۵۲ ملی گرام کیلشیم، ۲ ملی گرام فولاد، ایک اعشاریہ ۵ ملی گرام جست، صفر نو ملی گرام وٹامن بی، اعشاریہ ۴۷ ملی گرام بی ۲، اعشاریہ ۶ ملی گرام وٹامن ای، ۱۴۰ مائکروگرام وٹامن الف، اعشاریہ ۵۷ مائکروگرام وٹامن ڈی، اعشاریہ ۷ مائکروگرام بی ۱۲ ہوتے ہیں۔

جنتی کا اپنے دوست کو جہنم میں جھانکنا:

۹......امام جریر طبری کہتے ہیں: دو افراد ایک دوسرے کے ساتھی شریک تھے، ان کے پاس آٹھ ہزار دینار جمع ہوگئے، انہوں نے آپس میں ان دینار کو تقسیم کرلیا پھر وہ ایک دوسرے سے الگ ہوگئے، پھر ان میں سے ایک نے ایک ہزار دینار کا محل خریدلیا، اور دوسرے کو بلا کر اپنا محل دکھایا، دوسرے نے کہا واقعی یہ بہت خوبصورت ہے۔ اور اللہ سے دعا کی: اے اللہ! میرے اس صاحب نے ایک ہزار دینار کا یہ محل خریدا ہے اور میں اپنے ایک ہزار دینار کے عوض تجھ سے جنت کے محل کا سودا کرتا ہوں، پھر اس نے ایک ہزار دینار راہ خدا میں صدقہ کردیئے۔ پھر کچھ عرصے بعد پہلے شخص نے ایک ہزار دینار کے عوض ایک عورت سے شادی کرلی اور اس دوسرے شخص کو اپنی بیوی دکھائی اور اس کے حسن کی داد پائی، اب دوسرا شخص وہاں سے چلا اور اس نے اللہ سے دعا کی، اے اللہ! میرے اس دوست نے ایک ہزار دینار میں حسین عورت سے شادی کی ہے تاکہ اس سے خواہش پوری کرے، میں تجھ سے ایک ہزار دینار کے عوض جنت کی بڑی آنکھوں والی حور کا سوال کرتا ہوں پس اس نے ایک ہزار دینار صدقہ کردیئے، پھر کچھ دنوں بعد اس پہلے شخص نے دو ہزار دینار میں دو باغ لئے اور اپنے دوست کو دکھا کر داد حاصل کی، لیکن دوسرے شخص نے دو ہزار دینار راہ خدا میں صدقہ کرکے اللہ سے جنت کے دو باغات کا سودا کرلیا۔ موت کے فرشتے نے دونوں کی ارواح کو قبض کرلیا اور راہ خدا میں مال صدقہ کرنے والے کو جنت کے محل میں لے جا کر ایک محل دکھایا، پھر ایک حسین وجمیل حور دکھائی اور اس کو جنت کے دو باغ دکھائے اور کہا یہ سب اسی کے ہیں۔ پھر اسے یاد آیا کہ اس نے دنیا میں دعائیں کرکے مال صدقہ کیا تھا اور اس کا ایک ساتھی شریک بھی تھا جس نے اپنے حصے کا مال دنیا میں خرچ کرلیا تھا اور آخرت کے لئے کوئی نیکی نہیں کر رکھی تھی اور آخرت کی جزاو سزا کا منکر تھا، جب اس نے اپنے ساتھی دوست کے متعلق فرشتے سے پوچھا تو اس کو دکھایا گیا کہ وہ دوزخ میں جل رہا ہے اور اب یہ جنتی دوزخی کو ملامت کرے گا اور کہے گا کہ قریب ہے کہ تو مجھے بھی ہلاک کردیتا، اگر مجھ پر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو آج میں بھی دوزخ میں ہوتا۔ (الطبری، الجزء: ۲۳، ص ۷۰)

ابی بن حاتم نے اپنی سند کے ساتھ سُدی سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص ایک دوسرے کے شریک تھے، ان میں ایک مومن اور دوسرا کافر تھا، ان دونوں کو چھ ہزار دینار مل گئے اور ہر ایک کے حصے میں تین ہزار دینار آئے۔ کچھ عرصے کے بعد دونوں کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے ایک دوسرے سے احوال پوچھے، کافر نے بتایا کہ اس نے ایک ہزار دینار میں زمین، باغات اور نہر خریدی، مومن نے رات بیدار ہوکر نماز ادا کی اور ایک ہزار دینار سامنے رکھ کر دعا کی: ''اے اللہ! میں تجھ سے ایک ہزار دینار کے عوض جنت میں زمین، باغات اور نہر خریدتا ہوں'' ،اس نے صبح کو اٹھ کر ایک ہزار دینار مساکین میں تقسیم کردیئے۔ کچھ عرصے بعد ان کی دوبارہ ملاقات ہوئی تو کافر نے کہا کہ اس نے ایک ہزار دینار میں غلام خرید لئے جو اس کے کاروبار کی دیکھ بھال کرتے ہیں، مومن

نے اس رات بیدار ہو کر نماز ادا کی اور ایک ہزار دینار سامنے رکھ کر دعا کی: ''اے اللہ! میں نے ایک ہزار دینار کے عوض جنت میں غلام خریدے''، صبح ایک ہزار دینار مساکین میں خرچ کر دیئے۔ کچھ عرصے بعد پھر اس کی ملاقات ہوئی کافر نے بتایا کہ اس نے ایک ہزار دینار خرچ کر کے ایک بیوہ عورت سے شادی کر لی، مومن نے رات بیدار ہو کر نماز ادا کی اور اپنے سامنے ایک ہزار دینار رکھ کر دعا کی: ''اے اللہ! میں ان ایک ہزار دینار کے عوض جنت میں بڑی آنکھوں والی حور سے نکاح کرنا چاہتا ہوں''، صبح اٹھ کر اس نے ایک ہزار دینار مساکین میں خرچ کر دیئے۔

اب حال یہ ہوا کہ تین ہزار دینار راہ خدا میں مساکین پر خرچ کر دیئے اور اپنے پاس کچھ نہیں تو مومن نے صبح ہوتے ہی ایک شخص کے مویشیوں کو چارا ڈالنے اور ان کی دیکھ بھال کرنے پر ملازمت کر لی، ایک دن اس کے مالک نے ایک جانور کو پہلے سے دبلا پایا تو اس پر الزام دیا کہ تم اس کا چارا بیچ کر کھا جاتے ہو اور اس کو ملازمت سے نکال دیا۔ اس نے سوچا کہ میں اپنے سابق شریک کے پاس جاتا ہوں اور اس سے ملازمت کی درخواست کرتا ہوں، اس نے اس سے ملنا چاہا مگر اس کے ملازموں نے اس سے ملاقات نہیں کرائی اور کہا کہ تم یہاں راستے پر بیٹھ جاؤ وہ سواری میں یہیں سے گزرے گا تم ملاقات کر لینا، وہ کافر شخص اپنی سواری پر نکلا تو اس مومن کو دیکھ کر پہچان لیا اور کہا کیا تمہارے پاس میری طرح مال نہیں تھا، پھر تمہارا یہ حال کیوں ہے؟ مومن نے کہا کہ اس بارے میں سوال نہ کرو، کافر نے پوچھا اب تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا تم مجھے دو وقت کی روٹی اور دو کپڑوں کے عوض محنت مزدوری پر ملازم رکھ لو۔ کافر نے کہا میں تمہاری مدد اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک تم مجھے تین ہزار دینار کے متعلق نہ بتا دو۔ مومن نے کہا کہ میں نے وہ کسی کو قرض دے دیئے ہیں، کافر نے پوچھا: کس کو؟ مومن نے کہا کہ ایک وعدہ وفا کرنے والے غنی کو، کافر نے پوچھا وہ کون ہے؟ مومن نے کہا اللہ!، اس وقت مومن کا ہاتھ کافر کے ہاتھ میں مصافحہ کی صورت میں تھا اور اس نے فوراً اپنا ہاتھ چھڑا کر کہا کیا تم قیامت اور آخرت کی تصدیق کرتے ہو؟ کیا جس وقت ہم مر جائیں گے اور مٹی و ہڈیاں ہو جائیں گے کیا تم اس وقت ہم کو ہمارے کاموں کی جزا دی جائے گی؟ پھر کافر اسے چھوڑ کر اپنی سواری پر بیٹھ کر چلا گیا۔ وہ مومن کافی عرصے تک تنگی کا وقت گزارتا گیا اور کافر عیش و طرب میں رہا، قیامت کے دن اللہ نے مومن کو جنت میں داخل کیا اور اس کو زمین، باغات، پھل، نہر دکھائیں، اس نے پوچھا یہ کس کی ہیں؟ فرمایا: ''تمہاری ہیں''۔ اس نے کہا: سبحان اللہ! میرے تھوڑے سے عمل کی کیا اتنی جزا ہے! پھر اس کو بے شمار غلام دکھائے، اس نے پوچھا یہ کس کے ہیں؟ فرمایا: ''تمہارے ہیں''۔ اس نے کہا کہ کیا اتنے سے عمل کی اتنی عظیم جزاء ہوتی ہے، پھر اس کو بڑی آنکھوں والی حور دکھائی گئی، اس نے پوچھا یہ کس کی ہے؟ کہا گیا: ''تمہاری ہے''۔ اس نے کہا سبحان اللہ! میرے حقیر عمل کا ثواب یہاں تک پہنچتا ہے، پھر اس کو اپنا کافر شریک یاد آیا اور اس نے کہا کہ دنیا میں میرا ایک ساتھ شریک تھا جو کہتا تھا کہ کیا تم آخرت کی تصدیق کرنے والے ہو؟ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی و ہڈیاں ہو جائیں گے اس وقت ہم کو ہمارے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا، پھر اللہ نے اس کو کافر شریک کا حال دکھائے گا جو کہ دوزخ میں جل رہا ہوگا، مومن اس کو دیکھ کر کہے گا: اللہ کی قسم! قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دیتا اگر مجھ پر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی دوزخ میں پڑا ہوتا۔ (الدر المنثور، ج ٥، ص ٥١٩ وغیرہ)

تھوہڑ کا درخت:

١...... حسن وسدی کا قول ہے کہ یہ درخت جہنم کی گہرائی میں ہوتا ہے، اس کی شاخیں جہنم کے درکات تک بلند ہیں، پھل کو اس کے طلوع وخروج کی وجہ سے طلع کہا جاتا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ شیاطین سے مراد شیاطین ہی ہیں اور کسی چیز کی قباحت اور بدصورتی بیان کرنے کے لئے شیطانوں کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے کیونکہ لوگ جب کسی چیز کی انتہائی بدصورتی بیان کرنا چاہتے ہیں تو

کہتے: ''کانہ شیطان'' اگر چہ شیطان کو کسی نے دیکھا نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے ذہنوں میں ان کی بدصورتی کا تصور موجود ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ شیاطین سے مراد بدشکل ہیبت ناک سانپ ہیں جن کی کلغیاں ہوتی ہیں ان کی عجیب شکل کی وجہ سے انہیں شیاطین کہتے ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ ایک بدشکل کڑوا اور بدبودار درخت ہے جو کہ دیہی علاقوں میں پایا جاتا ہے ،اس کو عرب رؤس الشیاطین کہتے ہیں۔

(المظهری، ج٦،ص١٩٣)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اگر درخت زقوم کا ایک قطرہ بھی دنیا والوں پر گرادیا جائے تو ان کی زندگی فاسد ہو جائیگی تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کا کھانا ہی زقوم ہوگا''۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم ،باب:ماجاء فی صفة شراب، رقم: ٢٥٩٤،ص٧٤٤)

اغراض:

قرناء هم من الشياطين: یہ دیگر اقوال میں سے ایک قول ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ازواجهم سے مراد دین میں ان کی پیروی کرنے والی عورتیں ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ انسانوں میں سے ان کے مشابہ اور دوست، اس لئے کہ زوج کا اطلاق مقارب ومجانس کے ہوتا ہے، پس اسی اعتبار سے چھوٹی جماعت مراد ہے جس میں سے ایک زوج بھی شامل ہو۔

من الاوثان: جیسا کہ اصنام (صنم) کی جمع، سورج، چاند۔

عن جميع اقوالهم وافعالهم: حدیث میں ہے: ''قیامت کے دن بنی آدم کا قدم اس وقت تک نہ ہل سکے گا جب تک کہ چار سوالات نہ کر لئے جائیں: (۱)...... جوانی جیسے گزاری، (۲)......عمر کس حال میں صرف کی، (۳)...... مال کہاں سے کمایا کہاں خرچ کیا، (۴)......اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا''۔ **ويقال عنهم:** یعنی وہ آج کے دن زجر وتوبیخ کئے جائیں گے۔

يتلامون ويتخاصمون: یعنی ایک دوسرے کو ملامت کریں گے، اور باہم جھگڑا کریں گے جیسا کہ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا: ﴿كلما دخلت امة لعنت اختها﴾ بخلاف مومنین کے کہ انہیں جنت میں سوال نہ ہونگے مراد یہ ہے کہ مومنین کے لئے جنت میں اللہ کے شکر وانعام کا صلہ ہوگا۔ **ان لو كنتم مومنين:** یعنی اگر تم ایمان سے متصف ہوئے۔

المعنى انكم اضللتمونا: یہ جملہ تمام احتمالات کو شامل ہے نہ کہ فقط اس احتمال کو جو کہ مفسر نے بیان کیا ہے۔

فرجعتم عن الايمان الينا: یعنی ہمیں گمراہ کرنے کے سبب، گویا کہ کافر سرداروں نے پیروکاروں کو کہا: جس کے دل میں ایمان ثابت ہو جائے وہ ہماری پیروی نہیں کرتا، پس اگر تمہیں ایمان مل چکا ہوتا تو تم ہماری پیروی نہ کرتے۔

يوم القيامة: یعنی ایک دوسرے سے گفتگو کرتے اور جھگڑتے۔ **غير هؤلاء:** جیسا کہ نصاری و یہود نے کیا۔

بدل: مراد بدل کل ہے، مراد وہ کھانا ہے جو جنت میں کھایا جائے گا اور یہ فائدہ اٹھانے اور لذت حاصل کرنے کے لئے ہوگا، پس جنت میں ملنے والے رزق و میوہ جات میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا ہے۔

بخلق اجسادهم للابد: اللہ کی قدرت سے ہمیشہ رہیں گے جس طرح اللہ کو فنا نہیں اسی طرح جنت میں بھی فنا نہیں۔

هو الاناء بشرابه: اگر پیالوں میں پینے کی چیز نہ ہو تو انہیں **قدحا** کہا جاتا ہے، اور شراب کے پیالے کو **الكاس** کہا جاتا ہے جو کہ **تسمية الشىء باسم محله** یعنی کسی چیز کا نام اس کے موقع محل کے اعتبار سے لیا جائے''۔ کے قبیلے سے ہے۔

عما مر بهم فى الدنيا: یعنی اہل جنت کا باہم دنیاوی فضائل ومعارف کے بارے میں سوال کرنا مراد ہے۔

مجزيون: مراد دینی جزاء ہے۔ **ايضا:** جیسا کہ منکرین بعث مراد ہیں۔ **لاخواله:** یعنی اہل جنت مراد ہیں۔

تشمیتا: جہنمی کی مصیبت پر خوش ہوتے ہوئے، اس لئے کہ اللہ مومنین کے دلوں سے کافروں کی رحم دلی نکال دے گا۔
الذی ذکر اهل الجنة: مراد اللہ کا یہ فرمان ہے: ﴿اولئک لهم رزق معلوم﴾۔
قیل یقال لهم ذلک: مراد دو جملے ہیں جنہیں اللہ نے قبول فرمالیا ہے۔
وقیل هم یقولونه: یعنی بعض دوسرے بعض سے کہیں گے، اور دونوں جملے دونوں احتمالات سے بعید ہیں۔
المذکور لهم: مراد اہلِ جنت ہیں جن کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے: ﴿اولئک لهم رزق معلوم﴾۔
من ضیف وغیره: مراد مہمان نوازی ہے، جس کا تعلق محبت والفت کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی اس سے بھی بڑھ کر مہمانی ہوتی ہے۔
اذ قالوا النار تحرق الشجر فکیف تنبته: یعنی وہ نہیں جانتے کہ قادر مطلق ذات کو کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی۔
الی درکاتها: بمعنی منازلها ہے، اور یہ اہل جنت کے لئے طوبیٰ درخت کی مثال ہے جو کہ علیین کے درجات میں پایا جاتا ہے اور جنت میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جس میں طوبیٰ نامی درخت کی شاخیں نہ پائی جائیں۔
ای النحیاة القبیحة المنظر: شجر زقوم کو شیطان کے ساتھ تشبیہ دینے سے مقصود شیطان کی مثل صفات شنیعہ وباطلہ مُہلکہ مراد ہیں، جس کی جانب مفسرین کرام کے اقوال میں سے ایک قول دلالت کرتا ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ شجرِ زقوم کی جڑیں حقیقی معنوں میں شیطان کے سر کی مانند ہیں اور اس کے ساتھ تشبیہ دینا اسی کی مثل قبیح وشنیع ہونے کی وجہ سے ہے لیکن مفسر نے اس کے علاوہ غیر معلوم چیز سے تشبیہ دی۔ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اگرچہ شیطان خارج میں غیر معلوم ہے لیکن اذہان وخیالات میں معلوم ہے جیسا کہ غول (جن، جادوگر، سانپ) کی قبیح صورت ہر خیال کرنے والے کے ذہن میں ہوتی ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ شیاطین مبادیات میں مخاطبین کے لئے معروف ترین درخت ہیں۔
لشدة رجوعهم: زیادہ سخت عذاب ہونے کی وجہ سے بھوک کی شدت معلوم ہونا مراد ہے۔
یفید انهم یخرجون منها: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، اور دوسرا قول جمہور کا ہے، کہ وہ جہنم سے نکل ہی نہ پائیں گے کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وما هم بخرجین منها﴾ پس ان کا عذاب مختلف صورتوں میں ہوگا کبھی بھوک کی صورت میں شجرِ زقوم کھانے کی وجہ سے، کبھی گرم پانی پینے کے حوالے سے، کبھی زمہریر (سخت سردی) کی وجہ سے، پس حال یہ ہوگا کہ جب یہ شجرِ زقوم کھاتے ہونگے تو اس درخت کے عذاب سے بچنے کے لئے دوسرے عذاب کی جانب مائل ہونگے، اور حال یہ ہوگا کہ یہ عذاب سے نکل ہی نہ پائیں گے، اور دونوں اقوال میں تطبیق یوں ہوگی کہ اگرچہ وہ عذاب سے نکل نہ پائیں گے لیکن ایک عذاب سے دوسرے عذاب کی جانب ہونگے یعنی شجرِ زقوم کے عذاب سے نکل کر کھولتے پانی پینے کے عذاب میں مبتلا ہونگے یوں نص صریح کی وجہ سے عذاب سے نکلنا بھی نہ پایا گیا اور دوبارہ گھوم پھر کر پہلے عذاب میں آجانا بھی قرار پا گیا۔ (الصاوی، ج۵، ص ۱۱۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۷

﴿ولقد نادنا نوح﴾ بقوله رَبِّ اِنِّی مَغلُوبٌ فَانتَصِر ﴿فلنعم المجیبون (۷۵)﴾ لَهُ نَحنُ اَی دَعَانَا علی قَومِهٖ فَاَهلَکنَاهم بِالغَرَقِ ﴿ونجینه واهله من الکرب العظیم (۷۶)﴾ اَیِ الغَرقِ ﴿وجعلنا ذریته هم البقین (۷۷)﴾ فَالنَّاسُ کُلُّهُم مِنَ نَسلِهٖ علیه السَّلامُ وکَانَ لَهُ ثَلثَةُ اَولادُ سامٍ وهوَ اَبوالعَرَبِ وَفارسَ والرُّومِ وحامٍ وهوَ اَبوالسُّودَانِ وَیافِثٍ ابُوالتُّرکِ الخَزرِ وَیاجُوجُ وَماجُوجُ وما هُنالِکَ ﴿وترکنا﴾ اَبقَینَا ﴿علیه﴾ ثَنَاءً حَسَنًا ﴿فی الاخرین (۷۸)﴾ مِنَ الاَنبِیاءِ والاُمَمِ اِلٰی یَومِ القِیٰمَةِ ﴿سلم﴾ مِنّا

﴿علی نوح فی العلمین (۷۹) انا کذلک﴾ کَمَا جَزَیْنَاهُ ﴿نجزی المحسنین (۸۰) انه من عبادنا المومنین (۸۱) ثم اغرقنا الاخرین (۸۲)﴾ کُفَّارُ قَومِهٖ ﴿وان من شیعته﴾ اَی مِمَّنْ تَابَعَهُ فِی اَصلِ الدِّیْنِ ﴿لابراهیم (۸۳)﴾ وَاِنْ طَالَ الزَّمَانُ بَیْنَهُمَا وهوَ اَلْفَان وسِتُّمِائَة وَاَرْبَعُونَ سِنَةٍ وکَانَ بَیْنَهُمَا هُود و صالح ﴿اذ جاء﴾ اَی تَابَعَهُ وَقْتَ مَجِیئِهٖ ﴿ربه بقلب سلیم (۸۴)﴾ مِنَ الشَّکِّ وَغَیْرِهٖ ﴿اذ قال﴾ فِی هٰذِهِ الحَالَةِ المُسْتَمِرَةِ لَهُ ﴿لابیه وقومه﴾ مُوبِخًا ﴿ماذا﴾ مَاالَّذِی ﴿تعبدون (۸۵) ائفکا﴾ فِی هَمزَتَیهِ مَا تَقَدَّمَ ﴿الهة دون الله تریدون (۸۶)﴾ وَاِفْکًا مَفعُولٌ لَه وَآلِهَةً مَفعُولٌ بِهٖ لِتُرِیْدُونَ وَالْاِفْکُ اَسْوَءُ الکِذْبِ ای اَتَعبُدُونَ غَیرَاللّٰہِ ﴿فما ظنکم برب العلمین (۸۷)﴾ اِذ عَبَدْتُّم غَیرَهُ اَنَّه یَتْرُکُکم بلاعِقابٍ لا وَکَانُوا نُجَّامِینَ فَخَرَجُوا اِلٰی عِیدٍ لَهُم وتَرَکُوا طَعَامَهم عِندَ اَصنَامِهم زَعَمُوا التَّبَرُّکَ عَلَیهِ فَاِذَا رَجَعُوا اَکَلُوه وَقَالُوا لِسَّیِّدِ اِبْرَاهِیمَ اُخرُج مَعَنا ﴿فنظر نظرة فی النجوم (۸۸)﴾ اِیْهَامًا لَهم اَنَّهُ یَعْتَمِدُ عَلَیهَا لِیَتَّبِعُوهُ ﴿فقال انی سقیم (۸۹)﴾ عَلِیلٌ اَی سَاَسْقَمُ ﴿فتولوا عنه﴾ اِلٰی عِیدِهِم ﴿مدبرین (۹۰) فراغ﴾ مَالَ فِی خُفْیَةٍ ﴿الی الهتهم﴾ وَهِیَ الْاَصْنَامُ و عِندَهَا الطَّعَامُ ﴿فقال﴾ اِستِهزاءً ﴿الا تأکلون (۹۱)﴾ فَلَم یَنْطِقُوا فَقَالَ ﴿ما لکم لا تنطقون (۹۲)﴾ فَلَم یُجِبْ ﴿فراغ علیهم ضربا بالیمین (۹۳)﴾ بِالقُوَّةِ فَکَسرَهَا فَبَلَّغَ قَومَه مَن رَآهُ ﴿فاقبلوا الیه یزفون (۹۴)﴾ اَی یَسْرَعُونَ المَشْیَ فَقَالُوا نَحْنُ نَعبُدُها وانتَ تَکسِرُهَا ﴿قال﴾ لَهُم مُوبِخًا ﴿اتعبدون ما تنحتون (۹۵)﴾ مِنَ الحِجَارَةِ وَغَیرِهَا اَصْنَاما ﴿والله خلقکم وما تعملون (۹۶)﴾ مِن نَحتِکُم ومَنْحُوتِکم فَاعْبُدُوهُ وَحْدَهُ ومَا مَصْدَرِیَّةٌ وَقِیلَ مَوصُولَةٌ وقِیلَ مَوصُوفَةٌ ﴿قالوا﴾ بَینَهم ﴿ابنوا له بنیانا﴾ فَاَمْلُوهُ حَطَبا وَاَضرِمُوهُ بِالنَّارِ فَاِذَا اِلتَهبَ ﴿فالقوه فی الجحیم (۹۷)﴾ النَّارِ الشَّدِیدَةِ ﴿فارادوا به کیدا﴾ بِاَلْقَائِهٖ فی النَّارِ لِتُهْلِکَهُ ﴿فجعلنهم الاسفلین (۹۸)﴾ المَقهُورِینَ فَخَرَجَ مِنَ النَّارِ سَالِمًا ﴿وقال انی ذاهب الی ربی﴾ مُهَاجِرا اِلَیهِ مِن دَارِ الکُفرِ ﴿سیهدین (۹۹)﴾ اِلٰی حَیثُ اَمَرَنِی بِالمَصِیْرِ اِلَیهِ وهُوَ الشَّامُ فَلَمَّا وَصَلَ اِلَی الارضِ المُقَدَّسَةِ قَالَ ﴿رب هب لی﴾ ولدا ﴿من الصلحین (۱۰۰) فبشرنه بغلم حلیم (۱۰۱)﴾ اَی ذِی حِلْمٍ کَثِیرٍ ﴿فلما بلغ معه السعی﴾ اَی اَن یَّسعٰی مَعَهُ وَیُعِینُهُ قِیلَ بَلَغَ سِنِیْنَ وَقِیلَ ثَلاثَةَ عَشَرَ سَنَةً ﴿قال یبنی انی اری﴾ اَی رَاَیتُ ﴿فی المنام انی اذبحک﴾ ورُءُ یَا الْاَنْبِیاءِ حَقٌّ واَفعَالُهم بِاَمْرِ اللّٰہِ تعالٰی ﴿فانظر ماذا تری ط﴾ مِنَ الرَّایِ شَاوَرَهُ لِیَانَسَ بِالذَّبحِ وَیَنْقَادَ لِلاَمرِ بِه ﴿قال یابت﴾ التَّاءُ عِوَضٌ عَن یاءِ الْاِضَافَةِ ﴿افعل ما تؤمر﴾ بِه ﴿ستجدنی ان شاء الله من الصبرین (۱۰۲)﴾ عَلٰی ذٰلِکَ ﴿فلما اسلما﴾ خَضَعًا وانقَادًا لِاَمْرِ اللّٰہِ ﴿وتله للجبین (۱۰۳)﴾ صَرَعَه عَلَیهِ ولِکُلِّ اِنسَان جَبِیْنَانِ بَینَهُمَا الجَبْهَةُ وکَانَ ذلکَ بِمِنٰی وَاَمَرَ السِّکِّینَ علٰی حَلقِهٖ فَلَم تَعمَل شَیئًا بِمَانِعٍ مِنَ القُدْرَةِ الْاِلٰهِیَّةِ ﴿ونادینه ان یابراهیم (۱۰۴) قد صدقت الرء یا ج﴾ بِمَا اَتَیتَ بِه مِمَّا اَمکَنَکَ مِن اَمرِ الذَّبحِ ای یَکفِیْکَ ذلکَ فَجُمْلَةُ نَادَینَاهُ جَوابٌ لِمَا بِزِیَادَةِ الواوِ ﴿انا کذلک﴾ کَمَا جَزَینَاکَ ﴿نجزی المحسنین (۱۰۵)﴾ لِاَنْفُسِهِم

بِامتِثَالِ الْاَمْرِ بِافْرَاجِ الشِّدَّةِ عَنْهُم ﴿ان هذا﴾ الذَّبحَ المَامُورَ بِه ﴿لهو البلؤا المبين(۱۰۶)﴾ اى الاختبار الظَّاهِرُ ﴿وفدينه﴾ اى المَامُورَ بِذَبْحِه وهوَ اِسمَاعِيلُ او اِسحٰقُ قولانِ ﴿بذبح﴾ بِكَبْشٍ ﴿عظيم(۱۰۷)﴾ مِنَ الجَنَّةِ وَهوَ الذِى قَرَّبَهُ هَابِيلُ جَاءَ بِه جبرائيلُ عليه السلامُ فَذَبَحَهُ السَّيِّدُ اِبراهِيمُ مُكَبِّرا ﴿وتركنا﴾ اَبْقَينَا ﴿عليه فى الاخرين(۱۰۸)﴾ ثَنَاءً حَسَنًا ﴿سلم﴾ مِنَّا ﴿على ابراهيم(۱۰۹) كذلك﴾ كَمَا جَزَينَاهُ ﴿نجزى المحسنين(۱۱۰)﴾ لِاَنْفُسِهِم ﴿انه من عبادنا المؤمنين(۱۱۱) وبشرنه باسحق﴾ اُسْتُدِلَّ بِذٰلِكَ عَلٰى اَنَّ الذَّبِيحَ غَيرُهُ ﴿نبيا﴾ حَالٌ مُقَدَّرَةٌ اى يُوجَدُ مُقَدَّرًا نُبُوَّتُهُ ﴿من الصلحين(۱۱۲) وبركنا عليه﴾ بِتَكْثِيرِ ذُرِّيَّتِهِ ﴿وعلى اسحق﴾ وَلَدِهِ بِجَعْلِنَا اَكْثَرَ الْاَنبِيَاءِ مِن نَسْلِهِ ﴿ومن ذريتهما محسن﴾ مُؤمِنٌ ﴿وظالم لنفسه﴾ كَافِرٌ ﴿مبين(۱۱۳)﴾ بَيِّنُ الكُفْرِ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہمیں نوح نے پکارا (یوں عرض کرکے ﴿رب انى مغلوب فانتصر ﴾......۱......) تو ہم (اس کے لیے، نحن ضمیر مقدر مخصوص بالمدح ہے) کیا ہی اچھے قبول فرمانے والے (یعنی اس نے اپنی قوم کے خلاف ہم سے دعائے ضرر کی تو ہم نے انہیں غرق کر کے ہلاک فرمادیا) اور ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی تکلیف (یعنی غرق ہونے سے) نجات دی اور ہم نے اسی کی اولاد باقی رکھی (پس تمام ہی لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، آپ علیہ السلام کے تین بیٹے تھے سام یہ عرب فارس اور روم کے باپ ہیں، حام یہ سیاہ فام لوگوں کے باپ ہیں، یافث یہ ترک خزر یاجوج ماجوج کے باپ ہیں، وہ قوم یا جوج ماجوج کے پاس رہتی ہے ......۲......) اور ہم نے باقی رکھی (ترکنا بمعنی ابقینا ہے) اس کی تعریف (توصیف) پچھلوں میں (قیامت تک کے لیے پچھلے انبیاء کرام اور ان کی امتوں میں) نوح پر سلام ہو (ہماری جانب سے) جہاں والوں میں بیشک ہم ایسا ہی (جیسا کہ ہم نے ان کو صلہ دیا) صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں پھر ہم نے دوسروں کو (یعنی ان کی قوم کے کافروں کو) ڈبو دیا اور بیشک اس کے گروہ سے (یعنی اصل دین میں ان کے پیروکاروں میں سے ......۳......) ابراہیم ہیں (اگرچہ ان دونوں انبیاء کرام کے درمیان دو ہزار چھ سو چالیس سال کی مدت ہے ان دو حضرات کے درمیان ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام بھی گزرے ہیں) جب کہ اپنے رب کے پاس حاضر ہوا (حکم الٰہی آتے وقت اس حکم کی پیروی کی) سلامت دل لے کر جب اس نے فرمایا (آپ اسی قلبی حالت میں) اپنے باپ اور اپنی قوم سے (انہیں زجر و توبیخ کرتے ہوئے) تم کیا پوجتے ہو؟ (ماذا بمعنی الذی ہے) کیا بہتان سے (" ءافکا " کے دو ہمزوں میں وہی بحث ہے جو ماقبل گزری) اللہ کے سوا اور خدا چاہتے ہو ("افکا" اور "الھۃ" دونوں " تریدون " فعل کے مفعول بہ اور " الافک " کے معنی بدترین جھوٹ ہے، معنی یہ ہے کیا تم غیر اللہ کو پوجتے ہو؟) تو تمہارا کیا گمان ہے رب العالمین پر (جبکہ تم اس کے غیر کو پوجو گے، تو وہ تمہیں بے سزا دیئے چھوڑ دے گا؟ نہیں ایسا نہیں ہوگا، یہ لوگ ستارہ پرست تھے ......۴...... یہ اپنی عید منانے کو نکلے اور اپنے بتوں کے پاس کھانا چھوڑ آئے اس کھانے پر برکت نازل ہونے کا گمان کیا جب وہ لوٹیں گے تو پھر وہ کھانا کھائیں گے ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا آپ علیہ السلام بھی ہمارے ساتھ چلیں) اس نے ایک نگاہ ستاروں کو دیکھا (اس بات کا ایہام ڈالنے کے لیے وہ ان ستاروں پر اعتماد کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ آپ علیہ السلام کی بات مان لیں) پھر کہا میں بیمار ہونے والا ہوں (یعنی عنقریب میں بیمار ہو جاؤں گا ......۵......) تو وہ اس پر پیٹھ دے کر (اپنے میلے کی طرف) پھر گئے پھر وہ چھپ کر چلا (راغ کے معنی پوشیدگی کے ساتھ چلنا ہے) ان کے خداؤں کی طرف (یعنی ان کے بتوں کے پاس ان کے پاس کھانا رکھا

تھا) تو کہا (بطو استہزاء) کیا تم نہیں کھاتے (انہوں نے کچھ نہیں کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا) تمہیں کیا ہوا کہ بولتے نہیں (اب بھی انھوں نے جواب نہ دیا) تو لوگوں کی نظر بچا کر انہیں قوت سے مارنے لگا (اوران سب بتوں کو توڑ ڈالا......۶......جس نے یہ معاملہ دیکھا تھا اس نے یہ خبر اپنی قوم کو پہنچا دی) تو کافر اس کی طرف جلدی چلتے ہوئے آئے (اور کہا ہم انہیں پوجتے ہیں اور تم انہیں توڑتے ہو، یـــزفـــون کے معنی تیزی سے چلتے آنا ہے) فرمایا (انہیں زجرو توبیخ کرتے ہوئے) کیا (پتھر وغیرہ سے) اپنے ہاتھ کے تراشوں (یعنی بتوں) کو پوجتے ہو اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو (یعنی تمہارے اس فعل تراش کو جنہیں تم نے تراشا ہے ان کو بھی اللہ نے پیدا فرمایا، تو تم اسی کی عبادت کرو، مـا تنحتون میں ماصدریہ، موصولہ یا موصوفہ ہے، آپس میں) کہنے لگے اس کے لیے ایک عمارت چنو (پھر اس عمارت کو ایندھن سے بھردو، پھر اس کو آگ سے بھڑکاؤ جب وہ شعلہ فگن ہو تو) پھر اسے بھڑکتی آگ میں ڈال دو (الـــجـــحـــیـــم کے معنی شدید آگ کے ہے) تو انہوں نے اس پر داؤں چلنا چاہا (اس آگ میں ڈالنے کا تاکہ یوں وہ آپ علیہ السلام کو ہلاک کر سکیں) ہم نے انہیں نیچا دکھایا (انہیں مغلوب کردیا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے صحیح سلامت نکل آئے......۷......) اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں (دارالکفر سے اس کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں) اب وہ مجھے راہ دے گا (جو میں اس مقام کی طرف ہجرت کر جاؤں گا......۸......جس کی طرف رجوع کا میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے اور اس مقام سے مراد ملک شام ہے پس جب آپ علیہ السلام ارض مقدسہ میں پہنچے تو عرض کی) الٰہی مجھے لائق (اولاد) دے تو ہم نے اسے خوش خبری سنائی ایک حلم والے لڑکے کی (حلیم یعنی انتہائی بردبار) پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کرنے کے قابل ہو گیا (یعنی اس عمر کو پہنچا کہ آپ علیہ السلام کے ساتھ کام کر سکے آپ علیہ السلام کی مدد کر سکے، ایک قول کے مطابق جب آپ علیہ السلام سات سال، دوسرے کے مطابق جب علیہ السلام آپ تیرہ سال کی عمر کو پہنچ گئے تو) کہا: اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا (اری فعل کے معنی رایت ہے) میں تجھے ذبح کرتا ہوں (انبیاء کرام کے خواب حق ہوتے ہیں اور اس کے افعال اللہ کے امر سے ہوتے ہیں) اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے (تــری مصدر الـــرای سے ہے، آپ علیہ السلام نے ان سے مشورہ اس لیے مانگا تاکہ وہ بھی ذبح ہونے کے معاملے سے مانوس ہو جائیں اور اس ذبح کے حکم کی بجا آوری کے لیے تیار ہو جائیں) کہا: اے میرے باپ (یـــابـــت تاء ضمیر متکلم مضاف الیہ کی عوض تاء ذکر کی گئی ہے) کیجیے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے (بـــه ضمیر عائد مع حرف جر محذوف ہے) خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے (اس فعل پر) صابر پائیں گے تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی (خضوع اختیار کیا اور حکم الٰہی کی بجا آوری کے لیے مطیع و فرمانبردار رہے) پھر اسے پیشانی پر لٹا دیا ہر (انسان کی پیشانی کی دو کروٹیں ہیں اور درمیان میں پیشانی ہوتی ہے، یہ واقعہ منیٰ میں پیش آیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے......۹......کے حلق پر چھری چلادی، قدرت الٰہی مانع ہوئی اور چھری نے کچھ کام نہ کیا......۱۰......) اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم! بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا (حکم ذبح کی بجا آوری کے لیے تو بقدر مقدور عمل بجالانے کے ذریعے، یعنی اس حکم کی بجا آوری کے لیے تیری یہی کوشش کافی ہے، نـادیـنـه جملہ لـمـا کا جواب ہے اور نـادینه سے قبل واؤ زائدہ ہے) بیشک ہم اس طرح (جیسا کہ ہم نے تمہیں صلہ دیا) صلہ دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو (یعنی حکم الٰہی بجالا کر جو اپنی جانوں پر احسان کرتے ہیں انہیں شدت و تکلیف دور کرکے ہم انہیں صلہ دیتے ہیں) بیشک یہ (ذبح جس کا حکم دیا گیا تھا) روشن جانچ تھی (یعنی ظاہر و باہر آزمائش تھی) اور ہم نے اس کا (جس ذبح کا حکم دیا گیا تھا یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام یا حضرت اسحاق علیہ السلام کے ذبح کا، دونوں اقوال ہیں) فدیہ دیا ذبح عظیم کے ساتھ (یعنی اس جنتی منڈھے کے ساتھ جسے ھابیل نے بطور قربانی پیش کیا تھا جبریل علیہ السلام اس کو لے کر آئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تکبیر کہتے ہوئے اسے ذبح فرمادیا......۱۱......) اور ہم نے

پچھلوں میں اس کی (تعریف) باقی رکھی (تـر کـنـا بمعنی ابـقینا ہے۔) سلام ہو (ہماری طرف سے) ابراہیم پر اسی طرح (جیسا کہ ہم نے انہیں صلہ دیا) ہم صلہ دیتے ہیں (اپنی جانوں پر) احسان کرنے والوں کو بیشک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں اور ہم نے اسے خوشخبری دی اسحاق کی (اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسحٰق علیہ السلام نہیں ہیں) کہ غیب کی خبریں بتانے والا نبی (نبیا یہ حال مقدرہ ہے، یعنی ان کی نبوت مقدر کی جاچکی تھی) ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں اور ہم نے برکت اتاری اس پر (اس کی اولاد میں کثرت فرما کر) اور اسحاق پر (جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں، اکثر انبیاء کرام ان کی اولاد سے بنا کر) اور ان کی اولاد میں کوئی اچھے کام کرنے والے ہیں (یعنی مسلمان ہیں) اور کوئی اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والا ہے (یعنی کافر ہے جس کا کفر کھلا اور ظاہر ہے، مبین بمعنی بین ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد نادنا نوح فلنعم المجيبون٥﴾.

و: مستانفہ، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، نادنا: فعل ومفعول، نوح: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ، ف: عاطفہ، لام: قسمیہ، نعم: فعل مدح، المجيبون: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ خبر مقدم "نحن" مبتدا، مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ قسم محذوف "واللہ" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ونجينه واهله من الكرب العظيم٥ وجعلنا ذريته هم البقين٥﴾. ﴿ونجينه واهله من الكرب العظيم٥ وجعلنا ذريته هم البقين٥﴾.

و: عاطفہ، نجينا: فعل بافاعل، ہ: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اهله: معطوف، ملکر مفعول، من الكرب العظيم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلنا ذريته: فعل بافاعل ومفعول، هم: ضمیر فصل، البقين: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتركنا عليه في الاخرين٥ سلم على نوح في العلمين٥﴾.

و: عاطفہ، تركنا: فعل بافاعل، عليه: ظرف مستقر "ثناء" موصوف محذوف کی صفت، ملکر مفعول بہ، في الاخرين: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، سلم: مبتدا، على نوح: ظرف مستقر "ثابت" شبہ فعل محذوف کیلئے، في العلمين: ظرف لغو "ثابت" اسم فاعل بافاعل، اپنے ظرف مستقر وظرف لغو سے، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا كذلك نجزي المحسنين٥انه من عبادنا المومنين٥ ثم اغرقنا الاخرين٥﴾.

انا: حرف مشبہ واسم، كذلك: ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، نجزي المحسنين: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انه: حرف مشبہ واسم، من عبادنا المومنين: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، ثم: عاطفہ، اغرقنا: فعل بافاعل، الاخرين: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان من شيعته لابراهيم٥ اذ جاء ربه بقلب سليم٥ اذ قال لابيه وقومه ماذا تعبدون٥﴾.

و: مستانفہ، ان: حرف مشبہ واسم، من شيعته: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ابرهيم: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، اذ: مضاف، جاء ربه: فعل بافاعل ومفعول، بقلب سليم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مبدل، اذ: مضاف، قال لابيه وقومه: قول، ما: اسم استفہام مبتدا، ذا: موصول، تعبدون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر "اذكر" فعل محذوف کا ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ائفکا الھة دون اللہ تریدونo فما ظنکم برب العلمینo﴾۔
ھمزہ: حرف استفہام،افکا:مفعول لہ مقدم،الھة:مفعول بہ مقدم،دون اللہ:ظرف مقدم،تریدون:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ، ف:عاطفہ،ما:استفہامیہ مبتدا،ظن: مصدر مضاف،کم:ضمیر مضاف الیہ فاعل،برب العلمین:ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فنظر نظرة فی النجومo فقال انی سقیمo فتولوا عنہ مدبرینo﴾۔
ف: عاطفہ،نظر نظرة:فعل بافاعل ومفعول مطلق،فی النجوم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ملکر جملہ فعلیہ،ف: عاطفہ،قال قول،انی:حرف مشبہ واسم،سقیم:خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ف:عاطفہ،تولوا:فعل واؤضمیر ذوالحال،مدبرین: حال،ملکر فاعل،عنہ:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فراغ الی الھتھم فقال الا تاکلونo﴾۔
ف: عاطفہ،راغ الی الھتم:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،قال قول،ھمزہ:حرف استفہام،لا تاکلون:فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿مالکم لا تنطقونo﴾۔
ما: استفہامیہ مبتدا،لام: جار،کم:ضمیر ذوالحال،لا تنطقون: جملہ فعلیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر قول محذوف "قال" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،"ای فلم ینطقوا فقال مالکم لاتنطقون"۔

﴿فراغ علیھم ضربا بالیمینo فاقبلوا الیہ یزفونo قال اتعبدون ما تنحتونo﴾۔
ف: عاطفہ،راغ:فعل "ھو"ضمیر ذوالحال،ضربا:مصدر بمعنی فاعل بافاعل،بالیمین:ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ حال،ملکر فاعل،علیھم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،اقبلوا:فعل واؤضمیر ذوالحال،یزفون: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،الیہ:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،قال قول،ھمزہ:حرف استفہام،تعبدون:فعل بافاعل،ما تنحتون: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔استفہام،تعبدون:فعل بافاعل،ما تنحتون:موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واللہ خلقکم وما تعملونo قالوا ابنوا لہ بنیانا فالقوہ فی الجحیمo﴾۔
و: مستانفہ،اللہ:مبتدا،خلق: فعل بافاعل،کم:ضمیر معطوف علیہ،و:عاطفہ،ما تعملون:موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،قالوا:قول،ابنوا لہ بنیانا:فعل امر بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف:عاطفہ،القوہ:فعل امر بافاعل ومفعول،فی الجحیم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فارادوا بہ کیدا فجعلنھم الاسفلینo وقال انی ذاھب الی ربی سیھدینo﴾۔
ف: عاطفہ،ارادوا بہ:فعل بافاعل وظرف لغو،کیدا:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،جعلنھم:فعل بافاعل ومفعول،الاسفلین:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ معطوف علی محذوف "فخرج من النار سالما"قال:قول،انی:حرف مشبہ واسم،ذاھب:اسم فاعل، بافاعل،الی:جار،ربی:ذوالحال،سیھدین: جملہ فعلیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿رب ھب لی من الصلحینo فبشرنہ بغلم حلیمo﴾۔
رب: نداء،ھب:فعل امر بافاعل،لی:ظرف لغو،من الصلحین: ظرف مستقر"ولدا"موصوف محذوف کی صفت،ملکر مفعول،ملکر

جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فاستجبنالہ" بشرنہ: فعل بافاعل ومفعول، بغلم حلیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما بلغ معه السعي قال يبني اني ارى في المنام اني اذبحك﴾.

ف: مستانفہ، لما: ظرف فیہ شرطیہ، بلغ: فعل بافاعل، معہ: ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم، السعي: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قال: قول، یبنی: ندا، انی: حرف مشبہ واسم، اری فی المنام: فعل بافاعل وظرف لغو، انی اذبحک: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿فانظر ماذا ترى قال يابت افعل ماتؤمر ستجدوني ان شاء الله من الصبرينo﴾.

ف: فصیحیہ، انظر: فعل امر بافاعل، ماذا: اسم استفہام مفعول مقدم، تری: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، قال: قول، یابت: نداء، افعل: فعل امر بافاعل، ماتومر: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء اول، ستجدونی: فعل بافاعل ومفعول، من الصبرین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ان: شرطیہ، شاء اللہ: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فتجدنی من الصبرین" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ معترضہ۔

﴿فلما اسلما وتله للجبينo﴾.

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ ظرفیہ، اسلما: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تلہ: فعل بافاعل، "ہ" ضمیر ذوالحال، للجبین: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا محذوف "ظهر صبر هما" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وناديناه ان يابرٰهيمo قدصدقت الرءيا انا كذلك نجزي المحسنينo﴾.

و: عاطفہ، نادینہ: فعل بافاعل ومفعول، ان: مفسرہ، یابرہیم: نداء، قد: تحقیقیہ، صدقت الرءیا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر ان مفسرہ سے، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، انا: حرف مشبہ واسم، کذلک: ظرف مستقر "جزاء" کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، نجزی المحسنین: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان هذالهو البلؤا المبينo وفدينه بذبح عظيمo﴾.

ان هذا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ھو: مبتدا، البلوا المبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، فدینہ: فعل بافاعل ومفعول، بذبح عظیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتركنا عليه في الاخرينo سلم على ابرهيمo﴾.

و: عاطفہ، ترکنا: فعل بافاعل، علیہ: ظرف مستقر "ثناء" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول، فی الاخرین: ظرف مستقر فی محل نصب مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، سلم: مبتدا، علی ابرهیم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ قول محذوف "یقال له هذا فی الاخرین" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿كذلك نجزي المحسنينo انه من عبادنا المومنينo﴾.

کذلک: ظرف مستقر "جزاء" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، نجزی المحسنین: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، انہ: حرف شبہ واسم، من: جار، عبادنا: موصوف، المومنین: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وبشرنه باسحق نبيا من الصلحينo وبركنا عليه وعلى اسحق﴾.

و: عاطفہ، بشرنہ: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، اسحق: ذوالحال، نبیا: حال اول، من الصلحین: ظرف مستقر حال ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، بٰرکنا: فعل بافاعل، علیہ: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، علی اسحق: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن ذریتھما محسن وظالم لنفسہ مبین٥﴾

و: عاطفہ، من ذریتھما: ظرف مستقر خبر مقدم، محسن: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ظالم لنفسہ: شبہ جملہ موصوف، مبین: صفت، ملکر معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت نوح علیہ السلام کا بارگاہ الٰہی میں عرض کرنا:

۱.....حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے دعا کی چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿رب انی دعوت قومی لیلا ونھارا فلم یزدھم دعائی الا فرارا﴾ عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا تو میرے بلانے سے انہیں بھاگنا ہی بڑھا (نوح: ۵تا۶)﴾، ﴿رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ (نوح: ۲۶)﴾، ﴿فلنعم المجیبون تو کیا ہی اچھے قبول فرمانے والے (الصافات: ۷۵)﴾ پس ہم نے اس کی دعا قبول فرمائی اور ہم نے ان کی قوم کو ہلاک کر دیا چنانچہ ارشاد فرمایا ﴿فنجیناہ واھلہ اجمعین تو ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات دی (الشعراء: ۱۷۰)﴾ یعنی نوح علیہ السلام کے اہل جو کہ ان کی کشتی میں سوار تھے، اور ہم نے ان کی یاد پچھلوں میں کر دی اور ان کی تعداد کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

☆.....اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿من الکرب العظیم﴾ یعنی نوح کو بُری اور ناپسندیدہ باتوں سے جو کافروں میں پائی جاتی تھیں پناہ دی، اور طوفان کی آزمائش سے بھی نجات دی اور اس طوفان میں غرق ہونے سے نجات دی جو ان کی قوم کو ہلاک کر گیا۔ (الطبری، الجزء: ۲۳، ص ۸۰)

علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں:

حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول تھے جنہوں نے اپنی قوم کے ایمان لانے کی امید سے مایوس ہو کر دعا فرمائی پس ہم نے ان کی دشمنوں پر مدد کرنے اور ان کے دشمنوں سے انتقام لینے کے ذریعے مدد فرمائی۔ (روح البیان، ج۷، ص ۵۴۸)

حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد کا بیان:

۲.....حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سام اہل عرب کے باپ، حام ابو الحبش اور یافث ابو الروم ہیں''۔

☆.....ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت نوح کے تین بیٹے ہوئے: سام اہل عرب، روم و فارس کے باپ ہوئے اور ان میں خیر رہی، یافث یاجوج ماجوج، ترک اور صقالبہ کے باپ ہوئے اور ان میں خیر نہ رہی، اور حام قبط، بربر اور سودان کے باپ ہوئے۔

☆.....ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام غسل فرما رہے تھے کہ انہیں ان کے صاحبزادے نے دیکھا، پس حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: تو مجھے غسل کرتے دیکھتا ہے؟ اللہ تیرا رنگ جلا دے، پس سیاہ رنگ کے ہوئے جس کے باعث انہیں ابو السودان کہا گیا۔ (الدر المنثور، ج۵، ص۵۲۴ وغیرہ)

☆......کہا جاتا ہے کہ کشتی میں جو کوئی سوار تھے سب ہلاک کردیئے گئے سوائے ان کے بیٹے اوران کی بیویوں کے، اور انہی کی نسل قیامت تک باقی رہیں گی۔ قتادہ کہتے ہیں: باقی رہنے والی حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت تھی جو کہ تین بیٹے کی صورت میں تھے، سام ،حام اور یافث۔ پس سام اہل عرب، روم، فارس، یہود ونصاریٰ کے باپ ہوئے، حام مشرق سے مغرب، سند، ہند، نوبہ، زنج، حبشہ ،قبط، بربر وغیرہ کے باپ ہوئے اور یافث ترک، خزر، یاجوج ماجوج کے باپ ہوئے۔ (روح البیان، ج۷،ص ۵٤٨)

تمام انسان حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، ابن عباس کہتے ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو جو آدمی اور عورتیں ان کے ساتھ کشتی میں تھے سوائے حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد اور ان کی بیویوں کے سب ہلاک ہوگئے۔(الخازن، ج٤،ص ٢٠)

حضرت ابراهیم علیہ السلام کا حضرت نوح علیہ السلام کے گروہ سے ہونا:

۳......حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں میں سے تھے جو ایمان، اصول دین یا تمام فروع یا اکثر فروع میں حضرت نوح علیہ السلام کے پیروکار تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان دو ہزار چھ سو چالیس سال کی مدت ہے، ان کے مابین حضرت ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام بھی تشریف لائے تھے۔ (المظهری، ج٦،ص ٩٥)

حضرت ابراهیم علیہ السلام کی قوم ستارہ پرست تھی یا!

۴......حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ایک واحد حقیقی کی عبادت میں شک کرتے ہوئے کئی معبود کی عبادت کرتی تھی، اور بتوں کو اللہ کا شریک جانتی تھی اور ان کی قوم ستاروں کی تعظیم کی بھی قائل تھی اور ان کا یہ اعتقاد تھا کہ مخصوص ستارے بلندی وپستی، خیر وشر کے پہنچانے کے قائل ہیں۔ انہوں نے ہر ستارے جس سے کسی قسم کا انہیں گمان قائم تھا اس کی شکل کا بت تراش لیا تھا جس کی عبادت کرتے تھے اور ان کی ذریت میں بھی یہی سلسلہ چل رہا تھا۔ بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ کل ہمارا عید کا دن ہے تم میلے میں ضرور حاضر ہونا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستارے کی جانب دیکھ کر فرمایا کہ جب بھی یہ ستارہ طلوع ہوتا ہے میں بیمار ہوجاتا ہوں، پس بادشاہ کے کارندے چلتے بنے۔ (روح المعانی، الجزء:٢٣،ص ١٣٦،ملخصاً وملتقطاً)

حضرت ابراهیم علیہ السلام کا اپنی جانب بیماری کی نسبت کرنا:

۵......حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیماری کی نسبت اپنی جانب کی، اس کی درج ذیل توجیہات ہوسکتی ہیں:

(۱)......عید کے دن میلے سے رہ جانے کی غرض سے فرمایا اور آپ اس معاملے میں سچے تھے کیونکہ عموماً اسی وقت میں آپ بیمار ہوتے تھے۔(۲)......حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم علم نجوم پر اعتماد رکھتی تھی اور اسکی تاثیر کا اعتقاد رکھتی تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود کو اس بُرائی سے روکنے کی غرض سے بیمار ہونے کا ارشاد فرمادیا۔(۳)...... سقیم بمعنی میت ہے، یعنی اللہ عزوجل نے قرآن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے: ﴿انی سقیم میں بیمار ہونے والا ہوں (الصفت:٨٩)﴾، اسی طرح اس آیت کا معنی ہوگا کہ میری روح قبض ہونے والی ہے۔(۴)...... سقیم بمعنی سقیم القلب یعنی میرا دل اپنے رب کی معرفت نہیں رکھتا، اور یہ بلوغ سے قبل کا معاملہ ہے۔ (۵)......لوگ ایک مخصوص ستارے کی تاثیر کا عقیدہ رکھتے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی وجہ سے بیماری محسوس کرتے تھے لہذا فرمایا کہ میں بیمار ہونے والا ہوں۔(٦)......حضرت ابراہیم علیہ السلام نے "سقیم" یعنی دل کا مرض ہونے کا بظاہر اقرار کیا، اور اس کا سبب یہ تھا کہ قوم کفر وشرک پر جمع ہوچکی تھی۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ارشاد فرمایا: ﴿لعلک باخع نفسک کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے (الشعراء: ٣)﴾۔ (الرازی، ج٩،ص ٣٤١ وغیرہ)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے بظاھر تین جھوٹ:

۶۔۔۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین (بہ ظاہر) جھوٹ بولے، ان میں سے دو جھوٹ اللہ کی خاطر تھے، انہوں نے کہا ﴿انی سقیم﴾ اور کہا ﴿بل فعلہ کبیرھم﴾ بلکہ یہ کام ان کے بڑے نے کیا ہے (الانبیاء:۶۳) ﴾۔ (درحقیقت آپ علیہ السلام نے خود بت توڑے تھے)۔ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی سارہ سفر کررہے تھے، ان کا گزر ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں ہوا، اس بادشاہ کو بتایا گیا کہ ایک شخص آرہا ہے اور اس کی بیوی سب سے زیادہ خوبصورت ہے، اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلوا کر پوچھا کہ یہ عورت کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری بہن ہے، اور کہا اس وقت روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی مومن (جوڑا) نہیں ہے، اس بادشاہ نے مجھ سے تمہارے متعلق پوچھا تھا تو میں نے اس کو بتایا کہ تم میری بہن ہو (یعنی دینی بہن) سو تم مجھ کو جھٹلانا نہیں۔

(صحيح البخاري، كتاب احاديث الانبياء، باب: قول الله تعالى واتخذوا من مقام، رقم: ۳۳۵۸، ص ۵۶۰)

تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس میں گناہ نہیں:

☆۔۔۔۔۔ام کلثوم بنت عقبہ کہتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مواقع پر جھوٹ بولنے کی اجازت عطا فرمائی ہے جو کہ یہ ہیں: ''(۱)۔۔۔۔۔دو مسلمانوں میں صلح کرانے کی غرض سے صلح کرانے والا جھوٹ بول سکتا ہے، (۲)۔۔۔۔۔ جنگ کے موقع پر مسلمانوں کی بہتری کی خاطر، (۳)۔۔۔۔۔میاں بیوی میں صلح کرانے کی غرض سے جھوٹ بولا جاسکتا ہے''۔

(المعجم الكبير، عن ام كلثوم بنت عقبة، الحرف الميم، من اسمه محمد، الجزء: الف، ج۱، ص ۷۰)

فتاوی ھندیہ میں ہے: درج تین مواقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے جو کہ یہ ہیں: (۱)۔۔۔۔۔ جنگ کی صورت میں کہ یہاں اپنے مدمقابل کو دھوکہ دینا جائز ہے، اسی طرح جب ظالم ظلم کرنا چاہتا ہو اس کے ظلم سے بچنے کے لئے بھی جائز ہے۔ (۲)۔۔۔۔۔دو مسلمانوں میں اختلاف ہے اور یہ ان دونوں میں صلح کرانا چاہتا ہے، مثلاً ایک کے سامنے یہ کہہ دے کہ وہ تمہیں اچھا جانتا ہے، تمہاری تعریف کرتا تھا، یا اس نے تمہیں سلام بھیجا ہے، اور دوسرے کے پاس بھی اسی قسم کی باتیں کرے تاکہ دونوں میں عداوت کم ہو جائے اور صلح ہو جائے۔ (۳)۔۔۔۔۔ بی بی کو خوش کرنے کے لئے کوئی بات خلاف واقعہ کہہ دے۔ (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج۵، ص ۴۳۲)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے لئے آگ گلزار ھوگئی:

۷۔۔۔۔۔آسمان، زمین، پہاڑ، فرشتے اللہ کے حضور عرض کرتے ہیں اے اللہ ابراہیم علیہ السلام کو جلایا جارہا ہے، اللہ نے جواباً فرمایا: ''میں جانتا ہوں''، اور تمہاری دعاؤں سے ان کی مدد ہوگی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آسمان کی جانب اپنا سر پاک بلند کیا اور عرض گزار ہوئے: ''اے اللہ، تو ایک ہے اور میں زمین میں ایک ہوں، تیرے سوا زمین میں کسی کی عبادت نہیں ہوتی، تو مجھے کافی ہے اور تو بہتر نگہبان ہے، پس جب انہیں آگ میں ڈال دیا گیا تو ندا ہوئی ''اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا ہمارے ابراہیم پر''، جبرائیل امین علیہ السلام کہتے ہیں کہ ندا کرنے والا میں تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ برد ا کے ساتھ سلاما کا لفظ استعمال نہ کیا جاتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سخت سردی کی وجہ سے انتقال فرماجاتے، اس دن ساری آگ بجھ گئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک آدمی جو کہ دراصل سایہ کرنے والا فرشتہ تھا کھڑا تھا جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہرے انور سے پسینہ پونچنے کے لئے معمور کیا گیا تھا۔ بعض شارحین نے یہ بھی لکھا کہ سوائے رسیوں کے آگ سے کچھ نہ جلا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس دن میں آگ میں تھا اس دن کے سوا کسی دن میں ایسا انعام نہیں ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جس وقت آگ میں ڈالے گئے ان کی عمر سولہ سال تھی۔

(جامع البیان القرآن، الجزء ۱۷، ص ٥٤ وغیرہ)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا دین کی خاطر سفر کرنا:

۸..... اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کئی اقوال اپنے پاک کلام میں منقول فرمائے چنانچہ ایک قول یوں فرمایا:﴿انی ذاهب الی ربی میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں(الصفات:۹۹)﴾اس بارے میں مفسرین کے دواقوال پائے جاتے ہیں۔(۱)......حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصد بستی سے مفارقت کرنا تھا،اور معنی یہ تھا کہ میں اپنے رب کے دین کی جانب ہجرت کرنے والا ہوں۔(۲)......کلبی کہتے ہیں: میں اپنے رب کی عبادت کی غرض سے ہجرت کرنے والا ہوں، پس اسی بناء پر پہلے قول کی مراد یہ ہوگی کہ میں اپنے رب کی جانب تشریف لے جانے سے مراد بستی سے ہجرت کرنا تھی، اور اسی قسم کے فرمان کی اقتداء حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمائی چنانچہ ارشاد فرمایا:﴿کلا ان معی ربی سیهدین یوں ہی بیشک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے راہ دیتا ہے(الشعراء: ٦٢)﴾۔اور دوسرے قول کے معنی احوالِ قلبی کی رعایت کرنے کی غرض سے ہے، مراد یہ ہے کہ اعمال میں سے ہر ایک چیز فقط اللہ کی رضا جوئی کے لئے ہونی چاہیے، جیسا کہ اللہ کا فرمان:﴿انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض میں نے اپنا مونھ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے(الانعام:۷۹)﴾۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اول قول اَوْلیٰ ہے کیونکہ مقصود اس آیت سے شام کی جانب ہجرت کرنا ہے۔اور اسی سے دین کی جانب ہدایت کو محمول کرنا بھی ہے، کیونکہ حقیقی معنوں میں دین کا پرچار اسی وقت ممکن ہے جب کہ اس پر حقیقی معنوں میں ثابت قدم بھی رہا جائے اور ھدایت سے مقصود دینی معاملات میں درجات عالیہ اور مراتب رفیعہ مراد ہیں۔(۳)......اللہ کا فرمان:﴿سیهدین﴾اس بات پر دلیل ہے کہ ھدایت صرف اللہ ہی کی جانب سے ہوتی ہے۔جیسا کہ ہمارے اصحاب نے کہا اور اسی طرح ھدایت کو ادلہ کے وضع کرنے اور اعذار سے ہٹنے کے لئے محمول نہیں کیا جاسکتا ،کیونکہ یہ سب ہی زمانہ ماضی میں حاصل ہونے والی چیزیں ہیں اور اس فرمان﴿سیهدین﴾میں ھدایت کو زمانہ مستقبل کے لئے خاص کیا گیا ہے، پس اس سے یہ لازم آرہا ہے کہ مذکورہ آیت میں ھدایت کو علم و معرفت قلبی سے محول کرنے پر تحصیل حاصل لازم آئے گا، اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس آیت میں ھدایت کو رب کی جانب سے ہونے کے ساتھ جزم فرمایا ہے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا نہیں فرمایا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمان:﴿عسی ربی ان یهدینی سواء السبیل قریب ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ بتائے(القصص: ۲۲)﴾۔دونوں آیات کا فرق بیان کیجئے؟ ہم کہتے ہیں کہ بندے پر اللہ کی تجلیات ہوتی ہیں تو وہ اپنے مقصود کو جزم کرنے کے ساتھ ہی بیان کرتا ہے اور ایسا شخص جو عالمین کے معاملات سے بے پرواہ ہوتا ہے اور وہ اپنی ذات کو حقیر جانتا ہے، تو کسی معاملے میں جزم نہیں کرتا اور وہ امید و رضا ہی کو ظاہر کرتا ہے۔ (الرازی، ج۹، ص ٣٤٤ وغیرہ)

کس بیٹے کی قربانی کا حکم دیا گیا؟

۹......علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کس بیٹے کے ذبح کا حکم دیا گیا؟ اکثر علماء کا یہ مسلک ہے کہ ذبیح حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں، (۱)......ایک روایت کے مطابق ابن عباس بن عبدالمطلب، (۲)......عبداللہ بن عباس، (۳)......حضرت عبداللہ بن مسعود، (۴)......حضرت جابر بن عبداللہ، (۵)......حضرت علی بن ابی طالب، (۶)......حضرت عبداللہ بن عمر، (۷)......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ان سات صحابہ کا یہ نظریہ ہے کہ ذبیح حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں، اور تابعین میں سے (۱)......حضرت علقمہ، (۲)......سعید بن جبیر، (۳)...... کعب الاحبار، (۴)...... عکرمہ، (۵)...... القاسم بن ابی بزہ، (۶)...... عطاء، (۷)......مقاتل، (۸)...... عبدالرحمٰن بن سابط، (۹)......زہری، (۱۰)......سُدّی، (۱۱)......عبداللہ بن الھذیل، (۱۲)...... مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے کہا

کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام ذبیح ہیں، اہل کتاب یہود و نصاری کا بھی اس پر اتفاق ہے، النحاس اور طبری وغیرہما کا بھی یہی مختار ہے، نبی کریم ﷺ، آپ کے اصحاب اور تابعین سے قوت کے ساتھ یہی مذکور ہے۔

دوسرے علماء جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبیح ہونے کے قائل ہیں ان میں صحابہ کرام میں سے (۱)...... حضرت ابو ہریرہ، (۲)...... حضرت ابو الطفیل، (۳)...... حضرت عامر بن واثلہ، (۴)...... حضرت عبد اللہ بن عمر، (۵)...... حضرت عبد اللہ بن عباس کا یہی مختار قول ہے اور تابعین میں سے (۱)...... سعید بن مسیب، (۲)...... شعبی، (۳)...... یوسف بن مہران، (۴)...... مجاہد، (۵)...... ربیع بن انس، (۶)...... محمد بن کعب قرظی، (۷)...... کلبی، (۸)...... علقمہ وغیرہم کا یہی مختار قول ہے۔

اصمعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عمرو بن العلاء سے پوچھا کہ ذبیح کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: اے اصمعی! تمہاری عقل کہاں چلی گئی، حضرت اسحٰق علیہ السلام مکہ میں کب آئے تھے؟ مکہ میں تو صرف حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے، انہوں نے ہی اپنے والد کے ساتھ مل کر کعبہ معظمہ کی عمارت تعمیر فرمائی اور قربان گاہ بھی مکہ میں ہے، اور سید عالم ﷺ سے روایت ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبیح ہونے کا اس سے استدلال لایا گیا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ صابرین میں سے ہیں نہ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی، فرمایا: ﴿واسمعیل وادریس وذالکفل کل من الصبرین اور اسماعیل اور ادریس اور ذو الکفل وہ سب صبر والے تھے (الانبیاء: ۸۵)﴾، مزید حضرت اسماعیل علیہ السلام کے صادق الوعد ہونے کی صفت بھی بیان فرمائی چنانچہ فرمایا: ﴿واذکر فی الکتب اسمعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو بیشک وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتاتا (مریم: ۵۴)﴾۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح کرنے کا قول کیونکر صحیح ہوسکتا ہے جب کہ ان کے بارے میں قرآن شاہد ہے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بعد یعقوب ہونگے، گویا ان کی ذریت پہلے ہی بیان کردی گئی اگر وہ ذبح ہوئے ہیں تو اولاد کا سلسلہ کیسے کارگر ہوسکتا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿وبشرنہ باسحق نبیا من الصلحین اور ہم نے اسے خوشخبری دی اسحاق کی کہ غیب کی خبریں بتانے والا (الصفات: ۱۱۲)﴾، ﴿فبشرنہا باسحق ومن وراء اسحق یعقوب تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی (هود: ۷۱)﴾۔ (القرطبی، الجزء: ۲۳، ص ۸۹ وغیرہ)

ابن کثیر لکھتے ہیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس بردبار بیٹے کی بشارت دی گئی وہ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہیں کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلے بیٹے ہیں، اور تمام مسلمانوں کا اور تمام اہل کتاب کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام عمر میں حضرت اسحٰق علیہ السلام سے بڑے ہیں، بلکہ اہل کتاب کی کتابوں (مثلاً توریت میں) یہ تصریح ہے کہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک چھیاسی برس تھی اور جس وقت حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک ننانوے سال تھی، اور ان کے نزدیک یہ بات مقرر ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کریں، اس کے باوجود انہوں نے کذب اور بہتان سے کام لیتے ہوئے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح قرار دیا، اور ان کا یہ قول اس لئے صحیح نہیں ہے کہ یہ خود تورات کی تصریحات کے خلاف ہے، اور انہوں نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو اس لئے ذبیح کہا کہ وہ اسرائیلیوں کے والد ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام عربوں کے والد گرامی ہیں، اس لئے انہوں نے حسد کے باعث تحریف کی، اور انہوں نے اپنے اکلوتے بیٹے کا یہ معنی کیا کہ اس وقت وہ بیٹا باپ کے پاس نہ ہو، کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ بی بی ہاجرہ کے ساتھ مکہ میں تھے، حالانکہ اکلوتے بیٹے کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اس وقت تک آپ کا صرف ایک ہی بیٹا ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے ان کے

اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صرف ایک ہی بیٹے تھے اور وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے، نیز پہلوٹی کا بیٹا دوسرے بیٹوں کی بہ نسبت زیادہ پیارا ہوتا ہے اس لئے اگر بیٹے کو ذبح کرانے سے باپ کی آزمائش اور امتحان مقصود ہے تو آزمائش کے زیادہ قریب یہ ہے کہ پہلوٹی کے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا جائے اور چونکہ پہلوٹی کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اس لئے یہی ذبیح بھی ہیں۔ اہل علم کی ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ ذبیح حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں یہاں تک کہ یہ قول بعض صحابہ وتابعین کا بھی ہے، اس کا ذکر نہ قرآن میں ہے اور نہ ہی سنت میں ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ یہ قول اسرائیلیات سے منقول ہے۔ بعض مسلم علماء نے بغیر کسی دلیل کے اس قول کی تائید کی ہے اور اللہ عزوجل کی کتاب اس بات پر دلیل پیش کرتی ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں کیونکہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک بردبار بیٹے کی بشارت ہے اور پھر ان کو ذبح کرنے کا واقعہ ذکر کیا ہے، اور اس کے بعد حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی بشارت دی ہے اور جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی بشارت دی تو کہا ہم آپ کو علم والے بیٹے کی بشارت دیتے ہیں۔ (ابن کثیر، ج٤، ص١٩)

چُھری کا حلق نہ کاٹنا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تھا:

۱۰...... اگر کسی کے ذہن میں اعتراض رونما ہو کہ اللہ کے نبی کے خواب سچے ہوا کرتے ہیں جیسا کہ ماقبل بھی نبی کے خواب سے متعلق بحث مذکور ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب سچ نہ ہوا کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح نہیں ہوئے؟ ہم کہتے ہیں کہ یقیناً حضرت اسماعیل علیہ السلام چھری سے ذبح نہ ہوئے لیکن اس کام کے لئے راضی تو رہے، صابر تو رہے اور مقصود یہی امتحان لینا تھا جس میں باپ بیٹا دونوں ہی کامیاب رہے یہ الگ بات ہے کہ اللہ جل جلالہ نے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے خاتم النبیین محبوب رب العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا تھا۔ گویا کہ ایک طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام کا امتحان لیا دوسری جانب اپنی محبوب کے جدامجد کو صادق الوعد بھی قرار دلوایا۔

☆...... حضرت واثلہ بن اسقع کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو منتخب کیا، اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم سے مجھ کو چن لیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: (٥٨٣٢)/٢٢٧٦، ص١١٤١)

حضرت ابراهیم علیہ السلام کا مینڈھے کو ذبح کرنا:

۱۱...... روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آواز سنی تو آسمان کی طرف دیکھا، حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک سیاہ سینگوں والے دنبے کے ساتھ نظر آئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ تمہارے بیٹے کا فدیہ ہے اسے چھوڑ دیجئے اور اسے ذبح فرمایئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تکبیر بلند کی اور مینڈھے نے بھی تکبیر بلند کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تکبیر بلند کی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بھی تکبیر بلند کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مینڈھے کو پکڑا اور منی میں مذبح کے اندر چلے گئے پھر وہاں اسے ذبح کیا، فدیہ دینے والے حقیقت میں ابراہیم علیہ السلام تھے لیکن اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہم نے فدیہ کے طور پر ذبیحہ دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عطا کرنے والا اللہ جل جلالہ تھا اور اس کا حکم کرنے والا بھی اللہ عزوجل تھا، یہ فدیہ میں مجازی نسبت میں مجاز کے طور پر ہے۔ (المظہری، ج٦، ص١٠٤)

اغراض:

مغلوب: بمعنی مقہور ہے۔ **فانتصر:** یعنی (اے اللہ!) ان سے انتقام لے۔

فالناس کلھم من نسلہ: اور یہی قابل اعتماد قول ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ حضرت نوح کی اولاد کے سوا جو بھی تھے وہ انہی کی

نسل میں شمار ہوتے ہیں۔

سام الخ: تینوں نام اسباب منع صرف میں سے علیت اور عجمہ ہیں اور فارس بھی علیت وتانیث کو شامل ہے کیونکہ یہ قبیلے کا نام ہے۔

والخزز: خاء اور زاء کی فتح کے ساتھ اور اس کے بعد رائے مہملہ، اور یہی صحیح نسخے میں ہے اور یہی ٹھیک ہے، بعض نسخوں میں خزرج ہے جو کہ فحش ترین تحریف ہے کیونکہ الخزرج عربی جملہ ہے، اور الخزر کے معنی چھوٹی آنکھ والا ہونا ہے۔

وما هنالک: مراد وہ قوم ہے جو یاجوج ماجوج کے پاس ہونگے، پس جب ان پر سورج طلوع ہوگا تو زمین کے تہہ خانوں میں چلے جائیں گے اور جب سورج چلا جائے گا تو اپنے کسب معاش اور کھیتیوں کی جانب نکل جائیں گے ، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد برہنہ قوم ہے جو ایک دوسرے کے لئے لحاف بنتے ہیں۔ **ثناء حسنا:** اس جملے میں محذوف مفعول ''ترکنا'' کی جانب اشارہ ہے۔

ای ممن تبعه: مراد پیروی کرنے والے لوگ ہیں۔

فی اصل الدین: حضرت نوح وابراہیم کے دین یعنی توحید میں کوئی فرق نہیں اگر چہ فروعی معاملات مثلا نماز وغیرہ کے احکام ومسائل میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔

وهو الفان: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ دونوں کے مابین ایک ہزار ایک سو بیالیس سال کا فاصلہ ہے۔

وکان بینهما هود وصالح: یعنی حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے تین حضرات انبیائے کرام، جیسے ادریس، شیث اور آدم، پس چھ کے چھ حضرات انبیائے کرام حضرت ابرہیم علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں۔

ای تابعه مجیئه: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ظرف محذوف ''شعیته'' کے متعلق ہے، اور یہ بھی درست ہے کل جملہ ''شیعته'' کے متعلق ہو، لیکن اس صورت میں ظرف اور متعلق کے مابین اجنبی فصل ''ابراهیم'' ہونا چاہیے اور یہ بھی لازم ہے کہ اس صورت میں ماقبل وبعد لام ابتدائیہ میں عمل ہو، میں (علامہ صاوی) یہ کہوں گا کہ جس قدر ظرف میں وسعت پائی جاتی ہے بالکل اسی قدر کسی دوسرے میں وسعت نہیں پائی جاتی۔

من الشک وغیره: دیگر گندگیوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دل کا اللہ کی وحدانیت کی گواہی دینے سے رہ جانا۔

فی همزیته ما تقدم: دو ہمزہ کی تحقیق اور دوسرے ہمزہ کی الف کے ساتھ تسہیل یا ترک کے ساتھ ہونا۔

اذعبدتم غیره: یعنی غیر کی عبادت کے وقت میں۔

انه یترککم بلا عقاب: '' ظن '' کا معمول ہے، معنی یہ ہے کہ یعنی تمہیں کس وجہ سے یہ گمان ہے کہ اللہ تمہیں غیر خدا کی عبادت کرنے کے باوجود بغیر عذاب کئے چھوڑ دے گا۔

فخرجوا الی عید لهم: وہ لوگ بصرہ وکوفہ کے مابین ایک بستی میں تھے جسے ''ھرمز'' کہتے ہیں۔

ساسقم: اس قول ﴿انی سقیم﴾ کا جواب ہے جب کہ حال یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں یہ صفت نہ پائی جاتی تھی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دونگا کہ مراد **سقیم القلب** ہونا ہے یعنی مراد یہ ہے کہ میں بیمار دل نہیں کیونکہ تمہاری عبادت سے نہ تو کچھ فائدہ ہے اور نہ ہی نقصان، اور ایک قول یہ بھی ہے مراد یہاں مخصوص سقیم ہونے کی صفت پایا جانا ہے مراد طاعون کی بیماری ہے ، پس لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خوفزدہ ہوکر دور بھاگنے لگے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تنہا رہ گئے۔

وهی الاصنام: بتوں کی کل تعداد بہتر تھی، جن میں سے بعض پتھر، بعض لکڑی، بعض سونے، بعض چاندی، بعض لوہے، بعض پیتل، بعض سیسے، کے تھے اور سب سے بڑا بت سونے وجواہرات سے مرصع تھا اور اس کی آنکھیں یاقوت کی تھیں۔

بالقوۃ: بمعنی بالقدرۃ ہے۔ **اضرموہ بالنار:** یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لئے آگ میں ڈال دو معاذ اللہ۔

فقالوا نحن نعبدھا: جیسا کہ ماقبل حضرات انبیائے کرام کی قوموں میں بتوں کی عبادت کی جاتی تھی۔

موبخا: زجر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم خود ہی لکڑی لاکر اس کے نقشے بنا کر معبود سمجھ کر پوجنے لگتے ہو؟ جب کہ بت بنائے جانے سے قبل یہ لکڑی تمہاری معبود نہیں ہوتی جو کہ نہ نفع دے اور نہ ہی نقصان پہنچائے۔

المقھورین: ان کے مکر کو باطل قرار دینے کے لئے، پر ہم نے آگ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی وسلامتی والی کر دیا۔

فخرج: معنی یہ ہے کہ جب آگ میں جلنے سے محفوظ رہے، اور قوم میں سے کوئی ہدایت پر نہ آیا، تو اپنے بھتیجے لوط اور بی بی سارہ کے ساتھ ملک شام ہجرت فرمائی اور یہ سب سے پہلے راہ خدا میں ہجرت کرنے والے تھے۔

الی حیث امرنی ربی: یعنی جس جگہ مجھے میرے رب نے ہجرت کرنے کا حکم دیا۔

ای رائت: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ "الرؤیا" فعل کی شکل میں وارد ہوا ہے، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رات کے خواب کو بیان کیا، کہ ان سے ایک کہنے والا کہتا ہے: "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو، جب صبح ہوئی تو انہیں فکر لاحق ہوئی کہ اللہ نے ہی یہ حکم دیا ہے، پھر دوسری رات بھی ایسا ہی ہوا اور پھر تیسری رات بھی ایسا ہی ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا ﴿یا بنی﴾ پس تینوں رات یہی حکم دیا گیا، پس ایک رات "الترویۃ بمعنی تروی"، دوسری رات "عرفۃ بمعنی عرف" اور تیسری رات "النحر بمعنی نحر" کے الفاظ سنائے گئے۔

شاورہ لیأنس: یعنی اللہ کی راہ میں صبر و عزیمت کی پہچان مراد ہے۔

وامر السکین: یہ دو مشہور اقوال میں سے ایک ہے، جس کا بیان ماقبل حضرت ابن عباس کے حوالے سے ہو چکا ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ چھری کو حکم نہ کیا گیا تھا بلکہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو ذبح کرنے کی غرض سے لٹایا اور چھری ان کے گلے پر پھیری تو جس طرح آگ نے ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلایا تھا بالکل اسی طرح چھری نے ان کے صاحبزادے کے گلے کو نہ کاٹا۔

فجملۃ نادیناہ جواب لما: یہ تین وجوہات میں سے ایک وجہ ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ یہاں محذوف "ظھر صبرھما بمعنی لھما الاجر" ہے اور ثالث یہ کہ ﴿وتلہ للجبین﴾ واو کی زیادتی کے ساتھ ہے۔

بافراج الشدۃ: مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ تکلیف کو دور کرنا، کیونکہ فرج فعل تخفیف وتشدید کے ساتھ آتا ہے اور اس کا مصدر التفریج یاالفرج ہے۔

فذبحہ السید ابراھیم: اس کے کچھ باقیات کعبہ پر معلق کئے گئے تھے پھر جب ابن زبیر کے زمانے میں جب کعبہ مشرفہ کو آگ لگ گئی تو اس مینڈھے کے باقیات کو درندے پرندے کھا گئے، کیونکہ جنتی انعام کو آگ نہیں جلاتی۔

مکبرا: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چند کلمات تعلیم فرمائے جو کہ یہ ہیں: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اللہ اکبر، پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ اکبر وللہ الحمد فرمایا اور یہی ان کی سنت ہوگئی۔

استدل بذلک: یہی امام شافعی کا مذہب ہے کہ ذبیح حضرت اسحٰق علیہ السلام نہیں تھے، جب کہ امام اعظم کا مذہب یہ ہے کہ ﴿وبشرنہ باسحق﴾ میں اس قسم کی کوئی دلیل نہیں ہے، اس لئے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے حوالے سے دو مرتبہ بشارت دی گئی ہے ایک مرتبہ وجودی اور دوسری مرتبہ باعتبار نبوت کے بشارت دی گئی۔ (الصاوی، ج۵، ص۱۲۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

﴿ولقد مننا علی موسی وھرون (۱۱۴)﴾بالنُّبُوَّةِ﴿ونجینھما وقومھما﴾بَنِی اِسْرائِیلَ﴿من الکرب العظیم (۱۱۵)﴾اَی اِستِعبَادِ فِرعَونَ اِیَّاھُم ﴿ونصرنھم﴾علی القِبْطِ﴿فکانوا ھم الغلبین (۱۱۶) واتینھما الکتب المستبین(۱۱۷)﴾البَلِیغَ البَیَانَ فِیمَا اَتٰی بِه مِنَ الحُدُودِ والْاَحْکامِ وَغَیرِھِما وھوَ التَّورَاۃُ ﴿وھدینھما الصراط﴾الطَّرِیقَ﴿المستقیم (۱۱۸) وترکنا﴾اَبقَینَا﴿علیھما فی الاخرین (۱۱۹)﴾ ثَنَاءً حَسَنًا ﴿سلم﴾مِنَّا﴿علی موسی وھرون (۱۲۰) انا کذلک﴾ کما جَزَینَاھُما﴿نجزی المحسنین (۱۲۱) انھما من عبادنا المؤمنین (۱۲۲) وان الیاس﴾بالھَمْزِ اَوَّلَهٗ وَتَرکُهٗ ﴿لمن المرسلین(۱۲۳)﴾قِیلَ ھَوَ ابْنُ اَخِی ھَارُونَ اَخِی موسٰی واُرسِلَ اِلٰی قَومٍ بِبَعْلَبَکَّ وَنَوَاحِیھَا ﴿اذ﴾مَنْصُوبٌ بِاُذْکُرْ مُقَدَّرًا ﴿قال لقومہ الا تتقون(۱۲۴)﴾اللہَ﴿اتدعون بعلا﴾اِسْمُ صَنَمٍ لَھم مِن ذَھَبٍ وبِه سُمِّیَ البَلَدُ مُضَافًا اِلٰی بَکَّ اَی اَتَعْبُدُونَه ﴿وتذرون﴾تَتْرُکُونَ﴿احسن الخالقین(۱۲۵)﴾فَلَا تَعبُدُونَهٗ﴿اللہ ربکم ورب ابائکم الاولین (۱۲۶)﴾بِرَفْعِ الثَّلَاثَةِ عَلٰی اِضْمَارِ ھُوَوَبِنَصْبِھَا عَلٰی البَدَلِ مِن اَحْسَنَ ﴿فکذبوہ فانھم لمحضرون (۱۲۷)﴾فِی النَّارِ﴿الا عباد اللہ المخلصین (۱۲۸)﴾اَیِ المُومِنِینَ مِنھم فَاِنَّھُم نَجَوْا مِنھا ﴿وترکنا علیه فی الاخرین(۱۲۹)﴾ثَنَاءً حَسَنًا ﴿سلم﴾مِنَّا﴿علی ال یاسین(۱۳۰)﴾ھُوَ اِلْیَاسُ المُتَقَدِّمُ ذِکرُهٗ وَقِیلَ ھُو مَن آمَنَ مَعَهٗ فَجُمِعُوا مَعَهٗ تَغْلِیبًا کَقَولِھم لِلمُھَلَّبِ وَقَومِهٖ المُھَلَّبُونَ وعلٰی قِرَاءَۃِ آلِ یاسِینَ بِالمَدِّ اَی اَھلِه والمُرَادُ بِهٖ اِلیَاسُ اَیضًا﴿انا کذلک﴾ کما جَزَینَاہُ﴿نجزی المحسنین (۱۳۱) انه من عبادنا المؤمنین(۱۳۲) وان لوطا لمن المرسلین (۱۳۳)﴾اُذْکُرْ﴿اذ نجینه و اھله اجمعین(۱۳۴) الا عجوزا فی الغبرین (۱۳۵)﴾البَاقِینَ فِی العَذَابِ﴿ثم دمرنا﴾اَھلَکْنا﴿الاخرین (۱۳۶)﴾ کُفَّارَقَومِه﴿وانکم لتمرون علیھم﴾اَی عَلٰی آثَارِھِم وَمَنَازِلِھِم فی اَسْفَارِکُم﴿مصبحین(۱۳۷)﴾اَی وَقْتُ الصَّبَاحِ یَعنِی بِالنَّھارِ﴿وبالیل ط افلا تعقلون(۱۳۸)﴾یَااَھْلَ مَکَّةَ مَا حَلَّ بِھِم فَتَعتَبِرُونَ بِه.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان فرمایا (انہیں نبوت عطا فرما کر......۱......) اور انہیں اور ان کی قوم (بنی اسرائیل) کو بڑی سختی سے نجات دی (فرعون کے انہیں غلام بنا لینے کے ظلم سے......۲......) اور ان کی ہم نے مدد فرمائی (قبطیوں کے خلاف) تو وہی غالب ہوئے اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب عطا فرمائی (بلیغ البیان جس میں حدود اور احکام کا بیان تھا، مراد اس سے تورات شریف ہے) اور ان کو سیدھی راہ دکھائی (الصراط بمعنی الطریق ہے) اور باقی رکھی (ترکنا بمعنی ابقینا ہے) پچھلوں میں ان کی (تعریف) سلام ہو (ہماری طرف سے) موسیٰ اور ہارون پر ہم اسی طرح (جیسا کہ ہم نے ان دونوں کو صلہ دیا) ہم صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک وہ دونوں ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں اور بیشک الیاس......۳......(الیاس ہمزہ قطعی اور وصلی دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) پیغمبروں سے ہے (ایک قول کے مطابق وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے بھائی کے بیٹے تھے، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ کوئی اور صاحب ہیں جنہیں بعلبک اور اس کے نواحی علاقوں میں رہنے والی قوم کے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا تھا، یاد کرو) جب (اذ فعل مقدر اذکر کی وجہ سے منصوب ہے) اس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم (اللہ عزوجل

سے) ڈرتے نہیں کیا بعل......ہے.....کو پوجتے ہو (یہ سونے سے بنے ایک بت کا نام تھا، اس نام کے ساتھ بک لگا کر شہر کا نام بعلبک رکھ دیا گیا یعنی کیا تم اسے پوجتے ہو) اور چھوڑتے ہو (تذرون بمعنی تترکون ہے) سب سے اچھا پیدا کرنے والے اللہ کو (تم اس کی عبادت نہیں کرتے) جو رب ہے تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا (ھو ضمیر کو محذوف ماننے کی صورت میں مذکورہ تینوں مقامات کو مرفوع اور احسن سے بدل قرار دینے کی صورت میں انہیں منصوب پڑھا گیا ہے) پھر انہوں نے اسے جھٹلایا تو وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے (آگ میں) مگر اللہ کے مخلص بندے (یعنی ان میں سے جو مسلمان ہیں وہ آگ سے نجات پائیں گے) اور ہم نے باقی رکھی اس کی (تعریف) پچھلوں میں، سلام ہو (ہماری جانب سے) الیاس پر (ایک قول یہ ہے کہ یہ وہی حضرت الیاس ہیں جن کا ماقبل ذکر ہوا، ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت الیاس اور آپ پر ایمان لانے والے مراد ہے انہیں آپ علیہ السلام کے ساتھ تغلیباً جمع کر دیا گیا ہے جیسا کہ نحاۃ کا قول مھلب اور اس کی قوم کے لیے مھلبون کا لفظ استعمال کرتے ہیں، ایک قرات میں الف لام یاسین مد کے ساتھ ہے یعنی اہل الیاس اس صورت میں بھی اللہ کی عبادت کرتے ہیں، یا "سین " سے مراد حضرت الیاس ہیں) بیشک ہم اسی طرح (جیسا کہ ہم نے ان کو صلہ دیا) صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک وہ ہمارے اعلی درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے اور بیشک لوط پیغمبروں میں ہے (یاد کرو) جب کہ ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی مگر ایک بڑھیا کہ (عذاب میں) رہ جانے والوں میں رہی (الغبرین بمعنی الباقین ہے) پھر ہم نے ہلاک فرمادیا (دمرنا بمعنی اھلکنا ہے) دوسروں کو (یعنی ان کی قوم کے کافروں کو) اور بیشک تم ان پر (یعنی ان کے آثار اور ان کے مقامات پر دوران سفر) گزرتے ہو صبح کو (بوقت صبح یعنی دن کو) اور رات میں تو کیا تمہیں (اے اہل مکہ) عقل نہیں (کہ تم ان پر نازل ہونے والے عذاب کو سمجھو اور اس سے عبرت حاصل کرو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد مننا علی موسی وھرونo﴾.

و: مستانفہ، ل: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، مننا: فعل با فاعل، علی موسی وھرون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ونجینھما وقومھما من الکرب العظیمo ونصرنھم فکانوا ھم الغلبینo﴾.

و: عاطفہ، نجینا: فعل با فاعل، ھما: معطوف علیہ، و: عاطفہ، قومھما: معطوف، ملکر مفعول، من الکرب العظیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، نصرنھم: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص با اسم، ھم: ضمیر فصل، الغلبین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتینھما الکتب المستبینo وھدینھما الصراط المستقیمo﴾.

و: عاطفہ، اتینھما: فعل با فاعل ومفعول، الکتب: موصوف، المستبین: صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ھدینھما: فعل با فاعل ومفعول، الصراط المستقیم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وترکنا علیھما فی الاخرین o سلم علی موسی وھرونo انا کذلک نجزی المحسنینo انھما من عبادنا المومنینo﴾.

وترکنا......الخ: اس کی ترکیب آیت نمبر ۱۰۸ میں گزری، سلم: مبتدا، علی موسی وھرون: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انا کذلک......الخ: اس آیت کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۸۰، میں گزری، انھما......الخ: اس کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۱۱، میں

گزری۔

﴿وان الیاس لمن المرسلینo﴾.

و: عاطفہ،ان الیاس :حرف مشبہ واسم ،لام :تاکیدیہ،من المرسلین :ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اذ قال لقومہ الا تتقون اتدعون بعلا وتذرون احسن الخالقینoاللہ ربکم ورب ابائکم الاولینo﴾.

اذ: مضاف،قال لقومہ: قول،ھمزہ: حرف استفہام،لاتتقون: فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ اول ،ھمزہ: حرف استفہام،تدعون بعلا: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،تذرون: فعل بافاعل،احسن الخالقین: مبدل منہ،اللہ :مبدل منہ ثانی،ربکم: معطوف علیہ،و :عاطفہ،رب ابائکم الاولین :معطوف،ملکر بدل،ملکر پھر بدل،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقولہ ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف ''اذکر'' کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فکذبوہ فانھم لمحضرونoالا عباد اللہ المخلصینo﴾.

ف: عاطفہ، کذبوا :فعل واؤضمیر مستثنیٰ منہ ،الا :اداۃ استثناء،عباد اللہ :موصوف،المخلصین :صفت،ملکر مستثنیٰ ،ملکر فاعل،ہ :ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :فصیحیہ ،انھم: حرف مشبہ واسم ،لام :تاکیدیہ ،محضرون :خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وترکنا علیہ فی الاخرین o سلم علی ال یاسین o انا کذلک نجزی المحسنینo انہ من عبادنا المومنینo﴾.

وترکنا......الخ: اس آیت کی ترکیب نمبر ۱۰۸، میں گزری،سلم :مبتدا،علی ال یاسین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،انا کذلک:......الخ :ان دونوں آیت کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۸۰،۸۱، میں گزری۔

﴿وان لوطا لمن المرسلینo اذ نجینہ واھلہ اجمعینo الا عجوزا فی الغبرینo﴾.

و: عاطفہ،ان لوطا :حرف مشبہ واسم ،لام :تاکیدیہ،من المرسلین :ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،اذ :مضاف،نجینا :فعل بافاعل،ہ :ضمیر مفعول،واھلہ :مؤکد،اجمعین :تاکید،ملکر مستثنیٰ منہ،الا :اداۃ استثناء،عجوزا : موصوف،فی الغبرین :ظرف مستقر صفت،ملکر مستثنیٰ ،ملکر مفعول معہ،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف ''اذکر'' کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم دمرنا الاخرینo وانکم لتمرون علیھم مصبحینo وبالیل﴾.

ثم: عاطفہ،دمرنا الاخرین :فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ،انکم :حرف مشبہ واسم، لام :تاکیدیہ،تمرون :فعل واؤضمیر ذوالحال،مصبحین :معطوف علیہ ملکر فاعل ،علیھم :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ، و :عاطفہ ، بالیل :ظرف مستقر معطوف،ملکر حال۔

﴿افلا تعقلونo﴾.

ھمزہ: حرف استفہام،ف: عاطفہ معطوف علی محذوف ''تشاھدون ذلک'' لا تعقلون :فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت موسی علیہ السلام وھارون علیہ السلام پر احسان الٰہی:

۱......احسان سے مراد منافع ملنا ہے،اوراس میں کوئی شک نہیں کہ منافع کی دواقسام ہیں: دینی ودنیاوی منافع،پس دنیاوی منافع سے مراد وجود، حیات،عقل، تربیت،صحت،اور تمام اقسام کی نعمتیں کمال درجے تک پہنچائے۔اوردینی منافع سے مراد علم اور

طاعت گزاری ہے، اور اعلیٰ درجے کے معجزات باہرہ سے نوازا، اور اللہ نے ان انعام واکرام کی تفصیل کئی سورتوں میں متعدد مقامات پر فرمائی، لہٰذا متذکرہ مقام پر ہم اسی قدر بیان پر اکتفاء کرتے ہیں۔ (الرازی، ج۹، ص ۳۵۲)

فرعون کا بنی اسرائیل پر ظلم وستم کرنا:

۲..... حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل فرعون کی خدمت بجالانے کے اعتبار سے کئی اقسام میں منقسم تھے، ان میں سے طاقتور وتوانا افراد کا ایک گروہ پہاڑوں سے پتھر کاٹتا تو دوسرا گروہ فرعون کے محلات کی تعمیر کرنے کے لئے ان پتھروں اور مٹی وغیرہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا، تیسرا گروہ مٹی سے اینٹیں بنا کر انہیں پختہ بناتا، ایک گروہ بڑھئی کا کام کرتا تو ایک لوہے کا کام سرانجام دیتا۔ پس ان میں سے جو کمزور ہوتے ان پر فرعون نے جزیہ مقرر کر رکھا تھا، نیز بنی اسرائیل کی عورتیں فرعون کے لئے ریشم کات کر اس سے کپڑا بنتی تھیں۔ (الجمل، ج۱، ص ۷۵)

ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں: ''کاہنوں نے فرعون کو بتایا تھا کہ ''بنی اسرائیل میں اس سال ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو تیری سلطنت کا تختہ الٹ دے گا۔'' پس فرعون نے ہر ہزار عورتوں پر ایک سو آدمی متعین کردیئے، یعنی ہر سو پر دس اور ہر دس پر ایک مقرر کرکے حکم دیا: ''شہر میں ہر حاملہ عورت کی نگرانی کرتے رہو، جب وہ بچہ جنے تو اگر وہ بچہ مذکر ہو تو اسے قتل کردو اور اگر مؤنث ہو تو چھوڑ دو۔'' (الدر المنثور، ج۱، ص ۱۳۳)

حضرت الیاس علیہ السلام کی سوانح:

۳..... ان کے نسب کے حوالے سے تین اقوال بیان کئے جاتے ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱)..... ایک قول کے مطابق الیاس تشی نام ان کے نسب میں مشہور ہے، (۲)..... ابن یاسین بن فنحاص بن العیزار بن ہارون، (۳)..... الیاس بن العازر بن العیزار بن ہارون بن عمران ان کے نسب ہیں۔ یہ بعلبک کے مغربی دمشق کی جانب رسول بنا کر بھیجے گئے۔ انہوں نے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ لوگ بتوں (بعل) کی پوجا نہ کریں، پس یہی وجہ اس علاقے کے بعلبک مشہور ہونے کی ہوئی۔ اور ایک قول کے مطابق ان کی زوجہ کا نام بعل تھا اور یہی اصح قول ہے۔ اللہ نے فرمایا: ﴿الا تتقون اتدعون بعلا وتذرون احسن الخالقین الله ربکم ورب ابائکم الاولین﴾ کیا تم ڈرتے نہیں کیا بعل کو پوجتے ہو اور چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے اللہ کو جو رب ہے تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا (الصفٰت: ۱۲۴ تا ۱۲۶) لیکن قوم نے ان کو جھٹلایا، مخالفت کی اور قتل کا ارادہ کیا۔ حضرت الیاس نے بیس دن ایک غار کی اوٹ میں پناہ لی، حتیٰ کہ اس علاقے کے بادشاہ کو اللہ نے ہلاک کردیا اور اس کے مقابلے میں دوسرا شخص بادشاہ بنا۔ (البدایۃ والنہایۃ، الجزء الاول، قصۃ الیاس علیہ السلام، ج۱، ص ۳۷۶)

صحیح یہ ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کی ذریت میں سے ہوئے ہیں، اور یہ قول محمد بن اسحٰق کا ہے۔ مراد الیاس بن یاسین بن فنحاص بن معیزار بن ہارون بن عمران ہیں اور الیاس حضرت یسع کے چچازاد تھے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۱۲۷)

بعل کی تحقیق:

۴..... زوجین میں سے مذکر کو بعل کہتے ہیں، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وھذا بعلی شیخا﴾ اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے (ھود: ۷۲) اور اس کی جمع بُعُوْلَۃٌ ہے جیسے فَحْل کی جمع فُحُولَۃ۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿وبعولتھن احق بردھن﴾ اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے (البقرۃ: ۲۲۸)۔ اسی طرح مرد کو عورت پر بڑائی دینے کے یہی مادہ استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿الرجال قوامون علی النساء﴾ مرد افسر ہیں عورتوں پر (النساء: ۳۴)۔ اسی طرح اہل عرب

ہر بڑائی والی چیز کو جو اسے اللہ سے قریب کردے اپنے اعتقاد کے مطابق بعل کہتے ہیں جیسا کہ اللہ کا فرمان: ﴿اتدعون بعلا وتذرون احسن الخالقین کیا بعل کو پوجتے ہو اور چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے کو (الصفت:۱۲۵) ﴾۔ اور اہل عرب میں یوں بھی کہا جاتا ہے کہ ہمیں اللہ ﷻ نے جانوروں میں یہ (عمدہ) بعل دیا، اسی طرح زمین میں بھی اچھی زمین کے لئے اسی مادہ سے "الارض المستعلیة" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ (المفردات، ص ٦٤)

اغراض:

ای استبعاد فرعون ایاھم: اور فرعون کی بندگی کرنے کا سبب فرعون کا قوم پر بڑائی والی صفت کا ہونا تھا، اور قوم کے آباؤ اجداد حضرت یوسف علیہ السلام کی بادشاہت کے دور میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ مصر میں آئے تھے، اور انہی کے دین پر قائم تھے لیکن جب فرعون کا ظہور ہوا اور اس کا تکبر سر چڑھنے لگا تو اس نے قوم کو اپنا پیروکار اور خادم بنا دیا۔

وغیرھما: یعنی واقعات و نصیحتیں۔

قیل ھو ابن اخی ھارون: ماقبل حاشیہ نمبر "۳" دیکھیں۔

کما جزیناھما: مراد حضرت موسی علیہ السلام و ہارون علیہ السلام ہیں، نجات، مدد و نصرت، کتاب کامل جانا، شان و شوکت برقرار رہنا۔

وقیل غیرہ: مراد ادریس علیہ السلام ہیں، اور ایک قول کے مطابق مراد حضرت یسع ہیں علیہ السلام۔

وبہ سمی البلد: ثانیا، اولا اس کا نام بک تھا، پھر جب بعل نامی شخص کے توسط سے اس بستی کا نام بعلبک ہو گیا، مزید حاشیہ نمبر "۴" دیکھیں۔

فانھم نجوا منھا: اس جملے میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ واو کے ذریعے استثناء کی غرض یہ ہے کہ جن لوگوں نے جھٹلانے سے توبہ کی اور دین میں مخلص ہوئے وہ آگ پر حاضر نہ کئے جائیں گے۔

قیل ھو الیاس المتقدم: اِلْیَاسُ مفرد مجرور فتح کے ساتھ ہے، اور اسباب منع صرف میں سے دو سبب علمیت اور عجمہ پایا جارہا ہے۔

وقیل ھو: یعنی یاء کی کسرہ کے ساتھ، اس صورت میں جمع مذکر سالم ہونا قرار پائے گا۔

اذکر: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ظرف ﴿اذ﴾ محذوف کے متعلق ہے، اور اسے ﴿المرسلین﴾ کے متعلق نہیں کیا گیا کیونکہ اس صورت میں یہ وہم ہوتا ہے کہ نجات سے پہلے یہ ﴿لوط﴾ رسول نہ تھے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ نجات سے قبل و بعد رسول تھے۔ (الصاوی، ج۵، ص۱۲٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿وان یونس لمن المرسلین(۱۳۹) اذ ابق﴾ هَرَبَ ﴿الی الفلک المشحون(۱۴۰)﴾ السَّفِینَةِ المَمْلُوئَةِ حِینَ غَاضَبَ قَومَهُ لِمَا لَم یَنزِلْ بِهِمُ العَذابُ الَّذِی وَعَدَهم به فَرَكِبَ السَّفِینَةَ فَوَقَفَتْ فِی لُجَّةِ البحرِ فَقَالَ المَلَّاحُونَ هُنَا عَبْدٌ آبِقٌ مِنْ سَیِّدِهٖ تُظْهِرُهُ القُرْعَةُ ﴿فساهم﴾ قَارَعَ اَهْلُ السَّفِینَةِ ﴿فكان من المدحضین(۱۴۱)﴾ المَغْلُوبِینَ بِالقُرْعَةِ فَالْقَوهُ فِی البَحْرِ ﴿فالتقمه الحوت﴾ اِبْتَلَعَهُ ﴿وهو ملیم(۱۴۲)﴾ اَی آتٍ بِمَا یُلامُ عَلَیهِ مِن ذِهَابِهٖ اِلَی البَحرِ وَرُكُوبِهٖ السَّفِینَةَ بِلا اِذْنٍ مِنْ رَّبِّهٖ ﴿فلولا انه کان من المسبحین(۱۴۳)﴾ الذَّاكِرِینَ بِقَولِهٖ كَثِیرا فِی بَطْنِ الحُوتِ لَا اِلٰهَ اِلا اَنْتَ سُبحَانَكَ اِنِّی كُنْتُ مِن

الظّٰلِمِينَ ﴿للبث فى بطنه الى يوم يبعثون (۱۴۴)﴾ صَارَ بَطنُ الحُوتِ قَبرًا لَه اِلٰى يَومِ القِيٰمَةِ ﴿فنبذنه﴾ اَلقَينَاهُ مِن بَطنِ الحُوتِ ﴿بالعراء﴾ بِوَجهِ الاَرضِ اَى بِالسَّاحِلِ مِن يَومِهٖ اَو بَعدَ ثَلاثَةِ او سَبْعَةِ اَيَّامٍ اَو عِشرِينَ اواَربَعِينَ يَومًا ﴿وهو سقيم (۱۴۵)﴾ عَلِيلٌ كَالفَرخِ المُمَعَّطِ ﴿وانبتنا عليه شجرة من يقطين (۱۴۶)﴾ وَهُوَ القَرعُ تَظِلُّهُ وهِىَ بِسَاقٍ علٰى خِلافِ العَادَةِ فِى القَرعِ مُعجزَةٌ لَه وَكَانَت تَاتِيهِ وَعِلَّةٌ صَبَاحًا وَّمَسَاءً يَشرَبُ مِن لَّبَنِهَا حَتّٰى قَوِىَ ﴿وارسلنه﴾ بَعدَ ذٰلِكَ كَقَبلِهٖ اِلٰى قَومٍ بَنِينَوٰى مِن اَرضِ المُوصِلِ ﴿الى مائة الف او﴾ بَل ﴿يزيدون (۱۴۷)﴾ عِشرِينَ اَو ثَلاثِينَ اَو سَبعِينَ اَلفًا ﴿فامنوا﴾ عِندَ مُعَايَنَةِ العَذَابِ المَوعُودِينَ بِه ﴿فمتعنهم﴾ اَبقَينَاهُم مُتَمَتِّعِينَ بِمَالِهِم ﴿الى حين (۱۴۸)﴾ تَنقَضِى آجَالُهُم فِيهِ ﴿فاستفتهم﴾ اِستَخبِر كُفَّارَ مَكَّةَ تَوبِيخًا لَهُم ﴿الربك البنات﴾ بِزَعمِهِم اِنَّ المَلائِكَةَ بَنَاتُ اللهِ ﴿ولهم البنون (۱۴۹)﴾ فَيَختَصُّونَ بِالاَبنَاءِ ﴿ام خلقنا الملائكة اناثا وهم شاهدون (۱۵۰)﴾ خَلقَنَا فَيَقُولُونَ ذٰلِكَ ﴿الاانهم من افكهم﴾ كِذبِهِم ﴿ليقولون (۱۵۱) ولد الله﴾ بِقَولِهِمُ المَلٰئِكَةُ بَنَاتُ اللهِ ﴿وانهم لكذبون (۱۵۲)﴾ فِيهِ ﴿اصطفى﴾ بِفَتحِ الهَمزَةِ لِلاِستِفهَامِ واستُغنِىَ بِهَا عَن هَمزَةِ الوَصلِ فَحُذِفَت اَى اَختَارَ ﴿البنات على النبين (۱۵۳) ما لكم قف كيف تحكمون (۱۵۴)﴾ هٰذَا الحُكمَ الفَاسِدَ ﴿افلا تذكرون (۱۵۵)﴾ بِاِدغَامِ التَّاءِ فِى الذَّالِ اِنَّهٗ سُبحَانَهٗ وتَعَالٰى مُنَزَّهٌ عَنِ الوَلَدِ ﴿ام لكم سلطن مبين (۱۵۶)﴾ حُجَّةٌ وَاضِحَةٌ اَنَّ لِلّٰهِ وَلَدًا ﴿فاتوا بكتبكم﴾ التَّورَاةِ فَاَرُونِى ذٰلِكَ فِيهِ ﴿ان كنتم صدقين (۱۵۷)﴾ فِى قَولِكُم ذٰلِكَ ﴿وجعلوا﴾ اَىِ المُشرِكُونَ ﴿بينه﴾ تعالى ﴿وبين الجنة﴾ اَىِ المَلائِكَةِ لِاِجتِنَابِهِم عَنِ الاَبصَارِ ﴿نسبا ط﴾ بِقَولِهِم اَنَّهَا بَنَاتُ اللهِ ﴿ولقد علمت الجنة انهم﴾ اَى قَائِلِى ذٰلِكَ ﴿لمحضرون (۱۵۸)﴾ النَّارَ يُعَذَّبُونَ فِيهَا ﴿سبحن الله﴾ تَنزِيهًا لَهٗ ﴿عما يصفون (۱۵۹)﴾ بِاَنَّ اللهَ وَلَدًا ﴿الا عباد الله المخلصين (۱۶۰)﴾ اَىِ المُومِنِينَ اِستِثنَاءٌ مُنقَطِعٌ اَى فَاِنَّهُم يُنَزِّهُونَ اللهَ عَما يَصِفُهٗ هٰولاءِ ﴿فانكم وما تعبدون (۱۶۱)﴾ مِنَ الاَصنَامِ ﴿ما انتم عليه﴾ اَى عَلٰى مَعبُودِكُم وَعَلَيهِ مُتَعَلِّقٌ بِقَولِهٖ ﴿بفاتنين (۱۶۲)﴾ اَى اَحَدًا ﴿الا من هو صال الجحيم (۱۶۳)﴾ فِى عِلمِ اللهِ تَعَالٰى قَالَ جَبرَئِيلُ لِلنَّبِىِّ عَلَیْہِ السَّلَام ﴿وما منا﴾ مَعشَرُ المَلائِكَةِ اَحَدٌ ﴿الا له مقام معلوم (۱۶۴)﴾ فِى السَّمٰوتِ يَعبُدُ اللهَ سُبحَانه وتعَالٰى فيه لا يَتَجَاوَزُهٗ ﴿وانا لنحن الصافون (۱۶۵)﴾ اَقدَامَنَا فى الصلٰوةِ ﴿وانا لنحن المسبحون (۱۶۶)﴾ المُنَزِّهُونَ اللهَ عَمَّا لا يَلِيقُ بِه ﴿وان﴾ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيلَةِ ﴿كانوا﴾ اى كُفارُ مَكَّةَ ﴿ليقولون (۱۶۷) لوان عندنا ذكرا﴾ كِتَابًا ﴿من الاولين (۱۶۸)﴾ اَى مِن كُتُبِ الاُمَمِ المَاضِيِينَ ﴿لكنا عبادالله المخلصين (۱۶۹)﴾ العِبَادَةَ لَهٗ قَالَ تَعَالٰى ﴿فكفروا به﴾ اَى بِالكِتَابِ الَّذِى جَائَهُم وهو القُراٰنُ الاَشرَفُ مِن تِلكَ الكُتُبِ ﴿فسوف يعلمون (۱۷۰)﴾ عَاقِبَةَ كُفرِهِم ﴿ولقد سبقت كلمتنا﴾ بِالنَّصرِ ﴿لعبادنا المرسلين (۱۷۱)﴾ وهِىَ لَاَغلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِى اَو هِىَ قَولُهٗ ﴿انهم لهم المنصورون (۱۷۲) وان جندنا﴾ اَىِ المُومِنِينَ ﴿لهم

الغلبون (۱۷۳) ﴾الکفار بالحجۃ والنصرۃ علیھم فی الدنیا وان لم ینتصر بعض منھم فی الدنیا ففی الاٰخرۃ﴿فتول عنھم﴾اعرض عن کفار مکۃ﴿حتی حین (۱۷۴)﴾تؤمر فیہ بقتالھم﴿وابصرھم﴾اذا نزل بھم العذاب ﴿فسوف یبصرون (۱۷۵)﴾عاقبۃ کفرھم فقالوا استھزاء متی نزول ھذا العذاب قال تعالی تھدیدا لھم ﴿افبعذابنا یستعجلون (۱۷۶) فاذا نزل بساحتھم﴾بفنائھم قال الفراء العرب تکتفی بذکر الساحۃ عن القوم ﴿فساء﴾بئس صباحا﴿صباح المنذرین (۱۷۷)﴾وفیہ اقامۃ الظاھر مقام المضمر﴿وتول عنھم حتی حین (۱۷۸) وابصر فسوف یبصرون (۱۷۹)﴾ کرر تاکیدا لتھدیدھم وتسلیۃ لہ ﷺ ﴿سبحن ربک رب العزۃ﴾الغلبۃ﴿عما یصفون (۱۸۰)﴾بان لہ ولدا﴿وسلام علی المرسلین (۱۸۱)﴾المبلغین عن اللہ التوحید والشرائع﴿والحمد للہ رب العلمین (۱۸۲)﴾علی نصرھم وھلاک الکافرین.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک یونس......ا......پیغمبروں سے ہے جب کہ نکل گئے (ابق بمعنی ھرب ہے) بھری کشتی کی طرف نکل گیا (الفلک المشحون کے معنی بھری کشتی، جس عذاب کا آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعدہ دیا تھا وہ نہ آیا تو آپ علیہ السلام قوم پر غضبناک ہوتے ہوئے ایک کشتی میں سوار ہوگئے کشتی سمندر کی موجوں میں کھڑی رہ گئی یہاں کشتی میں کوئی ایسا غلام ہے جو اپنے آقا سے بھاگ آیا ہے، قرعہ اس کو ظاہر کردیگا) تو قرعہ ڈالا (کشتی والوں نے، ساھم کے معنی قرعہ ڈالنا ہے) تو دھکیلے ہوؤں میں ہوا (قرعہ اندازی کے ذریعے آپ علیہ السلام مغلوب ہوگئے پھر ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کو سمندر کے حوالے کردیا) پھر اسے مچھلی نے نگل لیا (التقم کے معنی نگلنا ہے) اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا (وہ حکم الٰہی کے آنے سے پہلے سمندر کی طرف نکلنے اور کشتی میں سوار ہونے کے افعال صادر کر کے اپنے لیے قابل ملامت امور کر بیٹھے) تو اگر وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا (یعنی مچھلی کے پیٹ میں بکثرت اس کلمہ کا ﴿لا الٰہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین﴾ ذکر کرنے والا نہ ہوتا تو) ضرور اس کے پیٹ میں رہتا جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے (یعنی قیامت کے دن تک کے لیے مچھلی کا پیٹ آپ علیہ السلام کے لیے قبر ہوجاتا) پھر ہم نے اسے ڈال دیا (مچھلی کے پیٹ سے، نبذنہ بمعنی القینہ ہے) میدان پر (سطح زمین یعنی ساحل پر، اسی دن یا تین، سات، بیس، یا چالیس، دن کے بعد......۲......) اور وہ بیمار تھا (آپ علیہ السلام کے جسم اقدس پر بال باقی نہیں رہے تھے) اور ہم نے اس پر کدو......۳......کا پیڑ اگایا (خلاف عادت وہ کدو کا درخت قد آور درختوں کی طرح شاخ رکھتا تھا، اور آپ علیہ السلام کو سایہ فراہم کرتا تھا، یہ آپ علیہ السلام کا معجزہ تھا ایک ہرنی صبح و شام آپ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتی جس کا دودھ آپ علیہ السلام پی لیتے حتی کہ آپ علیہ السلام تندرست و توانا ہوگئے) اور ہم نے اسے بھیجا (اس کے بعد پہلے کی طرح سرزمین موصل میں قوم نینوا کی طرف) لاکھ آدمیوں کی طرح بلکہ (أو بمعنی بل ہے) زیادہ (مزید بیس، تیس، یا ستر ہزار افراد کی طرف) تو وہ ایمان لے آئے (اس عذاب کو دیکھ کر جس کا انہیں وعدہ دیا گیا ہے......۴......) تو ہم نے انہیں برتنے دیا (یعنی ہم نے انہیں باقی رہنے دیا کہ وہ اس لیے اموال سے متمتع ہوتے رہیں) ایک وقت تک (جب ان کی عمریں اپنے اختتام کو جا پہنچیں) تو ان (کفار مکہ سے، توبیخا) پوچھو کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں (تمہارے اس گمان کے مطابق کہ فرشتے اللہ عزوجل کی بیٹیاں ہیں) اور ان کے لیے بیٹے (پس وہ اشرف و اعلی سے مخلص ہیں) یا ہم نے ملائکہ کو عورتیں پیدا کیا اور وہ حاضر

تھے (ہمارے اس تخلیق کو دیکھ رہے ہیں اس لیے یہ بات کر رہے ہیں) سنتے ہو بیشک وہ اپنے جھوٹ سے کہتے ہیں (افکھم بمعنی کذبھم ہے) کہ اللہ کی اولاد ہے (وہ کہا کرتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں) اور وہ ضرور (اس بات میں) جھوٹے ہیں کیا اس نے پسند کیں (اصطفی ہمزہ استفہام کی وجہ سے مفتوح ہے، ہمزہ استفہام کے سبب ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی اس لیے اسے حذف کر دیا گیا ہے یہ بمعنی اختار ہے) بیٹیاں بیٹے چھوڑ کر تمہیں کیا ہوا تم (کیسا) حکم لگاتے ہو (تم کس طرح یہ فاسد حکم لگاتے ہو؟) تو کیا دھیان نہیں کرتے (کہ اللہ ﷻ اولاد سے منزہ ہے، تذکرون میں تاء کا ذال میں ادغام کیا گیا ہے) یا تمہارے لیے کوئی کھلی سند ہے (کوئی واضح سند ہے اس دعوے پر کہ اللہ کے لیے اولاد ہے) تو اپنی کتاب (یعنی تورات شریف) لاؤ (اور مجھے اس میں یہ لکھا دکھا دو) اگر تم (اپنی اس بات میں) سچے ہو، اور ٹھہرایا (مشرکوں نے) اس کے (یعنی اللہ کے) اور فرشتوں کے درمیان رشتہ (فرشتے چونکہ آنکھوں سے پوشیدہ ہیں نظر نہیں آتے اس لیے انہیں "جنۃ" کہا گیا، مشرکین اپنے اس قول کے ذریعے جوڑتے ہیں کہ فرشتے اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں.....۵.....) اور بیشک جنوں کو معلوم ہے کہ وہ (یعنی اس بات کے قائل) ضرور حاضر لائے جائیں گے (جہنم میں انہیں عذاب دیا جائیگا) پاکی ہے اللہ کو (وہ منزہ ہے) ان باتوں سے کہ یہ بتاتے ہیں (کہ اللہ ﷻ کے لیے اولاد ہے) مگر اللہ کے مخلص بندے (یعنی مومنین یہ استثناء منقطع ہے، معنی جن باتوں سے مشرک اللہ کی صفات بیان کرتے ہیں مسلمان ان باتوں سے اللہ ﷻ کو منزہ سمجھتے ہیں) تو تم اور جو (یعنی جن بتوں کو) اللہ کے سوا پوجتے ہو تم اس کے (یعنی اپنے معبود کے) خلاف ("علیہ" "فاتنین" کے متعلق ہے) کسی کو بہکانے والے نہیں مگر اسے جو بھڑکتی آگ میں جانے والا ہے (علم الٰہی میں، جبریل امین علیہ السلام نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا) اور ہم (فرشتوں ......٦...... کے گروہ سے کوئی) نہیں مگر اس کے لیے ایک مقام معلوم ہے (آسمانوں میں جس میں رہ کر وہ اللہ کی عبادت کرتا ہے، اور اس سے تجاوز نہیں کرتا) اور بیشک ہم پھیلانے والے ہیں (اپنے قدم نماز میں) اور بیشک ہم تسبیح کرتے ہیں (جو اشیاء شان الوہیت کے لائق نہیں ہم اللہ ﷻ کے ان سے تنزیہ بیان کرتے ہیں) اور بیشک (ان مخففہ من الثقیلۃ ہے، اصل میں انہ ہے) وہ (یعنی کفار مکہ) کہتے تھے اگر ہمارے پاس اگلوں کی (یعنی پچھلی امتوں کی) کوئی کتاب ہوتی (ذکرا بمعنی کتابا ہے) تو ضرور ہم اللہ کے مخلص بندے ہوتے (اس کی عبادت میں مخلص ہوتے، اللہ ارشاد فرماتا ہے) تو اس کے منکر ہوئے (اس کتاب کے جو حضور ﷺ لے کر آئے تھے یعنی قرآن پاک سے جو دیگر تمام کتابوں سے اشرف و اعلیٰ ہے) تو عنقریب جان لیں گے اپنے کفر کا انجام) اور بیشک ہمارا کلام گزر چکا ہے (مدد فرمانے کا) ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لیے (اور وہ کلام یا تو یہ ہے ﴿لاغلبن انا ورسلی﴾ یا پھر یہ ہے ﴿انھم لھم المنصورون﴾) اور بیشک ہمارا لشکر (یعنی مسلمان) ہی غالب آئیگا.....۷.....(کفار پر حجت ودلیل کے ذریعے، نیز دنیا میں کفار کے خلاف ان کی مدد کئے جانے کے ذریعے اور اگر بعض مسلمانوں کی دنیا میں مدد نہیں کی گئی تو آخرت میں تو وہی غالب ہونگے) تو تم ان سے منہ پھیر لو (یعنی کفار مکہ سے اعراض کر لو) ایک وقت تک (جس وقت میں تمہیں ان کے خلاف قتال کا حکم دیا جائیگا) اور انہیں دیکھو (جب ان پر عذاب نازل ہوگا) کہ عنقریب وہ دیکھیں گے (اپنے کفر کا انجام، کفار بطور استہزاء کہتے تھے یہ عذاب کب نازل ہوگا؟ اللہ ﷻ نے ان کے لیے بطور تھدید فرمایا) تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں پھر جب اترے گا ان کے آنگن میں (بساحتھم بمعنی بفنائھم ہے، امام فراء فرماتے ہیں اہل عرب نے قوم کو ذکر کرنے کے بجائے فقط آنگن کو ذکر کیا) تو ڈرائے ہوؤں کی کیا ہی بری صبح ہوگی (یہاں ضمیر کی جگہ اسم ظاہر کو رکھ دیا گیا ہے) اور ایک وقت تک ان سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو عنقریب وہ دیکھیں گے (اس کلام کو ان کے لیے بطور تھدید اور حضور ﷺ کے لیے تسلی مکرر ذکر فرمایا ہے) پاکی ہے تمہارے رب کو غلبہ والے رب کو (رب العزۃ میں العزۃ کے معنی غلبہ

ہے) ان کی باتوں سے (کہ اللہ ﷻ کے لیے اولاد ہے) اور سلام ہے پیغمبروں پر (جو توحید الٰہی اور احکام شرعیہ مبلغ ہیں) اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا رب ہے (کفار کے خلاف مسلمانوں کی مدد کرنے اور کافروں کو ہلاک کر دینے پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وان یونس لمن المرسلین٥﴾.

و: عاطفہ، ان یونس: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، من المرسلین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اذابق الی الفلک المشحون٥﴾.

اذ: مضاف، ابق: فعل بافاعل، الی: جار، الفلک المشحون: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فساھم فکان من المدحضین٥ فالتقمہ الحوت وھو ملیم٥﴾.

ف: عاطفہ، ساھم: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کان: فعل ناقص بااسم، من المدحضین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، التقم: فعل، ہ: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ھو ملیم: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، الحوت: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلولا انہ کان من المسبحین٥ للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون٥﴾.

ف: عاطفہ، لولا: حرف شرط، انہ: حرف مشبہ واسم، کان من المسبحین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "موجود" محذوف خبر کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، لبث: فعل بافاعل، فی بطنہ: ظرف لغو اول، الی یوم یبعثون: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جواب لولا۔

﴿فنبذنہ بالعراء وھو سقیم٥ وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین٥﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "امرنا الحوت بنبذہ" نبذنا: فعل بافاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، و: حال، ھو سقیم: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، بالعراء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انبتنا علیہ: فعل بافاعل وظرف، شجرۃ: موصوف، من یقطین: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وارسلنہ الی مائۃ الف اویزیدون٥ فامنوا فمتعنھم الی حین٥﴾.

و: عاطفہ، ارسلنا: فعل بافاعل، ہ: ضمیر مفعول، الی مائۃ الف: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، او: بمعنی بل عاطفہ، یزیدون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، امنوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، متعنھم: فعل بافاعل ومفعول، الی حین: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاستفتھم الربک البنات ولھم البنون٥﴾.

ف: عاطفہ، استفتھم: فعل امر بافاعل ومفعول، ھمزہ: حرف استفہام خبر مقدم، البنات: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، البنون: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ام خلقنا الملئکۃ اناثا وھم شاھدون٥﴾.

ام: عاطفہ، خلقنا: فعل بافاعل، الملئکۃ: ذوالحال، اناثا: حال اول، و: حالیہ، ھم شاھدون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الا انھم من افکھم لیقولونo ولد اللہ وانھم لکذبونo﴾.
الا: حرف تنبیہ،انھم:جرف شبہ واسم،من افکھم: ظرف لغو مقدم،لام: تاکیدیہ،یقولون: فعل واؤضمیر ذوالحال،و: حالیہ،انھم لکذبون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول،ولد اللہ: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اصطفی البنات علی البنینo مالکم کیف تحکمونo﴾.
ھمزہ: حرف استفہام،اصطفی البنات: فعل بافاعل ومفعول،علی البنین: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ما: اسم استفہام مبتدا،لکم: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،کیف: اسم استفہام حال مقدم،تحکمون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿افلا تذکرونo﴾.
ھمزہ: حرف استفہام،ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اعمیتم عن الحقائق وضللتم عن الشواھد" لا تذکرون: فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ام لکم سلطن مبینo فاتوا بکتبکم ان کنتم صدقینo﴾.
ام: عاطفہ،لکم: ظرف مستقر خبر مقدم،سلطن مبین: مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ،ف: فصیحیہ،اتوا: فعل امر بافاعل،بکتبکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ان: شرطیہ،کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فاتوا بلتبکم" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وجعلوا بینہ وبین الجنۃ نسبا ولقد علمت الجنۃ انھم لمحضرونo﴾.
و: عاطفہ،جعلوا: فعل بافاعل،بینہ: معطوف علیہ،و: عاطفہ،بین الجنۃ: معطوف،ملکر ظرف متعلق بحذوف مفعول ثانی،نسبا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لام: قسمیہ،قد: تحقیقیہ،علمت الجنۃ: فعل بافاعل،انھم لمحضرون: جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿سبحن اللہ عما یصفونo الا عباد اللہ المخلصینo﴾.
سبحن: مصدر مضاف،اللہ: اسم جلالت مضاف الیہ فاعل،عن: جار،ما: موصولہ،یصفون: فعل واؤ ضمیر مستثنی منہ،الا: اداۃ استثناء،عباد اللہ: موصوف،المخلصین: صفت،ملکر مستثنی،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف "سبح" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿فانکم وما تعبدونo ما انتم علیہ بفتنینo الا من ھو صال الجحیمo﴾.
ف: عاطفہ تعلیلیہ،ان: جرف مشبہ،کم: ضمیر معطوف علیہ،و: عاطفہ،ما تعبدون: موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر اسم،ما: مشابہ بلیس،انتم: اسم،علیہ: ظرف لغو مقدم،ب: زائد،فاتنین: اسم فاعل بافاعل،الا: اداۃ حصر،من: موصولہ،ھو صال الجحیم: جملہ اسمیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومامنا الا لہ مقام معلومo وانا لنحن الصافونo وانا لنحن المسبحونo﴾.
و: مستانفہ،ما: مشابہ بلیس،منا: ظرف مستقر خبر مقدم،الا: اداۃ حصر،لہ مقام معلوم: جملہ اسمیہ "احد" موصوف محذوف کی صفت،ملکر اسم موخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،و: عاطفہ،انا: جرف مشبہ واسم،لام: تاکیدیہ،نحن الصافون: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،انا: جرف مشبہ واسم،لام: تاکیدیہ،نحن المسبحون: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان کانوا لیقولونo لو ان عندنا ذکرا من الاولینo لکنا عباد اللہ المخلصینo﴾.

و: عاطفہ، ان: مخففہ من المثقلہ باضمیر شان محذوف "ھم" اسم، کانوا: فعل ناقص با اسم، لام: تاکید یہ، یقولون: قول، لو: شرطیہ، ان: حرف مشبہ، عندنا: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، ذکرا: موصوف، من الاولین: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "ثبت" فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، کنا: فعل ناقص با اسم، عباد اللہ: موصوف، المخلصین: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فکفروا بہ فسوف یعلمونo ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلینo﴾.

ف: فصیحیہ، کفروا بہ: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، سوف: حرف استقبال، یعلمون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ لجواب قسم محذوف کیلئے، قد: تحقیقیہ، سبقت کلمتنا: فعل وفاعل، لعبادنا المرسلین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انھم لھم المنصورونo وان جندنا لھم الغلبونo﴾.

انھم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ھم: ضمیر فصل، المنصورون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان جندنا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ھم الغلبون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فتول عنھم حتی حینo وابصرھم فسوف یبصرونo﴾.

ف: فصیحیہ، تول عنھم: فعل با فاعل وظرف لغو، حتی حین: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "ان بینت حقیقة امرھم" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، ابصرھم: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: رابطہ لجواب الطلب، سوف: حرف استقبال، یبصرون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افبعذابنا یستعجلونo فاذا نزل بساحتھم فساء صباح المنذرینo﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، بعذابنا: ظرف لغو مقدم، یستعجلون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اذا: ظرف فیہ شرطیہ، مفعول فیہ مقدم، نزل بساحتھم: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، ساء: فعل ذم، صباح المنذرین: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ مبتدا محذوف "صباحھم" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وتول عنھم حتی حینo وابصر فسوف یبصرونo﴾.

وتول عنھم......الخ: ان دونوں آیت مبارکہ کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۷۴، ۱۷۵ میں گزری۔

﴿سبحن ربک رب العزة عما یصفونo وسلم علی المرسلینo والحمد للہ رب العلمینo﴾.

سبحن: مصدر مضاف، ربک: مبدل منہ، رب العزة: بدل، ملکر مضاف الیہ فاعل، عما یصفون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر "سبح" فعل محذوف کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، سلم: مبتدا، علی المرسلین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الحمد: مبتدا، لام: جار، اللہ: موصوف، رب العلمین: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت یونس علیہ السلام کی سوانح:

ا......حضرت یونس علیہ السلام کا نسب یہ ہے: لاوی بن یعقوب بن اسحق بن ابراھیم کے نواسے ہیں، شام کے رہنے والے اور بعلبک کے عمال میں سے تھے، ایک قول کے مطابق یہ بچپن میں فوت ہوگئے تھے ان کی والدہ ماجدہ نے اللہ عزوجل کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام سے اس بارے میں عرض کی، ان کی دعا کی برکت سے اللہ عزوجل نے انہیں دوبارہ زندہ کیا۔ یہ اپنی ماں کے اکلوتے فرزند تھے، چالیس سال کی عمر میں آپ علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا، آپ علیہ السلام بنی اسرائیل کے عبادت گزاروں میں سے تھے اور اپنے دین کو بچانے کے لئے شام چلے گئے اور دجلہ کے کنارے پہنچ گئے، پھر اللہ عزوجل نے ان کو اہل نینوا کی جانب بھیجا جو کہ دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے جہاں موصل نامی شہر ہے وہاں کا ایک قدیم شہر نینوا بھی ہے۔ (مختصر تاریخ دمشق، ج۲۸، ص۱۰۵)

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو بت پرستی ترک کرنے کی اور توحید پر قائم رہنے کی دعوت دی تو انہوں نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو خبر دی کہ تین دن کے بعد ان پر عذاب آئے گا، جب ان پر آثار ظاہر ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کے مطابق ان کے اور عذاب کے مابین صرف دو تہائی میل کا فاصلہ رہ گیا تھا، مقاتل کے قول کے مطابق ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تھا، ابوصالح فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ انہوں نے عذاب کی تپش اپنے کندھوں پر محسوس کی، بعض نے کہا کہ آسمان پر سیاہ رنگ کے بادل نمودار ہوگئے اور بہت سخت دھواں ظاہر ہونے لگا جس نے ان کے شہر کو ڈھانپ لیا، اور ان کے مکانوں کی چھتیں سیاہ پڑگئیں، جب ان کو ہلاکت کا یقین ہوگیا تو انہوں نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور اپنے سروں پر راکھ ڈالنے لگے، اور تمام لوگ بڑے چھوٹے سب ہی ایک میدان میں جمع ہوگئے اور سب نے باآواز بلند اللہ عزوجل کی بارگاہ صمدیت میں توبہ کی اور صدق دل سے معافی چاہی اور کہا کہ ہم حضرت یونس علیہ السلام کے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے اور اللہ عزوجل نے ان کی توبہ قبول کی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی توبہ ایسی تھی کہ انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ جو زیادتیاں کی تھیں ان کی بھی تلافی کرلی، حتی کہ اگر کسی نے دوسرے کا پتھر دیوار میں لگایا تھا تو وہ بھی اکھاڑ کر واپس کردیا۔ اور ان کے ہاں دستور یہ تھا کہ جو شخص جھوٹا ثابت ہوا اور اس کے پاس اپنی سچائی پر کوئی دلیل نہ ہو اس کو قتل کردیا جاتا تھا، تب حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کی ناراضگی کے سبب دریا کی جانب چلے گئے اور مچھلی نے انہیں نگل لیا۔ (ابن کثیر، ج۲، ص۵۳۷)

عذاب دیکھ کر ایمان لانا:

۲......عذاب کو دیکھنے کے باوجود قوم یونس کی دعا قبول ہوئی جب کہ فرعون نے عذاب کو دیکھ کر دعا مانگی تو اس کی دعا قبول نہ ہوئی، اس کے کئی جوابات دیئے جاسکتے ہیں چنانچہ علامہ خازن نے اس کے تین جواب ارشاد فرمائے ہیں۔ (۱)......عذاب دیکھ کر دعا کرنا قوم یونس کے ساتھ خاص ہے کیونکہ واللہ یفعل مایشاء ویحکم ما یزید کہ اللہ جو چاہے کرے اور جس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے۔ (۲)......فرعون اس وقت ایمان کا دعوے دار ہوا جب کہ اسے عذاب کی خبر دی گئی اور نجات کی امید ہی نہ رہی اور قوم یونس سے عذاب دور تھا اور عذاب ان پر نازل نہ ہوا تھا اور انہیں عذاب کی خبر نہ دی گئی پس وہ ان مریض کی مثل تھے جو موت سے خوف کرے اور نجات کی امید رکھے۔ (۳)......اللہ عزوجل نے اپنے علم سے یہ بات جان لی کہ قوم یونس کی دعا سچے دل سے ہے جب کہ فرعون نے سچے دل سے دعا نہ مانگی تھی اسی وجہ سے فرعون کا ایمان لانا ناقابل قبول ہوا۔ (الخازن، ج۲، ص۴۶۶)

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں کتنا دن رہے؟

۲......ایک قول یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تین دن رہے، شعبی کہتے ہیں کہ چاشت کے وقت مچھلی نے ان کو نگلا تھا اور شام کے وقت اگل دیا، قتادہ نے کہا کہ وہ اس میں تین دن رہے، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اس میں سات

دن رہے، سعید بن ابوالحسن اور ابو مالک نے کہا کہ وہ اس میں چالیس دن رہے اور اللہ ہی کو علم ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں کتنا رہے تاہم ان کا وظیفہ لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین تھا۔ (البدایہ والنهایة، قصة یونس، الجزء ۱، ج ۱، ص ۲۵۸)

کدو شریف کے فضائل:

۳..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی، میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ کھانے میں جو کی روٹی اور شوربا پیش کیا گیا جس میں خشک گوشت کی بوٹیاں اور کدو شریف تھے۔ میں نے دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیالے کے اطراف سے کدو شریف کے ٹکڑے تلاش کر کے کھا رہے تھے، اسی لئے میں اس دن سے کدو سے محبت رکھتا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاطعمة، باب المرق، رقم: ۵٤۳٦، ص ۹٦۹)

"مرقاۃ" میں ہے کہ امام اعظم کے شاگرد امام ابو یوسف کے سامنے اس روایت کا ذکر ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو بہت زیادہ پسند تھا، اس مجلس میں کسی نے کہہ دیا: "انا ما اُحِبُّهٗ یعنی میں پسند نہیں کرتا"، یہ سن کر امام ابو یوسف نے تلوار نکال لی اور فرمایا: "جَدِّدِ الْاِسْلَامَ اِلَّا قَتَلْتُکَ یعنی اپنے ایمان کی نئے سرے سے تجدید کرو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا"۔

طبی فوائد:

۱۰۰ گرام کدو میں رطوبت ۹٦.۱ فیصد، چکنائی ۱.۵ فیصد، کاربوہائڈریٹس 2.5 فیصد، پروٹین ۰.۲ فیصد، ریشے ۰.٦ فیصد، معدانی اجزاء ۰.۵ فیصد، کیلشیم ۲۰ ملی گرام، فاسفورس ۱۰ ملی گرام، آئرن ۰.۷ ملی گرام، وٹامن بی کمپلیکس قلیل مقدار، غذائی حرارے ۱۲۔

طبی استعمال اور فوائد:

کدو سرد تر ہے۔ جگر کی گرمی اور صفراوی نے چینی اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔ قبض، بلڈ پریشر اور خون کی مدت میں نافع ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق کدو کا پانی پرانی بلغم کھانسی اور دمہ کے مریضوں کو پلانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ کدو کے پانی کو یرقان (پیلیا) کے مرض میں انتہائی مفید پایا گیا ہے۔ بدن کی گرمی اور خشکی کو زائل کرتا ہے۔ ایک فاضل طبیب کی رائے میں دق میں حفظ ماتقدم کے طور پر کدو کا استعمال فائدہ مند ہے۔ کدو مریضوں کے لئے مفید اور تسکین آور غذا ہے۔ پیشاب کے ذریعے بدن کے فاسد مادے خارج کرتا ہے۔ جوش خون اور صفرا کی حدت کو دور کرتا ہے۔ پاگل پن میں عمدہ غذا ہے۔ بخار، کھانسی، سر درد اور ہزیان میں مفید غذا ہے۔ کدو موسم گرما کی موزوں غذا ہے۔ اس کے کھانے سے نیند خوب آتی ہے۔ خون کے دباؤ میں فائدہ مند ہے۔ تیزابی بواسیر میں نافع ہے۔ دماغی کمزوری اور دل کی کمزوری میں مفید اور بدن میں قوت پیدا کرتا ہے۔ اعصاب اور آنکھوں کے امراض میں موثر ہے۔ کدو کے بیج اعصابی کمزوری اور دماغی کمزوری میں موثر دماغ کا اہم جز و کدو کے بیج ہیں۔ کدو کا جوس تلوں کے تیل میں ملا کر سر پر مالش کرنے سے بے خوابی کی شکایت دور ہو جاتی ہے اور پرسکون گہری نیند آ جاتی ہے۔

ایک پورا کدو کدو کش کر کے اس کا جوس نچوڑ کر ایک گلاس بھر لیں۔ اس جوس میں ایک چمچہ لیموں کا رس ملا کر روزانہ پیتے رہنے سے پیشاب کی جلن دور ہو جاتی ہے جب پیشاب میں تیزابیت بڑھ جاتی ہے تو جلن کا احساس ہوتا ہے جبکہ لیموں اور کدو کے جوس کے کھاری اثرات پیشاب کی تیزابیت کا خاتمہ کر دیتی ہے اور جلن خود بخود جاتی رہتی ہے۔ اگر پیشاب کے اجزاء میں انفیکشن (infection) ہو تو یہی مشروب پیشاب آور الکلائن کا عمل انجام دیتا ہے۔ اس کے بیجوں کا تیل نکال کر سر پر لگانے سے سر کا درد ختم ہو جاتا ہے۔ کدو کا مربہ جسم اور دماغ کو تازگی اور طاقت بخشتا ہے۔ کدو کھانے سے بھوک بڑھتی ہے اور اس کے استعمال سے وزن بڑھتا ہے نیز اس کا استعمال قوت باہ کو بڑھاتا ہے اور جسم کو فربہ کرتا ہے۔

اللہ عزوجل اولاد سے پاک ہے:

۵...... لو قال: للہ تعالی شریک او ولد اوزوجة ،...... کفر یعنی جس نے اللہ کے لئے شریک یا اولاد یا بیوی ہونے کا عقیدہ رکھا وہ کافر ہے۔ (التتار خانیہ، کتاب: احکام المرتدین، ج۵،ص۵۳۱)۔

وفی الشفاء: من ادعی لہ ولدا او صاحبة او والدا او متولد من شیء ...... فذلک کلہ کفر باجماع المسلمین جس نے اللہ عزوجل کے لئے اولاد، بیوی یا باپ یا کسی سے پیدا شدہ مانا......یہ سب ہی بالا جماع کفر ہے۔(الشفاء، فصل فی بیان ما ھو من المقالات کفر، الجزء الثانی، ص۱۷۰)

فرشتوں کے بارے میں تحقیق:

۶...... لفظِ ملائکہ قرآنِ پاک میں اڑسٹھ (۶۸) بار آیا ہے جبکہ سورہ آل عمران میں سب سے زیادہ آٹھ مرتبہ آیا ہے۔فرشتوں کی حقیقت کے بارے میں علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مایۂ ناز تفسیرِ قرآن روح المعانی میں فرماتے ہیں: ''لوگ اس بات پر تو متفق ہیں کہ فرشتے سمعًا یا عقلاً موجود ہیں لیکن ان کی حقیقت کے بارے میں ان کی آراء مختلف ہیں، اکثر مسلمانوں کا نظریہ یہ ہے کہ وہ نورانی اجسام ہیں جبکہ ایک قول کے مطابق وہ اللہ عزوجل کے اذن سے فضاء میں اڑنے والی مخلوق ہیں جو مختلف شکلیں اختیار کرنے پر بھی قادر ہے۔

(۱)......نصاریٰ: کے نزدیک انسانوں کی اچھے جسموں سے جدا ہونے والی ارواح کو فرشتہ کہتے ہیں اور خبیث جسموں سے جدا ہونے والی ارواح ان کے نزدیک شیاطین ہیں۔

(۲)......فلاسفہ: کہتے ہیں کہ فرشتے اپنی حقیقت میں نفوس ناطقہ کے برعکس محض جوہر ہیں اور ان میں سے بعض نے تصریح کی ہے کہ یہ عقول عشرہ اور ایسے نفوسِ فلکیہ ہیں جو فضاء میں حرکت کرتے رہتے ہیں۔

(۳)......ہمارے نزدیک: فرشتوں کی دو قسمیں ہیں: (۱)......وہ جو صرف معرفتِ حق میں مستغرق ہیں اور کسی دوسری جانب مشغول ہونے سے منزہ ہیں جیسا کہ ان کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ (الأنبیاء: ۲۰)﴾ ان سے مراد علیین اور ملائکہ مقربین ہیں۔(۲)......وہ جو آسمان سے لے کر زمین تک کے امور کی تدبیر پر مقرر ہیں جیسا کہ ان کے بارے میں فرمانِ باری عزوجل ہے: ﴿لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (التحریم: ۶)﴾ اور ﴿فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (النازعات: ۵)﴾ ان میں سے کچھ زمینی ہیں تو کچھ آسمانی، ان کی صحیح تعداد اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔

فرشتے کبھی ایسے بدنوں میں ظاہر ہوتے ہیں جنکو ہر خاص وعام دیکھ سکتا ہے دراں حالیکہ وہ اپنی صورت پر بھی قائم رہتے ہیں، چنانچہ منقول ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے تو اسی وقت ''سدرۃ المنتھی'' پر بھی موجود ہوتے۔فرشتوں کے بارے میں یہ تمام بحث ذکر کرنے کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''پس کامل ولی اللہ بھی اسی طرح بیک وقت کئی جگہ پر موجود ہو سکتے ہیں، اگرچہ یہ چیزیں بظاہر عقل سے بعید ہیں لیکن میرا اس پر ایمان ہے۔'' (روح المعانی ،الجزء الاول، ص۲۹۶)،(عطائین ،ج۱، ص ۶۴ وغیرہ)

فرشتوں کی تعداد کے بارے میں حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سعادۃ الدارین میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرشتوں کی تعداد پوچھی جو ایک آدمی پر مقرر ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر

آدمی کے ساتھ دس فرشتے دن کو اور دس ہی رات کو مقرر ہوتے ہیں، ایک دائیں اور ایک بائیں، دو آگے پیچھے، دو ہونٹوں کے پاس، جو صرف حضورﷺ پر پڑھا جانے والا درود شریف محفوظ کرتے ہیں اور دو اس کے پہلوؤں پر، ایک اور اس کی پیشانی پکڑے ہوتا ہے اگر عاجزی وانکساری کرے تو بلند کرتا ہے اور تکبر کرے تو نیچا دکھاتا ہے اور دسواں نیند کی حالت میں اس کے منہ میں سانپ داخل ہونے سے بچاتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ تین سو ساٹھ فرشتے ہوتے ہیں، اور جہانِ بالا وزیریں کا ایک ایک گوشہ ان فرشتوں سے بھرا پڑا ہے، جو حکمِ خداوندی کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جو انہیں حکم ملتا ہے۔

مستدرک حاکم میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ حدیث موجود ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دس حصے کئے جن میں نو حصے فرشتے اور ایک حصہ ساری مخلوق، اور حدیثِ معراج کی صحت پر اتفاق ہے میں ہے کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں، جب نکلتے ہیں تو دوبارہ نہیں لوٹتے، اور ترمذی ابن ماجہ اور بزار میں حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: آسمان چرچرایا اور اسے چرچرانے کا حق ہے، اس میں چار انگل جگہ بھی ایسی نہیں جس پر کوئی نہ کوئی فرشتہ سر بسجود نہ ہو۔ طبرانی وغیرہ میں حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوع حدیث ہے: ''سات آسمانوں میں ایسی جگہ نہیں، نہ قدم بھر، نہ بالشت بھر، نہ ہاتھ بھر کہ جس میں کوئی نہ کوئی فرشتہ قیام کرنے والا، رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا نہ ہو اور معلوم ہے کہ قرآنِ مجید کی رو سے وہ سب جہاں کہیں ہوں رسول اللہﷺ پر درود شریف پڑھتے ہیں۔'' (سعادۃ الدارین مترجم، ج۱، ص ۱۷۱، ۱۷۲)

امام نسفی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ صحیح قول کے مطابق فرشتوں کو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی کرنے کا حکم دیا گیا تھا، کیونکہ اگر یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا تو ابلیس قطعاً اس سے انکار نہ کرتا، سجدۂ تعظیمی پہلی امتوں میں جائز تھا مگر ہماری شریعت میں جائز نہیں کیونکہ جب حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے حضور اکرمﷺ کو سجدہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپﷺ نے انکار فرمادیا اور ارشاد فرمایا کہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرنا چاہئے۔ (المدارک، ج۱، ص۸۰)

حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل، علیہ السلام پھر عزرائیل علیہ السلام اور پھر دیگر فرشتوں نے سجدہ کیا، دن جمعہ کا تھا، وقت زوال سے لیکر عصر تک کا تھا۔ ایک قول کے مطابق ملائکہ سو برس اور دوسرے قول کے مطابق پانچ سو برس تک سجدے میں رہے۔ (الجمل، ج۱، ص۵۹)

یہاں تک تو ہم نے جان لیا کہ فرشتوں نے بحکم الٰہی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا لیکن ہماری شریعت میں کسی کے لئے سجدۂ تعظیمی جائز نہیں ہے چنانچہ مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ ام المومنین صدیقہ فرماتی ہیں کہ ''رسول اللہﷺ ایک جماعت مہاجرین و انصار میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آکر حضورﷺ کو سجدہ کیا صحابہ کرام نے عرض کی تو ہم تو زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم، اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

(الفتاوی الرضویۃ مخرجہ، ج۲۲، ص۴۴۲)

قرآن کی رُو سے غالب کون؟

ے.....حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہﷺ کے اصحاب گھاٹیوں میں منتشر ہوگئے تو خالد بن ولید نے مشرکین گھڑ سوار دستے سے حملہ کیا سید عالمﷺ نے دعا فرمائی ''اللھم لایعلو ء علینا اللھم لاقوۃ لنا الابک'' مسلمانوں کی ایک جماعت نے تیراندازی کرتے ہوئے رات گزاری، وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور مشرکین کے گھڑ سوار دستے پر تیراندازی کی یہاں تک کہ انہیں پیچھے دھکیل دیا۔ (المظھری، ج۱، ص۴۵۵)

اگر ایمان صحیح اور پختہ ہو تو تعداد کی کمی بیشی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی جبکہ کافروں کے لشکر کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی، مسلمانوں کے پاس ہتھیار بھی نہ تھے لیکن جذبہ کامل تھا یہی وجہ ہے کہ مسلمان کامیاب ہوئے اللہ تعالی نے اس آیت مبارکہ میں یہی فرمایا ہے کہ مسلمان اپنا ایمان مضبوط رکھے اللہ تعالی پر توکل کرے چاہے تعداد کم ہو، وسائل نہ ہوں، مدمقابل کتنی ہی تعداد میں دشمنان اسلام ہوں مسلمان ہی غالب رہے گا۔ دنیا کا نظام درہم برہم ہوسکتا ہے اللہ تعالی کے فرمان میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

☆......حضرت ابی امامۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے میرے رب نے تمام انبیاء کرام پر فضیلت دی۔'' یا یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے تمام امتوں پر چار فضیلتیں عطا فرمائیں: ﴿أُرْسِلْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَجُعِلَتْ الْأَرْضُ كُلُّهَا لِي وَلِأُمَّتِي مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيْنَمَا أَدْرَكَتْ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي الصَّلَاةُ فَعِنْدَهُ مَسْجِدُهُ وَعِنْدَهُ طَهُورُهُ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ يَقْذِفُهُ فِي قُلُوبِ أَعْدَائِي وَأَحَلَّ لَنَا الْغَنَائِمَ﴾ یعنی (۱)......میں تمام لوگوں کیطرف رسول بنا کر بھیجا گیا (۲)...... پوری روئے زمین میرے اور میری امت کیلئے سجدہ گاہ اور پاک بنادی گئی چنانچہ جہاں کہیں میرا امتی نماز کا وقت پائے تو نماز ادا کرلے (۳)......میری ایک مہینہ کی مسافت سے دشمنوں کے دلوں میں رعب پیدا کر کے مدد کی گئی اور (۴)......ہمارے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئیں۔ (مسند احمد، کتاب باقی مسند الانصار، باب حدیث ابی امامة الباهلی، ج۶، ص ۳۳۰)

کافروں پر ہمیشہ سے مسلمانوں کا رعب رہا ہے یہی وجہ ہے کہ کافر طاقتیں مسلمانوں کو طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے دین سے دور کر کے انہیں عیش پرستی کا گرویدہ بنانے میں مصروف ہیں۔

اغراض:

حین غاضب قومه: فعل کا تعلق باب مفاعلہ سے ہے، جب حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نے ان کی بات نہ مانی اور ایمان نہ لائے، تو ان پر غصہ ہوتے ہوئے کشتی کے ذریعے دریائی سفر اختیار فرمایا۔ **قارع اهل السفينة:** بمعنی **غالبهم** ہے، مراد ایک یا تین افراد ہیں۔ **فركب السفينة:** اجتہاد کرتے ہوئے اور گمان کرتے ہوئے کہ اگر ان لوگوں میں رہے تو یہ قتل کردیں گے کیونکہ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جس سے بھی انہیں کوئی بات خلاف واقعہ (یعنی جھوٹ) نظر آتی تو اُسے قتل کردیتے، پس آپ نے کشتی میں سفر اختیار فرمایا جو کہ صغیرہ وکبیرہ نافرمانی نہ تھی اور مچھلی کے پیٹ میں رہنے کا معاملہ مخالفتِ اَولی کی وجہ سے تھا کیونکہ اَولی یہ تھا کہ اللہ کی جانب سے اجازت کا انتظار فرماتے، کہ یہی ٹھیک معاملہ تھا اگرچہ اس بارے میں اور بھی اقوال ہیں جس کا اعتقاد کرنا ہمارے عقیدے کے خلاف ہے۔ **فقال الملاحون:** ان لوگوں کی عادت تھی کہ جب کشتی میں کوئی بھگوڑا یا گناہگار سوار ہوتا تھا تو کشتی نہیں چلتی تھی۔

في لجة البحر: یعنی دریائے دجلہ۔ **اى آت بما يلام عليه:** مراد اپنے جی میں ملامت کرنا ہے۔

قبرا له: کہ انہیں وفات آجائے اور مچھلی کا پیٹ ہی ان کی قبر ہوجائے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ان کی حیاتی باقی رہے۔

الممعط: اول میم کی ضمہ اور ثانی پر فتح وتشدید کے ساتھ، درمیان میں عین مہملہ اور اس کے بعد طاء مہملہ مراد یہ ہے کہ آپ کے جسم پر بال نہ رہے۔ **وهى قارع:** یعنی کدو کا درخت، جو کہ گرمی میں ٹھنڈی تاثیر رکھتا، ہاضمے کو درست رکھنے والا، بڑے پتوں والا، جس پر مکھی نہ بیٹھے، اور مفسر نے مزید اقوال بھی لکھے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ انجیر کا درخت یا کیلے کا درخت، جو اپنے پتوں میں چھپا ہوا ہوتا ہے اور اپنی ٹہنیوں کو سایہ دیتا ہے۔ **وعلة:** واو اور عین کی فتح یا واو کی کسرہ اور عین کے سکون کے ساتھ بمعنی غزالة (چاشت کا وقت) ہے۔

بنينوى: نون اُولی کے کسرہ، یاء ساکنہ، نون مضمومہ، اور واو کے بعد الف مقصورہ ہے۔

عند معاینة العذاب: جب انہیں عذاب کی علامات نظر آنے لگیں، اوران کا ایمان لانا قبول ہوا، جب کہ فرعون اوراس کی قوم کا عذاب دیکھ کر ایمان لانا قبول نہ ہوا، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خاص حضرت یونس علیہ السلام کی خصوصیات میں سے ہے اور قوم یونس علیہ السلام اپنے ایمان میں مخلص تھی جب کہ فرعون کا حال یہ نہ تھا، اسی وجہ سے قوم یونس کو قوم فرعون سے خاص کر دیا گیا ہے کیونکہ جب موت کی شدت اور وقت غرغرہ ہو تو ایمان لانا قبول نہیں ہوتا۔ بما لھم: یعنی لام کے فتح کے ساتھ، یعنی قوم یونس کے لئے نعمتوں کو باقی وثابت کر دیا۔ التوراة: اگرچہ توریت مشرکین کی کتاب نہیں لیکن مخاطبین مشرکین ہی ہیں۔

توبیخا لھم: مراد یہاں پر استفتاء کرنے کی کفار مکہ کی توبیخ کرنا ہے نہ بطور استعلام (خبر دریافت کرنے) وافادہ (فائدہ اٹھانے)۔

واستغنی بھا: استفہام زجر وتوبیخ کے لئے ہے۔ لاجتنابھم عن الابصار: میں اجتنابھم بمعنی استتارھم ہے۔

ای علی معبودکم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے ﴿علیہ﴾ میں موجود ضمیر ﴿ما﴾ کی جانب عائد ہوتی ہے۔

صال: مرفوع مضمومہ، یائے محذوفہ التقائے ساکنین ہے، جیسا کہ قاض میں ہے۔

فی علم اللہ تعالی: اللہ کا علم مراد ہے کہ وہ جہنمی ہیں اور اللہ انہیں اور ان کے اہل کو کفر کی جانب مائل کرے گا۔

احد: میں اس جانب اشارہ ہے کہ آیت ﴿ومامنا ...... الخ﴾ میں موصوف محذوف ہے جو کہ ترکیبی اعتبار سے مبتدا ہے اور اس کی خبر جملہ ﴿الا له مقام معلوم﴾ ہے، تقدیر کلام یوں ہے "ما احد الا له مقام معلوم"۔

اقدامنا فی الصلوة: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مفعول محذوف ہے۔

مخففة من الثقیلة: مراد لام فارقہ ہے، معنی یہ ہے کہ قریش سید عالم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے کہا کرتے تھے کہ اگر پہلے لوگوں کی مثل کتاب ہوتی تو ہم خالص اللہ کی بندگی ہی کرتے اور اس کی نظیر اس فرمان مقدس نشان: ﴿واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جائھم نذیر لیکونن اھدی من احدی الامم﴾ میں ملتی ہے۔ عاقبة کفرھم: یعنی ان کے کفر کا نتیجہ انہیں عذاب کا ملنا ہے۔

وان لم ینتصر بعض منھم: سے ایک اعتراض کا دور کرنا مقصود ہے، اعتراض یہ ہے کہ بعض اوقات بظاہر کفار مومنین پر غالب آجاتے ہیں جیسا کہ مشاہدہ ہے تو اس اعتراض کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ آخرت میں تو تمام ہی مومنین کی مدد ونصرت ہونی ہے اور دنیا میں (بر بنائے حکمت) بعض کی ہونی ہے اور مومنین کی ہر حال میں مدد ہی ہوتی ہے (اگرچہ بظاہر نقصان ہی نظر آئے)، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ حضرت انبیائے کرام کو کفار سے جنگ کا حکم دیا گیا اور دنیا میں ان کی مدد بھی کی جاتی ہے اور کبھی بظاہر انہیں ہزیمت بھی اٹھانی پڑتی ہے جیسا کہ غزوۂ اُحد میں ہوا، پس مومنین پر اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ وہ تو (ہر حال میں) مدد کئے جاتے ہیں، جس کا بیان اللہ نے یوں فرمایا: ﴿ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ (الانفال:۳۶)﴾، پس کفار کے سوا جو دوسرے ہیں یعنی مومنین ہیں ان کی دنیا میں مدد کی جاتی ہے اور کبھی بظاہر ایسا نہیں بھی ہوا کرتا لیکن اُخروی مدد ونصرت تو یقینی ہے۔ تؤمر فیه بقتالھم: کیونکہ مومنین کو اولا کفار کو تبلیغ کرنے اور اس کام کی انجام دہی کے سلسلے میں پیش آنے والی مصیبت پر صبر کا حکم کیا گیا ہے، دوسرا طریقہ ہجرت کرنے کا ہے کہ سید عالم ﷺ کو جہاد کا بھی حکم دیا گیا اور آپ ﷺ نے ستائیس غزوات میں شرکت فرمائی جس میں سے آٹھ غزوات میں بنفسِ نفیس قتال بھی فرمایا جیسا کہ بدر، اُحد، مصطلق، خندق، قریظہ، خیبر، حُنین، طائف میں قتال فرمایا۔ اذا نزل بھم العذاب: مراد قتل وقید کیا جانا ہے، اور امر سے مراد یہ ہے کہ جو قریب زمانے میں مشاہدے سے ثابت ہو چکا ہے۔ بئس الصباحا: میں کچھ محذوفات ہیں، تقدیر عبارت یوں ہے: "بئس صباح المنذرین صباحھم"۔

(الصاوی، ج۵، ص۱۲۹ وغیرہ)

سورة صٓ مكية وهى ست او ثمان وثمانون آية

سورۃ صٓ مکی ہے اور اس میں ۸۶ یا ۸۸ آیات ہیں

تعارف سورۃ صٓ

اس سورت میں ۵ رکوع، ۷۳۲ کلمات اور ۳۰۶۷ حروف ہیں۔ اس کے نزول کے بارے میں ایک قول یہ ملتا ہے کہ جب مکہ مکرمہ کے روٴسا نے دیکھا کہ ابوطالب بوڑھے ہوگئے ہیں کہیں دنیا سے رخصت نہ ہوجائیں، غنیمت جان کر ان سے محمد عربی کی تبلیغ کو روکنے کی شکایت کرتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ چچا کی محبت غالب آجائے اور محمد عربی اس مشن کو ترک کردیں حالانکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ محمد عربی ﷺ اللہ ﷻ کے پیغمبر ہیں اور انہیں کسی مال کی پرواہ نہیں بلکہ یہ تو اللہ ﷻ کی رضا جوئی اور حکم کے مطابق فرائض رسالت انجام دے رہے ہیں، تاہم چند بڑے بڑے سُر ما جن میں ابوجہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، اسود بن یغوث اور چند دیگر سردار آئے اور بظاہر مفاہمت کی راہ اختیار کرتے ہوئے کہا: "آپ ہمارے بڑے ہیں لہذا آپ ہمارے اور اپنے بھتیجے کے مابین فیصلہ فرمادیں"۔ حالانکہ اندرونی اعتبار سے ان کی جڑیں کمزور ہورہی تھیں، لوگ ان سے متنفر ہوکر اسلام کے حلقہ میں داخل ہورہے تھے۔ ابوطالب نے سید عالم ﷺ کو بلا بھیجا اور آپ ﷺ تشریف لائے تو ابوطالب نے سرداران مکہ کا مطالبہ ان کے سامنے رکھ دیا، سید عالم ﷺ نے انہیں ایک کلمے کے ماننے کی دعوت دی اور کہا کہ کہو: "لا الہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں" لیکن وہ برہم ہوکر چل دیئے۔ اس سورت کے آخر میں کتاب الٰہی کو ﴿ذكرى للعلمين﴾ بھی کہا گیا یعنی رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لئے یہ کتاب نصیحت ہے۔ کسی مخصوص زمانے کے لئے نہیں بلکہ عالم اقوام کے لئے نمونہ ہے اور اس ذکر کو لانے والے رحمۃ اللعالمین ہیں۔

رکوع نمبر: ۱۰

﴿ص﴾ اَللهُ اَعلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذَالِكَ ﴿والقران ذى الذكر ⑴﴾ اَى البَيَان او الشَّرف وَجَوابُ هذَا القَسَمِ مَحذُوفٌ اَى مَا الاَمرُ كَمَا قَالَ كُفَّارُ مَكَةَ مِن تَعَدُّدِ الاٰلِهَةِ ﴿بل الذين كفروا﴾ مِنْ اَهلِ مَكَةَ ﴿فى عزة﴾ حَمِيَّةٍ وَتَكَبُّرٍ عَنِ الاِيمانِ ﴿وشقاق ⑵﴾ خلاف وعَدَاوَةٍ لِلنَّبِى ﷺ ﴿كم﴾ اَى كَثِيرا ﴿اهلكنا من قبلهم من قرن﴾ اَى اُمَّةٍ مِنَ الاُمَمِ المَاضِيَةِ ﴿فنادوا﴾ حِينَ نُزولِ العَذَابِ بِهِم ﴿ولات حين مناص ⑶﴾ اَى لَيسَ الحِينُ حِينَ فِرَارٍ والتَّاءُ زَائِدَةٌ والجُملَةُ حَالٌ مِن فَاعِلِ نَادَوا اَى اِستَغَاثُوا والحَالُ اَنْ لا مَهرَبَ وَلا مَنجَاءَ وَما اَعتَبَر بِهِم كُفارُ مَكَةَ ﴿وعجبوا ان جاء هم منذر منهم﴾ رَسُولٌ مِنْ اَنفُسِهِم يُنذِرُهم يُخَوِّفُهم بِالنَّارِ بَعدَ البَعثِ وَهوَ النَبِىُّ ﷺ ﴿وقال الكفرون﴾ فِيهِ وَضعُ الظَّاهِرِ مَوضَعَ المُضمَرِ ﴿هذا سحر كذاب ⑷ اجعل الالهة الها واحدا صلے ج﴾ حَيثُ قَالَ لَهُم لَا اِلٰهَ اِلا اللهُ اَى كَيفَ يَسَعُ الخَلقَ كُلُّهم اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ﴿ان هذا لشىء عجاب ⑸﴾ عَجِيبٌ ﴿وانطلق الملا منهم﴾ مِن مَجلِسِ اِجتِمَاعِهِم عِندَ اَبِى طَالِبٍ وَسِمَاعِهِم فِيهِ مِنَ النبِىِّ ﷺ قُولُوا لَا اِلٰهَ الا اللهُ اَنِ امشُوا اَى يَقُولُ بَعضُهم لِبَعضٍ ﴿ان امشوا واصبروا على الهتكم صلے ج﴾ اُثبُتوا عَلٰى عِبَادَتِهَا ﴿ان هذا﴾ المَذكُورَ مِنَ التَّوحِيدِ ﴿لشىء يراد ⑹﴾ ﴿ما سمعنا بهذا فى الملة الاخرة صلے ج﴾ اَى مِلَّةِ عِيسٰى ﴿ان﴾ ما ﴿هذا الا اختلاق ⑺﴾ كَذِبٌ ﴿ء انزل﴾ بِتَحقِيقِ

الهَمزَتَينِ وَتَسهِيلِ الثَّانِيَةِ وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَينَهُمَا عَلَى الوَجهَينِ وَتَركِهٖ ﴿عليه﴾ علٰى مُحمدٍ ﴿الذكر﴾ القُرانُ ﴿من م بيننا ط﴾ وَلَيسَ بِاَكبَرِنَا ولا اَشرَفِنَا اَى لَم يُنزَلُ عَلَيهِ قَالَ تَعَالٰى ﴿بل هم فى شك من ذكرى ج﴾ وَحيِى اَىِ القُرانُ حَيثُ كَذَّبُوا الجَائِي بِهٖ ﴿بل لما﴾ لَمْ ﴿يذوقوا عذاب (٨)﴾ وَلَو ذَا قُوهُ لَصَدَّقُوا النبِيَّ ﷺ فِيمَا جَاءَ بِهٖ وَلا يَنفَعُهُم التَّصدِيقُ حِينَئِذٍ ﴿ام عندهم خزائن رحمة ربك العزيز﴾ الغَالِبِ ﴿الوهاب (٩)﴾ مِنَ النُبُوَّةِ وَغَيرِهَا فَيُعطُونَهَا مَن شَاءُ وا ﴿ام لهم ملك السموت والارض وما بينهما قف﴾ اِن زَعَمُوا ذَالِكَ ﴿فليرتقوا فى الاسباب (١٠)﴾ المُوصِلَةِ اِلَى السَّمَاءِ فَيَاتُوا بِالوَحيِ فَيَخُصُّوا بِهٖ مَن شَاءُ وا وَاَم فِى المَوضِعَينِ بِمَعنٰى هَمزَةِ الْاِنكَارِ ﴿جند ما﴾ اَى هُم جُندٌ حَقِيرٌ ﴿هنالك﴾ اَى فِى تَكذِيبِهِم لَكَ ﴿مهزوم﴾ صِفَةُ جُندٍ ﴿من الاحزاب (١١)﴾ صِفَةُ جُندٍ اَيضًا اَى مِنْ جِنسِ الْاَحزَابِ المُتَحَزِّبِينَ علٰى الْاَنبِيَاءِ قَبلَكَ وَاُولٰئِكَ قَد قُهِرُوا وَاُهلِكُوا فَكَذالِكَ يُهلَكُ هٰؤُلاءِ ﴿كذبت قبلهم قوم نوح﴾ تَانِيثُ قَومٍ بِاعتِبَارِ المَعنٰى ﴿وعاد وفرعون ذو الاوتاد (١٢)﴾ كَانَ يَتِدُ لِكُلِّ مَن يَغضَبُ عليهِ اَربَعَةَ اَوتَادٍ وَيَشُدُّ اِلَيهَا يَدِيهِ وَرِجلَيهِ وَيُعَذِّبُهٗ ﴿وثمود وقوم لوط و اصحب لئيكة ط﴾ اَىِ الغَيضَةِ وَهُم قَومُ شُعَيبٍ عليه السلام ﴿اولئك الاحزاب (١٣) ان﴾ مَا ﴿كل﴾ مِنَ الْاَحزَابِ ﴿الا كذب الرسل﴾ لِاَنَّهُم اِذَا كَذَّبُوا وَاحِدا مِنهُم فَكَذَّبُوا جَمِيعُهُم لِاَنَّ دَعوَتَهُم واحِدَةٌ وهِى دَعوَةُ التَّوحِيدِ ﴿فحق﴾ وَجَبَ ﴿عقاب (١٤)﴾.

﴿ترجمہ﴾

(اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے) صاد......۱......(اس کی جو مراد ہے اللہ عزوجل باخوبی جانتا ہے) اس ذکر والے قرآن کی قسم! (یعنی بیان والے یا شرف وعزت والے قرآن کی قسم، اس قسم کا جواب قسم محذوف یہ ہے: معاملہ یوں نہیں جیسا کہ کفار کہتے ہیں کہ خدا متعدد ہیں) بلکہ کافر (اہل مکہ میں سے) تکبر (ایمان لانے سے اپنی اکڑ اور تکبر میں) اور خلاف میں ہیں (نبی علیہ السلام سے اختلاف کرنے اور ان سے عداوت کرنے میں ہیں) اور بہت سی (کم بمعنی کثیر ہے) امتیں (پچھلی امتوں میں سے) ہم نے ان سے پہلے ہلاک فرمائیں تو اب وہ پکاریں (خود پر عذاب کے نازل ہوتے وقت) اور بھاگنے کا وقت نہ تھا (لات حین مناص اصل میں لیس الحین حین فرار ہے، اس میں تاء زائد ہے یہ جملہ "نادوا" کے فاعل سے حال ہے معنی آیت یہ ہے "انہوں نے مدد مانگی اس حال میں کہ نہ تو بھاگنے کی جگہ تھی اور نہ نجات کا راستہ"، کفار مکہ نے ان لوگوں کے حال سے عبرت نہیں پکڑی) اور انہیں اس پر تعجب ہوا کہ اس کے پاس انہیں میں کا ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا......۴......(یعنی انہیں میں سے ایک رسول آیا جو انہیں مرنے کے بعد کے اٹھائے جانے، آگ سے ڈرنے اور اس کا خوف دلاتے ہیں، مراد اس سے نبی پاک ﷺ ہیں) اور کافر بولے (یہاں اسم ضمیر کی جگہ اسم ظاہر کو رکھا گیا ہے) یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا، کیا اس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کر دیا (یوں کہ لوگوں سے کہتا ہے کہو" لا الہ الا اللہ" ایک خدا تمام ہی مخلوق پر کیسے وسعت رکھ سکتا ہے؟) بیشک یہ عجیب بات ہے......۵......(عجاب کے معنی عجیب ہے) اور ان میں کے سردار چلے (اپنے اجتماع کی مجلس سے جو ابو طالب کے ہاں قائم کی تھی اسی مجلس میں انہوں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے سنا: تم سب لا الہ

الاالــلــہ کہو) کہ اس کے پاس سے چل دو (یعنی کفار ایک دوسرے سے کہنے لگے چلو چلو) اور اپنے خداؤں پر صابر رہو (یعنی ان کی عبادت پرڈٹے رہو) بیشک یہ (یعنی مذکورہ توحید) تو ہم نے سب سے پچھلے دین (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی ملت) میں بھی نہ سنی یہ تو نہیں (ان بمعنی مــا نافیہ ہے) مگر نرا جھوٹ (اختلاق بمعنی کــذب ہے) کیا اتارا گیا (ء انــزل دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل اور دونوں ہمزوں کے درمیان الف داخل کرنے کے ساتھ دونوں صورتوں پر ہے، نیز ترک کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) ان پر (یعنی محمد ﷺ پر) ذکر (یعنی قرآن) ہم سب میں سے (اور وہ نہ ہم میں بڑے ہیں اور نہ ہم سے افضل......یعنی ان پر قرآن کیوں نازل کیا گیا؟ اللہ ﷻ فرماتا ہے) بلکہ وہ شک میں ہیں میرے ذکر سے (یعنی میری وحی قرآن پاک سے یوں کہ وہ وحی الٰہی لانے والے کو جھٹلاتے ہیں) بلکہ انہوں نے نہیں چکھی میری مار (اگر چکھ لیتے تو ضرور اس کی تصدیق کرتے جو نبی ﷺ لے کر آئے ہیں لیکن اس وقت انہیں یہ تصدیق کچھ فائدہ نہ دیتی، لــمــا بمعنی لــم ہے) کیا وہ تمہارے رب کی رحمت کے خزانچی ہیں ......وہ غلبہ والا (العزیز بمعنی الغالب ہے) بہت عطا فرمانے والا (جیسے نبوت وغیرہ، تو کیا وہ نبوت اسے عطا فرمائے گا جس کو یہ لوگ چاہیں گے) کیا ان کے لیے ہے سلطنت زمین وآسمان کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (اگر یہ اس کا گمان رکھتے ہیں) تو رسیاں لٹکا کر چڑھ جائیں (جو انہیں آسمان تک پہنچانے والی ہوں پھر از خود وحی لا کر جسے چاہے وحی کے ساتھ مختص کر دیں، مذکورہ دونوں مقامات میں ام ہمزہ انکاری کے معنی میں ہے، یہ ایک حقیر) لشکر ہے (جند مامیں ما بمعنی حقیر اور جــنــد مــا سے قبل هو ضمیر محذوف ہے) یہاں (یعنی وہ لوگ آپ ﷺ کو جھٹلانے میں) تو وہیں بھگا دیا جائے گا (''مھزوم'' جــنــد کی صفت ہے) گروہوں سے (من الاحــزاب یہ بھی جــنــد کی صفت ہے، آپ ﷺ سے پہلے والے انبیاء کرام کو جھٹلانے والے تمام مجتمع گروہوں پر قہر الٰہی نازل ہوا، وہ سب ہلاک ہوگئے پس اس طرح انہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا) ان سے پہلے جھٹلا چکے ہیں نوح کی قوم (قوم باعتبار معنی مونث ہے) اور عاد اور چومیخا کرنے والا فرعون (فرعون جس پر غضبناک ہوتا اس کے دونوں ہاتھوں اور پیروں میں چار کیل ٹھوک دیتا اور پھر اس کو عذاب دیا کرتا تھا......) اور ثمود اور لوط کی قوم اور گھنے متعدد درختوں والے (مراد اس سے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے، الایــکــۃ کے معنی گھنے درختوں کا جھنڈ ہے......) یہ وہ گروہ نہیں ہے (ان بمعنی مــا نافیہ ہے) کوئی بھی (ان گروہوں میں سے) مگر انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا (کیونکہ ایک رسول کو جھٹلانا بمنزلہ تمام رسولوں کو جھٹلانے کے ہے کیونکہ ان سب کی دعوت ایک ہی تھی یعنی دعوت توحید) تو میرا عذاب لازم ہوا (حق بمعنی وجب ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ص والقران ذی الذکر ۝﴾

ص: ''هــذه'' مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: قسمیہ جار، الــقــران: موصوف، ذی الــذکــر: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ''نقسم'' فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ قسمیہ، جواب قسم محذوف ''انه لمعجز'' ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿بل الذین کفروا فی عزة وشقاق ۝ کم اهلکنا من قبلهم من قرن﴾۔

بل: حرف عطف واضراب، الــذیــن کفــروا: موصول صلہ ملکر مبتدا، فی: جار، عــزة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، شــقــاق: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، کــم: ضمیر، مــن قــرن: ظرف مستقر تمیز، ملکر مفعول مقدم، اهــلــکــنــا: فعل بافاعل، مــن قبلهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فنادوا ولات حین مناص ۝﴾۔

ف: عاطفہ، نادوا: فعل باواؤضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لات: حرف مشبہ مشابہ بلیس و''ت'' زائد، حین مناص: ظرف متعلق بمحذوف خبر اسم ''الحین'' محذوف، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وعجبوا انْ جاء هم منذر منهم وقال الكفرون هذا سحر كذابo﴾.

و: عاطفہ، عجبوا: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، جاء هم: فعل ومفعول، منذر: موصوف، منهم: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قال الكفرون: قول، هذا: مبتدا، سحر كذاب: خبران، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اجعل الالهة الها واحدا ان هذا لشيء عجابo﴾.

همزہ: حرف استفہام، جعل: فعل بافاعل، الالهة: مفعول اول، الها واحدا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ان هذا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، شيء عجاب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانطلق الملا منهم ان امشوا واصبروا على الهتكم﴾.

و: مستانفہ، انطلق: فعل، الملا: موصوف، منهم: صفت، ملکر ذوالحال، ان: مصدریہ، امشوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصبروا على الهتكم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر قول محذوف ''قائلین'' کیلئے مقولہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان هذا لشيء يرادo ما سمعنا بهذا في الملة الاخرة ان هذا الا اختلاقo﴾.

ان هذا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، شيء: موصوف، يراد: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ما سمعنا: فعل نفی بافاعل، ب: جار، هذا: ذوالحال، في الملة الاخرة: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ان: نافیہ، هذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، اختلاق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ء انزل عليه الذكر من بيننا بل هم في شك من ذكري بل لما يذوقوا عذابo﴾.

همزہ: حرف استفہام، انزل عليه: فعل مجہول وظرف لغو، الذكر: ذوالحال، من بيننا: ظرف مستقر حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، بل: حرف اضراب، هم: مبتدا، في: جار، شك: موصوف، من ذكري: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، بل: حرف اضراب، لما: حرف جازم ونفی، يذوقوا عذاب: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ام عندهم خزائن رحمة ربك العزيز الوهابo﴾.

ام: بمعنی بل عاطفہ منقطعہ، عندهم: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، خزائن: مضاف، رحمة: مضاف، ربك: موصوف، العزيز الوهاب: صفتان، ملکر مضاف الیہ، ملکر پھر، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام لهم ملك السموت والارض وما بينهما فليرتقوا في الاسبابo﴾.

ام: عاطفہ منقطعہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، ملك السموت والارض وما بينهما: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، ليرتقوا في الاسباب: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف ''ان زعموا ذلك'' کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿جند ماهنالك مهزوم من الاحزابo﴾.

جند: موصوف، ما: نکرہ تامہ صفت اول، هنالك: ظرف متعلق بمحذوف صفت ثانی، مهزوم من الاحزاب: شبہ جملہ صفت ثالث، ملکر ''هم'' مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كذبت قبلهم قوم نوح وعاد وفرعون ذوالاوتادo وثمود وقوم لوط واصحب لئيكة﴾.

کذبت قبلهم: فعل وظرف، قوم نوح: معطوف علیہ، و عاد: معطوف اول، و: عاطفہ، فرعون: موصوف، ذو الاوتاد: مرکب اضافی صفت، ملکر معطوف ثانی، وثمود: معطوف ثالث، وقوم لوط: معطوف رابع، واصحب لئیکۃ: معطوف خامس، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک الاحزاب٥ ان کل الا کذب الرسل فحق عقاب٥﴾

اولئک: مبتدا، الاحزاب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ان: نافیہ، کل: مبتدا، الا: اداۃ حصر، کذب الرسل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، حق عقاب: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......اجعل الألهة الها واحدا......☆جب حضرت عمر اسلام لائے تو مسلمانوں کی خوشی ہوئی اور کافروں کو نہایت رنج ہوا، ولید بن مغیرہ نے قریش کے عمائد اور سربرآوردہ پچیس آدمیوں کو جمع کیا اور انہیں ابو طالب کے پاس لایا اور ان سے کہا کہ تم ہمارے سردار ہو اور بزرگ ہو ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تم ہمارے اور اپنے بھتیجے کے درمیان فیصلہ کردو ان کی جماعت کے چھوٹے درجے کے لوگوں نے جو شورش برپا کر رکھی ہے وہ تم جانتے ہو، ابو طالب نے سید عالم ﷺ کو بلا کر عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں اور آپ سے صلح چاہتے ہیں آپ ان کی طرف سے یک لخت انحراف نہ کیجئے، سید عالم ﷺ نے فرمایا یہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم اتنا چاہتے ہیں کہ آپ ہمارا اور ہمارے معبودوں کا ذکر چھوڑ دیجئے، ہم آپ کے اور آپ کے معبودوں کی بدگوئی کے درپے نہ ہوں گے، سید عالم ﷺ نے فرمایا؛ ''کیا تم ایک کلمہ قبول کر سکتے ہو جس سے عرب وعجم کے مالک وفرمانبردار ہو جاؤ''، ابو جہل نے کہا کہ ایک کیا ہم دس کلمے قبول کر سکتے ہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کہو لا الہ الا اللہ'' اس پر وہ لوگ اٹھے اور کہنے لگے کہ کیا انہوں نے بہت سے خداؤں کا ایک خدا کر دیا، اتنی بہت سی مخلوق کے لئے ایک خدا کیسے کافی ہو سکتا ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

صاد کی تحقیق میں اقوالِ مفسرین:

ا......ابتداء میں مقطعات لانے کی درج ذیل وجوہ ہو سکتی ہیں: (۱)......اللہ کے اسماء کے چابیاں ہیں اور سب سے پہلی چابی ''صاد'' ہے، جیسا کہ ہمارے قول: صادق الوعد، صانع المصنوعات، اور صمد ہے۔(۲)......صدق سے مراد ہر وہ خبر ہے جو محمد ﷺ اللہ کی بارگاہ سے تشریف لائے۔(۳)......صاد سے کافروں کا دین الٰہی سے روکنا مراد ہے، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿الذین کفروا وصدوا عن سبیل الله جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا (النحل: ۸۸)﴾۔(۴)......صاد کا معنی یہ ہے کہ قرآن تمام حروف کا مجموعہ ہے اور تم اس پر قادر ہو لیکن قرآن کے ساتھ معارضہ کرنے پر قادر نہیں ہو اور اس میں دلیل ہے کہ قرآن معجزہ ہے۔

(الرازی، ج۹، ص ۳۶۵)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں:

(۱)......حسن کا قول ہے کہ ﴿صاد﴾ کے معنی حادث القرآن ہے۔(۲)......حسن ہی کا ایک قول یہ ہے کہ ﴿صاد﴾ سے مراد اپنے عمل کے ذریعے قرآن کے مقابل معارضہ پیش کرنا۔(۳)......عبد الوھاب کہتے ہیں کہ اپنے عمل کی نظیر قرآن میں تلاش کرو کہ تمہارا عمل قرآن میں کہاں مذکور ہے۔(۴)......بعض کے نزدیک ﴿صاد﴾ سے مراد قسم ہے، کہ اللہ ﷻ نے اس کے ذریعے قسم یاد دلائی ہے۔(۵)......متاخرین کا قول یہ ہے کہ ﴿صاد﴾ اسماء قرآن میں سے ایک اسم ہے جس کے ذریعے اللہ نے قسم یاد دلائی ہے۔

(الطبری، الجزء:۲۳،ص ۱۳۸ وغیرہ)

کفار مکہ کو تبلیغ رسالت مآب پر تعجب:

۲......کفار کو یہ تعجب تھا کہ انہی کی جنس سے یعنی بشر، انہی کی نوع سے یعنی اُمّی (کیونکہ کفار اُمّی مشہور تھے) پس یہی معنی رسول کے اُمّی ہونے کا ہے، مراد یہ ہے کہ انہیں بہت زیادہ تعجب ہوا اور وہ دشمن ہوگئے اور ان کا انکار شدید درجے کا تھا۔

(روح المعانی ،الجزء:۲۳،ص ۲۲۰)

امام رازی کہتے ہیں:

اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿منهم﴾ میں دو صورتیں ہیں: (۱)......محمد ﷺ ہمارے سامنے خلقی اعتبار سے، شکل وصورت اور نسب کے اعتبار سے ہمارے سامنے دیکھے جاتے ہیں، پھر انہیں یہ منصب عالی اور درجات رفیعہ کیسے مل گئے؟۔(۲)......اللہ ﷻ کے فرمان میں ان کے لئے تنبیہ ہے کہ ایک شخص انہی میں سے انہیں توحید کی دعوت دیتا ہے، فرشتوں کی تعظیم اور آخرت کی ترغیب دلاتا ہے، دنیا سے نفرت دلاتا ہے، پھر یہ کہ یہی شخص ان کے اقارب میں سے ہے جو کہ جھوٹ اور تہمت کی گندگی سے کوسوں دور ہے، اور ان میں موجود تمام خصائص کا یہ بخود اعتراف کر چکے ہیں، اور یہ کہ تمام اقوام عالم ان کی حماقتوں پر تعجب میں ہیں جس کی نظیر اس فرمان: ﴿ام لم یعرفوا رسولهم فهم له منکرون یا انہوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا تو وہ اسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں (المؤمنون: ۶۹)﴾ میں ملتی ہے ،پس اللہ نے فرمایا: ﴿وعجبوا ان جاء هم منذر منهم اور انہیں اس کا اچھنبا لگا کہ ان کے پاس انہی میں کا ایک ڈر سنانے والا آیا(ص:۴)﴾ کا معنی یہ ہے کہ محمد ﷺ ان کے قبیلے اور رشتے دار میں سے ہیں اور ان کے ساتھ اسباب دنیا سے مستفیض ہونے میں برابری کے حقدار ہیں۔ پس ان کا سید عالم ﷺ کی طاعت سے باز رہنا اور کلفت کی وجہ سے سر جھکانے سے باز ہو جانا اور تعجب کرنا کہ ان میں اللہ کا رسول خاص ہو چکا ہے اور اپنی خاص شرافت عالی کے ساتھ ان میں رسول ممتاز ہو چکا ہے، اور یہ سارا کا سارا تعجب حسد کی وجہ سے تھا۔

(الرازی، ج۹، ص ۳۶۷)

کفار کا پہلا شبہ:

۳......متذکرہ مقام پر کافروں کو تین شبہات ہوئے جو کہ یہ ہیں: (۱)......ایک ہی معبود ہونے کے بارے میں شبہ ،(۲)......سید عالم ﷺ کی نبوت کے بارے میں شبہ، (۳)......دوبارہ جی اٹھنے کے بارے میں شبہ یا جلد موت طلب کرنے کے بارے میں شبہ۔ پس پہلے شبہے کا ذکر یوں فرمایا: ﴿اجعل الآلهة الها واحدا ان هذا لشيء عجاب کیا اس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کر دیا بیشک یہ عجیب بات ہے(ص:۵)﴾۔روایت کی جاتی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو مسلمانوں میں ایک فرحت کا سماں دکھائی دیا، اور کفار قریش میں ناگواری دیکھنے میں آئی اور پندرہ افراد کی ایک جماعت اکٹھی ہو کر ابو طالب کے پاس آئی اور بولے کہ آپ ہمارے بڑے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ان بیوقوفوں نے کیا کیا ہے، مراد مسلمان ہیں۔ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ آپ ہم میں اور اپنے بھتیجے میں فیصلہ فرما دیں۔ پس ابو طالب سید عالم ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے میرے بھتیجے! تیری قوم کے افراد میرے پاس آئے اور تجھ سے سوال کرتے ہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے کیا سوال کرتے ہیں''؟ ابو طالب نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اور ہمارے معبودوں کے ذکر کو چھوڑ دے، سید عالم ﷺ نے کافروں سے جواباً ارشاد فرمایا: ''میں نے تمہارے سوال کے مطابق تمہیں دیا، کیا تم مجھے ایک کلمہ کی ضمانت دو گے جو عرب وعجم میں کفایت کرے''؟ بولے: جی ہاں، ارشاد فرمایا: ''کہو: ''لا الہ الا اللہ''، پس کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ﴿اجعل الآلهة الها واحدا ان هذا لشيء عجاب کیا اس نے

بہت خداؤں کا ایک خدا کر دیا بیشک یہ عجیب بات ہے (ص:۵)﴾۔ (الرازی، ج۹، ص ۳۶۷ وغیرہ)

کفار کا دوسرا شبہ:

۴......امام رازی فرماتے ہیں کہ دوسرا شبہ یہ تھا کہ نبوت تو عظیم مرتبہ ہے، لہذا یہ کسی ایسی بندے کو ملنی چاہیے جو لوگوں میں معزز ترین ہو اور محمد ﷺ میں یہ بات نہیں پائی جاتی (معاذ اللہ)، پس ان کے لئے نبوت نہ مانی جائے گی۔ کفار نے یہ بات اس لئے کہی تھی کہ ان کے گمان کے مطابق عزت فقط مال ہی سے حاصل ہوتی ہے لیکن شریعت کی رو سے یہ باطل ہے۔ پس جان لینا چاہیے کہ مراتب سعادت تین ہیں، جس میں سب سے بڑی سعادت مندی نفسانی سعادت ہے، درمیانے درجے کی سعادت بدنی سعادت ہے اور ادنی درجے کی سعادت خارجی سعادت ہے جو کہ مال و دولت سے متعلق ہوتی ہے۔ پس قوم کی پستہ ذہنی دیکھیں کہ انہوں نے ادنی درجے کی سعادت یعنی مال و دولت کو اعلی درجے کی سعادت گمان کر لیا اور اسی گمان کو صحیح جانتے ہوئے شرافت کا معیار بھی قائم کر لیا، پس یہی ان کی فاسد افکار کا شاخسانہ ہے۔ (الرازی، ج۹، ص ۳۶۹)

رحمت کے خزانچی ہونے سے کیا مراد ہے؟

۵......کفار مکہ کیا سمجھتے ہیں کیا یہ اللہ کی رحمت کے خزانچی ہیں؟ اور اس میں حسب حیثیت تصرف کے اختیار رکھتے ہیں، حتی کہ اپنے حسب منشاء تصرف کا اختیار رکھتے ہیں اور جس سے چاہیں روک لیتے ہیں اور اپنی ذاتی رائے سے فیصلہ کرتے ہیں اور اپنے سرداروں میں سے جس کے لئے چاہیں نبوت کا اختیار مان لیں۔ اور متذکرہ آیت ﴿رحمة ربک﴾ میں رب کی اضافت ضمیر خطاب برائے رسالت مآب ﷺ کی طرف ان کی شان و شوکت وعظمت کی وجہ سے کی گئی ہے۔ اور اللہ اپنی مخلوق پر غالب حکمت رکھنے والا ہے اور حسب منشاء عطا فرمانے والا ہے، اور عزت وقہر کا قول نبوت کی شان رفعت کے بیان کرنے کی غرض کے لئے ہے، اور ﴿الوھاب﴾ کا قول کیت کے طریق کو بیان کرنے کے لئے ہے اس لئے کہ حقیقی بنیاد پر دیکھا جائے تو نبوت فقط ایک عطائے واحد کا نام نہیں بلکہ جملہ صفات کے مجموعے کا نام ہے، جس میں طریق کیفیت کے تقاضوں کو بھی دخل ہے، جس کی جانب اللہ کے فرمان میں ﴿الوھاب﴾ سے اشارہ ملتا ہے اور اس میں یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ نبوت وہبی انعام ہے کسبی نہیں۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۳، ۲۲۴)

فرعون کے سزا دینے کا انداز:

۶......اس بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ ﴿ذو اوتاد﴾ سے کیا مراد ہے؟ ابن عباس کہتے ہیں کہ ذو اوتاد بمعنی ذو البناء المحکم ہے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے فرعون بہت زیادہ عمارتیں بنانے والا تھا اور اس کی عمارت کو "اوتاد" کہا گیا۔ اسی طرح ابن عباس، قتادہ اور عطاء کا یہ بھی قول ہے کہ فرعون کے پاس اوتاد (بڑے بڑے آدمی، چومیخیں)، ارسان (جانور کے گلے میں ڈلنے والی رسی)، ملاعب (کارندے) جو کہ فرعون کے حکم کے پابند تھے۔ ضحاک کا بھی یہی قول ہے۔ ایک قول طاقتور اور پکڑنے والا مراد ہے۔ کلبی اور مقاتل کہتے ہیں لوگ چومیخوں کی مدد سے سزا دیئے جاتے تھے، پس فرعون جب کسی پر غضبناک ہوتا تو چاروں ہاتھ پاؤں پر میخیں گاڑ کر زمین دوز کر دیتا اور اس پر بچھو اور سانپ چھوڑے جاتے یہاں تک کہ وہ مر جاتا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اسے چار سوار کھینچتے، اور ہر ایک اپنی جانب زور دیتا اور اس کے ہاتھ میں لوہے کے گرز ہوتے جس سے مارتا یہاں تک کہ مر جائے۔ ایک قول یہ ہے کہ فرعون کے کثرت جنود (کثیر لشکر) کو ذوالاوتاد کہا گیا ہے کیونکہ یہ بھی اسی طرح طاقتور ہوتے تھے جیسا کہ وہ گھر جس کی بنیادیں میخوں سے گڑی ہوئی ہوں۔ (القرطبی، الجزء: ۲۳، ص ۱۳۶ وغیرہ)

اصحاب ایکہ :

یے.....ایکہ کا معنی ہے گھنا جنگل، درختوں کا جُھنڈ، تبوک یا مدین کے قریب ایک بستی ہے، اس کو بھی ایکہ کہتے ہیں، اصحاب الایکہ سے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مراد ہیں، اس قوم کا نام بنومدیان تھا، مدین کے مرکزی شہر کو بھی کہتے ہیں اور ان کے پورے علاقے کو بھی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایکہ تبوک کا قدیم نام تھا، اس کا لغوی معنی گھنا جنگل ہے۔ آج کل ایک پہاڑی کا نام ہے جو جبل اللوز سے وادی افل میں آکر گرتا ہے اور یہ علاقہ حجاز سے فلسطین وشام جاتے ہوئے راستے میں پڑتا ہے۔(تبیان القرآن، ج٦، ص ٣٠٧ وغیرہ)

اغراض:

ای البیان: یعنی دینی معاملے کو قرآن کی احتیاج ہوتی ہے۔

او الشرف: یعنی جو قرآن پر ایمان لے آئے، اس کے لئے دنیا میں شرف ہے اور آخرت میں بھی، اللہ کا فرمان ہے: ﴿لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم﴾ یہاں ذکرکم بمعنی شرفکم ہے، اور ذاتی حیثیت سے دیکھا جائے تو بھی قرآن نصیحتوں اور احکام وغیرہ کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے، پس اپنی ذات میں شریف اور قاری کو مشرف کرنے والا ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ ﴿ذکر﴾ سے مراد اللہ کے اسماء اور اس کی بزرگی بیان کرنا ہے، اور ایک قول کے مطابق نصیحت کرنا ہے جب کہ اور بھی اقوال ہیں۔

وجواب ھذا القسم محذوف: یہ اقوال ہیں جو زیادہ بہتر ہو، تقدیر کلام یوں ہے ﴿انک لمن المرسلین﴾ جیسا کہ سورۃ یس میں گزر چکا ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ﴿کم اھلکنا﴾ میں بھی "لام" حذف ہے اصل عبارت یوں ہے: "لکم اھلکنا" ہے لام کو طوالت کی وجہ سے حذف کیا گیا جس کی مثال اللہ کے اس فرمان: ﴿والشمس﴾ کے بعد ﴿قد افلح من زکاھا﴾ میں ملتی ہے۔من اھل مکۃ: اہل مکہ کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ یہی نزول کا سبب تھے جب کہ مراد تمام کافر ہی ہیں۔

ای کثیرا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام باری میں ﴿کم﴾ خبریہ بمعنی کثیرا ہے۔

ای لیس الحین: اس جملے میں ﴿لات﴾ کے بارے میں سیبویہ اور خلیل کے مذہب کا بیان کرنا مقصود ہے، ﴿لات﴾ لیس میں عمل کر رہا ہے اور لیس کا اسم محذوف ہے جب کہ خبر "الحین" ہے۔

فیہ وضع الظاھر: یعنی کافروں پر زیادہ زجر کرنے کی غرض سے ظاہری ضمیر لائی گئی، کیونکہ وہ اپنے کفر میں دلیر تھے۔

عند ابی طالب: روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو قریش کو بڑا دکھ ہوا، پس پندرہ لوگوں کا ایک دستہ تیار کیا گیا اور ابوطالب کے پاس آیا اور کہنے لگے: آپ ہمارے بڑے ہیں، آپ جانتے ہیں جو یہ بیوقوف کر رہے ہیں، آپ ہم میں اور اپنے بھتیجے میں فیصلہ کردیں، پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا تو وہ حاضر ہوئے اور ابوطالب نے ان سے کہا: یہ تیری قوم تجھ سے برابری وانصاف کا تقاضا کرتی ہے، پس تو اپنی قوم کی جانب مائل ہو جا، پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم مجھ سے کیا سوال کرنا چاہتے ہو؟"۔ بولے: ہمارے اور ہمارے معبودوں کا ذکر چھوڑ دیں، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم ایک کلمے کی گواہی دے دو تو عرب وعجم تمہارے پیرو ہو جائیں گے، پس تم کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہہ لو"، پس وہ کھڑے ہو گئے اور کہتے گئے: "چلو چلو اور اپنے معبودوں ہی کی عبادت کرتے رہو"۔ای لم ینزل علیہ : میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔

الغالب: یعنی کوئی چیز اس پر غالب نہیں آسکتی بلکہ ہر چیز پر وہی غالب ہے۔

ان زعموا ذلک: عندیہ وملکیہ کے نزدیک، معنی یہ ہے کہ اگر آسمان کی جانب سیڑھی پر چڑھ کر بھی عرش پر جا پہنچیں اور عالم کے امر میں تدبر کریں تو بھی وحی اُسی پر نازل ہوگی جو اللہ کے مختار ہیں۔

ویعذبہ: یعنی اسے موت کے وقت تک چھوڑ دیتا ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یعنی زندگی میں بھی اس پر سزا کرتا رہتا ہے، ایک قول کے مطابق ﴿اوتاد﴾ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو ہر انسان پر متعین ہیں یا کثیر فرشتے ہیں جس کے بارے میں متعدد اقوال بیان کیے جاتے ہیں۔ (الصاوی، ج۵، ص ۱۳۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿وما ینظر﴾ یَنْتَظِرُ ﴿هولاء﴾ اَی کُفارُ مَکۃَ ﴿الا صیحۃ واحدۃ﴾ هِیَ نَفْخَۃُ القِیامَۃِ تَحُلُّ بِهِمُ العَذَابُ ﴿مالها من فواق (۱۵)﴾ بِفَتحِ الفَاءِ وَضَمِّهَا رُجُوعٌ ﴿وقالوا﴾ لَما نَزَل فَاَمَّا مَن اُوتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِینِہٖ الخ...... ﴿ربنا عجل لنا قطنا﴾ اَی کِتَابُ اَعْمَالِنَا ﴿قبل یوم الحساب (۱۶)﴾ قَالُوا ذٰلکَ اِسْتِهزَاءً قال تعالٰی ﴿اصبر علی ما یقولون واذکر عبدنا داود ذاالاید ج﴾ اَی القُوَّۃِ فی العِبَادَۃِ کَانَ یَصُومُ یَومًا وَیُفطِرُ یومًا وَیَقُومُ نِصفُ اللیلِ وَیَنامُ ثُلُثَہٗ وَیَقُومُ سُدُسَہ ﴿انہ اواب (۱۷)﴾ رَجَّاعٌ اِلی مَرضَاتِ اللّٰہِ ﴿انا سخرنا الجبال معہ یسبحن﴾ بِتَسْبِیحِہٖ ﴿بالعشی﴾ وَقتَ صلوٰۃِ العِشَاءِ ﴿والاشراق (۱۸)﴾ وَقتَ صلوٰۃِ الضُّحٰی وهوَ اَن تَشرِقَ الشَّمسُ وَیَتنَاهٰی ضَوءُ هَا وَ سَخَّرْنَا ﴿والطیر محشورۃ ط﴾ مَجْمُوعَۃً اِلَیہِ تُسبِّحُ مَعَہٗ ﴿کل﴾ مِنَ الجِبَالِ والطَّیرِ ﴿لہ اواب (۱۹)﴾ رَجَّاعٌ اِلی طَاعَتِہٖ بِالتَّسْبِیحِ ﴿وشددنا ملکہ﴾ قَوَّیْنَاہُ بالحَرسِ والجُنُودِ کَانَ یَحرِسُ مِحرَابَہٗ کُلَّ لَیلَۃٍ ثَلاثُونَ اَلفَ رَجُلٍ ﴿واتینہ الحکمۃ﴾ النُّبوَّۃَ والاِصَابَۃَ فی الاُمُورِ ﴿وفصل الخطاب (۲۰)﴾ البَیَانَ الشَّافِی فِی کُلِّ قَصْدٍ ﴿وهل﴾ مَعْنَی الاِسْتِفْهَامُ هِنا التَّعْجِیبِ والتَّشْوِیقِ اِلی اِستِمَاعِ مَا بَعْدَہٗ ﴿اتک﴾ یَامُحَمَّدُ ﴿نبؤ الخصم وقف لازم اذ تسوروا المحراب (۲۱)﴾ مِحْرَابَ دَاوٗدَ اَی مَسجِدَہٗ حَیثُ مُنِعُوا الدُّخُولَ عَلَیہِ مِنَ البَابِ لِشَغْلِہٖ بالعِبَادَۃِ اَی خَبرُهم وَقِصَّتُهم ﴿اذ دخلوا علی داود ففزع منهم قالوا لا تخف ج﴾ نَحنُ ﴿خصمن﴾ قِیلَ فَرِیقَانِ لِیُطَابِقَ مَا قَبلَہٗ مِن ضَمِیرِ الجَمْعِ وَقِیلَ اِثنَانَ و الضَمِیرُ بِمَعنَاهما والخَصْمُ یُطْلَقُ عَلی الوَاحِدِ اَکثَرَ وهما مَلَکَانَ جاءَ فِی صُورَۃِ خَصْمَینِ وَقَعَ لَهما مَا ذُکِرَ عَلٰی سَبِیلِ الفَرْضِ لِتنبیہِ داوٗدَ علیہ السلام علی ما وَقَعَ مِنہُ وَکانَ لہ تِسعٌ وَّ تِسعُونَ اِمرَاَۃً وَطَلَبَ اِمرَاَۃَ شَخْصٍ لَیسَ لہ غَیرَها وَتَزَوَّجَها وَدَخَلَ بِها ﴿بغی بعضنا علی بعض فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط﴾ تَجرِ ﴿واهدنا﴾ اَرشِدنَا ﴿الی سواء الصراط (۲۲)﴾ وَسْطِ الطَّرِیقِ الصَّوَابِ ﴿ان هذا اخی قف﴾ اَی عَلٰی دِینِی ﴿لہ تسع وتسعون نعجۃ﴾ یُعَبِّرُ بِها عَنِ المَرْاَۃِ ﴿ولی نعجۃ واحدۃ قف فقال اکفلنیها﴾ اِجعَلنِی کَافِلَها ﴿وعزنی﴾ غَلَّبَنِی ﴿فی الخطاب (۲۳)﴾ اَی الجِدَالِ وَاَقَرَّہُ الاٰخَرُ عَلٰی ذٰلکَ ﴿قال لقد ظلمک بسؤال نعجتک﴾ لِیَضُمَّها ﴿الی نعاجہ ط وان کثیرا من الخلطاء﴾ الشُّرَکَاءِ ﴿لیبغی بعضهم علی بعض الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وقلیل ما هم ط﴾ ما لِتَاکِیدِ القِلَّۃِ فَقَالَ المَلَکَانِ صَاعِدَینِ فی صُورَتَیهِما اِلی السَّمَاءِ قَضَی الرَّجُلُ علی نَفْسِہ فَتَنَبَّہَ دَاوٗدَ فَقالَ

تعالٰی ﴿وظن﴾ اَی اَیْقَنَ ﴿داود انما فتنہ﴾ اَوقَعْنَاہُ فی فِتنۃٍ اَی بَلِیَّۃٍ بِمُحَبَّۃٍ تلک المرأۃِ ﴿فاستغفر ربہ وخر راکعا﴾ اَی ساجِدا ﴿واناب السجدۃ (۲۴) فغفرنا لہ ذلک ط وان لہ عندنا لزلفی﴾ اَی زِیَادَۃُ خیرٍ فی الدنیا ﴿وحسن ماب (۲۵)﴾ مَرجَعٍ فِی الْاٰخِرَۃِ ﴿یداود انا جعلنک خلیفۃ فی الارض﴾ تُدَبِّرُ اَمرَ النَّاسِ ﴿فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی﴾ اَی ھَوی النَّفسِ ﴿فیضلک عن سبیل اللہ﴾ اَی عَنِ الدَّلَائِلِ الدَّالَّۃِ علٰی تَوحِیدِہٖ ﴿ان الذین یضلون عن سبیل اللہ﴾ اَی عَنِ الْاِیْمَانِ باللہِ ﴿لھم عذاب شدید م بما نسوا﴾ بِنِسیَانِھِم ﴿یوم الحساب (۲۶)﴾ المُتَرَتَّبِ عَلیہِ تَرکُھُمُ الْاِیمانَ ولو اَیْقَنُوا بِیومِ الحِسَابِ لَاٰمِنُوا فی الدنیا.

﴿ترجمہ﴾

یہ راہ نہیں دیکھتے (یعنی کفار مکہ، ینظر بمعنی ینتظر ہے) مگر ایک چیخ کی (مراد اس سے نفخۂ قیامت ہے جس میں ان پر عذاب نازل ہوگا) جسے کوئی پھیر نہیں سکتا (فواق ......۱...... فاء مفتوحہ و مضمومہ دونوں کے ساتھ ہے، جس کے معنی رجوع ہے) اور بولے (جب "فامامن اوتی کتابہ بیمینہ" نازل ہوئی) اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہمیں جلد دے دے (یعنی ہمیں ہمارا نامہ اعمال جلدی دیدے......۲......) حساب کے دن سے پہلے (یہ بات ان لوگوں نے بطور استہزاء کہی تھی، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تم ان کی باتوں پر صبر کرو اور ہمارے بندے داؤد قوت والے کو یاد کرو (وہ عبادت کی قوت رکھتے تھے، ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے، نصف رات قیام کرتے اور تہائی رات آرام کرتے اور پھر رات کے چھٹے حصہ میں عبادت کرتے ......۳......) بیشک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے (رضائے الٰہی کی طرف، اواب کے معنی رجوع کرنے والا ہے) اور بیشک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ مسخر کردیئے کہ تسبیح کرتے (اس کی تسبیح کے ساتھ) شام کو (عشاء کی نماز کے وقت) اور سورج چمکتے (یعنی چاشت کی نماز کا وقت سورج نکلنے سے خوب چمکنے تک ہے ......۴......) اور (ہم نے مسخر کردیئے) پرندے جمع کئے ہوئے (اس کے حضور کہ اس کے ساتھ تسبیح کرتے ......۵......، محشورۃ بمعنی مجموعۃ ہے) سب (یعنی پہاڑ اور پرندے) اس کے فرمانبردار تھے (تسبیح کرنے میں اس کی اطاعت کی طرف رجوع کرنے والے تھے) اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا (حفاظت کے ذریعے ہر شب تیس ہزار مردوں کا لشکر آپ علیہ السلام کے محراب کی حفاظت کیا کرتا تھا......۶......، شددنا بمعنی قوینا ہے) اور اسے حکمت (یعنی نبوت اور کاموں میں درستگی......۷......) اور قول فیصل دیا (یعنی ہر مقصد میں کام آنے والا بیان شافی دیا......۸......) اور کیا (یہاں استفہام سے مقصود ما بعد کلام کو بغور سننے کا شوق دلانے اور اس معاملے کے تعجب خیز ہونے کو بیان کرنا ہے) تمہیں (اے محبوب ﷺ) اس دعوی والوں کی بھی خبر آئی جب وہ دیوار کود کر محراب میں آئے (داؤد علیہ السلام کی محراب یعنی ان کی مسجد میں چونکہ آپ علیہ السلام عبادت میں مشغول تھے اس لیے ان کے حضور ان افراد کو داخل ہونے سے روک دیا گیا......۹......، نبا بمعنی خبر ہے) جب وہ داؤد پر داخل ہوئے تو ان سے گھبرا گیا انہوں نے عرض کیا ڈریئے نہیں (ہم) دو خصم ہیں (کہا گیا ہے کہ خصمان بمعنی فریقان ہے، تاکہ یہ ماقبل مذکور ضمیر جمع کے مطابق ہوجائے اور کہا گیا ہے خصمان تثنیہ ہے اور ضمیر جمع بمعنی تثنیہ ہے، الخصم اس کا اطلاق واحد اور اکثر پر ہوتا ہے، یہ دونوں آنے والے حضرات فرشتے تھے جو دو فریقوں کی صورت میں آئے تھے اور انہوں نے یہ معاملہ فرضی طور پر اس لیے بیان کیا تھا تاکہ جس عمل کا وقوع آپ علیہ السلام سے ہوا تھا اس پر آپ علیہ السلام کو تنبیہ ہو جائے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بی بیاں تھیں اور ایک شخص کی فقط ایک بیوی تھی، آپ علیہ السلام نے اس سے اس کی

بیوی کوطلب کیا اور بعد از طلاق وعدت آپ علیہ السلام نے اس سے نکاح فرمالیا اور اس سے صحبت کرلی) تو ہم میں سچا فیصلہ فرما دیجئے اور خلاف حق نہ کیجیے(تشطط بمعنی تجبر ہے) اور ہمیں سیدھی راہ بتائیے(سواء الصراط کامعنی درست درمیانی رستہ ہے، بمعنی ارشدنا ہے) بیشک یہ میرا (دینی) بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں (دنبی کہہ کرمراد بیوی لی گئی ہے......ا......) اور میرے پاس ایک دنبی اب یہ کہتا ہے وہ بھی مجھے حوالے کردے (مجھے اس کا کفیل بنادے) اور بات میں (یعنی اس جھگڑے میں) مجھ پر زور ڈالتا ہے (مجھ پر غالب آنا چاہتا ہے دوسرے نے اس کا اقرار کرلیا) فرمایا بے شک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے تیری دنبی کا سوال کرکے (کہ اس کو ملاکے) اپنی دنبیوں کے ساتھ اور بیشک اکثر شرکاء (الخلطاء بمعنی الشرکاء ہے) ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے اور وہ بہت تھوڑے ہیں (قلیل ما میں تاکید قلت کے لیے ہے، دونوں فرشتے آسمان کی طرف اپنی صورتوں میں یہ کہتے بلند ہوگئے کہ اس بندے نے خود اپنے ہی خلاف فیصلہ سنایا یہ معاملہ دیکھ کر حضرت داود علیہ السلام متحیر ہوگئے، اللہ عزوجل فرماتا ہے) اب داود سمجھا (انہیں یقین ہوگیا) ہم نے اس کی جانچ کی تھی (یعنی اس عورت کی محبت کے ذریعے ہم نے انہیں آزمائش میں مبتلا فرمایا تھا) تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑا......اا...... (راکعا بمعنی ساجدا ہے) اور رجوع لایا تو ہم نے اسے معاف فرمایا ......۱۲...... بیشک اس کے لیے ہماری بارگاہ میں ضرور قرب ہے (یعنی دنیا میں مزید بھلائیاں ہیں) اور اچھا ٹھکانہ ہے (آخرت میں، مآب بمعنی مرجع ہے) اے داؤد بیشک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا (تو لوگوں کے امور کی تدبیر کرتا ہے) تو لوگوں میں سچا حکم کر اور خواہش (یعنی خواہش نفسانی) کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی (یعنی ان دلائل سے بہکا دے گی جو وحدانیت باری تعالیٰ پر دلالت کرتے ہیں) بیشک وہ جو اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں (یعنی اللہ عزوجل پر ایمان لانے سے) ان کے لیے سخت عذاب ہے ان کے بھول جانے کے سبب (بما نسوا بمعنی بنسیانھم ہے) حساب کے دن کو (ان کو ایمان نہ لانا اس دن کو بھول جانے پر مرتب ہوا ہے اگر وہ حساب کے دن پر یقین رکھتے تو ضرور دنیا میں ایمان لے آتے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما ینظر ھولاء الا صیحۃ واحدۃ مالھا من فواق٥﴾.

و: مستانفہ، ماینظر: فعل نفی، ھولاء: فاعل، الا: اداۃ حصر، صیحۃ: موصوف، واحدۃ: صفت اول، ما: مشابہ بلیس، لھا: ظرف مستقر خبر مقدم، من: جار زائد، فواق: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وقالوا ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب٥﴾.

و: مستانفہ، قالوا: قول، ربنا: نداء، عجل: فعل امر بافاعل، لنا: ظرف لغو، قطنا: مفعول، قبل یوم الحساب: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿اصبر علی مایقولون واذکر عبدنا داود ذا الاید انہ اواب٥﴾.

اصبر: فعل امر بافاعل، علی: جار، مایقولون: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اذکر: فعل امر بافاعل، عبدنا: مبدل منہ، داود: موصوف، ذاالاید: صفت، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، اواب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا سخرنا الجبال معہ یسبحن بالعشی والاشراق٥ والطیر محشورۃ کل لہ اواب٥﴾.

انا: حرف مشبہ واسم، سخرنا: فعل بافاعل، الجبال: ذوالحال، معہ: ظرف متعلق بمحذوف حال اول، یسبحن بالعشی

والاشراق: جملہ فعلیہ حال ثانی،ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،الطیر:ذوالحال،محشورۃ:حال،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،کل:مبتدا،لہ اواب:شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وشددنا ملکہ واتینہ الحکمۃ وفصل الخطابo﴾.

و:عاطفہ،شددنا ملکہ:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،اتینہ:فعل بافاعل ومفعول اول،الحکمۃ:معطوف علیہ،و:عاطفہ،فصل الخطاب:معطوف،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وھل اتک نبؤا الخصم اذ تسوروا المحرابo اذدخلوا داود ففزع منھم﴾.

و:مستانفہ،ھل:حرف استفہام،اتک:فعل ومفعول،نبوا:مضاف،الخصم:مضاف الیہ مفعول،مضاف محذوف"تحاکم"کیلئے"ای نبأ تحاکم الخصم"،"تحاکم":مصدر مضاف بافاعل،اذ:مضاف،تسوروا المحراب:جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر مبدل منہ،اذ:مضاف،دخلوا داود:جملہ الخصم،"تحاکم":مصدر مضاف بافاعل،اذ:مضاف،تسوروا المحراب:جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر مبدل منہ،اذ:مضاف،دخلوا داود:جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف:عاطفہ،فزع منھم:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر بدل،ملکر ظرف،تحاکم الخصم:مصدر مضاف اپنے متعلقات سے،ملکر شبہ جملہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قالوا لا تخف خصمن بغی بعضنا علی بعض﴾.

قالوا:قول،لا تخف:فعل نہی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ،خصمن:موصوف،بغی بعضنا:فعل بافاعل،علی بعض:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صفت،ملکر مبتدا محذوف"نحن"کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط واھدنا الی سواء الصراطo﴾.

ف:فصیحیہ،احکم بیننا بالحق:فعل امر بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،لا تشطط:فعل نہی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،اھدنا:فعل امر بافاعل ومفعول،الی سواء الصراط:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ھذا اخی لہ تسع وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ﴾.

ان:حرف مشبہ،ھذا:مبدل منہ،اخی:بدل،ملکر اسم،لہ:ظرف مستقر خبر مقدم،تسع:معطوف علیہ،و:عاطفہ،تسعون:معطوف،ملکر ممیز،نعجۃ:تمیز،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،لی نعجۃ واحدۃ:جملہ اسمیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فقال اکفلنیھا وعزنی فی الخطابo﴾.

ف:عاطفہ،قال:قول،اکفلنیھا:فعل ماضی بافاعل ومفعول وثانی،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،و:عاطفہ،عزنی:فعل بافاعل ومفعول،فی الخطاب:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال لقد ظلمک بسوال نعجتک الی نعاجہ﴾.

قال:قول،لام:تاکیدیہ،قد:تحقیقیہ،ظلمک:فعل بافاعل ومفعول،بسوال نعجتک:ظرف لغو اول،الی نعاجہ:ظرف مستقر،فعل محذوف"لیضمھا"کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف کیلئے جواب قسم ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وان کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضھم علی بعض الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وقلیل ماھم﴾.
و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، کثیرا: موصوف، من الخلطاء: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم، لام: تاکیدیہ، یبغی: فعل، بعضھم: مستثنی منہ، الا: باواؤ استثناء، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ ملکر مستثنی، ملکر ذوالحال، و: حالیہ، قلیل: خبر مقدم، ما: زائدہ، ھم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، علی بعض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿وظن داود انما فتنہ فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب○ فغفرنا لہ ذلک﴾.
و: عاطفہ معطوف علی محذوف "قال الملکان قضی الرجل علی نفسہ فتنبہ" ظن داود: فعل وفاعل، انما: حرف مشبہ وما کافہ، فتنہ: جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، استغفر ربہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، خر: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، راکعا: حال، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اناب: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، غفرنا لہ ذلک: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿وان لہ عندنا لزلفی وحسن ماب○﴾.
و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، عندنا: ظرف متعلق حال مقدم، لام: تاکیدیہ، زلفی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، حسن ماب: معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿یداود انا جعلنک خلیفۃ فی الارض﴾.
یداود: نداء، انا: حرف مشبہ واسم، جعلنک: فعل بافاعل ومفعول، خلیفۃ: موصوف، فی الارض: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ۔
﴿فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ﴾.
ف: فصیحیہ، احکم: فعل امر "انت" ضمیر مستتر ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، بین الناس: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لاتتبع الھوی: فعل نہی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: سببیہ، یضلک: فعل بافاعل ومفعول، عن سبیل اللہ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ جواب نہی واقع ہے۔
﴿ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب○﴾.
ان: حرف مشبہ، الذین یضلون عن سبیل اللہ: موصول صلہ، ملکر اسم، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب شدید: مرکب توصیفی ذوالحال، بما نسوا یوم الحساب: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فواق کے معنی ومطالب کی تحقیق:

۱...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ما لھا من فواق جسے کوئی پھیرنے والا نہیں (ص: ۱۵)﴾۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جسے کوئی دنیا کی طرف رجوع کرنے والا نہیں۔ اونٹنی کے دو مرتبہ دودھ دینے کے درمیانی وقت کو فواق کہتے ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اونٹنی کو دو اوقات دودھ دینے کے درمیانی وقت میں چھوڑ دینا۔ (المفردات، ص ۳۸۹)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص پہاڑوں کی گھاٹیوں میں سے گزرا جس میں میٹھے پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ تھا، اس پانی کی لذت کی وجہ سے اس کو وہ چشمہ اچھا لگا، اس نے دل میں کہا: کاش! میں لوگوں کے

درمیان سے نکل جاؤں اور اسی گھاٹی میں رہوں اور میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت لئے بغیر ہرگز ایسا نہیں کروں گا، پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ایسا نہ کرو، کیونکہ تم میں سے کسی ایک کا اللہ کی راہ میں ٹھہرنا، اپنے گھر میں ستر سال نمازیں پڑھنے سے افضل ہے، کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کردے اور تم کو جنت میں داخل کردے، اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جس شخص نے اونٹنی کے فواق (دودھ دوہنے کے وقت) کے برابر بھی اللہ کی راہ میں قتال کیا اس کے لئے جنت واجب ہوجائے گی''۔ (سنن الترمذي، فضائل جهاد، باب: ما جاء في فضل الغدو والروح في سبيل الله، رقم: ١٦٥٦، ص٥٠٥)

☆......سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے فواق ناقہ کی مقدار کے مطابق اعتکاف کیا وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے ایک گردن آزاد کروائی''۔ (روح البيان، ج٨، ص١٦، بحواله تلخيص الحبير)

موت کی تمنا کرنے کے تحت کفار کے تیسرا شبھے کا بیان:

۲......ماقبل رکوع میں کفار کے دو شبہات بیان کیے ہیں، یہ تیسرا شبہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے امر میں جلدی چاہی۔ عام طور سے مصائب و آلام سے تنگ آکر بعض لوگ موت کی تمنا کرتے ہیں، یونہی بعض دنیاوی ناکامیوں کی وجہ سے بھی موت کی آرزو کرتے ہیں جس کی ممانعت احادیث طیبہ میں موجود ہے۔

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کسی مصیبت کی وجہ سے ہرگز موت کی تمنا نہ کرے اور اگر اس نے ضرور دعا کرنی ہو تو وہ یوں کرے: اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو تو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو موت عطا کر''۔ (صحيح البخاري، كتاب المرض، باب: تمني المريض الموت، رقم: ٥٦٧١، ص١٠٠٤)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ہرگز موت کی تمنا نہ کرے، اگر وہ نیک شخص ہے تو ہوسکتا ہے کہ نیکیاں زیادہ کرلے اور بدکار ہے تو ہوسکتا ہے کہ توبہ کرلے''۔

(صحيح البخاري، كتاب التمني، باب: ما يكره من التمني، رقم: ٧٢٣٥، ص١٢٤٦)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور نہ موت آنے سے پہلے اس کی دعا کرے، جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے اور زندگی مومن کی صرف نیکیوں کو زندہ کرتی ہے''۔ (صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب: كراهة تمني الموت، رقم: (٦٧١٤)/٢٦٨٢، ص١٣٢٠)

بعض مواقع ایسے بھی ہیں کہ جہاں موت کی تمنا کرنا مستحسن ہوتا ہے، مثلاً جب کوئی اللہ عزوجل کی ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا کرے یا حصول شہادت کے لئے موت کی آرزو کرے، چنانچہ اس خواہش کے پیش نظر موت کی تمنا کرنا نہ صرف جائز بلکہ باعث ثواب واجر وانعام کا پیش خیمہ ہے۔ ذیل میں اسی موضوع کی مناسبت سے احادیث طیبہ ذکر کی جاتی ہیں:

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا گیا: ''اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مومنوں کو یہ پسند نہیں ہے کہ وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں اور یہ بات نہ ہوتی کہ میں ان کے لئے سواریاں مہیا نہیں کرسکتا تو میں کسی ایسے لشکر کے پیچھے بیٹھا نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے جاتا اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے یہ محبوب ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں''۔ (صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب: تمني الشهادة، رقم: ٢٧٩٧، ص٤٦٣)

☆......حضرت زید بن اسلم نے اپنے والد گرامی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی: ''اے اللہ! مجھے

اپنے راستے میں موت عطا فرما اور مجھے اپنے رسول کے شہر میں موت عطا کردے"۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل مدینۃ، باب: کراھیۃ النبی ﷺ، رقم: ۱۸۹۰،ص ۳۰۴)

☆......حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ سے ملاقات کرنے کو محبوب رکھتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو پسند فرماتا ہے اور جو اللہ عزوجل سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ عزوجل بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے" ۔حضرت عائشہ یا آپ ﷺ کی کسی زوجہ نے کہا: بیشک ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "یہ بات نہیں ہے، لیکن جب مومن کے پاس موت آتی ہے تو اس کو اللہ عزوجل کی رضا اور اس کی کرامت کی بشارت دی جاتی ہے پھر مومن کو موت کے بعد ملنے والے انعامات سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی، سو وہ اللہ عزوجل سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ عزوجل بھی اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور کافر کے پاس جب موت آتی ہے تو اس کو اللہ عزوجل کے عذاب اور اس کی سزا کی بشارت دی جاتی ہے اور اس کو موت کے بعد پیش آنے والے امور سے زیادہ کوئی چیز ناپسند اور ناگوار نہیں ہوتی، وہ اللہ عزوجل سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ عزوجل اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب: من احب لقاء اللہ، رقم ۶۵۰۷،ص ۱۱۲۸)

حضرت داؤد علیہ السلام کی دس وجوہ سے فضیلت کا بیان:

۳۔۔....تم ان کی باتوں پر صبر کرو اور ہمارے بندے داؤد قوت والے کو یاد کرو بیشک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے اور بیشک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ مسخر کردیئے کہ تسبیح کرتے شام کو اور سورج چمکتے اور پرندے جمع کئے ہوئے سب اس کے فرمانبردار تھے اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا اور اسے حکمت اور قول فیصل دیا۔

وہ دس صفات جو اللہ عزوجل نے اپنے بندے داؤد علیہ السلام کو عطا فرمائیں، وہ کمال سعادت و کامیابی پر منحصر ہیں: (۱)......اللہ نے سید عالم ﷺ سے فرمایا: ﴿اصبر علی ما یقولون واذکر عبدنا داؤد (ص:۱۷)﴾ یعنی اللہ نے سید عالم ﷺ کو (کافروں کی)اذیتوں پر اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے صبر کی تلقین فرمائی جیسا کہ داؤد علیہ السلام نے کیا، اور اس میں سیدنا داؤد علیہ السلام کے کمال درجے کی تعظیم و شرف کا بیان ہے اور اپنے افضل ترین بندۂ خاص کو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے سیدنا داؤد علیہ السلام کی اقتداء کرنا لازم ہوگی۔ (۲)......سیدنا داؤد علیہ السلام کے لئے اللہ عزوجل نے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا: ﴿عبدنا داؤد﴾ اور یہ سیدنا داؤد علیہ السلام کی انتہائی تعظیم کی وجہ سے ہوا، کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ معراج کی رات سیدنا محمد ﷺ کی تعظیم کی مثال پائی جاتی ہے جس کے بارے میں قرآن شاہد ہے چنانچہ فرمایا: ﴿سبحن الذی اسری بعبدہ پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندۂ خاص کو (الاسراء: ۱)﴾۔(۳)......اللہ کا فرمان: ﴿ذا الایــد﴾ یعنی قوت والے ہیں، بندگی کے معاملے میں قوت رکھتے ہیں اور معصیت سے بچتے ہیں، جب اللہ عزوجل نے حضرت داؤد علیہ السلام کی مدح فرمائی تو ان کی قوت کا ذکر کرنا بھی لازم قرار پایا اور یہ قوت اسی صورت میں عظیم مدح بنے گی جب کہ حضرت داؤد علیہ السلام وہ اعمال بجالائیں جس کا اللہ عزوجل نے انہیں حکم ارشاد فرمایا اور اس سے باز رہیں جو اللہ نے منع فرمائے اور نبی سے ایسا ہی متصور ہے۔ (۴)......اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿انـہ اواب﴾ یعنی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے تمام ہی امور اللہ عزوجل کی جانب سونپ دیتے تھے۔(۵)...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿انا سخرنا الجبال معہ یسبحن بالعشی والاشراق (ص:۱۸)﴾ اس فرمان کی دلیل اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿یا جبال اوبی معہ والطیر اے پہاڑو اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو (سبا: ۱۰)﴾ میں ملتی ہے۔اور پہاڑ و پرندے ان کے ساتھ تسبیحات پڑھتے تھے۔(۶)......اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿والطیر محشورۃ کل لہ اواب (ص:۱۹)﴾ صبح کو پرندے حضرت داؤد علیہ السلام کے گرد جمع ہوجاتے اور ان کے ساتھ تسبیح فرماتے، یہ ابن عباس کا قول ہے۔(۷)......اللہ نے فرمایا: ﴿کل

لـــــہ اواب ﴾ معنی یہ ہے کہ ہر ایک پہاڑ ہو یا پرند اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ مل کر رجوع لانے والے ہوئے۔
(٨)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان: ﴿وشددنا ملکه (ص: ٢٠)﴾ یعنی قویناہ ہے، دینی و دنیاوی اسباب کو کثرت کے ساتھ حاصل کرنے کے لئے مبالغہ کے طور پر "شددنا" کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔(٩)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان: ﴿واتیناہ الحکمة﴾ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں حکمت (نبوت) عطا فرمائی۔(١٠)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان: ﴿وفصل الخطاب﴾ ایسی صفت عطا فرمائی کہ دو فریقین میں مخاصمت ان کے فیصلے سے دور ہو جائے اور اپنا مافی الضمیر واضح طور پر بیان کر سکیں۔ (الرازی، ج٩، ص٣٧٣ وغیرہ ملخصاً وملتقطاً)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ روزے حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے تھے، وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور سب سے زیادہ پسندیدہ نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز تھی، وہ نصف شب تک سوتے، پھر تہائی شب قیام کرتے، پھر رات کے بقیہ چھٹے حصے میں سو جاتے"۔
(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: احب الصلوۃ الی اللہ، رقم: ٣٤٢٠، ص٥٧٥)

نماز چاشت واشراق کے فضائل وبرکات کا بیان:

☆......حضرت داؤد علیہ السلام جس طرح رات میں قیام وتسبیحات کا اہتمام فرماتے بالکل اسی طرح سورج چمکتے وقت بھی اہتمام فرماتے، احناف کے نزدیک نماز چاشت کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال تک یعنی نصف نہار شرعی تک ہے، اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔ نماز اشراق کے فوراً بعد بھی اگر چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں۔(بہار شریعت، حصہ چہارم، باب: سنن و نوافل کا بیان، ج١، ص٦٧٦)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، پھر وہ طلوع آفتاب تک بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہا، پھر اس نے دو رکعت نماز پڑھی تو اس کو حج وعمرہ کا پورا پورا ثواب ملے گا"۔
(سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ، باب: لا صلوۃ بعد طلوع الفجر الا رکعتین، رقم: ٤١٩، ص ١٤٥)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے چاشت کی نماز کی بارہ رکعات پڑھیں، اللہ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنا دے گا"۔ (سنن الترمذی، کتاب الوتر، باب: ما جاء فی صلوۃ الضحی، رقم: ٤٧٢، ص١٦٠)

☆......حضرت ام ہانی بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لے گئیں، اس وقت آپ غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ نے آپ کو پردے سے چھپایا ہوا تھا، حضرت ام ہانی نے کہا: میں نے آپ کو سلام کیا، آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے کہا: میں ام ہانی بن ابی طالب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ام ہانی کو خوش آمدید ہو"، فارغ ہو کر آپ نے آٹھ رکعات ادا فرمائیں، امام مسلم کہتے ہیں کہ یہ چاشت کی نماز تھی۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: الصلوۃ فی الثوب الواحد، رقم: ٣٥٧، ص٦٣)

☆......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا: "اے ابن آدم! میرے لئے دن کے شروع میں چار رکعات نماز پڑھو، میں دن کے آخر میں تمہارے لئے کافی ہوں گا"۔
(سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ، باب: الصلوۃ فی الثوب الواحد، رقم: ٤٧٤، ص ١٦٠)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے چاشت کی دو رکعت کی حفاظت کی اس کے گناہوں کو بخش دیا جائے گا چاہے سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"۔(سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ، باب: ماجاء فی صلوۃ الضحی، رقم: ٤٧٥، ص ١٦٠)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز ادا فرماتے تھے حتی کہ ہم کہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کو (کبھی) ترک نہ کریں گے اور آپ اس نماز کو ترک کر دیتے تھے حتی کہ ہم کہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی) اس نماز کو نہیں پڑھیں گے

،یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ،باب: الصلوۃ فی الثوب الواحد، رقم: ٤٧٧،ص ١٦١)

پہاڑوں اور پرندوں کا تسبیحات پڑھنا:

۵......امام قرطبی فرماتے ہیں: متذکرہ مقام پر اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات کا بیان فرمایا کہ ان کے ساتھ پہاڑ تسبیح کرتے ۔مقاتل کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کثرت سے ذکر کرنے والے بندے تھے اوران کے ساتھ پہاڑ بھی ذکر کرنے میں شامل ہو جاتے تھے،اور یہ پہاڑوں کے ذکر کو سمجھتے بھی تھے۔ابن عباس کہتے ہیں کہ متذکرہ مقام پر''یسبحن بمعنی یصلین'' ہے۔ یہ معجزہ لوگوں کو دکھاتے اور انہیں (اپنی) پہچان کراتے ،محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اچھی آواز عطا کی گئی تھی یہی وجہ ہے کہ پہاڑ آپ علیہ السلام کی آواز سن کر شاملِ ذکر ہو جاتے اور پرندے بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ ذکر کرتے۔ اللہ نے ان کی تسبیحات کو کائنات میں مسخر فرما دیا اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ مخلوق کے شبہات سے پاک ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۳،ص ١٤٠)

سیدنا داؤد علیہ السلام کی ہیبت وحفاظت کا بیان:

٦......حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام زمینی بادشاہوں میں سب سے زیادہ اقتدار والے تھے۔آپکی عبادت گاہ کے ہر رات چھتیس ہزار افراد نگہبان اور محافظ ہوتے تھے۔

☆......حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے آپ علیہ السلام کے ایک بڑے آدمی پر کوئی زیادتی کی، پھر وہ دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے پیش ہوئے، جس نے زیادتی کی تھی اس نے اپنے فریق مخالف کے متعلق کہا: اس شخص نے میری ایک گائے غصب کرلی ہے، حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو اس نے اس بات کا انکار کیا، پھر آپ علیہ السلام نے مدعی سے کہا: ''تم گواہ لاؤ''، اس کے پاس کوئی گواہ نہیں تھا، پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے ان دونوں سے کہا: ''ابھی تم چلے جاؤ میں تمہارے معاملے میں غور کروں گا''، وہ دونوں چلے گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ نے خواب میں یہ وحی فرمائی کہ جس شخص کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہے، آپ اس کو قتل کردیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے سوچا یہ خواب ہے، میں اس معاملے میں جلدی نہیں کروں گا۔ اللہ ﷻ نے دوبارہ ان کو خواب میں وحی فرمائی کہ اس شخص کو قتل کردیں، پھر تیسری بار بھی یہی حکم ہوا اور نہ اللہ کی طرف سے ان پر عتاب ہوگا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے انہیں بلوا کر فرمایا کہ اللہ نے مجھ پر یہ وحی کی ہے کہ میں تجھ کو قتل کردوں۔ اس شخص نے کہا: آپ مجھے بغیر گواہ اور بغیر کسی ثبوت کے قتل کردیں گے؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: ہاں!، میں اللہ کے حکم پر عمل کروں گا، جب اس شخص کو یقین ہو گیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام اسے قتل کردیں گے تب اس نے کہا: آپ عجلت نہ کریں یہاں تک کہ میں آپ کو اصل واقعہ کی خبر دے دوں، بیشک اللہ کی قسم! میں نے اس معاملہ میں کوئی جرم نہیں کیا اور نہ اس وجہ سے میں گرفت میں آیا ہوں، بلکہ میں نے اس شخص کے والد کو دھوکے سے قتل کیا تھا، اس وجہ سے مجھے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام کے حکم سے اسے قتل کردیا گیا۔ (الطبری، الجزء:۲۳،ص ١٦٣،المظھری، ج٦،ص ١٢٧)

حکمت کے معانی ومطالب:

۷......حکمت کی کئی تعریفیں کی جاتی ہیں، ہم ذیل میں کچھ تعریفات ذکر کرتے ہیں:

(۱)......وہ علم جس میں اشیاء کی حقیقتوں پر بشری طاقت کے اعتبار سے بحث کی جائے، حکمت کہلاتا ہے۔ یہ علم نظری ہوتا ہے اور یہ کسی دوسرے علم کا آلہ نہیں ہوتا۔

(۲)......حکمت کی تعریف میں یہ قول بھی کیا جاتا ہے کہ مراد وہ قوت عقلیہ عملیہ ہے جو جربزہ اور بلادت کے درمیان ہوا کرتی ہے، اسی قوت کے افراط کو جربزہ اور تفریط کو بلادہ کہتے ہیں۔

(۳)......ابن عباس کے قول کے مطابق قرآن کی حکمت یہ ہے کہ حلال وحرام کی پہچان ہو۔
(۴)......لغوی اعتبار سے حکمت کے معنیٰ علم وعمل ہے۔
(۵)......انسان کا اپنی طاقت کے اعتبار سے نفس الامر میں واقع کے مطابق کسی چیز کا حاصل کرنا حکمت کہلاتا ہے۔
(۶)...... ہر وہ کلام جو حکمت کے موافق ہو وہ حکمت ہے۔
(۷)...... ہر وہ کلام جو فضولیات سے مبرا ہو وہ حکمت ہے۔
(۸)......وہ علم جس میں موجودات خارجیہ کے حوالے سے بحث کی جاتی ہے، جو مادہ سے مجرد ہوں اور ہماری قدرت واختیار میں نہ ہوں، حکمت الٰہیہ کہلاتے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اشیاء کی حقیقت کے مطابق علم اور پھر عمل ہونا حکمت ہے۔(التعریفات، ص ٦١)

☆......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ قیدی باندیوں کے پاس گئے تو ایک قیدی عورت اپنا پستان نچوڑ کر ایک بچے کو دودھ پلا رہی تھی، پھر اس نے اپنے بچے کو قیدیوں میں دیکھا تو اس کو اٹھالیا اور اپنے پیٹ کے ساتھ چمٹالیا اور اس کو دودھ پلایا، سید عالم ﷺ نے ہم سے پوچھا: ''تمہارا کیا خیال ہے، کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی''؟ ہم نے کہا: نہیں، بشرط یہ کہ اس کو آگ میں نہ ڈالنے پر قدرت ہو، آپ نے فرمایا: ''اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے جتنا یہ اپنے بچوں پر رحم کرنے والی ہے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب: رحمة الولد وتقبیله، رقم: ۵۹۹۹، ص ۱۰۵۰)

خطابِ فصل کی تفسیر میں مفسرین کرام کے اقوال:

۸......اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿وفصل الخطاب﴾ جاننا چاہیے کہ اس عالم میں اجسام کی تین اقسام ہیں۔(۱)......وہ اجسام جو ادراک وشعور سے خالی ہوتے ہیں مثلاً جمادات ونباتات۔(۲)......وہ اجسام جو ادراک وشعور رکھتے ہیں لیکن انہیں دوسروں کے احوال کو پہچاننے کا شعور نہیں ہوا کرتا اور اس میں حیوانات شمار کیے جاتے ہیں، سوائے انسان کے۔(۳)......وہ اجسام جو ادراک وشعور بھی رکھتے ہیں اور دوسروں کے احوال وکردار کو جاننے پہچاننے کا ادراک بھی انہیں ہوتا ہے، مراد اس قسم سے انسان ہیں جو کہ بولنے اور خطاب کرنے کی قدرت کے پیش نظر دوسروں کے احوال کا پتہ چلالیتے ہیں، پھر لوگوں میں بھی کئی قسم کے لوگ ہوتے ہیں تاہم بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کر پاتے بلکہ پریشان حال رہتے ہیں، بعض وہ ہوتے ہیں جو اپنا مافی الضمیر کچھ نہ کچھ بیان کرسکتے ہیں، اور بعض وہ ہوتے ہیں جو غایت درجے کے کمال کے حامل ہوتے ہیں۔ پس ﴿و فصل الخطاب﴾ کا قول اس لئے کیا کہ دو چیزوں کا آپس میں اختلاط کرنا مقصود نہیں بلکہ ہر ایک خطاب دوسرے سے ممتاز ہے اور یہی وہ آخری کلام ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کی صفات کے حوالے سے بیان ہوا ہے۔ (الرازی، ج۹، ص ۳۷۶ وغیرہ)

حجرۂ داؤد علیہ السلام کو پھاند کر آنے والے انسان یا فرشتے:

۹......مفسرین کا اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادت گاہ میں دیوار پھاند کر آنے والے انسان تھے یا فرشتے؟ بعض نے کہا کہ انسان تھے اور کسی معاملے میں ایک دوسرے کے مخالف بھی تھے جب کہ بعض نے کہا کہ انسان نہیں تھے بلکہ دو فرشتے تھے جو حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویوں کے باوجود مزید ایک نکاح کرنے کی ضرورت پر متنبہ کرنے آئے تھے۔

امام رازی لکھتے ہیں:

اس آیت کی تفسیر میں دو اقوال ہیں: (۱)......وہ دو فرشتے تھے جو آسمان سے نازل ہوئے تھے اور ان کا ارادہ یہ تھا کہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اس پر تنبیہ کریں کہ جب ان کے عقد میں پہلے ہی ننانوے بیویاں موجود ہیں تو پھر ان کا کسی سے یہ کہنا نامناسب

ہے کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو تا کہ میں اس سے نکاح کرلوں۔(۲)......وہ دونوں انسان تھے اور دونوں بُری نیت سے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس ان کی محراب میں چلے گئے، اور ان کا ارادہ حضرت داؤد علیہ السلام کو قتل کرنے کا تھا، ان کا یہ گمان تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام تنہا ہونگے تو قتل کرنے میں آسانی ہوجائے گی لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لوگوں کی جماعت بیٹھی ہوئی ہے تو انہوں نے جان لیا کہ اب وہ اپنے مذموم مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے، پس انہوں نے جان چھڑانے کے لئے فی الفور یہ بات گھڑلی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے فریق مخالف ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس فیصلہ کرانے کے لئے آئے ہیں اور یہ کہا کہ ان میں سے ایک کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور دوسرے کے پاس صرف ایک دنبی ہے، اس کے باوجود ننانوے دنبیوں والا شخص دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ تمہارے پاس جو ایک دنبی ہے وہ بھی مجھے دے دو۔ جو مفسرین اس بات کے قائل ہیں کہ آنے والے فرشتے نہیں بلکہ انسان تھے ان کی طرف سے دلیل یہ ہے کہ اگر وہ فرشتے ہوتے تو ان کا یہ قول جھوٹ ہوتا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے خصم ہیں کیونکہ فرشتوں کی آپس میں مخاصمت نہیں ہوا کرتی، اسی طرح ان دونوں نے کہا کہ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، اگر وہ فرشتے تھے تو ان کا یہ قول بھی جھوٹا تھا کیونکہ فرشتے کسی پر زیادتی نہیں کرتے نہ کسی کے خلاف بغاوت کرتے ہیں، اسی طرح انہوں نے یہ کہا: "بیشک یہ میرا بھائی ہے، اس کے پاس ننانوے دنبیاں اور میرے پاس ایک دنبی ہے، اور اب یہ کہتا کہ ایک دنبی بھی مجھے دے دے اور مجھ پر دباؤ ڈال رہا ہے"۔ اگر فرشتے تھے تو فرشتوں کے پاس دنبیاں نہیں تھیں، نہ ننانوے دنبیوں والا کسی سے ایک دنبی مانگ رہا تھا، لہذا اگر دیوار پھاندنے والے فرشتے تسلیم کرلئے جائیں تو فرشتوں کے لئے جھوٹ بولنا لازم آئے گا اور ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ فرشتے معصیت نہیں کرتے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿علیها ملائکة غلاظ شداد لا یعصون الله ما امرهم ویفعلون ما یؤمرون اس پر طاقتور فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں (التحریم:۶)﴾، ﴿یخافون ربهم من فوقهم ویفعلون ما یؤمرون اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم ہو (النحل: ۵۰)﴾، ﴿لا یسبقونه بالقول وهم بامره یعملون بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند رہتے ہیں (الانبیاء: ۲۷)﴾۔

(الرازی، ج۹، ص ۳۸۲ وغیرہ ملخصاً وملتقطاً)

نسبت مجازی کا استعمال کیوں؟

۱۰......قرآن مجید میں ان آیات کو اس معنی پر محمول کرنا کہ فرشتوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے ایک فرضی صورت پیش کرکے صورت مسئلہ کا جواب جاننا چاہا تھا، یہ ان آیات کو مجاز پر محمول کرنا ہے اور جب ان آیات کو حقیقت پر محمول کرکے ان کا صحیح معنی ہوسکتا ہے تو پھر مجاز پر محمول کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ (المرجع السابق)

مقام مذکورہ میں سجدے کے حکم کا بیان:

۱۱......احناف کے نزدیک سورۂ ص کے تحت آیت سجدہ تلاوت کرنے پر سجدہ کیا جائے گا جب کہ امام شافعی وامام احمد بن حنبل کے یہ سجدہ شکر ہے۔ ہمارے پاس اس موضوع کے متعلق کئی دلائل ہیں جو ہم درج ذیل ذکر کرتے ہیں:

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ ص کا سجدہ کیا تھا۔

(دار القطنی، کتاب الصلوة، باب: سجود القرآن، رقم: ۱۴۹۸، ج۱، ص۵۳۸)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا، آپ نے سورۂ ص کی تلاوت کی، جب آپ آیت سجدہ پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے نیچے تشریف لے جا کر سجدہ کیا، اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا، پھر آپ نے

ایک مرتبہ اوراسی آیت کی تلاوت فرمائی، جب آپ اس مقام پر پہنچے تو ہم سب سجدے کے لئے تیار ہوئے، جب آپ نے ہمیں دیکھا تو فرمایا: ''یہ ایک نبی کی توبہ ہے، لیکن میں نے دیکھا کہ تم سجدہ کے لئے تیار ہوئے''، پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور سجدہ کیا اور ہم نے بھی سجدہ کیا۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب: السجود فی صاد، رقم: ۱۴۱۰، ص ۲۶۶)

☆......حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر سورۂ ص کی تلاوت کی اور پھر منبر سے نیچے اتر کر سجدہ تلاوت کیا اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ (سنن دار القطنی، کتاب الصلوۃ، باب: سجود القرآن، رقم: ۱۵۰۲، ج ۱، ص ۵۳۹)

☆......سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منبر پر سورۂ ص کی تلاوت فرمائی اور نیچے اتر کر سجدۂ تلاوت کیا۔ (المرجع السابق)

☆......ایک صحابی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب میں دیکھا کہ سورۂ ص لکھ رہا ہوں، جب میں سجدہ کے مقام پر پہنچا تو قلم و دوات نے سجدہ کیا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم قلم و دوات کی بہ نسبت زیادہ سجدہ کرنے کے حقدار ہیں''، پھر آپ نے اسے مسجد میں سورۂ ص پڑھنے کا حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آیت سجدہ کی تلاوت پر سجدہ کیا، اس حدیث کو امام ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور اس حدیث میں دوات و قلم کی جگہ درخت کا ذکر ہے اور اس میں درخت کی اس دعا کا ذکر ہے: ''اے اللہ! مجھ سے اس سجدہ کو اس طرح قبول فرما جس طرح تو نے اس سجدہ کو اپنے بندہ داؤد سے قبول کیا۔

(سنن الترمذی، کتاب السفر، باب: فی سجود القرآن، رقم: ۵۷۹، ص ۱۹۲، بتغیر قلیل)

سیدنا داؤد علیہ السلام کے استغفار کی توجیہات:

۱۲......حضرت داؤد علیہ السلام کی استغفار کی درج ذیل وجوہات ہوسکتی ہیں:

(۱)......دو انسان دیوار پھاند کر آپ علیہ السلام کی عبادت گاہ میں آپ علیہ السلام کو قتل کرنے کی غرض سے آئے، آپ علیہ السلام قوی بادشاہ تھے اور ان دونوں کو سزا دینے پر ہر طریقے سے قدرت رکھتے تھے لیکن آپ علیہ السلام نے درگزر فرمایا، ہوسکتا ہے کہ آپ علیہ السلام کے دل میں اپنی اس نیکی پر عجب و فخر پیدا ہوا ہو اسی لئے آپ علیہ السلام نے رب عزوجل کے حضور استغفار فرمایا اور اللہ عزوجل کی جانب رجوع لائے اور اعتراف کیا کہ انہیں اللہ عزوجل کی عطا سے نیکی کی توفیق ہوئی ہے، پس اللہ عزوجل نے انہیں معاف فرمایا اور ان کے ساتھ درگزر والا معاملہ فرمایا۔

(۲)......آپ علیہ السلام کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آنے والوں کو سخت سزا دیں، پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ ان کے سامنے کوئی ایسی دلیل قطعی قائم نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ آپ علیہ السلام کو قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے یا کسی اور شرارت کے ارادے سے آئے تھے لہذا ان کو معاف کر دیا اور بلا دلیل سزا دینے کے خیال آنے پر اللہ عزوجل کے حضور استغفار فرمایا۔

(۳)......دو انسانوں نے اللہ عزوجل کے حضور توبہ کی ہو اور حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا ہو کہ وہ بھی ان کے لئے مغفرت و شفاعت کے سوالی ہوں، پس حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کے لئے استغفار کیا اور اللہ عزوجل نے انہیں معاف فرما دیا۔ امام رازی کہتے ہیں کہ متذکرہ تینوں وجوہ ہوسکتی ہیں اور قرآن میں بہت سی مثالیں ایسی ہیں جب ان آیات کو صحیح معانی پر محمول کیا جاسکتا ہے اور ان اسرائیلی روایات کے حق میں کوئی دلیل قائم نہیں ہے جن میں حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف یا ان کو قتل کرانے، اور اس کی بیوی کے ساتھ آپ علیہ السلام کے زنا کی نسبت کی گئی ہے تو بلا دلیل ایسی فحش اور منکر روایات کی اللہ عزوجل کے برگزیدہ نبی کی طرف نسبت کرنا اور یہ کہنا کہ آپ علیہ السلام نے ان فحش کاموں کی وجہ سے اللہ عزوجل سے استغفار فرمایا یقیناً ناجائز اور نادرست ہے۔ (الرازی، ج ۹، ص ۳۸۵)

اغراض:

ھی نفخة القیامة: سے مراد نفخۂ ثانیہ ہے۔لما نزل: کا بیان شانِ نزول میں دیکھ لیں۔
ای کتاب اعمالنا: مراد اعمال نامے کا وہ ورق ہے جو غیر کے اعمال درج ہونے سے پاک ہو۔
کان یصوم یوما ویفطر یوما: مراد نفس کے خلاف جہاد کرنا ہے، اس جملے حضرت داؤد علیہ السلام کی قوت وطاقت پر دلیل ہے، کیونکہ نفس بچے کی مانند ہوا کرتا ہے پس اُسے ایک دن روزے وایک دن افطار کرنے سے زیر کرنا یقیناً عظیم جہاد ہے۔
ویقوم نصف اللیل: یہ بعض نسخوں مثلاً قرطبی، بیضاوی اور ابو مسعود کی روایات کے موافق ہے، اور بعض نسخوں میں یوں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام پہلے نصف رات آرام کرتے اور پھر باقی نصف میں تہائی رات قیام اور سدس رات آرام کرتے، اور یہی روایت صحیحین کے موافق ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک پسندیدہ روزوں میں سے صومِ داؤدی ہے اور پسندیدہ نمازوں میں سے صلوۃ داؤدی ہے کیونکہ وہ ایک دن افطار کرتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور اسی طرح نصف رات آرام کرتے اور بقیہ نصف میں سے ایک تہائی قیام اور باقی سدس آرام کرتے ہیں''۔الی مرضاة الله: مرضاة بمعنی الرضا.
وقت صلاة العشاء: مراد عشاء کا وقت ہے کیونکہ جہاں تک مغرب کی بات ہے تو حضرت داؤد علیہ السلام طلوعِ شمس وغروب میں نمازوں سے متصل اوقات میں اللہ عزوجل کی یاد فرماتے تھے۔
ثلاثون الف رجل: ابن عباس کے قول کے مطابق تین ہزار سے چھ او پر مَردوں کا لشکر حضرت داؤد علیہ السلام کے محراب کی حفاظت کرتا تھا۔التعجیب: مخاطب کو تعجب میں مبتلا کرنا مقصود ہے۔
النبوة والاصابة فی الامور: یہ حکمت کی تفسیر میں سے ایک قول ہے، مراد کتاب اللہ کا علم ہے، ایک قول کے مطابق علمِ فقہ ہے اور ایک قول کے مطابق علمِ سنت ہے۔
الی استماع ما بعده: کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مابعد کلام عجیب وغریب ہوگا، اُس دن کیا ہوا آپ جانتے ہیں؟ پھر ہونے والا واقعہ ذکر فرمایا۔ای مسجده: مراد وہ جگہ ہے جہاں حضرت داؤد علیہ السلام اللہ عزوجل کی عبادت وطاعت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔
حیث منعوا الدخول علیه من الباب: مراد وہ دن ہیں جس میں حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی عبادت کرتے تھے اور حارسین کو دروازے میں داخل ہونا منع تھا۔
قیل فریقان: اس جملے کا مبنی اس جانب اشارہ کرتا ہے کہ داخل ہونے والے دو سے زیادہ تھے، پس اس میں جھگڑنے والے، گواہ اور تصفیہ وتزکیہ کی صورت بیان کرنے والے شامل تھے۔
وقیل اثنان: اس جملے کا مبنی یہ ہے کہ فقط دو مدعی داخل ہوئے تھے۔وهما ملكان: مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام ہیں۔
علی سبیل العرض: بمعنی تعریض ہے، اس اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے کہ حضرات انبیائے کرام معصوم ہوتے ہیں پھر ان سے سرکشی وجھوٹ کیسے متصور ہوسکتا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مقصود یہاں مخاطب پر تعریض کرنا ہے جس میں نہ تو بغاوت کا شائبہ ہے اور نہ ہی جھوٹ کا۔لتنبیه داؤد: یعنی حضرت داؤد علیہ السلام سے (نکاح) کے حوالے سے جو معاملہ رونما ہوا۔
وطلب امراة شخص: مراد حضرت داؤد علیہ السلام کا وزیر اوریا اور یا بن حان تھا، پس اوریا کی زوجہ کی طلاق کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے اس خاتون سے نکاح کیا جو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ماں تھیں۔
وتزوجها ودخل بها: حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا کے طلاق دینے کے بعد اس کی زوجہ سے نکاح کیا، دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اوریا کو جہاد پر بھیجا اور ان کی شہادت کے بعد ان کی بیوہ سے نکاح کیا، تیسرا قول یہ ہے کہ اوریا نے اس عورت سے

نکاح ہی نہیں کیا تھا فقط پیغام بھیجا تھا اور اسی قدر حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی اُسی عورت کو پیغام بھیجا اور اس عورت نے حضرت داؤد علیہ السلام سے نکاح کیا۔ ای ساجدا: یعنی رکوع بھی کیا کیونکہ رکوع وسجدہ دونوں ہی تحیت کے لئے (سابقہ ادوار) میں مشروع تھے۔
ای علی دینی: مراد نسبی رشتہ نہیں ہے، کیونکہ حضرات ملائکہ میں تولیدی معاملہ نہیں پایا جاتا اور نہ ہی ان میں مذکر ومونث ہوتا ہے۔
یعبر بها عن المراۃ: فرشتوں کو'' المراۃ'' ان کے سکون وعجز کی وجہ سے کہا ہے، جیسا کہ بقرۃ وناقۃ کہا جاتا ہے۔
الشرکاء: مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے مال خلط کردیئے، اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ داؤد علیہ السلام ان کے ظاہری دعوی کے مطابق ساتھ چلے۔ فتنبیہ داؤد: میں اس جانب اشارہ ہے کہ دونوں حضرت داؤد علیہ السلام پر اس معاملے میں اعتراض کرنا چاہتے تھے۔ تدبو امر الناس: حضرت داؤد علیہ السلام کی ذات میں بیک وقت بادشاہی اور نبوت کے جمع ہونے کا بیان مقصود ہے، پس وہ بادشاہ ہونے کی حیثیت سے اسی طرح فیصلے کرتے تھے جس طرح ایک نبی فیصلہ کرتا ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص۱۳۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿وما خلقنا السماء والارض ومابینهما باطلا ط﴾اَی عَبَثًا﴿ذلک﴾اَی خَلقُ ما ذُکِرَ لا لِشَیءٍ﴿ظن الذین کفروا﴾مِن اَهلِ مَکةَ﴿فویل﴾وادٍ﴿للذین کفروا من النار (۲۷) ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصلحت کالمفسدین فی الارض ز ام نجعل المتقین کالفجار (۲۸)﴾نَزَلَ لَمّا قَالَ کُفارُ مَکةَ لِلمُومِنِینَ اِنّا نُعطِی فِی الاٰخِرَةِ مِثلَ مَا تُعطَونَ واَم بِمَعنٰی هَمزَةِ الاِنکَارِ﴿کتب﴾خَبرُ مُبتَداءٍ مَحذوفٍ اَی هٰذا﴿انزلنه الیک مبرک لیدبروا﴾واَصلُهٗ یَتَدَبَّرُوا اُدغِمَتِ التَّاءُ فِی الدَّالِ﴿ایته﴾یَنظُرُوا فی مَعَانِیها فَیُومِنُوا﴿ولیتذکر﴾یَتَّعِظَ﴿اولوا الالباب (۲۹)﴾اَصحَابُ العُقولِ﴿ووهبنا لداود سلیمن﴾اِبنَه﴿نعم العبد ط﴾اَی سُلَیمانُ﴿انه اواب (۳۰)﴾رجَاعٌ فِی التَّسبِیحِ والذِّکرِ فی جَمِیعِ الاَوقَاتِ﴿اذ عرض علیه بالعشی﴾هوَ مَابَعدَ الزَّوَالِ﴿الصفنت﴾الخَیلُ جَمعُ صَافِنَةٍ وَهِیَ القَائِمَةُ علٰی ثَلاثٍ وِاِقَامَةَ الاُخرٰی علٰی طَرفِ الحَافِرِ وهِی مِن صَفنَ یَصفِنُ صَفُونا﴿الجیاد (۳۱)﴾جمع جَوادٍ وهو السَّابِقُ المَعنٰی انها اِن اِستُوقِفَتْ سَکَنَتْ وان رُکِضَتْ سَبَقَتْ وکانت اَلفُ فَرسٍ عُرِضَتْ عَلیه بَعدَ اَن صَلَّی الظُّهرَ لِاَرادَتِهٖ الجِهادَ عَلَیها لِعَدُوٍّ فَعِندَ بُلُوغِ العَرضِ تِسعَ مِاَئةٍ مِنها غَربَتِ الشَّمسُ وَلَم یَکُن صَلَّی العَصرَ فَاغتَمَّ﴿فقال انی احببت﴾اَی اَرَدتُ﴿حب الخیر﴾اَی الخَیلِ﴿عن ذکر ربی ج﴾اَی صَلوةِ العَصرِ﴿حتی توارت﴾اَیِ الشَّمسُ﴿بالحجاب (۳۲)﴾اَی اِستَتَرَتْ بِها یَحجِبُها عَنِ الاَبصَارِ﴿ردوها علی﴾اَی الخَیلَ المَعرُوضَةَ فَرَدُّوهَا﴿فطفق مسحا م﴾بِالسَّیفِ﴿بالسوق﴾جَمعُ ساقٍ﴿والاعناق (۳۳)﴾ اَی ذَبَحَها وَقَطعَ اَرجُلَها تَقَرُّبا اِلی اللهِ تَعَالی حَیثُ اِشتَغَلَ بِها عَنِ الصَّلوةِ وَتَصَدَّقَ بِلَحمِها فَعَوَّضَهُ اللهُ خَیرا مِنهَا واَسرعَ وهِی الرِّیحُ تَجرِی بِاَمرِهٖ کَیفَ شاءَ﴿ولقد فتنا سلیمن﴾اِبتَلَینَاهُ بِسَلبِ مُلکِهٖ وَذٰلکَ لِتَزَوُّجِهٖ بِاِمرَاَةٍ هَوِیهاوَکانَتْ تَعبُدُ الصَّنَمَ فی دَارِهٖ من غَیرِ عِلمِهٖ وکَانَ مُلکُه فی خاتَمِهٖ فَنَزَعَه مَرَّةً عِندَ اِرادَةِ الخَلاءِ وَوَضَعهُ عِندَ اِمرَاَتِهِ المُسَمَّاةِ بِالاَمِینَةِ علٰی عَادَتِهٖ

فَجَاۤئَهَا جِنِّیٌّ فِی صُورَۃِ سُلَیْمَانَ فَاَخَذَہُ مِنْهَا﴿والقینا علی کرسیه جسدا﴾هُو ذالکَ الجِنّی وهو صَخْرٌ اوْغَیرُہٗ جَلَسَ علٰی کُرسِیِّ سُلَیمَانَ وَعَکَفَتْ عَلَیه الطَّیرُ وَغَیرُهَا فَخرجَ سُلَیمَانُ فی غَیرِ هَیْئَتِهٖ فَرَاٰہُ عَلٰی کُرسِیِّهٖ وَقَالَ لِلنَّاسِ اَنَا سُلَیمانُ فَانکَرُوہُ﴿ثم اناب(۳۴)﴾رَجعَ سُلیمَانُ اِلٰی مُلکِهٖ بَعدَ اَیَّام بِاَنْ وَصَلَ اِلَی الخَاتَمِ فَلَبِسَهٗ وَجَلَسَ عَلٰی کُرسِیِّهٖ ﴿قال رب اغفرلی وهب لی ملکا لا ینبغی﴾لَا یَکُونُ﴿لاحد من بعدی﴾اَی سِواَیَ نَحوَ فَمَنْ یَّهدِیهِ من بَعدِ اللہِ اَی سِوَی اللہِ﴿انک انت الوهاب(۳۵) فسخرنا له الریح تجری بامره رخاء﴾لِینَۃً﴿حیث اصاب (۳۶)﴾اَرادَ﴿والشیطین کل بناء﴾یَبنِیْ الْاَبْنِیَۃَ الْعَجِیبَۃَ ﴿وغواص (۳۷)﴾فِی البَحرِ لِیَستَخرِجَ الُّولُؤَ﴿واخرین﴾مِنهُنَّ ﴿مقرنین﴾مَشدُودِینَ﴿فی الاصفاد(۳۸)﴾القُیُودُ بِجَمعِ اَیدِیهِم اِلٰی اَعنَاقِهِم وَقُلنَا له ﴿هذا عطاؤنا فامنن﴾اَعْطِ مِنهُ مَنْ شِئتَ﴿او امسک﴾عَنِ الْاَعْطَاءِ﴿بغیر حساب (۳۹)﴾اَی لا حِسَابَ عَلَیکَ فی ذالکَ﴿وان له عندنا لزلفی و حسن ماب(۴۰)﴾تَقَدَّمَ مِثْلُہٗ.

﴿ترجمه﴾

اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیکار نہ بنائے (باطلا بمعنی عبثا ہے) یہ (یعنی مذکورا شیاء کو بنانا کچھ نہیں، یہ) کافروں (یعنی اہل مکہ) کا گمان ہے تو ویل ہے (ویل ایک وادی کا نام ہے) کافروں کے لیے جہنم کی کیا ہم انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان جیسا کر دیں جو زمین میں فساد پھیلاتے یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ٹھہرا دیں (یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کفار مکہ نے مومنین سے کہا ہمیں بھی تمہاری مثل آخرت میں نعمتیں دی جائیگی، آیت مبارکہ میں ام ہمزہ انکاری کے معنی میں ہے، یہ) ایک کتاب ہے (کتاب سے پہلے مبتدا محذوف ھذا موجود ہے) کہ ہم نے تمہاری طرف اُتاری برکت والی تا کہ وہ سوچیں ......لے......(لیدبروا کی اصل یتدبروا ہے، تاء کا دال میں ادغام کر دیا گیا ہے) اس کی آیتوں کو (کہ وہ اس کے معانی میں غور و خوض کریں اور نتیجے کے طور پر ایمان لے آئیں) اور عقلمند نصیحت مانیں (یتذکر بمعنی یتعظ اور اولو الالباب بمعنی اصحاب العقول ہے) اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا (جو آپ علیہ السلام کے بیٹے ہیں) کیا اچھا بندہ (سلیمان علیہ السلام) بیشک وہ بہت رجوع لانے والا (تمام ہی اوقات تسبیح اور ذکر اللہ عزوجل کرنے والا تھا) جبکہ اس پر پیش کئے گئے تیسرے پہر کو (یعنی بعد زوال) تین پاؤں پر کھڑے چوتھے سم کا کنارہ زمین پر لگائے (گھوڑے......۲......، "صافنات" صافنۃ کی جمع ہے، صافنۃ اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو تین پاؤں پر کھڑا ہو کر چوتھے سم کا کنارہ زمین پر لگاتا ہے، یہ صفت یصفن صفونا سے مشتق ہے) سبک رفتار ("جیاد" جواد کی جمع ہے بمعنی سبک رفتار، معنی آیت یہ ہے کہ وہ گھوڑے ایسے تھے کہ جب انہیں روکا جائے تو ساکن ہو جائیں اور اگر بھگایا جائے تو انتہائی سبک رفتاری کا مظاہرہ کریں، نیز ہزار گھوڑے تھے جو آپ علیہ السلام کے نماز ظہر پڑھ لینے کے بعد آپ علیہ السلام کے سامنے پیش کئے گئے، آپ ان پر سوار ہو کر دشمنوں کے خلاف جہاد کرنے کا ارادہ رکھتے تھے ابھی ان میں سے نو سو گھوڑے آپ علیہ السلام کے سامنے پیش کئے گئے کہ سورج غروب ہو گیا آپ علیہ السلام نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی یہ معاملہ دیکھ کر آپ علیہ السلام سخت غمگین ہو گئے) تو فرمایا میں نے ارادہ کیا (احببت بمعنی اردت ہے) خیر (یعنی گھوڑوں) کی محبت کا اپنے رب کے ذکر (یعنی نماز عصر سے) حتی کہ وہ (یعنی سورج) چھپ گیا پردے میں (جس شے کے سبب وہ آنکھ سے اوجھل ہوتا ہے اس میں چھپ گیا) انہیں مجھ پر پیش کرو (یعنی جو گھوڑے مجھے پیش کئے

گئے تھے دوبارہ میرے سامنے پیش کرو) تو وہ مسح کرنے لگا (تلوار کے ذریعے) ان کی کڈیوں اور گردنوں پر (یعنی قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے جس چیز نے آپ علیہ السلام کو نماز سے مشغول کیا تھا آپ علیہ السلام نے اسے ذبح کر دیا اور ان کے پاؤں کاٹ دیئے اور ان کا گوشت صدقہ کر دیا، اللہ عزوجل نے ان کے عوض آپ علیہ السلام کو ان گھوڑوں سے زیادہ اچھے اور زیادہ تیز چیز یعنی ہوا عطا فرمادی کہ وہ آپ علیہ السلام کے حکم کے مطابق جہاں آپ علیہ السلام چاہتے وہاں چلتی) اور بیشک ہم نے سلیمان کو جانچا (اس کی بادشاہت اس سے لے کر انہیں آزمائش میں مبتلا فرمایا......۳۴......اور معاملہ اس لیے پیش آیا کہ آپ علیہ السلام نے "ھواھا" نامی ایک عورت سے شادی کر لی، وہ آپ علیہ السلام کے گھر میں بت کی پوجا کیا کرتی تھی، آپ علیہ السلام کو اس کا علم نہیں تھا آپ علیہ السلام کی بادشاہت انگوٹھی پہننے پر مرتب تھی، ایک مرتبہ رفع حاجت کے لیے جاتے وقت آپ علیہ السلام نے وہ انگوٹھی اتاری اور اسے اپنی بیوی امینہ کے پاس رکھوادی پھر ایک جن حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت میں اس کے پاس آیا اور وہ انگوٹھی اس سے حاصل کر لی) اور اس کے تخت پر ایک بدن ڈال دیا (یہ وہی جن تھا اس کا نام صخر یا کچھ اور تھا، حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی پر بیٹھا، پرندے وغیرہ اس کے گرد جمع ہو گئے حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی معروف ہیئت کے برخلاف حالت پر وہاں سے نکلے تو آپ علیہ السلام نے اس جن کو اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا آپ علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا: میں سلیمان علیہ السلام ہوں تو لوگوں نے نہ مانا) پھر رجوع لایا......۳۴......(پھر کچھ دنوں کے بعد سلیمان علیہ السلام نے اپنے ملک کی طرف رجوع کیا یوں کہ آپ علیہ السلام اپنی انگوٹھی تک پہنچ گئے اور اسے پہن کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے) عرض کی اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے اپنی سلطنت عطا کر کہ وہ نہ ہو (لا ینبغی بمعنی لا یکون ہے) میرے بعد کسی کے لیے (یعنی میرے سوا کسی اور کے لیے ایسی سلطنت نہ ہو بعدی بمعنی سوای جسے کہ ﴿فمن یھدیہ من بعد اللہ﴾ میں بعد بمعنی سوی ہے) بیشک تو بڑی دین والا ہے تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی (رخاء بمعنی لین ہے) جہاں وہ چاہتا......۳۵......(اصاب کے معنی ارادہ کے ہیں) اور دیو بس میں کر دیئے ہر معمار (جو بڑی بڑی عمارتیں بناتے) اور غوطہ لگانے والے (سمندر میں سمندر سے موتی نکالنے کے لیے اور ان میں سے) دوسرے بیڑیوں میں جکڑے ہوئے (یوں کہ ان کے ہاتھ گردنوں کے ساتھ بندھے ہوتے......۳۶......مقرنین بمعنی مشدودین ہے اور الاصفاد کے معنی بیڑیاں ہیں اور ہم نے ان سے فرمایا) یہ ہماری عطا ہے تو احسان کرو (اس میں سے جس پر چاہو عطا کرو) یا روک رکھ (عطا کرنے سے) بے حساب کے (یعنی تجھ پر اس بارے میں کچھ حساب نہیں ہے) اور بیشک اس کے لیے ہماری بارگاہ میں ضرور قرب اور اچھا ٹھکانہ ہے (اس کی مثل آیت مبارکہ ماقبل گزر چکی ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما خلقنا السماء والارض وما بینھما باطلا ذلک ظن الذین کفروا﴾.

و: مستانفہ، ماخلقنا: فعل نفی و "نا" ضمیر ذوالحال، باطلا: حال، ملکر فاعل، السماء: معطوف علیہ، والارض: معطوف اول، وما بینھما: معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ذلک: مبتدا، ظن: مضاف، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فویل للذین کفروا من النار ○ ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصلحت کالمفسدین فی الارض﴾.

ف: عاطفہ، ویل: موصوف، من النار: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا، للذین کفروا: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، منقطعہ، نجعل: فعل با فاعل، الذین امنوا وعملوا الصلحت: مفعول اول، کالمفسدین فی الارض: ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ام نجعل المتقین کالفجار○ کتب انزلنه الیک مبرک لیدبروا ایته ولیتذکر اولوا الالباب○﴾.

ام: عاطفہ، نجعل المتقین: فعل بافاعل ومفعول، کالفجار: ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، کتب: موصوف، انزلنه: فعل بافاعل ومفعول، الیک: ظرف لغو اول، لام: جار، یدبروا ایته: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لام: جار، یتذکر اولوا الالباب: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر خبر اول مبتدا محذوف "هذا" کیلئے، مبارک: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ووهبنا لداود سلیمن نعم العبد انه اواب○﴾.

و: مستانفہ، وهبنا لداود: فعل بافاعل وظرف لغو، سلیمن: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، نعم: فعل مدح، العبد: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر مبتدا محذوف "هو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انه: حرف مشبہ واسم، اواب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اذ عرض علیه بالعشی الصفنت الجیاد○﴾.

اذ: مضاف، عرض علیه: فعل مجہول وظرف لغو، بالعشی: ظرف مستقر حال مقدم، الصفنت الجیاد: ذوالحال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر "اذکر" فعل محذوف کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب○﴾.

ف: عاطفہ، قال: قول، انی: حرف مشبہ واسم، احببت حب الخیر: فعل بافاعل ومفعول، عن ذکر ربی: ظرف لغو، حتی: جار، توارت بالحجاب: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ردوها علی فطفق مسحا بالسوق والاعناق○﴾.

ردوها: فعل امر بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول محذوف "قال" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، طفق: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ فعل محذوف، "ردوها" پر معطوف ہے، مسحا: مصدر بافاعل، بالسوق والاعناق: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف "یمسح" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد فتنا سلیمن والقینا علی کرسیه جسدا ثم اناب○﴾.

و: مستانفہ، لام قسمیہ، قد: تحقیقیہ، فتنا سلیمن: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، القینا علی کرسیه جسدا: جملہ فعلیہ معطوف اول، ثم: عاطفہ، اناب: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿قال رب اغفرلی وهب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی﴾.

قال: قول، رب: نداء، اغفرلی: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، هب لی: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکا: موصوف، لاینبغی: فعل نفی بافاعل، لام: جار، احد: موصوف، من بعدی: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقول، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انک انت الوهاب○﴾.

انک: حرف مشبہ واسم، انت الوهاب: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فسخرنا له الریح تجری بامره رخاء حیث اصاب○ والشیطین کل بناء وغواص○ واخرین مقرنین فی الاصفاد○﴾.

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فاستجبنا له دعاء" سخرنا له: فعل بافاعل وظرف لغو، الریح: ذوالحال، تجری: فعل "هی" ضمیر ذوالحال، رخاء: حال، ملکر فاعل، حیث اصاب: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الشیطین مبدل منہ، کل بناء وغواص: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخرین: موصوف، مقرنین فی الاصفاد: شبہ جملہ صفت، ملکر معطوف، ملکر صفت، ملکر بدل، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿هذا عطاؤنا فامنن او امسک بغیر حساب۝﴾

هذا: مبتدا، عطاؤنا: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر قول محذوف "قلنا له" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: فصیحیہ، امنن: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، امسک: فعل امر انت ضمیر ذوالحال، بغیر حساب: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان له عندنا لزلفی وحسن ماٰب۝﴾. وان له......الخ: اسکی ترکیب ماقبل آیت، نمبر، ۲۵، میں گزری۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآن میں غور وفکر کرنے کے محامل:

۱......نزول قرآن کا مقصد انسان کی فلاح و بہبود ہے، اور فلاح و بہبود اُسی کو حاصل ہوگی جو اس پاک کلام میں غور وفکر کرے گا۔ سید عالم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات میں قرآن کا پیغام پہنچایا، سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد صحابہ کرام نے قرآن میں غور وفکر کر کے جاذبیت پیدا کی، ان کے بعد امت کے علماء مشائخ مفسرین کرام نے اس پاک کلام میں جاذبیت پیدا کرنے کی غرض سے اس کے دقیق مقامات کو حل کیا، ناسخ ومنسوخ کو پہچانا، مسائل کا استنباط کیا، الغرض یہ سب کچھ اور مزید بہت کچھ بغیر تدبر کے یقیناً نہیں ہوا، آج بھی انسان اپنی فلاح وکامرانی کا خواہاں ہے تو اُسے قرآن میں تدبر سے کام لینا ہوگا، اپنی ہمت، کوشش، جہد مسلسل کے ذریعے اس پاک کلام کے پیغام کو دیگر مسلمانوں میں عام کرنے کے لئے اپنی ہمت کو مزید بیدار کرنا ہوگا۔

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اے حاملین قرآن! قرآن پر عمل کرو، کیونکہ عالم وہ ہے جو علم کے تقاضوں پر عمل کرے اور اس کا عمل ان کے علم کے موافق ہو اور عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو علم حاصل کریں گے لیکن علم ان کے گلوں کے نیچے سے نہیں اُترے گا، ان کی خلوت ان کی جلوت کے خلاف ہوگی، ان کا عمل ان کے علم کے خلاف ہوگا، وہ مختلف حلقوں میں بیٹھیں گے اور ایک دوسرے پر فخر کریں گے، حتی کہ ان میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی پر اس لئے غضبناک ہوگا کہ وہ دوسرے کے پاس کیوں بیٹھا ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے اعمال ان کی مجالس سے اللہ کی پاک بارگاہ تک نہیں پہنچیں گے"۔ (کنز العمال، کتاب العلم، باب: التحزیر من علماء السوء، رقم: ۲۹۴۰۵، ج۵، ص ۱۲۰)

☆......حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اس بات پر خوف ہے کہ وہ قرآن کے صحیح محمل کے خلاف تاویل کریں گے"۔ (کنز العمال، کتاب العلم، باب: التحزیر من علماء السوء رقم: ۲۹۳۹۹، ج۵، ص۱۱۹)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کی تعداد وغیرہ کا بیان:

۲......حضرت ابراہیم تیمی کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بیس گھوڑے پروں والے تھے۔

(الطبری، الجزء: ۲۳، ص ۱۸۱)

☆......مقاتل کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد گرامی کی جانب سے ایک ہزار گھوڑوں کے وارث ہوئے تھے، کسی کے ذہن

میں یہ سوال آسکتا ہے کہ حضرات انبیائے کرام کسی کو مالی وارث نہیں بناتے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سلیمان ایک ہزار گھوڑوں کے انتظامی متولی تھے۔ ایک قول کے مطابق آپ کے پاس سو پَر والے گھوڑے تھے۔ (القرطبی، الجزء:۲۳، ص ۱۷۲)

☆ ---- کلبی کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اہل دمشق اور نصیبین سے جنگ کی تھی اور وہاں سے انہیں ہزار گھوڑے ملے تھے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے والد گرامی کی میراث سے ایک ہزار گھوڑے ملے تھے، لیکن اس قول کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث: "نحن معشر الانبياء لا نُورَثُ ما تركنا صدقةٌ یعنی ہم حضرات انبیائے کرام کا گروہ کوئی میراث نہیں چھوڑتا، ہم جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے"، رد کرتی ہے۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابراہیم تیمی سے روایت کیا ہے کہ بیس ہزار پروں والے گھوڑے تھے جن کی حضرت سلیمان علیہ السلام نے کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔ عبد بن حمید اور ابن المنذر نے عوف عن الحسن کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ جن گھوڑوں کی حضرت سلیمان علیہ السلام نے کونچیں کاٹیں تھیں وہ پَروں والے تھے اور آپ علیہ السلام کے لئے وہ سمندر سے نکالے گئے تھے۔ آپ علیہ السلام سے پہلے اور آپ علیہ السلام کے بعد کسی کے پاس ایسے گھوڑے نہ تھے۔ علامہ بغوی نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بیس ہزار پَروں والے گھوڑے تھے۔ علماء نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز ظہر پڑھائی اور پھر اپنی کرسی پر تشریف فرما ہوگئے اور وہ گھوڑے آپ علیہ السلام پر پیش کئے جانے لگے۔ آپ علیہ السلام پر نو سو گھوڑے پیش کئے گئے تو آپ علیہ السلام کو نماز عصر یاد آئی لیکن اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا اور نماز کا وقت گزر چکا تھا لیکن آپ علیہ السلام کے رعب و ہیبت کے سبب کسی نے آپ علیہ السلام کو نماز کے بارے میں آگاہ نہ کیا، آپ کو نماز کا وقت فوت ہو جانے کا بہت صدمہ ہوا۔ (المظھری، ج۶، ص ۱۳۸)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک گول میدان تھا جس میں وہ گھوڑوں کا مقابلہ کرایا کرتے تھے، حتیٰ کہ جب وہ گھوڑے دور نکل کر ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور اس کا معنی یہ نہیں کہ سورج غائب ہو گیا اور ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، کیونکہ اس آیت پاک میں پہلے سورج کا ذکر نہیں ہے کہ اس کی طرف ضمیر لوٹائی جائے البتہ گھوڑوں کا ذکر ہے، اس لئے اس کا معنی یہ ہے کہ وہ گھوڑے ان کی نظر سے غائب وا وجھل ہو گئے اور نحاس کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نماز ادا کر رہے تھے تو ان کے پاس مال غنیمت سے حاصل شدہ گھوڑے لائے گئے تا کہ وہ ان کا معائنہ کریں، حضرت سلیمان علیہ السلام اس وقت نماز میں مشغول تھے، انہوں نے اشارہ کیا کہ ان گھوڑوں کو ان کے اصطبل میں پہنچا دیا جائے، حتیٰ کہ وہ گھوڑے ان کی نظر سے اوجھل ہو گئے اور جب حضرت سلیمان علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "ان گھوڑوں کو دوبارہ لاؤ" پھر آپ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے اور آپ علیہ السلام کا ان کی گردنوں پر ہاتھ پھیرنا ان کے اکرام کے لئے تھا تا کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی بڑا اور باوقار شخص گھوڑے کی گردن اور پنڈلی پر ہاتھ پھیرے تو یہ اس کے مقام و وقار کے خلاف بات نہیں ہوتی۔

امام قشیری کہتے ہیں جس وقت میں حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں میں مشغول ہوئے تھے وہ وقت نہ تو نماز ظہر کا تھا اور نہ ہی نماز عصر کا تھا بلکہ وہ گھوڑوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے نفلی نماز ادا کرنے سے رہ گئے۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام معزز شخص تھے، اور انہوں نے فرض یا نفل کے بھول جانے کا ذکر کسی سے نہیں کیا بلکہ تاخیر نماز کو مباح خیال فرمایا، اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس فوت شدہ نماز کو یاد کر کے افسوس فرمایا اور یوں بارگاہ اقدس میں عرض گزار ہوئے: "انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی"۔ (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بھی گھوڑے کو خیر فرمایا گیا ہے، درج ذیل روایت نقل کی جاتی ہے)۔ (القرطبی، الجزء:۲۳، ص ۱۷۳)

☆ ---- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب:۲۸، رقم: ۳۶۴۴، ص ۶۱۱)

سیدنا سلیمان علیہ السلام کی آزمائش ہونا:

سوال.....قرآن مجید میں کہیں نہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کس آزمائش میں مبتلا کیا، وہ آزمائش کیا تھی؟ اور آپ علیہ السلام کس طرح آزمائش سے باہر ہوئے؟ ہاں اتنا ضرور ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع لائے، اس بارے میں کئی اسرائیلی روایات ہیں جس کے بارے میں تفاسیر بھری پڑی ہیں، کہا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک دن کہا کہ آج رات میں اپنی تمام ازواج (ستر، نوے، ننانوے یا سو) کے پاس جاؤں گا اوران کے حمل سے جہاد میں لڑنے والا مجاہد پیدا ہوگا، اور آپ علیہ السلام نے اپنے کلام کے ساتھ ان شاء اللہ نہ فرمایا، کہا جاتا ہے کہ فقط ایک نامکمل بچہ پیدا ہوا جس کی ایک آنکھ، ایک ہاتھ، ایک پاؤں تھا۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت کا راز ان کی مبارک انگوٹھی میں تھا، ایک مرتبہ آصف بن برخیا نامی جن سے مذاکرہ ہوا وہ کس طرح لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں؟ جن نے کہا کہ حضرت (علیہ السلام) اُسے اپنی انگوٹھی دیں تو بتائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُسے اپنی انگوٹھی عطا فرمادی اور جن نے انگوٹھی سمندر میں پھینک دی جس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت جاتی رہی۔

قتادہ نے ایک واقعہ یوں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت المقدس کی تعمیر کرائیں اور اس طرح کہ لوہے کی آواز تک نہ سنائی دے، آپ علیہ السلام نے اس طرح بنانے کی کئی تدابیر کیں لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوسکی، پھر آپ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ سمندر میں صخر نامی ایک شیطان ہے وہ کسی ترکیب سے بیت المقدس کی اس طرح تعمیر کراسکتا ہے، اس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی دی گئی یا اس کے کندھوں کے درمیان اس انگوٹھی کی مہر لگادی گئی جس سے وہ بے بس ہوگیا، حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت بھی اسی انگوٹھی کی وجہ سے تھی، آپ علیہ السلام نے صخر کو اس طرح بیت المقدس کی تعمیر کرنے کا حکم دیا اور اس نے اس کی تعمیر شروع کردی، حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت الخلاء یا حمام میں جاتے تو انگوٹھی اتار کر جاتے تھے، ایک دن آپ علیہ السلام حمام میں جارہے تھے کہ صخر نامی جن آپ علیہ السلام کے ساتھ تھا، اس وقت آپ علیہ السلام فرض غسل کرنے جارہے تھے، آپ علیہ السلام نے وہ انگوٹھی اتار کر اسے دی اور خود غسل کرنے چلے گئے، اس نے وہ انگوٹھی سمندر میں پھینک دی اور اس شیطان پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی شکل وصورت ڈال دی گئی اور آپ علیہ السلام سے تخت وتاج چھین لیا گیا اور ماسوائے آپ علیہ السلام کی ازواج کے ان سب چیزوں پر شیطان پلید نے قبضہ کرلیا۔ ادھر اس شیطان سے بہت سی ایسی باتیں ظاہر ہونے لگیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے معمولات کے خلاف تھیں، اس زمانے میں بھی ایک صاحب فراست اور صاحب الہام شخص تھے جیسے ہماری امت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے سوچا کہ یہ شخص حضرت سلیمان علیہ السلام معلوم نہیں ہوتا، انہوں نے اس سے سوالات کیے: ''اگر کوئی شخص رات کو جنبی ہوجائے اور سردی کی وجہ سے طلوع آفتاب تک غسل نہ کرسکے تو کوئی حرج تو نہیں''؟، اس نے کہا: ''کوئی حرج نہیں''۔ صخر چالیس دن تک حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر بیٹھا حکومت کرتا رہا، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے وہ انگوٹھی مل گئی، اس انگوٹھی کو پہنتے ہی آپ علیہ السلام پھر تمام چیزوں پر قابض اور متصرف ہوگئے۔ (روح البیان، ج۸، ص۴۵)

اسرائیلی روایات کا رد علامہ زمخشری، علامہ رازی، ابوالحیان اندلسی، اسماعیل حقی، اور علامہ آلوسی نے کیا ہے جو کہ ہماری نظر سے گزرا۔ ہم علامہ آلوسی اور امام رازی کی تفسیر سے چند نکات درج ذیل ذکر کرتے ہیں:

علامہ ابوالحیان کہتے ہیں کہ اس قسم کے مقالے کو بعض بے دین وگمراہ یہود نے اپنی من مانی گھڑ لیا ہے اور کسی صاحب عقل کے لئے اس کے صحیح ہونے کا اعتقاد رکھنا جائز نہیں ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شیطان نبی کی صورت میں آجائے حتیٰ کہ لوگ اس کو دیکھ کر

یہ سمجھیں کہ یہ نبی ہے اور اگر ایسا ہونا ممکن ہوتا تو کسی نبی پر اعتماد نہ ہوتا اور سب سے قبیح بات یہ ہے کہ ان میں سے بعض روایات میں یہاں تک مذکور ہے کہ شیطان نے نبی کی ازواج سے حالت حیض مباشرت کی ،اللہ اکبر! یہ بہتان عظیم ہے اور اس حدیث کی حضرت ابن عباس کی جانب نسبت کرنا درست نہیں ہے ،اور خواص وعوام میں یہ مشہور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت اس انگوٹھی کی وجہ سے تھی اور یہ بات بہت بعید ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو ملک عطا کیا تھا اس کی عطا ایک انگوٹھی کے ساتھ مربوط تھی اور اگر اللہ کی یہ عطا اس انگوٹھی کے ساتھ مربوط ہوتی تو اللہ عزوجل اس کا ذکر قرآن میں ضرور فرماتا۔ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سخت بیمار ہو گئے اور وہ جس حال میں اس تخت پر پڑے ہوئے تھے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بے روح جسم تخت پر پڑا ہوا ہے اور اللہ عزوجل نے انہیں دوبارہ صحت وتوانائی عطا فرمائی۔ (روح المعانی ،الجزء:۲۳،ص ۲٦٤)

امام رازی کہتے ہیں: درج ذیل نکات سے اسرائیلی روایات کا رد کیا جاتا ہے:

(۱)......اگر یہ مان لیا جائے کہ شیطان کسی نبی کی صورت میں متشکل ہو سکتا ہے تو پھر شریعت پر کوئی اعتماد ہی نہیں رہتا، کیونکہ لوگوں نے سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ،حضرت عیسی روح اللہ ،حضرت موسی کلیم اللہ کو دیکھا ،ہو سکتا ہے کہ وہ حضرات انبیائے کرام نہ ہوں بلکہ شیطان ہی ہوں کہ شیطان نے ان کی صورت بنالی ہو ،اور ایسا ماننے کی صورت میں دین کا نقشہ بالکل بگڑ کر رہ جائے گا۔

(۲)......اگر شیطان حضرت انبیائے کرام کی شکل میں متشکل ہو کر ایسے کام کر سکتا ہے تو پھر عام عابدوں اور زاہدوں کا کیا حال ہوگا ،اب شیطان کو اتنی طاقت مل گئی ہے تو پھر اسے چاہیے کہ علماء کو قتل کردے ،ان کی کتب کو دریا برد کر دے یا جلا دے ،ان کے گھروں کو منہدم کردے ،لیکن جب عام علماء کے ساتھ یہ کاروائی باطل ہے تو پھر دیگر لوگوں کے ساتھ بدرجہ اولی باطل ہونی چاہیے۔

(۳)......یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ شیطان نبی کی ازواج کے ساتھ بُرا فعل اختیار کرلے۔

(۴)......حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیوی جرادہ نے اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی اجازت سے بت کی پوجا کی تھی تو یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کفر ہوگا اور اگر بغیر اجازت سے ایسا ہوا تو یہ گناہ ہے اور اس کی وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس فتنہ میں مبتلا کیا گیا۔

(الرازی، ج۹، ص ۳۹۳ وغیرہ)

سیدنا سلیمان علیہ السلام کی توبہ کا بیان:

۴......جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے کوئی خطا ضرور ہوئی ہے اسی لئے آپ علیہ السلام نے استغفار کیا، امام رازی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مانا کہ انسان کا ظاہری حال اس بات سے خالی نہیں کہ اس سے کوئی خلاف اولی یا افضل کام رہ جائے اور اس کی وجہ سے وہ اللہ سے مغفرت طلب کرے کیونکہ ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کے نزدیک برائیوں کے درجے میں ہوا کرتی ہیں۔ (الرازی، ج۹،ص ۳۹٤)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہواؤں کو مسخر کردینا:

۵......اس آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر ہونے والے متعدد انعامات کا ذکر کیا گیا ہے، ہوا سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخر کردی گئی ہے، سخت تیز ہوائیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے سرزمین شام کی جانب چلتی ہیں۔وہب کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کی مجلسوں میں پرندے، جنات، انسان سب ہی حاضر خدمت ہوتے تھے جنات وانسان تخت پر تشریف فرما ہوتے جب کہ پرندے ارد گرد منڈلاتے، مزید اگلی آیت میں شیاطین کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کا پابند ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔ان میں سے بعض جنات سمندروں میں غوطہ زن ہوتے اور ہیرے جواہرات نکال نکال کر لاتے اور اس کے علاوہ بھی اعمال شاقہ بجالاتے، شہر

محلات بناتے، پانی کی تہہ میں جا کر موتی نکال لاتے، حضرت سلیمان علیہ السلام کے اعمال کی حفاظت کرتے یعنی مملکت سلیمانیہ کے امور بجالانے میں معاون ومددگار ہوتے۔ (القرطبی، الجزء: ۱۷، ص ۲۸۱)

حضرت سلیمان علیہ السلام وسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنات پر حکومت:

۶.....حضرات انبیائے کرام میں سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو خاص طور پر جنات پر حکومت عطا فرمائی گئی، جب کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنات پر تصرف کا اختیار رکھتے تھے، بیت المقدس کی تعمیر انہی جنات نے کی ہے اگر ایسا ممکن نہ مانا جائے تو پھر قرآنی آیات کا خلاف لازم آئے گا۔ اللہ نے فرمایا: ﴿یعملون له مایشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور رسیت اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں اور بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیگیں (سبا: ۱۳)﴾، ﴿ومن الشیطین من یغوصون له ویعملون عملا دون ذلک وکنا له حفظین اور شیطانوں میں سے وہ جو اس کے لئے غوطہ لگاتے اور اس کے سوا اور کام کرتے اور ہم انہیں روکے ہوئے تھے (الانبیاء: ۸۲)﴾۔ اسی طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جنات پر تصرف کا اختیار تھا چنانچہ وارد ہوتا ہے:

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گزشتہ رات ایک بہت بڑا جن مجھ پر حملہ آور ہوا، تاکہ وہ میری نماز کو فاسد کردے، پس اللہ نے مجھے اس پر قادر کیا، پس میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں، حتی کہ تم صبح کو اٹھو تو تم سب اس کی طرف دیکھ رہے ہو، پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی یہ دعا یاد آئی: ''اے میرے رب! مجھے ایسی سلطنت عطا فرما جو میرے بعد اور کسی کے لائق نہ ہو''، پھر میں نے اسے چھوڑ دیا''۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: الاسیر او الغریم یربط، رقم: ٤٦١، ص ٨٠)

علامہ عینی لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات شیطان کو دیکھا اور چونکہ شیطان ایک جسم ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر قدرت دی گئی، کیونکہ تمام جسموں پر قدرت ممکن ہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں یہ بات ڈال دی گئی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو چیز دی گئی ہے اس کو ان کے ساتھ مخصوص کیا جائے، اس لئے ہر چند کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو گرفتار کرنے پر قادر تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہیں پکڑا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی یہ خاصیت حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ہی خاص رہے اور اس بات پر بھی حریص تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کا قبول ہونا بھی برقرار رہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الصلوۃ، باب: الاسیر او الغریم یربط، رقم: ٤٦١، ج٣، ص ٥١٢)

نوٹ: ہم نے (سورۂ سبا: ۳۹) کے تحت اسی موضوع پر کچھ کلام کیا ہے، ماقبل ملاحظہ فرمالیں۔

اغراض:

ینظروا فی معانیها: یعنی قرآن کی آیات میں تأمل کریں، جس سے معرفت ونور میں حسبِ منصب اضافہ ہوگا، اور قرآن کی تلاوت بھی حسب مراتب ہونی چاہیے، پس عام لوگ اس کی قرائت حسبِ مقدور اس کے معانی میں غور وفکر کرنے کے ذریعے کریں، خاص لوگ اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ اللہ کے حضور پیش ہیں اور کلام پاک پڑھ رہے ہیں، اور خاص الخاص لوگ اپنی ذات کو فنا کر کے فقط اللہ کے فرامین کو اپنی زبان پر ادا کرتے ہوئے پڑھیں کہ اللہ جن سے راضی ہے ہم بھی اُنہی میں ہو جائیں۔

وهو من صفن: الصفنت ماخوذ ہے صفن سے، مراد وہ آدمی ہیں جن کے پاؤں باہم بندھے ہوئے ہوں، اور اس کی جمع صفون ہے۔ **وهی القائمة:** مراد تین پاؤں پر کھڑا ہونے والا گھوڑا ہے۔

جمع جواد: ایک قول کے مطابق جمع جید ہے جو کہ مذکر و مونث ہر ایک پر بولی جاتی ہے، جو کہ الجودة یا الجید سے ماخوذ ہے ،مراد العنق (گردن) ہے، یعنی لمبی گردن والا ماہر زیرک شخص۔ صعو :مراد ابن عمیر المارد ہے۔

و کانت الف فرس: روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اہل دمشق و نصیبین میں جہاد کیا اور انہیں ایک ہزار گھوڑے پیش کئے گئے، جب کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عمالقہ میں جہاد کیا اور انہیں بیت المال سے (مال پیش کیا گیا)، ایک قول کے مطابق ان کے لئے سمندری راستے بھی کھول دیئے گئے۔

ای الخیل: اسے خیر بھی کہتے ہیں کیونکہ حدیث میں گھوڑے کو خیر کہا گیا ہے: ''قیامت تک کے لئے گھوڑے کی پیشانی میں خیر رکھ دی گئی ہے''۔لتزوجه بامراۃ:حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجہ کا نام جرادۃ ہے۔

ای ذبحها وقطع ارجلها: یعنی ان کے لئے گھوڑے مباح تھے، اسی وجہ سے اللہ نے گھوڑوں میں مشغول ہونے کے معاملے میں مواخذہ نہیں فرمایا، اور یہی قول ابن عباس اور اکثر مفسرین کا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ضمیر ﴿ردوھا﴾ کی الشمس کی جانب لوٹتی ہے اور اس خطاب سے مقصود موکل فرشتے ہیں، پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے وقت کے اندر ہی نماز عصر ادا فرمائی۔

وکانت تعبد الصنم: حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجہ اپنے والد کی صورت میں متشکل بت کی چالیس دن تک عبادت کرتی رہیں۔

وکان ملکه فی خاتمه: حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی انگوٹھی پہننے پر منحصر تھی، پس جب انگوٹھی پہنے رہتے تو ان کیلئے ہوائیں مسخر ہو جاتیں، جنات اور شیاطین تابع ہوتے، اور جب انگوٹھی اتارتے جو سارا معاملہ ختم ہو جاتا، اور یہ وہی انگوٹھی تھی جو سیدنا آدم جنت سے لائے تھے۔ووضعه عند امراته:مراد آپ کی زوجہ ارمینیہ ہیں۔

ھو ذلک الجنی: مراد جسد ہے، جس میں سلیمان علیہ السلام کی روح نہ تھی، اور اگر اس جسد میں روح ہوتی تو مراد جسد نہیں بلکہ جسم ہوتا۔

فی غیر ھیئته: یعنی اپنے سابقہ طور طریقوں سے ہٹ کر نکلے جس سے لوگوں نے انہیں نہ پہچانا کیونکہ جن آپ کی شکل میں آپ کے تخت پر بیٹھ چکا تھا۔

بعد ایام: یعنی چالیس دن بعد، حاشیہ نمبر ''۳'' میں ہم نے اس موضوع سے متعلق تفصیلی کلام کیا ہے کہ آیا جنات کا حضرات انبیائے کرام کی شکل میں متشکل ہونا ممکن ہے یا نہیں، وہیں ملاحظہ فرمالیں۔

لینة: بمعنی غیر عاصفة ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص۱۴۳ وغیرہ)

رکوع نمبر:۱۳

﴿واذکر عبدنا ایوب وقف لازم اذ نادی ربه انی﴾ای بِاَنِّی﴿مسنی الشیطن بنصب﴾بِضُرٍّ﴿وعذاب(۴۱)﴾اَلَمٍ وَنَسَبَ ذَالِکَ اِلَی الشَّیْطَانِ وَاِن کَانَتِ الْاَشْیَاءُ کُلُّهَا مِنَ اللهِ تَاَدُّبًا مَعَهُ تَعَالٰی وَقِیلَ لَهُ ﴿ارکض﴾اِضْرِبْ﴿برجلک﴾الْاَرْضَ فَضَرَبَ فَنَبَعَتْ عَیْنُ مَاءٍ فَقِیلَ ﴿ھذا مغتسل﴾ای مَا یُغْتَسَلُ به﴿بارد وشراب(۴۲)﴾تَشْرَبُ مِنهُ فَاغْتَسَلَ وَشَرِبَ فَذَهَبَ عَنهُ کُلُّ دَاءٍ کَانَ بِظَاهِرِهٖ وَبَاطِنِهٖ﴿ووھبنا له اھله ومثلھم معھم﴾ای اَحْیَی اللهُ لَهُ مَنْ مَاتَ مِنْ اَوْلَادِهٖ وَرَزَقَهُ مِثْلَهُم﴿رحمة﴾نِعْمَةً﴿منا وذکری﴾عِظَةً﴿لاولی الالباب(۴۳)﴾لِاَصْحَابِ الْعُقُولِ﴿وخذ بیدک ضغثا﴾هو حُزْمَةٌ من حَشِیشٍ او قُضْبَانٍ ﴿فاضرب به﴾زَوجَتَکَ وقَد کَانَ حَلَفَ لَیَضْرِبَنَّهَا مِائَةَ ضَرْبَةٍ

لِاِبْطَائِہَا عَلَیہ یَومًا ﴿ولا تحنث ط﴾بِتَرکِ ضَربِہا فَاَخَذَ مِائَۃَ عُودٍ مِن الْاِذْخِرِ اَوْغَیرِہٖ فَضَرَبَہَا بِہٖ ضَربَۃً واحِدَۃً﴿انا وجدنه صابرا ط نعم العبد﴾اَیُّوبُ﴿انه اواب (۴۴)﴾رَجَّاعٌ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی﴿واذکر عبدنا ابراهیم واسحق ویعقوب اولی الایدی﴾اَصْحَابَ القُوٰی فِی العِبَادَۃِ﴿والابصار (۴۵)﴾البَصَائِرِ فِی الدینِ وَفِی قِرَائَۃٍ عَبدَنَا وَاِبراهِیمَ بَیانٌ لَہٗ وما بَعدَہٗ عَطفٌ علٰی عَبدِنَا﴿انا اخلصنهم بخالصة﴾هِیَ﴿ذکری الدار (۴۶)﴾الْاٰخِرَۃِ اَی ذِکْرُهَا والعَمَلُ لَهَا وَفِی قِرَائَۃٍ بِالْاِضَافَۃِ وَهِیَ لِلبَیَانِ﴿وانهم عندنا لمن المصطفین﴾المُخْتَارِینَ﴿الاخیار (۴۷)﴾جَمعُ خَیِّرٍ بِالتَّشْدِیدِ ﴿واذکر اسمعیل والیسع﴾هو نَبِیٌّ واللَّامُ زَائِدَۃٌ﴿وذاالکفل ط﴾اُخْتُلِفَ فِی نُبُوَّتِہٖ قِیلَ کَفَّلَ مِائَۃَ نَبِیٍّ فَرُّوا اِلَیہِ مِنَ القَتلِ﴿وکل﴾اَی کُلُّهُم ﴿من الاخیار (۴۸)﴾جَمعُ خَیِّرٍ بِالتَّثْقِیلِ﴿هٰذا ذکر ط﴾لَهُم بِالثَّنَاءِ الجَمِیلِ هنا﴿وان للمتقین ﴾الشَّامِلِینَ لهم﴿لحسن ماب (۴۹)﴾مَرجَعٍ فِی الْاٰخِرَۃِ﴿جنت عدن﴾بَدَلٌ اَو عَطفُ بَیَانٍ لَحُسنَ مابٍ ﴿مفتحة لهم الابواب (۵۰)﴾منها﴿متکئین فیها﴾علی الْاَرَائِکِ﴿یدعون فیها بفاکهة کثیرة وشراب (۵۱) وعندهم قصرت الطرف﴾حابِسَاتِ العَینِ عَلٰی اَزْوَاجِهِنَّ ﴿اتراب (۵۲)﴾اَسْنَانُهُنَّ واحِدَۃٌ وهُنَّ بَنَاتُ ثَلاثٍ وثَلاثِینَ سِنَۃً جَمعُ تُربٍ﴿هٰذا﴾المَذکُورُ﴿ما توعدون﴾بِالغَیبَۃِ وبِالخِطَابِ اِلتِفَاتًا﴿لیوم الحساب ثلثة (۵۳)﴾اَی لِاَجْلِہٖ﴿ان هٰذا لرزقنا ماله من نفاد (۵۴)﴾اَی اِنقِطَاعٍ والجُمْلَۃُ حالٌ من رِزقِنَا اَو خَبَرٌ ثَانٍ لِاَنَّ اَی دَائِمًا اَوْ دَائِمٌ ﴿هٰذا﴾المَذکُورُ لِلمُومِنِینَ﴿وان للطغین﴾مُستَانَفٌ﴿لشر ماب (۵۵) جهنم یصلونها ج﴾یَدْخُلُونَهَا﴿فبئس المهاد (۵۶)﴾الفِرَاشُ﴿هٰذا لا﴾اَی العَذَابُ المَفْهُومُ مِمَّا بَعدَہٗ﴿فلیذوقوه حمیم﴾اَی ماءٌ حارٌ مُحرِقٌ﴿وغساق (۵۷)﴾بِالتَّخفِیفِ والتَّشْدِیدِ ماسِیلَ مِن صَدِیدِ اَهلِ النَّارِ﴿واخر﴾بِالجَمعِ والْاِفْرَادِ ﴿من شکله﴾اَی مِثْلُ المَذکُورِ مِنَ الحَمِیمِ الغَسَّاقِ ﴿ازواج (۵۸)﴾اَصْنَافٌ اَی عَذَابُهُم مِن اَنْوَاعٍ مُختَلِفَۃٍ ویُقَالُ لَهُم عِندَ دُخُولِهِمُ النارَ بِاَتْبَاعِهِم﴿هٰذا فوج﴾جَمعٌ﴿مقتحم﴾داخِلٌ ﴿معکم﴾النارَ بِشِدَّۃٍ فَیَقُولُ المَتبُوعُونَ﴿لامرحبا م بهم﴾اَی لا سَعَۃَ عَلَیهِمْ ﴿انهم صالوا النار (۵۹) قالوا﴾اَی الْاِتْبَاعُ ﴿بل انتم قف لا مرحبا م بکم انتم قدمتموه﴾اَی الکُفرَ﴿لنا فبئس القرار (۶۰)﴾لنا ولکم النارُ﴿قالوا﴾اَیضًا﴿ربنامن قدم لنا هٰذا فزده عذابا ضعفا﴾اَی مِثلَ عَذَابِہٖ علٰی کُفرِہٖ ﴿فی النار (۶۱) وقالوا﴾اَی کُفَّارُ مَکَّۃَ وهم فی النارِ﴿ما لنا لا نری رجالا کنا نعدهم﴾فی الدنیا ﴿من الاشرار (۶۲) اتخذنهم سخریا﴾بِضَمِّ السِّینِ وَکَسرِهَا اَیْ کُنَّا نَسخَرُبِهِم فی الدُّنیَا والیَاءُ لِلنِّسبَۃِ اَی اَمَفقُودُونَ هُم ﴿ام زاغت﴾مالَتْ﴿عنهم الابصار (۶۳)﴾فَلَم نَرَهُم وَهُم فُقَرَاءُ المُسلِمِینَ کَعَمَّارٍ وَبِلالٍ وَصُهَیبٍ وسَلْمَانَ﴿ان ذلک لحق﴾وَاجِبٌ وُقُوعُہٗ وَهُوَ﴿تخاصم اهل

النار(۶۴)﴾ كَمَا تَقَدَّمَ.

﴿ترجمہ﴾

اور یاد کرو میرے بندے ایوب......۱......کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے (انــی اصل میں بــانــی ہے) شیطان نے تکلیف (نصب کے معنی تکلیف ہے) اور ایذاء (عذاب بمعنی الم ہے) لگادی (اگرچہ تمام ہی اشیا اللہ ﷻ کی طرف سے ہوتی ہیں لیکن بارگاہ الٰہی کا ادب بجالاتے ہوئے آپ علیہ السلام نے اسے شیطان کی طرف منسوب کردیا، ان سے کہا گیا زمین پر) اپنا پاؤں مارو (حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا، پھر آپ علیہ السلام سے فرمایا گیا) یہ ہے چشمہ نہانے کو (یہ پانی ہے تم اس سے غسل کرو) اور پینے کو (تم اس میں سے پیو حکم الٰہی کے مطابق، آپ علیہ السلام نے اس سے غسل کیا اور پانی پیا تو اس سے آپ علیہ السلام کی ظاہری اور باطنی بیماریاں دور ہوگئیں......۲......) اور ہم نے اسے اس کے گھر والے اور ان کے برابر اور عطا فرمادیئے (یعنی ان کی جو اولاد انتقال کرچکی تھی انہیں اللہ ﷻ نے زندہ فرمادیا اور ان کی مثل اللہ ﷻ نے آپ علیہ السلام کو مزید عطا فرمائے ......۳......) اپنی رحمت کرنے (یعنی اپنی نعمت فرمانے) اور عقلمندوں کی نصیحت کو (ذکری کے معنی نصیحت ہے اولوا الالباب بمعنی اصحاب العقول ہے) اور اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے (تنکوں یا شاخوں سے بنی ہوئی) اس سے ماردے (اپنی بیوی کو، ایک روز دیر سے حاضر ہونے کے باعث آپ علیہ السلام نے سو ضربین مارنے کی قسم کھائی تھی) اور قسم نہ توڑ (ضربیں نہ مار کر، آپ علیہ السلام نے اذخر وغیرہ کے سو تنکے لے کر ان سے اپنی زوجہ محترمہ کو ایک ضرب لگادی......۴......) بیشک ہم نے اسے صابر پایا......۵......کیا اچھا بندہ (ایوب علیہ السلام) بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ہے (اللہ کے حضور رجوع لانے والا ہے بمعنی بہت رجوع کرنے والا ہے......۶......) اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب قوت والوں (یہ تمام ہی حضرات عبادت کے معاملے میں قوت رکھنے والے تھے) اور علم والوں کو (یعنی دینی بصیرت رکھنے والوں کو، ایک قرائت میں عبدنا مفرد آیا ہے اس صورت میں ''ابــراهيـم'' ماقبل کا بیان ہوگا اور اس کے مابعد آنے والے اسماء کا عطف ''عبــدنــا'' پر ہوگا) بیشک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا (وہ کھری بات آخرت کے) گھر کی یاد ہے (یعنی وہ اسے یاد رکھتے تھے اور اس کے لیے عمل کرتے تھے اور ایک قرائت میں ''ذکری'' کو اضافت کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور اس صورت میں یہ اضافت بیانیہ ہوگی) اور بیشک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے (الـمـصـطـفـين بمعنی الـمـختارین ہے) پسندیدہ ہیں (الاخیار ''خیر'' مشدد کی جمع ہے) اور یاد کرو اسماعیل اور یسع (یسع علیہ السلام بھی ایک نبی ہیں، الیسـع میں لام زائدہ ہے) اور ذوالکفل کو (حضرت ذوالکفل کی نبوت کے بارے میں اختلاف ہے کہتے ہیں آپ علیہ السلام کو ذوالکفل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ سو انبیاء کرام قتل سے بچنے کے لیے آپ علیہ السلام کے پاس آئے آپ علیہ السلام نے ان کی کفایت کی......۷......) اور سب (یعنی وہ سب کے سب) اچھے ہیں (اخیــار ''خیر'' مشدد کی جمع ہے) یہ ذکر ہے (ثناء جمیل کے ذریعے ان لوگوں کا یہاں ذکر کیا) اور بیشک پرہیزگاروں (لفظ المتقین انبیاء کرام کو بھی شامل ہے) کا ٹھکانہ (آخرت میں) بھلا (ماب بمعنی مرجع ہے) بسنے کے باغ (جنت عدن ......۸......یہ حسن ماب کے لیے بدل یا عطف بیان ہے) ان کے لیے (اس کے) سب دروازے کھلے ہوئے ہیں ان میں ٹیک لگائے (تکیوں پر) ان میں بہت سے میوے اور شراب مانگتے ہیں اور ان کے پاس وہ بیویاں ہیں جن کی آنکھیں شوہر پر لگی رہتی ہیں (قـصـرت الـطـرف کا معنی یہ ہے کہ ان بیویوں کی آنکھیں اپنے شوہروں پر ہی لگی رہتی ہیں) ایک عمر کی (یعنی ان سب کی عمریں یکساں ہیں سب کی سب تینتیس سال کی ہیں) وہ ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے (یوعدون کو صیغہ غائب ومخاطب دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور دونوں قرائت کے مطابق اس طرز کلام میں التفات ہے) بیشک یہ ہمارا رزق ہے کہ کبھی ختم نہ

ہوگا(یعنی کبھی منقطع نہ ہوگا، یہ جملہ رزقنا سے حال ہے یا پھران کی خبر ثانی ہے اس صورت میں دائم مرفوع یعنی دائم ہے) یہ(جو مذکور ہوا مومنین کے لیے ہے)اور بیشک سرکشوں کا بڑا ٹھکانہ(وہ) جہنم ہے کہ اس میں داخل ہونگے (یصلونھا بمعنی یدخلونھا ہے) تو کیا ہی برا بچھونا(المھاد بمعنی الفرش ہے) یہ(عذاب جو مابعد کلام سے مفہوم ہو رہا ہے) تو اسے چکھیں کھولتا پانی (حمیمک کھولتے جلادینے والے پانی کو کہتے ہیں) اور پیپ......۹......(غساق کو سین مشددہ اور مخففہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ وہ پانی ہوگا جو دوزخیوں کے زخموں سے بہتا ہوگا) اور دیگر(اخر کو صیغہ مفرد اور جمع دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اسی شکل (یعنی مذکورہ حمیم اور غساق کی مثل) کے جوڑے (یعنی کئی قسمیں......۱۰......، ان کا عذاب مختلف قسموں کا ہوگا، ان سے اپنے سرداروں کے ساتھ جہنم میں داخل کئے جانے کے وقت کہا جائیگا) یہ ایک فوج (یعنی مجمع) ہے جو داخل (مقتحم بمعنی داخل ہے) تمہارے ساتھ (آگ میں تکلیف والَم کے ساتھ ان کے مقرر سرداروں مقرر کہیں گے......۱۱......) بلکہ تمہیں کھلی جگہ نہ ہو(یعنی تم پر کچھ کشادگی نہ ہو) آگ میں تو ان کو جانا ہی ہے (تابع) بولے تمہیں کھلی جگہ نہ ملے یہ (کفر) تم ہمارے آگے لائے تو کیا بُرا ٹھکانہ(ہمارا تمہارا دوزخ میں) وہ(بھی) بولے اے ہمارے رب یہ جو مصیبت ہمارے آگے لایا اسے آگ میں دونا عذاب بڑھا(اس کے کفر پر جو عذاب اسے دیا جا رہا ہے اس عذاب کی مثل اور عذاب دے) اور بولے (کفار مکہ اس حال میں کہ وہ دوزخ میں ہیں) ہمیں کیا ہوا ہم ان مردوں کو نہیں دیکھتے جنہیں (دنیا میں) برا سمجھتے تھے کیا ہم نے انہیں ہنسی بنالیا(سخریا سین مضمومہ اور مکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یعنی ہم دنیا میں ان لوگوں کے ساتھ تمسخر کیا کرتے تھے ، سخریا میں یاء نسبتی ہے معنی کلام یہ ہے کیا وہ مفقود ہوگئے) یا آنکھیں ان کی طرف سے پھر گئیں (کہ ہم نے نہیں دیکھا، زاغت بمعنی مالت ہے اور مراد اس سے فقراء مسلمین ہیں جیسے حضرت عمار، بلال، صہیب، سلیمان رضی اللہ عنہم) بیشک یہ ضرور حق ہے(اس کا وقوع پزیر ہونا لازم ہے اور وہ امر) دوزخیوں کا باہم جھگڑا(ہے جیسا کہ پہلے بھی اس کا بیان گزر چکا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذکر عبدنا ایوب اذ نادی ربه انی مسنی الشیطن بنصب وعذاب٥﴾۔

و: عاطفہ، اذکر: فعل امر با فاعل، عبدنا: مبین، ایوب: مبدل منہ، اذ: مضاف، نادی ربه: فعل با فاعل ومفعول، انی: حرف مشبہ واسم، مسنی الشیطن: فعل ومفعول وفاعل، بنصب وعذاب: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر بتقدیر "ب" جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر عطف بیان، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ارکض برجلک هذا مغتسل بارد وشراب٥﴾.

ارکض: فعل امر با فاعل، برجلک: ظرف لغو "الارض" مفعول محذوف، ملکر جملہ فعلیہ، هذا: مبتدا، مغتسل: موصوف، بارد: صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، شراب: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ووهبنا له اهله ومثلهم معهم رحمة منا وذکری لاولی الالباب٥﴾.

و: عاطفہ، وهبنا: فعل با فاعل، له: ظرف لغو، اهله: معطوف علیہ، و: عاطفہ، مثلهم: ذوالحال، معهم: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر معطوف، ملکر مفعول، رحمة: موصوف، منا: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذکری: موصوف، لاولی الالباب: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر مفعول له، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وخذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث﴾.

و: عاطفہ، خذ: فعل امر با فاعل، بیدک: ظرف لغو، ضغثا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اضرب بہ: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تحنث: فعل نہی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا وجدنه صابرا نعم العبد انه اواب o﴾۔

انا: حرف مشبہ واسم، وجدنه صابرا: فعل با فاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، نعم: فعل مدح، العبد: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ خبر، "هو" مبتدا محذوف کیلئے، ملکر جملہ اسمیہ، انه: حرف مشبہ واسم، اواب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذكر عبدنا ابرهيم واسحق ويعقوب اولى الايدى والابصار o﴾۔

و: عاطفہ، اذكر: فعل امر با فاعل، عبدنا: مبدل منہ، ابرهيم: معطوف علیہ، واسحق ويعقوب: معطوفان، ملکر موصوف، اولى: مضاف، الايدى والابصار: مضاف الیہ، ملکر "اصحاب" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا اخلصنهم بخالصة ذكرى الدار o﴾۔

انا: حرف مشبہ واسم، اخلصنهم: فعل با فاعل ومفعول، ب: جار، خالصة: مبدل منہ، ذكرى الدار: بدل، ملکر "خصلة" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانهم عندنا لمن المصطفين الاخيار o واذكر اسمعيل واليسع وذاالكفل وكل من الاخيار o﴾۔

و: عاطفہ، انهم: حرف مشبہ واسم "هم" ضمیر ذوالحال، عندنا: ظرف متعلق محذوف حال، ملکر اسم، لام: تاکیدیہ، من المصطفين الاخيار: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اذكر: فعل امر با فاعل، اسمعيل: معطوف علیہ، واليسع وذاالكفل: معطوفان، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، كل: مبتدا، من الاخيار: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هذا ذكر وان للمتقين لحسن ماب o جنت عدن مفتحة لهم الابواب o متكئين فيها﴾۔

هذا: مبتدا، ذكر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: مستانفہ، ان: حرف مشبہ، للمتقين: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، حسن ماب: مبدل منہ، جنت عدن: ذوالحال، مفتحة: اسم مفعول، لام: جار، هم: ضمیر ذوالحال، متكئين فيها: شبہ جملہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، الابواب: نائب الفاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر بدل، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يدعون فيها بفاكهة كثيرة وشراب o وعندهم قصرت الطرف اتراب o﴾۔

يدعون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، فيها: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ب: جار، فاكهة كثيرة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، شراب: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، عندهم: ظرف متعلق خبر مقدم، قصرت الطرف: موصوف، اتراب: صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هذا ما توعدون ليوم الحساب o﴾۔

هذا: مبتدا، ما: موصول، توعدن ليوم الحساب: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان هذا لرزقنا ماله من نفاد o﴾۔

ان هذا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، رزقنا: موصوف، ما: مشابہ بلیس، له: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، نفاد: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هذا و ان للطغين لشر مابo جهنم يصلونها﴾.

هذا: خبر محذوف "ذکر" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، لـلـطـغـيـن: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، شر ماب: مبدل منہ، جهنم: ذوالحال، يصلونها: جملہ فعلیہ حال، ملکر بدل، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فبئس المهادo هذا فليذوقوه حميم وغساقo﴾.

ف: فصیحیہ، بئس: فعل ذم، المهاد: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر، "جهنم" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "ان اردت ان تعلم حقيقة جهنم" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، هذا: مبتدا، حميم وغساق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: معترضہ، ليذوقوه: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿واخر من شكله ازواجo هذا فوج مقتحم معكم لامرحبا بهم﴾.

و: عاطفہ، اخر: موصوف، من شكله: ظرف مستقر صفت، ملکر ماقبل "حميم" پر معطوف ہے، ازواج: "هذا" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، هذا: مبتدا، فوج: موصوف، مقتحم: صفت اول، معكم: ظرف متعلق بمحذوف صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لا: نافیہ، مرحبابهم: شبہ جملہ منصوب علی مصدر مفعول، فعل محذوف "يرحب" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انهم صالوا النارo قالوا بل انتم لامرحبا بكم﴾.

انهم: حرف مشبہ واسم، صالوا النار: خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، قالوا: قول، بل: حرف اضراب، انتم: مبتدا، لا: نافیہ، مرحبابكم: شبہ جملہ قول محذوف "يقال لكم" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہے۔

﴿انتم قدمتموه لنا فبئس القرار﴾.

انتم: مبتدا، قدمتموه لنا: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، بئس: فعل ذم، القرار: فاعل، ملکر جملہ انشائیہ ہوکر "النار" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا ربنا من قدم لنا هذا فزده عذابا ضعفا في النارo﴾.

قالوا: قول، ربنا: نداء، من: موصولہ، قدم لنا هذا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، زده: فعل امر با فاعل ومفعول، عذابا ضعفا: مفعول ثانی، في النار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وقالوا مالنا لا نرى رجالا كنا نعدهم من الاشرارo﴾.

و: عاطفہ، قالوا: قول، ما: اسم استفہام مبتدا، لام: جار، نا: ضمیر ذوالحال، لا نرى: فعل نفی با فاعل، رجالا: موصوف، كنا: فعل ناقص با اسم، نعدهم من الاشرار: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اتخذنهم سخريا ام زاغت عنهم الابصارo ان ذلك لحق تخاصم اهل النار o﴾.

همزه: حرف استفہام، اتخذنهم: فعل با فاعل ومفعول، سخريا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ام: عاطفہ، زاغت عنهم: فعل وظرف لغو، الابصار: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ان ذلك: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، حق: مبدل منہ، تخاصم اهل النار: بدل، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت ایوب علیہ السلام کا نسب:

۱؎...شہر روم کے رہنے والے ایوب بن موص بن زراح بن العیص بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ، بعض مورخین نے یوں بیان کیا: ایوب بن موص بن رعویل بن العیص بن اسحاق بن یعقوب۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت لوط علیہ السلام کی بہن تھیں، ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے والد اس دن ایمان سے مشرف ہوئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا اور آگ نے انہیں نقصان نہ پہنچایا۔ اور مشہور یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے ہوئے جس کی جانب کلام پاک کی آیت ﴿ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسی وھارون اوران کی ذریت میں داؤد، سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسی اور ہارون ہوئے (الانعام: ۸۴) ﴾ دلالت کرتی ہے۔ ابن عساکر سے منقول ہے کہ سب سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام، پھر نوح علیہ السلام، پھر ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، لوط علیہ السلام، ھود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ھارون علیہ السلام، الیاس علیہ السلام، یسع علیہ السلام، عرفی بن سوتلخ بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب علیہ السلام، پھر یونس بن متی علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، اور بعض روایات کے مطابق حضرت ھود علیہ السلام، صالح علیہ السلام کی تشریف آوری حضرت نوح علیہ السلام کے بعد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ہوئی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی ظاہری بیماری وعلاج:

۲؎...کہا جاتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام بہت مال والے تھے، مال ومویشی، زمینیں، لونڈی غلام، وغیرہ بہت کچھ تھا۔ ان کی اولاد اور اہل خانہ بھی بہت تھے، ان کے جسم میں بیماری پھوٹ پڑی، سوائے دل اور زبان کے جسم کا کوئی حصہ درست نہ رہا۔ زبان ودل سے اللہ عزوجل کا ذکر خیر کرتے، رات دن، صبح شام اللہ عزوجل کی یاد کرتے رہتے، جب مرض بڑھ گیا تو لوگوں نے ان کے ساتھ بیٹھنا چھوڑ دیا، مونس وغم خوار کم ہوتے گئے، انہیں شہر سے باہر کر دیا گیا، لوگوں نے کلام کرنا بند کر دیا، سوائے زوجہ محترمہ کے کوئی بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ نہ رہا۔ مال بھی ختم ہونے لگا تو لوگوں کے ہاں بطور اجرت کام کرتیں اور آپ کی خدمت کرتیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے زیادہ حضرات انبیائے کرام آزمائے گئے، پھر نیک صالحین، پھر اسی طرح اور بھی، پس دینی حیثیت کے اعتبار سے لوگ آزمائے جاتے ہیں، پس جس کے دین میں قدم مضبوط ہوتے ہیں وہ زیادہ آزمایا جاتا ہے''۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام صبر وشکر، احتساب وحمد بجالاتے رہے، وہب کے قول کے مطابق تین سال، انس کے قول کے مطابق سات سال تک جسم میں زخم کی بیماری میں مبتلا رہے۔ وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت ایوب علیہ السلام کو الہام کیا کہ اللہ آپ کو مال، اولاد اور صحیح سلامت جسم لوٹا دیگا، (اپنا پاؤں زمین پر ماریں اور جاری ہونے والے) پانی سے غسل کریں، کہ اس میں شفا ہوگی، اور ایسا ہی ہوا۔ ابن جریر کے قول کے مطابق وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک ۹۳ سال تھی۔ (البدایۃ والنہایۃ، قصۃ ایوب، ج۱، الجزء الاول، ص ۲۴۴ وغیرہ ملتقطا وملخصا)

☆...قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنا پاؤں زمین پر مارا جس سے دو چشمے بہہ نکلے، پس ایک سے پانی نوش فرمایا اور دوسرے سے غسل فرمایا۔

☆...ابن اسحق اور بعض اہل علم کہتے ہیں حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم خداوندی ہوا: ﴿ارکض برجلک ھذا مغتسل بارد وشراب (ص: ۴۲) ﴾ پس انہوں نے اپنے پاؤں کو زمین پر مارا جس سے ایک چشمہ بہہ نکلا، آپ علیہ السلام اس میں داخل ہوئے اور غسل فرمایا، پس اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی تمام بیماری دور فرما دی۔

☆...حسن سے مروی ایک قول یہ ہے کہ اللہ عزوجل کا فرمان ﴿ارکض برجلک ﴾ کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنا پاؤں

زمین پر مارا جس سے ایک چشمہ جاری ہوا اور آپ علیہ السلام نے اس سے غسل فرمایا، پھر چالیس ہاتھ چلنے کے بعد دوبارہ زمین پر پاؤں مارا جس سے ایک چشمہ نمودار ہوا، پس اس کا پانی نوش فرمایا۔ (الطبری، الجزء:۲۳، ص ۱۹۵ وغیرہ)

☆......کہا جاتا ہے کہ پاؤں مارنے کی برکت سے دو چشمے بہہ نکلے، گرم سے غسل فرمایا اور ٹھنڈے سے نوش فرمایا۔

(حاشیۃ الشھاب، ج۸، ص۱۰۶)

علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں:

حضرت ایوب علیہ السلام نے اس پانی سے غسل بھی فرمایا اور نوش جاں بھی فرمایا جس کی برکت سے ان کی تمام ظاہری و باطنی بیماریاں دور ہو گئیں، بیشک جب اللہ عزوجل اپنے بندے پر نظر رحمت فرماتا ہے تو اس کا مرض شفاء میں، سختی نرمی میں، جفا وفا میں بدل جاتی ہے اور بندہ صحیح سالم تندرست ہو جاتا ہے اور اس کی جسمانی تازگی وحسن لوٹ آتا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام بیماری کی حالت میں سات سال، سات ماہ، سات دن، سات گھڑیاں رہے لیکن کبھی بھی ایک پہلو سے دوسرے پہلو نہ ہو سکے اور تکلیف مسلسل برداشت کرتے رہے۔ (روح البیان، ج۸، ص ۵۸)

حضرت ایوب علیہ السلام پر مزید انعام ہونے کے معانی:

۳......اللہ عزوجل نے ان پر مزید کیا انعامات کئے، اگرچہ ان کی ظاہری بیماری دور فرمادی، جمہور کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے ان کے قرابت داروں میں سے فوت شدگان کو دوبارہ زندہ فرمادیا اور مریضوں کو شفا عطا فرمادی اور جدا ہوجانے والوں کو پھر سے ملا دیا۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ان کے میلان قلب کو دیکھتے ہوئے بیماروں کو ٹھیک کر دیا اور انہیں آسودہ حال فرمایا یہاں تک کہ ان کی اولاد پہلے کے مقابلے میں زیادہ ہوئی۔ (روح المعانی، الجزء:۲۳، ص ۲۷٤)

اللہ نے انہیں صحت، مال، اور قوت عطا فرمائی یہاں تک کہ ان کی نسل بڑھی، حسن کہتے ہیں کہ ان کے اہل میں سے جو وفات پا چکے تھے انہیں دوبارہ زندہ کر دیا گیا۔ (الرازی، ج۹، ص ۳۹۹)

حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت ایوب علیہ السلام کو تندرست کر کے انکا حسن وشباب واپس لوٹا دیا اور ان کے ہاں چھبیس بیٹے پیدا ہوئے، حضرت ایوب علیہ السلام اس کے بعد ستر سال مزید زندہ رہے، تاہم اس کے خلاف مؤرخین کا یہ قول ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی عمر پاک ۹۳ سال تھی۔ (البدایۃ والنھایۃ، قصص ایوب، ج۱، الجزء الاول، ص ۲٤٤، مخلصا، ملتقطا)۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی قسم پوری کرنے کا حیلہ:

۴......حضرت ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی کہ اپنی زوجہ کو سو کوڑے ماریں گے، پس اللہ عزوجل نے ان کے لئے اس امر کو آسان کیا اور حیلہ تعلیم فرمایا کہ سو تنکوں کی ایک جھاڑو لو اور اس سے بیک وقت ایک ہی مرتبہ ضرب لگاؤ جس سے تمہاری قسم پوری ہو جائے گی، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ حکم خاص حضرت ایوب علیہ السلام کو تھا یا عام حکم تھا؟ اس بارے میں مفسرین کے دو اقوال ہیں ایک قول کے مطابق یہ حکم عام تھا جب کہ دوسرے کے مطابق خاص۔ مجاہد کہتے ہیں کہ فقہاء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا ایک ہی ضرب میں سو تنکوں والی مار مارنے سے قسم پوری ہو جائے گی یا نہیں۔ امام مالک، لیث بن سعد اور امام احمد کہتے ہیں کہ قسم ادا نہیں ہو گی۔ جب کہ امام ابو حنیفہ، امام شافعی کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ یہاں عموم ہے۔ (الخازن، ج٤، ص٤٤)

☆......حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے گھروں میں ایک شخص رہتا تھا، جس کی خلقت ناقص تھی، وہ اپنے گھر کی ایک باندی سے زنا کرتا تھا، یہ قصہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو سو کوڑے

مارو"، مسلمانوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! یہ تو اس کے مقابلے میں بہت کمزور ہے، اگر ہم نے اس کو سوکوڑے مارے تو یہ مرجائے گا ،آپ ﷺ نے فرمایا:"پھر اس کے لئے سوتنکوں کی،ایک جھاڑو لواور وہ جھاڑو اس کو ایک مرتبہ مار دو"۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الحدود، باب: الكبير والمريض يجب، رقم: ۲۵۷۴، ص ۴۳۸)

حضرات انبیائے کرام کا صابر وشاکر ہونا:

۵......حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"لوگوں میں سب سے زیادہ مصائب میں حضرات انبیائے کرام ہوتے ہیں، پھر صالحین، پھر جو ان کے بعد قریب ترین ہوں اور جو ان کے قریب ہوں، انسان اپنی دینداری کے اعتبار سے مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اگر وہ اپنے دین میں سخت ہو تو اس پر مصائب بھی سخت آتے ہیں"۔

(سنن الترمذی، كتاب الزهد، باب: ما جاء في الصبر على البلاء، رقم: ۲۴۰۶، ص ۶۹۴)

حضرت ایوب علیہ السلام کا سات سال سے زائد کا عرصہ جسمانی بیماری میں مبتلا رہنا اور اللہ عزوجل کی رضا پر راضی رہنا اعلیٰ درجے کی صبر کی مثال قائم کی ہے، کسی کے ذہن میں وسوسہ آسکتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے دعا فرمائی:﴿اذ نادى ربه انى مسنى الشيطن بنصب وعذاب جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور ایذا پہنچائی (ص:۴۱)﴾ لہذا یہ صبر کے منافی ہے۔ہم یہ کہیں گے کہ دعا کرنا صبر کرنے کے منافی نہیں کیونکہ اللہ کی جانب سے مصائب کا لوگوں سے شکایت کرنا صبر کے منافی ہوا کرتا ہے۔

مکروہ تنزیہی وخلاف اَولیٰ کا گناہ ہونایا......:

۶......اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:مکروہ تنزیہی میں کوئی گناہ نہیں ہے، وہ صرف خلاف اَولیٰ ہے، سید عالم ﷺ نے بیان جواز کے لئے قصدا ایسا کیا اور نیز، قصداً گناہ کرنے سے معصوم ہوتا ہے۔ (الفتاوی الرضويه مخرجه، ج۹، ص ۵۴۹)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

نیکوں کے نیک کام مقربوں کے حق میں گناہ ہیں، وہاں ترک اولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

پھر کراہت تنزیہ کا حاصل صرف اس قدر کہ ترک اولیٰ ہے نہ کہ فعل ناجائز ہو، علماء تصریح فرماتے ہیں کہ یہ کراہت جامع جواز واباحت ہے، جانب ترک میں اس کا وہ رتبہ ہے جو جہت فعل میں مستحب کا، کہ مستحب کیجئے تو بہتر اور نہ کیجئے تو گناہ نہیں۔مکروہ تنزیہی نہ کیجئے تو بہتر، کیجئے تو گناہ نہیں، پس مکروہ تنزیہی کو داخل دائرہ اباحت مان کر گناہ صغیرہ اور اعتیاد کو کبیرہ قرار دینا جیسا کہ فاضل لکھنوی سے صادر ہوا، پھر سید مشہدی، پھر کردی اس کے تابع ہوئے، سخت لغزش وخطائے فاسد ہے، یارب! مکروہ گناہ ہے کون سا جو شرعاً مباح ہو اور وہ مباح کیسا جو شرعاً گناہ ہو۔فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اس خطائے شدید کے رد میں ایک مستقل رسالہ مسمّی بہ:"جمل مجيلة ان المكروه تنزيها ليس بمعصية" تحریر کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

جس چیز پر ہمیں کامل یقین اور اعتماد ہو وہ یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی بالکل گناہ نہیں ہے، نہ کبیرہ نہ صغیرہ اور اس کے ارتکاب سے بندہ کسی قسم کی سزا کا مستحق نہیں ہوتا، نہ ہلکی نہ بھاری اور یہی خالص حق ہے، جس سے انحراف کی کوئی صورت نہیں، بہ کثرت علماء نے اس کی تصریح کی ہے، ردالمحتار کے حظر واباحت کی بحث میں علامہ شامی نے تلویح کے حوالے سے لکھا ہے:"رہا مکروہ تنزیہی تو وہ اتفاقاً

جواز کے زیادہ قریب ہے، اس معنی میں کہ مکروہ تنزیہی کے مرتکب کو اصلاً سزا نہیں دی جائے گی۔ البتہ اس کے ترک کرنے والے کو کچھ ثواب ملے گا اور علامہ ابو سعود کے حوالے سے لکھا ہے کہ مکروہ تنزیہی اباحت کے ساتھ جمع ہوتا ہے۔

(انظر رسالۃ حمل محیلۃ ان المکروہ تنزیہا لیس بمعصیۃ)

ذوالکفل کی نبوت میں اختلاف کا بیان:

۷......ذوالکفل کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں، بعض نے ان کی نبوت کے بارے میں بھی تردد کیا ہے کہ یہ نبی نہیں بلکہ نیک و پارسا عادل شخص تھے۔ حضرات انبیائے کرام کی قوم کی کفالت کرتے تھے، ان کے معاملات میں فیصلہ کیا کرتے تھے اس لئے انہیں ذوالکفل کہا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ نبی نہیں تھے، روزانہ سو رکعت نماز (نفل) ادا کرتے تھے اور ان سو رکعات کی حفاظت کرتے تھے اسی لئے انہیں ذوالکفل کہا گیا۔ ان کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا، ایک عورت نے ساٹھ دینار دے کر ان سے بُرائی کا قصد کیا، جب دونوں قریب ہوئے تو عورت رونے لگی اور آپ نے اسے اس کے دینار واپس کر دیئے اور خود پر ملامت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ ذوالکفل کو کبھی نہیں بخشے گا، رات کو ان کا انتقال ہوا اور صبح کو دروازے پر ایک خط ملا جس پر یہ تحریر کندہ تھی کہ اللہ عزوجل نے ذوالکفل کو بخش دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ، قصۃ ذوالکفل، ج۱، الجزء الاول، ص۲۴۹ وغیرہ ملتقطا وملخصا)

جنت عدن کے بارے میں احادیث:

۸......اصل میں عدن کا لغوی معنی اقامت ہے، پھر غلبے کی وجہ سے اس کا معنی علم ہو گیا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل نے جنت عدن کو اپنے بے مثل ہاتھوں سے بنایا اور اس کی ایک اینٹ سونے کی، ایک چاندی کی، اس کی لپائی کا گارا مشک کا ہے اور اس کی مٹی زعفران کی ہے اور اس کی بجری یاقوت کی ہے۔

(روح البیان، ج۸، ص ۶۷، سنن الترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب: ما جاء فی صفۃ الجنۃ، رقم: ۲۵۳۴، ص ۷۲۷، بتغیر قلیل)

☆......قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب سے پوچھا کہ عدن کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اے امیر المومنین وہ جنت میں سونے کے محل ہیں، جن میں انبیائے کرام، صدیقین، شہداء اور ائمہ عدل رہیں گے۔ (الطبری، الجزء: ۲۳، ص ۲۰۳)

☆......ابو موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ جنتِ عدن میں اپنے رب کو دیکھیں گے یوں کہ ردائے کبریائی اللہ کے بے مثل و بے مثال چہرے پر ہوگی''۔ (البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ، باب: عدد الجنان و اسمائھا، رقم: ۱۶۹۹، ص ۴۹۴)

غساق (پیپ) کے بارے میں تفسیری نکات:

۹......غساق کے بارے میں درج ذیل اقوال منقول ہیں:

(۱)......قتادہ کا قول ہے کہ جہنمیوں کی کھال اور ان کے گوشت کے مابین بہنے والا پانی غساق ہے۔

(۲)......سُدی کہتے ہیں کہ جہنمیوں کی آنکھوں سے جو آنسو بہتے ہیں وہ غساق ہے۔

(۳)......ابن زید نے کہا کہ جہنمیوں کی پیپ کو گرم کر کے ایک حوض میں جمع کر دیا جائے تو اس کو غساق کہتے ہیں۔

(۴)......حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا وہ بہت گاڑھی پیپ ہے، اگر اس کا ایک قطرہ مغرب میں ڈال دیا جائے تو اس سے پورا مشرق بدبودار ہو جائے گا اور اس کا ایک قطرہ مشرق میں ڈال دیا جائے تو پورا مغرب بدبودار ہو جائے گا۔

(۵)......مجاہد کہتے ہیں کہ وہ اتنا زیادہ ٹھنڈا پانی ہے کہ وہ ٹھنڈک کی وجہ سے پیا نہیں جا سکتا۔

(۶)......عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ وہ سخت بدبودار پانی ہے۔

(۷)......کعب نے کہا کہ وہ ہر زہریلے جانور مثلاً سانپ، بچھو کا پسینہ ہے، یہ زہریلا پسینہ ایک چشمہ میں بہتا ہوا آئے گا۔

(الطبری، الجزء: ۲۳، ص ۲۰۶ وغیرہ)

''من شکلہ ازواج'' سے کیا مراد ہے؟

۱۰...... من شکلہ ازواج سے مراد زمہریر یعنی سخت ٹھنڈک والا طبقہ ہے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ شکل کے معنی شبیہ ہے، یعنی اس کے مشابہ عذاب، جس کا نام اللہ عزوجل نے ازواج رکھا ہے اور اس کا الگ نام نہیں رکھا۔ حسن بصری کہتے ہیں ''من شکلہ ازواج کا معنی ہے رنگا رنگ کے عذاب''۔ مختلف اقسام کے عذاب، قتادہ کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ عذاب کے جوڑے، ابن زید کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ دوزخ کے عذاب کے جوڑے۔ (المرجع السابق، ص ۲۰۹)

دوزخ میں پیروکار وسردار کا حال:

۱۱......قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس قسم کے خطاب ہیں جہاں پیروکار اپنے سرداروں کو تلاش کریں گے، ان کے لئے دوگنے عذاب کے دعویدار ہونگے اور انہیں مزید ذلیل ورسوا کئے جانے کے خواہاں ہونگے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿قال ادخلوا فی امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی النار کلما دخلت امة لعنت اختها حتی اذا ادارکوا فیها جمیعا قالت اخرهم لاولهم ربنا هؤلاء اضلونا فاتهم عذابا ضعفا من النار قال لکل ضعف ولکن لا تعلمون اللہ ان سے فرماتا ہے کہ تم سے پہلے جو اور جماعتیں جن اور آدمیوں کی آگ میں گئیں انہیں میں جاؤ جب ایک گروہ داخل ہوتا ہے دوسرے پر لعنت کرتا ہے یہاں تک کہ جب سب اس میں جا پڑے تو پچھلے پہلوں کو کہیں گے اے ہمارے رب! انہوں نے ہم کو بہکایا تھا تو انہیں آگ کا دُونا عذاب دے فرمائے گا سب کو دُونا ہے مگر تمہیں خبر نہیں (الاعراف: ۳۸)﴾۔

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اسلام میں کسی نئے نیک طریقے کو ایجاد کیا اس کو اس کا اجر ملے گا اور جو اس نیک طریقے پر عمل کرے گا اس کی نیکی کا بھی اجر ملے گا اور ان کی نیکیوں میں سے کوئی کمی نہ کی جائیگی اور جس نے اسلام میں کسی بُرے طریقے کو ایجاد کیا خود اس کو بھی اس بُرے طریقے کا گناہ ہوگا اور جو بعد میں اس بُرے طریقے پر عمل کریں گے ان کی بُرائی کا بھی اس کو گناہ ہوگا اور ان کے گناہوں میں سے کوئی کمی نہ کی جائے گی''۔

(سنن ابن ماجه، کتاب اتباع السنة، باب: من سن سنة حسنة، رقم: ۲۰۳، ص ۵۳)

اہل جہنم میں باہم مناظرہ ہوگا کافروں کے سرداروں اور ان کے پیروکاروں میں مناظرہ ہوگا، سرداروں نے پیروکاروں کے متعلق کہا: ان کو خوش آمدید نہ ہو اور پیروکاروں نے سرداروں کے متعلق کہا: بلکہ تمہیں خوش آمدید نہ ہو۔ لہذا دین میں اچھے کام کی بنیاد ڈالنا فائدہ مند ہے۔

اغراض:

تادبا معه تعالی: کیونکہ شیطان اس بیماری کا سبب تھا، کیونکہ شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام کی ناک میں پھونکا تھا، پس حضرت ایوب علیہ السلام ظاہری وباطنی مرض میں مبتلا ہوگئے، جب کہ قلب وزبان سلامت رہی۔

وقیل له: یعنی جس وقت انہیں شفاء نصیب ہوئی رجوع فرمایا۔

فنبعت عین ماء: ظاہری قول کے مطابق ظاہری وباطنی مرض سے شفاء کے حصول کے لئے ایک ہی چشمہ میں غوطہ زن ہوئے، دوسرے قول کے مطابق ایک چشمہ سرزمین شام کی جابیہ نامی مقام پر ہے جہاں غسل فرمانے سے ظاہری بیماری اور دوسرے کسی مقام

پرتشریف لے جاکر پانی نوش فرمانے سے باطنی بیماری دور ہوئی، ایک قول کے مطابق ایک چشمہ گرم اور دوسرا ٹھنڈا تھا، پس گرم چشمے سے غسل فرمایا اور ٹھنڈے سے پانی نوش فرمایا۔

من مات من اولادہ: حضرت ایوب علیہ السلام کی مرنے والی اولاد میں تین مرد اور تین عورتیں ہیں، ایک قول کے مطابق سات اصناف ہیں۔ **ای مثل المذکور:** یعنی ایسا گرم پانی جو آنتیں جلادے۔

ورزقہ مثلھم: یعنی ان کی زوجہ مراد ہیں، اور ان کی جوانی میں اضافہ بھی فرمایا، ایک قول کے مطابق ان کا نام رحمۃ بنت افرائیم بن یوسف، یالیا بنت یعقوب تھا۔

لابطائھا علیہ یوما: کس وجہ سے حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی زوجہ کو مارنے کی قسم کھائی اس بارے میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ ایک دن شیطان کسی حکیم کی صورت میں حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ کے سامنے یوں ہوا کہ جب زوجہ محترمہ اس راستے سے گزریں تو دیکھا کہ لوگ کسی جانب جھکے ہوئے ہیں، بولیں میرے پاس ایک مریض ہے: شیطان بولا: مجھے اور کچھ نہیں چاہیے بس مجھے وہ شفا دینے والا کہہ دے، زوجہ بولیں: ٹھیک ہے، اور حضرت ایوب علیہ السلام کو اس کا ذکر کیا تو انہوں نے سو ضربیں مارنے کی قسم کھائی۔ (عربی جملے: فقال: اداویہ علی انہ اذا برئ یقال انت شفیتنی، لا ارید جزاء سواہ، قالت: نعم، فاشارت علی ایوب بذلک فحلف لیضربنھا)

اختلف فی نبوتہ: روایت میں ہے کہ اللہ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے بعد ان کے صاحبزادے ذوالکفل کو بھیجا، جن کے نبی ہونے میں اختلاف ہے، اور صحیح یہ ہے کہ نبی تھے، اور ان کا نام ذوالکفل تھا جیسا کہ بشر بن ایوب بھی بیان کیا جاتا ہے، یہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے اسی وجہ سے انہیں ذوالکفل کہا گیا، اور لوگوں کے مابین فیصلہ کرتے ان پر غصہ نہ کرتے۔

ای کلھم: مراد متقدمین ہیں، یعنی حضرت داؤد علیہ السلام سے لے کر ذوالکفل تک کے تمام مراد ہیں۔

حابسات الاعین: یعنی نظروں کی حفاظت کرنا کہ غیر کی شہوت اور مائل ہونے والی نظر نہ پڑے۔

لاجلہ: یعنی جس دن حساب قائم ہوگا، یعنی حساب کا دن قائم ہونا اور جزا دیا جانا دنیا میں تکمیل وعدہ کی علت کے لئے ہے۔

المذکور: خاص متقیین و مجرمین کے مقام کو بیان کیا اور یہاں ﴿ھذا﴾ بمعنی اما بعد کے ہے۔

محرق: یعنی آنتوں کا جل جانا مراد ہے، جس کا بیان اللہ عزوجل کے اس فرمان میں بھی ملتا ہے: ﴿وسقوا ماء حمیما فقطع امعاء ھم (محمد:۱۵)﴾۔ **الفراش:** بمعنی الغطاء والوطاء ہے۔ **الشاملین لھم:** مراد متقی ہیں۔

من انواع مختلفۃ: جیسا کہ زندگی، سزا، مار، زمہریر (سردی کا عذاب)، یعنی مختلف قسم کے عذاب، اللہ ہمیں ان سے بچائے آمین۔

فیقول المتبعون: داروغہ جہنم سے کہیں گے: کیا ہم کثرت اتباع پر حسد کرتے تھے؟ جب کہ ہم بھی اور ہمارے پیروکار بھی جہنمی ہی ہیں۔ **ای کفار مکۃ:** مراد ابوجہل، اُبی بن خلف وغیرہ ہیں۔

وسلمان: بہتر یہ ہے کہ اس مقام پر ان کا ذکر نہ ہو کیونکہ یہاں اہل مکہ کے بارے میں کلام کیا جارہا ہے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے مدینے میں ایمان لائے ہیں۔ (الصاوی، ج۵، ص ۱۴۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿قل﴾ یامُحمدُ لِکُفّارِ مَکۃَ ﴿انما انا منذر صلے ق﴾ مُخَوِّفٌ بِالنّارِ ﴿وما من الٰہ الا اللہ الواحد القھار (۶۵)﴾ لِخَلْقِہٖ ﴿رب السموت والارض وما بینھما العزیز﴾ الغَالِبُ عَلٰی اَمرِہٖ ﴿الغفار (۶۶)﴾ لِاَوْلِیَائِہٖ ﴿قل﴾ لھم ﴿ھو نبؤا عظیم (۶۷) انتم عنہ معرضون (۶۸)﴾ اَیِ القُرآنِ الذِی

اَبِنَائُکم به جئتُکُم فِیه بِمَا لا یَعلمُ اِلا بِوَحْیٍ وھوَ قولُہٗ﴿ما کان لی من علم؟ بالملا الاعلی﴾اَی المَلائِکۃِ﴿اذ یختصمون(۶۹)﴾فِی شَانِ آدمُ حِینَ قال اللہُ اِنِّی جَاعِلٌ فی الارضِ خَلِیفۃً﴿ان﴾ما﴿یوحی الی الاانماانا﴾ای اِنِّی﴿نذیر مبین(۷۰)﴾بَیِّنُ الْاِنْذَارِ اُذکُر﴿اذ قال ربک للملئکۃ انی خالق بشرا من طین(۷۱)﴾ھوَ آدمُ﴿فاذا سویتہ﴾اَتْمَمْتُہٗ ﴿ونفخت﴾اَجْرَیتُ ﴿فیہ من روحی﴾فَصَارَحَیًّا واِضَافَۃُ الرُّوحُ اِلَیہِ تَشرِیفٌ لِاٰدَمَ والرُّوحُ جِسمٌ لَطِیفٌ یُحیِی بِہِ الْاِنْسَانُ بِنُفوذِہٖ فِیہِ﴿فقعوا لہ سجدین(۷۲)﴾سُجُودَ تَحِیَّۃٍ بِالْاِنحِنَاءِ﴿فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون(۷۳)﴾فیہ تَاکید اِنْس﴿الا ابلیس﴾ھو ابُو الجِنِّ کَانَ بَینَ المَلائِکَۃِ ﴿استکبر وکان من الکفرین(۷۴)﴾فِی عِلمِ اللہِ تَعَالی ﴿قال یاابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی ط﴾اَی تَوَلَّیتُ خَلقَہٗ وھٰذا تَشرِیفٌ لِاٰدَمَ فَاِنَّ کُلَّ مَخلُوقٍ تَوَلّٰی اللہُ خَلقَہٗ ﴿استکبرت﴾اَلْاٰنَ عَنِ السُّجُودِ اِسْتِفھَامُ تَوبِیخٍ ﴿ام کنت من العالین(۷۵)﴾المُتَکَبِّرِینَ فَتَکَبَّرْتَ عَنِ السُّجُودِ لِکَونِکَ مِنھُمْ﴿قال انا خیر منہ ط خلقتنی من نار وخلقتہ من طین(۷۶)قال فاخرج منھا﴾اَی مِنَ الْجَنۃِ وَقِیلَ مِنَ السَّمٰوٰتِ ﴿ فانک رجیم(۷۷)﴾مَطْرُودٌ﴿وان علیک لعنتی الی یوم الدین(۷۸)﴾الجَزَاءِ﴿قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون(۷۹)﴾اَیِ النَّاسِ﴿قال فانک من المنظرین(۸۰)الی یوم الوقت المعلوم(۸۱)﴾وَقتَ النَّفْخَۃِ الْاُوْلٰی ﴿قال فبعزتک لاغوینھم اجمعین(۸۲)الاعبادک منھم المخلصین(۸۳)﴾اَیِ المُومِنِینَ ﴿قال فالحق والحق اقول(۸۴)﴾بِنَصْبِھِمَا وَرَفعِ الاولِ ونَصَبَ الثَّانِی فَنَصَبَہٗ بِالفِعلِ بَعدِہٖ وَنَصَبُ الْاَوَّلَ قِیلَ بِالفِعلِ المَذکُورِ وَقِیلَ عَلَی المَصْدرِ اَی اُحِقُّ الحَقَّ وَقِیلَ علٰی نَزْعِ حَرفِ القَسمِ وَرَفعَہٗ علٰی اَنَّہٗ مُبتَداءٌ مَحذُوفُ الخَبرِ اَی فالحَقُّ مِنی وقِیلَ فالحَقُّ قَسَمِی وَجوابُ القَسَمِ﴿لاملئن جھنم منک﴾بِذُرِّیَّتِکَ﴿وممن تبعک منھم﴾مِنَ النَّاسِ﴿اجمعین(۸۵) قل ما اسئلکم علیہ﴾علی تَبلِیغِ الرِّسَالَۃِ ﴿من اجر﴾جُعلٍ ﴿وما انا من المتکلفین(۸۶)﴾المُتَقَوِّلِینَ القُرانَ مِن تِلْقَائِی نَفسِی ﴿ان ھو﴾اَی مَا القُرانُ ﴿الا ذکرٌ﴾عِظَۃٌ﴿للعلمین(۸۷)﴾لِلْاِنسِ والجِنِّ العُقَلاءِ دُونَ المَلائِکَۃِ﴿ولتعلمن﴾یا کُفارُمکۃَ﴿نباہ﴾خَبر صِدْقِہٖ﴿بعد حین(۸۸)﴾اَی یومَ القِیمَۃِ وعَلِمَ بِمعْنٰی عَرَفَ واللَّامُ قَبلَھَا لام قَسمٍ مُقدَّرٍ ای واللہ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ(اے حبیب کفار مکہ سے) میں (آگ کا) ڈر سنانے والا ہی ہوں (منذر بمعنی مخوف ہے) اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ غالب رکھنے والا (اپنی مخلوق پر) مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے غلبہ رکھنے والا (اپنے امر پر) بڑا بخشنے والا......۱......(اپنے اولیاء کو) تم (ان لوگوں سے) فرماؤ بڑی خبر ہے تم اس سے غفلت میں ہو (یعنی قرآن پاک سے جس کی خبر میں نے تمہیں دی اور میں اسے تمہارے پاس لے کر آیا ہوں اس میں وہ باتیں ہیں جو بغیر وحی کے جانی نہیں جاسکتیں اور وہ فرمان ہے) مجھے ملاء اعلی (یعنی فرشتوں) کی کیا خبر تھی وہ جھگڑتے تھے (حضرت آدم علیہ السلام کے معاملے میں......۲......، جب اللہ عزوجل نے ارشاد فرماتا تھا﴿انی

جاعل فی الارض خلیفۃ (البقرۃ: ۳۰)﴾) مجھے وحی نہیں ہوتی (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر یہی میں تو روشن ڈر سنانے والا ہوں (انما میں انا بمعنی انی ہے، اور مبین بمعنی بین ہے، یاد کرو) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان (یعنی آدم علیہ السلام کو) بناؤں گا پھر جب میں اسے ٹھیک بنالوں (اس کو مکمل کردوں) اور پھونکو (یعنی جاری کردوں) اس میں اپنی طرف کی روح (اور وہ زندہ ہوجائے اللہ نے اپنی ذات کی طرف روح کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی عزت افزائی کے لیے فرمائی ہے......۳......، روح یہ ایک جسم لطیف ہے، جس کے جسم انسانی میں نفوذ کرنے سے انسان زندہ ہوتا ہے) تو تم اس کے لیے سجدے میں گرنا (جھک کر اس کے لیے سجدہ تعظیمی بجالانا) تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا ایک ایک نے کوئی باقی نہ رہا......۴......(اس کلام میں دو تاکیدیں ہیں) مگر ابلیس نے (یہ ابوالجن تھا، فرشتوں کے درمیان رہا کرتا تھا......۵......) اس نے غرور کیا اور وہ (علم الٰہی عزوجل میں) تھا ہی کافروں میں فرمایا ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے......۶......(یعنی جسے بن ماں باپ کے میں نے خود پیدا فرمایا، یہ بات حضرت آدم علیہ السلام کی عزت افزائی کے لیے فرمائی ورنہ ہر مخلوق کو بنانے والا اللہ عزوجل ہی ہے) تجھے غرور آگیا (ابھی اس کو سجدہ کرنے سے، یہ استفہام توبیخ ہے) یا تو تھا ہی مغروروں میں (اور مغروروں میں سے ہونے کی وجہ سے تو نے تکبر کیا، عالین بمعنی متکبرین ہے) بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا فرمایا تو اس سے (یعنی جنت سے) نکل جا کہ (ایک قول کے مطابق اسے آسمانوں سے نکل جانے کا حکم دیا گیا تھا) تو لعنت کیا گیا ہے (دھتکارا ہوا ہے) اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے یوم الدین (یعنی یوم جزاء) تک بولا اے میرے رب ایسا ہے تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ (یعنی لوگ) اٹھائیں جائیں فرمایا تو مہلت والوں میں ہے اس جانے ہوئے وقت کے دن تک (یعنی نفخۂ اولی کے وقت تک) بولا تیری عزت کی قسم! ضرور میں ان سب کو گمراہ کردونگا مگر ان میں جو تیرے مخلص بندے ہیں (یعنی مومنین ہیں) فرمایا تو یہ سچ ہے اور میں سچ ہی فرماتا ہوں ے......(مذکورہ دونوں "الحق" کو منصوب نیز پہلے کو مرفوع اور دوسرے کو منصوب پڑھا گیا ہے، دوسرے والے "الحق" کا منصوب ہونا مابعد فعل کے سبب ہے اور پہلے والے "الحق" کا منصوب ہونا کہا گیا، یہ فعل مذکور کے سبب ہے اور ایک قول کے مطابق یہ مفعول مطلق ہونے کی بناپر منصوب ہے یعنی اصل میں "احق الحق" ہے نیز ایک قول مطابق یہ حرف قسم کے حذف کی وجہ سے منصوب ہے اور اس کا مرفوع ہونا مبتدا ہونے کی وجہ سے ہے اس مبتدا کی خبر محذوف ہے یعنی اصل کلام یوں ہے "فالحق منی" اور کہا گیا ہے اصل میں کلام یوں ہے "فالحق قسمی" اور اس کا جواب قسم ﴿لاملئن جھنم......الخ ہے﴾) بیشک میں ضرور جہنم بھردونگا تجھ سے (تیری ذریت کے ساتھ) اور (لوگوں میں سے) جتنے تیری پیروی کریں گے سب سے تم فرماؤ میں اس پر (یعنی تبلیغ رسالت پر) تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا (اجر کے معنی اجرت ہے) اور میں بناوٹ والوں سے نہیں (یعنی اپنی طرف سے قرآن بنانے والوں میں سے نہیں) وہ تو نہیں (یعنی قرآن پاک تو نہیں) مگر ذکر (یعنی نصیحت) سارے جہان کے لیے (انسانوں اور جنوں کے لیے نہ کہ فرشتوں کے لیے ......۸......) اور ضرور تم جانو گے (اے کفار مکہ) اس کی خبر (اس کے سچے ہونے کی خبر) ایک وقت کے بعد (یعنی بروز قیامت، یہاں علم بمعنی عرف ہے اور اس کے ماقبل لام قسمیہ ہے، واللہ اس سے پہلے مقدر ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل انما انا منذر وما من الٰہ الا اللہ الوحد القھارo رب السموت والارض وما بینھما العزیز الغفارo﴾.

قل: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ، انا: مبتدا، منذر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، من: زائد، الٰہ: مبتدا، الا: اداۃ حصر، اللہ: موصوف، الوحد القھار: صفتان، رب السموت والارض

وما بینھما: صفت ثالث، العزیز الغفار: صفت رابع وخامس، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ھو نبؤا عظیم۝ انتم عنہ معرضون۝﴾.

قل: قول، ھو: مبتدا، نبوا عظیم: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، انتم: مبتدا، عنہ معرضون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔ ﴿ما کان لی من علم بالملا الاعلی اذ یختصمون۝﴾.

ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لی: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، علم: مصدر بافاعل، ب: جار، الملا الاعلی: مرکب توصیفی "انباء" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، اذ: مضاف، یختصمون: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان یوحی الی الا انما انا نذیر مبین۝ اذ قال ربک للملئکۃ انی خالق بشرا من طین۝﴾.

ان: نافیہ، یوحی: فعل مجہول، الی: ظرف لغو، الا: اداۃ حصر، انما: حرف مشبہ وما کافہ، انا: مبتدا، نذیر مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، اذ: مضاف، قال ربک للملئکۃ: قول، انی: حرف مشبہ واسم، خالق: اسم فاعل بافاعل، بشرا: موصوف، من طین: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سجدین۝﴾.

ف: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، سویتہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نفخت فیہ: فعل بافاعل وظرف لغو، من روحی: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، قعوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، سجدین: حال، ملکر فاعل، لہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون۝ الا ابلیس استکبر وکان من الکفرین۝﴾.

ف: عاطفہ، سجد: فعل، الملئکۃ: مؤکد، کلھم: تاکید اول، اجمعون: تاکید ثانی، ملکر مستثنیٰ منہ، الا: اداۃ استثناء، ابلیس: مستثنیٰ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، استکبر: فعل بافاعل، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، کان من الکفرین: فعل ناقص بااسم وظرف مستقر خبر، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قال یابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی﴾.

قال: قول، یابلیس: نداء، ما: استفہامیہ مبتدا، منعک: فعل بافاعل ومفعول اول، ان: مصدریہ، تسجد: فعل بافاعل، لما خلقت بیدی: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿استکبرت ام کنت من العالین۝ قال انا خیر منہ﴾.

ہمزہ: حرف استفہام، استکبرت: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ام: عاطفہ متصلہ، کنت: فعل ناقص بااسم، من العالین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، قال: قول، انا: مبتدا، خیر منہ: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿خلقتنی من نار وخلقتہ من طین قال فاخرج منھا فانک رجیم۝﴾.

خلقتنی من نار: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، خلقتہ: فعل بافاعل ومفعول، من طین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، قال: قول، ف: فصیحیہ، اخرج منھا: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ

تعلیلیہ ،انک :حرف مشبہ واسم ،رجیم :خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان علیک لعنتی الی یوم الدین۝﴾.

و :عاطفہ ،ان :حرف مشبہ ،علیک :ظرف مستقر خبر مقدم ،لعنتی :ذوالحال ،الی یوم الدین :ظرف مستقر حال ،ملکر اسم مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون۝ قال فانک من المنظرین۝ الی یوم الوقت المعلوم۝﴾.

قال: قول ،رب :نداء ،ف :فصیحیہ ،انظرنی :فعل امر با فاعل ومفعول ،الی یوم یبعثون :ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا جعلتنی رجیما" کی جزا ،ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء ،ملکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ ،قال :قول ،ف :فصیحیہ ،انک :حرف مشبہ واسم ،من :جار ،المنظرین الی یوم الوقت المعلوم :شبہ جملہ مجرور ،ملکر ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال فبعزتک لاغوینهم اجمعین۝ الا عبادک منهم المخلصین۝﴾.

قال: قول ،ف :عاطفہ ،بعزتک :ظرف مستقر "اقسم" فعل محذوف کیلئے ،ملکر جملہ فعلیہ قسم ،لام :تاکیدیہ ،اغوین :فعل بافاعل ،ہم :مؤکد ،اجمعین :تاکید ،ملکر مستثنیٰ منہ ،الا :اداۃ استثناء ،عبادک :ذوالحال ،منہم :ظرف مستقر حال ،ملکر موصوف ،المخلصین :صفت ،ملکر مستثنیٰ ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم ،ملکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال فالحق والحق اقول۝﴾.

قال: قول ،ف :مستانفہ ،الحق :"قسمی" خبر محذوف کیلئے مبتدا ،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،الحق :مفعول مقدم ،اقول :فعل بافاعل ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لاملئن جهنم منک وممن تبعک منهم اجمعین۝﴾.

لام: تاکیدیہ ،املئن :فعل بافاعل ،جہنم :مفعول ،منک :جار مجرور معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،من :جار ،من تبعک :موصول صلہ ذوالحال ،من :جار ،ہم :مؤکد ،اجمعین :تاکید ،ملکر مجرور ،ملکر حال ،ملکر مجرور ،ملکر معطوف ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "اقسم" کیلئے جواب قسم ،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿قل ما اسئلکم علیه من اجر وما انا من المتکلفین۝﴾.

قل: قول ،ما اسئلکم :فعل نفی بافاعل ومفعول ،علیہ :ظرف مستقر حال مقدم ،من :زائد ،اجر :ذوالحال ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،ما :مشابہ بلیس ،انا :اسم ،من المتکلفین :ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ معطوف ،ملکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان هو الا ذکر للعلمین۝ ولتعلمن نباه بعد حین۝﴾.

ان: نافیہ ،ہو :مبتدا ،الا :اداۃ حصر ،ذکر للعلمین :موصوف وظرف مستقر صفت ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،لام :تاکیدیہ ،تعلمن :فعل بافاعل ،نباہ :مفعول ،بعد حین :ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم ،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بار بار گناہ کے باوجود بخشش کی امید ہونا:

...... حال عاصی کا بے حد برا ہے	تیری رحمت کا بس آسرا ہے
عفو جرم وقصور وخطا کی	میرے مولا تو خیرات دے دے

امید ہے کہ لاکھ گناہ کے باوجود بندھی ہوئی ہے، بار بار توبہ کرنے کے باوجود نہ تو گناہ سے رک پاتے ہیں اور نہ ہی اُس کریم

کی رحمت سے نظر اٹھتی ہے۔ ہر آن، ہر لحہ، ہر پل، ہر گھڑی، ہر دن بلکہ کوئی دن ایسا نہیں کہ جرم نہ ہوتا ہو، انسان جرائم کی دنیا میں درندوں سے بھی زیادہ درندہ ہونے لگا ہے۔ دیگر مخلوق تو کیا امن پائی گی اپنی ذات بھی محفوظ نہیں، خود کو نقصان پہنچانے کے درپے ہونے والے جگہ جگہ منشیات کی لت میں پڑ کر اپنی زندگی اجیرن بنائے جارہے ہیں، موت کے منھ میں ہاتھ ڈالنے والے گلیوں ،بازاروں، تفریح گاہوں، مختلف عوامی جگہوں پر غیر اخلاقی کارستانیوں میں مصروف آئے دن لوگوں سے پٹتے ہیں اور اگر اپنے مضموم عزائم میں کامیاب بھی ہوجائیں تو سکون کہاں ملے گا؟ رب کی یاد سے کوسوں دور مسلمان اکثریت کہاں نجات کے راستے پر گامزن ہوگی؟ کونسا ایسا کرشمہ ہوگا کہ انسان جہالت کی پستی سے نکل کر علم کے نور سے منور ہوگی۔ ساری گفتگو کا ایک ہی مقصد، ایک ہی فلسفہ ،ایک ہی سوچ ہے کہ ہم بنی نوانسان اگرچہ گناہ سے پاک نہیں ہیں لیکن اللہ کی رحمت سے مایوس بھی نہیں ہیں۔ مغفرت پانے کے لیے فقط دل سے دعا کرنا درکار ہے، شرمندگی اور ندامت کا ہونا ضروری ہے اور جہاں ایسا ہے وہاں انعام واکرام کتنے اس کا اندازہ ذیل میں موجود احادیث وشروحِ احادیث سے بخوبی لگا سکتے ہیں۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ وسوسہ آئے کہ بارہا ایسا ہوا کہ ایک ہی گناہ سے کئی بار توبہ کی لیکن پھر گناہ کا ارتکاب ہوجاتا ہے تو ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ جس طرح بار بار گناہ ہوجانے سے بیزار نہیں ہوتے اسی طرح بار بار توبہ کرنے سے بھی دلبرداشتہ نہ ہوں ہوسکتا ہے کہ کوئی وقت ایسا ہو کہ اللہ ہمارے دل پھیر دے۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بیشک ایک بندہ گناہ کرلیتا ہے، پھر دعا کرتا ہے کہ اے میرے رب! مجھ سے گناہ ہوگیا تو میرا گناہ معاف فرما، (اللہ ارشاد فرماتا ہے) کیا میرے بندے کو علم ہے کہ اس کا رب ہے جو اس کی مغفرت بھی کرتا ہے اور اس کے گناہ پر مواخذہ بھی کرتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر وہ بندہ دوبارہ گناہ کرتا ہے اور پھر دعا کرتا ہے کہ اے میرے رب! مجھ سے گناہ سرزد ہوگیا تو مجھ کو معاف فرما، اللہ فرماتا ہے کہ کیا میرے بندہ کو علم ہے کہ اس کا رب ہے جو اس کے گناہ کو معاف بھی کرتا ہے اور اس کے مواخذہ بھی فرماتا ہے، میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا، پھر جتنا وقت اللہ چاہتا ہے وہ بندہ گزارتا ہے، پھر گناہ کرلیتا ہے، پھر دعا کرتا ہے کہ مجھ سے گناہ ہوگیا تو میرے گناہ کو بخش دے۔ پھر اللہ فرماتا ہے: کیا میرے بندے کو علم ہے کہ اس کا رب ہے جو اس کے گناہ کو معاف بھی کرتا ہے اور اس کے گناہ پر مواخذہ بھی فرماتا ہے، میں نے اپنے بندے کو تین مرتبہ معاف کردیا، وہ جو چاہے عمل کرے''۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب: قول اللہ تعالی یریدون ان یبدلوا، رقم: ۷۵۰۷، ص ۱۲۹۲)

اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ علامہ ابن بطال مالکی نے اس حدیث کی شرح میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص گناہوں پر اصرار کرتا ہے یعنی بغیر توبہ کے بار بار گناہ کرتا ہے اس کی مغفرت اللہ کی مشیت پر موقوف ہے، اگر چاہے تو اس کو عذاب دے اور اگر چاہے تو اس کو بخش دے، اس کی نیکی کو غلبہ دیتے ہوئے اور اس بندہ کا یہ اعتقاد ہے کہ اس کا رب ہے جو خالق ہے، وہ عذاب بھی دیتا ہے اور بخشتا بھی ہے اور اس کا اللہ سے استغفار کرنا اس کے اس عقیدہ پر دلالت کرتا ہے، اس حدیث میں یہ دلیل نہیں ہے کہ جس گناہ کی وہ مغفرت طلب کررہا ہے اس کی توبہ کرچکا ہے، کیونکہ توبہ کی تعریف یہ ہے کہ وہ گناہ سے رجوع کرے اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرے اور اس گناہ کا تدارک اور تلافی بھی کرے اور فقط گناہ پر استغفار کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے اس معنی میں توبہ بھی کی ہے اور بعض علماء نے توبہ کی تعریف میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اس کو اپنے فعل پر ندامت ہو اور بعض نے یہ کہا ہے کہ توبہ کے لئے صرف ندامت کافی ہے کیونکہ گناہ کا تدارک اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم ندامت سے ہی پیدا ہوتا ہے اور حدیث میں ہے کہ ''ندامت توبہ ہے''۔ (فتح الباری، کتاب التوحید، باب: قول اللہ تعالی یریدون ان یبدلوا، رقم: ۷۵۰۷، ج ۱۳، ص ۵۷۰)(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب: ذکر التوبۃ، رقم: ۴۲۵۲، ص ۷۰۴)

علامہ ابو العباس قرطبی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ حدیث اللہ کے عظیم فضل اور اس کی وسیع رحمت پر دلالت کرتی ہے لیکن اس حدیث میں جس استغفار کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دل سے استغفار کرے، حتی کہ اس سے اصرار کی گرہ کھل جائے اور اس کو ندامت ہو اور ایسا استغفار اس کی توبہ کا ترجمان ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی: حضرت نعمان بن سعد بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو فتنہ میں پڑنے کے بعد توبہ کریں''۔ (شعب الایمان، باب: فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، رقم: ۷۱۲۰، ج۵، ص۲۴۲۰) اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو بار بار گناہ کرے اور بار بار توبہ کرے، پس جب اس سے گناہ سرزد ہو گیا تو وہ توبہ کرے گا اور اس سے مراد ایسا شخص نہیں ہے جو زبان سے تو استغفار کر رہا ہو اور اس کا دل گناہ پر مصر ہو اور یہ ایسا استغفار ہے کہ اس استغفار سے بھی استغفار کی ضرورت ہے۔ حضرت ابن عباس نے مرفوعا روایت کی ہے: ''گناہ کرنے والا اس شخص کی مثل ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو اور جو شخص اس حال میں استغفار کرے کہ وہ گناہ پر قائم ہو، وہ اس شخص کی مثل ہے جو اپنے رب سے مذاق کر رہا ہو''۔ (شعب الایمان، باب: فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، رقم: ۷۱۷۸، ج۵، ص۲۴۳۸)

میں نے جو پہلے ذکر کیا کہ استغفار توبہ کا غیر ہوتی ہے اور مغفرت طلب کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ بندہ اس گناہ سے توبہ کر رہا ہو، یہ محض لفظی اعتبار سے ہے لیکن اکثر لوگوں کی استغفر اللہ سے مراد توبہ کرنا ہوتی ہے، پس جو شخص کسی گناہ پر استغفار کرتا ہے وہ اس گناہ سے لازما توبہ بھی کرتا ہے۔ (المفہم، ج۷، ص ۸۴ وغیرہ)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم خطا کرتے رہو، حتی کہ تمہاری خطائیں آسمان تک پہنچ جائیں، پھر تم توبہ کرو تو اللہ تمہاری توبہ قبول فرمالے گا''۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب: ذکر التوبۃ، رقم: ۴۲۴۸، ص۷۰۴)

☆......حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ رات کو اپنا (بے مثل) ہاتھ پھیلاتا ہے کہ دن میں گناہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمالے اور دن میں اپنا (بے مثل) ہاتھ پھیلاتا ہے کہ رات میں گناہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمالے، حتی کہ سورج طلوع ہو جائے'' (صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب: قبول التوبۃ من الذنوب، رقم: (۶۸۸۳)/۲۷۵۹، ص۱۳۵۲)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''جب تک بندہ کی روح نکلتے وقت اس کے حلقوم تک نہ پہنچ چکی ہو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا رہتا ہے''۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: ۹۸/۱۰۴، رقم: ۳۵۳۸، ص۱۰۱۵)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے استغفار کو لازم کر لیا، اللہ اس کی ہر مشکل کا ایک حل اور ہر مصیبت سے ایک نجات کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا''۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب: فی الاستغفار، رقم: ۱۵۱۸، ص ۲۸۳)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے اور اگر وہ توبہ کر لے اور اس گناہ کو اتار دے اور استغفار کرے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ زیادہ گناہ کرے تو وہ نکتے زیادہ ہو جاتے ہیں حتی کہ اس کے پورے دل کو ڈھانپ لیتے ہیں اور یہی وہ زنگ ہے جس کا اللہ نے قرآن میں ذکر فرمایا: ﴿کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا گیا ہے ان کی کمائیوں نے (المطففین:۱۴)﴾۔

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے ننانوے قتل کیے، پھر اس نے زمین والوں سے پوچھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ اسے ایک بڑا راہب (عیسائیوں کا تارک دنیا) کا پتہ بتایا گیا، وہ

شخص اس راہب کے پاس گیا اور یہ کہا کہ اس نے ننانوے قتل کیے ہیں، کیا اس کی توبہ ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا: نہیں! اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر کے سو کی گنتی پوری کرلی، پھر اس نے سوال کیا کہ روئے زمین پر سب سے بڑا عالم کون ہے؟ اس کو ایک عالم کا پتہ دیا گیا، اس شخص نے کہا کہ اس نے سو قتل کئے ہیں کیا اس کی توبہ کی صورت ہوسکتی ہے؟ عالم نے کہا: ہاں! توبہ کی قبولیت میں کیا چیز حائل ہوسکتی ہے، جاؤ فلاں، فلاں جگہ کچھ لوگ اللہ کی عبادت کررہے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو اور اپنی زمین کی طرف واپس نہ جاؤ کیونکہ وہ بُری جگہ ہے، وہ شخص روانہ ہوا، جب وہ آدھے راستے پر پہنچا تو اس کو موت نے آلیا اور اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہوا، رحمت کے فرشتوں نے کہا: ''یہ شخص توبہ کرتا ہوا دل میں اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوا آیا تھا''۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا: ''اس نے بالکل کوئی نیک عمل نہیں کیا''، پھر ان کے پاس آدمی کی صورت میں ایک فرشتہ آیا، انہوں نے اس کو اپنے درمیان حَکَم بنایا، اس نے کہا: ''دونوں زمینوں کی پیمائش کرو، جس زمین کے زیادہ قریب ہو اسی کے مطابق اس کا حکم ہوگا''، جب انہوں نے پیمائش کی تو وہ اس زمین کے زیادہ قریب تھا جہاں اس نے جانے کا ارادہ کیا تھا، پھر رحمت کے فرشتوں نے اس پر قبضہ کرلیا، حسن نے بیان کیا ہے: ''جب اس پر موت آئی تو اس نے اپنا سینہ پہلی جگہ سے دور کرلیا تھا''۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب:٥٤، رقم: ٣٤٧٠،ص ٥٨٥)

ملاءِ اعلیٰ سے مراد کون ھیں؟

۲.....ملاءِ اعلیٰ سے مراد فرشتے ہیں، بعض مفسرین نے کہا کہ فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کی شان کے متعلق جھگڑ رہے تھے، جب اللہ نے فرمایا: ﴿انی جاعل فی الارض خلیفة قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء میں زمین میں نائب بنانے والا ہوں بولے ایسے کو نائب بنائے گا جو فساد پھیلائے اور خونریزی کرے(البقرة: ٣٠)﴾۔ انہیں ملاءِ اعلیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ فرشتے اس وقت جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے متعلق کلام کیا جارہا تھا، گفت وشنید میں آسمان پر موجود تھے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اللہ کے ساتھ مخاصمہ (جھگڑنا) تو کفر ہے اور فرشتے معصوم ہوتے ہیں لہذا ایسا کیوں ہوا اور ان کے ایمان پر کیا دلیل باقی رہی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس مقام پر مخاصمہ بمعنی مناظرہ ومقاولہ ہے۔(المظھری، ج٦،ص ١٥٠،روح البیان، ج٨،ص٧٨)

☆.....سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اپنے رب کو انتہائی حسین صورت میں دیکھا، اللہ نے پوچھا اے محمد! یہ فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی اے میرے رب تو بہتر جانتا ہے، سید عالم نے فرمایا کہ اللہ نے اپنی بے مثل ہتھیلی میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دی جس کی ٹھنڈک کو میں نے اپنے سینے میں پایا، پس میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ جان گیا، پھر سید عالم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموت والارض ولیکون من الموقنین اور اسی طرح ہم دکھاتے ہیں ابراہیم کو بادشاہی سارے آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہوجائے(الانعام:٧٥)﴾ پھر اللہ نے استفسار فرمایا: ''اے محمد! آسمان کے فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے تھے''؟ میں نے کہا: ''کفارات کی بحث کررہے تھے''، پوچھا گیا: ''کفارات کیا ہیں''؟ میں نے جواب پیش کیا: ''جماعت کی طرف پیدل چل کر جانا، نمازوں کے بعد مساجد میں دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھنا، تکلیف کی جگہوں میں مکمل وضو کرنا، فرمایا جو ایسا کرے گا خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے ساتھ مرے گا اور اس کے گناہ اس طرح ختم ہونگے جیسے اس دن میں کہ ماں نے اُسے جنا تھا''، اور اللہ نے فرمایا: ''اے محمد! جب تم نماز ادا کرو تو یہ پڑھو: اے اللہ میں تجھ سے نیکیوں کے کرنے اور بُرائیوں کے ترک کرنے اور مساکین سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں اور جب تو اپنے بندوں کو آزمائش میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے تو میری روح کو اپنی طرف اس حال میں قبض کرنا کہ وہ

فتنہ میں مبتلا نہ ہو۔" اور فرمایا: بلند درجات ان کاموں سے حاصل ہوتے ہیں: "سلام کو پھیلانا، کھانا کھلانا، رات کو اٹھ کر اس وقت نماز پڑھنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں"۔(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة ص، رقم: ۳۲۴۴، ص۹۲۸)

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق میں اللہ کی روح پھوکنا:

سوال.....ہم نے عطائین، ج ۳، ص ۳۸۱ پر آیت ﴿یسئلونک عن الروح اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں (بنی اسرائیل: ۸۵)﴾ کے تحت کچھ کلام کیا ہے، یہاں مزید "روح" سے متعلق شافی کافی بیان کرنا چاہتے ہیں اور عنوانات بھی قائم کریں گے اور تقریباً تمام بیان فتاوی رضویہ سے ہوگا، آخر میں یہ بھی بیان ہوگا کہ روح کی نسبت اللہ ﷻ کی جانب کیوں کی گئی ہے۔

(۱)......روحیں کب پیدا ہوئیں: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ روحیں ازل میں پیدا نہ ہوئیں، ہاں جسم سے دو ہزار سال پہلے بنیں، (ولد الحرام کا اپنا قصور نہیں مگر جب کہ وہ حرام سے پیدا ہوا، ولد الحرام ہونے میں کیا شک ہے)، نہ اس سے اس کی روح کی ناپاکی لازم، روح کفر وضلالت سے پاک ہوتی ہے۔ بددین کی روح ناپاک ہے اگر چہ ولد الحلال ہو۔ اور دیندار کی روح پاک ہے اگر چہ اس کی ولادت حرام سے ہو، روح کے پاک ہونے سے جسم کا نطفہ حرام سے بننا کیونکر مٹ گیا، بے علم کو ایسی جہالتوں اور ایسی باتوں میں خوض سے فائدہ نہیں ہوتا سوا اس کے کہ شیطان کسی گھاٹی میں راہ مار کر ہلاک کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲)......روح اصل میں پاک ہے: خلقی اعتبار سے روح پاک ہے، پھر اگر بد اعتقاد بد اعمال اختیار کرے تو ان سے ناپاک ہو جاتی ہے جس کے سبب مستحق عذاب ہوتی ہے۔

(۳)......روح انسانی متجزی نہیں: آدمی روح انسانی سے آدمی ہے اور اسی کے مرکب کا نام قلب ہے اور روح انسانی متجزی نہیں کہ آدھی ایک دل میں رہے اور آدھی دوسرے دل میں، تو جس سے وہ اصالۃً متعلق ہوگی تو وہی قلب ہے اور دوسرا سلب ہے، اور آیت پاک ﴿ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء وہی ہے کہ تمہاری تصویریں بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے (اٰل عمران: ۶)﴾ فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں تمہاری تصویر بناتا ہے جیسی وہ چاہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ کیف تشاؤن و بتخیلاتکم تخترعون جیسی تم چاہو اور اپنے خیالات میں گھڑو ویسی ہی تصویر بنادے، یہ محض باطل ہے، اور اس نے اپنی مشیت بتادی کہ کسی کے جوف میں میں نے دو دل نہ رکھے تو اس کے خلاف تصویر نہ ہوگی۔

(۴)......روح نہیں مرتی: انسان کے مرنے کے بعد سوال روح سے ہوتا ہے، اور روح کبھی نہیں مرتی، رہا یہ کہ روح بدن میں اعادہ کرتی ہے یا نصف بدن میں آتی ہے یا بدن وکفن کے درمیان رکھی جاتی ہے، اس کی تفصیل قطعیات سے نہیں نہ تفتیش کی حاجت۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج۲۹، ص۲۸۵، ۳۲۷، ۷۷، ۲۷۳)

(۵)......مومنین کی روحیں گھر آتی ہیں: غرائب اور خزانہ میں منقول ہے کہ مومنین کی روحیں ہر شب جمعہ، روز عید، روز عاشوراء، شب برائت کو اپنے گھر آکر باہر کھڑی رہتی ہیں اور ہر روح غمناک بلند آواز سے ندا کرتی ہے کہ اے میرے گھر والو! اے میری اولاد! اے میرے قرابت دارو! صدقہ کر کے ہم پر مہربانی کرو۔

(۶)......روحیں کہاں ہوتی ہیں؟: بیشک مسلمانوں کی روحیں زمین کے برزخ میں ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں، اور کافر کی روحیں سجین میں مقید ہیں۔

☆......اولیائے کرام کی روحیں زمین، آسمان، بہشت میں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

☆......ارواح مومنین برزخ میں اجسام مثالی ہیں، جیسے شہداء کے لئے حواصل طیور خضر فرمایا سبز پرندوں کے بھیس میں، اوران کے مقام حسب مراتب مختلف ہیں، قبور پر یا چاہِ زمزم میں یا فضائے آسمان میں یا کسی آسمان پر یا عرش کے نیچے نور کی قندیلوں میں، جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں لکھا۔

(۷)......روح ہمیشہ زندہ رہتی ہے: موت فنائے روح نہیں، بلکہ وہ جسم سے روح کا جدا ہونا ہے، روح ہمیشہ زندہ رہتی ہے، حدیث پاک میں ہے: ''انما خلقتم للابد ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے بنائے گئے ہیں'' ۔تو جیسے تعلقات حیات دنیوی میں تھے اب بھی رہتے ہیں، حدیث پاک میں ہے: ''ہر جمعہ کو ماں باپ پر اولاد کے ایک ہفتہ کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں، بُرائیوں پر رنجیدہ ہوتے ہیں، تو اپنے گزرے ہوؤں کو رنجیدہ نہ کرو، اے اللہ کے بندو!'' ۔

(۸)......کیا روح وجسم دونوں خاک ہوجاتے ہیں؟: انسان کبھی خاک نہیں ہوتا بدن خاک ہوجاتا ہے، اور وہ بھی کُل نہیں، کچھ اجزائے اصلیہ دقیقہ جن کو عجب الذنب کہتے ہیں وہ نہ جلتے ہیں نہ گلتے ہیں ہمیشہ باقی رہتے ہیں، انہیں پر روز قیامت ترکیب جسم ہوگی، عذاب وثواب روح وجسم دونوں کے لئے ہے، جو فقط روح کے لئے مانتے ہیں گمراہ ہیں، روح بھی باقی اور جسم کے اجزائے اصلیہ بھی باقی، اور جو خاک ہوگئے وہ بھی فنائے مطلق نہ ہوئے، بلکہ تفرق اتصال ہوا اور تغیر ہیئات، پھر استحالہ کیا ہے، حدیث میں روح وجسم دونوں کے معذب ہونے کی یہ مثال ارشاد فرمائی کہ ایک باغ ہے اس کے پھل کھانے کی ممانعت ہے، ایک لُنجھا ہے کہ پاؤں نہیں رکھتا اور آنکھیں ہیں، وہ اس باغ کے باہر پڑا ہوا ہے، پھلوں کو دیکھتا ہے مگر اُن تک جا نہیں سکتا۔ اتنے میں ایک اندھا آیا اُس لُنجھے نے اُس سے کہا: تو مجھے اپنی گردن پر بٹھا کرلے چل، میں تجھے سیدھا راستہ بتاؤں گا، اس باغ کا میوہ ہم تم دونوں کھائیں گے، یوں وہ اندھا اس لُنجھے کو لے گیا اور میوے کھائے اور دونوں میں کون سزا کا مستحق ہے؟ دونوں ہی مستحق ہیں، اندھا اُسے نہ لے جاتا تو وہ نہ جاسکتا، اور لُنجھا اُسے نہ بتاتا تو وہ نہ دیکھ سکتا، وہ لُنجھا روح ہے کہ ادراک رکھتی ہے اور افعالِ جوارح نہیں کرسکتی، اور وہ یوں اندھا بدن ہے کہ افعال کرسکتا ہے ادراک نہیں رکھتا، دونوں کے اجتماع سے معصیت ہوئی دونوں ہی مستحق سزا ہیں۔

(۹)......روح کیا ہے؟: روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے، اور تمہیں علم نہ دیا گیا مگر تھوڑا، مرنے کے بعد روح کے ادراکات علم وسمع وبصر باقی رہتے، بلکہ پہلے سے بھی زائد ہوجاتے ہیں۔

☆......روح ایک جوہر لطیف نورانی ہے کہ علم، سمع وبصر وغیرہا تمام ادراکات رکھتی ہے، کھانے پینے سے بے نیاز، گھلنے بڑھنے سے بری ہے، اسی لئے فنائے بدن کے بعد باقی رہتی ہے کہ اُسے بدن کی طرف اصلاً احتیاج نہیں، ایسا جوہر عالم آب وگل سے نہیں ہوتا بلکہ عالم ملکوت سے، تو اس کی شان یہ ہے کہ بدن کا خلل پذیر ہونا اُسے کچھ نقصان نہ پہنچائے، جو بات موافق ہو اُس سے لذت پائے، جو مخالف ہو اس سے دور پہنچے، اوراس پر دلیل ارشاد رب ہے: ﴿ولا تقولوا لمن یقتل......الخ اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو(البقرۃ:۱۵۴)﴾ اور نبی کریم ﷺ کا فرمان: ''جب مُردہ نعش پر رکھا جاتا ہے اس کی روح بالائے نعش پرافشاں رہتی ہے اور کہتی ہے کہ اے میرے گھر والو، اے میرے بچو'' ۔

(۱۰)......انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہے: آدمی دو چیزوں سے مرکب ہے، جان اور بدن۔ جزء اعظم جان ہے جس میں تبدل وتغیر کو راہ نہیں۔ اور بدن بمنزلہ لباس ہے کہ اس میں بہت تبدیلی ہوا کرتی ہے۔ پھر روح کا بدن سے چار قسم کا تعلق ہے۔ ایک تعلق دنیوی بحال بیداری، دوسرا بحالِ خواب کہ من وجہ متعلق من وجہ مفارق، تیسرا برزخی، اور چوتھا اُخروی۔ شرح الصدور میں ''ابن

قیم" کے حوالے سے پانچ قسم قرار دی ہیں۔ عبارت یہ ہے: "اول شکم مادر، دوسرا ولادت، تیسرا حالت خواب میں کہ ایک طرح سے روح بدن سے متعلق ہے اور دوسری طرح سے جُدا، چوتھا برزخ میں کہ روح موت کے باعث اگرچہ بدن سے جُدا ہو چکی ہے مگر بالکل جدا نہیں ہوئی کہ بدن کی طرف اُسے کوئی التفات نہ رہ گیا ہو، پانچواں روزِ بعث کا تعلق، وہ سب سے زیادہ کامل تعلق ہے جس سے ماقبل کے تعلقات کو کوئی نسبت نہیں، اس لئے کہ اس تعلق کے ساتھ بدن، موت، خواب، اور فساد و تغیر قبول نہیں کرتا۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ برسالہ: اتیان الارواح لدیارھم بعد الرواح، ج۹، ص ۶۵۰، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۷، ۶۵۸، ۸۶۴، ۸۸۹)

(۱۱)......اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿ونفخت فیہ من روحی﴾ کے معنی یہ ہیں کہ جس روح کا میں (اللہ عزوجل) مالک ہوں اور میرے سوا کوئی مالک نہیں۔ اور یہ اضافت حضرت آدم کی شان و تعظیم و مرتبہ کے لئے ہے۔ اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ انسان دو امر کا مرکب ہے ایک امر التسویہ یعنی ٹھیک بنالینا، دوسرا نفخ روح جس کی جانب نفخت سے اشارہ ملتا ہے، پس انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے۔ جاننا چاہیے کہ جوہر نفس تین چیزوں کا مرکب ہے، (۱)......شفاف نورانیہ، (۲)......علو عنصریہ، (۳)......قدسیہ جوہر، اور یہ بدن میں ایسے تیرتی ہے جیسے روشنی ہوا میں، آگ کوئلے میں، اور حقیقی معنوں میں اس کی کیفیت اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ (الرازی، ج۹، ص ۴۱۰)

حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے میں فرشتوں کی ترتیب:

☆......بعض محققین نے ذکر کیا ہے کہ فرشتوں کو ہم نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تا کہ وہ اس حکم سے عدول نہ کریں اور یہ حکم سجدہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل کیا گیا تھا اور اس بات پر اللہ عزوجل کا کلام شاہد ہے ﴿فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین (الحجر:۲۹)﴾ اور اس کا وقوع بعد میں ہوا ﴿اسجدوا لآدم﴾ اور یہ فرمان اس بات پر بین دلیل ہے کہ فرشتوں کو اس بات کا حکم پہلے ہی دے دیا گیا تھا۔ حاصل کلام یہ کہ فرشتوں کو پہلے ہی سجدے کا حکم دے دیا گیا تھا لیکن یہ حکم معلق تھا پھر دوبارہ سابق حکم کی مطابقت کے لئے فرشتوں کو ﴿اسجدوا لآدم﴾ کے خطاب سے نوازا گیا۔ (روح المعانی، الجزء الثامن، ص ۴۵۶)

فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا آدم علیہ السلام کے دخول جنت سے پہلے تھا اور سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام اور آخر میں عزرائیل علیہ السلام نے سجدہ کیا اسکے بعد دیگر مقرب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ اور فرشتوں کی مدت سجدہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ کتنی دیر تک سجدے میں رہے اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ سو سال تک سجدہ میں رہے اور دوسرا قول پانچ سو سال کا ہے اور اسکے علاوہ اور بھی اقوال پائے جاتے ہیں اور یہ سجدہ تعظیمی تھا۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۴۵)

حسن کا قول ہے کہ ابلیس فرشتوں میں سے نہ تھا کیونکہ وہ آگ سے پیدا ہوا اور فرشتے نور سے اور اس کا استثناء فرشتوں سے اس لئے کر دیا گیا کہ وہ بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے میں فرشتوں کے ساتھ شامل تھا، پھر جب اس نے سجدہ نہ کیا تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ﴿لم یکن من الساجدین (الاعراف:۱۲)﴾ یہی وجہ ابلیس کو فرشتوں سے مستثنیٰ کرنے کی تھی۔ (الخازن، ج ۲، ص ۱۸۴)

ابو نعیم نے حلیہ میں اور دیلمی نے جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے جد سے روایت کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دین کے بارے میں سب سے پہلے اپنی رائے سے قیاس کرنے والا ابلیس تھا اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو اس نے جواب میں کہا ﴿انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین (ص:۷۶)﴾ ابو جعفر فرماتے ہیں کہ جس نے دین کے معاملے میں اپنی رائے سے قیاس کیا اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے ابلیس کے ساتھ کر دے گا کیونکہ اس نے ابلیس کی پیروی کی۔ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۱۳۴)

جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام میں روح پھونک دی اور فرشتوں کو سجدے کا حکم فرمایا تو ابلیس میں حسد نے جوش مارا اور سجدے کا انکاری ہوا کہ مجھے آگ سے بنایا اور یہ مٹی کی پیداوار ہے، پس اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور اپنے رب پر اعتراض

کیا اور اپنے رب کے فرمان سے روگردانی کی اور اپنے رب کی رحمت سے دور ہوا، اور عبادت کرنے کے باوجود اپنے مرتبے سے نیچے اُتر گیا، ابلیس فرشتوں کی جنس سے نہیں بلکہ فرشتے نوری ہیں اور یہ ناری یعنی آگ سے پیدا ہوا ہے۔

(البداية و النهاية، باب :خلق الجان و قصة ابليس، ج ۱، ص ٦٢)

ابلیس کے جِن ہونے کی تحقیق!

۵......لوگوں کے لیے اس بارے میں کہ ابلیس جِنّوں میں سے تھا، تین اقوال ہیں: (۱)......ابلیس فرشتوں میں سے تھا اور فرشتوں میں سے ہونا اس بات کی نفی نہیں کرتا کہ جن نہ ہو اس کی کئی دلیلیں ہیں جیسا کہ فرشتوں کے قبیلوں کے بارے میں بھی یوں ہی فرمایا ﴿وجعلوا بينه وبين الجنة نسبا اور اس میں اور جنوں میں رشتہ ٹھہرایا (الصفت: ۱۵۸)﴾، ﴿وجعلوا لله شركاء الجن اور اللہ کا شریک ٹھہرایا جنوں کو (الانعام: ۱۰۰)﴾، دوسری دلیل یہ ہے کہ جن کو جن اسلئے کہتے ہیں کہ چھپا ہوا ہوتا ہے اگر دیکھا جائے تو فرشتے کے اوصاف بھی یہی ہیں یعنی فرشتے بھی چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ ابلیس جنت کا خازن تھا۔ (۲)......ابلیس جن تھا، اور جنات آگ سے بنائے گئے ہیں اور ابلیس ابوالجن کو کہتے ہیں۔ (۳)......ابلیس کو فرشتہ کہنے کا قول صحیح نہیں ہے، فرشتوں کی ذریت اور نسل نہیں ہوتی جب کہ جن کے لیے ذریت متذکرہ آیت میں بیان کی گئی ہے۔ اور یہ بھی کہ جب اللہ نے فرشتوں کو سجدے کا حکم دیا تو ابلیس نے کیوں انکار کیا، اگر فرشتہ تھا تو انکار کرنے کی جرات کیوں کی؟

(الرازی، ج ۷، ص ٤٧٢ ملخصا)

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے اپنے بے مثل ہاتھ سے بنایا:

۶......اللہ نے ﴿لما خلقت بيدى﴾ میں سیدنا آدم علیہ السلام کی تکریم کے لئے "بیدی" کا جملہ ارشاد فرمایا، جب کہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ نے روح کی نسبت اپنی جانب کر کے فرمایا: ﴿ونفخت فيه من روحى﴾، یا کعبہ مشرفہ کو بیت اللہ فرمایا، یا مساجد کو اپنا گھر فرمایا۔ پس مخاطب ان معاملات کو سمجھ لے، پس اللہ کا یہ کلام سیدنا آدم علیہ السلام کی نہایت تکریم و تعظیم کی وجہ سے ہے، اور یہاں "الید" بمعنیٰ "هذا" ہے۔ مجاہد کہتے ہیں: "الید" کے معنی تاکید وصلہ کے لئے ہیں، جیسا کہ مجازی معنی ﴿ويبقى وجـــــه ربک﴾ میں لئے جاتے ہیں کہ (اللہ ظاہری اعضاء جسمانی سے پاک ہے)، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ کی تخلیق میں "الید" کا ذکر کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ یہاں نسبت نعمت، قدرت اور قوت کی طرف نہیں بلکہ یہ دونوں (وجـه، اليد) اللہ کی ذاتی صفات ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ الید سے مراد قدرت ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ کام میرے ہاتھ کا نہیں یا یہ میرے ہاتھوں کے بس کی بات نہیں، اجماع امت اس پر ہے کہ تخلیق آدم اللہ کی قدرت کا شاخسانہ ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۳، ص ۲۰۰)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿خلقت بيدى﴾ میں تاکید ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام اللہ کی (معزز) مخلوق ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں، اور ابلیس نے سجدہ نہ کیا اس لئے کہ اُسے یہ شبہ تھا کہ وہ مخلوق کو کیوں سجدہ کرے؟ اور ابلیس کو یہ بھی شبہ تھا کہ وہ مٹی سے بنائی جانے والی مخلوق کو کیوں سجدہ کرے؟ جب کہ وہ خود ناری مخلوق ہے اور اللہ نے اسے (اس کے اس خیال و تفکرات کے باعث) ذلیل کیا، کیونکہ اللہ نے ابلیس کو اُس پاک ذات کو سجدے کا حکم دیا جو اس سے مقرب و معزز تھی اور اس حکم میں فرشتے بھی ابلیس کے ساتھ شامل تھے جنہوں نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی اور اس حکم کی تعمیل میں خالق کے حکم کی بجا آوری اور مخلوق (سیدنا آدم علیہ السلام) کی تکریم تھی۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۳، ص ۲۹۸)

کیا دنیا میں سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہو رہا ہے؟

ہے......یہ وہ دقیق مقام ہے کہ جس کی تفصیلی تفسیر مجھے نہ خازن میں ملی اور نہ ہی جامع البیان، روح المعانی، روح البیان، تفسیر اندلسی، الغرض زیر مطالعہ تفاسیر میں سے کسی تفسیر میں اس پیرائے کے متعلق کوئی خاص کلام نہ ملا جو مجھے ذکر کرنا ہے۔اللہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے امام رازی پر کہ انہوں نے اس مقام پر کچھ نکات بیان فرمائے تاہم ان سے کچھ تسامح ہوا ہے۔سب سے پہلے امام رازی کے نکات درج ذیل ہیں:

(۱)......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿قال فاخرج منها فانك رجيم وان عليك لعنتي الى يوم الدين فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا گیا اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک (ص:۷۷،۷۸)﴾۔متذکرہ آیت میں اللہ نے ابلیس کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے، اور اگر ابلیس ایمان لے آئے تو اللہ کی خبرِ صادق خبرِ کاذب بن جائے گی اور اللہ کے کلام میں کذب محال ہے، پس ابلیس کا ایمان لانا محال ہے، حالانکہ اللہ نے اس کو ایمان لانے کا حکم دیا ہے (معلوم ہوا کہ ابلیس کا ایمان نہ لانا اللہ کی قضاء وحکم سے ہے)۔

(۲)......ابلیس نے کہا: ﴿قال فبعزتك لاغوينهم اجمعين بولا تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا (ص:۸۲)﴾ یہ ابلیس کا دعوی تھا اور اللہ کو اس کا علم تھا کہ ابلیس اس کے بندوں کو گمراہ کرے گا لیکن پھر بھی اللہ نے اسے منع نہیں کیا، پس ثابت ہوا کہ اللہ اس کے کام سے راضی ہے۔(مطلب یہ کہ اللہ ابلیس کے لوگوں کو گمراہ کرنے سے راضی ہے)۔

(۳)......اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿لاملئن جهنم منك وممن تبعك منهم اجمعين بیشک میں ضرور جہنم بھردوں گا تجھ سے اور ان میں سے جتنے تیری پیروی کریں (ص:۸۵)﴾۔اگر لوگ کفر نہ کریں تو اللہ عزوجل کے کلام کا صدق کذب میں بدل جائے گا اور اللہ عزوجل کا علم جہل سے بدل جائے گا اور یہ محال ہے (پس لوگوں کا کفر کرنا اللہ کے حکم اور اس کی رضا سے ہے)۔

(۴)......اگر اللہ عزوجل کا ارادہ یہ ہوتا کہ لوگ کفر نہ کریں تو ایسی صورت میں واجب تھا کہ دنیا میں انبیاء وصالحین ہی رہتے اور ابلیس وشیطان سارے مر جاتے لیکن ایسا تو نہیں ہوا لہذا ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کا ارادہ یہی ہے کہ لوگ کفر کریں۔

(۵)......اگر کافر مکلف مانے جائیں تو لازم آئے گا کہ وہ آیات بھی مانیں جن کا تقاضا یہ ہے کہ نہ ایمان لائیں، پس اس صورت میں یہ ایمان لانے اور نہ لانے دونوں کا مکلف ہونا لازم آئے گا اور یہ تکلیف مالایطاق ہے یعنی انسان کو اسی چیز کا مکلف کرنا ہے جس کی اس میں طاقت ہے۔ (الرازی، ج۹، ص٤١٦)

یہ وہ نکات تھے جو امام رازی نے ان آیات کے تحت بیان کئے، ہم نے عطائین کے کام کا آغاز کیا اور علماء ومشائخ کی کتابوں کو کھنگالنا شروع کیا تو تفسیر رازی کا ایک نمایاں مقام ملاحظہ کیا، چنانچہ عطائین کی تیاری میں تفسیر "رازی" کو نمایاں جگہ دی۔ انسان بہت جلد مانوس ہوجاتا ہے تاہم عرصہ چھ سال سے عطائین کی تیاری میں مسلسل کوششیں جاری ہیں اور آج (۲۰۱۳-۲-۱۱، بروز پیر بمطابق ۲۹ ربیع النور ۱۴۳۴ھ) کو اس آیت کی تفسیر میں یہ نکات لکھے جنہیں پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ امام رازی سے کوئی ذہنی تسامح ہوا، ہوسکتا ہے کہ انکی افکار کہیں اور مصروف ہوں اور حضرت نے قلم سے ان آیات کے تحت نکات لکھ دیئے ہوں یعنی حضرت کی توجہ خاص نہ رہی ہو۔بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کسی ذہنی کشمکش میں ہوتا ہے اور اُسے صحیح سمت نظر نہیں آرہی ہوتی اور اسی اثناء میں روزمرہ کے امور میں کمی ہوتی رہتی ہے کیونکہ اس قسم کے نظریات دھریہ وزندیق لوگوں کے ہوتے ہیں۔تاہم دین کے ادنی طالب علم کی حیثیت سے کچھ کوشش کر رہا ہوں تاکہ اہل سنت کا مذہب واضح ہوجائے۔

(۱)......جان لیں کہ فی نفسہ ہر ایک کا ایمان لانا ممکن ہے لہذا ابلیس کا بھی ایمان لانا ممکن ہے، اب اللہ عزوجل کے علم ازلی میں یہ بات ہے کہ مخلوق میں سے کون ایمان لائے گا اور کون ایمان نہیں لائے گا، مثلا ابوجہل کا ایمان نہ لانا اللہ عزوجل کے علم میں تھا، اب اگر وہ ایمان

لے آتا تو اللہ ﷻ کا علم جہل میں بدل جاتا اور اللہ ﷻ کا جہل محال ہے، بالکل اسی طرح ابلیس کا ایمان نہ لانا اللہ ﷻ کے علم ازلی میں تھا، پس اگر وہ ایمان لے آتا تو اللہ ﷻ کا علم جہل سے بدل جاتا، پس ابلیس یا کوئی اور، ہر ایک کا ایمان لانا فی نفسہٖ ممکن ہے اور اس سے قطع نظر کہ اللہ نے اس کے ایمان لانے کی خبر دی ہے یا ایمان نہ لانے کی۔

(۲)......امام رازی نے ابلیس کے قول کو ذکر کیا: ﴿قال فبعزتک لاغوینهم اجمعین بولا تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا(ص:۸۲)﴾ تو اللہ ﷻ نے جواباً ارشاد فرمایا: ﴿لاملئن جهنم منک وممن تبعک منهم اجمعین بیشک میں ضرور جہنم بھردوں گا تجھ سے اور ان میں سے جتنے تیری پیروی کریں(ص:۸۰)﴾، یعنی ابلیس کو اس کے بُرے ارادے سے منع نہ کیا، پس ثابت ہوا کہ اللہ ﷻ ابلیس کے ارادے سے راضی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی حکمت یہ ہے کہ جس طرح اس کے انبیاء لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہیں بالکل اسی طرح ابلیس کو بھی مہلت دی گئی ہے اور وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اب ہر ایک شخص جانتا ہے کہ اُسے نیکی کر کے اللہ ﷻ کی جنت کا حقدار بننا چاہیے یا بُرائی کر کے جہنم کا، کیا ماقبل آیت سے روکنا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ انسان خوف کی وجہ سے بھی گناہ اور نافرمانی سے رکتا ہے، پس اس نظریے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۳)......اللہ نے فرمایا: ﴿لاملئن جهنم منک وممن تبعک منهم اجمعین بیشک میں ضرور جہنم بھردوں گا تجھ سے اور ان میں سے جتنے تیری پیروی کریں(ص:۸۰)﴾، پس لوگوں کا کفر کرنا ضروری امر ٹھہرا کیونکہ اگر لوگ کفر نہ کرتے تو اللہ ﷻ کا صدق کذب میں اور علم جہل میں بدل جاتا اور یہ محال ہے۔ ہم اس کا جواب یہ دیں گے لوگوں کو اللہ ﷻ نے ایمان لانے کا مکلف ٹھہرایا ہے، اب اس ایمان لانے کے متعلق اللہ ﷻ کا علم کیا ہے، یہ یکسر دوسری بحث ہے۔

(۴)......امام رازی کا چوتھا نکتہ یہ ہے کہ اگر کوئی کفر نہ کرے تو پھر اس دنیا میں فقط انبیاء اور صلحاء ہی ہونے چاہیے، ابلیس وشیطان کی ضرورت نہیں، اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر لوگوں کے کفر پر اللہ ﷻ کا ارادہ ماننا پڑے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کا مقصود کسی کو جبراً مومن یا کافر بنانا نہیں بلکہ دونوں راستے واضح ہیں جس نے جو کرنا ہے اللہ ﷻ کے علم ازلی میں وہ تمام باتیں ہیں لہٰذا اس صورت میں بھی اشکال کی گنجائش نہیں۔

(۵)......اگر یہ کہا جائے کہ کافر ایمان لانے کے مکلف ہیں تو لازم آئے گا کہ ان آیات پر بھی ایمان لائیں جن کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں، پس اس وقت یہ لازم آئے گا کہ وہ ایمان لانے اور نہ لانے دونوں کے مکلف ہوں اور یہ تکلیف مالایطاق ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کے بارے میں اللہ کا علم کیا ہے؟ نہ ہی ہم یہ جانتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے ہمارے ایمان لانے کے بارے میں کسی کو کوئی خبر دی ہے یا نہیں؟ اسی طرح کفار کو بھی ایمان لانے کا مکلف کیا ہے لیکن ان کے بارے میں بھی کوئی نہیں جانتا کہ اللہ کا علم کیا ہے؟ تاہم یہ الگ بحث ہے کہ کس کے بارے میں اللہ ﷻ کا علم ازلی کیا ہے؟ پس یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ اگر کفار ایمان لانے کے مکلف ہوں تو ضروری ہوگا کہ وہ ایمان لانے یا نہ لانے دونوں کے مکلف ہوں اور یہ تکلیف مالایطاق ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ، علماء معبرین کی کتب سے خوشہ چینی کرتے ہوئے ہم نے مسئلہ واضح کردیا، اللہ ﷻ اپنے فضل سے امام رازی پر رحمتیں نازل فرمائے، آمین۔

قرآن کن کے لئے نصیحت ہے؟

۸......امام جریر طبری کہتے ہیں کہ اس آیت میں ﴿العالمین﴾ سے مراد جن اور انس ہیں، یعنی قرآن مکلفین کے لئے نصیحت ہے، پس جو شخص عذاب سے نجات چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ قرآن کی نصیحت پر عمل کرے اور اے گروہِ قریش! عنقریب تم یہ

حقیقت جان لوگے کہ قرآن کریم نے نیک کام پر بشارت اور بُرے کاموں پر وعید سنائی ہے، اور آخرت میں تم مومنین کو ثواب اور منکرین کو عذاب ہوتا دیکھوگے۔

☆......اس بارے میں بہتر قول یہ ہے کہ مشرکین و مکذبین کو اس قرآن کے ذریعے خبر دی جارہی ہے کہ عنقریب ان پر قرآن مجید کی وعد و وعید کا صدق ظاہر ہو جائے گا، کب ہوگا اس کا تعین نہیں ہے، پس بعض مشرکین معرکۂ بدر میں مارے گئے اور بعض کو جب ان کی موت کا وقت ہوگا اور حالت نزع طاری ہوگی اس وقت علم ہوگا، بعض کو اس کا علم آخرت میں ہوگا۔ (الطبری، الجزء:۲۳، ص ۲۲۰ وغیرہ)

اغراض:

بما یعلم: مراد واقعات وخبریں وغیرہ ہیں۔ **وھو:** وہ امر جو بغیر وحی کے نہ جانا جائے۔

ای الملائکۃ: مراد ابلیس ہے، جس کے بارے ملاء اعلیٰ کے بارے میں علم ہونے کی بات کی جارہی ہے۔

والروح جسم لطیف: یہ جمہور کا ایک قول ہے کہ روح جسمِ لطیف ہوتی ہے اور یہی صحیح ہے، ایک قول روح کے عرض ہونے کا بھی ہے یعنی مراد وہ حیات ہے، جو جسم میں پائی جائے تو جسم حس وحرکت میں ہوتا ہے ورنہ نہیں، ایک قول کے مطابق نہ تو جسمِ لطیف ہے اور نہ ہی عرض بلکہ ایک جوہر ہے جو کہ کسی نفس کے ساتھ قائم ودائم ہے، جس کا تعلق بدن کے حس وحرکت کرنے کے ساتھ ہوتا ہے، نہ تو یہ جوہر جسم میں داخل ہوتا ہے اور نہ ہی خارج ہوتا ہے اور یہ بعض فلاسفہ کا قول ہے۔

سجود تحیۃ بالانحناء: اللہ ﷻ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ ہم نے اس کا ماقبل جواب دے دیا ہے کہ مراد حقیقی پیشانی رکھنے والا سجدہ ہے اور اگر کسی قسم کے سجدے کا حکم اللہ ﷻ کی جانب سے ہو تو گویا اللہ ﷻ کے حکم پر عمل کرنا ہوا اور ایسا کرنا یقیناً قابل گرفت نہیں ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ درحقیقت سجدہ اللہ ہی کو تھا بس آدم علیہ السلام قبلے کی مثل تھے۔

کان بین الملائکۃ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿الا ابلیس﴾ میں استثناء منقطع ہے۔

فی علم اللہ: یعنی اللہ ﷻ کے علم میں ازلی میں یہ بات موجود تھی کہ ابلیس سجدہ نہ کرے گا۔

ای تولیت خلقہ: یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے وسیلے کے ذاتی قدرت سے پیدا فرمایا، اور الید کا قول اپنے کمال کے اظہار کے لئے فرمایا ہے۔

ای من الجنۃ: اس بارے میں بیان کرنا مقصود ہے کہ فرشتوں کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم جنت میں رہتے ہوئے دیا تھا یا جنت سے نکالے جانے پر دیا تھا۔

او من السماوات: یعنی میری عظیم تخلیق آسمان سے نکل جا جہاں تو ابتداء تھا، روایت میں ہے جب ابلیس نے اپنی تخلیق پر تکبر کیا تو اللہ ﷻ نے اسے سیاہ فام کر دیا جب کہ ابتداء وہ سفید فام تھا، اُسے بدنما کر دیا جب کہ پہلے وہ خوش شکل تھا، سیاہ کر دیا جب کہ پہلے وہ اجالا تھا۔ روایت میں یہ بھی ہے کہ ابلیس بارہ ہزار فرشتوں میں معلم تھا، اس کے دو پَر تھے جو کہ سبز زمرد کے تھے، پھر جب اس نے تکبر کیا تو اللہ نے اس کی شکل وصورت کو بدل دیا اور اسے خنزیر جیسا کر دیا، اس کا چہرہ بندر نما، جیسا کہ سخت بوڑھا بندر، اس کی داڑھی میں فقط سات بال، جیسا کہ گھوڑے کے چند بال ہوتے ہیں اور اس کی آنکھیں بھیانک، دانت خنزیر کی طرح باہر نکلے ہوئے، اونٹ کی طرح سر، بڑے اونٹ کی طرح سینہ، بیل کی طرح کے ہونٹ، نتھنے بڑے بڑے کھلے ہوئے جیسا کہ حجام کا اوزار۔ (الصاوی، ج۵، ص ۱۵۲ وغیرہ)

سورۃ الزمر مکیۃ الا ﴿قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم﴾ الایۃ فمدنیۃ، وھی خمس و سبعون آیۃ

سورۃ الزمر مکی ہے سوائے ﴿قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم﴾ جو کہ مدنی ہے، اس میں ۷۵ آیات ہیں

تعارف سورۃ الزمر

اس سورت میں ۸ رکوع، ۱۱۷۲ کلمات اور ۴۹۰۸ حروف ہیں۔ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ظلم وستم کی انتہاء ہوگئی اور مکہ مکرمہ کی فضاء میں اطمنان کی سانس لینا بھی دشوار ہوگیا۔ اور اللہ ﷻ نے ہجرت کے بارے میں حکم ارشاد فرمایا کہ اللہ ﷻ کی زمین وسیع ہے چنانچہ ارشاد باری ﷻ ہوا: ﴿وارض اللہ واسعۃ﴾، چنانچہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حبشہ تشریف لے گئے۔ کفار اپنے دل میں سوچا کرتے تھے کہ ہم سید عالم ﷺ اور ان کے ماننے والوں کو اپنے جیسا بنالیں گے لہذا اللہ ﷻ نے ان کی خام خیالی کو دور کرنے کے لئے اپنے حبیب ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب ﷺ آپ فرمادیں: ﴿قل افغیر اللہ تامرونی اعبد ایھا الجاھلون یعنی اے جاہلو! کیا تم مجھے حکم کرتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں (الزمر:٦٤)﴾۔ یہ وہ دور تھا جہاں کوئی کل بھی سیدھے نہ تھی بلکہ ہر طرف بگاڑ ہی بگاڑ تھا، ایک طرف غیر مسلم طاقتیں اور دوسری جانب اسلام کا آغاز اور مسلمانوں کی پستہ حالی لیکن دینی غیرت ایسی کہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر محض اپنا دین محفوظ کرنے کو اپنا آبائی وطن چھوڑ دیا آج بھی ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہر طرف بگاڑ ہے لیکن اگر کامیابی کی آرزو ہے تو فقط اسلام کے دائرے میں سمانا ہوگا۔ مزید یہ بھی فرمادیا کہ: ﴿لا تقنطوا من رحمۃ اللہ یعنی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو (الزمر:٥٣)﴾ تاکہ پُر امید ہو کر دین اسلام کے کاروان کو آگے بڑھایا جائے۔

رکوع نمبر: ۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿تنزیل الکتب﴾ القُرانِ مُبتَداءٌ ﴿من اللہ﴾ خَبرُہٗ ﴿العزیز﴾ فی مِلکِہٖ ﴿الحکیم (۱)﴾ فی صُنعِہٖ ﴿انا انزلنا الیک﴾ یامُحمدُ ﴿الکتب بالحق﴾ مُتَعَلِّقٌ بِاَنزَلنَا ﴿فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین (۲)﴾ مِنَ الشِّرکِ اَی مُوَحِّدا لَّہٗ ﴿الا للہ الدین الخالص ط﴾ لَا یَستَحِقُّہٗ غَیرُہٗ ﴿والذین اتخذوا من دونہ﴾ الاَصنَامِ ﴿اولیاء﴾ وقف لازم ﴿وھم کُفارُ مَکۃَ قَالُوا ﴿ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی ط﴾ قُربٰی مَصدَرٌ بِمَعنٰی قَرِیبًا ﴿ان اللہ یحکم بینھم﴾ وبَینَ المُسلِمِینَ ﴿فی ماھم فیہ یختلفون ط﴾ مِن اَمرِ الدِّینِ فَیُدخِلُ المُومِنِینَ الجَنۃَ والکَافِرِینَ النارَ ﴿ان اللہ لا یھدی من ھو کذب﴾ فی نِسبَۃِ الوَلدِ اِلَیہِ ﴿کفار (۳)﴾ بِعِبَادَۃِ غَیرِ اللہِ ﴿لو اراد اللہ ان یتخذ ولدا﴾ کَمَا قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحمٰنُ وَلَدا ﴿لاصطفی مما یخلق ما یشاء﴾ واتَّخَذَہٗ ولدا غَیرَ مَن قالوا مِنَ المَلائِکَۃِ بَنَاتُ اللہِ وَعُزَیرُ بنُ اللہِ والمَسِیح بنُ اللہِ ﴿سبحنہ ط﴾ تَنزِیھا لہٗ عَن اِتِّخاذِ الوَلَدِ ﴿ھو اللہ الواحد القھار (۴)﴾ لِخَلقِہٖ ﴿خلق السموت والارض بالحق ج﴾ مُتَعَلِّقٌ بِخَلَقِ ﴿یکور﴾ یُدخِلُ ﴿الیل

علی النہار﴾یَزِیدُ﴿ویکور النہار﴾یُدخِلُہ﴿علی الیل﴾یَزِیدُ﴿وسخر الشمس والقمر ط کل یجری﴾فِی فَلَکِہٖ﴿لاجل مسمی ط﴾لِیَومِ القِیٰمَۃِ﴿الاھو العزیز﴾الغَالِبُ علٰی اَمرِہٖ المُنتَقِمُ مِن اَعدَائِہٖ ﴿الغفار(۵)﴾لِاَولِیَائِہٖ ﴿خلقکم من نفس واحدۃ﴾اَی آدَمَ ﴿ثم جعل منھا زوجھا﴾حوّا﴿وانزل لکم من الانعام﴾الاِبِلِ والبَقَرِ والغَنَمِ الضَّانِ والمَعزِ﴿ثمنیۃ ازواج ط﴾مِن کُلٍّ زَوجَانِ ذَکَرٌ وَّاُنثٰی کَمَا بُیِّنَ فِی سُورَۃِ الاَنعَامِ﴿یخلقکم فی بطون امھتکم خلقا من م بعدی﴾اَی نُطفًا ثُمَّ عَلَقًا ثُمَّ مُضغًا﴿فی ظلمت ثلث ط﴾ھِیَ ظُلمَۃُ البَطنِ وَظُلمَۃُ الرَّحِمِ وَظُلمَۃُ المَشِیمَۃِ ﴿ذلکم اللہ ربکم لہ الملک ط لا الہ الاھو فانی تصرفون(۶)﴾عَن عِبَادَتِہٖ اِلٰی عَبَادَۃِ غَیرِہٖ﴿ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم قف ولا یرضی لعبادہ الکفر﴾واِن اَرَادَہٗ مِن بَعضِھِم﴿وان تشکروا﴾اللہَ فَتُؤمِنُوا﴿یرضہ﴾بِسُکُونِ الھَاءِ وَضَمِّھَا مَعَ اِشبَاعٍ وَّدُونِہٖ اَیِ الشُّکرِ﴿لکم ط ولا تزر﴾تَفسٌ﴿وازرۃ وزر﴾نَفسٍ﴿اخری﴾اَی لَا تَحمِلُہٗ ﴿ثم الی ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم تعملون ط انہ علیم م بذات الصدور(۷)﴾بِمَا فِی القُلُوبِ ﴿واذا مس الانسان﴾اَیِ الکَافِرَ﴿ضر دعاربہ﴾تَضَرَّعَ﴿منیبا﴾راجعا ﴿الیہ ثم اذا خولہ نعمۃ﴾اَعطَاہُ اِنعَامًا﴿منہ نسی﴾تَرَکَ﴿ما کان یدعوا﴾یَتَضَرَّعُ﴿الیہ من قبل﴾وھواللہُ فمَا فِی مَوضَعِ مَن﴿وجعل للہ اندادا﴾شُرَکَاءَ﴿لیضل﴾بِفَتحِ الیَاءِ وَضَمِّھَا﴿عن سبیلہ ط﴾دِینِ الاِسلَامِ ﴿قل تمتع بکفرک قلیلا﴾بَقِیَّۃَ اَجَلِکَ﴿انک من اصحب النار(۸) امن﴾بِتَخفِیفِ المِیمِ ﴿ھو قانت﴾قَائِمٌ بِوَظَائِفِ الطَّاعَاتِ﴿اناء الیل﴾ساعَاتِہٖ﴿ساجدا وقائما﴾فی الصلوٰۃ﴿یحذر الاخرۃ﴾اَی یَخَافُ عَذَابَھَا﴿ویرجوا رحمۃ﴾جَنَّۃَ﴿ربہ ط﴾کَمَن ھوَ عَاصٍ بِالکُفرِ اَوغَیرِہٖ وَفِی قِرَائَۃٍ اَم مَن قَام بمعنی بل والھَمزَۃُ ﴿قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ط﴾اَی لا یَستَوِیَانِ کَمَا لا یَستَوِی العَالِمُ والجَاھِلُ﴿انما یتذکر﴾یَتَّعِظُ﴿اولوا الالباب(۹)﴾اَصحَابُ العُقُولِ.

﴿ترجمہ﴾

کتاب (یعنی قرآن پاک) اتارنا ہے (اپنے ملک میں) غلبہ رکھنے والے (اپنی صنعت میں) حکمت والے اللہ کی طرف سے (تنزیل الکتب مبتدا ہے، من اللہ...... الخ خبر ہے، اے حبیب ﷺ) بیشک ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری ("بالحق" انزل کے متعلق ہے) تو اللہ کو پوجو اس کے لیے دین کو (شرک سے) خالص کرتے ......! یعنی (شرک سے بچتے ہوئے، یعنی اس کو ایک مانتے ہوئے) ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے (اس کا غیر بندگی کا مستحق نہیں ہے) اور وہ جنہوں نے اس کے سوا (بتوں کو) والی بنالیا (مراد اس سے کفار مکہ ہیں، وہ کہتے تھے) ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لیے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کردیں (زلفی مصدر بمعنی تقریبا ہے) اللہ ان کے (اور مسلمانوں کے) درمیان فیصلہ کردے گا اس کا جس میں (یعنی دین کے معاملہ میں) وہ

اختلاف کررہے ہیں (پس وہ مسلمانوں کو جنت اور کافروں کو دوزخ میں داخل فرمائیگا) بیشک اللہ راہ نہیں دیتا (اسے) جو جھوٹا ہے (اللہ کی طرف اولاد منسوب کرنے کے دعوی میں) بڑا کافر ہے (غیر اللہ کی بندگی کرنے کے سبب) اللہ نے اپنے لئے بچہ بنایا (جیسا کہ کفار کہتے ہیں ﴿اتخذ الرحمن ولدا (مریم:۸۸)﴾) تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا (اور اسے اپنا بچہ بنالیتا، ان مخلوقات کے علاوہ جنہیں کفار بطور اولاد اللہ ﷻ کی طرف منسوب کرتے ہیں کفار بولے: فرشتے اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں: عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور مسیح اللہ کا بیٹا ہے) پاکی ہے اسے (اللہ اپنے لیے اولاد بنانے سے منزہ ہے) وہی ہے ایک اللہ (اپنی مخلوق پر) غالب اس نے آسمان اور زمین حق بنائے (بالحق یہ خلق کے متعلق ہے) رات کو داخل کرتا ہے (یکور بمعنی ید خل ہے) دن میں (تو دن بڑھ جاتا ہے) اور دن کو داخل کرتا ہے (یکور بمعنی یدخل ہے) رات میں (تو رات طویل ہوجاتی ہے......۲......) اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگایا ہر ایک ایک ٹھہرائی مدت تک (یعنی روز قیامت تک) چلتا ہے (اپنے مدار میں) سنتا ہے وہی عزیز ہے (اپنے امر میں غالب ہے اپنے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہے) بخشنے والا ہے (اپنے اولیاء کو) اس نے تمہیں ایک جان (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) سے بنایا پھر اسی سے اس کا جوڑا (یعنی حضرت حوا کو) بنایا اور تمہارے لیے چوپایوں میں سے (اونٹ، گائے، بکریوں، اور بھیڑ سے) آٹھ جوڑے اتارے (اور جوڑوں سے مراد نر اور مادہ ہے، جیسا کہ سورۃ الانعام میں اس کا بیان ہے) تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں بناتا ہے ایک طرح کے بعد دوسری طرح (یعنی نطفہ پھر جما خون پھر پارۂ گوشت) تین اندھیریوں میں (اس سے مراد پیٹ کی اندھیری، رحم کی اندھیری اور بچہ دانی کی اندھیری ہے) یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں پھر اس (کی عبادت سے غیر کی عبادت کی طرف) کہاں پھیرے جاتے ہو اگر تم ناشکری کرو تو بیشک اللہ بے نیاز ہے......۳......تم سے اور اپنے بندوں کی ناشکری اسے پسند نہیں (اگرچہ بعض بندوں سے وہ اس کا ارادہ فرماتا ہے......۴......) اور اگر شکر ادا کرو (اللہ ﷻ کا اور نتیجے کے طور پر ایمان لے آؤ) تو اسے (یعنی شکر کو) تمہارے لیے پسند فرماتا ہے (یرضہ کو ھاء ساکنہ مضمومہ اشباع اور بغیر اشباع کے پڑھا گیا ہے، بمعنی شکر) اور کوئی بوجھ اٹھانے والی (جان) دوسری (جان) کا بوجھ نہیں اٹھائیگی (لاتزر بمعنی لاتحمل ہے) پھر تمہیں اپنے رب ہی کی طرف پھرنا ہے تو وہ تمہیں بتادے گا جو تم کرتے تھے بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے (یعنی تمہارے دلوں کی بات جانتا ہے) اور جب آدمی کو (یعنی کافر کو) کوئی تکلیف پہنچتی ہے اپنے رب کو پکارتا ہے (آہ وزاری کرتے ہوئے) اسی طرف رجوع لاتا (منیبا بمعنی راجعا ہے) پھر جب اللہ نے اسے اپنے پاس سے انعام دیا......۵......(خولنہ بمعنی اعطیناہ، اور نعمۃ کے معنی انعاما ہے) تو بھول جاتا ہے (یعنی چھوڑ دیتا ہے) اسے جسے پہلے پکارا تھا (جس کے حضور پہلے گڑگڑایا تھا یعنی اللہ ﷻ کو، یہاں "ما" موصولہ بمعنی من ہے) اور اللہ کے لیے برابر والے ٹھہرانے لگتا ہے (اندادا بمعنی شرکاء ہے) تاکہ بہکادے (لیضل کو یاء مفتوحہ و مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اس کی راہ (یعنی دین اسلام) سے تم فرماؤ تھوڑے دن (اپنی باقی ماندہ زندگی) اپنے کفر کی ساتھ برت لو بیشک تو دوزخیوں میں ہے کیا وہ جو (امن میم مخففہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) فرمانبردار ہے (وظیفۂ طاعت بجالانے والا ہے) رات کی گھڑیوں میں (اس کی ساعتوں میں......۶......) سجود میں اور قیام (بحالت نماز) آخرت سے ڈرتا (یعنی اس کے عذاب سے، یحذر بمعنی یخاف ہے) اور اپنے رب کی رحمت (یعنی جنت) کی آس لگائے (کیا وہ ارتکاب کفر وغیرہ کرنے والے نافرمانوں جیسا ہوجائیگا، ایک قرائت میں ام من ھو قانم آیا ہے ام بمعنی بل اور ہمزہ استفہامیہ کے لئے ہے) تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان (یعنی دونوں برابر نہیں جیسا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں) نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں (یتذکر بمعنی یتعظ اور اولوا الالباب بمعنی اصحاب العقول ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿تنزیل الکتب من اللہ العزیز الحکیم٥﴾.

تنزیل الکتب: مبتدا،من: جار،اللہ:موصوف،العزیز الحکیم:صفتان،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا انزلنا الیک الکتب بالحق فاعبداللہ مخلصا لہ الدین٥﴾.

انا: حرف مشبہ واسم،انزلنا:فعل "نا"ضمیر ذوالحال"بالحق:ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،الیک:ظرف لغو،الکتب:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف:فصیحیہ،اعبد: فعل امر انت ضمیر مستتر ذوالحال،مخلصا لہ الدین: شبہ جملہ حال،ملکر فاعل،اللہ:اسم جلالت مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الا للہ الدین الخالص والذین اتخذوا من دون اولیاء مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی﴾.

الا: حرف تنبیہ،للہ:ظرف مستقر خبر مقدم،الدین الخالص: مرکب توصیفی مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: مستانفہ،الذین:موصول،اتخذوا:فعل بافاعل،من دون: ظرف مستقر حال مقدم،اولیاء: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا،ماتعبدھم:فعل نفی بافاعل ومفعول،الا: اداۃ حصر،لام: جار،یقربونا:فعل واؤضمیر ذوالحال،زلفی:حال،ملکر فاعل "نا"،ضمیر مفعول،الی اللہ :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "یقولون" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ مستانفہ۔

﴿ان اللہ یحکم بینھم فی ماھم فیہ یختلفون﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ واسم،یحکم بینھم:فعل بافاعل وظرف،فی: جار،ما:موصولہ،ھم:فیہ یختلفون: جملہ اسمیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ ﴿ان اللہ لایھدی من ھو کذب کفار٥﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ واسم،لایھدی:فعل بافاعل،من:موصولہ،ھو:مبتدا،کاذب کفار: خبران،ملکر جملہ اسمیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لو اراد اللہ ان یتخذ ولدا لاصطفی مما یخلق ما یشاء﴾.

لو: شرطیہ،اراد اللہ:فعل وفاعل،ان:مصدریہ،یتخذ ولدا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،لام:تاکید یہ،اصطفی:فعل بافاعل،ممایخلق:ظرف لغو،مایشاء:موصولہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿سبحنہ ھو اللہ الوحد القھار٥ خلق السموت والارض بالحق﴾.

سبحنہ: مصدر فعل محذوف "سبح" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ،ھو:مبتدا،اللہ: موصوف،الوحد القھار:صفتان،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،خلق:فعل "ھو"ضمیر مستتر ذوالحال،بالحق:ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،السموت والارض:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یکور الیل علی النھار ویکور النھار علی الیل وسخر الشمس والقمر کل یجری لا جل مسمی الا ھو العزیز الغفار٥﴾.

یکور الیل: فعل بافاعل ومفعول،علی النھار: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،و:عاطفہ،یکور النھار علی الیل:فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،سخر:فعل بافاعل،الشمس:معطوف علیہ،والقمر:معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،کل:مبتدا،یجری:فعل بافاعل،لاجل مسمی:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،الا:حرف

تنبیہ،ھو العزیز الغفار خبران،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿خلقکم من نفس واحدۃ ثم جعل منھا زوجھا وانزل لکم من الانعام ثمنیۃ ازواج﴾.
خلقکم: فعل بافاعل ومفعول،من نفس واحدۃ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ثم:عاطفہ،جعل منھا:فعل بافاعل وظرف لغو،زوجھا:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،انزل لکم:فعل بافاعل وظرف لغو،من الانعام:ظرف مستقر حال مقدم،ثمنیۃ ازواج: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یخلقکم فی بطون امھتکم خلقا من بعد خلق فی ظلمت ثلث﴾.
یخلقکم: فعل بافاعل ومفعول،فی بطون امھتکم: ظرف لغو،خلقا:موصوف،من: جار،بعد:مضاف،خلق:مصدر بافاعل،فی ظلمت ثلث: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ذلکم اللہ ربکم لہ الملک لا الہ الا ھو فانی تصرفونo﴾.
ذلکم: مبتدا،اللہ: خبر اول،ربکم:خبر ثانی،لہ الملک: جملہ اسمیہ خبر ثالث،لا:نفی جنس،الہ:موصوف،الا:بمعنی غیر مضاف،ھو:مضاف الیہ صفت،ملکر اسم "موجود"خبر محذوف،ملکر جملہ اسمیہ خبر رابع،ملکر جملہ اسمیہ،ف:مستانفہ،انی:اسم استفہام متعلق بمحذوف حال مقدم،تصرفون:فعل واؤضمیر ذوالحال،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم ولا یرضی لعبادہ الکفر﴾.
ان: شرطیہ،تکفروا:جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،ان اللہ:حرف مشبہ واسم،غنی عنکم: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،لایرضی لعبادہ:فعل نفی بافاعل وظرف لغو،الکفر:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تشکروا یرضہ لکم ولا تزر وازرۃ وزر اخری﴾.
و:عاطفہ،ان:شرطیہ،تشکروا:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،یرضہ لکم:فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ،و:عاطفہ،لا تزر:فعل نفی،وازرۃ:فعل،وزر اخری:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم الی ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم تعملون انہ علیم بذات الصدورo﴾.ثم:عاطفہ،الی ربکم:ظرف مستقر خبر مقدم،مرجعکم:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ف:عاطفہ،ینبئکم:فعل بافاعل ومفعول،بما کنتم تعملون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،انہ:حرف مشبہ واسم،علیم بذات الصدور:شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا مس الانسان ضر دعا ربہ منیبا الیہ﴾.
و:عاطفہ،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،مس الانسان:فعل ومفعول،ضر: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،دعا:فعل "ھو"ضمیر مستتر ذوالحال،منیبا الیہ:شبہ جملہ حال،ملکر فاعل،ربہ:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ثم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی ما کان یدعوا الیہ من قبل وجعل للہ اندادا لیضل عن سبیلہ﴾.
ثم: عاطفہ،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،خولہ:فعل بافاعل ومفعول،نعمۃ:موصوف،منہ:ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،نسی:فعل بافاعل،ما:موصولہ،کان:فعل ناقص بااسم،یدعوا الیہ من قبل: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،جعل:فعل بافاعل،للہ:ظرف مستقر مفعول اول،اندادا:مفعول ثانی،لیضل عن سبیلہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل تمتع بکفرک قلیلا انک من اصحب النار۝﴾۔
قل: قول، تمتع بکفر: فعل امر با فاعل وظرف لغو، قلیلا: ظرف زمان، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، انک: حرف مشبہ واسم، من اصحب النار: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿امن ھو قانت اناء الیل ساجدا وقائما یحذر الاخرۃ ویرجوا رحمۃ ربہ﴾۔
ام: منقطعہ بمعنی بل، من: موصول، ھو: مبتدا، قانت: اسم فاعل با "ھو" ضمیر ذوالحال، ساجدا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، قائما: معطوف، ملکر حال اول، یحذر الاخرۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویرجوا رحمۃ ربہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل، اناء الیل: ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ، ملکر "خیر" خبر محذوف کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب۝﴾۔
قل: قول، ھل: حرف استفہام للنفی، یستوی: فعل، الذین یعلمون: موصول صلہ ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذین لا یعلمون: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، ملکر جملہ قولیہ، انما: حرف مشبہ وما کافہ، یتذکر: فعل، اولوا الالباب: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... امن ھو قانت اناء اللیل ساجدا ......☆ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق وعمر رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی اور حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود اور حضرت عمار اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اخلاص کا بیان:

۱......الخالص بمعنی الصافی ہے، مطلب یہ ہے کہ کسی چیز سے ملاوٹ کو دور کرنا اس چیز کے خالص ہونے کی دلیل ہے، اور صافی یہ ہے کہ اس میں کوئی ملاوٹ والی چیز ہی نہ ہو، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ میں نے اسے خالص کیا تو وہ خالص ہوگئی۔ اور اسی سے اللہ کے فرمان: ﴿ونحن لہ مخلصون (البقرۃ:۱۳۹)﴾، ﴿انہ من عبادنا المخلصین (یوسف:۲٤)﴾ ہے کیونکہ اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے ماسوا سے برائت حاصل ہوجائے۔ (المفردات، ص ١٦١)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے تو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہی ہے اور جس کی ہجرت دنیا پانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے، جس کی طرف اس نے ہجرت کی''۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: ما جاء انما الاعمال ......، رقم: ٥٤، ص ١٣)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں کا ایک گروہ جہاد کرتے ہوئے جب ایک بیابان علاقے میں پہنچے گا تو اس گروہ کے اگلے پچھلے لوگ زمین میں دھنس جائیں گے''۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کے اگلوں اور ان پچھلوں کو زمین میں کیسے دھنسایا جائے گا حالانکہ ان کے ساتھ ان کے مویشی اور ایسے لوگ بھی ہونگے جو ان میں سے نہیں ہونگے؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان کے اولین وآخرین کو زمین میں دھنسایا جائے گا پھر انہیں ان کی نیتوں پر اٹھایا جائے گا''۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب:ما ذکر فی الاسواق، رقم:۲۱۱۸،ص ۳۴۰)

☆......رسول مقبول بی بی آمنہ کے گلشن کے مہکتے پھول ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ایسے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا گیا جو بہادری جتلاتے ، حمیت اور ریاکاری کے لئے جہاد کرتے ہیں کہ ان میں سے کون راہ خدا کا مجاہد ہے؟ سید عالم ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑے وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے''، ایک نسخہ میں ہے: ''وہی راہ خدا کا مجاہد ہے''۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارة ،باب:من قاتل لتکون کلمة الله، رقم: (۴۸۱۵)/۱۹۰۴،ص ۲۳۲)

☆......سید المبلغین رحمۃ للعالمین ﷺ کا فرمان عالیشان ہے: ''اللہ آخرت کی نیت پر دنیا عطا فرمادیتا ہے لیکن دنیا کی نیت پر آخرت عطا فرمانے سے انکار فرمادیتا ہے''۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاول، حرف الزای، باب الزھد، رقم:۶۰۵۳، ج۲،ص ۷۵)

☆......دوجہاں کے تاجور سلطان بحر و بر ﷺ کا فرمان منفرد نشان ہے: ''اللہ کی رضا کے لئے اعمال میں اخلاص پیدا کرو کیونکہ اللہ وہی عمل قبول کرتا ہے جو اس کے لئے اخلاص کے ساتھ کیا جائے'' (سنن دار القطنی، کتاب الطھارات، باب النیة، رقم: ۱۳۰، ج۱ ص ۷۳)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ کے لئے اخلاص کے ساتھ عمل کرو کیونکہ اللہ وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو اس کے لئے اخلاص کے ساتھ کئے جاتے ہیں اور یہ مت کہا کرو کہ میں نے یہ کام اللہ اور رشتے داری کی وجہ سے کیا ہے''۔(المرجع السابق)

☆......سید عالم نور مجسم ﷺ کا فرمان ہے: ''اعمال ایک برتن کی مانند ہوتے ہیں یعنی جب برتن کا پیندہ اچھا ہوگا تو اس کا بالائی حصہ بھی اچھا ہوگا''۔

(سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب التوقی علی العمل، رقم:۴۱۹۹،ص ۶۹۷)

☆......شہنشاہ خوش خصال، پیکر حسن و جمال ﷺ کا فرمان مبارک نشان ہے: ''اللہ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال پر نظر نہیں فرماتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال پر نظر رکھتا ہے''۔

(صحیح مسلم، کتاب الادب، باب:تحریم ظلم المسلم، رقم:(۶۴۳۷)/۲۵۶۴،ص ۱۲۷۰)

☆......اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ فرماتے ہیں: ''اللہ وہی عمل پسند فرماتا ہے جو اخلاص کے ساتھ اس کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے''۔

(سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب :من غزا یلتمس ،رقم: ۳۱۳۹،ص ۷۴۷)

☆......دافع رنج و بلا ﷺ کا فرمان ہے: ''بندہ جب اعلانیہ طور پر نماز پڑھے جو اچھی طرح سے ادا کرے اور جب پوشیدہ طور پر پڑھے تو بھی اچھی طرح سے پڑھے تو اللہ فرماتا ہے: ''یہی میرا بندہ ہے''۔

(سنن ابن ماجه ،ابواب الزهد، باب التوقی علی العمل، رقم : ۴۲۰۰،ص ۶۹۷)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب الحزن سے پناہ مانگو''، مسلمانوں نے پوچھا: جب الحزن کیا ہے؟ فرمایا: ''وہ جہنم کی ایک وادی ہے جس سے جہنم بھی ہر روز سو مرتبہ پناہ طلب کرتا ہے''؟ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس میں کون داخل ہوگا؟ فرمایا: ''وہ قاری جو دکھانے کے لئے عمل کرتا ہے''۔ (سنن الترمذی ،کتاب الزهد،باب: ماجاء فی الریاء والسمعة، رقم : ۲۳۹۰،ص ۶۹۰)

آسمان ،زمین ،دن اور رات کا سِتر کرنا:

ع......اللہ عزوجل نے بنی نوع انسان پر کئی احسانات کئے ہیں جس میں سے ایک احسان یہ ہے کہ اس نے سر چھپانے کو آسمان دیا کہ یہی آسمان ہم پر ستر کا کام دیتا ہے، رہنے کے لئے زمین دی کہ یہی زمین ہمیں ستر کا کام دیتی ہے، رات کی نعمت عطا کی جس میں بعض وہ معاملات بھی ہوتے ہیں جو عموماً دن کے اجالے میں نہیں ہوتے گویا رات ستر کا کام دے رہی ہے، دن کی نعمت عطا فرمائی جو رات کی سیاہی کو چھپالیتا ہے۔ ہم ستر کے معنی کو اس لئے بیان کر رہے ہیں کہ الغفار کا ایک معنی ستر بھی ہوتا ہے، ہم نے اسی عنوان کے

تحت کلام کرنا ہے، الغرض کئی اعتبار سے ستر کے معاملات ہوتے ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:
(۱)......ایک ستر ظاہری ہے اور ایک ستر باطنی، انسان کا ستر ظاہری کپڑوں سے ڈھانپا جاتا ہے، جس کا حکم بھی ہے، باطنی ستر یہ کہ انسان کے وجود میں خون کی شریانیں، پھیپھڑے، دل، گردے، مثانے، آنتیں، معدہ سب کو اللہ نے باطنی ستر کر دیا، انسان اپنے پیٹ میں غلاظت لئے پھرتا ہے لیکن جب شرعی اصولوں کے مطابق طہارت کا اہتمام کرلے تو اللہ ﷻ کے گھر میں داخل ہو سکتا ہے۔
(۲)......کہا جاتا ہے کہ خالی ذہن شیطان کی آماجگاہ ہوا کرتا ہے، کتنے وساوس آتے ہیں، بُرے بُرے خیالات و تفکرات جنم لیتے ہیں اور بسا اوقات یہی خیالات و تفکرات انسانی ذہن کی تباہی کا سبب بھی بنتے ہیں، کسی کے ذہن میں چوری کرنے کا خیال آتا ہے تو کوئی زنا کا ذہن بناتا ہے، کسی کے ذہن میں جُوئے کا پروگرام بن رہا ہے تو کسی کے ذہن میں اغواء برائے تاوان کی خیال بندی ہو رہی ہے، لیکن قدرت کتنی مہربان ہے کہ ان تمام تفکرات کی موجودگی میں بھی ستر کر دیا ہے کہ جب تک انسان اپنی حرکات سکنات یا قیل وقال سے دوسرے انسان کو آگاہ نہ کرے، ستر قائم رہتا ہے۔
(۳)......ماقبل ذہن کے گناہ کی ایک صورت بیان ہوئی اب جوارح کے گناہ کو بھی دیکھ لیں کسی نے کسی انسان کو نقصان پہنچایا جب تک شرعی تقاضے پورے نہ ہو لیں اس وقت تک نہ چور کو سزا ہوتی ہے نہ ہی جرمانہ قائم کیا جاتا ہے۔ الغرض یہاں بھی ستر کی صورت پائی جا رہی ہے کہ ہو سکتا ہے جس کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے وہ معاف ہی کر دے، گویا اللہ نے اُسے معاف کرنے کی توفیق دے کر دیگر لوگوں کے سامنے گناہ کھلنے سے ستر کا اہتمام فرمایا۔
(۴)......دن میں کھلے آسمان کے تلے کی جانے والی غیبتیں، عیب دریاں، چغلیاں، بہتان بازیاں ایسے گناہ ہیں کہ جب تک جس کے بارے میں کی گئی ہیں انہیں پتہ نہ چل جائے معافی مانگنا واجب نہیں کرتیں، ورنہ جس کی غیبت یا چغلی کی ہے اس سے معافی بھی مانگنی پڑے گی اور توبہ بھی کرنا ہوگی، گویا ایک حد تک اس میں بھی ستر کرنے کا سامان ہے لہٰذا انسان کو بچنا چاہیے۔
☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اس کو بے عزت کرے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے اللہ اس کی حاجت روائی میں رہتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان سے مصیبت دور کرتا ہے اللہ اس سے قیامت کے دن کی مصیبت دور کرے گا، اور جو کسی مسلمان کا ستر رکھتا ہے قیامت کے دن اللہ اس کا ستر رکھے گا“۔ (صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب: لا یظلم المسلم المسلم، رقم: ۲۴۴۲، ص ۳۹۴)
☆......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن مومن اپنے رب کے نزدیک ہوگا حتی کہ اللہ اس کے اوپر اپنی حفاظت کا بازو رکھ دیگا، پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا اور اس سے پوچھے گا: تو فلاں گناہ کو پہچانتا ہے؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں پہچانتا ہوں، اللہ فرمائے گا: میں نے دنیا میں تجھ پر ستر کیا اور آج میں تجھے بخش دیتا ہوں، پھر اس کی نیکیوں کا صحیفہ لپیٹ دیا جائے گا اور رہے کفار تو تمام لوگوں کے سامنے ان کو ندا کی جائے گی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کو جھٹلایا“۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: قولہ تعالی والی مدین اخاھم شعیبا، رقم: ۴۶۸۵، ص ۸۰۶)

اللہ ﷻ کا بے نیاز ہونا:

۳......اللہ ﷻ کسی مکلف کو اپنی ذات کے لئے حاصل ہونے والے نفع کی طرف اور نہ ہی نقصان کی جانب مجبور نہیں کرتا، کیونکہ اللہ علی الاطلاق غنی ہے، اور اس کے غنی ہونے کی درج ذیل وجوہ ہو سکتی ہیں:
(۱)......اللہ ﷻ اپنی ذات وصفات میں واجب الوجود ہے، اور جو ایسا ہو وہ سب سے علی الاطلاق بے نیاز ہوتا ہے۔

(۲)......اگر اللہ عزوجل محتاج ہو تو یہ احتیاج یا تو قدیم ہوگی یا حادث، اول صورت تو باطل ہے اس لئے کہ ازل میں جو تخلیق ہوئی اس کی طرف اللہ کا محتاج ہونا محال ہے، اس لئے بھی کہ المخلق اور الازل میں باہم تناقض (تضاد) ہے، اور ثانی اس لئے محال ہے کہ حاجت نقصان ہے اور حکیم (دانا) اپنی ذات کے نقصان والے پہلو کی جانب کسی کو نہیں بلاتا۔

(۳)......بدیہی طور پر ہم جانتے ہیں کہ اللہ عزوجل زمین وآسمان کے پیدا کرنے پر قادر ہے، اسی طرح سورج، چاند، ستارے، عرش، کرسی، عناصر اربعہ، موالید ثلاثہ کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے، اور جو ایسا ہو اسے اسی کے بندوں کی نماز، روزہ سے فائدہ یا نہ پڑھنے کی صورت میں نقصان پہنچتا ہو، پس ثابت ہوا کہ تمام عالمین کی نفع ونقصان والی ہر چیز سے اللہ بے نیاز ہے۔ (الرازی، ج۹، ص ۴۲۵)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ارشاد فرماتا ہے: "تم لوگوں پر خرچ کرو، میں تم پر خرچ کروں گا اور آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل کا (بے مثل) ہاتھ بھرا ہوا ہے خرچ کرنے سے اس میں کوئی کمی نہیں آتی، رات اور دن کا مسلسل خرچ اس میں کمی نہیں کر سکتا، یہ بتاؤ کہ جب سے اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے وہ جب سے خرچ کر رہا ہے اور اس کے (بے مثل) ہاتھ میں کوئی کمی نہیں آئی، اس کا عرش پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں ترازو ہے، جس (کے پلڑوں) کو وہ پست کرتا اور بلند کرتا ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: و کان عرشه علی الماء، رقم: ٤٦٨٤، ص ٨٠٦)

رضا بالقدر کا بیان اور معتزلہ کا رد:

☆......اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿و لا یرضی لعبادہ الکفر اور اپنے بندوں کی ناشکری اسے پسند نہیں (الزمر: ۷)﴾۔ اس آیت کے تحت معتزلہ کے اعتراض ہیں جن کے جوابات امام رازی نے دیئے ہیں، ہم معتزلہ کے اعتراض وامام رازی کے جوابات لکھتے ہیں:

اس آیت سے ثابت ہوا کہ کفر اور ناشکری کو اللہ عزوجل نے پیدا نہیں کیا، بلکہ ان افعال کو بندے خود پیدا کرتے ہیں، کیونکہ اگر کفر اور ناشکری کو اللہ عزوجل نے پیدا کیا ہوتا تو یہ اللہ عزوجل کی قضاء وقدر سے ہوتے اور اللہ عزوجل کی قضاء وقدر سے راضی ہونا واجب ہے، تو پھر کفر سے بھی راضی ہونا واجب ہوتا، حالانکہ کفر سے راضی ہونا خود کفر ہی ہے۔

(۱)......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿و لا یرضی لعبادہ الکفر اور اپنے بندوں کی ناشکری اسے پسند نہیں (الزمر: ۷)﴾، یہاں بندوں سے مراد مومنین ہیں، اور قرآن مجید کا یہ اسلوب ہے کہ وہ عباد سے مومنین مراد لیتا ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿عبادالرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا اور رحمٰن کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں (الفرقان: ۶۳)﴾، ﴿ان عبادی لیس لک علیھم سلطن بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں (الحجر: ۴۲)﴾۔

(۲)......ہم کہتے ہیں امام رازی کا یہ جواب صحیح نہیں ہے، اللہ عزوجل مومنوں کے کفر اور ان کی ناشکری سے راضی نہیں ہوتا اور کافروں کے کفر اور ان کی ناشکری سے راضی ہوتا ہے، حالانکہ اللہ عزوجل کفر اور ناشکری سے مطلق ناراض ہوتا ہے چہ جائے کہ اس کا صدور مومن سے ہو یا کافر سے۔

(۳)......ہمارا کہنا یہ ہے کہ کفر اللہ عزوجل کے ارادہ سے ہے، اس کی رضا سے نہیں، رضا کا معنی ہے کسی کام کی مدح کرنا اور اس کی تعریف وتحسین کرنا، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے (الفتح: ۱۸)﴾، اللہ کفر وناشکری کی داد وتحسین نہیں فرماتا کیونکہ وہ ان سے راضی نہیں ہے۔

(۴)......امام رازی کا قول ہے کہ ان کے استاد اور والد ضیاء الدین عمر اس اعتراض کا جواب یہ دیتے ہیں کہ کسی فعل پر ملامت نہ کرنا اور

اعتراض نہ کرنا اور رضا کا معنی ارادہ کرنا نہیں ہے، اللہ نے کافروں میں کفر وناشکری پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا ہے، وہ ان افعال سے راضی نہیں ہے کیونکہ اس نے کفر وناشکری کی مذمت کی ہے۔

(۵)......رضا وارادہ ایک ہی ہو تو آیت کا معنی یہ بنے گا کہ اللہ اپنے تمام بندوں کے لئے کفر کا ارادہ نہیں کرتا،لیکن اس عموم سے کفار کو خاص کرلیا گیا ہے اور اللہ کافروں کے کفر کا ارادہ کرتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے ﴿وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے (الدھر: ۳۰)﴾۔ (الرازی، ج۹،ص ۴۲۵ وغیرہ)

شرعی نقطہ نگاہ سے جزاوسزا کا اعتبار:

۵......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ولا تزر وازرۃ وزر اخری ثم الی ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم تعملون انہ علیم بذات الصدور واذا مس الانسان ضر دعا ربہ منیبا الیہ ثم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی ما کان یدعوا الیہ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگی پھر تمہیں اپنے رب ہی کی طرف پھرنا ہے تو وہ تمہیں بتادے گا جو تم کرتے تھے بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے اور جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اپنے رب کو پکارتا ہے اسی طرف جھکا ہوا پھر جب اللہ نے اسے اپنے پاس سے کوئی نعمت دی تو بھول جاتا ہے جس لئے پہلے پکارا تھا (الزمر: ۷تا۸)﴾

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کے فضل کا سوال کرو کیونکہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور افضل عبادت مصیبت پر صبر کرنا ہے''۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: فی انتظار الفرج، رقم: ۳۵۸۲،ص ۱۰۲۴)

☆......حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ شہنشاہ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ سے عافیت کا سوال کرو''۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: فی العفو والعافیۃ، رقم: ۳۶۰۵،ص ۱۰۲۹)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص بھی قتل کیا جائے گا اس کے گناہوں میں سے ایک حصہ پہلے ابن آدم پر ہوگا''۔ (صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب: ومن احیاھا، رقم: ۶۸۶۷،ص ۱۱۸۳)

☆......حضرت جریر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام میں کسی نیک طریقہ کو شروع کیا اس کو اپنے فعل کا بھی اجر ملے گا اور اس کے بعد جو لوگ اس طریقے پر عمل کریں گے ان کا بھی اجر ملے گا اور بعد والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اور جس نے اسلام میں کسی بُرے طریقے کو شروع کیا اُسے اپنے فعل کا بھی گناہ ملے گا اور اس کے بعد جو لوگ بھی اس طریقے پر عمل کریں گے ان کے عمل کا بھی اس کو گناہ ہوگا اور بعد والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی''۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اتباع السنۃ، باب: من سن سنۃ، رقم: ۲۰۳،ص ۵۳)

جہاں تک متذکرہ بالا آیت کے مضمون کا تعلق ہے کہ کوئی جان کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ کل قیامت میں انسان اپنے گناہوں کے بوجھ میں دبا ہوا ہوگا، ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ انسان گناہ کرنے سے پہلے اس کی شامت خیزی پر غور و فکر کرلے۔ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: ﴿یحملون اوزارھم علی ظھورھم یعنی اپنی پیٹھوں پر گناہوں کا بوجھ اٹھاتے ہونگے (الانعام: ۳۱)﴾۔ پیش نظر آیت میں ''وزر'' کو'' وازر'' پر محمول کیا گیا ہے، اس سے مراد وہ حاکم وقت ہے جو اپنی رعایا (پر ہونے والے مظالم کا) بوجھ اٹھائے گا۔ قیامت کے دن بیٹا اپنی ماں سے ملاقات کرے گا، ماں کہے گی اے میرے لخت جگر! کیا میری گود تیرے لئے آرام گاہ نہیں تھی، میرا دودھ تیرے لیے خوراک نہیں تھا، میرا پیٹ تیرے لیے جائے مسکن نہیں تھا، بیٹا کہے گا کیوں نہیں والدہ محترمہ، ایسا

ہی تھا۔ ماں کہے گی میرے گناہوں کا بوجھ بڑا بھاری ہے تو اس میں سے ایک گناہ کا بوجھ اٹھالے، بیٹا کہے گا: ''ماں آج کے دن میں اپنے بوجھ اٹھانے میں مشغول ہوں''۔ اس آیت اور ذیل میں دی گئی احادیث سے بی بی عائشہ نے استدلال کیا ہے کہ زندہ لوگوں کے میت پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب نہیں ہوتا۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱۵، ص ۲۰۲)

احادیث طیبہ سے نماز تہجد کے فضائل وبرکات:

۶..... سید عالم ﷺ تہجد کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اور اس کی ترغیب احادیث طیبہ میں بھی ملتی ہے درج ذیل ہم اسی موضوع پر احادیث ذکر کرتے ہیں:

☆..... اسود بیان کرتے ہیں کہ بی بی عائشہ سے سوال کیا گیا کہ سید عالم ﷺ رات میں کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ بی بی عائشہ نے جواب دیا: سید عالم ﷺ رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، آپ ﷺ چار رکعات پڑھتے، تم اس کے حسن وطول کو نہ پوچھو، پھر چار پڑھتے، تم ان کے حسن وطول کو نہ پوچھو، پھر تین رکعات (وتر) ادا فرماتے، بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ وتر پڑھنے سے پہلے ہی سوجاتے ہیں؟ فرمایا: ''اے عائشہ! میری آنکھ سوتی دل نہیں سوتا''۔

(صحیح البخاری، کتاب التهجد، باب: قیام النبی ﷺ باللیل، رقم: ۱۱۴۷، ص ۱۸۳)

☆..... حضرت بی بی عائشہ بیان کرتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ رات کو نماز میں اتنا قیام کرتے تھے کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک متورم ہوجاتے، بی بی عائشہ نے کہا: یارسول اللہ! آپ اس قدر مشقت کیوں کرتے ہیں؟ حالانکہ اللہ نے آپ کے صدقے آپ کے اگلے پچھلوں کے گناہ بخش دیئے، آپ نے فرمایا: ''کیا میں اس کو پسند نہ کروں کہ میں اللہ کا شکر گزار بندہ ہوجاؤں، پھر جب آپ ﷺ کا جسم بھاری ہوگیا تو آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے کھڑے ہوجاتے، پھر رکوع کرتے''۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: قوله لیغفر لك الله ما تقدم، رقم: ۴۸۳۷، ص ۸۵۶)

☆..... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نماز حضرت داؤد کی نماز ہے، اور سب سے پسندیدہ روزے بھی حضرت داؤد کے ہیں، وہ نصف رات سوتے اور تہائی رات نماز میں قیام کرتے، پھر رات کے چھٹے حصے میں سوتے تھے (یعنی اگر چھ گھنٹے ہیں تو تین گھنٹے سوتے، پھر دو گھنٹے نماز ادا فرماتے اور ایک گھنٹہ سوتے تھے، علی ہذا القیاس) اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے''۔ (صحیح البخاری، کتاب التهجد، باب: من نام عند السحر، رقم: ۱۱۳۱، ص ۱۸۱)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جب سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر یہ پڑھ کر تین گرہیں لگادیتا ہے: تمہاری رات بہت لمبی ہے سوجاؤ، جب وہ بیدار ہوکر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جو وہ وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب وہ نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، پھر صبح کو وہ تروتازہ اور خوشگوار حال میں اٹھتا ہے ورنہ سستی کا مارا ہوا نحوست کے ساتھ اٹھتا ہے''۔ (صحیح البخاری، کتاب التهجد، باب: عقد الشیطان علی، رقم: ۱۱۴۲، ص ۱۸۳)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلطان باقرینہ ﷺ فرماتے ہیں: ''ہمارا رب ہر رات کو جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو فرماتا ہے کہ کوئی جو مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا قبول کرلوں، کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو عطا کردوں، کوئی ہے جو مجھ سے بخشش مانگے تو میں اس کو بخش دوں''۔ (صحیح البخاری، کتاب التهجد، باب: الدعاء والصلوة من آخر اللیل، رقم: ۱۱۴۵، ص ۱۸۳)

☆..... حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی مثل نہ ہوجانا، وہ پہلے رات کو نماز میں قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کو قیام کرنا چھوڑ دیا''۔ (صحیح البخاری، کتاب التهجد، باب: ما یکره من ترك قیام،

رقم: ۱۱۵۲، ص۱۸٤)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ شہنشاہ کائنات ﷺ نے فرمایا: ''رات میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ جس میں اللہ بندے سے قریب ہوتا ہے پس اگر تجھے استطاعت ہو تو اس گھڑی میں اللہ کی یاد بجالاتا کہ اس کا فضل تجھے مل جائے''۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: ۱۱۸/ ۱۲۷، رقم: ۳۵۹۰ ص ۱۰۲۶)

☆......حضرت بلال رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تم رات کی نماز کے قیام کو لازم پکڑلو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور رات کے قیام سے اللہ کا قُرب حاصل ہوتا ہے اور رات کا قیام گناہوں کو روکتا ہے اور گناہوں کا کفارہ ہے اور جسمانی بیماریوں کو دور کرتا ہے''۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: ۱۰۱/ ۱۱۳، رقم: ۳۵٦۰، ص۱۰۱۸)

☆......حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے: ''ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة اے اللہ! تو ہمیں دنیا میں اور آخرت میں بھلائی عطا فرما''۔(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: ۷۲/۷۳ رقم: ۳٤۹۹، ص۱۰۰۳)

اغراض:

الا قل یا عبادی: سورۃ الزمر مکی ہے سوائے متذکرہ آیت ﴿قل یا عبادی﴾ کے، جو کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ قاتل امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی، کیونکہ یہ مدینہ منورہ میں اسلام لائے تھے اور ظاہر یہی ہے کہ فقط یہی ایک آیت مدنی ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کل سات آیات مدنی ہیں اور یہ آیت چھ کے بعد والی ہے، ایک قول کے مطابق دو آیات مدنی ہیں اور یہ دوسری آیت ﴿اللہ نزل احسن الحدیث﴾ ہے، پس اس صورت میں تین اقوال ہوئے چنانچہ ایک قول ایک آیت کے مدنی ہونے کا، دوسرا دو آیات کے مدنی ہونے کا اور تیسرا سات آیات کے مدنی ہونے کا ہے۔

متعلق بانزل: باء سببیہ ہے، معنی یہ ہے کہ وہ حق جس کے ثابت کرنے اور اظہار کرنے کے لئے آپ تشریف لائے ہیں۔

ای موحدا له: بمعنی **مفردا له** ہے، عبادت و اخلاص اختیار کرنے کے اعتبار سے، کیونکہ نہ تو عمل اور نہ ہی نیت غیر خدا کے لئے ہونی چاہیے۔**وبین المسلمین:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ مقابل محذوف ہے۔

فیدخل المومنین الجنة: حکم کے ذریعے فریق آخر سے مومنین کو ممتاز کر دیا گیا۔

غیر من قالوا: یعنی فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں کہنے کے سوا دوسری بات یہود نے کی اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے عزیر کو اللہ کا بیٹا کہا۔

تنزیها له عن اتخاذ الولد: یہ بات عقلی و نقلی دونوں طرح سے ناممکن ہے، عقلی اعتبار سے اس لئے کہ اولاد والدین کی جنس سے ہوا کرتی ہے اور ایسا ہونا باطل ہے، نقلی اس طور پر کہ آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور کتب سماویہ اس بات پر دلیل ہیں کہ اللہ اولاد سے پاک ہے۔**فیزید:** اس پر کلام ہو چکا کہ زیادتی کی انتہاء چودہ گھنٹے اور کمی کی انتہاء دس گھنٹے ہیں، پس زیادتی چار گھنٹے کی ہے جو کہ کبھی دن میں ہو جاتی ہے اور کبھی رات میں ہو جاتی ہے۔

لیوم القیامة: پس سورج و چاند کا نظام دنیا کے اختتام پر ختم ہو جائے گا، کیونکہ یہ دنیا کی مصلحتوں کی وجہ سے کام کر رہے ہیں، پس جب عالم ختم ہو جائے گا تو ان کا نظام بھی ختم ہو جائے گا۔

ای نطفا: اس میں کچھ ترتیب ہے، پہلے نطفہ، پھر علقہ اور بعد میں مضغہ، پس مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے: یعنی ہم نے حیوان کو ٹھیک بنایا کہ ہڈیوں پر گوشت پہنایا، اور یہ ہڈیاں مضغہ بننے پر ہوئیں اس سے پہلے حیوان علقہ کی صورت میں تھا اور ابتدائی مراحل میں یہ نطفہ کی صورت میں ماں کے رحم میں تھا۔

المشیمۃ: بروزن کریمۃ ہے،اس کی اصل مشیمۃ شین کے سکون اور یاء کے کسرہ کے ساتھ ہے، پھر یاء کی کسرہ کو ما قبل کے اعتبار سے ساکن کردیا، غلاف اور کیس (جیب) کے معنی میں آتا ہے اور یہ بھی مراد ہے کہ بغیر اولاد کے انسان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔وان ارادہ من بعضھم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ رضا اور ارادہ دو علیحدہ چیزیں ہیں، کیونکہ کبھی رضا ہوتی ہے لیکن ارادہ نہیں پایا جاتا اور کبھی اس کے برعکس بھی ہوا کرتا ہے اور امر و رضا کے مابین تلازم لازم ہوتا ہے اور معتزلہ کا مسلک جدا ہے ان کے نزدیک رضا اور ارادہ میں تلازم ضروری ہے اور انہوں نے اس پر امور فاسدہ کی بنیاد رکھی ہے،علماء کہتے ہیں کہ یہاں چار امور پائے جاتے ہیں: کبھی حکم وارادہ پایا جاتا ہے مراد مومنین کا ایمان ہے،اور کبھی نہ تو حکم ہوتا ہے اور نہ ہی ارادہ پایا جاتا ہے جیسا کہ کفر، کبھی حکم ہوتا ہے لیکن ارادہ نہیں پایا جاتا جیسا کہ کافروں میں سے کسی کا ایمان لانا، اور کبھی ارادہ پایا جاتا ہے لیکن حکم نہیں ہوتا جیسا کہ کافروں میں سے کسی کا کفر۔ای الکافر: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿الانسان﴾ میں الف لام عہد خارجی کا ہے۔

اعطاہ انعاما: یعنی انعام واحسان کے طور پر عطا فرمانا، پس ''انعاما'' مفعول ہے ''لاجلہ'' کا، کیونکہ بغیر کسی تقاضے کے کسی چیز کا مالک بنانا فضل واحسان کی بنا پر ہوا کرتا ہے۔

ساعاتہ: یعنی اول، اوسط اور آخر گھڑیاں مراد ہیں، اور اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ قیام لیل باعث فضیلت ہے، حدیث میں ہے: ''ہمیشہ جبرائیل مجھے رات کے قیام کی وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے لگا کہ میری امت کو اختیار ہے کہ وہ نہ سوئے''۔

ھو اللہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ما کان یدعوا﴾ میں ''ما'' موصولہ ہے، اور اس سے اللہ عزوجل کی ذات مراد ہے اور یہ بھی درست ہے کہ اس سے ''الضر'' مراد لیا جائے یعنی اس تکلیف کو بھلا دینا جس کے دور کرنے کے لئے دعا کی جائے اور یہ بھی صحیح ہے کہ ''ما'' مصدریہ ہو معنی یہ ہے کہ نعمتوں کا مالک بنائے جانے سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں تضرع کرنے کو بھول جائے لیکن ظاہر قول یہی ہے جو مفسر نے کیا ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص۱۵۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿قل یعباد الذین امنوا اتقوا ربکم ط﴾اَی عَذَابَہ بِاَنْ تُطِیْعُوْہُ﴿للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا﴾بِالطَّاعَۃِ﴿حسنۃ﴾ھِیَ الجَنَّۃَ﴿وارض اللہ واسعۃ ط﴾فَھَاجِرُوا اِلَیھَا مِن بَینِ الکُفَّارِ وَمُشَاھَدَۃِ المُنکَرَاتِ﴿انما یوفی الصبرون﴾عَلَی الطَاعَاتِ وما یُبتَلُونَ بِہٖ ﴿اجرھم بغیر حساب (۱۰)﴾بِغَیرِ مِکْیَالٍ ولا مِیزَانٍ ﴿قل انی امرت ان اعبد اللہ مخلصا لہ الدین (۱۱)﴾مِنَ الشِّرکِ﴿وامرت لان﴾اَی بِاَنْ﴿اکون اول المسلمین (۱۲)﴾مِن ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ﴿قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم (۱۳) قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی (۱۴)﴾مِنَ الشِّرکِ﴿فاعبدوا ماشئتم من دونہ ط﴾غَیرِہٖ فِیہِ تَھدِیدٌ لَّھم وَاِیذَانٌ بِاَنَّھُم لا یَعبُدُونَ اللہَ تَعَالٰی ﴿قل ان الخسرین الذین خسروا انفسھم واھلیھم یوم القیمۃ ط﴾بِتَخلِیدِ الْاَنفُسِ فِی النَّارِ وَبِعَدمِ وُصُولِھِم اِلَی الحُورِ المُعَدَّۃِ لَھُم فِی الجَنَّۃِ لو آمنوا﴿الا ذلک ھو الخسران المبین (۱۵)﴾البَیِّنُ﴿لھم من فوقھم ظلل﴾طِبَاقٌ﴿من النار ومن تحتھم ظلل ط﴾مِنَ النارِ﴿ذلک یخوف اللہ بہ عبادہ ط﴾اَیِ المُومِنِینَ لِیَتَّقُوہُ یَدُلُّ عَلَیہِ﴿یعباد فاتقون (۱۶) والذین اجتنبوا

الطاغوت﴾الْاَوْثَانَ﴿ان یعبدوها وانابوا﴾اَقْبَلُوا﴿الی الله لهم البشری ج﴾بِالجَنةِ﴿فبشر عباد (۱۷) الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه ط﴾وَهوَ مَافِیهِ فَلاحُهُم﴿اولئک الذین هدٰهم الله واولئک هم اولوا الالباب (۱۸)﴾اَصْحَابُ العُقُولِ﴿افمن حق علیه کلمة العذاب ط﴾اَی لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّم الْاٰیَةَ﴿افانت تنقذ﴾تُخرِجُ﴿من فی النار (۱۹)﴾جَوَابُ الشَّرطِ وَاُقِیمَ فِیهِ الظَّاهِرُ مَقامَ المُضْمَرِ والهَمزَةُ لِلْاِنْکَارِ و المَعنٰی لَا تَقدِرُ عَلٰی هِدَایَتِه فَتُنقِذُهٗ مِن النارِ﴿لکن الذین اتقوا ربهم﴾بِاَن اَطَاعُوهُ﴿لهم غرف من فوقها غرف مبنیة تجری من تحتها الانهر ط﴾اَی مِنْ تَحتِ الغُرَفِ الفَوقَانِیةِ والتَحتَانِیةِ﴿وعدالله ط﴾مَنصُوبٌ بِفَعْلِهِ المُقَدَّرِ﴿لایخلف الله المیعاد (۲۰)﴾وَعْدَهٗ﴿الم تر﴾تَعلَمْ﴿ان الله انزل من السماء ماء فسلکه ینابیع﴾اَدْخَلَه اَمْکِنَةَ نَبْعٍ﴿فی الارض ثم یخرج به زرعا مختلفا الوانه ثم یهیج﴾یَیْبَسُ﴿فتره﴾بَعدَ الخَضرَةِ مَثَلًا﴿مصفرا ثم یجعله حطاما ط﴾فتاتا﴿ان فی ذلک لذکری﴾تَذْکِیرًا﴿لاولی الالباب (۲۱)﴾یَتَذَکَّرُونَ به لِدَلَالَتِهِ عَلٰی وَحْدَانِیةِ اللهِ تعالی وَقُدرَتِه.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ اے میرے بندوں جو ایمان لائے اپنے رب (یعنی اس کے عذاب) سے ڈرو (اس کی فرمانبرداری کرکے) جنہوں نے بھلائی کی اس دنیا میں (فرمانبرداری کرکے) ان کے لیے حسنۃ (یعنی جنت......۱......) ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے (تو کفار کے درمیان سے اور برائیوں کے ہوتے دیکھ کر وہاں سے کسی اور جگہ ہجرت کرلو......۲......) صابروں ہی کو بھرپور دیا جائیگا (جو طاعت پر اور آزمائشوں پر صبر کرنے والے ہیں) ان کا ثواب بے گنتی (بغیر کسی پیمانے اور بغیر میزان کے......۳......) تم فرماؤ مجھے حکم ہے کہ اللہ کو پوجوں اپنی عبادت کو (شرک سے) خالص کرکے اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن رکھوں (اس امت میں سے ......۴......) تم فرماؤ بالفرض اگر مجھ سے نافرمانی ہوجائے تو مجھے بھی اپنے رب سے ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے تم فرماؤ میں اللہ ہی کو پوجتا ہوں اس کے لیے عبادت کو (شرک سے) خالص کرکے تو تم اس کے سوا جسے چاہو پوجو (دونہ بمعنی غیرہ ہے، اس امر میں تہدید اور ان کے لیے تنبیہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کو نہیں پوج رہے) تم فرماؤ پوری ہار انہیں جو اپنی جان اور اپنے گھر والے قیامت کے دن ہار بیٹھے (ہمیشگی کے لیے اپنی جانوں کو جہنم میں ڈال کر جنت میں ایمان لانے کی صورت میں جو حوریں ان کے لیے تیار تھیں ان تک رسائی نہ پاسکے) ہاں ہاں یہی کھلی ہار ہے (المبین بمعنی البین ہے) ان کے اوپر بڑے بڑے ٹکڑے ہیں (ظلل بمعنی طباق ہے) آگ کے اور ان کے نیچے (آگ کے) بڑے بڑے ٹکڑے اس سے اللہ ڈراتا ہے اپنے (مومن) بندوں کو (تاکہ وہ اس سے ڈریں......۵......، اس تعبیر پر اگلی آیت مبارکہ دلالت کررہی ہے) اے میرے بندوں! تم مجھ سے ڈرو اور وہ جو بتوں کی پوجا سے بچے (الطاغوت کے معنی بت ہیں) اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے (اس کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوئے) انہی کے لیے (جنت کی) خوشخبری ہے تو خوشی سناؤ......۶...... میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں (اس بات پر جس میں ان کی فلاح ہو) یہ ہیں وہ جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی اور یہ ہیں جو عقل والے ہیں......۷......(اولوا الالباب بمعنی اصحاب العقول ہے) تو کیا وہ جس پر عذاب کی بات ثابت ہوچکی (یعنی یہ بات﴿لاملئن جهنم...... الخ﴾) تو کیا تم نکال لوگے (تنقذ بمعنی

تخرج ہے) اسے جو آگ میں ہے (یہ جواب شرط ہے یہاں اسم ضمیر کی جگہ اسم ظاہر کو رکھا گیا ہے اور یہاں ہمزہ انکار کے لیے ہے معنی آیت یہ ہے تم از خود ان کو ہدایت دینے کی قدرت نہیں رکھتے کہ ان کو آگ سے بچالو) لیکن جو اپنے رب سے ڈرے (یوں کہ اس کی فرمانبرداری کرے) ان کے لیے بالا خانے ہیں ان پر بالا خانہ بنے ان کے نیچے (یعنی ان کے اوپر اور نیچے والے بالاخوانوں کے نیچے) نہریں بہیں......۸......اللہ کا وعدہ (وعد اللہ فعل مقدر کی وجہ منصوب ہے) اللہ وعدے کے خلاف نہیں کرتا (المیعاد کے معنی وعدہ ہے) کیا تو نے نہ جانا (الم تر بمعنی الم تعلم ہے) کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اسے زمین میں چشموں کی جگہوں میں داخل فرمادیا (یعنی اس پانی کا چشموں میں داخل ہونا ممکن فرمادیتا ہے) پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے کئی رنگت پھر سوکھ جاتی ہے (یھیج بمعنی یبس ہے) تو تو دیکھے کہ وہ (سرسبز ہونے کے بعد) پیلی پڑ گئی پھر اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے (حطما کے معنی ریزہ ریزہ ہونا) بیشک اس میں نصیحت دلانا ہے (ذکری بمعنی تذکیرا ہے) عقل مندوں کو (جو اس سے نصیحت لیتے ہیں، اس میں اللہ ﷻ کی وحدانیت اور اس کی قدرت پر دلالت کرنے کی وجہ سے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل یعباد الذین امنوا اتقوا ربکم﴾.

قل: قول، یا: حرف نداء قائم مقام ادعوا فعل انا ضمیر فاعل، عبادی: موصوف، الذین امنوا: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر منادی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ندا، اتقوا: فعل امر با فاعل، ربکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وارض اللہ واسعۃ﴾.

لام: جار، الذین: موصول، احسنوا فی ھذہ الدنیا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، حسنۃ: مبتدا، مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ارض اللہ: مبتدا، واسعۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب ○ قل انی امرت ان اعبد اللہ مخلصا لہ الدین ○ وامرت لان اکون اول المسلمین ○﴾

انما: حرف مشبہ وما کافہ، یوفی الصبرون: فعل مجہول و نائب الفاعل، اجرھم: ذوالحال، بغیر حساب: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، قل: قول، انی: حرف مشبہ واسم، امرت: فعل با نائب الفاعل، ان: مصدر، اعبد: فعل "انا" ضمیر ذوالحال، مخلصا لہ الدین: شبہ جملہ حال، ملکر فاعل، اللہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، امرت: فعل با نائب الفاعل، لام: جار، ان اکون اول المسلمین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم ○﴾.

قل: قول، انی: حرف مشبہ واسم، اخاف: فعل با فاعل، ان: شرطیہ، عصیت ربی: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فانی اخاف" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ معترضہ، عذاب یوم عظیم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی ○ فاعبدوا ما شئتم من دونہ﴾.

قل: قول، اللہ: مفعول مقدم، اعبد: فعل "انا" ضمیر ذوالحال، مخلصا لہ دینی: شبہ جملہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: فصیحیہ، اعبدوا: فعل امر با فاعل، ما شئتم: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من دونہ: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ان الخسرين الذين خسروا انفسهم واهليهم يوم القيمة الا ذلک هو الخسران المبين٥﴾.
قل: قول،ان الخسرين: حرف مشبہ واسم، الذين: موصول،خسروا:فعل بافاعل،انفسهم:معطوف علیہ،و اهليهم:معطوف،ملکر مفعول،يوم القيمة: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ،الا:حرف تنبیہ،ذلک:مبتدا،هو الخسران المبين: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لهم من فوقهم ظلل من النار ومن تحتهم ظلل﴾.
لهم: ظرف مستقر خبر مقدم،من فوقهم: ظرف مستقر حال مقدم،ظلل:موصوف،من النار: ظرف مستقر صفت،ملکر ذوالحال،ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،من تحتهم:ظرف مستقر حال مقدم،ظلل: ذوالحال ملکر معطوف،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک يخوف الله به عباده يعباد فاتقون٥﴾.
ذلک: مبتدا،يخوف الله: فعل بافاعل،به:ظرف لغو،عباده:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،يعباد:نداء،ف:فصیحیہ،اتقون: فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا كان الامر كذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿والذين اجتنبوا الطاغوت ان يعبدوها وانابوا الى الله لهم البشرى﴾.
و: عاطفہ،الذين:موصول،اجتنبوا:فعل بافاعل،الطاغوت:مبدل منہ،ان يعبدوها: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،انابوا الى الله:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتدا،لهم البشرى: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فبشر عباد٥ الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه﴾.
ف: فصیحیہ،بشر:فعل امر بافاعل،عباد:موصوف،الذين:موصول،يستمعون القول: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف:عاطفہ،يتبعون احسنه:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا كان الامر كذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اولئک الذين هدهم الله واولئک هم اولوا الالباب٥﴾.
اولئک: مبتدا،الذين: موصول،هدهم الله: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،و:عاطفہ،اولئک:مبتدا،هم:ضمیر فصل،اولوا الالباب:خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افمن حق عليه كلمة العذاب افانت تنقذ من فى النار٥﴾.
همزه: حرف استفہام،ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "أانت مالک امرهم"من: شرطیہ مبتدا،حق عليه كلمة العذاب: جملہ فعلیہ ہوکر شرط،همزه:حرف استفہام،ف: جزائیہ،انت مبتدا،تنقذ : فعل بافاعل،من فى النار: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لكن الذين اتقوا ربهم لهم غرف من فوقها غرف مبنية تجرى من تحتها الانهر﴾.
لكن: حرف استدراک،الذين اتقوا ربهم: موصول صلہ،ملکر مبتدا،لهم: ظرف مستقر خبر مقدم،غرف:موصوف،من فوقها:ظرف مستقر خبر مقدم،غرف:موصوف،مبنية:صفت اول،تجرى من تحتها الانهر: جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعداللہ لا یخلف اللہ المیعاد٥﴾.

وعد اللہ: مصدر فعل محذوف "وعد ھم اللہ ذلک" کا مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، لا یخلف اللہ: فعل نفی وفاعل، المیعاد: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل نفی بافاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، انزل من السماء ماء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، سلک: فعل بافاعل، ہ: ممیز، ینابیع: موصوف، فی الارض: ظرف مستقر صفت، ملکر تمیز، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم یخرج بہ زرعا مختلفا الوانہ ثم یھیج فترٰہ مصفرا ثم یجعلہ حطاما﴾.

ثم: عاطفہ، یخرج بہ: فعل بافاعل وظرف لغو، زرعا: موصوف، مختلفا: اسم فاعل، الوانہ: فاعل، ملکر شبہ جملہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، یھیج: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، تری: فعل بافاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، مصفرا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، یجعلہ: فعل بافاعل ومفعول، حطاما: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لذکری لاولی الالباب٥﴾.

ان: حرف مشبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ذکری: موصوف، لاولی الالباب: ظرف مستقر، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......وارض اللہ واسعۃ...... ☆ یہ آیت مہاجرین حبشہ کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ہمراہیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مصیبتوں اور بلاؤں پر صبر کیا اور ہجرت کی اور اپنے دین پر قائم رہے، اس کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔

☆...... قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی ...... ☆ کفار قریش نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ آپ اپنی قوم کے سرداروں اور اپنے رشتہ داروں کو نہیں دیکھتے جولات وعزیٰ کی پرستش کرتے ہیں، ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ...... ☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق ایمان لائے تو آپ کے پاس حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف اور طلحہ وزبیر وسعد بن ابی وقاص وسعید بن زید آئے اور ان سے حال دریافت کیا، انہوں نے اپنے ایمان کی خبر دی، یہ حضرات بھی سن کر ایمان لے آئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی "فبشر عبادی"۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اعمال صالحہ پر ملنے والی جزا کا تعلق فقط دنیا سے ہے یا:

۱......دنیا میں بھلائی وفرمانبرداری پر ملنے والا نیکی کا تعلق دنیا ہی سے ہے یا آخرت میں بھی کچھ ملے گا؟ ہم میں سے ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن میں جگہ جگہ جنت کے انعام واکرام کا ذکر ہے، جس کا مفصل بیان ہم نے اس رکوع کے حاشیہ نمبر ۸ میں بھی کرنا ہے، کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ سارا بیان فرضی ہے؟ یقیناً نہیں، بلکہ یہ انعام واکرام اسی وقت ہوگا جب اس دنیا میں بھلائی وفرمانبرداری

کریں گے اوراس کا صلہ آخرت میں جنت کی ابدی نعمتوں وغیرہ کی صورت میں ملے گا۔ اگر یوں کہا جائے کہ ٹھیک ہے دنیا میں بھلائی وفرمانبرداری کرو اور اجرآخرت میں جنت وغیرہ انعام کی صورت میں پاؤ۔ ہم کہتے ہیں ایسا نہیں بلکہ دنیا میں بھلائی وفرمانبرداری کرو اور اس کا اجر دنیا وآخرت دونوں میں پاؤ۔ اور ہمارا یہ کہنا خود ساختہ اور اپنی ذاتی اختراع نہیں بلکہ مفسرین کے اقوال درج ذیل ذکر کرتے ہیں:

(۱)......علامہ آلوسی کہتے ہیں: علامہ زمخشری نے کا قول ہے کہ دنیا میں بھلائی وفرمانبرداری کرنے پر صحت وعافیت دنیاوی اور اُخروی عافیت ملتی ہے۔ سُدی کا قول ہے دنیا میں بھلائی ملتی ہے، اس کی اچھی یاد کی جاتی ہے، اُسے لوگ اچھے کام سے یاد کرتے ہیں، اُسے صحت وسلامتی دی جاتی ہے، دشمنوں سے امن وراحت ملتی ہے۔ ابو مسلم کہتے ہیں: اللہ ﷻ نے مومنین کو تقوی کا حکم دیا اور متقیوں کے لئے جنت کی ہمیشگی کا مژدہ سنایا۔ (روح المعانی، الجزء:۲۳، ص۳۲۸ ملخصاً وملتقطاً)

(۲)......امام جریر طبری اقوال نقل کرتے ہیں: اہل تاویل کا اس میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے لئے جو دنیا میں اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں ان کے لئے بھلائی ہے اور یہ بھلائی دنیا میں صحت اور عافیت کی صورت میں ملتی ہے۔ (الطبری، الجزء:۲۳، ص۲۳۷)

(۳)......علامہ خازن نے بھی یہی قول ذکر کیا جو امام جریر طبری نے ذکر کیا ہے۔

ہجرت کے تناظر میں زمین کی وسعت کا بیان:

☆......حضرت عطاء بن ابی رباح ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبید بن عمیر لیثی کے ساتھ حضرت عائشہ کی زیارت کی اور آپ سے ہجرت کے حکم سے متعلق سوال کیا، حضرت عائشہ نے فرمایا: اب ہجرت (فرض) نہیں ہے، مسلمان اپنے دین کو بچانے کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ کی طرف اس خطرہ سے بھاگتے تھے کہ وہ کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں، اب اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمادیا ہے اور مسلمان جہاں چاہیں اللہ کی عبادت کرسکتے ہیں، لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب: هجرت النبی ﷺ واصحابه الی المدینة، رقم: ۳۹۰۰، ص۶۵۵)

☆......حضرت عمر فاروق ﷜ نے فرمایا: سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد ہجرت (فرض) نہیں ہے۔

(سنن النسائی، کتاب البیعة، باب: ذکر الاختلاف فی انقطاع الهجرة، رقم: ۴۱۷۷، ص۹۹۳)

☆......حضرت صفوان بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ جنت میں مہاجر کے سوا اور کوئی داخل نہیں ہوگا، آپ نے فرمایا: ''فتح مکہ کے بعد ہجرت (فرض) نہیں ہے لیکن جہاد اور نیت ہے، جب تم کو جہاد کے لئے بلایا جائے تو چلے آؤ''۔

(سنن النسائی، کتاب البیعة، باب: ذکر الاختلاف فی انقطاع، رقم: ۴۱۷۵، ص۹۹۳)

☆......حضرت عبداللہ بن العاص ﷜ کہتے ہیں یارسول اللہ ﷺ! کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان کاموں سے ہجرت کرلو (یعنی ان کاموں کو چھوڑ دو) جو تمہارے رب کو ناپسند ہیں''۔

(سنن النسائی، کتاب البیعة، باب: باب الهجرة البادی، رقم: ۴۱۷۱، ص۹۹۲)

ابتدائی اسلام میں چونکہ مسلمانوں کو عبادت کے معاملات میں دشواری ہوا کرتی تھی اور مسلمان کھل کر بندگی نہیں کرسکتے تھے لہذا اسی مقصد کے لئے ہجرت کی جاتی تھی اور ایک وقت وہ بھی تھا کہ ہجرت کرنا فرض قرار پائی لیکن بعد میں جب اسلام کو فروغ حاصل ہوا تو فرضیت منسوخ ہوگئی، ہاں یہ ضرور ہے کہ ہجرت کرنے والا روئے زمین پر جہاں اپنے مذہب کے مطابق آسانی سے عمل پیرا ہوسکتا ہو وہاں جائے کہ اللہ کی زمین وسیع ہے۔ آج بھی اگر کوئی ایسا ہو کہ دنیا کے کسی خطے میں مذہبی آزادی نہیں مثلاً یورپ، امریکہ اور

اسی طرح کے دیگر غیر اسلامی ممالک اگرچہ وہاں مسلمانوں کی اکثریت آباد ہے، ہوسکتا ہے کہ مساجد بھی ہوں لیکن پھر بھی اگر کوئی پاکستان فقط اس لئے ہجرت کرے کہ یہاں مذہبی آزادی ہے، جگہ جگہ مساجد ہیں اور کھل کر عبادت انجام دی جاسکتی ہے تو اس کے لئے بہتر ہے۔ لیکن یہ باتیں فقط سننے سنانے اور لکھنے لکھانے کی حد تک ہیں، آج کا مسلمان ایسا کہاں۔۔۔؟

صابرین کو بے گنتی ثواب دینے سے کیا مراد ہے؟

ج...... وہ لوگ جو اپنے دین پر صبر کرتے ہیں اور اذیت و دشواری کے باعث دین کو چھوڑتے نہیں اور اللہ کی حدود کا پاس رکھتے ہیں، اور مصائب وآلام میں اللہ کے حقوق کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں کرتے یہاں تک کہ ضرورت ہونے پر ہجرت بھی کر جاتے ہیں اور اپنے وطن کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ بے حساب اجر عطا فرماتا ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ قیامت کے دن نمازیوں، صدقات دینے والوں، حج ادا کرنے والوں کے لئے میزان قائم کرے گا اور انہیں ان کے اعمال کا اجر دیا جائے گا، اور مصیبت پر صبر کرنے والوں کے لئے میزان نہیں قائم ہوگا بلکہ اللہ انہیں بے حساب اجر دے گا یہاں تک کہ دنیا میں معاف کر دیئے جانے والے تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ہمارے جسم قینچیوں سے کاٹے جاتے لیکن ہمیں مصائب سے عافیت نہ ملتی''۔ حضرت سفیان کہتے ہیں جب ﴿من جاء بالحسنة فله عشر امثالها جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں (الانعام: ۱۶۰)﴾ نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے اللہ مزید اضافہ فرما''، پس یہ آیت ﴿مثل الذين ينفقون اموالهم فى سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل فى كل سنبلة مائة حبة ان کی کہاوت جو وہ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے (البقرة: ۲۶۱)﴾ نازل ہوئی تو سرکار تو عالم ﷺ نے فرمایا: ''رب زدلامتى اے میرے رب میری امت کے لئے اضافہ فرما''، پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿انما يوفى الصابرون اجرهم بغير حساب صابروں ہی کو ان کا اجر بھرپور دیا جائے گا بے گنتی (الزمر: ۱۰)﴾ پس سید عالم ﷺ نے مزید اضافہ کا سوال نہ فرمایا۔ سید عالم ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے زیادہ مصیبت والا کون ہے؟ فرمایا: ''حضرات انبیائے کرام، پھر جو اُن کے قریب ہو، پھر جو اُن کے قریب ہو اپنے دینی مراتب کے اعتبار سے''۔ (روح البیان، ج۸، ص ۱۱۶ وغیرہ)

☆...... حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! لوگوں میں سب سے زیادہ مصائب میں کون مبتلا ہوتا ہے؟ فرمایا: ''انبیائے کرام، پھر جو اُن کے قریب ہو، پھر جو اُن کے قریب ہو، ہر شخص اپنے دین کی مقدار کے اعتبار سے مصائب میں مبتلا ہوتا ہے، اگر وہ اپنے دین میں سخت ہوتا ہے تو اس کی مصیبت سخت ہوتی ہے اور اگر وہ اپنے دین میں نرم ہوتا ہے تو اس کی مصیبت بھی اس کے اعتبار سے ہوتی ہے، بندے پر اسی طرح مصائب آتے رہتے ہیں حتی کہ وہ اس حال میں زمین پر چلتا ہے کہ اس کے اوپر کوئی گناہ نہیں ہوتا''۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب: الصبر على البلاء، رقم: ۴۰۲۳، ص ۶۶۵)

☆...... ابراہیم بن مہدی اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب اللہ کے نزدیک کسی بندہ کا مرتبہ اس قدر بلند ہوتا ہے کہ وہ اپنے عمل سے اس مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا تو اللہ اس کو اس کے جسم میں یا اس کے مال میں یا اس کی اولاد کے مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے''۔ (سنن ابو داؤد، كتاب الجنائز، باب: الامراض المكفرة للذنوب، رقم: ۳۰۹۰، ص ۵۹۲)

☆...... حضرت ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس مسلمان پر بھی کوئی مصیبت آئے اور وہ کہے: ﴿انا لله وانا اليه راجعون ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا (البقرة: ۱۵۶)﴾ اللهم اجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها اے اللہ! مجھے اس مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے اس سے بہتر بدل عطا فرما'' اللہ اس کو اس فوت شدہ چیز سے

بہتر عطا فرمائے گا، سو جب (میرے شوہر) ابوسلمہ فوت ہو گئے تو میں نے سوچا کہ مسلمانوں میں ابوسلمہ سے بہتر کون ہوگا؟ انہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تھی، پھر اللہ نے ان کے بدلے میں سید عالم ﷺ سے میرا نکاح کر دیا اور سید عالم ﷺ نے حضرت حاتم بن ابی بلتعہ کے ذریعے سے نکاح کا پیغام بھیجا، میں نے عرض کی: میری ایک بیٹی بھی ہے اور میں بہت غیرت مند ہوں ،آپ نے فرمایا: رہی تمہاری بیٹی تو ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ وہ اس سے مستغنی کر دے اور رہی تمہاری غیرت تو میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ تمہاری غیرت کو دور کر دے''۔ (صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب: مايقال عند المصيبة، رقم: (۲۰۱۲)/۹۱۸، ص۴۱۸)

☆......حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کو کعبہ مشرفہ کے سائے میں چادر سے تکیہ لگائے ہوئے دیکھا، ہم نے آپ ﷺ سے شکایت کرتے ہوئے کہا: کیا آپ ﷺ ہمارے لئے مدد طلب نہیں کریں گے؟ کیا آپ ہمارے لئے دعا نہیں کریں گے؟، آپ نے فرمایا: ''تم سے پہلی امتوں میں ایک شخص پکڑ لیا جاتا تھا، پھر اس کے لئے زمین کھودی جاتی تھی اور اس کو اس میں گاڑ دیا جاتا تھا، پھر اس کے سر پر آری رکھ کر اس کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے اور لوہے کی کنگھی سے اس کے بدن کو چھیل کر اس کے گوشت اور خون سے کاٹ کر گزارا جاتا تھا اور یہ ظلم بھی ان کو ان کے دین سے برگشتہ نہیں کرتا تھا اور اللہ کی قسم! اللہ ضرور اپنے اس دین کو مکمل فرمائے گا حتی کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک کا سفر کرے گا اور اس کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا اور بھیڑیا بکریوں کی حفاظت کرے گا لیکن تم لوگ عجلت کرتے ہو''۔ (صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب: علامات النبوة في الاسلام، رقم: ۳۶۱۲، ص۶۰۶)

☆......یحیی بن وثاب سید عالم ﷺ کے ایک معمر صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان لوگوں سے مل جل کر رہتا ہو اور ان کی پہنچائی ہوئی اذیتوں پر صبر کرتا ہو وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں سے مل جل کر نہیں رہتا اور ان کی دی ہوئی اذیتوں پر صبر نہیں کرتا''۔ (سنن الترمذي، كتاب صفة القيامة، باب: ۱۲۵/۵۵، رقم: ۲۵۱۵، ص ۷۲۲)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلے ایمان لانا:

ﷺ......مجھے اخلاص کا حکم دیا گیا ہے تاکہ میں دنیا میں اور آخرت میں تمام سے آگے بڑھ جاؤں کیونکہ سبقت کا انحصار اخلاص پر ہی ہوتا ہے یا پھر اس لئے اخلاص کا حکم دیا گیا تاکہ میں قریش اور ان جیسا دین رکھنے والوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہو جاؤں۔ ماقبل آیت ﴿قل انی امرت......الخ﴾ اور متذکرہ آیت: ﴿وامرت لان اکون﴾ کے مابین حرف عطف مغائرت کے لئے ہے چونکہ دوسرا ''امــرت'' علت کے ساتھ مقید ہے اس لئے وہ پہلے کا مغائر ہے کیونکہ پہلا امر تو اسی عبادت کا ہے جو اخلاص کے ساتھ مقترن ہو (یعنی پہلی آیت میں اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے کا حکم ہے) چونکہ عبادت کا حکم دیا گیا ہے اس لئے وہ ذاتی طور پر اس کا تقاضا کرتی ہے کہ اس میں اخلاص پایا جائے اور عبادت اس لئے بھی اخلاص کا تقاضا کرتی ہے تاکہ سبقت دینی حاصل ہو جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ لان اکون میں لام زائد ہو جیسا کہ اردت لان افعل (میں نے ایسا کرنے کا ارادہ کیا) میں ہے، تو اس صورت میں امر سب سے اول خود اسلام قبول کرنے کے لئے ہوگا تاکہ اسلام کی دعوت دینے کے امر کے بعد اس دعوت کا آغاز اپنی ذات سے ہو کیونکہ آپ ﷺ کو لوگوں کو دعوت اسلام دینے کے لئے بھیجا گیا ہے اس لئے یہ تقاضا کرتا ہے کہ آپ ﷺ سب سے پہلے مسلمان ہوں کیونکہ کسی غیر کو دعوت دینا اپنی ذات کو اس دعوت کے ساتھ متصف کرنے کی فرع ہے، اس اسلوب بیان میں دوسروں کو اسلام کی طرف مائل کرنا مقصود ہے، یعنی میں تمہیں ایسی چیز کی طرف ہی دعوت دے رہا ہوں جو تمہارے لئے انتہائی نفع بخش اور بہتر ہے کیونکہ اگر وہ مفید اور بہتر نہ ہوتی تو میں ذاتی طور پر اسے کبھی اختیار نہ کرتا حالانکہ سب سے پہلے میں نے اسے اختیار کیا ہے۔ (المظهري، ج۶، ص ۱۶۰)

عذاب نار سے مومنین کو خوف دلانا:

۵......ایک نیک بزرگ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا، ہوا یوں کہ کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے قریب ہی ایک چراغ جل رہا تھا، اچانک ان کے دل میں گناہ کا خیال آیا تو اپنے نفس سے کہنے لگے: ''میں اپنی انگلی اس چراغ کی بتی پر رکھتا ہوں اگر اے نفس! تو نے صبر کر لیا تو میں اس گناہ کو کرنے میں تیری بات مان لوں گا''، پھر جب انہوں نے اس بتی پر اپنی انگلی رکھی تو بے قرار ہو کر چیختے ہوئے کہنے لگے: ''اے دشمن خدا! جب تو دنیا کی اس آگ پر صبر نہیں کر سکتا جسے ستر مرتبہ بجھایا گیا ہے تو جہنم کی آگ پر کیسے صبر کر سکے گا''۔

امیر المومنین عمر بن خطاب ﷜ نے حضرت سیدنا کعب الاحبار سے ارشاد فرمایا: ''اے کعب! ہمیں ڈر والی کچھ باتیں سنائیں''۔ تو حضرت کعب نے عرض کی: ''اے امیر المومنین ﷜! اگر آپ قیامت کے دن ستر حضرات انبیائے کرام کے اعمال لے کر آئیں تو بھی قیامت کے احوال دیکھ کر انہیں حقیر جاننے لگیں گے''۔ اس پر امیر المومنین نے کچھ دیر سر جھکایا اور پھر جب افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا: ''اے کعب مزید سنائیں''۔ انہوں نے عرض کی: ''اے امیر المومنین! اگر جہنم میں سے بیل کے ناک جتنا حصہ مشرق میں کھول دیا جائے تو مغرب میں موجود شخص کا دماغ اس کی گرمی کی وجہ سے اُبل کر بہہ جائے''۔ اس پر امیر المومنین نے کچھ دیر سر جھکالیا پھر جب افاقہ ہوا تو فرمایا: ''اے کعب مزید سنائیں''، انہوں نے کہا: ''اے امیر المومنین! قیامت کے دن جہنم اس طرح بھڑکے گا کہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل ایسا نہ ہوگا جو گھٹنوں کے بل گر کر یہ نہ کہے: رب نفسی نفسی''۔

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص اپنی جان پر گناہوں کے ذریعے ظلم کیا کرتا تھا، جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا: جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا، پھر میری راکھ پیس کر ہوا میں اڑا دینا، اللہ ﷻ کی قسم! اگر اللہ ﷻ نے مجھے عذاب دینا چاہا تو ایسا عذاب دے گا کہ جو اس نے کسی کو نہ دیا ہوگا، پس جب اس کا انتقال ہوا تو وصیت کے مطابق عمل کیا گیا، پھر اللہ نے زمین کو حکم دیا: ''اس کے جو اجزاء تجھ پر ہیں ان کو جمع کر دے''، زمین نے حکم کی تعمیل کی اور وہ بندہ کھڑا ہو گیا، اللہ نے اس سے پوچھا: ''تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے اُبھارا تھا؟ اس نے عرض کی: ''یارب! تیرے خوف نے''، اس کو بخش دیا گیا''۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: ٥٤، رقم: ٣٤٨١، ص ٥٨٧)

رجوع الی اللہ والوں کو خوشخبری کب سنائی جائیگی؟

٦......اللہ ﷻ کی جانب رجوع کرنے والوں کو بشارت دی جائے گی، لیکن کب؟، اور یہ بشارت دینے والا کون ہوگا؟ کس کو دی جائے گی؟ یہ سارے سوالات یقیناً ہمارے ذہن میں آتے ہیں بلکہ ہر قرآن پڑھنے والے کے ذہن میں بھی آتے ہیں۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ یہ بشارت دنیا ہی میں ابدی جنت کی صورت میں ملے گی۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر ''المظھری'' میں فرماتے ہیں: جو لوگ اللہ ﷻ کے سوا ہر چیز کو چھوڑ کر اللہ ﷻ کی جانب جھکتے ہیں ان کے لئے اجر وثواب کی بشارت ہے۔ دنیا میں حضرات انبیائے کرام کی بزبان، اور موت کے وقت آنے والے فرشتوں کی زبان سے ان کے لئے خوشخبری ہے۔ یعنی وہ اس کے مستحق ہیں کہ انہیں بشارت دی جائے، انہیں مژدہ سنایا جائے، اسی وجہ سے فرمایا: ﴿فبشر عباد﴾ اے محمد! میرے بندوں کو خوشخبری سنا دو۔ ایک مقام پر اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیائکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون نزلا من غفور رحیم﴾ بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے ہے اس میں

جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے(حم سجدۃ: ۳۰تا۳۲)۔

اعمال وافعال میں حسن یا احسن پر چلنا:

یے......شرعی احکام میں بعض اعمال وافعال حسن ہوتے ہیں اور بعض احسن، اور حسن کے مقابلے میں احسن کی اتباع کرنا زیادہ بہتر ہوتی ہے، مثلاً کسی نے ظہار کا کفارہ دینا ہو تو ساٹھ روزے پے در پے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو صبح شام کھانا کھلائے یا ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور یا جو دے دے۔ اب احسن یہ ہے کہ پے در پے ساٹھ روزے رکھے اور حسن یہ ہے مسکین کو کھانا کھلا دے یا متذکرہ بیان کردہ مال کی قیمت ہر مسکین کو دے۔ اللہ کا فرمان: ﴿فمن لم یجد فصیام شهرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا ......الخ پھر جسے بُردہ نہ ملے لگاتار دو مہینے کے روزے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جس سے روزے بھی نہ ہو سکیں تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا(المجادلۃ: ٤)﴾۔ انسان اپنے مدمقابل سے ہونے والے ظلم کو اسی قدر بدلہ لے سکتا ہے لیکن معاف کرنا زیادہ محبوب ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے: ﴿وجزؤا سیئة سیئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره علی الله انه لا یحب الظلمین اور بُرائی کا بدلہ اسی کی برابر بُرائی ہے تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے بیشک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو(شوریٰ: ٤٠)﴾۔

☆......سید عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''سنو! جو شخص بھی زیادتی کرتا ہے وہ اپنے ہی نفس پر زیادتی کرتا ہے، کوئی شخص اپنی اولاد پر زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی اپنے والد پر زیادتی کرے، سنو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کے لئے اپنے بھائی کی کوئی چیز حلال نہیں ہے، سوا اس چیز کے جس کو اس نے خود حلال کر دیا ہو، سنو! زمانہ جاہلیت کا ہر سود ساقط کر دیا گیا ہے، تمہیں اپنے اصل زر کو لینے کا حق ہے، نہ تم ظلم کرنا اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا، ماسوا عباس بن عبد المطلب کے سود کے، وہ سارے کا سارا ساقط کر دیا گیا ہے اور سنو! زمانہ جاہلیت کے ہر خون کو ساقط کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلے میں جس خون کو معاف کرتا ہوں وہ حارث بن عبد المطلب کا خون ہے، وہ بنو لیث میں دودھ پیتے تھے، ان کو ہذیل نے قتل کیا تھا''۔(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب:ومن سورة التوبة،رقم: ۳۰۹۸،ص ۸۷۹)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کو ایک معین عمر کا اونٹ قرض دیا تھا، وہ آپ کے پاس اپنے اونٹ کا تقاضا کرنے آیا، آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ''اس کو اونٹ دے دو''، صحابہ نے اس اونٹ کی عمر کا اونٹ تلاش کیا تو نہیں ملا، البتہ اس سے افضل اونٹ تھا جو دے دیا گیا، اس قرض خواہ نے کہا: آپ نے مجھے پورا پورا قرض دیا ہے، اللہ آپ کو پورا پورا اجر دے گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو اچھی طرح قرض ادا کریں''۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستقراض، باب:حسن القضاء، رقم: ۲۳۹۳،ص ۳۸٤)

☆......ہجرت کی رات سراقہ نامی شخص نے سو اونٹوں کے انعام کی لالچ میں آپ ﷺ کا تعاقب کیا، اس کی گھوڑی کے دونوں اگلے پیر زمین میں دھنس گئے، نبی کریم ﷺ کی دعا سے اس کو نجات ملی، اس نے معافی چاہی تو آپ ﷺ نے اس کو معاف کر دیا اور ایک چمڑے کے ٹکڑے پر اس کا امان لکھ دی۔(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب:هجرت النبی ﷺ واصحابه، رقم: ۳۹۰۵،ص ٦٥٦)

جنتی نعمتوں کا احادیث کے تناظر میں بیان:

۸......ابن عباس سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے جنت کو جہنم سے پہلے اور اپنی رحمت کو غضب سے پہلے پیدا کیا''۔

☆......ابن عباس سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے جنت عدن اپنے بے مثل ہاتھوں سے تخلیق فرمائی اور اس میں

پھل پیدا کئے اور نہریں جاری فرمائیں''، پھر فرمایا: ''قد افلح المومنون یعنی مومن فلاح پاگئے''، اور میرے رب کی عزت وجلال کی قسم! اس میں کوئی بخیل نہیں جائے گا''۔

☆......ابن عمر کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''چار چیزیں اللہ نے اپنے دست بے مثال سے تخلیق فرمائیں: عرش، جنت عدن، قلم اور تخلیق آدم علیہ السلام، پھر فرمایا ہو جا تو وہ ہو گئیں''۔

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ نے جنت تخلیق فرمائی تو جنت نے عرض کی اے اللہ! تو نے مجھے کس کے لئے پیدا کیا؟ اللہ نے فرمایا: اس کے لئے جو میرے خوف سے دنیا سے رخصت ہوا''۔

(البدور السافرة فی احوال الآخرة، باب: صفة اهل الجنة نسال الله ایاها من فضله، رقم: ۱۶۷۰، ۱۶۷۵، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ص ۴۸۸ وغیرہ)

☆......ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''دو جنتوں کے مابین چالیس سال کا فاصلہ ہے''۔

☆......ابن مبارک حسن سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور دو دروازوں کے مابین چالیس سال کا فاصلہ ہے''۔

☆......حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں''۔

(البدور السافرة، باب: سعة ابواب الجنة، رقم: ۱۷۷۰، ۱۷۷۵، ۱۷۷۸، ص ۵۰۸ وغیرہ)

اغراض:

بیان تطیعوہ: اوامر بجالاتے اور نواہی سے بچتے ہوئے، اور یہ ﴿اتقوا﴾ کی تفسیر ہے جو کہ بندے اور عذاب کے مابین ایک آڑ بن جاتی ہے۔ **ھی الجنة**: مراد تمام قائم ودائم رہنے والی نعمتیں ہیں، اور یہی اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿للذین احسنوا الحسنی وزیادة (یونس:۲۶)﴾ کے معنی یہی معنی ہیں۔

فیہا جروا الیہا: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿الارض﴾ سے مراد دنیاوی زمین ہے، معنی یہ ہے کہ جس کسی کے لئے بندگی کے حوالے سے زمین تنگ ہو جائے تو اُسے اجازت ہے کہ کہیں اور مقام پر اپنا ٹھکانہ بنالے، فتح مکہ سے قبل ہجرت شرط تھی پھر جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو یہ شرط منسوخ کر دی گئی، اور احکام میں تبدیلی آئی اور کبھی ہجرت کرنا واجب بھی ہوئی جب کہ کسی کو اپنے دین کو باقی رکھنے میں ہجرت کرنا آسان ہو تو اُسے ہجرت کرنا واجب ہے تاکہ وہ دین سیکھ سکے اور شعائر اسلام پر قائم رہ سکے، اور کبھی ہجرت کرنا مستحب بھی ہوتا ہے جیسا کہ ایسی جگہ رہتا ہے جہاں کوئی خیر ہی نہیں اور مدمقابل ایسی جگہ ہے جہاں خیر ہی خیر ہے تو ہجرت کرنا مستحب ہے اور کبھی ہجرت کرنا مکروہ بھی ہوتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ جہاں اہل علم، نیک صالح لوگ ہوں تو ایسی زمین سے ہجرت کر کے دوسری جگہ جانا کہ جہاں علم وعمل کا کوئی خیال نہ رہتا ہو تو ایسی زمین سے ہجرت کرنا مکروہ ہے اور کبھی ہجرت کرنا حرام بھی ہوتا ہے جیسا کہ ایسی زمین میں ہجرت کرنا جس میں دین کے اعتبار سے امن کا معاملہ ہو تو اس کے مدمقابل ایسی زمین میں ہجرت کرنا جہاں ایسا امن نہیں ہے وہاں ہجرت کرنا جائز نہیں ہے۔ **بتخلید الانفس**: کا مرجع اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿انفسہم﴾ ہے۔

وما یتلون: اس جملے میں مفارقة الوطن کے مامور بہا ہونے کا بیان ہے جس کی جانب اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿وارض اللہ واسعة (الزمر: ۱۰)﴾ بھی اشارہ کرتا ہے۔

من ھذہ الامة: ایک اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے جو یہ ہے کہ سید عالم ﷺ مطلقاً اول مسلمان نہیں ہیں، میں (علامہ صاوی) اس کا

جواب یہ دوں گا کہ یہاں اَوَّلِیَّت کا تعلق دعوت دینے کے اعتبار سے ہے۔ یدل علیه: وصف مقدر "المومنین" مراد ہے۔
الاوثان: یہ مفسر کی تفسیر میں سے ایک قول ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد شیطان ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد ہر وہ شخص ہے جو اللہ کے سوا بندگی کرتا ہے، اور اس کے علاوہ بھی اقوال مراد ہیں۔
والمعنی لا تقدر علی هدایته: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿افانت تنقذ من فی النار (الزمر:۱۹)﴾ میں مجاز مرسل کا استعمال کیا گیا ہے، یعنی سبب کا ارادہ کرکے مسبب مراد لیا گیا ہے، کیونکہ آگ میں داخل کئے جانے کا سبب ھدایت کو ترک کرنا اور گمراہی میں جا پڑنا ہے، جیسا کہ کسی نے کہا: تو ہدایت پر ان لوگوں سے جنھیں اللہ عزوجل نے گمراہ کیا، اور آگ میں ڈالا جانا گمراہی کے سبب سے ہے، اسی کو امام سمرقندی نے اپنے رسالے کے حاشیے پر بطور کنایہ تحریر فرمایا ہے کیونکہ ان کے عذاب نار کے حقدار ہونے کا سبب یہی گمراہی ہے۔ بفعله المقدر: تقدیر کلام "وعدهم الله وعدا" ہے۔
ادخله امکنة نبع: یعنی اللہ آسمان سے نازل ہونے والے پانی کو لوگوں کے منافع کے لئے کر دیتا ہے، اس طرح کہ وہ پانی زمین میں لوگوں کے لئے قریب بہ استعمال ہوتا ہے، اور یہ بھی کہ ﴿ینابیع﴾ کا استعمال زمین میں موجود جاری پانی پر ہوتا ہے، اور یہ سارے اقوال اس فرمان کے تحت درست ہیں۔ فتاتا: بمعنی متفتتا ومتمزقا ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۱۶۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿افمن شرح الله صدره للاسلام﴾ فَهْتَدٰی ﴿فهو علی نور من ربه ط﴾ کَمَنْ طُبِعَ علٰی قَلْبِهٖ دَلَّ علٰی هٰذَا ﴿فویل﴾ کَلِمَةُ عَذَابٍ ﴿للقسیة قلوبهم من ذکر الله ط﴾ اَی عَنْ قُبُولِ القُرآنِ ﴿اولئک فی ضلل مبین (۲۲)﴾ بَیِّنٍ ﴿الله نزل احسن الحدیث کتبا﴾ بَدَلٌ مِن اَحْسَنَ اَی قُراٰنا ﴿متشابها﴾ اَی یَشْبَهُ بَعضه بَعضًا فِی النَّظْمِ وَغَیرِهٖ ﴿مثانی صلے ق﴾ ثُنِّی فِیهِ الوَعدَ والوَعِیدَ وَغیرهما ﴿تقشعر منه﴾ تَرتَعِدُ عَندَ ذِکرِ وَعِیدِهٖ ﴿جلود الذین یخشون﴾ یَخَافُونَ ﴿ربهم ج ثم تلین﴾ تَطْمَئِنُّ ﴿جلودهم وقلوبهم الی ذکر الله﴾ اَی عِندَ ذِکرِ وَعدِهٖ ﴿ذلک﴾ الکتَابُ ﴿هدی الله یهدی به من یشاء ط ومن یضلل الله فما له من هاد (۲۳) افمن یتقی بوجهه سوء العذاب یوم القیمة﴾ اَی اَشُدَّهُ بِاَنْ یُلقٰی فِی النَّارِ مَغْلولَةً یَدَاهُ اِلٰی عُنقِهٖ کَمَنْ آمَنَ مِنهُ بِدُخُولِ الجَنةِ ﴿وقیل للظلمین﴾ اَی کُفارِ مکةَ ﴿ذوقوا ما کنتم تکسبون (۲۴)﴾ اَی جَزاءَه ﴿کذب الذین من قبلهم﴾ رُسُلهم فِی اِتیَانِ العَذَابِ ﴿فاتهم العذاب من حیث لا یشعرون (۲۵)﴾ مِنْ جِهَةٍ لَا یَخطِرُ بِبَالِهِم ﴿فاذاقهم الله الخزی﴾ الذِّلَّ والهَوانَ مِنَ المَسْخِ والقَتلِ وغَیرِهِما ﴿فی الحیوة الدنیا ج ولعذاب الاخرة اکبر وقف لازم لو کانوا﴾ اَیِ المُکَذِّبُونَ ﴿یعلمون (۲۶)﴾ عَذَابَهَا مَا کَذَّبُوا ﴿ولقد ضربنا﴾ جَعلنا ﴿للناس فی هذا القرآن من کل مثل لعلهم یتذکرون (۲۷)﴾ یَتَّعِظُونَ ﴿قرآنا عربیا﴾ حَالٌ مُوَکِّدَةٌ ﴿غیر ذی عوج﴾ اَی لَبسٍ واخْتِلافٍ ﴿لعلهم یتقون (۲۸)﴾ الکُفرَ ﴿ضرب الله﴾ لِلمُشرِکِ والمُوَحِّدِ ﴿مثلا رجلا﴾ بَدَلٌ مِن مَثَلًا ﴿فیه شرکاء

متشاکسون﴾مُتَنازِعُونَ سَيِّئَةً اَخلاقُهم ﴿ورجلا سلما﴾خَالِصا﴿لرجل ط هل يستوين مثلا﴾تَميِيزٌ اَى لا يَستَوِى العَبدُ لِجَمَاعَةٍ والعَبدُ لِوَاحِدٍ فِانَّ الاَوَّلَ اِذاطَلبَ مِنهُ كُلٌّ مِن مَالِكِيهِ خِدمَتهُ فِى وَقتٍ واحِدٍ تَحَيَّرَ مَن يَّخدِمُهُ مِنهم وهذا مَثَلٌ لِلمُشرِكِ والثَّانِى لِلمُوحِّدِ﴿الحمد لله ج﴾وَحدَهُ﴿بل اكثرهم﴾اَهلُ مكةَ ﴿لا يعلمون(۲۹)﴾مَايَصِيرُونَ اِلَيهِ مِنَ العَذابِ فَيُشرِكُونَ﴿انك﴾خِطابٌ لِلنبيِّ ﴿ميت وانهم ميتون(۳۰)﴾سَتَموتُ وَيَموتُونَ فَلا شَماتَةَ بِالمَوتِ نَزَلَتْ لَما استبطَاؤا موتَه ﷺ﴿ثم انكم﴾اَيُّها النَاسُ فِيمَا بَينَكم مِنَ المَظَالِمِ﴿يوم القيمة عند ربكم تختصمون(۳۱)﴾.

﴿ترجمہ﴾

تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا (تو وہ ہدایت یافتہ ہوگیا) تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے......۱......(اس جیسا ہو جائیگا جس کے دل پر مہر کردی گئی ہے، اس تعبیر پر اگلا کلام دلالت کررہا ہے) تو خرابی ہے (ویل کلمہ عذاب ہے) ان کی جن کے دل یادِ کی طرف سے (یعنی قبول قرآن سے) سخت ہو گئے وہ کھلی گمراہی میں ہیں (مبین بمعنی بین ہے) اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب (کتابا کے معنی قرآن ہے، یہ احسن سے بدل بن رہا ہے) متشابہ ہے (یعنی نظم وغیرہ میں یہ کلام ایک دوسرے کے مشابہ ہے) دوہرے بیان والی (اس میں وعدہ وعید وغیرہ دونوں ساتھ ساتھ ہیں) اس سے (یعنی اس کے وعدے کے ذکر کے وقت) بال کھڑے ہوتے ہیں (کانپنے لگتے ہیں) ان کے بدن جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں (یخشون بمعنی یخافون ہے) پھر نرم ہو جاتی ہیں (مطمئن ہو جاتی ہیں) ان کی کھالیں اور دل یاد خدا کی طرف (یعنی اس کے وعدے کے ذکر کے وقت......۲......) یہ (کتاب) اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اس سے جسے چاہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں تو کیا وہ جسے ڈال دیا جائے گا (یتقی بمعنی یلقی ہے) قیامت کے دن مونھ کے بل برے عذاب میں (یعنی سخت ترین عذاب میں یوں کہ اسے جہنم میں اس حالت میں ڈالا جائیگا کہ اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوں گے ایسا شخص اس کی طرح ہو جائے گا جو ان سے امان پا کر جنت میں داخل ہوگا) اور ظالموں (یعنی کفار مکہ) سے کہا جائے گا اپنے کمائے گئے کو چکھو (یعنی اس کا بدلہ چکھو) ان سے اگلوں نے (عذاب آنے کے قول کے بارے میں رسولوں کو) جھٹلایا تو انہیں جہاں انہیں خبر نہ تھی (یعنی اسی جگہ سے جہاں سے عذاب آنے کا خیال ان کے دلوں میں نہ آیا تھا) اور اللہ نے انہیں رسوائی کا مزہ چکھایا (ذلت رسوائی جیسے مسخ وقتل وغیرہ کا) دنیا کی زندگی میں اور بیشک آخرت کا عذاب سب سے بڑا اگر وہ (یعنی جھٹلانے والے) جانتے (اس عذاب کو تو اس کی تکذیب نہ کرتے) اور بیشک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی کہاوت بیان فرمائی کہ کسی طرح وہ نصیحت حاصل کریں (ضربنا بمعنی جعلنا ہے، یتذکرون بمعنی یتعظون ہے) عربی زبان کا قرآن (عربیا حال موکدہ ہے) جس میں اصلا کجی نہیں......۳......(یعنی التباس واختلاف نہیں) کہ کہیں وہ بچیں (کفر سے) اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے (مشرک اور موحد کی) ایک غلام ("رجلا" "مثلا" سے بدل ہے) میں کئی بدخو آقا شریک (بداخلاق ہیں، اس کے معاملے میں باہم جھگڑتے ہیں) اور ایک فقط ایک مولی کا (سلما بمعنی خالصا ہے) کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے (مثلا تمیز ہے یعنی ایک جماعت اور فقط ایک شخص کا غلام برابر نہیں ہے کیونکہ پہلے غلام سے ایک ہی وقت میں جب تمام ہی آقا اپنی خدمت کا اس سے مطالبہ کریں گے تو وہ متحیر ہو جائیگا کہ ان میں سے کس کی خدمت بجالائے، یہ مشرک کی مثال ہے اور دوسری موحد کی مثال ہے) سب خوبیاں (ایک) اللہ ﷻ کو بلکہ ان کے (یعنی اہل مکہ کے) اکثر نہیں جانتے

(جس عذاب کی طرف وہ جارہے ہیں پس اسی سبب سے وہ شرک کررہے ہیں) بیشک تمہیں (یہ خطاب نبی ﷺ سے ہے) انتقال فرمانا ہے اوران کو بھی مرنا ہے......۳۰...... (یعنی عنقریب آپ ﷺ کا وصال ہو جائیگا اور وہ لوگ بھی مر جائیں گے تو موت پر خوشی نہیں کرنی چاہئے یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کفار حضور ﷺ کے وصال کا انتظار کرنے لگے تھے) پھر بیشک تم (اے لوگوں! اپنے آپس کے مظالم کے سبب) اپنے رب کے پاس جھگڑو گے۔

﴿ترکیب﴾

﴿افمن شرح الله صدره للاسلام فهوعلى نورمن ربه فويل للقسية قلوبهم من ذكر الله﴾.

همزه: حرف استفہام، ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، شرح الله صدره للاسلام: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، هو: مبتدا، علی: جار، نور: موصوف، من ربه: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، ویل: مبتدا، لام: جار، قسية: اسم فاعل مضاف، قلوبهم: فاعل مضاف الیہ، من ذكر الله: ظرف لغو، ملکر جملہ مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک فی ضلل مبینO الله نزل احسن الحديث كتبا متشابها مثانی تقشعرمنه جلود الذين يخشون ربهم﴾.

اولئک: مبتدا، فی ضلل مبين: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، الله: مبتدا، نزل: فعل بافاعل، احسن الحديث: مبدل منہ، كتبا: موصوف، متشابها: صفت اول، مثانی: صفت ثانی، تقشعر: فعل، منه: ظرف لغو، جلود الذين يخشون ربهم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثالث، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم تلين جلودهم وقلوبهم الى ذكر الله ذلک هدى الله يهدى به من يشاء﴾.

ثم: عاطفہ، تلين جلودهم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، قلوبهم: معطوف، ملکر فاعل، الى ذكر الله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ذلک: مبتدا، هدى الله: ذوالحال، يهدى به: فعل بافاعل وظرف لغو، من يشاء: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن يضلل الله فماله من هادO﴾.

و: مستانفہ، من: شرطیہ مفعول بہ مقدم، يضلل الله: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، ما: نافیہ، له: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائدہ، هاد: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿افمن يتقى بوجهه سوء العذاب يوم القيمة وقيل للظلمين ذوقوا ما كنتم تكسبونO﴾.

همزه: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علیٰ مقدر "اكل الناس سواء" من: موصولہ، يتقى: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قيل للظلمين: قول، ذوقوا: فعل امر بافاعل، ما كنتم تكسبون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ حال، ملکر فاعل، بوجهه: ظرف لغو، سوء العذاب: مفعول، يوم القيمة: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر محذوف "كمن امن من العذاب" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كذب الذين من قبلهم فاتهم العذاب من حيث لا يشعرونO﴾.

كذب: فعل، الذين من قبلهم: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: عاطفہ، اتهم: فعل ومفعول، العذاب: فاعل، من: جار، حيث: مضاف، لايشعرون: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذاقهم الله الخزی فی الحیوۃ الدنیا ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون۝﴾.

ف: عاطفہ، اذاقھم اللہ: فعل ومفعول وفاعل، الخزی: مفعول ثانی، فی الحیوۃ الدنیا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو۔ ہ: عاطفہ، لام تاکیدیہ، عذاب الاخرۃ: مبتدا، اکبر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لو: شرطیہ، کانوا یعلمون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فلعذاب الاخرۃ اکبر" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولقد ضربنا للناس فی هذاالقران من کل مثل لعلهم یتذکرون۝ قرانا عربیا غیر ذی عوج لعلهم یتقون۝﴾

و: عاطفہ، لام قسمیہ، قد تحقیقیہ، ضربنا: فعل بافاعل، لام: جار، للناس: ذوالحال، لعلھم: حرف مشبہ واسم، یتذکرون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، لعلھم یتقون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، قرانا: موصوف، عربیا: صفت اول، غیر ذی عوج: صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر مجزور، ملکر ظرف لغواول، فی ھذاالقران: ظرف لغوثانی، من کل مثل: ظرف مستقر "مثلا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول، یہ سب، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ضرب الله مثلا رجلا فیه شرکاء متشکسون ورجلا سلما لرجل﴾.

ضرب اللہ: فعل وفاعل، مثل: مبدل منہ، رجلا: موصوف، فیہ: ظرف مستقر خبر مقدم، شرکاء: موصوف، متشکسون: صفت، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، رجلا: موصوف، سلما: مصدر بافاعل، لرجل: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت، ملکر معطوف، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿هل یستوین مثلا الحمد لله بل اکثرهم لایعلمون۝﴾.

ھل: حرف استفہام للنفی، یستوین: فعل والف تعبیہ ضمیر ممیز، مثلا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، الحمد: مبتدا، للہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ، بل: حرف اضراب وعطف، اکثرھم: مبتدا، لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انک میت وانهم میتون۝﴾.

انک: حرف مشبہ واسم، میت: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انھم: حرف مشبہ واسم، میتون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم انکم یوم القیمة عند ربکم تختصمون۝﴾.

ثم: عاطفہ، انکم: حرف مشبہ و کم ضمیر ذوالحال، یوم القیمۃ: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم، عند ربکم: ظرف مقدم، تختصمون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

انسانی قلب نورِ الٰهی سے کیسے منور ہوتا ہے؟

۱......اس بارے میں ہم نے جن نکات کا مطالعہ کیا ہے، انہیں درج ذیل نمبروار ذکر کرتے ہیں جس سے ان شاءاللہ قارئین کو اس موضوع پر شافی کافی بیان حاصل ہوجائے گا۔

(۱)......قاضی ثناءاللہ پانی پتی لکھتے ہیں: شرح صدر سے مراد یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے کے دل میں ایک نور ڈال دیتا ہے جس کی روشنی اور چمک دمک سے وہ حق کو حق اور باطل کو باطل پہچان لیتا ہے، اور جو دین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے بلاشک وشبہ کامل طور پر اسے اس کے بارے میں یقین آجاتا ہے کیونکہ سینہ دل وروح کا محل ہے اور دل ہی اسلام کو قبول کرتا ہے تو جب اس کا دل احکام اسلام کو قبول

کرلیتا ہے تو وہ اس ظرف کی طرح ہو گیا جو مظروف کے لئے کھل جائے اور وسیع ہو جائے حتیٰ کہ مظروف مکمل طور پر اس میں سما جائے۔ پس جس بھی شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کشادہ فرمادیا تو وہ شخص اپنے رب کی طرف سے دیئے ہوئے نور پر ہے، نور سے مراد بصیرت اور دل کی بینائی ہے۔ (المظهری، ج٦،ص١٦٣)

(۲)......قاضی شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کی جانب سے بندہ عدل پر ہوتا ہے، یا اس کے لئے نور ظاہری ہوتا ہے، جس کے باعث وہ (حق و سچ) پر قائم و دائم ہوتا ہے، اور نور ھدایت و معرفت کے بیان کے لئے بطور استعارہ مراد لیا گیا جس کی ضد ظلمت ہوتی ہے اور نور سے مراد ھدایت، یقین، اور اس سے رجوع (الی اللہ عزوجل) کے میلان کی طرف مجازی طور پر ارادہ کیا گیا ہے تاکہ تباعد (دوری) کا ثبوت ہو جائے۔ (حاشية الشهاب ،المعروف عناية القاضى، ج٨،ص١٩٤)

(۳)......علامہ آلوسی کہتے ہیں: انشراح صدر انسان کے حسب فطرت و خلق ہوتا ہے اور اس حیثیت سے بھی ہوتا ہے کہ انشراح صدر کے باعث جو طاقت اللہ عزوجل کے خصوصی فیض و لطف و کرم کی وجہ سے ہوئی ہے اس میں کسی قسم کی (دل میں موجود کسی کثافت کے باعث) خلل نہ ہو جائے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ بندہ کا شرح صدر کس طرح ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''جب بندے کے دل میں اللہ عزوجل کا نور داخل ہوتا ہے تو اس کا شرح صدر ہو جاتا ہے''، ہم نے پوچھا: یارسول اللہ! اس کی علامت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ دارالخلد یعنی آخرت کی جانب رجوع کرنے والا، دارالغرور یعنی دنیا سے بھاگنے والا اور موت آنے سے پہلے موت کی تیاری کرنے والا ہوتا ہے''۔ (روح المعانى ،الجزء:٢٣،ص٣٣٨)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے زیادہ خطرناک چیز وہ ہے جس کا مجھے اپنی امت پر خطرہ ہے: (۱)...... پیٹ کا بڑھنا، (۲)...... ہمیشہ سوتے رہنا، (۳)...... سستی، (۴)...... یقین کا کمزور ہونا''۔

(كنزالعمال ، كتاب الاخلاق، الحرف الياء، رقم: ٧٣٢٨، ج٢، ص١٧٦ بتغير قليل)

یہ وہ چار اسباب ہیں جو انسان کے دل کو سخت کر دیتے ہیں، زیادہ کھانا پیٹ بڑھاتا ہے اور جب پیٹ بڑھتا ہے تو سستی پیدا ہوتی ہے اور سستی انسان کو راہ سلوک سے دور کرتی ہے۔ ہمارے اسلاف اسی لئے کم کھاتے بلکہ کئی کئی دن بغیر کچھ کھائے عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔

تلاوت قرآن سے خوف طاری ہوجانا:

☆......سعید بن عبدالرحمٰن الجحی نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس اہل قرآن میں سے ایک شخص گزرا اور گر گیا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا: اس کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: جب اس کے سامنے قرآن مجید پڑھا جاتا ہے اور یہ اللہ کا ذکر سنتا ہے تو گر جاتا ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم بھی اللہ عزوجل سے ڈرتے ہیں لیکن ہم تو نہیں گرتے، پھر آپ نے فرمایا: ان میں سے کسی ایک کے پیٹ میں شیطان داخل ہو جاتا ہے، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا یہ طریقہ نہیں تھا۔

عمر بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ سیدنا محمد بن سیرین کے نزدیک ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جن کے سامنے قرآن مجید پڑھا جاتا ہے تو وہ بے ہوش ہو کر گر جاتے ہیں، انہوں نے کہا: وہ ہمارے سامنے چھت کے اوپر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھیں، پھر ان کے سامنے اول سے لے کر آخر تک قرآن پڑھا جائے، پھر اگر انہوں نے اپنے آپ کو چھت سے گرا دیا تو ہم مان لیں گے۔

ابو عمران الجونی نے بتایا کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو وعظ کیا تو ایک آدمی نے اپنی قمیص پھاڑ لی، اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اس قمیص والے سے کہئے کہ میں ان ڈرنے والوں کو پسند نہیں کرتا جو مجھے اپنا دل کھول

کر دکھاتے ہیں۔

☆...... جب مومن بندے کے رونگٹے اللہ عزوجل کے خوف سے کھڑے ہوجاتے ہیں تو اس کی خطائیں ایسی گرتی ہیں جیسا کہ درختوں کے پتے گرتے ہیں، ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کے خوف سے جب بندۂ مومن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں تو اللہ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے''۔ (القرطبی، الجزء:۲۳، ص۲۱۹)

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ زور سے ہوا چلی تو اس درخت کے بوسیدہ پتے گر گئے اور سر سبز پتے قائم رہے، تب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: ''اس درخت کی کیا مثال ہے''؟ صحابہ نے کہا: ''اللہ اور اس کے رسول کو ہی علم ہے، آپ نے فرمایا: ''یہ درخت مومن کی مثال ہے، جب خوف خدا سے اس کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تو اس کے گناہ ساقط ہوجاتے ہیں اور نیکیاں باقی رہتی ہیں''۔ (المرجع السابق بتغیر قلیل)

قرآن کی تین صفات کا بیان:

اللہ عزوجل نے متذکرہ مقام پر قرآن کی تین صفات بین فرمائی ہیں:

(۱)...... اس پاک کلام کی سب سے زیادہ قرائت کی جاتی ہے۔

(۲)...... یہ عربی زبان میں ہے اور اس کی عربی کے آگے بڑے بڑے فصحاء عرب بھی حیران وششدر ہیں، اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وان كنتم فی ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهدائكم من دون الله اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو (البقرة:۲۳)﴾۔

(۳)...... اس پاک کلام میں کوئی کجی نہیں ہے، انسان جب طویل کلام کرے تو اس کے منہ سے کوئی نہ کوئی کمزور یا ناپسندیدہ بات ضرور نکل جاتی ہے لیکن اللہ کا کلام فصیح وبلیغ ہے اس میں ایسی کوئی بات نہیں چنانچہ اللہ نے فرمایا: ﴿ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے (النساء: ۸۲)﴾۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت اور کفار کی موت ایک جیسی نہیں!

☆...... متذکرہ آیت پاک میں دو مرتبہ موت کا ذکر ہے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے حوالے سے فرمایا: ﴿انک میت﴾ میت نکرہ ہے، اور کفار کی موت کے بارے میں فرمایا: ﴿انهم میتون﴾ یہاں بھی میت نکرہ ہے۔ فقہ کا اصول ہے: ''واذا اعیدت نكرة كانت الثانية غير الاولى یعنی جب نکرہ کا دوبارہ ذکر کیا جائے تو دوسرا نکرہ پہلے کا غیر ہوتا ہے'' (نورالانوار، مبحث العام، ص۸۱)۔ لہذا کفار کی موت اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ظاہری ایک جیسی نہیں ہیں۔

☆...... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فراق قریب آیا تو ہم سب حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ کے حجرہ میں جمع ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کو خوش آمدید ہو، اللہ عزوجل تم کو زندہ رکھے اور تم پر رحم فرمائے، میں تم کو اللہ عزوجل سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں، اب فراق قریب آگیا ہے اور یہ وقت اللہ عزوجل کی طرف لوٹنے اور سدرۃ المنتہی اور جنت الماوی کی طرف جانے کا وقت ہے۔ میرے گھر کے لوگ مجھے غسل دیں گے اور مجھے کفن ان کپڑوں میں پہنائیں گے اگر وہ چاہیں یا حلہ یمانیہ میں، پس جب تم مجھے غسل دے چکو اور کفن پہنا چکو تو مجھے میرے اس تخت پر میرے حجرے میں رکھ دینا، میری لحد کے کنارے پر، پھر کچھ دیر کے لئے میرے اس حجرے سے نکل

جانا، سب سے پہلے میرے حبیب جبرائیل علیہ السلام میری نماز پڑھیں گے، پھر حضرت میکائیل علیہ السلام، پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام اور پھر ملک الموت علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ میری نماز پڑھیں گے۔ پھر تم گروہ گروہ آکر میری نماز پڑھنا"۔ مسلمانوں نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کا سنا تو وہ رونے لگے اور کہنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رب عزوجل کے رسول ہیں اور ہماری جماعت کی شمع ہیں اور ہمارے معاملات کی برھان ہیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے جائیں گے تو ہم اپنے معاملات میں کس کی جانب رجوع کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تم کو صاف وشفاف راستے میں چھوڑا ہے، جس کی رات بھی اپنے ظہور میں دن کی طرح ہے اور اس رہنمائی کے بعد وہی شخص گمراہ ہوگا جو ہلاک ہونے والا ہے اور میں نے تمہارے لئے دو نصیحت کرنے والے چھوڑ دیئے ہیں، ایک ناطق ہے اور دوسرا ساکت ہے، رہا ناطق تو وہ قرآن مجید ہے اور ساکت تو وہ موت ہے۔ پس جب تم کو کوئی مشکل پیش آئے تو تم قرآن مجید اور سنت رسول کی طرف رجوع کرنا اور جب تمہارے دل سخت ہو جائیں تو تم مُردوں کے احوال پر غور کرنا"۔ پھر اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو درد سر کا عارضہ ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھارہ روز تک بیمار رہے اور مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کرتے رہے، پھر پیر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تھی، پھر حضرت علی اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دیا اور بدھ کی شب نصف گزر چکی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ کے حجرے میں دفن کر دیا گیا اور ایک قول یہ ہے کہ منگل کی شب آپ کو دفن کیا گیا۔ (روح البیان، ج۸، ص۱٤۲ وغیرہ)

مولانا قاسم نانوتوی لکھتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کی موت میں بھی مثل حیات فرق ہے، ہاں فرق ذاتیت اور عرضیت متصور نہیں، وجہ اس فرق کی وہی تفاوت حیات ہے، یعنی حیاب نبوی بوجہ ذاتیت قابل زوال نہیں اور حیات مومنین بوجہ عرضیت قابل زوال ہے، اس لئے بوقت موت حیات نبوی زائل نہ ہوگی، ہاں مستور ہو جائے گی اور حیات مومنین ساری یا آدھی زائل ہو جائے گی۔ سو در صورت تقابل عدم وملکہ اس استتار حیات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مثل آفتاب سمجھئے کہ وقت کسوف قمر بے اوٹ میں حسب مزعوم حکماء اس کا نور مستور ہو جاتا ہے، زائل نہیں ہوتا، یا مثل شمع چراغ خیال فرمایئے کہ جب اس کو کسی ہنڈیا یا مٹکے میں رکھ کر اوپر سے سرپوش رکھئے تو اس کا نور بالبداہت مستور ہو جاتا ہے، زائل نہیں ہو جاتا اور دوبارہ زوال حیات مومنین کو مثل قمر خیال فرمایئے کہ وقت خسوف کا نور زائل ہو جاتا ہے یا مثل چراغ سمجھئے کہ گل ہو جانے کے بعد اس میں نور بالکل نہیں رہتا۔ (آب حیاب، ص۱۸٤ وغیرہ)

☆......ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے کہ ثابت بنانی نے حمید الطویل سے پوچھا: "کیا تمہیں یہ علم ہے کہ حضرات انبیائے کرام کے سوا بھی کوئی اپنی قبروں میں نماز پڑھتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں"۔ (حلیۃ الاولیاء، ثابت بنانی، رقم: ۲۵٦۷، ج۲، ص۳٦۲)

☆......حضرت اوس بن اوس ثقفی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے تمام دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے، تم اس دن میں مجھ پر کثرت سے صلوۃ پڑھو، کیونکہ تمہاری صلوۃ مجھ پر پیش کی جاتی ہے"، صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ پر ہماری صلوۃ کیسے پیش کی جائے گی حالانکہ آپ کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہونگی؟ فرمایا: "اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب: تفریع ابواب الجمعۃ، رقم: ۱۰٤۷، ص ۲۰۰)

اغراض:

کمن طبع: یہ آیت اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿انما یتذکر اولو الالباب (الرعد:۱۹)﴾ پر مرتب ہوتی ہے۔

کلمۃ العذاب: یعنی مخاطب کو اس کلمے کے ذریعے عذاب میں مقید کرنا مقصود ہے۔

ای عن قبول القرآن: اس جملے میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ﴿من﴾ بمعنی عن ہے، کلام میں مضاف محذوف ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ﴿مــن﴾ کو اپنے معنی پر ہی رکھا جائے تاکہ تعلیل کی صورت برقرار رہے یعنی ان کے دل کے ذکر (نہ کرنے کی وجہ سے) سخت ہوگئے اور فساد ونقصان کا شکار ہوئے، اور معلوم ومشاہدہ یہ ہے اللہ عزوجل کے پاک کلام سے دل تازگی پاتے ہیں اور بعض بیماریاں بھی دور ہوجاتی ہیں اور یہاں بعض عارفین کا یہ بھی کہنا ہے: اللہ عزوجل کی یاد سے گناہوں میں اضافہ نہیں ہوتا اور بصارت وبصیرت جلا پاتی ہیں۔ وغیرھما: جیسا کہ قصص واحکام۔ تطمئن: بمعنی تسکن وتستقر ہے۔

فی النظم وغیرہ: میں نظم سے مراد لفظ ہے، اور غیرہ سے مراد بلاغت اور منافع پر دلالت کرنا ہے۔ اس آیت میں اس جانب اشارہ ہے کہ قرآن متشابہ ومحکم پر محیط ہے یعنی بعض محکم اور بعض متشابہ ہیں اور متشابہ کا معنی یہ ہے کہ آیت مقدسہ میں بعض اختصار ہو۔

ای عند ذکر وعدہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿الی﴾ بمعنی عند ہے، پس حرف کو دوسرے معنی کے لئے متضمن کرنے یہ ایک وجہ ہے اور دوسری وجہ ﴿تسلین﴾ بمعنی تسکن ہے، پس مفسر نے دونوں صورتوں کو جمع کیا اور حاصل یہ ہوا کہ اللہ سامع قرآن کے وقت میں مومن کے حال کو بیان کرتا ہے اور جب وعید کو سنتا ہے تو مومن خوف کھا جاتا ہے اور جب وعدہ کا ذکر سماعت کرتا ہے تو اس پر امید کا غلبہ ہوجاتا ہے اور اس کا سینہ کشادہ ہوجاتا ہے اور اس کا نفس مطمئن ہوجاتا ہے کیونکہ خوف وامید بندے کے لئے ایسے ہیں جیسے پرندے کے لئے پر ہوتے ہیں کہ جب ان میں سے کوئی پر کٹ جائے تو پرندہ زمین پر آجاتا ہے۔

ای الکتاب: جو کہ متذکرہ صفات پر متصف ہوگی۔ ای کفار مکة: واضح قول یہ ہے کہ مراد اس امت کے کفار ہیں۔

ای جزاءہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں مضاف حذف ہے۔

لا تخطر ببالھم: مراد سبب جہت بیان کرنا ہے، یعنی انہیں جس جگہ سے عذاب آئے گا انہیں اس جہت کا شعور بھی نہ ہوگا، جیسا کہ قوم لوط پر عذاب آیا اور انہیں اس کا شعور ہی نہ تھا۔

حال مؤکدة: یعنی لفظ قرآن حال مؤکدہ ہے۔ ای لبس واختلاف: بمعنی لا لبس ولا تناقض ہے۔

ای لا یستوی العبد لجماعة: یہ مثال ان کی جو اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور مفسر کا قول ''لجماعة'' میں مشرکین کے برے اخلاق کی جانب اشارہ ہے، اور مفسر کے قول ''والعبد لواحد'' میں اس بندۂ مومن کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے جو فقط ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ فلا شماتة بالموت: میں دشمن کے خوش ہونے کی جانب اشارہ ہے۔

نزلت لما استبطؤوا موته: کا بیان شان نزول میں دیکھ لیں۔ (الصاوی، ج۵، ص ۱۶۳ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

رکوع نمبر: ۱

﴿فمن﴾ای لا احد ﴿اظلم ممن کذب علی اللہ﴾بِنِسبَۃِ الشَّرِیکِ والوَلدِ اِلَیہِ﴿وکذب بالصدق﴾بالقُرانِ﴿اذ جاءہ ط الیس فی جھنم مثوی﴾ماوًی ﴿للکفرین (۳۲)﴾بلٰی﴿والذی جاء بالصدق﴾ھوَ النبیُّ ﷺ﴿وصدق بہ﴾ھُم المُومِنُونَ فَالَّذِی بِمَعنَی الَّذِینَ﴿اولئک ھم المتقون (۳۳)﴾الشِّرکَ ﴿لھم ما یشاءون عند ربھم ط ذلک جزاؤا المحسنین (۳۴)﴾لِاَنفُسِھم بِاِیمَانِھِم ﴿لیکفر اللہ عنھم اسواالذی عملوا ویجزیھم اجرھم باحسن الذی کانوا یعملون(۳۵)﴾اَسوَءَ واَحسَنَ بِمَعنَی السَّیِّءِ والحَسنِ﴿الیس اللہ بکاف عبدہ ط﴾اَیِ النبِیّ ﷺ بَلٰی﴿ویخوفونک﴾الخِطَابَ لَہ ﴿بالذین من دونہ ط﴾اَی الاَصنَامِ اِنْ تَقتُلَہٗ اَو تَخبُلَہٗ﴿ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد(۳۶) ومن یھد اللہ فما لہ من مضل الیس اللہ بعزیز﴾غَالِبٍ علٰی اَمرِہٖ ﴿ذی انتقام (۳۷)﴾مِن اَعدَائِہٖ بلٰی﴿ولئن﴾لامُ قَسمٍ ﴿سالتھم من خلق السموت والارض لیقولن اللہ ط قل افرء یتم ما تدعون﴾تَعبُدُونَ ﴿من دون اللہ﴾اَیِ الاَصنَامِ ﴿ان ارادنی اللہ بضر ھل ھن کشفت ضرہ﴾لا﴿او ارادنی برحمۃ ھل ھن ممسکت رحمتہ﴾لا وَفِی قِرائَۃٍ بِالاِضَافَۃِ فِیھِمَا ﴿قل حسبی اللہ ط علیہ یتوکل المتوکلون (۳۸)﴾یَثِقُ الوَاثِقُونَ﴿قل یقوم اعملوا علی مکانتکم﴾حَالَتِکم ﴿انی عامل ج﴾علٰی حَالَتِی﴿فسوف تعلمون (۳۹)من﴾مَوصُولَۃٌ مَفعَولُ العِلمِ﴿یاتیہ عذاب یخزیہ ویحل﴾یَنزِلُ ﴿علیہ عذاب مقیم(۴۰)﴾دائِمٌ ھو عَذابُ النَّارِ وَقَد اَخزَاھُمُ اللہُ بِبَدرٍ﴿انا انزلنا علیک الکتب للناس بالحق ج﴾مُتَعلِّقٌ بِاَنزَلَ﴿فمن اھتدی فلنفسہ﴾اِھتِدَاؤُہٗ﴿ومن ضل فانما یضل علیھا ج وما انت علیھم بوکیل(۴۱)﴾فَتُجبِرُھم علَی الھُدٰی.

﴿ترجمہ﴾

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون (یعنی کوئی بھی نہیں) جو اللہ پر جھوٹ باندھے (اس کی طرف شریک اور اولاد کی نسبت کرکے) اور حق (یعنی قرآن پاک) کو جھٹلائے جب اس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں (کیوں نہیں ضرور ہے، مثوی بمعنی ماوی ہے) اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے (یعنی نبی پاک ﷺ......۱......) اور وہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی (یعنی مسلمان......۲...... ، یہاں الذی بمعنی الذین ہے) یہی بچنے والے ہیں (شرک سے) ان کے لیے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس یہ (ایمان لاکر اپنی جانوں پر) احسان کرنے والوں کا صلہ ہے تا کہ اللہ ان سے اتار دے برا کام جو انہوں نے کیا اور انہیں ان کے ثواب کا صلہ دے اچھے کام پر......۳......(اسوا اور احسن بمعنی السیئی اور الحسن ہے) کیا اللہ اپنے بندے (یعنی نبی پاک ﷺ) کو کافی نہیں (کیوں نہیں ضرور ہے) اور تمہیں ڈراتے ہیں (یہاں خطاب حضور ﷺ سے ہے) اس کے سوا اوروں سے (یعنی بتوں سے کہ یہ

بت آپ ﷺ کو مار ڈالیں گے اور آپ ﷺ کی عقل زائل کریں گے) اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کی کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی بہکانے والا نہیں کیا اللہ (اپنے امر پر) غالب (اپنے دشمنوں سے) انتقام لینے والا نہیں (کیوں نہیں ضرور ہے) اور اگر (لـئـن میں لام قسمیہ ہے) تم ان سے پوچھو آسمان اور زمین کس نے بنائے؟ تو ضرور کہیں گے اللہ نے تم فرماؤ: بھلا بتاؤ جنہیں (یعنی جن بتوں کو) تم اللہ کے سوا پوجتے ہو (تد عون بمعنی تعبدون ہے) اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہچانا چاہے تو کیا وہ اس کی بھیجی ہوئی تکلیف ٹال دیں گے (نہیں ایسا نہیں کر سکتے) یا وہ مجھ پر رحم فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی رحمت کو روک رکھیں گے (نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتے، ایک قراءت میں دونوں جانب اضافت ہے) تم فرماؤ: اللہ مجھے بس ہے بھروسے والے اس پر بھروسہ کریں......ﮯ......

(یتو کل المتو کلون بمعنی یثق الواثقون ہے) تم فرماؤ: اے میری قوم! اپنی جگہ (اپنی اسی حالت پر) کام کئے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں......۵......تو آگے جان جاؤ گے کس پر (من موصولہ تعلمون کا مفعول بن رہا ہے) آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے گا اور کس پر اترتا ہے عذاب ہمیشگی کا (مراد اس سے عذاب جہنم ہے اور بیشک اللہ ﷻ نے انہیں بدر میں رسوا کر دیا، یـحل بمعنی ینزل اور مقیم بمعنی دائم ہے) بیشک ہم نے تم پر یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کو حق کے ساتھ اتاری ("بالحق" انزل کے متعلق ہے) تو جس نے راہ پائی (تو اس کا راہ پانا) اس کے اپنے بھلے کو اور جو بہکا اپنے ہی برے کو بہکا اور تم کچھ ان کے ذمہ دار نہیں (کہ تم انہیں ہدایت پر آنے پر مجبور کرو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فمن اظلم ممن کذب علی اللہ و کذب بالصدق اذجاء ہ﴾۔

ف: عاطفہ، مـن: استفہامیہ، اظـلـم: اسم تفضیل با فاعل، مـن: جار، مـن: موصولہ، کـذب عـلـی الـلـہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کـذب بـالـصـدق: فعل با فاعل و ظرف لغو، اذجاء ہ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الیس فی جہنم مثوی للکفرین0 والذی جاء بالصدق و صدق بہ اولئک ھم المتقون0﴾.

ھـمـزہ: حرف استفہام، لیـس: فعل ناقص، فـی جـہـنـم: ظرف مستقر خبر مقدم، مثـوی لـلـکـفـریـن: شبہ جملہ اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، الذی: موصول، جاء بـالصدق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، صـدق بہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، اولئک: مبتدا، ھم المتقون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لھم مایشاء ون عند ربھم ذلک جزوا المحسنین0﴾.

لھـم: ظرف مستقر خبر مقدم، مـا: موصولہ، یشـاء ون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، عـنـد ربھـم: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر ماقبل "الذی جاء بالصدق" کی خبر ثانی ہے، ذلک: مبتدا، جزوا المحسنین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لیکفر اللہ عنھم اسوا الذی عملوا ویجزیھم اجرھم باحسن الذی کانوا یعملون0﴾.

لام: جار، یـکفر اللہ عنھم: فعل و فاعل و ظرف لغو، اسوا: مضاف، الذی عملوا: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یـجزیھم اجرھم: فعل با فاعل و مفعول و ثانی، بـاحسـن الـذی کانوا یعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "یسر لھم ذلک" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الیس اللہ بکاف عبدہ ویخوفونک بالذین من دونہ﴾.

ہمزہ: حرف استفہام،لیس اللہ: ناقص واسم،ب: جارزائد، کاف: اسم فاعل بافاعل،عبدہ: مفعول،ملکرخبر،ملکر جملہ فعلیہ،و: مستانفہ،یخوفونک: فعل بافاعل ومفعول،ب: جار،الذین من دونہ: موصول صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یضلل اللہ فما لہ من ھادo﴾۔

و: عاطفہ،من: موصولہ،یضلل اللہ: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،ما: مشابہ بلیس،لہ: ظرف مستقر خبر مقدم،من: زائد،ھاد: اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یھد اللہ فما لہ من مضل الیس اللہ بعزیز ذی انتقامo﴾۔

و: عاطفہ،من یھد اللہ: موصول صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،ما: مشابہ بلیس،لہ: ظرف مستقر خبر مقدم،من: زائد،مضل: اسم موخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ہمزہ: استفہامیہ،لیس اللہ: فعل ناقص واسم،ب: زائد،عزیز: موصوف،ذی انتقام: صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولئن سالتھم من خلق السموت والارض لیقولن اللہ﴾۔

و: عاطفہ،لام قسمیہ،ان: شرطیہ،سالتھم: فعل بافاعل ومفعول،من: استفہامیہ مبتدا،خلق السموت والارض: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،لام: تاکیدیہ،یقولن: قول،اللہ: "ھو" مبتدا محذوف کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جواب قسم،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿قل افرء یتم ما تدعون من دون اللہ ان ارادنی اللہ بضر ھل ھن کشفت ضرہ﴾۔قل: قول،ہمزہ: حرف استفہام،ف: عاطفہ،رایتم: فعل بافاعل،ما تدعون: موصول صلہ،ملکر ذوالحال،من دون اللہ: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول اول،ھل: حرف استفہام،ھن: مبتدا،کشفت ضرہ: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ان: شرطیہ،ارادنی اللہ بضر: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فعل ھن کشفت ضرہ" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ معترضہ۔

﴿اوارادنی برحمۃ ھل ھن ممسکت رحمۃ﴾۔

او: عاطفہ،ارادنی برحمۃ: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ماقبل "ارادنی اللہ" پر،ھل: حرف استفہام،ھن: مبتدا،ممسکت رحمۃ: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلونo﴾۔

قل: قول،حسبی: مبتدا،اللہ: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،علیہ: ظرف لغو مقدم،یتوکل المتوکلون: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل یقوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمونo﴾۔

قل: قول،یقوم: نداء،اعملوا: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال،علی مکانتکم: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،انی: حرف مشبہ واسم،عامل: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف: عاطفہ،سوف: حرف استقبال،تعلمون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿من یاتیہ عذاب یخزیہ ویحل علیہ عذاب مقیمo﴾۔

من: موصولہ،یاتیہ: فعل ومفعول،عذاب: موصوف،یخزیہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،یحل علیہ عذاب مقیم: جملہ

فعلیہ معطوف، ملکر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ماقبل "تعلمون" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا انزلنا علیک الکتب للناس بالحق فمن اهتدی فلنفسه﴾.

انا: حرف مشبہ واسم، انزلنا علیک: فعل بافاعل وظرف لغو، الکتب: ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، للناس: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، اهتدی: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لنفسه ظرف مستقر مبتدا محذوف "هدایته" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن ضل فانما یضل علیها وما انت علیهم بوکیل٥﴾.

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، ضل: فعل بافاعل، ملکر شرط، ف: جزائیہ، انما: حرف مشبہ واسم وما کافہ، یضل علیها: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، انت: اسم، علیهم: ظرف لغو مقدم، ب: زائد، وکیل: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیا سچ لائے؟

۱......سید عالم جس سچ کو لائے اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں: (۱)......مراد اس سے قرآن مجید ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، (۲)......اللہ عزوجل نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا جس کی لوگوں نے مخالفت کی، (۳)......ایک قول یہ ہے کہ لوگوں نے کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ" کا انکار کیا۔ (الطبری، الجزء: ۲۴، ۶)

علامہ آلوسی کہتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو جھٹلایا گیا جب کہ جھٹلانے والے جانتے تھے کہ یہ اللہ عزوجل کی پاک بارگاہ سے ایسے معجزات لائے ہیں، پس ان کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو جھٹلانا مطلق تکذیب کے زمرے میں نہیں آتا (یعنی انہوں اللہ اور اس کے رسول دونوں کو جھٹلایا)۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۴، ص ۳۵۲)

کس سچے نے سچ کی تصدیق کی؟

۲......ابن عساکر نے اُسید بن صفوان کے طرق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ﴿والذی جاء بالحق﴾ سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بالا صفات ہے اور ﴿وصدق به﴾ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ ہے اور یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔

☆......ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ﴿والذی جاء بالصدق﴾ سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور ﴿وصدق به﴾ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

☆......ابن جریر اور اُبی بن حاتم نے سُدی سے روایت کی ہے کہ ﴿والذی جاء بالصدق﴾ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور ﴿وصدق به﴾ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

☆......ابن منذر نے مختلف طرق سے مجاہد سے روایت کی ہے کہ وہ متذکرہ آیت پڑھ رہے تھے اور فرمایا ﴿والذی جاء بالصدق وصدق به﴾ سے مراد اہل قرآن ہیں جن کا حشر کل بروز قیامت قرآن کے ساتھ ہوگا اور وہ کہیں گے: "یہ وہ پاک کلام ہے جس کی ہم نے پیروی کی اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہوئے"۔ (الدر المنثور، ج۵، ص۶۱۵)

امام رازی لکھتے ہیں: اس بارے میں کچھ مسائل ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

پہلا مسئلہ: اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿والذی جاء بالصدق و صدق بہ﴾ کے بارے میں دو اقوال ہیں:
(۱)...... سچ لانے والی ذات سید عالم ﷺ کی ہے اور جس سچے نے اس کی تصدیق کی وہ ذات سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے، اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کئی مفسرین کا قول ہے۔ (۲)...... ہر نبی سچ ہی لایا اور تصدیق کرنے والے ان کے پیروکار تھے۔
دوسرا مسئلہ: رسالت کا تعلق چار ارکان کے ساتھ ہوتا ہے: المرسل، المرسل، الرسالۃ اور المرسل الیہ، اور رسول کا بھیجنا اس لئے ہے کہ قبول و تصدیق کے معاملے میں جس کی جانب بھیجا گیا ہے وہ اس کی پیروی کریں، پس پہلا شخص جس نے آنے والی دعوت کی تصدیق کی وہ بھیجے جانے والے کے منصب رسالت کو مکمل کر گیا اور باقی لوگوں نے انہیں دیکھ کر مان لیا، جیسا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ابوبکر کی ذات ہے جو پیغام نبوت کی تکمیل میں سہارا بنی"۔ (الرازی، ج۹، ص ۴۵۲)

متصدقین کی جزاء کا بیان:

۳...... متصدقین کے بارے میں اللہ ﷻ کا وعدہ ہے، فرمایا: ﴿لهم ما يشاؤن عند ربهم ذلك جزاء المحسنين ()﴾، یہ وعدہ ہر اُس شخص کے لئے ہے جو دین اسلام کا مکلف ہے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمام کمال اللہ ﷻ کی ذات کے ساتھ محبوب و مرغوب ہے، اور جنتی عقلاء کے درجے میں داخل ہیں، پس جب وہ حضرات انبیائے کرام، اکابرین عظام اور اولیائے کرام کے بلند درجات کو دیکھیں گے تو جان لیں گے کہ یہی وہ خیرات عالیہ، درجات کاملہ ہیں، اور کسی چیز کا کمال کی حیثیت سے علم ہونا، اور خیر میں جس کی طرف رغبت کی جائے، وہ ایسی ہی ہوتی ہیں کہ لوگ اس کی چاہت کرتے ہیں اور یہی اس آیت کا ماخذ ہے، اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ معاملہ برعکس ہو کہ نیک لوگ بجائے انعام و اکرام کے غم و غصہ اور وحشت قلبی کا شکار ہوں تو پھر میں یہ کہوں کہ اللہ ﷻ کی شان یہ ہے کہ وہ آخرت میں کینہ و حسد کو لوگوں کے دلوں سے دور فرما دیتا ہے، پس ثابت ہوتا ہے کہ دنیاوی امور کے معاملے میں اُخروی امور مختلف ہوتے ہیں۔ (الرازی، ج۹، ص۴۵۳)

کیا اسباب اختیار کرنا توکل کے منافی ہے؟

۴...... امور دنیا اور آخرت کے حوالے سے مصائب کے دور ہونے اور خواہشوں کے پورے ہونے میں دل کا اللہ کے حضور مکمل طور پر جم جانا توکل کہلاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اگر تم اس طرح اللہ پر بھروسہ کرو جیسا کہ اُس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تمہیں بھی ایسے ہی رزق دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح اپنے گھونسلے سے بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس آتے ہیں"۔ (الترمذی، کتاب الزھد، باب فی التوکل علی اللہ، رقم: ۲۳۵۱، ص ۶۸۰)۔ تحقیق یہ ہے کہ توکل اسباب اختیار کرنے کے منافی نہیں ہے، حضرت سہل فرماتے ہیں کہ جس نے کوشش اور کسب کرنے پر لعن طعن کیا اس نے سنت پر لعن طعن کیا اور جس نے توکل کرنے پر لعن طعن کیا اس نے ایمان پر لعن طعن کیا، پس توکل نبی پاک ﷺ کا حال ہے اور کسب سید عالم ﷺ کی سنت، پس جو سید عالم ﷺ کے حال پر عمل کرے تو وہ سنت کو کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ (تزکیۃ النفوس، ص ۹۱ وغیرہ)

سید عالم ﷺ نے کامل طور پر پیغام تبلیغ فرمایا:

۵...... رسالت کا منصب ایک عظیم منصب ہے، اور اس عظیم منصب پر فائز ہونے والے رسل بھی عظیم ہی ہیں، اور انہوں نے اس منصب کی بجا آوری بھی عظیم ہی طریقے سے کی ہے، جس پر قرآن بھی شاہد ہے۔ چنانچہ فرامین رب العباد ہیں: ﴿فلعلک باخع نفسک علی اٰثارھم ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفا تو کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے پیچھے اگر وہ اس

بات پر ایمان نہ لائیں غم سے (الکھف:٦)﴾، ﴿لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے غم میں کہ وہ ایمان نہ لائیں گے (الشعراء:٣)﴾، ﴿فلا تذھب نفسک علیھم حسرات تو تمہاری جان ان پر حسرتوں میں نہ جائے (فاطر:٨)﴾۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میری اور لوگوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی، پھر حشرات الارض اور پروانے اس آگ میں گرنے لگے، سو میں تم کو کمر سے پکڑ کر آگ میں گرنے سے روک رہا ہوں اور لوگ اس آگ میں دھڑا دھڑ گر رہے ہیں''۔(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب: الانتهاء عن المعاصی، رقم: ٦٤٨٣، ص ١١٢٤)

☆......حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے جس علم وہدایت کے ساتھ مجھے مبعوث کیا ہے، اس کی مثال اس بادل کی طرح ہے جو زمین پر برسا، زمین کا کچھ حصہ اچھا تھا جس نے اس پانی کو جذب کر لیا اور اس نے چارا اور بہت سبزہ اگایا اور زمین کا بعض حصہ سخت تھا، اس نے پانی کو روک لیا، جسے اللہ نے لوگوں کو نفع پہنچایا، لوگوں نے وہ پانی خود پیا اور جانوروں کو پلایا اور ان کو (سبزے سے) چرایا اور زمین کا بعض حصہ چٹیل میدان تھا، جس پر جب بارش ہوئی تو زمین کے اس حصہ نے پانی روکا اور جمع کیا اور نہ اس میں سبزہ اور گھاس اگائی، یہ مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اس کا فیض پہنچایا اور اللہ نے جس ہدایت کے ساتھ مجھے مبعوث کیا ہے اس کا علم حاصل کیا اور وہ علم آگے پہنچایا اور یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے اس علم کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا اور نہ اس ہدایت کی طرف دیکھا جس کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے اور اس کو قبول نہیں کیا''۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب: فضل مَن عَلِمَ وعَلَّمَ، رقم: ٧٩، ص ١٩)

اغراض:

بلی: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد استفہام تقریری ہے، معنی یہ ہے کہ ﴿فی جھنم مثوی للکافرین (العنکبوت:٦٨)﴾ ہے، یعنی ''بلی'' کے ذریعے اللہ کا شریک بنانے والوں کے عذاب کو ثابت کرنا مقصود ہے۔

لانفسھم: کا متعلق ﴿المحسنین﴾ ہے، اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ انسان کے پرہیزگاری کرنے میں اپنی ذات پر احسان ہے، اور اس کے ثمرات اُسی کو ملنے ہیں اور کسی نیک بندے کے نفع ونقصان کا محتاج نہیں اللہ مخلوق کی جانب سے کسی نفع ونقصان سے بلند وبالا ہے، اور نفس کا اپنی ذات پر احسان کرنا اللہ کی بندگی کرنے اور اس کی بارگاہ میں امید کرنا ہے اور خالق کی محبت میں مخلوق کی محبت سے کنارہ کرنا ہے اور اسی لئے جو اپنے نفس کو (تقوی سے) معزز کرتا ہے اللہ اُسے معزز کرتا ہے اور اس کا برعکس بھی ہوتا ہے۔

بمعنی السیء والحسن: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ فعل تفضیل اس باب سے نہیں آتا، پس الاسوا بمعنی السیء اور الاحسن بمعنی الحسن ہے، یعنی اللہ ہر اچھے عمل اور برے عمل پر (چاہے تو) جزا دیتا ہے۔

متعلق بانزل: یہ بھی درست ہے محذوف حال کی جانب متعلق ہو، چہ جائے کہ وہ انزل کا فاعل ہو یا مفعول ہو۔

یثق والقون: مراد اعتماد کرنے والوں کا اعتماد کرنا ہے۔ حالتکم: مراد کفر وعناد ہے، اور یہ حال کی مکان کے ذریعے تشبیہ بیان کرنا ہے یعنی حالت کفر وعناد کے ثابت ومستقیم ہونے کا بیان مقصود ہے۔ (الصاوی، ج٥، ص ١٦٥ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿اللہ یتوفی الانفس حین موتھا﴾ وَیَتوفّٰی ﴿والتی لم تمت فی منامھا﴾ اَی یَتَوفّاھا وَقتُ النَّومِ ﴿فیمسک التی قضی علیھا ویرسل الاخری الی اجل مسمی ط﴾ اَی وَقتُ مَوتِھَا والمُرسَلَۃُ نَفسُ

التَّمییزِ تَبقِی بِدُونِهَا نَفسُ الحَیٰوۃِ بِخِلافِ العَکسِ﴿ان فی ذلک﴾المَذکُورِ﴿لایت﴾دَلالاتٍ﴿لقوم یتفکرون(۴۲)﴾فَیَعلَمُونَ اَنَّ القَادِرَ علٰی ذلکَ قَادِرٌ علٰی البَعثِ وَقُرَیشٌ لَم یَتَفکَّرُوا فی ذٰلکَ﴿ام﴾بل ﴿اتخذوا من دون اللہ﴾اَیِ الاَصنَامِ آلِھَۃً﴿شفعاء ط﴾عِندَاللہِ بِزَعْمِھِم﴿قل﴾لھم ﴿ا﴾یَشفَعونَ﴿ولو کانوا لا یملکون شیئا﴾مِنَ الشَّفَاعَۃِ وَغَیرِھا﴿ولا یعقلون(۴۳)﴾اِنَّکم تَعبُدُونَھم ولا غَیرَذلکَ﴿قل للہ الشفاعۃ جمیعا ط﴾اَی ھُوَ مُختَصٌّ بِھا فَلا یَشفَعُ اَحَدٌ اِلا بِاِذنِہٖ﴿لہ ملک السموت والارض ط ثم الیہ ترجعون(۴۴) واذا ذکراللہ وحدہ﴾اَی دُونَ آلِھَتِھِم﴿اشمازت﴾نَفَرتْ وانقَبَضَتْ﴿قلوب الذین لا یؤمنون بالاخرۃ ج واذا ذکرالذین من دونہ﴾اَیِ الاَصنَامِ﴿اذا ھم یستبشرون (۴۵) قل اللھم﴾بِمَعنٰی یَااللہُ ﴿فاطرالسموت والارض﴾مُبدِعُھما﴿علم الغیب والشھادۃ﴾مَاغَابَ وَما شُوھِدَ﴿انت تحکم بین عبادک فی ما کانوا فیہ یختلفون (۴۶)﴾مِن اَمرِ الدِّینِ اِھدِنی لِما اختُلِفُوا فیہِ مِنَ الحَقِّ﴿ولوان للذین ظلموا ما فی الارض جمیعا ومثلہ معہ لافتدوا بہ من سوء العذاب یوم القیمۃ ط وبدا﴾ظَھَرَ﴿لھم من اللہ ما لکم یکونوا یحتسبون (۴۷)﴾یَظُنُّونَ﴿وبدالھم سیات ماکسبوا وحاق﴾نَزَلَ﴿بھم ماکانوا بہ یستھزء ون(۴۸)﴾اَیِ العَذَابِ﴿فاذا مس الانسان﴾الجِنسَ ﴿ضر دعانا ثم اذا خولنہ﴾اَعطَینَاہُ﴿نعمۃ﴾اِنعاما﴿منا قال انما اوتیتہ علی علم﴾مِنَ اللہِ بِاَنِّی لہ اَھلٌ﴿بل ھی﴾اَی القَولۃُ﴿فتنۃ﴾بَلِیَّۃٌ یُبتَلٰی بِھا العَبدُ﴿ولکن اکثرھم لا یعلمون (۴۹)﴾اَنَّ التَّخوِیلَ اِستِدرَاجٌ وامتِحانٌ ﴿قد قالھاالذین من قبلھم﴾مِنَ الاُمَمِ کَقارُونَ وَقومُہُ الرَّاضِینَ بِھا﴿فمااغنی عنھم ما کانوا یکسبون (۵۰) فاصابھم سیات ما کسبوا والذین ظلموا من ھؤلاء سیصیبھم سیات ما کسبوا وما ھم بمعجزین(۵۱)﴾بِفَائِتِینَ عَذَابَنا فَقُحِطوا سَبعَ سِنِینَ ثُمَّ وُسِّعَ علیھم﴿اولم یعلموا ان اللہ یبسط الرزق﴾یُوَسِّعُہُ﴿لمن یشاء﴾اِمتِحانا﴿ویقدر ط﴾یُضَیِّقُہُ لمن یَّشاءُ اِبتِلاءً﴿ان فی ذلک لایت لقوم یؤمنون(۵۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور (وفات دیتا ہے) انہیں جو نہ مریں انہیں ان کے سوتے میں (یعنی انہیں ان کے سوتے وقت وفات دیتا ہے......۱......) پھر جس پر موت کا حکم فرمادیا اسے روک رکھتا ہے اور دوسرے ایک میعاد مقرر (اس کی موت آنے کے وقت) تک چھوڑ دیتا ہے (نفس......۲...... جسے چھوڑا جاتا ہے یہ نفس تمیز ہوتا ہے جس کے بغیر حیات بھی باقی رہتی ہے لیکن اس کے برخلاف نہیں ہوتا) بیشک اس میں (جو مذکور ہوا) ضرور نشانیاں ہیں (رہنمائی کرنے والی اشیاء ہیں) سوچنے والوں کے لیے (وہ سوچ کر یہ بات جان لیں گے جو ذات ان امور پر قادر ہے وہ مرنے کے بعد اٹھانے پر بھی قادر ہے کفار قریش نے اس میں غور و فکر نہیں کیا) بلکہ (یہاں ام بمعنی بل ہے) انہوں نے اللہ کے مقابل بنا رکھے ہیں (بتوں کو بطور خدا) سفارشی (کہ وہ ان کے گمان کے مطابق اللہ کے حضور ان کی شفاعت کریں گے) تم (ان لوگوں سے) فرماؤ کیا (وہ شفاعت کریں گے) اگرچہ وہ کسی چیز کے مالک

نہ ہوں (شفاعت وغیرہ کسی چیز کے) اور نہ عقل رکھیں (اس کی کہ تم انہیں پوجتے ہو اور نہ کسی اور بات کی نہیں یہ ایسا نہیں کرسکتے) فرماؤ کیا شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے (وہی اس کے ساتھ مختص ہے بے اس کے اذن کے کوئی شفاعت نہیں کر سکتا) اسی کے لیے ہے آسمان اور زمین کی بادشاہی پھر تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے (کفار کے خداؤں کا ذکر نہیں کیا جاتا تو) دل سمٹ جاتے ہیں (اشمازت کے معنی دل کا بیزار ہونا سٹ جانا ہے) ان کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جب اس کے سوا اوروں کا (یعنی بتوں کا) ذکر ہوتا ہے جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں تم عرض کرو: اے اللہ (اللھم بمعنی یا اللہ ہے) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے (فاطر بمعنی مبدع ہے) نہاں اور عیاں کے جاننے والے (جو غائب ہے لوگوں سے اور جو لوگوں پر ظاہر ہے سب کے جاننے والے) تو اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا جس میں (جس دینی امر میں) وہ اختلاف کرتے ہیں (جب لوگ حق کے بارے میں اختلاف کریں تو تو مجھے بدستور ہدایت پر قائم رکھنا) اور اگر ظالموں کے لیے ہوتا جو کچھ زمین میں ہے سب اور اس کے ساتھ جیسا تو یہ سب چھڑانے میں دیتے روز قیامت کے بڑے عذاب سے اور انہیں ظاہر ہوئی (بدا بمعنی ظھر ہے) اللہ کی طرف سے وہ بات جو ان کے خیال میں نہ تھی (یحتسبون بمعنی یظنون ہے) اور ان پر اپنی کمائی ہوئی برائیاں کھل گئیں اور ان پر آپڑا (حاق بمعنی نزل ہے) وہ (عذاب) جس کی ہنسی بناتے تھے......۳......پھر جب انسان (یعنی جنس انسان) کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں بلاتا ہے پھر جب ہمیں اسے اپنے پاس سے انعام عطا فرمائیں (خولنہ بمعنی اعطیناہ اور نعمۃ بمعنی انعاما ہے) کہتا ہے یہ تو مجھے ایک علم کی بدولت ملی ہے (یعنی مجھے اللہ عزوجل کی طرف سے، اس کا علم ہے کہ میں اس نعمت کا اہل ہوں......ہے......) بلکہ وہ (یعنی یہ بات) تو آزمائش ہے (جس میں بندے کو مبتلا کیا گیا ہے) مگر ان میں بہتوں کو علم نہیں (کہ عطائے نعمت استدراج اور آزمائش ہوتی ہے) ان سے اگلے (یعنی پچھلی امتیں جیسے قارون اور اس کے اعمال سے راضی افراد) بھی ایسے ہی کہہ چکے تو ان کا کمایا ان کے کچھ کام نہ آیا تو ان پر اتر گئیں ان کی کمائیوں کی برائیاں (یعنی ان برائیوں کا بدلہ) اور وہ جو ان میں ظالم ہیں (یعنی کفار قریش) عنقریب ان پر پڑیں گی ان کی کمائیوں کی برائیاں اور وہ قابو سے نہیں نکل سکتے (ہمارے عذاب سے بچ نہیں سکتے چنانچہ یہ لوگ سات سال قحط سالی کا شکار رہے پھر ان پر کشادگی کی گئی، معجزین بمعنی فائتین ہے) کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ روزی کشادہ کرتا ہے (یبسط بمعنی یوسع ہے) جس کے لیے چاہے (بطور امتحان) اور تنگ فرماتا ہے (جس کے لیے چاہے بطور آزمائش، یقدر بمعنی یضیق ہے) اور بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو (اس پر) ایمان رکھتے ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا﴾.

اللہ: مبتدا، یتوفی: فعل با فاعل، الانفس: معطوف علیہ، و: عاطفہ، التی لم تمت: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، حین موتھا: ظرف، فی منامھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی﴾.

ف: عاطفہ، یمسک: فعل با فاعل، التی: موصول، قضی علیھا الموت: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یرسل: فعل با فاعل، الاخری: مفعول، الی اجل مسمی: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون o ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء﴾.

ان: حرف مشبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ایت: موصوف، لقوم یتفکرون: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم

مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ام:عاطفہ منقطعہ بمعنی بل،اتخذوا:فعل بافاعل،من دون الله:ظرف مستقر مفعول ثانی،شفعاء:مفعول اول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون٥﴾۔

قل:قول،همزه:استفہام،و:حالیہ،لو:شرطیہ،کانوا:فعل ناقص بااسم،لا یملکون شیئا:جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا یعقلون:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف "تتخذونهم" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر فعل محذوف"یشفعون"کیلئے فاعل سے حال ہے،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،"ای ایشفعون ولو کانوا......الخ"۔

﴿قل لله الشفاعة جمیعا له ملک السموت والارض ثم الیه ترجعون٥﴾۔

قل:قول،لله:ظرف مستقر خبر مقدم،الشفاعة:ذوالحال،جمیعا:حال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،له ظرف مستقر خبر مقدم،ملک السموت والارض:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ثم:عاطفہ،الیه ترجعون:جملہ فعلیہ۔

﴿واذا ذکر الله وحده اشمازت قلوب الذین لا یومنون بالاخرة﴾۔

و:عاطفہ،اذا:ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،ذکر:فعل مجہول،الله:ذوالحال،وحده:حال،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،اشمازت:فعل،قلوب:مضاف،الذین لا یومنون بالاخرة:موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا ذکر الذین من دونه اذا هم یستبشرون٥﴾۔

و:عاطفہ،اذا:ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،ذکر:فعل مجہول،الذین من دونه:موصول صلہ،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،اذا:فجائیہ،هم:مبتدا،یستبشرون:جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل اللهم فاطر السموت والارض علم الغیب والشهادة انت تحکم بین عبادک فی ما کانوا فیه یختلفون٥﴾۔

قل:قول،اللهم:موصوف،فاطر السموت والارض:صفت اول،علم الغیب والشهادة:صفت ثانی،ملکر منادی،مّ:میم مشددہ قائم مقام حرف نداء"یا"،ملکر جملہ ندائیہ،انت مبتدا،تحکم:فعل بافاعل،بین عبادک:ظرف،فی ما کانوا فیه یختلفون:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولو ان للذین ظلموا ما فی الارض جیمعا ومثله معه لافتدوا به من سوء العذاب یوم القیمة﴾۔

و:مستانفہ،لو:شرطیہ،ان:حرف مشبہ،للذین ظلموا:ظرف مستقر خبر مقدم،ما فی الارض:موصول صلہ،ملکر ذوالحال،جیمعا:حال،ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،مثله:ذوالحال،معه:ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر معطوف،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر"ثبت"فعل محذوف کا فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،لام:تاکیدیہ،افتدوا به:فعل بافاعل وظرف لغو،من سوء العذاب:ظرف لغو ثانی،یوم القیمة:ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وبدالهم من الله مالم یکونوا یحتسبون٥﴾۔

و:عاطفہ،بدا:فعل،لهم:ظرف لغو،من الله:ظرف مستقر حال مقدم،ما:موصولہ،لم یکونوا:فعل ناقص نفی بااسم،یحتسبون:جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر ذوالحال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وبدالھم سیات ما کسبوا وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزء ون٥﴾.
و: عاطفہ، بدالھم: فعل وظرف لغو، سیات ما کسبوا: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، حاق: فعل، بھم: ظرف لغو، ما کانوا بہ یستھزء ون: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا مس الانسان ضر دعانا ثم اذا خولنہ نعمۃ منا قال انما اوتیتہ علی علم﴾.
ف: عاطفہ، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، مس الانسان ضر: جملہ فعلیہ شرط، دعانا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ثم: عاطفہ، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، خولنہ: فعل با فاعل ومفعول، نعمۃ: موصوف، منا: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قال: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ، اوتیت: فعل مجہول و"ت" ضمیر ذوالحال، علی علم: ظرف مستقر حال، ملکر نائب الفاعل، ہ: ضمیر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بل ھی فتنۃ ولکن اکثرھم لایعلمون٥﴾.
بل: عاطفہ، ھی: مبتدا، فتنۃ: ذوالحال، و: حالیہ، لکن اکثرھم لایعلمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد قالھا الذین من قبلھم فما اغنی عنھم ما کانوا یکسبون٥ فاصابھم سیات ما کسبوا﴾.
قد: تحقیقیہ، قالھا: فعل ومفعول، الذین من قبلھم: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ما اغنی: فعل نفی، عنھم: ظرف لغو، ما کانوا یکسبون: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اصابھم: فعل ومفعول، سیات ما کسبوا: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین ظلموا من ھولاء سیصیبھم سیات ما کسبوا وما ھم بمعجزین٥﴾.
و: عاطفہ، الذین ظلموا: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من ھولاء: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا، سیصیبھم: فعل ومفعول، سیات ما کسبوا: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، ھم: اسم، ب: زائد، معجزین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولم یعلموا ان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر﴾.
ھمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ معطوف علی محذوف "اقالوھا ولم یعلموا" لم یعلموا: فعل نفی با فاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یبسط الرزق: فعل با فاعل ومفعول، لام: جار، من: موصولہ، یشاء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقدر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت لقوم یومنون٥﴾.
ان: حرف مشبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ایت: موصوف، لقوم یومنون: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نیند موت کی بہن ہے!

۱..... فرماتا ہے وہی ہے جو تمہیں وفات دیتا ہے نیند کو وفات (موت) کہا کیونکہ نیند موت کی ایک قسم ہے اور توفی کی اصل کسی چیز کو پورا اٹھا لینے کے ہے اور یہاں نیند کے لیے لفظ توفی بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ (المظھری، ج۲، ص ۴۵۹)

☆..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" ہر انسان کے ساتھ فرشتہ ہے جب انسان سوتا ہے تو فرشتہ اس کی روح کو پکڑ لیتا ہے پھر جب اللہ ﷻ اسے حکم دیتا ہے تو وہ اسکی روح قبض کر لیتا ہے ورنہ اسے اس کی طرف پھیر

دیتا ہے۔ اللہ ﷻ کے فرمان ﴿یتوفاکم باللیل﴾ کا یہی معنی ہے۔ (الدر المنثور، ج۳، ص ۲۹)

☆..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کون ومکان ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا اہل جنت کو نیند آئے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت کو نیند نہیں آئے گی۔ (المعجم الاوسط، من اسمہ احمد، ج ۱، رقم ۹۱۹، ص ۲۶۶)

☆..... سید عالم ﷺ نے ابو ہریرہ سے فرمایا: ''ہم کو صبح کی نماز کے وقت جگا دینا''، حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر نیند غالب آئی، سورج نکلنے کے بعد سب ہی اٹھ گئے، آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا تو انہوں نے کہا: میرے نفس کو اسی چیز نے پکڑ لیا تھا جس نے آپ کے نفس کو پکڑ لیا تھا''۔

☆..... دوسری حدیث میں اس موقع پر آپ ﷺ فرمایا: اے لوگوں اللہ ہماری روحوں کو قبض کر لیتا ہے، اگر وہ چاہتا تو وہ اس وقت کے سوا ہماری روحوں کو لوٹا دیتا''۔ (موطا امام مالک، کتاب وقت الصلوۃ، باب النوم عن الصلوۃ، رقم: ۲۶، ص ۱۷)

نفس وروح ایک ہی ہیں یا جُدا:

ع..... علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ نفس وروح ایک ہی چیز ہیں یا جُدا جُدا، علماء کی ایک جماعت نفس وروح کو ایک ہی مانتی ہے چنانچہ پہلے انہی دلائل کو پیش خدمت کرتے ہیں جنہوں نے نفس وروح کو ایک ہی مانا ہے، ان علماء کی ایک دلیل تو یہی آیت پاک ہے۔

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ جب انسان مرتا ہے تو اس کی نظر اوپر اٹھی ہوئی ہوتی ہے''، صحابہ نے کہا: کیوں نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب اس کی نظر اس کے نفس کو دیکھ رہی ہوتی ہے''۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب: فی شخوص بصر المیت، رقم: (۲۰۱۶)/۲۱۹۹، ص ۴۱۹)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میت کے پاس فرشتے حاضر ہوتے ہیں جب مرنے والا شخص نیک ہو تو اس سے کہتے ہیں: اے پاکیزہ نفس! باہر نکلو، جو پاک جسم میں تھی''۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب: ذکر الموت، رقم: ۴۲۶۲، ص ۷۰۶)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جب مومن کی روح نکلتی ہے تو اس سے دو فرشتے ملاقات کرتے ہیں جو اس کو لے کر اوپر چڑھتے ہیں''۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ، باب: عرض مقعد المیت، رقم: (۷۱۱۵)/ ۲۸۷۲، ص ۱۴۰۶)

☆..... حضرت ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ سید عالم ﷺ حضرت ابو سلمہ کے پاس گئے، ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں، پھر فرمایا: ''جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو آنکھیں اُسے دیکھتی ہیں''۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب: فی اغماض المیت والدعاء، رقم: (۲۰۱۴)/ ۹۲۰، ص ۴۱۹)

اب ان علماء کے دلائل جو نفس کو روح کا غیر مانتے ہیں: ان علماء کی قرآنی دلیل تو یہی آیت پاک ﴿یایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ... الخ اے اطمنان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ (الفجر: ۲۷، ۲۸)﴾ ہے۔

متذکرہ بالا خطاب میں روح کو نہ خطاب کیا گیا اور نہ اس کو قرآن مجید میں کسی چیز سے منع کیا گیا اور نہ کسی کام پر اس کی مذمت کی گئی ہے، آدمیوں کا نفس چوپایوں کے نفس کی طرح ہے، وہ جنسی عمل کی خواہش کرتا ہے اور بُرے کام کی تحریک کرتا ہے اور نفس کا مسکن پیٹ ہے، مگر انسان کو روح کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے اور اس کا مسکن دماغ ہے، اسی کی وجہ سے انسان بُرے کاموں سے حیاء کرتا ہے اور روح اس کو نیک کاموں کی دعوت دیتی ہے۔

عبدالرحمٰن بن قاسم نے اسی آیت کی تفسیر میں کہا کہ نفس ایک مجسم چیز ہے اور روح اس پانی کی طرح ہے جو جاری ہو، جب انسان سو جاتا ہے تو اللہ اس کے نفس کو قبض کر لیتا ہے اور اس کی روح اوپر اور نیچے جاری ہوتی ہے اور نفس ہر وادی میں چڑھ رہا ہوتا ہے اور ان چیزوں کو دیکھتا ہے جن کو انسان خواب میں دیکھتا ہے، پھر جب اللہ عزوجل اس کو جسم میں لوٹنے کی اجازت دیتا ہے تو وہ جسم میں لوٹ جاتا ہے اور اس کے لوٹنے سے جسم کے تمام اعضاء بیدار ہو جاتے ہیں اور وہ سننے اور دیکھنے لگتا ہے۔

حافظ ابو عمر عبد البر لکھتے ہیں کہ علماء کے اس مسئلے میں متعدد اقوال ہیں اور اللہ ہی کو علم ہے کہ ان میں صحیح کیا چیز ہے؟ اور قوم نے جو لکھا ہے وہ واضح نہیں ہے اور نہ ان دلائل کی صحت یقینی ہے اور نہ کوئی ایسی صحیح حدیث ہے جس سے عذر اٹھ جائیں اور حجت واجب ہو جائے اور نہ قیاس سے اس کو مستنبط کیا جا سکتا ہے، بلکہ عقول اس مسئلہ میں سوچ وبچار کر کے تھک جاتی ہیں اور اس کے علم سے عاجز ہیں۔ (التمهيد، ج ٢، ص ٨٧ وغيره)(تبيان القرآن، ج ١٠، ص ٢٧٢)

کفار کے لئے اُخروی عذاب کا بیان:

۳۔۔۔۔۔قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے جگہ جگہ کافروں کے عذاب کی مذمت بیان کی ہے، اسی طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی احادیث طیبہ میں اس بابت بے شمار روایات بیان کیں ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

☆۔۔۔۔۔حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں دعا کے لئے ہاتھ بلند فرماتے تو نماز کے شروع میں یہ دعا کرتے: ''اے اللہ عزوجل! جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام کے رب! آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے! غیب اور شہادت کے جاننے والے! تیرے بندے جس چیز میں اختلاف کرتے ہیں تو ان میں فیصلہ فرمائے گا، اے اللہ عزوجل! جس چیز میں حق بات سے اختلاف کیا گیا ہے تو اس میں مجھ کو ہدایت دے، بیشک تو جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرماتا ہے''۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: ما جاء فی الدعاء عند افتتاح، رقم: ٣٤٣١، ص ٩٨٥)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر غساق (دوزخیوں کی پیپ) کا ایک ڈول دنیا میں الٹ دیا جائے تو تمام دنیا بدبودار ہو جائے''۔ (سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم، باب: ما جاء فی صفة شراب، رقم: ٢٥٩٣، ٧٤٣)

مصیبت وراحت میں اللہ عزوجل کی یاد کرنا:

۴۔۔۔۔۔انسان ہر وقت چاہے خوشی کا موقع ہو یا غمی کا، تکلیف ہو یا سکھ، بیماری ہو یا صحت، ہر حال میں اللہ عزوجل کی یاد کو اپنے سینے سے لگائے رکھے، دل کا سکون بھی اللہ کی یاد ہی میں ہوتا ہے لہٰذا قلبی اطمنان کے ساتھ ساتھ روحانی سکون وآرام بھی پائے گا۔ اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جہاں تکلیف یا مصیبت یا بیماری کا معاملہ ہوا، اللہ عزوجل کی یاد میں منہمک، نماز تو کیا قضاء ہوگی ہر وقت وظائف سے زبان تر ہوتی ہے، یقیناً اچھی بات ہے کہ مسلمان زبان سے خیر ہی تلفظ کرے لیکن جیسے ہی تکلیف یا بیماری یا مصیبت ٹلتی ہے، وہی گھاٹ کے تین پاٹ کی طرح زبان سے بکواسات ولغویات اور نماز کا ٹھکانہ ہی نہیں، الامان والحفیظ۔

☆۔۔۔۔۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کو یہ پسند ہو کہ مصائب اور شدائد میں اللہ عزوجل اس کی دعا قبول کرے اس کو چاہیے کہ وہ راحت کے ایام میں اللہ سے بہ کثرت دعا کرے''۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: ما جاء ان دعوة المسلم، رقم: ٣٣٩٣، ص ٩٧٦)

اغراض:

نفس تمييز: یعنی احسان مراد ہے۔ المذکور: یعنی موت دینا، روکنا اور بھیجنا مراد ہے۔
بخلاف العکس: جب کسی نفس سے حیات ختم ہو جاتی ہے تو تمییز اور احساس بھی باقی نہیں رہتا، اور جان لینا چاہیے کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ انسان میں مختلف اوصاف کے پیش نظر ایک ہی روح ہوتی ہے یا متعدد روح ہوتی ہیں، یہ مسئلہ تحقیق طلب ہے، یا دو روحیں ہوتی ہیں: پہلی قسم یہ ہے کہ ایک روح جاگنے کی حالت میں ہوتی ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کی عادت کریمہ ہے کہ یہ روح انسان کے جاگنے کی حالت میں اس کے جسم میں رہتی ہے، اور جب یہ روح انسان کے جسم سے نکل جائے تو جان لو کہ انسان سو گیا ہے اور اب یہ روح خوابوں میں نظر آتی ہے، اور دوسری قسم یہ ہے کہ جب روح انسان کے جسم میں ہوتی ہے انسان زندہ کہلاتا ہے اور جب روح جسم سے نکل جاتی ہے تو انسان مُردہ کہلاتا ہے اور پھر جب (قبر میں) اسی کی روح دوبارہ لوٹائی جاتی ہے تو (باعتبار برزخ) زندہ کہلاتا ہے، اور مفسر کا کلام دونوں احتمال کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔
وقريش لم يتفكروا: کو مقدر ماننا تاکہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿ام اتخذوا﴾ سے (کافروں کا) اعراض کرنا ثابت ہو جائے۔
يشفعون: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿أ﴾ محذوف پر داخل ہے، اور اس پر واو عاطفہ ہے۔
اى هو مختص بها: اس آیت کا تقاضا تو یہی ہے کہ اللہ ﷻ کے سوا کسی کی شفاعت قابل قبول نہ ہو، مگر اس کے برعکس احادیث میں یوں ہے: "حضرات انبیائے کرام، علمائے کرام اور شہدائے کرام کے لئے شفاعت کا اختیار رکھا گیا ہے"، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اللہ ﷻ کے سوا کسی کے شفاعت کا مالک نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ تمام شفاعتیں اللہ ﷻ کے اذن و رضا پر منحصر ہیں، جس پر اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿ولا يشفعون الا لمن ارتضى (الانبیاء:۲۸)﴾ دلالت کر رہا ہے۔
اى يا الله: یہاں ﴿اللهم﴾ میں یاء حرف ندا حذف کر دیا گیا ہے، اور اس کی جگہ میم مشدد لائے ہیں، تاکہ دونوں حروف کا مُعَوَّض بن جائے۔ اى الاصنام: مفعول اول کا بیان ہے۔ انعاما: یعنی فضل و احسان مراد ہے۔
اهدنى: کو دعا کی غرض سے لائے، اور سید عالم ﷺ کی تمام دعوت اسی مقصد کے لئے تھی جیسا کہ وارد ہوا: "تو مجھے اپنی پاک بارگاہ سے ہدایت کی رہنمائی فرما جس میں یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں، بیشک تو جسے چاہے سیدھے راستے کی ہدایت فرماتا ہے۔
الجنس: سے مراد انسان ہے اور اس میں وہی باتیں داخل ہیں جو انسان کی غالب اکثریت میں پائی جاتی ہیں۔
القولة: معنی یہ ہے کہ نعمت فتنہ ہوتی ہے یعنی امتحان ہوتی ہے کہ انسان اس پر شکر ادا کرتا ہے یا اس کی ناشکری کرتا ہے۔
ان التخويل: یعنی فضل و احسان برتتے ہوئے نعمت عطا کرنا مراد ہے۔
الراضين بها: میں اس جانب اشارہ ہے کہ سید عالم ﷺ کی قوم نے بالفعل ایسا نہیں کہا تھا، ان کی جانب اس جملے ﴿قد قالها الذين من قبلهم...... الخ (الزمر:۵۰)﴾ کی نسبت ان کے رضامندی کے طرز عمل کی وجہ سے ہے۔
فقحطوا سبع سنين: یعنی ہجرت کے ابتدائی سال مراد ہیں، جس میں انہوں نے (قحط کی وجہ سے) مُردار اور جلی ہوئی ہڈیاں کھائیں۔ ثم وسع عليهم: ان کے لئے ڈھیل دینا مراد ہے، یعنی وہ راضی نہ ہونگے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۱۶۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿قل يعبادى الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا﴾ بِكَسرِ النُّونِ وَفَتحِها وَقُرِئَ بِضَمِّها تَيئَسُوا ﴿من رحمة الله ط ان الله يغفر الذنوب جميعا ط﴾ لِمَن تابَ مِنَ الشِّركِ اى ﴿انه هو الغفور الرحيم (۵۳) وانيبوا﴾ اِرجِعُوا ﴿الى ربكم واسلموا﴾ اَخلِصُوا العَمَلَ ﴿له من قبل ان يأتيكم العذاب ثم لا

تنصرون (۵۴)﴾بِمَنْعِهٖ اِن لَمْ تَتُوبوا﴿واتبعوا احسن ما انزل اليكم من ربكم﴾هوَ القُرانُ﴿من قبل ان ياتيكم العذاب بغتة وانتم لا تشعرون (۵۵)﴾قَبلَ اِتيَانِهٖ بِوَقْتِهٖ فَبادِرُوا اِلَيهِ قبلَ﴿ان تقول نفس يحسرتنى﴾اَصلُه يَاحَسرَتِى اَى نَدَامَتِى ﴿على ما فرطت فى جنب الله﴾اَى طَاعَتِهٖ ﴿وان﴾مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيلَةِ اى وانّى ﴿كنت لمن الساخرين (۵۶)﴾بِدِينِهٖ وكِتابِهٖ﴿او تقول لوان الله هدنى﴾بِالطَّاعَةِ اَى فَاهْتَدَيتُ﴿لكنت من المتقين (۵۷)﴾عَذَابَهٗ﴿اوتقول حين ترى العذاب لو ان لى كرة﴾رَجعةً الى الدنيَا﴿فاكون من المحسنين (۵۸)﴾المُومِنِينَ فَيُقَالُ لَهٗ مِن قِبَلِ اللهِ ﴿بلى قد جاء تك ايتى﴾القُرانُ وهوسَبَبُ الهِدَايَةِ﴿فكذبت بها واستكبرت﴾تَكَبَّرتَ عنِ الْاِيمَانِ بها﴿وكنت من الكفرين (۵۹)ويوم القيمة ترى الذين كذبوا على الله﴾بِنِسبَةِ الشَّرِيكِ والوَلدِ اِلَيهِ﴿وجوههم مسودة اليس فى جهنم مثوى﴾مَاوًى﴿للمتكبرين (۶۰)﴾عنِ الْاِيمَانِ بَلٰى﴿وينجى الله﴾مِن جَهنَّم ﴿الذين اتقوا﴾الشِّركَ﴿بمفازتهم﴾اَى بِمَكَانِ فَوزِهم مِنَ الجَنةِ بِاَن يُجعَلُوا فِيهِ﴿لا يمسهم السوء ولاهم يحزنون(۶۱)الله خالق كل شىء وهوعلى كل شىء وكيل (۶۲)﴾مُتَصَرِّفٌ فِيه كَيفَ يَشاءُ لَه ﴿له مقاليد السموت والارض ط﴾اَى مَفَاتِيحُ خَزائِنِهِمَا مِنَ المَطرِ والنَّبَاتِ وغَيرِهما﴿والذين كفروا بايت الله﴾القرانَ﴿اولئك هم الخسرون(۶۳)﴾مُتَّصِلٌ بِقَولِهٖ(وينجى الله الذين اتقوا)وما بينَهما اِعتِرَاضٌ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ: اے میرے وہ بندوں جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو......۱......(لاتقنطوا کونون مکسورہ، مفتوحہ اور مضمومہ تینوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی لا تیأسوا ہے) بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے (اس کے جو شرک سے تائب ہوجائے......۲......) بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے اور رجوع لاؤ (انیبوا بمعنی ارجعوا ہے) اپنے رب کی طرف اور اس کے حضور گردن رکھو (اپنے عمل کو اس کے لیے خالص کرلو) قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر (عذاب کو روک کر) تمہاری مدد نہ ہو (اگر تم نے توبہ نہ کی تو) اور اس کی پیروی کرو جو اچھی سے اچھی تمہارے رب سے تمہاری طرف اتاری گئی (یعنی قرآن مجید کی) قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آئے اور تمہیں (اس کے آنے سے قبل اس کے وقت کی) خبر نہ ہو (پس تم جلدی کرو قبل اس کے کہ) کوئی جان یہ کہے ہائے افسوس! (حسرتی کی اصل یاحسرتی ہے یہ بمعنی ندامتی ہے) ان تقصیروں پر جو میں نے اللہ کے بارے میں کیں (یعنی اس کی فرمانبرداری کے بارے میں کیں) اور بیشک میں (ان مخففه من الثقيله ہے، اصل میں وانی ہے، اس کے دین اور اس کی کتاب کی) ہنسی بنایا کرتا تھا یا کہے اگر اللہ مجھے راہ دکھاتا (فرمانبرداری کی تو میں راہ یاب ہوجاتا) تو میں (اس کے عذاب سے) ڈرنے والوں میں ہوتا یا کہے جب عذاب دیکھے کسی طرح مجھے واپسی ملے (دنیا کی طرف، کرة کے معنی لوٹنا ہے) کہ میں نیکوں (یعنی مومنوں) میں سے ہوجاؤں (اللہ ﷻ کی طرف سے کہا جائے گا) ہاں کیوں نہیں بیشک تیرے پاس میری آیتیں آئیں (یعنی قرآن پاک آیا جو سبب ہدایت ہے) تو تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا (اس پر ایمان لانے سے) اور تو کافر تھا اور قیامت کے دن تم دیکھو گے انہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا (اس کے ساتھ شریک اور اولاد کی نسبت کرکے) کہ ان کے مونھ کالے ہیں کیا (ایمان لانے سے) تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم نہیں (کیوں نہیں! ضرور ہے، مثوی بمعنی ماوی ہے) اور اللہ بچائے گا (جہنم سے شرک سے) بچنے والوں کو ان کی

نجات کی جگہ (یعنی ان کی کامیابی کی جگہ جنت سے یوں کہ وہ انہیں جنت میں داخل فرمادے گا) نہ انہیں عذاب چھوئے اور نہ انہیں غم ہو اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے......ت...... اور وہ ہر چیز کا مختار ہے (وہ ان اشیاء میں جس طرح چاہے تصرف فرماتا ہے) اور اسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں......ت...... (یعنی آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں جیسے بارش نباتات وغیرہ کی) اور جنہوں نے اللہ کی آیتوں (یعنی قرآن پاک) کا انکار کیا وہی نقصان میں ہیں (یہ اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿ونجی الله الذین اتقوا ـــ الخ﴾ سے متصل ہے ان دونوں کے درمیان آنے والا جملہ معترضہ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله﴾.

قل: قول، یا: حرف ندا قائم مقام "ادعوا" فعل اسمیہ انا ضمیر فاعل، عبادی: موصوف، الذین اسرفوا علی انفسهم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر منادی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ندا، لاتقنطوا: فعل نہی با فاعل، من رحمۃ اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان الله یغفر الذنوب جمیعا انه هو الغفور الرحیم﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ و اسم، لا یغفر: فعل نفی با فاعل، الذنوب: ذو الحال، جمیعا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انہ: حرف مشبہ و اسم، ھو الغفور الرحیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانیبوا الی ربکم واسلموا له من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرونO﴾.

و: عاطفہ، انیبوا: فعل امر با فاعل، الی ربکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اسلموا: فعل امر واؤ ضمیر ذو الحال، من: جار، قبل: مضاف، ان یاتیکم العذاب: مصدر مؤول مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، لہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، لا تنصرون: فعل نفی با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم من قبل ان یاتیکم العذاب بغتة﴾.

و: عاطفہ، اتبعوا: فعل امر با "واؤ" ضمیر ذو الحال، من قبل ان یاتیکم العذاب بغتة: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، احسن: مضاف، ما: موصولہ، انزل الیکم من ربکم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انتم: مبتدا، لا تشعرون: فعل نفی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان تقول نفس یحسرتی علی ما فرطت فی جنب الله﴾.

ان: مصدریہ، تقول نفس: فعل و فاعل، یا: حرف ندا، حسرتی: مصدر مضاف، ی: ضمیر مضاف الیہ فاعل، علی: جار، ما: مصدریہ، فرطت فی جنب اللہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ منادی، ملکر ندا ہو کر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر "کراھة" مصدر محذوف کا مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "انذرناکم" کیلئے مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان کنت لمن الساخرینO﴾.

و: حالیہ، ان: مخففہ من الثقیلہ "ی" ضمیر محذوف اسم، کنت: فعل ناقص با اسم، لام: تاکیدیہ، من السخرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال ہے ماقبل "فرطت" کی "ت" ضمیر فاعل سے۔

﴿او تقول لو ان الله هدنی لکنت من المتقینO﴾.

او: عاطفہ، تقول قول، لو: شرطیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، ھد نی: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ "ثبت" فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، کنت: فعل ناقص با اسم، من المتقین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر ماقبل "ان تقول نفس" پر معطوف ہے۔

﴿اوتقول حین تری العذاب لو ان لی کرۃ فاکون من المحسنین٥﴾.

او: عاطفہ، تقول: فعل "ھی" ضمیر فاعل، حین تری العذاب: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، لو: شرطیہ، ان لی: حرف مشبہ وظرف مستقر خبر مقدم، کرۃ: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "ثبت" فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزاء محذوف "لکنت من المحسنین" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ان تقول نفس" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، اکون: فعل ناقص با اسم، من المحسنین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بلی قدجاء تک ایتی فکذبت بھا واستکبرت وکنت من الکفرین٥﴾.

بلی: حرف جواب، قد: تحقیقیہ، جاء تک ایتی: فعل ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کذبت بھا: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، استکبرت: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کنت: فعل ناقص با اسم، من الکفرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویوم القیمۃ تری الذین کذبوا علی اللہ وجوھھم مسودۃ﴾.

و: مستانفہ، یوم القیمۃ: ظرف مقدم، تری: فعل بافاعل، الذین کذبوا علی اللہ: موصول صلہ، ملکر مفعول اول، وجوھھم: مبتدا، مسودۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین٥ وینجی اللہ الذین اتقوا بمفازتھم﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، لیس: فعل ناقص، فی جھنم: ظرف مستقر خبر مقدم، مثوی للمتکبرین: شبہ جملہ اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ینجی اللہ: فعل وفاعل، الذین اتقوا: موصول صلہ، ملکر مفعول، بمفازتھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لایمسھم السوء ولا ھم یحزنون٥ اللہ خالق کل شیء وھو علی کل شیء وکیل٥﴾.

لایمسھم السوء: فعل نفی ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، ھم: مبتدا، یحزنون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، اللہ: مبتدا، خالق کل شیء: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، علی کل شیء وکیل: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لہ مقالید السموت والارض والذین کفروا بایت اللہ اولئک ھم الخسرون٥﴾. لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، مقالید: مضاف، السموت والارض: مضاف الیہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الذین کفروا بایت اللہ: موصول صلہ، ملکر مبتدا، اولئک: مبتدا، ھم الخسرون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوسی نہ ہونا چاہیے:

۱...... القنوط کے معنی خیر سے مایوس ہونے کے ہیں، جیسا کہ کہا جاتا ہے: قَنَطَ یَقْنِطُ قُنُوطًا وَقَنِطَ یَقْنَطُ، اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿فلا تکن من القنطین آپ ناامید نہ ہوں (الحجر: ۵۵)﴾، ﴿ومن یقنط من رحمۃ ربہ الا الضالون اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہو وہی جو گمراہ ہوئے (الحجر: ۵۶)﴾، ﴿قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من

رحمة الله ﴾ تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو(الزمر:۵۳)﴿وان مسه الشر فیؤس قنوط﴾ اور کوئی بُرائی پہنچے تو ناامید آس ٹوٹا(حم سجدہ:۴۹)۔ (المفردات، ص ٤١٤)

☆......حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! جب کوئی مغفرت طلب کرے تو سب کی مغفرت کر دینا، تیرا وہ کون ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو''۔

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن العربی المالکی فرماتے ہیں:

(۱)......سید عالم ﷺ کا یہ فرمان ہر چند کہ موزوں ہے شعر نہیں ہے۔

(۲)......سید عالم ﷺ نے فرمایا: وہ تیرا کون سا بندہ ہے جس نے کوئی چھوٹا گناہ نہ کیا ہو، اس کی شرح میں ابو ہریرہ نے فرمایا: سید عالم ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ نے ابن آدم کا زنا سے حصہ لکھ دیا ہے، جس کو وہ لامحالہ پائے گا، پس آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا نامحرم کو دیکھنا ہے، زبان زنا کرتی ہے اور اس کا زنا فحش کلامی ہے، نفس بُری خواہش کی تمنا کرتا ہے، شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

(صحيح البخاري، كتاب القدر، باب: وحرم على قرية، رقم: ٦٦١٢، ص ١١٤٣)

(۳)......اللہ نے ابن آدم پر اس کے زنا کا حصہ لکھ دیا ہے، اس سے حضرات انبیائے کرام مستثنیٰ ہیں، ان کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ وہ معصوم ہیں۔

(۴)......شرمگاہ کے علاوہ جو زنا ہے وہ عبادات سے معاف ہو جائے گا اور شرمگاہ کا زنا توبہ سے یا زیادہ عبادت سے یا محض اللہ کے فضل سے یا کچھ عرصہ کے بعد دوزخ سے نکال کر معاف کر دیا جائے گا، یا محض اللہ کے فضل سے معاف کر دیا جائے گا اور انسان کا چھوٹے چھوٹے گناہوں میں مبتلا ہوئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ یہ عادت بشری اور خلقت جبلی ہے۔(عارضة الاحوذی، ج ۱۲، ص ۱۲۵)

اللہ عزوجل کی رحمت بڑی وسیع ہے، مومن کو رحمت الٰہی سے بچانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس آیت میں اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو اپنی رحمت کا آسرا لینے کا سبق دیا ہے کہ انسان لاکھ گناہگار و کوتاہی کرنے والا ہو، رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہو اور توبہ و استغفار کا دامن پکڑے رہے، درج ذیل میں اسی مناسبت سے حدیثیں پیش کی جارہی ہیں:

☆......حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے قتل کر کے ایک راہب سے توبہ کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا کہ نہیں، اس کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی، اس سائل نے راہب کو بھی قتل کر دیا، پھر کسی نے اُسے ایسی بستی کا نام بتایا جہاں اللہ کے نیک بندے عبادت میں مصروف تھے، پس راستے ہی میں اس کا انتقال ہو گیا اور رحمت و عذاب کے فرشتے باہم مکالمہ کرتے رہے اور وحی الٰہی نے فیصلہ فرمایا کہ جس جگہ کے قریب ہو اُسی کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے چنانچہ وہ شخص اللہ کے نیک بندوں کے قریب ہونے کی وجہ سے بخش دیا گیا''۔ (صحيح البخاري، كتاب احاديث الانبياء، باب: ٥٤، رقم: ٣٤٧٠، ص ٥٨٥ ملخصاً)

☆......حرب بن شریح روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین سے کہا: میں آپ پر فدا کیا جاؤں، یہ بتائیے کہ یہ شفاعت جس کا اہل عراق ذکر کرتے ہیں آیا یہ حق ہے یا نہیں؟ امام نے پوچھا: کس کی شفاعت؟ میں نے کہا: سیدنا محمد ﷺ کی، امام نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! مجھے میرے چچا محمد بن حنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنی امت کے لئے شفاعت کروں گا، حتیٰ کہ میرا رب فرمائے گا: اے محمد! کیا آپ راضی ہو گئے، میں کہوں گا: ہاں! اے میرے رب! میں راضی ہو گیا، پھر امام نے مجھ سے کہا: اے اہل عراق کی جماعت! تم یہ کہتے ہو کہ قرآن مجید میں سب سے امید افزاء آیت یہ ہے ﴿یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا﴾ تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی

جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے(الزمر:۵۳)﴾۔اور میں کہتا ہوں یہ آیت بھی ہے لیکن ہم اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ امید افزاء یہ آیت ہے: ﴿ولسوف یعطیک ربک فترضی اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے(الضحی:۵)﴾۔اور یہ شفاعت کی آیت ہے۔

(کنز العمال، کتاب القیامۃ، باب الشفاعۃ، رقم:۳۹۷۵۱، ج۷،ص۲۶۹)

☆......حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمائے گا: "اے جبرائیل! محمد کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے متعلق راضی کر دیں گے اور رنجیدہ ہونے نہیں دیں گے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: دعا النبی ﷺ لامتہ، رقم:(۳۸۷)/۲۰۲،ص۱۲۶)

بغیر توبہ گناہ معاف ہونے کے متعلق امام رازی کا نظریہ:

۲......امام رازی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک توبہ کرنا واجب ہے اور توبہ کے حکم سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ عزوجل نے مغفرت فرمانے کا جو وعدہ فرمایا ہے اس پر طعن کیا جائے اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب اللہ عزوجل نے مغفرت فرمادی تو پھر توبہ کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ہر چند کہ گناہوں کو معاف فرمانا اور مغفرت کرنا قطعی ہے مگر یہ عفو ومغفرت دو طرح کی ہوتی ہے، ایک یہ کہ کچھ عرصہ دوزخ میں رکھنے کے بعد اللہ عزوجل ان کو معاف کر کے دوزخ سے نکال لے، دوسرا یہ کہ اللہ عزوجل ابتداً معاف فرمادے اور بالکل سزا نہ دے اور توبہ کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل بالکل عذاب نہ دے۔(الرازی، ج۹،ص ۴۶۵وغیرہ)

ناپسندیدہ چیزوں کی تخلیق کی نسبت اللہ کی جانب کرنا:

۳......علامہ تفتازانی "شرح المقاصد" فرماتے ہیں: ہر چیز کا خالق اللہ عزوجل ہے، کیا بُری چیزیں بھی اللہ نے تخلیق کی ہیں؟، کیا بُرائی کی نسبت اللہ کی جانب ہو سکتی ہے؟ یہ ایسے سوالات ہیں جو عموماً لوگوں کے اذہان میں پیدا ہوتے ہیں۔علامہ تفتازانی فرماتے ہیں: "یقال انه خالق الکل ولا یقال خالق القاذورات والقردة والخنازیر یہ کہا جائے کہ اللہ عزوجل ہر چیز کا خالق ہے اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ گندگیوں، بندروں اور خنزیروں کا خالق ہے"۔

شرح عقائد میں ہے: "ماتستقبحه من الافعال ای ما نستجبه من الافعال قبیحاً ،فی خلقه مصالح و فوائد،فالخلق حسن و کسبه قبیح یعنی اللہ عزوجل نے قبیح افعال کا قصد نہیں فرمایا، اس کی تخلیق میں مصالح وفوائد جانتے ہوئے پس حسن کی تخلیق فرمائی اور قبیح کا کسب فرمایا"۔

(شرح عقائد، الافعال العباد کلها بارادته تعالی،یثابون بها ویعاقبون علیها،ص۲۱۳)

امام رازی کہتے ہیں:

اللہ خالق الاجسام ہے لیکن اس کو کیڑے مکوڑوں اور بندروں کا خالق کہنا جائز نہیں ہے، بلکہ اس قسم کے الفاظ سے اس کی تنزیہ واجب ہے۔

(الرازی، ج۵، ص ۴۱۷)

"مقالید" کے بارے میں اقوالِ مفسرین:

۴......اللہ عزوجل زمین وآسمان کے خزانوں کی چابیوں کا مالک ہے اور بطور کنایہ حافظ بمعنی خازن لیا گیا ہے اور اللہ عزوجل اپنے امر میں تدبیر فرماتا ہے اور اللہ عزوجل ان مقالید (چابیوں) کا بھی مالک ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مقالید السموت سے مراد رحمت ،رزق، بارش اور زمینی نباتات کے خزانے ہیں۔

(الخازن، ج٤، ص٦٣)

علامہ آلوسی کہتے ہیں:

مقالید بمعنی مفاتیح ہے جیسا کہ ابن عباس، حسن، قتادہ وغیرہ کا قول ہے، ایک قول یہ ہے کہ مقالید کی جمع ہے اور اس لفظ کی واحد نہیں آتی، ایک قول یہ ہے کہ اس کی جمع ''مقلید'' ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس کی جمع ''مقلاد'' ہے جو کہ تقلید سے ہے جس کے معنی لازم کرنا ہے، اسی سے تقلید القضاء یعنی اللہ عزوجل کا اپنے امور میں نظر فرمانا ہے، اسی سے گردن میں پہننے والا ہار مراد لیا گیا ہے جو گردن میں پڑا رہتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ اسم آلہ ''الزام بمعنی الحفظ'' ہے۔ اس کے علاوہ بھی صرفی ونحوی اعتبار سے اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ عزوجل اپنے امور کا مالک ومختار ومتصرف بالذات ہے، اور بطور کنایہ قدرت وحفاظت کا معنی بھی استعمال کیا گیا ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ عزوجل کے امور میں کوئی (اپنی ذاتی مرضی) سے تصرف نہیں کرسکتا اور نہ ہی زمین وآسمان میں کسی چیز کا مالک ہے۔ امام بیضاوی کہتے ہیں کہ مقالید کا لفظ بطور کنایہ اللہ کی قدرت، حفاظت، استقلال (اکیلا ہونا، کسی کو شریک نہ کرنا) واستبداد (اپنی ذات میں ترجیحی بنیاد پر ہونا) سے ماخوذ ہے۔ امام راغب کہتے ہیں کہ مقالید السموت والارض کے معنی آسمان وزمین میں موجود خزانے اور اس کی چابیاں ہیں۔ (روح المعانی، الجزء: ٢٤، ص٣٧٧)

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ''مقالید السموات والارض'' کے متعلق استفسار فرمایا تو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے علی رضی اللہ عنہ! تو مجھ سے عظیم ''مقالید'' کے بارے میں سوال کرتا ہے تو میں تجھے صبح وشام کے دس ایسے عظیم مقالید بیان کرتا ہوں جو تجھے کام آئیں گے جو کہ یہ ہیں: (۱)...... لاالہ الا اللہ، (۲)...... واللہ اکبر، (۳)...... سبحن اللہ، (۴)...... والحمدللہ، (۵)...... استغفر اللہ، (۶)...... لا قوۃ الا باللہ الاول، (۷)...... الآخر، (۸)...... الظاھر، (۹)...... الباطن لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر (۱۰)...... وھو علی کل شیء قدیر صبح وشام دس دس بار پڑھ لے تو اللہ اسے چھ خصلتیں عطا فرمائے گا جو کہ یہ ہیں: (۱)...... اللہ اس کی شیطان اور اس کے لشکر سے حفاظت فرمادیگا اور شیطان واس کے لشکر کو اس بندے پر کوئی قابو نہ رہے گا، (۲)...... اسے جنت میں ڈھیروں (انعام واکرام بطور اجر) دیا جائے گا جو کہ وزن میں اُحد پہاڑ سے بھی بھاری ہوگا، (۳)...... اسے وہ درجہ ملے گا جو صرف ابرار (نیکوں) کو ملتا ہے، (۴)...... اللہ اس شخص کا نکاح حور العین (بڑی آنکھوں والی حور) سے کردے گا، (۵)...... بروز قیامت بارہ ہزار فرشتے اس کے (اعمال صالحہ) پر گواہی دیں گے، (۶)...... اس کے لئے ایسا اجر ہوگا جیسا کہ توریت، انجیل، زبور اور قرآن مجید پڑھنے والوں کو ہوتا ہے اور جیسا کہ مقبول حج وعمرہ کرنے والوں کو ہوتا ہے، اور جس دن یا رات یا مہینے میں مرے گا شہیدوں میں لکھا جائے گا''۔ (القرطبی، الجزء: ٢٤، ص ٢٤١)

لیکن اللہ عزوجل نے اپنی خاص عطا سے اپنے پیارے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جہانوں کے خزانے کی چابیاں عطا فرمائی ہیں

☆...... حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ نے شہداء اُحد پر وہ نماز پڑھی جو میت پر پڑھی جاتی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر واپس آئے اور فرمایا: ''میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں اور بیشک میں اللہ کی قسم! ضرور اپنے حوض کوثر کو اب بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے تمام روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں'' یا فرمایا: ''مجھے روئے زمین کی چابیاں دی گئی ہیں اور بیشک مجھے یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کروگے بلکہ اس بات کا خوف ہے کہ تم دنیا کے مال میں رغبت کرو گے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب: الصلوۃ علی الشھید، رقم: ١٣٤٤، ص٢١٤)

اغراض:

لمن تاب من الشرک: خاص طور پر شرک کا ذکر کیا اس لئے کہ شرک کی توبہ یقینی قطعی طور پر قابل قبول ہے، دلیل اللہ عزوجل کا

فرمان:﴿قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف تم کافروں سے فرماؤ اگر وہ باز رہے تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف فرما دیا جائے گا(الانفال:۳۸)﴾، جب کہ دیگر افعال کی توبہ کے قبول ہونے میں دو اقوال ہیں: ایک قول قبولیتِ ظنی کا ہے اور دوسرا قول قبولیت قطعی کا ہے، فرق یہ ہے کہ مسلمان نافرمان کو عذاب دینے میں اس کی تطہیر ہے جب کہ کافر کو عذاب دینے میں اس پر غضب فرمانا ہے، مسلمان نافرمان عذاب کے بعد جنت میں جائے گا اگر چہ مدت دراز تک آگ میں رہا ہو کیونکہ مسلمان نافرمان کا معاملہ اللہ کے فضل واحسان پر مرتب ہوتا ہے جب کہ کافر کا یہ معاملہ نہیں ہے، کافر کے ساتھ عدل کا معاملہ ہوا کرتا ہے۔

القرآن: احسن کی تفسیر ہے، مراد یہ ہے کہ ہم پر جو بھی کتب کثیرہ نازل ہوئیں ان میں قرآن مجید احسن ہے، اور یہی مفسر کے فہم کا شاخسانہ ہے، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ ﴿احسن ما انزل الیکم ......الخ (الزمر:۵۵)﴾ سے مراد قرآن مجید کے اوامر ونواہی ہیں اور قرآن مجید کی عزیمت ورخصت، ناسخ ومنسوخ، عموم وخصوص کے اعتبار سے خطاب ہیں۔

اصلہ یا حسرتی: یعنی یاء کو الف سے بدل دیا، یہ جملہ محل جر میں ہے اور نفس کو ندا کرنا نسبتِ مجازی ہے۔

ای طاعتہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ بالجنب الطاعۃ (طاعت میں کوتاہی) مجاز کے طور پر ذکر کیا کیونکہ "الجنب" اپنی اصل کے اعتبار سے جہتِ محسوسہ کو کہتے ہیں اور اس سے مراد جانب (سمت) لیا جاتا ہے اور طاعت کو جہت کے ساتھ ملانا تشبیہ دینے کے لئے مجازی طور پر ہی ہوسکتا ہے کیونکہ نفس کے لئے طاعت کا تعلق اللہ عزوجل کے ساتھ اور جہت کا تعلق اس کے صاحب کے ساتھ ہوتا ہے۔

بالطاعۃ: اور ایک نسخے میں "بالطافہ" بمعنی باسعافہ (حاجت روائی کرنے کے معنی مستعمل ہے)، اور اگر یہ کہا جائے کہ اللہ عزوجل کی آیات سے ہدایت ملی تو یہ زیادہ ظاہر ہے۔

بنسبۃ الشریک: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ جھوٹ کفر کی طرف لے جاتا ہے، اور آیت کا ظاہر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ہر قسم کے جھوٹ بولنے کا عام ہے، اور اس جملے میں ان لوگوں کے لئے تنبیہ اور خوف دلانا ہے جو اللہ عزوجل کی ذات پر جھوٹ کا اطلاق کرتے ہے جیسا کہ بغیر کسی شرعی رہنمائی کے افتاء، اور جھوٹی حدیث روایت کرنا۔

ای بمکان فوزھم: ان کے مقصود کے مطابق نجات کی جگہ، اللہ عزوجل پرہیزگاروں کو جنت میں داخلے کے ذریعے نجات دے گا جو کہ ان کے لئے مقصود کے مطابق کامیابی کی جگہ ہے۔

متصل بقولہ وینجی: واو حرف عطف کے ذریعے دونوں اقوال ﴿والذین کفروا ...... الخ﴾، ﴿وینجی اللہ ...... الخ﴾ کو متصل بیان کر دیا گیا، اس میں یہ بھی بیان کرنا مقصود ہے کہ جملہ اسمیہ کا عطف جملہ فعلیہ پر ہو جانے میں کوئی قباحت نہیں۔

(الصاوی، ج۵، ص ۱۶۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿قل افغیر اللہ تأمرونی اعبد ایھا الجھلون(۶۴)﴾غَیرَ مَنصُوبٌ بِاَعبُدُ المَعمُولِ لِتامُرُونی بِتَقدِیرِ ان بِنُونٍ واحِدَۃٍ وَبِنونَینِ وَاِدغَامٍ وفَکٍّ ﴿ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک ج﴾ واللہِ ﴿لئن اشرکت﴾ یَامُحمدُ فرضًا ﴿لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین(۶۵) بل اللہ﴾ وَحدَہٗ ﴿فاعبد وکن من الشکرین(۶۶)﴾ اِنعَامَہ عَلَیکَ ﴿وما قدروا اللہ حق قدرہ صلے ق﴾ ما عَرَفُوہ حَقَّ مَعرِفَتِہ اَوْمَا عَظَّمُوہُ

حَقَّ عَظْمَتِهٖ حِينَ اَشْرَكُوا بِهٖ غَيرَهٗ ﴿والارض جميعا﴾ حَالٌ اَى السَّبْعَ ﴿قبضته﴾ اَى مَقْبُوضَةٌ لَهٗ فِى مِلْكِهٖ وَتَصَرُّفِهٖ ﴿يوم القيمة والسموت مطويت﴾ مَجْمُوعَاتٌ ﴿بيمينه﴾ بِقُدْرَتِهٖ ﴿سبحنه وتعالى عما يشركون (٦٧)﴾ معه ﴿ونفخ فى الصور﴾ النَّفْخَةُ الْاُوْلٰى ﴿فصعق﴾ مات ﴿من فى السموت ومن فى الارض الا من شاء الله﴾ مِنَ الْحُورِ وَالْوِلْدَانِ وَغَيرِهِمَا ﴿ثم نفخ فيه اخرى فاذاهم﴾ اَى جَمِيعُ الْخَلَائِقِ الْمَوْتٰى ﴿قيام ينظرون (٦٨)﴾ يَنْتَظِرُونَ مَا يُفْعَلُ بِهِمْ ﴿واشرقت الارض﴾ اَضَاءَتْ ﴿بنور ربها﴾ حِينَ يَتَجَلّٰى لِفَصْلِ الْقَضَاءِ ﴿ووضع الكتب﴾ كِتَابُ الْاَعْمَالِ لِلْحِسَابِ ﴿وجاىء بالنبين والشهداء﴾ اَى بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَاُمَّتِهٖ يَشْهَدُونَ الْمُرْسَلَ بِالْبَلَاغِ ﴿وقضى بينهم بالحق﴾ اَىِ الْعَدْلِ ﴿وهم لا يظلمون (٦٩)﴾ شَيْئًا ﴿ووفيت كل نفس ما عملت﴾ اَى جَزَاءَهٗ ﴿وهو اعلم بما يفعلون (٧٠)﴾ فَلَا يَحْتَاجُ اِلٰى شَاهِدٍ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ: تو کیا اللہ کے سوا دوسرے کے پوجنے کو مجھ سے کہتے ہوائے جاہلوں! (''غیرہ'' اعبد کی وجہ سے منصوب ہے خود ''اعبد'' تامرونی کا معمول ہے، تامرونی کو ایک نون اور دونوں کے ساتھ بطور ادغام اور ان مقدرہ کے سبب بغیر ادغام بھی پڑھا گیا ہے) اور بیشک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف (واللہ، بالفرض اے محبوب ﷺ!) تم نے اللہ کا شریک کیا......۱......تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائیگا اور ضرور تو ہار میں رہے گا بلکہ اللہ (وحدہ) ہی کی بندگی کر اور (اس کے جو تجھ پر انعامات ہیں ان پر) شکر کرنے والوں سے ہو انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا (یعنی انہوں نے اللہ ﷻ کی معرفت حاصل نہ کی جیسا کہ اس کی معرفت کا حق تھا یا یہ معنی ہے کہ انہوں نے اللہ ﷻ کی عظمت کو نہ جانا جیسا کہ اس کی عظمت کا حق تھا کہ غیر اللہ کو اس کا شریک کر بیٹھے) اور سب زمینوں کو (یعنی ساتوں زمینیں، جمیعا حال بن رہا ہے) سمیٹ دے گا......۲......(یعنی سب اس کے قبضہ ہی میں ہونگی یعنی اسی کی ملک و اختیار میں ہونگیں) قیامت کے دن اور اس کی قدرت سے (بیمینہ بمعنی بقدرتہ ہے) سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے (سب کو جمع کرلیا جائے گا) پاکی ہے اسے وہ برتر ہے اس سے جسے وہ (اس کے ساتھ) شریک ٹھہراتے ہیں اور صور پھونکا جائے گا (نفخۂ اولی کے لیے) تو مرجائیں گے (صعق بمعنی مات ہے) جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے (وہ زندہ رہیں گے جیسے حور ولدان وغیرہ) پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ (یعنی فوت شدہ تمام ہی مخلوق) دیکھتے ہوئے کھڑے ہوجائیں گے......۳......(وہ دیکھتے ہونگے کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائیگا) اور زمین جگمگا اٹھے گی (اشرقت بمعنی اضاءت ہے) اپنے رب کے نور......۴......سے (جب اللہ ﷻ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمانے کے لیے تجلی فرمائیگا) اور رکھی جائے گی کتاب (یعنی حساب کتاب کے لیے نامۂ اعمال) اور لائے جائیں گے انبیاء اور گواہ (یعنی امت محمدی جو رسول ﷺ کے حق میں تبلیغ احکام الٰہیہ پہنچادینے کی گواہی دیگی) اور لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمادیا جائے گا (بالحق بمعنی بالعدل ہے) اور ان پر (کچھ) ظلم نہ ہوگا اور ہر جان کو اس کا کیا (یعنی اس کے کئے کا بدلہ) بھرپور دیا جائے گا اور وہ جانتا ہے جو کرتے ہیں (اسے گواہوں کی احتیاج نہیں ہے، اعلم بمعنی عالم ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل افغیر اللہ تامرونی اعبد ایھا الجھلون٥﴾.

قل: قول، ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، غیر اللہ: مفعول مقدم، اعبد: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ایھا الجھلون: نداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، تامرونی: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین٥﴾.

و: عاطفہ، لام قسمیہ، قد تحقیقیہ، اوحی: فعل مجہول، الیک: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، الی الذین من قبلک: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو قائم مقام نائب الفاعل، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، اشرکت: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، یحبطن عملک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لتکونن من الخسرین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "واللہ" کیلئے جواب قسم، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿بل اللہ فاعبد وکن من الشکرین٥﴾.

بل: عاطفہ، اللہ: منصوب مفعول فعل محذوف "اعبد" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ "ای اعبد اللہ"، ف: فصیحیہ، اعبد: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کن: فعل ناقص بااسم، من الشکرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "ان کنت عاقلا" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسموت مطویت بیمینہ﴾.

و: مستانفہ، ماقدروا: فعل نفی بافاعل، اللہ: ذوالحال، و: حالیہ، الارض: ذوالحال، جمیعا: حال، ملکر مبتدا، قبضتہ: ذوالحال، یوم القیمۃ: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، السموت: مبتدا، مطویت بیمینہ: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر حال، ملکر مفعول، حق قدرہ: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿سبحنہ وتعلی عما یشرکون٥ ونفخ فی الصور فصعق من فی السموت ومن فی الارض الا من شاء اللہ﴾.

سبحنہ: فعل محذوف "سبح" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تعلی: فعل بافاعل، عما یشرکون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، نفخ الصور: فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، صعق: فعل، من فی السموت: معطوف علیہ، ومن فی الارض: معطوف، ملکر مستثنی منہ، الا: اداۃ استثناء، من شاء اللہ: موصول صلہ مستثنی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم نفخ فیہ اخری فاذاھم قیام ینظرون٥﴾.

ثم: عاطفہ، نفخ: فعل مجہول، فیہ: اخری: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، ھم: مبتدا، قیام: خبر اول، ینظرون: جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واشرقت الارض بنورربھا ووضع الکتب وجایء بالنبین والشھداء﴾.

و: عاطفہ، اشرقت الارض: فعل وفاعل، بنورربھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، وضع الکتب: فعل نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جایء: فعل مجہول بانائب الفاعل، بالنبین والشھداء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون٥﴾.

و: عاطفہ، قضی: فعل مجہول نائب الفاعل محذوف "القضاء" بین: مضاف، ھم: ذوالحال، و: حالیہ، ھم لایظلمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، بالحق: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ووفیت کل نفس ما عملت وھو اعلم بما یفعلون٥﴾۔
و: عاطفہ، وفیت کل نفس: فعل مجہول با نائب الفاعل، ما عملت: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو: عاطفہ، ھو: مبتدا، اعلم بمایفعلون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب شرک کی نسبت اور اعمال کا مردود ہونا:

۱...... یہ خطاب خاص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، ایک قول یہ ہے کہ خطاب آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مراد امتِ محمدیہ ہے کیونکہ اللہ کے علم ازلی میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو شرک کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی ذات سے اس قسم کا کوئی فعل صادر ہوسکتا ہے، اور ایسا ہونا ان سے حبط، باطل وفاسد ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲٤، ص۲٤۲)

احناف کے نزدیک ارتداد سے مطلقا سابقہ اعمال برباد ہوجاتے ہیں، اور اسلام کی طرف دوبارہ لوٹنے کی صورت میں فقط حج ہی کا اعادہ کرنا ہوتا ہے باقی اعمال کی گنتی نئے سرے سے ہوگی۔ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ ارتداد کے بعد سابقہ اعمال مردود نہیں ہوتے جب تک کہ مرتد شخص اسی ارتداد کی حالت میں موت کا شکار نہ ہوجائے، اور اس قید کو امام شافعی نے قرآن کی اس آیت سے دلیل بنایا ہے: ﴿ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرۃ واولئک اصحاب النار ھم فیھا خلدون اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہوکر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں رہنا (البقرۃ: ۲۱۷)﴾۔ بعض احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ متذکرہ آیت پاک زجر وتوبیخ پر مبنی ہے کہ جو اسلام چھوڑ کر کفر کی طرف جائے اور اسی حالت میں اسے موت آجائے تو اس کے اعمال اکارت کردیئے جائیں گے اور اس آیت کو زجر وتوبیخ پر محمول کرنے کی دلیل ﴿واولئک اصحب النار﴾ ہے، اور اس صورت میں مقید کو مطلق پر محمول کرنا بھی نہ پایا جائے گا۔ (روح المعانی، الجزء:۲٤، ص ۳۸۱)

اللہ عزوجل کے جسمانی اعضاء نہ ہونے پر دلائل:

۲...... امام فخر الدین رازی کہتے ہیں: قرآن مجید میں جو مٹھی اور دائیں ہاتھ اور حدیث میں انگلی کا ذکر ہے اس سے ہماری طرح کے ظاہری اعضاء مراد نہیں ہیں، ہمیں فقط ان الفاظ پر ایمان رکھنا چاہیے اور حقیقتا اس سے جو مراد ہوا سے اللہ عزوجل کی ذات کے سپرد کردینا چاہیے کہ حقیقی معنی اللہ عزوجل ہی جانے اور تاویلات نہیں کرنی چاہیے، یہی سلف کا مسلک ہے جو تاویلات سے اعراض کرتے تھے۔ (الرازی، ج۹، ص ٤۷۳ وغیرہ)

علامہ قرطبی کہتے ہیں:
اللہ ہر قسم کے اعضاء سے منزہ ہے کہ وہ ان چیزوں سے پاک ہے اور برتر ہے جن کو وہ اس کا شریک قرار دیتے ہیں اور مٹھی سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنی تمام مخلوقات کا احاطہ کیا ہوا ہے اور سب چیزیں اس کی قدرت میں ہیں کیونکہ جب لوگ کسی چیز پر اپنی ملکیت اور قدرت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں: فلاں چیز میری مٹھی میں ہے اور میرے دائیں ہاتھ میں ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲٤، ص۲٤٤)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آیا اور کہنے لگا: ''اے محمد! اللہ اپنی (بے مثل) انگلی پر آسمانوں اور مخلوق کو روکتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں بادشاہ (حقیقی) ہوں، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ دندان مبارک سے نور پھوٹنے لگا پھر فرمایا: ﴿وما قدروا اللہ حق قدرہ﴾ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب: قول اللہ

تعالى ان الله بمسك، رقم: ۷۴۱۵، ۷۴۵۱، ص ۱۲۸۴)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کل بروزِ قیامت زمین و آسمان کو لپیٹ لے گا اور فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زمین کے بسنے والے بادشاہ''۔ (القرطبی، الجزء: ۲۴، ص ۲۴۳)

☆......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ علماء یہود میں سے ایک شخص سید عالم ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا اے محمد! ہم یہ لکھا ہوا پاتے ہیں کہ اللہ تمام آسمانوں کو ایک (بے مثل) انگلی پر رکھے گا اور تمام زمینوں کو ایک (بے مثل) انگلی پر رکھے گا اور درختوں کو ایک (بے مثل) انگلی پر رکھے گا اور پانی و کیچڑ کو ایک (بے مثل) انگلی پر رکھے گا اور تمام مخلوق کو ایک (بے مثل) انگلی پر رکھے گا، پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، سید عالم ﷺ مسکرائے اور آپ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں، آپ ﷺ کا ہنسنا اس یہودی کی تصدیق کے لئے تھا، پھر سید عالم ﷺ نے یہی آیت ﴿وما قدروا الله حق قدره﴾ پڑھی۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: وما قدروا الله حق، رقم: ۴۸۱۱، ص ۸۴۸)

شارحین کہتے ہیں: علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ انگلی یا اس قسم کے دیگر اعضاء کا اطلاق اللہ عزوجل کی جانب نہ کیا جائے، سوائے اس کے ان اعضاء کا ذکر قرآن مجید میں ہو یا کسی حدیث قطعی میں ہو اور اگر ان میں کسی عضو کا ذکر نہ ہو تو پھر اللہ عزوجل پر ان اعضاء کے اطلاق کرنے سے توقف کرنا واجب ہے اور انگلیوں کا ذکر نہ قرآن مجید میں ہے نہ سنت قطعیہ میں ہے اور جن آیات و احادیث میں ''ید'' کا لفظ ہے اس سے مراد انسان کا عضو نہیں ہے، حتی کہ اس کے ثبوت سے انگلیوں کا ثبوت لازم آئے۔ بخاری کی متذکرہ حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اکثر اصحاب سے مروی ہے اور اس حدیث میں اس یہودی عالم کے قول کی تصدیق نہیں ہے اور یہ حدیث ثابت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''اہل کتاب تم کو جو حدیث بیان کریں تم اس کی تصدیق کرو نہ تکذیب کرو''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب العلم، باب: الحديث عن بنی اسرائیل، رقم: ۳۶۶۳، ص ۶۸۷ بتغیر) اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں نبی پاک ﷺ نے کوئی ایسا لفظ نہیں فرمایا جس سے یہود کے اس قول کی تصدیق یا تکذیب ہو، البتہ اس حدیث میں آپ ﷺ کے ہنسنے کا ذکر ہے، جس میں اس قول پر آپ ﷺ کی رضا کا بھی اشارہ ہوسکتا ہے اور ان کے اس قول پر تعجب اور انکار کا اشارہ بھی ہوسکتا ہے اور ایسی صورت میں انگلیوں کے اثبات پر استدلال کرنا جائز نہیں ہے اور اگر یہ حدیث صحیح ہو تو انگلیوں کو مجاز پر محمول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے اور کبھی ایسا ہوتا کہ کوئی کام جو بہت مشکل سمجھا جاتا ہو اور کسی آدمی کے نزدیک وہ بہت آسان ہو تو وہ کہتا ہے کہ اس کام کو تو میں ایک انگلی سے کرسکتا ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں یہودی عالم کی تحریف کا ذکر ہے اور اس پر نبی ﷺ کا ہنسنا اس پر تعجب اور انکار کی وجہ سے تھا۔ (عمدة القاری، کتاب التفسیر، باب: وما قدروا الله حق، رقم: ۴۸۱۱، ج ۳، ص ۲۷۴)

احادیث کی روشنی میں امور قیامت کا بیان:

س......مختلف احادیث سے قیامت کے مختلف امور کا بیان ملتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس (سال) کا فاصلہ ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: ونفخ فی الصور، رقم: ۴۸۱۴، ص ۸۴۸)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے بندوں کے درمیان جس مقدمہ کا فیصلہ کیا جائے گا وہ قتل ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب: قول الله تعالى ومن يقتل، رقم: ۶۸۶۴، ۱۱۸۳)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بندے سے جس چیز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اور جس مقدمہ کا فیصلہ ہوگا وہ قتل ہے۔ (سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، باب: تعظیم الدم، رقم: ۳۹۹۷، ص ۹۵۶)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بندے سے سب سے پہلے اس کی نعمتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا، اس سے کہا جائے گا کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت مند نہیں بنایا تھا اور تجھے پانی نہیں پلایا تھا''۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الھکم التکاثر، رقم: ۳۳۶۹، ص ۹۶۹)

☆......حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلے زمین مجھ پر شق ہوگی اور مجھے اس پر فخر نہیں''۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ بنی اسرائیل، رقم: ۳۱۵۹، ص ۸۹۸)

رب عزوجل کے نور کے متعلق مفسرین کے اقوال:

☆......نور سے مراد وہ روشنی ہے جس کا آنکھیں معائنہ کرتی ہیں اس کی دو قسمیں ہیں ایک دُنیوی اور دوسری اخروی۔ پس دنیوی کی بھی دو اقسام ہیں ایک نورِ عقلی اور دوسری نورِ حسی۔ نورِ عقلی وہ ہوتی ہے جس کا بصیرت وعقل سے ادراک کیا جا سکتا ہے جیسے نورِ عقل اور نورِ قرآن۔ جیسے فرمایا: ﴿قد جاء کم من اللہ نور و کتب مبین بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب(المائدۃ:۱۵)﴾، ﴿وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس کمن مثله فی الظلمت لیس بخارج منها اور اس کے لئے ایک نور کردیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے وہ اس جیسا ہوجائے گا جو اندھیروں میں ہے اُن سے نکلنے والا نہیں(الانعام:۱۲۲)﴾، ﴿ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان ولکن جعلنه نورا نهدی به من نشاء من عبادنا اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل ہاں ہم نے اسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے جس سے چاہتے ہیں(الشوریٰ:۵۲)﴾، ﴿افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فهو علی نور من ربه تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے(الزمر:۲۲)﴾، ﴿نور علی نور یهدی اللہ لنورہ من یشاء نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے (النور:۳۵)﴾ اور نورِ حسی وہ ہوتا ہے جو روشن اجسام مثلاً سورج، چاند، ستارے سے حاصل ہوتا ہے مثلاً ﴿هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا(یونس:۵)﴾، ﴿وقمرا منیرا اور چمکتا چاند(الفرقان:۶۱)﴾۔ دوسری قسم نورِ اُخروی کی ہے جیسے اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿یوم یقول المنفقون والمنفقت للذین امنوا انظرونا نقتبس من نورکم فالتمسوا نورا جس دن منافق مرد اور عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو ہم تمہارے نور سے حصہ لیں(الحدید:۱۳)﴾، ﴿اللہ نور السموت والارض اللہ آسمان وزمین کا نور ہے(النور:۳۵)﴾، کفار کے لئے اُخروی عذاب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿افرئیتم النار التی تورون تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو(الواقعۃ:۷۱)﴾، ﴿مثلهم کمثل الذی استوقد نارا ان کی کہاوت ان کی طرح جس نے آگ روشن کی (البقرۃ:۱۷)﴾، ﴿فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارۃ تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں(البقرۃ:۲۴)﴾، ﴿کلما اوقدوا نارا للحرب جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں(المائدۃ:۶۴)﴾۔ (المفردات، ص ۵۱۰)

علامہ آلوسی کہتے ہیں:

حسن سُدی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ رب کے نور سے مراد عدل ہے، اور اسے بطور استعارہ نور کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن میں موجود دلائل کہ زمین اللہ عزوجل کے عدل سے جگمگا اٹھے گی، اور اس میں حق، عدل، حساب کتاب کے اعتبار سے عدل کیا جائے گا۔ اسی قول کو علامہ زمخشری نے بھی اختیار فرمایا ہے اور اس استعارہ کو قرآن کریم کی تعظیم میں صحیح قرآن کریم کی تعظیم میں صحیح قرار دیا ہے۔ اور ثانیاً اس کی اضافت اسم باری کی جانب کرنے سے مزید تحقیق ہو چکی ہے کہ اللہ عزوجل ہی کی ذات

عدل فرمانے والی ہے ثالثاً یہ رب کی جانب نسبت میں یہ بھی شان جھلکتی ہے کہ رب کی ذات ہی زمین میں عدل وانصاف کرے گی اور زمین عدل وانصاف سے مزین ہوگی، رابعاً یہ کہ اشراقِ ارض کو وضع الکتب پر معطوف کردیا گیا ہے اور حضرات انبیائے کرام وشہدائے عظام اور قضاء بالحق سب کی عدالت کو شامل ہوجائے۔ خامساً یہ کہ عام لوگوں کے اذہان کے اعتبار سے بھی فرمادیا جیسا کہ لوگ کہتے ہیں ''فلاں کے عدل وانصاف سے زمین منور ہوگئی''، سادساً: سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی صورت میں ہوگا''۔ (صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب: الظلم ظلمات یوم، رقم: ۲۴۴۷، ص ۳۹۵) ، کیونکہ سید عالم ﷺ کا حق فیصلہ صادر فرمانا ان کے لئے اللہ ﷻ کے نور سے ممکن تھا، سابعاً یہ کہ آیت کا ابتداء رب کے نور کو عدل کہہ کر اور اختتام ظلم وستم کی نفی کے ذریعے فرمادی۔

(روح المعانی، الجزء: ۳۸۸ وغیرہ)

اغراض:

المعمول لتامرونی: اصل میں ''اتامرونني'' ہے، یعنی میں غیر اللہ کی عبادت کروں۔

فرضا: یہاں ایک سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے، سوال یہ ہے کہ حضرات انبیائے کرام سے معصوم ہونے کے باوجود شرک کیسے متصور ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مقصود ان کی امت کو عصمت انبیاء کی خبر دینا تھی، اگر کوئی یہ کہے کہ امت ہی مراد ہوتی تو جمع کا صیغہ استعمال فرماتے یعنی یوں کہتے: ''لئن اشرکتم ''مفرد صیغے سے کیوں خطاب کیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا: معنی یہ ہے کہ ''اوحی الی ''میں ہر وہ شخص شامل ہے جو میرے ساتھ (تبلیغ میں) شریک ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے امیر نے حلہ پہنا، یعنی ہم میں سے ہر ایک نے حلہ پہنا۔ **او ما عظموہ حق عظمتہ:** یعنی انہوں نے اللہ ﷻ کی تعظیم کا حق ادا نہ کیا، جب کہ یہ اس بات کے معترف ہیں کہ اللہ ﷻ بڑا ہے اور ہر چیز کا خالق ہے۔

ای فی ملکہ وتصرفہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ روئے زمین پر اللہ ﷻ کی قدرت اور بادشاہت ہے، ظاہری وباطنی اعتبار سے، بخلاف امور دنیا کے کیونکہ مخلوق کے لئے اس دنیاوی معاملات میں ظاہری تصرفات ہوا کرتے ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ امور دنیا کے ظاہری اعتبار سے نیست ہونے کے لئے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے۔

النفخة الاولی: ظاہر یہ ہے کہ نفخات دو مرتبہ ہونگے، نفخہ الصعق اور نفخة البعث، اور یہ آیت کا ظاہر ہے، جب کہ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ تین مرتبہ صور پھونکے جائیں گے، (۱)...... زلزلہ، پہاڑوں کا چلنا، سورج کی روشنی کا ختم ہوجانا، ستاروں کا بکھر جانا، دریاؤں کا مسخر کرنا، زندہ لوگ اس کی جانب دیکھ کر خوف زدہ ہونگے، اور حاملہ عورتیں اپنا حمل گرادیں گی، دودھ پلانے والی کا دودھ خشک ہوجائے گا، لوگ نشے کی حالت میں معلوم ہونگے حالانکہ وہ نشے میں نہ ہونگے اس کی دلیل اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿ان زلزلة الساعة شیء عظیم (الحج: ۱) بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے﴾ میں ملتی ہے۔ (۲)...... دوسری نفخہ کو صعق کہتے ہیں، اس وقت زمین پر جتنے جاندار ہونگے سب ہلاک ہوجائیں گے اور جو برزخی حیات میں ہونگے ان پر پردہ ہی رہے گا، (۳)...... مراد نفخة القیام ہے، دونوں میں چالیس سال کا فرق ہوگا۔ **مات:** جو دنیا میں زندہ تھا سب مرجائیں گے، اور جو پہلے ہی مرچکے ہونگے ان پر پردہ رہے گا لیکن وہ اپنی قبروں میں زندہ ہونگے جیسا کہ حضرات انبیائے کرام اور شہدائے عظام۔ **من الحور:** حوریں مستثنیات میں سے ہیں، یہ موت سے محفوظ رہیں گی، اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی خوف ودھشت سے محفوظ رہیں گے کیونکہ پہاڑ والے قصے میں انہیں بیہوشی ہوچکی ہے لہذا اب انہیں یہ معاملہ نہ ہوگا۔

وغیرھما: یعنی حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت، یہ پہلے نفخہ پر موت کا شکار نہ ہونگے یہ دو نفخات کے مابین موت کا

شکار ہونگے۔ما یفعل بھم: حساب، صراط پر سے گزرنا، جنت یا دوزخ میں داخل ہونا مراد ہے۔
حیسن یتجلی: اللہ عزوجل مخلوق سے پردے کو دور فرمادے گا پس لوگ اپنے رب کو دیکھیں گے، حدیث میں ہے: "عنقریب تم اپنے رب کو دیکھو گے اور یہ دیکھنا تم میں کوئی فساد نہ لائے گا جس طرح بغیر بادل کے دن میں سورج کا چمکنا نقصان نہیں دیتا"۔ پس سورج کو اللہ عزوجل نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے جو کہ زمین کو روشن کرتا ہے اور خاص مومنین اللہ عزوجل کے نور سے قیامت میں فیضیاب ہونگے جس کی مثال سورج اور چاند میں نہیں ملتی۔ای العدل: یعنی عدل کا معاملہ کافروں کے ساتھ اور فضل کا معاملہ مومنین کے ساتھ ہوگا۔
فلا یحتاج الی شاھد: اللہ عزوجل لوگوں کے افعال وکیفیات وتقادیر کو جانتا ہے، شہادت دینا اور اعمال لکھنا اس کی عظمت کے لئے ہیں ،اسی میں یہ بھی ہے کہ حجت قائم ہوجائے، اسی کی جانب صاحب الجوہرۃ النیرۃ لکھتے ہیں:

والعرش والکرسی ثم القلم.......... والکاتبون اللوح کل حکم
لا لاحتیاج وبھا الایمان .... یجب علیک ایھا الانسان (الصاوی، ج۵، ص۱۷۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۵

﴿وسیق الذین کفروا﴾ بِعُنفٍ ﴿الی جھنم زمرا ط﴾ جَماعَاتٍ مُتفَرِّقَۃٍ ﴿حتی اذا جاء وھا فتحت ابوابھا﴾ جَوابُ اِذا ﴿وقال لھم خزنتھا الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم ایت ربکم﴾ القُراٰنِ وَغَیرِہٖ ﴿وینذرونکم لقاء یومکم ھذا ط قالوا بلی ولکن حقت کلمۃ العذاب﴾ اَی لَاَملَئَنَّ جَھَنَّمَ الْاٰیۃِ ﴿علی الکفرین (۷۱) قیل ادخلوا ابواب جھنم خلدین﴾ مُقَدَّرِینَ الْخُلُودَ ﴿فیھا ج فبئس مثوی﴾ ماوٰی ﴿المتکبرین (۷۲)﴾ جھنَّمَ ﴿وسیق الذین اتقوا ربھم﴾ بِلُطفٍ ﴿الی الجنۃ زمرا حتی اذا جاء وھا وفتحت ابوابھا﴾ اَلواوُ فِیہِ لِلْحَالِ بِتَقدِیرِ قَدْ ﴿وقال لھم خزنتھا سلم علیکم طبتم﴾ حَالا ﴿فادخلوھا خلدین (۷۳)﴾ مُقَدَّرِینَ الخُلودَ فِیھا وَجَوابُ اِذا مُقَدَّرٌ اَی دَخَلُوھا وَسُوقُھم وَفَتحُ الْاَبْوَابِ قَبلَ مَجِیئِھِم تَکرِمۃٌ لھم وَسوقُ الکُفارِ وَفتحُ ابوابِ جَھنمَ عند مَجِیئِھم لِیَبقٰی حَرُّھا اِلَیھِم اِھَانۃٌ لھم ﴿وقالوا﴾ عَطفٌ علی دَخَلُوھا المُقَدَّرِ ﴿الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ﴾ بِالجَنۃِ ﴿واورثنا الارض﴾ اَی اَرضَ الجَنۃِ ﴿نتبوا﴾ نُنزِلُ ﴿من الجنۃ حیث نشاء ج﴾ لِاَنَّھا کُلُّھا لا یُختَارُ فِیھا مکانٌ علی مکانٍ ﴿فنعم اجر العملین (۷۴)﴾ الجَنۃُ ﴿وتری الملئکۃ حافین﴾ حَالٌ ﴿من حول العرش﴾ مِن کُلِّ جانِبٍ مِنہُ ﴿یسبحون﴾ حَالٌ من ضَمِیرِ حَافِینَ ﴿بحمد ربھم ط﴾ مُلابِسِینَ لِلحَمدِ اَی یَقُولونَ سُبحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ ﴿وقضی بینھم﴾ بینَ جَمِیعِ الخَلائِقِ ﴿بالحق﴾ اَی العَدلِ فَیدخُلُ المُومِنونَ الجَنۃَ والکَافِرونَ النارَ ﴿وقیل الحمد للہ رب العلمین الربع (۷۵)﴾ خُتِمَ اِستِقرَارُ الفَرِیقَینِ بِالحَمدِ مِنَ المَلائِکَۃِ.

﴿ترجمہ﴾

اور کافر (سختی کے ساتھ) جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ در گروہ......ا......(متفرق جماعتوں کی صورت میں) یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے (اگلا جملہ اذا حرف شرط کا جواب بن رہا ہے) اور اس کے داروغہ ان سے کہیں

گے کیا تمہارے پاس میں سے وہ رسول نہ آئے تھے جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں (یعنی قرآن پاک وغیرہ) پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کے ملنے سے ڈراتے کہیں گے: کیوں نہیں! مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک اترا (اس قول سے مراد یہ فرمان ہے: ﴿لاملئن جھنم...... الخ﴾) فرمایا جائیگا جاؤ جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے کو (تمہارے لیے ہمیشگی کو مقدر کردیا گیا ہے) تو کیا ہی برا ٹھکانہ متکبروں کا (جہنم ،مشوی بمعنی ماوی ہے) اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں (عزت وکرامت کے ساتھ) گروہ در گروہ جنت کی طرف چلائے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے (وفتحت میں واؤ حالیہ ہے، یہاں قد مقدر ہے) اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے سلام تم پر خوب رہے (طبتم یہ جملہ بھی حال بن رہا ہے) تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے (یعنی جنت میں تمہارے لیے ہمیشگی کو مقدر کردیا گیا ہے، اذا کا جواب شرط دخلوھا محذوف ہے، جنتیوں کے آنے سے قبل جنت کے دروازوں کو کھول دیا جانا ان کی عزت افزائی کے لیے ہوگا اور کفار کو ہانکنا اور ان کے آنے سے قبل ہی جہنم کے دروازوں کو کھولنا اس لیے ہوگا تا کہ اس کی گرمی انہیں پہنچے اور یہ انکی اہانت کے لئے ہوگا) اور وہ کہیں گے (قالوا کا عطف دخلوھا مقدر پر ہے) سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ (جنت عطا فرمانے کا) ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین (یعنی سر زمین جنت) کا وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں (نتبوا بمعنی تنزل ہے) جہاں چاہیں (کیونکہ جنتی جنت میں یکے بعد دیگرے مکانات اختیار کرتے رہیں گے) تو کیا اچھا ثواب کام کرنیوالوں کا (بصورت جنت) اور تم فرشتوں کو دیکھو گے حلقہ کئے (حافین یہ...... حال بن رہا ہے) عرش کے گرد (عرش کی ہر جانب سے اسے گھیرے ہوں گے) پاکی بولتے ہیں ("یسبحون" حافین کی ضمیر سے حال بن رہا ہے) اپنے رب کی تعریف کے ساتھ (تسبیح حمد کے ساتھ ملاتے ہوئے یوں کہتے ہونگے: سبحان اللہ وبحمدہ یعنی پاکی ہے اللہ کو حمد کے ساتھ) اور ان میں (یعنی مخلوق کے درمیان) عدل کے ساتھ فیصلہ فرمادیا جائے گا (مومنین جنت میں داخل ہوں گے اور کافر جہنم میں، بالحق بمعنی بالعدل ہے) اور کہا جائے گا سب خوبیاں اللہ کو سارے جہاں کا رب (دونوں فریقین کے اپنے اپنے مقام میں مستقر ہوجانے کا اختتام فرشتوں کی حمد پر کیا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وسیق الذین کفروا الی جھنم زمرا حتی اذا جاء وھا فتحت ابوابھا﴾.

و: عاطفہ، سیق: فعل مجہول، الذین کفروا: موصول صلہ ،ملکر ذوالحال، زمرا: حال، ملکر نائب الفاعل، الی جھنم: ظرف لغو، حتی: جار، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء وھا: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، فتحت ابوابھا: فعل با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال لھم خزنتھا الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم ایت ربکم وینذرونکم لقاء یومکم ھذا﴾.

و: عاطفہ، قال لھم خزنتھا: جملہ فعلیہ قول، ھمزہ: حرف استفہام، لم یاتکم: فعل نفی ومفعول، رسل: موصوف، منکم: ظرف مستقر صفت اول، یتلون علیکم ایت ربکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ینذرونکم: فعل با فاعل ومفعول، لقاء: مضاف، یومکم: مبدل منہ، ھذا: بدل، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا بلی ولکن حقت کلمۃ العذاب علی الکفرین۝﴾.

قالوا: قول،...... علی حرف ایجاب، و: عاطفہ، لکن حرف استدراک، حقت کلمۃ العذاب: فعل وفاعل، علی الکفرین: ظرف

لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قیل ادخلوا ابواب جهنم خلدين فيها فبئس مثوى المتكبرين○﴾.

قیل: قول،ادخلوا:فعل امرواؤضمیر ذوالحال،خلدین فیها: شبہ جملہ حال،ملکر فاعل،ابواب جهنم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ،ف:مستانفہ،بئس:فعل ذم،مثوی المتکبرین: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر مبتدا محذوف ”هي“ کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وسيق الذين اتقوا ربهم الى الجنة زمرا حتى اذا جاء وها وفتحت ابوابها﴾.

و: عاطفہ،سیق:فعل مجہول،الذین اتقوا ربهم:موصول صلہ،ملکر ذوالحال،زمرا: حال،ملکر نائب الفاعل،الی الجنة: ظرف لغو،حتی: جار،اذا:ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،جاء وها: فعل بافاعل مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،فتحت ابوابها: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزا محذوف ”سعدوا“ کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ مجرور،ملکر ظرف لغوثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال لهم خزنتها سلم عليكم طبتم فادخلوها خلدين○﴾.

و: عاطفہ،قال لهم خزنتها:قول،سلم:مبتدا،علیکم: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول،طبتم:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ثانی،ملکر جملہ قولیہ،ف:تعلیلیہ،ادخلو:فعل امرواؤضمیر ذوالحال،خلدین: حال،ملکر فاعل،ها:ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقالوا الحمد لله الذى صدقنا وعده واورثنا الارض نتبوا من الجنة حيث نشاء﴾.

و: عاطفہ،قالوا:قول،الحمد:مبتدا،لام: جار،الله:موصوف،الذی:موصول،صدقنا وعده: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،اورثنا:فعل بافاعل،الارض: ذوالحال،نتبوا من الجنة:فعل بافاعل وظرف لغو،حیث نشاء:ظرف،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر صفت،ملکر مجرور،ملکر مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فنعم اجر العملين ○ وترى الملئكة حافين من حول العرش يسبحون بحمد ربهم﴾.

ف: مستانفہ،نعم:فعل مدح،اجر العملین: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر مبتدا محذوف ”الاجر“ کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:مستانفہ،تری:فعل بافاعل،الملئكة:ذوالحال،حافین من حول العرش: شبہ جملہ حال اول،یسبحون بحمدربهم: جملہ فعلیہ حال ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وقضى بينهم بالحق وقيل الحمد لله رب العلمين○﴾.

و: قضی بینهم بالحق: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر۶۹،میں فرمائیں،و: عاطفہ،قیل:قول،الحمد:مبتدا،لام: جار،الله:موصوف،رب العلمین:صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

”زمر“ کے بارے میں تحقیق:

ا......اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿وسيق الذين كفروا الى جهنم زمرا اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ گروہ (الزمر:۷۱)﴾ جمع زمرة ہے،مراد چھوٹی جماعت ہے،اسی سے ”شاة زمرة یعنی وہ بکری جو کم بالوں والی ہو“ یا ”رجل زمر یا وہ مرد جو کم بالوں والا ہو“،اور الزمارة بطور کنایہ فاجرہ عورت کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ (المفردات، ص ۲۲۰)

حافین کے بارے میں تحقیق:

۲۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وترى الملائكة حافين من حول العرش اورتم فرشتوں کودیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کئے (الزمر: ۷۵)﴾، اسی سے سید عالم ﷺ کا فرمان مبارک ہے: "تحفه الملائكة باجنحتها یعنی فرشتوں نے عرش کو اپنے پروں سے گھیرلیا ہے"۔ اس کی جمع "اجحفة" ہے، اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وحففنهما بنخل﴾ اسی سے یہ بھی منقول ہے: فلان فی حفف من العيش ای فی ضيق یعنی فلاں محض تنگی کی زندگی میں گھرا ہوا ہے۔ (المفردات، ص ۱۳۰)

اغراض:

بعنف: بمعنی شدة ہے، یعنی پیچھے سے انہیں آنکس (لکڑی یا لوہے کی کوئی چیز جس سے) ہانکا جائے گا، اور قوم کے سرگرم پیشوا اور سرداروں کو زنجیروں سے جکڑا جائے گا۔ جماعات متفرقة: یعنی فوج در فوج، جیسا کہ آیت میں ہے: ﴿كلما القى فيها فوج﴾ مراد یہ ہے کہ ہر امت اپنی علیحدہ حد پر پیش کی جائے گی۔ القرآن: کی نسبت امتِ محمدیہ کی جانب کی گئی ہے۔ وغیره: سے بقیہ امتوں کی جانب نسبت کرنا مراد ہے۔ بلطف: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ہانکنا دو طرح کا ہوا کرتا ہے، ایک کافروں کا ہانکا جانا کہ اس میں اہانت ورسوائی اور انتقام ہوا کرتا ہے اور مومنین کا ہانکے جانا کہ اس میں ان کی تعظیم وتکریم کا پہلو ہوا کرتا ہے، اور یہ بھی کہ مومنین کو سواری پر بٹھا کر لے جایا جائے گا اور وہ فضل ورضا وکرامت کی جانب جلدی کریں گے، پس ایک ہی کلمہ دو متضاد معنوں میں استعمال ہوا ہے کہ کافر اسی ہانکے جانے سے ذلت ورسوائی کا سامنا کریں گے جب کہ مومنین کے لئے تکریم ورضا کا معاملہ ہوگا۔

الواو فيه للحال: آیت مقدسہ میں واو کا زیادہ استعمال کرنا جب کہ ماقبل ایسا نہیں ہوا ہے، ابواب السجن (قید خانے کے دروازے) تالے لگے ہوئے ہیں، یہاں تک کہ مجرم آئے اور اس کے لئے دروازہ کھولا جائے، پس مناسب معلوم ہوا کہ بغیر واو کے کلام ہو لیکن جب کہ ابواب السرور والفرح (خوشیوں ومسرتوں کے دروازے) منتظر ہوتے ہیں کہ کون ان میں داخل ہوتا ہے۔

وجواب اذا مقدر: یہ تین اقوال میں سے ایک قول ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ "اذا" کا جواب اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وفتحت﴾ ہے اور واو زائدہ ہے، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جواب اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وقال لهم خزنتها﴾ ہے اور واو زائدہ ہے۔ وسوقهم: مبتداء اور اس کی خبر "تكرمة" ہے، یا اس کے مابعد۔

لا يختار فيها مكان على مكان: یعنی ہر انسان جنت میں اپنے مکان کو دیکھ لے گا، اس حیثیت سے اگر مطلق اختیار دینا مانا جائے تو جب تک کسی دل سے کینہ وحسد نہ نکل جائے اُسے غیر پر اختیار نہیں ہوسکتا، اور یہ اس قول کا جواب ہے جو بطور اعتراض کیا جاتا ہے، اعتراض یہ ہے کہ ہر انسان کا ایک ٹھکانہ معین ہے جس کی طرف کسی دوسرے کو راہ نہیں ہونی چاہیے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں اختیار کا معنی من چاہی منازل کا اختیار ہونا مراد ہے، جیسا کہ وارد ہوتا ہے: "ہر ایک کے لئے جنت میں ایک وسعت وحسن ہے، پس اُسے چاہیے کہ جس طرح چاہے اپنا ٹھکانہ جنت میں بنا لے اور کسی دوسرے کے عمل ودخل کا خیال ہی نہ کرے"۔

ای يقولون سبحان الله وبحمده: یعنی تلذذ اختیار کرتے ہوئے، یعنی ان کے درجات کی انتہا اللہ ﷻ کی تسبیح وتقدیس بجالانا ہے۔

ختم استقرار الفريقين: جیسا کہ مخلوق کے ذکر کی ابتداء اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿الحمد لله الذى خلق السموت والارض﴾ سے ہوئی، اس میں تنبیہ ہے کہ ہر امر ونہی میں اللہ کے حکم کی پیروی کی جائے۔

من الملائكة: مراد تمام مخلوق ہیں، تمام اہل جنت اللہ ﷻ کی اس عظیم نعمت پر اس کی حمد کرتے ہیں، اور اس نعمت کی مزید لذت اس وقت پائیں گے جب اللہ ﷻ کی بے حجاب زیارت کریں گے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۱۷۵ وغیرہ)

سورۃ غافر (مومن) مکیۃ الا (الذین یجادلون) الایتین، خمس و ثمانون آیۃ

سورۂ غافر (مومن) مکیہ ہے سوائے ﴿ان الذین یجادلون﴾ ۵۶، ۵۷ کے جو کہ مدنیہ ہیں، اس میں ۸۵ آیات ہیں

تعارف سورۃ غافر (مومن)

اس سورت میں ۹ رکوع، ۱۱۹۹ کلمات اور ۴۹۶۰ حروف ہیں، اس سورت میں بڑا بارعب طریقہ اختیار کیا گیا تا کہ قاری متاثر ہو جائے، اور قرآن کی محبت اپنے دل میں بسا کر اس کے مطابق زندگی گزارنے کی سعی کرے۔ اس سورت میں دو امور کی جانب خاص توجہ دلائی گئی ہے: (۱)...... کفار مکہ سید عالم ﷺ سے ہر بات میں جھگڑتے اور تکرار کرتے تھے، جس سے خاطر اقدس میں گرانی آتی تھی، اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو تسلی ارشاد فرمائی اور گزشتہ اقوام کے کفار کا رویہ بھی اپنے رسولوں کے ساتھ اسی نوعیت کا تھا۔ وہ بات بات پر جھگڑا کرتے تھے لیکن انجام یہ ہوا کہ اللہ ﷻ کی جانب سے عذاب نے انہیں برباد کر دیا۔ ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا گیا کہ اگر یہ کافر نہیں مانتے تو اپنے لئے بُرا کرتے ہیں جب کہ تیرے رب ﷻ کی شان یہ ہے کہ کائنات کے ذرے ذرے پر اس کی حکمرانی ہے، آسمانوں میں موجود فرشتے اس کی بارگاہ میں تسبیح تہلیل وتحمید میں مصروف ہیں۔ (۲)...... اس سورت میں خاص طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے مدمقابل جو معاملات تھے اور بظاہر فرعون کے بڑے بڑے ماننے والے جن میں ہامان اور دیگر بھی شامل تھے اور لاکھ کوششوں کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہو سکے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دفاع ایک معمولی قبطی نے کیا اور فرعون کے منصوبوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آگاہ کرتا رہا، سمجھانا یہ ہے کہ ایک طرف بڑی بڑی طاقتیں ہوں اور دوسری جانب معمولی لوگ لیکن دین پر قائم ہوں اور اللہ ﷻ کی مدد ان کے شامل حال ہو جائے تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔

رکوع نمبر: ٦

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿حم (۱)﴾ اَللّٰهُ اَعلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِکَ ﴿تنزيل الكتب﴾ اَلقُراٰنِ مُبتَدَاٌ ﴿من الله العزيز﴾ فِی مِلکِهٖ ﴿العليم (۲)﴾ بِخَلقِهٖ ﴿غافر الذنب﴾ لِلمُومِنِينَ ﴿وقابل التوب﴾ لهم مَصدَرٌ ﴿شديد العقاب﴾ لِلکَافِرِينَ اَی مُشَدِّدَةٌ ﴿ذی الطول﴾ اَی الْاِنعَامِ وَالوَاسِعِ وَهُوَ مَوصُوفٌ عَلَى الدَّوَامِ بِکُلٍّ مِن هٰذِهِ الصِّفَاتِ فَاِضَافَةُ المُشتَقِّ مِنهَا لِلتَّعرِيفِ کَالْاَخِيرَةِ ﴿لا اله الا هو ط اليه المصير (۳)﴾ المَرجِعُ ﴿ما يجادل فی ايت الله﴾ القُراٰنِ ﴿الا الذين كفروا﴾ مِن اَهلِ مَكَّةَ ﴿فلا يغررک تقلبهم فی البلاد (۴)﴾ لِلمَعَاشِ سَالِمِينَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهُمُ النَّارُ ﴿كذبت قبلهم قوم نوح والاحزاب﴾ کَعَادٍ وَثَمُودَ وَغَيرِهِمَا ﴿من بعدهم وهمت كل امة برسولهم لياخذوه﴾ يَقتُلُوهُ ﴿وجدلوا بالباطل ليدحضوا﴾ يُزِيلُوا ﴿به الحق فاخذتهم قف﴾ بِالعِقَابِ ﴿فكيف كان عقاب (۵)﴾ لهم اَی هُوَ وَاقِعٌ مَوقِعَهٗ

﴿وکذلک حقت کلمت ربک﴾اَی لَاَمْلَاَنَّ جھَنَّمَ الاٰیۃَ ﴿علی الذین کفروا انھم اصحب النار وقف لازم(۶)﴾بَدلٌ مِنْ کَلِمۃُ﴿الذین یحملون العرش﴾مُبتَداءٌ﴿ومن حولہ﴾عَطفٌ علَیہِ﴿یسبحون﴾خَبرُہٗ﴿بحمد ربھم﴾مَلابِسِینَ لِلحَمدِ اَی یَقُولُونَ سُبحانَ اللہِ وَبِحَمدِہٖ﴿ویؤمنون بہ﴾تعالی بِبَصائِرِھم اَی یُصَدِّقونَ بِوَحْدانِیتِہٖ تعالی ﴿ویستغفرون للذین امنوا ج﴾یَقولونَ﴿ربنا وسعت کل شیء رحمۃ وعلما﴾اَی وَسِعَ رَحمَتکَ کُلَّ شَیءٍ عِلمُکَ کلَّ شَیءٍ ﴿فاغفر للذین تابوا﴾مِنَ الشِّرکِ﴿واتبعوا سبیلک﴾دِینَ الْاِسْلامِ﴿وقھم عذاب الجحیم (۷)﴾النارِ ﴿ربنا وادخلھم جنت عدن نِ﴾اِقَامۃً﴿التی وعدتھم ومن صلح﴾عَطْفٌ علی ھم فِی اَدخِلھُم اَو فِی وَعدْتَّھم﴿من اباء ھم وازواجھم وذریتھم ط انک انت العزیز الحکیم(۸)﴾فِی صُنعِہٖ ﴿وقھم السیات ط﴾اَی عَذَابَھا﴿ومن تق السیات یومئذ﴾یَومَ القِیمۃِ﴿فقد رحمتہ ط وذلک ھو الفوز العظیم(۹)﴾.

﴿ترجمہ﴾

حم (اس کی جومراد ہے اللہ عزوجل باخوبی جانتا ہے......۱......) کتاب (یعنی قرآن پاک) اتارنا ہے(تنزیل الکتاب مبتدا بن رہا ہے) اللہ کی طرف سے(من اللہ...... الخ مبتدا کی خبر ہے) جوغلبہ رکھنے والا ہے(اپنے ملک میں)علم رکھنے والا (اپنی مخلوق کا) گناہ بخشنے والا ہے(مسلمانوں کے)اورتوبہ قبول کرنے والا ہے(مسلمانوں کی،''التوبۃ'' مصدر ہے)سخت عذاب کرنے والا ہے(کافروں کو،شدید بمعنی مشدد ہے)بڑے انعام والا (یعنی وسیع انعام والا، اللہ جل جلالہ ان تمام صفات سے علی الدوام موصوف ہے ......۲......،ان صفات مشتقہ کی اضافت معرفہ بنانے کے لیے ہے جیسا کہ آخری صفت ہے)اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف پھرنا ہے(المصیر بمعنی المرجع ہے)اللہ کی آیتوں (یعنی قرآن پاک) میں جھگڑا نہیں کرتے......۳......مگر (اہل مکہ میں سے) کافر تو اے سننے والے تجھے دھوکا نہ دے انکا شہروں میں اہلے گہلے پھرنا (صحیح سلامت حصول معاش کے لیے کیونکہ ان کا انجام کار آگ ہے)ان سے پہلے نوح کی قوم اوران کے بعد کے گروہ (جیسا کہ عاد وثمود وغیرہ) نے جھٹلایا اور ہرامت نے یہ قصد کیا کہ اپنے رسول کو پکڑلیں (یعنی اس کو شہید کردیں)اور باطل کے ساتھ جھگڑے کہ زائل کردیں (یدحضوا بمعنی یزھلوا ہے)اس سے حق کو تو میں نے انہیں (عذاب کے ساتھ) پکڑا پھر کیسا ہوا میرے عذاب (ان پر یعنی میرا عذاب برمحل واقع ہوا)اور یونہی تمہارے رب کی بات (یہ فرمان: ﴿لاملئن جھنم ......الخ﴾) کافروں پرثابت ہوچکی ہے کہ وہ دوزخی ہیں(انھم اصحب النار یہ کلمۃ سے بدل ہے)وہ جوعرش اٹھاتے ہیں......۴......(الذین یحملون العرش مبتدا بن رہا ہے)اور جواس کے گرد ہیں(من حولھم معطوف علیہ ہے) اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ہیں(یسبحون مبتدا کی خبر بن رہا ہے یعنی اللہ عزوجل کی پاکی حمد کے ساتھ ملاتے یعنی یوں کہتے ہیں:سبحان اللہ وبحمدہ)اوراس پر(یعنی اللہ عزوجل پر)ایمان لاتے ہیں(اپنے دلوں سے یعنی اس کی وحدانیت کی تصدیق کرتے ہیں)اورمسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں(بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں)اے رب ہمارے! تیرے رحمت وعلم میں ہر چیز کی سمائی ہے(یعنی تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو محیط ہے)توانہیں بخش جنہوں نے (شرک سے) توبہ کی اور تیری راہ (یعنی دین اسلام) پر چلے اورانہیں جحیم (یعنی آگ) کے عذاب سے بچالے اے ہمارے رب اورانہیں بسنے کے باغوں میں

داخل کر (عدن بمعنی اقامۃ ہے) جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو جو نیک ہوں (ومن صلح کا عطف ادخلھم کی ھم ضمیر پر یا پھر وعدتھم کی ھم ضمیر پر ہے) ان کے باپ دادا اور بی بیوں اور اولاد میں بیشک تو ہی عزت والا ہے حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اور انہیں گناہوں (یعنی گناہوں کے عذاب) سے بچالے اور جسے تو اس دن (یعنی بروز قیامت) گناہوں کی شامت سے بچائے تو بیشک تو نے اس پر رحم فرمایا اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿حمO تنزیل الکتب من اللہ العزیز العلیمO غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول﴾.

حم: "ھذہ" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، تنزیل الکتب: مبتدا، من: جار، اللہ: موصوف، العزیز العلیم: صفتان، غافر الذنب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، قابل التوب: معطوف، ملکر صفت ثالث، شدید العقاب: صفت رابع، ذی الطول: صفت خامس، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا الہ الا ھو الیہ المصیرO﴾.

لا: نفی جنس، الـــہ: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، ھـــو: مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم، "مــوجــود" محذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ، الیہ: ظرف مستقر خبر مقدم، المصیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما یجدل فی ایت اللہ الا الذین کفروا فلا یغررک تقلبھم فی البلادO﴾.

مایجدل: فعل نفی، فی ایت اللہ: ظرف لغو، الا: اداۃ حصر، الذین کفروا: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحیہ، لایغررک: فعل نہی ومفعول، تـقـلـب: مصدر مضاف، ھـم: ضمیر مضاف الیہ فاعل، فـی البلاد: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا ثبت عندک ان المجادلین فی ایت اللہ کفار" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کذبت قبلھم قوم نوح والاحزاب من بعد ھم وھمت کل امۃ برسولھم لیا خذوہ﴾.

کذبت: فعل، قبلھم: ظرف متعلق بحذوف حال مقدم، قوم نوح: معطوف، و: عاطفہ، الاحزاب: ذوالحال، من بعد ھم: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ھـمـت کـل امۃ: فعل وفاعل، بـرسـولـھم: ظرف لغو، لیاخذوہ: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجادلوا بالباطل لید حضوا بہ الحق فاخذتھم﴾.

و: عاطفہ، جادلوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، بالباطل: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، لام: جار، ید حضوا بہ الحق: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ھـمـت" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، اخـذتھـم: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "جدلوا" پر معطوف ہے۔

﴿فکیف کان عقاب O وکذلک حقت کلمت ربک علی الذین کفروا انھم اصحب النارO﴾.

ف: عاطفہ، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کـــان: فعل ناقص، عـقـــاب: بتقدیر "ی" ضمیر مضاف الیہ مرکب اضافی اسم، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کذلک: ظرف مستقر "حقا" مصدر محذوف کی صفت ملکر مفعول مطلق مقدم، حقت: فعل، کلمت ربک: مبدل منہ، انھم اصحب النار: جملہ اسمیہ بدل، ملکر فاعل، علی الذین کفروا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم ویومنون بہ یستغفرون للذین امنوا﴾.

الذین: موصول، یحملون العرش: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،من حولہ :موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مبتدا، یسبحون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، بحمد ربھم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،یومنون بہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ ،یستغفرون للذین امنوا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ربنا وسعت کل شیء رحمۃ وعلما﴾.

ربنا: ندا، وسعت: فعل "ت" ضمیر ممیز، رحمۃ: معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،علما: معطوف، ملکر تمیز، ملکر فاعل، کل شیء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر قول محذوف "قائلین" کیلئے مقولہ، ملکر شبہ جملہ ہوکر ماقبل "یستغفرون" کے فاعل سے حال ہے۔

﴿فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیمo﴾.

ف: فصیحیہ ،اغفر: فعل امر با فاعل ،لام: جار ،الذین: موصول ،تابوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،اتبعوا سبیلک: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ،ق: فعل امر با فاعل ،ھم: ضمیر مفعول ،عذاب الجحیم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ربنا وادخلھم جنت عدن التی وعدتھم ومن صلح من ابائھم وازواجھم وذریتھم﴾.

ربنا: ندا، و: عاطفہ ،ادخل: فعل امر با فاعل ،ھم: معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،من صلح: موصول صلہ، ملکر ذوالحال ،من: جار ،ابائھم وازواجھم وذریتھم: مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر معطوف، ملکر مفعول، جنت عدن: موصوف، التی وعدتھم: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انک انت العزیز الحکیمo وقھم السیات ومن تق السیات یومئذ فقد رحمتہ﴾.

انک: حرف مشبہ واسم، انت العزیز الحکیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،قھم السیات: فعل امر با فاعل ومفعول اول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ،من: شرطیہ مبتدا، تق السیات: فعل با فاعل ومفعول، یومئذ: ظرف ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ ،قد رحمۃ: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وذلک ھو الفوز العظیمo﴾.

و: عاطفہ ،ذلک: مبتدا، ھو الفوز العظیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

"حم" کے بارے میں مفسرین کے اقوال:

۱......علماءِ مفسرین کے آیت کے تحت معنی ومطالب میں اختلاف ہے، عکرمہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "حم" اللہ کے نام میں سے ایک نام ہے اور اس سے مراد محبوب دوعالم ﷺ کے رب کے خزانے کی چابیاں ہیں"۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ "حم" سے مراد اسم اعظم ہے۔ اور اسم اعظم میں دیگر مقطعات مثلاً "الر، حم، ن" بھی داخل ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ "حم" سے اللہ نے قسم ارشاد فرمانے کا اہتمام کیا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ "حم" قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ "حم" سے سورت کا آغاز کرنا مراد ہے۔ علامہ عطاء خراسانی کہتے ہیں کہ "حم" میں حاء سے مراد حمید، حنان، حلیم اور حکیم ہے اور میم سے مراد ملک، مجید، منان، متکبر، مصور ہے، اس کی دلیل حضرت انس ؓ کی حدیث میں ملتی ہے کہ ایک دیہاتی نے سید عالم ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! حم کے کیا معانی ہیں ہم اسے اپنی زبان میں نہیں پہچانتے؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اس سے مراد سورتوں کو آغاز کرنا

ہے"۔ضحاک اور کسائی کہتے ہیں کہ حم کے معنی یہ ہے کہ اس میں موجود معنی کا فیصلہ کیا جائے (یعنی اس میں موجود معنی کے ذریعے فیصلہ کیا جائے)۔ایک قول یہ بھی ہے کہ "حم" کے معنی اللہ کا امر ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲٤،ص ۲٥٤)

☆......مہلب بن ابی صفرہ ایسے شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:"اگر دشمن تم پر شب خون مارے تو تم یہ کہو:"حم لا ینصرون یعنی حم اللہ کے دشمن مدد نہ کئے جائے"۔

(سنن الترمذی، کتاب الجهاد،باب:ما جاء فی الشعار،رقم: ۱٦۸۲،ص ٥۱۲)

اللہ ﷻ کی چار صفات کا بیان:

۲......اللہ ﷻ کی صفات بہت ہیں لیکن اس مقام پر اللہ ﷻ کی چار صفات کا بیان موجود ہے، چنانچہ فرمایا:"گناہ بخشنے والا ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے، سخت عذاب کرنے والا ہے، بڑے انعام والا"۔

امام رازی فرماتے ہیں:

﴿غافر الذنب﴾ کے بارے میں امام جبائی نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ گناہ کو بخشنے والا ہے اور یہ بخشش کبھی توبہ کے ذریعے تو کبھی بڑی عظیم طاعت کے ذریعے ہوتی ہے، یہ آیت درج ذیل وجوہات کی بناء پر بیان کی محتاج ہے:

(۱)......کبیرہ کی بخشش توبہ کے بعد اور صغیرہ کی بخشش بندوں پر واجب ہونے والے امور کی ادائیگی سے ہوتی ہے اور تمام حضرات انبیائے کرام، اولیائے کرام وصالحین اور عام لوگ واجبات کی ادائیگی میں مشترک ہوتے ہیں، اور اگر ہم ﴿غافر الذنب﴾ کے معنی کو اسی طرح محمول کر لیں تو اللہ اور عام اطاعت گزار بندوں کے مابین ایک فرق پیدا ہو جائے گا اور یہ باطل ہے لہذا ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کبیرہ گناہوں کو توبہ سے پہلے بھی (اپنی رحمت سے) معاف کر دیتا ہے اور یہاں یہی مطلوب ہے۔

(۲)...... غفران بمعنی ستر ہے، اور یہ کسی چیز کو چھپا دینے کا نام ہے کہ چیز کی حقیقت موجود ہونے کے باوجود وہ نظروں سے اوجھل ہو، اور صغیرہ گناہ نیکیوں کے کثیر ہونے کی وجہ سے حبط کر دیئے جاتے ہیں، اور اس صورت میں "المغفر" کو غیر معقول مانتے ہوئے ﴿غافر الذنب﴾ کو توبہ کے بعد کبیرہ کے معاف ہونے پر محمول نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اللہ ﷻ توبہ قبول کرنے ہے لیکن اس قسم کا معاملہ نہیں فرماتا، اور اگر ایسے ہی مان لیا جائے تو تکرار لازم آئے گی اور تکرار باطل ہے، پس ثابت ہوا کہ اللہ ﷻ گناہ معاف فرمانے والا ہے اور (یہاں) کبیرہ گناہ توبہ سے پہلے معاف ہونا مراد ہیں۔

(۳)......اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿قابل التوب﴾ میں دو ابحاث ہیں: ابوعبیدہ کے قول کے مطابق التوب مصدر ہے، اور اخفش کے قول کے مطابق "جماعة التوبة" مراد ہے، مبرد کہتے ہیں: التوب کو مصدر کہنا درست ہے یعنی تاب یتوب توباً وتوبة جس طرح قال یقول قولاً وقولة ۔ ہمارے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ جس بندے کی اللہ ﷻ توبہ قبول فرماتا ہے یہ اس کے فضل سے ہوا کرتا ہے، اور ایسا کرنا اللہ ﷻ پر واجب نہیں ہوتا، اور معتزلہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ پر توبہ قبول کرنا واجب ہے، اور ہمارے اصحاب کے مطابق توبہ قبول کرنا مدح وثناء کے لئے ہے اور اگر اسے اللہ ﷻ پر واجب مان لیا جائے تو مدح کا عنصر انتہائی کم رہ جاتا ہے، اور مراد صالحین واجبات کی ادائیگی اور محظورات سے بچنے میں حد درجے کوششیں کرنے کی طرح ہو جائے گی۔

(۴)......اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿شدید العقاب﴾، اس بارے میں کوئی جھگڑا نہیں ہے کہ ﴿غافر الذنب وقابل التوب﴾ دونوں حسین صفات ہیں اور ان دونوں صفات میں دوام واستمرار (ہمیشگی ہونے) کا معنی پایا جاتا ہے، بالکل اسی طرح ﴿شدید العقاب﴾ کے معنی میں بھی دوام واستمرار پایا جاتا ہے، کیونکہ اللہ ﷻ کی صفات میں حدوث وتجدد نہیں ہوتا، پس ﴿شدید العقاب﴾ کا معنی یہ

ہو گا کہ اللہ عزوجل سخت حساب لینے والا ہے، اور (اسی حیثیت سے) یہ معنی ہمیشہ رہے گا۔

(۵)...... جب اللہ عزوجل گناہ بخشنے، توبہ قبول فرمانے والا ہے تو یہ صفات عظیم نعمت کے حصول کا منبع ہوتی ہیں، اسی لئے فرمایا: ﴿ذی الطول﴾ یعنی جہاں سخت حساب لینے والا ہے وہیں رحم وکرم فرمانے میں بھی عظیم حیثیت کا مالک ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ﴿ذی الطول﴾ کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے ہم پر بڑا عظیم فضل وکرم فرمایا، اور اسی کے پاک کلام میں یہ بھی ہے: ﴿اولوا الطول منهم (التوبۃ:۸۶)﴾، اور یہ بھی ﴿ومن لم یستطع منکم طولا (النساء: ۲۵)﴾۔ (الرازی، ج۹، ص۴۸۳ وغیرہ)

جدال کے معنی ومطالب کی تحقیق:

ﷺ...... حجت، شبہ اور درستگی کلام کے ذریعے خود سے فساد کو دور کرنا، جدال کہلاتا ہے اور یہی حقیقی خصومت کہلاتی ہے۔

(التعریفات، ص ۷۹)

جب مذاکرہ ومباحثہ سنجیدگی اور دلائل سے باہر نکل کر جھگڑے کی صورت اختیار کر جائے اسے جدال کہتے ہیں، اللہ عزوجل کی ذات وصفات اور آیات قرآن میں جدال کرنا کفر ہے۔ قرآن کے مطالعے سے ہم جانتے ہیں کہ کفار کبھی سید عالم ﷺ کے نکاح کرنے، کبھی کھانے پینے اور زندگی کے مختلف شعبوں کے متعلق، کبھی اللہ عزوجل کے مثالیں قائم کرنے مثلاً مکھی، مچھر اور مکڑی کا ذکر ہے اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل ان مثالوں سے کیا بیان کرنا چاہتا ہے؟۔ جنت، دوزخ، اور قرآن کو بھی مذاق بنایا اور اس پر حد درجہ جھگڑے کئے۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جدال فی القرآن کفر یعنی قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے"۔ (مسند ابی یعلی، مسند ابی هريرة، رقم: ۵۸۹۰، ج٤، ص۴۰۱)

☆...... حضرت عمر بن العاص نے سید عالم ﷺ روایت بیان کی فرمایا: "لا تماروا فی القرآن فان مراء فیه کفر یعنی قرآن مجید میں بحث نہ کرو کیونکہ قرآن مجید میں جھگڑا کرنا کفر ہے"۔ (کنز العمال، کتاب الاذکار، باب: فرع فی محظورات، رقم: ۲۸۶۰، ج۱، ص۳۰۸)

بعض قسم کے جدال جائز ہوتے ہیں اور بعض اوقات واجب بھی ہوتے ہیں، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿وجادلهم بالتی هی احسن اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو (النحل: ۱۲۵)﴾۔ یعنی جس طرح سید عالم ﷺ لوگوں کو حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعے اللہ عزوجل کی جانب بلانے کا حکم دیا ساتھ ہی نہ ماننے والوں سے اچھے طریقے سے جدال کا حکم بھی دیا تاکہ نہ ماننے والے یہ نہ سمجھیں کہ وہ جو چاہے کریں انہیں کوئی روک ٹوک نہیں سکتا۔

حاملین عرش کی کیفیات وصفات کا بیان:

ﷺ...... روایت کی جاتی ہے کہ حاملین عرش کے پیر (جو ان کی شان کے لائق ہیں) زمین کی سب سے نچلی تہہ میں اور سر (جو ان کی شان کے لائق ہیں) عرش سے اوپر ہیں اور ان کے خشوع کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی نگاہیں اُٹھا نہیں پاتے، اور یہ فرشتوں میں معزز ترین اور افضل ترین مخلوق ہیں، چنانچہ حدیث میں ہے:

☆...... "اللہ عزوجل نے تمام فرشتوں کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ صبح وشام حاملین فرشتوں عرش پر سلام پیش کریں اور اس سلام پیش کئے جانے میں ان فرشتوں کا تمام دیگر فرشتوں پر فضیلت بیان کرنا ہے"۔

اور کہا جاتا ہے کہ اللہ عزوجل نے عرش کو سبز قسم کے مادہ سے تخلیق فرمایا، اور اس کے پائے کے مابین پرندہ ایک پائے سے دوسرے پائے تک پہنچنے میں آٹھ ہزار سال میں پہنچے۔ ایک قول یہ ہے عرش کے گرد ستر ہزار فرشتوں کی صفیں ہیں اور یہ قیام کی حالت

میں ہیں، اور ان کی مبارک آوازیں تہلیل وتکبیر میں بلند ہوتی ہیں، اور ان کے پیچھے ایک لاکھ فرشتوں کی جماعت ہے، اور ان میں سے ہر ایک کی تسبیح دوسرے کی تسبیح سے مختلف ہے، اور اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ویستغفرون للذین امنوا﴾ یعنی یہ مقرب فرشتے اللہ عزوجل کی پاک بارگاہ سے ایمان والوں کے لئے بخشش کا سوال کرتے ہیں۔ اہل تفسیر کہتے ہیں کہ عرش ایک تخت کا نام ہے اور ایک مجسم جسم ہے جسے اللہ عزوجل نے تخلیق کیا ہے، اور فرشتوں کو اس کے اٹھانے کا حکم دیا ہے، اور فرشتے اللہ عزوجل کے حکم سے اس کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں اور اس کے اردگرد طواف بھی کرتے ہیں جیسا کہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین میں ایک کعبہ بنانے کا حکم دیا کہ جس کے اردگرد لوگ طواف کا فریضہ انجام دیں اور اسے نماز کا قبلہ بھی بنائیں۔ (القرطبی، الجزء: ٢٤، ص٢٥٨)

☆......حضرت عباس بن عبدالمطلب کہتے ہیں کہ میں وادی بطحاء میں تھا، اور وہاں ایک جماعت میں رسول اللہ ﷺ موجود تھے، ناگاہ ایک بادل گزرا، سید عالم ﷺ نے اسے دیکھ کر پوچھا: تم اس کو کیا کہتے ہو؟ مسلمانوں نے کہا: سحاب، آپ نے فرمایا: اور مزن بھی کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، مزن بھی کہتے ہیں، فرمایا: اور عنان بھی کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! ہم عنان بھی کہتے ہیں، آپ نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ آسمان وزمین میں کتنا فاصلہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہم نہیں جانتے، آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے درمیان اکہتر، بہتر یا تہتر سال کا فاصلہ ہے، پھر اس آسمان کے اوپر جو دوسرا آسمان ہے، ان کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے، حتی کہ آپ ﷺ نے سات آسمان گنوائے، پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے، اس کی اوپری سطح اور اس کی گہرائی کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے، پھر اس کے اوپر آٹھ فرشتے پہاڑی بکروں کی صورت میں ہیں (حاملین عرش) کے کھروں سے ان کے گھٹنوں تک کا فاصلہ بھی اتنا ہی ہے اور انکی پیٹھوں کے اوپر عرش ہے، اس کی اوپر کی سطح اور نچلی سطح کے درمیان بھی اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کا فاصلہ ہے، پھر عرش کے اوپر اللہ عزوجل (اپنی شان کے لائق) موجود ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة الحاقة، رقم: ٣٣٣١، ص ٩٥٧)

اغراض:

فمدنیتان: پس سوائے دو آیات ﴿الا الذین یجادلون...... الخ﴾، ﴿لخلق السموت والارض﴾ مدنی ہیں باقی مکمل سورت مکی ہے۔ **للکافرین:** اور نافرمان کہ جب انہیں سزا دی جائے تو اللہ عزوجل ان کا معاملہ سختی کے ساتھ نہیں فرماتا۔

ای الانعام الواسع: ایک قول ﴿الطول﴾ بمعنی المن ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے مراد غنا اور وسعت ہے۔

هو موصوف علی الدوام: یہ عبارت ایک قول کے جواب میں ہے، کہا جاتا ہے کہ تینوں صفات ''غافر، قابل اور شدید'' مشتقات میں سے ہیں اور مشتقات کی اضافت تعریف کا فائدہ نہیں دیتی، پھر لفظ جلالہ میں معرفہ کی صفات کیسے واقع ہونگی؟ میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس مقام پر مشتق دوام کا قصد نہیں کیا گیا مگر یہ کہ قرآن میں اس قسم کی اور بھی مثال ہے: ﴿مالک یوم الدین﴾، ایک جواب اس کا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تمام مذکورہ صفات ابدال کے زمرے میں ہیں جس کا مقصد تعریف کا شرط کرنا نہیں ہوتا۔

ای هو واقع موقعه: یہ عذاب کا ان پر مسلط کرنا اللہ عزوجل کا ان کے ساتھ عدل کرنا ہوگا۔

ای یقولون سبحان الله وبحمده: حاملین عرش آٹھ ہیں، ان میں سے چار کا قول: ''سبحان الله وبحمدک لک الحمد علی علمک وحلمک'' ہوگا اور باقی چار کا قول: ''سبحانک اللهم وبحمدک لک الحمد علی عفوک بعد قدرتک'' ہوگا۔

بصائرهم: تسبیح والے وصف کا ذکر کرنا ایمان والے وصف سے مستغنی کرتا ہے، اس کا کیا فائدہ ہوا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ تسبیح کرنا زبان سے کئے جانے والے وظائف میں سے ہے اور ایمان لانا دل سے کئے جانے والے وظائف میں

سے ہیں، پس اس صورت میں مذکورہ اعتراض کا سدِ باب ہوگیا، پس اللہ عزوجل نے اپنی شان کے لائق کلام کا اہتمام فرمایا۔

ویقولون: مومنین کے لئے استغفار کی کیفیت بیان کرنا مقصود ہے، اور یہ جملہ مقدر ہے جو کہ ترکیب کلام میں ﴿یستغفرون﴾ کی ضمیر سے حال بن رہا ہے۔ من الشرک: جب کہ ان پر کسی گناہ کا بوجھ ہو۔

فی وادخلھم: اولی صورت یہی ہے کہ ﴿ومن صلح﴾ کا عطف ''وادخلھم'' کی ضمیر پر ہے، کیونکہ دعا کی قبولیت کے معاملے میں ﴿وادخلھم﴾ صریح دلیل بنتی ہے اور اس کے مقابلے میں ﴿وعدتھم﴾ ضمنی دلیل بنتی ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص۱۷۸ وغیرہ)

رکوع نمبر:۷

﴿ان الذین کفروا ینادون﴾ مِن قِبَلِ المَلائِکَۃِ وھم یَمقُتُونَ اَنفُسھم عِندَ دُخُولِھِم النارَ ﴿لمقت اللہ﴾ اِیاکم ﴿اکبر من مقتکم انفسکم اذ تدعون﴾ فی الدنیا ﴿الی الایمان فتکفرون (۱۰) قالوا ربنا امتنا اثنتین﴾ اِمَاتَتَینِ ﴿واحییتنا اثنتین﴾ اِحیائَتَینِ لِاَنَّھم کَانُوا نُطَفًا اَموَاتًا فَاُحیُوا ثُم اُمِیتوا ثم اُحیُوا لِلبَعثِ ﴿فاعترفنا بذنوبنا﴾ بِکُفرِنا بِالبَعثِ ﴿فھل الی خروج﴾ مِنَ النارِ والرُّجُوعِ اِلَی الدنیا لِنُطِیعَ رَبَّنا ﴿من سبیل (۱۱)﴾ طَرِیقٍ وَجوابُھُم لا ﴿ذلکم﴾ اَیِ العَذابُ الذِی اَنتُم فِیہِ ﴿بانہ﴾ اَی بِسَبَبِ اَنَّہُ فِی الدنیا ﴿اذا دعی اللہ وحدہ کفرتم﴾ بِتَوحِیدِہٖ ﴿وان یشرک بہ﴾ یُجعَلُ لَہُ شَرِیکٌ ﴿تؤمنوا﴾ تُصَدِّقُوا بِالاِشرَاکِ ﴿فالحکم﴾ فی تَعذِیبِکُم ﴿للہ العلی﴾ علی خَلقِہٖ ﴿الکبیر (۱۲)﴾ العَظِیمِ ﴿ھو الذی یریکم ایتہ﴾ دَلائِلَ تَوحِیدِہٖ ﴿وینزل لکم من السماء رزقا﴾ بالمَطَرِ ﴿وما یتذکر﴾ یَتَّعِظُ ﴿الا من ینیب (۱۳)﴾ یَرجِعُ عَنِ الشِّرکِ ﴿فادعوا اللہ﴾ اُعبُدُوہُ ﴿مخلصین لہ الدین﴾ مِنَ الشِّرکِ ﴿ولو کرہ الکفرون (۱۴)﴾ اِخلاصَکُم مِنہُ ﴿رفیع الدرجات﴾ اَی اللہُ عَظِیمُ الصِّفَاتِ او رَافِعُ دَرجاتِ المُومِنِینَ فی الجَنۃِ ﴿ذو العرش﴾ خَالِقُہُ ﴿یلقی الروح﴾ الوحیَ ﴿من امرہ﴾ اَی قولِہٖ ﴿علی من یشاء من عبادہ لینذر﴾ یُخَوِّفَ المُلقٰی عَلَیہِ النَّاسَ ﴿یوم التلاق (۱۵)﴾ بِحَذفِ الیاءِ واِثبَاتِھا یومَ القِیمۃِ لِتَلاقِی اَھلِ السَّمَاءِ والارضِ والعَابِدِ والمَعبُودِ والظَّالِمِ والمَظلُومِ فِیہِ ﴿یوم ھم بارزون﴾ خَارِجُونَ من قُبورِھم ﴿لا یخفی علی اللہِ مِنھم شیء لمن الملک الیوم﴾ یَقُولُہُ تعالی وَیُجِیبُ نَفسَہُ ﴿للہ الواحد القھار (۱۶)﴾ اَی لِخَلقِہٖ ﴿الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم ان اللہ سریع الحساب (۱۷)﴾ یُحَاسِبُ جَمِیعَ الخَلقِ فی نِصفِ نھارٍ مِن اَیامِ الدنیا لِحَدِیثٍ بِذَالِکَ ﴿وانذرھم یوم الازفۃ﴾ یومَ القِیمۃِ مِن اَزِفَ الرَّحِیلُ قَرُبَ ﴿اذ القلوب﴾ تَرتَفِعُ خوفًا ﴿لدی﴾ عِندَ ﴿الحناجر کظمین﴾ مُمتَلِئِینَ غَمًّا حَالٌ مِنَ القُلُوبِ عُومِلَتْ بِالجَمعِ بالیاءِ والنُّونِ مَعامَلَۃَ اَصحَابِھا ﴿ما للظلمین من حمیم﴾ مُحِبٍّ ﴿ولا شفیع یطاع (۱۸)﴾ لا مَفھُومَ لِلوَصفِ اِذ لا شَفِیعَ لَھم اَصلًا فَما لَنا مِن شَافِعِینَ اَو لَہُ مَفھُومٌ بِنَاءً علی زَعمِھِم اَنَّ لَھم شُفَعاءَ اَی لو شَفَعُوا فَرضًا لم یُقبَلُوا ﴿یعلم﴾ اَیِ اللہُ ﴿خائنۃ

الاعین﴾بِمُسَارِقَتِهَا النَّظَرَ اِلٰی مُحَرَّمٍ﴿وما تخفی الصدور (۱۹)﴾القُلُوبُ﴿والله یقضی بالحق ط والذین یدعون﴾یَعۡبُدُونَ ای کُفَّارُ مکۃَ بِالیاءِ والتَّاءِ﴿من دونہ﴾وھُمُ الۡاَصۡنَامُ﴿لا یقضون بشیء ط﴾فَکَیۡفَ یَکُوۡنُوۡنَ شُرَکَاءَ لِلّٰہِ﴿ان اللہ ھو السمیع﴾لِاَقۡوَالِھِم﴿البصیر (۲۰)﴾بِاَفۡعَالِھِم۔

﴿ترجمہ﴾

بیشک جنہوں نے کفر کیا انہیں ندا کی جائے گی (فرشتوں کی طرف سے وہ جہنم میں داخلے کے وقت خود اپنی جانوں سے بیزار ہوں گے) کہ ضرور (تم سے) اللہ کی بیزاری اس سے بہت زیادہ ہے جیسے تم اپنی جان سے بیزار ہو......۱...... جب (دنیا میں) ایمان کی طرف بلائے جاتے تو تم کفر کرتے کہیں گے: اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو موتیں دیں (اثنتین کا موصوف اماتتین محذوف ہے) اور دو بار زندہ کیا (اثنتین کا موصوف احیاء تین محذوف ہے، پہلے یہ لوگ نطفوں کی صورت میں مردہ تھے تو انہیں زندہ کیا گیا پھر انہیں موت دی گی پھر دوبارہ حساب کتاب کے لیے انہیں زندہ کیا گیا......۲......) اب ہم اپنے سے گناہوں (یعنی حشر ونشر کا انکار کرنے) پر مقر ہوئے تو (آگ سے) نکلنے کی (دوبارہ دنیا کی طرف لوٹنے کی) بھی کوئی راہ ہے (اوران کے لیے جواب یہ ہوگا نہیں، سبیل بمعنی طریق ہے) یہ (یعنی یہ عذاب جس میں تم مبتلا ہو) اس سبب ہوا (بانہ بمعنی بسبب انہ ہے) کہ جب (دنیا میں) ایک اللہ کو پکارا جاتا تو تم (اس کی توحید کے ساتھ) کفر کرتے اور اس کا شریک ٹھہرایا جاتا (یعنی اس کے لیے شریک بنایا جاتا) تو تم مان لیتے (اس شرک کی تم تصدیق کر لیتے) تو حکم (تمہیں عذاب دینے کے بارے میں) اللہ کا ہے......۳...... جو غلبہ رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق پر) اور عظمت والا ہے (الکبیر بمعنی العظیم ہے) وہی ہے کہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے (اپنی توحید کے دلائل دکھاتا ہے) اور تمہارے لیے (بارش کے ذریعے) آسمان سے روزی اتارتا ہے اور نصیحت نہیں مانتا (یتذکر بمعنی یتعظ ہے) مگر جو (شرک سے) رجوع کرلے (ینیب بمعنی یرجع ہے) تو اللہ کی بندگی کرو (ادعوا بمعنی اعبدوا ہے) اپنی عبادت کو (شرک سے) خالص کرتے پڑے برا مانیں کافر (تمہاری عبادت کے اخلاص سے) رفیع الدرجات (اس کا معنی یا تو یہ ہے کہ اللہ عظیم صفات والا ہے یا پھر یہ ہے کہ اللہ عزوجل جنت میں مسلمانوں کے درجات کو بلند فرمانے والا ہے......۴......) عرش کا خالق (ذو العرش بمعنی خالق العرش ہے) روح ڈالتا ہے اپنے امر سے (یعنی اپنے فرمان سے، الروح بمعنی الوحی ہے......۵......) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے کہ وہ (جس پر وحی ڈالی گئی ہے) ڈرائے (لوگوں کو، وہ جس پر وحی ڈالی گئی، ینذر بمعنی یخوف ہے) ملنے کے دن سے (یوم التلاق حذف یاء اور اثبات یاء التلاقی پڑھا گیا ہے، یوم التلاق سے مراد روز قیامت ہے، قیامت کے دن کو یوم التلاق اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن زمین اور آسمان والے عابد اور معبود ظالم و مظلوم مل جائیں گے) جس دن وہ بالکل ظاہر ہو جائیں گے (اپنی قبروں سے نکل آئیں گے) اللہ پر ان کا کچھ حال چھپا نہ ہوگا......۶...... آج کس کی بادشاہی ہے؟ (یہ بات اللہ عزوجل فرمائیگا پھر خود ہی جواب دیگا) ایک اللہ کی جو (اپنی مخلوق پر) غلبہ رکھنے والا ہے آج ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے گی آج کسی پر زیادتی نہیں بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے (وہ تمام ہی مخلوق کا حساب دنیاوی دنوں کے اعتبار سے نصف النہار کی مقدار میں لے گا اس بارے میں حدیث پاک وارد ہے) انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والے دن سے (یعنی بروز قیامت سے، "ازفۃ" ازف الرحیل سے ہے بمعنی قرب ہے......۷......) جب دل (خوف کے سبب سے بلند ہو جائیں گے) گلوں کے پاس غم میں بھرے (کاظمین کے معنی غم میں بھرے......۸......، لدی بمعنی عند ہے، "کاظمین" "قلوب" سے حال ہے، اصحاب قلوب کے قلوب کے لیے بھی یہاں

جمع مذکر سالم ذکر کیا گیا ہے) اور ظالموں کا نہ کوئی دوست (حمیم بمعنی محب ہے) نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے (جس کی شفاعت قبول کی جائے، یہاں بطاع جو کہ صفت بن رہا ہے اس کا کچھ مفہوم نہیں کیونکہ کفار کا اصلا کوئی سفارشی نہ ہوگا اس پر دلیل یہ قول ہے: ﴿فمالنا من شافعین﴾ یا اس صفت کا مفہوم اس طور پر ہے کہ خود کفار کے گمان کے مطابق ان کے لیے سفارشی ہوں گے تو اس صورت میں معنی یہ ہوگا: اگر بالفرض کفار کے سفارشی ان کے حق میں سفارش کر بھی دیں تب بھی ان کی سفارش قبول نہ کی جائیگی) وہ (یعنی اللہ عزوجل) جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ (محارم کی طرف چوری چھپے نگاہ ڈالنے کو) اور جو کچھ سینوں (یعنی دلوں) میں چھپا ہے اور اللہ سچا فیصلہ فرماتا ہے اور جو پوجتے ہیں (یعنی کفار مکہ، یدعون علامت مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی یعبدون ہے) اس کے ماسوا کو (یعنی بتوں کو) وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے (پھر وہ اللہ عزوجل کے شریک کیسے ہو سکتے ہیں؟) بیشک اللہ وہی سننے والا ہے (ان کی باتوں کو) اور دیکھنے والا ہے (ان کے افعال)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الذین کفروا ینادون لمقت اللہ اکبر من مقتکم اذ تدعون الی الایمان﴾.

ان: حرف مشبہ، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر اسم، ینادون: فعل بافاعل، لام: تاکیدیہ، مقت: مصدر مضاف، اللہ: اسم، جلالت مضاف الیہ، اذ: مضاف، تدعون الی الایمان: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ مبتدا، اکبر من مقتکم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فتکفرون○ قالوا ربنا امتنا اثنتین و احییتنا اثنتین فاعترفنا بذنوبنا فھل الی خروج من سبیل○﴾

ف: عاطفہ، تکفرون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، قالوا اقول، ربنا: نداء، امتنا: فعل بافاعل ومفعول، اثنتین: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، احییتنا: فعل بافاعل ومفعول، اثنتین: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، اعترفنا بذنوبنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ثانی، ف: عاطفہ، ھل: حرف استفہام، الی خروج: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، سبیل: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف ثالث، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ذلکم بانہ اذا دعی اللہ وحدہ کفرتم﴾.

ذلکم: مبتدا، ب: جار، انہ: حرف مشبہ واسم، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، دعی: فعل مجہول، اللہ: ذوالحال، وحدہ: حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، کفرتم: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان یشرک بہ تومنوا فالحکم للہ العلی الکبیر○﴾.

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، یشرک بہ: جملہ فعلیہ شرط، تومنوا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، الحکم: مبتدا، لام: جار، اللہ: موصوف، العلی الکبیر: صفتان، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھو الذی یریکم ایتہ وینزل لکم من السماء رزقا وما یتذکر الا من ینیب○﴾.

ھو: مبتدا، الذی: موصول، یریکم ایتہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ینزل لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، من السماء: ظرف لغو ثانی، رزقا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما یتذکر: فعل نفی، الا: اداۃ حصر، من ینیب: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفرون○﴾.

ف: فصیحیہ، ادعوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال، مخلصین: اسم فاعل بافاعل، لہ: ظرف لغو، الدین: ذوالحال، و: حالیہ، لو: وصلیہ، کرہ الکفرون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر فاعل، اللہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کما ذکر" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿رفیع الدرجت ذوالعرش یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق٥ یوم ہم بارزون لا یخفی علی اللہ منہم شیء﴾.

رفیع الدرجت: مبتدا محذوف "اللہ" کیلئے خبر اول، ذوالعرش: خبر ثانی، یلقی الروح: فعل بافاعل ومفعول، من امرہ: ظرف لغو، علی: جار، من یشاء: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من عبادہ: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، لام: جار، ینذر: فعل بافاعل، یوم التلاق: مبدل منہ، یوم: مضاف، ہم: مبتدا، بارزون: خبر اول، لا یخفی علی اللہ: فعل وظرف لغو، منہم: ظرف مستقر حال مقدم، شیء: ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثالث، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لمن الملک الیوم للہ الوحد القہار٥﴾.

لمن: ظرف مستقر خبر مقدم، الملک الیوم: شبہ جملہ مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر قول محذوف "یقول تعالی" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ، لام: جار، اللہ: موصوف، الوحد القہار: صفتان، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر مبتدا محذوف "الملک" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم ان اللہ سریع الحساب٥﴾.

الیوم: ظرف مقدم، تجزی کل نفس: فعل مجہول بانائب الفاعل، بما کسبت: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، لا: نفی، ظلم: اسم، الیوم: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، سریع الحساب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانذرہم یوم الازفۃ اذ القلوب لدی الحناجر کظمین ما للظلمین من حمیم ولا شفیع یطاع٥﴾.

و: عاطفہ، انذرہم: فعل بافاعل ومفعول، یوم الازفۃ: مبدل منہ، اذا: مضاف، القلوب: ذوالحال، کاظمین: حال اول، ما: نافیہ، لظلمین: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، حمیم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، شفیع: موصوف، یطاع: جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مبتدا، لدی الحناجر: ظرف خبر، ملکر جملہ اسمیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور٥ واللہ یقضی بالحق والذین یدعون من دونہ لا یقضون بشیء﴾.

یعلم: فعل بافاعل، خائنۃ الاعین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما تخفی الصدور: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، یقضی بالحق: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الذین: موصول، یدعون من دونہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، لا یقضون بشیء: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان اللہ ہو السمیع البصیر٥﴾.

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، ہو: مبتدا، السمیع البصیر: خبران، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کافروں کا اپنی جان سے بیزار ہونا:

۱...... بیشک کفر والوں کو قیامت کے دن جہنم کے پہرے دار ندا دیں گے اس حال میں کہ وہ کفار جہنم میں پڑے ہوں گے اور اپنے نفوس کے گناہوں کے سبب وہ اپنے آپ سے بیزار ہوں گے کیونکہ اس وقت ان کے گناہ پرپیش کئے جائیں گے اور وہ ان کا بدلہ اور سزا کا معائنہ کرچکے ہوں گے تو اس وقت انہیں کہا جائے گا کہ اللہ کی تم سے بیزاری بہت زیادہ ہے جو تمہیں اپنے آپ سے ہے۔ تمہیں یاد ہے جب تمہیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم کفر کرتے تھے۔ اِذْ تُدْعَوْنَ یہ اس فعل کی ظرف ہے جس پر "لمقت اللہ" دلالت کرتا ہے۔ "مقت اللہ" کی ظرف نہیں کیونکہ مقت مصدر ہے جو کہ مبتداء بن رہا ہے۔ کیونکہ جب مصدر کی خبر ذکر کردی گئی تو پھر اس سے کسی ایسی چیز کا تعلق جائز نہیں جو صلہ میں واقع ہو کیونکہ خبر کا مذکور ہونا جملہ کے تام ہونے پر دلالت کرتا ہے اور صلہ میں کسی چیز کا مصدر کے متعلق ہونا جملہ کے ناقص ہونے پر دلالت کرتا ہے اور "اِذْ تُدْعَوْن" "مقتکم" کی ظرف بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ انہیں تو اپنے نفسوں سے بیزاری عذاب میں واقع ہونے کے بعد ہوگی۔ یا پھر اذ برائے ظرف نہیں بلکہ حکم کی علت بیان کرنے کے لئے ہے (اذ تعلیلیہ ہے) البتہ دونوں بیزاریوں یعنی "مقت اللہ" اور "مقتکم انفسکم" کا وقت ایک ہی ہے۔ (المظہری، ج٦، ص١٩٦)

دو اموات اور دو حیات کے بارے میں مفسرین کی آراء:

۲...... ہم درج ذیل میں مفسرین کے اقوال ذکر کرتے ہیں:

(۱)...... قتادہ کہتے ہیں: ﴿امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین﴾ سے مراد یہ ہے کہ لوگ اپنے باپوں کی پشت میں مُردہ تھے انہیں دنیا میں اللہ نے زندہ کرکے بھیجا، پھر دنیا میں روح کے جسم خاکی سے جدا کرنے پر مُردہ کردیا اور انہیں دوبارہ قیامت کے دن اٹھائے گا، بس یہی دو اموات اور دو حیات کا نظریہ ہے۔ (الطبری، الجزء٢٤، ص٥٦)

(۲)...... پہلی حیات جو مُردہ نطفہ کی تشکیل سے انسان کی صورت میں روح کے ساتھ دنیا میں آنے کے بعد موت آنے کے بعد ختم ہوئی جو موت کی صورت میں معروف ہے اور دوسری مرتبہ زندہ کرکے اٹھائے جانے کی صورت میں ہوگی۔ (حاشیۃ الشھاب، ج٨، ص٢٤٥)

(۳)...... حضرت ابن عباس کہتے ہیں: لوگ اپنے باپ کی صلب میں تھے تو اللہ نے انہیں زندہ کرکے دنیا میں بھیجا پھر انہیں موت دی اور پھر انہیں قیامت کے دن زندہ کرکے اٹھائے گا پس یہی دو حیات اور دو ممات کا نظریہ ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ انہیں دنیا میں مُردہ کیا اور قبر میں زندہ کیا تا کہ سوال جواب ہوسکیں، پھر انہیں قبر ہی میں مُردہ کردے گا اور پھر آخرت میں دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے گا۔

(الخازن، ج٤، ص٧٠)

"حکم اللہ ﷻ کا ہے" کے مصادیق خوارج ہیں:

۳...... اہل خوارج اس آیت "حکم اللہ کا ہے" کے تحت کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے علاوہ کوئی فیصلہ یا حکم کرے تو وہ کافر ہے۔ خارجی گروہ کوفہ کے زاہدوں کا تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے اس وقت باہر ہوگئے جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وامیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے) فیصلہ کیا، اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وامیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین محاربہ ہوا تو دونوں فریقین اس پر متفق ہوگئے کہ خلافت کس کا حق ہے؟ اور دونوں فریق ان کے فیصلے پر راضی ہوگئے، خارجی گروہ نے اس موقع پر یہی آیت: ﴿فالحکم للہ﴾ کہا، جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے ارشاد فرمایا: کہ بات صحیح ہے لیکن اس کا معنی جو یہ لوگ کررہے ہیں باطل ہے، یہ گروہ بارہ ہزار کی تعداد میں تھا جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کیا اور مخالفت پر ڈٹ گئے اور لوگوں کا خون بہانا اور لوٹ مار کرنا شروع کردی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے فیصلے سے رجوع کرنے کا حکم ارشاد فرمایا لیکن یہ لوگ سوائے جنگ کے کسی فیصلے پر آمادہ نہ ہوئے۔ پس ان سے بغداد کے قریب نہروان نامی علاقے میں قتال ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے اکثر کو

قتل کر دیا اور آخر میں بہت تھوڑے لوگ بچے۔ (روح البیان، ج۸، ص ۲۲۱)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''آخری وقت میں میری امت سے ایک ایسا گروہ نکلے گا کہ تم ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو، ان کے روزے کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر جانو گے لیکن ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا''۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب:علامة النبوة فی الاسلام رقم: ۳۶۱۰، ص ۶۰۵ بتغیر قلیل)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سید عالم ﷺ سے یہ حدیث پاک سنی تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان (خوارج) سے جنگ کی تھی، اس وقت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو تلاش کرنے کا حکم دیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے اس گروہ کی علامت کے طور پر بیان فرمایا تھا، اس کو تلاش کیا گیا، پھر وہ لایا گیا، میں نے اس کو دیکھا تو اس کا پورا حلیہ سید عالم ﷺ کے بیان کردہ اوصاف کے مطابق تھا''۔ (المرجع السابق)

☆......حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خوارج کا ذکر کر کے فرمایا: ''ان میں ایک ایسا شخص ہے جس کا ہاتھ ناقص ہے یا کٹا ہوا ہے اور اگر تم اس خوشی میں نیک اعمال کو ترک نہ کرو تو میں تمہیں وہ حدیث بیان کروں جس میں اللہ عزوجل نے سید عالم ﷺ کی زبان سے ان لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے، جو خوارج سے قتال کریں گے، میں نے پوچھا: کیا آپ نے خود سید عالم ﷺ کی زبان سے اس حدیث کو سنا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ فرمایا: ہاں، رب کعبہ کی قسم''۔

(سنن ابن ماجه، کتاب اتباع السنة، باب:فی ذکر الخوارج، رقم: ۱۶۷، ص ۴۵)

☆......حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''خوارج جہنم کے کتے ہیں''۔

(سنن ابن ماجه، کتاب اتباع السنة، باب:فی ذکر الخوارج، رقم: ۱۷۳، ص ۴۶)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''آخر زمانہ میں یا اس امت میں سے ایک قوم نکلے گی، وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، ان کی علامت سر (یا مونچھیں) منڈانا ہے، جب تم ان کو دیکھو تو تم ان کو قتل کر دو''۔ (سنن ابن ماجه، کتاب اتباع السنة، باب:فی ذکر الخوارج، رقم: ۱۷۵، ص ۴۷)

''رفیع الدرجات'' کے متعلق قرآن وحدیث کی نشاندھی:

ع......اللہ عزوجل کن کے درجات بلند فرماتا ہے، ہم درج ذیل میں آیات قرآنی واحادیث طیبہ ذکر کرتے ہیں:

(۱)......حضرات انبیائے کرام کے درجات کس طرح بلند ہوتے ہیں؟

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض منهم من کلم الله ورفع بعضهم درجت﴾ یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام کیا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا (البقرة: ۲۵۳)

(۲)......سید عالم ﷺ کے درجات کس طرح بلند ہوئے؟

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ورفعنا لک ذکرک اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا (الم نشرح:۴)﴾

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وللآخرة خیر لک من الاولی اور بیشک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے (الضحی:۴)﴾

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ورفع بعضهم درجت اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا (البقرة: ۲۵۳)﴾

(۳)......علماء کے درجت کس طرح بلند ہوتے ہیں؟

رب کریم عزوجل نے فرمایا: ﴿یرفع الله الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجت اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور کے جن

کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا(المجادلة: ۱۱)﴾۔

(۳)......اولیائے کرام وصالحین مقربین کے درجات کس طرح بلند فرمائے؟

اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿وھو الذی جعلکم خلٰئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجٰت لیبلوکم فی ما اٰتٰکم اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب کیا اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی کہ تمہیں آزمائے اس چیز میں جو تمہیں عطا کی(الانعام: ۱۶۵)﴾

☆......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے:''جو لوگ میرے جلال ذات سے محبت کرتے ہیں ان کے لئے نور کے ایسے منبر ہونگے جن پر انبیاء وشہداء رشک کریں گے''۔

(سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب: ما جاء فی الحب فی الله، رقم: ۲۳۹۷، ص ۶۹۲)

روح بمعنی وحی:

۵......اور جان لو کہ عالم ظہور میں ظاہری حالت کے اعتبار سے کسی کو روحانیت سے مشرف کیا جاتا ہے تو وہ سلسلۂ وحی ہے ،اور وحی کا پایا جانا پانچ ارکان کے ساتھ ہو سکتا ہے۔(۱)......رسول بنا کر بھیجنے والی ذات اللہ ﷻ کی ہے، پس اسی بناء پر وحی بھیجنے کی نسبت اللہ ﷻ کی طرف کی جاتی ہے، پس اللہ ﷻ نے فرمایا﴿یلقی الروح﴾۔(۲)...... الارسال (بھیجنا)اور الوحی (وحی) سے اللہ ﷻ نے روح مراد لی ہے۔(۳)......اللہ ﷻ کی جانب سے حضرات انبیائے کرام تک وحی کا بھیجا جانا فرشتوں کے ذریعے ممکن ہوسکتا تھا، اور آیت مقدسہ﴿من امرہ﴾ میں اسی جانب اشارہ ہے، اور روحانی رکن کا نام''امر'' رکھا جیسا کہ فرمایا:﴿واوحی فی کل سماء امرھا(فصلت: ۱۲)﴾ اور فرمایا:﴿الا لہ الخلق والامر سنو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا(الاعراف: ۵۴)﴾۔(۴)......حضرات انبیائے کی جانب اللہ وحی بھیجتا ہے، جس کی جانب﴿علی من یشاء من عبادہ(البقرة: ۹۰)﴾ سے اشارہ کیا گیا ہے۔(۵)......غرض متعین کرنے اور مقصود اصلی یعنی وحی کو حضرات انبیائے کرام کی جناب میں پہنچانے کے لئے ،اور یہ اس بناء پر کہ حضرات انبیائے کرام عالم دنیا سے عالم خلق کی جانب مخلوقِ (خدا) میں تصرف کرتے ہیں، اور جسمانی وروحانی اعتبار سے ان پر بوجھ ڈالتے ہیں اور اسی کی جانب﴿لینذر یوم التلاق یوم ھم بارزون(مومن: ۱۵ تا ۱۶)﴾ میں اشارہ ہے اور یہ عجیب وغریب ترتیب ہے جو کہ مکاشفات الٰہیہ کے (ظاہر ہونے) پر دلالت کرتی ہے۔ (الرازی، ج۹، ص ۴۹۹)

بروز قیامت مستور چیزوں کے منکشف ہونے کی وجوہ:

۶......اس بارے میں علامہ آلوسی نے چند اقوال ذکر کئے گئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱)......مقاتل کہتے ہیں کہ خالق ومخلوق کے ملنے کی وجہ سے تمام چیزیں منکشف ہو جائیں گی۔

(۲)......قیامت میں تمام مخلوق اللہ کے حضور پیش ہونے کی وجہ سے کچھ مخفی نہ رہے گا۔

(۳)......سُدی کہتے ہیں کہ آسمانی وزمینی مخلوق کے التقاء کی وجہ سے سب کچھ منکشف ہو جائے گا۔

(۴)......میمون بن مہران کہتے ہیں کہ ظالم ومظلوم کے مل جانے کی وجہ سب کچھ ظاہر ہو جائے گا۔

(۵)......ثعلبی کا قول ہے کہ ہر شخص کا عمل اس دن واضح ہو جائے گا۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۴، ص ۴۲۳)

☆......قتادہ کہتے ہیں:﴿یوم ھم بارزون لا یخفی علی اللہ منھم شیء (مومن: ۱۶)﴾ یعنی اللہ پر ان کا سب کچھ ظاہر ہو جائے گا، اس دن وہ کسی پہاڑ یا عمارت میں بھی نہ چھپ سکیں گے۔ (الطبری، الجزء: ۲۴، ص ۶۱)

آزفة کی لغوی تحقیق:

ے......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ازفت الازفة﴾ یعنی قیامت کا نزدیک ہونا، اور ازف و افد دونوں قریب متضاد معنی میں مستعمل ہیں، لیکن "ازف" کو وقت کی تنگی کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، اور وقت کی تنگی کو بھی کہا جاتا ہے کسی چیز کے قریب ہونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اسی بناء پر قیامت کے قریب ہونے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿اتی امر اللہ﴾ یہاں بھی ماضی کے ساتھ تعبیر کرنے کی وجہ یہی ہے کہ وقت کم ہے اور اللہ کا فیصلہ آنے والا ہے، اور اسی طرح فرمایا: ﴿وانذرھم یوم الازفة﴾۔ (المفردات، ص ۲٦)

کاظمین کی لغوی تحقیق:

۸...... کظم کے معنی روح کا نکالنا، اسی سے کظوم ہے، جس کا معنی سانس روکنا، یا خاموشی اختیار کرنا بھی ہے۔ کُظِمَ فلان یعنی فلان نے سانس روک لی اور غصہ روک لینا جیسا کہ فرمایا ﴿والکظمین الغیظ﴾ اسی سے کظم الرجل یعنی آدمی خاموش ہوگیا، اور کظم النھر یعنی پانی کا موتھ بند ہوگیا۔ (المفردات، ص ٤٣٤)

اغراض:

وھم یمقتون انفسھم: اپنی جانوں پر غضبناک ہونگے، گویا کہ اپنی جانوں پر گواہی کا اظہار یوں کریں گے: "اے میرے نفس تجھ سے بیزاری ہے"، جب کافر آگ میں ہونگے فرشتے کہیں گے: اللہ تمہیں بیزار کرے، تم دنیا میں تھے اور اللہ ﷻ نے تم پر رسول بھیجے لیکن تم ایمان نہ لائے، تمہاری اپنی بیزاری آج کے دن سخت ترین ہے"۔

لانھم نطفا اموات: جیسا کہ بعض نسخوں میں ہے کہ "نطفا" بر بنائے حال منصوب ہے، مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے: "لانھم کانوا او خلقوا نطفا"، کیونکہ موت حیات کو ختم کر دیتی ہے چہ جائے کہ یہ حیاتی پیدا ہوتے ہی ختم ہو جائے یا کچھ عرصے بعد ختم ہو۔

بالمطر: بمعنی بسببه ہے، اس لئے کہ پانی تمام ارزاق (رزق کی جمع ارزاق ہے، بارش کو بھی کہتے ہیں) کا سبب حیات ہے، جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ من الشرک: چہ جائے کہ مراد شرک اصغر ہو یا اکبر، شرک اکبر سے مراد کفر اور اصغر سے مراد ریاء ہے۔

ای اللہ عظیم الصفات: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿رفیع﴾ صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے جس کی خبر محذوف ہے، مراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات پاک ہر قسم کے نقص سے پاک ہے۔

او رافع: میں اس جانب اشارہ ہے کہ فعیل اسم مبالغہ کا صیغہ ہے جو کہ اسم فاعل سے محول ہے۔

الملقی علیه: مراد الانذار کا فاعل ہے، جو کہ موصول ﴿علی من یشاء﴾ سے کنایہ ہے، اور مفعول اول محذوف ہے جس کی جانب مفسر نے "الناس" سے اشارہ کیا ہے، اور مفعول ثانی اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿یوم التلاق﴾ ہے۔

خارجون من قبورھم: یعنی ظاہر ہیں کسی چیز سے چھپے ہوئے نہیں، تاکہ زمین ہموار ہو جائے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں، برہنہ اور غیر مختون شدہ اٹھیں گے"۔

یقول اللہ تعالی: کہا جاتا ہے کہ حدیث میں ہے: "قیامت کے دن لوگ چاندی کی مثل سفید زمین پر اکھٹے کئے جائیں گے، اس زمین پر اللہ کی کوئی نافرمانی نہ کرے گا، منادی کو ندا کا حکم کیا جائے گا ﴿لمن الملک الیوم﴾ پس مومن و کافر سب کہیں گے: ﴿للہ الملک الیوم﴾ پس اللہ ﷻ اپنے مومن و کافر بندے کو فرمائے گا: ﴿للہ الواحد القھار﴾ پس یہ جواب مومن کے لئے باعث سرور و لذت ہوگا اور کافر کے لئے غم اور دہشت کا باعث ہوگا، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ دونوں نفخات کے مابین جب کہ تمام مخلوق

فنا ہو جائے گی اور فقط اللہ عزوجل کی ذات باقی ہوگی اور اس کے سوا کوئی نفس نہ دیکھی جائے گی تو اللہ عزوجل فرمائے گا: ﴿لمن الملک الیوم﴾ تو اللہ اپنی ذات بالاصفات کو چالیس سال بعد جواب دے گا: ﴿للہ الواحد القھار﴾ کیونکہ اللہ کی ذات قہر وغضب فرمانے کو باقی ہے۔ فی قدر نصف النھار: یعنی کوئی کسی کے حساب میں مشغول نہ ہوگا بلکہ ہر انسان اللہ عزوجل کو محاسب دیکھے گا۔

بمسارقتھا النظر الی محرم: یعنی جب کوئی کسی عورت پر نظر کرتا ہے، پس پھر جب اس عورت کے گھر والوں میں سے کوئی اسے دیکھ لے تو وہ اپنی نظر پھیر لیتا ہے اور پھر گھر والوں کی نظر سے بچ کر دوبارہ اس کی جانب دیکھتا ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص۱۸۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

﴿اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین کانوا من قبلھم ط کانوا ھم اشد منھم قوۃ﴾ وَفِی قِرَائَۃٍ مِنکُمْ ﴿واثارا فی الارض﴾ مِن مَصَانِعَ وَقُصُورٍ ﴿فاخذھم اللہ﴾ اَھْلَکَھُم ﴿بذنوبھم ط وما کان لھم من اللہ من واق (۲۱)﴾ عَذَابِہٖ ﴿ذلک بانھم کانت تاتیھم رسلھم بالبینت﴾ بِالْمُعجِزَاتِ الظَّاھِرَاتِ ﴿فکفروا فاخذھم اللہ ط انہ قوی شدید العقاب (۲۲) ولقد ارسلنا موسی بایتنا وسلطن مبین (۲۳)﴾ بُرھَانٍ بَیِّنٍ ظَاھِرٍ ﴿الی فرعون وھامن وقارون فقالوا سحر کذاب (۲۴) فلما جاء ھم بالحق﴾ بِالصِّدقِ ﴿من عندنا قالوا اقتلوا ابناء الذین امنوا معہ واستحیوا﴾ اِستَبقُوا ﴿نساء ھم ط وما کید الکفرین الا فی ضلل (۲۵)﴾ ھلاکٍ ﴿وقال فرعون ذرونی اقتل موسی﴾ لِاَنَّھم کانوا یَکُفُّونَہٗ عن قَتلِہٖ ﴿ولیدع ربہ ط﴾ لِیَمنَعَہٗ مِنِّی ﴿انی اخاف ان یبدل دینکم﴾ مِن عِبَادَتِکم اِیایَ فَتَتَّبِعُونَہٗ ﴿او ان یظھر فی الارض الفساد (۲۶)﴾ مِن قَتلٍ وَغَیرِہٖ وَفِی قِرَائَۃٍ بِالواوِ وَفِی اُخرٰی بِفَتحِ الیاءِ والھَاءِ وَضَمِّ الدَّالِ ﴿وقال موسی﴾ لِقَومِہٖ وَقَد سَمِعَ ذلکَ ﴿انی عذت بربی وربکم من کل متکبر لا یومن بیوم الحساب (۲۷)﴾.

﴿ترجمہ﴾

کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کیسا انجام ہوا ان سے اگلوں کا ان کی قوت اور زمین میں (ایک قرائت میں منھم کی جگہ منکم ہے) جو نشانیاں چھوڑ گئے ان سے زائد (جیسے مختلف بناوٹیں اور محلات) تو اللہ نے انہیں پکڑ لیا (یعنی انہیں ہلاک فرما دیا) ان کے گناہوں کے سبب اور اللہ سے ان کو کوئی (اس کے عذاب سے) بچانے والا نہ ہوا یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں (یعنی ظاہر معجزات) لے کر آئے پھر وہ کفر کرتے تو اللہ نے انہیں پکڑا بیشک اللہ زبردست عذاب والا ہے اور بیشک ہم نے موسی کو نشانیوں اور روشن دلیل کے ساتھ بھیجا (واضح اور ظاہر برھان کے ساتھ بھیجا......۱......) فرعون اور ھامان اور قارون کی طرف تو وہ بولے (یہ) جادوگر ہے بڑا جھوٹا پھر جب وہ ان کے پاس حق (یعنی سچ) لایا ہمارے پاس سے بولے جو اس پر ایمان لائے ان کے بیٹے کو قتل کرو اور عورتیں زندہ رکھو (استحیوا بمعنی استبقوا ہے) اور کافروں کا داؤ نہیں مگر ہلاکت میں (ضلل بمعنی ھلاک ہے) اور فرعون بولا مجھے چھوڑو میں موسی کو قتل کروں (یہ اس نے اس لیے کہا تھا کہ یہ لوگ اسے حضرت موسی علیہ السلام کو قتل کرنے سے روکتے تھے ......۲......) اور وہ اپنے رب کو پکارے (کہ اس کا رب اسے مجھ سے بچالے) میں ڈرتا ہوں کہیں وہ تمہارا دین بدل دے

(تمہیں میری عبادت کرنے سے پھیر دے پھر تم اس کی پیروی کرنے لگو) یا زمین میں فساد چمکائے (قتل وغارتگری کرکے، ایک قرائت میں وان یظھر میں واؤ کی جگہ او ہے اور ایک میں یظھر یاء اور هاء کے فتحہ اور الفساد کی دال مضمومہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور موسیٰ نے (اپنی قوم سے) کہا (آپ علیہ السلام نے فرعون کی یہ بات سن لی تھی) میں تمہارے اور اپنے رب کو پناہ لیتا ہوں ہر متکبر سے کہ حساب کے دن یقین نہیں لاتا۔

﴿ترکیب﴾

﴿اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین کانوا من قبلھم﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ معطوف علیٰ محذوف "اغفلوا" لم یسیروا: فعل نفی با فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ینظروا: فعل با فاعل، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص، عاقبة الذین کانوا من قبلھم: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کانوا ھم اشد منھم قوة واثارا فی الارض فاخذھم اللہ بذنوبھم وما کان لھم من اللہ من واق○﴾.

کانوا: فعل ناقص با اسم، ھم: ضمیر فصل، اشد: اسم تفضیل "ھو" ضمیر ممیز، قوة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اثارا: موصوف، فی الارض: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر تمیز، ملکر فاعل، منھم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اخذھم اللہ: فعل ومفعول وفاعل، بذنوبھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما کان: فعل نفی ناقص، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، من اللہ: ظرف لغو مقدم، من: زائد، واق: اسم فاعل، ملکر شبہ جملہ اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک بانھم کانت تاتیھم رسلھم بالبینت فکفروا فاخذھم اللہ﴾.

ذلک: مبتدا، ب: جار، انھم: حرف مشبہ واسم، کانت: فعل ناقص با اسم، تاتیھم رسلھم بالبینت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، کفروا: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، اخذھم اللہ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انہ قوی شدید العقاب ○ ولقد ارسلنا موسی بایتنا وسلطن مبین○ الی فرعون وھامن وقارون﴾.

انہ: حرف مشبہ واسم، قوی: خبر اول، شدید العقاب: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، لام: قسمیہ، ارسلنا موسی: فعل ومفعول، ب: جار، ایتنا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، سلطن مبین: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو اول، الی: جار، فرعون وھامن وقارون: مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿فقالوا سحر کذاب○ فلما جاء ھم بالحق من عندنا قالوا اقتلوا ابناء الذین امنوا معہ واستحیوا نساء ھم﴾.

ف: عاطفہ، قالوا: قول، سحر کذاب: خبران، مبتدا محذوف "ھو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: مستانفہ، لما: شرطیہ ظرفیہ، جاء: فعل "ھو" ضمیر مستتر ذوالحال، من عندنا: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ھم: مفعول، بالحق: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا: قول، اقتلوا: فعل امر با فاعل، ابناء: مضاف، الذین: موصول، امنوا معہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، استحیوا نساء ھم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما کید الکفرین الا فی ضلل○ وقال فرعون ذرونی اقتل موسی ولیدع ربہ﴾.

و: مستانفہ، ما: نافیہ، کید الکفرین: مبتدا، الا: اداۃ حصر، فی ضلل: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، قال

فرعون: قول، ذرونی: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، اقتل موسی: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لیدع: فعل امر با فاعل، ربہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظهر فی الارض الفساد۝﴾.

انی: حرف مشبہ واسم، اخاف: فعل با فاعل، ان: مصدر یہ، یبدل دینکم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ، او: عاطفہ، ان: مصدر یہ، یظهر فی الارض الفساد: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقال موسی انی عذت بربی وربکم من کل متکبر لا یومن بیوم الحساب۝﴾.

و: عاطفہ، قال موسی: قول، انی: حرف مشبہ واسم، عذت: فعل با فاعل، بربی وربکم: ظرف لغو، من: جار، کل: مضاف، متکبر: موصوف، لا یومن بیوم الحساب: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت موسی علیہ السلام کی نشانیاں:

۱..... اللہ عزوجل نے حضرت موسی علیہ السلام کو نو معجزات عطا فرمائے چنانچہ وہ نو معجزات یہ ہیں عصاء، ید بیضاء، قحط سالی، طوفان ٹڈی، جوں، مینڈک، خون، مال کی بربادی۔ یہ تمام معجزات کا ذکر اسی سورۃ مبارکہ میں ہے سوائے ایک معجزہ کے اور وہ فرعونیوں کے مال کی بربادی ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کا ذکر سورۃ یونس کی آیت نمبر ۸۸ میں فرمایا۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۷۷)

☆..... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کا عصاء مبارک بادام کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ عبد بن حمید اور ابوشیخ نے قتادہ سے روایت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا عصاء مبارک حضرت موسی علیہ السلام کو اس وقت دیا گیا جب وہ مدین کی جانب تشریف لے جانے لگے، وہ عصاء حضرت موسی علیہ السلام کے لئے رات کے وقت میں روشن ہو جاتا تھا اور دن کے وقت میں جب حضرت موسی علیہ السلام اسے زمین پر مارتے تو زمین سے رزق نمودار ہوتا، اور اس عصاء کی مدد سے آپ علیہ السلام جانوروں کے لئے پتے جھاڑنے کا کام بھی کرتے۔ اس بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ یہ جنتی عصاء تھا جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے تھا پھر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس سے ہوتا ہوا حضرت موسی علیہ السلام تک پہنچا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ایک روایت یہ ہے کہ اس عصاء کا نام ماشا تھا۔

☆..... روایت ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی تو وہ زرد رنگ کا ایک بال والا اژدھا بن گیا اس کے دونوں جبڑوں کے مابین اسی ذراع (یعنی ایک سو بیس فٹ) کا فاصلہ تھا اور وہ اپنی دم پر کھڑا ہو کر زمین سے ایک میل بلند تھا اژدھا اتنا بڑا تھا کہ اس کا ایک جبڑا زمین پر تھا اور دوسرا فرعون کے محل کی دیوار پر تھا وہ فرعون کے پکڑنے کیلئے دوڑا فرعون اپنی جان بچانے کو تخت چھوڑ کر بھاگا اس حالت میں اس کے دست لگ گئے، ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ اس ایک دن میں اس کے چار سو دست جاری ہوئے، اور بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ اس کے پیٹ میں ایک ایسی بیماری جاری ہوگئی جو تادم مرگ دور نہ ہو سکی، ایک روایت کے مطابق اژدھے نے فرعون کا جبہ اپنی داڑھ میں پکڑ لیا اور لوگوں پر حملہ کیا جس سے بھگدڑ مچی اور اس بھگدڑ میں پچیس ہزار کی تعداد ماری گئی، بالآخر فرعون نے چیخ کر کہا کہ اے موسی علیہ السلام میں تمہیں اس ذات پاک کی قسم دیتا ہوں جس نے تمہیں بھیجا ہے تم اس اژدھے کو پکڑ لو میں تم پر ایمان لے آؤں گا اور تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دوں گا، حضرت موسی علیہ السلام نے اژدھے کو پکڑا تو مثل سابق لاٹھی بن گیا، جب حضرت موسی علیہ السلام نے لاٹھی کو پکڑ لیا فرعون نے پھر سے نافرمانی کی اور پرانی روش پر ہی قائم رہا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضاء کا معجزہ بھی دیا گیا تھا ایسا سفید نورانی ہاتھ جو کہ خرق عادت فعل تھا جسے دیکھنے والوں کا مجمع جمع ہو جاتا، ایک روایت یہ ہے اس نور کی روشنی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے زمین و آسمان کو روشن کر دیا۔
(روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۳۰ وغیرہ)، (عطائین، ج۲، ص ۳۱۹ وغیرہ)

فرعون کو حضرت موسی علیہ السلام کے قتل سے روکنے والے کون تھے؟

۲...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وقال فرعون ذروني اقتل موسى (مومن:۲۶)﴾ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو اسے اس کے چیلوں نے یہ کہہ کر روک دیا: "(تمہیں) اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ تم سے کمزور ہے، مگر وہ جادوگر ہے کہیں وہ جادو کے معاملے میں تیرے برابر کھڑا ہو جائے گا اور اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو لوگوں کو شبہ ہو جائے گا کہ تو اس کے ظاہری معجزات سے مرعوب ہو گیا ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ فرعون پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو، اس کو یہ یقین ہو چکا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کے نبی ہیں لیکن اس پر خبط سوار تھا اور وہ جہالت سے خون بہانے کو آسان جانتا تھا کہ کہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کا تخت نہ الٹ دیں اور اس کی سلطنت کے زوال کا سبب بنیں لیکن اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کر کے انہیں ہلاک کرنے کے معاملے میں جلدی کرنا چاہی۔ مفسرین یہ بھی کہتے ہیں کہ ﴿ذروني...... الخ﴾ کے ذریعے فرعون نے اپنی قوم کو وہم دینا چاہا تا کہ قوم اُسے اس سے منع کرے جب کہ حقیقت میں فرعون کے دل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوف تھا۔ (روح المعانی، الجزء:۲۴، ص ۴۳۱ وغیرہ)

اغراض:

من مصانع: یعنی زمین میں عمدہ ٹھکانے، جیسا کہ بڑے بڑے پانی کے حوض۔ **عذابہ:** اور اللہ کا عذاب مستقل ہوتا رہے گا، یعنی ان کے لئے اُس عذاب سے جائے پناہ نہیں ہے۔ **استبقوا:** بمعنی استحیوا ہے، یعنی اپنی بیٹیوں کو خدمت کے لئے زندہ رکھیں۔ **ہلاک:** یعنی ضائع کرنا اور انہیں سوائے ہلاکت کے کچھ بھی نہ ملے۔

لانھم کانوا یکفونہ عن قتلہ: یعنی انہیں لڑکوں کو قتل کرنے سے منع کرنے کی حکمت بیان کی گئیں: (۱)...... آنے والے مومن آدمی نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو قتل کرنے سے منع کیا جیسا کہ فرعون کا رازدار جس نے اُسے باز رہنے کا مشورہ دیا، (۲)...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حقیر جانتے ہوئے اِن کے قتل کرنے سے منع کیا، فرعونی کہتے: "یہ کمزور جادوگر ہے، اگر تم اُسے قتل کرو گے تو لوگ یہ کہیں گے کہ فرعونی گروہ نے عاجز ہو کر اُسے (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو قتل کر دیا اور انہیں معارضہ کی تاب نہ تھی، (۳)...... لوگوں کو فرعون پر خوف تھا کہ اگر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوئی بُرائی کی تو انہیں (بُری) کمائی کرنا پڑے گی، (۴)...... فرعونی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جھگڑنے لگے، کیونکہ یہی بادشاہوں کا حال ہوتا ہے کہ جب ان سے کچھ نہیں بنتا تو رعایا پر برس پڑتے ہیں۔
(الصاوی، ج۵، ص ۱۸۴ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿وقال رجل مؤمن ﴾ ملے ۃ من ال فرعون﴾ قِیلَ هُو ابنُ عَمِّهِ ﴿یکتم ایمانه اتقتلون رجلا ان﴾ بِاَنْ ﴿یقول ربی الله وقد جاء کم بالبینت﴾ بِالمُعجِزاتِ الظّاهِراتِ ﴿من ربکم وان یک کاذبا فعلیه کذبه ج﴾ اَی ضَرَرَ کِذبِه ﴿وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم﴾ بِه مِنَ العَذابِ عاجِلًا ﴿ان الله لا یهدی من هو مسرف﴾ مُشرِکٌ ﴿کذاب (۲۸)﴾ مُفتَرٍ ﴿یقوم لکم الملک الیوم ظاهرین﴾ غَالِبینَ حَالٌ ﴿فی

الارض﴾اَرضَ مِصرَ﴿فمن ينصرنا من ؕ باس الله﴾عَذابِہٖ إن قَتَلتُم اَولِيائَهٗ ﴿ان جاء نا ؕ﴾اَى لا نَاصِرَلَنا﴿قال فرعون ما اريكم الا ما ارى﴾اَى مَا اُشِيرُ عَليكُم اِلا بِما اُشِيرُ بِهٖ علٰى نَفسِى وهو قَتلُ موسٰى ﴿وما اهديكم الا سبيل الرشاد (۲۹)﴾طَرِيقَ الصَّوابِ﴿وقال الذى امن يقوم انى اخاف عليكم مثل يوم الاحزاب(۳۰)﴾اَى يَومَ حِزبٍ بَعدَ حِزبٍ﴿مثل دأب قوم نوح وعاد وثمود والذين من ؕ بعدهم﴾مِثلَ قَبلَهٗ اَى مِثلَ جَزاءِ عادَةِ مَن كَفرَ قَبلَكم مِن تَعذِيبِهم فى الدنيا﴿وما الله يريد ظلما للعباد (۳۱) ويقوم انى اخاف عليكم يوم التناد (۳۲)﴾بِحَذفِ الياءِ وإثباتِها اَى يَومَ القِيمةِ يَكثُرُ فيهِ نِداءُ اَصحابِ الجَنةِ اَصحابَ النارِ وَبِالعَكسِ والنِداءُ بِالسَّعادَةِ لِاَهلِها والشَّقاوةِ لِاَهلِها وَغيرُ ذلك﴿يوم تولون مدبرين ج﴾عَن مَوقِفِ الحِسابِ اِلى النارِ﴿مالكم من الله﴾مِن عَذابِهٖ﴿من عاصم﴾مانِعٍ﴿ومن يضلل الله فما له من هاد(۳۳) ولقد جاء كم يوسف من قبل﴾اَى قَبلُ موسى وهو يُوسفُ بنُ يَعقوبَ فى قولِ عُمِّرَ اِلى زمانِ موسى او يُوسفُ بنُ اِبراهيمَ بنِ يوسُفَ بنُ يعقُوبَ فى قولٍ ﴿بالبينت ﴾بالمُعجِزاتِ الظّاهِراتِ ﴿فما زلتم فى شك مما جاء كم به حتى اذا هلك قلتم﴾مِن غَيرُ بُرهانٍ ﴿لن يبعث الله من ؕ بعده رسولا﴾اَى فَلَنْ تَزالوا كافِرينَ بِيوسُفَ وَغَيرِهٖ﴿كذلك﴾اَى مِثلَ اَضلالِكُم ﴿يضل الله من هو مسرف﴾مُشرِكٌ﴿مرتاب (۳۴)﴾شاكٌ فيما شَهِدَتْ بِهِ البَيِّنتُ ﴿الذين يجادلون فى ايت الله﴾مُعجِزاتِهٖ مُبتَداءٌ﴿بغير سلطن﴾بُرهانٍ ﴿اتهم كبر﴾جِدالُهم خَبرُ المُبتَداءِ﴿مقتا عند الله وعند الذين امنوا ؕ كذلك﴾اَى مِثلَ اِضلالِهِم ﴿يطبع﴾يَختِمُ﴿الله﴾بِالضَّلالِ﴿على كل قلب متكبر جبار(۳۵)﴾بِتَنوِينِ قلبٍ وَدُونِهٖ وَمَتى تَكَبَّرَ القَلبُ تَكَبَّرَ صَاحِبُهٗ وَبِالعَكسِ وَكُلٍّ على القِرائَتَينِ لِعُمومِ الضَّلالِ جَمِيعُ القَلبِ لا لِعُمومِ القُلوبِ﴿وقال فرعون يهامن ابن لى صرحا﴾بِناءً عاليًا﴿لعلى ابلغ الاسباب(۳۶)اسباب السموت﴾طُرُقَها المُوصِلَةَ اليها﴿فاطلع﴾بِالرَّفعِ عَطفا على اَبلُغُ وبالنَّصبِ جوابًا لِاَبنِ ﴿الى اله موسى وانى لاظنه﴾اَى موسٰى﴿كاذبا﴾فِى اَنَّ له اِلها غَيرِى وقالَ فِرعونَ ذالك تَموِيها﴿وكذلك زين لفرعون سوء عمله وصد عن السبيل﴾طَرِيقِ الهُدٰى بِفَتحِ الصَّادِ وَضَمِّها﴿وما كيدُ فرعون الا فى تباب(۳۷)﴾خَسارٍ.

﴿ترجمه﴾

اور بولا فرعون والوں میں سے ایک مرد مسلمان (کہا گیا ہے کہ وہ آپ علیہ السلام کا پھوپھی زاد بھائی تھا......۱......) کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے ہو کہ (ان اصل میں لان ہے) وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بیشک وہ روشن نشانیاں (یعنی ظاہر معجزات) تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے لائے......۲......اور اگر بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو ان کی غلط گوئی (یعنی ان کی غلط

کوئی کا وبال) ان پر اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچے گا کچھ وہ (یعنی عذاب) جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں......۲۸...... (جلدی، بہ ضمیر عائد الی الموصول محذوف ہے) بیشک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو حد سے بڑھنے والا (یعنی مشرک) بڑا جھوٹا ہو (بات گھڑنے والا ہو) اے میری قوم! آج بادشاہی تمہاری ہے اس زمین (یعنی سرزمین مصر) میں غلبہ رکھتے ہو (ظھرین بمعنی غالبین حال بن رہا ہے) تو اللہ کے عذاب سے ہمیں کون بچالے گا (اگر تم نے اس کے اولیاء کو شہید کر دیا، بـأس بمعنی عذاب ہے) اگر ہم پر آئے (یعنی اس صورت میں ہمارا کوئی مددگار نہ ہوگا) فرعون بولا میں تو تمہیں وہی سمجھاتا ہوں جو میں سمجھا ہوں (یعنی میں تمہیں اس کا مشورہ دے رہا ہوں جس کا مشورہ میں نے خود اپنے نفس کو دیا ہے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شہید کر دینا ہے) اور میں تمہیں وہی بتاتا ہوں جو بھلائی (یعنی درستگی) کی راہ ہے......۲۹...... اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم! مجھے تم پر اگلے گروہوں کے دن کا سا خوف ہے ......۳۰...... (یکے بعد دیگرے گروہوں پر آنے والے دن کا خوف ہے) جیسا دستور گزرا نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد اوروں کا (تم سے پہلے کے کافروں کے لئے کئے گئے بدلے کی مثل کا کہ تمہیں بھی ان کی طرح دنیا میں مبتلا کر دیا جائیگا، یہ مثل مذکورما قبل مثل سے بدل ہے) اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں چاہتا اور اے میری قوم! میں تم پر یوم التناد (یعنی روز قیامت) کا خوف کرتا ہوں (التناد یاء کے حذف اور اثبات دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے قیامت کے دن کو یوم التناد اس لیے کہا گیا ہے کہ اس دن طرح طرح کی پکاریں مچی ہونگی جنتی دوزخیوں کو اور دوزخی جنتیوں کو پکاریں گے سعادت مندروں کے لیے سعادت کی اور شقی لوگوں کے لیے شقاوت کی ندائیں کی جائینگی وغیرہ) جس دن پیٹھ دے کر بھاگو گے (میدان حساب سے آگ کی طرف) تمہیں اللہ سے (یعنی اس کے عذاب سے) کوئی بچانے والا نہیں (عاصم بمعنی مانع ہے) اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور بیشک اس سے پہلے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے) تمہارے پاس یوسف آیا (ایک قول کے مطابق اس سے مراد حضرت یوسف بن یعقوب علیہ السلام ہیں، انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک عمر مبارک پائی، اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد حضرت یوسف بن ابراہیم بن یوسف بن یعقوب علیہ السلام ہیں) روشن نشانیاں لے کر (یعنی ظاہر معجزات لے کر) تو تم ان کے لائے ہوئے سے شک ہی میں رہے یہاں تک کہ جب انہوں نے انتقال فرمایا......۳۴...... تم بولے (بے کسی دلیل کے) ہرگز اب اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام وغیرہ انبیاء کرام کا انکار ہی کرتے رہے) اسی طرح (تمہیں گمراہ کرنے کی مثل) اللہ گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے بڑھنے والا ہو (یعنی مشرک ہو) شک لانے والا ہو (یعنی جس امر پر دلائل شاہد ہیں اس میں شک کرنے والا ہو) وہ جو اللہ کی آیتوں (یعنی اس کے معجزات) میں جھگڑتے ہیں (الذین یجادلون فی ایت اللہ مبتدا ہے) بے کسی دلیل کے (سلطان بمعنی برھان ہے) کہ انہیں ملی ہو (ان کا یہ جھگڑنا) کس قدر سخت بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک اسی طرح (انہیں گمراہ کرنے کی مثل) اللہ مہر کر دیتا ہے (گمراہی کی، یطبع بمعنی یختم ہے) متکبر سرکش کے سارے دل پر (قلب کو منون اور بغیر تنوین دونوں طرح پڑھا گیا ہے جب دل تکبر کرتا ہے تو صاحب دل متکبر ہو جاتا ہے اور یونہی بالعکس میں ہوتا ہے اور دونوں قرأتوں کے مطابق لفظ کل یہ عموماً ضلال کے لیے آیا ہے کہ گمراہی کی مہر سارے دل پر ہوتی ہے یہ عموم قلب کے لیے نہیں آیا) اور فرعون بولا اے ہامان! میرے لیے اونچا محل بنا (صرحا کے معنی بلند عمارت ہے) شاید میں پہنچ جاؤں راستوں تک آسمانوں کے راستے تک (یعنی آسمان تک پہنچے والے دروازوں تک) تو جھانک کر دیکھوں (''اطلع'' ابلغ پر معطوف ہونے کی صورت میں مرفوع اور ابن کا جواب ہونے کی صورت میں منصوب ہے) موسیٰ کے خدا کو......۳۷...... اور بیشک میرے گمان میں تو وہ (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) جھوٹا ہے (اس بات میں کہ میرے سوا اس کا کوئی خدا ہے، فرعون نے یہ بات اپنی قوم کو گمراہ کرنے کے لیے کہی تھی) اور یونہی فرعون کی نگاہ میں اس کا برا کام بھلا کر

دکھایا گیا اور وہ راستے سے (یعنی راہ ہدایت سے) روکا گیا (صد کو صاد مفتوحہ ومضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور فرعون کا داؤ ہلاک ہونے ہی کو تھا (تباب بمعنی خسارہ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال رجل مومن من ال فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاء کم بالبینت من ربکم﴾۔
و: عاطفہ، قال: فعل، رجل: موصوف، مومن: صفت اول، من ال فرعون: ظرف مستقر صفت ثانی، یکتم ایمانہ: جملہ فعلیہ صفت ثالث، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قول، ھمزہ: حرف استفہام، تقتلون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قد: تحقیقیہ، جاء کم بالبینت من ربکم: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، رجلا: مفعول، ان: مصدریہ، یقول ربی اللہ: جملہ قولیہ بتاویل مصدر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم﴾۔
و: عاطفہ، ان: شرطیہ، یک کاذبا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، علیہ ظرف مستقر خبر مقدم، کذبہ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، یک صادقا: جملہ فعلیہ شرط، یصبکم: فعل ومفعول، بعض الذی یعدکم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب ۝ یقوم لکم الملک الیوم ظاھرین فی الارض﴾۔
ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لایھدی: فعل نفی بافاعل، من: موصولہ، ھو مسرف کذاب: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، یقوم: نداء، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، ظھرین فی الارض: شبہ جملہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "ثابت" اسم فاعل کیلئے، الیوم: ظرف "ثابت" اسم فاعل بافاعل وظرف مستقر وظرف سے ملکر شبہ جملہ خبر مقدم، الملک: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿فمن ینصرنا من باس اللہ ان جاء نا﴾۔
ف: فصیحیہ، من: استفہامیہ مبتدا، ینصرنا من باس اللہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: شرط، جاءنا: جملہ فعلیہ جزاء محذوف "فمن ینصرنا من باس اللہ" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال فرعون ما اریکم الا ما اری وما اھدیکم الا سبیل الرشاد ۝﴾۔
قال فرعون: قول، ما اریکم: فعل نفی بافاعل ومفعول، الا: اداۃ حصر، ما اری: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، مااھدیکم: فعل نفی بافاعل ومفعول، الا: اداۃ حصر، سبیل الرشاد: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وقال الذی امن یقوم انی اخاف علیکم مثل یوم الاحزاب ۝ مثل داب قوم نوح وعاد وثمود والذین من بعد ھم﴾۔
و: عاطفہ، قال الذی امن: قول، یقوم: نداء، انی: حرف مشبہ واسم، اخاف علیکم: فعل بافاعل وظرف لغو، مثل یوم الاحزاب: مبدل منہ، مثل: مضاف، داب: مضاف، قوم: مضاف، نوح: معطوف علیہ، وعاد وثمود......الخ بمعطوفات، ملکر مضاف الیہ، ملکر پھر مضاف الیہ، ملکر پھر مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما اللہ یرید ظلما للعباد ۝ ویقوم انی اخاف علیکم یوم التناد ۝﴾۔
و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، اللہ: اسم، یرید: فعل بافاعل، ظلما: موصوف، للعباد: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر

جملہ اسمیہ،و :عاطفہ،یقوم:نداء،انی:حرف مشبہ واسم، اخاف علیکم: فعل بافاعل وظرف لغو،یوم التناد: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿یوم تولون مدبرین مالکم من اللہ من عاصم﴾۔

یوم: مضاف،تولون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال،مدبرین: حال اول،ما: مشابہ بلیس،لکم: ظرف لغو مقدم،من اللہ: ظرف لغو مقدم،من: زائد،عاصم: اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ماقبل "یوم" سے بدل ہے۔

﴿ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد○﴾۔

و: عاطفہ،من: شرطیہ مبتدا،یضلل اللہ: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،ما: نافیہ ،لہ: ظرف مستقر خبر مقدم،من: زائد،ھاد: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد جاء کم یوسف من قبل بالبینت فمازلتم فی شک مما جاء کم بہ﴾۔

و: عاطفہ،لام قسمیہ ،قد تحقیقیہ ،جاء کم: فعل ومفعول،یوسف: ذوالحال،من قبل: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،بالبینت: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ،ف: عاطفہ، مازلتم: فعل ناقص و"تم" ضمیر اسم،فی: جار،شک: موصوف،مماجاء کم بہ: ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ہو کر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿حتی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا﴾۔

حتی: للغایۃ لقولہ "مازلتم" اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،ھلک: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط ،قلتم: قول،لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہو کر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کذلک یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب○﴾۔

کذلک: ظرف مستقر "تفصیلا" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم،یضل اللہ: فعل وفاعل،من: موصولہ،ھو مسرف مرتاب: جملہ اسمیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین یجادلون فی ایت اللہ بغیر سلطن اتھم کبر مقتا عند اللہ وعند الذین امنوا﴾۔

الذین: موصول،یجادلون فی ایت اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو،ب: جار،غیر: مضاف،سلطن: موصوف،اتھم: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا، کبر: فعل "ھو" ضمیر ممیز ،مقتا: ملکر فاعل،عند اللہ: معطوف علیہ،و: عاطفہ،عند الذین امنوا: معطوف،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار○﴾۔

کذلک: ظرف مستقر "طبعا" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم، یطبع اللہ: فعل وفاعل،علی: جار،کل: مضاف،قلب: مضاف،متکبر: موصوف،جبار: صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر پھر،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال فرعون یھامن ابن لی صرحا لعلی ابلغ الاسباب○ اسباب السموت﴾۔

و: عاطفہ،قال فرعون: قول،یھامن: نداء،ابن: فعل امر بافاعل،لام: جار،ی: ضمیر ذوالحال،لعلی: حرف مشبہ واسم ،ابلغ: فعل

بافاعل، الاسباب: مبدل منہ، اسباب السموت: بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاطلع الی الہ موسی و انی لاظنہ کاذبا﴾.

ف: سببیہ، اطلع: فعل بافاعل، الی الہ موسی: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے، و: عاطفہ، انی: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، اظنہ: فعل بافاعل ومفعول، کاذبا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکذلک زین لفرعون سوء عملہ وصد عن السبیل﴾.

و: عاطفہ، کذلک: ظرف مستقر "تزیین" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، زین لفرعون: فعل مجہول، ظرف لغو، سوء عملہ: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، صد: فعل مجہول بانائب الفاعل، عن السبیل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کید فرعون الا فی تباب٥﴾.

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کید فرعون: اسم، الا: اداۃ حصر، فی تباب: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قوم فرعون کا مسلمان مرد کون تھا؟

۱..... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے پناہ چاہی اور اس کے فضل ورحمت پر اعتماد فرمایا، تاریخ طبری میں ہے کہ اس شخص کا نام "جبر" یا "حبیب نجار" تھا، یہی وہ شخص ہے جس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے بچپن میں تابوت بنایا تھا جس میں انہیں رکھ کر دریا میں ڈالا جانا تھا، ایک قول کے مطابق حبیب نجار کے علاوہ کوئی شخص تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ "خزبیل بن نوحائیل" یا "حزقیل" تھا اور اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دلیل بنتا ہے: "تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے کبھی کفر نہیں کیا، حزقیل نامی شخص آل فرعون میں سے، حبیب نجار نامی شخص آل لیس میں سے اور علی کرم اللہ وجہہ"۔ ابن شیخ نے اپنے حواشی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے: "تین سچے لوگوں میں ایک حبیب نجار ہوا جو کہ آل لیس سے مومن تھا، اور ایک آل فرعون میں سے جس پر دلیل ﴿اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے(مومن:۲۸)﴾ ہے، اور تیسرے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں"۔

میں (اسماعیل حقی) کہتا ہوں کہ ماقبل مذکورہ روایات میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ ان میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صفتِ صدیق کی فضیلت کا بیان ہے، اور یہ کہ جن سے اپنی سابق زندگی میں کبھی ایک لحہ کو بھی کفر سرزد نہ ہوا، اور ان دونوں کی فضیلت دوسری جہت سے ہے، اور ان دونوں روایتوں میں دلیل ہے کہ متذکرہ مومن شخص قبطی تھا اور فرعون اس مومن شخص کے کلام سنتا تھا اور اس کی جانب متوجہ ہوتا تھا اور اگر وہ شخص اسرائیلی ہوتا تو فرعون اس کا دشمن ہوتا اور نہ ہی اسکے کلام کی جانب کان لگاتا۔

ایک قول یہ ہے کہ اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال آئے کہ "آل" کا لفظ غیر قرابت کے لئے ہوتا ہے جس کی دلیل ﴿ادخلوا آل فرعون اشد العذاب حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو(مومن:۴۶)﴾ میں ہے۔ اور جو فرعون کے دین وقرابت میں سے ہوا سے نہیں پھیرا گیا۔ میں (اسماعیل حقی) یہ جواب دونگا کہ متذکرہ شخص فرعون کے دین میں سے نہ تھا اور مومن تھا، اور جب وہ اس کے دین میں سے نہ تھا تو پھر اس وصف پر بھی باقی نہ رہا کہ اُسے اس کا آل تصور کیا جائے مگر یہ کہ وہ اس کے رشتے داروں میں سے تھا۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ متذکرہ بالا شخص اسرائیلی تھا، قارون کا چچازاد بھائی تھا، یا مذکورہ شخص کا باپ فرعونی گروہ سے اور ماں بنی اسرائیل کے گروہ سے تھی اور وہ اپنا ایمان فرعونیوں سے چھپاتا تھا اور اس لئے نہیں چھپاتا تھا کہ اُسے فرعون سے کوئی خوف تھا بلکہ اس لئے چھپاتا تھا تاکہ مناسب وقت پر ظاہر کرے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا اور سو سال تک چھپائے رہا لیکن جب اُسے فرعون کے ناپاک عزائم کا علم ہوا تو اس نے کہا: ﴿اتقتلون رجلا......الخ(مومن:۲۸)﴾۔ (روح البیان، ج۸، ص۲۳۹ وغیرہ)

دعوئ نبوت والے کو قتل کرنے یا نہ کرنے کا بیان:

۲...... یہاں ایک اشکال پیش کیا جاتا ہے کہ اللہ عزوجل نے اس مردِ مومن کا کلام نقل نہیں فرمایا کہ اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال صرف اُسی پر ہوگا یعنی اس کو قتل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس آیت کے مطابق اگر کوئی جھوٹا نبی اپنے باطل دین کی تبلیغ کر رہا ہو تو اس کو چھوڑ دیا جائے حالانکہ جھوٹے نبی اور زندیق کو قتل کرنا واجب ہے جیسا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمۂ کذاب کے ساتھ کیا۔

امام فخر الدین رازی کہتے ہیں:

اس بارے میں تین اشکالات ہیں جن کے جوابات بھی درج ذیل پیش خدمت کئے جاتے ہیں:

(۱)......ہم یہ نہیں مانتے کہ اس کے جھوٹ کا ضرر فقط اُسی کی حد تک محدود رہے گا اور وہ لوگوں کو باطل دین کی دعوت دے رہا ہے اور لوگ اس کے باطل دین کو مان لیں گے اور محض بیکار فاسد خیالات کو اپنائیں گے اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ فتنہ وفساد پیدا ہوگا، اس لئے اس فتنہ کا سدباب کرنے کے لئے علماء نے اس پر اجماع کیا ہے کہ جو زندیق لوگوں کو اپنے باطل دین کی دعوت دے اس کو قتل کرنا واجب ہے، (۲)......اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہر زندیق اور باطل کو اپنے نئے دین کی تبلیغ کی کھلی اجازت مل جائے گی، (۳)......اور اس طرح کفار سے قتال بھی ضروری نہیں رہے گا کیونکہ اگر اس کا کفر جھوٹ پر مبنی ہے تو اس کا وبال فقط اُسی پر ہے۔ امام رازی نے جوابات دیتے ہوئے لکھا (۱)......مومن مرد نے کہا کہ اگر تمہارے گمان کے مطابق موسیٰ علیہ السلام جھوٹے ہیں تو تمہیں انہیں قتل کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ تم انہیں تبلیغ کرنے سے روک دو۔ (۲)...... اگر یہ جھوٹے ہیں تو اس جھوٹ کا ضرر انہی پر ہے اور سچے ہیں تو تم ان کے سچ سے نفع اٹھاؤ۔ (۳)......خلاصہ یہ ہے کہ تمہیں انہیں قتل کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے جھوٹے ہونے کی صورت میں ان کو تبلیغ سے روک دینا ہی کافی ہے۔ (الرازی، ج۹، ص۵۰۹ وغیرہ)

بعض عذاب ہونے کا کیا معنی ہے؟

۳......بعض بمعنی کُل ہے، کیونکہ جب کسی کو عذاب پہنچے تو گویا کُل عذاب پہنچا تاکہ وہ شخص وعید کے زمرے میں داخل ہو جائے، اور یہ کلام وعظ کے زمرے میں ہے۔ ماوردی کہتے ہیں کہ کبھی خطاب کی جانب تلطف کرنے یا کلام میں وسعت پیدا کرنے کے لئے ''البعض بمعنی الکل'' مستعمل ہوتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ''البعض'' کا جملہ اس لئے استعمال ہوا کہ عذاب کی کوئی بھی قسم ہو وہ ہلاک کرنے والی ہی ہے، کیونکہ کفار ونابکار کو جو کچھ بھی ملے گا انہیں ہلاک ہی کرے گا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے دنیا وآخرت میں کفر پر ہونے کی صورت میں عذاب کا وعدہ دیا، پس معنی یہ ہوا کہ تمہیں دونوں میں سے کسی بھی قسم کا عذاب ہوگا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ تمہیں دنیا میں کچھ عذاب پہنچے گا اور باقی حصہ آخرت میں پہنچے گا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ تمہیں کفر کی وجہ سے عذاب اور ایمان کی وجہ سے ثواب ملے گا، پس جب کفر کیا تو جو کچھ وعدہ ہوا ہے اس میں سے کچھ پہنچے گا۔

(القرطبی، الجزء:۲٤، ص۲٦۹)

مرد مومن کا حضرت موسی علیہ السلام کو بچانے کی سعی کرنا:

۴...... مومن مرد نے بار بار ایسا معاملہ کیا جس سے حضرت موسی علیہ السلام کو بچالیا جائے، سچ ہے اللہ عزوجل جس سے چاہے اپنے نبی کی عصمت کا تحفظ کرالیا کرتا ہے۔ جو اللہ عزوجل کو اپنا رب بنائے وہ قتل نہیں کیا جاتا اور حضرت موسی علیہ السلام تو ظاہری معجزات بھی دکھا چکے ہیں، ان کی اپنی تربیت فرعون کے گھر میں ہوئی ہے۔ مزید یہ کہ نبی کی شان یہ ہوتی ہے کہ اس کی تعظیم وتوقیر کی جائے نہ کہ اُسے رسوا و قتل کیا جائے۔ اور جو نبی کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے تو اُسے خود اپنی ذات پر بُرائی پہنچنے سے ڈرنا چاہیے اور جسے اللہ عزوجل ہدایت دینا چاہے اُسے نصیحت کارگر ہوجاتی ہے۔ اور اگر تم ایسا کروتو تم اپنے لئے عذاب الٰہی کو دعوت دوگے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ تم ایسا کام نہ کرو جس سے زمین میں فساد پھیلے اور حضرت موسی علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے انجام الٰہی سے اعراض نہ کرو کیونکہ اگر وہ آجائے تو کوئی اُسے روک نہیں سکتا۔ (روح المعانی، الجزء:٢٤،ص ٤٣٤ وغیرہ ملخصاً و ملتقطاً)

مردِ مومن کا فرعونیوں کو بار بار نصیحت کرنا:

۵...... مردِ مومن نے ہر ہر زاویے سے سمجھانے کا اہتمام کیا اور قیامت تک کے لئے ہمارے لئے دلیل بنادی کہ کسی کو سمجھانے اور راہ راست پر لانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرلینی چاہیے کیونکہ کبھی کوئی جملہ ایسا نکلتا ہے جو مد مقابل کے دل میں جگہ کرجاتا ہے، گویا کہ تاثیر کا ایسا تیر بن کر نکلتا ہے جو مد مقابل کے دل میں پیوست ہوجاتا ہے۔ مومن مَرد نے فرعون اور آلِ فرعون کو کہا: اے قوم! میں تم پر خوفزدہ ہوں کہ اگر تم نے حضرت موسی علیہ السلام کو قتل کیا تو کہیں تمہیں عذاب نہ آجائے جس طرح قومِ نوح علیہ السلام، ھود علیہ السلام، صالح علیہ السلام کو ہلاک ہونا پڑا۔ اسی طرح مومن شخص نے ﴿ویقوم انی اخاف علیکم یوم التناد اور اے میری قوم میں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں جس دن پکار مچے گی (مومن:٣٢)﴾ کے ذریعے مزید اتمام حجت قائم کردی اور اپنی نصیحت میں مزید پختگی پیدا کردی، مزید خوف دلانے میں اضافہ کردیا، اور اپنے ایمان کو مزید فصیح الفاظ میں بیان کردیا، ہوسکے تو فرمانبردار ہوتے ہوئے خود کو قتل ہونے پر میدان جنگ میں پیش نہ کرے، یا اس مقصد سے کہا کہ فرعون اس بات پر عہد کرلے کہ حضرت موسی علیہ السلام پر کسی قسم کی بُرائی کا ارادہ نہ کرے گا اور اللہ عزوجل نے حضرت موسی علیہ السلام کو فرعون اور اس کے رفقاء کے شر سے ﴿فوقه الله سیئات مامکروا تو اللہ نے اسے بچالیا اس کے مکر کی برائیوں سے (مومن:٤٥)﴾ کے قول کے ذریعے بچالیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کا بیان:

۶...... سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام پر وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو بلا کر کہا، اے میرے بھائیو! میں نے دنیا میں کسی سے بھی اپنے اوپر کئے جانے والے ظلم کا بدلہ نہیں لیا اور مجھے ناپسند تھا کہ میں لوگوں کی نیکیاں ظاہر کروں اور گناہ چھپاؤں اور دنیا سے میرا یہی زادِراہ ہے، اے میرے بھائیو! میں نے اپنے باپ دادا جیسے عمل کئے ہیں تو تم مجھے ان کی قبروں کے ساتھ ملادینا اور ان سے اس بات کا پکا وعدہ لیا۔ لیکن انہوں نے اپنے وعدے کو پورا نہیں کیا، حتی کہ اللہ نے حضرت موسی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق معلومات کیں کہ ان کا صندوق کہاں دفن ہے؟، صرف ایک عورت کو اس کا معلوم تھا جس کا نام شارح بنت شیرین یعقوب تھا، اس نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا میں ایک شرط پر تم کو اس کا پتہ دوں گی، اس نے کہا کہ شرط یہ ہے کہ میں بوڑھی ہوں جوان ہوجاؤں، حضرت موسی علیہ السلام نے کہا مجھے منظور ہے، اس نے کہا کہ دوسری شرط یہ ہے کہ میں جنت میں آپ کے درجے میں آپ کے ساتھ رہوں، حضرت موسی علیہ السلام اس سے گریز کررہے تھے کہ وحی نازل ہوئی اور کہا گیا کہ اس شرط کو بھی مان لیجئے، آپ نے مان لیا پھر جب بُڑھیا کی رہنمائی سے صندوق کو نکالا۔ جب بوڑھی عورت کی عمر ۵۶ سال کو پہنچی تو ۳۲ سال کی

ہوگئی،اس نے ۱۰۰ یا ۱۴۰۰ سال عمر پائی اور حضرت سلیمان بن داؤد نے اُن سے نکاح کیا۔ (الدر المنثور، ج ٤، ص ٧٤)

☆...... حسن بصری نے لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالا گیا تو ان کی عمر ۱۷ سال تھی اور وہ ۸۰ سال اپنے باپ سے غائب رہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے ملاقات کے بعد ۲۳ سال زندہ رہے اور ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی، ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ (معالم التنزیل، ج ٢، ص ٣٧٩)

جب حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے یہوذا کو وصیت کی اور فوت ہوگئے، ان کی تدفین میں لوگوں کا نزاع ہوا، برکت کے حصول کے لئے ہر ایک چاہتا تھا کہ اس کے محلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کو دفن کیا جائے، پھر انہوں نے اس پر اتفاق کرلیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دریائے نیل میں دفن کردیا جائے تاکہ ان پر سے پانی گزر کر سب تک پہنچ جائے، پھر انہوں نے لکڑی کا ایک صندوق بنا کر اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کو دفن کردیا، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس صندوق کو مصر سے کنعان لے گئے اور وہیں دفن کردیا جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کا انتقال ہوا حسن بصری کے قول کے مطابق عمر مبارک ۱۲۰ سال تھی۔ (زاد المسیر، ج ٤، ص ٢٩٢)

فرعون کے بلند عمارت بنانے کی توجیہ:

یٰـ...... فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے کہا میرے لئے اونچا اور بلند محل بنادے جو کسی دور سے دیکھنے والے پر بھی مخفی نہ ہو، اسی اعتبار سے تصریح بمعنی اظہار ہے (اس پر چڑھ کر) میں آسمانوں کی راہوں تک پہنچ جاؤں۔ ''اسباب السموت'' سے مراد وہ راہیں اور دروازے ہیں جو ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف جاتے ہیں۔ ہر وہ چیز جو کسی دوسری چیز تک پہنچانے کا ذریعہ ہو وہ سبب کہلاتی ہے مثلاً رسی اور ڈول پانی تک پہنچنے کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے پانی کا سبب کہلاتے ہیں۔ دوسرے اسباب پہلے کے لئے بیان ہے، پہلے اسباب کو مبہم ذکر کیا، پھر اس کی وضاحت فرمائی تاکہ اس کی تفخیم شان کا بیان ہوسکے اور اس لئے بھی کہ سامع کو اس کی معرفت اور پہچان کا شوق دلایا جائے۔ ''فاطلع'' کو حفص نے ''لعل'' کا جواب ہونے کی وجہ سے ''فاء'' کے ساتھ منصوب پڑھا ہے اور باقیوں نے ''ابلغ'' پر عطف کرتے ہوئے اسے مرفوع پڑھا ہے، معنی یہ ہے کہ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے خدا کو جھانک کر دیکھوں، اس میں ظاہر یہی ہے کہ فرعون نے بھی غرور کرتے ہوئے محل بنانے کا حکم دیا۔

علامہ بیضاوی نے کہتے ہیں:

شاید اس نے کسی بلند مقام پر ایک رصدگاہ تعمیر کرنے کا حکم دیا ہو جس سے وہ ان ستاروں کے احوال کا مشاہدہ کرسکے جو کہ اسباب سماویہ ہیں اور زمینی حوادث پر دلالت کرتے ہیں اور وہ یہ دیکھنا چاہتا ہو کہ یہ اسباب سماویہ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کی طرف بھیجا، یا پھر اس سے وہ لوگوں کو یہ دکھانا چاہتا ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کا قول غلط ہے کیونکہ آسمان کے اِلٰہ ہونے کی جانب خبر دینا اس پر اطلاع پانے اور اس تک پہنچنے پر موقوف ہے۔ اور اس تک پہنچنا آسمان پر چڑھے بغیر ممکن نہیں اور انسان آسمان کی بلندیوں میں چڑھنے کی قوت وقدرت نہیں رکھتا۔ لیکن فرعون کی یہ ساری گفتگو اور مکر جہالت پر مبنی تھی کیونکہ نہ تو وہ اللہ کی عظمت وشان سے واقف تھا اور نہ اسے یہ علم تھا کہ اللہ کسی کو نبی کیسے بناتا ہے۔ (المظھری، ج٦، ص ٢٠٥، البیضاوی، ج٣، ص ٢٠٩)

اغراض:

قیل ھو ابن عمہ: اور ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو فرعون کی قوم میں سے مومن تھا اور اپنا ایمان چھپاتا تھا۔

ای ما اشیر علیکم بما اشیر بہ علی نفسی: یعنی تم پر میرے حکمِ قتل کے سوا کچھ ظاہر نہیں ہے۔

ای یوم حزب بعد حزب: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ عزوجل کے فرمان ﴿یوم الاحزاب﴾ مفرد بمعنی جمع ہے، یعنی غزوۂ

احزاب کے دن مراد ہیں۔عادۃ: ﴿داب﴾ کی تفسیر ہے، معنی یہ ہے کہ وہ جزا ہے جو اُنکے لئے تیار کی گئی ہے اور وہ انہیں ہمیشہ ملے گی ،مراد ان (قومِ فرعون کا) کفر ہے۔

وغیرہ ذالک: مرادوہ جملہ ہے جس کے ذریعے منادی ندا کرتا ہے: ''خبردار! فلاں کے لئے سعادتمندی ہے،اب کبھی اس کے بعد شقاوت نہ ہوگی،اور فلاں کے لئے بدبختی ہے،اب کبھی اس کے بعد سعادتمندی نہ ہوگی''،اور یہ کہ جب موت کو ذبح کردیا جائے گا منادی ندا کرے گا: ''اے جنتی جنت میں داخل ہو جاؤ بغیر موت کے،اور اے جہنمی جہنم میں داخل ہو جاؤ بغیر موت کے''،اور مومن کو ندا کی جائے گی: ''اے وہ لوگوں جو کتاب پڑھتے تھے''،اور کافر کو ندا ہوگی: ''اے کاش! مجھے کتاب دی جاتی''،اور بعض اپنے بعض ظالمین کو ندا کریں گے ہلاکت ہے،اور یہ سارے ہی معاملات قیامت تک واقع ہوتے رہیں گے۔

عمر الی زمن موسی: یہ وہ قول ہے جس میں مفسر کے موافق کوئی اور نہیں، کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام کے مابین ایک سو چالیس سال کا فاصلہ ہے، بہتر قول یہ ہے کہ یوں کہا جائے: ''حضرت موسیٰ کو فرعون کے زمانے تک عمر دی گئی اور فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کو پالیا،اور عمر بروزن فرح ، باب نصر، ضرب ہے جو کہ لازم کا صیغہ ہے،اسے متعدی ماننے میں ضعیف قول ہے۔او یوسف بن ابراھیم: مراد یوسف بن یعقوب کی ذریت ہے، جسے اللہ عزوجل نے قوم قبط میں بھیجا اور وہ ان میں بیس سال نبی بن کر رہے۔

فلن تزالوا کافرین بیوسف وغیرہ: یعنی یوسف علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کی جدائی پر نادم ہوئے، (پھر) ان کا انکار بھی کردیا اور حضرت یوسف علیہ السلام پر ایمان لانے کی وجہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حملہ آور ہونے کا خوف تھا اور دنیاوی مقاصد بھی تھے۔

مثل اضلالھم: مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے: کہ یہ انہوں نے اپنی طبیعت کی وجہ سے کیا تھا۔

ومتی تکبر القلب: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ قلب (دل) کو تکبر کے ساتھ متصف کرنا یونہی ہے کہ کسی شخص کو تکبر کے ساتھ متصف کیا جائے کیونکہ قلب تمام اعضاء کا سردار ہے اور جب یہ فساد کرتا ہے تو تمام جسم فساد میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

لعموم الضلال جمیع القلب: یعنی دل کے تمام اجزاء، پس اس میں ہدایت قبول کرنے کے نام کی کوئی چیز نہ رہے گی،اور یہ بات ''کل'' کے قاعدہ کلیہ کے خلاف ہے کیونکہ جب ''کل'' کسی نکرہ مفردہ یا مجموعہ یا معرفہ مجموعہ پر داخل ہوتا ہے تو تمام افراد مراد ہوتے ہیں اور جب معرفہ مفردہ پر داخل ہو تو بھی تمام اجزا مراد ہوتے ہیں،اور یہاں نکرہ مفردہ پر داخل ہوا ہے تو قاعدہ کی رو سے حق تو یہی تھا کہ عموم افراد پر دلالت کرے اور صرف یہی (ایک) معنی مراد لینا قاعدہ کے مخالف ہے اور دلوں کے گمراہی میں پڑنے اور اسی پر تمکن رہنے پر مبالغہ ہے۔بناء عالیا: یعنی طویل عمارت بنانا مراد ہے جس کا بیان سورۃ القصص میں ہو چکا ہے۔

طرقھا: یعنی آسمان تک پہنچنے کیلئے دروازے،اور تکرار کی حکمت یہ ہے کہ اسباب (طرق) کی تفخیم و تعظیم ہے کیونکہ جب کوئی چیز مبہم ہو اور پھر اس کی وضاحت کردی جائے تو اس کی شان میں اضافہ ہونا مقصود ہوتا ہے۔

تمویھا: فرعون نے یہ بات ﴿لاظنہ کذبا﴾ اس لئے کہی تھی کہ لوگوں کو شبہ میں ڈالنا چاہتا تھا، جب کہ در حقیقت یہ جانتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے ہر قول میں سچے ہیں۔ (الصاوی، ج۵، ص۱۸۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿وقال الذی امن یقوم اتبعون﴾ بِاِثْبَاتِ الیاءِ وَحَذْفِھا ﴿اھدکم سبیل الرشاد(۳۸)﴾ تَقَدَّمَ ﴿یقوم انما ھذہ

الحیوۃ الدنیا متاع ﴾تَمَتُّعٌ یَزُولُ﴿وان الاخرۃ ھی دار القرار (۳۹) من عمل سیئۃ فلا یجزی الا مثلھا ج ومن عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مؤمن فاولئک یدخلون الجنۃ﴾بِضَمِّ الیاءِ وَفَتْحِ الخَاءِ وبِالعَکسِ﴿یرزقون فیھا بغیر حساب (۴۰)﴾رِزقًا واسِعا بِلا تَبِعۃٍ﴿ویقوم ما لی ادعوکم الی النجوۃ وتدعوننی الی النار (۴۱) تدعوننی لاکفر باللہ واشرک بہ ما لیس لی بہ علم وانا ادعوکم الی العزیز﴾الغَالِبِ علی اَمرِہٖ﴿الغفار (۴۲)﴾لِمَن تابَ﴿لا جرم﴾حَقًّا﴿انما تدعوننی الیہ﴾لِاَعبُدَہٗ﴿لیس لہ دعوۃ فی الدنیا﴾اَی اِستِجابَۃُ دَعوَۃٍ﴿ولا فی الاخرۃ وان مردنا﴾مَرجِعُنا﴿الی اللہ وان المسرفین﴾الکافِرینَ﴿ھم اصحب النار (۴۳) فستذکرون﴾اِذا عَایَنتُمُ العَذابَ﴿مااقول لکم وافوض امری الی اللہ ط ان اللہ بصیر م بالعباد (۴۴)﴾قال ذلک لِما تُوعِدُوہُ بِمُخَالِفَتِہٖ دِینِھِم﴿فوقہ اللہ سیات مامکروا﴾بِہٖ مِنَ القَتلِ﴿وحاق﴾نَزَلَ﴿بال فرعون﴾قَومِہٖ مَعَہٗ﴿سوء العذاب (۴۵)﴾الغَرَقُ ثُمَّ﴿النار یعرضون علیھا﴾یُحرَقُونَ بِھا﴿غدوا وعشیا﴾صَباحًا ومَساءً﴿ویوم تقوم الساعۃ قف﴾یُقالُ﴿ادخلوا﴾یا﴿ال فرعون﴾وَفِی قِرَائۃٍ بِفَتحِ الھَمزَۃِ وَکَسرِ الْخَاءِ اَمرٌ لِلمَلٰئِکۃِ﴿اشد العذاب (۴۶)﴾عَذابَ جَھنَّمَ﴿و﴾اذکُر﴿اذ یتحاجون﴾یَتَخَاصَمُ الکُفَّارُ﴿فی النار فیقول الضعفؤا للذین استکبروا انا کنا لکم تبعا﴾جَمعُ تَابِعٍ﴿فھل انتم مغنون﴾دافِعُونَ﴿عنا نصیبا﴾جُزءً﴿من النار (۴۷) قال الذین استکبروا انا کل فیھا ان اللہ قد حکم بین العباد (۴۸)﴾فَاَدخَلَ المُؤمِنِینَ الجَنۃَ والکافِرِینَ النارَ﴿وقال الذین فی النار لخزنۃ جھنم ادعوا ربکم یخفف عنا یوما﴾اَی قَدرَ یومٍ﴿من العذاب (۴۹) قالوا﴾اَیِ الخَزَنَۃُ تَھَکُّما﴿اولم تک تأتیکم رسلکم بالبینت ط﴾المُعجِزاتِ الظَّاھِراتِ﴿قالوا بلی﴾اَی فَکَفَرنا بِھِم﴿قالوا فادعوا ج﴾اَنتُم فَاِنَّا لا نَشفَعُ لِکافِرٍ قال تعالی﴿وما دعوا الکفرین الا فی ضلل (۵۰)﴾اِنعِدامٍ.

﴾ترجمہ﴿

اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم! میرے پیچھے چلو (اتبعون یاء کے اثبات وحذف کے ساتھ ہے) میں تمہیں بھلائی کی راہ بتاؤں (سبیل الرشاد کی وضاحت گزر چکی) اے میری قوم! یہ دنیا کا جینا تو کچھ برتنا ہی ہے (پھر یہ زائل ہو جائیگا، متاع بمعنی تمتع ہے) اور بیشک وہ پچھلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے جو برا کام کرے اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اتنا ہی اور جو اچھا کام کرے مرد خواہ عورت اور ہو مسلمان تو وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے (یدخلون کو یاء مضمومہ وخاء مفتوحہ کے ساتھ اور اس کے برعکس بھی پڑھا گیا ہے) وہاں بے گنتی رزق پائیں گے (یعنی بے مشقت وسیع رزق انہیں ملے گا) اے میری قوم! مجھے کیا ہوا میں تمہیں بلاتا ہوں نجات کی طرف اور تم مجھے بلاتے ہو دوزخ کی طرف مجھے اس طرف بلاتے ہو کہ اللہ کا انکار کروں اور ایسے کو اس کا شریک کروں جو

میرے علم میں نہیں اور میں تمہیں (اپنے امر پر) غلبہ رکھنے والے (توبہ کرنے والوں کو) بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں حق ہے (لا جرم بمعنی حقا ہے) کہ جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہوں (جس کی عبادت کی طرف تم مجھے بلاتے ہو) اسے بلانا کہیں کام کا نہیں نہ دنیا میں (یعنی یہ دنیا میں ان کا بدلہ کچھ مفید) اور نہ آخرت میں اور یہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے (مردنا بمعنی مرجعنا ہے) اور یہ کہ حد سے گزرنے والے (یعنی کفر کرنے والے) ہی دوزخی ہیں تو عنقریب تم یاد کرو گے (جب تم عذاب دیکھو گے) جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں ......۱...... بیشک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے (آپ ﷺ کی ان کے دین کی مخالفت کرنے کے سبب جب انہوں نے آپ ﷺ کو دھمکی دی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت یہ) تو اللہ نے اسے بچالیا ان کے مکر کی برائیوں (یعنی قتل کئے جانے) سے اور نازل ہوا (حاق بمعنی نزل ہے) فرعون والوں پر (فرعون کے ساتھ اس کی قوم پر) براعذاب (یعنی غرق ہونے کا عذاب) آگ جس پر صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں (یعنی انہیں آگ میں جلایا جاتا ہے......۲...... غدوا وعشیا کے معنی صبح وشام ہے) اور جس دن قیامت قائم ہوگی (ان سے کہا جائیگا) داخل ہو جاؤ (اے) فرعون والوں! (ایک قرائت میں ادخلوا ہمزہ مفتوحہ اور خاء مکسورہ کے ساتھ ہے، یہ حکم فرشتوں کے لیے ہوگا) سخت تر عذاب میں (یعنی عذاب جہنم میں......۳......) اور (یاد کرو) جب وہ (یعنی کفار) باہم جھگڑیں گے (یتحاجون بمعنی یتخاصم ہے) آگ میں تو کمزور ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے ہم تمہارے تابع تھے ("تبعا" تابع کی جمع ہے) تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹا لوگے (مغنون بمعنی دافعون اور نصیبا بمعنی جزاء ہے) وہ تکبر والے بولے: ہم سب آگ میں ہیں بیشک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا (پس اس نے مسلمانوں کو جنت میں اور کافروں کو جہنم میں داخل فرما دیا) اور جو آگ میں ہیں اس کے داروغوں سے بولے اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب کا ایک دن (یعنی ایک دن کی مقدار) ہلکا کردے انہوں نے (جہنم کے داروغوں نے بطور تہکم ان سے) کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں (یعنی ظاہر معجزات) نہ لاتے تھے؟ بولے کیوں نہیں (پس انہوں نے ان کے ساتھ کفر کیا) بولے تو تمہیں دعا کرو (ہم کافروں کی شفاعت نہیں کرتے، انتم ضمیر محذوف ہے، اللہ فرماتا ہے) اور کافروں کی دعا نہیں مگر معدوم (ضلل بمعنی انعدام ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الذی امن یقوم اتبعون اھدکم سبیل الرشادo﴾.

و: عاطفہ، قال الذی امن: قول، یقوم: نداء، اتبعون: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، اھدکم: فعل بافاعل ومفعول، سبیل الرشاد: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿یقوم انما ھذہ الحیوۃ الدنیا متاع وان الاخرۃ ھی دار القرارo﴾.

یقوم: نداء، انما: حرف مشبہ وما کافہ، ھذہ: مبدل منہ، الحیوۃ الدنیا: بدل، ملکر مبتدا، متاع: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان الاخرۃ: حرف مشبہ واسم، ھی دار القرار: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ نداء۔

﴿من عمل سیئۃ فلا یجزی الا مثلھا﴾.

من: شرطیہ مبتدا، عمل سیئۃ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا یجزی: فعل نفی مجہول نائب الفاعل، الا: اداۃ حصر، مثلھا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن عمل صلحا من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ یرزقون فیھا بغیر حسابo﴾.

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، عمل: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، من: جار، ذکر: معطوف علیہ، او: عاطفہ، انثی: معطوف، ملکر مجرور، ملکر

ظرف مستقر حال اول،و: حالیہ،ھو مبتدا،مومن: خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر فاعل،صلحا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ،اولئک مبتدا،یدخلون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال،یرزقون فیھا: فعل مجہول ونائب الفاعل وظرف لغو،بغیر حساب: ظرف مستقر "رزقا" محذوف کی صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،الجنۃ: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویقوم ما لی ادعوکم الی النجوۃ وتدعوننی الی النارo﴾.

و: عاطفہ،یقوم: نداء،ما: استفہامیہ مبتدا،لام: جار،ی: ضمیر ذوالحال،ادعوکم الی النجوۃ: جملہ فعلیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ،و: عاطفہ،تدعوننی: فعل بافاعل ومفعول،الی النار: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ادعوکم" پر معطوف ہے۔

﴿تدعوننی لاکفر باللہ واشرک بہ ما لیس لی بہ علم﴾.

تدعوننی: فعل بافاعل ومفعول،لام: جار،اکفر باللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،اشرک بہ: فعل بافاعل وظرف لغو،ما: موصولہ،لیس: فعل ناقص،بہ: ظرف مستقر خبر مقدم،علم: اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانا ادعوکم الی العزیز الغفارo﴾.

و: عاطفہ،انا: مبتدا،ادعوکم: فعل بافاعل ومفعول،الی العزیز الغفار: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لاجرم انما تدعوننی الیہ لیس لہ دعوۃ فی الدنیا ولافی الاخرۃ﴾.

لا: نافیہ،جرم: فعل، ان: حرف مشبہ،ما: موصولہ،تدعوننی الیہ: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر اسم، لیس: فعل ناقص،لہ: ظرف مستقر خبر مقدم،دعوۃ: موصوف،فی الدنیا: جار مجرور معطوف علیہ،و: عاطفہ،لا: نافیہ،فی الاخرۃ: جار مجرور معطوف،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان مردنا الی اللہ وان المسرفین اصحب النارo﴾. و: عاطفہ،ان: حرف مشبہ،مردنا: اسم،الی اللہ: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،ان المسرفین: حرف مشبہ واسم،ھم اصحب النار: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر ماقبل "انما تدعوننی" پر معطوف ہے۔

﴿فستذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعبادo﴾.

ف: فصیحیہ،ستذکرون: فعل بافاعل،ما: موصولہ،اقول لکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،افوض امری الی اللہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ان اللہ: حرف مشبہ واسم،بصیر بالعباد: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فوقہ اللہ سیات ما مکروا وحاق بال فرعون سوء العذابo﴾.

ف: عاطفہ،وقہ اللہ: فعل ومفعول وفاعل،سیات ما مکروا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،حاق: فعل،بال فرعون: ظرف لغو،سوء العذاب: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا﴾.

النار: مبتدا،یعرضون علیھا: فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو،غدوا: معطوف علیہ،و: عاطفہ،عشیا: معطوف،ملکر ظرف،ملکر

جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویوم تقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشد العذاب٥﴾.

و: عاطفہ، یوم: مضاف، تقوم الساعة: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم، ادخلوا: فعل امر با فاعل، ال فرعون: مفعول اول، اشد العذاب: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ یتحاجون فی النار فیقول الضعفوا للذین استکبروا انا کنا لکم تبعا﴾.

و: مستانفہ، اذ: مضاف، یتحاجون فی النار: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: عاطفہ تفریعیہ، یقول الضعفوا: فعل وفاعل، للذین استکبروا: متعلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، انا: حرف مشبہ واسم، کنا: فعل ناقص با اسم، لکم: ظرف مستقر حال مقدم، تبعا: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فهل انتم مغنون عنا نصیبا من النار٥﴾.

ف: عاطفہ، هل: حرف استفہام، انتم: مبتدا، مغنون: اسم فاعل با فاعل، عنا: ظرف لغو، نصیبا: موصوف، من النار: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر شبہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال الذین استکبروا انا کل فیها ان الله قد حکم بین العباد٥﴾.

قال الذین استکبروا: قول، انا: حرف مشبہ واسم، کل فیها: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول، ان الله: حرف مشبہ واسم، قدحکم بین العباد: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وقال الذین فی النار لخزنة جهنم ادعوا ربکم یخفف عنا یوما من العذاب٥﴾.

و: عاطفہ، قال: فعل، الذین فی النار: موصول صلہ، ملکر فاعل، لخزنة جهنم: متعلق، ملکر جملہ فعلیہ قول، ادعوا ربکم: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، یخفف عنا یوما: فعل بافاعل وظرف لغو وظرف، من العذاب: ظرف مستقر "شیئا" موصوف محذوف کی صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا اولم تک تاتیکم رسلکم بالبینت﴾.

قالوا: قول، همزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ معطوف علی محذوف "الم تنتهوا عن هذا" لم تک: فعل ناقص نفی با اسم، تاتیکم: فعل ومفعول، رسلکم: فاعل، بالبینت: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا بلی قالوا فادعوا ومادعوا الکفرین الا فی ضلل٥﴾.

قالوا: فعل بافاعل، بلی: حرف جواب مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، قالوا: قول، ف: فصیحیہ، ادعوا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، دعوا الکفرین: مبتدا، الا: اداۃ حصر، فی ضلل: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تفویض الی اللہ ﷻ کے معنی و مشمولات:

ا......امام راغب اصفہانی کہتے ہیں فوض کے معنی ہیں: ''جس کی جانب ارادہ کیا جائے یا جس کی جانب کام کو پھیرا جائے''۔ اسی سے شرکت مفاوضہ ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو شخص باہم یہ کہیں کہ ہم نے شرکت مفاوضہ کی اور ہم کو اختیار ہے کہ

یکجائی خرید وفروخت کریں، یا علیحدہ علیحدہ، نقد بیچیں یا ادھار، اور ہر ایک اپنی رائے سے عمل کرے گا اور جو کچھ نفع نقصان ہوگا اُس میں دونوں برابر شریک ہونگے۔ (بہارِ شریعت معخرجہ، شرکت کا باب، حصہ :دھم، ج۲، ص ۴۹۱ وغیرہ)،(المفردات، ص ۳۸۹)

علامہ قرطبی کہتے ہیں:

یعنی میں اُسی پر توکل کرتا ہوں اور اپنے کام اسی کی جانب سپرد کردیتا ہوں، ایک قول یہ کیا گیا کہ اس قول میں دلیل ہے کہ قومِ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ مقاتل کہتے ہیں: مومن شخص قومِ فرعون سے بچ کر پہاڑ کی جانب بھاگا اور ان کے قابو میں نہ آیا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس قول کے قائل حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ظاہر قول یہ ہے کہ اس قول کا قائل آلِ فرعون میں سے مومن شخص ہے اور یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲٤، ص ۲۷۸)

☆......ضمضم بن جوس الیمانی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے یمانی! کسی شخص سے یہ ہرگز نہ کہنا کہ اللہ عزوجل کی قسم! تجھے اللہ نہیں بخشے گا اور نہ یہ کہنا کہ اللہ عزوجل تجھے کبھی جنت میں داخل نہیں کرے گا، میں نے کہا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! ہمارا ایک ساتھی جب اپنے بھائی پر غضب ناک ہوتا ہے تو اس سے یہ کہتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نہ کہنا، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص تھے، ان میں سے ایک عبادت میں بہت کوشش کرتا تھا اور دوسرا اپنے نفس پر بہت زیادتی کرتا تھا، عبادت میں کوشش کرنے والا اپنے بھائی کو ہمیشہ گناہوں پر ملامت کرتا رہتا تھا اور کہتا تھا کہ تم گناہ کم کیا کرو اور وہ کہتا تھا کہ تم مجھے میرے رب کے ساتھ چھوڑ دو، کیا تم میرے نگہبان مقرر کئے گئے ہو؟ ایک دن اس عبادت گزار نے اپنے بھائی کو ایک گناہ کرتے ہوئے دیکھا جو اس کے نزدیک بہت بڑا گناہ تھا، اس نے اپنے بھائی سے کہا: تم پر افسوس ہے، گناہ کم کرو، اس کے بھائی نے کہا: مجھے میرے رب کے ساتھ چھوڑ دو، کیا تم میرے ذمہ دار ہو؟ اس عبادت گزار نے کہا: اللہ کی قسم! تجھے اللہ نہیں بخشے گا، یا کہا: اللہ تجھے کبھی جنت میں داخل نہیں کرے گا، پھر اللہ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا جس نے دونوں کی روحوں کو قبض کرلیا، وہ دونوں رب العالمین کے سامنے حاضر ہوئے، اللہ نے اس عابد سے فرمایا: کیا تجھ کو میرے فیصلے کا علم تھا یا میرے قبضہ اور تصرف میں جو کچھ ہے تو اس پر قادر تھا اور اس گناہگار سے فرمایا: جا میری رحمت سے جنت میں داخل ہوجا اور اس دوسرے شخص کے متعلق فرمایا: اس کو دوزخ میں لے جاؤ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اس عابد نے ایسی بات کہی تھی جس سے اس نے اپنی دنیا اور آخرت دونوں برباد کرلی۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب: فی النھی عن البغی، رقم: ۴۹۰۱، ص ۹۱۷)

فرعونیوں کے لئے عذابِ قبر کا بیان:

☆......ھذیل بن شرحبیل نے کہا: آلِ فرعون کی روحیں کالے پرندے کے پوٹوں میں صبح وشام دوزخ میں پیش کی جاتی ہیں، اسی طرح شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں سیر کرتی ہیں اور مسلمانوں کے بچوں کی روحیں جو بالغ نہ ہوئے ہوں چڑیوں کے پیٹوں میں جنت میں سیر کرتے اور چارا چگتے ہیں۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دن ورات میں دو مرتبہ فریادی فریاد کرتے ہیں، اور آلِ فرعون کو آگ پر پیش کیا جاتا جس میں نہ تو کوئی ان کی آواز سن سکتا ہے سوائے اس کے کہ اللہ عزوجل کی پناہ مانگے۔

☆......ابن ابی دنیا نے اپنی کتاب "من عاش بعد الموت" میں اپنے اور ابن جریر نے اوزاعی سے روایت کی ہے، ان سے ایک شخص نے سوال کیا: اے ابو عمرو میں سیاہ پرندے کو دیکھتا ہوں جو کہ سمندر سے فوج در فوج نکلتے ہیں جس کی گنتی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جب رات ہوتی ہے تو اسی کی مثل سفید پرندے نکلتے ہیں؟ ابو عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم اس کا ادراک رکھتے ہو؟ اُس نے کہا: ہاں!، ابو

عمرو نے کہا: ان پرندوں میں آلِ فرعون کی روحیں بند ہیں، اللہ ﷻ فرماتا ہے: ﴿یعرضون علیھا غدوا وعشیا (مومن:۴۶)﴾ پس وہ پرندے اپنے گھونسلے میں لوٹ جاتے ہیں اور ان کے پر جل کر سیاہ ہو جاتے ہیں اور پھر ان پر نئے سفید پر اُگ جاتے ہیں اور پھر اُسی طرح سیاہ ہو جاتے ہیں، پھر یہ پرندے آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور پھر اپنے گھونسلوں میں لوٹتے ہیں، پس جب قیامت کا دن ہوگا تو ان سے کہا جائے گا: ﴿ادخلوا آل فرعون اشدالعذاب﴾۔ (الدرالمنثور، ج۵،ص۶۵۹ وغیرہ)

عذاب قبر کے برحق ہونے پر قرآن وحدیث واقوالِ علماءِ علمِ کلام:

۳؎...... متذکرہ آیت پاک سے ہمارے علماء ومشائخ نے عذاب قبر برحق ہونے پر استدلال کیا ہے، کیونکہ آیت متذکرہ میں صبح وشام کی صراحت ہے جو کہ دن کے دو اطراف ہیں، پس ثابت ہوا کہ عذاب قبر دائمی ہوتا رہے گا۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿مما خطیئتھم اُغرقوا فادخلوا نارا﴾ اپنی کیسی خطاؤں پر ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کیے گئے (نوح:۲۵)﴾۔ مفسرین نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ جو عذاب قومِ نوح کو غرق ہونے کے بعد ہوگا وہی عذابِ قبر ہے اور قبر کے معاملے کو عالمِ برزخ کہتے ہیں لہذا یہاں مراد ہے کیونکہ قیامت کے عذاب کا معاملہ تو بہت بعد کا ہے جو کہ یہاں مراد نہیں ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا﴾ اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں (ابراھیم: ۲۷)﴾۔ سید عالم ﷺ نے اس آیت کو بھی عذاب قبر سے متعلق بیان کیا ہے۔

☆...... سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ یہود کی بوڑھی عورتوں میں سے دو عورتیں میرے پاس آئیں، وہ کہنے لگیں کہ قبر والوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے، میں نے ان کی تکذیب کی اور ان کی تصدیق کرنے کو اچھا نہیں جانا، وہ چلی گئیں اور سید عالم ﷺ تشریف لائے، میں نے آپ سے آنے والی بوڑھی عورتوں کے بارے میں عرض کیا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ان دونوں نے سچ کہا، قبر والوں کو اتنا عذاب دیا جائے گا کہ اس کو تمام جانور سُنیں گے"، پھر میں نے دیکھا کہ آپ جب بھی نماز پڑھتے تو عذابِ قبر سے پناہ مانگتے۔ (صحیح البخاری، کتاب الکسوف، باب:التعوذ من عذاب القبر،رقم: ۱۰۴۹، ۶۳۶۶،ص ۱۶۹)

امام ابن حجر عسقلانی اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس سے پہلے سید عالم ﷺ کو معلوم نہیں تھا کہ مومنین کو بھی عذاب قبر ہوگا، صرف یہود کے لئے عذاب قبر کی وحی آئی تھی۔ بعد میں سید عالم ﷺ کو مزید بذریعہ وحی اطلاع دی گئی، پس آپ نے عذابِ قبر سے پناہ مانگی۔

(فتح الباری، کتاب الکسوف، باب:التعوذ من عذاب القبر، رقم ۱۰۴۹، ج۲،ص۶۸۳)

☆...... حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ آقائے دوجہاں سید عالم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! میں عاجزی سے، سُستی سے، بزدلی سے، بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی وموت کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر،باب:ما یتعوذ من الجبن، رقم: ۲۸۲۳،۶۳۶۷،ص ۴۶۸)

☆...... حضرت ام خالد بنت خالد بیان کرتی ہیں کہ میں نے سُنا نبی کریم ﷺ عذاب قبر سے پناہ طلب کررہے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات،باب:التعوذ من عذاب القبر، رقم: ۶۳۶۴،ص ۱۱۰۶)

☆...... حضرت سعد پانچ کلمات پڑھنے کا حکم دیتے تھے اور ان پانچ کلمات کو سید عالم ﷺ سے روایت کرتے تھے جو کہ یہ ہیں: (۱)...... اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں، (۲)...... اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں، (۳)...... اے اللہ! میں ارزل عمر (ڈھیٹ بڑھاپے) سے تیری پناہ مانگتا ہوں، (۴)...... اے اللہ! میں فتنہ دجال سے تیری پناہ مانگتا ہوں، (۵)...... اے اللہ!

میں عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب: ما یتعوذ من الجبن، رقم: ۲۸۲۲، ص ۴۶۷)

☆.....حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں تو وہ لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے، اس کے پاس دو فرشتے آکر اس کو بٹھا دیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تم اس شخص (سید عالم ﷺ) کے متعلق کیا کہتے تھے؟ وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے: دیکھو اپنے دوزخ کے ٹھکانے کو، اللہ نے اس کو تمہارے لئے جنت کے ٹھکانے سے تبدیل کر دیا ہے''، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ اپنے دونوں ٹھکانوں کو دیکھے گا اور رہا کافر یا منافق تو وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا، میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے، اس سے کہا جائے گا: تم نے نہ کچھ جانا نہ کہا، پھر اس کو دو کانوں کے درمیان ہتھوڑے سے ضرب لگائی جاتی ہے جس سے وہ چیخ مارتا ہے اور جن وانس کے علاوہ سب اس کی چیخ سنتے ہیں''۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب: المیت یسمع خفق النعال، رقم: ۱۳۳۸، ص ۲۱۳)

☆.....حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''﴿یثبت الله الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں (ابراھیم: ۲۷)﴾ عذاب قبر کے متعلق نازل ہوئی، اس سے پوچھا جائے گا: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا: میرا رب اللہ عزوجل ہے اور میرے نبی سید عالم ﷺ ہیں''۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، رقم: (۷۱۱۳)/۲۸۷۱، ص ۱۴۰۶)

☆.....حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں گئے، ہم قبر تک پہنچے، جب لحد بنائی گئی تو سید عالم ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے گرد بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سَروں پر پرندے ہیں، آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ آپ ﷺ زمین کُرید رہے تھے، آپ نے اپنا سَر اقدس اٹھا کر دو یا تین بار فرمایا: ''عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو'' اور فرمایا: ''جب لوگ پیٹھ پھیر کر جائیں گے تو یہ ضرور ان کی جوتیوں کی آواز سنے گا، جب اس سے یہ کہا جائے گا: اے شخص! تیرا رب کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ ہناد نے کہا: اس کے پاس دو فرشتے آئیں گے اور اس کو بٹھا دیں گے اور اس سے کہیں گے: تیرا رب کون ہے: وہ کہے گا: میرا رب اللہ ہے، پھر وہ کہیں گے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہے گا: میرا دین اسلام ہے، پھر وہ کہیں گے: وہ شخص کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہے گا: وہ رسول اللہ ﷺ ہیں، پھر وہ کہیں گے: تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہے گا: میں نے کتاب پڑھی، میں اس پر ایمان لایا اور میں نے اس کی تصدیق کی اور یہ اللہ عزوجل کے اس ارشاد کے مطابق ہے: ﴿یثبت الله الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں (ابراھیم: ۲۷)﴾۔ پھر آسمان سے ایک منادی یہ ندا کرے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لئے جنت سے فرش بچھا دو اور جنت سے لباس پہنا دو اور اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو، پھر اس کے پاس جنت کی ہوائیں اور جنت کی خوشبو آئے گی اور اس کی منتہائے بصر تک اس کی قبر کھول دی جائے گی، پھر آپ ﷺ نے کافر کی موت کا ذکر کیا اور فرمایا: اس کے جسم میں اس کی روح لوٹائی جائے گی اور اس کے پاس دو فرشتے آکر اس کو بٹھائیں گے اور اس سے کہیں گے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا: افسوس میں نہیں جانتا، پھر وہ اس سے کہیں گے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہے گا: افسوس میں نہیں جانتا، پھر یہ شخص کون ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہے گا: افسوس میں نہیں جانتا، پھر آسمان سے ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا: اس نے جھوٹ بولا، اس کے لئے دوزخ سے فرش بچھا دو اور اس کو دوزخ کی گرام ہوائیں آئیں گی اور اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جائے گی، حتی کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر دوسری جانب مل جائیں گی، پھر اس پر ایک اندھا اور گونگا مسلط کر دیا جائے گا جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوگا جس کی ضرب اگر پہاڑ پر لگائی جائے تو وہ بھی مٹی کا ڈھیر ہو جائے، پھر وہ گرز اس پر مارے گا جس سے وہ

کافر چیخ مارے گا جس کو جن وانس کے سوا سب سنیں گے اور وہ کافر مٹی ہوجائے گا اور اس میں دوبارہ روح ڈال دی جائے گی"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب: فی المسألۃ فی القبر وعذاب القبر، رقم: ۴۷۵۳، ص ۸۹۰)

☆...... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب میت دفن کرکے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوال کیا جائے گا"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب: الاستغفار عند القبر للمیت، رقم: ۳۲۲۱، ص ۶۱۴)

☆...... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آزاد کردہ غلام ہانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے بھیگ جاتی، آپ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر کو یاد کرکے روتے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: "قبر آخرت کی منازل میں سے سب سے پہلی منزل ہے، اگر انسان کو اس منزل سے نجات مل جائے تو اس کے بعد کی منازل آسان ہوتی ہیں اور اگر اس منزل میں نجات نہ ہو تو بعد کی منازل دشوار ہوتی ہیں"۔ اور میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "میں نے قبر سے زیادہ ڈراؤنا اور وحشت ناک منظر اور کوئی نہیں دیکھا"، یہ حدیث حسن ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب: ما جاء ذکر الموت، رقم: ۲۳۱۵، ص ۶۷۲)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص قبر میں دفن کردیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رو نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں، وہ کہیں گے کہ تم اس شخص کے متعلق کیا کہتے تھے؟ پس وہ شخص کہے گا: جو وہ زندگی میں کہتا تھا، وہ اللہ عزوجل کے بندے اور اس کے رسول ہیں، وہ فرشتے کہیں گے کہ ہم کو معلوم تھا کہ تم یہی کہو گے، پھر اس کی قبر میں ستر ہاتھ در ستر ہاتھ وسعت کردی جائے گی، پھر اس کی قبر منور کردی جائے گی، پھر اس سے کہا جائے گا: سو جاؤ، وہ کہے گا: میں اپنے گھر جاکر گھر والوں کو اس کی خبر دوں، فرشتے کہیں گے: تم اس دلہن کی طرح سو جاؤ جس کو وہی شخص بیدار کرتا ہے جو اس کو گھر والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے حتی کہ اللہ عزوجل اُسے اُس کی قبر سے اُٹھائے گا اور اگر وہ منافق ہو تو وہ کہے گا: میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے ہوئے سنا تو میں نے بھی اس کی مثل کہہ دیا، مجھے کچھ علم نہیں، فرشتے کہیں گے: ہم کو معلوم تھا کہ تم یہی کہو گے، پھر زمین سے کہا جائے گا: اس کو دباؤ، زمین اس کو دبائے گی تو اس کی پسلیاں ایک دوسرے کی طرف نکل جائیں گی، پھر اس کو مسلسل عذاب ہوتا رہے گا حتی کہ اللہ عزوجل اس کو اس کی قبر سے اٹھائے گا"۔

(سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب: ما جاء فی عذاب القبر، رقم: ۱۰۷۳، ص ۳۲۵)

النبراس میں ہے:

(وعذاب القبر) سے مراد وہ عذاب ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے سے پہلے ہوگا، چہ جائے کہ میت قبر میں مدفون ہو یا نہیں، عذاب کی اضافت قبر کی طرف غلبہ کے اعتبار سے کی گئی ہے۔ (للکافرین) صحیح یہ ہے کہ کافروں کا عذاب قیامت تک منقطع نہیں ہوگا جیسا کہ احادیث اس پر شاہد ہیں اور امام نسفی نے "بحر الکلام" میں لکھا ہے کہ شب جمعہ و روز جمعہ اور ماہِ رمضان میں کافروں سے عذاب کو اٹھا لیا جائے گا۔ (ولبعض عصاۃ المومنین) امام نسفی نے "بحر الکلام" میں لکھا ہے کہ گناہگار مومن کو اس کی قبر میں عذاب دیا جائے گا لیکن روزِ جمعہ و شب جمعہ اُسے عذاب نہ دیا جائے گا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام سے خواب میں دکھائے جانے والے اس شخص کے بارے میں سوال کیا "جس کا سَر پتھر سے زخمی کیا جارہا تھا"، ان دونوں مبارک فرشتوں نے جواب دیا کہ "یہ وہ شخص تھا جو قرآن تو پڑھتا تھا لیکن نمازِ فرض میں سویا رہتا تھا" پس اس کے ساتھ قیامت تک

ہی ہوتا رہے گا، اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ (حص البعض منهم من لا يريد الله تعذيبه فلا يعذب)ان میں شہداء شامل ہیں، پس مقداد بن معدیکرب سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''شہداء کے لئے اللہ کی پاک بارگاہ سے چھ خصلتیں ہیں: اس کی مغفرت خون بہتے ہی کردی جائے گی، وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ لے گا، اُسے عذابِ قبر سے نجات دی جائے گی......''، اس حدیث کو امام ترمذی نے نقل کیا ہے۔ خالد بن عرفطہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو شخص پیٹ کے مرض کی وجہ سے مرجائے اُسے عذاب قبر نہ دیا جائے گا''، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''جو شخص جمعہ کے دن مرجائے وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا'' اسے ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''جس نے روزانہ رات سورۂ ملک کی تلاوت کی اس سے عذابِ قبر روک دیا جائے گا'' اسے امام نسائی نے روایت کیا ہے۔ (النبراس، مبحث :عذاب القبر، ص ۲۰۵)

اغراض:

تمتع يزول: یعنی دنیا کا نفع تھوڑی دیر کا ہے جس میں بقا نہیں۔ **بلا تبعة:** یعنی جنتیوں کو بغیر مال لئے رزق بے بہا دیا جائے گا، اور وہ بغیر کسی تنگی کے نعمتوں سے مستفیض ہوتے رہیں گے، وہ نعمتیں کدورتوں سے پاک ہونگی جسے اللہ نے جنتیوں کے لئے اپنے خاص احسان و کرامت کی وجہ سے بنایا ہے۔

اى استجابة دعوة: یعنی دنیا و آخرت میں کوئی سفارشی نہ ہو، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مجھے میرے رب نے بتوں کی عبادت کی دعوت نہیں دی اس لئے کہ بُت نہ تو اپنے رب ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور نہ ہی اس بات کا کہ انکو پوجا جائے اور آخرت میں اپنی عبادت کرنے والوں سے بیزار بھی ہونگے۔ **توعدوه:** پس حضرت موسی علیہ السلام پہاڑ کی جانب بھاگے، فرعون بھی ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ قتل کرنے کے ارادے سے پیچھے ہوا، پس اُس نے حضرت موسی علیہ السلام کو نماز کی حالت میں دیکھ لیا اور وحشی (درندے) ان کے گرد صف بصف کھڑے تھے، بعض درندوں نے فرعونی لشکر کو کھالیا اور بعض فرعونی بھاگ نکلے، پس فرعون نے انہیں قتل کردیا۔

اى قدر يوم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ کافر کے لئے جہنم میں دن و رات کچھ نہ ہوگی۔

فانا لا نشفع لكافر: یعنی ان کا جہنم میں ہمیشہ رہنا، کیونکہ ان کے حق میں کوئی سفارش قابل قبول نہیں۔

(الصاوی، ج۵، ص۱۸۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿انا لننصر رسلنا والذين امنوا في الحيوة الدنيا ويوم يقوم الاشهاد (۵۱)﴾جَمعُ شَاهِدٍ وَهُمُ المَلائِكَةُ يَشهَدونَ لِلرُّسُلِ بِالبَلاغِ وعلى الكُفّارِ بِالتَّكذِيبِ ﴿يوم لا ينفع﴾بالتاءِ والياءِ﴿الظلمين معذرتهم﴾عُذرُهم لَو اِعتَذَرُوا ﴿ولهم اللعنة﴾اَى البُعدُ مِنَ الرَّحمةِ ﴿ولهم سوء الدار (۵۲)﴾الاٰخِرةِ اَى شِدَّةُ عَذابِها ﴿ولقد اتينا موسى الهدى﴾التَوراةَ والمُعجِزاتِ﴿واورثنا بني اسرائيل﴾مِن بَعدِ موسى﴿الكتب (۵۳)﴾التَّورٰةَ﴿هدى﴾هادِيًا﴿وذكرى لاولى الالباب (۵۴)﴾تَذكِرَةً لِاَصحابِ العُقولِ﴿فاصبر﴾يامُحمدُ﴿ان وعد الله﴾بِنَصرِ اَولِيائِه﴿حق﴾وانتَ وَمَن تَبِعَكَ مِنهم﴿واستغفر لذنبك﴾لِيُستَنَّ بِكَ﴿وسبح﴾صَلِّ مُتَلَبِّسًا﴿بحمد ربك بالعشي﴾هُوَ مِن بعدِ الزَّوالِ﴿والابكار (۵۵)﴾الصَلواتِ الخَمسِ﴿ان الذين يجادلون في ايت الله﴾القرانَ﴿بغير

سلطن﴾بُرھانٍ ﴿اتھم ان﴾ما﴿فی صدورھم الا کبر﴾تکبُّروطمعٌ اَن یَعلُوا علیکَ﴿ما ھم ببالغیہ ج فاستعذ باللہ﴾مِن شَرِّھم﴿انہ ھو السمیع﴾لِاَقوالِھم ﴿البصیر (۵۶)﴾بِاَحوَالِھم وَنَزَلَ فی مُنکِرِی البَعثِ﴿لخلق السموت والارض﴾اِبتِدَاءً ﴿اکبر من خلق الناس﴾مَرَّۃً ثانِیَۃً وھی الْاِعَادَۃُ ﴿ولکن اکثر الناس﴾اَیِ الکُفَّارِ﴿لا یعلمون (۵۷)﴾ذَالکَ فَھم کَالْاَعمٰی ومَن یَعلَمُہٗ کَالبَصِیرِ ﴿وما یستوی الاعمی والبصیر﴾لا﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت﴾ھُوَ المُحسِنُ ﴿ولا المسیء ط﴾فیہِ زِیادَۃُ لا﴿قلیلا ما تتذکرون (۵۸)﴾یَتَّعِظُونَ بِالیاءِ والتاءِ اَی تَذَکُّرُھم قَلیلٌ جِدا﴿ان الساعۃ لاتیۃ لاریب﴾شکَّ ﴿فیھا ولکن اکثر الناس لا یومنون (۵۹)﴾بھا﴿وقال ربکم ادعونی استجب لکم ط﴾اَی اُعبُدونی اُثِبْکُم بِقَرِینَۃِ ما بَعدَہٗ﴿ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون﴾بفَتحِ الیاءِ وَضَمِّ الخَاءِ وَبِالعَکسِ﴿جھنم داخرین (۶۰)﴾صَاغِرِینَ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک ضرور ہم اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے......۱......(''اشھاد'' شاھد کی جمع ہے یہاں مراد اس سے فرشتے ہیں جو رسولوں کے حق میں احکام الٰہیہ پہنچادینے اور کفار کے خلاف تکذیب انبیاء کی گواہی دیں گے) جس دن کچھ کام نہ دیں گے (ینفع علامت مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کافروں کو ان کے بہانے (اگر وہ عذر کریں تب بھی، معذرتھم بمعنی عذرھم ہے) اور ان کے لیے لعنت ہے......۲...... (یعنی رحمت خداوندی سے دوری ہے) اور ان کے لیے (آخرت کا) برا گھر (یعنی آخرت کا شدید عذاب ہے) اور بیشک ہم نے موسیٰ کو رہنمائی عطا فرمائی (یعنی تورات اور معجزات) اور (موسیٰ علیہ السلام کے بعد) بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا (یعنی توریت کا) ہدایت دینے والی (ھدی بمعنی ھادیا ہے) اور نصیحت عقلمندوں کے لیے (ذکری بمعنی تذکیر اور اولوا الالباب بمعنی اصحاب العقول ہے، اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) تم صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ (اپنے اولیاء کی مدد فرمانے کا) سچا ہے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین بھی اللہ کے دوستوں میں سے ہیں......۳......) اور اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو (تاکہ اس امر میں تمہاری اقتداء کی جا سکے......۴......) اور پاکی بولو (یعنی نماز پڑھو، سبح بمعنی صلی ہے) اپنے رب کی حمد کے ساتھ صبح (یعنی زوال کے بعد معنی یہ ہے کہ نماز پڑھو اپنے رب عزوجل کی حمد کی ساتھ) اور شام، وہ جو اللہ کی آیتوں (یعنی قرآن پاک) میں جھگڑا کرتے ہیں بے کسی سند کے جو انہیں ملی ہو (سلطان بمعنی دلیل ہے) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) ان کے دلوں میں مگر ایک بڑائی (یعنی تکبر اور طمع کہ کسی طرح وہ تم پر فوقیت حاصل کرلیں) جسے نہ پہنچیں گے تو تم پناہ مانگو (ان کے شر سے......۵......) اللہ کی بیشک وہی سننے والا ہے (ان کے اقوال کو) اور دیکھنے والا ہے (ان کے اقوال کو، اگلی آیت منکرین حشر ونشر کے بارے میں نازل ہوئی ہے) بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش (یعنی انہیں ابتداء بنانا) آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے (یعنی آدمیوں کو دوسری بار بنانا یعنی انہیں دوبارہ زندہ کرنے سے بڑا معاملہ ہے تمہارے گمان کے مطابق) لیکن بہت لوگ (یعنی کفار مکہ) نہیں جانتے (اس بات کو تو یہ لوگ اندھوں کی طرح ہیں اور جو اس بات کو جانتے ہیں گویا کہ وہ انکھیارے ہیں) اور اندھا اور انکھیارا برابر نہیں اور (نہ) وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بدکار (ولا المسیء میں لا زائدہ ہے) کتنا کم دھیان کرتے ہو (یعنی تمہارا دھیان کرنا کتنا کم ہے، یتذکرون بمعنی یتعظون ہے، یہ علامت مضارع یاء

اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) بیشک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں (ریب کے معنی شک ہے) لیکن بہت لوگ (اس پر) ایمان نہیں لاتے اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا (یعنی میری عبادت کرو میں تمہیں ثواب دونگا اس کے معنی پر مابعد قرینہ دلالت کررہا ہے) بیشک وہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جائیں گے (یدخلون کو یاء مفتوحہ اور خاء مضمومہ کے ساتھ اور بالعکس بھی پڑھا گیا ہے) جہنم میں ذلیل ہوکر (داخرین بمعنی صاغرین ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد ٥ یوم لا ینفع الظلمین معذرتھم﴾.

انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ننصر: فعل بافاعل، رسلنا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذین امنوا: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، فی الحیوۃ الدنیا: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، یوم یقوم الاشھاد: مرکب اضافی مبدل منہ، یوم: مضاف، لاینفع الظلمین معذرتھم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولھم اللعنۃ ولھم سوء الدار ٥ ولقد اتینا موسی الھدی واورثنا بنی اسراء یل الکتب ٥ ھدی وذکری لاولی الالباب ٥﴾.

و: عاطفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، اللعنۃ: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، سوء الدار: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، لام قسمیہ، قد: تحقیقیہ، اتینا: فعل بافاعل، موسی: مفعول اول، الھدی: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اورثنا: فعل بافاعل، بنی اسراء یل: مفعول اول، الکتب: مفعول ثانی، ھدی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذکری لاولی الالباب: شبہ جملہ معطوف، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فاصبر ان وعد اللہ حق واستغفر لذنبک﴾.

ف: فصیحیہ، اصبر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، استغفر لذنبک: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "ان عرفت ھذہ الحقیقۃ الثابتۃ" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ، ان وعد اللہ: حرف مشبہ واسم، حق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار ٥﴾.

و: عاطفہ، سبح: فعل امر انت ضمیر مستتر ذوالحال، بحمد ربک: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، بالعشی والابکار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اصبر" پر معطوف ہے۔

﴿ان الذین یجادلون فی ایت اللہ بغیر سلطن اتھم ان فی صدورھم الا کبر ما ھم ببالغیہ﴾.

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، یجادلون: فعل بافاعل، فی: جار، ایت اللہ: ذوالحال، ب: جار، غیر: مضاف، سلطن: موصوف، اتھم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر اسم، ان: نافیہ، فی صدورھم: ظرف مستقر خبر مقدم، الا: اداۃ حصر، کبر: موصوف، ما: مشابہ بلیس، ھم: اسم، ب: زائد، بالغیہ: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاستعذ باللہ انہ ھو السمیع البصیر ٥﴾.

ف: فصیحیہ، استعذ باللہ: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، ھو السمیع البصیر: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لخلق السموت والارض اکبر من خلق الناس ولکن اکثر الناس لا یعلمون٥﴾.

لام: تاکیدیہ، خلق السموت والارض: مبتدا، اکبر من خلق الناس: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لکن: حرف مشبہ، اکثر الناس: اسم، لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما یستوی الاعمی والبصیر والذین امنوا وعملوا الصلحت ولا المسیء قلیلا ما تتذکرون٥﴾.

و: عاطفہ، ما یستوی: فعل نفی، الاعمی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، البصیر: معطوف اول، و: عاطفہ، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ ملکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، لا: نافیہ، المسیء: معطوف ثالث، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، قلیلا: مفعول مطلق مقدم، ما: زائدہ، تتذکرون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الساعۃ لاتیۃ لاریب فیھا ولکن اکثر الناس لا یومنون٥﴾.

ان الساعۃ: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، اتیۃ: خبر اول، لا: نفی جنس، ریب: اسم، فیھا: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لکن اکثر الناس: حرف مشبہ واسم، لایومنون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین٥﴾.

و: مستانفہ، قال ربکم: قول، ادعونی: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، استجب لکم: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، یستکبرون عن عبادتی: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم، سیدخلون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، داخرین: حال، ملکر فاعل، جھنم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رسولوں اور مسلمانوں کی دنیا وآخرت میں مدد ہونا:

ا......ہم جانتے ہیں کہ جنہوں نے بھی رسولوں کو اوران کے پیروکاروں کو تکلیف دی اللہ عزوجل ان سے انتقام لیتا ہے، جیسا کہ حضرت شعیاء علیہ السلام، یحیی بن زکریا علیہ السلام وغیرہ کے دشمنوں کو برباد کیا، اورجنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بُرائی کا سلوک کیا ان کو بھی برباد کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی جانب اپنی قوم کی بداعمالیوں سے تنگ آکر ہجرت کی، حضرت عیسی علیہ السلام کو جب ان کی قوم نے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ عزوجل نے آسمان کی طرف اٹھالیا، پس ایسی کونسی مدد ہے جو نبی اور اس کے پیروکاروں کے ساتھ اللہ عزوجل نے نہیں فرمائی؟ پس اس صورت میں حضرات انبیائے کرام اوران کے پیروکاروں کی مدد کی دواقسام مفسرین کرام نے ذکر کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(ا)......ہم حضرات رسل ومومنین کی مدد کرتے ہیں انہیں بلند درجات، کامیابی، غلبہ دیتے ہوئے اور دشمنوں کو ذلیل وبرباد کرتے ہوئے، جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام کے ساتھ بادشاہت کی نعمت عطافرماتے ہوئے اور مخالفین کو برباد کرتے ہوئے کیا اور جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو ہلاک وبرباد کرکے ان کی مدد ونصرت فرمائی اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق کرکے ان کی مدد فرمائی، حضرت موسی علیہ السلام کی مدد فرمائی، جس طرح حضرت شعیاء علیہ السلام ویحیی علیہ السلام کے مخالفین کو برباد کیا۔ سُدی کہتے ہیں کہ اگرچہ حضرات انبیائے کرام ومومنین دنیا میں قتل ہی کردیئے جائیں لیکن وہ مدد کیے جانے والے ہی کہلائیں گے کیونکہ قوم حضرات انبیائے کرام اور مومنین کے ساتھ کوئی بھی معاملہ کرلے اللہ دوسری قوم (یاامت) کے ذریعے ان کی مدد کرے گا جو حضرات انبیائے

کرام ومومنین کی مدد فرمائیں گے اور معاندین کو قتل کریں گے۔ (۲)...... یہ بھی ہوسکتا ہے کہ متذکرہ بالا کلام بر بنائے خبر ہو اور رسول ومومنین سے مراد ایک ہی ہو، اس صورت میں کلام مذکورہ کی تاویل یہ ہوگی کہ ہم ہمارے رسول محمد ﷺ اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں مدد کریں گے اور اس دن بھی جب کہ گواہی کا دن ہوگا، کیونکہ اہل عرب میں جمع کلام کو خبر کے معنی میں لیا جاتا ہے اور مراد اس سے ایک ہی ہوتی ہے۔

(الطبری، الجزء: ۲٤،ص٨٦ وغیرہ ملخصا و ملتقطا)

رسول ومومنین کے دشمنوں کے احوال کی تین صورتیں:

۲...... رسول ومومنین کے احوال کی تین صورتیں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱)...... انہیں عذر پیش کرنا کچھ کام نہ آئے گا۔ (۲)...... ان کے لئے لعنت ہے یعنی یہ ذلیل ورسوا ہونگے۔ (۳)...... انہیں سخت عذاب دیا جائے گا، پس یہ دن دشمنان اسلام پر تین اقسام کی وحشت وبلا کا باعث بنے گا، اور حضرات انبیائے واولیائے عظام کو قسم قسم کی عظمتیں وشرافتیں ملینگی۔ مومن کا سرور دیکھنے کے لائق ہوگا جب کہ کافروں کا غم پریشان کن ہوگا۔ انہیں ان کا کوئی عذر نفع نہ دے گا۔

(الرازی، ج۹، ص ٥٢٤)

سیدنا موسی علیہ السلام کی وراثت:

۳...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ولقد آتینا موسی الھدی واورثنا بنی اسرائیل الکتب(مومن:۵۳)﴾، یہاں کتاب سے توریت مراد ہے، حقیقی میراث سے مال مراد ہوتا ہے اور مجازاً تبرک کے طور پر حضرات انبیائے کرام کی ذات کے لئے میراث کا لفظ استعمال ہو تو اس سے علم دین اور کتاب مراد ہوتی ہے۔ معنی یہ ہے کہ ہم نے موسی علیہ السلام کے بعد بھی کتاب ان میں چھوڑی جو کہ سب ہی کو دین کے معاملے میں ہدایت دینے والی تھی اور لوگ قرناً بعد قرن اس کے وارث ہوتے گئے جیسے فرزندان یعقوب علیہ السلام۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ھدی وذکری لاولی الالباب(مومن:۵۴)﴾ ھدایت اور ذکر میں فرق ہے، ھدایت شیء آخر پر دلیل ہوتی ہے اور اس ھدایت کے معنی میں یہ شرط نہیں ہوتی کہ شیء آخر کا ذکر کیا جائے یا بھلا دیا جائے، جب کہ ''الذکری'' میں یہ صورت نہیں پائی جاتی۔ اور حضرات انبیائے کرام پر نازل ہونے والی کتب میں دونوں ہی قسمیں پائی جاتی ہیں، پس بعض دلائل ھدایت دینے کا ذریعہ ہوتے ہیں اور بعض نصائح البیہ پر مشتمل ہوا کرتے ہیں۔

(روح البیان، ج۸، ص۲۶۳)

واستغفر لذنبک میں دیگر مفسرین اور اعلی حضرت کا مؤقف:

۴...... ہم اس موضوع پر مفسرین کرام کے نکات ترتیب وار ذکر کرکے آخر میں اعلی حضرت فاضل بریلوی کا مؤقف بیان کریں گے کیونکہ ہم نے ترجمہ کرنے میں کنزالایمان کو مقدم رکھا ہے اور جہاں تک ہوسکا کنزالایمان ہی کو ذکر کیا تاہم کئی مقامات ایسے بھی ہیں جہاں لفظی ترجمہ کی حاجت پیش آئی اور چاروناچار کنزالایمان کا ترجمہ ممکن نہ رہا۔ متذکرہ آیت کے تحت بھی ہم نے کنزالایمان ہی کا ترجمہ کیا ہے اور ہمارا بھی اس حوالے سے یہی نظریہ ہے جو فاضل بریلوی نے کنزالایمان اور فتاوی رضویہ میں ذکر کیا ہے، تاہم دینی شغف رکھنے والوں اور اہل علم تک مختلف تفاسیری نکات پہنچانے کی غرض سے درج ذیل اہتمام کر رہا ہوں۔

علامہ بیضاوی کہتے ہیں:

اے محبوب اپنی عبادت اور احکام کی اطاعت کی طرف متوجہ رہیں اور اپنی تقصیرات (ترک اولی) کا تدارک کیجئے اور اس مقصد کے لئے استغفار کا اہتمام کیجئے کہ یہی آپ کی مدد اور اظہار امر کے لئے آپ کو کافی ہوگا۔

(البیضاوی، ج۳، ص۲۱۳)

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں:

اس آیت کے درج ذیل نکات ہیں: (۱)...... بعض مواقع پر ہونے والے ترکِ اَولٰی کا بذریعہ استغفار تدارک کیجئے، اللہ ﷻ آپ ﷺ کی مدد اور اظہارِ دین کے معاملے میں کافی ہے۔ (۲)...... اگر بالفرض آپ ﷺ سے گناہ صادر ہوا ہو تو اس سے توبہ کیجئے۔ (۳)...... متذکرہ حکم تعبدی ہے، تاکہ آپ ﷺ کے درجات میں اضافہ ہو اور بعد والوں کے لئے آپ ﷺ کی سنت بن جائے۔ (۴)...... اپنی امت کے گناہوں کی مغفرت کے لئے استغفار کیجئے۔ (۵)...... نبی کا مرتبہ ولی کے مرتبے سے بلند ہوا کرتا ہے، اور امت میں سے کوئی بھی نبی کے مرتبے کو کماحقہ نہیں جان سکتا لہٰذا اُمتی کی مجال نہیں ہونی چاہیے کہ نبی کی جانب گناہ کی نسبت کرے۔ (روح البیان، الجزء: ٢٤، ص ٢٦٤)

علامہ سید محمود آلوسی کا نظریہ:

اس بارے میں علامہ آلوسی کے دو اقوال ہیں: (۱)...... دینی حکم کو قبول کیجئے، اور آپ ﷺ کی جانب جو گناہ کی نسبت ہوئی ہے اگرچہ آپ ﷺ نے وہ گناہ نہ کیا ہوتا ہم حکم کی بجا آوری کی غرض سے استغفار کیجئے، پس اللہ ﷻ آپ ﷺ کی مدد و اظہارِ دین کے لئے کافی ہے۔ (۲)...... اپنی امت کے گناہ کی معافی مانگیں۔ (روح المعانی، الجزء: ٢٤، ص ٤٥٣)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:

سید عالم ﷺ کو یہ حکم تعبدی ہے، اور مقصود آپ ﷺ کے درجات و مراتب میں بلندی چاہنا ہے، ساتھ ہی امت کے لئے استغفار کرنے کی سنت بھی قائم ہو جائے گی۔ (المظهری، ج٦، ص ٢١٠)

امام فخر الدین رازی نے اس حوالے سے درج ذیل نکات بیان کئے ہیں:

(۱)...... ہم اس حکم کو ترکِ اولیٰ اور ترکِ افضل پر محمول کرتے ہیں۔ (۲)...... نبوت سے پہلے جو آپ ﷺ سے گناہ صادر ہو چکے تھے ان سے توبہ کیجئے۔ (۳)...... امرِ تعبدی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ربنا آتنا ما وعدتنا علی رسلک اے رب ہمارے اور ہمیں دے وہ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا اپنے رسول کی معرفت (ال عمران: ١٩٤)﴾۔ (۴)...... مصدر کی اضافت مفعول کی جانب کر دی یعنی اپنی امت کے گناہوں کی معافی کے لئے استغفار کیجئے۔ (الرازی، ج٩، ص ٥٢٥)

علامہ قرطبی اس بارے چند نکات ذکر کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱)...... مضاف کو حذف کر کے اس کی جگہ مضاف الیہ رکھ دیا گیا، مراد امت کے گناہ ہیں۔ (۲)...... جو نبی کے لئے صغائر کا صدور ہونا جائز مانتے ہیں انہوں نے اس مقام پر یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ اے محبوب! اپنے صغیرہ گناہوں سے معافی چاہیں کیونکہ نبی سے صغائر کا صدور ہو سکتا ہے۔ (۳)...... یہ حکمِ تعبدی ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿ربنا آتنا ما وعدتنا علی رسلک اے رب ہمارے اور ہمیں دے وہ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا اپنے رسول کی معرفت (ال عمران: ١٩٤)﴾ اور اس سے مقصود آپ ﷺ کے درجات کی بلندی اور امت کو استغفار کی ترغیب دلانا ہے۔ (۴)...... نبوت سے پہلے ہونے والے گناہوں سے توبہ کیجئے۔ (القرطبی، الجزء: ٢٤، ص ٢٨٣)

علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی نے بھی اسی قسم کے اقوال بیان کئے ہیں۔ (الخازن، ج٣، ص ٧٦)

اسی استغفارِ ذنب کے معاملے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی جناب میں آریہ قوم کا ایک استفتاء پیش خدمت ہوا، جس میں سید عالم ﷺ کی جناب میں "ذنب" کی نسبت کی گئی اور ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ سید عالم ﷺ سے گناہ کا صدور ہو سکتا ہے اور اپنے موقف پر دلائل بھی قائم کئے گئے۔ ہم ذیل میں آریوں کی جانب سے پیش ہونے والا استفتاء مختصراً اور فاضل بریلوی کا جواب من وعن لکھنے کی سعی کر رہے ہیں:

آریہ قوم کے اعتراض کا خلاصہ بصورت استفتاء

مسلمانوں کے پیغمبر گناہوں سے معصوم نہیں؟اور یہ کہ ابن عباس بڑے بھاری مفسرین میں سے ہیں اوراپنی تفسیر میں اس طرح لکھتے ہیں:''واستغفر لذنبک لتقصیر والشکر علی ما انعم اللہ علیک وعلی اصحابک اس کے معنی یہ ہیں کہ تو معافی مانگ اوراپنے گناہوں کی وہ یہ کہ تو نے خدا کی اس مہربانی کے شکر گزار ہونے میں غفلت کی جو کہ خدا نے تیرے پیروؤں پر کی۔زمخشری ایک بڑے بھاری مفسراپنی تفسیر''الکشاف''میں لکھتے ہیں:لکن یغفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک قبل الوحی وما تاخر ومایکون بعدالوحی الی الموت اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تیرے گناہ کو جو کہ وحی آنے کے قبل ہوئے ہیں اوراس کے بعد میں یعنی مرتے وقت تک معاف کردے۔

الجواب

اس سوال میں آریہ نے افتراء وجہالت ونافہمی وبے ایمانی سے کام لیا۔ہم اس کے پندرہ جوابات درج ذیل میں بالترتیب بیان کرتے ہیں:

(۱)......عبارت کہ''الکشاف''کی طرف نسبت کی محض بہتان ہے،''الکشاف''میں اُس کا پتہ نہیں۔

(۲)......بالفرض اگر''الکشاف''میں ہوتی تو وہ ایک معتزلی بدمذہب بے ادب کی تصنیف ہے،اس کا کیا اعتبار۔

(۳)...... یہ تفسیر منسوب''بسیدنا ابن عباس''ہے نہ ان کی کتاب ہے،نہ اُن سے ثابت،یہ بسند محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح سے مروی ہے اور ائمہ دین اس سند کو فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ کذب ہے۔''الاتقان''میں ہے:واوھی طرقہ طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فان انضم الی ذلک روایۃ محمد بن مروان اسدی الصغیر فھی سلسلۃ الکذب اس کے طرق میں سے کمزور ترین طریق کلبی کا ابوصالح سے اوراس کا ابن عباس سے روایت کرنا اگراس کے ساتھ محمد بن مروان اسدی کی روایت مل جائے تو کذب کا سلسلہ ہے۔

(۴)......اس کے ترجمے میں بھی آریہ نے تحریف کی ہے،عبارت یہ ہے:لتقصیر الشکر علی ما انعم اللہ علیک وعلی اصحابک یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ پراورآپ کے اصحاب پر جو نعمتیں فرمائیں ان کے شکر میں جس قدر کمی واقع ہوئی اس کے لئے استغفار فرمائیں۔

کہاں کمی اور کہاں غفلت،نعمائے الٰہیہ پر ہر فرد بے شمار حقیقۃً غیر متناہی بالفعل ہیں:کما حققہ المفتی ابو السعود فی ارشاد العقل السلیم (جیسا کہ مفتی عبدالسعود نے ارشادالعقل السلیم میں اس کی تحقیق کی ہے)۔قال اللہ عَزَّوَجَلَّ:﴿وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا اوراگراللہ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو گے (النحل:۱۸)﴾۔جب اس کی نعمت کو کوئی گن ہی نہیں سکتا تو ہر نعمت پر پورا شکر کون کرسکتا ہے؟

شکر میں ایسی کمی ہرگز گناہ بمعنی معروف نہیں بلکہ لازمۂ بشریت ہے،نعمائے الٰہیہ ہر وقت ہر لحہ ہر آن ہر حال میں متزائد ہیں خصوصا خاصوں پر،خصوصا اُن پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے پینے سونے میں مشغولی ضرور،اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہی ہیں مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں،اس کی کمی کو تقصیر اوراس تقصیر کو ذنب(گناہ)سے تعبیر فرمایا گیا۔

(۵)......بلکہ خود نفس عبارت گواہ ہے کہ یہ جسے گناہ فرمایا گیا ہرگز حقیقۃً گناہ نہیں،﴿ماتقدم﴾سے کیا مراد لیا،وحی اترنے سے پیشتر

کے،اور گناہ کسے کہتے ہیں؟ مخالفتِ فرمان کو۔اور فرمان کاہے سے معلوم ہوگا؟ وحی سے،تو جب تک وحی نہ اُتری تھی فرمان کہاں تھا، جب فرمان نہ تھا مخالفتِ فرمان کے کیا معنی؟ جب مخالفتِ فرمان نہیں تو گناہ کیسا؟۔

(۶)......جس طرح ﴿ماتقدم﴾ میں ثابت ہولیا کہ حقیقۃً ذنب نہیں، یونہی ﴿ما تاخر﴾ میں نقد وقت ہے قبل ابتدائے نزول فرمان جوافعال جائزہ ہوئے کہ بعد کو فرمان اُن کے منع پر اُترا اور انہیں یونہی تعبیر فرمایا گیا حالانکہ ان کا حقیقۃً گناہ ہونا کوئی معنی ہی نہ رکھتا تھا ،یونہی بعد نزول وحی وظہور رسالت بھی جو افعال جائز فرمائے اور بعد کو اُن کی ممانعت اُتری اُسی طریقے سے ان کو ﴿ماتاخر﴾ فرمایا کہ وحی بتدریج نازل ہوئی نہ کہ دفعۃً۔

(۷)......نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب ،مشرک کاظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نامعتبر تفسیرات کا،ایسا ہی ہے تو وہ لغویات وہزلیات وحشیات کہ ایک مہذب آدمی کو انہیں، بکتے بلکہ دوسرے آدمی سے نقل کرتے عار آئے جو آریہ کے ''ویدوں'' میں اہلی گہلی پھر رہی ہیں اور خود بندگان ''وید'' نے اس کے ترجموں میں وہی حد بھر کے گندے گھناؤنے فحش لکھے اُن سے آریہ کی جان کیونکر چھوٹے گی مثلا: ''یجروید'' میں ''ایشور'' کی بیماری کا حال لکھا کہ بستر پر پڑے پکار رہے ہیں کہ ''او سیکڑوں کی طرح عقل وعلم رکھنے والو! تمہاری سیکڑوں ہزاروں طرح بوٹیاں ہیں ان میں سے میرے شریر کو نروگ کرو،اے اماں جان! تو بھی ایسا ہی کر''۔نیز یہ بھی فرمار ہے ہیں کہ ''اے بوٹیوں کے مانند فائدہ دینے والی دیوی ماتا! میں فرزند تجھکو بہت نصیحت کرتا ہوں''۔ماتا جی کہتی ہیں: ''اے لائق بیٹے! میں والدہ تیرے گھوڑے،گائیں،زمین،کپڑے،جان کی حفاظت وپرورش کرتی تو مجھے نصیحت مت کر''۔اسی ''یجروید'' کے ادھیائے ۳۱ منتر اول میں ''ایشور'' کے متعلق ہے: ''اس کے ہزار سر ہیں،ہزار آنکھیں ہیں،ہزار پاؤں ہیں،زمین پر وہ سب جگہ ہے الٹا سید ھا تب بھی دس انگل کے فاصلے پر ہر آدمی کے آگے بیٹھا ہے''۔نیز ''ویدوں'' میں اس کا نام ''سرو بیا پک'' ہے یعنی وہ ہر جگہ سمایا ہوا،ہر چیز میں رما ہوا،ہر خلا میں گھسا ہوا ہے،ہر جانور کی مقعد،ہر مادہ کی فرج،ہر پاخانہ کی ڈھیری میں، ''ایشور'' ہی ''ایشور'' ہے۔''دیانند'' نے محض زبردستی اُن کی کایا پلٹ کی اور انہیں فحش سے نکالا مگر اور مترجموں کا ترجمہ کہاں مٹ جائے گا،مفسر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں بیان کرتا ہے،ترجمے کی غلطی اگر ہوتی ہے تو دو ایک لفظ کے معنی میں نہ کہ سارے کا سارا کلام محض فحش سے حکمت کی طرف پلٹ دیا جائے اور اگر سنسکرت ایسی ہی پیچیدہ زبان ہے جس کی سطروں کی سطریں چاہے فحش سے ترجمہ کردو خواہ حکمت سے وہ کلام کیا ہوا بھاون متی کا گورکھ دھندا ہوا اور اس کے کسی حرف پر اعتماد ہوسکتا ہے،نہیں معلوم کہ مالا جپی ہے یا گالی بکی ہے۔

(۸)......استدلال بڑی ذمہ داری کا کام ہے،آریہ بیچارہ کیا کھا کر اس سے عہدہ براہ ہوسکتا ہے۔

علم کا قائدہ مسلمہ ہے: ''اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال یعنی جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہوجاتا ہے''۔

سورہ مومن وسورہ محمد کی آیات کریمہ میں کونسی دلیل قطعی ہے کہ خطاب سید عالم ﷺ سے ہے۔سورۂ مومن میں تو اتنا ہے :﴿واستغفر لذنبک﴾ اے دشمن خدا اپنی معافی چاہ، کسی کا خاص نام نہیں،کوئی دلیل تخصیص نہیں،قرآن عظیم تمام جہاں کی ہدایت کے لئے اترا نہ صرف اس وقت کے موجودین بلکہ قیامت تک کے آنے والوں سے وہ خطاب فرماتا ہے: ﴿اقیموا الصلوۃ نماز برپارکھو(بقرۃ:۴۳)﴾،یہ خطاب جیسا کہ صحابۂ کرام کو تھا ویسا ہی ہم سے بھی ہے اور تاقیام قیامت ہمارے بعد آنے والی نسلوں سے بھی ہوگا،اسی طرح فرمایا: ﴿لانذر کم به ومن بلغ تاکہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو پہنچے(الانعام:۱۹)﴾۔کتب فقہ کا قاعدہ ہے کہ خطاب ہر سامع سے ہوتا ہے بداں اسعدک اللہ ﷺ (تو جان لے اللہ ﷺ تجھے سعادت مند بنائے)۔میں کوئی خاص شخص مراد نہیں،خود قرآن میں ہے: ﴿ارایت الذی ینھی عبدا اذا صلی ارایت ان کان علی الھدی او امر بالتقوی کیا تو نے نہ

دیکھا اُسے جو روکتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے، بھلا دیکھو تو اگر وہ بندہ ہدایت پر ہوتا یا پرہیز گاری کا حکم فرماتے (العلق:۹تا۱۱) ﴾۔
ابو جہل نے سید عالم ﷺ کو نماز سے روکنا چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

یہاں بندے سے مراد سید عالم ﷺ ہیں اور غائب کی ضمیر سید عالم ﷺ طرف ہے اور مخاطب کی ہر سامع کی طرف، بلکہ فرماتا ہے: ﴿فما یکذبک بعد بالدین کیا چیز تجھے روز قیامت کے جھٹلانے پر باعث ہو رہی ہے (التین:۷) ﴾۔ یہ خطاب خاص کفار سے ہے بلکہ ان میں بھی خاص منکران قیامت مثل مشرکین، آریہ و ہنود سے، یونہی دونوں سورۂ کریمہ میں کاف خطاب ہر سامع کے لئے ہے کہ اے سننے والے اپنے اور اپنے سب مسلمان بھائیوں کے گناہ کی معافی مانگ۔

(۹)...... بلکہ آیت محمد میں تو صاف قرینہ موجود ہے کہ خطاب سید عالم ﷺ سے نہیں، اس کی ابتداء یوں ہوئی: ﴿فاعلم انه لا اله الا الله واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی اور مسلمان مَردوں اور عورتوں کی معافی چاہ (محمد:۱۹) ﴾۔ تو یہ خطاب اُس سے ہے جو ابھی لا الہ الا اللہ نہیں جانتا ورنہ جاننے والے کو جاننے کو حکم دینا تحصیل حاصل ہے، تو معنی یہ ہوئے کہ اے سُننے والے جسے ابھی توحید پر یقین نہیں کسے باشد توحید پر یقین لا اور اپنے اور مسلمان بھائی کے گناہ کی معافی مانگ، تتمہ آیت کریمہ میں اس عموم کو واضح فرمادیا: ﴿واللہ یعلم متقلبکم ومثوکم اور اللہ جانتا ہے جہاں تم سب لوگ کروٹیں لے رہے ہو اور جہاں تم سب کا ٹھکانہ ہے (محمد:۱۹) ﴾۔ اگر ﴿فاعلم﴾ میں تاویل کی تو ﴿ذنبک﴾ میں تاویل سے کون مانع ہے؟، اور اگر ﴿ذنبک﴾ میں تاویل نہیں کرتا تو ﴿فاعلم﴾ میں تاویل کیسے کرتا ہے؟، دونوں پر ہمارا مطلب حاصل، اور مدعی معاند کا استدلال زائل۔

(۱۰)...... دونوں آیۂ کریمہ میں صیغہ امر اور امر انشاء ہے اور انشاء وقوع پر دال نہیں تو حاصل اس قدر کہ بفرض وقوع استغفار واجب، نہ کہ معاذ اللہ واقع ہوا، جیسے کسی سے کہنا: ''اکرم ضیفک یعنی اپنے مہمان کی عزت کر'' اس سے یہ مراد نہیں کہ اس وقت کوئی مہمان موجود ہے نہ یہ خبر ہے کہ خواہی نخواہی کوئی مہمان آئیگا ہی بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ اگر ایسا ہو تو یوں کرنا۔

(۱۱)...... ذنب معصیت کو کہتے ہیں اور قرآن کریم کے عرف میں اطلاق معصیت عمد ہی سے خاص نہیں، قال ﷻ: ﴿وعصی آدم ربه آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی (طٰہٰ:۱۲۱) ﴾ حالانکہ خود فرماتا ہے: ﴿فنسی ولم نجدله عزما آدم بھول گیا ہم نے اس کا قصد نہ پایا (طٰہٰ:۱۱۵) ﴾۔ لیکن سہو نہ گناہ ہے نہ اس پر مواخذہ، خود اللہ نے بندوں کو یہ دعا تعلیم فرمائی: ﴿ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چُوکیں (البقرۃ:۲۸۶) ﴾۔

(۱۲)...... جتنا قُرب زائد اُسی قدر احکام کی شدت زیادہ ہوتی ہے، بادشاہ جبار جلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سُن لے گا جو برتاؤ گوارا کرے گا، ہرگز شہریوں سے پسند نہ کریگا شہریوں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء، ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے، اس لئے وارد ہوا: ''حسنات الابرار سیئات المقربین نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربین کے حق میں گناہ ہیں''۔ وہاں ترکِ اَولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں ہے۔

(۱۳)...... آریہ بیچارے جن کے باپ دادا نے بھی کبھی عربی کا نام نہ سُنا، اگر نہ جانے تو ہر ادنیٰ طالب علم جانتا ہے کہ اضافت کے لئے ادنیٰ ملابست بس ہے بلکہ یہ عام طور پر فارسی، اردو، ہندی سب زبانوں میں رائج ہے، مکان کو جس طرح اس کے مالک کی طرف نسبت کریں گے یونہی کرایہ دار کی طرف، یونہی جو عاریت لے کر بس رہا ہے، اس کے پاس جو ملنے آئے گا یہی کہے گا کہ ہم فلانے کے گھر گئے تھے بلکہ پیمائش کرنے والے جن کھیتوں کو ناپ رہے ہوں ایک دوسرے سے پوچھے گا تمہارا کھیت کے جریب ہوا، یہاں نہ ملک، نہ اجارہ، نہ عاریت، اور

اضافت موجود ہے، یونہی بیٹے کے گھر سے جو چیز آئے گی باپ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں سے یہ عطا ہوا تھا، تو ﴿ذنبک﴾ سے مراد اہلبیت کی لغزشیں ہیں، اور اس کے بعد ﴿للمومنین وللمومنت﴾ تعمیم بعد تخصیص ہے، یعنی شفاعت فرمائیے اپنے اہل بیت کرام اور سب مَردوں عورتوں کے لئے۔ اب آریہ کے اُس جنون کا بھی علاج ہوگیا کہ پیروؤں کا ذکر تو بعد کو موجود ہے تعمیم بعد تخصیص کی مثال خود قرآن میں موجود ہے: ﴿رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین والمومنت اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ آیا اور سب مسلمان مَردوں اور عورتوں کو (نوح:۲۸)﴾۔

(۱۴)......اسی وجہ پر آیت کریمہ سورۂ فتح میں لام ﴿لک﴾ تعلیل کا ہے اور ﴿ماتقدم من ذنبک﴾ تمہارے اگلوں کے گناہ، یعنی سیدنا عبداللہ اور سیدہ بی بی آمنہ سے منتہائے نسب کریم تک تمام آباؤ اجداد وامہات طیبات باستثناء انبیاء کرام مثل آدم علیہ السلام وشیث علیہ السلام ونوح علیہ السلام وخلیل علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام، اور ﴿ماتاخر﴾ تمہارے پچھلے اہلبیت وامت مرحومہ، تو حاصل آیت کریمہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لئے فتح مبین فرمائی تاکہ اللہ عزوجل تمہارے سبب سے بخش دے، تمہارے علاقہ کے سب اگلوں پچھلوں کے گناہ، والحمدللہ رب العالمین۔

(۱۵)......﴿ما تقدم من ذنبک وما تاخر (الفتح:۲)﴾ سے قبل وبعد نزول وحی کا ارادہ جس طرح عبارتِ تفسیر میں مصرح تھا، آیت میں قطعاً محتمل، اور ہم ثابت کر چکے کہ اب حقیقتِ ذنب خود مندفع، وللہ الحمد وصلی اللہ تعالی علی شفیع المذنبین وبارک وسلم الی یوم الدین وعلی آله وصحبه اجمعین، والله تعالی اعلم۔

(الفتاوی الرضویه مخرجه، رساله:اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفی والال والاصحاب، عقیدۂ عاشر، ج۲۹، ص۳۹۴وغیره)

فتنہ پروروں سے پناہ مانگنے کا بیان:

۵...... ہر دور میں ضدی، ہٹ دھرم، فتنہ پرور اور جھگڑالو قسم کے لوگ ہوتے رہے ہیں، جو دین کے معاملے میں اپنی من مانی بات داخل کرتے ہیں، ایک مسئلہ قرآن میں دیکھ لیا تو اس موضوع پر تمام مسائل کو اُسی پر قیاس کرتے ہیں، ماضی میں کفارِ مکہ نے انہی صفات کے باعث حسد کرتے ہوئے اپنے ہی ہاتھوں ہلاکت مول لی۔ کسی انسان کو قتل کر دیا جائے تو اسلامی قوانین میں قصاص، دیت اور معاف کر دینے کا حکم ہے اور اگر ہمارے ملکِ پاکستان کا معاملہ ہو تو آئے دن کتنے قتل ہو جاتے ہیں کوئی کسی کو پوچھنے والا نہیں، ایک طرف اتنے قتل کہ روزانہ بے گناہ شہریوں کی لاشیں ہماری نگاہوں کے سامنے دکھائی دیتی ہیں لیکن یہ قتل اُس فتنہ سے کم ہیں جس سے بچنے کا ہمیں حکم ہے، کسی کا ناحق قتل کرنا یقیناً جرم ہی ہے لیکن فتنہ کرنا اس سے بڑا جرم ہے۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا: ﴿الفتنة اشد من القتل (بقرة:۱۱۹)﴾۔

☆......حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنونجار کے ایک باغ میں خچر پر سوار ہو کر جا رہے تھے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اچانک وہ خچر مبارک لڑکھڑایا، پس قریب تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا دیتا، وہاں پر چھ یا چار یا پانچ قبریں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''ان قبر والوں کو کون پہچانتا ہے؟'' ایک شخص نے کہا: میں پہچانتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''یہ کب مرے تھے''؟ اس نے کہا: یہ زمانہ شرک میں مرے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان کی قبروں میں آزمائش ہوتی ہے، پس اگر تم دہشت کی وجہ سے مُردوں کو دفن کرنا نہ چھوڑتے تو میں تم کو بھی عذابِ قبر کی وہ آوازیں سنوا دیتا جو میں سُن رہا ہوں''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا: ''ظاہری وباطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرو''، مسلمانوں نے کہا: ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ عزوجل کی پناہ طلب کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ طلب کرو''، مسلمانوں نے کہا: ہم دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ

طلب کرتے ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة، باب: عرض مقعد الميت،رقم: (۷۱۰۷)/۲۸۶۷،ص ۱٤٠٤)

اغراض:

جمع شاھد: اور یہ بھی درست ہے کہ جمع شہید ہو، بطور دلیل اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿فکیف اذ جئنا من کل امة بشھید (النساء:٤١)﴾۔ **وھم الملائکة:** یعنی حضرات انبیائے کرام ومومنین، ملائکہ سے مراد کراما کاتبین ہیں، یہ وہی گواہی دینگے جوانہوں نے مشاہدہ کیا ہے اور حضرات انبیائے کرام قیامت کے دن اپنی امت کے اعمال واحوال کی گواہی دیں گے، اور مومنین امتِ محمدیہ کی گواہی دیں گے اور باقی امتوں کی بھی گواہی دیں گے۔

لو اعتذروا: آیت کا تقاضا یہ ہے کہ ظالمین معذرت پیش کریں گے لیکن انہیں ان کی معذرت کام نہ دے گی، پس اس آیت اور دوسری آیت: ﴿ولا یؤذن لھم فیعتذرون (المرسلات:٢٦)﴾ میں کچھ ٹکراؤ پایا جارہا ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ فرض کرلیا جائے کہ ظالمین کو ان کی معذرت کام نہ دے گی کا معنی یہ ہے کہ آیت کا حکم فرض اور تقدیر کے اعتبار سے ہے۔

من بعد موسی: یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول تک، پس حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ ﷻ نے انجیل مقدسہ عطا فرمائی، جس میں توریت کے بعض احکام کی منسوخیت کا بیان ہے۔

ھادیا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ھدی﴾ حال ہے ﴿الکتاب﴾ سے اور اسی طرح اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وذکری﴾۔

وھو من بعد الزوال: چار نمازیں مراد ہیں، ظہر، عصر، مغرب، عشاء، اور اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿والابکار﴾ مراد نماز فجر ہے اور یہ صبح کے وقت میں ایک ہی نماز ہے، اسی لئے مفسر نے "الصلوات الخمس" فرمایا۔

فھم کالاعمی: یعنی کافر اندھے ہیں، اور اس جملے کا عطف اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وما یستوی الاعمی...... الخ﴾ پر ہے۔

ای تذکرھم قلیلا: اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿قلیلا﴾ بر بنائے حال کے منصوب ہے، اور خبر محذوف ہے، تقدیر کلام یوں ہے: "یحصل حال کونہ قلیلا"۔

بھا: یعنی لوگ ہٹ دھرمی اور عناد کی وجہ سے قیامت پر ایمان نہیں لاتے، جب کہ قیامت کے قائم ہونے پر دلیل عقلی وشرعی موجود ہے، اور اللہ ﷻ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کی دلیل سنت میں بھی موجود ہے کیونکہ رسول کریم ﷺ نے ہم سے قیام قیامت کا وعدہ فرمایا ہے، اور اگر اس کے خلاف کو مانا جائے تو اللہ ﷻ اور اس کے رسول کی خبروں کو جھوٹ ماننا پڑے گا اور یہ محال ہے۔

صاغرین: یعنی ذلیل ہونگے، پس جو دنیا میں تکبر کرے گا بروز قیامت ذلت کا لباس پہنایا جائے گا اور جو دنیا میں عاجزی اختیار کرے گا اُسے قیامت میں عزت کا لباس پہنایا جائے گا، پس ذلت وانکساری کے باب اللہ ﷻ تک پہنچانے کے لئے عظیم ترین ابواب ہیں، جیسا کہ سیدنا کبیر احمد رفاعی سے حکایت منقول ہے، کہتے ہیں: میں نے اللہ ﷻ کی بارگاہ تک پہنچنے والے ابواب میں باہمی تنگی کا معاملہ پایا ہے، مگر ذلت وانکساری کے باب میں یہ بات نہیں ملتی، وارد ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا: "اے ہمارے رب! تجھ تک کیسے پہنچا جائے؟ جواب دیا اپنے نفس کو محتاج کرلے یا بڑا کرلے"۔ (الصاوی، ج٥، ص ١٩٠ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ علی محمد

رکوع نمبر: ۱۲

﴿الله الذی جعل لکم الیل لتسکنوا فیه والنهار مبصرا ط﴾اِسنَادُ الْاَبصَارِ اِلَیهِ مَجَازِیٌّ لِاَنَّهُ یُبصَرُ فیه﴿ان الله لذوفضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون (۶۱)﴾اللهَ فَلا یُومِنُونَ﴿ذلکم الله ربکم خالق کل شیء وقف لازم لاالہ الاهو ج فانی تؤفکون(۶۲)﴾فَکَیفَ تُصرِفُونَ عَنِ الْاِیمَانِ مع قِیامِ البُرهَانِ ﴿کذلک یؤفک﴾اَی مِثْلَ اَفکِ هٰولاءِ اُفکُ ﴿الذین کانوا بایت الله﴾مُعجِزَاتِه﴿یجحدون (۶۳)الله الذی جعل لکم الارض قرار والسماء بناء﴾سَقفًا﴿وصورکم فاحسن صورکم ورزقکم من الطیبت ط ذلکم الله ربکم صلے ج فتبرک الله رب العلمین (۶۴) هو الحی لاالہ الاهو فادعوه﴾اُعبُدُوهُ﴿مخلصین له الدین ط﴾مِنَ الشِّرکِ﴿الحمد لله رب العلمین(۶۵) قل انی نهیت ان اعبد الذین تدعون﴾تَعبُدُونَ﴿من دون الله لما جاء نی البینت﴾دَلَائِلُ التَّوحِیدِ﴿من ربی وامرت ان اسلم لرب العلمین (۶۶) هو الذی خلقکم من تراب﴾بِخَلقِ اَبِیکُم آدَمَ مِنهُ﴿ثم من نطفة﴾مَنِیٍّ﴿ثم من علقة﴾دَمٍ غَلِیظٍ ﴿ثم یخرجکم طفلا﴾بِمَعنی اَطفَالًا﴿ثم﴾یُبقِیکُم﴿لتبلغوا اشد کم﴾تَکَامُلَ قُوَّتِکم مِن ثَلاثِینَ سَنَةً اِلَی الْاَربَعِینَ﴿ثم لتکونوا شیوخا ج﴾بِضَمِّ الشِّینِ وَکَسرِهَا﴿ومنکم من یتوفی من قبل﴾اَی قَبلَ الْاَ شَدِّ والشَّیخُوخَةِ فعلَ ذلکَ بکم لِتَعِیشُوا﴿ولتبلغوا اجلا مسمی﴾وَقتًا مَحْدُودًا﴿ولعلکم تعقلون (۶۷)﴾دَلائِلَ التَّوحِیدِ فَتُومِنُونَ﴿هوالذی یحی ویمیت ج فاذا قضی امرا﴾اَرَادَ اِیجادَ شَیءٍ ﴿فانما یقول له کن فیکون(۶۸)﴾بِضَمِّ النُّونِ وَفَتحِهَا بِتَقدِیرِ اَن اَی یُوجَدُ عَقبُ الْاِرَادَةِ الَّتِی هِیَ مَعنی القَولِ المَذْکُورِ.

﴿ترجمہ﴾

اللہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ اس میں آرام پاؤ......۱......اور دن بنایا آنکھیں کھولتا (نہار کی طرف ابصار کی نسبت مجازی ہے کیونکہ دن میں اشیاء دیکھی جاتی ہیں) بیشک اللہ لوگوں پر فضل والا ہے لیکن بہت آدمی (اللہ ﷻ کا) شکر نہیں کرتے (کہ نتیجے کے طور پر ایمان لے آئیں) وہ ہے اللہ تمہارا رب ہر چیز کا بنانے والا اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو کہاں اوندھے جاتے ہو (یعنی دلیل و حجت قائم ہو جانے کے باوجود ایمان سے کیسے اوندھا گئے ہو؟، انی بمعنی کیف ہے) اسی طرح اوندھے جاتے ہیں (جس طرح یہ لوگ اوندھائے گئے اسی طرح اوندھائے جاتے ہیں) وہ جو اللہ کی آیتوں (یعنی اس کے معجزات) کا انکار کرتے ہیں اللہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین ٹھہراؤ بنائی اور آسمان چھت (بناء بمعنی سقف ہے) اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں اور تمہیں ستھری چیزیں روزی دیں......۲......یہ ہے اللہ تمہارا رب تو بڑی برکت والا اللہ رب سارے جہان کا وہی زندہ ہے اس کے سوا کی بندگی نہیں تو اسے پوجو (ادعوہ بمعنی اعبدوہ ہے) اپنی عبادت کو (شرک سے) خالص کرکے......۳......سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا رب تم فرماؤ میں منع کیا گیا ہوں کہ انہیں پوجوں جنہیں تم پوجتے ہو (تدعون بمعنی تعبدون ہے) اللہ کے سوا جب کہ میرے

پاس روشن دلیلیں (یعنی دلائل توحید) میرے رب کی طرف سے آئیں اور مجھے حکم ہوا کہ رب العالمین کے حضور گردن رکھوں وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا (یعنی تمہارے جدامجد سیدنا آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا) پھر نطفہ (یعنی منی) سے پھر خون کی پھٹک سے (علقة کے معنی جما ہوا خون ہے) پھر تمہیں نکالتا ہے بچہ (طفلا بمعنی اطفالا ہے) پھر (تمہیں باقی رکھتا ہے) کہ اپنی قوت کو پہنچو (تیس تا چالیس سال کے درمیان تمہاری قوت وطاقت کامل ہوجائے) پھر اس لیے کہ بوڑھے ہو......(شیوخا شین مضمومہ ومکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور تم میں کوئی اٹھالیا جاتا ہے پہلے ہی (بھری جوانی اور بڑھاپے آنے سے پہلے ہی، یہ تمہارے ساتھ کیا جاتا ہے) اور اس لیے کہ تم ایک مقررہ وقت پہنچو (یعنی وقت محدود تک، مسمی بمعنی محدود ہے) اور اس لیے کہ (دلائل توحید کو) سمجھو (اور سمجھ کر ایمان لے آؤ) وہی ہے کہ جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب کوئی حکم فرماتا ہے (یعنی کسی چیز کی ایجاد کا اردہ فرماتا ہے) تو اس سے یہی کہتا ہے ہوجا جبھی وہ ہوتا ہے (فیکون یہ نون مضمومہ کے ساتھ نیز ان مقدرہ کی وجہ نون مفتوحہ کے ساتھ ہے یعنی ارادہ الہیہ جو بمعنی قول مذکور ہے اس کے بعد وہ شے وجود میں آجاتی ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الله الذی جعل لکم الیل لتسکنوا فیه والنهار مبصرا﴾۔

الله: مبتدا، الذی: موصول، جعل لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، الیل: ذوالحال، لام: جار، تسکنوا فیه: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، النهار: ذوالحال، مبصرا: حال، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الله لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرونo﴾۔

ان الله: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ذو: مضاف، فضل علی الناس: شبہ جملہ مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لکن اکثر الناس: حرف مشبہ واسم، لا یشکرون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلکم الله ربکم خالق کل شیء لا اله الا هو فانی تؤفکونo﴾۔

ذلکم: مبتدا، الله: خبر اول، ربکم: خبر ثانی، خالق کل شیء: خبر ثالث، لا: نفی جنس، اله: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، هو: مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم، "موجود" خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ خبر رابع، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، انی: بمعنی کیف حال مقدم، تؤفکون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک یؤفک الذین کانوا بایت الله یجحدونo﴾۔

کذلک: ظرف مستقر "افکا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، یؤفک: فعل مجہول، الذین: موصول، کانوا: فعل ناقص بااسم، بایت الله یجحدون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الله الذی جعل لکم الارض قرارا والسماء بناء وصورکم فاحسن صورکم ورزقکم من الطیبت﴾۔

الله: مبتدا، الذی: موصول، جعل لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، الارض قرارا: معطوف علیہ، والسماء بناء: معطوف، ملکر مفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، صورکم: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، احسن صورکم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، رزقکم من الطیبت: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلکم الله ربکم فتبرک الله رب العلمینo﴾۔

ذلکم: مبتدا، الله: خبر اول، ربکم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، تبرک: فعل، الله: موصوف، رب العلمین: صفت، ملکر

فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿هو الحي لا اله الا هو فادعوه مخلصين له الدين الحمد لله رب العلمين٥﴾.

هو: مبتدا، الحي: خبر اول، لا اله الا هو: جملہ اسمیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، ادعوه: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال، مخلصين له الدين: شبہ جملہ حال، ملکر فاعل، ہ: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، الحمد: مبتدا، لام: جار، الله: موصوف، رب العلمين: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل اني نهيت ان اعبد الذين تدعون من دون الله لما جاء ني البينت من ربي وامرت ان اسلم لرب العلمين٥﴾.

قل: قول، اني: حرف مشبہ واسم، نهيت: فعل مجہول با نائب الفاعل، ان: مصدریہ، اعبد: فعل با فاعل، الذين تدعون: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من دون الله: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، لما: بمعنی حین مضاف، جاء ني البينت من ربي: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، امرت ان اسلم لرب العلمين: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿هو الذي خلقكم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم يخرجكم طفلا﴾.

هو: مبتدا، الذي: موصول، خلقكم: فعل با فاعل ومفعول، من تراب: جار مجرور معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، من نطفة: جار مجرور معطوف اول، ثم: عاطفہ، من علقة: جار مجرور معطوف ثانی، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، يخرج: فعل بافاعل، كم: ضمیر ذوالحال، طفلا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم لتبلغوا اشدكم ثم لتكونوا شيوخا﴾.

ثم: عاطفہ، لام: جار، تبلغوا اشدكم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لام: جار، تكونوا شيوخا: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف مستقر "يبقيكم" فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "خلقكم" پر معطوف ہے۔

﴿ومنكم من يتوفى من قبل ولتبلغوا اجلا مسمى ولعلكم تعقلون٥﴾.

و: مستانفہ، منكم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، يتوفى: فعل مجہول با نائب الفاعل، من قبل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لام: جار، تبلغوا اجلا مسمى: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "نفعل" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لعلكم: حرف مشبہ واسم، تعقلون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هو الذي يحي ويميت فاذا قضى امرا فانما يقول له كن فيكون٥﴾.

هو: مبتدا، الذي يحي ويميت: موصول صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، قضى امرا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انما: حرف شبہ وما کافہ، يقول له: قول، كن: فعل امر تام بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، يكون: فعل مضاف تام بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مبتدا محذوف "هو" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... قل اني نهيت ان اعبد الذين...... ☆ کفار نابکار نے براہ جہالت وگمراہی اپنے دین باطل کی طرف حضور پرنور ﷺ کو دعوت دی تھی اور آپ سے بت پرستی کی درخواست کی تھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رات میں عبادت اور معصیت والے:

لِ......بعض لوگ رات کوآرام کرکے بھی عبادت میں گزارتے ہیں، مثلا رات کوسونے سے پہلے یہ نیت کرتے ہیں کہ مجھے صبح فجر میں اٹھنا ہے اور اس مقصد کے پانے کے لئے، عبادت پر قوت حاصل کرنے کی نیت سے آرام کرتا ہے، ساتھ ہی قرآن پرعمل کرنے کی نیت بھی ہوتو سونے پرسُہاگہ ہوجائے۔ اسلاف میں سے اکثر کا یہی عمل تھا کہ وہ رات کو اُٹھ کر اللہ ﷻ کی عبادت کیا کرتے تھے ، روزانہ آٹھ رکعات نماز تہجد سید عالم ﷺ سے ثابت ہے، صحابہ کرام میں سے بھی اکثر رات میں عبادت کرتے تھے چنانچہ منقول ہے:

☆......حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ ﷻ کے محبوب، دانائے غیوب ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا: ''مَتٰی تُوتِرُ یعنی کس وقت وتر ادا کرتے ہو؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اُوتِرُ مِنْ اَوَّلِ اللَّیلِ یارسول اللہ یعنی میں رات کے اول حصے میں پڑھ لیتا ہوں''۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے یہی استفسار فرمایا تو انہوں نے جواب دیا: ''آخِرَ اللَّیلِ یارسول اللہ یعنی رات کے آخر وقت میں اے اللہ کے رسول ﷺ''۔ پھر آپ ﷺ نے صدیق اکبر کے لئے ارشاد فرمایا: ''اَخَذَ ھٰذَا بِالْحَزْمِ یعنی انہوں نے احتیاط پر عمل کیا'' اور فاروق اعظم کے لئے فرمایا: ''اَخَذَ ھٰذَا بِالْقُوَّۃِ یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے یہ طریقہ قوت کی بناء پر اختیار کیا ہے''۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب الوتر قبل النوم، رقم: ۱۴۳۴، ص ۱۷۰ بتغیر قلیل)

بزرگانِ دین میں سے بھی کئی ہستیاں ایسی گزری ہیں جنہوں نے عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا فرمائی، خود سیدی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا راتوں کو جاگ کر یادِ الٰہی کرنا ثابت، امام اعظم ابوحنیفہ نے بھی راتیں عبادت میں گزاریں۔ لیکن جوں جوں دنیاوی اعتبار سے زمانہ ترقی کرتا گیا توں توں اُخروی لحاظ سے تنزلی کا سلسلہ بڑھتا گیا تاہم اب موجودہ دور میں اگرچہ اکابرین راتوں کو عبادت میں گزارتے ہیں اور ان کے خاص مریدین بھی اپنی راتوں کو نیکیوں میں بسر کرتے ہیں لیکن ان کی تعداد کم اور انتہائی کم ہے۔ اکثریت کا حال یہ ہے کہ دن میں یادِ الٰہی نہیں کرتے، رات میں کیسے کریں گے؟ فرائض کا خیال نہیں کرتے تو مستحبات کا اہتمام کیسے ہوسکے گا؟ رات کا طویل حصہ نافرمانی میں گزار دیا جاتا ہے جب کہ اللہ ﷻ کی رحمت کی برسات ہوتی ہے بندہ گناہ میں مصروف ہوتا ہے اور جب رزق کے تقسیم کا وقت ہوتا ہے تو نماز فجر قضاء کرکے خواب خرگوش کے مزے لے رہا ہوتا ہے۔ ایسوں کو سید عالم ﷺ کے ان فرامین سے ڈرنا چاہیے:

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب میری امت پندرہ قسم کے کام کرے گی تو اس پر بلائیں اور مصائب نازل ہونگے''، صحابہ نے پوچھا وہ پندرہ کام کون سے ہیں؟ فرمایا: ''جب مال غنیمت کو ذاتی دولت بنایا جائے گا، جب امانت کے مال کو غنیمت سمجھ لیا جائے گا، زکوۃ کو تاوان سمجھا جائے گا، مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا، اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے دوست کے ساتھ نیکی کرے گا، اپنے باپ کے ساتھ بدی کرے گا، مساجد میں شور کیا جائے گا، رذیل (گھٹیا) آدمی کو قوم کا سردار بنایا جائے گا، کسی شخص کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جائے گی، انگور کی شراب پی جائے گی، ریشم پہنا جائے گا، اور اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو بُرا کہیں گے تو ان کاموں کے وقت سرخ آندھیوں اور زمین میں دھنسائے جانے اور مسخ کئے جانے کا انتظار کرو''۔ (سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب: ما جاء فی علامۃ حلول المسخ والخسف، رقم: ۲۲۱۷، ص ۶۴۵)

☆......ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت ضرور خمر (انگور کی شراب) کا نام بدل کر پیتی رہے گی اور اس کے سروں پر آلات موسیقی بجتے رہیں گے اور گانے والیاں گاتی رہیں گی حتی کہ اللہ ﷻ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور انہیں بندر وخنزیر بنادے گا''۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب: العقوبات، رقم: ۴۰۲۰، ص ۶۶۴)

چار قسم کی نعمتوں کا ذکر:

۲......متذکرہ آیت میں اللہ ﷻ نے چار نعمتوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا: ﴿اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا والسماء بناء وصورکم فاحسن صورکم ورزقکم من الطیبت ...... الخ (مومن:٦٤)﴾۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں: جس اللہ ﷻ نے تمہارے لئے زمین کو جائے قرار بنایا اور آسمان کو بطور چھت تم پر سائبان کیا، اور تمہیں حسین صورت سے مزین کیا یعنی اس نے تمہاری تخلیق ایسی فرمائی کہ تمہارے قدم سیدھے بنائے، جلد صاف اور رنگت ستھری رکھی، ابن آدم کو سیدھا اور معتدل بنایا اور اپنے ہاتھ سے کھانا لیتا اور پیتا ہے اور دوسرے اپنے مونھ سے کھانا پکڑتے ہیں۔ اور اس نے تمہیں کھانے کے لئے پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں، یعنی طرح طرح کے لذیذ کھانے عطا کئے۔ (المظھری، ج٦، ص٢١٨)

مشغولیتِ قرآن وذکر الٰہی افضل ہے یا دعا کرنا؟

۳......ہم اس موضوع پر احادیث پیش کرتے ہیں، اہل علم اپنی علمی استطاعت کے مطابق رائے قائم کریں:

☆......حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو قرآن اور میری یاد نے مجھ سے سوال کرنے سے باز رکھا اس کو میں سوال کرنے سے افضل عطا فرماؤں گا اور اللہ ﷻ کے کلام کی باقی کلاموں پر فضیلت ایسی ہے جیسے اللہ ﷻ کی تمام مخلوق پر فضیلت ہے''۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب: ما جاء کیف کانت قرائۃ النبی ﷺ، رقم: ٢٩٢٦، ص ٨٢٩)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھا اس کے تمام گناہ مٹا دیئے جائیں گے، خواہ اس کے گناہ سمندر کے جھاگ سے زیادہ ہوں''۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب: فضل التسبیح، رقم: ٦٤٠٥، ص ١١١٢)

سید عالم ﷺ پر بڑھاپے کے آثار کے معانی ومطالب:

۴......جان لو کہ اللہ ﷻ انسانی عمر کو تین مراتب میں تقسیم کیا: (۱)......اس کا بچپن، (۲)......اس کی جوانی، (۳)......اس کا بڑھاپا، اور یہ ترتیب عقلی لحاظ سے بھی صحیح ترین ہے، اور اس لئے کہ انسان اپنی ابتدائی عمر میں نو پید، کمسن، شیر خوار ہوتا ہے اسی لئے اسے ''طفل'' کہتے ہیں، اور جب یہی کمسن و نو پید اپنی جوانی کو پہنچتا ہے اور ایسی عمر کو پہنچتا ہے جس میں اُسے کسی قسم کی کمزوری نہیں ہوا کرتی پس اسے ''جوان'' کہتے ہیں: ﴿لتبلغوا اشدکم (الحج:٥)﴾ میں اسی جانب اشارہ ہے، پھر جب جسم میں کمزوری وضعف آنے لگے اور ظاہری اعضاء میں نقص پیدا ہونے لگے تو اسے بڑھاپا کہتے ہیں: ﴿ثم لتکونوا شیوخا (مومن:٦٧)﴾ سے اسی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے۔ اب یہ حالات تو عام انسانوں کے ہیں، کیا سید عالم ﷺ کی ذات میں بھی یہی عام عوارض بشریہ پائے جاتے ہیں؟ کیا کائنات میں تخلیق کے اعتبار سے سب سے عمدہ تخلیق یعنی سید عالم ﷺ کی ذات مبارک نشان میں بھی یہی عوارض پائے گئے؟ کیا انہیں بھی عام لوگوں کی طرح ضعف و نقص نے مجبور و بے بس کر دیا؟

ہم کہتے ہیں کہ جہاں تک طاقت وقوت کی بات ہے تو سید عالم ﷺ میں قوت عام لوگوں کے اعتبار سے کئی گناہ زیادہ تھی، رخصتی کے وقت بی بی عائشہ طیبہ طاہرہ کی عمر مبارک فقط نو سال اور دنیاوی گنتی کے اعتبار سے ہجرت کا پہلا سال رخصتی کا سال بنا، اس وقت سید عالم ﷺ کی ظاہری عمر مبارک تقریباً ۵۳ سال کے آس پاس تھی کیونکہ آپ ﷺ کا انتقال پُر ملال ہجرت کے گیارہویں سال میں ہوا ہے۔ خیر یہ سب سے آخری زوجہ تھیں جنہیں سید عالم ﷺ نے اپنی زوجیت سے مشرف فرمایا۔ طاقت وقوت کتنی تھی، اس کا اندازہ درج ذیل حدیث واقوال شارحین سے لگائیں:

☆.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ دن ورات کی ایک ساعت میں تمام ازواج کو مشرف فرماتے تھے اور وہ گیارہ تھیں، قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ اس کی طاقت رکھتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم یہ باتیں کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو تیس مَردوں کی طاقت دی گئی تھی۔ (صحیح البخاری کتاب الغسل، باب اذا جامع ثم عاد، رقم: ۲۶۸، ص۴۸)

علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ایک روایت کے مطابق سید عالم ﷺ کے کل پندرہ نکاح ہوئے اور گیارہ عورتوں سے رخصتی ہوئی جن میں سے آپ ﷺ کی وفات کے وقت نو ازواج حیات تھیں، اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ چالیس عورتوں کی طاقت رکھتے تھے۔ حلیہ میں ہے کہ آپ ﷺ کو چالیس جنتی مَردوں کی طاقت تھی، اور امام احمد، نسائی اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ ایک جنتی مرد کھانے پینے، جماع کرنے اور شہوت میں ایک سو دنیاوی مَردوں کی طاقت رکھتا ہے۔ اس حساب سے ہمارے نبی پاک ﷺ چار ہزار مَردوں کی طاقت رکھتے تھے۔

(فتح الباری، کتاب الغسل ،باب اذا جامع ثم عاد، رقم ۲۶۸، ج۱، ص ۴۹۷)

جہاں تک اُن احادیث کا تعلق ہے کہ جس میں سید عالم ﷺ کا فرمان کہ مجھے فلاں سورۃ نے بوڑھا کر دیا تو اس سے سید عالم ﷺ کے خوف خدا کا حال معلوم ہوتا ہے کیونکہ سید عالم ﷺ نے خوف خدا کے باعث اور امت کی تعلیم کی خاطر اس طرح کے کلمات بیان فرمائے ہیں، درج ذیل میں دو احادیث بیان کرتے ہیں جن سے خوف خدا کا حال بھی معلوم ہوگا اور ظاہری بڑھاپے کے احوال کا بھی تدارک ہو جائے گا کہ بظاہر ۶۳ سال کی عمر پاک ہے لیکن قوت وطاقت اور سفیدی وہ نہیں جو اس عمر میں عام لوگوں کی ہوا کرتی ہے:

☆.....حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ بوڑھے ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے سورۂ ھود، الواقعہ، المرسلات، عم یتسائلون، اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا"۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن،باب: ومن سورة الواقعة، رقم: ۳۳۰۸،ص ۹۴۶)

☆.....حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کی داڑھی اور سر کے بالوں میں بیس بال سے بھی کم سفید تھے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب:ما جاء فی مبعث ،رقم:۳۶۴۳،ص ۱۰۳۸)

اغراض:

مجازی: اللہ عزوجل نے ﴿مبصرا﴾ کی نسبت ﴿النهار﴾ کی جانب فرمائی، یہ نسبت مجازی اور عقلی ہے جس طرح سایہ کی نسبت دن کی جانب کی جاتی ہے۔ **اعبدوا:** اس بارے میں دو تفاسیر ہیں، جس میں سے ایک قول گزر چکا ہے، اور دوسری تفسیر کا ارادہ کرنا درست ہے اور مراد اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سوال وگریہ وزاری کرنا ہے، معنی یہ ہے کہ جب تم جانتے ہو کہ اللہ عزوجل مالک الملک ہے اور کائنات میں تصرف کا اختیار اس کے سوا کسی کو (ذاتی) طور پر نہیں، تو اسی کی بارگاہ میں محتاجی کی صورت میں دستِ سوال دراز کرو، کیونکہ دنیا وآخرت کی خیر اللہ عزوجل کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔

دلائل التوحید: یعنی نقلی وعقلی دلائل مراد ہیں۔ **وقتا محدودا:** یعنی موت کا وقت مراد ہے۔

بخلق ابیکم آدم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے اور یہ بھی درست ہے کہ کلام کو ظاہر پر باقی رکھا جائے کیونکہ نطفہ کی اصل بنیاد غذا پر منحصر ہوتی ہے جو کہ مٹی سے وجود میں آتی ہے۔

بمعنی اطفالا: اولی یہ ہے کہ ﴿طفلا﴾ بمعنی "اطفالا" لیا جائے، تا کہ حال وذوالحال میں مطابقت ہو جائے، کیونکہ ﴿طفلا﴾ حال ہے ﴿یخرجکم﴾ کی کاف ضمیر سے، اور حال مفردہ لفظوں میں اور معنی میں جمع ہے، کیونکہ لفظ "الطفل" مذکر ومونث دونوں میں

مستعمل ہے اور مفرد وجمع میں بھی، جیسا کہ ایک مقام پر فرمایا: ﴿او الطفل الذین لم یظھروا (النور:۳۱)﴾۔

عقب الارادة التی ھی معنی القول المذکور: مذکورہ قول کسی قسم کی بھی نئی تخلیق کے معاملے میں جلدی برتنے پر مبنی ہے، معنی یہ ہے کہ کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ بغیر کسی توقف کے جلدی ہو جاتی ہے، اور کلام مفسر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آیت مقدسہ کا معنی یہ ہے کہ: اللہ ﷻ جب کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے ارادہ فرمانے سے ہی وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص۱۹۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

﴿الم ترالی الذین یجادلون فی ایت الله﴾القُران ﴿انی﴾ کیفَ﴿یصرفون (۶۹)﴾عَنِ الْاِیمَانِ﴿الذین کذبوا بالکتب﴾القُرانَ﴿وبما ارسلنا به رسلنا ﻗﻒ﴾مِنَ التَّوحِیدِ والبَعثِ وھم کُفارُ مَکةَ﴿فسوف یعلمون (۷۰)﴾عُقُوبَةَ تَکذِیبِھم﴿اذ الاغلل فی اعناقھم﴾اِذ بمعنی اِذا﴿والسلسل﴾عطفٌ علی الْاَغلالِ فَتَکونُ فِی الْاَعْناقِ او مُبتَداءٌ خَبَرهُ محذُوفٌ ای فِی اَرجُلِھم اوْ خَبَرُه﴿یسحبون (۷۱)﴾ای یُجَرُّونَ بھا﴿فی الحمیم﴾ای جَھنَمَ﴿ثم فی النار یسجرون (۷۲)﴾یُوقَدُونَ﴿ثم قیل لھم﴾تَبکِیتاً﴿این ما کنتم تشرکون (۷۳) من دون اللّٰه﴾مَعَهُ وھِیَ الْاَصنَامُ﴿قالوا ضلوا﴾غابُوا﴿عنا﴾فلا نَرَاھُم﴿بل لم نکن ندعوا من قبل شیئا﴾اَنکَرُوا عِبَادَتَھم اِیاھا ثُمَّ اُحضِرَتْ قَالَ اِنَّکم وما تَعبُدُونَ من دُونِ اللّٰه حَصَبُ جھنم ای وُقُودُھا﴿کذلک﴾ای مِثلَ اَضلالِ ھٰؤلاءِ المُکَذِّبِینَ﴿یضل اللّٰه الکفرین (۷۴)﴾وَیُقَالُ لَھم اَیضا﴿ذلکم﴾العَذَابُ﴿بما کنتم تفرحون فی الارض بغیر الحق﴾مِنَ الْاِشرَاکِ وَاِنکارِ البَعثِ﴿وبما کنتم تمرحون (۷۵)﴾تَتَوَسَّعُونَ فی الفَرَحِ﴿ادخلوا ابواب جھنم خلدین فیھا ج فبئس مثوی﴾ماوٰی﴿المتکبرین (۷۶) فاصبر ان وعد اللّٰه﴾بِعَذَابِھم﴿حق ج فاما نرینک﴾فیهِ اِنَّ الشَّرطِیةُ مُدغَمةٌ ومَا زائِدَةٌ تُؤکِدُ مَعنَی الشَّرطِ اَوَّلُ الفعلِ والنُّونِ تؤکِدُ آخِرَهُ﴿بعض الذی نعدھم﴾به مِنَ العَذَابِ فی حَیاتِکَ وَجَوابُ الشَّرطِ محذُوفٌ ای فَذَاکَ﴿او نتوفینک﴾قَبلَ تَعذِیبِھم﴿فالینا یرجعون (۷۷)﴾فَنُعَذِّبُھم اَشَدَّ العَذَابِ فَالجَوابُ المَذکُورِ لِلمَعطُوفِ فقط﴿ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک﴾رُوِیَ اَنَّهُ تَعَالی بَعثَ ثمانِیةَ آلافِ نَبِیٍّ اَربَعةُ آلافِ نَبیٍّ مِّن بَنِی اِسرائیلَ واَربَعةُ آلافِ نبیٍّ مِّن سائِرِ النّاسِ﴿وما کان لرسول﴾مِنھُم﴿ان یأتی بایة الا باذن اللّٰه﴾لِاَنَّھم عَبِیدٌ مَربُوبُونَ﴿فاذا جاء امر اللّٰه﴾بِنُزُولِ العَذَابِ عَلَی الکفارِ﴿قضی﴾بَینَ الرُّسُلِ وَمُکَذِّبِیھا﴿بالحق وخسر ھنالک المبطلون (۷۸)﴾ای ظَھَرَ القَضَاءُ والخُسرانُ لِلناسِ وَھم خَاسِرُونَ فی کلِّ وقتٍ قبلَ ذالکَ۔

﴿ترجمہ﴾

کیا تم نے نہ دیکھا جو اللہ کی آیتوں (یعنی قرآن پاک) میں جھگڑتے ہیں......! ...... کیسے (انی بمعنی کیف) پھیرے جاتے ہیں (ایمان لانے سے) وہ جنہوں نے جھٹلائی کتاب (یعنی قرآن پاک) اور جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا (عقیدۂ توحید وحشر نشر

جھٹلانے والے کفار مکہ تھے) وہ عنقریب جان جائیں گے (اپنے جھٹلانے کا انجام) جب ان کی گردنوں میں طوق ہوگا (اذ الاغلال میں اذ بمعنی اذا ہے) اور زنجیریں (السلسل کا عطف الاغلال پر ہو تو معنی ہوگا کہ زنجیریں بھی ان کی گردنوں میں ہوں گی یا پھر السلسل مبتدا بن رہا ہے اس کی خبر فی ارجلھم محذوف ہے اس صورت میں معنی ہوگا ان کے پیروں میں زنجیریں پڑی ہونگی یا پھر السلسل مبتدا ہے اور یسحبون خبر ہے بمعنی انہیں زنجیروں کے ساتھ گھسیٹا جائے گا) گھسیٹے جائیں گے کھولتے پانی میں (یعنی جہنم میں) پھر آگ میں دہکائے جائیں گے (یسجرون بمعنی یوقدون ہے) پھر ان سے (بطور زجر) کہا جائے گا کہاں گئے وہ جو تم شریک بناتے تھے اللہ کے مقابل (اس کے ساتھ یعنی بت جنہیں تم اللہ کا شریک کرتے تھے؟) کہیں گے وہ تو ہم سے غائب ہو گئے (ہم انہیں نہیں دیکھ رہے، ضلوا بمعنی غابوا ہے) بلکہ ہم پہلے کچھ پوجتے ہی نہ تھے (وہ اپنے آپ سے بتوں کی پوجا کرنے کا انکار کریں گے، پھر بت حاضر کئے جائیں گے اللہ فرمائے گا ﴿انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم (الانبیاء:۹۸)﴾) اسی طرح (یعنی ان جھٹلانے والوں کو گمراہ کرنے کی طرح) اللہ گمراہ کرتا ہے کافروں کو (اور ان لوگوں سے یہ بھی فرمایا جائے گا) یہ (یعنی یہ عذاب) اس کا بدلہ ہے جو تم زمین میں باطل پر خوش ہوتے تھے (یعنی شرک کرنے اور حشر ونشر و جھٹلانے پر) اور اس کا بدلہ ہے جو تم اتراتے تھے (یعنی جو تم گناہوں پر اتراتے تھے) جاؤ جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنا تو کیا ہی برا ٹھکانا مغروروں کا تو تم صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ (کفار پر عذاب آنے کا) سچا ہے تو اگر ہم تمہیں دکھا دیں (فامامیں ان شرطیہ ہے جس کا ما زائد میں ادغام کیا گیا ہے، یہ ما زائدہ اول فعل میں معنی شرط کو موکد کر رہا ہے اور نون تاکید آخر فعل میں تاکید پیدا کر رہا ہے) کچھ وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی عذاب آپ کی حیات مبارکہ میں، اس کا جواب شرط فذاک محذوف ہے، بہ ضمیر عائد الی الموصول محذوف ہے) یا تمہیں (ان کو عذاب دینے سے پہلے ہی) وفات دیں بہر حال ہماری ہی طرف پھرنا (پھر ہم انہیں سخت ترین عذاب دیں گے جواب مذکور فقط معطوف کے لیے ہے) اور بیشک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول بھیجے کہ جس میں سے کسی کا حال تم سے بیان فرمایا اور کسی کا احوال نہ بیان فرمایا (مروی ہے اللہ ﷻ نے آٹھ ہزار انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا جن میں سے چار ہزار بنی اسرائیل اور بقیہ چار ہزار انبیاء کرام دیگر لوگوں میں ہوئے......۲......) اور (ان میں سے) کسی رسول کو نہیں پہنچتا کہ کوئی نشانی آئے بے حکم خدا کے (کیونکہ وہ اللہ کے بندے اور مملوک ہیں) پھر جب اللہ ﷻ کا حکم (کفار پر عذاب نازل ہونے کا) آئے گا فیصلہ دیا جائے گا (رسل عظام اور جھٹلانے والوں کے درمیان) حق کے ساتھ اور باطل والوں کا وہاں خسارہ (اللہ کا یہ فیصلہ اور کافر لوگوں کا خسارہ پانے والوں میں ہونا ظاہر ہوگا لیکن اس سے بھی ہر وقت ہر لحظہ خسارہ پانے والے ہی ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم ترا الی الذین یجادلون فی ایت اللہ انی یصرفون ۝﴾.

ھمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل نفی بافاعل، الی: جار، الذین یجادلون فی ایت اللہ: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، انی: اسم استفہام حال مقدم، یصرفون: فعل مجہول واؤ ضمیر ذوالحال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین کذبوا بالکتب وبما ارسلنا بہ رسلنا﴾.

الذین: موصول، کذبوا: فعل بافاعل، بالکتب: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، بما ارسلنا بہ رسلنا: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر ماقبل "الذین یجادلون" سے بدل ہے۔

﴿فسوف یعلمون ۝ اذ الاغلل فی اعناقھم والسلسل یسحبون ۝ فی الحمیم﴾.

ف: عاطفہ، سوف: حرف استقبال، یعلمون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، یسحبون فی الحمیم: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، اذ: مضاف، الاغلل: معطوف علیہ، و: عاطفہ، السلسل: معطوف، ملکر مبتدا، فی اعناقھم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم فی النار یسجرون ○ ثم قیل لھم این ما کنتم تشرکون○ من دون اللہ﴾.

ثم: عاطفہ، فی النار: ظرف لغو مقدم، یسجرون: فعل با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، قیل لھم: قول، این: اسم استفہام خبر مقدم، ما: موصول، کنتم تشرکون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، من دون اللہ: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا ضلوا عنا بل لم نکن ندعوا من قبل شیئا﴾.

قالوا: قول، ضلوا عنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، بل: اضراب، لم نکن: فعل ناقص با اسم، ندعوا: فعل با فاعل، من قبل: ظرف مستقر حال مقدم، شیئا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿کذلک یضل اللہ الکفرین○﴾.

کذلک: ظرف مستقر "اضلالا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، یضل اللہ الکفرین: فعل و فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلکم بما کنتم تفرحون فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تمرحون○﴾.

ذلکم: مبتدا، ب: جار، ما: موصولہ، کنتم: فعل ناقص با اسم، تفرحون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، بغیر الحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، بما کنتم تمرحون: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ادخلوا ابواب جھنم خلدین فیھا فبئس مثوی المتکبرین○﴾.

ادخلوا: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال، خلدین فیھا: شبہ جملہ حال، ملکر فاعل، ابواب جھنم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، بئس: فعل ذم، مثوی المتکبرین: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مبتدا محذوف "ھی" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاصبر ان وعد اللہ حق﴾.

ف: فصیحیہ، اصبر: فعل امر با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا بدا لک منھم مابدا من صد واعوض" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ان وعد اللہ: حرف مشبہ و اسم، حق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿فاما نرینک بعض الذی نعدھم اونتوفینک فالینا یرجعون○﴾.

ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، ما: زائدہ، نرینک: فعل با فاعل و مفعول، بعض: مضاف، الذی نعدھم: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فننتقم منھم اشد الا نتقام" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، نتوفینک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، الینا یرجعون: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ معطوف، ملکر جملہ معطوف۔

﴿ولقد ارسلنا رسلا من قبلک ومنھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک﴾.

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، ارسلنا: فعل با فاعل، رسلا: موصوف، من قبلک: ظرف مستقر صفت اول، منھم: ظرف مستقر

خبر مقدم،من قصصنا علیک: موصول صلہ،ملکر مبتدا موٴخر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،منھم :ظرف مستقر خبر مقدم،من لم نقصص علیک: موصول صلہ،ملکر مبتدا موٴخر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر صفت ثانی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وما کان لرسول ان یاتی بایة الا باذن الله﴾.

و:عاطفہ،ما:نافیہ،کان:فعل ناقص،لرسول:ظرف مستقر خبر مقدم،ان:مصدریہ،یاتی:فعل ھو ضمیر ذوالحال،الا:اداۃ حصر،باذن الله:ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،بایة:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم موٴخر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا جاء امر الله قضی بالحق وخسر ھنالک المبطلون٥﴾.ف:عاطفہ،اذا:ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،جاء امر الله:فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط،قضی:فعل مجہول "ھو" ضمیر ذوالحال،بالحق:ظرف مستقر حال،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،خسر:فعل،ھنالک:ظرف،المبطلون:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

جھگڑنے والے کون تھے؟

۱......ابن سیرین کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی آیات میں جھگڑا کرنے والے تقدیر کا انکار کرنے والے (فرقہ قدریہ) ہیں۔

☆......عقبہ بن عامر جہنی کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب میری امت میں سے اہل کتاب اور اہل اللّین ہلاک کئے جائیں گے"، صحابہ نے پوچھا اہل کتاب سے مراد کون ہیں؟ فرمایا: "وہ لوگ جو کتاب اللہ عزوجل کا علم ہونے کے باوجود اس میں جھگڑتے ہیں"، پھر پوچھا کہ اہل اللّین کون ہیں؟ فرمایا: "جو خواہشات کی پیروی کرتے اور نمازیں ضائع کرتے ہیں"۔ابو قبیل کہتے ہیں: میرا گمان ہے کہ تقدیر کا انکار کرنے والے وہی لوگ ہیں جو اللہ عزوجل کی آیتوں میں بحث کرتے ہیں اور اہل لین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا کوئی امامِ جماعت نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ رمضان کے مہینے کو پہچانتے ہیں۔ (الطبری، الجزء:٢٤،ص ٩٦)

تقدیر کا انکار کرنے والوں سے کس قسم کا تعلق رکھا جائے؟

☆......حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قدریہ (منکرین تقدیر) اس امت کے مجوس ہیں، اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازے میں نہ جاؤ"۔(سنن ابو داؤد، کتاب السنة،باب:فی القدر، رقم:٤٦٩١،ص ٨٧٨)

☆......ابونعیم "حلیة الاولیاء" میں بطریق امام شافعی یحیی بن سلیم نے امام جعفر سے، وہ امام باقر سے، وہ عبداللہ بن جعفر طیار سے، وہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، ایک شخص نے کہ واقعۂ جمل میں امیر المومنین کے ساتھ کھڑے ہوکر عرض کی: یا امیر المومنین! ہمیں مسئلہ تقدیر سے خبر دیجئے، فرمایا: گہرا دریا ہے اس میں قدم نہ رکھ، عرض کی: یا امیر المومنین! ہمیں خبر دیجئے، فرمایا: اللہ عزوجل کا راز ہے زبردستی اس کا بوجھ نہ اٹھا، عرض کی: یا امیر المومنین! ہمیں خبر دیجئے! فرمایا: اگر نہیں مانتا تو ایک امر ہے دو امروں کے درمیان، نہ آدمی مجبور محض ہے نہ اختیار اُسے سپرد ہے، عرض کی: یا امیر المومنین! فلاں شخص کہتا ہے کہ آدمی اپنی قدرت سے کام کرتا ہے اور وہ حضور میں حاضر ہے۔ مولی علی نے فرمایا: میرے سامنے لاؤ، لوگوں نے اُسے سامنے لاکھڑا کیا، جب امیر المومنین نے اُسے دیکھا تیغ مبارک چار انگلی کے قدر نیام سے نکال لی اور فرمایا: کام کی قدرت کا تو خدا کے ساتھ مالک ہے یا خدا سے جدا مالک ہے؟ اور سنتا ہے، خبردار! ان دونوں میں سے کوئی بات نہ کہنا کہ کافر ہوجائے گا اور میں تیری گردن اڑادوں گا، اس نے کہا: یا امیر المومنین! پھر میں کیا کہوں؟ فرمایا: یوں کہہ کہ اس خدا کے دیئے سے اختیار رکھتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو مجھے

اختیار دے، بے اس کی مشیت کے مجھے کچھ اختیار نہیں۔

(الفتاوی الرضویة مخرجه ،رسالہ: ثلج الصدر لایمان القدر، ج۲۹، ص۲۹۸وغیرہ)

حضرات انبیاء ،رسل،صحف اور کتب کی تعداد :

۲......سید عالم ﷺ سے بعض روایات مروی ہیں کہ ان سے حضرات انبیائے کرام کی تعداد کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:''ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار ہیں''۔ (شرح عقائد نسفیه، مبحث:النبوات، ص ۱۳۹)

علامہ عبدالعزیز پرہاروی کہتے ہیں: ابوامامہ ﷺ سے روایت ہے ابوذر ﷺ نے کہا کہ میں نے سید عالم ﷺ سے حضرات انبیائے کرام کی تعداد کے بارے میں استفسار کیا تو فرمایا:''ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں جن میں سے تین سو پندرہ رسل ہیں''،اوراس پر بہت سے اہل علم کا اتفاق ہے،اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ابوذر کہتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ !رسل کتنے ہیں؟فرمایا:''تین سو دس اور کچھ زائد ہیں''۔اسے امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس پر علماء کا جمِ غفیر اتفاق کرتا ہے۔اور ایک روایت میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:''دو لاکھ چوبیس ہزار حضرات انبیائے کرام ہوئے''۔اور راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ حافظ جلال الدین اس روایت سے واقف نہیں ہوئے اور حافظ جلال الدین محلی کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے آٹھ ہزار نبی بھیجے جس میں سے چار ہزار بنی اسرائیل میں سے،چار ہزار دیگر لوگوں میں سے،اور بعض کتب میں ایک ایک ہزار دونوں (بنی اسرائیل اور دیگر لوگوں میں سے) ہونا مراد ہے۔اور امام احمد کی ابوذر ﷺ سے مذکورروایت قابل اعتماد ہے۔ (النبراس، مبحث :النبوات، ص ۲۸۱)

ابو معین نسفی نے اپنی عقائد میں لکھا: اللہ ﷻ نے شیث بن آدم علیہ السلام پر پچاس صحیفے نازل فرمائے،حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس،حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس،اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرعون کے غرق ہونے سے پہلے دس صحیفے نازل فرمائے پھر اللہ ﷻ نے فرعون کے غرق ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا فرمائی،اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل مقدس نازل فرمائی،حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور مقدس کا نزول ہوا اور ہمارے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بجائے حضرت آدم علیہ السلام پر دس صحائف کے نزول کے بارے میں لکھا اور حضرت وہب بن منبہ کہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بیس صحیفے نازل ہوئے اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دس صحائف کا ذکر نہیں کیا اور روایات کے مطابق کتابوں کی کل تعداد ایک سو چار بتائی جاتی ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ کتب کے نازل ہونے کی تعداد کے بارے میں موصول ہونے والی روایت صحیح نہیں ہے اور اس کی سند بھی قوی نہیں ہے۔ (النبراس، مبحث: الکتب المنزلة، ص ۲۹۰)

اغراض:

اذ بمعنی اذا: اس اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے کہ اگر "سوف" مستقبل اور "اذ" ماضی کے لئے ہے تو پھر یہاں ماضی کا مستقبل کے ساتھ تعلق صحیح نہیں ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ "سوف" کا مستقبل میں مستعمل ہونا مجازی نسبت کے اعتبار سے ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ کسی کام کے متحقق اور واقع ہونے کو شامل ہوتا ہے۔

بھا: معنی یہ ہے کہ جہنمیوں کے گلوں میں طوق اور زنجیریں ہونگی، اور انہیں جہنم میں زنجیروں سمیت مونہوں کے بل گھسیٹا جائے گا اور یہ ابتدائی دو اقوال ہیں جب کہ تیسرا قول یہ ہے کہ طوق ان کی گردنوں میں، زنجیریں ان کے پاؤں میں، جنہیں گھسیٹتے ہوئے وہ جہنم میں جائیں گے، اور سارے ہی اقوال درست ہیں۔

ثم احضرت: اس صورت میں آیت مذکورہ ﴿من دون اللہ قالوا ضلوا عنا بل لم نکن ندعوا من قبل شیئا انکم وما

تعبدون...... الخ (مومن:٧٤) اللہ ﷻ کے اس فرمان: ﴿انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم انتم لھا واردون﴾(الانبیاء:٩٨) کی مخالفت کرتا ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دونگا کہ پہلے تو معبودوں نے انہیں گمراہ کیا اور بیزاری ظاہر کردی، پھر حاضر ہونگے اور قریب ہو جائیں گے۔

تتوسعون فی المعاصی: یعنی دنیا میں خوشی کا اظہار کرتے تھے، معصیت، کثرتِ مال، پاکیزہ چیزوں کو ضائع کرنا، پس ''المرح بمعنی الفرح'' ہے، اگرچہ یہ آیت کافروں کی مذمت میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا اطلاق ہر نافرمانی کرنے والے پر ہوتا ہے اور وہ نافرمان اُس سے حصہ پائے گا۔

بعذابھم: وعدہ نبی پاک ﷺ کی مدد کرنے کا، عذاب کی وعید کو وعدے کا نام دیا اس لئے کہ دونوں حقیقت میں ایک ہی ہیں۔

روی: یعنی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے سید عالم ﷺ سے استفسار کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ سے پہلے کتنے حضرات انبیائے کرام دنیا میں تشریف لائے؟ جواب ارشاد فرمایا: ''ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش)، جس میں سے رسل تین سو پندرہ تھے''۔

مربوبون: بمعنی مملوکون ہے، غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر کچھ استطاعت نہیں رکھتا، اور اس جملے میں قریش کا رد ہے جو وہ سید عالم ﷺ کے بارے میں کہا کرتے تھے: ''ہمارے لئے پہاڑ کو سونا بنا دیجئے'' اور اس کے علاوہ بھی کئی امور جس کا بیان سورۃ الاسراء میں ہو چکا ہے۔

ای ظھر القضاء: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ نافرمانوں کو قیامت سے پہلے ہی خسارا اٹھانا پڑے گا؟ میں (علامہ صاوی) اس اعتراض کا جواب یہ دوں گا اس سے مراد وہ امر ظاہر کرنا ہے جو مخفی تھا۔ (الصاوی، ج۵، ص ١٩٥ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿اللہ الذی جعل لکم الانعام﴾قِیلَ الْاِبِلِ ھنا خَاصَّۃً والظَّاھِرُ والْبَقَرُ والغَنَمُ﴿لترکبوا منھا ومنھا تاکلون (٧٩) ولکم فیھا منافع﴾مِنَ الدَّرِّ والنَّسلِ والوَبَرِ والصُّوفِ ﴿ولتبلغوا علیھا حاجۃ فی صدورکم﴾ھِیَ حَمْلُ الْاَثْقَالِ اِلَی البِلادِ﴿وعلیھا﴾فی البَرِّ﴿وعلی الفلک﴾السُّفُنِ فی البَحرِ﴿تحملون (٨٠) ویریکم ایتہ فای ایت اللہ﴾الدَّالَۃِ علٰی وَحْدانِیَّتِہٖ﴿تنکرون (٨١)﴾اِستِفْھامُ تَوبِیخٍ وَتَذْکِیرٍ اَیُّ اَشْھُرٍ من تَانِیثِہٖ﴿افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم ط کانوا اکثرمنھم واشد قوۃ واثارا فی الارض﴾مِن مَصَانِعَ وَقُصُورٍ﴿فما اغنی عنھم ما کانوا یکسبون (٨٢) فلما جاء تھم رسلھم بالبینت﴾المُعجِزاتِ الظَّاھِرَاتِ﴿فرحوا﴾اَیِ الکُفَّارُ﴿بما عندھم﴾اَیِ الرُّسُلِ﴿من العلم﴾فَرِحَ اِستِھزَاءٍ وضَحِکَ مُنکِرِینَ لَہٗ﴿وحاق﴾نَزَلَ﴿بھم ما کانوا بہ یستھزء ون (٨٣)﴾اَیِ العَذابِ﴿فلما راوا باسنا﴾اَی شِدَّۃُ عَذابِنا﴿قالوا امنا باللہ وحدہ وکفرنا بما کنا بہ مشرکین (٨٤) فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راوا باسنا ط سنت اللہ﴾نَصَبُہٗ علَی المَصدَرِ بِفِعلٍ مُقَدَّرٍ مِن لَفظِہٖ﴿التی قد خلت فی عبادہ﴾فِی الْاُمَمِ اَن لا یَنفَعُھُمُ الْاِیمَانُ وَقْتَ نُزُولِ العَذابِ﴿وخسر ھنالک الکفرون (٨٥)﴾تَبَیَّنَ خُسرانُھم لِکُلِّ اَحَدٍ وَھم خَاسِرُونَ فی کُلِّ وَقتٍ قَبلَ ذالکَ۔

﴿ترجمہ﴾

اللہ ہے جس نے تمہارے لیے چوپائے بنائے (ایک قول کے مطابق بالخصوص یہاں انعام سے مراد اونٹ ہے لیکن ظاہر یہ ہے گائے بکری کو بھی شامل ہے) کہ کسی پر سوار ہو اور کسی کا گوشت کھاؤ اور تمہارے لیے ان میں کتنے ہی فائدے ہیں (جیسے ان کا دودھ، اولاد، کھال اور اون......لـ......) اور یہ کہ تم ان کی پیٹھ پر اپنے دل کی مرادوں کو پہنچو (جیسے بھاری سامان ان پر لاد کر دوسرے شہروں کی طرف لے جانا) اور (خشکی میں) ان پر اور (سمندر میں) کشتیوں پر سوار ہوتے ہو (الفلک بمعنی السفن ہے) اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تو اللہ کی کونسی نشانی کا (جو اللہ عزوجل کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی ہے) انکار کرو گے (استفہام توبیخ ہے، ای کا مذکر ہونا اس کے مونث ہونے سے زیادہ مشہور ہے) کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا وہ ان سے بہت تھے اور ان کی قوت اور زمین میں نشانیاں (جیسے کنویں اور محلات وغیرہ......ـــ......) ان سے زیادہ تو ان کے کیا کام آیا جو انہوں نے کمایا تو جب ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے (یعنی ظاہر معجزات لے کر آئے) تو وہ (یعنی کفار) اسی پر خوشی رہے جو ان کے (یعنی رسل کرام کے) پاس تھا یعنی علم (یعنی کفار بطور استہزاء اس پر خوش ہوتے اور اس کا انکار کرتے ہوئے ہنسی کرتے) اور ان پر نازل ہو گیا ہے وہ (یعنی عذاب) جس کی ہنسی بناتے تھے پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی شدت کو دیکھا (بأسنا بمعنی شدۃ عذابنا ہے) بولے ہم ایک اللہ پر ایمان لائے اور جو اس کے شریک کرتے تھے ان سے منکر ہوئے تو ان کے ایمان نے ان کو کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا......ـــ...... اللہ کا دستور (سنۃ اللہ فعل مقدر سن اللہ کا مفعول مطلق بن رہا ہے) جو اس کے بندوں میں گزر چکا (یعنی پچھلی امتوں میں کہ نزول عذاب کے وقت انہیں بھی ان کے ایمان نے کچھ فائدہ نہیں دیا تھا) اور وہاں کافر گھاٹے میں رہے (یعنی ان کا گھاٹے میں ہونا ہر ایک پر ظاہر ہو گیا اور اس سے پہلے بھی وہ ہمہ وقت گھاٹے ہی میں تھے)۔

ترکیب

﴿اللہ الذی جعل لکم الانعام لترکبوا منھا ومنھا تاکلون۝﴾

اللہ: مبتدا، الذی: موصول، جعل لکم الانعام: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، لام: جار، ترکبوا منھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، منھا تاکلون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ("تاکلون" میں نون ضرورۃ رعایت سجع کے تحت حذف نہ ہوا)۔

﴿ولکم فیھا منافع ولتبلغوا علیھا حاجۃ فی صدورکم وعلیھا وعلی الفلک تحملون۝﴾۔

و: عاطفہ، لکم ظرف مستقر خبر مقدم، فیھا: ظرف مستقر حال مقدم، منافع: ذوالحال، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لام: جار، تبلغوا علیھا: فعل بافاعل وظرف لغو، حاجۃ: مفعول، فی صدورکم: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، علیھا: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، علی الفلک: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو مقدم، تحملون: فعل بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ماقبل "لترکبوا منھا" پر معطوف ہے۔

﴿ویریکم ایتہ فای ایت اللہ تنکرون۝﴾۔

و: عاطفہ، یریکم: فعل بافاعل ومفعول، ایتہ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "جعل لکم" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، ای ایت اللہ: مفعول مقدم، تنکرون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم﴾۔

ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اعجزوا" لم یسیروا فی الارض: فعل نفی بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ

معطوف علیہ،ف:عاطفہ،ینظروا:فعل بافاعل،کیف:اسم استفہام خبر مقدم،کان:فعل ناقص،عاقبة الذین من قبلهم: اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جملہ متانفہ۔

﴿کانوا اکثر منهم واشد قوة واثارا فی الارض﴾۔

کانوا: فعل ناقص بااسم،اکثر منهم:شبہ جملہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،اشد:اسم تفضیل با"هو"ضمیر ممیز،قوة:معطوف علیہ،و:عاطفہ،اثارا:موصوف،فی الارض:ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف،ملکر تمیز،ملکر فاعل،منهم:ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿فما اغنی عنهم ما کانوا یکسبونo فلما جاء تهم رسلهم بالبینت فرحوا بما عندهم من العلم﴾۔

ف:عاطفہ،ما اغنی:فعل نفی،عنهم:ظرف لغو،ما کانوا یکسبون:موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،لما:شرطیہ،جاء تهم رسلهم:جملہ فعلیہ شرط،فرحوا:فعل بافاعل،ب:جار،ما عندهم:موصول صلہ،ملکر ذوالحال،من العلم:ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وحاق بهم ما کانوا به یستهزء ونo فلما راوا باسنا قالوا امنا بالله وحده وکفرنا بما کنا به مشرکینo﴾۔

و:عاطفہ،حاق بهم:فعل وظرف لغو،ما:موصولہ،کانوا به یستهزء ون:جملہ فعلیہ صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،لما:شرطیہ،راوا باسنا:جملہ فعلیہ شرط،قالوا:قول،امنا:فعل بافاعل،ب:جار،الله:ذوالحال،وحده:حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،کفرنا:فعل بافاعل،بما کنا به مشرکین:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلم یک ینفعهم ایمانهم لما راوا باسنا سنت الله التی قد خلت فی عباده﴾۔

ف:عاطفہ،لم یک:فعل ناقص بااسم،ینفعهم ایمانهم:فعل ومفعول وفاعل،لما:ظرفیہ بمعنی حین مضاف،راوا باسنا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ،سنت الله:موصوف،التی:موصول،قد خلت فی عباده: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر صفت،ملکر فعل محذوف"احذروا"کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وخسر هنالک الکفرونo﴾۔

و:عاطفہ،خسر:فعل،هنالک:ظرف،الکفرون:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

چوپایوں سے حاصل ہونے والے فوائد:

جانوروں سے حاصل ہونے منافع میں اہم ترین منافع کا ذکر ہم درج ذیل کرتے ہیں:

۱......**بکرا اور بکری کا گوشت:** خون لطیف پیدا کرتا گرم مزاجوں کے موافق غذا ہے،تپ دق اور کمزوری میں اس کی یخنی مفید ہوتی ہے۔ فاضل اطباء کا قول ہے کہ بکری یا بکرے کے جس عضو کو کھایا جائے انسان کے اس عضو کو طاقت حاصل ہوتی ہے۔بکرے کے گوشت کی رنگت گہری سرخ ہوتی ہے،پہاڑی بکرے کا گوشت دیر سے ہضم ہوتا ہے۔بکرے کی گردن اور کندھے کا گوشت بہت طاقتور ہوتا ہے،بکری کا جگر مرگی کے مریضوں کے لئے مفید ہے۔

بھیڑ کا گوشت: گرم تر اور گاڑھا خون پیدا کرتا ہے، اعضاء کو قوت دیتا اور بدن کو فربہ کرتا ہے، چکنا اور چربیلا ہونے کی وجہ سے دیر سے ہضم ہوتا ہے۔

گائے کا گوشت: موادی امراض پیدا کرتا ہے، گنٹھیا اور دیگر دردوں میں نقصان پہنچاتا ہے، اس کا زیادہ استعمال ہونٹوں اور مسوڑھوں کو متورم کردیتا ہے، یونانی اطباء کے نقطۂ نظر سے دیر ہضم، غلیظ اور خراب خون پیدا کرتا ہے، سوداوی امراض کا باعث ہے۔ لیکن حضرات انبیائے کرام میں سے خاص طور پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اسے پسند کیا ہے لہذا سنت ابراہیمی کی نیت سے استعمال کرنے سے کچھ نقصان نہ ہوگا۔

کیا نجات کا تعلق مال واسباب سے ہے؟

۲......لاکھوں لاکھ روپے خرچ کرنے کے بعد بھی بسا اوقات نجات نہیں ملتی، مہلک امراض رگ وپے میں ایسی جگہ کرلیتے ہیں کہ بجائے شفاء کے مرض بڑھتا چلا جاتا ہے اور مریض اپنے مرض سمیت قبر میں جا پہنچتا ہے۔ اور یہ عام مشاہدے کی بات ہے شاید ہی کوئی اس کا انکار کرسکے۔ حسرت بالائے حسرت، جس مال کو کمانے کے لئے حلال وحرام کی پرواہ نہیں کی جاتی، جائز ناجائز طریقے سب ہی اختیار کرلئے جاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی غلام کو کام پر رکھا اور سوچا کہ چھوٹا سا کام کرلے گا تو اسے دو دینار/ درہم دونگا، لیکن اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گھوڑے کی زین چرالی اور بازار میں بیچ ڈالی، بعد میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ بازار میں دو درہم/ دینار کے بدلے زین بیچی گئی ہے تو انہیں افسوس ہوا کہ میں اُسے اتنی ہی رقم حلال طریقے سے دینے والا تھا لیکن اس نے یہی رقم حرام ذریعے سے کمائی ہے۔ خیر یہی مال حرام بیماریوں اور پریشانیوں کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ سمجھنا یہ ہے کہ مال واسباب سے محبت کرکے وقت ضائع نہ کیا جائے، آخرت کے دیرپا آرام کو پیش نظر رکھ کر دنیا کے مال واسباب کی طرف نظر کچھ کم کردی جائے......

ایمان کس وقت کا قابل قبول ہے؟

۳......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل اس وقت تک بندہ کی توبہ قبول نہیں کرتا جب تک غرغرہ موت نہ ہو۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: فضل التوبة والاستغفار، برقم: ۳۵۴۸، ص ۱۰۱۵)

غرغرہ موت اس وقت کو کہتے ہیں کہ جب آدمی کی روح نکل کر حلق تک پہنچ جائے اور اس کو موت کا یقین ہوجائے، یا اسے عذاب نظر آنے لگے، اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

اغراض:

وتذکیرہ اشھر من تانیثہ: یعنی "ای" مذکر ومونث دونوں میں مستعمل ہے لیکن مونث کے مقابلے میں مذکر میں زیادہ مشہور ہے، پس "اية آيات الله" نہ کہا جائے، کیونکہ اس صورت میں اسمائے جامدات کا مذکر ومونث کے مابین تفرقہ لازم آئے گا جو کہ غریب قول ہے، یعنی دونوں میں سے کونسا زیادہ غریب ہے؟۔ **من مصانع:** مراد "اماکن" ہیں، یعنی وہ جگہیں جہاں پانی جمع کیا جاتا ہو۔ **والقصور:** سے مراد بلند عمارتیں ہیں۔ **ای العذاب:** پس اگر ایمان نہ لائے تو انہیں جس عذاب کا وعدہ دیا گیا تھا وہ آلے گا، جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے، اللہ عزوجل نے اہل مکہ کی حکایت بیان فرمائی: ﴿واذ قالوا اللهم ان کان هذا هو الحق من عندک (الانفال: ۳۲)﴾۔ **بفعل مقدر من لفظه:** یعنی اللہ عزوجل نے ان سے پہلے لوگوں کا طریقہ بیان فرمایا۔ **تبین خسرانهم:** جس چیز کا خوف کرتے تھے وہ ظاہر ہوگئی، مراد سوال مقدر "کالذی قبله" کا جواب دینا ہے۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۱۹۷ وغیرہ)

سورة فصلت مكية ثلاث و خمسون آية

سورۃ فصلت مکی ہے اس میں ۵۴ آیات ہیں

تعارف سورۃ فصلت

اس سورت کا دوسرا نام حم سجدۃ ہے، اس میں ۶ رکوع، ۷۹۶ کلمات اور ۳۳۵۰ حروف ہیں۔ اس سورت میں کفار مکہ کے دو اعتراضات جو کہ سابقہ سورتوں میں بھی مذکور ہوئے ان کا خاص طور پر بیان کیا گیا: (۱)...... قرآن کلام الٰہی ہے، یہ بات ان کے ذہن میں آتی ہی نہ تھی، کبھی کہتے کہ یہ خود گھڑ لیا گیا ہے اور کبھی کہتے کہ کسی سے سیکھ لیا ہے اور ہمیں سناتے ہیں، اگرچہ یہ شبہ لغو تھا تاہم ان کے ذہنوں میں راسخ ہو چکا تھا اور انہی شکوک و شبہات نے انہیں ایمان لانے سے روکے رکھا۔ (۲)...... توحید باری کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے، کیونکہ انہوں نے خدا کی خدائی کو کئی معبودان باطل میں تقسیم کر دیا تھا اور اس کی قدرت کے کرشمے ہر سو بکھرے ہیں لیکن انہیں ایمان نہ ملا اور وہ نہ سمجھے۔ اس سورت میں بتایا گیا کہ میرے محبوب ﷺ کے خلاف جو روش تم نے اختیار کی ہے اس کا نتیجہ بہت بھیانک ہوگا، اور تم نشان عبرت بنا دیئے جاؤ گے۔ قیامت کا ذکر کرتے ہوئے انہیں بتایا گیا کہ تم جو کچھ بھی کر رہے ہو تمہارے اعضاء اس پر گواہ ہیں اور یہی اعضاء کل قیامت میں تمہارے جرائم کی گواہی دیں گے۔ اس سورت میں اہل حق کی شان بھی بیان ہوئی اور ان کی استقامت کو قیام قیامت کے لئے دلیل بنا دیا گیا اور فرمایا گیا: ﴿ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون (۳۰) نحن اولياؤكم في الحيوة الدنيا وفي الاخرة ولكم فيها ماتشتهي انفسكم ولكم فيها ما تدعون (۳۱) نزل من غفور الرحيم (۳۲)﴾۔

رکوع نمبر: ۱۵

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿حم (۱)﴾ اللّٰهُ اعلمُ بِمُرَادِهٖ بِذالِكَ ﴿تنزيل من الرحمن الرحيم (۲)﴾ مُبتَدَاءٌ ﴿كتب﴾ خَبَرُهٗ ﴿فصلت ايته﴾ بُيِّنَتْ بِالْاَحكَامِ والقَصَصِ والمَوَاعِظِ ﴿قرانا عربيا﴾ حَالٌ مِن كِتَابٍ بِصِفَتِهٖ ﴿لقوم﴾ مُتَعلِّقٌ بِفُصِّلَتْ ﴿يعلمون﴾ يَفهَمُونَ ذلكَ وهُم العَرَبُ ﴿بشيرا﴾ صِفَةُ قُرانٍ ﴿ونذيرا ج فاعرض اكثرهم فهم لا يسمعون﴾ سِمَاعَ قُبولٍ ﴿وقالوا﴾ لِنَبِيِّ ﴿قلوبنا في اكنة﴾ اَغْطِيَةٍ ﴿مما تدعونا اليه وفي اذاننا وقر﴾ ثِقْلٌ ﴿ومن بيننا وبينك حجاب﴾ خِلافٌ في الدِّينِ ﴿فاعمل﴾ على دِينِكَ ﴿اننا عملون (۵)﴾ على دِيْنِنَا ﴿قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى انما الهكم اله واحد فاستقيموا اليه﴾ بِالْاِيمَانِ والطَّاعَةِ ﴿واستغفروه ط وويل﴾ كَلِمَةُ عَذَابٍ ﴿للمشركين (۶) الذين لا يؤتون الزكاة وهم بالاخرة هم﴾ تاكِيدٌ ﴿كفرون (۷) ان الذين امنوا وعملوا الصلحت لهم اجر غير ممنون (۸)﴾ مَقطُوعٍ.

﴿ترجمہ﴾

حم (اس کی جو مراد ہے اللہ باخوبی جانتا ہے......) یہ اتارنا ہے بڑے رحم والے مہربان کا (تنزيل من الرحمن الرحيم مبتدا بن رہا ہے) کتاب (کتاب...... الخ خبر بن رہی ہے) جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں (یعنی جس کی آیتوں میں احکام، قصص اور موا

عظاکو بیان کیا گیا ہے) عربی قرآن ("قرانا عربیا" حال ہے، کتب کی صفت سے) اس قول کے لیے ("لقوم" فصلت سے متعلق ہے) جو جانتے ہیں (جو اسے سمجھتے ہیں مراد اس سے قوم عرب ہے) خوش خبری دیتا ("بشیر" قرانا کی صفت بن رہا ہے) اور ڈر سناتا ۔۔۔۔۔۲۔۔۔۔ تو ان میں اکثر نے مونھ پھیرا تو وہ سنتے ہی نہیں (قبول کا سننا) اور بولے (نبی کریم ﷺ سے) ہمارے دل غلاف میں ہیں (اکنة بمعنی اغطیة ہے) اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں روئی ہے (یعنی ثقل ہے) اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے (یعنی ہمارے مابین دینی اختلاف ہے۔۔۔۔۔۳۔۔۔۔۔) تو تم اپنا کام کرو (یعنی تم اپنے دین پر رہو) ہم اپنا کام کرتے ہیں (ہم اپنے دین پر رہیں گے) تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمہی جیسا ہوں مجھے وحی ہوتی ہے۔۔۔۔۔۴۔۔۔۔۔ کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اسی کے حضور سیدھے رہو۔۔۔۔۔۵۔۔۔۔۔ (ایمان لا کر اور اس کی طاعت بجالا کر) اور اس سے معافی مانگوں اور خرابی ہے ("ویل" یہ کلمہ عذاب ہے) شریک والوں کو وہ جو زکوۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں (ھم کافرون میں ھم ضمیر تاکید کے لیے ہے) بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے لیے غیر منقطع ثواب ہے (ممنون بمعنی مقطوع ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿حمٓ ۝ تنزیل من الرحمن الرحیم ۝ کتب فصلت ایته قرانا عربیا لقوم یعلمون ۝﴾.

حم: "ھذہ" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، تنزیل من الرحمن الرحیم: شبہ جملہ مبدل منہ، کتب موصوف، فصلت: فعل مجہول، ایتہ: ذوالحال، قرانا عربیا: مرکب توصیفی حال، ملکر نائب الفاعل، لقوم یعلمون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر بدل، ملکر "ھو" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بشیرا ونذیرا فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون ۝﴾.

بشیرا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نذیرا: معطوف، ملکر ماقبل "ایتہ" سے حال ہے، ف: عاطفہ، اعرض: فعل، اکثرھم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "فصلت" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، ھم: مبتدا، لا یسمعون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقالوا قلوبنا فی اکنة مما تدعونا الیہ﴾.

و: مستانفہ، قالوا: قول، قلوبنا: مبتدا، فی اکنة: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول، من: جار، ماتدعونا الیہ: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "تمنعنا" فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿وفی اذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب فاعمل اننا عملون ۝﴾.

و: عاطفہ، فی اذاننا: ظرف مستقر خبر مقدم، وقر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، من: جار، بیننا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، بینک: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، حجاب: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، اعمل: فعل امر با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان عرفت ما قلناہ لک" کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ، اننا: حرف مشبہ واسم، عملون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد﴾.

قل: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ، انا: مبتدا، بشر: موصوف، مثلکم: صفت اول، یوحی الی: فعل مجہول وظرف لغو، انما: حرف مشبہ وما کافہ، الھکم: مبتدا، الہ واحد: خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاستقیموا الیہ واستغفروہ وویل للمشرکین ۝ الذین لا یوتون الزکوۃ وھم بالاخرۃ ھم کفرون ۝﴾.

ف: فصیحیہ ،استقیموا الیہ: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،استغفروہ: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا کـــــان الامـــــر کـــــذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ ،و: عاطفہ، ویل: مبتدا، لام: جار، المشرکین: موصوف، الذین: موصول، لایؤتون الزکوۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،ھم بالاخرۃ ھم کفرون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت لھم اجر غیر ممنون٥﴾.

ان: حرف مشبہ ،الــــذیـــن امـــنـــوا وعـــمـــلـــوا الـــصـــلـــحـــت: موصول صلہ، ملکر اسم ،لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، اجر: موصوف، غیر ممنون: صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حم کے معانی ومطالب میں مفسرین کی آراء:

۱......یہ خطاب ہے جوکہ حبیب اعظم کی طرف سے محبوب معظم کی جانب نازل کیا گیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ "حم" کے ذریعے اللہ عزوجل نے قسم کھانے کا اہتمام فرمایا ہے، یعنی میری (بے مثال) حیات کی قسم، یا جس کی جانب یہ پاک کلام نازل کیا گیا اسکی حیات کی قسم، یعنی اے محبوب تیری حیات، مشاہدات کی قسم، یا حجر اسود ومقام محمود کی قسم مراد ہے، کیونکہ یہ دونوں جنت کے یاقوت ہیں اور اللہ عزوجل کے رازوں میں سے دو عظیم راز ہیں تاہم مناسب خیال ہوتا ہے کہ انہی دونوں (حجر اسود ومقام محمود) کی قسم مانی جائے، یا ان حروف کی قسم مراد لی جائے جو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اللہ عزوجل کی پاک بارگاہ سے لے کر نازل ہوئے ہیں۔ (روح البیان ،ج۸،ص۳۰۳)

قرآن مجید کی صفات:

۲......امام رازی نے اس مقام پر قرآن مجید کی دس صفات بیان کی ہیں جنھیں ہم درج ذیل ترتیب وار ذکر کرتے ہیں:

(۱)......قرآن کریم مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰہ ہے، یعنی تھوڑا تھوڑا اتمام تر حکمتوں کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے لوح محفوظ سے جبرائیل امین علیہ السلام لے کر نازل ہوئے۔ (۲)......اللہ کی دو صفتیں "الرحمن والرحیم" ہیں، (یہ وہ دو صفات ہیں جو اللہ عزوجل کی محبوب ہیں کیونکہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اور پھر سورۃ الفاتحہ کے آغاز میں بھی یہی صفات ذکر ہوئی، "جو چیز محبوب ہوتی ہے اس کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا جاتا ہے" الحدیث) جو خالق کائنات مریضوں کو صحت محتاجوں کی حاجت روائی، بھوکوں کو غذا کی نعمت سے نوازتا ہے وہی اس عظیم نعمت کو اپنے عام بندوں میں بھیجنے کا اہتمام فرماتا ہے۔ (۳)...... یہ وہ کتاب ہے جس میں اولین وآخرین کے علوم کو یکجا کر دیا گیا ہے اسی لئے اسے کتاب کہا گیا ہے۔ (۴)......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فصلت ایاتہ﴾ یعنی یہ کتاب آیات کا باہمی فرق واضح کرتی ہے اور مختلف معانی کی تفاصیل کرتی ہیں کیونکہ بعض آیات اللہ عزوجل کی صفات، اس کی تنزیہ، تقدیس، اس کے علم وقدرت، رحمت، حکمت زمین وآسمان کے عجائب وغرائب، دن رات، وعدہ، وعید، سورج، چاند ستارے، ثواب، عذاب، جنت ودوزخ کے درجات، نصیحت، اخلاق، ریاضت، نفس، سابقہ اقوام کے واقعات، ماضی کی تاریخ، وغیرہ کا بیان اسی پاک کلام میں موجود ہے۔ (۵)......اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ "قرآن" ہے یعنی یہ جو قرآن ہے اس کی فلاں فلاں خوبیاں ہیں۔ (۶)...... یہ پاک کلام عربی میں نازل ہوا، چنانچہ فرمایا: ﴿وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ (ابراھیم: ۴)﴾۔ (۷)......اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿لقوم یعلمون﴾ یعنی ہم نے اسے عربی میں نازل کیا یعنی اہل عرب میں تاکہ وہ اسے سمجھیں، ایک قول یہ کیا جاتا ہے: ﴿لقوم یعلمون﴾ کا متعلق کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ متعلق یا تو ﴿تنزیل﴾ ہے یا ﴿فصلت﴾ ہے۔ (۸،۹)......اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿بشیرا و

تسلهبراً﴾ یعنی فرمانبرداروں کے لئے نصیحت اور نافرمانوں کے لئے عذاب ہے۔(۱۰)......کافروں نے قرآن کو نہ تو سنا اور نہ ہی کان دھرا۔
(الرازی، ج۹،ص ۵۳۷ وغیرہ)

کفار کا کہنا کہ ہمارے تمہارے درمیان روک ہے:

۳......جاننا چاہئے کہ جب اللہ ﷻ نے کافروں کے اوصاف کو بیان کرنا شروع فرمایا تو ان کے اعراض کرنے کے حوالے سے تین اوصاف کا ذکر فرمایا جو کہ یہ ہیں: ﴿قلوبنا فی اکنة مما تدعونا الیه ﴾، ﴿وفی آذاننا وقر﴾، ﴿ومن بیننا وبینک حجاب (حم سجدة:۵)﴾۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ کافروں کے رُک جانے کو تین اوصاف کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو کہ ماقبل آیات میں بیان ہوئے ہیں۔ جب کہ ''قلب'' حصولِ معرفت کا محل ہے اور بدن انسانی کا سردار ہے، اور ''سمع وبصر'' یہ دونوں تحصیلِ معارف کے ذرائع ہیں، پس واضح ہوگیا کہ کافروں کے تین ذرائع جو کہ حصولِ معرفت میں کام آتے ہیں پردے میں ہیں۔ یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ جب کسی چیز کی نفرت میں تاکید پیدا ہوجائے تو نفرت تو دل میں پیدا ہوتی ہے لیکن کان بھی اس کے معنیٰ کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں، آنکھ دیکھ کر بھی نہیں دیکھ سکتی، پس جب کسی چیز کی نفرت دل میں شدت اختیار کرلیتی ہے تو تدبر وتوقف کی گنجائش نہیں رہتی ،پس یہی وجہ ہے کہ کافروں نے کہا: ﴿قلوبنا فی اکنة مما تدعونا الیه وفی آذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب (حم سجدة:۵)﴾ کامل استعارہ کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کلام کیا گیا ہے۔ (الرازی، ج۹،ص ۳۴۰ وغیرہ)

بشر ہونے کے ساتھ وحی کا امتزاج:

۴......صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: میں دیکھا بھی جاتا ہوں اور میری بات سُنی بھی جاتی ہے اور میرے وتمہارے درمیان بہ ظاہر کوئی جنسی مغایرت بھی نہیں ہے، تو تمہارا یہ کہنا کس طرح درست ہوسکتا ہے کہ میری بات نہ تمہارے دل تک پہنچے نہ تمہارے سننے میں آئے اور میرے اور تمہارے درمیان کوئی روک ہو، بجائے میرے کوئی غیر جنس جن یا فرشتہ آتا تو تم کہہ سکتے تھے کہ نہ وہ ہمارے دیکھنے میں آئیں نہ ان کی بات سننے میں آئے، نہ ہم ان کے کلام کو سمجھ سکیں ،ہمارے اور ان کے درمیان تو جنسی مخالفت ہی بڑی روک ہے، لیکن یہاں تو ایسا نہیں کیونکہ میں بشری صورت میں جلوہ نما ہوا، تو تمہیں مجھ سے مانوس ہونا چاہیے اور میرے کلام کو سمجھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی بہت کوشش کرنی چاہیے کیونکہ میرا مرتبہ بہت بلند ہے اور میرا کلام بہت عالی ہے، اس لئے کہ میں وہی کہتا ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے۔

فائدہ: سید عالم ﷺ کا بہ لحاظ ظاہر ''انا بشر مثلکم '' فرمانا حکمت ہدات ارشاد کے لئے بہ طریق تواضع ہے اور جو کلمات تواضع کے لئے کہے جائیں وہ تواضع کرنے والے کے علو منصب کی دلیل ہوتے ہیں، چھوٹوں کا ان کلمات کو اس کی شان میں کہنا یا اس سے برابری ڈھونڈنا، ترک ادب اور گستاخی ہوتا ہے تو کسی امتی کو روا نہیں کہ وہ سید عالم ﷺ سے مماثل ہونے کا دعوی کرے، یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ آپ ﷺ کی بشریت بھی سب سے اعلیٰ ہے، ہماری بشریت کو اس سے کچھ نسبت نہیں۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۱۲)

استقامت کے معنی کی تحقیق:

۵......استقامت کے معنیٰ ٹھیک ہونا، کہا جاتا ہے: ''استقام له الامر یعنی معاملہ اس کے لئے ٹھیک ودرست ہوگیا''۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فاستقیموا الیه (حم سجدة:۶)﴾ ای اخلصوا یعنی اخلاص کے ساتھ توحید پر قائم رہتے ہوئے، دین کے معاملات میں مصروف رہو کسی قسم کی کج روی نہ کرو۔

☆......حضرت سلمہ بن اکوع بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''استقامت پر رہو اور تم ہرگز نہ رہ سکو گے اور یاد رکھو تمہارا سب سے اچھا عمل نماز ہے اور وضو کی حفاظت صرف مومن ہی کر سکتا ہے''۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة،باب: المحافظ على الوضوء،رقم: ٢٧٧،ص٦٦)

اغراض:

مبتداء: کلام کا آغاز مبتدا سے کیا۔ بینت بالاحکام: یعنی آیات قرآنیہ لفظوں اور معنوں میں وضاحت سے بیان کی گئیں، پس قرآن کے الفاظ بلاغت کا عظیم معجزہ ہیں جو کہ مخلوق کے کلام میں کہیں نہیں ملتی، اور معنی کے اعتبار سے اس میں وعدہ، وعید، قصے اور احکام ہیں، اور بھی مختلف قسم کے معنی ہیں، جب کوئی قرآن میں تأمل کرتا ہے تو مزید اللہ ﷻ کی ذات واوصاف، مخلوق کے عجائبات، آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں موجود ہے، مزید نصیحتیں اور مواعظ وغیرہ سے اس کے قلب ودماغ میں ترقی ہوتی ہے۔

بصفته: کتاب کی صفت سے ﴿قرآنا عربیا﴾ حال ہے، مزید کلام ترکیب میں دیکھ لیں۔

یفھمون ذلک: یعنی آیات کی تفصیل مراد ہے۔ وھم العرب: خاص طور پر اہل عرب کا ذکر کیا، کیونکہ یہی بلاواسطہ کلام کو سمجھنے پر قادر ہیں کیونکہ قرآن اُنہی کی لغت پر نازل ہوا ہے اور ان کے علاوہ دیگر لوگ واسطے کے بغیر نہیں سمجھ سکتے۔ خلاف: دینی مخالفت مراد ہے۔

صفة قرآنا: اور صحیح یہ ہے کہ دونوں ﴿بشیرا ونذیرا﴾ کو کتاب سے حال بنایا جائے، اور یہ جمہور کے نزدیک ہے۔

علی دینک: یعنی دین پر مستمر رہے، اور اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿اننا عاملون﴾ یعنی ہمارے دین پر استمرار کرنا مراد ہے۔

مقطوع: اللہ ﷻ کی قدرت سے نیکوں کا اجر قائم ودائم رہے گا، اور یہ اس آیت ﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت...... الخ (البقرة:٢٧٧)﴾ کی ایک تفسیر ہے، ایک قول کے مطابق ممنون بمعنی غیر منقوص ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ اللہ ﷻ کی جناب سے ان پر اجر میں کمی نہ کی جائے گی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ اور فرشتے جنت میں ان کی نعمتوں کو شمار نہ کریں گے اور جنتی ان بیشمار نعمتوں پر اللہ ﷻ کا شکر ادا کریں گے، کیونکہ ان سے موت کی تکلیف بھی منقطع ہوگئی، اور جنتی پاک ذات ہونگے اور ہر وقت اللہ ﷻ کا شکر کریں گے اور انہیں بغیر کسی طلب کے لذت وفرحت ملے گی کیونکہ جنت اللہ ﷻ کی جانب سے دار الضیافة یعنی مومنین کا مہمان خانہ ہے، اور کریم ذات اپنے مہمانوں پر ہونے والی نعمت کو شمار نہیں کرتی۔ (الصاوی، ج٥، ص ١٩٩ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿قل ء انكم﴾ بِتَحْقِيقِ الهَمزَةِ الثَّانِيَةِ وَتَسْهِيْلِهَا وإدْخَالِ اَلِفٍ بَيْنَهَا بِوَجْهَيهَا وَبَينَ الْاُولٰى ﴿لتكفرون بالذى خلق الارض فى يومين﴾ اَلْاَحَدِ والْاِثْنَينِ ﴿وتجعلون له اندادا﴾ شُرَكَاءَ ﴿ذلك رب﴾ مَالِكُ ﴿العالمين (٩)﴾ جَمعُ عالِمٍ وهو ما سِوى اللهِ و جُمِعَ لِاخْتِلافِ اَنوَاعِهِ بالياءِ والنُّونِ تَغْلِيبًا لِلعُقَلاءِ ﴿وجعل﴾ مُستَانِفٌ ولا يَجُوزُ عَطفُهُ على صِلَةِ الذِى لِلفَاصِلِ الْاَجْنَبِيِّ ﴿فيها رواسى﴾ جِبالًا ثَوابِتَ ﴿من فوقها وبرك فيها﴾ بِكَثْرَةِ المِياهِ والزُّرُوعِ والضُّرُوعِ ﴿وقدر﴾ قَسَّمَ ﴿فيها اقواتها﴾ لِلنَّاسِ والبَهائِمِ ﴿فى﴾ تَمامِ ﴿اربعة ايام﴾ اَىِ الجَعلُ وما ذُكِرَ مَعَهُ فى يَومِ الثُّلَثَاءِ والْاَربَعَاءِ ﴿سواء﴾ مَنصُوبٌ علَى المَصدَرِ اَى اِستَوَتِ الْاَربَعَةُ اِستِوَاءً لَا تَزِيدُ وَلَا تَنْقُصُ ﴿للسائلين (١٠)﴾ عَن خَلقِ الْاَرضِ بِما فِيها ﴿ثم استوى﴾ قَصَدَ ﴿الى السماء وهى دخان﴾ بُخَارٌ مُرتَفِعٌ ﴿فقال لها وللارض ائتيا﴾ اِلى مُرادِى

مِنکُما﴿طوعا او کرها﴾فی مَوضِعِ الحَالِ اَی طَائِعَتَینِ اَوْ مُکْرُوهَتَینِ﴿قالتا اتینا﴾بِمَنْ فِینا﴿طائعین (۱۱)﴾فِیهِ تَغْلِیبُ المُذَکَّرِ العَاقِلِ او نَزَلَتا لِخِطَابِهِما مَنْزِلَتَهُ﴿فقضهن﴾الضَّمِیرُ یَرجِعُ اِلَی السَّمَاءِ لِاَنَّها فِی مَعنَی الجَمْعِ الْاٰئِلَةِ اِلَیهِ اَی صَیَّرَها﴿سبع سموت فی یومین﴾الخَمِیسِ والجُمُعَةِ فَرَغَ مِنْها فِی آخِرِ سَاعَةٍ مِنهُ وَفِیهَا خُلِقَ آدمُ ولِذٰلکَ لَم یَقُلْ هِنا سَواءً وَوَافَقَ مَا هِنا آیاتُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ والارضَ فِی سِتَّةِ اَیَامٍ﴿واوحی فی کل سماء امرها ط﴾الذِی اَمرَ بِه مَن فِیها مِنَ الطَّاعَةِ والعِبَادَةِ﴿وزینا السماء الدنیا بمصابیح﴾بِنُجُومٍ ﴿وحفظا ط﴾مَنصُوبٌ بِفِعلِهِ المُقَدَّرِ اَی حَفِظْنَاها عَنْ اِستِبراقِ الشَّیَاطِینِ السَّمعَ بِالشُّهُبِ﴿ذلک تقدیر العزیز﴾فی مِلکِهِ ﴿العلیم (۱۲)﴾بِخَلْقِهِ﴿فان اعرضوا﴾اَی کُفَّارُ مَکَّةَ عَنِ الْاِیمَانِ بَعدَ هٰذا البَیَانِ﴿فقل انذرتکم﴾خَوَّفْتُکم ﴿صعقة مثل صعقة عاد وثمود(۱۳)﴾اَی عَذَابا یُهلِکُکم مِثْلَ الذِی اَهلَکَهم﴿اذ جاء تهم الرسل من بین ایدیهم ومن خلفهم﴾اَی مُقْبِلِینَ عَلَیهِم و مُدبِرِینَ عَنهُم فَکَفَروا کَما سَیَاتِی والْاِهْلَاکُ فِی زَمَنِهِ فَقَطْ﴿الا تعبدوا الا الله قالوا لوشاء ربنا لا نزل ملئکة فانا بما ارسلتم به﴾علی زَعْمِکم﴿کفرون (۱۴) فاما عاد فاستکبروا فی الارض بغیر الحق وقالوا﴾لَمَّا خُوِّفُوا بِالعَذَابِ﴿من اشد منا قوة ط﴾اَی لَا اَحَدٌ کَانَ وَاحِدُهم یَقْلَعُ الصَّخْرَةَ العَظِیمَةَ مِنَ الجَبَلِ یَجْعَلُها حَیثُ یَشَاءُ﴿اولم یروا﴾یَعلَموا﴿ان الله الذی خلقهم هو اشد منهم قوة ط وکانوا بایتنا﴾المُعجِزَاتِ﴿یجحدون (۱۵) فارسلنا علیهم ریحا صرصرا﴾بارادَةً شَدِیدَةَ الصَّوتِ بِلا مَطَرٍ﴿فی ایام نحسات﴾بِکَسْرِ الحَاءِ وَسُکُونِها مَشْئُومَاتٍ علیهِم ﴿لنذیقهم عذاب الخزی﴾الذُّلِّ ﴿فی الحیوة الدنیا ولعذاب الاخرة اخزی﴾اَشَدُّ﴿وهم لا ینصرون (۱۶)﴾بِمَنْعِهِ عَنهُمْ﴿واما ثمود فهدینهم﴾بَیَّنَّا لهم طَرِیقَ الهُدٰی ﴿فاستحبوا العمی﴾اَخْتَارُوا الکُفرَ﴿علی الهدی فاخذتهم صعقة العذاب الهون﴾المُهِینِ ﴿بما کانوا یکسبون (۱۷) ونجینا﴾مِنهَا﴿الذین امنوا وکانوا یتقون (۱۸)﴾اللهَ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ کیا تم (ءا نکم دو ہمزوں کی تحقیق اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل اور دونوں کے درمیان الف کے ساتھ دونوں صورتوں میں یا پہلی صورت میں ہے) اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن (یعنی روز اتوار اور پیر) میں زمین بنائی ......ا......اور اس کے لیے شریک ٹھہراتے ہو (اندادا بمعنی شرکاء ہے) وہ ہے سارے جہاں کا ملک (رب کے معنی مالک ہے، ''العلمین" عالم کی جمع ہے، عالم کا عام اطلاق ما سوا اللہ پر ہوتا ہے، العالمین کو بصیغہ جمع لانا اس کے مختلف انواع کی وجہ سے ہے اور جمع یاء اور نون لانا عقلاء کو غلبہ دینے کی وجہ سے ہے) اور اس نے بنائے (یہ جملہ مستانفہ ہے اس کا ماقبل الذی کے صلہ پر عطف جائز نہیں، درمیان میں اجنبی فاصل آنے کی وجہ سے) زمین میں اس کے اوپر لنگر (رواسی سے مراد جمے ہوئے پہاڑ ہیں) اور اس میں برکت رکھی (کثرت پانی، کھیتی)اور مقرر کیں (یعنی تقسیم کیں) اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں (یعنی انسانوں اور چوپایوں سب کی ملا کر) چار دن میں برابر (یعنی یہ زمین وغیرہ مذکورہ اشیاء بنانا منگل اور بدھ کے دن میں ہوا، سواء مفعول مطلق ہونے کی بناء پر منصوب ہے، اصل میں

استــوت الاربـعة اسـتـواء ہے یعنی یہ سب چیزیں چار دنوں میں پیدا کی گئیں نہ اس سے زائد عرصہ میں نہ اس سے کم......۲......) پو چھنے والوں کو (زمین اور اس میں موجود اشیاء کی پیدائش کے متعلق) پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا (استوی بمعنی قـصـد ہے) اور وہ دھواں تھا (اڑنے والے بخارات کی صورت میں تھا) تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو (میری اس مراد کی طرف جو تم سے ہے) خوشی سے چاہے ناخوشی سے (طوعا و کرھا بمعنی طـالـعین اور مـکـر ھین ہے اور مقام حال میں واقع ہوئے ہیں) دونوں نے عرض کی ہم حاضر ہیں (اپنے اندر موجود اشیاء کے ساتھ) رغبت کے ساتھ (طائعین کو جمع مذکر سالم کی صورت میں ذکر کرنا مذکر عاقل کو غلبہ دینے کے اعتبار سے یا یہ دونوں خطاب میں بمنزلہ عاقل مذکر کے ہیں) تو انہیں کر دیا (قضھن بمعنی صیرھا ہے ھن ضمیر کا مرجع السـمـاء ہے، کیونکہ یہ جمع کے معنی میں ہے) سات آسمان دو دن میں (جمعرات اور جمعہ میں آسمانوں کی خلقت جمعہ کی آخری ساعت میں مکمل ہوئی اور اسی آخری ساعت میں حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا گیا اور چونکہ مکمل دو دن میں آسمانوں کی پیدائش مکمل نہیں ہوئی اسی لئے یہاں ''سـواء'' ارشاد نہیں فرمایا یہاں مذکور آیات زمین و آسمان کے چھ دن میں بنائے جانے والی آیات کے موافق ہیں) اور ہر آسمان میں اسی کے کام کے احکام بھیجے (وہی احکام یعنی عبادت اور طاعت کرنے کے جن کا انہیں حکم دیا گیا ہے) اور ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں (یعنی ستاروں......۳......) سے آراستہ کیا اور نگہبانی کے لیے (''حـفـظـا'' مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا معنی یہ ہے کہ ہم نے شہاب ثاقب کے ذریعے آسمانوں کو شیطانوں کے چھپ کر چرا لینے سے محفوظ کر دیا ہے) یہ (اپنے ملک میں) غلبہ رکھنے والے (اپنی مخلوق کا) علم رکھنے والے کا ٹھہرایا ہوا ہے پھر اگر وہ (یعنی کفار مکہ) منہ پھیریں (ایمان لانے سے بعد اس بیان کے) تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں (انذرتکم بمعنی خوفتکم ہے) ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی (یعنی ایک عذاب سے جو تمہیں ہلاک کر دیگا، اس کی مثل عذاب جس نے اگلوں کو ہلاک کیا......۴......) جب رسول ان کے آگے پیچھے پھرتے تھے (مـن بین ایدیھم و ما خلفھم بمعنی مـقـبلین علیھم ومدبرین عنھم ہے، پھر بھی انہوں نے کفر کیا جیسا کہ عنقریب آئے گا اور یہ ہلاک کیا جانا فقط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ تک تھا) کہ (ان اصل میں بان ہے) اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بولے اگر ہمارا رب چاہتا تو (ہم پر) فرشتے اتارتا تو جو کچھ تم لے کر بھیجے گئے (اپنے گمان کے مطابق) ہم اسے نہیں مانتے تو وہ جو عاد تھے انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور بولے (جب کہ ان لوگوں کو عذاب سے ڈرایا گیا) ہم سے زیادہ کس کا زور (یعنی ہم سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں ہے ان میں کا ایک فرد پرسے عظیم الشان چٹان کو علیحدہ کر کے اٹھا لیتا پھر جہاں چاہتا اس چٹان کو رکھ دیا کرتا تھا) اور کیا انہوں نے نہ جانا (لم یروا بمعنی لـم یعلموا ہے) کہ اللہ نے انہیں بنایا ان سے زیادہ قوی ہے اور وہ ہماری آیتوں کا (یعنی معجزات کا) انکار کرتے تھے تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی سخت گرج کی (صـر صـرا کہتے ہیں بغیر بارش کے آنے والی سخت آندھی) منحوس دنوں میں (جو کہ منحوس تھے ......۵......نـحـسـات تاء مکسورہ اور ساکنہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کہ ہم انہیں رسوائی کا عذاب چکھائیں (الـخـزی کے معنی رسوائی ہے) دنیا کی زندگی میں اور بیشک آخرت کے عذاب سب سے بڑھ کر سخت ہے (اخـزی بمعنی اشد ہے) اور ان کی مدد نہ ہوگی (یوں کہ اللہ عزوجل ان سے عذاب کو روک دے) اور رہے ثمود تو انہیں ہم نے راہ دکھائی (یعنی ہدایت کا رستہ ہم نے ان لوگوں کے لیے ظاہر فرما دیا) تو انہیں اندھے ہونے کو پسند کیا (یعنی انہوں نے کفر کو اختیار کیا) ہدایت پر تو انہیں ذلت کے عذاب کی کڑک نے آلیا (الھون بمعنی الـمـھین ہے) سزا ان کے کئے کی اور ہم نے انہیں (اس ذلت کے عذاب کی کڑک سے) بچا لیا جو ایمان لائے اور (اللہ سے) ڈرتے تھے۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون له اندادا﴾۔
قل: قول،ء ھمزہ: حرف استفہام، انکم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، تکفرون: فعل بافاعل، ب: جار، الذی: موصول، خلق الارض فی یومین: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تجعلون: فعل بافاعل، له: ظرف لغو، اندادا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ذلک رب العلمین ٥ وجعل فیھا رواسی من فوقھا وبرک فیھا﴾۔
ذلک: مبتدا، رب العلمین: ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، جعل: فعل بافاعل، فیھا: ظرف لغو، رواسی: موصوف، من فوقھا: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، برک فیھا: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقدر فیھا اقواتھا فی اربعۃ ایام سواء للسائلین٥﴾۔
و: عاطفہ، قدر فیھا: فعل بافاعل وظرف لغو، اقوات: مضاف، ھا: ضمیر ذوالحال، سواء: مصدر بافاعل، للسائلین: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، فی اربعۃ ایام: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم استوی الی السماء وھی دخان فقال لھا وللارض ائتیا طوعا و کرھا﴾۔
ثم: عاطفہ، استوی: فعل بافاعل، الی السماء: ظرف لغو، و: حالیہ، ھی دخان: جملہ اسمیہ "ھا" ضمیر محذوف کیلئے حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قال لھا وللارض: جملہ فعلیہ قول، ائتیا: فعل امر الف ضمیر ذوالحال، طوعا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، کرھا: معطوف، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالتا اتینا طائعین٥ فقضھن سبع سموات فی یومین واوحی فی کل سماء امرھا﴾۔
قالتا: قول، اتینا: فعل با "نا" ضمیر ذوالحال، طائعین: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، قضی: فعل بافاعل، ھن: مفعول، سبع سموات: مفعول ثانی، فی یومین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اوحی فی کل سماء: فعل بافاعل وظرف لغو، امرھا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وزینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظا ذلک تقدیر العزیز العلیم٥﴾۔
و: عاطفہ، زینا: فعل بافاعل، السماء الدنیا: مفعول، بمصابیح: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، حفظا: "حفظنھا" فعل محذوف کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ذلک: مبتدا، تقدیر العزیز العلیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان اعرضوا فقل انذرتکم صعقۃ مثل صعقۃ عاد وثمود٥﴾۔
ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، اعرضوا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قل: قول، انذرتکم: فعل بافاعل ومفعول، صعقۃ: موصوف، مثل صعقۃ عاد وثمود: صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اذ جاء تھم الرسل من بین ایدیھم ومن خلفھم الا تعبدوا الا اللہ﴾۔
اذ: مضاف، جاء تھم: فعل ومفعول، الرسل: ذوالحال، ان: مخففہ من الثقیلہ با ضمیر شان "ھو" محذوف اسم، لا تعبدوا: فعل نہی بافاعل، الا: اداۃ حصر، اللہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، بتقدیر "ب" جار، مجرور، ملکر ظرف مستقر "قائلین" اسم فاعل محذوف کے لیئے، ملکر شبہ جملہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ماقبل "صاعقۃ" کے متعلق ہے۔

﴿قالوا لوشاء ربنا لانزل ملئکۃ فانا بما ارسلتم بہ کفرون٥﴾۔

قالوا: قول،لو:شرطیہ،شاء ربنا: جملہ فعلیہ شرط ،لام:تاکیدیہ،انزل ملئکۃ: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ف:فصیحیہ ،انا: حرف مشبہ واسم ،بما ارسلتم بہ:ظرف لغو مقدم، کفرون:اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاما عاد فاستکبروا فی الارض بغیر الحق﴾.

ف: مستانفہ ،اما:حرف شرط،عاد:مبتدا،ف: جزائیہ ،استکبروا:فعل واؤضمیر ذوالحال،بغیر الحق: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،فی الارض:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مهمایکن من شیئی" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالوا من اشد منا قوۃ اولم یروا ان اللہ الذی خلقھم ھو اشد منھم قوۃ﴾.

و: عاطفہ،قالوا:قول،من: استفہامیہ مبتدا،اشد: اسم تفضیل با"ھو"ضمیر ممیز،قوۃ:تمیز،ملکر فاعل،منا:ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ھمزہ:حرف استفہام،و: عاطفہ معطوف علی محذوف "اغفلوا" لم یروا: فعل نفی بافاعل،ان:حرف مشبہ،اللہ:موصوف،الذی خلقھم: موصول صلہ،ملکر صفت،ملکر اسم،ھو اشد منھم قوۃ: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکانوا بایتنا یجحدون۝﴾.

و:عاطفہ،کانوا:فعل ناقص بااسم،بایتنا یجحدون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فارسلنا علیھم ریحا صرصرا فی ایام نحسات لنذیقھم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا﴾.

ف: عاطفہ،ارسلنا علیھم:فعل بافاعل وظرف لغو،ریحا:موصوف،صرصرا:صفت اول،فی: جار،ایام:موصوف،نحسات:صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت ثانی،ملکر مفعول،لام: جار،نذیقھم:فعل بافاعل و مفعول،عذاب الخزی:مفعول ثانی،فی الحیوۃ الدنیا: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولعذاب الاخرۃ اخزی وھم لا ینصرون۝﴾.

و: مستانفہ،لام:تاکیدیہ،عذاب الاخرۃ:مبتدا،اخزی: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،ھم:مبتدا،لاینصرون:فعل نفی بانائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واما ثمود فھدینھم فاستحبوا العمی علی الھدی﴾.

و: عاطفہ،اما:شرطیہ،ثمود:مبتدا،ف: جزائیہ،ھدینھم:جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مھما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ،ف:عاطفہ،استحبوا العمی:فعل بافاعل ومفعول،علی الھدی:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ "ھدینھم" پر معطوف ہے۔

﴿فاخذتھم صعقۃ العذاب الھون بما کانوا یکسبون۝ ونجینا الذین امنوا وکانوا یتقون۝﴾.

ف: عاطفہ،اخذتھم:فعل ومفعول،صعقۃ العذاب الھون: فاعل،بما کانوا یکسبون:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،نجینا:فعل بافاعل،الذین:موصول،امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،کانوا یتقون:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

زمین کا وزن اور آیت مذکورہ میں یومین سے مراد:

لے......یوم مبین سے مراد آخرت کے ایام کی مقدار ہے، یا دنیا کے دنوں کی مقدار مراد ہے، جیسا کہ تفسیر ابی اللیث میں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یوم سے مراد مطلق وقت ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ حقیقی معنوں میں یوم کا اطلاق تو زمین وآسمان کی تخلیق کے بعد ہوا لیکن مذکورہ مقام پر زمین وآسمان کے وجود سے پہلے یوم کا لفظ اس لئے استعمال ہوا کہ تا کہ وقت کا تعین ہو جائے ورنہ زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے یہ سب ہی زمانے کی نشاندہی کا سبب بنتے ہیں اور ان کے وجود کے بغیر ایسا تصور کرنا بعید ہے۔

(روح البیان، ج۸، ص ۳۱۲)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

زمین کا وزن ۱۶۹۹۴۳۲ یعنی سولہ ہزار نو سو ترانوے مہاسنکھ من اور بیس سنکھ من ہے، وہ قمر سے انچاس حصے بڑی ہے بلکہ اس کا جرم جرم قمر کا وزن میں ۸۱،۵ مثل ہے۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، رسالہ: فوز مبین در ردِّ حرکتِ زمین، فصل دوم، ج۲۷، ص ۳۱۱)

زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے کب تخلیق ہوئے؟

۲......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: اللہ عزوجل نے ایک دن بنایا جس کا نام احد رکھا، پھر دوسرا دن تخلیق کیا جس کا نام اثنین رکھا، پھر تیسرا بنایا اور نام ثلثاء رکھا، پھر چوتھا بنایا اور نام اربعاء رکھا، پھر پانچواں بنایا اور نام خمیس رکھا، پھر زمین دو دن میں بنائی یعنی اتوار اور پیر کے دن، پھر پہاڑ منگل کو بنائے، اسی لئے لوگوں کا کہنا ہے کہ منگل کا دن دشواری والا ہوتا ہے، اسی طرح نہریں اور درخت بدھ کو بنائے، پرندے اور وحشی جانور، درندے وغیرہ جمعرات کو بنائے، انسان کی تخلیق جمعہ کے دن ہوئی، پس جمعہ کے دن اللہ (اپنی شان کے لائق) ہر چیز کی تخلیق مکمل فرما چکا۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ تھام کر فرمایا: "اللہ نے ہفتہ کے دن مٹی پیدا کی، اور اتوار کے دن پہاڑ بنائے، درخت کی پیدائش پیر کو ہوئی، ناپسندیدہ چیزیں منگل کو بنیں، بدھ کے دن نور تخلیق ہوا، زمین پر چوپائے جمعرات کو پیدا ہوئے، حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد رات سے کچھ پہلے وقت میں ہوئی"۔(الطبری، الجزء: ۲۴، ص ۱۰۹)

ستارے کی تخلیق کا بیان سائنس کے مطابق:

۳......ایک روایت کے مطابق سورج، چاند، ستارے، جمعہ کے دن پیدا کئے گئے۔ (الطبری، الجزء: ۲۴، ص ۱۰۹)۔ ایک قسم کا جسم اور چمکیلا گیند ہے، زمین کا قریب ترین ستارہ سورج ہے، جو کہ زمین پر زیادہ تر توانائی کا منبع ہے۔دوسرے ستارے رات کو نظر آتے ہیں جب سورج کی روشنی اس کی روشنی کو ماند نہیں کرتی۔ جو ستارے رات کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں وہ (Milky way) کہکشاں سے تعلق رکھتے ہیں۔تقریباً ۵۰۰۰ ستارے، ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ہمارا نظام شمسی بھی اسی کہکشاں میں شامل ہے۔ستارہ اپنی زندگی کے زیادہ تر حصے میں اس لئے چمکتا ہے کہ اس کے گودے میں حز مرکزی ائتلاف ہوتا ہے جس کی وجہ سے توانائی خارج ہوتی ہے۔یہ توانائی ستارے کے اندرونی حصے میں چلتی ہے۔اور پھر باہر خلاء میں منتشر ہو جاتی ہے۔ہائیڈروجن اور ہیلیم تقریباً تمام عناصر ستاروں میں ائتلافی عملیات سے تخلیق پائے۔تمام ستارے گرم دھکتے ہوئے گیس سے بنتے ہیں۔کچھ ستاروں کی بیرونی تہیں اتنی خالی ہیں کہ انہیں سُرخ گرم خلا کہنا بے جا نہ ہوگا۔دوسرے ستارے بہت کثیف ہیں کہ بیرونی تہوں کے مادہ سے بھرا ایک چمچہ کئی ٹن وزنی ہوتا ہے۔ستارے زیادہ تر ہائیڈروجن اور تھوڑے سے ہیلیم گیس سے بنتے ہیں۔دوسرے عناصر بہت تھوڑی مقدار میں ہوتے ہیں مثلاً آکسیجن، کاربن، نیان اور نائیٹروجن۔

کس قوم پر کڑک کا عذاب آیا؟

۴.....قوم صالح وقوم شعیب پر زلزلے اور سخت ہواؤں کا عذاب آیا، جس کا بیان قرآن مجید میں درج ذیل آیات میں ہے:

(۱)......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فاخذتهم الرجفة فاصبحوا فى دارهم جثمين تو انہیں زلزلے نے آلیا تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (الاعراف: ۷۸)﴾

قوم ثمود (صالح) پر عذاب کی صورت اس طرح بنی کہ جمعرات کی صبح جس کو ایام النظرة کہا گیا ان کے چہرے زرد پڑ گئے جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں عذاب سے ڈرایا تھا، دوسرے دن صبح ان کے چہرے سرخ ہو گئے اور یہ دن جمعہ کا تھا جسے ایام التأجیل کہا گیا ہے، پھر تیسرے دن ان کے چہرے سیاہ پڑ گئے اور یہ ہفتے کا دن تھا جسے ایام المتاع کہا گیا، چوتھے دن کی صبح اتوار کے دن قوم خوشبو لگا کر عذاب کے انتظار میں بیٹھ گئی، انہیں معلوم نہ ہوتا تھا کہ عذاب کیسے اور کس جانب سے آئے گا؟ جب سورج طلوع ہوا، آسمان سے ایک زوردار آواز آئی اور ان کے نیچے یعنی زمین سے شدید زلزلہ آیا جس سے روحیں پرواز کر گئیں، نفوس چلے گئے، ہلنا جلنا بند ہو گیا، آوازیں تھم گئیں اور حقیقت ظاہر ہوئی اور گویا صبح ان کی اس حال میں ہوئی کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے کہ نہ تو ان میں روح باقی اور نہ ہی کوئی حس وحرکت۔ (البداية والنهاية، قصة صالح بنى ثمود، الجزء ۱، ج ۱، ص ۱۵۳)

(۲)......اللہ نے فرمایا: ﴿فاخذتهم الرجفة فاصبحوا فى دارهم جثمين تو انہیں زلزلے نے آلیا تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (الاعراف: ۹۱)﴾

ابن کثیر نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ انہیں شدید زلزلے نے آلیا کہ ان کی روحیں ان کے جسموں سے نکل گئیں، اور حیوانات زمین پر جمادات کی طرح ہو گئے، اور صبح ان کے جسم زمین پر ایسے پڑے تھے کہ نہ تو ان میں روح تھی، نہ حرکت اور نہ ہی حواس باقی رہے۔ (قصص الانبياء، ص ۱۵٤)

(۳) اللہ ﷻ نے عاد اولیٰ کے بارے میں فرمایا: ﴿فانتظروا انى معكم من المنتظرين تو راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں (الاعراف: ۷۱)﴾ یہاں مفسرین نے ہواؤں کا عذاب ہی بیان کیا ہے چنانچہ اسی آیت کے تحت مفسر جلال نے لکھا ہے: " ذلكم بتكذيبكم لى فارسلت عليهم الريح العقيم "۔ اور متذکرہ سورہ میں فرمایا: ﴿فارسلنا عليهم ريحا صرصرا فى ايام نحسات ......الخ تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی سخت گرج کی ان کی شامت کے دنوں میں (فصلت: ۱٦)﴾۔

ایام نحسات کسے کہتے ہیں؟

۵.....قوم عاد نے اللہ ﷻ کی عبادت اور سیدنا ھود پر ایمان لانے سے انکار کر دیا، وہ اپنے جسموں کو سخت پاتے کہ عذاب الٰہی کو ٹال لیں گے، بولے ہم قدرت رکھتے ہیں کہ آنے والے عذاب کو اپنی ذات سے دور کر سکیں، اور یہ لوگ بڑی جسامت والے لوگ تھے اور سورۂ اعراف میں ابن عباس کا قول گزر چکا ہے کہ ان کے جسموں کی لمبائی سو ذراع (گز) یا ساٹھ گز ہوا کرتی تھی۔

(القرطبى، الجزء: ۲٤، ص ۳۰۳)

ان لوگوں کی طاقت کا حال یہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک سخت چٹان اکھیڑ کر جہاں چاہتا رکھ دیتا، اللہ ﷻ نے ان پر ایسی آندھی بھیجی جو سخت ٹھنڈی اور انتہائی آواز والی ہو، "الصر" کا معنی ہے سردی اور ٹھنڈک اور بصر کا معنی ہے جمع رہنا، یا الصرة کا معنی ہے چیخ و پکار، شور وغل۔ فى ايام نحسات میں ابن کثیر، نافع، ابو عمرو، اور یعقوب نے حاء کو ساکن پڑھا ہے اور باقی حضرات نے مکسور، ان سے مراد وہ دن ہیں جو ان کے حق میں انتہائی منحوس تھے۔ ضحاک نے کہا ہے کہ اللہ ﷻ نے تین سال تک ان سے بارش کو روک رکھا

اوران پر بغیر بارش کے ہوائیں چلتی رہیں۔بعض نے کہا کہ یہ شوال کے آخر میں ایک بدھ سے لیکر دوسرے بدھ تک کے ایام تھے اور ہر قوم کو عذاب بدھ ہی کے دن دیا گیا، عذاب الخزی سے مراد رسواکن اورذلت آمیز عذاب ہے۔''عذاب'' کی''خزی'' کی طرف اضافت موصوف کی صفت کی طرف اضافت ہے جیسا کہ رجل الحرب اور حاتم الجود میں ہے اوراس کی دلیل ''ولعذاب الاخرة اخزی'' ہے۔اصل میں اسی طرح ہے، ترکیب کلام میں''ولعذاب الاخرة اخزی'' کا عطف''ارسلنا'' پر ہے دراصل''اخذی'' ''معذب'' (جسے عذاب دیا گیا) کی صفت ہے، لیکن مبالغہ کے لئے مجازا''عذاب'' کی صفت''اخزی'' بیان کی گئی ہے، معنی یہ ہے کہ آخرت کا عذاب تو بہت رسوا کن ہوگا اوران سے عذاب دور کر کے ان کی ہرگز مدد نہیں کی جائے گی۔

(المظھری، ج٦،ص ٢٣٠ وغیرہ)

اغراض:

وجمع: کہا جاتا ہے کہ ﴿العلمین﴾ میں الف لام اسم جنس کا ہے جو ماسوی اللہ کی تصدیق کرتا ہے، اور جمع ہونے کے لئے تین افراد یا زائد کا ہونا ضروری ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں جمع باعتبار نوع مراد ہے۔

لـلفاصل: مراد اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿وتجعلون...... الخ﴾ ہے، اور یہ ﴿تکفرون﴾ پر معطوف ہے، جو کہ صلہ کے اجزاء میں سے نہیں ہے۔

تـمـام: ﴿اربعة ایام﴾ میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے، اس وہم کو دور کرنا مقصود ہے کہ کل آٹھ دن ہوتے ہیں، دو دن میں زمین کی تخلیق ہوئی، چار دن میں اقوات (کھانے پینے کی اشیاء) کو اور دو دن میں آسمان کی تخلیق ہوئی، تاکہ اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿ولقد خلقنا السماوات والارض وما بینهما فی ستة ایام(ق:٣٨)﴾ کے منافی ہو جائے، اس مدت کے پوشیدہ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ عزوجل چاہے تو ہر چیز کو لمحہ بھر میں وجود میں لے آئے لیکن اس نے بندوں کی تعلیم کے لئے اس طرح کے اہتمام فرمائے کیونکہ بندوں کی فطرت میں عجلت رکھی گئی ہے، جس کی دلیل اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿خلق الانسان من عجل(الانبیاء:٣٧)﴾ میں ہے۔

وفیها خلق آدم: آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اس دن ہوئی جس دن آسمان معرض وجود میں آئے اور یہ قول مشہور قول کے خلاف ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام وآسمانوں کی تخلیق میں دو ہزار سال کا فرق ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی اسی دن میں ہوئی جس طرح کہا جاتا ہے کہ سید عالم ﷺ پیر کے دن دنیا میں تشریف لائے اور پیر ہی کے دن اس جہاں فانی سے تشریف لے گئے۔

ووافق ما هنا: مشہور یہ ہے کہ دن چھ ہیں، اور ہر دن دنیاوی گنتی کے اعتبار سے ایک ہزار سال کا ہے، اس طرح کل چھ ہزار سال ہوئے، اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال رونما ہو کہ دن کو لیل ونہار سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور لیل ونہار طلوع وغروب شمس پر منحصر ہے، اور آسمان کی تخلیق سے پہلے دن کا حصول کیونکر ممکن ہوگا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اللہ عزوجل نے زمین کو پیدا کیا اور اس کا نام اتوار و پیر رکھ دیا، اور کھانے پینے کی چیزوں کو پیدا کیا اور ان کا نام منگل وبدھ رکھ دیا، اور اسی پر قیاس کر لیں، اب ایک اعتراض باقی رہ جاتا ہے وہ یہ ہے کہ زمین پہلے بنی اور آسمان بعد میں معرض وجود میں آیا، اور یہ مان لیا جائے تو دیگر آیات کی مخالفت لازم آتی ہے، چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ءانتم اشد خلقا ام السماء بناها(النازعات:٢٧)﴾، ﴿والارض بعد ذلک دحاها(النازعات:٣٠)﴾ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اللہ عزوجل نے پہلے دو دن میں زمین کو پیدا کیا، پھر اس کے بعد

آسمان کو پیدا کیا، پھر آسمان کو زمین پر پھیلا دیا، (یعنی اوپر آسمان اور نیچے زمین) پھر تمام دیگر اشیاء کو چھ دنوں میں پیدا کیا، اور انہیں بھی روئے زمین پر پھیلا دیا، پس اس صورت میں کوئی بھی تناقض نہیں رہتا۔

الذی امر بہ من فیھا: ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اللہ عزوجل نے آسمان میں سورج، چاند، ستارے اور بادل بنائے، اور ہر آسمان میں فرشتے بسائے، اور اسی طرح آسمان میں سمندر، پہاڑ سردی اور برف کے بنائے۔

ای مقبلین علیھم: مراد ھود وصالح ہیں اور مفسر کا قول: "ومدبرین عنھم" مراد وہ رسل ہیں جو سیدنا ھود اور صالح سے پہلے تشریف لائے۔ **علی زعمکم:** مراد یہ ہے کہ لوگ ان دونوں حضرات انبیائے کرام کی رسالت کا انکار کرتے تھے۔

یجعلھا: بمعنی یضعھا ہے، جہاں چاہے۔

مشئومات: سے مراد غیر مبارک چیزیں ہیں، جس سے انسان بچنا چاہتا ہے، جس طرح بعض شوال المکرم کی آخری بدھ کو منحوس جانتے ہیں، ابن عباس کہتے ہیں: "بعض لوگ بدھ کو منحوس کہنے کی وجہ سے عذاب دیئے جائیں گے"۔

الذل: یعنی عذاب میں مبالغہ بیان کرنے کی غرض سے "الذل" کی جانب اشارہ کیا، مراد وہ لوگ ہیں جو اس ذلت آمیز عذاب کا شکار ہونگے۔ **المھین:** سے مراد وہ عذاب ہے جو ذلت واہانت پر مشتمل ہو۔ (الصاوی، ج۵، ص ۱۰۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿و﴾ أُذكُرْ ﴿یوم یحشر﴾ بِالیاءِ والنُّونِ المَفتُوحَةِ وَضَمِّ الشِّینِ وَفَتحِ الهَمزَةِ ﴿اعداء الله الی النارفھم یوزعون (۱۹)﴾ یُسَاقُونَ ﴿حتی اذاما﴾ زَائِدَةٌ ﴿جاء وھا شھد علیھم سمعھم وابصارھم وجلودھم بما کانوا یعملون (۲۰) وقالوا لجلودھم لم شھدتم علینا قالوا انطقنا الله الذی انطق کل شیء﴾ اَی اَرادَ نُطقَهٗ ﴿وھو خلقکم اول مرۃ والیه ترجعون (۲۱)﴾ قِیلَ هُوَ مِن کَلامِ الجُلُودِ وَقِیلَ هُوَمِنْ کَلامِ اللهِ تَعالٰی کَالَّذِی بَعدَهٗ وَمَوقَعُهٗ تَقرِیبُ مَا قَبلَه بِاَنَّ القَادِرَ عَلٰی اِنْشَائِکم اِبتِداءً و اِعادَتِکم بَعدَ المَوتِ اِحیاءً قَادِرٌ عَلٰی اِنْطَاقِ جُلُودِکُم واَعْضَائِکُمْ ﴿وما کنتم تستترون﴾ عِندَ اِرتِکَابِکُمُ الفَواحِشَ مِنْ ﴿ان یشھد علیکم سمعکم ولاابصارکم ولا جلودکم﴾ لِاَنَّکم لَم تُوقِنُوا بِالبَعثِ ﴿ولکن ظننتم﴾ عِندَ اِسْتِتَارِکُمْ ﴿ان الله لا یعلم کثیرا مما تعملون (۲۲) وذلکم﴾ مُبتَدَاءٌ ﴿ظنکم﴾ بَدلٌ مِنهُ ﴿الذی ظننتم بربکم﴾ نَعتُ البَدَلِ والخَبَرُ ﴿اردکم﴾ اَی اَهلَکَکم ﴿فاصبحتم من الخسرین (۲۳) فان یصبروا﴾ عَلَی العَذَابِ ﴿فالنار مثوی﴾ مَنزِلٌ ﴿لھم وان یستعتبوا﴾ یَطلُبُوا العُتبٰی اَیِ الرِّضٰی ﴿فما ھم من المعتبین (۲۴)﴾ المَرضِیِّینَ ﴿وقیضنا﴾ سَبَّبنا ﴿لھم قرناء﴾ مِنَ الشَّیاطِینِ ﴿فزینوا لھم ما بین ایدیھم﴾ مِن اَمرِ الدُّنیا واِتِّباعِ الشَّهَواتِ ﴿وما خلفھم﴾ مِن اَمرِ الْاٰخِرَةِ بِقَولِهم لا بَعثَ ولا حِسَابَ ﴿وحق علیھم القول﴾ بِالعَذَابِ وهو لَاَمْلَئَنَّ جَهنَّمَ الْاٰیةَ ﴿فی﴾ جُملَةِ ﴿امم قد خلت﴾ هَلَکَتْ ﴿من قبلھم من الجن والانس ع انھم کانوا خسرین (۲۵)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور(یاد کرو) جس دن جمع کئے جائیں گے(یحشر کو علامت مضارع یاء کے ساتھ بصیغہ مجہول اور علامت مضارع نون کے ساتھ بصیغہ معروف نون مفتوحہ اور شین مضمومہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے، اس صورت میں اعداء اللہ مفعول بہ ہونے کے منصوب ہوگا عبارت تفسیر میں "وفتح الھمزہ" سے یہی مراد ہے) اللہ کے دشمن آگ کی طرف پس انہیں ہانکا جائے گا(یوزعون بمعنی سیاقون ہے) یہاں تک کہ جب(اذا ما میں ما زائدہ ہے) وہاں پہنچیں گے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے سب ان پر ان کے کئے کی گواہی دیں گے اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہم پر گواہی کیوں دی وہ کہیں گے ہمیں اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی(یعنی ان کی گویائی کا ارادہ فرمایا) اور اس نے تمہیں پہلی بار بنایا اور اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے(ایک قول یہ ہے کہ یہ بھی من جملہ کھالوں کا کلام ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے، جس طرح کہ مابعد کلام بھی اسی کا ہے اور یہ مابعد کلام ماقبل سے مناسبت بھی رکھتا ہے یوں کہ جو ذات تمہیں ابتداء سے پیدا فرمانے پر اور مرنے کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے وہ تمہاری کھالوں اور اعضاء کو قوت گویائی عطا فرمانے پر بھی قادر ہے......۱......) اور تم اس سے کہاں چھپ کر جاتے ہو(گناہوں کا ارتکاب کر کے، ان یشھد سے قبل من محذوف ہے) کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں......۲......(کیونکہ تم حشر ونشر پر یقین نہیں رکھتے تھے) لیکن تم تو(چھپ کر گناہ کرتے وقت) یہ گمان کر بیٹھے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا اور یہ ہے(ذلکم مبتدا بن رہا ہے) تمہارا وہ گمان("ظنکم" مبدل منہ ہے) اور تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا......۳......("الذی ظننتم بربکم" بدل کی صفت ہے یا پھر خبر ہے) اور اس نے تمہیں ہلاک کر دیا(اردٰکم بمعنی اھلککم ہے) تو اب رہ گئے ہارے ہوؤں میں پھر اگر وہ صبر کریں(عذاب پر) تو آگ ٹھکانہ ہے(مثوی بمعنی منزل ہے) ان کے لیے اور اگر وہ منانا چاہیں(سیستعتبوا بمعنی یطلبوا اور العتبی بمعنی الرضی ہے) تو کوئی ان کا منانا نہ مانے(المعتبین بمعنی المرضیین ہے) اور ہم نے تعینات کئے(قیضنا بمعنی سببنا ہے......۴......) ان پر کچھ ساتھی(شیاطین میں سے) انہوں نے مزین کر دیا جو ان کے آگے ہے(یعنی امر دنیا اور شہوات کی پیروی) اور جو ان کے پیچھے(یعنی امر آخرت ان کے اس قول کے ذریعے کہ کوئی حشر ونشر حساب کتاب نہیں ہونا) اور ان پر بات پوری ہوئی(عذاب کی اور وہ بات یہ ہے ﴿لاملئن جھنم...... الخ﴾) ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزر چکے(یعنی ہلاک ہو چکے، امم سے قبل جملہ محذوف ہے) جن اور آدمیوں کے بیشک وہ زیاں کار تھے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ویوم یحشر اعداء اللہ الی النار﴾.

و: مستانفہ، یوم: مضاف، یحشر: فعل مجہول، اعداء اللہ: نائب الفاعل، الی النار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔ ﴿فھم یوزعون ○ حتی اذا ما جاء وھا شھد علیھم سمعھم وابصارھم وجلودھم بما کانوا یعملون○﴾.

ف: عاطفہ، ھم: مبتدا، یوزعون: فعل مجہول با نائب الفاعل، حتی: جار، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، ما: زائدہ، جاء وھا: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، شھد علیھم: فعل وظرف لغو، سمعھم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابصارھم: معطوف اول، و: عاطفہ، جلودھم: معطوف ثانی، ملکر فاعل، بما کانوا یعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقالوا لجلودھم لم شھدتم علینا﴾.

و: عاطفہ، قالوا لجلودھم: قول، لام: جار، م: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، شھدتم علینا: فعل بافاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیء وھو خلقکم اول مرۃ والیہ ترجعونo﴾.

قالوا: قول، انطقنا: فعل ومفعول، اللہ: موصوف، الذی: موصول، انطق کل شیء: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، خلقکم: فعل بافاعل ومفعول، اول مرۃ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الیہ: ظرف لغو مقدم، ترجعون: فعل مجہول بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کنتم تستترون ان یشھد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم﴾.

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کنتم: فعل ناقص بااسم، تستترون: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یشھد: فعل، علیکم: ظرف لغو، سمعکم: معطوف علیہ، ولا ابصارکم ولا جلودکم: معطوفان، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکن ظننتم ان اللہ لایعلم کثیرا مما تعملونo﴾.

و: عاطفہ، لکن: حرف استدراک، ظننتم: فعل بافاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لایعلم: فعل نفی بافاعل، کثیرا: موصوف، مما تعملون: ظرف مستقر صفت، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم اردکم فاصبحتم من الخسرینo﴾.

و: عاطفہ، ذلکم: مبتدا، ظنکم: موصوف، الذی ظننتم بربکم: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر اول، اردکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اصبحتم من الخسرین: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ملکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان یصبروا فالنار مثوی لھم وان یستعتبوا فما ھم من المعتبینo﴾.

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، یصبروا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، النار: مبتدا، مثوی لھم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، یستعتبوا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ما: مشابہ بلیس، ھم: اسم، من المعتبین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقیضنا لھم قرناء فزینوا لھم مابین ایدیھم وما خلفھم﴾.

و: عاطفہ، قیضنا لھم قرناء: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، زینوا لھم: فعل بافاعل وظرف لغو، مابین ایدیھم: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ماخلفھم: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وحق علیھم القول فی امم قد خلت من قبلھم من الجن والانس﴾.

و: عاطفہ، حق: فعل، علی: جار، ھم: ضمیر ذوالحال، فی: جار، امم: موصوف، قد خلت من قبلھم: جملہ فعلیہ صفت اول، من الجن والانس: ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، القول: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انھم کانوا خسرینo﴾.

انھم: حرف مشبہ واسم، کانوا خسرین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح وتوضیح واغراض﴾

اعضائے جسمانی کے کلام سے متعلق اقوالِ مفسرین:

۱؎...... مفسرین نے اس موضوع پر کئی نکات لکھے ہیں جنہیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:

(۱)...... جلود سے مراد ظاہری اعضاء ہیں اور جوارح سے مراد فرج (شرمگاہیں) ہے، اور ﴿وقالوا لجلودهم لم شهدتم علينا (حم السجدة: ۲۱)﴾ میں خاص طور پر سمع وبصر کے مقابلے میں جلود کا ذکر ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ جلود کا کلام کرنا سمع وبصر کے مقابلے میں زیادہ عجیب بات ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ جلود کو خاص طور پر قوتِ مدرکہ ولامسہ کی وجہ سے ذکر کیا گیا جو کہ سمع وبصر کے مقابلے میں زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ (حاشية الشهاب، ج۸، ص ۳۰۷ ملخصاً وملتقطاً)

(۲)...... پس کان گواہی دیں گے کہ وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی والے کلام سنا کرتے تھے، اور آنکھیں حرام دیکھا کرتی تھیں، اور کھالیں گواہی دیں گی، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جلود سے مراد جوارح ودیگر اعضاء ہیں۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ ہر عضو گواہی دے گا جو فعل اس سے صادر ہوا ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہر عضو اپنے اُس گناہ کا بیان دے گا جو اُس سے صادر ہوا ہے، پس اس طرح ہر قسم کی بُرائیوں کا پول کھل جائے گا اور کفر ومعصیت آشکار ہو جائے گی، جس طرح اللہ نے انسان کو زبان کے ذریعے بولنے کی طاقت عطا فرمائی بالکل اسی طرح دیگر اعضاء بھی کلام کریں گے، اور اسی طرح درخت اور بکریاں بھی کلام کریں گی اور یہ نظریہ اہلسنت کا ہے۔

(روح البيان، ج۸، ص ۳۳۳)

(۳)...... ظاہر یہ ہے کہ جلود سے جوارح وفروج بطور کنایہ مراد لئے گئے ہیں، یہی اکثر مفسرین اور ابن عباس کا قول ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۴، ص ۵۰۲)

(۴)...... اس میں شک نہیں کہ حواس خمسہ سمع، بصر، شم، ذوق اور لمس ہیں، اور اس میں بھی شک نہیں کہ لمس سے مراد جلد ہے، پس اس مناسبت سے اللہ ﷻ نے اس مقام پر سمع، بصر اور لمس کا ذکر فرمایا، اور دو حواس شم وذوق کو ذکر نہ کیا، کیونکہ ذوق بعض وجوہ کی بناء پر لمس میں داخل ہے کیونکہ ذوق (چکھنے) کا ادراک انسانی زبان کی کھال ہی کرتی ہے اور یہی زبان کھانے نرم بنانے کا کام دیتی ہے، پس اس صورت میں لمس میں ذوق داخل ہوتا ہے اور جہاں تک شم (سونگھنے کی طاقت) کا تعلق ہے یہ جسم انسانی کی کمزور حس ہے، اور یہ امر ونہی کے حوالے سے مکلّف نہیں ہے، پس جب تم نے یہ جان لیا تو ابن عباس کا یہ قول بھی جان لو گے کہ متذکرہ مقام پر جلود بمعنی فروج بطور کنایہ استعمال ہوا ہے۔ (الرازی، ج۹، ص ۵۵۶)

خاص اعضاء کے کلام سے متعلق احادیث:

۲؎...... درج ذیل میں ان احادیث کا بیان ہے جس سے یہ ثابت ہوگا کہ بروزِ قیامت اعضائے انسانی کلام کریں گے:

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں تو سورج کو دیکھنے میں کوئی تنگی محسوس کرتے ہو"؟ صحابہ نے کہا: نہیں، فرمایا: "جب چودھویں رات کو بادل نہ ہوں تو چاند کو دیکھنے میں کوئی تنگی محسوس کرتے ہو"؟ صحابہ نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم اپنے رب کو دیکھنے میں صرف اتنے تنگ ہو گے جتنے سورج وچاند کو دیکھنے میں تنگ ہوتے ہو، پھر اللہ ﷻ اپنے بندوں سے ملاقات کرے گا اور ان سے فرمائے گا: اے فلاں شخص! کیا میں نے تجھ کو عزت نہیں دی تھی؟، کیا میں نے تجھ کو سرداری نہیں دی تھی؟، کیا میں نے تجھ کو بیوی نہیں دی تھی؟، کیا میں نے گھوڑے اور اونٹ تیرے

تابع نہیں کیے تھے؟ تجھ کو رئیسانہ شان وشوکت نہیں دی تھی؟، وہ شخص کہے گا: کیوں نہیں!، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: کیا تجھ کو مجھ سے ملاقات کی توقع تھی؟ وہ بندہ کہے گا: نہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: میں بھی تجھ کو اسی طرح بھلادوں گا جس طرح آج تو نے مجھے بھلادیا ہے، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ دوسرے شخص سے ملاقات کریگا اور اس سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی؟، اور کیا میں نے تجھے سرداری نہیں دی تھی؟، کیا میں نے تجھے بیوی نہیں دی تھی؟، کیا میں نے تیرے بس میں گھوڑے اور اونٹ نہیں کیے تھے؟، اور کیا میں نے تجھے سردارانہ شان وشوکت نہیں دی تھی؟، وہ کہے گا: کیوں نہیں!، بیشک میں تجھے بھلا دیتا ہوں جس طرح تو نے مجھے بھلادیا تھا، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ تیسرے بندے سے ملاقات کرے گا اور اس سے بھی اسی طرح کلام فرمائے گا، وہ کہے گا: میں تجھ پر ایمان لایا اور تیری کتاب پر ایمان لایا اور تیرے رسول پر ایمان لایا اور میں نے نماز پڑھی اور روزہ رکھا اور صدقہ کیا اور جتنی اس کی طاقت ہوگی وہ حمد وثناء کرے گا، پھر اس بندے سے کہا جائے گا: ہم ابھی تیرے خلاف گواہ بھیجتے ہیں، وہ اپنے دل میں غور وفکر کرے گا کہ میرے خلاف کون گواہی دے گا، پھر اس کے مونھ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کی ران سے، اس کے گوشت سے اور اس کی ہڈیوں سے کہا جائے گا: اب تم کلام کرو، پھر اس کی ران، اس کا گوشت اور ہڈیاں کلام کریں گی کہ اس نے کیا کام کئے تھے اور یہ اس لئے کہ وہ خود اپنا عذر بیان کرے اور یہ شخص منافق ہوگا اور اس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ ناراض ہوگا"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب السنۃ،باب: في الرویۃ،رقم: ۴۷۳۰،ص۸۸۶بتغیر)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھیں نمایاں ہونے لگیں اور پوچھا: "تم جانتے ہو کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں"؟ ہم نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی خوب جاننے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں بندے کی اس کے رب عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ ہونے والی گفتگو پر ہنس رہا تھا، بندہ کہے گا: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: کیوں نہیں، بندہ کہے گا: آج میں اپنے خلاف صرف اپنے ہی نفس کی شہادت کی اجازت دیتا ہوں، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: آج صرف تیری ہی تیرے خلاف شہادت ہوگی اور کراما کاتبین گواہ ہونگے"، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر اس کے مونھ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا کہ اب تم کلام کرو، پھر اس کے اعضاء اس کے اعمال کو بیان کریں گے، پھر وہ بندہ اپنے اعضاء سے کہے گا تم دور رہو، میں تمہارے لئے تو جھگڑ رہا ہوں"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب السنۃ،باب: في الرویۃ،رقم: ۴۷۳۰،۸۸۶،جامع البیان، رقم: الجزء: ۲۴،ص۱۲۳)

☆......حضرت حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ سے شام کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "یہاں سے یہاں تک قیامت کے دن لوگ اپنے گھٹنوں اور چہروں کے بل چلتے ہوئے آئیں گے، ستر امتیں ہونے کا وعدہ پورا ہوگا اور تم آخری امت ہوگے اور آخری امت کا اکرام ہوگا، اور سب سے پہلے تمہارے جسم کا عضو "ران" گواہی دیگا"۔

☆......عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جس دن انسان کے مونہوں پر مہر لگادی جائے گی اس دن سب سے پہلے جو عضوِ جسم کلام کرے گا وہ اس کی بائیں جانب کی "ران" کلام کرے گی"۔ (الطبری، الجزء: ۲۴،ص۱۲۴،الدر المنثور، ج۵،ص۶۸۰)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ گمان کیسا ہونا چاہیے؟

سع......اہل علم کہتے ہیں کہ گمان دو طرح کے ہوسکتے ہیں: حسن ظن، سوءِ ظن، پس حسن ظن یہ ہے کہ بندہ اچھا گمان کرے اور سوءِ ظن یہ کہ بُرا گمان رکھے۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ قومیں بڑی امیدیں رکھتی ہیں اور اسی حال میں دنیا سے رخصت ہوجاتی ہیں اور ان کے لئے (ان کے گمان کے مطابق) بھلائی ہے، اور کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کہ زبان سے یہ کہتا ہے کہ میں اپنے رب سے اچھا گمان کرتا

ہوں لیکن اس کا قول جھوٹ پر مبنی ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے گمان پر عمل پیرا نہیں ہوتا اور جو اچھا گمان کرے اُسے چاہیے کہ اچھا عمل بھی کرے، اور پھر یہ آیت تلاوت کی: ﴿وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم اردکم فاصبحتم من الخسرین (حم سجدۃ:۲۳)﴾

قتادہ کہتے ہیں: کہ جو موت سے ہمکنار ہونا چاہے اُسے چاہیے کہ اللہ عزوجل سے اچھا گمان کرے اور اسی کے مطابق عمل کرے، کیونکہ ظن دو طرح کے ہوتے ہیں بعض گمان نجات دیتے ہیں اور بعض برباد کرتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ آیت تلاوت کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ قوم بُرائیوں سے چمٹی ہوئی ہے اور بُرائیوں سے (خاطر خواہ) توبہ بھی نہیں کرتی اور مغفرت مانگتی ہے، یہاں تک کہ دنیا سے مفلسی کے حال میں رخصت ہوتے ہیں۔ (القرطبی، الجزء:۲٤، ص۳۰۸)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی وفات سے تین دن پہلے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے کسی شخص پر ہرگز موت نہ آئے گی مگر اس حال میں کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہوں''۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب: ما یستحب من حسن الظن، رقم:۳۱۱۳، ص۵۹٦)

☆......حضرت واثلہ بن اسقع روایت کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں وہ میرے متعلق جو گمان کرے''۔

☆......ایک سند میں یوں ہے: ''میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں، اگر وہ خیر گمان کرے تو خیر ہے اور اگر وہ شر گمان کرے تو شر ہے''۔ (صحیح ابن حبان، کتاب الرقاق، باب: حسن الظن باللہ تعالی، رقم: ٦٤١، ج۱، ص٤٠٧)

قیض کے لغوی معنی:

☆......امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وقیضنا لهم قرناء (حم سجدۃ:۲۵)﴾، ﴿ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطنا (الزخرف:۳٦)﴾، کسی پر بڑائی چاہنا، یا کسی پر مسلط ہونا۔ اسی سے بیع مقایضہ بھی ہے جس کا معنی ہے ''وہ بیع جس میں سامان کے بدلے سامان کا تبادلہ ہو''۔ (المفردات، ص ٤۲۰)

اغراض:

یساقون: بیضاوی نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ ان کے اول کو آخر کی وجہ سے روک لینا مراد ہے تاکہ سب جمع ہو جائیں، اور یہ مفسر کے قول کے منافی نہیں ہے، انہوں نے آخر کو اول کے ساتھ ملحق کیا ہے، پس اس صورت میں (بھی) اجتماع ہو گیا۔

کالذی بعدہ: سے مراد اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿وما کنتم تستترون (حم سجدۃ:۲۲)﴾ ہے۔

عند استتارکم: مراد یہ ہے کہ لوگوں میں سے کچھ کا گمان کرنا۔

من امر الدنیا: یعنی امور آخرت میں سے جو ان کے سامنے ہے، اور امور دنیا میں سے جو ان کے پیچھے ہے، قشیری کہتے ہیں: ''جب اللہ عزوجل کسی بندے کے ساتھ بُرائی کا ارادہ فرماتا ہے تو بُرائی کو اس کا اوڑھنا بچھونا کر دیتا ہے اور مخالفتیں اس پر محمول کر دی جاتی ہیں اور وہ اُسی کا داعی بن جاتا ہے اور یہی شیطانی ہتھکنڈے ہیں اور اس کا نفس شر کے پھیلانے کا سبب بن جاتا ہے اور یہی بُرائی اُسے ہلاکت تک لے جاتی ہے اور جب اللہ عزوجل کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے خیر کو مقدر کر دیتا ہے اور وہ اللہ عزوجل کی طاعت میں لگ جاتا ہے۔ المختصر ملخص۔ ہلکت: مناسب یہ ہے کہ ہلکت کے بجائے مضت کہا جائے۔ (الصاوی، ج۵، ص۲۰۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿وقال الذین کفروا﴾ عِندَ قِرَآئَةِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿لا تسمعوا لهذا القران والغوا فیه﴾ اِیْتُوا بِاللَّغَطِ وَنَحوِہٖ

وَصِيحُوا فِي زَمَنِ قِرَائَتِهِ﴿لعلكم تغلبون(۲۶)﴾فَيَسْكُتُ عَنِ الْقِرَائَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيهِم ﴿فلنذيقن الذين كفروا عذابا شديدا ولنجزينهم اسوا الذى كانوا يعملون (۲۷)﴾اَى اَقْبَحَ جَزَاءُ عَمَلِهِم ﴿ذلك﴾اى العَذَابُ الشَّدِيدُ واَسوَءُ الجَزَاءِ﴿جزاء اعداء الله﴾بتَحْقِيقِ الهَمزَةِ الثَّانِيَةِ وإبْدَالِها واوٌ ﴿النار ﴾عَطْفُ بَيانِ الجَزَاءِ المُخْبَرِ بِهِ عَن ذالِكَ﴿لهم فيها دار الخلد ط﴾اى إقَامَةٌ لا انتِقالَ مِنها﴿جزاء﴾مَنْصُوبٌ عَلَى المَصْدَرِ بِفِعْلِهِ المُقدَّرِ﴿بما كانوا بايتنا﴾القرآن﴿يجحدون(۲۸)وقال الذين كفروا﴾في النارِ﴿ربنا ارنا الذين اضلنا من الجن والانس﴾اى إبْلِيسَ وقَابِيلَ سَنَّاالكُفرَ والقَتلَ﴿نجعلهما تحت اقدامنا﴾في النارِ﴿ليكونا من الاسفلين (۲۹)﴾اَى اَشَدَّ عَذَابا مِنَّا﴿ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا﴾عَلَى التَّوحِيدِ وَغَيرِهِ مما وَجبَ عَلَيهِم ﴿تتنزل عليهم الملئكة﴾عِندَ الموتِ﴿اَنْ﴾بِاَنْ﴿لا تخافوا﴾مِنَ المَوتِ ومَا بَعدَهُ﴿ولا تحزنوا﴾على مَا خَلَفْتُم مِن اَهْلٍ وَوَلدٍ فَنحْنُ نَخْلِفُكم فِيهِ﴿وابشروا بالجنة التى كنتم توعدون (۳۰) نحن اوليؤكم فى الحيوة الدنيا﴾اَى حَفِظْنٰكُمْ فِيها﴿وفى الاخرة﴾اَى نَكُونُ مَعَكُم فِيهَا حَتّٰى تَدخُلُوا الجَنةَ﴿ولكم فيها ما تشتهى انفسكم ولكم فيها ما تدعون(۳۱)﴾تَطلُبُونَ﴿نزلا﴾رِزْقًا مَهِيئًا مَنصُوبٌ بِجَعلَ مُقدَّرا﴿من غفور رحيم(۳۲)﴾اَى اللهِ.

﴿ترجمہ﴾

اور کافر بولے (نبی پاک ﷺ کی تلاوت قرآن کے وقت) یہ قرآن نہ سنو اور اس میں بیہودہ غل کرو (یعنی قرائت کے وقت شور مچاؤ اور الٹی سیدھی باتیں کرتے رہو......۱......) شاید یونہی تم غالب آؤ (اور وہ قرائت کرنے سے رک جائیں) تو ضرور ہم ان لوگوں کو سخت عذاب چکھائیں گے اور بیشک ہم ان کے بدترین کام کا انہیں بدلہ دیں گے (اسوا الذی کانوا یعملون یہ بمعنی اقبح جزاء عملهم ہے) یہ (یعنی یہ عذاب شدید یا بدترین جزا ہے) اللہ کے دشمنوں کا بدلہ آگ ہے (اعداء الله دوسرے ہمزہ کی تحقیق کے ساتھ نیز اس کو واؤ کے ساتھ تبدیل کر کے بھی پڑھا گیا ہے، النار یہ اس جزا کا عطف بیان ہے جس کی ذلک کے ذریعے خبر دی جا رہی ہے) اس میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے (یعنی مقیم رہنا ہے اس سے کہیں اور منتقل نہیں ہونا) سزا (جزا یہ فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے) اس کی کہ ہماری آیتوں (یعنی قرآن پاک) کا انکار کرتے تھے اور کافر بولے (آگ میں) اے ہمارے رب! ہمیں دکھا جن اور آدمی جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا (یعنی ابلیس اور قابیل جنہوں نے کفر اور قتل کو ایجاد کیا ہے......۲......) کہ ہم انہیں اپنے پاؤں تلے ڈالیں (آگ میں) کہ وہ ہر شے سے نیچے رہیں (یعنی وہ ہم سے زیادہ سخت عذاب میں رہیں) بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر قائم رہے......۳......(توحید وغیرہ امور پر لازم کیے گئے تھے) ان پر (ان کی موت کے وقت) فرشتے اترتے ہیں......۴......کہ (ان اصل میں بان تھا) نہ ڈرو (موت اور اس کے مابعد پیش آنے والے امور سے) اور نہ غم کرو (اپنے پیچھے چھوڑے ہوئے اہل و عیال پر کہ ہم تمہارے پیچھے ان کے نگران ہیں) اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں (دنیا میں ہم تمہاری حفاظت کرتے رہیں گے) اور آخرت میں (یعنی آخرت میں بھی ہم تمہارے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ) اور تمہارے لیے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں جو مانگو مہمانی (تیار کردہ روزی......۵...... ، یہ فعل محذوف جعل کی وجہ سے منصوب ہے) معافی بخشنے والے مہربان کی طرف سے (یعنی اللہ ﷻ کی طرف سے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القران والغوافیه لعلکم تغلبونo﴾.

و: مستانفہ، قال الذین کفروا: قول، لاتسمعوا: فعل نہی بافاعل، لھذا القران: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، الغوا: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال، لعلکم تغلبون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، فیہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلنذیقن الذین کفروا عذابا شدیدا ولنجزینھم اسوا الذی کانوا یعملونo﴾.

ف: فصیحیہ، لام قسمیہ، نذیقن: فعل بافاعل، الذین کفروا: موصول صلہ ملکر مفعول، عذابا شدیدا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لام قسمیہ، نجزینھم: فعل بافاعل ومفعول اول، اسوا الذی کانوا یعملون: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "ان استمروا ذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک جزاء اعداء الله النار لھم فیھا دار الخلد جزاء بما کانوا بایتنا یجحدونo﴾.

ذلک: مبتدا، جزاء اعداء الله: مبدل منہ، النار: بدل، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، فیھا: ظرف مستقر حال مقدم، دار الخلد و: ذوالحال، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، جزاء: مصدر بافاعل، بما کانوا بایتنا یجحدون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف "یجزون" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال الذین کفروا ربنا ارنا الذین اضلنا من الجن والانس﴾.

و: مستانفہ، قال الذین کفروا: قول، ربنا: نداء، ارنا: فعل امر بافاعل ومفعول، الذین اضلنا: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من الجن والانس: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿نجعلھما تحت اقدامنا لیکونا من الاسفلینo﴾.

نجعلھما: فعل بافاعل ومفعول، تحت اقدامنا: ظرف، لام: جار، یکونا من الاسفلین: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے۔

﴿ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکة الا تخافوا ولا تحزنوا وبشروا بالجنة التی کنتم توعدونo﴾.

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، قالوا: قول، ربنا الله: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، استقاموا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر اسم، تتنزل علیھم: فعل وظرف لغو، الملئکة: ذوالحال، ان: مصدریہ، لا تخافوا: فعل نہی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تحزنوا: فعل نہی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، بشروا: فعل امر بافاعل، ب: جار، الجنة: موصوف، التی کنتم توعدون: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر بتقدیر "ب" جار مجرور، ملکر ظرف مستقر "قائلین" محذوف کیلئے، ملکر شبہ جملہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿نحن اولیوکم فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة﴾.

نحن: مبتدا، اولیوکم: ذوالحال، فی الحیوة الدنیا: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، فی الاخرة: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون٥ نزلا من غفور رحیم٥﴾۔

و: عاطفہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، فیھا: ظرف مستقر حال مقدم، ما تشتھی انفسکم: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، فیھا: ظرف مستقر حال مقدم، ما تدعون: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، نزلا من غفور رحیم: شبہ جملہ حال ثانی، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآن کی بے ادبی:

۱...... جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سُننا فرض ہے، جب کہ وہ مجمع بغرض سُننے کے حاضر ہو ورنہ ایک کا سُننا کافی ہے، اگرچہ اور اپنے کام میں ہوں۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج۲۳، ص ۳۵۲)

مذکورہ آیت میں اللہ ﷻ نے کافروں کی اس بُری خصلت کا ذکر کیا جو وہ قرآن کی تلاوت کے وقت میں بے ہودہ گوئی کی صورت میں کرتے تھے۔ دور حاضر میں یہ نقشہ نہیں کہ کفار کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہو اور وہ بے ہودگی کی حرکتیں کریں تاہم یہ ضرور ہے کہ اس دور میں کفار قرآن کی بے ادبی دیگر طریقوں سے ضرور کرتے ہیں۔ ماقبل شرعی مسئلہ کافروں کے لئے نہ سہی مسلمانوں کے لئے ضرور ہے، لیکن آج اس مسئلے پر توجہ کم دی جاتی ہے۔ جو صاحب قرآن پڑھنے کے عادی ہوتے ہیں یا دن کا مخصوص حصہ تلاوت میں گزارتے ہیں یقیناً وہ تعریف کے لائق ہیں لیکن یہ کہاں کا اصول ہے کہ بلند آواز میں تلاوت کر کے دوسروں کو سننے پر مجبور کیا جائے۔ بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے لوگ اگر نہ سُنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے اگر کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لئے مقرر نہ ہو تو اگر پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا، تو اس پر گناہ۔

(بہار شریعت مخرجہ، قرآن مجید پڑھنے کا بیان، حصہ:۳، ج۱، ص۵۵۲)

پہلے قاتل کا گناہ:

۲...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو بھی ظلماً قتل کیا جائے گا اس کے گناہ میں سے ایک حصہ قابیل کو بھی ملے گا کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کو ایجاد کیا''۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: خلق آدم و ذریتہ، رقم: ۳۳۳۵،۶۸۶۷،۷۳۲۱، ص۵۵٤)

گویا قابیل نے اپنے لئے گناہ جاریہ کما لیا، کائنات میں جب بھی ظلماً قتل ہوتے رہیں گے قابیل ہر قتل کا عوض بطور گناہ پاتا رہے گا۔ اسی طرح دیگر گناہوں کو بھی مدنظر رکھ لیں، جو لوگ گناہ پھیلنے کا ذریعہ بنتے ہیں انہیں غور و فکر کرنا چاہیے، معلوم نہیں کہ توبہ کا موقع ملے گا کہ نہیں، معلوم نہیں بڑھاپا آئے اور توبہ کرنے کا ذہن بنے یا یونہی کسی بم دھماکے یا دہشت گردی کی نظر ہو جائیں، نامعلوم کون سی آفت آئے اور زیر زمین ہو جائیں، مجھے اُن فنکاروں، اداکاروں، گلوکاروں کے بارے میں دکھ و افسوس ہوتا ہے جو گناہ پھیلنے کا ذریعہ بن رہے ہیں اور آج کا معاشرہ گویا انہی لوگوں کا معاشرہ ہے کہ انہی کی دیکھا دیکھی کی جاتی ہے۔ بسا اوقات ان کی اموات بھی بُری ہوتی ہیں اور ایسا بھی سنا جاتا ہے کہ ان کے مرنے کے بعد بھی ان کے لئے تعزیتی پروگرام میں ان کے گناہ دکھائے اور بیان کئے جاتے ہیں اللہ سمجھ دے گویا ہم ایسے معاشرے میں زندگی گزار رہے ہیں جو مرنے کے بعد بھی اپنے مسلمان بھائیوں، بہنوں کو نفع پہنچانے کے لئے تیار نہیں۔

استقامت کے معنی ،احادیث ،اقوال صحابہ وتابعین:

سے......شیخ جرجانی "الاستقامة" کی کئی تعریفات ذکر کرتے ہیں: کسی چیز کے اجزائے مفروضہ کے یکجا ہونے کو "استقامت" کہتے ہیں۔اہل حقیقت کے نزدیک اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ تمام عہد و پیمان کو پورا کرنے کا نام استقامت ہے،کھانا پینا پہننا ہر کام میں متوسط حد تک صراط مستقیم کی رعایت کا نام ہے چہ جائے کہ دینی معاملہ ہو یا دنیاوی،پس یہی آخرت کے حوالے سے صراط مستقیم ہے اور اسی وجہ سے سید عالم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے سورۃ ھود کی آیت ﴿فاستقم کما امرت (ھود: ۱۱۲)﴾ نے بوڑھا کر دیا۔ایک قول "استقامت" کی تعریف میں یہ کیا گیا ہے کہ اطاعت کو بجالانا اور معصیت سے اجتناب کرنا استقامت کہلاتا ہے،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ استقامت ضد ہے ٹیڑھا پن کی،مطلب یہ کہ استقامت کا معنی یہ ہے کہ بندہ شریعت اور عقل کے ذریعے سے بندگی کے راستے پر گامزن رہے،استقامت کے معنی مداومت بھی ہے اور یہ بھی کہ بندہ خیال کرے کہ اے بندے! تجھے اللہ ﷻ کی بارگاہ صمدیت میں (مزاحمت وغیرہ) کا کچھ اختیار نہیں،ابوعلی دقاق نے کہا کہ استقامت کے تین درجے ہیں: اول کا نام تقویم ہے یعنی نفس کو ادب سکھانا،دوم کا نام اقامۃ ہے یعنی دلوں کو شائستہ وشستہ بنائے،سوم استقامۃ ہے یعنی (شریعت کے) بھیدوں کا قرب پانا۔ (التعریفات،ص ۲۳)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے یہ آیت ﴿ان الذین قالوا...... الخ﴾ پڑھی اور فرمایا: لوگوں نے کہا یعنی ہمارا رب اللہ ہے،پھر ان میں سے اکثر کافر ہو گئے،پس جو شخص اسی قول پر ڈٹا رہا حتی کہ مر گیا،وہ ان لوگوں میں سے ہے جو اس قول پر مستقیم رہے"۔ (سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن،باب: حم سجدۃ، رقم: ۳۲۶۱،ص ۹۳٤)

☆......حضرت سفیان بن عبداللہ الثقفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اسلام کے متعلق کوئی ایسی بات بتایئے کہ میں آپ ﷺ کے بعد کسی اور سے سوال نہ کروں،آپ ﷺ نے فرمایا: "تم کہو! میں اللہ پر ایمان لایا،پھر اس پر مستقیم رہو"۔ (سنن ابن ماجه، کتاب تعبیر الرؤیا،باب: کف اللسان فی الفتنة، رقم: ۳۹۷۲،ص ٦٥٦)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم مستقیم رہو اور تم مکمل استقامت ہرگز حاصل نہ کر سکو گے اور یاد رکھو تمہارے اعمال میں سب سے افضل عمل نماز ہے اور صرف مومن ہی دائما باوضو رہ سکتا ہے"۔ (سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة ،باب: المحافظة علی الوضوء، رقم: ۲۷۷،۲۷۸،ص ٦٦)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے استقامت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: "ان لا تشرک باللہ شیئا یعنی اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو"۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "الاستقامة ان تستقیم علی الامر والنهی ولا تروغ روغان الثعالب یعنی استقامت سے مراد امر و نہی پر مضبوطی سے عمل کرنا اور لومڑی کی طرح ادھر اُدھر مڑنے کی حیلہ سازی نہ کرنا ہے"۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اخلصوا العمل لله یعنی اعمال خاص اللہ کے لئے کرو"۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے استقامت کے بارے میں فرمایا: "ادو الفرائض یعنی فرائض کو ادا کرو یہی استقامت ہے"۔یہی قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ہے،اور ایک قول یہ بھی ہے کہ استقامت یہ ہے کہ اللہ کی جانب سے متعین کردہ اوامر پر جمے رہو اور نواہی سے بچتے رہو،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے: "لا اله الا الله" کہو یہاں تک کہ اللہ سے جا ملو اور حسن کا قول ہے کہ جب یہ آیت پڑھے تو کہے: "اللهم انت ربنا فارزقنا الاستقامة اے اللہ تو ہمارا رب ہے تو ہمیں استقامت سے نواز دے"۔ (الخازن، ج٤، ص ۸۷)

فرشتے بوقتِ موت مومنین کے معین ومددگار ہیں:

ہے.....وکیع بن جراح کہتے ہیں کہ خوشخبری اور بشارت تین مقامات پر ملے گی، موت کے وقت، قبر میں اور قبر سے اٹھائے جانے کے وقت۔ ﴿الا تخافوا﴾ کہنے والے فرشتے ہونگے کہ تم خوف نہ کرو۔ اس میں ''اَنْ'' مفسرہ ہے کیونکہ ﴿تتنزل علیھم﴾ اس وحی کے معنی کو متضمن ہے جو قول کے معنی میں ہے۔ یا یہ ''اَنْ مخففہ من المثقلہ'' ہے اور اس کا اسم ضمیر شان ہے یا پھر ''اَنْ'' مصدر یہ ہے، یعنی امر آخرت میں سے جس پر تم آگے پیش ہو رہے ہو اس سے خوفزدہ نہ ہو۔ مجاہد نے بھی یہی کہا ہے اور جو اہل وعیال اور اولاد میں سے تم پیچھے چھوڑ آئے ہو ان کے بارے میں غمزدہ نہ ہو کیونکہ ان کی جگہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ خوف سے مراد ایسا غم ہے جو مستقبل میں آنے والی متوقع مصیبت اور تکلیف پر ہوتا ہے اور حزن سے مراد ایسا غم ہے جو کسی نفع بخش چیز کے ضائع ہونے یا نقصان دہ چیز کے لاحق ہونے کے سبب ہونے والی تکلیف اور دکھ کے سبب ہوتا ہے۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ تم اپنے گناہوں کی بنا پر نہ خوفزدہ ہو اور نہ ہی کوئی حزن وملال کرو، یعنی سزا کا خوف نہ رکھو اور گناہوں کے صادر ہونے پر غمزدہ نہ ہو کیونکہ اللہ تمہارے تمام گناہ کو معاف فرمادے گا۔ تمہیں بشارت ہو اس جنت کی جس کا دنیا میں رسولوں کی زبانی تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ابونعیم نے ثابت بُنانی کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے جب سورۂ فصلت پڑھی اور ﴿تتنزل علیھم الملائکۃ﴾ پر پہنچے تو فرمایا کہ ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ جب بندۂ مومن کو اس کی قبر سے اٹھایا جائے گا تو اس سے وہی دو فرشتے آکر ملیں گے جو دنیا میں اس کے ساتھ رہا کرتے تھے اور اسے یہ کہیں گے تو نہ خوف کر اور نہ غمزدہ ہو تجھے اس جنت کی بشارت ہو جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا، پس اللہ اسے خوف سے محفوظ فرمادے گا اور اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کردے گا۔ (المظھری، ج۶، ص۲۳۴)

مومنین کے حق میں اجسام نوری کی بشارتوں کی تحقیق:

۵.....فرشتے مومنین کو بشارتیں دیں گے، چنانچہ فرمائیں گے: ﴿نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ (حم سجدۃ: ۳۱)﴾ یہ فرمان کافروں کی وعید ﴿وقیضنا لھم قرناء (حم سجدۃ: ۲۵)﴾ کے مقابلے میں مومنین کے لئے نازل ہوا۔ ثابت ہوا کہ فرشتے مومنین کے مددگار ہیں، یہ بھی ثابت ہوا کہ فرشتوں میں الہامات، مکاشفات یقینیہ اور مقاماتِ حقیقیہ کے ذریعے اجسام بشریہ میں تاثیر پیدا کرنے کی قدرت پائی جاتی ہیں، جیسا کہ شیاطین میں القاءِ وساوس اور باطل تخیلات کے ذریعے تاثیر کی قدرت پائی جاتی ہے، اور فرشتوں میں پاکیزہ طیب ارواح کی مکاشفات ومشاہدات وغیرہ جہات کی مدد سے مدد کی قدرت پائی جاتی ہے۔ پس یہی وجہ ہے کہ یہ ولایت دنیا وآخرت میں باقی رہتی ہے اور یہ مدد ونصرت بندے کی موت کے بعد زائل نہیں ہوتی بلکہ مزید طاقتور وباقی رہنے والی ہوجاتی ہے۔ اور جو ہر نفس اور ملائکہ کا ان معنوں میں امتزاج اس لئے ہوتا ہے کہ جو ہر نفس جنس ملائکہ کی مثل ہے، جیسا کہ شعلہ کو شمس کی جانب، قطرہ کو دریا کی جانب نسبت ہوا کرتی ہے۔ (الرازی، ج۹، ص ۵۶۱)

اغراض:

ای اقبح جزاء عملھم: اس جملے میں حذف مضاف کی جانب اشارہ ہے، یعنی وہ لوگ اپنے دنیاوی اعمال مثلاً کفر کی وجہ سے عذاب دیئے جائیں گے اور سید عالم ﷺ کی بارگاہ کا مذاق اڑانا اس کی جزاء زیادہ سخت ہوگی اور اس آیت میں اس جانب دلیل ہے کہ قرائت قرآن کے اوقات میں ہر قسم کی غلطی پر شدید وعید سنائی گئی ہے، بے ترتیب اور اختلاط سے بھرپور تلاوت کرنا بالاجماع حرام ہے، اگر قرآن سے ملنے والے نفع کو باطل کرنا نہ چاہتا ہو تو کراہت ہے اور اگر قرآن سے ملنے والے نفع کو باطل کرنا چاہتا ہے تو کفر ہے۔

منصوب علی المصدر بفعلہ المقدر: تقدیر جملہ یہ ہے: ''یجزون جزاء''۔

سنا الکفر والقتل: جیسا کہ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کردیا، یہ سب سے پہلا قتل ہوا اور ابلیس نے سب سے پہلے اللہ کے

رب ہونے کا انکار کیا۔قال تعالی فیھم: بمعنی فی شانھم ہے۔
عند الموت: یا مراد قبر سے نکلنے کا وقت ہے، اور جمع کا صیغہ لانے میں بھی کوئی مانع نہیں ہے، کیونکہ رحمت کے فرشتے ان پر نازل ہونگے اور ان کے سینوں کو کھول دینگے اور خوف وغم ان سے دور کردیا جائے گا۔(الصاوی، ج۵، ص۲۰۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۹

﴿ومن احسن﴾اَی لَا اَحَدٌ اَحْسَنُ﴿قولا ممن دعا الی اللہ﴾بِالتَّوحِیدِ﴿وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین(۳۳) ولا تستوی الحسنة ولا السیئة ط﴾فِی جُزئِیَّاتِهَا لِاَنَّ بَعضَهَا فَوقَ بَعضٍ ﴿ادفع﴾اَی السَّیِّئَةَ﴿بالتی﴾اَی بِالخَصلَةِ الَّتِی﴿هی احسن﴾کَالغَضَبِ بِالصَّبرِ والجَهلِ بِالحِلمِ وَالْاِسَائَةِ بِالعَفوِ﴿فاذا الذی بینک وبینه عداوة کانه ولی حمیم (۳۴)﴾اَی فَیَصِیرُ عَدُوُّکَ کَالصَّدِیقِ القَرِیبِ فِی مُحَبَّتِهِ اِذَا فَعَلتَ ذَالِکَ فَالَّذِی مُبتَدَاءٌ وکَاَنَّهُ الخَبَرُ واِذَا ظَرفٌ لِمَعنَی التَّشبِیهِ﴿وما یلقها﴾اَی یُؤتِی الخَصلَةَ الَّتِی هِیَ اَحسَنُ﴿الا الذین صبروا ج وما یلقها الا ذو حظ﴾ثَوَابٍ﴿عظیم (۳۵) واما﴾فِیهِ اِدغَامُ نُونِ اِنِ الشَّرطِیَةِ فِی مَاالزَّائِدَةِ﴿ینزغنک من الشیطان نزغ﴾اَی اَن یُّصرِفَکَ عَنِ الخَصلَةِ وَغَیرِهَا مِنَ الخَیرِ صَارِفٌ﴿فاستعذ باللہ ط﴾جَوَابُ الشَّرطِ وجَوَابُ الْاَمرِ مَحذُوفٌ اَی یَدفَعهُ عَنکَ ﴿انه هو السمیع﴾لِلْقَولِ﴿العلیم (۳۶)﴾بِالفِعلِ﴿ومن ایته الیل والنهار والشمس والقمر ط لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقهن﴾اَیِ الْاٰیَاتِ الْاَربَعِ﴿ان کنتم ایاه تعبدون السجدة (۳۷) فان استکبروا﴾عَنِ السُّجُودِ لِلّٰہِ وَحدَہٗ﴿فالذین عند ربک﴾اَیِ المَلَائِکَةِ﴿یسبحون﴾یُصَلُّونَ﴿له بالیل والنهار وهم لا یسئمون (۳۸)﴾لَا یَمَلُّونَ﴿ومن ایته انک تری الارض خاشعة﴾یَابِسَةً لَا نَبَاتَ فِیهَا﴿فاذا انزلنا علیها الماء اهتزت﴾تَحَرَّکَتْ﴿وربت﴾اِنْتَفَخَتْ وَعَلَتْ﴿ان الذی احیاها لمحی الموتی انه علی کل شیء قدیر (۳۹) ان الذین یلحدون﴾مِنُ الحَدَ وَلَحِدَ﴿فی ایتنا﴾القرانَ بِالتَّکذِیبِ﴿لا یخفون علینا﴾فَنُجَازِیهِم ﴿افمن یلقی فی النار خیرام من یأتی امنا یوم القیمة اعملوا ما شئتم بما تعملون بصیر (۴۰)﴾تَهدِیدٌ لَهُم﴿ان الذین کفروا بالذکر﴾القُرانِ﴿لما جاء هم﴾نُجَازِیهِم ﴿وانه لکتب عزیز (۴۱)﴾مَنِیعٌ ﴿لا یأتیه الباطل من م بین یدیه ولا من خلفه﴾اَی لَیسَ قَبلَهٗ کِتَابٌ یُکَذِّبُهٗ وَلَا بَعدَهٗ﴿تنزیل من حکیم حمید (۴۲)﴾اَی اللّٰہِ المَحمُودِ فِی اَمرِہٖ ﴿ما یقال لک﴾مِنَ التَّکذِیبِ ﴿الا﴾مِثلَ﴿ما قد قیل للرسل من قبلک ط ان ربک لذو مغفرة﴾لِلمُومِنِینَ﴿وذو عقاب الیم (۴۳)﴾لِلکَافِرِینَ ﴿ولو جعلنه﴾اَیِ الذِّکرَ ﴿قرانا اعجمیا لقالوا لولا﴾هَلَّا﴿فصلت﴾بُیِّنَتْ﴿ ایته ﴾

حَتی نُفَهِّمَها﴿ء﴾ قُرانٌ﴿اعجمی و﴾نَبیٌّ ﴿عربی﴾ اِستِفهامُ اِنکارٍ مِنهم بِتَحقِیقِ الهَمزَةِ الثانِیَةِ وَقَلْبِهَا اَلِفـا بِاِشْبَاعٍ وَدُونه﴿قل هو للذین امنوا هدی﴾مِنَ الضَّلالَةِ﴿وشفاء ط﴾مِنَ الجَهلِ﴿والذین لا یؤمنون فی اذانهم وقر ﴾ثِقلٌ فلا یَسمَعُونَهُ﴿وهو علیهم عمی ط﴾فلا یَفهَمُونَه﴿اولئک ینادون من مکان بعید(۴۴)﴾اَی هم کَالمُنادیٰ مِن مَکانٍ بَعِیدٍ لا یَسمَعُ ولا یَفهَمُ مَا یُنادیٰ بِه.

﴿ترجمہ﴾

اوراس سے زیادہ کس کی بات اچھی (یعنی اس سے زیادہ کسی کی بات اچھی نہیں) جو اللہ (یعنی اللہ عزوجل کی وحدانیت) کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں......۱......اور نیکی اور بدی برابر نہ جائینگی (بدلے کے اعتبار سے کہ دونوں کے بعض افراد دیگر افراد سے بڑھ جائیں) اے سننے والے! ٹال (برائی کو) اس کے ساتھ جو (یعنی اس خصلت کے ساتھ جو) سب سے اچھی ہے (غصہ کو صبر سے، جہل کو حلم سے، اور برائی کو معافی سے ٹال دے) جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست (یعنی تمہارا دشمن جن سے تم یہ کام انجام دے لوگے تو تمہارا قریبی دوست کی طرح تم سے محبت کرنے لگے گا......۲......الـذی مبتدا بن رہا ہے کـا نه...... الخ اس کی خبر ہے، اذا ظرفیہ معنی تشبیہ کے لیے ہے) اور یہ (یعنی یہ خصلت) نہیں دی جاتی (جو سب سے اچھی ہے ،یلقنی بمعنی یوتی ہے) مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے ثواب والا (حظ بمعنی ثواب ہے) اور اگر (''اما'' اصل میں ''ان مـا'' تھا، ''ان'' شرطیہ کا ''مـا'' میں ادغام ہوا ہے) تجھے شیطان سے کوئی تکلیف پہنچے (یعنی کوئی پھیرنے والا تجھے اس کسی بھلی خصلت سے پھیرنے کے......۳......) تو اللہ عزوجل کی پناہ مانگ (فـاستعذ بـالله یہ جواب شرط ہے اور امر کا جواب امر محذوف ہے، یـدفعه عـنک یعنی اللہ اس کو تجھ سے دور کر دیگا) بیشک وہی سننے والا ہے (اقوال کا) اور علم رکھنے والا ہے (افعال کا) اور اس کی نشانیوں میں سے ہے رات اور دن اور سورج اور چاند سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا (یہاں چار نشانیوں کا بیان کیا گیا ہے) اگر تم اس کے بندے ہو تو اگر یہ تکبر کریں (اللہ وحدہ کے حضور جھکنے سے) تو وہ جو تمہارے رب کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) پاکی بولتے ہیں (یعنی نماز پڑھتے ہیں، یسبحون بمعنی یصلون ہے) اس کے لیے رات دن اور اکتاتے نہیں (لا یسئمون بمعنی لا یـملون ہے) اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تو زمین کو دیکھے بے قدر پڑی (یعنی خشک کہ اس میں کچھ اگا ہوا نہیں تھا) پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تو تر و تازہ ہوئی (یعنی متحرک ہوگئی) اور بڑھ چلی (پھول گئی اور بلند و بالا ہوگئی) بیشک جس نے اسے جلایا ضرور مردے جلائے گا بیشک وہ سب کچھ کر سکتا ہے بیشک وہ جو ٹیڑھے چلتے ہیں (یـلـحـدون یا تو یہ لـحـد سے ہے یا پھر الـحـد سے ہے ......۴......) ہماری آیتوں (یعنی قرآن) میں (اسے جھٹلا کر) ہم سے چھپے نہیں (ہم ہی انہیں اس کا بدلہ دیں گے) تو کیا جو آگ میں ڈالا جائے گا وہ بھلا یا جو قیامت میں امان سے آئے گا جو جی میں آئے کرو بیشک وہ تمہارا کام دیکھ رہا ہے (اس میں ان لوگوں کے لیے تہدید ہے) بیشک جو ذکر (یعنی قرآن پاک) سے منکر ہوئے جب کہ وہ ان کے پاس آچکا (ہم انہیں اس کا بدلہ دیں گے) اور بیشک وہ عزیز کتاب ہے (یعنی معارض کو بطور معارضہ غور و خوض سے عاجز کرنے والی کتاب ہے) باطل کو اس کی طرف راہ نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے (یعنی نہ تو اس کے قبل کوئی کتاب ہوئی اور نہ بعد ہوگی جو اسے جھٹلاتی ہو) اتارا ہوا ہے حکمت والے حمید (یعنی اللہ عزوجل کا جو اپنے ہر امر میں تمام خوبیاں سراہا ہوا ہے) تم سے نہ فرمایا جائے گا (تکذیب کے بارے میں صبر کرنے پر) مگر (اسی کی مثل) جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا کہ بیشک تمہارا رب بخشش فرمانے والا ہے (مسلمانوں کو) اور دردناک عذاب دینے والا ہے

(کافروں کو) اور اگر ہم اسے (یعنی ذکر کو) عجمی زبان کا قرآن کرتے تو ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں کیوں نہ کھولی گئیں (ان کا بیان کیوں نہیں کیا گیا کہ ہم انہیں سمجھ سکتے، لولا بمعنی ھلا اور فصلت بمعنی بینت ہے) کیا (قرآن) عجمی اور (نبی) عربی (یہ ان کی طرف سے استفہام انکاری ہے، ءاعجمی دوسرے ہمزہ کی تحقیق کے ساتھ اور اس کا الف کے ساتھ مقلب کرنے کے ساتھ بالا شباع اور بغیر الاشباع پڑھا گیا ہے) تم فرماؤ وہ ایمان والوں کے لیے ہدایت ہے (گمراہی وضلالت سے) اور شفاء ہے (جہل سے) اور وہ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں روئی ہے (یعنی ثقل ہے لیکن اس کے نتیجے میں وہ سن نہیں سکتے) اور ان پر اندھاپن ہے (جس کی وجہ سے وہ اس کو سمجھ نہیں پاتے) گویا وہ دور جگہ سے پکارے جاتے ہیں (یعنی وہ گویا کہ ان افراد کی طرح ہیں جنہیں کسی دور جگہ سے پکارا جارہا ہو اور دوری کے سبب وہ اس پکار کو نہ سن پا رہے ہوں اور نہ سمجھ پا رہے ہوں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین٥﴾.

و: عاطفہ، من: استفہامیہ مبتدا، احسن: اسم تفضیل با "ھو" ضمیر ممیز، قولا: تمیز، ملکر فاعل، من: جار، من: موصولہ، دعا: الی اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عمل صالحا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، قال اننی من المسلمین: جملہ فعلیہ قولیہ معطوف ثالث، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن﴾.

و: مستانفہ، لاتستوی: فعل نفی، الحسنۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، السیئۃ: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ادفع: فعل امر بافاعل، ب: جار، التی: موصول، ھی احسن: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذاالذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم٥﴾.

ف: فصیحیہ، اذا: فجائیہ، الذی: موصول، بینک: معطوف علیہ، و: عاطفہ، بینہ: معطوف، ملکر ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، عداوۃ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ، ملکر مبتدا، کانہ: حرف مشبہ واسم، ولی حمیم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "اذا دفعت بالتی ھی احسن" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما یلقھا الا الذین صبروا وما یلقھا الا ذوحظ عظیم٥﴾.

و: عاطفہ، ما یلقھا: فعل نفی مجہول ومفعول ثانی، الا: اداۃ حصر، الذین صبروا: موصول صلہ، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، مایلقھا: فعل نفی مجہول ومفعول، الا: اداۃ حصر، ذوحظ عظیم: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واما ینزغنک من الشیطن نزغ فاستعذ باللہ انہ ھو السمیع العلیم٥﴾.

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، ما: زائدہ، ینزغنک: فعل ومفعول، من الشیطن: ظرف مستقر حال مقدم، نزغ: ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، استعذ باللہ: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، ھو السمیع العلیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن ایتہ الیل والنہار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر﴾.

و: مستانفہ، من ایتہ: ظرف مستقر خبر مقدم، الیل: معطوف علیہ، و النہار و الشمس و القمر: معطوفات، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، لاتسجدوا: فعل نہی بافاعل، للشمس: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، للقمر: معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدونo﴾.
و: عاطفہ، اسجدوا: فعل امر با فاعل، لام: جار، اللہ: موصوف، الذی خلقھن: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ان: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص با اسم، ایاہ: مفعول مقدم، تعبدون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فاسجدوا لہ" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان استکبروا فالذین عند ربک یسبحون لہ بالیل والنہار وھم لایسئمونo﴾.
ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، استکبروا: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فدعھم وشانھم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ تعلیلیہ، الذین عند ربک: موصول صلہ، ملکر مبتدا، یسبحون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ھم: مبدا، لایسئمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، لہ: ظرف لغو، بالیل والنہار: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن ایتہ انک تری الارض خاشعۃ فاذاانزلنا علیھا الماء اھتزت وربت﴾.
و: عاطفہ، من ایتہ: ظرف مستقر خبر مقدم، انک: حرف مشبہ واسم، تری: فعل با فاعل، الارض: ذوالحال، خاشعۃ: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، انزلنا علیھا الماء: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، اھتزت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ربت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الذی احیاھا لمحی الموتی انہ علی کل شیء قدیرo﴾.
ان: حرف مشبہ، الذی احیاھا: موصول صلہ، ملکر اسم، لام: تاکیدیہ، محی الموتی: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین یلحدون فی ایتنا لا یخفون علینا﴾.
ان: حرف مشبہ، الذین یلحدون فی ایتنا: موصول صلہ، ملکر اسم، لایخفون علینا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿افمن یلقی فی النار خیرام من یاتی امنا یوم القیمۃ﴾.
ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، من: موصول، یلقی فی النار: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف علیہ، ام: عاطفہ، من: موصول، یاتی امنا یوم القیمۃ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر مبتدا، خیر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیرo﴾.
اعملوا: فعل امر با فاعل، ماشئتم: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، بماتعملون بصیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین کفروا بالذکر لما جاء ھم وانہ لکتب عزیزo﴾.
ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، کفروا بالذکر: فعل با فاعل وظرف لغو، لما: بمعنی حین مضاف، جاء: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، انہ لکتب عزیز: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم "لایخفون علینا" جملہ فعلیہ محذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمیدo﴾.

لا یاتیہ الباطل: فعل نفی ومفعول وفاعل، من بین یدیہ: جارمجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، من خلفہ: جارمجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ "کتب" ماقبل کی صفت ثانی، تنزیل من حکیم حمید: شبہ جملہ ماقبل "لکتب" کی صفت رابع واقع ہے۔

﴿مایقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک ان ربک لذو مغفرۃ وذو عقاب الیم۝﴾.

مایقال: فعل نفی مجہول، لک: ظرف لغو، الا: اداۃ حصر، ماقد قیل للرسل: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من قبلک: ظرف مستقر حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ان ربک: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ذو مغفرۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذو عقاب الیم: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو جعلنہ قرانا اعجمیا لقالوا لو لا فصلت ایتہ ء اعجمی وعربی﴾.

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، جعلنہ: فعل بافاعل ومفعول، قرانا عربیا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکید یہ، قالوا: قول، لو لا: حرف تحضیض، فصلت ایتہ ء: جملہ فعلیہ مقولہ اول، ہمزہ: حرف استفہام، اعجمی: معطوف علیہ، و عربی: معطوف، ملکر "ھو" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿قل ھو للذین امنوا ھدی وشفاء﴾.

قل: قول، ھو: مبتدا، للذین امنوا: جارمجرور، ظرف مستقر حال مقدم، ھدی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، شفاء: معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿والذین لا یومنون فی اذانھم وقر وھو علیھم عمی﴾.

و: عاطفہ، الذین لا یومنون: موصول صلہ، ملکر مبتدا، فی اذانھم: ظرف مستقر خبر مقدم، وقر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، علیھم: ظرف مستقر حال مقدم، عمی: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک ینادون من مکان بعید۝﴾.

اولئک: مبتدا، ینادون من مکان بعید: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ ...... ☆حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ آیت موذنوں کے حق میں نازل ہوئی، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جو کوئی کسی طریقہ پر بھی اللہ کی طرف دعوت دے وہ اس میں داخل ہے، دعوت الی اللہ کے کئی مرتبے ہیں، اول دعوت انبیاء، معجزات، اور حجج وبراہین وسیف کے ساتھ یہ مرتبہ انبیاء ہی کے ساتھ خاص ہے، دوم دعوت علماء فقط حجج وبراہین کے ساتھ اور علماء کئی طرح کے ہیں، ایک عالم باللہ دوسرے عالم باصفات اللہ، تیسرے عالم باحکام اللہ، مرتبہ سوم دعوت مجاہدین ہے یہ کفار کو سیف کے ساتھ ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ دین میں داخل ہوں اور طاعت قبول کرلیں، مرتبہ چہارم موذنین کی دعوت نماز کے لئے عمل صالح کی دو قسم ہے ایک وہ جو قلب سے ہو وہ معرفت الٰہی ہے دوسرے وہ جو اعضاء سے ہو تو وہ تمام طاعات ہیں۔

☆...... ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی...... ☆یہ آیت ابوسفیان کے حق میں نازل ہوئی کہ باوجود ان کی شدت عداوت کے نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ سلوک نیک کیا، ان کی صاحبزادی کو اپنی زوجیت کا شرف عطا فرمایا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ صادق المحبت جان نثار ہوگئے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نیکی کی دعوت دینے والی عظیم ہستیاں:

..... حاکم کا عمل رعایا کے لئے مثالی ہوا کرتا ہے، کوئی کام بڑا ہو یا چھوٹا، سادہ ہو یا مشکل ترین اگر حاکم خود اسے اپنی ذات پر طاری کرلے تو پھر باقی لوگ بھی اسے کرلیا کرتے ہیں چنانچہ نیکی کی دعوت عام کرنا بھی ایسا امرِ عظیم ہے کہ واحد حقیقی پروردگار نے بھی اس پر عمل کر کے سکھایا، پھر یہی قرآن جس نبی پر نازل ہوا اس نے بھی اپنے عمل سے نمونہ پیش کردیا، بلکہ سارے ہی انبیائے کرام نے اس طریقے پر عمل کیا، اور آخر میں تاجدار کائنات کی ساری امت پر تا قیامِ قیامت اس حکم کی تکمیل کا سہرا سجا دیا گیا ہے کہ روئے زمین پر جب تک انسان نام کی مخلوق ہے وہ ایک دوسرے کو نیکی کا حکم کریں اور بُرائی سے منع کریں۔ ذیل میں ہم حسبِ ترتیب قرآن وحدیث واقوال کے اشارات ذکر کرتے ہیں اور زیرِ مطالعہ پیرائے کو ثابت کرنے کی سعی کرتے ہیں:

متذکرہ رکوع میں اللہ کا نیکی کی دعوت دینا:

اگرچہ مکمل قرآن مجید نیکی کی دعوت ہی ہے تاہم موضوع کو مکمل کرنے کی نیت سے چند آیات اسی رکوع سے نیکی کی دعوت کے تناظر میں ابتداءً پیش خدمت ہیں:

(۱)...... اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے (حم سجدۃ:۳۳)﴾۔

(۲)...... ﴿ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی (حم سجدۃ:۳٤)﴾

(۳)...... ﴿واما ینزغنک من الشیطن نزغ فاستعذ باللہ اور اگر تجھے شیطان کا کوئی کونچا پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگ (حم سجدۃ:۳٦)﴾۔

سید عالم ﷺ کو نیکی کی دعوت دینے کا حکم:

(۱)...... اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿یایھا النبی انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا اے غیب کی خبریں دینے والے بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب (الاحزاب: ٤٥،٤٦)﴾

(۲)...... ﴿ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہے (النحل:۱۲۵)﴾

☆...... حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میری مثال اور اللہ نے جس دین کو دے کر مجھے بھیجا ہے اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک شخص کسی قوم کے پاس گیا اور اس سے جا کر کہا: میں نے تمہارے خلاف ایک لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں تمہیں کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں، سو نجات حاصل کرو، نجات حاصل کرو، پس ایک جماعت نے اس کی بات مان لی اور وہ اپنی سہولت سے کسی طرف نکل گئے اور انہوں نے نجات پائی''۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب: الانتھاء عن المعاصی، رقم: ٦٤٨٢، ص ١١٢٤)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری مثال اور لوگوں کی مثال اس طرح ہے کہ ایک شخص نے آگ جلائی اور جب اس آگ سے اس کے ارد گرد روشن ہوگئی تو اس پر پروانے اور حشرات الارض ٹوٹ کر گرنے لگے اور آگ جلانے والا انہیں گرنے سے روکنے لگا لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آئے اور آگ میں گرتے ہی رہے، اسی طرح میں تمہیں تمہاری کمر سے پکڑ کر تمہیں آگ سے نکالتا ہوں اور تم اس آگ میں گر رہے ہو''۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب: الانتهاء عن المعاصی، رقم: ٦٤٨٣، ص ١١٢٤)

امت کے علماء کو نیکی کی دعوت دینے کا حکم:

(۱)......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یایها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں (النساء: ٥٩)﴾

(۲)......﴿واذ اخذ الله میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننه للناس ولا تکتمونه فنبذوه ورآء ظهورهم واشتروا به ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ ضرور تم اُسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اُسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کئے تو کتنی بُری خریداری ہے (ال عمران: ۱۸۷)﴾۔

☆......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صرف دو شخصوں پر رشک کرنا مستحسن ہے، ایک شخص کو اللہ نے مال دیا ہو اور اسے اس مال کو حق کے راستے میں خرچ کرنے پر مسلط کیا ہو اور ایک شخص کو اللہ عزوجل نے حکمت عطا کی ہو اور وہ اس حکم سے لوگوں میں فیصلے کرے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے''۔(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب: الاغتباط فی العلم، رقم: ٧٣، ص ١٧)

☆......حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ عزوجل اس شخص کو تروتازہ رکھے جو ہم سے کسی حدیث کو سنے، پھر اس کو یاد رکھے حتی کہ اس حدیث کی تبلیغ کرے، پس بعض حاملِ فقہ اپنے سے زیادہ فقیہ تک پہنچا دیں گے اور بعض حامل فقہ خود فقیہ نہیں ہوتے۔ (سنن الترمذی، کتاب العلم، باب: ما جاء فی الحث علی، رقم: ٢٦٦٥، ص ٧٦٣)

امراء و حکام بالا کو نیکی کی دعوت دینے کا حکم:

(۱)......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الذین ان مکنهم فی الارض اقاموا الصلوة واتوا الزکوة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنکر ولله عاقبة الامور وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوۃ دیں اور بھلائی کے کام کا حکم دیں اور بُرائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام (الحج: ٤١)﴾

(۲)......﴿وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔(النور: ٥٥)﴾

☆......حضرت زہیر بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عدل و انصاف کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہونگے، اللہ کی دائیں جانب ہونگے اور اس کی دونوں جانب دائیں ہیں، جو لوگ اپنی رعیت میں عدل کرتے ہیں''۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب: فضیلة امام العادل، رقم: (٤٦١٤)/١٨٢٧، ص ٩٢٩)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بنی اسرائیل کے انبیائے کرام ان کا نظام حکومت چلاتے تھے، جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو اس کی جگہ دوسرا اس کا خلیفہ ہو جاتا اور بیشک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، عنقریب میرے بعد خلفاء ہونگے اور بہت ہونگے، پس تم اول کی بیعت پوری کرو پھر اول کی بیعت پوری کرو اور ان کے حقوق ادا کرو، وہ اپنے عوام کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں اس کا اللہ ان سے سوال کرے گا''۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: ما ذکر عن بنی اسرائیل، رقم: ٣٤٥٥، ص ٥٨١)

عام مومنین کو نیکی کی دعوت دینے کا حکم:

(۱)......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله تم بہتر ہوان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو (ال عمران: ۱۱۰)﴾

(۲)......﴿يايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نارا وقودها الناس والحجارة اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (التحریم: ٦)﴾۔

☆......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے ہر شخص اپنے ماتحت لوگوں کا نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کے ماتحت لوگوں کے متعلق سوال ہوگا، سربراہ مملکت اپنی عوام کا نگہبان ہے اس سے عوام کے متعلق سوال ہوگا، اور گھر کا سربراہ اپنے گھر کا نگہبان ہے اور اس سے اپنے گھر والوں کے بارے میں سوال ہوگا، بیوی اپنے خاوند کے گھر کی نگہبان ہے لہذا اس سے اس کے گھر کے متعلق سوال ہوگا، نوکر اپنے مالک کا نگہبان ہے اور اس سے مالک کے مال کے متعلق سوال ہوگا اور بیٹا اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس کے باپ کے متعلق سوال ہوگا، اور تم میں سے ہر ایک شخص نگہبان ہے اور اس سے اس کے ماتحت لوگوں کے متعلق سوال ہوگا"۔ (صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب: الجمعة في القرى، رقم: ٨٩٣، ص ١٤٤)

☆......طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے عید سے پہلے خطبہ پڑھا وہ مروان تھا، اس کی طرف ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: نماز خطبہ پر مقدم ہے، مروان نے کہا: وہ طریقہ ترک کر دیا گیا ہے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: اس شخص نے اپنا فرض ادا کر دیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: "تم میں سے جس شخص نے کسی بُرائی کو دیکھا وہ اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر وہ ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے اس کو بُرا کہے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو دل سے اس کو بُرا جانے"۔ (سنن الترمذي، كتاب الفتن، باب: ما جاء في تغيير المنكر، رقم: ٢١٧٢، ص ٦٣٤)

ادفع بالتی ھی احسن کے اسرار ورموز:

۲......یعنی شر کو خیر سے، بُرائی کو احسان سے ٹالتے ہیں، ابن جریر نے ابن زید، انہوں نے ابن جبیر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب انہیں بُرائی پہنچتی تھی تو ان کا عمل فرمان مقدس نشان ﴿واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام (الفرقان: ٦٣)﴾ ہوتا تھا، حسن کہتے ہیں کہ جب تمہیں محروم کیا جائے تو عطا کی بارش فرما، جب ظلم کیا جائے تو معاف فرما دے، جب تعلق توڑا جائے تو جوڑنے کے سامان کر۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جو لوگ بُرائی کو نیکی سے ٹالتے ہیں تو بُرائی مٹادی جاتی ہے (اور نیکی باقی رہتی ہے)، حدیث میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ (آپ نے ارشاد فرمایا): "بندہ جب بُرائی کرے تو ساتھ ہی نیکی بھی کرلے تاکہ نیکی بُرائی کو مٹادے، پوشیدہ گناہ کا ازالہ پوشیدہ ہے اور اعلانیہ کا ازالہ اعلانیہ ہے"۔ ابن کیسان سے روایت ہے کہ وہ لوگ گناہ ہو جانے کے فوراً بعد توبہ کرتے تھے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے صدقہ دے کر بُرائی (عذاب) کو دور کرے، ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ جب کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو اُسے دور کرنے کی سعی کرے۔ (روح المعاني، الجزء الثالث عشر، ص ١٧٧)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تم سچائی کو لازم پکڑ لو، اس لئے کہ سچائی بھلائی کی رہنمائی کرتی ہے اور بھلائی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بندہ سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ

سے بچو کیونکہ جھوٹ بُرائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور بُرائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے، بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے یہاں بھی جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے''۔ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب: ما جاء فی الصدق، رقم:۱۹۷۸،ص ۵۸۲)

کیا حضرات انبیائے کرام پر شیطان کا زور چلتا ہے؟

س......اے محمد ﷺ! اگر شیطان بُری بات کے ذریعے تیرے دل میں وسوسہ ڈالے یا تجھے بُرائی کی دعوت دے تو اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگ، بے شک اللہ اُس کی پکار سننے والا ہے جو اُسے پکارے اور شیطان کے فساد سے بچنے کی پناہ مانگے، اور اللہ یہ بھی جانتا ہے کہ شیطان کیا بات ڈال رہا ہے؟ اور تیرے جی میں کیا بات پیدا کر رہا ہے اور اللہ اس بُری بات کو تیرے دل سے لے جائے گا۔

(الطبری، الجزء: ٢٤،ص ١٣٩)

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: اگر شیطان وسوسہ کے ذریعہ ''دفع ضرر کو بھلائی سے ٹالنے والی صفت'' سے روکے تو اللہ کی پناہ مانگیں، اس آیت میں اس جانب اشارہ ہے کہ نبی یا ولی کے لئے شیطان کے مکر سے امن میں آنا ضروری نہیں ہے، اور شیطان دھوکا دینے کے لئے ہر وقت چوکنا رہتا ہے، پس (اے محبوب ﷺ) اپنے ہمزات سے پناہ مانگیں، پس ابتدائی صورت میں شیطان دل میں بات ڈالتا ہے جو کہ خطرہ کی صورت میں دل میں رہتی ہے، پھر یہی خطرہ فکر بن جاتا ہے، پھر فکر ترقی پا کر عزم میں منتقل ہو جاتی ہے، اور عزم کا تدارک نہ کیا جائے تو گمراہی بن کر سامنے آجاتی ہے، اگر اب بھی توجہ نہ دی جائے تو دل سخت ہو جاتا ہے اور بندہ اللہ کی مدد کے بغیر اس سے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔

امام بغوی کہتے ہیں: ﴿فاستعذ بالله (الاعراف ۲۰۰)﴾ کا خطاب تعلیم امت کے لئے ہے، کیونکہ شیطان نے سید عالم ﷺ کے ہاتھ مبارک پر اسلام قبول کر لیا تھا، ''حیاة الحیوان'' میں ہے کہ امت کا اجماع اس پر ہے کہ حضرات انبیائے کرام معصوم ہوتے ہیں اور انہیں شیطان کی جانب سے فتنہ اور وسوسہ ودھوکا نہیں ہوا کرتا۔ (روح البیان، ج۸،ص ۳۵۳ وغیرہ)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک جن ساتھی مسلط کر دیا جاتا ہے''، صحابہ نے پوچھا: آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا: ''میرے ساتھ بھی، مگر یہ کہ اللہ نے اس کے خلاف میری مدد کی، وہ مسلمان ہو گیا اور وہ مجھے نیکی کے سوا کسی اور جانب مشورہ ہی نہیں دیتا''۔

(صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة، باب: تحریش الشیطان وبعثه، رقم: (۷۰۰۲)/۲۸۱٤،ص ۱۳۸۵)

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے حضرت آدم علیہ السلام کے اوپر دو خصلتوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے، (۱)......میرا شیطان کافر تھا، اللہ عزوجل نے اس کے خلاف میری مدد کی اور وہ مسلمان ہو گیا اور میری ازواج میری نیکیوں میں مددگار ہیں، (۲)......حضرت آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیوی ان کی (ظاہری) معصیت پر ان کی مددگار تھیں''۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب: فضائل نبینا ﷺ، رقم: ۳۱۹۳۳، ج۶،ص ۱۸۶)

دین میں الحاد کے معنی، اقوال مفسرین واحادیث:

ع......حق سے روگردانی کرنا الحاد کہلاتا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں: (۱)......اللہ کی ذات کے ساتھ الحاد یعنی شرک کرنا، یہ ایمان کے منافی ہے، (۲)......شرک فی الاسباب، یہ قسم ایمان کو کمزور کرتی ہے لیکن ایمان کو باطل نہیں کرتی۔ (المفردات، ص ٤٥٢)

امام قرطبی نے اس بارے میں مفسرین کے اقوال جمع کیے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱)......مجاہد کہتے ہیں کہ وہ دین کے معاملے میں حق سے تجاوز کرتے تھے اور تلاوت قرآن کے وقت میں سیٹی بجاتے، تالیاں پیٹتے،

لغویات بکتے اور گانے گاتے تھے۔ (۲)......ابن عباس کہتے ہیں وہ کلام کو مقصود سے پھیر دیتے تھے۔ (۳)......قتادہ کہتے ہیں: یعنی وہ آیات کو جھٹلاتے تھے۔ (۴)......سُدی کہتے ہیں کہ وہ آیات قرآنیہ سے حسد وشقاوت پسندی کا سا معاملہ کرتے۔ (۵)......ابن زید کہتے ہیں کہ وہ شرک کرتے اور آیات کو جھٹلاتے تھے۔ (۶)......مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی۔

(القرطبی، الجزء:٢٤،ص ٣١٩)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ ﷻ علم کو اپنے بندوں کے سینے سے نہیں نکالے گا لیکن اللہ ﷻ علماء کو اٹھا کر علم اٹھالے گا، حتی کہ جب کوئی عالم دین نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیر اور پیشوا بنالیں گے، ان سے سوال کیا جائے گا اور وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے، پس وہ خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے''۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب: کیف یقبض العلم، رقم: ١٠٠، ص٢٣)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخر زمانے میں ایسے لوگ نکلیں گے جو دین کے بدلے میں دنیا طلب کریں گے، وہ لوگوں کے سامنے درویشی ظاہر کرنے کے لئے بھیڑ کی نرم کھال کا لباس پہنیں گے، ان کی زبانیں چینی سے زیادہ میٹھی ہونگی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں کی طرح ہونگے، کیا وہ (میری مہلت دینے سے) دھوکا کھارہے ہیں یا وہ (میری مخالفت) پر جرأت کررہے ہیں''۔ (سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب: ماجاء فی ذھاب البصر، رقم: ٢٤١٢، ص ٦٩٦)

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ ﷻ نے ایک ایسی مخلوق کو پیدا کیا ہے جن کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہونگی اور ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہونگے، پس میں اپنی ذات اور صفات کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے ان کے لئے ایسا فتنہ مقرر کردیا ہے جس میں مبتلا ہو کر بردبار آدمی بھی حیران ہوگا، کیا یہ لوگ مجھ پر دھوکا کھارہے ہیں یا مجھ پر جرأت کررہے ہیں''۔ (سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب: ماجاء فی ذھاب البصر، رقم: ٢٤١٣، ص ٦٩٦)

اغراض:

کالغضب بالصبر: انسان کے اعلی مراتب میں سے یہ ہے کہ جو تجھے محروم کرے اُسے عطا کر، جو تجھ سے ناطہ توڑے اُس سے جوڑ پیدا کرے اور جو ظلم کرے اُسے معاف کردے، اور یہ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے۔

فیصیر عدوک کالصدیق القریب: یہ ﴿ولی الحمیم﴾ کی تفسیر ہے، پس الولی القریب بمعنی الحمیم القریب الصدیق یعنی دوستوں میں سب سے خاص۔

اذا فعلت ذلک: یعنی دشمن پر احسان کرنا مراد ہے۔

ثواب: یعنی صبر کرنیوالے کو خلق حسن اور کمال نفس کے اعلی درجات وثمرات ملیں گے۔

ای الآیات الاربع: یہاں رات، دن، سورج اور چاند کے لئے مونث کی ضمیر لائی گئی یعنی ﴿خلقھن﴾ کہا گیا جب کہ ان میں اکثر مذکر ہیں، اور عادۃً بھی غلبہ مذکر کو ہوا کرتا ہے نہ کہ مونث کو؟ جواب اس کا یہ ہے کہ ﴿الآیات﴾ کی طرف نظر کرتے ہوئے مونث لائے ہیں کیونکہ آیت کا مفرد بھی مونث صیغے پر بولا جاتا ہے۔

یابسة: یعنی زمین کا خشوع کرنا جس سے مراد اس کا بے نبات بنجر ہونا ہے، اور زمین کا خاشع ہونا ذلت وتقصیر کی بنا پر ہے۔

تھدید لھم: یعنی کفار کے لئے زجر ہے، اور مومنین کے لئے مسرت میں زیادتی کا بیان مقصود ہے۔

منیع: فعلیل بمعنی فاعل ہے، یعنی یہ کتاب معارضہ میں پڑنے سے روکتی ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ ''العزیز'' کی تفسیر عدیم المثال

سے کی جائے۔

ای لیس قبله کتاب یکذبه: یعنی باطل جہات میں سے کوئی جہت اس پاک کلام کی جانب راستہ نہیں لے سکتی، بلکہ اس میں جو کچھ ہے سب ہی صدق وحقیقت پر مبنی ہے اور اس کے بعد کوئی کتاب نہیں ہے اور اس سے پہلے بھی کوئی کتاب نہیں جس میں اس پاک کلام کی جانب عیب کی نسبت ہو۔

باشباع و دونه: یعنی دونوں محققہ ومسہلہ کے مابین الف کے داخل کرنے کو اشباع کہتے ہیں اور اس کے عدم کو غیر اشباع کہا جاتا ہے۔

فلا یسمعونه: یعنی ان کے دلوں پر پردے پڑے ہیں کہ وہ سنتے نہیں، یعنی ایمان نہیں لاتے۔

ای هم کالمنادی: کلام میں استعارہ تمثیلیہ ہے، یعنی ان کے قبول نہ کرنے کی حالت کو بیان کرنا مقصود ہے کہ قرآن سے اعراض کرنا اور جو اس میں ہے ان سب کو نہ سمجھنا گویا کہ اعراض کرنا ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۲۱۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۰

﴿ولقد اتینا موسی الکتب﴾التَّورَاةَ﴿فاختلف فیه ط﴾بِالتَّصدِیقِ والتَّکذِیبِ کَالقُرانِ﴿ولولا کلمة سبقت من ربک﴾بِتاخِیرِ الحِسَابِ والجَزَاءِ لِلخَلائِقِ الٰی یَومِ القِیمَةِ﴿لقضی بینهم ط﴾فی الدنیا فیما اختَلَفُوا فیهِ﴿وانهم﴾ای المُکَذِّبِینَ به﴿لفی شک منه مریب(۴۵)﴾مَوقِعُ الرِّیبَةِ﴿من عمل صالحا فلنفسه﴾عَمِلَ﴿ومن اساء فعلیها ط﴾ای فَضَرَرُ اِساءَتِه علی نَفسِه﴿وما ربک بظلام للعبید(۴۶)﴾ ای بِذِی ظُلمٍ لِقَولِه اِنَّ اللهَ لَا یَظلِمُ مِثقَالَ ذَرَّةٍ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب (یعنی توریت شریف) عطا فرمائی تو اس میں اختلاف کیا گیا (تصدیق وتکذیب کی صورت میں جیسا کہ قرآن پاک کے ساتھ کیا گیا) اور اگر ایک بات تمہارے رب کی طرف سے گزر نہ چکی ہوتی (روز قیامت تک مخلوق کی جزا اور ان کے حساب کو موخر مانے کی) تو جبھی (دنیا میں) ان کا فیصلہ کر دیا جاتا (اس معاملے میں جس میں ان کا اختلاف تھا) اور بیشک وہ (یعنی اس کو جھٹلانے والے) ضرور اس کی طرف سے ایک دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں (مریب کا معنی ہے دھوکے میں ڈالنے والا شک) جو نیکی کرے وہ اپنے بھلے (کو عمل کر رہا ہے) اور جو برائی کرے تو اسی پر ہے (یعنی اس کی برائی کا ضرر اسی کے ذمہ پر ہے) اور تمہارا رب بندوں پر ظلم......نہیں کرتا (ظلام بمعنی ذو ظلم ہے کہ اللہ ارشاد فرماتا ہے ﴿ان الله لا یظلم مثقال ذرة﴾)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اتینا موسی الکتب فاختلف فیه﴾.

و: مستانفہ، لام قسمیہ، قد تحقیقیہ، اتینا موسی الکتب: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ، ف: عاطفہ، اختلف فیه: فعل مجہول بانائب الفاعل، وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولولا کلمة سبقت من ربک لقضی بینهم﴾.

و: عاطفہ، لولا: حرف شرط، کلمة: موصوف، سبقت من ربک: جملہ فعلیہ صفت، ملکر "موجود" محذوف خبر کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، قضی بینهم: جملہ فعلیہ جواب لولا۔

﴿وانهم لفی شک منه مریبo﴾.

و: عاطفہ، انهم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، فی: جار، شک: موصوف، منه: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر اول، مریب: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿من عمل صالحا فلنفسه و من اساء فعليها﴾.

من: شرطیہ مبتدا، عمل صالحا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لنفسه: ظرف مستقر محذوف فعل "عمل" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، اساء: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، علیها: ظرف مستقر مبتدا محذوف "السوء" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما ربک بظلام للعبيدo﴾.

و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، ربک: اسم، ب: زائد، ظلام للعبید: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

ظلم کی مذمت میں دو احادیث:

۱......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے''؟ صحابہ نے جواب دیا: وہ شخص جس کے پاس کوئی درہم یا سامان نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوۃ لے کر آئے اور اس نے اس شخص کو گالی دی ہو اور اس شخص پر تہمت لگائی ہو اور اس شخص کا مال کھایا ہو اور اس شخص کا خون بہایا ہو اور اس شخص کو مارا ہو، پھر وہ اس کو اپنی نیکیاں دے، پھر جو اس پر حقوق ہیں ان کے ختم ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو ان کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اس کو دوزخ میں جھونک دیا جائے گا''۔

(صحيح مسلم، كتاب البر و الصلة، باب: تحريم الظلم، رقم: (٦٤٧٤)/٢٥٨١، ص١٢٧٦)

☆......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے: ''اے میرے بندو! بیشک میں نے اپنی ذات پر ظلم کو حرام کرلیا ہے اور تمہارے درمیان بھی آپس میں ظلم کو حرام کردیا، سو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو''۔

(صحيح مسلم، كتاب البر و الصلة، باب: تحريم الظلم، رقم: (٦٤٥٠)/٢٥٧٧، ص١٢٧٥)

اغراض:

ای بذی ظلم: ایک اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے، اعتراض یہ ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ کے لئے ظلم کرنا حلال (نہیں) ہے، کیونکہ کوئی اللہ کی مِلک میں تصرف نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی اللہ کے ساتھ مِلک میں شامل ہوسکتا ہے، پھر اس پاک بارگاہ کی جانب ظلم کی نسبت کرنا کیسے ثابت ہوسکتا ہے جب کہ یہاں نفی کی حاجت ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں ظلم سے مراد حقیقی معنوں میں ظلم کرنا مراد نہیں ہے، اور یہاں فضل و احسان کی بنا پر ظلم کرنا مراد لیا گیا ہے جیسا کہ اللہ فرماتا نافرمانوں کو عذاب دینا ہے، ہے کہ میں کسی کو بغیر گناہ کے داخلِ جہنم نہ کروں گا اور اگر میں ایسا کروں تو یہ ظلم ہوگا اور وہ (میرے لئے) حلال نہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے: ﴿کتب علی نفسه الرحمة(الانعام:١٢)﴾، پس غور و فکر کرو۔ (الصاوی، ج٥، ص ٢١٣)۔

کتب تفسیر:

(۱) الخازن (علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۲) المظہری (قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۳) ابن کثیر (عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر) متوفی ۷۷۴ھ، مطبوعہ: دار الحدیث القاہرہ۔

(۴) الدر المنثور (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۵) جلالین کلاں (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی، امام جلال الدین محلی)، متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ

(۶) المدارک (علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۱۰ھ، دار ابن دمشق۔

(۷) روح المعانی (علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

(۸) البیضاوی (قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر محمد الشیرازی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۹۱ھ، مطبوعہ: دار الرشید دمشق بیروت۔

(۹) البیضاوی حاشیہ شیخ زادہ (قاضی ناصر الدین......) ایضاً، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔

(۱۰) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، متوفی ۶۸ھ، قدیمی کتب خانہ۔

(۱۱) حاشیۃ الجمل علی الجلالین (علامہ شیخ سلیمان الجمل علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۰۴ھ، قدیمی کتب خانہ۔

(۱۲) الصاوی علی الجلالین (علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۲۲۳ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔

(۱۳) الرازی (امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین الرازی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۰۶ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت

(۱۴) خزائن العرفان (سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۳۶۷ھ، پاک کمپنی۔

(۱۵) کنز الایمان (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ، پاک کمپنی۔

(۱۶) تبیان القرآن (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) مطبوعہ: فرید بک اسٹال۔

(۱۷) ضیاء القرآن (پیر کرم شاہ صاحب الاظہری)، مکتبہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔

(۱۸) اعراب القرآن وبیانہ (محی الدین الدرویش) متوفی ۱۹۸۲ء، مطبوعہ: مکتبۃ الملک۔

(۱۹) جامع البیان (امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری) متوفی ۳۱۱ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔

(۲۰) الجامع الاحکام القرآن معروف تفسیر قرطبی (ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی) متوفی ۶۷۱ھ، دار الکتب العربی۔

(۲۱) روح البیان (امام اسماعیل حقی بروسوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱۳۷ھ، دار احیاء التراث العربی۔

(۲۲) تفسیر نعیمی (مفتی احمد یار خان نعیمی)، متوفی ۱۳۹۱ھ، مکتبہ اسلامیہ لاھور۔

(۲۳) الکشاف (محمود بن عمر زمخشری)، متوفی ۵۳۸ھ، دار احیاء التراث العربی۔

(۲۴) حاشیۃ الشہاب عنایۃ القاضی (علامہ احمد شہاب الدین خفاجی مصری حنفی) متوفی ۱۰۶۹ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۵) تفسیر ابن ابی حاتم، مکتبۃ نزار المصطفی الباز۔

(۲۶) التفسیر المنیر، (ڈاکٹر وھبہ زحیلی)، ۱۴۱۲ھ، دار الفکر بیروت۔
(۲۷) معارف القرآن (مفتی محمد شفیع دیوبندی) متوفی ۱۳۹۶ھ، ادارہ معارف القرآن۔
(۲۸) النکت والعیون، (علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی)، متوفی ۴۵۰ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

کتب حدیث و شروح :

(۱) صحیح البخاری (امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵۶ھ، دار السلام للنشر والتوزیع ریاض۔
(۲) الادب المفرد (امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری) مطبوعہ: دار ابن کثیر دمشق بیروت۔
(۳) صحیح مسلم (امام حافظ ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۶۱ھ، دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۴) سنن ابی داؤد (حافظ ابوداؤد سلیمان بن الشعث السجستانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۵) سنن نسائی (امام ابوعبداللہ احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ) متوفی ۳۰۳ھ، دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۶) سنن ابن ماجہ (ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۳ھ، مطبوعہ: معرف للنشر والتوزیع ریاض۔
(۷) جامع الترمذی (ابوعیسی محمد بن عیسی سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی ترمذی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۹ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباعۃ
(۸) مسند امام احمد بن حنبل (امام احمد ابوعبداللہ شیبانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۴۱ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔
(۹) مشکوۃ المصابیح (امام محی السنہ علیہ الرحمۃ) متوفی ۵۱۶ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔
(۱۰) مستدرک للحاکم (امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حکم علیہ الرحمۃ)، متوفی ۴۰۵ھ مطبوعہ: مکتبہ نزار المصطفی الباز۔
(۱۱) شعب الایمان (امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۲) الترغیب والترھیب (امام عبدالعظیم بن عبدالقوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۵۶ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۳) فتح الباری (امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۲ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۴) عمدۃ القاری (علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔
(۱۵) شرح صحیح مسلم (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) فرید بک اسٹال۔
(۱۶) ریاض الصالحین (ابی زکریا یحیی بن شرف نووی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۷۶ھ، مطبوعہ: دار الارقم۔
(۱۷) الموطا امام مالک (امام مالک بن انس علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۷۹ھ، مطبوعہ: دار العصریہ بیروت۔
(۱۸) المعجم الاوسط (امام سلیمان بن احمد طبرانی)، متوفی ۳۶۰ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۹) فیض القدیر (عبدالرؤف المناوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۳۱ھ، دار الکتب العلمیۃ
(۲۰) کنز العمال (علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری)، متوفی ۹۷۵ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۱) المسند الفردوس (امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار دیلمی)، متوفی ۵۰۹ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۲) المجمع الزوائد (حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی)، متوفی ۸۰۷ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۳) تحفة الطالب بہ معرفة احادیث مختصر ابن الحاطب، دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۶ھ۔
(۲۴) البدور السافرة فی احوال الآخرة، (امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۱۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۵) نووی علی مسلم (علامہ یحیی بن شرف نووی)، متوفی ۶۷۶ھ، دار احیاء التراث العربی۔
(۲۶) سنن دارمی (امام حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی) متوفی ۲۵۵ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۲۷) مصنف ابن ابی شیبۃ (امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ)، متوفی ۲۳۵ھ، ادارۃ القرآن کراچی۔
(۲۸) المعجم الکبیر، (امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی)، متوفی ۳۶۰ھ، دار احیاء التراث العربی۔
(۲۹) مصنف عبد الرزاق، (امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی)، متوفی ۲۱۱ھ، توزیع المکتب الاسلامی۔
(۳۰) حلیۃ الاولیاء، (امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی)، متوفی ۴۳۰ھ، ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان۔
(۳۱) مسند ابی یعلی، (امام احمد بن علی المثنی التمیمی)، متوفی ۳۰۷ھ، دار الفکر بیروت۔
(۳۲) صحیح ابن حبان، (امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی)، متوفی ۳۵۴ھ، موسسۃ الرسالۃ۔
(۳۳) کشف الاستار عن زوائد البزار، (حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی)، متوفی ۸۰۷ھ، موسسۃ الرسالۃ بیروت۔
(۳۴) المفہم شرح مسلم، (حافظ علامہ ابو العباس احمد بن عمر ابراہیم القرطبی)، متوفی ۶۵۶ھ، دار ابن کثیر بیروت۔
(۳۵) عارضۃ الاحوذی (علامہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن العربی مالکی)، متوفی ۵۴۳ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

کتب لغت:

(۱) المفردات (علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۲ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔
(۲) التعریفات (علامہ علی بن محمد بن علی جرجانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۱۶ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔
(۳) تاج العروس (علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی)، متوفی ۱۲۰۵ھ، مکتبہ مصر، دار الفکر بیروت۔
(۴) لسان العرب (علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی)، متوفی ۷۱۱ھ، دار احیاء التراث العربی۔
(۵) النہایۃ، (علامہ محمد بن اثیر الجزری)، متوفی ۶۰۶ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

کتب فقہ واصول فقہ وفتاواجات:

(۱) الھدایۃ مع بدایۃ المبتدی (امام برھان الدین ابو الحسن ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۹۳ھ، مکتبۃ البشری۔
(۲) القدوری مع توضیح الضروری (ابو الحسن احمد بن جعفر بن حمدان البغدادی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵ رجب المرجب ۴۲۸ھ، میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔
(۳) نور الایضاح مع بذریعۃ النجاح (حسن بن عمار بن علی بن یوسف علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱ رمضان ۱۰۲۹ھ، مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی۔
(۴) کنز الدقائق مع کشاف الحقائق (ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۱۰ھ، مطبوعہ: مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی
(۵) فتح القدیر شرح ھدایہ مع کفایہ (شیخ امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۸۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔
(۶) نور الانوار مع قمر الاقمار (حافظ شیخ احمد بن ابو سعید المعروف بہ ملا جیون علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱۳۰ھ، مکتبۃ العثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ۔
(۷) الفتاوی الرضویۃ (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۴۰ھ، رضا فاؤنڈیشن لاھور۔

(۸) الھندیۃ (ملانظام الدین علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۱۶۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۹) رد المحتار علی در مختار (علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۲۵۲ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۱۰) السراجیۃ (شیخ سراج الدین محمد بن عبد الرشید السجاوندی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۰۰ھ، ضیاء القرآن
(۱۱) الجوھرۃ النیرۃ (علامہ ابوبکر علی بن حداد علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۰۰ھ، مکتبہ حقانیہ ملتان۔
(۱۲) البدائع الصنائع (ابوبکر بن مسعود کاسانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۸۷ھ مرکز اھل سنت برکات رضا۔
(۱۳) بحر الرائق شرح کنز الدقائق (علامہ ابن نجیم علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۷۰ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔
(۱۴) غنیۃ المستملی (علامہ ابراہیم بن محمد حلبی)، متوفی ۹۵۶ھ، سہیل اکیڈمی لاھور۔
(۱۵) المنار (علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی)، متوفی ۷۱۰ھ، دار المعرفۃ بیروت۔
(۱۶) الحاوی للفتاوی، (للامام جلال الدین سیوطی)، متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ لائل پور پاکستان۔
(۱۷) الرسائل الفقہیہ لمولف الاشباہ مع الاشباہ، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔
(۱۸) فقہ الاسلامی والادلۃ، (ڈاکٹر وہبہ زحیلی)، دار الفکر بیروت۔
(۱۹) بہار شریعت، (مولانا امجد علی اعظمی) متوفی ۱۳۶۷ھ، مکتبۃ المدینہ۔

کتب متفرقہ:

(۱) احیاء علوم الدین (ابو حامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ء، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔
(۲) شرح العقائد مع میزان العقائد (علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۹۱ھ، قدیمی کتب خانہ
(۳) الاصابۃ فی تمییز الصحابہ (الامام الحافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی)، متوفی ۸۵۲ھ، دار الکتب العلمیۃ
(۴) سبل الھدی والرشاد (الامام محمد بن یوسف الصالحی الشامی)، متوفی ۹۴۲ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۵) تاریخ الخلفاء مترجم (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، قدیمی کتب خانہ، دار الارقم۔
(۶) حجۃ اللہ البالغہ (شاہ ولی اللہ محدث دھلوی)، قدیمی کتب خانہ۔
(۷) فضیلۃ الشکر (ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد خرائطی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۳۲۷ھ، دار الفکر دمشق۔
(۸) تاریخ دمشق لابن عساکر (امام ابن عساکر علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۷۱ھ، دار احیاء التراث/ دار الفکر بیروت۔
(۹) حیات اعلی حضرت (مولانا ظفر الدین قادری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۸۲ھ، مکتبہ رضویہ کراچی۔
(۱۰) منہاج العابدین (امام محمد بن احمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۱) کتاب الاسماء والصفات (امام ابو حسن محمد بن احمد بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، دار احیاء التراث العربی۔
(۱۲) کتاب العظمۃ (امام عبد اللہ بن محمد بن جعفر المعروف ابی الشیخ)، متوفی ۳۹۶ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۳) الیواقیت الجواہر (علامہ عبد الوھاب شعرانی)، متوفی ۹۷۳ھ، دار احیاء التراث العربی۔
(۱۴) ذم الھوی (امام ابوالفرج عبد الرحمٰن بن الجوزی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۹۷ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۱۵) العقد الفريد (ابوعمر احمد بن محمد بن عبدربہ الاندلسی)، متوفی ۳۲۸ھ، داراحیاء التراث العربی۔
(۱۶) البحر المحیط () متوفی، دار الفکر بیروت۔
(۱۷) روض الریاحین (علامہ عبداللہ بن اسد یافعی)، متوفی ۷۶۸ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۸) الکبائر (الشیخ محمد بن صالح العثیمین علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۴۸ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۹) البدایۃ والنھایۃ (حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۷۴ھ، دار المعرفۃ بیروت۔ (۲۰) قصص الانبیاء، ایضا، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۱) شرح فتوح الغیب (العارف الربانی شیخ عبدالقادر جیلانی، تقی الدین احمد بن تیمیہ) موسستۃ الاشرف لاھور۔
(۲۲) تنبیہ الغافلین (الامام الشیخ نصر بن محمد بن ابراہیم السمر قندی) متوفی ۳۷۳ھ، مرکز اھل سنت برکات رضا۔
(۲۳) الرسالۃ القشیریۃ (الامام ابی القاسم عبدالکریم ھوازن القشیری النیسابوری)، متوفی ۴۶۵ھ، المکتبۃ التوفیقیۃ۔
(۲۴) الفقہ الاکبر (امام ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۵۰ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۵) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ (عز الدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۳۰ھ، دار القلم حلب سوریا۔
(۲۶) نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض (شھاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۶۹ھ دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۷) الخیالی علی شرح العقائد النسفیۃ (علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ خیالی)، متوفی ۸۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ۔
(۲۸) المعتقد والمنتقد (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی)، متوفی ۱۳۴۰ھ،
(۲۹) تھذیب التھذیب (ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۵۲ھ، دار الفکر بیروت۔
(۳۰) مقالات کاظمی (علامہ سعید احمد کاظمی علیہ الرحمۃ)، برکاتی پبلی کیشنز۔
(۳۱) سیرت رسول عربی (نور محمد توکلی علیہ الرحمۃ) فرید بک اسٹال۔
(۳۲) حفظ الایمان (مولانا اشرفعلی تھانوی)، مکتبہ تھانوی دفتر البقاء، مسافر خانہ بندر روڈ۔
(۳۳) تقویۃ الایمان (شاہ اسماعیل دھلوی)، مکتبہ علیمی لاھور۔
(۳۴) جاء الحق (مفتی احمد یار خان نعیمی) متوفی ۱۳۹۱ھ، ضیاء القرآن لاھور۔
(۳۵) التھذیب تاریخ ابن عساکر (ابو قاسم علی بن حسین المعروف با بن عساکر)، متوفی ۵۷۱ھ، داراحیاء التراث العربی۔
(۳۶) الفردوس بماثور الخطاب، () دار الکتب العلمیۃ۔
(۳۷) منح الروض الازھر، () باب المدینۃ کراچی۔
(۳۸) موسوعۃ للامام ابن ابی دنیا (امام اسماعیل بن محمد بن ھادی)، متوفی ۳۳۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۳۹) دلائل النبوۃ (حافظ احمد بن الحسین البیھقی، متوفی ۴۵۸ھ)، دار النفائس/ دار الکتب العلمیۃ۔
(۴۰) سنن الکبریٰ، (امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی) متوفی ۳۰۳ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۴۱) الزھد لابن المبارک، (امام عبداللہ بن مبارک مروزی) متوفی ۱۸۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۴۲) الزھد للامام احمد، (امام احمد بن حنبل) متوفی ۲۴۱ھ، دار الغد جدید۔
(۴۳) صفۃ الصفوۃ، (امام ابوالفرج ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ) دار الکتب العلمیۃ۔
(۴۴) الکفایۃ علم الروایۃ، () دار الکتب العلمیۃ۔
(۴۵) ایھا الولد (امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی) متوفی ۵۰۵ھ، مکتبۃ المدینہ۔
(۴۶) الطبقات الکبری لابن سعد، (محمد بن سعد بن منیع ہاشمی، متوفی ۲۳۰ھ)، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
(۴۷) سیرۃ النبویۃ، (حافظ ابو بغدادا اسماعیل بن کثیر) متوفی ۷۷۴ھ، دار القلم العربی حرب سوریا۔
(۴۸) وفاء الوفاء، (علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی) متوفی ۹۱۱ھ، دار الفنائس ریاض۔
(۴۹) جذب القلوب، (شیخ عبد الحق محدث دھلوی)، نوری بک ڈپو لاھور۔
(۵۰) کتاب التوابین، ()، دار الکتب العلمیۃ۔
(۵۱) شفاء السقام، ()، نوریہ رضویہ فیصل آباد۔
(۵۲) التیسیر شرح جامع صغیر بحوالہ تورپشتی، ()، مکتبۃ الامام الشافعی الریاض السعودیۃ۔
(۵۳) شرح الصدور، (حافظ جلال الدین سیوطی شافعی) متوفی ۹۱۱ھ، مرکز اھل سنت برکات رضا۔
(۵۴) آب حیات، ()، ادارۂ تالیفات اشرفیہ ملتان، ۱۴۱۳ھ۔
(۵۵) التمہید، (امام یوسف بن عبد اللہ محمد بن عبد البر) متوفی ۴۶۳ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۵۶) المدخل، (محمد بن محمد المشھو ر ابن الحاج) متوفی ۷۳۷ھ، دار الفکر بیروت۔
(۵۷) حجۃ اللہ علی العالمین، (علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی)، متوفی ۱۳۵۰ھ، مرکز اہل سنت برکات رضا ہند۔

عطائین

اردو شرح

تفسیر جلالین

جلد پنجم

تشریح و تحقیق مع مقدمہ

حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری

ناشر

ادارہ فیضانِ رضا (رجسٹرڈ)

۲۳۳/بی، گلشن اقبال بلاک ۶ کراچی۔

عطائین

اردو شرح

تفسیر جلالین

جلد پنجم

تشریف بخدمتہ

حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری

ناشر

ادارہ فیضانِ رضا (رجسٹرڈ)

۲۳۲/بی، گلشن اقبال بلاک ۶ کراچی۔

نام کتاب : عطائین جلد ۵

مرتب : مفتی محمد امتیاز قادری

طبع اول : ۲۰ اگست ۲۰۱۴ء بمطابق ۲۲ شوال المکرم ۱۴۳۵ھ

کمپوزنگ : مولانا بشارت علی

تعداد : ۱۱۰۰

باہتمام : ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ)، ۲۳۲/بی گلشن اقبال

بلاک ۶ کراچی۔ ۰۳۲۱۔۲۲۴۱۰۵۱

درج ذیل مقامات سے حاصل کیجئے

﴿کراچی﴾:

(۱) مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، (۲) مکتبہ برکات مدینہ، بہار شریعت مسجد ۳۵۳۱۹۲۲۔۰۳۲۱، (۳) فیضان مدینہ باب المدینہ۔

(۴) جیلانی پبلی کیشنز اردو بازار۔

﴿لاہور﴾:

(۱) نعیمی کتاب گھر اردو بازار لاہور ۷۲۴۸۹۲۷۔۴۲۔۹۲ (۲) مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ (۳) کرماوالا بک شاپ، دربار مارکیٹ (۴) مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ (۵) مکتبہ اعلیٰ حضرت نزد دربار مارکیٹ (۶) نظامیہ کتاب گھر اردو بازار (۷) مکتبہ اسلامیہ اردو بازار ۷۶۳۔۸۶۶۱۷۔۰۳۲۱ (۸) پروگریسو بکس اردو بازار۔

﴿راولپنڈی﴾:

(۱) احمد بک شاپ (۲) اسلامک بک شاپ (۳) مکتبہ قادریہ عطاریہ۔

﴿فیصل آباد﴾:

(۱) مکتبہ اہل سنت، فیضان مدینہ چوک، سوساں روڈ مدینہ ٹاؤن ۶۶۱۳۷۲۶۔۰۳۲۱ (۲) مکتبہ اسلامیہ۔

﴿ملتان﴾:

(۱) مکتبہ فیضان سنت، پیپلز مسجد اندرون بوہر گیٹ۔ (۲) مکتبہ کریمیہ، (۳) ادارہ ضیاء السنۃ، (۴) مکتبہ حاجی مشتاق۔

﴿حیدرآباد﴾:

(۱) مکتبہ سخی سلطان۔

الاھداء

میرے تو سب کچھ آپ ہی ہیں اے رحمت عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے

ساری تعریفیں اس خالق کائنات ﷻ کے لئے جس نے اس عالم رنگ و بو کو طرح طرح سے مزین کیا اور کڑوڑ ہا کڑوڑ درود ہوں اس رحمت والے آقا ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر جو ہم بے کسوں، غم کے ماروں، دکھ یاروں کا واحد سہارا ہیں۔ اللہ ﷻ کی دی ہوئی توفیق اور فخر کائنات، شاہ موجودات ﷺ کی نظر کرم کا صدقہ ہے کہ **ادارہ فیضان رضا** نے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ ہم اللہ رب العزت ﷻ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا گو ہیں کہ اللہ ﷻ اس خدمت کو اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرما کر اس پر اجر عظیم سے مالا مال فرمائے۔ ہم اس پر مرتب ہونیوالے اجر و ثواب کو مکی مدنی آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے وسیلے سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام، صحابۂ کرام ﷡، تابعین، تبع تابعین، جمیع بزرگان دین، تمام سلاسل کے صوفیاء و اولیاء، بالخصوص شہنشاہ بغداد سیدنا **حضور غوث پاک** قدس سرہ العزیز کی بارگاہ مقدسہ، **اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی** علیہ الرحمۃ، اور دور حاضر کے عظیم دینی رہنما، شیخ طریقت امیر اہلسنت **مولانا محمدالیاس قادری** صاحب مدظلہ العالی اور ان تمام مومنین و مومنات جو حضرت آدم ؑ سے لیکر آج تک اور تا قیام قیامت تک پیدا ہونگے سب کو اس اجر و ثواب سے مالا مال کر دے، بالخصوص اس ادارے سے وابستہ جملہ احباب جو اس خدمت کو قارئین تک پہنچانے میں ادارے کے معاون و مددگار بنے، اللہ ﷻ سب کے نامۂ اعمال میں ہدیۂ ثواب پہنچائے، اور مزید اخلاص کی دولت سے مالا مال کرے اور قابل صلاحیت افرادی قوت سے ادارے کو مالا مال فرمائے۔ اللہ ﷻ اہلسنت کی تمام چھوٹی بڑی دینی درس گاہوں اور اداروں کی حفاظت فرمائے۔

ادارہ فیضان رضا

ایڈریس: ۲۳۲/بی، گلشن اقبال بلاک ۶، کراچی

توجہ کیجئے!

رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے، دین کی سربلندی اور علمائے اہل حق تک قیمتی مواد در باب **عطائین اردو شرح تفسیر جلالین جلد ۵** کو پہنچانے کے لیے نہایت توجہ کے ساتھ شرح لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ ﷻ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قارئین کے لیے نفع بخش بنائے۔ ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود ہمیں دعویٰ کمال نہیں، لہذا جو خوبی نظر آئے وہ ہمارے بزرگوں کا فیضان سمجھ کر قبول فرمائیں اور اس میں جو خامی ہو وہاں ہماری غیر ارادی کوتاہی کو دخل ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اہل علم اسے پڑھ کر تحریری طور پر اپنی رائے ضرور دیں اور اس شرح میں موجود کسی کمی، کوتاہی یا اضافہ کی جانب توجہ دلانا چاہیں تو ہمارے درج پتہ پر بذریعہ خط روانہ فرمادیں تاکہ ہم اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوں اور اس نشاندہی پر آپ کے لیے دعائے خیر کریں۔ رب کریم سب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔

پتہ: ادارہ فیضان رضا، ۲۳۲/بی، گلشن اقبال بلاک ۶، کراچی۔

ادارہ فیضانِ رضا کا سفر جون ۲۰۰۶ء تا سال ۲۰۱۴ء ایک جھلک

سال ۲۰۰۵ء میں درسِ نظامی کی تکمیل کے بعد، مدرسہ فیضان رضا کے تحت ادارہ فیضان رضا کی تشکیل عمل میں آئی اور تشکیل کیا تھی فقط مدرسے کے ایک چھوٹے سے کمرے میں اپنی مدد آپ کے تحت جون کے مہینے میں یا شاید اس سے ایک آدھ ماہ قبل یا بعد صحیح تاریخ مجھے یاد نہیں ہے، جلالین کی شرح کا کام شروع کیا۔ ابتداء فقط ترجمہ اور ایک معاون ''مولانا محمد نعیم'' کے ساتھ ترکیب کا کام شروع کیا۔ مالی وسائل کا بظاہر کوئی سر پیر نہیں تھا تاہم لگن اور جوش وجذبہ شامل حال تھا اور آہستہ آہستہ کام ہونے لگے۔ بنتے بگڑتے ، غیروں سے مقابلے کا عزم لئے اور اپنوں کی جلی کٹی سنتے سنتے عرصہ دو سے تین سال گزرنے پر جلد اول کا کام کچھ نہ کچھ نظر آنے لگا اور پھر مزید کچھ دین دوست احباب نے توجہ دلانے پر کام میں اضافہ تو کر دیا لیکن ایک اچھا نقشہ جلالین کے تحت سامنے آیا۔ اسی اثناء میں ''حل شدہ پرچہ جات'' کا بھی سلسلہ ہوگیا جس میں ابتدائی طور پر کچھ دشواری ضرور آئی لیکن پھر پذیرائی بھی خوب ملی۔ دریں اثناء دیگر کام جس میں ''درس عقود رسم المفتی'' بھی شامل ہے منظر عام پر آئی۔ خیر یوں سن ۲۰۱۰ء میں جلالین کی اردو شرح بنام ''**عطائین**'' جلد اول منظر عام پر آئی۔ اور بعد میں ہر سال ایک جلد مکمل ہونے لگی کیونکہ پہلی جلد کے چھپنے پر کچھ وقت زیادہ لگ گیا لیکن ساتھ ہی ساتھ دیگر مجلدات کا کام بھی کچھ نہ کچھ ہوتا ہی گیا تھا۔ اس دوران سال ۲۰۱۱ء میں حج کی سعادت حاصل ہوئی اور آقائے دوجہاں ﷺ کی بارگاہ میں ادارے کے لئے باقاعدہ ایک اچھی جگہ خریدنے کے لئے مالی وسائل کی درخواست پیش کر دی اور سال ۲۰۱۲ء کے اختتام پر گلشن اقبال بلاک ۶، میں خاصی مہنگی جگہ جس کی مالیت دو کڑور سے زائد ہے چند احباب کی مدد سے لے لی گئی جس کا قبضہ سال ۲۰۱۳ء کے اوائل میں ملا، اور اب اس نئی جگہ کی تعمیر کے لئے کوششیں کرنی ہیں اور ہو بھی رہی ہیں تاہم جلالین کے کام کا اختتام بھی ہوا چاہتا ہے۔ آج ۱۹ جون ۲۰۱۴ء بمطابق ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ بروز جمعرات ساڑھے پانچ بج رہے ہیں۔ جلالین کا کام مکمل ہو چکا ہے، بس آخری بار نظر سے گزارنا ہے جس میں چند دن لگیں گے۔ پانچویں جلد میں جن احتیاطوں کا لحاظ رکھا گیا ہے ایسا لحاظ سابقہ مجلدات میں نہیں رکھا گیا تھا، کہتے ہیں کہ کام ہی کام سکھاتا ہے، تاہم کچھ تلخ رویّوں نے بھی مزید ہمت اور احتیاط کا ذہن دیا، خیر کوشش تھی کہ رمضان المبارک کی تشریف آوری سے قبل اسے چھپنے کے لئے روانہ کیا جائے لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ مجھے اب بھی یقین نہیں آرہا ہے کہ یہ کام مکمل ہوگیا ہے۔ تاہم میرا نہ علم، نہ عمل اور نہ ہی کوئی طاقت وسکت، سب بزرگان دین کا فیضان اور جناب رسالت مآب ﷺ کی نگاہ خاص اور اللہ جل جلالہ کا فضل ہے۔ اللہ اپنی بارگاہ میں قبول کرے اور مزید اسی طرح دیگر کتب معتبرہ کی شروحات کی خدمت اور بہت کچھ عزائم ہیں، کاش اللہ عزوجل اپنے دین کی خدمت کے لئے ہر میدان میں ہمیں ہم تن قبول کر لے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

مفتی محمد امتیاز قادری عُفی عنہ

عطائین کی پانچ جلدوں کی ضخامت اور صفحات کی گنتی:

جلد	صفحات
جلد اول	۸۹۵صفحات
جلد دوم	۹۰۶صفحات
جلد سوم	۸۵۰صفحات
جلد چہارم	۹۴۲صفحات
جلد پنجم	۹۶۸صفحات
کل	۴۵۶۱صفحات

تاثرات برائے علمائے کرام علیہم الرضوان

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی زید مجدہ

(۱)......الحمد لله الذی له الاسماء الحسنی والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد ذی المقام الاسنی وعلی اله النقی واصحابه النقی الی یوم الجزاء. قرآن مجید لاریب کتاب ہے جس کی خدمت ہر دور میں ہر ہر زاویئے سے ہوتی رہی، ہر صاحب علم نے اپنے علم کے مطابق اللہ کی اس مقدس کتاب میں جاذبیت پیدا کرنے کے لئے کوششیں کیں ہیں اور قرآن کے اسرار ورموز کو ضبط تحریر میں لاکر اپنے لئے ابدی انعام واکرام کے دروازے کھولے جانے کا ذریعہ بنایا، انہی میں شیخ جلالین محلی اور شیخ جلال الدین سیوطی کے نام آسمان دنیا میں علوم وفنون کے نگارشات لٹاتے ہوئے جگ مگ جگ مگ کررہے ہیں۔ان کی بات ہو اور ''تفسیر جلالین'' کا ذکر خیر نہ ہو کیوں کر ممکن ہے؟ تاہم ایک عرصے سے تنظیم المدارس کے نصاب میں شامل ہونے کے باوجود اس مختصر تفسیر کی اردو شرح کرنے کا کسی نے بیڑاہ نہ اٹھایا اور ہمیں خوشی اس بات پر کہ اس خدمت کو ہمارے ہی دار العلوم (نعیمیہ) کے فارغ التحصیل، قابل قدر فاضل نوجوان، حضرت مولانا مفتی محمد امتیاز قادری نے چند رفقاء کے تعاون سے، تفسیر جلالین شریف کا اردو میں ترجمہ ''عطائین'' کے نام سے کرنے کی سعادت حاصل کی، چھ چھ پاروں پر مشتمل دو جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں جو کہ صحت مند مواد پر مشتمل ہیں۔پہلی جلد کے مقابلے میں دوسری جلد کو خوب تر پایا، یقیناً کاوش ایسی جو کہ آسان ترجمہ، قرآنی ترکیب، شان نزول، تشریح توضیح واغراض پر مشتمل ہر ہر رکوع کا الگ الگ نمایاں اندازِ بیان، ساتھ ہی ہر نئی سورہ کے آغاز میں تعارف کے نام سے مختصر خلاصہ، اور خوشی کی بات یہ ہے کہ تیسری جلد جو آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں تنظیم المدارس کے درجہ خاصہ کے نصاب میں پڑھائے جانے والے پانچ پارے ۱۶ تا ۲۰ میں سے ۱۶ تا ۱۸ موجود ہیں۔ بہت کم طلباء ایسے ہوتے ہیں جن پر اساتذہ کو ناز ہوتا ہے اور مولانا موصوف انہی میں سے ایک ہیں جن پر ہمیں ناز اور فخر ہوتا ہے۔اللہ انہیں مزید کامیابیاں عطا فرمائے اور آنے والے مسائل سے نمٹنے کی ہمت دے، جلد از جلد مزید دو جلدیں بھی مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

از: جمیل احمد نعیمی غفرلہ
ناظم تعلیمات واستاذ حدیث دار العلوم نعیمیہ
چیرمین سپریم کونسل جمیعت علماء پاکستان

مفتی محمد سہیل رضا امجدی صاحب زید مجدہ

بسم الله الرحمن الرحيم

(۲)......الحمد لله وحده والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده، اما بعد:

مجھے فاضل دار العلوم امجدیہ حضرت علامہ مولانا سعید رضا صاحب کا حکم موصول ہوا کہ مجھ فقیر کو تاثرات سپرد قلم کرنے ہیں۔ اس وقت تفسیر جلالین کی اردو شرح بنام ''عطائین'' کی جلد سوم میرے سامنے موجود ہے، گو کہ بالاستعاب مطالعہ نہ ہوسکا لیکن چند مختلف مقامات سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ بلاشبہ یہ لائق صد احترام حضرت مولانا محمد امتیاز قادری زید مجدہ کی انتہائی قابل قدر کاوش ہے اور عصرِ حاضر کی ضرورت بھی۔ اور بالیقین یہ کاوش قارئین کے لئے علمی ذوق رکھنے والوں کے لئے اور دینی طلبہ کے لئے بہترین استفادے کا ذریعہ ہوگی۔ حضرت موصوف سے میری ملاقات کچھ مصروفیات کے سبب نہ ہوسکی لیکن شرح ہذا کے مطالعے کے بعد مجھے

اس علمی شخصیت سے ملاقات نہ ہونے کا افسوس ہے اور میں حضرت سے ملاقات کا متمنی رہوں گا۔ بلاشبہ "عطائین" اللہ اور اس کے حبیب کی عطاؤں کا نتیجہ ہے۔ میں دل کی اتہ گہرائیوں سے حضرت مولانا محمد امتیاز قادری زید مجدہ اور ان کے رفقاء اور ان کے ادارے کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ اپنے حبیب کے صدقے وطفیل ان کی اس سعی کو قبولِ خاص وعام فرمائے۔ آمین

از: ابوالنصر محمد سہیل رضا امجدی
۱۷ شوال المکرم ۱۴۳۵ھ، بمطابق ۲۰۱۴-۸-۱۳

مفتی محمد اسماعیل نورانی صاحب زید مجدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۲)......الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اہل سنت وجماعت کے لئے بہت ہی خوش آئند بات ہے کہ قحط الرجال اور ظلمت ویأس کے اس دور میں میں سحر طلوع ہونے کے کچھ آثار نظر آرہے ہیں ---- دین کا درد، فروغ علم کا ذوق اور تحریر وتدریس کے ذریعے ماحول کو منور کرنے کا شوق لئے --- کچھ عالی ہمت افرادِ کار جستہ جستہ منظرِ عام پر آرہے ہیں ---- جن کا وجود دین وملت کے لئے نہ صرف یہ کہ غنیمت ہے --- بلکہ کچھ نہ کچھ کرنے والوں کو خوابِ غفلت سے جگانے کا ذریعہ بھی۔

اُن قیمتی افراد میں ایک اُبھرتا ہوا نام "مولانا محمد امتیاز قادری" کا بھی ہے ---- جن کا باطن اُن کے ظاہر سے بہت مضبوط نظر آتا ہے اور علم وہمت جیسی قوتوں سے لبریز بھی ---- سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کی فکر وہمت میں ایک تسلسل اور استقامت ہے --- جو اُنہیں کسی قسم کے حالات میں مایوس اور ملول نہیں ہونے دیتی ---- وہ ہر قسم کی پریشانی اور قلبی اضطراب کو بہت خوبصورتی سے جھیلتے ہوئے ---- دیوانہ وار اور پروانہ وار ---- اپنے تحریری کام میں مصروف نظر آتے ہیں ----

"عطائین شرح جلالین" کے نام سے پانچ جلدوں میں عظیم الشان کام اُن کی اسی استقامت اور بلند ہمتی کا نتیجہ ہے --- جس میں جلالین کی عبارت کا ترجمہ بھی ہے --- ترکیب بھی ---- اور مختلف تفاسیر کی روشنی میں تشریح وتوضیح بھی --- (جن حضرات نے عطائین کا باقاعدہ مطالعہ کیا ہے وہ اس کی مزید خوبیاں بتاسکیں گے)۔

علاوہ ازیں طلبائے کرام کے لئے ایک نصیحت یہ ہے کہ کسی بھی شرح سے اس طرح نہ چمٹ جایا کریں کہ اصل کتاب سے تعلق ہی ختم ہونے کے قریب ہوجائے --- طالب علمی کے دور میں ضرورت کی حد تک مراجعت کرنی چاہیے --- نہ یہ کہ اصل کتاب سے کنارہ کرکے صبح وشام شرح کی زیارت اور اس کا مطالعہ ہو ----

اللہ رب کریم "مولانا موصوف" کی کوشش کو اپنی بارگاہ میں مقبول وماجور فرمائے اور اس کام میں جتنے افراد بھی ان کے معاون رہے ہیں، سب کو اجر عظیم عطا فرمائے ---- آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

فقط: محمد اسماعیل نورانی عفی اللہ عنہ
جامعہ انوار القرآن، گلشن اقبال بلاک ۵، کراچی
۱۰ جون ۲۰۱۴ء، بمطابق ۹ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ

عطائین ،جلد :۵

نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۵	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۵	صفحہ نمبر
☆	☆☆☆☆☆☆☆☆	☆	۲۶	اللہ کے گمراہ کرنے کے کیا معنی ہیں	۴۴
۲	کافروں کی گمراہی اور عذاب کا یقین	۴	۲۷	نعمت کا شکر ادا کرنے سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے	۴۴
۳	دعا میں مصروف رہنے کی برکتیں	۴	۲۸	سائنس کی رو سے پیدائش اولاد میں انسانی دخل	۴۵
۴	جہاں بھر میں اللہ کی نشانیوں سے مراد	۵	۲۹	انبیائے کرام پر وحی، قذف اور منام کی کیفیات	۴۵
۵	**تعارف سورۃ الشوریٰ**	۷	۳۰	''وما کنت تدری'' کے بارے میں اقوال یا......	۴۵
۶	حم عسق کے محامل	۱۰	۳۱	**تعارف سورۃ الزخرف**	۴۸
۷	آسمان شق ہونے کا حکم کن کیلئے فرمایا	۱۰	۳۲	لوح محفوظ کی تحقیق	۵۱
۸	فرشتوں کا مؤمنین کیلئے استغفار کرنا	۱۱	۳۳	حکمت سے کیا مراد ہے	۵۲
۹	اسلام کے معنی، اسلام و ایمان میں فرق کا بیان	۱۲	۳۴	تمام جوڑوں سے مفسرین نے کیا استدلال کیا ہے	۵۲
۱۰	اختلاف کے معنی، حیثیت و اہمیت	۱۹	۳۵	سفر کی سنتیں اور آداب	۵۲
۱۱	کیا حضرت نوح پہلے صاحب شریعت تھے یا......	۲۰	۳۶	بیٹیوں کے فضائل	۵۷
۱۲	دین میں پھوٹ ڈالنے سے کیا مراد ہے	۲۱	۳۷	عورت کا صنف نازک و کمزور ہونا	۵۷
۱۳	علم کلام کی روشنی میں توحید کا تصور	۲۱	۳۸	غیر شرعی دلیل قابل قبول نہیں	۵۸
۱۴	میزان پر اعمال کے وزن ہونے کی بحث	۲۲	۳۹	آیت مذکورہ میں اب سے مراد کون ہے	۶۱
۱۵	نیکیوں پر اجر میں اضافہ	۲۷	۴۰	حضرت ابراہیم کا یہ کہنا کہ اللہ مجھے راہ دے گا یا...	۶۱
۱۶	فقط دنیا چاہنے والوں کے لئے آخرت میں حصہ نہ ہونا	۲۸	۴۱	مشرکین کو ڈھیل و مہلت دینا	۶۲
۱۷	ظالموں کو آخرت میں نقصان ہونا	۲۸	۴۲	کفار کے نزدیک دو بڑے فضل والے کون ہیں	۶۲
۱۸	سید عالم کے قرابت داروں کی اہمیت و حیثیت	۲۹	۴۳	عند اللہ مالدار ہونا قابل فخر نہیں	۶۲
۱۹	بغیر توبہ کئے معافی ملنا	۲۹	۴۴	ذکر بمعنی قرآن یا کچھ اور	۶۶
۲۰	بچوں اور جانوروں پر مصائب آنا گناہوں کی وجہ یا......	۳۵	۴۵	کیا شیطان فقط اخروی اعتبار سے برا ساتھی ہے	۶۷
۲۱	کیا صرف آیات میں جھگڑنے والوں کا انجام برا ہوگا	۳۵	۴۶	کیا نبی کسی کو اپنی مرضی سے ہدایت دے سکتے ہیں	۶۷
۲۲	مال خرچ کرکے اجر کے لئے حریص ہونا	۳۶	۴۷	قرآن کے حقوق	۶۸
۲۳	بے حیائیوں پر حد قائم ہونے سے مراد	۳۶	۴۸	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نو نشانیاں	۷۲
۲۴	آپس میں مشورے کی اہمیت	۳۷	۴۹	قوم قبط کون تھی	۷۲
۲۵	بدلہ لینا بہتر ہے یا معاف کرنا	۳۷	۵۰	سحر کی تعریف	۷۲

عطائین، جلد: ۵

نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۵	صفحہ نمبر
۵۱	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا فرعون	۷۲
۵۲	فرعون کے محلات کے نیچے بہنے والی مصر کی نہریں	۷۲
۵۳	فرعون کا حضرت موسیٰ کی شان میں نازیبا کلام کرنا	۷۳
۵۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت	۷۳
۵۵	کیا نبوت کی تصدیق کے لئے ملائکہ کا پیچھے چلنا ضروری	۷۳
۵۶	فرعون کا غرق اور عبرتناک انجام	۷۴
۵۷	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نسب	۷۸
۵۸	آیت مذکورہ میں جھگڑالو لوگوں میں سے مراد کون ہیں	۷۸
۵۹	حضرت عیسیٰ کو بنی اسرائیل کے لئے مثال کرنا	۷۹
۶۰	حضرت عیسیٰ کا امور دینیہ کو واضح فرمانا	۷۹
۶۱	حضرت عیسیٰ کے حوالے سے عقیدہ تثلیث رکھنا	۷۹
۶۲	سونے کے پیالوں میں مشروب پینا	۸۵
۶۳	جنتی میوہ جات کا بیان	۸۶
۶۴	نبی کے ساتھ مکر کا انجام ہلاکت وتباہی	۸۶
۶۵	کرسی کی تحقیق	۸۶
۶۶	کن کن کی شفاعت کون کون کرے گا	۸۷
۶۷	**تعارف سورۃ الدخان**	۸۹
۶۸	چند حرام ذرائع کا بیان	۹۶
۶۹	اللیلۃ المبارکہ سے مراد کون سی رات ہے	۹۷
۷۰	نزول قرآن کی رات تقدیر کا لکھ دیا جانا	۹۸
۷۱	سید عالم کا دعائے ضرر دینا	۹۸
۷۲	دھوئیں سے متعلق قیامت کی نشانی	۹۹
۷۳	کس وقت کا ایمان لانا معتبر ہوگا	۹۹
۷۴	اعتزال کے معنی میں معتزلہ کا اختلاف رائے ہونا	۹۹
۷۵	نبی اسرائیل کو فرعون کے عذاب سے نجات	۱۰۵

نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۵	صفحہ نمبر
۷۶	بنی اسرائیل پر انعام واکرام	۱۰۶
۷۷	بعث بعد الموت کا بیان	۱۰۶
۷۸	تبع کون تھا	۱۰۶
۷۹	آسمان وزمین اور ان کے مابین کچھ بیکار نہیں	۱۰۷
۸۰	تھوھڑ کا درخت	۱۱۲
۸۱	مجلس کسے کہتے ہیں	۱۱۲
۸۲	جنتی لباس، ریشمی کپڑے ہونگے	۱۱۲
۸۳	**تعارف سورۃ الجاثیۃ**	۱۱۴
۸۴	زمین وآسمان کا نشانی ہونا	۱۱۷
۸۵	تخلیق انسانی کے مختلف مراحل	۱۱۷
۸۶	نزول بارش سے رزق کو تعبیر کرنا	۱۱۸
۸۷	متذکرہ رکوع سے اجمالا نشانیوں کا بیان	۱۱۸
۸۸	آیت کے تناظر میں کوئی خاص گنہگار مراد ہے	۱۱۸
۸۹	تکبر کی مذمت	۱۱۸
۹۰	اللہ کی نعمتوں میں سے کشتی کا چلنا	۱۲۳
۹۱	عقل کی تعریف اور تناظر میں بحث	۱۲۳
۹۲	حدیث کی رو سے سید عالم کی شریعت کا ممتاز ہونا	۱۲۴
۹۳	کافر اور مسلمان کی زندگی اور موت برابر نہیں	۱۲۴
۹۴	بعض کو گمراہ کرنے کی توجیہ	۱۲۸
۹۵	دو سورتوں میں کان اور دل پر مہر لگانے کا بیان	۱۲۹
۹۶	دھر کی تعریف اور اس سے متعلق احادیث	۱۲۹
۹۷	قیامت کے دن کافر ہی گھٹنوں کے بل کھڑے یا	۱۳۴
۹۸	نامۂ اعمال کی جانب بلائے جانے کے معانی	۱۳۴
۹۹	اخروی جزاء کے متعلق احادیث	۱۳۵
۱۰۰	جن تک اسلام کی دعوت نہ پہنچی ان کا حکم	۱۳۵

مضامین ،جلد :۵

شمار نمبر	پارہ نمبر ۲۶	صفحہ نمبر	شمار نمبر	پارہ نمبر ۲۶	صفحہ نمبر
☆	☆☆☆☆☆☆	☆	۱۲۶	متذکرہ آیت کی منسوخیت کے بارے میں مفسرین کی رائے	۱۷۶
۱۰۲	**تعارف سورۃ الاحقاف**	۱۳۷	۱۲۷	کیا کافر پر بغیر فدیہ لئے احسان کیا جا سکتا ہے	۱۷۷
۱۰۳	حم کے بارے میں علامہ اسماعیل حقی کی رائے	۱۴۲	۱۲۸	کن کفار سے قتال لازم ہے اور کیوں	۱۷۷
۱۰۴	حق کے معانی	۱۴۲	۱۲۹	صالحین پر جنتی انعامات کا بیان	۱۷۸
۱۰۵	اثارۃ کے معانی	۱۴۲	۱۳۰	اللہ کے دین کی مدد و نصرت کی برکتیں	۱۷۸
۱۰۶	قرآن کے انکار، استخفاف اور استحکام کا حکم	۱۴۲	۱۳۱	متذکرہ آیت میں خاص طور پر کافروں کا ذکر کیوں ہوا	۱۸۳
۱۰۷	الاحقاف کی آیت نمبر "۹" میں مفسرین کے مختلف اقوال	۱۴۳	۱۳۲	جنتی نہروں کا بیان	۱۸۳
۱۰۸	حضرت عبداللہ بن سلام کی سوانح حیات	۱۴۵	۱۳۳	جنتی انعام کے ذکر کے بعد بخشش کا ذکر کرنا	۱۸۵
۱۰۹	کیا فاسق مؤمن کی بھی مغفرت ہوگی	۱۵۲	۱۳۴	سید عالم کے ارشادات سننے والے منافقین کا حال	۱۸۵
۱۱۰	والدین کے ساتھ بھلائی کے متعلق احادیث	۱۵۲	۱۳۵	سورۃ محکمۃ کے بارے میں اقوال	۱۸۹
۱۱۱	دودھ پلانے کی مدت کا بیان	۱۵۳	۱۳۶	کن لوگوں سے رشتہ داری رکھی جائے اور کن سے نہ یا.....	۱۹۰
۱۱۲	پکی و پختہ عمر کونسی ہوتی ہے	۱۵۴	۱۳۷	کسے لعنت کرنا جائز اور کسے ناجائز ہے	۱۹۱
۱۱۳	فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۱۵۵	۱۳۸	منافقین کے نفاق کا سید عالم کو علم ہونا	۱۹۲
۱۱۴	نیک لوگوں کا دنیاوی لذتوں سے نفع اٹھانا	۱۵۶	۱۳۹	آیت کے تناظر میں رسول اللہ کی مخالفت کا بیان	۱۹۷
۱۱۵	حضرت ہود کا نسب و حالات تبلیغ	۱۶۰	۱۴۰	نفلی عبادت شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے یا نہیں	۱۹۷
۱۱۶	احقاف کے معنی اور موجودہ دور میں اس علاقے کی تحقیق	۱۶۱	۱۴۱	جہاد میں خرچ کرنے کی فضیلت و اہمیت	۱۹۸
۱۱۷	احادیث طیبہ میں آندھیوں کا ذکر	۱۶۱	۱۴۲	**تعارف سورۃ الفتح**	۲۰۰
۱۱۸	قوم ثمود، عاد اور لوط کو تبلیغ دین	۱۶۷	۱۴۳	مفسرین کے نزدیک فتح سے کون سی فتح مراد ہے	۲۰۴
۱۱۹	جنات کے قرآن سننے کی بحث حدیث کے تناظر میں	۱۶۷	۱۴۴	مغفرت ذنب کے مسئلہ میں اعلیٰ حضرت کا موقف	۲۰۵
۱۲۰	جنات کے قول میں حضرت عیسیٰ کا ذکر نہ ہونے کی وجوہ	۱۶۸	۱۴۵	حاضر و ناظر کا مفہوم	۲۱۰
۱۲۱	اولوالعزم والے کون ہیں	۱۶۸	۱۴۶	نبی کی تعظیم اصل ایمان ہے	۲۱۱
۱۲۲	**تعارف سورۃ محمد**	۱۷۰	۱۴۷	احادیث کے تناظر میں بیعت رضوان کا بیان	۲۱۳
۱۲۳	نام محمد کی برکتیں	۱۷۴	۱۴۸	پیچھے رہ جانے والوں کے عذر کا بیان	۲۱۹
۱۲۴	ایمان کی برکتیں اور گناہ کے بدلے نیکی کا ملنا	۱۷۵	۱۴۹	عذر بیان کرنے والوں کو جواب	۲۱۹
۱۲۵	ایمان نہ ہونے کی بناء پر کافر پر نحوستیں	۱۷۶	۱۵۰	ظن کی تعریف	۲۱۹

عطائین ، جلد : ۵

نمبر شمار	پارہ نمبر۲٦	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر۲٦	صفحہ نمبر
۱۵۱	منافقین کا خیبر میں شرکت کرنے پر اصرار کی وجہ	۲۲۰	۱۷٦	اسلام میں مذاق مسخری کی ممانعت	۲۵۵
۱۵۲	سخت جنگجو قوم سے مراد اہل روم یا فارس یا کچھ اور	۲۲۰	۱۷۷	اسلام میں عیب لگانے ممانعت	۲۵۵
۱۵۳	کیا مرتد کو قتل کرنا آزادی فکر کے خلاف ہے	۲۲۱	۱۷۸	بُرے القاب سے پکارنے کی ممانعت کا بیان	۲۵٦
۱۵۴	حضرت ابوبکر وعمر کی خلافت پر استدلال	۲۲۱	۱۷۹	حدیث کے تناظر میں غیبت کی تعریف، حکم اور انجام	۲۵۷
۱۵۵	عندالشرع بیعت کن سے کی جاسکتی ہے	۲۲۷	۱۸۰	کن کن آیات میں اسلام اور ایمان کا بیان ہے	۲۵۷
۱۵٦	سکینہ کا معنی	۲۲۷	۱۸۱	**تعارف سورۃ ق**	۲٦۳
۱۵۷	مفسرین کے نزدیک خیبر کے غنائم کا تقسیم ہونا	۲۲۷	۱۸۲	ق کے اسرار ورموز کا بیان	۲٦۷
۱۵۸	حدیث کی روشنی میں کس طرح اللہ نے کفار کو یا......	۲۲۸	۱۸۳	آیت نمبر "۲" کے ضمن میں انکار کی وجہ	۲٦۷
۱۵۹	معرۃ کے معانی کا آیت سے ربط	۲۲۸	۱۸۴	بعث بعدالموت کا بیان	۲٦۷
۱٦۰	مفسرین کے نزدیک کلمۃ التقوی سے مراد کونسے کلمات ہے	۲۲۸	۱۸۵	سائنس کی رو سے آسمان کی کیفیات کا بیان	۲٦۸
۱٦۱	نبی پاک کے خواب کا بیان	۲۳۳	۱۸٦	بارش کے پانی کی برکتیں	۲٦۸
۱٦۲	اللہ کا انشاء اللہ کہنے کی توجیہات	۲۳۳	۱۸۷	اصحاب الراس کون تھے؟	۲٦۸
۱٦۳	حلق افضل ہے یا قصر	۲۳۴	۱۸۸	نفس کی تعریف اقسام	۲۷۳
۱٦۴	ذات رسالت مآب عقیدہ توحید پر قطعی شاہد ہیں	۲۳۴	۱۸۹	اللہ کے قریب ہونے کے معنی	۲۷۳
۱٦۵	سید عالم کے صحابہ کی دو صفات کا بیان	۲۳۵	۱۹۰	ہر انسان پر کتنے فرشتے متعین ہیں اور کیا لکھتے ہیں	۲۷۴
۱٦٦	مؤمن سجدوں کے نشان سے آخرت میں پہچانا جائے گا	۲۳۵	۱۹۱	حضرات انبیائے کرام کا موت کی سختی کا بیان	۲۷۴
۱٦۷	توریت اور انجیل میں صحابہ کے فضائل ا	۲۳٦	۱۹۲	صور کا بیان	۲۷۵
۱٦۸	**تعارف سورۃ الحجرات**	۲۳۸	۱۹۳	اعضائے انسانی کا کلام کرنا	۲۷٦
۱٦۹	اللہ ورسول کے آگے بڑھنے کے معانی ومطالب	۲۴۴	۱۹۴	شیطان کس کا ہم نشین ہے	۲۷۷
۱۷۰	سید عالم کی بارگاہ میں بلند آواز سے کلام کرنا	۲۴۴	۱۹۵	جہنم کا "ھل من مزید" کہنا اور نہ کہنا	۲۸۲
۱۷۱	کن اعمال سے پرہیزگاری ظاہر ہوتی ہے	۲۴۵	۱۹٦	جنت میں سلامتی کے ساتھ دخول پر مفسرین کی روئے	۲۸۳
۱۷۲	حجرات کے معنی کے تحت باہر سے پکارنے والے یا......	۲۴۵	۱۹۷	مؤمن کی دو نمایاں شانوں کا بیان	۲۸۳
۱۷۳	عندالشرع فاسق کے قول اور خبر کے معتبر ہونے کا بیان	۲۴٦	۱۹۸	قرآن میں چھ دنوں کی مقدار کا بیان	۲۸۳
۱۷۴	حدیث کی رو سے قاضی کے پاس غلط بیان دینے کا وبال	۲۴٦	۱۹۹	اللہ کی بارگاہ صمدیت میں لغوب کے معنی	۲۸۴
۱۷۵	آیت کے تناظر میں مسلمانوں کے دو گروہ کا باہم لڑنا	۲۴۷	۲۰۰	آیت نمبر ۳۹ اور ۴۰ کے تحت نماز کا اجمالی بیان	۲۸۴

عطائین، جلد: ۵

نمبر شمار	پارہ نمبر ۲٦	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۷	صفحہ نمبر
۲۰۱	**تعارف سورۃ الذاریات**	۲۸٦	۲۲٦	ذنوب بمعنی نصیب	۳۰۷
۲۰۲	اڑتی ہوئی ہواؤں کی قسم کا معنی	۲۹۰	۲۲۷	**تعارف سورۃ الطور**	۳۰۹
۲۰۳	پانی کا بوجھ اٹھانے والے بادل	۲۹۰	۲۲۸	طور سے مراد کیا ہے	۳۱۴
۲۰۴	فرشتوں کا اللہ کے امور میں تصرف کرنا	۲۹۱	۲۲۹	کتب مسطور کے بارے اقوال	۳۱۴
۲۰۵	آسمانی رستوں کا بیان	۲۹۱	۲۳۰	بیت المعمور سے کیا مراد ہے	۳۱۵
۲۰٦	فی غمرۃ ساھون کے معنی	۲۹۱	۲۳۱	مذکورہ بالا اشیاء کے اختیار کرنے میں کیا حکمتیں ہیں	۳۱٦
۲۰۷	نیک لوگوں کی خصوصیات کا خاص بیان	۲۹۲	۲۳۲	آسمانوں کے گھومنے اور پہاڑ کر چلنے کی کیفیت وحکمت	۳۱٦
۲۰۸	مہمان فرشتے کون تھے اور ان کی تعداد کیا تھی	۲۹۴	۲۳۳	کافروں کے صبر کرنے یا نہ کرنے کا بیان	۳۱۷
۲۰۹	حضرت ابراہیم کا جی میں خوف محسوس کرنا	۲۹۵	۲۳۴	جنتی حوروں کے محاسن پر چار روایات	۳۱۷
۲۱۰	کس بیٹے کی خوشخبری دی گئی	۲۹۵	۲۳۵	مسلمانوں کی اولاد کا جنت میں ان کے ساتھ ہونا	۳۱۸
۲۱۱	بڑھاپے میں اولاد کی نعمت عطا کرنا	۲۹۵	۲۳٦	جنت کے پھل و گوشت کا بیان	۳۱۸
۲۱۲	**پارہ نمبر ۲۷**		۲۳۷	جنت کی شراب کی خصوصیات	۳۱۸
۲۱۳	قوم لوط کی عادت بد اور عذاب کی کیفیت	۲۹۹	۲۳۸	تبلیغ رسالت پر جمے رہنے کا بیان	۳۲۵
۲۱۴	حضرت نوح کے مؤمن اہل خانہ	۲۹۹	۲۳۹	مسلمان اور کفار کے انتظار کا فرق	۳۲۵
۲۱۵	آیت "۳۸" حضرت موسیٰ کی کس خاص نشانی کا ذکر ہے	۲۹۹	۲۴۰	قرآن کی مثل لانے کا حکم	۳۲۵
۲۱٦	فرعون مع ہمراہی سمندر میں غرق ہونا	۳۰۰	۲۴۱	مذکورہ آیت کے تحت رب کے خزانوں کا مالک کون؟	۳۲٦
۲۱۷	قوم عاد پر عذاب کی کیفیت	۳۰۰	۲۴۲	سید عالم کی جانب سے اجرت کی نفی کرنے کے محال	۳۲٦
۲۱۸	قوم ثمود پر عذاب کی کیفیت	۳۰۰	۲۴۳	کافروں کو ان کے حال پر چھوڑ دینے کا معنی	۳۲۷
۲۱۸	قوم نوح پر عذاب کی کیفیت	۳۰۰	۲۴۴	آیت نمبر ۴۹ کے تحت فجر سے پہلے سنتیں پڑھنے	۳۲۷
۲۲۰	اللہ کے جوڑے بنانے میں حکمت	۳۰۵	۲۴۵	**تعارف سورۃ النجم**	۳۲۹
۲۲۱	اللہ کی جانب بھاگنے سے مراد طاعت کی بجا آوری یا......	۳۰۵	۲۴٦	النجم کے بارے میں تفسیری نکات	۳۳۳
۲۲۲	کس قول نے کافروں کو باہم اکٹھا کیا ہوا ہے	۳۰۵	۲۴۷	ضل کے معنی کی وسعت	۳۳۴
۲۲۳	مبلغ کا کام فقط پہنچا دینا یا کچھ اور بھی	۳۰٦	۲۴۸	غوی کے معنی کے بیان میں مفسرین کے اقوال	۳۳۵
۲۲۴	نصیحت کن کو فائدہ دیتی ہے	۳۰٦	۲۴۹	دنا فتدلی کے بارے میں اقوال	۳۳۵
۲۲۵	وما خلقت الجن والانس سے ملائکہ کو خارج کرنے کی وجہ	۳۰٦	۲۵۰	قاب قوسین او ادنی میں مفسرین کے اقوال	۳۳٦

عطائین، جلد: ۵

نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۷	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۷	صفحہ نمبر
۲۵۱	معراج کی رات سید عالم کیا وحی فرمائی گئی	۳۳۶	۲۷۶	پانی پینے کی باری کا بیان	۳۷۲
۲۵۲	رویت باری تعالیٰ پر دلائل	۳۳۷	۲۷۷	قدار اور دیگر لوگوں کا ناقہ کو ہلاک کرنا	۳۷۲
۲۵۳	سدرۃ المنتہیٰ کی بحث	۳۳۸	۲۷۸	قوم لوط پر عذاب کی کیفیت	۳۷۲
۲۵۴	مازاغ البصر وماطغیٰ سے کیا مراد ہے	۳۳۹	۲۷۹	آنکھیں چوپٹ کردینے کے محامل	۳۷۲
۲۵۵	وکم من ملک سے کیا مراد ہے	۳۴۳	۲۸۰	قوم فرعون کو نشانیوں کے ذریعے نصیحت	۳۷۶
۲۵۶	اللہ کی جانب اولاد (بیٹیوں) کی نسبت کرنا	۳۴۳	۲۸۱	احادیث کی روشنی میں بدر کے احوال	۳۷۷
۲۵۷	ہدایت وگمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہونے کا معنی	۳۴۴	۲۸۲	جہنم کی آگ کی سختی	۳۷۹
۲۵۸	عقیدہ درست نہ ہو تو عمل مردود ہے	۳۴۴	۲۸۳	کلمہ کن کے اسرار ورموز	۳۸۰
۲۵۹	الم کی تعریف اور اس بارے میں تصریحات	۳۴۴	۲۸۴	**تعارف سورۃ الرحمٰن**	۳۸۱
۲۶۰	خود پسندی کی مذمت میں احادیث	۳۴۵	۲۸۵	رحمٰن نے کسے قرآن سکھایا	۳۸۵
۲۶۱	مرتد کے احکام	۳۵۱	۲۸۶	انسان اور بیان کے اطلاقات	۳۸۵
۲۶۲	کسی کا بوجھ اٹھانے یا نہ اٹھانے کا بیان	۳۵۲	۲۸۷	سورج اور چاند کا حساب سے چلنا	۳۸۶
۲۶۳	لیس للانسان الا ما سعیٰ کے تحت ایصال ثواب کا ثبوت	۳۵۳	۲۸۸	ستاروں اور درختوں کے سجدے کی کیفیت	۳۸۶
۲۶۴	اللہ کے ہنسانے اور رلانے کا مطلب	۳۵۴	۲۸۹	میزان سے متعلق بحث	۳۸۶
۲۶۵	شعریٰ ستارے کے بارے میں تحقیق	۳۵۴	۲۹۰	رب کی ظاہری وباطنی نعمتوں کا تذکرہ	۳۸۷
۲۶۶	وعیدات کو سن کر توبہ کرنے والوں کا حال	۳۵۵	۲۹۱	انسان اور جن کی تخلیق کا نعمت ہونا	۳۸۸
۲۶۷	**تعارف سورۃ القمر**	۳۵۷	۲۹۲	مشرق ومغرب میں پوشیدہ نعمتیں	۳۸۸
۲۶۸	قیامت قریب ہونے کے بارے مفسرین کے اقوال	۳۶۲	۲۹۳	دو سمندروں کے ملنے میں نعمت کا ہونا	۳۸۹
۲۶۹	معجزہ شق القمر کا بیان	۳۶۳	۲۹۴	سمندروں سے موتی وجواہرات نکلنا	۳۸۹
۲۷۰	حساب کتاب کے دن کی شدت وراحت	۳۶۳	۲۹۵	سب کچھ فنا ہونے کا معنی	۳۹۳
۲۷۱	ماء منہمر کے معنی	۳۶۴	۲۹۶	ہر آن نئی شان (نیا کام) ہونے کے محامل	۳۹۴
۲۷۲	حضرت نوح کی کشتی کا بیان	۳۶۴	۲۹۷	انسان وجن کو زمین وآسمان سے نکل جانے کا حکم	۳۹۴
۲۷۳	قرآن کے آسان ہونے سے کیا مراد ہے	۳۶۵	۲۹۸	انسان وجن سے گناہ کی پوچھ گچھ ہونے یا نہ ہونے کا بیان	۳۹۴
۲۷۴	آخری بدھ کے منحوس ہونے کی حیثیت	۳۶۵	۲۹۹	دو جنتوں کے بارے میں اقوال	۳۹۹
۲۷۵	قوم صالح کا اپنے نبی کو آدمی کہنا	۳۷۱	۳۰۰	جنتی نعمتوں کا عملی جائزہ	۳۹۹

عطائین، جلد: ۵

شمار نمبر	پارہ نمبر ۲۷	صفحہ نمبر	شمار نمبر	پارہ نمبر	صفحہ نمبر
۳۰۱	جنتی حوریں، تلذذ اور ازدواجی معاملات	۳۹۹	۳۲۶	کیا زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے	۴۳۲
۳۰۲	جنات کے دخول جنت کی تحقیق	۴۰۰	۳۲۷	اللہ کے اول، آخر، ظاہر و باطن ہونے کے معنی	۴۳۳
۳۰۳	**تعارف سورۃ الواقعۃ**	۴۰۲	۳۲۸	استوائے باری تعالیٰ میں اعلیٰ حضرت کا مؤقف	۴۳۳
۳۰۴	قیامت کی نشانیاں	۴۰۶	۳۲۹	غزوہ تبوک کس کے خلاف وقوع پذیر ہوا	۴۳۴
۳۰۵	قیامت کو جھٹلانا ممکن ہے یا نہیں	۴۱۰	۳۳۰	حضرت عثمان غنی کے انفاق پر دو روایات	۴۳۴
۳۰۶	خافضۃ رافعۃ کے معنی	۴۱۰	۳۳۱	نیکی کا سات سو گنا تک ہونا	۴۴۰
۳۰۷	پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا	۴۱۰	۳۳۲	آخرت میں منافق مسلمان کے نور سے فائدہ اٹھائے گایا......	۴۴۱
۳۰۸	اصحاب المیمنۃ و اصحاب المشئمۃ سے مراد کون ہونگے	۴۱۱	۳۳۳	دروازے کے اندر رحمت اور باہر عذاب کن کے لئے ہے	۴۴۱
۳۰۹	سبقت لے جانے والے کون ہونگے	۴۱۱	۳۳۴	اہل ایمان کے دلوں کا اللہ کی جانب جھک جانا	۴۴۲
۳۱۰	جنت میں خادمین لڑکوں کا بیان	۴۱۲	۳۳۵	شہید حکمی کا بیان	۴۴۲
۳۱۱	جنت میں نہ ختم ہونے والی بہتی شراب	۴۱۲	۳۳۶	آخرت بھلا کر دنیا میں مشغولیت کی مثال	۴۴۸
۳۱۲	موتی نما آنکھوں والی حوریں	۴۱۲	۳۳۷	تقدیر کی اقسام ثلاثہ	۴۴۸
۳۱۳	جنت میں لغویات اور گناہ نہ ہونے کا بیان	۴۱۳	۳۳۸	لوہے کی فضیلت	۴۴۹
۳۱۴	جنت میں کیلے کے گچھوں کا بیان	۴۱۳	۳۳۹	رہبانیت کے معنی و مطالب کی تحقیق	۴۵۲
۳۱۵	عربا اترابا کی تحقیق	۴۱۳	۳۴۰	اللہ کی رحمت سے دو حصے کن کے لئے ہیں	۴۵۳
۳۱۶	جہنم کے چھاؤں کا بیان	۴۲۰	۳۴۱	**پارہ نمبر ۲۸**	
۳۱۷	بعث بعد الموت کا بیان	۴۲۰	۳۴۲	**تعارف سورۃ المجادلہ**	۴۵۵
۳۱۸	جہنم کے پانی سے ہیم کی مثال	۴۲۰	۳۴۳	ظہار کا بیان	۴۵۹
۳۱۹	حطاما فظلتم تفکھون کے معانی	۴۲۱	۳۴۴	خولہ بنت ثعلبہ اور اوس بن صامت کی سوانح	۴۵۹
۳۲۰	آگ اور سبز پیڑ کی مناسبت	۴۲۱	۳۴۵	ظہار کے کفارے کا بیان	۴۶۰
۳۲۱	تاروں کے غروب ہونے کی جگہ	۴۲۵	۳۴۶	سرگوشی میں عدد مفرد کا بیان	۴۶۶
۳۲۲	بے وضو قرآن چھونے کا حکم	۴۲۵	۳۴۷	یہود کا سید عالم کو السام علیک کہنا	۴۶۶
۳۲۳	دوبارہ جسم کی طرف لوٹا لینے کا بیان	۴۲۶	۳۴۸	مشورے کی اہمیت	۴۶۷
۳۲۴	ریحان یعنی اچھا رزق	۴۲۶	۳۴۹	مجلس میں کسی ایک کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا	۴۶۸
۳۲۵	**تعارف سورۃ الحدید**	۴۲۸	۳۵۰	سید عالم کی بارگاہ میں کلام سے قبل صدقہ دینا	۴۶۸

عطائین ،جلد :۵

شمار نمبر	پارہ نمبر۲۸	صفحہ نمبر	شمار نمبر	پارہ نمبر۲۸	صفحہ نمبر
۳۵۱	عند الشرع دوستی کس سے ہونی چاہیے	۴۷۲	۳۷۶	ارتداد سے نکاح قائم رہنے یا نہ رہنے کا مسئلہ	۵۱۲
۳۵۲	منافقین کا آخرت میں قسم کھانا	۴۷۳	۳۷۷	اختلاف دارین سے نکاح ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا مسئلہ	۵۱۳
۳۵۳	علامہ آلوسی کے نزدیک اللہ ورسول کی مخالفت والے کون ہیں	۴۷۳	۳۷۸	**تعارف سورۃ الصف**	۵۱۵
۳۵۴	قرآن کی رو سے اللہ کہ جماعت کونسی ہے	۴۷۴	۳۷۹	بغیر عمل کے تبلیغ کرنا	۵۱۹
۳۵۵	**تعارف سورۃ الحشر**	۴۷۵	۳۸۰	قوم کا حضرت موسیٰ کو بیمار سمجھنا	۵۱۹
۳۵۶	قبیلہ بنونضیر کی مدینے سے جلاوطنی کے محرکات	۴۸۱	۳۸۱	احمد نام کی برکتیں	۵۲۰
۳۵۷	یہود کے دلوں میں مسلمانوں رعب	۴۸۲	۳۸۲	اللہ کے نور سے مراد براہین یا کچھ اور	۵۲۰
۳۵۸	شاقوا اللہ ورسولہ کی تفسیر میں نکات مفسرین	۴۸۳	۳۸۳	حضرت عیسیٰ کا اپنے حواریوں سے مدد چاہنا	۵۲۴
۳۵۹	مال غنیمت کی تعریف اور تقسیم کا طریقہ	۴۸۳	۳۸۴	حضرت عیسیٰ کے بارے میں خودساختہ عقیدہ	۵۲۴
۳۶۰	مال فئے کی تعریف اور باغ فدک کا معاملہ	۴۸۴	۳۸۵	**تعارف سورۃ الجمعۃ**	۵۲۵
۳۶۱	فقراء مہاجرین پر خرچ کرنے کا بیان	۴۸۵	۳۸۶	آیت مذکورہ میں نبی کے چار اوصاف	۵۲۸
۳۶۲	اپنی خواہش کو دوسروں کی ضرورت پر ترجیح دینا	۴۸۶	۳۸۷	علم کی باتیں جاہل کو بیان کرنے کی ممانعت	۵۲۹
۳۶۳	بخل اور شح میں فرق کا بیان	۴۸۷	۳۸۸	اذان جمعہ کے وقت خرید وفروخت کا مسئلہ	۵۳۱
۳۶۴	یصال ثواب کی شرعی حیثیت	۴۸۷	۳۹۹	**تعارف سورۃ المنافقون**	۵۳۳
۳۶۵	منافقین کا یہود سے بظاہر ہمدردی ظاہر کرنا	۴۹۲	۳۹۰	منافق کی تعریف اور ان کے کفریہ عقائد کا عملی جائزہ	۵۳۷
۳۶۶	یہود کی بزدلی کا بیان	۴۹۳	۳۹۱	اللہ کا منافقین کو ہلاک کرنے کا بیان	۵۳۸
۳۶۷	آگے کے لئے بھلائی بھیجنا	۴۹۶	۳۹۲	عزت وذلت کے پیرائے کا بیان	۵۳۸
۳۶۸	اللہ کی ذات ہر نقص سے پاک ہے	۴۹۶	۳۹۳	مال واولاد کے فتنے کا بیان	۵۴۱
۳۶۹	اللہ کے مبارک ناموں کے اسرار ورموز	۴۹۷	۳۹۴	صالحین کی مبارک عادتیں	۵۴۱
۳۷۰	**تعارف سورۃ الممتحنۃ**	۴۹۸	۳۹۵	**تعارف سورۃ التغابن**	۵۴۳
۳۷۱	دین کی سلامتی کی خاطر ہجرت کرنا	۵۰۳	۳۹۶	اصل خلقت کے اعتبار سے کافر یا مسلمان ہونا	۵۴۶
۳۷۲	کافروں کا سید عالم کو نقصان پہنچانے کے درپے ہونا	۵۰۳	۳۹۷	مخلوق میں انسان کو اچھی شکل دینے کے معنی	۵۴۷
۳۷۳	کافروں کے لئے مغفرت طلب کرنے کا مسئلہ	۵۰۴	۳۹۸	یوم التغابن سے کیا مراد ہے	۵۴۷
۳۷۴	کفر واسلام کی دوستی ناممکن	۵۱۱	۳۹۹	مصیبت پر صبر کرنے کی تلقین	۵۵۱
۳۷۵	مہاجر خواتین کا امتحان	۵۱۲	۴۰۰	دین کے معاملے میں اہل وعیال کی بات کا معیار	۵۵۲

عطائنین ، جلد : ۵

نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۸	صفحہ نمبر	شمار نمبر	پارہ نمبر ۲۹	صفحہ نمبر
۴۰۱	خوش دلی سے صدقہ وخیرات کرنا چاہیے	۵۵۲	۴۲۶	خلوت وجلوت میں بندگی کرنے والے لوگ	۵۸۷
۴۰۲	**تعارف سورۃ الطلاق**	۵۵۳	۴۲۷	زمین کے کناروں پر چلنے سے کیا مراد ہے	۵۹۴
۴۰۳	طلاق کی اقسام ومسائل	۵۵۸	۴۲۸	دھنسائے جانے والے لوگ کون ہونگے	۵۹۴
۴۰۴	عدت کے چند ضروری مسائل	۵۵۹	۴۲۹	اللہ کی عطا سے عذاب سے بچانے یا نہ بچانے کا حکم	۵۹۵
۴۰۵	رجعت کی ضروری صورتوں کا بیان	۵۶۰	۴۳۰	سیاہ چہرے پڑنے والوں کا بیان	۵۹۶
۴۰۶	کن صورتوں میں گواہ کرنا ضروری ہے اور کیوں	۵۶۱	۴۳۱	**تعارف سورۃ القلم**	۵۹۷
۴۰۷	پریشانیوں، مصیبتوں اور دشواریوں سے نجات کی دعا	۵۶۱	۴۳۲	نون کے اسرار ورموز	۶۰۲
۴۰۸	حمل والی عورتوں کی عدت	۵۶۲	۴۳۳	قلم اور لکھنے والوں کی کیفیت	۶۰۲
۴۰۹	دودھ پلانے والیوں کے مسائل	۵۶۲	۴۳۴	خلق عظیم کی بحث	۶۰۳
۴۱۰	وعیدات سے متعلق بیان	۵۶۶	۴۳۵	ولید بن مغیرہ کی خصلتوں کا بیان	۶۰۴
۴۱۱	سات آسمان وزمین کی تحقیق	۵۶۷	۴۳۶	گستاخ رسول کو برا بولنے کا جواز	۶۰۵
۴۱۲	**تعارف سورۃ التحریم**	۵۶۹	۴۳۷	آیت نمبر ۱۸ کے تحت ان شاء اللہ نہ کہنے کا بیان	۶۰۵
۴۱۳	باندی کے حلال ہونے کا بیان	۵۷۳	۴۳۸	فقراء ومساکین سے مال رزک لینا	۶۰۵
۴۱۴	متذکرہ آیت کے تحت کفارہ ادا کرنے یا نہ کرنے کا بیان	۵۷۴	۴۳۹	مؤمن ومجرم برابر نہیں	۶۱۱
۴۱۵	قرآن سے غیر خدا کا مددگار ہونا ثابت ہے	۵۷۴	۴۴۰	یوم یکشف عن ساق کے معنی میں اقوال مفسرین	۶۱۱
۴۱۶	گھر سے نیکی کی دعوت شروع کرنے کا بیان	۵۷۵	۴۴۱	حضرت یونس کی سوانح اور قوم پر عذاب	۶۱۲
۴۱۷	نور کے آگے اور داہنے دوڑنے سے کیا مراد ہے	۵۷۹	۴۴۲	**تعارف سورۃ الحاقہ**	۶۱۴
۴۱۸	منافقین سے زبانی کلامی جہاد کرنے کا حکم	۵۸۰	۴۴۳	الحاقہ کی تکرار میں اسرار ورموز	۶۲۰
۴۱۹	بی بی آسیہ پر مظالم کی کیفیات	۵۸۰	۴۴۴	حسوما کے معنی	۶۲۰
۴۲۰	**پارہ نمبر ۲۹**		۴۴۵	عرش اٹھانے وال فرشتوں کا بیان	۶۲۱
۴۲۱	**تعارف سورۃ الملک**	۵۸۲	۴۴۶	ستر ہاتھ زنجیر میں پرونے کا بیان	۶۲۱
۴۲۲	دینا کی زندگی آزمائش کا گھر ہے	۵۸۶	۴۴۷	وتین کسے کہتے ہیں	۶۲۵
۴۲۳	آسمان میں رخنہ نہ ہونے کا بیان	۵۸۷	۴۴۸	قرآن سے عظمت قرآن کا بیان	۶۲۵
۴۲۴	کواکب کیوں بنائے گئے	۵۸۷	۴۴۹	رکوع اور سجدے میں تسبیحات کا پڑھنا واجب یا......	۶۲۵
۴۲۵	ضلال کبیر کے قائل میں احتمالات متفرقہ	۵۸۷	۴۵۰	**تعاف سورۃ المعارج**	۶۲۷

عطائین ،جلد :۵

نمبرشار	پارہ نمبر۲۹	صفحہ نمبر	نمبرشار	پارہ نمبر۲۹	صفحہ نمبر
۴۵۱	عروج ملائکہ سے کیا مراد ہے	۶۳۱	۴۷۶	المدثر کے حوالے سے اہم معلومات	۶۷۹
۴۵۲	قیامت کے دن کی مقدار کا بیان	۶۳۲	۴۷۷	سید عالم ﷺ کو کپڑا پاک رکھنے کا حکم	۶۸۰
۴۵۳	مال روک لینے سے کیا مراد ہے	۶۳۲	۴۷۸	احسان کر کے بدلے میں زیادہ کی امید رکھنا	۶۸۰
۴۵۴	غلام لونڈی کے نکاح کے احکامات	۶۳۳	۴۷۹	ولید بن مغیرہ پر انعام خداوندی اور......	۶۸۰
۴۵۵	کافروں کا دخول جنت کے حوالے سے گمان فاسد	۶۳۶	۴۸۰	ولید بن مغیرہ کے افعال و اعمال کا جائزہ	۶۸۱
۴۵۶	مشارق و مغارب کے بین کی توجیہات	۶۳۶	۴۸۱	داروغۂ دوزخ کی تعداد کا بیان	۶۸۲
۴۵۷	**تعارف سورۃ نوح**	۶۳۷	۴۸۲	رات، دن، چاند اور اجالے کی قسم سے کیا مراد ہے	۶۸۶
۴۵۸	قرآن میں خوف دلا کر تبلیغ کرنے کے مختلف انداز	۶۴۱	۴۸۳	کفار کا احکام فرعیہ میں مکلف ہونا	۶۸۷
۴۵۹	اعلانیہ اور آہستہ تبلیغ دین کرنا	۶۴۱	۴۸۴	**تعارف سورۃ القیامۃ**	۶۸۹
۴۶۰	اللہ کی ذات کو وسیلہ بنانے یا نہ بنانے کا مسئلہ	۶۴۱	۴۸۵	نفس لوامہ کا بیان	۶۹۳
۴۶۱	ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی تحقیق	۶۴۶	۴۸۶	سید عالم کا وحی سماعت کرنے کے بعد تکرار کرنا	۶۹۴
۴۶۲	حضرت نوح کی دعائے ضرر	۶۴۶	۴۸۷	پنڈلی کا دوسری پنڈلی سے لپٹ جانا	۶۹۴
۴۶۳	**تعارف سورۃ الجن**	۶۴۷	۴۸۸	فلا صدق ولا صلی کے بارے میں مفسرین کی رائے	۶۹۷
۴۶۴	جن کے معنی اور ان کا قرآن سننا	۶۵۲	۴۸۹	**تعارف سورۃ الدھر**	۶۹۸
۴۶۵	سید عالم ﷺ اور صحابہ کا جنات کو دیکھنا	۶۵۳	۴۹۰	آیت متذکرہ میں الانسان کے معنی میں محامل	۷۰۳
۴۶۶	جنات کے مؤمن و کافر ہونے کا بیان	۶۵۴	۴۹۱	جنتی کافور کی تحقیق	۷۰۴
۴۶۷	دین پر استقامت اور مائے غدق کی بشارت	۶۵۴	۴۹۲	مسکین۔ یتیم اور قیدی کو کھانا کھلانا	۷۰۴
۴۶۸	علم غیب سے متعلق مفصل بحث	۶۵۸	۴۹۳	جنت میں زمہریر کے متعلق ارشادات مفسرین	۷۰۵
۴۶۹	**تعارف سورۃ المزمل**	۶۶۲	۴۹۴	سلسبیل اور زنجبیل کے انعام کا بیان	۷۰۵
۴۷۰	مزمل کے معنی کی تحقیق	۶۶۶	۴۹۵	سبز رنگ کا جواز	۷۰۶
۴۷۱	سید عالم ﷺ پر نماز تہجد کا حکم	۶۶۶	۴۹۶	عتبہ اور ولید کا حکم ربی سے رجوع کرنے کا مشورہ	۷۰۹
۴۷۲	سید عالم ﷺ کے تلاوت قرآن فرمانے کا انداز	۶۶۷	۴۹۷	اللہ کے نزدیک قیامت کا دن بھاری ہونے کا معنی	۷۱۰
۴۷۳	نماز تہجد میں کتنا قرآن پڑھا جائے	۶۷۱	۴۹۸	**تعاف سورۃ المرسلات**	۷۱۱
۴۷۴	نماز تہجد کی فرضیت کا منسوخ ہونا	۶۷۱	۴۹۹	مختلف اقسام کی ہواؤں کا بیان	۷۱۵
۴۷۵	**تعارف سورۃ المدثر**	۶۷۳	۵۰۰	منی سے انسان کی تخلیق کا بیان	۷۵۱

عطائین، جلد: ۵

شمار نمبر	پارہ نمبر۲۹	صفحہ نمبر	شمار نمبر	پارہ نمبر۳۰	صفحہ نمبر
۵۰۱	تین شاخوں اور اس کے محامل کا بیان	۷۱۶	۵۲۶	سورج، چاند، ستاروں کو دوزخ میں ڈالا جانا	۷۵۴
۵۰۲	نیکوں پر انعام اور بدوں پر وبال کا بیان	۷۱۸	۵۲۷	اجسام وارواح کا باہمی تعلق	۷۵۵
۵۰۳	**پارہ نمبر۳۰**		۵۲۸	ستاروں کی تاثیر کا علم سائنس و شرعی نقطہ نگاہ سے	۷۵۵
۵۰۴	**تعارف سورۃ النبا**	۷۱۹	۵۲۹	حضرت جبرائیل کی چھ صفات کا بیان	۷۵۶
۵۰۵	قرآن کے عظیم ہونے میں اقوال مفسرین	۷۲۳	۵۳۰	**تعارف سورۃ الانفطار**	۷۵۷
۵۰۶	سائنس کی رو سے نیند کیسے آرام پہنچاتی ہے	۷۲۴	۵۳۱	سمندروں کا قیامت کے وقت مل جانے کے محامل	۷۵۹
۵۰۷	سورج کی روشنی کے فوائد کا سائنسی جائزہ	۷۲۴	۵۳۲	قبروں کا شق ہونا اور مردوں کا باہر نکلنا	۷۵۹
۵۰۸	اٹھتے جوبن والی کم عمر عورتیں	۷۲۸	۵۳۳	انسان کو مکرم کرنا اور اچھی شکل وصورت دینا	۷۶۰
۵۰۹	جنتی شراب، جھوٹ ولغویات کے محامل	۷۲۸	۵۳۴	کراما کاتبین کے علم قدرت کا بیان	۷۶۰
۵۱۰	روح اور فرشتوں میں کون مقرب ہے	۷۲۸	۵۳۵	**تعارف سورۃ المطففین**	۷۶۲
۵۱۱	**تعارف سورۃ النازعات**	۷۳۰	۵۳۶	ماپ تول میں کمی والوں کے لئے ویل کی بشارت	۷۶۷
۵۱۲	آسانی وتنگی سے روحیں قبض کرنا	۷۳۳	۵۳۷	اللہ کے حضور پیشی ہونے کے احوال	۷۶۸
۵۱۳	فالمدبرات امرا کے تحت اقوال مفسرین	۷۳۴	۵۳۸	سجین میں کن کے نامۂ اعمال ہونگے	۷۶۹
۵۱۴	ہول وشدت کے باعث نظریں جھک جانا	۷۳۵	۵۳۹	رب کے حجاب میں ہونے سے کیا مراد ہے	۷۶۹
۵۱۵	نبی کی تبلیغ دلیل سے ہوتی ہے	۷۳۵	۵۴۰	علیین میں کن کے نامۂ اعمال ہونگے	۷۷۰
۵۱۶	آسمان کی تخلیق اور توحید کا درس	۷۳۹	۵۴۱	دنیا میں کافروں ک مسلمانوں پر ہنسنا	۷۷۰
۵۱۷	انعام واکرام اور دعوت توحید	۷۴۰	۵۴۲	آخرت میں مؤمنین کا کفاروں پر ہنسنا	۷۷۰
۵۱۸	اہل علم کے نزدیک علم ذاتی وعطائی کا فرق	۷۴۰	۵۴۳	**تعارف سورۃ الانشقاق**	۷۷۲
۵۱۹	**تعارف سورۃ عبس**	۷۴۳	۵۴۴	آسمان شق ہونے سے متعلق اقوال	۷۷۶
۵۲۰	سید عالم ﷺ کے تیوری پڑھانے کا بیان	۷۴۷	۵۴۵	زمین پھیلائے جانے متعلق اقوال واحادیث	۷۷۶
۵۲۱	کتب وصحف کا ذریعہ ہوتے ہیں	۷۴۸	۵۴۶	زمین کا خزانے ومردے اگل دینا	۷۷۷
۵۲۲	عنداللہ کس پر لعنت کرنا جائز ہے	۷۴۸	۵۴۷	مؤمن کے نامۂ اعمال وآسانی سے حساب کا معاملہ	۷۷۷
۵۲۳	انسان کا وجود از ابتداء تا انتہاء	۷۴۹	۵۴۸	کافروں کے نامۂ اور حساب کا معاملہ	۷۷۸
۵۲۴	چہروں پر خوشی ہونے یا نہ ہونے کا معنی	۷۴۹	۵۴۹	شفق کے معنی اور کچھ تفصیل	۷۷۸
۵۲۵	**تعارف سورۃ التکویر**	۷۵۱	۵۵۰	قرآن سن کر سجدہ کرنے والوں کا بیان	۷۷۹

عطائین، جلد: ۵

شمار نمبر	پارہ نمبر ۳۰	صفحہ نمبر	شمار نمبر	پارہ نمبر ۳۰	صفحہ نمبر
۵۵۱	**تعاف سورۃ البروج**	۷۸۱	۵۷۶	جنتیوں کے انعام کی فہرست	۸۰۷
۵۵۲	البروج اور الفرقان میں برج کا بیان	۷۸۵	۵۷۷	اونٹ، آسمان، پہاڑ اور زمین کی مثال	۸۰۷
۵۵۳	متذکرہ بالاقسموں کے بارے میں اقوال مفسرین	۷۸۵	۵۷۸	جبریہ فرقے کا رد	۸۰۸
۵۵۴	اصحب اخدود کون ہیں	۷۸۶	۵۷۹	**تعارف سورۃ الفجر**	۸۰۹
۵۵۵	مفسرین کے نزدیک مسلمانوں کو ایذا دینے کی سزا	۷۸۶	۵۸۰	فجر کی قسم کا بیان	۸۱۳
۵۵۶	لوح محفوظ کو شیطان سے محفوظ رکھنے کا بیان	۷۸۶	۵۸۱	دس راتوں کی قسم کے بیان میں اقوال وحادیث	۸۱۴
۵۵۷	**تعارف سورۃ الطارق**	۷۸۸	۵۸۲	طاق جفت کی قسم کا بیان	۸۱۴
۵۵۸	طارق کے معنی اور اس کے محامل	۷۹۱	۵۸۳	رات کی قسم کا بیان	۸۱۵
۵۵۹	ادرک اور اعلمک میں فرق	۷۹۲	۵۸۴	متذکرہ آیات کے تحت قوم عاد وثمود کا بیان	۸۱۵
۵۶۰	ہر انسان پر کتنے محافظ فرشتے متعین ہوتے ہیں	۷۹۳	۵۸۵	فرعون کی سزا دینے کی کیفیت اجمالی خاکہ	۸۱۶
۵۶۱	مائے ناپاک اور اس کا خروج واحکام	۷۹۳	۵۸۶	آزمائش نعمت دے کر اور لے کر ہونا	۸۱۶
۵۶۲	ذات الرجع سے کیا مراد ہے	۷۹۴	۵۸۷	آزمائش کے چار اسباب کا ذکر	۸۱۷
۵۶۳	ذات الصدع کے بارے میں اقوال مفسرین	۷۹۴	۵۸۸	زمین کا پاش پاش ہوجانا	۸۱۷
۵۶۴	قول فصل کے بارے یں اقوال مفسرین	۷۹۴	۵۸۹	رب العلمین کا آنا اور فرشتوں کا صف بصف ہونا	۸۱۸
۵۶۵	ہزل کے بارے میں اقوال مفسرین	۷۹۵	۵۹۰	اطمنان والے نفس پر انعام واکرام	۸۱۸
۵۶۶	کفار اور اللہ کے کید میں فرق	۷۹۵	۵۹۱	**تعارف سورۃ البلد**	۸۲۰
۵۶۷	**تعارف سورۃ الاعلی**	۷۹۷	۵۹۲	شہر مکہ کی قسم کی وجوہات	۸۲۳
۵۶۸	امام رازی کے نزدیک سبح اسم ربک میں پوشیدہ راز	۷۹۹	۵۹۳	حضرت آدم واولاد آدم کی قسم کی وجوہ	۸۲۴
۵۶۹	سبحان ربی الاعلی کے محامل	۸۰۰	۵۹۴	گھاٹی کا عبور کرنا اور اس کے اسباب	۸۲۴
۵۷۰	سید عالم کو پڑھانے کا بیان	۸۰۰	۵۹۵	ایمان کی عدم موجودگی میں طاعت بےکار ہوتی ہے	۸۲۵
۵۷۱	تزکیہ کے معنی ومحامل	۸۰۱	۵۹۶	**تعارف سورۃ الشمس**	۸۲۶
۵۷۲	کتب، صحف، انبیاء ورسل کی تعداد کا بیان	۸۰۲	۵۹۷	سورج اور اس کی روشنی کی قسم کی وجوہات	۸۲۸
۵۷۳	**تعارف سورۃ الغاشیۃ**	۸۰۳	۵۹۸	چاند اور اس کے طلوع ہونے کی قسم	۸۲۹
۵۷۴	الغاشیۃ سے مراد قیامت یا نار جہنم	۸۰۶	۵۹۹	دن اور اس کی چمک کی قسم	۸۲۹
۵۷۵	ضریع کی خباثت کے بارے میں اقوال مفسرین	۸۰۶	۶۰۰	رات اور اس کے اندھیرے کی قسم	۸۲۹

عطائین، جلد: ۵

شمار نمبر	پارہ نمبر ۳۰	صفحہ نمبر
٦٠١	والسماء وما بنٰها والارض وما طحٰها	٨٣٠
٦٠٢	نفس اور اس کو ٹھیک بنانے والے کی قسم	٨٣٠
٦٠٣	انسان کو اپنی اچھائی و برائی کا الہام ہونا	٨٣٠
٦٠٤	**تعارف سورۃ اللیل**	٨٣٢
٦٠٥	وما خلق الذکر والانثی میں مفسرین کی توجیہات	٨٣٥
٦٠٦	کوششیں مختلف ہونے کے معنی	٨٣٥
٦٠٧	الحسنی کے بارے میں اقوال	٨٣٦
٦٠٨	یسری اور عسری کے بارے میں اقوال مفسرین	٨٣٦
٦٠٩	ہدایت کا اللہ کے ذمہ ہونا	٨٣٦
٦١٠	آیت نمبر ١٥،١٦ کے تحت معتزلہ و مرجئہ کا رد	٨٣٧
٦١١	سیدنا صدیق اکبر کا انفاق فی سبیل اللہ	٨٣٨
٦١٢	**تعارف سورۃ الضحی**	٨٤١
٦١٣	والضحی کی قسم سے کیا مراد ہے	٨٤٣
٦١٤	وحی کے موقوف ہونے کی وجوہات	٨٤٤
٦١٥	آقائے دوجہاں کے لئے آخرت بہتر ہونے کی وجوہ	٨٤٤
٦١٦	اللہ کا اپنے حبیب کو راضی کرنا کس اعتبار سے ہے	٨٤٥
٦١٧	سید عالم ﷺ کے یتیم ہونے کے اوصاف	٨٤٧
٦١٨	ووجدک ضالا کے بارے میں اقوال مفسرین	٨٤٧
٦١٩	سید عالم کا حاجت مند ہونا اور اللہ کا غنی کر دینا	٨٤٧
٦٢٠	عند الشرع کس کی مالی مدد کی جائے	٨٥٠
٦٢١	رب کی نعمت کا چرچا کرنا	٨٥١
٦٢٢	**تعارف سورۃ الم نشرح**	٨٥٣
٦٢٣	سید عالم ﷺ کا شرح صدر ہونا	٨٥٤
٦٢٤	سید عالم ﷺ کی پیٹھ سے بوجھ اتار دینا	٨٥٥
٦٢٥	سید عالم ﷺ کا ذکر بلند ہونا	٨٥٦

شمار نمبر	پارہ نمبر ۳۰	صفحہ نمبر
٦٢٦	نماز کے بعد دعا (وذکر بالجہر) میں مصروف ہونا	٨٥٧
٦٢٧	**تعارف سورۃ التین**	٨٥٩
٦٢٨	"تین" اور "زیتون" اقوال وافادیت	٨٦١
٦٢٩	طور سینا سے کیا مراد ہے	٨٦١
٦٣٠	نہ ختم ہونے والے ثواب سے کیا مراد ہے	٨٦١
٦٣١	**تعارف سورۃ العلق**	٨٦٣
٦٣٢	سید عالم ﷺ کا پڑھنا	٨٦٦
٦٣٣	مفسر جلال کے نزدیک سب سے پہلے لکھنے والے؟	٨٦٧
٦٣٤	یہاں انسان کے نہ جاننے سے کیا مراد ہے	٨٦٨
٦٣٥	اللہ کے نبی کو نماز سے روکنے کی وجوہات	٨٦٨
٦٣٦	زبانیہ کون ہیں	٨٦٩
٦٣٧	**تعارف سورۃ القدر**	٨٧١
٦٣٨	قرآن کا یکبارگی اترنے کے بارے میں اقوال	٨٧٢
٦٣٩	شب قدر کی اہمیت وفضائل	٨٧٣
٦٤٠	فرشتوں کا نزول اور اہم فیصلے	٨٧٤
٦٤١	مفسرین کے اقوال در باب سلامتی والی رات	٨٧٥
٦٤٢	**تعارف سورۃ البینۃ**	٨٧٧
٦٤٣	کفار کی اقسام اور مجوسیوں کا اہل کتاب میں داخل ہونا	٨٨٠
٦٤٤	آیت نمبر "١" اور "٤" ظاہری تعارض	٨٨٠
٦٤٥	حنفاء کے بارے میں اقوال مفسرین	٨٨٠
٦٤٦	آیت نمبر ٧ کے تحت مخلوق کا فرشتوں سے افضل ہونا	٨٨١
٦٤٧	**تعارف وفضائل سورۃ الزلزال**	٨٨٣
٦٤٨	اسلامی اور سائنسی لحاظ سے زلزلہ اور اس کے اسباب	٨٨٤
٦٤٩	زمین کا خزانے اگل دینا	٨٨٦
٦٥٠	زمین کا انسانی اعمال کی خبر دینا	٨٨٦

عطائین ،جلد :۵

نمبرشمار	پارہ نمبر ۳۰	صفحہ نمبر	نمبرشمار	پارہ نمبر ۳۰	صفحہ نمبر
۶۵۱	ذرے ذرے کا حساب ہونا	۸۸۷	۶۷۶	ابرہہ کی ظاہری ارادے کو کید کہنے کی وجوہات	۹۱۶
۶۵۲	**تعارف سورۃ العادیات**	۸۸۹	۶۷۷	ابابیل کے بارے میں اقوالِ مفسرین	۹۱۷
۶۵۳	گھوڑے کی خصوصیات کے ساتھ قسم کھانے کی وجوہات	۸۹۱	۶۷۸	سجیل کے بارے میں اقوالِ مفسرین	۹۱۷
۶۵۴	انسان میں "کنود" والی صفت ہونا	۸۹۲	۶۷۹	کعصف ماکول کے بارے میں اقوالِ مفسرین	۹۱۷
۶۵۵	بخل کی مذمت اور اس میں فرامین مصطفی ﷺ	۸۹۲	۶۸۰	**تعارف سورۃ قریش**	۹۱۹
۶۵۶	**تعارف سورۃ القارعۃ**	۸۹۴	۶۸۱	متذکرہ آیت میں قریش کا کون سا قبیلہ مراد ہے	۹۲۰
۶۵۷	القارعۃ کے بارے میں اقوالِ مفسرین	۸۹۵	۶۸۲	قریش کو سفر تجارت کی رغبت دلانے کی وجوہات	۹۲۰
۶۵۸	انسان کا بے وقعت ہونا	۸۹۶	۶۸۳	ایک مقررہ مدت تک بھوک اور خوف سے امن دینا	۹۲۱
۶۵۹	پہاڑوں کا بے معنی ہوجانا	۸۹۶	۶۸۴	الفیل اور القریش ایک ہی سورت ہیں یا الگ الگ	۹۲۲
۶۶۰	کن لوگوں کے اعمال کے وزن بھاری ہونگے	۸۹۶	۶۸۵	**تعارف سورۃ الماعون**	۹۲۳
۶۶۲	جن لوگوں کے اعمال کے وزن ہلکے ہونگے	۸۹۷	۶۸۶	دین کی تفسیر میں مختلف وجوہات کا بیان	۹۲۴
۶۶۳	**تعارف وفضائل سورۃ التکاثر**	۸۹۹	۶۸۷	یتیم پر اکرام کی برکتیں	۹۲۴
۶۶۴	غفلت، مال، دولت اور سفر آخرت	۹۰۰	۶۸۸	مسکین کے ساتھ بھلائی کے انعام	۹۲۵
۶۶۵	کلا سوف تعلمون کی تکرار کا مقصد	۹۰۱	۶۸۹	سید عالم ﷺ سے نماز میں سہو ہونا	۹۲۵
۶۶۶	یقین کے مختلف درجات اور نعمتوں کی پرسش	۹۰۱	۶۹۰	عبادات میں ریاکاری کرنا	۹۲۶
۶۶۷	**تعارف سورۃ العصر**	۹۰۵	۶۹۱	ویمنعون الماعون کے مخاطبین کا بیان	۹۲۶
۶۶۸	عصر کی قسم ارشاد فرمانے میں اقوال	۹۰۵	۶۹۲	**تعارف وفضائل سورۃ الکوثر**	۹۲۸
۶۶۹	انسان کا نقصان میں ہونے کے بارے میں اقوال	۹۰۷	۶۹۳	الکوثر کے معانی میں وسعت کا بیان	۹۲۹
۶۷۰	العصر "۳" کے اسرار و رموز کا بیان	۹۰۷	۶۹۴	یوم نحر کو نماز پڑھنے کا حکم وجوبی یا غیر وجوبی	۹۳۰
۶۷۱	**تعارف سورۃ الھمزۃ**	۹۰۹	۶۹۵	قربانی کے مسائل اور اس کا حکم	۹۳۱
۶۷۲	عیب لگانے اور غیبت کرنے کی مذمت	۹۱۱	۶۹۶	**تعارف سورۃ الکافرون**	۹۳۳
۶۷۳	مال واسباب عذاب الٰہی سے نہیں بچاسکتے	۹۱۲	۶۹۷	قل کے خطاب سے آغاز کرنے کی وجوہات	۹۳۴
۶۷۴	احادیث کی روشنی میں جہنم کے عذاب کا بیان	۹۱۲	۶۹۸	ولا انتم عبدون ما اعبد کی تکرار کیوں کی گئی	۹۳۶
۶۷۵	**تعارف سورۃ الفیل**	۹۱۴	۶۹۹	لکم دینکم ولی دین کے محامل	۹۳۶
۶۷۶	واقعہ فیل، اس کا وقوع اور ارہاص محمدی	۹۱۵	۷۰۰	**تعارف سورۃ النصر**	۹۳۸

عطائین ،جلد ،۵

نمبر شمار	پارہ نمبر ۳۰	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ۳۰	صفحہ نمبر
۷۰۱	اللہ کی مدد کے بارے میں اقوال مفسرین	۹۳۹	۷۱۲	الاخلاص "۳" اور ۴ کے تحت علامہ قرطبی کا نظریہ	۹۵۱
۷۰۲	فتح مکہ کا بیان	۹۴۰	۷۱۳	**تعارف سورۃ المعوذتین**	۹۵۳
۷۰۳	سید عالم کی وفات کے بارے میں اقوال مفسرین	۹۴۰	۷۱۴	فلق کے معنی میں اقوال اور سید عالم پر جادو کا اثر	۹۵۵
۷۰۴	سید عالم کے استغفار کرنے کی شرعی حیثیت	۹۴۱	۷۱۵	شر مخلوق کے معنی میں اقوال مفسرین	۹۵۶
۷۰۵	**تعارف سورۃ لھب**	۹۴۳	۷۱۶	اندھیری رات کے شر سے کیا مراد ہے	۹۵۶
۷۰۶	ابولہب کی تاریخ ،انجام اور وجہ مذمت	۹۴۵	۷۱۷	پھونکنے کے جواز و عدم جواز اور حل	۹۵۶
۷۰۷	ابولہب کی اولاد کی مذمت و ہلاکت	۹۴۵	۷۱۸	حسد کی نحوست کا بیان	۹۵۷
۷۰۸	ابولہب کی زوجہ کی تاریخ و ہلاکت	۹۴۶	۸۱۹	مخلوق میں انسان کو خاص کرنے کی وجوہ	۹۶۰
۷۰۹	**تعارف وفضائل سورۃ الاخلاص**	۹۴۷	۷۲۰	من شر الوسواس الخناس کی توجیہات	۹۶۰
۷۱۰	سورۃ الاخلاص کے فضائل برکات اور اہم نکات	۹۴۸	۷۲۱	انسان اور جن کے وسوسے ڈالنے کی توجیہات	۹۶۰
۷۱۱	اللہ کے بے نیاز ہونے کی وجوہات	۹۵۰	۷۲۲	مآخذ	۹۶۳

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

رکوع نمبر: ۱

﴿الیہ یرد علم الساعۃ﴾مَتٰی تَکُوْنَ لایَعْلَمُهَا غَیْرُہٗ﴿وما تخرج من ثمرت﴾وَفِی قِرَاءَ ۃٍ ثَمَرَۃٍ ﴿من اکمامھا﴾ اَوْعِیَتِهَا جَمْعُ کِمٍّ بِکَسْرِ الْکَافِ اِلَّا بِعِلْمِہٖ﴿وما تحمل من انثی ولا تضع الا بعلمہ ویوم ینادیھم این شرکاءی قالوا اذنک﴾اَیْ اَعْلَمْنَاکَ الْاٰنَ﴿مامنا من شھید (۴۷)﴾اَیْ شَاهِدٍ بِاَنَّ لَکَ شَرِیْکًا﴿وضل﴾غَابَ﴿عنھم ما کانوا یدعون﴾یَعْبُدُوْنَ﴿من قبل﴾فِی الدُّنْیَا مِنَ الْاَصْنَامِ﴿وظنوا﴾اَیْقَنُوْا﴿ما لھم من محیص (۴۸)﴾مَهْرَبٍ مِنَ الْعَذَابِ وَالنَّفْیُ فِی الْمَوْضَعَیْنِ مُعَلَّقٌ عَنِ الْعَمَلِ جُمْلَۃُ النَّفْیِ سُدَّ مَسَدَّ الْمَفْعُوْلَیْنِ﴿لا یسئم الانسان من دعاء الخیر﴾اَیْ لا یَزَالُ یَسْأَلُ رَبَّہُ الْمَالَ وَالصِّحَّۃَ وَغَیْرَهُمَا﴿وان مسہ الشر﴾اَلْفَقْرُ وَالشِّدَّۃُ﴿فیؤس قنوط (۴۹)﴾مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ وَهٰذَا وَمَا بَعْدَہٗ فِی الْکَافِرِیْنَ﴿ولئن﴾لامُ قَسَمٍ﴿اذقنہ﴾اٰتَیْنَاہُ﴿ رحمۃ﴾غِنًی وَصِحَّۃً﴿منا من بعد ضراء﴾شِدَّۃٍ وَبَلاءٍ﴿مستہ لیقولن ھذا لی﴾اَیْ بِعَمَلِیْ﴿وما اظن الساعۃ قائمۃ ولئن﴾لامُ قَسَمٍ﴿رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی﴾اَیِ الْجَنَّۃُ﴿فلننبئن الذین کفروا بما عملوا ولنذیقنھم من عذاب غلیظ (۵۰)﴾شَدِیْدٍ وَاللَّامُ فِی الْفِعْلَیْنِ لامُ قَسَمٍ﴿واذا انعمنا علی الانسان﴾الْجِنْسِ﴿اعرض﴾عَنِ الشُّکْرِ﴿ونابجانبہ﴾ثَنٰی عِطْفِہٖ مُتَبَخْتِرًا وَفِی قِرَاءَ ۃٍ بِتَقْدِیْمِ الْهَمْزَۃِ﴿واذا مسہ الشر فذو دعاء عریض (۵۱)﴾کَثِیْرٍ﴿قل ارایتم ان کان﴾اَیِ الْقُرْاٰنُ﴿ من عند اللہ﴾کَمَا قَالَ النَّبِیُّ ﷺ﴿ثم کفرتم بہ من﴾اَیْ لااَحَدٌ﴿اضل ممن ھو فی شقاق﴾خِلافٍ﴿بعید (۵۲)﴾عَنِ الْحَقِّ اَوْقَعَ هٰذَا مَوْقَعَ مِنْکُمْ بَیَانًا لِحَالِهِمْ﴿سنریھم ایتنا فی الافاق﴾اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنَ النَّیِّرَاتِ وَالنَّبَاتِ وَالْاَشْجَارِ﴿وفی انفسھم﴾مِنْ لَطِیْفِ الصَّنْعَۃِ وَبَدِیْعِ الْحِکْمَۃِ﴿حتی یتبین لھم انہ﴾اَیِ الْقُرْاٰنُ﴿الحق﴾اَلْمُنَزَّلُ مِنَ اللّٰہِ بِالْبَعْثِ وَالْحِسَابِ وَالْعِقَابِ فَیُعَاقَبُوْنَ عَلٰی کُفْرِهِمْ وَبِالْجَائِیْ بِہٖ﴿اولم یکف بربک﴾فَاعِلُ یَکْفِ﴿انہ علی کل شئی شھید (۵۳)﴾بَدَلٌ مِنْہُ اَیْ اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ فِی صِدْقِکَ اَنَّ رَبَّکَ لا یَغِیْبُ عَنْہُ شَیْءٌ مَا﴿الا انھم فی مریۃ﴾شَکٍّ﴿من لقاء ربھم﴾لِاِنْکَارِهِمُ الْبَعْثَ﴿الا انہ﴾تَعَالٰی﴿بکل شیء محیط (۵۴)﴾عِلْمًا وَ قُدْرَۃً فَیُجَازِیْهِمْ بِکُفْرِهِمْ.

﴿ترجمہ﴾

قیامت کا علم اسی پر حوالہ ہے (قیامت کب واقع ہوگی؟ یہ بات اللہ جَلَّ جَلالُہٗ کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا) اور کوئی پھل (ثمرات ایک قراءت میں بصیغہ مفرد ثمرۃ ہے) اپنے غلاف سے نہیں نکلتا (''اکمام''کم کی جمع ہے کم کاف مکسورہ کے ساتھ بمعنی غلاف ہے) اور نہ کسی مادہ کے پیٹ میں رہے اور نہ جنے مگر اس کے علم سے اور جس دن انہیں ندا فرمائے گا کہاں ہیں میرے شریک؟ کہیں گے ہم تجھ سے کہہ چکے ہیں (ہم ابھی تجھے بتا چکے ہیں، اذنک بمعنی اعلمناک ہے) ہم میں کوئی گواہ نہیں (اس بات کا کہ تیرا کوئی شریک ہے، شھید بمعنی شاھد یعنی گواہ ہے) اور گم گیا (ضل بمعنی غاب ہے) ان سے جسے پوجتے تھے (یدعون بمعنی یعبدون ہے) پہلے (یعنی دنیا میں بتوں کو) اور انہیں یقین ہو چکا (ظنوا بمعنی ایقنوا ہے) بھاگنے کی جگہ نہیں (عذاب سے بچ کر.......)

محیض بمعنی مهرب ہے، یہاں دونوں مقامات میں حرف نفی کو عمل سے روک دیا گیا ہے اور یہ جملہ نفی دو مفاعیل کے قائم مقام ہے) آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں اکتاتا (یعنی اپنے رب سے مال وصحت وغیرہ کی دعا کرتا رہتا ہے......۲......) اور کوئی برائی پہنچے (یعنی تنگدستی ومصیبت) تو (اللہ ﷻ کی رحمت سے) ناامید ومایوس ہو جاتا ہے (یہ اور مابعد فرمان کافروں کے بارے میں ہے) اور اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) ہم اسے عطا کریں (اذقناہ بمعنی انبناہ ہے) اپنی رحمت (تونگری اور صحت) اس تکلیف (یعنی تکلیف وبلاء) کے بعد جو اسے پہنچی تھی تو کہے گا یہ تو میری ہے (یعنی یہ تو میرے اپنے عمل کے سبب ہے) اور میرے گمان میں قیامت قائم نہ ہوگی اور اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) میں رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو ضرور میرے لیے اس کے پاس بھی حسنی (یعنی جنت) ہی ہے تو ضرور ہم بتا دیں گے کافروں کو جو انہوں نے کیا اور ضرور انہیں سخت عذاب چکھائیں گے (غـلـیـظ کے معنی شدید ہے اور دونوں افعال پر داخل لام قسمیہ ہے) اور جب ہم انسان (یعنی جس انسان) پر احسان کرتے ہیں تو وہ (شکر کرنے سے) مونھ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے (یعنی فخر وغرور سے اپنی گردن اکڑ لیتا ہے، اور ایک قراءت میں ﴿نـــآء﴾ کے الف کو ہمزہ پر مقدم کر کے پڑھا گیا ہے) اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو چوڑی دعا والا ہے (یعنی باکثرت دعا کرنے والا ہے، عـریـض بمعنی کثیـر ہے) تم فرماؤ بھلا بتاؤ اگر وہ (یعنی قرآن پاک) اللہ کے پاس سے ہے (جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے) پھر تم اس کے منکر ہوئے تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون (یعنی کوئی نہیں) جو (حق سے) دور کے اختلاف میں ہے (کفار کی حالت کو بیان کرنے کے لیے برمحل اس کلام کو ذکر فرمایا گیا ہے، شـقـاق بمعنی خـــلاف ہے) ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں (یعنی آسمانوں اور زمین کے گوشوں میں جیسے ستاروں، نباتات اور درختوں میں......۳......) اور خود ان کے اپنے آپے میں (یعنی انسان کی تخلیق اور نئے سرے سے نفس کی تخلیق کا رمز مراد ہے) یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بیشک وہ (یعنی قرآن پاک) حق ہے (جو اللہ ﷻ کی طرف سے نازل کردہ ہے، حشر ونشر، حساب کتاب اور عذاب یہ سب حق ہے قرآن پاک اور قرآن پاک لانے والے کا انکار کرنے کے سبب ان لوگوں کو عذاب دیا جائیگا) تو کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں ("بربک" کفی فعل کا فاعل ہے، ﴿انه علی کل شیء شهید﴾ بدل ہے معنی آیت یہ ہے کیا تمہاری صداقت کے بارے میں یہ بات انہیں کافی نہیں کہ تمہارے رب سے کوئی بھی شے چھپی ہوئی نہیں ہے) سنو انہیں ضرور اپنے رب کے ملنے میں شک ہے (کیونکہ یہ مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے منکر ہیں، مـــریة کے معنی شک ہے) سنو بیشک وہ (یعنی اللہ ﷻ) ہر چیز کو محیط ہے (اپنے علم وقدرت کے اعتبار سے، پس وہ انہیں اس کے کفر کا بدلہ دے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الیه یرد علم الساعة وما تخرج من ثمرت من اکما مها وما تحمل من انثی ولا تضع الابعلمه﴾

الیـــه: ظرف لغو مقدم، یـــرد: فعل مجہول، عـــلـــم الســـاعة: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، مـــا تـــخـــرج: فعل نفی، من: زائد، ثمرت: فاعل، مـــن اکما مها: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ماتحمل: فعل نفی، من: زائد، انثی: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تضع: فعل نفی "هی" ضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، بعلمه: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویوم ینادیهم این شرکاءی قالوا اذنک مامنا من شهید﴾

و: عاطفہ، یوم: مضاف، ینادیهم: فعل بافاعل ومفعول، این: اسم استفہام ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، شرکاءی: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، قالوا: قول، اذنک: فعل بافاعل ومفعول اول، ما: نافیہ، منا: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، شهید: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جملہ قولیہ۔

﴿وضل عنهم ما كانوا يدعون من قبل وظنوا مالهم من محيص﴾
و: عاطفہ، ضل عنهم: فعل وظرف لغو، ما كانوا يدعون: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ظنوا: فعل بافاعل، ما: نافیہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، محيص: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لايسئم الانسان من دعاء الخير وان مسه الشرفيئوس قنوط﴾
لايسئم: فعل نفی، الانسان: فاعل، من دعاء الخير: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، مسه الشر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، يئوس: مبتدا محذوف "هو" کیلئے خبر اول، قنوط: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولئن اذقنه رحمة منا من بعد ضراء مسته ليقولن هذا لى وما اظن الساعة قائمة﴾
و: عاطفہ، لام قسمیہ، ان: شرطیہ، اذقنه: فعل بافاعل ومفعول، رحمة: موصوف، منا: ظرف مستقر صفت اول، من: جار، بعد: مضاف، ضراء: موصوف، مسته: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، يقولن قول، هذا: مبتدا، لى: ظرف، مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما اظن: فعل نفی بافاعل، الساعة: مفعول اول، قائمة: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ملکر جملہ قولیہ جواب قسم، قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ولئن رجعت الى ربى ان لى عنده للحسنى﴾
و: عاطفہ، لام قسمیہ، ان: شرطیہ، رجعت الى ربى: جملہ فعلیہ شرط، ان: حرف شبہ، لى: ظرف مستقر خبر مقدم، عنده: ظرف مستقر حال مقدم، لام: تاکیدیہ، الحسنى: ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر قسم محذوف "اقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ۔

﴿فلننبئن الذين كفروا بما عملوا ولنذيقنهم من عذاب غليظ﴾
ف: فصیحیہ، لننبئن: فعل بافاعل، الذين كفروا: مفعول، بما عملوا: ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لنذيقنهم: فعل بافاعل ومفعول، من عذاب غليظ: ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا انعمنا على الانسان اعرض ونابجانبه﴾
و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن معنیٰ شرط مفعول فیہ مقدم، انعمنا: فعل بافاعل، على الانسان: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، اعرض: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نابجانبه: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا مسه الشرفذو دعاء عريض﴾
و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، مسه الشر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ذو دعاء: خبر اول، عريض: خبر ثانی، مبتدا محذوف "هو" کیلئے، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل ارئيتم ان كان من عندالله ثم كفرتم به من اضل ممن هو فى شقاق بعيد﴾
قل: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، ارئيتم: بمعنیٰ اخبرونی، همزه: حرف استفہام، رائيتم: فعل بافاعل مفعول اول محذوف "انفسكم" من: استفہامیہ مبتدا، من: استفہامیہ مبتدا، اضل: اسم تفضیل بافاعل، ما: جار، من: موصولہ، هو شقاق بعيد: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ خبریہ، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ

قولہ،ان :شرطیہ ،من عند الله،جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ثم :عاطفہ ،کفرتم به: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزامحذوف "فانتم اضل من غیر کم" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ معترضہ۔

﴿سنریهم ایتنا فی الافاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق﴾

س: حرف استقبال،نـریهـم :فعل بافاعل ومفعول،ایتـنـا: ذوالحال،فـی الافـاق :ظرف جار مجرور معطوف علیہ ،و :عاطفہ،فی انفسهم: معطوف،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر مفعول ثانی،حتی: جار،یتبین لهم: فعل وظرف لغو،انـه الحق: جملہ اسمیہ فاعل،ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولم یکف بربک انه علی کل شیء شهید﴾

همـزه: حرف استفہام،و: عاطفہ معطوف علی محذوف "لـم یـغـنـهـم"لم یکف: فعل نفی،ب: جار،ربک :مفعول،انـه :حرف شبہ واسم،علی کل شیء شهید: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الاانهم فی مریة من لقاء ربهم الا انه بکل شیء محیط﴾

الا: حرف تنبیہ ،انهم :حرف شبہ واسم ،فی مریة :موصوف،من لقاء ربهم :ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،الا :حرف تنبیہ ،انه :حرف شبہ واسم ،بکل شیء محیط :شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کافروں کی گمراھی اور عذاب کا یقین:

۱......قیامت کے دن مشرکین سے ان کے خدا گم ہوجائیں گے جن کی وہ دنیاوی زندگی میں عبادت کیا کرتے تھے، جن کی وجہ سے انہوں نے وہ طریقے اختیار کئے جو انہیں نہ کرنے چاہیے تھے، پس ان جھوٹے خداؤں نے انہیں کوئی نفع نہ دیا اور قیامت میں ان سے اللہ عزوجل کے عذاب میں سے کوئی چیز بھی دور نہ کی جائے گی۔ قیامت میں مشرکین کو یقین ہوجائے گا کہ ان کا کوئی مددگار نہیں ہے، کوئی انہیں اللہ عزوجل کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا اور اسی بنیاد پر اہل تاویل نے لکھا ہے کہ انہیں عذاب الٰہی کا یقین ہوجائے گا۔ (الطبری، الجزء:۲۵،ص ٦)

دعا میں مصروف رھنے کی برکتیں:

۲......آیت مذکورہ میں الـخیـر سے مراد مال وصحت ہے، ایک قول کے مطابق خیر سے مراد مال، صحت، بادشاہی، اور عزت وشہرت ہے۔ سُدی کہتے ہیں انسان سے یہاں کافر مراد ہے، اور ایک قول کے مطابق ولید بن مغیرہ مراد ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ عُتبہ، شیبہ، ابن ربیعہ، امیہ بن خلف مراد ہیں۔ آیت مذکورہ میں الشـر سے مراد فقر وفاقہ ومرض ہے۔ آیت میں فرمایا گیا کہ اگرچہ فقر وفاقہ ومرض جیسی تکالیف کی وجہ سے دعائیں تو مانگتا ہے لیکن اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس ہوتا ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ دعا کی قبولیت پر مایوس ہوتا ہے یعنی اپنے رب عزوجل پر بُرا گمان کرتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ بُرائی کے دفع ہونے سے مایوس ہوجاتا ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۵،ص ۳۲۳)

آیت مذکورہ اگرچہ کافروں کے بارے میں ہے لیکن اس سے مسائل کا استخراج کرنا اور ہدایت ورہنمائی لینا یقیناً ہم سب کے لئے ہے ورنہ تو پھر ان کا ذکر کرنا بے معنی ہوجائے گا اور اللہ عزوجل بے معنی کلام کرنے سے پاک ہے۔ تاہم سبق یہ ملتا ہے کہ اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونا کافروں کا شیوہ ہے، مومنین کی شان اس سے جدا ہے چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لا تـقـنطوا من رحمت الله﴾ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو (الزمر:۵۳) ﴾ گویا انسان تکلیف ومصیبت میں اللہ عزوجل کو پکارتا رہے اور مایوس نہ ہو۔ صالحین کا طریقہ بھی

یہی رہا ہے کہ ہر وقت اللہ عزوجل کی یاد میں مصروف رہتے اور دعا کرنا بھی اللہ عزوجل کی یاد کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ عزوجل سے خوف رکھتا ہے وہ کبھی جہنم میں داخل نہ ہوگا جیسا کہ دودھ دوبارہ تھن میں نہیں جاسکتا پس اسی طرح راہ خدا کا غبار اور جہنم کا دھواں دونوں جمع نہیں ہوسکتے''۔ کہا جاتا ہے کہ دعا حاجتوں کی چابی ہے (یعنی تمہاری حاجتیں دعا کرنے سے پوری ہونگی)، اور اس چابی کے دندانے حلال کا لقمہ ہے، جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اپنا کسب پاکیزہ کرلے اللہ عزوجل تجھے مستجاب الدعوات کردے گا''۔ یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''اے اللہ عزوجل میں تجھے کیسے پکاروں کہ میں تیرا نافرمان ہوں اور کیسے نہ پکاروں کہ تو کریم ہے''۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ ایک مقام سے گزرے تو ایک شخص اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آہ وزاری کررہا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''الٰہی اگر اس کی حاجتیں تیرے دستِ قدرت میں ہیں تو انہیں پورا کردے'' ، اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی: ''اے موسیٰ علیہ السلام! میں تجھ سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں لیکن وہ مجھے اس حال میں پکار رہا ہے کہ اس کا دل اپنی بکریوں میں لگا ہوا ہے اور میں ایسے شخص کی دعا قبول نہیں کرتا جو مجھے تمام دنیا سے بے نیاز ہوکر نہ پکارے''۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے اس بات کا ذکر کیا تو اس نے بھی اللہ عزوجل کو پکارنے کا حق ادا کرنے کی کوشش کی اور اللہ عزوجل نے اس کی حاجت پوری فرمائی۔ امام جعفر صادق سے پوچھا گیا: ''کیا بات ہے ہم اللہ عزوجل کو پکارتے ہیں تو ہماری دعا قبول نہیں ہوتی''؟ جواب دیا: ''تم اسے پکارتے تو ہو لیکن اسے جانتے پہچانتے نہیں''۔ (الرسالۃ القشیریۃ، باب الخوف وباب الدعا، ص۱۹۸ وغیرہ)

☆......سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر میں نے ایک دو دفعہ یہاں تک کہ سات مرتبہ بھی سنا ہوتا تو بیان نہ کرتا لیکن میں نے اس بھی زیادہ مرتبہ سنا ہے، میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''بنی اسرائیل میں کِفل نامی ایک شخص تھا جو کسی گناہ سے نہیں بچتا، اس کے پاس ایک مجبور عورت آئی، اس نے اسے ساٹھ دینار اس شرط پر دیئے کہ اس کے ساتھ بدکاری کرے گا، چنانچہ جب وہ اس بُرے ارادے سے عورت کے قریب ہوا تو وہ عورت تھر تھر کانپنے لگی اور رونے لگی اور کہا کہ میں نے کبھی یہ کام نہیں کیا اگر میں مجبور نہ ہوتی تو اب بھی ایسا نہ کرتی، اس شخص نے کہا: تجھے یہ کام کرنا پڑ رہا ہے حالانکہ تو نے کبھی یہ کام نہیں کیا چلی جا اور یہ دینار بھی تیرے ہیں''۔ اور اس نے قسم اٹھاتے ہوئے کہا: خدا عزوجل کی قسم! میں اس کے بعد کبھی نافرمانی نہیں کروں گا'' پس وہ اسی رات مر گیا اور صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: ''بیشک اللہ عزوجل نے کفل کو بخش دیا''۔

(جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب:(۴۸/۱۱۳)، رقم:۲۵۰۴، ص ۷۲۰)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''الندم توبۃ یعنی گناہ پر نادم ہونا توبہ ہے''۔

(سنن ابن ماجۃ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبۃ، رقم:۴۲۵۲، ص۷۰۴)

جہاں بھر میں اللہ عزوجل کی نشانیوں سے مراد:

۳......یعنی اللہ عزوجل کی وحدانیت اور قدرت پر موجود نشانیاں اور انسان کی اپنی ذات میں موجود آزمائشیں اور امراض، ابن زید کہتے ہیں کہ آفاقی نشانیوں سے مراد آسمانی نشانیاں ہیں، جب کہ اپنی ذات کی نشانیوں سے مراد زمینی حوادثات ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفاء اور دین کے معاون و مددگار کو دنیا میں، مشرق و مغرب میں عمومی اعتبار سے نشانیاں عطا فرمائیں، مغرب میں خصوصی طور پر فتوحات عطا کر کے زمین میں انہیں نائب کر دیا، جابروں اور مسلط ہونے والے لوگوں کے کثیر پر قلیل کو غلبہ عطا فرمایا، اور طاقتوروں پر کمزوروں کو تسلط سے نوازا، اور اس کی واضح مثال فتح مکہ ہے جس کا ذکر ﴿فی انفسهم﴾ کے باب میں کیا جاتا ہے۔ اور یہ وہ کلام ہے جو طبری نے اختیار کیا اور یہی نظریہ منہال بن عمرو اور سُدی کا بھی ہے۔ قتادہ اور ضحاک کہتے ہیں: ﴿فی الآفاق﴾

سے مراد اللہ ﷻ کا آقائے دوجہاں ﷺ کی امت کو فضیلت دینا اور ﴿فی انفسھم﴾ سے مراد یوم بدر کی مدد ونصرت ہے اور عطاء اور ابن زید نے بھی یہی کہا ہے، ﴿فی الآفاق﴾ سے مراد آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے، رات، دن، ہوا، بارشیں، بجلی کی کڑک، نباتات، درخت، پہاڑ، اور سمندر و دریا ہیں اور ﴿فی انفسھم﴾ سے مراد اللہ ﷻ کی وہ حکمت ہے کہ انسان کھانا ہضم کر لیتا ہے، یعنی بول و براز سے فارغ ہو جاتا ہے، کیونکہ انسان کھاتا پیتا ایک ہی راستے سے ہے لیکن یہی کھانا پینا مختلف مقامات سے فضلات کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہ سب اس لئے کہ ہے کہ انسان پر حق واضح ہو جانے اور اس کی چار اقسام ہیں: حق سے مراد قرآن ہے، حق سے مراد اسلام ہے جس کی سید عالم ﷺ نے دعوت دی، حق سے مراد دین ہے، حق سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات پاک ہے۔ (القرطبی، الجزء: ٢٥، ص ٣٢٥)

اغراض:

لا یعلمها غیرہ: ﴿الیه﴾ میں جار مجرور کو مقدم کر کے حصر پیدا کیا گیا ہے، معنی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کا علم مفید نہیں ہوگا لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ سید عالم ﷺ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے اور آپ ﷺ کو ما کان و مایکون کا علم نہیں تھا اور متذکرہ آیت میں قیامت کے وقت کا علم بیان کرنا مقصود ہے لیکن اللہ ﷻ نے اُسے چھپانے کا حکم دیا ہے، پس سائل کو اس سوال نے (بظاہر) کچھ فائدہ نہ دیا۔ **ای بعملی:** یعنی فضل و کمال، علم، شجاعت اور تدبیر میرے حق کی وجہ سے مجھے ملا ہے۔

جمع کم بکسر الکاف: مراد کلی اور شگوفہ وغیرہ ہیں جو کہ پھل کو چھپا لیتے ہیں، اور کمة اور کمام کی جمع بھی یہی آتی ہے۔ **الآن:** میں اشارہ کرنا مقصود ہے کہ مراد جملہ خبریہ ہے نہ کہ انشائیہ، پس لفظی اعتبار سے جملہ خبریہ اور معنوی اعتبار سے جملہ انشائیہ ہے۔

معلق عن العمل: یہاں عمل کے باطل کرنے کے اعتبار سے جو تعلیق بیان کی جارہی ہے وہ لفظی اعتبار سے ہے نہ کہ محل کے اعتبار سے، اور عامل ﴿اذنک﴾ میں آذن اور ﴿ظنوا﴾ میں ظن مراد ہے۔

وغیرھما: یعنی انسان کی دعا ہمیشہ اللہ سے دنیا ہی کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ اولاد کے لئے دعا کرنا۔ **وما بعدہ:** مراد اللہ کا فرمان: ﴿ولئن اذقناہ﴾ سے لے کر ﴿للحسنی﴾ تک ہے، اور اس فرمان ﴿فلننبئن...... الخ﴾ میں تصریح ہے کہ کافروں کو تنبیہ کرنے کی حاجت ہی نہیں ہے، جیسا کہ کافروں کا کہنا: ﴿لیقولن ھذا لی﴾ لفظا جواب قسم ہے اور معنوی اعتبار سے جواب شرط۔

الجنس: مراد انسان ہے چہ جائے کہ مومن ہو یا کافر، لیکن اس آیت کی نسبت کافر کی جانب کرنا مشکل ہے کیونکہ اس سے ماقبل کافر کو شر پہنچنے کی آیت کا ذکر ہو چکا ہے جس کا بیان: ﴿یؤوسا قنوطا﴾ میں کر دیا گیا ہے، اور یہاں بہت زیادہ دعا مانگنے والا مراد ہے، پس وہ اپنے معاملات میں پُر امید ہے، اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ دونوں آیات میں تناقض پایا جاتا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ انسان کے اوقات میں اختلاف ہوتا ہے یعنی کبھی ایسا وقت ہوتا ہے کہ انسان مایوس ہو جاتا ہے لیکن کبھی ایسا بھی وقت ہوتا ہے کہ انسان پُر امید ہوتا ہے۔ **کثیر:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ عرض کا اطلاق کثرت پر ہوتا ہے جیسا کہ طول کا اطلاق کثرت پر ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: ''فلاں کا کلام طویل ہو گیا یا وہ دعا میں کثرت کرتا ہے''۔ **ای لا احد:** اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ارئیتم﴾ میں ہمزہ استفہامیہ ہے۔ **من النیرات:** مراد سورج، چاند اور ستارے ہیں۔ **والاشجار والنبات:** یعنی ہوائیں، بارشیں، پہاڑ، سمندر وغیرہ عجائبات علویہ اور سفلیہ مراد ہیں۔ **من لطیف الصنعة وبدیع الحکمة:** اور وہ نشانیاں یہ ہیں کہ ہم نے انسان کو کیسے تخلیق کیا اور پیدا کیا، جیسا کہ انسان کا کھانا پینا، انسان کا ایک مکان میں رہنا، دوسروں کا اس کے ٹھکانے سے ممتاز ہونا، کوئی اس کے ساتھ مختلط نہیں ہو سکتا، پانچ سو سال کی راہ پر اس کی آنکھ کا آسمان کی جانب دیکھ لینا اور اس کی سماعت کا مختلف آوازوں کو سن کر فرق کر لینا اور بھی بہت سی نشانیاں انسان اپنی ذات میں دیکھ سکتا ہے۔

(الصاوی، ج ٥، ص ٢١٤ وغیرہ)

سورۃ الشوری مکیۃ الا "قل لا اسئلکم" الایات الاربع ثلث وخمسون آیۃ

(سورۂ شوری مکیہ ہے سوائے آیت "قل لا اسائکم ......الخ ۲۳ سے ۲۶ تک" مدنیہ ہیں اس کی کل آیات ۵۳ ہیں)

تعارف سورۃ الشوری

اس سورت میں پانچ رکوع، ترپن آیتیں، آٹھ سو ساٹھ کلمات اور تین ہزار پانچ سو اٹھاسی حروف ہیں۔ سورہ مؤمن سے الاحقاف تک یہ سات سورتیں ہیں جن کا آغاز "حٰـم" سے ہوا ان سب کا زمانہ نزول قریب قریب ہے مضامین کی یکسانیت اس کی تائید کرتی ہیں، اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جبکہ کفار کا عناد اور مخالفت اپنی انتہاء کو پہنچ چکی تھی۔ حضورﷺ نے جب نبوت کا دعوی کیا تو اہل مکہ سراپا حیرت وتعجب بن کررہ گئے۔ انسان جس کا دامن ہر طرح کی آلائشوں سے آلودہ ہے، ان میں سے کسی کو منصب نبوت پر فائز کردیا گیا ہو، یہ کیسے ہوسکتا ہے ان کی اس حیرت کا ازالہ یہ کہہ کر کردیا کہ نوع انسانی میں ظاہر ہونے والے اگر یہ پہلے نبی ہوتے تو تمہارا اظہارِ تعجب بجا تھا لیکن یہ سلسلہ تو آدم علیہ السلام سے شروع ہے ان میں سے کسی نبی علیہ السلام کی نبوت پر تمہیں اعتراض نہیں، اعتراض ہے تو اس نبی برحق ﷺ پر جو تمہاری ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل پر پہنچانے کے لئے آیا ہے۔ تمام انبیاء کرام ابتداء سے ایک ہی دین کی دعوت دیتے آئے ہیں انہوں نے انسانی معاشرے میں افتراق وانتشار کی کبھی تخم ریزی نہیں کی، البتہ ان کے بعد آنے والے اہل غرض نے اپنی سرداری کا سکہ جمانے کے لئے باہمی تفرقہ بازی کا آغاز کیا۔

رکوع نمبر: ۲

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿حم (۱) عسق (۲)﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِهٖ ﴿کذلک﴾ اَیْ مِثْلَ ذٰلِکَ الْاِیْحَاءِ ﴿یوحی الیک و﴾ اَوْحٰی ﴿الی الذین من قبلک الله﴾ فَاعِلُ الْاِیْحَاءِ ﴿العزیز﴾ فِی مُلْکِهٖ ﴿الحکیم﴾ (۳) ﴿فِی صُنْعِهٖ ﴿له ما فی السموت وما فی الارض﴾ مِلْکًا وَخَلْقًا وَعَبِیْدًا ﴿وهو العلی﴾ عَلٰی خَلْقِهٖ ﴿العظیم﴾ (۴) ﴿الْکَبِیْرُ ﴿تکاد﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ ﴿السموت یتفطرن﴾ بِالنُّوْنِ وَفِی قِرَاءَ ةٍ بِالتَّاءِ وَالتَّشْدِیْدِ ﴿من فوقهن﴾ اَیْ تَنْشَقُّ کُلُّ وَاحِدَةٍ فَوْقَ الَّتِیْ تَلِیْهَا مِنْ عَظْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿والملئکة یسبحون بحمد ربهم﴾ اَیْ مُلَابِسِیْنَ لِلْحَمْدِ ﴿ویستغفرون لمن فی الارض﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿الا ان الله هو الغفور﴾ لِاَوْلِیَائِهٖ ﴿الرحیم (۵)﴾ بِهِمْ ﴿والذین اتخذوا من دونه﴾ اَیِ الْاَصْنَامُ ﴿اولیاء الله حفیظ﴾ مُحْصٍ ﴿علیهم﴾ لِیُجَازِیْهِمْ ﴿وما انت علیهم بوکیل (۶)﴾ تُحَصِّلُ الْمَطْلُوْبَ مِنْهُمْ مَا عَلَیْکَ اِلَّا الْبَلَاغُ ﴿وکذلک﴾ مِثْلَ ذٰلِکَ الْاِیْحَاءِ ﴿اوحینا الیک قرانا عربیا لتنذر﴾ تُخَوِّفَ ﴿ام القری ومن حولها﴾ اَیْ اَهْلَ مَکَّةَ وَسَائِرَ النَّاسِ ﴿وتنذر﴾ النَّاسَ ﴿یوم الجمع﴾ اَیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُجْمَعُ فِیْهِ

الْخَلْقُ﴿لا ریب﴾شَکٌّ﴿فیہ فریق﴾مِنْھُمْ﴿فی الجنۃ و فریق فی السعیر (۷)﴾النَّارِ﴿ولو شاء اللہ لجعلھم امۃ واحدۃ﴾اَیْ عَلٰی دِیْنٍ وَاحِدٍ وَھُوَ الْاِسْلَامُ﴿ولکن یدخل من یشاء فی رحمتہ والظلمون﴾الْکَافِرُوْنَ﴿ما لھم من ولی ولا نصیر (۸)﴾یَدْفَعُ عَنْھُمُ الْعَذَابَ﴿ام اتخذوا من دونہ﴾اَیِ الْاَصْنَامِ﴿اولیاء﴾اَمْ مُنْقَطِعَۃٌ بَلِ الَّتِیْ لِلْاِنْتِقَالِ وَھَمْزَۃُ الْاِنْکَارِ اَیْ لَیْسَ الْمُتَّخَذُوْنَ اَوْلِیَاءَ﴿فاللہ ھو الولی﴾اَیِ النَّاصِرُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْفَاءُ لِمُجَرَّدِ الْعَطْفِ﴿وھو یحی الموتی وھو علی کل شیء قدیر (۹)﴾

﴿ترجمہ﴾

حٰم عسق (اس کی جو مراد ہے اللہ عزوجل با خوبی جانتا ہے......۱......) اسی طرح (یعنی اسی وحی فرمانے کی مثل) وحی فرماتا ہے تمہاری طرف اور (وحی فرمائی) تم سے اگلوں کی طرف اللہ نے (اسم جلالت اللہ عزوجل، یوحی فعل کا فاعل ہے) جو (اپنے ملک میں) غلبہ رکھنے والا (اپنی صنعت میں) حکمت والا ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (مملوک، مخلوق اور غلام ہونے کے اعتبار سے) اور وہی بلندی رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق پر) اور کبریائی والا ہے (عظیم بمعنی کبیر ہے) قریب ہے (تکاد کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کہ آسمان شق ہو جائیں......۲......(یتفطرن ایک قرائت میں نون کے ساتھ ینفطرن پڑھا گیا ہے اور ایک یاء اور طاء مشددہ کے ساتھ یتفطرن پڑھا گیا ہے) اپنے اوپر سے (یعنی ہر ایک آسمان اللہ عزوجل کی عظمت سے اپنے اوپر والے سے ملا ہوا ہے، شق ہو جائے) اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ہیں (یعنی تسبیح حمد کے ساتھ پڑھتے ہیں) اور زمین والوں کے لیے (ان میں سے مومنین کے لیے......۳......) معافی مانگتے ہیں سن لو! بیشک اللہ ہی بخشنے والا ہے (اپنے اولیاء کو) اور رحم فرمانے والا ہے (ان پر) جنہوں نے اللہ کے سوا (یعنی بتوں کو) والی بنا رکھا ہے اللہ کو انکا شمار ہے (وہ انہیں ان کے کئے کی جزا دے گا، حفیظ بمعنی محیص یعنی شمار کرنے والا ہے) اور تم ان کے ذمہ دار نہیں (کہ تم از خود ان سے مطلوب کو حاصل کرو ﴿فانما علیک البلاغ﴾) اور اسی طرح (یعنی اسی وحی فرمانے کی مثل) ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن وحی بھیجا کہ تم ڈراؤ (لتنذر بمعنی تخوف ہے) سب شہروں کی اصل کو اور جتنے اس کے گرد ہیں (یعنی اہل مکہ اور دیگر تمام ہی لوگوں کو) اور تم ڈراؤ (لوگوں کو) اکٹھے ہونے کے دن سے (یعنی روز قیامت جس میں مخلوق جمع ہوگی) جس میں کچھ شک نہیں (قریب کے معنی شک ہے، ان میں سے) ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں (السعیر کے معنی دوزخ ہے) اور اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک امت کر دیتا (یعنی ان سب کو ایک دین پر کر دیتا، یعنی اسلام پر......۴......) لیکن اللہ اپنی رحمت میں لیتا ہے جسے چاہے اور ظالموں (یعنی کافروں) کا نہ کوئی دوست نہ مددگار (جو ان سے عذاب الٰہی دور کر سکے) کیا اس کے سوا اوروں کو (یعنی بتوں کو) ولی ٹھہرالیا ہے (ام منقطعۃ بمعنی بل ہے، یہ ایک غرض سے دوسرے کی طرف منتقل ہونے کے لیے اور ہمزہ انکار کے لیے ہے معنی آیت یہ ہے جنہیں ولی ٹھہرایا گیا ہے درحقیقت وہ اولیاء نہیں ہیں) تو اللہ ہی والی ہے (یعنی مسلمانوں کا مددگار ہے، فاللہ میں فاء فقط عطف

کے لیے ہے) اور وہ مردے بلائے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿حم عسق کذلک یوحی الیک والی الذین من قبلک اللہ العزیز الحکیم﴾

حم: "ھذہ" مبتدا محذوف کی خبر اول، عسق: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، کذلک: ظرف مستقر "الایحاء" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، یوحی: فعل، الیک: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الی الذین من قبلک: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، اللہ: موصوف، العزیز الحکیم: صفتان، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لہ ما فی السموت وما فی الارض وھو العلی العظیم﴾

لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ما فی السموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما فی الارض: معطوف، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، العلی العظیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تکاد السموت یتفطرن من فوقھن والملئکۃ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض﴾

تکاد: فعل مقارب، السموت: اسم، یتفطرن: فعل با فاعل، من فوقھن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، الملئکۃ: مبتدا، یسبحون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، بحمد ربھم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یستغفرون لمن فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الا ان اللہ ھو الغفور الرحیم﴾

الا: حرف تنبیہ، ان اللہ: حرف شبہ و اسم، ھو الغفور الرحیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین اتخذوا من دونہ اولیاء اللہ حفیظ علیھم وما انت علیھم بوکیل﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، اتخذوا من دونہ اولیاء: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، اللہ: مبتدا، حفیظ علیھم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، انت: اسم، علیھم: ظرف لغو مقدم، ب: زائد، وکیل: صفت شبہ با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکذلک اوحینا الیک قرانا عربیا لتنذر ام القری ومن حولھا وتنذر یوم الجمع لاریب فیہ﴾

و: عاطفہ، کذلک: ظرف مستقر "الایحاء" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، اوحینا الیک: فعل با فاعل و ظرف لغو، قرانا عربیا: مفعول، لام: جار، تنذر: فعل با فاعل، ام القری: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من حولھا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تنذر: فعل با فاعل، یوم الجمع: ذوالحال، لاریب فیہ: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر ولو شاء اللہ لجعلھم امۃ واحدۃ ولکن یدخل من یشاء فی رحمتہ﴾

فریق: مبتدا، فی الجنۃ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، فریق: مبتدا، فی السعیر: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لو: شرطیہ، شاء اللہ: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، جعل: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لکن: حرف استدراک، یدخل: فعل با فاعل، من یشاء: موصول صلہ، ملکر مفعول، فی رحمۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر حال، ملکر فاعل، ھم: مفعول اول، امۃ واحدۃ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والظلمون ما لهم من ولي ولا نصير﴾
و: عاطفہ، الظلمون مبتدا، ما: نافیہ، لهم ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، ولی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، نصیر: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام اتخذوا من دونه اولياء﴾
ام: عاطفہ منقطعہ بمعنی بل، اتخذوا: فعل بافاعل، من دونه: ظرف مستقر خبر مفعول ثانی، اولیاء: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "مالهم من ولي ولا نصير" پر معطوف ہے۔

﴿فالله هو الولي وهو يحي الموتى وهو على كل شيء قدير﴾
ف: عاطفہ، الله مبتدا، هو الولي: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، هو يحي الموتى: جملہ اسمیہ معطوف اول، و: عاطفہ، هو على كل شيء قدير: جملہ اسمیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حم عسق کے محامل:

۱۔۔۔۔۔ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حاء سے مراد حکم اللہ اللہ عزوجل کا حکم، میم سے مراد ملک اللہ یعنی اللہ عزوجل کی بادشاہی، عین سے مراد علو اللہ یعنی اللہ عزوجل کی برتری و بڑائی، سین سے مراد سنا اللہ یعنی اللہ عزوجل کا نور، قاف سے مراد قدرۃ اللہ یعنی اللہ عزوجل کی قدرت، اللہ عزوجل نے ان حروف مقطعات کے ذریعے قسم بیان کی گویا کہ فرمایا: "میرا حکم، میری سلطنت، میری بڑائی، میرا نور اور میری قدرت میں کسی بندے پر عذاب نہیں کرتا، جو یہ کہے: "لا الہ الا اللہ اور خالص اللہ عزوجل کی رضا چاہے، حضرت ابواللیث اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ عزوجل اپنے بندے کو دائمی عذاب میں نہیں مبتلا کرے گا۔ حدیث میں ہے :"اپنے بچوں کو سب سے پہلے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہنا سکھاؤ اور اپنے مُردوں کو اسی کلمہ کی تلقین کرو"۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ بچے کا حال ایسا ہوتا ہے جس میں کوئی کجی اور دھوکہ نہیں ہوا کرتا، ان کے دل صاف ہوتے ہیں اور مُردوں کا حال ایسا ہوتا ہے جیسا کہ کوئی اضطراری کیفیت میں ہو، پس تم جس کی ابتداء اور انتہاء میں کلمہ طیبہ کا حکم کروتا کہ قلم کا آغاز وانجام اسی پر ہو۔ پس اللہ عزوجل کی رحمت سے امید ہے کہ اللہ عزوجل درمیان میں ہونے والی لغزشوں سے تجاوز فرمائے، کہا جاتا ہے کہ حاء سے مراد رحمٰن اور رحیم ہے، میم سے مراد اس کی بزرگی ہے، عین سے مراد اس کا علیم بذات الصدور ہونا ہے، سین سے مراد اس کی پاکیزگی اور قاف سے مراد اس کا غالب ہونا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حاء سے مراد اس کا حلم، میم سے مراد اس کی بزرگی، عین سے مراد اس کی عظمت، سین سے مراد اس کا نور، قاف سے مراد اس کی قدرت ہے ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قاف سے مراد ایسا پہاڑ ہے جو پوری دنیا کو محیط (گھیرے ہوئے) ہے۔

التاویلات النجمیۃ میں ہے کہ حاء سے مراد اللہ عزوجل کی محبت، میم سے مراد اس کے حبیب کی محبت، عین سے مراد اس کے محبوب کے سادات سے عشق، قاف سے مراد سادات کا ایسا قرب جو مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہ ہو۔ علامہ اسمٰعیل حقی کہتے ہیں کہ

میرے نزدیک حاء سے مراد حجر اسود، میم سے مراد مقام ابراہیم، عین سے مراد عین زمزم (زمزم کا کنواں)، سین اور قاف سے مراد زمزم کے پانی سے سیراب کرنا ہے پس جو حجر اسود کا استلام کرتا ہے گویا کہ بزرگی اختیار کرتا ہے، اور جو مقام ابراہیم کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے گویا اللہ ﷻ اسے کرامت کی چادر پہناتا ہے، جو مقام زمزم پر دعا کرتا ہے اللہ ﷻ اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور جو زمزم پیتا ہے اللہ ﷻ اسے شراب طہور سے پلائے گا کہ جس کے بعد کسی قسم کا مرض باقی نہ رہے گا۔ (روح البیان، ج۸، ص۳۸۲)

آسمان شق ہونے کا حکم کن کے لئے فرمایا:

۲...... اللہ نے انسان کو جو عزت وشان سے نوازا ہے، اس کا تقاضا تو یہی تھا کہ انسان اپنے رب کریم کی اطاعت سے سرمُو انحراف نہ کرتا، اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے اپنی ساری کوشش صرف کر دیتا، لیکن اس نے فقط عملی طور پر ہی اللہ کے ہر حکم سے سرتابی نہیں کی بلکہ اس کی عظمت وتقدس پر بھی حرف گیری شروع کر دی، کبھی اس کی صفات کمالیہ کا انکار کیا، کبھی اوصاف ذمیمہ کی نسبت اس کی طرف کرنے سے گستاخی کی، کبھی عاجز اور درماندہ مخلوق کو اس کا شریک ٹھہرایا اور کبھی سرے سے اس کے وجود ہی کا انکار کر دیا، اس کی ان پیہم گستاخیوں اور بغاوتوں کا تقاضا تو یہ تھا کہ نظام کائنات بھک سے اُڑ جاتا، آسمانوں کی مستحکم اور مضبوط چھتوں میں اوپر سے نیچے شگاف پڑ جاتے، لیکن اللہ حلیم وکریم ہے، اس کے حوصلے کی انتہاء نہیں ہے اور اس کے جُود وکرم کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، وہ ان سرکشوں کو پھر بھی سوچنے سمجھنے کی مہلت دے رہا ہے۔

فرشتوں کا مومنین کے لئے استغفار کرنا:

۳...... جاننا چاہیے کہ اللہ ﷻ کی مخلوق کی دو اقسام ہیں: (۱) عالم جسمانیات سے تعلق رکھنے والی عظیم تخلیق آسمان ہیں، (۲) اور عالم روحانیات سے تعلق رکھنے والی عظیم مخلوق ملائکہ ہیں۔ اور اللہ ﷻ ان دونوں مخلوق میں اپنی کمال قدرت وعظمت کو نافذ کرنے کا اہتمام فرماتا ہے۔ پس جب عالم جسمانیات کے بارے میں کلام ہوتا ہے تو فرماتا ہے: ﴿رب السموت والارض وما بینھما الرحمن لا یملکون منه خطابا وہ جو رب ہے آسمانوں کا زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے رحمٰن کہ اس سے بات کرنے اختیار نہ رکھیں گے (النبأ: ۳۷)﴾۔ اور جب عالم جسمانیات میں کلام فرماتا ہے تو ارشاد فرمایا: ﴿یوم یقوم الروح والملائکة صفا لا یتکلمون الا من اذن له الرحمن وقال صوابا جس دن جبرائیل کھڑا ہوگا اور سب فرشتے پرا باندھے (صفیں بنائے) (النبأ: ۳۸)﴾۔ اور متذکرہ آیت میں بھی اللہ ﷻ نے عالم جسمانیات وحیوانیات کے عظیم شہکار کا ذکر فرمایا چنانچہ فرمایا: ﴿تکاد السموت یتفطرن من فوقھن والملئکة یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض ......الخ قریب ہوتا ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے شق ہو جائیں اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے ہیں (الشوریٰ: ۵)﴾۔ اللہ ﷻ کے اس فرمان سے صاف واضح ہے کہ فرشتے اپنی ذات کے لئے استغفار

نہیں کرتے کیونکہ وہ تو معصوم ہیں اور اگر وہ معصیت پر مُصر ہوتے تو اپنی ذات کے لئے استغفار کرتے، اور جب اللہ ﷻ نے ان کے استغفار کرنے کی صفت کو ﴿لمن فی الارض جو کچھ زمین میں ہے﴾ کی طرف بیان کر دیا اور وہ ذات جس کے گناہ نہ ہوں وہ اُس ذات سے بہتر ہوا کرتی ہے جس کے گناہ ہوں اور اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿ویستغفرون لمن فی الارض زمین والوں کیلئے معافی مانگتے ہیں﴾ اس بات پر دلیل ہے کہ حضرات ملائکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے بھی استغفار کرتے ہیں کیونکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا تعلق بھی تو ﴿فی الارض﴾ سے ہے، اور جب ملائکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے استغفار کرتے ہیں تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ملائکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔ (الرازی، ج۹، ص۵۷۹)

امام رازی کا علم تفسیر میں نمایاں مقام ہے، اور ان کے ہم پر بڑے احسانات ہیں کہ کئی مقامات پر جہاں اکثر مفسرین کرام اپنے قلم کو روک دیتے ہیں وہاں حضرت کی عبارت سے تشفی ہو جاتی ہے، تاہم اس مقام پر حضرت سے کچھ تسامح ہوا ہے، اہل سنت وجماعت کے نزدیک حضرات انبیائے کرام علیہم السلام معصوم ہیں، یہی بات عقائد کی مستند کتب میں موجود ہے چنانچہ فمنہ العصمۃ وھی خصائص النبوۃ علی مذھب اھل الحق یعنی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی خصوصیات میں سے ایک عصمت نبی بھی ہے اور یہی عقیدہ مذہب اہل حق کا ہے۔ (المعتقد والمنتقد، ص ۱۱۰)

شرح فقہ الاکبر میں ہے: الانبیاء منزھون ای معصومون عن الصغائر والکبائر ای من جمیع المعاصی والکفر خص لانہ اکبر الکبائر ولکونہ سبحانہ ﴿لایغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء (النساء: ۳۱)﴾۔ یعنی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام صغیرہ وکبیرہ اور ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، کفر کا خاص طور پر اس لیے ذکر کیا کہ یہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اللہ اُسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دے (النساء: ٤٨)﴾۔ اور فحاشی بھی نہیں پائی جاتی، اللہ ﷻ فرماتا ہے: ﴿یہ بڑے گناہوں اور فحاشی سے بچتے ہیں (النساء: ۳۱)﴾۔ فحاشی سے مراد قتل، زنا، لواطت، چوری، حد قذف، جادو، چغل خوری، سود کھانے، یتیم کا مال کھانے، بندوں پر ظلم کرنے، زمین میں فساد کرنے سے بچتے ہیں۔ (فقہ الاکبر، باب الانبیاء معصومون، ص ۹۹ وغیرہ)

نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور مَلَک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں، اماموں کو انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی وبد دینی ہے۔ عصمت انبیاء کرام علیہم السلام کے یہ معنی ہیں کہ اُن کے لئے حفظ الٰہی ﷻ کا وعدہ ہو لیا جس کے سبب اُن سے صدور گناہ شرعاً محال ہے۔ بخلاف ائمہ واکابر اولیاء کرام کہ اللہ ﷻ انہیں محفوظ رکھتا ہے، اُن سے گناہ ہوتا نہیں، مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کفر وشرک اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعث نفرت ہو، جیسے کذب وخیانت وجہل وغیرہا صفات ذمیمہ سے، نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروّت کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت

بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمدِ صغائر سے بھی قبلِ نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔

(بھار شریعت مخرجہ، ج۱، حصہ اول، ص ۳٦ وغیرہ)

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام تسبیح، تحمید اور استغفار کرتے ہیں، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الا ان اللہ ھو الغفور الرحیم﴾ مقصود یہ ہے کہ فرشتے مطلق مغفرت اور رحمت طلب کرتے ہیں اور اس کی چند وجوہ ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱)......فرشتے مغفرت طلب کرتے ہیں اس لئے کہ اللہ عزوجل نے انہیں ایسے دل عطا فرمائے ہیں کہ وہ مخلوق کے لئے مغفرت گناہ طلب کریں اگرچہ اللہ عزوجل مطلق غفور الرحیم ہے۔(۲)......ابتداء میں فرشتوں نے کہا تھا: ﴿اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا ہم تجھے سراہتے ہیں تیری تسبیح بیان کرتے ہیں اور تیری پاکی بولتے ہیں(البقرۃ: ۳۰)﴾ پھر آخر میں یہ فرمان: ﴿ویستغفرون لمن فی الارض اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے ہیں﴾، گویا اللہ عزوجل کی رحمت حق ہے، اور اللہ عزوجل کی رحمت واحسان کا تقاضا یہ ہے کہ مخلوق کی ابتداء وانتہاء میں اللہ عزوجل کے مطلق غفور الرحیم ہونے کی صفت کو ملحوظ رکھا جائے۔(۳)......مقام مذکورہ میں" یطلبون الرحمۃ لمن فی الارض" نہیں فرمایا اس لئے کہ اللہ عزوجل مغفرت عطا فرمانے والا ہے اُسے جو اس سے مانگے اور اس کی مغفرت اس کی رحمت کے ساتھ جڑی ہوئی ہوتی ہے۔ (الرازی، ج۹، ص ۵۷۹)

اسلام کے معنی، اسلام وایمان میں فرق کا بیان:

ﷺ......ایمان اور اسلام ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، اس لئے کہ اسلام نام ہے خضوع وانقیاد یعنی فرمانبرداری اور طاعت گزاری اختیار کرنے کا، اور یہ فرمانبرداری احکام کو قبول کر کے ان کی ادائیگی کرنے کے بارے میں ہے، اور یہی حقیقی بنیاد پر تصدیق ہے جس کی تائید اس فرمان ﴿فاخرجنا من کان فیھا من المومنین فما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین تو ہم نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے نکال لئے تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا(الذاریات: ۳۵،۳٦)﴾ سے بھی ہوتی ہے۔ جب کہ ایمان اوامر ونواہی کے سلسلے میں اللہ عزوجل کی تصدیق کرنے کا نام ہے۔ (شرح عقائد، البحث :الفرق بین الاسلام والایمان، ص ۳۰۵)

علامہ عینی لکھتے ہیں:

ہم کہتے ہیں کہ لغت میں اسلام کا معنی ہے انقیاد یعنی فرمانبرداری کرنا اور اذعان یعنی ماننا، اطاعت کرنا، اور شرعی معنی اسلام کا یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کو مان کر اللہ عزوجل کی اطاعت کرنا، کلمہ شہادت پڑھنا، واجبات پر عمل کرنا، ممنوعات سے بچنا کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے اسلام کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: "اسلام یہ ہے کہ تم اللہ عزوجل کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، فرض زکوۃ ادا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اور

اسلام کا اطلاق دین محمد پر بھی کیا جاتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ دین یہودیت، دین نصرانیت، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ان الدین عند اللہ الاسلام بیشک اللہ کے ہاں اسلام ہی دین ہے (الاعمران:۱۹)﴾۔ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے، محققین کا مذہب ہے کہ ایمان واسلام متغائر ہیں اور یہی صحیح ہے اور بعض محدثین، متکلمین اور جمہور معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ ایمان واسلام شرعاً مترادف ہیں۔ علامہ خطابی نے کہا کہ ایمان اور اسلام مطلقاً متحد یا متغائر نہیں ہیں، کیونکہ مسلم بعض اوقات مسلم ہوتا ہے اور بعض اوقات مسلم نہیں ہوتا یعنی بعض اوقات احکامات کی پیروی کرتا ہے اور بعض اوقات پیروی نہیں کرتا اور مومن ہر وقت مومن ہوتا ہے یعنی ہر وقت باطنی اعتبار سے فرمانبردار ہوتا ہے اگر چہ عمل نہ کرے، لہذا ہر مسلم مومن ہوتا ہے لیکن ہر مومن مسلم نہیں ہوتا۔

(شرح عقائد ،البحث :الفرق بین الاسلام والایمان،حاشیہ صفحہ نمبر ۳۰۵)

اغراض:

ای مثل ذلک الاحیاء: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿کذلک﴾ میں کاف محل نصب میں بر بنائے مفعول ہے، مراد یہ ہے کہ اے محبوب ﷺ! جس طرح آپ کی جانب وحی کی جاتی ہے بالکل اسی طرح آپ ﷺ سے پہلوں پر بھی وحی کا سلسلہ ہوا، حضرت ابن عباس سے منقول ہے: ''کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جسے کتاب (صحیفہ وغیرہ نہ دیا گیا ہو) مگر یہ کہ اُسے وحی کی جاتی ہے اور وحی میں تین امور کا اہتمام ہوتا ہے: ''توحید، نبوت اور بعث بعد الموت'' اور یہ بات قرآن اور دیگر کتب سماویہ میں مشترک ہے۔

فاعل الایحاء: جمہور کی قرائت کے پیش نظر اسم جلالت ''اللہ'' فاعل ہے۔ علی خلقہ: یعنی اللہ مخلوق کی صفات سے پاک ہے۔

ای تنشق کل واحدۃ: یعنی آسمان پھٹ پڑے، چھٹے آسمان کے اوپر ساتواں آسمان پھٹ پڑے، پانچویں کے اوپر چھٹا پھٹ پڑے ، اور اسی طرح سمجھتے جائیں، پس زمین سے اوپر سب ہی پھٹ پڑے۔ پھر ﴿وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا﴾ پس مزید اللہ کی ہیبت اور جلال کے باعث زمین پھٹ پڑے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ فوق التی تلیھا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿فوقھن﴾ میں ضمیر ﴿السموت﴾ کی جانب عائد ہے اور یہ بھی درست ہے کہ مراد کفار اور مشرکین ہوں یا زمینیں جس کا ذکر ما قبل ہو چکا ہے۔ من عظمۃ اللہ: یعنی آسمان پھٹ جائے اور لرزہ بر آندام ہو جائے ،اللہ کے خوف سے، کافروں کے اس قول پر ﴿اتخذ اللہ ولدا﴾ جو انہوں نے اللہ کے بارے میں کیا اور اس کا ذکر سورۂ مریم میں ہو چکا ہے۔

من المومنین: یہاں ملائکہ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اللہ عزوجل کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں جس کا بیان سورۂ غافر میں ہو چکا ہے۔ پس اس صورت میں مطلق کو مقید پر محمول کرنا پایا گیا ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مطلق تمام فرشتے مراد ہیں جو کہ زمین پر اللہ کے بندوں (کی مدد کے لئے) متعین ہیں اور اس میں حیوانات بھی شامل ہیں اور استغفار کرنے سے مراد یہ ہے کہ بندوں کے لئے رزق طلب کرتے اور بلاؤں سے دور ہونے کی دعائیں کرتے ہیں اور تمام ہی اقوال صحیح ہیں۔ ای الاصنام: مفعول اول کی تفسیر ہے جو کہ محذوف ہے اور مفعول ثانی ﴿الاولیاء﴾ ہے معنی یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے بتوں کو معبود بنالیا اور کہتے ہیں: ﴿ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ

زلفی(الزمر:۳) ﴾اور اس پر دوسری آیت دلالت کرتی ہے اور﴿الاولیاء﴾ اپنے رب کے خادم ہوتے ہیں اور اللہ کی محبت اور معرفت کی خیرات بانٹتے ہیں اور ان کی محبت اور تعلق ہر معاملے میں ہونا چاہیے اس لئے کہ ان کا وسیلہ اللہ اور اس کے رسول تک پہنچاتا ہے اور ان کی محبت اور وسیلہ شرک نہیں ہے مگر یہ کہ کوئی انہیں مستحق عبادت جانے اور انہیں معبود سمجھ کر سجدے کرے اور خارجیوں کا گمراہ کن عقیدہ ہے کہ اللہ کی ذات تک پہنچنے کے لئے کسی کو بھی وسیلہ بنانا شرک ہے اور ایسا کرنے والا مشرک ہے۔ وھو الاسلام: یا کفر مراد ہے۔

الکافرون: ﴿الظالمون﴾ کی تفسیر ہے، پس ظلم سے مراد کفر ہے اور ﴿الظالمون﴾ بمعنی العاصین ہے، لیکن مراد ایسے عاصی ہیں جو کفر نہ کرتے ہوں، اور وہ عذاب دور ہونے کے ذریعے مدد کئے جائیں گے، جیسا کہ حدیث میں ہے: ''میری شفاعت میری امت کے گناہ گاروں کے لئے ہے''۔ والفاء لمجرد العطف: میں فاء مجرد عطف کے لئے ہے نہ کہ ماقبل شرط کی جزاء کے لئے۔

(الصاوی، ج۵، ص۲۱۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿وما اختلفتم﴾مَعَ الْكُفَّارِ﴿فيه من شیء﴾مِنَ الدِّيْنِ وَغَيْرِهٖ﴿فحكمه﴾مَرْدُوْدٌ﴿الی الله﴾يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ قُلْ لَهُمْ﴿ذلكم الله ربی عليه توكلت واليه انيب (۱۰)﴾اَرْجِعُ﴿فاطر السموت والارض﴾مُبْدِعُهُمَا﴿جعل لكم من انفسكم ازواجا﴾حَيْثُ خَلَقَ حَوَّاءَ مِنْ ضِلْعِ اٰدَمَ ﴿ومن الانعام ازواجا﴾ذُكُوْرًا وَاِنَاثًا﴿يذرؤكم﴾بِالْمُعْجَمَةِ يَخْلُقُكُمْ﴿فيه﴾فِي الْجَعْلِ الْمَذْكُوْرِ اَیْ يُكَثِّرُكُمْ بِسَبَبِهٖ بِالتَّوَالُدِ وَالضَّمِيْرُ لِلْاَنَاسِيِّ وَالْاَنْعَامِ بِالتَّغْلِيْبِ﴿ليس كمثله شیء﴾اَلْكَافُ زَائِدَةٌ لِاَنَّهٗ تَعَالٰی لَا مِثْلَ لَهٗ﴿وهو السميع﴾لِمَا يُقَالُ﴿البصير (۱۱)﴾بِمَا يُفْعَلُ﴿له مقاليد السموت والارض﴾اَیْ مَفَاتِيْحُ خَزَائِنِهَا مِنَ الْمَطَرِ وَالنَّبَاتِ وَغَيْرِهِمَا﴿يبسط الرزق﴾يُوَسِّعُهٗ﴿لمن يشاء﴾اِمْتِحَانًا﴿ويقدر﴾يُضَيِّقُهٗ لِمَنْ يَشَاءُ اِبْتِلَاءً﴿انه بكل شیء عليم (۱۲)شرع لكم من الدين ما وصی به نوحا﴾هُوَ اَوَّلُ اَنْبِيَاءِ الشَّرِيْعَةِ﴿والذی اوحينا اليک وما وصينا به ابرهيم وموسی وعيسی ان اقيموا الدين ولا تتفرقوا فيه﴾هٰذَا هُوَ الْمَشْرُوْعُ الْمُوْصٰی بِهٖ وَالْمُوْحٰی اِلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ وَهُوَ التَّوْحِيْدُ﴿كبر﴾عَظُمَ﴿علی المشركين ما تدعوهم اليه﴾مِنَ التَّوْحِيْدِ﴿الله يجتبی اليه﴾اِلَی التَّوْحِيْدِ﴿من يشاء ويهدی اليه من ينيب (۱۳)﴾يُقْبِلُ اِلٰی طَاعَتِهٖ﴿وما تفرقوا﴾ اَیْ اَهْلُ الْاَدْيَانِ فِی الدِّيْنِ بِاَنْ وَحَّدَ بَعْضٌ وَكَفَرَ بَعْضٌ﴿الا من بعد ما جاء هم العلم﴾بِالتَّوْحِيْدِ ﴿بغيا﴾مِنَ الْكَافِرِيْنَ﴿بينهم ولو لا كلمة سبقت من ربک﴾بِتَاخِيْرِ الْجَزَاءِ﴿الی اجل مسمی﴾يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴿لقضی بينهم﴾بِتَعْذِيْبِ الْكَافِرِيْنَ فِی الدُّنْيَا﴿وان الذين اورثوا الكتب من بعدهم﴾وَهُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی﴿لفی شک منه﴾مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ﴿مريب (۱۴)﴾مُوْقِعُ الرِّيْبَةِ﴿فلذلک﴾التَّوْحِيْدِ﴿فادع﴾يَا مُحَمَّدُ النَّاسَ﴿واستقم﴾عَلَيْهِ﴿كما امرت ولا تتبع اهوائهم﴾فِیْ تَرْكِهٖ﴿وقل امنت بما انزل الله من كتب وامرت لاعدل﴾اَیْ بِاَنْ اَعْدِلَ﴿بينكم﴾فِی

الْحُکْمِ﴿الله ربنا وربکم لنا اعملنا ولکم اعمالکم﴾فَکُلٌّ یُجَازٰی بِعَمَلِہٖ﴿لا حجة﴾خُصُوْمَةَ﴿بیننا و بینکم﴾ھٰذَا قَبْلَ اَنْ یُؤْمَرَ بِالْجَھَادِ﴿الله یجمع بیننا﴾فِی الْمَعَادِ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ﴿والیه المصیر (۱۵)﴾اَلْمَرْجَعُ﴿والذین یحاجون فی﴾دِیْنِ﴿الله﴾نَبِیِّہٖ﴿من بعد ما استجیبَ له﴾بِالْاِیْمَانِ لِظُھُوْرِ مُعْجِزَاتِہٖ وَھُمُ الْیَھُوْدُ﴿حجتھم داحضة﴾بَاطِلَةٌ﴿عند ربھم وعلیھم غضب ولھم عذاب شدید (۱۶)﴾الله الذی انزل الکتب﴾الْقُرْاٰنَ﴿بالحق﴾مُتَعَلِّقٌ بِاَنْزَلَ ﴿والمیزان﴾وَالْعَدْلَ﴿وما یدریک﴾یُعَلِّمُکَ﴿لعل الساعة﴾اَیْ اِتْیَانِھَا﴿قریب (۱۷)﴾وَلَعَلَّ مُعَلَّقٌ لِلْفِعْلِ عَنِ الْعَمَلِ اَوْ مَابَعْدَہٗ سُدَّ مُسَدَّ الْمَفْعُوْلَیْنِ﴿یستعجل بھا الذین لا یؤمنون بھا﴾یَقُوْلُوْنَ مَتٰی تَاْتِیْ ظَنًّا مِنْھُمْ اَنَّھَا غَیْرُ اٰتِیَةٍ﴿والذین امنوا مشفقون﴾خَائِفُوْنَ﴿منھا ویعلمون انھا الحق الا ان الذین یمارون﴾یُجَادِلُوْنَ﴿فی الساعة لفی ضلل بعید (۱۸) الله لطیف بعباده﴾بِرَبِّھِمْ وَفَاجِرِھِمْ حَیْثُ لَمْ یُھْلِکْھُمْ جُوْعًا بِمَعَاصِیْھِمْ﴿یرزق من یشاء﴾مِنْ کُلِّ مِنْھُمْ مَایَشَاءُ﴿وھو القوی﴾عَلٰی مُرَادِہٖ﴿ العزیز (۱۹)﴾اَلْغَالِبُ عَلٰی اَمْرِہٖ.

﴿ترجمہ﴾

اورتم جس بات میں (یعنی دین وغیرہ کے معاملے میں کفار کے ساتھ) اختلاف ......ا...... کررہے ہوتو اس کا فیصلہ (بروز قیامت) اللہ کے سپرد ہے (الی الله کا متعلق ''مردود'' محذوف ہے) وہ بروز قیامت (تمہارے درمیان فیصلہ فرمادیگا تم ان سے فرماؤ) یہ ہے اللہ میرا رب میں نے اس پر بھروسہ کیا اور میں اس کی طرف رجوع لاتا ہوں (انیب بمعنی ارجع ہے) آسمان اور زمین کا بنانے والا (فاطر کا معنی بے مثل سابق بنانے والا ہے) تمہارے لیے تمہیں میں سے جوڑے بنائے (یوں کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی مبارک پسلی سے حضرت حواء رضی اللہ عنہا کو پیدا فرمایا) اور چوپایوں میں سے جوڑے (یعنی نرومادہ) تمہیں پیدا فرماتا ہے (یذرؤکم ذال کے ساتھ ہے بمعنی یخلقکم ہے) اس میں (یعنی مذکورہ بنانے میں یعنی جوڑے بنانے اور اولاد کے ذریعے تمہاری کثرت فرماتا ہے، اور ضمیر مذکر انسانوں اور چوپایوں کو غلبہ دینے کے اعتبار سے ہے) اس جیسا کوئی نہیں (کمثله میں کاف زائدہ ہے کیونکہ اللہ عزوجل کا کوئی مثل نہیں) اور وہی سننے والا ہے (جو کچھ کہا جاتا ہے) دیکھنے والا ہے (جو کچھ کیا جاتا ہے) اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی کنجیاں (یعنی زمین وآسمان کے خزانے جیسے بارش وغیرہ نباتات کی کنجیاں) روزی وسیع کرتا ہے (یبسط بمعنی یوسع ہے) جس کے لیے چاہے (بطور امتحان) اور تنگ فرماتا ہے (جس کے لیے چاہے بطور آزمائش، یقدر بمعنی یضیق ہے) بیشک وہ سب کچھ جانتا ہے تمہارے لیے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اس نے نوح کو کیا (حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے صاحب شریعت نبی ہیں ......۲......) اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسی اور عیسی کو دیا کہ دین ٹھیک رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو......۳...... (یہ مشروع ''موصی به'' اور ''موحی الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' توحید ہی ہے) مشرکوں پر بہت ہی گراں ہے وہ (کبر بمعنی عظم ہے) جس کی طرف تم انہیں بلاتے ہو (یعنی اللہ عزوجل کی توحید کی طرف) اور اللہ چن لیتا ہے اپنی (توحید) کے لیے جسے چاہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اسے جو رجوع لائے (یعنی اسے جو اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کی طرف مائل ہو) اور انہوں نے (یعنی مختلف ادیان والوں نے اپنے دین میں) پھوٹ نہ ڈالی (یوں کہ بعض توحید پر جمے رہے اور بعض نے کفر کیا) مگر بعد اس کے کہ انہیں (توحید الٰہی کا) علم آچکا تھا (کفار کے) آپس کے حسد سے اور اگر تمہارے رب کی ایک بات گزر نہ چکی ہوتی (جزاوسزا کو مؤخر فرمانے کی) ایک مقرر میعاد (یعنی روز قیامت) تک تو ضرور ان میں فیصلہ

کردیا جاتا (دنیا میں کفار کو عذاب دیکر) اور بیشک وہ جو ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے (مراد اس سے یہود و نصاریٰ ہیں) وہ اس سے (یعنی سیدنا محمد ﷺ سے) ایک دھوکہ میں ڈالنے والے شک میں ہیں (مـریـب کے معنی دھوکے میں ڈالنے والا شک ہے) تو اس کی (یعنی توحید......یا......کی) طرف بلاؤ (اے حبیب ﷺ لوگوں کو) اور (توحید پر) ثابت قدم ہو جیسا تمہیں حکم ہوا ہے اور (ترک توحید کے معاملے میں) ان کی خواہشوں پر نہ چلو اور کہو کہ میں ایمان لایا اس پر جو کوئی کتاب اللہ نے اتاری اور مجھے حکم ہے کہ میں انصاف کروں (لاعـدل بمعنی بـان اعـدل ہے) تم میں (یعنی تمہارے درمیان فیصلہ کرنے میں) اللہ ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے ہمارے لیے ہمارا عمل اور تمہارے لیے تمہارا کیا (ہر ایک کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا) کوئی حجت (یعنی کوئی جھگڑا) نہیں ہم میں اور تم میں (یہ امر حکم جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے) اور اللہ ہم سب کو جمع کرے گا (آخرت میں ہمارے مابین فیصلہ کرنے کے لیے) اور اسی کی طرف پھرنا ہے (المصیر بمعنی المرجع ہے) اور وہ جو اللہ کے (دین کے) بارے میں جھگڑتے ہیں (اس کے نبی ﷺ سے) بعد اس کے کہ اس کی دعوت قبول کی جا چکی ہے (دعوت ایمان ان کے معجزات ظہور کے باعث اور یہ جھگڑالو یہودی ہیں) ان کی دلیل محض بے ثبات ہے (یعنی باطل ہے) ان کے رب کے پاس اور ان پر غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے اللہ ہے جس نے کتاب اتاری (یعنی قرآن پاک نازل فرمایا) حق کے ساتھ (''بـــالـــحـــق'' انـــزل فعل کے متعلق ہے) اور میزان......۵......(یعنی عدل) اور تم کیا جانو (یدریک بمعنی یعلمک ہے) شاید قیامت (یعنی اس کا آنا) قریب ہی ہو (لعل نے فعل کو عمل سے روک دیا ہے اور اس کا مابعد دو مفعولوں کے قائم مقام ہے) اس کی جلدی مچا رہے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے (کفار کہا کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی ان کا گمان تو یہ تھا کہ قیامت آنے ہی کی نہیں) اور جنہیں اس پر ایمان ہے وہ ڈر رہے ہیں (مشـفـقـون بمعنی خـائـفـون ہے) اس سے اور جانتے ہیں کہ بیشک وہ حق ہے سنتے ہو بیشک جو شک کرتے ہیں (یعنی جھگڑتے ہیں، یمارون بمعنی یجادلون ہے) قیامت کے بارے میں ضرور دور کی گمراہی میں ہیں اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے (نیکوکاروں پر بھی اور بدکاروں پر بھی، یوں کہ انہیں ان کے گناہوں کی بھوک دیکر ہلاک نہیں فرما دیتا) جسے چاہے روزی دیتا ہے (ان میں سے ہر ایک کو جتنی وہ چاہتا ہے) وہی قوت رکھنے والا ہے (اپنی مراد پر) غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے امر پر، عزیز کے معنی غالب ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما اختلفتم فیه من شیء فحکمه الی الله﴾

و: مستانفہ، ما: ذوالحال جزا، ملکر جملہ شرطیہ، اختلفتم فیه: فعل با فاعل وظرف لغو، من شیء: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، حکمه مبتدا، الی الله: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلکم الله ربی علیه توکلت والیه انیب فاطر السموت والارض﴾

ذلکم: مبتدا، الله: خبر اول، ربی: خبر ثانی، علیه توکلت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، الیه انیب: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر ثالث، فاطر السموت والارض: خبر رابع، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿جعل لکم من انفسکم ازواجا ومن الانعام ازواجا یذرؤکم فیه﴾

جعل لکم: فعل با فاعل وظرف لغو، من انفسکم: ظرف مستقر حال مقدم، ازواجا: ذوالحال، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من الانعام: ظرف مستقر حال مقدم، ازواجا: موصوف، یذرؤکم فیه: جملہ فعلیہ صفت، ملکر ذوالحال، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل ''ذلکم'' کیلئے خبر خامس واقع ہے۔

﴿لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر﴾

لیس: فعل ناقص، کاف: زائد، مثلہ: خبر مقدم، شیء: اسم، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ذلکم" کیلئے خبر سادس واقع ہے، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، السمیع البصیر: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لہ مقالید السموت والارض یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر انہ بکل شیء علیم﴾

لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، مقالید السموت والارض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "ذلکم" کیلئے خبر سابع واقع ہے، یبسط الرزق: فعل بافاعل ومفعول، لمن یشاء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقدر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر "ذلکم" کیلئے خبر ثانی من واقع ہے، انہ: حرف شبہ واسم، بکل شیء علیم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابرھیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ﴾

شرع لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، من: جار، الدین: مبدل منہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ان: مصدریہ، اقیموا الدین: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تتفرقوا فیہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال مقدم، ما وصی بہ نوحا: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذی اوحینا الیک: موصول صلہ، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، ما وصینا بہ ابرھیم وموسی وعیسی: موصول صلہ، ملکر معطوف ثانی، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿کبر علی المشرکین ما تدعوھم الیہ اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب﴾

کبر: فعل، علی المشرکین: ظرف لغو، ما: موصول صلہ، تدعوھم الیہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، اللہ: مبتدا، یجتبی الیہ: فعل بافاعل وظرف لغو، من یشاء: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یھدی: فعل بافاعل، الیہ: ظرف لغو، من ینیب: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما تفرقوا الا من بعد ماجاء ھم العلم بغیا بینھم﴾

و: عاطفہ، ما تفرقوا: فعل بافاعل، الا: اداۃ حصر، من: جار، بعد: مضاف، ماجاء ھم العلم: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، بغیا بینھم: شبہ جملہ مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو لا کلمۃ سبقت من ربک الی اجل مسمی لقضی بینھم﴾

و: عاطفہ، لولا: حرف شرط، کلمۃ: موصوف، سبقت: فعل بافاعل، من ربک: ظرف لغو اول، الی اجل مسمی: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر محذوف "موجود" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، قضی: فعل مجہول "القضاء" نائب الفاعل محذوف، بینھم: ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب لولا واقع ہے۔

﴿وان الذین اورثوا الکتب من بعد ھم لفی شک منہ مریب﴾

و: عاطفہ، ان: حرف شبہ، الذین: موصول، اورثوا: فعل مجہول با نائب الفاعل، الکتب: مفعول ثانی، من بعدھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر اسم، لام: تاکیدیہ، فی: جار، شک: موصوف، منہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر اول، مریب: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلذلک فادع واستقم کما امرت ولا تتبع اھواء ھم﴾

ف: تفصیلیہ، لام بمعنی "الی" جار، ذلک: مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، ف: تاکید لفاء اولی، ادع: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، استقم: فعل امر بافاعل، کما امرت: ظرف مستقر "استقامۃ" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لاتتبع اھواء ھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط محذوف "ان عرفت ھذا کلہ" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقل امنت بما انزل اللہ من کتب وامرت لاعدل بینکم﴾
و: عاطفہ، قل قول، امنت: فعل بافاعل، ب: جار، ما انزل اللہ: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من کتب: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، امرت: فعل نائب بافاعل، لاعدل: فعل امر غائب بافاعل، بینکم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اللہ ربنا وربکم لنا اعمالنا ولکم اعمالکم﴾
اللہ: مبتدا، ربنا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ربکم: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لنا: ظرف مستقر خبر مقدم، اعمالنا: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، اعمالکم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لاحجۃ بیننا وبینکم اللہ یجمع بیننا والیہ المصیر﴾
لا: نفی جنس، حجۃ: اسم، بیننا: ظرف متعلق بمحذوف معطوف علیہ، و: عاطفہ، بینکم: ظرف متعلق بمحذوف معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، اللہ: مبتدا، یجمع بیننا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الیہ: ظرف مستقر خبر مقدم، المصیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین یحاجون فی اللہ من بعد ما استجیب لہ حجتھم داحضۃ عند ربھم﴾
و: مستانفہ، الذین: موصول، یحاجون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، من: جار، بعد: مضاف، ما استجیب لہ: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، فی: جار، اللہ: "دین" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، حجتھم: مبتدا، داحضۃ: مبتدا، عند ربھم: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وعلیھم غضب ولھم عذاب شدید﴾
و: عاطفہ، علیھم: ظرف مستقر خبر مقدم، غضب: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب شدید: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اللہ الذی انزل الکتب بالحق والمیزان وما یدریک لعل الساعۃ قریب﴾
اللہ: مبتدا، الذی: موصول، انزل الکتب: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، الحق: معطوف علیہ، و: عاطفہ، المیزان: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، یدریک: فعل بافاعل ومفعول، لعل الساعۃ قریب: جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یستعجل بھا الذین لا یومنون بھا والذین امنوا مشفقون منھا﴾
یستعجل: فعل، بھا: ظرف لغو، الذین: موصول، لایومنون بھا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، الذین امنو: موصول صلہ، ملکر مبتدا، مشفقون منھا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویعلمون انھا الحق الا ان الذین یمارون فی الساعۃ لفی ضلل بعید﴾

و: عاطفہ، یعلمون: فعل بافاعل، انہا الحق: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، الا: حرف تنبیہ، الذین: موصول، یمارون فی الساعۃ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، لام: تاکیدیہ، فی ضلل بعید: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء وھو القوی العزیز﴾

اللہ: مبتدا، لطیف بعبادہ: شبہ جملہ خبر اول، یرزق من یشاء: جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، القوی العزیز: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ومایدریک لعل الساعۃ...... ☆ نبی کریم ﷺ نے قیامت کا ذکر فرمایا تو مشرکین نے بطریق تکذیب کہا کہ کب ہوگی اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اختلاف کے معنی، حیثیت واھمیت:

لے......اپنے حال اور قال کے سوا کسی اور طریقے کو اختیار کرنا، اختلاف کہلاتا ہے۔ (المفردات ص ۱۶۲)

آیت مبارکہ ﴿وما اختلفتم فیہ من شیء فحکمہ الی اللہ تم جس بات میں اختلاف کروگے اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے (الشوری: ۱۰)﴾ سے تین مسائل واضح ہوئے: (۱)......نظم قرآن سے ثابت ہوا کہ سید عالم ﷺ کو کافروں کو زبردستی ایمان کی جانب مائل کرنے سے منع کیا گیا، اور اسی طرح مومنین کو بھی کافروں سے خواہ مخواہ جھگڑنے سے روکا گیا۔ اور جب مخالفت و جھگڑے کی صورت پیدا ہوجائے تو فیصلہ کرانے کے لئے سید عالم ﷺ کی ذات کی جانب رجوع کیا جائے اور سید عالم ﷺ کی بارگاہ کے علاوہ کسی اور جانب التفات نہ کیا جائے، اور جب ایسا معاملہ ہو کہ جس کا جواب آقائے دوجہاں ﷺ نہ دے پائیں تو جیسا کہ ﴿یسئلونک عن الروح اورتم سے روح کو پوچھتے ہیں﴾ کے تحت آقائے دوجہاں ﷺ نے توقف فرمایا اور اس کا علم اللہ ﷻ کی جانب تفویض فرمایا اور نزول آیات ہونے پر جواب ارشاد فرمایا: ﴿ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی اورتم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے (الاسراء: ۸۵)﴾۔ (۲)......اللہ ﷻ کا فرمان: اے محمد ﷺ! ﴿وما اختلفتم فیہ من شیء فحکمہ الی اللہ تم جس بات میں اختلاف کروگے اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے﴾ اور دلیل اللہ ﷻ کا فرمان ﴿ذلکم اللہ ربی علیہ توکلت والیہ انیب یہ ہے اللہ میرا رب جس پر میں نے بھروسہ کیا اور میں اسی کی طرف رجوع لاتا ہوں (الشوری: ۱۰)﴾ ہے۔ (۳)......اس آیت ﴿وما اختلفتم فیہ من شیء فحکمہ الی اللہ تم جس بات میں اختلاف کروگے اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے﴾ سے قیاس کی نفی ہوتی ہے، کیونکہ اس آیت سے یا تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکم نص سے مستفاد ہو رہا ہے یا حکم قیاس سے مستفاد ہو رہا ہے جس پر نص وارد ہے، دوسری صورت تو باطل ہے کیونکہ اس صورت میں نص اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ تمام احکام قیاس سے ثابت ہوں جو کہ باطل ہے، اور پہلی صورت میں دیکھیں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام احکام نص سے ثابت ہوں اور اس صورت میں قیاس کی نفی ہوجائے گی، اور قائل کا یہ کہنا کہ حکم اللہ ﷻ کے بیان سے ثابت ہوتا ہے چہ جائے کہ وہ بیان نص کے ذریعے ہو یا قیاس کے ذریعے؟ میں (امام رازی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مقصود یہ ہے کہ تمام احکامات کو بغیر کسی اختلاف کے اللہ ﷻ کی جانب تفویض کیا جائے، اور قیاس کی جانب رجوع کرنا حکم اختلاف کو قوی کرتا ہے اور اس کی وضاحت بھی نہیں پائی جاتی پس واجب ہے کہ نصوص کی جانب رجوع کیا جائے۔

(الرازی، ج۹، ص ۵۸۱)

جاننا چاہیے کہ اختلاف کی نوعیت کیا ہے؟ بعض اوقات اختلاف نفع بخش بھی ہوتا ہے جیسا کہ سید عالم ﷺ کا فرمان: ''اختلاف امتی رحمة میری امت کے (علماء) کا اختلاف باعث رحمت ہے''۔ تاہم اسی اختلاف کا نتیجہ ہے کہ چار مشہور مذاہب پائے جاتے ہیں اور ہر ایک اپنے مذہب کے عالم مجتہد کے ساتھ وابستہ ہو کر اپنی دینی ضرورت کو پورا کرتا ہے اور یہ اختلاف شریعت مطہرہ میں مستحسن ہے۔ بعض اوقات اختلاف ذاتی نوعیت کا ہوا کرتا ہے جس کی اسلام نے کبھی اجازت نہ دی، لہذا جس اختلاف سے دین اسلام میں بگاڑ پیدا نہ ہو، شریعت محمدی میں امن کی فضاء خراب نہ ہو، اسلامی معاشرے کا سکون پارہ پارہ نہ ہو اور شریعت مطہرہ میں اس اختلاف کی گنجائش بھی ہو تو ایسا اختلاف یقیناً قابل دید ہوتا ہے اور اگر معاملہ برعکس ہے تو اللہ ﷻ محفوظ رکھے۔

کیا حضرت نوح علیہ السلام پہلے صاحب شریعت تھے؟ یا......:

۲......حافظ ابوبکر بن العربی کہتے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام پر اللہ ﷻ نے کسی قسم کے فرائض متعین نہ کئے تھے اور نہ ہی ان کی شریعت میں کسی قسم کی حرمت وغیرہ کے معاملات متعین تھے بس چند امور کا پابند کیا تھا جو کہ ضروریات معاش کے لئے اہم تھے اور اسی پر جمے رہنے کا حکم دیا تھا، پس جب نوح علیہ السلام کا ظہور ہوا تو انہیں امہات و بنات کی تحریم، واجبات، دیانات وغیرہ کی تعلیم و تربیت فرمائی اور حضرات رسل ہمیشہ اس پر کاربند رہے اور یکے بعد دیگرے ہر رسل نے اس کی پیروی کی اور یہ سلسلہ حضرت محمد ﷺ تک جا کر ختم ہوا۔ اور شرعی اصول میں کسی نبی کی شریعت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی یعنی توحید، نماز، زکوۃ، روزہ اور حج، اور اچھے اعمال جس کی بدولت اللہ ﷻ کا قرب حاصل کیا جائے، وعدوں کی پاسداری، امانتوں کا ادا کیا جانا، صلہ رحمی، کفر کی حرمت، قتل، زنا کی حرمت وغیرہ میں تمام نبی علیہم السلام یکساں رہے۔ تفسیر آلوسی میں اس مقام پر اتنا مزید ہے کہ حج کی ادائیگی کا حکم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے دور میں نہ تھا اور اکثر امتوں میں یہ حکم نہ تھا اور یہ بھی کہ متذکرہ آیت مقدسہ مکی ہے اور زکوۃ معروفہ اور صیام رمضان کی فرضیت آیات مدنی سے ثابت ہیں اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ فروعی معاملات میں اختلاف ضرور ہوا کرتا ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۵، ص ۳۱ وغیرہ، القرطبی، الجزء: ۲۵، ص ۱۲)

ثابت ہوا کہ شریعت کے نفاذ کے اعتبار سے سب سے پہلے نبی حضرت نوح علیہ السلام ہیں، تاہم سلسلہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا، پس اکابرین کی عبارت پر غور کرنے سے یہ مسئلہ واضح ہے۔

دین میں پھوٹ ڈالنے سے کیا مراد ہے؟

۳......اپنی آراء و خواہشات کی پیروی کر کے مختلف حصوں میں نہ بٹ جانے کا حکم ہے، یہود و نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئے، سید عالم ﷺ کی امت میں تہتر فرقے ہونے کی خبر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تفرقہ نہ ڈالو، جماعت میں رہنا رحمت اور جدا ہو جانا عذاب ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بالشت بھر بھی جماعت سے علیحدگی اختیار کی اس نے اسلام کا پھندا اپنے گلے سے اتار دیا''، اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جماعت پر اللہ ﷻ کا دست قدرت ہے''، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان انسان کے لئے بھیڑیا ہے جیسا کہ بکریوں کا بھیڑیا ریوڑ سے بچھڑنے والی، دور رہ جانے والی بکریوں کو دبوچ لیتا ہے (اسی طرح شیطان بھی جماعت سے رہ جانے والوں کو دبوچ لیتا ہے) اور تم گھاٹیوں (کناروں) سے بچو اور تم پر لازم ہے کہ جماعت اور جمہور کے ساتھ رہو''، اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔ (المظھری، ج ۶، ص ۲۵۰)

علم کلام کی روشنی میں توحید کا تصور:

ہے.....جس طرح بنانے والا ایک ہے، اسی طرح باز رکھنے والا بھی ایک ہی ہے۔ واجب الوجود ایک ہے اگر ایک سے زائد وجود میں شریک ہوتے تو ایک ہونا محال ہوتا، لہذا واجب الوجود صرف اللہ ﷻ ہی ہے۔ اگر ایک سے زائد خدا ہوتے تو کائنات کے نظام میں فساد آجاتا، اس لیے کہ کسی معاملے میں بیک وقت انکار واقرار کی صورت پیدا ہو جاتی۔ عادت یہ ہے کہ کسی مسئلے میں کئی حاکم ہوں تو کرنے نہ کرنے، باز رکھنے باز نہ رکھنے وغیرہ کے حوالے سے فساد آجاتا ہے۔ قدم ہونے پر دلائل: قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے، ازلی کے بھی یہی معنی ہیں، باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا اور اس کو ابدی بھی کہتے ہیں جس طرح اِس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے، صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں۔ (بہار شریعت، عقائد متعلقہ ذات و صفاتِ اِلٰہی، ج ۱، ص ۲ وغیرہ)

بیشک اللہ ﷻ کی صفات اور اس کے اسماء تمام کے تمام اَزلی ہیں، اس کی نہ تو کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی کوئی انتہاء، اس کی صفات اور اسماء میں کسی قسم تجدد (نیا پیدا شدہ کوئی وصف یا اسم) نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ اللہ ﷻ واجب الوجود ہے، اپنی ذات کامل میں، اپنی ذات وصفات کے حوالے سے، اگر کوئی اللہ ﷻ کی شان میں کسی وصف کے زائل ہونے کو مانے تو ایسا ماننا محال ہے، پس اللہ کی تمام صفات ازلی وابدی ہیں۔ (بہار شریعت، عقائد متعلقہ ذات و صفات اِلٰہی، ج ۱، ص ٤ وغیرہ)

اللہ ﷻ (صانع عالم) ایک ہے، اور اللہ ﷻ کی ذات بالا صفات کے علاوہ کسی اور کا واجب الوجود ہونا ناممکن ہے۔ اور متکلمین کے نزدیک اس حوالے سے دلیل تمانع پائی جاتی ہے جو کہ باری ﷻ کا فرمان ﴿لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہوتے تو وہ ضرور تباہ ہو جاتے (الانبیاء:۲۲)﴾ یعنی اگر اس زمین وآسمان میں ایک سے زائد خدا ہوتے تو ان میں فساد آجاتا۔ یہی وہ دلیل تمانع ہے جو کہ متکلمین علم کلام نے بیان کی ہے۔ خلاصہ یوں ہے کہ ایک بارش کے برسنے پر خوش ہوتا اور دوسرا ناخوش، ایک صبح ہونے کی خواہش کرتا اور دوسرا اس پر ناخوش ہوتا۔ الغرض کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ (شرح عقائد، مبحث دلیل علی الوحدانیت ص ۳٤)

میزان پر اعمال کے وزن ہونے کی بحث:

۵......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والوزن یومئذ الحق تو اس دن تول ضرور ہونی ہے (الاعراف:۸)﴾، میزان کو اعمال کے وزن کئے جانے کے نام سے پہچانا جاتا ہے، اور عقل اس کے صحیح ادراک سے قاصر ہے۔ احادیث کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ میزان کے دو پلڑے ہونگے جس میں نیکیاں اور بدیاں وزن کی جائیں گی، ایک پلڑے کا نام نور ہوگا جس میں نیکیاں تولی جائیں گی اور دوسرے کو ظلمت کہیں گے جس میں بُرائیوں کا وزن ہوگا اور میزان پانچ ہزار سال کی مسافت پر (پھیلا) ہوگا، یہی قول ابن عباس کا ہے۔ معتزلہ کا قول ہے کہ اعمال اعراض کے قبیلے سے ہیں لہذا ان کا اعادہ کر کے وزن کرنا ممکن نہیں ہے (اس لئے کہ وزن تو ان چیزوں کا ہوتا ہے جو بھاری جسم رکھتی ہوں)، اور کیونکہ یہ اللہ ﷻ ہی کو معلوم ہیں لہذا اس کا وزن کرنا عبث ہے۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اعمال لکھ دیئے گئے ہیں جن کا وزن کیا جائے گا''۔ پس اس میں کسی قسم کا اشکال نہیں ہونا چاہیے اور اللہ ﷻ کی ذات کے لئے کوئی غرض علت (نہیں) بن سکتی، اور وزن کرنے کی حکمت سے ہم مطلع نہیں اور جس کام کی حکمت سے ہم مطلع نہ ہوں وہ عبث نہیں ہوتا۔ (شرح عقائد، مبحث: والوزن والکتاب والسوال، ص ۲۵۲ وغیرہ)

اغراض:

یفصل بینکم: یعنی اللہ حقدار کو جنت میں اور باطل کو جہنم میں ڈالے گا۔

حیث خلق حواء من ضلع آدم: یعنی نیند کی حالت میں اللہ ﷻ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے بی بی حوا کو پیدا فرمایا ، پھر جب بیدار ہوئے تو بی بی حوا کو اپنے سامنے پایا اور اس کی جانب مائل ہوئے اور ہاتھ بڑھایا لیکن فرشتوں نے انہیں روکا، تو استفسار فرمایا: ''کیا یہ میرے لئے نہیں''؟، بولے پہلے ان کا مہرادا کیجئے، فرمایا: ''ان کا مہر کیا ہے؟''، بولے: محمد ﷺ پر تین بار درود شریف پڑھیں۔ای یکثر کم بسببه: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿فی﴾ سببیہ ہے اور ﴿فیه﴾ میں موجود ضمیر ﴿جعل﴾ کی طرف عائد ہے۔بالتغلیب: ایک سوال ہوتا ہے کہ عاقل اور غیر عاقل کو ایک ہی ضمیر میں جمع کرنا کیسے ممکن ہے؟ اور ظاہر آیت کا تقاضا یہ ہے کہ یوں کہا جائے: ''یذرؤکم ویذرؤها''۔من المطر: خزائن کا بیان ہے۔ وغیرهما: جیسا کہ جواہر جو کہ زمین سے نکلتے ہیں۔هو اول انبیاء الشریعة: اس جملے میں حضرت نوح علیہ السلام کے اول ہونے کی حکمت کی جانب اشارہ ہے، کہ ان کا زمانہ سب سے پہلے پایا گیا۔وهو التوحید: سے اس جانب بیان کرنا مقصود ہے کہ تمام رسل میں توحید کا عقیدہ پایا گیا۔من التوحید: یعنی توحید کے عقیدے پر اختصار کرتے ہیں جو کہ دین کی بنیاد ہے، اور سید عالم ﷺ کا انہیں دین کی طرف بلانا عام ہے یعنی تمام اصول وفروع کو شامل ہے۔والتوحید: اور نبی مرسل کی برکت سے اُن پر دلائل وبراہین واضح ہو چکے تھے۔

بتاخیر الجزاء: یعنی عذاب کا قیامت تک مؤخر کیا جانا مراد ہے، اور دنیا شقی وسعید کے لئے دار الجزاء نہیں ہے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ سابقہ اقوام میں زلزلہ، دھنسنا اور چہروں کا مسخ کیا جانا وغیرہ کے عذابات دنیا میں آئے ہیں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہ سارے عذاب نہیں تھے بلکہ عذاب اور رسوائی کی علامات تھیں۔

موقع فی الریبة: مراد اہل کتاب کا سید عالم ﷺ کے حوالے سے شبہات اور گمراہیوں میں پڑے رہنا ہے۔ای بان اعدل: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿لاعدل﴾ میں لام بمعنی باء ہے، اور ''ان'' مصدر یہ مقدرہ ہے۔فکل یجازی بعمله: یعنی خیر وشر کے عمل کی جزادی جائے گی۔هذا قبل ان یؤمر بالجهاد: میں اس جانب اشارہ ہے کہ متذکرہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ ہے :﴿قاتلوا الذین لا یؤمنون بالله ولا بالیوم الآخر﴾، اور ایک قول منسوخ نہ ہونے کا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ حق ظاہر ہو چکا، دلائل قائم ہو گئے، صرف عناد ہی کی وجہ سے حجت اور جدال نہیں ہونا چاہیے۔

وهم الیهود: موصول کی تفسیر ہے۔العدل: کو میزان کہا گیا ہے اس لئے کہ میزان سے انصاف اور عدل حاصل ہوتا ہے، الختصر، مزید حاشیہ نمبر ''۳'' کا مطالعہ فرمائیں۔ای اتیانها: ﴿الساعة﴾ یعنی قیامت ﴿قریب﴾ ہے، یہاں مضاف کو مقدر ماننا ہے تاکہ مذکر ومونث جملوں کے مابین مطابقت درست ہو جائے۔من کل منهم: مَن کا بیان ہے، معنی یہ ہے کہ اللہ ان میں سے جسے چاہے رزق عطا فرمائے۔

(الصاوی، ج۵،ص ۲۲۰ وغیرہ)

رکوع نمبر:۴

﴿من کان یرید﴾ بِعَمَلِهٖ ﴿حرث الاخرة﴾ اَیْ کَسْبَهَا وَهُوَ الثَّوَابُ ﴿نزد له فی حرثه﴾ بِالتَّضْعِیْفِ فِیْهِ الْحَسَنَةُ اِلٰی عَشْرَةٍ وَاَکْثَرَ ﴿ومن کان یرید حرث الدنیا نؤته منها﴾ بِلَا تَضْعِیْفٍ مَا قُسِّمَ لَهٗ ﴿وما له فی الاخرة من نصیب (۲۰) ام﴾ بَلْ ﴿لهم﴾ لِکُفَّارِ مَکَّةَ ﴿شرکؤا﴾ هُمْ شَیَاطِیْنُهُمْ ﴿شرعوا﴾ اَیِ الشُّرَکَاءُ ﴿لهم﴾ لِلْکُفَّارِ ﴿من الدین﴾ الْفَاسِدِ ﴿ما لم یأذن به الله﴾ کَالشِّرْکِ وَاِنْکَارِ الْبَعْثِ ﴿ولولا کلمة الفصل﴾ اَیِ الْقَضَاءُ السَّابِقُ بِاَنَّ الْجَزَاءَ فِی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ﴿لقضی بینهم﴾ وَبَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالتَّعْذِیْبِ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا ﴿وان الظلمین﴾ الْکَافِرِیْنَ ﴿لهم عذاب الیم (۲۱)﴾ مُؤْلِمٌ ﴿تری الظلمین﴾ یَوْمَ

الْقِيٰمَةِ ﴿مشفقين﴾ خائفين ﴿مما كسبوا﴾ في الدُّنيا من السَّيِّاٰت اَنْ يُجَازَوْا عَلَيْهَا ﴿وهو﴾ اَيِ الْجزاء
عليها ﴿واقع بهم﴾ يوم القيمة لا محالة ﴿والذين امنوا وعملوا الصلحت في روضت الجنت﴾ اَنْزَهِهَا
بالنسبة الى من دُوْنَهُم ﴿لهم ما يشاء ون عند ربهم ذلك هو الفضل الكبير (۲۲) ذلك الذي يبشر
الله﴾ من البشارة مخففا ومثقلا به ﴿عباده الذين امنوا وعملوا الصلحت قل لا اسئلكم عليه﴾ اي على
تبليغ الرسالة ﴿اجرا الا المودة في القربى﴾ اِسْتِثْنَاءٌ مُنْقَطِعٌ اي لكن اَسْأَلُكُمْ اَنْ تَوَدُّوْا قَرَابَتِي الَّتِيْ هِيَ
قرابتكم ايضا فان له في كل بطن من قريش قرابة ﴿ومن يقترف﴾ يكتسب ﴿حسنة﴾ طاعة ﴿نزد له فيها
حسنا﴾ بتضعيفها ﴿ان الله غفور﴾ للذنوب ﴿شكور (۲۳)﴾ لِلْقَلِيْلِ فَيُضَاعِفُهُ ﴿ام﴾ بَلْ ﴿يقولون افترى
على الله كذبا﴾ بنسبة القران الى الله تعالى ﴿فان يشاء الله يختم﴾ يَرْبِطُ ﴿على قلبك﴾ بِالصَّبْرِ على
اذاهم بهذا القول وغيره وقد فعل ﴿ويمح الله الباطل﴾ الَّذِيْ قَالُوْهُ ﴿ويحق
الحق﴾ يثبته ﴿بكلمته﴾ المُنْزَلَة على نبيه ﴿انه عليم بذات الصدور (۲۴)﴾ بِمَا فِي الْقُلُوْبِ ﴿وهو الذي
يقبل التوبة عن عباده﴾ منهم ﴿ويعفوا عن السيات﴾ الْمَتَابِ عَنْهَا ﴿ويعلم ما تفعلون (۲۵)﴾ بالياء
والتاء ﴿ويستجيب الذين امنوا وعملوا الصلحت﴾ يُجِيْبُهُمْ اِلٰى مَا يَسْئَلُوْنَ ﴿ويزيدهم﴾ الله ﴿من فضله
والكفرون لهم عذاب شديد (۲۶) ولو بسط الله الرزق لعباده﴾ جَمِيْعُهُمْ ﴿لبغوا﴾ جَمِيْعُهُمْ اَيْ طَغَوْا ﴿في
الارض ولكن ينزل﴾ بالتخفيف وضده من الارزاق ﴿بقدر ما يشاء﴾ فَيَبْسُطُهَا لِبَعْضِ عِبَادِهٖ دُوْنَ بَعْضٍ
وَيَنْشَاءُ عَنِ الْبَسْطِ الْبَغْيُ ﴿انه بعباده خبير بصير (۲۷) وهو الذي ينزل الغيث﴾ اَلْمَطَرَ ﴿من بعد ما
قنطوا﴾ يَئِسُوْا مِنْ نُزُوْلِهٖ ﴿وينشر رحمته﴾ يَبْسُطُ مَطَرَهٗ ﴿وهو الولي﴾ اَلْمُحْسِنُ
لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿الحميد (۲۸)﴾ اَلْمَحْمُوْدُ عِنْدَهُمْ ﴿ومن ايته خلق السموت والارض و﴾ خَلْقُ ﴿ما بث﴾ فَرَّقَ
وَنَشَرَ ﴿فيهما من دابة﴾ هِيَ مَا يَدِبُّ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ النَّاسِ وَغَيْرِهِمْ ﴿وهو على جمعهم﴾ لِلْحَشْرِ ﴿اذا
يشاء قدير (۲۹)﴾ فِي الضَّمِيْرِ تَغْلِيْبُ الْعَاقِلِ عَلٰى غَيْرِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

جو (اپنے عمل کے ذریعے) آخرت کی کھیتی چاہے (یعنی کسب آخرت، مراد اس سے اخروی ثواب ہے) ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں (اس کی نیکیوں میں دس یا اس سے بھی زیادہ بڑھا کر......۱...... جیسا کہ سورۂ بقرہ آیت ۲۶۱ میں ہے) اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے (بے اضافہ کئے اس کی قسمت کے مطابق) اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں......۲...... بلکہ (ام بمعنی بل ہے) ان کے لیے (یعنی کفار مکہ کے لیے) کچھ شریک ہیں (مراد اس سے ان کے شیاطین ہیں) جنہوں نے (یعنی ان شرکاء نے) نکال دیا ان کے لیے (ان کافروں کے لیے) دین (یعنی دین فاسد) کہ اللہ نے اس کی اجازت نہ دی (جیسے شرک اور حشر ونشر کا انکار کرنا) اور اگر ایک فیصلے کی بات نہ ہوتی (یعنی یہ سابقہ قضا نہ ہوتی کہ ایسوں کو بروز قیامت جزا دی جائیگی) تو ان میں فیصلہ کردیا جاتا (یعنی کافروں اور مسلمانوں کے درمیان یوں کہ کافروں کو دنیا میں عذاب میں مبتلا کردیا جاتا) اور بیشک ظالموں (یعنی کافروں) کے لیے دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مؤلم ہے) تم (بروز قیامت) ظالموں کو دیکھو گے کہ اپنی کمائیوں سے (یعنی دنیا

میں کی گئیں برائیوں سے ان کا بدلہ دیا جائیگا......۳) سہمے ہوئے ہوں گے (مشفقین بمعنی خائفین ہے) اور وہ (یعنی ان برائیوں کی سزا) ان پر (بروز قیامت لامحالہ) پڑ کر رہے گی اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنت کی پھلواریوں میں ہیں (یعنی دیگر جنتیوں کے مقابلہ میں یہ اعلیٰ ترین جنت میں ہیں) ان کے لیے ان کے رب کے پاس ہے جو چاہیں یہی بڑا فضل ہے یہ ہے وہ جس کی خوشخبری دیتا ہے (یبشر مصدر بشارۃ سے ہے، اس فعل کو مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تم فرماؤ میں اس پر (یعنی تبلیغ رسالت پر) نہیں مانگتا تم سے اجرت مگر قرابت کی محبت (الا المودة فی القربی یہ استثناء منقطع ہے معنی یہ ہے کہ ہاں میں تم سے اپنی قرابت داروں سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں جو کہ تمہارے بھی قرابت دار ہیں کہ حضور ﷺ کی قبیلہ قریش کی ہر شاخ سے قرابت داری تھی......۴) اور جو نیک کام کرے (یقترف بمعنی یکتسب ہے، حسنة بمعنی طاعة ہے) ہم اس کے لیے اس میں اور خوبی بڑھائیں (اس کی نیکی میں اضافہ کر کے) بیشک اللہ بخشنے والا ہے (گناہوں کا) قدر فرمانے والا ہے (چھوٹی نیکی کو بھی کہ وہ اس کو بڑھا دیتا ہے) بلکہ (ام بمعنی بل ہے) یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا (قرآن کی نسبت اللہ ﷻ کی طرف کر کے) اور اللہ چاہے تو تمہارے قلب کو مضبوط کر دے (یختم بمعنی یربط ہے) اس (قول اور کفار کی دیگر اذیتوں پر صبر کرنے کے ذریعے اور اللہ ﷻ نے ایسا ہی کیا) اور مٹاتا ہے باطل کو (یعنی اس باطل قول کو جو وہ کہتے ہیں) اور حق کو ثابت فرماتا ہے (یحق بمعنی یثبت ہے) اپنی (ان) باتوں سے (جو اس نے اپنے نبی ﷺ پر نازل کی ہیں) بیشک وہ سینوں کی بات جانتا ہے (یعنی دلوں میں موجود باتوں کو جانتا ہے) اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا (جو ان میں سے توبہ کر لیتے ہیں) اور (ان کے) گناہوں سے درگزر فرماتا ہے (جس سے توبہ کر لی جائے......۵) اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو (تفعلون فعل علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور دعا قبول فرماتا ہے ان کی جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے (یعنی یہ لوگ جو سوال کرتے ہیں وہ اللہ ﷻ قبول فرمائیگا) اور وہ (یعنی اللہ ﷻ) انہیں اپنے فضل سے انعام دیتا ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے اور اگر اللہ اپنے (سب) بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور فساد پھیلاتے (یعنی وہ سب کے سب ضرور سرکشی کرتے، لبغوا بمعنی طغوا ہے) زمین میں لیکن وہ اتارتا ہے (رزق، ینزل فعل مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اندازے سے جتنا چاہے (تو وہ اپنے بعض بندوں کے لیے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور بعض پر رزق تنگ کر دیتا ہے اور سرکشی کا پیدا ہونا کشادگی رزق سے ہوتا ہے) بیشک وہ بندوں سے خبردار ہے انہیں دیکھتا ہے اور وہی ہے کہ مینہ اتارتا ہے (الغیث بمعنی المطر ہے) ان کے بارش برسنے سے ناامید ہونے پر (قنطوا فعل یئسوا ہے) اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے (یعنی اپنی بارش کو پھیلا دیتا ہے) اور وہی ولی ہے (یعنی مسلمانوں پر احسان کرنے والا ہے مومنوں کے نزدیک) سب خوبیاں سراہا (حمید بمعنی محمود ہے) اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور ان کی (پیدائش) جو چلنے والے ان میں پھیلائے (بث بمعنی فرق ونشر ہے، دابة ہر اس جان کو کہتے ہیں جو زمین پر چلے، خواہ وہ انسان ہو یا کوئی اور مخلوق) اور وہ ان کے اکٹھا کرنے پر (محشر کے لیے) جب چاہے قادر ہے (جمعهم میں ضمیر مذکر عقلاء کو غیر عقلاء پر غلبہ دیتے ہوئے ذکر کی گئی ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿من كان يريد حرث الاخرة نزد له فی حرثه﴾

من: شرطیہ مبتدا، کان: فعل ناقص با اسم، یرید حرث الاخرة: فعل با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، نزد له: فعل با فاعل و ظرف لغو، فی حرثه: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ومن کان یرید حرث الدنیا نوته منها وما له فی الاخرة من نصیب﴾
و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، کان یرید حرث الدنیا: جملہ فعلیہ شرط، نوته منها: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، له: ظرف مستقر خبر مقدم، فی الاخرة: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، نصیب: ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام لهم شرکاء شرعوا لهم من الدین مالم یاذن به الله﴾
ام: عاطفہ منقطعہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، شرکاء: موصوف، شرعوا لهم: فعل بافاعل وظرف لغو، من الدین: ظرف مستقر حال مقدم، مالم یاذن به الله: موصول صلہ ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مبتدا، مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولولا کلمة الفصل لقضی بینهم وان الظلمین لهم عذاب الیم﴾
و: عاطفہ، لولا: حرف شرط، کلمة الفصل: "موجود" محذوف خبر کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، قضی بینهم: جملہ فعلیہ جواب لولا واقع ہے، و: عاطفہ، ان الظلمین: حرف شبہ واسم، لهم عذاب الیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تری الظلمین مشفقین مما کسبوا وهو واقع بهم﴾
تری: فعل بافاعل، الظلمین: ذوالحال، مشفقین: اسم فاعل بافاعل، مما کسبوا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال اول، و: حالیہ، هو: مبتدا، واقع بهم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت فی روضت الجنت لهم ما یشاء ون عند ربهم﴾
و: عاطفہ، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، فی روضت الجنت: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، ما: موصولہ، یشاء ون عند ربهم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک هو الفضل الکبیر ذلک الذی یبشر الله عباده الذین امنوا وعملوا الصلحت﴾
ذلک: مبتدا، هو: مبتدا، الفضل الکبیر: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ذلک: مبتدا، الذی: موصول، یبشر الله: فعل وفاعل، عباده: موصوف، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی﴾
قل: قول، لا اسئلکم: فعل بافاعل ومفعول، علیه: ظرف مستقر حال مقدم، اجرا: مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، المودة: ذوالحال، فی القربی: ظرف مستقر حال، ملکر مستثنیٰ، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ومن یقترف حسنة نزد له فیها حسنا ان الله غفور شکور﴾
و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یقترف حسنة: جملہ فعلیہ شرط، نزد له: فعل بافاعل وظرف لغو، فیها: ظرف مستقر حال مقدم، حسنا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان الله: حرف شبہ واسم، غفور شکور: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام یقولون افتری علی الله کذبا فان یشا الله یختم علی قلبک﴾

ام: عاطفہ منقطعہ ،یقولون: قول،افتری: فعل بافاعل،علی اللہ: ظرف لغو،کذبا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ف: عاطفہ،ان: شرطیہ،یشا اللہ: جملہ فعلیہ شرط،یختم: فعل بافاعل،علی قلبک: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویمح اللہ الباطل ویحق الحق بکلمتہ﴾﴿وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ﴾

و: مستانفہ،یمح اللہ الباطل: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،یحق الحق: فعل بافاعل ومفعول،بکلمۃ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: مستانفہ،ھو: مبتدا،الذی: موصول،یقبل التوبۃ عن عبادہ: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویعفوا عن السیات ویعلم ما تفعلون﴾

و: عاطفہ،یعفوا عن السیات: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،یعلم: فعل بافاعل،ماتفعلون: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویستجیب الذین امنوا وعملوا الصلحت ویزیدھم من فضلہ﴾

و: عاطفہ،یستجیب: فعل بافاعل،الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ،ملکر تقدیر لام جار مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،یزیدھم من فضلہ: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والکفرون لھم عذاب شدید﴾

و: عاطفہ،الکفرون: مبتدا،لھم عذاب شدید: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن ینزل بقدر ما یشاء﴾

و: مستانفہ،لو: شرطیہ،بسط اللہ الرزق: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ،لبغوا فی الارض: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ،و: عاطفہ،لکن: استدراکیہ،ینزل: فعل بافاعل،بقدر: ظرف مستقر حال مقدم،مایشاء: موصول صلہ،ملکر ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انہ بعبادہ خبیر بصیر﴾انہ: حرف شبہ واسم،بعبادہ خبیر: شبہ جملہ خبر اول،بصیر: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وھوالذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ﴾

و: عاطفہ،ھو: مبتدا،الذی: موصول،ینزل: فعل بافاعل،الغیث: ذوالحال،من بعد ماقنطوا: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،ینشر رحمتہ: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وھوالولی الحمید ومن ایتہ خلق السموت والارض ومابث فیھما من دابۃ﴾

و: عاطفہ،ھو: مبتدا،الولی الحمید: خبران،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،من ایتہ: ظرف مستقر خبر مقدم،خلق: مضاف،السموت: معطوف علیہ،والارض: معطوف اول،و: عاطفہ،ما: موصولہ،بث فیھما: فعل بافاعل وظرف لغو،من دابۃ: ظرف مستقر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر معطوف ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وھو علی جمعھم اذا یشاء قدیر﴾

و: عاطفہ،ھو: مبتدا،علی: جار،جمع: مصدر مضاف بافاعل،ھم: ضمیر مضاف الیہ مفعول،اذا: مضاف،یشاء: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور،ملکر ظرف لغو مقدم،قدیر: صفت شبہ بافاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا ......☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے اور انصار نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے ذمہ مصارف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور حضور ﷺ کے حقوق واحسانات یاد کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے بہت سا مال جمع کیا اور اس کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور ﷺ کی بدولت ہمیں ہدایت نصیب ہوئی، ہم نے گمراہی سے نجات پائی، ہم دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے مصارف بہت زیادہ ہیں اس لئے ہم یہ مال خدام آستانہ کی خدمت میں نذر کے لئے لائے ہیں قبول فرما کر ہماری عزت افزائی کی جائے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے وہ اموال واپس فرما دیئے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نیکیوں پر اجر میں اضافہ:

۱...... جاننا چاہیے کہ یہ آیات عظیم الشان ثواب کے حصول پر دلیل کی حیثیت رکھتی ہیں: (۱)...... بیشک اللہ ﷻ ایمان اور عملِ صالح پر جنت کی بشارت دیتا ہے، اور اللہ ﷻ کی ذات پاک اعمال پر عظیم الشان ثواب مرتب کرنے والی ذات ہے، اور یہ کہ کس عمل پر کما حقہ کتنا اجر مرتب ہوتا ہے یہ صرف اللہ ﷻ ہی جانتا ہے۔ (۲)...... اللہ ﷻ کے فرامین: ﴿لھم ما یشاؤن عند ربھم ان کے لئے ان کے رب کے پاس ہے جو چاہیں﴾، ﴿لھم ما یشاؤن ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں﴾ کا تعلق غیر متناہی ابواب سے ہے یعنی اس ثواب کی مقدار کو کوئی نہیں جانتا لہذا بندہ اعلیٰ درجے کے ثواب ہی کو تصور میں رکھے۔ (۳)...... اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿ذلک ھو الفضل الکبیر یہی بڑا فضل ہے﴾ یعنی وہ ذات جس کی کبریائی ہر چیز پر محیط ہے، علی الاطلاق وہی ہر چیز سے بڑا ہے۔ (۴)...... اس جملے میں بھی اللہ ﷻ کی غایت درجے کی عظمتِ شان کا بیان ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿الذی یبشر اللہ عبادہ وہ جس کی خوشخبری دیتا ہے (الشوریٰ: ۲۳)﴾، پس ہم اللہ ﷻ سے اس کی بارگاہ سے کامیابی اور ابدی انعام کے سوالی ہیں۔ (الرازی، ج۹، ص۵۹۳)

فقط دنیا چاہنے والوں کے لئے آخرت میں حصہ نہ ہونا:

۲...... دنیا میں کئے جانے والے نیک اعمال کے مقبول ہونے کے لیے ایمان بھی شرط ہے، جس کا ایمان ہی مکمل نہیں وہ کتنی ہی نیکیاں کر لے، اسے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ آخرت میں انہی لوگوں کو فائدہ ہوگا جو دنیا میں اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور وہ صاحب ایمان بھی ہوں۔ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ''جس نے صبح اس حال میں کی کہ فقط دنیا ہی کی طلب کی جستجو کی تو اللہ ﷻ اسے دنیا میں سے فقط اتنا ہی دے گا جتنا اللہ ﷻ نے اُس کے لئے لکھ دیا ہے اور جس نے صبح اس حال میں کی کہ آخرت کی خواہش کی تو اللہ ﷻ سے غنی کر دے گا اور اسے دنیا بھی دے گا اور یہ دنیا اسکے پاس ناک گھسیٹتی ہوئی آئے گی''۔ (الرازی، ج۹، ص۵۹۲)

☆...... حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! زمانہ جاہلیت میں ابن جدعان رشتے داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا، کیا یہ عمل اس کو آخرت میں نفع دے گا؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''یہ عمل اس کو نفع نہ دے گا، کیونکہ اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا: اے میرے اللہ ﷻ! قیامت کے دن میری خطاؤں کو بخش دینا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: الدلیل علی ان من مات، رقم: ۴۰۶/۲۱۴، ص ۱۳۰)

اس حدیث کے تحت علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: قاضی عیاض نے فرمایا کہ اس پر اجماع ہے کہ کفار کو ان کے نیک اعمال سے نفع نہیں

ہوگا، ان کو آخرت میں ان کی نیکیوں پر کوئی اجر وثواب نہیں ملے گا، اور نہ ان کے عذاب میں کوئی تخفیف ہوگی، البتہ کافروں کے جرائم کے اعتبار سے بعض کو بعض سے زیادہ عذاب ہوگا۔ (نووی علی مسلم، المرجع السابق، ص ۲۴٤)

ظالموں کو آخرت میں نقصان ہونا:

۳۔۔۔۔۔کل قیامت میں انسان اپنے گناہوں کے بوجھ میں دبا ہوا ہوگا، ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ انسان گناہ کرنے سے پہلے اس کی شامت خیزی پر غور وتفکر کرلے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ﴿یحملون اوزارھم علی ظھورھم یعنی اپنی پیٹھوں پر گناہوں کا بوجھ اٹھاتے ہونگے (الانعام: ۳۱)﴾۔ پیش نظر آیت میں ''وزر'' کو ''وازر'' پر محمول کیا گیا ہے، اس سے مراد وہ حاکم وقت ہے جو اپنی رعایا (پر ہونے والے مظالم کا) بوجھ اٹھائے گا۔ قیامت کے دن بیٹا اپنی ماں سے ملاقات کرے گا، ماں کہے گی اے میرے لخت جگر! کیا میری گود تیرے لئے آرام گاہ نہیں تھی، میرا دودھ تیرے لیے خوراک نہیں تھا، میرا پیٹ تیرے لیے جائے مسکن نہیں تھا، بیٹا کہے گا کیوں نہیں والدہ محترمہ، ایسا ہی تھا۔ ماں کہے گی میرے گناہوں کا بوجھ بڑا بھاری ہے تو اس میں سے ایک گناہ کا بوجھ اٹھالے، بیٹا کہے گا: ''ماں آج کے دن میں اپنے بوجھ اٹھانے میں مشغول ہوں''۔ اس آیت اور ذیل میں دی گئی احادیث سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے استدلال کیا ہے کہ زندہ لوگوں کے میت پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب نہیں ہوتا۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱۵، ص ۲۰۲)

سید عالم ﷺ کے قرابت داروں کی اہمیت وحیثیت:

۴۔۔۔۔۔اہل قرابت سے مرادکون ہیں؟ اس کا جواب قرآن ہی کی آیت پاک میں موجود ہے چنانچہ ارشاد باری ﴿والمومنون والمومنت بعضھم اولیاء بعض اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں (التوبۃ: ۷۱)﴾۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: مسلمان مثل ایک عمارت کے ہیں، جس کا ہر ایک حصہ دوسرے حصے کو قوت اور مدد پہنچاتا ہے جب مسلمانوں میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت واجب ہوئی تو سید عالم ﷺ کے ساتھ کس قدر محبت فرض ہوگی معنی یہ ہے کہ میں ہدایت وارشاد پر کچھ اجرت نہیں مانگتا لیکن قرابت کے حقوق تو تم پر واجب ہیں ان کا لحاظ رکھو اور میرے قرابت والے بھی تمہارے قرابت والے ہیں انہیں ایذا نہ دو۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قرابت والوں سے مراد سید عالم ﷺ کی آل پاک ہے۔ اہل قرابت سے مرادکون کون ہیں؟ اس میں کئی اقوال ہیں: (۱)۔۔۔۔۔حضرت علی وفاطمہ وحسن وحسین رضی اللہ عنہم ہیں۔ (۲)۔۔۔۔۔آل علی وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس رضی اللہ عنہم ہیں۔ (۳)۔۔۔۔۔حضور کے وہ اقارب مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور وہ مخلصین بنی ہاشم وبنی عبد المطلب رضی اللہ عنہم ہیں۔ (۴)۔۔۔۔۔سید عالم ﷺ کی ازواج اہل بیت رضی اللہ عنہن میں داخل ہیں۔ (۵)۔۔۔۔۔سید عالم ﷺ کی محبت اور ان کے اہل بیت کی محبت دین کے فرائض میں داخل ہے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۷۰، الخازن، ج٤، ص۹۷)

امام رازی کہتے ہیں: سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو میری آل کی محبت میں مَرا وہ شہید ہے، اور جو آل محمد ﷺ کی محبت میں انتقال کر گیا وہ بخشا ہوا ہے، خبر دار جو آل محمد ﷺ کی محبت میں انتقال کر گیا وہ تائب ہو کر مرا، جو آل محمد ﷺ کی محبت میں مَرا وہ ایمان مکمل کر کے مرا، جو آل محمد ﷺ کی محبت میں مَرا ملک الموت اُسے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور یہی خوشخبری اُسے منکر نکیر دیتے ہیں، خبر دار جو آل محمد ﷺ کی محبت میں مَرا اس کے لئے جنت آراستہ کی جاتی ہے جیسا کہ دلہن کے لئے حجرۂ عروسی مزین کیا جاتا ہے، خبر دار جو آل محمد ﷺ کی محبت میں مَرا اس کے لئے قبر میں جنت کے دو دروازے کھولے جاتے ہیں، خبر دار جو آل محمد ﷺ کی محبت میں مَرا اس کی قبر پر فرشتے رحمت کی نظر کرتے ہیں، خبر دار جو آل محمد ﷺ کی محبت میں مَرا وہ اہل سنت وجماعت (کے مسلک) پر مَرا، خبر دار جو آل محمد ﷺ کے بغض میں مَرا اس کی آنکھوں کے مابین لکھ دیا جائے گا کہ یہ قیامت کے دن اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس ہو کر اٹھے گا، خبر دار جو آل محمد ﷺ کے

بغض میں مرے گا وہ کافر ہو کر مرے گا، خبردار جو آل محمد ﷺ کے بغض میں مرے گا وہ جنت کی خوشبو تک نہ پا سکے گا، یہ وہ ہے جو صاحب کشاف نے لکھا۔ (الرازی، ج۹، ص ۵۹۵)

بغیر توبہ کئیے معافی ملنا:

۵......امام رازی فرماتے ہیں کہ اہل ایمان کے حق میں اللہ ﷻ بغیر توبہ کی شرط کے بھی گناہ معاف فرما دیتا ہے، دلیل ﴿یدعوکم لیغفر لکم من ذنوبکم تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے کچھ گناہ بخشے (ابراھیم: ۱۰) ﴾ ہے، اس آیت میں اللہ ﷻ نے بعض گناہوں کو بغیر توبہ کیے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، پس واجب ہے کہ بعض گناہ بغیر توبہ کئے معاف ہو جائیں اور ان بعض گناہوں میں کفر داخل نہیں ہے اس لئے کہ کفر کے بارے میں علماء کا اجماع ہے کہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہو سکتا۔ (الرازی، ج۷، ص ۷۲)

بغیر توبہ کے گناہ بخشے جانے کی مثالیں: ﴿قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم یعنی تم فرماؤ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا (ال عمران: ۳۱) ﴾، ﴿یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم یعنی اللہ تمہارے اعمال کو درست کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا (الاحزاب: ۷۱) ﴾، ﴿ان ربک لذو مغفرۃ للناس علی ظلمھم بیشک تمہارا رب لوگوں کے ظلم کے باوجود ان کی مغفرت فرما دیتا ہے (الرعد: ٦) ﴾۔ سورۂ رعد کی آیت کے تحت امام رازی فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو بھی بغیر توبہ کے بخش دیتا ہے۔ امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ آیت مقدسہ کفار کو ایمان لانے کی دعوت اور مومنین کو مزید فرمانبرداری بجالانے اور نافرمانی سے اجتناب کرنے پر دلیل ہے، اور اسی میں لوگوں پر ظلم کرنے سے بچنا بھی داخل ہے۔ (البیضاوی، ج۲، ص ۲۱۷ ملخصا، عطائین، ج۳، ص ۱۲۸)

اغراض:

بعملہ: یعنی دنیا میں نماز وغیرہ یا عیال کے لئے کوشش کرنے کے ذریعے، جب کہ مدار اچھی نیت پر ہے جس پر عادات وابستہ ہوتی ہیں۔ **الحسنۃ:** مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے مراد اس سے تضعیف (کسی چیز میں اضافہ ہونا) ہے۔ **شیاطینھم:** جنہیں تم نے (اے کفار مکہ) کفر و معصیت میں شریک کر رکھا ہے۔ **ان یجازوا علیھا:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ مضاف حذف ہے یعنی ''جزاء ما کسبوا''۔ **لا محالہ:** چہ جائے کہ ڈرتے ہوں یا نہ ڈرتے ہوں، حساب ہونا ہے۔

انزھھا بالنسبۃ الی من دونھم: یعنی جنت کے باغ اور اس کے اعلی درجات اور پاکیزگیاں، اور اس میں اشارہ ہے کہ جو ایمان لائے اگر چہ اچھے اعمال نہ کئے لیکن وہ جنت میں جائیں گے، چہ جائے کہ اعلی درجات ہوں یا نہ ہوں۔

یبسط مطرہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ ﷻ نے ان کی سختی کے اوقات میں بارش کے ذریعے مدد فرمائی، اور رحمت سے مراد مخلوق پر احسان کرنا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ رحمت سے برکات مراد لی جائیں، یعنی بارش کی برکتیں عطا فرما دیں جس میں ہر قسم کے فوائد پنہاں ہیں، مثلا پہاڑوں، فصلوں، حیوانوں سب کو ہی فائدے ہیں اور اس کا عطف ماقبل پر ہوگا، یعنی مسبب کی برکتوں کا ذکر کر کے عطف سبب پر کیا گیا ہے۔ **المحمود عندھم:** یعنی تمام مخلوقات مراد ہیں، لیکن مومنین کا خاص طور پر ذکر اس لئے کیا کیونکہ مقصود مومنین کا شرف و اکرام تھا۔ **ھی ما یدب علی الارض:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد دونوں (آسمان و زمین) میں سے ایک ہے، اور اس صورت میں تثنیہ کا اطلاق مفرد پر ہوگا، جیسا کہ اللہ ﷻ کے فرمان میں اس کی مثال موجود ہے: ﴿یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان (الرحمن: ۲۲) ﴾ جب کہ دونوں سے ایک ہی چیز نکلتی ہے اور وہ ''ملح (نمک)'' ہے، اور یہی زیادہ بہتر ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آیت اپنے ظاہر پر باقی ہے، اور اس میں کوئی مانع نہیں کہ اللہ ﷻ نے آسمان پر بھی حیوانات پیدا کیے ہوں جس طرح

زمین پر حیوانات چلتے پھرتے ہیں بالکل ایسے ہی آسمان پر بھی چلتے پھرتے ہوں، لیکن یہ انسانی اذہان سے بعید قول ہے اور عرف وعادت کے بھی خلاف ہے۔ (الصاوی، ج۵،ص۲۲٤وغیرہ)

رکوع نمبر: ۵

﴿وما اصابکم﴾خِطَابٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴿من مصيبة﴾بَلِيَّةٍ وَشِدَّةٍ﴿فبما كسبت ايديكم﴾اَىْ كَسَبْتُمْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَعُبِّرَ بِالْاَيْدِىْ لِاَنَّ اَكْثَرَ الْاَفْعَالِ تُزَاوِلُ بِهَا﴿ويعفوا عن كثير (۳۰)﴾مِنْهَا فَلا يُجَازِىْ عَلَيْهِ وَهُوَ تَعَالٰى اَكْرَمُ مِنْ اَنْ يُثْنِىَ الْجَزَاءَ فِى الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا غَيْرُ الْمُذْنِبِيْنَ فَمَا يُصِيْبُهُمْ فِى الدُّنْيَا لِرَفْعِ دَرَجَاتِهِمْ فِى الْاٰخِرَةِ﴿وما انتم﴾يَا مُشْرِكِيْنَ﴿بمعجزين﴾اَللّٰهُ هَرْبًا﴿فى الارض﴾فَتَفُوْتُوْهُ ﴿وما لكم من دون الله﴾اَىْ غَيْرِهٖ﴿من ولى ولا نصير (۳۱)﴾يَدْفَعُ عَذَابَهُ عَنْكُمْ﴿ومن ايته الجوار﴾اَلسُّفُنِ﴿فى البحر كالاعلام (۳۲)﴾كَالْجِبَالِ فِى الْعِظَمِ﴿ان يشأ يسكن الريح فيظللن﴾يَصِرْنَ﴿رواكد﴾ثَوَابِتَ لا تَجْرِىْ﴿على ظهره ان فى ذلك لايت لكل صبار شكور (۳۳)﴾هُوَ الْمُؤْمِنُ يَصْبِرُ فِى الشِّدَّةِ وَيَشْكُرُ فِى الرَّخَاءِ﴿او يوبقهن﴾عَطْفٌ عَلٰى يَسْكُنْ اَىْ يُغْرِقُهُنَّ بِعَصْفِ الرِّيْحِ بِاَهْلِهِنَّ﴿بما كسبوا﴾اَىْ اَهْلُهُنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ﴿ويعف عن كثير (۳٤)﴾مِنْهَا فَلا يُغْرِقُ اَهْلَهُ﴿ويعلم﴾ بِالرَّفْعِ مُسْتَانِفٌ وَبِالنَّصْبِ مَعْطُوْفٌ عَلٰى تَعْلِيْلٍ مُقَدَّرٍ اَىْ يُغْرِقُهُمْ لِيَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَيَعْلَمَ﴿الذين يجادلون فى ايتنا مالهم من محيص (۳۵)﴾مَهْرَبٍ مِنَ الْعَذَابِ وَجُمْلَةُ النَّفْىِ سُدَّتْ مَسَدَّ مَفْعُوْلَىْ يَعْلَمُ اَوِ النَّفْىِ مُعَلَّقٌ عَنِ الْعَمَلِ﴿فما اوتيتم﴾خِطَابٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَغَيْرِهِمْ﴿من شىء﴾مِنْ اَثَاثِ الدُّنْيَا﴿فمتاع الحيوة الدنيا﴾يَتَمَتَّعُ بِهٖ فِيْهَا ثُمَّ يَزُوْلُ﴿وما عند الله﴾مِنَ الثَّوَابِ﴿خير و ابقى للذين امنوا وعلى ربهم يتوكلون (۳٦)﴾وَيُعْطَفُ عَلَيْهِمْ﴿والذين يجتنبون كبئر الاثم والفواحش﴾مُوْجِبَاتِ الْحُدُوْدِ مِنْ عَطْفِ الْبَعْضِ عَلَى الْكُلِّ﴿واذا ما غضبوا هم يغفرون (۳۷)﴾يَتَجَاوَزُوْنَ﴿والذين استجابوا لربهم﴾اَجَابُوْهُ اِلٰى مَادَعَاهُمْ اِلَيْهِ مِنَ التَّوْحِيْدِ وَالْعِبَادَةِ﴿واقاموا الصلوة﴾اَدَامُوْهَا﴿وامرهم﴾اَلَّذِىْ يَبْدُوْلَهُمْ﴿شورى بينهم﴾يَتَشَاوَرُوْنَ فِيْهِ وَلَا يَعْجَلُوْنَ﴿ومما رزقنهم﴾اَعْطَيْنَاهُمْ﴿ينفقون (۳۸)﴾فِى طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَنْ ذُكِرَ صِنْفٌ﴿والذين اذا اصابهم البغى﴾الظُّلْمُ﴿هم ينتصرون (۳۹)﴾صِنْفٌ اَىْ يَنْتَقِمُوْنَ مِمَّنْ ظَلَمَهُمْ بِمِثْلِ ظُلْمِهٖ كَمَا قَالَ تَعَالٰى﴿وجزاء سيئة سيئة مثلها﴾سُمِّيَتِ الثَّانِيَةُ سَيِّئَةً لِمُشَابِهَتِهَا لِلْاُوْلٰى فِى الصُّوْرَةِ وَهٰذَا ظَاهِرٌ فِيْمَا يُقْتَصُّ فِيْهِ مِنَ الْجِرَاحَاتِ قَالَ بَعْضُهُمْ وَاِذَا قَالَ لَهٗ اَخْزَاكَ اللّٰهُ فَيُجِيْبُهُ اَخْزَاكَ اللّٰهُ﴿فمن عفا﴾عَنْ ظَالِمِهٖ﴿واصلح﴾الْوُدَّ بَيْنَهُ وبين بِالْعَفْوِ عَنْهُ﴿فاجره على الله﴾اَىْ اَنَّ اللّٰهَ يَاجِرُهُ لامُحَالَةَ﴿انه لا يحب الظلمين (٤۰)﴾اَىِ الْبَادِيْنَ بِالظُّلْمِ فَيُرَتِّبُ عَلَيْهِمْ عِقَابَهُ﴿ولمن انتصر بعد ظلمه﴾اَىْ ظُلْمِ الظَّالِمِ اِيَّاهُ﴿فاولئك ما عليهم من سبيل (٤۱)﴾مُؤَاخَذَةً﴿انما السبيل على الذين يظلمون الناس ويبغون﴾يَعْمَلُوْنَ﴿فى الارض بغير الحق﴾بِالْمَعَاصِىْ﴿اولئك لهم عذاب اليم (٤۲)﴾مُؤْلِمٌ﴿ولمن

صبر﴿فَلَمْ يَنْتَصِرْ﴾(وغفر﴾تَجَاوَزَ﴿ان ذلک﴾الصَّبْرَ وَالتَّجَاوُزَ﴿ لمن عزم الامور (۴۳)﴾اَیْ مَعْزُوْمَاتِهَا بِمَعْنَى الْمَطْلُوْبَاتِ شَرْعًا.

﴿ترجمہ﴾

اور جو پہنچی تمہیں (یہ خطاب مومنین سے ہے) مصیبت (یعنی آزمائش ودشواری) وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا (یعنی ان گناہوں کے سبب ہیں جو تم نے کئے ہیں......۱......، ذات کو ایدی سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ اکثر افعال کا صدور انہی کے ذریعے ہوتا ہے) اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے (اس میں سے اور اس کا بدلہ نہیں لیتا، اللہ ﷻ سب سے بڑھ کر کرم کرنے والا ہے، وہ آخرت میں دوبارہ ان گناہوں کی سزا نہیں دیگا جن کی سزا دنیا میں مل چکی اور رہے وہ لوگ جو گناہگار نہیں تو دنیا میں مصیبت پہنچے کی وجہ سے آخرت میں ان کے درجات بلند کر دیئے جائیں گے) اور (اے مشرکوں) نہ اللہ کے مقابل تمہارا کوئی دوست نہ مددگار (کہ وہ عذاب الٰہی کو تم سے دور کر سکے) اور اس کی نشانیوں سے ہیں دریا میں چلنے والی (کشتیاں) جیسے پہاڑیاں (یعنی وہ اپنی بلندی میں پہاڑیوں کی طرح ہیں، وہ چاہے تو ہوا تھما دیں کہ وہ ٹھہری رہ جائیں (یظللن بمعنی یصرن ہے، اپنی جگہ جمی رہ جائیں اور کشتیاں چل نہ سکیں) اس کی پیٹھ پر بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صابر شاکر کو (صبار شکور سے مراد وہ مومن ہے جو تکلیف میں صبر اور کشادگی میں شکر ادا کرتا ہے) یا انہیں تباہ کردے (یعنی شدید ہوا کے ذریعے کشتیوں کو کشتی میں سوار افراد کے ساتھ غرق فرمادے، یوبقھن کا عطف یسکن پر ہے) ان کے (یعنی کشتی والوں کی) کمائی ہوئی کے سبب (یعنی ان کے گناہوں کی وجہ سے) اور (اس میں سے) بہت کچھ معاف فرمادے (ان کے گناہوں کی شامت کے باوجود کشتی والوں کو غرق نہ کرے) اور جان جائیں (معنی آیت یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے انہیں غرق اس لیے فرمایا تاکہ وہ ان سے بدلہ لے اور وہ لوگ جان لیں، یعلم جملہ ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، یا تعلیل مقدر پر معطوف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے) وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں کہ انہیں کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں (عذاب سے......۲......، جملہ نفی یعلم کے دو مفاعیل کے قائم مقام ہے اور یہاں نفی کو عمل سے روک دیا گیا ہے) تمہیں جو ملا ہے (یہ خطاب مومنین کے ساتھ دیگر افراد کے لئے بھی ہے) اشیاء میں سے (یعنی دنیاوی ساز وسامان میں سے) وہ جیتی دنیا میں برتنے کا ہے (اس سے دنیا میں نفع اٹھا جا سکتا ہے پھر یہ فنا ہو جائیگا) اور وہ جو اللہ کے پاس ہے (یعنی ثواب......۳......) بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ان کے لیے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں (اگلا جملہ ماقبل پر معطوف ہے) اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں (فواحش سے مراد وہ گناہ ہیں جو موجب حد ہوں......۴......اور یہ کلام عطف البعض علی الکل کے قبیل سے ہے) اور جب غصہ آئے معاف کر دیتے ہیں (یعنی درگزر سے کام لیتے ہیں) اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا (یعنی جس توحید اور عبادت کی طرف اللہ ﷻ نے انہیں بلایا تھا انہوں نے اس دعوت کو قبول کرلیا) اور نماز قائم رکھی (اقاموا الصلوۃ بمعنی اداموھا ہے) اور ان کا کام (جو ان کے لیے ظاہر ہوتا ہے) ان کے آپس کے مشورے سے ہے (یعنی درپیش معاملے میں وہ عجلت نہیں کرتے بلکہ وہ آپس میں مشورہ کر لیتے ہیں......۵......) اور ہمارے دیئے سے (یعنی جو ہم نے انہیں عطا کیا ہے) خرچ کرتے ہیں (طاعت الٰہی میں، یہاں جن کا ذکر ہوا یہ مسلمانوں کی پہلی قسم ہے) اور وہ کہ جب انہیں بغاوت (یعنی ظلم) پہنچے تو بدلہ لیتے ہیں (یہاں مومنین کی دوسری قسم کا بیان ہے یہ وہ لوگ ہیں جو ظالموں سے ان کے ظلم کی مثل بدلہ لے لیتے ہیں جیسا کہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے (برائی کے بدلے کو بھی برائی کا نام دیا گیا اس لیے کہ یہ صورتاً برائی کے مشابہ ہوتی ہے، مماثلت پر عمل کرنے کا معاملہ زخموں کا قصاص لینے کے معاملے میں ظاہر ہے بعض حضرات نے کہا کہ جب کوئی دوسرے سے کہے اللہ ﷻ تجھے رسوا کرے تو سامنے

والا جواباً یہی بات کہہ دے تو یہ بھی اسی قبیل سے ہے) تو جس نے معاف کیا (اپنی ذات پر ظلم کرنے والے کو) اور اصلاح (یعنی اپنے اور معاف کردہ ظالم کے درمیان محبت قائم کرلی) تو اس کا اجر اللہ پر ہے (یعنی بیشک اللہ ﷻ اسے لامحالہ اجر عطا فرمائیگا......٦......) اور بیشک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو (یعنی ابتداً ظلم کرنے والوں کو، پس ایسوں پر اللہ ﷻ کا عذاب مرتب ہوتا ہے) اور بیشک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا (یعنی اپنی ذات پر ظلم کرنے والے سے) ان پر کچھ (مواخذہ کی) راہ نہیں مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق (نافرمانی کے) کام کرتے ہیں (یبغون بمعنی یعملون ہے) ان کے لیے دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مؤلم ہے) اور بیشک جس نے صبر کیا (بدلہ نہیں لیا) اور بخش دیا (یعنی درگزر کیا) تو یہ (صبر کرنا درگزر سے کام لینا) ضرور عزم کے کام ہیں (یا ایسے کام ہیں جن کا عزم کرنا چاہیے یعنی شرعاً یہ کام مطلوب ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر﴾

و: عاطفہ، ما: موصولہ، اصابکم: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، من مصیبۃ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل کم ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، بما کسبت ایدیکم: ظرف مستقر "ذلک" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، یعفوا: فعل بافاعل، عن کثیر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما انتم بمعجزین فی الارض وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر﴾

و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، انتم: مبتدا، ب: زائد، معجزین فی الارض: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، ولی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، نصیر: معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن ایتہ الجوار فی البحر کالاعلام﴾

و: عاطفہ، من ایتہ: ظرف مستقر خبر مقدم، الجوار: ذوالحال، فی البحر: ظرف مستقر حال اول، کالاعلام: ظرف مستقر حال ثانی، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان یشا یسکن الریح فیظللن رو کدا علی ظھرہ﴾

ان: شرطیہ، یشا: جملہ فعلیہ شرط، یسکن الریح: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، یظللن: فعل ناقص بااسم، رو کدا علی ظھرہ: ظرف شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت لکل صبار شکور﴾

ان: حرف شبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ایت: موصوف، لکل صبار شکور: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اویوبقھن بما کسبوا ویعف عن کثیر﴾

او: عاطفہ، یوبقھن: فعل بافاعل ومفعول، بما کسبوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یعف: فعل بافاعل، عن کثیر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ماقبل "یسکن الریح" پر معطوف ہے۔

﴿ویعلم الذین یجادلون فی ایتنا ما لھم من محیص﴾

و: عاطفہ معطوف علی محذوف "یفرقسم لینتبقهم منهم" یعلم: فعل، الذین یجادلون فی ایتنا: موصول صلہ ملکر فاعل، ما: نافیہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، محیص: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما اوتیتم من شیء فمتاع الحیوة الدنیا﴾

ف: مستانفہ، ما: شرطیہ ذوالحال، من شیء: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ثانی مقدم، اوتیتم: فعل با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، متاع الحیوة الدنیا: "ھو" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وما عند الله خیر وابقی للذین امنوا وعلی ربهم یتوکلون﴾

و: عاطفہ، ما: موصولہ، عند الله: ظرف متعلق بمحذوف صلہ، ملکر مبتدا، خیر: اسم تفصیل با فاعل، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابقی: اسم تفصیل با فاعل، لام: جار، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، علی ربهم یتوکلون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین یجتنبون کبئر الاثم والفواحش واذا ما غضبوا هم یغفرون﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، یجتنبون: فعل با فاعل، کبئر الاثم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الفواحش: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا: مضاف، ما: زائد، غضبوا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم، یغفرون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، هم: مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر ماقبل "للذین امنوا" میں "الذین" پر معطوف ہے۔

﴿والذین استجابوا لربهم واقاموا الصلوة وامرهم شوری بینهم ومما رزقنهم ینفقون﴾ و: عاطفہ، الذین: موصول، استجابوا لربهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقاموا الصلوة: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، امرهم: مبتدا، شوری: ذوالحال، بینهم: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، مما رزقنهم ینفقون: جملہ فعلیہ ثالث، ملکر صلہ، ملکر ماقبل "للذین امنوا" پر معطوف ہے۔

﴿والذین اذا اصابهم البغی هم ینتصرون﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، اذا: مضاف، اصابهم البغی: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم، ینتصرون: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، هم: مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ، ملکر ماقبل "للذین امنوا" پر معطوف ہے۔

﴿وجزوا سیئة سیئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره علی الله انه لا یحب الظلمین﴾

و: عاطفہ، جزوا سیئة: مرکب اضافی مبتدا، سیئة مثلها: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ تفریعیہ، من: شرطیہ مبتدا، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصلح: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، اجره: مبتدا، علی الله: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انه: حرف شبہ و اسم، لایحب الظلمین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئک ما علیهم من سبیل﴾

و: عاطفہ، لام: ابتدائیہ، من: شرطیہ مبتدا، انتصر بعد ظلمه: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، ما: نافیہ، علیهم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، سبیل: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق﴾

انما: حرف شبہ و ما کافہ، السبیل: مبتدا، علی: جار، الذین: موصول، یظلمون الناس: جملہ فعلیہ معطوف

علیہ ،و :عاطفہ ،یبغون :فعل واؤ ضمیر ذوالحال ،بغیر الحق : ظرف مستقر حال ،ملکر فاعل ،فی الارض : ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر صلہ ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک لهم عذاب اليم ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور﴾

اولئک: مبتدا ،لهم عذاب اليم: جملہ اسمیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و : عاطفہ ،لام :تاکیدیہ ،من صبر وغفر : موصول صلہ ،ملکر مبتدا ،ان ذلک : حرف شبہ واسم ،لمن عزم الامور :ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وابقى للذين امنوا ......☆ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب آپ نے اپنا کل مال صدقہ کردیا اور اس پر عرب کے لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو ملامت کی۔

☆......والذين استجابوا ......☆ یہ آیت نصاری کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنے رب عزوجل کی دعوت قبول کرکے ایمان واطاعت کو اختیار کیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کیا بچوں اور جانوروں پر مصائب کا نزول گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے؟

۱......اگر مصیبت اور آزمائش گناہوں کی وجہ سے آتی ہے یا درجات کی بلندی کے لئے کہ انسان مصیبت پر صبر کرے تو اللہ عزوجل گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔اگر یہی نظریہ ہے تو پھر مصائب وآلام تو بچوں اور جانوروں پر بھی آتے ہیں ،اور اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انہیں بھی ان کے گناہوں کی وجہ سے تکلیف ومصیبت پہنچی ہے یا ان کے بھی درجات بلند کئے جانے مقصود ہیں۔اس کا جواب یہ ہے اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم وہ اس سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا(الشوری:۳۰)﴾ میں خطاب ان سے ہے جو فہم وفراست رکھتے ہیں ،صاحب عقل کہلاتے ہیں ورنہ بچے تو جب تک بالغ نہ ہوں مرفوع القلم ہوتے ہیں اور یونہی جانوروں کے حوالے سے نیکی وبدی کرنے کا کوئی نظریہ شریعت مطہرہ میں نہیں پایا جاتا ،لہٰذا احکام کا نزول انہی کے لئے خاص ہے جو مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ مکلّف بھی ہوں۔ (الرازی، ج۹،ص ۶۰۰ ملخصا)

کیا صرف آیات میں جھگڑنے والوں کا انجام بُرا ہوگا؟

۲......اس آیت میں اللہ عزوجل نے خاص طور پر ان لوگوں کے بارے میں نزولِ عذاب کا ذکر کیا جو اللہ عزوجل کی آیات میں جھگڑتے ہیں یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاصمت کرتے ہیں یا آیات کی تکذیب کرتے اور انہیں باطل قرار دیتے ہیں اگر ہم جس وقت وہ سمندر میں ہوں تو ہوا کو ساکن کردیں یا ایسا ہوجائے کہ ہوائیں انہیں ہر طرف سے گھیر لیں ،پس جان لیں کہ اب انہیں تباہی سے بچ نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ (المظھری، ج٦،ص ٢٦٢)

اگر اعتراض یہ کیا جائے کہ خاص طور پر ہواؤں کو بھیج کر ایک جماعت کو ہلاک کرنا اور دوسری سے درگزر کرنا یہ درست نہیں ہے،اور یہ کہ اللہ عزوجل کی آیات کو جھٹلانے والوں کے لئے بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے؟ میں (علامہ آلوسی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اللہ عزوجل کی آیات میں جھگڑا کرنے والوں کو خاص طور پر عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور دوسروں کو عمومی اعتبار سے خشکی وتری کی آزمائش کے آنے سے متنبہ کیا گیا۔

(روح المعانی، الجزء:۲۵،ص ٦٣)

مال خرچ کرکے اجر کے لئے حریص ہونا:

٣؎......اللہ ﷻ نے انسان کو جو مال دیا ہے، اس کے تین مصارف ہوسکتے ہیں: (١)......اس مال کو اپنی ذات پر یا اہل وعیال کے لئے خرچ کرے۔ (٢)......اس مال کو اپنے بعد وارثوں کے لئے چھوڑ جائے۔ (٣)......اس مال کو راہ خدا ﷻ میں خرچ کرکے اپنی عاقبت کا سودا کرلے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بندہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال حالانکہ اس کا مال تو صرف تین طرح کا ہوتا ہے۔ (١)......جو اس کے کھا کر فنا کردیا، (٢)......جو پہن کر بوسیدہ کردیا، (٣)......جو صدقہ کرکے محفوظ کرلیا اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ لوگوں کے لئے چھوڑ کر چلا جائے گا''۔ (صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب:الدنیا سجن المومن، رقم:(٧٣١٦)/٢٩٥٩،ص١٤٥٢)

☆......حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے پاس عطیہ بھیجا تو انہوں نے اُسی وقت وہ سارا مال رشتے داروں اور یتیموں میں تقسیم کردیا اور دعا مانگی: ''اے اللہ ﷻ! آئندہ سال عمر کا عطیہ مجھ تک نہ پہنچے، آپ نے ازواج مطہرات میں سب سے پہلے وصال فرمایا''۔ (الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ زینب بنت جحش، ج٦،ص٨٥)

ماقبل فرامین مصطفیٰ ﷺ اور اعمال صالحین سے اندازہ لگائیں کہ مال جمع کرنا اور اسے وارثین کے لئے روک رکھنا زیادہ فائدہ مند ہے یا مال کو راہ خدا ﷻ میں خرچ کرنا مفید ہے۔ انسان مال اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرکے اُسے محفوظ کرلیتا ہے۔ اگرچہ مال وارثین کے لئے چھوڑنا بھی جائز ہے تاکہ انہیں کام آسکے تاہم ایسا ہرگز نہ ہو کہ جمع کرنے کے شوق میں فرض زکوۃ کی ادائیگی بھی متاثر ہوجائے۔ تاہم مستحسن اور محبوب عمل یہی ہے کہ مال کو راہ خدا ﷻ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کیا جائے کیونکہ زیادہ خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوگا بلکہ بڑھے گا۔

بے حیائیوں پر حد قائم ہونے سے مراد:

٤؎...... الفحشاء کے معنی ہیں: ''وہ جس سے فطرتِ سلیمہ اور عقل مستقیمہ نفرت کرے یا جس میں نقص خیال کرے۔

(التعریفات،ص١٦٧)

متذکرہ آیت میں ''الفواحش'' کا عطف ''الکبائر'' پر کیا اس لئے تاکہ بعض کا عطف کل پر ہوجائے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ دونوں سے مراد ایک ہی ہے یعنی دونوں ناپسندیدہ ہونے میں ایک ہی جیسے ہیں جب کہ ان کے اوصاف مختلف ہیں۔ التاویلات النجمیۃ میں ہے: کبائر سے مراد دنیا کی محبت اور خواہشات کی پیروی کرنا ہے۔ کیونکہ دنیا کی محبت ہی تمام بُرائیوں کی جڑ ہے اور فحاشی سے مراد دنیا کی طلب میں منہمک رہنا اور خواہشات کی پیروی کرتے رہنا شامل ہے۔ (روح البیان، ج٨،ص٤٤٠)

مفسر جلال نے فواحش سے مراد وہ گناہ لئے ہیں جو موجب حد ہوں، فقہی عبارات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف زنا ہی ایسی فحاشی ہے جس پر حد نافذ ہوتی ہے۔ دیگر قسم کی فحاشی پر حد تو نہیں بلکہ تعزیر ہے اور یہی احناف کا نظریہ ہے۔ لیکن افسوس صرف اسی بات کا ہے کہ اسلامی ملک میں اسلامی قانون رائج نہ ہونے کی بناء پر بُرائیاں اور معصیت بڑھتی چلی جارہی ہے۔ لوگ بلا دھڑک گناہ کرتے، اور رب کی نافرمانیوں میں زندگیاں گزار دیتے ہیں۔ بعض ایسے بدنصیب بھی ہوتے ہیں کہ جنہیں یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ ان کی ذات فحاشی پھیلنے کا ذریعہ بن رہی ہے۔ کسی مسلمان کو گالی دینا یا کوئی ایسا الفاظ کہنا جس میں حکم تعزیر ہے، تاہم اگر اس نے معاف کردیا تو خیر ورنہ حکم تعزیر ہے۔ گویے، ناچنے والے، مخنث اور نوحہ کرنے والے بھی مستحق تعزیر ہیں، جو بلاوجہ شرعی رمضان کے روزے نہ رکھے، کسی عورت کو بھگا لے جانے والے، الغرض اسی پر بے شمار کبائر اور فحاشی کے کاموں کو موجودہ دور میں تصور کرلیں اور آزادی کے نام پر ہمارے یہاں یہ کلچر رائج کرنے کے لئے جو طاقتیں سرگرم ہیں ان میں نمایاں کردار میڈیا کا ہے۔ افسوس ہے کہ اس

میڈیا کے ذریعے یہ تمام بُرائیاں جو ہم نے بالاختصار اپنے دائرے میں رہ کر بیان کی ہیں جن پر قاضی وقت سزا دے سکتا ہے لیکن نہ اسلامی قوانین رائج، نہ قاضی کا عہدہ، نہ کچھ اور بلکہ سونے پر سہاگہ یہ ہے کہ جتنی عزت علماء، مشائخ، اکابرین کی نہیں کی جاتی اتنی ان لوگوں کی ہوتی ہے جو بے حیائی کے کام کرتے ہیں، پردۂ اسکرین پر وہ سب کچھ دکھایا جارہا ہوتا ہے جو ہم اور آپ کسی کو کرتے دیکھیں تو اچھا نہ جانیں لیکن معلوم نہیں ان والدین کی غیرت اور حمیت کہاں چلی جاتی ہے جو اپنی جوان بچیوں کو اس جانب مائل کر دیتے ہیں، ہمارے نوجوان جو ملک وقوم اور اسلام کا سرمایہ ہوتے ہیں وہ اپنی جوانی کہاں گزار رہے ہیں......کاش ہم سوچنے والے بن جائیں۔

آپس میں مشورے کی اہمیت:

۵......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿وامرھم شوری بینھم﴾ اوران کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے (الشوری ۳۸)۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا تا کہ صحابہ کرام کی دلجوئی کا سامان ہو سکے، اور یہ امور اجتہادیہ میں سے ہے جیسا کہ جنگ وغیرہ کے معاملات ہوتے ہیں۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ نے بھی مشاورت فرمائی اور خلافت راشدہ میں بھی اس کے نظائر ملتے ہیں جب کہ بظاہر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ مقرر نہ فرمایا، اور لوگوں میں اختلاف ہوا اور مشاورت سے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) خلیفہ مقرر ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے موقع پر فرمایا: "جس کے حوالے سے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین پر راضی ہوئے ہم اس کے حوالے سے اپنی دنیا کے معاملے میں راضی ہیں"۔ امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جب تک قوم اپنے معاملات میں باہم مشورہ کرتی رہے گی ہدایت پھیلتی جائے گی"۔ حدیث میں ہے: "تمہارے اُمراء اچھے ہوں، اغنیاء فیاض ہوں، آپس میں مشاورت کریں، تو زمین بھی تمہارے لئے بہتر پیدا کرے گی اور اگر معاملہ برعکس ہو اور تم اپنے معاملات عورتوں کے سپرد کردو تو زمین بھی تمہارے لئے بہتر پیدا نہ کرے گی"۔

(الصاوی، ج۵، ص۲۳۱ ملخصا)

☆......ابن عدی اور بیہقی نے سندِ حسن سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت ﴿وشاورھم فی الامر﴾ اور کاموں میں ان سے مشورہ لو، نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سنو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ لینے سے غنی ہیں لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے (یعنی مشورہ لینے کو) میری امت کے لئے رحمت بنایا تو جو میری امت میں سے (اپنے کاموں کے انجام دینے کے لئے) مشورہ لیتا ہے اس سے ہدایت کبھی معدوم نہیں ہوتی اور جو اسے (یعنی مشورہ لینے کو) ترک کرتا ہے اس سے گمراہی کبھی معدوم نہیں ہوتی"۔

☆......طبرانی اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مکہ و مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو استخارہ کرلے وہ خائب و خاسر نہیں رہتا اور جو مشورہ کرلے وہ نادم نہیں ہوتا۔"

(الدر المنثور، ج۲، ص۱۵۹)

بدلہ لینا بہتر ہے یا معاف کرنا:

۶......جہاں تک بدلہ لینے کا تعلق ہے، اس موضوع کو قرآن میں مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به﴾ اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی تھی (النحل:۱۲۶)، ﴿من عمل سیئة فلا یجزی الا مثلها﴾ جو برا کام کرے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اتنا ہی (غافر:۴۰)، ﴿کتب علیکم القصاص فی القتلی﴾ کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو (البقرۃ:۱۷۸)، ﴿والجروح قصاص﴾ اور زخموں میں بدلہ ہے (المائدۃ:۴۵)، ﴿ولکم فی القصاص حیوة﴾ خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے (البقرۃ:۱۷۹)۔ ان تمام آیات کا موضوع یہی ہے کہ انسان بدلہ اتنا ہی لے سکتا ہے جتنا ظلم ہوا ہے ورنہ پہلے وہ ظالم تھا اب یہ ظالم ہو جائے گا اور جہاں تک قصاص کا تعلق ہے تو یہ بھی مساوات اور مماثلت ہی کے لئے متعین کیا گیا ہے کہ جان کے بدلے جان اور دیگر اعضاء میں بھی حسبِ شریعت قصاص کا حکم دیا

گیا ہے۔لیکن معاف کرنا بہتر ہے اور اس کا اجر اللہ ﷻ ہی جانتا ہے کہ کیا ملنا ہے؟ کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فاجرہ علی اللہ﴾(الشوری: ۴۰) پس جس نیکی کے اجر کو اللہ ﷻ اپنی جانب منسوب کرتا ہے اور اس اجر کی مقدار بیان نہیں کرتا تو ہمیں سمجھنا چاہیے کہ اللہ ﷻ اس عمل سے کتنا راضی ہے۔

اغراض:

خطاب المؤمنین: اور دنیا میں کافروں کا مصائب کا شکار ہونا، پس کفار عذاب میں جلدی کرتے ہیں۔ وھو تعالی اکرم: اللہ ﷻ کے اس فرمان: ﴿فبما کسبت ایدیکم﴾ کے متعلق ہے۔من ان یثنی الجزاء فی الآخرۃ: یعنی آخرت میں دوبارہ پکڑ نہیں فرمائے گا جس کی سزا دنیا میں ہو چکی ہوگی کیونکہ اللہ کی شان کریمی یہ ہے کہ وہ ایک ہی گناہ پر دوبار پکڑ نہیں فرماتا۔

واما غیر المذنبین: جیسا کہ حضرات انبیائے کرام، چھوٹے کم عمر بچے اور جنین (یعنی وہ جو اپنی ماں کے رحم میں ہوتے ہیں)۔

یا مشرکین: جیسا کہ ایک نسخے میں "بایدینا" ہے، اور بہتر یہ ہے کہ "یا مشرکون" ہو، کیونکہ ندا "رفع" کے ساتھ ہوتی ہے اور رفع "واؤ" کے ساتھ ہوتا ہے۔

عطف علی یسکن: یعنی وہ چاہے تو ہوا کو روک دے، یا چلا دے کہ کشتیاں غرق ہو جائیں، لیکن یہاں یہ مفہوم مراد نہیں ہے بلکہ اللہ کسی اور سبب سے کشتی کو غرق فرماتا ہے۔ای اھلھن: واو کی تفسیر ہے جو کہ ﴿کسبوا﴾ میں پائی جارہی ہے اور یہ ضمیر "اھل سفن" کی جانب عائد ہوتی ہے۔ منھا: سے مراد یا تو گناہ ہیں یا کشتی۔ لینتقم منھم: یعنی غرق ہونا، اور غرق ہونے کی یہی علت بیان کی گئی ہے۔من اثاث الدنیا: یعنی دنیا کے منافع، چہ جائے کہ وہ کھانے پینے کے حوالے سے ہوں یا پہننے، نکاح کرنے یا سوار ہونے کے حوالے سے ہوں اور اس کی واحد "اثاثۃ" ہے اور ایک قول کے مطابق اس لفظ کی واحد نہیں ہے۔

من عطف البعض علی الکل: مراد یہ ہے کہ بعض کا کل پر عطف کیا گیا ہے، کیونکہ کبائر وہ کہلاتے ہیں جس پر وعید وارد ہوتی ہے اور اس پر حد نہیں جاری ہوتی جیسا کہ غیبت، چغلی اور ریاکاری اختیار کرنا۔

اجابوہ الی ما دعاھم: سیدِ عالم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے جواب دینا پایا گیا اور مفسر نے اس جانب اشارہ فرمایا ہے کہ : ﴿استجابوا﴾ میں سین اور تاء زائد ہیں۔

من الجراحات: یعنی چہ جائے کہ زخموں کا قصاص لینے کا معاملہ ہو یا کوئی اور، تمام حقوق مراد ہیں۔قال بعضھم: سے مجاہد اور سُدی کے اقوال مراد ہیں، جن کا کہنا یہ ہے کہ اگر کوئی کسی کو یہ کہے: "تجھے اللہ رسوا کرے" تو مدمقابل کو بھی یہی کہنے کی اجازت ہے۔الود بینہ وبین المعفو عنہ: یعنی تمام معاملات کی اصلاح ہونا ضروری ہے اور اس جملے کے ذریعے معاف کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے ،اور اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کر دینا بہت بڑی کامیابی ہے کیونکہ اللہ اُس شخص کا نقصان نہیں ہونے دیتا جو اپنے معاملات اُس کے سپرد کر دیتا ہے۔ای البادئین بالظلم: یعنی وہ لوگ جو ظلم کی ابتداء کرتے ہیں۔ای ظلم الظالم ایاہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مصدر مضاف مفعول کے لئے ہے، اور اس آیت میں اشارہ ہے کہ مظلوم کے لئے جائز ہے کہ وہ ظالم سے اپنا حق لے لے اور یہ جائز امر اسی صورت میں ہے جب کہ اپنے حق سے زائد نہ ہو۔ (الصاوی، ج۵،ص ۲۲۸ وغیرہ)۔

رکوع نمبر: ۶

﴿ومن یضلل اللہ فما لہ من ولی من بعدہ﴾اَیْ اَحَدٍ یَلِیْ هِدَایَتَهٗ بَعْدَ اِضْلَالِ اللّٰهِ اِیَّاهُ﴿وتری الظلمین لما راوا العذاب یقولون ھل الی مرد﴾اِلَی الدُّنْیَا﴿من سبیل (۴۴)﴾طَرِیْقٍ﴿وترھم یعرضون علیھا﴾اَیِ

النَّارِ ﴿خشعين﴾ خَائِفِيْنَ مُتَوَاضِعِيْنَ ﴿من الذل ينظرون﴾ اِلَيْهَا ﴿من طرف خفى﴾ ضَعِيْفِ النَّظْرِ مُسَارَقَةً وَمِنْ اِبْتِدَائِيَةٌ اَوْ بِمَعْنَى الْبَاءِ ﴿وقال الذين امنوا ان الخسرين الذين خسروا انفسهم واهليهم يوم القيمة﴾ بِتَخْلِيْدِهِمْ فِى النَّارِ وَعَدَمِ وُصُوْلِهِمْ اِلَى الْحُوْرِ الْمُعَدَّةِ لَهُمْ فِى الْجَنَّةِ لَوْ اٰمَنُوْا وَالْمَوْصُوْلُ خَبَرُ اَنَّ ﴿الا ان الظلمين﴾ اَلْكَافِرِيْنَ ﴿فى عذاب مقيم (۴۵)﴾ دَائِمٌ هُوَ مِنْ مَقُوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وما كان لهم من اولياء ينصرونهم من دون الله﴾ اَىْ غَيْرِهٖ يَدْفَعُ عَذَابَهُ عَنْهُمْ ﴿ومن يضلل الله فما له من سبيل (۴۶)﴾ طَرِيْقٍ اِلَى الْحَقِّ فِى الدُّنْيَا وَاِلَى الْجَنَّةِ فِى الْاٰخِرَةِ ﴿استجيبوا لربكم﴾ اَجِيْبُوْهُ بِالتَّوْحِيْدِ وَالْعِبَادَةِ ﴿من قبل ان ياتى يوم﴾ هُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿لا مرد له من الله﴾ اَىْ اَنَّهٗ اِذَا اَتٰى بِهٖ لَايَرُدُّهٗ ﴿مالكم من ملجا﴾ تَلْجَئُوْنَ اِلَيْهِ ﴿يومئذ وما لكم من نكير (۴۷)﴾ اِنْكَارٍ لِذُنُوْبِكُمْ ﴿فان اعرضوا﴾ عَنِ الْاِجَابَةِ ﴿فما ارسلنک عليهم حفيظا﴾ تَحْفَظُ اَعْمَالَهُمْ بِاَنْ تُوَافِقَ الْمَطْلُوْبَ مِنْهُمْ ﴿ان﴾ مَا ﴿عليک الا البلغ﴾ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْجِهَادِ ﴿وانا اذا اذقنا الانسان منا رحمة﴾ نِعْمَةً كَالْغِنٰى وَالصِّحَّةِ ﴿فرح بها وان تصبهم﴾ اَلضَّمِيْرُ لِلْاِنْسَانِ بِاِعْتِبَارِ الْجِنْسِ ﴿سيئة﴾ بَلَاءٌ ﴿بما قدمت ايديهم﴾ اَىْ قَدَّمُوْهُ وَعُبِّرَ بِالْاَيْدِىْ لِاَنَّ اَكْثَرَ الْاَفْعَالِ تُزَاوِلُ بِهَا ﴿فان الانسان كفور (۴۸)﴾ لِلنِّعْمَةِ ﴿لله ملک السموت والارض يخلق ما يشاء يهب لمن يشاء﴾ مِنَ الْاَوْلَادِ ﴿اناثا ويهب لمن يشاء الذكور (۴۹) او يزوجهم﴾ اَىْ يَجْعَلُهُمْ ﴿ذكرانا واناثا ويجعل من يشاء عقيما﴾ فَلَا يَلِدُ وَلَايُوْلَدُ لَهٗ ﴿انه عليم﴾ بِمَا يَخْلُقُ ﴿قدير (۵۰)﴾ عَلٰى مَا يَشَاءُ ﴿وما كان لبشر ان يكلمه الله الا﴾ اَنْ يُوْحٰى اِلَيْهِ ﴿وحيا﴾ فِى الْمَنَامِ اَوْ بِالْاِلْهَامِ ﴿او﴾ اِلَّا ﴿من وراىٔ حجاب﴾ بِاَنْ يُسْمَعَ كَلَامُهٗ وَلَا يَرَاهُ كَمَا وَقَعَ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿او﴾ اِلَّا اَنْ ﴿يرسل رسولا﴾ مَلَكًا كَجِبْرَئِيْلَ ﴿فيوحى﴾ الرَّسُوْلُ اِلَى الْمُرْسَلِ اِلَيْهِ اَىْ يُكَلِّمُهٗ ﴿باذنه﴾ اَىِ اللّٰهِ ﴿ما يشاء﴾ اَللّٰهُ ﴿انه على﴾ عَنْ صِفَاتِ الْمُحْدِثِيْنَ ﴿حكيم (۵۱)﴾ فِى صُنْعِهٖ ﴿وكذلک﴾ اَىْ مِثْلَ اِيْحَائِنَا اِلٰى غَيْرِکَ مِنَ الرُّسُلِ ﴿اوحينا اليک﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿روحا﴾ هُوَ الْقُرْاٰنُ بِهٖ تُحْيِ الْقُلُوْبُ ﴿من امرنا﴾ اَلَّذِىْ نُوْحِيْهِ اِلَيْکَ ﴿ما كنت تدرى﴾ تَعْرِفُ قَبْلَ الْوَحْيِ اِلَيْکَ ﴿ماالكتب﴾ اَلْقُرْاٰنُ ﴿ولا الايمان﴾ اَىْ شَرَائِعِهٖ وَمَعَالِمُهٗ وَالنَّفِىُ مُعَلَّقٌ لِلْفِعْلِ عَنِ الْعَمَلِ وَ مَابَعْدَهٗ سُدَّ مَسَدَّ الْمَفْعُوْلَيْنِ ﴿ولكن جعلنه﴾ اَىِ الرُّوْحَ اَوِ الْكِتَابَ ﴿نورا نهدى به من نشاء من عبادنا وانک لتهدى﴾ تَدْعُوْ بِالْوَحْىِ اِلَيْکَ ﴿الى صراط مستقيم (۵۲)﴾ دِيْنِ الْاِسْلَامِ ﴿صراط الله الذى له ما فى السموت وما فى الارض﴾ مِلْكًا وَخَلْقًا وَعَبِيْدًا ﴿الا الى الله تصير الامور (۵۳)﴾ تَرْجِع.

﴿ترجمہ﴾

اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی رفیق نہیں اللہ کے مقابل (یعنی کوئی ایسا نہیں جو اللہ ﷻ کے گمراہ کردہ کو ہدایت دینے کا اختیار رکھتا ہو ......) اور تم ظالموں کو دیکھو گے کہ جب عذاب دیکھیں گے کہیں گے کیا (دنیا کی طرف) واپس جانے کا کوئی راستہ ہے (سبیل

بمعنی طــریــق ہے)اور تم انہیں دیکھو گے کہ اس پر (یعنی آگ پر) پیش کئے جاتے ہیں ذلت سے دبے لچے (خوفزدہ بحالت ذلت)چھپی نگاہوں (سے اس کی طرف) دیکھتے ہیں (بنظر خفیف چوری چھپے اس کی طرف دیکھتے ہیں، مــن طــرف میں مــن ابتدائیہ ہے یا پھر بمعنی باء ہے)اور ایمان والے کہیں گے بیشک نقصان میں وہ ہیں جو اپنی جانیں اور گھر والے ہار چکے قیامت کے دن (آگ میں ہمیشہ رہنے کی وجہ سے، اور انہیں حوریں بھی نہ ملیں گی جو کہ اہل ایمان کو ایمان کی برکت سے جنت میں ملنی ہیں، "الـذین خسروا" اسم موصول "ان" کی خبر بن رہا ہے)سنتے ہو بیشک ظالم (یعنی کافر) ہمیشہ کے عذاب میں ہیں (یعنی دائمی عذاب میں ہیں، یہ مذکور فرمان کلام الٰہی ﷻ میں سے ہے)اور ان کے کوئی دوست نہ ہوئے اللہ کے علاوہ کہ ان کی مدد کرتے (یعنی عذاب الٰہی ﷻ ان سے دور کر سکتے، آیت مبارکہ میں دون بمعنی غیــر ہے)اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لیے کہیں راستہ نہیں (نہ دنیا میں حق کی طرف اور نہ آخرت میں جنت کی طرف، مــبــیــل بمعنی طــریــق ہے)اور اپنے رب کا حکم مانو (یعنی اس کی توحید اور عبادت اختیار کرکے اس کا حکم مانو)اس دن (یعنی روز قیامت) کے آنے سے پہلے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں (یعنی جب اللہ ﷻ وہ دن لے آئے گا تو پھر وہ اسے ٹالے گا نہیں)اس دن تمہیں کوئی پناہ نہ ہوگی (جس میں گریز ہو سکو)اور نہ تمہیں انکار کرتے بنے (اپنے گناہوں سے، نکیر کے معنی انکار ہے)تو اگر وہ منہ پھیریں (اس دعوت کو قبول کرنے سے)تو ہم نے تمہیں ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا (کہ تم ان کے اعمال کی نگہبانی کرو کہ ان سے صادر ہونے والے کاموں کو شرعاً مطلوب کاموں کے موافق کردو)تم پر تو تمہیں (ان بمعنی مـــا نافیہ ہے)مگر پہنچا دینا (یہ حکم جہاد کے حکم سے پہلے کا ہے)اور جب ہم آدمی کو اپنی طرف سے کسی نعمت کا مزہ دیتے ہیں (جیسے تو نگری وصحت کا، رحمۃ بمعنی نعمۃ ہے)تو اس پر خوش ہو جاتا ہے اور اگر انہیں پہنچے (تصیبھم کی ھی ضمیر کا مرجع الانسان ہے، یہاں جنس کا اعتبار کرتے ہوئے ضمیر مونث ذکر کی گئی ہے)کوئی برائی (یعنی بلاء ومصیبت) بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا (یعنی جو انہوں نے آگے کو بھیجا، ذوات کو ایــــدی ہاتھوں سے اس لیے تعبیر کیا کہ اکثر افعال کا صدور انہی سے ہوتا ہے)تو انسان (اللہ ﷻ کی نعمت کا)بڑا ناشکرا ہے ......۲......اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت پیدا کرتا ہے جو چاہے جسے چاہے (اولاد میں سے)بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا دونوں ملا دے (یزوجھم بمعنی یجعلھم ہے)بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دے (تو نہ وہ بچہ پیدا کر سکے اور نہ مرد کرا سکے ......۳......)بیشک وہ علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا)اور قدرت رکھنے والا ہے (اپنے ہر چاہے پر)اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر (یہ کہ اس کی طرف وحی کرے)وحی کے طور پر (سوتے میں یا الہام کے ذریعے)یا یوں کہ وہ بشر پردہ عظمت کے ادھر ہو (یوں کہ کلام الٰہی تو سنے لیکن اس کا دیدار نہ کر سکے جیسا کہ یہ معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا)یا (مگر یہ کہ)کوئی رسول (یعنی فرشتہ) بھیجے (جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو)کہ وہ (یعنی فرشتہ)وحی کرے (مرسل الیہ کو یعنی وہ اس سے کلام کرے)اس کے (یعنی اللہ جل جلالہ کے)حکم سے وہ (یعنی اللہ ﷻ)جو چاہے بیشک وہ بلند برتر ہے (مخلوق کی صفات سے)حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں)اور اسی طرح (یعنی تمہارے علاوہ دیگر رسولوں کی طرف وحی کہ نبی کی مثل)ہم نے تمہیں (اے حبیب ﷺ)وحی بھیجی ایک جان فزا چیز ......۴......(روحــا سے مراد قرآن پاک ہے کہ اس کے ذریعے دلوں کو حیات ملی ہے)اپنے حکم سے (جو ہم تمہاری طرف وحی فرماتے ہیں)تم نہ جانتے تھے (یعنی وحی ہونے سے قبل تم معرفت نہ رکھتے تھے)کتاب کی اور نہ ایمان کی (یعنی احکام شرع کی تفصیل ووضاحت کی تمہیں معرفت نہیں تھی......۵......حرف نفی نے فعل کو لفظی عمل سے روک دیا ہے اور اس کا مابعد دو مفعولوں کے قائم مقام ہے)ہاں ہم نے اسے (یعنی روح یا کتاب کو)نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہیں اور بیشک تم ہدایت کرتے ہو (یعنی تم اپنی طرف کھجانے والی وحی کے ذریعے بلاتے ہو

) سیدھی راہ (یعنی دین اسلام) کی طرف (صراط بمعنی طریق ہے) اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں (مملوک، مخلوق اور بندے ہونے کے اعتبار سے) سنتے ہو سب کام اللہ ہی کا طرف پھرتے ہیں (تصیر بمعنی ترجع ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومن یضلل اللہ فمالہ من ولی من بعدہ﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مفعول بہ مقدم، یضلل اللہ: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، ما: نافیہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، ولی: موصوف، من بعدہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وتری الظلمین لما راوا العذاب یقولون ھل الی مرد من سبیل﴾

و: عاطفہ، تری: فعل بافاعل، الظلمین: ذوالحال، یقولون: قول، ھل: حرف استفہام، الی مرد: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، سبیل: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ حال، ملکر مفعول، لما: ظرفیہ بمعنی حین مضاف، راوا العذاب: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وترھم یعرضون علیھا خشعین من الذل ینظرون من طرف خفی﴾

و: عاطفہ، تری: فعل بافاعل، ھم: ضمیر ذوالحال، یعرضون علیھا: جملہ فعلیہ حال اول، خشعین من الذل: شبہ جملہ حال ثانی، ینظرون من طرف خفی: جملہ فعلیہ حال ثالث، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال الذین امنوا ان الخسرین الذین خسروا انفسھم واھلیھم یوم القیمۃ﴾

و: عاطفہ، قال الذین امنوا: قول، ان الخسرین: حرف شبہ واسم، الذین: موصول، خسروا: فعل بافاعل، انفسھم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اھلیھم: معطوف، ملکر معطوف، ملکر مفعول، یوم القیمۃ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿الا ان الظلمین فی عذاب مقیم وما کان لھم من اولیاء ینصرونھم من دون اللہ﴾

الا: حرف تنبیہ، ان الظلمین: حرف شبہ واسم، فی عذاب مقیم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، اولیاء: موصوف، ینصرونھم: جملہ فعلیہ صفت، ملکر ذوالحال، من دون اللہ: ظرف مستقر حال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یضلل اللہ فما لہ من سبیل﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مفعول بہ مقدم، یضلل اللہ: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، سبیل: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿استجیبوا لربکم من قبل ان یاتی یوم لامرد لہ من اللہ﴾

استجیبوا: فعل امر بافاعل، لربکم: ظرف لغو اول، من: جار، قبل: مضاف، ان: مصدریہ، یاتی: فعل، یوم: موصوف، لا: نفی جنس، مرد: اسم، لہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر صفت، ملکر فاعل، من اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿مالکم من ملجا یومئذ وما لکم من نکیر﴾

ما: نافیہ، لکم ظرف مستقر خبر مقدم، من: جار زائد، ملجا: ذوالحال، یومئذ: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، لکم ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، نکیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان اعرضوا فما ارسلنک علیہم حفیظا﴾

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، اعرضوا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ما ارسلنا: فعل نفی با فاعل، ک: ضمیر ذوالحال، حفیظا: حال، ملکر مفعول، علیہم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان علیک الا البلغ و انا اذا اذقنا الانسان منا رحمۃ فرح بہا﴾

ان: نافیہ، علیک ظرف مستقر خبر مقدم، الا: اداۃ حصر، البلغ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انا جرف شبہ واسم، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، اذقنا الانسان: فعل با فاعل ومفعول، منا: ظرف مستقر حال مقدم، رحمۃ: ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، فرح بہا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان تصبہم سیئۃ بما قدمت ایدیہم فان الانسان کفور﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تصبہم سیئۃ: فعل ومفعول وفاعل، بما قدمت ایدیہم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، ان الانسان: حرف شبہ واسم، کفور: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿للہ ملک السموت والارض یخلق ما یشاء یہب لمن یشاء اناثا ویہب لمن یشاء الذکور﴾

لام: جار، اللہ: ذوالحال، یخلق: فعل با فاعل، ما یشاء: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مبدل منہ، یہب: فعل با فاعل، لمن یشاء: ظرف لغو، اناثا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یہب: فعل با فاعل، لمن یشاء: ظرف لغو، الذکور: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بدل، ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموت والارض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿او یزوجہم ذکرانا واناثا ویجعل من یشاء عقیما انہ علیم قدیر﴾

او: عاطفہ، یزوجہم: فعل با فاعل ومفعول، ذکرانا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اناثا: معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یہب" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، یجعل: فعل با فاعل، من یشاء: موصول صلہ، ملکر مفعول، عقیما: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یہب" پر معطوف ہے، انہ: حرف شبہ واسم، علیم قدیر: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من ورای حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء﴾

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لبشر: ظرف مستقر خبر مقدم، ان: مصدریہ، یکلمہ: فعل ومفعول، اللہ: ذوالحال، الا: اداۃ حصر، وحیا: معطوف علیہ، او: عاطفہ، من ورای حجاب: ظرف مستقر "مسمعا" اسم فاعل محذوف کیلئے، ملکر معطوف اول، او: عاطفہ، یرسل رسولا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، یوحی: فعل "ھو" ضمیر راجع بسوئے "رسولا" فاعل، باذنہ: ظرف لغو، ما یشاء: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر تقدیر ان ہوکر بتاویل مصدر معطوف ثانی، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انہ علی حکیم وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان﴾

انہ: حرف شبہ واسم، علی حکیم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، کذلک ظرف مستقر "الایحاء" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، اوحینا: فعل با فاعل، الی: جار، ک: ضمیر ذوالحال، ما: نافیہ، کنت: فعل ناقص با اسم، تدری: فعل

بافاعل، ما: استفہامیہ مبتدا، الکتب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، الایمان: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، روحا: موصوف، من امرنا: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکن جعلنہ نورا نھدی بہ من نشاء من عبادنا﴾

و: عاطفہ، لکن: حرف استدراک، جعلنہ: فعل بافاعل ومفعول، نورا: موصوف، نھدی بہ: فعل بافاعل وظرف لغو، من نشاء: موصول صلہ، ملکر ذو الحال، من عبادنا: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانک لتھدی الی صراط مستقیم صراط اللہ الذی لہ ما فی السموت وما فی الارض﴾

و: عاطفہ، انک: حرف شبہ واسم، لام: تاکیدیہ، تھدی: فعل بافاعل، الی: جار، صراط مستقیم: مبدل منہ، صراط: مضاف، اللہ: اسم جلالت موصوف، الذی لہ ما فی السموت وما فی الارض: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا الی اللہ تصیر الامور﴾

الا: حرف تنبیہ، الی اللہ: ظرف لغو مقدم، تصیر: فعل، الامور: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......او من وراء حجاب...... ☆ یہود نے حضور ﷺ سے کہا تھا اگر آپ نبی ہیں تو اللہ ﷻ سے کلام کرتے وقت اس کو کیوں نہیں دیکھتے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دیکھتے تھے حضور ﷺ نے جواب دیا موسیٰ علیہ السلام نہیں دیکھتے تھے اور اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ ﷻ کے گمراہ کرنے کے کیا معنی ہیں؟

۱......شیخ ابوالحسن الجرجانی ھدایۃ اور ضلالۃ کی تعریف لکھتے ہوئے فرماتے ہیں: "الدلالۃ علی ما یوصل الی المطلوب، وقد یقال: ھی سلوک طریق یوصل الی المطلوب یعنی ایسی رہنمائی جو (بندے کو) مطلوب تک پہنچادے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سلوک کا وہ راستہ جو مطلوب (مقصود) تک پہنچادے۔" "ھی فقدان ما یوصل الی المطلوب، وقد یقال: ھی سلوک طریق لا یوصل الی المطلوب یعنی ایسی رہنمائی کا فقدان جو (بندے کو) مطلوب تک پہنچانے سے روکے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ راستہ جو بندے کو مطلوب تک نہ پہنچا سکے، ضلالت کہلاتا ہے۔ (التعریفات، ص ۱۴۱،۲۵۱)

امام جریر طبری فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب کو مشرکین کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اے محبوب ان سے کہو بیشک اللہ ﷻ تم میں سے جسے چاہے رسوا کرے میری تصدیق کرنے سے اور جو میں اپنے رب کے پاس سے لایا اس پر ایمان لانے سے، اور جو رجوع لایا اسے اپنی جانب ھدایت سے نوازے، پس بندہ اپنے کفر سے توبہ کرکے اللہ ﷻ پر ایمان لائے، اور میری فرمانبرداری کرے، جو کتاب میں اپنے رب ﷻ کے پاس سے لایا ہوں اس کی تصدیق کرے اور اللہ ﷻ نے کوئی آیت مجھ پر (ایسی) نازل نہیں کی جو تمہیں گمراہ کرے یا ھدایت دے، ھدایت اور گمراہی اللہ ﷻ کے دستِ قدرت میں ہے، جسے چاہتا ہے ایمان کی توفیق رفیق دے دیتا ہے اور تم میں سے جسے چاہتا ہے رسوا کرتا ہے، پس وہ ایمان نہیں لاتا۔ (جامع البیان، الجزء ۱۳، ص ۱۷۲)

نعمت کا شکر ادا کرنے سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے:

۲......نعمت کا تصور اور اظہار کرنا شکر کہلاتا ہے، جو کہ کشف سے مقلوب (بدلا ہوا) ہے، اور کفر کی ضد ہے، جس کے معنی نعمتوں کو بھول جانا اور اس کو چھپانا ہے۔ (المفردات، ص ۲٦۸) حضرت ابو جلد بصری فرماتے ہیں: حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی مناجات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے اللہ عزوجل! میں کس طرح تیرا شکر ادا کروں حالانکہ میرے سارے اعمال تیری سب سے چھوٹی نعمت کا بھی بدلہ نہیں چکا سکتے؟ تو وحی نازل ہوئی: ''اے موسیٰ علیہ السلام اقرارِ نعمت کر کے ابھی تو تو نے شکر کیا ہے'' (الزهد للامام احمد بن حنبل ،اخبار موسی ،رقم: ۳٤۹، ص ۱۰۳) حضرت سیدنا ابو حازم فرماتے ہیں: جس نعمت سے اللہ عزوجل کا قرب حاصل نہ ہو وہ مصیبت و آزمائش ہے''۔ (المجالسة وجواهر العلم، الجزء۹، رقم: ۱۱٦۳، ج۲، ص ٥)۔ حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کی نعمتوں کو شکر کے ذریعے محفوظ کرلو'' (حلية الاولياء، عمر بن عبد العزيز، رقم: ۷٤٥٥، ج٥، ص ۳۷٤) حضرت محمد بن لوط انصاری فرماتے ہیں: شکر نافرمانی ترک کردینے کا نام ہے۔ (شعب الايمان للبيهقي، باب في تعديد نعم الله ،رقم: ٤٥٤۷، ج٤، ص ۱۳۰) شکر کی تین اقسام ہیں: (۱)......زبان سے شکر یہ ہے کہ زبان اللہ عزوجل کی نعمتوں کا اعتراف کرے، اور اس کے ماسوا سے گریز کرے ہاں یہ ضرور ہے کہ اپنی ذات، اپنے اردگرد، قوت وطاقت اور کسب کو نہ چھوڑے، کسی اور کی جانب اپنے ہاتھ دراز نہ کرے اس لیے کہ تمام اسباب کا خالق ومالک اللہ عزوجل ہی ہے لہذا اسی کا ذکر خیر کرے۔ (۲)......دل سے شکر کرنا یہ ہے کہ دل میں اللہ عزوجل کا پختہ خیال جمالے، اس کے فیصلے پر راضی رہے یعنی تقدیر کا دل میں عقیدہ مضبوط کرلے، تمام حرکات وسکنات، ظاہر و باطن، منافع ولذات اللہ عزوجل ہی کی طرف سے ہونے کا دل سے عقیدہ خاص رکھے۔ (۳)......اعضاء کا شکر یہ ہے کہ انہیں اللہ عزوجل کی عبادت کی طرف مائل کرے اور اس کے ماسوا یعنی نفس، خواہشات، بیکار ارادے وغیرہ سے اجتناب کرے۔

(فتوح الغيب، المقالة التاسعة والخمسون، في الرضا على البلية والشكر على النعمة، ص ۱٦۱ مخلصا وملتقطا)

سائنس کی رو سے اولاد کی پیدائش میں انسانی عمل دخل ہونا:

۳......انسان کا عمل دخل فقط یہی کہ جنسی عمل کو انجام دے، بلکہ اللہ عزوجل اس کے بغیر بھی قادر ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، بی بی حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا تاہم یہی قدرت کے کرشمے ہیں جنہیں سمجھنا چاہیے۔ مرد کا sperm (مادہ) عورت کے eggs (انڈوں) کے ساتھ fertilisation کا عمل اختیار کرتا ہے، اور یہ عمل عورت کے fallopian tube میں ہوتا ہے۔ جو کہ uterus (womb) اپنی ovary (انڈے پیدا کرنے والا آرگن) کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے۔ اور uterus (womb) اپنی سائز کے اعتبار سے بڑی pear (ناشپاتی) کی طرح ہوتا ہے جو کہ muscels (مسلز) سے بنتی ہیں اور pregnancy (حمل) کے بڑھنے کے ساتھ کھنچی بڑھتی رہتی ہیں۔ جنسی عمل کے نتیجے میں مرد کے sperm (مادہ) کے خارج ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ مذکر ہوگا یا مونث، پس X chromosome ظاہر کرتا ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ مونث ہوگا اور Y chromwsome ظاہر کرتا ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ مذکر ہوگا۔ اور ovary (انڈے پیدا کرنے والا آرگن) سے دو (انڈے) نکل کر نشونما پائیں تو دو بچے ہونے کی طرف نشاندہی ہوتی ہے۔ پچیس دن میں جسم بننا شروع ہوتا ہے اور اکیس سے پچیس دن میں دل کی دھڑکن شروع ہوجاتی ہے۔

(Human development from conception to birth)

انبیائے کرام پر وحی، قذف اور منام کی کیفیات:

۴؎.....اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کلام کرنے کی تین صورتیں ہیں: وحی یعنی الہام، دل میں بات ڈالنا، خواب کے ذریعے مطلع کرنا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے دل میں بات ڈالی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب کے ذریعے بیٹے کے ذبح کا حکم فرمایا۔ مجاہد سے منقول ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے زبور شریف حضرت داؤد علیہ السلام کو ان کے سینے پر القاء فرمادی، اور حضرت داؤد علیہ السلام بغیر کسی واسطے کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کلام کو سماعت فرمالیا کرتے تھے، اور یہ اسی طرح ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی جس کا بیان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمان: ﴿فاستمع لما یوحی اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے (طہ:۱۳)﴾ میں پایا جاتا ہے۔ اور حضرات انبیائے کرام کی جانب رسل بھی وحی لے کر آئے ہیں تاہم دونوں ہی سلسلوں سے وحی پہنچانے کا اہتمام فرمایا گیا۔ پس اس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے کلام کو حضرات انبیائے کرام تک پہنچانے کا جو بھی اہتمام فرمایا اس کی تین صورتیں ہوا کرتی تھیں جو کہ یہ ہیں: (۱)......بغیر کسی شخصی واسطے کے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وحی کے ذریعے بات پہنچائی اور عین کلام مبارک اپنے بندۂ خاص تک پہنچایا جس کی نظیر آیت کے اس حصے ﴿الا وحی (النجم:۴)﴾ میں ملتی ہے۔ (۲)......بغیر کسی شخصی واسطے کے کلام تو پہنچایا لیکن کلام پہنچانے کا انداز مختلف تھا یعنی عین کلام باری نہ سنایا گیا بلکہ یوں فرمایا: ﴿او من وراء حجاب یا پردے کے پیچھے﴾۔ (۳)......کسی واسطے کے ذریعے کلام پہنچایا جیسا کہ فرمایا: ﴿او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے (الشوریٰ:۵۱)﴾۔ لیکن متذکرہ بالا صورتیں (قذف، منام) وحی ہی کی صورتیں ہیں۔ (الرازی، ج۹، ص ۶۱۱)

﴿وماکنت تدری ماالکتاب﴾ کے بارے میں اقوال مفسرین:

۵؎.....علماء کا اس آیت کے بارے میں اختلاف ہے اور اس بات پر اجماع ہے کہ رسل کے لئے نزولِ وحی سے قبل کفر ماننا جائز نہیں، اور اس کے کئی جواب ہیں: (۱)......یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزولِ وحی سے پہلے کتاب یعنی قرآن اور ایمان (نماز) کا علم نہ رکھتے تھے اور اس کی دلیل اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان: ﴿وما کان اللہ لیضیع ایمانکم اللہ کی شان نہیں کہ وہ تمہارا ایمان اکارت کرے (البقرۃ:۱۴۳)﴾ یہاں ایمانکم بمعنی صلاتکم ہے۔ (۲)...... یہاں مضاف کو محذوف ماننا پڑے گا اصل عبارت یوں ہوگی: "ما کنت تدری ماالکتاب و من اھل الایمان یعنی اے محبوب آپ نزولِ وحی سے پہلے یہ نہ جانتے تھے کہ کون ایمان لائے گا اور کون ایمان نہ لائے گا۔ (۳)...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جھولے مبارک میں آرام فرماتے تھے اس وقت آپ کتاب اور ایمان کو نہ جانتے تھے۔ (۴)......ایمان کا تعلق اقرار سے ہے، اور اس میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مکلف کیا ہے، اور اعلان نبوت سے قبل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام تکالیف کا علم نہ رکھتے تھے، بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ایک مانتے تھے اور پہچانتے تھے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پہچان کا علم ہونے کی ماقبل بحث سے نفی نہیں ہوتی۔ (۵)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفات کی دو قسمیں ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت محض عقلی دلائل سے ہونا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت دلائل سمعی سے ہونا اور دوسری قسم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت سے پہلے حاصل نہ تھی۔ (الرازی، ج۹، ص ۶۱۴)

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: اہلِ اصول نے لکھا ہے کہ حضرات انبیائے کرام نزولِ وحی سے پہلے بھی مومن ہوتے ہیں، کبائر وصغائر اور ہر وہ چیز مثلاً کفر وغیرہ سے بھی جس سے عام لوگ نفرت کرتے ہیں (اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے) پاک ہوتے ہیں، اور متذکرہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ نزولِ وحی سے قبل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن، ایمان اور شرعی معاملات کا علم نہ رکھتے تھے۔ اور ایمان کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿وما کان اللہ لیضیع ایمانکم اللہ کی شان نہیں کہ وہ تمہارا ایمان اکارت کرے (البقرۃ:۱۴۳)﴾ یہاں ایمانکم بمعنی صلا

تکم ہے۔کیونکہ نماز ایمان کے شعبوں میں سے ایک ہے، جس پر دلیل حدیث سے ملتی ہے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۵،ص ٤٦٣)

اغراض:

ای النار: جنہیں عذاب دیا جاتا ہے ان کی معلومات ہونا مراد ہے۔ مسارقة: چوری چھپے آگ کی طرف دیکھتے ہیں، خوف کرتے ہوئے اور اپنے جی میں ذلت محسوس کرتے ہوئے۔ اجیبوہ: یعنی اپنے رب کے داعی کو جواب دیں اور اس کی فرمانبرداری کریں جو انہیں توحید اور عبادت کی دعوت دی جاتی ہے۔ لایردہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿من اللہ﴾ متعلق ہے ﴿مرد﴾ کے۔

انکار لذنوبکم: جو کہ تمہارے اعمال ناموں میں درج ہیں، جس پر فرشتے اور خود تمہارے اعضاء گواہ ہیں، پس اولاً معافی کی امید ہونے کی وجہ سے اپنے گناہوں کا انکار کریں گے لیکن بعد میں جب امید نہ رہے گی تو اقرار کریں گے اور اس صورت میں مفسر کا کلام دیگر لوگوں کے کلام کے مقابلے میں زیادہ واضح ہے، مراد یہ ہے کہ ان کے لئے کوئی پناہ گاہ نہ ہوگی۔

بان توافق: یعنی وہ اعمال مراد ہیں جو اُس سے صادر ہوئے ہوں۔

المطلوب منهم: یعنی اعمال مطلوبہ جیسا کہ ایمان اور طاعت، معنی یہ ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کو اُن کے دلوں پر ہدایت کرنے کے لئے نہیں بھیجا اور ان کے منشاء کے مطابق ان کے اعمال بھی کر دیئے۔

وھذا قبل الامر بالجهاد: اسم اشارہ حصر کی طرف عائد ہے، معنی یہ ہے کہ مذکورہ حصر منسوخ ہے، اس لئے کہ جہاد کا حکم ہونے کے بعد پہنچانا اور (نہ ماننے کی صورت میں) قتال کرنا ہے۔ من الاولاد: ﴿یهب﴾ کے متعلق ہے، نہ کہ "لمن" کا بیان ہے، اس لئے کہ اس کا تعلق تو آباء و امہات سے ہوتا ہے۔ ای یجعلهم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ذکرانا و اناثا﴾ مفعول ثانی ہے ﴿یزوج﴾ کا، معنی یہ ہے کہ اولاد چہ جائے کہ مذکر ہو یا مونث زوجین کی حالت پر منحصر ہوتی ہے۔

فلایلد: یعنی عورت بچہ پیدا نہ کر سکے۔ ولا یولد له: نہ ہی مرد بچہ پیدا کرا سکے، پس عقیم اُسی کو کہتے ہیں جو بچہ پیدا کرنے یا کرانے کی صفت سے خالی ہو، حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ﴿یهب لمن یشاء اناثا﴾ سے مراد حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام ہیں کیونکہ ان کی بیٹیاں ہی تھیں۔ اور ﴿ویهب لمن یشاء الذکور﴾ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں کیونکہ ان کے بیٹے ہی تھے۔ اور ﴿او یزوجهم ذکرانا واناثا﴾ سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کیونکہ ان کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ اور ﴿ویجعل من یشاء عقیما﴾ سے حضرت یحیی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام ہیں لیکن اول قول کی جانب آیت کو محمول کرنا زیادہ درست ہے۔

فی المنام: پس حضرات انبیائے کرام کے خواب حق ہوتے ہیں، اور اسکی واضح دلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب ہے جس میں انہیں اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور اسی طرح سید عالم ﷺ کا خواب ہے کہ انہوں نے مکہ میں داخل ہونا ملاحظہ فرمایا۔ اوبالالهام: مراد دل میں کوئی بات ڈالنا ہے نہ کہ فرشتے کے ذریعے کوئی پیغام پہنچانا، اور یہ حضرات انبیائے کرام کے علاوہ حضرات اولیاء سے متصور ہے، اور حضرات اولیاء کرام کو ہونے والا الہام شیطان کی آمیزش سے پاک نہیں ہوتا کیونکہ حضرات اولیائے کرام معصوم نہیں ہوتے، جب کہ حضرات انبیائے کرام کو ہونے والا الہام شیطان کے اثر سے پاک ہوتا ہے۔

لا یراہ: سے اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ (دنیا میں) اللہ کی رویت نہیں اور یہ حجاب بندے کا وصف ہے نہ کہ خالق کائنات کا۔

کما وقع لموسی: مراد حضرت موسی علیہ السلام کی تمام مناجات ہیں، جیسا کہ اس کا بیان ہو چکا ہے۔

کجبرائیل: اورکاف حضرت جبرائیل علیہ السلام کے علاوہ بھی داخل ہوتا ہے جیسا کہ ''کاسرافیل''۔
ھو القرآن: یہ روح کی ایک تفسیر ہے، اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد رحمت ہے، ایک قول کے مطابق وحی، کتاب یا جبرائیل بھی ہیں۔بہ تحیا القلوب: قرآن کو روح سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ قرآن روح کی حیاتی کا ذریعہ ہے اور روح انسانی زندگی کا دروازہ ہے۔دین الاسلام: اسے سیدھا راستہ بھی کہا گیا ہے، کیونکہ اسی کی وجہ سے منزل مقصود تک پہنچا جاتا ہے۔

(الصاوی، ج۵، ص۲۳۲ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ الزخرف مکیۃ وقیل الا "واسال من ارسلنا" الایۃ تسع وثمانون آیۃ

(سورۂ زخرف مکیہ ہے سوائے آیت نمبر ۴۵ ﴿واسال من ارسلنا﴾ کے، جوکہ مدنیہ ہے، اس کی کل آیات ۸۹ ہیں)

تعارف سورۃ الزخرف

اس سورت میں سات رکوع، نواسی آیات اور تین ہزار چار سو حروف ہیں۔ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ اگر محسن کے احسان کا شکر یہ ادا نہ کیا جائے بلکہ الٹا ناشکری اور سرکشی کو اپنا شعار بنالیا جائے تو محسن اپنے احسان کا سلسلہ بند کردیتا ہے لوگوں کی ہدایت کے لئے اللہ ﷻ نے از راہِ لطف واحسان انبیاء کرام کی بعثت اور وحی کے نزول کا سلسلہ جاری کیا تاکہ لوگ ہدایت کی راہ سے بہک نہ جائیں لیکن اس نعمت کی قدر کرنے کے بجائے کفار نے اس کا مذاق اڑانا شروع کردیا چاہیے تو یہ تھا کہ ان کی اس ناشکری کے باعث یہ سلسلہ بند کردیا جاتا اور گمراہی کے گھپ اندھیروں میں دھکے کھانے کے لئے انہیں چھوڑ دیا جاتا لیکن اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ یہاں انتقامی کاروائی نہیں کی جائے گی، تمہیں نفس اور شیطان کے رحم وکرم پر چھوڑ نہیں دیا جائے گا بلکہ قرآن کریم آفتاب ہدایت بن کر تمہارے مطلع حیات پر چمکتا رہے گا تاکہ اس کی روشنی سے فائدہ اٹھا کر جس وقت بھی کوئی شخص اپنی منزل کی طرف بڑھنا چاہے، تو وہ بڑھ سکے۔ ہم تم سے تمہاری سرکشیوں کے باعث ناراض ہوکر یہ نعمت سلب نہیں کرلیں گے۔

رکوع نمبر: ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿حم (۱)﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِهٖ ﴿والکتب﴾ اَلْقُرْاٰنِ ﴿المبین (۲)﴾ اَلْمُظْهِرِ طَرِیْقَ الْهُدٰی وَمَایَحْتَاجُ اِلَیْهِ مِنَ الشَّرِیْعَةِ ﴿انا جعلنه﴾ اَوْجَدْنَا الْكِتَابَ ﴿قرء نا عربیا﴾ بِلُغَةِ الْعَرَبِ ﴿لعلکم﴾ یَا اَهْلَ مَكَّةَ ﴿تعقلون (۳)﴾ تَفْهَمُوْنَ مَعَانِیَهٖ ﴿وانه﴾ مُثْبَتٌ ﴿فی ام الکتب﴾ اَصْلِ الْكِتَابِ اَیِ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ ﴿لدینا﴾ عِنْدَنَا ﴿لعلی﴾ عَلَی الْكِتَابِ قَبْلَهٗ ﴿حکیم (۴)﴾ ذُوْ حِكْمَةٍ بَالِغَةٍ ﴿افنضرب﴾ نُمْسِكُ ﴿عنکم الذکر﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿صفحا﴾ اِمْسَاكًا فَلَا تُؤْمَرُوْنَ وَلَا تُنْهَوْنَ لِاَجْلِ ﴿ان کنتم قوما مسرفین (۵) وکم ارسلنا من نبی فی الاولین (۶) وما﴾ كَانَ ﴿یأتیهم﴾ اَتَاهُمْ ﴿من نبی الا کانوا به یستهزء ون (۷)﴾ كَاسْتِهْزَاءِ قَوْمِكَ بِكَ وَهٰذَا تَسْلِیَةٌ لَهٗ ﷺ ﴿فاهلکنا اشد منهم﴾ مِنْ قَوْمِكَ ﴿بطشا﴾ قُوَّةً ﴿ومضی﴾ سبق اَنْبَاتٍ ﴿مثل الاولین (۸)﴾ صِفَتُهُمْ فِی الْاِهْلَاكِ فَعَاقِبَةُ قَوْمِكَ كَذٰلِكَ ﴿ولئن﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿سالتهم من خلق السموت والارض لیقولن﴾ حُذِفَ مِنْهُ نُوْنُ الرَّفْعِ لِتَوَالِی النُّوْنَاتِ وَ وَاوُ الضَّمِیْرِ لِاِلْتِقَاءِ السَّاكِنَیْنِ ﴿خلقهن العزیز العلیم (۹)﴾ اٰخِرُ جَوَابِهِمْ اَیِ اللّٰهُ ذُو الْعِزَّةِ وَالْعِلْمِ زَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿الذی جعل لکم الارض مهدا﴾ فِرَاشًا كَالْمَهْدِ لِلصَّبِیِّ ﴿وجعل لکم فیها سبلا﴾ طُرُقًا ﴿لعلکم تهتدون (۱۰)﴾ اِلٰی مَقَاصِدِكُمْ فِیْ اَسْفَارِكُمْ ﴿والذی نزل من السماء ماء بقدر﴾ اَیْ بِقَدْرِ حَاجَتِكُمْ اِلَیْهِ وَلَمْ یُنْزِلْهُ طُوْفَانًا ﴿فانشرنا﴾ اَحْیَیْنَا ﴿به بلدة میتا کذلک﴾ اَیْ مِثْلَ هٰذَا

الْاَحْيَاءِ﴿تخرجون (۱۱)﴾مِنْ قُبُوْرِكُمْ اَحْيَاءً﴿والذى خلق الازواج﴾الْاَصْنَافَ﴿كلها وجعل لكم من الفلك﴾السُّفُنِ﴿والانعام﴾كَالْاِبِلِ﴿ما تركبون(۱۲)﴾حُذِفَ الْعَائِدُ اِخْتِصَارًا وَهُوَ مَجْرُوْرٌ فِى الْاَوَّلِ اَىْ فِيْهِ مَنْصُوْبٌ فِى الثَّانِىْ﴿لتستوا﴾لِتَسْتَقِرُّوْا﴿على ظهوره﴾ذُكِرَ الضَّمِيْرُ وَجُمِعَ الظَّهْرُ نَظَرًا لِلَّفْظِ مَا وَمَعْنَاهَا﴿ثم تذكروا نعمة ربكم اذا استويتم عليه وتقولوا سبحن الذى سخرلنا هذا وما كنا له مقرنين (۱۳)﴾مُطِيْقِيْنَ﴿وانا الى ربنا لمنقلبون (۱۴)﴾لَمُنْصَرِفُوْنَ﴿وجعلوا له من عباده جزء ا﴾حَيْثُ قَالُوا الْمَلٰئِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ لِاَنَّ الْوَلَدَ جُزْءُ الْوَالِدِ وَالْمَلٰئِكَةُ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ﴿ان الانسان﴾الْقَائِلَ ذٰلِكَ﴿لكفور مبين(۱۵)﴾بَيِّنٌ ظَاهِرُ الْكُفْرِ

﴿ترجمہ﴾

حم (اس کی مراد اللہ ﷻ باخوبی جانتا ہے) کتاب (یعنی قرآن پاک) مبین (راہ ہدایت اور شرعی قابل احتیاج امور کو ظاہر کرنے والا ہے، مبین بمعنی مظھر ہے) ہم نے اسے (یعنی کتاب کو) کیا (جعلنه بمعنی او جدنا ہے) عربی قرآن (یعنی عربی زبان میں) کہ تم (اے اہل مکہ) سمجھو (اس کے معانی کو، تعقلون بمعنی تفھمون ہے) اور بیشک وہ اصل کتاب (ام الکتب میں الکتاب بمعنی الکُتُب ہے، مراد اس سے لوح محفوظ......۱......ہے) ہمارے پاس (لدینا بمعنی عندنا ہے) ضرور بلندی رکھنے والی ہے (اپنے سے پہلے والی کتابوں پر) حکیم ہے (یعنی حکمت بالغہ کی حاصل ہے......۲......) تو کیا ہم روک دیں (نضرب بمعنی نمسک ہے) تم سے ذکر (یعنی قرآن پاک) کو کلیۃً روکنا (نہ تمہیں کسی اچھے کام کا حکم دیا جائے نہ برے سے روکا اس وجہ سے کہ) اس پر کہ تم حد سے بڑھنے والے ہو (یعنی مشرک ہو؟ نہیں ایسا نہیں ہوگا) اور ہم نے کتنے نبی اگلوں میں بھیجے اور ان کے پاس کوئی نبی نہیں آیا (یاتیھم بمعنی اتاھم ہے اور اس سے ماقبل کان محذوف ہے) مگر وہ اس کی ہنسی بناتے تھے (جیسا کہ تمہاری قوم تمہارے ساتھ استہزاء کرتی ہے اس میں نبی پاک کو تسلی دی گئی ہے) تو ہم نے وہ ہلاک کردیئے جو ان سے (یعنی تمہاری قوم سے) قوت میں سخت تھے (بطشا بمعنی قوۃ ہے) اور اگلوں کا حال گزر چکا ہے (پچھلی آیات مبارکہ میں یعنی ہلاک کئے جانے کے معاملے میں ان کا حال گزر چکا، پس تمہاری قوم کا حال بھی انہیں کی طرف ہوگا) اور اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے (لیقولن میں پے درپے نون آنے کی وجہ سے نون اعرابی کو حذف کردیا گیا اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ ضمیر کو بھی حذف کردیا گیا ہے) انہیں عزیز و علیم نے بنایا (یہ کفار کا آخری والا جواب یعنی اسے اللہ ﷻ نے جو عزت و علم والا ہے اس نے بنایا ہے، اللہ ﷻ مزید ارشاد فرماتا ہے) جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا (یعنی فرش جیسا کہ بچے کے لیے جھولا ہوتا ہے) اور تمہارے لیے اس میں راستے کئے (سبلا بمعنی طرقا ہے) کہ تم (اپنے سفروں کے دوران اپنے مقاصد کی طرف) راہ پاؤ اور وہ جس نے آسمان سے پانی اتارا اندازے سے (تمہاری حاجت کے مقدار برابر اس نے آسمان سے پانی بصورت طوفان نازل فرمایا) تو ہم نے زندہ فرمایا (انشرنا بمعنی احییناھا ہے) اس سے ایک مردہ شہر اسی طرح (یعنی اسی زندہ کرنے کی طرح) تم نکالے جاؤ گے (اپنی قبروں سے زندہ کرکے) اور جس نے سب جوڑے بنائے (یعنی اقسام بنائیں......۳......، الازواج بمعنی الاصناف ہے) اور تمہارے لیے بنائیں کشتیوں (الفلک بمعنی السفن ہے) اور چوپایوں (جیسے اونٹ) سے سواریاں (ترکبون سے عائد "ہ" اختصاراً حذف کردی گئی ہے، پہلی تقدیر پر یہ ضمیر عائد مجرور "فی" کی وجہ سے ہوگی یعنی اصل فیہ تھا پھر ترکبون کا مفعول ہونے کی وجہ سے دوسری تقدیر پر یہ منصوب ہوگی) کہ تم ٹھیک بیٹھو (لتستووا بمعنی لتستقروا ہے) اور ان کی پیٹھوں پر (ظھور میں مذکر ضمیر لانا اور

ظھور کو بصیغہ جمع لانا اس لیے ہے کہ تذکیر ضمیر میں لفظ "مـا" کی رعایت ہو جائے ،اور) پھر اپنے رب کی نعمت یاد کرو پھر ٹھیک بیٹھ لو اور یوں کہو کہ پاکی ہے اسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم اس کی طاقت نہ رکھتے تھے (مقرنین بمعنی مطیعین ہے) بیشک ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے......(لمنقلبون بمعنی المنصرفون ہے) اور اس کے لیے اس کے بندوں میں سے ٹکڑا ٹھہرایا (یوں کہ شرکوں نے کہا فرشتے اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں کیونکہ اولاد باپ کا جزء ہوتی ہے یوں فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں قرار دیکر انہوں نے اس کا جزء ٹھہرالیا اور فرشتے تو اللہ ﷻ کے بندے ہیں) بیشک (وہ) آدمی (جو مذکورہ بات کا قائل ہے) کھلا کافر ہے (یعنی اس کا کفر کھلا اور ظاہر ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿حم والکتب المبین انا جعلنہ قرء نا عربیا لعلکم تعقلون﴾

حم: "ھذہ" مبتدا محذوف کی خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و قسمیہ جار ،الکتب المبین: مجرور ،ملکر فعل محذوف "نقسم" کیلئے ظرف مستقر ،ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ ،انا جرف شبہ واسم ،جعلنہ: فعل با فاعل ومفعول اول ،قرء ناعربیا: مرکب توصیفی ذوالحال ،لعلکم تعقلون: جملہ اسمیہ حال ،ملکر مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم ،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وانہ فی ام الکتب لدینا لعلی حکیم﴾

و: عاطفہ ،انہ جرف شبہ واسم ،فی: جار ،ام الکتب: ذوالحال ،لدینا: ظرف متعلق بمحذوف حال ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو مقدم ،لام: تاکیدیہ ،علی: صفت ،شبہ با فاعل ،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر اول ،حکیم: خبر ثانی ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین﴾

ھمزہ: حرف استفہام ،ف: عاطفہ معطوف علیہ محذوف "نقسم" نضرب: فعل "نحن" ضمیر ذوالحال ،صفحا: حال ،ملکر فاعل ،عنکم: ظرف لغو ،الذکر: مفعول ،ان: مصدریہ ،کنتم قومامسرفین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکم ارسلنا من نبی فی الاولین﴾

و: عاطفہ ،کم: ممیز ،من نبی: ظرف مستقر تمیز ،ملکر مفعول مقدم ،ارسلنا: فعل با فاعل ،فی الاولین: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما یاتیھم من نبی الا کانوا بہ یستھزء ون﴾

و: عاطفہ ،ما یاتی: فعل نفی ،ھم: ضمیر ذوالحال ،الا: اداۃ حصر ،کانوا بہ یستھزء ون: جملہ فعلیہ حال ،ملکر مفعول ،من: زائد ،نبی: فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاھلکنا اشد منھم بطشا ومضی مثل الاولین﴾

ف: فصیحیہ ،اھلکنا: فعل با فاعل ،اشد: اسم تفصیل با "ھو" ضمیر ممیز ،بطشا: تمیز ،ملکر فاعل ،منھم: ظرف لغو ،ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،مضی: فعل ،مثل الاولین: فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولئن سالتھم من خلق السموت والارض لیقولن خلقھن العزیز العلیم الذی جعل لکم الارض مھدا﴾

و: عاطفہ ،لام قسمیہ ،ان: شرطیہ ،سالتھم: فعل با فاعل ومفعول ،من: استفہامیہ مبتدا ،خلق السموت والارض: جملہ فعلیہ مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،لام: تاکیدہ ،یقولن: قول ،خلقھن: فعل ومفعول ،العزیز: موصوف ،العلیم: صفت

اول،الذی:موصول،جعل لکم الارض مھدا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر صفت ثانی،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ جواب قسم قائم جواب شرط،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿و جعل لکم فیھا سبلا لعلکم تھتدون﴾

و:عاطفہ،جعل:فعل بافاعل،لام:جار،کم:ضمیر ذوالحال،لعلکم تھتدون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،فیھا:ظرف مستقر حال مقدم،سبلا:ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذی نزل من السماء ماء بقدر فانشرنا به بلدة میتا﴾

و:عاطفہ،الذی:موصول،نزل من السماء:فعل بافاعل وظرف لغو،ماء:ذوالحال،بقدر:ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف:عاطفہ،انشرنا به:فعل بافاعل وظرف لغو،بلدة:موصوف،میتا:صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر ماقبل "الذی جعل لکم الارض" پر معطوف ہے۔

﴿کذلک تخرجون والذی خلق الازواج کلھا﴾

کذلک: ظرف مستقر "اخرجا" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم،تخرجون:فعل بانائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،الذی:موصول،خلق:فعل بافاعل،الازواج:مؤکد،کلھا:تاکید،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر ماقبل "الذی جعل لکم الارض" پر معطوف ہے۔

﴿وجعل لکم من الفلک والانعام ما ترکبون لتستوا علی ظھوره ثم تذکروا نعمة ربکم اذا استویتم علیه وتقولوا سبحن الذی سخر لنا ھذا وما کنا له مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون﴾

و:عاطفہ،جعل لکم:فعل بافاعل وظرف لغو،من الفلک والانعام:ظرف مستقر حال مقدم،ماترکبون:موصول صلہ،ملکر ذوالحال،ملکر مفعول،لام:جار،تستوا علی ظھوره:جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ثم:عاطفہ،تذکروا نعمة ربکم:فعل بافاعل ومفعول،اذا:مضاف،استویتم علیه:جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول،و:عاطفہ،تقولوا:قول،سبحن:مصدر مضاف،الذی:موصول،سخر:فعل بافاعل،لام:جار،نا:ضمیر ذوالحال،و:حالیہ،ما:نافیہ،کنا:فعل ناقص بااسم،له مقرنین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ حال اول،و:حالیہ،انا:حرف شبہ واسم،الی ربنا: ظرف لغو مقدم،لام:تاکیدیہ،منقلبون:اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ھذا:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف "سبح" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ معطوف ثانی،ملکر تقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو "جعل" فعل اپنے متعلقات سے،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "خلق الازواج" پر معطوف ہے۔

﴿وجعلوا له من عباده جزءا ان الانسان لکفور مبین﴾

و:عاطفہ،جعلوا له:فعل بافاعل وظرف لغو،من عباده:ظرف مستقر حال مقدم،جزءا:ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ان الانسان: حرف شبہ واسم،لام:تاکیدیہ،کفور مبین:خبر ان،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

لوح محفوظ کی تحقیق:

لے......لوح محفوظ سفید موتی کی بنی ہوئی تختی ہے جس کا طول آسمان وزمین کے درمیانی حصہ جتنا ہے،اور اس کا عرض مشرق

سے لے کر مغرب کے مابین کے فاصلہ کے برابر ہے، اس کے کنارے موتی اور یاقوت کے ہیں، اور دفاتر سرخ یاقوت کے ہیں، اس کے قلم نور کے ہیں تو کلام عرش کے ساتھ معقود ہے اور اس کی اصل فرشتے کی روک ہے۔ انس بن مالک وغیرہ سلف صالحین نے کہا کہ لوح محفوظ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی میں ہے، اور مقاتل کے قول کے مطابق لوح محفوظ عرش کے دائیں جانب ہے۔

(البداية والنهاية، باب ذكر اللوح المحفوظ، ج۱، ص۱۵)

حکمت سے کیا مراد ھے؟

۲...... امام خازن علیہ الرحمۃ حکمت کے بارے میں کئی اقوال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ایک قول کے مطابق حکمت سے مراد چیزوں کو ان کی حقیقت کے ذریعے پہچاننا ہے یہاں حکمت سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں چنانچہ ابن وہب فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے دریافت کیا کہ حکمت کیا ہے؟ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ دین اور فقہ کی معرفت اور پھر اس کی اتباع کا نام حکمت ہے، قتادہ کا قول ہے کہ حکمت سے مراد سنت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے تلاوتِ قرآن اور اسکے سیکھنے کا ذکر فرمایا اور پھر اس ذکر پر لفظِ حکمت کا عطف ڈال دیا اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حکمت سے مراد کوئی اور چیز ہو اور وہ چیز سنت کے سوا کوئی اور نہیں ہوسکتی، بعض کے نزدیک حق اور باطل کے مابین فرق کرنے کو حکمت کہتے ہیں اور ایک قول کے مطابق احکام اور قضا کی معرفت کا نام حکمت ہے، یہ بھی منقول ہے کہ اس سے مراد فہمِ قرآن ہے۔'' (الخازن، ج۱، ص۸۲)

تمام جوڑوں سے مفسرین نے کیا استدلال کیا ھے؟

۳...... سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ جوڑوں سے مراد ہر صنف کا جوڑا ہے، حسن کہتے ہیں مراد ہر قسم کے جوڑے ہیں جیسے سردی گرمی، رات دن، آسمان زمین، سورج چاند، جنت دوزخ، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ حیوان میں سے جوڑے مثلاً مذکر ومونث بنائے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ خیر وشر، ایمان وکفر، نفع ونقصان، فقیر وغنی، صحت وبیماری وغیرہ بھی اپنے اپنے اصناف میں جوڑے ہی ہیں۔

(القرطبي، الجزء:۲۵، ص ۵۸)

سفر کی سنتیں اور آداب:

۴......﴿سبحان الذی سخرلنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الى ربنا لمنقلبون پاکی ہے اُسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے قابو میں نہ تھی (الزخرف:۱۴)﴾۔

☆...... کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کو پنجشنبہ یعنی جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور جمعرات کو سفر اختیار کرنا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا۔ (صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب: من اراد غزوة، رقم: ۲۹۵۰، ص۴۸۸)

☆...... ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تنہائی کی خرابیوں کو جو کچھ میں جانتا ہوں اگر دوسرے جانتے تو کوئی سوار رات میں تنہا نہ جاتا''۔ (صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب: السير وحده، رقم: ۲۹۹۸، ص ۴۹۵)

☆...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب سفر میں تین شخص ہوں تو ایک کو امیر یعنی سردار بنالیں''۔ (سنن ابي داؤد، كتاب الجهاد، باب: في القوم يسافرون يؤمرون، رقم: ۲۶۰۸، ص۴۸۷)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سفر عذاب کا ٹکڑا ہے، سونا اور کھانا پینا سب کو روک دیتا ہے، لہٰذا جب کام پورا کرلے جلدی گھر کو واپس ہو''۔ (صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب السفر قطعة من العذاب، رقم: (۴۸۵۴)/۱۹۲۷، ص۹۷۱)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''رات میں چلنے کو لازم کرلو کیونکہ رات میں زمین لپیٹ دی جاتی ہے یعنی رات میں راستہ جلد طے ہوتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب:فی الدلجة، رقم: ۲۵۷۱، ص ۴۸۱)

☆...... حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سفر سے واپس آئے تو گھر والوں کے لئے کچھ ہدیہ لائے اگرچہ جھولی میں پتھر ہی ڈال لائے''۔ (کنزالعمال، کتاب السفر، رقم:۱۷۵۰۲، ج۳، ص ۳۰۱)

☆...... کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے ،تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر لوگوں کے لئے مسجد میں بیٹھ جاتے۔

(صحيح مسلم، كتاب صلوة المسافرين، باب:استحباب ركعتين في المسجد، رقم:(۱۵۴۳)/۷۱۶، ص ۳۲۹)

اغراض:

مكية: مکمل سورت مکی ہے، یہاں تک کہ ﴿واسال من ارسلنا﴾ بھی، کیونکہ اس آیت کی بناء رسول کی ذات سے سوال کرنے کے حوالے سے ہے اور یہ معاملہ سید عالم ﷺ، کے ساتھ لیلۃ المعراج میں بیت المقدس میں وقوع پذیر ہوا، جو کہ ہجرت سے قبل مکی زندگی کا واقعہ ہے۔ **وقيل الا قوله تعالى واسال من ارسلنا:** مراد رسل عظام کی امتیں ہیں، یعنی یہود و نصاری۔ **اوجدنا الكتاب:** یعنی ہم نے قرآن کو پڑھنے والا (جسے لوگ پڑھتے ہیں)، سورت میں منقسم، عربی زبان میں موسوم کردیا، ہماری طرف سے ہمارے بندوں کے لئے رحمت بنایا، الختصر۔

نمسک: یعنی اس قرآن کو نازل ہونے سے روک لینے کے بارے میں سوال کیا جارہا ہے کہ کیا ہم اس قرآن کو تم پر نازل کرنے سے روک لیں گے؟ **فلا تؤمنون ولا تنهون:** بلکہ تم بہائم کی مثل ہوجاؤ گے۔ **وهذا تسلية له:** اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وكم ارسلنا﴾ معنی یہ ہے کہ اے محمد ﷺ! تسلی رکھئے اور غمزدہ نہ ہوں، بیشک جو آپ ﷺ کے ساتھ ہو رہا ہے وہ آپ ﷺ سے پہلوں کے ساتھ بھی ہوتا رہا ہے۔ **صفتهم في الاهلاك:** ﴿مثل الاولين﴾ میں ''مثلا'' کو غرابت کی وجہ سے استعمال کیا، اس لئے ''المثل'' کلام عرب میں غرابت کے لئے وارد کیا جاتا ہے۔

وعاقبة قومک کذلک: یعنی ہلاک کرنا، پس اپنی قوم کی اذیت پر صبر کیجئے جیسا کہ آپ ﷺ سے پہلوں نے صبر کا مظاہرہ کیا اور یہ آیات امت کی تعلیم کے لئے ہیں کہ وہ بھی (دین اسلام کی خاطر) اذیتوں پر صبر کریں۔ **آخر جوابهم:** یعنی کافروں کا آخری جواب ایسا ہی ہوگا، اور اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿الذى جعل لكم...... المنقلبون﴾ تک کافروں کے لئے توحید کا عقیدہ قبول نہ کرنے پر زجر وتوبیخ میں زیادتی کرنے کی غرض سے لایا گیا ہے۔ **كالمهد للصبى:** یعنی جس طرح جھولا بچے کے لئے ہوتا ہے اسی کی مثل زمین کو بچھونا بنایا، اور اگر اِسے حرکت کرنے والا بنایا ہوتا تو کوئی چیز بھی اس پر قائم نہ رہ سکتی تھی اور نہ ہی کوئی اس زمین سے نفع اٹھا سکتا تھا، پس اللہ عزوجل کی رحمت ہے کہ اللہ نے زمین کو ساکن کردیا ہے۔

اى بقدر حاجتكم: مختلف شکلوں اور قسموں کے جوڑے بنائے، میٹھا اور کڑوا، سیاہ و سفید، مذکر و مونث۔ **كالابل:** اگر کسی کے ذہن میں سوال آئے کہ چوپایوں میں سے اونٹ کے سوا کوئی ایسا جانور نہیں تھا جس پر سواری کی جاسکے؟ میں (علامہ صاوی) یہ کہوں گا کہ ''کالابل'' میں کاف استقصائیہ ہے، یعنی یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ حیوان میں سے جنہیں تم اپنی سواری کے لئے استعمال کرتے ہو یعنی اونٹ، گھوڑا اور خچر مراد ہیں۔ **حذف العائد اختصارا:** معنی یہ ہے کہ ہم نے کشتیوں کو تمہاری سواری کے لئے بنایا جس پر تم سواری کرتے ہو اور اسی طرح جانور پر سواری کرتے ہو، پہلی تقدیر پر یہ ضمیر عائد مجرور ''فی'' کی وجہ سے ہوگی یعنی اصل فیہ تھا یا پھر تو کیون

کا مفعول ہونے کی وجہ سے، دوسری تقدیر پر یہ منصوب ہوگی۔
وجمع الظھر: یعنی ﴿ظھورہ﴾ میں ضمیر مفرد استعمال کی گئی ہے۔ اور معنیٰ کی رعایت کی جائے تو یوں بھی کہا جا سکتا تھا "، " اور اگر لفظ کی رعایت کی جائے تو یوں کہا جائے "ظھورہ" (لیکن یہ "ما" کے معنیٰ کے اعتبار سے ہے)۔ لمنصرفون: یعنی دنیا سے دار البقاء کی جانب پھرنا مراد ہے، پس کشتی اور چوپائے پر سوار کرا کر جنازہ دار البقاء کی جانب لے جایا جاتا ہے، پس آیت میں دنیا سے آخرت کی جانب سیر کرنا مراد ہے اور اس آیت میں منکرین بعث کی تردید بھی ہے۔ لان الولد جزء الوالد: بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے، اس لئے کہ بیٹا اپنے باپ کی ہڈیوں کے گودے سے ہی نکل کر بنتا ہے، اور ﴿خلقھن العزیز العلیم﴾ میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ مرکب ہونے سے پاک ہے بلکہ وہ اپنی ذات وصفات وافعال میں واحد حقیقی ہے، اور خالق کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی مخلوق کی صفات کا مخالف ہوا کرتا ہے اور بیٹا اپنے باپ کا جزء ہوتا ہے لہذا اولاد میں باپ کی مماثلت پائی جاتی ہے، پس اللہ کے لئے اولاد کا تصور محال ہے اور کافر اپنے خیال میں مضبوط نہیں ہیں۔ (الصاوی، ج۵، ص۲۳۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

﴿ام﴾ بِمَعْنٰى هَمْزَةِ الْاِنْكَارِ وَالْقَوْلُ مُقَدَّرٌ اَیْ اَتَقُوْلُوْنَ ﴿اتخذ مما یخلق بنت﴾ لِنَفْسِهٖ ﴿واصفکم﴾ اَخْلَصَكُمْ ﴿بالبنین (۱۶)﴾ اَللَّازِمُ مِنْ قَوْلِكُمُ السَّابِقِ فَهُوَ مِنْ جُمْلَةِ الْمُنْكَرِ ﴿واذا بشر احدھم بما ضرب للرحمن مثلا﴾ جَعَلَ لَهٗ شِبْهًا بِنِسْبَةِ الْبَنَاتِ اِلَيْهِ لِاَنَّ الْوَلَدَ يُشْبِهُ الْوَالِدَ الْمَعْنٰى اِذَا اُخْبِرَ اَحَدُهُمْ بِالْبِنْتِ تَوَلَّدَ لَهٗ ﴿ظل﴾ صَارَ ﴿وجهه مسودا﴾ مُتَغَيِّرًا تَغَيُّرَ مُغْتَمٍّ ﴿وھو کظیم (۱۷)﴾ مُمْتَلِئٌ غَمًّا فَكَيْفَ يَنْسِبُ الْبَنَاتُ اِلَيْهِ تَعَالٰى عَنْ ذٰلِكَ ﴿او﴾ هَمْزَةُ الْاِنْكَارِ وَ وَاوُ الْعَطْفِ لِجُمْلَةٍ اَیْ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ ﴿من ینشؤا﴾ اَیْ يُتَرَبّٰى ﴿فی الحلیۃ﴾ الزِّيْنَةِ ﴿وھو فی الخصام غیر مبین (۱۸)﴾ مُظْهِرُ الْحُجَّةِ لِضُعْفِهٖ عَنْهَا بِالْاُنُوْثَةِ ﴿وجعلوا الملئکۃ الذین ھم عبد الرحمن اناثا اشھدوا﴾ حَضَرُوْا ﴿خلقھم ستکتب شھادتھم﴾ بِاَنَّهُمْ اِنَاثٌ ﴿ویسئلون (۱۹)﴾ عَنْهَا فِی الْاٰخِرَةِ فَيَتَرَتَّبُ عَلَيْهَا الْعِقَابُ ﴿وقالوا لو شاء الرحمن ما عبدنھم﴾ اَیِ الْمَلٰٓئِكَةُ فَعِبَادَتُنَا اِيَّاهُمْ بِمَشِيْئَتِهٖ فَهُوَ رَاضٍ بِهَا قَالَ تَعَالٰى ﴿ما لھم بذلک﴾ الْمَقُوْلُ مِنَ الرِّضَا بِعِبَادَتِهَا ﴿من علم ان﴾ مَا ﴿ھم الا یخرصون (۲۰)﴾ يَكْذِبُوْنَ فِيْهِ فَيَتَرَتَّبُ عَلَيْهِمُ الْعِقَابُ بِهٖ ﴿ام اتینھم کتبا من قبلہ﴾ اَیِ الْقُرْاٰنِ بِعِبَادَتِهِمْ غَيْرَ اللّٰهِ ﴿فھم بہ مستمسکون (۲۱)﴾ اَیْ لَمْ يَقَعْ ذٰلِكَ ﴿بل قالوا انا وجدنا اباء نا علی امۃ﴾ مِلَّةٍ ﴿وانا﴾ مَاشُوْنَ ﴿علی اثرھم مھتدون (۲۲)﴾ بِهِمْ وَكَانُوْا يَعْبُدُوْنَ غَيْرَ اللّٰهِ ﴿وکذلک ما ارسلنا من قبلک فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوھا﴾ مُتَنَعِّمُوْهَا مِثْلَ قَوْلِ قَوْمِكَ ﴿انا وجدنا اباء نا علی امۃ﴾ مِلَّةٍ ﴿وانا علی اثرھم مقتدون (۲۳)﴾ مُتَّبِعُوْنَ ﴿قال﴾ لَهُمْ ﴿ا﴾ تَتَّبِعُوْنَ ذٰلِكَ ﴿ولو جئتکم باھدی مما وجدتم علیہ ابائکم قالوا انا بما ارسلتم بہ﴾ اَنْتَ وَمَنْ قَبْلَكَ ﴿کفرون (۲۴)﴾ قَالَ تَعَالٰى تَخْوِيْفًا لَهُمْ ﴿فانتقمنا منھم﴾ اَیْ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ لِلرُّسُلِ قَبْلَكَ ﴿فانظر کیف کان عاقبۃ المکذبین (۲۵)﴾.

﴿ترجمہ﴾

کیا(ام بمعنی ہمزہ انکاری کے ہے، یہاں قول مقدر ہے کیا تم کہتے ہو) اس نے (اپنے لیے) اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں بنالیں اور تمہیں خاص کردیا (اصفکم بمعنی اخلصکم ہے) بیٹوں کے ساتھ (یہ قول ان کے سابقہ قول سے لازم آتا ہے اور یہ جملہ انکاری ہے) اور جب ان میں سے کسی کو خوشخبری دی جائے اس چیز کی جس کا وصف رحمٰن کے لیے بتا چکا ہے (یعنی اللہ ﷻ کی لڑکیوں کی نسبت کر کے اس کے لیے شبیہ بنادی کہ اولاد باپ کے مشابہ ہوتی ہے آیت کا معنی یہ ہے کہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جائے......۱......) تو ہو جائے (ظل بمعنی صار ہے) اس کا چہرہ سیاہ (غم کے سبب اس کا چہرہ متغیر ہو جاتا ہے) اور وہ غم کھایا ہوا ہے (یعنی غم سے بھرا ہو تو وہ اللہ ﷻ کی طرف لڑکیوں کی نسبت کیسے کرتے ہیں؟ اللہ ﷻ اس سے بلند و بالا ہے) اور کیا (او میں ہمزہ انکار کے لیے اور واؤ عطف کے لیے ہے عطف اس جملہ محذوف پر ہے، یجعلون الله یعنی وہ اللہ ﷻ کے لیے ٹھہراتے ہیں) وہ جو پروان چڑھے (یعنی نشو نما پائے) زیوروں میں یعنی زینت میں اور بحث میں صاف بات نہ کرے (صنف نازک کی وجہ سے کمزور ہے، اپنی دلیل کو ظاہر نہیں کر سکتی ہے......۲......) اور انہوں نے فرشتوں کو کہ رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں ٹھہرایا کیا وہ حاضر تھے (شھدوا بمعنی حضروا ہے) ان کے بناتے وقت اب لکھ لی جائیگی ان کی گواہی (فرشتوں کے عورتیں ہونے پر) اور ان سے پوچھا جائے گا (اس کے بارے میں آخرت میں پھر ان پر عذاب الٰہی مرتب ہوگا) اور بولے اگر رحمٰن چاہتا تو ہم انہیں (یعنی فرشتوں کو) نہ پوجتے (پس ہمارا ان کی عبادت کرنا مشیت الٰہی کے سبب ہے اور وہ اس سے راضی ہے، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) انہیں اس کی (یعنی اس بات کی کہ اللہ ﷻ فرشتوں کی پرستش کیے جانے سے راضی ہے) حقیقت کچھ معلوم ہے وہ تو نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر اٹکلیں دوڑاتے (یعنی اس بارے میں جھوٹ بولتے ہیں اس کے نتیجہ میں ان پر عذاب الٰہی کا نزول ہوگا) یا اس سے قبل (یعنی قرآن پاک سے قبل غیر اللہ کی عبادت کرنے سے متعلق) ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے جسے وہ تھامے ہوئے ہیں (یعنی ایسا تو وقوع پذیر نہیں ہوا) بلکہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک ملت پر پایا اور ہم (چل رہے ہیں) ان کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے (اور وہ بھی غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے......۳......مھتدون کے بعد بھم محذوف ہے) اور ایسے ہی ہم نے تم سے پہلے جب کسی شہر میں ڈر سنانے والا بھیجا وہاں کے امیروں نے یہی کہا (یعنی ان کے آسودہ حال لوگوں نے تمہاری قوم کے قول کی مثل ہی کہا) کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک ملت پر پایا اور ہم ان کی لکیر کے پیچھے ہیں (مقتدون بمعنی متبعون ہے) فرمایا (ان لوگوں سے) کیا (تم اس کی پیروی کرو گے) اگرچہ میں تمہارے پاس لاؤں جو سیدھی راہ ہو اس سے جس پر تمہارے باپ دادا تھے بولے جو کچھ تم (یعنی ہم اور تم سے پہلے والے) لے کر بھیجے گئے ہم اسے نہیں مانتے (اللہ ﷻ نے انہیں خوف دلانے کے لیے ارشاد فرمایا) تو ہم نے ان سے (یعنی تم سے پہلے آنے والے رسولوں کو جھٹلانے والوں سے) بدلہ لیا تو دیکھو جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

﴿ترکیب﴾

﴿ام اتخذ مما يخلق بنت و اصفكم بالبنين﴾

ام: عاطفہ منقطعہ بمعنی بل، اتخذ: فعل بافاعل، مما یخلق: ظرف مستقر مفعول ثانی، بنت: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصفکم: فعل بافاعل ومفعول، بالبنین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ماقبل "جعلوا" پر معطوف ہے۔

﴿واذا بشر احدهم بما ضرب للرحمن مثلا ظل وجهه مسودا وهو كظيم﴾

و: مستانفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، بشر احدھم: فعل مجہول ونائب الفاعل، ب: جار، ما: موصولہ، ضرب: بمعنی جعل فعل

بافاعل، للرحمن: ظرف مستقر مفعول ثانی. مثلا: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ظل: فعل ناقص، وجہ: مضاف، ہ: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ہو کظیم: جملہ اسمیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر اسم، مسودا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اومن ینشوا فی الحلیة وهو الخصام غیر مبین﴾

همزه: حرف استفہام، و: عاطفہ معطوف علی محذوف "یجتزء ون" من: موصولہ، ینشوا: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، هو: مبتدا، الخصام: ظرف لغو مقدم، غیر: مضاف بمعنی الا نافیہ، مبین: صفت شبہ بافاعل اپنے ظرف لغو مقدم سے، ملکر شبہ جملہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، فی الحلیة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر فعل محذوف "یجعلون لله" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعلوا الملئكة الذین هم عبد الرحمن انا ثا اشهدوا خلقهم﴾

و: عاطفہ، جعلوا: فعل بافاعل، الملئکة: موصوف، الذین: موصولہ، هم عبد الرحمن: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول اول، اناثا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، همزه: حرف استفہام، شهدوا: فعل بافاعل، خلقهم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ستکتب شهادتهم ویسئلون وقالوا لو شاء الرحمن ما عبدنهم﴾

س: حرف استقبال، تکتب: فعل، شهادتهم: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یسئلون: فعل مجہول بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، قالوا: قول، لو: شرطیہ، شاء الرحمن: فعل بافاعل "عدم عبادة الملئکة" مفعول محذوف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ماعبدنهم: فعل نفی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿مالهم بذلک من علم ان هم الا یخرصون﴾

ما: نافیہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، بذلک: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، علم: ذوالحال، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: نافیہ، هم: مبتدا، الا: اداۃ حصر، یخرصون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام اتینهم کتبا من قبله فهم به مستمسکون﴾

ام: مستانفہ عاطفہ، اتینهم: فعل بافاعل ومفعول، کتبا: مفعول ثانی، من قبله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اشهدوا" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، هم: مبتدا، به مستمسکون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بل قالوا انا وجدنا اباء نا علی امة وانا علی اثرهم مهتدون﴾

بل: حرف واضراب، قالوا: قول، انا: حرف شبہ واسم، وجدنا اباء نا: فعل بافاعل ومفعول، علی امة: ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انا: حرف شبہ واسم، علی اثرهم: ظرف لغو مقدم، مهتدون: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وکذلک ما ارسلنا من قبلک فی قریة من نذیر الا قال مترفوها انا وجدنا اباء نا علی امة وانا علی اثرهم مقتدون﴾

کذلک: ظرف مستقر "ارسالا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، ما ارسلنا: فعل نفی بافاعل، من قبلک: ظرف لغو، فی قریة: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، نذیر: ذوالحال، الا: اداۃ حصر، مترفوها: جملہ فعلیہ قول، انا وجدنا......الخ: ترکیب ماقبل ملاحظہ کریں، مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل اولو جئتکم باھدی مما وجد تم علیه اباء کم قالوا انا بما ارسلتم به کفرون﴾
قل: قول، ھمزہ: حرف استفہام، و: حالیہ، لو: شرطیہ، جئتکم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، اھدی: اسم تفضیل بافاعل، مما وجد تم علیہ اباء کم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا: قول، انا: حرف شبہ واسم، بما ارسلتم بہ: ظرف لغومقدم، کفرون: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر فعل محذوف "تقتدون باباء کم" کے فاعل سے حال ہے، ملکر جملہ فعلیہ داخل استفہام مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فانتقمنا منھم فانظر کیف کان عاقبة المکذبین﴾
ف: عاطفہ، انتقمنا: فعل بافاعل، منھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، انظر: فعل امر بافاعل، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص، عاقبة المکذبین: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بیٹیوں کے فضائل:

۱......امام رازی لکھتے ہیں کہ جولوگ بیٹیوں کو قتل کرتے تھے ان کفار کے طریقے جدا جدا تھے، ان میں سے بعض گڑھا کھود کر بیٹی کو اس میں ڈال کر گڑھا بند کردیتے حتی کہ وہ مرجاتی، اور بعض اس کو پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دیتے تھے، بعض اس کو غرق کردیتے تھے، بعض اس کو ذبح کردیتے تھے، ان کا یہ اقدام بعض اوقات غیرت اور حمیت کی بناء پر ہوتا تھا اور بعض اوقات فقر وفاقہ کے خوف کی وجہ سے وہ ایسا کیا کرتے تھے۔ (الرازی، ج۷، ص ۲۲۵ وغیرہ)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کون ومکان مکی مدنی سلطان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا بہنیں ہوں پھر وہ ان کی اچھی طرح پرورش کرے اور ان کے معاملے میں اللہ عزوجل سے ڈرتا رہے تو اس کے لئے جنت ہے"۔ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی النفقة، رقم ۱۹۲۳، ص ۵۷۰)

☆......ایک روایت میں ہے: "جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک روایت میں ہے: "پھر وہ ان کی اچھی تربیت کرے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو اس کے لئے جنت ہے"۔

(ایضا، رقم: ۱۹۱۹، ص ۵۶۹)

☆......انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ دونوں بالغ ہوگئیں، آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر فرمایا قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح ہوں گے"۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب: فضل احسان الی البنات، رقم: (۶۵۹۰)/ ۲۶۳۱، ص ۱۲۹۵)

عورت کا صنف نازک وکمزور ہونا:

۲......مفسرین کرام فرماتے ہیں اگر عورت نافرمانی کرے تو پہلے اسے نصیحت کی جائے شاید کارگر ثابت ہو، ورنہ اس کا بستر الگ کردے کہ کوئی بھلائی کی صورت نکل آئے اور اگر پھر بھی کوئی صورت نہ بنے تو ضرب خفیف کا حکم دیا گیا ہے اور تمام ہی مفسرین اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ عورت کو ایسا نہ مارا جائے کہ اسکی ہڈیاں توڑ دی جائیں یا گوشت پھاڑ دیا جائے یا کوئی اور سخت قسم کی تکلیف دی جائے کہ باعث ضرر شدید بنے۔ (جلالین کلاں، ص ۶۳۶ وغیرہ)

☆...... حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "لَنْ یُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَھُمُ امْرَاَۃً یعنی وہ قوم کبھی بھی فلاح نہیں پاسکتی جنہوں نے کسی عورت کو اپنے کام کا والی بنالیا ہو"۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب النبی ﷺ، رقم:۴۴۲۵، ص۷۵۳)

غیر شرعی دلیل قابل قبول نہیں!

ع...... اسلام رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے اور اسلام کی بنیاد قرآن مجید کے رہنما اصولوں پر قائم ودائم ہے اگر ان اصولوں کو پسِ پشت ڈال دیں تو دینِ اسلام کی ترویج واشاعت میں بگاڑ آنا شروع ہوجائے گا۔ انسان کی ذاتی عقل میں کوئی بات اگرچہ کامل طور پر نہ آسکے لیکن قرآن میں اس کا حکم دے دیا گیا تو مسلمان کے لئے ماننے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ان اصول وقوانین کے مقابلے میں اپنے دلائل پیش کرتا ہے تو اس کی نہ تو اسلام میں اجازت ہے نہ یہ طریقہ محبوبانِ خدا کا رہا ہے۔ بلکہ قرآن میں جگہ جگہ کفار، مشرکین مکہ، منافقین، یہود ونصاریٰ کے اقوال کا ذکر ہے کہ انہوں نے غیر شرعی دلائل اور اپنی من مانی بات داخل کرنے کی کوشش کی اور قرآن میں رب کریم نے ان کا رد بھی فرمایا اور ضد کرنے والوں کی مذمت بھی خوب فرمائی اور انہیں مان لینے کی ترغیب بھی ارشاد فرمائی لیکن مانتا وہی ہے جس کے دل میں اللہ ﷻ کی محبت ہو اور دین اسلام کی عقیدت بھی ہو۔ آج بھی ہم بحیثیت مسلمان مان لینا سیکھ جائیں تو کتنے ہی مسائل حل ہوسکتے ہیں۔ اگرچہ آج کا مسلمان اکثر ایسا کرتا نظر نہیں آتا بلکہ دین اسلام کے معاملے میں ہر دوسرا آدمی اپنی من مانی بات داخل کرکے در پردہ اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔

اغراض:

اخلصکم: بمعنی اخصکم ہے۔ فھو من جملۃ المنکر: جس کا عطف ﴿اتخذ﴾ پر ہے، اور ام بمعنی ہمزہ انکاریہ ہے۔
الزینۃ: یعنی عورتیں اپنے نقص کو زیب وزینت سے مزین کرتی ہیں، اور اپنی ذات کو زینت کے ذریعے مکمل کرلیتی ہیں۔
ای لم یقع ذلک: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ہمزہ انکاریہ ہے۔ ماشون: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿علی اثرھم مھتدون﴾ میں جار مجرور "ان" کی خبر اور دوسری خبر "مھتدون" ہے۔ مثل قول قومک: مفعول مطلق مصدر محذوف کی صفت ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: "ای قولا مثل قول قومک"۔
لھم: نبی پاک علیہ السلام سے خطاب ہے یعنی اے محمد ﷺ اپنی قوم سے کہہ دیجئے۔ (الصاوی، ج۵، ص۲۴۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿و﴾اذْكُرْ﴿اذ قال ابرھیم لابیہ وقومہ اننی براء﴾اَیْ بَرِیْءٌ﴿مما تعبدون (۲۶) الا الذی فطرنی﴾خَلَقَنِیْ﴿فانہ سیھدین (۲۷)﴾یُرْشِدُنِیْ لِدِیْنِہٖ﴿وجعلھا﴾اَیْ كَلِمَةَ التَّوْحِیْدِ الْمَفْھُوْمَةِ مِنْ قَوْلِہٖ اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ﴿کلمۃ باقیۃ فی عقبہ﴾ذُرِّیَّتِہٖ فَلَا یَزَالُ فِیْھِمْ مَنْ یُوَحِّدُ اللّٰہَ ﴿لعلھم﴾اَیْ اَھْلُ مَكَّةَ﴿یرجعون (۲۸)﴾عَمَّا ھُمْ عَلَیْہِ اِلٰی دِیْنِ اِبْرَاھِیْمَ اَبِیْھِمْ﴿بل متعت ھؤلاء﴾الْمُشْرِكِیْنَ﴿وابائھم﴾وَلَمْ عَاجِلْھُمْ بِالْعُقُوْبَةِ﴿حتی جاء ھم الحق﴾اَلْقُرْاٰنُ﴿ورسول مبین (۲۹)﴾مُظْھِرٌ لَھُمُ الْاَحْكَامَ الشَّرْعِیَّةَ وَھُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ﴿ولما جاء ھم الحق﴾اَلْقُرْاٰنُ﴿قالوا ھذا سحر وانا بہ کفرون (۳۰) وقالوا لولا﴾ھَلَّا﴿نزل ھذا القران علی رجل من القریتین﴾من ایۃ منھما﴿عظیم (۳۱)﴾اَیِ الْوَلِیْدُ ابْنُ الْمُغِیْرَةُ بِمَكَّةَ وَعُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ الثَّقَفِیِّ بِالطَّائِفِ﴿اھم یقسمون رحمۃ ربک﴾اَلنُّبُوَّةَ﴿نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ

الدنیا﴾فَجَعَلْنَا بَعْضَهُمْ غَنِيًّا وَبَعْضَهُمْ فَقِيْرًا﴿ورفعنا بعضهم﴾بِالْغِنٰى﴿فوق بعض درجت ليتخذ بعضهم بعضا﴾اَلْغَنِيُّ﴿سخريا﴾مُسَخَّرًا فِى الْعَمَلِ لَهٗ بِالْاُجْرَةِ وَالْيَاءُ لِلنَّسَبِ وَقُرِئَ بِكَسْرِ السِّيْنِ﴿ورحمت ربك﴾اَيِ الْجَنَّةُ﴿خير مما يجمعون(۳۲)﴾فِى الدُّنْيَا﴿ولولا ان يكون الناس امة واحدة﴾عَلَى الْكُفْرِ﴿لجعلنا لمن يكفر بالرحمن لبيوتهم﴾بَدَلٌ مِنْ لِمَنْ﴿سقفا﴾بِفَتْحِ السِّيْنِ وَسُكُوْنِ الْكَافِ وَبِضَمِّهِمَا جَمْعًا﴿من فضة و معارج﴾كَالدُّرَجِ مِنْ فِضَّةٍ﴿عليها يظهرون(۳۳)﴾يَعْلُوْنَ اِلَى السَّطْحِ﴿ولبيوتهم ابوابا﴾مِنْ فِضَّةٍ﴿و﴾جَعَلْنَا لَهُمْ﴿سررا﴾مِنْ فِضَّةٍ جَمْعُ سَرِيْرٍ﴿عليها يتكئون(۳۴)وزخرفا﴾ذَهَبًا اَلْمَعْنٰى لَوْلَا خَوْفُ الْكُفْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ مِنْ اِعْطَاءِ الْكَافِرِ مَا ذُكِرَ لَاَعْطَيْنَاهُ ذٰلِكَ لِقِلَّةِ خَطَرِ الدُّنْيَا عِنْدَنَا وَعَدَمِ حَظِّهٖ فِى الْاٰخِرَةِ فِى النَّعِيْمِ﴿وان﴾مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيْلَةِ﴿كل ذلك لما﴾بِالتَّخْفِيْفِ فَمَا زَائِدَةٌ وَبِالتَّشْدِيْدِ بِمَعْنٰى اِلَّا فَاِنْ نَافِيَةٌ﴿متاع الحيوة الدنيا﴾يَتَمَتَّعُ بِهٖ فِيْهَا ثُمَّ يَزُوْلُ﴿والاخرة﴾اَلْجَنَّةُ﴿عند ربك للمتقين(۳۵)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور(یادکرو)جب ابراہیم نے اپنے باپ......۱......اورقوم سے فرمایامیں بیزارہوں(براء بمعنی بری ہے)تمہارے معبودوں سے سوا اس کے جس نے مجھے پیدا کیا(فطرنی بمعنی خلقنی ہے)ضرور وہ بہت جلد مجھے راہ دیگا(یعنی اپنے دین کی طرف میری رہنمائی کریگا ......۲......)اوراسے(یعنی کلمہ توحیدکو جواللہ کے فرمان﴿انی ذاهب الی ربی سیهدین (الصفت:۹۹)﴾)اس کی نسل میں باقی کلام رکھا(پس اللہ عزوجل کی توحید کے مُقِرّ اِن کی اولادمیں ہوتے رہیں گے، عــــــقبة بمعنی ذرية ہے)کہ کہیں وہ(یعنی اہل مکہ)بازآجائیں(اس باطل مذہب سے جس پر ہیں اپنے باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین کی طرف)بلکہ میں نے انہیں(یعنی مشرکین)اوران کے باپ داداکودنیاکے فائدے دیئے(اوران لوگوں کوجلد سزانہیں دی......۳......)یہاں تک کہ ان کے پاس حق(یعنی قرآن پاک)اوررسول مبین تشریف لایا(یعنی احکام شرعیہ کوظاہرفرمانے والے،مراداس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)اورجب ان کے پاس حق(یعنی قرآن پاک)آیابولے یہ جادوہےاورہم اس کے منکرہیں اوربولے کیوں نہیں(لولا بمعنی هلا ہے)اتاراگیایہ قرآن ان دوشہر (والوں)میں سے کسی بڑے آدمی پر(یعنی مکہ میں ولید بن مغیرہ پراور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی پرقرآن نازل کیوں نہ ہوا......۴......)کیاتمہارے رب کی رحمت(یعنی نبوت)وہ بانٹتے ہیں ہم نے ان کی زیست کاسامان دنیاکی زندگی میں بانٹا(پس ہم نے ان میں کے بعض کوغنی اوربعض کوفقیربنادیا)اوران میں بعض کو(یعنی غنی کو)دوسرے پر(یعنی فقیرپر)درجوں بلندی دی کہ ان میں سے بعض(یعنی غنی)بعض(یعنی فقیرکو)مسخرکرے(یعنی اسے اجرت دیکراپنے کام کے لیے مسخرکرلے،سخريا میں یاءنسبت کی ہے اوراسے سین مکسورکے ساتھ پڑھا گیاہے)اورتمہارے رب کی رحمت(یعنی جنت)ان کے(دنیامیں)جمع جتھا سے بہتراوراگریہ نہ ہوتاکہ سب لوگ ایک دین(کفر)پرہوجائیں توہم ضروررحمٰن کے منکروں کے لیے ان پرگھروں کے لیے(''لبیوتهم" لمن یکفر ......الخ سے بدل ہے)چھتیں(سقفا سین مفتوحہ اورقاف ساکنہ اوردونوں کے ضمہ کے ساتھ بصیغہ جمع پڑھاگیاہے)چاندی کی اور سیڑھیاں بناتے(چاندی کی)جن پرچڑھتے(جن کے ذریعے سطح پربلندہوتے، یظهرون بمعنی یعلون ہے)اوران کے گھروں کے لیے(چاندی کے)دروازے اور(ہم نے ان کے لیے بنادیئے چاندی کے)تخت(''سرر" سریر کی جمع ہے)جن پرتکیہ لگاتے اور

سونا (معنیٰ آیت یہ ہے کہ اگر کافروں کو مذکورہ اشیاء عطا کرنے سے مومنین کے کفر کو اختیار کر لینے کا خوف نہ ہوتا تو ہم ضرور یہ اشیاء کفار کو دے دیتے کہ ہمارے نزدیک اس دنیاوی سامان کی کچھ وقعت نہیں اور آخرت کی نعمتوں میں ان کا کچھ بھی حصہ نہیں ہے......ص......) اور بیشک (ان مخفف من الثقیلۃ ہے) یہ جو کچھ ہے جیتی دنیا ہی کا اسباب ہے (جس سے دنیا میں نفع حاصل کیا جائیگا پھر یہ فناء ہو جائیگا، لما مخفف ہو تو اس صورت میں ما زائد ہوگا اور مشدد ہونے کی صورت میں یہ بمعنی الا ہوگا، نیز ان اس صورت میں نافیہ ہوگا) اور آخرت (یعنی جنت) تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قال ابرهیم لابیه وقومه اننی براء مما تعبدون الا الذی فطرنی فانه سیهدین﴾

و: مستانفہ، اذ: مضاف، قال ابرهیم: فعل بافاعل، لابیہ وقومہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، اننی: حرف شبہ واسم، براء: صفت شبہ بافاعل، من: جار، ماتعبدون: موصول صلہ، ملکر مستثنیٰ منہ، الا: اداۃ استثناء، الذی: موصول، فطرنی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ تعلیلیہ، انہ: حرف شبہ واسم، سیهدین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مستثنیٰ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وجعلها کلمة باقیة فی عقبه لعلهم یرجعون﴾

و: عاطفہ، جعل: فعل بافاعل، ھا: ضمیر مفعول اول، کلمۃ: موصوف، باقیۃ فی عقبہ: شبہ جملہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، لعلھم: حرف شبہ واسم، یرجعون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بل متعت هولاء واباء هم حتی جاء هم الحق ورسول مبین﴾

بل: حرف اضراب وعطف، متعت: فعل بافاعل، ھولاء: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اباء ھم: معطوف، ملکر مفعول، حتی: جار، جاء ھم: فعل ومفعول، الحق: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رسول مبین: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولما جاء هم الحق قالوا هذا سحر وانا به کفرون﴾

و: عاطفہ، لما: ظرفیہ شرطیہ، جاء ھم الحق: جملہ فعلیہ شرط، قالوا: قول، ھذا سحر: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انا بہ کفرون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالوا لولا نزل هذا القران علی رجل من القریتین عظیم﴾

و: عاطفہ، قالوا: قول، لولا: حرف تحضیض، نزل: فعل مجہول، ھذا القران: نائب الفاعل، علی: جار، رجل: موصوف، من القریتین: ظرف مستقر صفت اول، عظیم: صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اهم یقسمون رحمت ربک نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیوة الدنیا﴾

ھمزہ: حرف استفہام، ھم: مبتدا، یقسمون: فعل بافاعل، رحمت ربک: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، نحن: مبتدا، قسمنا: فعل بافاعل، بینھم: ظرف، معیشتھم: ذوالحال، فی الحیوۃ الدنیا: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ورفعنا بعضهم فوق بعض درجت لیتخذ بعضهم بعضا سخریا ورحمت ربک خیر مما یجمعون﴾

و: عاطفہ، رفعنا: فعل بافاعل، بعضھم: ممیز، درجت: تمیز، ملکر مفعول، فوق بعض: مفعول ثانی، لام: جار، یتخذ بعضا: فعل وفاعل، سخریا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، رحمت ربک: مبتدا، خیر: اسم

تفصیل بافاعل ،مما یجمعون :ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو لا ان یکون الناس امة واحدة لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتھم سقفا من فضة ومعارج علیها یظھرون﴾

و: مستانفہ ،لو لا :حرف شرط،ان :مصدریہ ،یکون الناس امة واحدة: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر "موجود" خبر محذوف کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ شرط،لام :تاکیدیہ ،جعلنا :فعل بافاعل ،لـمـن یکفر بالرحمن : جار مجرور ظرف مستقر مبدل منہ ،لبیوتھم :جار مجرور،ملکر ظرف مستقر بدل،ملکر مفعول ثانی ،سـقـفـا : موصوف ،مـن فـضـة :ظرف مستقر صفت،ملکر صفت،ملکر معطوف علیہ ،و :عاطفہ معارج : موصوف ،علیھا یظھرون : جملہ فعلیہ صفت،ملکر معطوف ،ملکر مفعول اول ،ملکر جملہ فعلیہ جواب لولا واقع ہے۔

﴿ولبیوتھم ابوابا وسررا علیها یتکئون وزخرفا﴾

و: عاطفہ ،لبیــوتھــم :ظرف مستقر فعل محذوف "جـعـلـنـا" کیلئے مفعول ثانی ،ابـوابـا : معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،سررا :موصوف ،علیھا یتکئون : جملہ فعلیہ صفت ،ملکر معطوف اول ،و : عاطفہ ،زخرفا :معطوف ثانی ،ملکر مفعول اول "جعلنا" فعل محذوف اپنے متعلقات سے ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان کل ذلک لما متاع الحیوة الدنیا والاخرة عند ربک للمتقین﴾

و :عاطفہ ،ان :نافیہ ،کل ذلک :مبتدا ،لما : بمعنی ،الا : اداۃ حصر ،متاع الحیوة الدنیا :خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،الاخرة :مبتدا ذوالحال ،عند ربک :ظرف متعلق بمحذوف حال ،ملکر مبتدا ،للمتقین : ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آیت مذکورہ میں اَبُ سے مراد کون ھے؟

۱..... قاموس میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا۔امام جلال الدین سیوطی نے مسالک الحنفاء میں لکھا ہے چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں ،قرآن مجید میں ہے کہ ﴿نـعـبـد الھک والـہ ابـائـک ابـراھیم واسمعیل و اسحق الھا واحد (البقرۃ:۱۳۳)﴾ اس آیت میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آباء میں ذکر کیا گیا ہے باوجود یہ کہ آپ علیہ السلام عم (چچا) ہیں۔حدیث شریف میں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو عم (چچا) فرمایا چنانچہ فرمایا: رُدُّوْا عَلَیَّ اَبِیْ اور یہاں ابی سے حضرت عباس مراد ہیں۔ (خزائن العرفان،حاشیه نمبر ۱٦٠)

ابن ابی حاتم اور حاتم ابوشیخ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارخ تھا اور آزر بت پرست تھا۔ (الدر المنثور، ج۳،ص٤٤)

مفسرین کا اختلاف ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا یا تارخ ،متاخرین مفسرین کی تحقیق یہی ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور آپ کے والدِ ماجد کا نام تارخ تھا اسی بات کو امام اہلسنت فاضلِ بریلوی نے اپنے فتاوی میں ذکر کیا۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا یہ کھنا کہ اللہ مجھے راہ دیگا کے معانی:

۲..... فـانـہ سیھدین سے مراد یہ ہے کہ اگر اللہ عزوجل مجھے ثابت قدم رکھے،سین استقبال کے لئے نہیں بلکہ تاکید کے لئے ہے جس کا بیان ﴿یھـدیـن (الشـعـراء:۷۸)﴾ میں بھی ہے،اور دونوں مقامات پر مضارع استقرار کے لئے ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ سیھدین سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مابعد والی ذریت ہے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۵،ص۱۰٦)

امام جریر طبری کہتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ عزوجل مجھے دین حق پر قائم ودائم رکھے اور ہدایت کے راستے کی توفیق عطا فرمائے، اسی طرح کے اقوال اہل تاویل نے کئے ہیں۔ (الطبری، الجزء: ۲۵، ص ۷۵)

مشرکین کو ڈھیل ومہلت دینا:

۳۔۔۔۔۔نظام قدرت یہ نہیں کہ بندہ گناہ کرے اور اُسے فوراً ہی سزا دے دی جائے، اور اللہ عزوجل کی حکمت میں یہ بات شامل ہو جائے تو اس کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا، تاہم اتنا ضرور ہے کہ اللہ عزوجل انسان کو مہلت دیتا ہے، بعض اوقات اتنی مہلت ملتی ہے جسے لوگ مہلت ہی نہیں سمجھتے، جیسا کہ زیر بحث آیت میں ہے کہ اللہ عزوجل نے مال واسباب میں فراخی فرمادی، غور کریں کہ جس آدمی کے مال میں کشادگی ہو جائے، اسباب دنیا بڑھنے لگیں، اس دنیا میں بہت کچھ مال سے خریدا جاتا ہے بلکہ انسان بھی مال کے عوض کسی نہ کسی طریقے سے بک جاتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ مالدار آدمی کے جرائم پر پردہ ڈالنے والے مال ہی کی لالچ میں ایسا کرتے ہیں تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ تاہم عقلمند اور دیندار لوگ اسے اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے تعبیر کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں مال میں اضافہ آخرت میں مایوسی کا سبب تو نہیں بن جائے گا۔ اکابرین اگر کسی کو بددعا دیتے تو فرماتے: ''جا اللہ عزوجل تیرے مال میں اضافہ کرے''۔ ہمارے بعض بھولے بھالے مسلمان یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ کافروں کے پاس اتنا مال ہے، اسباب زندگی اور عالی شان وسائل کی بہتات ہے اور ہم اللہ عزوجل کو ایک ماننے والے کس تنگی کا شکار ہیں۔۔۔۔۔وغیرہ۔ تو ایسے لوگ اس آیت کو پڑھیں اور جان لیں کہ اللہ عزوجل نے مال دے کر انہیں مزید امتحان میں ڈال دیا ہے کہ ایک تو ایمان کی دولت ان کے پاس نہیں، دوسری مال کی بہتات نے انہیں اس جانب سے توجہ ہی بالکل ہٹادی ہے لہٰذا اس بناء پر یہ قابل رحم ہوئے نہ کہ ہم مسلمان کہ ہم تنگی میں صبر کرکے اور فراخی میں شکر کرکے درجات میں اضافے کر سکتے ہیں۔

کفار کے نزدیک دو بڑے فضل والے کون ہیں؟

۴۔۔۔۔۔جب اللہ عزوجل کی جانب سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول قرآن ہوا تو مشرکین قریش نے اعتراض کیا کہ اگر نزول قرآن ہونا ہی تھا تو فضل واکرام والوں پر کیوں نہ ہوا؟ مکہ اور طائف کے رؤسا پر کیوں نزول نہ ہوا؟ اس بارے میں اختلاف ہے کہ مشرکین قریش کے نزدیک کون سے دو بڑے سردار تھے، اس بارے میں چند اقوال یہ ہیں: (۱)۔۔۔۔۔اہل مکہ میں سے ولید بن مغیرہ مخزومی، اور اہل طائف میں سے حبیب بن عمرو بن عمیر الثقفی۔ (۲)۔۔۔۔۔اہل مکہ میں سے عتبہ بن ربیعہ اور اہل طائف میں سے ابن عبد یالیل۔ (۳)۔۔۔۔۔اہل مکہ سے ولید بن مغیرہ اور اہل طائف سے عروہ بن مسعود ثقفی۔ (۴)۔۔۔۔۔اہل مکہ سے ولید بن مغیرہ اور اہل طائف سے کنانہ بن عبد بن عمرو۔ (الطبری، الجزء: ۲۵، ص ۷٦ وغیرہ)

عند اللہ مالدار ہونا قابل فخر نہیں:

۵۔۔۔۔۔مومن دنیا میں مال خرچ کرکے بھی آخرت کا ثواب کما لیتا ہے، اپنے اہل وعیال کی خدمت کی کفالت کرکے بھی نیکی حاصل کر لیتا ہے، الغرض ایمان کی وجہ سے آخرت میں اجر کا مستحق بنتا ہے لیکن کافر کے لئے آخرت میں کچھ نہیں، دنیا کا مال دنیا ہی میں خرچ ہو جائے گا، دنیا میں بظاہر نیکی بھی کرے گا تو اس کا صلہ دنیا ہی میں پالیگا، ان کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے۔

☆۔۔۔۔۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''الدنیا سجن المومن وجنة الکافر دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے''۔

(صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب الدنیا سجن المؤمن، رقم: (۷۳۱۱)/۲۹۵٦، ص ۱٤٥۱)

اغراض:

اذکر: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ظرف محذوف ہے اور عنقریب آنے والا فرمان مقدس نشان ﴿لعلهم یرجعون﴾ بھی اسی ظرف

کی جانب متعلق ہوگا۔ یرشدنی لدینه: یعنی اللہ مجھے نماز وغیرہ احکامات کی رہنمائی کرے گا، اور اس جملے میں اس اعتراض کا رد بھی پایا جاتا ہے کہ ہدایت تو اُسے مل چکی ہے جس کا ذکر ﴿الست بربکم﴾ میں ہوا اور یہاں ﴿سیھدین﴾ میں مضارع اور سین کے ساتھ خطاب کیسے ممکن ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مذکورہ خطاب کی دلیل اس فرمان: ﴿ما کنت تدری ما الکتاب و لا الایمان﴾ سے ملتی ہے، اور یہ بھی کہ مذکورہ بالا کلام میں سین زائدہ ہے اور مضارع استمرار کے لئے ہے معنی یہ ہوگا کہ اللہ مجھے ہدایت پر دوام بخشے گا اور یہ بھی معنی ہو سکتا ہے کہ اللہ مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھے گا۔

ای اھل مکة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿لعلھم﴾ متعلق ہے ﴿اذکر﴾ کے، تقدیر عبارت یوں ہوگی: ''اذکر یامحمد لقومک ما ذکر یعنی اے محمد جو آپ کو نصیحت کی جاتی ہے وہ اپنی قوم سے فرما دیجئے، تاکہ ان کے لئے دین ابراہیمی کی جانب رجوع کرنا آسان ہو جائے۔ ای الولید بن المغیرة: جو کہ کافر ہی رہا اور کفر پر مر گیا۔ ولم اعاجلھم بالعقوبة: یعنی ہم نے اُنہیں نعمت عظمیٰ اور حرم میں امن عطا فرمایا اور پھلوں کی نعمت دی، اور ان نعمتوں کے مقابلے میں اُنہوں نے ہماری ناشکری اور زیادہ کی اور ہم نے انہیں مہلت دی اور انتقام لینے میں جلدی نہ کی۔

وعروة بن مسعود: اللہ نے اُنہیں اسلام کی توفیق بخشی، اور اسلام لے آئے اور سید عالم ﷺ کے صحابی بن گئے۔

والیاء للنسب: یعنی یاء کی ''السخرة'' کی جانب نسبت کردی، مراد وہ عمل ہے جو اجرت کے بغیر ہو، اور مفسر نے ''بالاجرة'' کی قید تعلیل کی صحت کی جانب نظر کرنے کے لئے لگائی ہے اور درست یہ ہے کہ ''السخریة'' سے مراد ''الاستھزاء'' ہے، یعنی غنی شخص فقیر پر استہزاء کرے اور لام عاقبت اور صیرورت کے لئے ہوگا۔ (الصاوی، ج۵، ص۲٤۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿ومن یعش﴾یُعْرِضُ﴿عن ذکر الرحمن﴾اَیِ الْقُرْاٰنِ﴿نقیض﴾نُسَبِّبُ﴿له شیطنا فھو له قرین(۳٦)﴾لَایُفَارِقُهٗ﴿وانھم﴾اَیِ الشَّیَاطِیْنَ﴿لیصدونھم﴾اَیِ الْعَاشِیْنَ﴿عن السبیل﴾اَیْ طَرِیْقِ الْھُدٰی﴿ویحسبون انھم مھتدون(۳۷)﴾فِی الْجَمْعِ رِعَایَةُ مَعْنٰی مَنْ﴿حتی اذا جاء نا﴾اَلْعَاشِیْ بِقَرِیْنِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ﴿قال﴾لَهٗ﴿یا﴾لِلتَّنْبِیْهِ﴿لیت بینی و بینک بعد المشرقین﴾اَیْ مِثْلَ بُعْدِ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ﴿فبئس القرین(۳۸)﴾اَنْتَ لِیْ قَالَ تَعَالٰی﴿ولن ینفعکم﴾اَیِ الْعَاشِیْنَ تَمَنِّیْکُمْ وَنَدَمُکُمْ﴿الیوم اذ ظلمتم﴾اَیْ تَبَیَّنَ لَکُمْ ظُلْمُکُمْ بِالْاِشْرَاکِ فِی الدُّنْیَا﴿انکم﴾مَعَ قُرَنَائِکُمْ﴿فی العذاب مشترکون(۳۹)﴾عِلَّةٌ بِتَقْدِیْرِ اللَّامِ لِعَدَمِ النَّفْعِ وَاِذْ بَدَلٌ مِنَ الْیَوْمِ﴿افانت تسمع الصم او تھدی العمی ومن کان فی ضلل مبین(۴۰)﴾بَیِّنٍ اَیْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴿فاما﴾فِیْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِیَّةِ فِیْ مَا الزَّائِدَةِ﴿نذھبن بک﴾بِاَنْ نُمِیْتَکَ قَبْلَ تَعْذِیْبِهِمْ﴿فانا منھم منتقمون(۴۱)﴾فِی الْاٰخِرَةِ﴿او نرینک﴾فِیْ حَیَاتِکَ﴿الذی وعدنھم﴾بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ﴿فانا علیھم﴾عَلٰی عَذَابِهِمْ﴿مقتدرون(۴۲)﴾قَادِرُوْنَ﴿فاستمسک بالذی اوحی الیک﴾اَیِ الْقُرْاٰنُ﴿انک علی صراط﴾طَرِیْقٍ﴿مستقیم(۴۳)وانه لذکر﴾لَشَرَفٌ﴿لک ولقومک﴾لِنُزُوْلِهٖ بِلُغَتِهِمْ﴿وسوف تسئلون(۴۴)﴾عَنِ الْقِیَامِ بِحَقِّهٖ﴿وسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن﴾اَیْ

غَیْرِہٖ﴿الھۃ یعبدون (۴۵)﴾قِیْلَ ھُوَ عَلٰی ظَاھِرِہٖ بِاَنْ جُمِعَ لَہُ الرُّسُلُ لَیْلَۃَ الْاِسْرَاءِ وَقِیْلَ الْمُرَادُ اُمَمَ مَنْ اَیْ اَھْلُ الْکِتَابَیْنِ وَلَمْ یَسْاَلْ عَلٰی وَاحِدٍ مِنَ الْقَوْلَیْنِ لِاَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْاَمْرِ بِالسُّوَالِ التَّقْرِیْرُ لِمُشْرِکِیْ قُرَیْشٍ اِنَّہُ لَمْ یَاتِ رَسُوْلٌ مِنَ اللّٰہِ وَلَا کِتَابٌ بِعِبَادَۃِ غَیْرِ اللّٰہِ۔

﴿ترجمہ﴾

اور جو اعراض برتے (یعش بمعنی یعرض ہے) رحمٰن کے ذکر (یعنی قرآن پاک......ا......) سے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے (اس سے جدا نہ ہو، آیت مذکورہ میں نقیض بمعنی نسبب ہے) اور بیشک وہ (یعنی شیاطین) ان کو (یعنی اعراض برتنے والوں کو) راہ سے (یعنی راہ ہدایت سے روکتے ہیں) اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں (یہاں صیغہ جمع کو ذکر کرنے میں من کے معنی کی رعایت برتی گئی ہے) یہاں تک کہ جب وہ (یعنی قرآن پاک سے اعراض کرنے والا بروز قیامت اپنے ساتھی شیطان کے ساتھ) ہمارے پاس آئے گا وہ (اپنے شیطان سے) کہے گا ہائے (یالیت میں یاء تنبیہ کے لیے ہے) کسی طرح مجھ میں تجھ میں پورب پچھم کا فاصلہ ہوتا (یعنی مشرق ومغرب کے درمیان فاصلہ کی مثل ہم میں دوری ہوتی) تو کیا ہی برا ساتھی ہے (میرے حق میں......۲...... ،اللہ عزوجل فرماتا ہے) اور ہرگز تمہیں نفع نہ دیگا (قرآن سے اعراض کرنے والوں، تمہارا یہ تمنا کرنا اور ندامت ظاہر کرنا) آج جب کہ تم نے ظلم کیا (یعنی دنیا میں شرک کر کے تمہارا ظلم کرنا تم پر ظاہر ہوجانے کے بعد) کہ تم (اپنے شیطانوں کے ساتھ) عذاب میں شریک ہو (انکم فی العذاب مشترکون لام مقدرہ کے ساتھ علت ہے معرضین کی تمنا اور ندامت کے سودمند نہ ہونے کی، اذ ماقبل الیوم سے بدل بن رہا ہے) تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے یا اندھوں کو راہ دکھاؤ گے اور انہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں (یعنی یہ لوگ ایمان لے کر آئیں گے......۳...... مبین بمعنی بین ہے) تو اگر (فاما یہاں ان شرطیہ کے نون میں مازائدہ کا ادغام کیا گیا ہے) ہم تمہیں لے جائیں (یوں کہ انہیں عذاب دینے سے قبل تمہیں موت عطا فرمائیں) تو (آخرت میں) ان سے ہم ضرور بدلہ لیں گے یا تمہیں (تمہاری حیاتی میں) دکھادیں جس کا ہم نے انہیں وعدہ دیا ہے (یعنی عذاب، بہ ضمیر عائد الی الموصول محذوف ہے) تو ہم ان پر (یعنی ان پر عذاب نازل کرنے پر) بڑی قدرت والے ہیں (مقتدرون بمعنی قادرون ہے) تو مضبوط تھامے رہو اسے جو تمہاری طرف وحی کی گئی (یعنی قرآن پاک کو) بیشک تم سیدھی راہ پر ہو (صراط بمعنی طریق ہے) اور بیشک وہ شرف ہے (ذکر بمعنی شرف ہے) تمہارے اور تمہاری قوم کے لیے (کہ یہ تمہاری زبان میں نازل ہوا ہے) اور عنقریب تم سے پوچھا جائے گا (اس کے حقوق قائم کرنے نہ کرنے سے متعلق......۴......) اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمٰن کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے (دون بمعنی غیر ہے) جن کی پوجا ہو (ایک قول کے مطابق یہ آیت اپنے ظاہر پر ہے کہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام رسولوں کو جمع کیا گیا اور ایک قول کے مطابق یہاں دونوں اہل کتاب قومیں مراد ہیں، دونوں میں سے کسی یعنی قول کو مراد لینے کی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے اس بابت سوال نہیں فرمایا کیونکہ یہاں سوال کرنے کا حکم دینے سے مراد مشرکین قریش کو یہ باور کروانا ہے نہ کوئی ایسا رسول تشریف لایا اور نہ کوئی ایسی کتاب آئی جو غیر اللہ عزوجل کی عبادت کرنے کا حکم دیتی ہو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطنا فھولہ قرین﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یعش: فعل بافاعل، عن ذکر الرحمن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، نقیض لہ: فعل بافاعل وظرف لغو، شیطنا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، ھو: مبتدا، لہ: ظرف مستقر حال

مقدم،قرین: ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانهم ليصدونهم عن السبيل ويحسبون انهم مهتدون حتى اذا جاءنا قال يليت بيني وبينك بعد المشرقين﴾

و: عاطفہ،انھم حرف شبہ واسم،لام: تاکیدیہ،یصدونھم فعل واؤضمیر ذوالحال،و: حالیہ،یحسبون: فعل بافاعل،انھم مھتدون: جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،ھم: ضمیر مفعول،عن السبیل: ظرف لغو،حتی: جار،اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،جاء نا: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط،قال: قول،یا: حرف تنبیہ،لیت جرف شبہ،بینی: معطوف علیہ،و: عاطفہ معطوف،ملکر ظرف متعلق بحذوف خبر مقدم،بعد المشرقین: اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فبئس القرين﴾

ف: فصیحیہ،بئس: فعل،القرین: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ "انت" مبتدا محذوف کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "اذا كان الامر كذلك" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولن ينفعكم اليوم اذ ظلمتم انكم في العذاب مشتركون﴾

و: مستانفہ،لن ینفعکم: فعل نفی ومفعول،الیوم: مبدل منہ،اذ مضاف،ظلمتم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر بدل،ملکر ظرف،انکم: حرف شبہ واسم،فی العذاب مشترکون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿افانت تسمع الصم اوتهدى العمى ومن كان فى ضلل مبين فاما نذهبن بك فانامنهم منتقمون﴾

ھمزہ: حرف استفہام،ف: عاطفہ،انت مبتدا،تسمع الصم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،او: عاطفہ،تھدی: فعل بافاعل،العمی: معطوف علیہ،و: عاطفہ،من: موصولہ،کان فی ضلل مبین: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف: عاطفہ،اما: شرطیہ،ما: زائدہ،نذھبن بک: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،انا جرف شبہ واسم،منھم منتقمون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اونرينك الذى وعدنهم فانا عليهم مقتدرون﴾

او: عاطفہ،نرینک: فعل بافاعل ومفعول،الذی وعدنھم: موصول صلہ،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،انا جرف شبہ واسم،علیھم مقتدرون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ماقبل "فاما بذهبم بك" پر معطوف ہے۔

﴿فاستمسك بالذى اوحى اليك انك على صراط مستقيم﴾

ف: فصیحیہ،استمسک: فعل امر بافاعل،ب: جار،الذی اوحی الیک: موصول صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "ان علمت هذا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ،انک جرف شبہ واسم،علی صراط مستقیم: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانه لذكر لك ولقومك وسوف تسئلون﴾

و: عاطفہ،انہ جرف شبہ واسم،لام: تاکیدیہ،ذکر: موصوف،لک: جار مجرور معطوف علیہ،و: عاطفہ،لقومک: جار مجرور معطوف،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،سوف جرف استقبال،تسئلون: فعل نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الهة يعبدون﴾

و: عاطفہ،سئل: فعل امر بافاعل،من: موصولہ،ارسلنا من قبلک: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر ذوالحال،من رسلنا: ظرف مستقر حال،ملکر

مفعول اول، ھــمـــزہ: حرف استفہام، جــعــلــنــا: فعل بافاعل، مــن دون الــرحــمــن: ظرف مستقر مفعول ثانی، الھۃ: موصوف، یعبدون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ذکر بمعنی قرآن یا کچھ اور......!

(۱)......متذکرہ آیت ﴿ومن یعش عن ذکر الرحمن ......الخ اور جسے رتوند آئے رحمٰن کے ذکر سے ہم اس پرایک شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے (الزخرف:۳٦)﴾ میں ذکر بمعنی قرآن ہے۔

(۲)......﴿واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغفلین اور اپنے رب کو دل میں یاد کروزاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا (الاعــــراف:۲۰۵)﴾ میں ذکر بمعنی قرآن ہے کیونکہ ماقبل آیت میں قرآن کو خاموشی سے سننے کا بیان ہے۔

(۳)......﴿فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ کذکرکم اباء کم واشد ذکرا پھر جب اپنے مناسک کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسا کہ اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ (البقرۃ:۲۰۰)﴾ میں جہری اور جماعت کے ساتھ ذکر واذکار کرنا مراد ہے۔

(۴)......﴿فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے (النساء:۱۰۲)﴾۔ یہاں ذکر سے مراد تسبیح، تہلیل، تحمید اور تکبیر وغیرہ سب ہی داخل ہے۔

(۵)......﴿یایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی بہت یاد کرو کہ تم مراد کو پہنچو (الانفال:۴۵)﴾ میں ذکر بمعنی دعا ہے۔

(٦)......﴿یایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا وسبحوہ بکرۃ واصیلا اے ایمان والوں اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بولو (الاحزاب:۴۱تا۴۲)﴾ میں ذکر بمعنی صبح وشام کی نماز بھی مراد ہو سکتی ہے اور خاص تسبیحات بھی۔

(۷)......﴿فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ (الجمعۃ:۱۰)﴾ میں ذکر بمعنی ذکر واذکار یعنی تسبیح، تہلیل، تحمید اور تکبیر وغیرہ کرو۔

(۸)......﴿فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو (البقرۃ:۱۵۲)﴾ میں ذکر بمعنی ذکر لسانی، ذکر قلبی اور ذکر بالجوارح مراد ہے۔

(۹)......﴿انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کی یاد کی جائے تو ان کے دل ڈر جائیں (الانفال:۲)﴾ میں ذکر بمعنی وعیدات ہیں۔

(۱۰)......﴿اللہ نزل احسن الحدیث کتبا متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یاد خدا کی رغبت میں (الزمر:۲۳)﴾ میں ذکر بمعنی یاد الٰہی عزوجل ہے اور یہ یاد کسی بھی طریقے سے ہو سکتی ہے۔

(۱۱)......﴿وبشر المخبتين الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم اور اے محبوب خوشخبری سنا دو تواضع والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں(الحج:۳۴تا۳۵)﴾ میں ذکر بمعنی مطلق یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ ہے چاہے کسی بھی ذریعے سے ہو۔

(۱۲)......﴿فاذا افضتم من عرفات فاذكروا الله عند المشعر الحرام واذكروه كما هداكم تو جب عرفات سے پلٹو تو اللہ کی یاد کرو مشعر الحرام کے پاس اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت دی(البقرۃ:۱۹۸)﴾ میں ذکر بمعنی تلبیہ وتہلیل وتکبیر وثناء ودعا کے ساتھ یا نماز مغرب وعشاء کے ساتھ۔

(۱۳)......﴿بل هم عن ذكر ربهم معرضون بلکہ وہ اپنے رب کی یاد سے منھ پھیرے ہیں(الانبیاء:۴۲)﴾ میں ذکر بمعنی قرآن ہے۔

کیا شیطان فقط اخروی اعتبار سے بُرا ساتھی ھے؟

۲......اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان:﴿نقيض له شيطنا فهو له قرين ہم اس پر شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے(الزخرف:۳۶)﴾ یعنی دنیا میں شیطان ہی نے انہیں کفر پر مائل کیا، حلال سے روکا اور حرام کی جانب ڈال دیا اور فرمانبرداری سے باز رکھا اور اسے نافرمانی پر ابھارا، یہی معنی ابن عباس نے اس آیت کے تحت کیا ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ آخرت میں جب انسان (اپنی قبر) سے اٹھایا جائے گا جیسا کہ سعید جریری کا قول اس وقت پشیمان ہوگا۔غیر مرفوع حدیث میں یہ بھی ہے: ''جب کافر اپنی قبر سے اٹھایا جائے گا تو شیطان کی سفارش اس کے حق میں کارگر نہ ہوگی بلکہ یہ دونوں ہی آگ میں داخل کردیئے جائیں گے اور مومن جب اپنی قبر سے اٹھایا جائے گا تو فرشتہ اس کی سفارش کرے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ان دونوں کے مابین فیصلہ فرمائے گا''،اسے مہدوی نے ذکر کیا ہے۔ابن عباس کا ایک قول یہ بھی ہے کہ شیطان ایسے (کافر) شخص کا ملازم ومصاحب ہوگا۔اور کافروں کا یہ گمان ہوتا تھا کہ شیطان قیامت کے دن ان کی مدد کرے گا پس اسی اعتبار سے وہ دنیا میں اس کی پیروی کرتے تھے۔لیکن جب قیامت قائم ہوگی تو اسی کا فرنے کہنا ہے:﴿يليت بيني وبينك بعد المشرقين ہائے کسی طرح مجھ میں تجھ میں مشرق ومغرب کا فاصلہ ہوتا(الزخرف:۳۸)﴾ یعنی سردی وگرمی کے مشارق میں دوری ہوجاتی،مقاتل کہتے ہیں کافر تمنا کرے گا کہ کاش ان کے اور شیطان کے مابین مشرق سے مشرق (یعنی مغرب) کی طرح یا کچھ کم دوری ہوجاتی،فراء کہتے ہیں المشرقین سے مراد مشرق ومغرب دونوں ہی ہیں،جیسا کہ القمران سے شمس وقمر،العمران سے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور البصرتان سے کوفہ وبصرہ العصران سے شام کا وقت اور نماز عصر مراد لی جاتی ہے یہاں بھی یونہی مراد ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۵،ص ۷۸)

کیا نبی کسی کو اپنی ذاتی مرضی سے ھدایت دے سکتے ھیں؟

۳......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا:﴿افانت تسمع الصم او تهدي العمي کیا تم بہروں کو سناؤ گے یا اندھوں کو راہ دکھاؤ گے﴾،انکارِ تعجب کی وجہ سے ہے کہ سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِن کی ہدایت پر قادر ہیں اور اِن کا حال یہ ہے کہ کفر کے عادی ہیں،اور اس پر زیرک ہیں اور گمراہی میں غرق ہیں پس اسی مناسبت سے عُمی کو صُم کے ساتھ ملایا گیا کہ دین حق کے معاملے میں اندھے بھی ہیں اور بہرے بھی،اور﴿ومن كان في ضلال مبين اور انہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں(الزخرف:۴۰)﴾ کا عطف ﴿عمی﴾ پر باعتبار تغایر کیا گیا ہے یعنی اندھے ہونے اور گمراہ ہونے کو مفہوم کے اعتبار سے متحد کردیا گیا ہے اور انکار کا مدار گمراہی پر جمے رہنا ہے اور سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب اس حوالے سے قصور کا تصور ہی نہیں ہوسکتا اور یہی ایک ایسا نکتہ ہے کہ کسی کی ہدایت صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی دی ہوئی قدرت پر منحصر ہے کہ واضح ہے تو ایسے لوگ بہرے ہی ہیں جس کا بیان آیت متذکرہ میں واضح طور پر ذکر ہوا۔ (روح المعانی، الجزء:۲۵،ص ۱۱۶)

قرآن کے حقوق:

٭.....اس ضمن میں دوفرامین مصطفیٰ درج ذیل ہیں:

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے روؤاور اگر رونا نہ آئے تو رونے کی سی شکل ہی بنالو''۔

(سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة، باب فی حسن الصوت بالقرآن، رقم:۱۳۳۷، ص۲۳۷)

☆.....بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''میرے والد ماجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب قرآن پڑھتے تو انہیں اپنے آنسوؤں پر اختیار نہ ہوتا یعنی زار وقطار رونے لگتے''۔ (شعب الایمان، باب فی الخوف من الله، رقم:۸۰۶، ج۱، ص۴۲۸)

اغراض:

یعرض: یعنی غفلت واعراض کرنا، جس کی دلیل اللہ کے اس فرمان میں بھی ملتی ہے: ﴿ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا(طه:۱۲٤)﴾۔ **فی الجمع:** تینوں مواقع پر، ﴿لیصدونهم عن السبیل ویحسبون انهم﴾۔

یاء: تنبیہ کے لئے ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ یاء ندائیہ ہو اور منادیٰ محذوف ہو، تقدیر عبارت یوں ہوگی: ''قرینی''۔

ای مثل ما بین المشرق والمغرب: پس یہ دونوں نہ تو مل سکتے ہیں اور نہ ہی قریب ہوسکتے ہیں اس لئے کہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ **قال تعالی:** ماضی بمعنی مضارع ہے، اس لئے کہ اس کا حاصل آخرت میں ہے۔

ای تبین لکم: مراد آخرت کا دن ہے جس میں انسان کو اپنے دنیاوی اعمال کا بدلہ چکانا ہے، ایک سوال کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ظلم (یعنی نافرمانی) دنیا میں وقوع پذیر ہوئی اور ﴿الیوم﴾ سے مراد آخرت کا دن ہے اور ﴿اذ﴾ بدل ہے ﴿الیوم﴾ سے، پس ماضی کی حال پر دلالت کیسے درست ہوسکتی ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دونگا کہ مراد ظلم وزیادتی کا ظہور اور بیان ہے جو کہ قیامت کے دن ہی ہوگا کہ انسان کے اعمال کھل کر اس کے سامنے آجائیں گے۔

واذ بدل من الیوم: یعنی بدل کل مراد ہے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اس دن کا عمل تمہیں کچھ نفع نہ دے گا اور ''اذ'' کو مستقبل کے ساتھ بیان کردیا، جب کہ ﴿الیوم﴾ حال کے لئے، ﴿اذ﴾ ظرف ماضی، پس مستقبل کیسے حال اور ماضی میں عمل کرے گا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مستقبل حال میں عمل کرے گا اور مستقبل اور حال دونوں قریب ہوتے ہیں اور ماضی کو مقدم اس لئے کیا ہے کہ وہ حال سے تاویل کیا گیا ہے۔

بان نمیتک قبل تعذیبهم: یعنی ہم ان سے انتقام لینے سے پہلے بھی اگر آپ ﷺ دارِ فانی سے چلے جائیں پھر بھی ان سے انتقام لیں گے۔ **قیل هو علی ظاهره:** بغیر تقدیری کلام کے، بلکہ مراد خاص رسولوں سے ان کی ذات کے بارے میں سوال کرنا ہے، اور یہ اس بات پر تنبیہ ہے کہ آیت مقدسہ مکی ہے (جیسا کہ ایک قول اس آیت کے مدنی ہونے کا بھی ہے جو کہ آغاز میں بیان ہوچکا)۔

بان جمع له الرسل: ایک سوال مقدر کا جواب ہے کہ سید عالم ﷺ بعثت کے اعتبار سے سب سے آخری میں ہوئے ہیں، پس آپ ﷺ کو کیسے سوال کرنے کا کہا جائے گا جس سے آپ ﷺ ملے ہی نہیں؟۔

وقیل المراد امم: کلام مذکورہ میں مضاف حذف ہے، معنی یہ ہے ''اسل امم من ارسلنا یعنی اُن امتوں سے سوال کیجئے جن میں ہم نے رسل بھیجے ہیں''۔

ای اهل الکاتبین: امم کی تفسیر ہے، اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ آیت مقدسہ مدنی ہے کیونکہ اہل کتاب مدینہ منورہ ہی میں پائے جاتے تھے۔ **ولم یسال علی واحد من القولین:** یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، حضرت ابن عباس اور ابن زید کہتے ہیں کہ

جب سید عالم ﷺ نے اسری کا سفر مسجد حرام سے مسجد اقصی یعنی بیت المقدس کی طرف فرمایا تو اللہ ﷻ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے پیچھے دیگر حضرات انبیائے کرام کو بھیجا اور جبرائیل امین علیہ السلام سید عالم ﷺ کے ساتھ ہی تھے، پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آذان ارشاد فرمائی اور سید عالم ﷺ نے حضرات انبیائے کرام کی امامت فرمائی، پھر جب امامت سے فارغ ہو چکے تو حضرت جبرائیل امین نے سید عالم ﷺ سے یہی آیت ارشاد فرمائی۔ دوسرا قول جو حضرت ابن عباس کے علاوہ بیان کیا جاتا ہے کہ سید عالم ﷺ کے پیچھے سات صفیں بنیں، جن میں سے تین رسل عظام کی، چار حضرات انبیائے کرام کی، حضرت محمد مصطفٰی کے پیچھے حضرت ابراہیم علیہ السلام، دائیں جانب حضرت اسماعیل علیہ السلام، بائیں جانب حضرت اسحٰق علیہ السلام، پھر حضرت موسی علیہ السلام، پھر دیگر حضرات مرسلین، پس دو رکعتیں پڑھی گئیں، پھر اللہ نے اپنے حبیب کو وحی فرمائی کہ ان سب سے اللہ کی توحید کے بارے میں استفسار کیا جائے پس ایسا ہی ہوا جس کا جواب یوں دیا گیا: ''اے محمد ﷺ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم سب ایک ہی قسم کی دعوت پر جمع کئے گئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ''لا الہ الا اللہ'' اور یہ کہ لوگ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور بیشک آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور سید المرسلین ہیں، اور آپ ﷺ کی امامت نے یہ سب کچھ واضح کر دیا اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے مگر یہ کہ قربِ قیامت میں حضرت عیسی علیہ السلام نزول فرمائیں گے جو کہ آپ ﷺ کی شریعت کے پیروکار ہونگے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۲٤۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿ولقد ارسلنا موسی بایتنا الی فرعون وملائه﴾اَیِ الْقِبْطِ﴿فقال انی رسول رب العلمین (۴۶)فلما جاء هم بایتنا﴾اَلدَّالَّةِ عَلٰی رِسٰلَتِهٖ﴿اذاهم منها یضحکون(۴۷)وما نریهم من ایة﴾مِنْ اٰیٰتِ الْعَذَابِ کَالطُّوْفَانِ وَهُوَ مَاءٌ دَخَلَ بُیُوْتَهُمْ وَوَصَلَ اِلٰی حُلُوْقِ الْجَالِسِیْنَ سَبْعَةَ اَیَّامٍ وَالْجَرَادُ﴿الا هی اکبر من اختها﴾قَرِیْنَتِهَا الَّتِیْ قَبْلَهَا﴿واخذنهم بالعذاب لعلهم یرجعون (۴۸)﴾عَنْ کُفْرِهِمْ﴿وقالوا﴾لِمُوْسٰی لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ﴿یایه السحر﴾اَیِ الْعَالِمُ الْکَامِلُ لِاَنَّ السِّحْرَ عِنْدَهُمْ عِلْمٌ عَظِیْمٌ﴿ادع لنا ربک بما عهد عندک﴾مِنْ کَشْفِ الْعَذَابِ عَنَّا اِنْ اٰمَنَّا﴿اننا لمهتدون (۴۹)﴾اَیْ مُؤْمِنُوْنَ﴿فلما کشفنا﴾بِدُعَاءِ مُوْسٰی﴿عنهم العذاب اذاهم ینکثون (۵۰)﴾یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ وَیُصِرُّوْنَ عَلٰی کُفْرِهِمْ﴿ونادی فرعون﴾اِفْتِخَارًا﴿فی قومه قال یقوم الیس لی ملک مصر وهذه الانهر﴾اَیْ مِنَ النِّیْلِ﴿تجری من تحتی﴾اَیْ تَحْتَ قُصُوْرِیْ﴿افلا تبصرون (۵۱)﴾عَظَمَتِیْ﴿ام﴾تُبْصِرُوْنَ وَحِیْنَئِذٍ﴿انا خیر من هذا﴾اَیْ مُوْسٰی﴿الذی هو مهین﴾ضَعِیْفٌ حَقِیْرٌ﴿ولا یکاد یبین(۵۲)﴾یُظْهِرُ کَلَامَهٗ لِلُثْغَتِهٖ بِالْجَمْرَةِ الَّتِیْ تَنَاوَلَهَا فِیْ صِغَرِهٖ﴿فلولا﴾هَلَّا﴿القی علیه﴾اِنْ کَانَ صَادِقًا﴿اسورة من ذهب﴾جَمْعُ اَسْوِرَةٍ کَاَغْرِبَةٍ جَمْعُ سِوَارٍ کَعَادَتِهِمْ فِیْمَنْ یَسُوْدُوْنَهٗ اَنْ یُلْبِسُوْهُ اَسْوِرَةَ ذَهَبٍ وَیُطَوِّقُوْهُ طَوْقَ ذَهَبٍ﴿او جاء معه الملئکة مقترنین (۵۳)﴾مُتَتَابِعِیْنَ یَشْهَدُوْنَ بِصِدْقِهٖ﴿فاستخف﴾اِسْتَفَزَّ فِرْعَوْنُ﴿قومه فاطاعوه﴾فِیْمَا یُرِیْدُ مِنْ تَکْذِیْبِ مُوْسٰی﴿انهم کانوا قوما فسقین (۵۴)فلما اسفونا﴾اَغْضَبُوْنَا﴿انتقمنا منهم فاغرقنهم اجمعین(۵۵)فجعلنهم سلفا﴾جَمْعُ سَالِفٍ کَخَادِمٍ وَخَدَمٍ اَیْ سَابِقِیْنَ عِبْرَةً﴿و مثلا للاخرین (۵۶)﴾بَعْدَهُمْ یَتَمَثَّلُوْنَ بِحَالِهِمْ فَلَا یُقْدِمُوْنَ عَلٰی مِثْلِ اَفْعَالِهِمْ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں......۱...... کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں (یعنی قبطیوں) کی طرف بھیجا تو اس نے فرمایا: بیشک میں اس کا رسول ہوں جو سارے جہاں کا مالک ہے پھر جب وہ ان کے پاس ہماری (وہ) نشانیاں لایا (جو اس کی رسالت پر دلالت کرتی تھیں) جبھی وہ ان پر ہنسنے لگے اور ہم انہیں جو نشانی دکھاتے (یعنی عذاب کی نشانیاں جیسے طوفان، اس طوفان کا پانی ان کے گھروں میں داخل ہو گیا اور بیٹھنے والوں کی گردنوں تک پہنچ گیا یہ عذاب سات دن تک ان پر مسلط رہا اور ٹڈیوں کا عذاب) وہ اپنے ساتھ والی بڑی ہوتی (یعنی اپنے سے ماقبل ملی ہوئی نشانی سے بڑی ہوتی) اور ہم نے انہیں مصیبت میں گرفتار کیا کہ (وہ اپنے کفر سے) باز آجائیں اور بولے (جب انہوں نے عذاب دیکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) کہ اے ساحر......۲...... (یعنی عالم کامل کیونکہ ان کے نزدیک سحر ایک عظیم علم تھا) ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر اس عہد کے سبب جو اس کا تیرے پاس ہے) کہ وہ ہم سے عذاب دور کر دے تو ہم لوگ ایمان لے آئیں گے) بیشک ہم ہدایت پر آئیں گے (یعنی ایمان والے ہو جائیں گے) پھر جب ہم نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے سبب) ان سے عذاب ٹال دیا جبھی وہ عہد توڑ گئے (اور اپنے کفر پر ڈٹے رہے، ینکثون کے معنی عہد کو توڑ ڈالنے کے ہے) اور فرعون......۳...... (فخر کرتے ہوئے) اپنی قوم میں پکارا کہ اے میری قوم! کیا میرے لیے مصر کی سلطنت نہیں اور یہ نہریں (یعنی مصر کی نہریں) جو میرے نیچے (یعنی میرے محلات کے نیچے......۴......) بہتی ہیں کیا تم (میری عظمت) دیکھتے نہیں یا (تم دیکھتے ہو؟ اور اس وقت) میں بہتر ہوں اس سے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) کہ ذلیل ہے (یعنی ضعیف و حقیر ہے......۵......) اور بات صاف کرتا معلوم نہیں ہوتا (اور توتلاہٹ کے سبب صحیح کلام نہیں کر سکتا، یہ معاملہ بچپن میں منہ میں انگارہ لے لینے کے باعث ہوا تھا......۶......) تو کیوں نہیں (لولا بمعنی ھلا ہے) اس پر ڈالے گئے (اگر یہ سچا ہے) سونے کے کنگن (ان لوگوں کا عرف تھا کہ جسے وہ اپنا سردار بناتے تھے اسے سونے کے کنگن پہناتے نیز اس کے گلے میں سونے کا طوق ڈالا کرتے تھے "اسورۃ" اغربۃ کی طرح جمع ہے، اسورۃ کا مفرد سوار ہے) یا اس کے ساتھ فرشتے آتے کہ اس کے پیچھے پیچھے چلتے (اس کی سچائی کی گواہی دیتے ہوئے......۷......) پھر اس نے (یعنی فرعون نے) اپنی قوم کو کم عقل کر لیا (استخف بمعنی استقر ہے) تو وہ اس کے کہنے پر چلے (جو وہ چاہتا تھا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلانا) بیشک وہ بے حکم لوگ تھے پھر جب انہوں نے ہمیں غضبناک کرنے والے کام کیے (اسفونا بمعنی اغضبونا ہے) ہم نے ان سے بدلہ لیا تو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا اور ہم نے انہیں کر دیا اگلی داستان (یعنی اگلوں کے لیے عبرت......۸......، "سلفا" سالف کی جمع ہے جیسا کہ "خادم" خدم کی جمع آتی ہے) اور کہاوت پچھلوں کے لیے (بعد والوں کے لیے کہ وہ ان کے حال سے عبرت حاصل کریں اور ان کی مثل افعال کرنے کی طرف پیش قدمی نہ کریں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد ارسلنا موسى بايتنا الى فرعون وملائه فقال انى رسول رب العلمين﴾

و: مستانفہ، لام قسمیہ، قد تحقیقیہ، ارسلنا: فعل بافاعل، موسى: ذوالحال، بايتنا: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، الى فرعون وملائه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، قال: قول، انى: حرف شبہ واسم، رسول رب العلمين: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما جاء هم بايتنا اذا هم منها يضحكون﴾

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، جاء هم بايتنا: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر

شرط،اذا: فجائیہ،ھم مبتدا،منہا یضحکون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما نریھم من اٰیۃ الا ھی اکبر من اختھا واخذنھم بالعذاب لعلھم یرجعون﴾

و: عاطفہ،مانریھم: فعل نفی با فاعل ومفعول،من: زائد،اٰیۃ: موصوف،الا: اداۃ حصر،ھی: مبتدا،اکبر من اختھا: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت،ملکر مفعول ثانی،و: عاطفہ،اخذنا: فعل با فاعل،ھم: ذوالحال،لعلھم یرجعون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مفعول،بالعذاب: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقالوا یایہ السحر ادع لنا ربک بما عھد عندک اننا لمھتدون﴾

و: عاطفہ،قالوا: قول،یا: حرف نداء قائم مقام ادعو افعل انا ضمیر فاعل،یہ: موصوف،السحر: صفت،ملکر مفعول منادی،ادع لنا: فعل امر با فاعل وظرف لغو،ربک: مفعول،بماعھد عندک: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء اول،اننا: حرف شبہ واسم،لام: تاکید یہ،مھتدون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ بالنداء ثانی،ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما کشفنا عنھم العذاب اذا ھم ینکثون﴾

ف: عاطفہ،لما: شرطیہ،کشفنا: فعل با فاعل،عنھم: ظرف لغو،العذاب: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،اذا: فجائیہ،ھم: مبتدا،ینکثون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ونادی فرعون فی قومہ قال یقوم الیس لی ملک مصر وھذہ الانھر تجری من تحتی﴾

و: مستانفہ،نادی فرعون: فعل وفاعل،فی قومہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،قال: قول،یقوم: نداء،ھمزہ: حرف استفہام،لیس: فعل ناقص،لی: ظرف مستقر خبر مقدم،ملک مصر: معطوف علیہ،و: عاطفہ،ھمزہ: مبدل منہ،الانھر: بدل،ملکر مبتدا،تجری من تحتی: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ماقبل "نادی فرعون" کی تفسیر واقع ہے۔

﴿افلا تبصرون ام انا خیر من ھذا الذی ھو مھین ولا یکاد یبین﴾

ھمزہ: حرف استفہام،ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "لا تعقلون" "لاتبصرون: فعل نفی با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،ام: عاطفہ منقطعہ بمعنی بل،انا: مبتدا،خیر: اسم تفضیل با فاعل،من: جار،ھذا: مبدل منہ،الذی: موصول،ھو مھین: جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،لایکاد: فعل نفی مقارب با اسم،یبین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بدل،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "لاتبصرون" پر معطوف ہے۔

﴿فلولا القی علیہ اسورۃ من ذھب اوجاء معہ الملئکۃ مقترنین﴾

ف: عاطفہ،لولا: بمعنی ھلا حرف تحضیض،القی علیہ: فعل مجہول وظرف لغو،اسورۃ: موصوف،من ذھب: ظرف مستقر صفت،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ،او: عاطفہ،جاء: فعل،معہ: ظرف،الملئکۃ: ذوالحال،مقترنین: حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاستخف قومہ فاطاعوہ انھم کانوا قوما فسقین﴾

ف: عاطفہ،استخف قومہ: فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف: عاطفہ،اطعوہ: فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،انھم: حرف شبہ واسم،کانوا: فعل ناقص با اسم،قوما فسقین: خبر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما اسفونا انتقمنا منھم فاغرقنھم اجمعین﴾

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، اسفونا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، انتقمنا: فعل بافاعل، منہم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اغرقنا: فعل بافاعل، ھم: مؤکد، اجمعین: تاکید، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فجعلنٰھم سلفا و مثلا للاخرین﴾

ف: عاطفہ، جعلنٰھم: فعل بافاعل ومفعول، سلفا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، مثلا: موصوف، للاخرین: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت موسی علیہ السلام کی نو نشانیاں:

۱...... اللہ عزوجل نے حضرت موسی علیہ السلام کو نو معجزات عطا فرمائے چنانچہ وہ نو معجزات یہ ہیں عصاء، ید بیضاء، قحط سالی، طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک، خون، مال کی بربادی۔ یہ تمام معجزات کا ذکر اسی سورۃ مبارکہ میں ہے سوائے ایک معجزہ کے اور وہ فرعونیوں کے مال کی بربادی ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کا ذکر سورۃ یونس کی آیت نمبر ۸۸ میں فرمایا۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۷۷)

سحر کی تعریف:

۲...... شیخ جرجانی فرماتے ہیں کہ سحر سے مراد تخییل (کوئی چیز مشتبہ کرنا)، ملمع سازی اور اس چیز کا ارادہ کرنا ہے جس کی کوئی اصل نہ ہو جیسا کہ کئی متکلمین کے نزدیک سحر کی یہی تعریف ہے۔ (التعریفات، ص ۱۲۱)

جن سے فرعون نے قرب کا وعدہ کیا تھا کہ اگر تم موسی علیہ السلام پر غالب آگئے تو میرے مقرب ہو جاؤ گے ان جادوگروں کی تعداد کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے، مقاتل کے نزدیک ان کی تعداد بہتر تھی جن میں دو قبطی اور ستر بنی اسرائیلی تھے، کلبی کے قول کے مطابق ان کی تعداد اہل نینوی کے ستر عام آدمی تھے، کعب کے قول کے مطابق بارہ ہزار اور سدی کے مطابق تین ہزار اور کچھ زائد، عکرمہ کے مطابق ستر ہزار اور محمد بن منکدر کے مطابق اسی ہزار جادوگر تھے، مقاتل کہتے ہیں کہ جادوگروں کا سردار شمعون تھا اور ابن جریج کے مطابق یوحنا نامی شخص جادوگروں کا سردار تھا۔ (البغوی، ص ۳۱۷)

حضرت موسی علیہ السلام کے دور کا فرعون:

۳...... فرعون عمالقہ (یعنی قبطی قوم) کے بادشاہ کو کہتے ہیں جو کہ عملیق بن لاوذ بن ارم بن سام بن نوح کی نسل سے ہوتے تھے، جیسا کہ ایرانیوں کے بادشاہ کا نام کسری اور رومیوں کے بادشاہ کا نام قیصر ہوتا تھا، (حضرت سیدنا موسی علیہ السلام کے زمانے کے) فرعون کے نام کے بارے میں اکثر مفسرین کرام کی رائے ہے کہ اس کا نام ولید بن معصب بن ریان تھا جسکی عمر چار سو برس سے زیادہ تھی اور یہی مشہور قول ہے۔ (الجمل، ج ۱، ص ۷٤)

فرعون کے محلات کے نیچے بہنے والی مصر کی نہریں:

۴...... مراد وہ چار نہریں ہیں جو دریائے نیل میں جا ملتی ہیں جن کے نام یہ ہیں: نہر ملک، نہر طولون، نہر دمیاط اور نہر تنیس، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ نہریں فرعون کے محل کے نیچے بہتی تھیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ فرعون جاہ ومنصب ومال کے اعتبار سے بہت طاقت وقوت کا حامل تھا۔ (الرازی، ج ۹، ص ٦٣٧)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فرعون کے محلات دریائے نیل کے اطراف میں پھیلے ہوئے تھے اور دریائے

نیل سے سات قسم کی ندیاں نکلتی تھیں جن کے نام یہ ہیں: خلیج اسکندریہ، خلیج سخا، خلیج دمیاط، خلیج سر دوس، خلیج منف، خلیج الفیوم، خلیج المنتھی اور تمام ندیوں کے اطراف میں کھیتیاں بھی تھیں اور مصر کی سرزمین کے سولہ گز اطراف میں بلند عمارتیں، پل اور عمدہ ندیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا، اسی مناسبت سے دریائے نیل کو نیل سلطان کہا جاتا ہے کہ سولہ گز کے اطراف میں پھیلے ہوئے احاطے پر محیط ہے اور ابن ابی رواد کے قول کے مطابق آج بھی ایسا ہی ہے۔ نیل سلطان کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ دریا لوگوں کی جانب نکلتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل نے دریائے نیل کو تمام دریاؤں کا سردار بنایا ہے اور اس کے لئے مشرق و مغرب کے دریا مسخر کر دیئے ہیں، اور تمام دریا کو اس کا تابع کر دیا ہے اور جب اللہ عزوجل دریائے نیل کو جاری کرنا چاہتا ہے تو باقی تمام دریاؤں کو رک جانے کا حکم دے دیتا ہے، پس باقی دریا اپنے پانی کو روک لیتے ہیں اور اللہ عزوجل دریائے نیل کے لئے چشمے جاری کر دیتا ہے اور جب اللہ عزوجل اپنے حکم کی انتہاء کا ارادہ فرماتا ہے تو پانی کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے عناصر کی جانب لوٹ جائیں۔

(القرطبی، الجزء ۱۹، ص ۹۷)

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں نازیبا کلام کرنا:

۵..... "میں بہتر ہوں، موسیٰ سے" یہ جملہ فرعون کا تھا کیونکہ بظاہر حضرت موسیٰ علیہ السلام ضعیف الحال تھے، فقر و فاقہ آپ کا شعار تھا۔ فرعون نے یہ جملہ دو وجوہ کی بناء پر تلفظ کیا۔ (۱)..... حضرت موسیٰ علیہ السلام ظاہری مال و دولت والے نہ تھے بلکہ ضعیف الحال اور بظاہر فقر و فاقہ جیسی عظیم خصلتوں و سعادتوں کے مالک تھے۔ (۲)..... ظاہری اعتبار سے فرعون آپ کے کلام میں لکنت محسوس کرتا تھا اگرچہ حقیقت کچھ اور تھی کیونکہ نبی کی ذات میں عیب نہیں ہو سکتا اور لکنت ہونا یہ عیب کو مستلزم ہے۔ پس یہ دو وجوہ ہیں جو مفسرین نے اس آیت کے تحت ذکر کی ہیں اگرچہ لگا ہے بگا ہے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں نازیبا کلام کیا ہے لیکن یہاں کلام سے یہی مقصود ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان کی لکنت:

۶..... روایت کیا جاتا ہے کہ بچپن میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر پرورش پا رہے تھے، فرعون کی داڑھی پکڑ کر کھینچ لی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ فرعون کے منہ پر چانٹا مار دیا، بی بی آسیہ جو کہ فرعون کی زوجیت میں تھیں مزاحمت پر کہنے لگی ارے بچہ ہے اسے کیا سمجھ، خیر سرخ انگارے اور یاقوت الگ الگ تھال میں رکھ دیئے گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے لہذا یاقوت کی جانب بڑھنے لگے لیکن حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ کا رخ انگاروں کی طرف کر دیا جسے آپ نے منہ میں رکھ لیا اور زبان میں لکنت پیدا ہوئی۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ جل گیا جیسا کہ زبان میں انگارہ رکھنے سے لکنت ہوئی تھی، لیکن فرعون کے علاج کرانے کے باوجود ٹھیک نہ ہوا۔ ایک قول کے مطابق زبان کی لکنت بچپن ہی سے تھی۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو محسوس ہوتا تھا کہ لوگ ان کے کلام کو سمجھ نہیں پاتے حالانکہ اللہ عزوجل نے تمام انبیائے کرام کو فصاحت و بلاغت عطا فرمائی تھی، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قوم ان کے کلام کو نہ سمجھے اور قوم آپ کے کلام کرنے سے متنفر نہ تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چاہتے تھے کہ قوم (زیادہ سے زیادہ) ان کے کلام سے مستفیض ہوتی رہے۔

(روح المعانی، الجزء السادس عشر ۶۶۰۰ وغیرہ ملخصاً و ملتقطاً)

کیا نبوت کی تصدیق کے لئے ملائکہ کا پیچھے چلنا ضروری امر ہے؟

۷..... قتادہ کے نزدیک مقترنین بمعنی متتابعین ہے، مجاہد کہتے ہیں فرعون کے نزدیک فرشتوں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے چلنے کے معنی یہ ہیں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کی گواہی دیتے ہوئے انہی کے ساتھ رہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق فرشتے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کرنے والوں کی مدد و نصرت کریں، معنی یہ ہیں کہ فرشتے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو لیں کیونکہ اگر یہ

اللہ عزوجل کی جانب سے نبی متعین ہیں تو اوامر ونواہی (کے اجراء) میں فرشتوں کا ان کے ساتھ ہونا ضروری ہے تا کہ لوگوں کے دلوں میں ان کا خوف لاحق ہو جائے۔ اگر اللہ عزوجل کے نبی ہیں تو رسل عظام (فرشتوں) کا بھی ان کے ساتھ ہونا ضروری ہے اور سماوی امداد ونصرت بھی ان کے ساتھ لاحق ہونی چاہیے۔ اور ہر عاقل یہ بات جانتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے متبوعین کے مقابلے میں ایک واحد حقیقی رب کی نگہبانی اور حفاظت میں زندگی بسر کر رہے ہیں، اور عصا اور ید بیضاء والے معجزات سونے کے کنگن اور فرشتوں کے ساتھ چلنے سے زیادہ مددگار ہیں اور جہاں تک فرعون کا تعلق ہے تو وہ اس صورت میں بھی ایمان لانے والا نہ تھا کیونکہ جب کہ وہ فرشتوں کے خالق کا ہی منکر ہے۔

(القرطبی، الجزء:۲۵،ص ۸۷ وغیرہ)

فرعون کا غرق اور عبرتناک انجام:

۸..... اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا: ﴿فاوحینا الی موسی ان اضرب بعصاک البحر ...... الخ تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار، تو جبھی دریا پھٹ گیا (الشعراء: ٦٣) ﴾ فرعون کا مقصد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کو پالینا تھا۔ اللہ عزوجل کے اذن کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا دریا پر مارا جس سے بارہ قبیلوں کے بارہ راستے بن گئے اور ہر قبیلہ اپنے راستے پر چل نکلا، دریا کا پانی پہاڑ کی مثل کھڑا تھا اور یہ اللہ عزوجل کی جانب سے وہ قدرت ظاہر ہوئی جو کن فیکون پر قادر ہے۔ لوگ خوشی خوشی جھومتے ہوئے دریا پار کر گئے اور آگے والے پیچھے والے سب ایک دوسرے سے دریا پار مل گئے، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ دوبارہ دریا پر اپنا عصا ماریں کیونکہ پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے پیچھا کئے آرہا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اس کے علاوہ بظاہر کوئی اور چارہ بھی نہ تھا لیکن اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعے حکم فرمایا کہ دریا کو اس کے حال پر چھوڑ دیں چنانچہ فرمان مقدس ہوا: ﴿واترک البحر رھوا انھم جند مغرقون اور دریا کو یونہی جگہ جگہ سے چھوڑ دے بیشک وہ لشکر ڈبو دیا جائے گا (الدخان: ٢٤) ﴾۔ حضرت عبداللہ ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، ربیع، ضحاک، قتادہ، کعب الاحبار، سماک بن حرب، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا کو اس کے حال پر چھوڑ دیا یہاں تک کہ فرعون مع اپنے لشکر کے دریا میں غرق ہوا۔

(البداية والنهاية، قصة هلاك فرعون وجنوده، ج ١، الجزء الاول، ص ٢٩٩ وغیرہ)

اغراض:

من کشف العذاب: لما کا بیان ہے۔ وحینئذ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿انا خیر ﴾ مسبب ہے محذوف سے، قاضی مظہری نے اس کی وضاحت یوں فرمائی کہ اکثر مفسرین کے نزدیک ام بمعنی بل ہے، فراء کے نزدیک ام پر وقف فرمایا گیا ہے اس صورت میں کلام میں کچھ محذوف ہوگا، پس تقدیر عبارت یوں ہوگی: ''افلا تبصرون ام تبصرون''، بعد میں نیا کلام ہے، اور ایک قول کے مطابق ام متصلہ ہے کیونکہ مسبب کو سبب کے قائم مقام کیا گیا ہے کیونکہ ﴿انا خیر ﴾ کا معنی ہے کہ تم خوب جانتے ہو کہ میں بہتر ہوں بہتر ہونے کا علم دیکھنے کے سبب سے ہے گویا تقدیر عبارت یوں ہوگی: ''افلا تبصرون ام تبصرون فتعلمون انی خیر''۔ حقیر: معاذ اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرعون نے یہ جملہ کہا، جو کہ فقط اپنی ذات کا مالک ہے اور اسکی سلطنت بھی نہیں چلتی۔

التی تناولها فی صغره: جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو تماچہ دے مارا تھا، پس اُس نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن اُس کی بیوی بی بی آسیہ نے اُسے اس بُرے ارادے سے باز رکھا اور بولی: بچہ ہے، اُسے کھجور اور آگ کے شعلے کی پہچان نہیں ہو پائے گی، پس وہ ایک تھال میں کھجور اور دوسرے میں آگ کا انگارا لایا، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام (وصفِ نبوت کی برکت سے) کھجور کی

جانب بڑھے لیکن جبرائیل امین نے انہیں انگارے کی جانب پھیر دیا، پس اسی انگارے کو منہ میں رکھنے سے لکنت محسوس ہوتی تھی اور جب اللہ نے ان کے لئے اعلانِ نبوت کے منصب کی طرف رہنمائی فرمائی تو یہ محسوس ہونے والی لکنت بھی دور فرمادی، پس اس مقام پر فرعون نے اُسی کا ذکر کیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہچانتا ہے۔ استخف قومہ: یعنی فرعون نے اپنی قوم کو کم عقل کرلیا اور اُس میں یہ شبہ ڈال دیا کہ فرعون اُن کا معبود ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا اور قوم اس کی پیروکار ہوگئی۔ اٰسفونا: یعنی لغویات، عناد و عصیان کے ذریعے اُنہوں نے ہمیں ناراض کردیا۔ (الصاوی، ج۵، ص۲۴۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿ولما ضرب﴾ جُعِلَ ﴿ابن مریم مثلا﴾ حِیْنَ نَزَلَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ فَقَالَ الْمُشْرِكِیْنَ رَضِیْنَا اَنْ تَكُوْنَ اٰلِهَتُنَا مَعَ عِیْسٰی لِاَنَّهٗ عُبِدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴿اذا قومک﴾ اَلْمُشْرِكُوْنَ ﴿منه﴾ مِنَ الْمَثَلِ ﴿یصدون (۵۷)﴾ یَضْحَكُوْنَ فَرَحًا بِمَا سَمِعُوْا ﴿وقالوا ء الھتنا خیر ام ھو﴾ اَیْ عِیْسٰی فَنَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ اٰلِهَتُنَا مَعَهٗ ﴿ما ضربوہ﴾ اَیِ الْمَثَلَ ﴿لک الا جدلا﴾ خُصُوْمَةً بِالْبَاطِلِ لِعِلْمِهِمْ اَنَّ مَا لِغَیْرِ الْعَاقِلِ فَلَا یَتَنَاوَلُ عِیْسٰی علیه السلام ﴿بل ھم قوم خصمون (۵۸)﴾ شَدِیْدُ الْخُصُوْمَةِ ﴿ان﴾ مَا ﴿ھو﴾ عِیْسٰی ﴿الا عبد انعمنا علیه﴾ بِالنُّبُوَّةِ ﴿وجعلنه﴾ بِوَجُوْدِهٖ مِنْ غَیْرِ اَبٍ ﴿مثلا لبنی اسرائیل (۵۹)﴾ اَیْ كَالْمَثَلِ لِغَرَابَتِهٖ یُسْتَدَلُّ بِهَا عَلٰی قُدْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی مَا یَشَاءُ ﴿ولو نشاء لجعلنا منکم﴾ بَدَلَكُمْ ﴿ملئکة فی الارض یخلفون (۶۰)﴾ بِاَنْ نُهْلِكَكُمْ ﴿وانه﴾ اَیْ عِیْسٰی ﴿لعلم للساعة﴾ تَعْلَمُ بِنُزُوْلِهٖ ﴿فلا تمترن بها﴾ اَیْ تَشُكُّنَّ فِیْهَا حُذِفَ مِنْهُ نُوْنُ الرَّفْعِ لِلْجَزْمِ وَ وَاوُ الضَّمِیْرِ لِاِلْتِقَاءِ السَّاكِنَیْنِ وَقُلْ لَهُمْ ﴿واتبعون﴾ عَلَی التَّوْحِیْدِ ﴿ھذا﴾ اَلَّذِیْ اٰمُرُكُمْ بِهٖ ﴿صراط﴾ طَرِیْقٌ ﴿مستقیم (۶۱) ولا یصدنکم﴾ یَصْرِفَنَّكُمْ عَنْ دِیْنِ اللّٰهِ ﴿الشیطن انه لکم عدو مبین (۶۲)﴾ بَیِّنُ الْعَدَاوَةِ ﴿ولما جاء عیسی بالبینت﴾ بِالْمُعْجِزَاتِ وَالشَّرَائِعِ ﴿قال قد جئتکم بالحکمة﴾ بِالنُّبُوَّةِ وَشَرَائِعِ الْاِنْجِیْلِ ﴿ولابین لکم بعض الذی تختلفون فیه﴾ مِنْ اَحْكَامِ التَّوْرٰةِ مِنْ اَمْرِ الدِّیْنِ وَغَیْرِهٖ فَبَیَّنَ لَهُمْ اَمْرَ الدِّیْنِ ﴿فاتقوا الله واطیعون (۶۳) ان الله ھو ربی وربکم فاعبدوہ ھذا صراط﴾ طریق ﴿مستقیم (۶۴) فاختلف الاحزاب من بینھم﴾ فِیْ عِیْسٰی اَهُوَ اللّٰهُ اَوْ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ﴿فویل﴾ كَلِمَةُ عَذَابٍ ﴿للذین ظلموا﴾ كَفَرُوْا بِمَا قَالُوْهُ فِیْ عِیْسٰی ﴿من عذاب یوم الیم (۶۵)﴾ مُؤْلِمٍ ﴿ھل ینظرون﴾ اَیْ كُفَّارُ مَكَّةَ اَیْ مَا یَنْتَظِرُوْنَ ﴿الا الساعة ان تأتیھم﴾ بَدَلٌ مِنَ السَّاعَةِ ﴿بغتة﴾ فَجْئًا ﴿وھم لا یشعرون (۶۶)﴾ بِوَقْتِ مَجِیْئِهَا قَبْلَهٗ ﴿الاخلاء﴾ عَلَی الْمَعْصِیَةِ فِی الدُّنْیَا ﴿یومئذ﴾ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِهٖ ﴿بعضھم لبعض عدو الا المتقین (۶۷)﴾ اَلْمُتَحَابِّیْنَ فِی اللّٰهِ عَلٰی طَاعَتِهٖ فَاِنَّهُمْ اَصْدِقَاءُ۔

﴿ترجمہ﴾

اور جب ابن مریم ......کی مثال بیان کی جائے (ضرب بمعنی مثل ہے، جب اللہ عزوجل کا یہ فرمان نازل ہوا ﴿انکم وما تعبدون من دون الله حصب جھنم (الانبیاء:۹۸)﴾) جبھی تمہاری (مشرک) قوم اس سے (یعنی اس مثال سے) ہنسنے لگتی ہے

(یعنی اس سے تمہاری قوم والے ہنسنے لگتے ہیں) اور کہتے ہیں کیا ہمارے معبود بہتر یا وہ (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام؟ ، پس ہم اس پر راضی ہیں کہ ہمارے خدا ان کے ساتھ ہو) انہوں نے نہ بیان کیا اس کو (یعنی اس مثل کو) تم سے مگر ناحق جھگڑے کو (جدالا کا معنی ناحق جھگڑنا ہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ما غیر عاقل کے لیے ہے، حضرت عیسی علیہ السلام کو شامل نہیں ہے) بلکہ وہ سخت جھگڑالو لوگ ہیں ......۲ (خصمون کے معنی سخت جھگڑالو ہے) وہ (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام) تو نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر ایک بندہ جس پر ہم نے (نبوت عطا فرما کر) احسان فرمایا اور اسے ہم نے بنایا (بغیر باپ کے وجود عطا فرما کر) نبی اسرائیل کے لیے مثل (یعنی ان کے عجیب وغریب معاملے کو مثال کر دیا......۳......) اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں تمہارے بدلے (منکم بمعنی بدلکم ہے) فرشتے بساتے (یوں کہ ہم تمہیں ہلاک فرما دیتے) اور بیشک وہ (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام) قیامت کی خبر ہے (ان کے نزول سے قرب قیامت کا علم ہوگا) تو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا (تمترن بھا بمعنی تشکن فیھا ہے، لا تمترن میں نون اعرابی حرف جازم کی وجہ سے اور واؤ ضمیر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردی گئی ہے) اور (ان سے فرما دو) میرے پیرو ہونا یہ (جس کا میں تمہیں حکم دے رہا ہوں) سیدھی راہ ہے (صراط بمعنی طریق ہے) اور ہرگز تمہیں پھیر نہ دے (دین الہی سے، یصدنکم بمعنی یصدفنکم ہے) شیطان بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (یعنی اس کی دشمنی کھلی اور ظاہر ہے) اور جب عیسی روشن نشانیاں لایا (یعنی معجزات اور احکام شرعیہ لایا) اس نے فرمایا میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا (یعنی نبوت اور انجیل کے شرعی احکام لے کر آیا) اور اس لیے میں تم سے بیان کردوں بعض وہ باتیں جن میں تم اختلاف رکھتے ہو (یعنی امر دین وغیرہ تورات کے احکامات پھر آپ علیہ السلام نے ان کے لیے امور دین کو واضح فرما دیا......۵......) تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو بیشک اللہ میرا رب اور تمہارا رب تو اسے پوجو یہ سیدھی راہ ہے (صراط بمعنی طریق ہے) پھر جب گروہ (حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں) آپس میں مختلف ہوگئے (کہ حضرت عیسی علیہ السلام خود خدا ہیں یا تین میں کے تیسرے خدا ہیں......۶......) تو خرابی ہے (ویل یہ کلمہ عذاب ہے) ظالموں کی (یعنی کافروں کی حضرت عیسی علیہ السلام کی شان میں بکواس کرنے کے سبب) ایک دردناک دن کے عذاب سے (الیم بمعنی مؤلم ہے) کاہے کے انتظار میں ہیں وہ (یعنی کفار مکہ، ھل ینظرون بمعنی ماینتظرون ہے) مگر قیامت کے کہ وہ ان پر آجائے (''ان تاتیھم'' الساعۃ سے بدل ہے) اچانک (بغتۃ بمعنی فجاۃ ہے) اور انہیں خبر نہ ہو (اس سے قبل اس کے آجانے کی) گہرے دوست (گناہوں کے معاملے میں دنیا میں) اس دن (یعنی بروز قیامت، یومئذ یہ مابعد فرمان سے متعلق ہے) ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار (اطاعت خداوندی پر اللہ ﷻ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے لوگ آپس میں دوست ہوں گے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منه یصدون﴾

و: مستانفہ، لما: شرطیہ، ضرب: فعل مجہول، ابن مریم: نائب الفاعل، مثلا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، اذا: فجائیہ، قومک مبتدا، منه یصدون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالواء الھتنا خیر ام ھو ما ضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون﴾

و: عاطفہ، قالوا قول، ھمزہ: حرف استفہام، الھتنا: معطوف علیہ، ام: متصلہ عاطفہ، ھو: معطوف، ملکر مبتدا، خیر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ماضربوہ لک: فعل نفی با فاعل ومفعول وظرف لغو، الا: اداۃ حصر، جدلا: مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ، بل: عاطفہ وحرف اضراب، ھم قوم: موصوف، خصمون: صفت، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان هو الاعبد انعمنا عليه و جعلنه مثلا لبنی اسراء يل﴾
ان: نافیہ ،ھو :مبتدا،الا: اداۃ حصر ،عبد :موصوف ،انعمنا علیہ : جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،جعلنہ :فعل با فاعل ومفعول ،مثلا :موصوف ،لبنی اسراء یل :ظرف مستقر صفت ،ملکر مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر صفت ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو نشاء لجعلنا منکم ملئكة فی الارض یخلفون﴾
و :عاطفہ ،لو :شرطیہ ،نشاء :جملہ فعلیہ شرط ،لام :تاکید ،جعلنا :بمعنی فعل با فاعل ،منکم :ظرف لغو ،ملئکۃ :موصوف ،فی الارض یخلفون :جملہ فعلیہ صفت ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون﴾
و :عاطفہ ،انہ :حرف شبہ واسم ،لام :تاکیدیہ ،علم :موصوف ،للساعۃ :ظرف مستقر صفت ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،ف :فصیحیہ ،لاتمترن بھا :فعل نہی واؤ ضمیر محذوف فاعل ،وظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،اتبعون :فعل امر با فاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿هذا صراط مستقیم ولا یصدنکم الشیطن انه لکم عدو مبین﴾
ھذا :مبدا ،صراط مستقیم :خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،لایصدنکم :فعل نہی ومفعول ،الشیطن ،فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ،انہ :حرف شبہ واسم ،لکم :ظرف مستقر خبر مقدم ،عدو مبین :مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولما جاء عیسی بالبینت قال قد جئتکم بالحکمة ولابین لکم بعض الذی تختلفون فیه﴾
و :مستانفہ ،لما :شرطیہ ،جاء عیسی بالبینت :جملہ فعلیہ شرط ،قال :قول ،قد جئتکم :فعل با فاعل ومفعول ،بالحکمۃ :جار مجرور معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،لام :جار ،ابین لکم :فعل با فاعل وظرف لغو ،بعض :مضاف ،الذی یختلفون فیہ :موصول صلہ ،ملکر مضاف الیہ ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور ،ملکر معطوف ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاتقوا الله واطیعون ان الله هو ربی وربکم فاعبدوه﴾
ف :مستانفہ ،اتقوا اللہ :فعل با فاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،و :عاطفہ ،اطیعون :فعل امر با فاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،ان اللہ :حرف شبہ واسم ،ھو :مبتدا ،ربی وربکم :خبر ،ملکر جملہ اسمیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،ف :فصیحیہ ،اعبدوہ :فعل امر با فاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿هذا صراط مستقیم فاختلف الاحزاب من بینهم فویل للذین ظلموا من عذاب یوم الیم﴾
ھذا :مبتدا ،صراط مستقیم :خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،ف :عاطفہ ،اختلف :فعل ،الاحزاب :ذوالحال ،من بینھم :ظرف مستقر حال ،ملکر فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ ،ویل :مبتدا ،للذین ظلموا :ظرف مستقر خبر اول ،من :جار ،عذاب :مضاف ،یوم الیم :مرکب توصیفی مضاف الیہ ،ملکر ظرف مستقر خبر ثانی ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هل ینظرون الا الساعة ان تاتیهم بغتة وهم لا یشعرون﴾
ھل :حرف استفہام للنفی ،ینظرون :فعل با فاعل ،الا :اداۃ حصر ،الساعۃ :مبدل منہ ،ان :مصدریہ ،تاتی :فعل "ھو" ذوالحال ،بغتۃ :حال ،ملکر فاعل ،ھم :ضمیر ذوالحال ،و :حالیہ ،ھم لایشعرون :جملہ اسمیہ حال ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الاخلاء یو مئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین﴾

الاخلاء: مبتدا،یو مئذ: ظرف مقدم،عدو: اسم مبالغہ بافاعل،ملکر ذوالحال، لبعض: ظرف مستقر حال مقدم،ملکر خبر، بعضھم: مستثنی منہ، الا: اداۃ استثناء، المتقین: مستثنی،ملکر مبتدا ثانی اپنی خبر سے،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولما ضرب ابن مریم......☆ جب سید عالم ﷺ نے قریش کے سامنے یہ آیت ﴿وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم﴾ پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ اے مشرکین تم اور جو چیز اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہے یہ سن کر مشرکین کو بہت غصہ آیا اور ابن زبعری کہنے لگا یا محمد ﷺ کیا یہ خاص ہمارے اور ہمارے معبودوں ہی کے لئے ہے یا ہر امت وگروہ کے لئے ہے؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے اور تمہارے معبودوں کے لئے بھی اور سب امتوں کے لئے بھی ہے اس پر اس نے کہا کہ آپ کے نزدیک عیسی بن مریم نبی ہیں اور آپ ان کی اور انکی والدہ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ نصاری ان دونوں کو پوجتے ہیں اور حضرت عزیر اور فرشتے بھی پوجے جاتے ہیں یعنی یہود وغیرہ ان کو پوجتے ہیں تو اگر یہ حضرات (معاذ اللہ) جہنم میں ہوں گے تو ہم راضی ہیں کہ ہم اور ہمارے معبود بھی ان کے ساتھ ہوں اور یہ کہہ کر یہود خوب ہنسے اس پر اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور ہونگے (الانبیاء: ۱۰۱)﴾ اور یہ آیت نازل ہوئی ﴿ولما ضرب ابن مریم﴾ جس کا مطلب ہے کہ جب زبعری نے اپنے معبودوں کے لئے حضرت عیسی بن مریم کی مثال بیان کی اور سید عالم ﷺ سے مجادلہ کیا کہ نصاری انہیں پوجتے ہیں تو قریش اس کی بات پر ہنسنے لگے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت عیسی علیہ السلام کا نسب:

۱......مریم بنت عمران بن ماثان بن العازر بن الیود بن اخنز بن صادوق بن عیازوز بن الیاقیم بن ایبود بن زریابیل بن شالتال بن یوحینا بن برشا بن اموں بن میشا بن حزقا بن احاذ بن موثام بن عزریا بن یورام بن یوشافاط بن ایشا بن ایا بن رحبعام بن سلمان بن داؤد کے بیٹے کا نام عیسی ہے، جو کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ (البدایة والنھایة ،باب :قصة عیسی ابن مریم ،ج۱ ،الجزء الثانی ،ص ٤٤١)

آیت متذکرہ میں جھگڑالو لوگوں سے مراد کون ھیں؟

۲......ہمارے معبودان باطل بہتر ہیں یا حضرت عیسی علیہ السلام؟ لوگ حضرت عیسی علیہ السلام سے جھگڑا کرتے اور کہتے کیا اللہ ﷻ کے سوا جن کی بھی عبادت کی جائے وہ (معبودان باطل) آگ میں جائیں گے؟ تو ہم اس بات پر راضی ہیں کہ ہمارے معبودان باطل، حضرت عیسی علیہ السلام، حضرات ملائکہ وحضرت عزیر علیہ السلام ساتھ ہوں۔ پس اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا یہی لوگ جہنم سے دور ہونگے (الانبیاء: ۱۰۱)﴾ سید عالم ﷺ سے جھگڑا کرنے والے جانتے تھے کہ ان کا مجادلہ (جھگڑا) کرنا باطل ہے اور مرنے کے بعد جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۵ ،ص ۸۹ ،الخازن ،ج ٤ ،ص ۱۱۲)

☆......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ما ضل قوم بعد ھدی کانوا علیه الا اوتوا الجدل ثم تلا رسول اللہ ﷺ ھذه الآیت: ﴿ما ضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون انہوں نے تم سے یہ نہ کہی

مگر ناحق جھگڑے کو بلکہ وہ جھگڑالو قوم ہے (الزخرف:۵۸) ﴾۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگ ہدایت کے بعد کبھی گمراہ نہ ہونگے مگر یہ کہ اِن میں جھگڑالو پیدا ہو جائیں، پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت: ﴿ما ضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو بلکہ وہ جھگڑالو قوم ہے (الزخرف:۵۸) ﴾ تلاوت فرمائی"۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب سورة الزخرف، رقم: ۳۲٦٤، ص ۹۳۵)

حضرت عیسی علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لئے مثال کرنا:

۳..... حضرت عیسی علیہ السلام دیگر بندوں کی طرح بندے نہیں بلکہ اللہ جل جلالہ نے ان پر انعام فرمایا ہے اور وہ اس طرح کہ انہیں بغیر باپ کے پیدا فرمایا جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا اور انہیں نبوت کے منصب پر فائز کیا اور دیگر کئی عجیب وغریب انعام واکرام سے نوازا۔ حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت کا بظاہر سبب فرشتے کا بی بی مریم علیہا السلام کے گریبان میں پھونکنا تھا، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کے فضل سے فرشتے کے سبب سے حمل کا قرار پانا بھی ممکن ہے۔ اور یہ مثال کہ حضرت عیسی علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیشک حضرت عیسی علیہ السلام بیت المقدس کی وادی میں نزول فرمائیں گے جسے افیق کہتے ہیں اور ان کے ہاتھ میں جنگی ہتھیار ہوگا اور اس کی مدد سے دجال سے قتال کریں گے اور پھر بیت المقدس میں تشریف لاکر نماز صبح (فجر) ادا فرمائیں گے، پس امام امامت کو مؤخر کرے گا اور حضرت عیسی علیہ السلام کی قدم بوسی کرے گا اور حضرت عیسی علیہ السلام شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق نماز ادا فرمائیں گے، پھر خنزیر کو قتل فرمائیں گے، سلیب توڑیں گے اور یہود ونصاری کے عبادتگاہوں کو مسمار کریں گے اور سوائے ایمان لانے والوں کے دیگر نصاری سے قتال فرمائیں گے"۔ (الرازی، ج۹، ص ٦٤٠)

حضرت عیسی علیہ السلام کا امور دینیہ کو واضح فرمانا:

۴..... اللہ جل جلالہ کی ذات وصفات وافعال کی معرفت کا علم عطا فرمادیا، اور بعض احکامات تکلیفیہ میں جس میں حضرت عیسی علیہ السلام کی قوم اختلاف کرتی تھی آپ نے انہیں بھی واضح طریقے سے پہنچادیا جس سے حق ان کے سامنے واضح ہوگیا اور آیت مذکورہ میں بالحکمۃ سے مراد اصول دین ہے اور ان کی قوم فروع دین کے معاملے میں کچھ اختلاف رکھتی تھی، پھر اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اس اختلاف کو بیان کیوں نہ کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا جن امور میں اختلاف تھا ان کی معرفت کی نہ تو حاجت تھی اور نہ ہی رسول علیہ السلام پر اسے بیان کرنا واجب تھا۔ (الرازی، ج۹، ص ٦٤١)

حضرت عیسی علیہ السلام کے حوالے سے عقیدۂ تثلیث رکھنا:

۵..... قرآن مجید اور معتبر تفاسیر کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بعض عیسائیوں کا یہ کہنا ہے کہ مسیح بعینہ اللہ عزوجل ہی ہیں، اسلئے کہ اللہ جل جلالہ کبھی کسی زمانے میں کسی شخص پر تجلی فرماتا ہے اور اسوقت اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام پر تجلی ڈالی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ عیسی علیہ السلام سے جو افعال ظاہر ہوتے ہیں وہ اللہ تعالی کے سوا کسی اور کی قدرت ہو ہی نہیں سکتی، بعض عیسائی تین خدا مانتے ہیں اللہ عزوجل، مریم اور مسیح اور حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ جل جلالہ کا بیٹا مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہ ولد اللہ من مریم (معاذ اللہ)۔

(المدارك، ج۱ ص٤٦٤)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں عقیدۂ تثلیث سے انکی مراد باپ، بیٹا اور روح القدس یہ تینوں ایک ہی خدا ہیں (روح القدس سے انکی مراد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہیں)۔ (عطائین ج۱، ص۸۸۵)

اغراض:

فرحا بما سمعوا: مشرکین یہ سمجھے کہ سید عالم ﷺ اس جدال سے مغلوب ہو جائیں گے۔
لعلھم ان ما: یعنی جانتے تھے کہ ﴿انکم وما تعبدون﴾ میں "ما" غیر عاقل کے لئے ہے کیونکہ قرآن انہی کی لغت میں نازل ہوا ہے اور جہاں تک ذوی العقول کا تعلق ہے تو ﴿ان ھو الا عبد﴾ کا خطاب ہے، معنی یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اللہ عزوجل کے وہ مکرم بندے ہیں جو نبوت کے منصب کے ساتھ متصف کئے گئے ہیں۔ وبوجودہ من غیر اب: اور اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی بغیر ماں باپ کے ساتھ تخلیق ہونے پر دلیل ہے۔
اھو اللہ: یہ نصاری کے فرقہ یعقوبیہ کا قول ہے۔ او ابن اللہ: اور یہ بھی نصاری کے فرقے مرقوسیہ کا قول ہے۔
او ثالث ثلاثۃ: اور یہ بھی نصاری ہی کے گروہ ملکانیہ کا قول ہے، پس ایک گروہ کا کہنا تھا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اور انہوں نے سید عالم ﷺ کی بعثت کا انکار کیا اور یہود کا کہنا تھا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے نبی نہیں ہیں بلکہ ابن زنا (زنا سے پیدا شدہ ہیں معاذ اللہ)، اللہ کی اُن پر لعنت ہو۔ کلمۃ عذاب: مراد عذاب ہے، "فویل" ترکیب میں مبتداء ہے۔ ای کفار مکۃ: جن سے عذاب کا وعدہ کیا گیا تھا۔ علی المعصیۃ: مطلقا احباب مراد ہیں اور اس صورت میں آیت میں موجود استثناء متصل ہوگا ورنہ منقطع۔
فانھم اصدقاء: یعنی وہ بعض کی شفاعت بھی کریں گے اور دوسروں سے محبت کرنے والے ہیں، جیسا کہ دنیا میں دوسروں کا ساتھ دیتے تھے۔ ویقال لھم: اور ﴿یعباد لا خوف...... الخ﴾ کے ذریعے اللہ نے اُن کے شرف اور قلوب کی پاکیزگی کی جانب اشارہ فرمایا ہے، وارد ہوتا ہے کہ ایک منادی اسی آیت مذکورہ کے ذریعے ندا فرمائے گا تو اِن لوگوں کے سر بلند ہو جائیں گے، پس منادی کہے گا: ﴿الذین امنوا بایتنا وکانوا مسلمین﴾ پس جب یہ ندا ہوگی تو مسلمانوں کے سوا دیگر ادیان والے اپنے سر ذلت سے جھکا دیں گے۔ (الصاوی، ج۵، ص۲۴۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

وَیُقَالُ لَھُمْ﴿یعباد لا خوف علیکم الیوم ولا انتم تحزنون (۶۸) الذین امنوا﴾نَعْتٌ لِعِبَادِیْ ﴿بایتنا﴾اَلْقُرْاٰنِ﴿وکانوا مسلمین (۶۹) ادخلوا الجنۃ انتم﴾مُبْتَدَأٌ﴿وازواجکم﴾زَوْجَاتُکُمْ ﴿تحبرون (۷۰)﴾تُسَرُّوْنَ وَتُکْرَمُوْنَ خَبَرُ الْمُبْتَدَأِ﴿یطاف علیھم بصحاف﴾بِقِصَاعٍ﴿من ذھب واکواب﴾جَمْعُ کُوْبٍ وَھُوَ اِنَاءٌ لاعُرْوَۃَ لَہٗ لِیَشْرَبَ الشَّارِبُ مِنْ حَیْثُ شَاءَ﴿وفیھا ما تشتھیہ الانفس﴾تَلَذُّذًا﴿وتلذ الاعین﴾نَظْرًا﴿وانتم فیھا خلدون (۷۱) وتلک الجنۃ التی اورثتموھا بما کنتم تعملون (۷۲) لکم فیھا فاکھۃ کثیرۃ منھا﴾اَیْ بَعْضُھَا ﴿تاکلون (۷۳)﴾وَمَایُؤْکَلُ یُخْلِفُ بَدْلَہٗ﴿ان المجرمین فی عذاب جھنم خلدون (۷۴) لا یفتر﴾یُخَفَّفُ﴿عنھم وھم فیہ مبلسون (۷۵)﴾سَاکِتُوْنَ سُکُوْتَ یَاسٍ﴿وما ظلمنھم ولکن کانوا ھم الظلمین (۷۶) ونادوا یملک﴾ھُوَ خَازِنُ النَّارِ﴿لیقض علینا ربک﴾لِیُمِتْنَا﴿قال﴾بَعْدَ اَلْفِ سَنَۃٍ﴿انکم ماکثون (۷۷)﴾مُقِیْمُوْنَ فِی الْعَذَابِ دَائِمًا قَالَ تَعَالٰی﴿لقد جئنکم﴾اَیْ اَھْلَ مَکَّۃَ﴿بالحق﴾عَلٰی لِسَانِ الرَّسُوْلِ﴿ولکن اکثرکم للحق کرھون (۷۸) ام ابرموا﴾اَیْ

كُفَّارُ مَكَّةَ اَحْكَمُوْا ﴿امرا﴾ فِى كَيْدِ مُحَمَّدِ النَّبِىِّ ﷺ ﴿فانا مبرمون (٧٩)﴾ مُحْكِمُوْنَ كَيْدَنَا فِى اِهْلَاكِهِمْ ﴿ام يحسبون انا لا نسمع سرهم ونجوهم﴾ مَا يُسِرُّوْنَ اِلٰى غَيْرِهِمْ وَمَا يَجْهَرُوْنَ بِهٖ بَيْنَهُمْ ﴿بلى﴾ نَسْمَعُ ذٰلِكَ ﴿ورسلنا﴾ اَلْحَفَظَةُ ﴿لديهم﴾ عِنْدَهُمْ ﴿يكتبون (٨٠)﴾ ذٰلِكَ ﴿قل ان كان للرحمن ولد﴾ فَرْضًا ﴿فانا اول العبدين (٨١)﴾ لِلْوَلَدِ لٰكِنْ ثَبَتَ اَنْ لَا وَلَدَ لَهٗ تَعَالٰى فَانْتَفَتْ عِبَادَتُهٗ ﴿سبحن رب السموت والارض رب العرش﴾ اَلْكُرْسِىُّ ﴿عما يصفون (٨٢)﴾ يَقُوْلُوْنَ مِنَ الْكِذْبِ بِنِسْبَةِ الْوَلَدِ اِلَيْهِ ﴿فذرهم يخوضوا﴾ فِى بَاطِلِهِمْ ﴿ويلعبوا﴾ فِى دُنْيَاهُمْ ﴿حتى يلقوا يومهم الذى يوعدون (٨٣)﴾ فِيْهِ الْعَذَابَ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿وهو الذى﴾ هُوَ ﴿فى السماء اله﴾ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَاِسْقَاطِ الْاُوْلٰى وَتَسْهِيْلِهَا كَالْيَاءِ اَىْ مَعْبُوْدٌ ﴿وفى الارض اله﴾ وَكُلٌّ مِنَ الظَّرْفَيْنِ مُتَعَلِّقٌ بِمَا بَعْدَهٗ ﴿وهو الحكيم﴾ فِى تَدْبِيْرِ خَلْقِهٖ ﴿العليم (٨٤)﴾ بِمَصَالِحِهٖ ﴿وتبرك﴾ تَعَظَّمَ ﴿الذى له ملك السموت والارض وما بينهما وعنده علم الساعة﴾ مَتٰى تَقُوْمُ ﴿واليه ترجعون (٨٥)﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿ولا يملك الذين يدعون﴾ يَعْبُدُوْنَ اَىِ الْكُفَّارُ ﴿من دونه﴾ اَىِ اللّٰهِ ﴿الشفاعة﴾ لِاَحَدٍ ﴿الا من شهد بالحق﴾ اَىْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴿وهم يعلمون (٨٦)﴾ بِقُلُوْبِهِمْ مَا شَهِدُوْا بِهٖ بِاَلْسِنَتِهِمْ وَهُمْ عِيْسٰى وَعُزَيْرٌ وَالْمَلٰئِكَةُ فَاِنَّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿ولئن﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿سالتهم من خلقهم ليقولن الله﴾ حُذِفَ مِنْهُ نُوْنُ الرَّفْعِ وَوَاوُ الضَّمِيْرِ ﴿فانى يؤفكون (٨٧)﴾ يُصْرَفُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وقيله﴾ اَىْ قَوْلِ مُحَمَّدِ النَّبِىِّ ﷺ وَنَصْبُهٗ عَلَى الْمَصْدَرِ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ اَىْ وَقَالَ ﴿يرب ان هؤلاء قوم لا يؤمنون (٨٨)﴾ قَالَ تَعَالٰى ﴿فاصفح﴾ اَعْرِضْ ﴿عنهم وقل سلم﴾ مِنْكُمْ وَهٰذَا قَبْلَ اَنْ يُؤْمَرَ بِقِتَالِهِمْ ﴿فسوف يعلمون (٨٩)﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ تَهْدِيْدٌ لَهُمْ.

﴿ترجمہ﴾

(اوران سے فرمایا جائے گا) اے میرے بندوں آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہو وہ جو ایمان لائے (''الذین امنو'' عبادی کی صفت ہے) ہماری آیتوں پر (یعنی قرآن پاک پر) اور مسلمان تھے داخل ہو جنت میں تم (انتم ضمیر مبتدا ہے) اور تمہاری بیبیاں تمہاری خاطر میں ہوئیں (تمہیں خوش کیا جائے گا تمہاری عزت افزائی ہوگی، تحبرون مبتدا کی خبر بن رہی ہے، ازواجکم بمعنی زوجاتکم ہے) ان پر دورہ ہوگا سونے کے پیالوں......۱...... (صحاف بمعنی قصاع ہے) اور جاموں کا (''اکواب'' کوب کی جمع ہے، کوب بغیر کنڈے کے برتن کو کہتے ہیں کہ پینے والا جس مقام سے چاہے پی لے) اور اس میں (ان کی لذت اندوزی کے لیے) جو جی چاہے اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے (یعنی وہ جس کو دیکھنے سے آنکھ کو لذت پہنچے) اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے اپنے اعمال سے تمہارے لیے اس میں بہت میوے ہیں کہ ان میں سے (یعنی ان میں سے بعض کو) کھاؤ (جو کھالیا جائے گا اس کے بدلہ دوسرا آجائے گا......۲......) بے شک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ کبھی ہلکا نہ پڑے گا (لایفتر بمعنی لایخفف ہے) ان سے اور وہ اس میں مایوسی سے خاموش ہوں گے (مبلسون کا معنی ناامیدی کے سبب خاموشی اختیار کرنا ہے) اور ہم نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی ظالم تھے اور وہ پکاریں گے اے مالک! (یہ داروغۂ جہنم کا نام ہے) تیرا رب ہمیں تمام کر چکے (یعنی وہ ہمیں موت دے دے) وہ فرمائے گا (ایک ہزار سال کے بعد) تمہیں تو ٹھہرنا ہے (عذاب میں ہمیشہ، مکثون بمعنی مقیمون ہے

،اللہ عزوجل فرماتا ہے) بیشک ہم تمہارے پاس (اے اہل مکہ) حق لائے (اپنے رسول کی زبانی) مگر تم میں اکثر کو حق ناگوار ہے کیا انہوں نے (یعنی کفار مکہ نے) پکا کرلیا ہے (ابرموا بمعنی احکموا ہے) کوئی کام (ہمارے نبی محمد ﷺ کے ساتھ مکر کرنے کے بارے میں) تو ہم اپنا کام پکا کرنے والے ہیں (ان کو ہلاک کرنے کی اپنی خفیہ تدبیر پکی کرنے والے ہیں ــــ۳ــــ) کیا اس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور ان کی مشاورت نہیں سنتے (یعنی آہستہ آواز میں جو باتیں وہ دوسروں سے کرتے ہیں اور باآواز بلند جو باتیں وہ باہم کرتے ہیں، انہیں) ہاں کیوں نہیں (ہم یہ سب سنتے ہیں) اور ہمارے فرشتے (رسل سے مراد محافظ فرشتے ہیں) ان کے پاس (لدیھم بمعنی عندھم ہے، یہ سب) لکھ رہے ہیں تم فرماؤ (بالفرض) رحمٰن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے (اس بچہ کو) میں پوجتا (لیکن یہ ثابت ہے کہ اللہ عزوجل کا کوئی بچہ نہیں ہیں تو اس بچے کی بھی منفی ہوگئی) پاکی ہے آسمانوں اور زمین کے رب کو کرسی کے رب (آیت میں مذکور لفظ عرش کے معنی کرسی ......۴...... ہے) ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں (اللہ عزوجل کی طرف اولاد کی نسبت کرکے یہ لوگ جو جھوٹ بکتے ہیں اللہ عزوجل اس سے پاک ہے) تو تم انہیں چھوڑو کہ بیہودہ باتیں کریں (اپنے زعم باطل میں) اور کھیلیں (اپنی دنیا میں) یہاں تک کہ اپنے اس دن کو پائیں جس کا ان سے وعدہ ہے (یعنی جس میں عذاب دیئے جانے کا انہیں وعدہ ہے، مراد اس سے روز قیامت ہے) اور وہی آسمان والوں کا خدا (الہ کے معنی معبود ہے، السماء اور الہ یہ دونوں دو ہمزہ کی تحقیق کے ساتھ اور السماء کے ہمزہ کے اسقاط اور یاء کی طرف اس کی تسہیل کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور زمین والوں کا خدا (اور یہ دونوں ہی طرف اپنے مابعد یعنی الہ کے معنی معبود سے متعلق ہیں) اور وہی حکمت والا ہے (اپنی مخلوق کی تدبیر کرنے میں) علم رکھنے والا ہے (ان کی مصلحتوں کا) بڑی عظمت والا ہے (تبارک بمعنی تعظیم ہے) وہ کہ اسی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم (کہ قیامت کب قائم ہوگی) اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے (ترجعون علامت مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور جن کو یہ (یعنی کفار) اللہ کے سوا پوجتے ہیں (یدعون بمعنی یعبدون ہے، کسی کی) شفاعت کا اختیار نہیں رکھتا ہاں شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں (یعنی لا الہ الا اللہ کے قائل ہوجائیں) اور علم رکھیں (اپنے دلوں کے ساتھ اس پر جس کی گواہی انہوں نے اپنی زبانوں سے دی ہے اور وہ لوگ حضرت عیسی علیہ السلام حضرت عزیز علیہ السلام اور فرشتے ہیں، یہ یقیناً مسلمانوں کی شفاعت کریں گے ......۵......) اور اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تم ان سے پوچھو انہیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے (لیقولن سے نون اعرابی اور ضمیر جمع واؤ کو حذف کردیا گیا ہے) تو کہاں اوندھے جاتے ہو (یعنی اللہ عزوجل کی عبادت سے کہاں پھرتے ہیں) اور مجھے ان کے (یعنی حضرت محمد ﷺ کے) اس کہنے کی قسم (قیل مصدر کے معنی قول ہے، یہ فعل مقدر قال کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے) کہ اے میرے رب! یہ لوگ ایمان نہیں لاتے (اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے) تو ان سے درگزر کرو (اصفح بمعنی اعرض ہے) اور فرماؤ سلام (یہ سلام متارکہ ہے، یہ امر حکم جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے) کہ آگے جان جائیں گے (یعلمون علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس میں کفار کے لیے تہدید ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یعباد لا خوف علیکم الیوم ولا انتم تحزنون﴾

یعباد: نداء، لا: نافیہ، خوف بذوالحال، الیوم: ظرف متعلق بمحذوف مبتدا، علیکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، انتم مبتدا، تحزنون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر قول محذوف "یقال لھم" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین امنوا بایتنا و کانوا مسلمین ادخلوا الجنة انتم وازواجکم تحبرون﴾

الذین: موصول، امنوا بایتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ، کانوا مسلمین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر باتمل "عبادی" کی صفت واقع ہے ،ادخلوا الجنة: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ،انتم :معطوف علیہ ،و ازواجکم :معطوف، ملکر مبتدا، تحبرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یطاف علیهم بصحاف من ذهب واکواب﴾

یطاف علیهم: فعل مجہول با نائب الفاعل وظرف لغو، ب: جار، صحاف :موصوف ،من ذهب: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،اکواب :معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وفیها ما تشتهیه الانفس وتلذ الاعین وانتم فیها خلدون﴾

و :عاطفہ ،فیها :ظرف مستقر خبر مقدم ،ما :موصولہ ،تشتهیه الانفس :فعل ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،تلذ الاعین :جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،انتم :مبتدا ،فیها خلدون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وتلک الجنة التی اورثتموها بما کنتم تعملون لکم فیها فاکهة کثیرة منها تاکلون﴾

تلک: مبتدا ،الجنة: موصوف ،التی :موصول ،اورثتموها بما کنتم تعملون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ،لکم :ظرف مستقر خبر مقدم ،فیها :ظرف مستقر حال مقدم ،فاکهة :موصوف ،کثیرة :صفت اول ،منها تاکلون: جملہ صفت ثانی، ملکر ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان المجرمین فی عذاب جهنم خلدون لا یفتر عنهم وهم فیه مبلسون﴾

ان المجرمین: حرف شبہ واسم ،فی عذاب جهنم: ظرف لغو مقدم ،خلدون :اسم فاعل واؤ ضمیر ذوالحال ،لا یفتر :فعل نفی مجہول ،عنهم :ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ حال اول ،و :حالیہ ،هم فیه مبلسون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما ظلمنهم ولکن کانوا هم الظلمین ونادوا یملک لیقض علینا ربک﴾

و :عاطفہ ،ما ظلمنهم :فعل نفی با فاعل ،و :حالیہ ،کانوا :فعل ناقص با اسم ،هم :ضمیر فصل ،الظلمین :خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ،نادوا :فعل با فاعل ،یملک :نداء ،لیقض :فعل امر ،علینا :ظرف لغو ،ربک :فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال انکم ماکثون لقد جئنکم بالحق ولکن اکثرکم للحق کرهون﴾

قال: قول ،انکم :حرف شبہ واسم ،ماکثون :خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ،لام :قسمیہ ،قد :تحقیقیہ ،جئنکم :فعل با فاعل وکم ضمیر ذوالحال ،و :حالیہ ،لکن اکثرکم :حرف شبہ واسم ،للحق کرهون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول ،بالحق : ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ام ابرموا امرا فانا مبرمون﴾

ام :منقطعہ بمعنی بل ،ابرموا :فعل نفی با فاعل ،امرا :مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ ،انا :حرف شبہ واسم ،مبرمون :خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام یحسبون انا لا نسمع سرهم ونجوهم بلی ورسلنا لدیهم یکتبون﴾

ام: عاطفہ، یحسبون: فعل بافاعل، انا: حرف شبہ واسم، لانسمع: فعل نفی "نحن" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، رسلنا: مبتدا، لدیھم یکتبون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، سرھم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نجوھم: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العبدین﴾

قل: قول، ان: شرطیہ، کان: فعل ناقص، للرحمن: ظرف مستقر خبر مقدم، ولد: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، انا مبتدا، اول العبدین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿سبحن رب السموت والارض رب العرش عما یصفون﴾

سبحن: مصدر مضاف، رب السموت والارض: مبدل منہ، رب العرش: بدل، ملکر مضاف الیہ فاعل، عما یصفون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف "سبح" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فذرھم یخوضوا ویلعبوا حتی یلقوا یومھم الذی یوعدون﴾

ف: فصیحیہ، ذرھم: فعل امر بافاعل، ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، یخوضوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یلعبوا: فعل بافاعل، حتی: جار، یلقوا: فعل بافاعل، یومھم: موصوف، الذی یوعدون: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب امر واقع ہے۔

﴿وھو الذی فی السماء الہ و فی الارض الہ﴾

و: مستانفہ، ھو: مبتدا، الذی: موصول، فی السماء: ظرف لغو مقدم، الہ: بمعنی "معبود" اسم مفعول بانائب الفاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر "ھو" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، فی الارض الہ: شبہ جملہ "ھو" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وھو الحکیم العلیم وتبرک الذی لہ ملک السموت والارض وما بینھما وعندہ علم الساعۃ والیہ ترجعون﴾

و: عاطفہ، ھو: مبتدا، الحکیم العلیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، تبرک: فعل، الذی: موصول، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک: مضاف، السموت والارض ومابینھما: معطوفین، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عندہ: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، علم الساعۃ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف اول، و: عاطفہ، الیہ ترجعون: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شھد بالحق وھم یعلمون﴾

و: عاطفہ، لایملک: فعل نفی، الذین: موصول، یدعون من دونہ: فعل بافاعل، وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، من شھد بالحق: موصول صلہ، ملکر مستثنی، ملکر فاعل، الشفاعۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ھم: مبتدا، یعلمون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولئن سالتھم من خلقھم لیقولن اللہ﴾

و: عاطفہ، لام قسمیہ، ان: شرطیہ، سالتھم: فعل بافاعل ومفعول، من: استفہامیہ مبتدا، خلقھم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، یقولن: قول، اللہ: خبر محذوف کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب قسم قائم

مقام، جواب شرط، ملکرقسم محذوف "لقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فانی یوفکون وقیلہ یرب ان ھولاء قوم لا یومنون﴾

ف: عاطفہ، انی: اسم استفہام بمعنیٰ کیف حال مقدم، یوفکون: فعل مجہول الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: قسمیہ جار، قیلہ: مجرور، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "اقسم" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، یرب: نداء، ان ھولاء: حرف شبہ واسم، قوم: موصوف، لایومنون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ قسمیہ مقصود بالنداء، ملکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فاصفح عنھم وقل سلم فسوف یعلمون﴾

ف: فصیحیہ، اصفح: فعل امر بافاعل، عنھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قل قول، سلم: مبتدا محذوف "الامر" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "ان عرفت ھذا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، سوف حرف استقبال، یعلمون: فعل بافاعل "مغبۃ امرھم" مفعول، محذوف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......قل ان کان للرحمن...... ☆ نضر بن حارث نے کہا تھا کہ فرشتے خدا عزوجل کی بیٹیاں ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو نضر بن حارث کہنے لگا دیکھتے ہو کہ قرآن میں میری تصدیق آ گئی، ولید نے کہا تیری تصدیق نہیں ہوئی بلکہ یہ فرمایا گیا کہ رحمٰن عزوجل کے ولد نہیں ہے اور میں اہل مکہ میں سے پہلا موحد ہوں اس سے ولد کی نفی کرنے والا اس کے بعد اللہ عزوجل کی تنزیہ کا بیان ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سونے کے پیالوں میں مشروب پینا:

ا......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا: "(مردوں) ریشم نہ پہنو، سونے چاندی کے برتن میں نہ کھاؤ پیو، اور بڑے چوڑے پیالے میں کھانا نہ کھاؤ، کافروں کے لیے دنیا میں ہے اور تمہارے لیے آخرت میں (حلال) ہے۔

☆......ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی جنتی ایسا نہیں ہوگا کہ اُس کے لیے طوبیٰ (جنت کا ایک باغ) آراستہ نہ کیا جائے، وہ اُس باغ میں جائے گا اور جو چاہے سفید، سرخ، سبز، زرد، سیاہ چیز اپنی پسند کی حاصل کر لے"۔

(البدور السافرۃ، باب لباس اھل الجنۃ، رقم: ۱۹۵۹، ۱۹۶۲، ص۵۴٦)

لیکن دنیا میں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا منع ہے۔ چنانچہ فقہائے کرام فرماتے ہیں سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور ان کی پیالیوں سے تیل لگانا یا ان کے عطردان سے عطر لگانا یا ان کی انگیٹھی سے بخُور (دھونی دینا) کرنا منع ہے اور یہ ممانعت مَرد وعورت دونوں کے لئے ہے، عورتوں کو ان کے زیور پہننے کی اجازت ہے۔ زیور کے سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مَرد وعورت دونوں کے لئے ناجائز ہے۔ سونے چاندی کے چمچے سے کھانا، ان کی سلائی یا سرمہ دانی سے سُرمہ لگانا، ان کے آئینہ میں مونھ دیکھنا، ان کی قلم و دوات سے لکھنا، ان کے لوٹے یا طشت سے وضو کرنا یا ان کی کُرسی پر بیٹھنا، مَرد وعورت دونوں کے لئے ممنوع ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۴۹۲)

جنتی میوہ جات کا بیان:

۲......ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "دنیا میں جنت کی مثل سوائے نام کے کوئی چیز نہیں"۔ انہی سے روایت ہے کہ "جنت کے پھلوں کی لمبائی دس ہاتھ ہے جس میں گٹھلی نہیں ہے"۔

☆......ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں نے جنت کے انار کو دیکھا تو وہ اونٹ کی پالان نما بڑا تھا"۔

(البدور السافرة، باب ثمرات الجنة، رقم: ۱۸۸۹، ۱۸۹۵، ۱۸۹۷، ص ۵۳۲ وغیرہ)

☆......نسائی نے زید بن ارقم سے روایت کی کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی، اے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کا گمان ہے کہ جنتی جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا: "قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، وہ شخص جسے سو آدمی کی جماعت دی گئی وہ بھی کھائیں، پیئے گے، جماع اور شہوت پوری کریں گے"، اُس شخص نے عرض کی: کیا کھانے پینے (کے بعد) کوئی حاجت بھی ہوگی؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ان کی حاجت جسم کی کھالوں سے خوشبودار پسینے کی صورت میں نکلے گی، اور جب ایسا ہو جائے تو (جان لینا) کہ کھانا ہضم ہو چکا"۔

☆......ابو نعیم نے ابراہیم التیمی سے روایت کیا ہے کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ جنتی شخص کو سو آدمیوں کی مقدار میں شہوت اور خوراک دی جائے گی اور جب وہ کھالے گا تو پاکیزہ شراب سے سیراب ہوگا جو کہ اس کی کھال سے مشک کے دانوں کی طرح پسینے کی صورت میں نکلے گی پھر اس کی شہوت دوبارہ لوٹا دی جائے گی۔

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: "جنتی جنت میں کھائیں پئیں گے لیکن بول و براز (پیشاب پاخانہ) نہ کریں گے نہ ہی تھوکیں گے اور نہ ہی ناک کی گندگی ہوگی، ہاضمہ خوشبودار ڈکار اور پسینے کی صورت میں ہوگا، پھر شہوت لوٹا دی جائے گی"۔

(البدور السافرة، باب طعام اهل الجنة، رقم: ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ص ۵۳۵ وغیرہ)

نبی کے ساتھ مکر کا انجام ہلاکت وتباہی:

۳......کیا مشرکین یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل ان کی خفیہ باتیں نہیں سماعت کرتا، آپس کے مشورے اور سرگوشیاں اللہ عزوجل کے علم میں نہیں ہیں؟ محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ کعبہ معظمہ کے اطراف میں تین اشخاص جن میں سے دو قریشی اور ایک ثقفی یا ایک قریشی اور دو ثقفی بیٹھے تھے، تو ان میں سے ایک نے کہا: کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ اللہ عزوجل ہماری باتیں سن لیتا ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا اگر تم بلند آواز سے کلام کرو گے تو وہ سن لیگا اور اگر سرگوشی میں کوئی بات کہو گے تو نہ سنے گا، دوسرے شخص نے کہا: تم اعلانیہ کہو یا سرگوشی میں اللہ عزوجل سن لیتا ہے، پس آیت نازل ہوئی: ﴿ام یحسبون انا لا نسمع سرھم ونجوھم بلی ورسلنا لدیھم یکتبون کیا اس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور ان کی مشورت نہیں سنتے ہاں کیوں نہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں (الزخرف: ۸۰)﴾۔

کرسی کی تحقیق:

۴......مفسرین کرام نے کرسی کے بارے میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔ چنانچہ، تفسیر صاوی میں علامہ احمد بن محمد الصاوی فرماتے ہیں کہ کرسی کا اطلاق علم پر کیا جاتا ہے جس طرح تخت کا اطلاق اسکے بیٹھنے والے پر ہوتا ہے اور ایک قول کے مطابق کرسی ساتویں آسمان سے بھی اوپر موجود اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم مخلوق ہے اس کرسی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں، جن میں سے ہر فرشتے کے چار

چرے ہیں، انکے قدم اس چٹان میں ہیں جو ساتویں زمین کے نیچے ہے، ان فرشتوں میں ایک فرشتہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں ہے، وہ لوگوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے اور ایک فرشتہ بیل کی صورت میں ہے وہ بہائم کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے، ایک فرشتہ درندوں کے سردار کی صورت میں ہے جو کہ وحشی درندوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے اور ایک پرندوں کے سردار یعنی گدھ کی صورت میں ہے جو کہ پرندوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے۔ ایک قول کے مطابق عرش اٹھانے والے فرشتوں اور کرسی اٹھانے والے فرشتوں کے درمیان ستر حجاب تاریکی کے اور ستر ہی نور کے ہیں۔ ہر حجاب کی موٹائی پانچ سو سال ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتو کرسی اٹھانے والے فرشتے عرش اٹھانے والے فرشتوں کے نور سے جل جائیں۔ جب کہ عرش اور کرسی اللہ تعالی کے حکم سے تخلیق ہوئے نہ کہ ان فرشتوں کی حاجت کیلئے۔ علامہ خازن نے تفسیر خازن میں کرسی سے مراد چار اقوال ذکر کئے ہیں۔ جن میں سے ایک قول یہ ہے کہ کرسی سے مراد عرش ہے دوسرا قول یہ کہ کرسی سے مراد عرش نہیں ہے اور تیسرا قول یہ کہ کرسی سے مراد اسم اعظم ہے۔ جبکہ چوتھا قول یہ ہے کہ کرسی سے مراد اللہ تعالی کا ملک، اسکی بادشاہت اور قدرت ہے۔ (جلالین کلاں، ج۱، ص ۳۴۱ وغیرہ)

کن کن کی شفاعت کون کون کرے گا؟

۵......حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن حضرات انبیائے کرام، علماء اور پھر شہداء شفاعت کریں گے''۔ (ابن ماجه، کتاب الزهد، باب: ذکر الشفاعة، رقم: ۴۳۱۳، ص ۷۱۵)

☆......ابودرداء سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''شہید اپنے گھر کے ستر افراد کی شفاعت کرے گا''۔

(ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب: فی فضل الشهادة، رقم: ۲۵۲۲، ص ۴۷۲)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگوں کی صفیں بنی ہوئی ہونگی، پھر جنتی میں سے کوئی جنتی گزرے گا جہنمی اُس سے کہیں گے: اے فلاں! تجھے یاد ہے کہ میں نے تجھے پانی پلایا تھا؟ جنتی شخص اس کی شفاعت کرے گا، اسی طرح ایک اور جنتی سے جہنمی کہے گا کہ میں نے فلاں موقع پر تیری حاجت روائی کی تھی، پس جنتی اس جہنمی کی شفاعت کرے گا''۔

(ابن ماجه، کتاب الادب، باب: فضل صدقة الماء، رقم: ۳۶۸۵، ص ۶۱۱)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو قرآن پڑھے اور اس کے حلال کو حلال جانے اور حرام کو حرام جانے تو اللہ عزوجل اُسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کی شفاعت سے اس کے اہل خانہ میں سے دس آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا جس پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی''۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب: ما جاء فی فضل قاری، رقم: ۲۹۱۴، ص ۸۲۳)

☆......ابوموسی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ''حاجی قیامت کے دن اپنے گھر کے چار سو افراد کی شفاعت کرے گا''۔

☆......ابن عمر سے روایت ہے کہ عالم اپنے شاگردوں کی شفاعت کرے گا اگر چہ آسمان کے ستاروں کی مقدار میں ہوں''۔

(البدور السافرة، باب: شفاعة غیر النبی، رقم: ۱۱۵۹، ۱۱۶۱، ص ۳۷۳)

اغراض:

زوجاتکم: یعنی مومنہ ازواج مراد ہیں۔ تسرون: یعنی خوشی کے آثار جنتیوں کے چہرے پر ظاہر ہونگے۔ بقصاع: جمع ہے قصعة کی، مراد برتن ہیں جس میں دس افراد شکم سیر ہوسکیں، یا وہ برتن جفنہ سے بڑا ہوتا ہے۔ یا وہ برتن مراد ہے جس میں پانچ آدمی کھانا کھا سکیں یا دو یا تین آدمی کے کھانے کے لئے کافی ہو، اور وارد ہوتا ہے کہ ادنی درجے کے جنتی شخص کے لئے یہ برتن گھومتے ہونگے، ستر ہزار غلام اور ستر ہزار سونے کے پیالے، المختصر۔ نظروا: اور سب سے عظیم ترین نظر اللہ کا دیدار ہوگی۔

لا عروۃ لہ: یعنی ایسا پیالہ جس میں پکڑنے کا کوئی مقام نہ پایا جائے، یعنی بغیر کنڈے والا پیالہ۔لیشرب الشارب من حیث شاء: کیونکہ کنڈے ہونا دیگر جہات سے روکتا ہے، روایت کی جاتی ہے کہ جنتی کو کھانا اور پانی پیش کیا جائے گا، پھر جب اختتام کا وقت ہوگا تو شراب طہور پیش کی جائے گی، پس وہ پاکیزہ شراب پیٹ میں پہنچے گی اور پاکیزہ خوشبودار پسینہ بن کر اُن کی کھالوں سے نکلے گی ،پس اللہ نے فرمایا:﴿وسقٰھم ربھم شرابا طھورا (الدھر:۲۱)﴾۔تلذذا: یعنی جنت کے کھانے اور پینے سے جنتی متلذذ ہونگے ،انہیں پیاس باقی نہ رہے گی۔

یخلف بدلہ: انسان جنت میں ایک چیز ختم کرے گا تو دوسری اسی کی مثل موجود ہوگی جیسا کہ چشمے کا پانی ہوتا ہے کہ جب آپ نے استعمال کرلیا تو دوسرا مزید برآمد ہو جائے گا۔سکوت یاس: یعنی نا امید ہونا، اللہ کی رحمت سے مایوس ہونگے ،اگر کسی کے ذہن میں یہ وسوسہ آئے کہ متذکرہ آیت:﴿لایفتر عنھم......الخ﴾ میں فرمایا کہ جہنمی اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر بیٹھیں گے، اوردوسری آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا:﴿ونادوا یملک﴾ یعنی وہ لوگ مدد طلب کریں گے اور کلام کریں گے، دونوں مقامات بظاہر متضاد ہیں، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دونگا کہ کبھی وہ نا امید ہوتے ہوئے حیران و پریشان ہونگے اور کبھی مدد طلب کریں گے ،پس جہنمیوں کے احوال مختلف ہونگے۔ ھو خازن النار: جہنم کے خازن، جس کی مجالس وسطِ نار میں ہونگی، یعنی جہنم کے وسط میں بنے ہوئے پل پر عذاب کے فرشتے ہونگے، ان کی خصوصیت یہ ہوگی کہ جو قریب سے دیکھیں گے وہی دور سے ملاحظہ کریں گے۔

بعد الف سنۃ: ایک قول کے مطابق، یعنی جب جہنمی موت کے لئے پکاریں گے تو انہیں جواب ایک ہزار سال کے بعد ملے گا اور ایک قول کے مطابق چالیس سال بعد، یا تین سو ساٹھ سال بعد، یا قیامت کا ایک دن دنیاوی اعتبار سے ہزار سال کا ہوگا، پس اس مناسبت سے جواب دیا جائے گا۔ذلک: ان کی سرگوشیاں مراد ہیں۔مقیمون فی العذاب دائما: یعنی تمہیں عذاب سے راہِ فرار نہیں، نہ موت کے ذریعے اور نہ ہی کسی اور ذریعے سے۔فی کید محمد: یعنی نبی پاک ﷺ کے ساتھ مکر کرنے کے معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ کرلیا ہو، اللہ ﷻ محمد ﷺ کو ثابت وقائم رکھے گا جس کا بیان اللہ کے فرمان:﴿واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک﴾ میں فرمایا گیا ہے۔

فانتفت عبادتہ: اللہ کے لئے اولاد ہونا اور اس کا عبادت کرنا جائز نہیں اور ایک محال کا دوسرے محال کو لازم ہے یعنی دونوں کی نفی ابلغ اور قوی ترین وجوہ کی بناء پر ثابت ہے۔وھو یوم القیامۃ: مناسب یہ تھا کہ "یوم موتھم" کہا جاتا، کیونکہ اُن (کافروں) کا باطل معاملات میں پڑ جانا موت کے دن تک ہے۔متعلق بما بعدہ: مراد معبود حقیقی ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: "اللہ آسمان وزمین کا معبود حقیقی ہے اور اس میں شک نہیں کہ آسمان پر عبادت کرنے والے اور زمین میں عبادت کرنے والوں کا رب ایک ہی ہے اور اس تقریر سے یہ وہم بھی دور ہوگیا کہ متعدد خدا نہیں ہوسکتے کیونکہ آیت کا ظاہر یہی تقاضا کرتا ہے کیونکہ جب نکرہ کی تکرار کی جائے تو وہ معرفہ بن جاتا ہے۔والتاء: اللہ کے فرمان:﴿والیہ ترجعون﴾ میں تاء غیبت سے التفات یا تہدید وتقریع کی جانب اشارہ کرنے کیلئے ہے۔وھذا قبل ان یؤمر بقتالھم: یعنی آیت مقدسہ﴿فاصفح عنھم...... الخ﴾ منسوخ ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ مقابلہ کلام کے ذریعے ہو ہاتھ روک لئے جائیں اور اس صورت میں آیت مقدسہ منسوخ نہ ہوگی۔ (الصاوی، ج۵، ص ۲۵۱ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة الدخان مكية الا "انا كاشفوا العذاب" الاية وهى ست او سبع او تسع وخمسون اية

(سورۂ دخان مکیہ ہے سوائے آیت نمبر۱۵﴿انا کاشفوا العذاب ......الخ﴾ کے اس کی کل آیات ۵۶،۵۷یا۵۹ ہیں)

تعارف سورة الدخان

اس سورت میں تین رکوع، ستاون یا انسٹھ آیتیں، تین سو چھیالیس کلمات اور ایک ہزار چار سو اکتیس حروف ہیں۔ اہل مکہ کی وہی پرانی بیماریاں ہیں اور انہی کا علاج یہاں مقصود ہے قرآن مجید کو وہ کلام الٰہی ماننے کے لئے تیار نہ تھے، اس سلسلہ میں شکوک وشبہات کے وہ انبار لگا دیا کرتے تھے ان کے ازالہ کے لئے فرمادیا یہ تو کتاب مبین ہے اس کا انداز بیان، اس کے پر از حکمت مضامین خود بتا رہے ہیں کہ یہ اللہ ﷻ کی کتاب ہے تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کتاب کے نزول سے تم گونا گوں مصائب اور پریشانیوں میں مبتلا ہو گئے ہو اور تمہیں نحوست نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے، یہ تمہاری کج فہمی ہے یہ کتاب تو خیر وبرکت کا سرچشمہ ہے وہ رات جس میں یہ نازل ہوئی، اس کے نزول کے باعث دوسری راتوں پر فوقیت لے گئی سال کے بعد جب وہ رات لوٹ کر آتی ہے اللہ ﷻ کے دریائے رحمت میں جوش آجاتا ہے اور انگنت گناہگاروں کو نوید بخشش سنادی جاتی ہے ۔وہ لوگ قیامت کے بھی منکر تھے اور اس انکار پر انہیں شدید اصرار تھا۔ وقوع قیامت کی حکمت بیان فرمادی کہ اگر قیامت کے عقیدے کو خارج کر دیا جائے تو جہاں ایک کھیل تماشا بن کر رہ جائے گا جس میں "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کا قانون نافذ ہوگا۔ اس سورت میں دخان یعنی دھویں کا ذکر ہے چنانچہ حضرت ابن عمر، ابوہریرہ، زید بن علی اور حسن کہتے ہیں: "دخان سے مراد حقیقی معنی میں دھواں ہے جو کہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا اور اس کی علامت قرب قیامت ہے، جس سے مشرق ومغرب بھر جائیں گے اور آسمان وزمین کے مابین بھی بھر جائے گا، چالیس دن اور رات تک یہی سلسلہ رہے گا، مومن کو اس کی وجہ سے زکام لاحق ہوگا اور کافر کو نشہ طاری ہو جائے گا، یہ پیٹ میں بھر جائے گا اور دیگر راستوں سے باہر نکلے گا اور پوری زمین ایسی لگے گی جیسا کہ آگ بھر دی گئی ہے۔

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے جمعۃ المبارک کی رات سورة الدخان پڑھی وہ صبح مغفور حالت میں کرے گا اور اس کیلئے جنت میں بڑی آنکھوں والی حوریں ہونگی"۔

☆ ......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے سورة الدخان جمعۃ المبارک کی رات میں پڑھی، صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے"۔

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے سورة الدخان جمعۃ المبارک کی رات پڑھی، اللہ اُس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا"۔

(الصاوی، ج۵، ص ۲۵۵)

رکوع نمبر: ١٤

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا ہے

﴿حم (١)﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهِ بِهٖ ﴿والكتب﴾ الْقُرْاٰنِ ﴿المبين (٢)﴾ اَلْمُظْهِرِ لِلْحَلَالِ مِنَ الْحَرَامِ ﴿انا انزلنه في ليلة مبركة﴾ هِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ اَوْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ نَزَلَ فِيْهَا مِنْ اُمِّ الْكِتٰبِ اَيِ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ مِنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا ﴿انا كنا منذرين (٣)﴾ مُخَوِّفِيْنَ بِهٖ ﴿فيها﴾ اَيْ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ اَوْ لَيْلَةِ نِصْفِ شَعْبَانَ ﴿يفرق﴾ يُفْصَلُ ﴿كل امر حكيم (٤)﴾ مُحْكَمٍ مِنَ الْاَرْزَاقِ وَالْاٰجَالِ وَغَيْرِهِمَا الَّتِيْ تَكُوْنُ فِيْ سَنَةٍ اِلٰى مِثْلِ تِلْكَ اللَّيْلَةِ ﴿امرا﴾ فَرْقًا ﴿من عندنا انا كنا مرسلين (٥)﴾ الرُّسُلَ مُحَمَّدًا وَمَنْ قَبْلَهٗ ﴿رحمة﴾ رَاْفَةً بِالْمُرْسَلِ اِلَيْهِمْ ﴿من ربك انه هو السميع﴾ لِاَقْوَالِهِمْ ﴿العليم (٦)﴾ بِاَفْعَالِهِمْ ﴿رب السموت والارض وما بينهما﴾ بِرَفْعِ رَبُّ خَبَرٌ ثَالِثٌ وَبِجَرِّهٖ بَدَلٌ مِنْ رَبِّكَ ﴿ان كنتم﴾ يَا اَهْلَ مَكَّةَ ﴿موقنين (٧)﴾ بِاَنَّهٗ تَعَالٰى رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَاَيْقِنُوْا بِاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُهٗ ﴿لا اله الا هو يحي ويميت ربكم ورب اباء كم الاولين (٨) بل هم في شك﴾ مِنَ الْبَعْثِ ﴿يلعبون (٩)﴾ اِسْتِهْزَاءً بِكَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ قَالَ تَعَالٰى ﴿فارتقب﴾ لَهُمْ ﴿يوم تاتي السماء بدخان مبين (١٠)﴾ فَاَجْدَبَتِ الْاَرْضُ وَاشْتَدَّ بِهِمُ الْجُوْعُ اِلٰى اَنْ رَاَوْا مِنْ شِدَّتِهٖ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ﴿يغشى الناس﴾ فَقَالُوْا ﴿هذا عذاب اليم (١١) ربنا اكشف عنا العذاب انا مؤمنون (١٢)﴾ مُصَدِّقُوْنَ بِنَبِيِّكَ قَالَ تَعَالٰى ﴿انى لهم الذكرى﴾ اَيْ لَا يَنْفَعُهُمُ الْاِيْمَانُ عِنْدَ نُزُوْلِ الْعَذَابِ ﴿وقد جاء هم رسول مبين (١٣)﴾ بَيِّنُ الرِّسَالَةِ ﴿ثم تولوا عنه وقالوا معلم﴾ اَيْ يُعَلِّمُهُ الْقُرْاٰنَ بَشَرٌ ﴿مجنون (١٤) انا كاشفوا العذاب﴾ اَيِ الْجُوْعِ عَنْكُمْ زَمَنًا ﴿قليلا﴾ فَكَشَفَ عَنْهُمْ ﴿انكم عائدون (١٥)﴾ اِلٰى كُفْرِكُمْ فَعَادُوْا اِلَيْهِ اُذْكُرْ ﴿يوم نبطش البطشة الكبرى﴾ هُوَ يَوْمُ بَدْرٍ ﴿انا منتقمون (١٦)﴾ مِنْهُمْ وَالْبَطْشُ الْاَخْذُ بِقُوَّةٍ ﴿ولقد فتنا﴾ بَلَوْنَا ﴿قبلهم قوم فرعون﴾ مَعَهٗ ﴿وجاء هم رسول﴾ هُوَ مُوْسٰى عليه السلام ﴿كريم (١٧)﴾ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ان﴾ اَيْ بِاَنْ ﴿ادوا الى﴾ مَا اَدْعُوْكُمْ اِلَيْهِ مِنَ الْاِيْمَانِ اَيْ اَظْهِرُوْا اِيْمَانَكُمْ بِالطَّاعَةِ لِيْ يَا ﴿عباد الله انى لكم رسول امين (١٨)﴾ عَلٰى مَا اُرْسِلْتُ بِهٖ ﴿وان لا تعلوا﴾ تَتَجَبَّرُوْا ﴿على الله﴾ بِتَرْكِ طَاعَتِهٖ ﴿انى اتيكم بسلطن﴾ بُرْهَانٍ ﴿مبين (١٩)﴾ بَيِّنٍ

عَلٰی رِسَالَتِیْ فَتُوْعَدُہٗ بِالرَّجْمِ فَقَالَ﴿وانی عذت بربی وربکم ان ترجمون (۲۰)﴾بِالْحِجَارِۃِ﴿وان لم تؤمنوا لی﴾تُصَدِّقُوْنِیْ﴿فاعتزلون (۲۱)﴾فَاتْرُکُوْا اَذَایَ فَلَمْ یَتْرُکُوْہُ﴿فدعا ربہ ان﴾اَیْ بِاَنَّ﴿ھؤلاء قوم مجرمون(۲۲)﴾مُشْرِکُوْنَ فَقَالَ تَعَالٰی﴿فاسر﴾بِقَطْعِ الْھَمْزَۃِ وَوَصْلِھَا﴿بعبادی﴾بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ﴿لیلا انکم متبعون (۲۳)﴾یَتْبَعُکُمْ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُہٗ﴿واترک البحر﴾اِذَا قَطَعْتَہٗ اَنْتَ وَاَصْحَابُکَ﴿رھوا﴾سَاکِنًا مُنْفَرِجًا حَتّٰی یَدْخُلَہُ الْقِبْطُ﴿انھم جند مغرقون(۲۴)﴾فَاطْمَاَنَّ بِذٰلِکَ فَاُغْرِقُوْا﴿کم ترکوا من جنت﴾بِسَاتِیْنَ﴿وعیون (۲۵)﴾تَجْرِیْ﴿وزروع ومقام کریم (۲۶)﴾مَجْلِسٍ حَسَنٍ﴿ونعمۃ﴾مُتْعَۃٍ﴿کانوا فیھا فکھین (۲۷)﴾نَاعِمِیْنَ﴿کذلک﴾خَبَرُ مُبْتَدَاءٍ اَیِ الْاَمْرُ﴿واورثنھا﴾اَیْ اَمْوَالَھُمْ﴿قوما اخرین (۲۸)﴾اَیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ﴿فما بکت علیھم السماء والارض﴾بِخِلَافِ الْمُؤْمِنِیْنَ یَبْکِیْ عَلَیْھِمْ بِمَوْتِھِمْ مَصَلَّاھُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَمَصْعَدُ عَمَلِھِمْ مِنَ السَّمَاءِ﴿وما کانوا منظرین(۲۹)﴾مُؤَخَّرِیْنَ لِلتَّوْبَۃِ.

﴿ترجمہ﴾

حـــم (اس سے جو مراد ہے اللہ عزوجل باخوبی جانتا ہے) قسم اس کتاب (یعنی قرآن پاک) مبین کی (یعنی حلال وحرام ظاہر کرنے والی کی......۱......) بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا (اس سے مراد یا تو لیلۃ القدر ہے یا شعبان کی پندرھویں شب کہ اس رات میں قرآن پاک ام الکتاب سے ساتویں آسمان اور ساتویں آسمان سے آسمان دنیا کی طرف نازل ہوا......۲......) بیشک ہم ڈرسنانے والے ہیں (اس کتاب کے ذریعے، منذرین بمعنی مخوفین ہے) اس میں (یعنی لیلۃ القدر یا شعبان کی پندرھویں شب میں) فیصلہ کردیا ہے (یفرق بمعنی یفصل ہے) ہر حکمت والے کام کا (یعنی محکم غیر مُبَدَّل کام، جیسے رزق اور موت وغیرہ جو کہ اس سال میں آئندہ سال کی اسی رات تک ہونے والے ہوتے ہیں......۳......) ہمارے پاس کی تقسیم سے (امرا بمعنی فرقا ہے) بیشک ہم بھیجنے والے ہیں (رسولوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سے پہلے آنے والے رسولوں کو) رحمت (یعنی جن کی طرف انہیں رسول بنا کر بھیجا گیا ان کے لیے سراپا رحمت بنا کر) تمہارے رب کی طرف سے بیشک وہی سننے والا ہے (لوگوں کے اقوال کو) علم رکھنے والا ہے (ان کے افعال کا) وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (رب کو مرفوع پڑھنے کی صورت میں یہ ماقبل ھو ضمیر کی خبر ثالث ہوگا اور مجرور پڑھنے کی صورت میں یہ ماقبل من ربک سے بدل ہوگا) اگر تمہیں (اے اہل مکہ) یقین ہو (اس بات کا کہ اللہ جل جلالہ ہی زمین وآسمان کا رب ہے تو تم اس کا بھی یقین کرلو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں) اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں وہ جلائے اور مارے تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب بلکہ وہ شک میں پڑے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے سے) کھیل رہے ہیں

(یعنی اے حبیب ﷺ تمہارے ساتھ استہزاء کررہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں دعا ضرر کی کہ اے اللہ عزوجل ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح قحط مسلط فرمادے ۔۔۔۔۔۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے) تو تم منتظر رہو (ان کے لیے) اس دن کے جب آسمان ایک ظاہر دھواں ۔۔۔۔۔۔ لائے گا (زمین خشک ہوگی) کہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا (پھر لوگوں نے کہا) یہ ہے دردناک عذاب اے ہمارے رب ہم پر عذاب سے کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں (تیرے نبی کی ہم تصدیق کرتے ہیں) کہاں سے ہوانہیں نصیحت ماننا (یعنی عذاب نازل ہوتے وقت ان کا ایمان لانا انہیں کوئی نفع نہیں دے گا ۔۔۔۔۔۔) حالانکہ ان کے پاس رسول مبین تشریف لاچکا (جن کی رسالت بالکل واضح و بین تھی) پھر اس سے روگرداں ہوئے اور بولے سکھایا ہوا (یعنی کسی انسان نے اسے قرآن سکھادیا ہے) دیوانہ ہے ہم عذاب کھولے دیتے ہیں (بھوک کا ان لوگوں سے) تھوڑے (عرصے، پھر اللہ عزوجل نے ان سے یہ عذاب کھول دیا) تو تم (اپنے کفر کی طرف) لوٹ جاؤ گے (پس ایسا ہی ہوا وہ دوبارہ کفر کی طرف لوٹ گئے، یاد کرو) جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے (البطشة الکبری سے مراد یوم بدر ہے) بیشک ہم (ان سے) بدلہ لینے والے ہیں (البطش کا معنی سختی سے پکڑنا ہے) اور بیشک ہم نے اس سے پہلے فرعون کی قوم کو (فرعون کے ساتھ) جانچا (فتنا بمعنی بلونا ہے) اور ان کے پاس تشریف لائے رسول (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) جو (اللہ عزوجل کے نزدیک) معزز ہیں کہ (ان اصل میں بیان ہے) مجھے سپرد کردو (وہ جس کی میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں یعنی ایمان، میری اطاعت کرکے تم لوگ اپنے ایمانوں کو ظاہر کردو، اے) اللہ کے بندوں بیشک میں تمہارے لیے رسول ہوں امانت والا (اس پر جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں) اور اللہ کے مقابل سرکشی نہ کرو (اس کی فرمانبرداری ترک کر کے تعلوا بمعنی تتجبروا ہے) میں تمہارے پاس ایک روشن دلیل لاتا ہوں (اپنی رسالت پر، مبین بمعنی بین ہے، پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رجم کردینے کی دھمکی دی) اور (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی اس سے کہ تم مجھے سنگسار کرو (پتھروں سے) اور اگر میرا یقین نہ لاؤ (یعنی میری تصدیق نہ کرو) تو مجھ سے کنارے ہوجاؤ (مجھے ایذا دینے سے باز آجاؤ لیکن انہوں نے یہ کام ترک نہ کیا ۔۔۔۔۔۔) تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ (ان اصل میں بان ہے) یہ مجرم (یعنی مشرک) لوگ ہیں (اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا) تو لے کر نکل (فاسر یہ ہمزہ قطعی و وصلی دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) میرے بندوں (یعنی بنی اسرائیل) کو رات میں ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا (فرعون اور اس کی قوم تمہارا پیچھا کرے گی) اور دریا کو چھوڑ دے (جب تو اور تیری قوم دریا پار کرچکے تب بھی) جگہ جگہ سے کھلا (اور ہر سکون، حتی کہ قبطی دریا میں داخل ہوجائیں، رھوا بمعنی متفرجا ساکنا ہے) بیشک وہ لشکر ڈبو دیا جائے گا (یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام مطمئن ہوگئے پھر ان لوگوں کو غرق کردیا گیا) کتنے چھوڑ گئے باغ (جنت بمعنی بساتین ہے) اور (بہتے) چشمے اور کھیت اور عمدہ مکانات (یعنی خوبصورت مجلسیں) اور ساز و سامان (نعمة بمعنی متعة ہے) جن میں آسانیوں میں تھے (فکھین بمعنی ناعمین ہے، معاملہ) یونہی ہے (کذلک مبتدا محذوف الامر کی خبر ہے) اور ان کا

(یعنی ان کے اموال کا) وارث دوسری قوم (یعنی بنی اسرائیل) کو کردیا تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے (بخلاف مسلمانوں کے کیونکہ مسلمانوں کی موت پر ان کی جائے نماز اور آسمان کا وہ حصہ جہاں سے ان کا عمل صالح بلند ہوتا ہے روتے ہیں) اور انہیں مہلت نہ دی گئی (توبہ کی، منظرین بمعنی موخرین ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿حم والکتب المبین ان انزلنہ فی لیلۃ مبرکۃ انا کنا منذرین﴾

حم: "ھذہ" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: قسمیہ جار، الکتب المبین: مجرور، ملکر ظرف مستقر "نقسم" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، انا جرف شبہ واسم، انزلنہ: فعل با فاعل ومفعول، فی لیلۃ مبرکۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم اول، انا: حرف شبہ واسم، کنا منذرین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم ثانی، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فیھا یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا انا کنا مرسلین﴾

فیھا: ظرف لغو مقدم، یفرق: فعل مجہول، کل: مضاف، امر حکیم: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر نائب الفاعل، امرا: موصوف، من عندنا: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ، انا جرف شبہ واسم، کنا مرسلین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿رحمۃ من ربک انہ ھو السمیع العلیم رب السموت والارض وما بینھما﴾

رحمۃ: موصوف، من: جار، ربک: مبدل منہ، رب السموت والارض ومابینھما: بدل، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول لہ، ماقبل "یفرق" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ، انہ جرف شبہ واسم، ھو السمیع العلیم: جملہ اسمیہ خبر اول، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان کنتم موقنین﴾

ان: شرطیہ، کنتم موقنین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فالیقنوا بان محمدا رسولہ" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لاالہ الا ھو یحی ویمیت ربکم ورب ابائکم الاولین﴾

لا: نفی جنس، الہ: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، ھو: ذوالحال، یحی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یمیت: معطوف، ملکر حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم "موجود" خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "انہ" کی خبر ثانی واقع ہے، ربکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رب ابائکم الاولین: مرکب اضافی معطوف، ملکر "انہ" کی خبر ثالث واقع ہے۔

﴿بل ھم فی شک یلعبون﴾

بل: عاطفہ وحرف اضراب معطوف علی محذوف "فلیسوا بموقنین" ھم: مبتدا، فی شک: ظرف لغو مقدم، یلعبون: فعل با فاعل، ملکر

جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس هذا عذاب الیم ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون﴾

ف: فصیحیہ،ارتقب:فعل امر بافاعل،یوم:مضاف،تاتی السماء:فعل وفاعل،ب:جار،دخان مبین:موصوف،یغشی:فعل بافاعل،الناس:ذوالحال،هذا:مبتدا،عذاب الیم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ قول محذوف"قائلین لربک" کیلئے مقولہ اول،وربنا:نداء،اکشف:فعل امر بافاعل،عنا:ظرف لغو،العذاب:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ ثانی،ملکر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ،انا:حرف شبہ واسم،مومنون:خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ فعل امر للدعاء۔

﴿انی لهم الذکری وقد جاء هم رسول مبین﴾

انی: اسم استفہام بمعنی کیف متعلق بمحذوف علی الظرفیۃ خبر مقدم،لام: جار،هم:ضمیر ذاالحال،و: حالیہ،قد:تحقیقیہ،جاء هم رسول مبین: جملہ فعلیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال مقدم،الذکری:ذوالحال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم تولوا عنه وقالوا معلم مجنون﴾

ثم: عاطفہ معطوف علی محذوف"لم یذکروا"تولوا عنه:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،قالوا:قول،معلم:خبر اول مبتدا محذوف"هو"کیلئے،مجنون:خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون﴾

انا: حرف شبہ واسم،کاشفوا:اسم فاعل مضاف واؤ ضمیر فاعل،العذاب:مضاف الیہ مفعول،قلیلا:ظرف زمان،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،انکم:حرف شبہ واسم،عائدون:خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم نبطش البطشة الکبری انا منتقمون﴾

یوم: مضاف،نبطش:فعل بافاعل،البطشة الکبری: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف "ننتقم" کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ،انا:حرف شبہ واسم،منتقمون:خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد فتنا قبلهم قوم فرعون وجاء هم رسول کریم ان ادوا الی عباد الله﴾

و: مستانفہ،لام قسمیہ،قد تحقیقیہ،فتنا: فعل بافاعل،قبلهم:ظرف،قوم فرعون: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ،و: عاطفہ،جاء هم:فعل ومفعول،رسول کریم: فاعل،ان:مصدریہ،ادوا:فعل بافاعل،الی:ظرف لغو،عباد الله:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر ب جار مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی لکم رسول امین و ان لا تعلوا علی اللہ انی اتیکم بسطن مبین﴾

انی: حرف شبہ واسم، لکم: ظرف مستقر حال مقدم، رسول امین: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: مصدریہ، لاتعلوا: فعل نہی بافاعل، علی اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ماقبل "ان ادوا انی" پر معطوف ہے، انی: حرف شبہ واسم، اتیکم: فعل بافاعل ومفعول، بسطن مبین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانی عذت بربی وربکم ان ترجمون﴾

و: عاطفہ، انی: حرف شبہ واسم، عذت: فعل بافاعل، ب: جار، ربی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ربکم: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ان: مصدریہ، ترجمون: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر من جار مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان لم تومنوالی فاعتزلون فدعا ربہ ھولاء قوم مجرمون﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، لم تومنوالی: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اعتزلون: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ معطوف علیہ مقدر "فلم یترکوہ" دعا ربہ: فعل بافاعل ومفعول، ھولاء: حرف شبہ واسم، قوم: موصوف، مجرمون: صفت، ملکر مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ تقدیر ب جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاسر بعبادی لیلا انکم متبعون﴾

ف: فصیحیہ، اسر بعبادی: فعل امر بافاعل وظرف لغو، لیلا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان کان الامر کما تقول" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انکم: حرف شبہ واسم، متبعون: خبر، ملکر جملہ تعلیلیہ۔

﴿واترک البحر رھوا انھم جند مغرقون﴾

و: عاطفہ، اترک: فعل امر بافاعل، البحر: ذوالحال، رھوا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اسر بعبادی" پر معطوف ہے، انھم: حرف شبہ واسم، جند: موصوف، مغرقون: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کم ترکوا من جنت وعیون وزروع ومقام کریم ونعمة کانوا فیھا فکھین﴾

کم: خبریہ ممیز، من: جار، جنت: معطوف علیہ، وعیون وزروع ومقام کریم: معطوفات، و: عاطفہ، نعمة: موصوف، کانوافیھا فکھین: جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف رابع، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر تمیز، ملکر مفعول مقدم، ترکوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک واورثنھا قوما اخرین﴾

کذلک: ظرف مستقر "الامر" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اورثنھا: فعل بافاعل ومفعول، قوما اخرین: مرکب

توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "کم ترکوا" پر معطوف ہے۔

﴿فما بکت علیھم السماء والارض وما کانوا منظرین﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اغرقوا" "مابکت": فعل نفی، علیھم: ظرف لغو، السماء والارض: فاعل ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، فعل ناقص بااسم، کانوا منظرین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

چند حرام ذرائع کا بیان:

۱.....اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ (النساء:۲۹)﴾۔ اس آیت سے کیا مراد ہے؟ اس میں اختلاف ہے ایک قول کے مطابق: "اس سے سود، جوا، غصب، چوری، خیانت، جھوٹی گواہی، جھوٹی قسم کے ذریعے مال بیچنا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "باطل سے مراد وہ مال ہے جو انسان سے کسی عوض کے بغیر لیا جاتا ہے"۔

☆.....سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گودنے والی، گودوانے والی، سود لینے والے اور دینے والے پر لعنت فرمائی، کتے کی قیمت اور زنا کی کمائی کھانے سے منع فرمایا اور تصویریں بنانے والے پر بھی لعنت فرمائی"۔

(المسند للامام احمد، حدیث ابی جحیفہ، رقم:۱۸۷۸۱، ج۷، ص۱۹۷)

☆.....سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چار افراد ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل نہ تو انہیں جنت میں داخل فرمائے گا اور نہ ہی اس کی نعمتیں چکھائے گا: شراب کا عادی، سود خور، یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور والدین کا نافرمان"۔

(المستدرک، کتاب البیوع، باب: ان اربی الربا عرض، رقم:۲۲۶۰، ج۳، ص۸۵۴)

☆.....سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس نشان ہے: "کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ عزوجل کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، فالتو پانی اور نر کو روکنا ہے"۔ (مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب: فی الکبائر، رقم:۳۹۷، ج۱، ص۱۳۸) یاد رکھیں کہ جفتی لگانے کی اجرت اسی صورت میں جائز ہوگی جب کہ جانور کلی اختیارات سے حاصل کرے اور پھر جفتی بھی کرالے۔

☆.....سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے چوری کے مال کو جاننے کے باوجود وہ مال خریدا وہ اس کے عیب اور گناہ میں شریک ہوگیا"۔

(شعب الایمان، باب: فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ، رقم:۵۵۰۰، ج۴، ص۱۹۲۵)

☆.....سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کھانا ذخیرہ کیا وہ نافرمان ہے"۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب: تحریم الاحتکار فی الاقوات، رقم:(۴۰۱۳)/۱۶۰۵، ص۷۸۹)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں"۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب:قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا،رقم:(۱۸۵)/۱۰۱،ص۷۰)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں"۔

(جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب:ماجاء فی کراهیة الغش،رقم:۱۳۱۹،ص۴۰۳)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جھوٹی قسم سامان کو بیچنے والی لیکن برکت کو مٹانے والی ہے"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب البیوع، باب:فی کراهیة الیمین فی البیع، رقم:۳۳۳۵،ص۶۳۵)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے تلف کرنے کی نیت سے لوگوں کا مال لیا اللہ ﷻ اس پر تلف کردے گا"۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستقراض والدیون، باب:من اخذ اموال الناس، رقم:۲۳۸۷،ص۳۸۳)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اے ابوذر رضی اللہ عنہ! میں تجھے کمزور دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، دو آدمیوں کا حاکم کبھی نہ بننا اور یتیم کے مال کی جانب مائل نہ ہونا"۔

(صحیح مسلم ،کتاب الامارۃ، باب:کراهة الامارة بغیر ضرورة، رقم:(۴۶۱۲)/۱۸۲۵،ص۹۲۹)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے بالشت بھر زمین کا ٹکڑا ناحق لے لیا قیامت کے دن اسے سات زمینوں میں دھنسایا جائے گا"۔

(صحیح البخاری، کتاب المظالم ،باب:اثم من ظلم شیئا ،رقم:۲۴۵۴،ص۳۹۵)

اسی طرح بعض دیگر حرام ذرائع اس میں امرد سے بدکاری کرنا، بدکاری پر اکسانے والے کو لونڈی بیچنا، لہولعب کے آلات بنانے والے، اسلام میں بطور امداد اسلحہ بیچنا، نشہ کے کاروبار، نجش (دھوکے سے قیمت میں اضافہ کرنا جیسا کہ نیلام کی صورتوں میں ہوتا ہے کہ ایک فرضی گاہک کسی چیز کی قیمت بڑھاتا جاتا ہے)، دوسرے کی بیع پر بیع کرنا، دوسرے کی خرید پر خرید کرنا، گانے باجے اور دیگر آلات موسیقی کی خرید وفروخت، فلموں، ڈراموں اور کمرشلز میں کام کرنا، اداکاری کے ذریعے مال کمانا وغیرہ حرام ذرائع ہیں جس میں آج کے مسلمان بہت زیادہ منہمک ہیں اور افسوس کہ ان حرام ذرائع کو حرام بھی نہیں سمجھتے بلکہ سمجھانے کی کوشش کی جائے تو بعض اوقات ناراض ہوجاتے ہیں اور مزید دین اسلام کے خلاف بولتے ہیں اور بعض اوقات ایسوں تک رسائی ہی کماحقہ نہیں ہوتی۔

اللیلة المبارکة سے مراد کون سی رات ہے؟

۲......اللیلة المبارکة سے مراد لیلۃ القدر ہے یا نصف شعبان المعظم کی رات، اور اس رات کے چار نام ہیں: اللیلة المبارکة، لیلة البرائة، لیلة الصک، لیلة القدر۔ اس کو برکت والی رات اس لئے کہا گیا ہے کہ اس رات اللہ ﷻ اپنے بندوں پر برکات، خیرات اور ثواب نازل فرماتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر رمضان کی پہلی رات میں صحف نازل ہوا، اور تورات

رمضان کی چھ تاریخ میں نازل ہوئی، زبور رمضان کی بارہ تاریخ کو نازل ہوئی، انجیل آٹھ تاریخ کو نازل ہوئی اور قرآن رمضان کی چوبیس تاریخ کو نازل ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ مکمل قرآن رمضان کی اسی (لیلۃ القدر کی چوبیس) تاریخ کو نازل ہوا پھر حسب ضرورت دیگر ایام میں نزول ہوتا رہا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قرآن مجید مکمل لیلۃ القدر میں نازل ہو چکا نہ کہ سارے سال میں نازل ہوتا رہا، ایک قول یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کے نزول کی ابتداء لیلۃ القدر میں ہوئی۔ عکرمہ کہتے ہیں یہاں اللیلۃ المبارکۃ سے مراد نصف شعبان کی رات ہے۔ قتادہ اور ابن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے آسمان دنیا پر بیت العزت نامی جگہ میں مکمل قرآن اسی رات نازل فرمادیا پھر اس کے بعد کم وبیش تیئس سال کے عرصے میں نزول قرآن ہوتا رہا۔ (القرطبی، الجزء: ۲۵، ص ۱۱۰)

نزول قرآن کی رات تقدیر کا لکھ دیا جانا:

۳۔۔۔۔۔ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ اس رات میں زندگی، موت اور رزق کے احکامات کے فیصلے فرماتا ہے، قتادہ، مجاہد اور حسن نے بھی یہی کہا ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ شقاوت اور سعادت کے امور میں بھی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ام الکتاب میں اس رات زندگی، موت، رزق، بارش، حج وغیرہ لکھ دیا جاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ بندہ بازار میں گھوم رہا ہوتا ہے حالانکہ اس کی موت لکھ دی جا چکی ہوتی ہے۔ اور یہ احکامات جو بندوں سے متعلق ہوتے ہیں فرشتوں کے ذمے کردیئے جاتے ہیں۔

☆۔۔۔۔۔سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک لکھ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک مرد کسی عورت سے نکاح کرتا ہے اور اس کے ہاں اولاد ہوتی ہے جب کہ اس کی موت لکھ دی جا چکی ہوتی ہے''۔ (المرجع السابق)

سید عالم ﷺ کا دعائے ضرر دینا:

۴۔۔۔۔۔علامہ صاوی لکھتے ہیں: کہ وارد ہوتا ہے کہ جب اللہ ﷻ نے نفس کی تخلیق فرمائی تو اس سے پوچھا: ''میں کون ہوں؟ وہ بولی تو تو ہے اور میں میں ہوں، پس اللہ ﷻ نے اُسے بھوک کے دریا میں ڈال دیا، پس جب وہ بھوک کی شدت میں پڑ گئی تو بولی: تو اللہ وحدہ لاشریک ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں''۔ عارفین کے نفس کی تربیت بھوک سے ہوتی ہے۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۲۵۷)

روایت کی جاتی ہے کہ ابولہب کے تین بیٹے تھے جس میں سے دو یعنی عتبہ اور معتب فتح مکہ کے دن اسلام لے آئے تھے لیکن اپنا اسلام چھپائے رکھا اور سید عالم ﷺ نے انہیں دعا دی اور اسی دعا کی برکت سے دونوں کو شہادت ملی اور غزوہ حنین وطائف میں شہید ہوئے۔ ابو لہب کا تیسرا بیٹا جس کا نام عتیبہ تھا اور یہ اسلام نہ لایا۔ کہا جاتا ہے کہ سید عالم ﷺ کی دو صاحبزادیاں ام کلثوم بنت محمد ﷺ عتیبہ اور رقیہ بنت محمد ﷺ عتبہ کے نکاح میں تھیں لیکن جب ابولہب کے متعلق سورت نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے بزور طلاق دینے کا مطالبہ کیا اور انہیں طلاق دلوائی۔ عتیبہ اپنے باپ کے ساتھ ملک شام کے تجارت کے سفر کے لئے نکلا تھا کہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سید

عالم ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات تلفظ کئے، بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو بارگاہ اقدس میں طلاق دے ڈالی، سید عالم ﷺ نے اس کے لئے دعا کی کہ اے اللہ ﷻ اس پر اپنا کتا مسلط فرما، پس ابو طالب بھی اس واقعہ سے مغموم ہوئے کیونکہ وہ بھی اس وقت حاضر تھے۔ یہ لوگ ملک شام میں رات کے وقت قیام پزیر تھے کہ شیر اُس پر حملہ آور ہوا اور عتیبہ کو چیڑ پھاڑ ڈالا۔ (روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۶۸۶ ملخصاً)

دھویں سے متعلق قیامت کی نشانی:

۵..... حضرت ابن عباس، ابن عمر اور حسن بصری سے روایت ہے کہ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ ابن جریر ثعلبی اور بغوی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کی پہلی نشانیوں میں سے دھواں ،حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول اور آگ ہوگی جو عدن کے غار سے نکلے گی جو لوگوں کو میدان محشر کی طرف ہانکے گی جب لوگ قیلولہ کریں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی''۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دخان کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا: ''دھواں مشرق ومغرب کو بھر دے گا، وہ چالیس دن رہے گا جہاں تک مومن کا تعلق ہے اسے دھویں سے اتنی تکلیف ہوگی جیسے زکام لگ جاتا ہے، کافر بیہوشی کے عالم میں ہوگا، اس کے نتھنوں، کانوں اور دبر (پیچھے کے مقام) سے دھواں نکل رہا ہوگا''۔ (المظھری، ج۶، ص ۲۹۵)

کس وقت کا ایمان لانا معتبر ھے؟

۶..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ ﷻ اس وقت تک بندہ کی توبہ قبول (کرنا رد) نہیں کرتا جب تک غرغرہ موت نہ ہو۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: فضل التوبة والاستغفار، رقم: ۳۵۴۸، ص ۱۰۱۵)

غرغرہ موت اس وقت کو کہتے ہیں کہ جب آدمی کی روح نکل کر حلق تک پہنچ جائے اور اس کو موت کا یقین ہو جائے، یا اسے عذاب نظر آنے لگے، اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

اعتزال کے معنی میں معتزلہ کا اختلاف رائے ھونا:

۷..... حضرت موسی علیہ السلام نے گویا یوں فرمایا کہ اگر میری تصدیق نہیں کرتے اور اللہ ﷻ کی طرف سے مجھ پر ظاہر ہونے والے دلائل کی تصدیق نہیں کرتے تو مجھے اذیت بھی نہ دو۔ مصنف (امام فخر الدین رازی) کہتے ہیں کہ معتزلہ کے نزدیک قرآن مجید فرقان حمید میں جہاں کہیں بھی لفظ ''اعتزال'' آیا ہے، وہ اس سے **اعتزال عن الباطل** مانتے ہیں نہ کہ **اعتزال عن الحق**، اور میرا (امام رازی) کا کہنا یہ ہے کہ اس آیت میں **اعتزال عن دین موسی و طریقته** یعنی حضرت موسی علیہ السلام کے دین اور ان کے طریقے سے کنارہ کرنا مراد ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہی **اعتزال عن الحق** ہے۔ (الرازی، ج۹، ص ۶۵۹)

اغراض:

القرآن: یہ کتاب کی تفسیر میں ایک قوی ترین قول ہے، اور یہ کہ اللہ نے قرآن کے ذریعے قسم یاد دلائی کہ اللہ نے اس پاک کتاب کو

مبارک رات نازل فرمایا ہے، اور یہ بلیغ ترین کلام ہے جو قرآن مجید کی انتہاء درجے کی تعظیم میں نازل ہوا، جیسا کہ حدیث میں ہے: ''میں تیری رضا کی پناہ میں آیا تیری ناراضگی سے، تیری معافی میں آیا تیری سزا سے، اور تیری امان میں آیا''۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ کتاب سے مراد نازل ہونے والی کتاب ہے اور ﴿انزلنہ﴾ میں موجود ضمیر سیاق کلام پر دلالت کرتی ہے۔

ھی لیلۃ القدر: یہ قتادہ، ابن زید اور اکثر مفسرین کا قول ہے، اور اس پر دلیل اللہ کا فرمان: ﴿انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر﴾ مراد مبارک رات ہے جسے لیلۃ القدر کہتے ہیں اور اس کی دلیل اس فرمان میں بھی ملتی ہے: ﴿شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن﴾، ﴿انا انزلنہ فی لیلۃ مبارکۃ﴾ اور اس برکت والی رات کے ضمن میں مکمل سورت اللہ نے نازل فرمادی ہے۔

لیلۃ النصف من شعبان: مراد عکرمہ اور دیگر گروہ کا قول ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لیلۃ النصف شعبان کے چار نام ہیں: اللیلۃ المبارکۃ، ولیلۃ البرائۃ، ولیلۃ الرحمۃ، و لیلۃ الصک۔ اور اس رات میں عبادت کی بڑی فضیلت آئی ہے پس وارد ہوتا ہے: ''جس نے اس رات میں سو رکعت ادا فرمائیں، اللہ اُس پر سو فرشتے بھیجے گا، جس میں سے تیس جنت کی بشارت دیں گے، تیس عذاب نار سے بچائیں گے، تیس دنیا کی آفات کو اُس سے دور کریں گے اور دس شیطان کے مکر سے حفاظت کریں گے''۔ ایک حدیث میں یوں وارد ہوا: ''اللہ اس رات میں میری امت پر (خاص) رحم فرماتا ہے، بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی کے برابر (جہنم سے نجات عطا فرماتا ہے)''۔ ایک حدیث میں وارد ہوا: ''اللہ اس رات میں تمام مسلمانوں کو بخش دیتا ہے، مگر کاہن، جادوگر، شرابی، والدین کو ستانے والا، زنا کا عادی نہیں بخشے جاتے''۔

نزل فیھا: یعنی اس رات میں مکمل کتاب نازل ہوگئی، اور مراد یہ ہے کہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا تک مکمل کتاب نازل ہوگئی، حضرت جبرائیل امین اس کتاب کا املاء آسمان کے فرشتوں سے فرماتے، پس وہ اُسے صحف میں لکھ لیتے، اور ان فرشتوں کے پاس آسمانوں پر موجود جگہ ہے جسے بیت العزت کہتے ہیں، پھر اللہ ان مذکورہ فرشتوں کو حضرت جبرائیل کے پاس بیس سال تک جمع فرماتا ہے، پھر سید عالم ﷺ پر کتاب کا نزول موقع محل کی مناسبت سے فرماتا ہے۔ محکم: بمعنی مبروم یعنی جس میں تغیر و تبدل نہ ہو۔ فایقنوا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ جواب شرط محذوف ہے اور جملہ شرطیہ معترضہ دونوں خبروں کے مابین ہے اور ﴿لا الہ الا ھو﴾ چوتھی خبر ہے۔

فقال اللھم اعنی علیھم بسبع: یعنی سات سال، اور یہ محذوف پر مفرغہ ہے، جس کی دلیل مفسر کے قول ''استھزاء'' میں ملتی ہے، یعنی جب ان کا استہزاء اور عناد بڑھ گیا تو دعا فرمائی ''اللھم اعنی علیھم'' یعنی ان پر مدد طلب فرمائی۔

قال تعالیٰ: یعنی اللہ نے سید عالم ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور اس دعا کی قبولیت کے وقت کے بارے میں اختلاف ہے، یعنی مکی زندگی میں قبول ہوئی یا مدنی زندگی میں۔ اور راجح یہی ہے کہ مدنی زندگی میں یہ دعا قبول ہوئی۔

کھیئۃ الدخان: میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں حقیقی دخان (دھواں) مراد نہیں ہے، بلکہ وہ چیز دیکھیں گے جس سے اُن کی

آنکھیں کمزور پڑ جائیں گی، اور یہی قول حضرت ابن عباس، مقاتل، مجاہد اور ابن مسعود کا ہے پس ان پر کام مشکل ہو جائے گا۔ سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں ابوسفیان آیا اور بولا: "اے محمد (ﷺ) آپ صلہ رحمی کا درس لے کر آئے ہیں، اور آپ (ﷺ) کی قوم ہلاک ہو رہی ہے، اللہ سے دعا کریں کہ اللہ انہیں قحط سے بچائے، پس اللہ نے اُن پر بارش نازل فرمائی اور یہ بارش اُن پر سات دن تک مسلسل ہوتی رہی، یہاں تک کہ وہ کثرت بارش کے باعث پریشان ہونے لگے، پس سید عالم ﷺ کے پاس ابوسفیان آیا اور بارش سے نجات کی پکار سنائی، پس سید عالم ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے، حضرت ابن عمر، ابو ہریرہ، زید بن علی اور حسن کہتے ہیں: "دخان سے مراد حقیقی معنی میں دھواں ہے جو کہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا اور اس کی علامت قرب قیامت ہے، جس سے مشرق و مغرب بھر جائیں گے اور آسمان و زمین کے مابین بھی بھر جائے گا، چالیس دن اور رات تک یہی سلسلہ رہے گا، مومن کو اس کی وجہ سے زکام لاحق ہوگا اور کافر کو نشہ طاری ہو جائے گا، یہ پیٹ میں بھر جائے گا اور دیگر راستوں سے باہر نکلے گا اور پوری زمین ایسی لگے گی جیسا کہ آگ بھر دی گئی ہے۔

ای لا ینفعھم الایمان: یعنی عذاب دور ہونے کے بعد بھی انہوں نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا جو انہوں نے ایمان لانے کے حوالے سے کیا تھا۔

فعادوا الیہ: یعنی اپنے کفر پر جمے رہے اور اِن میں ایمان بالفعل نہ پایا گیا۔

بلونا: بمعنی امتحنا ہے، یعنی ہم نے اُن پر نعمتیں زیادہ کر دیں اور انہوں نے (یعنی فرعونیوں) نے کفر اور سرکشی میں زیادتی اختیار کی۔ **معہ:** ظاہری آیت کے پیش نظر ہونے والے وہم کو دور کرنا مقصود ہے، اور وہ وہم یہ ہے کہ آیا آزمائش فقط فرعون ہی کے لئے تھی؟ میں (علامہ صاوی) یہ جواب دوں گا کہ مراد فرعون اور اس کی قوم ہیں۔

علی اللہ: جسے اللہ ﷻ نے معزز فرمایا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسالت کے ساتھ مختص فرما کر تکریم عطا فرمائی اور یہ کلام فرعون کے قول کے رد کے لئے نازل ہوا جیسا کہ فرعون نے کہا تھا: ﴿ام انا خیر من ھذا الذی ھو مھین (الزخرف:۵۲)﴾، پس اس کلام میں فرمادیا گیا کہ حضرت موسیٰ مھین نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے رب کے معزز ہیں۔ ای بان: میں اشارہ ہے کہ "ان" مصدر یہ ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ مفسرہ ہو، یا مخففہ من الثقیلۃ ہو۔

علی ما ارسلت بہ: متعلق ہے ﴿امین﴾ کے، یعنی اللہ نے جس رسالت کے ساتھ مجھے بھیجا ہے وہ اس سے مامون ہیں اور اللہ (رسالت کے معاملے میں) زیادتی و نقصان نہیں فرماتا اور امانت کا ذکر رسالت کے بعد فرمایا اس لئے کہ رسالت کو امانت لازم ہوتی ہے۔

تتجبروا: یہاں ﴿تعلوا﴾ کی تفسیر تتجبروا سے کی، اور اس کے علاوہ کو تکبر، بغاوت، بہتان، بڑائی چاہنے سے تعبیر کیا اور یہ سارے معنی قریب قریب ایک ہی ہیں۔ **فاترکوا اذای:** یعنی مجھ سے بُرائی طلب نہ کرو (یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیوں سے فرمایا یعنی اگر میری رسالت کو نہیں مانتے تو مجھ سے کنارہ کرلو)۔

اذا قطعتہ انت واصحابک: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سفر اختیار کرنے سے پہلے تعلیم کی گئی، کہ دریا میں اپنے لشکر سمیت داخل

ہو جائیں اور اپنی عصا کو دریا پر ماریں خود بخود راستے بنتے جائیں گے اور فرعون مع اپنی ہمراہیوں کے پیچھا کرے گا لیکن آپ اسی ساتھ سے نجات پائیں گے اور فرعون مع اپنے لشکر کے ہلاک ہوگا۔ مجالس حسن: یعنی جنت کی مجالس اور منازل حزین شدہ ہونگی جیسے کہ ملوک کی مجالس کو دیکھا جاتا ہے۔ متعة: یعنی وہ امور جس کی وجہ سے جنتی نفع دیئے جائیں گے جیسا کہ خوبصورت پوشاک اور سواریاں۔ ناعمین: یعنی جنتی اللہ کی نعمت پر مسکراتے، چہچہتے پھرتے ہونگے۔ ای الامر: یعنی فرعون اور اسکی قوم کی ہلاکت مراد ہے۔ ای بنی اسرائیل: یعنی جب فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل مصر پہنچے، اللہ نے فرمایا: ﴿واورثناها قوما آخرین﴾، یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کیونکہ فرعون اور اسکی قوم کی ہلاکت کے بعد کچھ بھی نہ بچا تھا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یوں دونگا کہ فرعونیوں کی ہلاکت کے بعد اللہ نے پھر سے سرزمین مصر کو ہرا بھرا اور انعام والا کر دیا۔ (الصاوی، ج ۵ ص ۲۶۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿ولقد نجینا بنی اسرائیل من العذاب المهین (۳۰)﴾ قَتْلَ الْاَبْنَاءِ وَاسْتِخْدَامِ النِّسَاءِ ﴿من فرعون﴾ قِيْلَ بَدَلٌ مِنَ الْعَذَابِ بِتَقْدِيْرِ مُضَافٍ اَىْ عَذَابِ وَقِيْلَ حَالٌ مِنَ الْعَذَابِ ﴿انه كان عاليا من المسرفين (۳۱) ولقد اخترنهم﴾ اَىْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ ﴿على علم﴾ مِنَّا بِحَالِهِمْ ﴿على العلمين (۳۲)﴾ اَىْ عَالِمِىْ زَمَانِهِمْ اَىِ الْعُقَلَاءِ ﴿واتینهم من الایت ما فیه بلؤا مبین (۳۳)﴾ نِعْمَةٌ ظَاهِرَةٌ مِنْ فَلْقِ الْبَحْرِ وَالْمَنِّ وَالسَّلْوٰى وَغَيْرِهَا ﴿ان هؤلاء﴾ اَىْ كُفَّارُ مَكَّةَ ﴿لیقولون (۳۴) ان هی﴾ مَا الْمَوْتَةُ الَّتِىْ بَعْدَهَا الْحَيٰوةُ ﴿الا موتتنا الاولی﴾ اَىْ وَهُمْ نُطَفٌ ﴿وما نحن بمنشرين (۳۵)﴾ بِمَبْعُوْثِيْنَ اَحْيَاءً بَعْدَ الثَّانِيَةِ ﴿فاتوا بابائنا﴾ اَحْيَاءً ﴿ان كنتم صدقين (۳۶)﴾ اِنَّا نُبْعَثُ بَعْدَ مَوْتَتِنَا اَىْ نُحْيَا قَالَ تَعَالٰى ﴿اهم خیر ام قوم تبع﴾ هُوَ نَبِىٌّ اَوْ رَجُلٌ صَالِحٌ ﴿والذین من قبلهم﴾ مِنَ الْاُمَمِ ﴿اهلکنهم﴾ لِكُفْرِهِمْ وَالْمَعْنٰى لَيْسُوْا اَقْوٰى مِنْهُمْ فَاُهْلِكُوْا ﴿انهم کانوا مجرمین (۳۷) وما خلقنا السموت والارض وما بینهما لعبین (۳۸)﴾ بِخَلْقِ ذٰلِكَ حَالٌ ﴿ما خلقنهما﴾ وَمَا بَيْنَهُمَا ﴿الا بالحق﴾ اَىْ مُحِقِّيْنَ فِىْ ذٰلِكَ لِيُسْتَدَلَّ بِهٖ عَلٰى قُدْرَتِنَا وَوَحْدَانِيَّتِنَا وَغَيْرِ ذٰلِكَ ﴿ولکن اکثرهم﴾ اَىْ كُفَّارُ مَكَّةَ ﴿لا یعلمون (۳۹) ان یوم الفصل﴾ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ اللّٰهُ فِيْهِ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿میقاتهم اجمعین (۴۰)﴾ لِلْعَذَابِ الدَّائِمِ ﴿یوم لا یغنی مولی عن مولی﴾ بِقَرَابَةٍ اَوْ صَدَاقَةٍ اَىْ لَا يَدْفَعُ عَنْهُ ﴿شیئا﴾ مِنَ الْعَذَابِ ﴿ولا هم ینصرون (۴۱)﴾ يُمْنَعُوْنَ مِنْهُ وَيَوْمَ بَدَلٌ مِنْ يَوْمِ الْفَصْلِ ﴿الا من رحم الله﴾ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ فَاِنَّهٗ يَشْفَعُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴿انه هو العزیز﴾ الْغَالِبُ فِىْ اِنْتِقَامِهٖ مِنَ

الْكُفَّارِ ﴿الرحیم (۴۲)﴾ بِالْمُؤْمِنِيْنَ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات بخشی (بیٹوں کے قتل اورعورتوں کے باندیاں بنائے جانے سے ......۱......) فرعون سے (ایک قول کے مطابق فرعون سے قبل مضاف عذاب مقدر ہے، اور یہ العذاب المھین سے بدل ہے اور ایک قول کے مطابق یہ العـــذاب سے حال ہے) بیشک وہ متکبر حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا اور بیشک ہم نے انہیں (یعنی بنی اسرائیل کو) دانستہ چن لیا (یعنی ان کے حال کا ہمیں علم تھا) زمانے والوں سے (ان کے زمانہ والوں سے یعنی اس زمانے کے عقلاء میں سے) اور ہم نے انہیں وہ نشانیاں عطا فرمائیں جن میں صریح انعام تھا (ظاہری نعمتیں، جیسے دریا کا پھاڑ دینا، من وسلوی کا نازل کرنا، وغیرہ......۲......) بیشک یہ (یعنی کفار مکہ) کہتے ہیں وہ تو نہیں (یعنی وہ موت جس کے بعد حیاتی ہو، ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر ہمارا ایک دفعہ کا مرنا (اور ہمارا بصورت نطفہ ہونا ہے) اور ہم اٹھائے نہ جائیں گے (دوبارہ موت کے بعد زندہ کر کے......۳......منشرین بمعنی مبعـوثیـن ہے) تو ہمارے باپ دادا کو (زندہ کرکے) لے آؤ اگر تم سچے ہو (اس بات میں کہ ہمیں ہماری موت کے بعد اٹھایا جائے گا یعنی ہمیں زندہ کیا جائے گا، اللہ ﷻ فرماتا ہے) کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم (تبع یا تو اللہ ﷻ کے نبی تھے یا ایک صالح شخص ......۴......) اور جو (امتیں) ان سے پہلے تھیں ہم نے انہیں ہلاک کر دیا (ان کے کفر کی وجہ سے، معنی آیت یہ ہے کہ یہ لوگ ان سے زیادہ طاقتور نہیں، انہیں ان کی طاقت کے باوجود ہلاک کر دیا گیا) بیشک وہ مجرم لوگ تھے اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر (اس تخلیق کے ذریعے سے......۵......، لـعـبـیـن حال ہے) ہم نے ان دونوں کو (اور جو کچھ ان کے درمیان ہے) نہ بنایا مگر حق کے ساتھ (یعنی ہم اس میں بھی حق پر ہیں تاکہ اس تخلیق کے ذریعے ہماری قدرت اور ہماری وحدانیت پر استدلال کیا جا سکے) لیکن ان میں اکثر (یعنی کفار مکہ) جانتے نہیں بیشک فیصلہ کا دن (مراد اس سے قیامت کا دن ہے، اسے یـــوم الفصل اس لیے فرمایا کہ اس میں اللہ ﷻ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کریگا) ان سب کی میعاد ہے (دائمی عذاب کے لیے) جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آئے گا (خواہ ان کے مابین رشتے داری ہو یا دوستی یعنی وہ اس سے دور نہ کر سکے گا) کچھ (یعنی عذاب) اور نہ ان کی مدد ہو (یعنی ان سے عذاب الہی روکا جا سکے، "یوم" یـوم الفصل سے بدل بن رہا ہے) مگر جس پر اللہ رحم کرے (اور وہ مرحومین مومنین ہیں کہ وہ باذن الہی ﷻ ایک دوسرے کی شفاعت کریں گے) بیشک وہی عزیز ہے (کفار سے انتقام لینے میں غالب ہے) مہربانی کرنے والا ہے (مسلمانوں پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد نجینا بنی اسراء یل من العذاب المھین من فرعون انہ کان عالیا من المسرفین﴾

و: مستانفہ، لام قسمیہ، قد تحقیقیہ، نجینا بنی اسراء یل: فعل بافاعل ومفعول، من: جار، العذاب المھین: ذوالحال، من فرعون: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ملکر جملہ قسمیہ، انہ حرف شبہ واسم، کان: فعل ناقص بااسم، عالیا: خبر اول، من المسرفین: ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد اخترنھم علی علم علی العلمین واتینھم من الایت ما فیہ بلوا مبین﴾

و: عاطفہ، لام قسمیہ، قد تحقیقیہ، اخترنا: فعل بافاعل، ھم: ضمیر ذوالحال، علی علم: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، علی العلمین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، اتینھم: فعل بافاعل ومفعول، من الایت: ظرف مستقر حال مقدم، ما: موصولہ، فیہ بلوا مبین: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ھولاء لیقولون ان ھی الا موتتنا الاولی وما نحن بمنشرین﴾

ان ھولاء: حرف شبہ واسم، لام: تاکیدیہ، یقولون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: نافیہ، ھی: مبتدا، الا: اداۃ حصر، موتتنا: موصوف، الاولی: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، نحن: اسم، ب: زائد، منشرین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاتوا بابائنا ان کنتم صدقین﴾

ف: فصیحیہ، اتوا بابائنا: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "ان کنتم صادقین فیما تقولون" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ان: شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فاتوا بابائنا" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اھم خیرام قوم تبع والذین من قبلھم اھلکنھم انھم کانوا مجرمین﴾

ھمزہ: حرف استفہام، ھم: معطوف علیہ، ام: عاطفہ، قوم تبع: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من قبلھم: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر معطوف، ملکر مبتدا، خیر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، اھلکنھم: فعل بافاعل، مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، انھم: حرف شبہ واسم، کانوا مجرمین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما خلقنا السموت والارض وما بینھما لعبین﴾

و: مستانفہ، ما خلقنا: فعل نفی و نا ضمیر ذوالحال، لعبین: حال، ملکر فاعل، السموت: معطوف علیہ، و الارض: معطوف اول، و: عاطفہ، مابینھما: معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ما خلقنھما الا بالحق ولکن اکثرھم لا یعلمون ان یوم الفصل میقاتھم اجمعین﴾

ماخلقنا: فعل نفی بافاعل، هما: ضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، بالحق: ظرف مستقر حال، و: حالیہ، لکن اکثرھم لایعلمون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان: حرف شبہ، یوم الفصل: اسم، میقات: مضاف، ھم: ذوالحال، اجمعین: حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم لا یغنی مولی عن مولی شیئا ولا ھم ینصرون الا من رحم اللہ﴾

یوم: مضاف، لایغنی مولی: فعل نفی وفاعل، عن مولی: ظرف لغو، شیئا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، ھم: مبتدا، ینصرون: فعل واؤ ضمیر مبدل منہ، الا: اداۃ حصر، من رحم اللہ: موصول صلہ، ملکر بدل، ملکر نائب فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "یفصل" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انہ ھو العزیز الرحیم﴾ انہ: حرف شبہ واسم، ھو العزیز الرحیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بنی اسرائیل کو فرعون کے عذاب سے نجات:

۱۔۔۔۔۔عمرو بن میمون الاودی سے مروی ہے کہ ''جب حضرت سیدنا موسی علیہ السلام بنی سرائیل کولیکر روانہ ہوئے تو فرعون کو یہ اطلاع دی گئی، اسنے کہا: ''جب تک صبح کا مرغ اذان نہ دے لے اس وقت تک انکا تعاقب نہ کرو۔'' راوی فرماتے ہیں کہ ''خدا عزوجل کی قدرت ایسی کہ اس رات مرغ نے اذان ہی نہ دی یہاں تک کہ صبح ہوگئی، صبح فرعون نے ایک بکری منگوا کر ذبح کی اور کہا کہ میرے کلیجی کھانے سے فارغ ہونے سے پہلے چھ لاکھ قبطیوں کا لشکر تیار ہو جانا چاہئے، چنانچہ اسکے فارغ ہونے سے پہلے لشکر تیار ہوگیا، حضرت سیدنا موسی علیہ السلام بحکم الٰہی جب ساحلِ سمندر پر پہنچے تو آپ کے ایک ساتھی جس کا نام یوشع بن نون تھا، اس نے پوچھا: ''اب آپ کے رب کا امر کدھر کو ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''تمہارے سامنے ہے۔'' اور سمندر کی طرف اشارہ فرمادیا، یہ سن کر یوشع نے اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا اور گہرے پانی تک جا پہنچے اور جب غوطہ کھانے لگے تو واپس لوٹ آئے اور پھر پوچھا: ''آپ کے رب کا حکم کس طرف ہے؟ اللہ جل جلالہ کی قسم! نہ آپ نے جھوٹ بولا اور نہ آپ سے جھوٹ بولا گیا۔'' اسی جملے کی تین مرتبہ تکرار کی، پھر اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنا عصا سمندر پر ماریں، انہوں نے اپنا عصا سمندر پر مارا تو سمندر پھٹ گیا اور پانی کا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند ہوگیا اور درمیان میں راستہ نمودار ہوگیا، حضرت سیدنا موسی علیہ السلام اوران کے پیروکار بخیریت دوسرے کنارے پر پہنچ گئے، فرعون نے بھی ان کا پیچھا کیا، جب وہ سب اس سمندری راستے میں اتر چکے تو اللہ عزوجل نے سمندر کو پہلی حالت پر کردیا اور سارا لشکر چشمِ زدن میں ڈوب گیا۔ (ابن کثیر، ج۱، ص۱۱۷)

یہ واقعہ بحر قلزم کا ہے جس کے دونوں کناروں کے مابین چار فرسخ کا فاصلہ تھا، جو کہ ایک قول کے مطابق بحرِ فارس کے

کنارے پر یا بحر ماورائے مصر پر واقع ہے، اسکو "اساف" بھی کہتے ہیں۔ (الخازن، ج١، ص٥٤)

بنی اسرائیل پر انعام واکرام:

۲...... وہ میٹھی چیز جو آسمان سے برف کی طرح طلوع فجر سے طلوع شمس تک اترتی، ہر انسان ایک صاع لیتا، اور جنوب کی سمت سے چلنے والی ہوا ان پر آسمانی پرندے گزارتی اور ہر شخص اپنی ضرورت کے تحت اس سے حاصل کرلیتا۔ (الجمل، ج٣، ص١٢٧)

نوٹ: بنی اسرائیل پر اللہ عزوجل کے انعامات جس میں پتھر سے پانی کے چشمے جاری ہوجانا، من و سلوی کا آسمان سے نازل ہونا (جس کا ماقبل ذکر کردیا)، ایک مخصوص مقدار کے مطابق ہر ایک کا حاصل کرسکنا، ذخیرہ شدہ کا خراب ہوجانا، ہٹ دھرمی کرتے ہوئے بیت المقدس میں سرین کے بل گھسٹ کر گزرنا وغیرہ کا ذکر ہم نے اول جلد میں سورۃ البقرۃ کے تحت کردیا ہے یہاں ہم دوبارہ ذکر نہیں کررہے۔

بعث بعد الموت کا بیان:

۳...... بعث یہ ہے کہ اللہ عزوجل قبروں سے مُردوں کو اٹھائے گا، ان کے اعضائے اصلیہ جمع فرمائے گا (ان اعضائے اصلیہ سے مراد وہ اعضاء ہیں جن کا روح سے خاص تعلق ہوتا ہے، ایک قول کے مطابق منی۔۔ ایک قول کے مطابق مٹی جو کہ منی سے گوندھی گئی ہو جیسا کہ حدیث میں ہے: "کوئی پیدا ہونے والا ایسا نہیں کہ اس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑک دی گئی ہو"۔) پھر اللہ عزوجل ان مَرنے والوں کی ارواح کو جسموں تک لوٹائے گا، اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿ثم انكم يوم القيامة تبعثون﴾ پھر تم سب قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے (المومنون:١٦) ﴾، ﴿قل يحييها الذى انشاها اول مرة تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی مرتبہ انہیں بنایا (یس:٧٩) ﴾۔ (شرح العقائد، البحث: البعث حق، ص٢٤٧)

مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جدا ہوگئی، مگر بدن پر جو گزرے گا روح ضرور اس سے آگاہ ومتاثر ہوگی، جس طرح حیات دنیا میں ہوتی ہے، بلکہ اس سے زائد، دنیا میں ٹھنڈا پانی، سرد ہوا، نرم فرش، لذیذ کھانا، سب باتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں، مگر راحت ولذت روح کو پہنچتی ہے اور اس کے برعکس بھی جسم ہی پر وارد ہوتے ہیں اور کلفت واذیت روح پاتی ہے، اور روح کے لئے خاص اپنی راحت والم کے الگ اسباب ہیں، جن سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے، بعینہ یہی سب حالتیں برزخ میں ہیں۔ مرنے کے بعد انسان کی روح حسبِ مرتبہ مختلف مقامات پر رہتی ہے، بعض کی قبر میں، بعض کی چاہِ زمزم شریف میں، بعض کی آسمان وزمین کے درمیان، بعض کی پہلے، دوسرے، ساتویں آسمان تک، بعض کی آسمانوں سے بھی بلند، بعض کی روحیں زیرِ عرش قندیلوں میں، بعض کی اعلی علیین میں، مگر کہیں ہوں، اپنے جسم سے ان کو تعلق بدستور رہتا ہے۔ جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتے، پہچانتے، اس کی بات سنتے، بلکہ روح کا دیکھنا قُربِ قبر ہی سے مخصوص نہیں، اس کی مثال حدیث میں یہ فرمائی ہے کہ: "ایک طائر پہلے قفص میں بند تھا اور اب آزاد کردیا گیا"۔ (بہار شریعت مخرجہ، ج١، حصہ اول، عالم برزخ کا بیان، ص١٠٠ وغیرہ)

تبع کون تھا؟

ہے......اس بارے میں کئی اقوال ہیں کہ تبع کون تھا؟ (۱)......مراد ایک قوم ہے جس پر بہت زیادہ انعام واکرام کئے گئے۔(۲)......مراد ایک فرد واحد نہیں بلکہ یمن کے بادشاہ ہیں۔(۳)......یمن کے بادشاہوں کو تبابعۃ کہتے تھے۔(۴)......تبع یمن کے بادشاہوں کا لقب ہوا کرتا تھا جیسا کہ خلیفۃ المسلمین کہا جاتا ہے۔(۵)......سہیلی کے قول کے مطابق تبع ملک یمن، شحر اور حضر موت کے ہر بادشاہ کو کہتے ہیں۔(٦)......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تبع کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ وہ مومن تھا''۔(۷)......اس بارے میں اختلاف ہے کہ تبع نبی تھا یا بادشاہ، ابن عباس کے قول کے مطابق نبی تھا، کعب کا قول یہ ہے کہ بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کا نام تبع تھا، اور اس کی قوم کاہن تھی اور کچھ اہل کتاب بھی اس کی قوم میں تھے، پس اس نے اپنی قوم کے دونوں فریقوں کو قربانی پیش کرنے کا حکم دیا تو اہل کتاب کی قربانی قبول کر لی گئی اور وہ ایمان لے آئی۔ (القرطبی، الجزء:۲۵، ص ۱۲٦ وغیرہ مخلصا وملتقطا)

آسمان وزمین اور ان کے مابین کچھ بیکار نہیں!

۵......کائنات کی ہر ہر چیز اپنی قیمت وحیثیت رکھتی ہے، کچھ بیکار نہیں۔ نہ ہی ایسی کہ انسان اللہ ﷻ کی نعمتوں میں کھیل کود میں پڑ جائے، آسمان وزمین کے مابین سب حق ہے جس میں تدبیر کی اجازت ہمیں نہیں بلکہ اللہ ﷻ ہی کی مشیت پر موقوف ہے۔ اس سے مقصود بعث بعد الموت اور جزا وسزا کے معاملے میں تنبیہ کرنا مقصود ہے۔ ہم نے کوئی چیز بیکار نہیں بنائی، جب چاہتے ہیں مُردار کو زندہ کر دیتے ہیں اور جب چاہیں بغیر کسی طاعت، امر و نہی کا امتحان لئے فنا کر دیں، طاعت گزار کو اس کی طاعت پر اور نافرمان کو اس کی نافرمانی پر جزا دے اور یہ سب کچھ اس لئے کیا تاکہ ہم جانیں کہ کون ہمارے امر و نہی کے امتحان میں کامیاب ہوتا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿لیجزی الذین اساء وا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنی تاکہ برائی کرنیوالوں کو ان کے کئے کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے (النجم:۳۱)﴾۔ لیکن اکثر مشرکین اس بات کو نہیں جانتے کہ اللہ ﷻ نے انہیں تخلیق فرمایا، لیکن وہ اللہ کی نافرمانی کرنے سے نہ تو گھبراتے ہیں اور نہ ہی اس کی بارگاہ سے خیر کی امید رکھتے ہیں۔ (الطبری، الجزء:۲۵، ص ۱۵۲ ملخصا)

اغراض:

وقیل حال من العذاب: محذوف کے متعلق ہے، معنی یہ ہے کہ جو عذاب فرعون اور اس کی قوم کو پیش آیا اللہ نے اُس سے بنی اسرائیل کو نجات بخش دی۔ بحالھم: یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو اہلِ اصفیاء کے لئے خاص کر لیا، یعنی ان میں کثرت سے حضرات انبیائے کرام ہوئے۔ ای عالمی زمانھم: یہاں ایک وہم کا دور کرنا مقصود ہے کہ اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کو دیگر اقوام پر فضیلت عطا فرمائی یعنی دیگر تمام عالم پر، لیکن امت محمد ﷺ بنی اسرائیل سے معزز ہے، پس اس وہم کا دور کرنا مقصود تھا کہ مراد اُس دور کے لوگ ہیں جن پر بنی اسرائیل کو معزز کیا گیا۔

العقلاء: مناسب یہ ہے کہ ''الثقلین'' کہا جائے، اور تمام عقلاء میں ملائکہ بھی شامل ہیں اور بنی اسرائیل ان سے بھی معزز نہیں ہے۔نعمة ظاهرة: یہ ''بلاء'' کی تفسیر ہے، اور ''بلاء'' کے معنی ''الاختبار'' ہے، جن پر بنی اسرائیل نے صبر کیا یا نہیں، شکر کا معاملہ اختیار کیا یا کہ نہیں۔ای کفار مکة: یعنی قریب کا اشارہ کفار کی تحقیر کے لئے فرمایا۔هو نبی او رجل صالح: یا خلاف حکایت قول ہے، قوم ''تبع'' کے بارے میں دو اقوال ہیں ایک قول حضرت ابن عباس کا ہے جب کہ دوسرا بی بی عائشہ کا ہے، مراد کوئی بادشاہ ہے یا کسی قوم کا کاہن یا اس شخص کے ساتھ کوئی قوم تھی جو کہ اہل کتاب تھی، پس انہیں قربانی پیش کرنے کا حکم دیا گیا جو وہ بجالائے، پس اللہ نے اہل کتاب کی قربانی کو قبول فرمایا اور وہ (مردِ صالح) اسلام لے آیا۔للعذاب الدائم: یعنی کافروں کے لئے دائمی عذاب اور مومنین کے لئے دائمی نعمتیں ہیں۔ (الصاوی، ج۵، ص۲۶۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿ان شجرت الزقوم (۴۳)﴾هِیَ مِنْ اَخْبَثِ الشَّجَرِ الْمُرِّ بِتِهَامَةٍ یُنْبِتُهَا اللّٰهُ فِی الْجَحِیْمِ﴿طعام الاثیم(۴۴)﴾اَیْ اَبِیْ جَهْلٍ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِی الْاِثْمِ الْکَبِیْرِ﴿کالمهل﴾ اَیْ کَدِرْدِی الزَّیْتِ الْاَسْوَدِ خَبَرٌ ثَانٍ ﴿یغلی فی البطون (۴۵)﴾بِالْفَوْقَانِیَةِ خَبَرٌ ثَالِثٌ وَبِالتَّحْتَانِیَةِ حَالٌ مِنَ الْمُهْلِ﴿کغلی الحمیم (۴۶)﴾اَلْمَاءِ الشَّدِیْدِ الْحَرَارَةِ﴿خذوه﴾یُقَالُ لِلزَّبَانِیَةِ خُذُوا الْاَثِیْمَ﴿فاعتلوه﴾بِکَسْرِ التَّاءِ وَضَمِّهَا جُرُّوْهُ بِغِلْظَةٍ وَشِدَّةٍ﴿الی سواء الجحیم (۴۷)﴾وَسْطَ النَّارِ﴿ثم صبوا فوق رأسه من عذاب الحمیم (۴۸)﴾اَیْ مِنَ الْحَمِیْمِ الَّذِیْ لَا یُفَارِقُهُ الْعَذَابُ فَهُوَ اَبْلَغُ مِمَّا فِیْ اٰیَةٍ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ وَیُقَالُ لَهٗ﴿ذق﴾اَیِ الْعَذَابَ﴿انک انت العزیز الکریم(۴۹)﴾بِزَعْمِکَ وَقَوْلِکَ مَابَیْنَ جَبَلَیْهَا اَعَزُّ وَاَکْرَمُ مِنِّیْ وَیُقَالُ لَهُمْ﴿ان هذا﴾الَّذِیْ تَرَوْنَ مِنَ الْعَذَابِ﴿ما کنتم به تمترون (۵۰)﴾فِیْهِ تَشُکُّوْنَ﴿ان المتقین فی مقام﴾مَجْلِسٍ﴿امین (۵۱)﴾یُؤْمَنُ فِیْهِ الْخَوْفُ﴿فی جنت﴾بَسَاتِیْنَ﴿وعیون (۵۲)یلبسون من سندس واستبرق﴾اَیْ مَارَقَ مِنَ الدِّیْبَاجِ وَمَا غَلُظَ مِنْهُ﴿متقبلین (۵۳)﴾حَالٌ اَیْ لَا یَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰی قَفَا بَعْضٍ لِدَوْرَانِ الْاَسِرَّةِ بِهِمْ﴿کذلک﴾ یُقَدَّرُ قَبْلَهُ الْاَمْرُ﴿وزوجنهم﴾مِنَ التَّزْوِیْجِ اَوْ قَرَنَّاهُمْ﴿بحور عین (۵۴)﴾بِنِسَاءٍ بِیْضٍ وَاسِعَاتِ الْاَعْیُنِ حِسَانِهَا﴿یدعون﴾یَطْلُبُوْنَ الْخَدَمَ﴿فیها﴾اَیِ الْجَنَّةِ اَنْ یَاْتُوْا﴿بکل فاکهة﴾مِنْهَا ﴿امنین(۵۵)﴾مِنْ اِنْقِطَاعِهَا وَمُضَرَّتِهَا وَمِنْ کُلِّ مُخَوِّفٍ حَالٌ﴿لا یذوقون فیها الموت الا الموتة الاولی﴾اَیِ الَّتِیْ فِی الدُّنْیَا بَعْدَ حَیٰوتِهِمْ فِیْهَا قَالَ بَعْضُهُمْ اِلَّا بِمَعْنٰی بَعْدَ﴿ووقهم

عذاب الجحیم (۵۶) فضلا ﴿مَصْدَرٌ بِمَعْنٰی تَفَضُّلًا مَنْصُوْبٌ بِتَفَضُّلٍ مُقَدَّرًا ﴾من ربک ذلک هو الفوز العظیم (۵۷) فانما یسرنه ﴿سَهَّلْنَا الْقُرْاٰنَ ﴾بلسانک ﴿بِلُغَتِکَ لِتَفْهَمَهُ الْعَرَبُ مِنْکَ ﴾لعلهم یتذکرون (۵۸) ﴿یَتَّعِظُوْنَ فَیُؤْمِنُوْنَ لٰکِنَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴾فارتقب ﴿اِنْتَظِرْ اِهْلَاکَهُمْ ﴾انهم مرتقبون (۵۹) ﴿هِلَاکَکَ وَهٰذَا قَبْلَ نُزُوْلِ الْاَمْرِ بِجِهَادِهِمْ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک تھوہڑ کا پیڑ (یہ مقام تہامہ میں پیدا ہونے والا سب سے کڑوا درخت زقوم ہے، اللہ ﷻ نے اس درخت کو جہنم میں اگایا ہے ......۱......) گناہ گاروں کی (یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں، نیز کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کی) خوراک ہے کڑکڑاتے سیاہ تیل کی تلچھٹ کی طرح (المهل کے معنی کڑکڑاتے سیاہ تیل کی تلچھٹ کے ہیں) پیٹوں میں جوش مارتا ہے (یغلی کو علامت مضارع تاء کے ساتھ پڑھا جائے تو اس صورت میں یہ خبر ثالث ہوگا اور علامت مضارع یاء کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ المهل سے حال ہوگا) جیسے کھولتا پانی جوش مارے (الحمیم کا معنی شدید کھولتا پانی ہے) اسے پکڑو (یعنی اس گناہ گار کو پکڑو، یہ بات کے فرشتوں کی زبانی ارشاد فرمائی جائے گی) اسے بزور گھسیٹے لے جاؤ (فاعتلوه تاء مکسورہ اور مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی زور و قوت سے گھسیٹنا ہے) آگ کے بیچ میں (سواء الجحیم بمعنی وسط النار ہے) پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے پانی کا عذاب ڈالو (یعنی وہ کھولتا پانی ڈالو جو اس سے جدا نہ ہونے والا ہے، یہ آیت مبارکہ یصب من فوق رء و سهم الحمیم سے زیادہ بلیغ ہے اور پھر اس گناہ گار سے فرمایا جائے گا) چکھ (اس عذاب کو) ہاں ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے (اپنے گمان میں اور تیرا کہنا تھا کہ ان دو پہاڑوں کے مابین مجھ سے بڑھ کر عزت والا کرم کوئی نہیں ہے اور اس سے کہا جائے گا) بیشک یہ (عذاب جو تم دیکھ رہے ہو) وہ ہے جس میں تم شبہ کرتے تھے (به تمترون بمعنی فیه تشکون ہے) بیشک ڈر والے امان کی مجلس میں ہیں (جس میں انہیں خوف سے امن ہے، مقام کے معنی مجلس......۲...... ہے) باغوں (جنت بمعنی بساتین ہے) اور چشموں میں پہنیں گے کریب اور قنادیز (سندس کے معنی باریک ریشم اور استبرق بمعنی موٹا ریشم ہے......۳......) آمنے سامنے (متقابلین حال ہے، ان کے تختوں کے گھومنے کے سبب وہ ایک دوسرے کی گدیوں کو دیکھ نہ سکیں گے، معاملہ) اسی طرح ہے (کذلک خبر ہے مبتدائے مقدر الامر کی) اور ہم نے انہیں بیاہ دیا (زوجهنم یا تو بمعنی تزویج ہی ہے یا پھر یہ بمعنی قرناهم ہے یعنی ہم نے ان میں ملا دیا) جو حور عین کے ساتھ (گوری رنگت اور خوبصورت اور بڑی بڑی آنکھوں والی عورتوں کے ساتھ) مانگیں گے (یدعون بمعنی یطلبون ہے) اس میں (یعنی جنت میں کہ لاؤ) ہر قسم کا میوہ امن و امان سے (یعنی وہ ان میوں کے منقطع ہونے اور ان کے مضر اثرات ہونے سے اور ہر خوف دلانے والی سے امن میں ہونگے، امنین حال ہے) اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکھیں گے (یعنی دنیاوی زندگی گزارنے کے بعد دنیا میں جو

پہلی موت آئی اس کے بعد وہ دوسری موت نہیں چکھیں گے بعض حضرات نے یہ فرمایا کہ یہاں الا بمعنی بعد ہے) اور انہیں (ان کے رب نے) آگ کے عذاب سے بچالیا تمہارے رب کے فضل سے (فضل بمعنی تفضل مصدر مفعول مطلق ہے، فعل مقدر تفضل کے لیے) یہی بڑی کامیابی ہے تو ہم نے اسے (یعنی قرآن پاک کو) کہ وہ نصیحت حاصل کریں (یتذکرون بمعنی تیعظون ہے، اور نصیحت قبول کر کے ایمان لے آئیں لیکن یہ لوگ ایمان لے کر نہیں آئے) تو تم انتظار کرو (ان کے ہلاک کئے جانے کا، ارتقب بمعنی انتظر ہے) وہ بھی انتظار میں ہیں (تمہاری ہلاکت کے، یہ امر حکم جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان شجرت الزقوم طعام الاثیم کالمهل یغلی فی البطون کغلی الحمیم﴾

ان شجرت الزقوم: حرف شبہ واسم، طعام الاثیم: ذوالحال، یغلی فی البطون: فعل بافاعل وظرف لغو، کاف: جار، غلی الحمیم: مرکب اضافی مجرور، ملکر ظرف مستقر "غلیانا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر خبر اول، کالمهل: ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿خذوه فاعتلوه الی سواء الجحیم ثم صبوا فوق راسه من عذاب الحمیم﴾

خذوه: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اعتلوه: فعل امر بافاعل ومفعول، الی سواء الجحیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، ثم: عاطفہ، صبوا: فعل امر بافاعل، فوق راسه: ظرف، من عذاب الحمیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر قول محذوف "یقال لهم" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ذق انک انت العزیز الکریم ان هذا ما کنتم به تمترون﴾

ذق: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول محذوف "یقاله" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، انک: حرف شبہ واسم، انت العزیز الکریم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان هذا: حرف شبہ واسم، ما: موصولہ، کنتم به تمترون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان المتقین فی مقام امین فی جنت وعیون یلبسون من سندس واستبرق متقلبین﴾

ان المتقین: حرف شبہ واسم، فی مقام امین: جار مجرور مبدل منہ، فی جنت وعیون: جار مجرور بدل، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر، یلبسون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، متقلبین: حال، ملکر فاعل، من سندس واستبرق: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذلک وزوجنهم بحور عین﴾

کذلک: ظرف "الامر" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، زوجنهم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، حور عین: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یدعون فیھا بکل فاکھۃ امنین لا یذوقون فیھا الموت الا الموتۃ الاولی﴾

یدعون: فاعل واؤضمیر ذوالحال، فیھا: ظرف لغو اول، بکل فاکھۃ: ظرف لغو ثانی، امنین: اسم فاعل آمیں "ھم"ضمیر مستتر ذوالحال، لایذوقون: فعل بافاعل، فیھا: ظرف مستقر حال مقدم، الموت: مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، الموتۃ الاولی: مستثنی، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر فاعل، یدعون اپنے متعلقات سے، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "زوجنھم" کی "ھم" ضمیر سے حال ہے۔

﴿ووقھم عذاب الجحیم فضلا من ربک ذلک ھو الفوز العظیم﴾

و: عاطفہ، وقھم: فعل وفعل بافاعل ومفعول، عذاب الجحیم: مفعول ثانی، فضلا: موصوف، من ربک: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ذلک: مبتدا، ھو الفوز العظیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فانما یسرنہ بلسانک لعلھم یتذکرون فارتقب انھم مرتقبون﴾

ف: فصیحیہ، انما: حرف شبہ وما کافہ، یسرنہ: فعل بافاعل ومفعول، بلسانک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، لعلھم: حرف شبہ واسم، یتذکرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، ارتقب: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "ان لم یتعظوا ولم یومنوا بہ" کی جزا، ملکر جملہ شرط، انھم: حرف شبہ واسم، مرتقبون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تھوھڑ کا درخت:

۱.....تھوہڑ یعنی زقوم کا درخت، خاردار، گلے میں جا کر پھندا ڈالے، جب اتارنے کے لئے پانی مانگا جائے گا تو کھولتا ہوا پانی دیا جائے کہ منہ کے قریب ہوتے ہی چہرے کی کھال جھلس کر اس میں گر پڑے گی۔ یہ درخت جہنم کی تہہ میں اُگتا ہے جو کہ جہنمیوں کا کھانا ہے، مجاہد ابن عباس سے روایت کرتے ہیں: ''اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں ڈال دیا جائے اہل دنیا کی معیشت برباد ہوجائے''۔ (الطبری، الجزء:۲۵، ص۱۵۳)

ابن سلام کہتے ہیں کہ یہ درخت آگ کے شعلوں میں نشونما پاتا ہے جس طرح دنیا میں درخت پانی سے نشونما پاتا ہے، اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿طعام الاثیم﴾ سے مراد یہ ہے کہ گناہگاروں کی غذا ہے، کافروں کی غذا ہے، جس پر دلیل ﴿یوم لا یغنی مولی عن مولی شیئا جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آئے گا (الدخان:۴۱)﴾ ہے یعنی ان کے لائق کوئی سفارش نہیں لہذا یہ جہنم میں داخل ہونگے اور ان کی غذا یہی درخت بنے گا۔ سید عالم ﷺ کی روایت کے مطابق یہ جہنم میں ہر فاجر کا کھانا ہوگا۔ (روح البیان، ج۸، ص۵۷۲)

مجلس کسے کہتے ہیں؟

۲......متذکرہ آیت میں مقام بمعنی مجلس ہے، جس کے معنی موضع قیام ہے۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد ٹھہرنے کی جگہیں ہیں چہ جائے کہ ان پر قیام کیا جاتا ہو یا کہ نہیں۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد خاص قسم کا جائے قیام ہے لیکن عام طور پر اس کا اطلاق ہر قسم کی جائے قیام پر کیا جانے لگا۔ (روح البیان، ج۸،ص۵۷۶،الرازی،ج۹،ص۶۶۵)

مفسرین کرام کی عبارت کی روشنی میں یہ نتیجہ بخوبی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جہاں چند لوگوں کا اجتماع ہو جائے، لوگ وہاں ٹھہر کر کچھ کام کرتے ہوں، وہاں وعظ و نصیحت کا سلسلہ ہوتا ہو، یا دنیاوی امور کی انجام دہی کے لئے کچھ لوگ اکٹھے ہو جاتے ہوں تو ایسی جگہ عند الشرع مجلس کہلاتی ہے۔

جنتی لباس ریشمی کپڑے ہونگے:

۳......انسان بحیثیت مسلمان اگر بات کی جائے تو اپنی ذات پر شریعت کی لگام لگانے میں عافیت ہے، ریشم دنیا میں مَرد پر پہننا حرام جب کہ آخرت کی طویل زندگی زہے نصیب کہ محبوب کریم ﷺ کے صدقے میں جنت مل جائے تو لباس بھی ریشم کا ہوگا اور مزید کئی انعامات ملیں گے۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہ پہنے گا''۔

☆......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''مَردو! ریشم نہ پہنو، سونے چاندی کے برتن میں نہ کھاؤ پیو، بڑے چوڑے پیالے میں کھانا نہ کھاؤ، کافروں کے لئے دنیا میں ہے اور تمہارے لئے آخرت میں (حلال) ہے''۔

(البدور السافرۃ، باب لباس اھل الجنۃ، رقم:۱۹۵۸،۱۹۵۹،ص۵۴۶)

اغراض:

ای کدردی الزیت الاسود: یہ ''المھل'' کا ایک معنی ہے، اور اس کا اطلاق قیح، پیپ، دھوئیں وغیرہ پر بھی صادق آتا ہے۔ حال من المھل: یعنی ﴿تغلی﴾ ''المھل'' سے حال ہے، لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ ﴿طعام﴾ سے حال ہے اس لئے کہ ﴿طعام﴾ کے وصف کو پگھلے ہوئے تانبے کے ساتھ جوش مارنے سے تشبیہ دی گئی ہے، پس اس صورت میں یہ ﴿المھل﴾ کا وصف نہ ہونے کی بناء پر اسے اس کے ساتھ متصف نہیں کیا جائے گا۔

جروہ بغلظۃ: یعنی سختی کے ساتھ پکڑو، اور لوہے کے گُرز سے ان کے سروں پر ضرب لگاؤ۔ من الحمیم الذی: یعنی جب کھولتا پانی پہنچے گا تو عذاب کی شدت میں زیادتی آجائے گی۔ ویقال لہ: یعنی جہنمیوں سے کہا جائے گا کہ اہانت اور تحقیر کا مزہ چکھو۔

ما بین جبلیھا: مکہ کے دونوں اطراف کے پہاڑوں کے مابین رہنے والی قوم، جن کا خیال تھا کہ سید عالم ﷺ سے زیادہ معزز و مکرم ہیں۔

یؤمن فیہ الخوف: یعنی خالق یا مخلوق کا خوف، معنی یہ ہے کہ جس مقام پر نفوس کو امن ہوگا، پس اہل جنت اللہ کے غضب سے امن

میں ہونگے اور تمام اذیت والی چیزوں سے جو ان کے بدن، اہل اور مال میں ہوا کرتی تھیں اور ہر قسم کے خطرات سے مامون ہونگے۔ای ما رق من الدیباج: دیباج سے مراد حریر ہے، اگر یہ کہا جائے کہ دنیا میں ریشم مَردوں پر حرام ہے تو ایسا لباس جنت میں نعمت کے طور پر کیوں کر ممکن ہوسکتا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ دنیا کا ریشم غلیظ ہے نہ کہ جنت کا، بلکہ جنت کا ریشم اعلیٰ ہے۔ای لا ینظر بعضھم الی قفا بعض: یعنی دوسروں کی گدیوں کی جانب دیکھنا غم میں مبتلا کرتا ہے اور جنت میں غم کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

من التزویج: مراد جوڑا بنانا ہے، یعنی اللہ فرماتا ہے کہ ہم جنت (میں بھی) انہیں جوڑے جوڑے کردیں گے۔و اسعات الاعین: یہ ﴿عین﴾ کی تفسیر ہے، یا یہ مراد ہے کہ یہاں مطلق سفید رنگت کی حوریں مراد ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ جنتی حوریں سخت سفید اور سیاہ آنکھوں والی ہونگی اور اس بارے میں مفسرین کرام کا اختلاف ہے کہ دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا جنت کی حوریں؟ اور حق یہ ہے کہ دنیا کی عورتیں افضل ہیں، کیونکہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک آدمی حوروں سے ستر ہزار کمزوریوں کے ساتھ (بھی) افضل ہے''۔

وھذا قبل الامر بالجھاد: پس یہ آیت: ﴿فارتقب انھم مرتقبون﴾ سے منسوخ ہے، یعنی انہیں بغیر قتال کے مہلت دیئے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ اللہ ان کے اور آپ (ﷺ) کے مابین فیصلہ فرمادے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۲٦۳)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ الجاثیۃ مکیۃ الا "قل للذین امنوا" الایۃ وھی ست او سبع وثلثون آیۃ

(سورۂ جاثیہ مکیہ ہے سوائے مذکورہ بالا آیت نمبر ۱۴ کے، اس سورۂ مبارکہ کی کل آیات ۳۶ یا ۳۷ ہیں)

تعارف سورۃ الجاثیۃ

اس سورت میں چار رکوع، سینتیس آیات، چار سو اٹھاسی کلمات اور دو ہزار ایک سو اکیانوے حروف ہیں۔ عقیدۂ توحید کو تسلیم کرنا ان کے لئے بڑا دشوار تھا اسی دشواری کی دیوار کو منہدم کرنے کیلئے عالم رنگ وبو کی بلندیوں اور پستیوں میں بکھری ہوئی ان روشن نشانیوں کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرائی جو پکار پکار کر اپنے بنانے والے کی حکمتِ بالغہ، قدرتِ کاملہ اور علمِ محیط کی شہادت دے رہی ہے۔ چشم خرد کھو کر زمین وآسمان کی پہنائیوں کو دیکھو، خود اپنے وجود اور اس کی بوقلمونیوں کی سیر کرو، حیوانات کے بے شمار انواع واقسام پر نگاہ ڈالو، گردش لیل ونہار کے دقیق نظام میں غور وفکر کرو ہر چیز تمہیں خالق علیم کا پتہ دے گی جو قدیر وحکیم بھی ہے اور وحدہ لاشریک بھی ہے البتہ کذاب اور بدکار لوگ قدم قدم فروزاں ان روشن قندیلوں کو نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ساتھ ہی یہ بتا دیا کہ ان کی قدر ومنزلت وہی لوگ جان سکتے ہیں جو فکر وتدبر کے خوگر ہیں۔

رکوع نمبر: ۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿حم (۱)﴾ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ بِہٖ ﴿تنزیل الکتب﴾ اَلْقُرْاٰنُ مُبْتَدَاٌ ﴿من اللہ﴾ خَبَرُہٗ ﴿العزیز﴾ فِی مُلْکِہٖ ﴿الحکیم (۲)﴾ فِی صُنْعِہٖ ﴿ان فی السموت والارض﴾ اَیْ فِی خَالِقِھِمَا ﴿لایت﴾ دَالَّۃٍ عَلٰی قُدْرَتِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَوَحْدَانِیَتِہٖ تَعَالٰی ﴿للمؤمنین (۳) وفی خلقکم﴾ اَیْ خَلْقِ کُلٍّ مِنْکُمْ مِنْ نُطْفَۃٍ ثُمَّ عَلَقَۃٍ ثُمَّ مُضْغَۃٍ اِلٰی اَنْ صَارَ اِنْسَانًا ﴿و﴾ خَلْقِ ﴿ما یبث﴾ یُفَرِّقُ فِی الْاَرْضِ ﴿من دابۃ﴾ ھِیَ مَا یُدُبُّ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ النَّاسِ وَغَیْرِھِمْ ﴿ایت لقوم یوقنون (۴)﴾ بِالْبَعْثِ ﴿و﴾ فِی ﴿اختلاف الیل والنھار﴾ ذِھَابِھِمَا وَمَجِیْئِھِمَا ﴿وما انزل اللہ من السماء من رزق﴾ مَطَرٍ لِاَنَّہٗ سَبَبُ الرِّزْقِ ﴿فاحیا بہ الارض بعد موتھا وتصریف الریح﴾ تَقْلِیْبِھَا مَرَّۃً جُنُوْبًا وَمَرَّۃً شِمَالًا وَبَارِدَۃً وَحَارَّۃً ﴿ایت لقوم یعقلون (۵)﴾ الدَّلِیْلَ فَیُؤْمِنُوْنَ ﴿تلک﴾ الْاٰیٰتُ الْمَذْکُوْرَۃُ ﴿ایت اللہ﴾ حُجَجُہُ الدَّالَّۃُ عَلٰی وَحْدَانِیَتِہٖ ﴿نتلوھا﴾ نَقُصُّھَا ﴿علیک بالحق﴾ مُتَعَلِّقٌ بِنَتْلُوْھَا ﴿فبای حدیث بعد اللہ﴾ اَیْ حَدِیْثِہٖ وَھُوَ الْقُرْاٰنُ ﴿وایتہ﴾ حُجَجِہٖ ﴿یؤمنون (۶)﴾ اَیْ کُفَّارُ مَکَّۃَ اَیْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَفِیْ قِرَاءَۃٍ بَالتَّاءِ ﴿ویل﴾ کَلِمَۃُ عَذَابٍ ﴿لکل افاک﴾ کَذَّابٍ ﴿اثیم (۷)﴾ کَثِیْرِ الْاِثْمِ ﴿یسمع ایت اللہ﴾ اَلْقُرْاٰنِ ﴿تتلی علیہ ثم یصر﴾ عَلٰی کُفْرِہٖ ﴿مستکبرا﴾ مُتَکَبِّرًا عَنِ الْاِیْمَانِ ﴿کان لم یسمعھا فبشرہ بعذاب الیم (۸)﴾ مُؤْلِمٍ ﴿واذا علم من ایتنا﴾ اَیِ الْقُرْاٰنِ ﴿شیئا اتخذھا ھزوا﴾ اَیْ مَھْزُوًّا بِھَا ﴿اولئک﴾ اَیِ الْاَفَّاکُوْنَ ﴿لھم عذاب مھین (۹)﴾ ذُوْ اِھَانَۃٍ ﴿من ورائھم﴾ اَیْ اِمَامِھِمْ لِاَنَّھُمْ فِی الدُّنْیَا ﴿جھنم ولا یغنی عنھم ما کسبوا﴾ مِنَ

الْمَالِ وَالْفِعَالِ﴿شيئا ولا ما اتخذوا من دون الله﴾اَیِ الْاَصْنَام﴿اولياء ولهم عذاب عظيم(۱۰)هذا﴾اَیِ الْقُرْاٰنُ﴿هدی﴾مِنَ الضَّلَالَةِ﴿والذين كفروا بايت ربهم لهم عذاب﴾حَظٌّ﴿من رجز﴾اَیْ عَذَابٍ﴿اليم(۱۱)﴾موجع.

﴿ترجمہ﴾

حم (اس کی جو مراد ہے اللہ ﷻ باخوبی جانتا ہے) کتاب (یعنی قرآن پاک) کا اتارنا ہے ("تنزیل الکتب" مبتدا ہے) اللہ کی طرف سے (من اللہ...... الخ خبر ہے) جو غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے ملک میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) بیشک آسمانوں اور زمین میں (یعنی ان دونوں کی پیدائش میں) نشانیاں ہیں (اللہ ﷻ کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی......۱......) ایمان والوں کے لیے اور تمہاری پیدائش میں (یعنی تم سب کی مکمل پیدائش میں نطفہ سے خون بست، پھر گوشت کی بوٹی بننے سے لے کر مکمل انسان ہونے تک میں......۲......) اور (ان کی پیدائش میں) جو جانور وہ پھیلاتا ہے (یعنی زمین میں جنہیں منتشر فرماتا ہے، دابۃ زمین پر چلنے والے کو کہتے ہیں یعنی انسانوں وغیرہ کو) ان میں نشانیاں ہیں (مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر) یقین رکھنے والوں کے لیے اور رات اور دن کی تبدیلیوں میں (یعنی ان کے آنے اور جانے میں) اور اس میں کہ اللہ نے آسمان سے رزق (یعنی بارش کو) اتارا (بارش کو رزق اس لیے فرمایا کہ یہ رزق کا سبب ہے......۳......) تو اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کیا اور ہواؤں کی گردش میں (یعنی ہواؤں کے بدلنے میں کہ کبھی ہوا جنوبی ہوتی ہے کبھی شمالی، کبھی ٹھنڈی تو کبھی گرم) نشانیاں ہیں (دلیل کو) سمجھنے والوں کے لیے (کہ وہ ان دلائل کو سمجھ کر ایمان لے آئیں) یہ (یعنی آیات مذکورہ) اللہ کی آیتیں ہیں (اس کے دلائل ہیں جو اس کی وحدانیت کی دلیلیں ہیں......۴......) کہ ہم بیان کرتے ہیں (نتلوها بمعنی نقصها ہے) تم سے حق کے ساتھ ("بالحق" نتلو کے متعلق ہے) پھر اللہ (کی بات یعنی قرآن پاک) کو اور اس کی آیتوں کو (یعنی اس کے دلائل کو) چھوڑ کر وہ (یعنی کفار مکہ) کونسی بات پر ایمان لائیں گے (یعنی یہ لوگ ایمان لے کر نہیں آئیں گے، ایک قرائت میں "یومنون" علامت مضارع تاء کے ساتھ ہے) خرابی ہے ("ویل" کلمہ عذاب ہے) ہر بڑے جھوٹے (افاک بمعنی کذاب ہے، باکثرت) گناہ کرنے والے کے لیے (اثیم بمعنی کثیر الاثم......۵......ہے) اللہ کی آیتوں (یعنی قرآن پاک) کو سنتا ہے کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر اصرار کرتا ہے (کفر پر) تکبر کرتا (ایمان لانے سے تکبر کرتے ہوئے......۶......) گویا انہیں سنا ہی نہیں تو اسے خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی (الیم بمعنی مؤلم ہے) اور جب ہماری آیتوں میں سے (یعنی شرک میں سے) کسی پر اطلاع پائے اس کی ہنسی بناتا ہے (یعنی اس کے ذریعے ہنسی کرتا ہے) ان کے لیے (ان کذابوں کے لیے) خواری کا عذاب ہے (مهين بمعنی ذو اهانة ہے) ان کے آگے (وراء کے معنی آگے ہے کیونکہ یہ لوگ عندالکلام دنیا میں تھے) جہنم ہے اور انہیں کچھ کام نہ آئے جو (اموال اور افعال) انہوں نے کمایا اور نہ وہ جو اللہ کے سوا (یعنی بت) حمایتی ٹھہرا رکھے تھے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے یہ (یعنی یہ قرآن پاک) راہ دکھاتا ہے (گمراہی سے) اور جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانا ان کے لیے دردناک عذاب میں سے عذاب (کا حصہ) ہے (من رجز سے پہلے حظ محذوف ہے، رجز بمعنی عذاب ہے، اور الیم بمعنی موجع ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿حم تنزيل الكتب من الله العزيز الحكيم﴾

حم: "هذه" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، تنزیل الکتب: مبتدا، من: جار، اللہ: موصوف، العزیز الحکیم: صفتان، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان فی السموت والارض لایت للمومنین وفی خلقکم وما یبث من دابۃ ایت لقوم یوقنون﴾
ان: حرف شبہ، فی السموت والارض: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ایت: موصوف، للمومنین: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، فی: جار، خلقکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما یبث من دابۃ: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، ایت: موصوف، لقوم یوقنون: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واختلاف الیل والنھار وما انزل اللہ من السماء من رزق فاحیا بہ الارض بعد موتھا وتصریف الریح ایت لقوم یعقلون﴾
و: عاطفہ، اختلاف الیل والنھار: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: موصولہ، انزل اللہ: فعل بافاعل، من السماء: ظرف لغو، من رزق: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، احیا بہ: فعل بافاعل وظرف لغو، الارض: ذوالحال، بعد موتھا: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ملکر صلہ، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، تصریف الریح: معطوف ثانی، ملکر تقدیر فی جار مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، ایت: موصوف، لقوم یعقلون: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تلک ایت اللہ نتلوھا علیک بالحق فبای حدیث بعد اللہ وایتہ یومنون﴾
تلک: مبتدا، ایت اللہ: ذوالحال، نتلو: فعل بافاعل، ھا: ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، علیک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، ب: جار، ای: مضاف، حدیث: موصوف، بعد اللہ: ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر معطوف علیہ، و ایتہ: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، یومنون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویل لکل افاک اثیم یسمع ایت اللہ تتلی علیہ ثم یصر مستکبرا کان لم یسمعھا﴾
ویل: مبتدا، لام: جار، کل: مضاف، افاک: موصوف، اثیم: صفت اول، یسمع: فعل بافاعل، ایت اللہ: ذوالحال، تتلی علیہ: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یصر: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، مستکبرا: حال اول، کان: مخففہ من الثقیلۃ با ضمیر شان محذوف "ہ" اسم، لم یسمعھا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فبشرہ بعذاب الیم واذا علم من ایتنا شیئا اتخذھا ھزوا﴾
ف: فصیحیہ، بشرہ: فعل امر بافاعل ومفعول، بعذاب الیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، علم: فعل بافاعل، من ایتنا: ظرف مستقر حال مقدم، شیئا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، اتخذھا: فعل بافاعل ومفعول اول، ھزوا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اولئک لھم عذاب مھین من ورائھم جھنم﴾
اولئک: مبتدا، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب مھین: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، من ورائھم: ظرف مستقر خبر مقدم، جھنم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یغنی عنھم ما کسبوا شیئا ولا ما اتخذوا من دون اللہ اولیاء﴾
و: عاطفہ، لا یغنی عنھم: فعل نفی وظرف لغو، ما کسبوا: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، ما: موصولہ، اتخذوا: فعل بافاعل، من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، اولیاء: ذوالحال، ملکر مفعول اول، ہ: ضمیر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر

معطوف،ملکر فاعل،شیئنا:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولھم عذاب عظیم ھذا ھدی والذین کفروا بایت ربھم لھم عذاب من رجز الیم﴾

و:عاطفہ،لھم ظرف مستقر خبر مقدم،عذاب عظیم:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ھذا:مبتدا،ھدی:خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،و:عاطفہ،الذین کفروا بایت ربھم:موصول صلہ،ملکر مبتدا،لھم:ظرف مستقر خبر مقدم،عذاب:موصوف،من رجز:ظرف مستقر صفت اول،الیم:صفت ثانی،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**ویل لکل افاک اثیم**......☆یہ نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جو عجم کے قصے کہانیاں سنا کر لوگوں کو قرآن پاک سننے سے روکتا تھا اور یہ آیت ہر ایسے شخص کے لئے عام ہے جو دین کو ضرر پہنچائے اور ایمان لانے اور قرآن سننے سے تکبر کرے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

زمین و آسمان کا نشانی ہونا:

۱......آسمان میں موجود سورج،چاند،ستارے اور زمین میں پہاڑ،دریا،ریگستان،درخت،پودے،زمینی حیوان،الغرض جس چیز کی طرف نگاہ ڈالی جائے اللہ ﷻ کی قدرت کا عظیم شاہکار ہے۔انسان کسی چیز کو دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اِسے دیکھ کر مجھے خدا یاد نہیں آیا بلکہ جس جس چیز کو دیکھے،جہاں جہاں دیکھے قدرت کے عظیم کارناموں پر بین دلیل ہے۔نظام قدرت نے انسان کو اِس فکر میں مبتلا کرنا چاہا ہے کہ اس عالم رنگ و بو میں جہاں انسان جیسی اشرف المخلوقات رہتی ہے اس کے لئے اللہ ﷻ کی قدرت اور اس کے بے بہا انعام و اکرام و تجلیات کے ظہور کو چھوڑ کر کہیں جائے پناہ نہیں۔

تخلیق انسانی کے مختلف مراحل:

۲......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:"اللہ ﷻ نے ہفتے کے دن مٹی کو پیدا فرمایا،اتوار کے دن پہاڑوں کو،پیر کے دن درختوں کو،ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن،بدھ کے روز نور کو،جمعرات کے دن زمین میں چوپائے بسائے اور جمعہ کے دن سب سے آخر میں عصر کے وقت کی آخری گھڑیوں میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا"۔

(صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة ،باب ابتداء الخلق و خلق آدم ،رقم :(۶۹۴۸)/۲۷۸۹، ص۱۳۷٤)

اور پیدائش انسان کی ابتداء مٹی سے فرمائی،پھر اس کی نسل رکھی ایک بے قدرے پانی کے خلاصے سے،قرار پکڑنے کی جگہ میں پھر اسے سننے اور دیکھنے والا کردیا،کہ وہ اس سے پہلے کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔اور انسان کو علم اور تعلیم سے شرف بخشا اور اللہ ﷻ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے عزت والے بے مثل ہاتھوں سے پیدا فرمایا اور اس مجسمے کو صورت دی،اور اس میں اپنی روح پھونکی،اور فرشتوں نے اسے سجدہ کیا،اور اس سے اس کا جوڑا بی بی حوا"ام البشر"کو بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو ان سے مانوس کردیا،اور دونوں جنت میں رہنے لگے۔اللہ ﷻ نے ان دونوں پر اپنی نعمتیں مکمل فرمائیں،پھر ان دونوں کو زمین پر بھیج دیا جس میں اس حکمت والے رب ﷻ کی حکمت کارفرما تھی،اور آدم و حوا علیہما السلام سے زمین میں کئی مرد و عورتیں پھیلا دیں اور اپنی قدرت عظیمہ سے انہیں بادشاہ اور رعایا،فقراء اور غرباء،آزاد اور غلام کردیا۔ (البدایة و النھایة، ج ۱،ص۵)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انسان کو تین مرتبہ بنایا گیا،چپکنے والی مٹی سے،خشک مٹی سے اور سیاہ بدبودار مٹی

سے۔ابن عسا کرنے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق کے لیے تمام روئے زمین سے مٹی لی گئی، پھر اس مٹی کو زمین پر ڈال دیا گیا حتی کہ وہ چمٹنے والی ہوگئی، پھر اس کو چھوڑ دیا گیا حتی کہ وہ سیاہ بدبودار کیچڑ ہوگئی، پھر اللہ عزوجل نے اپنے شایانِ شان ہاتھ سے ان کا پتلا بنایا حتی کہ وہ خشک ہوگیا اور ٹھیکرے کی طرح بجنے والی مٹی ہوگیا جب اس پر انگلی ماری جائے تو اس سے کھنکتی ہوئی آواز نکلے۔

(الدرالمنثور، ج٤، ص ١٨٢)

نزول بارش سے رزق کو تعبیر کرنا:

۳......زمین سے پیدا ہونے والی انواع اقسام کی کھیتیاں اور پھل پھول سب کے سب بارش کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ حقیقی قدرت اللہ جل جلالہ ہی کی ہے لیکن مجازاً بارش کی جانب نسبت کی گئی۔یہی بارش اگر بنجر علاقوں میں ہو تو کانٹے دار جھاڑیوں کے سوا کچھ نہیں اُگاتی لہٰذا بارش اگرچہ سبب ہے لیکن مسبب الاسباب ذات اللہ عزوجل کی ہے کہ وہی نہ چاہے تو کچھ نہیں ہوسکتا۔

متذکرہ رکوع سے اجمالاً نشانیوں کا بیان:

۴......سورۃ الجاثیہ کے ابتداء میں اللہ جل جلالہ نے جن نشانیوں کا ذکر کیا ان کا اجمالی خاکہ یوں ہے کہ سب سے پہلے زمین وآسمان کو نشانی قرار دیا کیونکہ یہ بندوں کی نظر میں سب سے عظیم نعمتیں ہیں کہ باقی ساری نعمتیں ان ہی کے وجود سے ہیں یعنی باقی ساری نعمتیں یا تو زمین میں پھیلی ہوئی ہیں یا آسمانوں میں جڑی ہوئی ہیں لہٰذا سب سے پہلے زمین وآسمان کا بیان کیا، پھر زمین پر بسنے والی مخلوق جن میں انسان ہوں یا حیوان، چرند، پرند الغرض سب ہی داخل ہیں تاہم خاص طور پر دابۃ کا لفظ استعمال کیا گیا۔دن ورات کی تبدیلی نظامِ قدرت کا عظیم شاہکار ہے اور اس میں کبھی بھی کہیں بھی کوئی تبدیلی آج تک نہ آئی ہے اور نہ تا قیامِ قیامت آنے والی ہے۔ساتھ ہی بارش اور ہواؤں کا ذکر کیا کہ رزق کی فراہمی کا یہ مؤثر ذریعہ ہیں۔لیکن ان تمام نشانیوں کو وہی مانے گا جو ایمان لاتا ہے۔جس کی عقل میں خلل آگیا ہو وہ نہیں مانتا بلکہ وہ تو نقص بیان کرتا ہے۔

آیت کے تناظر میں کوئی خاص گناھگار مراد ھے یا......:

۵......آیت کے شانِ نزول کے تحت اگرچہ نضر بن الحرث کا نام بیان کیا جاتا ہے لیکن اس سے حاصل ہونے والا حکم عمومی ہے اور یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی آیتوں پر ایمان لانا، دل وجان سے سرِ تسلیم خم کرنا، عمل کرنا، دوسروں تک صحیح معنوں میں پہنچانا، سب ہی ضروری ہے۔یہی اسلام کا درس ہے اور اسی میں مومن کی شان ہے۔جو اِن سب سے کنارہ کرے وہ اپنے ایمان کی کیفیت کو دیکھ لے۔ قرآن کی آیات اگرچہ کسی خاص تناظر میں نازل ہوتی ہیں لیکن اس سے حکم عمومی اعتبار ہی سے نکلتا ہے۔

تکبر کی مذمت:

۶......اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص اپنا پسندیدہ حلہ یعنی لباس پہنے، کنگھا کر کے اتراتا ہوا چل رہا تھا کہ اللہ عزوجل نے اسے زمین میں دھنسا دیا، اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا''۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه، رقم :٥٧٨٩/٥٧٩٠،ص ١٠٢١)

☆......حضرت عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو زرد رنگ کے کپڑوں میں دیکھ کر فرمایا کہ یہ کفار کے رنگ ہیں انہیں نہ پہنا کرو''۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب: النهی عن لبس، رقم :(٥٣٢٧)/٢٠٧٧،ص ١٠٥٠)

اغراض:

وتری کل امة جاثیة: اس سورت کو "سورة الشریعة" بھی کہتے ہیں اس لئے کہ اس میں ﴿ثم جعلناک علی شریعة﴾ کا قول مذکور ہے۔ مکیة الا قوله: ﴿قل للذین امنوا﴾ سے لے کر ﴿ایام اللہ﴾ تک، حضرت ابن عباس اور قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق آیت مذکورہ مدنی ہے، عبداللہ بن اُبی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب عیب کی نسبت کی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُسے قتل کرنا چاہا، پس یہ آیت نازل ہوئی، پھر اس آیت کو آیت جہاد سے منسوخ کر دیا گیا۔
فی صنعه: اللہ عزوجل ہر چیز کو اس کے محل میں رکھتا ہے، پس اللہ نے اپنی حکمت کے مطابق معزز ترین کتاب قرآن مجید کو اپنے خاص بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا۔ ای فی خلقهما: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے اور اس کی صراحت اللہ کے اس فرمان: ﴿ان فی خلق السموت والارض﴾ میں سورۃ البقرۃ اور سورۃ ال عمران کے تحت ہو چکی ہے۔
هی ما یدب: بمعنی یتحرک ہے۔ الآیات المذکورة: یعنی آسمان وزمین اور اس کے بعد کے ذکر سے متعلق آیات مراد ہیں۔ ای لا یؤمنون: کے ذریعے آیت میں استفہام انکاری کی جانب اشارہ ہے۔ کذاب: یعنی اللہ اور اس کی تخلیق کے بارے میں بہت زیادہ جھوٹ بولنے کی مذمت کا بیان ہے۔ کلمة عذاب: مطلق عذاب اور مطلق وادیٔ جہنم کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ کثیر الاثم: یعنی معصیت کا بہت زیادہ ہونا۔ ای الافاکون: افاک کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے جمع لائے۔ ای امامهم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿وراء﴾ کا اطلاق جہاں پیچھے رہنے کے حوالے سے کیا جاتا ہے وہیں آگے نکل جانے کے حوالے سے بھی کیا جاتا ہے جیسا کہ "جون" کا اطلاق سفید وسیاہ دونوں پر ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۲۶۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿اللہ الذی سخر لکم البحر لتجری الفلک﴾ السُّفُنِ ﴿فیه بامره﴾ بِاِذْنِہٖ ﴿ولتبتغوا﴾ تَطْلُبُوْا بِالتِّجَارَۃِ ﴿من فضله ولعلکم تشکرون (۱۲) وسخر لکم ما فی السموت﴾ مِنْ شَمْسٍ وَقَمَرٍ وَنَجْمٍ وَمَاءٍ وَغَیْرِہٖ ﴿وما فی الارض﴾ مِنْ دَابَّۃٍ وَشَجَرٍ وَنَبَاتٍ وَاَنْھَارٍ وَغَیْرِہٖ اَیْ خَلَقَ ذٰلِکَ لِمَنَافِعِکُمْ ﴿جمیعا﴾ تَاکِیْدٌ ﴿منه﴾ حَالٌ اَیْ سَخَّرَھَا کَائِنَۃً مِنْہُ تَعَالٰی ﴿ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون (۱۳)﴾ فِیْھَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿قل للذین امنوا یغفروا للذین لا یرجون﴾ یَخَافُوْنَ ﴿ایام اللہ﴾ وَقَائِعَہٗ اَیْ اِغْفِرُوْا لِلْکُفَّارِ مَاوَقَعَ مِنْھُمْ مِنَ الْاَذٰی لَکُمْ وَھٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِجِھَادِھِمْ ﴿لیجزی﴾ اَیِ اللّٰہُ وَفِیْ قِرَاءَۃٍ بِالنُّوْنِ ﴿قوما بما کانوا یکسبون (۱۴)﴾ مِنَ الْغَفْرِ لِلْکُفَّارِ اَذَاھُمْ ﴿من عمل صالحا فلنفسه﴾ عَمِلَ ﴿ومن اساء فعلیها﴾ اَسَاءَ ﴿ثم الی ربکم ترجعون (۱۵)﴾ تَصِیْرُوْنَ فَیُجَازِی الْمُصْلِحَ وَالْمُسِیْءَ ﴿ولقد اتینا بنی اسرائیل الکتب﴾ التَّوْرٰۃَ ﴿والحکم﴾ بِہٖ بَیْنَ النَّاسِ ﴿والنبوة﴾ لِمُوْسٰی وَھٰرُوْنَ مِنْھُمْ ﴿ورزقنهم من الطیبت﴾ الْحَلَالَاتِ کَالْمَنِّ وَالسَّلْوٰی ﴿وفضلنهم علی العلمین (۱۶)﴾ عَالِمِیْ زَمَانِھِمِ الْعُقَلَاءِ ﴿واتینهم بینت من الامر﴾ اَمْرِ الدِّیْنِ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَبَعْثِہٖ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ ﴿فما اختلفوا﴾ فِیْ بِعْثَتِہٖ ﴿الا من بعد ما جاء هم العلم بغیا بینهم﴾ اَیْ لِبَغْیٍ حَدَثَ بَیْنَھُمْ حَسَدًا لَہٗ ﴿ان ربک یقضی بینهم یوم القیمة فیما کانوا فیه یختلفون (۱۷) ثم جعلنک﴾ یَا مُحَمَّدُ ﴿علی شریعة﴾ طَرِیْقَۃٍ ﴿من

الامر ﴿اَمْرِ الدِّیْنِ﴾ ﴿فاتبعها ولا تتبع اهواء الذین لا یعلمون (۱۸)﴾ ﴿فِی عِبَادَةِ غَیْرِ اللّٰهِ﴾ ﴿انهم لن یغنوا﴾ ﴿یَدْفَعُوْا﴾ ﴿عنک من الله﴾ ﴿مِنْ عَذَابِهٖ﴾ ﴿شیئا وان الظلمین﴾ ﴿الْكَافِرِیْنَ﴾ ﴿بعضهم اولیاء بعض والله ولی المتقین (۱۹)﴾ ﴿اَلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ ﴿هذا﴾ ﴿الْقُرْاٰنُ﴾ ﴿بصائر للناس﴾ ﴿مَعَالِمٌ یَتَبَصَّرُوْنَ بِهَا فِی الْاَحْكَامِ وَالْحُدُوْدِ﴾ ﴿وهدی ورحمة لقوم یوقنون (۲۰)﴾ ﴿بِالْبَعْثِ﴾ ﴿ام﴾ ﴿بِمَعْنٰی هَمْزَةِ الْاِنْكَارِ﴾ ﴿حسب الذین اجترحوا﴾ ﴿اِكْتَسَبُوْا﴾ ﴿السیات﴾ ﴿الْكُفْرَ وَالْمَعَاصِیْ﴾ ﴿ان تجعلهم كالذین امنوا وعملوا الصلحت سواء﴾ ﴿خَبَرٌ﴾ ﴿محیاهم ومماتهم﴾ ﴿مُبْتَدَاٌ وَمَعْطُوْفٌ وَالْجُمْلَةُ بَدَلٌ مِنَ الْكَافِ وَالضَّمِیْرَانِ لِلْكُفَّارِ اَلْمَعْنٰی اِحْسِبُوْا اَنْ نَجْعَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ فِی خَیْرٍ كَالْمُؤْمِنِیْنَ اَیْ فِی رَغَدٍ مِنَ الْعَیْشِ مُسَاوٍ لِعَیْشِهِمْ فِی الدُّنْیَا حَیْثُ قَالُوْا لِلْمُؤْمِنِیْنَ لَئِنْ بُعِثْنَا لَنُعْطٰی مِنَ الْخَیْرِ مِثْلَ مَا تُعْطَوْنَ قَالَ تَعَالٰی عَلٰی وَفْقِ اِنْكَارِهٖ بِالْهَمْزَةِ﴾ ﴿ساء ما یحكمون (۲۱)﴾ ﴿اَیْ لَیْسَ الْاَمْرُ كَذٰلِكَ فَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ فِی الْعَذَابِ عَلٰی خِلَافِ عَیْشَتِهِمْ فِی الدُّنْیَا وَالْمُؤْمِنُوْنَ فِی الْاٰخِرَةِ فِی الثَّوَابِ بِعَمَلِهِمُ الصَّالِحَاتِ فِی الدُّنْیَا مِنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّیَامِ وَغَیْرِ ذٰلِكَ وَمَا مَصْدَرِیَّةٌ اَیْ بِئْسَ حُكْمًا حُكْمُهُمْ هٰذَا.

﴿ترجمہ﴾

اللہ ہے جس نے تمہارے بس میں دریا کر دیا کہ اس میں اس کے اذن سے کشتیاں (الفلک بمعنی السفن ہے) چلیں ......۱...... (باصرہ بمعنی باذنہ ہے) اور اس کے لیے تم تلاش کرو (یعنی تجارت کر کے طلب کرو) اس کا فضل اور اس لیے کہ حق مانو اور تمہارے لیے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں (یعنی سورج، چاند، ستارے اور پانی وغیرہ) اور جو کچھ زمین میں (یعنی چوپائے درخت، نباتات، نہریں وغیرہ سب تمہارے نفع کو بنائے) سب کچھ (جمیعا تاکید کے لئے ہے) اپنی طرف سے (ان اشیاء کا تمہارے لیے مسخر کیا جانا اللہ کی طرف سے ہے) بیشک اس میں نشانیاں ہیں (ان میں) تفکر کرنے والوں کے لیے (کہ غور وفکر کر کے ایمان لے آئیں) ایمان والوں سے فرماؤ درگزر کریں ان سے جو امید نہیں رکھتے (یعنی نہیں ڈرتے) اللہ کے دنوں سے (ایام اللہ بمعنی وقائعہ ہے معنی آیت یہ ہے کہ اے مسلمانوں کفار کی طرف سے تمہیں جو اذیتیں ملی ہیں تم ان سے درگزر کرو یہ امر حکم جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے) تا کہ وہ (یعنی اللہ ﷻ) بدلہ دے (ایک قرائت میں لیجزی کو علامت مضارع نون کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) ایک قوم کو اس کی کمائی کا (یعنی مسلمانوں کو ایذائے کفار سے درگزر کرنے کا) جو بھلا کام کرے تو اپنے لیے (اس نے عمل کیا) اور برا کرے تو اپنے برے کو (یعنی اس نے اپنا ہی برا کیا) پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے (تو وہ نیکوکار اور بدکار کو بدلہ دیگا، ترجعون بمعنی تصیرون ہے) اور بیشک ہم نے عطا کی بنی اسرائیل کو کتاب (یعنی تورات) اور حکم (لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والی کتاب) اور نبوت (حضرت موسیٰ علیہ السلام وھارون علیہ السلام کو جو بنی اسرائیل سے تھے) اور ہم نے انہیں ستھرا رزق دیا (یعنی رزق حلال دیا، جیسے من وسلوی) اور انہیں زمانے والوں پر (یعنی ان کے زمانے کے عقلاء پر......۲......) فضیلت بخشی اور ہم نے انہیں اس امر کی (یعنی امر دین کی) روشن دلیلیں دیں (حلال اور حرام اور بعثت محمد ﷺ کی) تو انہوں نے اختلاف نہ کیا (حضور ﷺ کی بعثت کے بارے میں) مگر بعد اس کے کہ علم ان کے پاس آچکا آپس کی عداوت سے (جو حضور ﷺ سے حسد کے سبب ان میں پیدا ہوئی) بیشک تمہارا رب ان میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا جس بات میں اختلاف کرتے ہیں پھر ہم نے تمہیں (اے حبیب ﷺ) کیا اس کام

(یعنی دین کے کام......الخ......) کے راستے پر (شریعۃ بمعنی طریقۃ ہے) تو اسی راہ پر چلو اور ان کی خواہشوں کی اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے (یعنی جو غیر اللہ کی عبادت میں مگن ہیں) بیشک وہ ہرگز تم سے دور نہ کر سکیں گے (یغنوا بمعنی یدفعوا ہے) اللہ (کے عذاب) کو (اسم جلالت سے ماقبل لفظ عـــذاب مضاف مقدر ہے) کچھ بھی اور بیشک ظالم (یعنی کافر) ایک دوسرے کے دوست ہیں اور متقین (یعنی مومنین) کا دوست اللہ ہے یہ (یعنی قرآن پاک) لوگوں کی آنکھیں کھولتا ہے (یعنی ایسی رہنمائی ہے جس کے ذریعے احکام وحدود کے بارے بصیرت ہوتی ہے) اور (مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر) یقین رکھنے والوں کے لیے ہدایت ورحمت، کیا یہ سمجھتے ہیں وہ جنہوں نے ارتکاب کیا برائیوں کا (کفر وگناہوں کا، اجترحوا بمعنی اکتسبوا ہے) ہم انہیں ان جیسا کردیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے کہ برابر ہو جائے (سواء یہ خبر ہے) ان کی زندگی اور موت (محیاھم ومماتھم بصورت معطوف مبتدا ہے یہ جملہ سواء محیاھم ومماتھم کالذین ......الخ سے بدل ہے اور محیاھم مماتھم دونوں کی ضمیر کا مرجع کفار ہے معنی آیت یہ ہے کیا کافروں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ آخرت میں خیر کے معاملے میں ہم انہیں مسلمانوں کی طرح کردیں گے یعنی مسلمانوں کی خوشگوار وفرحت افزا زندگانی ان کے دنیاوی عیش کے مساوی ہوگی......الخ......؟ کفار مسلمانوں سے کہا کرتے تھے اگر مرنے کے بعد ہمیں دوبارہ اٹھایا بھی گیا تب بھی ہمیں اس سے اچھی نعمتیں ہی ملیں گی جو تم کو ملی ہونگی، اللہ ﷻ نے ہمزہ انکاری کے ذریعے ان کی اس بات کی تردید اور ان پر انکار فرمایا ہے) کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں (یعنی معاملہ اس طرح نہیں ہے کفار اپنے دنیاوی عیش کے برخلاف آخرت میں عذاب میں ہوں گے اور مسلمان اپنے دنیا میں کیئے گئے نیک کاموں جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، حج، وغیرہ کے سبب آخرت میں ان نیکیوں کے ثواب میں ہوں گے، ما یحکمون میں ما مصدریہ بمعنی بئس حکما حکمھم ھذا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اللہ الذی سخر لکم البحر لتجری الفلک فیہ بامرہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون﴾

الـلـــــہ: مبتدا، الــذی: موصول، ســـخـــر لـــکـــم الـبـحـــر: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، لام: جار، تـجـری: فعل، الـفلک: ذوالحال، بـامرہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، فیـہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لام: جار، تبتـغـوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لـعـلـکـم تشـکـرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر بافاعل، من فضلہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وسخر لکم ما فی السموت وما فی الارض جمیعا منہ ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون﴾

و: عاطفہ، ســخـر لـکـم: فعل بافاعل وظرف لغو، مـــافـی الـسـمـوت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، مـــافـی الارض: معطوف، ملکر ذوالحال، جـمـیـعـا: حال اول، مـنــہ: ظرف مستقر حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان: حرف شبہ، فـی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ایت: موصوف، لقوم یتفکرون: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل للذین امنوا یغفروا للذین لایرجون ایام اللہ لیجزی قوما بما کانوا یکسبون﴾

قـل لـلـذیـن امنوا: قول، یـغـفـروا: فعل بافاعل، لام: جار، الـذیـن لایـرجـون ایـام الـلـہ: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، لام: جار، یـجـزی قوما: فعل بافاعل ومفعول، بـمـا کانوا یکسبون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر "اغفروا" جملہ امر کیلئے جواب امر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا ثم الی ربکم ترجعون﴾

من: شرطیہ مبتدا،عمل صالحا: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،لنفسہ ظرف مستقر فعل محذوف "عمل" کیلئے ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ،و: عاطفہ ،من: شرطیہ مبتدا،اساء: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،علیھا ظرف مستقر "السوئۃ" مبتدا محذوف کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،ثم: عاطفہ ،الی ربکم ظرف لغو مقدم ،ترجعون: فعل با نائب الفاعل ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد اتینا بنی اسراء یل الکتب والحکم والنبوۃ﴾

و: مستانفہ ،لام قسمیہ ،قد تحقیقیہ ،اتینا: فعل با فاعل ،بنی اسراء یل: مفعول اول ،الکتب: معطوف علیہ ،والحکم والنبوۃ: معطوفات ،ملکر مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم ،ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿ورزقنھم من الطیبت وفضلنھم علی العلمین﴾

و: عاطفہ ،رزقنھم: فعل با فاعل ومفعول ،من الطیبت: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اتینا" پر معطوف ہے ،و: عاطفہ ،فضلنھم: فعل با فاعل ومفعول ،علی العلمین: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اتینا" پر معطوف ہے۔

﴿واتینھم بینت من الامر فما اختلفوا الا من بعد ما جاء ھم العلم بغیا بینھم﴾

و: عاطفہ ،اتینھم: فعل با فاعل ومفعول ،بینت: موصوف ،من الامر: ظرف مستقر صفت ،ملکر مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف: عاطفہ ،ما اختلفوا: فعل نفی با فاعل ،الا: اداۃ حصر ،من: جار ،بعد: مضاف ،ما: مصدریہ ،جاء ھم العلم: فعل ومفعول وفاعل ،بغیا: موصوف ،بینھم: ظرف متعلق بمحذوف صفت ،ملکر مفعول لہ ،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربک یقضی بینھم یوم القیمۃ فیما کانوا فیہ یختلفون﴾

ان ربک: حرف شبہ واسم ،یقضی: فعل "ھو" ضمیر مستتر ذوالحال ،یوم القیمۃ: ظرف متعلق بمحذوف حال ،ملکر فاعل ،بینھم: ظرف ،فیما کانوا فیہ یختلفون: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم جعلنک علی شریعۃ من الامر فاتبعھا ولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون﴾

ثم: عاطفہ ،جعلنک: فعل با فاعل ومفعول ،علی: جار ،شریعۃ: موصوف ،من الامر: ظرف مستقر صفت ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف: عاطفہ ،اتبعھا: فعل امر با فاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ ،لا تتبع: فعل نہی با فاعل ،اھواء: مضاف ،الذین لا یعلمون: موصول صلہ ،ملکر مضاف الیہ ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انھم لن یغنوا عنک من اللہ شیئا وان الظلمین بعضھم اولیاء بعض واللہ ولی المتقین﴾

انھم: حرف شبہ واسم ،لن یغنوا: فعل نفی با فاعل ،عنک: ظرف لغو ،من اللہ: ظرف لغو ثانی ،شیئا: مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ ،ان الظلمین: حرف شبہ واسم ،بعضھم: مبتدا ،اولیاء بعض: خبر ،ملکر جملہ اسمیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ ،اللہ: مبتدا ،ولی المتقین: خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھذا بصائر للناس وھدی ورحمۃ لقوم یوقنون﴾

ھذا: مبتدا ،بصائر: موصوف ،للناس: ظرف مستقر صفت ،ملکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،ھدی: معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،رحمۃ: معطوف ،ملکر موصوف ،لقوم یوقنون: ظرف مستقر صفت ،ملکر معطوف ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام حسب الذین اجترحوا السیات ان نجعلھم کالذین امنوا وعملوا الصلحت سواء محیاھم ومماتھم﴾
ام: منقطعہ بمعنی ھمزہ وبل، حسب: فعل، الذین اجترحوا السیات: موصول صلہ ملکر فاعل، ان: مصدریہ، نجعلھم: فعل با فاعل ومفعول اول، کاف: جار، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ ملکر ذو الحال، سواء: مصدر، محیاھم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، مماتھم: معطوف، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿ساء مایحکمون﴾ ساء: فعل ذم، مایحکمون: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مبتدا محذوف "ھو" کیلئے خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......قل للذین امنوا ...... ☆ شان نزول میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ غزوہ بنی مصطلق میں مسلمان بیر مریسیع پر اترے یہ ایک کنواں تھا عبداللہ بن ابی منافق نے اپنے غلام کو پانی کے لئے بھیجا وہ دیر میں آیا تو اس سے دریافت کیا اس نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کنویں کے کنارے پر بیٹھے تھے جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مشکیں نہ بھر گئیں اس وقت تک انہوں نے کسی کو پانی بھرنے نہ دیا یہ سن کر اس بدبخت نے ان حضرات کی شان میں گستاخانہ کلمے کہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ تلوار لے کر تیار ہو گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس تقدیر پر یہ آیت مدنی ہوگی۔ مقاتل کا قول ہے کہ قبیلۂ بنی غفار کے ایک شخص نے مکہ مکرمہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دی تو آپ نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب آیت ﴿من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا (الحدید: ۱۱)﴾ نازل ہوئی تو فنحاص یہودی نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رب محتاج ہوگیا (معاذ اللہ) اس کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار کھینچی اور اس کی تلاش میں نکلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی بھیج کر انہیں واپس بلوا لیا۔
☆......کالذین امنوا وعملوا الصلحت...... ☆ مشرکین مکہ کی ایک جماعت نے مسلمانوں سے کہا تھا اگر تمہاری بات حق ہو اور مرنے کے بعد اٹھنا بھی ہو تو ہم ہی افضل رہیں گے جیسا کہ دنیا میں ہم تم سے بہتر رہے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ عزوجل کی نعمتوں میں سے کشتی کا چلنا:

۱......دریاؤں اور بڑے بڑے سمندروں میں کشتی چلنا یقیناً اللہ عزوجل کی قدرت کے مرہون منت ہے، کہ اللہ عزوجل نے ہواؤں کو اس قابل کر دیا کہ مخالف سمت نہ چلیں بلکہ اسی سمت میں چلیں جس جانب کشتی نے سفر اختیار کرنا ہے۔(۲)......زمین کی کشش ثقل بھاری چیز کو اپنی جانب کھینچ لیتی ہے، لیکن ہزاروں ٹن وزنی بڑے بڑے جہاز پانی کی سطح پر عمدگی سے تیزے چلے جاتے ہیں، یہ بھی اللہ عزوجل کی قدرت کا عظیم شاہکار ہے۔(۳)......ان کشتیوں کے چلنے کے لئے ایندھن، گیس اور تیل کا اہتمام اللہ عزوجل کی قدرت کے تحت ہے۔(۴)......انسان کو عقل وفہم عطا فرمائی اور ہنر سکھا دیا کہ کس طرح بحری سفر اختیار کرنے کے لئے بڑے اور چھوٹے جہاز بنائے جاسکتے ہیں؟۔

عقل کی تعریف اور تناظر میں بحث:

۲......امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں: علم کو قبول کرنے والی قوت کا نام عقل ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے انسان اسی قوت کے ذریعے جسے عقل کہتے ہیں علم حاصل کرتا ہے۔(المفردات، ص ۳۴۵)۔ پھر اہل علم نے عقل کی دو اقسام کی ہیں: عقل طبعی جس کی

مثال ذیل میں موجود پہلی حدیث ہے جو انسان کے دماغ میں مرکوز ہے، جس سے انسان اچھے بُرے کی تمیز کر سکتا ہے۔ باقی احادیث کا تعلق عقل سمعی سے ہے اور اس سے مراد وہ علوم ہیں جو کسی سے سن کر، کتابوں سے پڑھ کر حاصل ہوتے ہیں۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ عزوجل نے عقل کو پیدا فرمایا تو اس سے فرمایا: کھڑی ہو، وہ کھڑی ہوگئی، پھر اس سے فرمایا پیٹھ پھیر تو اس نے پیٹھ پھیر لی، پھر فرمایا: سامنے ہو تو وہ سامنے ہوگئی، پھر فرمایا: بیٹھ جا تو وہ بیٹھ گئی، پھر اس سے فرمایا: میں نے تجھ سے عمدہ اور افضل اور اچھی مخلوق کوئی نہیں پیدا کی، میں تیرے سبب سے لیتا ہوں اور تیرے سبب سے عطا کرتا ہوں اور تیرے سبب سے پہچانا جاتا ہوں اور تیرے سبب سے ناراض ہوتا ہوں اور تیرے سبب سے ہی ثواب ہے اور تجھ ہی پر عقاب ہے''۔ (شعب الایمان ،باب: فی تعدید نعم اللہ و شکرھا ،فصل:فی فضل العقل الذی ھو من النعم ،رقم:٤٦٣٤، ج٤، ص١٦٨١)

☆......ابو بکر عیاش کہتے ہیں: زبان کو روکنا اور نرم گفتاری عقل مندی ہے اور بد زبانی اور سخت کلامی بے عقلی ہے۔

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''عاقل وہ ہے جو اللہ عزوجل کے حکم سے کسی بُرے کام سے رک جائے اور جس نے زمانہ مصائب پر صبر کیا''۔ (المرجع السابق، رقم:٤٦٨٣، ص ١٦٩٣ وغیرہ)

حدیث کی رو سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا ممتاز ہونا:

۳......حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں: (۱)......ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی، (۲)......تمام روئے زمین کو میرے لئے سجدہ گاہ کر دیا گیا، (۳)......میرے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا تھا، (۴)......مجھے شفاعت (کبریٰ) دی گئی، (۵)......پہلے انبیاء علیہم السلام کو کسی ایک قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی جانب بھیجا گیا ہے''۔ (صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب:، رقم:٣٣٥، ص٥٨)

کافر اور مسلمان کی زندگی اور موت برابر نہیں:

۴......موت ایک اٹل حقیقت ہے، جو زندگی بھر گناہ میں مصروف رہتے ہیں وہ مسلمان بھی موت کی حقیقت کو نہیں جھٹلاتے، فرق صرف اتنا ہے کہ تیاری پھر بھی نہیں کرتے۔ خیر مومن اور کافر کی زندگی اور موت یکساں نہیں بلکہ نیک اور بد کی زندگی اور موت برابر نہیں چہ جائے کہ دونوں ہی مسلمان ہوں۔ چنانچہ احادیث کے مضامین درج ذیل ہیں جس سے مسئلہ واضح ہو جائے گا۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کسی شخص پر موت کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں، پس اگر وہ شخص نیک ہو تو فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اے پاکیزہ روح! تو پاکیزہ جسم میں تھی تو تعریف و تحسین کئے جانے کی حالت میں نکل آ، تجھے خوشی اور راحت کی بشارت ہو اور رب کے ناراض نہ ہونے کی خوشی ہو، اس سے یونہی کہا جاتا رہے گا حتی کہ اسکی روح نکل آئے گی، پھر اس کو آسمان کی طرف اوپر لے جایا جائے گا اور اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیا جائے گا، پھر کہا جائے گا: یہ کون ہے؟ فرشتے کہیں گے: یہ فلاں شخص ہے تو کہا جائے گا کہ پاکیزہ روح کو خوش آمدید ہو یہ پاکیزہ جسم میں تھی تو تعریف و تحسین کے ساتھ داخل ہو اور راحت کی بشارت کو قبول کر اور رب کے ناراض نہ ہونے کو، اس سے یونہی کہا جاتا رہے گا حتی کہ وہ اس آسمان میں پہنچ جائے گا جس میں اللہ عزوجل کی ذات پاک اپنی شان کے لائق جلوہ فرما ہے، جب فرشتے کسی فاجر کی روح قبض کرنے کے لئے جائیں تو اس سے کہتے ہیں: اے خبیث روح! تو خبیث جسم میں تھی، تو اس حال میں نکل کہ تیری مذمت کی جا رہی ہے، تیرے لئے گرم پانی اور پیپ اور اسی طرح کے اور عذابوں کی بشارت ہے، اس سے یونہی کہا جاتا رہے گا حتی کہ وہ روح نکل آئے گی، پھر اس کو آسمان کی جانب لے جایا جائے گا، پھر اس کے متعلق پوچھا جائے گا: یہ کون ہے؟ تو بتایا جائے گا کہ یہ

فلاں شخص ہے، تو کہا جائے گا: یہ خبیث جسم میں تھی، اس کو خوش آمدید نہ ہو، تو مذموم ہونے کے حال میں واپس ہو جا، تیرے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے، پھر اس کو آسمان سے بھیج دیا جائے گا اور وہ قبر میں چلی جائے گی"۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب: ما یقال عند من حضرہ الموت، الفصل الثالث، ص ۱٤۱)

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن سید عالم ﷺ نے انصار سے فرمایا: "کامیاب زندگی وہ ہے جو تمہاری زندگی ہے اور کامیاب موت وہ ہے جو تمہاری موت ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب: فتح مکۃ، رقم: (٤٥١٤)/۱۷۸۰، ص ۹۰۰)

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: جب مومن کی روح نکلتی ہے اور انہوں نے اس کی خوشبو کا ذکر کیا، تو دو فرشتے اس روح کو اوپر لے جاتے ہیں اور آسمان کے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ پاکیزہ روح زمین کی جانب سے آئی ہے۔ تجھ پر اللہ عزوجل کی رحمت ہو اور جس جسم میں تو تھی اس پر بھی اللہ عزوجل کی رحمت ہو، پھر اس روح کو اس کے رب عزوجل کے پاس لے جایا جائے گا، پھر اللہ عزوجل فرمائے گا اس روح کو اس کی آخری میعاد تک لے جاؤ اور جب کافر کی روح نکلتی ہے، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی بدبو اور لعنت کا ذکر کیا، اور آسمان والے کہتے ہیں کہ یہ خبیث روح زمین کی جانب سے آئی ہے، پھر کہا جائے گا: اس کو اس کی آخری میعاد تک لے جاؤ"۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ، باب رعض مقعدالمیت من الجنۃ، رقم: (۷۱۱۵)/ ۲۸۷۲، ص ۱٤۰٦)

اغراض:

باذنہ: یعنی اللہ کے ارادے اور مشیت سے، اور اگر اللہ چاہے تو کشتی نہ چلے۔ بالتجارۃ: یعنی حج اور غزوات وغیرہ مصالح دینی اور دنیاوی۔ وغیرہ: جیسا کہ ملائکہ کہ وہ زمین والوں کے لئے مسخر ہوتے ہیں، ان کے معاش کے معاملات میں تدبیر کرتے ہیں، اور اس کی دلیل اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿ولقد کرمنا بنی آدم﴾ میں پائی جاتی ہے۔ حال: ہے "ما" سے، اور یہ بھی درست ہے کہ ﴿جمیعا﴾ کی صفت ہو، پس اول صورت میں معنی یہ ہونگے کہ تمہارے لئے اشیاء اس حال میں مسخر کردیں کہ (تم) اس کی مخلوق ہو اور ثانی صورت میں معنی یہ ہونگے: تمام چیزیں اس احکم الحاکمین کی جانب سے تمہارے لئے ہیں۔

ای اغفروا للکفار: میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ﴿یغفروا﴾ قول کا مقول محذوف ہے، تقدیر عبارت یوں ہونی چاہیے: "قل لھم اغفروا یغفروا"۔ وھذا قبل الامر بجھادھم: پس یہ آیت: ﴿قل للذین امنوا یغفروا......الخ﴾ سے منسوخ ہے، اور یہ آیت ایک قول کے مطابق مکی اور ایک کے مطابق مدنی ہے، اور منافقین سے ہاتھ روکنے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ مشرکین کہیں گے محمد (ﷺ) اپنے ہی اصحاب کو قتل کرتے ہیں، یہاں تک کہ مسلمان اور منافقین میں فرق کرنے کا حکم آ گیا، اور ایک قول اس آیت کے عدم منسوخ ہونے کا ہے بلکہ یہ آیت منازعت (لڑائی جھگڑے) کے ترک کرنے کی وجہ سے بھی کہی گئی ہے کیونکہ اس صورت میں منافقین کی زبانیں مزید دین اسلام کے لئے لغویات کہیں گی۔

التورٰۃ: صرف اسی ایک کتاب کے ذکر پر اس لئے اختصار کیا گیا ہے کہ یہ کتاب بنی اسرائیل کو باقی کتب سے بے پرواہ کردے گی، اور بنی اسرائیل کو اس کے سوا کسی اور کتاب کی پرواہ نہیں رہے گی اور اللہ نے اس کتاب میں احکام شرعیہ بیان فرمائے ہیں جبکہ بنی اسرائیل کی کتب تین ہیں، توریت، زبور اور انجیل۔ کالمن والسلوی: یعنی ایک خاص قسم کا میٹھا اور نمکین، جو کہ مقام تیہ میں نازل ہوتا تھا۔ فی بعثتہ: یعنی سید عالم ﷺ کی بعثت سے پہلے لوگ اس بات پر متفق تھے لیکن جب سید عالم ﷺ علم اور شریعت لے کر تشریف لائے تو اختلاف میں پڑ گئے، حالانکہ درحقیقت انہیں متفق ہونا چاہیے تھا۔

معالم: جمع معلم ہے، یعنی جس سے راستے کا استدلال کیا جا سکے، مراد یہ ہے کہ یہ آیات قرآنیہ لوگوں کو احکام کی سمجھ عطا کرتی ہیں۔

ای لیس الامر کذلک: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ہمزہ نفی کے لئے ہے اور مفسر کے لئے مناسب یہ تھا کہ اسے ﴿ساء ما یحکمون ﴾ سے پہلے لاتے، معنی یہ ہے کہ کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی زندگی اور موت کو برابر ایک جیسا کردیں گے؟ ہرگز نہیں! دونوں چیزیں برابر نہیں ہوسکتیں، پس ایمان اور طاعت کے باعث دنیا میں شرف حاصل ہوتا ہے اور اللہ کی رحمت اور رضا مرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے، اور کفر اور معصیت دنیا میں پریشانی اور آخرت کے دائمی عذاب اور اللہ کی لعنت کا سبب بنتا ہے اور دنیا میں عیش وعشرت کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دنیا میں فراخی وعیش قسمت کی وجہ سے ملتا ہے چہ جائے کہ مومن ہو یا کافر یا جانور ہی کیوں نہ ہو۔

(الصاوی، ج۵، ص۲۶۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۹

﴿وخلق الله السموت والارض بالحق﴾مُتَعَلِّقٌ بِخَلق لِيَدُلَّ عَلٰى قُدْرَتِهٖ وَوَحْدَانِيَّتِهٖ﴿ولتجزى كل نفس بما كسبت﴾مِنَ الْمَعَاصِىْ وَالطَّاعَاتِ فَلا يُسَاوِى الْكَافِرُ الْمُؤمِن﴿وهم لا يظلمون (۲۲) افرء يت﴾اَخْبِرْنِىْ﴿من اتخذ الهه هوه﴾مَا يَهْوَاهُ مِنْ حِجْرٍ بَعْدَ حِجْرٍ يَرَاهُ اَحْسَنَ﴿واضله الله على علم﴾مِنْهُ تَعَالٰى اَىْ عَالِمًا بِاَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الضَّلالَةِ قَبْلَ خَلْقِهٖ﴿وختم على سمعه وقلبه﴾فَلَمْ يَسْمَعِ الْهُدٰى وَلَمْ يَعْقِلْهُ﴿وجعل على بصره غشوة﴾ظُلْمَةً فَلَمْ يَبْصُرِ الْهُدٰى وَيُقَدِّرُهٰنَا الْمَفْعُوْلَ الثَّانِىْ لِرَاَيْتَ اَىْ اَيَهْتَدِىْ﴿فمن يهديه من بعد الله﴾اَىْ بَعْدَ اِضْلالِهٖ اِيَّاهُ اَىْ لايَهْتَدِىْ﴿افلا تذكرون (۲۳)﴾تَتَّعِظُوْنَ فِيْهِ اِدْغَامُ اِحْدَى التَّائَيْنِ فِى الذَّالِ﴿وقالوا﴾اَىْ مُنْكِرُوا الْبَعْثِ﴿ما هى﴾اَىِ الْحَيٰوةُ﴿الا حياتنا﴾الَّتِىْ فِىْ﴿الدنيا نموت ونحيا﴾اَىْ يَمُوْتُ بَعْضٌ وَيَحْيٰى بَعْضٌ بِاَنْ يُوْلَدُوْا﴿وما يهلكنا الا الدهر﴾اَىْ مُرُوْرُ الزَّمَانِ قَالَ تَعَالٰى﴿وما لهم بذلك﴾مَقُوْلٍ﴿من علم ان﴾مَا﴿هم الا يظنون (۲۴) واذا تتلى عليهم ايتنا﴾مِنَ الْقُرْاٰنِ الدَّالَّةِ عَلٰى قُدْرَتِنَا عَلَى الْبَعْثِ﴿بينت﴾وَاضِحَاتٍ حَالٌ﴿ما كان حجتهم الا ان قالوا ائتوا باٰبائنا﴾اَحْيَاءٍ﴿ان كنتم صدقين (۲۵)﴾اَنَّا نُبْعَثُ﴿قل الله يحييكم﴾حِيْنَ كُنْتُمْ نُطَفًا﴿ثم يميتكم ثم يجمعكم﴾اَحْيَاءً﴿الى يوم القيمة لا ريب﴾شَكٌّ﴿فيه ولكن اكثر الناس﴾وَهُمُ الْقَائِلُوْنَ مَا ذُكِرَ﴿لايعلمون (۲۶)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ بنایا (بالحق یہ خلق سے متعلق ہے تا کہ اللہ ﷻ کی قدرت اس کی وحدانیت پر استدلال کیا جاسکے) اور اس لیے کہ بدلہ پائے ہر جان اپنے کیے کا (گناہوں اور نیکیوں کا، پس کافر اور مومن دونوں باہم مساوی نہیں ہیں) اور ان پر ظلم نہ ہوگا بھلا دیکھو تو (مجھے خبر تو دو) وہ جس نے اپنی خواہش کو خدا ٹھہرالیا (یعنی ایک بعد دوسرا جو اچھا لگتا ہے اسے وہ خدا بنالیتا ہے) اور اللہ نے اسے باوصف علم کے گمراہ کیا (یعنی اللہ ﷻ کو اس کی پیدائش سے پہلے بھی اس کا علم تھا کہ یہ شخص گمراہوں میں سے ہوگا......۱......) اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی (تو نہ وہ ہدایت کو سن سکتا ہے اور نہ سمجھ سکتا ہے) اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا (یعنی اندھیرا کردیا کہ وہ ہدایت کو دیکھ نہیں پایا......۲......، یہاں رایت کا مفعول ثانی ایھتدی مقدر ہے) تو کون راہ دکھائے گا اسے اللہ کے بعد (یعنی اسے اللہ ﷻ کے گمراہ کردینے کے بعد یعنی ایسا شخص راہ یاب نہیں ہوسکتا) تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے (تذکرون

بمعنی تتعظون ہے، تذکرون کی دو تاء میں سے ایک کا ادغام ذال میں کر دیا گیا ہے) اور بولے (حشر ونشر کے منکر) وہ (زندگی) تو نہیں مگر یہی ہماری زندگی (جو) دنیا میں ہے مرتے ہیں اور جیتے ہیں (یعنی ہم میں سے بعض مرتے اور بعض پیدا ہو کر جیتے ہیں) اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ (یعنی زمانے کا گزرنا.....) اللہ ﷻ فرماتا ہے) انہیں اس کا (اس بات کا) علم نہیں وہ تو نرے گمان دوڑاتے ہیں اور جب ان پر ہماری واضح آیتیں (یعنی قرآن پاک کی آیتیں جو مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جانے پر ہمارے قادر ہونے پر دلالت کرتی ہیں، بینت بمعنی واضحات حال بن رہا ہے) تو بس ان کی حجت ہوتی ہے کہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا کو (زندہ کرکے) لے آؤ اگر تم سچے ہو (اس بات میں کہ ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا) تم فرماؤ اللہ تمہیں جلاتا ہے (جب تم بصورت نطفہ تھے) پھر تم کو مارے گا پھر تم سب کو (زندہ کرکے) اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں (ریب کے معنی شک ہے) لیکن اکثر لوگ (جو مذکور بات کے قائل ہیں) انہیں اس کا علم نہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿وخلق الله السموت والارض بالحق ولتجزی کل نفس بما کسبت وھم لایظلمون﴾

و: عاطفہ، خلق الله: فعل وفاعل، السموت والارض: ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لام: جار، تجزی: فعل مجہول، کل نفس: ذوالحال، و: حالیہ، ھم لایظلمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر نائب الفاعل، بما کسبت: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر معطوف، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افرءیت من اتخذ الھہ ھوہ واضلہ الله علی علم﴾

ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، رایت: بمعنی اخبرنی: فعل بافاعل، من: موصول، اتخذ الھہ: فعل بافاعل ومفعول اول، ھوہ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ھو: عاطفہ، واضل: فعل، ہ: ضمیر ذوالحال، علی علم: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، الله: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مفعول اول "مھتدیا" مفعول ثانی محذوف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشوۃ﴾

و: عاطفہ، ختم علی سمعہ وقلبہ: جملہ فعلیہ ماقبل "اخلہ الله" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، جعل علی بصرہ غشوۃ: جملہ فعلیہ ماقبل "اضلہ الله" پر معطوف ہے۔

﴿فمن یھدیہ من بعد الله افلا تذکرون﴾

ف: عاطفہ، من: استفہامیہ مبتدا، یھدیہ: فعل بافاعل ومفعول، من بعد الله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "یصرون علی الغی" لاتذکرون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقالوا ما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما یھلکنا الا الدھر﴾

و: مستانفہ، قالوا: قول، ما: نافیہ، ھی: مبتدا، الا: اداۃ حصر، حیاتنا الدنیا: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ، نموت: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، نحیا: فعل و "نحن" ضمیر مستقر ذوالحال، و: حالیہ، مایھلکنا: فعل نفی ومفعول، الا: اداۃ حصر، الدھر: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومالھم بذلک من علم ان ھم الا یظنون﴾

و: عاطفہ، ما: نافیہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، بذلک: ظرف لغو مقدم، من علم: مصدر بافاعل، ملکر شبہ جملہ مبتدا موخر، ملکر جملہ

اسمیہ،ان :نافیہ ،ھم :مبتدا،الا : اداۃ حصر ،یظنون : جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا تتلی علیھم ایتنا بینت ما کان حجتھم الا ان قالوا ائتوا بابائنا ان کنتم صدقین﴾

و : عاطفہ ،اذا :ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم ،تتلی علیھم :فعل مجہول وظرف لغو ،ایتنا :ذوالحال ،بینت : حال ،ملکر نائب الفاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ما : نافیہ ،کان حجتھم :فعل ناقص واسم ،الا : اداۃ حصر ،ان :مصدریہ ،قالوا :قول ،ائتوا بابائنا : جملہ فعلیہ مقولہ اول ،ان :شرطیہ ، کنتم صدقین : جملہ فعلیہ جزا محذوف "فاتوا" کیلئے شرط ،ملکر جملہ شرطیہ مقولہ ثانی ،ملکر جملہ قولیہ بتاویل مصدر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل الله یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم الی یوم القیمة لاریب فیه ولکن اکثر الناس لایعلمون﴾

قل : قول ،الله :مبتدا ،یحییکم : جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ثم :عاطفہ ،یمیتکم : جملہ فعلیہ معطوف اول ،ثم : عاطفہ ،یجمعکم :فعل بافاعل ومفعول ،الی : جار ،یوم القیمة :ذوالحال ،لاریب فیه : جملہ اسمیہ حال اول ،و : حالیہ ،لکن اکثر الناس لایعلمون : جملہ اسمیہ حال ثانی ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... کالذین امنوا وعملوا الصلحت سواء ......☆ مشرکین مکہ کی ایک جماعت نے مسلمانوں سے کہا تھا اگر تمہاری بات حق ہو اور مرنے کے بعد اٹھنا ہو تو بھی ہم ہی افضل رہیں گے جیسا کہ دنیا میں ہم تم سے بہتر رہے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بعض کو گمراہ کرنے کی توجیہ:

۱......اللہ عزوجل کائنات کے ذرّے ذرّے کا علم رکھتا ہے، اور بندوں میں سے کسی پر ظلم بھی نہیں کرتا۔اب بندہ اگر اپنی خواہشات اور نفس کے تقاضوں کو پیچھے ڈال کر اللہ عزوجل کی فرمانبرداری اختیار کرلے تو بہت اچھا اور معاملہ برعکس ہوجائے کہ جانتا ہے کہ نفس کے ان تقاضوں اور خواہشوں کو ماننے میں اللہ جل جلالہ کی نافرمانی ہوگی، اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے لیکن پھر بھی اپنے نفس کی تسکین کی خاطر ایسا ہی کرگیا جو اللہ عزوجل کی نافرمانی کا سبب بنے تو اس نے اپنے لئے خود ہی گمراہی کو خرید لیا، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے اندر جو علم کے باوجود اپنے علم کے تقاضے پر عمل نہ کرے گمراہی پیدا کردیتا ہے،اب بات درست ہوگئی کہ:"اللہ جل جلالہ نے اس کو علم کے باوجود گمراہ کردیا"۔اللہ عزوجل کو ایسے شخص کے متعلق پہلے ہی سے علم ہوتا ہے کہ کون نیکی و پرہیزگاری کو قبول کرکے اُخروی انعامات کو حاصل کرے گا اور کون برعکس معاملہ کرے گا؟اور جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات ہے کہ وہ نیکی ، پرہیزگاری ،تقوی ، طاعت گزاری کو قبول کرے گا وہ نہ صرف نیک ہوگا بلکہ دوسروں کو بھی نیک بنائے گا اور اللہ عزوجل کے دین کی ترویج واشاعت میں ہر ممکن کوشش کرے گا ،ہر مشقت وزحمت کو اپنے گلے کا ہار سمجھ کر سینے سے لگائے گا اور ایسی ہی صفات کے حاملین کے لئے اللہ جل جلالہ نے فرمایا:﴿اللہ اعلم حیث یجعل رسالته اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے (الانعام:۱۲۴)﴾۔

امام رازی کہتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ ارواح بشریہ کے جواہر مختلف ہیں،ان میں سے بعض مشرقہ نورانیہ علویہ الٰہیہ ہوتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی طرف میلان ہوتا ہے اور بعض میلے سفلیہ ہوتے ہیں جن کا جسمانی شہوتوں کی طرف بہت زیادہ میلان ہوتا ہے،اس لئے اللہ عزوجل نے ہرایک کے جوہر ذات کے اعتبار سے اور اس کی حقیقت اور صلاحیت کے اعتبار سے کردیئے ،چنانچہ مَردودین کے متعلق فرمایا:﴿واضله الله علی علم اور اللہ نے اسے باوصف علم گمراہ کیا(الجاثیہ:۲۳)﴾اور مقبولین کے متعلق

فرمایا:﴿الله اعلم حیث یجعل رسالته اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے(الانعام: ۱۲۴)﴾۔(الرازی، ج۹،ص ۶۷۸)

دو سورتوں میں کانوں اور دلوں پر مہر لگانے کے الگ الگ بیان:

۲......جن دوصورتوں میں خصوصیت کے ساتھ کانوں اور دلوں پر مہر لگانے کا بیان ہے ان میں سے ایک سورۃ البقرۃ اور دوسری سورۃ الجاثیہ ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿ختم الله علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوة اللہ نے ان کے دلوں پر اوران کے کانوں پر مہر کردی اوران کی آنکھوں پر گھٹاٹوپ ہے(البقرۃ:۷)﴾،﴿وختم علی سمعه وقلبه وجعل علی بصره غشوة اوراس کے کان اور دل پر مہر لگادی اوراس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا (الجاثیہ:۲۳)﴾۔اب دونوں آیات پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ البقرۃ کی آیت میں اللہ عزوجل نے پہلے دل کا ذکر فرمایا پھر کان کا،اورسورۃ الجاثیہ میں اللہ عزوجل نے پہلے کان کا ذکر فرمایا پھر دل کا،دونوں کے مدرکات میں فرق ہے۔کبھی انسان کسی کے کلام کوسن کر دل میں اس کا اثر قائم کرلیتا ہےاورکبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کے بارے میں اس کے دل میں منفی بات ہوتی ہےاور جب ایسے شخص کے بارے میں کلام سنتا ہےتو بےتوجہی سے سنتا ہے کیونکہ دل میں پہلے ہی سے بداعتمادی راسخ ہوتی ہےاورایسا بھی ہوتا ہے کہ دل کا اثر اعضاء سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔کفار مکہ سید عالم ﷺ کی بابت جو بھی باتیں کہتے ،کاہن، جادوگراوراسی قسم کی دیگر باتیں تو بعض وہ لوگ جوناواقف ہوتے ،کفار مکہ سے یہ باتیں سن کران کے دلوں پراثرانداز ہوجاتی اور یہی کانوں سے دل کے متاثر ہونے کی مثال ہے جس کا ذکر سورۃ الجاثیہ میں اللہ عزوجل نے فرمایا،جب کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ جس کے دل میں کسی کا بغض ہی جمع ہوجائے جیسا کہ سید عالم ﷺ کے حوالے سے کئی کفار مکہ کا ہوتا تھا تو اب سید عالم ﷺ کے حوالے سے کوئی بات بھی سن نہیں پاتے بلکہ سنی اَن سنی کردیتے۔یہی دل سے کانوں کے متاثر ہونے کی دلیل ہے جس کا ذکر سورۃ البقرۃ میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔ (تبیان القرآن، ج۱۰، ص۸۱۳وغیرہ ملخصاً)

دھر کی تعریف اور اس سے متعلق احادیث نبویہ:

۳......امام راغب فرماتے ہیں: اس جہاں کے وجود میں آنے سے اس کے اختتام کی مدت کو دہر کہتے ہیں، اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورا بیشک آدمی پرایک وقت وہ بھی گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا(الدھر:۱)﴾۔اس کے بعد ہر مدت کثیرہ کو دہر کہا جانے لگا،اس کے برخلاف زمانہ کا اطلاق قلیل وکثیر دونوں مدتوں پر ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کا دہر،اس سے مراداس شخص کی حیات ہوتی ہےاور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زمانہ نے فلاں شخص پر مصائب نازل کردیئے۔ (المفردات، ص۱۷۹)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:''اللہ عزوجل ارشادفرماتا ہے کہ ابن آدم دہر کو بُرا کہہ کر مجھے اذیت پہنچاتا ہے، میں(خالق)دہر ہوں اور رات اوردن کو گردش دیتا ہوں''۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر،باب ومایھلکنا الا الدھر،رقم:۴۸۲۶،ص ۸۵۴)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''اللہ عزوجل ارشادفرماتا ہے:ابن آدم دہر کو بُرا کہتا ہےاور میں(خالق)دہر ہوں میرے ہی ہاتھ میں رات اوردن کی گردش ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر،باب لاتسبو الدھر، رقم: ۶۱۸۱،ص ۱۰۷۷)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:''اللہ عزوجل فرماتا ہےابن آدم کہتا ہے:اے دہر کی ناکامی!تو وہ مجھے اذیت پہنچاتا ہے،لہذا تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے:!اے دہر کی ناکامی یا نامرادی!پس بیشک میں(خالق)دہر ہوں، میں ہی

رات اوردن کوگردش میں رکھتا ہوں اور میں جب چاہوں گا تو ان کوقبض کرلونگا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الادب وغیرھا،باب النہی عن سب الدھر،رقم: (۵۷۵۷) ۲۳۴۶ ص۱۲۳۶)

اغراض:

متعلق بخلق: یعنی فاعل یامفعول سے حال ہے۔لیدل علی قدرتہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ لقدکے فرمان:﴿ولتجزی﴾علتِ محذوفہ پر معطوف ہے۔من حجر: پتھروں کے علاوہ سورج، چاند کواللہ کے سوا معبود بنایا، عاقل ہو یاغیر عاقل، پس کفر یہی ہے کہ ان کی عبادت کی جائے اورانہیں اللہ کی بارگاہ کی طرح مقرب جانا جائے اور جہاں تک صالحین اور حضرات انبیائے کرام کی قبروں کاتعلق ہےتو ان کے ساتھ عقیدت رکھنا عبادت کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ یہ تو غیر سے نفع حاصل کرنا کہلاتا ہے اورحضرات اولیائے کرام سے راضی ہونا اورحضرات انبیائے کرام کی بارگاہ میں صلوٰۃ سلام پڑھنا، یہ سب غیر سے نفع کے حاصل کرنے کے لئے مشروع ہیں اوراس میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ ان میں تاثیر پیدا کرنے والی ذات اللہ ہی کی ہے جیسا کہ وارد ہوتا ہے:''بیشک فرشتے فاعل ومفعول دونوں کے لئے انتظام فرماتے ہیں، جوصالحین کی قبروں کی زیارت کرتے اوراُن سے توسل کرتے ہیں، یہ اللہ کی فرمانبرداری اختیار کرنا ہے، اور یہ بندگان خدااللہ کے محبوب ہیں، اللہ انہیں اپنے بندوں کی عبادت میں سے ان کی عبادت کوزیادہ پسند فرماتا ہے اوراپنی وحدانیت اوردین کا پیغام پہنچانے میں ان کی صداقت کا اعتماد فرماتا ہے اوران کے فضل کا اعتراف کرنا معصیت اورشرک نہیں ہے جیسا کہ وہ لوگ کہتے ہیں جوجہل مرکب یاعقیدہ زائغہ کے حاملین ہیں۔

ای عالما بانہ من اھل الضلالۃ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان:﴿علی علم﴾ فاعل یا دوسرے قول کے مطابق مفعول سے حال ہے، معنی یہ ہے کہ اللہ انہیں اس حال میں گمراہ کردیگا کہ اللہ حق جانتا ہے اوروہ حق سے جاہل (معاذ اللہ) نہیں، اوراس بیان میں خواہشات پرچل کر بتوں اور دیگر اشیاء کومعبود بنانے والوں پرسخت قباحت کا ذکر کیا گیا ہے۔

ای مرور الزمان: جاہل لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ ہمیں نہیں ہلاک کرتا مگر دن اوررات ہمیں مارڈالتے ہیں وہی ہیں جوزندگی اورموت دیتے ہیں، پس لوگ زمانے کوبُرا بولتے تھے، پس اللہ نے فرمایا:''مجھے ابن آدم ازیت دیتے ہیں، وہ زمانے کوبُرا بولتے ہیں اورزمانہ میں ہی ہوں، میرے اختیار میں تمام امور ہیں اور میں دن ورات کوپھیرتا ہوں''۔حاصل کلام یہ ہے کہ کافروں کا ایک گروہ زمانے کوبُرا بولتا تھا۔ (الصاوی، ج۵،ص ۲۷۱وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۰

﴿ولله ملک السموت والارض ویوم تقوم الساعۃ﴾یُبْدَلُ مِنْہُ﴿یومئذ یخسر المبطلون (۲۷)﴾اَلْکَافِرُوْنَ اَیْ یَظْھَرُ خُسْرَانُھُمْ بِاَنْ یَصِیْرُوْا اِلَی النَّارِ﴿وتری کل امۃ﴾اَیْ اَھْلَ دِیْنٍ﴿جاثیۃ﴾عَلَی الرُّکَبِ اَوْ مُجْتَمِعَۃً﴿کل امۃ تدعی الی کتبھا﴾کِتَابِ اَعْمَالِھَا وَیُقَالُ لَھُمْ﴿الیوم تجزون ما کنتم تعملون (۲۸)﴾اَیْ جَزَائُہٗ﴿ھذا کتبنا﴾دِیْوَانُ الْحَفَظَۃِ﴿ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ﴾نُثْبِتُ وَنَحْفَظُ﴿ما کنتم تعملون (۲۹) فاما الذین امنوا وعملوا الصلحت فیدخلھم ربھم فی رحمتہ﴾جَنَّتِہٖ﴿ذلک ھو الفوز المبین (۳۰)﴾اَلْبَیِّنُ الظَّاھِرُ﴿واما الذین کفروا﴾فَیُقَالُ لَھُمْ﴿افلم تکن ایتی﴾الْقُرْاٰنُ﴿تتلی علیکم فاستکبرتم﴾تَکَبَّرْتُمْ﴿وکنتم قوما مجرمین (۳۱)﴾کَافِرِیْنَ﴿واذا قیل﴾لَکُمْ اَیُّھَا الْکُفَّارُ﴿ان وعد اللہ﴾بِالْبَعْثِ﴿حق والساعۃ﴾بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ﴿لا ریب﴾شَکَّ﴿فیھا قلتم ما

نـدرى ماالساعة ان نظن الا ظنا﴾قَالَ الْمُبَرِّدُ اَصْلُهٗ اِنْ نَحْنُ اِلَّا نَظُنُّ ظَنًّا﴿وما نحن بمستيقنين(۳۲)﴾اِنَّهَا اٰتِيَةٌ﴿وبـدا﴾ظَهَـرَ﴿لهم﴾فِى الْاٰخِرَةِ﴿سيات ما عملوا﴾فِى الدُّنْيَا اَىْ جَزَاءُ هَا﴿وحاق﴾نَزَلَ﴿بهم ما كانوا به يستهزء ون(۳۳)﴾اَىِ الْعَذَابُ﴿وقيل اليوم ننسكم﴾نَتْرُكُكُمْ فِى النَّارِ﴿كما نسيتم لقاء يومكم هـذا﴾ اَىْ تَـرَكْـتُـمُ الْـعَـمَـلَ لِقَائِهٖ﴿وماوكم النار وما لكم من نصرين (۳۴)﴾مَانِعِيْنَ مِنْهَا﴿ذلكم بانكم اتـخـذتـم ايـت الـلـه﴾اَلْقُرْاٰنِ﴿هـزوا وغـرتكم الحيوة الدنيا﴾حَتّٰى قُلْتُمْ لَابَعْثَ وَلَاحِسَابَ﴿فاليوم لايـخـرجـون﴾بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ﴿منها﴾مِنَ النَّارِ﴿ولا هم يستعتبون(۳۵)﴾اَىْ لَايُطْلَبُ مِنْهُمْ اَنْ يُرْضُوْا رَبَّهُمْ بِالتَّوْبَةِ وَالطَّاعَةِ لِاَنَّهَا لَا تَنْفَعُ يَوْمَئِذٍ﴿فلله الحمد﴾اَلْوَصْفُ بِالْجَمِيْلِ عَلٰى وَفَاءِ وَعْدِهٖ فِى الْمُكَذِّبِيْنَ﴿رب السموت ورب الارض رب العلمين(۳۶)﴾خَالِقُ مَا ذُكِرَ وَالْعَالَمُ مَا سِوَى اللّٰهِ وَجُمِعَ لِاِخْتِلَافِ اَنْوَاعِهٖ وَرَبِّ بَدَلٌ﴿ولـه الـكـبـريـاء﴾اَلْعَظْمَةُ﴿فى السموت والارض﴾حَالٌ اَىْ كَائِنَةً فِيْهِمَا﴿وهو العزيز الحكيم(۳۷)﴾تَقَدَّمَ.

﴿ترجمہ﴾

اوراللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اورزمین کی سلطنت اورجس دن قیامت قائم ہوگی (یوم تقوم الساعة مبدل منہ ہے) باطل والوں کی (یعنی کافروں کی) اس دن ہار ہے (یعنی ان کا خسارہ میں ہونا ظاہر ہوجائے گا یوں کہ انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا) اورتم ہر گروہ کو دیکھوگے (یعنی ہر اہل دین کو) زانو کے بل گرے ہوئے (جاثیة بمعنی زانو کے بل گرنے والے یا بمعنی جمع کردہ ہے......۱......) ہرگروہ اپنی کتاب (یعنی اپنے نامۂ اعمال) کی طرف بلایا جائے گا......۲...... (اوراس سے کہا جائے گا) آج تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائے گا (یعنی تمہیں تمہارے اعمال کی جزا ملے گی......۳......) یہ ہماری کتاب ہے (فرشتوں کا رجسٹر ہے) تم پر حق بولتا ہے ہم ثبت ومحفوظ کرتے رہے تھے (نستنسخ کے معنی ثبت کرنا محفوظ کرنا ہے) جوتم نے کیا تو وہ جو ایمان لائے اوراچھے کام کیے ان کا رب انہیں اپنی رحمت (یعنی جنت) میں لے گا یہی کھلی کامیابی ہے (المبین بمعنی البين الظاهر ہے) اورجو کافر ہوئے (ان سے فرمایا جائے گا) کیا نہ تھا کہ میری آیتیں (یعنی قرآن پاک کی آیتیں) تم پر پڑھی جاتی تھیں توتم تکبر کرتے تھے (استكبرتم بمعنی تكبرتم ہے) اورتم مجرم (یعنی کافر......۴......) لوگ تھے اور جب (اے کافرو! تم سے) کہا جاتا (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا) اللہ کا وعدہ سچا ہے اورقیامت (الساعة کو مرفوع ومنصوب دونوں طرح پڑھا گیا ہے) میں شک نہیں (ریب کے معنی شک ہے) تم کہتے ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے ہمیں تو یونہی کچھ گمان سا ہوتا ہے (ان نظن الاظنا امام مبرد کے قول کے مطابق یہ اصل میں یوں تھا ان نحن الا نظن ظنا) اورہمیں یقین نہیں (قیامت آنے کا) اوران پرکھل گئیں (یعنی ظاہر ہوگئیں آخرت میں) ان کے (دنیا میں) کیے گئے کاموں کی برائیاں (یعنی ان برائیوں کا بدلہ) اوران پر نازل وہ (یعنی عذاب) جس کی ہنسی بناتے تھے اورفرمایا جائے گا آج ہم تمہیں (آگ میں) چھوڑ دیں گے (ننساكم بمعنی نتركـكـم ہے) جیسے تم اپنے اس دن کے ملنے کو بھولے ہوئے تھے یعنی اس دن کے ملنے کے لیے عمل کرنے کو ترک کررکھا تھا) اورتمہارا ٹھکانہ آگ ہے اورتمہارا کوئی مددگار نہیں (جوتم سے عذاب الٰہی روک سکے) یہ اس لیے کہ تم نے اللہ کی آیتوں (یعنی قرآن پاک) کا مذاق بنایا اوردنیا کی زندگی نے تمہیں فریب دیا (حتی کہ تم نے کہا حشر ونشر کچھ نہیں) تو آج وہ نہ نکالے جائیں گے (يـخـرجـون فعل معروف ومجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اس سے (یعنی آگ سے) اور

نہ کوئی ان سے منانا چاہے (یعنی نہ ان سے یہ بات کہ وہ توبہ کر کے اطاعت الٰہی کر کے اپنے رب کو راضی کریں کیونکہ اس دن یہ کام انہیں کچھ نفع نہ دیں گے) تو اللہ ہی کے لیے حمد (جھٹلانے والوں کو عذاب دینے کے وعدے کو پورا فرمانے پر اسی کے لیے وصف جمیل ہے) آسمانوں کا رب اور زمین کا رب اور سارے جہاں کا رب (یعنی اللہ ﷻ مذکورہ تمام اشیاء کا خالق ہے، رب بمعنی خالق ہے، عالم ما سوی اللہ ﷻ کو کہتے ہیں عالمین صیغہ جمع لانا اس میں رہنے والی مخلوق کے مختلف انواع میں منقسم ہونے کے اعتبار سے ہے اور رب ماقبل مذکورہ کو اسم جلالت ''اللہ'' کا بدل ہے) اور اسی کے لیے عظمت ہے (الکبریاء بمعنی العظمة ہے) آسمانوں اور زمین میں (''فی السموت والارض'' حال ہے کائنۃ کے متعلق ہوکر) اور وہی عزت وحکمت والا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولله ملک السموت والارض ويوم تقوم الساعة يومئذ يخسر المبطلون﴾

و: مستانفہ، لله ظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموت والارض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، یوم مضاف، تقوم الساعة: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مبدل منہ، یومئذ: بدل، ملکر ظرف مقدم، یخسر المبطلون: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وترى كل امة جاثية كل امة تدعى الى كتبها اليوم تجزون ما كنتم تعملون﴾

و: عاطفہ، تری: فعل بافاعل، کل امة: مفعول، جاثية: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، کل امة: مبتدا، تدعی: فعل مجہول بانائب الفاعل، الی کتبها: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، الیوم ظرف مقدم، تجزون: فعل بافاعل، ما کنتم تعملون: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول محذوف ''یقال لهم'' کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿هذا كتبنا ينطق عليكم بالحق انا كنا نستنسخ ما كنتم تعملون﴾

هذا: مبتدا، کتبنا: خبر اول، ینطق: فعل ''هو'' ضمیر ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، انا: حرف شبہ واسم، کنا: فعل ناقص واسم، نستنسخ: فعل بافاعل، ما کنتم تعملون: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاما الذين امنوا وعملوا الصلحت فيدخلهم ربهم فى رحمته ذلک هو الفوز المبين﴾

ف: عاطفہ، اما: حرف شرط، الذين امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، یدخلهم ربهم فی رحمته: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف ''مهما يكن من شيء فى الدنيا'' کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ذلک: مبتدا، هو الفوز المبين: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واما الذين كفروا افلم تكن ايتى تتلى عليكم﴾

و: عاطفہ، اما: حرف شرط، الذين كفروا: موصول صلہ، ملکر مبتدا، همزه: حرف استفہام، ف: جزائیہ، لم تکن ایتی: فعل نفی ناقص واسم، تتلی علیکم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول محذوف ''یقال لهم'' کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف ''مهما يكن من شيى فى الدنيا'' کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاستكبرتم وكنتم قوما مجرمين واذا قيل ان وعد الله حق والساعة لاريب فيها قلتم ما ندرى ماالساعة﴾

ف: عاطفہ، استکبرتم: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کنتم: فعل ناقص بااسم، قوما مجرمین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اذا: شرطیہ ظرفیہ مفعول فیہ مقدم، قیل: فعل مجہول بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، ان وعد الله حق: جملہ

اسمیہ معطوف علیہ ،والساعۃ لاریب فیھا:جملہ اسمیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکرشرط،قلتم:فعل بافاعل قول،ماندری:فعل نفی بافاعل،ما:استفہامیہ مبتدا،الساعۃ:خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان نظن الا ظنا وما نحن بمستيقنين﴾

ان:نافیہ،نظن:فعل بافاعل،الا:اداۃ حصر،ظنا:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،ما:مشابہ بلیس،نحن:اسم،بہ:زائدہ،مستیقنین:خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وبدالهم سيات ما عملوا وحاق بهم ما كانوا به يستهزء ون﴾

و:مستانفہ،بدالھم:فعل وظرف لغو،سیات:مضاف،ما عملوا:موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،حاق بھم:فعل وظرف لغو،ما:موصولہ،کانوابہ یستھزء ون:جملہ فعلیہ صلہ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقيل اليوم ننسكم كما نسيتم لقاء يومكم هذا﴾

و:عاطفہ،قیل:قول،الیوم:ظرف مقدم،ننسکم:فعل بافاعل ومفعول،کاف:جار،ما:موصولہ،نسیتم:فعل بافاعل،لقاء:مضاف،یومکم:موصوف،ھذا:صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر "انیانا"مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وماوكم النار وما لكم من نصرين ذلكم بانكم اتخذتم ايت الله هزوا وغرتكم الحيوة الدنيا﴾

و:عاطفہ،ماوکم:خبر مقدم،النار:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،ما:نافیہ،لکم:ظرف مستقر خبر مقدم،من:زائد،نصرین:اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ذلکم:مبتدا،ب:جار،انکم:حرف شبہ واسم،اتخذتم:فعل بافاعل،ایت اللہ:مفعول اول،ھزوا:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،غرتکم الحیوۃ الدنیا:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاليوم لا يخرجون منها ولاهم يستعتبون﴾

ف:فصیحیہ،الیوم:ظرف مقدم،لایخرجون منھا:فعل نفی بانائب الفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا:نافیہ،ھم:مبتدا،یستعتبون:جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلله الحمد رب السموت ورب الارض رب العلمين﴾

ف:مستانفہ،لام:جار،اللہ:موصوف،رب السموت:معطوف علیہ،و:عاطفہ،رب الارض:معطوف،ملکر صفت اول،رب العلمین:صفت ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم،الحمد:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وله الكبرياء فى السموت والارض وهو العزيز الحكيم﴾

و:عاطفہ،لہ:ظرف مستقر خبر مقدم،الکبریاء:ذوالحال،فی السموت والارض:ظرف مستقر حال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،ھو:مبتدا،العزیز الحکیم:خبران،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قیامت کے دن صرف کافر ہی گھٹنوں کے بل کھڑے ہونگے؟

۱......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قیامت کے دن ایک ایسی گھڑی ہوگی جس کا دورانیہ دس سال کے برابر ہوگا جس میں تمام لوگ گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہونگے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ان میں شامل ہونگے، آپ ندا کررہے ہونگے نفسی لا اسئلک الا نفسی اے اللہ عزوجل مجھے معاف کردے میں اپنے سوا کسی کے بارے میں تجھ سے سوال نہیں کرتا"۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کل امة جاثیة مجتمع یہ جثوة سے مشتق ہے، جس کا معنی جماعت ہے۔جزری نے "نهایه" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر کی ہے ان الناس یصیرون یوم القیامة جثاء جثاء کو جثی بھی روایت کیا ہے، جو جاث کی جمع ہے یعنی قیامت کے دن اپنے اپنے نبی کے پیچھے جماعت در جماعت چل رہے ہونگے۔جب یہ جاث کی جمع ہو تو پھر اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ گھٹنے کے بل بیٹھا ہوا ہے۔عبداللہ بن احمد رضی اللہ عنہما نے زوائد زہد میں اور بیہقی نے عبداللہ بن ثانیہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گویا میں تمہیں جہنم سے پرے کرم کے مقام پر اکھٹے دیکھ رہا ہوں، پھر سفیان رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿وترى كل امة جاثية اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے (الجاثیة:۲۸)﴾، ابن حجر نے کہا یہاں کرم سے مراد وہ بلند جگہ ہے جس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہوگی۔ (المظھری، ج۶، ص ۳۱۰)

☆......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: " قیامت کے دن دس سال تک لوگ گھٹنوں کے بل گرے ہونگے حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پکاریں گے: اے میرے رب عزوجل! میں اپنے نفس کے سوا تجھ سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا"۔ (معالم التنزیل، ج، ص)

☆......کعب بن الاحبار نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: "قیامت کے روز دوزخ چنگھاڑ رہی ہوگی اور اس وقت ہر مقرب فرشتہ اور ہر نبی مرسل دو زانو بیٹھا ہوا ہوگا، حتی کہ خلیل یہ کہیں گے: آج میں تجھ سے اپنے نفس کے سوا کسی چیز کا سوال نہیں کرتا، حتی کہ حضرت عیسی علیہ السلام یہ کہیں گے کہ آج کے دن میں اپنے نفس کے سوا تجھ سے کسی اور چیز کا سوال نہیں کرتا، میں تجھ سے اپنی ماں مریم کے متعلق بھی سوال نہیں کرتا"۔ (ابن کثیر، ج٤، ص۱۷۹)

☆......امام سعید بن منصور، امام احمد اور امام بیہقی نے عبداللہ بن باباہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گویا میں دوزخ کے قریب تمہیں ٹیلوں پر دیکھ رہا ہوں، پھر سفیان نے یہ آیت پڑھی ﴿وترى كل امة جاثية اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے (الجاثیة:۲۸)﴾۔

☆......امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں ہے: "ہر امت اپنے نبی کے ساتھ ہوگی حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ٹیلہ پر آئیں گے اور آپ تمام مخلوق سے بلند ہوں گے، یہی مقام محمود ہے"۔ (الدر المنثور، ج۵، ص۷٦۰)

نامۂ اعمال کی جانب بلائے جانے کے معانی:

۲......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمام نامۂ اعمال عرش کے نیچے ہیں، جب حشر برپا ہوگا اللہ عزوجل ایک ہوا بھیجے گا، وہ دائیں بائیں ان صحیفوں کو اڑائے گی۔اس میں سب سے پہلی تحریر ہوگی: ﴿اقراء كتبك كفى بنفسك اليوم عليك حسيبا (الاسراء:۱٤)﴾ یہ نامۂ اعمال جن کو ہمارے حکم سے کراما کاتبین نے لکھا ہے، اسی لئے کتاب کی اضافت ذات کی جانب کی گئی ہے۔ جو اعمال تم کرتے تھے ہم فرشتوں کے ذریعے وہ لکھوا لیا کرتے تھے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا نستنسخ یعنی ہم نسخہ لے لیتے ہیں اس کی صورت یہ تھی کہ فرشتے انسانوں کے اعمال اللہ عزوجل کی پاک بارگاہ میں لے جاتے جن اعمال

پر ثواب وعتاب مرتب ہو اللہ ﷻ اسے باقی رکھتا اور لغو عمل ختم کر دیتا۔ (المظھری، ج٦،ص ٣١٠)

اُخروی جزاء کے متعلق حدیث:

٣.....حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم محشر میں تمام امتوں سے بلندی پر ہونگے، پھر باقی امتوں کو علی الترتیب ان کے بتوں کے ساتھ بلایا جائے گا، اس کے بعد ہمارا رب جلوہ افروز ہوگا اور فرمائے گا: تم کس کو دیکھ رہے ہو؟ لوگ کہیں گے: ہم اپنے رب کو دیکھ رہے ہیں، اللہ ﷻ فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں، لوگ کہیں گے: ہم آپ کو دیکھیں گے، اللہ ﷻ اپنی شان کے مطابق ہنستا ہوا تجلی فرمائے گا، پھر اللہ ﷻ ان کو لے جائے گا، اور لوگ اس کے پیچھے جائیں گے اور ہر شخص کو ایک نور ملے گا خواہ وہ منافق ہو یا مومن اور لوگ اس نور کے پیچھے چلیں گے اور جہنم کے پل کے اوپر آن کھڑے ہونگے جس کو اللہ ﷻ چاہے گا وہ آنکڑے پکڑ لیں گے، پھر منافقین کا نور بجھ جائے گا اور مومنین نجات پا جائیں گے، نجات پانے والے مسلمانوں میں سے جو پہلا گروہ ہوگا ان کے چہرے چودھویں کی رات کے چاند کی مانند چمک رہے ہونگے، یہ گروہ ستر ہزار افراد پر مشتمل ہوگا اور یہی وہ لوگ ہونگے جو بلا حساب داخل جنت ہونگے، اس کے بعد شفاعت شروع ہوگی اور صلحاء شفاعت کریں گے حتی کہ جن لوگوں نے کلمہ طیبہ پڑھا ہوگا اور ایک جو کے برابر بھی کوئی نیکی ہوگی ان کو دوزخ سے نکال کر جنت کے سامنے ڈال دیا جائے گا، پھر جنت والے ان پر پانی کے چھینٹے ڈالیں گے جس سے وہ اس طرح تر و تازہ ہو جائیں گے جیسے سیلاب کے پانی کی مٹی سے دانہ ہرا ابھر انکل آتا ہے، ان سے جلن کے آثار جاتے رہیں گے، پھر ان سے ان کی خواہش پوچھی جائے گی اور ان کو دنیا اور اس سے دس گنا زائد علاقہ جنت میں دیا جائے گا"۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان ،باب: ادنی اھل الجنة منزلة فیھا، رقم:(٣٥٧)/١٩١،ص١١٨)

جن تک اسلام کی دعوت نہ پہنچی ان کا حکم:

٤.....اصول امام بزدوی میں ہے: دار الحرب میں مسلمان جو کہ ہجرت کر کے دار الاسلام نہ آیا ہو، اس کی شرعی مسائل میں جہالت عذر ہے کہ اس عذر کی بناپر وہاں اس کے لئے لازم نہ ہونگے کیونکہ یہ اس کی طرف سے کوتاہی ہی نہیں ہے، یونہی جب پہلا خطاب نازل ہوا اور دار الاسلام میں رہنے والے کو نہ پہنچا تو وہ بھی معذور قرار پائیگا، لیکن وہ خطاب جب دار الاسلام میں پھیل جائے اور تبلیغ تام ہو جائے اس کے بعد جو جاہل رہے تو یہ اس کی کوتاہی شمار ہوگی تو وہ معذور قرار نہ پائے گا جیسا کہ کوئی شخص آبادی میں جہاں پانی موجود ہے تو پانی طلب یا تلاش کئے بغیر تیمم سے نماز پڑھ لے تو نماز نہ ہوگی۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج١١،ص ٢٢٨)

اغراض:

ای یظھر خسرانھم: یہ جملہ ان لوگوں کے سوال کے جواب میں کہا گیا ہے جن کا کہنا یہ ہے کہ کافروں کے لئے نقصان ازل ہی سے مقدر کر دیا گیا ہے۔ **او مجتمعة:** یا خلاف حکایت بیان ہے، ایک قول "متمیزة" کیا گیا ہے جب کہ ایک قول "خاضعة" بھی کیا گیا ہے۔

نثبت و نحفظ: پس نسخ سے مراد اثبات اور نقل ہے، اور یہ اثبات و نقل یا تو لوح محفوظ سے یا مصحفِ مکتوبہ سے ہوتی ہے جیسا کہ اے محبوب! آپ ﷺ جانتے ہیں۔ **فیقال لھم:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ "اما" کا جواب محذوف ہے۔

ای جزاؤھا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف محذوف ہے۔ **نترککم فی النار:** میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ نسیان سے مراد ترک مجاز ہے، اس لئے کہ جب (انسان) کسی چیز کو بھول کر چھوڑ دیتا ہے، پس یہاں بھی یہی معنی ہے کہ لامحالہ اللہ بھی انہیں عذاب میں گرفتار کر کے بھلا دے گا، یہاں حقیقی طور پر بھلانا مراد نہیں ہے۔

ای ترکتم العمل للقائہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مصدر کی اضافت ظرف کی طرف ہے جیسا کہ یہاں ﴿لقاء﴾ کی اضافت ﴿یوم﴾ کی طرف ہے۔

العمل: معنی یہ ہے کہ تم نے عمل کرنا ترک کر کے اللہ سے ملاقات کے اس دن کو بھلا دیا تھا، پس مصدر کی اضافت مفعول کی جانب جائز نہیں ہوگی اس لئے کہ زجر وتوبیخ اس ملاقات کے دن کو جھٹلانے کی وجہ سے ہے نہ کہ مطلق دن کو جھٹلانے کی وجہ سے۔

لانھا لا تنفع یومئذ: پس توبہ اور طاعت دنیا میں نفع دیتی ہیں، پس عقلمند کے لئے ان چیزوں کے محل کے فوت ہونے سے پہلے انہیں اختیار کرنا مناسب ہے۔

علی وفاء وعدہ فی المکذبین: جس طرح اللہ مکذبین سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرے گا ایسے ہی مومنین سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرے گا، اور مفسر نے خاص طور پر مکذبین کا بیان کیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ تا کہ اس وہم کو دور کیا جا سکے کہ اللہ فقط انہی کا بیان فرماتا ہے جس پر اللہ کا فضل ہوتا ہے، پس اس جملے سے یہ وہم دور ہوا اور معلوم ہوگیا کہ اللہ اپنے عدل کا بیان بھی فرماتا ہے، کیونکہ اللہ کے جملہ اوصاف مبارک ہیں۔

وھو العزیز الحکیم: یعنی اللہ اشیاء کو ان کی جگہوں پر رکھنے میں غالب ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۲۷۲ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ الاحقاف مکیہ الا ﴿الایۃ(۱۰)﴾، والا ﴿الایۃ(۱۵)﴾ والا ﴿الایۃ(۳۵)﴾ الثلاث آیات، وھی اربع او خمس وثلاثون آیۃ

(سورۃ الاحقاف مکیہ ہے سوائے ان آیات مبارکہ کے ﴿قل ارء یتم ان کان من عند اللہ﴾، ﴿ووصینا الانسان بوالدیہ﴾، ﴿فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل﴾ الایۃ سے تین آیات مبارکہ، اس کی کل چونتیس یا پینتیس آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ الاحقاف

اس سورت میں چار رکوع اور پینتیس آیتیں ہیں اس کے کلمات کی تعداد چھ سو چوالیس اور حروف کی تعداد دو ہزار پانچ سو پچانوے ہے۔ یہ سورت ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس سورت میں آپ ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ آپ صبر فرمائیے جیسے پہلے اولوالعزم رسولوں نے کیا کیونکہ یہ مکی زندگی کے اس دور میں نازل ہوئی جب کفار کے ظلم وستم کی انتہا ہوگئی تھی وہ اسلام کی ترقی کو دیکھ کر غیض وغضب کا شکار ہوجاتے تھے۔ عوام الناس اسلام کی سچی تعلیمات سے متاثر ہوکر اور حضور ﷺ کی پاکیزہ سیرت وصورت سے مسحور ہوکر اسلام کی طرف راغب ہونے لگتے تو یہ لوگ ان سادہ منش عوام کو یہ کہہ کر برگشتہ کردیتے کہ اے لوگو! ہمیں دیکھو اس بھرے شہر میں اس سارے علاقہ میں، علم وفہم میں ہمارے پائے کا کوئی دوسرا آدمی ہے؟ کوئی ایسا آدمی جسے احوال عالم کا تجربہ ہم سے زیادہ ہو، تمہارا مشاہدہ ہے کہ جنگ اور صلح ہر حالت میں ہماری رائے ہی صائب اور درست ہوتی ہے، مزید برآں ہماری قسمت کا ستارا بڑی بلندی پر ہے اگر یہ دین سچا ہوتا تو اسے قبول کرنے میں ہم سبقت لے جاتے اور یہ بھاڑ جھونکنے والے ہم سے نہ سبقت لے جاتے۔ یہ کیونکر ممکن تھا اس لئے کہ ہمارا اس دین کو قبول نہ کرنا اس بات کے لئے کافی سند ہے کہ یہ دین کسی مصرف کا نہیں بیکار محض ہے۔

رکوع نمبر: ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿حم (۱)﴾ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ بِہٖ ﴿تنزیل الکتب﴾ اَلْقُرْآنِ مُبْتَدَأٌ ﴿من اللہ﴾ خَبَرُہٗ ﴿العزیز﴾ فِی مُلْکِہٖ ﴿الحکیم (۲)﴾ فِی صُنْعِہٖ ﴿ما خلقنا السموت والارض وما بینھما الا﴾ خَلْقًا ﴿بالحق﴾ لِیَدُلَّ عَلٰی قُدْرَتِنَا وَوَحْدَانِیَتِنَا ﴿واجل مسمی﴾ اِلٰی فَنَائِھِمَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ﴿والذین کفروا عما انذروا﴾ خُوِّفُوْا بِہٖ مِنَ الْعَذَابِ ﴿معرضون (۳) قل ارء یتم﴾ اَخْبِرُوْنِیْ ﴿ما تدعون﴾ تَعْبُدُوْنَ ﴿من دون اللہ﴾ اَیِ الْاَصْنَامِ مَفْعُوْلٌ اَوَّلٌ ﴿ارونی﴾ اَخْبِرُوْنِیْ تَاکِیْدٌ ﴿ماذا خلقوا﴾ مَفْعُوْلٌ ثَانٍ ﴿من الارض﴾ بَیَانٌ "ما" ﴿ام لھم شرک﴾ مُشَارِکَۃٌ ﴿فی﴾ خَلْقِ ﴿السموت﴾ مَعَ اللّٰہِ وَ"ام" بِمَعْنٰی ھَمْزَۃُ الْاِنْکَارِ ﴿ایتونی بکتب﴾ مُنَزَّلٍ ﴿من قبل ھذا﴾ اَلْقُرْاٰنِ ﴿او اثرۃ﴾ بَقِیَّۃٍ ﴿من علم﴾ یُؤْثَرُ عَنِ الْاَوَّلِیْنَ بِصِحَّۃِ دَعْوَاکُمْ فِی عِبَادَۃِ الْاَصْنَامِ اَنَّھَا تقربُکُمْ اِلَی اللّٰہِ ﴿ان کنتم صدقین (۴)﴾ فِی دَعْوَاکُمْ ﴿ومن﴾ اِسْتِفْھَامٌ بِمَعْنَی النَّفْیِ اَیْ لَا اَحَدٌ ﴿اضل ممن یدعوا﴾ یَعْبُدُ ﴿من دون اللہ﴾ اَیْ غَیْرِہٖ ﴿من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ﴾ وَھُمُ الْاَصْنَامُ لَایُجِیْبُوْنَ عَابِدِیْھِمْ اِلٰی شَیْءٍ یَسْأَلُوْنَہٗ اَبَدًا ﴿وھم عن دعائھم﴾ عِبَادَتِھِمْ ﴿غفلون (۵)﴾ لِاَنَّھُمْ جَمَادٌ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿واذا حشر الناس کانوا﴾ اَیِ الْاَصْنَامُ ﴿لھم﴾ لِعَابِدِیْھِمْ ﴿اعداء وکانوا بعبادتھم﴾ بِعِبَادَۃِ عَابِدِیْھِمْ ﴿کفرین (۶)﴾ جَاحِدِیْنَ ﴿واذا تتلی علیھم﴾ اَیْ اَھْلِ

مَكَّةَ﴿ايتنا﴾اَلْقُرْآنِ﴿بينت﴾ظَاهِرَاتٍ حَالٌ﴿قال الذين كفروا﴾مِنْهُمْ﴿للحق﴾اَيِ الْقُرْآنِ﴿لما جاء هم هذا سحر مبين (۷)﴾بَيِّنٌ ظَاهِرٌ﴿ام﴾بِمَعْنٰى بَلْ وَهَمْزَةُ الْاِنْكَارِ﴿يقولون افتره﴾اَيِ الْقُرْآنَ﴿قل ان افتريته﴾فَرْضًا﴿فلا تملكون لى من الله﴾اَىْ مِنْ عَذَابِهٖ﴿شيئا﴾اَىْ لَا تَقْدِرُوْنَ عَلٰى دَفْعِهٖ عَنِّىْ اِذَا عَذَّبَنِى اللّٰهُ﴿هو اعلم بما تفيضون فيه﴾تَقُوْلُوْنَ فِى الْقُرْآنِ﴿كفى به﴾تَعَالٰى ﴿شهيدا بينى و بينكم وهو الغفور﴾لِمَنْ تَابَ﴿الرحيم (۸)﴾بِهٖ فَلَمْ يُعَاجِلْكُمْ بِالْعُقُوْبَةِ﴿قل ما كنت بدعا﴾بَدِيْعًا﴿من الرسل﴾اَىْ اَوَّلَ مُرْسَلٍ،قَدْ سَبَقَ مِثْلِىْ قَبْلِىْ كَثِيْرٌ مِنْهُمْ فَكَيْفَ تُكَذِّبُوْنَنِىْ﴿وما ادرى ما يفعل بى ولا بكم﴾فِى الدُّنْيَا اَاُخْرَجُ مِنْ بَلَدِىْ اَمْ اُقْتَلُ كَمَا فُعِلَ بِالْاَنْبِيَاءِ قَبْلِىْ،اَوْ تُرْمَوْنَ بِالْحِجَارَةِ اَمْ يُخْسَفُ بِكُمْ كَمَا فُعِلَ بِالْمُكَذِّبِيْنَ قَبْلَكُمْ﴿ان﴾مَا﴿اتبع الا ما يوحى الى﴾اَيِ الْقُرْآنَ وَلَا اَبْتَدِعُ مِنْ عِنْدِىْ شَيْئًا﴿وما انا الا نذير مبين (۹)﴾بَيِّنُ الْاِنْذَارِ﴿قل ارء يتم﴾اَخْبِرُوْنِىْ مَاذَا حَالُكُمْ﴿ان كان﴾اَيِ الْقُرْآنُ﴿من عند الله و كفرتم به﴾جُمْلَةٌ حَالِيَّةٌ﴿وشهد شاهد من بنى اسرائيل﴾هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ﴿على مثله﴾اَىْ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴿فامن﴾الشَّاهِدُ ﴿واستكبرتم﴾تَكَبَّرْتُمْ عَنِ الْاِيْمَانِ وَجَوَابُ الشَّرْطِ بِمَا عَطَفَ عَلَيْهِ الستم ظَالِمِيْنَ دَلَّ عَلَيْهِ﴿ان الله لا يهدى القوم الظلمين(۱۰)﴾

﴿ترجمہ﴾

حم......۱......(اس کی جو مراد ہے اللہ ﷻ بخوبی جانتا ہے) کتاب (یعنی قرآن پاک) کا اتارنا ہے (''تنزيل الكتب'' مبتدا ہے) اللہ کی طرف سے (من الله ......الخ خبر ہے) جو (اپنے ملک میں) غلبہ رکھنے والا (اپنی صنعت میں) حکمت والا ہے ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق......۲......کے ساتھ (بنائے تاکہ یہ ہماری قدرت اور ہماری وحدانیت پر دلالت کریں) اور ایک مقررہ میعاد پر (بروز قیامت زمین وآسمان کے فنا ہونے تک) اور کافر اس چیز سے کہ ڈرائے گئے (یعنی عذاب سے) منہ پھیرے ہیں تم فرماؤ بھلا دیکھو تو (مجھے خبر تو دو، ارء یتم بمعنی اخبرونی ہے) وہ جو تم اللہ کے سوا (یعنی بتوں) کو پوجتے ہو (تدعون بمعنی تعبدون ہے) مجھے دکھاؤ (مجھے خبر دو، ارء یتم بمعنی اخبر ونی ہے، یہ ارء یتم ماقبل ارء یتم کی تاکید ہے) انہوں نے کیا بنایا (ماذا خلقوا مفعول ثانی ہے) زمین میں سے (''من الارض'' ما کا بیان ہے) یا آسمان (کی پیدائش) میں ان کا کوئی حصہ ہے (اللہ ﷻ کے ساتھ، یہاں ام کے معنی ہمزہ انکاری کے ہے) میرے پاس لاؤ اس سے (یعنی قرآن پاک سے) پہلے (نازل کردہ) کوئی کتاب یا کچھ بچا کچا علم (جو اگلوں سے منقول ہو تمہارے اس دعوی کی درستگی پر کہ بتوں کی پرستش تمہیں اللہ ﷻ کا قرب دیتی ہے، اثارة......۳...... بمعنی بقیة ہے) اگر تم سچے ہو (اپنے دعوی میں) اور ان سے بڑھ کر گمراہ کون (یعنی کوئی نہیں، من استفہامیہ بمعنی نفی ہے) جو پوجے (یدعوا بمعنی یعبد ہے) غیر اللہ کو (دون بمعنی غیر ہے) جو قیامت تک ان کی نہ سنیں (ان سے مراد بت ہیں کہ وہ اپنے پجاریوں کے کسی سوال کا کبھی بھی جواب نہیں دیں گے) اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں (کیونکہ یہ جمادات ہیں کچھ عقل نہیں رکھتے، دعاءهم بمعنی عبادتهم ہے) اور جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ (یعنی بت) ان کے (یعنی اپنے پجاریوں کے) دشمن ہوں گے اور وہ ان کی عبادت سے (یعنی اپنے پجاریوں کی عبادت سے) منکر ہو جائیں گے (کفرین بمعنی جاحدین ہے) اور جب ان پر (یعنی اہل مکہ پر) ہماری واضح آیتیں (یعنی قرآن پاک کی، بینات بمعنی واضحات حال بن رہا ہے) پڑھی جاتی ہیں تو

(ان میں سے) کافر اپنے پاس آئے ہوئے حق (یعنی قرآن پاک......۔۔) کو کہتے ہیں یہ کھلا جادو ہے(مبین بمعنی بین ظاھر ہے) کیا(ام بمعنی بل ہے،اور ہمزہ انکاری ہے) کہتے ہیں انہوں نے اسے (یعنی قرآن پاک کو) جی سے بنالیاتم فرماؤ اگر میں نے (بالفرض) اسے جی سے بنالیا ہوگا تو تم اللہ کے سامنے (یعنی اس کے عذاب کے سامنے) میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے (جبکہ اللہ ﷻ مجھے عذاب دینا چاہے تو تم اس کا عذاب مجھ سے دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتے) وہ خوب جانتا ہے جو باتیں تم اس کے (یعنی قرآن پاک کے بارے میں) کہہ رہے ہو(تفیضون بمعنی تقولون ہے)اور وہ (یعنی اللہ ﷻ) کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ اور وہی بخشنے والا ہے (توبہ قبول کرنے والا) مہربانی فرمانے والا ہے (تمہیں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا) تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں (بدعا بمعنی بدیعا ہے یعنی میں کوئی پہلا رسول نہیں ہوں میری مثل مجھ سے قبل کئی رسل گزر چکے ہیں تو مجھے تم لوگ کیسے جھٹلا رہے ہو؟)اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا(دنیا میں نہیں جانتا کہ کیا مجھے میرے شہر سے نکال دیا جائے گا یا پھر شہید کردیا جائے گا جیسا کہ مجھ سے پہلے انبیاء کرام کے ساتھ ہوا یا تم پر پتھروں کی بارش کی جائیگی یا تمہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا جیسا کہ تم سے پہلے جھٹلانے والوں کے ساتھ کیا گیا......۔۵) میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے (یعنی قرآن پاک کا اور میں خود اپنی طرف سے کچھ ایجاد نہیں کرتا)اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا (نذیر مبین بمعنی بین الانذا ہے)تم فرماؤ بھلا دیکھو تو (مجھے خبر تو دو کہ تمہارا کیا حال ہوگا؟ ارء یتم بمعنی اخبرونی ہے)اگر وہ (یعنی قرآن پاک)اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا(وکفرتم بہ جملہ حالیہ ہے)اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر گواہی دے چکا (اور وہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں......۔۶ اس پر کہ یہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہے ،مثلہ بمعنی علیہ ہے)تو وہ (یعنی وہ گواہ) ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا (ایمان لانے سے،استکبرتم بمعنی تکبرتم ہے جواب شرط ہے "ان کا ن عند اللہ "کا"الستم ظالمین" ہے جس پر مابعد آیت ان اللہ لا یھدی ......الخ دلالت کررہی ہے) بیشک اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو۔

﴿ترکیب﴾

﴿حم تنزیل الکتب من اللہ العزیز الحکیم﴾

حم: "ھذہ" مبتدا محذوف کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،تنزیل الکتب : مبتدا،من: جار ،اللہ: موصوف،العزیز الحکیم: صفتان،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ماخلقنا السموت والارض وما بینھما الا بالحق واجل مسمی﴾

ماخلقنا: فعل نفی بافاعل،السموت: معطوف علیہ ،والارض: معطوف اول،وما بینھما: معطوف ثانی،ملکر مفعول،الا: اداۃ حصر،ب: جار،الحق: معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،اجل مسمی: معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر "خلقا"مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین کفروا عما انذروا معرضون﴾

و: عاطفہ،الذین کفروا: موصول صلہ،ملکر مبتدا،عن: جار،ما انذروا: موصول صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو مقدم،معرضون: اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ارء یتم ما تدعون من دون اللہ ارونی ما ذاخلقوا من الارض ام لھم شرک فی السموت﴾

قل: قول،ھمزہ: حرف استفہام،رئیتم: فعل بافاعل،ماتدعون: موصول صلہ،ملکر ذوالحال،من دون اللہ: ظرف مستقر حال،ملکر

مفعول اول،اد ونی: فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ارئیتم" کی تاکید ہے،ماذا: اسم استفہام مفعول مقدم،خلقوا من الارض: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ام: منقطعہ بمعنی بل،لھم: ظرف مستقر خبر مقدم،شرک فی السموت: شبہ جملہ مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ایتونی بکتب من قبل ھذا او اثرۃ من علم ان کنتم صدقین﴾

ایتونی: فعل امر بافاعل ومفعول،ب: جار،کتب: موصوف،من قبل ھذا: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف علیہ،او: عاطفہ،اثرۃ: موصوف،من علم: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ان: شرطیہ،کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فائتونی" کی شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وھم عن دعائھم غفلون﴾

و: مستانفہ،من: استفہامیہ مبتدا،اضل: اسم تفضیل بافاعل،من: جار،من: موصولہ،یدعوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال،و: حالیہ،ھم: مبتدا،عن دعائھم غفلون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم،من: موصولہ،لایستجیب لہ: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر ذوالحال،ملکر مفعول،الی یوم القیمۃ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا حشر الناس کانوا لھم اعداء وکانوا بعبادتھم کفرین﴾

و: عاطفہ،اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم،حشر الناس: فعل بانائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،کانوا: فعل ناقص بااسم،لھم: ظرف مستقر حال مقدم،اعداء: ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،و: عاطفہ،کانوا: فعل ناقص بااسم،بعبادتھم کفرین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا تتلی علیھم ایتنا بینت قال الذین کفروا للحق لما جاء ھم ھذا سحر مبین﴾

و: عاطفہ،اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،تتلی علیھم: فعل مجہول وظرف لغو،ایتنا: ذوالحال،بینت: حال،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،قال: قول فعل،الذین کفروا: موصول صلہ،ملکر فاعل،للحق: ظرف لغو،لما جاء ھم: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول،ھذا: مبتدا،سحر مبین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ام یقولون افترہ قل ان افتریتہ فلا تملکون لی من اللہ شیئا ھو اعلم بما تفیضون فیہ کفی بہ شھیدا بینی وبینکم﴾

ام: عاطفہ بمعنی بل،یقولون: قول،افترہ: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،قل: قول،ان: شرطیہ،افتریتہ: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،لاتملکون: فعل نفی بافاعل،لی: ظرف لغو،من: جار،اللہ: ذوالحال،ھو: مبتدا،اعلم بما تفیضون فیہ: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال اول،کفی: فعل ھو ضمیر مستقر ممیز،شھیدا: صفت مشبہ بافاعل،بینی: معطوف علیہ،و: عاطفہ،بینکم: معطوف،ملکر ظرف،ملکر شبہ جملہ تمیز،ملکر فاعل،بہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال مقدم،شیئا: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وھو الغفور الرحیم قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولابکم﴾

و: عاطفہ،ھو: مبتدا،الغفور الرحیم: خبران،ملکر جملہ اسمیہ،قل: قول،ما: نافیہ،کنت: فعل ناقص بااسم،بدعا: موصوف،من

الرسل: ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ، و: عاطفہ، ما ادری: فعل نفی با فاعل ضمیر فاعل، ما: استفہامیہ مبتدا، یفعل: فعل مجہول با نائب الفاعل، بی: جار مجرور معطوف، و: عاطفہ، لا: نافیہ، بکم: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان اتبع الا ما یوحی الی وما انا الا نذیر مبین﴾

ان: نافیہ، اتبع: فعل با فاعل، الا: اداۃ حصر، ما یوحی الی: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، انا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، نذیر مبین: ظرف توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ارء یتم ان کان من عنداللہ و کفرتم بہ﴾

قل: قول، ھمزہ: حرف استفہام، رء یتم: بمعنی اخبرونی فعل با فاعل "حالکم" مفعول اول محذوف، ان: شرطیہ، کان: فعل ناقص با اسم، من عنداللہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ، و: عاطفہ، کفرتم بہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا محذوف "فقد ظلمتم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وشھد شاھد من بنی اسراء یل علی مثلہ فامن واستکبرتم ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین﴾

و: عاطفہ، شھد: فعل، شاھد: موصوف، من بنی اسراء یل: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، علی مثلہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، امن: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، استکبرتم: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لایھدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان اتبع الا ما یوحی الی......☆اس کے معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں ایک یہ کہ قیامت میں جو میرے اور تمہارے ساتھ کیا جائے گا وہ مجھے معلوم نہیں یہ معنی ہوں تو یہ آیت منسوخ ہے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات وعزٰی کی قسم اللہ عزوجل کے ہاں ہمارا اور محمد ﷺ کا یکساں حال ہے انہیں ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں ہے اگر یہ قرآن ان کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو ان کا بھیجنے والا ضرور خبر دیتا کہ ان کے ساتھ کیا کرے گا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت ﴿لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر (الفتح:۲)﴾ نازل فرمائی صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ حضور ﷺ کو مبارک ہو آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿لیدخل المؤمنین والمؤمنت جنت تجری من تحتھا الانھر (الفتح:۵)﴾ اور یہ آیت نازل ہوئی ﴿وبشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا (الاحزاب:۴۷)﴾ تو اللہ عزوجل نے بیان فرما دیا کہ حضور ﷺ کے ساتھ کیا کرے گا اور مؤمنین کے ساتھ کیا کرے گا ۔دوسرا قول اس آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ آخرت کا حال تو حضور ﷺ کو اپنا بھی معلوم ہے اور مؤمنین کا بھی اور مکذبین کا یہ معنی ہیں کہ دنیا میں کیا کیا جائے یہ معلوم نہیں اگر یہ معنی مراد لئے جائیں تو بھی منسوخ ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو یہ بھی بتا دیا کہ ﴿لیظھرہ علی الدین کلہ اور ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم﴾ بہر حال اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو حضور کے ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ پیش آنے والے امور پر مطلع فرما دیا ہے خواہ وہ دنیا کے ہوں یا آخرت کے اور اگر درایت معنی ادراک بالقیاس یعنی عقل کے جاننے کے معنی میں لیا جائے تو مضمون اور بھی زیادہ صاف ہے اور اس آیت کا اس کے بعد والا جملہ اس کا مؤید ہے علامہ نیشاپوری نے اس آیت کے تحت فرمایا کہ اس میں نفی اپنی ذات سے جاننے کی ہے من جھت الوحی جاننے کی نفی نہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حم کے بارے میں علامہ اسمعیل حقی کی رائے:

۱...... حم میں موجود حاء سے مراد اہل توحید کی حمایت ہے، اور میم سے مراد مزید اللہ ﷻ کی رضا ہے جو حقیقی توحید کے علم برداروں پر ہوا کرتی ہے، یعنی اللہ ﷻ کی نظرِ رحمت۔ بعض کہتے ہیں حم کا معنی دلوں کی حمیت ہے جس کے باعث انسان خطرات اور اندیشوں سے بچ نکل کر دینی شواہد اور یقین کی روشنی میں فلاح پا جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حم سے مراد وہ سات صفات ہیں جس پر اللہ ﷻ نے انہیں پیدا فرمایا اور وہ یہ ہیں: حیات، علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر اور کلام۔ پس حاء سے مراد حیا اور میم سے مراد کلام ہے۔ پس اللہ ﷻ نے اول وآخر کے ذریعے تمام ہی کا مجموعی طور پر جائزہ لیا، یعنی اللہ ﷻ نے قرآن مجید نازل فرما کر اپنے اسمائے پاک کا اس میں احاطہ کرلیا اور اس طرح اپنی صفات بالا کی تعریف وتوصیف اور اخلاق عظمی کی تخلیق فرمادی۔ (روح البیان، ج۸، ص۶۲۱)

حق کے معانی:

۲...... اللہ ﷻ کے ناموں میں سے نام ہے، اور الشیء الحق سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز حقیقت میں ثابت شدہ ہو اور اس کا استعمال صدق وصواب (ٹھیک) طریقے پر ہو، اور لغت کے اعتبار سے حق سے مراد یہ ہے کہ وہ ثابت شدہ حقیقت جس کا انکار ممکن نہ ہو، اور اصطلاح میں وہ حکم ہے جو واقعہ کے مطابق ہو جس کی مطابقت اقوال، عقائد، ادیان، مذاہب کے اعتبار سے ہوتی ہو، اور صدق اقوالِ خاصہ کے ساتھ مشروع ہوتا ہے جب کہ اس کا مدمقابل کذب ہوا کرتا ہے اور ان دونوں میں فرق کا اعتبار جانب واقعہ کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے، اور صدق وہ ہوتا ہے جس کا حکم واقعہ کے مطابق ہو اور معنی حقیقی سے خاص اسی واقعہ کی جانب اشارہ ملتا ہو۔ (التعریفات، ص۹۴)

اثارۃ کے معنی:

۳...... اس کے معنی کے بارے میں امام رازی نے تین اقوال ذکر کئے ہیں: (۱)...... اثارۃ بمعنی بقیۃ ہے، یا اس سے مراد کسی چیز کے مشتقات ہیں جو کہ اس کے وجود سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی سے نکلتے (ہیں جیسے اسمائے مشتقات ہوتے ہیں)۔ (۲)...... اثر سے مراد روایت کے آثار ہیں۔ (۳)...... اثر بمعنی علامت ہے، صاحب کشاف کہتے ہیں کہ ﴿اثرۃ﴾ سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز پر اثر انداز ہونا اور خاص طور پر علم کے ساتھ اس کو وابستہ کیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس علم کا احاطہ تمہارے سوا کوئی بھی نہیں کرسکتا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ آیت پاک میں اثـارۃ کے معنی یہ ہیں: ''ایسا علم جس میں ریت پر کچھ لکیریں کھینچ کر آئندہ کے احوال معلوم کرلئے جائیں''۔ اہل عرب میں یہ علم مشہور تھا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''حضرات انبیائے کرام خط کے علم کو اپنایا کرتے اور جس کا علم خط کے موافق ہوجائے وہ اسی پر عمل کرتا تھا''۔ اس آیت کا معنی اب یہ ہوگا کہ اگر تم بتوں کی عبادت کو صحیح جانتے ہو تو اس کے بارے میں سابق میں موجود علمِ خط سے دلیل پیش کرو۔

(الرازی، ج۱۰، ص۷)

قرآن کے انکار، استخفاف اور استحقار کا حکم:

۴...... قرآن مجید پر اگر بقصد توہین پاؤں رکھا کافر ہوجائے گا۔

(الهندية، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد، ج۵، ص۳۹۸)

(۲)...... قرآن کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ مسخرہ پن کرنا کفر ہے، مثلاً داڑھی مونڈانے سے منع کرنے پر اکثر داڑھی منڈے کہہ دیتے ہیں: ﴿كلا سوف تعلمون ہاں ہاں جان جاؤ گے (التکاثر:۳)﴾ جس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں

کہ کلا کے معنی ''صاف کرنا''، یہ قرآن میں تحریف وتبدیل ہے اوراس کے ساتھ مذاق اوردل لگی بھی اور یہ دونوں باتیں کفر، اسی طرح اکثر باتوں میں قرآن مجید کی آیات بے موقع پڑھ دیا کرتے ہیں اور مقصود ہنسی کرنا ہوتا ہے جیسے کسی کو نماز جماعت کے لئے بلایا، وہ کہنے لگا: میں جماعت سے نہیں بلکہ تنہا پڑھوں گا، کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان الصلوۃ تنھی بیشک نماز منع کرتی ہے (العنکبوت: ٤٥)﴾۔

(الھندیۃ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۸۸)

(۴)......مزامیر کے ساتھ قرآن پڑھنا کفر ہے، گراموفون کے ساتھ قرآن سننا منع ہے اگر چہ یہ باجا نہیں بلکہ ریکاڈ میں جس قسم کی آواز بھری ہوتی ہے وہی اس سے نکلتی ہے اگر باجے کی آواز بھری جائے تو باجے کی آواز سننے میں آئے گی اور نہیں تو نہیں مگر گراموفون عموماً لہولعب کی مجالس میں بجایا جاتا ہے اور ایسی جگہ قرآن مجید پڑھنا سخت ممنوع ہے۔ (المرجع السابق)

الاحقاف کی آیت نمبر ''۹'' میں مفسرین کرام کے مختلف اقوال:

۵......اس آیت کی تفسیر میں دو امور کی وضاحت نہایت ضروری ہے: (۱)......﴿وما ادری ما یفعل بی ولا بکم میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا (الاحقاف: ۹)﴾ کی تاویلات ومحرکات کا بیان۔ (۲)......آیت پاک کے ناسخ ومنسوخ کے اعتبار سے احکامات شرعیہ ومفسرین کرام کے اقوال۔

درایت کے معنی کے حوالے سے اہل لغت کے نکات:

کتب لغت میں اس بارے میں یہ نکات موجود ہیں: (۱)...... مصباح اللغات میں دری کے معنی یہ ہیں کسی چیز کو حیلہ سے جاننا، (۲)...... المفردات میں ہے: وہ معرفت جو کسی حیلہ سے حاصل کی گئی ہو۔ (۳)...... المنجد میں ہے: حیلے سے جاننا، (۴)......القاموس میں ہے: کسی قسم کے حیلے سے جاننا۔

﴿وما ادری ما یفعل بی ولا بکم﴾ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:

(۱)......اس آیت کو احوال دنیا پر محمول کرنا درست ہے۔ (۲)......اس آیت کو آخرت کے امور پر محمول کرنا چاہیے۔ (۳)......میں اپنے اور تمہارے درمیان ہونے والے امور کی درایت نہیں رکھتا، یعنی غالب ومغلوب امور کو نہیں جانتا۔ (۴)......ابن عباس نے کلبی کی روایت کے تحت لکھا ہے کہ جب سید عالم ﷺ کے صحابہ کرام کو مکہ مکرمہ میں زیادہ تکالیف ہوئیں تو سید عالم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ایک ایسی وادی کی جانب ہجرت فرما رہے ہیں جو سرسبز وشاداب ہے، آپ ﷺ نے اس بات کا ذکر اپنے اصحاب سے فرمایا تو انہوں نے خواہش ظاہر کی تاکہ مشرکین مکہ کی تکالیف سے بھی آزادی مل جائے لیکن سید عالم ﷺ نے فرمایا میں اپنے امور کی انجام دہی میں وحی کا پابند ہوں میں اپنی جانب سے اس حوالے سے کوئی درایت نہیں رکھتا۔ (۵)......ضحاک کا قول ہے کہ سید عالم ﷺ نے اس لئے فرمایا کہ آپ ﷺ احکام دین پہنچانے میں اللہ ﷻ کی جانب وحی کے منتظر ہوتے، تکالیف دینیہ، شرائع، جہاد کے احکامات، دشمنان اسلام کی جانب سے آزمائشیں اور امتحان، ثواب وعقاب ہر معاملے میں اللہ ﷻ کی جانب متوجہ رہتے۔ (٦)......سید عالم ﷺ نے اس لئے فرمایا کہ آپ ﷺ اپنی طبعی موت یا قتل کئے جانے کو نہیں جانتے تھے جیسا کہ سابق میں حضرات انبیائے کرام کو شہید کر دیا گیا، اوراس لئے بھی کہ انکار کرنے والوں کے ساتھ اللہ ﷻ کیا معاملہ فرمائے گا، کیا تم آسمان کی جانب پتھر پھینکو گے کہ زمین میں دھنسا دیئے جاؤ یا ایسا کرو گے جو سابقہ امتوں نے (اپنے انبیائے کرام) کے ساتھ کیا، بعض نے اس آیت کو احوال آخرت پر محمول کیا ہے، حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرکین مکہ اور منافق خوش ہوئے کہ ہم ایسے نبی کی پیروی کیوں کریں جو یہ تک نہیں جانتا کہ خود ان کے ساتھ یا ان کے پیروکاروں کے ساتھ کیا ہونا ہے؟۔ پس جب یہ اعتراض ہوا تو اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿انا فتحنا

لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک ــــ الخ بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تا کہ اللہ تمہارے سبب گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے ــــ اور یہ اللہ کے ہاں بڑی کامیابی ہے(الفتح:۱تا۵)﴾۔اور اس میں واضح کردیا کہ ان کے ساتھ کیا ہونا ہے اور دیگر لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ اور یوں اللہ عزوجل نے مشرکین ومنافقین کی ناک خاک آلود کردی۔ (الرازی، ج۱۰،ص۹)

علامہ سید محمود آلوسی کہتے ہیں: میرے نزدیک اس آیت سے درایت کی نفی کرنا مراد ہے جو بغیر وحی کے ہو (یعنی سید عالم ﷺ جو کچھ جانتے ہیں وحی کے ذریعے جانتے ہیں)۔ عام ازیں کہ وہ درایت تفصیلی ہو یا اجمالی ہو اور خواہ اس کا تعلق دنیاوی امور سے ہو یا اخروی امور سے ہو، اور میرا اعتقاد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک دنیا سے منتقل نہیں ہوئے حتی کہ آپ ﷺ کو اللہ عزوجل کی ذات، صفات اور تمام شانوں کا علم دے دیا گیا اور جن چیزوں کے علم کو کمال قرار دیا جاتا ہے ان تمام چیزوں کا علم آپ کو دے دیا گیا اور آپ کو اتنا علم دیا گیا ہے کہ تمام جہانوں میں کسی کو اتنا علم نہیں دیا گیا اور میرا یہ اعتقاد نہیں کہ دنیا کے بعض جزوی حوادث کا علم نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے علم کا کمال نہیں رہے گا۔

(روح المعانی، الجزء۲۶،ص۲۳۲)

آیت کے ناسخ ومنسوخ کے بارے میں احکاماتِ شرعیہ:

عکرمہ، حسن بصری نے اس آیت ﴿وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا ما یوحی الی وما انا الا نذیر مبین اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی کی جاتی ہے اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا (الاحقاف:۹)﴾ کو ﴿انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تا کہ تمہارے سبب اللہ گناہ بخشے (الفتح:۱تا۲)﴾ سے منسوخ مانا ہے، چنانچہ جب سورۂ فتح کی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور مسلمانوں کو یہ بشارت دی کہ اللہ عزوجل نے آپ کے صدقے آپ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے تو بعض مومنوں نے کہا: آپ کو مبارک ہو یا نبی اللہ ﷺ! ہم کو معلوم ہوگیا کہ اللہ عزوجل آپ ﷺ کے ساتھ کیا کرے گا اور ہمارے ساتھ کیا کرے گا؟ تب اللہ عزوجل نے سورۂ احزاب کی یہ آیت ﴿وبشر المومنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے (الاحزاب:۴۷)﴾ نازل فرمائی۔ اور یہ آیت بھی نازل فرمائی: ﴿لیدخل المومنین والمومنت جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ویکفر عنھم سیاتھم وکان ذلک عند اللہ فوزا عظیما تا کہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں اور ان کی برائیاں ان سے اتار دے اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے (الفتح:۵)﴾۔

(الطبری، الجزء۲۶،ص۱۱)

قاضی شہاب الدین عمر الخفاجی کہتے ہیں: متذکرہ آیت پاک منسوخ ہے اور اس کی ناسخ آیت: ﴿انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تا کہ اللہ تمہارے سبب گناہ بخشے (الفتح:۱تا۲)﴾ ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نسخ کا اعتبار خبر ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ امر قل کی وجہ سے ہے، یا نسخ سے مراد مطلق تغیر بھی ہوسکتا ہے۔(عنایۃ القاضی، الجزء۲۶،ص۴۶۴)

ابن کثیر لکھتے ہیں: متذکرہ آیت منسوخ ہے اور ناسخ آیت ﴿انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تا کہ اللہ تمہارے سبب گناہ بخشے (الفتح:۱تا۲)﴾ ہے۔(ابن کثیر، ج۴،ص۱۸۳، الصاوی، ج۵،ص۲۷۸، الخازن، ج۴،ص۱۲۸)

صدر الافاضل لکھتے ہیں: متذکرہ آیت پاک، الفتح:۲ سے منسوخ ہے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر۲۳)

اسی طرح آپ اپنی کتاب الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفی ﷺ میں لکھتے ہیں: ملا عبد الرحمن بن محمد دمشقی اپنے رسالہ ناسخ ومنسوخ میں لکھتے ہیں: قولہ تعالی: ﴿وما ادری ما یفعل بی ولا بکم اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ

کیا﴾ الایۃ نسخ بقولہ تعالیٰ:﴿ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تا کہ اللہ تمہارے سبب گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے (الفتح:۱تا۲)﴾ اور اسی کتاب میں کچھ آگے لکھتے ہیں: سورۃ الفتح وفیھا ناسخ ولیس فیھا منسوخ فالناسخ قولہ تعالیٰ: ﴿لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر تا کہ اللہ تمہارے سبب گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے﴾ والمنسوخ قولہ تعالیٰ : ﴿وما ادری ما یفعل بی و لا بکم اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا﴾۔ پس ثابت ہوا کہ ناسخ آیت سورۂ فتح کی ہے جب کہ منسوخ آیت سورۃ الاحقاف کی ہے۔ (الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفی ﷺ، ص ۱۴۷)

حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کی سوانح حیات:

۱...... حضرت عبداللہ بن حنظلہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن سلام بازار میں لکڑیوں کا ایک گٹھا اٹھا کر جارہے تھے، ان سے کہا گیا: کیا اللہ ﷻ نے آپ کو اس سے مستغنی کردیا ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! لیکن میں تکبر کا قلع قمع کرنا چاہتا ہوں، میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا''۔ (تاریخ دمشق، ج۱۲، ص ۲۵۲)

☆...... حضرت عبداللہ بن سلام ؓ اس وقت اسلام لائے جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے، وہ اسی وقت مسلمان ہوگئے تھے اور قیس بن الربیع از عاصم از شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نبی کریم ﷺ کے وصال سے دو سال قبل اسلام لائے تھے، یہ حدیث مرسل ہے اور قیس ضعیف ہیں۔ (الاصابۃ، ج٤، ص ۱۰۳)

☆...... حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے سنا کہ سید عالم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے ہیں تو انہوں نے کہا: میں آپ سے تین ایسی چیزوں کے متعلق سوال کروں گا جن کو نبی کریم ﷺ کے سوا کوئی نہیں جانتا: (۱)...... قیامت کی پہلی علامت کیا ہے؟، (۲)...... اہل جنت کا پہلا طعام کونسا ہے؟، (۳)...... بچہ اپنے باپ یا ماں کے کیسے مشابہ ہوتا ہے؟۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(۱)...... قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب تک جمع کرے گی اور (۲)...... اہل جنت کا پہلا کھانا مچھلی کی کلیجی کا ٹکڑا ہے، (۳)...... جب مرد اپنی عورت پر غالب آجائے تو وہ بچہ کی شبیہ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آجائے تو عورت بچے کی شبیہ اپنی جانب کھینچ لیتی ہے''۔ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے کہا: ''اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ ''یارسول اللہ ﷺ! بیشک یہود بہت بہتان تراش قوم ہے، اگر ان کو میرے اسلام کا اس سے پہلے علم ہوگیا کہ آپ ﷺ ان سے میرے متعلق سوال کریں تو وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے، پھر یہود آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے سوال کیا کہ تم میں عبداللہ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا وہ ہم میں سب سے بہتر ہیں، ان کے والد بھی ہم سب سے بہتر ہیں، وہ ہمارے سردار ہیں، اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بتاؤ کہ اگر عبداللہ بن سلام ؓ مسلمان ہوجائیں؟ انہوں نے کہا: اللہ ﷻ ان کو اپنی پناہ میں رکھے، پھر حضرت عبداللہ بن سلام ؓ باہر نکلے اور کہا: ''اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ﷺ ''تو یہود نے کہا: وہ ہم میں سب سے بُرے ہیں، سب سے بُرے شخص کے بیٹے ہیں، اور ان کی بُرائیاں کیں، حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے اسی چیز کا خدشہ تھا''۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب من کان عدو الجبریل، رقم: ٤٤٨٠، ص ۷٦۱)

☆...... حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کہتے ہیں کہ جب سید عالم ﷺ مدینے تشریف لائے تو لوگ ان کے اردگرد جمع ہوگئے اور میں بھی ان لوگوں میں تھا جب میں نے آپ ﷺ کے چہرے کو دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا اور میں نے آپ سے سب سے پہلے یہ بات سنی: ''اے لوگو! بہ کثرت سلام کیا کرو اور کھانا کھلایا کرو اور رشتے داروں سے میل میلاپ رکھا کرو اور

جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تورات کو اٹھ کر نماز پڑھا کرو اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ''۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب:(۱۰٦/٤١)، رقم: ۲٤٩٣، ص۷۱۷)

☆......حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تینتالیس ۴۳ھ میں فوت ہوئے۔ (سیر العلام النبلاء، ج٤، ص ٦٥ وغیرہ)

اغراض:

الله اعلم بمراده به: اس حوالے سے کئی مرتبہ کلام ہو چکا، اور قولِ مذکورہ مسلم ہے اور یہی سلف کا طریقہ ہے کہ علم متشابہ کو اللہ کی طرف سپرد کر دیتے ہیں۔ لیدل علی قدرتنا و وحدانیتنا: اور دیگر صفات کمالیہ، نقائص سے منزہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ مخلوق اللہ کی معرفت سے پہچانی جاتی ہے اور اس لئے کہ ہر صنعت اپنے صانع کے وجود پر دلالت ہوتی ہے اور اسی کی صفات کمال سے متصف ہوتی ہے۔ بمعنی همزة الانکار: اور بمعنی بل بھی اضرابیہ منقطعہ ہوسکتا ہے۔ منزل: اور مناسب یہ ہے کہ'' الکون'' کے مادہ سے ''عاما'' کو مقدر مانا جائے۔ لانهم جماد: میں اس جانب اشارہ ہے کہ جمادات فہم وفراست نہیں رکھتے۔

وهم الاصنام: بتوں کو کافروں کے گمان کے مطابق عقلاء کی ضمیر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جاحدین: بمعنی منکرین ہے، اور اس کی دلیل اللہ کے فرمان: ﴿وقال شرکاؤهم ما کنتم ایانا تعبدون (یونس:۲۸)﴾ میں ملتی ہے۔ ظاهر: یعنی بغیر اس (قرآن) کے مثل لانے کے اس کے ساتھ معارضہ نہیں کیا جاسکتا۔ فرضا: یعنی بطور فرض اور تقدیر قرآن کو تخلیق کر لینے کا بیان ہے۔ فلم یعاجلکم بالعقوبة: یعنی اللہ تمہیں مہلت دیتا ہے کہ تم توبہ کرو اور رجوع لے آؤ، اپنی برائی سے اور اس جملے میں توبہ کرنے والوں کے لئے مغفرت کا وعدہ ہے اور تمام بندوں کے لئے رحمت کا اور اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کا حلم ورحمت توبہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہوتی ہے جب کہ وہ اللہ کا خوف رکھتے ہوں۔ بدیعا: میں اشارہ ہے کہ ﴿بدعا﴾ صفت ہے جیسا کہ حق اور حقیق، اور یہ ''ابتداع'' اور ''اختراع'' کے معنی میں لی جاتی ہے اور یہ بھی درست ہے کہ مضاف کے حذف کے ساتھ مصدر مراد لی گئی ہو، یعنی ''ذا بدع''۔ هو عبدالله بن سلام: ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ﴿شاهد﴾ حضرت موسیٰ اور گواہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کی ہے جو توریت میں مذکورہ ہے۔ (الصاوی، ج٥، ص۲۷٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿وقال الذین کفروا للذین امنوا﴾ اَیْ فِیْ حَقِّهِمْ ﴿لو کان﴾ الْاِیْمَانُ ﴿خیرا ما سبقونا الیه واذ لم یهتدوا﴾ اَیِ الْقَائِلُوْنَ ﴿به﴾ اَیْ بِالْقُرْآنِ ﴿فسیقولون هذا﴾ اَیِ الْقُرْآنُ ﴿افک﴾ کِذْبٌ ﴿قدیم (۱۱) ومن قبله﴾ اَیِ الْقُرْآنِ ﴿کتب موسی﴾ اَیِ التَّوْرٰةُ ﴿اماما ورحمة﴾ لِلْمُؤْمِنِیْنَ بِهٖ حَالَانِ ﴿وهذا﴾ اَیِ الْقُرْآنُ ﴿کتب مصدق﴾ لِلْکُتُبِ قَبْلَهٗ ﴿لسانا عربیا﴾ حَالٌ مِنَ الضَّمِیْرِ فِیْ مُصَدِّقٌ ﴿لینذر الذین ظلموا﴾ مُشْرِکِیْ مَکَّةَ ﴿و﴾ هُوَ ﴿بشری للمحسنین (۱۲)﴾ اَلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا﴾ عَلَی الطَّاعَةِ ﴿فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون (۱۳) اولئک اصحب الجنة خلدین فیها﴾ حَالٌ ﴿جزاء﴾ مَنْصُوْبٌ عَلَی الْمَصْدَرِ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ اَیْ یُجْزَوْنَ ﴿بما کانوا یعملون (۱۴) ووصینا الانسان بوالدیه احسانا﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ اِحْسَانًا اَیْ اَمَرْنَاهُ اَنْ یُحْسِنَ اِلَیْهِمَا فَنَصَبَ اِحْسَانًا عَلَی الْمَصْدَرِ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ وَمِثْلِهٖ حُسْنًا ﴿حملته امه کرها ووضعته کرها﴾ اَیْ عَلٰی مَشَقَّةٍ ﴿وحمله وفصله﴾ مِنَ

الرِّضَاعِ ﴿ثلثون شهرا﴾ سِتَّةُ اَشْهُرٍ اَقَلُّ مُدَّةِ الْحَمْلِ وَالْبَاقِيْ اَكْثَرُ مُدَّةِ الرِّضَاعِ وَقِيْلَ اِنْ حَمَلَتْ بِهٖ سِتَّةً اَوْتِسْعَةً اَرْضَعَتْهُ الْبَاقِيْ ﴿حتى﴾ غَايَةٌ لِجُمْلَةٍ مُقَدَّرَةٍ اَیْ وَعَاشَ حَتّٰی ﴿اذا بلغ اشده﴾ هُوَ كَمَالُ قُوَّتِهٖ وَعَقْلِهٖ وَرَاْيِهٖ اَقَلُّهٗ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ سَنَةً اَوْ ثَلَاثُوْنَ ﴿وبلغ اربعين سنة﴾ اَیْ تَمَامِهَا وَهُوَ اَكْثَرُ الْاَشُدِّ ﴿قال رب﴾ اِلٰى آخِرِهٖ نَزَلَ فِیْ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ لَمَّا بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً بَعْدَ سَنَتَيْنِ مِنْ مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ، آمَنَ بِهٖ ثُمَّ آمَنَ اَبَوَاهُ ثُمَّ ابْنُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عَتِيْقٍ ﴿اوزعنى﴾ اَلْهِمْنِيْ ﴿ان اشكر نعمتك التى انعمت﴾ بِهَا ﴿على وعلى والدى﴾ وَهِيَ التَّوْحِيْدُ ﴿وان اعمل صالحا ترضه﴾ فَاَعْتَقَ تِسْعَةً مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يُعَذَّبُوْنَ فِی اللّٰهِ ﴿واصلح لى فى ذريتى﴾ فَكُلُّهُمْ مُؤْمِنُوْنَ ﴿انى تبت اليك وانى من المسلمين (١٥) اولئك﴾ اَیْ قَائِلُوْا هٰذَا الْقَوْلِ اَبُوْ بَكْرٍ وَغَيْرُهٗ ﴿الذين نتقبل عنهم احسن﴾ بِمَعْنٰى حَسَنَ ﴿ما عملوا ونتجاوز عن سياتهم فى اصحب الجنة﴾ حَالٌ اَیْ كَائِنِيْنَ فِیْ جُمْلَتِهِمْ ﴿وعد الصدق الذى كانوا يوعدون (١٦)﴾ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ ﴿والذى قال لوالديه﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْاِفْرَادِ اُرِيْدَ بِهِ الْجِنْسُ ﴿اف﴾ بِكَسْرِ الْفَاءِ وَفَتْحِهَا بِمَعْنٰى مَصْدَرٍ اَیْ نَتْنًا وَقُبْحًا ﴿لكما﴾ اَتَضَجَّرُ مِنْكُمَا ﴿اتعدننى﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْاِدْغَامِ ﴿ان اخرج﴾ مِنَ الْقَبْرِ ﴿وقد خلت القرون﴾ الْاُمَمُ ﴿من قبلى﴾ وَلَمْ تَخْرُجْ مِنَ الْقُبُوْرِ ﴿وهما يستغيثن الله﴾ يَسْئَلَانِهِ الْغَوْثَ بِرُجُوْعِهٖ وَيَقُوْلَانِ اِنْ لَمْ تَرْجِعْ ﴿ويلك﴾ اَیْ هَلَاكَكَ بِمَعْنٰى هَلَكْتَ ﴿امن﴾ بِالْبَعْثِ ﴿ان وعد الله حق فيقول ما هذا﴾ اَیِ الْقَوْلُ بِالْبَعْثِ ﴿الا اساطير الاولين (١٧)﴾ اَكَاذِيْبُهُمْ ﴿اولئك الذين حق﴾ وَجَبَ ﴿عليهم القول﴾ بِالْعَذَابِ ﴿فى امم قد خلت من قبلهم من الجن والانس انهم كانوا خسرين (١٨) ولكل﴾ مِنْ جِنْسِ الْمُؤْمِنِ وَالْكَافِرِ ﴿درجت﴾ فَدَرَجَاتُ الْمُؤْمِنِ فِی الْجَنَّةِ عَالِيَةٌ وَدَرَجَاتُ الْكَافِرِ فِی النَّارِ سَافِلَةٌ ﴿مما عملوا﴾ اَیِ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ الطَّاعَاتِ وَالْكَافِرُوْنَ مِنَ الْمَعَاصِیْ ﴿وليوفيهم﴾ اَیِ اللّٰهُ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالنُّوْنِ ﴿اعمالهم﴾ اَیْ جَزَاءَهَا ﴿وهم لا يظلمون (١٩)﴾ شَيْئًا يَنْقُصُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَيُزَادُ لِلْكُفَّارِ ﴿ويوم يعرض الذين كفروا على النار﴾ بِاَنْ تُكْشَفَ لَهُمْ يُقَالُ لَهُمْ ﴿اذهبتم﴾ بِهَمْزَةٍ وَبِهَمْزَتَيْنِ وَبِهَمْزَةٍ وَمَدَّةٍ وَبِهِمَا وَتَسْهِيْلِ الثَّانِيَةِ ﴿طيبتكم﴾ بِاشْتِغَالِكُمْ بِلَذَّاتِكُمْ ﴿فى حياتكم الدنيا واستمتعتم﴾ تَمَتَّعْتُمْ ﴿بها فاليوم تجزون عذاب الهون﴾ اَیِ الْهَوَانِ ﴿بما كنتم تستكبرون﴾ تَتَكَبَّرُوْنَ ﴿فى الارض بغير الحق وبما كنتم تفسقون (٢٠)﴾ بِهٖ وَتُعَذَّبُوْنَ بِهَا.

﴿ترجمه﴾

اور کافروں نے مسلمانوں سے (ان کے حق میں) کہا اگر اس (یعنی ایمان) میں کچھ بھلائی ہوتی تو یہ ہم سے آگے اس تک نہ پہنچ جاتے اور جب انہیں (جو اس بات کے قائل تھے) اس کی (یعنی قرآن پاک پر ایمان لانے کی) ہدایت نہ ہوئی تو اب کہیں گے کہ یہ (یعنی یہ قرآن پاک) پرانا جھوٹ ہے (افک بمعنی کذب ہے) اور اس سے (یعنی قرآن پاک سے) پہلے موسیٰ کی کتاب (یعنی تورات) ہے

پیشوا اور مہربانی (مسلمانوں کے لیے، "اماما و رحمۃ" دونوں حال بن رہے ہیں) اور یہ (یعنی قرآن پاک) کتاب ہے تصدیق فرماتی (اپنے سے ماقبل کتب کی) عربی زبان میں ("لسانا عربیا" مصدق کی ضمیر سے حال ہے) کہ ظالموں (یعنی مشرکین مکہ) کو ڈر سنانے اور (یہ) نیکوں کو (یعنی مسلمانوں کو) بشارت ہے بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر (اطاعت الٰہی پر) ثابت قدم رہے تو نہ ان کو خوف نہ ان کو غم وہ جنت والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ("خلدین فیھا" حال بن رہا ہے) ان کے اعمال کی جزا......۱...... ("جزاء" فعل مقدر یجزون کا مفعول مطلق بننے کے سبب منصوب ہے) اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے (ایک قرائت میں حسنا کی جگہ احسانا ہے معنیٰ آیت یہ ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم فرمایا......۲......، احسانا مفعول مطلق ہے یہ اپنے فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے اور حسنا میں بھی اسی کی مثل بحث ہے) اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے (کرھا بمعنی المشقۃ ہے) اور اسے اٹھائے پھرنا اور (رضاعت سے) اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے (اقل حمل چھ ماہ ہے باقی کا عرصہ اکثر مدت رضاعت کا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اگر عورت نے چھ یا سات ماہ میں بچہ جنا تو بقیہ مدت اس کو دودھ پلائے گی......۳......) یہاں تک کہ (حتی جملہ مقدر "وعاش" کے لیے غایت ہے یعنی وہ زندگی گزارتا رہا حتی کہ) جب اپنے زور کو پہنچا (یعنی اپنے کمال قوت عقل اور رائے کو پہنچا اور یہ کمال قوت کم از کم تینتیس سال کی عمر میں ہوتا ہے) اور چالیس برس کا ہوا (یعنی مکمل چالیس سال کا، اور یہ ان قوتوں کے کمال کا کامل درجہ ہے......۴......) عرض کی اے میرے رب (یہ آیت مبارکہ آخر تک حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوتی ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے دو سال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ چالیس برس کے ہوئے اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے پھر آپ رضی اللہ عنہ کے والدین اور آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن اور آپ رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت عبدالرحمٰن کے فرزند ابوعتیق بھی ایمان لے آئے......۵......) میرے دل میں ڈال (اوزعنی بمعنی الھمنی ہے) کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جس (کے ذریعے) تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی (اور وہ نعمت توحید پر ایمان لانے کی توفیق ہے) اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے (چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسے غلاموں کو آزاد کر دیا جنہیں اللہ عزوجل پر ایمان رکھنے کے سبب عذاب دیا جاتا تھا) اور میرے لیے میری اولاد میں اصلاح رکھ (کہ وہ سب کی سب مومن رہیں) میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں یہ ہیں وہ (یعنی اس دعا کے قائل حضرت ابوبکر صدیق وغیرہ ہیں) جن کی نیکیاں ہم قبول کریں گے (احسن بمعنی حسن ہے) اور ان کی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے جنت والوں میں (فی اصحب الجنۃ حال ہے یعنی یہ لوگ من جملہ جنتیوں میں سے ہیں) سچا وعدہ جو انہیں دیا جاتا تھا (جس کا بیان اللہ عزوجل کے اس فرمان میں ہے ﴿وعد اللہ المومنین والمومنات جنات﴾) اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا (ایک قرائت میں الوالدیہ تثنیہ کی جگہ مفرد کلمہ ہے اور اس مفرد سے مراد جنس لی گئی ہے) اف (اف کو فاء مکسورہ اور مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ مصدر ہے بمعنی نتنا و قبحا ہے) تم دونوں سے (یعنی میں تم دونوں سے بیزار ہوں) کیا مجھے یہ وعدہ دیتے ہو (تعد اننی ایک قرائت میں ادغام کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے قومیں گزر چکیں (اور انہیں قبروں سے نہیں نکالا گیا، القرون بمعنی الامم ہے) اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں (یعنی دونوں اللہ عزوجل سے مدد طلب کرتے ہیں اپنے بیٹے کے رجوع کر لینے کے بارے میں اور اس سے کہتے ہیں اگر تو نے اس عقیدے سے رجوع نہ کیا تو) تیری خرابی ہوگی (یعنی تیری ہلاکت ہوگی یعنی تو ہلاک ہو جائے گا، ویلک بمعنی ھلاکک ہے) تو (مرنے کے بعد زندہ کئے جانے پر) ایمان لے آ، بیشک اللہ کا وعدہ (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ فرمانے کا) سچا ہے تو کہتا ہے یہ تو نہیں (یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا قول تو نہیں) مگر اگلوں کی کہانیاں (یعنی اگلوں کی جھوٹی با

تیں) یہ ہیں وہ جن پر (عذاب آنے کی) بات ثابت ہو چکی (حق بمعنی وجب ہے) ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزرے جن اور آدمی بیشک وہ زیاں کار تھے اور ہر ایک کے لیے (جنس مومن اور جنس کافر میں سے) درجے ہیں (تو مسلمانوں کے درجات جنت میں ہیں بلند و بالا اور کافروں کے درجات جہنم کے نچلے طبقے میں ہیں) اس سے جو انہوں نے عمل کیے (یعنی مسلمانوں نے جو نیکیاں کیں اور کفار نے جو برائیاں کیں، ان سے) اور تا کہ وہ (یعنی اللہ ﷻ) انہیں پورے بھر دے (لیوفیھم ایک قرائت میں علامت مضارع نون کے ساتھ ہے) ان کے کام (یعنی ان کے اعمال کی جزا) اور ان پر (کچھ) ظلم نہ ہوگا (کہ مسلمانوں کی نیکیاں کم کی جائیں اور کافروں کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے) اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے (یوں کہ آگ ان کے لیے ظاہر کردی جائے گی اور ان سے فرمایا جائے گا) تم فنا کر چکے (اذھبتم ایک ہمزہ کے ساتھ اور دو ہمزوں کے ساتھ اور ایک ہمزہ اور مد کے ساتھ اور دونوں ہمزہ اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اپنی پاک چیزیں (اپنی لذتوں میں مشغول رہ کر......) اپنی دنیاوی زندگی میں اور انہیں برت چکے (استمتعتم بمعنی تمتعتم ہے) تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا (الھون بمعنی الھوان ہے) سزا اس کی کہ تم زمین پر ناحق تکبر کرتے تھے (استکبرتم بمعنی تکبرتم ہے) اور سزا اس کی حکم عدولی کرتے تھے (اور تمہیں اس کے سبب عذاب دیا جائے گا، بہ ضمیر عائد الی الاسم الموصول محذوف ہے، بہ نکال مفسر نے اسی طرف اشارہ کیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقال الذین کفروا للذین امنوا لو کان خیرا ما سبقونا الیہ﴾

و: عاطفہ، قال: فعل، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر فاعل، للذین امنوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قول، لو: شرطیہ، کان: فعل ناقص با اسم، خیرا: ملکر جملہ فعلیہ شرط، ماسبقونا: فعل نفی با فاعل ومفعول، الیہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واذ لم یھتدوا بہ فسیقولون ھذا افک قدیم﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، لم یھتدوا: فعل نفی با فاعل، بہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "ظھر عنادھم" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، س: حرف استقبال، یقولون: قول، ھذا: مبتدا، افک قدیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ومن قبلہ کتب موسی اماما ورحمۃ﴾

و: عاطفہ، من قبلہ: ظرف مستقر خبر مقدم، کتب موسی: ذوالحال، اماما: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رحمۃ: معطوف، ملکر فاعل، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وھذا کتب مصدق لسانا عربیا لینذر الذین ظلموا وبشری للمحسنین﴾

و: عاطفہ، ھذا: مبتدا، کتب: موصوف، مصدق: اسم فاعل "ھو" ضمیر ذوالحال، لسانا عربیا: مرکب توصیفی حال، ملکر فاعل، لام: جار، ینذر: فعل با فاعل، الذین ظلموا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، بشری: موصوف، للمحسنین: ظرف مستقر صفت، ملکر "ھو" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، قالوا: قول، ربنا اللہ: جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، استقاموا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر اسم، ف: زائدہ، لا: نافیہ، خوف: مبتدا، علیھم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف

علیہ،و:عاطفہ،لا:نافیہ،ھم:مبتدا،یحزنون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک اصحب الجنة خلدین فیھا جزاء بما کانوا یعملون﴾

اولئک: مبتدا،اصحب الجنة: ذوالحال،خلدین فیھا: شبہ جملہ حال اول،جزاء:مصدر بافاعل،بما کانوا یعملون:ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل ان کی خبر ثانی واقع ہے،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ووصینا الانسان بوالدیه احسنا حملته امه کرها ووضعته کرها وحمله وفصله ثلثون شهرا﴾

و: مستانفہ،وصینا الانسان:فعل بافاعل ومفعول،بوالدیه:ظرف لغو،احسنا:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،حملته:فعل ومفعول،امه: ذوالحال،کرھا:حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ تعلیلیہ،و:عاطفہ،وضعته:فعل"ھی"ضمیر ذوالحال،کرھا:حال،ملکر فاعل،ہ:ضمیر ذوالحال،و:حالیہ،حمله:معطوف علیہ،و:عاطفہ،فصله:معطوف،ملکر مبتدا،ثلثون:ممیز،شھرا:تمیز،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿حتی اذا بلغ اشده وبلغ اربعین سنة قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضه واصلح لی فی ذریتی﴾

حتی: حرف غایۃ وجار،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،بلغ اشده:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،بلغ اربعین سنة: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط،قال:قول،رب: نداء،اوزعنی:فعل امر بافاعل ومفعول،ان:مصدریہ،اشکر:فعل بافاعل،نعمتک:موصوف،التی:موصول،انعمت:فعل بافاعل،علی: جارمجرور معطوف علیہ،و:عاطفہ،علی والدی:جارمجرور معطوف،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ،و:عاطفہ،ان:مصدریہ،فعل بافاعل،صالحا:موصوف،ترضه: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،اصلح لی فی ذریتی:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مجرور،ملکر ظرف مستقر"عاش"فعل محذوف کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی تبت الیک وانی من المسلمین﴾

انی: حرف مشبہ واسم،تبت الیک: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،انی:حرف مشبہ واسم،من المسلمین:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک الذین نتقبل عنهم احسن ما عملوا ونتجاوز عن سیاتهم فی اصحب الجنة﴾

اولئک: مبتدا،الذی: موصول،نتقبل عنهم:فعل بافاعل وظرف لغو،احسن:مضاف،ما عملوا:موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،نتجاوز:فعل بافاعل،عن: جار،سیات:مضاف،ھم: ذوالحال،فی اصحب الجنة: ظرف مستقر حال،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعد الصدق الذی کانوا یوعدون﴾

وعد: مضاف،الصدق:موصوف،الذی کانوا یوعدون: موصول صلہ،ملکر صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف"وعدھم الله" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذی قال لوالدیه اف لکما اتعدننی ان اخرج وقد خلت القرون من قبلی وهما یستغیثن الله ویلک امن﴾

و: عاطفہ ،الذی: موصول، قال لوالدیہ: فعل بافاعل وظرف لغو، اف: اسم فعل مضاف بمعنی، اتضجو: ذوالحال، لکما: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا، ھمزہ: حرف استفہام، تعدان: فعل "ھما" ضمیر مستقر ذوالحال، و: حالیہ، ھما: مبتدا، یستغیثن: فعل و "ھما" ضمیر مستقر ذوالحال، ویلک: فعل محذوف "الزمک اللہ" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ اول، امن: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ثانی قول محذوف "قائلین" کیلئے، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر فاعل، اللہ: اسم جلالت مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر فاعل، ن: وقایہ، ی: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قد: تحقیقیہ، خلت القرون من قبلی: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول اول، ان اخرج: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان وعداللہ حق فیقول ما ھذا الا اساطیر الاولین﴾

ان وعداللہ: حرف مشبہ واسم، حق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، ف: عاطفہ، یقول قول، ما: نافیہ، ھذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، اساطیر الاولین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اولئک الذین حق علیھم القول فی امم قدخلت من قبلھم من الجن والانس﴾

اولئک: مبتدا، الذین: موصول، حق: فعل، علی: جار، ھم: ذوالحال، فی: جار، امم: موصوف، قدخلت من قبلھم: جملہ فعلیہ صفت اول، من الجن والانس: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، القول: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انھم کانوا خسرین ولکل درجت مما عملوا﴾

انھم: حرف مشبہ واسم، کانوا خسرین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، لکل: ظرف مستقر خبر مقدم، درجت: موصوف، مما عملوا: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولیوفیھم اعمالھم وھم لا یظلمون﴾

و: عاطفہ، لام: جار، یوفی: فعل بافاعل، ھم: ضمیر ذوالحال، و: عاطفہ، ھم لایظلمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول اول، اعمالھم: مفعول ثانی، ملکر فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر ہے فعل محذوف "جازا ھم یذلک" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویوم یعرض الذین کفروا علی النار اذھبتم طیبتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا﴾

و: مستانفہ، یوم: مضاف، یعرض: فعل مجہول، الذین کفروا: نائب الفاعل، علی النار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم، اذھبتم: فعل بافاعل، طیبتکم: مفعول، فی حیاتکم الدنیا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، استمتعتم بھا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر قول محذوف "یقال لھم" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فالیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تستکبرون فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تفسقون﴾

ف: فصیحیہ، الیوم: ظرف مقدم، تجزون: فعل بانائب الفاعل، عذاب الھون: مفعول، ب: جار، ما: موصولہ، کنتم: فعل ناقص بااسم، تستکبرون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، بغیر الحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، بما کنتم تفسقون: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......وقال الذین کفروا......☆ یہ آیت مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ اگر دین محمدی ﷺ حق ہوتا تو فلاں وفلاں اس کو ہم سے پہلے کیسے قبول کر لیتے۔

☆......وبلغ اربعین سنة......☆ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی آپ کی عمر سید عالم ﷺ سے دو سال کم تھی جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ برس کی ہوئی تو آپ ﷺ کی صحبت اختیار کی اسوقت حضور ﷺ کی عمر شریف بیس برس کی تھی حضور ﷺ کی ہمراہی میں بغرض تجارت ملک شام کا سفر کیا ایک مقام پر ٹھہرے وہاں ایک بیری کا درخت تھا حضور ﷺ اس کے سائے میں تشریف فرما ہوئے قریب ہی ایک راہب رہتا تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کے پاس چلے گئے راہب نے آپ سے کہا کہ یہ صاحب کون ہیں جو اس بیری کے سایہ میں جلوہ فرما ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد بن عبداللہ ہیں عبدالمطلب کے پوتے راہب نے کہا خدا عزوجل کی قسم یہ نبی ہیں اس بیری کے سائے میں حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد آج تک کوئی نہیں بیٹھا یہی نبی آخر الزماں ہیں۔ راہب کی یہ بات حضرت صدیق اکبر کے دل پر اثر کر گئی اور نبوت کا یقین آپ کے دل میں جم گیا اور آپ نے صحبت شریف کی ملازمت اختیار کرلی۔ سفر وحضر میں آپ سے جدا نہ ہوتے اور جب سید عالم ﷺ کی عمر شریف چالیس سال کی ہوئی اور اللہ نے آپ کو نبوت ورسالت کے ساتھ سرفراز فرمایا تو صدیق اکبر آپ ﷺ پر ایمان لائے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کیا فاسق مومن کی بھی مغفرت ہوگی؟

۱......کفر کے سوا کسی کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے مومن بندے کا ایمان خارج نہیں ہوتا، بلکہ اس میں ایمان کی تصدیق باقی رہتی ہے۔ جب کہ معتزلہ کا قول ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا نہ تو مومن رہتا ہے اور نہ ہی کافر، کیونکہ ان کے نزدیک اعمال ایمان کے جزء حقیقی نہیں ہوتے اور نہ ہی مومن بندے میں کفر داخل ہوتا ہے جب کہ خوارج کا نظریہ اس حوالے سے یہ ہے کہ کبیرہ چاہے صغیرہ اس کا قائل کافر ہوتا ہے، اور ایمان وکفر کے مابین کوئی واسطہ نہیں ہوا کرتا۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ ایمان دل کی تصدیق کا نام ہے اور اس کی نفی اسی وقت قابل قبول ہوگی اسی کی مناسبت سے کوئی معاملہ پایا جائے (جیسا کہ کلمہ طیبہ اور دیگر ضروریات دین کا انکار)۔ اور محض کبیرہ کا ارتکاب مثلاً غلبۂ شہوت کی وجہ سے زنا کا صدور ہو جانا، سستی یا کسی اور وجہ سے کبیرہ ہو جانا، مومن کو کافر نہیں کرتا ہاں اتنا ضرور ہے کہ اللہ عزوجل کے عذاب کو ہلکا جان کر یا حلال جان کر کسی حرام کا ارتکاب کرے تو ایسا کرنا یقیناً کفر ہے، کیونکہ اس میں تکذیب (جھٹلانے) کی علامت پائی جاتی ہے۔ (شرح العقائد، المبحث : الكبيرة لا تخرج عن الايمان، ص ٢٦٤ وغيره)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "شفاعتی لاهل الکبائر من امتی میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے"۔ (سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة، باب منه، رقم: ٢٤٤٣، ص ٧٠٥)

والدین کے ساتھ بھلائی کے متعلق احادیث:

۲......قرآن مجید فرقان حمید میں سات جگہ پر لفظ والدین آیا ہے، جن میں سے چار مقامات ایسے ہیں جہاں اللہ عزوجل نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کیساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے، والدین کیساتھ بھلائی کے معنی یہ ہیں کہ نہ تو ایسی کوئی بات کہے اور نہ ہی کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے مال وجان

سے انکی خدمت بجالانے میں قطعادریغ نہ کرے بلکہ جب بھی انہیں ضرورت ہوتو ہرلمحہ انکے پاس حاضر رہے۔

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سرورِ کائنات ﷺ سے دریافت فرمایا: ''میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے پھرعرض کی: ''اس کے بعدکون؟'' تو آپ ﷺ نے دوبارہ ارشادفرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے پھرعرض کی: ''اس کے بعدکون؟'' تو آپ ﷺ نے اس دفعہ بھی یہی جواب ارشاد فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے پھرعرض کی: ''اس کے بعدکون؟'' توارشادفرمایا: ''تیراباپ۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، رقم: ۵۹۷۱،ص ۱۰۴۵)

☆......سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص نے جہاد کی اجازت چاہی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کی: جی ہاں! فرمایا: توان دونوں کی خدمت کوشش کر۔'' (صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب الجهاد باذن الابوین، رقم: ۳۰۰۴، ص ۴۹۶)

☆......حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آقائے دوجہاں ﷺ سے دریافت کیا: ''والدین کا اپنے بچے پر کیا حق ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: ''هما جنتک و نارک یعنی والدین ہی تمہاری جنت ودوزخ ہیں۔''

(ابن ماجه، کتاب الادب، باب بر الوالدین، رقم: ۳۶۶۲،ص ۶۰۸)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشادفرمایا کہ ''اس شخص کی ناک خاک آلود ہواور یہ جملہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشادفرمایا کہ جس نے اپنے والدین دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور انکی خدمت کرکے جنت میں داخل نہ ہوگیا''۔ (ریاض الصالحین، ص ۱۱۵)

☆...... نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ''کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں، پھر آپ ﷺ نے ان گناہوں میں والدین کی نافرمانی کا بھی ذکر فرمایا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الکبائر، رقم: (۱۶۱)/۸۷،ص ۶۵)

☆......سید عالم نورِ مجسم ﷺ نے ارشادفرمایا: ''اللہ عزوجل کی رضا والد کی رضا میں ہے، اور اللہ عزوجل کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے، یہ حدیث صحیح ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب البر و الصلة، باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین، رقم: ۱۹۰۷،ص ۵۱۶)

☆...... نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے، اگر تو چاہے تو اس کی حفاظت کراوراگر چاہے تو اسے ضائع کردے، اس حدیث پاک کوامام ترمذی نے صحیح قراردیا ہے۔ (ایضا، رقم: ۱۹۰۶،ص ۵۶۵)

☆...... نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔'' یعنی والدہ کے لیے تواضع اختیار کرنا اور انہیں راضی کرنا، یہ دخولِ جنت کا سبب ہے۔ (مسند شهاب القضاعی، باب: الجنة تحت اقدام الامهات، رقم: ۱۱۹، ج۱، ص ۱۰۲)

دودھ پلانے کی مدت کا بیان:

سے......بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''لا تحرم المصة و المصتان یعنی ایک مرتبہ یا دومرتبہ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی''۔ (صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب فی المصة والمصتین، رقم: (۳۴۸۰)/۱۴۵۰، ص ۶۸۵)۔ المص و المصة: مصدر ہے اور اس میں واحد تثنیہ جمع مذکر مونث سب برابر ہیں۔ کہاجاتا ہے کہ ''المصاص من الشیء'' خالص کہاجاتا ہے کہ '' فلان کریم المصاص'' یا ''هو مصاص قومه'' جب نسب کے لحاظ سے خالص ہو۔ اسی سے المصاص ہے یعنی جو چیز چوسی جائے۔ باب نصراور سمع سے ''مصًا'' میم کے فتح کے ساتھ ان ابواب کا مصدر آتا ہے۔

کتنی چسکیوں سے رضاعت ثابت ہوتی ہے؟ اس بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے حضرت امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ پانچ چسکیوں سے کم میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ پہلے قرآن مجید میں نازل ہوا تھا کہ دس چسکیوں سے حرمت لازم آتی ہے پھر وہ منسوخ ہوگیا پھر پانچ چسکیوں سے حرمت کا حکم ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے وصال تک قرآن میں اسی طرح پڑھا جاتا تھا۔ جمہور فقہاء تابعین اور مجتہدین کا نظریہ یہ ہے کہ ایک قطرہ چوسنے سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ امام مالک و ابو حنیفہ کا بھی یہی نظریہ ہے انکی دلیل قرآن مجید کا یہ فرمان مبارکہ ہے کہ ﴿وامھتکم الّٰتی ارضعنکم﴾ یہاں کسی عدد کا ذکر نہیں لہذا معلوم ہوا کہ مطلقاً دودھ پلانے سے عورت رضاعی ماں بن جاتی ہے، جمہور کا استدلال قرآن مجید کے اطلاق اور عموم پر ہے خواہ کتنا ہی دودھ پلائے اگر ایک چسکی ہی کیوں نہ پلا دے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ اور شوافع کا خبر واحد سے استدلال کرنا جب کہ قرآن مجید خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتا اور جب اس کا قرآن ہونا ثابت نہیں ہوا تو خبر واحد ہونا بھی ثابت نہیں اور جب خبر واحد میں کوئی طعن ہو تو وہ موجب للعمل نہیں رہتی۔ حدیث مذکورہ امام شافعی کی تائید میں ہے جیسا کہ ماقبل مفصل جواب دیا جا چکا ہے۔ امام اعظم کے نزدیک مدت رضاعت تیس ماہ ہیں۔ اور امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا اور اسے اٹھائے پھرنا اور اسکا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے (الاحقاف:۱۵)﴾ اس کو پیٹ میں رکھنے اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حمل اور دودھ چھڑانے دونوں میں سے ہر ایک مدت تیس ماہ ہے۔ لیکن چونکہ دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ حمل کی مدت دو سال سے زیادہ نہیں ہوتی اس لیے دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ پر ہی محمول کرنی چاہیے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ " انما الرضاعة من المجاعة رضاعت بھوک سے ہوتی ہے "یعنی جب دودھ سے بھوک مٹ سکے اور یہ دو یا ڈھائی سال کی عمر تک ہوتا ہے اس کی بعد بھوک کھانے سے مٹتی ہے۔ نیز ترمذی کی حدیث میں ہے کہ " رضاعت سے حرمت اس وقت تک ثابت ہوتی ہے جب پستان کا دودھ بچہ کی انتڑیوں میں سختی سے پہنچے (یعنی اس کی غذا بنے) یہ اس کے کھانا کھانے کی عمر سے پہلے ہے۔"

(شرح صحیح مسلم، کتاب، باب، ج ۳، ص ۹۱۷)

پکی وپختہ عمر کونسی ہوتی ہے؟

؏...... علامہ قرطبی فرماتے ہیں: اللہ کے فرمان: ﴿حتی اذا بلغ اشدہ جب اپنے زور کو پہنچا﴾ کے تحت مفسرین کرام کے کئی اقوال ہیں: (۱)...... اشدہ سے مراد اٹھارہ سال کی عمر مبارک ہے، (۲)...... جس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابیت سے مشرف ہوئے، اس وقت ان کی عمر مبارک بارہ سال اور سید عالم ﷺ کی عمر مبارک بیس سال تھی، اور وہ شام کے تجارتی سفر پر ساتھ تھے، ایک مقام جس کا نام سدرہ بتایا جاتا ہے وہاں اُترے، پس سید عالم ﷺ ایک سائے میں تشریف فرما ہوگئے، اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیچھے ایک راہب کے پاس موجود تھے جس نے آپ سے سید عالم ﷺ کے دین کے متعلق سوال کیے۔ پس راہب نے کہا اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔ اس راہب نے کہا خدا ﷻ کی قسم! یہ اللہ ﷻ کے نبی ﷺ ہیں کیونکہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی کے لئے اس طرح کا سایہ ہوتا نہیں دیکھا، پس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل یقین وتصدیق قرار پکڑ گئی پس اس کے بعد انہوں نے کبھی کسی سفر وحضر میں سید عالم ﷺ کو تنہا نہ چھوڑا۔ پھر جب سید عالم ﷺ نے چالیس سال کی عمر مبارک میں اعلان نبوت فرمایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی اُس وقت آپ کی عمر اڑتیس سال تھی، اور جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت

کاشکر کروں جو تُو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی (الاحقاف:۱۵)﴾۔ شعبی اور ابن زید کہتے ہیں: مراد بردباری کا بڑھنا ہے، حسن کہتے ہیں کہ مراد چالیس سال کی عمر ہے۔ (القرطبی ،الجزء،الجزء۲۶،ص ۱۶۶ وغیرہ)

فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

۵......آیت مبارکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں نازل ہوئی۔ اللہ عزوجل نے انہیں ﴿اولوا الفضل منکم والسعة اور جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں (النور:۲۲)﴾ فرمایا، اولوا الفضل منکم والسعة جمع کا صیغہ ہے اگر یہ واحد کے لئے استعمال کیا جائے تو اس سے فرد واحد کی تعظیم و توقیر مقصود ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل نے الفضل کو مطلق بیان فرمایا اور کسی قید کے ساتھ مقید نہیں کیا، معلوم ہوا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فضیلت ہر جہت سے ہے یعنی فاضل علی الاطلاق ہیں۔ فضل کا ایک معنی زیادتی ہے یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عبادت دیگر لوگوں سے زیادہ ہے۔ اللہ عزوجل نے انہیں صاحب وسعت بھی فرمایا یعنی مسلمانوں کے ساتھ نیکی کرنے میں، شفقت کرنے اور احسان کرنے میں بلند مرتبے پر فائز ہیں۔

حضرات انبیائے کرام کے بعد لوگوں میں افضل ترین شخص صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، زمانہ جاہلیت میں ان کا نام عبد الکعبة تھا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا، ان کے والد کا نام ابو قحافہ عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرة بن کعب بن لوی بن غالب بن فهر القریشی الصدیق التمیمی، بہت زیادہ سچ گو ہونے کی وجہ سے انہیں صدیق کہا گیا۔ انہیں سچ گوئی کی قوت وطاقت اولین وآخرین میں سے سب سے زیادہ دی گئی۔ بعض لوگ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض کرتے ہیں جس کا واضح بیان یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے لئے بلایا گیا تو ارشاد فرمایا: "مروا ابابکر فلیصل بالناس یعنی ابوبکر کے پاس جاؤ کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں"۔(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب:حد المریض، رقم:٦٦٤،ص١٠٨)۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے خلیفہ بنانے کے بارے میں کہا گیا تو ارشاد فرمایا: "جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ بنایا تو مجھ سے بہتر یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور میں خلیفہ نہیں بناتا کیونکہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر (یقیناً) نہیں ہوں۔(صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب:الاستخلاف ،رقم: ۷۲۱۸،ص۱۲۴۳)(شرح فقه الاکبر،باب :افضل البشر بعدالانبیاء بالتحقیق، ص ۱۰۸ وغیرہ)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا"۔
(سنن ابن ماجه، كتاب اتباع السنة، باب :فی فضائل اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ،رقم:٩٤،ص٣٢)

☆......حضرت سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایسے سات غلام خرید کر آزاد کئے جنہیں راہ خدا میں بہت تکالیف دی جاتی تھیں، ان میں بلال حبشی، عامر بن فہیرہ، رضی اللہ عنہما (سیدنا زبیرہ، سیدتنا ام عبیس، سیدتنا نهدیه، ان کی بیٹی، ابن عمرو بن مومل کی لونڈی) شامل ہیں۔ (مجمع الزوائد، كتاب المناقب، باب:جامع من فضله، رقم: ١٤٣٤٠،ج٩،ص١٧)

☆......ایک بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا: "اپنا مال راہ خدا میں جہاد کے لئے صدقہ کرو"۔ اس فرمان کی تعمیل میں صحابہ کرام نے حسب توفیق اپنا مال جہاد کے لئے پیش کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال لے کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئے۔ یہ دیکھ کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور استفسار فرمایا: "اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو"، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابقیت لهم الله ورسوله اور گھر والوں کے لئے اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کافی ہے"۔ فاروق اعظم یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے اور کہنے لگے: "میں کبھی بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا"۔(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب :فی مناقب ابی بکر وعمر، رقم:٣٦٩٥،ص١٠٥١ ملخصاً)

نیک لوگوں کا دنیاوی لذتوں سے نفع اٹھانا:

۶......کافر اپنے اعمال کا نفع دنیا ہی میں اٹھالیں گے اور ان کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں، کیونکہ اُخروی انعام واکرام فقط اُنہی کو ملتے ہیں جو ایمان بھی رکھتے ہوں اور ایمان والے بظاہر دنیا کا مال نہ بھی رکھتے ہوں، ان پر اللہ ﷻ کے احسانات کی بھر مار ہوا کرتی ہے اور بظاہر دنیاوی انعام واکرام واسباب کی جانب انکی توجہ بھی کم ہی ہوتی ہے یا بالکل ہی نہیں ہوتی۔

☆......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ابن آدم کا ان چیزوں کے سوا اور کوئی چیز میں حق نہیں: رہنے کے لئے گھر ہونا، اتنا کپڑا جو اس کی شرم گاہ چھپانے کے لئے کافی ہو، روٹی اور پانی"، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب:(۳۰/۳۰منه)، رقم: ۲۳۴۸،۶۷۹)

☆......حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ ﷻ نے مجھے یہ پیش کش کی کہ میرے لئے مکہ کی وادی سونے کی بنادے، میں نے کہا: نہیں، اے میرے رب! میں ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا، پھر جب میں بھوکا رہوں گا تو تجھ سے فریاد کروں گا اور تجھے یاد کروں گا اور جب میں سیر ہو کر کھاؤں گا تو میں تیرا شکر ادا کروں گا اور تیری حمد کروں گا"۔

(سنن الترمذی کتاب الزهد،باب: ما جاء فی الکفاف والصبر، رقم :۲۳۵۴،ص ۶۸۱)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی قسم! جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے، میں بھوک کی وجہ سے اپنے جگر کو زمین کے ساتھ لگائے ہوئے تھا اور میں بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ پر ایک پتھر باندھے ہوئے تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق،باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابه ،رقم: ۶۴۵۲،ص ۱۱۲۰)

☆......ایک بار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا غلام اُن کی بارگاہ میں دودھ لایا، آپ نے اُسے پی لیا، غلام نے عرض کی: میں پہلے جب بھی کوئی چیز پیش کرتا تو آپ اُس کے متعلق دریافت کرتے لیکن اِس دودھ کے متعلق آپ نے کچھ نہیں دریافت کیا؟ یہ سن کر آپ نے پوچھا: یہ دودھ کیسا ہے؟ غلام نے جواب دیا: میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک غلام پر منتر پھونکا تھا جس کے معاوضے میں آج اس نے یہ دودھ دیا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنے حلق میں انگلی ڈال لی اور دودھ اُگل دیا، اس کے بعد نہایت عاجزی سے دربار الٰہی ﷻ میں عرض کیا: "اے اللہ ﷻ! جس پر میں قادر تھا وہ میں نے کیا، اس کا تھوڑا بہت حصہ جو رگوں میں رہ گیا ہے تو اُسے معاف کردے"۔

(صحیح البخاری ،مناقب الانصار، ایام الجاهلیة، رقم:۳۸۴۲،ص ۶۴۴)

اغراض:

ای فی حقهم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿للذین﴾ میں لام بمعنی فی ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ اِسے اس کے اپنے باب کے ساتھ باقی رکھا جائے۔ اقله ثلاث وثلاثون سنة: کیونکہ اس مدت میں بدنِ انسانی اپنی تکمیل کو پہنچتا ہے۔ الایمان: اور یہ بھی درست ہے کہ ﴿لو کان﴾ الایمان کے بجائے القرآن یا الرسول مراد لیا جائے، اور سارے معنی آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ حالان: یعنی ﴿اماما﴾ اور ﴿رحمة﴾ دونوں ہی ﴿کتب موسی﴾ سے حال ہیں۔

للکتب قبله: یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب یا دیگر آسمانی کتب مراد ہیں۔ نزل: اس کا بیان ﴿وبلغ اربعین سنة﴾ کے تحت شان نزول میں دیکھیں۔ حال : ﴿اصحب الجنة﴾ کی ضمیر سے حال ہے۔ ارضعته الباقی: دیکھیں حاشیہ نمبر "۳"۔ فنصب احسانا: پس "الحسن" اور "الاحسان" کا ایک ہی معنی ہے، مراد قول وفعل میں اچھائی ہے مطلب یہ ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ قولی اور فعلی اعتبار سے اچھا برتاؤ کرے۔ ای علی مشقة: حمل کے اعتبار سے ہونے والی مشقت مراد ہے نہ کہ ابتدائی مشقت۔ ثم آمن

ابو اہ: سے مراد حضرت ابوبکر کا شجرہ ہے یعنی عثمان بن عمرو، کنیت ابو قحافہ، والدہ کا نام ام الخیر بنت صخر بن عمرو۔
وابن عبدالرحمن: کا نام محمد تھا، اور اس نے سید عالم ﷺ کے زمانے کو پایا اور حضرت ابوبکر کے سوا کسی اور صحابی کو یہ شرف حاصل نہ ہوا، اور حضرت ابوبکر کی زوجہ کا نام قتیلۃ بنت عبدالعزی تھا۔ فاعتق تسعۃ: یعنی کافروں کے چنگل سے مال دے کر چھڑایا، اور ان مسلمانوں کو کافروں کی اذیت سے بچایا، اور یہ عتق صوری ہے اور امورِ خیر اللہ ہی کی اعانت سے ہو پاتے ہیں۔
ای قائل القول: میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں نیکی کے قبول ہونے کی تعبیر عمومی اعتبار سے کی گئی ہے نہ کہ خصوصی اعتبار سے۔ بمعنی حسن: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اسم تفضیل اس باب سے نہیں ہے۔
ای نتنا: سے مراد گندگی اور ناپسندیدہ بو ہے، اور یہ بطور کنایہ والدین کی رضا مندی کے خلاف اعمال اختیار کرنے سے تعبیر کی گئی ہے۔
ولم تخرج من القبور: یعنی جن کا یہ گمان ہے کہ قبروں سے نکلنا اگر سچی بات ہے تو یہ بات دنیا کے ختم ہونے سے پہلے ہونی ہے۔
یسألانہ الغیث: یعنی والدین اپنی اولاد کے لئے اسلام کی توفیق کی دعائیں کرتے ہیں۔ ویقولون: ﴿یستغیثان﴾ کے فاعل سے حال محذوف کی جانب اشارہ ہے، معنی یہ ہے کہ والدین اپنی اولاد کے لئے اس حال میں اللہ کے حضور دعائیں مانگتے ہیں کہ وہ ﴿ویلک﴾ کے امر کے قائل ہیں۔ اکاذیبھم: یعنی پہلوں نے بغیر کسی اصل کے گھڑ لیا ہے۔
ای جزائھا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام مذکورہ میں مضاف حذف ہے۔ ینقص للمؤمنین: یعنی مومنین کے درجات میں ظلم کرتے ہوئے کمی نہ کریں گے، بلکہ ان کے درجات میں اضافہ کریں گے۔ ویزاد للکفار: اور کافروں کے عذاب میں اضافہ کریں گے، اور بعض کے عذاب میں تخفیف بھی متصور ہے جیسا کہ ابوطالب اور ابولہب۔ یقال لھم: یعنی کافروں سے کہا جائے گا: ﴿اذھبتم﴾ جس وقت انہیں آگ پر پیش کیا جائے گا۔
بان تکشف لھم: میں اس جانب اشارہ ہے کلام (مفسر) میں کچھ الٹ پلٹ والا معاملہ ہے، اصل یہ ہے کہ جس دن کافروں کو آگ میں پیش کیا جائے گا اور ان پر سب کچھ ظاہر ہو جائے گا اور جو شخص آگ پر پیش کیا جائے گا وہ سخت اہانت پر پیش کیا جائے گا کیونکہ اس کا آگ پر پیش کیا جانا لکڑی کی مانند اُسے جلانے کے لئے ہے اور اسی مقام پر کچھ الٹ پلٹ والا معاملہ پایا جا رہا ہے جسے ''قلب'' سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس لئے کہ جس پر کوئی چیز پیش کی جائے اُسے اس کا علم اور اطلاع ضرور ہوتی ہے اور آگ میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ پیش کئے جانے سے مراد عذاب ہے یعنی عذاب پر پیش کیا جائے گا اور اس صورت میں ''قلب'' والا معنی نہیں پایا جاتا اور اس کا افادہ مفسر کے آخری قول ''یعذبون بھا'' سے ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص۲۷۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿واذکر اخا عاد﴾ھُوَ ھُوْدٌ علیہ السلام﴿اذ﴾اِلٰی آخِرِہٖ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ﴿انذر قومہ﴾خَوَّفَھُمْ﴿بالاحقاف﴾وَادٍ بِالْیَمَنِ بِہٖ مَنَازِلُھُمْ﴿وقد خلت النذر﴾مضَتِ الرُّسُلُ﴿من بین یدیہ ومن خلفہ﴾اَیْ مِنْ قَبْلِ ھُوْدٍ وَمِنْ بَعْدِہٖ اِلٰی اَقْوَامِھِمْ ﴿أ﴾اَیْ بِاَنْ قَالَ﴿لا تعبدوا الا اللہ﴾وَجُمْلَۃٌ وَقَدْ خَلَتْ مُعْتَرِضَۃٌ﴿انی اخاف علیکم﴾اِنْ عَبَدْتُمْ غَیْرَ اللّٰہِ﴿عذاب یوم عظیم (۲۱) قالوا أجئتنا لتأفکنا عن الھتنا﴾لِتَصْرِفَنَا عَنْ عِبَادَتِھَا﴿فأتنا بما تعدنا﴾مِنَ الْعَذَابِ عَلٰی عِبَادَتِھَا﴿ان کنت من الصدقین (۲۲)﴾فِیْ اَنَّہٗ یَاْتِیْنَا﴿قال﴾ھُوْدٌ علیہ السلام﴿انما العلم عند اللہ﴾ھُوَ الَّذِیْ یَعْلَمُ مَتٰی یَاْتِیْکُمُ الْعَذَابُ﴿وابلغکم ما ارسلت بہ﴾اِلَیْکُمْ﴿ولکنی ارکم قوما تجھلون (۲۳)﴾بِاسْتِعْجَالِکُمُ الْعَذَابَ﴿فلما راوہ﴾اَیْ مَا ھُوَ

الْعَذَابُ﴿عارضا﴾سَحَابًا عَرَضَ فِی اُفُقِ السَّمَاءِ﴿مستقبل اودیتهم قالوا هذا عارض ممطرنا﴾اَیْ مُمْطِرٌ اِیَّانَا قَالَ تَعَالٰی﴿بل هو ما استعجلتم به﴾مِنَ الْعَذَابِ﴿ریح﴾بَدَلٌ مِنْ مَا﴿ فیها عذاب الیم(۲۴)﴾مُؤْلِمٌ﴿تدمر﴾تُهْلِکُ﴿کل شیء﴾مَرَّتْ عَلَیْهِ﴿بامر ربها﴾بِاِرَادَتِهٖ اَیْ کُلَّ شَیْءٍ اَرَادَ اِهْلَاکَهٗ بِهَا فَاَهْلَکَتْ رِجَالَهُمْ وَنِسَاءَ هُمْ وَصِغَارَهُمْ وَکِبَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ طَارَتْ بِذٰلِکَ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَمَزَّقَتْهُ وَبَقِیَ هُوْدٌ وَمَنْ آمَنَ مَعَهٗ﴿فاصبحوا لا یری الا مسکنهم کذلک﴾کَمَا جَزَیْنَاهُمْ﴿نجزی القوم المجرمین(۲۵)﴾غَیْرَهُمْ﴿ولقد مکنهم فیما﴾فِی الَّذِیْ﴿ان﴾نَافِیَةٌ اَوْ زَائِدَةٌ﴿مکنکم﴾یَااَهْلَ مَکَّةَ﴿فیه﴾مِنَ الْقُوَّةِ وَالْمَالِ﴿وجعلنا لهم سمعا﴾بِمَعْنٰی اِسْمَاعًا﴿وابصارا وافئدة﴾قُلُوْبًا﴿فما اغنی عنهم سمعهم ولا ابصارهم ولا افئدتهم من شیء﴾اَیْ شَیْئًا مِنَ الْاِغْنَاءِ وَمِنْ زَائِدَةٌ﴿اذ﴾مَعْمُوْلَةٌ لِاَغْنٰی وَاُشْرِبَتْ مَعْنَی التَّعْلِیْلِ﴿کانوا یجحدون بایت الله﴾حُجَجِهِ الْبَیِّنَةِ﴿وحاق﴾نَزَلَ﴿بهم ما کانوا به یستهزء ون(۲٦)﴾اَیِ الْعَذَابُ.

﴿ترجمہ﴾

اور یاد کرو عاد کے ہم قوم کو(یعنی حضرت ہود علیہ السلام کو......۱......) جب(اذانـذر......الـخ بدل اشتمال بن رہا ہے)اس نے ان کو ڈرایا(انـذر بمعنی خـوف ہے) سرزمین احقاف میں(احقاف یمن کی ایک وادی ہے جس میں ان کی منازل تھیں......۲......)اور بیشک ڈر سنانے والے(یعنی رسل عظام) گزر چکے(خلت بمعنی مضت ہے)اس سے(یعنی حضرت ہود علیہ السلام سے) پہلے اور ان کے بعد(اپنی قوموں کی،من بین یدیه ومن خلفه کا معنی من قبله ومن بعده ہے) کہ(ان بمعنی بان ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا)اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو(قد خلت جملہ معترضہ ہے) بیشک مجھے تم پر خوف ہے(اگر تم غیر اللہ عزوجل کی عبادت کروگے تو) ایک بڑے دن کے عذاب کا،بولے کیا تم اس لیے آئے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دو(ان کی عبادت سے، لتافکنا بمعنی لتصر فنا ہے)تو ہم پر لاؤ وہ جس کا(جس عذاب کا) ہمیں وعدہ دیتے ہو(ان کی عبادت کرنے پر) اگر تم سچے ہو(اس بات میں کہ عذاب الٰہی آئے گا)اس(یعنی حضرت ہود علیہ السلام) نے فرمایا اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے(وہی جانتا ہے کہ تم پر عذاب کب آئے گا) میں تو تمہیں پہنچاتا ہوں تمہارے رب کے پیام(جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں) ہاں میری دانست میں تم نرے جاہل لوگ ہو(عذاب میں جلدی مچانے کے سبب) پھر جب انہوں نے اسے(یعنی عذاب کو) دیکھا پھیلے ہوئے بادل کی طرح(یعنی انہوں نے آسمان کے افق میں بادل پھیلا ہوا دیکھا) ان کی وادیوں کی طرف آتا ہے بولے: یہ بادل ہے کہ ہم پر برسے گا(یعنی ہم پر بارش برسائے گا،اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا) بلکہ یہ تو وہ ہے(یعنی وہ عذاب ہے) جس کی تم جلدی مچاتے تھے ایک آندھی......۳......ہے(''ریح'' ما کا بدل ہے) جس میں دردناک عذاب ہے(الیـم بمعنی مـؤلـم ہے) ہر(اس) چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے(جس پر وہ گزرتی ہے) اپنے رب کے حکم سے(یعنی اس کے ارادے سے ہر اس چیز کو جس کو اللہ عزوجل نے اس کے سبب ہلاک فرمانے کا ارادہ کیا اس نے اسے ہلاک وتباہ کر دیا اس آندھی نے مردوں،عورتوں،چھوٹے بڑوں اور ان کے اموال کو ہلاک کر دیا،یوں کہ یہ آندھی انہیں زمین وآسمان کے درمیان اڑا رہی تھی اور ریزہ ریزہ کر رہی تھی،فقط حضرت ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے حضرات باقی رہ گئے) تو صبح رہ گئے کہ نظر نہ آئے مگر ان کے سونے مکان اسی طرح(جیسے ہم نے انہیں سزا دی) ہم ایسے ہی سزا دیتے ہیں(دیگر) مجرموں کو اور ہم نے ان کو مقدور دیئے جو(مـا بمعنی

الذی ہے) تم کو نہ دیئے (اے اہل مکہ وہ قوت اور مال، ان نافیہ ہے یا پھر زائدہ ہے) اور ان کے لیے بنائے کان (سمعا بمعنی اسماعا ہے) اور آنکھ اور دل (افئدۃ بمعنی قلوب ہے) تو ان کے کان اور آنکھیں اور دل کچھ کام نہ آئے ("شیئا" اغنی کا مفعول ہے، من زائدہ ہے) جب کہ (اذ معمول اغنی ہے اور اس میں معنی تعلیل کا غلبہ ہے) وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے (یعنی اس کے واضح دلائل کو) اور ان پر نازل ہوا (حاق بمعنی نزل ہے) وہ (یعنی وہ عذاب) جس کی ہنسی بناتے تھے۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذکر اخا عاد اذ انذر قومه بالاحقاف﴾

و: مستانفہ، اذکر: فعل امر با فاعل، اخا عاد: مبدل منہ، اذ: مضاف، انذر قومہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر ذوالحال، بالاحقاف: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وقد خلت النذر من بين يديه ومن خلفه الا تعبدوا الا الله﴾

و: معترضہ، قد: تحقیقیہ، خلت: فعل، النذر: ذوالحال، من بین یدیہ: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، من خلفہ: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ان: مصدریہ، الاتعبدوا: فعل نہی با فاعل، الا: اداۃ حصر، اللہ: اسم جلالت مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر ب جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿انی اخاف عليكم عذاب يوم عظيم قالوا اجئتنا لتافكنا عن الهتنا﴾

انی: حرف مشبہ واسم، اخاف علیکم: فعل با فاعل وظرف لغو، عذاب یوم عظیم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، قالوا: قول، ھمزہ: حرف استفہام، جئتنا: فعل با فاعل، لام: جار، تافکنا: فعل با فاعل ومفعول، عن الھتنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاتنا بما تعدنا ان كنت من الصدقين﴾

ف: فصیحیہ، اتنا: فعل امر با فاعل ومفعول، بما تعدنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ان: شرطیہ، کنت من الصدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فاتنا بما تعدنا" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال انما العلم عند الله وابلغكم ما ارسلت به ولكني اركم قوما تجهلون﴾

قال: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ، العلم: مبتدا، عند اللہ: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابلغکم: فعل با فاعل ومفعول، ما ارسلت بہ: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لکنی: حرف مشبہ واسم، ارکم: فعل با فاعل ومفعول، قوما: موصوف، تجھلون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما راوه عارضا مستقبل اوديتهم قالوا هذا عارض ممطرنا﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فاصروا علی الحاحھم وطمھم العذاب فجائھم" لما: شرطیہ، راو: فعل با فاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، عارضا: موصوف، مستقبل اودیتھم: صفت، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا: قول، ھذا: مبتدا، عارض: موصوف، ممطرنا: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بل هو ما استعجلتم به ريح فيها عذاب اليم تدمر كل شيء بامر ربها﴾

بل: عاطفہ وحرف اضراب،ھو:مبتدا،مـا:موصول،استعجلتم به: موصول صلہ،ملکر مبدل منہ،ریح:موصوف،فیھا:ظرف مستقر خبر مقدم،عذاب الیم:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ صفت اول،تدمر کل شیء: فعل بافاعل ومفعول،بامر ربھا:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر بدل،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاصبحوا لایری الا مسکنھم کذلک نجزی القوم المجرمین﴾

ف: عاطفہ،اصبحوا:فعل ناقص بااسم،لایری:فعل نفی مجہول:الا: اداۃ حصر،مسکنھم:نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ مجرور،ملکر جملہ فعلیہ،کـذلک:ظرف مستقر"جـزاء"مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم،نـجـزی:فعل بافاعل،الـقـوم المجرمین:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد مکنھم فیما ان مکنکم فیه﴾

و:عاطفہ،لام تاکیدیہ لجواب قسم،قد:تحقیقیہ،مکنھم:فعل بافاعل ومفعول،فی:جار،ما:موصولہ،ان:نافیہ،مکنکم فیه:فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وجعلنا لھم سمعا وابصارا وافدۃ فما اغنی عنھم سمعھم ولا ابصارھم ولا افدتھم من شیء اذ کانوا یجحدون بایت اللہ﴾

و:عاطفہ،جعلنالھم:فعل بافاعل وظرف لغو،سمعا:معطوف علیہ،و:عاطفہ،ابصارا:معطوف اول،و:عاطفہ،افئدۃ:معطوف ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،مـا اغـنـی:فعل نفی،عـنھـم:ظرف لغو،سـمـعـھـم:معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا:نافیہ،ابصارھم:معطوف اول،و:عاطفہ،لا:نافیہ،افئدتھم:معطوف ثانی،ملکر فاعل،من:جارزائد،شیء:"الا غناء"مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،اذ:مضاف،کانوا:فعل ناقص بااسم،یجحدون بایت اللہ:شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وحاق بھم ما کانوا به یستھزءون﴾

و:عاطفہ،حاق بھم:فعل وظرف لغو،ما:موصولہ،کانوا به یستھزءون:جملہ فعلیہ صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت ھود علیہ السلام کا نسب وحالات تبلیغ:

۱...حضرت ہود علیہ السلام کا نام ھود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ہے اور حضرت ہود علیہ السلام کو عابر بن شالخ بن ارفکشد بن سام بن نوح بھی کہا جاتا ہے۔اور حضرت ہود علیہ السلام کو ھود بن عبداللہ بن رباح بن جارود بن عاد بن عوص بن ارم جوکہ سام بن نوح کے بیٹے ہیں بھی کہا جاتا ہے۔ابن جریر نے کہا کہ حضرت ہود علیہ السلام کو عاد بن عوص بن سام بن نوح اس قبیلے کی وجہ سے کہتے تھے جس میں آپ علیہ السلام رہائش پزیر تھے۔وہ قوم عرباکہلاتے تھے جوکہ احقاف یعنی ریت کے پہاڑوں میں رہتے تھے جوکہ عمان کے دائیں جانب کا علاقہ تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ، قصۃ ھود،جزء ۱، ج۱،ص ۱۳۴ وغیرہ)

حضرت ہود علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چمکتا تھا۔جب لوگوں نے اس نور کو دیکھا تو کہا کہ یہ شخص ایک خدا کی عبادت کرے گا اور بتوں کو توڑے گا۔لوگوں نے آپ علیہ السلام کی بڑی تعظیم کی اور آپ علیہ السلام کے بعد سو سال تک حضرت صالح علیہ السلام کے زمانے تک کوئی نبی نہ آیا۔اور وہ زمانہ ملوکیت کا تھا اور بادشاہ اور ان کی رعایا بتوں کو پوجتے تھے اور ایسے بھی تھے جو سورج اور آگ

کو پوجتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود میں پیدا ہوئے۔ حضرت ہود علیہ السلام، نوح علیہ السلام کی شریعت کے پیروکار تھے۔ آپ علیہ السلام کی عمر چار سو سال تھی اور دوسرے قول کے مطابق چار سو ساٹھ سال تھی۔ تاریخ شامی میں ابن حبیب کا قول ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو چونتیس سال تھی، اور ابن کلبی کا قول ہے کہ چار سو تریسٹھ سال زندہ رہے اور ان کی ماں کا نام مرجانہ تھا جو کہ پاک باز عورت تھی۔ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک حضر موت میں ہے، ایک قول کے مطابق آپ علیہ السلام کی قبر مبارک مکہ میں ہے۔ بغوی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک حضر موت کی علاقے کثیب احمر میں ہے اور عبدالرحمٰن بن سابط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رکن مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیانی حصے میں ننانوے (99) انبیائے کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں۔ اور حضرت ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام کی قبریں بھی اسی خطے میں ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ جب کسی نبی کی قوم ہلاک ہوتی تو وہ نبی اور ان کے نیک ساتھی مکہ مکرمہ میں آکر اللہ عزوجل کی عبادت کرتے یہاں تک کہ ان کی وفات کا وقت آجاتا۔ ابن اسحاق نے اخ سے نسبی بھائی مراد لیا ہے۔ اور شیخ ابو بکر نے جنس کا اعتبار کیا ہے۔ آپ علیہ السلام کو ان میں اس لئے شامل کیا کیونکہ وہ لوگ آپ علیہ السلام کی بات سمجھتے تھے اور آپ علیہ السلام کی حالت سے واقف تھے اور آپ علیہ السلام کی پیروی کرنے میں رغبت رکھتے تھے۔ (المظهری، ج۳، ص۴۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک بلاد یمن میں ہے اور متاخرین علماء نے فرمایا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر دمشق میں ہے۔ (البداية والنهاية، قصة هود، جزء ۱، ج۱، ص۱۴۶)

احقاف کے معنی اور موجودہ دور میں اس علاقے کی تحقیق:

۲...... احقاف کے معنی ہیں ریت کا ٹیلہ جو کہ بلندی کی جانب اٹھا ہوا ہو، اس کی جمع حقف ہے۔ یہ عمان اور عدن کے درمیان سمندر کا ساحل ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ یمن میں حضر موت کے پاس ایک وادی ہے۔ یہ علاقہ بہت زیادہ ریتلا تھا۔ اس کا کل رقبہ تین لاکھ مربع میل بتایا جاتا ہے۔ اسے الربع الخالی بھی کہتے ہیں۔ بعض مقامات پر ریت اتنی باریک ہے کہ جو چیز وہاں پہنچے اندر دھنستی چلی جاتی ہے۔ بڑے بڑے مہم جو سیاح بھی اس کو عبور کرنے کی جرائت نہیں کرتے۔ یہی وہ علاقہ ہے کہ جہاں کسی زمانے میں اپنے عہد کی ایک طاقتور، زبردست اور متمول قوم آباد تھی جس کی دولت وثروت کے افسانے دور ونزدیک تک زبان پر موجود تھے۔ جب انہوں نے اپنے نبی کی دعوت کو نہ مانا تو عذاب الٰہی نے اُن کا نام ونشان تک مٹا دیا، آج اس علاقے کی ویرانی دیکھ کر یہ اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے کہ یہاں کوئی ایسی قوم بھی آباد تھی۔ قوم عاد کا یہ مسکن آج ویران بیابان ہے جہاں دیکھ کر یہ احساس کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت یہاں گنجان آباد اور بارونق بستیاں آباد تھیں، یہاں کبھی پھول کھلتے اور بلبلیں چہچہاتی تھیں، یہاں کبھی میٹھے پانی کے چشمے ابلتے تھے۔ نقشے میں دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحرائے احقاف شیبام کا علاقہ حضر موت کے قریب ہے جب کہ صحرائے دھناء الربع الخالی، مقام صنعا، عمان اور مسقط کے علاقے بھی کچھ زیادہ دور نہیں ہیں۔

احادیث طیبہ میں آندھیوں کا ذکر:

۳...... حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آندھی پر لعنت کی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آندھی پر لعنت نہ کرو، کیونکہ یہ حکم الٰہی عزوجل کی تابع ہے اور جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کی اہل نہ ہو تو لعنت اس شخص کی طرف لوٹتی ہے''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی اللعن، رقم: ۴۹۰۸، ص۹۱۸)

☆...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر بادل دیکھتے، تو اپنے کام کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوجاتے اور یہ دعا کرتے، اے اللہ عزوجل! میں اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اگر وہ بادل چھٹ جاتا تو اللہ عزوجل کی حمد کرتے اور اگر وہ بادل برستا رہتا

تو دعا فرماتے: ''اے اللہ عزوجل اس کو نفع پہنچانے والا پانی بنادے''۔ (المرجع السابق، باب ماجاء فی المطر برقم: ۵۰۹۹، ص ۱۰۲۰)

☆......حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے کی آواز سنتے تو یہ دعا کرتے: ''اے اللہ عزوجل! ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہمیں عافیت میں رکھ''۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: ما یقول اذا سمع، رقم: ۳۴۶۱، ص ۹۹۴)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''آندھی اللہ عزوجل کی خوشی کے آثار سے ہے، آندھی رحمت بھی لاتی ہے اور عذاب کو بھی لاتی ہے، تم آندھی کو برا نہ کہو اور اللہ عزوجل سے اس کی خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگو''۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب النہی عن سب الریح، رقم: ۳۷۲۷، ص ۶۱۸)

اغراض:

بدل اشتمال: یعنی بدل اشتمال لانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت ہود اور ان کی قوم کے قصے کا اس کے ذریعے اعتبار کیا جاسکے۔

ومنازلهم: دوسری تفسیر کے مطابق، اور حقف کی جمع احقاف ہے اور اس سے مراد ایسا ریگستان ہے جو مستطیل اور خم دار ہو، اور ایک قول کے مطابق شام کے پہاڑ مراد ہیں۔ **ای من قبل هود:** حضرت ہود علیہ السلام سے پہلے چار حضرات انبیائے کرام ہوئے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام، حضرت شیث علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام، اور ان کے بعد حضرت صالح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور دیگر حضرات انبیائے کرام جو کہ بنی اسرائیل سے ہوئے ہیں۔

ای بان: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ان﴾ مصدریہ مخففہ من الثقیلہ ہے، اور باء مقدرہ تصویر کے لئے ہے۔ **معترضة:** ﴿قد خلت﴾ جملہ معترضہ ہے جو کہ ''الانذار'' اور اس کے معمول کے مابین بیان کیا گیا ہے۔ **الی اقوالهم:** مضت الرسل کے متعلق ہے۔ **ای ما هو العذاب:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿راوه﴾ میں ضمیر ﴿ماتعدنا﴾ کی جانب عائد ہے۔

سحابا عوض: مراد وہ بادل ہیں جو افق پر پیش کئے جاتے ہیں۔ **ای ممطر ایانا:** یعنی جو بارش لے کر آتے ہیں۔

قال تعالی: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿بل هو﴾ اللہ کا کلام ہو اور یہ بھی درست ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کا کلام ہو کیونکہ مقصود عذاب چاہنے والوں کے قول کے رد کرنے کے لئے ہو جو انہوں نے کہا تھا: ﴿هذا عارض ممطرنا﴾۔

فاهلكت رجالهم: اس کا عطف اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿فاصبحوا﴾ پر ہے، روایت میں ہے کہ جب حضرت ہود علیہ السلام نے ہوائیں محسوس کیں، تو مومنین کو الگ مقام پر لے گئے، اب مجرمین پر ہوائیں یوں آئیں کہ اللہ کے حکم سے ہوا نے اُن پر ریت ڈال دی، وہ سات راتیں اور آٹھ دن تک ریت کے نیچے پڑے رہے، پھر اللہ نے ہوا کو حکم دیا تو ہوا نے انہیں ننگا کر دیا، ہوا نے انہیں اٹھایا اور سمندر میں پھینک دیا۔ **وبقی هود ومن آمن معه:** مراد ہزار ہیں، اور یہ ہوا اُن کے لئے نرم اور سازگار تھی، جب کہ مجرمین کے لئے ہلاک کرنے والی جیسا کہ ماقبل بیان ہوا اور یہ ہوا حضرت ہود علیہ السلام کی جانب سے معجزہ ثابت ہوئی۔ **کما جزیناهم:** یعنی جیسا کہ عاد کو ہم نے بدلہ دیا۔ **معمولة لاغنی:** یہاں ﴿اذ﴾ معمول ہے ﴿اغنی﴾ کا، تعلیل نفی کے لئے ہے، یعنی متذکرہ حواس یعنی آنکھ، کان اور دل نے انہیں فائدہ نہ دیا کیونکہ وہ اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے تھے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۲۸۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿ولقد اهلكنا ما حولكم من القرى﴾ اَیْ مِنْ اَهْلِهَا كَثَمُوْدَ وَعَادٍ وَقَوْمِ لُوْطٍ ﴿وصرفنا الايت﴾ كَرَّرْنَا الْحُجَجَ الْبَيِّنَاتِ ﴿لعلهم يرجعون (۲۷) فلولا﴾ هَلَّا ﴿نصرهم﴾ بِدَفْعِ الْعَذَابِ ﴿الذين اتخذوا من دون

اللہ﴾اَیْ غَیْرِہٖ﴿قربانا﴾مُتَقَرِّبًا بِھِمْ اِلَی اللّٰہِ﴿الھۃ﴾مَعَہٗ وَھُمُ الْاَصْنَامُ وَمَفْعُوْلُ اِتَّخِذُوا الْاَوَّلِ ضَمِیْرٌمَحْذُوْفٌ یَعُوْدُ اِلَی الْمَوْصُوْلِ اَیْ ھُمْ وَ قُرْبَانًا الثَّانِیْ وَاٰلِھَۃً بَدَلٌ مِنْہُ﴿بل ضلوا﴾غَابُوْا﴿عنھم﴾عِنْدَ نُزُوْلِ الْعَذَابِ﴿وذلک﴾اَیْ اِتِّخَاذُھُمُ الْاَصْنَامَ اٰلِھَۃً قُرْبَانًا ﴿افکھم﴾کِذْبُھُمْ﴿وما کانو ایفترون (۲۸)﴾یَکْذِبُوْنَ وَ مَا مَصْدَرِیَّۃٌ اَوْ مَوْصُوْلَۃٌ وَالْعَائِدُ مَحْذُوْفٌ اَیْ فِیْہِ﴿و﴾اُذْکُرْ﴿اذ صرفنا﴾اَمَلْنَا﴿الیک نفرا من الجن﴾جِنُّ نَصِیْبِیْنَ مِنَ الْیَمَنِ اَوْ جِنُّ نَیْنَوٰی وَکَانُوْا سَبْعَۃً اَوْ تِسْعَۃً وَکَانَ ﷺ بِبَطْنِ نَخْلٍ یُصَلِّیْ بِاَصْحَابِہِ الْفَجْرَ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ ﴿یستمعون القران فلما حضروہ قالوا﴾اَیْ قَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ﴿انصتوا﴾اَصْغُوْا لِاِسْتِمَاعِہٖ﴿فلما قضی﴾فُرِغَ مِنْ قِرَاءَ تِہٖ﴿ولوا﴾رَجَعُوْا﴿الی قومھم منذرین (۲۹)﴾مُخَوِّفِیْنَ قَوْمَھُمْ بِالْعَذَابِ اِنْ لَمْ یُؤْمِنُوْا وَکَانُوْا یَھُوْدًا﴿قالوا یقومنا انا سمعنا کتبا﴾ھُوَ الْقُرْاٰنُ﴿انزل من بعد موسی مصدقا لما بین یدیہ﴾اَیْ تَقَدَّمَہٗ کَالتَّوْرٰۃِ﴿یھدی الی الحق﴾الْاِسْلَامِ﴿والی طریق مستقیم (۳۰)﴾اَیْ طَرِیْقِہٖ﴿یقومنا اجیبوا داعی اللہ﴾مُحَمَّدًا ﷺ اِلَی الْاِیْمَانِ﴿وامنوا بہ یغفرلکم﴾اللّٰہُ﴿من ذنوبکم﴾اَیْ بَعْضَھَا لِاَنَّ مِنْھَا الْمَظَالِمُ وَلَاتُغْفَرُ اِلَّا بِرِضَا اَصْحَابِھَا﴿ویجرکم من عذاب الیم (۳۱)﴾مُؤْلِمٍ﴿ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض﴾اَیْ لَایُعْجِزُ اللّٰہَ بِالْھَرْبِ مِنْہُ فَیَفُوْتُہٗ﴿ولیس لہ﴾لِمَنْ لَا یَجِبُ﴿من دونہ﴾اَیِ اللّٰہِ﴿اولیاء﴾اَنْصَارٌ یَدْفَعُوْنَ عَنْہُ الْعَذَابَ ﴿اولئک﴾الَّذِیْنَ لَمْ یُجِیْبُوْا﴿فی ضلل مبین (۳۲)﴾بَیِّنٍ ظَاھِرٍ﴿اولم یروا﴾یَعْلَمُوْا اَیْ مُنْکِرُوا الْبَعْثِ﴿ان اللہ الذی خلق السموت والارض ولم یعی بخلقھن﴾لَمْ یَعْجِزْ عَنْہُ﴿بقدر﴾خَبَرُ اِنَّ وَزِیْدَتِ الْبَاءُ فِیْہِ لِاَنَّ الْکَلَامَ فِی الْقُوَّۃِ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِقَادِرٍ﴿علی ان یحیی الموتی بلی﴾ھُوَ قَادِرٌ عَلٰی اِحْیَاءِ الْمَوْتٰی﴿انہ علی کل شیء قدیر (۳۳)ویوم یعرض الذین کفروا علی النار﴾بِاَنْ یُعَذَّبُوْھَا یُقَالُ لَھُمْ﴿الیس ھذا﴾التَّعْذِیْبُ﴿بالحق قالوا بلی وربنا قال فذوق العذاب بما کنتم تکفرون (۳۴)فاصبر﴾عَلٰی اَذٰی قَوْمِکَ﴿کما صبر اولوا العزم﴾ذَوُو الثَّبَاتِ وَالصَّبْرِ عَلَی الشَّدَائِدِ﴿من الرسل﴾قَبْلَکَ فَتَکُوْنُ ذَا عَزْمٍ وَ مِنْ لِلْبَیَانِ فَکُلُّھُمْ ذَوُوْ عَزْمٍ وَقِیْلَ لِلتَّبْعِیْضِ فَلَیْسَ مِنْھُمْ اٰدَمُ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا وَلَا یُوْنُسَ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَا تَکُنْ کَصَاحِبِ الْحُوْتِ﴿ولا تستعجل لھم﴾لِقَوْمِکَ نُزُوْلَ الْعَذَابِ بِھِمْ قِیْلَ کَاَنَّہٗ ضَجِرَ مِنْھُمْ فَاَحَبَّ نُزُوْلَ الْعَذَابِ بِھِمْ فَاُمِرَ بِالصَّبْرِ وَتَرْکِ الْاِسْتِعْجَالِ لِلْعَذَابِ فَاِنَّہٗ نَازِلٌ بِھِمْ لَامُحَالَۃَ﴿ کانھم یوم یرون ما یوعدون﴾مِنَ الْعَذَابِ فِی الْاٰخِرَۃِ لِطُوْلِہٖ﴿لم یلبثوا﴾فِی الدُّنْیَا فِیْ ظَنِّھِمْ﴿الا ساعۃ من نھار﴾ھٰذَا الْقُرْاٰنُ﴿بلغ﴾تَبْلِیْغٌ مِنَ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ﴿فھل﴾اَیْ لَا﴿یھلک﴾عِنْدَ رُؤْیَۃِ الْعَذَابِ﴿الا القوم الفسقون (۳۵)﴾اَیِ الْکَافِرُوْنَ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے ہلاک کردیں تمہارے آس پاس کی بستیاں (یعنی بستیوں والوں کو جیسے ثمود، عاد، اور قوم لوط......!......)اور متعدد بار

نشانیاں لائے (یعنی واضح دلائل لائے، صرفنا بمعنی کردنا ہے) کہ وہ باز آئیں تو ہرگز نہیں (لو لا بمعنی ھلا ہے) مدد کی ان کی (ان سے عذاب الٰہی عزوجل دور کرکے) جن کو انہوں نے اللہ کے سوا (دون بمعنی غیر ہے) قرب حاصل کرنے کو خدا ٹھہرا رکھا ہے (اللہ عزوجل کے ساتھ، اور مراد اس سے بت ہیں جنہیں ان لوگوں نے اس لیے خدا بنا رکھا ہے کہ یہ انہیں اللہ عزوجل کے قریب کر دیں گے، اتخذوا فعل کا پہلا مفعول ھم ضمیر محذوف ہے جو اسم موصول کی طرف لوٹ رہی ہے اور "قربانا" اتخذوا کا مفعول ثانی ہے اور "الھۃ" "قربانا" سے بدل ہے) بلکہ وہ گم گئے (ضلوا بمعنی غابوا ہے) ان سے (نزول عذاب کے وقت) اور یہ (یعنی ان کا بتوں کو قرب الٰہی کے حصول کے لیے بتوں کو خدا بنالینا) ان کا جھوٹ ہے اور ان کا افتراء ہے (یفترون بمعنی یکذبون ہے، وما کانوا میں ما یا تو مصدریہ ہے یا پھر موصولہ اور ضمیر عائد فیہ محذوف ہے) اور (یاد کرو) جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے (یعنی مائل کئے اس سے مراد یمن کے علاقے نصیبین کے جن ہیں یا پھر مقام نینوی کے اور ان کی تعداد سات یا نو تھی اور یہ اس وقت حاضر ہوئے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بطن نخل میں نماز فجر پڑھا رہے تھے اس حدیث پاک کو شیخین نے روایت کیا ہے) کان لگا کر قرآن سنتے پھر جب وہاں حاضر ہوئے (آپس میں) بولے خاموش رہو (یعنی قرآن بغور سننے کے لیے چپ رہو) پھر جب ہو چکا پڑھنا (یعنی نبی پاک تلاوت قرآن سے فارغ ہو چکے تو) اپنی قوم کی طرف پلٹے (ولوا بمعنی رجعوا ہے) ڈر سناتے (اپنی قوم کو عذاب کا ایمان لے کر نہ آنے کی صورت میں، یہ نو مسلم جنات یہودی تھے......۲...... منذرین بمعنی مخوفین ہے) بولے: اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی (مراد اس سے قرآن پاک ہے) اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی (جیسے توریت شریف کی، بین یدیہ بمعنی تقدمہ ہے) اور ہدایت دیتی حق (یعنی اسلام) اور سیدھی راہ کی طرف (یعنی راہ اسلام کی طرف) اے ہماری قوم! اللہ کے منادی (داعی الی الایمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات مانو کہ موسیٰ کے بعد اتاری گئی......۳......اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے (من ذنوبکم میں من تبعیضیہ ہے کیونکہ گناہوں میں مظالم بھی ہوتے ہیں اور ظلم بے مظلوم کو راضی کئے معاف نہ ہوں گے) اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے (الیم بمعنی مؤلم ہے) اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں (یعنی اللہ سے بھاگ کر اللہ عزوجل کو عاجز نہیں کرسکتا کہ اللہ عزوجل کے قابو سے نکل جائے) اور اس کے (یعنی اللہ عزوجل کے) سامنے اس کا (یعنی اس کا جو اللہ عزوجل کے منادی کی بات نہ مانے) کوئی مددگار نہیں (جو اس سے عذاب دور کرسکے، اولیاء بمعنی انصار ہے) وہ (جو اللہ عزوجل کے منادی کی نہ مانیں) کھلی گمراہی میں ہیں (مبین بمعنی بین ظاھر ہے) کیا انہوں نے (یعنی مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے منکروں نے) نہ جانا (الم یروا بمعنی الم یعلموا ہے) کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھکا (یعنی ان کی تخلیق سے عاجز نہ ہوا) قادر ہے ("بقدر" ان کی خبر ہے اور یہاں خبر پر باء کا اضافہ کیا گیا ہے کہ یہ کلام الیس اللہ بقادر کی قوت میں ہے) کہ مردے زندہ کرے کیوں نہیں (وہ مردے زندہ کرنے پر قادر ہے) بیشک وہ سب کچھ کرسکتا ہے اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے (یوں کہ انہیں آگ کا عذاب دیا جائے گا ان سے فرمایا جائے گا) کیا یہ (یعنی یہ عذاب دنیا) حق نہیں کہیں گے کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم! فرمائے گا تو عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا تو تم صبر کرو (اپنی قوم کی اذیتوں پر) جیسا کہ ہمت والے رسولوں نے صبر کیا (یعنی سختیوں میں ثابت قدم رہنے والے پہلے کے رسولوں نے جس طرح صبر کیا تو تم بھی ہمت والے ہی رہو......۴......، من الرسل میں من بیانیہ ہے کہ تمام ہی رسل عظام ذو عزم ہیں اور ایک قول ضعیف کے مطابق یہاں من تبعیضیہ ہے، حضرت آدم علیہ السلام ان میں سے نہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کے حق میں ارشاد فرمایا ﴿ولم نجد لہ عزما﴾ ہم نے ان سے عزم نہ پایا اور حضرت یونس علیہ السلام بھی ان میں سے نہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کے بارے میں فرمایا ﴿ولا تکن کصاحب الحوت اور

مچھلی والے کی طرح نہ ہونا﴾ ان دونوں حضرات کے استثناء کا قول درست نہیں ہے) اوران کے لیے (یعنی اپنی قوم کے لیے) جلدی نہ کرو (ان پر عذاب نازل ہونے کی، ایک قول کے مطابق گویا کہ حضورﷺ اپنی کافر قوم سے اس قدر بیزار ہو گئے کہ ان پر عذاب نازل ہونے کو آپﷺ نے پسند فرمایا تو اس پر حضورﷺ کو صبر کرنے کی اور عذاب میں جلدی نہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا کہ عذاب الٰہی تو ان دشمنان خداﷻ و مصطفیٰﷺ پر لامحالہ نازل ہونا ہے) گویا وہ جس دن دیکھیں گے جو انہیں وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی عذاب آخرت میں ،تو اس کی طوالت کی وجہ سے دنیا میں) نہ ٹھہرے تھے (اپنے گمان میں) دن کی ایک گھڑی بھر یہ (یعنی قرآن) پہنچانا ہے (اللہﷻ کی طرف سے تم تک) تو ہلاک نہ کئے جائیں گے (ھل بمعنی لا ہے) مگر فاسق (یعنی کافر) لوگ۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اھلکنا ما حولکم من القری وصرفنا الایت لعلھم یرجعون﴾

و: مستانفہ، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، اھلکنا: فعل بافاعل، ما حولکم: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من القری: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، صرفنا: فعل بافاعل، الایت: ذوالحال، لعلھم یرجعون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قربانا الھۃ بل ضلوا عنھم﴾

ف: عاطفہ، لولا: حرف تحضیض، نصرھم: فعل ومفعول، الذین: موصول، اتخذوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، قربانا: حال، ملکر فاعل "ھم" ضمیر محذوف مفعول اول، من دون اللہ: ظرف لغو، الھۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، بل: حرف اضراب، ضلوا عنھم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وذلک افکھم وما کانوا یفترون﴾

و: عاطفہ، ذلک: مبتدا، افکھم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: موصولہ، کانوا یفترون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القران﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، صرفنا الیک: فعل بافاعل وظرف لغو، نفرا: موصوف، من الجن: ظرف مستقر صفت اول، یستمعون القران: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومھم منذرین﴾

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، حضروہ: جملہ فعلیہ شرط، قالوا: قول، انصتوا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، قضی: جملہ فعلیہ شرط، ولوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، منذرین: حال، ملکر فاعل، الی قومھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا یقومنا انا سمعنا کتبا انزل من بعد موسی مصدقا لما بین یدیہ یھدی الی الحق والی طریق مستقیم﴾

قالوا: قول، یقومنا: نداء، انا: حرف مشبہ واسم، سمعنا: فعل بافاعل، کتبا: موصوف، انزل من بعد موسی: جملہ فعلیہ صفت اول، مصدقا لما بین یدیہ: شبہ جملہ صفت ثانی، یھدی: فعل بافاعل، الی الحق: جار مجرور، معطوف علیہ، و: عاطفہ، الی طریق مستقیم: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثالث، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿یقومنا اجیبوا داعی اللہ وامنوا بہ یغفر لکم من ذنوبکم ویجرکم من عذاب الیم﴾
یقومنا: نداء، اجیبوا: فعل امر با فاعل، داعی اللہ: مفعول، ملکر معطوف، و: عاطفہ، امنوا بہ: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ، یغفر لکم من ذنوبکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یجرکم من عذاب الیم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب امر، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض ولیس لہ من دونہ اولیاء﴾
و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، لایجب: فعل نفی شرط با فاعل، داعی اللہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لیس: فعل ناقص بااسم، ب: زائد، معجز فی الارض: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لیس: فعل ناقص، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، من دونہ: ظرف مستقر حال مقدم، اولیاء: ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک فی ضلل مبین﴾ اولئک: مبتدا، فی ضلل مبین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموت والارض ولم یعی بخلقھن بقدر علی ان یحی الموتی﴾
ھمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ، لم یروا: فعل نفی با فاعل، ان: حرف مشبہ، اللہ: موصوف، الذی: موصول، خلق السموت والارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لم یعی: فعل نفی با فاعل، بخلقھن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر اسم، ب: زائد، قدر: اسم فاعل، علی ان یحی الموتی: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بلی انہ علی کل شیء قدیر﴾ بلی: حرف اضراب، انہ: حرف مشبہ واسم، علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویوم یعرض الذین کفروا علی النار الیس ھذا بالحق﴾
و: مستانفہ، یوم: مضاف، یعرض: فعل مجہول، الذین کفروا: موصول صلہ ملکر نائب الفاعل، علی النار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "یقال لھم" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ قول، ھمزہ: حرف استفہام، لیس: فعل ناقص، ھذا: اسم، بالحق: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قالوا بلی وربنا قال فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون﴾
قالوا: قول، بلی: حرف ایجاب، و: قسمیہ جار، ربنا: مجرور، ملکر فعل محذوف "نقسم" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قال: قول، ف: فصیحیہ، ذوقوا العذاب: فعل امر با فاعل ومفعول، بما کنتم تکفرون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل ولا تستعجل لھم کانھم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نھار﴾
ف: فصیحیہ، اصبر: فعل امر با فاعل، کاف: جار، ما: موصولہ، صبر: فعل، اولوا العزم: موصوف، من الرسل: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "صبرا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لاتستعجل: فعل نہی با فاعل، لھم: ظرف لغو، کاف: جار، انھم: حرف مشبہ واسم، یوم: مضاف، یرون: فعل با فاعل، مایوعدون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم، لم یلبثوا: فعل نفی با فاعل، الا: اداۃ حصر، ساعۃ: موصوف، من نھار: ظرف مستقر صفت، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ

ہوکر معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا کانت عاقبۃ الکفار ماذکر" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بلغ فھل یھلک الا القوم الفسقون﴾

بلغ: "ھذا" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، ھل: حرف استفہام للنفی، یھلک: فعل مجہول، الا: اداۃ حصر، القوم الفسقون: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قوم ثمود، عاد اور لوط کو تبلیغ دین:

۱......تبلیغ دین کی انجام دہی کے لئے ہر دور میں حضرات انبیائے کرام اللہ ﷻ کے اذن سے کوششیں فرماتے رہے، سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سید عالم ﷺ کے دور تک یہ سلسلہ چلتا رہا، درمیان میں قوم ثمود وعاد اور لوط بھی ہوئیں جن کے تذکرے قرآن میں مفصل طور پر کئی مقامات پر بیان ہوئے۔ہم نے بھی عطائین ج۴ تک کے تفسیری نکات میں جگہ جگہ ذکر کرنے کا اہتمام کیا اور کئی مقامات پر مفصل کلام کیا تاکہ قارئین کو تشنگی نہ رہے۔تاہم یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کسی بات کو بار بار دہرانے کے فوائد ہی ہوا کرتے ہیں کہ نہ جانے کب کہاں کسی کے دل پر چوٹ لگ جائے۔اللہ ﷻ ہدایت عطا فرمائے اور اس کاوش کو ذریعہ بخشش ونجات بنائے۔

جنات کے قرآن سننے کی بحث حدیث کے تناظر میں:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا﴿واذ صرفنا الیک نفرا من الجن اور جب ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے(الاحقاف:۲۹)﴾ میں جنات کی دس سے کم تعداد مراد ہے اور النفر کی جمع انفار ہے۔اس آیت کی تائید میں میرا (علامہ اسماعیل حقی) کا مؤقف یہ ہے کہ جنات میں مختلف مذاہب پائے جاتے ہیں جیسا کہ انسان میں مختلف مذاہب ہوتے ہیں جیسا کہ رافضی وغیرہ، اور ان کے مابین بھی جدال وقتال ہوتا ہے، اور ابلیس ابوالجن ہے اور ابلیس ودیگر شیاطین میں سوائے ایمان وکفر کے کوئی فرق نہیں۔روایت میں ہے کہ جنات چوری چھپے قرآن سماعت کرتے تھے، پھر جب انہیں شہاب ثاقب کے ذریعے آسمانوں سے بھگایا گیا تو بولے ہمارے پاس اب کوئی خبر نہیں ہے۔پس سات یا نو جنات اور ان کے سردار جن کا تعلق "نصیبین" نامی علاقے سے تھا، اور "نصیبین" دیارِ ربیعہ کا ایک شہر ہے، جیسا کہ قاموس میں ہے۔اور الانسان العیون میں ہے مراد شام کے جنات تھے اور ایک قول کے مطابق یمن کے جنات تھے۔ (روح البیان، ج۸، ص ۶۵۵ وغیرہ ملخصاً وملتقطاً)

☆......حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ عکاظ کے بازار کا قصد کرکے تشریف لے گئے، اس اثناء میں شیاطین جنات اور آسمان کی خبروں کے مابین کوئی چیز حائل ہوگئی تھی اور ان کے اوپر آگ کے گولے پھینکے جاتے تھے، پھر شیاطین واپس آجاتے تھے، وہ ایک دوسرے سے پوچھتے: اب کیا ہوگیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہمارے اور آسمان کے مابین کوئی چیز حائل ہوگئی ہے اور ہم پر آگ کے گولے پھینکے جاتے ہیں، انہوں نے کہا: تمہارے اور آسمان کے مابین وہی چیز حائل ہوئی ہے جو تازہ ظہور میں آئی ہے، تم زمین کے مشارق ومغارب میں سفر کرو اور دیکھو کہ کون سی نئی چیز ظہور میں آئی ہے، پھر وہ روانہ ہوئے اور انہوں نے سفر کیا اور اس چیز پر غور کرتے گئے کہ ان کے اور آسمان کے مابین کونسی چیز حائل ہوگئی ہے، پھر وہ جنات تہامہ میں پہنچے جہاں سید عالم ﷺ کھجور کے درخت کے پاس موجود تھے، اس وقت آپ عکاظ کے بازار کا قصد کرنے والے تھے اور آپ اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، جب جنات نے قرآن مجید سنا تو انہوں نے کہا: غور سے سنو یہی وہ چیز ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبر کے مابین حائل ہوگئی ہے، پھر وہ وہیں سے اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور انہوں نے کہا اے ہماری قوم!﴿انا سمعنا قرانا عجبا یھدی الی

الرشد فامنا به ولن نشرک بربنا احدا ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کریں گے (الجن:۱تا ۲)﴾۔اور اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: ﴿قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن تم فرماؤ کہ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا (الجن:۱)﴾۔اور آپ کی جانب جنات کے قول کی وحی کردی گئی۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قل اوحی الی، رقم: ۴۹۲۱، ص۸۷۶)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جنات سے ملاقات کی رات میں سید عالم ﷺ کے ساتھ تھے، پس ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ! کیا تمہارے ساتھ پانی ہے''؟ میں نے کہا: میرے ساتھ ایک مشکیزہ پانی ہے، آپ نے فرمایا: ''مجھ پر ڈالو''، پھر آپ نے وضو فرمایا، پس نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ! یہ پاک مشروب ہے اور پاک کرنے والا ہے''۔ (سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب: الوضوء بالنبيذ، رقم: ۳۸۵، ص۸۴)

جنات کے قول میں حضرت عیسی علیہ السلام کا ذکر نہ ہونے کی وجوہات:

۳......مفسرین کرام نے اس کی دو وجوہات بیان کی ہیں: (۱)......اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿مصدقا لما بين يديه اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہوا﴾ یعنی تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والی کتاب، معنی یہ ہے کہ تمام انبیائے سابقین پر نازل ہونے والی کتب کی تصدیق کرنے والی کیونکہ تمام ہی انبیائے کرام توحید کے داعی تھے، نبوت، معاد، اخلاقِ حمیدہ کے داعی تھے اور یہ کتاب بھی انہی اوصاف کے حامل پر نازل ہوئی ہے۔ (۲)......اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿يهدی الى الحق والى طريق مستقيم حق اور سیدھی راہ دکھاتی (الاحقاف:۳۰)﴾ جان لیں کہ وصف اول جو کہ توحید کی دعوت پر مبنی ہے وہ تمام ہی کتب سماوی میں یکساں ہے۔ اور دوسرا وصف، تو قرآن مجید اپنے مطالب کی صداقت پر خود ہی گواہ ہے، اور ہر عقل منداس بات کو بخوبی جانتا ہے چہ جائے کہ اس اعتبار سے سابقہ کتب سماوی میں کوئی تصریح واضح نہ ہو یا اس کا رد ہی کیا گیا ہو، اور جنات نے یہ کیوں کہا: ﴿من بعد موسى موسی کے بعد اتاری گئی﴾؟، اس بارے میں حسن کا قول ہے کہ جنات یہودی تھے، اور ابن عباس کا قول ہے کہ جنات نے حضرت عیسی علیہ السلام کے امر (یعنی رسالت) کے بارے میں کچھ ساعت نہیں کیا تھا اسی لئے ﴿من بعد موسى موسی کے بعد اتاری گئی﴾ کہہ دیا، پھر جب قرآن میں جنات کو انہی اوصاف کے ساتھ متصف کیا گیا تو بولے: ﴿يا قومنا اجيبوا داعی الله اے ہماری قوم اللہ کے منادی کی بات مانو﴾ اور اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ داعی سے مراد اللہ عزوجل کے رسول ﷺ ہیں یا کوئی اور واسطہ؟ تو قریب ترین قول یہی ہے کہ داعی سے مراد رسول ﷺ ہیں کیونکہ انہی کے بارے میں یہ وصف مانا جاتا ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۲۸ وغیرہ)

اولوالعزم والے کون ہیں؟

۴......ابن عباس کہتے ہیں کہ مراد بردبار اور صبر والے رسل ہیں، مجاہد کہتے ہیں اس سے مراد پانچ رسل ہیں: حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسی علیہ السلام، حضرت عیسی علیہ السلام اور محمد رسول اللہ ﷺ۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد صاحب شریعت رسل ہیں۔ ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ اولو العزم سے مراد حضرت نوح، حضرت ہود اور حضرت ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ اور سید عالم ﷺ بھی اسی وصف کے ساتھ متصف ہیں۔ سُدی کہتے ہیں اس سے مراد چھ رسل ہیں: حضرت ابراہیم، حضرت موسی، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت عیسی علیہم السلام اور محمد ﷺ۔ ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت داؤد، حضرت صالح، حضرت شعیب، حضرت لوط، حضرت موسی علیہم السلام شامل ہیں۔ مقاتل کے نزدیک چھ رسل ہیں: حضرت نوح علیہ السلام جو کہ اپنی قوم کی اذیت پر صبر کرتے رہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہوں نے آگ کے الاؤ پر صبر کیا، حضرت اسحاق علیہ السلام جنہوں نے ذبح ہونے پر راضی ہوتے

ہوئے صبر کیا (قول صحیح کے مطابق ذبیح اللہ سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں)، حضرت یعقوب علیہ السلام جو اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے گم ہو جانے اور بینائی چلی جانے پر صبر کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام جو کنویں اور قید کی تکلیف پر صابر رہے اور حضرت ایوب علیہ السلام اپنی بیماری میں صابر شاکر رہے۔ ابن جریج کہتے ہیں: اولو العزم والے حضرت اسماعیل، حضرت یعقوب، حضرت ایوب ہیں اور ان میں حضرت یونس، سلیمان اور آدم علیہم السلام شامل نہیں ہیں۔ (القرطبی، الجزء:۲۶، ص ۱۸۸)

اغراض:

ومفعول اتخذوا: معنی یہ ہے کہ جن بتوں کو اللہ کی بارگاہ میں مقرب جانا وہ ان کے عذاب کو دور نہ کر سکے، اور اس کلام سے مقصود ان کی توبیخ کرنا ہے۔ یصلی باصحابه الفجر: حاشیہ نمبر "۲" کا مطالعہ کیجئے۔

وما مصدرية: یعنی جھٹلانے والوں کا افتراء، اور یہی دونوں معطوفین کے درمیان مناسب ہے۔ نصيبين: سے مراد یمن کی بستی ہے۔

او جن نينوى: نون مکسورہ ساکنہ، نون مضمومہ یا مفتوحہ، واوالف مقصورہ، مراد حضرت یونس کی بستی ہے جو کہ موصل کے قریب ہی واقع ہے۔

وكان ﷺ ببطن نخل: بہتر یہ ہے کہ "وكان ﷺ ببطن نخلة" کہا جائے کیونکہ مراد طائف کے قریب علاقہ ہے اور "بطن نخل" سے مراد وہ جگہ ہے جہاں نماز خوف پڑھی گئی تھی اور یہ مقام مدینہ منورہ سے دو مرحلوں پر واقع ہے۔

اصغوا: ہمزہ کی کسرہ اور غین کی فتح کے ساتھ، باب رمی سے یا ہمزہ کی فتح اور غین کی ضمہ کے ساتھ رباعی سے ہے۔ وكانوا يهودا: کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ میں جنات اسلام لے آئے، اور ان کی قوم بھی جب کہ وہ ان کے پاس لوٹے اور انہیں ڈرایا اور یہ سات تھے، علماء کہتے ہیں کہ جن میں یہودی، نصرانی، مجوسی اور بت پرست تھے، اور مسلمان بدعتی بھی تھے اور یہ کہ تقدیر کو جھٹلانے والے، قرآن کو مخلوق ماننے والے اور دیگر مذاہب کے بدعتی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جنات کی تین صنفیں تھیں: (۱)...... جو پروں پر اڑتے تھے، (۲)...... کتوں کی شکل میں، (۳)...... مال برداری اور سفر کرنے والے۔ مومن جنات کے بارے میں اختلاف ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ان کے لئے ثواب نہیں مگر یہی کہ جہنم سے نجات پا جائیں اور یہ قول ابو حنیفہ اور ابو اللیث کا ہے اور جہنم سے نجات پا جانے کے بعد ان سے کہا جائے گا کہ مٹی ہو جاؤ اور باقی ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ یہ جنت میں داخل ہونگے اور جنت کی نعمتیں کھائیں گے اور پئیں گے اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ جنت کے ارد گرد مقیم ہونگے۔ الى طريقه: یعنی اسلام، مراد فرمانبرداری اختیار کرنا اور اچھے اعمال اختیار کرنا ہے جیسا کہ نماز اور روزہ۔

كالتوراة: یعنی انجیل اور زبور وغیرہ۔ لم يعجز عنه: یعنی آسمان وزمین کی تخلیق کی وجہ سے کوئی ضعف وتنگی اس پر نہ آئی۔

فكلهم ذوعزم: جیسا کہ حضرات انبیائے کرام ثابت قدمی اور مصائب پر صبر کرنے والے ہوتے رہے ہیں۔

تبليغ من الله اليكم: یعنی جو تمہیں خاص تبلیغ دین پہنچی ہے اس پر ایمان لے آؤ، یا اعمال کے ذریعے درجات عالیہ کو جا پہنچو، جیسا کہ وارد ہوتا ہے کہ اس وقت تک پڑھو جب تک کہ قبر سے مانوس نہ ہو جاؤ یعنی قبر تک پہنچنے تک علم حاصل کرو۔ (الصاوی، ج۵، ص ۲۸۵ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة محمد مدنية الا ﴿و كاين من قرية﴾ الاية او مكية وهى ثمان او تسع وثلاثون آية

(سورۂ محمد (قتال) مدنیہ ہے سوائے آیت مبارکہ ﴿وکاین من قریة﴾ کے جو کہ مکیہ ہے، اس کی کل اڑتیس، یا انتالیس آیات ہیں)

تعارف سورة محمد

اس سورت میں چار رکوع، اڑتیس آیتیں پانچ سو اٹھاون کلمات اور دو ہزار چار سو پچھتر حروف ہیں۔ اس سورت کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایمان والوں اور کافروں کے مابین۔ اس سورت کے نزول سے جو مسلمانوں کے دلوں میں شک و شبہات تھے وہ دور ہو گئے اور ابتدائی آیتوں میں ہی یہ واضح کر دیا گیا ہے کفار خود بھی گمراہ ہیں اور نور حق کو پھیلنے سے بھی روک رہے ہیں۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ان کی یہ کوشش کامیاب نہ ہوگی۔ ان کی ساری محنت رائگاں جائے گی اور ایمان والوں کی کمزوریوں کو بھی پورا کر دیا جائے گا اور کامیابی کا تاج ان کے سر پر سجایا جائے گا۔ یہ فرمانے کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ میدان جنگ میں کافروں کے پرخچے اڑا دیں اور اسیران جنگ کے ساتھ جو انہوں نے برتاؤ کرنا ہے اس کے اصول بتا دیئے، ساتھ ہی واضح کر دیا کہ جو مسلمان میدان جنگ میں قتل ہوگا اس کو شہادت کی عظیم نعمت سے نوازا جائے گا۔ اسلام کے جس گلشن کی آبیاری وہ اپنے خون سے کریں گے وہ سدا شاداب و سرسبز رہے گا اور ان کی قربانیوں کے طفیل آنے والی نسلیں بھی نور حق سے اپنے دلوں کو منور کرتی رہیں گی۔

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

رکوع نمبر: ۵

﴿الـذين كفروا﴾ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ ﴿وصدوا﴾ غَيْرَهُمْ ﴿عن سبيل الله﴾ اَىِ الْإِيْمَانِ ﴿اضل﴾ اَحْبَطَ ﴿اعمالهم (۱)﴾ كَاِطْعَامِ الطَّعَامِ وَصِلَةِ الْاَرْحَامِ فَلا يَرَوْنَ لَهَا فِى الْاٰخِرَةِ ثَوَابًا وَيُجْزَوْنَ بِهَا فِى الدُّنْيَا مِنْ فَضْلِهٖ تَعَالٰى ﴿والذين امنوا﴾ اَىِ الْاَنْصَارُ وَغَيْرُهُمْ ﴿وعملوا الصلحت وامنوا بما نزل على محمد﴾ اَىِ الْقُرْآنِ ﴿وهو الحق من﴾ عِنْدَ ﴿ربهم كفر عنهم﴾ غَفَرَ لَهُمْ ﴿سياتهم واصلح بالهم (۲)﴾ اَىْ حَالَهُمْ فَلا يَعْصُوْنَهٗ ﴿ذلك﴾ اَىْ اِضْلَالُ الْاَعْمَالِ وَتَكْفِيْرُ السَّيِّئَاتِ ﴿بان﴾ بِسَبَبِ اَنَّ ﴿الذين كفروا اتبعوا الباطل﴾ الشَّيْطَانَ ﴿وان الذين امنوا اتبعوا الحق﴾ اَلْقُرْآنَ ﴿من ربهم كذلك﴾ اَىْ مِثْلَ ذٰلِكَ الْبَيَانِ ﴿يضرب الله للناس امثالهم (۳)﴾ يُبَيِّنُ اَحْوَالَهُمْ اَىْ فَالْكَافِرُ يُحْبَطُ عَمَلُهٗ وَالْمُؤْمِنُ يُغْفَرُ زَلَلُهٗ ﴿فاذا لقيتم الذين كفروا فضرب الرقاب﴾ مَصْدَرٌ بَدَلٌ مِنَ اللَّفْظِ بِفِعْلِهٖ اَىْ فَاضْرِبُوْا رِقَابَهُمْ اَىْ اُقْتُلُوْهُمْ وَعَبَّرَ بِضَرْبِ الرِّقَابِ لِاَنَّ الْغَالِبَ فِى الْقَتْلِ اَنْ يَكُوْنَ بِضَرْبِ الرَّقَبَةِ ﴿حتى اذا اثخنتموهم﴾ اَىْ اَكْثَرْتُمْ فِيْهِمُ الْقَتْلَ ﴿فشدوا﴾ اَىْ فَاَمْسِكُوْا عَنْهُ وَاَسِرُوْهُمْ وَشُدُّوْا ﴿الوثاق﴾ مَا يُوْثَقُ بِهِ الْاَسْرٰى ﴿فاما منا بعد﴾ مَصْدَرٌ بَدَلٌ مِنَ اللَّفْظِ بِفِعْلِهٖ اَىْ تَمُنُّوْنَ عَلَيْهِمْ بِاِطْلَاقِهِمْ مِنْ غَيْرِ شَىْءٍ ﴿واما فداء﴾ اَىْ تُفَادُوْنَهُمْ بِمَالٍ اَوْ اَسْرٰى مُسْلِمِيْنَ ﴿حتى تضع الحرب﴾ اَىْ اَهْلُهَا ﴿اوزارها﴾ اَثْقَالَهَا مِنَ السِّلَاحِ وَغَيْرِهٖ بِاَنْ يُسْلِمَ الْكُفَّارُ اَوْيَدْخُلُوْا فِى الْعَهْدِ وَهٰذِهٖ غَايَةٌ لِلْقَتْلِ وَالْاَسْرِ ﴿ذلك﴾ خَبَرُ مُبْتَدَاٍ مُقَدَّرٍ اَىِ الْاَمْرُ فِيْهِمْ

مَاذُکِرَ﴿ولو یشاء الله لا نتصر منهم﴾بِغَیْرِ قِتَالٍ﴿ولکن﴾اَمَرَکُمْ بِهٖ﴿لیبلوا بعضکم ببعض﴾مِنْهُمْ فِی الْقِتَالِ فَیَصِیْرُ مَنْ قُتِلَ مِنْکُمْ اِلَی الْجَنَّةِ وَمِنْهُمْ اِلَی النَّارِ﴿والذین قتلوا﴾وَفِی قِرَاءَ ةٍ قَاتَلُوْا نَزَلَتْ یَوْمَ اُحُدٍ وَقَدْ فَشَا فِی الْمُسْلِمِیْنَ الْقَتْلُ وَالْجِرَاحَاتُ﴿فی سبیل الله فلن یضل﴾یُحْبِطَ﴿اعمالهم (۴) سیهدیهم﴾فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِلٰی مَا یَنْفَعُهُمْ﴿ویصلح بالهم (۵)﴾حَالَهُمْ فِیْهِمَا وَمَا فِی الدُّنْیَا لِمَنْ لَمْ یُقْتَلْ وَاُدْرِجُوْا فِی قَتِیْلُوْا تَغْلِیْبًا﴿ویدخلهم الجنة عرفها﴾بَیَّنَهَا﴿لهم (۶)﴾فَیَهْتَدُوْنَ اِلٰی مَسَاکِنِهِمْ مِنْهَا وَاَزْوَاجِهِمْ وَخَدَمِهِمْ مِنْ غَیْرِ اِسْتِدْلَالٍ﴿یا یها الذین امنوا ان تنصروا الله﴾اَیْ دِیْنَهٗ وَرَسُوْلَهٗ﴿ینصرکم﴾عَلٰی عَدُوِّکُمْ﴿ویثبت اقدامکم (۷)﴾یُثَبِّتْکُمْ فِی الْمُعْتَرَکِ﴿والذین کفروا﴾مِنْ اَهْلِ مَکَّةَ مُبْتَدَأٌ خَبَرُهٗ تَعَسُوْا یَدُلُّ عَلَیْهِ﴿فتعسا لهم﴾اَیْ هَلَاکًا وَخَیْبَةً مِنَ اللّٰهِ﴿واضل اعمالهم (۸)﴾عَطْفٌ عَلٰی تَعَسُوْا﴿ذلک﴾اَیِ التَّعَسُ وَالْاِضْلَالُ﴿بانهم کرهوا ما انزل الله﴾مِنَ الْقُرْاٰنِ الْمُشْتَمِلِ عَلَی التَّکَالِیْفِ﴿فاحبط اعمالهم (۹) افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلهم دمر الله علیهم﴾اَهْلَکَ اَنْفُسَهُمْ وَاَوْلَادَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ﴿وللکافرین امثالها (۱۰)﴾اَیْ اَمْثَالُ عَاقِبَةٍ مِنْ قَبْلِهِمْ﴿ذلک﴾اَیْ نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَقَهْرُ الْکَافِرِیْنَ﴿بان الله مولی﴾وَلِیٌّ وَنَاصِرٌ﴿الذین امنوا وان الکفرین لا مولی لهم (۱۱)﴾.

﴿ترجمہ﴾

جنہوں نے کفر کیا (مراد اس سے اہل مکہ ہیں) اور اللہ کی راہ (یعنی ایمان لانے سے دوسروں کو) روکا اللہ نے برباد کیے (اضل بمعنی احبط ہے) ان کے عمل (جیسے کھانا کھلانا، صلہ رحمی کرنا، وہ آخرت میں ان اعمال کا کوئی ثواب نہیں دیکھیں گے ان اعمال کا بدلہ اللہ ﷻ نے اپنے فضل سے انہیں دنیا ہی میں دے دیا) اور جو ایمان لائے (یعنی انصار وغیرہ) اور اچھے کام کیے اور اس پر ایمان لائے جو محمد ﷺ ......۱...... پر اتارا گیا (یعنی قرآن پاک) اور وہی ان کے رب کے پاس سے حق ہے اللہ نے اتار دیں ان سے (یعنی معاف فرما دیں ان کی) برائیاں اور ان کی حالتیں سنوار دیں (جس کے باعث وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی نہیں کرتے ......۲......، بالهم بمعنی حالهم ہے) یہ (یعنی اعمال کو ضائع کرنا اور برائیوں کو معاف کرنا) اس لیے کہ کافر باطل (یعنی شیطان) کے پیرو ہوئے اور ایمان والوں نے حق (یعنی قرآن پاک) کی پیروی کی جو ان کے رب کی طرف سے ہے یونہی (یعنی اسی بیان کے مثل) اللہ لوگوں سے ان کے احوال بیان فرماتا ہے (یضرب الله للناس امثالهم بمعنی یبین احوالهم ہے، پس کافر کا عمل اللہ ﷻ کارت فرماتا اور مسلمانوں کی نفرتوں کو معاف کرتا ہے ......۳......) تو جب کافروں سے تمہارا سامنا ہو تو گردنیں مارنا ہے (ضرب الرقاب یہاں فعل کی جگہ اس کے مصدر کو ذکر کیا گیا ہے اصل میں فاضربوا رقابهم ہے معنی یہ ہے کہ انہیں قتل کر دو اور قتل کرنے کو ضرب الرقاب سے اس لیے تعبیر کیا کہ اکثر قتل کرنے کے لیے گردن ماری جاتی ہے) یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر لو (اثخنتموهم کا معنی ہے اکثر تم فیهم القتل ہے) تو باندھو (شدوا کا معنی ہیں انہیں پکڑ کر قیدی بنا کر باندھ لو، اور یہاں باندھ دو، وثاق اس شے کو کہتے ہیں جس سے قیدیوں کو باندھا جائے) پھر اس کے بعد احسان کر کے چھوڑ دو (''منا'' یہاں فعل کی جگہ اس کے مصدر کو ذکر کیا گیا ہے معنی آیت یہ ہے تم ان پر احسان کرتے ہوئے بغیر کسی عوض کے انہیں آزاد کر دو......۴......) چاہے فدیہ لو (یعنی مال کی صورت میں یا مسلمان قیدیوں کی صورت میں ان سے فدیہ لے لو......۵......) یہاں تک کہ لڑائی (یعنی لڑائی کرنے والے) اپنا بوجھ رکھ دیں (

یعنی ہتھیار وغیرہ کا بوجھ رکھ دیں، یوں کہ کفار اسلام لے آئیں یا پھر عہد ذمہ میں داخل ہو جائیں، یہ قتل کرنے اور قیدی بنانے کی غایت ہے......٦......) بات یہ ہے (ذلک مبتدا محذوف الامر فیھم ماذ کر کی خبر ہے) اور اللہ چاہتا تو آپ ہی ان سے بدلہ لیتا (بغیر تمہارے قتال کے) مگر (اس نے تمہیں قتال کا حکم دیا) کہ تم میں ایک کو دوسرے سے جانچے (یعنی تم کو ان سے قتال میں جانچے تو جو تم سے قتل ہوگا وہ جنت میں جائے گا اور جو ان میں سے قتل ہوگا وہ جہنم میں) اور جو مارے گئے (ایک قرائت میں والذین قتلوا کی جگہ قاتلوا ہے یہ آیت مبارکہ غزوہ احد میں نازل ہوئی مسلمانوں میں کئی قتل اور زخمی ہوئے تھے) اللہ کی راہ میں اللہ ہرگز ان کے عمل ضائع نہ فرمائے گا (یضل بمعنی یحبط ہے) جلد انہیں راہ دے گا (دنیا و آخرت میں ان کو نفع دینے والے امور کی طرف) اور ان کی حالتیں سنوار دے گا (دنیا و آخرت میں اور جو شہید نہیں ہوئے انہیں تغلیباً شہادت پانے والوں میں شمار فرمایا ہے) اور انہیں جنت میں لے جائے گا انہیں اس کی پہچان کرادی (یعنی جنت کا بیان ان کے سامنے فرما دیا تو یہ لوگ بغیر رہنمائی کے خود ہی اپنے جنتی مساکن، بیویوں اور خادموں تک پہنچ جائیں گے......ے......) اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے (یعنی اس کے دین اور اس کے رسول ﷺ کی تو) اللہ تمہاری مدد کرے گا (تمہارے دشمنوں کے خلاف) اور تمہارے قدم جمادے گا (تمہیں میدان جنگ میں ثابت رکھے گا......٨......) تو جنہوں نے کفر کیا (اہل مکہ میں سے، الذین کفروا مبتدا ہے اس کی خبر تعسوہ ہے جس پر تعسالھم دلالت کر رہا ہے) تو ان پر تباہی پڑے (اللہ ﷻ کی طرف سے، تعسا کے معنی ہلاکت و بربادی ہے) اور اللہ ان کے اعمال برباد کرے (واضل اعمالھم کا عطف تعسوا پر ہو رہا ہے) یہ (یعنی ان پر تباہی آنا اعمال کا اکارت ہونا) اس لیے کہ انہیں ناگوار ہوا جو اللہ نے اتارا (یعنی قرآن پاک جو کہ احکام تکلیف پر مشتمل ہے) تو کیا انہوں نے زمین میں سفر کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا اللہ نے ان پر تباہی ڈالی (ان کی جانوں کو ان کے اولاد اور اموال کو ہلاک فرما دیا) اور ان کافروں کے لیے ایسی کتنی ہی ہیں (یعنی ان کافروں کے لیے پہلے والے کافروں کا انجام ہے) یہ (یعنی مسلمانوں کا مدد کرنا کفار کو مغلوب کرنا) اس لیے کہ مسلمانوں کا مولیٰ (یعنی والی اور مددگار) اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم﴾

الذین: موصول، کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، صدوا عن سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، اضل اعمالھم: فعل با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت وامنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم کفر عنھم سیاتھم واصلح بالھم﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، امنوا بما نزل علی محمد: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، و: معترضہ، ھو: مبتدا، الحق: ذوالحال، من ربھم: ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ، کفر عنھم سیاتھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصلح: فعل با فاعل، بالھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بان الذین کفروا اتبعوا الباطل وان الذین امنوا اتبعوا الحق من ربھم﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، ان: حرف مشبہ، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر اسم، اتبعوا الباطل: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، الذین امنوا: موصول صلہ، ملکر اسم، اتبعوا الحق من ربھم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر

مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا﴾

ف: عاطفہ،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،لقیتم:فعل بافاعل،الذین کفروا:موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،ضرب:مصدر مضاف بافاعل،الرقاب:مضاف الیہ مفعول،حتی:جار،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،اثخنتموھم:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف:جزائیہ،شدوا:فعل امر بافاعل،الوثاق:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مفصل،ف: عاطفہ،اما:حرف شرط وتفصیل،منا:فعل محذوف کیلئے مفعول مطلق،بعد:ظرف،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،اما:حرف تفصیل،فداء:"تفدون"فعل محذوف کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر ماقبل جملے کی تفصیل،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور،ملکر ظرف لغواول،حتی: جار،تضع الحرب اوزارھا:جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر شبہ جملہ ہوکر "اضربوا"فعل امر محذوف کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک ولو یشاء اللہ لا نتصرمنھم ولکن لیبلوا بعضکم ببعض﴾

ذلک:"الامر فیھم ماذکر من القتل والاسر وما بعدہ من المن والفداء" مبتدا محذوف کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،لکن:حرف استدراک مہملہ،لام:جار،یبلوا:فعل بافاعل،بعضکم:مفعول،ببعض:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور،ملکر فعل محذوف "امرکم بالقتال" کیلئے ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالھم سیھدیھم ویصلح بالھم ویدخلھم الجنۃ عرفھا لھم﴾

و:عاطفہ،الذین:موصولہ،قتلوافی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،لن یضل:فعل نفی بافاعل،اعمالھم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،س:حرف استقبال،یھدیھم:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،یصلح:فعل بافاعل،بالھم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،یدخلھم:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،الجنۃ:ذوالحال،عرفھالھم : جملہ فعلیہ حال،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم﴾

یایھاالذین امنوا: نداء،ان:شرطیہ،تنصروااللہ:جملہ فعلیہ شرط،ینصرکم:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،یثبت:فعل بافاعل،اقدامکم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿والذین کفروا فتعسالھم واضل اعمالھم﴾

و: عاطفہ،الذین کفروا:موصول صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،تعسالھم:مصدر بافاعل،ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر "تعسوا"فعل محذوف کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،اضل اعمالھم:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بانھم کرھوا ما انزل اللہ فاحبط اعمالھم﴾

ذلک: مبتدا،ب: جار،انھم:حرف مشبہ واسم،کرھوا:فعل بافاعل،ماانزل اللہ:موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف:عاطفہ،احبط:فعل بافاعل،اعمالھم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم﴾

ھمزہ: حرف استفہام،ف: عاطفہ،لم یسیروا:فعل نفی بافاعل،فی الارض: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ف: سببیہ،ینظروا:فعل بافاعل، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص،عاقبۃ الذین من قبلھم: اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿دمر اللہ علیھم وللکفرین امثالھا ذلک بان اللہ مولی الذین امنوا وان الکفرین لامولی لھم﴾

دمر اللہ: فعل وفاعل،علیھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،للکفرین: ظرف مستقر خبر مقدم،امثالھا: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ذلک: مبتدا،ب: جار،ان اللہ: حرف مشبہ واسم،مولی الذین امنوا: خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،ان: حرف مشبہ،الکفرین: اسم،لامولی لھم: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولکن لیبلوا بعضکم ببعض...... ☆یہ آیت روز احد نازل ہوئی جب کہ مسلمان زیادہ مقتول ومجروح ہوئے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نام محمد کی برکتیں:

ا......جس طرح ملتے ہیں لب نام محمد کے سبب　　　　کاش ہم مل جائیں سب نام محمد کے سبب

نام محمد ﷺ کی کئی برکتیں ہیں، جب تک ہونٹ آپس میں مل نہ جائیں یہ نام ادا ہونے سے قاصر ہے، گویا یہ پیغام دیا جارہا ہے کہ جس طرح ہم محمدی کہلاتے ہیں کاش کہ سچے محمدی بن بھی جائیں۔

☆......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خادم راستوں میں پھیل گئے اور وہ نعرے لگا رہے تھے یامحمد، یا رسول اللہ ،یامحمد یارسول اللہ.

(صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب: فی حدیث الھجرۃ، رقم:(۷۴۱۶)/۳۰۱۴، ص۱۴۷۳)

☆......حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں، اللہ عزوجل میرے سبب سے کفر مٹادے گا اور میں حاشر ہوں، اللہ عزوجل میرے بعد حشر قائم کرے گا اور میں عاقب ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ، رقم:۳۵۳۲، ص۵۹۴)

☆......ابن عساکر ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کا نام محمد رکھے، وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں گے''۔

(کنزالعمال، کتاب النکاح، الباب السابع فی برالاولاد وحقوقھم، رقم:۴۵۲۱۵، ج۸، ص۱۷۵)

☆......بزار نے ابورافع سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب لڑکے کا نام (محمد) رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو''۔

(صحیح مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح الی حسن، رقم:۲۱۴۲،۱۹، ص۱۰۷۷)

☆......حضرت عبدالرحمٰن بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کا پاؤں سن ہوگیا، ایک شخص نے کہا: اس کو یاد کرو جو تم کو سب سے زیادہ محبوب ہو، حضرت ابن عمر نے کہا: یا محمدا.

(ادب المفرد، ص۲۵۰)

☆......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب لوگ میت کو دفن کرکے چلے جاتے ہیں تو اس کے پاس دو فرشتے آکر اُسے بٹھادیتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ عزوجل ہے، پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کونسا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے، پھر پوچھتے ہیں: وہ شخص کون تھا جو تم میں مبعوث کیا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے: وہ رسول

اللہ ﷺ ہیں، پھر آسمان سے ندا کی جائے گی کہ میرے بندے نے سچ کہا، اس کیلئے جنت سے فرش بچھا دو اور اس کے لئے جنت کی کھڑکی کھول دو، المختصر۔ (سنن ابو داؤد، کتاب السنة، باب فی المسالة فی القبر، رقم:٤٧٥٣، ص ٨٩٠)

ملا علی قاری بیان کرتے ہیں: جبرائیل امین علیہ السلام نے سید عالم ﷺ کا نام "یامحمد" پکارا: "اوقصد به المعنی الوصفی دون المعنی العلمی یعنی نام محمد ﷺ کے وصف کا ارادہ کیا نہ کہ علمی ہونے کا"۔

حافظ ابن کثیر "البدایة والنهایة" میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: وکان شعارهم یومئذ یامحمداه یعنی اس دن لوگوں کا یہ نعرہ تھا یا محمداہ"۔

یہاں غور کریں کہ آقائے دو جہاں ﷺ کے نام کی برکت سے سوالات کا سلسلہ ختم ہوا اور جنتی انعام و اکرام کا آغاز بھی ہوا۔ دنیا و آخرت میں کیسی کیسی برکتیں سید عالم ﷺ کے نام پاک کی ہیں، ہم نے صرف ایک جھلک پیش کی ہے چونکہ ہمیں طوالت کا خوف بھی ہے اور مختصر زندگی میں زیادہ کام کرنے کی جستجو بھی کہ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کام کریں، اللہ عزوجل ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ایمان کی برکتیں اور گناہ کے بدلے نیکی کا ملنا:

۲۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرے اور اس پر ایمان لائے جو محمد ﷺ پر نازل کیا کیونکہ وہی حق ہے ان کے رب کی طرف سے تو اللہ عزوجل (اس سبب سے) ان کے گناہ معاف فرمادے اور ان کے معاملات کو اچھا کردے۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں: ﴿کفر عنهم سیاتهم اللہ نے ان کی برائیاں اتار دیں﴾ سے مراد یہ ہے کہ ان کے سابقہ گناہ معاف فرمادیئے، ایمان لانے سے پہلے کے گناہ سے درگزر فرمادے، اور: ﴿واصلح بالهم اور ان کی حالتیں سنوار دیں﴾ ان کی شان بڑھائی، ان کی حالت اچھی کردی یا ان کے امور کو بہتر فرمادیا۔ اور یہ تینوں انعام دنیاوی اعتبار سے ہیں جب کہ نقاش کے قول کے مطابق یہ ہے کہ اللہ عزوجل ان کی نیتوں کی اصلاح فرمادے۔ (القرطبی، الجزء:٢٦، ص ١٩٢)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل ایمان کی برکت سے ان کے گناہ مٹادے اور ان کی بُرائیوں کی پردہ پوشی فرمائے اور ان کے اعمال کی اصلاح فرمائے یعنی دنیا میں ان کی مدد و نصرت فرمائے اور اطاعت کی توفیق بخشے، گناہ سے بچائے، شیطان پر غلبہ عطا فرمادے، جنت نعیم میں جگہ عطا فرمادے۔ (المظهری، ج٦، ص ٣٣٤)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میں اس شخص کو جانتا ہوں جس کو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا، اس کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا: اس کے سامنے اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے گناہ کو مخفی رکھا جائے گا، اس سے کہا جائے گا: کیا تو نے یہ گناہ کئے ہیں؟ وہ اقرار کرے گا اور اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا، پھر کہا جائے گا: اس کو اس کے ہر گناہ کے بدلے میں نیکی دے دو، وہ کہے گا: اے میرے رب عزوجل! میرے تو بڑے بڑے گناہ ہیں جن کو میں یہاں نہیں دیکھ رہا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دیکھا سید عالم ﷺ ہنس رہے تھے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آرہی تھیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اهل الجنة منزلة فیها، رقم:(٣٥٥)/١٩٠، ص ١١٨)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ مجھ سے سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے بعد فوراً نیکی کرلو، وہ نیکی گناہ کو مٹادے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ"۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی معاشرة الناس، رقم:١٩٩٣، ص ٥٨٦)

ایمان نہ ہونے کی بناء پر کافر پر نحوستیں:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿کذلک یضرب اللہ للناس امثالھم اللہ لوگوں سے ان کے احوال یونہی بیان فرماتا ہے(محمد:۳)﴾، میں چند وجوہات کا بیان ہے۔(۱)......اللہ عزوجل کافروں کے اعمال کو ضائع کرتا اور مومنین کی برائیوں کو معاف فرماتا ہے۔(۲)......کافر تبعا باطل اور مومن تبعا حق کا پیروکار ہوتا ہے، اور اس کی بھی وجوہات ہیں۔(۳)......اللہ عزوجل فرمان:﴿من ربھم﴾ بمعنی عند ربھم ہے، کیونکہ کافر باطل کی پیروی کرتا ہے اور مومنین حق کی، اور ہم کہتے ہیں کہ تمام گمراہیاں اور نیکیاں اللہ عزوجل کی پیدا کردہ ہیں۔(۴)......اللہ عزوجل نے کافر کے اعمال کو برباد اور مومن کے گناہوں کو مٹانے کا بیان فرمایا، اور ظاہری طور پر کفر اور ایمان ایک دوسرے کی ضد ہیں، اور اضلال و تکفیر ایک دوسرے کے ضد ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ حق اور باطل کے اتباع کی صورت میں ہیں یعنی کوئی گمراہی اختیار کرتا ہے اور کسی کے گناہ مٹائے جاتے ہیں تو اس کی وجہ ایمان و کفر ہیں۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۳۷)

متذکرہ آیت کی منسوخیت کے بارے میں مفسرین کی رائے؟

۴......کئی مفسرین اس جانب ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے چنانچہ:

قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: امام بغوی نے فرمایا علماء کا اس آیت ﴿فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب(محمد:۴)﴾ کے حکم کے بارے میں اختلاف ہے، ایک قوم نے کہا کہ اس آیت کا حکم اللہ عزوجل کے فرمان:﴿فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ(التوبۃ:۵)﴾، ﴿فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم تو اگر تم انہیں کہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسا قتل کرو جس سے ان کے پس ماندوں کو بھگاؤ(الانفال:۵۷)﴾ سے منسوخ ہے۔ قتادہ، ضحاک، سُدی اور ابن جریج کا یہی قول ہے اور یہی امام اوزاعی کا قول ہے اور یہی امام اعظم کا ایک قول ہے، میں (قاضی ثناء اللہ) کہتا ہوں: ﴿فشرد بھم من خلفھم تو انہیں ایسا قتل کرو جس سے ان کے پس ماندوں کو بھگاؤ﴾ کو اس آیت کا ناسخ بنانا درست نہیں، جب کہ ﴿اقتلوا المشرکین مشرکوں کو قتل کرو﴾ کا حکم بعض مشرکین کے ساتھ خاص ہے کیونکہ قیدیوں کو غلام اور ذمی بنانا ہمارے احناف اور مالکیہ کے نزدیک درست ہے۔ اس آیت کا حکم ظنی ہے کیونکہ یہ ایسا عام ہے جس میں سے بعض افراد خاص ہیں اور اس وجہ سے وہ اس آیت کی ناسخ نہیں بن سکتی کیونکہ اس کا حکم قطعی ہے۔ دوسرے علماء اس جانب گئے ہیں کہ یہ محکم آیات میں سے ہے۔ کفار میں سے جو لوگ گرفتار کرلئے جائیں ان کے بارے میں امام کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ انہیں قتل کرنے کا حکم دے۔ انہیں غلام بنالینے کا کہیں، ان پر احسان کرے اور بغیر عوض آزاد کردے یا مال لے کر یا مسلمان قیدیوں کی صورت میں فدیہ لے کر آزاد کردے۔ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت حسن بصری، حضرت عطاء رضی اللہ عنہم، اکثر صحابہ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ امام ثوری، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوئی اور ان کی حکومت مضبوط ہوئی تو اللہ عزوجل نے قیدیوں کے بارے میں یہ حکم ارشاد فرمایا کہ چاہو احسان کرو یا فدیہ لو اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ (المظھری، ج ۶، ص ۳۳٤)

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ آیت منسوخ اور اس کی ناسخ: ﴿فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ(التوبۃ:۵)﴾ ہے۔ (روح البیان، ج ۸، ص ٦٧٢)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں: یہ آیت علماء کی ایک جماعت کے نزدیک منسوخ ہے اور اس کی ناسخ آیت ﴿فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ(التوبۃ:۵)﴾ ہے۔ (القرطبی، الجزء: ٢٦، ص ١٩٤)

کیا کافر پر بغیر فدیہ لئے احسان کیا جاسکتا ھے؟

۵......علامہ ابن عابدین شامی (وحرم فداؤهم .) کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ کافر قیدیوں سے مطلق بدلہ یعنی فدیہ لینا جائز نہیں کہ مال لے کر کافر قیدیوں کو چھوڑ دے یا مسلمان قیدیوں کے بدلے کافر قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے، پہلی صورت مشہور قول کے مطابق جائز نہیں ہے اور ضرورت کے وقت مال لیکر کافر قیدی کو چھوڑنا جائز ہے جیسا کہ السیر الکبیر میں ہے اور امام محمد نے کہا کہ مسلمان قیدی کے بدلے میں کافر قیدی کو چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ کافر شیخ فانی ہو اور اس کی نسل بڑھنے کی امید نہ ہو جیسا کہ الاختیار میں ہے اور دوسری صورت یعنی مسلمان قیدی کے بدلے میں کافر قیدی کو چھوڑنا امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے نزدیک جائز نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے۔ اور پہلی صورت صحیح ہے جیسا کہ الزاد میں ہے لیکن ظاھر الروایۃ کے مطابق یہ یعنی دوسری صورت بھی جائز ہے جیسا کہ المحیط میں مذکور ہے اور یہ تمام اقوال القھستانی میں مذکور ہیں اور ایسے ہی زیلعی نے السیر الکبیر کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کا جائز ہونا زیادہ ظاہر روایت ہے۔ فتح القدیر میں ہے کہ یہی امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول ہے اور یہی ائمہ ثلاثہ کا قول ہے۔ اور صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث سے بھی یہ قول ثابت ہے کہ ایک مشرک کے بدلے دو مسلمان اور ایک (مشرک) عورت کے بدلے دو مسلمان چھڑائے گئے جو کہ مکہ مکرمہ میں قید تھے۔

میں (علامہ شامی) کہتا ہوں کہ ہم اسی بناء پر یہ کہتے ہیں کہ فقہ کے متون میں جو یہ لکھا ہے کہ مالی فدیہ کے بدلے میں مشرکین کو چھوڑنا حرام ہے اس قید سے مراد یہ ہے کہ جب مسلمانوں کو مال غنیمت کی ضرورت نہ ہو، لیکن جب ان کو مال کی ضرورت ہو تو مشرکین کو مالی فدیہ کے بدلے میں چھوڑنا جائز ہے اور اسی طرح مسلمان قیدیوں کے بدلہ میں کافر قیدیوں کو چھوڑنا بھی جائز ہے۔

(رد المحتار، کتاب الجهاد، مطلب :بیان معنی الغنیمة والفی، ج٦،ص٢٢٨)

کن کفار سے قتال لازم ھے اور کیوں؟

٦......جہاد ابتداً فرض کفایہ ہے پس اگر کسی ایک جماعت نے کرلیا تو سب کی طرف سے ساقط ہوگیا اور اگر سب مسلمانوں نے چھوڑ دیا تو سارے ہی گناہ گار ہونگے۔ (کنز الدقائق مع کشاف الحقائق، کتاب السیر والجهاد، ص١٧٧)

(۲) اگر کفار کسی شہر پر ہجوم کریں تو الاقرب فالاقرب کے قانون کے تحت تمام مسلمانوں پر جہاد فرضِ عین ہوگا۔ اور درر کی عبارت میں ہے کہ جہاد فرضِ عین اس وقت ہوگا جب کہ دشمن اسلامی سرحد پر حملہ کردے تو قرب وجوار کے مسلمانوں پر جہاد فرضِ عین ہوگا اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جہاد پر قدرت رکھتے ہوں۔ (رد المحتار، کتاب الجهاد، مطلب فی الفرق بین فرض العین، ج٦، ص٢٠١ ملتقطاً)

(۳)......جہاد کے واجب ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ مجاہد کے پاس جنگ کرنے کے لئے ہتھیار ہوں، زادِ راہ اور سواری کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ (رد المحتار، کتاب الجهاد، مطلب :طاعة الوالدین فرض عین، ج٦،ص٢٠٥)

(۴)......بچے، عورت، غلام، اندھے، اپاہج اور لنگڑے پر جہاد فرض نہیں ہے اور جہاد کے فرض عین ہونے کی صورت میں جب کہ کفار ہجوم کردیں تو عورت اور غلام بھی بغیر اپنے شوہر اور آقا کی اجازت سے جہاد پر نکلیں گے۔

(کنز الدقائق مع کشاف الحقائق، کتاب السیر والجهاد، ص١٧٧)

(۵)......جہاد کے مباح ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں ایک یہ ہے کہ دشمن کو دی جانے والی دین حق کی دعوت کو قبول کرنے سے باز رہنا اور ان کے (یعنی مسلم اور غیر مسلم ممالک) کے مابین امن وامان اور کوئی عہد و پیمان کی صورت بھی نہ ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ مسلمان

جہاد کے ذریعے اسلام کی شان وشوکت اور قوت کے بڑھنے کی امید رکھتے ہوں اور اگر ایسی امید نہ ہو تو پھر قتال جائز نہیں کہ انسان اس میں پڑ کر اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے۔ (عالمگیری، کتاب السیر، باب الاول فی تفسیرہ شرعا و شرطہ، ج۲، ص۲۰۹)

صالحین پر جنتی انعامات کا بیان:

۷..... ہم نے جنتی انعام واکرام کے حوالے سے کئی مقامات پر کلام کیا ہے، یہاں صرف موضوع کی مناسبت سے ایک حدیث پیشِ خدمت ہے چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مومنین دوزخ سے نجات پا جائیں گے، جنت اور دوزخ کے مابین ایک پُل ہے، اس پر ان کو روک لیا جائے گا، پھر دنیا میں ان میں سے بعض نے بعض پر جو زیادتی کی ہوگی اس کا ان سے بدلہ لیا جائے گا حتی کہ جب وہ بالکل پاک اور صاف ہو جائیں گے تو پھر ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی، پس اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری (سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، ان میں سے ایک شخص جنت میں اپنے ٹھکانے کو دنیا میں اپنے ٹھکانے کی بہ نسبت زیادہ پہچاننے والا ہوگا''۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب القصاص یوم القیمۃ، رقم:۶۵۳۵، ص۱۱۳۲)

اللہ عزوجل کے دین کی مدد ونصرت کی برکتیں:

۸..... جو لوگ اللہ عزوجل کے دین کے لئے کوشاں رہتے ہیں، اپنے شب وروز اسی میں بسر کرتے ہیں، نیکی کی دعوت کو عام کرنے اور علماء وصلحاء سے رسم وراہ رکھنے نیز علم دین پر خود بھی عمل کرتے اور اپنے ماتحت لوگوں کو بھی اس کا پابند کرتے ہیں یقیناً وہ خراج تحسین کے لائق ہیں۔ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ دین اسلام کا پیغام عام ہو لہٰذا دانشمندی کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جتنا ہو سکے دین اسلام کے پرچار میں اپنا وقت صرف کیا جائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے: ''اللھم انی اسئلک برحمتک التی لا تنال منک الا بالخروج یعنی اے اللہ عزوجل میں تجھ سے تیری اس رحمت کا سوال کرتا ہوں جو تو اپنی راہ میں نکلنے والوں کو عطا فرماتا ہے''۔ (کنزالعمال، کتاب الاذکار، الادعیۃ المطلقۃ، رقم:۵۰۳۰، ج۱، ص۲۸۵)

اغراض:

الا وکآئین: یہ آیت حجۃ الوداع کے بعد جب کہ مکہ مکرمہ سے نکلے اور مکہ مکرمہ کی در و دیوار کو ملاحظہ فرماتے ہوئے، فراق کے غم میں ڈوبے ہوئے تھے اور مکی آیات وہ ہوتی ہیں جو مکہ میں نازل ہوئیں اگرچہ ہجرت کے بعد ہوئی ہوں لیکن یہ قول ضعیف ہے، صحیح قول یہ ہے کہ مکی آیات وہ ہوتی ہیں جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئیں اور مدنی وہ جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں اگرچہ مکہ مکرمہ کی زمین پر نازل ہوئی ہوں۔ **القتل:** کہا جاتا ہے کہ اُحد میں ستر مسلمان شہید ہوئے۔ **وثمان او تسع:** اور ایک قول کے مطابق اس سورت میں چالیس آیات ہیں اور ﴿حتی تضع الحرب اوزارھا﴾، ﴿لذۃ للشاربین﴾ کیا یہ آیات ایک ہی ہیں یا اپنے ماقبل کا تتمہ ہیں۔

فلا یرون لھا فی الآخرۃ ثوابا: اللہ کا فرمان: ﴿وقدمنا الی ما عملوا من عمل جعلناہ ھباء منثورا (الفرقان:۲۳)﴾۔

یجزون بھا فی الدنیا: یعنی انہیں مال میں وسعت عطا فرمائی، اور ان کے لئے اولاد اور عافیت میں اضافہ کر دیا اور بھی انعام فرمائے اور مقصد یہ تھا کہ (کافر) ان پر فخر اور ریاء نہ کریں۔ **غفر لھم:** یعنی اُن (ایمان والے مومنین) کے گناہوں کو معاف فرما دیا اور فرشتوں کے صحف سے مٹا دیا۔

فلا یعصونہ: یعنی مومنین مذکورہ بالا معصیت پر جمے نہیں رہتے، عمومی طور پر معصیت صادر ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو، لیکن یہ معصیت پر جمے نہیں ہوتے۔ **الشیطان:** سے مراد باطل یعنی کفر ہے۔ **ای اقتلوھم:** مطلق گردن مارنا ہے یعنی جس بھی حالت میں کافر کو پاؤ اُسے ہلاک کر دو۔

ای فامسکوا: اس کلام میں اس جانب اشارہ ہے کہ مذکورہ کلام میں دو جملے پوشیدہ ہیں: یعنی قتل اور قید سے روکنا مراد ہے۔ای اھلھا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے۔بان یسلم الکفار: مراد یہ ہے کہ قتال کرنے کا ہتھیار رکھ دے۔
وھذہ غایۃ للقتل: یعنی یہ مذکورہ حکم گردن مارنے کی قید کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔بغیر قتال: جیسا کہ زمین میں دھنسا دینا۔
الجراحات: اور بہت سے زخمی ہوئے، یہاں لفظ کے عمومی اعتبار سے کلام ہے نہ کہ خصوصی سبب کی وجہ سے، اور قیامت کے دن ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ کی راہ میں، اُس کے دین کی مدد کرتے ہوئے مارا جائے۔
الی ما ینفعھم: یعنی دنیا میں انہیں انعام دیا جائے گا، اعمال صالحہ کی توفیق اور اس پر اخلاص کی نعمت، اور آخرت میں بھی جنت اور اس کی ابدی نعمتوں کا انعام ملے گا اور اس دن اللہ کے حکم کی کوئی خلاف ورزی نہ کر سکے گا اور اللہ اپنی مخالفت سے انہیں محفوظ رکھے گا اور اسی کے متعلق حدیث میں وارد ہوتا ہے: ''اللہ نے اہل بدر والوں کو مطلع کیا کہ اعمال اختیار کرو تمہاری مغفرت کر دی جائے گی''۔اور اس حدیث میں اہل بدر کے لئے معصیت کے مباح ہونے کا وہم کہیں نہیں پایا جاتا بلکہ معنی یہ ہے کہ تم نے اپنے نفوس کو میری محبت میں فنا کر دیا، اور میری رضا کے مقابلے میں اپنی خواہشات کو چھوڑ دیا، پس میں نے تمہارے نفوس کو جنت کے عوض خرید لیا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم(التوبۃ:۱۱۱)﴾۔وما فی الدنیا: یعنی دنیا میں ہدایت اور اعمال کی اصلاح کی نعمت ملے گی۔
ان لم یقتل: یہ سوال مقدر کا جواب ہے، سوال یہ ہے کہ کیسے اعمال کی اصلاح اور ہدایت ملے گی جب کہ دنیا میں قتل بالفعل کرنا فرض کیا گیا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد یہ ہے کہ قتال وقوع پذیر ہو چہ جائے کہ شہادت ملے یا نہ ملے، یعنی وقوع بالفعل ہو یا نہ ہو۔فیھتدون الی مساکنھم: پس وہ جنت میں اپنے اپنے ٹھکانوں میں ہونگے، حدیث میں ہے: ''مومن دنیا سے اُس وقت تک نہیں جائے گا جب تک کہ جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے''۔
ای ھلاکا وخیبۃ لھم: اس بارے میں دس اقوال ہیں: (۱)...... التعس کے معنی رسوائی ہونا ہے، (۲)......ان کے لئے پستی ہے، (۳)......اللہ کی جانب سے اُن کے لئے لعنت ہے، (۴)......قباحت ہے، (۵)......غضب ہے، (۶)......شر ہے، (۷)...... بدبختی ہے، (۸)...... بیماری اور عیب ہے، (۹)...... ہلاکت اور لغزش، (۱۰)......لڑکھرانا گرنا ہے اور تمام معنی ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں جس سے کسی کی ہلاکت کا پتہ چلتا ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص۲۹۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

﴿ان اللہ یدخل الذین امنوا وعملوا الصلحت جنت تجری من تحتھا الانھر والذین کفروا یتمتعون﴾فِی الدُّنْیَا﴿ویاکلون کما تاکل الانعام﴾اَیْ لَیْسَ ھَمُّ اِلَّا بُطُوْنُھُمْ وَفُرُوْجُھُمْ وَلَا یَلْتَفِتُوْنَ اِلَی الْاٰخِرَۃِ﴿والنار مثوی لھم(۱۲)﴾مَنْزِلٌ وَمَقَامٌ وَمَصِیْرٌ﴿وکاین﴾وَکَمْ﴿من قریۃ﴾اُرِیْدُ بِھَا اَھْلَھَا﴿ھی اشد قوۃ من قریتک﴾مَکَّۃَ اَیْ اَھْلَھَا﴿التی اخرجتک﴾رُوْعِیَ لَفْظَ قَرْیَۃٍ﴿اھلکنھم﴾رُوْعِیَ مَعْنٰی قَرْیَۃِ الْاُوْلٰی﴿فلا ناصر لھم(۱۳)﴾مِنْ اِھْلَاکِنَا﴿افمن کان علی بینۃ﴾حُجَّۃٍ وَبُرْھَانٍ﴿من ربہ﴾وَھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ﴿کمن زین لہ سوء عملہ﴾فَرَاٰہُ حَسَنًا وَھُمْ کُفَّارُ مَکَّۃَ﴿واتبعوا اھواء ھم(۱۴)﴾فِی عِبَادَۃِ الْاَوْثَانِ اَیْ لَامُمَاثِلَۃَ بَیْنَھُمَا﴿مثل﴾اَیْ صِفَتُ﴿الجنۃ التی وعد المتقون﴾اَلْمُشْتَرَکَۃُ بَیْنَ دَاخِلِیْھَا مُبْتَدَأٌ خَبَرُہٗ﴿فیھا انھر من ماء غیر اسن﴾بِالْمَدِّ وَالْقَصْرِ کَضَارِبٍ وَحَذِرٍ اَیْ غَیْرُ مُتَغَیِّرٍ بِخِلَافِ مَاءِ الدُّنْیَا

فَيَتَغَيَّرُ لِعَارِضٍ﴿وانهر من لبن لم يتغير طعمه﴾بِخِلافِ لَبَنِ الدُّنْيَا لِخُرُوْجِهٖ مِنَ الضُّرُوْعِ﴿وانهر من خمر لذة﴾لَذِيْذَةٍ﴿للشربين﴾بِخِلافِ خَمْرِ الدُّنْيَا فَاِنَّهَا كَرِيْهَةٌ عِنْدَ الشُّرْبِ﴿وانهر من عسل مصفى﴾بِخِلافِ عَسَلِ الدُّنْيَا فَاِنَّهٗ لِخُرُوْجِهٖ مِنْ بُطُوْنِ النَّحْلِ يُخَالِطُهُ الشَّمْعُ وَغَيْرُهٗ﴿ولهم فيها﴾اَصْنَافٌ﴿من كل الثمرت ومغفرة من ربهم﴾فَهُوَ رَاضٍ عَنْهُمْ مَعَ اِحْسَانِهٖ اِلَيْهِمْ بِمَا ذُكِرَ بِخِلافِ سَيِّدِ الْعَبِيْدِ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّهٗ قَدْ يَكُوْنُ مَعَ اِحْسَانِهٖ اِلَيْهِمْ سَاخِطًا عَلَيْهِمْ﴿كمن هو خالد فى النار﴾خَبَرُ مُبْتَدَأٍ مُقَدَّرٍ اَیْ اَمَنْ هُوَ فِي هٰذَا النَّعِيْمِ﴿وسقوا ماء حميما﴾اَیْ شَدِيْدَ الْحَرَارَةِ﴿فقطع امعاء هم(۱۵)﴾اَیْ مَصَارِيْنَهُمْ فَخَرَجَتْ مِنْ اَدْبَارِهِمْ وَهُوَ جَمْعُ مَعًا بِالْقَصْرِ وَاَلِفُهٗ عِوَضٌ عَنْ يَاءٍ لِقَوْلِهِمْ مَعْيَانٌ﴿ومنهم﴾اَیِ الْكُفَّارُ﴿من يستمع اليک﴾فِي خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ وَهُمُ الْمُنَافِقُوْنَ﴿حتى اذا خرجوا من عندک قالوا للذين اوتوا العلم﴾لِعُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ اِسْتِهْزَاءً وَسُخْرِيَةً﴿ماذا قال انفا﴾بِالْمَدِّ وَالْقَصْرِ اَیِ السَّاعَةَ اَیْ لا نَرْجِعُ اِلَيْهِ﴿اولئک الذين طبع الله على قلوبهم﴾بِالْكُفْرِ﴿واتبعوا اهواء هم(۱۶)﴾فِي النِّفَاقِ﴿والذين اهتدوا﴾وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ﴿زادهم﴾اللّٰهُ﴿هدى واتهم تقوهم(۱۷)﴾اَلْهَمَهُمْ مَايَتَّقُوْنَ بِهِ النَّارَ﴿فهل ينظرون﴾مَا يَنْتَظِرُوْنَ اَیْ كُفَّارُ مَكَّةَ﴿الا الساعة ان تأتيهم﴾بَدَلٌ مِنَ السَّاعَةِ اَیْ لَيْسَ الْاَمْرُ اِلَّا اَنْ يَاْتِيَهُمْ﴿بغتة﴾فَجْاَةً﴿فقد جاء اشراطها﴾عَلامَاتُهَا مِنْهَا بِعْثَةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَانْشِقَاقُ الْقَمَرِ وَالدُّخَانُ﴿فانى لهم اذا جاء تهم﴾اَلسَّاعَةُ﴿ذكرهم(۱۸)﴾تُذَكِّرُهُمْ اَیْ لا يَنْفَعُهُمْ﴿فاعلم انه لا اله الا الله﴾اَیْ دُمْ يَا مُحَمَّدُ عَلٰى عِلْمِكَ بِذٰلِكَ النَّافِعِ فِي الْقِيَامَةِ﴿واستغفر لذنبک﴾لِاَجْلِهٖ قِيْلَ لَهٗ ذٰلِكَ مَعَ عِصْمَتِهٖ لِتَسْتَنَّ بِهٖ اُمَّتُهٗ وَقَدْ فَعَلَهٗ صلى الله عليه وسلم قَالَ صلى الله عليه وسلم اِنِّي لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ﴿وللمؤمنين والمؤمنت﴾فِيْهِ اِكْرَامٌ لَهُمْ بِاَمْرِ نَبِيِّهِمْ بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ﴿والله يعلم متقلبكم﴾مُنْصَرَفَكُمْ لِاِشْتِغَالِكُمْ بِالنَّهَارِ﴿ومثو كم(۱۹)﴾مَاْوٰكُمْ اِلَى مَضَاجِعِكُمْ بِاللَّيْلِ اَیْ هُوَ عَالِمٌ بِجَمِيْعِ اَحْوَالِكُمْ لا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْهَا فَاحْذَرُوْهُ وَالْخِطَابُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَغَيْرِهِمْ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ داخل فرمائے گا انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں اور کافر برتتے ہیں (دنیا میں) اور کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھائیں (کہ کفار کو فقط اپنے پیٹ اور شرمگاہوں کی تسکین ہی کی فکر ہے، یہ آخرت کی طرف بالکل التفات نہیں کرتے......) اور آگ میں ان کا ٹھکانہ ہے (مثوی کے معنی منزل، مقام اور مصیر ہے) اور کتنے ہی (کاین کے معنی کم خبریہ ہے) شہر (یعنی شہر میں رہنے والے، قریۃ کا اطلاق کرکے اھل قریۃ مراد لئے گئے ہیں) کہ اس سے شہر (یعنی مکہ) سے (یعنی مکہ کے رہنے والوں سے) قوت میں زیادہ تھے جس نے تمہیں تمہارے شہر سے باہر کیا (التی اخرجتک میں قریۃ کی رعایت برتی گئی ہے) ہم نے انہیں ہلاک فرمایا (یہاں پہلے والے قریۃ کی رعایت برتی گئی ہے) تو ان کا کوئی مددگار نہ تھا (انہیں ہمارے ہلاک کرنے

سے بچانے والا) تو کیا جو روشن دلیل پر ہو (بینة کے معنی دلیل ہے) اپنے رب کی طرف سے (مراد اس سے مسلمان ہیں) اس جیسا ہو گا جس کے برے عمل اس کے لیے مزین کر دیئے گئے (تو وہ انہیں اچھا سمجھنے لگا، مراد اس سے اہل مکہ ہیں جو بتوں کو پوجنے کے بارے میں) وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلے (یعنی مسلمانوں اور کافروں کے مابین کوئی مماثلت نہیں) صفت (مثل بمعنی صفت ہے) اس جنت کی جس کا وعدہ پرہیز گاروں سے ہے (جو داخل جنت ہونے والوں کے مابین مشترک ہے، الجنة التی...... الخ مبتدا ہے اور اس کی خبر فیھا انھار...... الخ ہے) اس میں ایسی پانی کی نہریں جو کبھی نہ بگڑے (یعنی متغیر نہ ہوں......۲...... بخلاف دنیا کے پانی کے کہ وہ کسی عارض کے سبب متغیر ہو جاتا ہے، آسن مد اور قصر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے جیسا کہ ضارب اور حذر) اور ایسے دودھ کی نہریں جس کا مزانہ بدلا (بخلاف دنیا کے دودھ کے اس کے تھنوں سے نکلنے کے سبب) اور ایسی شراب کی نہریں جو لذیذ (لذة کے معنی لذیذ ہے) پینے والوں کے لیے (بخلاف دنیا کی شراب کے کہ پیتے وقت یہ ناگوار ہوتی ہے) اور ایسی شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا (بخلاف دنیا کے شہد کے کہ دنیاوی شہد کی مکھیوں کے پیٹ سے نکلتے وقت موم وغیرہ سے مختلط ہوتا ہے) اور ان کے لیے اس میں ہر (قسم کے) پھل ہیں اور اپنے رب کی مغفرت (یعنی ان پر یہ احسان کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ان سے راضی بھی ہے بخلاف غلام کے اس آقا کے جو دنیا میں اپنے غلام پر غضبناک ہونے کے باوجود بھی اس پر احسان کرتا ہے......۳......) اس کی طرح ہیں جنہیں ہمیشہ آگ میں رہنا (کمن ھو خالد...... الخ خبر ہے مقدر ''امن ھو فی ھذا النعیم'' کی، معنی آیت یہ ہے کیا وہ جو ان نعمتوں میں ہے اس کی طرح ہیں جنہیں ہمیشہ آگ میں رہنا ہے) اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے گا (حمیم کے معنی کھولتا پانی ہے) کہ ان کی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردے گی (پھر وہ پچھلے رستے سے نکل جائینگی، امعاء کے معنی آنتیں ہے، ''معی'' کی جمع ہے جو قصر کے ساتھ ہے اور اس کا الف یاء کے عوض آیا ہے، اہل عرب کہتے ہیں معیان) اور ان میں سے (یعنی کافروں میں سے) بعض تمہارے ارشاد سنتے ہیں (خطبہ جمعہ میں مراد اس سے منافق ہیں) یہاں تک کہ تمہارے پاس سے نکل کر جائیں علم والوں سے کہتے ہیں (یعنی اہل علم صحابہ کرام جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بطور استہزاء اور مذاق کے) ابھی انہوں نے کیا فرمایا (یعنی ہم اس قول پر عمل نہیں کریں گے......۴......، ''انفا'' مد اور قصر کے ساتھ پڑھا گیا ہے بمعنی الساعة ہے) یہ ہیں وہ جن کے دلوں پر اللہ نے (کفر کے سبب) مہر کردی اور وہ (شفاعت کے معاملے میں) اپنی خواہشوں کے تابع ہوئے اور جنہوں نے راہ پائی (مراد اس سے مسلمان ہین) اس نے (یعنی اللہ عزوجل نے) ان کی ہدایت اور زیادہ بڑھائی اور ان کی پرہیز گاری انہیں عطا فرمائی (یعنی انہیں وہ امور الہام کئے جن کے ذریعے وہ آگ سے بچ سکیں) تو وہ انتظار نہیں کر رہے (کفار مکہ، ھل ینظرون بمعنی ما ینتظرون ہے) مگر قیامت کا کہ ان پر اچانک آئے (''الساعة'' مبدل منہ اور ان تاتیھم الساعة بدل اشتمال ہے، بغتة بمعنی فجاة ہے معنی آیت یہ ہے لیس الامر الا ان تاتیھم بغتة ہے) کہ اس کی علامتیں تو آ ہی چکیں ہیں (ان میں سے بعض یہ ہیں: نبی آخر الزمان کا مبعوث ہونا، چاند دو ٹکڑے ہونا، اور آسمان پر دھواں چھا جانا، اشراط بمعنی علامات ہے) پھر جب وہ (یعنی قیامت) آجائے گی تو کہاں وہ اور کہاں ان کا سمجھنا (یعنی اس وقت ان کا سمجھنا انہیں نفع نہ دے گا) تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے علم پر قائم رہیں کہ یہ بات قیامت میں نفع دیگی) اور اپنے ذنب کی معافی مانگو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہوں سے معصوم ہونے کے باوجود یہ بات اس لیے فرمائی گئی تا کہ امت کے لیے استغفار کرنا سنت ہو جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل فرمایا کہ فرماتے ہیں ''بیشک میں روزانہ سو مرتبہ اللہ عزوجل کے حضور استغفار کرتا ہوں'') اور مؤمن مردوں و عورتوں کی (اس میں مومنوں کا اکرام ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی علیہ السلام کو ان کے لیے استغفار کا حکم فرمایا ہے) اور اللہ جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا (دن میں تمہاری مشغولیت کے سبب

تمہارا پھرنا) اور تمہارا ٹھکانہ (رات میں تمہارے بستروں کو ٹھکانہ بنانے کو، یعنی وہ تمہارے تمام ہی احوال سے واقف ہے اس پر کچھ بھی مخفی نہیں ہے، پس تم اسی سے ڈرو، مثو کم بمعنی ماو کم ہے، یہاں خطاب مسلمانوں اور دیگر لوگوں سے بھی ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان اللہ یدخل الذین امنوا وعملوا الصلحت جنت تجری من تحتھا الانھر﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یدخل: فعل بافاعل، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ ملکر مفعول، جنت: موصوف، تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین کفروا یتمتعون ویاکلون کما تاکل الانعام﴾

و: عاطفہ، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر مبتدا، یتمتعون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یاکلون: فعل بافاعل، کاف: جار، ما: موصولہ، تاکل الانعام: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "اکلا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والنار مثوی لھم﴾

و: مستانفہ، النار: مبتدا، مثوی: موصوف، لھم: ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وکاین من قریۃ ھی اشد قوۃ من قریتک التی اخرجتک اھلکنھم﴾

و: مستانفہ، کاین: بمعنی کم خبریہ ممیز، من: جار، قریۃ: موصوف، ھی: مبتدا، اشد: اسم تفضیل "ھو" ضمیر ممیز، قوۃ: ملکر فاعل، من: جار، قریتک: موصوف، التی اخرجتک: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر تمیز، ملکر مبتدا، اھلکنھم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فلا ناصر لھم افمن کان علی بینۃ من ربہ کمن زین لہ سوء عملہ واتبعوا اھواء ھم﴾

ف: عاطفہ، لا: نفی جنس، ناصر: اسم، لھم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "الیس الامر کما ذکر" من: استفہامیہ مبتدا، کان: فعل ناقص بااسم، علی: جار، بینۃ: موصوف، من ربہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر اول، کاف: جار، من: موصول، زین لہ سوء عملہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتبعوا اھواء ھم: جملہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿مثل الجنۃ التی وعد المتقون فیھا انھر من ماء غیر اسن وانھر من لبن لم یتغیر طعمہ وانھر من خمر لذۃ للشربین وانھر من عسل مصفی﴾

مثل: مضاف، الجنۃ: موصوف، التی وعد المتقون: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر ذوالحال، فیھا: ظرف مستقر خبر مقدم، انھر: موصوف، من: جار، ماء: موصوف، غیر اسن: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ و: عاطفہ، انھر: موصوف، من: جار، لبن: موصوف، لم یتغیر طعمہ: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت اول، و: عاطفہ، انھر: موصوف، من عسل مصفی: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف ثانی، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر خبر محذوف "فیما یتلی علیکم" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولھم فیھا من کل الثمرت ومغفرۃ من ربھم﴾

و: عاطفہ،لھم:ظرف مستقر"ثابت" اسم فاعل محذوف کیلئے،فیھا:ظرف لغو"ثابت" اسم فاعل محذوف اپنے فاعل وظرف مستقر وظرف لغو سے،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبرمقدم،من کل الثمرت:ظرف مستقر"اصناف"محذوف کیلئے صفت،ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،مغفرۃ:موصوف،من ربھم:ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کمن ھو خالد فی النار وسقوا ماء حمیما فقطع امعاء ھم﴾

کاف: جزء،من: موصولہ،ھو:مبتدا،خالدفی النار: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکرظرف مستقر مبتدامحذوف"امن ھو خالد فی ھذہ الجنۃ حسنما جری بہ الوعد" کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،سقوا:فعل بانائب الفاعل،ماء حمیما:مرکب توصیفی مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،قطع:فعل بافاعل،امعاء ھم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومنھم من یستمع الیک حتی اذا خرجوا من عندک قالوا للذین اوتوا العلم ما ذاقال انفا﴾

و: مستانفہ،منھم:ظرف مستقرخبرمقدم،من:موصولہ،یستمع الیک:فعل بافاعل وظرف لغو،حتی:جار،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،خرجوا من عندک: جملہ فعلیہ شرط،قال للذین اوتوا العلم:قول،ما:استفہامیہ مبتدا،ذا:موصول،قال:فعل"ھو"ضمیر ذوالحال،انفا:حال،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ مجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرصلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبھم واتبعوا اھواء ھم﴾

اولئک: مبتدا،الذین: موصول،طبع اللہ علی قلوبھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،اتبعوا اھواء ھم:جملہ فعلیہ معطوف،ملکرصلہ،ملکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین اھتدوا زادھم ھدی واتھم تقوھم﴾

و: عاطفہ،الذین اھتدوا:موصول صلہ،ملکر مبتدا،زادھم:فعل بافاعل ومفعول،ھدی:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،اتھم:فعل بافاعل ومفعول،تقوھم:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فھل ینظرون الا الساعۃ ان تاتیھم بغتۃ﴾

ف: مستانفہ،ھل:حرف استفہام للنفی،ینظرون:فعل بافاعل،الا:اداۃ حصر،الساعۃ:مبدل منہ،ان:مصدریہ،تاتی:فعل"ھی"ضمیر ذوالحال،بغتۃ:حال،ملکرفاعل،ھم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل،ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فقد جاء اشراطھا فانی لھم﴾

ف: عاطفہ تعلیلیہ،قد:تحقیقیہ،جاء:فعل،اشراطھا:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،انی:اسم استفہام،ملکرظرف متعلق بمحذوف"ثابت"اسم فاعل کیلئے،لھم:ظرف لغو"ثابت"اسم فاعل اپنے فاعل وظرف لغو سے،ملکرشبہ جملہ ہوکر مبتدا محذوف"الخلاص"کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اذا جاء تھم ذکرھم﴾ ۔

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،جاء تھم:فعل ومفعول،ذکرھم: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزامحذوف "کیف یتذکرون" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاعلم انہ لا الہ الا اللہ واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنت﴾

ف: فصیحیہ ،اعلم: فعل امر با فاعل ،انہ: حرف مشبہ واسم ،لا: نفی جنس ،الہ: موصوف ،الا: بمعنی غیر مضاف ،اللہ: مضاف الیہ ،ملکر اسم "موجود" محذوف خبر ،ملکر جملہ اسمیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،استغفر: فعل امر با فاعل ،لذنبک: جار مجرور معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،للمومنین والمومنت: جار مجرور معطوف ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر شرط محذوف "اذا علمت سعادۃ المومنین وشقاوۃ الکافرین" کی جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ یعلم متقلبکم ومثوٰکم﴾

و: مستانفہ ،اللہ: مبتدا ،یعلم: فعل با فاعل ،متقلبکم: معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،مثوٰکم: معطوف ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ھی اشد قوۃ من قریتک التی اخرجتک...... ☆ جب سید عالم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی اور غار کی طرف تشریف لے چلے تو مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اللہ ﷻ کے شہروں میں تو مجھے بہت پیارا ہے اگر مشرکین مجھے نہ نکالتے تو میں تجھ سے نہ نکلتا اس پر اللہ ﷻ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

متذکرہ آیت میں خاص طور پر کافروں کا ذکر کیوں ہوا؟

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والذین کفروا یتمتعون اور کافر برتتے ہیں﴾ ،اس آیت میں خاص طور پر کافروں کا دنیاوی اسباب سے نفع اٹھانے کا ذکر ہوا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ مومنین بھی دنیاوی اسباب سے نفع اٹھاتے ہیں ،اس کے دو جوابات ہیں :(۱)......ہم یہ کہیں گے کہ جس کے لئے کوئی عظیم انعام ہو اور مزید کوئی چیز آسانی سے مل جائے تو اس شخص کے حوالے سے فقط اسی عظیم انعام ہی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پس مومنین کے لئے جنت کی عظیم نعمت ہے لہذا اس کے بارے میں دنیاوی مال کی طرف التفات کا ذکر نہیں کیا جاتا اور جہاں تک کافر کا معاملہ ہے تو اُس کیلئے چونکہ آخرت میں کچھ ہے ہی نہیں لہذا اس کے لئے دنیاوی مال واسباب سے نفع اٹھانے کا ذکر کیا گیا۔(۲)......دوسری وجہ یہ ہے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور جو قید میں ہوتا ہے اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ قید میں رہ کر مال واسباب کے اعتبار سے اچھی زندگی بسر کر رہا ہے۔ (الرازی ،ج۱۰ ،ص ۴۴)

جنتی نہروں کا بیان:

۲......انسان اعمال صالحہ ،رب ﷻ کے فضل وکرم اور خاص انعام کی برکت سے جنت کی ابدی نعمتیں پائے گا۔ حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جنت میں پانی کا ایک دریا ہے ،ایک شہد کا دریا ہے ،ایک دودھ کا دریا ہے اور ایک پاکیزہ شراب کا دریا ہے پھر اس سے اور دریا نکلتے ہیں"۔

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ عن رسول اللہ ﷺ ،باب ماجاء فی صفۃ انہار الجنۃ، رقم: ۲۵۸۰ ،ص ۷۴۰)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "سیحان اور جیحان اور فرات اور نیل جنت کے دریاؤں میں سے ہیں"۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ ،باب مافی الدنیا من انہار الجنۃ، رقم: (۷۰۵۵)/۲۸۳۹ ،ص ۱۳۹۵)

علامہ نووی اس حدیث کے تحت کہتے ہیں سیحان اور جیحان "ادمن" کے شہروں میں سے ہیں اور یہ بہت بڑے دریا

ہیں، نیل مصر میں ہے اور فرات عراق میں اور ان دریاؤں کے جنت میں ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان کی اصل جنت میں ہے۔

جنتی انعام کے ذکر کے بعد بخشش کا ذکر کرنا:

۳۔۔۔۔۔ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ جنت میں وہی جاتا ہے جو بخش دیا گیا ہو، یہاں دخول جنت کے بعد بخشش کا ذکر کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟ امام رازی نے اس کے چند جوابات دیئے ہیں: (۱)۔۔۔۔۔ان کو جنت میں پھل ملیں گے اور دخول جنت سے پہلے ان کی مغفرت ہو چکی ہوگی۔ (۲)۔۔۔۔۔مغفرت سے مراد تکلف کا اٹھ جانا یعنی مکلف نہ رہنا ہے، اب جنت میں ان سے کچھ محاسبہ نہیں سو وہ جنت کے مشروبات سے پئیں اور پھلوں سے بے فکر ہو کر کھائیں، ان سے کھانے پینے اور جنت کی کسی نعمت کا کوئی سوال نہیں ہوگا جب کہ دنیا میں کھانے پینے اور ہر نعمت کا حساب ہوتا تھا جب کہ جنت میں ایسا نہیں ہوگا۔ (۳)۔۔۔۔۔مغفرت کے معنی ستر یعنی پردہ پوشی کے ہیں، جب بندے کی مغفرت ہوتی ہے تو اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے، دنیا میں کھانے پینے کے بعد چند قبیح چیزوں کا ظہور ہوتا ہے یعنی حاجاتِ طبعیہ سے واسطہ پڑتا ہے جب کہ جنت میں ایسا کچھ بھی نہ ہوگا گویا کہ اللہ ﷻ نے ان قبیح اشیاء سے نجات عطا فرمادی ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۴۷، وغیرہ)

سید عالم ﷺ کے ارشادات سننے والے منافقین کا حال:

۴۔۔۔۔۔منافق سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے، دوزخ کے سات طبقات ہیں: (۱)۔۔۔۔۔جھنم، (۲)۔۔۔۔۔لظی، (۳)۔۔۔۔۔الحطم، (۴)۔۔۔۔۔سعیر، (۵)۔۔۔۔۔سقر، (۶)۔۔۔۔۔جحیم، (۷)۔۔۔۔۔ھاویہ۔

کبھی ان ساتوں طبقات پر جہنم کا اطلاق کیا جاتا ہے ان طبقات کو درکات اسلئے کہتے ہیں کہ یہ تہہ در تہہ ہیں اور منافقوں کا آخری طبقے میں ہونا انکے عذاب کی شدت پر دلالت کرتا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منافق کو لوہے کے تابوت میں رکھ کر درک اسفل میں ڈالا جائے گا اور ان کا عذاب کافروں سے زیادہ شدید ہوگا اسلئے کہ یہ کفر کو چھپاتے ہیں مسلمانوں کو دھوکا اور اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔ (روح المعانی، الجزء الخامس، ص ۲۳۱)

اغراض:

ای صفة: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿مثل﴾ بمعنی جنت کی صفات ہیں، یعنی جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہونگی۔

المشترکة بین داخلیھا: مراد جنت نعیم کا مطلق بیان کرنا ہے، جو کہ جنت کی اعلیٰ اور ادنیٰ نعمتوں کے مابین مشترک ہے

خبرہ: ماقبل جملے کی خبر کا بیان جاری ہے جو کہ ﴿فیھا انھار﴾ ہے، اور خبر جملہ حالیہ ہوتی ہے جو مبتداء کی جانب رابطہ ہوتی ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ خبر عین مبتداء کے معنی میں ہوتی ہے اور اس میں رابطے کی احتیاج نہیں ہوا کرتی اور یہی اہل عرب میں زیادہ سہل ہے۔ لذیذة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿لذة﴾ مصدر بمعنی الالتذاذ ہے، پس اسے وصفِ خمر (شراب کے اوصاف) کے ساتھ تعبیر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ شراب "عین اسم" یعنی کسی چیز کا نام ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد مشتق سے تأویل کرنا ہے جیسا کہ "زید عدل"۔ یخالطه الشمع وغیرہ: سے مراد شہد کی مکھی کے فضلات ہیں۔

لھو راض عنھم: اس جملے سے ایک وہم دور ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ مغفرت جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہوگی؟ اور آیت مذکورہ ﴿ولھم فیھا من کل ثمرت ومغفرة من ربھم﴾ اسی بات کا تقاضا کرتی ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں مغفرت سے مراد رضا ہے اور رضا سے مراد جنت ہے، اور اس کی وضاحت یوں ہے کہ جنت میں کھانے پینے کی تکالیف اٹھادی جائیں گی، جیسا کہ دنیا میں ہوا کرتی ہیں؛ کیونکہ کھانے پینے کا ترتب حساب کتاب پر ہوتا ہے اور جنت میں حساب کتاب کچھ

نہیں پایا جاتا۔ای لا یرجع الیہ: یعنی ابھی ابھی یہ جو کہہ رہے تھے ہم اِس پر عمل نہ کریں گے۔

خبر مبتداء مقدر: اللہ کا فرمان: ﴿کمن ھو خالد فی النار﴾ خبر ہے محذوف مبتداء کے لئے اور ﴿من﴾ استفہام انکاری ہے،تقدیر کلام یہ ہوگا ''لا یستوی من ھو فی ھذا النعیم المقیم بمن ھو خالد فی النار یعنی جنت کی ابدی نعمت والا اور جہنم میں ہمیشہ رہنے والا برابر نہیں ہوسکتے''۔فی خطبۃ الجمعۃ: پس یہ آیات مدنی ہیں اور مکی آیات سے مستثنیٰ ہیں۔

الھمھم ما یتقون بہ النار: اللہ نے اہل ایمان میں خاص طور پر تقوی اتار دیا اور تقوی یہی ہے کہ انہوں نے خواہشات کی پیروی ترک کردی اور اللہ کے سوا سے بے نیاز ہوگئے اور اپنے دلوں کو اللہ کی جانب ہی پھیرلیا۔

منھا بعثۃ النبی ﷺ: اور اس کی چھوٹی علامت تو یہی ہے کہ سید عالم ﷺ کی بالفعل بعثت ہوگئی اور بڑی علامت عنقریب آئے گی اور دونوں علامتوں کو ماضی کے ساتھ اس لئے تعبیر کیا کہ دونوں کا وقوع پذیر ہونا لازم ہے کہ اللہ کا حکم نافذ ہوکر رہے گا۔

ای دم یا محمد: میں خطاب سید عالم ﷺ اور تمام مومنین سے ہے۔علی علمک بذلک: یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔لتستن بہ امتہ: یعنی امت کو ان کی پیروی کرنا لازم ہے اور یہ ایک توجیہ ہے اس آیت کی جو زیادہ بہتر ہے۔ایک معنی یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ سے گناہوں کی معافی کا سوال کرتا ہوں اور سید عالم ﷺ کی دعا مستجاب ہے،اور ان کا استغفار کرنا اللہ کی نعمتوں کا چرچا کرنا ہے اور ذنوب کی معافی چاہنا امت کی تعلیم کے لئے ہے کہ امت کو انہی کی پیروی مقصود ہے۔اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ذنب مقام ومرتبے کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کی جانب اس کی نسبت سے مراد آپ ﷺ کے اہل بیت کے ذنب مراد ہیں اور اس آیت میں امتی کے لئے بشارت ہے کہ سید عالم ﷺ ان کے لئے استغفار فرماتے ہیں اور ان کی شفاعت فرمائیں گے۔اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ذنب سے مراد خلاف اَولیٰ امور ہیں جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے حوالے معاملہ رونما ہوا اور منافقین کو جہاد سے رہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (الصاوی، ج۵،ص۲۹۶وغیرہ)

رکوع نمبر:۷

﴿ویقول الذین امنوا﴾ طَلَبًا لِلْجِهَادِ ﴿لولا﴾ هَلَّا ﴿نزلت سورة﴾ فِيهَا ذِكْرِ الْجِهَادِ ﴿فاذا انزلت سورة محكمة﴾ اَیْ لَمْ يُنْسَخْ مِنْهَا شَیْءٌ ﴿وذکر فیها القتال﴾ اَیْ طَلَبُهُ ﴿رایت الذین فی قلوبهم مرض﴾ اَیْ شَكٌّ وَهُمُ الْمُنَافِقُوْنَ ﴿ينظرون اليک نظر المغشی علیه من الموت﴾ خَوْفًا مِنْهُ وَكَرَاهِيَةً لَهُ اَیْ فَهُمْ يَخَافُوْنَ مِنَ الْقِتَالِ وَيَكْرَهُوْنَهُ ﴿فاولی لهم (۲۰)﴾ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهُ ﴿طاعة وقول معروف﴾ اَیْ حَسَنٌ لَكَ ﴿فاذا عزم الامر﴾ اَیْ فَرَضَ الْقِتَالَ ﴿فلو صدقوا الله﴾ فِی الْاِيْمَانِ وَالطَّاعَةِ ﴿لكان خيرا لهم (۲۱)﴾ جُمْلَةُ لَوْ جَوَابُ اِذَا ﴿فهل عسيتم﴾ بِكَسْرِ السِّيْنِ وَفَتْحِهَا وَفِيْهِ الْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ اِلَى الْخِطَابِ اَیْ لَعَلَّكُمْ ﴿ان توليتم﴾ اَعْرَضْتُمْ عَنِ الْاِيْمَانِ ﴿ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامكم (۲۲)﴾ اَیْ تَعُوْدُوْا اِلَى اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ مِنَ الْبَغْيِ وَالْقَتْلِ ﴿اولئک﴾ اَیِ الْمُفْسِدُوْنَ ﴿الذين لعنهم الله فاصمهم﴾ عَنْ اِسْتِمَاعِ الْحَقِّ ﴿واعمى ابصارهم (۲۳)﴾ عَنْ طَرِيْقِ الْهِدَايَةِ ﴿افلا يتدبرون القران﴾ فَيَعْرِفُوْنَ الْحَقَّ ﴿ام﴾ بل ﴿علی قلوب﴾ لهم ﴿اقفالها (۲۴)﴾ فلا يفهمونه ﴿ان الذين ارتدوا﴾ بِالنِّفَاقِ ﴿علی ادبارهم من بعد ما تبين لهم الهدى الشيطن سول﴾ زَيَّنَ ﴿لهم واملى لهم (۲۵)﴾ بِضَمِّ اَوَّلِهٖ وَبِفَتْحِهٖ وَاللَّامُ

وَالْـمُمْلِي الشَّيْطَانُ بِاِرَادَتِهٖ تَعَالٰى فَهُوَ الْمُضِلُّ لَهُمْ﴿ذلک﴾اَیْ اِضْلَالُهُمْ﴿بانهم قالوا للذين كرهوا ما نزل الله﴾اَیْ لِلْمُشْرِكِیْنَ﴿سنطيعكم في بعض الامر﴾اَمْرِ الْمُعَاوِنَةِ عَلٰى عَدَاوَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَتَثْبِيْطِ النَّاسِ عَنِ الْجِهَادِ مَعَهُ قَالُوْا ذٰلِكَ سِرًّا فَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى﴿والله يعلم اسرارهم(۲٦)﴾بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ جَمْعُ سِرٍّ وَبِكَسْرِهَا مَصْدَرٌ﴿فكيف﴾حَالُهُمْ﴿اذا توفتهم الملئكة يضربون﴾حَالٌ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ﴿وجوههم وادبارهم(۲۷)﴾ظُهُوْرَهُمْ بِمَقَامِعَ مِنْ حَدِيْدٍ﴿ذلک﴾اَيِ التَّوَفِّيْ عَلَى الْحَالَةِ الْمَذْكُوْرَةِ﴿بانهم اتبعوا ما اسخط الله وكرهوا رضوانه﴾اَيِ الْعَمَلِ بِمَا يَرْضِيْهِ﴿فاحبط اعمالهم(۲۸)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور مسلمان کہتے ہیں (جہاد طلب کرتے ہوئے کہ) ہرگز (لولا بمعنی ھلا ہے) کوئی سورت نازل نہ کی گئی (جس میں جہاد کا ذکر ہو) پھر جب کوئی پختہ سورت اتاری گئی (یعنی جس میں سے کچھ منسوخ نہ ہو......۱......) اور اس میں جہاد کا ذکر فرمایا گیا (یعنی جہاد کا حکم ارشاد فرمایا گیا) تو تم دیکھو گے انہیں جن کے دلوں میں مرض (یعنی شک) ہے (مراد اس سے منافقین ہیں) کہ تمہاری طرف اس کا دیکھنا دیکھتے ہیں جس پر غشی طاری ہو (المغشی بمعنی المغمی ہے) موت کی (موت کے خوف کے سبب اور اسے ناپسند کرنے کی وجہ سے، یعنی وہ لوگ قتال سے خوفزدہ ہیں اور اسے ناپسند سمجھتے ہیں) تو ان کے حق میں بہتر تھا (اولی لھم مبتدا ہے، اس کی خبر طاعة و قول معروف ہے) کہ فرمانبرداری کرتے اور اچھی بات کہتے (تو یہ ان کے حق میں اچھا تھا) پھر جب حکم ناطق ہو چکا (یعنی جہاد فرض ہو چکا) تو اگر (ایمان اور فرمانبرداری میں) اللہ سے سچے رہتے تو ان کا بھلا تھا (جملہ لو "اذا" شرطیہ کا جواب ہے) تو کیا تمہارے یہ انداز ہیں (عسیتم بمعنی لعلکم ہے، عسیتم یاء مکسورہ اور مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور اس طرز کلام میں غائب سے خطاب کی طرف التفات کیا گیا ہے) اگر تم پیٹھ پھیرو (ایمان لانے سے، تولیتم بمعنی اعرضتم ہے) تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو (یعنی دوبارہ جاہلیت کے کاموں یعنی ظلم اور باہمی جنگ وجدال کی طرف لوٹ جاؤ گے......۲......) یہ ہیں وہ (یعنی وہ فسادی) جن پر اللہ نے لعنت......۳......کی تو انہیں (حق سننے سے) بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو (راہ ہدایت سے) اندھا کر دیا تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں (کہ نتیجے کے طور پر حق کو پہچان لیں) بلکہ (ام بمعنی بل ہے، ان کے) دلوں پر قفل لگے ہیں (تو اسے سمجھ نہیں پاتے) بیشک وہ جو پھر گئے (نفاق کے سبب) اپنے پیچھے کی طرف بعد اس کے کہ ہدایت ان پر کھل چکی تھی شیطان نے مزین کر دیا (سول بمعنی زین ہے) ان کے لیے اور انہیں امید دلائی (شیطان انہیں ارادہ الٰہی کے سبب امید دلا کر گمراہ کرنے والا ہے، املی ہمزہ مضمومہ ومفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) یہ (یعنی ان لوگوں کو گمراہ کرنا) اس لیے کہ انہوں نے کہا ان لوگوں سے جنہیں اللہ کا اتارا ہوا ناگوار ہے (یعنی مشرکین سے) بعض کاموں میں ہم تمہاری مانیں گے (یعنی نبی پاک ﷺ کی عداوت اور حضور ﷺ کے خلاف ان کے دشمنوں کی امداد کرنے میں اور لوگوں کو جہاد سے روکنے میں انہوں نے یہ بات چھپ کر کی تھی اس پر اللہ عزوجل نے ان کی اس بات کو ظاہر فرما دیا) اور اللہ ان کی چھپی ہوئی جانتا ہے (''اسرار'' ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ ہو تو سر کی جمع اور ہمزہ مکسور کے ساتھ ہو تو مصدر ہوگا) تو کیسا (ان کا حال) ہوگا جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے مارتے ہوئے (''یضربون'' جملہ الملائکة سے حال بن رہا ہے) ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر (لوہے کے گرزوں سے، ادبارھم بمعنی ظھورھم ہے) یہ (یعنی مذکور حالت پر کفار کی روحیں قبض کرنا) اس لیے کہ وہ ایسی بات کے تابع ہوئے جس میں اللہ کی ناراضی ہے اور اس کی خوشی (یعنی اللہ جل جلالہ کو راضی کرنے

والے اعمال کرنا) انہیں گوارا نہ ہوئی تو اس نے اس کے اعمال اکارت کردیئے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ویقول الذین امنوا لولا نزلت سورۃ﴾

و: مستانفہ ،یقول الذین امنوا:قول،لولا :حرف تحضیض ،نزلت سورۃ:فعل مجہول ونائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فاذا انزلت سورۃ محکمۃ وذکر فیھا القتال رایت الذین فی قلوبھم مرض ینظرون الیک نظر المغشی علیہ من الموت﴾

ف: عاطفہ،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،انزلت:فعل مجہول،سورۃ محکمۃ: مرکب توصیفی نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،ذکر فیھا القتال:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط ،رایت:فعل با فاعل،الذین:موصول،فی قلوبھم مرض: جملہ اسمیہ صلہ،ملکر ذوالحال،ینظرون الیک:فعل با فاعل وظرف لغو،نظر :مصدر مضاف،المغشی:اسم مفعول با نائب،علیہ:ظرف لغو اول،من الموت: ظرف لغو ثانی،ملکر شبہ جملہ مضاف الیہ فاعل،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاولی لھم طاعۃ وقول معروف﴾

ف: مستانفہ،اولی:بمعنی"الھلاک"مبتدا،لھم:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،طاعۃ:معطوف علیہ،و:عاطفہ،قول معروف: معطوف،ملکر"امرنا"مبتدا محذوف کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا عزم الامر فلو صدقوا اللہ لکان خیرلھم﴾

ف: عاطفہ،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،عزم الامر: جملہ فعلیہ شرط ،ف:جزائیہ،لو:شرطیہ،صدقوا اللہ:فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط،لام:تاکیدیہ،کان:فعل ناقص با اسم،خیرلھم:شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم﴾

ف: مستانفہ،ھل:حرف استفہام،عسیتم:فعل با فاعل،ان:مصدریہ،تفسدوا فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،تقطعوا ارحامکم:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر بتاویل مصدر خبر،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،ان:شرطیہ،تولیتم:جملہ فعلیہ جزا محذوف"فھل عسیتم علیہ"کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ معترضہ۔

﴿اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم﴾

اولئک: مبتدا،الذین:موصول،لعنھم اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف:عاطفہ،اصمھم:جملہ فعلیہ معطوف اول،و:عاطفہ،اعمی ابصارھم:جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر مبدل،ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افلا یتدبرون القران ام علی قلوب اقفالھا﴾

ھمزہ: حرف استفہام،ف:عاطفہ،لایتدبرون القران:فعل نفی با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ام:عاطفہ منقطعہ بمعنی بل،علی قلوب: ظرف مستقر خبر مقدم،اقفالھا:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین ارتدوا علی ادبارھم من بعد ما تبین لھم الھدی الشیطن سول لھم واملی لھم﴾

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، ارتدوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، علی ادبارھم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، من: جار، ما: موصولہ، تبین لھم الھدی: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم، الشیطن: مبتدا، سول لھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، املی لھم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بانھم قالوا للذین کرھوا ما نزل اللہ سنطیعکم فی بعض الامر واللہ یعلم اسرارھم﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، انھم: حرف مشبہ واسم، قالوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، اللہ یعلم اسرارھم: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، لام: جار، الذین: موصول، کرھوا: فعل بافاعل، ما نزل اللہ: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، س: حرف استقبال، نطیعکم: فعل بافاعل ومفعول، فی بعض الامر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فکیف اذا توفتھم الملئکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم﴾

ف: عاطفہ، کیف: اسم استفہام فی محل رفع خبر مقدم، اذا: مضاف، توفتھم: فعل ومفعول، الملئکۃ: ذوالحال، یضربون: فعل بافاعل، وجوھھم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ادبارھم: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مبتدا محذوف "حالھم" کیلئے ظرف حال مصدر مضاف الیہ فاعل "حال" مضاف اپنے مضاف الیہ فاعل وظرف سے، ملکر شبہ جملہ ہوکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بانھم اتبعوا ما اسخط اللہ وکرھوا رضوانہ فاحبط اعمالھم﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، انھم: حرف مشبہ اسم، اتبعوا: فعل بافاعل، ما اسخط اللہ: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کرھوا رضوانہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، احبط اعمالھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**ویقول الذین امنوا لولا نزلت سورۃ......** ☆ مؤمنین کو جہاد فی سبیل اللہ کا بہت ہی شوق تھا وہ کہتے تھے کہ ایسی سورت کیوں نہیں اترتی جس میں جہاد کا حکم ہوتا کہ ہم جہاد کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سورۃ محکمۃ کے بارے میں اقوال مفسرین:

ا......امام جلال نے اس کے معنی یہ لئے کہ وہ سورت جس میں کچھ منسوخ نہ ہو۔

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں: اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿سورۃ محکمۃ وذکر فیھا القتال پختہ سورت اتاری گئی اور اس میں جہاد کا حکم فرمایا گیا (محمد: ۲۰)﴾ سے مراد وہ ہے جس کا حکم بطریق امر کیا گیا ہو، ایک قول یہ ہے کہ یہ حکم واضح ہے اس میں سوائے قتال کے وجوبی حکم ہونے یا نہ ہونے کے علاوہ کوئی شبہ نہیں ہے۔ قتادہ کہتے ہیں ہر سورت میں قتال کا ذکر ہوتا ہے، پس یہ سورت محکم ہے اور اس میں نسخ کا احتمال نہیں ہے۔ (روح البیان، ج۱۰، ص ۶۹۵)

قاضی شہاب الدین عمر خفاجی کہتے ہیں: یعنی اس میں کوئی شبہ نہیں اور یہی محکم کے ایک معنی ہیں، جب کہ ایک معنی محکمة بمعنی منسوخة ہیں اور یہی قول زمخشری کا ہے کہ قتال کا حکم قیامت تک باقی ہے۔ (حاشية الشهاب، ج۸،ص ۵۰۰)

قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: قتادہ کہتے ہیں کہ ہر وہ سورت جس میں جہاد کا ذکر ہوتا ہے وہ محکم ہوتی ہے، کیونکہ قتال کی فرضیت نے ان تمام احکام کو منسوخ کر دیا جس میں صلح کا حکم کیا گیا تھا، اس لئے کہ جہاد کا حکم قیامت تک باقی رہے گا۔ (المظهری، ج۶،ص ۳۴۲)

امام ابی جعفر محمد بن جریر طبری کہتے ہیں: یہ سورت بیان اور فرائض کے اعتبار سے محکم ہے، اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرائت کے اعتبار سے محکمة بمعنی محدَثَةٌ ہے۔ (الطبری، الجزء:۲۶، ص ۶۴)

کن لوگوں سے رشتے داری رکھی جائے اور کن سے نہ رکھی جائے؟

۲......امام جریر طبری اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (۱)......اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿فهل عسيتم تو کیا تمہارے یہ انداز ہیں﴾ اے قوم! ﴿ان توليتم اگر تمہیں حکومت ملے﴾ اگر تم اللہ عزوجل کے نازل کردہ احکام سے منہ پھیرو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآنی احکامات لائے ہیں ان سے روگردانی کرو، ﴿ان تفسدوا في الارض تو زمین میں فساد پھیلاؤ﴾ زمین میں اللہ عزوجل کی نافرمانی کرو، خون بہاؤ، ﴿وتقطعوا ارحامكم اور اپنے رشتے کاٹ دو (محمد:۲۲)﴾ اللہ عزوجل نے تمہیں اسلام پر جمع فرمایا لیکن تم جاہلیت کے معاملات کی طرف لوٹ جاؤ کہ لڑائی جھگڑا اور گالم گلوچ میں پڑ جاؤ، جب کہ اللہ عزوجل نے اسلام کے ذریعے تمہارے دلوں میں محبت ڈالی۔ (۲)......قتادہ کہتے ہیں: کیا تمہارے یہ انداز ہیں کہ تم اللہ عزوجل کی کتاب سے منہ پھیرو اور ناحق حرام خون بہاؤ اور باہمی رشتے داریاں کاٹو اور رحمٰن کی نافرمانی میں لگ جاؤ۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل جب مخلوق کی تخلیق فرما چکا تو رحم اللہ عزوجل کے سامنے آ کھڑا ہوا، اور کہا: یہ وہ جگہ ہے جہاں تجھ سے قطع کرنے سے پناہ مانگی جاتی ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا: ہاں! کیا تو اس سے راضی ہے کہ جو تجھ سے وصل رکھے میں اس سے وصل رکھوں اور جو تجھ سے قطع کرے میں اس سے قطع کروں؟ رحم نے کہا: ہاں! اللہ عزوجل نے فرمایا: پس یہ تم کو مل گیا، پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے پڑھنے کی ترغیب ارشاد فرمائی''۔ (الطبری، الجزء:۲۶،ص ۶۶)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی کی جائے اور اس کی عمر میں اضافہ کیا جائے، اس کو چاہیے کہ وہ صلہ رحم کرے''۔

(صحيح البخاری، كتاب الادب، باب من بسط له في الرزق لصلة الرحم، رقم: ۵۹۸۶،ص ۱۰۴۸)

☆......بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رحم عرش کے ساتھ معلق ہے اور کہہ رہا ہے کہ جو مجھ سے میلاپ رکھے گا، اللہ عزوجل اس سے میلاپ رکھے گا اور جو مجھ کو قطع کرے اللہ عزوجل اس کو قطع کرے گا''۔

(صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب من وصل وصله الله، رقم: ۵۹۸۹،ص ۱۰۴۸)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں اور بہنیں ہوں پھر وہ ان کی اچھی پرورش کرے اور ان کے معاملے میں اللہ عزوجل سے ڈرتا رہے تو اس کے لئے جنت ہے''۔

(سنن الترمذی، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في النفقة، رقم:۱۹۲۳، ص ۵۷۰)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے، یعنی والدہ کے لئے تواضع کرنا اور انہیں راضی کرنا، یہ دخول جنت کا سبب ہے''۔ (الفيض القدير، ج۳، ص ۴۷۷)

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر......الخ نہ پاؤ گے انہیں جو اللہ و قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ ان سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں(المجادلۃ:۲۲)﴾، ﴿یایھا الذین لا تتخذوا ابائکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون اے ایمان والو اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کریگا تو وہی ظالم ہیں(التوبۃ:۲۳)﴾، ﴿قل ان کان ابائکم وابنائکم واخوانکم وازواجکم ......الخ تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا(التوبۃ:۲٤)﴾۔ ان آیات کے ضمن میں اگر بھائی بہن، اور دیگر رشتے دار اسلام کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں یا بد مذہب ہوں تو ان سے ترک موالات کیا جائے۔

کسے لعنت کرنا جائز اور کسے ناجائز ہے؟

س......لعن کے معنی ہیں: ''ناپسندیدہ امور سے دھتکارنا، دور کرنا'' جب کہ اس کی نسبت اللہ ﷻ کی جانب ہو تو اس کے معنی دنیا میں اللہ ﷻ کی رحمت اور ہدایت سے دور ہونا ہے۔ (المفردات، ص ٤٥٤)

☆......حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ماینھی عن السباب واللعن، رقم: ٦٠٤٤، ص ١٠٥٥)

☆......حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام کے علاوہ کسی مذہب کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اُس نے کہا، اور جس نے کسی چیز سے خودکشی کی قیامت کے دن اُسے اُسی چیز سے عذاب دیا جائے گا، انسان پر اس چیز کی نذر نہیں جس کا وہ مالک نہیں اور مومن پر لعنت کرنا اُسے قتل کرنے کی مثل ہے''۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب:بیان غلظ تحریم قتل الانسان، رقم:(٢٠٣)/١١٠،(٢٠٤)/١١٠،(٢٠٥)/١١٠، ص٧٤)

☆......ایک روایت میں ہے: ''مرغ کو گالی (لعنت) نہ دو کیونکہ یہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے''۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب:فی الدیك والبھائم، رقم:٥١٠١، ص٩٥٣)

☆......ایک شخص کو پسو نے کاٹا، اس نے اس پر لعنت کی، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اسے لعنت نہ کرو کیونکہ اس نے حضرات انبیائے کرام میں سے ایک نبی کو نماز کے لئے بیدار کیا تھا''۔ (مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالك، رقم:٢٩٥٩، ج٣، ص٣٤)

☆......ایک شخص نے سید عالم ﷺ کے پاس ہوا کو بُرا بھلا کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہوا کو لعنت نہ کرو کیونکہ یہ تو حکم کی پابند ہے، جس نے کسی ایسی چیز کو لعنت کی جس کی وہ اہل نہ تھی تو وہ لعنت اسی پر لوٹ آئے گی''۔

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب: ماجاء فی اللعنۃ، رقم:١٩٨٥، ص٥٨٤)

علامہ نووی کہتے ہیں: سید عالم ﷺ کا فرمان: مومن کو لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی مثل ہے''، اور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مومن کو لعنت کرنا حرام ہے، لغت میں لعنت کا معنی دھتکارنا، دور کرنا اور اصطلاحِ شرع میں اللہ ﷻ کی رحمت سے دور کرنا ہے۔ اس لئے جس کی کفر پر موت کا قطعی علم نہ ہو اس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کسی شخص معین پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، جس شخص کی کفر پر موت کا قطعی علم ہو اس پر لعنت کرنا جائز ہے، جیسے ابو جہل اور ابلیس اور وصف کے ساتھ بالعموم لعنت کرنا جائز ہے، جیسے

جھوٹوں پر اللہ عزوجل کی لعنت، ظالموں پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو اور فاسقوں اور کافروں پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو، اسی طرح ان تمام اوصاف پر لعنت کرنا جائز ہے جن اوصاف پر شریعت میں لعنت کی گئی ہے۔

(نووی علی مسلم، کتاب الایمان، باب: بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات، رقم: (۷۹)/۱۳۲، ص۱۴۳)

اگر یہ سوال کیا جائے کہ یزید پر لعن کرنا جائز ہے کیونکہ وہ امام عالی مقام کا قاتل ہے یا اس نے آپ کے قتل کا حکم دیا ہے، تو ہم یہ کہتے ہیں اصلاً ثابت نہیں جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اسے قاتل یا آمر نہ کہا جائے چہ جائیکہ اس پر لعنت کی جائے کیونکہ بغیر تحقیق کسی مسلمان کی طرف کبیرہ گناہ کی نسبت کرنا جائز نہیں، ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابن ملجم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابولؤلؤ نے شہید کیا کیونکہ یہ تواتر سے ثابت ہے تو بغیر تحقیق کسی مسلمان کی طرف فسق یا کفر کی نسبت کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج۱۰، ص۱۹۳ وغیرہ)

اغراض:

ای طلبہ: یعنی اس سورت میں قتال کے امور سے متعلق بحث کی گئی۔ ای شک: مراد دین میں کمزور اعتقادی ہے۔ خوفا منہ: یعنی موت کا خوف۔ ای حسن: اللہ کے فرمان: ﴿معروف﴾ کی تفسیر ہے۔ ای لعلکم: عسی کی تفسیر ہے، اور استفہام کا ذکر نہ کیا، معنی یہ ہے کہ تم سے ایسا فعل نہیں صادر ہونا چاہیے کہ جو دنیا کی حرص، دین میں تفریط اور فساد فی الارض کے مترادف ہو، ملخصاً۔

اعرضتم عن الایمان: اللہ کے فرمان: ﴿تولیتم﴾ کی تفسیر ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ تم خود بھی پھرتے ہو اور امت کو بھی پھرنے پر مجبور کرتے ہو۔

بالنفاق: سے مراد یہود ہیں، اور ایک قول کے مطابق دونوں اہل کتاب مراد ہیں جنہوں نے اپنی کتب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات پڑھی تھیں لیکن جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں تو انکار کرتے ہیں۔ والمملی الشیطان: سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے جو کہ "الاملاء" کے حوالے سے ہے، سوال یہ ہے کہ فاعل حقیقی تو اللہ کی ذات ہے پھر شیطان کی جانب کیوں نسبت کی گئی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یقیناً حقیقی فاعل اللہ ہی کی ذات ہے لیکن شیطان نے وسوسے کے ذریعے انہیں لمبی زندگی کی آس دلائی۔ ای للمشرکین: قائل یہود ہیں یا منافقین، جیسا کہ سورۃ الحشر: ﴿الم تر الی الذین نافقوا (الحشر:۱۱)﴾ میں بیان گزرا۔ حالھم: یعنی روح قبض ہونے کے وقت میں تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھ میں لوہے کے گرز ہوں گے جن سے وہ انکے چہروں اور پیٹھوں پر ماریں گے۔

(الصاوی، ج۵، ص ۲۹۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

﴿ام حسب الذین فی قلوبھم مرض ان لن یخرج اللہ اضغانھم (۲۹)﴾ یُظْهِرَ اَحْقَادَهُمْ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿ولو نشاء لاریناکھم﴾ عَرَّفْنَاكُمْ وَكُرِّرَتِ اللَّامُ فِي ﴿فلعرفتھم بسیمھم﴾ عَلَامَتِهِمْ ﴿ولتعرفنھم﴾ اَلْوَاوُ لِقَسَمٍ مَحْذُوْفٍ وَمَا بَعْدَهَا جَوَابُهُ ﴿فی لحن القول﴾ اَیْ مَعْنَاهُ اِذَا تَكَلَّمُوْا عِنْدَكَ بِاَنْ يُعَرِّضُوْا بِمَا فِيْهِ تَهْجِيْنُ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿واللہ یعلم اعمالکم (۳۰) ولنبلونکم﴾ نَخْتَبِرَنَّكُمْ بِالْجِهَادِ وَغَيْرِهٖ ﴿حتی نعلم﴾ عِلْمَ ظُهُوْرٍ ﴿المجھدین منکم والصبرین﴾ فِي الْجِهَادِ وَغَيْرِهٖ ﴿ونبلوا﴾ نُظْهِرَ ﴿اخبارکم (۳۱)﴾ مِنْ طَاعَتِكُمْ وَعِصْيَانِكُمْ فِي الْجِهَادِ وَغَيْرِهٖ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ فِي الْاَفْعَالِ الثَّلَاثَةِ ﴿ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ﴾ طَرِيْقِ الْحَقِّ ﴿وشاقوا

الرسول﴾خَالَفُوْهُ﴿من بعد ما تبين لهم الهدى﴾هُوَ مَعْنٰى سَبِيْلِ اللّٰهِ﴿لن يضروا الله شيئا وسيحبط اعمالهم(۳۲)﴾يُبْطِلُهَا مِنْ صَدَقَةٍ وَنَحْوِهَا فَلَا يَرَوْنَ لَهَا فِي الْاٰخِرَةِ ثَوَابًا نُزِلَتْ فِي الْمُطْعِمِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ اَوْ فِي قُرَيْظَةِ وَالنَّضِيْرِ﴿يايها الذين امنوا اطيعوا الله و اطيعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالكم(۳۳)﴾بِالْمَعَاصِيْ مَثَلًا﴿ان الذين كفروا وصدوا عن سبيل الله﴾طَرِيْقَهُ وَهُوَ الْهُدٰى﴿ثم ماتوا وهم كفار فلن يغفر الله لهم (۳۴)﴾نَزَلَتْ فِي اَصْحَابِ الْقَلِيْبِ﴿فلا تهنوا﴾تُضْعِفُوْا﴿وتدعوا الى السلم﴾بِفَتْحِ السِّيْنِ وَكَسْرِهَا اَيِ الصُّلْحُ مَعَ الْكُفَّارِ اِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ﴿وانتم الاعلون﴾حُذِفَ مِنْهُ وَاوُ لَامُ الْفِعْلِ الْاَغْلَبُوْنَ الْقَاهِرُوْنَ ﴿والله معكم﴾بِالْعَوْنِ وَالنَّصْرِ﴿ولن يتركم﴾ينقصكم﴿اعمالكم(۳۵)﴾اَيْ ثَوَابَهَا﴿انما الحيوة الدنيا﴾اَيِ الْاِشْتِغَالُ فِيْهَا﴿لعب ولهووان تؤمنوا وتتقوا﴾اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ ﴿يؤتكم اجوركم ولايسئلكم اموالكم (۳٦)﴾جَمِيْعَهَا بَلِ الزَّكَاةُ الْمَفْرُوْضَةُ فِيْهَا﴿ان يسئلكموها فيحفكم﴾يُبَالِغُ فِي طَلَبِهَا﴿تبخلوا ويخرج اضغانكم (۳۷)﴾لِدِيْنِ الْاِسْلَامِ﴿هانتم﴾يَا﴿هولاء تدعون لتنفقوا فى سبيل الله﴾مَا فُرِضَ عَلَيْكُمْ﴿فمنكم من يبخل ومن يبخل فانما يبخل عن نفسه﴾يُقَالُ بَخِلَ عَلَيْهِ وَعَنْهُ﴿والله الغنى﴾عَنْ نَفَقَتِكُمْ﴿وانتم الفقراء﴾اِلَيْهِ﴿وان تتولوا﴾عَنْ طَاعَتِهٖ﴿يستبدل قوما غيركم﴾اَيْ يَجْعَلُهُمْ بَدْلَكُمْ﴿ثم لا يكونوا امثالكم(۳۸)﴾فِي التَّوَلِّيْ عَنْ طَاعَتِهٖ بَلْ مُطِيْعِيْنَ لَهُ عَزَّوَجَلَّ.

﴿ترجمہ﴾

کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ اللہ نہ نکالے ان کی چھپی دشمنی (یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کے خلاف ان کے بغض وکینہ کو ظاہر نہ فرمائے گا) اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھا دیں (یعنی ہم تمہیں ان کی پہچان کرا دیں، فلعر فهم میں لام کو مکرر تاکید کے لیے ذکر کیا گیا ہے) کہ تم ان کی نشانیوں سے پہچان لو (سیمهم بمعنی علاماتهم ہے) ضرور تم انہیں پہچان لوگے (ولتعر فنهم میں واؤ قسم محذوف کے لیے ہے اور واؤ کا مابعد یعنی لتعر فنهم جواب قسم بن رہا ہے) بات کے اسلوب میں (معنی یہ ہے کہ جب وہ تمہارے حضور بات کریں گے تو یوں کہ وہ مسلمانوں کے کاموں کی برائیاں تمہارے سامنے بیان کریں گے......۱......) اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے (جہاد وغیرہ کے ذریعے سے تمہیں آزمائیں گے) یہاں تک کہ جان لیں (یعنی ظاہر فرما دیں) تمہارے جہاد کرنے والوں اور (جہاد وغیرہ میں) صبر کرنے والوں کو اور ظاہر کر دیں (نبلوا بمعنی نظهر ہے) تمہاری خبروں کو (جہاد وغیرہ میں تمہاری فرمانبرداری اور نافرمانی کو تینوں افعال مذکورہ "لنبلو نكم"" نعلم" "نبلوا" علامت مضارع نون اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھے گئے ہیں) بیشک وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور (راہ حق سے) رسول کی مخالفت کی (شاقوا الرسول بمعنی خالفوه ہے......۲......) بعد اس کے کہ ہدایت ان پر ظاہر ہو چکی تھی (سبیل الله کا معنی یہی ہے) وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے اور بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا اکارت کرے گا (یعنی ان کے صدقات وغیرہ کو باطل فرما دے گا اور وہ آخرت میں اس کا کچھ ثواب نہ پائیں گے یہ آیت مبارکہ جنگ بدر میں کفار کو کھانا کھلانے والوں کے بارے میں یا بنو قریظہ اور بنو نضیر قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی) اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو (مثلاً نافرمانیاں کرکے......۳......) بیشک جنہوں نے کفر کیا

اوراللہ کی راہ سے روکا (یعنی ہدایت سے کہ یہی سبیل اللہ ہے) پھر کافر ہی مر گئے تو اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا (یہ آیت اصحاب قلیب کے بارے میں نازل ہوئی) تو تم کمزور نہ پڑو (تھنوا بمعنی تضعفوا ہے) اورآپ صلح کی طرف نہ بلاؤ (کفار کے ساتھ صلح کو خود نہ بڑھو جب کہ تم ان سے ٹکراؤ، ''السلم'' سین مکسورہ ومفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی الصلح ہے) اورتم ہی غالب آؤ گے (الاعلون کے صیغہ سے لام کلمہ واؤ حذف کردیا گیا ہے، یہ بمعنی اغلبون القاھرون ہے) اوراللہ تمہارے ساتھ ہے (مدد اور نصرت کے ساتھ) اور ہرگز تمہیں نقصان نہ دے گا (یترکم بمعنی ینقصکم ہے) تمہارے اعمال میں (یعنی اعمال کے ثواب میں) دنیا کی زندگی (یعنی دنیا میں مشغول رہنا) تو یہی کھیل کھود ہے اوراگر تم ایمان لاؤ اور (اللہ عزوجل سے) ڈرو (اور یہ امور آخرت کے کاموں میں سے ہیں) تو وہ تم کو تمہارے ثواب عطا فرمائے گا اورتم سے تمہارا (تمام ہی) مال نہ مانگے گا (بلکہ اس میں سے زکوۃ فرض کا مخصوص حصہ لے گا) اگر انہیں تم سے طلب کرے اورزیادہ طلب کرے (یحفکم بمعنی یبالغ فی طلبھا ہے) تم بخل کروگے اوروہ (یعنی وہ بخل) تمہارے دل کے میل کو (جو ایمان میں ہے) ظاہر کردے گا ہاں ہاں یہ تم ہو (ھولاء سے پہلے یا حرف نداء محذوف ہے) جو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو (اتنی مقدار جو تم پر فرض ہے) تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے (بخل علی اور عن دونوں صلوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، کہا جاتا ہے بخل علیہ وعنہ) اوراللہ بے نیاز ہے (تمہارے خرچ کرنے سے......ہے......) اورتم سب (اس کے) محتاج اوراگر تم منہ پھیرو (اس کی فرمانبرداری سے) تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل دے گا (یعنی دوسروں کو تمہاری جگہ بنادے گا) پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے (اطاعت خداوندی سے اعراض کرنے کے معاملے میں، بلکہ وہ اللہ عزوجل کے فرمانبردار ہونگے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ام حسب الذین فی قلوبھم مرض ان لن یخرج اللہ اضغانھم﴾

ام: عاطفہ، حسب: فعل، الذین: موصول، فی قلوبھم مرض: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر فاعل، ان: مخففہ باضمیر شان محذوف ''ھم'' اسم، لن یخرج اللہ: فعل نفی وفاعل، اضغانھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو نشاء لارینکھم فلعرفتھم بسیمھم﴾

و: عاطفہ، لو: شرطیہ، نشاء: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، ارینکھم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، عرفتھم: فعل بافاعل ومفعول، بسیمھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولتعرفنھم فی لحن القول واللہ یعلم اعمالکم﴾

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، تعرفنھم: فعل بافاعل ومفعول، فی لحن القول: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف ''نقسم'' کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتدا، یعلم اعمالکم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولنبلونکم حتی نعلم المجھدین منکم والصبرین ونبلوا اخبارکم﴾

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، نبلونکم: فعل بافاعل ومفعول، حتی: جار، نعلم: فعل بافاعل، المجھدین: ذوالحال، منکم: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف علیہ، والصبرین: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نبلوا اخبارکم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ''نقسم'' کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ وشاقوا الرسول من بعد ما تبین لھم الھدی لن یضروا اللہ شیئا

وسیحبط اعمالھم﴾

ان : حرف مشبہ ،الذین :موصول، کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،وصدوا عن سبیل اللہ :جملہ فعلیہ معطوف اول،و :عاطفہ ،شاقوا الرسول من بعد ما تبین لھم الھدی: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر اسم ،لن یضروا اللہ: فعل نفی با فاعل ومفعول،شیئا:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،سیحبط اعمالھم:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم﴾

یایھا الذین امنوا : نداء،اطیعوا اللہ:فعل امر با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و :عاطفہ ،اطیعوا الرسول :جملہ فعلیہ معطوف اول،و :عاطفہ ،لاتبطلوا :فعل نہی با فاعل ،اعمالکم :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی ملکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ نداء۔

﴿ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ ثم ماتوا وھم کفار فلن یغفر اللہ لھم﴾

ان: حرف مشبہ ،الذین :موصول، کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،صدوا عن سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف اول،ثم: عاطفہ ،ماتوا:فعل واؤضمیر ذوالحال،و :حالیہ ،ھم کفار : جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر اسم ،ف: جزائیہ ،لن یغفر اللہ:فعل نفی وفاعل ،ھم :وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلا تھنوا وتدعوا الی السلم وانتم الاعلون واللہ معکم ولن یترکم اعمالکم﴾

ف: فصیحیہ ،لا :نافیہ ،تھنوا :فعل با فاعل ،ملکر معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،تدعوا :فعل واؤضمیر ذوالحال،و :حالیہ ،انتم :مبتدا،الاعلون :خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،اللہ :مبتدا،معکم: ظرف متعلق بمحذوف خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف اول،و :عاطفہ ،لن یترکم :فعل نفی با فاعل ومفعول،اعمالکم :مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر فاعل،الی السلم :ظرف لغو،ملکر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا علمتم وجوب الجھاد" کی جزاء،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو وان تومنوا وتتقوا یوتکم اجورکم ولا یسئلکم اموالکم﴾

انما : حرف مشبہ وماکافہ ،الحیوۃ الدنیا :مبتدا،لعب :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،لھو :معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ ،ان :شرطیہ ،تومنوا :جملہ فعلیہ معطوف ہ ،و :عاطفہ ،تتقوا :جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط ،یوتکم :فعل با فاعل ومفعول،اجورکم :مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،لایسئلکم اموالکم :جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزاء،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان یسئلکموھا فیحفکم تبخلوا ویخرج اضغانکم﴾

ان: شرطیہ ،یسئلکموھا :فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ف :عاطفہ ،یحفکم :جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط ،تبخلوا :فعل با فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،یخرج اضغانکم :فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزاء،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ھانتم ھولاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ﴾

ھا: للتنبیہ ،انتم :مبتدا،ھولاء :خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،تدعون :فعل با نائب الفاعل ،لام :جار ،تنفقوا فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ﴾

ف :عاطفہ للتفریع ،منکم :ظرف مستقر خبر مقدم ،من یبخل :موصول صلہ،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،من :شرطیہ

مبتدا، یبخل: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، انما جرف مشبہ وما کافہ، یبخل: فعل بافاعل، عن نفسہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله الغنی وانتم الفقراء وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم﴾

و: مستانفہ، الله: مبتدا، الغنی: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، انتم: مبتدا، الفقراء: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تتولوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، یستبدل: فعل بافاعل، قوما: موصوف، غیرکم: صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لا یکونوا: فعل نفی بااسم، امثالکم: خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ماقبل جملہ شرطیہ پر معطوف ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆......یایھا الذین امنوا اطیعوا الله...... ☆ جنگ بدر کے لئے جب قریش نکلے تو وہ سال قحط کا تھا لشکر کا کھانا قریش کے دولتمندوں نے نوبت بہ نوبت اپنے ذمہ لے لیا تھا مکہ مکرمہ سے نکل کر سب سے پہلا کھانا ابوجہل کی طرف سے تھا جس کے لئے اس نے دس اونٹ ذبح کئے تھے، پھر صفوان نے مقام عسفان میں نو اونٹ پھر سہل نے مقام قدید میں دس اونٹ، یہاں سے وہ لوگ سمندر کی طرف پھر گئے اور راستہ گم ہوگیا ایک دن ٹھہرے وہاں شیبہ کی طرف سے کھانا ہوا نو اونٹ ذبح ہوئے، پھر مقام ابواء میں پہنچے وہاں مقبس جمحی نے نو اونٹ ذبح کئے، حضرت عباس کی طرف سے بھی دعوت ہوئی اس وقت آپ مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے۔ آپ کی طرف سے دس اونٹ ذبح کئے گئے پھر حارث کی طرف سے نو اونٹ اور ابوالبختری کی طرف سے بدر کے چشمے پر دس اونٹ۔ ان کھانا دینے والوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......ولا تبطلوا اعمالکم...... ☆ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ جیسے شرک کی وجہ سے تمام نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں اسی طرح ایمان کی برکت سے کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ مومن کے لئے اطاعت خدا عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے گناہوں سے بچنا لازم ہے۔

☆......ان الذین کفروا...... ☆ یہ آیت اہل قلیب کے حق میں نازل ہوئی، قلیب بدر میں ایک کنواں ہے جس میں مقتول کفار ڈالے گئے تھے ابوجہل اور اس کے ساتھی اور آیت کا حکم ہر کافر کے لئے عام ہے جو کفر پر مرا ہو، اللہ عزوجل اس کی مدد نہ فرمائے گا اس کے بعد اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا جاتا ہے اور حکم میں تمام مسلمان شامل ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

منافقین کے نفاق کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہونا:

۱......اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھا دیں کہ تم ان کی نشانیوں سے پہچان لو، ضرور تم انہیں پہچان لو گے بات کے اسلوب میں اور اللہ تعالیٰ تمہارے عمل جانتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی منافق کا حال پوشیدہ نہ رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر منافق کو اس کی پیشانی سے پہچان لیتے تھے۔ کلبی کہتے ہیں اس آیت کے نزول کے بعد منافق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کلام کرنے سے تردد کرتے کیونکہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ عزوجل کی عطا سے پہچان لیا تھا۔ منافق جب آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہوتے تو انتہائی تواضع سے کلام کرتے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کلام کو سنتے اور ان کا

(باطنی) حال آپ ﷺ پر ظاہر ہوتا، پس اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو اس سے منع فرمادیا، اور منافق اپنے کلام سے صاف طور پر پہچانے جانے لگے۔ (القرطبی، الجزء:۲۶، ص ۲۱۵)

آیت کے تناظر میں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کا بیان:

۲.....اس کی دو وجوہات ہیں:(۱).....مراد اہل کتاب میں سے قریظہ اور بنو نضیر ہیں۔(۲).....کفار قریش، جو کہ اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿من بعد ما تبین لھم الھدی اس کے بعد ہدایت ان پر کھل چکی تھی﴾ کے تحت ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اہل کتاب پر سید عالم ﷺ کی صداقت واضح ہوچکی، اور اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿لن یضروا اللہ شیئا اور وہ ہرگز اللہ کو نقصان نہ پہنچائیں گے﴾ تہدید کے لئے ہے یعنی اللہ ﷻ کی مخالفت کے ساتھ رسول ﷺ کی مخالفت پیوست ہے اور رسول ﷺ کی مخالفت تو سمجھ میں آتی ہے کہ ان کے لائے احکام کو نہ مانا جائے لیکن اللہ ﷻ کی مخالفت کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ کافر کا کفر، فاسق کا فسق، اللہ ﷻ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا، اور اللہ ﷻ کا یہ فرمان: ﴿و سیحبط اعمالھم اور بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا اکارت کردے گا(محمد:۳۲)﴾ کا مقصد یہ ہے کہ جب اللہ ﷻ کی رضا کی طلب نہ کی جائے بلکہ شیاطین اور بتوں کی رضا چاہی جائے تو اعمال ضرور برباد ہوتے ہیں۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اعمال کے برباد ہونے کا بیان تو ماقبل آیت: ﴿و سیحبط اعمالھم﴾ میں ہو چکا، مزید یہاں مستقبل میں اعمال کی بربادی کا ذکر کیوں کیا جارہا ہے؟ ہم اس کے دو جواب دیں گے:(۱).....اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ بیشک جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا(محمد:۱)﴾ مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی، اور سب سے پہلے یہی لوگ وعید میں داخل ہوئے کیونکہ ان کے اعمال شریعت کے خلاف تھے، اور یہاں جن کے اعمال کی بربادی کا بیان ہے وہ اہل کتاب ہیں کہ ان کے اعمال کی بربادی رسول ﷺ کا سبب، رسول ﷺ کو جھٹلانا ہے اور انہیں ان کی توحید، حشر و نشر اور (اپنے) رسول ﷺ پر ایمان لانا فائدہ نہ دے گا، اور جہاں تک کافر کا تعلق ہے تو اس کا عمل چونکہ کسی بھی لحاظ سے شرع کے موافق نہیں ہے لہٰذا ان کے اعمال برباد ہی ہیں۔(۲).....مستقبل میں اعمال کے برباد ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ جہاد کے معاملے میں مکر و فریب کرنا اور ایسا ان سے اس طرح متصور ہوگا کہ اللہ ﷻ مومنین کی مدد و نصرت فرمائے گا۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۶۰)

نفلی عبادات شروع کرنے سے واجب ہوجاتی ہیں یا نہیں!

۳.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و لا تبطلوا اعمالکم اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو (محمد:۳۳)﴾۔ اس آیت سے علماء نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ نفل نماز ہو یا روزہ اس کا آغاز کردینے سے پورا کرنا واجب ہوجاتا ہے، اور اس معاملے میں کچھ شبہ نہیں ہے کیونکہ عمل کو ضائع کرنا اللہ ﷻ کو پسند نہیں ہے۔ یہ مسئلہ احناف کے نزدیک ہے جب کہ امام شافعی کے نزدیک فرائض میں تخصیص ضروری ہے اور نفل نماز میں ایسا نہیں اور نفل نماز کو پورا کرنا واجب نہیں۔ شوافع کا گمان یہ ہے کہ آیت میں اعمال کا لفظ صرف فرائض کو شامل ہے یعنی نوافل میں ایسا نہیں ہے، چہ جائے کہ نوافل مکمل کئے جائیں یا نہیں۔ (القرطبی، الجزء:۲۶، ص ۲۱۶)

علامہ شامی فرماتے ہیں:(۱).....نفل نماز قصداً شروع کرنے سے واجب ہوجاتی ہے کہ اگر توڑ دے تو قضا پڑھنی ہوگی اور اگر قصداً شروع نہ کی تھی مثلاً یہ گمان تھا کہ فرض پڑھنا ہے اور فرض کی نیت سے شروع کیا پھر یاد آیا کہ پڑھ چکا تھا تو اب یہ نفل ہے اور توڑ دینے سے قضا واجب نہیں بشرطیکہ یاد آتے ہی توڑ دے اور یاد آنے پر اس نماز کو پڑھنا اختیار کیا تو توڑ دینے سے قضا واجب ہوگی۔

(۲).....اگر بلا قصد نماز فاسد ہوگئی جب بھی قضا واجب ہے مثلاً تیمم سے پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز میں پانی پر قادر ہوا، یونہی نفل پڑھتے

میں عورت کو حیض آ گیا تو قضا واجب ہوگئی بعد طہارت قضا کرے۔

(۳)......شروع کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ تحریمہ باندھے، دوسری یہ کہ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا بشرطیکہ شروع صحیح ہو اور اگر شروع صحیح نہ ہو مثلاً اُمّی یا عورت کے پیچھے اقتداء کی یا بے وضو نا پاک کپڑوں میں شروع کردی تو قضا واجب نہ ہوگی۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل ،مطلب فی صلوة الحاجة، ج۲،ص۴۷٤)

جہاد میں خرچ کرنے کی فضیلت واہمیت:

یہ......اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طاعت میں خرچ کرنا عام ہے خواہ صدقہ واجبہ ہو یا نافلہ، جہاد، طلب علم دین، مریض کی، حج اور اپنے عیال پر کشادگی کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ یاد رہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس مال کو بڑھائے گا جو مال پاک بھی ہو اور اخلاص کے ساتھ خرچ کیا گیا ہو۔ اس بات کی گواہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ ''میرے بعد تم میرے اصحاب کی قدر و منزلت تک نہیں پہنچ سکتے اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا راہِ خدا میں خرچ کرے میرے صحابی کے ایک مد یا اسکے نصف تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔'' اور جاننا چاہئے کہ مضاعفة کی اقل مقدار دس ہے، پھر اس سے زیادہ ستر اور پھر سات سو گنا اور اسکے بعد کوئی انتہا نہ کور نہیں مفسر کے کلام سے ظاہر ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سات سو گنا مضاعفة کے وعدے کے خلاف نہیں کریگا اور اس کی شان ہے کہ اپنی رحمت سے جتنا چاہے زیادہ کردے اور اسکے ذمۂ کرم پر ہے دس گنا مضاعفة کے وعدے کے خلاف نہ کرے اور زیادہ جتنی چاہے کرے۔ (ماخوذ از صاوی، ج۱،ص۹۵)

☆......حضرت سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نکیل والی اونٹنی لیکر حاضر ہوا اور عرض کی'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں وقف ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تجھے اس کے بدلے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ملیں گی جن میں سے ہر ایک نکیل والی ہوگی۔'' (صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الصدقة، رقم:(۴۷۹۰)/۱۸۹۲،ص۹۵۹)

☆......حضرت سیدنا خریم بن فاتک سے مروی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں کچھ خرچ کرے اس کے لئے سات سو گناہ ثواب لکھا جاتا ہے۔'' (جامع الترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب فضل النفقة فی سبیل الله، رقم:۱۶۳۱ ،ص۴۹۹)

حقیقت میں اگانے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔ اگانے کی نسبت دانے کی طرف اس وجہ سے کی گئی کہ عادۃً یہی اسکا سبب بنتا ہے جیسا زمین اور پانی کی طرف نسبت کردی جاتی ہے۔ (المدارک، ج۱،ص۲۱۶)

اغراض:

احقادهم: جمع ہے حقد کی، مراد عداوت اور بغض پر ابھارنا۔ **عرفنا کهم:** یہاں علم کے اعتبار سے پہچان کرانا مراد ہے نہ کہ بصر کے اعتبار سے۔ **و کررت اللام:** لام کی تکرار فرمائی: ﴿فلعرفتهم﴾ میں لام تاکید کے لئے لائے، معنی یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے تو آپ کو منافقین پر دلیل بنادیتے، پس آپ انہیں ان کی پیشانیوں سے سمجھ جاتے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا پس اللہ کی حمد فرمائی اور اپنی شان بیان فرمائی پھر فرمایا: ''بیشک تم میں منافقین ہیں! پس جس کا نام لیا جائے وہ کھڑا ہو جائے، پس فرمایا یا فلاں بن فلاں، یا فلاں بن فلاں، یہاں تک کہ چھتیس افراد کے نام لئے۔

بما فيه تهجين امر المسلمين: التهجين کے معنی قبیح اور عیب والے کلام کرنا مراد ہے، پس منافقین جن الفاظ سے اللہ کے رسول کو مخاطب کرتے تھے وہ اپنے ظاہر کے لحاظ سے اچھے لیکن معنی کے اعتبار سے قبیح (برے) ہوتے تھے جیسا کہ ''راعنا'' کہنا جس کے ایک معنی ''ہمارا چرواہا'' ہے۔ **خالفوه:** یعنی جو ہماری فرمانبرداری سے نکل گئے۔

بالجهاد وغيره: یعنی تمام اس قسم کے امور کا شوق رکھنے والے جیسا کہ فرمایا ﴿ولنبلونكم بشيء من الخوف والجوع﴾۔
علم ظهور: یعنی وہ علم جس سے ہماری خلق میں مشاہدہ ہوسکے، ہمارے علم ازلی سے مطابق ہے یعنی اپنے بندوں کے مابین بھیدوں کو ظاہر کردیں (جس سے مطیع وغیر مطیع کا فرق معلوم ہوجائے)۔ طريق الحق: یعنی دین اسلام۔
المطعمين من اصحاب بدر: جنگ بدر میں کفار کو کھانا کھلانے والوں کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے، اس میں کافروں کے وہ اغنیاء شامل ہیں جو فقراء کو سید عالم ﷺ اور ان کے اصحاب کے خلاف جنگ کرنے پر مدد کرتے تھے، جیسا کہ ابو جہل اور اس کے دیگر ساتھی، مزید شان نزول میں ملاحظہ فرمائیں۔
او في قريظة والنضير: یہ لوگ قریش پر خرچ کرتے، تا کہ سید عالم ﷺ کی عداوت پر مدد طلب کرسکیں۔
بالمعاصي مثلا: یعنی ارتداد کا ارتکاب کرکے اعمال صالحہ کو برباد نہ کرو اور عجب، ریاء اعمال میں ثواب کو ختم کردیتے ہیں اور احسان جتلانا اور اذیت دینا صدقات کو باطل کردیتے ہیں اور احسان جتلانا فقط اللہ کے لئے اپنے بندوں پر جائز ہے، اور رسول کے لئے اپنی امت پر احسان جتلانا جائز ہے، استاد کا اپنے شاگرد پر احسان جتلانا جائز ہے، باپ کا اپنے بیٹے پر احسان جتلانا جائز ہے اور اس کے علاوہ احسان جتلانا جائز نہیں ہے۔
لام الفعل: ﴿اعلون﴾ اصل میں ''اعلوون'' ہے، پس اول لام فعل اور ثانی واو جمع، پس پہلی واو کو حرکت دے کر ماقبل کو فتح دیا، اور الف سے بدل دینے پر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کردیا۔
ينقصكم: یعنی تمہارے اعمال کو بدلے سے خالی کردیں، ''الترة'' دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے ایک یہ کہ حقدار کے حق میں سے کچھ کم کردینا اور دوسرا یہ ہے کہ بدلے سے خالی (مفرد) کردینا۔
يقال بخل عليه وعنه: یعنی ﴿يبخل﴾ ''على'' کے معنی کے ساتھ متعدی ہوگا تو ''شح'' کے معنی دیگا اور اگر ''عن'' کے ساتھ متعدی ہوگا تو ''امسک'' کے معنی دیگا۔ (الصاوی، ج٥، ص٣٠١ وغیرہ)

صلوا على الحبيب: صلى الله تعالى على محمد

سورۃ الفتح مدنیۃ تسع و عشرون آیۃ

(سورۂ فتح مدنیہ ہے اس کی کل آیات انتیس ہیں)

تعارف سورۃ الفتح

اس سورت میں چار رکوع، انتیس آیتیں ہیں، اس کے کلمات کی تعداد پانچ سو تریسٹھ اور حروف کی تعداد دو ہزار پانچ سو انسٹھ ہے۔ جب مسلمان کفار کے ظلم وستم سے تنگ آکر مکہ کو چھوڑ کر مدینہ میں جا بسے تو وہاں بھی کافروں نے مسلمانوں کو چین کا سانس نہ لینے دیا ایک آدھ جھڑپوں کے علاوہ یکے بعد دیگرے بدر، احد اور خندق کی جنگیں ہوئیں جنگ وجدال کا یہ سلسلہ جاری رہا اہل مکہ نے مسلمانوں کے لئے مکہ کے دروازے بند کر دیئے خانہ کعبہ کے طواف وزیارت کے لئے عرب کا ہر آدمی آسکتا تھا لیکن مسلمانوں پر کٹھن مرحلہ تھا کہ وہ حرم شریف کی زیارت کا قصد کریں۔ اللہ ﷻ نے ان مشرکوں کے ناروا سلوک کے متعلق متعدد مقامات پر ان کی مذمت میں آیات نازل فرمائیں۔ مدینہ طیبہ میں مہاجرین وانصار کو بیت اللہ شریف کی زیارت کا شوق ہر وقت بے چین رکھتا تھا اپنی اس خواہش کا اظہار بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کرتے رہتے تھے لیکن آپ ﷺ اپنے ان غلاموں کو صبر کی تلقین کرتے اور یقین دلاتے کہ عنقریب وہ دن آئے گا جس دن یہ سب رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی اور تم بڑی آزادی سے حج وعمرہ کے ارکان ادا کرسکو گے ایک روز نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو خوشخبری سنائی کہ ہم سب امن وسلامتی کے ساتھ مسجد حرام داخل ہورہے ہیں یہ سن کر صحابہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور انہوں نے اللہ ﷻ کی حمد وثنا کے نعرے بلند کئے اور یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی اور صحابہ کرام کو تو یقین تھا کہ ایسا ہوگا لیکن اس کے بارے میں طرح طرح کے وسوسے آنے لگے کہ کہیں قریش کے ساتھ جنگ تو نہیں ہوگی؟ کیا وہ اہل مکہ کو شہر خالی کرنے پر مجبور کریں گے؟ بہر حال سفر کی تیاریاں شروع ہوگئیں اور باہر کے قبائل کو بھی دعوت دی گئی جو اسلام قبول کر چکے تھے تا کہ وہ بھی اس سفر میں شامل ہوسکیں۔ یکم ذیقعدہ کو یہ قافلہ نبی کریم ﷺ کی قیادت میں سوئے حرم روانہ ہوا اس کی تعداد چودہ سو یا پندرہ سو کے لگ بھگ تھی۔ حضور ﷺ اپنی ناقہ قصوی پر سوار تھے اور ساتھ میں ستر اونٹ قربانی کے لئے ان کے گلوں میں قلاوے ڈال دیئے گئے۔ جب اس قافلہ کی روانگی کی خبر قریش کو ملی تو ان کے دلوں میں خوف وہراس پیدا ہوا کہ مسلمانوں کا عمرہ صرف ایک بہانہ ہے اور اصل مقصد مکہ پر قبضہ کرنا ہے انہوں نے طے کیا کہ کسی صورت میں مسلمانوں کو شہر مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اور آپ ﷺ کو روکنے کے لئے دو سو سواروں کو خالد بن ولید کی قیادت میں بھیج دیا۔ حضور ﷺ کو ان کے اس ارادہ کی خبر مل چکی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ صد حیف! قریش کو جنگوں نے کھوکھلا کر دیا پھر بھی اس ضد سے باز نہیں آتے بہر حال انہوں نے طرح طرح کی ناکام کوششیں کیں کہ کسی نہ کسی طریقہ سے مسلمانوں کو جنگ کے لئے ابھاریں۔

رکوع نمبر: ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿انا فتحنا لک﴾ قَضَيْنَا بِفَتْحِ مَكَّةَ وَغَيْرِهَا الْمُسْتَقْبَلِ عُنْوَةً بِجِهَادِكَ ﴿فتحا مبینا (۱)﴾ بَيِّنًا ظَاهِرًا ﴿لیغفر لک اللہ﴾ بِجِهَادِكَ ﴿ما تقدم من ذنبک وما تاخر﴾ مِنْهُ لِتَرْغَبَ أُمَّتُكَ فِي الْجِهَادِ وَهُوَ مُؤَوَّلٌ لِعِصْمَةِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِالدَّلِيلِ الْعَقْلِيِّ الْقَاطِعِ مِنَ الذُّنُوبِ وَاللَّامُ لِلْعِلَّةِ الْغَائِيَّةِ فَمَدْخُولُهَا مُسَبَّبٌ لَا سَبَبٌ ﴿ویتم﴾ بِالْفَتْحِ الْمَذْكُورِ ﴿نعمتہ﴾ إِنْعَامَهُ ﴿علیک ویھدیک﴾ بِهِ ﴿صراطا﴾ طَرِيقًا ﴿مستقیما (۲)﴾ يُثَبِّتُكَ عَلَيْهِ وَهُوَ دِينُ الْإِسْلَامِ ﴿وینصرک

الـلـه﴾بِه﴿نصرا عزيزا (۳)﴾نَصْرًا ذَا عِزٍّ لَاذُلَّ مَعَهُ﴿هو الذى انزل السكينة﴾الطُّمَانِيْنَةَ﴿فى قلوب المؤمنين ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم﴾بِشَرَائِعِ الدِّيْنِ كُلَّمَا نَزَلَ وَاحِدَةٌ مِنْهَا اٰمَنُوْا بِهَا وَمِنْهَا الْجِهَادِ﴿ولله جنود السموت والارض﴾فَلَوْ اَرَادَ نَصْرَ دِيْنِهِ بِغَيْرِكُمْ لَفَعَلَ﴿وكان الله عليما﴾بِخَلْقِهِ﴿حكيما (۴)﴾فِى صُنْعِهِ اَىْ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِكَ﴿ليدخل﴾مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ اَىْ اَمَرَ بِالْجِهَادِ﴿المومنين والمؤمنت جنت تجرى من تحتها الانهر خلدين فيها ويكفر عنهم سياتهم وكان ذلك عند الله فوزا عظيما (۵) ويعذب المنفقين والمنفقت والمشركين والمشركت الظانين بالله ظن السوء﴾بِفَتْحِ السِّيْنِ وَضَمِّهَا فِى الْمَوَاضِعِ الثَّلَاثَةِ ظَنُّوْا اَنَّهُ لَايَنْصُرُ مُحَمَّدًا ﷺ وَالْمُؤْمِنِيْنَ﴿عليهم دائرة السوء﴾بِالذِّلِّ وَالْعَذَابِ﴿وغضب الله عليهم ولعنهم﴾اَبْعَدَهُمْ﴿واعد لهم جهنم وساءت مصيرا (۶)﴾مَرْجِعًا﴿ولله جنود السموت والارض وكان الله عزيزا﴾فِى مُلْكِهِ﴿ حكيما (۷)﴾فِى صُنْعِهِ اَىْ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِكَ﴿انا ارسلنك شاهدا﴾عَلٰى اُمَّتِكَ فِى الْقِيَامَةِ﴿ومبشرا﴾لَهُمْ فِى الدُّنْيَا بِالْجَنَّةِ﴿ونذيرا (۸)﴾مُنْذِرًا مُخَوِّفًا فِيْهَا مِنْ عَمَلِ سُوْءٍ بِالنَّارِ﴿لتؤمنوا بالله ورسوله﴾بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ فِيْهِ وَفِى الثَّلَاثَةِ بَعْدَهُ﴿وتعزروه﴾يَنْصُرُوْهُ وَقُرِئَ بِزَائَيْنِ مَعَ الْفَوْقَانِيَةِ ﴿وتوقروه﴾تُعَظِّمُوْهُ وَضَمِيْرُهُمَا لِلّٰهِ اَوْلِرَسُوْلِهِ﴿وتسبحوه﴾اَىِ اللّٰهَ﴿بكرة واصيلا (۹)﴾بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ﴿ان الذين يبايعونك﴾بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ﴿انما يبايعون الله﴾هُوَ نَحْوُ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴿يدالله فوق ايديهم﴾اَلَّتِىْ بَايَعُوْا بِهَا النَّبِىَّ ﷺ اَىْ هُوَ تَعَالٰى مُطَّلِعٌ عَلٰى مُبَايَعَتِهِمْ فَيُجَازِيْهِمْ عَلَيْهَا﴿فمن نكث﴾نَقَضَ الْبَيْعَةِ﴿فانما ينكث﴾يَرْجِعُ وَبَالُ نَقْضِهِ﴿على نفسه ومن اوفى بما عهد عليه الله فسيؤتيه﴾بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ﴿اجرا عظيما (۱۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

بیشک ہم نے تمہارے لیے فتح فرمادی (مستقبل میں فتح مکہ وغیرہ......ا...... کا فیصلہ تمہارے لیے فرمادیا) کھلی اور واضح فتح (تمہارے جہاد کرنے کے ذریعے، مبین بمعنی بیناً ظاهراً ہے) تاکہ اللہ بخشے تمہارے لیے (تمہارے جہاد کرنے کے سبب سے) تمہارے اگلے اور پچھلے ذنب (وماتاخر کے بعد "منه" محذوف ہے، تاکہ آپ ﷺ کی امت جہاد میں رغبت کریں، دلیل عقلی قطعی کے سبب انبیاء کرام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں، یہ آیت مبارکہ موؤل ہے، لیغفر میں موجود لام علت غائیہ کے لیے ہے اس کا مدخول مسبب ہے، سبب نہیں ہے......۲......) اور تمام کردے (مذکورہ فتح کے سبب) اپنا انعام (نعمة بمعنی انعام ہے) تم پر اور (مذکورہ فتح کے سبب) تمہیں سیدھی راہ دکھائے (یعنی اس پر استقامت عطا فرمائے "صراط مستقيم" سے مراد دین اسلام ہے اور صراط بمعنی طریق ہے) اور (اس فتح مذکورہ کے باعث) اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے (یعنی ایسی عزت والی مدد جس میں کچھ ذلت نہ ہو) وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں سکینہ (یعنی اطمینان) اتارا تاکہ انہیں ایمان پر ایمان بڑھے (دینی احکام پر کہ جب بھی کوئی حکم دینی نازل ہوتا وہ اس پر ایمان لے آتے اور انہی احکامات میں سے حکم جہاد بھی ہے) اور اللہ ہی کی ملک میں ہیں تمام لشکر آسمانوں اور زمین کے (اگر وہ تمہارے علاوہ کسی اور سے اپنے دین کی مدد کا ارادہ فرمائے تو وہ کرسکتا ہے) اور اللہ علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا

)حکمت والا ہے(اپنی صنعت میں، یعنی وہ ہمیشہ سے ان اوصاف سے متصف ہے) تا کہ وہ داخل کرے(''لیدخل'' امر بالجهاد محذوف کے متعلق ہے معنی یہ ہے اس نے جہاد کا حکم اس لیے فرمایا تا کہ وہ داخل کرے) ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں اور ان کی برائیاں ان سے اتار دے اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے اور عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ پر گمان رکھتے ہیں برا گمان (مذکور تینوں مقامات میں لفظ ''السوء'' کو سین مفتوحہ اور مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے معنی آیت یہ ہے یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ اللہ ﷻ محمد ﷺ کی مدد نہ کریگا) انہیں پر ہے بری گردش (ذلت وعذاب کی) اور اللہ نے ان پر غضب فرمایا اور انہیں لعنت کی (یعنی اپنی رحمت سے دور فرمادیا) اور ان کے لیے جہنم تیار فرمائی اور وہ کیا ہی بری لوٹنے کی جگہ (مصیرا بمعنی مرجعا ہے) اور اللہ ہی کی ملک ہیں آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اور اللہ غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے ملک میں) اور حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں، یعنی وہ ان اوصاف سے ہمیشہ متصف ہے) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ (بروز قیامت اپنی امت کے حق میں گواہی دینے والا......۳ ......) اور (ان کو) خوشی سناتا (جنت کی زندگی کی) اور (گنہگاروں کو جہنم کا) ڈر سناتا (نذیرا بمعنی منذرا و مخوفا ہے) تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ (لتومنوا، یعزروہ، یوقروہ، یسبحوہ ان تمام ہی افعال کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے)اور ان کی مدد کرو (یعزروہ بمعنی ینصروہ ہے اسے ''تعززوہ'' دوزاء اور تاء فوقانیہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) اور ان کی تعظیم کرو (یوقروہ بمعنی تعظموہ ہے ان دونوں افعال کے ساتھ متصل ضمیر ''ہ'' کا مرجع اسم جلالت یا الرسول ہے) اور اس کی (یعنی اللہ ﷻ کی) صبح وشام پاکی بولو......۴......(بکرۃ کے معنی صبح، اصیلا کے معنی شام ہے) وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں (یہاں مذکور بیعت سے مراد بیعت رضوان ہے جو مقام حدیبیہ میں ہوئی ......۵......) وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں (یہ فرمان عالیشان اس فرمان ذیشان کی مثل ہے ﴿من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی (النساء: ۸۰)﴾) ان کے ہاتھوں پر (جن کے ذریعے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی) اللہ کا ہاتھ ہے (یعنی اللہ ﷻ ان کی بیعت کرنے پر مطلع ہے وہ انہیں اس کا بدلہ دیگا) تو جس نے عہد توڑا (یعنی بیعت کو توڑ ڈالا) تو اس نے اپنے ہی برے کو توڑا (یعنی اس بیعت کو توڑنے کا وبال اسی پر ہے) اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ کے ساتھ کیا تھا تو بہت جلد اسے اللہ دے گا (''فسیؤتیہ'' کو علامت مضارع یاء اور نون دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) بڑا ثواب۔

﴿ترکیب﴾

﴿انا فتحنالک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر﴾

انا: حرف مشبہ واسم، فتحنالک: فعل بافاعل وظرف لغو، فتحامبینا: مرکب توصیفی مفعول مطلق، لام: جار، یغفرلک: فعل وظرف لغو، اللہ: فاعل، ما تقدم: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما تاخر: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر ذوالحال، من ذنبک: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراط مستقیما وینصرک اللہ نصرا عزیزا﴾

و: عاطفہ، یتم: فعل بافاعل، نعمتہ: مفعول، علیک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''یغفر لک'' پر معطوف ہے، و: عاطفہ، یھدیک: فعل بافاعل ومفعول، صراط مستقیما: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''یغفرلک'' پر معطوف ہے، و: عاطفہ، ینصرک اللہ: فعل بافاعل ومفعول، نصرا عزیزا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''یغفرلک'' پر معطوف ہے۔

﴿ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم﴾
ھو: مبتدا،الذی: موصول،انزل السکینۃ: فعل بافاعل ومفعول،فی قلوب المومنین: ظرف لغو،لام: جار،یزدادوا: فعل واؤضمیر ممیز،ایمانا: موصوف،مع ایمانھم: ظرف متعلق بمحذوف صفت،ملکر تمیز،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ تقدیران مجرور،ملکر ظرف لغو،ثانی،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللہ جنود السموت والارض وکان اللہ علیما حکیما﴾
و: عاطفہ،اللہ: ظرف مستقر خبر مقدم،جنود السموت والارض: مرکب اضافی مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،کان اللہ: فعل ناقص واسم،علیما حکیما: خبران،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لیدخل المومنین والمومنت جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ویکفر عنھم سیاتھم﴾
لام: جار،یدخل: فعل بافاعل،المومنین: معطوف علیہ،و: عاطفہ،المومنت: معطوف،ملکر ذوالحال،خلدین فیھا: شبہ جملہ حال،ملکر مفعول اول،جنت: موصوف،تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،یکفر عنھم: فعل بافاعل وظرف لغو،سیاتھم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر تقدیران مجرور،ملکر فعل محذوف "امر بالجہاد" کیلئے ظرف مستقر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکان ذلک عنداللہ فوزا عظیما ویعذب المنفقین والمنفقت والمشرکین والمشرکت الظانین باللہ ظن السوء﴾
و: عاطفہ،کان: فعل ناقص،ذلک: اسم،عنداللہ: ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم،فوزا عظیما: مرکب توصیفی ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،یعذب: فعل بافاعل،المنفقین: معطوف علیہ،والمنفقت: معطوف اول،والمشرکین: معطوف ثانی،والمشرکت: معطوف ثالث،ملکر موصوف،الظانین: اسم فاعل بافاعل،باللہ: ظرف لغو،ظن السوء: مفعول مطلق،ملکر شبہ جملہ صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یدخل" پر معطوف ہے۔

﴿علیھم دائرۃ السوء وغضب اللہ علیھم ولعنھم واعدلھم جھنم وساءت مصیرا﴾
علیھم: ظرف مستقر خبر مقدم،دائرۃ السوء: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،غضب اللہ: فعل وفاعل،علیھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لعنھم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،اعدلھم: فعل بافاعل وظرف لغو،جھنم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،ساءت: فعل "ھی" ضمیر ممیز،مصیرا: تمیز،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر "ھی" مبتدا محذوف کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللہ جنود السموت والارض وکان اللہ عزیزا حکیما﴾
و: عاطفہ،للہ: ظرف مستقر خبر مقدم،جنود السموت والارض: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،کان اللہ: فعل ناقص واسم،عزیزا حکیما: خبران،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا﴾
انا: حرف مشبہ واسم،ارسلنا: فعل بافاعل،ک: ضمیر ذوالحال،شاھدا: معطوف علیہ،و مبشرا: معطوف اول،و نذیرا: معطوف ثانی،ملکر حال،ملکر مفعول،لام: جار،تومنوا باللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،تعزروہ: جملہ فعلیہ معطوف اول،و: عاطفہ،توقروہ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،و: عاطفہ،تسبحوہ: فعل بافاعل ومفعول،بکرۃ: معطوف علیہ،و: عاطفہ،اصیلا: معطوف،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث،ملکر جملہ فعلیہ تقدیران مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم﴾
ان: حرف مشبہ ،الذین :موصول ،یبایعون: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر اسم ،انما:حرف مشبہ وما کافہ ،یبایعون فعل بافاعل ،اللہ :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر اول ،ید اللہ :مبتدا، فوق ایدیھم: ظرف متعلق بمحذوف خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ثانی ،ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ﴾
ف: مستانفہ ،من :شرطیہ مبتدا، نکث: فعل بافاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ ،انما: حرف مشبہ وما کافہ ،ینکث: فعل بافاعل ،علی نفسہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿ومن اوفی بما عھد علیہ اللہ فسیوتیہ اجرا عظیما﴾
و: عاطفہ ،من: شرطیہ ،اوفی: بمعنی ''وفی'' فعل بافاعل ،ب: جار ،ما: موصولہ ،عھد علیہ اللہ: جملہ فعلیہ صلہ ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ ،سیوتیہ اجرا عظیما: جملہ فعلیہ جزا ،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......انا فتحنا لک فتحا مبینا......☆ان فتحنا حدیبیہ سے واپس ہوتے ہوئے حضور ﷺ پر نازل ہوئی حضور ﷺ کو اس کے نازل ہونے سے ،بہت خوشی ہوئی اور صحابہ نے حضور ﷺ کو مبارکبادیں دیں (بخاری ومسلم)

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مفسرین کے نزدیک فتح سے کونسی فتح مراد ہے؟

۱......اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہاں فتح سے مراد کونسی فتح ہے؟ قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مراد فتح مکہ ہے، مجاہد کے نزدیک اس سے مراد فتح خیبر ہے، اور ایک قول کے مطابق روم وفارس کی فتوحات اور تمام بلادِ اسلامیہ کی فتوحات ہیں جو اللہ عزوجل نے اپنے حبیب کی برکت سے عطا فرمائیں۔ (الخازن، ج٤،ص ١٥٢)
علامہ آلوسی نے مختلف اقوال میں فتح سے صلح حدیبیہ، فتح خیبر اور فتح مکہ مراد لی ہے۔ (روح المعانی ،الجزء٢٦،ص ٣٣٤)
دیگر مفسرین نے بھی اسی قسم کے اقوال بیان کئے ہیں۔

حدیث کے تناظر میں صلح حدیبیہ کا بیان:

☆......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ فتح مکہ کو فتح شمار کرتے ہو، بیشک فتح مکہ بھی فتح ہی ہے لیکن ہم بیعت رضوان کو فتح شمار کرتے ہیں، جو حدیبیہ کے دن ہوئی تھی، ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ چودہ سو اصحاب تھے اور حدیبیہ ایک کنواں ہے، ہم نے اس سے پانی نکالا تو اس میں ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑا، نبی پاک ﷺ تک یہ خبر پہنچی، آپ ﷺ اس کنویں کے پاس آئے اور اس کی منڈیر پر بیٹھ گئے ،پھر آپ نے ایک برتن منگایا یا آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا، پھر کلی کی اور دعا کی پھر اس پانی کو کنویں میں ڈال دیا، پھر اس کنویں میں اس قدر پانی آگیا جو ہمیں اور ہماری سواری کے لئے کافی تھا۔(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ، رقم: ٤١٥٠،ص ٧٠٥)

صلح حدیبیہ میں جو شرائط طے پائی تھیں ان کا بیان درج ذیل احادیث میں ملاحظہ فرمائیں:

☆......بخاری کی طویل حدیث میں جن دو شرائط کا ذکر ہے وہ یہ ہیں:(۱)......مسلمان اس سال عمرہ کئے بغیر واپس چلے جائیں اور اگلے سال عمرہ کرنے کے لئے آئیں اور تلواروں کو میان میں رکھ کر آئیں، اس کے علاوہ اور کوئی ہتھیار ساتھ نہ لائیں۔(۲)......جو کوئی

مسلمان مکہ سے مدینہ چلا جائے، مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اُسے دوبارہ مکہ واپس بھیجیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد......الخ، رقم: ۲۷۳۱،۲۷۳۲، ص ۴۴۷)

☆......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ ذوالقعدۃ الحرام سن چھ ہجری کو عمرے کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے تو اہل مکہ نے انہیں روک لیا اور اس بات پر صلح کی کہ مسلمان اس سال فقط تین دن مکہ میں رہیں اور شرائط طے کر لی گئیں اور یہ وہ شرائط ہیں جن پر آقائے دو جہاں ﷺ نے صلح کر لی۔ بعد میں مشرکین نے کہا: ہم اس کا اقرار نہیں کرتے، اگر ہمیں یقین ہوتا کہ آپ ہی اللہ عزوجل کے رسول ہیں تو آپ کو عمرہ سے نہ روکتے لیکن آپ تو محمد بن عبداللہ ﷺ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ ہوں اور میں ہی محمد بن عبداللہ ہوں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ کاٹ دو جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکار کیا کہ وہ یہ جسارت نہیں کر سکتے، پھر سید عالم ﷺ نے خود ایسا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی بجائے محمد بن عبداللہ باقی رکھا۔ جو شرائط طے پائیں وہ یہ ہیں: (۱)......مکہ میں کوئی شخص ہتھیار لے کر داخل نہیں ہوگا، مگر یہ کہ تلوار میان میں رہیں گی، (۲)......اہل مکہ میں سے کسی کو نہیں نکالا جائے گا خواہ وہ آپ کی اتباع کرنا چاہتا ہو۔ (۳)......آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی مکہ میں رہنا چاہے تو اسے منع نہیں کیا جائے گا، آئندہ سال آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور تین دن گزارے تو مشرکین مکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہنے لگے کہ اپنے نبی سے کہو کہ وہ یہاں سے چلے جائیں۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب عمرة القضاء، رقم: ۴۲۵۱، ص ۷۲۰)

احادیث کے تناظر میں فتح مکہ کا بیان:

☆......عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کا بیان ہے کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ سید عالم ﷺ نے غزوہ فتح مکہ رمضان کے مہینے میں کیا تھا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن میسّب سے بھی ایسا ہی سنا ہے، حضرت عبیداللہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ جب آپ ''کدید'' کے چشمے پر پہنچے جو ''قدید اور عسفان'' کے درمیان واقع ہے تو آپ نے روزہ افطار فرمایا اور اس کے بعد آپ نے اس مہینے میں کوئی روزہ نہیں رکھا، امت کی آسانی کے پیش نظر کیونکہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

☆......حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے مہینے میں حُنین کی جانب نکلے اور اس وقت مجاہدین حضرات نے روزہ رکھا ہوا تھا جب کہ بعض نے نہیں لے رکھا ہوا تھا۔ جب سید عالم ﷺ اپنی سواری پر جلوہ فرما ہوئے تو آپ نے دودھ کا برتن طلب فرمایا یا پانی منگوایا، پھر اسے اپنی ہتھیلی پر یا سواری پر رکھ کر لوگوں کی جانب دیکھا، پس روزہ نہ رکھنے والوں نے روزہ داروں سے کہا کہ روزے توڑ دو۔ عبدالرزاق، معمر، ایوب، عکرمہ، حضرت عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے سال نکلے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الفتح فی رمضان، رقم: ۴۲۷۵، ۴۲۷۷، ص ۷۲۳)

مغفرت ذنب کے مسئلہ میں اعلیٰ حضرت کا مؤقف:

۲......اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔

اس موضوع کے اعتبار سے کئی اقوال میری نظر سے گزرے، جن کی قدرے وضاحت درج ذیل ہے:

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں ﴿ما تقدم من ذنبک تمہارے اگلوں کے﴾ سے حضرت آدم علیہ السلام و بی بی حوا علیہما السلام کے ذنب، یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذنب، یا یوم بدر کے ذنب، یا فتح سے پہلے کے ذنب مراد لئے ہیں، اور ﴿وما تاخر اور تمہارے

پچھلوں کے ﴾ سے امت کے ذنب، دیگر حضرات انبیائے کرام کے ذنب، یوم حنین کے ذنب مراد ہیں۔(القرطبی، الجزء:٢٦،ص ٢٢٥)
حضرت علامہ آلوسی فرماتے ہیں: ذنب سے مراد خلاف اُولیٰ امور ہیں کیونکہ حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی نیک لوگوں کی نیکیاں بھی مقربین کے آگے گناہ ہوا کرتی ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے نماز و روزے میں (مزید زیادتی کردی) یہاں تک کہ پاؤں مبارک متورم ہوگئے، بعض صحابہ نے اس جانب توجہ دلائی کہ وقد غفر الله لک ما تقدم من ذنبک وماتاخر ؟ تو جواب دیا: ''کیا میں اللہ عزوجل کا شکر گزار بندہ نہ بنوں''۔ (روح المعانی، الجزء:٢٦،ص ٣٤٢)
علامہ خازن کہتے ہیں: یہ آیت مووَّل ہے، کیونکہ سید عالم ﷺ کی ذات کے لئے عام لوگوں کی مانند گناہ کو تصور کرنا جائز نہیں، اور یہاں ذنب سے مراد وہ امور ہیں جو بشری تقاضے کے اعتبار سے کسی سے سہو وغیرہ ہو جائے جیسا کہ حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی نیک لوگوں کی نیکیاں بھی مقربین کے آگے گناہ ہوا کرتی ہیں، پس جو اس قبیلے سے تھا یا اس کے علاوہ اللہ عزوجل سب جانتا ہے اور سب ہی معاف ہیں اور اس مغفور ہونے کی سند ﴿ویتم نعمته علیک اور اللہ اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے﴾ میں بھی ملتی ہے۔
(الخازن، ج٤، ص ١٥٣)
امام رازی فرماتے ہیں: حضرات انبیائے کرام کے گناہ نہیں ہوا کرتے پھر معافی کا معاملہ کیسے ہوسکتا ہے؟ میں (امام رازی) اس کے جواب میں چند توجیہات بیان کرتا ہوں جو کہ یہ ہیں: (١)...... مراد مومنین کے گناہ ہیں۔(٢)...... افضل ترک کرنا مراد ہے۔(٣)...... مراد صغیرہ گناہ ہیں جو کہ حضرات انبیائے کرام کی ذات سے سہواً عمداً جائز ہوا کرتے ہیں۔(٤)...... مراد سید عالم ﷺ کی عصمت بیان کرنا ہے۔ اور ﴿وماتاخر﴾ کی بھی کچھ وجوہات ہیں: (١)...... سید عالم ﷺ سے وعدہ فرمایا گیا تھا کہ اعلان نبوت کے بعد ان سے گناہ نہ ہوں گے۔(٢)...... فتح سے پہلے جو ہو گزرا اور جو بعد فتح ہوگا، سب ہی مراد ہے۔(٣)...... عمومیت مراد ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: ''جو ملے اُسے بھی مارو اور جو نہ ملے اُسے بھی مارو'' اب نہ ملنے والے کو کیسے مارا جائے گا؟۔(٤)...... نبوت کے اعلان سے پہلے معافی اور اعلان نبوت کے بعد عصمت مراد ہے۔ اور بعض کے نزدیک قبل نبوت ماریہ اور بعد اعلان نبوت زینب کا معاملہ مراد ہے۔ (الرازی، ج١٠، ص ٦٦)
اعلی حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں: اسی استغفار ذنب کے معاملے میں اعلی حضرت فاضل بریلوی کی جناب میں آریہ قوم کا ایک استفتاء پیش خدمت ہوا، جس میں سید عالم ﷺ کی جناب میں ''ذنب'' کی نسبت کی گئی اور ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ سید عالم ﷺ سے گناہ کا صدور ہوسکتا ہے اور اپنے موقف پر دلائل بھی قائم کئے گئے۔ ہم ذیل میں آریوں کی جانب سے پیش ہونے والا استفتاء مختصرا اور فاضل بریلوی کا جواب من وعن لکھنے کی سعی کر رہے ہیں:

آریہ قوم کے اعتراض کا خلاصہ بصورت استفتاء

مسلمانوں کے پیغمبر گناہوں سے معصوم نہیں؟ اور یہ کہ ابن عباس بڑے بھاری مفسرین میں سے ہیں اور اپنی تفسیر میں اس طرح لکھتے ہیں: ''واستغفر لذنبک لتقصیر والشکر علی ما انعم الله علیک وعلی اصحابک اس کے معنی یہ ہیں کہ تو معافی مانگ اور اپنے گناہوں کی وہ یہ کہ تو نے خدا کی اس مہربانی کے شکر گزار ہونے میں غفلت کی جو کہ خدا نے تیرے پیروؤں پر کی۔ زمخشری ایک بڑے بھاری مفسر اپنی تفسیر ''الکشاف'' میں لکھتے ہیں: لکن یغفر الله لک ما تقدم من ذنبک قبل الوحی وما تاخر وما یکون بعد الوحی الی الموت اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تیرے گناہ کو جو کہ وحی آنے سے قبل ہوئے ہیں اور اس کے بعد میں یعنی مرتے وقت تک معاف کردے۔

الجواب

اس سوال میں آریہ نے افتراء وجہالت ونافہمی وبے ایمانی سے کام لیا۔ہم اس کے پندرہ جوابات درج ذیل میں بالترتیب بیان کرتے ہیں:(۱)......عبارت کہ''الکشاف'' کی طرف نسبت کی محض بہتان ہے،''الکشاف'' میں اُس کا پتہ نہیں۔

(۲)......بالفرض اگر''الکشاف'' میں ہوتی تو وہ ایک معتزلی بدمذہب بےادب کی تصنیف ہے،اس کا کیا اعتبار۔

(۳)...... یہ تفسیر منسوب''بسیدنا ابن عباس'' ہے نہ ان کی کتاب ہے،نہ اُن سے ثابت،یہ بسند محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح سے مروی ہے اور ائمہ دین اس سند کو فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ کذب ہے۔''الاتقان'' میں ہے:واوھی طرقہ طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فان انضم الی ذلک روایۃ محمد بن مروان اسدی الصغیر فھی سلسلۃ الکذب اس کے طرق میں سے کمزورترین طریق کلبی کا ابوصالح سے اور اس کا ابن عباس سے روایت کرنا اگر اس کے ساتھ محمد بن مروان اسدی کی روایت مل جائے تو کذب کا سلسلہ ہے۔

(۴)......اس کے ترجمے میں بھی آریہ نے تحریف کی ہے،عبارت یہ ہے:لتقصیر الشکر علی ما انعم اللہ علیک وعلی اصحابک یعنی اللہ ﷻ نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر جونعمتیں فرمائیں ان کے شکر میں جس قدر کمی واقع ہوئی اس کے لئے استغفار فرمائیں۔

کہاں کمی اور کہاں غفلت،نعمائے الٰہیہ پر ہر فردبےشمار حقیقۃً غیرمتناہی بالفعل ہیں:کما حققہ المفتی ابو السعود فی ارشاد العقل السلیم (جیسا کہ مفتی عبدالسعود نے ارشاد العقل السلیم میں اس کی تحقیق کی ہے)۔قال اللہ ﷻ:﴿وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو گے (النحل:۱۸)﴾۔جب اس کی نعمت کو کوئی گن ہی نہیں سکتا تو ہر نعمت پر پورا شکر کون کرسکتا ہے؟

شکر میں ایسی کمی ہرگز گناہ بمعنی معروف نہیں بلکہ لازمۂ بشریت ہے،نعمائے الٰہیہ ہر وقت ہر لحظہ ہر آن ہر حال میں متزائد ہیں خصوصاً خاصوں پر،خصوصاً اُن پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے پینے سونے میں مشغولی ضرور،اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہی ہیں مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں،اس کی کمی کو تقصیر اور اس تقصیر کو ذنب (گناہ) سے تعبیر فرمایا گیا۔

(۵)......بلکہ خود نفسِ عبارت گواہ ہے کہ یہ جسے گناہ فرمایا گیا ہرگز حقیقۃً گناہ نہیں،﴿ماتقدم﴾ سے کیا مراد لیا،وحی اترنے سے پیشتر کے،اور گناہ کسے کہتے ہیں؟ مخالفتِ فرمان کو۔اور فرمان کاہے سے معلوم ہوگا؟ وحی سے،تو جب تک وحی نہ اُتری تھی فرمان کہاں تھا،جب فرمان نہ تھا مخالفتِ فرمان کے کیا معنی؟ جب مخالفتِ فرمان نہیں تو گناہ کیسا؟۔

(٦)......جس طرح ﴿ماتقدم﴾ میں ثابت ہولیا کہ حقیقۃً ذنب نہیں،یونہی ﴿ما تاخر﴾ میں نقد وقت ہے قبل ابتدائے نزول فرمان جو افعال جائزہ ہوئے کہ بعد کو فرمان اُن کے منع پر اُترا اور انہیں یونہی تعبیر فرمایا گیا حالانکہ ان کا حقیقۃً گناہ ہونا کوئی معنی ہی نہ رکھتا تھا ،یونہی بعد نزول وحی وظہور رسالت بھی جو افعال جائز فرمائے اور بعد کو اُن کی ممانعت اُتری اُسی طریقے سے ان کو ﴿ماتاخر﴾ فرمایا کہ وحی بتدریج نازل ہوئی نہ کہ دفعۃً۔

(۷)......نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب،مشرک کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نامعتبر تفسیرات کا،ایسا ہی ہے تو وہ لغویات وہزلیات وحشیات کہ ایک مہذب آدمی کو نہیں،بکتے بلکہ دوسرے آدمی سے نقل کرتے عار آئے جو آریہ کے''ویدوں'' میں اہلی

کھلی پھر رہی ہیں اور خود بندگان ''وید'' نے اس کے ترجموں میں وہی حد بھر کے گندے گھناؤنے فحش لکھے اُن سے آریہ کی جان کیونکر چھوٹے گی مثلا: ''یجر وید'' میں ''ایشور'' کی بیماری کا حال لکھا کہ بستر پر پڑے پکار رہے ہیں کہ ''اوسینکڑوں کی طرح عقل وعلم رکھنے والو! تمہاری سینکڑوں ہزاروں طرح بوٹیاں ہیں ان میں سے میرے شریر کو نروگ کرو، اے اماں جان! تو بھی ایسا ہی کر''۔ نیز یہ بھی فرمارہے ہیں کہ ''اے بوٹیوں کی مانند فائدہ دینے والی دیوی ماتا! میں فرزند تجھکو بہت نصیحت کرتا ہوں''۔ ماتا جی کہتی ہیں: ''اے لائق بیٹے! میں والدہ تیرے گھوڑے، گائیں، زمین، کپڑے، جان کی حفاظت و پرورش کرتی تو مجھے نصیحت مت کر''۔ اسی ''یجر وید'' کے ادھیائے ۳۱ منتر اول میں ''ایشور'' کے متعلق ہے: ''اس کے ہزار سر ہیں، ہزار آنکھیں ہیں، ہزار پاؤں ہیں، زمین پر وہ سب جگہ ہے الٹا سیدھا تب بھی دس انگلی کے فاصلے پر ہر آدمی کے آگے بیٹھا ہے''۔ نیز ''ویدوں'' میں اس کا نام ''سرو بیا پک'' ہے یعنی وہ ہر جگہ سمایا ہوا، ہر چیز میں رما ہوا، ہر خلا میں گھسا ہوا ہے، ہر جانور کی مقعد، ہر مادہ کی فرج، ہر پاخانہ کی ڈھیری میں، ''ایشور'' ہی ''ایشور'' ہے۔ ''دیانند'' نے محض زبردستی اُن کی کایا پلٹ کی اور انہیں فحش سے نکالا مگر اور مترجموں کا ترجمہ کہاں مٹ جائے گا، مفسر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں بیان کرتا ہے، ترجمے کی غلطی اگر ہوتی ہے تو دو ایک لفظ کے معنی میں نہ کہ سارے کا سارا کلام محض فحش سے حکمت کی طرف پلٹ دیا جائے اور اگر سنسکرت ایسی ہی پیچیدہ زبان ہے جس کی سطروں کی سطریں چاہے فحش سے ترجمہ کرو خواہ حکمت سے وہ کلام کیا ہوا بھاون متی کا گورکھ دھندا ہوا اور اس کے کسی حرف پر اعتماد ہو سکتا ہے، نہیں معلوم کہ مالا جپی ہے یا گالی بکی ہے۔

(۸)...... استدلال بڑی ذمہ داری کا کام ہے، آریہ بیچارہ کیا کھا کر اس سے عہدہ براہ ہوسکتا ہے۔

علم کا قائدہ مسلمہ ہے: ''اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال یعنی جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے''۔

سورۂ مومن وسورۂ محمد کی آیات کریمہ میں کونسی دلیل قطعی ہے کہ خطاب سید عالم ﷺ سے ہے۔ سورۂ مومن میں تو اتنا ہے: ﴿واستغفر لذنبک اے دشمن خدا اپنی معافی چاہ﴾، کسی کا خاص نام نہیں، کوئی دلیل تخصیص نہیں، قرآن عظیم تمام جہاں کی ہدایت کے لئے اترا نہ صرف اس وقت کے موجودین بلکہ قیامت تک کے آنے والوں سے وہ خطاب فرماتا ہے: ﴿اقیموا الصلوۃ نماز قائم رکھو (البقرۃ:۴۳)﴾، یہ خطاب جیسا کہ صحابۂ کرام کو تھا ویسا ہی ہم سے بھی ہے اور تا قیام قیامت ہمارے بعد آنے والی نسلوں سے بھی ہوگا، اسی طرح فرمایا: ﴿لانذرکم بہ ومن بلغ تاکہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو پہنچے (الانعام:۱۹)﴾۔ کتب فقہ کا قاعدہ ہے کہ خطاب ہر سامع سے ہوتا ہے بداں اسعدک اللہ تعالیٰ (تو جان لے اللہ تعالیٰ تجھے سعادت مند بنائے)۔ میں کوئی خاص شخص مراد نہیں، خود قرآن میں ہے: ﴿ارایت الذی ینھی عبدا اذا صلی ارایت ان کان علی الھدی او امر بالتقوی کیا تو نے نہ دیکھا اُسے جو روکتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے، بھلا دیکھ تو اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو یا پرہیز گاری کا حکم فرمائے (العلق:۹تا۱۱)﴾۔ ابوجہل نے سید عالم ﷺ کو نماز سے روکنا چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

یہاں بندے سے مراد سید عالم ﷺ ہیں اور غائب کی ضمیر سید عالم ﷺ طرف ہے اور مخاطب کی ہر سامع کی طرف، بلکہ فرماتا ہے: ﴿فما یکذبک بعد بالدین کیا چیز تجھے روز قیامت کے جھٹلانے پر باعث ہورہی ہے (التین:۷)﴾۔ یہ خطاب خاص کفار سے ہے بلکہ ان میں بھی خاص منکران قیامت مثل مشرکین، آریہ و ہنود سے، یونہی دونوں سورۂ کریمہ میں کاف خطاب ہر سامع کے لئے ہے کہ اے سننے والے اپنے اور اپنے سب مسلمان بھائیوں کے گناہ کی معافی مانگ۔

(۹)...... بلکہ آیت محمد میں تو صاف قرینہ موجود ہے کہ خطاب سید عالم ﷺ سے نہیں، اس کی ابتداء یوں ہوئی: ﴿فاعلم انہ لا الہ الا اللہ واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی معافی

چاہ(محمد:۱۹)﴾۔تو یہ خطاب اُن سے ہے جو ابھی لا الہ الا اللہ نہیں جانتا اور نہ جاننے والے کو جاننے کو حکم دینا تحصیل حاصل ہے، تو معنی یہ ہوئے کہ اے سُننے والے جسے ابھی توحید پر یقین نہیں کسے باشد توحید پر یقین لا اور اپنے اور مسلمان بھائی کے گناہ کی معافی مانگ، تتمہ آیت کریمہ میں اس عموم کو واضح فرما دیا: ﴿والله یعلم متقلبکم ومثوکم اور اللہ جانتا ہے جہاں تم سب لوگ کروٹیں لے رہے ہو اور جہاں تم سب کا ٹھکانہ ہے(محمد:۱۹)﴾۔ اگر ﴿فاعلم﴾ میں تاویل کی تو ﴿ذنبک﴾ میں تاویل سے کون مانع ہے؟، اور اگر ﴿ذنبک﴾ میں تاویل نہیں کرتا تو ﴿فاعلم﴾ میں تاویل کیسے کرتا ہے؟، دونوں پر ہمارا مطلب حاصل، اور مدعی معاند کا استدلال زائل۔

(۱۰)......دونوں آیت کریمہ میں صیغہ امر اور امر انشاء ہے اور انشاء وقوع پر دال نہیں تو حاصل اس قدر کہ بفرض وقوع استغفار واجب، نہ کہ معاذ اللہ ﷻ واقع ہوا، جیسے کسی سے کہنا: ''اکــرم ضیــفک یعنی اپنے مہمان کی عزت کر'' اس سے یہ مراد نہیں کہ اس وقت کوئی مہمان موجود ہے نہ یہ خبر ہے کہ خواہی نخواہی کوئی مہمان آئیگا ہی بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ اگر ایسا ہو تو یوں کرنا۔

(۱۱)......ذنب معصیت کو کہتے ہیں اور قرآن کریم کے عرف میں اطلاق معصیت عمد ہی سے خاص نہیں، قال ﷻ: ﴿وعصی آدم ربه آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی(طٰہٰ:۱۲۱)﴾ حالانکہ خود فرماتا ہے: ﴿فنسی ولم نجدله عزما آدم بھول گیا ہم نے اس کا قصد نہ پایا(طٰہٰ:۱۱۵)﴾۔ لیکن سہو نہ گناہ ہے نہ اس پر مواخذہ، خود اللہ ﷻ نے بندوں کو یہ دعا تعلیم فرمائی: ﴿ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چُوکیں(البقرۃ:۲۸۶)﴾۔

(۱۲)......جتنا قُرب زائد اُسی قدر احکام کی شدت زیادہ ہوتی ہے، بادشاہ جبار جلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سُن لے گا جو برتاؤ گوارا کرے گا، ہرگز شہریوں سے پسند نہ کریگا، شہریوں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء، ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے، اس لئے وارد ہوا: ''حسنات الابرار سیئات المقربین نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربین کے حق میں گناہ ہیں''۔ وہاں ترک اَولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں ہے۔

(۱۳)......آریہ بیچارے جن کے باپ دادا نے بھی کبھی عربی کا نام نہ سُنا، اگر نہ جانے تو ہر ادنیٰ طالب علم جانتا ہے کہ اضافت کے لئے ادنیٰ ملابست بس ہے بلکہ یہ عام طور پر فارسی، اردو، ہندی سب زبانوں میں رائج ہے، مکان کو جس طرح اس کے مالک کی طرف نسبت کریں گے یونہی کرایہ دار کی طرف، یونہی جو عاریت لے کر بس رہا ہے، اس کے پاس جو ملنے آئے گا یہی کہے گا کہ ہم فلانے کے گھر گئے تھے بلکہ پیمائش کرنے والے جن کھیتوں کو ناپ رہے ہوں ایک دوسرے سے پوچھے گا تمہارا کھیت کے جَریب ہوا، یہاں نہ ملک، نہ اجارہ، نہ عاریت، اور اضافت موجود ہے، یونہی بیٹے کے گھر سے جو چیز آئے گی باپ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں سے یہ عطا ہوا تھا، تو ﴿ذنبک﴾ سے مراد اہلبیت کی لغزشیں ہیں، اور اس کے بعد ﴿للمومنین وللمومنت﴾ تعمیم بعد تخصیص ہے، یعنی شفاعت فرمایئے اپنے اہل بیت کرام اور سب مَردوں عورتوں کے لئے۔ اب آریہ کے اُس جنون کا بھی علاج ہوگیا کہ پیروؤں کا ذکر تو بعد کو موجود ہے تعمیم بعد تخصیص کی مثال خود قرآن میں موجود ہے: ﴿رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین والمومنت اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ آیا اور سب مسلمان مَردوں اور عورتوں کو(نوح:۲۸)﴾۔

(۱۴)......اسی وجہ پر آیت کریمہ سورۂ فتح میں لام ﴿لک﴾ تعلیل کا ہے اور ﴿ماتقدم من ذنبک تمہارے اگلوں کے گناہ﴾ یعنی سیدنا عبداللہ اور سیدہ بی بی آمنہ سے منتہائے نسب کریم تک تمام آباؤ اجداد وامہات طیبات باستثناء انبیاء کرام مثل آدم علیہ السلام وشیث علیہ السلام ونوح علیہ السلام وخلیل علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام، اور ﴿ماتاخر﴾ تمہارے پچھلے اہلبیت وامت مرحومہ، تو حاصل آیت کریمہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لئے فتح مبین فرمائی تا کہ اللہ ﷻ تمہارے سبب سے بخش دے، تمہارے علاقہ کے سب اگلوں پچھلوں

کے گناہ، والحمد للہ رب العالمین۔

(۱۵)......﴿ما تقدم من ذنبک وما تاخر تاکہ بخشے تمہارے اگلوں کے گناہ اور پچھلوں کے (الفتح:۲)﴾ سے قبل وبعد نزول وحی کا ارادہ جس طرح عبارتِ تفسیر میں مصرح تھا، آیت میں قطعاً محتمل، اور ہم ثابت کر چکے کہ اب حقیقتِ ذنب خود مندفع، وللہ الحمد وصلی اللہ تعالی علی شفیع المذنبین وبارک وسلم الی یوم الدین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، واللہ تعالی اعلم. (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، رسالہ:اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفی والال والاصحاب، عقیدۂ عاشر، ج۲۹،ص۳۹٤وغیرہ)

ہمارے دور میں بعض علماء کا اس بارے میں کافی اختلاف رہا ہے جسے ہر ذی علم جانتا ہے، تاہم اس اعتبار سے ہم نے اپنی جانب سے اُنہی مفسرین کے اقوال با حوالہ پیش خدمت کر دیئے ہیں جن سے ہم نے ابھی تک عطائین کے کام میں خوب استفادہ کیا ہے۔ تاہم علماء کا اختلاف باعث رحمت ہوا کرتا ہے لہٰذا عوام کو اس معاملے میں الجھنے کی ضرورت قطعاً نہیں ہونی چاہیے اور نہ ہی انہیں شریعت اجازت دیتی ہے کہ علمی طبقے کی گفتگو اور ان کے اختلاف کو عوامی سطح پر لا کر مزید خرابی پیدا کریں۔ جب کہ بعض لوگ ایسا کرتے دیکھے گئے ہیں، ان کی خدمت میں بھی یہی عرض ہے کہ علماء کے منصب کو سمجھیں اور ان کے اختلاف کو ان ہی کی حد تک محدود رکھیں۔ مجھے ان تمام اقوال میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا مؤقف زیادہ اچھا لگا کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ کی شان میں کمال احتیاط کا عنصر نمایاں ہے تاہم دیگر مفسرین کرام نے بھی ذنب کی نسبت امت کی جانب کی ہے اور یہی بہتر ہے۔

حاضر وناظر کا مفہوم:

۳......سید عالم ﷺ کا امت پر شاہد (نگہبان، گواہ) ہونے کی تین وجوہات ہیں: (۱)......سید عالم ﷺ اپنی امت پر قیامت کے دن نگہبان ہونگے، جیسا کہ فرمان مبارک ﴿ویکون الرسول علیکم شھیدا اور یہ رسول تمہارے نگہبان وگواہ (البقرۃ:۱٤۳)﴾ ہے۔ اس بناء پر نبی کو امت پر نگہبان بنایا گیا ہے اور یہ احتمال آخرت کے دن کے حوالے سے ہے۔ (۲)......سید عالم ﷺ کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ'' کے نگہبان ہیں، اور اس بناء پر نکتہ ہے کہ اللہ ﷻ نے اپنے نبی کو اپنی وحدانیت پر نگہبان بنایا تو حید پر نگہبان نہیں بنایا کیونکہ جس چیز کا دعوی کیا جاتا ہے وہ خلاف ظاہر ہوتی ہے اور اللہ ﷻ کی توحید تو اس کائنات میں ظاہر ہے بلکہ اظھر من الشمس ہے اور بلکہ نبی تو نبوت کا مدعی ہوتا ہے اور اللہ ﷻ نے اسے اپنی ذات پر نگہبان بنایا ہے جیسا کہ فرمان مقدس ہے ﴿واللہ یعلم انک لرسولہ اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو (المنافقون:۱)﴾۔ (۳)......دنیا میں امور آخرت سے متعلق نگہبان ہیں مثلاً جنت، دوزخ، میزان، صراط، اسی طرح آخرت کے وہ امور جو دنیا میں پائے جائیں مثلاً طاعت وفرمانبرداری، معصیت، صلاح وکامرانی، فساد وغیرہ امور پر نگہبان ہیں جیسا کہ فرمان مقدس ﴿ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا (الاحزاب:٤٥،٤٦)﴾ ہے۔ (الرازی، ج۹،ص۱۷۳)

احادیث کی روشنی میں شاہد ہونے کی بحث:

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے دیکھا جہنم کی بعض آگ بعض کو کھا رہی تھی، اور میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ وہ دوزخ میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا، اور یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے بتوں کے لئے اونٹنیوں کو نامزد کیا تھا''۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: ما جعل اللہ من بحیرۃ، رقم: ٤٦٢٤، ص۷۹۱)

☆......حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر جنت میں ہیں، عبد الرحمان جنت میں ہیں، سعد بن ابی وقاص جنت میں

ہیں، سعید بن زید جنت میں ہیں، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں''۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: مناقب عبدالرحمن بن عوف، رقم: ۳۷۶۸، ص ۱۰۶۹)

☆......حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منھ سے سنا ہے وہ فرمارہے تھے کہ طلحہ اور زبیر دونوں جنت میں میرے پڑوسی ہونگے۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: مناقب ابی محمد طلحة، رقم: ۳۷۶۲، ص ۱۰۶۸)

☆......حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طلحہ نے اپنے لئے جنت کو واجب کرلیا''۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: مناقب ابی محمد طلحة، رقم: ۳۷۵۹، ص ۱۰۶۷)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص شہید کو زمین میں چلتے پھرتے دیکھنے سے خوش ہو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے''۔ (المرجع السابق، رقم: ۳۷٦۰)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے طویل حدیث میں روایت کا آخری حصہ یوں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے دوزخ میں ایک ڈھال والے شخص کو دیکھا جو اپنی ڈھال سے حجاج کے کپڑے چرایا کرتا تھا اگر کسی کو پتہ چل جاتا تو وہ کہتا یہ کپڑا میری ڈھال میں اٹک گیا تھا، اور جب وہ شخص غافل ہوتا تو وہ کپڑا لے جاتا، اور میں نے دوزخ میں ایک عورت دیکھی جس نے بلی کو باندھ کر رکھا تھا، اس کو کچھ کھانے کو دیا اور نہ اس کو آزاد کیا کہ وہ زمین پر پڑی ہوئی کوئی چیز کھالیتی حتی کہ وہ بلی بھوک سے مرگئی''۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ الکسوف، باب: ما عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: (۱۹۸٦)/ ۹۰٤، ص ٤١٢)

نبی کی تعظیم اصل ایمان ہے:

☆......سب سے پہلے آیت کے سیاق وسباق پر غور کریں، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو (الفتح: ۹)﴾۔ آیت کا ابتدائی کلام اللہ عزوجل کی توحید اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی کا ہے یعنی یوں کہیں کہ اللہ عزوجل نے پہلے عقیدے کی درستگی کا حکم دیا، معلوم ہوا علم اصول علم فروع سے مقدم ہے، دوسرے نمبر پر اللہ عزوجل نے تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دیا، یہ بھی عقیدے کی بات ہے اور اس کا تعلق بھی علم اصول سے ہے۔ تیسرے نمبر پر اپنی عبادت کا حکم دیا جس کا تعلق عبادات سے ہے۔ گویا اس آیت میں ہمیں یہ درس دیا گیا کہ اگر عقیدہ درست نہیں، بنیادی ضروریات دین میں سے کسی پر عمل نہ ہو اور انہیں نہ مانا جائے تو اللہ عزوجل تمہاری کسی عبادت کا محتاج نہیں، جب تک عقیدہ درست نہ ہو عبادت کامل نہیں ہوتی۔

اہل ایمان کو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اعمال سے سبق حاصل کرنا چاہئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنا یہ ایمان کا رکن ہے، وہ بشر ضرور ہیں مگر ہم جیسے نہیں، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان کی تعظیم وتوقیر میں کہاں کمی چھوڑی؟ کئی واقعات ایسے ہیں کہ جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری مبارک کی تعظیم کا درس ملتا ہے، کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بول وبراز اور خون مبارک کی برکتیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پائیں اور ان کی بھی تعظیم کرکے جنت کی خوشخبریاں دنیا میں حاصل کیں۔ آیت مبارکہ میں بھی اللہ عزوجل نے یہی سبق دیا ہے کہ جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم کریں اور انہیں مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو ان پر اترا تو وہی مراد کو پہنچے۔ اس آیت قرآنی کے ضمن میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے حوالے سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنے پر موجود وعیدوں کو ذکر کرتے ہیں تاکہ اس موضوع کو صحیح معنوں میں سمجھا جاسکے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ بظاہر دیکھنے میں ہماری مثل ہیں لیکن ان کی شان بڑی اعلی ہے جبھی تو اللہ عزوجل نے قرآن پر عمل کرنے کا درس بعد میں دیا پہلے اپنے نبی کی تعظیم کا حکم دیا مولانا

رومؔ فرماتے ہیں: کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
یعنی اے عزیز! پاک لوگوں کو اپنے جیسا قیاس نہ کر و شیر اگر چہ لکھنے میں شیر (دودھ) کی مانند ہے مگر دونوں میں بڑا فرق ہے۔
☆......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحُد میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہو گیا تو لب مبارک بھی زخمی ہوا جس سے خون بہنے لگا، حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ (جو کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ہیں) نے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہونٹ کو اپنے منہ میں لیکر دبانا شروع کر دیا اور اتنا دبایا کہ وہ جگہ سفید ہو گئی اور خون نکلنا بند ہو گیا، جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہونٹ کو چوس رہے تھے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے سنان! اسے پھینک دو'' ! تو انہوں نے کہا واللہ! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک کو زمین میں پر نہ پھینکوں گا، اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ خون نگل لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من مس دمی لم تصبه وفی روایة لم تمسه النار یعنی تم میں سے جسے بھی میرا خون چھو جائے اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی''۔
☆......ابن سعد فرماتے ہیں کہ لو وقع منه شئ علی الارض ،لنزل علیهم العذاب من السماء یعنی اگر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک میں سے کچھ بھی حصہ زمین پر گرتا تو اللہ عزوجل (اہل احد) پر آسمان سے عذاب نازل فرما دیتا۔
ینابیع میں ہے کہ اللہ عزوجل نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک کے قطرات کو آسمان کی جانب بلند فرما دیا، ینابیع کہتے ہیں کہ لو وقع منها شیء علی الارض لم ینبت علیها نبات یعنی ان خون مبارک کے قطرات میں سے کوئی بھی قطرہ زمین پر گرتا تو وہاں پر سبزہ نہ اگتا۔ (شرح زرقانی علی المواهب ،کتاب المغازی، ج۲، ص ۴۲۶ ،سبل الهدی والرشاد، کتاب المغازی، ج۴، ص ۲۰۰)
☆......بی بی ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پیشاب فرمایا، میں اٹھی اور اسے پانی سمجھ کر پی گئی کیونکہ میں پیاسی تھی صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر جب میں نے بتایا کہ واللہ وہ تو میں پی گئی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواجذ ظاہر ہونے لگے اور فرمایا ''اما انک لا یفجع بطنک بعده ابدا یعنی آج کے بعد تجھے پیٹ میں کبھی بھی درد نہ ہوگا''۔ (المستدرك للحاكم، باب ذكر ام ايمن، رقم: ۶۹۱۰، ج۷، ص ۲۴۷۰)
☆......اسی طرح برکت نامی ایک کنیز جو کہ ام المؤمنین بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ حبشہ سے آئی ہوئی تھیں، انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک پی لیا تھا (جو کہ پاکیزہ تھا جس میں نہ تو بُو تھی اور نہ ہی اس کا ذائقہ متغیر تھا) جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بشارت دی ''تو نے اپنے پیٹ کو جہنم سے بچا لیا''، قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ولم یامر واحدا منهم بغسل فم ولا نهاه عن عوده یعنی حضور نے ان دونوں خواتین سے یہ نہ کہا کہ اپنے مونہوں کو دھوؤ اور آئندہ کے لئے ایسا نہ کرنا۔ (نسیم الریاض ،فصل :فی نظافة جسمه، ج۲، ص ۳۱)
☆......مسور بن مخرمہ اور مروان سے روایت کردہ طویل حدیث میں ہے کہ عروہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو بغور ملاحظہ فرمایا اس نے کہا کہ بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب تھوکتے تھے تو کوئی نہ کوئی صحابی اپنا ہاتھ آگے کر دیتا، پھر اس لعاب کو اپنے چہرے اور ہاتھوں پر ملتا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کا حکم دیتے تو سب ہی اس کام کو کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کو لینے کیلئے اس طرح جھپٹ پڑتے کہ لگتا کہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات کرتے تو سارے ہی خاموش ہو جاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھور کر نہیں دیکھتے، جب عروہ بن مسعود کفار قریش کی جانب گئے تو کہا اے میری قوم خدا عزوجل کی قسم! میں کئی بادشاہوں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں وفود لے کر گیا ہوں اور میں نے کسی بادشاہ کی ایسی تعظیم ہوتے نہیں دیکھی جیسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی انکے اصحاب کرتے ہیں، جب یہ تھوکتے ہیں تو کوئی اسے اپنے ہاتھ پر لے لیتا ہے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں پر ملتا ہے، جب کسی کام کو کہیں تو صحابہ اس کام کو کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، جب وضو کرتے ہیں تو ایک دوسرے

پربچے ہوئے پانی کو حاصل کرنے کے لئے جھپٹ پڑتے ہیں، جب بات کریں تو سارے ہی خاموش ہوکر سماعت کرتے ہیں تم ان کا مقابلہ ہرگز نہ کرسکوگے۔ (صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد......الخ، رقم: ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ص ٤٤٧)

یہاں تک ہم نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے بارے میں بیان فرمادیا، اب لگے ہاتھوں یہ بھی جان لیا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ سی گستاخی انسان کو کفر تک پہنچا سکتی ہے، تاہم فقہائے کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں اور ایسے شخص کی توبہ سے حد ساقط نہیں ہوتی علامہ ابن عابدین معروف علامہ شامی فرماتے ہیں: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوتی کیونکہ توبہ کرنے سے حد ساقط نہیں ہوتی اور اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم دنیا کے ساتھ خاص ہے، بہر حال اللہ عزوجل کی جناب میں (یعنی آخرت میں) اس کی توبہ مقبول ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔ علامہ علاؤالدین حصکفی فرماتے ہیں جو شخص اپنے قول کے ذریعے مقام رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی کرے یا اپنے فعل کے ذریعے ایسا کرے کہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی بغض ہو، ایسے شخص کو بطور حد قتل کیا جائے گا۔ (الدر المختار مع ردالمحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦ ص ۳۷۰، ۳۷۱)

ہمارے اسلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فرامین کا بھی بے حد احترام فرمایا کرتے تھے، چنانچہ ہم اسی ضمن میں چند واقعات ذکر کرتے ہیں۔ حضرت مصعب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے سامنے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہوتا تو ان کا رنگ شدتِ خوف کے باعث متغیر ہو جاتا اور شدت خشوع کی وجہ سے جھک جاتے یہاں تک کہ اپنی جگہ پر بمشکل بیٹھ پاتے، جب ان سے اس کیفیت کے بارے میں سوال کیا جاتا تو فرماتے کہ اگر تم ہمارے اسلاف کے خشوع کی وہ کیفیت دیکھ لیتے جو میں نے دیکھی ہے تو میری اس حالت پر ضرور گواہی دیتے۔

حضرت مصعب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن المنکدر کو جو کہ اپنے دور کے سید القراء تھے، ہم ان سے جب بھی کسی حدیث کے بارے میں دریافت فرماتے تو وہ رونے لگتے یہاں تک کہ ہمیں ان پر رحم آنے لگتا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جعفر بن محمد الصادق کو دیکھا، آپ بہت زیادہ خوش طبعی کرنے والے اور تبسم فرمانے والے تھے لیکن جب ان کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو ان کا رنگ زرد پڑ جاتا اور میں نے ان کو کبھی بھی بغیر وضو کے حدیث پاک بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا وہ ہمیں حدیث بیان کر رہے تھے انہیں بچھو نے سولہ مرتبہ ڈنک مارا جس سے ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو کر زرد پڑ گیا لیکن انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث منقطع نہیں کی، جب مجلس برخاست ہوئی تو لوگوں نے وجہ دریافت کی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے سولہ مرتبہ بچھو نے ڈنک مارا اور میں صبر کرتا رہا اور میرا صبر صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے احترام کی وجہ سے تھا۔ (نسیم الریاض شرح قاضی عیاض، فصل: فی تعظیم النبی بعد موته، ج ٤، ص ٤٨٧ وغیرہ، ملتقطاً ملخصاً)

احادیث کے تناظر میں بیعت رضوان کا بیان:

۵.....سب سے پہلے تو یہ جان لیں کہ اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله﴾ وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں (الفتح: ۱۰) میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کو اللہ عزوجل کی بیعت قرار دیا گیا، کیونکہ کاف ضمیر خطاب سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کو اللہ عزوجل کی بیعت اس لئے قرار دیا گیا کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا مقصود اللہ عزوجل ہی کی بیعت تھی۔ (المظهری، ج ٦، ص ۳۵۸)

اس موضوع پر بھی احادیث طیبہ وارد ہیں کہ بیعت رضوان کیسے ہوئی اور اس بیعت کے اعتبار سے کیا حالات رونما ہوئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یوم حدیبیہ کو ہم چودہ سو افراد تھے، ہم نے آپ سے بیعت کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر کے

درخت کے نیچے پکڑا ہوا تھا۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب مبایعۃ الامام الجیش، رقم:(۴۷۰۲)/ ۱۸۵۶، ص۹۴۵)

☆......یزید بن ابی عبید، سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ میں نے سلمہ سے پوچھا کہ حدیبیہ کے دن آپ لوگوں نے سید عالم ﷺ کے ہاتھ پر کس چیز کی بیعت کی تھی؟ انہوں نے کہا: موت پر"۔

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب البیعة فی الحرب......الخ، رقم: ۲۹۶۰، ص۴۸۹)

☆......حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس دن درخت کے نیچے بیعت ہورہی تھی اور سید عالم ﷺ لوگوں کو بیعت فرمارہے تھے اور میں آپ کے سر سے درخت کی شاخوں میں سے کوئی شاخ ہٹا رہا تھا اور ہم اس دن چودہ سو افراد تھے، انہوں نے کہا ہم نے موت پر بیعت نہیں کی تھی لیکن ہم نے یہ بیعت کی تھی کہ ہم آپ کو چھوڑ کر نہیں بھاگیں گے۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب مبایعۃ الامام الجیش، رقم:(۴۷۱۰)/ ۱۸۵۸، ص۹۴۶)

☆......ایک طویل حدیث میں یوں بھی ہے کہ عثمان بن موہب نے بیان کیا ہے کہ اہل مصر میں سے کسی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیعت رضوان میں حاضر نہ ہونے کا پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت کوئی اور شخص سرزمین مکہ میں اہل مکہ کے نزدیک معزز ہوتا تو آپ ﷺ اسی کو سفارت کے لئے بھیجتے، لیکن سید عالم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سفارت کے لئے بھیجا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد یہ بیعت ہوئی، سید عالم ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا: "یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے، اور اس پر اپنا بایاں ہاتھ رکھ دیا، پھر فرمایا: "عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوگئی"، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جا اب یہ جوابات لے کر چلتا بن۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب: مناقب عثمان بن عفان، رقم: ۳۶۹۹، ص۶۲۲)

سید عالم ﷺ نے یہ بیعت اس وقت فرمائی جب آپ کو یہ جھوٹی اطلاع ملی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا گیا ہے اور اصحاب میں بے چینی پائی گئی تو اپنا دایاں ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کر کے ثابت فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہیں اور یہ خبر جھوٹی ہے، اور اگر کوئی یہ بات نہ مانے تو نبی کریم ﷺ کے کلام "یہ ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے"، جھوٹا قرار پائے گا۔

اغراض:

قضینا بفتح مکة وغیرھا: یعنی خیبر، حنین، طائف وغیرہ۔ ایک سوال کیا جاتا ہے کہ یہ آیت سن ۶ ہجری میں نازل ہوئی جب کہ سید عالم ﷺ حدیبیہ سے واپس ہوئے اور مکہ مکرمہ سن ۸ ہجری میں فتح ہوا، پس ﴿انا فتحنا لک﴾ میں ماضی کے ساتھ تعبیر کیوں کیا گئی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ماضی کی جانب نسبت کرنے سے قضائے ازلی کی جانب نسبت کرنا مراد ہے، گویا یہ ہے کہ ہم نے ازل ہی سے مکہ مکرمہ کے فتح ہونے کا فیصلہ فرمالیا تھا۔

عنوة: یہ امام مالک اور ابو حنیفہ کا مذہب ہے، کہ سید عالم ﷺ اور ان کے اصحاب مکہ مکرمہ میں قہر وغضب کے انداز میں داخل ہوئے اور بعض صحابہ مثلاً خالد بن ولید اور ان کے ساتھیوں سے قتال کا معرکہ بھی رونما ہوا اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ صلح کے انداز میں فتح ہوا، اور کوئی قتال وغیرہ کا معاملہ نہ پیش آیا اور ابو سفیان نے سید عالم ﷺ کے لئے امن کی راہ فراہم کردی۔

بفتح مکة: ایک سوال مقدر کے جواب میں ہے، سوال یہ ہے کہ فتح تو اللہ کی جانب سے مشروع ہوئی ہے اور مغفرت شخصی مراد ہے؟ پس اس اعتبار سے مفسرین کے دونوں اقوال "بجھادک" کا "فتح مکة" کے متعلق ہونا درست نہیں ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد یہاں اللہ کی بارگاہ سے ملنے والی فتح ہے، لیکن اس کا ترتب نبی پاک ﷺ کے فعل یعنی جہاد سے ہوتا ہے، پس اس اعتبار سے ترتب درست ہے۔ **وھو مؤول:** سید عالم ﷺ کی جانب "ذنب" کی نسبت کرنا مؤول (یعنی اس میں

تاویل کی گنجائش) ہے، اور مراد اس سے سید عالم ﷺ کی امت کے گناہ ہیں، یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ "حسنات الابرار سیئات المقربین" کے ذریعے تاویل کرلی جائے، یا اس کے دو معنوں میں سے کوئی ایک معنی درست مانا جائے مثلاً: "الغفر" کے معنی "الستر" ہوتے ہیں اور "الستر" "بندے اور" ذنب" کے مابین ہوگا یا "ذنب" اور "عذاب" کے مابین ہوگا، پس اول قول حضرات انبیائے کرام کے لئے لائق ہوسکتا ہے اور ثانی امت کیلئے، اگر یہ کہا جائے کہ نبی کی عصمت اعلان نبوت سے پہلے اور بعد دونوں ہی اوقات میں ہوا کرتی ہے یعنی نبی اعلان نبوت سے پہلے اور بعد میں گناہ سے پاک ہوتے ہیں، پھر اس کی نسبت جہاد کی جانب کیسے ممکن ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد مخلوق کی جانب اشارہ کرنا ہے نہ کہ اپنی جانب۔

من الذنوب: یعنی چھوٹے یا بڑے، جان بوجھ کر ہوں یا انجانے میں ہوں، نبوت سے پہلے ہوں یا بعد میں۔

لا سبب: اس لئے کہ سبب وہ ہوتا ہے جس کی جانب حکم مضاف ہو، جیسا کہ زوال وجوب ظہر کے لئے اور مغفرت میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ بالفتح المذکور: مراد فتح مکہ وغیرہ فتوحات ہیں جو آقائے دوجہاں ﷺ کے جہاد کی وجہ سے وقوع پذیر ہوئیں۔

لا ذل معه: اللہ نہ تو دنیا میں ذلت دے گا اور نہ ہی آخرت میں، یعنی اللہ کی مدد مطلقا ہونا مراد ہے، جیسا کہ دنیا میں بعض کافروں کی مدد ہو جاتی ہے۔ متعلق بمحذوف: یعنی ﴿فتحنا﴾ کے متعلق نہیں ہے۔ لفعل: یعنی اللہ نے اس طرح مدد فرمائی کہ مومنین پر سکینہ (اطمینان) اتار دیا تاکہ وہ دشمنوں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کریں اور انہیں اس کام کی بناء پر دنیا اور آخرت میں شرف و عزت میسر ہو۔

فی المواضع الثلاثۃ: یعنی تینوں مقامات پر سین کی فتح اور ضمہ کے ساتھ، ﴿ظن السوء﴾، ﴿دائرۃ السود﴾، ﴿وظننتم ظن السوء﴾ لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلے اور تیسرے مقام پر فتح کے ساتھ پڑھا جائے اور اسی پر ساتوں قرائت کے قاریوں کا اتفاق ہے۔

ھو نحو من یطع الرسول: رسول اللہ ﷺ کی بیعت ایسی ہی ہے جیسا کہ اللہ کی بیعت، یعنی مراد یہ ہے کہ انسان اللہ کے پاس لوٹے گا اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ جوارح (اعضاء) سے پاک ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص۳۰۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿سیقول لک المخلفون من الاعراب﴾ حَوْلَ الْمَدِیْنَةِ اَیِ الَّذِیْنَ خَلَّفَهُمُ اللّٰهُ عَنْ صُحْبَتِکَ لَمَّا طَلَبْتَهُمْ لِیَخْرُجُوْا مَعَکَ اِلٰی مَکَّةَ خَوْفًا مِنْ تَعَرُّضِ قُرَیْشٍ لَکَ عَامَ الْحُدَیْبِیَّةِ اِذَا رَجَعْتَ مِنْهَا ﴿شغلتنا اموالنا واھلونا﴾ عَنِ الْخُرُوْجِ مَعَکَ ﴿فاستغفرلنا﴾ اللّٰهَ مِنْ تَرْکِ الْخُرُوْجِ مَعَکَ قَالَ تَعَالٰی مُکَذِّبًا لَهُمْ ﴿یقولون بالسنتھم﴾ اَیْ مِنْ طَلَبِ الْاِسْتِغْفَارِ وَمَا قَبْلَهٗ ﴿ما لیس فی قلوبھم﴾ فَهُمْ کَاذِبُوْنَ فِیْ اِعْتِذَارِهِمْ ﴿قل فمن﴾ اِسْتِفْهَامٌ بِمَعْنَی النَّفْیِ اَیْ لَا اَحَدٌ ﴿یملک لکم من اللہ شیئا ان اراد بکم ضرا﴾ بِفَتْحِ الضَّادِ وَضَمِّهَا ﴿او اراد بکم نفعا بل کان اللہ بما تعملون خبیرا (۱۱)﴾ اَیْ لَمْ یَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِکَ ﴿بل﴾ فِی الْمَوْضَعَیْنِ لِلْاِنْتِقَالِ مِنْ غَرَضٍ اِلٰی اٰخَرَ ﴿ظننتم ان لن ینقلب الرسول والمؤمنون الی اھلیھم ابدا وزین ذلک فی قلوبکم﴾ اَیْ اَنَّهُمْ یُسْتَاصَلُوْنَ بِالْقَتْلِ فَلَا یَرْجِعُوْنَ ﴿وظننتم ظن السوء﴾ هٰذَا وَغَیْرُهٗ ﴿وکنتم قوما بورا (۱۲)﴾ جَمْعُ بَائِرٍ اَیْ هَالِکِیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ بِهٰذَا الظَّنِّ ﴿ومن لم یؤمن باللہ ورسولہ فانا اعتدنا للکفرین سعیرا (۱۳)﴾ نَارًا شَدِیْدَةً ﴿وللہ ملک السموت والارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء وکان اللہ غفورا رحیما (۱۴)﴾ اَیْ لَمْ یَزَلْ مُتَّصِفًا بِمَا ذُکِرَ ﴿سیقول

المخلفون﴾الْمَذْكُوْرُوْنَ﴿اذا انطلقتم الى مغانم﴾هِيَ مَغَانِمُ خَيْبَرَ﴿لتاخذوها ذرونا﴾اُتْرُكُوْنَا﴿نتبعكم﴾لِنَاْخُذَ مِنْهَا﴿يريدون﴾بِذٰلِكَ﴿ان يبدلوا كلم الله﴾وَفِي قِرَاءَةٍ كَلِمَ بِكَسْرِ اللَّامِ اَيْ مَوَاعِيْدَهُ بِغَنَائِمِ خَيْبَرَ اَهْلَ الْحُدَيْبِيَّةِ خَاصَّةً﴿قل لن تتبعونا كذلكم قال الله من قبل﴾اَيْ قَبْلَ عَوْدِنَا﴿فسيقولون بل تحسدوننا﴾اَنْ نُصِيْبَ مَعَكُمْ مِنَ الْغَنَائِمِ فَقُلْتُمْ ذٰلِكَ﴿بل كانوا لا يفقهون﴾مِنَ الدِّيْنِ﴿الا قليلا(۱۵)﴾مِنْهُمْ﴿قل للمخلفين من الاعراب﴾الْمَذْكُوْرِيْنَ اِخْتِبَارًا﴿ستدعون الى قوم اولى﴾اَصْحَابِ﴿باس شديد﴾قِيْلَ هُمْ بَنُوْ حَنِيْفَةَ اَصْحَابُ الْيَمَامَةِ وَقِيْلَ فَارِسَ وَالرُّوْمَ﴿تقاتلونهم﴾حَالٌ مُقَدَّرَةٌ هِيَ الْمَدْعُوُّ اِلَيْهَا فِي الْمَعْنٰى﴿او﴾هُمْ﴿يسلمون﴾فَلَا تُقَاتِلُوْنَ﴿فان تطيعوا﴾اِلٰى قِتَالِهِمْ﴿يؤتكم الله اجرا حسنا وان تتولوا كما توليتم من قبل يعذبكم عذابا اليما(۱۶)﴾مُؤْلِمًا﴿ليس على الاعمى حرج ولا على الاعرج حرج ولاعلى المريض حرج﴾فِي تَرْكِ الْجِهَادِ﴿ومن يطع الله ورسوله يدخله﴾بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ﴿جنت تجرى من تحتها الانهر ومن يتول يعذبه﴾بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ﴿عذابا اليما(۱۷)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اب تم سے کہیں گے جو گنوار پیچھے رہ گئے تھے (مدینے کے اردگرد رہنے والے، یعنی وہ لوگ جنہیں تم نے اپنے ساتھ مکہ کی طرف چلنے کے لیے طلب کیا تھا اللہ نے انہیں تمہاری صحبت سے پیچھے کر دیا، یہ آپ کے ساتھ اس لیے آئے کہ انہیں خوف تھا کہ حدیبیہ والے سال کفار قریش آپ سے تعرض کریں گے جب آپ دوبارہ لوٹ کر ان کے پاس جائیں گے تو وہ آپ سے کہیں گے) کہ ہمیں ہمارے مال اور ہمارے گھر والوں نے مشغول رکھا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ جانے سے ......۱......) اب حضور (اللہ عزوجل سے) ہماری مغفرت طلب کریں (اس پر کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ نکل سکے اللہ جل جلالہ نے ان لوگوں کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا) اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں (استغفار اور دیگر باتیں) جو ان کے دلوں میں نہیں (تو وہ اپنا عذر بیان کرنے میں جھوٹے ہیں ......۲......)تم فرماؤ تو کون ہے (من استفہامیہ بمعنی نفی ہے یعنی کوئی نہیں) جسے اللہ کے سامنے تمہارا کچھ اختیار ہے اگر وہ تمہارا برا چاہے (ضرا ضاد مفتوحہ مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) یا تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے بلکہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ ہمیشہ سے اس صفت سے متصف ہے) بلکہ (''بل'' دونوں مقامات میں ایک سے دوسری غرض کی طرف منتقل ہونے کے لیے ہے)تم تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز گھروں کو واپس نہ آئیں گے اور اسی کو اپنے دلوں میں بھلا سمجھے ہوئے تھے (کہ یہ لوگ قتل ہو جائیں گے اور لوٹ کر واپس نہیں آئیں گے)اور تم نے برا گمان کیا (یہ گمان اور دیگر گمان ......۳......)اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے (اللہ جل جلالہ کے نزدیک اس گمان کے سبب، ''بورا'' بائر کی جمع ہے بمعنی ھالکین ہے)اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر تو ہم نے کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے (''سعیرا'' کے معنی بھڑکتی آگ ہے)اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (یعنی اللہ جل جلالہ ہمیشہ ہمیشہ سے ان صفات سے متصف ہے)اور اب کہیں گے (مذکورہ لوگ) پیچھے بیٹھ رہنے والے جب تم غنیمتیں لینے چلو (مراد اس سے ''خیبر'' کی غنیمتیں ہیں) ہمیں چھوڑ دو (ذرونا بمعنی اترکونا ہے) ہم تمہارے پیچھے آئیں گے (تا کہ ہم بھی مال غنیمت سے لیں ......۴......) وہ چاہتے ہیں (اس کے

ذریعے) اللہ کا کلام بدل دیں (ایک قراءت میں کلم اللہ لام مکسورہ کے ساتھ ہے یعنی اللہ ﷻ کے وعدے کہ اہل حدیبیہ کی غنیمتیں خاص طور پر اہل حدیبیہ کے لیے ہونگی) تم فرماؤ ہرگز تم ہمارے ساتھ نہ آؤ اللہ نے پہلے سے یونہی فرمادیا ہے (یعنی ہمارے لوٹنے سے پہلے ہی فرمادیا تھا) تو اب کہیں گے بلکہ تم ہم سے جلتے ہو (کہ ہم تمہارے ساتھ مال غنیمت میں حصہ دار بن جائیں گے اسی لیے تم نے یہ کہا ہے) بلکہ وہ (دین کو) نہ سمجھتے تھے مگر تھوڑے (یعنی ان میں سے تھوڑے) ان (مذکورہ) پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے (بطور آزمائش) فرماؤ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے (ایک قول کے مطابق اس سے مراد اصحاب یمامہ قبیلہ بنو حنیفہ کے افراد ہیں اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد اہل فارس اور اہل روم ہیں ......۵......) کہ ان سے لڑو یا مسلمان ہو جاؤ (تو ان سے جنگ نہ کرنا پڑے......٦......"یسلمون" سے پہلے ھم ضمیر محذوف ہے) پھر اگر تم فرمان مانو گے (ان سے جنگ کرنے کا تو) اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا......ے......اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا (الیم بمعنی مولم ہے) اندھے پر تنگی نہیں اور نہ لنگڑے پر مضائقہ بیمار پر موخذاہ (جہاد پر نہ جانے میں) اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اللہ اسے داخل فرمائے گا ("یدخل" علامت مضارع یاء اور نون کے ساتھ پڑھا گیا ہے) باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں اور جو پھر جائے گا اسے دردناک عذاب دے گا ("یعذب" علامت مضارع یاء اور نون دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿سیقول لک المخلفون من الاعراب شغلتنا اموالنا واھلونا فاستغفرلنا﴾

سیقول: فعل، لک: متعلق، المخلفون: ذوالحال، من الاعراب: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، شغلتنا: فعل ومفعول، اموالنا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اھلونا: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، استغفرلنا: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿یقولون بالسنتھم ما لیس فی قلوبھم﴾

یقولون: فعل بافاعل، بالسنتھم: ظرف لغو، ما: موصولہ، لیس فی قلوبھم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل فمن یملک لکم من اللہ شیئا ان ارادبکم ضرا اوارادبکم نفعا﴾

قل: قول، ف: عاطفہ، من: استفہامیہ مبتدا، یملک لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، من اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، شیئا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول، ان: شرطیہ، ارادبکم ضرا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، ارادبکم نفعا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا محذوف "فمن یملک لکم......الخ" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿بل کان اللہ بما تعملون خبیرا بل ظننتم ان لن ینقلب الرسول والمومنون الی اھلیھم ابدا﴾

بل: عاطفہ وحرف اضراب، کان اللہ: فعل ناقص واسم، بما تعملون خبیرا: شبہ جملہ فعلیہ، بل: حرف اضراب، ظننتم: فعل بافاعل، ان: مخففہ "ہ" ضمیر اسم محذوف، لن ینقلب: فعل نفی، الرسول: معطوف علیہ، و: عاطفہ، المومنون: معطوف، ملکر فاعل، الی اھلیھم: ظرف لغو، ابدا: ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وزین ذلک فی قلوبکم وظننتم ظن السوء وکنتم قوما بورا﴾

و: عاطفہ، زین: فعل مجہول، ذلک: نائب الفاعل، فی قلوبکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ظننتم: فعل بافاعل، ظن

السوء: مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ،و :عاطفہ،کنتم فعل ناقص بااسم،قوما بورا :خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن لم یومن باللہ ورسولہ فانا اعتدنا للکفرین سعیرا﴾

و :عاطفہ،من :شرطیہ مبتدا،لم یومن باللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ شرط ،ف :جزائیہ،انا :حرف مشبہ واسم،اعتدنا :فعل بافاعل،للکفرین :ظرف لغو،سعیرا :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللہ ملک السموت والارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء وکان اللہ غفورا رحیما﴾

و :عاطفہ،للہ :ظرف مستقر خبر مقدم،ملک السموت والارض :مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،یغفر :فعل بافاعل،لمن یشاء :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و :عاطفہ،یعذب :فعل بافاعل،من یشاء :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و :عاطفہ،کان اللہ :فعل ناقص بااسم،غفورا رحیما :خبران،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿سیقول المخلفون اذا انطلقتم الی مغانم لتاخذوھا ذرونا نتبعکم یریدون ان یبدلوا کلم اللہ﴾

سیقول: فعل،المخلفون :ذوالحال،یریدون :فعل بافاعل،ان :مصدریہ،یبدلوا کلم اللہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،اذا :مضاف،انطلقتم :فعل بافاعل،الی مغانم: ظرف لغو،لتاخذوھا :ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ قول،ذرونا :فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،نتبعکم :فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب امر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل لن تتبعونا کذلکم قال اللہ من قبل﴾

قل: قول،لن تتبعونا :فعل نفی بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ، کذلکم :ظرف مستقر "قولا" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم،قال اللہ :فعل وفاعل،من قبل :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فسیقولون بل تحسدوننا بل کانوا لا یفقھون الا قلیلا﴾

ف :عاطفہ،سیقولون :فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول،بل :حرف اضراب،تحسدوننا :فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،بل :حرف اضراب، کانوا :فعل ناقص بااسم،لایفقھون :فعل نفی بافاعل،الا :اداۃ حصر،قلیلا: "فیھما" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونھم اویسلمون﴾

قل: فعل امر بافاعل،لام: جار،المخلفین :ذوالحال،من الاعراب: ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول،ستدعون: فعل بانائب الفاعل،الی: جار،قوم :موصوف،اولی باس شدید: صفت اول،تقاتلونھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،او :عاطفہ،یسلمون :جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فان تطیعوا یوتکم اللہ اجرا حسنا وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما﴾

ف :عاطفہ،ان :شرطیہ،تطیعوا :جملہ فعلیہ شرط،یوتکم اللہ :فعل ومفعول وفاعل،اجرا حسنا :مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ،و :عاطفہ،ان :شرطیہ،تتولوا :فعل بافاعل،کاف: جار،ما :موصولہ،تولیتم من قبل: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر "التولی" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،یعذبکم عذابا الیم: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج﴾

لیس: فعل ناقص، علی الاعمی: ظرف مستقر خبر مقدم، حرج: اسم مؤخر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، علی الاعرج: ظرف مستقر خبر مقدم، حرج: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لاعلی المریض: ظرف مستقر خبر مقدم، حرج: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر جملہ معطوف۔

﴿ومن يطع الله ورسوله يدخله جنت تجری من تحتها الانهر﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یطع: فعل با فاعل، اللہ: معطوف علیہ، ورسولہ: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، یدخلہ: فعل با فاعل ومفعول، جنت: موصوف، تجری من تحتها الانهر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن يتول يعذبه عذابا اليما﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یتول: جملہ فعلیہ شرط، یعذبه عذابا اليما: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......لیس علی الاعمی......☆ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جو لوگ اپاہج وصاحب عذر تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

پیچھے رہ جانے والوں کے عذر کا بیان:

۱......قبیلہ غفار و مزینہ وجہینہ واشجع واسلم کے جب کہ سید عالم ﷺ نے سال حدیبیہ بہ نیت عمرہ مکہ مکرمہ کا ارادہ فرمایا تو حوالی مدینہ کے گاؤں والے اور اہل بادیہ بخوف قریش آپ کے ساتھ جانے سے رکے باوجودیکہ سید عالم ﷺ نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور قربانیاں ساتھ تھیں اور اس سے صاف ظاہر تھا کہ جنگ کا ارادہ نہیں ہے پھر بھی بہت سے اعراب پر جانا بار ہوا اور وہ کام کا حیلہ کر کے رہ گئے اور ان کا گمان یہ تھا کہ قریش بہت طاقتور قوم ہیں مسلمان ان سے بچ کر نہ آئیں گے، سب وہیں ہلاک ہو جائیں گے اور اب جب کہ مدد الٰہی سے معاملہ ان کے خیال کے بالکل خلاف ہوا تو انہیں اپنے نہ جانے پر افسوس ہوگا اور معذرت کریں گے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۲۰)

عذر بیان کرنیوالوں کو جواب:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿بل ظننتم ان لن ينقلب الرسول والمومنون الى اهليهم ابدا وزين ذلك فى قلوبكم وظننتم ظن السوء وكنتم قوما بورا بلکہ تم تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز گھروں کو واپس نہ آئیں گے اور اسی کو اپنے دلوں میں بھلا سمجھے ہوئے تھے اور تم نے برا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے (الفتح: ۱۲)﴾۔ اس آیت میں درج باتیں اہم ہیں: (۱)......گمان کرنے والے منافق تھے لیکن انہیں ان کے معیار کے مطابق اللہ ﷻ نے نزول قرآن کے ذریعے جواب دیا۔ (۲)......شیطان نے ان کے دلوں میں شبہ ڈال دیا۔ (۳)......منافقین کا یہ گمان تھا کہ یا تو اللہ ﷻ اپنے وعدے کے خلاف کرے گا یا رسول اللہ ﷺ اپنے دعوے میں جھوٹے ثابت ہونگے کیونکہ قریش جیسی طاقتور قوم سے مقابلہ ناممکن ہے، چونکہ وہ یہی سمجھتے رہے کہ محمد ﷺ جنت کے ارادے سے جا رہے ہیں جب کہ معاملہ کچھ اور ہی تھا۔

ظن کی تعریف:

۳......وہ اعتقاد راجح (یعنی قابل ترجیح پختہ خیال) جو نقص کے احتمال کے ساتھ پایا جائے اور ظن کا استعمال یقین اور شک

کے معنی میں بھی کیا جاتا ہے۔(التعریفات، ص ۱۴۷) بدگمانی کے حرام ہونے کی دو صورتیں ہیں چنانچہ ایک صورت یہ ہے کہ گمان وہ حرام ہے جس پر گمان کرنے والا مصر ہو اور اسے اپنے دل پر جمالے نہ کہ وہ گمان جو دل میں آئے اور قرار نہ پکڑے۔

(عمدة القاری، کتاب النکاح، باب لایخطب علی خطبة، رقم: ۵۱۴۴، ج۱۴، ص۹۶)

دوسری صورت یہ ہے کہ شک یا وہم کی بناء پر مومنین سے بدگمانی اس صورت میں حرام ہے جب کہ اس کا اثر اعضاء پر ظاہر ہو یعنی اس کے تقاضے پر عمل کیا جائے، مثلاً اس بدگمانی کو زبان سے بیان کر دیا جائے۔ (الحدیقة الندیة، ج۲، ص۱۳ ملخصاً)

منافقین کا خیبر میں شرکت کرنے پر اصرار کی وجہ:

۴......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا:﴿سیقول المخلفون اذا انطلقتم الی مغانم لتاخذوها ذرونا نتبعکم یریدون ان یبدلوا کلم اللہ اب کہیں گے پیچھے بیٹھ رہنے والے جب تم غنیمتیں لینے چلو تو ہمیں بھی اپنے پیچھے آنے دو وہ چاہتے ہیں اللہ کا کلام بدل دیں (الفتح: ۱۵)﴾۔اس آیت میں یہ بیان کر دیا گیا کہ مالِ غنیمت صرف اُنہی کے لئے ہے جو حدیبیہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔اس آیت میں خیبر کا مالِ غنیمت مراد ہے جو کہ سن ۷ھ میں فتح ہوا۔یہ مالِ غنیمت وہی حاصل کر سکتا ہے جو عمرے کے لئے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا تھا اور جنہوں نے اُس وقت اپنے مال واسباب کی حفاظت کا بہانہ بنایا تھا، آج کیونکر مال واسباب کو چھوڑ کر خیبر کی جانب جانے کو تیار ہے؟ معلوم ہوا کہ ایسا کرنے میں فقط ان کی مال سے رغبت نظر آ رہی ہے۔امام رازی اس مقام پر دو وجوہات بیان کرتے ہیں:(۱)......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا:﴿یریدون ان یبدلوا کلم اللہ وہ چاہتے ہیں اللہ کا کلام بدل دیں﴾یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جس وحی کو مخفی رکھا تھا کہ خیبر کا مال صرف اُنہی لوگوں کے لئے ہے جو حدیبیہ میں ساتھ تھے، مال کی محبت میں منافقین نے چاہا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کلام کو بدل دیں گے اور وحی الٰہی عَزَّوَجَلَّ کو جھوٹا ثابت کریں گے۔(۲)......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا:﴿فقل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوا تو تم فرماؤ کہ تم کبھی میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن سے نہ لڑو (التوبة: ۸۳)﴾۔لیکن اس آیت پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہ آیت غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی اور غزوۂ تبوک فتح مکہ اور فتح خیبر کے بعد ہوا ہے۔مجاہد اور قتادہ کہتے ہیں کہ جب مسلمان حدیبیہ سے واپس ہوئے ہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُن سے حدیبیہ کے بدلے خیبر کی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا تھا اور منافقین خیبر میں شریک ہو کر مالِ غنیمت حاصل کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کلام کو بدلنا چاہتے تھے اور اس آیت میں اسی کی جانب اشارہ ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص۷۶)

سخت جنگجو قوم سے مراد اہل روم یا فارس یا کچھ اور:

۵......سخت جنگجو قوم کون سی تھی؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:(۱)......ابن عباس اور مجاہد کے مطابق اہلِ فارس تھے۔(۲)......کعب کے قول کے مطابق رومی تھے۔(۳)......حسن کے قول کے مطابق اہلِ روم وفارس دونوں ہی مراد ہیں۔(۴)......سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق ہوازن وثقیف ہیں۔(۵)......قتادہ کے مطابق ہوازن وغطفان مراد ہیں، جو یومِ حنین کے اعتبار سے جنگجو سمجھے جاتے تھے۔(۶)......زہری اور ایک بڑی جماعت کے مطابق بنو حنیفہ یعنی اہلِ یمامہ، اصحاب مسیلمہ کذاب تھے۔(۷)......رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ ہم اس آیت کو پڑھتے تھے لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سے کون لوگ مراد ہیں؟ پھر جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنو حنیفہ سے قتال کے لئے پکارا تو ہمیں معلوم ہوا کہ اس آیت سے یہ لوگ مراد ہیں۔(۸)......ابن جریج کہتے ہیں کہ ہمیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فارس سے جنگ کے لئے ابھارا۔ (الخازن، ج۴، ص۱۵۸)

کیا مرتد کو قتل کرنا آزادیٔ فکر کے خلاف ہے؟

۶...... مرتد واجب القتل ہے، لیکن اس کے کچھ اصول وقوانین ہیں چنانچہ فقہائے کرام فرماتے ہیں جو شخص معاذ اللہ عزوجل مرتد ہوگیا تو مستحب ہے کہ حاکم اسلام اس پر اسلام پیش کرے اور اگر وہ کچھ شبہ بیان کرے تو اس کا جواب دے اور اگر مہلت مانگے تو تین دن قید میں رکھے اور ہر روز اسلام کی تلقین کرے۔ یونہی اگر اس نے مہلت نہ مانگی مگر امید ہے کہ اسلام قبول کرلے گا جب بھی تین دن قید میں رکھا جائے پھر اگر مسلمان ہوجائے فبہا ورنہ قتل کردیا جائے بغیر اسلام پیش کیے اسے قتل کرڈالنا مکروہ ہے۔ مرتد کو قید کرنا اور اسلام قبول نہ کرنے پر قتل کرڈالنا بادشاہ اسلام کا کام ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ایسا شخص اگر زندہ رہا اور اس سے تعرض نہ کیا گیا تو ملک میں طرح طرح کے فساد پیدا ہونگے اور فتنہ کا دروازہ روز بروز ترقی پذیر ہوگا جس کی وجہ سے امن عامہ میں خلل پڑیگا لہذا ایسے شخص کو ختم کردینا ہی مقتضائے حکمت تھا۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الجهاد، باب: المرتد، ج۶، ص۳۵۹ وغیرہ)

اب چونکہ حکومت اسلام ہندوستان میں باقی نہیں کوئی روک تھام کرنے والا باقی نہ رہا، ہر شخص جو چاہتا ہے بکتا ہے، آئے دن مسلمانوں میں فساد پیدا ہوتا ہے، نئے نئے مذہب پیدا ہوتے رہتے ہیں ایک خاندان بلکہ بعض جگہ ایک گھر میں کئی مذہب ہیں اور بات بات پر جھگڑے لڑائی ہیں، ان تمام خرابیوں کا باعث یہی نیا مذہب ہے ایسی صورت میں سب سے بہتر ترکیب وہ ہے جو ایسے وقت کے لئے قرآن وحدیث میں ارشاد ہوئی اگر مسلمان اس پر عمل پیرا ہوں تو تمام قصوں سے نجات پائیں، دنیا وآخرت کی بھلائی ہاتھ آئے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے بالکل میل جول چھوڑ دیں، سلام کلام ترک کردیں، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، شادی بیاہ، غرض کہ ہر قسم کے تعلقات ختم کردیں، گویا سمجھیں کہ اب وہ رہا ہی نہیں۔ (بہار شریعت مخرجہ، مرتد کا بیان، حصہ: نہم، ج۲، ص۴۵۷)

یہ حال وہ ہے جو ہندوستان میں مولانا امجد علی اعظمی نے دیکھا، حضرت کی وفات ۱۳۶۷ھ میں ہوئی اور آج ۱۴۳۵ھ کا ماہ صفر المظفر جاری وساری ہے۔ تقریبا ۷۰ سال کا عرصہ آپ کی وفات کو ہوچکا ہے۔ زمانہ بہت آگے نکل چکا ہے، بلکہ یوں کہیں تو بہتر ہوگا کہ آج بے حیائی اور دین کے معاملے میں بے باکی عروج پر ہے۔ عالم دین کی حیثیت کچھ خاص نہیں ہوتی صرف وہی باعزت سمجھا جاتا ہے جو دنیاوی اعتبار سے منصب وعہدے کا حامل ہے اور بس، چاہے وہ منصب وعہدہ دین اسلام کے زریں اصولوں کو پامال کرنے والا ہو۔ قرآن وسنت کے احکام ایک جانب، ترقی کے میدان میں وہی صفِ اول میں نظر آتا ہے جو بے باکی سے جائز ناجائز ہر طریقے سے مال حاصل کرکے مالدار ہو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال:

۷...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فان تطیعوا یوتکم اللہ اجرا حسنا وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما﴾ پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا (الفتح:۱۶)۔ اس آیت سے مفسرین کرام نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کا مسئلہ ثابت کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنو حنیفہ یعنی مسیلمہ کذاب سے جنگ کے لئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے روم وفارس سے جنگ کے لئے لوگوں کو حکم دیا۔ اور اس آیت میں ان دونوں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت پر دلیل ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے ان کی طاعت پر جنت کا وعدہ اور نافرمانی پر عذاب نار کا حقدار ٹھہرایا ہے۔ (الخازن، ج۴، ص۱۵۹، الرازی، ج۱۰، ص۷۶، المظهری، ج۶، ص۳۷۲، حاشية الشهاب، ج۸، ص۵۲۶)

اغراض:

حول المدینة: ﴿الاعراب﴾ سے حال ہے یا "لهم" کی صفت۔ فهم کاذبون فی اعتذارهم: مراد استغفار طلب کرنا ہے۔

لـلانتـقـال من غـرض الى آخر : یعنی ان کے پیچھے رہ جانے اور باطل عذر پیش کر کے عُذر بنانے کو بیان کردیجئے معنی یہ ہے کہ ان کے باطل عذر اور جھٹلانے کو رد فرمادیجئے، الختصر۔ نـــارا شــدیـــدة: مراد جہنم کے تمام طبقات ہیں، نہ فقط یہی ایک طبقہ جس کا ذکر ﴿سعیرا﴾ کے ذریعے کیا جارہا ہے۔

ھی مغـانـم خیبر: جب سید عالم ﷺ حدیبیہ سے صلح کے بعد بغیر قتال کے لوٹے، اور انہیں کوئی غنیمت میسر نہ آئی تو اللہ نے اُن سے خیبر کی فتح کا وعدہ فرمایا اور اُن کے لئے خیبر کی غنیمت کا بھی جو حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے جو کہ اہل مکہ سے غنائم کی عوض بنے گی، اور خیبر میں غنیمت کی تقسیم پر جبار بن صخر انصاری قبیلہ بنی سلمہ سے، زید بن ثابت قبیلہ بنی نجار سے، اس امر پر متعین کئے گئے تھے اور سید عالم ﷺ نے فراخی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور جو نہ ہوئے سب کو غنیمت دینے کا حکم صادر فرمایا۔

قیل ھم بنو حنیفة: مراد مسیلمہ کذاب کی جماعت ہے، اور سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد حضرت ابوبکر نے اُن سے قتال فرمایا۔

اصحاب الیمامة: یہ یمن کے شہر کا نام ہے، جو کہ ایک عورت کے نام پر موسوم ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اُس عورت کا نام زرقاء تھا، وہ عورت تین دن کی مسافت پر سواری کو دیکھ لیتی تھی۔

وقیـل فـارس والـروم: یا مراد فارس و روم کے علاقے ہیں جن کی طرف داعی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے، ایک قول یہ کیا گیا ہے مراد ھوازن اور غطفان کے علاقے ہیں اور حنین کے دن داعی آقائے دوجہاں ﷺ تھے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ پیچھے رہ جانے والوں کو جہاد میں جانے کا حکم ہرگز نہ دیں اور دلیل یہ آیت ہے: ﴿فقل لن تخرجوا معی ابدا ولـن تـقـاتلوا معی عدوا (التوبۃ:۸۳)﴾، تو پھر حنین والے قول کو بعید ماننا پڑے گا جس کے داعی سید عالم ﷺ تھے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس میں کوئی بُعد نہیں ہے، جب کہ یہ فرمان: ﴿لن تخرجوا معی ابدا﴾ فتح مکہ کے بعد تبوک میں نازل ہوا ہے، پس اس صورت میں تینوں اقوال درست ہیں۔ فی ترک الجھاد: یعنی جہاد سے رہ جانے میں، کیونکہ یہ ظاہری اعذار ہیں، کیونکہ اندھے شخص کے لئے جہاد سے فرار ہونا اور جم کر لڑنا ممکن نہیں ہے، اسی طرح لنگڑے شخص اور مریض کا معاملہ ہے اور اسی میں فقر بھی شامل ہے کہ اگر جہاد میں مشغول ہو گیا تو اہل خانہ کی حق تلفی ہوگی۔ (الصاوی، ج۵، ص ۳۰۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک﴾ بِالْحُدَیْبِیَّۃِ ﴿تحت الشجرة﴾ ھِیَ سَمُرَۃٌ وَھُمْ اَلْفٌ وَثَلاثُ مِائَۃٍ اَوْ اَکْثَرَ ثُمَّ بَایَعَھُمْ عَلٰی اَنْ یَنَاجِزُوْا قُرَیْشًا وَاَنْ لا یَفِرُّوْا عَلَی الْمَوْتِ ﴿فعلم﴾ اللّٰہُ ﴿ما فی قلوبھم﴾ مِنَ الْوَفَاءِ وَالصِّدْقِ ﴿فانزل السکینة علیھم واثابھم فتحا قریبا (۱۸)﴾ ھُوَ فَتْحُ خَیْبَرَ بَعْدَ اِنْصِرَافِہٖ مِنَ الْحُدَیْبِیَّۃِ ﴿ومغانم کثیرة یأخذونھا﴾ مِنْ خَیْبَرَ ﴿وکان اللہ عزیزا حکیما (۱۹)﴾ اَیْ لَمْ یَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِکَ ﴿وعدکم اللہ مغانم کثیرة تأخذونھا﴾ مِنَ الْفُتُوْحَاتِ ﴿فعجل لکم ھذہ﴾ غَنِیْمَۃَ خَیْبَرَ ﴿وکف ایدی الناس عنکم﴾ فِیْ عَیَالِکُمْ لَمَّا خَرَجْتُمْ وَھَمَّتْ بِھِمُ الْیَھُوْدُ فَقَذَفَ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ ﴿ولتکون﴾ اَیِ الْمُعَجَّلَۃَ عَطْفٌ عَلٰی مُقَدَّرٍ اَیْ لِتَشْکُرُوْہُ ﴿ایة للمؤمنین﴾ فِیْ نَصْرِھِمْ ﴿ویھدیکم صراط مستقیما (۲۰)﴾ اَیْ طَرِیْقَ التَّوَکُّلِ عَلَیْہِ وَتَفْوِیْضِ الْاَمْرِ اِلَیْہِ تَعَالٰی ﴿واخری﴾ صِفَۃُ مَغَانِمَ مُقَدَّرٍ مُبْتَدَاٌ ﴿لم تقدروا علیھا﴾ ھِیَ مِنْ فَارِسَ وَالرُّوْمِ ﴿قد احاط اللہ

بھا﴾عَلِمَ اَنَّھَا سَتَکُوْنَ لَکُمْ﴿وکان اللہ علی کل شیء قدیرا (۲۱)﴾اَیْ لَمْ یَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِکَ﴿ولو قاتلکم الذین کفروا﴾بِالْحُدَیْبِیَّةِ﴿لولوا الادبار ثم لا یجدون ولیا﴾یَحْرُسُھُمْ﴿ولا نصیرا (۲۲) سنة اللہ﴾مَصْدَرٌ مُؤَکِّدٌ لِمَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ قَبْلَہٗ مِنْ ھَزِیْمَةِ الْکَافِرِیْنَ وَنَصْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیْ سَنَّ اللّٰہُ ذٰلِکَ سُنَّةً﴿التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنة اللہ تبدیلا (۲۳) وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکة﴾بِالْحُدَیْبِیَّةِ﴿من بعد ان اظفرکم علیھم﴾فَاِنَّ ثَمَانِیْنَ مِنْھُمْ طَافُوْا بِعَسْکَرِکُمْ لِیَصِیْبُوْا مِنْکُمْ فَاُخِذُوْا وَاُتِیَ بِھِمْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَعَفَا عَنْھُمْ وَخَلّٰی سَبِیْلَھُمْ فَکَانَ ذٰلِکَ سَبَبُ الصُّلْحِ﴿وکان اللہ بما تعملون بصیرا (۲۴)﴾بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ اَیْ لَمْ یَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِکَ﴿ھم الذین کفروا وصدوکم عن المسجد الحرام﴾اَیْ عَنِ الْوُصُوْلِ اِلَیْہِ﴿والھدی﴾مَعْطُوْفٌ عَلٰی کُمْ﴿معکوفا﴾مَحْبُوْسًا حَالٌ﴿ان یبلغ محلہ﴾اَیْ مَکَانَہُ الَّذِیْ یُنْحَرُ فِیْہِ عَادَةً ھُوَ الْحَرَمُ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ﴿ولولا رجال مؤمنون ونساء مؤمنت﴾مَوْجُوْدُوْنَ بِمَکَّةَ مَعَ الْکُفَّارِ﴿لم تعلموھم﴾بِصِفَةِ الْاِیْمَانِ﴿ان تطئوھم﴾اَیْ تَقْتُلُوْھُمْ مَعَ الْکُفَّارِ لَوْ اُذِنَ لَکُمْ فِی الْفَتْحِ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ مِنْ ھُمْ﴿فتصیبکم منھم معرة﴾اَیْ اِثْمٌ﴿بغیر علم﴾مِنْکُمْ بِہٖ وَضَمَائِرِ الْغَیْبَةِ لِلصِّنْفَیْنِ بِتَغْلِیْبِ الذُّکُوْرِ وَجَوَابُ لَوْلَا مَحْذُوْفٌ اَیْ لَاُذِنَ لَکُمْ فِی الْفَتْحِ لٰکِنْ لَمْ یُؤْذَنْ فِیْہِ حِیْنَئِذٍ﴿لیدخل اللہ فی رحمتہ من یشاء﴾کَالْمُؤْمِنِیْنَ الْمَذْکُوْرِیْنَ﴿لو تزیلوا﴾تَمَیَّزُوْا عَنِ الْکُفَّارِ﴿لعذبنا الذین کفروا منھم﴾مِنْ اَھْلِ مَکَّةَ حِیْنَئِذٍ بِاَنْ نَاْذَنَ لَکُمْ فِیْ فَتْحِھَا﴿عذابا الیما (۲۵)﴾مُؤْلِمًا﴿اذ جعل﴾مُتَعَلِّقٌ بِعَذَّبْنَا﴿الذین کفروا﴾فَاعِلٌ﴿فی قلوبھم الحمیة﴾الْاَنَفَةِ مِنَ الشَّیْءِ﴿حمیة الجاھلیة﴾بَدَلٌ مِنَ الْحَمِیَّةِ وَھِیَ صَدُّھُمُ النَّبِیَّ ﷺ وَاَصْحَابَہٗ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴿فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین﴾فَصَالَحُوْھُمْ عَلٰی اَنْ یَعُوْدُوْا مِنْ قَابِلٍ وَلَمْ یَلْحَقْھُمْ مِنَ الْحَمِیَّةِ مَا لَحِقَ الْکُفَّارَ حَتّٰی یُقَاتِلُوْھُمْ﴿والزمھم﴾اَیِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴿کلمة التقوی﴾لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاُضِیْفَ اِلَی التَّقْوٰی لِاَنَّھَا سَبَبُھَا﴿وکانوا احق بھا﴾بِالْکَلِمَةِ مِنَ الْکُفَّارِ﴿واھلھا﴾عَطْفٌ تَفْسِیْرِیٌّ﴿وکان اللہ بکل شیء علیما (۲۶)﴾اَیْ لَمْ یَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِکَ وَمِنْ مَعْلُوْمِہٖ تَعَالٰی اَنَّھُمْ اَھْلُھَا.

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ (مقام حدیبیہ میں) اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے (یہ ببول کا درخت تھا ان بیعت کرنے والوں کی تعداد تیرہ سو یا اس سے بھی زیادہ تھی، ان حضرات نے اس بات پر بیعت کی تھی کہ قریش سے جنگ کریں گے اور موت سے راہِ فرار اختیار نہیں کریں گے......۱......) تو اس سے (یعنی اللہ ﷻ نے) جو ان کے دلوں میں ہے (یعنی سچائی اور بیعت پوری کرنے کا جذبہ) تو ان پر اطمینان اتارا......۲......اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا (حدیبیہ سے واپس آنے کے بعد، "فتحا قریبا" سے مراد یہاں فتح خیبر ہے) اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں (مقام خیبر سے) اور اللہ عزت وحکمت والا ہے (یعنی وہ ہمیشہ سے ان

اوصاف سے متصف ہے) اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لوگے (ان فتوحات کے ذریعے سے) تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادی (یعنی خیبر کی غنیمتیں ......۳......) اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے (تمہاری عیال کے بارے میں جب تم وہاں سے نکلے اور تمہارے جانے کے بعد یہودیوں نے انہیں نقصان پہچانے کا ارادہ کرلیا تھا پھر اللہ ﷻ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ......۴......) اور اس لیے کہ وہ ہو (یعنی وہ جلد ملنے والی غنیمت، اس کا عطف جملہ مقدر لتشکروا پر ہے) ایمان والوں کے لیے نشانی (مسلمانوں کی مدد ونصرت کے بارے میں) اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے (اللہ ﷻ پر توکل کرنے اور اپنے معاملات اللہ ﷻ کی طرف سپرد کرنے کی راہ) اور ایک اور (''اخری'' مغانم مقدر کی صفت بن رہا ہے، یہ مرکب توصیفی ہو کر مبتدا ہے) جو تمہارے بس کی نہ تھی وہ اللہ کے قبضہ میں ہے (اس سے مراد فارس اور روم کے اموال غنیمت ہیں) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (یعنی وہ ہمیشہ سے اس صفت سے متصف ہے) اور اگر کافر تم سے لڑیں (مقام حدیبیہ میں) تو ضرور تمہارے مقابلے سے پیٹھ پھیر دیں گے پھر وہ کوئی ولی نہ پائیں گے (جو ان کی حفاظت کرے) اور نہ مددگار اللہ کا دستور (''سنة الله'' ماقبل جملہ کے مضمون کو موکد کرنے کے لیے ہے وہ مضمون کفار کا شکست کھانا اور مسلمانوں کا مدد کیا جانا ہے، عبارت مقدر یہ ہے ''سن الله فی ذلک سنة یعنی اس بارے میں اللہ کا دستور یہی ہے'') کہ پہلے سے چلا آتا ہے اور ہرگز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے (''تحویلا'' کے بعد منه محذوف ہے) اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادی مکہ (یعنی حدیبیہ) میں بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا (کہ ان میں کے اسّی افراد تمہارے لشکر کے گرد چکر کاٹ رہے تھے تاکہ کچھ نقصان پہنچائیں ان سب کو پکڑ کر بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کیا گیا، حضور ﷺ نے درگزر سے کام لیا اور ان سب کو رہا فرمادیا اور یہی عمل صلح کا سبب ہوا) اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے (یعنی وہ ہمیشہ سے اس صفت سے متصف ہے ''یعلمون'' علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) یہ وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا (یعنی اس تک پہنچنے سے) اور قربانی کے جانور (''الهدی'' ماقبل کم ضمیر پر معطوف ہے) رکے پڑے (معکوفا بمعنی محبوسا حال ہے) اپنی جگہ پہنچنے سے (یعنی اس مقام تک پہنچنے سے جس میں انہیں عادةً ذبح کیا جاتا ہے یعنی حرم میں، یہ بدل اشتمال بن رہا ہے) اور اگر کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں (کفار کے ساتھ جو مکہ میں موجود نہ ہوتے) جن کی تمہیں خبر نہیں (یعنی جن کے ایمان لانے کی) کہیں تم انہیں روند ڈالو (یعنی انہیں کفار کے ساتھ قتل کر ڈالو، اگر سورۂ فتح میں تمہیں جہاد کرنے کا اذن مل جاتا، یہ جملہ هم ضمیر سے بدل اشتمال ہے) تو تمہیں ان کی طرف سے کوئی گناہ پہنچے (معرة بمعنی اثم ہے......۵......) بغیر علم کے (یعنی تمہیں اس کا علم نہ ہوا اور غائب کی ضمیریں دونوں اصناف یعنی مرد وعورت کے لیے مذکر ضمیر کو ذکر کرنا مردوں کو غلبہ دینے کے اعتبار سے ہے اور ''لولا'' کا جواب شرط ''لاذن لکم فی الفتح'' محذوف ہے لیکن تمہیں اس وقت جہاد کرنے کا حکم نہیں دیا گیا) تاکہ اللہ اپنی رحمت میں داخل کرے جسے چاہے (جیسا کہ مذکورہ مومنین) اگر وہ جدا ہو جاتے (کفار سے تزیلوا بمعنی تمیزوا ہے) تو ضرور ہم ان میں کے (یعنی اہل مکہ کے) کافروں کو دردناک عذاب دیتے (الیماً بمعنی مولماً ہے) جب کہ رکھی (''اذجعل'' عذبنا سے متعلق ہے) کافروں نے اپنے دلوں میں آڑ یعنی ضد (''الحمیة'' کسی شے سے تکبر کرنے کے معنی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضور ﷺ کے اصحاب کو مسجد حرام سے روکا) تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا (کہ انہوں نے کفار سے سال آئندہ آنے پر صلح کی اور انہیں وہ ضد لاحق نہ ہوئی جو کفار کو ہوئی تھی کہ مسلمان کفار سے جنگ کر بیٹھتے اور ان پر لازم فرمایا (یعنی مومنین پر) پرہیزگاری کا کلمہ (کلمة التقوی سے مراد لا الـه الا الـلـه ہے، اسکو التقوی کی طرف اس لیے مضاف کیا گیا ہے کہ یہ پرہیزگاری کا سبب ہے......٦......) اور وہ اس کے (یعنی کلمہ تقوی کے) زیادہ سزاوار

تھے (کفار کے مقابلے میں) اور اس کے اہل تھے (''اھلھا'' عطف تفسیری ہے) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونک تحت الشجرۃ﴾

لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، رضی اللہ عن المومنین: فعل وفاعل وظرف لغو، اذ: مضاف، یبایعونک: فعل بافاعل ومفعول، تحت الشجرۃ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف ''نقسم'' کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونھا﴾

ف: عاطفہ، علم: فعل بافاعل، ما فی قلوبھم: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، انزل السکینۃ: فعل بافاعل ومفعول، علیھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اثابھم: فعل بافاعل ومفعول، فتحا قریبا: مرکب توصیفی معطوف علیہ، و: عاطفہ، مغانم: موصوف، کثیرۃ: صفت اول، یاخذونھا: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکان اللہ عزیزا حکیما وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا فعجل لکم ھذہ﴾

و: عاطفہ، کان اللہ: فعل ناقص واسم، عزیزا حکیما: خبران، ملکر جملہ فعلیہ، وعدکم اللہ: فعل ومفعول وفاعل، مغانم: موصوف، کثیرۃ: صفت اول، تاخذونھا: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، عجل لکم: فعل وظرف لغو، ھذہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکف ایدی الناس عنکم ولتکون ایۃ للمومنین ویھدیکم صراطا مستقیما﴾

و: عاطفہ، کف: فعل بافاعل، ایدی الناس: مفعول، عنکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لام: جار، تکون: فعل ناقص بااسم، ایۃ: موصوف، للمومنین: ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یھدیکم: فعل بافاعل ومفعول، صراطا مستقیما: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر ہے فعل محذوف ''تشکروا'' کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واخری لم تقدروا علیھا قد احاط اللہ بھا وکان اللہ علی کل شیء قدیرا﴾

و: عاطفہ، اخری: موصوف، لم تقدروا علیھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا، قد: تحقیقیہ، احاط اللہ بھا: فعل وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، کان اللہ: فعل ناقص بااسم، علی کل شیء: ظرف مقدم، قدیرا: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو قاتلکم الذین کفروا لولوا الادبار ثم لا یجدون ولیا ولا نصیرا﴾

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، قاتلکم: فعل ومفعول، الذین کفروا: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، ولوا: فعل بافاعل، الادبار: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ، ثم: عاطفہ، لا یجدون: فعل نفی بافاعل، ولیا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، نصیرا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿سنۃ اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا﴾

سنۃ اللہ: موصوف، التی: موصول، قد خلت من قبل: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر فعل محذوف ''سن اللہ غلبۃ انبیائہ'' کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لن تجد: فعل نفی بافاعل، لسنۃ اللہ: ظرف لغو، تبدیلا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وهوالذی کف ایدیهم عنکم وایدیکم عنهم ببطن مکة من بعد ان اظفرکم علیهم﴾
و: مستانفہ ،ھو :مبتدا،الذی: موصول، کف :فعل بافاعل،ایدیھم :معطوف علیہ،و :عاطفہ،ایدیکم :معطوف،ملکر مفعول،عنکم: جارمجرور معطوف علیہ،و :عاطفہ،عنھم :جارمجرور معطوف،ملکرظرف لغو،ببطن مکة:ظرف لغو،من: جار،بعد :مضاف،ان اظفرکم علیھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکرظرف لغوثالث،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وکان الله بما تعملون بصیرا هم الذین کفروا وصدوکم عن المسجد الحرام والهدی معکوفا ان یبلغ محله﴾
و: عاطفہ،کان اللہ:فعل ناقص واسم،بماتعملون بصیرا: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ،ھم :مبتدا،الذین: موصول،کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و :عاطفہ،صدوکم عن المسجد الحرام:فعل بافاعل،و :بمعنی"مع"مضاف،الھدی :مضاف الیہ،ملکر مفعول،معکوفا:اسم مفعول بانائب الفاعل،ان یبلغ محلہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر "من" جارمجرور،ملکرظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولولا رجال مومنون ونساء مومنت لم تعلموهم ان تطئوهم﴾
و: عاطفہ،لولا: حرف شرط،رجال مومنون: مرکب توصیفی معطوف علیہ،و :عاطفہ،نساء مومنت :مرکب توصیفی معطوف،ملکر موصوف،لم تعلموھم: فعل نفی بافاعل،ھم :ضمیر مبدل منہ،ان تطئوھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل اشتمال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صفت،ملکر"موجود" خبر محذوف کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط جواب لولا محذوف جس پر مابعد"لعذبنا الذین کفروا منھم عذابا الیما" دلالت کررہا ہے۔

﴿فتصیبکم منهم معرة بغیر علم لیدخل الله فی رحمته من یشاء﴾
ف :سببیہ،تصیبکم :فعل ومفعول،منھم :ظرف لغو،معرة :موصوف،بغیر علم :ظرف مستقر صفت،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،لام: جار،یدخل اللہ :فعل وفاعل،فی رحمتہ: ظرف لغو،من یشاء :موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر ہو فعل محذوف"کان استقام التسلیعا علی اھل مکة وانتفاء العذاب،ایدخل اللہ......الخ" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لو تزیلو العذبنا الذین کفروا منهم عذابا الیما اذ جعل الذین کفروا فی قلوبهم الحمیة حمیة الجاهلیة﴾
لو: شرطیہ،تزیلا: جملہ فعلیہ شرط،لام: تاکیدیہ،عذبنا:فعل بافاعل،الذین کفروا: موصول صلہ،ملکر ذوالحال،منھم :ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،عذابا الیما :مرکب توصیفی مفعول مطلق،اذ :مضاف،جعل :فعل،الذین کفروا: موصول صلہ،ملکر فاعل،فی قلوبھم: ظرف لغو،الحمیة :مبدل منہ،حمیة الجاھلیة: بدل،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فانزل الله سکینته علی رسوله وعلی المومنین﴾
ف: عاطفہ معطوف علی محذوف"فھم المسلمون ان یخالفوا کلام رسول اللہ ﷺ فی الصلح ودخلوا من ذلک فی امر موبق او یساور قلوبھم الشک"انزل اللہ: فعل وفاعل،سکینتہ :مفعول،علی رسولہ: جارمجرور معطوف علیہ،و :عاطفہ،علی المومنین :جارمجرور معطوف،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والزمهم كلمة التقوى وكانوا احق بها واهلها وكان الله بكل شيء عليما﴾

و: عاطفہ، الزمهم: فعل بافاعل ومفعول، كلمة التقوى: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، كانوا: فعل ناقص بااسم، احق بها: شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اهلها: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، كان الله: فعل ناقص واسم، بكل شيء عليما: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وهو الذی كف ايديهم ......☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مکہ میں سے اسی ہتھیار بند جوان جبل تنعیم سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے ارادے سے اترے مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرمادیا اور چھوڑ دیا۔

☆......هم الذين كفروا وصدوكم ......☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کا قصد فرمانے سے قبل مدینہ طیبہ میں خواب دیکھا تھا کہ آپ مع اصحاب کے مکہ معظمہ میں باامن داخل ہوئے اور اصحاب کے سر کے بال منڈائے بعض نے ترشوائے یہ خواب آپ نے اپنے اصحاب سے بیان کیا تو انہیں خوشی ہوئی اور انہوں نے خیال کیا کہ اسی سال وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے جب مسلمان حدیبیہ سے بعد صلح کے واپس ہوئے اور اسی سال مکہ مکرمہ میں داخلہ نہ ہوا تو منافقین نے تمسخر کیا طعن کئے اور کہا کہ وہ خواب کیا ہوا اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور اس خواب کے مضمون کی تصدیق فرمائی کہ ضرور ایسا ہوگا چنانچہ اگلے سال ایسا ہی ہوا اور مسلمان اگلے سال بڑی شان وشوکت کے ساتھ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

عندالشرع بیعت کن سے کی جاسکتی ہے؟

۱...... ماقبل ہم نے صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان کے موضوع پر کلام کرلیا ہے، بیعت رضوان کے کیا محرکات بنے اس کا بیان بھی اس سورت کے پہلے رکوع کے تحت ہو چکا۔ یہاں ہم نے الگ عنوان قائم کیا ہے تا کہ اس بات کا بھی بیان ہو جائے کہ عندالشرع کن لوگوں کی بیعت ہو سکتی ہے؟ موجودہ دور میں جعلی پیروں کا رواج عام ہوتا جارہا ہے اور مسلمانوں کی لاعلمی اور دین سے دوری کے باعث بعض شریر قسم کے لوگ بیعت، تعویز گنڈے اور غلط عملیات کے نام پر بھولے بھالے مسلمانوں کو نقصان پہنچارہے ہیں۔ فاضل بریلوی نے اس موقع پر بھی ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ ذیل میں بیعت کی شرائط اور آداب بیعت کا بیان کریں گے۔

بیعت کی چار شرائط ہیں: (۱)......سنی صحیح العقیدہ ہو، (۲)......علم دین رکھتا ہو، (۳)......فاسق معلن نہ ہو، (۴)......اس کا سلسلہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔ (الفتاوی الرضویة مخرجه، ج۲۱، ص ۶۰۳)

سکینة کا معنی:

۲......شیخ ابوالحسن الجرجانی فرماتے ہیں: کسی پوشیدہ بات کے نزول کی وجہ سے دل میں اطمینان کا پایا جانا، سکینہ دل کے نور کو کہتے ہیں جس سے اطمینان حاصل ہوتا ہے اور یہ عین الیقین کے مبادیات میں سے ہوتا ہے۔ (التعریفات، ص ۱۲۳)

مفسرین کے نزدیک خیبر کے غنائم کا تقسیم ہونا:

۳......جن حضرات نے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت کی تھی، اللہ عزوجل نے ان کا اکرام فرمایا،

انہیں اپنی رضامندی عطا فرمائی، ان پر سکینہ (اطمینان) نازل فرمایا، اور فتح کی نوید بھی سنا دی، ساتھ ہی ساتھ خیبر کی غنیموں کا حقدار بنادیا، اور خیبر کے یہودیوں کا مال خاص بیعت رضوان کرنے والوں کے لئے تھی۔ (الطبری، الجزء:۲٦،ص۱۰۳)

علامہ خازن فرماتے ہیں: خیبر کے مال میں کھیتیں، غیر منقولہ جائیدادیں اور دیگر اموال شامل تھے، پس سید عالم ﷺ نے ان اموال کو (بیعت رضوان میں) شریک لوگوں میں تقسیم فرمادیا۔ (الخازن، ج٤،ص ۱٦۱ روح البیان، ج۹،ص۴۳)

قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا اب ہم کھجوروں سے سیر ہونگے۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ ہم کھجووروں سے کبھی سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ خیبر فتح ہوا۔ حافظ محمد بن یوسف صالحی نے کہا کہ خیبر ایک قطعہ زمین کا نام ہے جو قلعوں، کھیتیوں اور کھجوروں کے باغات پر مشتمل ہے جو کہ حدیبیہ سے تین دن کی مسافت پر واقع ہے اور شامی حاجیوں کے راستے کی بائیں سمت واقع ہے۔ (المظھری، ج٦،ص۳۷۳)

حدیث کی روشنی میں کس طرح اللہ نے کفار کو مسلمانوں پر حملے سے روکا:

۴......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وهو الذی کف ایدیهم عنکم وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے (الفتح:۲٤)﴾۔

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ کے ۸۰ مسلح افراد تنعیم کے پہاڑ سے سید عالم ﷺ اور ان کے اصحاب کی جانب اترے، وہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب پر حملہ کرنا چاہتے تھے، ہم نے ان کو پکڑ لیا، پھر صلح کر کے ان کو چھوڑ دیا، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب و هو الذی کف ایدیهم، رقم:(٤٥٧٢) ۱۸۰۸،ص ۹۲۰)

معرۃ کے معانی کا آیت سے ربط:

۵......مفسر جلال نے معرۃ بمعنی اثم لیا ہے، جب کہ اس کے معنی عیب لگانا بھی لیا جاتا ہے۔ دونوں ہی معنی مناسب ہیں کیونکہ کسی پر عیب لگانا یقیناً گناہ ہی ہے۔ تاہم یہاں مسلمانوں کو کفار سے جنگ کرنے سے منع کیا کیونکہ اگر مسلمان ایسا کرتے تو ہوسکتا ہے اس جنگ میں مکہ مکرمہ میں رہنے والے مسلمان بھی اس کی لپیٹ میں آکر شہید ہوتے، کیونکہ اس وقت مکہ مکرمہ میں بعض ایسے مسلمان بھی رہتے تھے جو ہجرت نہ کرپائے اور ان کا ہجرت نہ کرنا انکی کمزوری اور ناتوانی تھی، لہذا مسلمانوں کو ان مرد وعورت کی وجہ سے جنگ کرنے سے روک دیا گیا اگرچہ کافروں کا ظلم بہت تھا کہ انہوں نے حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں کو روک دیا اور عمرے پر جانے کے لئے اجازت نہ دی۔ بعض مفسرین نے ان کمزور مسلمانوں کے نام بھی بیان کئے ہیں جن میں سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور ابو جندل بن سہیل وغیرہ شامل ہیں۔

مفسرین کے نزدیک کلمۃ التقوی سے مراد کون کونسے کلمات ہے؟

٦......مفسرین کرام کی اس بارے میں مختلف رائے ہے، چنانچہ جو اقوال مفسرین نے نقل کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

علامہ علاؤالدین بن محمد بن ابراہیم البغدادی لکھتے ہیں: (۱)......ابن عباس کے مطابق کلمۃ التقوی سے مراد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہو ہے، اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث غریب ہے۔ (۲)......حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس سے مراد لا الہ الا اللہ هو وحده لا شریک له، له الملک و له الحمد و هو علی کل شیء قدیر ہے۔ (۳)......عطاء خراسانی کہتے ہیں کہ مراد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ (۴)......زہری کہتے ہیں کہ مراد بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ (الخازن، ج٤،ص ۱۷۱)

قاضی شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی لکھتے ہیں: مرادکلمہ شہادت یا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے جسے سید عالم ﷺ نے لوگوں کے لئے منتخب فرمایا، عہد کو پورا کرنا، کلمہ کی اضافت تقوی کی جانب اس لئے کی گئی ہے کیونکہ یہی اس کا سبب ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ کلمہ سے مراد عالم ارواح میں اللہ ﷻ کی وحدانیت کا اقرار اور اس پر ثابت قدم رہنا ہے۔ (حاشیة الشھاب، ج۸، ص۵۳۷)

اغراض:

هی سمرة: میم کے ضمہ کے ساتھ، مراد درخت کے نیچے بیعت کرنا ہے اور بادام کا درخت مراد ہے جیسا کہ جمہور مفسرین کا قول ہے۔ان ینا جزوا قریشا: بمعنی یقاتلوھم (مراد اُن سے قتال کرنا) ہے۔بعد انصرافھم من الحدیبیة: ماہ ذی الحجہ الحرام میں، پس سید عالم ﷺ نے یہ ماہ اور چند دن ماہِ محرم الحرام کے مدینہ میں بسر فرمائے پھر خیبر کی جانب روانہ ہوئے اور بقیہ محرم الحرام کے دن وہیں گزارے اور وہ سال ۷ ہجری کا تھا۔

من الفتوحات: خیبر کے علاوہ دیگر فتوحات مراد ہیں جو کہ پہلے ہوئیں یعنی فتح مکہ، ہوازن اور کسری اور روم کے شہروں کی فتوحات۔

فی عیالکم: بمعنی عن عیالکم ہے، اور جار مجرور بدل ہیں اللہ کے فرمان: ﴿عنکم﴾ سے، اور مراد "بالناس" یعنی خیبر والے اور ان کے حلیف بنی اسد وغطفان ہیں۔ھی فارس والروم: اور باقی اقطار مراد ہیں جن پر مقابلے کی اللہ نے قدرت عطا فرمائی۔

وھمت بھم الیھود: یعنی خیبر کے یہودی، انہوں نے سید عالم ﷺ کے عیال اور اصحاب کی آقائے دوجہاں ﷺ کی عدم موجودگی میں پکڑنا چاہا جب کہ سید عالم ﷺ حدیبیہ میں موجود تھے اور یہی سبب خیبر کے معرکے کا بنا۔ای لم یزل متصفا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿کان﴾ استمراری ہے۔من ھزیمة الکافرین: میں "من" بیانیہ ہے۔

بالحدیبیة: ﴿ببطن مکة﴾ کا بیان اس جملے سے کیا گیا ہے، اور مراد حرم مکہ ہے اور بلا اختلاف حدیبیہ کا واقعہ فتح مکہ سے پہلے کا ہے۔

محبوسا: یعنی کسی جان کو مسجد کی خدمت سے روکنا مراد ہے اور ایک مشہور قول مسجد کے اعتکاف سے روکنا بھی مراد لیا گیا ہے۔

ای مکانه: یعنی خاص حرم مراد لینا ہے تو منی حج والوں کے لئے اور مروہ عمرے والوں کے لیے ورنہ تو پورا حرم ہی قربانی کے لئے ہے۔

موجودون: سے مراد مبتداء کی خبر ہے۔بدل اشتمال من ھم: معنی یہ ہے کہ تم اُن سے قتال کرنا نہ جانتے تھے، اور یہ بھی درست ہے کہ "ھم" کے بجائے "رجال ونساء" سے بدل ہو۔

کالمومنین المذکورین: یا "کالمشرکین" مراد ہے، وہ لوگ جنہیں اہل مکہ نے اسلام کی دعوت دی، چہ جائے کہ کم ہوں یا زیادہ۔

تمیزوا: یعنی اگر مومنین کافروں سے الگ ہو جاتے، جدا ہو جاتے لیکن ایسا نہ ہوا بلکہ کمزور مسلمان کافروں کے ساتھ خلط ملط رہے، اور مشرکین کی اصول مسلمین کی فروع کے ساتھ رہیں جیسا کہ کافروں کی وہ ذریت جن کے اسلام لانے کو اللہ جانتا تھا، پس انہیں عذاب نہ پہنچا۔علی ان یعودوا من قابل: فراء کہتے ہیں کہ تین شرائط پر صلح ہوئی: (۱)......مشرکین میں سے کوئی مسلمان آئے گا تو اُسے لوٹا دیا جائے گا، (۲)......مسلمانوں میں سے کوئی کافروں کی طرف جائے گا تو اُسے نہیں لوٹایا جائے گا۔(۳)......مکہ مکرمہ میں داخل ہونے والا فقط تین راتیں قیام کر سکے گا اور بغیر ہتھیار آئے گا، اور یہ تین شرائط لکھ لی گئیں۔ (الصاوی، ج۵، ص۳۱۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿لقد صدق اللہ رسوله الرء یا بالحق﴾ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِی النَّوْمِ عَامَ الْحُدَیْبِیَّةِ قَبْلَ خُرُوْجِہٖ اَنَّهٗ یَدْخُلُ مَکَّةَ هُوَ وَاَصْحَابُهٗ اٰمِنِیْنَ وَیُحَلِّقُوْنَ وَیُقَصِّرُوْنَ فَاَخْبَرَ بِذٰلِکَ اَصْحَابَهٗ فَفَرِحُوْا فَلَمَّا خَرَجُوْا مَعَهٗ وَصَدَّهُمُ الْکُفَّارُ بِالْحُدَیْبِیَّةِ وَرَجَعُوْا وَشَقَّ عَلَیْهِمْ ذٰلِکَ وَرَابَ بَعْضُ الْمُنَافِقِیْنَ نَزَلَتْ وَقَوْلُهٗ بِالْحَقِّ

مُتَعَلِّقٌ بِصَدق اَوْحَالٌ مِنَ الرُّؤيَا وَمَا بَعْدَهَا تَفْسِيْرٌ لَهَا﴿لتدخلن المسجد الحرام﴾قَطْعًا﴿ان شاء الله﴾لِلتَّبَرُّكِ﴿امنين محلقين رء وسكم﴾اَىْ جَمِيْعَ شُعُوْرِهَا﴿ومقصرين﴾بَعْضَ شُعُوْرِهَا وَهُمَا حَالَانِ مُقَدَّرَتَانِ﴿لا تخافون﴾اَبَدًا﴿فعلم﴾فِى الصُّلْحِ﴿ما لم تعلموا﴾مِنَ الصَّلَاحِ﴿فجعل من دون ذلك﴾اَىِ الدُّخُوْلِ﴿فتحا قريبا (۲۷)﴾هُوَ فَتْحُ خَيْبَرَ وَتَحَقَّقَتِ الرُّؤيَا فِى الْعَامِ الْقَابِلِ﴿هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره﴾اَىْ دِيْنِ الْحَقِّ﴿على الدين كله﴾عَلٰى جَمِيْعِ الْبَاقِى الْاَدْيَانِ﴿وكفى بالله شهيدا (۲۸)﴾اَنَّكَ مُرْسَلٌ بِمَا ذُكِرَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى﴿محمد﴾مُبْتَدَأٌ﴿رسول الله﴾خَبَرُهُ ﴿والذين معه﴾اَىْ اَصْحَابُهُ مِنَ الْمُؤمِنِيْنَ مُبْتَدَأٌ خَبَرُهُ﴿اشداء﴾غِلَاظٌ﴿على الكفار﴾لَايَرْحَمُوْنَهُمْ﴿رحماء بينهم﴾خَبَرٌ ثَانٍ اَىْ مُتَعَاطِفُوْنَ مُتَوَادُّوْنَ كَالْوَالِدِ مَعَ الْوَلَدِ﴿ترهم﴾تَبْصُرُهُمْ﴿ركعا سجدا﴾حَالَانِ﴿يبتغون﴾مُسْتَانِفٌ يَطْلُبُوْنَ﴿فضلا من الله ورضوانا سيماهم﴾عَلَامَتُهُمْ مُبْتَدَأٌ﴿فى وجوههم﴾خَبَرُهُ وَهُوَ نُوْرٌ وَبَيَاضٌ يُعْرَفُوْنَ بِهٖ فِى الْاٰخِرَةِ اَنَّهُمْ سَجَدُوْا فِى الدُّنْيَا﴿من اثر السجود﴾مُتَعَلِّقٌ بِمَا تَعَلَّقَ بِهِ الْخَبَرُ اَىْ كَائِنَةً وَاعْرِبَ حَالًا مِنْ ضَمِيْرِهِ الْمُنْتَقِلِ اِلَى الْخَبَرِ﴿ذلك﴾اَىِ الْوَصْفُ الْمَذْكُوْرُ﴿مثلهم﴾صِفَتُهُمْ﴿فى التورة﴾مُبْتَدَأٌ خَبَرُهُ﴿ومثلهم فى الانجيل﴾مُبْتَدَأٌ خَبَرُهُ﴿كزرع اخرج شطئه﴾بِسُكُوْنِ الطَّاءِ وَفَتْحِهَا فَرَاخُهُ﴿فازره﴾بِالْمَدِّ وَالْقَصْرِ قَوَّاهُ وَاَعَانَهُ﴿فاستغلظ﴾غَلُظَ﴿فاستوى﴾قَوِىَ وَاسْتَقَامَ﴿على سوقه﴾اُصُوْلِهٖ جَمْعُ سَاقٍ﴿يعجب الزراع﴾اَىْ زَرَاعَهُ لِحُسْنِهٖ مِثْلُ الصَّحَابَةِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِذٰلِكَ لِاَنَّهُمْ بَدَؤُوْا فِى قِلَّةٍ وَضُعْفٍ فَكَثُرُوْا وَقَوُّوْا عَلٰى اَحْسَنِ الْوُجُوْهِ﴿ليغيظ بهم الكفار﴾مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ دَلَّ عَلَيْهِ مَا قَبْلَهُ اَىْ شَبَّهُوْا بِذٰلِكَ﴿وعد الله الذين امنوا وعملوا الصلحت منهم﴾اَىِ الصَّحَابَةِ وَمِنْ لِبَيَانِ الْجِنْسِ لا لِلتَّبْعِيْضِ لِاَنَّ كُلَّهُمْ بِالصِّفَةِ الْمَذْكُوْرَةِ﴿مغفرة واجرا عظيما (۲۹)﴾اَلْجَنَّةَ وَهُمَا لِمَنْ بَعْدَهُمْ اَيْضًا فِى آيَاتٍ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ نے سچ کردکھایا اپنے رسول کا سچا خواب (حدیبیہ کے سال رسول ﷺ نے مقام حدیبیہ کی طرف نکلنے سے پہلے خواب دیکھا تھا کہ آپ ﷺ بمع اصحاب کے مکہ معظمہ میں باامن داخل ہوئے اور بعض اصحاب نے سر کے بال منڈوائے اور بعض نے ترشوائے تھا، یہ خواب آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے بیان فرمایا تو انہیں خوشی ہوئی، پس جب وہ حضور ﷺ کی معیت میں مدینے سے نکلے اور کفار نے انہیں مقام حدیبیہ میں روک دیا اور مسلمان دوبارہ لوٹ آئے تو مسلمانوں پر یہ شاق ہوا اور بعض منافقوں نے شکوک وشبہات کئے، پھر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ......۱...... ''بالحق'' صدق سے متعلق ہے یا پھر لفظ ''الرویا'' سے حال ہے اور اس کی مابعد آیت ما قبل کی تفسیر کررہی ہے، آیت مفسرہ یہ ہے ''لتدخلن...... الخ'') بیشک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے اگر اللہ چاہے (اللہ ﷻ کا فرمان ''ان شاء الله'' ......۲......تبرک کے لیے ہے) امن وامان سے اپنے سروں کے بال منڈواتے (یعنی سر کے تمام ہی بال) اور قصر کراتے (یعنی سر کے بال چھوٹے کراتے ......۳...... ''محلقین و مقصرین'' یہ دونوں حال بن رہے ہیں) بےخوف (ہمیشہ کے لیے) تو اس نے جانا (صلح میں) جو تمہیں معلوم نہیں (یعنی صلح) تو اس سے (یعنی مکہ میں داخل ہونے سے) پہلے ایک نزدیک آنے والی

فتح کرے گا (اس سے مراد فتح مکہ کی خبر ہے اور وہ خواب آئندہ آنے والے سالوں میں پورا ہو گیا) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے (یعنی سچے دین کو) غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ (تمہارے رسول ﷺ ہونے پر جیسا کہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) محمد (ﷺ "محمد" مبتدا بن رہا ہے) اللہ کے رسول ہیں .....ﷺ...... (" رسول الله " اس کی خبر ہے) اور ان کے ساتھ والے (یعنی آپ ﷺ کے مومنین صحابہ "الذین معه" مبتدا ہے، اس کی خبر اشداء علی الکفار ہے) کافروں پر سخت ہیں (وہ کافروں پر رحم نہیں کرتے، اشداء بمعنی غلاظ ہے) اور آپس میں نرم دل (یعنی باہم ایک دوسرے پر مہربانی کرتے اور محبت کرتے ہیں جیسا کہ باپ اپنے بیٹے کے ساتھ کرتا ہے .....۵..... "رحماء بینهم" مبتدا کی خبر ثانی ہے) تو انہیں دیکھے گا (تراهم بمعنی تبصرهم ہے) رکوع کرتے سجدے میں گرتے (" رکعا سجدا " دونوں حال بن رہے ہیں) چاہتے ہیں (یبتغون بمعنی یطلبون، جملہ مستانفہ ہے) اللہ کا فضل اور رضا ان کی علامت (سیماهم بمعنی علامتهم ہے، اور "سیماهم" مبتدا بن رہا ہے) ان کے چہروں میں ہیں (اس سے مراد وہ نور و سفیدی ہے جس کے ذریعے وہ آخرت میں پہچانے جائیں گے کہ یہ دنیا میں اللہ ﷻ کے حضور سجدے کرتے تھے) سجدوں کے نشان سے .....۶..... (من اثر السجود متعلق اس سے جس کے ساتھ خبر متعلق ہے یعنی کائنۃ کا، اور اسے ہی بربنائے حال اعراب دیا گیا ہے اس کی ضمیر سے جو خبر کی طرف منتقل ہے) یہ (وصف مذکور) ان کی صفت ہے (مثلهم بمعنی صفتهم مبتدا بن رہا ہے، اس کی خبر فی التوراة ہے) توریت میں اور ان کی صفت انجیل میں ہے ..... (مثلهم مبتدا اور "فی الانجیل" خبر ہے) جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا (" شطئه " طاء ساکنہ و مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے بمعنی فراخہ ہے) پھر اسے طاقت دی (" فازره " کو مد اور قصر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، ازر بمعنی قوی اور اعان ہے) پھر دبیز ہوئی (استغلظ بمعنی غلظ ہے) پھر سیدھی کھڑی ہوئی (" استوی " قوی واستقام کے معنی ہے) اپنی ساق پر (یعنی اپنی جڑوں پر "سوق" ساق کی جمع ہے) کسانوں کو بھلی لگتی (یعنی اس کی خوبصورتی کی وجہ سے وہ کسانوں کو اچھی لگتی ہے اس مثال کے ذریعے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تمثیل بیان کی گئی ہے کہ یہ حضرات قلت و ضعف میں ظاہر ہوئے پر بہترین صورتوں کے مطابق کثرت اور قوت میں ہو گئے) تا کہ ان سے کافروں کے دل جلیں (" لیغیظ ...... الخ " کلام محذوف سے متعلق ہے، جس پر ما قبل کلام دلالت کر رہا ہے یعنی حضور ﷺ کے صحابہ کرام کو کھیتی کے ساتھ اس لیے تشبیہ دی تا کہ ان سے کافروں کے دل جلیں) اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں (یعنی صحابہ کرام ﷺ، " منهم " میں " من " بیان کے لیے ہے تبعیضیہ نہیں ہے کیونکہ تمام کے تمام صحابہ ان اوصاف سے متصف ہیں) بخشش اور اجر عظیم کا (یعنی جنت کا، اور مغفرت و اجر عظیم ان لوگوں کے لیے بھی ہے، جو صحابہ کرام ﷺ کے بعد آئے جیسا کہ اس کا بیان دیگر آیات مبارکہ میں ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لقد صدق الله رسوله الرءیا بالحق﴾

لام: تاکیدیہ، قد تحقیقیہ، صدق الله رسوله: فعل و فاعل و مفعول، الرءیا: تقدیر "فی" جار مجرور، ملکر ظرف لغو، بالحق: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "والله" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله امنین محلقین رءوسکم ومقصرین لا تخافون﴾

لام: تاکیدیہ، تدخلن: فعل با واو ضمیر محذوف ذوالحال، امنین: حال اول، محلقین: اسم فاعل با فاعل، رءوسکم: مفعول، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، مقصرین: معطوف، ملکر حال ثانی، لا تخافون: جملہ فعلیہ حال ثالث، ملکر

فاعل، المسجد الحرام: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ان: شرطیہ، شاء اللہ: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فتد خلن المسجد الحرام امنین" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ معترضہ۔

﴿فعلم مالم تعلموا فجعل من دون ذلک فتحا قریبا﴾

ف: عاطفہ، علم: فعل بافاعل، مالم تعلموا: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، جعل: فعل بافاعل، من دون ذلک: ظرف لغو، فتحاقریبا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ﴾

ھو: مبتدا، الذی: موصول، ارسل: فعل بافاعل، رسولہ: ذوالحال، ب: جار، الھدی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، دین الحق: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، لام: جار، یظھرہ: فعل بافاعل ومفعول، علی: جار، الدین: مؤکد، کلہ: تاکید، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و کفی باللہ شھیدا محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم﴾

و: عاطفہ، کفی: فعل، ب: زائد، اللہ: ضمیر، شھیدا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، محمد: مبتدا، رسول اللہ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الذین معہ: موصول صلہ، ملکر مبتدا، اشداء علی الکفار: شبہ جملہ خبر اول، رحماء بینھم: شبہ جملہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ترھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا﴾

تری: فعل بافاعل، ھم: ضمیر ذوالحال، رکعا سجدا: حالان، یبتغون: فعل بافاعل، فضلا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رضوانا: معطوف، ملکر مفعول، من اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ حال ثالث، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التورۃ﴾

سیماھم: ذوالحال، من اثر السجود: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا، فی وجوھھم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ذلک: مبتدا، مثلھم: ذوالحال، فی التورۃ: ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطاہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع﴾

و: عاطفہ، مثلھم: ذوالحال، فی الانجیل: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا، کاف: جار، زرع: موصوف، اخرج شطاہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ازرہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، استغلظ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ف: عاطفہ، استوی: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، یعجب الزراع: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، علی سوقہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لیغیظ بھم الکفار وعداللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ واجرا عظیما﴾

لام: جار، یغیظ بھم: فعل بافاعل وظرف لغو، الکفار: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر فعل محذوف "شبھوا ذلک" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ، وعد اللہ: فعل بافاعل، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر ذوالحال، منھم: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، مغفرۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اجرا عظیما: معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نبی پاک ﷺ کے خواب کا بیان:

۱......علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ:"جو کچھ حالت نیند میں دیکھا جاتا ہے اسے خواب کہتے ہیں" (المفردات، ص ۱۹۰)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"نیک شخص کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک جزء ہوتا ہے"۔ (صحیح البخاری، کتاب الرؤیا، باب رؤیا الصالحین، رقم:۶۹۸۳، ص ۱۲۰۵)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:"نبوت سے اب صرف بشارتیں باقی رہ گئیں ہیں"، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی بشارتوں سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:"سچے خواب"! امام ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ وہ خواب مسلمان خود دیکھتا ہے یا کوئی دوسرا مسلمان اس کے بارے میں دیکھتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب المبشرات، رقم: ۶۹۹۰، ص ۱۲۰٦)

☆......ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے خواب دیکھا تھا کہ وہ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوتے ہیں، طواف وسعی وحلق وقصر کے ذریعے عمرے سے فارغ ہوتے ہیں۔

☆......قتادہ کا قول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:"مجھے خواب میں دیکھایا گیا کہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوتا ہوں اور پر امن داخلے اور حلق وقصر پر عمرے کا اختتام کر کے واپس لوٹتا ہوں"۔ (الطبری، الجزء:۲٦، ص ۱۲۳)

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ: اچھے خواب کی تین قسمیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ اس میں اللہ کی جل جلالہ حمد کی جائے، دوسرے یہ کہ اس خواب میں کسی خوشخبری کی جانب اشارہ ملے، تیسرے یہ کہ کسی سے کلام کرنا پایا جائے لیکن پسندیدہ شخصیت سے نہ کہ ناپسندیدہ شخص سے، ناپسندیدہ خواب کی چار قسمیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ اس خواب سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگی جائے، اور شیطان کے شر سے پناہ مانگی جائے، خواب میں کسی چیز کے ملنے پر تین بار بائیں جانب تھتکارے، چوتھے یہ کہ اس خواب کے بارے میں کسی سے ذکر کرنا پسند نہ کرے۔ (فتح الباری، کتاب التعبیر، باب الرویا من الله، ج۱۲، ص ٤٥٨)

اللہ عزوجل کے "ان شاء الله" کھنے کی توجیھات:

۲......اللہ جل جلالہ نے فرمایا:﴿لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله امنین بیشک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن وامان سے (الفتح:۲۷)﴾۔ سید عالم ﷺ کا مکہ مکرمہ میں عمرے کے لئے جانا اللہ عزوجل کی مشیت پر مبنی تھا، بلکہ اس میں بندوں کی تعلیم بھی ہے اور انہیں شعور دلانا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ بعض لوگ نہ جا سکیں، مثلاً موت واقع ہو جانے، یا کسی اور وجہ سے جب کہ سید عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے دخول کی خبر کو اللہ عزوجل سچ فرمارہا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس خبر سے متعلق کسی قسم کے شک کی جگہ کو رفع کرنے کے لئے "ان شاء اللہ" فرمایا گیا ہو، اور اس کی نظیر حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے سے اس فرمان:﴿ادخلوا مصر ان شاء الله امنین داخل ہو جاؤ اس شہر میں اگر اللہ چاہے امن وامان سے (یوسف:۹۹)﴾ میں نہیں ملتی کیونکہ سید عالم ﷺ سے اس کا تصور کرنا بعید از خیال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پیدا ہونے والے شک وشبہے کو مخاطبین کی جانب پھیرنا مناسب ہوگا یا یہ کہ بندوں کی تعلیم دینے کی جانب یا یہ کہ اے محبوب ﷺ! تمہارے ساتھ وہی جائیں گے جن کا جانا اللہ جل جلالہ کے ہاں منظور ہوگا۔ (حاشیۃ الشھاب، ج۸، ص ۵۳۸)

ان شاء اللہ کہنے کے فوائد وفقہی جزئیات:

ان شاء اللہ ﷻ کہنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ جب انسان کسی کام کا ارادہ کرے اور وہ نہ ہو سکے تو اس کی وعدہ خلافی نہ کہلائے گی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمان قرآن میں موجود ہے ﴿ستجدنی ان شاء الله صابرا اگر اللہ نے چاہا تو عنقریب آپ مجھے صابر پائیں گے (الکھف: ٦٩)﴾۔

ائمہ اربعہ اور اکثر فقہاء کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کلام کے متصل ان شاء اللہ کہا تو استثناء درست ہوگا ورنہ نہیں مثلاً اس نے قسم کے ساتھ متصل ان شاء اللہ کہا تو قسم منعقد نہیں ہوگی اور کچھ دیر بعد ان شاء اللہ کہا تو منعقد ہو جائے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب تک مجلس میں موجود ہے ان شاء اللہ کہنا معتبر ہے اور مجلس کے بعد معتبر نہیں ہے، یہ حسن اور طاؤس کا قول ہے اور امام احمد بھی ایک روایت میں انہیں کے ساتھ ہیں۔ حضرت ابن عباس کا قول یہ ہے کہ اگر کسی نے ایک سال بعد بھی ان شاء اللہ کہا تو معتبر ہوگا۔ (الرازی، ج۷، ص ٤٥٢)

بعض اشاعرہ سے منقول ہے کہ کسی کا یہ کہنا: "میں ان شاء اللہ ﷻ مومن ہو جاؤں گا"، کہنا صحیح ہے، اس لیے کہ ایمان، کفر، سعادت، شقاوت کا تعلق خاتمہ کے ساتھ ہے، یہاں تک کہ جو ایمان پر مرے وہ سعادت مندیوں کی منزل طے کرتا ہے اگرچہ اس کی عمر کا طویل حصہ کفر و نافرمانی میں گزرا ہو، اسی طرح کا فرید بخت جو کفر پر مر جائے، اگرچہ اس کی زندگی کا طویل حصہ ایمان کی تصدیق اور شکر کرتے ہوئے گزرا ہو برباد ہو جاتا ہے۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے کوئی وہ ہے جو جنتی کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اُس میں اور جنت میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پس کتاب کا علم سبقت کر جاتا ہے اور وہ جہنمیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے اور بالآخر جہنم میں گر جاتا ہے، اسی طرح تم میں سے کوئی شخص جہنمیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے اُس کے اور جہنم کے مابین صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر الٰہی سبقت کرتی ہے اور وہ جنتیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے اور جنتی ہو جاتا ہے، سن لو اعمال کا دارو مدار خاتمہ پر ہے"۔

(الفقه الاكبر، باب: انا مومن ان شاء الله، ص ٢٤١، صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب: الاعمال بالخواتم، رقم: ٦٤٩٣، ص ١١٢٥)

حلق افضل ھے یا قصر:

۳...... حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے اپنے حج میں بال منڈوائے تھے۔

(صحيح البخاري، كتاب الحج، باب الحلق و التقصير عند الاحلال، رقم: ١٧٢٦، ص ٢٧٩)

☆...... حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کے بال قینچی سے کاٹے تھے۔ (المرجع السابق، رقم: ١٧٣٠)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے تین بار سر کے بال منڈوانے والوں کے لئے رحم کی دعا کی اور ایک بار سر کے بال کتروانے والوں کے لئے دعا کی۔

(المرجع السابق، رقم: ١٧٢٨)

☆...... عبداللہ بن عمر ان روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ ﷻ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما، مسلمانوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اور بال کتروانے والوں پر؟ آپ نے دعا کی: "اے اللہ ﷻ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما، مسلمانوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کتروانے والوں پر؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور بال کتروانے والوں پر بھی"۔ نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے چوتھی بار بال کتروانے والوں کے لئے دعا کی"۔

(المرجع السابق، رقم: ١٧٢٧)

ذات رسالت ماب ﷺ عقیدۂ توحید پر قطعی شاھد ھے:

۴...... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و کفی باللہ شھیدا وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ (الفتح: ٢٨)﴾۔ اس آیت کی تائید دیگر کئی آیات سے ہوتی ہے، جیسے اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قل ھو اللہ احد تم فرماؤ کہ اللہ ایک

ہے(الاخلاص:۱)﴾ اے پیارے مصطفی ﷺ اگر یہ مجھے ایک اللہ ﷻ مانے گے تو تیرے ہی کہنے سے مانیں گے، یہاں ان گمراہ لوگوں کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو کئی خدا بنائے بیٹھے ہیں۔سورج، چاند، ستارے، الغرض کائنات میں جن جن کو گمراہوں نے خدا ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا ہے ان سب کی تردید اسی قسم کی آیات سے ہوتی ہے۔اس آیت سے اہل علم نے ایک نقطہ یہ بھی نکالا ہے کہ جس طرح توحید کو ماننے کے لئے عقیدۂ رسالت کا علم حاصل کرنا ضروری ہے بالکل اسی طرح محمد ﷺ کی رسالت کے ثبوت کے لئے اللہ ﷻ کی شہادت کافی ہے اور اللہ ﷻ کی شہادت کا معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے آپ کی شہادت کے ثبوت کے لئے معجزات عطا فرمائے جیسا کہ دیگر حضرات انبیائے کرام کو اُنکے ادوار میں معجزات عطا ہوتے رہے۔یہ آیت اُن کافروں کی تردید میں نازل ہوئی جنہوں نے صلح حدیبیہ کے سرنامہ پر ''محمد رسول اللہ ﷺ'' لکھنے سے منع کر دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر ہم آپ کو رسول ﷺ مان لیں تو پھر جھگڑا ہی کیا رہ جاتا ہے؟ اور اللہ ﷻ نے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر یہ آپ کو رسول نہیں مانتے تو کیا ہوا اللہ نے آپ کو رسالت کا منصب عطا فرمادیا ہے

سید عالم ﷺ کے صحابہ کی دو صفات کا بیان:

۵......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿محمد رسول الله و الذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل(الفتح:۲۹)﴾۔اس آیت میں اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کے جاں نثار صحابہ کی دو صفات کا بیان فرمایا: (۱)......کافروں پر سختی برتنے والے، (۲)......آپس میں رحم دلی برتنے والے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: اشداء جمع ہے شدید کی، اور رحماء جمع ہے رحیم کی، معنی یہ ہے کہ محمد ﷺ کے اصحاب میں دشمنان اسلام کے خلاف سخت نفرت اور مومنین کے لئے سخت محبت کا عنصر غالب ہے۔اگر صرف رحم کا مادہ ذکر کیا جاتا اور اس کے مدمقابل کو بیان نہ کیا جاتا تو کسی کے ذہن میں وسوسہ آ سکتا تھا اور یہ معتبر بھی نہ ہوتا کیونکہ جب تک ضدین بیان نہ کی جائیں بات واضح نہیں ہوتی۔مومنین پر رحمت اور دشمنوں پر غضب کا بیان اللہ ﷻ نے ایک اور آیت میں بھی فرمایا: ﴿ويحبونه اذلة على المومنين اعزة على الكافرين اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت(المائدۃ:۵٤)﴾۔صحابہ میں ان کی نفرت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ صحابہ کرام دشمنان اسلام سے اپنے کپڑوں کو بچاتے، اپنے بدن کو ان کے بدن کے چھونے سے بچاتے، اور جہاں کہیں کوئی مسلمان نظر آتا تو اس سے آگے بڑھ کر سلام و مصافحہ و معانقہ کرتے۔ (روح المعانی، الجزء:۲٦، ص ۳۸٦)

مومن سجدوں کے نشان سے آخرت میں پہچانا جائے گا:

٦......مومنین سجدوں کے نشانات سے پہچانے جائیں گے، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو رات میں نماز کی کثرت کرے دن میں اس کا چہرہ حسین (تروتازہ) ہو جاتا ہے''۔

(سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوة و السنة، باب: ماجاء في قيام الليل، رقم:۱۳۳۳، ص ۲۳٦)

☆......جب اللہ ﷻ اپنے بندوں کے مابین فیصلہ فرما چکا اور اپنی خاص رحمت سے کچھ بندوں کو جہنم سے نکالنے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں کو حکم صادر فرمایا: ''انہیں جہنم سے نکالو جو اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے، جو کلمہ طیبہ کی گواہی دیتے ہیں اور ان کی پہچان سجدوں کے نشانات سے ہوگی کیونکہ آگ اس بنی آدم کو نہ جلائے گی جس کی پیشانی پر سجدوں کے نشان ہیں''۔

(صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب: فضل ليلة القدر، رقم:(۲٦٦۱)۱۱٦۷، ص ۵۳٦ ملخصاً)

شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ نمازیوں کی پیشانیاں چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتی ہونگی۔ابن عباس اور مجاہد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ دنیا میں ان کی پہچان حسن سے ہوگی اور مجاہد کے نزدیک ان کے خشوع وخضوع سے ہوگی۔منصور کہتے ہیں کہ میں نے مجاہد

سے اس آیت: ﴿سیماھم فی وجوھھم ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے﴾ کے بارے میں دریافت کیا کہ سجدوں کی وجہ سے جو اثر ہوگا کیا وہ دونوں آنکھوں کے مابین ہوگا یعنی دونوں آنکھوں کے مابین چمک نمودار ہوگی؟ مجاہد نے کہا: نہیں، بلکہ کبھی انسان کی آنکھوں کے مابین کچھ نشان ہوتے ہیں اور دل سخت پتھر کی مانند ہوتا ہے، لیکن چہرے کا نور خشوع کی وجہ سے نمودار ہوتا ہے۔ ابن جریج ﷫ کہتے ہیں مراد سنجیدگی اور بردباری ہے۔ شمر بن عطیہ کہتے ہیں کہ مراد رات میں قیام کی وجہ سے چہرے کی زردی ہے۔ حسن کہتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو تم دیکھو تو سمجھو کہ یہ بیمار ہیں لیکن حقیقت میں یہ بیمار نہیں ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۲۶، ص ۲۴۸ وغیرہ)

توریت اور انجیل میں صحابہ کے فضائل:

☆...... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل یہ ان کی صفت توراۃ میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے (الفتح: ۲۹)﴾۔ اور ایک قول کے مطابق کلام یہاں مکمل ہو گیا اور اگر جملہ ﴿ومثلھم فی الانجیل﴾ سے نئے کلام کا آغاز ہوا، جیسا کہ ایک بیج جب ابتداء میں بویا جاتا ہے تو اس سے ایک کونپل نکلتی ہے اور بعد میں پھیلتے پھیلتے یہ کونپل عظیم الشان درخت بن جاتا ہے۔ (الخازن، ج ٤، ص ۱۷۲)

ابن کثیر کہتے ہیں: اس آیت میں رافضیوں کی تکفیر ہے، جو کہ صحابۂ کرام سے بغض رکھتے ہیں اور اس آیت سے یہ دلیل ملتی ہے کہ جو صحابہ سے بغض رکھے وہ کافر ہے۔ اور اس کی تائید میں کئی علماء کا موقف ہے۔ اور احادیث میں بھی صحابہ کے کئی فضائل موجود ہیں اور اللہ ﷻ نے خود ہی فرمایا: ﴿وعداللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ واجرا عظیما اللہ نے وعدہ کیا ان سے مغفرت اور اجر عظیم کا جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں (الفتح: ۲۹)﴾۔ اور یہ کہ اللہ ﷻ ان کے گناہ معاف فرمائے اور ثواب جزیل اور رزق کریم عطا فرمائے گا، اللہ ﷻ کا وعدہ حق اور سچ ہے جو کہ نہ تو بدلے اور نہ ہی اُسکی مخالفت ہو، اور جو بھی صحابہ کے نقش قدم پر چلے گا وہ اسی حکم میں داخل ہے اور اس کے لئے فضل و کمال ہے جو کہ امت مسلمہ میں سے کوئی بھی نہیں پا سکتا۔ یہ صحابہ اللہ ﷻ سے راضی ہیں اور اللہ ﷻ ان سے راضی ہے، اور جنت کو اللہ ﷻ نے ان کا ٹھکانہ بنا دیا ہے۔ (ابن کثیر، ج ٤، ص ۲٤۰)

☆...... حضرت ابو سعید خدری ﷜ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کر دے، پھر بھی وہ ان کے دیئے ہوئے ایک کلو یا نصف کلو کے برابر نہیں پہنچتا''۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب، رقم: ۳٦۷۳، ص ٦۱۷)

☆...... حضرت عبداللہ بن مغفل ﷜ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ کے متعلق اللہ ﷻ سے ڈرو، میرے صحابہ کے متعلق اللہ ﷻ سے ڈرو، ان کو میرے بعد طنز کا نشانہ نہ بناؤ، جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھی، اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو اذیت دی اس نے بیشک مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے بیشک اللہ ﷻ کو اذیت دی اور جس نے اللہ ﷻ کو اذیت دی عنقریب اللہ اُسے پکڑ لے گا''۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: فی من سب اصحاب، رقم: ۳۸۸۸، ص ۱۰۹٤)

☆...... حضرت عبداللہ بن بریدہ ﷜ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میرے اصحاب میں سے جو شخص کسی علاقہ میں فوت ہو جائے تو قیامت کے دن وہ شخص اس علاقہ والوں کے لئے قائد اور نور بنا کر اٹھایا جائے گا''۔

☆...... حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو بُرا کہتے ہیں تو کہو کہ اللہ ﷻ تمہارے شر پر لعنت کرے، یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے۔ (المرجع السابق، رقم: ۳۸۹۱، ۳۸۹۲، ص ۱۰۹۵)

☆......ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے آسمان کی جانب دیکھ کر فرمایا: ''ستارے آسمان کی امان ہیں اور جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان پر وہ چیزیں آجائیں گی جن سے آسمان کو ڈرایا گیا ہے اور میں اپنے اصحاب کی امان ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب کے پاس وہ چیزیں آجائیں گی جن سے ان کو ڈرایا گیا ہے اور میرے اصحاب میری امت کی امان ہیں جب وہ چلے جائیں گے تو ان کے پاس وہ چیزیں آجائیں گی جن سے ان کو ڈرایا گیا ہے''۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل الصحابه،باب بیان ان بقاء النبی امان لاصحابه،رقم:(٦٣٦١)/٢٥٣١،ص١٢٥٤)

اغراض:

وراب بعض المنافقین: یعنی شک کرنا مراد ہے، جیسا کہ عبداللہ بن اُبی، عبداللہ بن نفیل اور رفاعہ بن حرث نے کہا: ''اللہ کی قسم! ہم نے نہ تو حلق کروایا اور نہ ہی قصر اور نہ ہی مسجد حرام کی طرف نگاہ کی۔ للتبرک: اللہ نے ﴿ان شاء اللہ﴾ بندوں کو ادب سکھانے کے لئے فرمایا، اور تمام امور اللہ ہی کے ذمہ کرم پر ہیں، ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ اللہ تمام اشیاء کا خالق ہے، وہ اُن اشیاء کی تخلیق سے پہلے بھی ان کا عالم تھا، پھر تعلیق بالمشیئة کا کیا معنی؟ اور یہ بھی کہ تعلیق صرف مخبر متردد یا وقوع معلق میں شک کرنے کی بنا پر ہوتی ہے اور اللہ ان دونوں باتوں سے پاک ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں مقصود تبرک ہے نہ کہ تعلیق، اور یہ بھی جواب ہوسکتا ہے کہ مشیت تمام لشکر کے جمع ہونے کی بنا پر مراد لی جائے، پس جو لوگ حاضر ہوئے، عمرہ ادا کیا اور ان کی تعداد سات سو تھی اور یہ بھی کہ قضائے مبرم میں تعلیق نہیں ہوا کرتی اور یہ جواب بھی ہوسکتا ہے کہ مذکورہ کلام فرشتے نے اللہ کی جانب سے رسول کو پہنچایا ہو اور یہ بھی مراد ہوسکتی ہے یہ کلام رسول ہی کا ہو۔

من الصلاح: مراد کمزور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کرنا ہے۔ھو فتح خیبر: ایک قول صلح حدیبیہ کا بھی ہے، یا فتح مکہ بھی مراد ہوسکتا ہے۔

کما قال: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿محمد رسول الله﴾ موکد ہے اس فرمان سے ﴿ھو الذی ارسل رسوله﴾۔

لا یرحمونھم: یعنی کافروں کی محبت نہ پائی جائے، پس اللہ نے ان سے سختی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے، اور مسلمانوں کی طرف سے کافروں پر سختی ہوئی اور وہ اپنے کپڑوں سے مونھ بچاتے (یعنی اپنا بچاؤ جس طرح ممکن ہوتا کرتے)۔

ای الوصف المذکور: یعنی ﴿اشداء﴾، ﴿رحماء﴾، ﴿تراھم رکعا...... الخ﴾، ﴿سیماھم فی وجوھھم...... الخ﴾۔

لبیان: من بیانیہ ہے، تبعیضیہ نہیں جیسا کہ بعض کا قول ہے۔لمن بعدھم: یعنی تابعین اور قیامت تک اُن کے پیروکار۔

لم بعدھم: بعد والوں کے لئے بھی مغفرت کی بشارتیں ہیں، جیسا کہ فرمایا: ﴿سابقوا الی مغفرة من ربکم ...... اعدت للذین امنوا بالله ورسله﴾۔ (الصاوی، ج٥،ص٣١٨وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی الله تعالی علی محمد

سورۃ الحجرات مدنیۃ ثمانی عشرۃ آیۃ

(سورۂ حجرات مدنیہ ہے اس کی کل آیات اٹھارہ ہیں)

تعارف سورۃ الحجرات

اس سورت میں دو رکوع، اٹھارہ آیتیں، تین سو پینتیس کلمات اور ایک ہزار چار سو پچھتر حروف ہیں۔ اس سورہ مبارکہ کی اگرچہ آیتیں کم ہیں لیکن اس میں جو موضوعات دیئے گئے وہ بہت ہی اہم ہیں جن پر اعتقاد، اخلاق، سیرت اور کردار کا محل تعمیر کرسکتے ہیں جس سے معاشرے میں الفت ومحبت اور بھائی چارے کی فضاء قائم کی جاسکتی ہے سب سے پہلے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کے ادب واحترام کے احکام بیان فرمائے اور فرمادیا اگر ذرا سی بھی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کی تو تمہارے عمر بھر کے تمام اعمال اکارت ہوجائیں گے اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی جب میرے پیارے محبوب ﷺ آرام فرمارہے ہوں تو ان کو اونچی آوازیں نہ دو بلکہ ان کا خاموشی سے انتظار کرو جب آپ ﷺ تشریف لائیں تو ان سے اپنی معروضات پیش کرو اور مختلف طریقوں سے دربار رسالت مآب ﷺ کے ادب واحترام کا نقش لوحِ دل پر اس طرح ثبت کردیا کہ کوئی بھی مؤمن بھولے سے بھی یہ گستاخی نہ کر بیٹھے۔ انسانی معاشرے میں آپس میں کشیدہ حالات کا پیدا ہوجانا اور مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے دست گریبان ہوجائیں تو اُن کے درمیان صلح کی راہ نکالے۔ اور تصریح کردی کہ مسلمان دنیا کے کسی گوشہ میں بھی ہو، کوئی بولی بولتا ہو، کسی بھی نسل کا ہو، جب اس دین کو قبول کرلیتا ہے تو وہ اخوت اسلامی کے رشتے میں پرویا جاتا ہے۔ اللہ ﷻ اسلامی معاشرے کو صحت منداور ترقی اور خوش حالی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتا ہے اس لئے ان تمام باتوں سے منع کردیا جو انسانی دلوں میں نفرت وبغض، حسد وعداوت ایک دوسرے کی عیب جوئی، غیبت کرنا، سب برے افعال سے منع فرمادیا اس لئے کہ اہل ایمان کو ارشاد فرمایا کہ ان باتوں سے دور رہے۔ آخر میں بتادیا کہ اہل ایمان اللہ ﷻ کے راستے میں اپنے مالوں وجانوں سے جہاد کرتے ہیں جو دین اسلام کو قبول کرتے ہیں وہ اسلام پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ اللہ ﷻ ان پر احسان کرتا ہے کہ ان کو دین اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا کی۔

رکوع نمبر: ۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿یایها الذین امنوا لا تقدموا﴾ مِنْ قَدَّمَ بِمَعْنٰی تَقَدَّمَ اَیْ لَا تَتَقَدَّمُوْا بِقَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ ﴿بین یدی الله ورسوله﴾ اَلْمُبَلِّغِ عَنْهُ اَیْ بِغَیْرِ اِذْنِهِمَا ﴿واتقوا الله ان الله سمیع﴾ لِقَوْلِكُمْ ﴿علیم (۱)﴾ بِفِعْلِكُمْ نَزَلَتْ فِیْ مُجَادَلَةِ اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ تَاْمِیْرِ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ اَوِ الْقَعْقَاعِ بْنِ مَعْبَدٍ وَنَزَلَ فِیْمَنْ رَفَعَ صَوْتَهٗ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ ﴿یایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتكم﴾ اِذَا نَطَقْتُمْ ﴿فوق صوت النبی﴾ اِذَا نَطَقَ ﴿ولا تجهروا له بالقول﴾ اِذَا نَاجَیْتُمُوْهُ ﴿كجهر بعضكم لبعض﴾ بَلْ دُوْنَ ذٰلِكَ اِجْلَالًا لَّهٗ ﴿ان تحبط اعمالكم وانتم لا تشعرون (۲)﴾ اَیْ خَشْیَةَ ذٰلِكَ بِالرَّفْعِ وَالْجَهْرِ الْمَذْكُوْرَیْنِ وَنَزَلَ فِیْمَنْ كَانَ یَخْفِضُ صَوْتَهٗ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ كَاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَغَیْرِهِمَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ﴿ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله اولئک الذین امتحن الله﴾ اِخْتَبَرَ ﴿قلوبهم للتقوی﴾ اَیْ لِتَظْهَرَ مِنْهُمْ ﴿لهم مغفرة واجر عظیم (۳)﴾ اَلْجَنَّةُ وَنَزَلَ فِیْ قَوْمٍ جَاؤُوْا وَقْتَ الظَّهِیْرَةِ وَالنَّبِیُّ ﷺ فِیْ مَنْزِلِهٖ فَنَادَوْهُ ﴿ان الذین ینادونک

من وراء الحجرات﴾حُجُرَاتِ نِسَائِهٖ ﷺ جَمْعُ حُجْرَةٍ وَهِيَ مَا يُحْجَرُ عَلَيْهِ مِنَ الْاَرْضِ بِحَائِطٍ وَنَحْوِهٖ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ نَادٰى خَلْفَ حُجْرَةٍ لِاَنَّهُمْ لَمْ يَعْلَمُوْهُ فِي اَيِّهَا مُنَادَاةُ الْاَعْرَابِ بِغِلْظَةٍ وَجَفَاءٍ﴿اكثرهم لا يعقلون(۴)﴾فِيْمَا فَعَلُوْهُ مَحَلَّكَ الرَّفِيْعَ وَمَا يُنَاسِبُ مِنَ التَّعْظِيْمِ﴿ولوانهم صبروا﴾اَنَّهُمْ فِي مَحَلِّ رَفْعٍ بِالْاِبْتِدَاءِ وَقِيْلَ فَاعِلٌ لِفِعْلٍ مُقَدَّرٍ اَيْ ثَبَتَ﴿حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم والله غفور رحيم(۵)﴾لِمَنْ تَابَ مِنْهُمْ وَنَزَلَ فِي الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ وَقَدْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰى بَنِي الْمُصْطَلَقِ مُصَدِّقًا فَخَافَهُمْ لِتِرَةٍ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَرَجَعَ وَقَالَ اِنَّهُمْ مَنَعُوا الصَّدَقَةَ وَهَمُّوْا بِقَتْلِهٖ فَهَمَّ النَّبِيُّ ﷺ بِغَزْوِهِمْ فَجَاؤُوْا مُنْكِرِيْنَ مَا قَالَهُ عَنْهُمْ﴿يايها الذين امنوا ان جاء كم فاسق بنبا﴾خَبَرٍ﴿فتبينوا﴾صِدْقَهُ مِنْ كِذْبِهٖ وَفِي قِرَاءَةٍ فَتَثَبَّتُوْا مِنَ الثَّبَاتِ﴿ان تصيبوا قوما﴾مَفْعُوْلٌ لَهُ اَيْ خَشْيَةَ ذٰلِكَ﴿بجهالة﴾حَالٌ مِنَ الْفَاعِلِ اَيْ جَاهِلِيْنَ﴿فتصبحوا﴾فَتُصِيْرُوْا﴿على ما فعلتم﴾مِنَ الْخَطَاءِ بِالْقَوْمِ﴿ندمين(۶)﴾وَاَرْسَلَ اِلَيْهِمْ ﷺ بَعْدَ عَوْدِهِمْ اِلٰى بِلَادِهِمْ خَالِدًا فَلَمْ يَرَ فِيْهِمْ اِلَّا الطَّاعَةَ وَالْخَيْرَ فَاَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ بِذٰلِكَ﴿واعلموا ان فيكم رسول الله﴾فَلَا تَقُوْلُوا الْبَاطِلَ فَاِنَّ اللّٰهَ يُخْبِرُهُ بِالْحَالِ﴿لو يطيعكم في كثير من الامر﴾الَّذِيْ تُخْبِرُوْنَ بِهٖ عَلٰى خِلَافِ الْوَاقِعِ فَرَتَّبَ عَلٰى ذٰلِكَ مُقْتَضَاءُ﴿لعنتم﴾لَاَثِمْتُمْ دُوْنَهُ اِثْمَ التَّسَبُّبِ اِلَى الْمُرَتَّبِ﴿ولكن الله حبب اليكم الايمان وزينه﴾حَسَّنَهُ﴿في قلوبكم وكره اليكم الكفر والفسوق والعصيان﴾اِسْتِدْرَاكٌ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنٰى دُوْنَ اللَّفْظِ لِاَنَّ مَنْ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْاِيْمَانُ الخ غَايَرَتْ صِفَتُهُ صِفَةَ مَنْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ﴿اولئك هم﴾فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْخِطَابِ﴿الرشدون(۷)﴾الثَّابِتُوْنَ عَلٰى دِيْنِهِمْ﴿فضلا من الله﴾مَصْدَرٌ مَنْصُوْبٌ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ اَيْ اَفْضَلُ﴿ونعمة﴾مِنْهُ﴿والله عليم﴾بِهِمْ﴿حكيم(۸)﴾فِيْ اِنْعَامِهٖ عَلَيْهِمْ﴿وان طائفتن من المؤمنين﴾اَلْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ قَضِيَّةٍ هِيَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكِبَ حِمَارًا وَمَرَّ عَلَى ابْنِ اُبَيٍّ فَبَالَ الْحِمَارُ فَسَدَّ ابْنُ اُبَيٍّ اَنْفَهُ فَقَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ وَاللّٰهِ لَبَوْلُ حِمَارِهٖ اَطْيَبُ رِيْحًا مِنْ مِسْكِكَ فَكَانَ بَيْنَ قَوْمَيْهِمَا ضَرْبٌ بِالْاَيْدِيْ وَالنِّعَالِ وَالسَّعَفِ﴿اقتتلوا﴾جُمِعَ نَظْرًا اِلَى الْمَعْنٰى لِاَنَّ كُلَّ طَائِفَةٍ جَمَاعَةٌ وَقُرِئَ اِقْتَتَلَتَا﴿فاصلحوا بينهما﴾ثُنِّيَ نَظْرًا اِلَى اللَّفْظِ﴿فان بغت﴾تَعَدَّتْ﴿احدهما على الاخرى فقاتلوا التي تبغي حتى تفيء﴾تَرْجِعَ﴿الى امر الله﴾اَلْحَقِّ﴿فان فاءت فاصلحوا بينهما بالعدل﴾بِالْاِنْصَافِ﴿واقسطوا﴾اِعْدِلُوْا﴿ان الله يحب المقسطين(۹) انما المؤمنون اخوة﴾فِي الدِّيْنِ﴿فاصلحوا بين اخويكم﴾اِذَا تَنَازَعَا وَقُرِئَ اِخْوَتِكُمْ بِالْفَوْقَانِيَّةِ﴿واتقوا الله﴾فِي الْاِصْلَاحِ﴿لعلكم ترحمون(۱۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو ("لاتقدموا" قدم باب تفعیل سے ہے یہ بمعنی تقدم ہے معنی آیت یہ ہے کہ قول یا فعل میں تم سے تقدم لازم نہ ہو یعنی اللہ ﷻ و رسول ﷺ کے اذن کے بغیر پیش قدمی نہ کرو اور رسول ﷺ اللہ ﷻ کی طرف سے

مبلغ ہیں یعنی اللہ عزوجل ورسول ﷺ کی اجازت کے بغیر کچھ پیش قدمی نہ کرو......۱......)اور اللہ سے ڈرو بیشک سننے والا ہے (تمہارے اقوال)علم رکھنے والا ہے (تمہارے افعال کا ، یہ آیت مبارکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فارق اعظم رضی اللہ عنہ کے نبی کریم ﷺ کے حضور اقرع بن حابس یا قعقاع بن معبد میں سے ایک کو امیر بنانے کے بارے میں باہم تیز آواز سے مباحثہ کرنے پر نازل ہوئی اور ان صاحب کے بارے میں نازل ہوئی جس نے بارگاہ رسالت ماب ﷺ میں اپنی آواز بلند کی تھی)اے ایمان والوں (جب تم بات کروتو)اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے (جب کہ وہ کلام فرمائیں)اوران سے چلا کر بات نہ کرو (جب کہ تم انہیں پکارو)جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو (بلکہ ان کے جلال وتعظیم کے پیش نظر پست آواز)کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو (مذکورہ صورت میں آواز بلند کرنے اور چلانے میں اکارت عمل ہو جانے کا خوف ہے......۲......، یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو ان آیات کے نزول کے بعد حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست رکھنے لگے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فارق رضی اللہ عنہ وغیرہ)بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں کہ پرکھ لیا (امتحن بمعنی اختیر ہے)اللہ نے ان کے دل پرہیز گاری کے لیے (یعنی ان سے پرہیز گاری ظاہر ہوتی ہے......۳......)ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب (یعنی جنت)ہے (اگلی آیت مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو دوپہر کے وقت حاضر ہوئے ،حضور ﷺ اپنے مکان عالیشان میں موجود تھے ان لوگوں نے آپ ﷺ کو پکارنا شروع کر دیا)بیشک وہ جو تمہیں پکارتے ہیں حجروں کے باہر سے (یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں کے باہر سے پکارتے تھے ،"حجرات" حجرة کی جمع ہے ،حجرہ زمین کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس پر دیوار وغیرہ کے ذریعے سے آڑ کر دی جائے ان لوگوں میں ہر ایک حجرہ کے باہر کھڑے ہو کر پکارنے لگا کیونکہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ حضور پر نور ﷺ کونسے حجرے میں ہیں ،ان کا پکارنا جاہلوں کے پکارنے کا سا تھا ،سختی اور شدت کے ساتھ)ان میں اکثر بے عقل ہیں (جو کر رہے ہیں اس کی عقل نہیں رکھتے ،تمہارے بلند و بالا مقام اور اس مقام کے لائق تعظیم سے یہ لوگ نا آشنا ہیں)اور اگر وہ صبر کرتے ("انهم" مبتدا ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہے اور ایک قول کے مطابق یہ فعل مقدر "ثبت" کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے)یہاں تک کہ تم ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (ان پر ، جو بے ادبی کے جرم سے توبہ کر لیں......۴......، اگلی آیت مبارکہ "ولید بن عقبة" کے حق میں نازل ہوئی نبی کریم ﷺ نے انہیں بنی مصطلق سے صدقات وصول کرنے بھیجا تھا اور زمانہ جاہلیت میں اس کے اور ان کے درمیان عداوت تھی جس کی بناء پر وہ ان کے نقصان پہنچانے سے خوف زدہ ہوئے اور واپس لوٹ آئے اور کہا ان لوگوں نے صدقہ کو منع کر دیا ،میرے قتل کے درپے ہو گئے ،یہ سن کر حضور ﷺ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ فرمایا اسی اثناء میں وہ لوگ ولید بن عقبہ کی بات کا انکار کرتے ہوئے آپ ﷺ کے حضور حاضر ہوئے)اے ایمان والوں اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے (نبا کے معنی خبر ہے)تو تحقیق کر لو (اس کے سچ اور جھوٹ ہونے کی ،ایک قرائت میں فتثبتوا پڑھا گیا ہے جو ثبات مصدر سے ہے)کہ کہیں تم ایذا دو کسی قوم کو (مفعول لہ ہے یعنی اس بات کا خوف ہونے کی وجہ)بے جانے (بجهلة بمعنی جاهلين فاعل سے حال بن رہا ہے)پھر ہو جاؤ (تصبحوا بمعنی تصیروا ہے)اپنے کئے پر (اس خطاء پر جو تم نے اس قوم کے ساتھ کی)پچھتاتے ہوئے (بنو مصطلق کے افراد کے واپس اپنے شہروں کی طرف لوٹ جانے کے بعد نبی پاک ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کا حال دریافت کرنے بھیجا ،آپ نے ان لوگوں میں صرف خیر اور فرمانبرداری ہی دیکھی ، پھر آپ نے واپس آکر نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع دی......۵......)اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں (تو کوئی باطل بات مت کرو کہ اللہ عزوجل اپنے نبی کو حقیقت حال کی خبر دے دیگا)بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری مانیں

(جس کی تم انہیں خبر دیتے ہو خلاف واقع اور وہ اس خبر کے مقتضاء کے مطابق کوئی فیصلہ فرما دیں) تو تم ضرور گناہ گار ہو گے (اس فیصلہ کے مرتب ہونے کا سبب بننے کی وجہ سے نا کہ ان پر کچھ الزام ہوگا......٦) لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا اور اسے آراستہ کر دیا (زینہ بمعنی حسنہ ہے) تمہارے دلوں میں اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی (یہاں معنی کے اعتبار سے استدراک ہے الفاظ کے اعتبار سے نہیں کیونکہ جسے ایمان پیارا کر دیا گیا اس کا حال مذکورہ صفت کے مطابق نہیں ہوگا) ایسے ہی لوگ (''اولئک هم'' اس طرز کلام میں صیغہ خطاب سے غائب کی طرف التفات کیا گیا ہے) راہ پر ہیں (یعنی اپنے دین پر ثابت ہیں) اللہ کا فضل (''فضلا'' مفعول مطلق ہے فعل مقدر کا) اور (ان کا) احسان اور اللہ علم رکھنے والا ہے (ان لوگوں کا) حکمت والا ہے (ان پر انعام فرمانے کے معاملے میں) اور مسلمانوں کے دو گروہ (ان آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے نبی پاک ﷺ دراز گوش پر سوار تشریف لئے جا رہے تھے، ابن ابی کے پاس سے گزر ہوا، اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو ابن ابی نے ناک بند کر لی حضرت عبد اللہ بن رواحہ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم! حضور ﷺ کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے، پھر دونوں قوم کے درمیان ہاتھ، جوتے اور تلواریں چلنے لگیں......ے......) آپس میں لڑیں (اقتتلوا صیغہ جمع طائفتان کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے کہ ہر طائفہ جماعت ہے اور اس فعل کو بصیغہ تثنیہ اقتتلا بھی پڑھا گیا ہے) تو ان میں صلح کراؤ (''بینهما'' کو بصیغہ تثنیہ ''طائفتان'' کی رعایت کرتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے) پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے (بغت بمعنی تعدت ہے) تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے (یعنی حق کی طرف، تفئی بمعنی ترجع ہے) پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں صلاح کر دو (العدل کے معنی انصاف ہے) اور عدل کرو (اقسطوا بمعنی اعدلوا ہے) بیشک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں مسلمان مسلمان (دینی) بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو (جبکہ ان میں باہمی تنازع ہو جائے ''اخویکم'' کی جگہ ایک قرأت میں اخوتکم پڑھا گیا ہے) اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا لا تقدموا بین یدی الله ورسوله واتقوا الله ان الله سمیع علیم﴾

یایها الذین امنوا: نداء، لا تقدموا: فعل نہی با فاعل، بین: مضاف، یدی الله ورسوله: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتقوا الله: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، سمیع علیم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی﴾

یایها الذین امنوا: نداء، لا ترفعوا: فعل نہی با فاعل، اصواتکم: مفعول، فوق صوت النبی: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون﴾

و: عاطفہ، لاتجهروا: فعل نہی واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، انتم لاتشعرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، له: ظرف لغو اول، بالقول: ظرف لغو ثانی، کاف: جار، جهر: مصدر مضاف، بعضکم: مضاف الیہ فاعل، لبعض: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ مجرور، ملکر ظرف مستقر ''جهرا'' مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ان تحبط اعمالکم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ''خشیة'' مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''لاترفعوا'' پر معطوف ہے۔

﴿ان الذین یغضون اصوتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی﴾
ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، یغضون اصوتھم: فعل بافاعل ومفعول، عند رسول اللہ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر اسم، اولئک: مبتدا، الذین: موصول، امتحن اللہ: فعل وفاعل، قلوبھم للتقوی: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لھم مغفرۃ واجر عظیم ان الذین ینادونک من وراء الحجرت اکثرھم لا یعقلون﴾
لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، مغفرۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اجر عظیم: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، ینادونک من وراء الحجرت: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم، اکثرھم: مبتدا، لا یعقلون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم واللہ غفور رحیم﴾
و: عاطفہ، لو: شرطیہ، انھم: حرف مشبہ واسم، صبروا: فعل بافاعل، حتی تخرج الیھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر "ثبت" فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، کان: فعل ناقص بااسم، خیرا لھم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، غفور رحیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم ندمین﴾
یایھا الذین امنوا: نداء، ان: شرطیہ، جاء کم فاسق بنبا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، تبینوا: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، تصیبوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، بجھالۃ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، قوما: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تصبحوا: فعل ناقص بااسم، علی مافعلتم: جار مجرور ظرف لغو مقدم، ندمین: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر "خشیۃ" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واعلموا ان فیکم رسول اللہ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم﴾
و: عاطفہ، اعلموا: فعل امر بافاعل، ان: حرف مشبہ، فیکم: ظرف مستقر خبر مقدم، رسول اللہ: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، لو: شرطیہ، یطیعکم: فعل بافاعل ومفعول، فی: جار، کثیر: موصوف، من الامر: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، عنتم: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ماقبل "فیکم" میں "کم" ضمیر سے حال ہے۔

﴿ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان﴾
و: عاطفہ، لکن اللہ: حرف مشبہ واسم، حبب الیکم الایمان: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، زینہ فی قلوبکم: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، کرہ الیکم: فعل بافاعل وظرف لغو، الکفر: معطوف علیہ، والفسوق والعصیان: معطوفات، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک ھم الرشدون فضلا من اللہ ونعمۃ واللہ علیم حکیم﴾
اولئک: مبتدا، ھم: مبتدا ثانی، الرشدون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ، فضلا: موصوف، من اللہ: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، نعمۃ: معطوف، ملکر فعل محذوف "یبتغون" کیلئے مفعول، ملکر جملہ

فعلیہ، و: عاطفہ، الله مبتدا، علیم حکیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان طائفتن من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، طائفتن موصوف، من المومنین: ظرف مستقر صفت، ملکر فعل محذوف "اقتتلوا" کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، اقتتلوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ تفسیر، ملکر شرط، ف: جزائیہ، اصلحوا بینهما: فعل امر بافاعل وظرف، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان بغت احدهما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفی الی امر الله﴾

ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، بغت احدهما علی الاخری: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قاتلوا: فعل امر بافاعل، التی تبغی: موصول صلہ، ملکر مفعول، حتی: جار، تفی الی امر الله: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان فاء ت فاصلحوا بینهما بالعدل واقسطوا ان الله یحب المقسطین﴾

ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، فاء ت: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اصلحوا: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال، بالعدل: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، بینهما: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقسطوا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، یحب المقسطین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما المومنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم واتقوا الله لعلکم ترحمون﴾

انما: حرف مشبہ وما کافہ، المومنون: مبتدا، اخوة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، اصلحوا: فعل امر بافاعل، بین اخویکم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اتقوا: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال، لعلکم ترحمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، الله: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یایها الذین امنوا لا تقدموا......☆ چند شخصوں نے عید الاضحیٰ کے دن سید عالم ﷺ سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بعض لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی ﷺ سے تقدم نہ کرو۔

☆......یایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم......☆ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی انہیں ثقل سماعت تھا اور ان کی آواز اونچی تھی بات کرنے میں آواز بلند ہو جایا کرتی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور کہنے لگے کہ میں اہل نار سے ہوں حضور ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ان کا حال دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ میرے پڑوسی ہیں اور میرے علم میں تو انہیں کوئی بیماری نہیں ہوئی پھر آ کر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت نازل ہوئی تم جانتے ہو کہ میں تم سب میں زیادہ بلند آواز ہوں تو میں جہنمی ہو گیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ حال حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ اہل جنت سے ہے۔

☆......ان الذین یغضون اصواتهم......☆ یہ آیت یایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت احتیاط کرنا لازم کر لی اور خدمت اقدس میں بہت پست آواز میں عرض معروض کرتے ان حضرات کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......ان الذین ینادونک......☆ یہ آیت وفد بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں دوپہر کے وقت

حاضر ہوئے جبکہ حضور ﷺ آرام فرمارہے تھے ان لوگوں نے آپ کو حجروں کے باہر سے پکارنا شروع کردیا، حضور ﷺ تشریف لے آئے ان لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور اجلال شان رسول اللہ ﷺ کا بیان فرمایا گیا کہ بارگاہ اقدس میں اس طرح پکارنا جہل و بے عقلی ہے اور ان لوگوں کو ادب کی تلقین کی گئی۔

☆......یایھا الذین امنوا......☆ یہ ولید بن عقبہ کے حق میں نازل ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بنی مصطلق سے صدقات وصول کرنے بھیجا تھا اور زمانہ جاہلیت میں ان کے اور اُن کے درمیان عداوت تھی جب ولید ان کے دیار کے قریب پہنچے اور انہیں خبر ہوئی تو اس خیال سے کہ وہ رسول کریم ﷺ کے بھیجے ہوئے ہیں بہت سے لوگ تعظیماً ان کے استقبال کے واسطے آئے۔ ولید نے یہ گمان کیا کہ یہ پرانی عداوت سے مجھے قتل کرنے آرہے ہیں یہ خیال کرکے ولید واپس ہوگئے اور سید عالم ﷺ سے عرض کیا کہ حضور ﷺ ان لوگوں نے صدقہ سے منع کردیا اور میرے قتل کے درپے ہوگئے۔ حضور ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تحقیق کے لئے بھیجا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ آذانیں کہتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور ان لوگوں نے صدقات پیش کئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہ صدقات لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور واقعہ عرض کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض مفسرین نے کہا کہ یہ آیت عام ہے اس بیان میں نازل ہوئی کہ فاسق کے قول پر اعتماد نہ کیا جائے (مسئلہ) اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایک شخص عادل ہو تو اس کی خبر معتبر ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ ورسول سے آگے بڑھنے کے معانی ومطالب:

ا......اس آیت میں تقدیم اصلی مراد نہیں ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے فعل (عمل) کے اعتبار سے سید عالم ﷺ سے سبقت نہ کرو، اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو چھوڑ کر کسی جانب مائل نہ ہو اور اوامر ونواہی کے معاملات میں انہی کی پیروی کرو۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ کسی معاملے میں سید عالم ﷺ سے پیش قدمی نہ کرو اور اس جملے میں سید عالم ﷺ کے احترام کی جانب اشارہ ہے اور ان کی جانب سے ملنے والے اوامر ونواہی میں فرمانبرداری کی جانب اشارہ ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کسی بھی قول وفعل میں سید عالم ﷺ سے نہ بڑھو جب تک کہ وہ تمہیں اس کام کا حکم دیں یا خود وہ کام کرکے دکھادیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کتاب اللہ عزوجل وسنت کے خلاف نہ تو کچھ حکم دو اور نہ ہی اس کے خلاف کچھ بیان کرو۔ (الخازن، ج٤، ص ١٧٥)

سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں بلند آواز سے کلام کرنا:

۲......حضرت اقرع بن حابس بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، حضرت ابوبکر نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ان کو ان کی قوم پر عامل بنادیجئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! عامل نہ بنائیں، پھر ان دونوں نے نبی ﷺ کے سامنے بحث وتکرار کی، یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوئیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم صرف میری مخالفت کا ارادہ رکھتے ہو، یہی جملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بیان کردیا گیا کہ اللہ عزوجل کے نبی ﷺ کے سامنے اپنی آوازیں بلند نہ کریں۔ اس کے بعد جب کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ کے سامنے کلام کرتے تو ان کی آواز سنائی نہ دیتی تھی بلکہ پوچھنا پڑتا تھا کہ کیا کہا؟۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب، رقم: ٤٣٦٧، ص ٧٤٠)

☆......حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں کیوں نہیں حاضر ہوتے؟ انہوں نے کہا: یہ آیت ﴿لا ترفعوا اصوتکم ...... الخ﴾ نازل ہوچکی ہے اور تم کو معلوم ہے کہ میری آواز سید عالم ﷺ کے سامنے تم

سب سے بلند ہے، سو میں تو اہل دوزخ میں ہوا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جا کر یہ بات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بلکہ وہ اہل جنت میں سے ہیں"۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب مخافۃ المؤمن ان یحبط عملہ، رقم:(۲۱۵)/ ۱۱۹، ص۷۸)

بعض اوقات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کسی ضرورت کی بناء پر آواز بلند ہوئی یا نعت کے کلمات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے پڑھا گیا، چنانچہ اس کی دلیل ذیل کی احادیث ہیں۔

☆......حضرت عثمان بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو مدینہ کے تمام مرد و عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے، خادم سڑکوں پر پھیل گئے اور زور زور سے پکار رہے تھے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!۔ (صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب: فی حدیث الھجرۃ، رقم:(۷٤۱٦)٤ ۲۰۱٤، ص ۱٤۷۳)

☆......جنگ حنین میں مسلمانوں اور کفار کا مقابلہ ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر کو کفار کی جانب دوڑا رہے تھے، حضرت عباس نے کہا: میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام تھام کر اس کو تیز بھاگنے سے روک رہا تھا اور حضرت ابو سفیان خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عباس! اصحاب سمرہ (کیکر کے درخت والوں) کو آواز دو، حضرت عباس بلند آواز شخص تھے، وہ کہتے ہیں: میں نے باآواز بلند پکارا: اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟ حضرت عباس نے کہا: خدا عزوجل کی قسم وہ لوگ آواز سنتے ہی اس طرح پلٹے جس طرح گائے اپنے بچوں کی طرف پلٹتی ہے، وہ یالبیک یالبیک کہتے ہوئے دوڑتے ہوئے آئے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجھاد والسیر، باب فی غزوۃ حنین، رقم:(٤٥٠٤)/۱۷۷۵، ص۸۹۷)

کن اعمال سے پرہیزگاری ظاہر ہوتی ہے؟

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے(الحجرات:۳)﴾ میں امتحن بمعنی شرحھا ووسعھا ہے یعنی اللہ عزوجل نے جن کے دلوں کو تقوی کے لئے منتخب فرمالیتا ہے انہیں کشادہ اور وسیع کردیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل ایسوں سے شہوانی خواہشات دور کردیتا ہے، یعنی اللہ عزوجل انہیں خواہشات کی محبت سے پناہ دے دیتا ہے، بُرے اخلاق سے نجات بخش دیتا ہے۔ حسین قدس سرہ کہتے ہیں کہ جنہیں اللہ عزوجل تقوی کے لئے چن لیتا ہے ان کا مشغلہ قرآن کی تلاوت، اس پر ایمان کے آثار نمودار ہوتے ہیں، غور و فکر کرنا اسکی سوچ میں داخل ہوتا ہے، پاکیزگی اس کا تقوی، طہارت اس کی توبہ، صفائی ستھرائی اس کو حلال، زینت اس کی پرہیزگاری، اس کا علم آخرت کو نفع دینے والا، اس کی مشغولیت اللہ عزوجل کی جانب ہوتی ہے، اس کی جائے مسکن اللہ عزوجل کی رحمت پر منحصر ہوتی ہے، اس کے روزے مرنے کے بعد کے لئے نفع ہوتے ہیں، اس کی افطار گویا جنت کے انعام میں سے کوئی نعمت ہے، اس کی جمع پونجی نیکیاں، اس کا خزانہ اخلاص، اس کی خاموشی مُراقبہ، اس کی نظر مشاہدات پر ہوتی ہے۔ شیخ اکبر قدس سرہ کہتے ہیں کہ زیادہ پاکیزہ تقوی یہ ہے کہ ہر عمل تجھے آگ سے بچائے اور جب آگ سے بچانے والا عمل ہو تو پھر تجھے پردوں سے بھی بچائے، اور اگر تجھ سے پردے اُٹھ جائیں تو تجھے عزت والے کریم رب کے جلوے ہر سو نظر آئیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنی آدم کا دل ہمیشہ حرص میں مشغول رہتا ہے سوائے اس کے جسے اللہ عزوجل تقوی کے لئے چن لیتا ہے"۔

(روح البیان، ج۹، ص۸۰)

حجرات کے معنی کے تحت باہر سے پکارنے والے اکثر تھے یا نہیں؟

٤......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿اکثرھم لا یعقلون ان میں اکثر بے عقل ہیں (الحجرات:٤)﴾۔ اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿اکثرھم﴾ میں دو باتیں ہیں: (ا)......عرب کا یہ دستور ہے کہ اکثر کو کل کے برابر جانتے ہیں، اور متذکرہ آیت میں اکثر کا

ذکر کذب سے احتیاط کرتے ہوئے اور کلام میں احتیاط برتنے کے پیش نظر کیا گیا ہے، کیونکہ کذب انسان کے عمل کو بعض اشیاء میں برباد کردیتا ہے، پس اسی مناسبت سے اکثر کا قول کر کے کل کو مراد لیا گیا ہے۔ پھر اللہ ﷻ نے اپنے علم ازلی کے ذریعے ان تمام چیزوں کا احاطہ فرمایا جو اُس وقت کے لوگوں کے کلام کے مناسب تھا، اور اس میں ایک لطیف نکتے کی جانب اشارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: میں اپنے علم کے ذریعے ان تمام چیزوں کا احاطہ کرتا ہوں جو تمہاری عادت کے موافق ہیں اور ایسا کرنے میں کذب سے احتراز برتنا ہے اور میرا کلام میری رضا پر دلیل قاطع ہے۔ (۲)......ان میں اکثر لوگ اپنے احوال پر عقل نہیں رکھتے، مثلاً انسان پہلے جاہل وفقیر تھا پھر عالم وغنی ہوگیا، پس اس اعتبار سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ زید وہ نہیں ہے جو پہلے تھا اس کا حال پہلے حال سے بہتر ہے۔ (۳)......اس جملے ﴿اکثرھم﴾ میں اس جانب اشارہ ہے کہ ان میں سے کوئی اس امر سے باز آجائے، اور ہوسکتا ہے کہ کوئی اس پر قائم رہے، اسی بناء پر ﴿اکثرھم﴾ کا صیغہ استعمال کیا گیا تاکہ اس جملے کی وعید سے وہ لوگ نکل جائیں جو آیات الٰہی سے سبق حاصل کرتے ہیں۔

(الرازی، ج۱۰، ص۹۶)

عندالشرع فاسق کا قول اور خبر معتبر ہونے یا نہ ہونا:

۵......صاحب ھدایہ فرماتے ہیں کہ شہادت کا ادا کرنا فرض ہے اور جب مدعی شاہد کو بلائے تو شہادت کو چھپانا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿ولا یاب الشھداء اذا ما دعوا﴾ اور گواہ جب بلائے جائیں تو وہ آنے سے انکار نہ کریں (البقرۃ:۲۸۲) ﴿ولاتکتموا الشھادۃ﴾ اور گواہی نہ چھپاؤ (البقرۃ:۲۸۳)۔

جو شخص صغیرہ گناہ کا مرتکب ہے مگر اُس پر اصرار نہ کرتا ہو یعنی متعدد بار نہ کیا ہو اور کبیرہ سے اجتناب کرتا ہو اُس کی گواہی مقبول ہے اور کبیرہ کا ارتکاب کرے گا تو گواہی قبول نہیں۔ یونہی جانور کے ساتھ کھیلنے والا جیسے مرغ بازی، کبوتر بازی، بٹیر بازی کرنے والے کی گواہی مقبول نہیں اسی طرح مینڈھا لڑانے والے، بھینسا لڑانے والے اور طرح طرح کے اس قسم کے کھیل کرنے والے کہ ان کی بھی گواہی مقبول نہیں ہاں اگر محض دل بہلانے کے لئے کسی نے کبوتر پال رکھا ہے، بازی نہیں کرتا یعنی لڑاتا نہ ہو تو جائز ہے مگر جب کہ دوسروں کے کبوتر پکڑ لیتا ہو جیسا کہ اکثر کبوتر بازوں کی عادت ہوتی ہے اور وہ اسے عیب بھی نہیں سمجھتے یہ حرام اور سخت حرام ہے کہ پرایا مال ناحق لینا ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الشھادات، باب:القبول وعدمہ، ج۸، ص۱۸۹ وغیرہ ملخصا وملتقطا)

جو عبادتیں وقت معین میں فرض ہیں کہ وقت نکل جانے پر قضا ہوجاتی ہیں جیسے نماز وروزہ اگر بغیر عذر شرعی ان کو وقت سے مؤخر کردے فاسق مردود الشہادۃ ہے اور جن کے لئے وقت معین مقرر نہیں جیسے زکوۃ اور حج ان میں اختلاف ہے تاخیر سے مردود الشہادۃ ہوتا ہے یا نہیں، صحیح یہ ہے کہ نہیں ہوتا۔ بلا عذر جمعہ ترک کرنے والا فاسق ہے یعنی محض اپنی کاہلی اور سستی سے جو ترک کرے اور اگر عذر کی وجہ سے نہیں پڑھا مثلاً بیمار ہے یا کسی تاویل کی بنا پر نہیں پڑھتا مثلاً یہ کہتا ہے کہ امام فاسق ہے اس وجہ سے نہیں پڑھتا ہوں تو یہ چھوڑنے والا فاسق نہیں۔ محض کاہلی وسستی سے نماز یا جماعت ترک کرنے والا مردود الشہادۃ ہے اور اگر ترک جماعت کے لئے عذر ہو مثلاً امام فاسق ہے کہ اُس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور امام کو ہٹا بھی نہیں سکتا یا امام گمراہ بدعتی ہے اس وجہ سے اُس کے پیچھے نہیں پڑھتا گھر میں تنہا پڑھ لیتا ہے تو اس کی گواہی مقبول ہے۔ فاسق نے توبہ کرلی تو جب تک اتنا زمانہ نہ گزر جائے کہ توبہ کے آثار اُس پر ظاہر ہوجائیں اُس وقت تک گواہی مقبول نہیں اور اس کے لئے کوئی مدت نہیں ہے بلکہ قاضی کی رائے پر ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشھادات، الباب الرابع فیمن تقبل شھادتہ ومن لا تقبل، الفصل الثانی:فیمن لا تقبل، ج۳، ص۴۳۲)

حدیث کی رو سے قاضی کے پاس غلط (جھوٹا) بیان دینے کا وبال:

۶۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿واعلموا ان فیکم رسول الله لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم اور جان لوکہ تم میں اللہ کے رسول ہیں بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری مانیں تو تم ضرور گناہ گار ہوگے (الحجرات:۷)﴾۔

☆۔۔۔۔۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر جو اُن کے بعد ہیں، پھر وہ جو اُن کے بعد ہیں پھر ایسی قوم آئے گی کہ اُن کی گواہی قسم پر سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر، یعنی گواہی دینے اور قسم کھانے میں بے باک ہونگے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب :لایشهد علی شهادة جور، رقم:۲۶۵۲، ص۴۲۹)

☆۔۔۔۔۔حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ اس کے لئے جہنم واجب کردے گا''۔ (سنن ابن ماجه ،ابواب الاحکام، باب :شهادة الزور، رقم:۲۳۷۳، ص۴۰۵)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو گواہی کے لئے بلایا گیا اور اُس نے گواہی چھپائی یعنی ادا کرنے سے گریز کی وہ ایسا ہی ہے جیسا جھوٹی گواہی دینے والا''۔ (المعجم الاوسط ،من اسمه علی، رقم:۴۱۶۷، ج۳، ص۱۵۶)

آیت کے تناظر میں مسلمانوں کے دوگروہ کا باہم لڑنا:

۷۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فاصلحوا بینهما تو ان میں صلح کراؤ﴾ یعنی ان میں سے جو غلطی پر ہے اسے ظلم سے روکا جائے، شبہ کو دور کیا جائے اور دونوں فریقوں کو اللہ ﷻ کی کتاب، رسول اللہ ﷺ کی سنت، باہمی حسد اور ایک دوسرے سے بغض نہ کرنے کی طرف دعوت دی جائے۔ اگر ان میں کوئی ایک دوسرے پر زیادتی کرے اور قرآن وسنت کا فیصلہ تسلیم نہ کرے اور انہیں ظلم سے روکنا بھی ممکن نہیں کیونکہ ان کے حمایتی موجود ہیں جو حد سے تجاوز کرنے والے ہیں ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ بھی اللہ کے حکم کی طرف واپس آجائیں۔ (المظهری، ج۶، ص۳۹۵)

آج کل لوگ دوسروں کا مال ہڑپ کرجاتے ہیں، ابھی تو یہ سب آسان لگ رہا ہوگا لیکن قیامت میں بہت مہنگا پڑے گا، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں: جو دنیا میں کسی کے تقریباً تین پیسے دین یعنی قرض دبالیگا بروز قیامت اس کے بدلے سات سو باجماعت نمازیں دینا پڑیں گی''۔ (الفتاوی الرضویه مخرجه، ج۲۵، ص۶۹)

اغراض:

بقول او فعل: قولی اور فعلی دونوں اعتبار سے اللہ اور رسول ﷺ سے آگے بڑھنے کی ممانعت ہے، پس قولی اور فعلی دونوں کی مثال سبب نزول آیت میں ملاحظہ کیجئے، یعنی جن لوگوں نے سید عالم ﷺ سے پہلے ہی یوم نحر میں قربانی کرلی، پس انہیں حکم کیا گیا کہ دوبارہ قربانی پیش کریں۔ پس جس نے بھی نماز سے پہلے قربانی کرلی وہ صرف گوشت ہی حاصل کرے گا کیونکہ اس قربانی کی کوئی حیثیت نہیں، اور بی بی عائشہ سے مروی ہے کہ یوم شک میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا کہ اُس وقت تک روزہ نہ رکھا جائے جب تک کہ تمہارے نبی روزہ نہ رکھ لیں، اور ضحاک کہتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے چہ جائے کہ قتال کا معاملہ ہو یا دیگر شرائع دین کا، یعنی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف کام نہ کرو۔

علی النبی ﷺ: اَولیٰ یہ ہے کہ ''عند النبی ﷺ'' کہا جائے، حدیث میں ہے: ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حضور اقرع بن حابس یا قعقاع بن معبد میں سے ایک کو امیر بنانے کے بارے میں باہم تیز آواز سے مباحثہ کرنے پر نازل ہوئی'' اور سید عالم ﷺ کے ادب کا درس دیا گیا، المختصر۔ ونزل فیمن کان یخفض صوته عند النبی ﷺ: جیسا کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق، جب انہیں آواز پست رکھنے کے بارے میں حکم ملا تو اب اُن کا حال یہ تھا کہ سید عالم

علیہ السلام کی بارگاہ میں اپنی آواز کو انتہائی پست رکھتے تھے۔ونزل فی: مراد بنوتمیم ہیں جوکہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے بارے میں کلام کرتے تھے، لیکن جب ان دونوں حضرات کا بنوتمیم میں سے امیر بنائے جانے پر اختلاف ہوا اور دونوں سے صبر نہ ہوسکا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی آیت ارشاد فرمائی: ﴿یایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ﴾ اور جب ان دونوں حضرات کی آواز بڑھ گئی تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿یایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم﴾ اور جب ان دونوں کی آواز پست ہوگئی تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ان الذین یغضون اصواتھم﴾ اور جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پردے کے پیچھے سے پکارتے تھے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ان الذین ینادونک من وراء الحجرات﴾۔ اذا نطقتم: بمعنی تکلمتم۔ اذا نطق: بمعنی تکلم ہے۔ناجیتموہ: یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اشاروں سے کلام کرتے۔

بل دون ذلک: دونوں نہی ﴿لا ترفعوا﴾، ﴿ولا تجھروا﴾ کی جانب راجع ہے، یعنی اپنی آوازوں کو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے پست کرلو، نہ کہ آپس میں ایک دوسرے سے بلند آواز سے بات کرنا ختم کرلو۔

ای خشیۃ ذلک: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ان تحبط﴾ میں مضاف حذف ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: "ای خشیۃ الحبوط"، اور خوف تنازعہ ہونے کا تھا کہ مبادا آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کوئی تنازعہ نہ ہوجائے، پس فرمایا کہ آواز بلند نہ کرو۔

فیمن کان یخفض صوتہ: یعنی سابق نہی کی مخالفت کا خوف کرنا مراد ہے، اور یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلال اور تعظیم کی وجہ سے ہے۔

کابی بکر وعمر: یعنی تمام ہی (صحابہ) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آواز پست رکھتے تھے اور اسی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور اجلال تھا۔ونزل بی قوم: اور ﴿ان الذین ینادونک﴾ بنی تمیم کے وفد کے حق میں نازل ہوئی۔

ای لتظھر منھم: اور جولوگ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آواز پست رکھتے تھے، اُن سے تقوی اور پرہیزگاری کا ظہور محنت شاقہ سے ہوا کرتا تھا اور انہیں اللہ نے اسی تقوی کے لئے چن لیا تھا، یعنی ان کو تقوی کی دولت آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کی برکت سے ملی ہے اور یہی اطلاق السبب علی المسبب ہے۔ وھی ما یحجر علیہ: یعنی حجرۂ مبارکہ میں داخل ہونے سے رکے رہنا مراد ہے۔ کان کل واحد منھم: مخاطب کے صیغے کے ساتھ پکارا، اور یہ مقام احتمال کا مقام ہے یعنی انہوں نے حجرے کے باہر سے پکارنا شروع کردیا جیسا کہ مفسر نے کہا ہے یا یہ مراد ہے کہ ان میں سے ہر ایک حجرے کے باہر بیٹھ گیا اور پکارنے لگا۔ ای ثبت: یہاں فعل مقدر کا بیان کرنا مقصود ہے، معنی یہ ہے: "ثبت صبرھم وانتظارھم یعنی انہیں صبر اور انتظار کرنا چاہیے تھا"۔ اور یہ قول مبرد، زجاج اور کوفیوں کا ہے۔

ونزل فی الولید بن عقبۃ: بن ابی معیط، جوکہ حضرت عثمان بن عفان کے ماں جائے بھائی ہیں، مزید شان نزول: ﴿یایھا الذین امنوا ان جاءکم﴾ کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔ مصدقا: مراد صدقات لینا ہے۔ اثم التسبب: یعنی تم نے وہ فعل نہ کیا، پس تم پر گناہ بھی نہ ہوگا۔ الی المرتب: ولید کی زبانی صحابہ نے مرتد ہونے کی خبر سنی تو بنی مصطلق سے قتال کے درپے ہوئے، ملخصاً۔

ھی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکب حمارا: (اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار تشریف لئے جارہے تھے ابن ابی کے پاس سے گزر ہوا، اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو ابن ابی نے ناک بند کرلی۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے، پھر دونوں قوم کے درمیان ہاتھ، جوتے اور تلواریں چلنے لگیں۔ومر علی ابن ابی: جس کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔فقال ابن رواحۃ: اس کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔
وسد ابن ابی انفہ: یعنی مجھے دراز گوش کے پیشاب نے اذیت میں ڈال دیا (معاذ اللہ)۔اعدلوا: میں اس جانب اشارہ ہے

اقسط بمعنی عدل ہے۔فی الدین: یعنی مومن کی اصل ایک ہی ہے یعنی ایمان ہونے کی وجہ سے وہ باہم بھائی ہیں۔حین سخروا من فقراء المسلمین: جب بنی تمیم نے مسلمانوں کی کمتر حالت اور بدحالی کو دیکھا، اور یہ صحابہ کے اسلام لانے کے ابتدائی دور کی بات ہے، بعد میں مسلمان اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے۔

کعمار: مراد اہل صفہ ہیں، جن کے بارے میں یہ فرمان نازل ہوا: ﴿للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ﴾۔

ای لا یعب بعضکم بعضا: معنی یہ ہے کہ مومنین ایک جسم واحد کی طرح ہیں، جب کوئی مومن کسی دوسرے پر عیب لگاتا ہے تو گویا وہ اپنی ذات پر عیب لگاتا ہے۔لتکررہ عادۃ: یعنی کسی کو عادتاً ایسا نہیں کہتا، جب تو فاسق نہ ہوگا اور گناہ صغیرہ کہلائے گا لیکن اگر عادتاً ایسے جملے کہتا ہے اور تکرار کرتا رہتا ہے تو پھر کبیرہ گناہ ہو جائے گا۔ (الصاوی، ج۵،ص۲۱ ۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿یایها الذین امنوا لا یسخر﴾ اَلْآیَةُ نَزَلَتْ فِی وَفْدِ تَمِیْمٍ حِیْنَ سَخِرُوْا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ کَعَمَّارٍ وَصُهَیْبٍ وَالسُّخْرِیَّةُ الْاِزْدِرَاءُ وَالْاِحْتِقَارُ ﴿قوم﴾ اَیْ رِجَالٌ مِنْکُمْ ﴿من قوم عسی ان یکونوا خیرا منهم﴾ عِنْدَ اللّٰهِ ﴿ولا نساء﴾ مِنْکُمْ ﴿من نساء عسی ان یکن خیرا منهن ولا تلمزوا انفسکم﴾ لَاتَعِیْبُوْا فَتُعَابُوْا اَیْ لَا یُعِیْبُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا ﴿ولا تنابزوا بالالقاب﴾ لَا یَدْعُوْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا بِلَقَبٍ یَکْرَهُهُ وَمِنْهُ یَافَاسِقُ یَاکَافِرُ ﴿بئس الاسم﴾ اَیِ الْمَذْکُوْرِ مِنَ السُّخْرِیَّةِ وَاللَّمْزِ وَالتَّنَابُزِ ﴿الفسوق بعد الایمان﴾ بَدَلٌ مِنَ الْاِسْمِ لِاِفَادَةِ اَنَّهُ فِسْقٌ لِتَکَرُّرِهٖ عَادَةً ﴿ومن لم یتب﴾ مِنْ ذٰلِکَ ﴿فاولئک هم الظلمون (۱۱) یایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم﴾ اَیْ مُؤْثِمٌ وَهُوَ کَثِیْرٌ کَظَنِّ السُّوْءِ بِاَهْلِ الْخَیْرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَهُمْ کَثِیْرٌ بِخِلَافِهٖ بِالْفُسَّاقِ مِنْهُمْ فَلَا اِثْمَ فِیْهِ نَحْوِ مَا یَظْهَرُ مِنْهُمْ ﴿ولا تجسسوا﴾ حُذِفَ مِنْهُ اِحْدَی التَّائَیْنِ لَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِیْنَ وَمَعَائِبَهُمْ بِالْبَحْثِ عَنْهَا ﴿ولا یغتب بعضکم بعضا﴾ لَا یَذْکُرْهُ بِشَیْءٍ یَکْرَهُهُ وَاِنْ کَانَ فِیْهِ ﴿ایحب احدکم ان یأکل لحم اخیه میتا﴾ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ اَیْ لَا یَحْسُنُ بِهٖ لَا ﴿فکرهتموه﴾ اَیْ فَاغْتِیَابُهٗ فِیْ حَیَاتِهٖ کَاَکْلِ لَحْمِهٖ بَعْدَ مَمَاتِهٖ وَقَدْ عُرِضَ عَلَیْکُمُ الثَّانِیْ فَکَرِهْتُمُوْهُ فَاَکْرِهُوا الْاَوَّلَ ﴿واتقوا الله﴾ اَیْ عِقَابَهٗ فِی الْاِغْتِیَابِ بِاَنْ تَتُوْبُوْا مِنْهُ ﴿ان الله تواب﴾ قَابِلُ تَوْبَةِ التَّائِبِیْنَ ﴿رحیم (۱۲)﴾ بِهِمْ ﴿یایها الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی﴾ آدَمَ وَحَوَّاءَ ﴿وجعلنکم شعوبا﴾ جَمْعُ شَعْبٍ بِفَتْحِ الشِّیْنِ هُوَ اَعْلٰی طَبَقَاتِ النَّسَبِ ﴿وقبائل﴾ هِیَ دُوْنَ الشُّعُوْبِ وَبَعْدَهَا الْعَمَائِرُ ثُمَّ الْبُطُوْنُ ثُمَّ الْاَفْخَاذُ ثُمَّ الْفَصَائِلُ اٰخِرُهَا مِثَالُهٗ خُزَیْمَةُ شَعْبٌ کِنَانَةُ قَبِیْلَةٌ قُرَیْشٌ عِمَارَةٌ بِکَسْرِ الْعَیْنِ قُصَیٌّ بَطْنٌ هَاشِمٌ فَخْذٌ الْعَبَّاسُ فَصِیْلَةٌ ﴿لتعارفوا﴾ حُذِفَ مِنْهُ اِحْدَی التَّائَیْنِ اَیْ لِیَعْرِفَ بَعْضُکُمْ بَعْضًا لَا لِتَفَاخَرُوْا بِعُلُوِّ النَّسَبِ وَاِنَّمَا الْفَخْرُ بِالتَّقْوٰی ﴿ان اکرمکم عند الله اتقکم ان الله علیم﴾ بِکُمْ ﴿خبیر (۱۳)﴾ بِبَوَاطِنِکُمْ ﴿قالت الاعراب﴾ نَفَرٌ مِنْ بَنِیْ اَسَدٍ ﴿امنا﴾ صَدَّقْنَا بِقُلُوْبِنَا ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا﴾ اَیْ اِنْقَدْنَا ظَاهِرًا ﴿ولما﴾ اَیْ لَمْ ﴿یدخل الایمان فی قلوبکم﴾ اِلَی الْاٰنَ لٰکِنَّهٗ یَتَوَقَّعُ مِنْکُمْ ﴿وان تطیعوا الله ورسوله﴾ بِالْاِیْمَانِ وَغَیْرِهٖ ﴿لا یلتکم﴾ بِالْهَمْزَةِ

وَتَرْكِهٖ وَبِاِبْدَالِهٖ اَلِفًا لَا يَنْقُصْكُمْ﴿من اعمالكم﴾مِنْ ثَوَابِهَا﴿شيئا ان الله غفور﴾لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴿رحيم (۱۴)﴾بِهِمْ﴿انما المؤمنون﴾اَيِ الصَّادِقُوْنَ فِي اِيْمَانِهِمْ كَمَا صُرِّحَ بِهٖ بَعْدُ﴿الذين امنوا بالله ورسوله ثم لم يرتابوا﴾لَمْ يَشُكُّوْا فِي الْاِيْمَانِ﴿وجهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل الله﴾فَجِهَادُهُمْ يَظْهَرُ صِدْقُهُمْ فِيْ اِيْمَانِهِمْ﴿اولئک هم الصدقون (۱۵)﴾فِي اِيْمَانِهِمْ لَا مَنْ قَالُوْا اٰمَنَّا وَلَمْ يُوْجَدْ مِنْهُمْ غَيْرُ الْاِسْلَامِ﴿قل﴾لَهُمْ﴿اتعلمون الله بدينكم﴾مُضَعَّفُ عَلِمَ بِمَعْنٰى شَعَرَ اَيْ اَتُشْعِرُوْنَهٗ بِمَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ فِي قَوْلِكُمْ اٰمَنَّا﴿والله يعلم ما فی السموت وما فی الارض والله بكل شیء علیم (۱۶) یمنون علیک ان اسلموا﴾مِنْ غَيْرِ قِتَالٍ بِخِلَافِ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ اَسْلَمَ بَعْدَ قِتَالٍ مِنْهُمْ﴿قل لا تمنوا علی اسلامکم﴾مَنْصُوْبٌ بِنَزْعِ الْخَافِضِ الْبَاءِ وَيُقَدَّرُ قَبْلَ اَنْ فِي الْمَوْضَعَيْنِ﴿بل الله یمن علیکم ان هدكم للایمان ان کنتم صدقين (۱۷)﴾فِي قَوْلِكُمْ اٰمَنَّا﴿ان الله يعلم غيب السموت والارض﴾اَيْ مَا غَابَ فِيْهِمَا﴿والله بصير بما تعملون (۱۸)﴾بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْهُ.

﴿ترجمہ﴾

ایمان والے نہ ہنسیں (یہ آیت مبارکہ بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی جو غریب مسلمانوں جیسے حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی غربت دیکھ کران کے ساتھ تمسخر کرتے تھے......۱...... سخرية کا معنی ہلکا سمجھنا حقیر جاننا ہے) مرد (تم میں سے) مردوں پر عجب نہیں کہ (اللہ عزوجل کے نزدیک) وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ (تم میں سے) عورتیں عورتوں سے دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو (یعنی تم کسی پر عیب نہ لگاؤ کہ نتیجہ میں تم پر بھی لگایا جائے معنیٰ آیت یہ ہے کہ ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ ......۲......) اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو (یعنی ایک دوسرے کو ایسے لعنت سے نہ پکارو جو نا گوار ہو جیسے فاسق، اے کافر!) کیا ہی برا نام ہے (جو مذکور ہوا جیسے ہی بنانا، طعنہ دینا، بُرا نام رکھنا......۳......) مسلمان ہو کر فاسق کہلانا (الفسوق...... الخ "الاسم" سے بدل ہے اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ ان باتوں کی عادۃً تکرار فسق ہے) اور جو (ان سے) توبہ کریں تو وہی ظالم ہیں اے ایمان والوں! بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے (یعنی گناہ میں ڈالنے والا ہوتا ہے اور ایسے گمان کثیر ہیں جیسے نیکوکار مسلمانوں کے ساتھ برا گمان رکھنا اور نیکوکار مسلمان کثیر ہیں فاسق مسلمانوں کے بارے میں ان سے ظاہر ہونے والے امور کے سبب بدگمان کرنے میں گناہ نہیں ہے) اور عیب نہ ڈھونڈو (یعنی مسلمانوں کے پوشیدہ امور اور ان کے عیوب کی تلاش نہ کرو، ولا تجسسوا کی دو تاء میں سے ایک کو حذف کر دیا گیا ہے) اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو (کسی مسلمان کا ایسے وصف کے ساتھ ذکر نہ کرو جو اسے نا گوار گزرے اگرچہ وہ اس میں موجود بھی ہو) کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے (وہ اسے پسند نہ کرے گا "میتا" کو مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا (یعنی مسلمان کی اس کی زندگی میں غیبت کرنا بعد مرگ اس کا گوشت کھانے کی طرح ہے، دوسری چیز تم پر پیش کی جائے تو تم اس سے اعراض کرو تمہیں پہلی چیز یعنی غیبت سے بھی اعراض برتنا چاہیے) اور اللہ سے ڈرو (غیبت کے بارے میں اس کے عقاب سے ڈرو یوں کہ غیبت سے توبہ کرلو......۴......) بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے (تائبین کی) مہربانی کرنے والا ہے (ان لوگوں پر) اے لوگوں! ہم نے تمہیں کیا مرد اور ایک عورت (یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت بی بی حوا) سے پیدا کیا اور تمہیں کیا شاخیں ("شعب" نسل کے اعلیٰ طبقہ کو کہتے ہیں "شعوبا" کی جمع ہے) اور قبیلہ

(اس کا مرتبہ شعوب کے بعد آتا ہے پھر اس کے عمائر، پھر بطون، پھر افخاذ، پھر فضائل ان کی مثال جیسے خزیمہ یہ شعب ہے کنانہ قبیلہ قریش، عمائر عین مکسورہ کے ساتھ، قصی بطن ہے، ہاشم فخذ ہے، عباس فیصلہ ہے) کہ آپس میں پہچان رکھو (یعنی ایک دوسرے کو پہچان سکو نہ کہ اس لیے تم اپنے عالی نسب پر باہم فخر کرنے لگو اور فخر کے لائق شے تو تقویٰ ہی ہے) بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ علم رکھنے والا ہے (تمہارا) خبردار ہے (تمہارے باطن سے) گنوار بولے (قبیلہ بنواسد کے گروہ میں سے) ہم ایمان لائے (یعنی ہم نے اپنے دلوں سے تصدیق کی) تم (ان سے فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے (ظاہر میں اسلمنا بمعنی انقدنا ہے) اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ("لما" لم الی الان کے معنی میں ہے لیکن تم سے ایمان لے آنے کی توقع ہے) اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کروگے (ایمان وغیرہ اختیار کر کے......) تو کچھ کمی نہ کرے گا (لا یلتکم بمعنی ینقصکم ہے، لایلتکم ہمزہ کے ساتھ اور بغیر ہمزہ کے ساتھ اور ہمزہ کو الف سے بدلنے کے ساتھ پڑھا گیا ہے) تمہارے اعمال میں (تمہارے اعمال کے ثواب میں سے) بیشک اللہ بخشنے والا ہے (مسلمانوں کو) رحم کرنے والا ہے (ان پر) بیشک ایمان والے (یعنی وہ جو اپنے ایمان میں سچے ہیں جیسا کہ اسی کی تصریح آگے آرہی ہے) وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر (ایمان کے بارے میں) شک نہ کیا (لم یرتابوا بمعنی لم یشکوا ہے) اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا (ان کا جہاد کرنا ان کے ایمان میں سچے ہونے کو ظاہر کررہا ہے) وہی (اپنے ایمان میں) سچے ہیں (تاکہ وہ جنہوں نے امنا کہا اور ان سے ظاہری اطاعت کے علاوہ کچھ ظہور میں نہیں آیا) تم (ان لوگوں سے) فرماؤ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو (یہاں علم بمعنی شعر ہے، تعلمون مضعف ہے، یعنی کیا تم اسے شعور دلا رہے ہو اس کا جس پر تم ہو، یعنی اپنے قول امنا سے) اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہوگئے (تم سے بغیر جنگ کئے، بخلاف ان لوگوں کے جو تم سے جنگ کرنے کے بعد پھر اسلام لے کر آئے ہیں) تم فرماؤ اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو (اسلامکم یہ حرف جر باء کے حذف کی وجہ سے منصوب ہے دونوں مقامات میں اس کے ماقبل ان مقدر ہے) بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو (اپنے قول امنا میں) بیشک اللہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے سب غیب (یعنی زمین وآسمان میں موجود تمام ہی غیب کو) اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (اس پر ان میں سے کوئی بھی شے مخفی نہیں ہے "تعملون" فعل علامت مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منھن﴾

یایھا الذین امنوا: نداء، لایسخر: فعل نہی محذوف، قوم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، نساء: معطوف، ملکر فاعل، من قوم: جار مجرور معطوف علیہ، من نساء: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، عسی: فعل مقارب، ان: مصدر یہ، یکونوا خیرا منھم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، عسی: فعل مقارب، ان: مصدر یہ، یکن خیرا منھن: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان﴾

و: عاطفہ، لاتلمزوا: فعل نہی با فاعل، انفسکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لاتنابزوا: فعل نہی با فاعل، بالالقاب: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، بئس: فعل ذم، الاسم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر مقدم، الفسوق: ذوالحال، بعد الایمان: ظرف متعلق محذوف

حال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن لم یتب فاولئک هم الظلمون﴾

و: عاطفہ،من: شرطیہ مبتدا،لم یتب: فعل نفی با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ،اولئک هم الظلمون: جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم﴾

یایها الذین امنوا: ندا،اجتنبوا: فعل امر با فاعل،کثیرا: موصوف،من الظن: ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ،ان: حرف مشبہ واسم،بعض الظن: اسم،اثم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا﴾

و: عاطفہ،لاتجسسوا: فعل نہی با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لایغتب: فعل نہی،بعضکم: فاعل،بعضا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ایحب احدکم ان یا کل لحم اخیه میتا فکرهتموه﴾

همزہ: حرف استفہام،یحب احدکم: فعل وفاعل،ان: مصدریہ،یاکل: فعل با فاعل، لحم اخیه: ذوالحال،میتا: حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف: فصیحیہ، کرهتموه: فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "ان صح هذا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واتقوا الله ان الله تواب رحیم﴾

و: عاطفہ،اتقوا الله: فعل امر با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ان الله: حرف مشبہ واسم،تواب رحیم: خبر ان،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایها الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا﴾

یایها الناس: ندا،انا: حرف مشبہ واسم،خلقنکم: فعل با فاعل ومفعول،من: جار،ذکر: معطوف علیہ،و: عاطفہ،انثی: معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،جعلنکم: فعل با فاعل ومفعول،شعوبا: معطوف علیہ،و: عاطفہ،قبائل: معطوف،ملکر مفعول ثانی،لام: جار،تعارفوا: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ان اکرمکم عند الله اتقکم ان الله علیم خبیر﴾

ان: حرف مشبہ،اکرمکم: ذوالحال،عند الله: ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر اسم،اتقکم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ان الله: حرف مشبہ واسم،علیم خبیر: خبر ان،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم﴾

قالت الاعراب: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ قول،امنا: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،قل: قول،لم تومنوا: فعل با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،لکن: حرف استدراک،قولوا: فعل امر با واؤ ضمیر ذوالحال،و: حالیہ،لما یدخل: فعل نفی،الایمان: فاعل،فی قلوبکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ قول، اسلمنا: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وان تطیعوا الله ورسوله لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان الله غفور رحیم﴾

و: عاطفہ،ان: شرطیہ،تطیعوا: فعل با فاعل،الله: معطوف علیہ،ورسولہ: معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط،لایلتکم: فعل نفی بافاعل ومفعول،من اعمالکم: ظرف مستقر حال مقدم،شیئا: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ،ان الله: حرف مشبہ واسم،غفور رحیم: خبران،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ﴾

انما: حرف مشبہ وما کافہ،المومنون: مبتدا،الذین: موصول،امنوا باللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ثم: عاطفہ،لم یرتابوا: جملہ فعلیہ معطوف اول،و: عاطفہ،جاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک ھم الصدقون قل اتعلمون اللہ بدینکم واللہ یعلم ما فی السموت وما فی الارض﴾

اولئک: مبتدا،ھم الصدقون: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،قل: قول،ھمزہ: حرف استفہامیہ،تعلمون: فعل بافاعل،اللہ: ذوالحال،و: حالیہ،اللہ: مبتدا،یعلم: فعل بافاعل،مافی السموت: معطوف علیہ،و: عاطفہ،مافی الارض: معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر مفعول،بدینکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واللہ بکل شیء علیم یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم﴾

و: عاطفہ،اللہ: مبتدا،بکل شیء علیم: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،یمنون علیک: فعل بافاعل وظرف لغو،ان: مصدریہ، اسلموا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر ب جار،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،قل: قول،لاتمنوا علی: فعل نہی بافاعل وظرف لغو،اسلامکم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿بل اللہ یمن علیکم ان ھدکم للایمان ان کنتم صدقین﴾

بل: حرف اضراب،اللہ: مبتدا،یمن علیکم: فعل بافاعل وظرف لغو،ان: مصدریہ،ھدکم للایمان: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر ب جار،مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ان: شرطیہ،کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فھو المان علیکم" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ یعلم غیب السموت والارض واللہ بصیر بما تعملون﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم،یعلم غیب السموت والارض: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،اللہ: مبتدا،بصیر بماتعملون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**وان طائفتن من المؤمنین**......☆ نبی کریم ﷺ دراز گوش پر سوار تشریف لے جا رہے تھے انصار کی مجلس پر گزر ہوا وہاں تھوڑا سا توقف فرمایا اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو ابن ابی نے ناک بند کرلی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے حضور ﷺ تو تشریف لے گئے ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور ان دونوں کی قومیں آپس میں لڑ گئیں اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی تو سید عالم ﷺ واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کروادی اس معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**یایھا الذین امنوا**......☆ اس آیت کے شان نزول میں کئی واقعوں کا ذکر ہوا، پہلا واقعہ یہ ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس

ﷺ کو ثقل سماعت تھا جب وہ سید عالم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے تو صحابہ انہیں آگے بٹھاتے اور ان کے لئے جگہ خالی کر دیتے تا کہ وہ حضور ﷺ کے قریب حاضر رہ کر کلام مبارک سن سکیں ایک روز انہیں حاضری میں دیر ہو گئی اور مجلس شریف بھر گئی اس وقت ثابت ﷺ آئے اور قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص ایسے وقت آتا اور مجلس میں جگہ نہ پاتا تو جہاں ہوتا کھڑا رہتا حضرت ثابت ﷺ آئے تو رسول اللہ ﷺ کے قریب بیٹھنے کیلئے لوگوں کو ہٹاتے ہوئے یہ کہتے چلے کہ جگہ دو جگہ یہاں تک کہ حضور ﷺ کے قریب پہنچ گئے اور ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان صرف ایک شخص رہ گیا انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو اس نے کہا تمہیں جگہ مل گئی بیٹھ جاؤ، حضرت ثابت ﷺ غصہ میں آ کر اس کے پیچھے بیٹھ گئے اور جب دن خوب روشن ہوا تو حضرت ثابت ﷺ نے اس کا جسم دبا کر کہا کہ کون اس نے کہا میں فلاں شخص ہوں حضرت ثابت ﷺ نے اس کی ماں کا نام لے کر کہا فلانی کا لڑکا، اس پر اس شخص نے شرم سے سر جھکا لیا اور اس زمانہ میں ایسا کلمہ عار دلانے کیلئے کہا جاتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرا واقعہ ضحاک نے بیان کیا کہ یہ آیت بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی ہے جو حضرت عمار و خباب و بلال و صہیب و سلمان و سالم ﷺ وغیرہ غریب صحابہ کی غربت دیکھ کر ان کے ساتھ تمسخر کرتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مرد مردوں سے نہ ہنسیں یعنی مال دار غریبوں کی ہنسی نہ بنائیں، نہ عالی نسب غیر ذی نسب کی اور نہ تندرست اپاہج کی، نہ بینا اس کی جس کی آنکھ میں عیب ہو۔

☆......**عسی ان یکن خیرا**......☆ یہ آیت ام المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی انہیں معلوم نہیں تھا کہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی لڑکی کہا، اس پر انہیں رنج ہوا اور روئیں اور سید عالم ﷺ سے شکایت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نبی زادی ہو اور نبی زادی کی بی بی ہو تم پر وہ فخر کرتی ہے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ خدا سے ڈرو۔

☆......**ایحب احدکم ان یاکل**......☆ سید عالم ﷺ جب جہاد کیلئے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو ہر دو مال داروں کے ساتھ ایک غریب مسلمان کو کر دیتے کہ وہ ان کی خدمت کرے وہ اسے کھلائیں پلائیں ہر ایک کا کام چلے اسی طرح حضرت سلمان ﷺ دو آمیوں کے ساتھ کئے گئے تھے ایک روز سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے تو ان دونوں نے کھانا طلب کرنے کیلئے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا حضور ﷺ کے خادم مطبخ حضرت اسامہ ﷺ ان کے پاس کچھ نہ رہا تھا انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے حضرت سلمان ﷺ نے یہی آ کر کہہ دیا تو ان دونوں رفیقوں نے کہا کہ اسامہ ﷺ نے بخل کیا ہے، جب وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا میں تمہارے مونھ میں گوشت کی رنگت دیکھتا ہوں، انہوں نے عرض کیا ہم نے گوشت کھایا ہی نہیں فرمایا تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔

☆......**ان اکرمکم عنداللہ**......☆ رسول کریم ﷺ نے بازار مدینہ میں ایک حبشی غلام ملاحظہ فرمایا جو یہ کہہ رہا تھا کہ جو مجھے خریدے اس سے میری یہ شرط ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں پانچوں نمازیں ادا کرنے سے منع نہ کرے اس غلام کو ایک شخص نے خرید لیا پھر وہ بیمار ہو گیا تو سید عالم ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، اس کی وفات ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ اس کے دفن میں تشریف لائے اس پر لوگوں نے کچھ کہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**قالت الاعراب امنا**......☆ یہ آیت بنی اسد بن خزیمہ کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو خشک سالی کے زمانہ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام کا اظہار کیا اور حقیقت میں وہ ایمان نہ رکھتے تھے ان لوگوں نے مدینہ کے رستہ میں گندگیاں کیں اور وہاں کے بھاؤ گراں کر دیئے، صبح و شام رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر اپنے اسلام لانے کا احسان جتلاتے اور کہتے ہمیں کچھ دیجئے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......الـمـا الـمؤمنون الذين......☆ جب یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں تو اعرابی سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے قسمیں کھائیں کہ ہم مخلص مومن ہیں اس پر اگلی آیت نازل ہوئی اور سید عالم ﷺ کو خطاب فرمایا گیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اسلام میں مذاق مسخری کی ممانعت:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یایہا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم......الخ اے ایمان والون نہ مرد مردوں سے ہنسیں(الحجرات:۱۱)﴾ مذاق اڑانا یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، اسے کم حیثیت سمجھے، اور اسے معاشرے میں حیثیت سے اس طرح گرادے کہ اس کی جانب التفات نہ رہے۔ ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیت میں اللہ ﷻ نے ایک قوم کے دوسری قوم کے ساتھ مذاق اڑانے کی ممانعت کی گئی ہے لہذا فرد واحد کی حیثیت سے کسی کا مذاق اڑانا جائز ہونا چاہیے۔ میں (اسماعیل حقی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ جمع کا صیغہ اس لئے نہیں استعمال کیا گیا کہ احتراز عن الواحد ہو جائے بلکہ بیان یہ کرنا مقصود ہے کہ مذاق فرد واحد کا اڑایا جائے، دو افراد کا یا پوری قوم کا، حرام ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کسی ایک کا فعل بیان کر کے پوری جماعت کو مراد لیا جائے یعنی مذاق اڑانے والا اگرچہ ایک ہی ہوتا ہے لیکن اس کے برے عمل سے راضی سب ہی ہوا کرتے ہیں۔ (روح البیان، ج۹، ص ۹٤)

بعض لوگ مذاق مسخری میں ڈراتے، دھمکاتے ہیں، خواہ مخواہ اسے اذیت دیتے اور ہنستے ہیں ایسوں کو درج احادیث سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کا مذاق اڑانے والوں کے لئے آخرت میں ایک دروازہ کھولا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: چلے آؤ، چلے آؤ، وہ دکھ درد میں مبتلا آئے گا، جب وہ دروازے کے قریب پہنچے گا تو وہ بند ہو جائے گا، پھر اس کے لئے دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: آجاؤ، آجاؤ! وہ تکلیف اور غم کی حالت میں آئے گا، جب وہ اس کے پاس آئے گا تو اس پر دروازہ بند کر دیا جائے گا، اسی طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: آؤ! لیکن وہ مایوسی کی وجہ سے نہیں آئے گا''۔ (الترغیب والترهیب، کتاب الادب، باب الترهیب من احتقار المسلم، رقم: ٥، ج٣، ص٣٧٤)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان یا مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ مسلمان کو ڈرائے''۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب من یاخذ الشیء علی مزاح، رقم: ٥٠٠٤، ص٩٣٥)

☆......سید عالم ﷺ نے اسی جیسا مذاق کرنے والوں کے بارے میں فرمایا: ''مسلمان کو نہ ڈراؤ! کیونکہ مسلمان کو ڈرانا بہت بڑا ظلم ہے''۔ (الترغیب والترهیب، کتاب الادب، باب الترهیب من ترویع المسلم، رقم:٤، ج٣، ص٣١٨)

اسلام میں عیب لگانے کی ممانعت:

۲......مسلمان کسی دوسرے مسلمان پر عیب نہ لگائے، قول کے ذریعے یا اشارۃً، اس لئے کہ مسلمان باہم ایک جان کی طرح ہیں پس جب مومن کسی دوسرے مومن پر عیب لگاتا ہے تو گویا وہ اپنی ہی ذات پر عیب لگاتا ہے۔ اور آیت میں ﴿انفسکم﴾ کو مخاطبین کی جنس سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی مومن مراد ہیں یعنی مسلمان باہم ایک ہی جنس کی طرح ہیں جیسا کہ فرمایا گیا: ﴿لقد جائکم رسول من انفسکم بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے رسول(التوبۃ:۱۲۸)﴾، ﴿ولا تقتلوا انفسکم اور اپنی جانیں قتل نہ کرو(النساء:۲۹)﴾۔ اور اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ کسی کو عیب لگا کر کسی دوسرے مسلمان کا مذاق اڑانا شرعاً ممنوع فعل ہے۔ ''اللمز'' میں یہ

تنبیہ ہے کہ کسی پر عیب نہ لگایا جائے چہ جائے کہ مذاق اڑانے کے ذریعے عیب لگایا گیا ہو یا کسی اور ذریعے سے، چہ جائے کہ کسی کی بے عزتی اس کے مونھ کے سامنے ہو یا پیٹھ پیچھے۔

☆......حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ رکھا اللہ ﷻ قیامت کے دن اُس کے عیب پر پردہ رکھے گا''۔ (صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب لایظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ، رقم:۲۴۴۲، ص۳۹۴)

بعض اوقات کسی کی بُرائی کرنا ضروری بھی ہوتا ہے، جیسا کہ سید عالم ﷺ کا فرمان: ''اذکروا الفاجر بما فیه یحذره الناس یعنی فاجر شخص کی بُرائی بیان کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں''۔ (روح المعانی، الجزء:۲۴، ص ۴۲۴)

معنی یہ ہے کہ جس نے خود ہی اپنا پردہ چاک کر دیا، مثلاً اعلانیہ فسق میں مبتلا ہے، راہ چلتے کو لوٹ لیتا ہے، شراب پیتا پلاتا اور اس کا کاروبار کرتا ہے، سود کے لین دین میں مبتلا ہے، مسلمانوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ جب یہ سارے اوصاف کسی میں جمع ہو گئے یا کسی ایک وصف کے ساتھ لوگ اُسے جانتے ہیں کہ فلاں شخص ایسا ہے کہ لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے، مال بٹورتا ہے، شراب کے کاروبار میں مبتلا ہے تو اب ایسے شخص کے بارے میں دوسروں کو مطلع کرنا ضروری ہے تا کہ عام مسلمان اس شخص کے دامِ فریب میں نہ آسکیں۔

بُرے القاب سے پکارنے کی ممانعت کا بیان:

۳......کسی کو کسی (بُرے) نام سے پکارنا، یعنی کسی کو ایک یا دو یا تین ناموں سے پکارنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو، جیسا کہ ہمارے معاشرے میں کسی کو موٹا، چھوٹا، کالے، وغیرہ القاب دے کر پکارا جاتا ہے۔ حسن اور مجاہد کہتے ہیں کہ کسی مسلمان کو اسلام لانے کے بعد کافر، یہودی یا نصرانی کہہ کر عار دلانا، پس اسی اعتبار سے یہ آیت نازل ہوئی۔ قتادہ کے قول کے مطابق کسی کو یا فاسق، یا منافق کہہ کر پکارنا اور یہی قول مجاہد و حسن کا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جو کسی مسلمان کو لقب دے کر پکارے یا اس کا مذاق اڑائے، وہ فاسق ہے۔

(القرطبی، الجزء:۲۶، ص ۲۸۰)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی مسلمان کو کافر کہے تو وہ کفر لوٹتا ہے یا تو اُس جانب جسے کہا گیا ہے یا اُس کی جانب جس نے کہا ہے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل فھو کما قال، رقم: ۶۱۰۴،۶۱۰۳، ص۱۰۶۴)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کو ایسے گناہ کی جانب عار دلائی جسے وہ ترک کر چکا ہے، تو اللہ ﷻ اُس عیب لگانے والے کو اُس گناہ میں مبتلا کر دے گا اور اُسے دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا کرے گا''۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، رقم: ۵۳/(۱۱۸)، ص۷۲۲)

☆......حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب ایک شخص دوسرے کو یہودی کہہ کر پکارے تو اُسے بیس کوڑے مارو اور مخنث کہہ کر پکارے تو بیس کوڑے مارو اور اگر کوئی اپنے محارم سے زنا کرے تو اُسے قتل کر ڈالو''۔

(جامع الترمذی، کتاب الحدود، باب: ما جاء فیمن یقول لآخر یا مخنث، رقم:۱۴۶۷، ص۴۴۹)

کسی مسلمان کو فاسق، فاجر، خبیث، لوطی، سود خور، شراب خور، خائن، دیوث، مخنث، بھڑوا، چور، حرام زادہ، ولد الحرام، پلید، سفلہ، کمین، جواری کہنے پر تعزیر کی جائے یعنی جب کہ وہ شخص ایسا نہ ہو جیسا اس نے کہا اور اگر واقعی میں یہ عیب اس میں پائے جاتے ہیں اور کسی نے کہا تو تعزیر نہیں کہ اس نے خود اپنے آپ کو عیبی بنا رکھا ہے، اس کے کہنے سے اُسے کیا عیب لگا۔

(البحر الرائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج۵، ص۶۶)

اگر تعزیر ضرب سے ہو تو کم از کم تین کوڑے اور زیادہ سے زیادہ انتالیس ۳۹ لگائے جائیں، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں

یعنی قاضی کی رائے میں اگر دس کوڑوں کی ضرورت معلوم ہو تو دس، بیس کی ضرورت ہو تو بیس، تیس کی ہو تو تیس اور چالیس کی ہو تو چالیس کوڑے مارے جائیں، یعنی جتنی ضرورت ہو اتنا مارا جائے، اس سے کمی نہ کرے۔ ہاں اگر چالیس کی ضرورت ہو تو انتالیس سے زیادہ نہ مارے باقی کے بدلے دوسری سزا دے مثلاً قید کردے۔ کم از کم تین کوڑے یہ بعض متون کا قول ہے اور امام ابن ہمام وغیرہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک کوڑا مارنے سے کام چلے تو تین کی حاجت نہیں اور یہی قرین قیاس بھی ہے۔

(ردالمختار علی الدرالمختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج٦،ص١٠٤)

حدیث کے تناظر میں غیبت کی تعریف ، حکم اور انجام:

ﷺ......غیبت یہ ہے کہ کسی انسان کی اس کی عدم موجودگی میں وہ بات کی جائے جو اس کی موجودگی میں ہو یا (بعد میں اُسے معلوم ہو) تو وہ اُسے بُرا جانے۔ (المفردات، ص ٣٧٠)

☆......سید عالم ﷺ نے اپنے صحابہ سے استفسار فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟'' صحابہ نے جواب دیا، اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہو'' عرض کی گئی: جو میں کہتا ہوں اگر وہ میرے بھائی میں موجود ہو تو اس بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟، ارشاد فرمایا: ''اگر جو تم کہتے ہو وہ اس میں موجود ہے تو تم نے غیبت کی اور اگر تم نے ایسی بات کہی جو اس میں موجود ہی نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا''۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب: تحریم الغیبة، رقم: (٦٤٨٩)/ ٢٥٩٠،ص ١٢٧٩)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کا خون، عزت اور مال حرام ہے''۔

(المرجع السابق، باب تحریم ظلم المسلم، رقم:(٦٤٣٦)/٢٥٦٤،ص ١٢٧٠)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''غیبت اور چغلی ایمان کو ایسے کاٹ دیتی ہیں جیسا کہ چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے''۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب: الترھیب من الغیبة والبھت، رقم: ٢٨، ج٣، ص ٣٣٢)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب مجھے معراج ہوئی، ایک قوم پر سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے مونہہ اور سینے نوچتے تھے، میں نے کہا: جبرائیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی آبروریزی کرتے ہیں''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب: فی الغیبة، رقم: ٤٨٧٨، ص ٩١٣)

کن کن آیات میں اسلام اور ایمان کا بیان ہے؟

۵......درج ذیل میں ہم ان آیات کا بیان کریں گے جن میں اسلام اور ایمان کا بیان ہے: جاننا چاہیے کہ ایمان اور اسلام ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یا الگ الگ چیزیں ہیں؟ یہاں ایمان بالقلب کی نفی ہے، اور اثبات ظاہری اعتبار سے گردن جھکا دینے میں ہے پس اس اعتبار سے دونوں متغائر ہیں، اور اسلام وایمان شرعی اعتبار سے متحد ہیں اگرچہ ان کے مفاہم مختلف ہیں، کیونکہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے جو کہ دو شہادتوں سے ہو جاتی ہے اور اسلام ظاہری طور پر فرمانبرداری کا نام ہے (جو کہ اعمال سے وقوع پذیر ہوتی ہے) اور یہی تصدیق قلبی کی دلیل بنتی ہے۔ (الصاوی، ج٥،ص ٣٣١)

(۱)......قرآن پاک میں بے شمار مقامات ہیں جن میں ایمان کا ذکر ہوا جو کہ درج ذیل ہیں ﴿واذ اخذنا میثاقکم ورفعنا...... الخ اور یاد کرو جب ہم نے تم سے پیمان لیا اور کوہ طور کو تمہارے سروں پر بلند کیا لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے اور سنو بولے ہم نے سنا اور نہ مانا اور ان کے دلوں میں بچھڑا رچ رہا تھا ان کے کفر کے سبب تم فرما دو کیا برا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان

اگر ایمان رکھتے ہو(البقرۃ:۹۳)﴾،﴿ام تریدون ان تسئلوا رسولکم ......الخ کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسا سوال کرو جو موسیٰ سے پہلے ہوا تھا اور جو ایمان کے بدلے کفر لے وہ ٹھیک راستہ بہک گیا(البقرۃ:۱۰۸)﴾،﴿ود کثیر من اھل الکتاب......الخ بہت کتابیوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں(البقرۃ:۱۰۹)﴾،﴿وکذلک جعلنکم امۃ وسطا......الخ اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ اور اے محبوب تم پہلے قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی کے لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بیشک یہ بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے بیشک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے (البقرۃ:۱۴۳)﴾،﴿ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم ......الخ اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنالو کہ احسان اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرنے کی قسم کرلو اور اللہ سنتا جانتا ہے(البقرۃ:۲۲۴)﴾،﴿لایؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم......الخ اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائے ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو کام تمہارے دلوں نے کیے اور اللہ بخشنے والا علم والا ہے(البقرۃ:۲۲۵)﴾،﴿ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم......الخ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں ہے اور اللہ نہ ان سے بات کرے نہ ان کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے(ال عمران:۷۷)﴾،﴿کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانھم......الخ کیونکر اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان لاکر کافر ہو گئے اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آچکی تھیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا(ال عمران:۸۶)﴾،﴿ان الذین کفروا بعد ایمانھم......الخ اور جو ایمان لاکر کافر ہوئے پھر وہ کفر میں بڑھے اور ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہی ہیں بہکے ہوئے(ال عمران:۹۰)﴾،﴿یایھا الذین امنوا ان تطیعوا فریقا......الخ اے ایمان والو اگر تم کچھ کتابیوں کے کہے پر چلے تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر کر چھوڑیں گے (ال عمران:۱۰۰)﴾،﴿یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ......الخ جس دن کچھ منہ اوجالے ہوں گے اور کچھ منہ کالے تو وہ جن کے منہ کالے ہوئے کیا تم ایمان لاکر کافر ہوئے تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ اور وہ جن کے منہ اوجالے ہوئے وہ اللہ کی رحمت میں ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے (ال عمران:۱۰۶)﴾،﴿ولیعلم الذین نافقوا......الخ اور اس لیے کہ پہچان کرادے ان کی جو منافق ہوئے اور ان سے کہا گیا کہ آؤ کہ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کو ہٹاؤ بولے اگر ہم لڑائی ہوتی جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے اور اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں اپنے منہ کہتے ہیں جو ایمان ان کے دل میں نہیں اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں(ال عمران:۱۶۷)﴾،﴿الذین قال لھم الناس......الخ وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے جتھا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز ہے (ال عمران:۱۷۳)﴾،﴿ان الذین اشتروا الکفر بالایمان......الخ وہ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر مول لیا اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے(ال عمران:۱۷۷)﴾،﴿ربنا اننا سمعنا......الخ اے ہمارے رب ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ایمان کے لئے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو فرمادے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر(ال عمران:۱۹۳)﴾،﴿ومن لم یستطع منکم طولا......الخ اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں تو ان سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں اور تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے(النساء:۲۵)﴾،﴿ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان......الخ اور ہم نے سب

کے لئے مال کے مستحق بنادیئے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا انہیں ان کا حصہ دو بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے (النساء:٣٣) ﴾، ﴿الیوم احل لکم الطیبت......الخ آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی جب تم انہیں ان کے مہر دو قید میں لاتے ہوئے نہ مستی نکالتے اور نہ آشنا بناتے اور جو مسلمان سے کافر ہو اس کا کیا دھرا سب اکارت گیا اور وہ آخرت میں زیاں کار ہے (المائدہ:٥) ﴾، ﴿ویقول للذین امنوا اھؤلاء الذین ......الخ اور ایمان والے کہتے ہیں کیا یہی ہیں جنہوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے حلف میں پوری کوشش سے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں ان کا کیا دھرا سب اکارت گیا تو رہ گئے نقصان میں (المائدہ:٥٣) ﴾، ﴿الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم......الخ وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انہیں ان کے لئے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں (الانعام:٨٢) ﴾، ﴿واقسموا باللہ جھد ایمانھم......الخ اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں پوری کوشش سے کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئی تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے (الانعام:١٠٩) ﴾، ﴿ھل ینظرون الا ان تاتیھم الملئکۃ......الخ کاہے کے انتظار میں ہیں مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے یا تمہارے رب کا عذاب یا تمہارے رب کی ایک نشانی آئے جس دن تمہارے رب کی وہ نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لائی تھی یا اپنے ایمان میں کوئی نہ کمائی تھی تم فرماؤ رستہ دیکھو ہم بھی رستہ دیکھتے ہیں (الانعام:١٥٨) ﴾، ﴿انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ......الخ ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں (الانفال:٢) ﴾، ﴿الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم......الخ کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کے نکالنے کا ارادہ کیا حالانکہ انہی کی طرف سے پہل ہوتی ہے کیا ان سے ڈرتے ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو (التوبۃ:١٣) ﴾، ﴿یایھا الذین امنوا لا تتخذوا اباءکم ......الخ اے ایمان والوں اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں (التوبۃ:٢٣) ﴾، ﴿لا تعتذروا قد کفرتم......الخ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر اگر ہم تم میں کسی کو معاف کریں تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ مجرم تھے (التوبۃ:٦٦) ﴾، ﴿واذا ما انزلت سورۃ......الخ اور جب کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں کوئی کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں سے کس کے ایمان کو ترقی دی تو جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں (التوبۃ:١٢٤) ﴾، ﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت......الخ بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب ایمان کے سبب انہیں راہ دے گا (یونس:٩) ﴾، ﴿فلولا کانت قریۃ امنت......الخ تو ہوئی ہوتی نہ کوئی بستی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان کام آتا (یونس:٩٨) ﴾، ﴿من کفر باللہ من بعد ایمانھم......الخ جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو سوائے اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے (النحل:١٠٦) ﴾، ﴿یایھا الذین امنوا لیستاذنکم الذین......الخ اے ایمان والوں چاہیے کہ تم سے اذن لیں تمہارے ہاتھ کے غلام اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے (النور:٥٨) ﴾، ﴿وقال الذین اوتوا العلم والایمان......الخ اور بولے وہ جن کو علم اور ایمان ملا بیشک تم رہے اللہ کے لکھے ہوئے میں اٹھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ دن اٹھنے کا لیکن تم نہ جانتے تھے (الروم:٥٦) ﴾، ﴿ولما را المؤمنون الاحزاب......الخ اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہیں وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس

کے رسول نے اور اس سے انہیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا (الاحزاب:۲۲) ﴾، ﴿ان الذین کفروا ینادون لمقت اللہ اکبر......الخ بیشک جنہوں نے کفر کیا ان کو ندا کی جائے گی کہ ضرور تم سے اللہ کی بیزاری اس سے بہت زیادہ ہے جیسے تم آج اپنی جان سے بیزار ہو جب کہ تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تو تم کفر کرتے (مومن:۱۰) ﴾، ﴿وقال رجل مؤمن من ال فرعون......الخ اور بولا فرعون والوں میں سے ایک مرد مسلمان کہ اپنے کو چھپاتا تھا کیا ایک مرد کو اس پر مار ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بیشک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس رب کی طرف سے لائے اور اگر بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو ان کی غلط گوئی کا وبال ان پر اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں بیشک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہو (مومن:۲۸) ﴾، ﴿فلم یک ینفعھم ایمانھم......الخ تو ان کے ایمان نے انہیں کوئی کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا اور وہاں کافر گھاٹے میں رہے (مومن:۸۵) ﴾، ﴿ھو الذی انزل السکینۃ......الخ وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دل میں اطمینان اتارا تا کہ انہیں یقین پر یقین بڑھے اور اللہ ہی کی ملک ہے تمام لشکر زمین اور آسمانوں کے اور اللہ علم و حکمت والا ہے (الفتح:۴) ﴾، ﴿واعلموا ان فیکم رسول اللہ......الخ اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں بہت سے معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ علم و حکمت والا ہے (الحجرات:۷) ﴾، ﴿یایھا الذین امنوا لایسخر قوم......الخ اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں (الحجرات:۱۱) ﴾، ﴿قالت الاعراب امنا......الخ گنوار بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا (الحجرات:۱۴) ﴾، ﴿یمنون علیک ان اسلموا......الخ اے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے تم فرماؤ اپنے ایمان کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت دی اگر تم سچے ہو (الحجرات:۱۷) ﴾، ﴿والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم......الخ اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں کچھ کمی نہ کی سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں (الطور:۲۱) ﴾، ﴿یوم تری المؤمنین والمؤمنات......الخ جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ہے ان کے آگے اور ان کے داہنے دوڑتا ہے ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں تم ان میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے (الحدید:۱۲) ﴾، ﴿لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم......الخ تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے (المجادلہ:۲۲) ﴾، ﴿والذین تبوؤ الدار والایمان......الخ اور جنہوں نے پہلے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر گئے اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے (الحشر:۹) ﴾، ﴿والذین جاء و امن بعدھم......الخ اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے

ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے ہمارے رب بیشک تو ہی مہربان رحم والا ہے(الحشر:۱۰) ﴾، ﴿یاایھا الذین امنوا اذاجاء کم المؤمنت......الخ اے ایمان والوں جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ آئیں تو ان کا امتحان کرو اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے(الممتحنۃ:۱۰) ﴾، ﴿قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم......الخ بیشک اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرمادیا اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے(التحریم:۲) ﴾، ﴿یاایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ......الخ اے ایمان والوں اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے(التحریم:۸) ﴾، ﴿ام لکم ایمان علینا بالغۃ الی یوم القیمۃ......الخ یا تمہارے لئے ہم پر کچھ قسمیں ہیں قیامت تک پہنچی ہوئی کہ تمہیں ملے گا جو کچھ دعویٰ کرتے ہو(القلم:۳۹) ﴾، ﴿وما جعلنا اصحب النار اور ہم نے جہنم کے داروغہ نہ کئے مگر فرشتے اور ہم نے ان کی یہ گنتی نہ رکھی مگر کافروں کی جانچ کو اس لئے کہ کتاب والوں کو یقین آئے اور ایمان والوں کا ایمان بڑھے اور کتاب والوں اور مسلمانوں کو کوئی شک نہ رہے اور دل کے روگی (مریض) اور کافر کہیں اس اچنبے کی بات میں اللہ کا کیا مطلب ہے یونہی اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور تمہارے رب کے لشکروں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ تو نہیں مگر آدمی کے لئے نصیحت(المدثر:۳۱) ﴾۔

(۲)......اسلام کے بارے میں بھی قرآن پاک میں سات مقامات پر ذکر ہوا ہے جو کہ درج ذیل ہے﴿ان الدین عنداللہ الاسلام بیشک اللہ کے ہاں اسلام ہی دین ہے(ال عمران:۱۹) ﴾، ﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دینا اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہے(ال عمران:۸۵) ﴾، ﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم ......الخ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا(المائدہ:۳) ﴾، ﴿فمن یرد اللہ ان یھدیہ......الخ اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے(الانعام:۱۲۵) ﴾، ﴿یحلفون باللہ ما قالوا......الخ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے اور وہ چاہا تھا جو انہیں نہ ملا(توبۃ:۷۴) ﴾، ﴿افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے(الزمر:۲۲) ﴾، ﴿ومن اظلم ممن افتریٰ علی الکذب اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اور ظالم لوگوں کو اللہ راہ نہیں دیتا(الصف:۷) ﴾۔

اغراض:

ھو: یعنی بعض گمان مراد ہیں۔ **وھم**: یعنی اہلِ خیر مراد ہیں۔ **بخلافہ بالفساق منھم**: یعنی مومنین مراد ہیں۔

فی نحو ما یظھر منھم: یعنی معصیت جو اُن سے ظاہر ہوتی تھی، یعنی جو اعلانیہ نافرمانی کا ظہور ہوتا تھا۔ **لا یحسن بہ**: ﴿میتا﴾ کی تفسیر ہے۔ **ھو اعلی طبقات النسب**: "شعوبا" سے مراد قبائل کے سردار ہیں۔

ای فاغتنابہ فی حیاتہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ انسان کی آبرو کا تعلق ایسا ہی ہے جیسا کہ انسان کا گوشت اور خون، جس طرح کسی انسان کا گوشت کاٹ دیا جائے تو اُسے تکلیف ہوتی ہے بالکل اسی طرح کسی انسان کی آبرو ریزی کرنے سے بھی ایسا ہی نقصان ہوتا ہے اور عاقل کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔

قابل توبۃ التائبین: میں اس جانب اشارہ ہے کہ توبہ کرنے میں مبالغہ کیا جائے، اور بندے اللہ کی پاک بارگاہ میں کثرت سے توبہ کرتے ہیں اور کوئی گناہ ایسا نہیں کہ بندہ خلوص دل کے ساتھ توبہ کرے اور اللہ اس کی توبہ قبول نہ کرے۔

ثم الفصائل آخرھا: پس سات مراتب ہیں، بعض نے مزید اضافہ کر کے دس شمار کئے ہیں، اور ہر ایک اپنے ماقبل میں داخل ہے، پس ''قبائل'' کا داخلہ ''شعوب'' میں ہے، اور ''عمائر'' کا داخلہ ''قبائل'' میں ہے، اور ''بطون'' ''عمائر'' کے تحت داخل ہیں، اور ''الافخاذ'' کا داخلہ ''بطون'' کے تحت ہے، ''فصائل'' کا داخلہ ''الافخاذ'' کے تحت ہے، اور ''عشائر'' ''فصائل'' کے تحت داخل ہیں۔

لیعرف بعضکم بعضا: یعنی وہ ارحام اور آباء کے نسب کے ساتھ متصل ہیں۔

وانما الفخر بالتقوی: مراد اچھائی کے ساتھ فخر کرنا ہے، اور یہ اچھائی اہل کفر کی کفر کو ترک کرنے اور اسلام اور شعائر اسلام کو تھام لینے پر منحصر ہے۔

نفر من بنی اسد: کا بیان: ﴿قالت الاعراب امنا﴾ کے تحت شان نزول میں دیکھ لیں۔

صدقنا بقلوبنا: اس سوال کے جواب میں ہے کہ ایمان اور اسلام جدا جدا ہیں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں ایمان بالقلب کی نفی ہے، اور اثبات ظاہری اعتبار سے گردن جھکا دینے میں ہے، پس اس اعتبار سے دونوں متغائر ہیں، اور اسلام وایمان شرعی اعتبار سے متحد ہیں اگر چہ ان کے مفاہیم مختلف ہیں، کیونکہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے جو کہ دو شہادتوں سے ہو جاتی ہے اور اسلام ظاہری طور پر فرمانبرداری کا نام ہے (جو کہ اعمال سے وقوع پذیر ہوتی ہے) اور یہی تصدیق قلبی کی دلیل بنتی ہے۔

فجھادھم یظھر صدق ایمانھم: اس لئے کہ جہاد فی سبیل اس بات پر دلیل بنتا ہے کہ ایمان لانے والے اپنے ایمان میں سچے ہیں، منافق نہیں ہیں، اور مراد اس سوال کا جواب دینا ہے کہ عمل کا تعلق ایمان سے نہیں، پھر اس آیت کے تحت ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں ایمان سے مراد ایمان کامل ہے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۳۲۹ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ ق مکیۃ الا "ولقد خلقنا السموت الایۃ" فمدنیۃ، خمس واربعون آیۃ

(سورۂ ق مکیہ ہے سوائے آیت "ولقد خلقنا السموت والارض الخ" کے، یہ مدنی ہے اس کی کل آیات پینتالیس ہیں)

تعارف سورۃ ق

اس سورت کے تین رکوع، اور پینتالیس آیات ہیں یہ تین سوستاون کلمات اور ایک ہزار چار سو چورانوے حروف پر مشتمل ہے۔ حضرت قطبہ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کی پہلی رکعت میں "ق والقرآن المجید" پڑھا کرتے تھے (صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب: القرائۃ فی الصبح، رقم: (۹۱۱)/ ۴۵۷، ص ۲۲۳)۔ اہل عرب کے لئے حضور ﷺ کی ساری دعوت ایسی تھی جس نے حیرت میں ڈال دیا تھا لیکن اس بات کو وہ ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا ان کے بکھرے ہوئے ذرات کو اکٹھا کرنا اور پھر ان کو جوڑ کر زندہ کرنا ان کے نزدیک یہ سب ناممکن تھا اور اسی لئے یہ برملا کہتے تھے کہ ہم قطعاً نہیں مانیں گے لیکن اس ذات کے لئے ذرا سی بھی مشکل نہیں جس کا علم کائنات کے تمام ذرے ذرے کو یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی ہونی والی تبدیلیوں کو بھی جانتا ہے، جس نے اللہ ﷻ کی قدرت کو دیکھنا ہو وہ عالم بالا، عالم زیریں، تحت الثری سے عرش علی تک کی تدابیر پر غور کرے اور اگر اس کی کمال حکمت کا اندازہ لگانا چاہتے ہو تو نظام کائنات کے نظم وضبط اور ہم آہنگی میں غور فکر کرو تمہیں یقین ہو جائے گا کہ ایسی ہستی کے لئے انسان کو موت کی نیند سلا کر اس کو عرصہ دراز کے بعد اس کو وقت مقررہ پر زندہ کر دینا مشکل کام نہیں۔ سورت کے آخر میں فرمایا اے پیارے حبیب ﷺ آپ ان کی باتوں سے رنجیدہ نہ ہوا کریں بلکہ آپ صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھو صبح وشام میرا ذکر کرتے رہو یقیناً کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

رکوع نمبر: ۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿ق﴾اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ بِہٖ﴿والقران المجید (۱)﴾اَلْکَرِیْمِ مَا اٰمَنَ کُفَّارُ مَکَّۃَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ﴿بل عجبوا ان جاء ھم منذر منھم﴾رَسُوْلٌ یُخَوِّفُھُمْ بِالنَّارِ بَعْدَ الْبَعْثِ﴿فقال الکفرون ھذا﴾اَلْاِنْذَارُ﴿شیء عجیب (۲) ء اذا﴾بِتَحْقِیْقِ الْھَمْزَتَیْنِ وَتَسْھِیْلِ الثَّانِیَۃِ وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَیْنَھُمَا عَلَی الْوَجْھَیْنِ﴿متنا وکنا ترابا﴾نَرْجِعُ﴿ذلک رجع بعید (۳)﴾فِیْ نِھَایَۃِ الْبُعْدِ﴿قد علمنا ما تنقص الارض﴾تَاْکُلُ﴿منھم وعندنا کتب حفیظ (۴)﴾ھُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ فِیْہِ جَمِیْعُ الْاَشْیَاءِ الْمُقَدَّرَۃِ﴿بل کذبوا بالحق﴾بِالْقُرْاٰنِ﴿لما جاء ھم فھم﴾فِیْ شَانِ النَّبِیِّ ﷺ وَالْقُرْاٰنِ﴿فی امر مریج (۵)﴾مُضْطَرِبٍ قَالُوْا مَرَّۃً سَاحِرٌ وَسِحْرٌ وَمَرَّۃً شَاعِرٌ وَشِعْرٌ وَمَرَّۃً کَاھِنٌ وَکَھَانَۃٌ﴿افلم ینظروا﴾بِعُیُوْنِھِمْ مُعْتَبِرِیْنَ بِعُقُوْلِھِمْ حِیْنَ اَنْکَرُوا الْبَعْثَ﴿الی السماء﴾کَائِنَۃً﴿فوقھم کیف بنینھا﴾بِلَا عَمَدٍ﴿وزینھا﴾بِالْکَوَاکِبِ﴿وما لھا من فروج (۶)﴾شُقُوْقٍ تُعِیْبُھَا﴿والارض﴾مَعْطُوْفٌ عَلٰی مَوْضِعِ اِلَی السَّمَاءِ کَیْفَ﴿مددنھا﴾دَحَوْنَا عَلٰی وَجْہِ الْمَاءِ﴿والقینا فیھا رواسی﴾جِبَالًا تُثْبِتُھَا﴿وانبتنا فیھا من کل زوج﴾صِنْفٍ﴿بھیج (۷)﴾یُبْھَجُ بِہٖ لِحُسْنِہٖ﴿تبصرۃ﴾مَفْعُوْلٌ لَہٗ اَیْ فَعَلْنَا ذٰلِکَ تَبْصِیْرًا مِنَّا﴿وذکری﴾تَذْکِیْرًا﴿لکل عبد منیب (۸)﴾رَجَّاعٍ

عَلٰی طَاعَتِنَا﴿ونزلنا من السماء ماء مبرکا﴾ کَثِیْرَ الْبَرْکَةِ﴿فانبتنا به جنت﴾بَسَاتِیْنَ﴿وحب﴾الزَّرْعِ﴿الحصید (۹)﴾الْمَحْصُوْدِ﴿والنخل بسقت﴾طِوَالًا حَالٌ مُقَدَّرَةٌ﴿لها طلع نضید (۱۰)﴾مُتَرَاکِبٌ بَعْضُهٗ فَوْقَ بَعْضٍ﴿رزقا للعباد﴾مَفْعُوْلٌ لَهٗ﴿واحیینا به بلدة میتا﴾یَسْتَوِیْ فِیْهِ الْمُذَکَّرُ وَالْمُؤَنَّثُ﴿کذلک﴾اَیْ مِثْلَ هٰذِهِ الْاَحْیَاءِ﴿الخروج (۱۱)﴾مِنَ الْقُبُوْرِ فَکَیْفَ تُنْکِرُوْنَهٗ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِیْرِ وَالْمَعْنٰی اَنَّهُمْ نَظَرُوْا وَعَلِمُوْا مَا ذُکِرَ﴿کذبت قبلهم قوم نوح﴾تَأْنِیْثُ الْفِعْلِ بِمَعْنٰی قَوْمٍ﴿واصحب الرس﴾هِیَ بِئْرٌ کَانُوْا مُقِیْمِیْنَ عَلَیْهَا بِمَوَاشِیْهِمْ یَعْبُدُوْنَ الْاَصْنَامَ وَنَبِیُّهُمْ قِیْلَ حَنْظَلَةُ بْنُ صَفْوَانَ وَقِیْلَ غَیْرُهٗ﴿وثمود (۱۲)﴾قَوْمُ صَالِحٍ﴿وعاد﴾قَوْمُ هُوْدٍ﴿وفرعون واخوان لوط (۱۳) واصحب الایکة﴾اَیِ الْغَیْضَةِ قَوْمُ شُعَیْبٍ﴿وقوم تبع﴾هُوَ مَلِکٌ کَانَ بِالْیَمَنِ اَسْلَمَ وَدَعَا قَوْمَهٗ اِلَی الْاِسْلَامِ فَکَذَّبُوْهُ﴿کل﴾مِنَ الْمَذْکُوْرِیْنَ﴿کذب الرسل﴾کَقُرَیْشٍ﴿فحق وعید (۱۴)﴾وَجَبَ نُزُوْلُ الْعَذَابِ عَلَی الْجَمِیْعِ فَلَا یَضِیْقُ صَدْرُکَ مِنْ کُفْرِ قُرَیْشٍ بِکَ﴿افعیینا بالخلق الاول﴾اَیْ لَمْ نَعْیَ بِهٖ فَلَا نَعْیَا بِالْاِعَادَةِ﴿بل هم فی لبس﴾شَکٍّ﴿من خلق جدید (۱۵)﴾وَهُوَ الْبَعْثُ.

﴿ترجمہ﴾

ق (اس سے جو مراد ہے اللہ ﷻ با خوبی جانتا ہے......۱......) عزت والے قرآن کی قسم (کفار مکہ محمد ﷺ پر ایمان لے کر نہیں آئے المجید بمعنی الکریم ہے) بلکہ انہیں اس کا اچھنبا ہوا کہ ان کے پاس انہی میں کا ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا (یعنی رسول آیا، جو انہیں مرنے کے بعد زندہ کئے جانے اور آگ میں ڈالے جانے کا خوف دلاتا ہے......۲......) کافر بولے یہ (یعنی ڈرانا) تو عجیب بات ہے کیا جب (ء اذا یہ دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل اور ان دونوں کے درمیان الف داخل کرنے کے ساتھ ہے) ہم مر جائیں اور مٹی ہو جائیں گے (پھر لوٹیں گے) یہ پلٹنا بہت دور ہے (انتہائی دعویٰ میں ہے) ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین ان میں سے گھٹاتی ہے (یعنی کھاتی ہے) اور ہمارے پاس ایک یاد رکھنے والی کتاب ہے (اس کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں جمیع اشیاء مقدرہ کا بیان ہے) بلکہ انہوں نے حق (یعنی قرآن پاک) کو جھٹلایا جب وہ ان کے پاس آیا تو وہ (نبی پاک ﷺ اور قرآن پاک کے بارے میں) ایک مضطرب بات میں ہیں (کبھی کہتے ہیں کہ محمد ﷺ ساحر ہیں اور قرآن سحر ہے، کبھی کہتے ہیں محمد ﷺ شاعر ہیں اور قرآن شعر ہے، کبھی کہتے ہیں محمد ﷺ کاہن ہیں اور قرآن کہانت ہے، مریج بمعنی مضطرب ہے) تو کیا انہوں نے نہ دیکھا (اپنی آنکھوں سے بنظر عبرت جب انہوں نے مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کا انکار کیا تھا......۳......) آسمان کی طرف (موجود ہے) ان کے اوپر ہم نے اسے (بے ستونوں کے) کیسا بنایا اور (اسے ستاروں سے) سنوارا اور اس میں کہیں رخنہ نہیں (کوئی شگاف نہیں جو اسے عیب دار کرے......۴......، فروج بمعنی شقوق ہے) اور زمین کو (''الارض'' الی السماء کے محل پر معطوف ہے) ہم نے اسے (کیسا) پھیلایا (پانی تک، مدد نها بمعنی دحونها ہے) اور اس میں بھاری وزن رکھے (پہاڑ رکھے کہ ہم زمین کو ثابت رکھیں) اور اس میں اگایا ہر قسم (زوج کے معنی قسم ہے) جو بارونق ہے (جس کے ذریعے سے بندے کو خوشی حاصل ہوتی ہے) سوجھ (تبصرة مفعول لہ ہے یعنی عبارت مقدر ہے ''فعلنا ذلک تبصیرا منا'' یعنی ہم نے یہ آنکھیں کھولنے کے لیے کیا) اور سمجھ (ذکری بمعنی تذکیرا ہے، یعنی ہماری فرمانبرداری کی طرف رجوع کرنے والے کو نصیحت کرنے کے لیے) اور ہم نے آسمان سے بہت بابرکت پانی

اتارا......۵......(مبارکا بمعنی کثیر البرکۃ ہے)تو اس سے باغ اگائے (جنات بمعنی بساتین ہے)اور اناج کہ کاٹا جاتا ہے (حب بمعنی الزرع اور الحصید بمعنی المحصود ہے)اور کھجور کے لمبے درخت (باسقت بمعنی طوالا حال مقدرہ ہے) جن کا پکا گابھا (تہہ در تہہ چڑھا ہوا) بندوں کی روزی کے لیے (''رزقا للعباد'' مفعول لہ ہے)اور ہم نے اس سے مردہ شہر جلایا (''میتا'' مذکر و مونث دونوں کے لیے یکساں استعمال ہوتا ہے)اسی طرح (یعنی اسی کا زندہ کرنے کی مثل تمہارا قبروں سے) نکلنا ہے (تو تم کیسے اس کا انکار کرتے ہو؟ یہاں استفہام تقدیر کلام کے لیے ہے معنی آیت یہ ہے کہ انہوں نے مذکورہ امور دیکھنے، جان لینے کے باوجود بھی انکار کیا ہے)اس سے پہلے جھٹلایا نوح کی قوم (کذبت کو مونث ذکر کرنا قوم کے معنی کی رعایت کرنے کے اعتبار سے ہے)اور کنویں والوں......۶......(الرس کنویں کو کہتے ہیں یہ لوگ اس کنویں کے پاس مقیم تھے، مویشیوں کے ساتھ یہ لوگ بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے، ان کے نبی حنظلہ بن صفوان اور ایک قول کے مطابق کوئی ار۔ صاحب تھے)اور ثمود (یعنی حضرت صالح علیہ السلام کی قوم)اور عاد (یعنی حضرت ھود علیہ السلام کی قوم)اور فرعون اور لوط کی ہم قوموں اور بن والوں نے (یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم تھی)اور تبع کی قوم نے (تبع یمن کے بادشاہ تھے، انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا پھر اپنی قوم کو بھی اسلام لانے کی دعوت دی تو اس قوم نے آپ کی تکذیب کی)سب نے (یعنی مذکور سب قوموں نے) رسولوں کو جھٹلایا (جیسا کہ قریش کر رہے ہیں) تو میری وعید ثابت ہوگئی (تو ان سب پر میرے عذاب کا نازل ہونا ثابت ہو گیا تو قریش جو آپ کی تکذیب کر رہے ہیں آپ اس سے تنگ دل نہ ہوں) تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے (یعنی ہم اس سے نہیں تھکے، پس ہم انسان کو دوبارہ زندہ کرنے سے بھی نہیں تھکیں گے) بلکہ وہ شبہ میں ہیں (لبس کے معنی شک ہے) نئے بننے سے (یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے سے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ق والقران المجید﴾

ق: ''ھذہ'' مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: قسمیہ جار، القران المجید: مرکب توصیفی، ملکر ظرف مستقر ''اقسم'' فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، جواب قسم محذوف ''انک جئتھم منذر بالبعث''، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿بل عجبوا ان جاء ھم منذر منھم فقال الکفرون ھذا شیء عجیب﴾

بل: حرف اضراب و عاطفہ، عجبوا: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، جاء ھم: فعل و مفعول، منذر: موصوف، منھم: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر من جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قال الکفرون: قول، ھذا: مبتدا، شیء عجیب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ء اذا متنا و کنا ترابا ذلک رجع بعید﴾

ھمزہ: حرف استفہام، اذا: مضاف، متنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کنا ترابا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر فعل محذوف ''ترجع'' کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، ذلک: مبتدا، رجع بعید: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد علمنا ما تنقص الارض منھم وعندنا کتب حفیظ﴾

قد: تحقیقیہ، علمنا: فعل ''نا'' ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، عندنا: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، کتب حفیظ: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ماتنقص الارض منھم: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل کذبوا بالحق لما جاء ھم فھم فی امر مریج﴾

بل: عاطفہ، کذبوا بالحق: فعل بافاعل وظرف لغو، لما: بمعنی حین: مضاف، جاء ھم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ھم: مبتدا، فی امر مریج: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افلم ینظروا الی السماء فوقھم کیف بنینھا وزینھا وما لھا من فروج﴾

ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اغفلوا وعموا" لم ینظروا: فعل نفی بافاعل، الی: جار، السماء: مبدل منہ، کیف: اسم استفہام حال مقدم، بنینھا: فعل بافاعل، ھا: ضمیر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، زینھا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بدل، ملکر ذوالحال، و: حالیہ، ما: نافیہ، لھا: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، فروج: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، فوقھم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والارض مددنھا والقینا فیھا رواسی﴾

و: عاطفہ، الارض: منصوب براشتغال فعل محذوف "مددنا" کیلئے مفعول واقع ہے، ملکر جملہ فعلیہ، مددنھا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، القینافیھا: فعل بافاعل وظرف لغو، رواسی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانبتنا فیھا من کل زوج بھیج تبصرۃ وذکری لکل عبد منیب﴾

و: عاطفہ، انبتنافیھا: فعل بافاعل وظرف لغو، من کل زوج بھیج: ظرف لغو ثانی، تبصرۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذکری: مصدر بافاعل، لکل عبدمنیب: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونزلنا من السماء ماء مبرکا فانبتنا بہ جنت وحب الحصید والنخل بسقت لھا طلع نضید رزقا للعباد﴾

و: عاطفہ، نزلنا من السماء ماء: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، انبتنا بہ: فعل بافاعل وظرف لغو، جنت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، حب الحصید: معطوف، و: عاطفہ، النخل: ذوالحال، بسقت: اسم فاعل با"ھن" ضمیر ذوالحال، لھا: ظرف مستقر خبر مقدم، طلع نضید: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول، رزقاللعباد: شبہ جملہ مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واحیینا بہ بلدۃ میتا کذلک الخروج﴾

و: عاطفہ، احیینابہ: فعل بافاعل وظرف لغو، بلدۃ میتا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، کذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، الخروج: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذبت قبلھم قوم نوح واصحب الرس وثمود وعاد وفرعون واخوان لوط واصحب الایکۃ وقوم تبع﴾

کذبت قبلھم: فعل وظرف، قوم نوح: معطوف علیہ، واصحب الرس وثمود وعاد.....الخ: معطوفات، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کل کذب الرسل فحق وعید افعیینا بالخلق الاول﴾

کل: مبتدا، کذب الرسل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، حق وعید: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ھمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اقصدنا الخلق فعجزنا ناعنہ حتی یتوھم احد عجزنا عن اعادتہ" عیینا: فعل بافاعل، بالخلق الاول: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل ھم فی لبس من خلق جدید﴾

بل: حرف اضراب وعطف معطوف ثانی علی محذوف "ھم غیر منکرین لقدرتنا" ھم: مبتدا، فی: جار، لبس: موصوف، من خلق

جدید: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

ق کے اسرار ورموز کا بیان:

۱......اس بارے میں مختلف اقوال ہیں: سورۃ ق کو بـق کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے، حضرت ابن عباس کے نزدیک مراد اس سے قسم ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ عزوجل کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ محمد بن کعب کہتے ہیں یہ اللہ عزوجل کے ناموں کی چابی ہے جیسا کہ القـادر ، القدیر ، القدیم ،القاهر ، القهار ، القریب ، القابض ، القدوس اور القیوم کہا جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ق سے مراد القـادر ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ یہ قرآن کا نام ہے۔ اور ایک قول کے مطابق قسم ہے جس کے ذریعے قسم کھائی جاتی ہے یعنی مراد القائم بالقسط ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قل یا محمد والقرآن المجید ہے، ایک قول ق بمعنی قِف ہے، یعنی اے محمد ﷺ رسالت کی ادائیگی میں کچھ توقف کیجئے۔ (روح البیان، ج۹، ص ۱۲۰)

آیت نمبر "۲" کے ضمن میں انکار کی وجہ:

۲......انکار کی وجہ تعجب ہے جب کہ حقیقت میں اس بارے میں تعجب نہیں ہونا چاہیے، مراد یہ ہے کہ انہی میں سے ایک شخص انہیں اس بات کا خوف دلا رہا تھا جس کی دیانت داری اور امانتداری کا یہ خود چرچا کرتے تھے۔ اور ایسا کرنے والا وہی ہوسکتا ہے جو قوم کے لئے ناصح (نصیحت کرنے والا) ہو، اور اُسے اس بات کا خدشہ بھی ہو کہ کہیں میری قوم غلط کام میں نہ پڑ جائے۔ اور جب یہ جان لیا تو پھر انہیں ڈرانا بھی ضروری ہے لہذا اس صورت میں بعث بعد الموت سے انکار کرنے یا تعجب کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں رہتی جب کہ اللہ عزوجل زمین وآسمان اور جو کچھ ان کے مابین ہے سب پر قادر ہے۔ اور عقل کے مشاہدے کے ساتھ ہر چیز کی ابتداء کا اقرار ہے تو پھر جزاء کا اقرار بھی ضرور ہونا چاہیے، پس کسی کافر کا یہ کہنا ﴿ء اذا متنـا و کنا ترابا جب ہم مرجائیں اور مٹی ہوجائیں گے (ق: ۳)﴾ میں اس بات پر دلالت پائی جارہی ہے کہ بعث بعد الموت پر تعجب کرنا اسے بعید از قیاس اور حق سے انکار کرنے کے زمرے میں داخل کیا جانا چاہیے۔

(المدارک، ج۳، ص ۳۶۱ ملخصاً)

بعث بعد الموت کا بیان:

۳......امام جوزی لکھتے ہیں کہ مخلوق کی کثیر تعداد ایسی ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں اور یہ شبہ انہیں دو وجوہات کی بناپر ہوتا ہے اول یہ کہ وہ مادہ منویہ کی جانب دیکھتے ہیں اور دوسرے یہ کہ جب انسان زمین میں دفن کردیا گیا اور کیڑے مکوڑے کی غذا بن گیا تو پھر دوبارہ اسی طرح کیسے بن پائے گا؟ امام جوزی جوابات دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ انسان کی اصل کی جانب دیکھ لیا جائے تو جواب مل جائے، حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے مٹی سے پیدا فرمایا اور اسی آدم علیہ السلام کی پشت اطہر سے دیگر انسان بسبب نطفہ بنائے گئے، اسی مٹی سے سبزہ اور دانہ بنتا ہے اور یہی مٹی کیڑے مکوڑوں کے وجود اور ان سے پیدا ہونے والے انڈوں کا ذریعہ ہے۔ اور اسی طرح سونے یا چاندی کے مختلف ٹکڑے بھٹی میں ڈالے جائیں اور یہ ٹکڑے باریک اجزاء کی شکل اختیار کر لینے کے بعد مٹی میں بکھر جاتے ہیں لیکن جب اللہ عزوجل اپنی قدرت سے ان باریک ذروں کو سمیٹ کر ہمارے سامنے ایک مناسب شکل وصورت میں کردیتا ہے تو انسان جب کہ اس کا جسم بھاری ہو یا لاغر اس کے بکھرے ہوئے اعضاء کو دوبارہ سمیٹ کر کھڑا کردینا اس کی شان سے بعید نہیں جب کہ وہ بچپن سے جوان اور پھر بڑھاپے میں جسم کو لاغر و توانا کرتا رہتا ہے۔ اور اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اپنے انبیائے کرام کے

ہاتھوں پر عصا کو اژدھا اور اژدھے کو عصا کردیتا ہے اور پہاڑوں سے زندہ اونٹنی برآمد کردیتا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے دست حق پرست سے کئی مردے بھی زندہ کرد کھائے۔ (تلبیس ابلیس، الباب الخامس، ذکر تلبیس ابلیس علی جاحدی البعث، ص ۹۰ وغیرہ)

سائنس کی رو سے آسمان کی کیفیات کا بیان:

۴......آسمان فارسی لغت کے اعتبار سے آس اور مان سے، عربی لغت کے لحاظ سے فلک، اور سنسکرت کے اعتبار سے گگن کو کہتے ہیں، انگریزی میں sky کہتے ہیں، یہ خلا اور فضاء کا حصہ ہے جو کسی بھی فلکیاتی جسم کی سطح سے نظر آتا ہے، کئی وجوہات کی بناء پر اس کی صحیح تعریف ممکن نہیں، زمینی آسمان، ہوا کا سورج کی روشنی کو منتشر کرنے کی وجہ سے، دن کے وقت گہرا نیلا نظر آتا ہے، جب کہ رات کے وقت یہ سیاہ نظر آتا ہے کیونکہ سورج کی روشنی نہیں ہوتی۔ سفید روشنی اصل میں سات رنگوں کا مرکب ہوتی ہے، یعنی سرخ، نارنگی، زرد، سبز، نیلا، کاہی اور بنفشی۔ یہ وہی رنگ ہیں جو آپ کو قوس وقزاح میں نظر آتے ہیں، جب یہ رنگ آپس میں مل جاتے ہیں تو سفید رنگ بن جاتا ہے۔ سورج کی روشنی بھی انہی سات رنگوں پر مشتمل ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب روشنی شیشے یا صاف پانی پر پڑتی ہے تو انعطاف کی وجہ سے ساتوں رنگ الگ الگ نظر آتے ہیں۔ ہمارے سروں پر جو فضا چھائی ہوئی ہے اس میں بیشمار ننھے ننھے ذرات ہر وقت موجود رہتے ہیں، گرد کے یہ ذرات کچھ تو ہماری اپنی ہی زمین کی پیداوار ہیں اور کچھ خلائے لامحدود سے بھی آتے ہیں، جب سورج کی کرنیں اُن ذرات پر پڑتی ہیں تو نیلے رنگ کی شعاعیں اُن سے ٹکرا کر دوسرے رنگوں کی بہ نسبت زیادہ تعداد میں نکلتی ہیں، جس کی وجہ سے ہمیں آسمان نیلا نظر آتا ہے۔ (wiki pedia)

بارش کے پانی کی برکتیں:

۵......بادلوں سے پانی کے علیحدہ علیحدہ قطرے گرنے کو بارش کہتے ہیں۔ بارش کے برصغیر پاک وہند میں بڑے نام ہیں۔ بارش، برکھا، میگھا، مینہ، یونم، وغیرہ۔ بھارت کی ایک ریاست میگھالیہ کا یہ نام وہاں بہت زیادہ بارش ہونے کی وجہ سے پڑا ہے۔ بنگلہ دیش کے ایک علاقے میگھنا بھی مینہ یا میگھا سے بنا ہے۔ سمندر، دریا اور جھیل کی سطح سے پانی بخارات بن کر اوپر اڑتا ہے جو کہ بادل بننے کا باعث بنتا ہے اور یہی بادل بارش بن کر برستے ہیں۔ بارش نباتات اور پودوں کے لئے زندگی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اوسطاً بارش کا ایک قطرہ ایک یا دو ملی لیٹر کا ہوا کرتا ہے۔ بارش برازیل، وسطی افریقہ، اور جنوب مشرقی ایشیاء میں پودوں اور جانوروں کی بے تحاشا قسموں کی باعث ہے۔ یہی بارش جب زیادہ تعداد میں ہوجائے تو فصلوں اور کھیتوں کے لئے نقصان کا باعث بنتی ہے لہذا وسیع انتظامی امور ہوں تو بارش کا پانی بڑے بڑے ڈیموں میں جمع کرلیا جائے تاکہ ضرورت اور قحط سالی کے اوقات میں کام آئے۔

اصحاب الرس کون تھے؟

۶......قاموس میں ہے کہ رس سے مراد کسی بھی چیز کی ابتداء یا پتھروں میں لپٹا ہوا ایک پتھر ہے۔ یہ کنواں ان لوگوں کا تھا جو قوم ثمود میں سے بچ گئے تھے انہوں نے اپنے نبی کی نبوت کو جھٹلایا اور اس کنویں میں بند کردیا، الــرس کے معنی کھودنا اور دفن کرنا بھی ہے۔ امام بغوی کہتے ہیں کہ اس سے مراد کنواں ہے۔ جس جگہ کو پتھروں اور اینٹوں سے پختہ کیا گیا ہو اُسے بھی رس کہتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس سے مراد مَعْدَن ہے، اس کی جمع رسائس آتی ہے۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کون تھے، تاہم چند اقوال یہ ہیں: (۱)...... یہ قوم ثمود کے باقی ماندہ لوگ تھے۔ (۲)......حضر موت کے قریب ایک شہر حاصور میں ایک کنواں تھا، حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والے چار ہزار افراد جو عذاب سے محفوظ رہے تھے وہ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ حضر موت کے علاقہ میں تشریف لائے تھے۔ جب وہ یہاں پہنچ گئے تو حضرت صالح علیہ السلام کا انتقال ہوگیا، اسی وجہ سے اس علاقہ کا نام حضر موت پڑ گیا کیونکہ

حضرت صالح علیہ السلام جب یہاں تشریف لائے تو آپ کا وصال ہوگیا، پس اب انہوں نے یہاں ایک کنواں بنایا اور اس کے پاس بیٹھ کر ایک آدمی کو اپنا امیر بنایا، وہ ایک طویل زمانہ تک وہاں رہے، ان کی آگے نسل پھیلی یہاں تک کہ ان کی تعداد بہت ہوگئی پھر انہوں نے بتوں کی پوجا شروع کردی اور کفر اختیار کیا۔(۳)...... کلبی اور قتادہ کے قول کے مطابق یہ ایک کنواں تھا جو یمامہ کے علاقہ میں واقع تھا، ان لوگوں نے اپنے نبی کو قتل کیا تھا تو اللہ عزوجل نے انہیں ہلاک کردیا۔ (المظھری، ج٦،ص ٤١٠ ملخصاً وملتقطاً)

اغراض:

الله اعلم بمراده بذلک: اس قول کا بیان ماقبل کئی مواقع پر ہو چکا ہے۔ ایک قول کے مطابق "ق" سے مراد پہاڑ ہے جو زمین کو گھیرے ہوئے ہے، جو کہ سبز زمرد کا ہے جس نے زمین کو گھیر رکھا ہے، اس پہاڑ کی سبزی آسمان کی سبزی جیسی ہے اور آسمان اس پہاڑ پر قبہ کی شکل میں ہے۔ الکریم: قرآن مجید وہ معزز کتاب ہے کہ جو اس سے اپنے مقصود کو طلب کرتا ہے، وہ پالیتا ہے۔

ما آمن کفار مکة: میں واو قسمیہ کے محذوف جواب قسم کی جانب اشارہ ہے، عبارت یوں ہے: "وھو اسھل الاعاریب"۔

فیه جمیع الاشیاء: اس میں اشارہ ہے کہ جار مجرور "المحفوظ" کے متعلق ہیں اور "جمیع" نائب الفاعل اس کے متعلق ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ جار مجرور خبر مقدم ہے اور "جمیع" مبتدائے مؤخر ہے۔

مضطرب: بمعنی مختلط ہے، یعنی کسی امر یا دین کے معاملے میں اضطراب اور اختلاط ہونا ہے۔ تبصیرا منا: مراد تعلیما وتفہیما ہے ،اور "التبصرة"، "التذکرة" دونوں ﴿السماء﴾، ﴿والارض﴾ کی طرف عائد ہیں معنی یہ ہے کہ ہم نے آسمان وزمین کو دیکھنے اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے بنایا اور یہ بھی مراد ہوسکتی کہ آسمان دیکھنے کے لئے اور زمین نصیحت کے لئے بنائی گئی ہے اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ "التبصرة" آیات مستمرہ میں اور "التذکرة" آیات متجددہ میں ہوتا ہے۔

رجاع الی طاعتنا: یعنی جس کی جانب رجوع کیا جائے اور جس کا اقبال بلند ہو اور صیغہ نسبت کیلئے ہے نہ کہ مبالغہ کے لئے۔ المحصود: یعنی گیہوں اور جو کی مانند کٹی ہوئی کھیتی مراد ہے۔ حال مقدرة: اللہ کے فرمان: ﴿باسقت﴾ کے معنی طویل ہیں، "نخل" کو اسلئے اس نام سے تعبیر کیا گیا کیونکہ اس کے منافع بہت ہوتے ہیں۔ والمعنی: یعنی اگر وہ دیکھتے اور جانتے تو ایمان لے آتے۔ لمعنی قوم: یعنی لانه بمعنی امة ہے۔

ھی بئر: یعنی کنواں اپنے اطراف سمیت زمین دوز ہوگیا اور (قوم) کے تمام مال واسباب بھی برباد ہوگئے۔

وقیل غیره: مراد حضرت شعیب علیہ السلام ہیں یا حضرت صالح علیہ السلام کے بعد کے نبی جو قوم ثمود کی جانب بھیجے گئے تھے۔ ھو ملک کان بالیمن: ایک قول کے مطابق نبی ہیں مراد تبع حمیری ہے، اس کا نام اسعد اور کنیت ابو قرن ہے۔ فلا یضیق صدرک: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر اور نافرمانوں کے لئے تہدید بیان کرنا مقصود ہے۔ (الصاوی، ج٥،ص ٣٣٣ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٦

﴿ولقد خلقنا الانسان ونعلم﴾ حَالٌ بِتَقْدِيرِ نَحْنُ ﴿ما﴾ مَصْدَرِيَّةٌ ﴿توسوس﴾ تُحَدِّثُ ﴿به﴾ اَلْبَاءُ زَائِدَةٌ اَوْ لِلتَّعْدِيَةِ وَالضَّمِيرِ لِلْاِنْسَانِ ﴿نفسه ونحن اقرب اليه﴾ بِالْعِلْمِ ﴿من حبل الوريد(١٦)﴾ اَلْاِضَافَةُ لِلْبَيَانِ وَالْوَرِيْدَانِ عِرْقَانِ بِصَفْحَتَيِ الْعُنُقِ ﴿اذ﴾ نَاصِبُهُ اُذْكُرْ مُقَدَّرًا ﴿يتلقى﴾ يَاخُذُ وَيُثْبِتُ ﴿المتلقين﴾ اَلْمَلَكَانِ الْمُوَكَّلَانِ بِالْاِنْسَانِ مَا يَعْمَلُهُ ﴿عن اليمين وعن الشمال﴾ مِنْهُ ﴿قعيد(١٧)﴾ اَیْ قَاعِدَانِ وَهُوَ مُبْتَدَأٌ خَبَرُهُ مَا قَبْلَهُ ﴿ما يلفظ من قول الا لديه رقيب﴾ حَافِظٌ ﴿عتيد(١٨)﴾ حَاضِرٌ وَكُلٌّ مِنْهُمَا مَعْنَى الْمُثَنّٰى ﴿وجاءت

سکرة الموت﴿غَمْرَتُهُ وَشِدَّتُهُ﴿بالحق﴿مِنْ اَمْرِ الْاٰخِرَةِ حَتّٰى يَرَاهُ الْمُنْكِرُ لَهَا عَيَانًا وَهُوَ نَفْسُ الشِّدَةِ﴿ذلک﴿اَیِ الْمَوْتُ﴿ما کنت منه تحید(۱۹)﴿تَهْرِبُ وَتَفْزَعُ﴿ونفخ فی الصور﴿لِلْبَعْثِ﴿ذلک﴿اَیْ يَوْمَ النَّفْخِ﴿يوم الوعيد(۲۰)﴿لِلْكُفَّارِ بِالْعَذَابِ﴿وجاء ت﴿فِيْهِ﴿کل نفس﴿اِلَى الْمَحْشَرِ﴿معها سائق﴿مَلَكٌ يَّسُوْقُهَا اِلَيْهِ﴿وشهيد(۲۱)﴿يَشْهَدُ عَلَيْهَا بِعَمَلِهَا وَهُوَ الْاَيْدِیْ وَالْاَرْجُلُ وَغَيْرُهَا وَيُقَالُ لِلْكَافِرِ﴿لقد كنت﴿فِی الدُّنْيَا﴿فی غفلة من هذا﴿اَلنَّازِلِ بِکَ الْيَوْمَ﴿فكشفنا عنک غطاء ک﴿اَزَلْنَا غَفْلَتَکَ بِمَا تُشَاهِدُهُ الْيَوْمَ﴿فبصرک اليوم حديد(۲۲)﴿حَادٌّ تُدْرِکُ بِهِ مَا اَنْكَرْتَهُ فِی الدُّنْيَا﴿وقال قرينه﴿اَلْمَلَکُ الْمُوَكَّلُ بِهِ﴿هذا ما﴿اَیِ الَّذِیْ﴿لدی عتيد(۲۳)﴿حَاضِرٌ فَيُقَالُ لِمَالِکٍ﴿القيا فی جهنم﴿اَیْ اَلْقِ اَلْقِ اَوْ اَلْقِيَنْ وَبِهِ قَرَأَ الْحَسَنُ فَاُبْدِلَتِ النُّوْنُ اَلِفًا﴿کل کفار عنيد(۲۴)﴿مُعَانِدٍ لِلْحَقِّ﴿مناع للخير﴿كَالزَّكَاةِ﴿معتد﴿ظَالِمٍ﴿مريب(۲۵)﴿شَاکٍّ فِیْ دِيْنِهِ﴿الذی جعل مع الله الها اخر﴿مُبْتَدَاٌ ضُمِنَ مَعْنَى الشَّرْطِ خَبَرُهُ﴿فالقيه فی العذاب الشديد(۲۶)﴿تَفْسِيْرُهُ مِثْلُ مَا تَقَدَّمَ﴿قال قرينه﴿اَلشَّيْطَانُ﴿ربنا ما اطغيته﴿اَضْلَلْتُهُ﴿ولكن كان فی ضلل بعيد(۲۷)﴿فَدَعَوْتُهُ فَاسْتَجَابَ لِیْ وَقَالَ هُوَ اَطْغَانِیْ بِدُعَائِهِ لَهُ﴿قال﴿تَعَالٰى﴿لا تختصموا لدی﴿اَیْ مَا يَنْفَعُ الْخِصَامَ هُنَا﴿وقد قدمت اليكم﴿فِی الدُّنْيَا﴿بالوعيد(۲۸)﴿بِالْعَذَابِ الْاٰخِرَةِ لَوْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَا بُدَّ مِنْهُ﴿ما يبدل﴿يُغَيَّرُ﴿القول لدی﴿فِیْ ذٰلِکَ﴿وما انا بظلام للعبيد(۲۹)﴿فَاُعَذِّبُهُمْ بِغَيْرِ جُرْمٍ وَظَلَّامٍ بِمَعْنٰى ذِیْ ظُلْمٍ لِقَوْلِهِ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں (''نعلم'' ضمیر مقدر ''نحن'' سے حال بن رہا ہے) اس کے نفس......۱......کا اس سے باتیں کرنا (''ماتوسوس'' میں ''ما'' مصدریہ ہے، اور ''توسوس'' بمعنی تحدث ہے، اور به میں ''باء'' یا تو زائدہ ہے یا پھر تعدیہ کے لیے ہے اور ''به'' کی ''ہ'' ضمیر کا مرجع ''الانسان'' ہے) ہم (باعتبار علم) دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں (''حبل الورید'' میں اضافت بیانیہ ہے ''وریدان'' گردن کے دونوں کناروں پر موجود دو رگیں ہیں......۲......) جب (''اذ''، اذکر مقدر کی وجہ سے منصوب ہے) لیتے ہیں اور ثبت کرتے ہیں (''یتلقی'' کا معنی لینا اور ثبت کرنا ہے) دو لینے والے (مراد اس سے وہ دو فرشتے ہیں جو انسان کے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں ......۳......، انسان کے) دائیں اور بائیں بیٹھیں ہیں (''قعید'' بمعنی قاعدان ہے، یہ مبتدا بن رہا ہے اور اس کا ماقبل خبر بن رہا ہے) کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ (''رقیب'' بمعنی حافظ ہے) حاضر ہے (''عتید'' کے معنی حاضر ہے، ''رقیب اور عتید'' دونوں تثنیہ کے معنی میں ہیں) اور آئی موت کی سختی (''سکرة'' بمعنی غشی اور تکلیف وشدت ہے) حق کے ساتھ ہے (یعنی موت کی سختی امور اخروی میں سے ہے اور اس سختی کو اس کا منکر بھی آنکھوں سے دیکھے گا......۴......) یہ ہے (یعنی یہ موت ہے) جس سے تو بھاگتا تھا (''تحید'' بمعنی تھرب وتفرع ہے) اور صور پھونکا گیا (مردے اٹھانے کے لیے) یہ (یعنی یہ صور پھونکے جانے کا دن کفار کے لیے عذاب کے ......۵......) وعدہ کا دن ہے اور (اس میں) ہر جان (میدان حشر کی طرف) یوں حاضر ہوئی کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا (یعنی

فرشتہ جو اسے محشر کی طرف ہانکے گا) اور ایک گواہ (جو اس کے خلاف اس کے کیئے کی گواہی دے گا اس سے مراد انسان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء ہیں اور کافر سے فرمایا جائے گا......٦......) بیشک تو (دنیا میں) اس سے (جو آج تجھ پر نازل ہوا ہے) غفلت میں تھا تو ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھالیا (یعنی ہم نے تیری غفلت کو زائل کر دیا جس کے سبب تو آج اس کا مشاہدہ کر رہا ہے) تو آج تیری نگاہ تیز ہے (جس کے سبب تو ان امور کا ادراک کر رہا ہے جس سے دنیا میں انکاری تھا، حدید بمعنی حاد ہے) اور اس کا ہم نشین (یعنی اس پر مقرر فرشتہ) کہے گا یہ ہے جو میرے پاس حاضر ہے (ما بمعنی الذی ہے، عتید کے معنی حاضر ہے، پھر فرشتے سے ارشاد فرمایا جائے گا) تم دونوں جہنم میں ڈال دو (القیا بمعنی الق الق ہے، یا پھر القین ہے، اور حسن نے اسے اسی طرح پڑھا ہے اور یہاں نون تاکید کو الف سے بدلا گیا ہے) ہر بڑے ناشکرے ہٹ دھرم کو (حق کے ساتھ دشمنی رکھنے والے کو) جو بھلائی کو بہت روکنے والا (جیسے زکوۃ روکنے والا) حد سے بڑھنے والا (یعنی ظلم کرنے والا) شک کرنے والا (اللہ ﷻ کے دین میں، مریب کے معنی شک کرنے والا ہے) جس نے اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ٹھہرایا ("الذی جعل ......الخ" مبتدا ہے، یہ معنی شرط کو متضمن ہے، اس کی خبر "فالقیاہ......الخ" ہے) تو تم دونوں اسے ڈالو ("فالقیاہ" میں وہی تفصیل ہے جو پہلے گزر چکی) سخت عذاب میں اس کا ہم نشین (یعنی شیطان) کہے گا اے میرے رب میں نے اسے گمراہ نہیں کیا (اطغیتہ بمعنی اضللتہ ہے) ہاں یہ آپ ہی دور کی گمراہی میں تھا (میں نے اسے گمراہی کی دعوت دی اس نے وہ دعوت قبول کر لی اور وہ کہے گا اس نے مجھے گمراہی کی طرف بلا کر گمراہ کر دیا......ے......) وہ (یعنی اللہ ﷻ) فرمائے گا میرے پاس نہ جھگڑو (یعنی یہاں تمہارا جھگڑنا کچھ نفع نہ دیگا) میں پہلے بھی تمہاری طرف بھیج چکا (دنیا میں) اپنی وعید (آخرت میں عذاب دینے کی، اگر تم ایمان نہ لائے اور یہ ضرور ہو کر رہنا ہے) میرے یہاں (اس بارے میں) بات نہیں بدلتی (یبدل بمعنی یغیر ہے) اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں (کہ انہیں بغیر کسی جرم کے عذاب دوں، ظلام بمعنی ذی ظلم ہے، اللہ ﷻ کے فرمان ﴿لاظلم الیوم......٤٠:١٧﴾ کی وجہ سے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس به نفسه ونحن اقرب اليه من حبل الوريد﴾

و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، خلقنا الانسان: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: مستانفہ، نعلم: فعل با فاعل، ما: موصولہ، توسوس بہ: فعل وظرف لغو، نفسہ: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر "نحن" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، نحن: مبتدا، اقرب: اسم تفضیل با فاعل، الیہ: ظرف لغو اول، من حبل الورید: ظرف لغو ثانی، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اذ يتلقى المتلقين عن اليمين وعن الشمال قعيد﴾

اذ: مضاف، یتلقی: فعل، المتلقین: ذوالحال، عن الیمین: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، عن الشمال: جار مجرور، معطوف، ملکر ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم، قعید: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد﴾

ما: نافیہ، یلفظ: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، لدیہ: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، رقیب عتید: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، من: زائد، قول: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجاء ت سكرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد﴾

و: مستانفہ، جاء ت: فعل، سکرۃ الموت: ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ذلک: مبتدا، ما: موصولہ، کنت: فعل ناقص با اسم، منہ تحید: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر قول محذوف "يقال له في وقت الموت" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ونفخ في الصور ذلك يوم الوعيد وجاء ت كل نفس معها سائق وشهيد﴾

و: عاطفہ، نفخ: فعل مجہول الفاعل، في الصور: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ذلک: مبتدا، یوم الوعید: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، جاء ت: فعل، کل نفس: موصوف، معھا: ظرف متعلق بحذوف خبر مقدم، سائق وشھید: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لقد كنت في غفلة من هذا فكشفنا عنك غطاء ك﴾

لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، کنت: فعل ناقص با اسم، فی: جار، غفلة: موصوف، من ھذا: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم ہوکر قول محذوف "یقال لکل نفس" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، کشفناعنک: فعل بافاعل وظرف لغو، غطاء ک: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فبصرك اليوم حديد وقال قرينه هذا ما لدى عتيد﴾

ف: عاطفہ، بصرک: ذوالحال، الیوم: ظرف متعلق بحذوف حال، ملکر مبتدا، حدید: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، قال قرینہ: قول، ھذا: مبتدا، ما: موصول، لدی: ظرف متعلق بحذوف صلہ، ملکر مبتدا، عتید: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر پھر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿القيافي جهنم كل كفار عنيد مناع للخير معتد مريب﴾

القیا: فعل امر بافاعل، فی جھنم: ظرف لغو، کل: مضاف، کفار: موصوف، عنید: صفت اول، مناع للخیر: شبہ جملہ صفت ثانی، معتد: صفت ثالث، مریب: صفت رابع، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول محذوف "یقال" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿الذى جعل مع الله الها اخر فالقيه في العذاب الشديد﴾

الذی: موصول، جعل: فعل بافاعل، مع اللہ: ظرف متعلق بحذوف مفعول ثانی، الھا اخر: مرکب توصیفی مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، القیہ فی العذاب الشدید: فعل امر بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال قرينه ربنا مااطغيته ولكن كان في ضلل بعيد﴾

قال قرینہ: قول، ربنا: نداء، مااطغیتہ: فعل نفی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لکن: حرف استدراک، کان: فعل ناقص با اسم، فی ضلل بعید: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال لاتختصموا لدى وقد قدمت اليكم بالوعيد﴾

قال: قول، لاتختصموا: فعل نہی واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قد: تحقیقیہ، قدمت الیکم: فعل بافاعل وظرف لغو، ب: جار زائد، الوعید: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، لدی: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید﴾

مایبدل: فعل نفی مجہول، القول: نائب الفاعل، لدی: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، انا: اسم، ب: زائد، ظلام للعبید: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نفس کی تعرف اقسام:

۱...... وہ جوہرِ لطیف جو زندہ رہنے کی قوت حس اور حرکت ارادیہ کو (اپنے اندر لیے ہوئے) ہوتا ہے اور حکماء اسے "روح حیوانیہ" کا نام دیتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نفس سے مراد وہ جوہر ہے جو بدن انسانی کے لیے تازگی کا سامان پیدا کرتا ہے اور جب انسان کی موت واقع ہوجاتی ہے تو اس کی نورانیت جسم کے ظاہر و باطن سے منقطع ہوجاتی ہے۔ نیند کے اوقات میں نفس کی نورانیت ظاہری جسم سے منقطع ہوجاتی ہے جب کہ باطنی جسم میں نورانیت برقرار رہتی ہے، پس ثابت ہوا کہ نیند اور موت ایک ہی قسم سے تعلق رکھتے ہیں، ہاں اتنا ضرور ہے کہ موت انقطاع کلی اور نیند انقطاع ناقص ہیں۔ پس نفس کا تعلق بدن انسانی سے تین طرح سے ہوسکتا ہے۔ (۱)...... پس جب نفس کی رانائی تمام اجزائے بدن کے ظاہری و باطنی اعضاء تک پہنچ جائے تو اسے بیداری کی حالت کا نام دیا جاتا ہے اور (۲)...... جب نفس کی رانائی بدن باطن کے مقابلے میں بدن ظاہر سے نکل جائے تو اسے نیند کا نام دیا جاتا ہے اور (۳)...... جب نفس کی رانائی بدن انسان سے مکمل طور پر نکل جائے تو اسے موت کا نام دیا جاتا ہے۔

اب نفس کی اقسام کی بحث کی جاتی ہے: (۱)...... نفس امارۃ: ایسا نفس جو انسانی طبیعت کو لذات وشہوات حسیہ، اور دل کو شرور و (فتنہ) کی تنزلی اور اخلاق مذمومہ کی جانب مائل کرے۔ (۲)...... نفس لوامہ: وہ نفس جو انسانی دل کو غفلت ہوجانے پر تنبیہ کرتا رہے، جب کبھی انسان بشری تقاضے کی وجہ سے بُرا کام کر بیٹھے، نفس لوامہ اسے اُس بُرائی پر عار دلائے اور توبہ کی جانب مائل کرے۔ (۳)...... نفس مطمئنہ: وہ نفس جس کی رانائی انسانی دل کو منور کردے حتی کہ انسانی دل اخلاق حمیدہ کا لباس پہن لے۔

مزید کچھ اقسام یہ بھی ہیں: (۱)...... نفس حیوانی: جسم طبعیہ کا وہ کمال جو اسے جزئیات کے ادراک اور حرکت بالارادہ کے کمال تک پہنچادے۔ (۲) نفس انسانی: جسم طبعیہ کا وہ کمال جو اسے تمام کلیات کے ادراک اور افعال فکری کے ساتھ (کمال) تک پہنچادے۔ (التعریفات، ج۲۳۹ وغیرہ)

اللہ عزوجل کے قریب ہونے کے معنی:

۲...... اللہ عزوجل کے علم کلی کا بیان کرنا مقصود ہے، مراد یہ ہے کہ "الورید العرق" سے مراد وہ خون کی نالی ہے جس کے ذریعے خون سارے جسم میں پہنچتا ہے اور اللہ عزوجل اپنے علم کے اعتبار سے اس سے بھی زیادہ قُریب ہے، کیونکہ خون کی نالی ایک خاص نظام کے تحت گوشت تک خون کے اجزاء کو نہیں پہنچنے دیتی، لیکن اللہ عزوجل کے نزدیک تو کچھ بھی مخفی نہیں اور اللہ عزوجل اپنے علم کے اعتبار سے اس سے بھی زیادہ قریب ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۱۳٤)

قاضی شہاب الدین فرماتے ہیں: مراد علم کے اعتبار سے قریب ہونا ہے نہ کہ ذات کے اعتبار سے، سبب کو ذکر کرکے مسبب مراد لیا گیا ہے اس لئے کہ کسی چیز کے قریب ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اُس چیز کے بارے میں علم بھی ہو، اور صاحب کشاف کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل علم خفی اور ظاہر سب ہی کو جانتا ہے گویا اللہ عزوجل کا قریب ہونا اسی معنی کے مطابق ہے۔ (حاشیۃ الشھاب، ج۸، ص ٥٧٤)

ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی کہتے ہیں: الحبل بمعنی الورید ہے اوراس کی اضافت نفس کی جانب لفظوں کے اختلاف کی وجہ سے کی گئی ہے۔ حسن کہتے ہیں الورید بمعنی الوتین ہے یعنی وہ رگ جوانسان کے دل سے پیوست ہوتی ہے، اوراسی سے قریب ہونے کا معنی لیا گیا ہے کہ جس طرح دل کے ساتھ رگ جُری ہوتی ہے، اللہ ﷻ بھی اسی کی مثل علم کے اعتبار سے قریب ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جس طرح انسان کے دل میں وسوسے اثر انداز ہوتے ہیں ہم ان وسوسوں کو بھی جانتے ہیں۔ جس طرح دل خون کی نالی کا علم رکھتا ہے اسی طرح اللہ ﷻ کا علم دل کے علم سے کہیں زیادہ ہے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ دل خون کی نالی کا علم رکھتا ہے اور بندے کے دل کے خیالات دوسرے انسان تک نہیں پہنچتے جب تک کہ وہ اُن کا اظہار نہ کرے، لیکن اللہ ﷻ کے علم کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

(القرطبی، الجزء:۲٦، ص ۱۱)

ہر انسان پر کتنے فرشتے متعین ہیں اور کیا لکھتے ہیں؟

۳۔...... یہاں آیت کے تناظر کے اعتبار سے دو فرشتوں کا ذکر کیا گیا ہے اگر چہ اس حوالے سے طویل بحث ہے کہ ہر انسان پر کتنے فرشتے ہیں۔ تاہم یہاں خاص دو فرشتے کراماً کاتبین کا ذکر خیر ہے کہ یہی بندوں کے اعمال کے محافظ ہیں۔ انسان کے دائیں بائیں موجود ان فرشتوں کو اللہ نے اسی خاص امر کے لئے متعین کیا ہے کہ بندوں کے اعمال و احوال کا جائزہ لیں اور انہیں محفوظ کر لیں۔

☆...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نیکیاں لکھنے والا فرشتہ دائیں جانب ہوتا ہے اور گناہ لکھنے والا فرشتہ بائیں جانب ہوتا ہے، پس جب بندہ اچھے عمل کرتا ہے تو نیکی لکھنے والا فرشتہ اُسے دس گنا تک لکھ دیتا ہے اور جب بندہ بُرا عمل کرتا ہے تو دائیں جانب والا فرشتہ جو کہ نیکی لکھنے پر معمور ہے کہتا ہے: سات ساعات تک چھوڑ دو ہوسکتا ہے کہ گناہ سے لوٹ جائے یا استغفار کرلے"۔

(القرطبی، الجزء:۲٦، ص ۱۲)

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں: اگر یہ سوال کیا جائے کہ فرشتے ہر کلام لکھ لیتے ہیں؟ تو اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے، چنانچہ حسن اور قتادہ کا قول ہے کہ یہ فرشتے ثواب اور عتاب والے امور کو لکھتے ہیں اور یہی ابن عباس کے دو اقوال میں سے ایک قول ہے۔ اور یہی آیت پاک: ﴿ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو(ق:۱۸)﴾ کا ظاہر ہے۔ جب کہ امام احمد نے بلال بن حارث المزنی کی حدیث نقل کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "بیشک بندہ اللہ ﷻ کی رضا جوئی میں کوئی بات مونھ سے نکالتا ہے جس کے بارے میں وہ یہ گمان نہیں کرتا کہ وہ (کمال) تک پہنچے گی، اللہ ﷻ کی جانب سے وہ بات اس کی رضامندی سے ملاقات کے دن کے لئے رکھ لی جاتی ہے اور بندہ کوئی بُری بات مونھ سے نکالتا ہے اور اُسے یہ گمان نہیں ہوتا کہ وہ (انتہاء) تک پہنچے گی اور اللہ ﷻ کی جانب سے وہ بات اس کی ناراضگی کا پیش خیمہ بنتے ہوئے ملاقات کے دن کے لئے رکھ دی جاتی ہے"۔

(ابن کثیر، ج٤، ص ۲٦۲)

علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی فرماتے ہیں: یہ فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں سوائے دو حالتوں کہ جس میں انسان کی قضائے حاجت اور (ملابعت و مباشرت) کی حالت داخل ہے کہ اِن حالتوں میں فرشتے لکھنے کے عمل میں تاخیر کرتے ہیں، پس انسان کو ان دونوں حالتوں میں کلام نہیں کرنا چاہیے یہاں تک کہ فرشتے بھی ان حالتوں میں بندوں کے قریب نہیں جاتے جب کہ اس کے سوا تمام حالتوں میں فرشتے اعمال لکھ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ بندہ موت کے قریب ہوجائے، اس کے ہر نیکی و بدی کے اعمال لکھ لئے جاتے ہیں۔

(الخازن، ج٤، ص ۱۸۷ وغیرہ)

حضرات انبیائے کرام کا موت کی سختی کا بیان:

۴......موت کے وقت کے احوال جُدا جُدا ہوتے ہیں چنانچہ ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی کہتے ہیں: علقمہ نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی روح ایسے نکلتی ہے جیسا کہ پسینہ نکلتا ہے، کافر کی روح (کھینچ کر) ایسے نکلتی ہے جیسا کہ گدھے کی روح نکالی جاتی ہے، مومن کو اُسکے بُرے اعمال کی سزا موت کے وقت کی سختی کی صورت میں دے دی جاتی ہے تا کہ اُس کے لئے کفارہ بن جائے اور کافر کو اُس کے اچھے اعمال کا بدلہ دنیا میں موت کے وقت کی آسانی کی صورت میں دیا جاتا ہے''۔

☆......محاسبی نے: ''الرعایۃ'' میں لکھا ہے کہ بیشک اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: ''اے میرے خلیل علیہ السلام! تو نے موت کو کیسا پایا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام جواب دہ ہوئے: ایسے جیسے کہ گوشت بھوننے کی کوئی سیخ ہو جسے کسی اون نما چیز میں سختی سے ڈال کر نکال لیا جائے''، اللہ ﷻ نے فرمایا: اے ابراہیم علیہ السلام! ہم نے تجھ پر آسانی فرمائی''۔

☆......عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے کہا: ''اے میرے حواریوں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے اصحاب کو حواری کہتے ہیں) اللہ ﷻ سے دعا کرو کہ اللہ ﷻ موت کی سختی تم پر آسان کر دے۔

☆......روایت میں ہے کہ موت کا ایک وار تلوار کے (ہزار) واروں، آرے سے کاٹنے اور قینچیوں سے کترنے سے زیادہ سخت ہے''۔

☆......واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''سکرات کے وقت میں ملک الموت کو دیکھنا ہی تلوار کے ہزار وار سے سخت تر ہے''۔

☆......روایت کی جاتی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کر لی گئی تو اللہ ﷻ نے اُن سے استفسار فرمایا: ''اے موسیٰ علیہ السلام! تو نے موت کو کیسا پایا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرض گزار ہوئے: میں نے موت کو زندہ چڑیا کی مانند پایا جسے زندہ بھون دیا جائے جس کی وجہ سے نہ تو وہ زندگی میں رہ کر سانس لے سکے اور نہ ہی مُردہ کہلائے''۔ انہی سے روایت ہے کہ میں نے موت کو ایسا پایا جیسا کہ قصاب زندہ بکری کی کھال اتار دے''۔

☆......مالک سید عالم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں: ''بندہ جب موت کی تکلیف وسختی سے امن میں آجائے تو اس کی بعض ہڈیاں بعض دوسری ہڈیوں کو سلام پیش کرتی ہیں اور کہتی ہیں: تجھ پر سلام ہو کہ تو مجھ سے اور میں تجھ سے قیامت کے دن تک کے لئے جدا ہو چکی ہوں''۔(التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ، باب: منہ فی خروج نفسہ وفی باب: ماجاء ان للموت سکرات.وفی، حصہ اول،ص ۱۸ وغیرہ)

صور کا بیان:

۵......وفات عیسیٰ علیہ السلام کے ایک زمانہ کے بعد جب قیام قیامت کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے، ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی، جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے، اور انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن ،باب ذکر الدجال، رقم:(۷۲۶۷)/۲۹۳۷، ص ۱۴۳۶ ملخصا)

ان کافروں کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوگی، یعنی چالیس برس سے کم عمر کا کوئی نہ ہوگا، اب انہی پر قیامت قائم ہوگی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے سب مر جائیں گے۔ آسمان، زمین، پہاڑ، یہاں تک کہ صور واسرافیل وفرشتے سب فنا ہو جائیں گے سوائے واحد حقیقی کے کوئی باقی نہ رہے گا۔ وہ فرمائے گا **لمن الملک الیوم** آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟ مگر ہے کون جو جواب دے، پھر خود ہی فرمائے گا **للہ الواحد القہار** یعنی صرف واحد قہار اللہ ﷻ کی سلطنت ہے۔ پھر اللہ ﷻ جب چاہے گا اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا، اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دے گا۔ صور پھونکتے ہی تمام اولین وآخرین ملائکہ اور انس وجن سب موجود ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے سید عالم ﷺ کی قبر انور شق ہوگی اور وہ قبر انور سے یوں باہر تشریف لائیں گے کہ ان کے

داہنے ہاتھ میں صدیق اکبراور بائیں ہاتھ میں عمر فاروق کا ہاتھ ہوگا، پھر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدان حشر میں تشریف لے جائیں گے۔ (عطائین ج۳، ص۴۷۶)

اعضائے انسانی کا کلام کرنا:

۶.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ ہنس پڑے ، آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ میں کیوں ہنسا؟ ہم نے عرض کی اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: ''مجھے بندے کی اپنے رب عزوجل کی جانب سے اس بات پر ہنسی آئی کہ بندہ کہے گا: اے میرے رب عزوجل! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی، اللہ عزوجل فرمائے گا کیوں نہیں!، بندہ کہے گا آج میں اپنے خلاف، اپنے سوا کسی اور کو گواہی دینے کی اجازت نہیں دونگا، اللہ عزوجل فرمائے گا آج تمہارے خلاف تمہاری گواہی کافی ہوگی، یا کراما کاتبین کی گواہی کافی ہوگی، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کے منھ پر مہر کردی جائیگی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا کہ تم بتاؤ، پھر اس کے اعضاء کلام کریں گے، پھر اس کے کلام کے درمیان تخلیہ کیا جائے گا اور پھر وہ اپنے اعضاء سے کہے گا، دور ہو، دفع ہو، میں تمہاری طرف سے ہی تو جھگڑ رہا تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب: الدنیا سجن المومن، رقم: (۷۳۳۳)/۲۹۶۹، ص۱۴۵۶)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو پہر کے وقت جب بادل نہ ہوں تو کیا سورج کے دیکھنے سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے''؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم کو اپنے رب عزوجل کو دیکھنے سے اتنی ہی تکلیف ہوگی جتنی تمہیں سورج، چاند کو دیکھنے سے ہوتی ہے، پھر اللہ عزوجل بندے سے ملاقات کرے گا اور اس سے فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تجھ کو عزت اور سرداری نہیں دی تھی، کیا میں نے تجھ کو زوجہ نہیں دی تھی، کیا میں نے تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کئے تھے، اور کیا میں نے تجھ کو ریاست اور خوشحال زندگی میں نہیں چھوڑا تھا، اللہ عزوجل فرمائے گا کیا تو یہ گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے؟ وہ کہے گا نہیں، اللہ عزوجل فرمائے گا: میں نے بھی تجھ کو اسی طرح بھلا دیا ہے جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا، پھر اللہ عزوجل دوسرے بندے سے ملاقات کرے گا اور فرمائے گا: کیا میں نے تجھ کو عزت اور سیادت نہیں دی تھی، کیا میں نے تجھ کو زوجہ نہیں دی تھی، کیا میں نے تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ نہیں مسخر کئے تھے، اور کیا میں نے تجھے ریاست اور خوشحالی نہیں دی تھی، وہ شخص کہے گا کیوں نہیں، اللہ عزوجل فرمائے گا کیا تیرا گمان تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے؟ وہ کہے گا نہیں۔ اللہ عزوجل فرمائیگا میں نے بھی تجھے اسی طرح بھلا دیا ہے جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔ پھر اللہ عزوجل تیسرے بندے کو بلا کر یونہی فرمائے گا وہ کہے گا اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے تیری کتاب پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا، میں نے نماز پڑھی، روزہ رکھا، صدقہ دیا، اپنی استطاعت کے مطابق نیکیاں کیں، اللہ عزوجل فرمائے گا: ابھی پتہ چل جائے گا ، پھر اس سے کہا جائے گا کہ ہم ابھی تیرے خلاف اپنے گواہ پیش کرتے ہیں، وہ بندہ اپنے دل میں سوچے گا کہ میرے خلاف کون گواہی دیگا؟ پھر اس کے منھ پر مہر کردی جائے گی اور اس کی ران، اس کے گوشت اور اس کی ہڈیوں سے کہا جائے گا تم بتاؤ! پھر اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کو بیان کریں گے اور یہ معاملہ اس وجہ سے کیا جائے گا کہ خود اس کی ذات سے اس کے خلاف حجت قائم ہو اور جس شخص کا ذکر کیا گیا ہے یہ وہ منافق ہوگا جس سے اللہ عزوجل ناراض ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب: الدنیا سجن المومن، رقم: (۷۳۳۲)/۲۹۶۸، ص۱۴۵۶)

شیطان کس کا ہم نشین ہے؟

ے......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قال قرینہ ربنا ما اطغیتہ ولکن کان فی ضلل بعید اس کے ساتھی شیطان نے کہا ہمارے رب میں نے اسے سرکش نہ کیا ہاں یہ آپ ہی دور کی گمراہی میں تھا (ق:۲۷)﴾۔معلوم ہوا کہ شیطان نے بندے کو کفر کی جانب ضرور ورغلایا لیکن کل بروز قیامت اُس سے بے زاری ظاہر کرے گا اور جھٹلا دے گا۔اور شیطان حق سے دور کی گمراہی میں جا گرا اور اپنے لئے گمراہی اختیار کرلی،اس جملے کا بلا اختلاف قرینہ شیطان ہی ہے جب کہ مقاتل،ابن عباس اور ثعلبی نے یہ قول کیا ہے کہ اس کا قرینہ شیطان نہیں بلکہ فرشتہ ہے،ایک قول کے مطابق ولید بن مغیرہ نے کہا تھا کہ بدی لکھنے والا فرشتہ مراد ہے اور انسان کہتا ہے کہ اے میرے رب ﷻ!اس نے مجھے گمراہ کیا لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ فرشتہ کہتا ہے کہ میں نے اسے گمراہ نہیں کیا۔سعید بن جبیر ﷜ کہتے ہیں کہ کافر کہے گا اس (فرشتے) نے مجھ پر کتاب میں زیادتی کی ہے،فرشتہ جواب دے گا اے ہمارے رب! میں نے اسے گمراہ نہیں کیا یعنی میں نے کتاب میں اس پر کوئی زیادتی نہیں کی (بلکہ جو اس کے اعمال تھے وہی لکھے ہیں)،پس اللہ ﷻ فرمائے گا: ﴿لا تختصموا لدی یعنی میرے پاس باہم جھگڑا نہ کرو﴾ یہ کلام اللہ ﷻ کافروں اور ان کے شیاطین کو فرمائے گا۔قُشیری کہتے ہیں اس میں دلیل ہے کہ شیطان کافر کا ہم نشین ہوگا۔ (القرطبی ،الجزء:۲۶،ص ۱۹)

اغراض:

ما مصدریۃ: اللہ کے فرمان: ﴿ما توسوس﴾ میں "ما" مصدریہ ہے،تقدیر عبارت یوں ہوگی: "ونعلم وسوسۃ نفسہ ایاہ"، اور یہ بھی درست ہے کہ "ما" موصولہ ہو اور ضمیر اس کی طرف عائد ہو،اس صورت میں تقدیر عبارت یوں ہوگی: "ونعلم الامر الذی تحدث نفسہ بہ"۔والضمیر للانسان: پس انسان کو اس کے نفس کے ساتھ دو شخصوں میں تقسیم کردیا،جن کے مابین مکالمہ اور محادثہ ہوتا رہتا ہے اور اس وسوسے پر انسان کے لئے خیر وشر نہیں لکھا جاتا،لیکن جب یہی وسوسہ "ھم" بن جائے تو خیر لکھی جاتی ہے اور شر کا اندراج نہیں ہوتا اور جب عزم ہو جائے خیر وشر دونوں ہی لکھے جاتے ہیں۔

الوریدان عرقان بصفحتی العنق: مراد دو رگیں ہیں جو دل کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں،مزید حاشیہ نمبر "۲" کا مطالعہ کیجئے۔

یاخذ ویثبت: یعنی فرشتے نیکی اور بدی لکھتے ہیں،پس ان کا قلم انسان کی زبان،ان کی سیاہی انسان کی تھوک اور ان کا محل انسان کے نواجذ یعنی داڑھیں ہیں۔وکل منھما بمعنی المثنی: یعنی انسان کے پاس دو فرشتے موجود ہوتے ہیں جو کہ اس کے محافظ اور نگہبان ہوتے ہیں۔حاضر:اور یہ فرشتے فقط تین اوقات میں انسان سے جُدا ہوتے ہیں: جب انسان بیت الخلاء میں قضائے حاجت کے لئے جاتا ہے،جماع کے وقت میں اور حالتِ جنابت کے وقت میں اور اس حالت میں انسان جب کوئی نیکی یا بدی اختیار کرتا ہے تو اُس کی خوشبو سے پہچان لیتے ہیں اور لکھ لیتے ہیں۔

الی یوم النفخ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿نفخ﴾ میں زمان پر دلالت پائی جارہی ہے۔الملک الموکل بہ: یعنی دنیا میں اعمال کو لکھنے والا فرشتہ،جو کہ محافظ ونگہبان ہے اور اس کا ذکر ماقبل ہو چکا،معنی یہ ہے کہ فرشتہ کہتا ہے: "میرے پاس تیرا یہ عمل لکھا ہوا ہے"۔

ای الق الق : مفسر نے واحد کے اعتبار سے کلام کیا ہے،اور ضروری ہے کہ تثنیہ کے حوالے سے کلام کردیا جائے،پس اس کے دو جوابات ہونگے۔(۱)......تثنیہ حسبِ صورت لائے ہیں،پس فعل "الق" کی تکرار وحدت کیلئے ہے اور دوسرے فعل کو حذف کرکے اس کی جگہ تثنیہ کی ضمیر لے آئے،اور اس صورت میں نون کو حذف کرکے الف فاعل کا باقی رکھا۔(۲)......الف تثنیہ کا نہیں ہے،بلکہ نون

تاکید خفیفہ کامنقلب ہے اور یہاں وقف کے باعث وصل جاری ہوا ہے۔ معاند: یعنی حق سے اعراض کرتے ہوئے اس سے اختلاف کرنا۔ ای ما ینفع الخصام ھنا: مراد حساب کا وقت ہے، یعنی دنیا میں لڑنا جھگڑنا آخرت کے حساب میں دشواری پیدا کرے گا۔ لا ظلم الیوم: یعنی اس دن سے ظلم کی نفی کر دی گئی ہے، پس اللہ کے سوا سے ظلم کی نفی کی گئی ہے، پس اللہ عقلاً اور نقلاً ظلم کرنے سے پاک ہے۔ (الصاوی، ج۵،ص۲۳۶وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿یوم﴾نَاصِبُہٗ ظَلَّامٌ ﴿نقول﴾بِالنُّوْنِ وَالْیَاءِ ﴿لجھنم ھل امتلت﴾اِسْتِفْھَامُ تَحْقِیْقٍ لِوَعْدِہٖ بِمَلْئِھَا ﴿وتقول﴾بِصُوْرَۃِالْاِسْتِفْھَامِ کَالسُّوَالِ ﴿ ھل من مزید (۳۰)﴾اَیْ لَا اَسَعُ غَیْرَ مَا امْتَلَاْتُ بِہٖ اَیْ قَدِ امْتَلَاْتُ ﴿وازلفت الجنۃ﴾قُرِّبَتْ ﴿ للمتقین﴾مَکَانًا ﴿ غیر بعید (۳۱)﴾مِنْھُمْ فَیَرَوْنَھَا وَیُقَالُ لَھُمْ ﴿ھذا﴾الْمَرْئِیُّ ﴿ ما توعدون﴾بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ فِی الدُّنْیَا وَیُبْدَلُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ قَوْلُہٗ ﴿ لکل اواب﴾رَجَّاعٍ اِلٰی طَاعَۃِ اللّٰہِ ﴿ حفیظ (۳۲)﴾حَافِظٍ لِحُدُوْدِہٖ ﴿من خشی الرحمن بالغیب﴾خَافَہٗ وَلَمْ یَرَہٗ ﴿ وجاء بقلب منیب (۳۳)﴾مُقْبِلٍ عَلٰی طَاعَتِہٖ وَیُقَالُ لِلْمُتَّقِیْنَ اَیْضًا ﴿ادخلوھا بسلم﴾اَیْ سَالِمِیْنَ مِنْ کُلِّ مَخُوْفٍ اَوْ مَعَ سَلَامٍ اَوْسَلِّمُوْا وَادْخُلُوْا ﴿ذلک﴾اَلْیَوْمُ الَّذِیْ حَصَلَ فِیْہِ الدُّخُوْلُ ﴿یوم الخلود (۳۴)﴾اَلدَّوَامُ فِی الْجَنَّۃِ ﴿لھم ما یشاء ون فیھا﴾دَائِمًا ﴿ ولدینا مزید (۳۵)﴾زِیَادَۃً عَلٰی مَاعَمِلُوْا وَطَلَبُوْا ﴿وکم اھلکنا قبلھم من قرن﴾اَیْ اَھْلَکْنَا قَبْلَ کُفَّارِ قُرَیْشٍ قُرُوْنًا اُمَمًا کَثِیْرَۃً مِنَ الْکُفَّارِ ﴿ ھم اشد منھم بطشا﴾قُوَّۃً ﴿فنقبوا﴾فَتَّشُوْا ﴿ فی البلاد ھل من محیص (۳۶)﴾لَھُمْ اَوْ لِغَیْرِھِمْ مِنَ الْمَوْتِ فَلَمْ یَجِدُوْا ﴿ان فی ذلک﴾الْمَذْکُوْرِ ﴿ لذکری﴾لَعِظَۃً ﴿ لمن کان لہ قلب﴾عَقْلٌ ﴿ او القی السمع﴾اِسْتَمَعَ الْوَعْظَ ﴿وھو شھید (۳۷)﴾حَاضِرٌ بِالْقَلْبِ ﴿ولقد خلقنا السموت والارض وما بینھما فی ستۃ ایام﴾اَوَّلُھَا الْاَحَدُ وَاٰخِرُھَا الْجُمُعَۃُ ﴿ وما مسنا من لغوب (۳۸)﴾تَعَبٌ نَزَلَ رَدًّا عَلَی الْیَھُوْدِ فِیْ قَوْلِھِمْ اِنَّ اللّٰہَ اِسْتَرَاحَ یَوْمَ السَّبْتِ وَانْتِفَاءِ التَّعَبِ عَنْہُ لِتَنَزُّھِہٖ تَعَالٰی عَنْ صِفَاتِ الْمَخْلُوْقِیْنَ وَلِعَدَمِ الْمُمَاسَۃِ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ غَیْرِہٖ اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ﴿فاصبر﴾خِطَابٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ ﴿ علی ما یقولون﴾اَیِ الْیَھُوْدُ وَغَیْرُھُمْ مِنَ التَّشْبِیْہِ وَالتَّکْذِیْبِ ﴿ وسبح بحمد ربک﴾صَلِّ حَامِدًا ﴿ قبل طلوع الشمس﴾اَیْ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ ﴿وقبل الغروب (۳۹)﴾اَیْ صَلٰوۃَ الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ ﴿ومن الیل فسبحہ﴾اَیْ صَلِّ الْعِشَائَیْنِ ﴿ وادبار السجود (۴۰)﴾بِفَتْحِ الْھَمْزَۃِ جَمْعُ دُبُرٍ وَبِکَسْرِھَا مَصْدَرُ اَدْبَرَ اَیْ صَلِّ النَّوَافِلَ الْمَسْنُوْنَۃَ عَقْبَ الْفَرَائِضِ وَقِیْلَ الْمُرَادُ حَقِیْقَۃُ التَّسْبِیْحِ فِیْ ھٰذِہِ الْاَوْقَاتِ مُلَابِسًا لِلْحَمْدِ ﴿واستمع﴾یَا مُخَاطَبُ مَقُوْلِیْ ﴿ یوم ینادی المناد﴾ھُوَ اِسْرَافِیْلُ ﴿ من مکان قریب (۴۱)﴾مِنَ السَّمَاءِ وَھُوَ صَخْرَۃُ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ اَقْرَبُ مَوْضِعٍ مِنَ الْاَرْضِ اِلَی السَّمَاءِ یَقُوْلُ اَیَّتُھَا الْعِظَامُ الْبَالِیَۃُ وَالْاَوْصَالُ الْمُتَقَطِّعَۃُ وَاللُّحُوْمُ الْمُتَمَزِّقَۃُ وَالشُّعُوْرُ الْمُتَفَرِّقَۃُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُنَّ اَنْ تَجْتَمِعْنَ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ ﴿یوم﴾بَدَلٌ مِنْ یَوْمَ قَبْلَہٗ ﴿ یسمعون﴾اَیِ الْخَلْقُ کُلُّھُمْ ﴿الصیحۃ بالحق﴾بِالْبَعْثِ وَھِیَ النَّفْخَۃُ الثَّانِیَۃُ مِنْ اِسْرَافِیْلَ وَیَحْتَمِلُ اَنْ تَکُوْنَ قَبْلَ نِدَائِہٖ اَوْ

بَعْدَهٗ ﴿ذلک﴾اَیْ یَوْمَ النِّدَاءِ وَالسَّمَاعِ ﴿یوم الخروج(۴۲)﴾مِنَ الْقُبُوْرِ وَنَاصِبُ یَوْمَ یُنَادِیْ مُقَدَّرٌ اَیْ یَعْلَمُوْنَ عَاقِبَةَ تَکْذِیْبِهِمْ ﴿انا نحن نحی ونمیت والینا المصیر(۴۳)یوم﴾بَدَلٌ مِنْ یَوْمَ وَقَبْلَهٗ وَمَابَیْنَهُمَااِعْتِرَاضٌ ﴿تشقق﴾بِتَخْفِیْفِ الشِّیْنِ وَتَشْدِیْدِ هَابِاِدْغَامِ التَّاءِ الثَّانِیَةِ فِی الْاَصْلِ فِیْهَا﴿ الارض عنهم سراعا﴾جَمْعُ سَرِیْعٍ حَالٌ مِنْ مُقَدَّرٍاَیْ.فَیَخْرُجُوْنَ مُسْرِعِیْنَ ﴿ ذلک حشرعلینا یسیر (۴۴)﴾فِیْهِ فَصْلٌ بَیْنَ الْمَوْصُوْفِ وَالصِّفَةِ بِمُتَعَلِّقِهَا لِلْاِخْتِصَاصِ وَهُوَلَایَضُرُّ وَذٰلِکَ اِشَارَةٌاِلٰی مَعْنَی الْحَشْرِ الْمُخْبَرِ بِهٖ عَنْهُ وَهُوَالْاَحْیَاءُ بَعْدَالْفَنَاءِ وَالْجَمْعُ لِلْعَرْضِ وَالْحِسَابِ﴿نحن اعلم بما یقولون﴾اَیْ کُفَّارُ قُرَیْشٍ﴿ وما انت علیهم بجبار﴾تُجْبِرُهُمْ عَلَی الْاِیْمَانِ وَهٰذَاقَبْلَ الْاَمْرِ بِالْجِهَادِ ﴿ فذکر بالقران من یخاف وعید(۴۵)﴾وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ.

﴿ترجمہ﴾

جس دن (''یوم'' کا ناصب ''ظلام'' ہے) ہم فرمائیں گے (''نقول'' علامت مضارع یاءاور نون دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) جہنم سے کیا تو بھر گئی (یہ استفہام جہنم کو بھر دینے کے وعدہ کو متحقق کرنے کے لیے ہے) وہ عرض کرے گی (بصورت استفہام سوال کرنے کی طرح) کچھ اور زیادہ ہے (معنی یہ ہے میں جس مقدار کے ساتھ بھر چکی ہوں اس کے علاوہ کی میں وسعت نہیں رکھتی ہوں یعنی تحقیق میں بھر چکی ہوں......۱......) اور پاس لائی جائے گی جنت (ازلفت بمعنی قربت ہے) پرہیز گاروں کے لیے (وہ مقام ان سے) دور نہ ہوگا (وہ اسے دیکھیں گے اور ان سے فرمایا جائے گا) یہ (جو دیکھ رہے ہو) وہ ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا (دنیا میں'' توعدون'' علامت مضارع تاءاور یاءدونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، ''لکل اواب'' للمتقین سے بدل ہے) ہر بڑے رجوع لانے والے (اطاعت الٰہی ﷻ کی طرف، حدود اللہ کی) نگہداشت کرنے والے کے لیے (''حفیظ'' کے معنی حافظ ہے) جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے (یعنی اس کا خوف رکھتا ہے حالانکہ اسے دیکھا نہیں) اور رجوع کرتا ہوا دل لایا (اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کی طرف، منیب بمعنی مقبل ہے، اور متقین سے یہ بھی فرمایا جائے گا) جنت میں جاؤ سلامتی کے ساتھ (یعنی خوف میں ڈالنے والی ہر شے سے سلامتی کے ساتھ یا پھر معنی ہے کہ سلام کے ساتھ داخل ہو جاؤ یعنی سلام کرو، اور جنت میں داخل ہو جاؤ) یہ (یعنی یہ دن جس میں دخول کی سعادت حاصل ہوئی ہے) ہمیشگی کا دن ہے (جنت میں رہنے کا......۲......، الخلود بمعنی الدوام ہے) ان کے لیے ہے اس میں جو چاہیں اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے (یعنی ان کے عمل اور ان کی طلب سے بھی زیادہ ہے) اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قومیں ہلاک فرمادیں (یعنی ہم نے کفار قریش سے پہلے کتنی ہی کافر قومیں ہلاک کردیں) کہ قوت میں ان سے سخت تھیں (بطشا بمعنی قوۃ ہے) تو کاوشیں کیں (نقبوا بمعنی فتشوا ہے) شہروں میں ہے کہیں بھاگنے کی جگہ (موت سے ان کے لیے یا دوسروں کے لیے وہ کوئی ایسی جگہ نہیں پائیں گے) بیشک اس میں (جو مذکور ہوا) ضرور نصیحت ہے (ذکری بمعنی عظۃ ہے) اس کے لیے جو قلب (یعنی عقل) رکھتا ہو یا کان لگائے (یعنی بغور نصیحت سنے) اور متوجہ ہو (یعنی دل سے حاضر ہو......۳......) اور بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا (ان میں کا پہلا دن اتوار اور آخری دن جمعہ تھا......۴......) اور تھکان ہمارے پاس نہ آئی (''لغوب'' کے معنی تھکن ہے، یہ آیت مبارکہ یہودیوں کے اس قول کے رد کے لیے نازل ہوئی کہ اللہ ﷻ بروز ہفتہ آرام کرتا ہے اللہ ﷻ کی ذات سے تھکن کی نفی کی گئی ہے، اللہ ﷻ کے مخلوق کی صفات سے منزہ ہونے کی وجہ سے اور اس کے اور غیر

کے درمیان عدم ممارست ہونے کے سبب سے......۵......، کہ اللہ ﷻ کی شان تو یہ ہے ﴿انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون (یس:۸۲)﴾) تو تم صبر کرو (یہ خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے) اس پر جو وہ کہتے ہیں (یعنی یہود وغیرہ کا اللہ ﷻ کو دیگر کے مشابہ قرار دینا، تمہاری تکذیب کرنا) اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بولو (یعنی حمد کرتے ہوئے نماز پڑھو) سورج چمکنے سے پہلے (یعنی صبح کی نماز) اور ڈوبنے سے پہلے (یعنی ظہر اور عصر کی نماز) اور رات گئے اس کی تسبیح کرو (یعنی مغرب وعشاء کی نماز پڑھو) اور نمازوں کے بعد (''ادبار'' ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ ''دبر'' کی جمع ہے اور ہمزہ مکسورہ کے ساتھ ''ادبار'' مصدر ہے، معنیٰ آیت یہ ہے کہ فرائض کے بعد نوافل مسنونہ پڑھو اور ایک قول کے مطابق یہاں حقیقتاً ان اوقات میں تسبیح حمد کے ساتھ ملا کر پڑھنا مراد ہے، اور اے میرے فرمان کے مخاطب لوگو......٦......!) کان لگا کر سنو جس دن پکارنے والا پکارے گا (مراد اس سے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں) ایک پاس جگہ سے (یعنی آسمان سے قریب جگہ سے یعنی صخرۃ بیت المقدس سے جو آسمان کی طرف زمین کا سب سے قریبی مقام ہے، حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پکار یہ ہوگی اے گلی ہوئی ہڈیوں، بکھرے ہوئے جوڑوں، ریزہ ریزہ گوشت، پراگندہ بالوں، اللہ ﷻ تمہیں فیصلہ کے لیے جمع ہونے کا حکم دیتا ہے) جس دن (یہ ''یوم'' ماقبل ''یوم'' سے بدل ہے) سنیں گے (تمام ہی مخلوق) چنگھاڑ حق کے ساتھ (اٹھائے جانے کے لیے، اس سے مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام کا نفخہ ثانیہ ہے، اور یہ بھی احتمال ہے، کہ یہ چنگھاڑ آپ علیہ السلام کے ندا فرمانے سے پہلے یا بعد ہو) یہ (یعنی یہ پکار کرنے اور پکار سننے کا دن قبروں سے) باہر آنے کا دن ہے (''یوم'' جو دوسری بار آیا ہے، اس کا ناصب فعل مقدر ینادی ہے، معنیٰ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے جھٹلانے کا انجام جان لیں گے) بے شک ہم جلائیں اور ہم ماریں جس دن (یہ ''یوم'' ماقبل یوم سے بدل ہے، اور ان کے مابین جملہ معترضہ ہے) پھٹے گی زمین (''تشقق'' کی شین کو مخفف پڑھا گیا ہے، نیز اس فعل کے تاء ثانیہ کو شین میں مدغم کر کے شین مشدد کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ان سے کرتے ہوئے نکلیں گے (''سراعا'' سریع کی جمع ہے یہ حال ہے فعل مقدر یخرجون کی ضمیر سے ہے، یعنی اصل میں یوں ہے ''فیخرجون مسرعین'') یہ حشر ہے ہم کو آسان (''ذلک حشر علینا یسیر'' اس کلام میں اختصاص کے لیے موصوف اور صفت کے درمیان متعلق صفت کے ساتھ فاصلہ کر دیا گیا ہے، اور ایسا فاصلہ مضر نہیں ''ذلک'' سے حشر جس کی خبر دی جا رہی ہے اس کے معنیٰ کی طرف اشارہ ہے اور حشر سے مراد فناء ہو جانے کے بعد مخلوق کو زندہ کرنا اور بارگاہ الٰہی ﷻ میں پیش کرنے نیز حساب کتاب کے لیے انہیں جمع کرنا ہے) ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں (یعنی کفار قریش) اور کچھ تم ان پر جبر کرنے والے نہیں (کہ انہیں تم ایمان لانے پر مجبور کرو، یہ امر آیت جہاد نازل ہونے سے پہلے کا ہے) تو قرآن سے نصیحت کرواسے جو میری دھمکی سے ڈرے (اور وہ مسلمان ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یوم نقول لجھنم ھل امتلئت وتقول ھل من مزید﴾

یوم: مضاف، نقول لجھنم: قول، ھل: حرف استفہام، امتلئت: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تقول: قول، ھل: حرف استفہام، من: زائد، مزید: ''موجود'' خبر محذوف کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف علیہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف ''اذکر'' کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وازلفت الجنۃ للمتقین غیر بعید ھذا ما توعدون لکل اواب حفیظ﴾

و: عاطفہ، ازلفت الجنۃ: فعل بانائب الفاعل، للمتقین: جار مجرور مبدل منہ، لکل اواب حفیظ: جار مجرور بدل، ملکر ظرف لغو، غیر بعید: ''مکانا'' محذوف کی صفت، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، ھذا: مبتدا، ماتوعدون: موصول صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿من خشی الرحمن بالغیب وجاء بقلب منیب ادخلوها بسلم﴾

من: موصولہ ،خشی: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال ،بالغیب: ظرف مستقر حال ،ملکر فاعل ،الرحمن: مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،جاء بقلب منیب: جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر صلہ ،ملکر مبتدا ،ادخلو: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال ،بسلم: ظرف مستقر حال ،ملکر فاعل ،ھا: ضمیر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک یوم الخلود لھم ما یشاء ون فیھا ولدینا مزید﴾

ذلک: مبتدا ،یوم الخلود: خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،لھم: ظرف مستقر خبر مقدم ،ما: موصولہ ،یشاء ون فیھا: جملہ فعلیہ صلہ ،ملکر مبتدا موخر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ ،لدینا: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم ،مزید: مبتدا موخر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکم اھلکنا قبلھم من قرن ھم اشد منھم بطشا فنقبوا فی البلاد ھل من محیص﴾

و: عاطفہ ،کم: ممیز ،من قرن: ظرف مستقر تمیز اول ،ھم: مبتدا ،اشد: اسم تفضیل "ھو" ضمیر ممیز ،بطشا: تمیز ،ملکر فاعل ،منھم: ظرف لغو ،ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ ،ف: عاطفہ ،نقبوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال ،ھل: حرف استفہام ،من: زائد ،محیص: "لھم" ظرف مستقر خبر محذوف کیلئے مبتدا ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر قول محذوف "قائلین" کیلئے مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر حال ،ملکر فاعل ،فی البلاد: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل جملے کے معنی "اشد بطشھم" پر معطوف ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر تمیز ثانی ،ملکر مفعول مقدم ،اھلکنا: فعل بافاعل ،قبلھم: ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد خلقنا السموت والارض وما بینھما فی ستة ایام وما مسنا من لغوب﴾

و: مستانفہ ،لام: تاکیدیہ ،قد: تحقیقیہ ،خلقنا: فعل بافاعل ،السموت: معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،الارض: معطوف اول ،و: عاطفہ ،ما بینھما: موصول صلہ ،ملکر معطوف ثانی ،ملکر مفعول ،فی ستة ایام: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،ما مسنا: فعل نفی ومفعول ،من: زائد ،لغوب: فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم ،ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿فاصبر علی ما یقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ومن الیل﴾

ف: فصیحیہ ،اصبر: فعل امر بافاعل ،علی مایقولون: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزاء ،ملکر جملہ شرطیہ ،و: عاطفہ ،سبح: فعل امر ضمیر ذوالحال ،بحمد ربک: ظرف مستقر حال ،ملکر فاعل ،قبل طلوع الشمس: معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،قبل الغروب: معطوف ،ملکر ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ ،من الیل: "سبح" فعل امر محذوف کیلئے ظرف مستقر ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فسبحه وادبار السجود واستمع یوم یناد المناد من مکان قریب یوم یسمعون الصیحة بالحق﴾

ف: عاطفہ ،سبحه: فعل امر بافاعل ومفعول ،و: عاطفہ ،ادبار السجود: ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ ،استمع: فعل امر بافاعل ،یوم: مضاف ،یناد المناد: فعل وفاعل ،من مکان قریب: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ ،ملکر مبدل منہ ،یوم: مضاف ،یسمعون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال ،بالحق: ظرف مستقر حال ،ملکر فاعل ،الصیحة: مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ ،ملکر بدل ،ملکر ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک یوم الخروج انا نحن نحی ونمیت والینا المصیر﴾

ذلک: مبتدا،یوم الخروج: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،انا جرف مشبہ واسم ،نحن: ضمیر فعل،نحی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و:عاطفہ،نمیت: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،الینا ظرف مستقر خبر مقدم،المصیر :مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم تشقق الارض عنهم سراعا ذلک حشر علینا یسیر﴾

یوم: مضاف،تشقق الارض: فعل وفاعل،عن: جار،هم: ضمیر ذوالحال،سراعا: حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر قبل "یوم یسمعون" سے بدل ہے،ذلک: مبتدا،حشر: خبر اول،علینا یسیر: شبہ جملہ خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نحن اعلم بما یقولون وما انت علیهم بجبار﴾

نحن: مبتدا،اعلم: اسم تفضیل با فاعل،ما یقولون: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،ما: مشابہ بلیس،انت: اسم،علیهم: ظرف لغو مقدم،ب: زائد،جبار: صفت مشبہ با فاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فذکر بالقران من یخاف وعید﴾

ف: فصیحیہ،ذکر: فعل امر با فاعل،بالقران: ظرف لغو،من: موصولہ،یخاف وعید: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ولقد خلقنا السموات......☆مفسرین نے کہا یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو یہ کہتے تھے کہ اللہ ﷻ نے آسمان وزمین اوران کے درمیان کائنات کو چھ روز میں بنایا جن میں پہلا ایک شنبہ ہے اور پچھلا جمعہ پھر وہ معاذ اللہ ﷻ تھک گیا اور سنیچر کو اس نے عرش پر لیٹ کر آرام کیا اس آیت میں ان کا رد ہے کہ اللہ ﷻ اس سے پاک ہے کہ تھکے، وہ قادر ہے کہ ایک آن میں سارا عالم بنادے ہر چیز کو حسب اقتضائے حکمت ہستی عطا فرماتا ہے شان الٰہی ﷻ میں یہود کا یہ کلمہ سید عالم کو بہت ناگوار ہوا اور شدت غضب سے چہرہ مبارک پر سرخی نمودار ہوگئی تو اللہ ﷻ نے آپ کی تسکین فرمائی اور خطاب ہوا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

جہنم کا "ھل من مزید" کہنا اور نہ کہنا:

[1]......اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿ھل من مزید کچھ اور زیادہ ہے﴾ میں دو وجوہات ہیں: (۱)......مقصود کثرت بیان کرنا ہے، جیسے کسی کو بہت مارنا یا بہت بُرا بھلا بولنا، اور جب اُس سے پوچھا جائے کہ اب بھی کچھ باقی رہ گیا ہے؟ اس پر دلیل اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿لاملئن جهنم﴾ ہے۔ کیونکہ ﴿لاملئن﴾ میں تحصیل حاصل ہے اور جہنم میں کوئی جگہ نہ رہی کہ ﴿ھل من مزید﴾ کے کلمات تلفظ کئے جائیں۔(۲)......مراد زیادتی طلب کرنا ہے، پس اس صورت میں ﴿لاملئن﴾ کے تین جوابات ہوسکتے ہیں: (۱)......کبھی اس طرح کا کلام کُل کے داخلے سے پہلے ہوا کرتا ہے، اور اس میں ایک لطیفہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جہنم کافروں پر سخت غضب ناک ہے اسی وجہ سے وہ مزید طلب کرتی ہے، پھر جہنم میں فقط نافرمان مومنین ہی کی جگہ باقی رہ جاتی ہے، پھر جہنم دوبارہ طلب کرے گی کہ مبادا کوئی کافر اس میں جانے سے رہ گیا ہو، پس جب مومن جہنم میں داخل ہوتا ہے تو اس کا ایمان جہنم کی حرارت میں بھی ٹھنڈا رہے گا، جہنم کی سختی والے حالات میں بھی مومن کا یقین مستحکم رہے گا، اور اس اعتبار سے کچھ اخبار موجود ہیں۔(۲)......اول یہ کہ جہنم ابتدائی طور پر وسعت طلب کرتی ہے، پھر مزید طلب کرتی ہے کہ مبادا کوئی کافر اس میں جانے سے رہ نہ جائے۔(۳)......الملاء کے کئی درجات ہیں: اس لئے کہ جب کیل (ماپ، وزن) جب بغیر کسی بیچنے کے مکمل ہو جائے اور اس میں کچھ مزید ڈالنا ممکن نہ ہو تو "ملیء یا امتلاء" کے الفاظ

استعمال کئے جاتے ہیں، اسی طرح جب اللہ عزوجل جہنم کو بھر دے گا تو اب زیادتی کا طلب کرنا اس وجہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ جہنم میں تنگی کا سا ماحول ہو چکا یا یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ مزید عذاب میں زیادتی کرنا مقصود ہو۔ (الرازی، ج۱۰،ص ۱۴۳)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دوزخ پُر نہیں ہوگی یہاں تک کہ اللہ اس میں اپنا پیر (اپنی شان کے لائق) رکھ دے گا اور وہ کہے گی: بس بس! اس وقت وہ پُر ہو جائے گی اور اس کے بعض حصے بعض دوسرے کی جانب سکڑ جائیں گے ،پس اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لئے اللہ ایک مخلوق کو پیدا کر دیگا''۔

(صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب: سورة ق، رقم: ۴۸۵۰،ص۸۵۸)

جنت میں سلامتی کے ساتھ دخول پر مفسرین کرام کی رائے:

۲......اس بارے میں مفسرین کی رائے درج ذیل میں ذکر کی جاتی ہے:

امام طبری کہتے ہیں: اس جنت میں امن و سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ، جو کچھ تکلیف، غم اور دکھ تمہیں دنیا کی زندگی میں ملا تھا اس میں سے کچھ بھی تمہیں نہ ملے گا۔ (الطبری، الجزء۲۶،ص ۲۰۱)

امام رازی فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿بسلام﴾ سلامتی، سعادت اور کرامت کے ساتھ داخل ہونا مراد ہے، اور باء معنی حال میں مصاحبت کے لئے ہے، یعنی سلامتی کے ساتھ قرار پکڑتے ہوئے داخل ہو جاؤ، یا یہ معنی ہیں کہ اسلام پر کاربند ہوتے ہوئے داخل ہو جاؤ، اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے تم پر سلام بھیجتے ہیں، اور اس میں مزید کئی اقوال ہیں، اور اس جملے میں مومنین کے ان مکارم کا بیان ہے جس کے ذریعے انہیں دنیا میں ہدایت ملتی ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿لا تدخلوا بيوتا غير بيوتكم حتى تستأنسوا وتسلموا على اهلها اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو (النور:۲۷)﴾۔ مراد یہ ہے کہ اے مومن! یہ تمہارا ٹھکانہ اور تمہاری قیام گاہ ہے، پس اپنی اچھی عادتوں کے ساتھ یہاں داخل ہو جاؤ اور اخلاق کی بلندی کو نہ چھوڑو، پس سلام کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ، اور اپنی صبح سلام کرنے کے ساتھ کرو، اور ان پر بھی سلام پیش کیا جائے گا اور اس کی دلیل ﴿الا قيلا سلاما سلاما ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام (الواقعۃ: ۲۶)﴾ میں ہے۔ (الرازی، ج۱۰،ص ۱۴۸)

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: عذاب سے سلامتی، نعمت کے زائل ہونے، کسی مکروہ بات کے پہنچنے، اللہ عزوجل اور اس کے فرشتوں کے سلام کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (روح البیان، ج۹،ص۱۵۷)

مومن کی دو نمایاں شانوں کا بیان:

۳......یقیناً نصیحت اُسی وقت کارگر ہوتی ہے جب کہ انسان کان لگا کر سُنے اور دل بھی حاضر ہو، جس کا دل کہیں اور ہو ،ذہن کچھ اور سوچ رہا ہو، کان کسی اور جانب مصروف ہوں تو ایسا شخص اگر علم دین کے حلقے میں بیٹھا بھی ہے تو کیا فائدہ اٹھائے گا فقط اتنا ہی کہ نیک لوگوں کے درمیان بیٹھا ہے۔ اہم فائدہ جو سن کر دل و دماغ میں بٹھا کر عمل کرنے کا جذبہ ملتا ہے، اس سے محروم ہو گیا۔ متذکرہ آیت میں اللہ عزوجل نے مومن کی انہی دو شانوں کا بیان کیا ہے اور فرمایا: ﴿ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب او القى السمع وهو شهيد بیشک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو (ق:۳۷)﴾۔ یعنی انسان اُسی وقت نفع اٹھا سکتا ہے جب کہ ہر طرح سے توجہ حاصل کرے۔

قرآن میں چھ دنوں کی مقدار کا بیان:

۴......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ولقد خلقنا السموت والارض وما بينهما فی ستة ايام وما مسنا من

لغوب بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے چھ دن میں بنایا اور تکان ہمارے پاس نہ آئی (ق:۳۸)﴾۔ چھ دنوں سے مراد چھ قسم کی مخلوق ہے مثلاً: ارواح، اشباح (شبح کی جمع، بمعنی شخص)، نفوس (نفس کی جمع)، قلوب (قلب کی جمع، یعنی دل)، الاسرار (سر کی جمع، پوشیدہ راز)، سر الاسرار (یعنی بھیدوں میں سے بھید)۔﴿ان ربکم الله الذی خلق السموت والارض فی ستة ایام بےشک تمہارا رب ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے (الاعراف:۵٤، یونس:۳)﴾، ﴿وهو الذی خلق السموت والارض فی ستة ایام اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنایا (هود:۷، الحدید:٤)﴾، ﴿الذی خلق السموت والارض ومابينهما فی ستة ايام اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا (الفرقان:۵۹)﴾، ﴿الله الذی خلق السموت والارض ومابينهما فی ستة ايام اور وہی اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں بنایا (السجدۃ:٤)﴾۔ (روح البیان، ج۹، ص۱٦٤)

احمد بن محمد الخلوتی الصاوی لکھتے ہیں: چھ دن سے مراد بندوں کو تعلیم دینا ہے، جب کہ اللہ ﷻ نے مختصر وقت میں پلک جھپکنے میں تمام مذکورہ اشیاء کو پیدا فرمایا۔ (الصاوی، ج۵، ص۳٤۱)

اللہ ﷻ کی بارگاہ صمدیت میں لغوب کے معنی:

۵.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ومامسنا من لغوب اور تکان ہمارے پاس نہ آئی (ق:۳۸)﴾ ماقبل شان نزول سے بھی واضح ہے کہ یہود کا اعتراض محض اعتراض ہی تھا، اللہ ﷻ ہر چیز کو حسبِ منشاء تخلیق فرماتا ہے اور اسی میں اس کی حکمت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ ﷻ کی بارگاہ صمدیت میں زبان طعن سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ ایمان ضائع ہوتے دیر نہیں لگتی۔ اس آیت کے تحت مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب ہم ایک مرتبہ تخلیق فرمادیں تو دوبارہ اعادہ کرنے میں تھکتے نہیں۔ اور جدید تخلیق کرنا بھی ہمارے بس سے باہر نہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿افعيينا بالخلق الاول تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے (ق:۱۵)﴾۔

آیت نمبر ۳۹ اور ٤۰ کے تحت نماز کا اجمالی بیان:

٦.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فاصبر علی ما يقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب تو ان کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے (ق:۳۹)﴾، ﴿ومن اليل فسبحه وادبار السجود اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد (ق:٤۰)﴾۔ دیگر مقامات پر یونہی نماز پنجگانہ کا اجمالی بیان یوں فرمایا: ﴿اقم الصلوة لدلوک الشمس الی غسق الليل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشهودا نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک اور صبح کا قرآن بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں (بنی اسرائیل:۷۸)﴾۔ ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبها ومن اناءی الليل فسبح واطراف النهار لعلک ترضی اور اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو اور دن کے کناروں پر اس امید پر کہ تم راضی ہو (طٰہٰ:۱۳۰)﴾۔

اغراض:

ای امتلأت: کہا جاتا ہے کہ استفہام زیادتی طلب کرنے کی غرض سے لائے ہیں بمعنی "زدنی"، اور اس پر حدیث بھی دلیل ہے: "دوزخ پُر نہیں ہوگی یہاں تک کہ اللہ اس میں اپنا (بے مثل) پیر رکھ دے گا اور وہ کہے گی: بس بس! اس وقت وہ پُر ہو جائے گی اور اس کے بعض حصے بعض دوسرے کی جانب سکڑ جائیں گے، پس اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لئے اللہ ایک

مخلوق کو پیدا کردیگا''۔ حافظ لحدودہ: پس ﴿حفیظ﴾ بمعنی حافظ ہے، نہ کہ بمعنی ''محفوظ''۔ ویبدل من المتقین: جار کا اعادہ کرتے ہوئے، اور جملہ ﴿ھذا ما توعدون﴾ مبدل منہ اور بدل کے مابین جملہ معترضہ ہے۔

ای سالمین من کل مخوف: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿بسلام﴾ حال ہے ﴿ادخلوھا﴾ کے فاعل سے ،اور یہاں حال مقارنہ مراد ہے۔ او مع سلام: یعنی ایک دوسرے کو سلام کہتے ہوئے داخل ہونگے ،مزید اللہ اور اس کے فرشتوں کی جانب سے بھی اُن پر سلام ہوگا اور یہاں یہ بھی معنی مراد لئے گئے ہیں کہ جنت میں مسلمان داخل ہو جاؤ۔

الیوم الذین حصل فیہ الدخول: میں اس جانب اشارہ ہے اور فائدہ ہے کہ مومنین کو بشارت اور ان کے قلوب کو طمانیت حاصل ہوجائے۔

زیادۃ علی ما عملوا وطلبوا: یعنی اللہ کی نظر رحمت سے مزید اضافہ ہی ہوگا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی شان کے لئے ہر جمعہ کی رات اپنے دار کرامت میں تجلی فرمائے گا اور یہی مزید ہونا ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ پھلوں سے لدا ہوا بادل جنتیوں کے پاس سے گزرے گا، پس حوریں عرض کریں گی کہ یہ ہے وہ اضافہ جس کا اللہ نے جنتیوں سے وعدہ کیا تھا، پس یوں کہیں گی: ﴿ولدینا مزید﴾۔ اِستمع الوعظ: یعنی جو وعظ ونصیحت کو بغور سنے تو یہی وعظ ونصیحت اُسے کمال تک پہنچادے گا۔

اذا اراد شیئا: یعنی کسی چیز کا ایجاد یا معدوم کرنا۔ صل حامدا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿سبح﴾ بمعنی صل ہے۔

من التشبیہ: اللہ کے ساتھ دوسروں کو تشبیہ دیتے ہیں، یعنی وہ اللہ کے لئے تھکن اور استراحت جیسے کفریات کو مانتے ہیں۔

وبکسرھا مصدر ادبر: معنی نماز کے اوقات ہیں، یعنی فرض نماز کی تکمیل کے بعد نوافل پڑھے۔

وقیل المراد حقیقۃ التسبیح: مراد نماز کے بعد تسبیح پڑھنا ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ جو شخص تینتیس بار حمد، اتنی ہی بار تکبیر اور اتنی ہی بار تسبیح کرے یعنی سبحان اللہ والحمد للہ اور اللہ اکبر تینتیس تینتیس بار پڑھے اور آخر میں یہ پڑھے: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر تو اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے گرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں''۔ ھو اسرافیل: یعنی ندا بھی یہی کریں گے، یہ ایک قول کے مطابق ہے، جب کہ ایک قول کے مطابق حضرت جبرائیل ندا کرنے والے اور حضرت اسرافیل صور پھونکنے والے ہونگے۔

ویحتمل ان تکون قبل ندائہ او بعدہ: یعنی ایک چنگھاڑ سنائی دے گی جس سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ شاید ندا ہوگی ہی نہیں کیونکہ یہاں ندا ہونا مذکور نہیں جب کہ ماقبل قول میں ندا ہونے اور صور پھونکے جانے کے بارے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے حوالے سے اقوال بیان ہوچکے ہیں۔ اقرب موضع من الارض الی السماء: یعنی بارہ میل کی مسافت مراد ہے۔

وھم المؤمنون: مومنین کا ذکر خاص طور پر اس لئے کیا ہے کہ یہی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ (الصاوی، ج۵، ص ۳۳۹ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة الذاريات مكية وهى ستون آية

(سورۂ ذاریات مکیہ ہے اس کی کل آیات ساٹھ ہیں)

تعارف سورة الذاريات

اس سورت میں تین رکوع، ساٹھ آیتیں، تین سو ساٹھ کلمے، ایک ہزار دو سو انتالیس حروف ہیں۔ اس سورت میں اسلام کے بنیادی عقائد میں سے عقیدہ قیامت کے بارے میں زندگی کا جو نظام اسلام پیش کرتا ہے اس پر صحیح طور پر عمل اسی وقت ہوسکتا ہے اور اس کے فیوض وبرکات سے انسان اسی وقت مستفیض ہوسکتا ہے جب تک قیامت پر اس کا یقین کامل ہو اور اگر یقین کامل نہ ہو تو اللہ نے متعدد چیزوں کی قسم کھا کر یہ بتایا ہے کہ قیامت کی آمد کا وعدہ سچا ہے وہ دن ضرور آئے گا جس دن نیک وبد کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔ دوسرے رکوع میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات بیان فرمائے اور پیرانہ سالی میں انہیں فرزند ارجمند کی ولادت کا مژدہ سنایا۔ اس کے بعد ایسی قوموں کا ذکر فرمایا جو اپنے نبیوں کی دعوت کو ٹھکراتی رہیں۔ تیسرے رکوع میں اللہ عزوجل کی عظمت وشان بیان کرنے کے بعد یہ بتایا کہ اگر نجات چاہتے ہو تو اسی کے دامن کرم میں پناہ لو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اے محبوب ﷺ یہ کافر آپ کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں آپ ان سے منہ پھیر لیں اور نصیحت کرتے رہیں اہل ایمان اس سے ضرور فائدہ حاصل کریں گے اور پھر انس وجن کی تخلیق کی غایت بتادی کہ وہ اللہ جل جلالہ کی عبادت کریں اللہ عزوجل کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے نہ وہ ان سے رزق کا طلب گار ہے اور نہ ہی خوارک کا بلکہ ساری کائنات اسی کے دسترخوان کرم کی ریزہ چین ہے جو لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے ان کے لئے ہلاکت اور خرابی ہے۔

رکوع نمبر: ۱۸

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والذريت﴾ اَلرِّيَاحُ تَذْرُو التُّرَابَ وَغَيْرَهُ ﴿ذروا (۱)﴾ مَصْدَرٌ وَيُقَالُ تَذْرِيهِ ذَرْيًا تَهُبُّ بِهِ ﴿فالحملت﴾ اَلسُّحُبُ تَحْمِلُ الْمَاءَ ﴿وقرا (۲)﴾ ثِقْلاً مَفْعُولُ الْحَامِلَاتِ ﴿فالجريت﴾ اَلسُّفُنُ تَجْرِىْ عَلٰى وَجْهِ الْمَاءِ ﴿يسرا (۳)﴾ بِسُهُوْلَةٍ مَصْدَرٌ فِىْ مَوْضَعِ الْحَالِ اَىْ مُيَسَّرَةً ﴿فالمقسمت امرا (۴)﴾ اَلْمَلٰئِكَةُ تُقَسِّمُ الْاَرْزَاقَ وَالْاَمْطَارَ وَغَيْرَهَا بَيْنَ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ ﴿انما توعدون﴾ مَا مَصْدَرِيَّةٌ اَىْ اِنَّ وَعْدَهُمْ بِالْبَعْثِ وَغَيْرِهٖ ﴿لصادق (۵)﴾ لَوَعْدٌ صَادِقٌ ﴿وان الدين﴾ اَلْجَزَاءَ بَعْدَ الْحِسَابِ ﴿لواقع (۶)﴾ لَا مَحَالَةَ ﴿والسماء ذات الحبك (۷)﴾ جَمْعُ حَبِيْكَةٍ كَطَرِيْقَةٍ وَطُرُقٍ اَىْ صَاحِبَةُ الطُّرُقِ فِى الْخِلْقَةِ كَالطُّرُقِ فِى الرَّمْلِ ﴿انكم﴾ يَا اَهْلَ مَكَّةَ فِىْ شَانِ النَّبِيِّ وَالْقُرْاٰنِ ﴿لفى قول مختلف (۸)﴾ قِيْلَ شَاعِرٌ سَاحِرٌ كَاهِنٌ شِعْرٌ سِحْرٌ كَهَانَةٌ ﴿يؤفك﴾ يُصْرَفُ ﴿عنه﴾ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقُرْاٰنِ اَىْ عَنِ الْاِيْمَانِ بِهٖ ﴿من افك (۹)﴾ صُرِفَ عَنِ الْهِدَايَةِ فِىْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قتل الخراصون (۱۰)﴾ لُعِنَ الْكَذَّابُوْنَ اَصْحَابُ الْقَوْلِ الْمُخْتَلِفِ ﴿الذين هم فى غمرة﴾ جَهْلٍ يَغْمُرُهُمْ ﴿ساهون (۱۱)﴾ غَافِلُوْنَ عَنْ اَمْرِ الْاٰخِرَةِ ﴿يسئلون﴾ النَّبِيَّ اِسْتِهْزَاءً ﴿ايان يوم الدين (۱۲)﴾ اَىْ مَتٰى مَجِيْئُهُ وَجَوَابُهُمْ يَجِيْءُ ﴿يوم هم على النار يفتنون (۱۳)﴾ اَىْ يُعَذَّبُوْنَ فِيْهَا وَيُقَالُ لَهُمْ حِيْنَ التَّعْذِيْبِ ﴿ذوقوا فتنتكم﴾ تَعْذِيْبَكُمْ ﴿هذا﴾ اَلْعَذَابُ ﴿الذى كنتم به

تستعجلون (۱۴)﴾فِی الدُّنْیَا اِسْتِهْزَاءً﴿ان المتقین فی جنت﴾بَسَاتِیْنَ﴿وعیون (۱۵)﴾تَجْرِیْ فِیْهَا﴿اخذین﴾حَالٌ مِنَ الضَّمِیْرِ فِیْ خَبَرِ اِنَّ﴿ما اتهم﴾اَعْطَاهُمْ﴿ربهم﴾مِنَ الثَّوَابِ﴿انهم کانوا قبل ذلک﴾اَیْ دُخُوْلِهِمِ الْجَنَّةَ﴿محسنین (۱۶)﴾فِی الدُّنْیَا﴿کانوا قلیلا من الیل ما یهجعون (۱۷)﴾یَنَامُوْنَ مَا زَائِدَةٌ وَیَهْجَعُوْنَ خَبَرُ کَانَ وَقَلِیْلًا ظَرْفٌ اَیْ یَنَامُوْنَ فِیْ زَمَنٍ یَسِیْرٍ مِنَ اللَّیْلِ وَیُصَلُّوْنَ اَکْثَرَ﴿وبالاسحارهم یستغفرون (۱۸)﴾یَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا﴿وفی اموالهم حق للسائل والمحروم (۱۹)﴾اَلَّذِیْ لَا یَسْأَلُ لِتَعَفُّفِهٖ﴿وفی الارض﴾ مِنَ الْجِبَالِ وَالْبِحَارِ وَالْاَشْجَارِ وَالثِّمَارِ وَالنَّبَاتِ وَغَیْرِهَا﴿ایت﴾دَلَالَاتٌ عَلٰی قُدْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَوَحْدَانِیَّتِهٖ ﴿للموقنین (۲۰)وفی انفسکم﴾اٰیَاتٌ اَیْضًا مِنْ مَبْدَاِ خَلْقِکُمْ اِلٰی مُنْتَهَاهُ وَمَا فِیْ تَرْکِیْبِ خَلْقِکُمْ مِنَ الْعَجَائِبِ﴿افلا تبصرون (۲۱)﴾ذٰلِکَ فَتَسْتَدِلُّوْنَ بِهٖ عَلٰی صَانِعِهٖ وَقُدْرَتِهٖ﴿وفی السماء رزقکم﴾اَیِ الْمَطَرُ الْمُسَبَّبُ عَنْهُ النَّبَاتُ الَّذِیْ هُوَ رِزْقٌ﴿وما توعدون (۲۲)﴾مِنَ الْمَاٰبِ وَالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ اَیْ مَکْتُوْبٌ ذٰلِکَ فِی السَّمَاءِ﴿فورب السماء والارض انه﴾اَیْ مَا تُوْعَدُوْنَ ﴿لحق مثل ما انکم تنطقون (۲۳)﴾بِرَفْعِ مِثْلُ صِفَةٌ وَمَا مَزِیْدَةٌ وَبِفَتْحِ اللَّامِ مُرَکَّبَةٌ مَعَ مَا الْمَعْنٰی مِثْلَ نُطْقِکُمْ فِیْ حَقِیْقَتِهٖ اَیْ مَعْلُوْمِیَّتِهٖ عِنْدَکُمْ ضَرُوْرَةَ صُدُوْرِهٖ عَنْکُمْ.

﴿ترجمہ﴾

قسم ان کی جو اڑانے والیاں (یعنی ہوائیں جو مٹی وغیرہ کو اڑاتی ہیں......۱......) خوب اڑانے والی (''ذروا'' مصدر ہے کہا جاتا ہے تذریہ ذریا بمعنی تهب به یعنی ہوا نے اسے خوب اڑایا، اور اسے لے کر چلی) پھر بوجھ اٹھانے والوں کی (یعنی بادلوں کی جو پانی کا بوجھ اٹھاتے ہیں......۲......وقرا کے معنی بوجھ ہے یہ ''الحلامات'' کا مفعول ہے) پھر سہولت سے چلنے والیوں کی (یعنی کشتیوں کی جو سطح آب پر آسانی سے چلتی ہیں......۳......یسرا بمعنی سهولة ہے یہ موضع حال میں واقع ہے اور بمعنی میسرة ہے) پھر سے حکم بانٹنے والوں کی (یعنی فرشتوں کی جو رزق اور بارش وغیرہ لوگوں اور شہروں کے درمیان تقسیم کرتے ہیں......۴......) بیشک تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے (''انما'' میں ''ما'' مصدریہ ہے، یعنی تمہیں مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جانے وغیرہ کا جو وعدہ دیا جاتا ہے) وہ ضرور سچ ہے (یعنی وہ سچا وعدہ ہے) اور بیشک بدلہ (حساب کتاب کے بعد، الدین بمعنی الجزاء ہے) ضرور ہونا ہے (بلاشک وشبہ کے) رستے والے آسمان کی قسم (''حبک'' حبیکة کی جمع ہے جیسا کہ ''طرق'' طریقة کی جمع ہے، یعنی تخلیق کردہ رستے والے آسمان کی قسم آسمانوں کی بناوٹ میں اسی طرح راستے ہیں جس طرح خشکی میں ہیں......۵......) بیشک تم (اے اہل مکہ! نبی کریم ﷺ اور قرآن پاک کے بارے میں) مختلف بات میں (حضور ﷺ کے بارے میں ان لوگوں نے بکا) یہ (شاعر، ساحر یا کاہن ہے، یونہی قرآن پاک کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہا: یہ شعر، سحر یا کہانت ہے) اور اس سے (یعنی نبی پاک ﷺ اور قرآن پاک سے یعنی ان پر ایمان لانے سے) وہی پھیرا جاتا ہے (''یؤفک'' بمعنی یصرف ہے) جسے (علم الٰہی میں ہدایت سے) پھیر دیا گیا ہو مارے جائیں دل سے تراشنے والے (لعنت ہو مختلف باتیں بنانے والے کذابوں پر) جو جہل میں ہیں (جس نے انہیں مدہوش کر دیا ہے......۶......، غمرة کے معنی جہل ہے) بھولے ہوئے (یعنی امور آخرت سے غافل ہیں) پوچھتے ہیں (نبی کریم ﷺ سے بطور مذاق سوال کرتے ہوئے) انصاف کا دن کب ہوگا (یعنی وہ دن کب آئے گا اور ان کے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ آئے گا) اس دن جس دن وہ آگ

میں عذاب دیئے جائیں گے (یفتنون بمعنی یعذبون ہے، اور پھر ان سے کہا جائے گا انہیں عذاب دیتے وقت) چکھو اپنا عذاب دیا جانا (فتنتکم بمعنی تعذیبکم ہے) یہ ہے (یعنی یہ وہ عذاب ہے) جس کی تمہیں (دنیا میں بطور استہزاء) جلدی تھی بیشک پرہیزگار باغوں (جنات بمعنی بساتین ہے) اور چشموں میں ہیں (جو جنت میں رواں ہیں) لیتے ہوئے (''اخذین''، ان کی خبر میں موجود ضمیر سے حال ہے) اپنے رب کی عطائیں (اتھم بمعنی اعطاھم ہے) یعنی (ثواب) بیشک وہ اس سے پہلے (یعنی جنت میں داخلے سے پہلے) نیکوکار تھے (دنیا میں) وہ رات میں کم سویا کرتے (''ما ھجعون'' میں ''ما'' زائدہ ہے اور ''یھجعون''، کان کی خبر ہے اور ''قیلا'' یہ ظرف ہے یعنی وہ رات میں کم بولتے تھے اور رات کے اکثر حصہ میں نمازیں پڑھتے تھے) اور پچھلی رات استغفار کرتے (یوں عرض کرتے اللھم اغفر لنا اے اللہ ہماری بخشش عطا فرما دے) اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور محروم کا (جو باوجود ضرورت مند ہونے کے حیاء کے سبب سوال نہ کرے......ے......) اور زمین میں (یعنی پہاڑوں، سمندروں، درختوں، پھلوں اور نباتات وغیرہ میں) نشانیاں ہیں (جو اللہ ﷻ کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں) یقین والوں کے لیے اور خود تم میں (بھی نشانیاں ہیں تمہاری خلقت کی ابتداء سے لے کر تمہاری انتہاء تک میں اور تمہاری خلقت کو ترکیب دینے میں عجیب امور ہیں) تو کیا تم (یہ) دیکھتے نہیں (کہ نتیجۃً تم ان اشیاء کے ذریعے ان اشیاء کے صانع اور اس کی قدرت پر استدلال کرو) اور آسمان میں تمہارا رزق ہے (یعنی بارش ہے جو نباتات وغیرہ اگنے کا سبب ہے جو کہ تمہارا رزق ہے) اور وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی پانی، ثواب، و عذاب یعنی یہ تمام امور آسمانوں میں لکھے ہیں) تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بیشک وہ (جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے) حق ہے تمہارے بولنے کی مثل (''مثل'' صفت ہونے کی بناء پر مرفوع اور ''ما'' زائدہ ہے، اور ''مثل'' صفت کو ''ما'' کے ساتھ ملکر مرفوع پڑھا گیا ہے، معنی آیت یہ ہے کہ امور آخرت کی حقانیت و حقیقت تمہارے کلام کرنے کی مثل ہے یعنی جس طرح گفتگو تم سے صادر ہوتی ہے تم اسے برابر جانتے ہو تو یونہی امور آخرت کے وقوع کے حق ہونے کا بھی یقین رکھو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والذریت ذروا فالحملت وقرا فالجریت یسرا فالمقسمت امرا انما توعدون لصادق﴾

و: قسمیہ جار، الذریت: اسم فاعل بافاعل، ذروا: مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، الحملت: اسم فاعل بافاعل، وقرا: مفعول، ملکر شبہ جملہ معطوف اول، ف: عاطفہ، الجریت: اسم فاعل بافاعل، یسرا: ''جزیا'' مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ ہو کر مفعول ثانی، ف: عاطفہ، المقسمت: اسم فاعل بافاعل، امرا: مفعول، ملکر شبہ جملہ معطوف ثالث، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف ''نقسم'' کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، ان حرف مشبہ، ما توعدون: موصول صلہ، ملکر اسم، لام: تاکید یہ، صادق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وان الدین لواقع والسماء ذات الحبک انکم لفی قول مختلف﴾

و: عاطفہ، ان الدین: حرف مشبہ و اسم، لام: تاکید یہ، واقع: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: قسمیہ جار، السماء: موصوف، ذات الحبک: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف ''اقسم'' کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، انکم: حرف مشبہ و اسم، لام: تاکید یہ، فی قول مختلف: جار مجرور ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿یوفک عنہ من افک قتل الخراصون الذین ھم فی غمرۃ ساھون﴾

یوفک عنہ: فعل مجہول و ظرف لغو، من افک: موصول صلہ، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، قتل: فعل مجہول

،الخراصون: موصوف، الذین: موصول،ھم: مبتدا،فی غمرة ساھون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ،ملکر صفت،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یسئلون ایان یوم الدین یوم ھم علی النار یفتنون﴾

یسئلون فعل بافاعل،ایان: متعلق بمحذوف خبر مقدم،یوم الدین: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،یوم مضاف،ھم: مبتدا،علی النار یفتنون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف "یقع" کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذوقوا فتنتکم ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون﴾

ذوقوا: فعل امر بافاعل،فتنتکم: مبدل منہ،ھذا موصوف،الذی: موصول،کنتم بہ تستعجلون: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر صفت،ملکر بدل،ملکر مفعول،مکر جملہ فعلیہ قول محذوف "یقال لھم حین التعذیر" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان المتقین فی جنت وعیون اخذین ما اتھم ربھم﴾

ان: حرف مشبہ،المتقین: ذوالحال،اخذین: اسم فاعل،ما: موصولہ،اتھم ربھم: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر شبہ جملہ حال،ملکر اسم،فی: جار،جنت: معطوف علیہ،و: عاطفہ،عیون: معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انھم کانوا قبل ذلک محسنین کانوا قلیلا من الیل ما یھجعون﴾

انھم: حرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص بااسم،قبل ذلک: ظرف مقدم،محسنین: اسم فاعل،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، کانوا: فعل ناقص بااسم،قلیلا: موصوف،من الیل: ظرف مستقر صفت،ملکر ظرف مقدم،ما: زائد،یھجعون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وبالاسحارھم یستغفرون وفی اموالھم حق للسائل والمحروم﴾

و: عاطفہ،بالاسحار ظرف لغو مقدم،یستغفرون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ھم مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،فی اموالھم ظرف مستقر خبر مقدم،حق: موصوف،لام: جار،السائل: معطوف علیہ،و: عاطفہ،المحروم: معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وفی الارض ایت للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون﴾

و: عاطفہ،فی الارض: ظرف مستقر خبر مقدم،ایت: موصوف،للموقنین: ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،فی انفسکم: ظرف مستقر "ایت" مبتدا محذوف کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ھمزہ حرف استفہام،ف: عاطفہ،لاتبصرون: فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وفی السماء رزقکم وما توعدون﴾

و: عاطفہ،فی السماء: ظرف مستقر خبر مقدم،رزقکم: معطوف علیہ،و: عاطفہ،ماتوعدون: موصول صلہ ملکر معطوف،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون﴾

ف: مستانفہ،و: قسمیہ جار،رب السماء والارض: مجرور،ملکر فعل محذوف "اقسم" کیلئے ظرف مستقر،ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ ،انہ حرف

مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، حق مصدر "ھو" ضمیر ذوالحال، مثل: مضاف الیہ، ما بزائد، انکم تنطقون: جملہ اسمیہ مضاف الیہ، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اڑتی ہوئی ہواؤں کی قسم کا معنی:

۱......جہاں جہاں بھی قرآن میں قسمیں کھائی گئیں ہیں ان کے مقاصد میں سے یہ ہوتا ہے کہ یا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت یا حشر برپا کرنے کے بارے میں قسم کھائی گئی ہے اور مقصد ایمان کا ثابت کرنا ہے۔ جس کے نظائر ان آیات میں ملتے ہیں: ﴿ولئن سالتھم من خلق السموت والارض لیقولن اللہ اگر تم ان سے پوچھو آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے اللہ نے (الزمر:۳۸)﴾، ﴿والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی اس پیارے چمکتے ستارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب نہ بہکے (النجم:۱تا۲)﴾، ﴿والضحی واللیل اذا سجی ما ودعک ربک وما قلی چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا (الضحی:۱تا۳)﴾، ﴿یس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین حکمت والے قرآن کی قسم بیشک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو (یس:۱تا۳)﴾۔ پس ظاہر ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ قرآن بھی ہے، پس اللہ نے اسی معجزے کے ذریعے قسم یاد فرمائی تا کہ دلیل قائم ہو جائے، جب کہ باقی سورتوں کا مقسم علیہ حشر ونشر اور جزاء وسزا رہا، جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ جو بھی انکار کرے گا وہ گویا کہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا، جن پانچ سورتوں میں اللہ نے اپنی وحدانیت کا ذکر کیا ہے گویا اللہ کی وحدانیت کی قسمیں ارشاد ہوئی ہیں، ان میں سے ایک ﴿والصفت قسم ان کی کہ باقاعدہ صف باندھیں (الصفت:۱)﴾ کا تعلق ساکنات سے ہے، جب کہ باقی چار ﴿والذاریات قسم ان کی جو بکھیر کر اڑانے والیاں (الذاریات:۱)﴾، ﴿والمرسلات قسم ان کی جو بھیجی جاتی ہیں لگاتار (المرسلات:۱)﴾ ﴿والنازعات قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں (النازعات:۱)﴾ ﴿والعادیات قسم ان کی جو دوڑتے ہیں (العادیات:۱)﴾ کا تعلق متحرکات سے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حشر میں جمع وتفریق کا عنصر پایا جاتا ہے یعنی کیونکہ اللہ متفرق بادلوں کو لانے کے لئے ہواؤں کو متعین فرماتا ہے، پس متفرق بادلوں کو ریاحِ ذاریہ اور ریاحِ مرسلہ کے ذریعے جمع فرماتا ہے۔ پس جب اللہ ان خصوصیات کے ذریعے بادلوں کو اکھٹا کر سکتا ہے تو اس کے لئے کیا بعید ہے کہ وہ متفرق اجزائے جسمانیہ کو مختلف طریقوں سے خاص اپنی مشیت کے ذریعے اکھٹا فرما دے۔ "الذاریات" میں چار اقوال ہیں: (۱)......مراد ہوائیں ہیں جو مٹی اڑاتی ہیں جیسا کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمان: ﴿تذروہ الریاح جیسے ہوائیں اڑائیں (الکھف:۴۵)﴾۔ (۲)......مراد ستارے ہیں جو کہ ہواؤں کے چلنے کی وجہ سے جلدی دوڑتے ہیں۔ (۳)......مراد فرشتے ہیں۔ (۴)......مراد ہواؤں کو چلانے والا رب العالمین عَزَّوَجَلَّ جس کی مشیت پر سب ہی کچھ موقوف ہے، اور یہی قول اصح ہے۔

(الرازی، ج۱۰، ص ۱٦۰ وغیرہ)

پانی اٹھانے والے بادل:

۲......اللہ کی قدرت اور منشاء کے مطابق آسمانوں پر چلتے ہوئے بادل بھاپ کی صورت میں اٹھنے والے پانی کو اپنے اندر سما لیتے ہیں اور جب یہ بادل پانی کے بوجھ سے بوجھل ہو جاتے ہیں تو اللہ کی مشیت ورضا کے مطابق برستے ہیں اور یہی برسنے والے بادل زمین کو سیراب کر کے کھیتوں کو لہلہاتے ہیں۔

سطح آب پر چلتی ہوئی کشتیوں کی قسم:

۴....جو ذات سطح زمین پر موجود پانی میں ایسی قدرت رکھتی ہے کہ بھاری بھرکم جہاز اس پر آسانی سے تیرتے ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر طے کیا جاتا ہے۔ سامان بھی لادا دیا جاتا ہے اور مسافر بھی سفر کرتے ہیں لیکن سطح زمین پہ جہاز ایسے تیرتے ہیں جیسے کم وزن رکھنے والی کوئی بھی چیز سمندر کی ظاہری سطح پر تیرتی ہے۔ یہ سارا انظام قدرت اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔

فرشتوں کا اللہ ﷻ کے امور میں تصرف کرنا:

۴....بارش، رزق، زندگی، موت وغیرہ کے معاملات، اسباب تقسیم، بادلوں کا پانی سے بھر جانا، مختلف مقامات پہ فرشتوں کے بادلوں کا پہنچ کر بارش برسانا، یہ سب اور بہت کچھ امور اللہ ﷻ نے فرشتوں کے ذریعے متعین فرمائے۔ مذکورہ آیات: ﴿فالحملت وقرا فالجریت یسرا فالمقسمت امرا پھر بوجھ اٹھانے والیاں پھر نرم چلنے والیاں پھر حکم سے بانٹنے والیاں (الذاریات:۲، ۳، ۴)﴾ میں فاء ترتیب کے لئے ہے یعنی مذکورہ امور میں کمال قدرت کو دلیل سے ثابت کرنا پایا جارہا ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ترتیب افعال کو بیان کرنا مقصود ہو یعنی پہلے ہوائیں چلتی ہیں، پس یہ ہوائیں بادلوں میں موجود پانی کو اکٹھا کرتی ہیں اور پھر جب بادل ان پانیوں سے بھر جاتے ہیں تو ایک مقام سے دوسرے مقام پر حسبِ حکم باری سبحانہ وتعالیٰ سیر کرتے ہیں اور یہی بھرے ہوئے بادل اللہ ﷻ کے حکم سے، ملائکہ کے عمل دخل سے برستے ہیں اور خوب برستے ہیں۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ فرشتے اللہ ﷻ کے امر میں تدبیر کرنے والے ہیں۔ (حاشیۃ الشہاب، ج۸، ص۹۸، وغیرہ ملخصاً)

علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی فرماتے ہیں: مراد چار فرشتے ہیں جو کہ اللہ ﷻ کے امر میں تدبیر فرماتے ہیں۔(۱)...... حضرت جبرائیل امین علیہ السلام جو کہ حضرات انبیائے کرام پر وحی لاتے، حضرت میکائیل علیہ السلام رزق اور رحمت کی تقسیم فرماتے، حضرت اسرافیل علیہ السلام صور، لوح محفوظ کے امور پر متعین ہیں، حضرت عزرائیل روح کے قبض کرنے والے ہیں۔ (الخازن، ج۴، ص۱۹۲)

آسمانی رستوں کا بیان:

۵....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والسماء ذات الحبک آرائش والے آسمان کی قسم (الذاریات:۷)﴾ کلبی، مقاتل، ضحاک سے مروی ہے کہ اس سے مراد وہ طرقِ محسوسہ ہیں جن پر ستارے گامزن ہیں، یا طُرقِ معقولہ ہیں جو آنکھ دیکھ لیتی ہے اور اسی سے اللہ ﷻ کی وحدانیت، قدرت، علم وحکمت کا پتہ چلتا ہے اور دیکھنے والا اس میں غور وفکر کرتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ مجازی طور پر ﴿حبک﴾ کا اطلاق نجوم پر بھی ہوتا ہے اس لئے کہ جس طرح آسمانی راستے آسمان کو مزین کرتے ہیں اسی طرح ذاتِ نجوم حبک کی مانند ہوتی ہے یعنی راستوں کی تزیین وآرائش مقصود ہوتی ہے۔ عکرمہ کے قول کے مطابق حبکۃ بمعنی طرفۃ وبرقۃ وبرق ہے۔ ابوالفضل الرازی کے نزدیک الحبکۃ بمعنی عقبۃ وعقب ہے۔ حسن کے قول کے مطابق حبک حاء کے کسرہ وفتح کے ساتھ بمعنی نعم ہے۔

(روح المعانی، الجزء:۲۶، ص۸، وغیرہ ملخصاً ومنتقصاً)

فی غمرۃ ساھون کے معنی:

۶....الغمرۃ کے معنی ہیں وہ جس سے کوئی چیز چھپالی جائے یا ڈھانک دی جائے، اسی سے نہر غمر ہے یعنی جو بھی اس میں جاتا ہے وہ اُسے چھپا لیتی ہے، اور اسی سے غمرات الموت بھی ہے۔ ساھون بمعنی لاھون ہے یعنی آخرت کے امور سے متعلق غافل لوگ مراد ہیں۔ (القرطبی، الجزء:۲۶، ص۳۳)

امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری لکھتے ہیں: مراد وہ لوگ ہیں جن پر گمراہی اور بدبختی کے پردے پڑے ہیں، اور اس حق سے کوسوں دور ہیں جو سید عالم ﷺ لائے ہیں، یعنی حق سے کنارہ کئے ہوئے ہیں۔ اہل تفسیر نے اس آیت کے بیان میں مختلف الفاظ استعمال کئے ہیں۔

(الطبری، الجزء:۲٦،ص ۲۲٤)

علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی فرماتے ہیں: غـمـرۃ کے معنی غفلت، اندھاپن اور جہالت ہے، جب کہ سـاھـون کے معنی اُخروی امور سے غفلت برتنا، کوتاہی کرنا ہے۔ (الخازن، ج٤، ص ۱۹۳)

نیک لوگوں کی خصوصیات کا خاص بیان:

ے......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿کانوا قليلا من الليل ما يهجعون وبالاسحارهم يستغفرون وفي اموالهم حق للسائل والمحروم وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور بے نصیب کا (الذاریات: ۱۷تا۱۹) ﴾ رات گئے اللہ عزوجل کی یاد میں رہتے ہیں، اس سے استغفار کرتے ہیں یعنی اپنی عبادت میں ہونے والی کوتاہیوں پر استغفار کرتے ہیں۔ استغفار میں مصروف رہتے ہیں اور رات کو بہت کم سوتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ رات کے وقت میں مغفرت طلب کرنے کے لئے نمازیں پڑھتے ہیں۔ (الخازن، ج٤، ص ۱۹۳)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل اپنی شان کے لائق روزانہ رات کو آسمانِ دنیا نزول فرماتا ہے حتی کہ جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو ارشاد فرماتا ہے: ہے کوئی جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کی دعا قبول کروں؟، ہے کوئی جو مجھ سے سوال کرے اور میں اُسے عطا کروں، ہے کوئی جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اُسے بخش دوں''۔

(صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب الدعاء والصلاة من آخر الليل، رقم:١١٤٥، ص:١٨٣)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کو زیادہ کرنے کے لئے سوال کرتا ہے تو وہ انگاروں کا سوال کرتا ہے، اب سوال زیادہ کرے یا کم کرے''۔

(صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب كراهة المسئالة للناس، رقم:(٢٢٨٨)/١٠٤١، ص٤٧١)

☆......حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک (ایسا) شخص جو ہمیشہ لوگوں سے سوال کرتا ہے حتی کہ قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ ہوگی''۔

(صحيح البخاري، كتاب الزكوة، باب من سال الناس تكثرا، رقم: ١٤٧٤، ص٢٣٩)

اغراض:

مفعول الحاملات: یعنی مفعول بہ ہوگا ﴿حاملات﴾ کے لئے۔ في الخلقة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد ستاروں کی گزرگاہیں ہیں، اور یہ بھی درست ہے کہ ناظرین کے اللہ کی توحید پر اس کے ذریعے استدلال کرنے کی بناء پر طرق معنویہ مراد لئے جائیں۔
عن النبي والقرآن: پس ضمیر دونوں میں سے کسی ایک کی طرف عائد ہوتی ہے، اور اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی خاطر کا بیان ہے یعنی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتا ہے وہ ازلی کافر ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ضمیر قول مذکور کی جانب عائد ہو، مراد یہ ہو کہ جس کی اللہ ہدایت چاہے جیسا کہ مومنین۔ دلالات على قدرة الله تعالى: یعنی اللہ کی تمام صفات کمالیہ مراد ہیں۔
وجوابهم: یعنی قیامت کے دن کے بارے میں متعجب ہیں، پس انہیں جواب دیا گیا کہ اُس دن کی کوئی تعیین نہیں بیان کی گئی، اسی لئے وہ استہزاء کرتے تھے۔ تجري فيها: ایک سوال کا جواب دینا مقصود ہے اور سوال یہ ہے کہ متقی لوگ نہروں میں نہیں ہونگے پھر ﴿جنت وعيون﴾ کیوں کہا گیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ نہروں سے مراد جنتی نہریں ہیں جن کی جنتیں بھی ہیں اور اماکن بھی ہیں۔ يقولون اللهم اغفرلنا: یعنی ہم نے تیرے حق میں کمی کی اور تیرے حق کو ادا کرنے کی کوئی قدرت نہیں رکھتا۔

وما فی ترکیب خلقکم: یعنی شکل وصورت کا اچھا ہونا مراد ہے۔ای ما توعدون: سے مراد یہ ہے کہ ہیں جس رزق کا وعدہ کیا تھا وہ دے دیا۔ (الصاوی، ج٥،ص ٣٤٤وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٩

﴿هل اتک﴾خطابٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ﴿حديث ضيف ابرهيم المكرمين (٢٤)﴾وَهُمْ مَلَائِكَةٌ اثنا عَشَرَ اَوْ عَشْرَةَ اَوْ ثَلَاثَةَ وَمِنْهُمْ جِبْرِيْلُ﴿اذ﴾ظَرْفٌ لِحَدِيْثِ ضَيْفٍ﴿دخلوا عليه فقالوا سلما﴾اَیْ هٰذَا اللَّفْظَ﴿قال سلم﴾اَیْ هٰذَا اللَّفْظَ﴿قوم منكرون (٢٥)﴾لا نَعْرِفُهُمْ قَالَ ذٰلِكَ فِيْ نَفْسِهٖ وَهُوَ خَبَرُ مُبْتَدَإٍ مُقَدَّرٍ اَیْ هٰؤُلَاءِ﴿فراغ﴾مَالَ﴿الى اهله﴾سِرًّا﴿فجاء بعجل سمين (٢٦)﴾وَفِيْ سُوْرَةِ هُوْدٍ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ اَیْ مَشْوِيٍّ﴿فقربه اليهم قال الا تأكلون (٢٧)﴾عَرَضَ عَلَيْهِمُ الْاَكْلَ فَلَمْ يُجِيْبُوْا﴿فاوجس﴾اَضْمَرَ فِيْ نَفْسِهٖ﴿منهم خيفة قالوا لاتخف﴾اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ﴿وبشروه بغلم عليم (٢٨)﴾ذِيْ عِلْمٍ كَثِيْرٍ وَهُوَ اِسْحَاقُ كَمَا ذُكِرَ فِيْ هُوْدٍ﴿فاقبلت امرته﴾سَارَةُ﴿في صرة﴾صَيْحَةٍ حَالٌ اَیْ جَاءَ تْ صَائِحَةً﴿فصكت وجهها﴾لَطَمَتْهُ﴿وقالت عجوز عقيم (٢٩)﴾لَمْ تَلِدْ قَطُّ وَعُمُرُهَا تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ سَنَةً وَعُمُرُ اِبْرَاهِيْمَ مِائَةَ سَنَةً اَوْ عُمُرُهٗ مِائَةٌ وَعِشْرُوْنَ سَنَةً وَعُمُرُهَا تِسْعُوْنَ سَنَةً﴿قالوا كذلك﴾اَیْ مِثْلَ قَوْلِنَا فِي الْبِشَارَةِ﴿قال ربك انه هو الحكيم﴾فِيْ صُنْعِهٖ﴿العليم (٣٠)﴾بِخَلْقِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

کیا تمہارے پاس آئی (یہ خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے) ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر (یہ مہمان فرشتے تھے جن کی تعداد بارہ، دس، یا تین تھی ان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی تھے......١......) جب (''اذ'' یہ'' حدیث ضیف'' کے لیے ظرف بن رہا ہے) وہ اس کے پاس آ کر بولے سلام (یعنی یہی لفظ کہا) انہوں نے کہا: سلام (یعنی اسی لفظ سے جواب دیا) ناآشنا سے لوگ ہیں (ہم انہیں نہیں پہچانتے ہیں آپ علیہ السلام نے یہ بات اپنے جی میں کہی تھی ''قوم منکرون'' مبتدا محذوف ''ھولاء'' کی خبر ہے) پھر گیا (''راغ '' بمعنی مال ہے، چپکے سے) اپنے گھر تو ایک فربہ بچھڑا لے آیا (اور سورۂ ھود میں ہے'' بعجل حنیذ ''یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے) پھر اسے ان کے پاس رکھا کہا تم کھاتے نہیں (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان لوگوں کے سامنے کھانا پیش فرمایا انہوں نے کھانے کو ہاتھ نہ لگایا) تو اپنے جی میں ان سے ڈرنے لگا......٢......(''اوجس'' کے معنی دل میں کسی چیز کو چھپاتا ہے) وہ بولے ڈریئے نہیں (ہم آپ علیہ السلام کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں) اور اسے ایک علیم بیٹے کی بشارت دی (یعنی کثیر علم والے بیٹے کی، مراد اس سے حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں جیسا کہ اس کا ذکر سورۂ ھود میں ہو چکا......٣......) تو اس پر اس کی بیوی (یعنی حضرت سارہ) آئی چلاتی ہوئی (صرة بمعنی صیحة ہے، فی صرة بمعنی جاء ت صائحة ہے) پھر اپنا ماتھا ٹھونکا (یعنی اپنے چہرے پر تھپکی ماری) اور بولی بوڑھی بانجھ (نے کبھی بچہ نہیں جنا، حضرت سارہ کی عمر مبارک اس وقت ننانوے سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک سو سال تھی یا ایک سو بیس سال تھی......٤......) انہوں نے کہا اسی طرح (یعنی اس بشارت کے بارے میں ہمارے قول کی مثل) تمہارے رب نے فرمادیا ہے اور وہی حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اور علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿هل اتك حديث ضيف ابرهيم المكرمين اذ دخلوا عليه فقالوا سلما﴾

هل: حرف استفہام، اتک: فعل ومفعول، حدیث: مضاف، ضیف ابرھیم: موصوف، المکرمین: اسم مفعول باہم ضمیر نائب الفاعل، اذ: مضاف، دخلوا علیہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، قالوا: فعل بافاعل، سلما: "قول" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال سلم قوم منكرون﴾

قال: قول، سلم: "علیکم" خبر محذوف کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول، قوم منکرون: مرکب توصیفی "انتم" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فراغ الى اهله فجاء بعجل سمين﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "بادرا الی اکرابهم دون ان یشعرهم" راغ الی اهله: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ تعقیبیہ، جاء: فعل بافاعل، بعجل سمین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقربه اليهم قال الا تاكلون فاوجس منهم خيفة﴾

ف: عاطفہ، قربه الیهم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، قال قول، همزہ: حرف استفہام، لاتاکلون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، اوجس: فعل بافاعل، منهم: ظرف لغو، خیفة: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا لا تخف وبشروه بغلم عليم﴾

قالوا: قول، لا تخف: فعل نہی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، بشروہ: فعل بافاعل ومفعول، بغلم علیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاقبلت امراته في صرة فصكت وجهها وقالت عجوز عقيم﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "لما سمعت سارة امراة ابراهیم البشارة" اقبلت: فعل، امراته: ذوالحال، فی صرة: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، صکت وجهها: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قالت: قول، عجوز عقیم: مرکب توصیفی "انا" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا كذلك قال ربك انه هو الحكيم العليم﴾

قالوا: قول، کذلک: ظرف مستقر "قولا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، قال ربک: مفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، انه: حرف مشبہ واسم، هو: مبتدا، الحکیم العلیم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مہمان فرشتے کون تھے اور ان کی تعداد کیا تھی؟

[1]......حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو عذاب دینے کی غرض سے فرشتے نازل ہوئے ان کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق تین تھے یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، ایک قول کے مطابق نوفرشتے تھے، ایک قول کے مطابق بارہ فرشتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی اقوال پائے جاتے ہیں۔ (الصاوی، ج۳، ص ۱۴۵)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا جی میں خوف محسوس کرنا:

۲......فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا: خوف (عذاب) نہ کیجئے ہم قوم لوط کی جانب بھیجے گئے ہیں، یہ جملہ اس وقت کہا گیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں پہچان لیا لیکن یہ نہ جان پائے کہ یہ حضرات کیوں بھیجے گئے ہیں؟۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہرہ پر خوف کے آثار دیکھے ہوں یا ان کے چہرے کا رنگ بدلتا ہوا دیکھا ہو۔ (المدارک، ج۲، ص ۷۲)

کس بیٹے کی خوشخبری دی گئی:

۳......اس بارے میں مختلف اقوال نظر سے گزرے ہیں جنہیں من وعن درج ذیل ذکر کیا جاتا ہے:

امام ابو جعفر ابن جریر طبری کہتے ہیں: مراد حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں، اور علیم بمعنی ذا علم۔ ایک قول مجاہد سے یہ ہے کہ مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ اور اسی قول کے تحت امام طبری تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں یہ کہتا ہوں کہ مراد حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں کیونکہ بشارت بی بی سارہ کے حوالے سے ملی تھی اور انہی کے ہاں اولاد نہ تھی جب کہ بی بی ہاجرہ صاحب اولاد تھیں اور ان کے پاس حضرت اسماعیل علیہ السلام موجود تھے۔ (الطبری، الجزء:۲٦، ص ۲٤٤)

امام نسفی فرماتے ہیں: جمہور کے نزدیک مراد حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں۔ (المدارک، ج۳، ص ۳۷٦)

قاضی شہاب الدین شیخ احمد بن محمد بن عمر خفاجی کہتے ہیں: مراد حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں۔ (حاشیۃ الشھاب، ج۸، ص۵۹٦)

بڑھاپے میں اولاد کی نعمت عطا کرنا:

۴......مراد بڑھاپہ اور بے اولادی کا مرض ہے، مفسرین کرام کہتے ہیں کہ اس وقت تک بی بی سارہ کے اولاد نہ تھی، عمر مبارک نانوے سال تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک اس وقت ایک سو بیس سال تھی۔ عرب میں یہ قاعدہ ہے کہ جب بھی کوئی تعجب کی بات ہوتی ہے تو عموماً عورتیں اپنا ہاتھ اپنے ہی گال پر مارتی ہیں یہی وجہ ہے کہ بی بی سارہ کو بھی یہ خبر تعجب خیز معلوم ہوئی کہ عمر کے اس حصے میں اولاد کی خبر عجیب وغریب ہے لہذا آپ نے بھی ایسا ہی کیا، جس کی جانب اللہ عزوجل نے یوں اشارہ فرمایا: ﴿فصکت وجھھا پھر اپنا ماتھا ٹھونکا (الذاریات:۲۹)﴾۔ (القرطبی، الجزء:۲٦، ص ٤٤)

اغراض:

منھم جبرائیل: تمام اقوال اسی اعتبار سے ہیں۔ سرا: یعنی مہمان سے خوف محسوس کرنے لگے۔

عرض علیھم الاکل: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿الا﴾ عرض کے لئے ہے، مراد نرمی اور مہربانی سے کھانا پیش کرنا ہے۔

صیحۃ: ﴿صرۃ﴾ کی تفسیر ہے، جیسا کہ سورۃ ھود میں گزر چکا کہ بی بی سارہ مسکرانے لگیں، بیٹے کی بشارت اور ولادت میں فقط ایک ہی سال لگا۔ سارۃ: تخفیف وتشدید دونوں لغات ہیں۔ (الصاوی، ج۵، ص۳٤۷)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد

رکوع نمبر: ۱

﴿قال فما خطبکم﴾شَانُکُمْ﴿ایها المرسلون (۳۱)قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین (۳۲)﴾کَافِرِیْنَ اَیْ قَوْمُ لُوْطٍ﴿لنرسل علیهم حجارة من طین (۳۳)﴾مَطْبُوْخٌ بِالنَّارِ﴿مسومة﴾مُعَلَّمَةٌ عَلَیْهَا اِسْمُ مَنْ یُرْمیٰ بِهَا﴿عند ربک﴾ظَرْفٌ لَهَا﴿للمسرفین (۳۴)﴾بِاِتْیَانِهِمِ الذُّکُوْرَ مَعَ کُفْرِهِمْ﴿فاخرجنا من کان فیها﴾اَیْ قُریٰ قَوْمِ لُوْطٍ﴿من المؤمنین (۳۵)﴾لِاِهْلَاکِ الْکَافِرِیْنَ﴿فما وجدنا فیها غیر بیت من المسلمین (۳۶)﴾وَهُمْ لُوْطٌ وَابْنَتَاهُ وُصِفُوْا بِالْاِیْمَانِ وَالْاِسْلَامِ اَیْ هُمْ مُصَدِّقُوْنَ بِقُلُوْبِهِمْ عَامِلُوْنَ بِجَوَارِحِهِمِ الطَّاعَاتِ﴿وترکنا فیها﴾بَعْدَ اِهْلَاکِ الْکَافِرِیْنَ﴿اية﴾عَلَامَةً عَلیٰ اِهْلَاکِهِمْ﴿للذین یخافون العذاب الالیم (۳۷)﴾فَلَا یَفْعَلُوْنَ مِثْلَ فِعْلِهِمْ﴿وفی موسی﴾مَعْطُوْفٌ عَلیٰ فِیْهَا الْمَعْنیٰ وَجَعَلْنَا فِیْ قِصَّةِ مُوْسیٰ اٰیَةً﴿اذ ارسلنه الی فرعون﴾مُتَلَبِّسًا﴿بسلطن مبین (۳۸)﴾بِحُجَّةٍ وَاضِحَةٍ﴿فتولی﴾اَعْرَضَ عَنِ الْاِیْمَانِ﴿برکنه﴾مَعَ جُنُوْدِهٖ لِاَنَّهُمْ لَهٗ کَالرُّکْنِ﴿وقال﴾لِمُوْسیٰ هُوَ ﴿سحر اومجنون (۳۹)فاخذنه وجنوده فنبذنهم﴾طَرَحْنَاهُمْ﴿فی الیم﴾اَلْبَحْرِ فَغَرِقُوْا﴿وهو﴾اَیْ فِرْعَوْنَ﴿ملیم (۴۰)﴾اٰتٍ بِمَا یُلَامُ عَلَیْهِ مِنْ تَکْذِیْبِ الرُّسُلِ وَدَعْوَی الرُّبُوْبِیَّةِ﴿وفی﴾اِهْلَاکِ﴿عاد﴾اٰیَةٌ﴿اذ ارسلنا علیهم الریح العقیم (۴۱)﴾هِیَ الَّتِیْ لَاخَیْرَ فِیْهَا لِاَنَّهَا لَا تَحْمِلُ الْمَطَرَ وَلَا تَلْقَحُ الشَّجَرَ وَهِیَ الدَّبُوْرُ﴿ما تذر من شیء﴾نَفْسٍ اَوْ مَالٍ﴿اتت علیه الا جعلته کالرمیم (۴۲)﴾کَالْبَالِیْ الْمُفَتَّتِ﴿وفی﴾اِهْلَاکِ﴿ثمود﴾اٰیَةٌ﴿اذ قیل لهم﴾بَعْدَ عَقْرِ النَّاقَةِ﴿تمتعوا حتی حین (۴۳)﴾اَیْ اِلیٰ اِنْقِضَاءِ اٰجَالِکُمْ کَمَا فِیْ اٰیَةٍ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِکُمْ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ﴿فعتوا﴾تَکَبَّرُوْا﴿عن امر ربهم﴾اَیْ عَنْ اِمْتِثَالِهٖ﴿فاخذتهم الصعقة﴾بَعْدَ مُضِیِّ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ اَیِ الصَّیْحَةِ الْمُهْلِکَةِ﴿وهم ینظرون (۴۴)﴾اَیْ بِالنَّهَارِ﴿فما استطاعوا من قیام﴾اَیْ مَا قَدَرُوْا عَلَی النُّهُوْضِ حِیْنَ نُزُوْلِ الْعَذَابِ﴿وما کانوا منتصرین (۴۵)﴾عَلیٰ مَنْ اَهْلَکَهُمْ﴿وقوم نوح﴾بِالْجَرِّ عَطْفٌ عَلیٰ ثَمُوْدَ اَیْ وَفِیْ اِهْلَاکِهِمْ بِمَافِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اٰیَةٌ وَبِالنَّصْبِ اَیْ اَهْلَکْنَا قَوْمَ نُوْحٍ﴿من قبل﴾اَیْ قَبْلَ اِهْلَاکِ هٰؤُلَاءِ الْمَذْکُوْرِیْنَ﴿انهم کانوا قوما فسقین (۴۶)﴾.

﴿ترجمہ﴾

(ابراہیم علیہ السلام نے) فرمایا تمہارا کیا کام ہے (خطبکم بمعنی شانکم ہے) اے فرشتوں بولے ہم ایک مجرم (یعنی کافر) قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (مراد اس سے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم تھی) کہ ان پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر چھوڑیں (جسے آگ میں پکالیا گیا ہو اور وہ پختہ ہوگئے ہوں) نشان کئے رکھے ہیں (یعنی جس پر جو پتھر برسے گا اس پر اس شخص کا نام لکھا ہے) تیرے رب کے پاس (''عند ربک'' ظرف ہے) حد سے بڑھنے والوں کے لیے (کفر کے ساتھ ساتھ مردوں کے ساتھ بدفعلی کرنے کی وجہ سے......) تو ہم نے اسے نکال دیا جو اس میں (یعنی قوم لوط کی بستی میں) تھے مومنین میں سے (ان کافروں کو ہلاک فرمانے کے لیے) تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا (اور وہ گھر حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کی دو صاحبزادیوں پر مشتمل تھا، ان حضرات کی

توصیف ایمان اور اسلام کے ساتھ کی گئی ہے یعنی یہ حضرات دل سے تصدیق کرنے والے بھی تھے اور اپنے اعضاء سے اطاعت الٰہی ﷻ پر عامل بھی تھے......۳۶......)اور ہم نے اس میں باقی رکھی (کافروں کو ہلاک کرنے کے بعد) نشانی (یعنی ان کے ہلاک کیئے جانے کی علامت) ان کے لیے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں (پس وہ ان کی طرح کے اعمال نہیں کریں گے) اور موسیٰ میں (''فی موسی'' کا عطف ماقبل ''فیھا'' پر ہے معنیٰ آیت یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں نشانی بنائی) جب ہم نے اسے فرعون کے پاس بھیجا (اس حال میں کہ ان کے ساتھ تھی) واضح دلیل (سلطن مبین بمعنی حجة واضحة ہے......۳۸......) تو اس نے منہ پھیرا (یعنی ایمان لانے سے اعراض کیا) اپنے لشکر کے ساتھ (برکنه بمعنی مع جنوده ہے، کیونکہ یہ لشکر فرعون کے لیے ''رکن'' کی حیثیت رکھتا تھا اس لیے اسے ''رکن'' سے تعبیر فرمایا) اور بولا (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں یہ) جادوگر ہے یا دیوانہ تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا انہیں (نبذنھم بمعنی طرحناھم ہے) سمندر میں (الیم بمعنی البحر ہے......۴۰......) اور وہ (یعنی فرعون) ملامت کررہا تھا (یعنی فرعون نے لائق ملامت افعال کیئے جیسے رسل عظام کو جھٹلانا اور خدائی کا دعویٰ کرنا) اور عاد (کو ہلاک کردینے) میں (نشانی ہے) جب ہم نے ان پر خشک آندھی بھیجی (''ریح عقیم'' ایسی ہوا کو کہتے ہیں جس میں کچھ خیر و برکت نہ ہو، اس ہوا کو عقیم اس لیے کہا کہ نہ تو یہ بارش کو اٹھا کر لاتی اور نہ درخت اگاتی اس ہوا کو ''دبور'' یعنی پچھوا ہوا کہتے ہیں) جس چیز پر گزرتی (خواہ وہ آدمی ہو یا اموال) اسے گلی ہوئی چیز کی طرح کر چھوڑتی (یعنی گلا کر ریزہ کر دیتی......۴۲......) اور ثمود (کو ہلاک کر دینے) میں (نشانی ہے) جب ان سے فرمایا گیا (ناقہ کی کوچیں کٹنے کے بعد) ایک وقت تک برت لو (یعنی اپنی زندگانی پوری کرنے کے وقت تک جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں ہے ﴿تمتعوا فی دارکم ثلثة ایام﴾) تو انہوں نے تکبر کیا (فعتوا بمعنی استکبروا ہے) اپنے رب کے حکم سے (یعنی حکم الٰہی ﷻ بجالانے سے) تو انہیں کڑک نے آلیا (یعنی ہلاکت خیز چیخ نے تین دن گزرنے کے بعد) اور وہ دیکھ رہے تھے (دن میں) تو وہ کھڑے نہ ہو سکیں (یعنی عذاب نازل ہو جانے کے بعد وہ اٹھنے کی قدرت بھی نہ رکھتے تھے......۴۵......) اور نہ وہ بدلہ لے سکیں (اس سے جس نے ان لوگوں کو ہلاک کیا تھا) اور نوح کی قوم (''قوم نوح'' مجرور پڑھے جانے کی صورت میں یہ ''ثمود'' پر معطوف ہوگا معنیٰ آیت یہ ہوگا قوم نوح کو ہلاک کر دینے میں زمین و آسمان میں نشانی موجود ہے اور ''قوم نوح'' منصوب پڑھے جانے کی صورت میں فعل مقدر ''اھلکنا'' کا مفعول ہوگا معنیٰ ہوگا ہم نے نوح کی قوم کو ہلاک کر دیا ہے......) اس سے پہلے (یعنی مذکورہ لوگوں کو ہلاک کرنے سے پہلے) بیشک وہ فاسق لوگ تھے۔

﴿ترکیب﴾

﴿قال فما خطبکم ایھا المرسلون﴾

قال: قول، ف: فصیحیہ، ما: استفہامیہ مبتدا، خطبکم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ایھا المرسلون: نداء، ملکر شرط محذوف ''ان کنتم ملائکة کما تقولون'' کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین لنرسل علیھم حجارة من طین مسومة عند ربک للمسرفین﴾

قالوا: قول، انا: حرف مشبہ و اسم، ارسلنا: فعل مجہول با نائب الفاعل، الی: جار، قوم مجرمین: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف لغو، لام: جار، نرسل علیھم: فعل با فاعل و ظرف لغو، حجارة: موصوف، من طین: ظرف مستقر صفت اول، مسومة: اسم مفعول با نائب الفاعل، عند ربک للمسرفین: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاخرجنا من كان فيها من المومنين فما وجدنا فيها غير بيت من المسلمين﴾

ف: فصیحیہ،اخرجنا:فعل بافاعل،من:موصولہ،کان:فعل ناقص"ھو"ضمیر مستتر ذوالحال،من المومنین:ظرف مستقر حال،ملکر اسم،فیھا:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،ف:عاطفہ،ما وجدنا:فعل نفی بافاعل،فیھا:ظرف لغو،غیر:مضاف،بیت:موصوف،من المسلمین:ظرف مستقر صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتركنا فيها اية للذين يخافون العذاب الاليم﴾

و:عاطفہ،ترکنا:فعل بافاعل،فیھا:ظرف لغو،ایۃ:موصوف،لام:جار،الذین:موصول،یخافون العذاب الالیم:جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وفي موسى اذ ارسلنه الى فرعون بسلطن مبين﴾

و:عاطفہ،فی موسی:جار مجرور،ملکر ماقبل"فیھا"پر معطوف ہے،اذ:مضاف،ارسلنہ:فعل وفاعل"ہ"ضمیر ذوالحال،بسلطن مبین:ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،الی فرعون:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ماقبل"ترکنا"کیلئے ظرف ہے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فتولى بركنه وقال سحر او مجنون﴾

ف:عاطفہ،تولی:فعل"ھو"ضمیر ذوالحال،برکنہ:ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،قال:قول،سحر:معطوف علیہ،او:عاطفہ،مجنون:معطوف،ملکر"ھو"مبتدا محذوف کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاخذنه وجنوده فنبذنهم في اليم وهو مليم﴾

ف:عاطفہ،اخذنہ:فعل بافاعل وہ ضمیر ذوالحال،و:حالیہ،ھو ملیم:جملہ اسمیہ حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،نبذنھم:فعل بافاعل ومفعول،فی الیم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وفي عاد اذ ارسلنا عليهم الريح العقيم﴾

و:عاطفہ،فی عاد:جار مجرور معطوف ہے ماقبل"فی موسی"پر،اذ:مضاف،ارسلنا علیھم:فعل بافاعل وظرف لغو،الریح العقیم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ماقبل"اذارسلنہ"پر معطوف ہے۔

﴿ما تذر من شيء اتت عليه الا جعلته كالرميم﴾

ماتذر:فعل نفی بافاعل،من:زائد،شیء:موصوف،اتت علیہ:جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول،الا:اداۃ حصر،جعلتہ:فعل بافاعل ومفعول،کالرمیم:ظرف مستقر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل"الریح"سے حال ہے۔

﴿وفي ثمود اذ قيل لهم تمتعوا حتى حين﴾

و:عاطفہ،فی ثمود:جار مجرور معطوف ہے ماقبل"فی موسی"پر مضاف،قیل لھم:قول،تمتعوا:فعل امر بافاعل،حتی حین:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ،ملکر ماقبل"اذارسلنہ"پر معطوف ہے۔

﴿فعتوا عن امر ربهم فاخذتهم الصعقة وهم ينظرون﴾

ف:عاطفہ،عتوا:فعل بافاعل،عن امر ربھم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،اخذت:فعل،ھم:ضمیر ذوالحال،و:حالیہ،ھم ینظرون:جملہ اسمیہ حال،ملکر مفعول،الصعقۃ:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما استطاعوا من قيام وما كانوا منتصرين﴾

ف: عاطفہ، ما: نافیہ، استطاعوا: فعل باواؤضمیر فاعل، من: زائد، قیام: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، منتصرین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقوم نوح من قبل انهم كانوا قوما فسقين﴾

و: عاطفہ، قوم نوح: ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، ملکر فعل محذوف "اهلكنا اذكر" کیلئے مفعول ہے، ملکر جملہ فعلیہ، انهم: حرف مشبہ واسم، كانوا: فعل ناقص بااسم، قوما فسقين: خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قوم لوط کی عادتِ بد اور عذاب کی کیفیات:

۱۔۔۔۔۔قوم لوط کی بُری خصلت یہ تھی کہ عورتوں کو چھوڑ کر مَردوں سے خواہش پوری کرتے تھے، جس کی وجہ سے عذابِ الٰہی کا شکار ہوئے۔ اگر کوئی شخص غیرمحل یعنی دبر میں وطی کرے تو امام اعظم کے نزدیک مطلقاً حد نہیں بلکہ ایسی صورت میں تعزیر ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک اجنبی پر ایسا فعل کرنے کی صورت میں حد لازم ہوگی جبکہ اگر کوئی شخص ایسا فعل کسی باندی، غلام یا زوجہ سے کرے تو بالاجماع حد نہ ہوگی بلکہ تعزیر ہوگی، درر میں ہے کہ ایسے شخص کو آگ میں جلا دیا جائے یا اس پر دیوار گرادی جائے اور پھر اوپر سے پتھر مار مار کر سنگسار کردیا جائے، الحاوی میں ہے کہ ایسا فعل کرنے والے کو کوڑے لگانا زیادہ صحیح ہے، فتح القدیر میں ہے کہ ایسے شخص کو قید کیا جائے حتی کہ مرجائے یا توبہ کرلے، اور اگر پھر یہی جرم کرے تو امام وقت اسے قتل کردے۔ (الدر المختار، کتاب الحدود، باب الوطی یوجب الحد، ج ٦، ص ٣٨) (حضرت جبرئیل علیہ السلام) نے بستی کو الٹ دیا اور اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کردیا اور ان پر پے درپے پتھر برسائے گئے، جس پتھر پر جس کا نام تھا وہ اسی پر پڑا، چہ جائے کہ وہ شہر میں حاضر تھے یا شہر سے غائب کسی سفر وغیرہ میں تھے۔ (قصص الانبیاء، قصہ لوط، ص ١٤٦) مزید تحقیق سورۃ الاعراف کے تحت دوسری جلد میں دیکھ لیں۔

حضرت لوط علیہ السلام کے مومن اہل خانہ:

۲۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فما وجدنا فيها غير بيت من المسلمين تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا (الذاریات: ٣٦)﴾۔ اہل خانہ سے حضرت لوط اور ان کی دو بیٹیاں مراد ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان اور اسلام کو متحد ذکر فرمایا ہے اس لئے کہ جو مومن ہوتا ہے وہ یقیناً مسلم بھی ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اسلام ایمان سے عام معنی میں مراد لیا جاتا ہے اور عام کا خاص پر اطلاق کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے اسی بناء پر مومن کو مسلم کہہ دیا جاتا ہے، پس اس صورت میں مفاہیم میں اتحاد کو دلیل نہیں بنایا جائے گا۔ (الخازن، ج٤، ص ١٩٥)

آیت "۳۸" میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کس خاص نشانی کا ذکر ہے؟

۳۔۔۔۔۔اس بارے میں دو اقوال ہیں: ایک قول کے مطابق سلطن مبین سے مراد عصاء والا معجزہ ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ عصاء اور دیگر معجزات مراد ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ٢٧، ص ٤٦)۔ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات عطا فرمائے چنانچہ وہ نو معجزات یہ ہیں عصاء، ید بیضاء، قحط سالی، طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک، خون، مال کی بربادی۔ اِن تمام معجزات کا ذکر سورۂ اعراف میں ہے سوائے ایک معجزہ کے اور وہ فرعونیوں کے مال کی بربادی ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کا ذکر سورۃ یونس کی آیت نمبر ۸۸ میں فرمایا۔

(الصاوی، ج ٢، ص ٢٧٧)

فرعون کا مع ہمراہی سمندر میں غرق ہونا:

۴......اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا: ﴿فاوحينا الى موسى ان اضرب بعصاک البحر ...... الخ تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار، تو جبھی دریا پھٹ گیا(الشعراء: ٦٣)﴾ فرعون کا مقصد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کو پالینا تھا۔اللہ ﷻ کے اذن کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا دریا پر مارا جس سے بارہ قبیلوں کے بارہ راستے بن گئے اور ہر قبیلہ اپنے راستے پر چل نکلا، دریا کا پانی پہاڑ کی مثل کھڑا تھا اور یہ اللہ ﷻ کی جانب سے وہ قدرت ظاہر ہوئی جو کن فیکون پر قادر ہے۔لوگ خوشی خوشی جھومتے ہوئے دریا پار کر گئے اور آگے والے پیچھے والے سب ایک دوسرے سے دریا پار مل گئے، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ دوبارہ دریا پر اپنا عصا ماریں کیونکہ پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے پیچھا کئے آ رہا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اس کے علاوہ بظاہر کوئی اور چارہ بھی نہ تھا لیکن اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعے حکم فرمایا کہ دریا کو اس کے حال پر چھوڑ دیں چنانچہ فرمان مقدس ہوا: ﴿واترک البحر رهوا انهم جند مغرقون اور دریا کو یونہی جگہ جگہ سے چھوڑ دے بیشک وہ لشکر ڈبو دیا جائے گا(الدخان: ٢٤)﴾۔حضرت عبداللہ ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، ربیع، ضحاک، قتادہ، کعب الاحبار، سماک بن حرب، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا کو اس کے حال پر چھوڑ دیا یہاں تک کہ فرعون مع اپنے لشکر کے دریا میں غرق ہوا۔

(البداية والنهاية، قصة هلاك فرعون وجنوده، ج ١، الجزء الاول، ص ٢٩٩ وغيره)

قوم عاد پر عذاب کی کیفیت:

۵......قوم ھود پر عذاب کی کیفیت یہ ہے کہ سات دن اور آٹھ راتوں تک مسلسل زبردست آندھی بھیجی، یہ سخت اور تیز ہوا ان کے نتھنوں میں گھستی اور پچھلے سوراخ سے نکل کر انہیں منہ کے بل زمین پر گرا دیتی حتی کہ وہ اس طرح ہو گئے جس طرح کھجور کے تنے زمین پر گرے ہوئے ہوتے ہیں۔اگر یہ سوال ہو کہ انہیں اس طرح ہلاک کیوں کیا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ ہوا سخت یخ بستہ اور ٹھنڈی ہو یا وہ ہوا بہت تیز اور بہت سخت ہو اور اس نے ان کو زمین پر پچھاڑ دیا ہو، ان میں سے ہر چیز ممکن ہے۔اللہ ﷻ کا فرمان ہے کہ: ''ہم نے ھود اور ایمان والوں کو نجات دی''، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آندھی سب پر آئی یعنی ایمان والوں پر بھی اور کافروں پر بھی۔ (الرازی، ج٦، ص٣٦٦)

قوم ثمود پر عذاب کی کیفیت:

٦......قوم صالح پر عذاب کی صورت اس طرح بنی کہ جمعرات کی صبح جس کو ایام النظرۃ کہا گیا ان کے چہرے زرد پڑ گئے جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں عذاب سے ڈرایا تھا، دوسرے دن صبح ان کے چہرے سرخ ہو گئے اور یہ دن جمعہ کا تھا جسے ایام التأجیل کہا گیا ہے، پھر تیسرے دن ان کے چہرے سیاہ پڑ گئے اور یہ ہفتے کا دن تھا جسے ایام المتاع کہا گیا، چوتھے دن کی صبح اتوار کے دن قوم خوشبو لگا کر عذاب کے انتظار میں بیٹھ گئی، انہیں معلوم نہ ہوتا تھا کہ عذاب کیسے اور کس جانب سے آئے گا؟ جب سورج طلوع ہوا، آسمان سے ایک زوردار آواز آئی اور ان کے نیچے یعنی زمین سے شدید زلزلہ آیا جس سے روحیں پرواز کر گئیں، نفوس چلے گئے، ہلنا جلنا بند ہو گیا، آوازیں تھم گئیں اور حقیقت ظاہر ہوئی اور گویا صبح ان کی اس حال میں ہوئی کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے کہ نہ تو ان میں روح باقی رہی اور نہ ہی کوئی حس و حرکت۔ (البداية والنهاية، قصة صالح بنی ثمود، الجزء ١، ج ١، ص ١٥٣)

قوم نوح پر عذاب کی کیفیت:

ے.....اس بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ تمام روئے زمین پر طوفان آیا یا بعض علاقوں میں، یا فقط قوم نوح پر چنانچہ علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں: پس طوفان نے روئے زمین پر موجود تمام کافروں کو مذکورہ مدت (چھ ماہ تک) گھیر لیا، پس طوفان کا اطلاق ہر اُس چیز پر ہوتا ہے جو گھیرنے، احاطہ کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور اس میں شدت وکثرت کا عنصر بھی پایا جائے اور یہ طوفان سیلان (بہاؤ)، ہواؤں، اندھیروں، قتل، موت، طاعون، چیچک، خسرا پن، بھوک کے عذابات کو لئے ہوئے تھا اور اس دن طوفان میں پانی کا غلبہ تھا اور اس پانی نے تمام زمین کو اپنے احاطے میں لے لیا تھا۔ (روح البیان، ج٦، ص ٥٨١ وروح المعانی ،الجزء: ٢٠، ص ٤٦٧)

اغراض:

وهم لوط ابنتاه: یعنی اُن میں سے تیرہ صاحبزادیاں مراد ہیں جو اسلام میں داخل تھیں۔

وصفوا بالایمان و الاسلام: اور یہاں ایمان اور اسلام کے ساتھ اس لئے موصوف کیا کیونکہ مسلم کبھی مومن ہوتا ہے اور کبھی مومن نہیں ہوتا۔

عــلامة: یعنی پتھروں اور چٹانوں کے باہم میلاپ اور درمیان سے بدبودار پانی کے نکلنے نے اُس مقام سے گزرنے والوں کے لئے نشانی بنادی کہ ماضی میں یہاں قوم لوط کے نافرمانوں کی ہلاکت ہوئی ہے۔

المعنی و جعلنا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے اور مفعول محذوف ہے۔ بحجة و اضحة: مراد نوشانیاں ہیں۔ کالرکن: جیسا کہ گھر کے کنبے پر اعتماد کیا جاتا ہے، پس ''الجنود'' بمعنی ''الرکن'' ہے، کیونکہ اسی پر بھروسہ اور اعتماد پایا جاتا ہے جیسا کہ (جنگوں میں) لشکر پر اعتماد ہوتا ہے۔ لموسی: سے مراد شانِ موسیٰ ہے۔

آت بما یلام علیه: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ''الایلام'' کی اسناد مجاز عقلی کی وجہ سے ہے۔

من تکـذیب الرسول: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ''اللوم'' فعل مختلف اوصاف کے اعتبار سے لیا جاتا ہے، پس یہ اعتراض دور ہو جاتا ہے کہ جس طرح فرعون کے اوصاف مذکورہ اور ذوالنون کے اوصاف میں فرق ہے۔ وھی الدبور: مفسر نے ﴿العقیم﴾ کی تفسیر ''الدبور'' سے کی ہے، اور ایک قول کے مطابق ''النکباء'' مراد ہے، اِس سے مراد دو ہواؤں میں سے وہ ہوا ہے جو خراب ترین ہوا ہے، اور زیادہ صحیح قول یہ ہے جو حدیث میں وارد ہوا: ''میری صبا کے ذریعے مدد کی گئی اور عاد بُری ہوا سے ہلاک کی گئی''۔

الباقی المتفتت: اور ایک قول کے مطابق ''الرمیم الرماد'' ہے، ایک قول کے مطابق راکھ کا ڈھیر ہے اور اسی سے ملتے جلتے معنی کئے گئے ہیں۔ الصیحة المهلکة: پس حضرت جبرائیل امین کی چنگھاڑ سے سارے ہی ہلاک ہو گئے، اور اس کا اطلاق آگ پر ہوتا ہے جو کہ آسمان سے نازل ہوتی ہے، اور یہی یہاں مراد ہے۔

ای بالنهار: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿وهم ینظرون﴾ کا تعلق ''النظر'' سے ہے، اور ایک قول کے مطابق ''الانتظار'' سے ہے، معنی یہ ہے کہ جس عذاب کا اُن سے وعدہ کیا گیا تھا اُس کا انتظار کرتے ہیں۔

علی من اهلکهم: مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے: ''یعنی وہ اپنی ذات سے عذاب کو دور کرنے کے قابل نہ تھے، اور ان کے لئے اللہ کی مدد نہ تھی بلکہ وہ تو اللہ کے عذاب سے فرار حاصل کرنے کا وہم کرتے تھے''۔

بالجر عطف علی ثمود: یہ تمام وجوہات میں سے قریب ترین وجہ ہے۔ و اهلکنا: یہ قوم نوح کی ہلاکت کے اعتبار سے دوسری وجہ ہے اور یہی بہتر ہے۔ (الصلوی، ج٥، ص ٤٨ ٢وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿والسماء بنینها باید﴾بِقُوَّةٍ﴿وانا لموسعون (۴۷)﴾قَادِرُوْنَ یُقَالُ آدَ الرَّجُلَ یَئِیْدُ قَوِیٌ وَاَوْسَعَ الرَّجُلُ صَارَ ذَا سَعَةٍ وَقُدْرَةٍ وَقُوَّةٍ﴿والارض فرشنها﴾مَهَدْنَاهَا﴿فنعم المهدون (۴۸)﴾نَحْنُ﴿ومن كل شيء﴾مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِهٖ﴿خلقنا زوجين﴾صِنْفَيْنِ كَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالسَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالسَّهْلِ وَالْجَبَلِ وَالصَّيْفِ وَالشِّتَاءِ وَالْحُلْوِ وَالْحَامِضِ وَالنُّوْرِ وَالظُّلْمَةِ﴿لعلكم تذكرون (۴۹)﴾بِحَذْفِ اِحْدَى التَّائَيْنِ مِنَ الْاَصْلِ فَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ خَالِقَ الْاَزْوَاجِ فَرْدٌ فَتَعْبُدُوْنَهٗ﴿ففروا الى الله﴾اَیْ اِلٰی ثَوَابِهٖ مِنْ عِقَابِهٖ بِاَنْ تُطِیْعُوْهُ وَلَا تَعْصُوْهُ﴿انی لکم منه نذیر مبین (۵۰)﴾بَیِّنُ الْاِنْذَارِ﴿ولا تجعلوا مع الله الٰها اخر انی لکم منه نذیر مبین (۵۱)﴾یُقَدَّرُ قَبْلَ فَفِرُّوْا قُلْ لَهُمْ﴿کذلک ما اتی الذین من قبلهم من رسول الا قالوا﴾هُوَ﴿ساحر او مجنون(۵۲)﴾اَیْ مِثْلَ تَکْذِیْبِهِمْ لَکَ بِقَوْلِهِمْ اِنَّکَ سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ تَکْذِیْبُ الْاُمَمِ قَبْلَهُمْ رُسُلَهُمْ بِقَوْلِهِمْ ذٰلِکَ﴿اتواصوا﴾کُلُّهُمْ﴿به﴾اِسْتِفْهَامٌ بِمَعْنَی النَّفْیِ﴿بل هم قوم طاغون (۵۳)﴾جَمَعَهُمْ عَلٰی هٰذَا الْقَوْلِ طُغْیَانُهُمْ﴿فتول﴾اَعْرِضْ﴿عنهم فما انت بملوم (۵۴)﴾لِاَنَّکَ بَلَّغْتَهُمُ الرِّسَالَةَ﴿وذکر﴾عِظْ بِالْقُرْاٰنِ﴿فان الذکری تنفع المؤمنین (۵۵)﴾مَنْ عَلِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّهٗ یُؤْمِنُ﴿وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (۵۶)﴾وَلَا یُنَافِیْ ذٰلِکَ عَدَمُ عِبَادَةِ الْکَافِرِیْنَ لِاَنَّ الْغَایَةَ لَا یَلْزَمُ وُجُوْدُهَا کَمَا فِیْ قَوْلِکَ بَرَیْتُ هٰذَا الْقَلَمَ لِاَکْتُبَ بِهٖ فَاِنَّکَ قَدْ لَا تَکْتُبُ بِهٖ﴿ما ارید منهم من رزق﴾لِیْ وَلِاَنْفُسِهِمْ وَغَیْرِهِمْ﴿وما ارید ان یطعمون (۵۷)﴾وَلَا اَنْفُسَهُمْ وَلَا غَیْرَهُمْ﴿ان الله هو الرزاق ذو القوة المتین(۵۸)﴾اَلشَّدِیْدُ﴿فان للذین ظلموا﴾اَنْفُسَهُمْ بِالْکُفْرِ مِنْ اَهْلِ مَکَّةَ وَغَیْرِهِمْ﴿ذنوبا﴾نَصِیْبًا مِنَ الْعَذَابِ﴿مثل ذنوب﴾نَصِیْبِ﴿اصحبهم﴾اَلْهَالِکِیْنَ قَبْلَهُمْ﴿فلا یستعجلون (۵۹)﴾بِالْعَذَابِ اِنْ اَخَّرْتُهُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ﴿فویل﴾شِدَّةُ عَذَابٍ﴿للذین کفروا من﴾فِیْ﴿یومهم الذی یوعدون (۶۰)﴾اَیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

﴿ترجمہ﴾

اور آسمان کو ہم نے قوت کے ساتھ بنایا (باید بمعنی بقوۃ ہے) اور بیشک ہم قدرت والے ہیں (موسعون بمعنی قادرون ہے، کہا جاتا ہے "آد الرجل یئید بمعنی مرد قوی ہوگیا اور "اوسع الرجع" کہتے ہیں یعنی مرد وسعت اور قوت والا ہوگیا) اور زمین کو ہم نے فرش کیا (فرشنها بمعنی مهدناها ہے) تو ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے ("نحن" مخصوص بالمدح محذوف ہے) اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑ بنائے (یعنی دو قسم پر بنایا جیسے مذکر مونث، آسمان اور زمین، سورج چاند، نرم و ہموار، زمین و پہاڑ، گرمی اور سردی، میٹھا و کھٹا، اندھیرا اور اجالا) کہ تم دھیان کرو (اور اس کے نتیجے میں جان لو کہ ان جوڑوں کو پیدا کرنے والا خود فرد یکتا ہے پس تم اسی کی عبادت کرو ......۱......) تو اللہ کی طرف بھاگو (یعنی اس کے عقاب سے اس کے ثواب کی طرف یوں کہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو......۲......) بیشک میں اس کی طرف سے تمہیں صریح ڈر سنانے والا ہوں (نذیر مبین بمعنی بین الانذار ہے) اور اللہ کے سوا اور معبود نہ ٹھہراؤ بیشک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صریح ڈر سنانے والا ہوں (ففروا سے پہلے "قل لهم" محذوف ہے

) یونہی جب ان سے اگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو یہی بولے کہ (یہ) جادوگر ہے یا دیوانہ (یعنی جس طرح یہ لوگ اپنی اس بات کے ذریعے کہ تم جادوگر ہو یا دیوانے ہو تمہیں جھٹلا رہے ہیں اسی طرح ان سے پہلے کی امتوں نے بھی اپنے رسولوں کو یہی باتیں کہہ کر جھٹلایا تھا......۵۲......) کیا (وہ سب) آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ کر مرے ہیں (یہاں استفہام بمعنی نفی ہے) بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں (اور ان کی سرکشی نے ان سب کو ایک بات پر جمع کیا ہے) تو تم منہ پھیر لو (یعنی اعراض کرو) ان سے تم پر کچھ الزام نہیں (کیونکہ تم نے پیغام الٰہی ان تک پہنچا دیا ہے......۵۴......) اور سمجھاؤ (یعنی قرآن کے ذریعے وعظ و نصیحت کرو) سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے (کہ نصیحت کے سبب علم الٰہی میں جس کا ایمان لانا مقدر ہے وہ ایمان لے آئے گا......۵۵......) اور میں نے جن اور آدمی اسی لیے بنائے کہ میری بندگی کریں (کافروں کی عبادت نہ کرنا اس کے منافی نہیں کیونکہ غایت کا وجود لازم نہیں ہوتا جیسا کہ تم کہتے ہو میں نے یہ قلم تراشا ہے تاکہ میں اس کے ذریعے لکھوں حالانکہ تم کبھی اس سے نہیں بھی لکھتے......۵۶......) میں ان سے رزق نہیں مانگتا (اپنے لیے نہ خود ان کے لیے اور نہ دوسروں کے لیے) اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں (نہ خود ان کے لیے اور نہ دوسروں کے لیے) بیشک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا قدرت والا ہے (متین کے معنی شدید ہے) بیشک وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا (اپنی جانوں پر ارتکاب کفر کرکے یعنی اہل مکہ وغیرہ) ان کے لیے عذاب میں سے حصہ (ذنوبا بمعنی نصیبا ہے) جیسے کہ ان کے ساتھ والوں کے لیے حصہ تھا (جو ان سے پہلے ہلاک ہوئے، ذنوب بمعنی نصیب ہے......۵۹......) تو مجھ سے جلدی نہ کریں (عذاب کی میں نے قیامت کے دن تک کے لیے اسے مؤخر کر رکھا ہے) تو ہلاکت (یعنی شدید عذاب) ہے کافروں کے لیے اس دن میں (''من یومھم'' میں من بمعنی فی ہے) جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں (یعنی بروز قیامت)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والسماء بنینھا باید وانا لموسعون﴾

و: عاطفہ، السماء: منصوب براشتغال فعل محذوف ''بنینا'' کیلئے مفعول ہے، ملکر جملہ فعلیہ، بنینا: فعل و نا ضمیر ذوالحال، باید: ظرف مستقر حال اول، و: حالیہ، انالموسعون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، ھا: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والارض فرشنھا فنعم الماھدون﴾

و: عاطفہ، الارض: منصوب براشتغال فعل محذوف ''فرشنا'' کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، فرشنھا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، نعم: فعل مدح، الماھدون: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ''نحن'' مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین﴾

و: عاطفہ، من کل شیء: ظرف لغو مقدم، خلقنا: فعل بافاعل، زوجین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، لعلکم: حرف مشبہ واسم، تذکرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، فروا: فعل امر بافاعل، الی اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف ''اذا علمتم ان اللہ تعالی فرد لانظیر لہ و لا نذیر'' کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انی: حرف مشبہ واسم، لکم: ظرف لغو اول مقدم، منہ: ظرف لغو ثانی مقدم، نذیر: بصفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ ہوکر موصوف، مبین: ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تجعلوا مع اللہ الھا اخر انی لکم منہ نذیر مبین﴾

و: عاطفہ، لاتجعلوا: فعل نہی بافاعل، مع اللہ: ظرف متعلق بمحذوف مفعول ثانی، الھا اخر: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ، انی لکم منہ نذیر مبین: اسکی ترکیب ماقبل پچھلی آیت میں گزری۔

﴿کذلک ما اتی الذین من قبلھم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون﴾
کذلک: ظرف مستقر "الامر" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ما اتی: فعل نفی، الذین من قبلھم: موصول صلہ ملکر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، قالوا: قول، ساحر: معطوف علیہ، او: عاطفہ، مجنون: معطوف، ملکر "ھو" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ حال، ملکر مفعول، من: زائد، رسول: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اتواصوا بہ بل ھم قوم طاغون فتول عنھم فما انت بملوم﴾
ھمزہ: حرف استفہام، تواصوا بہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، بل: عاطفہ، ھم: مبتدا، قوم طاغون: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، تول عنھم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: مستانفہ، ما: مشابہ بلیس، انت: اسم، ب: زائد، ملوم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وذکر فان الذکری تنفع المومنین وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون﴾
و: عاطفہ، ذکر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: مستانفہ، ان الذکری: حرف مشبہ واسم، تنفع المومنین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما خلقت: فعل نفی بافاعل، الجن: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الانس: معطوف، ملکر مفعول، الا: اداۃ حصر، لام: جار، یعبدون: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ماارید منھم من رزق وما ارید ان یطعمون﴾
ما ارید: فعل نفی بافاعل، منھم: ظرف لغو، من: زائد، رزق: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما ارید: فعل نفی بافاعل، ان: مصدریہ، یطعمون: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین فان للذین ظلموا ذنوبا مثل ذنوب اصحبھم﴾
ان اللہ: حرف مشبہ واسم، ھو: ضمیر فعل، الرزاق: خبر اول، ذوالقوۃ المتین: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، ان: حرف مشبہ، للذین ظلموا: جار مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، ذنوبا: موصوف، مثل ذنوب اصحبھم: صفت، ملکر اسم، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "اذا عرفت حال الکفرۃ الانف ذکرھم مثل عاد وثمود وقوم نوح" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلا یستعجلون فویل للذین کفروا من یومھم الذی یوعدون﴾
ف: عاطفہ، لا یستعجلون: فعل نہی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ویل مصدر بافاعل، من: بمعنی فی جار، یومھم: موصوف، الذی یوعدون: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ مبتدا، للذین کفروا: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......فتول عنھم فما انت بملوم...... ☆ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول کریم غمگین ہوئے اور آپ کے اصحاب کو بہت رنج ہوا کہ حضور کو اعراض کرنے کا حکم ہوگیا اب وحی کیوں آئے گی اور جب نبی نے امت کو تبلیغ بطریق اتم فرمادی اور امت سرکشی سے باز نہ آئی اور رسول کو ان سے اعراض کا حکم مل گیا وقت آگیا کہ ان پر عذاب نازل ہو اس پر وہ آیت نازل ہوئی جو اس کے بعد آرہی ہے اور اس میں تسکین دی گئی ہے کہ سلسلہ وحی منقطع نہیں ہوا سید عالم کی نصیحت سعادت مندوں کے لئے جاری رہے گی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ عزوجل وحدہ کے جوڑے بنانے میں حکمت:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون اورہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے کہ تم دھیان کرو(الذاریات:۴۹)﴾۔اللہ عزوجل نے مختلف انواع واصناف میں جوڑے بنائے،ابن زید کہتے ہیں جیسے مرد وعورت، میٹھا وتُرش وغیرہ۔مجاہد کا قول ہے کہ مذکر ومونث، آسمان وزمین، سورج وچاند، رات ودن، نور وظلمت، آسان ومشکل، جن وانس، خیر وشر، صبح وشام، اور اسی طرح مختلف قسم کی اشیاء جو کھانے سے تعلق رکھتی ہیں ان کی خوشبوئیں، رنگ اور ذائقے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ سب چیزیں ہماری قدرت کی دلیل ہوتی ہیں اور جو اللہ عزوجل ان سب کو ایک مرتبہ پیدا کرسکتا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ان مختلف اصناف کی چیزوں کو دیکھ کر رب وحدہ لاشریک لہ کی وحدانیت پر غور وفکر کرو کیونکہ اللہ عزوجل کی ذات میں حرکت وسکون، نور وظلمت، قیام وقعود یعنی اٹھنا بیٹھنا، ابتداء وانتہاء وغیرہ کسی چیز کا شائبہ نہیں ہے بلکہ خود خالق کائنات ایک مقام پر ارشاد فرماتا ہے: ﴿لیس کمثلہ شیء اس جیسا کوئی نہیں(الشوری:۱۱)﴾۔اے انسان تجھے اللہ عزوجل کی قدرت میں غور وفکر کرنا چاہیے۔ (القرطبی، الجزء:۲۷،ص ۴۸)

اللہ عزوجل کی جانب بھاگنے سے مراد طاعت کی بجا آوری یا کچھ اور:

۲......مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ﴿ففروا الی اللہ تو اللہ کی طرف بھاگو﴾ کے معنی یہ ہیں کہ ایمان لاکر اللہ عزوجل کے عذاب سے خود کو بچاؤ (بھگاؤ)، توحید بجالاؤ اور طاعت اپناؤ۔عذاب سے خود کو بچانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے ہوئے امور کو ایمان لاتے ہوئے بجالاؤ، کیونکہ طاعت انسان کو عذاب سے مامون کرتی ہے لہذا امن حاصل کرنے کی خواہش میں طاعت بجالاؤ۔ (حاشیة الشهاب، ج۸،ص ۶۰۰)

قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: ہر چیز کو چھوڑ کر اُسی کی جانب متوجہ ہوجاؤ، اسی سے محبت کرو، اسی میں مستغرق رہو، اسی کے حکم کو مانو اور اسی کی سعادتوں کو حاصل کرو تا کہ تم نقائص اور حق سے دور رہنے سے پاک ہوجاؤ، اچھی چیزوں کو پالو، قرب اور کمال کے درجات حاصل کرلو۔ (المظهری، ج۶،ص ۴۳۵)

شیخ اسماعیل حقی کہتے ہیں: بعض کبار اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی محبت وشوق میں ماسوا اللہ عزوجل سے بے خبر ہوجاؤ، کیونکہ درحقیقت یہی فرار دلوں کے قرار کا سبب ہے اور اسی فرار میں فنا کی منازل طے ہونگی۔ (روح البیان، ج۹،ص ۲۰۵)

☆......حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے سوا سب ہی سے راہ فرار اختیار کرلو، معصیت سے طاعت کی جانب، جہل سے علم کی جانب، عذاب سے رحمت کی جانب، ناراضگی سے رضا کی جانب، اور محمد بن حامد کہتے ہیں کہ حقیقی معنی میں فرار تو وہی ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ عزوجل میں تجھ سے حزن وغم، عجز، سستی، بخل، غلبۂ قرض اور لوگوں کے غلبے سے پناہ چاہتا ہوں، یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: منه، رقم: ۳۴۹۶،ص ۱۰۰۲)

کس قول نے کافروں کو باہم اکھٹا کیا ہوا ہے؟

۳......جس قول نے کافروں کو اپنے ماقبل کی پیروی پر جمع کردیا وہ یہ ہے: ﴿قالوا ساحر او مجنون بولے کہ جادوگر ہے یا دیوانہ(الذاریات:۵۲)﴾، ان کے اس قول پر تعجب ہے اور ان کے انکار پر بھی کہ باوجود اس بات کے کہ کافی زمانہ گزر چکا

لیکن اِن میں کوئی ایسا صاحب عقل پیدا نہ ہوا جو انہیں حضرات انبیائے کرام پر ایمان لانے پر مجبور کرے کہ اولین اپنے آخرین کو پندو نصائح کا اہتمام کرتے ہیں لیکن یہ لوگ فقط اسی بات ﴿قالوا ساحر او مجنون بولے کہ جادوگر ہے یا دیوانہ (الذاریات:۵۲)﴾ پر مصر ہیں۔

مبلغ کا کام فقط پهنچا دینا یا کچه اور بهی:

۴۔۔۔۔۔اس آیت ﴿فما انت بملوم تو تم پر کچھ الزام نہیں (الذاریات:۵۴)﴾ کے تحت مفسرین کرام فرماتے ہیں اے محبوب ﷺ! آپ اِن سے مونھ پھیر لیجئے، آپ ان میں سے جسے چاہیں اپنی مرضی سے ہدایت نہیں دے سکتے اور نہ ہی آپ کو اس عجز (عاجز ہونے) پر کوئی ملامت ہے کیونکہ آپ مبلغ بنا کر بھیجے گئے ہیں اور ہدایت پر چلا دینا آپ کا کام نہیں ہے۔ بعض نے یوں کہا کہ اے محبوب ﷺ! آپ ان سے مونھ پھیر لیجئے جیسا کہ آپ کو آسان ہو، اور آپ کو اس تبلیغ رسالت پر کوئی ملامت نہیں اور نہ ہی ان کے ظاہری معاملات میں مشغول ہونے پر کوئی ملامت ہے، پس آپ دین متین پر مستقیم رہیں اور ظاہری اعتبار سے تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہیں۔ (روح البیان، ج۹، ص۲۰۷)

نصیحت کن کو فائدہ دیتی ہے؟

۵۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وذکر فان الذکری تنفع المومنین اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے (الذاریات:۵۵)﴾۔ نصیحت مومنین کو فائدہ دیتی ہے، اس کی کئی وجوہ ہیں: (۱)۔۔۔۔۔کیونکہ مومنین ہی یقین قطعی رکھتے ہیں، اللہ نے فرمایا: ﴿لیزدادوا ایمانا تاکہ انہیں یقین پر یقین بڑھے (الفتح:۴)﴾، ﴿فاما الذین امنوا فزادتھم ایمانا تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دے دی (التوبۃ:۱۲۴)﴾، ﴿زادھم ھدی واتاھم تقواھم ان کی ہدایت اور زیادہ فرمائی اور ان کی پرہیز گاری انہیں عطا فرمائی (محمد:۱۷)﴾۔ (۲)۔۔۔۔۔آپ ﷺ کے بعد مومنین ان نصائح سے فائدہ اٹھائیں گے، پس اگر آپ ﷺ کثرت کے ساتھ لوگوں کو وعظ و نصیحت کریں گے تو آپ کا یہ نصیحت کرنا بعد میں آنے والوں کے لئے تواتر کے ساتھ ذکر کیا جائے گا اور اس سے بھی مومنین ہی فائدہ اٹھائیں گے۔ (۳)۔۔۔۔۔یہ نصیحت تو ایسی ہے کہ جسے سن کر کافر مومن ہو جائے، اور اگر نفع نہ بھی اٹھائے تو نیکی تو ہے ہی اور نفع اٹھائے تو نیکی کے ساتھ ساتھ فائدہ بھی، یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وتلک الجنۃ التی اورثتموھا اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے ہو (الزخرف:۷۲)﴾۔ (الرازی، ج۱۰، ص۱۹۱)

وما خلقت الجن والانس سے ملائکه کوخارج کرنے کی وجوهات:

۶۔۔۔۔۔امام رازی یہاں ایک نکتے کی جانب توجہ دلا رہے ہیں اور وہ نکتہ یہ ہے کہ ملائکہ مکلفین ہی ہوتے ہیں لیکن اللہ عزوجل نے ان کا نام نہیں لیا بلکہ فقط جن و انس ہی کو ذکر کیا جب کہ ملائکہ بھی نصیحت سے کثیر نفع اٹھاتے ہیں، جیسا کہ فرمایا: ﴿بل عباد مکرمون بلکہ بندے ہیں عزت والے (الانبیاء:۲۶)﴾، ﴿لا یستکبرون عن عبادتہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے (الاعراف:۲۰۶)﴾، چنانچہ حضرات ملائکہ کا ذکر نہ کرنے میں کیا حکمتیں ہیں؟ میں (امام رازی) اس کا جواب درج وجوہات کی موجودگی میں دونگا جو کہ یہ ہیں: (۱)۔۔۔۔۔ماقبل آیت ﴿ان الذکری تنفع المومنین اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے (الذاریات:۵۵)﴾ کے تحت ہم نے بیان کیا ہے کہ نصیحت سے صرف ایمان والے ہی فائدہ اٹھاتے ہیں، ایمان و کفر دو چیزیں انسان اور جنات میں پائی جاتی ہیں جب کہ فرشتے (معصوم) ہوتے ہیں یعنی ان سے کفر نہیں ہوا کرتا پس یہی وجہ ہے کہ جب قبائح سے نصائح کی جانب مائل کرنا مقصود ہو تو وہی مراد لئے جائیں جو اس دائرے میں آتے ہیں۔ (۲)۔۔۔۔۔نبی پاک ﷺ کی رسالت عام ہے لہذا آپ جنات کی جانب

بھی مبعوث ہوئے ہیں، پس جب نصیحت کرنے کی بات آئی تو نصیحت جس طرح انسان کو کی جانی ضروری ہے اسی طرح (ایک خاص طرز پر) جنات کو بھی ضروری ہے۔(۳)...... بتوں کی عبادت کرنے والے کہتے تھے کہ اللہ ﷻ کی ذات عظیم الشان ہے جس نے فرشتوں کو پیدا کیا اور انہیں اپنی بارگاہ ﷻ کا مقرب کیا اور ہم چونکہ درجات میں اُن سے کم ہیں اور اللہ ﷻ کی عبادت کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور فرشتے اللہ ﷻ کی عبادت کر کے ہمیں اللہ ﷻ کے قریب کردیں گے اور اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں(الذاریات: ۵۶)﴾ اور فرشتوں کا ذکر نہ کیا کیونکہ سب ہی کے نزدیک یہ بات اظھر من الشمس ہے کہ فرشتے مسلم ہی ہوتے ہیں۔(۴)...... ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ الجن کو بطور تناول ملائکہ سے خاص طور پر بیان کیا گیا ہے، اس لئے کہ جن کی اصل استتار (چھپا ہوا ہونا) ہے اور یہ مخلوق سے پوشیدہ ہوتے ہیں اسی لئے جن کو ملائکہ پر مقدم کیا گیا ہے اور ملائکہ میں عبادت کرنے والے اور مخلصین ہی ہوا کرتے ہیں (اس لئے انہیں ذکر نہیں کیا گیا)۔(۵)...... اللہ ﷻ نے جب بھی اپنی خلق کا ذکر کیا تو اس میں جرم وزمان کو بیان کیا، جیسا کہ فرمایا: ﴿خلق السموت والارض وما بینھما فی ستة ایام جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے(الفرقان: ۵۹)﴾، ﴿خلق الارض فی یومین جس نے دودن میں زمین بنائی(فصلت: ۹)﴾، ﴿خلقت بیدی جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا(ص: ۷۵)﴾ وغیرہ، اور جہاں امر کا ذکر کیا تو یوں فرمایا: ﴿انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے(یس: ۸۲)﴾، ﴿قل الروح من امر ربی تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے(الاسراء: ۸۵)﴾، ﴿الا له الخلق والامر سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا(الاعراف: ۵۴)﴾ اور ملائکہ کا شمار عالم امر سے ہوتا ہے نہ کہ عالم خلق سے، پس متذکرہ آیت ﴿وما خلقت الجن والانس میں نے اپنے لئے ہی جن اور آدمی بنائے(الذاریات: ۵۶)﴾ میں عالم خلق کا بیان ہے نہ کہ عالم امر کا، اس اعتبار سے یہ ﴿خالق کل شیء ہر چیز کا بنانے والا(المؤمن: ۶۲)﴾ قول بھی یہاں کرنا باطل قرار پائے گا۔

ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ الجن کو الانس پر کیوں مقدم کیا؟ ہم اس کے جواب میں کہیں گے: (۱)...... اس کی بعض وجوہات تو ماقبل سے ہی سمجھ لیں۔(۲)...... پوشیدہ عبادت ظاہری عبادت پر مقدم ہوا کرتی ہے اور پوشیدہ کی جانے والی عبادت میں ریاکاری داخل نہیں ہوا کرتی، جب کہ ظاہری عبادت میں ریاکاری کا داخل ہونا بعید نہیں قرار دیا جاسکتا۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۱۹۲)

ذنوب بمعنی نصیب:

یے...... ذنوب سے مراد عذاب کا حصہ ہے، اصل میں ذنوب کے معنی بڑا ڈول ہوتا ہے جس کی رسی بھی ہو، مجازاً اس پانی کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں جسے پانی لانے والا ڈول کے ذریعے تقسیم کرتا ہے۔ زجاج کہتے ہیں کہ لغت میں ذنوب سے مراد حصہ ہے۔ یہ عذاب کا حصہ ان لوگوں جیسا حصہ ہے جو سابقہ امتوں پر نازل ہوا تھا جیسے قوم عاد، قوم ثمود، قوم فرعون، قوم نوح اور قوم لوط۔

(المظھری، ج۶، ص۴۳۸)

اغراض:

یقال آد الرجل: کے معنی مضبوط اور قوت والا ہونا مراد ہے جیسا کہ مختار میں ہے اور "آد"، فعل "باع" سے ہے۔ مھدناھا: یہاں "الفرش" کو "البسط والتسویة" سے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے۔ صنفین: باہم متقابل امور مراد ہیں۔ کالذکر والانثی: مشاہدے کے اعتبار سے متعدد مثالوں کو بیان کرنا مقصود ہے، پس جہاں تک عرش، کرسی، لوح اور قلم ہیں تو ان کا اطلاق

''صنفین'' کے قبیلے سے نہیں ہوتا کیونکہ یہ تو واحد ہیں۔ **ای الی ثوابہ من عقابہ:** مراد عمومی اعتبار سے فرار حاصل کرنا ہے، کیونکہ قرآن کے اوامرونواہی عام مخلوق کے لئے یونہی بیان کرنا ہے کہ کسی کا آگ سے بچایا جانا اور جنت میں داخل کرنا مراد ہوتا ہے۔

استفہام بمعنی النفی: مراد انکار نفی ہے، معنی یہ ہے کہ نہ تو پہلوں نے اس قسم کی کوئی وصیت کی تھی اور نہ ہی یہ باہم کسی ایک زمانے سے ملے ہوئے تھے۔

ولا ینافی ذلک: یہاں موجود حصر کا جواب دینا مقصود ہے اور حصر یہ ہے کہ اللہ نے عبادت کو فقط انسان اور جن کے ساتھ خاص کر دیا ، پس اس جملے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ (انسان اور جن کو) عبادت سے دور نہیں کرتا جب کہ مشاہدہ یہ ہے کہ اللہ کی کئی مخلوق کفر اور ترک عبادت میں مبتلا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دونگا کہ ﴿لیعبدون﴾ میں لام غایت اور عاقبت کے لئے ہے نہ کہ علت باعثہ کے لئے ، اس لئے کہ اللہ نے کسی ایک چیز کو دوسری پر مبعوث نہیں کیا۔

فانک قد لا تکتب بہ: بندہ اپنے لئے قلم تراشے اور کبھی لکھے اور کبھی نہ لکھے یہ ممکن ہے لیکن اللہ کا اپنے فعل سے تخلف کرنا کیسے ممکن ہے بلکہ اللہ کے فعل کا تقاضا تو یہی ہے کہ لوگ اس کی بندگی کرینگے اور بعض میں اپنے فعل کے خلاف کرنا ممکن نہیں ہے؟ اس سوال کا صحیح جواب یہ ہے کہ یوں کہا جائے: اللہ نے مخلوق پیدا کی ، اور اپنی مخلوق میں عبادت کو نافذ کر دیا ، پھر اس میں عقل وحواس پیدا کر دیئے، اور انہیں عبادت وطاعت کے قابل بنادیا اور بعد میں انہیں اختیار دے دیا کہ جو بھی ان میں سے طاعت وفرمانبرداری چاہیں اختیار فرمائیں، پس اس صورت میں لازم نہیں آتا کہ کسی بندے میں عبادت کرنے کی صلاحیت ہے اور وہ بالفعل عبادت کر بھی لیتا ہو۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ﴿لیعبدون﴾ سے مراد اللہ کا اپنے بندوں کو عبادت کا حکم دینا اور مکلف بنانا ہے، نہ یہ کہ وہ فقط دنیا کمائی میں مصروف ہو جائیں، اور اس کی دلیل اس فرمان سے ملتی ہے: ﴿وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین﴾۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت مومنین مخلصین شوق سے اور کافر بیزاری سے کرتے ہیں۔

الشدید: یعنی اللہ کو ضعف اور عجز نہیں لاحق ہوتا۔ **شدۃ عذاب:** اور ایک قول کے مطابق ﴿ویل﴾ سے جہنم کی وادی مراد ہے۔

(الصاوی، ج۵، ص۲۰۵۰ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ الطور مکیۃ وھی تسع واربعون آیۃ

(سورۃ الطور مکیہ ہے اس کی انچاس آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ الطور

اس سورت میں دو رکوع اور انچاس آیتیں، تین سو بارہ کلمات اور ایک ہزار پانچ سو حروف ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی میں بیمار ہوں آپ ﷺ نے فرمایا سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لو پس میں نے جب طواف کیا اس وقت رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کی جانب کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نماز میں پڑھ رہے تھے ﴿والطور وکتب مسطور﴾ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب: سورۃ والطور، رقم: ۴۸۵۳، ص ۸۵۹)۔ کفار یہ بات سن کر حیرت زدہ ہو گئے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے خالق کائنات کے سامنے پیش کیا جائے گا جہاں ان کی دینوی زندگی کے بارے میں پوچھ گچھ ہو گی اور کفار اسے ناممکن اور خلاف عقل کہنے کی رٹ لگائے بیٹھے ہیں اور علانیہ کہہ رہے ہیں کہ ہم قیامت پر ہرگز نہیں ایمان لائیں گے حالانکہ آغاز سورت میں کئی چیزوں کی قسم کھا کر کہا جا رہا ہے کہ قیامت آئے گی اور ضرور آئے گی دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جو قیامت کو آنے سے روک سکے اگر کوئی ایک سچائی کو نہ مانے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ جھوٹ ہی میں شمار ہو گی۔ حضور ﷺ کی ذات پاک اسلام کی سچائی کی ایک روشن دلیل ہے جس کا ان کے پاس توڑ نہیں تھا وہ اس کی اثر انگیزی اور جلال کے سامنے اپنے آپ کو بے بس محسوس کرتے تھے اسی لئے کسی موضوع پر ڈٹ کر نہیں رہ سکتے تھے کبھی کاہن کہتے، کبھی مجنون، کبھی شاعر ہونے کا الزام لگاتے اور کہتے کہ یہ کلام اللہ ﷻ کا نہیں ان کی اپنی اختراع ہے ان سب الزامات کا بڑی خوبی سے رد کیا گیا۔

رکوع نمبر: ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والطور (۱)﴾ اَیِ الْجَبَلِ الَّذِیْ کَلَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ مُوْسٰی ﴿وکتب مسطور (۲) فی رق منشور (۳)﴾ اَیِ التَّوْرٰۃِ اَوِ الْقُرْآنِ ﴿والبیت المعمور (۴)﴾ ھُوَ فِی السَّمَاءِ الثَّالِثَۃِ اَوِ السَّادِسَۃِ اَوِ السَّابِعَۃِ بِحِیَالِ الْکَعْبَۃِ یَزُوْرُہٗ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ بِالطَّوَافِ وَالصَّلَاۃِ لَا یَعُوْدُوْنَ اِلَیْہِ اَبَدًا ﴿والسقف المرفوع (۵)﴾ اَیِ السَّمَاءِ ﴿والبحر المسجور (۶)﴾ اَیِ الْمَمْلُوْءِ ﴿ان عذاب ربک لواقع (۷)﴾ لَنَازِلٌ بِمُسْتَحِقِّہٖ ﴿ما لہ من دافع (۸)﴾ عَنْہُ ﴿یوم﴾ مَعْمُوْلٌ لِوَاقِعٍ ﴿تمور السماء مورا (۹)﴾ تَتَحَرَّکُ وَتَدُوْرُ ﴿وتسیر الجبال سیرا (۱۰)﴾ تَصِیْرُ ھَبَاءً مَّنْثُوْرًا وَذٰلِکَ فِیْ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ﴿فویل﴾ شِدَّۃُ عَذَابٍ ﴿یومئذ للمکذبین (۱۱)﴾ لِلرُّسُلِ ﴿الذین ھم فی خوض﴾ بَاطِلٍ ﴿یلعبون (۱۲)﴾ اَیْ یَتَشَاغَلُوْنَ بِکُفْرِھِمْ ﴿یوم یدعون الی نار جھنم دعا (۱۳)﴾ یُدْفَعُوْنَ بِعُنْفٍ بَدَلٌ مِنْ یَوْمَ تَمُوْرُ وَیُقَالُ لَھُمْ تَبْکِیْتًا ﴿ھذہ النار التی کنتم بھا تکذبون (۱۴) افسحر ھذا﴾ اَلْعَذَابُ الَّذِیْ تَرَوْنَ کَمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِی الْوَحْیِ ھٰذَا سِحْرٌ ﴿ام انتم لا تبصرون (۱۵) اصلوھا فاصبروا﴾ عَلَیْھَا ﴿او لا تصبروا﴾ صَبْرُکُمْ وَجَزْعُکُمْ ﴿سواء علیکم﴾ لِاَنَّ صَبْرَکُمْ لَا یَنْفَعُکُمْ ﴿انما تجزون ما کنتم تعملون (۱۶)﴾ اَیْ جَزَاءَہٗ ﴿ان المتقین فی جنت ونعیم (۱۷) فاکھین﴾ مُتَلَذِّذِیْنَ ﴿بما﴾ مَصْدَرِیَّۃٌ ﴿اتھم﴾ اَعْطَاھُمْ ﴿ربھم ووقھم ربھم عذاب

الجحیم(۱۸)﴾عَطْفٌ عَلٰی اٰتَاھُمْ اَیْ بِاِتْیَانِھِمْ وَوِقَایَتِھِمْ وَیُقَالُ لَھُمْ﴿کلوا واشربوا هنیئا﴾حَالٌ اَیْ مُھَنِّئِیْنَ﴿بما﴾اَلْبَاءُ سَبَبِیَّةٌ﴿کنتم تعملون (۱۹)متکئین﴾حَالٌ مِنَ الضَّمِیْرِ الْمُسْتَکِنِّ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی فِیْ جَنّٰتٍ﴿علی سرر مصفوفة﴾بَعْضُھَا اِلٰی جَنْبِ بَعْضٍ﴿وزوجنهم﴾عَطْفٌ عَلٰی فِیْ جَنّٰتٍ اَیْ قَرَنَّاھُمْ﴿بحور عین (۲۰)﴾عِظَامُ الْاَعْیُنِ حِسَانُھَا﴿والذین امنوا﴾مُبْتَدَأٌ﴿واتبعتهم﴾مَعْطُوْفٌ عَلٰی اٰمَنُوْا﴿ذریتهم﴾اَلصِّغَارُ وَالْکِبَارُ﴿بایمان﴾مِنَ الْکِبَارِ وَمِنَ الْاٰبَاءِ فِی الصِّغَارِ وَالْخَبَرُ﴿الحقنا بهم ذریتهم﴾اَلْمَذْکُوْرِیْنَ فِی الْجَنَّةِ فَیَکُوْنُوْنَ فِیْ دَرَجَتِھِمْ وَاِنْ لَّمْ یَعْمَلُوْا بِعَمَلِھِمْ تَکْرِمَةً لِّلْاٰبَاءِ بِاجْتِمَاعِ الْاَوْلَادِ اِلَیْھِمْ﴿ وما التنهم﴾بِفَتْحِ اللَّامِ وَکَسْرِھَا نَقَصْنَاھُمْ﴿من عملهم من﴾زَائِدَةٌ﴿شیء﴾یُزَادُ فِیْ عَمَلِ الْاَوْلَادِ﴿کل امرئ بما کسب﴾عَمِلَ مِنْ خَیْرٍ اَوْ شَرٍّ﴿رهین (۲۱)﴾مَرْھُوْنٌ یُؤْخَذُ بِالشَّرِّ وَیُجَازٰی بِالْخَیْرِ﴿وامددنهم﴾زِدْنَاھُمْ فِیْ وَقْتٍ بَعْدَ وَقْتٍ﴿بفاکهة ولحم مما یشتهون (۲۲)﴾وَاِنْ لَّمْ یُصَرِّحُوْا بِطَلَبِهٖ﴿یتنازعون﴾یَتَعَاطَوْنَ بَیْنَھُمْ﴿فیها﴾اَیِ الْجَنَّةِ﴿کاسا﴾خَمْرًا﴿لا لغو فیها﴾اَیْ بِسَبَبِ شُرْبِھَا یَقَعُ بَیْنَھُمْ﴿ولا تأثیم (۲۳)﴾بِهٖ یَلْحَقُھُمْ بِخِلَافِ خَمْرِ الدُّنْیَا﴿ویطوف علیهم﴾لِلْخِدْمَةِ﴿غلمان﴾اَرِقَّاءُ﴿لهم کانهم﴾حُسْنًا وَلَطَافَةً﴿لؤلؤ مکنون (۲۴)﴾مَصُوْنٌ فِی الصَّدَفِ لِاَنَّهٗ فِیْھَا اَحْسَنُ مِنْهُ فِیْ غَیْرِھَا﴿واقبل بعضهم علی بعض یتساء لون (۲۵)﴾یَسْاَلُ بَعْضُھُمْ بَعْضًا عَمَّا کَانُوْا عَلَیْهِ وَمَا وَصَلُوْا اِلَیْهِ تَلَذُّذًا وَاعْتِرَافًا بِالنِّعْمَةِ﴿قالوا﴾اِیْمَاءً اِلٰی عِلَّةِ الْوُصُوْلِ﴿انا کنا قبل فی اهلنا﴾فِی الدُّنْیَا ﴿مشفقین(۲۶)﴾خَائِفِیْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ﴿فمن الله علینا﴾بِالْمَغْفِرَةِ﴿ووقنا عذاب السموم (۲۷)﴾اَیِ النَّارِ لِدُخُوْلِھَا فِی الْمَسَامِ وَقَالُوْا اِیْمَاءً اَیْضًا﴿انا کنا من قبل﴾اَیْ فِی الدُّنْیَا ﴿ندعوه﴾اَیْ نَعْبُدُ مُوَحِّدِیْنَ﴿انه﴾بِکَسْرٍ اِسْتِیْنَافًا وَاِنْ کَانَ تَعْلِیْلًا مَعْنًی وَبِالْفَتْحِ تَعْلِیْلًا لَفْظًا﴿هو البر﴾اَلْمُحْسِنُ الصَّادِقُ فِیْ وَعْدِهٖ﴿ الرحیم(۲۸)﴾اَلْعَظِیْمُ الرَّحْمَةِ.

﴿ترجمہ﴾

طور کی قسم (یعنی اس پہاڑ کی جس پر اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا......۱......) اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے ......۲......(یعنی توریت یا قرآن کی) اور بیت المعمور کی (بیت المعمور تیسرے، چھٹے، یا ساتویں آسمان میں کعبہ شریف کے بالکل مقابل ہے ہر روز ستر ہزار فرشتے اس میں طواف و نماز کے لیے حاضر ہوتے ہیں پھر کبھی انہیں دوبارہ آنے کا موقع نہیں ملتا......۳......) اور بلند چھت کی (یعنی آسمان کی) اور بھرے سمندر کی (المسجور بمعنی المملوء ہے......۴......) بیشک تیرے رب کا عذاب ضرور واقع (یعنی نازل) ہونا ہے (اس کے مستحق یعنی گناہگار پر) اسے کوئی ٹالنے والا نہیں جس دن (''یوم'' الوقع کا معمول ہے) آسمان ہلنا سا ہلنا ہلیں گے (یعنی حرکت کرنے اور گھومنے لگیں گے) اور پہاڑ چلنا سا چلنا چلیں گے (ہوا میں بکھرے مٹی کے ذرات بن جائیں گے اور یہ بروز قیامت ہوگا......۵......) تو شدید عذاب ہے (ویل بمعنی عذاب شدید ہے، رسولوں کو) جھٹلانے والوں کے لیے وہ جو باطل میں (خوض کے معنی باطل ہے) کھیل رہے ہیں (یہی جو اپنے کفر کے ساتھ مشغول ہیں) جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے (یعنی انہیں زبردستی جہنم میں دھکیلا جائے گا ''یوم یدعون...... الخ''، ''یوم تمور'' الخ سے بدل بن رہا ہے، اور انہیں جھڑکتے ہوئے کہا جائے گا) یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے تو کیا یہ جادو ہے (یعنی کیا یہ عذاب جو تم دیکھ رہے ہو یہ بھی جادو ہے

جیسا کہ تم وحی الٰہی ﷺ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ یہ جادو ہے) یا تمہیں سوجھتا نہیں اس میں جاؤ اب چاہے (اس پر) صبر کرو یا نہ کرو (تمہارا صبر کرنا اور جزع وفزع کرنا......٦......) سب تم پر ایک سا ہے تمہیں اسی کا بدلہ دیا گیا جو تم کرتے تھے (یعنی تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دی گئی ہے بیشک پرہیزگار باغوں اور چین میں ہیں تلذذ حاصل کرتے (فکھن بمعنی متلذذین ہے) اپنے رب کی عطاء پر (''بما اتھم'' میں ''ما'' مصدریہ ہے اور اتھم بمعنی اعطاھم ہے) اور اپنے رب کے انہیں آگ کے عذاب سے بچا لینے پر (ووقا ھم...... الخ کا عطف اتاھم...... الخ پر ہے، یعنی وہ لوگ اپنے رب کی عطا اور عذاب سے بچا لینے پر خوش اور شاداں ہیں اور ان سے فرمایا جائے گا) کھاؤ اور پیو خوشگواری سے (یعنی بحالت خوشگواری) صلہ تمہارے اعمال کا (''بما کنتم تعملون'' میں باء سببیہ ہے) تکیہ لگائے (''متکئین''، فی جنت '' کے متعلق کی ضمیر سے حال بن رہا ہے) تختوں پر جو قطار لگا کر بچھے ہیں (یعنی ایک تخت دوسرے کے ساتھ لگا ہے) اور ہم انہیں ملا دیں (زوجنھم بمعنی قرناھم ہے، اس کا عطف ''فی جنات'' پر ہے) خوبصورت بڑی آنکھوں والی حوروں سے (''عین'' کا معنی بڑی اور خوبصورت آنکھوں والیاں......٧......) اور جو ایمان لائے (''والذین امنوا'' مبتدا ہے) اور ان کی پیروی کی (''واتبعناھم'' کا عطف امنوا پر ہے) ان کی (نابالغ وبالغ) اولاد نے ایمان کے ساتھ (بالغ اولاد نے از خود ایمان کے ساتھ اور نابالغ اولاد نے اپنے آباء مسلمین کے تابع ہونے کے اعتبار سے) ہم نے ان کی (مذکورہ) اولاد (جنت میں) ان کے ساتھ ملا دی (مسلمانوں کی اولاد جنت میں اپنے آباء کے ساتھ ہوگی اگرچہ انہوں نے اپنے آباء کے سے عمل نہ کئے ہوں لیکن ان کے آباء کی عزت افزائی کے لیے ان کی اولاد کو ان کے ساتھ جمع کر دیا جائے گا......٨......، ''الحقنا بھم ذریتھم'' خبر ہے) اور ہم نے کمی نہ کی ان سے (''التنھم'' فعل لام مفتوحہ ومکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، بمعنی نقصنا ھم ہے) ان کے اعمال میں کچھ (''من شیء'' میں ''من'' زائدہ ہے کہ آباء کے اعمال میں کچھ کمی کر کے ان کی اولاد کے عمل میں کچھ اضافہ کر دیا جائے) سب آدمی اپنے کئے (یعنی اپنے اچھے یا برے عمل) میں گرفتار ہیں (یعنی مرھون ہے، بندے کو برائی کرنے پر مواخذہ ہوگا اور نیکی پر اس کو ثواب دیا جائے گا) ہم نے ان کی مدد فرمائی (یعنی وقتاً فوقتاً ہم نے ان کے لیے زائد کیا) میوے اور گوشت سے جو چاہیں (اگرچہ وہ صراحتاً اسے طلب نہ کریں، تب بھی) ایک دوسرے سے لیتے ہیں (یتنازعون بمعنی یتطالبون بینھم ہے) اس میں (یعنی جنت میں......٩......) وہ (شراب کا) جام جس میں بیہودگی نہ ہوگی (یعنی جس کے پینے کے سبب جنتی آپس میں کوئی بیہودگی نہیں کریں گے......١٠......) اور نہ (اس کے سبب) گناہگاری ہوگی (بخلاف دنیاوی شراب کے) اور ان کے گرد پھریں گے (خدمت گار) لڑکے (یعنی یہ لڑکے جنتیوں کے غلام ہوں گے) گویا وہ (حسن وصاف وپاکیزہ گی میں) موتی ہیں چھپا کر رکھے گئے (یعنی سیپ میں محفوظ موتی کی طرح، کیونکہ موتی سب سے زیادہ خوبصورت دیگر جگہوں کے بجائے سیپ میں نظر آتا ہے) تو ان میں کے ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے (یعنی جنتی آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں گے کہ دنیا میں کس حال میں تھے اور ان امور کے بارے میں جو انہیں پہنچا تھا اور یہ دریافت کرنا نعمت الٰہی کے اعتراف اور تلذذ کے لیے ہوگا) بولے (جنت میں پہنچنے کی علت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) بیشک ہم اس سے (دنیا میں) اپنے گھروں میں سہمے ہوئے تھے (عذاب الٰہی سے ڈرے ہوئے تھے ،مشفقین بمعنی خائفین ہے) تو اللہ نے (ہماری مغفرت فرما کر) ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچا لیا (یعنی آتش جہنم سے، اس کو لو سے اس لیے موسوم کیا کہ یہ آگ مسام میں داخل ہو جائے گی اور دخول جنت کی علت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بھی کہیں گے) بیشک ہم نے اس سے پہلے اس کی عبادت کی تھی (یعنی موحدرہ کر اس کی عبادت کی تھی، ندعوہ بمعنی نعبدہ ہے) بیشک وہ (''انه'' میں حذف ''ان'' سبب استیناف مکسور ہے اگرچہ معنوی طور پر یہ تعلیل بیان کرنے کے لیے آیا ہے اور مفتوحہ ہونے کی صورت

میں یہ لفظا بھی تعلیل کے لیے ہوگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والطور و کتب مسطور فی رق منشور والبیت المعمور والسقف المرفوع والبحر المسجور ان عذاب ربک لواقع ماله من دافع یوم تمور السماء مورا﴾

و: قسمیہ جار، الطور: معطوف، و: عاطفہ، کتب: موصوف، مسطور: صفت اول، فی رق منشور: ظرف مستقر صفت ثانی ہو کر معطوف اول، و: عاطفہ، البیت المعمور: معطوف ثانی، والسقف المرفوع: معطوف ثالث، والبحر المسجور: معطوف رابع، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف "اقسم" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ، ان: حرف مشبہ، عذاب ربک: اسم، لام: تاکیدیہ، واقع: خبر اول، ما: نافیہ، له: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، دافع: اسم فاعل بافاعل، یوم: مضاف، تمور السماء مورا: فعل بافاعل ومفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وتسیر الجبال سیرا فویل یومئذ للمکذبین الذین هم فی خوض یلعبون﴾

و: عاطفہ، تسیر الجبال: فعل وفاعل، سیرا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تمور السماء مورا" پر معطوف ہے، ف: فصیحیہ، ویل: مصدر بافاعل، یومئذ: ظرف، ملکر جملہ مبتدا، لام: جار، المکذبین: موصوف، الذین: موصول، هم: مبتدا، فی خوض یلعبون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم یدعون الی نار جهنم دعا هذه النار التی کنتم بها تکذبون﴾

یوم: مضاف، یدعون: فعل مجہول بانائب الفاعل، الی نار جهنم: ظرف لغو، دعا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ماقبل "یوم تمور السماء" سے بدل واقع ہے، هذه: مبتدا، النار: موصوف، التی: موصول، کنتم به تکذبون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افسحر هذا ام انتم لا تبصرون﴾

همزه: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "کنتم تقولون للحی هذا سحر" سحر: خبر مقدم، هذا: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ منقطعہ بمعنی بل، انتم: مبتدا، لاتبصرون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اصلوها فاصبروا اولا تصبروا سواء علیکم﴾

اصلوها: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اصبروا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، او: عاطفہ، لاتصبروا: فعل نہی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، سواء: مصدر بافاعل، علیکم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر مبتدا محذوف "صبرکم" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما تجزون ما کنتم تعملون ان المتقین فی جنت ونعیم فاکهین بما اتهم ربهم ووقهم ربهم عذاب الجحیم﴾

انما: حرف مشبہ وما کافہ، تجزون: فعل مجہول بالنداء بافاعل، ما: موصولہ، کنتم تعملون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ان: حرف مشبہ، المتقین: ذوالحال، فاکهین: اسم فاعل بافاعل، ب: جار، ما: موصولہ، اتهم ربهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، وقهم ربهم عذاب الجحیم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر اسم، فی جنت ونعیم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كلوا واشربوا هنيئا بما كنتم تعملون متكئين على سرر مصفوفة وزوجنهم بحور عين﴾
كلوا: فعل امر با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اشربوا: فعل امر واؤضمیر ذوالحال، هنيئا: حال اول، متكئين: اسم فاعل بافاعل، على: جار، سرر مصفوفة: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ حال ثانی، ملکر فاعل، بما كنتم تعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قول محذوف "يقال" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، زوجنهم: فعل با فاعل ومفعول، بحور عين: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذين امنوا واتبعتهم ذريتهم بايمان الحقنابهم ذريتهم وما التنهم من عملهم من شيء﴾
و: مستانفہ، الذين: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتبعتهم: فعل ومفعول، ذريتهم: ذوالحال، بايمان: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، الحقنابهم ذريتهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما التنهم: فعل نفی با فاعل ومفعول، من عملهم: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، شيء: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿كل امرى بما كسب رهين﴾
كل امرى: مبتدا، بما كسب: ظرف لغو مقدم، رهين: صفت مشبہ با فاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وامددنهم بفاكهة ولحم مما يشتهون يتنازعون فيها كاسا لا لغو فيها ولا تاثيم﴾
و: عاطفہ، امددنهم: فعل با فاعل ومفعول، ب: جار، فاكهة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لحم: موصوف، مما يشتهون: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، يتنازعون فيها: فعل با فاعل وظرف لغو، كاسا: موصوف، لا: ، لغو: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، تاثيم: معطوف، ملکر مبتدا، فيها: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ويطوف عليهم غلمان لهم كانهم لؤلؤ مكنون﴾
و: عاطفہ، يطوف عليهم: فعل وظرف لغو، غلمان: موصوف، لهم: ظرف مستقر صفت اول، كانهم: حرف مشبہ واسم، لؤلؤ مكنون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واقبل بعضهم على بعض يتساءلون قالوا انا كنا قبل في اهلنا مشفقين﴾
و: عاطفہ، اقبل: فعل، بعضهم: ذوالحال، يتساءلون: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، على بعض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، قالوا: قول، انا: حرف مشبہ واسم، كنا: فعل ناقص ونا ضمیر ذوالحال، قبل: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم، في اهلنا مشفقين: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فمن الله علينا ووقنا عذاب السموم انا كنا من قبل ندعوه انه هو البر الرحيم﴾
ف: عاطفہ، من الله علينا: فعل وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، وقنا: فعل با فاعل، عذاب السموم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، انا: حرف مشبہ واسم، كنا: فعل ناقص ونا ضمیر ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، ندعوه: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انه: حرف مشبہ واسم، هو البر الرحيم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

طور سے مراد کیا ہے؟

۱.....طور کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:(۱).....مراد وہی پہاڑ ہے جس پر اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا۔(۲).....مراد وہ پہاڑ ہے جس کے بارے میں اللہ ﷻ نے ''والتین ''میں فرمایا:﴿وطور سینین اورطور سینا(التین:۲)﴾۔(۳).....مراد اسم جنس ہے،اور یہاں کسی عام پہاڑ کی نہیں بلکہ عظیم الشان پہاڑ کی قسم کھائی گئی ہے۔ (الرازی،ج۱۰،ص ۱۹۸)

امام قرطبی فرماتے ہیں:اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:(۱).....مراد وہی پہاڑ ہے جس پر اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا۔(۲).....اللہ ﷻ نے اس پہاڑ کی قسم اس کی تشریف وتکریم کی وجہ سے کھائی کیونکہ یہ جنت کے پہاڑوں میں سے ایک ہے۔(۳).....سید عالم ﷺ نے فرمایا:''جنت میں چار پہاڑ اور چار نہریں اور چار ملاحم (مراد بدر،احد،خندق،خیبر) ہونگے،چار پہاڑوں میں سے ایک اُحد کہ یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اُس سے محبت کرتے ہیں،دوسرا طور جو کہ جنت کے پہاڑوں میں سے ایک ہے،تیسرا لُبنان اور چوتھا جُودی پہاڑ''۔ (القرطبی، الجزء:۲۷،ص ۵۲وغیرہ)

☆.....حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کو نماز مغرب میں سورۃ الطور کی یہ آیات ﴿ام خلقوا السموت والارض بل لا یوقنون ام عندھم خزائن ربک ام ھم المصیطرون یا آسمان اورزمین انہوں نے پیدا کئے بلکہ انہیں یقین نہیں یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ کڑوڑے(حاکم اعلیٰ) ہیں (الطور:۳۷تا۳۸)﴾ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ گویا میرا دل سینے سے باہر نکل آئے گا''۔ (المرجع السابق، رقم:٤٨٥٤)

کتب مسطور کے بارے میں اقوال:

۲.....کتب مسطور سے مراد قرآن مجید ہے جسے مومنین مصاحف میں پڑھتے ہیں،فرشتے لوح محفوظ میں لکھا پڑھتے ہیں جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿انہ لقرآن کریم فی کتب مکنون بیشک یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ نوشتہ میں(الواقعۃ:۷۷،۷۸)﴾۔ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد تمام کتب سماوی ہیں جو حضرات انبیائے کرام پر نازل ہوئیں،کیونکہ ہر کتاب اپنے پڑھنے والے کے لئے لکھی گئی ہے۔کلبی کہتے ہیں مراد وہ کتاب ہے جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اللہ ﷻ نے اپنے بے مثل دستِ قدرت سے لکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام قلم چلنے کی آواز سن لیتے تھے۔فراء کہتے ہیں مراد اعمال نامے ہیں جو کہ نیکوں کو دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے،اور دوسروں کو بائیں ہاتھ میں تھمائے جائیں گے جو مثال اس آیت میں ملتی ہے:﴿ونخرج لہ یوم القیمۃ کتبا یلقہ منشورا اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھلا ہوا پایا (الاسراء:۱۳)﴾،﴿واذا الصحف نشرت اور جب نامۂ اعمال کھولے جائیں(التکویر:۱۰)﴾۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد وہ کتاب ہے جس سے فرشتے پڑھتے ہیں اور جس میں جمیع ما کان وما یکون کا علم موجود ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد وہ ہے جو اللہ ﷻ نے مومنین اولیاء کے دلوں میں نقش کر دیا ہے جیسا کہ فرمایا:﴿اولئک کتب فی قلوبھم الایمان یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا(المجادلۃ:۲۲)﴾۔(القرطبی ،الجزء:۲۷،ص ۵۳)

بعض اوقات عیسائیوں کی جانب سے ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ موجودہ طرز پر قرآن مجید سید عالم ﷺ کے ظاہری دور میں نہ تھا یا یہ کہ سید عالم ﷺ کے دور میں قرآن مجید مکمل طور پر جمع ومرتب نہیں ہوا تھا،چنانچہ درج ذیل میں اس موضوع پر احادیث ذکر کی جاتی ہیں جس سے ہر ذی شعور یہ جان سکتا ہے کہ سید عالم ﷺ کے دور ظاہری ہی میں اس جانب توجہ دی گئی تھی۔

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شاہِ کون ومکان ﷺ سے ہر سال جبرائیل امین علیہ السلام ایک بار قرآن کا دور کراتے اور

جس سال سید عالم ﷺ نے وفات ظاہری فرمائی اس سال دو مرتبہ دور کا اہتمام فرمایا، سید عالم ﷺ ہر سال دس دن کا اعتکاف کرتے لیکن جس سال آپ ﷺ نے انتقال فرمایا اس سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا''۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کان جبرئیل یعرض القرآن علی النبی ﷺ، رقم: ۴۹۹۸، ص۸۹۶)

اس حدیث کی شرح میں محدثین کہتے ہیں آخری رمضان تک مکمل قرآن نازل ہو چکا تھا سوائے چند آیات کے جو کہ سورۃ المائدۃ کی تھیں جو کہ یوم عرفہ کے دن نازل ہوئیں چنانچہ: ﴿الیوم اکملت لکم دینکم آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا (المائدۃ:۳)﴾۔ یہ آیات بہت کم ہیں اور ان کا دور رمضان میں نہیں کیا گیا۔

(فتح الباری، کتاب فضائل القرآن، باب: کان جبرائیل یعرض القرآن، رقم:۴۹۹۸، ج۹، ص۵۳)

☆......قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سید عالم ﷺ کے عہد میں کتنے لوگوں نے قرآن مجید کو جمع کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ''چار انصاری صحابہ حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو زید'' رضی اللہ عنہم۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل الرآن، باب کان جبرئیل یعرض القرآن علی النبی ﷺ، رقم:۵۰۰۳، ص۸۹۷)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری ہوئی تو سوائے چار صحابہ کے کسی اور نے قرآن جمع نہیں کیا تھا وہ چار یہ ہیں: حضرت ابو درداء، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو زید رضی اللہ عنہم، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم انہی کے علوم کے وارث ہیں''۔ (المرجع السابق، رقم:۵۰۰۴)

علامہ عینی کہتے ہیں: ماقبل حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سید عالم ﷺ کے دور میں فقط چار ہی صحابہ نے قرآن جمع کیا تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ چار کا لفظ عدد کے لئے استعمال ہوا ہے اور اعداد میں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہوتا لہذا دیگر صحابہ بھی اس خدمت میں شامل تھے جس کے جوابات یہ ہو سکتے ہیں: (۱)......قرآن مجید کو تمام لغوی، حروف، قرائت اور اسباب نزول کی رعایتوں کے خیال رکھنے کے ساتھ جس طرح مذکورہ صحابہ نے خدمت انجام دی ایسی کسی نے نہیں دی۔ (۲)......سید عالم ﷺ کی مبارک زبان سے کسی نے سن کر قرآن کو اس طرح جمع نہیں کیا جیسا کہ مذکورہ صحابہ نے کیا۔ (۳)......ان چار صحابہ کے سوا کسی اور نے اس کا اظہار نہیں کیا، یوں یہ صحابہ قرآن مجید کی تعلیم و تلقین کے درپے ہو گئے۔ (۴)......یہ وہ چار صحابہ تھے جنہوں نے سید عالم ﷺ کی مبارک زندگی میں ہی قرآن ایک یا کئی مصاحف میں جمع کر لیا تھا۔ (۵)......ہوسکتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہو کہ جن صحابہ نے منسوخ آیات کو جمع نہیں کیا وہ یہی چار ہیں۔ (۶)......ماوردی کے قول کے مطابق ان چاروں صحابہ کے سوا کسی نے جمع قرآن کی خدمت انجام دینے کا اعلان نہیں کیا تھا۔ (۷)......باقی صحابہ نے ریا کے خدشے کے پیش نظر اعلان نہیں کیا تھا جب کہ یہ چار صحابہ کو اپنے نفس پر ریا سے اطمینان تھا اس لئے انہوں نے اس خدمت کا اعلان کر دیا۔ (۸)......ان چاروں کے علاوہ دیگر صحابہ نے یا تو حفظِ قرآن کیا یا جمع قرآن کی خدمت انجام دی جب کہ یہ صحابہ دونوں خدمتوں پر مستقیم رہے۔ (۹)......ہوسکتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ان چاروں کے سوا کسی اور صحابی کی خدمت کا علم ہی نہ ہو۔ (عمدۃ القاری، کتاب فضائل القرآن، باب: القراء من اصحاب، ج۲۰، ص۲۷، رقم:۵۰۰۳)

بیت المعمور سے کیا مراد ھے؟

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿والبیت المعمور اور بیت معمور (الطور:۴)﴾ وہ مبارک گھر جس کا طواف کرنے والے اپنی کثرت کی وجہ سے اسے ڈھانپ لیتے ہیں یا اس سے مراد وہ گھر ہے: زمین سے اوپر عین کعبہ معظمہ کے اوپر آسمانوں میں ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو ایک مرتبہ آجائے دوبارہ لوٹ کر کبھی نہیں آئیں گے۔

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "مجھے بیت المعمور سے بلند کیا گیا، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کونسا مقام ہے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ بیت المعمور ہے، اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو ایک مرتبہ داخل ہو جائے وہ دوبارہ نہیں داخل ہو سکے گا"۔

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے بیت المعمور کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا: "آسمان میں ایک گھر ہے جسے "الضراح" بھی کہا جاتا ہے، مراد وہ گھر ہے جو عین کعبہ معظمہ کے اوپر ہے اور اس کی حرمت آسمانوں میں ایسی ہی ہے جیسی زمین پر کعبہ معظمہ کی حرمت ہے، اس پاک گھر میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں، اور دوبارہ کبھی لوٹ کر نہیں آتے"۔

☆......ابن عباس کہتے ہیں کہ مراد وہ بے مثل گھر ہے جس کا فرشتے طواف کرتے ہیں، جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں اور جو ایک مرتبہ آجائے دوبارہ لوٹ کر نہیں آتا"۔ (الطبری، الجزء:٢٧، ص٢٢)

مذکورہ بالا اشیاء کے اختیار کرنے میں کیا حکمتیں ہیں؟

☆......مذکورہ بالا تینوں اشیاء کے اختیار کرنے کی حکمتیں امام رازی نے یوں بیان فرمائی ہیں: (١)......طور، بیت المعمور اور البحر المسجور میں حضرات انبیائے کرام کی انفرادیت کی جانب اشارہ ہے، یعنی حضرات انبیائے کرام میں سے تین ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے رب عزوجل کی خلوت، اخلاص اور اللہ عزوجل سے کلام کا شرف انہی مقامات پر حاصل کیا چنانچہ جہاں تک طور کی قسم کا تعلق ہے تو یہ وہی مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ عزوجل سے کلام کرنے کا شرف حاصل ہوا چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿اتهلكنا بما فعل السفهاء منا ان هي الا فتنتك تضل بها من تشاء وتهدي من تشاء تو کیا ہمیں اس کام پر ہلاک فرمائے گا جو ہمارے بے عقلوں نے کیا وہ نہیں مگر تیرا آزمانا تو اس سے بہکائے جسے چاہے اور جسے چاہے راہ دکھائے (الاعراف:١٥٥)﴾، ﴿ارني انظر اليك مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں (الاعراف:١٤٣)﴾۔ سید عالم ﷺ کا تعلق بیت المعمور سے بیان کیا گیا ہے چنانچہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، لا احصى ثناء عليك كما اثنيت على نفسك"۔ اور حضرت یونس علیہ السلام کا تعلق البحر المسجور کے ساتھ بیان کیا گیا چنانچہ اللہ عزوجل نے انہی کا کلام بیان فرمایا: ﴿لا اله الا انت سبحنك انى كنت من الظلمين کوئی معبود نہیں سوائے تیرے پاکی ہے تجھ کو بیشک مجھ سے بے جا ہوا (الانبیاء:٨٧)﴾۔ پس ان مبارک مقامات کی مبارک یادوں کی وجہ سے اللہ عزوجل نے ان کی قسمیں ارشاد فرمائیں، اور جہاں تک کتاب کا ذکر ہے تو یہ حضرات انبیائے کرام کے لئے اللہ عزوجل سے ہم کلام ہونے کا ایک ذریعہ ہے کہ اللہ عزوجل اس کے ذریعے اپنے انبیائے کرام سے کلام فرماتا ہے۔ السقف کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ بیت المعمور بلندی پر ہے اور آسمانوں کی بلندی پر جانے والے سید عالم ﷺ ہی ہیں، پس ثابت ہوا کہ مقصود سید عالم ﷺ کی شان ارفع واعلیٰ بیان کرنا ہے۔ (٢)......ان قسموں سے یہ بھی ثابت کرنا مقصود ہے کہ اللہ عزوجل کے عذاب کو کوئی دور نہیں کر سکتا، اور جس کے لئے اللہ عزوجل چاہے اُس سے اپنے عذاب کو دور کردے، جس طرح پہاڑ اپنی جگہ سے نہیں ہٹایا جا سکتا بالکل اسی طرح یہ قسمیں اللہ عزوجل کی جانب سے اٹل ہیں، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ابن نوح کے حوالے سے قرآن میں بیان ہوا: ﴿ساوى الى جبل يعصمني من الماء قال لا عاصم اليوم من امر الله الا من رحم اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا کہا آج اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے (ھود:٤٣)﴾۔ (الرازی، ج١٠، ص١٩٩)

آسمانوں کے گھومنے اور پہاڑ کے چلنے کی کیفیت وحکمت:

۵......ابن عباس کہتے ہیں کہ قیامت کے دن آسمان حرکت کرے گا، مورا بمعنی تحریکا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ قیامت

کے دن آسمان گھومتا ہوگا۔ ضحاک کہتے ہیں کہ قیامت کے دن آسمان اللہ ﷻ کے حکم سے گھومتا اور حرکت کرتا ہوگا اور ایک دوسرے کے اوپر لہروں کی طرح دکھائی دیگا۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۲۷ وغیرہ)

بروزِ قیامت پہاڑ سطحِ زمین سے ہٹ کر اڑتا نظر آئے گا، بعض کہتے ہیں کہ پہاڑ ایسے چلیں گے جیسا کہ بادل چلتے ہیں، پھر آخر میں ایسا بھی ہوگا کہ یہ پہاڑ پھٹ پڑیں گے جیسا کہ کھایا ہوا بُھس ہوتا ہے اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ اللہ ﷻ اپنی خاص تجلی فرمائے گا اور سب کچھ گویا کہ فنا ہو جائے گا اور ایسا ہو جائے گا کہ کچھ بھی نہیں بچے گا سوائے اس عجیب وغریب کیفیت کے کہ پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی مانند اور آسمان گھومتے ہوئے دکھائی دیں اور کوئی ان چیزوں کا ادراک نہ کر سکے۔ (روح البیان، ج۹، ص۲۲۳)

اگر یہ سوال کیا جائے کہ پہاڑوں کے چلنے اور آسمان کے گھومنے کی کیا وجہ ہے؟ ہم (امام رازی) اس کا جواب یہ دیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ ﷻ کی قدرت سے ممکن ہے، اور اس میں حکمت یہ ہے کہ زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے سب کے سب دنیاوی منافع کے حصول کا سبب ہیں اور جب دنیا ہی کو معدوم کرنا مقصود ہے تو پھر ان اسباب دنیا کو باقی رکھنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔

کافروں کے صبر کرنے یا نہ کرنے کا بیان:

۶.....کافروں سے کہا جائے گا کہ جہنم میں داخل ہو جاؤ اور اس کی شدت وحرارت کا مزہ چکھو۔ پس یہ عذاب صبر کرتے ہوئے برداشت کرو یا بغیر صبر کئے، لیکن تمہیں اس سے خلاصی ملنے والی نہیں۔ کافروں کے لئے عذاب پر صبر کرنا اور نہ کرنا دونوں ہی برابر ہے کیونکہ جزع وفزع کریں یا خاموشی سے عذاب کو بھگتیں، انہیں کسی قسم کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، نہ تو ان سے عذاب دور ہوگا، نہ عذاب میں کمی واقع ہوگی، بلکہ صبر کرنا تو دنیا میں فائدہ مند تھا جب طاعت الٰہی ﷻ پر صبر کرتے اور اگر وہاں صبر کر لیتے تو اس دنیا میں اس طرح جزع وفزع نہ کرنی پڑتی، اور اس دنیا کو تیز پیاز کی مانند جان کر برداشت کر لیں تو آخرت میں اس کا پھل انتہائی میٹھے شہد کی طرح ملے گا۔ ''التاویلات النجمیۃ'' میں ہے کہ تم صرف دنیا کے خیر وشر کے امور پر آخرت میں جزا وسزا دیئے جاؤ گے اور اُخروی جزا وسزا پر صبر کرنا، خضوع وعاجزی، تضرع وگریہ زاری، دعا وغیرہ کرنا کچھ فائدہ نہ دیگا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اب پچھتاؤ یا نہ پچھتاؤ لیکن کلام کرنے کا وقت گزر چکا۔ (روح البیان، ج۹، ص۲۲۵)

جنتی حوروں کے محاسن پر چار روایات:

ے.....بی بی عائشہ کہتی ہیں کہ جب جنتی حوریں یہ کلمات تلفظ کرتی ہیں تو اہل دنیا کی خواتین میں سے (کچھ) یوں جواب دیتی ہیں، جنتی حوروں کا کلام یہ ہوتا ہے: ''ہم نماز ادا کرنے والی، روزہ رکھنے والی، وضو سے رہنے والی، صدقہ کرنے والی ہیں تو جو یہ امور بجالائے، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پس جوان پر غالب آجائے''۔ واللہ اعلم ﷻ۔ کعب قرظی کہتے ہیں کہ قسم اس ذات پاک کی، اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر جنت کی حوروں میں سے کوئی اپنی سواری عرش سے ظاہر کرے تو سورج چاند کی چمک اس کے آگے ماند پڑ جائے، تو ان حوروں کا کیا عالم ہوگا اور اگر اللہ ﷻ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو ایسا عالیشان لباس وزیور نہیں پہنایا جیسا کہ حوروں کو پہنایا ہے۔

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنت میں حوروں کو العیناء کہتے ہیں، جب چلتی ہیں تو ان کے دائیں بائیں ستر ہزار (خادمین) چلتے ہیں اور ان کا جملہ یہ ہوتا ہے: ''کہاں ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے''۔

☆.....حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جنتی حوروں کو لعبۃ کہتے ہیں، جب وہ کسی دریا میں تھوکیں تو اس دریا کا سارا پانی میٹھا ہو جائے۔ اور وہ زبان حال سے یوں کہتی ہیں کہ ''اگر ہماری طرح کسی کو ہونا ہے تو ہماری طرح اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کرے''۔

(التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الاخرۃ، باب منہ فی الحور العین وکلامھن وجواب نساء، الجزء:۲، ص ۱۴۱)

مسلمانوں کی اولاد کا جنت میں ان کے ساتھ ہونا:

۸......اس بارے میں مفسرین کرام نے مختلف اقوال بیان کئے ہیں کہ جو مسلمانوں نے اپنے آباؤاجداد کی پیروی کر کے ایمان لائے ہیں اگر ان کے اعمال میں کمی ہوگی تو آیا وہ جنت میں جائیں گے یا نہیں، مسلمانوں کے نابالغ بچے اور کافر کے نابالغ بچوں کے جنتی ہونے یا نہ ہونے میں کیا احکامات ہیں، ہم درج ذیل اقوال مفسرین بیان کرتے ہیں جس سے اظھر من الشمس ہو جائے گا کہ اس بارے میں شریعت کے مفصل احکامات کیا ہیں۔

(۱)......اہل تاویل نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿والذین امنوا و اتبعتھم ذریتھم بایمان اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی (الطور:۲۱)﴾ کے کیا معنی ہیں؟ ہم مومنین کی ذریت کو ان کے ساتھ جنت میں داخل کریں گے اگرچہ ان کے اعمال اپنی ذریت کے اعمال کے درجات تک نہ پہنچے ہوں، تاکہ ان کے آباؤاجداد کی تکریم ہو اور ہم ان کے آباؤاجداد کے عمل نیک کے ثواب میں کچھ کمی نہ کریں گے۔

(۲)......ایک قول کے مطابق ماقبل آیت سے مراد یہ ہے کہ اگر نابالغ اولاد کا ایمان اس درجے تک نہ بھی پہنچتا ہو تو ہم انہیں ان کے آباء کے درجات میں داخل کریں گے اور ان آباؤاجداد کے عمل نیک کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (الطبری، الجزء:۲۷،ص ۳۱ وغیرہ)

(۳)......اسی طرح مومنین کی بالغ اور کفار اولاد اپنے والدین یا آباؤاجداد کی وجہ سے جنت میں نہ جائے گی جس کی دلیل واضح قرآن مجید میں ہے، چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿قال ینوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں (ھود:۴۶)﴾۔(۴)......سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مشرکین کے چھوٹے بچے جو کم سنی میں مرجائیں وہ جنت میں خادمین کی حیثیت سے خدمتگار ہونگے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷،ص ۱۷۴ وغیرہ)

جنت کے پھل وگوشت کا بیان:

۹......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جنتی سب سے پہلے مچھلی کی کلیجی کا زائد گوشت کھائیں گے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة و النار، رقم:، ص ۱۱۳۳)

☆......حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سدرۃ المنتہی کا ذکر کرتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: ''سوار اس کی شاخوں کے سائے میں سو سال چل سکتا ہے یا فرمایا اس کے سائے میں سو سوار آرام کر سکتے ہیں، یحیی کو شک ہے کہ اس میں سونے کے گھونسلے ہیں اور اس کے پھل مٹکوں جتنے ہیں''۔ (سنن الترمذی، ابواب صفة الجنة، باب: ما جاء فی ثمار اھل الجنة، رقم: ۲۵۵۰، ص ۷۳۱)

جنت کی شراب کی خصوصیات:

۱۰......جنتی کو ایسا پلایا جائے گا کہ جس میں لغو و باطل کچھ نہ ہوگا اور نہ ہی گناہ و بے ہودگی ہوگی، نہ جھگڑا ہوگا، نہ جنتیوں کی عقلیں زائل ہونگی کہ وہ لغویات و بے ہودگیوں میں جا پڑیں۔ جس طرح دنیا میں شراب نوشی کرنے والے کا حال ہوتا ہے ایسا کوئی معاملہ جنتی کو شراب طہور کے بعد نہ پیش آئے گا۔ (الخازن، ج ٤، ص ۲۰۰)

امام قرطبی فرماتے ہیں: اس مجلس میں لغویات کیسے ہو سکتی ہیں جو مجلس جنت عدن میں قائم ہو، جس میں پلانا فرشتوں کا ہو، جس میں پینا اللہ عزوجل کی یاد پر منحصر ہو، اور اس مجلس میں اللہ جل جلالہ کی جانب سے سلامتی اترتی ہو، اور جو اس مجلس میں شامل ہوں وہ اللہ عزوجل کے مہمان کی حیثیت سے شامل ہوں۔ اس مجلس کی شان یہ ہوگی کہ اس میں کوئی کسی کو نہیں جھٹلائے گا۔ (القرطبی، الجزء:۲۷، ص ٦۱)

☆......حکیم بن معاویہ اپنے والد گرامی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں پانی، شہد، دودھ اور شراب

کے دریا ہیں پھر ان سے نہریں پھوٹتی ہیں''۔(سنن الترمذی، ابواب صفة الجنة،باب:ماجاء صفة انهار الجنة،رقم:۲۵۸۰،ص۷٤۰)

اغراض:

ای الجبل الذی کلم الله علیه موسی: مراد طور سیناء ہے، اور یہ جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے، اور اللہ نے اس پہاڑ کی قسم تشریف وتکریم کی وجہ سے کھائی۔ **ای التوراة او القرآن:** یہ دو اقوال تفاسیر میں اس آیت کے تحت مذکور ہیں اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ﴿منشور﴾ سے مراد اعمال نامے ہیں، اللہ نے فرمایا: ﴿ونخرج له یوم القیمة کتبا یلقه منشورا﴾ اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد تمام کتب سماوی ہیں جو کہ حضرات انبیائے کرام پر نازل ہوئیں اور ایک قول اس کے علاوہ کا بھی ہے۔

هو فی السماء الثالثة: بیت المعمور کے بارے میں کئی اقوال ہیں، ایک قول کے مطابق پہلے آسمان پر، اور ایک قول کے مطابق چوتھے آسمان پر ہے، اور ایک قول کے مطابق ساتویں آسمان سے اوپر عرش کے نیچے موجود ہے اور ایک قول یہ ہے کہ بیت المعمور سے مراد عین کعبۂ معظّمہ ہے جس کی زیارت حاجی اور زائرین کرتے ہیں، وارد ہوتا ہے: ''ہر سال چھ لاکھ عمرے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور اگر یہ تعداد انسانوں سے پوری نہیں ہوتی تو باقی تعداد فرشتے پوری کرتے ہیں''۔ **ای السماء:** جیسا کہ زمین کے لئے چھت کا ہونا، ایک قول کے مطابق عرش مراد ہے کہ یہ جنت کی چھت ہے۔ **معمول لواقع:** یعنی جملہ منفیہ معترضہ عامل اور معمول کے مابین واقع ہے۔ **تتحرک وتدور:** جیسا کہ چکی گھومتی ہے، آسمان ایسے ہی گھومے گا اور بعض آسمان بعض دوسرے میں داخل ہو جائے گا، اجزائے آسمان مختلف ہو جائیں گے اور جیسے کشتی اپنے سواروں کو الٹا دیتی ہے بالکل ایسا ہی معاملہ ہوگا۔ **تصیر هباء منثورا:** عبارت سے پیدا ہونے والے وہم کے مطابق تفسیر نہیں کی گئی بلکہ معنی یہ ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دینگے اور ہوا میں پرندوں کی طرح اڑیں گے اور زمین میں ریت کے ذرات کی طرح بکھر جائیں گے، پھر روئی کے گالے کی مانند ہو جائیں گے، یعنی دھنکی ہوئی اون کی مثل ہو جائیں گے، پھر ہوائیں انہیں ادھر اُدھر اڑاتی پھریں گی اور زمین وآسمان کے مابین جو کچھ بھی ہے وہ بنی آدم کے منافع کے لئے ہے اور ان میں سے بھی کچھ باقی نہ رہے گا اور دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور اس میں مومنین کے لئے سرور وطمانیت ہے اور کافروں کے لئے انتہاء درجے کا غم وکرب ہے (کیونکہ کافر کے لئے دنیا جنت ہے)۔ **یدفعون بعنف:** یعنی داروغۂ جہنم ان کے ہاتھ گردنوں اور پیشانیوں کو قدموں کے ساتھ باندھ کر جہنم کی طرف دھکیلیں گے۔ **لان صبرکم لا ینفعکم:** دنیا میں مکروہ باتوں سے رُک جاتے تو رحمت کے حصول کو واجب کر لیتے، لیکن اب جہنم میں جا کر صبر کرنے یا نہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

ای جزائه: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے۔ **ای قرناهم:** یعنی ہم نے جنتیوں کو حوروں کے قریب کر دیا، اور اس میں ایک سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے، سوال یہ ہے کہ حور العین جنت میں مِلکِ یمین کی حیثیت میں ہونگی نہ کہ عقدِ نکاح کی حیثیت سے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ تزویج بمعنی عقدِ نکاح نہیں ہے بلکہ بمعنی مقارنت ہے۔

عظام الاعین: ﴿عین﴾ کی تفسیر کی گئی ہے اور اس کی جمع ''عیناء'' ہے، اور حور سے مراد سخت سفید ہونا ہے۔ **یزاد فی عمل الاولاد:** یعنی ہم نے آباء کے عمل سے اولاد کے لئے کچھ نہ کیا، بلکہ (جو جس) اکرام کا مستحق تھا وہی اس کے لئے کر دیا اور آباء کے عمل اُن کے اپنے لئے باقی رہے اور ذریت کو محض فضل وکرم سے انعام کیا۔ **وان لم یصرحوا بطلبه:** صرف جنتی کو خیال آئے گا اور وہ چیز اُس کے سامنے موجود ہوگی، وارد ہوتا ہے کہ جنتی کو کسی پرندے کی خواہش ہوگی، پس وہ سامنے کھانے کو آموجود ہوگا، جنتی کو نہ تو اس کا دھواں پہنچے گا اور نہ ہی آگ کی حرارت کا شائبہ گزرے گا، پس جنتی اُس سے کھائے گا اور سیر ہو جائے گا، پھر وہ دوبارہ پرندہ بن کر اُڑ جائے گا۔ **یتعاطون بینهم:** یعنی ایک دوسرے کے جام پر کوشش کریں گے، اور لذت واُنسیت حاصل کرنے کو ایک دوسرے سے جام

لینے کی کوشش کریں گے، مراد اس قول کے قائل مومن، ان کی ازواج اور خادمین جنت ہیں۔
مصون فی الصدف: جمع ''اصداف'' ہے، مراد پوشیدہ موتی ہے جو سیپ میں ہوتا ہے۔ وما وصلوا الیه: سے مراد جنت کی نعمتیں ہیں۔ لـدخـولها فی المسام: پس ﴿السموم﴾ جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے، جس میں ایسی گرمی نکلتی ہے جو کہ مسام میں سرائیت کر جاتی ہے۔ وقـالـوا ایـمـاء ایضا: ایماء سے مراد علت ہے، یعنی اللہ کا فضل ان کے نعمت کے حصول کا سبب بنا ہے، اور اس علت کا بیان: ﴿انـه هـو البر الرحیم﴾ میں بھی پایا جاتا ہے۔ ای نعبده: یعنی دنیا میں رہتے ہوئے ہم جہنم سے پناہ مانگتے تھے، اور وارِقرار (جنت کی ابدی نعمت کا) سوال کرتے تھے۔ (الصاوی، ج٦، ص٥ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿فَذَكِّر﴾ دُمْ عَلٰی تَذْکِیْرِ الْمُشْرِکِیْنَ وَلَا تَرْجِعْ عَنْهُ لِقَوْلِهِمْ لَکَ کَاهِنٌ مَجْنُوْنٌ ﴿فما انت بنعمت ربک﴾ اَیْ بِاِنْعَامِهٖ عَلَیْکَ ﴿بکاهن﴾ خَبَرُ مَا ﴿ولا مجنون (۲۹)﴾ مَعْطُوْفٌ عَلَیْهِ ﴿ام﴾ بَلْ ﴿یقولون﴾ هُوَ ﴿شاعر نتربص به ریب المنون (۳۰)﴾ حَوَادِثُ الدَّهْرِ فَیُهْلِکُ کَغَیْرِهٖ مِنَ الشُّعَرَاءِ ﴿قل تربصوا﴾ هَلَاکِیْ ﴿فانی معکم من المتربصین (۳۱)﴾ هِلَاکَکُمْ فَعُذِّبُوْا بِالسَّیْفِ یَوْمَ بَدْرٍ وَالتَّرَبُّصُ الْاِنْتِظَارُ ﴿ام تأمرهم احلامهم﴾ عُقُوْلُهُمْ ﴿بهذا﴾ اَیْ قَوْلُهُمْ لَهٗ سَاحِرٌ کَاهِنٌ شَاعِرٌ مَجْنُوْنٌ اَیْ لَا تَاْمُرُهُمْ بِذٰلِکَ ﴿ام﴾ بَلْ ﴿هم قوم طاغون (۳۲)﴾ بِعِنَادِهِمْ ﴿ام یقولون تقوله﴾ اِخْتَلَقَ الْقُرْاٰنَ لَمْ یَخْتَلِقْهُ ﴿بل لا یومنون (۳۳)﴾ اِسْتِکْبَارًا فَاِنْ قَالُوْا اِخْتَلَقَهٗ ﴿فلیأتوا بحدیث﴾ مُخْتَلَقٍ ﴿مثله ان کانوا صدقین (۳۴)﴾ فِیْ قَوْلِهِمْ ﴿ام خلقوا من غیر شیء﴾ اَیْ خَالِقٍ ﴿ام هم الخلقون (۳۵)﴾ اَنْفُسَهُمْ وَلَا یَعْقِلُ مَخْلُوْقٌ بِدُوْنِ خَالِقٍ وَلَا مَعْدُوْمٌ یَخْلُقُ فَلَا بُدَّ لَهُمْ مِنْ خَالِقٍ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ فَلِمَ لَا یُوَحِّدُوْنَهٗ وَیُؤْمِنُوْنَ بِرَسُوْلِهٖ وَکِتَابِهٖ ﴿ام خلقوا السموت والارض﴾ وَلَا یَقْدِرُ عَلٰی خَلْقِهِمَا اِلَّا اللّٰهُ الْخَالِقُ فَلِمَ لَا یَعْبُدُوْنَ ﴿بل لا یوقنون (۳۶)﴾ وَاِلَّا لَاٰمَنُوْا بِنَبِیِّهٖ ﴿ام عندهم خزائن ربک﴾ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالرِّزْقِ وَغَیْرِهِمَا فَیَخُصُّوْا مَنْ شَاؤُوْا بِمَا شَاؤُوْا ﴿ام هم المصیطرون (۳۷)﴾ اَلْمُتَسَلِّطُوْنَ الْجَبَّارُوْنَ وَفِعْلُهٗ صَیْطَرَ وَمِثْلُهٗ بَیْطَرَ وَبَیْقَرَ ﴿ام لهم سلم﴾ مَرْقٰی اِلَی السَّمَاءِ ﴿یستمعون فیه﴾ اَیْ عَلَیْهِ کَلَامَ الْمَلَائِکَةِ حَتّٰی یُمْکِنُهُمْ مُنَازَعَةُ النَّبِیِّ ﷺ بِزَعْمِهِمْ اِنْ ادَّعَوْا ذٰلِکَ ﴿فلیأت مستمعهم﴾ اَیْ مُدَّعِی الْاِسْتِمَاعِ عَلَیْهِ ﴿بسلطن مبین (۳۸)﴾ بِحُجَّةٍ بَیِّنَةٍ وَاضِحَةٍ وَلِشِبْهِ هٰذَا الزَّعْمِ بِزَعْمِهِمْ اَنَّ الْمَلَائِکَةَ بَنَاتُ اللّٰهِ قَالَ تَعَالٰی ﴿ام له البنت﴾ اَیْ بِزَعْمِکُمْ ﴿ولکم البنون (۳۹)﴾ تَعَالَی اللّٰهُ عَمَّا زَعَمْتُمُوْهُ ﴿ام تسئلهم اجرا﴾ عَلٰی مَا جِئْتَهُمْ بِهٖ مِنَ الدِّیْنِ ﴿فهم من مغرم﴾ غُرْمٍ لَکَ ﴿مثقلون (۴۰)﴾ فَلَا یُسْلِمُوْنَ ﴿ام عندهم الغیب﴾ اَیْ عِلْمُهٗ ﴿فهم یکتبون (۴۱)﴾ ذٰلِکَ حَتّٰی یُمْکِنَهُمْ مُنَازَعَةُ النَّبِیِّ ﷺ فِی الْبَعْثِ وَاَمْرِ الْاٰخِرَةِ بِزَعْمِهِمْ ﴿ام یریدون کیدا﴾ بِکَ لِیُهْلِکُوْکَ فِیْ دَارِ النَّدْوَةِ ﴿فالذین کفروا هم المکیدون (۴۲)﴾ اَلْمَغْلُوْبُوْنَ الْمُهْلَکُوْنَ فَحَفِظَهُ اللّٰهُ مِنْهُمْ ثُمَّ اَهْلَکَهُمْ بِبَدْرٍ ﴿ام لهم اله غیر الله سبحن الله عما یشرکون (۴۳)﴾ بِهٖ مِنَ الْاٰلِهَةِ وَالْاِسْتِفْهَامُ بِاَمْ فِیْ مَوَاضِعِهَا لِلتَّقْبِیْحِ وَالتَّوْبِیْخِ ﴿وان یروا کسفا﴾ بَعْضًا ﴿من السماء ساقطا﴾ عَلَیْهِمْ

كَمَا قَالُوْا فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ اَیْ تَعْذِيْبًا لَهُمْ ﴿يقولوا﴾ هٰذَا ﴿سحاب مركوم (۴۴)﴾ مُتَرَاكِبٌ نَرْتَوِیْ بِهٖ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿فذرهم حتى يلقوا يومهم الذى فيه يصعقون (۴۵)﴾ يَمُوْتُوْنَ ﴿يوم لا يغنى﴾ بَدَلٌ مِّنْ يَوْمِهِمْ ﴿عنهم كيدهم شيئا ولاهم ينصرون (۴۶)﴾ يُمْنَعُوْنَ مِنَ الْعَذَابِ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿وان للذين ظلموا﴾ بِكُفْرِهِمْ ﴿عذابا دون ذلك﴾ اَیْ فِی الدُّنْيَا قَبْلَ مَوْتِهِمْ فَعُذِّبُوْا بِالْجُوْعِ وَالْقَحْطِ سَبْعَ سِنِيْنَ وَبِالْقَتْلِ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿ولكن اكثرهم لا يعلمون (۴۷)﴾ اَنَّ الْعَذَابَ يَنْزِلُ بِهِمْ ﴿واصبر لحكم ربك﴾ بِاِمْهَالِهِمْ وَلَا يَضِيْقُ صَدْرُكَ ﴿فانك باعيننا﴾ بِمَرْاٰی مِنَّا نَرَاكَ وَنَحْفَظُكَ ﴿وسبح﴾ مُتَلَبِّسًا ﴿بحمد ربك﴾ اَیْ قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ﴿حين تقوم (۴۸)﴾ مِنْ مَنَامِكَ اَوْ مِنْ مَجْلِسِكَ ﴿ومن اليل فسبحه﴾ حَقِيْقَةً اَيْضًا ﴿وادبار النجوم (۴۹)﴾ مَصْدَرٌ اَیْ عَقْبَ غُرُوْبِهَا سَبِّحْهُ اَيْضًا اَوْ صَلِّ فِی الْاَوَّلِ الْعِشَائَيْنِ وَفِی الثَّانِیْ الْفَجْرِ وَقِيْلَ الصُّبْحُ.

﴿ترجمہ﴾

تو تم نصیحت کرو (یعنی مشرکوں کو نصیحت کرنے پر ڈٹے رہو اور تمہاری شان میں ان کے یہ برے کلمات بکنے کے باوجود کہ تم کاھن ہو مجنون ہو "العیاذ باللہ" انہیں تبلیغ کرنے سے پیچھے نہ ہٹو.....۱.....) کہ تم اپنے رب کے انعام کے سبب (جو اس نے تم پر فرمایا، نعمۃ کے معنی انعام ہے) نہ کاھن ہو اور نہ مجنون ("بکاھن" "معطوف" او مجنون" معطوف علیہ ہے، یہ ملکر "ما" نافیہ کی خبر ہے) یا (ام بمعنی بل ہے) کہتے ہیں (یہ) شاعر ہیں ہمیں ان پر حوادث زمانہ کا انتظار ہے (یہ بھی دیگر شعراء کی طرح انتقال کر جائیں گے، ریب المنون بمعنی حوادث الدھر ہے) تم فرماؤ (میرے ہلاک کئے جانے کا) انتظار کئے جاؤ میں بھی (تمہاری ہلاکت کا) منتظر ہوں (پھر جنگ بدر میں ان کافروں کو تلواروں کے ذریعے سے عذاب دیا گیا.....۲.....، "التربص" کا معنی انتظار کرنا ہے) کیا ان کی عقلیں (احلامھم بمعنی عقولھم ہے) انہیں یہی بتاتی ہیں (کہ حضور ﷺ کے بارے میں وہ یہ کہیں کہ آپ جادوگر، کاہن، شاعر یا مجنون ہیں، العیاذ باللہ یعنی ان کی عقلیں تو انہیں یہ نہیں کہتی) بلکہ (ام بمعنی بل ہے) وہ (اپنے بغض وعناد کے سبب) سرکش لوگ ہیں یا کہتے ہیں انہوں نے اسے خود بنایا ہے (یعنی انہوں نے خود سے قرآن گڑھ لیا ہے، انہوں نے قرآن نہیں بنایا) بلکہ وہ (غرور وتکبر کے سبب) ایمان نہیں لاتے (اگر ان کا یہی کہنا کہ حضور ﷺ نے یہ قرآن خود بنایا ہے) تو لے آئیں ایک بات (گھڑی ہوئی) اس جیسی اگر وہ (اپنی اس بات میں.....۳.....) سچے ہیں یا وہ بغیر شے (یعنی بغیر خالق) کے بنائے گئے یا وہی (خود اپنی جانوں کو) بنانے والے ہیں (نہ تو مخلوق بغیر خالق کے پیدا ہو سکتی ہے اور نہ معدوم کو کچھ پیدا کرنے کی طاقت ہے تو وجود مخلوق کے لیے خالق کا ہونا ضروری ہے اور وہ خالق ایک اللہ عزوجل ہے اس حقیقت کے واضح ہونے کے باوجود پھر یہ لوگ اللہ عزوجل کی وحدانیت کو کیوں نہیں مانتے اور اس رسول ﷺ کی کتاب پر کیونکر ایمان لے کر نہیں آتے) یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے (اور آسمان وزمین کو پیدا کرنے کی قدرت فقط اللہ عزوجل ہی کو ہے جو ہر چیز کا خالق ہے، پھر یہ اس کی عبادت کیوں نہیں کرتے) بلکہ انہیں یقین نہیں (ورنہ اگر انہیں اس کا یقین ہوتا تو وہ اللہ عزوجل کے نبی ﷺ پر ضرور ایمان لے آتے) یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں (نبوت اور رزق وغیرہ کے کہ وہ جسے جس نعمت کے ساتھ چاہیں مختص کر دیں.....۴.....) یا وہ حاکم اعلیٰ ہیں (وہ تسلط اور غلبہ رکھنے والے ہیں "مصیطرون" کا فعل "سیطر" ہے، اور اس فعل کی مثل یہ افعال ہیں: "بیطر" "بیقر") یا ان کے پاس کوئی زینہ (آسمانوں تک لیجانے والا) کہ جس پر چڑھ کر

(فرشتوں کا کلام) سن لیتے ہیں (حتی کہ ان کے لیے ان کے اپنے گمان میں حضور ﷺ سے جھگڑنا روا ہو گیا ہے، اگر وہ اس بات کے مدعی ہیں) تو ان کا سننے والا (یعنی سننے کا مدعی) کوئی واضح دلیل لے کر آئے (''سلطن مبین'' کا معنی واضح اور روشن دلیل ہے اور ان کے اس گمان کے مشابہ انکا یہ گمان بھی ہے کہ فرشتے اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) کیا (تمہارے گمان کے مطابق) انکو بیٹیاں اور تم کو بیٹے (اللہ ﷻ ان کے اس باطل گمان سے بلند وبالا پاک ہے) یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو (ان کے پاس یہ دین لانے پر......۵......) تو وہ چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں (جس کے نتیجے میں وہ اسلام نہیں لا رہے) یا ان کے پاس غیب (یعنی علم غیب) ہے تو وہ (اسے) لکھ لیتے ہیں (حتی کہ حشر ونشر اور امور آخرت کے بارے میں ان کا اپنے گمان کے مطابق نبی پاک ﷺ سے جھگڑنا ممکن ہو گیا ہے تمہارے ساتھ) یا کسی فریب کے ارادے میں ہیں (کہ دار الندوہ میں تمہیں ہلاک کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں) تو کافروں ہی پر داؤ پڑنا ہے (انہیں کو مغلوب و ہلاک ہونا ہے، پس اللہ ﷻ نے اپنے محبوب ﷺ کی ان لوگوں سے حفاظت کی اور جنگ بدر میں ان لوگوں کو ہلاک فرما دیا) یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے اللہ کو پاکی ہے ان سے جن کو وہ (اللہ ﷻ کے ساتھ) شریک ٹھہراتے ہیں (یعنی باطل خداؤں سے، ماقبل مقامات میں مذکور حذف ''امر'' یہ مشرکین کی برائی بیان کرنے اور انہیں زجر وتوبیخ کرنے کے لیے ہے) اور اگر وہ کوئی ٹکڑا دیکھیں (کسفا بمعنی بعضا ہے) آسمان سے (اپنے اوپر) گرتا (جسے انہیں عذاب دینے کے لیے گرایا جائے جیسا کہ مشرکین نے کہا تھا'' فاسقط علینا کسفا من السماء'') تو کہیں گے (یہ) تہہ بہ تہہ بادل ہے (ہم اس کے ذریعے سیراب ہوں گے اور ایمان نہیں لاتے) تو تم انہیں چھوڑ دو کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں وہ موت کا شکار ہوں گے (یصعقون بمعنی یموتون ہے) جس دن کام نہ دے گا (''یوم لا یغنی..... الخ'' من یومھم ......الخ سے بدل بن رہا ہے) کچھ ان کا فریب اور نہ ان کی مدد ہو (یعنی آخرت میں ان سے عذاب کو دور کیا جائے ......٦......) اور بیشک جنہوں نے (کفر کر کے) ظلم کیا ان کے لیے اس سے پہلے (یعنی موت سے قبل دنیا میں) ایک عذاب ہے (ان لوگوں کو بھوک اور قحط سالی کے ذریعے سات سال تک عذاب میں مبتلا رکھا گیا یا پھر اس عذاب سے مراد بدر میں ان لوگوں کا قتل کیا جانا ہے) مگر ان میں اکثر کو علم نہیں (کہ ان پر عذاب نازل ہونا ہے) اے محبوب تم اپنے رب کے (ان مشرکوں کو مہلت دینے کے) حکم پر ٹھہرے رہو (اور تنگ دل نہ ہو) بیشک تم ہماری نگہداشت میں ہو (یعنی ہم تمہیں ملاحظہ فرما رہے ہیں اور تمہاری حفاظت فرما رہے ہیں) اور تسبیح کہو اپنے رب کی حمد کے ساتھ (دونوں کو ملاتے ہوئے یعنی سبحان اللہ وبحمدہ پڑھو) جب تم کھڑے ہو (یعنی جب سو کر اٹھو یا مجلس سے اٹھو) اور کچھ رات میں اس کی تسبیح کہو (یہاں بھی درحقیقت تسبیح کرنا مراد ہے) اور تاروں کے پیٹھ دیتے (''ادبار'' مصدر ہے بمعنی عقیب یعنی ستاروں کے چھپ جانے کے بعد اللہ ﷻ کی تسبیح کہو یا تسبیح سے مراد نماز پڑھنا ہے تو یہاں پہلی صورت کا معنی من اللیل فسبحہ کا معنی ہوگا کہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھو اور دوسری صورت کا یعنی و ادبار النجوم کا معنی ہوگا فجر کی سنتیں پڑھو ایک قول کے مطابق معنی ہوگا فجر کی نماز پڑھو......ے......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فذکر فما انت بنعمت ربک بکاھن ولا مجنون﴾

ف: فصیحیہ، ذکر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف ''اذا کان الامر کذلک'' ظرف مستقر حال مقدم، ب: زائد، کاھن: اسم فاعل ''ھو'' ضمیر ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، مجنون: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام یقولون شاعر نتربص به ریب المنون﴾
ام: منقطعہ بمعنی بل، یقولون: قول، شاعر: موصوف، نتربص به: فعل بافاعل وظرف لغو، ریب المنون: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر "ھو" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل تربصوا فانی معکم من المتربصین﴾
قل: قول، تربصوا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ تعلیلیہ، انی: حرف مشبہ وی ضمیر ذوالحال، معکم: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم، من المتربصین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام تامرھم احلامھم بھذا ام ھم قوم طاغون ام یقولون تقوله بل لایومنون﴾
ام: عاطفہ بمعنی بل، تامرھم: فعل ومفعول، احلامھم: فاعل، بھذا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ام: عاطفہ، ھم: مبتدا، قوم طاغون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، یقولون: قول، تقوله: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، بل: عاطفہ، لایومنون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلیاتوا بحدیث مثله ان کانوا صدقین﴾
ف: فصیحیہ، لام: لام امر، یاتوا: فعل بافاعل، ب: جار، حدیث: موصوف، مثله: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "فان قالوا تقوله" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ان: شرطیہ، کانوا صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "ان فلیاتوا بحدیث مثله" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ام خلقوا من غیر شیء ام ھم الخالقون ام خلقوا السموت والارض بل لا یوقنون﴾
ام: عاطفہ، خلقوا: فعل بانائب الفاعل، من غیر شیء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ام: عاطفہ، ھم: مبتدا، الخالقون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، خلقوا: فعل بافاعل، السموت: معطوف علیہ، و الارض: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، بل: عاطفہ، لایوقنون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ام عند ھم خزائن ربک ام ھم المصیطرون ام لھم سلم یستمعون فیه﴾
ام: عاطفہ، عندھم: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، خزائن ربک: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، ھم: مبتدا، المصیطرون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، سلم: موصوف، یستمعون فیه: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیۃ۔

﴿فلیات مستمعھم بسلطن مبین ام له البنت ولکم البنون﴾
ف: فصیحیہ، لام: لام امر، یات: فعل امر، مستمعھم: فعل، بسلطن مبین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان ادعوا ذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ام: عاطفہ، له: ظرف مستقر خبر مقدم، البنت: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، البنون: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام تسئلھم اجرا فھم من مغرم مثقلون ام عند ھم الغیب فھم یکتبون﴾
ام: عاطفہ، تسئلھم: فعل بافاعل ومفعول، اجرا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ھم: مبتدا، من مغرم مثقلون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، عندھم: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، الغیب: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ

اسمیہ ،ف :عاطفہ ،ھم :مبتدا،یکتبون : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام یریدون کیدا فالذین کفروا ھم المکیدون ام لھم الہ غیر اللہ﴾

ام :عاطفہ ،یریدون :فعل بافاعل، کیدا :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ ،الذین کفروا :موصول صلہ،ملکر مبتدا،ھم المکیدون :جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،ام :عاطفہ ،لھم :ظرف مستقر خبر مقدم ،الہ :موصوف ،غیر اللہ :صفت ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سبحن اللہ عما یشرکون وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم﴾

سبحن : مصدر مضاف، اللہ : اسم جلالت مضاف الیہ فاعل ،عما یشرکون :ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف "سبح" کیلئے مفعول مطلق ،ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ،ان :شرطیہ ،یروا :فعل بافاعل، کسفا :موصوف ،من السماء :ظرف مستقر صفت اول ،ساقطا :صفت ثانی ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،یقولوا :قول ،سحاب مرکوم : مرکب توصیفی "ھو" مبتدا محذوف کی خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فذرھم حتی یلقوا یومھم الذی فیہ یصعقون﴾

ف : فصیحیہ ،ذرھم :فعل امر بافاعل ومفعول ،حتی : جار ،یلقوا :فعل بافاعل ،یومھم :موصوف ،الذی فیہ یصعقون : موصول صلہ ،ملکر صفت ،ملکر ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر محذوف "اذا بلغوا فی الکفر العناد الی ھذا الحد" کی جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یوم لا یغنی عنھم کیدھم شیئا ولاھم ینصرون﴾

یوم : مضاف ،لا یغنی :فعل نفی ،عنھم :ظرف لغو ،کیدھم :فاعل ،شیئا :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،لا :نافیہ ،ھم :مبتدا ،ینصرون : جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ معطوف ،ملکر مضاف الیہ ،ملکر ماقبل "یومھم" سے بدل ہے۔

﴿وان للذین ظلموا عذابا دون ذلک ولکن اکثرھم لا یعلمون﴾

و : عاطفہ ،ان :حرف مشبہ ،لام :جار ،الذین ظلموا :موصول صلہ ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم ،عذابا :موصوف ،دون ذلک : صفت ،ملکر اسم مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،لکن اکثرھم :حرف مشبہ واسم ،لایعلمون : جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واصبر لحکم ربک فانک باعیننا وسبح بحمد ربک حین تقوم﴾

و :عاطفہ ،اصبر :فعل امر بافاعل ،لحکم ربک :ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ تعلیلیہ ،انک :حرف مشبہ واسم ،باعیننا :ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،سبح :فعل امر با "انت" ،ضمیر مستقر ذوالحال ،بحمد ربک :ظرف مستقر حال ،ملکر فاعل ،حین تقوم :ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن الیل فسبحہ وادبار النجوم﴾

و :عاطفہ ،من الیل :ظرف مستقر فعل محذوف "سبح" کیلئے ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ ،سبحہ :فعل امر بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ،ادبار النجوم بمعنی 'وقت غروبھا' فعل محذوف "سبح" کیلئے ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تبلیغ رسالت پر جمے رہنے کا حکم:

ا......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فذکر فما انت بنعمة ربک بکاھن و لا مجنون تو اے محبوب تم نصیحت فرماؤ کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو نہ مجنون (الطور:۲۹)﴾ معنی یہ ہے کہ اے محبوب! آپ قرآنی آیات اور اپنی حکمت بھری باتوں سے ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لئے کوشاں رہیں، اگر یہ آپ کو کاہن، شاعر یا جادوگر ہی کہتے ہوں لیکن آپ ﷺ اپنے منصب پر گامزن رہیں۔ (روح المعانی، الجزء:۲۷، ص۵۲)

متذکرہ آیت اور تفسیری نکات سے ثابت ہوگیا کہ مبلغ کو اپنے کام سے چھٹی کی اجازت نہیں، یعنی اُسے یہ اجازت نہیں کہ دل برداشتہ ہوجائے، گھر میں بیٹھا رہے، نیکی کی دعوت کا فریضہ ترک کردے، لوگوں سے کنارہ کرنے لگے، مخالفین کی باتوں کو دل میں جگہ دے کر اپنے منصب کو فراموش کردے، دیکھیں کائنات کی عظیم ترین مخلوق، خالق کائنات ﷻ نے جنہیں اپنا محبوب ﷺ فرمایا انہیں بھی لوگوں کی باتوں کی پرواہ کئے بغیر تبلیغ کے منصب کو ادا کرتے رہنے کی تلقین فرمادی، گویا ہمیں سکھایا جارہا ہے کہ حالات کتنے ہی نامصاعب سہی نیکی کا کام نہیں چھوڑنا۔

مسلمان اور کفار کے انتظار کا فرق:

۲......اللہ ﷻ نے ہر حال میں اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی اور تسلی کا اہتمام فرمایا ہے، اور انہیں سکھادیا کہ اے محبوب ﷺ! تجھ پر الزام لگانے، اور مجھے راستے سے نکالنے کی بجائے اللہ ﷻ کے فیصلے کا انتظار کرو کیونکہ تم تو مجھے ہلاک کرنے کے درپے ماضی میں بھی رہے اور حال میں بھی تمہارا یہی حال رہا ہے اور ہونا وہی ہے جو اللہ ﷻ چاہے گا تو تم میری ہلاکت کا انتظار کرتے رہو میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔ اب ہلاکت اُسے ہی ملنی ہے جس کے لئے اللہ ﷻ نے لکھ دی اور جس طرح سے لکھ دی، تاریخ اس بات پر گواہ اور مفسرین کرام کے تفسیری نکات اس پر شاہد کہ وہی لوگ جنہوں نے فخر کائنات ﷺ کو شہید کرنے کے لئے دارالندوہ میں مشورے کئے، آج وہ لوگ بدر، اُحد، خندق اور دیگر معرکوں میں کام آگئے۔ گویا اس فرمان: ﴿قل تربصوا فانی معکم من المتربصین تم فرماؤ انتظار کئے جاؤ میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں (الطور:۳۱)﴾ میں دلیل ہے کہ سید عالم ﷺ کو اس مبارک کلمات کے ذریعے کافروں کی جلد ہلاکت کی خبر دی جارہی ہے۔

قرآن کی مثل لانے کا حکم:

۳......سید عالم ﷺ نے قرآن مجید میں چار مقامات پر کھلا دعوی پیش کیا وہ یہ ہیں۔(۱)......﴿قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القران لایاتون بمثله ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہوجائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو (الاسراء:۸۸)﴾،(۲)......﴿ام یقولون افترہ قل فاتوا بسورة مثله وتدعوا من استطعتم من دون اللہ کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے جی سے بنالیا تم فرماؤ تو لے آؤ اس کی مثل سورت اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکے سب کو بلالو (یونس:۳۸)﴾۔(۳)......قل فاتوا بعشر سور مثله مفتریت تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ (ھود:۱۳)۔(۴)......﴿فلیاتوا بحدیث مثله ان کانوا صدقین تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں (الطور:۳٤)﴾۔ (الجمل، ج۳، ص۳٦۱)

مذکورہ آیت کے تحت رب ﷻ کے خزانوں کا مالک کون ہے؟

۴.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ام عندھم خزائن ربک یاان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں (الطور:۳۷)﴾، ان کے پاس نبوت اور رزق وغیرہ کے خزانے نہیں ہیں کہ جنہیں چاہیں دیں اور جس سے چاہیں روک رکھیں۔ الرمانی کہتے ہیں اللہ ﷻ نے اپنی قدرت کے خزانے کا سید عالم ﷺ کو مختار فرمایا ہے، ابن عطیہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے فرمان "ام عندھم" میں اس جانب اشارہ ہے کہ مال، صحت، عزت وغیرہ جمیع امور اللہ ﷻ کی بارگاہ کے مرہون منت ہیں، زہری کہتے ہیں کہ خزائن سے مراد علم واحسانمندی ہے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۷، ص ۵۵ ملخصاً)

قاضی شہاب الدین عمر خفاجی فرماتے ہیں: اس آیت کے معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے کائنات میں تصرف کا اختیار انہیں نہیں دیا کہ تمام معاملات میں ان کے مرہون منت ہوں جسے یہ چاہیے اُسے منصب نبوت عطا کی جائے اور جس کے لئے یہ خواہش کریں اُسے اللہ ﷻ کی رضا حاصل ہو۔ (حاشیۃ الشہاب، ج۸، ص ۶۱۶)

امام رازی کہتے ہیں: اس آیت میں خزائن سے مراد درج وجوہ ہوسکتی ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ کی رحمت مراد ہے۔ (۲)..... غیب کے خزانے مراد ہیں۔ (۳)..... آنکھوں سے چھپے اسرار ورموز مراد ہیں۔ (۴)..... خلق خدا پر ہونے والے وہ انعام جو نہ مخلوق دیکھ سکتی ہے اور نہ ہی سن سکتی ہے، اول اور دوم وجوہ تو منقول ہیں جب کہ سوم و چہارم استنباط کی گئی ہیں۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۲۱۷)

سید عالم ﷺ کی جانب سے اجرت کی نفی کرنے کے محامل:

۵.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ام تسئلھم اجرا فھم من مغرم مثقلون یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو وہ چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں (الطور:۴۰)﴾ اس کے جواب میں کئی وجوہ بیان کی گئی ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱)..... اس سوال میں سید عالم ﷺ کی تسلی قلب کا سامان کرنا مقصود ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب لوگ سید عالم ﷺ کی بات سننے سے رکنے لگے اور اتباع سے بچنے لگے تو سید عالم ﷺ کی طبیعتِ نازنین پر گراں گزرا، پس سید عالم ﷺ کو اللہ ﷻ نے فرمایا کہ اے حبیب ﷺ! آپ نے ان تک وہی پہنچایا ہے جو انہوں نے چاہا ہے، پس آپ اپنا دل تنگ نہ کریں اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آپ پر کوئی ملامت نہیں ہے، اور آپ پر ملامت اس صورت میں ہوتی جب کہ آپ اُن سے تبلیغ رسالت کی کوئی اجرت مانگتے، لہذا اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر آپ کیوں حرج میں پڑتے ہیں۔ (۲)..... ان کا حال تو یہ ہے کہ یہ حضرات اپنے سرداروں سے مال وصول کرتے ہیں اور اے محبوب ﷺ! آپ ان سے اپنی تبلیغ پر کچھ اجر نہیں مانگتے جس کی وجہ سے یہ آپ کی پیروی نہیں کرتے اور آپ کے علاوہ دیگر لوگوں کی پیروی کر جاتے ہیں جہاں سے انہیں مال ملتا ہے۔ (۳)..... اس آیت میں سید عالم ﷺ کے اجر طلب نہ کرنے کا بیان ہے جب کہ ایک آیت میں یوں ہے: ﴿قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی تم فرماؤ میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت (الشوری:۲۳)﴾ یعنی سید عالم ﷺ نے اجر طلب کیا اور طلب اجر کی صورت اپنی قرابت سے محبت کا اظہار کرنا ہے، لہذا دونوں آیات میں بظاہر ٹکراؤ ہے۔ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ جہاں تک: ﴿المودۃ فی القربی﴾ کا تعلق ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ میں تم سے کسی دنیاوی منفعت کا سوال نہیں کرتا بلکہ میرے قرابت داروں کی محبت اللہ ﷻ کی رضا جوئی کے لئے طلب کرتا ہوں کیونکہ کاملین کی محبت ناقصین کی محبت کے مقابلے میں زیادہ کارآمد ہوا کرتی ہے، اور اللہ ﷻ کے نیک بندے جن سے اللہ ﷻ کلام کرے یا وہ اللہ ﷻ سے ہم کلام ہوں یا جنہیں اللہ ﷻ دوسروں کے لئے نمونہ بنائے، یہ سارے اُن کے مقابلے میں قریبی ہوتے ہیں جن سے نہ تو اللہ ﷻ کلام فرماتا ہے، نہ ہی جنہیں اللہ ﷻ دوسروں کے لئے نمونہ بناتا ہے اور سید عالم ﷺ کے قرابت دار یقیناً دیگر لوگوں کے لئے مشعل راہ ہیں

،لہذا دونوں آیات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۲۲۰)

کافروں کو ان کے حال پر چھوڑ دینے کا معنی:

۶......مفسرین کرام کہتے ہیں کہ: ﴿فذرھم تم انہیں چھوڑ دو﴾ میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہ آیت آیتِ سیف سے منسوخ ہے، اور: ﴿حتی یلقوا یومھم الذی فیہ یصعقون یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بے ہوش ہوں گے (الطور: ۴۵)﴾ میں قتادہ کے قول کے مطابق مراد کافروں کی موت کا دن ہے، جب کہ ایک قول یوم بدر کے حوالے سے بھی ملتا ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد نفخہ اولی ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جس دن قیامت آئے گی اور ان کی عقلیں صحیح سلامت نہ رہینگی۔ ایک قول کے مطابق یصعقون بمعنی من اصعقه الله جسے اللہ ﷻ یوم صاعقہ کی درشواری پہنچائے مراد ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۷، ص ٦٨)

آیت نمبر "۴۹" کے تحت نماز فجر سے پہلے سنت پڑھنے کی تحقیق:

ے......حضرت ابن عباس، جابر اور انس رضی اللہ عنہم کے مطابق نماز فجر سے (پہلی) دو رکعت مراد ہیں۔ بعض علماء نے ان دو رکعت (سنت) کو مستحب کہا ہے اور بعض نے انہیں پانچ نمازوں کی فرضیت سے منسوخ قرار دیا ہے۔ حضرت ضحاک اور ابن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وادبر النجوم اور تاروں کے پیٹھ دیتے ہیں﴾ سے نماز صبح کا ارادہ کیا گیا ہے اور یہی قول امام طبری نے اختیار فرمایا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں مراد نماز کے بعد کی تسبیحات ہیں۔

☆......حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سید عالم ﷺ کسی نماز کی اتنی محافظت نہیں فرماتے تھے جتنی فجر سے پہلے کی دو رکعات کی حفاظت فرماتے تھے"۔ (صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب تعاهد ركعتي الفجر ومن سماهما تطوعا، رقم:١١٦٩، ص١٨٦)

☆......حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ادبار النجوم فجر سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں جب کہ ادبار السجود مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔ (سنن الترمذي، كتاب التفسير، باب من سورة طور، رقم: ٣٢٨٦، ص٩٤١)

☆......بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "نماز فجر سے قبل دو رکعتیں دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں"۔

(صحيح مسلم، كتاب المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر، رقم:(١٥٧٢)/٧٢٥، ص٣٣٣)

اغراض:

حوادث الدھر: کلام میں استعارہ تصریحیہ ہے، یعنی حوادث زمانہ کو "ریب" کے ساتھ مشابہت دی ہے، معنی یہ ہے کہ حوادث زمانہ نے حیران کر دیا ہے اور اُن کی حالت ایک جیسی نہ رہی ہے۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ﴿المنون﴾ سے مراد یہ ہے کہ جب عدد کم رہ جائیں اور مدد بھی ختم ہو جائے۔

ای قولھم لہ ساحر کاھن شاعر مجنون: یہاں تناقض کا بیان کر دیا، اس لئے کہ کاہن کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ ماہر اور زیرک ہوتا ہے اور صاحبِ رائے بھی ہوتا ہے، شاعر اور ساحر کا بھی یہی حال ہوتا ہے اور جنون کی نسبت کرنا گویا کہ اُن کے اپنے کلام میں نقص پیدا کرتا ہے۔ **ای لا تأمرھم:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام ﴿ام﴾ انکاری سے مستفاد ہوتا ہے اور اس میں توبیخ بھی پائی جا رہی ہے۔ **لم یختلقه:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔ **ولا یعقل مخلوق بدون خالق:** اللہ کے فرمان: ﴿خلقوا من غیر شیء﴾ کی طرف راجع ہے، اور "ولا معدوم یخلق" اللہ کے فرمان: ﴿ام ھم الخالقون﴾، معنی یہ ہے کہ اگر یہ لوگ اپنی ذات کو خود ہی پیدا کرنے والے ہوتے اور گویا اُن کی اپنی جانیں پہلے معدوم تھیں اور اس توجیہ سے ان کا پہلے معدوم ہونا لازم آیا، اور یہ جب عدم سے وجود میں تشریف لے آئے تو یقیناً کوئی تو ہے جو عدم سے وجود میں لانے والا ہے، اور یہی خدا

ہے جس کی انہیں سمجھ نہیں۔ والا لامنوا بنبیہ : پس انہیں اللہ کی تخلیق ہونے پر یقین نہیں، (حالانکہ اس جیسی کئی آیات) توحیداور نبوت پر دلیل ہیں، لیکن ان کا یقین عدم کی طرح ہے اوراس میں سید عالم ﷺ کی ذات کے لئے تسلی ہے۔

المتسلطون : یعنی اشیاء پر غالب ہونا، کہ وہ زمین کے خزانوں میں جیسے چاہیں تدبر کرلیں۔ **ان ادعوا ذلک**: یعنی ملائکہ کی جانب سے کوئی خبر آنا مراد ہے، اور اگر بالفرض ایسا ہے تو ان کے پاس کوئی خبر ضرور آنی چاہیے۔ **ای بزعمکم**: یعنی تمہارے دعوے اوراعتقاد کے مطابق۔

دار الندوة: اگر کسی کے کہنے کے مطابق اس سورت کو مکی مان لیں تو دار الندوۃ کا اجتماع ہجرت کی رات وقوع پذیر ہوا ہے، پس اس (ہجرت کی رات) کے ساتھ قید لگانا مشکل ہوگی، اور واضح بات یہ ہے کہ فرمان مقدس میں دارالندوۃ محذوف ہے اس لئے کہ مشرکین مکہ کی جانب سے کید کا ارادہ بعثت کے دن ہوا تھا۔ **ثم اهلكهم ببدر**: یعنی بدر میں کافروں کے سردار ہلاک ہوئے، جن کی تعداد ستر ہے۔ **فی مواضعها**: مراد پندرہ مقامات ہیں، جہاں ﴿ام﴾ توبیخ وقباحت کے لئے آیا ہے۔

فاسقط علينا كسفا: یہ آیت قوم شعیب کے بارے میں نازل ہوئی، جیسا کہ سورۃ الشعراء میں ہے لیکن مفسر کے نزدیک اوُلیٰ یہ ہے کہ سورۃ الاسراء میں موجود آیت ﴿او تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا (الاسراء:۹۲)﴾ کے ساتھ استدلال کیا جائے۔

ويموتون: یعنی موت آنے کا وقت مراد ہے، چہ جائے کہ بدر میں وقت مکمل ہو جائے یا کہیں اور، اور یہی زیادہ بہتر قول ہے۔

من العذاب في الآخرة: مراد وہ عذاب ہے جو مرنے کے بعد ہوتا ہے۔ **بمرأى منا**: پس ''اعین'' کے اطلاق سے لازم مراد لیا گیا ہے، مراد علم وبصر سے کسی چیز کا احاطہ کرنا ہے، اوراس سے کسی چیز کا مزید حفظ مراد ہے اور جمع کے ساتھ ﴿باعيننا﴾ کہنا نون کی عظمت کے باعث ہے ورنہ سورت طٰہٰ میں فرمایا: ﴿ولتصنع على عيني (طه:۳۹)﴾۔

من منامک: بی بی عائشہ سے روایت منقول ہے کہ جب سید عالم ﷺ ظاہری طور پر بیدار ہوتے تو دس مرتبہ کلمہ پڑھتے، دس مرتبہ اللہ کی حمد کرتے، دس مرتبہ اللہ کی تسبیح بیان کرتے، دس مرتبہ تہلیل کرتے اور دس مرتبہ استغفار کرتے اور فرماتے: ''اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت عطا فرما اور مجھے رزق اور عافیت عطا فرما اور قیامت کے دن کی تنگی سے پناہ طلب فرماتے''۔ اور ایک روایت میں یوں ہے: ''جب ظاہری اعتبار سے بیدار ہوتے تو سورت آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرماتے''۔

او من مجلسک: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''مجلس وہ جگہ ہے جہاں کثرت سے شور ہوتا ہے، پس جب تم مجلس سے اٹھو تو یہ کہہ لو: سبحانک اللهم وبحمدک اشهد ان لا اله الا انت استغفرک واتوب اليک، پس یہ کہنا اس کے لئے کفارہ بن جائے گا''۔

ای عقب غروبها: مراد ستاروں کا غروب ہونا ہے جو یہ غروب ہوتے ہیں تو صبح کی روشنی پھوٹ پڑتی ہے اگرچہ یہ خود آسمان پر طلوع فجر تک باقی رہتے ہیں لیکن غروب ہونے سے مراد ان کی روشنی ماند پڑنا ہے۔ **او صل في الاول**: یعنی رات میں نماز ادا کرنا مراد ہے، اور مذکورہ کلام اس فرمان: ﴿ومن الليل فسبحه وادبار النجوم (النجم:۴۹،۴۸)﴾ یا ﴿وسبح بحمد ربک حين تقوم﴾ کی طرف راجع ہے اور مراد یہاں حقیقی تسبیح ہے جو ہر حال میں اللہ کی ہونی چاہیے۔ **وقيل الصبح**: سے مراد صبح کی نماز ہے۔

(الصاوی، ج۶، ص ۹وغیرہ)

صلوا على الحبيب: صلى الله تعالى على محمد

سورۃ النجم مکیۃ ثنتان و ستون آیۃ

(سورۃ النجم مکیہ ہے اس کی کل باسٹھ آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ النجم

اس سورت میں تین رکوع، باسٹھ آیتیں، تین سو ساٹھ کلمے، چودہ سو پانچ حروف ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے سورۃ النجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا اس وقت وہاں پر جتنے لوگ تھے سب نے سجدہ کیا سوائے ایک شخص کے اس نے کچھ کنکریاں یا مٹی اٹھا کر اپنے چہرے پر رکھ لی اور کہا مجھے یہ کافی ہے۔ بعد میں میں نے دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب سجود القرآن، باب: سجدۃ النجم، رقم: ۱۰۷۰، ص۱۷۳) حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سورۃ النجم کا سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں اور مشرکوں نے اور جن و انس نے سجدہ کیا۔ (صحیح البخاری، رقم: ۱۰۷۱) اس سورت میں سب سے پہلے ان الزامات کی تردید کی گئی جو کفار نے سرور عالم ﷺ پر عائد کئے تھے، کبھی کہتے یہ راہ راست سے بھٹک گئے بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں اپنی ساری قوم کی تکذیب کرتے ہیں اور جو کلام یہ پڑھ کر سناتے ہیں اسے خود گھڑ کر لاتے ہیں اور اللہ ﷻ کی طرف منسوب کردیتے ہیں پہلی آیتوں میں ان الزامات کی تردید فرمائی ﴿ماضل صاحبکم وماغوی ...... الخ﴾ ساتھ ہی یہ بتادیا کہ نہ یہ خود آیتوں کو گھڑتے ہیں اور نہ سنی سنائی باتیں کرتے ہیں بلکہ جو ذات انہیں یہ بلاغت سکھاتی ہے اسکا انہوں نے دیدار بھی کیا ہے، بات فقط شنید تک محدود نہیں بلکہ دید تک جا پہنچی ہے۔ اس لئے کفار کا اس کلام کے بارے میں جھگڑنا معقولیت سے کوسوں دور ہے۔ اس کے بعد کفار کو خطاب فرمایا جس عقائد اور نظریات پر تم چمٹے ہوئے ہو انکی بنیاد وہم وگمان کے سوا کچھ نہیں، انکی حقانیت ثابت کرنے کے لئے نہ تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ کوئی نقلی دلیل ہے تم اپنے نفس کی خواہشات سے اس قدر مغلوب ہو کہ تمہارا نفس جو کہتا ہے اسی کو حق تسلیم کرلیتے ہو تم نے کبھی ان باتوں میں چھان بین کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی تم خود سوچو کہ کیا ظن وتخمین میں اتنی طاقت ہے کہ وہ ٹھوس عقائد کو بدل ڈالیں تمہارے کہنے سے نہ حق باطل بن جائے گا اور نہ تمہارے انکار سے حق مٹ جائے گا۔

رکوع نمبر: ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والنجم﴾ اَلثُّرَیَّا ﴿اذا ھوی (۱)﴾ غَابَ ﴿ما ضل صاحبکم﴾ مُحَمَّدٌ ﷺ عَنْ طَرِیْقِ الْھِدَایَۃِ ﴿وماغوی (۲)﴾ مَا لَابَسَ الْغَیَّ وَھُوَ جَھْلٌ مِنْ اِعْتِقَادٍ فَاسِدٍ ﴿وما ینطق﴾ بِمَا یَأْتِیْکُمْ بِہٖ ﴿عن الھوی (۳)﴾ ھَوَی نَفْسِہٖ ﴿ان﴾ مَا ﴿ھو الا وحی یوحی (۴)﴾ اِلَیْہِ ﴿علمہ﴾ اِیَّاہُ مَلَکٌ ﴿شدید القوی (۵) ذو مرۃ﴾ قُوَّۃٍ وَشِدَّۃٍ اَوْ مَنْظَرٍ حَسَنٍ اَیْ جِبْرِیْلُ ﴿فاستوی (۶)﴾ اِسْتَقَرَّ ﴿وھو بالافق الاعلی (۷)﴾ اُفُقُ الشَّمْسِ اَیْ عِنْدَ مَطْلِعِھَا عَلٰی صُوْرَتِہِ الَّتِیْ خَلَقَ عَلَیْھَا فَرَاٰہُ النَّبِیُّ ﷺ وَکَانَ بِحِرَاءَ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ اِلَی الْمَغْرِبِ فَخَرَّ مَغْشِیًّا عَلَیْہِ وَکَانَ قَدْ سَاَلَہُ اَنْ یُّرِیَہُ نَفْسَہُ عَلٰی صُوْرَتِہِ الَّتِیْ خَلَقَ عَلَیْھَا فَوَاعَدَہُ بِحِرَاءٍ فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ فِیْ صُوْرَۃِ الْاٰدَمِیِّیْنَ ﴿ثم دنا﴾ قَرُبَ مِنْہُ ﴿فتدلی (۸)﴾ زَادَ فِی الْقُرْبِ ﴿فکان﴾ مِنْہُ ﴿قاب﴾ قَدْرَ ﴿قوسین او ادنی (۹)﴾ مِنْ ذٰلِکَ حَتّٰی اَفَاقَ وَسَکَنَ رُوْعُہُ ﴿فاوحی﴾ تَعَالٰی ﴿الی عبدہ﴾ جِبْرَئِیْلُ ﴿ما اوحی (۱۰)﴾ جِبْرَئِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَلَمْ یَذْکُرِ الْمُوْحٰی تَفْخِیْمًا لِشَانِہٖ ﴿ما کذب﴾ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ

اَنْکَرَ ﴿الفؤاد﴾ فُؤَادُ النَّبِیِّ ﴿ما رای (۱۱)﴾ بِبَصَرِہٖ مِنْ صُوْرَۃِ جِبْرَئِیْلَ ﴿افتمرونه﴾ تُجَادِلُوْنَ وَتَغْلِبُوْنَهٗ ﴿علی ما یری (۱۲)﴾ خِطَابٌ لِلْمُشْرِکِیْنَ الْمُنْکِرِیْنَ رویۃَ النَّبِیِّ ﷺ لِجِبْرَئِیْلَ ﴿ولقد راہ﴾ عَلٰی صُوْرَتِهٖ ﴿نزلة﴾ مَرَّةً ﴿اخری (۱۳) عند سدرة المنتهی (۱۴)﴾ لَمَّا اُسْرٰی بِهٖ فِی السَّمٰوٰتِ وَهِیَ شَجَرَۃُ نَبْقٍ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ لَا يَتَجَاوَزُهَا اَحَدٌ مِنَ الْمَلَائِکَةِ وَغَيْرِهِمْ ﴿عندها جنة المأوی (۱۵)﴾ تَاْوِیْ اِلَيْهَا الْمَلَائِکَةُ وَاَرْوَاحُ الشُّهَدَاءِ وَ الْمُتَّقُوْنَ ﴿اذ﴾ حِيْنَ ﴿يغشی السدرة ما يغشی (۱۶)﴾ مِنْ طَيْرٍ وَغَيْرِهٖ وَاِذْ مَعْمُوْلَةٌ لِرَاٰهُ ﴿ما زاغ البصر﴾ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ ﴿وما طغی (۱۷)﴾ اَیْ مَا مَالَ بَصَرُهٗ عَنْ مَرْئِيِّهِ الْمَقْصُوْدِ لَهٗ وَلَا جَاوَزَهٗ تِلْکَ اللَّيْلَةَ ﴿لقد رای﴾ فِيْهَا ﴿من ايت ربه الکبری (۱۸)﴾ اَیِ الْعِظَامَ اَیْ بَعْضَهَا فَرَاٰی مِنْ عَجَائِبِ الْمَلَکُوْتِ رَفْرَفًا خُضْرًا سَدَّ اُفُقَ السَّمَاءِ وَجِبْرَئِيْلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ ﴿افرء يتم اللت والعزی (۱۹) ومنوة الثالثة﴾ لِلَّتَيْنِ قَبْلَهَا ﴿الاخری (۲۰)﴾ صِفَةُ ذَمٍّ لِلثَّالِثَةِ وَهِیَ اَصْنَامٌ مِنْ حِجَارَةٍ كَانَ الْمُشْرِكِيْنَ يَعْبُدُوْنَهَا وَيَزْعُمُوْنَ اَنَّهَا تَشْفَعُ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَفْعُوْلُ اَفَرَاَيْتُمُ الْاَوَّلُ اللَّاتَ وَمَا عُطِفَ عَلَيْهِ وَالثَّانِیْ مَحْذُوْفٌ وَالْمَعْنٰی اَخْبِرُوْنِیْ اَلِهٰذِهِ الْاَصْنَامِ قُدْرَةٌ عَلٰی شَیْءٍ مَّافَتَعْبُدُوْنَهَا دُوْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الْقَادِرِ عَلٰی مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهٗ وَلَمَّا زَعَمُوْا اَيْضًا اَنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ بَنَاتُ اللّٰهِ مَعَ كَرَاهَتِهِمِ الْبَنَاتِ نَزَلَ ﴿الكم الذكر وله الانثی (۲۱) تلک اذا قسمة ضيزی (۲۲)﴾ جَائِرَةٌ مِنْ ضَازَهٗ يَضِيْزُهٗ اِذَا ظَلَمَهٗ وَجَارَ عَلَيْهِ ﴿ان هی﴾ مَا الْمَذْكُوْرَاتُ ﴿الا اسماء سميتموها﴾ اَیْ سَمَّيْتُمْ بِهَا ﴿انتم واباؤكم﴾ اَصْنَامًا تَعْبُدُوْنَهَا ﴿ما انزل الله بها﴾ اَیْ بِعِبَادَتِهِمْ ﴿من سلطن﴾ حُجَّةٍ وَبُرْهَانٍ ﴿ان﴾ مَا ﴿يتبعون﴾ فِیْ عِبَادَتِهِمْ ﴿الا الظن وما تهوی الانفس﴾ مِمَّا زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مِنْ اَنَّهَا تَشْفَعُ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ ﴿ولقد جاء هم من ربهم الهدی (۲۳)﴾ عَلٰی لِسَانِ النَّبِیِّ ﷺ بِالْبُرْهَانِ الْقَاطِعِ فَلَمْ يَرْجِعُوْا عَمَّا هُمْ عَلَيْهِ ﴿ام للانسان﴾ اَیْ لِكُلِّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ ﴿ما تمنی (۲۴)﴾ مِنْ اَنَّ الْاَصْنَامَ تَشْفَعُ لَهُمْ لَيْسَ الْاَمْرُ كَذٰلِكَ ﴿فلله الاخرة والاولی (۲۵)﴾ اَیِ الدُّنْيَا فَلَا يَقَعُ فِيْهِمَا اِلَّا مَا يُرِيْدُهٗ تَعَالٰی.

﴿ترجمہ﴾

النجم (یعنی ثریا......۱......) کی قسم جب وہ پوشیدہ ہو جائے تمہارے صاحب (یعنی محمد ﷺ راہ ہدایت سے) نہ بہکے......۲......اور نہ بے راہ چلے (یعنی غوی سے ملابس نہ ہوئے......۳......، غوی کہتے ہیں اعتقاد فاسد سے پیدا ہونے والے جہل کو) اور وہ کوئی بات (جو وہ تمہارے پاس لے کر آتے ہیں) اپنی خواش سے نہیں کرتے (یعنی اپنے نفس کی خواش سے نہیں کرتے) وہ تو نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر وحی جو (انہیں) کی جاتی ہے انہیں (وحی) سکھائی (اس فرشتے نے) جو سخت قوت وطاقت والا ہے (''ذومرۃ'' کا معنی قوت وطاقت والا ہے یا پھر خوبصورت، اس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں) پھر وہ مستقر ہو (استوی بمعنی استقر ہے) اور وہ افق اعلیٰ میں تھا (افق سورج یعنی سورج کے طلوع ہونے کے مقام کے پاس، حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں تھے جس پر اللہ عزوجل نے آپ کو پیدا فرمایا ہے نبی پاک ﷺ نے غار حراء میں آپ علیہ السلام کو دیکھا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے وجود سے مشرق سے مغرب تک بھر گیا، حضور

ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوئی آپ ﷺ زمین پر تشریف لے آئے اور خود حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے خواہش ظاہر کی تھی وہ انہیں اپنا آپ اصلی صورت میں دکھائیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی پاک ﷺ سے اس کا وعدہ غار حراء میں کرلیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آدمی کی صورت میں نازل ہوئے) پھر وہ نزدیک ہوا (نبی پاک ﷺ سے دنسی بمعنی قرب ہے) پھر خوب قریب آگیا (یعنی مزید آگے ہوئے ......۸......) تو وہ (حضور ﷺ سے) دو ہاتھ کے فاصلہ پر تھا بلکہ اس سے بھی کم (حتی کہ حضور ﷺ کو افاقہ ہوا اور آپ ﷺ کا خوف جاتا رہا......۹......) اب وحی فرمائی (اللہ جل جلالہ نے) اپنے بندے (حضرت جبرائیل علیہ السلام کو) جو وحی کی (جبرائیل علیہ السلام نے نبی پاک ﷺ کو وحی کی شان کو خوب اجاگر فرمانے کے لیے جو وحی فرمائی گئی اس کا ذکر فرمایا......۱۰......) انکار نہ کیا (''کــذب'' فعل ذال مخفف ومشدد دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) دل نے (نبی پاک ﷺ کے قلب اقدس نے) جو دیکھا (آپ ﷺ نے اپنی مبارک آنکھوں سے......۱۱...... یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی بصورت) تو کیا تم ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو (''تمارونہ'' کا معنی تم ان سے جھگڑتے اور ان پر غلبہ پانا چاہتے ہو یہ خطاب ان مشرکین سے ہے جو اس بات کے منکر تھے کہ حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے) اور انہوں نے تو اسے (اس کی اصلی صورت میں) دوبار دیکھا (نــزلة بمعنی مــرة ہے) سدرة المنتہی کے پاس اس وقت جب کہ نبی پاک کو معراج کرائی گئی ''سدرة'' بیری کا درخت ہے جو عرش کے دہنی جانب ہے کہ فرشتہ اور کوئی بھی مخلوق اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی......۱۴......) اس کے پاس جنت الماوی ہے (اسے جنت الماوی اس لیے کہتے ہیں کہ یہاں فرشتے نیز شہداء یا متقین کی ارواح کا ٹھکانہ ہے) جب (اذ بمعنی حیــن ہے) سدرة پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا (یعنی پرندے وغیرہ، ''اذ'' یہ راہ'' فعل کا معمول بن رہا ہے) آنکھ نہ کسی طرف پھری (نبی پاک ﷺ کی) اور نہ حد سے بڑھی (یعنی آپ ﷺ کی چشم مبارک سے جس ذات کو دیکھنا مقصود تھا اس سے نہ ہٹی اور نہ ہی اس رات میں ذات پاک سے متجاوز ہوئی......۱۷......) بیشک اس نے دیکھا (اس رات میں) اپنے رب کی بہت عظیم نشانیاں (یعنی حضور ﷺ نے ان میں سے بعض عظیم نشانیاں دیکھیں، کبری بمعنی عظام ہے، حضور ﷺ نے عجائب ملکوت میں سے سبز رنگ کے رفرف کو دیکھا کہ جس کے وجود نے آسمانوں کو بھر دیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے) تو کیا تم نے دیکھا لات اور عزی اور اس تیسری منات کو (''اخــری ثــالثة'' کے لیے صفت مذمومہ ہے۔ اور یہ پتھر سے بنے بت تھے جن کی مشرکین عبادت کیا کرتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ اللہ عزوجل کے حضور یہ بت سفارش کریں گے ، پہلے والے ''اء یتم'' کا مفعول ''اللات'' اور اس کا معطوف علیہ ہے اور دوسرے والے ''اء یتم'' کا مفعول محذوف ہے معنی آیت یہ ہے مجھے خبر دو کہ کیا ان بتوں کو کچھ قدرت ہے کہ اللہ جل جلالہ کو جو کہ ماقبل مذکورہ امور پر قدرت رکھتا ہے چھوڑ کر تم ان کی عبادت کرتے ہو کیونکہ مشرکین کا یہ بھی گمان تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں حالانکہ وہ خود اپنے لیے بیٹیاں ہونا ناپسند کرتے تھے ان کے اس طرز عمل کے رد کے لیے یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی جب تو یہ ظالمانہ تقسیم ہے (ضیزی بمعنی جائدة ہے، یہ ضــازه یضیزه سے مشتق ہے یہ بات اس وقت کہتے ہیں جب کوئی دوسرے پر ظلم وزیادتی کرتا ہے) وہ تو نہیں (ان بمعنی مــا نافیہ ہے) مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (ان بتوں کے) رکھ لیے (سـمیتـموھا بمعنی سـمیتـم بھا ہے) اللہ نے ان کی (ان کی عبادت کیے جانے کی) کوئی سند نہ اتاری (جنہیں تم پوجتے ہو، سلطن کے معنی دلیل وحجت ہے) وہ پیروی نہیں کرتے (ان بتوں کو پوجنے میں، ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر گمان کی اور نفس کی خواہش کے پیچھے چلے (اس خواہش کے جسے شیطان نے ان کے لیے مزین کردیا کہ یہ بت اللہ عزوجل کے حضور ہماری شفاعت کریں گے) حالانکہ بیشک ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آئی (نبی پاک ﷺ کی زبان مبارک پر دلائل کے ذریعے، پھر بھی انہوں نے اپنے مشرکانہ عقائد سے رجوع نہیں کیا) کیا آدمی کو (یعنی ان میں سے برے انسان کو

)مل جائے گا جو کچھ وہ خیال باندھے (جیسے ان کی یہ تمنا کہ یہ بت ہماری شفاعت کریں گے، نہیں معاملہ اس طرح نہیں ہے) تو آخرت اور اولی (یعنی دنیا) سب کا مالک اللہ ہی ہے (دنیا وآخرت میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ عزوجل ہی کے ارادے سے ہوتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والنجم اذا هوى ماضل صاحبكم وما غوى وما ينطق عن الهوى﴾

و: قسمیہ جار، النجم: مجرور، ملکر فعل محذوف "اقسم" کیلئے ظرف مستقر، اذا: مضاف، هوى: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، ماضل: فعل نفی، صاحبكم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ماغوى: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، ماينطق عن الهوى: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ان هو الا وحی یوحی علمه شدید القوی ذو مرة فاستوی وهو بالافق الاعلی﴾

ان: نافیہ، هو: مبتدا، الا: اداۃ حصر، وحی: موصوف، یوحی: جملہ فعلیہ صفت اول، علمه: فعل ومفعول، شدید: معطوف علیہ، القوی: موصوف، ذو مرة: صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، استوی: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، هو: حالیہ، بالافق الاعلی: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین اوادنی فاوحی الی عبده ما اوحی ما کذب الفواد ما رای﴾

ثم: عاطفہ، دنا: جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، تدلی: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کان: فعل ناقص بااسم، قاب قوسین: معطوف علیہ، او: عاطفہ، ادنی: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اوحی الی عبده: فعل بافاعل وظرف لغو، ما اوحی: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ما کذب: فعل نفی، الفواد: فاعل، ما رای: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افتمرونه علی ما یری﴾

همزه: حرف استفہام، فتمرونه: فعل بافاعل ومفعول، علی مایری: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد راه نزلة اخری عند سدرة المنتهی عندها جنة الماوی اذ یغشی السدرة مایغشی﴾

و: حالیہ، لام: قسمیہ تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، راه: فعل بافاعل ومفعول، نزلة اخری: مرکب توصیفی ظرف، عند: مضاف، سدرة المنتهی: ذوالحال، عندها: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، جنة الماوی: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف ثانی، اذ: مضاف، یغشی: فعل، السدرة: مفعول، مایغشی: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف ثالث، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿مازاغ البصر وما طغی لقد رای من ایت ربه الکبری﴾

مازاغ البصر: فعل نفی وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ماطغی: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، رای: فعل بافاعل، من ایت ربه: ظرف مستقر حال مقدم، الکبری: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿افرء یتم اللت والعزی ومنوة الثالثة الاخری﴾

همزه: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اعقیب ما سمعتم من اثار کما له ونفاذ امره فی الملا الاعلی" رء یتم: فعل بافاعل، اللت: معطوف علیہ، و العزی: معطوف اول، و: عاطفہ، منوة: موصوف، الثالثة

الاخری: صفتان، ملکر صفت، ملکر معطوف، ملکر مفعول اول "قادرۃ علی شیء" مفعول ثانی محذوف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الکم الذکر و له الانثی تلک اذا قسمة ضیزی﴾

ھمزہ: استفہام، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، الذکر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، له الانثی: جملہ اسمیہ، تلک: مبتدا، اذا: حرف وجزا، قسمة: موصوف، ضیزی: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان هی الا اسماء سمیتموها انتم و اباؤکم ما انزل الله بها من سلطن﴾

ان: نافیہ، هی: مبتدا، الا: اداۃ حصر، اسماء: موصوف، سمیتموها: فعل واؤ ضمیر مؤکد، انتم: تاکید، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اباؤکم: معطوف، ملکر فاعل، ما: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ اول، ما انزل الله: فعل نفی با فاعل، بها: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، سلطن: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان یتبعون الا الظن وما تهوی الانفس ولقد جاء هم من ربهم الهدی﴾

ان: نافیہ، یتبعون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، جاء هم: فعل و مفعول، من ربهم: ظرف لغو، الهدی: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر حال، ملکر فاعل، الا: اداۃ حصر، الظن: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: موصولہ، تهوی الانفس: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ام للانسان ما تمنی فلله الاخرة والاولی﴾

ام: عاطفہ منقطعہ بمعنی بل، للانسان: ظرف مستقر خبر مقدم، ما تمنی: موصول صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، لله: ظرف مستقر خبر مقدم، الاخرة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الاولی: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

النجم کے بارے میں تفسیری نکات:

۱......اس عنوان کے تحت ہم درج ذیل اقوال مفسرین ذکر کرتے ہیں:

امام قرطبی فرماتے ہیں: ﴿النجم اذا هوی اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے﴾ سے مراد ثریا ستارہ ہے جو کہ طلوع فجر کے ساتھ نمودار ہوتا ہے، اور اہل عرب ثریا کو نجم کہتے ہیں اور اس کی جمع نجوم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کل سات ستارے ہیں جن میں سے چھ ظاہر ہیں اور ایک پوشیدہ ہے جس سے لوگوں کی بصارت کو آزمایا جائے گا اور "الشفاء" میں قاضی عیاض کہتے ہیں سید عالم ﷺ نے ثریا میں گیارہ ستارے دیکھے۔ اور مجاہد سے بھی یہی منقول ہے۔ حسن کہتے ہیں النجم سے مراد وہ ستارہ ہے جو قرب قیامت میں ٹوٹے گا۔ سُدی کہتے ہیں کہ یہاں النجم سے مراد زہرہ ستارہ ہے کیونکہ اہل عرب اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد وہ ستارہ ہے جس سے شیطان کو مار بھگایا جائے گا، اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کو رسول مبعوث فرمایا تو بہت سے ستارے ان کی ولادت سے پہلے ٹوٹے، جس کی وجہ سے اکثر اہل عرب خوفزدہ ہوگئے اور مجبور ہو کر کاہنوں کی جانب اس معاملے کو پیش کیا۔ پس انہی کاہنوں نے جواب دیا کہ دنیا کے معاملات میں تبدیلی ہونے والی ہے لہذا بارہ برج کی جانب دیکھا جائے اگر ان میں سے کوئی برج ٹوٹ کر گر جائے گا تو سمجھ لینا کہ دنیا ختم ہونے والی ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس عالم دنیا میں ایک عظیم الشان واقعہ رونما ہوگا، پس ایسا ہی ہوا کہ سید عالم ﷺ اس عالم رنگ وبو میں تشریف لے آئے۔ پس اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿والنجم اذا هوی اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے﴾ پس یہاں نجم سے سید عالم ﷺ کی نبوت

کے ظہور کا بیان کرنا مقصود ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ النجم سے مراد محمد ﷺ کی ذات پاک ہے اور اذا ھوی سے مراد ان کا معراج کی رات دیدار الٰہی ﷻ و عجائبات کے بعد آسمان سے نزول فرمانا ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۷،ص ۷۳)

ابن کثیر لکھتے ہیں: مجاہد کے نزدیک النجم سے مراد ثریا ستارہ ہے،اور ایسی ہی روایت ابن عباس سے بھی منقول ہے،ضحاک کہتے ہیں کہ مراد وہ ستارہ ہے جس سے شیطان کو مار بھگایا جاتا ہے۔مجاہد سے ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد قرآن مجید کا نزول ہے اور اس کی تائید اس فرمان سے بھی ملتی ہے: ﴿فلا اقسم بمواقع النجوم انه لقسم لو تعلمون عظيم انه لقرآن كريم فى كتاب مكنون لا يمسه الا المطهرون تنزيل من رب العلمين تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے بیشک یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ نوشتہ میں اسے نہ چھوئیں مگر باوضو اتارا ہوا ہے سارے جہاں کے رب کا (الواقعۃ:۷۵۔۸۰)﴾۔ (ابن کثیر،ج ۴،ص ۲۹۰)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس کے مطابق یہاں النجم سے مراد قرآن مجید ہے،اسے نجم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تیس سال کے عرصے میں متفرق اوقات میں نازل ہوا۔اخفش کہتے ہیں کہ نجم ایسی جڑی بوٹی کو کہتے ہیں جس کا تنہ نہیں ہوتا،یہی معنی اس آیت کریمہ: ﴿والنجم والشجر يسجدان اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں (الرحمن:۶)﴾ کے ہیں۔امام جعفر صادق کہتے ہیں النجم سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات ہیں جب کہ آپ معراج سے تشریف لائے اور ھوی سے مراد اترنا ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ النجم سے مراد انسان ہیں اور ھوی سے مراد ان کا قبر میں دفنانا ہے۔ (المظہری،ج ۶،ص ۴۴۹)

ضل کے معنی کی وسعت :

۲......امام راغب فرماتے ہیں: ضلال کے معنی راہ حق سے تجاوز کرنا ہے،اور ضل ھدایت کی ضد ہے۔اور یہ تجاوز چاہے عمداً ہو یا سہواً،حق سے زیادہ تجاوز ہو یا کم،ضلال ہی کہلائے گا۔چنانچہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:''استقیموا ولن تحصوا یعنی سیدھی راہ پر چلو اور راہِ مستقیم پر ثابت رہو''۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فمن اهتدى فانما يهتدى لنفسه ومن ضل فانما يضل عليها تو جو راہ پر آیا وہ اپنے بھلے کو راہ پر آیا اور جو بہکا وہ اپنے برے کو بہکا (یونس:۱۰۸)﴾۔ (المفردات،ص ۳۰۰)

ہم درج ذیل مختلف آیات کے اعتبار سے ''ضل،ضلال'' کے مختلف معنی ذکر کرتے ہیں جس سے مسئلہ اظہر من الشمس ہو جائے گا اور کماحقہ تسلی و تشفی بھی ہوگی۔

(۱)......اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کے بارے میں فرمایا: ﴿ووجدك ضالا فهدى اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی (الضحیٰ:۷)﴾،(۲)......حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے اپنے والد کے بارے میں یہ جملے بیان کئے: ﴿ان ابانا لفى ضلل مبين بیشک ہمارے باپ صراحۃً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں (یوسف:۸)﴾،﴿انك لفى ضللك القديم آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی میں ہیں (یوسف:۹۵)﴾،(۳)......حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی عاجزی کا اظہار ان الفاظ میں کیا: ﴿وانا من الضالين کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی (الشعراء:۲۰)﴾،(۴)......اعتقادی اعتبار سے اللہ ﷻ کی وحدانیت اور سید عالم ﷺ کی رسالت کا انکار کرنے والوں کے لئے اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ومن يكفر بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الاخر فقد ضل ضللا بعيدا اور جو مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کے دن کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا (النساء:۱۳۶)﴾،(۵)......عملی اعتبار سے انکار کرنے والوں کے بارے میں فرمایا: ﴿ان الذين كفروا وصدوا عن سبيل الله قد ضلوا ضللا بعيدا بیشک جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا وہ دور کی گمراہی میں پڑا (النساء:۱۶۷)﴾،(۶)......نسیان کی وجہ سے بھول ہونے کا بیان ان الفاظ میں فرمایا: ﴿ان تضل احدهما کہ کہیں ان میں سے ایک عورت بھولے (البقرۃ:۲۸۲)﴾،(۷)......نصاریٰ کی گمراہی سے بچنے

کے لئے دعا یوں تعلیم فرمائی: ﴿ولا الضالین اور نہ بہکے ہوئے کا (الحمد:۷)﴾،(۸)......شیطان کی گمراہی کے حوالے سے یوں فرمایا: ﴿ولقد اضل منکم جبلا کثیرا اور بیشک اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو بہکا دیا (یس:۶۲)﴾، ﴿ویرید الشیطن ان یضلھم ضللا بعیدا اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے (النساء:۶۰)﴾،(۹)......مصر کی عورتوں نے بی بی زلیخا کے لئے یوں کہا: ﴿قد شغفھا حبا انا لنرھا فی ضلل مبین بیشک ان کی محبت اس کے دل میں پیر گئی (سما گئی) ہے ہم تو اسے صریح خود رفتہ پاتے ہیں (یوسف:۳۰)﴾،(۱۰)......اللہ عزوجل کی جانب منسوب کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوں فرمایا ﴿قال علمھا عند ربی فی کتب لا یضل ربی ولا ینسی کہا ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے میرا رب بہکے نہ بھولے (طہ:۵۲)﴾،(۱۱)......اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کی جانب نسبت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وعصی آدم ربہ فغوی آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی (طہ:۱۲۱)﴾۔

متذکرہ آیت میں اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ما ضل صاحبکم تمہارے صاحب نہ بہکے﴾، یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی طریق حق وہدایت سے عدول نہ فرمایا، ہمیشہ اپنے رب کی توحید وعبادت میں رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن عصمت پر کبھی کسی امر مکروہ کی گرد نہ آئی اور بے راہ چلنے سے مراد یہ ہے کہ حضور ہمیشہ رشد وہدایت کی اعلی منازل پر متمکن رہے، اعتقاد فاسد کا شائبہ کبھی آپ کے حاشیہ بساط تک نہ پہنچ سکا۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۳)

غوی کے معنی کے بیان میں مفسرین کے اقوال:

۳......الغی کو الرشد کے مدمقابل بیان کیا جاتا ہے یعنی یہ الرشد کی ضد ہے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اقدس پر اعتقاد فاسدہ کا شبہ بھی نہ ہوسکا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ باطل کلام کا تلفظ کرنا غیّ کہلاتا ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۷، ص ۷۵)
علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں: غیّ جہل مرکب کو کہتے ہیں، امام راغب فرماتے ہیں کہ اعتقاد فاسد کی وجہ سے جاہل ہونا، اور کبھی یہ جہالت انسان کے اعتقاد کی وجہ سے نہیں ہوتی اور کبھی کسی اعتقاد کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور محققین کے نزدیک الغی اور الضلال میں فرق ہے چنانچہ الغی کسی خاص اعتقادی خطا کو کہتے ہیں جب کہ الضلال عام ہے چاہے خطا اقوال میں ہو یا افعال میں، یا اخلاق میں یا عقائد میں ہو۔ (روح البیان، ج۹، ص ۲۴۹)
سید محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اور اس میں ہدایت، دین کے مناہج، حق ویقین کے مسالک موجود ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نہ تو بہکے اور نہ ہی کسی اور جانب التفات کیا۔ یہ خطاب اہل قریش سے ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام تر تکالیف کے باوجود یہ انہی کا خاصہ ہے اور ان کی برائت میں اللہ عزوجل نے آیات نازل فرمادیں جس میں مکمل طور پر ان کی جانب سے ہر گمراہی اور ناپسندیدہ امور کی برائت کا اعلان کردیا گیا اور ان کی شان عظمت کا بیان واضح انداز میں کردیا گیا۔

(روح المعانی، الجزء:۲۷، ص ۶۵)

دنا فتدلی کے بارے میں اقوال:

۴......اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿ثم دنا فتدلی پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اترا﴾ کے معنی میں امام رازی نے درج ذیل وجوہ بیان کی ہیں: (۱)......حضرت جبرائیل علیہ السلام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئے، اور اس بناء پر تین اقوال مراد ہوسکتے ہیں۔ (۱) یعنی جبرائیل امین علیہ السلام افق اعلی سے قریب ہوتے ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگئے۔ (۲) الدنو اور التدلی کا ایک ہی معنی ہے یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگئے۔ (۳) یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہونے کا قصد فرمایا اور جس مکان میں جلوہ فرماتے اس

سے حرکت کا قصد فرمایا پس سید عالم ﷺ کے قریب ہوئے۔(۲)......اس سے مراد یہ ہے کہ سید عالم ﷺ خلق خدا، اپنی امت کے قریب ہوئے کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:﴿وھو بالافق الاعلی اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا(النجم:۷)﴾ یعنی سید عالم ﷺ امت کی جانب نرمی سے تبلیغ رسالت اور دعا دیتے ہوئے قریب ہوئے، پس اسی مناسبت سے اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿انا بشر مثلکم یوحی الی میں تمہارے جیسا ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے(فصلت:٦)﴾ یعنی اللہ عزوجل نے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وحی ارشاد فرمائی۔(۳)......ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل (اپنی شان) کے لائق محمد مصطفیٰ ﷺ کے قریب ہوا، اور یہ ان لوگوں کا مذہب ہے، جو اللہ عزوجل کی ذات کے لئے جہت ومکان مانتے ہیں؛ اور اس پر دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ ”من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا یعنی اگر میری جانب کوئی ایک بالشت بھر بڑھتا ہے تو میں اس کی جانب ایک ہاتھ آگے بڑھتا ہوں......الخ“۔

(الرازی، ج۱۰، ص ۲۳۹)

علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں: یہاں خاص قسم کا قُرب مراد ہے یعنی وہ قُرب جس میں تاویل نہ کی جاسکے، جیسا کہ الایضاح میں ہے۔

(روح المعانی، الجزء:۲۷، ص ٦٩)

امام جریر طبری کہتے ہیں: مراد جبرائیل امین علیہ السلام کا سید عالم ﷺ کے قریب ہونا ہے جب کہ اللہ عزوجل کا اپنی شان کے لائق سید عالم ﷺ سے قریب ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔

(الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۵۵)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معراج کی رات اللہ عزوجل اپنے حبیب کے قریب ہوا، حتیٰ کہ وہ آپ سے دو کمانوں کی مقدار قریب، بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہوا۔(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب ماجاء فی قولہ عزوجل و کلم اللہ موسی تکلیما، رقم: ۷۵۱۷، ص ۱۲۹۵)

قاب قوسین او ادنی میں مفسرین کے اقوال:

۵......قاب، قیبہ، قاد اور قید، یہ سب مقدار سے عبارت کئے گئے ہیں، اور یہاں مراد قُرب کا کمال ہے، اس جملے کی اصل یہ ہے کہ اہل عرب میں سے دو فریق کسی معاہدہ کا ارادہ کرتے، اپنی کمانیں نکال کر انہیں آپس میں ملاتے، اور یہ ارادہ کرتے کہ ہر ایک دوسرے کی حمایت کرے گا۔

(المظھری، ج٦، ص ٤٥١)

امام جریر طبری کہتے ہیں: کان قاب قوسین او ادنی سے مراد یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سید عالم ﷺ کے قریب ہوئے یہاں تک کہ ایک یا دو ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا۔

☆......ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جبرائیل امین علیہ السلام کو (معراج کی رات) چھ سو پَروں میں ان کی اصل حالت پر دیکھا۔

☆......حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے رب عزوجل کے قریب ہوئے یا سید عالم ﷺ اپنے رب عزوجل کے قریب ہوئے۔(الطبری، الجزء:۲۷، ص ۵۷)

قاضی شہاب الدین لکھتے ہیں: معراج کی رات قُرب کا یہ معاملہ ہے کہ دونوں ایک ہاتھ کے فاصلہ پر قریب ہوگئے، اور اہل عرب میں اس طرح کی مثالیں مشہور تھیں جیسا کہ ہم نے ماقبل بیان کیا کہ عرب اپنی کمانیں آپس میں ملاتے اور ایک دوسرے کی حمایت کا اعلان کرتے۔

(حاشیۃ الشھاب، الجزء:۲۷، ص ۷)

معراج کی رات سید عالم ﷺ کو کیا وحی فرمائی گئی؟

٦......اللہ عزوجل نے اپنے بندۂ خاص یعنی محمد ﷺ کی جانب وحی فرمائی جو چاہی، ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی جانب وحی فرمائی اور جبرائیل امین علیہ السلام نے اس وحی کو سید عالم ﷺ کی جانب پہنچایا، اور یہی قتادہ کا قول ہے۔ ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ اللہ عزوجل نے کیا وحی فرمائی؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں: (۱)......حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ

اللہ ﷻ نے محمد ﷺ کو یہ وحی فرمائی جو کہ سورۃ الم نشرح سے متعلق ہے یعنی فرمایا: ''الم یجدک یتیما فاٰویٰک یعنی ہم نے تجھے یتیم پایا تو پناہ نہیں دی، الم یجدک ضالا فھدیٰک یعنی ہم نے جب تجھے اپنی محبت میں فریفتہ پایا تو اپنی جانب رہنمائی نہیں کی، الم یجدک عائلا فاغنیٰک یعنی ہم نے تجھے حاجت مند پایا تو غنی نہ کردیا، ﴿الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنالک ذکرک کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا (الانشرح: ۱تا۴)﴾۔(۲)......ایک قول یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کی جانب وحی فرمائی کہ جنت میں حضرات انبیائے کرام اس وقت تک نہ جاسکیں گے جب تک کہ اے محبوب ﷺ! آپ داخلِ جنت نہ ہوجائیں اور دیگر انبیائے کرام کی امتیں اس وقت تک داخل جنت نہ ہوسکیں گی جب تک کہ آپ ﷺ کی داخل جنت نہ ہوجائے۔(القرطبی، الجزء:۲۷، ص ۸۲)

☆......فراش بن ذہب یا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تین چیزیں دی گئیں، پانچ نمازیں، سورۃ البقرۃ کی آخری آیات، میری گناہ گار امت جو شرک نہ کرے ان کی عذاب نار سے بخشش کی سند عطا کر دی گئی''۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرۃ المنتھی، رقم:(۳۲۰)/۱۷۳، ص۱۰۶)

☆......معراج کی طویل حدیث میں سے حسب منشاء کلام یہ ہے: ''پس اللہ ﷻ نے مجھے وحی فرمائی جو وحی فرمانا چاہی اور مجھ پر رات دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں'' میں نمازوں کا تحفہ لیے اترا تو چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے، انہوں نے عرض کیا، آپ ﷺ کے رب ﷻ نے آپ ﷺ کی امت پر کیا فرض فرمایا؟ میں نے جواب دیا کہ رات دن میں پچاس نمازیں فرض کی ہیں، فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جائیں اور کمی کا سوال کیجئے، کہ آپ ﷺ کی امت میں پچاس نمازیں پڑھنے کی طاقت نہ ہوگی اور مجھے بنی اسرائیل کی آزمائش ہوچکی ہے اور میں ان کا امتحان لے چکا ہوں پس میں اپنے رب ﷻ کی جانب لوٹا اور عرض کی اے میرے رب ﷻ! میری امت سے نمازوں کی تخفیف فرما، پس پانچ نمازیں کم ہوئیں، میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹا، انہوں نے عرض کی آپ ﷺ نے کیا کیا؟ میں نے جواب دیا کہ مجھ سے پانچ نمازیں کم کی گئی ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ ﷺ کی امت پینتالیس بھی ادا نہ کر سکے گی، جائیں اور اپنے رب ﷻ سے امت کے حق میں مزید تخفیف کا سوال کیجئے، میں اپنے رب ﷻ کے حضور جاتا رہا یہاں تک کہ مجھ سے کم ہوتے ہوتے پانچ نمازیں باقی رہ گئیں اور اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: ''یہ پانچ نمازیں ہر رات اور دن میں ہیں اور ہر نماز کا ثواب دس گنا ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب ماجاء فی قولہ ﷻ وکلم اللہ موسی تکلیما، رقم:۷۵۱۷، ص۱۲۹۵)

رویت باری تعالی پر دلائل:

۷......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ما کذب الفواد ما رای دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا (النجم: ۱۱)﴾۔یعنی سید عالم ﷺ کے قلبِ اطہر نے شب معراج کچھ نہ جھٹلایا، یعنی سید عالم ﷺ نے اس شب اپنے رب ﷻ کا دیدار دل کی آنکھوں سے کیا۔ ایک قول حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ حقیقی بنیاد پر اللہ ﷻ کا دیدار فرمایا۔ اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: ''راٰہ بفوادہ مرتین یعنی سید عالم ﷺ نے اپنے رب ﷻ کو دل کی آنکھوں سے دو مرتبہ دیکھا''۔(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: معنی قول اللہ، رقم: (۲۸۴)/۱۷۶، ص۱۰۷) اور یہ قول حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور دیگر جماعتِ صحابہ کا ہے۔ حضرت ابن عباس سے یہ بھی مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلیل ہونے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلیم ہونے اور محمد ﷺ کی رویت الٰہی پر تعجب کرتے ہو''۔ حضرت ابن عباس ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ''ہم بنی ھاشم ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے دو مرتبہ اپنے رب کا دیدار کیا ہے''۔

☆......صحابہ نے سید عالم ﷺ سے استفسار فرمایا: اے اللہ ﷻ کے رسول ﷺ! کیا آپ نے اپنے رب ﷻ کو دیکھا ہے؟ تو سید عالم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: ''میں نے دل کی آنکھوں سے دو مرتبہ دیکھا ہے، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ما کذب الفواد ما رای دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا﴾''۔

☆......سید عالم ﷺ سے استفسار کیا گیا کہ کیا آپ نے اپنے رب ﷻ کو دیکھا ہے؟ تو جواب ارشاد فرمایا: ''میں نے نہر دیکھی اور نہر کے پیچھے پردے پڑے دیکھے اور پردوں کے پیچھے نور دیکھا اور اس کے علاوہ کچھ نہ دیکھا''۔ (القرطبی، الجزء:۲۷،ص ۸۲)

☆......حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ سے عرض کی کہ کیا آپ نے رب ﷻ کو دیکھا؟ تو ارشاد فرمایا: ''میں نے نور دیکھا''، معنی یہ ہے کہ مجھ پر نور کا غلبہ ہوا اور میں اسی نور میں منہمک رہا اور میں رویت کا انکار نہیں کرتا'' اور یہ روایت اس روایت پر دلیل ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے نور دیکھا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قوله نوراني اراه، رقم:(۳۳۲)/ ۱۷۸،ص۱۰۸)

☆......مجھے معراج کی رات نیند آئی اور سخت گہری نیند آئی اور میں نے اپنے رب ﷻ کو بہت اچھی حسین صورت میں دیکھا''۔

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب و من سورة ص، رقم:۳۲۴٦، ص ۹۳۰)

امام رازی کہتے ہیں: اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سبحن الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی برکنا حوله لنریه من ایتنا پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں (بنی اسرائیل:۱)﴾۔ یہاں سے یہ دلیل ملتی ہے کہ اللہ ﷻ نے شب معراج سید عالم ﷺ کو اپنی عظیم نشانیاں دکھائی ہیں لیکن اپنا دیدار نہیں کرایا۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۲٤٦)

علامہ اسماعیل حقی بیان کرتے ہیں: امام رازی کا یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ ﷻ تمام اقسام کے مشاہدات کرائے، لیکن اپنا آپ نہ دکھائے۔ ایک کریم کسی کی دعوت کرے اور اپنے محل میں بلائے لیکن خود نگاہوں سے اوجھل ہو جائے؟۔

(روح البیان، ج۹،ص ۲۷۲)

حتمی فیصلہ اس بارے میں یہی ہے کہ سید عالم ﷺ نے اپنے رب ﷻ کا بے حجاب دیدار فرمایا ہے۔

سدرۃ المنتھی کی بحث:

۸......مقاتل کہتے ہیں کہ سدرہ خیر و منفعت والا مختلف رنگوں کے پھلوں سے بھرپور درخت ہے، اگر اس درخت کا ایک پتہ زمین پر آجائے تو پوری روئے زمین روشن ہو جائے، ایک قول کے مطابق اس سے مراد شجرِ طوبیٰ ہے جس کا ذکر سورۃ الرعد میں ہوا ہے۔

(الخازن، ج٤، ص ۲۰۵ وغیرہ)

امام جریر طبری اس بارے میں مختلف اقوال لکھتے ہیں: (۱)......سدرہ بیری کے درخت کو کہتے ہیں، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں ہر عالم کا علم ختم ہو جاتا ہے۔ (۲)......کعب کہتے ہیں کہ اس درخت کی اصل (جڑیں) عرش کے ساتھ منسلک ہیں اور اس مقام پر ہر عالم کا علم ختم ہو جاتا ہے، مقرب فرشتے، نبی و رسول، یہ مقام سب کے لئے غیب ہے اور اس مقام کی حقیقت اللہ ﷻ ہی جانتا ہے۔ (۳)......ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس سے اوپر کچھ نہیں جا سکتا اور نہ ہی اس مقام سے نیچے کچھ آ سکتا ہے، اس لئے اسے سدرۃ المنتہی کہتے ہیں۔ (۴)......سید عالم ﷺ (جبرائیل امین علیہ السلام کے ساتھ) چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے جو کہ مقامِ سدرہ ہے، یہاں سے نہ کچھ اوپر جا سکتا ہے اور نہ ہی نیچے ہو سکتا ہے۔ (۵)......ضحاک کہتے ہیں کہ اسے سدرۃ المنتہی کیوں کہتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے

کہ یہاں پر ہر چیز کی انتہاء ہوجاتی ہے اللہ ﷻ کے حکم کے سوا یہاں سے کچھ نہیں لوٹتا۔(۶)......سید عالم ﷺ کی سنتوں کی انتہاء اس مقام پر ہوجاتی ہے کیونکہ (یہاں سے آگے بڑھنا اب صرف سید عالم ﷺ کی خاصیت ہے)۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۶۳ وغیرہ)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سدرۃ المنتہی تک لایا گیا، جہاں ہجر کے مٹکوں کے برابر بیر تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مانند بڑے بڑے تھے، اور اس کے تنوں سے دو ظاہری اور دو باطنی دریا نکل رہے تھے، میں نے جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیسے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: دو باطنی دریا سے مراد جنت کے دریا ہیں اور ظاہری دریا سے مراد دریائے فرات اور دریائے دجلہ ہیں''۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: الاسراء، رقم: (۳۰۵)/۱۶۴، ص ۱۰۲)

☆......بی بی اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سید عالم ﷺ کے پاس مقام سدرۃ المنتہی کا ذکر ہوا تو میں نے انہیں یہ فرماتے سنا: ''سدرہ کی ایک شاخ کے سائے میں ایک سوار سو سال تک سفر کرتا رہے گا یا ایک سو سال کے سائے میں ہونگے''۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة الجنة، باب: ما جاء فی صفة ثمار، رقم: ۲۵۵۰، ص ۷۳۱)

ما زاغ البصر وما طغی سے کیا مراد ھے؟

۹......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ما زاغ البصر و ما طغی آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی﴾، الزیغ بمعنی المیل عن الاستقامة یعنی سید عالم ﷺ کی بصارت ادنی درجے بھی کسی جانب پھری نہ حد سے بڑھی۔ بلکہ عجائبات کا ثابت قدمی، صحیح یقین کے ساتھ مشاہدہ فرمایا اور رویت باری میں بھی یہی اطمینان رہا اور یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ سید عالم ﷺ نے اللہ ﷻ کا دیدار اپنی سرِ انور کی مبارک آنکھوں سے فرمایا کیونکہ اگر نیند کی حالت میں دیدار مراد لیا جائے تو پھر ان جملوں کی ضرورت ہی نہیں رہتی اور یہ بھی کہ دل کے لئے زاغ القلب نہیں کہا جاتا۔ (روح البیان، ج۹، ص ۲۶۸)

اغراض:

عن طریق الهدی: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ''الضلال'' مخالف ہے ''الغی'' کا، پس ''الضلال'' نافرمانی کو کہتے ہیں جب کہ ''الغی'' جہل مرکب کو کہتے ہیں، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ''الضلال'' علم میں گمراہی اختیار کرنے کو کہتے ہیں جب کہ ''الغی'' افعال میں جہالت اختیار کرنے کو کہتے ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ دونوں مترادف ہیں۔ ملک: سے مراد حضرت جبرائیل ہیں اور ان کی شدت کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے قوم لوط کی بستی کو الٹ دیا اور آسمان کی جانب بلند کر کے الٹا پلٹ دیا، قوم ثمود کو برباد کر دیا، بنی اسرائیل پر پہاڑ کو مسلط کر دیا، اور یہ قوت انہیں فرشتہ ہونے کی صورت میں حاصل ہوتی تھی اور جب بشر کے لباس میں ہوتے تو اس صورت کا حکم نہ ہوتا تھا اور یہی قول جمہور کا ہے اور ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ﴿علمه﴾ سے مراد اللہ کی ذات پاک ہے اور ﴿القوی﴾ سے مراد اللہ کی طاقت وقدرت ہے جیسا کہ اس کی صفات اقتدار اور عظمت ہوا کرتی ہے۔

زاد فی القرب: پس کلام اپنے ظاہر پر باقی ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کچھ قلب (الٹ پھیر) والا معاملہ ہے، یعنی کلام یوں ہے: ''فتدلی ثم دنا''، معنی اپنی اصل صورت میں قریب ہونے کے ہے، مزید حاشیہ نمبر ''۴'' کا مطالعہ کیجئے۔ حتی افاق: کا بیان حاشیہ نمبر ''۵'' میں پڑھ لیں۔

ولم یذکر الموحی به تفخیما لشانه: عمومی طور پر وحی کرنے کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، اور کیا وحی کی گئی اس بارے میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ اجمالاً ایمان کو بذریعہ وحی بیان کر دیا گیا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اللہ نے یوں وحی فرمائی: ''الم اجدک یتیما فاویتک ؟ الم اجدک ضالا فهدیتک ؟ الم اجدک عائلا فاغنیتک ؟ الم نشرح لک

صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنالک ذکرک ؟۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ سید عالم ﷺ کو بیان کردیا گیا کہ جب تک آپ ﷺ جنت میں داخل نہ ہونگے دیگر حضرات انبیائے کرام پر بھی جنت حرام ہے اور جب تک آپ ﷺ کی امت داخل جنت نہ ہوجائے دیگر حضرات انبیائے کرام کی امتیں داخل نہ ہوسکیں گی، مزید حاشیہ نمبر "٦" ملاحظہ کیجئے۔

من صورۃ جبرائیل: ﴿ماارای﴾ کا بیان ہے، اور یہ ایک قول ہے جب کہ دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اللہ کی ذات ہے، سید عالم ﷺ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا، ایک مرتبہ بعثت کے ابتدائی دور میں اور دوسری مرتبہ لیلۃ المعراج میں، مزید حاشیہ نمبر "٧" دیکھیں۔

وھی شجرۃ نبق: مختلف رنگوں کے پھلوں والا درخت جس کے پتے کو زمین پر رکھ دیں تو زمین روشن ہوجائے، مزید حاشیہ نمبر "٨" میں دیکھیں۔تاوی الیھا الملائکۃ: مراد جنت ہے، جس کی پناہ میں حضرت آدم تھے اور پھر نکالے گئے، ایک قول یہ ہے کہ مراد حضرت جبرائیل اور میکائیل ہیں جو جنت الماٗوی میں پناہ دیئے گئے یا وہ سعید لوگ جو اس میں پناہ دیئے جائینگے۔

من طیر وغیرہ: دیکھیں حاشیہ نمبر "٨"۔رفرفا: اللہ کی جانب سے ایک خادم ہے جس میں قریب و دور ہونے کی خصوصیت پائی جاتی ہے، جیسا کہ براق میں جو کہ حضرات انبیائے کرام کی سواری رہی ہے جو کہ زمین پر مخصوص سواری ہے۔

وھی اصنام من حجارۃ: یعنی یہ تینوں پتھروں کے بنے ہوئے بت ہیں جو کہ کعبہ معظمہ میں پائے جاتے تھے، کہا جاتا ہے کہ لات کو مشرکین نے اللہ کے نام سے، العزی کو العزیز سے اور منات کو منی اللہ الشی ء وقدرہ سے تعبیر کیا تھا۔(الصاوی، ج٦،ص١٣وغیرہ)

رکوع نمبر:٦

﴿وکم من ملک﴾اَیْ وَکَثِیْرٌ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ﴿فی السموت﴾وَمَا اَکْرَمَھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ﴿لا تغنی شفاعتھم شیئا الا من بعد ان یأذن اللہ﴾لَھُمْ فِیْھَا﴿لمن یشاء﴾مِنْ عِبَادِہٖ﴿ویرضی (٢٦)﴾عَنْہُ لِقَوْلِہٖ وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَمَعْلُوْمٌ اَنَّھَا لَا تُوْجَدُ مِنْھُمْ اِلَّابَعْدَ الْاِذْنِ فِیْھَا مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ﴿ان الذین لا یؤمنون بالاٰخرۃ لیسمون الملئکۃ تسمیۃ الانثی (٢٧)﴾حَیْثُ قَالُوْا ھُمْ بَنَاتُ اللّٰہِ﴿وما لھم بہ﴾بِھٰذَا الْقَوْلِ﴿من علم ان﴾مَا﴿یتبعون﴾فِیْہِ﴿الا الظن﴾اَلَّذِیْ تَخَیَّلُوْہُ﴿وان الظن لا یغنی من الحق شیئا (٢٨)﴾اَیْ عَنِ الْعِلْمِ فِیْمَا الْمَطْلُوْبُ فِیْہِ الْعِلْمُ﴿فاعرض عن من تولی عن ذکرنا﴾اَیِ الْقُرْاٰنَ﴿ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا (٢٩)﴾وَھٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْجِھَادِ﴿ذلک﴾اَیْ طَلَبُ الدُّنْیَا﴿مبلغھم من العلم﴾اَیْ نِھَایَۃُ عِلْمِھِمْ اَنْ اٰثَرُوا الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ﴿ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بمن اھتدی (٣٠)﴾اَیْ عَالِمٌ بِھِمَا فَیُجَازِیْھِمَا﴿وللہ ما فی السموت وما فی الارض﴾اَیْ ھُوَ مَالِکٌ لِذٰلِکَ وَمِنْہُ الضَّالُّ وَالْمُھْتَدٰی یُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ﴿لیجزی الذین اساء وا بما عملوا﴾مِنَ الشِّرْکِ وَغَیْرِہٖ﴿ویجزی الذین احسنوا﴾بِالتَّوْحِیْدِ وَغَیْرِہٖ مِنَ الطَّاعَاتِ﴿بالحسنی (٣١)﴾اَیِ الْجَنَّۃِ وَبَیَّنَ الْمُحْسِنِیْنَ بِقَوْلِہٖ﴿الذین یجتنبون کبئر الاثم والفواحش الا اللمم﴾ھُوَ صِغَارُ الذُّنُوْبِ کَالنَّظْرَۃِ وَالْقُبْلَۃِ وَاللَّمْسَۃِ فَھُوَ اِسْتِثْنَاءٌ مُنْقَطِعٌ وَالْمَعْنٰی لٰکِنَّ اللَّمَمَ تُغْفَرُ بِاجْتِنَابِ الْکَبَائِرِ﴿ان ربک واسع المغفرۃ﴾بِذٰلِکَ وَبِقَبُوْلِ التَّوْبَۃِ وَنَزَلَ فِیْمَنْ کَانَ یَقُوْلُ صَلَاتُنَا صِیَامُنَا حَجُّنَا﴿ھو اعلم﴾اَیْ عَالِمٌ﴿بکم اذ انشاکم من الارض﴾اَیْ خَلَقَ اَبَاکُمْ اٰدَمَ مِنَ التُّرَابِ﴿واذا انتم اجنۃ﴾جَمْعُ جَنِیْنٍ﴿فی بطون

امہتکم فلا تزکوا انفسکم﴿لا تَمْدَحُوْهَا اَیْ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِعْجَابِ اَمَّا عَلٰی سَبِیْلِ الْاِعْتِرَافِ بِالنِّعْمَةِ فَحَسَنٌ﴿هو اعلم﴾اَیْ عَالِمٌ﴿بمن اتقی(۳۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور کتنے فرشتے ہیں......۱......(کم بمعنی کثیر، اور ملک بمعنی ملائکۃ ہے) آسمانوں میں(جو اللہ ﷻ کے نزدیک بہت مقرب ہیں) کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جب کہ اجازت دے دے(انہیں شفاعت کرنے کی اپنے بندوں میں سے) جس کے لیے چاہے اور(جس سے) راضی ہو(کہ اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے﴿ولا یشفعون الالمن ارتضی﴾اور یہ بات معلوم ہے کہ فرشتے شفاعت کریں گے مگر اذن شفاعت ملنے کے بعد، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے﴿من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ﴾) بیشک وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ملائکہ کا نام عورتوں کا سا رکھتے ہیں (کہ وہ فرشتوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں......۲......) اور انہیں اس کی (یعنی اس بات کی) کچھ خبر نہیں (اس بارے میں) وہ نہیں (ان بمعنی مــا نافیہ ہے) مگر ایک گمان کی پیروی کرتے (جو انہوں نے خیال کرلیا ہے) اور بیشک گمان یقین کی جگہ کام نہیں دیتا (یعنی جس مقام میں علم مطلوب ہو وہاں ظن کچھ کام نہیں دیتا) تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہمارے ذکر (یعنی قرآن پاک) سے پھرا اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی (یہ امر حکم جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے) یہ (دنیا کی طلب) ان کے علم کی پہنچ ہے (ان کے علم کی انتہاء ہے کہ انہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی) بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ جانتا ہے جس نے راہ پائی (وہ دونوں کو جانتا ہے اور انہیں ان کے کئے کا بدلہ دے گا) اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں (وہی ان کا مالک ہے لوگوں میں سے بعض گمراہ اور بعض ہدایت پر ہیں وہ جسے چاہتا گمراہ کرتا جسے چاہے ہدایت دیتا ہے......۳......) تاکہ برائی کرنے والوں کو ان کے کئے کا (ان کے شرک وغیرہ) کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں (عقیدہ توحید وغیرہ پر ایمان لاکر نیکی کرنے والوں کو......۴......) حسنی (یعنی جنت) عطا فرمائے (محسنین کا بیان اس فرمان میں کیا گیا ہے) وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے ("لمم" گناہ صغیرہ کو کہتے ہیں جیسا کہ اجنبیہ کو دیکھنا، اس کا بوسہ لینا، اسے چھونا......۵......، یہ استثناء منقطع ہے معنی یہ ہے کہ لمم کی بخشش کبیرہ گناہوں سے بچنے کے سبب ہو جائے گی) بیشک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے (کبائر سے بچنے والوں کے لیے، اور کبائر سے توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرلینے کے حق میں، یہ اگلی آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو خود اپنی نیکیوں کی تعریف کرتے اور کہتے ہماری نمازیں، ہمارے روزے، ہماری حج) وہ تمہیں جانتا ہے (اعلم بمعنی عالم ہے) تمہیں مٹی سے پیدا کیا (یعنی تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا) اور جب تم حمل تھے ("اجنة" جنین کی جمع ہے) اپنی ماؤں کے پیٹ میں تو اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ (یعنی بطور عجب خود اپنی تعریفیں نہ کرو، ہاں نعمت الٰہی ﷻ کے اعتراف کے لیے اپنی نیکیوں کا تذکرہ کرنا مستحسن ہے......۶......) وہ جانتا ہے (اعلم بمعنی عالم ہے) جو پرہیزگار ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿وکم من ملک فی السموت لا تغنی شفاعتھم شیئا الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی﴾

و: عاطفہ، کم ممیز، من: جار، ملک: موصوف، فی السموت: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر تمیز، ملکر مبتدا، لا تغنی: فعل نفی، شفاعتھم: فاعل، شیئا: مفعول، الا: اداۃ حصر، من: جار، بعد: مضاف، ان: مصدریہ، یاذن اللہ: فعل بافاعل، لام: جار، ما: موصولہ، یشاء ویرضی: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر

مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذين لا يومنون بالاخرة ليسمون الملئكة تسمية الانثى﴾

ان: حرف مشبہ،الذین لا یومنون بالاخرۃ: موصول صلہ،ملکر اسم،لام: تاکیدیہ،یسمون الملئکۃ: فعل بافاعل،تسمیۃ الانثیٰ: مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما لهم به من علم ان يتبعون الا الظن وان الظن لا يغني من الحق شيئا﴾

و: عاطفہ،ما: نافیہ،لہم: ظرف مستقر خبر مقدم،بہ: ظرف لغو مقدم،من: زائد،علم: مصدر بافاعل،ملکر شبہ جملہ مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ،ان: نافیہ،یتبعون: فعل بافاعل،الا: اداۃ حصر،الظن: ذوالحال،و: حالیہ،ان الظن: حرف مشبہ واسم،لایغنی من الحق شیئا: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاعرض عن من تولى عن ذكرنا ولم يرد الا الحيوة الدنيا﴾

ف: فصیحیہ،اعرض: فعل امر بافاعل،عن: جار،من: موصولہ،تولی عن ذکرنا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لم یرد: فعل نفی بافاعل،الا: اداۃ حصر،الحیوۃ الدنیا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلك مبلغهم من العلم ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله وهو اعلم بمن اهتدى﴾

ذلک: مبتدا،مبلغ: مصدر میمی مضاف،ھم: ضمیر مضاف الیہ فاعل،من العلم: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ان ربک: حرف مشبہ واسم،ھو: مبتدا،اعلم: اسم تفضیل بافاعل،ب: جار،من ضل عن سبیلہ: موصول صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،ھو اعلم بمن اھتدیٰ: جملہ اسمیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولله ما في السموت وما في الارض ليجزي الذين اساء وابما عملوا ويجزي الذين احسنوا بالحسنى﴾

و: مستانفہ،للہ: ظرف مستقر خبر مقدم،مافی السموت: معطوف علیہ،و: عاطفہ،مافی الارض: موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،لام: مصدریہ،یجزی: فعل بافاعل،الذین: موصول،اساء وابما عملوا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،یجزی: فعل بافاعل،الذین احسنوا بالحسنی: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر تقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر فعل محذوف "ملک" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذين يجتنبون كبئر الاثم والفواحش الا اللمم ان ربك واسع المغفرة﴾

الذین: موصول،یجتنبون: فعل بافاعل،کبائر الاثم: معطوف علیہ،و: عاطفہ،الفواحش: معطوف،ملکر مستثنیٰ منہ،الا: اداۃ استثناء،اللمم: مستثنیٰ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر ماقبل "الذین" سے بدل ہے،ان ربک: حرف مشبہ واسم،واسع المغفرۃ: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هو اعلم بكم اذ انشاكم من الارض واذ انتم اجنة في بطون امهتكم﴾

ھو: مبتدا،اعلم: اسم تفضیل بافاعل،بکم: ظرف لغو،اذ: مضاف،انشاکم من الارض: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،اذ: مضاف،انتم: مبتدا،اجنۃ: موصوف،فی بطون امھتکم: ظرف مستقر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مضاف الیہ،ملکر معطوف،ملکر ظرف،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلا تزكوا انفسكم هو اعلم بمن اتقى﴾

ف: فصیحیہ ،لاتزکوا:فعل نہی با فاعل ،انفسکم :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،ھو :مبتدا، اعلم :اسم تفضیل با فاعل ،بمن اتقی: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ھو اعلم بکم اذ انشاکم ......☆یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جونیکیاں کرتے تھے اور اپنے عملوں کی تعریف کرتے تھے اور تحریر کرتے تھے ہماری نمازیں ہمارے روزے ہمارے حج۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

''وکم من ملک'' سے کیا مراد ھے؟

۱......اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وکم من ملک اور کتنے ہی فرشتے ہیں﴾ میں کم بمعنی کثیر کہنے کا کیا فائدہ ہوا کیونکہ آسمان پر موجود سارے ہی فرشتے شفاعت (سفارش) کرنے کے قابل نہیں ہیں؟ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ اس جملے سے مقصود کفار کا رد کرنا ہے جو یہ کہتے تھے کہ بت ان کی شفاعت کریں گے۔اسی طرح اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿لا تغنی شفاعتھم﴾اور یہ نہ فرمایا:''لا یشفعون'' اسلئے کہ ان کا یہ دعوی تھا کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں،اسی طرح اللہ ﷻ کا ایک مقام پر یہ فرمان:﴿من الذی یشفع عندہ الا باذنہ وہ کون جو اس کے یہاں سفارش کرے بغیر اس کے حکم کے (البقرۃ: ۲۵۵)﴾ اور یہاں بغیر اذن (اجازت) شفاعت کی نفی کردی گئی ہے اور یہ بھی فرمایا:﴿ما لکم من دونہ من ولی ولا شفیع اسے چھوٹ کر (لاتعلق ہوکر) تمہارا کوئی حمایتی اور نہ کوئی سفارشی (السجدۃ: ٤)﴾ پس یہاں الشفیع کی نفی کردی گئی اور ماقبل الاغناء کی نفی کردی گئی؟ ہم یہ کہیں گے کہ کافروں کا یہ بنیادی عقیدہ تھا کہ یہ بت ہماری سفارش کریں گے اور انہیں بتوں کی سفارش گویا کہ نفع پہنچائے گی،جیسا کہ فرمایا:﴿لیقربونا الی اللہ زلفی کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کردیں(الزمر:۳)﴾۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۲۵۵)

اللہ ﷻ کی جانب اولاد (بیٹیوں) کی نسبت کرنا:

۲......درج ذیل میں ہم کوشش کرکے ان آیات کو ذکر کرتے ہیں جن میں اللہ ﷻ کی جانب بیٹیوں کی نسبت کی گئی،فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں کہا گیا اور اپنے لئے بیٹے پسند کئے گئے۔یعنی جو چیز اپنی ذات کے لئے ناپسند ہے وہی اللہ ﷻ کی جانب منسوب کی گئی:

(۱)......﴿ویجعلون للہ البنت سبحنہ ولھم ما یشتھون اوراللہ کے لئے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں پاکی اس کو اور اپنے لئے جو اپنا جی چاہتا ہے(النحل:۵۷)﴾

(۲)......﴿فاستفتھم الربک البنات ولھم البنون توان سے پوچھو کیا تمہارے رب کی بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے(الصفت:۱۴۹)﴾

(۳)......﴿اصطفی البنات علی البنین کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹے چھوڑکر(الصفت:۱۵۳)﴾

(۴)......﴿الکم الذکر ولہ الانثی کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی(النجم:۲۱)﴾

(۵)......﴿ان الذین لا یؤمنون بالاخرۃ لیسمون الملئکۃ تسمیۃ الانثی بیشک وہ جو آخرت پر ایمان رکھتے نہیں ملائکہ کا نام عورتوں کا سا رکھتے ہیں(النجم:۲۷)﴾

(۶)......﴿انما اللہ الہ واحد سبحنہ ان یکون لہ ولد اللہ تو ایک ہی خدا ہے پاکی اسے اس سے کہ اس کے کوئی بچہ

ہو(النساء:۱۷۱)﴾

(۷)......﴿واذا بشر احدھم بما ضرب للرحمٰن مثلا ظل وجھہ مسودا وھو کظیم اور جب ان میں کسی کو خوشخبری دی جائے اس چیز کی جس کا وصف رحمٰن کے لئے بتا چکا ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہے اور غم کھایا کرے (الزخرف:۱۷)﴾

(۸)......﴿لم یلد ولم یولد نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا (الاخلاص:۳)﴾

ھدایت وگمراھی اللہ ﷻ کے ھاتھ میں ھونے کا معنی:

۳......شیخ ابوالحسن الجرجانی ھدایۃ اور ضلالۃ کی تعریف لکھتے ہوئے فرماتے ہیں: ''الدلالۃ علی ما یوصل الی المطلوب ،وقد یقال :ھی سلوک طریق یوصل الی المطلوب یعنی ایسی رہنمائی جو (بندے کو) مطلوب تک پہنچادے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سلوک کا وہ راستہ جو مطلوب (مقصود) تک پہنچادے۔'' ھی فقدان ما یوصل الی المطلوب ،وقد یقال :ھی سلوک طریق لا یوصل الی المطلوب یعنی ایسی رہنمائی کا فقدان جو (بندے کو) مطلوب تک پہنچانے سے روکے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ راستہ جو بندے کو مطلوب تک نہ پہنچا سکے، ضلالت کہلاتا ہے۔ (التعریفات، ص ۱۴۱،۲۵۱)

امام جریر طبری فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب کو مشرکین کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اے محبوب ﷺ ان سے کہو بیشک اللہ ﷻ تم میں سے جسے چاہے رسوا کرے میری تصدیق کرنے سے اور جو میں اپنے رب ﷻ کے پاس سے لایا اس پر ایمان لانے سے، اور جو رجوع لایا اسے اپنی جانب ھدایت سے نوازے، پس بندہ اپنے کفر سے توبہ کر کے اللہ ﷻ پر ایمان لائے، اور میری فرمانبرداری کرے، جو کتاب میں اپنے رب ﷻ کے پاس سے لایا ہوں اس کی تصدیق کرے اور اللہ ﷻ نے کوئی آیت مجھ پر (ایسی) نازل نہیں کی جو تمہیں گمراہ کرے یا ھدایت دے، ھدایت اور گمراہی اللہ ﷻ کے دستِ قدرت میں ہے، جسے چاہتا ہے ایمان کی توفیق رفیق دے دیتا ہے اور تم میں سے جسے چاہتا ہے رسوا کرتا ہے، پس وہ ایمان نہیں لاتا۔ (جامع البیان ،الجزء ۱۳، ص ۱۷۲)

عقیدہ درست نہ ھو تو عمل مردود ھے:

۴......اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿ویجزی الذین احسنوا بالحسنی اور نیکی کرنے والوں کو ان کا اچھا صلہ عطا فرمائے (النجم:۳۱)﴾ کے تحت مفسر نے ''بالتوحید وغیرہ من الطاعات'' جملہ بیان کیا ہے، یہاں سے ہمیں درس ملتا ہے کہ مفسرین جلال کے نزدیک بھی عقیدۂ توحید کے ساتھ اعمال کا ٹھیک ہونا ضروری ہے۔ اگر عقیدہ درست نہ ہو اور فقط اعمال بجالاتے رہیں تو بے کار ، کیونکہ اللہ ﷻ خود فرماتا ہے: ﴿قل ان کان اباؤ کم وابناؤ کم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم الفسقین تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو ہدیت نہیں دیتا (التوبۃ:۲۴)﴾ معلوم ہوا کہ اعمال کتنے ہی اچھے کیوں نہ کر لے، ایمان میں کمی ہوگی تو نجات نہیں ملے گی بلکہ ایسوں کے بارے میں اللہ ایک اور مقام پر فرماتا ہے: ﴿عاملۃ ناصبۃ تصلی نارا حامیۃ کام کریں مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں (الغاشیۃ:۳تا۴)﴾ یعنی اعمال کی زحمت اٹھانے کے بعد بھی نہ تو اللہ ہی راضی ہوا اور نہ ہی جہنم سے نجات ملی، نہ جنت ملی اور نہ ہی انعام جنت کے حقدار ہوئے۔

الٓمٓ کی تعریف اور اس بارے میں تصریحات:

۵......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے (النجم: ۳۲)﴾، اللمم کے معنی معصیت کے قریب ہونا مراد ہے اور وہ معصیت شرعی حکم کے اعتبار سے صغیرہ کہلاتی ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ پے در پے معصیت کے قریب ہونا۔ (المفردات، ص ۴۵۷)

متذکرہ آیت میں فواحش اور لمم دونوں کا ذکر ہے، فواحش کو کبیرہ گناہ میں اور لمم کو صغیرہ گناہ میں شامل کیا جاتا ہے۔ مفسرین کرام نے اس کے بارے میں درج ذیل توجیہات بیان کی ہیں:

(۱)......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللممۃ سے مراد یہ ہے کہ زنا کرنے کے بعد توبہ کرے پھر دوبارہ اس کی جانب نہ بڑھے، چوری کرنے کے بعد توبہ کرے اور پھر اس کی جانب نہ بڑھے، شراب پینے کے بعد توبہ کرے اور اس کی جانب نہ بڑھے۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۷۹)

(۲)......مراد وہ گناہ ہے جس کا مومن ارادہ تو کرے لیکن اس کو انجام نہ دے۔ (۳)......مراد وہ گناہ ہے جس کے کرنے کے بعد مومن نادم ہو جائے جیسا کہ کسی کو جنون طاری ہو اور بعد افاقہ ہونے کے اُسے پشیمانی ہوتی ہے اور اس کی تائید اس فرمان سے بھی ہوتی ہے: ﴿والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں (ال عمران: ۱۳۵)﴾۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۲۷۰)

(۴)......ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ابن عباس اور شعبی کے نزدیک اس کے معنی زنا کے علاوہ مراد ہیں۔ (۵)......ابن مسعود، ابوسعید خدری اور حذیفہ ومسروق رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ وطی کے علاوہ امور مثلاً غیر عورت کو دیکھنا، ہاتھ سے چھونا یا پکڑنا، پاؤں سے چل کر برائی کی جانب جانا کہ (اعضائے انسانی تو) اس کی تصدیق کرتے ہیں لیکن فرج اس کی تکذیب کرتا ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۷، ص ۹۴)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ عزوجل نے بنی آدم کے حق میں زنا سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے، پس وہ درحقیقت پائے گا، چنانچہ آنکھوں کا زنا غیر عورت کو دیکھنا، زبان کا زنا اس کے متعلق کلام کرنا، انسانی نفس زنا کی خواہش کرتا ہے لیکن شرم گاہ اس کی تصدیق وتکذیب کرتی ہے''۔ (صحیح البخاری، کتاب القدر، باب وحرم علی قریۃ اھلکناھا، رقم: ۶۶۱۲، ص ۱۱۴۳)

فقہائے کرام فرماتے ہیں: اجنبیہ عورت کے چہرے کی طرف اگرچہ نظر جائز ہے، جب کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنہ کا ہے، اس زمانے میں ویسے لوگ کہاں جیسے اگلے زمانے میں تھے، لہذا اس زمانہ میں اس کو دیکھنے کی ممانعت کی جائے گی مگر گواہ وقاضی کے لئے کہ بوجہ ضرورت ان کے لئے نظر کرنا جائز ہے اور ایک صورت اور بھی ہے کہ اس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اس نیت سے دیکھنا جائز ہے کہ حدیث میں آیا ہے: ''جس سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس کو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہوگا''۔ اسی طرح عورت اس مرد کو جس کے پاس پیغام بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے، اگرچہ اندیشہ نہ ہو مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیت ہو کہ حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ج۹، ص ۵۳۱ وغیرہ)

خود پسندی کی مذمت میں احادیث:

۶......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر سرکش، جوّاظ (مال جمع کر کے رکھ لینے والا، اِترا کر چلنے والا یا پھر زیادہ کھانے والا)، متکبر، بڑائی چاہنے والا جہنمی ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب عتل بعد ذلک زنیم، رقم: ۴۹۱۸، ص ۸۷۳)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''متکبر اور بڑائی چاہنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا''۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب: فی حسن الخلق، رقم: ۴۸۰۱، ص ۱۱۹۰)

☆...... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بندہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے جبارین میں لکھ دیا جاتا ہے پھر اسے وہی مصیبت پہنچتی ہے جو جبارین کو پہنچی تھی''۔ (جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب:ما جاء فی الکبر، رقم:۲۰۰۷، ص۵۸۹)

☆...... تاجدارِ رسالت ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم کوئی گناہ نہ کرو تو پھر بھی مجھے ڈر ہے کہ تم اس سے بڑی چیز یعنی خود پسندی میں مبتلا ہو جاؤ''۔ (الترغیب والترهیب، کتاب الادب، باب:الترغیب فی التواضع، ج۳، رقم:۴۳، ص۳۵۸)

☆...... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور چلنے میں اتراتا ہے، وہ اللہ عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ عزوجل اس پر غضب فرمائے گا''۔ (المستدرك، کتاب الایمان، باب:من یتعاظم فی نفسه، رقم:۲۰۱، ج۱، ص۸۸)

☆...... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تم سب آدم کی اولاد ہو اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، چاہیے کہ اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنے والی قومیں باز آجائیں، یا پھر وہ اللہ عزوجل کے نزدیک کیڑے مکوڑوں سے بھی زیادہ حقیر ہو جائیں گی''۔

(البحر الزخار المعروف مسند البزار، المستظل بن حصین عن حذیفة، رقم: ۲۹۳۸)

اغراض:

ای و کثیرا من الملائکة: میں اس جانب اشارہ ہے ﴿کم﴾ خبریہ بمعنی کثیرا ہے۔ اما اکرمھم عند اللہ: جملہ تعجبیہ ہے جو کہ حضرات ملائکہ کی تعظیم اور تشریف کے لئے لایا گیا ہے، اور یہ کہ ان کی شفاعت (بغیر اللہ کے اذن) کے کسی کو کفایت نہ کرے گی۔

ومعلوم انھا لا توجد منھم: اللہ کے فرمان: ﴿ولا یشفعون﴾ کی طرف راجع ہے، اور مقصود دونوں آیات کے مابین توفق ہے یعنی شفاعت کا معاملہ اذن ہونے پر متصور ہے۔ بھذا المقول: یعنی فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہنا مراد ہے۔ ای عن العلم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ منْ بمعنی عن ہے، اور ﴿الحق﴾ بمعنی العلم ہے۔

فیما المطلوب فیه العلم: مراد وہ امر ہے جس کا علم پر اعتماد ہوتا ہے یعنی اعتقادیات، بخلاف عملیات، اور ﴿الظن﴾ سے فقہائے کرام کا فروعی اختلاف مراد ہے، پس حاصل کلام یہ ہے کہ امور اعتقادیہ سے مراد اللہ کی معرفت، اور اس کے رسول کی معرفت اور کتاب اللہ کی معرفت ہے اور اس پر جزم کرنا ضروری ہے اور ﴿الظن﴾ سے مراد امور عملیہ ہیں جیسا کہ فروعیاتِ دین ہوتی ہیں۔

وھذا قبل الامر بالجھاد: مراد یہ ہے کہ مذکورہ آیت: ﴿فاعرض عن من تولی...... الخ﴾ آیت جہاد سے منسوخ ہے۔

ومنه الضال والمھتدی: ھدایت اور گمراہی کو کیسے آسمان و زمین کے امور کے لئے علت قرار دے دیا گیا جب کہ اللہ کی ذات ثابت ہے؟ میں (علامہ صاوی) کہوں گا کہ یہاں علت محذوف ہے مطلب یہ ہے کہ آسمان و زمین کا مالک ہے۔

یضل من یشاء: معنی یہ ہے کہ تمام امور کا انجام اللہ کے زیرِ قدرت ہے، پس اللہ نیکوں کو نیکی اور بدوں کو بُرائی والے انجام کے ساتھ نوازتا ہے۔ بذلک: سے مراد معصیت سے اجتناب کرنا ہے۔ (الصاوی، ج٦، ص١٩ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۷

﴿افرء یت الذی تولی(۳۳)﴾ عَنِ الْاِیْمَانِ اَیْ اِرْتَدَّ لَمَّا عُیِّرَ بِهٖ وَقَالَ اِنِّیْ خَشِیْتُ عِقَابَ اللّٰهِ فَضَمِنَ لَهُ الْمُعَیِّرُ اَنْ تَحْمِلَ عَنْهُ عَذَابَ اللّٰهِ اِنْ رَجَعَ اِلَی الشِّرْکَةِ وَاَعْطَاهُ مِنْ مَالِهٖ کَذَا فَرَجَعَ ﴿واعطی قلیلا﴾ مِنَ الْمَالِ الْمُسَمّٰی ﴿واکدی (۳۴)﴾ مَنَعَ الْبَاقِیْ مَاْخُوْذٌ مِنَ الْکُدْیَةِ وَهِیَ اَرْضٌ صَلْبَةٌ کَالصَّخْرَةِ تَمْنَعُ حَافِرَ الْبِئْرِ اِذَا وَصَلَ اِلَیْهَا مِنَ الْحُفَرِ ﴿اعنده علم الغیب فهو یری (۳۵)﴾ یَعْلَمُ مِنْ جُمْلَتِهٖ اِنَّ غَیْرَهُ یَتَحَمَّلُ عَنْهُ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ لَا وَهُوَ الْوَلِیْدُ بْنُ الْمُغِیْرَةِ اَوْ غَیْرُهُ وَجُمْلَةُ اَعِنْدَهُ الْمَفْعُوْلُ الثَّانِیْ لِرَاَیْتُ بِمَعْنٰی

اَخْبِرْنِیْ﴿ام﴾بَلْ﴿لم ینبا بما فی صحف موسی(۳۶)﴾اِسْفَارُ التَّوْرٰىةِ اَوْ صُحُف قَبْلَهَا﴿و﴾صُحُفِ﴿ابرهیم الذی وفی(۳۷)﴾تَمَّمَ مَا اُمِرَ بِهٖ بِحَقٍّ وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ وَبَيَانُ مَا﴿الا تزر وازرة وزر اخرى(۳۸)﴾اِلٰى اٰخِرِهٖ وَاَنْ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيْلَةِ اَیْ اَنَّهٗ لَا تَحْمِلُ نَفْسٌ ذَنْبَ غَيْرِهَا﴿وان﴾اَیْ اَنَّهٗ﴿ليس للانسان الا ما سعى(۳۹)﴾مِنْ خَيْرٍ فَلَيْسَ لَهٗ مَنْ سَعٰى غَيْرُهُ الْخَيْرُ شَیْءٌ﴿وان سعيه سوف يرى(۴۰)﴾اَیْ يُبْصِرُهٗ فِی الْاٰخِرَةِ﴿ثم يجزه الجزاء الاوفى(۴۱)﴾اَلْاَكْمَلُ يُقَالُ جَزَيْتُهٗ سَعْيَهٗ وَبِسَعْيِهٖ﴿وان﴾بِالْفَتْحِ عَطْفًا وَقُرِئَ بِالْكَسْرِ اِسْتِيْنَافًا وَكَذَا مَا بَعْدَهَا فَلَا يَكُوْنُ مَضْمُوْنُ الْجُمَلِ فِی الصُّحُفِ عَلَى الثَّانِیْ﴿الى ربك المنتهى(۴۲)﴾اَلْمَرْجِعُ وَالْمَصِيْرُ بَعْدَ الْمَوْتِ فَيُجَازِيْهِمْ﴿وانه هو اضحك﴾مَنْ شَاءَ اَفْرَحَهٗ﴿وابكى(۴۳)﴾مَنْ شَاءَ اَحْزَنَهٗ﴿وانه هو امات﴾فِی الدُّنْيَا﴿واحيا(۴۴)﴾لِلْبَعْثِ﴿وانه خلق الزوجين﴾اَلصِّنْفَيْنِ﴿الذكر والانثى(۴۵)من نطفة﴾مَنِیٍّ﴿اذا تمنى(۴۶)﴾تُصَبُّ فِی الرَّحِمِ﴿وان عليه النشاة﴾بِالْمَدِّ وَالْقَصْرِ﴿الاخرى(۴۷)﴾اَلْخَلْقَةَ الْاُخْرٰى لِلْبَعْثِ بَعْدَ الْخِلْقَةِ الْاُوْلٰى﴿وانه هو اغنى﴾اَلنَّاسَ بِالْكِفَايَةِ بِالْاَمْوَالِ﴿واقنى(۴۸)﴾اَعْطَى الْمَالَ الْمُتَّخَذَ قِنْيَةً﴿وانه هو رب الشعرى(۴۹)﴾هِیَ كَوْكَبٌ خَلْفَ الْجَوْزَاءِ كَانَتْ تُعْبَدُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ﴿وانه اهلك عادا الاولى(۵۰)﴾وَفِی قِرَاءَةٍ بِاِدْغَامِ التَّنْوِيْنِ فِی اللَّامِ وَضَمِّهَا وَبِلَا هَمْزَةٍ وَهِیَ قَوْمُ عَادٍ وَالْاُخْرٰى قَوْمُ صَالِحٍ﴿وثمودا﴾بِالصَّرْفِ اِسْمٌ لِلْاَبِ وَبِلَا صَرْفٍ اِسْمٌ لِلْقَبِيْلَةِ وَهُوَ مَعْطُوْفٌ عَلٰى عَادٍ﴿فما ابقى(۵۱)﴾مِنْهُمْ اَحَدًا﴿وقوم نوح من قبل﴾اَیْ قَبْلَ عَادٍ وَثَمُوْدَ اَهْلَكْنَاهُمْ﴿انهم كانوا هم اظلم واطغى(۵۲)﴾مِنْ عَادٍ وَثَمُوْدَ لِطُوْلِ لُبْثِ نُوْحٍ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا وَهُمْ مَعَ عَدَمِ اِيْمَانِهِمْ بِهٖ يُؤْذُوْنَهٗ وَيَضْرِبُوْنَهٗ﴿والمؤتفكة﴾وَهِیَ قُرٰى قَوْمِ لُوْطٍ﴿اهوى(۵۳)﴾اَسْقَطَهَا بَعْدَ رَفْعِهَا اِلَى السَّمَاءِ مَقْلُوْبَةً اِلَى الْاَرْضِ بِاَمْرِهٖ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِذٰلِكَ﴿فغشها﴾مِنَ الْحِجَارَةِ بَعْدَ ذٰلِكَ﴿ما غشى(۵۴)﴾اَبْهَمَ تَهْوِيْلًا وَفِی هُوْدٍ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيْلٍ﴿فباى الاء ربك﴾بِاَنْعُمِهِ الدَّالَّةِ عَلٰى وَحْدَانِيَّتِهٖ وَقُدْرَتِهٖ﴿تتمارى(۵۵)﴾تَتَشَكَّكُ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ اَوْ تُكَذِّبُ﴿هذا﴾مُحَمَّدٌ ﷺ﴿نذير من النذر الاولى(۵۶)﴾مِنْ جِنْسِهِمْ اَیْ رَسُوْلٌ كَالرُّسُلِ قَبْلَهٗ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ كَمَا اُرْسِلُوْا اِلٰى اَقْوَامِهِمْ﴿ازفت الازفة(۵۷)﴾قَرُبَتِ الْقِيَامَةُ﴿ليس لها من دون الله﴾نَفْسٌ﴿كاشفة(۵۸)﴾اَیْ لَا يَكْشِفُهَا وَيُظْهِرُهَا اِلَّا هُوَ كَقَوْلِهٖ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ﴿افمن هذا الحديث﴾اَیِ الْقُرْاٰنِ﴿تعجبون(۵۹)﴾تَكْذِيْبًا﴿وتضحكون﴾اِسْتِهْزَاءً﴿ولا تبكون(۶۰)﴾لِسَمَاعِ وَعْدِهٖ وَوَعِيْدِهٖ﴿وانتم سامدون(۶۱)﴾لَاهُوْنَ غَافِلُوْنَ عَمَّا يُطْلَبُ مِنْكُمْ﴿فاسجدوا لله﴾اَلَّذِیْ خَلَقَكُمْ﴿واعبدوا(۶۲)﴾وَلَا تَسْجُدُوْا لِلْاَصْنَامِ وَلَا تَعْبُدُوْهَا.

﴿ترجمہ﴾

تو کیا تم نے دیکھا جو پھر گیا (ایمان سے، یعنی مرتد......١......ہو گیا جب اس کو ایمان لانے پر عار دلایا گیا اس نے کہا کہ ایمان سے پھرنے کی صورت میں مجھے عذاب الٰہی نازل ہونے کا خوف ہے تو عار دلانے والے دو شخصوں نے اسے ضمانت دی کہ اگر وہ دوبارہ شرک کی طرف لوٹ آئے تو وہ اس کی طرف سے اللہ ﷻ کے عذاب کو اپنے اوپر لے لیں گے پھر اس مرتد شخص نے اپنے مال میں سے کچھ ان ضمان اٹھانے والوں کو دیا اور پھر شرک کی طرف پلٹ آیا) اور (مقررہ مال میں سے) کچھ تھوڑا سا دیا اور (باقی مال) روک لیا (اکدی کے معنی منع ہے، "اکدی" الکدیة سے ماخوذ ہے، یہ اس سخت زمین کو کہتے ہیں جو چٹان کی طرح ہوتی ہے اور اس زمین پر اونٹ سفر کرنے والے شخص کے اونٹ کے قدموں کے نشان ظاہر نہیں ہوتے) کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے تو وہ دیکھ رہا ہے (یعنی کیا وہ من جملہ غیوب میں سے یہ جانتا ہے کہ اگر وہ اپنا مذہب بدل لے گا تو دوسرا شخص اس کی طرف سے آخرت کے عذاب کو اپنے سر اٹھالے گا، نہیں ایسا ہرگز نہ ہوگا اور مرتد ہونے والا یہ شخص ولید بن مغیرہ یا کوئی شخص تھا "اعنده...... الخ" جملہ "رایت" فعل کا مفعول ثانی ہے اور رایت بمعنی اخبرنی ہے) بلکہ (ام بمعنی بل ہے) اسے اس کی خبر نہ آئی جو صحیفوں میں ہے موسیٰ کے (یعنی اسفار تورات یا تورات سے قبل نازل کردہ صحائف میں) اور ابراہیم (کے صحیفوں) میں جو پورے احکام بجالایا (یعنی اسے جو بھی حکم دیا گیا اسے اس کے جملہ حقوق کے ساتھ اس نے مکمل کر دکھایا، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے: اذابتلی ابراھیم ربه بکلمات فاتمھن) اور (مذکور صحائف میں مذکور بات کا ذکر اب ہوتا ہے ﴿الا تزر وازرة وزر اخری﴾ سے لے کر آخر تک "الا" میں "ان" مخففة من الثقيلة ہے، اصل میں یوں ہے انه لا تحمل نفس ذنب غیر ھا یعنی کوئی جان دوسری جان کا گناہ اپنے سر نہ اٹھائیگی......٢......) اور یہ کہ ("ان" اصل میں انه ہے) آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش (جو بھلائی کے بارے میں کوشش، کسی دوسرے نے جو بھلائی کے لیے کوشش کی اس میں اس کے لیے کچھ نہ ہو گا......٣......) اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی (یعنی وہ خود اسے آخرت میں دیکھے گا) پھر اس کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا (الاوفی بمعنی الاکمل ہے، کہا جاتا ہے جزیته سعیه وبسعیه) اور یہ کہ ("ان" ھو عطف کی وجہ سے مفتوح اور استیناف کی وجہ سے مکسور پڑھا گیا ہے اور یونہی اس کے مابعد والے "ان" کا معاملہ ہے تو دوسری تقدیر پر ان مذکورہ جملوں کا معمول سابقہ صحیفوں میں نہ ہوگا) بیشک تمہارے رب ہی کی طرف پھرنا ہے (مرنے کے بعد تو انہیں ان کے کئے کا بدلہ دے گا، المنتھی بمعنی المرجع المصیر ہے) اور یہ کہ وہی ہے جو ہنساتا ہے (جسے چاہے خوش کر دیتا ہے) اور رلاتا ہے (جسے چاہے غمزدہ کر دیتا ہے......٤......) اور یہ کہ وہی ہے جس نے (دنیا میں) مارا اور (مرنے کے بعد حساب کتاب کرنے کے لیے) جلایا اور یہ کہ اسی نے دو قسمیں بنائی (زوجین بمعنی صنفین ہے) نر اور مادہ نطفہ جب ڈالا جائے (رحم میں تمنی بمعنی تصب ہے) اور یہ کہ اسی کے ذمہ ہے پچھلا اٹھانا ("النشاۃ" کو مد اور قصر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یعنی پہلی خلقت کے بعد حساب کتاب کے لیے دوسری بار پیدا کرنا اسی کے ذمہ ہے) اور یہ کہ اسی نے غنا دی (لوگوں کو بقدر کفایت مال عطا فرما کر) اور اسی نے مال دیا (یعنی مال عطا فرمایا جسے ذخیرہ کیا جاتا ہے) اور یہ کہ وہی ہے ستارہ شعریٰ کا رب ("شعری"......٥......ایک ستارے کا نام ہے جو جوزاء کے پیچھے ہوتا ہے زمانہ جاہلیت میں اس ستارے کو بھی پوجا جاتا تھا) اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو ہلاک فرمایا (پہلی عاد حضرت ھود علیہ السلام کی قوم ہے، اور دوسری عاد حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ہے، ایک قرائت میں "عاد" کی دال کو ادغام "الاولی" کے لام میں کیا گیا ہے، اور لام کو بغیر ہمزہ کے مضمومہ پڑھا گیا ہے) اور ثمود کو (ثمود منصرف ہے کہ یہ ان کے قبیلے کے جد امجد کا نام ہے یا پھر یہ غیر منصرف ہے قبیلہ کا نام ہے اس کا عطف "عاد" پر ہے) تو باقی نہ چھوڑا (ان میں سے کسی کو) اور ان سے پہلے (یعنی عاد و ثمود سے پہلے) نوح کی قوم کو (ہم نے ہلاک کر دیا) بیشک وہ (عاد اور ثمود) زیادہ ظالم اور زیادہ سرکش تھے (کہ حضرت نوح علیہ السلام ان میں طویل عرصے ساڑھے نو سو سال رہے اس کے باوجود ایمان لانا تو درکنار وہ حضرت نوح علیہ السلام کو

اذیت پہنچاتے رہے اور آپ علیہ السلام کو العیاذ باللہ مارتے تھے) اور اس نے الٹنے والی بستی (اس بستی سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی ہے) کو نیچے گرایا (یعنی اسے آسمان کی طرف بلند کر کے اسے الٹا کر کے نیچے گرا دیا زمین کی طرف، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے حکم سے یہ کام سرانجام دیا) تو اسے ڈھانپ لیا (اس کے بعد پتھروں نے) جس نے اسے ڈھانپ لیا (یہاں جس چیز نے اس بستی کو ڈھانپ لیا تھا اس میں مبہم لوگوں کو خوف دلانا مقصود ہے، سورۂ ھود میں اس طرح کا ذکر یوں ہے ﴿جعلنا عالیها سافلها وا مطرنا علیها حجارة من سجیل﴾) تو اپنے رب کی کونسی نعمتوں میں (یعنی اللہ عزوجل کی وہ نعمتیں جو اس کی وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرتیں ہیں، اے انسان) تو ان میں شک کر رہا ہے (''تتمـاری'' کا معنی شک کرنا، یا جھٹلانا ہے) یہ (یعنی حضرت محمد ﷺ) ایک ڈر سنانے والے ہیں اگلے ڈرانے والوں میں سے (یعنی ان کی جنس ہے یعنی یہ بھی ایک رسول پچھلے رسولوں کی طرح ہیں، انہیں تمہاری طرف مبعوث کیا گیا ہے جیسا کہ پچھلے رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا گیا) پاس آئی پاس آنے والی (یعنی قیامت، ازفــت بمعنی قــربـت ہے) اللہ کے سوا اس کو کھولنے والی (جان) کوئی نہیں (یعنی اسے اللہ عزوجل ہی کھولے گا اور وہی اسے ظاہر فرمائے گا جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے ﴿لایجلیها لوقتها الاهو﴾) تو کیا اس بات سے (یعنی قرآن پاک سے) تم تعجب کرتے ہو (اسے جھٹلاتے ہوئے) اور (اس کا استہزاء کرتے) ہنستے ہو اور (اس کے وعدہ اور وعید کو سنکر) روتے نہیں......٦......اور تم کھیل میں پڑے ہو (جو چیز تم سے طلب کی جارہی ہے تم اس سے غفلت میں ہو) تو اللہ کے لیے سجدہ کرو (جس نے تمہیں پیدا کیا ہے) اور اس کی بندگی کرو (نہ تو تم بتوں کو سجدہ کرو اور نہ ان کی عبادت کرو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿افرء یت الذی تولی واعطی قلیلا واکدی عنده علم الغیب فهو یری﴾

همزه: حرف استفہام، رایت: فعل بافاعل، الذی: موصول، تولی: جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اعطی قلیلا: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اکدی: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مفعول اول، همزه: حرف استفہام، عنده: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، علم الغیب: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، هو یری: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ام لم ینبا بما فی صحف موسی وابرهیم الذی وفی الا تزروازرة وزر اخری﴾

ام: منقطعہ بمعنی بل، لـم ینبـا: فعل نفی بانائب الفاعل، ب: جار، مـا: موصول، فـی: جار، صـحـف: مضاف، مـوسـی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابرهیم: موصوف، الذی وفی: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صلہ، ملکر مبدل منہ، ان مخففہ با ضمیر شان ضمیر محذوف اسم، الاتــزروازرة وزراخـری: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان لیس للانسان الا ما سعی وان سعیه سوف یری﴾

و: عاطفہ، ان مخففہ با ضمیر شان محذوف ضمیر اسم، لیس للانسان: فعل ناقص وظرف مستقر خبر مقدم، الا: اداۃ حصر، ماسعی: موصول صلہ، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ''الاتــزر'' پر معطوف ہے، و: عاطفہ، ان سـعـیـه: حرف مشبہ واسم، سـوف یری: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم یجزه الجزاء الاوفی وان الی ربک المنتهی﴾

ثم: عاطفہ، یجزه: فعل با نائب الفاعل ومفعول ثانی، الجزاء الاوفی: مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ان: حرف

مشبہ، الی ربک: ظرف مستقر خبر مقدم، المنتھی: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "الا تزر وازرۃ" پر معطوف ہے۔

﴿وانه هو اضحک وابکی وانه هو امات واحیا وانه خلق الزوجین الذکر والانثی من نطفة اذا تمنی﴾

و: عاطفہ، انہ: حرف مشبہ واسم، ھو: ضمیر فعل، اضحک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابکی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "الاتزر" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، انہ: حرف مشبہ واسم، ھو: ضمیر فعل، امات واحیا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ومعطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انہ: حرف مشبہ واسم، خلق: فعل بافاعل، الزوجین: مبدل منہ، الذکر: معطوف علیہ، و الانثی: معطوف، ملکر بدل، ملکر مفعول، من نطفة: ظرف لغو، اذاتمنی: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان علیه النشاة الاخری وانه هو اغنی واقنی وانه هو رب الشعری﴾

و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، علیہ: ظرف مستقر خبر مقدم، النشاۃ الاخری: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "الا تزر" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، انہ: حرف مشبہ واسم، ھو: ضمیر فعل، اغنی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقنی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انہ: حرف مشبہ واسم، ھو: ضمیر فعل، رب الشعری: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانه اهلک عادا الاولی وثمودا فما ابقی وقوم نوح من قبل﴾

و: عاطفہ، انہ: حرف مشبہ واسم، اھلک: فعل بافاعل، عادا: موصوف، الاولی: صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ثمود: معطوف اول، و: عاطفہ، قوم نوح: ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ماابقی: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انهم کانوا هم اظلم واطغی والموتفکة اهوی﴾

انھم: حرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص بااسم، ھم: ضمیر فعل، اظلم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اطغی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الموتفکۃ: مفعول مقدم، اھوی: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فغشها ما غشی فبای الاء ربک تتماری﴾

ف: عاطفہ، غشھا: فعل ومفعول، ما غشی: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحیہ، ب: جار، ای: مضاف، الاء ربک: مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، تتماری: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "ان عرفت ھذا کلہ" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿هذا نذیر من النذر الاولی ازفت الازفة لیس لها من دون الله کاشفة﴾

ھذا: مبتدا، نذیر: موصوف، من: جار، النذر الاولی: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ازفت: فعل، الازفۃ: ذوالحال، لیس: فعل ناقص، لھا: ظرف مستقر خبر مقدم، من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، کاشفۃ: ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افمن هذا الحدیث تعجبون وتضحکون ولا تبکون وانتم سامدون فاسجدوا لله واعبدوا﴾

ھمزہ: حرف استفہام، ف: مستانفہ، من ھذا الحدیث: ظرف لغو مقدم، تعجبون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، تضحکون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لاتبکون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، انتم: مبتدا، سامدون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ف: فصیحیہ، اسجدوا للہ: جملہ فعلیہ معطوف

علیہ ،و :عاطفہ ،اعبدوا :جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر شرط محذوف "ان تدبرتم ھذا کلہ" کی جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......افرء یت الذین تولی......☆یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم کے دین کا اتباع کیا تھا مشرکوں نے اس کو عار دلائی اور کہا کہ تو نے بزرگوں کا دین چھوڑ دیا اور تو گمراہ ہو گیا اس نے کہا میں نے اللہ کے خوف سے ایسا کیا تو عار دلانے والے کافر نے کہا اگر تو شرک کی طرف لوٹ کر آئے اور اس قدر مال مجھ کو دے تو تیرا عذاب میں اپنے ذمہ لیتا ہوں اس پر ولید اسلام سے منحرف و مرتد ہو کر پھر شرک میں مبتلا ہو گیا اور جس شخص سے مال دینا ٹھہرا تھا اس نے تھوڑا سا دیا اور باقی سے منع کر دیا۔

☆......واعطی قلیلا واکدی......☆یہ آیت عاص بن وائل سہمی کے حق میں نازل ہوئی وہ اکثر امور میں نبی کریم ﷺ کی تائید و موافقت کیا کرتا تھا اور یہ بھی کہا گیا تھا یہ آیت ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی کہ اس نے کہا تھا اللہ کی قسم محمد ﷺ ہمیں بہترین اخلاق کا حکم فرماتے ہیں اس تقدیر پر یہ معنی ہیں کہ تھوڑا سا اقرار کیا اور حق لازم میں سے قدرے قلیل ادا کیا اور باقی سے باز رہا یعنی ایمان نہ لایا۔

☆......وان علیہ النشاۃ الاخری......☆یعنی عمل یہ مراد ہے کہ اپنی ہی نیکیوں سے فائدہ پاتا ہے یہ مضمون بھی صحف ابراہیم و موسیٰ کا ہے اور کہا گیا ہے کہ ان ہی امتوں کے لئے خاص تھا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ حکم ہماری شریعت میں آیت ﴿الحقنا بھم ذریتھم﴾ سے منسوخ ہو گیا حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ میری ماں کی وفات ہو گئی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں کیا نافع ہوگا فرمایا ہاں۔ مسائل اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ میت کو صدقات و طاعات سے جو ثواب پہنچایا جاتا ہے اور اس پر علماء امت کا اجماع ہے اور اسی لئے مسلمانوں میں معمول ہے کہ وہ اپنے اموات کو فاتحہ سوم چہلم برسی عرس وغیرہ طاعات وصدقات سے ثواب پہنچاتے رہتے ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مرتد کے احکام :

۱......لغوی اعتبار سے مرتد سے مراد مطلق رجوع کرنے والا ہے اور شرعی اعتبار سے مرتد کے معنی دینِ اسلام سے رجوع کرنے والا ہے اور اس کا رکن یہ ہے کہ زبان پر ایمان لانے کے بعد کلمۂ کفر جاری کرنا ہے ،اور ایمان سے مراد محمد ﷺ کی ان تمام معاملات میں تصدیق کرنا ہے جو وہ اللہ رب العالمین ﷻ کی طرف سے لائے ہیں۔ (الدر المختار ،کتاب الجھاد ،باب المرتد ،ج ٦،ص ٣٥٤)

ارتداد کی شرائط:

مرتد ہونے کی شرائط یہ ہیں (۱)......عقل ،ناسمجھ بچے اور پاگل سے ایسی بات نکلی تو کفر کا حکم نہ ہوگا۔(۲)......ہوش ،اگر حالت نشہ میں کفر بکا تو کفر نہ ہوگا۔(۳)......اختیار ،اکراہ اور مجبوری کی صورت میں حکم کفر نہیں ہوگا مطلب یہ ہے کہ جان جانے ،کوئی عضو تلف ہونے یا ضربِ شدید کا صحیح اندیشہ ہو اس صورت میں شریعت یہ اجازت دیتی ہے کہ ظالم کے حکم کے مطابق زبان سے کفر کہہ دے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن رہے ،ایسی حالت میں بھی کفر کا حکم نہ لگایا جائے گا۔

☆......جو شخص بطور تمسخر اور مذاق کے کفر کرے گا وہ بھی مرتد ہے اگرچہ یہ کہے کہ اس بات کا اعتقاد نہیں رکھتا۔

☆......مستحب یہ ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے حاکم اسلام اس پر دعوت اسلام پیش کرے اور اگر کوئی شبہ ظاہر کرے تو حاکم وقت اس

کا شبہ دور کرے اور مہلت مانگنے پر تین دن قید میں رکھے اور ہر روز اس پر اسلام پیش کرے اور مہلت نہ مانگنے پر تین دن قید میں رکھا جائے اور ہر روز اس پر اسلام پیش کیا جائے ہوسکتا ہے کہ اسلام قبول کر لے پھر اگر اسلام قبول کر لے فبہا اور منکر ہی رہے تو اب قتل کر دیا جائے بغیر اسلام پیش کئے قتل کرنا مکروہ ہے۔ (الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦، ص ٣٥٦، ٣٥٩)

☆......جو شخص بعض انبیاء کو مانے اور بعض کا انکار کرے یا انبیاء و مرسلین کے طور طریقوں سے راضی نہ ہو وہ کافر ہے۔ اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو حضرات انبیاء کرام کی طرف فحاشی کو منسوب کرے جیسا کہ انکے بارے میں معاذ اللہ عزوجل زنا کا گمان کرے یا اس قسم کی کوئی اور بات جیسا کہ فرقۂ حشویہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں گمان کیا تھا، فرمایا کہ ایسے شخص کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ اس نے حضرات انبیاء کرام کی طرف گالی کو منسوب کیا اور انکے مقام و مرتبہ میں کمی چاہی، ابوذر فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ ہر معصیت کفر ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہے کہ حضرات انبیاء کرام نے نافرمانی کی تو ایسا کہنے والا شخص کافر ہے کیونکہ اس نے گالی دی، اور جو یہ کہے کہ انہوں نے حالت نبوت میں کفر نہ کیا اور نہ ہی کفر کو قبول کیا تو یہ بھی کفر ہے کہ اسطرح اس نے نصوص کا انکار کیا۔

(الهندية، كتاب السير، باب في احكام المرتدين، ج ٢، ص ٢٨٥)

☆......اگر کوئی شخص اپنے ارتداد سے انکار کرے تو یہ انکار بمنزلہ توبہ ہے چہ جائے کہ گواہان عادل سے اسکا ارتداد ثابت بھی ہوتا ہو مطلب یہ کہ اس صورت میں یہ کہا جائیگا کہ ارتداد تو کیا تھا مگر اب توبہ کر لی اس صورت میں قتل نہ کیا جائیگا اور باقی احکام ارتداد والے جاری ہونگے مثلاً اسکی عورت نکاح سے نکل جائے گی، سابقہ اعمال صالحہ برباد ہو جائیں گے اسکا وقف باطل ہو جائے گا، عورت بائنہ ہو جائے گی اور حج کی استطاعت رکھنے پر پھر سے حج فرض ہوگا سابقہ حج بیکار گیا۔ (الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦، ص ٣٧٠)

☆......مرتد کا نکاح بھی بالاتفاق باطل ہے اسکے لئے جائز نہیں کہ کسی بھی عورت سے نکاح کرے چاہے وہ مسلمان ہو یا مرتدہ یا ذمیہ یا آزاد یا مملوکہ ہو، اسی طرح مرتد کا ذبیحہ بھی حرام ہے اور اسکا شکار بھی چہ جائے کہ کتا یا باز یا تیر سے شکار کرے (اگر چہ بسم اللہ پڑھے

☆......جو شخص اپنے ایمان میں شک کرے اور کہے انا انشاء اللہ مومن تو ایسا شخص کافر ہے ہاں یہ کہے کہ معلوم نہیں وقت رخصت میں مومن ہونگا یا نہیں، ایسا کہنے والا شخص کافر نہ ہوگا۔

☆......قرآن کی آیتوں کا انکار کرنا یا مذاق اڑانا یا اسے عیب دار بیان کرنا کفر ہے اور ایسا کرنے والا شخص کافر ہے۔

☆......جو شخص عالم سے بغیر کسی وجہ ظاہر کے بغض رکھے، ایسے شخص پر کفر کا خوف ہے اور اس بات میں بھی کفر کا خوف ہے کہ عالم یا فقیہ کو بغیر کسی وجہ کے گالی دے۔

☆......جو شخص قیامت، جنت، دوزخ، میزان، پل صراط، اعمال نامے اور بعث بعد الموت کا انکار کرے ایسا شخص کافر ہے۔

(الهندية، كتاب السير، باب المرتدين، ج ٢، ص ٢٧٨، ٢٨٠، ٢٨٨، ٢٩١، ٢٩٤)

کسی کا بوجھ اٹھانے یا نہ اٹھانے کا بیان:

۲......امام بغوی کہتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی آمد سے پہلے ایک آدمی کو دوسرے کسی کے جرم کے بدلے میں دھر لیا جاتا تھا، ایک شخص اپنے باپ، بھائی، بیوی اور غلام کے بدلے میں سزا پاتا اور قتل کر دیا جاتا تھا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے اس سے لوگوں کو روکا اور انہیں اللہ عزوجل کی جانب سے احکامات پہنچائے کہ کوئی جان کسی اور کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ میں (قاضی ثناء اللہ) کہتا ہوں کہ ایسا نہیں بلکہ یہ حال دور جاہلیت کے لوگوں کا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے اس قسم کا کوئی حکم شرعی نہیں تھا۔ ہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل اوس و خزرج میں یہ سلسلہ جاری تھا۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے سے معزز اور

مالدار ہوتا تو وہ معزز قبیلہ کی عورت کے بدلے دوسرے قبیلے کے مرد، غلام کے بدلے میں آزاد اور ایک مرد کے بدلے میں دوسرے مرد کو قتل کر دیتے، غلام کو غلام کے بدلے میں اور عورت کو عورت کے بدلے میں قتل کر دیا جاتا۔ (القرطبی، الجزء:۲۷،ص ۱۰۰)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو کسی ظلم کی وجہ سے قتل کیا جائے گا قیامت کے دن اس کے خون کے عذاب میں سے ایک حصہ حضرت آدم کے پہلے بیٹے قابیل کو بھی ملے گا کیونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے قتل کی بنیاد رکھی''۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم و ذریتہ، رقم: ۳۳۳۵، ص ٥٥٤)

لیس للانسان الا ما سعی کے تحت ایصال ثواب کا ثبوت:

۔......حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ متذکرہ بالا آیت ایک اور آیت: ﴿والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی (الطور:۲۱)﴾ سے منسوخ ہے، اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص اپنے والد کے میزان عمل کے وقت آئے گا اور اللہ عزوجل بیٹے کی وجہ سے باپ کو اور باپ کی وجہ سے بیٹے کی شفاعت کرے گا۔ اور اس کی دلیل اس آیت: ﴿اباؤکم وابناؤکم لا تدرون ایھم اقرب لکم نفعا تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا (النساء:۱۱)﴾۔ اکثر اہل تاویل اس جانب گئے ہیں کہ مذکورہ بالا آیت محکم ہے اور کسی کے عمل کی وجہ سے دوسروں کو فائدہ نہ پہنچے گا، اور اس بات پر اجماع ہے کہ کسی کے بدلے نماز نہیں پڑھی جاسکتی اور میت کی جانب سے روزے، حج اور صدقات کی فرضیت نہیں ہوسکتی مگر یہ کہ کسی نے حج کی ادائیگی کی وصیت کی ہو اور پھر انتقال کر گیا تو اس کی جانب سے حج ادا کیا جاسکتا ہے۔ امام شافعی وغیرہ کے نزدیک نفلی حج میت کی جانب سے کیا جاسکتا ہے۔ بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی جانب سے اعتکاف کیا اور غلام آزاد کیا۔ (القرطبی، الجزء:۲۷،ص ۱۰۱)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: عکرمہ کہتے ہیں کہ یہ حکم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے تھا، اور جہاں تک اس اُمت کا تعلق ہے تو انسان دوسرے کی کاوش کا بھی نفع اٹھاتا ہے، جس پر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلیل بنتی ہے کہ سید عالم ﷺ سے استفسار کیا گیا کہ میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے اگر میں کچھ نفلی صدقہ کروں تو انہیں فائدہ ہوگا؟ سید عالم ﷺ نے جواب دیا: ''ہاں''۔ ربیع کہتے ہیں کہ متذکرہ بالا آیت میں الانسان سے مراد کافر ہے، اور جہاں تک مومن کا سوال ہے تو وہ اپنی اور دوسروں کی کوششوں سے فائدہ اٹھاتا ہے، حضرت ابن عباس کے نزدیک یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ: ﴿والذین امنوا واتبعتھم......الخ اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی (الطور:۲۱)﴾ ہے۔

(روح المعانی، الجزء:۲۷،ص ۹٤)

☆......حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ سے استفسار کیا گیا: میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے کیا میں ان کی جانب سے صدقہ کر سکتا ہوں؟ تو آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جی ہاں''، انہوں نے پوچھا کونسا صدقہ افضل ہے؟، فرمایا: ''پانی کا صدقہ''۔ (ابو داؤد، کتاب الزکاۃ، فی فضل سقی الماء، رقم: ۱٦۷۹، ص ۳۱۵)

☆......حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تو وہ اُس وقت وہاں موجود نہیں تھے، بعد میں سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں تشریف لائے اور عرض گزار ہوئے کہ جس وقت میری ماں کا انتقال ہوا میں موجود نہیں تھا، کیا میں ان کی جانب سے کچھ صدقہ کروں تو اس کا ثواب انہیں ملے گا؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''، انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ گواہ رہیں کہ میں نے

اپنا مخراف نامی کھجوروں کا باغ صدقہ کردیا''۔(صحیح البخاری ،کتاب الوصایا،باب الاشهاد فی الوقف والصدقة،رقم: ۲۷۶۲،ص۴۵۷)

☆......حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میری بہن نے حج ادا کرنے کی نذر (منت) مانی تھی اور اس کا انتقال ہوگیا ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم اس کا قرض ادا کرتے''؟ اس نے کہا: ہاں!، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ ﷻ کا قرض ادا کرو کیونکہ وہ قرض کی ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب من مات علیه نذر، رقم: ۶۶۹۹، ص۱۱۵۶)

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ایک سینگھوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا جو آپ کی خدمت میں لایا گیا، پھر فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! چھری لاؤ، پھر فرمایا: ''اس چھری کو پتھر سے تیز کرو، انہوں نے اُس چھری کی دھار تیز کی، پھر آپ نے اس چھری کو پکڑ کر اس مینڈھے کو گرایا، پھر اس کو ذبح کرنے لگے، پھر یہ دعا کی: ''بسم اللہ! اے اللہ ﷻ! اس کو محمد اور آل محمد اور امتِ محمد کی جانب سے قبول فرما''، پھر اس کو قربان کر دیا۔(صحیح مسلم، رقم: کتاب الاضاحی، باب استحباب الضحیة و ذبحها مباشرة(۳۹۸۴)/۱۹۶۷، ص۹۹۲، سنن ابوداؤد، کتاب الضحایا، باب مایستحب من الضحایا، رقم: ۲۷۹۲، ص۵۲۸)

اللہ ﷻ کے ہنسانے اور رلانے کا مطلب:

۴......اس موضوع کے حوالے سے چند مسائل ہیں: (۱)......اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وان الی ربک المنتھی اور یہ کہ تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے (النجم:۴۲)﴾ میں اللہ ﷻ کی وحدانیت کا ثبوت ملتا ہے، اور اس قسم کی آیات سے مختلف مسائل کے حوالے سے اللہ ﷻ کی قدرت کا ثبوت ملتا ہے، فلاسفہ بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی جانب بالآخر رجوع ہونا ہے! اور وہ ایک ہے لیکن وہ موجب مانتے ہیں قادر نہیں مانتے، اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ اللہ ﷻ وہ ہے جو ضدین ہنسی و رونا، زندگی و موت، مرد و عورت کو ایک ہی مادہ (منی) سے پیدا کرتا ہے، اور یہ سارے امور وہی انجام دے سکتا ہے جو قادر مطلق ہو اور اس بات سے کوئی ذی شعور انکار نہیں کرسکتا، اور ہمارا یہ کہنا ہے کہ اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وان الی ربک المنتھی اور یہ کہ تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے (النجم:۴۲)﴾ معاد کے بیان کے لئے لایا گیا ہے، اور اس میں اللہ ﷻ کے اس امر کی جانب اشارہ ہے جو وہ ہنسانے اور رلانے کے اعتبار سے مخلوق میں کرتا ہے اور یونہی اللہ اُخروی معاملہ فرمائے گا۔ (۲)......اللہ ﷻ کے دستِ قدرت میں دینا، لینا، روکنا، ممنوع وغیرہ امور ہیں۔ (۳)......ان دونوں اوصاف کو مذکر و مونث کے ساتھ خاص کردیا گیا ہے کیونکہ انسان ہی ہنستا اور روتا ہے اور اس ہنسی اور رونے کا سبب بھی ہوا کرتا ہے۔ اور ان سب امور کا موجد حقیقی اللہ ﷻ ہی کی ذات ہے لہٰذا ان کی نسبت اللہ ﷻ کی جانب کردی گئی۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان مبہوت ہو جاتا ہے اور ہنسی کی بات پر بھی نہیں ہنستا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد خوش ہونے کی قوت ہے، اور انسان کبھی بہت زیادہ خوش ہوتا ہے لیکن ہنستا نہیں، اور کبھی انتہاء درجے کے غم کے باوجود بھی دوسروں کے سامنے ہنستا ہے، اور اسی طرح رونے کا معاملہ بھی ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ انسانی طبیعتوں کے تقاضے مختلف ہوا کرتے ہیں اور انسان انہی تقاضوں کے اعتبار سے امور انجام دیتا رہتا ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص۲۷۹)

شعری ستارے کے بارے میں تحقیق:

۵......اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وانه هو رب الشعری اور یہ کہ وہی ستارہ شعری کا رب ہے (النجم:۴۹)﴾ میں کسی قوم کے فساد کی جانب اشارہ ہے، اور اسی بناء پر بعض لوگ اس جانب گئے ہیں کہ فقر و غناء انسان کے اپنے کسب سے ہوتا ہے اور انسان کی اپنی کوشش سے انسان مال حاصل کرتا ہے، اور جو کوئی سُستی کرتا ہے وہ فقر میں جا پڑتا ہے اور بعض اس جانب بھی گئے ہیں کہ امیری و غریبی

قسمت کا کھیل ہے، بعض کے نزدیک تقسیم رزق ستاروں کی وجہ سے ہوتا ہے، اور اس پر دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان: ﴿ھو اغنی و اقنی اور یہ کہ اسی نے غنی اور قناعت دی (النجم:۴۸)﴾ ہے، اور (ہم یہ کہتے ہیں) کہ نجوم کو تقسیم رزق کا ٹھیکے دار بنانا غلط ہے کیونکہ اللہ ﷻ ان ستاروں کا بھی رب ﷻ ہے جیسا کہ فرمان مقدس نشان ہے: ﴿وانہ ھو رب الشعری اور یہ کہ وہی ستارہ شعری کا رب ہے﴾ اور اس آیت میں ھو اور رب میں فصل تاکید کی وجہ سے ہے یعنی اصل عبارت یوں بھی سمجھی جاسکتی ہے: ﴿ھو رب الشعری اور یہ کہ وہی ستارہ شعری کا رب ہے﴾ جیسا کہ امام رازی نے بیان کیا ہے، اور شعری چمکنے والا ستارہ ہے، اور دو قسم کے شعری ستارے ہیں جن میں سے ایک شامیہ اور دوسرا یمانیہ، اور ظاہر یہی ہے کہ یہاں یمانیہ مراد ہے کیونکہ لوگ اسی کی پوجا کرتے تھے، اسی لئے آگے اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وانہ اھلک عاد الاولی اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو ہلاک فرمایا (النجم:۵۰)﴾۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۲۸۳)

☆......مجاہد کہتے ہیں کہ شعری ستارے سے مراد وہ ستارہ ہے جو جوزاء نامی ستارے سے پیچھے ہوا کرتا ہے، لوگ اس کی عبادت کرتے تھے۔ مجاہد ہی سے منقول ہے کہ جاہلیت کے دور میں لوگ اس ستارے کی پوجا کیا کرتے تھے۔

☆......قتادہ کہتے ہیں: ﴿وانہ ھو رب الشعری اور یہ کہ وہی ستارہ شعری کا رب ہے﴾ سے مراد وہ ستارہ ہے جس کی لوگ زمانہ جاہلیت میں پوجا کیا کرتے تھے۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۹۰ وغیرہ)

وعیدات کو سن کر توبہ کرنے والوں کا حال:

۱......جہینہ قبیلے کی ایک عورت سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی اور وہ زنا کی وجہ سے حاملہ بھی تھی، اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایسا جرم کیا ہے کہ جس پر حد ہے، لہذا مجھ پر حد نافذ کیجئے، سید عالم ﷺ نے اس کے ولی کو بلوا کر فرمایا: ''اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، جب وضع حمل ہوجائے تو اُسے میرے پاس لے آنا، پس ایسا ہی کیا گیا۔ حکم فرمایا: تو اس کے کپڑے باندھ دیئے گئے، پھر آپ ﷺ کے حکم پر اُسے رَجم کردیا گیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا ہے؟ تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ کے ستر لوگوں میں تقسیم کردی جائے تو سب کو کافی ہوجائے اور کیا تم نے اس سے افضل کسی کو پایا ہے کہ جس نے اللہ ﷻ کے لئے اپنی جان قربان کی ہو''۔ (صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب: من اعترف علی نفسہ بالزنی، رقم:(۴۳۲۴)/۱۶۹۶، ص ۸۵۴)

☆...... امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو ایک واقعہ بیان فرماتے ہوئے سنا، اگر میں نے ایک دو دفعہ یہاں تک کہ سات مرتبہ بھی سنا ہوتا تو (بیان نہ کرتا) لیکن میں نے اس سے بھی زیادہ مرتبہ سنا ہے، میں نے سید عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''بنی اسرائیل میں کِفل نامی ایک شخص رہتا تھا جو کسی گناہ سے نہیں بچتا تھا، اس کے پاس ایک مجبور عورت آئی تو اس نے اُسے ساٹھ دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ اس کے ساتھ زنا کرے گا، پس جب وہ اس سے بدکاری کرنے کے لئے بیٹھا تو وہ عورت کانپنے لگی، اس نے پوچھا: ''تجھے کس چیز نے رُلایا ہے؟ کیا میں نے تجھے مجبور کیا؟ تو عورت نے جواب دیا: ''ایسی بات نہیں، لیکن میں نے ایسا کام کبھی نہیں کیا بلکہ مجھے صرف حاجت نے اس پر مجبور کیا ہے''، اس شخص نے کہا: تجھے یہ کام کرنا پڑ رہا ہے حالانکہ تو نے پہلے کبھی یہ کام نہیں کیا، چلی جا اور یہ دینار بھی تیرے ہیں۔ پس وہ اسی رات مرگیا اور صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: ''بیشک اللہ ﷻ نے کِفل کو بخش دیا''۔ (جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب:(۴۸/۱۱۳)، رقم:۲۵۰۴، ص ۷۲۰)

اغراض:

ای ارتسد: یعنی بالفعل اسلام قبول کرنا مراد ہے، اور یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے جب کہ دوسرا قول یہ ہے کہ اسلام کے قریب تو

ضرور ہوئے لیکن اسلام قبول نہ کیا۔ وھو الولید بن المغیرۃ: مقاتل اور اکثر کے قول کے مطابق یہی مراد ہے۔
او غیرہ: یعنی عاص بن وائل السہمی یا ابوجہل۔
تمم ما امر بہ: مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تبلیغ رسالت کرنا ہے، اور مہمانوں کی تواضع کرنا، ان کی خدمت کرنا، ان کے ساتھ کھانا کھانا، روزے کی نیت کرنا، آگ میں ڈالے جانے پر صبر کرنا اور اپنے بیٹے کی قربانی پیش کرنا۔
ای یبصر فی الآخرۃ: یعنی عمل اچھی صورت میں پیش کیا جائے گا جب کہ عمل اچھا کیا ہوگا، اور اگر بُرا عمل ہوگا تو وہ بُری صورت میں پیش کیا جائے گا، پس اس آیت میں مومنین کے لئے سرور اور کافروں کے لئے غم کی نوید ہے۔
افرحہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد حقیقی معنوں میں ہنسنا ہے، اسی طرح رونا بھی۔ ھی قوم ھود: جسے عاد اولی کہا گیا ہے، اور یہ زمانے کے اعتبار سے قوم صالح سے مقدم ہے جسے قوم ثمود کہتے ہیں۔ پہلی قوم سخت سرد ہواؤں کی وجہ سے اور دوسری قوم حضرت جبرائیل علیہ السلام کی چنگھاڑ کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔
یؤذونہ ویضربونہ: حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دعا مانگی: "اے میرے رب مجھے بخش دے کہ میری قوم مجھے نہیں جانتی"۔
ایھا الانسان: مطلق انسان مراد ہیں، یا ولید بن مغیرہ، یہ خطاب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یا اس سے مراد کوئی اور ہے۔ قربت القیامۃ: یعنی قریب میں واقع ہونا مراد ہے، اور قیامت فی نفسہا قریب ہی ہے جس دن سے دنیا بنی ہے کیونکہ ہر آنے والی چیز قریب ہوتی ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اعتبار سے بھی قریب ہی ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیاں بیان فرمادی ہیں۔

(الصاوی، ج٦، ص١٢ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة القمر مكية الا "سيهزم الجمع" وهى خمس وخمسون آية

(سورۃ القمر مکیہ ہے سوائے آیت "سیهزم الجمع" کے، اس سورۂ مبارکہ کی کل پچپن آیات ہیں)

تعارف سورة القمر

یہ سورت مکی ہے اوراس میں تین رکوع، پچپن آیتیں، تین سو بیالیس کلمے اور ایک ہزار چار سو تیئس حروف ہیں۔ جمہور کے نزدیک یہ پوری سورت مکی ہے۔ مقاتل نے درج ذیل آیات کے متعلق کہا ہے کہ یہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں ﴿ام يقولون نحن جميع منتصر......الخ(القمر:۴۴تا۴۶)﴾۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اور ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ منیٰ کی وادی میں تھے یہاں تک کہ لوگوں کی ایک جماعت نے اُسے پہاڑ کے پیچھے سے بھی ملاحظہ کیا، پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تم اس پر گواہ ہو جاؤ"۔(الطبری، الجزء:۲۷،ص ۹۹)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کے دور میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا، نبی ﷺ نے فرمایا: "تم گواہ ہو جاؤ"۔(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب سوال المشرکین ای یریهم، رقم:۳۶۳۶،ص ۶۱۰)۔ کفار آئے روز ایسے معجزات کا مشاہدہ کرتے رہتے تھے جن کو دیکھنے کے بعد کوئی سلیم الطبع انسان حضور ﷺ کی رسالت کا انکار نہیں کر سکتا تھا لیکن یہ بد بخت جادوگر کہہ کر ٹال دیتے تھے آخر کار ایک رات ان کی فرمائش پر شق القمر کا معجزہ دکھایا گیا مکہ کے سارے باشندے میدان منی میں حاضر تھے، آسمان پر چاند چمک رہا تھا حضور ﷺ نے اپنی انگشت مبارکہ سے اشارہ کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوا کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کی اس جانب چلا گیا پھر اچانک جڑ گیا۔ کفار یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے کیونکہ اب ان کے پاس حضور ﷺ کی نبوت کے انکار کا کوئی عذر باقی نہ بچا تھا اتنے میں ابوجہل آپہنچا کہنے لگا کتنا بڑا جادوگر ہے کہ اس کا جادو آسمان پر بھی اثر کرتا ہے۔ ان کا اس طرح انکار حقیقت تو مسخ نہیں کر سکتا آخر انہوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا کہ اتنا بڑا کرہ ان کی زمین سے کئی گنا بڑا ہے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اگر یہ کرہ پھٹ سکتا ہے تو دوسرے کرے کیوں نہیں پھٹ سکتے لیکن وہ اپنی نفس کی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ قیامت نہ آئے ان بد بختو کو اس وقت ہوش آئے گا جب فرشتے ان کو اللہ ﷻ کی بارگاہ میں گھسیٹ کر لے جائیں گے۔

رکوع نمبر:۸

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اقتربت الساعة﴾قَرُبَتِ الْقِيَامَةُ﴿وانشق القمر(۱)﴾اِنْفَلَقَ فَلْقَتَيْنِ عَلٰى اَبِىْ قُبَيْسٍ وَقُعَيْقَعَان آيَةً لَهٗ ﷺ وَقَدْ سَئَلَهَا فَقَالَ اَشْهَدُوْا رَوَاهُ الشَّيْخَانِ﴿وان يروا﴾اَىْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ﴿اية﴾مُعْجِزَةً لَهٗ ﷺ كَانْشِقَاقِ الْقَمَرِ﴿يعرضوا ويقولوا﴾هٰذَا﴿سحر مستمر(۲)﴾قَوِىٌّ مِنَ الْمِرَّةِ الْقُوَّةِ اَوْ دَائِمٌ﴿وكذبوا﴾اَلنَّبِىَّ ﷺ﴿واتبعوا اهواء هم﴾فِى الْبَاطِلِ﴿وكل امر﴾مِنَ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ﴿مستقر(۳)﴾بِاَهْلِهٖ فِى الْجَنَّةِ اَوِ النَّارِ﴿ولقد جاء هم من الانباء﴾اَخْبَارِ هَلَاكِ الْاُمَمِ الْمُكَذِّبَةِ رُسُلِهِمْ﴿مافيه مزدجر(۴)﴾لَهُمْ اِسْمُ مَصْدَرٍ اَوْ اِسْمُ مَكَانٍ وَالدَّالُ بَدَلٌ مِنْ تَاءِ الْاِفْتِعَالِ وَازْدَجَرْتُهٗ نَهَيْتُهٗ بِغِلْظَةٍ وَمَا مَوْصُوْلَةٌ اَوْ مَوْصُوْفَةٌ﴿حكمة﴾خَبَرُ مُبْتَدَاٍ مَحْذُوْفٍ اَوْ بَدَلٌ مِنْ مَا اَوْ مِنْ مُزْدَجَرٍ﴿بالغة﴾تَامَّةٌ﴿فما تغن﴾تَنْفَعُ فِيْهِمْ﴿النذر(۵)﴾جَمْعُ نَذِيْرٍ بِمَعْنٰى مُنْذِرٍ اَىِ الْاُمُوْرُ الْمُنْذِرَةُ لَهُمْ وَمَا

لِلنَّفْيِ اَوْ لِلاِسْتِفْهَامِ الاِنْكَارِيُ وَهِيَ عَلَى الثَّانِيُ مَفْعُوْلٌ مُقَدَّمٌ ﴿فتول عنهم﴾ هُوَ فَائِدَةٌ مَا قَبْلَهُ وَبِهِ تَمَّ الْكَلَامُ ﴿يوم يدع الداع﴾ هُوَ اِسْرَافِيْلُ وَنَاصِبُ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ بَعْدَ ﴿الى شيء نكر (۲)﴾ بِضَمِّ الْكَافِ وَسُكُوْنِهَا اَىْ مُنْكَرٌ تُنْكِرُهُ النُّفُوْسُ لِشِدَّتِهِ وَهُوَ الْحِسَابُ ﴿خشعا﴾ ذَلِيْلًا وَفِيْ قِرَاءَةٍ خَشِعًا بِضَمِّ الْخَاءِ وَفَتْحِ الشِّيْنِ مُشَدَّدَةً ﴿ابصارهم﴾ حَالٌ مِنْ فَاعِلِ ﴿يخرجون﴾ اَيِ النَّاسُ ﴿من الاجداث﴾ الْقُبُوْرِ ﴿كانهم جراد منتشر (۷)﴾ لَا يَدْرُوْنَ اَيْنَ يَذْهَبُوْنَ مِنَ الْخَوْفِ وَالْحَيْرَةِ وَالْجُمْلَةِ حَالٌ مِنْ فَاعِلِ يَخْرُجُوْنَ وَكَذَا قَوْلُهُ ﴿مهطعين﴾ اَىْ مُسْرِعِيْنَ مَادِّيْنَ اَعْنَاقِهِمْ ﴿الى الداع يقول الكفرون﴾ مِنْهُمْ ﴿هذا يوم عسر (۸)﴾ اَىْ صَعْبٌ عَلَى الْكَافِرِيْنَ كَمَا فِي الْمُدَّثِّرِ يَوْمٌ عَسِيْرٌ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ﴿كذبت قبلهم﴾ قَبْلَ قُرَيْشٍ ﴿قوم نوح﴾ تَانِيْثُ الْفِعْلِ لِمَعْنَى قَوْمٍ ﴿فكذبوا عبدنا﴾ نُوْحًا ﴿وقالوا مجنون وازدجر (۹)﴾ اَىْ اِنْتَهَرُوْهُ بِالسَّبِّ وَغَيْرِهِ ﴿فدعا ربه انى﴾ بِالْفَتْحِ اَىْ بِاَنِّيْ ﴿مغلوب فانتصر (۱۰) ففتحنا﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿ابواب السماء بماء منهمر (۱۱)﴾ مُنْصَبٍّ اِنْصِبَابًا شَدِيْدًا ﴿وفجرنا الارض عيونا﴾ تَنْبَعُ ﴿فالتقى الماء﴾ مَاءَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ﴿على امر﴾ حَالٍ ﴿قد قدر (۱۲)﴾ بِهِ فِي الْاَزَلِ وَهُوَ هَلَاكُهُمْ غَرَقًا ﴿وحملنه﴾ اَىْ نُوْحًا ﴿على﴾ سَفِيْنَةٍ ﴿ذات الواح ودسر (۱۳)﴾ وَهِيَ مَا تَشُدُّ بِهِ الْاَلْوَاحِ مِنَ الْمَسَامِيْرِ وَغَيْرِهَا وَاحِدُهَا دِسَارٌ كَكِتَابٍ ﴿تجرى باعيننا﴾ بِمَرْأَى مِنَّا اَىْ مَحْفُوْظَةٍ بِحِفْظِنَا ﴿جزاء﴾ مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مُقَدَّرٍ اَىْ اُغْرِقُوْا اِنْتِصَارًا ﴿لمن كان كفر (۱۴)﴾ وَهُوَ نُوْحٌ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقُرِئَ كَفَرَ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ اَىْ اُغْرِقُوْا عِقَابًا لَهُمْ ﴿ولقد تركنها﴾ اَبْقَيْنَا هٰذِهِ الْفِعْلَةَ ﴿اية﴾ لِمَنْ يَعْتَبِرُ بِهَا اَىْ شَاعَ خَبَرُهَا وَاسْتَمَرَّ ﴿فهل من مدكر (۱۵)﴾ مُعْتَبِرٌ وَمُتَّعِظٌ بِهَا وَاَصْلُهُ مُذْتَكِرٌ اُبْدِلَتِ التَّاءُ دَالًا مُهْمَلَةً وَكَذَا الْمُعْجَمَةُ وَاُدْغِمَتْ فِيْهَا ﴿فكيف كان عذابى ونذر (۱۶)﴾ اَىْ اِنْذَارِيْ اِسْتِفْهَامُ تَقْرِيْرٍ وَكَيْفَ خَبَرُكَانَ وَهِيَ لِلسُّوَالِ عَنِ الْحَالِ وَالْمَعْنٰى حَمْلُ الْمُخَاطَبِيْنَ عَلَى الْاِقْرَارِ بِوُقُوْعِ عَذَابِهِ تَعَالٰى بِالْمُكَذِّبِيْنَ لِنُوْحٍ مَوْقِعَهُ ﴿ولقد يسرنا القران للذكر﴾ سَهَّلْنَاهُ لِلْحِفْظِ وَهَيَّأْنَاهُ لِلتَّذْكِيْرِ ﴿فهل من مدكر (۱۷)﴾ مُتَّعِظٌ بِهِ وَحَافِظٌ لَهُ وَالْاِسْتِفْهَامُ بِمَعْنَى الْاَمْرِ اَىْ اَحْفَظُوْا وَاتَّعِظُوْا بِهِ وَلَيْسَ يَحْفَظُ مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ غَيْرُهُ ﴿كذبت عاد﴾ نَبِيُّهُمْ هُوْدٌ فَعُذِّبُوْا ﴿فكيف كان عذابى ونذر (۱۸)﴾ اَىْ اِنْذَارِيْ لَهُمْ بِالْعَذَابِ قَبْلَ نُزُوْلِهِ اَىْ وَقَعَ مَوْقِعَهُ وَبَيَّنَهُ بِقَوْلِهِ ﴿انا ارسلنا عليهم ريحا صرصرا﴾ اَىْ شَدِيْدَةَ الصَّوْتِ ﴿فى يوم نحس﴾ شُؤْمٍ ﴿مستمر (۱۹)﴾ دَائِمِ الشُّؤْمِ اَوْ قَوِيِّهِ وَكَانَ يَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ اٰخِرَ الشَّهْرِ ﴿تنزع الناس﴾ تَقْلَعُهُمْ مِنْ حُفَرِ الْاَرْضِ الْمُنْدَسِّيْنَ فِيْهَا وَتَصْرَعُهُمْ عَلٰى رُؤُوْسِهِمْ فَتَدُقُّ رِقَابَهُمْ فَتَبِيْنُ الرَّأْسُ عَنِ الْجَسَدِ ﴿كانهم﴾ وَحَالُهُمْ مَا ذُكِرَ ﴿اعجاز﴾ اُصُوْلُ ﴿نخل منقعر (۲۰)﴾ مُنْقَلِعٍ سَاقِطٍ عَلَى الْاَرْضِ وَشُبِّهُوْا بِالنَّخْلِ لِطُوْلِهِمْ وَذُكِّرَ هُنَا وَاُنِّثَ فِي الْحَاقَّةِ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ مُرَاعَاةً لِلْفَوَاصِلِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ ﴿فكيف كان عذابى ونذر (۲۱) ولقد يسرنا القران للذكر فهل من مدكر (۲۲)﴾.

ترجمہ

ساعت (یعنی قیامت) قریب آ گئی ......۱...... (اقتربت بمعنی قربت ہے) اور شق ہو گیا چاند (یعنی جبل ابی قبیس اور قیقعان پر چاند دو ٹکڑے ہو گیا، یہ حضور کا ایک معجزہ تھا، کفار قریش نے اس معجزہ کے ظہور کا سوال کیا تو چاند دو ٹکڑے کر کے حضور نے دکھا دیا تھا کہ گواہ ہو جاؤ، اس حدیث پاک کو شیخین نے روایت کیا ہے......۲......) اور اگر وہ (یعنی کفار قریش) دیکھیں کوئی نشانی (حضور ﷺ کا کوئی معجزہ جیسے چاند دو ٹکڑے کر دینا) تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں (یہ تو) قوت والا جادو ہے (مستمر کے معنی قوی ہے، "مستمر" "مرۃ" سے ماخوذ ہے بمعنی قوۃ یا دائم ہے) پھر انہوں نے (نبی پاک ﷺ) کو جھٹلایا اور (باطل کے بارے میں) اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے اور ہر کام (خواہ وہ اچھا ہو یا برا) قرار پائے گا (اپنے اہل کے ساتھ جنت میں یا پھر دوزخ میں) اور بیشک ان کے پاس وہ خبریں آئیں (یعنی پچھلی امتوں کی جو اپنے رسولوں کو جھٹلانے والی تھیں) جس میں کافی روک تھی (ان کے لیے "مزدجر" اسم مصدر ہے، یا پھر اسم مکان ہے "مزدجر" میں دال تائے افتعال کے بعد بدلہ میں آئی ہے کہتے ہیں، ازدجرتہ وزجرتہ یعنی میں نے اسے سختی سے منع کیا "ما فیہ" میں ما موصولہ یا موصوفہ ہے) انتہاء کو پہنچی ہوئی حکمت ("حکمۃ بالغۃ" یہ یا تو مبتدا محذوف کی خبر ہے یا ما موصولہ سے بدل ہے یا پھر "مزدجر" سے بدل ہے، بالغۃ بمعنی تامۃ ہے) پھر کیا کام دیں ڈر سنانے والے (یعنی پھر ڈرانے والے امور انہیں کیا نفع دیں، "النذر" "نذیر" کی جمع ہے بمعنی منذر فما تغنی میں "ما" نفی کا ہے یا پھر استفہام انکاری کے لیے ہے اور دوسری تقدیر پر یہ مفعول مقدم ہوگا) تو تم ان سے منہ پھیر لو (یہ ما قبل کلام سے حاصل ہونے والا فائدہ ہے اور اس کے ذریعے کلام تام ہو گیا ہے) جس دن بلانے والا ("داعی" سے مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں اور "یوم" کا ناصب "یخرجون" "الی شیء نکر" کے بعد مذکور ہے) ایک سخت بے پہچانی بات کی طرف بلائے گا (یعنی اس کی شدت کی وجہ سے لوگ اسے پہچانتے نہیں پائیں گے اس کا انکار کریں گے اور وہ شے حساب کتاب ہے......۳......"نکر" کو کاف مضمومہ اور ساکنہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) نیچے کیے ہوئے (خاشعا بمعنی ذلیلا ہے، اور ایک قرائت میں خشعا ہے خاء مضمومہ اور شین مفتوحہ مشددہ کے ساتھ) اپنی آنکھیں ("خشعا ابصارھم" یخرجون کے فاعل سے حال بن رہا ہے) قبروں سے وہ (یعنی لوگ) نکلیں گے (الاجداث بمعنی القبور ہے) گویا وہ ٹڈی ہیں پھیلی ہوئی (خوف و حیرت کے سبب نہیں جانتے ہوں گے کہ کہاں جانا ہے، یہ جملہ "یخرجون" کی ضمیر فاعل سے حال ہے، اور یونہی "مھطعین...... الخ" بھی حال بن رہا ہے) بلانے والے کی طرف لپکتے (اپنی گردنوں کو دراز کر کے تیزی دکھاتے ہوئے ان میں سے) کافر کہیں گے یہ دن سخت ہے (کافروں پر، جیسا کہ سورۂ "مدثر" میں ہے، "یوم عسیر علی الکافرین"، "عسر" بمعنی صعب ہے) ان سے پہلے (یعنی کفار قریش سے پہلے) نوح کی قوم نے جھٹلایا ("کذبت" فعل مونث قوم کی معنوی رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے) تو ہمارے بندے کو (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو) جھوٹا بتایا اور بولے وہ مجنون ہے اور اسے جھڑکا (گالیاں وغیرہ دیکر انہیں جھڑکا) تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں ("انی" ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ ہے، اصل میں بانی تھا) مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے تو ہم نے کھول دیئے ("ففتحنا" فعل مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) آسمان کے دروازے زور کے بہتے پانی سے ("منھمر" کا معنی ہے پانی زور سے بہنے والا......۴......) اور زمین چشمے کر کے بہادی (یعنی ہم نے تمام زمین کو چشمہ بنا دیا گویا کہ وہ چشموں کی طرح چھوٹ رہی ہے) تو پانی (یعنی آسمان اور زمین کا پانی) مل گئے اس صورت پر ("علی امر" ذوالحال ہے اور "قد قدر" حال ہے) جو (ازل میں) مقدر تھی (ان کے لیے اور وہ ان کا غرق ہو کر ہلاک ہونا تھا) اور ہم نے اس کو (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو) سوار کیا (اس کشتی پر جو) تختوں اور کیلوں والی تھی ("دسر" ان کیلوں کو کہتے ہیں جن کے ذریعے کشتی کے تختوں کو باہم جوڑا

جاتا ہے......۵......"دسر" کا مفرد "دسار" بروزن کتاب ہے) کہ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی (یعنی ہماری نگہبانی میں بحفاظت چلتی) اس کے صلہ میں ("جزاء" مفعول ہے فعل مقدر کا، معنی یہ ہے کہ انہیں غرق کر دیا گیا بدلہ لینے کے لیے، اس کا) جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا (اور وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں، "کفر" فعل کو معروف بھی پڑھا گیا ہے اس صورت میں آیت کا معنی ہوگا انہیں سزا دینے کے لیے غرق کر دیا گیا) اور ہم نے اسے باقی رکھا (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو نجات اور کافروں کو غرق کرنے کی خبر کو) بطور نشانی (اس کے لیے جو اس سے عبرت حاصل کرے یعنی یہ خبر عام ہوگئی اور اسکے بعد دیگر ادوار میں منتقل ہوتی رہی) تو ہے کوئی دھیان کرنے والا (اس سے عبرت و نصیحت لینے کے لئے، "مدکر" کی اصل مذتکر ہے، تاء اور ذال کو دال سے بدل کر دونوں دال کا ادغام کر دیا گیا) تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا (نذر بمعنی انذاری ہے، یہ استفہام تقریر کلام کے لیے ہے اور "کیف" کان فعل ناقص کی خبر ہے اور کیف یہاں کسی حالت کے بارے میں سوال کرنے کے لیے ہے مراد یہ ہے کہ مخاطبین کو اس بات کے اقرار پر ابھارا جائے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلانے والوں پر اللہ عزوجل کا عذاب بالکل برمحل نازل ہوا ہے) اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لیے آسان فرمایا (یعنی اسے حفظ کرنے کے لیے آسان فرما دیا یا معنی یہ ہے ہم نے اس کو نصیحت لینے کے لیے اتارا ہے) تو ہے کوئی یاد کرنے والا ("مدکر" کا معنی یا تو قرآن پاک کو یاد کرنے والا ہے یا پھر اس سے نصیحت لینے والا ہے......۶...... یہاں استفہام بمعنی ام ہے یعنی مراد یہ ہے کہ قرآن پاک کو یاد کرو اور اس سے نصیحت لو قرآن پاک کے علاوہ دیگر آسمانی کتب زبانی یاد نہیں کی جاتی تھیں) عاد نے جھٹلایا (اپنے نبی حضرت ھود علیہ السلام کو، جس کے نتیجے میں انہیں عذاب دیا گیا) تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا (انہیں) ڈرانا (عذاب سے، اس کے نزول سے پہلے، نذر بمعنی انذاری ہے، یعنی وہ اپنی جگہ پر بالکل برمحل واقع ہوا، اللہ عزوجل نے اس عذاب کا بیان اپنے اس فرمان میں کیا ہے) بیشک ہم نے ان پر ایک سخت آواز والی ہوا بھیجی ("صرصرا" کے معنی شدید آواز والی ہوا ہے) سے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لیے رہی (یعنی وہ دن دائمی منحوس تھا یا سخت منحوس تھا، یہ مہینے کا سب سے آخری بدھ تھا......۷......) لوگوں کو یوں جدا کرتی تھی (زمین میں ان کے کھودے ہوئے چھپنے کے گڑھوں سے اور انہیں ان کے سر کے بل سے یوں پچھاڑتی تھی کہ ان کی گردنیں پاش پاش ہو جاتیں حتی کہ ان کے سر جسم سے الگ ہو جاتے) گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے سوکھے تنے ہیں (جو زمین پر پڑے ہیں، منقعر بمعنی منقلع ہے، ان لوگوں کو کھجور کے پتوں سے اس لیے تشبیہ دی کے ان کے قد لمبے لمبے تھے، یہاں "نخل" کی صفت مذکر ذکر کی گئی ہے، اور سورۃ الحاقہ میں مونث کے ساتھ فرمایا" نخل خاویة یہ امر دونوں مقامات میں فواصل کی رعایت برتنے کے لیے کیا گیا ہے) تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

﴿ترکیب﴾

﴿اقتربت الساعة وانشق القمر وان يروا اية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر﴾

اقتربت الساعة: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انشق القمر: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، یروا اية: جملہ فعلیہ شرط، یعرضوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقولوا: قول، سحر مستمر: "ھذا" مبتدا کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وكذبوا واتبعوا اهواء هم وكل امر مستقر﴾

و: عاطفہ، کذبوا: جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اتبعوا اھواء ھم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کل امر: مبتدا، مستقر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد جاء هم من الانباء ما فيه مزدجر حكمة بالغة فما تغن النذر﴾
و: عاطفہ، لام: قسمیہ تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، جاء هم: فعل ومفعول، من الانباء: ظرف مستقر حال مقدم، ما: موصول، فیه مزدجر: شبہ جملہ صلہ، ملکر ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم ملکر جملہ قسمیہ، حکمة بالغة: مرکب توصیفی "هی" مبتدا محذوف کی خبر ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، ما: استفہامیہ، مفعول مقدم، تغن النذر: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فتول عنهم يوم يدع الداع الى شيء نكر﴾
ف: فصیحیہ، تول عنهم: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، یوم: مضاف، یدع الداع: فعل وفاعل، الی شیء نکر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿خشعا ابصارهم يخرجون من الاجداث كانهم جراد منتشر مهطعين الى الداع﴾
خشعا: صفت مشبہ، ابصارهم: فاعل، ملکر شبہ جملہ حال مقدم، یخرجون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، کانهم: حرف مشبہ واسم، جراد منتشر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی، مهطعین الی الداع: شبہ جملہ حال ثالث، ملکر فاعل، من الاجداث: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿يقول الكفرون هذا يوم عسر كذبت قبلهم قوم نوح فكذبوا عبدنا وقالوا مجنون وازدجر﴾
یقول الکفرون: قول، هذا: مبتدا، یوم عسر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، کذبت: فعل، قبلهم: ظرف لغو، قوم نوح: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کذبوا عبدنا: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قالوا: قول، مجنون: "هو" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، ازدجر: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فدعا ربه انى مغلوب فانتصر ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر﴾
ف: عاطفہ، دعا ربه: فعل با فاعل ومفعول، انی مغلوب: جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، انتصر: فعل امر با فاعل "لی" ظرف لغو محذوف، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، فتحنا ابواب السماء: فعل با فاعل ومفعول، ب: جار، ماء: موصوف، منهمر: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وفجرنا الارض عيونا فالتقى الماء على امر قد قدر﴾
و: عاطفہ، فجرنا: فعل با فاعل، الارض: ممیز، عیونا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، التقی الماء: فعل وفاعل، علی: جار، امر: موصوف، قد قدر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وحملنه على ذات الواح ودسر تجرى باعيننا﴾
و: عاطفہ، حملنه: فعل با فاعل ومفعول، علی: جار، ذات: مضاف، الواح: معطوف علیہ، و: عاطفہ، دسر: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "سفینة" محذوف کی صفت اول، تجری: فعل "هی" ضمیر ذوالحال، باعیننا: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿جزاء لمن كان كفر ولقد تركنها اية فهل من مدكر﴾
جزاء: مصدر با فاعل، لام: جار، من کان کفر: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ملکر شبہ جملہ ہو کر فعل محذوف "جازیناهم" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، ترکنها: فعل با فاعل ومفعول، ایة: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، هل: حرف استفہام، من: زائد، مدکر: "موجود" محذوف کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فکیف کان عذابی ونذر ولقد یسرنا القران للذکر فھل من مدکر﴾

ف: فصیحیہ، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص، عذابی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نذر: معطوف، ملکر اسم، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "ان علمتم ما حل بھم جمیعا جزا وفاقا لعلمھم" کی جزا، ملکر جملہ جزائیہ، و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، یسرنا القران: فعل با فاعل ومفعول، للذکر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ھل: حرف استفہام، من: زائد مؤکد "موجود" خبر محذوف کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذبت عاد فکیف کان عذابی ونذر انا ارسلنا علیھم ریحا صرصرا فی یوم نحس مستمر﴾

کذبت عاد: وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کیف کان عذابی ونذر: اسکی ترکیب کیلئے آیت نمبر ۱۶، ملاحظہ فرمائیں، انا: حرف مشبہ واسم، ارسلنا علیھم: فعل با فاعل وظرف لغو، ریحا صرصرا: مفعول، فی یوم نحس مستمر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تنزع الناس کانھم اعجاز نخل منقعر فکیف کان عذابی ونذر ولقد یسرنا القران للذکر فھل من مدکر﴾

تنزع: فعل با فاعل، الناس: ذوالحال، کانھم: حرف مشبہ واسم، اعجاز نخل منقعر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ریحا" کیلئے صفت واقع ہے، فکیف کان عذابی ونذر ولقد یسرنا القران للذکر فھل من مدکر: ان آیت کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۶، میں گزری۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قیامت قریب ہونے کے بارے میں مفسرین کے اقوال:

۱...... امام جریر طبری فرماتے ہیں کہ وہ گھڑیاں قریب ہیں جس میں قیامت رونما ہوجائے گی۔ اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿اقتربت﴾ بمعنی افتعلت من القرب ہے، اور اللہ عزوجل نے قیامت کے قریب میں واقع ہونے کا بیان اس لئے فرمایا تاکہ اپنے مخلص بندوں کو خوف دلائے، اور اس کا قریب ہونا دنیا کے فنا ہونے کو مستلزم ہے، اور اللہ جل جلالہ نے قرب قیامت کا امر لوگوں کی استعداد کے مطابق فرمایا کہ مبادا لوگ غفلت کا شکار ہوکر اسے فراموش کردیں۔

(الطبری، الجزء:۲۷، ص ۹۹)

ابوالبرکات نسفی کہتے ہیں: القیامۃ کو الساعۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اچانک آجائے گی یا اس دن میں حساب جلدی سے ہوگا یا یہ وجہ ہے کہ لانھا عنداللہ علی طولھا کساعۃ من الساعات عند الخلق یعنی اللہ عزوجل کے نزدیک قیامت کی لمبائی (طوالت) اتنی ہے جتنی مخلوق کے نزدیک گھڑیوں میں سے ایک گھڑی۔

(المدارک، ج۱، ص ۶۲۲)

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں: الساعۃ اجزائے زمان میں سے ایک جزء ہے جسے قیامت سے تعبیر کیا گیا ہے، تاکہ اس بات پر تشبیہ دی جاسکے کہ قیامت میں حساب کتاب جلدی ہوگا، یا قیامت دنیا کی ساعتوں میں سے بالکل آخری ساعتوں میں وقوع پذیر ہوگی یا بظاہر تو یہ ہلکی سی ساعت میں رونما ہوجائے گی لیکن یہ ایک امر عظیم کی حیثیت رکھتی ہے یا اس کے علاوہ بھی کوئی معاملہ ہوسکتا ہے اور معنی یہ ہے کہ قیامت کو وقوع پذیر ہونا قریب ہی ہے اور جب یہ وقوع پذیر ہوگی تو گویا دنیا کا نظام تقریبا ختم ہی سمجھیں جیسا کہ مفسر علیہ الرحمۃ نے لانہ ما بقی من الدنیا الا قلیل کے الفاظ سے اس جانب اشارہ کیا ہے اور ساتھ ہی سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس بھی بیان کیا ہے۔ چنانچہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "پس اللہ عزوجل نے تمام دنیا کو قلیل کردیا اور اس قلیل میں جو بھی باقی ہے وہ بھی قلیل ہی ہے اور اس کی مثل ایسی ہے جیسا کہ کسی وادی میں پانی بہنے کی جگہ ہوا کرتی ہے"۔

(روح البیان، ج۹، ص ۳۰۹)

معجزہ شق القمر کا بیان:

۲......سید عالم ﷺ نے اپنی مکی زندگی میں چاند کے دو ٹکڑے کر دکھائے جب کہ کافروں نے معجزہ طلب کیا، اور یہ معجزہ سید عالم ﷺ کی صداقت پر بین دلیل کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن لوگوں نے معجزہ دیکھ کر بھی اعراض کیا اور جھٹلایا، اور اسے کھلا جادو قرار دیا اور کہا کہ محمد ﷺ نے جادو کیا ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا (القمر:۲)﴾۔

☆......قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ کی خواہش پر سید عالم ﷺ نے دو مرتبہ چاند کو شق کر کے دکھایا۔

☆......عبد اللہ کہتے ہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اور ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ منٰی کی وادی میں تھے یہاں تک کہ لوگوں کی ایک جماعت نے اُسے پہاڑ کے پیچھے سے بھی ملاحظہ کیا، پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تم اس پر گواہ ہو جاؤ''۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۹۹)

☆......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کے دور میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم گواہ ہو جاؤ''۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب سوال المشرکین ان یریھم، رقم:۳۶۳۶، ص ۶۱۰)

☆...... حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے دور میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے یہاں تک کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کی ایک جانب اور دوسرا دوسری جانب تھا، لوگوں نے کہا: محمد ﷺ نے جادو کر دکھایا ہے، پھر ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر انہوں نے ہم پر جادو کیا ہے تو وہ سب لوگوں پر یعنی مکہ کے باہر کے لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے''۔ (المرجع السابق، رقم:۳۳۰۰)

حساب کتاب کے دن کی شدت وراحت:

۳......اے محمد ﷺ! یاد کرو جب ہم ان سب مشرکوں کو حساب کے لیے جمع کریں گے، اور حشر کی اصل یہ ہے کہ جماعت کا نکالنا اور انہیں اپنے مکانوں یعنی قبروں سے بے آرام کرنا۔ جیسا کہ وہ دنیا میں اس دن کی ایک ساعت ہی ٹھہرے تھے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ اپنی قبروں میں اس دن کی مقدار کے مقابلے میں ایک ساعت ہی ٹھہرے تھے لیکن پہلی صورت اولیٰ ہے، حشر کے دن اپنی قبور میں رہنے کے معاملے میں مومنین اور کافرین سب کا ایک ہی حال ہوگا، پس کافر اس دن دنیا میں اپنی عمروں سے فائدہ نہ اٹھانے کی وجہ سے اپنی عمروں کو کم جانیں گے اور مومنین اپنی اعمار سے متمتع ہونے کی وجہ سے اپنی اعمار کو کم نہ جانیں گے (بلکہ مناسب خیال کریں گے)، اور کافروں کا اپنی اعمار کو کم جاننے کا سبب یہ ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں اپنی اعمار کو طلب مال اور حرص دنیا میں ضائع کر دیا اور اللہ ﷻ کی اطاعت نہ کی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کافر جب اس دن کی ہولناکی دیکھیں گے تو وہ دن ان پر بھاری پڑ جائے گا اور دنیا کی زندگی کو وہ کم جانیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے مقابلے میں وہ آخرت میں زیادہ ایک دوسرے کے قریب کے مکان میں ہونگے۔ یعرف بعضھم بعضا یعنی قبروں سے نکلتے وقت وہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے جیسا کہ وہ دنیا میں ایک دوسرے کو پہچانتے تھے پھر قیامت کی ہولناکیوں کی وجہ سے یہ پہچان بھی ختم ہو جائے گی، بعض آثار میں یہ ہے کہ انسان قیامت کے دن اپنے بعض پڑوسیوں کو پہچانے گا لیکن اس دن کی ہیبت اور خشیت کے باعث کلام نہ کر سکے گا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ قیامت کے احوال مختلف ہونگے بعض ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور بعض نہ پہچانیں گے۔ (الخازن، ج۲، ص ۴۴۵)

قبروں سے نکلتے وقت ایک دوسرے کو ایسا پہچانیں گے جیسا کہ تھوڑی ہی دیر کے لئے جدا ہوئے ہوں پھر اس دن کی شدت کی وجہ سے ایک دوسرے کی پہچان ختم ہو جائے گی۔ (البیضاوی، ج۲، ص ۱۰۳)

☆......حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بروز قیامت ماں اپنے بیٹے سے ملے گی اور کہے گی، اے بیٹے! کیا تو میرے

پیٹ میں نہ رہا، کیا تو نے میرا دودھ نہ پیا؟ بیٹا عرض کرے گا، اے میری ماں! کیوں نہیں، اس پر ماں کہے گی، بیٹا! میرے گناہوں کا بوجھ بہت بھاری ہے اس میں سے تو صرف ایک ہی گناہ اٹھالے، بیٹا کہے گا، میری ماں! مجھ سے دور ہو جا! مجھے اپنی فکر لاحق ہے، میں تیرا یا کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ (الروض الفائق، ص ۱۸۴، عطائین، ج۲، ص ۷۰۷)

☆......حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''گزشتہ امتوں کے مقابلے میں تمہاری مدت اتنی ہے جیسے عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک کا وقت ہوا کرتا ہے۔ (المعجم الاوسط، من اسمه احمد، رقم: ۴۹۴، ج۱، ص۱۵۲)

ماء منهمر کے معانی:

۴......اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور کے بہتے پانی سے (القمر: ۱۱)﴾، مراد مجازی معنی لینا ہے اور اس حوالے سے تین اقوال ہیں: (۱)......آسمان کے دروازے کھولے اور بند کیے جاتے ہیں اور یہ بطریق استعارہ کلام کیا گیا ہے یعنی ظاہر یہی ہے کہ بادل پانی برساتے ہیں، جیسا کہ کوئی قائل کہتا ہے کہ آسمان نے اتنی تیز بارش برسائی کہ پانی جاری کر دیا یعنی بڑی بڑی بوندوں والی بارش برسائی۔ (۲)......اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿ففتحنا﴾ میں اس بات کا بیان کرنا مقصود ہے کہ اللہ ﷻ نے بارش کے ذریعے مدد کی اور بارش ہی کے ذریعے آزمائش میں بھی مبتلا کیا جیسا کہ ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿وما انزلنا علی قومه من بعده من جند من السماء وما كنا منزلين ان كانت الا صيحة واحدة اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہ اتارا اور نہ ہمیں وہاں کوئی لشکر اتارنا تھا وہ تو بس ایک ہی چیخ تھی (یٰسٓ: ۲۸، ۲۹)﴾ ۔اس آیت میں اللہ ﷻ کی کمال قدرت کا بیان ہے، اور اس میں عجیب نکتہ بیان کرنا مقصود ہے کہ لوگ دو سال تک بارش کے لئے دعائیں کرتے رہے پس اللہ ﷻ نے انہیں ان ہی کی طلب پر بارش بھیجی جو اُن کی ہلاکت کا باعث بنی۔ (۳)......آسمان کے دروازے کھولنے اور بارش برسانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے خیر کو مقدر فرمایا، جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے رزق کے دروازے کھول دیئے اور اس سے مقصود یہی ہوتا ہے کہ اللہ ﷻ نے رزق کے ذرائع قائم کر دیئے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۲۹۵ وغیرہ)

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا بیان:

۵......روایت میں آتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے سفینہ دو سال میں بنایا، اس کا طول (یعنی لمبائی) تین سو ذراع، عرض (چوڑائی) پچاس اور چھت کی موٹائی تیس ذراع تھی۔ اس کشتی کے تین درجے تھے، سب سے نچلے درجے میں چوپائے اور وحشی جانور سوار تھے اور درمیانے درجے میں انسان اور سب سے اوپر درجے میں پرندے تھے۔ آپ اس سفینے میں دس رجب کو سوار ہوئے اور دس محرم کو اس سے اُترے۔ (الجمل، ج۳، ص ۵۸)

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿تجری باعيننا﴾ یعنی ہماری حفاظت و نگہبانی میں چلتی تھی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کشتی میں سوار حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین ہماری نگہبانی میں تھے۔ اس آیت میں عین بمعنی عیون ہے یعنی کشتی میں سوار سارے ہی اللہ ﷻ کے اولیاء (دوست) تھے، اور ایک قول میں عین سے مراد پانی کا چشمہ لیا گیا ہے جس میں کشتی چلتی ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ کشتی فرشتوں کی نگہبانی میں چلتی تھی اور اس کی نسبت کو اللہ ﷻ کی جانب کرنا زیادہ اظہر قول ہے۔ اور یہ ان کے لئے جزاء ہے جو اللہ ﷻ کی نعمتوں کا شکر بجالاتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے انہیں انکار کرنے والوں سے پناہ عطا فرمائی اور اسی طرح اللہ ﷻ ہر نبی اور ان کی امت کو انعام سے نوازتا ہے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۲۱۷)

قرآن کے آسان ہونے سے کیا مراد ہے؟

۶......قرآن کے آسان ہونے کے چار معنی ہو سکتے ہیں: (۱)......اسے حفظ کرنا ممکن اور آسان ہے، اس کے سوا اللہ ﷻ کی کوئی کتاب ایسی نہیں جسے مکمل طور پر یاد کرلیا جاتا ہو۔ (۲)......اس کے ذریعے سے نصیحت کرنا آسان کردیا، یعنی اسے حکمت پر مبنی کتاب بنا کر اتارا۔ (۳)......اسے دلوں پر معلق کردیا کہ لوگ اس کو سن کر لذت حاصل کرتے ہیں اگرچہ اس کے مفاہیم نہ سمجھتے ہوں اور اس سے اکتاتے نہیں اور یہ نہیں کہتے کہ یہ تو ہم سن چکے ہیں بلکہ ہر بار انہیں لذت سے سماعت کرتے ہیں۔ (۴)......جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کے لئے (اونٹنی) معجزہ تھی اسی طرح یہ قرآن سید عالم ﷺ کا معجزہ ہے، جو کہ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والوں کے لئے نصیحت ہے، اگرچہ بہت زمانہ گزر جانے کے باوجود اس کا اعجاز ہر ایک کے لئے نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۳۰۰)

آخری بُدھ کے منحوس ہونے کی حیثیت:

۷......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فی یوم نحس مستمر ایسے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لئے رہی (القمر:۱۹)﴾، یعنی اُن لوگوں میں (بدھ) کا دن منحوس ہونا مشہور تھا، ابن عباس کہتے ہیں کہ اس دن کو لوگ منحوس جانتے تھے۔ زجاج کے قول کے مطابق یہ دن بدھ کا تھا جو لوگوں میں منحوس مانا جاتا تھا۔ ابن عباس ہی کا یہ قول بھی ہے کہ مہینے کا آخری دن یعنی بدھ منحوس مانا جاتا تھا۔

☆......مسروق روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے، اور فرمایا کہ آپ قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمائیں کہ بدھ کا دن ہمیشہ سے منحوس ہوتا ہے''۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دن صالحین کے لئے نہیں بلکہ مفسدین کے لئے منحوس ہوا کرتا ہے۔ جہاں تک قرآن میں ''ایام نحسات'' کا ذکر ہے تو اس سے مراد یہی ہے، جیسا کہ قوم عاد پر عذاب اسی دن آیا جو کہ دوسرے ہفتے تک اسی دن تک جاری رہا یعنی بدھ کے دن سے عذاب آنا شروع ہوا اور بدھ ہی کے دن تک اس کو جاری رکھا گیا تاہم ایسا نہیں کہ اس عذاب میں سارے ہی گرفتار ہوگئے بلکہ مومنین بھی موجود تھے جو کہ اس عذاب سے بالکل محفوظ و مامون رہے۔ اللہ ﷻ نے قرآن میں اس عذاب کا ذکر یوں فرمایا: ﴿فارسلنا علیهم ریحا صرصرا فی ایام نحسات لنذیقهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی سخت گرج کی ان کی شامت کے دنوں میں کہ ہم انہیں رسوائی کا عذاب چکھائیں دنیا کی زندگی میں (حم سجدہ: ۱۶)﴾، ﴿واما عاد فاهلكوا بريح صرصر عاتية سخرها عليهم سبع ليال وثمنية ايام حسوما فترى القوم فيها صرعى كانهم اعجاز نخل خاوية اور رہے عاد وہ ہلاک کئے گئے سخت گرجتی آندھی سے وہ ان پر قوت سے لگادی سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار تو ان لوگوں کو ان میں دیکھو بچھڑے ہوئے گویا وہ کھجور کے ڈھنڈ (سوکھے تنے) ہیں گرے ہوئے (الحاقۃ: ۶تا۷)﴾۔

(القرطبی، الجزء:۲۷، ص ۱۱۹)

اغراض:

وقربت القیامة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ فعل مزید فیہ مجرد کے معنی میں ہے، اور مزید فیہ مبالغہ کے معنی میں آتا ہے اس لئے کہ جس طرح بناوٹ کے اعتبار سے زیادتی پائی جاتی ہے بالکل اسی طرح معنی میں بھی زیادتی پائی جاتی ہے اور قیام سے مراد لوگوں کا اپنی قبروں سے باہر نکلنا ہے اور اس کے کئی اور معنی ہیں جیسا کہ: ''الحاقة، الواقعة' جو کہ دین، یوم جزاء کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔

فلقتین: تثنیہ کا صیغہ ہے، فلقة کسرہ کے ساتھ جیسا کہ قطعة وزن اور معنی کے اعتبار سے، اور یہ انشقاق (چاند کے دو ٹکڑے ہونا) ہجرت سے پہلے سن ۵ ہجری میں ہوا، اور یہ کہنا کہ جس رات چاند شق ہوا اُس رات مہینے کی چودہ تاریخ تھی، یہ ثابت نہیں ہے۔

وقعیقعان: مراد وہ پہاڑ ہے جو جبل ابی قبیس کے بالمقابل موجود ہے۔ قوی او دائم: یہ چار اقوال میں سے دو قول ہیں، تیسرا قول

''ذاهب'' ہےاور چوتھا قول''مر بشع''کے معنی میں ہے کہ(جیسا کہ عربوں میں مر الشیء واستمر یعنی چلا گیا،اور استمر الشیء اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ مضبوط ہو جائے)۔باهله: میں باء بمعنی لام ہے، معنی یہ ہے کہ ثواب وعذاب کے اعتبار سے جو اس کا اہل ہے اس کے لئے ثابت ہے۔تامة: یعنی ایسی حکمتیں ہیں جس میں کسی قسم کا کوئی خلل نہیں ہے۔ای الامور المنذرة لهم: جیسا کہ سابقہ امتوں کے عذاب کے اعتبار سے واقع ہوا۔مفعول مقدم: یعنی مفعول بہ بنے گا، پس معنی یہ ہوگا کہ انہیں ڈروالی چیزوں میں سے کونسی چیز نفع دے گی یا مفعول مطلق ہوگا یعنی کونسا ڈر کافی ہوگا؟۔هو فائدة ما قبله: یعنی نصیحت (ڈرانے کے) نتیجے اور ثمر سے منہ پھیر لیا۔هو اسرافیل: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے،اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد حضرت جبرائیل ہیں جو یوں ندا کریں گے:''اے بوسیدہ ہڈیوں،ٹوٹے ہوئے جوڑوں، بکھرے ہوئے گوشت اور بالوں، بیشک اللہ تم سب کو فیصلے کے دن کے لئے جمع کرے گا۔

تنكره النفوس: تمام نفوس مراد ہیں یا فقط کافروں کی، کیونکہ مومنین کی نفوس حساب کے دن میں امن سے ہونگی۔

ای الناس: یعنی مومنوں اور کافروں کی روحیں مراد ہیں۔لا یدرون این یذهبون: جاننا چاہیے کہ لوگ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے،اور اس خطاب کو آیت میں ﴿جراد منتشر﴾ سے تعبیر کیا ہے،اور دوسری آیت میں ﴿فراش المبثوث﴾ سے تعبیر کیا ہے۔مادين اعناقهم:اس جملے سے ﴿مهطعين﴾ کو تعبیر کیا اور مراد تیز چلنا ہے۔

كما في المدثر: یعنی قیامت کے دن کی صعوبتیں اور سختیاں خاص کافروں کے لئے ہیں۔المعنی قوم: سے مراد امت ہے۔

وغیره: جیسا کہ مارنا اور گلا گھونٹنا، پس نافرمانوں نے حضرت نوح کے ساتھ یہی نازیبا افعال اختیار فرمائے اور پھر جب حضرت نوح کو افاقہ ہوا تو یہ دعا فرمائی:''اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کہ یہ نہیں جانتے''۔تنبع: یعنی چشموں سے پانی جاری ہوتا ہے، یعنی آسمان وزمین کا پانی چالیس روز تک بارش اور چشموں سے جاری رہا،ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ آسمان کا پانی برف کی طرح ٹھنڈا اور زمین کا پانی گرم تھا،آسمان کا پانی زیادہ تھا یا زمین کا یا دونوں برابر اس میں اقوال مختلف ہیں۔وهو نوح: یعنی حضرت نوح اپنی قوم کے لئے نعمت تھے لیکن قوم نے اُس نعمت کی ناشکری کی۔ هذه الفعلة: مراد غرق ہونا ہے اور یہ بتائی جانے والی وجوہات میں سے ایک وجہ ہے،اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد کشتی ہے جو جودی پہاڑ پر ٹکرائی اور کافی عرصے تک باقی رہی یہاں تک کہ اِس امت کے اوائل نے بھی اسے دیکھا۔وهي للسوال عن الحال: جب کسی کا حال پوچھا جاتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کیسے ہو؟ یعنی تندرست ہو یا بیمار ہو،لیکن یہاں ﴿كيف كان عذابي ونذر﴾ کے خطاب سے مخاطبین کو خطاب کیا گیا جو کہ عذاب کے واقع ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

بوقوع عذابه تعالى: یہاں انتہاء درجے کے عدل کا بیان کرنا مقصود ہے کیونکہ اس کے وقوع پذیر ہونے میں کوئی ظلم و جور نہیں ہے۔

سهلناه للحفظ: یعنی جو بھی اِس قرآن کو حفظ کرنا چاہے اُس کے لئے آسانی ہے،اور اس کتاب کے علاوہ کوئی کتاب یاد نہیں کی جا سکتی ،بنی اسرائیل میں بھی توریت دیکھ کر پڑھی جاتی تھی سوائے حضرت موسیٰ وہارون ویوشع بن نون وعزیر صلوات اللہ علیہم اجمعین کے۔

او هيأناه للتذكر: یعنی اس پاک کلام میں نصیحتوں اور عبرتوں کی کئی مثالیں موجود ہیں، اللہ نے اس کلام کو یاد کرنے اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے جو چاہے، یا یہ معنی ہیں قرآن یاد کرنے اور نصیحت کے لئے آسان ہے اور اسی میں دنیا وآخرت کی سعادتیں ہیں۔ای وقع موقعه: قوم ہود کو عذاب دینا اللہ کی طرف سے عدل تھا،اس لئے کہ پہلے انہیں نبی کی زبان سے تبلیغ فرمائی گئی لیکن وہ ایمان نہ لائے اور اپنی بُری عادتوں میں اور جری ہو گئے اللہ کسی پر بغیر جرم کے عذاب نہیں بھیجتا اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو یہ ظلم نہیں کہلائے گا کیونکہ اللہ اپنے ملک میں تصرف فرماتا ہے اور ظلم یہ ہوتا ہے کہ کسی اور کی ملک میں بغیر اُس کی اجازت کے تصرف کیا

جائے۔ دائـم الشـؤم : یعنی دائمی اعتبار سے وہ دن حضرت ہود علیہ السلام کی ہلاک ہونے والی قوم کے لئے منحوس تھا، جب کہ حضرت ہود علیہ السلام اوران کے پیروکاروں کے لئے مبارک تھا، اور مومنین کے لئے بھی وہ دن مبارک تھا۔ آخـر الشهـر : سے مراد شوال المکرم کی آخری بدھ ہے کیونکہ اسی دن کے غروب شمس تک عذاب جاری رہا، مزید حاشیہ نمبر "۷" میں پڑھ لیں۔(الصاوی، ج۶،ص۲۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿کـذبت ثمود بالنذر (۲۳)﴾جَـمْـعُ نَـذِيْـرٍ بِـمَعْنٰى مُنْذِرٍ اَیْ بِالْاُمُورِ الَّتِیْ اَنْذَرَهُمْ بِهَا بِنَبِيِّهِمْ صَالِحٌ اِنْ لَّمْ يُـومِـنُـوا بِهٖ وَيَتَّبِعُوْن﴿فقالوا ابشرا﴾مَنْصُوْبٌ عَلَى الْاِشْتِغَالِ﴿منا واحدا﴾صِفَتَانِ لِبَشَرًا﴿نتبعه﴾مُفَسِّرٌ لِلْفِعْلِ النَّـاصِبِ لَهٗ وَالْاِسْتِفْهَامُ بِمَعْنَى النَّفْيِ الْمَعْنٰى كَيْفَ نَتَّبِعُهٗ وَنَحْنُ جَمَاعَةٌ كَثِيْرَةٌ وَهُوَ وَاحِدٌ مِنَّا وَلَيْــسَ بِـمَـلِكٍ اَیْ لَا نَتَّبِـعُـهٗ﴿انـا اذا﴾اَیْ اِنِ اتَّبَـعْـنَـاهُ﴿لـفـی ضلـل﴾ذِهَـابٍ عَنِ الصَّوَابِ﴿وسعر (۲۴)﴾جُـنُـوْنٍ﴿ء الـقـی﴾بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيْلِ الثَّانِيَةِ وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى الْوَجْهَيْـنِ وَتَـرْكِهٖ﴿الذكر﴾الْوَحْیُ﴿عليه من بيننا﴾اَیْ لَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ﴿بل هو كذاب﴾فِیْ قَوْلِهٖ اَنَّهٗ اُوْحِیَ اِلَيْهَا مَا ذَكَرَهٗ﴿اشر (۲۵)﴾مُتَكَبِّرٌ بَطِرٌ قَالَ تَعَالٰی﴿سيعلـمـون غـدا﴾فِی الْاٰخِرَةِ﴿من الكذاب الاشر(۲۶)﴾هُـوَهُـمْ بِـاَنْ يُـعَذَّبُوْا عَلٰى تَكْذِيْبِهِمْ لِنَبِيِّهِمْ صَالِحٍ﴿انا مرسلوا الناقة﴾مُخْرِجُوْهَا مِنَ الْهَضْبَةِ الصَّـخْـرَةِ كَمَا سَاَلُوْا﴿فتنة﴾مِحْنَةً﴿لهم﴾لِنَخْتَبِرَهُمْ﴿فارتقبهم﴾يَا صَالِحُ اَیْ اِنْتَظِرْ مَا هُمْ صَانِعُوْنَ وَمَا نَـصْـنَـعُ بِهِـمْ﴿واصطبر (۲۷)﴾اَلـطَّـاءُ بَـدَلٌ مِنْ تَـاءِ الْاِفْتِعَـالِ اَیْ اِصْبِرْ عَلٰى اَذَاهُمْ﴿ونبئهم ان الماء قسـمة﴾مَـقْـسُـوْمٌ﴿بينهـم﴾وَبَيْـنَ النَّـاقَةِ فَيَوْمٌ لَهُمْ وَيَوْمٌ لَهَا﴿كل شـرب﴾نَـصِيْـبٌ مِـنَ الْـمَـاءِ ﴿محتضر (۲۸)﴾يَـحْـضُـرُهُ الْـقَـوْمُ يَـوْمَهُـمْ وَالـنَّـاقَةُ يَـوْمَهَـا فَتَمَـادَوْا عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ مَلُّوْهُ فَهَمُّوْا بِقَتْلِ النَّـاقَةِ﴿فنادوا صاحبهم﴾قُدَارًا لِيَقْتُلَهَا﴿فتعاطى﴾تَنَاوَلَ السَّيْفَ﴿فعقر (۲۹)﴾بِهِ النَّاقَةَ اَیْ قَتَلَهَا مُوَافِقَةً لَهُمْ﴿فكيف كان عذابی ونذر (۳۰)﴾اَیْ اِنْـذَارِیْ لَهُمْ بِالْعَذَابِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ اَیْ وَقَعَ مَوْقِعَهٗ وَبَيَّنَهٗ بِقَوْلِهٖ﴿انا ارسـلـنا عليهم صيحة واحدة فكانوا كهشيم المحتظر (۳۱)﴾هُوَ الَّـذِیْ يَـجْعَلُ لِغَنَمِهٖ حَظِيْرَةً مِنْ يَابِسِ الشَّـجَـرِ وَالشَّـوْكِ يَحْفَظُهُنَّ فِيْهَا مِنَ الذِّئَابِ وَالسِّبَاعِ وَمَا سَقَطَ مِنْ ذٰلِكَ فَدَاسَتْهُ هُوَ الْهَشِيْمُ﴿ولقد يسـرنـا الـقـران للذكر فهل من مدكر(۳۲) كـذبت قوم لوط بالنذر (۳۳)﴾اَیْ بِـالْاُمُـوْرِ الْمُنْذِرَةِ لَهُمْ عَلٰى لِسَانِهٖ﴿انا ارسلنا عليهم حاصبا﴾رِيْحًا تَرْمِيْهِمْ بِالْحَصْبَاءِ وَهِیَ صِغَارُ الْحِجَارَةِ الْوَاحِدَةِ دُوْنَ مِلْءِ الْكَفِّ فَهَـلِكُوْا﴿الا ال لوط﴾وَهُمْ اِبْنَتَاهُ مَعَهٗ﴿نجينهم بسحر(۳۴)﴾مِنَ الْاَسْحَارِ اَیْ وَقْتَ الصُّبْحِ مِنْ يَوْمٍ غَيْرِ مُعَيَّـنٍ وَلَوْ اُرِيْـدَ مِـنْ يَـوْمٍ مُـعَيَّـنٍ لِمَنْعِ الصَّرْفِ لِاَنَّهٗ مَعْرِفَةٌ مَعْدُوْلٌ عَنِ السَّحَرِ لِاَنَّ حَقَّهٗ اَنْ يُّسْتَعْمَلَ فِی الْـمَـعْرِفَةِ بِاَلْ وَهَلْ اَرْسَلَ الْحَاصِبُ عَلٰى اٰلِ لُوْطٍ اَوْ لَا قَوْلَانِ وَعَبَّرَ عَنِ الْاِسْتِثْنَاءِ عَلَى الْاَوَّلِ بِاَنَّهٗ مُتَّصِلٌ وَعَلَـى الثَّـانِـیْ بِـاَنَّـهٗ مُـنْـقَـطِـعٌ وَاِنْ كَـانَ مِـنَ الْـجِـنْـسِ تَسَـمُّحًا﴿نعمة﴾مَصْدَرٌ اَیْ اِنْعَامًا﴿من عندنا كـذلـك﴾اَیْ مِثْلَ ذٰلِكَ الْجَزَاءِ﴿نجزی من شكر (۳۵)﴾اَنْـعَـمْـنَـا وَهُوَ مومنٌ اَوْ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُلِهٖ

وَاَطَاعَهُمْ﴾ولقد انذرهم﴿خَوَّفَهُمْ لُوْطٌ﴾بطشتنا﴿اَخْذَتَنَا اِيَّاهُمْ بِالْعَذَابِ﴾فتماروا﴿تَجَادَلُوْا وَكَذَّبُوْا﴾بالنذر (۳۶)﴿بِاِنْذَارِهٖ﴾ولقد راودوه عن ضيفه﴿اَیْ سَاَلُوْهُ اَنْ يُّخَلِّیَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ اَتَوْهُ فِیْ صُوْرَةِ الْاَضْيَافِ لِيَخْبُثُوْا بِهِمْ وَكَانُوْا مَلَائِكَةً﴾فطمسنا اعينهم﴿اَعْمَيْنَاهَا وَجَعَلْنَاهَا بِلَا شَقٍّ كَبَاقِی الْوَجْهِ بِاَنْ صَفَقَهَا جِبْرَئِيْلُ بِجَنَاحَيْهِ﴾فذوقوا﴿فَقُلْنَا لَهُمْ ذُوْقُوْا﴾عذابی ونذر (۳۷)﴿اَیْ اِنْذَارِیْ وَتَخْوِيْفِیْ اَیْ ثَمْرَتَهٗ وَفَائِدَتَهٗ﴾ولقد صبحهم بكرة﴿وَقْتَ الصُّبْحِ مِنْ يَوْمٍ غَيْرِ مُعَيَّنٍ﴾عذاب مستقر (۳۸)﴿دَائِمٌ مُتَّصِلٌ بِعَذَابِ الْاٰخِرَةِ﴾فذوقوا عذابی ونذر (۳۹) ولقد يسرنا القران للذكر فهل من مدكر (۴۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

ثمود نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا(''نذر''نذیر کی جمع ہے یہ بمعنی منذر ہے،یعنی ثمود نے ان امور کو جھٹلایا جن کے ذریعے ان کے نبی حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں ڈرایا کہ اگر وہ ایمان نہ لائیں گے اور ان کی پیروی نہیں کریں گے تو عذاب میں پڑ جائیں گے) بولے کیا ایک آدمی کی......ا......(''بشرا''اشتغال کی بناء پر منصوب ہے) جو ہم میں کا ہے(''منا''''واحدا''، یہ دونوں بشر کی صفت ہیں) ہم اس کی تابعداری کریں(''نتبعہ'' یہ''بشرا'' کو نصب دینے والے کی تفسیر بیان کر رہا ہے اور یہاں استفہام بمعنی نفی ہے، معنی آیت یہ ہے کہ ہم کیسے اس کی تابعدرای کریں حالانکہ ہم پوری جماعت ہیں اور ہم میں سے ایک فرد ہے یعنی ہم اس کی پیروی نہیں کریں گے) جب تو ہم ضرور(یعنی اگر ہم اس کی تابعداری کریں گے تو ہم ضرور) گمراہ (یعنی درستگی سے دور جانے والے) اور دیوانے ہیں (''سعر'' کے معنی جنون ہے) کیا اتارا گیا(''ء القی'' یہ دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دونوں ہمزہ کے درمیان دونوں صورتوں کے مطابق الف داخل کرنے کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ذکر(یعنی وحی) اس پر ہم میں سے (یعنی اس پر بھی وحی نازل نہیں ہوئی) بلکہ وہ سخت جھوٹا ہے(اس بات میں کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے جسے وہ ذکر کرتا ہے) متکبر ہے(اشرا بمعنی متکبر ہے،اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے) بہت جلد کل (یعنی آخرت میں) جان جائیں گے کون تھا بڑا جھوٹا متکبر (اور کذاب و متکبر کفار ہی ہیں کہ انہیں ان کے نبی صالح علیہ السلام کو جھٹلانے کے سبب عذاب دیا گیا) ہم ناقہ نکالنے والے ہیں (چٹان سے جیسا کہ انہوں نے مطالبہ کیا تھا، مرسلوا الناقة بمعنی مخرجوھا ہے ،الھضبة بمعنی الصخرة ہے) ان کی جانچ کو(تا کہ ہم ان کی جانچ کریں،فتنة کے معنی آزمائش ہے) تو(اے صالح علیہ السلام) تو راہ دیکھ (اس کی جو وہ کر رہے ہیں اور اس کی جو ان لوگوں کے ساتھ کیا جائے گا) اور صبر کر (ان کی اذیتوں پر'' واصطبر ''میں طاء تائے افتعال کے بدلے میں آئی ہے) اور انہیں خبر دے دے کہ پانی ان میں تقسیم ہے(یعنی ان میں اور اونٹنی میں تقسیم ہے ایک دن وہ اس سے پئیں اور ایک دن وہ پئے گی......۲......،قسمة بمعنی مقسوم ہے) ہر حصہ پر(یعنی پانی کے ہر حصہ پر) حاضر ہو(یعنی وہ لوگ اپنے پینے کے دن حاضر ہوں اور اونٹنی اپنے پینے کے دن، وہ اس تقسیم پر قائم رہے پھر وہ پر ملال ہو گئے اور انہوں اس اونٹنی کو مار ڈالنے کا ارادہ کرلیا) تو انہوں نے اپنے ساتھی (قدار) کو پکارا(تا کہ وہ اونٹنی کو مار ڈالے) تو اس نے لے کر (یعنی اس نے تلوار لے کر) اس کی (یعنی اونٹنی کی تلوار کے ذریعے) کوچیں کاٹ دیں(قوم کے دیگر لوگوں کی موافقت سے......۳......) پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈرانا (یعنی نزول عذاب سے قبل میرا انہیں عذاب سے ڈرانا کیسا ہوا یعنی یہ معاملہ برمحل واقع ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس عذاب کا بیان اپنے اس فرمان میں کیا ہے) بیشک ہم نے ان پر ایک چنگھاڑ بھیجی جبھی وہ ہو گئے جیسا کہ گھیرا بنانے والے کی بچی ہوئی گھاس(''محتظر'' اس شخص کو کہتے ہیں جو خشک گھاس اور کانٹوں کے ذریعے اپنی بکریوں کے لیے ایک محفوظ جگہ بناتا ہے اس جگہ میں

رہ کر وہ بھیڑیوں اور دیگر درندوں سے اپنی بکریوں کی حفاظت کرتا ہے جو گھاس اس سے گر کر ملیامیٹ ہو جاتی ہے اسے ''الھشیم'' کہتے ہیں) اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا لوط کی قوم نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا (یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی زبانی پہنچنے والے ڈرانے والے امور کو) بیشک ہم نے ان پر پتھروں کی آندھی بھیجی (یعنی ایسی ہوا بھیجی جس نے ان پر کنکریاں پھینکیں، حصباء اس ایک چھوٹے سے کنکر کو کہتے ہیں جو ہتھیلی سے چھوٹا ہو، ان سب کو ہلاک کر دیا گیا) سوائے لوط کے گھر والوں کے (یعنی حضرت لوط اور آپ کی دو بیٹیوں کو......) ہم نے انہیں پچھلے پہر بچالیا (یعنی سحر کے ایک حصہ یعنی کسی غیر معین دن کے بوقت صبح اور اگر اس سے مراد معین دن ہو تو یہ غیر منصرف ہوگا کیونکہ اس صورت میں معرفہ ہوگا اور ''سحر'' سے معدول ہوگا کیونکہ اس کا حق یہ ہے کہ اسے معرف باللام کی صورت میں استعمال کیا جائے یہ پتھروں کی آندھی آل لوط پر بھیجی گئی تھی یا نہیں، اس بارے میں دو قول ہیں تو پہلے قول کے مطابق یہاں استثناء متصل ہوگا اور دوسرے قول کے مطابق استثناء منقطع ہوگا، اور جنس سے ہونا عبارت میں تساہل کی بنا پر ہوسکتا ہے) اپنے پاس سے انعام فرما کر (''نعمۃ'' مصدر ہے بمعنی انعام) اسی طرح (یعنی اس صلہ کی مثل) ہم صلہ دیتے ہیں اسے جو شکر کرے (ہماری نعمتوں کا اور وہ مومن ہو یا شکر سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ ﷻ اور رسل پر ایمان لائے اور ان کی اطاعت کرے تو اسے یہ بدلہ دیتے ہیں) اور اس نے (یعنی حضرت لوط علیہ السلام نے) انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا (یعنی عذاب کے ساتھ انہیں ہمارے پکڑ فرمانے کا خوف دلایا، انذر بمعنی خوف، بطشتنا بمعنی اخذتنا ہے) تو انہوں نے جھگڑا کیا اور جھٹلایا (تماروا بمعنی تجادلوا و کذبوا ہے) اس کے ڈرانے کو (بالنذر بمعنی بالانذار ہے) انہوں نے اسے اس کے مہمانوں سے پھسلانا چاہا (یعنی انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا آپ ان کے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جائیں جو کہ بصورت مہمان آپ کے پاس آئے تھے تاکہ وہ ان سے فعل خبیث کرسکیں، یہ مہمان درحقیقت فرشتے تھے) تو ہم نے ان کی آنکھیں چوپٹ کردیں (یعنی انہیں اندھا کر دیا یوں کہ آنکھوں وغیرہ کے سوراخ بھی باقی نہ رہے باقی چہرے کی طرح یہ جگہ سپاٹ ہوگئی، یوں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان پر اپنے پر مار دیئے......) تو چکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا (یعنی میرا ڈرانا اور خوف دلانا یعنی میرے ڈرانے اور خوف دلانے کا ثمر اور فائدہ چکھو) بیشک صبح تڑکے ان کے پاس آیا (یعنی ایک غیر معین دن کی صبح کے وقت) ٹھہرنے والا عذاب (یعنی ایسا دائمی عذاب جو آخرت کے ساتھ متصل ہوگا) تو چکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

﴿ترکیب﴾

﴿کذبت ثمود بالنذر فقالوا ابشرا منا واحدا نتبعه انا اذا لفی ضلل وسعر﴾

کذبت ثمود: فعل وفاعل، بالنذر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قالوا قول، همزہ: حرف استفہام، بشرا: موصوف، منا: ظرف مستقر صفت اول، واحدا: صفت اول، واحدا: صفت ثانی، ملکر منصوب بر اشتغال، فعل محذوف ''نتبع'' کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مفسر، نتبعه: جملہ فعلیہ تفسیر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، انا جرف مشبہ واسم، اذا: حرف جزا وجواب، لام: تاکیدیہ، فی ضلل وسعر: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ء القی الذکر علیه من بیننا بل هو کذاب اشر﴾

همزہ: حرف استثناء، القی الذکر: فعل با نائب الفاعل، علی: جار، ہ: ضمیر ذوالحال، من بیننا: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، بل: حرف اضراب وعطف، هو: مبتدا، کذاب اشر: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سیعلمون غدا من الکذاب الاشر انا مرسلوا الناقۃ فتنۃ لھم﴾
س: حرف استقبال، یعلمون: فعل بافاعل، غدا: ظرف، من: استفہامیہ مبتدا، الکذاب الاشر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، انا: حرف مشبہ واسم، مرسلوا: اسم فاعل مضاف بافاعل، الناقۃ: مضاف الیہ مفعول، فتنۃ: موصوف، لھم: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول لہ، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فارتقبھم واصطبر ونبئھم ان الماء قسمۃ بینھم کل شرب محتضر﴾
ف: فصیحیہ، ارتقبھم: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصطبر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، نبئھم: فعل امر بافاعل ومفعول، ان الماء: حرف مشبہ واسم، قسمۃ: موصوف، بینھم: ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، کل شرب: مبتدا، محتضر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فنادوا صاحبھم فتعاطی فعقر فکیف کان عذابی ونذر﴾
ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "تمادوا علی ذلک" نادوا صاحبھم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، عقر: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، فکیف کان عذابی ونذر: اس کی ترکیب آیت نمبر ۱۶، میں گزری۔

﴿انا ارسلنا علیھم صیحۃ واحدۃ فکانوا کھشیم المحتظر﴾
انا: حرف مشبہ واسم، ارسلنا علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو، صیحۃ واحدۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، کاف: جار، ھشیم المحتظر: مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ارسلنا علیھم" پر معطوف ہے۔

﴿ولقد یسرنا القران للذکر فھل من مدکر کذبت قوم لوط بالنذر﴾
ولقد یسرنا القران......الخ: اس آیت کی ترکیب آیت نمبر ۱۷، میں گزری، کذبت قوم لوط: فعل وفاعل ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا ارسلنا علیھم حاصبا الا ال لوط نجینھم بسحر نعمۃ من عندنا﴾
انا: حرف مشبہ واسم، ارسلنا: فعل بافاعل، علی: جار، ھم: ضمیر مستثنیٰ منہ، الا: اداۃ استثناء، ال لوط: مستثنیٰ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، حاصبا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ملکر جملہ اسمیہ، نجینھم: فعل بافاعل ومفعول، بسحر: ظرف لغو، نعمۃ: موصوف، من عندنا: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک نجزی من شکر ولقد انذرھم بطشتنا فتماروا بالنذر﴾
کذلک: ظرف مستقر "الجزاء" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، نجزی: فعل بافاعل، من شکر: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، انذرھم: فعل بافاعل ومفعول، بطشتنا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، تماروا بالنذر: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد راودوہ عن ضیفہ فطمسنا اعینھم فذوقوا عذابی ونذر﴾
و: عاطفہ، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، راودوہ: فعل بافاعل ومفعول، عن ضیفہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، طمسنا: فعل بافاعل، اعینھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ذوقوا: فعل امر

یا:فاعل،عذابی:معطوف علیہ،و:عاطفہ،نذر:معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "قلنا لھم" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولقد صبحھم بکرۃ عذاب مستقر فذوقوا عذابی ونذر ولقد یسرنا القران للذکر فھل من مدکر﴾

و:عاطفہ،لام:تاکیدیہ،قد:تحقیقیہ،صبحھم:فعل ومفعول،بکرۃ:ظرف،عذاب مستقر:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ،فذوقوا عذابی ونذر: اسکی ترکیب آیت نمبر،۳۷،میں گزری،ولقد یسرنا القران......الخ:اسکی ترکیب آیت نمبر ۱۷،میں گزری۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قوم صالح کا اپنے نبی کو آدمی کھنا:

۱......قوم صالح کا حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت کو جھٹلانے کی دو وجوہات نمایاں طور بیان کی گئی:(۱)......بشر کو رسول کیوں بنا کر بھیجا گیا،فرشتہ کیوں رسول نہ بنایا گیا۔(۲)......حضرت صالح علیہ السلام کو ہی کیوں رسالت سے نوازا گیا،ہم اُن سے بہتر تھے،ہمیں رسالت دی جانی چاہیے تھی۔ (حاشیۃ الشھاب، ج۹،ص ۳٤)

قرآن مجید میں مذکورہ بالا ایک ہی آیت نہیں بلکہ کئی مقامات پرانبیاء کرام کو اسی خطاب سے نوازا گیا ہے جو کہ یقیناً بے ادبی ہے،چنانچہ ہم ان تمام مقامات کو ذکر کرتے ہیں تاکہ موضوع میں کسی قسم کی تشنگی نہ رہے،ساتھ ہی نبی کی شان میں گستاخی کرنے کا حکم شرعی بھی ذکر کیا جاتا ہے:﴿ما ھذا الا بشر مثلکم یرید ان یتفضل علیکم ......الخ نہیں تم جیسا آدمی چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے اور اللہ چاہتا تو فرشتے اتارتا ہم نے تو یہ اگلے باپ دادوں میں نہ سنا وہ نہیں مگر ایک دیوانہ مرد تو کچھ زمانہ تک اس کا انتظار کئے رہو(المؤمنون:۲٤تا۲۵)﴾،﴿ان ھو الا رجل افتری علی اللہ......الخ وہ تو نہیں مگر ایک مرد جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور ہم اسے ماننے کے نہیں(المؤمنون:۳۸)﴾،﴿وقال الظلمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا اور ظالم بولے تم تو پیروی نہیں کرتے مگر ایک ایسے مرد کی جس پر جادو ہو(الفرقان:۸)﴾،﴿قالوا ما ھذا الا رجل یرید ان یصدکم ......الخ کہتے ہیں یہ تو نہیں مگر ایک مرد کہ تمہیں روکنا چاہتے ہیں تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے(سباء:٤۳)﴾،﴿اذ قالوا ما انزل اللہ علی بشر من شیء جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا(الانعام:۹۱)﴾،﴿ما نرک الا بشرا مثلنا ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں(ھود:۲۷)﴾،﴿قالوا ان انتم الا بشر مثلنا بولے تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو(ابراھیم:۱۰)﴾،﴿قال لم اکن لاسجد لبشر ......الخ بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی(الحجر:۳۳)﴾،﴿الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا(الاسراء:۹٤)﴾،﴿قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں مجھے وحی ہوتی ہے(حم سجدہ:٦)﴾،﴿ھل ھذا الا بشر مثلکم یہ کون ہیں ایک تمہی جیسے آدمی تو ہیں(الانبیاء:۳)﴾،﴿ما ھذا الا بشر مثلکم یرید ......الخ نہیں مگر تم جیسا آدمی چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے(المؤمنون:۲٤)﴾،﴿ولئن اطعتم بشرا مثلکم ......الخ اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھاٹے میں ہو(المؤمنون:۳٤)﴾،﴿فقالوا انؤمن لبشرین مثلنا ......الخ تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر اور ان کی قوم ہماری بندگی کر رہی ہے(المؤمنون:٤۷)﴾،﴿ما انت الا بشر مثلنا تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو(الشعراء:۱۵٤)﴾،﴿قالوا ما انتم الا بشر مثلنا......الخ بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور رحمن نے کچھ نہیں اتارا تم نرے جھوٹے ہو(یس:۱۵)﴾،﴿ان ھذا الا قول البشر یہ نہیں مگر آدمی کا کلام(المدثر:۲۵)﴾۔

حضرات انبیائے کرام کی شان میں توہین کرنا، ان کی جناب میں گستاخی کرنا یا ان کو فواحش و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے، مثلاً معاذ اللہ، حضرت یوسف علیہ السلام کی جانب زنا کی نسبت کرنا۔ (الھندیۃ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۸۵)

پانی پینے کی باری کا بیان:

۲۔۔۔۔۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ونبئهم ان الماء قسمة بينهم اور انہیں خبر دے دے کہ پانی ان میں حصوں سے ہے (القمر:۲۸)﴾۔ اس آیت کے بیان میں اللہ عزوجل نے قوم صالح کیلئے پانی کی تقسیم کا بیان کر دیا، یعنی ایک دن کے ناغے سے قوم پانی سے سیراب ہو اور دوسرے دن پانی ناقۃ اللہ کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ اور اس تاویل کی وجہ یہی ہے کہ ناقۃ اللہ اور دیگر قوم میں پانی کے معاملے میں تنازعہ نہ ہو اور تقسیم بندی ہو جائے۔ اور مجاہد کہتے ہیں کہ جب قوم اپنے ناغے والے دن میں اونٹنی کے پاس آتی تو اونٹنی کے دودھ سے فیضاب ہوتی۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۱۱۹)

امام قرطبی کہتے ہیں: جس دن قوم کی باری ہوتی ناقۃ اللہ اس پانی سے ایک بوند نہ پیتی تھی اور قوم صالح ناقۃ اللہ کے دودھ سے فیضیاب ہوتے تھے جو کہ ان کے لئے مزید ایک نعمت تھا، اور جس دن ناقۃ اللہ کی باری ہوتی تھی تو وہ مکمل پانی پی جاتی اور ان کے لئے پانی کا قطرہ بھی نہیں بچتا تھا۔ (القرطبی، الجزء:۲۷، ص ۱۲۳)

قدار اور دیگر لوگوں کا ناقہ کو ھلاک کرنا:

۳۔۔۔۔۔ قوم کے سردار قدار بن سالف بن جندع نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں، یہ شخص بھورے رنگ کا مالدار آدمی تھا، اس شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ زنا سے پیدا شدہ تھا، یہ کام اتفاق رائے سے ہوا، اس لئے اس کے کام کو سب نہ ماننے والوں کی جانب منسوب کیا گیا ہے۔ (البدایۃ والنھایۃ، قصۃ صالح نبی ثمود، الجزء:۱، ج۱، ص ۱۵۱)

قوم لوط پر عذاب کی کیفیت:

۴۔۔۔۔۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے بازو کے کناروں سے قوم لوط کے گھروں کو اکھیڑ کر رکھ دیا، قوم لوط سات شہروں میں قیام پزیر تھی، بعض محققین کا کہنا ہے کہ قوم لوط میں چار سو انسان تھے، ایک قول یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ان کی تعداد چار ہزار تھی، اور ان کے ساتھ حیوانات بھی تھے، اور ان کے شہروں میں زمینیں، گھر اور دیگر کام کاج کے ٹھکانے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کی جانب بلند کر کے الٹ پلٹ کر رکھ دیا یہاں تک کہ آسمان کے فرشتوں نے کتوں کے بھونکنے اور مرغ کی آوازیں سنیں۔ اور ان پر آسمان سے پتھر برسائے اور ہر پتھر پر اس کا نام کندہ تھا جس سے اس شخص کی ہلاکت ہونی تھی جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان بھی ہے کہ ﴿مسومة عند ربک للمسرفين (الذاریات:۳۴)﴾۔ (البدایۃ والنھایۃ، ذکر اولاد ابراھیم، الجزء ۱، ج ۱، ص ۲۰۱)

آنکھیں چوپٹ کردینے کے محامل:

۵۔۔۔۔۔ یہاں قوم لوط پر عذاب کی ایک اور شق کا بیان ہے، یعنی اللہ عزوجل نے انہیں اندھا کر دیا۔ روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پر مارے جس کی وجہ سے وہ اندھے ہو گئے، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ان کے چہرے سپاٹ ہو گئے اور ان پر کوئی نشان ہی باقی نہ رہا، جیسا کہ ہوائیں نشانات کو مٹا دیا کرتی ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ نہیں، بلکہ اللہ عزوجل نے ان کی دیکھنے کی طاقت چھین لی تھی۔ ضحاک کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کی بصارت ان معنی میں چھین لی تھی کہ وہ رسل کو دیکھ ہی نہ سکتے تھے۔ (القرطبی، الجزء:۲۷، ص ۱۲۶)

اغراض:

ای الامور التی انذرھم بھا: یہ ﴿نذر﴾ کی تفسیر میں سے ایک تفسیر ہے، اور ایک تفسیر میں "نذیر" آیا ہے معنی یہ ہے کہ اُن کے پاس ڈرانے والے رسل بھیجے، اور جمع کا صیغہ اس لئے لائے کہ جو ایک رسول کو جھٹلائے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سارے ہی رسولوں کو جھٹلاتا ہے۔ جنون: اللہ کے فرمان میں ﴿سعر﴾ مفرد استعمال ہوا ہے اور اس کی جمع "سعیر" یعنی بھڑکتی آگ ہے، اور جمع لانا بھی درست تھا۔ قال تعالی: قوم کے لئے وعید اور نبی علیہ السلام کے لئے وعدہ تھا۔

ای فی الاخرۃ: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے جو کہ ﴿غدا﴾ کے بارے میں نازل ہوا، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد دنیا میں اُن (قوم ثمود) پر آنے والے عذاب کا دن ہے۔

الھضبۃ: ھاء کی فتح اور ضاد کے سکون کے ساتھ ہے، مراد وہ پہاڑ ہے جہاں سے اونٹنی والا معجزہ وقوع پذیر ہوا، اور اس کی جمع ھضب اور ھضاب ہے۔ وبین الناقۃ: ظاہر یہی ہے کہ ضمیر فقط قوم ثمود کی طرف راجع ہے لیکن سہل ترین ترکیب کے اعتبار سے ضمیر ناقہ کی طرف راجع کرنا بھی ضروری ہے، پس غلبہ کی وجہ سے ضمیر کو دونوں طرف راجع مانا جائے گا۔

فتمادوا علی ذلک: یعنی قوم اور ناقہ کے مابین پانی وغیرہ کی باری ایک عرصے تک جاری رہی، پھر پانی کی کمی اور اپنے چرائی کے جانور کی فکر دامن گیر ہوئی اور قوم ناقہ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوگئی، مزید بیان حاشیہ نمبر "۳" میں دیکھیں۔

موافقۃ لھم: یعنی سارے ہی اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ ناقہ کو قتل کر دیا جائے جیسا کہ سورۃ الشعراء میں بھی اس کا بیان ہو چکا ہے لیکن عملی جامہ ایک ہی بد بخت نے انجام دیا لیکن چونکہ سب ہی اس پر راضی تھے اس لئے ﴿فعقروھا﴾ یعنی جمع کا صیغہ لائے جب کہ مذکورہ مقام پر واحد کا صیغہ ﴿فعقر﴾ استعمال فرمایا۔

ریحا ترمیھم بالحصباء: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿حاصبا﴾ اسم فاعل ہے، محذوف موصوف کی صفت ہے اور اس پر دلیل پتھروں کی اُن پر بارش کرنا ہے کیونکہ یہی ہوا لانے کا ذریعہ تھے۔ من یوم غیر معین: بمعنی غیر مقصود ہے اور مقصود یہاں پر مخاطبین کی تعیین کرنا ہے جب کہ واقعہ اور حاضرین کی تعیین مراد نہیں ہے۔ لیخبثوا بھم: یعنی زنا کی خباثت، مراد وہ عمل بد ہے جس میں قوم لوط مبتلا تھی۔ وجعلنا ھا بلا شق: دو اقوال میں سے ایک قول ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اللہ نے انہیں ظاہری آنکھوں سے دکھایا لیکن انہوں نے نہ دیکھا۔ دائم متصل بعذاب الآخرۃ: یعنی عذاب اُن سے ٹلنے والا نہیں یہاں تک کہ جہنم میں جا پہنچیں۔ (الصاوی، ج۶، ص ۳۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿ولقد جاء ال فرعون﴾ قَوْمَهُ مَعَهُ ﴿النذر (۴۱)﴾ اَلْاِنْذَارُ عَلٰی لِسَانِ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ فَلَمْ یُؤْمِنُوْا بَلْ ﴿کذبوا بایتنا کلھا﴾ اَیِ التِّسْعَ الَّتِیْ اُوْتِیَهَا مُوْسٰی ﴿فاخذنھم﴾ بِالْعَذَابِ ﴿اخذ عزیز﴾ قَوِیٍّ ﴿مقتدر (۴۲)﴾ قَادِرٌ لَا یُعْجِزُهُ شَیْءٌ ﴿اکفارکم﴾ یَا قُرَیْشُ ﴿خیر من اولئکم﴾ اَلْمَذْکُوْرِیْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ فَلَمْ یُعَذَّبُوْا ﴿ام لکم﴾ یَا کُفَّارَ قُرَیْشٍ ﴿براءۃ﴾ مِنَ الْعَذَابِ ﴿فی الزبر (۴۳)﴾ اَلْکُتُبُ وَالْاِسْتِفْهَامُ فِی الْمَوْضَعَیْنِ بِمَعْنَی النَّفْیِ اَیْ لَیْسَ الْاَمْرُ کَذٰلِکَ ﴿ام یقولون﴾ اَیْ کُفَّارُ قُرَیْشٍ ﴿نحن جمیع﴾ اَیْ جَمْعٌ ﴿منتصر (۴۴)﴾ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَلَمَّا قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ یَوْمَ بَدْرٍ اِنَّا جَمْعٌ مُنْتَصِرٌ نَزَلَ ﴿سیھزم الجمع ویولون الدبر (۴۵)﴾ فَهُزِمُوْا بِبَدْرٍ وَنُصِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَیْهِمْ ﴿بل

السـاعة مـوعـدهـم﴾بِالْعَذَابِ﴿والساعة ﴾اَیْ عَذَابُھَا﴿ادھی﴾اَعْظَمُ بَلِیَّةٍ﴿وامر (۴۶)﴾اَشَدُّ مُرَارَةً مِنْ عَذَابِ الدُّنْیَا﴿ان المجرمین فی ضلل﴾ھَلَاکٍ بِالْقَتْلِ فِی الدُّنْیَا﴿وسعر (۴۷)﴾نَارٍ مُسَعَّرَةٍ بِالتَّشْدِیْدِ اَیْ مُھَیَّجَةٍ فِی الْاٰخِرَةِ﴿یوم یسحبون فی النار علی وجوھھم﴾اَیْ فِی الْاٰخِرَةِ وَیُقَالُ لَھُمْ﴿ذوقوا مس سقر (۴۸)﴾اَصَابَةَ جَھَنَّمَ لَکُمْ﴿انا کل شیء﴾مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ یُفَسِّرُہٗ﴿خلقنه بقدر (۴۹)﴾بِتَقْدِیْرٍ حَالٌ مِنْ کُلٍّ اَیْ مُقَدَّرًا وَقُرِیَ کُلٌّ بِالرَّفْعِ مُبْتَدَاٌ خَبَرُہٗ خَلَقْنَاہُ﴿وما امرنا﴾لِشَیْءٍ نُرِیْدُ وُجُوْدَہٗ﴿الا﴾اَمْرَۃٌ﴿واحدة کلمح بالبصر (۵۰)﴾فِی السُّرْعَةِ وَھِیَ کُنْ فَیُوْجَدُ اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ﴿ولقد اھلکنا اشیاعکم﴾اَشْبَاھَکُمْ فِی الْکُفْرِ مِنَ الْاُمَمِ الْمَاضِیَةِ﴿فھل من مدکر (۵۱)﴾اِسْتِفْھَامٌ بِمَعْنَی الْاَمْرِ اَیْ اُذْکُرُوْا وَاتَّعِظُوْا﴿وکل شیء فعلوہ﴾اَیِ الْعِبَادُ مَکْتُوْبٌ﴿فی الزبر (۵۲)﴾کُتُبِ الْحَفَظَةِ﴿وکل صغیر وکبیر﴾مِنَ الذَّنْبِ اَوِ الْعَمَلِ﴿مستطر (۵۳)﴾مُکْتُوبٌ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ﴿ان المتقین فی جنت﴾بَسَاتِیْنَ﴿ونھر (۵۴)﴾اُرِیْدَ بِہِ الْجِنْسَ وَقُرِیَٔ بِضَمِّ النُّوْنِ وَالْھَاءِ جَمْعًا کَاَسَدٍ وَاُسُدٍ الْمَعْنٰی اَنَّھُمْ یَشْرَبُوْنَ مِنْ اَنْھَارِھَا الْمَاءَ وَاللَّبَنَ وَالْعَسَلَ وَالْخَمْرَ﴿فی مقعد صدق﴾مَجْلِسِ حَقٍّ لَا لَغْوَ فِیْہِ وَلَا تَاْثِیْمَ وَاُرِیْدَ بِہِ الْجِنْسُ وَقُرِیٔ مَقَاعِدَ الْمَعْنٰی اَنَّھُمْ فِیْ مَجَالِسِ مِنَ الْجَنَّاتِ سَالِمَةٌ مِنَ اللَّغْوِ وَالتَّاْثِیْمِ بِخِلَافِ مَجَالِسِ الدُّنْیَا فَقَلَّ اَنْ تَسْلَمَ مِنْ ذٰلِکَ وَاُعْرِبَ ھٰذَا خَبَرًا ثَانِیًا وَبَدْلًا وَھُوَ صَادِقٌ بِبَدْلِ الْبَعْضِ وَغَیْرِہٖ﴿عند ملیک﴾مِثَالِ مُبَالَغَةٍ اَیْ عَزِیْزِ الْمُلْکِ وَاسِعُہٗ﴿مقتدر (۵۵)﴾قَادِرٍ لَا یُعْجِزُہٗ شَیْءٌ وَھُوَ اللّٰہُ تَعَالٰی عِنْدَ اِشَارَةٌ اِلَی الرُّتْبَةِ وَالْقُدْرَةِ مِنْ فَضْلِہٖ تَعَالٰی.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک آل فرعون (یعنی فرعون کی قوم اور فرعون) کے پاس ڈرانے والے امور آئے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام وھارون علیہ السلام کی زبانی ڈرایا لیکن وہ ایمان نہ لائے بلکہ) انہوں نے ہماری سب نشانیاں جھٹلائیں (یعنی وہ نو نشانیاں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی گئیں ......۱) تو ہم نے انہیں (عذاب کے ساتھ) پکڑ لیا یوں جیسے ایک قوت والے قدرت والے کی شان تھی (عزیز کے معنی قوی ہے، اور ''مقتدر'' اس قادر کو کہتے ہیں جسے کوئی شے عاجز نہ کر سکے) کیا تمہارے کافر ان سے بہتر ہیں (جو مذکور ہوئے جیسے قوم نوح سے لے کر قوم فرعون تک اے کفار قریش تو کیا انہیں عذاب نہیں دیا گیا) یا (اے کفار قریش) تمہارے لیے کتابوں میں (عذاب سے) برات لکھی ہے (زبر بمعنی کتب ہے، یہاں دونوں مقامات میں استفہام بمعنی نفی ہے، یعنی معاملہ اس طرح نہیں ہے) یا وہ (یعنی کفار قریش) کہتے ہیں ہم سب ملکر بدلہ لے لیں گے (محمد ﷺ سے، جمیع کے معنی جمع ہے، اور جب جنگ بدر کے دن ابوجہل نے کہا بیشک ہم بدلہ لینے والی جماعت ہیں تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی......۲) اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھ پھیر دیں گے (پس کفار کو میدان بدر میں شکست ہوئی اور ان کے خلاف رسول ﷺ کی مدد کی گئی) بلکہ ان کا وعدہ (عذاب آنے کا) قیامت ہے اور قیامت (یعنی اس کا عذاب) سخت بلاء (ادھی بمعنی اعظم بلیة ہے) سخت کڑوا ہے (دنیاوی عذاب کے مقابلے میں، امر بمعنی اشد مرارة ہے) بیشک مجرم ہلاکت میں ہیں (دنیا میں قتل کئے جانے کے ذریعے، ضلل کے معنی ہلاک ہے) اور بھڑکتی آگ میں ہیں (آخرت میں، سعر بمعنی مسعرة ہے، رائے مشددہ کے ساتھ ہے ''مسعرة'' کا معنی بھڑکنے والی کے ہیں) جس دن آگ میں

اپنے مونھوں پر گھسیٹے جائیں گے (آخرت میں اور ان سے کہا جائے گا) چکھو دوزخ کی آنچ (یعنی تم تک جہنم کی آگ کا پہنچنا ......ہے......) بیشک ہم نے ہر چیز (''کل شی'' یہ فعل'' مقدر'' کی وجہ سے منصوب ہے) ایک اندازے سے پیدا فرمائی ہے (قدر کے معنی تقدیر ہے، یہ'' کل'' سے حال بن رہا ہے اور بمعنی مقدرا ہے، اور'' کل شی'' کو مرفوع بھی پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ مبتدا ہوگا، خبر خلقناہ ہے) اور ہمارا حکم نہیں ہوتا (کسی شے کے لیے جسے ہم موجود کرنے کا ارادہ فرمائیں) مگر ایک (حکم) جیسے پلک مارنا (وہ حکم سرعت میں گویا پلک مارنے کی طرح ہے اور وہ کلمہ ''کــــــن'' ہے کہ وہ شے موجود ہو جاتی ہے......ہے......، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) اور بیشک ہم نے (کفر میں) تمہاری مثل ہلاک کر دیئے (یعنی ہم نے پچھلی امتوں کو جو کفر میں تمہاری مثل تھیں ہلاک کر دیا) تو ہے کوئی دھیان کرنے والا (یہاں استفہام بمعنی امر ہے، یعنی دھیان کرو اور نصیحت حاصل کرو) اور انہوں نے (یعنی بندوں نے) جو کچھ کیا سب کتابوں میں (مکتوب) ہے (''زبــر'' سے مراد فرشتوں کے رجسٹر ہیں) اور ہر چھوٹا بڑا (گناہ یا عمل) لکھا ہوا ہے (لوح محفوظ میں، مستطر بمعنی مکتتب ہے) بیشک پرہیزگار باغوں اور نہر میں ہیں (معنی آیت یہ ہے کہ ''نہر'' سے مراد جنس ہے اور اس لفظ کو ،نون مضمومہ اور ھاء مضمومہ کے ساتھ بصیغہ جمع پڑھا گیا ہے جیسا کہ ''اسد'' کی جمع اسد آتی ہے معنی آیت یہ ہے کہ پرہیزگار جنت کے پانی، دودھ، شہد اور شراب کی نہروں سے پئیں گے) سچ (یعنی حق) کی مجلس میں (جس میں نہ تو کچھ لغو ہوگا اور نہ گناہ، اور'' مقعد'' سے مراد جنس ہے اور اسے ''مــقــاعــد'' بصیغہ جمع بھی پڑھا گیا ہے معنی آیت یہ ہے کہ پرہیزگار جنت کی ان مجالس میں ہوں گے جو لغو و گناہ گاری سے پاک ہونگیں بخلاف دنیاوی مجالس کے کہ کم ہی دنیاوی مجالس اس امور سے پاک ہوتی ہیں اور اسے خبر ثانی ہونے اور بدل ہونے کے اعتبار سے اعراب دیا گیا ہے اور بدل بعض وغیرہ پر بھی صادق آتا ہے) عظیم اور وسیع ملک والے (''ملیک'' صیغہ مبالغہ ہے بمعنی عزیز الملک واسعہ) عظیم قدرت والے کے حضور (''مقتدر'' اس قادر کو کہتے ہیں جسے کوئی شے عاجز نہ کر سکے اور وہ اللہ ﷻ ہی ہے اور ''عند'' سے رتبہ اور قدرت کی طرف اشارہ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد جاء ال فرعون النذر كذبوا بايتنا كلها فاخذنهم اخذ عزيز مقتدر﴾

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، جاء ال فرعون: فعل ومفعول، النذر: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف ''نقسم'' کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، کذبوا: فعل بافاعل، بایتنا: مؤکد، کلھا: تاکید، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اخذنھم: فعل بافاعل ومفعول، اخذ: مضاف، عزیز مقتدر: مرکب توصیفی مضاف الیہ فاعل، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اكفاركم خير من اولئكم ام لكم براءة في الزبر﴾

ھمزہ: حرف استفہام، کفارکم: مبتدا، خیر: اسم تفضیل بافاعل، من اولئکم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: منقطعہ بمعنی بل، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، براءۃ: موصوف، فی الزبر: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام يقولون نحن جميع منتصر سيهزم الجمع ويولون الدبر﴾

ام: منقطعہ بمعنی بل، یقولون: قول، نحن: مبتدا، جمیع منتصر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، س: استقبال، یھزم الجمع: فعل با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یولون: فعل بافاعل، الدبر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر ان المجرمين فى ضلل سعر﴾

بل: حرف اضراب، الساعۃ: مبتدا، موعدھم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الساعۃ: مبتدا، ادھی: معطوف

علیہ ،و :عاطفہ ،امر :معطوف ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،ان المجرمین :حرف مشبہ واسم ،فی ضلل و سعر :ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم یسحبون فی النار علی وجوھھم ذوقوا مس سقر﴾

یوم: مضاف ،یسحبون :فعل واؤ ضمیر ذوالحال ،علی وجوھھم :ظرف مستقر حال ،ملکر فاعل ،فی النار :ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ ،ملکر ظرف فعل محذوف "لقال لھم" ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول ،ذوقوا :فعل امر با فاعل ،مس سقر : مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿انا کل شیء خلقنہ بقدر﴾

انا: حرف مشبہ واسم ،کل شیء :منصوب براشتغال ذوالحال ،بقدر :ظرف مستقر حال ،ملکر فعل محذوف "خلقنا" کیلئے مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ مفسر ،خلقنہ :جملہ فعلیہ تفسیر ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر ولقد اھلکنا اشیاعکم فھل من مدکر﴾

و :عاطفہ ،ما :نافیہ ،امرنا :ذوالحال ،کاف : جار ،لمح :مصدر با فاعل ،بالبصر :ظرف لغو ،ملکر شبہ جملہ مجرور ،ملکر ظرف مستقر حال ،ملکر مبتدا ،الا: اداۃ حصر ،واحدۃ :خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،لام :تاکیدیہ ،قد :تحقیقیہ ،اھلکنا: فعل با فاعل ،اشیاعکم :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم ،ملکر جملہ قسمیہ ،ف :عاطفہ ،ھل :حرف استفہام ،من :زائدہ مؤکد: "موجود" خبر محذوف کیلئے مبتدا ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکل شیء فعلوہ فی الزبر وکل صغیر وکبیر مستطر﴾

و :عاطفہ ،کل شیء :موصوف ،فعلوہ :جملہ فعلیہ صفت ،ملکر مبتدا ،فی الزبر : ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،کل :مضاف ،صغیر :معطوف علیہ ،و کبیر :معطوف ،ملکر مضاف الیہ ،ملکر مبتدا ،مستطر : خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان المتقین فی جنت ونھر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر﴾

ان المتقین: حرف مشبہ واسم ،فی: جار ،جنت :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،نھر :معطوف ،ملکر مجرور ،ملکر مبدل منہ ،فی مقعد صدق: جار مجرور بدل ،ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر ،عند ملیک مقتدر :ظرف متعلق بمحذوف خبر ثانی ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......سیھزم الجمع ویولون الدبر ......☆روز بدر جب ابو جہل نے کہا کہ ہم سب مل کر بدلہ لیں گے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے زرہ پہن کر یہ آیت تلاوت فرمائی پھر ایسا ہی ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی فتح ہوئی اور کفار کو ہزیمت ہوئی۔

☆......انا کل شیء خلقنہ بقدر......☆یہ آیت قدریوں کے حق میں نازل ہوئی جو قدرت الٰہی کے منکر ہیں اور حوادث کو کواکب وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں مسئلہ احادیث میں انہیں اس امت کا مجوس فرمایا گیا اور ان کے پاس بیٹھنے اور ان کے ساتھ کلام کرنے اور وہ بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت کرنے ،مرجائیں تو ان کے جنازے میں شریک ہونے کی ممانعت فرمائی گئی اور انہیں دجال کا ساتھی فرمایا گیا وہ بدترین خلق ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قوم فرعون کو نشانیوں کے ذریعے نصیحت:

۱......اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات عطا فرمائے چنانچہ وہ نو معجزات یہ ہیں عصاء ،ید بیضاء ،قحط سالی ،طوفان

ٹڈی، جوں، مینڈک، خون، مال کی بربادی۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۷۷)

احادیث کی روشنی میں بدر کے احوال:

ع......ہم نے ماقبل کہیں پر بھی غزوہ بدر کے حوالے سے اس نوعیت کا کلام نہیں کیا، بلکہ اختصاراً جہاں کوئی مضمون بن پایا علماء وطلباء کی سہولت کے لئے بیان کیا ہے۔تاہم یہاں ہم نے یہ التزام کرنا ہے کہ غزوۂ بدر کے حوالے سے مناسب مواد احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کرنا ہے۔لہذا اسی مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہم درج ذیل عنوان و باب قائم کر کے احادیث طیبہ ذکر کرتے ہیں:

(۱)......غزوۂ بدر کا بیان:

☆......حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب بن مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں کسی غزوہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں رہا، سوائے غزوۂ تبوک کے، اور غزوۂ بدر میں بھی شامل نہ ہو سکا تو اس میں شامل نہ ہونے والے کسی فرد پر اللہ عزوجل نے عتاب نہیں فرمایا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو قافلۂ قریش کے ارادے سے نکلے تھے، لیکن اللہ عزوجل نے مسلمانوں کا ان کے دشمنوں سے بغیر کسی تیاری کے ٹکراؤ کروادیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: قصة غزوة بدر، رقم: ۳۹۵۱، ص ۶۶۸)

(۲)......اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿اذ تستغیثون ربکم...... الخ﴾

☆......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مقداد بن اسود کا جنگ بدر میں ایک ایسا فعل دیکھا کہ اگر وہ مجھے حاصل ہوتا تو میں اُسے دنیا کہ ہر نعمت سے عزیز سمجھتا، چنانچہ بات یہ ہے کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر خدمت ہوئے جب کہ آپ لڑنے کے لئے مسلمانوں کو بلا رہے تھے۔مقداد عرض خدمت اقدس ہوئے: ہم ہرگز وہ بات نہیں کہیں گے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی: ﴿فاذهب انت وربک فقاتلا تم اور تمہارا رب دونوں جا کر لڑو (المائدة:۲٤)﴾ بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے پروانہ وار لڑیں گے، پس میں نے دیکھا کہ ان کی بات سُن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک چہرہ دمک اٹھا تھا"۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: اذ تستغیثون...... الخ، رقم: ۳۹۵۲، ص ۶۶۸)

☆......حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں اللہ عزوجل کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ تلفظ فرمائے: "اللهم انشدک عهدک ووعدک اللهم ان شئت لم تعبد اے اللہ عزوجل! اگر تو یہ چاہے کہ تیری عبادت کبھی نہ ہو، اتنا ہی فرمانا تھا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست اقدس تھاما اور عرض گزار ہوئے کہ بس اتنا ہی کافی ہے، پس آپ یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لے آئے ﴿سیهزم الجمع ویولون الدبر اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھ پھیر دیں گے (القمر:٤٥)﴾۔(المرجع السابق، رقم: ۳۹۵۳)

☆......مقسم جو کہ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ آیت: ﴿لا یستوی القاعدون من المومنین برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں (النساء:۹۵)﴾ سے مراد یہ ہے کہ جو جنگ بدر میں شامل نہ تھے وہ شاملین بدر کے برابر نہیں ہو سکتے۔ (المرجع السابق، رقم: ۳۹۵٤)

(۳)......اصحابِ بدر کی تعداد:

☆......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر میں مجھے اور حضرت ابن عمر کو کم عمر شمار کیا گیا، اس جنگ میں مہاجرین کی تعداد ساٹھ سے کچھ زیادہ اور انصار کی تعداد دو سو چالیس سے کچھ زیادہ تھی۔(المرجع السابق فی الباب: عدة اصحاب بدر، رقم: ۳۹۵٦، ص ۶۶۸)

☆......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم اصحاب محمد آپس میں کہا کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد اصحاب طالوت

کے برابر تھی، جنھوں نے ان کے ساتھ نہر پار فرمائی تھی اور مومنین کے سوا کوئی پار نہیں کرسکتا تھا، ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔
(المرجع السابق، رقم: ۳۹۵۷، ص ٦٦٩)

(۴)......کفارِ قریش کے قتل کی دعا کرنا:

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رو ہو کر قریش کے کچھ افراد کی ہلاکت کے لئے دعا فرمائی یعنی عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، ابو جہل بن ہشام، پس میں اللہ عزوجل کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے بدر میں ان کی لاشیں دیکھیں جو دھوپ کی وجہ سے پھول گئی تھیں اور وہ دن گرم ترین دن تھا۔
(المرجع السابق فی الباب: دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الکفار، رقم: ۳۹٦۰، ص ٦٦٩)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا: "ایسا کون ہے جو ابو جہل کو دیکھ کر اس کا حال مجھے بتائے"؟، پس حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ گئے اور انہوں نے اُسے اس حال میں پایا کہ حضرت عفراء کے دونوں بیٹوں کی ضربوں سے سسکیاں لے رہا تھا، پس انہوں نے اس کو داڑھی سے پکڑ کر فرمایا: تو ہی ابو جہل ہے، کہنے لگا؟ جن آدمیوں کو ان کی قوم نے قتل کیا ہے کیا ان میں مجھ سے بڑھ کر کوئی ہے؟، یا جن کو تم نے قتل کیا ہے؟۔
(المرجع السابق، باب قتل ابی جھل، رقم: ۳۹٦۳، ص ٦٦٩)

(۵)......مقتولین بدر سے کلام کرنا:

☆......حضرت انس، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن کفار قریش کے چوبیس مقتولین کی لاشوں کو ایک اندھے کنوئیں میں پھینکنے کا حکم دیا، چنانچہ ان گندے لوگوں کو ایک گندے کنوئیں میں پھینک دیا گیا، آپ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی کسی قوم پر غلبہ حاصل ہوتا تو وہاں تین راتوں تک قیام فرماتے تھے، جب میدان بدر میں تیسرا روز آیا تو اپنی سواری کا قصد فرمایا۔ چنانچہ آپ کی اونٹنی پر کجاوہ کس دیا گیا۔ جب آپ سوار ہو کر روانہ ہوئے تو صحابہ کرام بھی پیچھے ہو لئے اور ان حضرات کا بیان ہے کہ ہم تو یہ سمجھے تھے کہ آپ کسی حاجت کے تحت جا رہے ہیں، یہاں تک کہ آپ اسی کنوئیں کی منڈیر پر جا پہنچے اور ان لوگوں کے نام مع ولدیت لے کر مخاطب فرمایا: "اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں،! کیا یہ بات تمہیں اچھی لگتی ہے کہ تم اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانتے"۔ بیشک ہمارے رب نے ہم سے جس چیز کا وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہو گیا، بتاؤ جس چیز کا اُس نے تم سے وعدہ کیا تھا وہ تمہیں مل گئی یا نہیں ملی"۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسے بیجان جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جن میں جان ہی نہیں ہے؟، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے تم ان مرے ہوئے لوگوں سے زیادہ نہیں سنتے"، قتادہ کا قول ہے کہ اللہ عزوجل نے انہیں ایک گونہ زندگی ڈال دی، تا کہ وہ سُنیں اور آپ کے ارشاد عالی سے ان کی بیخ کنی، ذلت، سزا، حسرت و ندامت کا اظہار ہو جائے۔
(المرجع السابق فی الباب: قتل ابی جھل برقم: ۳۹۷٦، ص ٦۷۱)

(٦)......اصحاب بدر کی فضیلت:

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ نے بدر میں شہادت کا جام پیا، اور وہ نو عمر تھے، ان کی والدہ ماجدہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بےکس پناہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ مجھے حارثہ رضی اللہ عنہ سے کتنا پیار تھا، اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرلوں اور ثواب کی امید رکھوں اور معاملہ اگر خدانخواستہ برعکس ہے تو ملاحظہ کیجئے کہ میرا کیا حال ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "تجھ پر افسوس ہے، کیا تو پگلی ہو گئی ہے، کیا خدا کی ایک ہی جنت ہے، اس کی جنتیں بہت ہیں اور بیشک وہ جنت الفردوس میں ہے"۔
(المرجع السابق، باب: فضل من شھد بدرا، رقم: ۳۹۸۲، ص ٦۷۲)

(۷)......صحابہ کی تربیت:

☆......حضرت ابواُسید ﷺ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے روز سید عالم ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا کہ جب دشمن تمہارے قریب آجائے تو اس وقت تیراندازی کرنا اور اپنے تیروں کو ضائع ہونے سے بچانا''۔ (المرجع السابق، رقم: ۳۹۸۵)

(۸)......بدر کے دن نزول ملائکہ:

☆......حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: ''یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جنہوں نے اپنے گھوڑے کا سر تھاما ہوا ہے، اور ہتھیار زیب تن کئے ہوئے ہیں''۔ (المرجع السابق فی الباب: شهود الملائكة بدرا، رقم: ۳۹۹۵، ص ۶۷۵)

(۹)......شرکائے بدر کے اسمائے گرامی:

☆......وہ شرکاء جنہیں امام بخاری نے ترتیب دیا ہے وہ یہ ہیں: (۱)......سید عالم ﷺ، (۲)......ایاس بکیر، (۳)......بلال بن رباح مولا ابوبکر قرشی، (۴)......حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی، (۵)......حاطب بن ابوبلتعہ حلیف قریش، (۶)......ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ قرشی، (۷)......حارثہ بن ربیع انصاری، ان کا نام حارثہ بن سراقہ بھی ہے یہ بدر کے دن شہید ہوئے حالانکہ کم سن تھے اور صرف جنگ کا نظارہ دیکھنے گئے تھے، (۸)......خبیب بن عدی انصاری، (۹)...... خنیس بن حذافہ بن سہمی، (۱۰)......رفاعہ بن عبدالمنذر، (۱۱)......ابولبابہ انصاری، (۱۲)......ابوزید انصاری، (۱۳)......زبیر بن العوام قرشی، (۱۴)......زید بن سہل ابوطلحہ انصاری، (۱۵)......سعد بن مالک یعنی سعد بن ابی وقاص، (۱۶)......سعد بن خولہ قرشی، (۱۷)......سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قرشی، (۱۸)......سہل بن حنیف انصاری، (۱۹)......ظہیر بن رافع انصاری، (۲۰)......ان کے بھائی مظہر، (۲۱)......عبداللہ بن عثمان ابوبکر صدیق قرشی، (۲۲)......عبداللہ بن مسعود ہذلی، (۲۳)...... عتبہ بن مسعود ہذلی، (۲۴)......عبدالرحمٰن بن عوف زہری، (۲۵)......عبیدہ بن الحارث قرشی، (۲۶)......عبادہ بن صامت انصاری، (۲۷)......عمر بن خطاب عدوی، (۲۸)......عثمان بن عفان قرشی، انہیں سید عالم ﷺ اپنی صاحبزادی کی علالت کی وجہ سے چھوڑ گئے تھے لیکن انہیں مال غنیمت سے حصہ ملا تھا، (۲۹)......علی بن ابوطالب ہاشمی، (۳۰)......عمرو بن عوف حلیف بنی عامر بن لوی، (۳۱)......عقبہ بن عمرو انصاری، (۳۲)...... عامر بن ربیعہ عنزی، (۳۳)......عاصم بن ثابت انصاری، (۳۴)......عویم بن ساعدہ انصاری، (۳۵)......عتبان بن مالک انصاری، (۳۶)......قدامہ بن مظعون، (۳۷)......قتادہ بن نعمان انصاری، (۳۸)......معاذ بن عمرو بن الجموع، (۳۹)......معوذ بن عفراء، (۴۰)......معوذ کے بھائی عوف یا معافہ، (۴۱)......مالک بن ربیعہ ابواسید انصاری، (۴۲)......مرارہ بن ربیع انصاری، (۴۳)......معن بن عدی انصاری، (۴۴)......مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبدمناف، (۴۵)......مقداد بن عمرو الکندی حلیف بنی زہرہ، (۴۶)......ہلال بن ابوامیہ انصاری رضی اللہ عنہم۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: تسمية من سمى، ص ۶۷۹)

جہنم کی آگ کی سختی:

ع......یہ ایک مکان ہے کہ اُس قہار و جبار کے جلال وقہر کا مظہر ہے۔ جس طرح اُس کی رحمت ونعمت کی انتہا نہیں کہ انسانی خیالات وتصورات جہاں تک پہنچیں وہ ایک شمہ (قلیل مقدار) ہے اس کی بے شمار نعمتوں سے، اسی طرح اس کے غضب وقہر کی کوئی حد نہیں کہ وہ ہر تکلیف واذیت کہ ادراک کی جائے، ایک ادنی حصہ ہے کہ اس کے بے انتہا عذاب کا۔ جہنم کے شرارے اونچے اونچے محلوں کی برابر اڑیں گے، گویا زرد اونٹوں کی قطار کے پیہم آتے رہیں گے۔ آدمی اور پتھر اس کا ایندھن ہے، یہ جو دنیا کی آگ ہے اُس آگ کے

ستر جزوں میں سے ایک جز ہے، جس کو سب سے کم درجہ کا عذاب ہوگا، اسے آگ کی جوتیاں پہنادی جائیں گی، جس سے اس کا دماغ ایسا کھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی کھولتی ہے، وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اس پر ہورہا ہے حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے، سب سے ہلکے درجے کا جس پر عذاب ہوگا، اس سے اللہ ﷻ پوچھے گا کہ اگر ساری زمین تیری ہوجائے تو کیا اس عذاب سے بچنے کے لئے تو سب کو فدیہ میں دیدے گا؟ عرض کرے گا: ہاں! فرمائے گا: کہ جب تو پشت آدم میں تھا تو ہم نے اس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا کہ کفر نہ کرنا مگر تو نے نہ مانا۔ جہنم کی آگ ہزار برس تک دھونکائی گئی، یہاں تک کہ سرخ ہوگئی، پھر ہزار برس اور، یہاں تک کہ سفید ہوگئی، پھر ہزار برس اور، یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی، تو اب وہ نری سیاہ ہے۔ (بہار شریعت مخرجہ، دوزخ کا بیان، ج۱، حصہ ۱، ص ۱۶۳ وغیرہ)

کلمہ کن کے اسرار و رموز:

۴۔.....اس مقام پر ایک اشکال ذہن میں آتا ہے جس کا شافی کافی جواب امام رازی نے دیا ہے، اعتراض یہ ہے کہ جب کوئی چیز موجود نہ ہو تو اس کے بارے میں اللہ ﷻ کا یہ فرمانا ''ہوجا'' تو یہ معدوم کو خطاب ہے اور اللہ ﷻ کی ذات کے لیے معدوم کا خطاب کرنا عبث ہے، کہ اللہ ﷻ کی شان سے وراء بات ہے۔ اگر وہ چیز موجود تھی تو پھر اللہ ﷻ کا فرمانا ''ہوجا'' سے تحصیل حاصل لازم آئے گا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ وہ چیز اللہ ﷻ کے علم اجمالی میں موجود تھی جس کی طرف توجہ کرتے ہوئے اللہ ﷻ نے ''ہوجا'' فرمایا، اس صورت میں معدوم سے خطاب لازم نہ آئے گا۔ بلکہ ہوا یوں کہ وہ چیز پہلے موجود ذہنی میں تھی اور بعد میں موجود خارج میں ہوگئی اور اس بناء پر تحصیل حاصل بھی نہ ہوا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ ﷻ نے مخلوق کو سمجھانے کے لیے یہ مثال دی ہو کہ وہ کسی چیز کا ارادہ فرمائے تو اُسے پیدا کرنے میں (وجود میں لانے میں) ذرا دیر نہیں لگتی۔ (الرازی، ج۷، ص ۲۰۷ وغیرہ)

اغراض:

الانذار: مصدر ہے، اور بہتر یہ ہے جمع ''نذیر'' مراد لیا جائے تا کہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو نونشانیوں کا اعتبار ہوسکے۔ **التسع:** عصا، ید بیضاء، قحط سالی، طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک، خون، مال کی بربادی۔ **من قوم نوح الی فرعون:** پانچ قومیں یعنی قوم نوح، عاد، ثمود، لوط اور فرعون مع اپنی قوم۔

فلم یعذبوا: معنی یہ ہے کہ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تمہارے کفار بہتر ہیں یا وہ جو تم سے پہلے امتوں میں کافر ہوئے؟۔ **نزل:** یعنی یوم بدر مراد ہے، جس کا بیان شان نزول ﴿سیھزم الجمع ویولون الدبر﴾ میں فرمادیا گیا ہے۔

نار مسعرۃ: یعنی سخت آگ مراد ہے۔ **اشباھکم فی الکفر:** مراد کفر میں ملوث لوگ ہیں۔ **ارید بہ الجنس:** چنانچہ الجنس کی جمع الاجناس اور الجن کی جمع جنات ہے۔ (الصاوی، ج۶، ص ۳۴ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ الرحمن مکیۃ او الا "۲۹" الآیۃ فمدنیۃ وھی ست او ثمان وسبعون آیۃ

(سورۂ رحمٰن مکیہ ہے سوائے آیت "لایسئله من فی السموت ......الخ" کے جو کہ مدنی ہے، اس کی کل آیات ۷۶ یا ۷۸ ہیں)

تعارف سورۃ الرحمن

اس سورت میں تین رکوع، ۷۶ یا ۷۸ آیتیں، تین سو اکیاون کلمے اور ایک ہزار چھ سو چھتیس حروف ہیں۔ اس سورہ مبارکہ میں ان تمام روحانی اور جسمانی، دنیوی اور اخروی نعمتوں کا ذکر تفصیل سے ہو رہا ہے جن سے انس و جن کو ابتداء زندگی میں سرفراز فرمایا جا رہا ہے یا عالم آخرت میں سرفراز فرمایا جائے گا اس لئے اس کی ابتداء الرحمٰن سے ہوئی۔ الرحمٰن رحمت ولطف کی ان بلندیوں اور وسعتوں کو شامل ہیں کہ جن کا تصور کرنا بھی انسان کی عقلوں سے بالاتر ہے۔ انسان کو اس نے پیدا فرمایا اس میں ایسی صلاحیتیں رکھیں کہ جن میں بعض کا تعلق اس کی روحانی زندگی سے اور بعض کا مادی زندگی کی نشوونماء سے متعلق ہے۔ اس نے پہلے ان نعمتوں کا ذکر فرمایا جن کا تعلق اس کی قلب وروح کے ساتھ ہے یعنی قرآن کا علم اور اس کے اظہار وبیان کی قوت پھر ان نعمتوں کا ذکر فرمایا جو انسان کی غذا اور اس کی صحت کیلئے فائدہ مند ہوں۔ اس کے ساتھ کچھ احکام بھی ارشاد فرما دیئے اور اپنی شان کبریائی کا تذکرہ کر دیا اور نوع انسانی کے ساتھ ساتھ ایک اور نوع کا بھی خصوصیت کے ساتھ ذکر فرما دیا اور یہ بھی واضح کر دیا کہ قرآن پاک کے صرف انسان ہی مکلف نہیں بلکہ جنات بھی اس کے مکلف ہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ جنات بھی حضور ﷺ کے امتی ہیں اور وہ بھی قرآن پاک کے احکامات پر عمل کرنے کے مکلف ہیں اور جو جن وانس میں سے سرکش افراد ہیں ان کے انجام کے بارے میں بڑی وضاحت سے بتا دیا اور آخر میں ان انعامات واحسانات کا بھی ذکر فرمایا جو اپنے نیک بندوں پر فرمائے گا۔

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے سامنے سورۃ الرحمٰن کی ابتداء سے انتہاء تک تلاوت فرمائی، صحابہ خاموش رہے، آپ نے فرمایا: میں نے جنات سے ملاقات کی، اور یہ سورت جنات پر پڑھی تھی، انہوں نے تم سے اچھا جواب دیا، جب بھی یہ آیت پڑھتا: ﴿فبای الاء ربکما تکذبن تو اپنے رب کی کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے﴾ تو وہ کہتے: لا بشیء من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد یعنی اے ہمارے مالک! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو نہیں جھٹلائیں گے، پس تیرے لئے حمد ہے"۔ (سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورۃ الرحمن، رقم: ۳۳۰۲، ص ۹۴۵)

رکوع نمبر: ۱۱

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الرحمن(۱) علم﴾مَنْ شَاءَ﴿القران(۲) خلق الانسان(۳)﴾اَیِ الْجِنْسَ﴿علمه البیان(۴)﴾اَلنُّطْقَ﴿الشمس والقمر بحسبان(۵)﴾بِحِسَابٍ یَجْرِیَانِ﴿والنجم﴾مَا لَا سَاقَ لَهٗ مِنَ النَّبَاتِ﴿والشجر﴾مَا لَهٗ سَاقٌ﴿یسجدن (۶)﴾یَخْضَعَانِ بِمَا یُرَادُ مِنْهُمَا﴿والسماء رفعها ووضع المیزان (۷)﴾اَثْبَتَ الْعَدْلَ﴿الا تطغوا﴾اَیْ لِاَجْلِ اَنْ لَّا تَجُوْرُوْا﴿فی المیزان (۸)﴾مَا یُوْزَنُ بِهٖ﴿واقیموا الوزن بالقسط﴾بِالْعَدْلِ﴿ولا تخسروا المیزان﴾ تنقصوا الْمَوْزُوْنَ﴿والارض وضعها﴾اَثْبَتَهَا﴿للانام(۱۰)﴾لِلْخَلْقِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَغَیْرِهِمْ﴿فیها فاکهة والنخل ذات الاکمام (۱۱)﴾اَوْعِیَةُ طَلْعِهَا﴿والحب﴾کَالْحِنْطَةِ

وَالشَّعِیر﴿ذو العصف﴾اَلتِّبِنُ﴿والریحان (۱۲)﴾اَلْوَرَقُ اَوِ الْمَشْمُوْمُ﴿فبای الاء﴾نِعَم﴿ربکما﴾یٰاَیُّهَا الْاِنْسُ وَالْجِنُّ﴿تکذبن (۱۳)﴾ذُکِرَتْ اِحْدٰی وَثَلٰثِیْنَ مَرَّةً وَالْاِسْتِفْهَامُ فِیْهَا لِلتَّقْرِیْرِ لِمَا رَوَی الْحَاکِمُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَرَأَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ حَتّٰی خَتَمَهَا ثُمَّ قَالَ مَا لِیْ اَرَاکُمْ سُکُوْتًا لِلْجِنِّ کَانُوْا اَحْسَنَ مِنْکُمْ رَدًّا مَا قَرَأْتُ عَلَیْهِمْ هٰذِهِ الْاٰیَةَ مِنْ مَرَّةٍ فَبِاَیِّ اٰلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ اِلَّا قَالُوْا وَلَا بِشَیْءٍ مِنْ نِعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ﴿خلق الانسان﴾آدَمَ﴿من صلصال﴾طِیْنٍ یَابِسٍ یُسْمَعُ لَهٗ صَلْصَلَةٌ اَیْ صَوْتٌ اِذَا نُقِرَ﴿کالفخار (۱۴)﴾وَهُوَ مَا طُبِخَ مِنَ الطِّیْنِ﴿وخلق الجان﴾اَبَا الْجِنِّ وَهُوَ اِبْلِیْسُ﴿من مارج من نار (۱۵)﴾هُوَ لَهَبُهَا الْخَالِصُ مِنَ الدُّخَانِ﴿فبای الاء ربکما تکذبن (۱۶) رب المشرقین﴾مَشْرِقِ الشِّتَاءِ وَمَشْرِقِ الصَّیْفِ﴿ورب المغربین (۱۷)﴾کَذٰلِکَ﴿فبای الاء ربکما تکذبن (۱۸) مرج﴾اَرْسَلَ﴿البحرین﴾اَلْعَذْبَ وَالْمِلْحَ﴿یلتقین (۱۹)﴾فِیْ رَأْیِ الْعَیْنِ﴿بینهما برزخ﴾حَاجِزٌ مِنْ قُدْرَتِهٖ تَعَالٰی﴿لایبغین (۲۰)﴾لَا یَبْغِیْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا عَلَی الْاٰخَرِ فَیَخْتَلِطُ بِهٖ﴿فبای الاء ربکما تکذبن (۲۱) یخرج﴾بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَالْفَاعِلِ﴿منهما﴾مِنْ مَجْمُوْعِهِمَا الصَّادِقُ بِاَحَدِهِمَا وَهُوَ الْمِلْحُ﴿اللؤلؤ والمرجان (۲۲)﴾خَرَزٌ اَحْمَرُ وَصِغَارُ اللُّؤْلُؤِ﴿فبای الاء ربکما تکذبن (۲۳) وله الجوار﴾اَلسُّفُنُ﴿المنشئت﴾اَلْمُحْدَثَاتُ﴿فی البحر کالاعلام (۲۴)﴾کَالْجِبَالِ عِظَمًا وَارْتِفَاعًا﴿فبای الاء ربکما تکذبن (۲۵)﴾

﴿ترجمہ﴾

رحمٰن نے سکھایا (جسے چاہا) قرآن......۱......انسان (یعنی جنس انسان) کو پیدا فرمایا اسے بیان (یعنی بولنا) سکھایا......۲......سورج اور چاند حساب سے ہیں (ایک حساب سے چلتے ہیں......۳......حسبان کے معنی حساب ہے) اور سبزے (''نجم'' بغیر تنے کے کھیتی کو کہتے ہیں) اور پیڑ (اور '' شجر '' تنے والی کھیتی کو کہتے ہیں) سجدہ کرتے ہیں (یعنی حکم الٰہی ﷻ کے مطیع ہیں......۴......) اور آسمان کو بلند کیا اور میزان رکھا (یعنی عدل کو ثابت فرمایا......۵......) کہ تم ظلم نہ کرو (یعنی اس لیے کہ تم ظلم نہ کرو) ترازو میں (''میزان'' ترازو کو کہتے ہیں) اور زمین رکھی (یعنی اسے ثابت فرمایا) مخلوق کے لیے (یعنی جن وانس وغیرہ کے لیے، انام بمعنی خلق ہے) اس میں میوے اور کھجوریں (جو معہود ہیں) غلاف والی (یعنی اس کے شگوفوں کی تھیلیاں ہیں) اور اناج (جیسا کہ گندم اور جو) بھوسے کے ساتھ (العصف بمعنی التبن ہے) اور خوشبو کے پھول (ریحان کے معنی پتے کے ہے یا بمعنی خوشبودار پھول) تو (اے جن وانس) تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے (یہ جملہ اس سورۂ مبارکہ میں اکتیس بار مذکور ہوا ہے اور یہاں استفہام پختگی کلام کے لیے ہے حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ رحمٰن ہم پر تلاوت فرمائی حتی کہ اس کا اختتام فرمایا پھر ارشاد فرمایا مجھے کیا ہوا میں تمہیں خاموش پاتا ہوں جنات کے سامنے میں نے جب بھی یہ آیت 'فبای الاء ربکما تکذبن......۶......'' پڑھی انہوں نے تم سے اچھا اس کا جواب دیتے ہوئے کہا، اے ہمارے رب ﷻ ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے ہیں اور تو ہی حمد کا سزاوار ہے) اس نے آدمی (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) کو بنایا بجتی مٹی سے (''صلصال'' اس خشک مٹی کو کہتے ہیں جس میں پھونک مارنے سے آواز سنائی دیتی ہو) جیسے ٹھیکری سے (فخار پکی ہوئی مٹی سے بنے پتھر کو کہتے ہیں) اور جن (یعنی ابوالجن ابلیس) کو پیدا فرمایا آگ کی

لپٹ سے (یعنی آگ کی اس لپٹ سے جو دھویں سے پاک تھی......۷......) تو تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے دونوں مشرق کا رب (یعنی سردی اور گرمی کے مشرق کا رب ﷻ) اور دونوں مغرب کا (یعنی سردی اور گرمی کے مغرب کا رب ﷻ......۸......) تو تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اس نے بہائے (مرج بمعنی ارسل ہے) دو سمندر (میٹھا اور کھاری دیکھنے میں معلوم ہوں) ملے ہوئے اور ہے ان میں روک (اللہ ﷻ کی قدرت سے......۹......برزخ بمعنی حاجز یعنی روک کے ہے) کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا (یعنی ان میں سے ایک دوسرے پر غالب نہیں آسکتا کہ آپس میں مل جائیں) تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے نکلتا ہے ("یخرج" فعل کو معروف ومجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) ان میں سے (یعنی ان کے مجموع سے جو ان میں سے ایک یعنی کھاری پر صادق آتا ہے) موتی اور مونگا (سرخ پتھر اور چھوٹے موتی......۱۰......) تو تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اور اسی کی ہیں کشتیاں (الجوار بمعنی السفن ہے) جنہیں بنایا گیا ہے (المنشآت بمعنی المحدثات ہے) سمندر میں جیسے پہاڑ (عظمت وبلندی میں وہ پہاڑوں کی طرح ہیں) تو تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

﴿ترکیب﴾

﴿الرحمن علم القران خلق الانسان علمه البيان﴾

الرحمن: "الله" اسم جلالت مبتدا محذوف کیلئے خبر اول، علم القران: جملہ فعلیہ خبر ثانی، خلق الانسان: جملہ فعلیہ خبر ثالث، علمه البيان: جملہ فعلیہ خبر رابع، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر يسجدن﴾

الشمس: معطوف علیہ، و: عاطفہ، القمر: معطوف، ملکر مبتدا، بحسبان: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، النجم: معطوف علیہ، و الشجر: معطوف، ملکر مبتدا، يسجدن: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والسماء رفعها ووضع الميزان ان لا تطغوا في الميزان﴾

و: عاطفہ، السماء: فعل محذوف "رفع" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، رفعها: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ تفسیر ہے ماقبل کی، و: عاطفہ، وضع الميزان: فعل با فاعل ومفعول، ان: مصدریہ، الا تطغوا في الميزان: فعل نہی با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واقيموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان﴾

و: عاطفہ، اقيموا: فعل واؤ ضمیر ذو الحال، بالقسط: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، الوزن: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لاتخسروا: فعل نہی با فاعل، الميزان: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والارض وضعها للانام فيها فاكهة والنخل ذات الاكمام والحب ذو العصف والريحان﴾

و: عاطفہ، الارض: منصوب بر اشتغال ذو الحال، فيها: ظرف مستقر خبر مقدم، فاكهة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، النخل: موصوف، ذات الاكمام: صفت، ملکر معطوف، و: عاطفہ، الحب: موصوف، ذو: مضاف، العصف: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الريحان: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر معطوف ثانی، ملکر مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فعل محذوف "وضع" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فبای الاء ربكما تكذبن﴾

ف: فصیحیہ، ب: جار، ای: مضاف، الاء: مضاف، ربكما: مرکب اضافی مضاف الیہ، ملکر پھر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو

مقدم، تکذبن: فعل والف تنبیہ وخطاب للثقلین الانس والجن، فاعل فعل اپنے متعلقات سے، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿خلق الانسان من صلصال کالفخار و خلق الجان من مارج من نار﴾

خلق الانسان: فعل با فاعل ومفعول، من: جار، صلصال: موصوف، کالفخار: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، خلق الجان: فعل با فاعل ومفعول، من: جار، مارج: موصوف، من نار: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فبای الاء ربکما تکذبن رب المشرقین ورب المغربین فبای الاء ربکما تکذبن﴾

فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۳، میں گزری، رب المشرقین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رب المغربین: معطوف، ملکر "ھو" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۳، میں گزری۔

﴿مرج البحرین یلتقین بینهما برزخ لا یبغین فبای الاء ربکما تکذبن﴾

مرج: فعل با فاعل، البحرین: ذوالحال، یلتقیان: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، بینھما: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، برزخ: موصوف، لا یبغین: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، فبای الاء......الخ: اسکی ترکیب آیت نمبر ۱۳، میں گزری۔

﴿یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان فبای الاء ربکما تکذبن وله الجوار المنشئت فی البحر کالاعلام﴾

یخرج منهما: فعل وظرف لغو، اللولو: معطوف علیہ، و المرجان: معطوف، ملکر جملہ فعلیہ، فبای الاء......الخ: اسکی ترکیب آیت نمبر ۱۳، میں گزری، و: مستانفہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، الجوار: محذوف الیاء موصوف، المنشئت فی البحر: شبہ جملہ صفت، ملکر ذوالحال، کالاعلام: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فبای الاء ربکما تکذبن﴾ فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۳، میں گزری۔

﴿شان نزول﴾

☆......علم القرآن...... ☆ جب یہ آیت ﴿ اسجدوا للرحمن ﴾ نازل ہوئی کفار مکہ نے کہا رحمٰن کیا ہے ہم نہیں جانتے اس پر اللہ ﷻ نے سورۃ الرحمٰن نازل فرمائی کہ جس کا تم انکار کرتے ہو وہی ہے جس نے قرآن نازل فرمایا اور ایک قول یہ ہے کہ اہل مکہ نے جب کہا کہ محمد ﷺ کو کوئی بشر سکھاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ ﷻ نے فرمایا کہ رحمٰن نے قرآن اپنے حبیب ﷺ کو سکھایا۔

☆......کل یوم ھو فی شان...... ☆ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ اللہ ﷻ سنیچر کے روز کوئی کام نہیں کرتا ان کے قول کا بطلان ظاہر فرمایا گیا۔ منقول ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کے معنی دریافت کئے اس نے ایک روز کی مہلت چاہی اور نہایت متفکر اور مغموم ہو کر اپنے مکان پر آیا اس کے حبشی غلام نے وزیر کو پریشان دیکھ کر کہا اے میرے آقا آپ کو کیا مصیبت پیش آئی بیان کیجئے وزیر نے بیان کیا تو غلام نے کہا اس کے معنی میں بادشاہ کو سمجھا دوں گا وزیر نے اس کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا تو غلام نے کہا اے بادشاہ اللہ ﷻ کی شان یہ ہے کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور مردے سے زندہ نکالتا ہے اور زندے سے مردہ اور بیمار کو تندرستی دیتا ہے اور تندرست کو بیمار کرتا ہے مصیبت زدہ کو رہائی دیتا ہے اور بے غموں کو مصیبت میں مبتلاء کرتا ہے، عزت والوں کو ذلیل کرتا ہے اور ذلیلوں کو عزت دیتا ہے، مالداروں کو محتاج کرتا ہے اور محتاجوں کو مالدار، بادشاہ نے غلام کے جواب کو پسند کیا اور

وزیر کو حکم دیا کہ اس غلام کو خلعت وزارت پہنائے غلام نے وزیر سے کہا اے آقا یہ بھی اللہ ﷻ کی ایک شان ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رحمن نے کسے قرآن سکھایا؟

۱۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے اس سورت میں تین ناموں کو جمع کردیا، الر، حم اور ن، ان تینوں کا مجموعہ الرحمن بنتا ہے، اللہ ﷻ نے اپنے نبی ﷺ کو قرآن کا علم سکھایا تا کہ وہ انہیں لوگوں تک پہنچا سکیں۔ جب سید عالم ﷺ پر اعتراض کیا گیا کہ الرحمٰن سے مراد کون ہے؟ اس کے جواب میں اہل مکہ کو فرمایا گیا کہ رحمٰن وہ ہے جو اپنے حبیب ﷺ کو قرآن سکھاتا ہے، حالانکہ اہل مکہ کا اعتراض یہ تھا کہ الرحمٰن سے مراد یمامہ کا رہنے والا مسیلمہ کذاب نامی شخص ہے، جس کے نتیجے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (القرطبی، الجزء:۲۷، ص ۱۳۳)

☆۔۔۔۔۔ابو شیخ اپنی کتاب ''العظمۃ'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں: ''اگر اللہ ﷻ کسی چیز سے غافل ہوتا تو مکھی، رائے کے دانے اور مچھر جیسی حقیر چیزوں سے غافل ہوتا''۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اس قرآن میں ہر چیز کا علم اُتارا اور ہمارے لئے اس میں سب کچھ ہی بیان کردیا لیکن ہم نے اس سے بہت کم ہی سیکھا، اور ابن عباس کہتے ہیں: ''لو ضاع لی عقال بعیر لوجدته فی کتاب اللہ تعالیٰ اگر میرے اونٹ کے گردن کی رسی بھی گم ہو جاتی تو میں اُسے قرآن سے تلاش کر لیتا''، مرسی کہتے ہیں کہ قرآن اولین وآخرین کے علوم کا مجموعہ ہے اور اس کے علوم کا احاطہ کما حقہ کوئی نہیں کرسکتا مگر جس کے ساتھ کلام کیا گیا ہے، اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کو اس پاک کلام کی تاثیر سے فیضاب فرمایا، پھر اس پاک کلام کے حضرات خلفاء اربعہ وارث ہوئے، پھر ان کے بعد تابعین، اور پھر بگاڑ آنے لگا اور جس طرح صحابہ وتابعین کے دور میں قرآن کی عظمت وہیبت ہوا کرتی تھی وہ نہ رہی۔

(روح المعانی، الجزء:۲۷، ص ۱۴۰)

انسان اور بیان کے اطلاقات:

۲۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿خلق الانسان علمه البیان انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ماکان ومایکون کا بیان انہیں سکھایا (الرحمن:۴،۳)﴾، بعض قول کے مطابق انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد تمام ہی انسان ہیں، اور انسان سے جنسِ انسان مراد لی گئی ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے: ﴿ان الانسان لفی خسر بیشک آدمی نقصان میں ہے (العصر:۲)﴾۔ انسان کو بیان سکھانے کے حوالے سے اہل تاویل کا اختلاف ہے، چنانچہ بعض کے نزدیک بیان سے مراد حلال وحرام کا علم سکھانا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے انسان کو دنیا وآخرت کے حلال وحرام کا علم دے دیا، جس کی انسان کو حاجت ہوتی ہے۔ قتادہ ہی سے ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ اللہ ﷻ نے انسان کو خیر وشر کا علم سکھا دیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ ﷻ نے انسان کو بولنا سکھایا۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۱۳۳ وغیرہ)

امام رازی لکھتے ہیں: بیان کیا تھا اور سکھانے کی کیفیت کیا تھی؟ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ نطق کا طریقہ تعلیم فرمایا گیا کہ کس طرح کلام کیا جاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے، اور اس معاملے میں انسان دیگر حیوانات سے ممتاز ہے، اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿خلق الانسان﴾ میں خاص انسانی مجسمے کی تخلیق کا بیان ہے اور ﴿علمه البیان﴾، ﴿ماکان ومایکون﴾ میں اُسے علم کے اعتبار سے دوسروں سے ممتاز کرنے کا بیان ہے۔ اور بیان کا اطلاق قرآن پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿ھذا بیان للناس وھدی یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا (ال عمران:۱۳۸)﴾ اللہ ﷻ نے اس قرآن کو فرقان، بیان، اور حق وباطل کے مابین فرق کرنے والا بیان فرمایا، پس اس صورت میں بیان کے اطلاق سے قرآن کا ارادہ کرنا صحیح ہے۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۳۳۸)

سورج اورچاند کا حساب سے چلنا:

۳۔۔۔۔۔۔سورج اورچاند کے حساب سے چلنے کی مثال یہ ہے: ﴿انا کل شیء خلقنه بقدر بیشک ہم نے ہرچیز ایک اندازہ سے پیدافرمائی (القمر:۴۹)﴾، ﴿وکل شیء عنده بمقدار اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے (الرعد:۸)﴾۔ پس یہ اللہ ﷻ کے مقرر کردہ حساب کتاب سے چلتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ حسبـــان سے مراد فلک ہے، جس کے گرد باہول گھومتا ہے جیسا کہ چکی مین پتھر گھومتا ہے اوراس کی دلیل اس فرمان سے ملتی ہے: ﴿وکـــل فـــی فـــلـک یسبحـــون اور ہرایک ایک گھیرے میں پیر رہا ہے (یٰس:۴۰)﴾۔ یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ سورج اور چاند دونوں ایک ہی حسبـان مین گھومتے ہیں یادونوں الگ الگ مراد ہے۔ ہم یہ کہیں گے کہ یہاں اس بات کا احتمال ہے کہ دونوں میں سے ہرایک کے حساب کی حِدّت کا بیان کرنا مقصود ہے جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿کل فی فلک (الانبیاء:۳۳)﴾، یہ معنیٰ نہیں کہ سب ایک ہی فلک میں تیر رہے ہیں بلکہ اللہ ﷻ نے سب کی مقدار الگ الگ متعین کی ہوئی ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿وکل شیء عنده بمقدار اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے (الرعد:۸)﴾، یعنی ہرایک کا الگ الگ حساب کتاب ہے، جس طرح میراث میں ہرایک وارث کا الگ الگ حصہ متعین ہوا کرتا ہے لیکن حساب ایک ہی ہے یعنی کسی کا حصہ چھٹا ہے تو کوئی آٹھواں حصہ لیتا ہے لیکن حساب ایک ہی متعین ہو چکا ہے بالکل اسی طرح (ساتوں) آسمان میں ہرایک کا اپنی جداگانہ رفتار اور سیر کرنا متعین ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۳۴۰)

ستاروں اور درختوں کے سجدے کی کیفیات:

۴۔۔۔۔۔۔سورج اور چاند کے سجدے کرنے کو بیان نہیں کیا گیا کہ یہ سجدہ کرتے ہیں یانہیں بلکہ ستارے اور درخت کے سجدہ کرنے کو بیان کیا گیا اور اس کی چند وجوہات ہیں: (۱)۔۔۔۔۔۔نجم اور شجر کے سجدوں سے مراد ان کے سایوں کا سجدہ کرنا ہے۔ (۲)۔۔۔۔۔۔اللہ ﷻ کے لئے عاجزی اختیار کرتے ہیں اور درختوں کی کونپلیں زمین سے نکلتی ہیں اور اللہ ﷻ کے اذن سے زمین میں ثابت وقائم رہ جاتی ہیں اور اللہ ﷻ نے سورج وچاند کو حرکت متدیرہ اور ستاروں کو حرکت مستقیمہ میں مسخر کردیا اور درختوں کو اپنے مکان میں ثابت کردیا کیونکہ سجدہ کرنے والا ثابت قدمی اختیار کرلیتا ہے۔ (۳)۔۔۔۔۔۔ان کا حقیقی سجدہ کرنا بھی مراد ہوسکتا ہے کیونکہ انسان ہرچیز کی حقیقت حال سے ناواقف ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿ولـکـــن لا تـــفـقـهـــون تسبیـحـهـم ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے (الاسراء:۴۴)﴾۔ (۴)۔۔۔۔۔۔سجدے سے مراد زمین پر پیشانی یا سر کو رکھ دینا، اور ستارے ودرخت کے سرزمین میں اور ٹانگیں آسمان میں ہوا کرتی ہیں، حیوان کے سر وہ ہوتے ہیں جس سے غذا کھائی اور پی جاتی ہے جب کہ ستاروں اور درختوں کا کھانا پینا ان کے تنوں کے ساتھ وابستہ ہے اور بغیر سر کے کسی میں حیات سرایت نہیں کرتی جب کہ درخت وستاروں میں ہرچیز باقی رہتی ہے سوائے اس کے کہ ان کی اصول کو کاٹ دیا جائے اوران کے اصول کے کٹ جانے کی وجہ سے ان کی فروع میں خلل رونما ہوجائے اور اسی وجہ سے بعض نے فروع کو درخت کا سر کہا ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۳۴۱)

میزان سے متعلق بحث:

۵۔۔۔۔۔۔ابن عباس سے روایت ہے کہ میزان کی بھی زبان اور کتفان (شانے، بازو وکندھے) ہونگے۔ ابن ابی الدنیا نے حذیفہ سے نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن وزن کرنے والے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ہونگے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ قیامت میں لوگوں کا حساب کیا جائے گا، پس جس کی نیکیاں ایک سے زائد ہونگی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس کے گناہ ایک نیکی سے زائد ہونگے وہ آگ میں جائیں گے، پھر فرمایا: میزان ایک دانے کے وزن سے بھی ہلکا ہوگا اور نیکی وبدی کے وزن سے برابر بوجھل ہوتا

رہے گا، پس اعراف والوں کو (پل) صراط پر روک دیا جائے گا۔ (البدور السافرۃ، باب :المیزان،رقم:۹۱۴ تا ۹۱۶، ص ۳۱۵)

اس دن میزان ضرور قائم ہوگی، اکثر مفسرین کا قول ہے کہ میزان پر اعمال کے وزن کرنے کا ارادہ کیا جائے گا اور اللہ ﷻ ایک میزان یعنی ترازو جس کے ایک پلڑے کی لمبائی چوڑائی مشرق ومغرب جتنی ہوگی نصب فرمائے گا، علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ وزن کرنے کی کیفیت کیا ہوگی؟ چنانچہ اس ضمن میں بعض علماء کا موقف یہ ہے کہ اعمال جن صحائف پر مذکور ہیں انہیں وزن کیا جائے گا، ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص کے ننانوے دفتر ہونگے جو حد نگاہ تک پھیلے ہوئے ہونگے اس میں سے ایک پرچی جس پر کلمۂ طیبہ لاالٰہ الااللہ واشھدان محمد عبدہ ورسولہ لکھا ہوگا اس پرچی کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں باقی دفاتر رکھے جائیں گے تو کلمۂ طیبہ والی پرچی جس پلڑے میں ہوگی اس کا وزن بڑھ جائے گا، ایک قول یہ ہے کہ لوگوں کا وزن کیا جائے گا جیسا کہ روایت میں ہے کہ کل بروز قیامت ایک موٹے شخص کو لایا جائے گا اور اس کا وزن کیا جائے گا تو وہ اپنے وزن میں مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ اعمال کا وزن ہوگا لہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نیک اعمال اچھی صورت میں لائے جائیں گے اور برے اعمال بری صورت میں لائے جائیں گے اور انہیں میزان میں رکھا جائے گا، اور اعمال کو میزان میں رکھ کر وزن کرنے کی حکمت یہ ہے کہ دنیا میں بندوں کا اللہ ﷻ پر ایمان لانے کے سلسلے میں امتحان ہو جائے اور لوگوں پر عقبیٰ کی حجت بھی تمام ہو جائے۔ (البغوی، ص ۲۹۵ وغیرہ)

جاننا چاہیے کہ قیامت میں لوگوں کے تین گروہ ہونگے ایک متقون، دوسرے مخلطون اور تیسرے کفار، بہر حال متقی و پرہیزگاروں کی نیکیاں، روشن وچمکدار پلڑے میں رکھی جائیں گی اور انکے صغیرہ گناہ دوسرے یعنی گناہوں والے پلڑے میں رکھے جائیں گے اور انکے صغائر کے وزن کو اللہ ﷻ بڑھنے نہ دیگا اور کبائر سے اجتناب کرنے کی برکت سے ان کے صغائر بھی مٹا دیگا اور انہیں جنت میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا اور ہر ایک جنتی پر اس کے اعمال کے حساب سے انعام کیا جائے گا، کافروں کے کفریہ اعمال کو اندھیرے میں ڈوبے پلڑے میں رکھا جائے گا اور ان کے اعمال نامے میں کوئی نیکی ہوگی ہی نہیں کہ جسے نیکی والے پلڑے میں رکھا جائے لہذا اللہ ﷻ ان کے بارے میں جہنم کا فیصلہ دے گا ان دونوں قسموں کا بیان قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ آیات وزن میں مذکور ہے، تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو مخلطین کہلاتے ہیں ان کے بارے میں احادیث طیبہ میں مضامین ملتے ہیں چنانچہ ان کی نیکیاں روشن وچمکدار پلڑے میں اور برائیاں اندھیرے میں ڈوبے پلڑے میں رکھی جائیں گی تو اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا اگرچہ نیکیاں کم ہوں یا برابر ہوں ایسے لوگوں کی جنت کی طرف رہنمائی کی جائے گی وہ جنت میں جائیں گے اور جن کے گناہوں کا بوجھ بھاری ہوگا اگرچہ گناہ کم ہی کیوں نہ ہوں انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا مگر اللہ ﷻ اپنی رحمت سے جسے چاہے معاف کردے۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۴۳)

رب ﷻ کی ظاہری وباطنی نعمتوں کا تذکرہ:

۶۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فبای الاء ربکما تکذبین تو اپنے رب کی کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے﴾، اس آیت کو اکتیس مرتبہ تکرار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، تاکہ بار بار نعمتوں کا ذکر ہو جائے اور اس کے ذریعے نصیحت ہو جائے۔ پھر اس لئے بھی تکرار کردی تاکہ مخلوق پر اللہ ﷻ کی نعمتوں کی تعداد کا بیان ہو جائے اور ساتھ ہی جن دو نعمتوں کا ایک ساتھ ذکر ہے اس کی اہمیت اجاگر ہو جائے اور نہ ماننے والوں کا حال بھی واضح ہو جائے جیسا کہ کسی کو کہا جائے الم تکن فقیرا فاغنیتک افتنکر ھذا؟ یعنی جب تو فقیر تھا تو تجھے غنی نہ کردیا، کیا تو اس غنی ہونے کا انکار کرتا ہے، اسی طرح کسی کو کہا جائے کہ کیا جب تو برہنہ تھا تو تجھے کپڑوں کی نعمت نہ دی تو کیا تو اس نعمت کا انکار کرتا ہے؟، کیا تجھے حالت حمل میں معزز نہ کیا تو کیا تو اس بات کا انکار کرتی ہے؟، اور اس قسم کے کلام کی کئی مثالیں اہل عرب

میں نمایاں طور پر ملتی ہیں۔اور اس پر اللہ عزوجل کی وحدانیت کی دلیل اور بیان کی تعلیم ،سورج ،چاند،ستاروں میں ہونے والی اللہ عزوجل کی نعمتوں کا پرچار جو کہ اللہ عزوجل نے جن وانس کے ساتھ فرمایا،پس یہ ساری نعمتیں جو انسان وجن پر ہوتی رہی ہیں اللہ عزوجل ہی کی قدرت سے منحصر ہیں۔

(الخازن، ج ٤، ص ٢٢٦)

☆......حضرت جابر سے رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے سامنے سورۃ الرحمٰن کی ابتداء سے انتہاء تک تلاوت فرمائی،صحابہ خاموش رہے،آپ نے فرمایا: میں نے جنات سے ملاقات کی تب یہ سورت جنات پر پڑھی تھی ،انہوں نے تم سے اچھا جواب دیا،جب بھی یہ آیت پڑھتا:﴿فبای الاء ربکما تکذبن تو اپنے رب کی کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے﴾تو وہ کہتے:لا بشیء من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد یعنی اے ہمارے مالک!ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو نہیں جھٹلائیں گے،پس تیرے لئے حمد ہے"۔

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورۃ الرحمٰن، رقم: ٣٣٠٢، ص ٩٤٥)

اللہ عزوجل نے اپنے بندوں پر بے شمار ظاہری وباطنی نعمتیں فرمائیں: (۱)......اعضائے جسمانی کا صحیح سلامت ہونا،(۲)......عقل وفہم وفراست کا ملنا،(۳)......حکمت کی دولت حاصل ہونا،(۴)...... پہننے کو لباس اور کھانے کو خوراک میسر آنا،(۵)...... پینے کو پانی کی نعمت،(۶)......گناہوں کی پردہ پوشی کی نعمت،(۷)......پانی اور خوراک کا ہضم ہو جانا اور فضلات کا جسم سے خارج ہو جانا،(۸)......حواسِ خمسہ کی نعمت،(۹)......اہل وعیال،(۱۰)......کاروبار، (۱۱)......رہائش گاہیں،(۱۲)......ماہ رمضان،(۱۳)......خانہ کعبہ،(۱۴)......حضرات انبیائے کرام اور اہل اللہ عزوجل کی محبت،(۱۵)......قرآن، (۱۶)......اللہ عزوجل کی معرفت،(۱۷)......قوت گویائی،(۱۸)......دن رات،سورج،چاند،ستارے،(۱۹)......عہدہ،منصب،اقتدار وغیرہ۔

انسان اور جن کی تخلیق کا نعمت ہونا:

۷......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿خلق الانسان من صلصال کالفخار اس آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری﴾انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں جو کہ ابوالبشر ہیں،صلصال سے مراد وہ آواز ہے جو کسی خشک چیز میں ہلانے سے پیدا ہوتی ہے اور اسی سے صل المسمار یعنی کیل ٹھوکنے کی آواز اور الطین الجاف صلصالا یعنی کھوکھلی (خشک) مٹی کا بجنا،اسی سے عمدہ قسم کی گیلی مٹی جس کا پانی سوکھ جائے اور وہ بجنے لگے اور اسی سے صل اللحم یعنی گوشت کا سڑ جانا بھی مراد لیا جاتا ہے۔(المفردات، ص ٢٨٩)

اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿وخلق الجان من مارج من نار اور جن کو پیدا فرمایا آگ کی لوکے (لپٹ) سے﴾میں الجان سے مراد ابلیس لعین ہے،کیونکہ یہ ابوالجن ہے،جیسا کہ حضرت آدم ابوالبشر ہیں۔مارج کے معنی شعلوں کی مختلف ملی جلی لپٹیں،اور الجان واحد ہے جس کی جمع جِن ہے۔

مشرق ومغرب میں پوشیدہ نعمتیں:

۸......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿رب المشرقین ورب المغربین دونوں پورب کا رب اور دونوں پچھم کا رب(الرحمٰن:۱۷)﴾،اس آیت میں دو مشرقوں اور دو ہی مغربوں کا ذکر ہے۔مراد مفسرین کرام نے یہ لی ہے کہ سورج کا طلوع مشرق میں ہوتا ہے اور غروب مغرب میں ہوتا ہے،اور سردی وگرمی کے اعتبار سے سورج کا طلوع وغروب بھی تبدیل ہوتا رہتا ہے سردیوں میں دن نو گھنٹے کا ہوتا ہے تو رات چودہ گھنٹوں کی ہوتی ہے اور گرمیوں میں معاملہ اس سے برعکس ہوتا ہے،تاہم اسی بناء پر دو مشرق ومغرب مراد لئے گئے ہیں کہ ان میں سوچ وفکر رکھنے والوں کے لئے بہت کچھ سیکھنے کی باتیں ہیں۔انسانوں اور جنوں میں اللہ عزوجل نے انسان کو فضیلت عطا فرمائی اور اشرف المخلوقات کا تاج حضرت انسان کے سر پر سجایا ہے تاہم جنات ہوں یا انسان مشارق ومغارب کی تبدیلی سے سب ہی

فائدہ اٹھاتے ہیں اگر ایک ہی نظام چلتا رہتا اور موسمی تغیرات کا تصور ہی کچھ نہ ہوتا تو نہ ہی فصلیں پکتیں، کھیت لہلہاتے، سبزے، پھل، بارش ،الغرض نظام زندگی میں ایک تناؤ پیدا ہو جاتا لہٰذا امشارق ومغارب کے اوقات کار میں تبدیلی اللہ ﷻ کی عظیم نعمت ہے۔

دوسمندروں کے ملنے میں نعمت ہونا:

٩......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿مرج البحرین یلتقین بینهما برزخ لا یبغین اس نے دوسمندر بہائے دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا﴾، مفسرین کرام کے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:(١)...... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ مراد آسمان وزمین کے سمندر ہیں، اور یہی قول مجاہد اور سعید بن جبیر ﷺ کا بھی ہے۔(٢)......حسن اور قتادہ کے قول کے مطابق روم اور فارس کے سمندر مراد ہیں۔(٣)......ابن جریج کہتے ہیں مراد نمکین سمندر اور میٹھے پانی کی نہریں ہیں۔ (٤)......ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد مشرق ومغرب کے سمندر ہیں جن کے کنارے آپس میں ملتے ہیں۔(٥)......مراد موتی اور مرجان کے سمندر ہیں۔(٦)......قتادہ کے نزدیک دونوں سمندروں کے مابین ایک ایسی آڑ ہے جو لوگوں کو غرق ہونے سے بچاتی ہے ۔(٧)......اگر ان دونوں کے مابین کوئی آڑ نہ ہوتی تو انہیں ملنے سے کوئی چیز نہ روک سکتی تھی۔(٨)......مراد دنیا وآخرت کی آڑ ہے، یعنی جب تک دوسری مدت کا وجود نہیں ہوتا پہلی مدت اختتام پذیر نہیں ہوگی۔(٩)......سہل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ دوسمندروں سے مراد خیر وشر کے دوراستے ہیں اور ان کے مابین توفیق وعصمت کی آڑ ہے۔ (القرطبی، الجزء:٢٧،ص ١٤١)

سمندروں سے موتی وجواہرات نکلنا:

١٠......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے(الرحمن:٢٢)﴾ یعنی اللہ ﷻ نے تمہارے لئے موتی اور مرجان نکالے، جیسا کہ زمین سے دانے اور پودے نکلتے ہیں۔اخفش سعید کہتے ہیں کہ ایک قوم نے گمان کیا ہے کہ میٹھے پانی کے سمندر سے موتی نکلتے ہیں۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ دوسمندروں میں سے ایک سے موتی اور دوسرے سے مرجان نکلتے ہیں۔حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ مراد زمین وآسمان کے دوسمندر ہیں اور جب آسمان سے پانی کی بوند گرتی ہے تو وہ سمندر میں ایک خول نما سیپ بناتی ہے جس میں موتی کی افزائش ہوا کرتی ہے۔اللؤلؤ چھوٹے موتی کو کہتے ہیں جب کہ المرجان بڑے موتی کو کہتے ہیں۔ (القرطبی ،الجزء:٢٧، ص ١٤٢)

علامہ آلوسی کہتے ہیں: ایک غریب تفسیر اس آیت کے حوالے سے یہ بھی ہے کہ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ دوسمندروں سے مراد بی بی فاطمہ زہرہ اور حضرت علی ہیں جب کہ موتی اور مرجان سے مراد امام حسن وحسین ﷺ ہیں۔ (روح المعانی، الجزء:٢٧، ص ١٥٢)

اغراض:

او الا یسالہ: یہ آیت مدنی ہے، اور تیسرا قول یہ ہے کہ مکمل سورت مدنی ہے۔فبای آلاء ربکما تکذبان: اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آسمان وزمین اللہ کی نشانیاں ہیں۔من شاء: اللہ کی مخلوق یعنی انسان، جنات اور فرشتے، اور بعض مفسرین نے حضرت محمد ﷺ یا جبرائیل امین علیہ السلام کو مراد لیا ہے، کیونکہ مشرکین کے قول "انہیں کوئی بشر سکھاتا ہے" کورد کرنا تھا، اور اول قول اپنے عموم کے اعتبار سے اَوْلیٰ ہے۔معنی یہ ہے کہ قرآن کو معارضین کے نزدیک نشانی کردیا کہ وہ اس جیسا لانے سے عاجز ہیں۔

الجنس: یعنی ﴿الانسان﴾ سے مراد جنسِ انسان ہے یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد مراد ہے۔اور یہاں خاص وہی مراد ہیں جو کلام کی قدرت رکھتے ہیں تاکہ دیگر حیوانات سے ممتاز ہو جائیں اور یہی ﴿الانسان﴾ کی تفسیر میں کیا گیا ایک قول ہے، اور ایک قول کے مطابق مراد محمد ﷺ کی ذات ہے جو کہ کامل ترین انسان ہیں اور ﴿البیان﴾ سے مراد جمیع ما کان و مایکون کا علم دینا ہے اور ایک

قول کے مطابق مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ﴿البیان﴾ سے مراد تمام اشیاء کے نام سکھانا ہے، جو لغت میں پائے جائیں اور جو نہ پائے جائیں اور تمام لغات میں افضل ترین عربی لغت ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سات سو لغات میں کلام کرنے کی طاقت رکھتے تھے۔
یخضعان: یعنی ستارے اور درخت اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اسی کو جھکتے ہیں اور اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کرتے جب اللہ پھل کا ارادہ فرمائے یا نہ فرمائے وہی کرتے ہیں جو حکم ہوتا ہے۔ اثبت العدل: مراد تمام امور ہیں، معنی یہ ہے کہ اللہ نے عدل کو مشروع کیا اور ہر چیز میں اسی کی مناسبت سے حکم دیا، نہ کہ صرف وزن والی چیزوں میں عدل فرمایا۔ وغیرھم: مراد باقی بہائم ہیں۔
ایھا الانس والجن: مراد دونوں گروہوں کا خطاب کرنا مقصود ہے، نہ کہ فقط ایک کا، اسی مناسبت سے فرمایا: ﴿ایھا الثقلان﴾۔
ذکرت احدی وثلاثین مرۃ: چنانچہ آٹھ مقامات وہ ہیں جہاں نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ساتھ ہی ﴿فبای آلاء ربکما تکذبان﴾ فرمایا، سات مقامات وہ ہیں جہاں عذاب کا ذکر کرتے ہوئے ساتھ ہی یہ کلام فرمادیا اور آٹھ مقامات وہ ہیں جہاں اوصافِ جنت کا تذکرہ کرتے ہوئے مثلاً جنت کے دروازوں کا ذکر کرتے ہوئے یہی کلام فرمایا اور مزید آٹھ مقامات پر بھی جنت کا ذکر کرتے ہوئے یہی کلام فرمایا۔
کانوا احسن منکم ردا: اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ''جن'' انسان سے زیادہ حسین ہیں۔ اذا نقر: انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا تاکہ اس بات کی خبر ہو کہ اس میں کوئی عیب ہے یا نہیں۔ وھو ما طبخ من طین: مراد وہ پکی ہوئی مٹی ہے جو محلات کی تعمیر میں استعمال کی جاتی ہے، اینٹ تھاپنے کے مقصد میں استعمال ہونے والی مٹی مراد نہیں ہے۔ وھو ابلیس: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے جو کہ صحیح ترین ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے مراد ابوالجن یعنی ابلیس کے سوا کوئی اور ہے۔ ھو لھبھا الخالص من الدخان: یہ ﴿مارج﴾ کی تفسیر میں ایک قول ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد سرخ، سبز اور زرد رنگ ہیں جو کہ آگ کے شعلوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ کذلک: یعنی جس طرح سردی و گرمی کے مشارق کی قسمیں یاد دلائی ہیں بالکل اسی طرح مفسر نے یہاں سردی و گرمی کے مغارب مراد لئے ہیں۔
الصادق باحدھما: ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ میٹھے پانی سے مراد آدمی اور نمکین سے مراد عورت ہیں اور موتی اور مرجان اس سے نکلتے ہیں جیسا کہ مرد و عورت کے میلاپ سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ (الصاوی، ج۶، ص۳۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿کل من علیھا﴾ اَیِ الْاَرْضِ مِنَ الْحَیْوانِ ﴿فان (۲۶)﴾ ھَالِکٍ وَعَبَّرَ بِمَنْ تَغْلِیْبًا لِلْعُقَلَاءِ ﴿ویبقی وجه ربک﴾ ذَاتُهٗ ﴿ذوالجلال﴾ اَلْعَظْمَةِ ﴿والاکرام (۲۷)﴾ لِلْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنْعُمِهٖ عَلَیْهِمْ ﴿فبای الاء ربکما تکذبن (۲۸) یسئله من فی السموت والارض﴾ اَیْ بِنُطْقٍ اَوْ حَالٍ مَا یَحْتَاجُوْنَ اِلَیْهِ مِنَ الْقُوَّةِ عَلَی الْعِبَادَةِ وَالرِّزْقِ وَالْمَغْفِرَةِ وَغَیْرَ ذٰلِکَ ﴿کل یوم﴾ وَقْتٍ ﴿ھو فی شان (۲۹)﴾ اَمْرٌ یُظْھِرُهٗ فِی الْعَالَمِ عَلٰی وَفْقِ مَا قَدَّرَهٗ فِی الْاَزَلِ مِنْ اَحْیَاءٍ وَاِمَاتَةٍ وَاِعْزَازٍ وَاِذْلَالٍ وَاِغْنَاءٍ وَاِعْدَامٍ وَاِجَابَةِ دَاعٍ وَاِعْطَاءِ سَائِلٍ وَغَیْرِ ذٰلِکَ ﴿فبای الاء ربکما تکذبن (۳۰) سنفرغ لکم﴾ سَنَقْصِدُ لِحِسَابِکُمْ ﴿ایه الثقلن (۳۱)﴾ اَلْاِنْسُ وَالْجِنُّ ﴿فبای الاء ربکما تکذبن (۳۲) یمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا﴾ تَخْرُجُوْا ﴿من اقطار﴾ نَوَاحِیْ ﴿السموت والارض فانفذوا﴾ اَمْرُ تَعْجِیْزٍ ﴿لا تنفذون الا بسلطن (۳۳)﴾ بِقُوَّةٍ وَلَا قُوَّةَ لَکُمْ عَلٰی ذٰلِکَ ﴿فبای الاء ربکما تکذبن (۳۴) یرسل علیکما شواظ من نار﴾ ھُوَ لَھَبُھَا الْخَالِصُ مِنَ

الدُّخَانِ اَوْ مَعَهُ﴿ونحاس﴾اَیْ دُخَانٌ لا لَهَبَ فِیْهِ﴿فلا تنتصرن (۳۵)﴾تَمْتَنِعَانِ مِنْ ذٰلِکَ بَلْ یَسُوْقُکُمْ اِلَی الْمَحْشَرِ ﴿فبای الاء ربکما تکذبن (۳۶) فاذا انشقت السماء﴾اِنْفَرَجَتْ اَبْوَابًا لِنُزُوْلِ الْمَلَائِکَةِ﴿فکانت وردة﴾اَیْ مِثْلَهَا مُحْمَرَّةً﴿کالدهان (۳۷)﴾ کَالْاَدِیْمِ الْاَحْمَرِ عَلٰی خِلَافِ الْعَهْدِ بِهَا وَجَوَابُ اِذَا فَمَا اَعْظَمَ الْهَوْلُ﴿فبای الاء ربکما تکذبن (۳۸) فیومئذ لا یسئل عن ذنبه انس ولا جان (۳۹)﴾عَنْ ذَنْبِهٖ وَیَسْاَلُوْنَ فِیْ وَقْتٍ آخَرَ فَوَرَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ وَالْجَانُّ هِنَا وَفِیْمَا سَیَأْتِیْ بِمَعْنَی الْجِنِّیِّ وَالْاِنْسِ فِیْهِمَا بِمَعْنَی الْاِنْسِیِّ﴿فبای الاء ربکما تکذبن (۴۰) یعرف المجرمون بسیمهم﴾اَیْ سَوَادِ الْوُجُوْهِ وَزُرْقَةِ الْعُیُوْنِ﴿فیؤخذ بالنواصی والاقدام (۴۱) فبای الاء ربکما تکذبن (۴۲)﴾اَیْ تَضُمُّ نَاصِیَةُ کُلٍّ مِنْهُمَا اِلٰی قَدَمَیْهِ مِنْ خَلْفٍ اَوْ قُدَّامٍ وَیُلْقٰی فِی النَّارِ وَیُقَالُ لَهُمْ ﴿هذه جهنم التی یکذب بها المجرمون (۴۳) یطوفون﴾یَسْعَوْنَ﴿بینها وبین حمیم﴾مَاءٍ حَارٍّ﴿ان (۴۴)﴾شَدِیْدِ الْحَرَارَةِ یُسْقَوْنَهُ اِذَا اسْتَغَاثُوْا مِنْ حَرِّ النَّارِ وَهُوَ مَنْقُوْصٌ کَقَاضٍ﴿فبای الاء ربکما تکذبن (۴۵)﴾

﴿ترجمہ﴾

اس پر (یعنی زمین پر) جتنے (حیوان) ہیں سب کو فناء ہے (ہلاک ہونے والے ہیں......۱......اس بات کو "مـــن" سے تعبیر کرنا عقلاء کو دیگر مخلوق پر غلبہ دینے کے لیے ہے) اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات (وجہ ربک بمعنی ذاتہ ہے) عظمت والا اور کرم فرمانے والا (مومنین پر کہ ان پر نعمتیں فرماتا ہے، الجلال بمعنی العظمۃ ہے) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اسی کے منگتا ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں (اپنی زبان سے یا زبان حال سے اسی سے مانگتے ہیں، وہ شے جس کی انہیں احتیاج ہوتی ہے جیسے عبادت کی قوت، رزق، مغفرت وغیرہ) اسے ہر دن (یعنی ہر وقت) ایک کام ہے (جسے وہ اپنی ازل میں مقدر کردہ تقدیر کے مطابق عالم میں ظاہر فرماتا ہے جیسے موت دینا، زندگی دینا، عزت دینا، ذلت دینا، غنی کرنا محتاج کرنا، دعا گو کی دعا قبول کرنا، مسائل کی مراد دینا وغیرہ ......۲......) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے جلد ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں (سنفرغ بمعنی سنقصد ہے) اے دونوں بھاری گروہ (یعنی جن وانس) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اے جن وانسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ (تنفذوا بمعنی تخرجوا ہے، اور اقطار کے معنی کنارے کے ہے) تو نکل جاؤ (یہ حکم ان کے عجز کو ظاہر کرنے کے لیے ہے) تم نہیں نکل سکتے مگر قوت کے ساتھ (اور تمہیں اس کی قوت نہیں......۳......سلطن کے معنی قوت ہے) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے تم پر چھوڑی جائے گی بے دھوئیں کی آگ کی لپٹ ("شواظ" آگ کے بے دھوئیں کی یا دھوئیں والی لپٹ کو کہتے ہیں) اور بیشک لپٹ کا دھواں ("نحاس" کا معنی بے لپٹ کا دھواں ہے) تو تم نہ روک سکو گے (اس کو بلکہ یہ تمہیں محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گا، لا تنتصران بمعنی تمتنعان ہے) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے پھر جب آسمان پھٹ جائے گا (یعنی فرشتوں کے نزول کے لیے دروازے ہو کر کھل جائے گا) تو گلاب کے پھول سا ہو جائے گا (یعنی گلاب کے پھول کی مثل سرخ ہو جائے گا) جیسے سرخ رنگی ہوئی کھال (یعنی سابقہ حالت کے برخلاف سرخ کھال کی مثل ہو جائے گا، یہاں "اذا" کا جواب شرط "فما اعظم الھول" محذوف ہے) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے تو اس دن گناہ کی پوچھ نہ ہوگی انسان سے اور نہ جن سے (اس کے گناہ کی پوچھ گچھ ہوگی......۴......، یہ گناہوں کی پوچھ کسی دوسرے وقت میں ہوگی کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿لنسئلنک اجمعین﴾ یہاں اور

ماقبل مقامات میں الجان بمعنی الجنی اور الانس بمعنی الانسی ہے) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے مجرم اپنی علامتوں سے پہچانے جائیں گے (یعنی سیاہ چہروں اور نیلی آنکھوں سے) تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے (ان میں سے ہر ایک کی پیشانی کو آگے سے یا پیچھے سے دو پہروں کے ساتھ ملا کر جہنم میں ڈالدیا جائے گا اور پھر ان سے کہا جائے گا) یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں دوڑیں گے اس میں (یطوفوا بمعنی یسعون ہے) اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں (مجرم جہنم کی گرمی کے سبب پانی مانگیں گے تو انہیں یہ پانی پلایا جائے گا، ان بمعنی شدید الحرارۃ ہے، یہ قاض کی طرح اسم منقوص ہے) تو تم اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

﴿ترکیب﴾

﴿کل من علیها فان﴾ کل: مضاف، من علیها: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا، فان: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویبقی وجه ربک ذوالجلل والاکرام فبای الاء ربکما تکذبن﴾

و: عاطفہ، یبقی: فعل، وجه ربک: موصوف، ذو: مضاف، الجلل والاکرام: معطوف علیہ ومعطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿یسئله من فی السموت والارض کل یوم هو فی شان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

یسئله: فعل ومفعول، من فی السموت والارض: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، کل یوم: ظرف متعلق، محذوف "الاستقرار" مصدر کیلئے، فی شان: ظرف لغو "الاستقرار" مصدر اپنے فاعل وظرف لغو سے، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، هو: مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ، فبای الاء......الخ: اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿سنفرغ لکم ایه الثقلن فبای الاء ربکما تکذبن﴾

سنفرغ لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ایه الثقلن: نداء، ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ، فبای الاء......الخ: اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿یمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموت والارض فانفذوا﴾

یمعشر الجن والانس: نداء، ان: شرطیہ، استطعتم: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، تنفذوا: فعل فاعل، من اقطار السموت والارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انفذوا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿لا تنفذون الا بسلطن فبای الاء ربکما تکذبن﴾

لاتنفذون: فعل نفی بافاعل، الا: اداۃ حصر، بسلطن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، فبای الاء ربکما......الخ: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۳، میں گزری۔

﴿یرسل علیکما شواظ من نار ونحاس فلا تنتصرن فبای الاء ربکما تکذبن﴾

یرسل علیکما: فعل وظرف لغو، شواظ: موصوف، من نار: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، نحاس: معطوف، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: عاطفہ، لاتنتصرن: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، فبای الاء ربکما تکذبن: ماقبل دیکھیں۔

﴿فاذا انشقت السماء فکانت وردة کالدهان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

ف : مستانفہ ،اذا :ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم ،انشقت السماء : فعل وفاعل ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف : عاطفہ، کانت :فعل ناقص بااسم ،وردۃ :موصوف، کالدھان :ظرف مستقر صفت ،ملکر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر جزا محذوف "فرئیت امرا عظیما" کی شرط ،ملکر جملہ شرطیہ ،فبای الاء ......الخ :اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۳، میں گزری۔

﴿فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

ف :عاطفہ ،یومئذ :ظرف مقدم ،لا یسئل عن ذنبہ : فعل نفی مجہول وظرف لغو ،انس :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،لا :نافیہ ،جان :معطوف ،ملکر نائب الفاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ،فبای الاء ربکما......الخ :اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿یعرف المجرمون بسیمھم فیوخذ بالنواصی والاقدام فبای الاء ربکما تکذبن﴾

یعرف المجرمون : فعل ونائب الفاعل ،بسیمھم :ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ ،یوخذ :فعل مجہول ،ب :جار ،النواصی :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،الاقدام :معطوف ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ،فبای الاء......الخ :اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿ھذہ جھنم التی یکذب بھا المجرمون یطوفون بینھا وبین حمیم ان فبای الاء ربکماتکذبن﴾

ھذہ : مبتدا ،جھنم : موصوف ،التی یکذب بھا : فعل مجہول وظرف لغو ،المجرمون :ذوالحال ،یطوفون :فعل بافاعل ،بینھا :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،بین :مضاف ،حمیم ان : مرکب توصیفی مضاف الیہ ،ملکر ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ حال ،ملکر نائب الفاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ،ملکر صفت ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،فبای الاء ربکماتکذبن :اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سب کچھ فنا ہونے کا معنی:

۱......اللہ نے فرمایا: ﴿کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلل والاکرام زمین پر جتنے ہیں سب کوفنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا (الرحمن:۲۶)﴾ یعنی زمین پر موجود حیوانات ،مرکبات ،یا جو کچھ بھی زمین پر ہے یہاں تک کہ پہاڑ ،سمندر ،معدنیات سب ہی کوفنا ہے۔من کا لفظ ذوی العقول کوغلبہ دینے کے لئے ہے یعنی جن وانس سب ہی کوفنا ہونا ہے۔اب فنا ہونا یا تو قیامت قائم ہونے پر ہوگا یا قیامت سے پہلے جب اللہ ﷻ چاہے۔ وجہ ربک متشابہات میں سے ہے یعنی اللہ ﷻ عظمت ،بادشاہت ،استغناء مطلق اور فضل والا ہے۔ (المظھری ،ج۶،ص ۴۹۴)

ابن کثیر لکھتے ہیں: اللہ ﷻ تمام زمین والوں کوموت سے ہمکنار فرمائے گا اور یونہی آسمان والوں میں جو چاہے فرمائے گا، اور اللہ ﷻ کی ذات کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا، پس اللہ ﷻ کی ذات وہ ہے جسے موت نہیں، بلکہ وہ ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور اُسے کبھی موت نہیں آسکتی۔قتادہ کہتے ہیں اللہ ﷻ نے جو چاہا تخلیق فرمایا اور پھر اس تخلیق کوفنا بھی فرمائے گا۔دعائے ماثورہ ہے: "یا حی یا قیوم یا بدیع السموت والارض یا ذالجلال والاکرام لااله الا انت برحمتک نستغیث اصلح لنا شاننا کله ولا تکلنا الیٰ لانفسنا طرفة عین ولا الی احد من خلقک یعنی اے زندہ وقائم رہنے والی ذات، اے آسمان وزمین کے نئے پیدا کرنے والے یا عزت وجلال واکرام والے نہیں کوئی معبود مگر تو ہی، ہم تیری ہی رحمت کے سوالی ہیں، ہمارے امور کی اصلاح فرما اور ہمیں ہمارے نفس کی (شرارتوں کے) سپرد ایک آنکھ جھپکنے کی مدت کیلئے بھی نہ کرنا اور سب تیری ہی مخلوق ہیں تیرے سوا کسی کی کوئی تخلیق نہیں"۔ (ابن کثیر ،ج۴، ص ۳۲۲)

ہر آن نئی شان (نیا کام) ہونے کے محامل:

۲......اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿کل یوم ہو فی شان اسے ہر دن ایک کام ہے (الرحمن:۲۹)﴾، ہر دن اللہ ﷻ اپنی مخلوق میں نئی (حکمتیں) فرماتا ہے، تکلیف میں مبتلا لوگوں کی تکالیف دور فرماتا ہے، ایک قوم کو بلند کرتا تو اس کے مقابلے میں دوسری کو نیچا کرتا ہے، اور اس کے علاوہ کئی حوالے سے اس کی شان ہر آن اور ہر دن نمایاں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمیر کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ دعا کرنے والوں کی دعائیں سنتا، سوال کرنے والوں کو نوازتا، قیدی کے لئے رہائی کے اسباب کرتا یا بیمار کو تندرست کرتا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ہر دن وہ دعا قبول کرتا ہے، اور تکلیف دور فرماتا ہے، بیقراروں کی فریاد سنتا ہے، اور گناہگاروں کی بخشش فرماتا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ ہر روز نئی زندگی دیتا، موت سے ہمکنار کرتا اور اپنے نئے امور کی تکمیل فرماتا ہے۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ ﷻ نے لوح محفوظ کو سفید تختی کی مثل بنایا ہے، جس کے دفاتر سرخ یاقوت کے ہیں، قلم نور کا، کتاب نور کی، اس کا عرض زمین و آسمان کے درمیانی حصے کے برابر ہے، اللہ ﷻ ہر روز اس کی جانب تین سو ساٹھ مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہے، اور ہر ایک بار نظر رحمت فرمانے میں زندگی و موت کے فیصلے فرماتا، عزت و ذلت دیتا، اور جو چاہتا ہے وہی فرماتا ہے۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۱۰۷ وغیرہ)

امام قرطبی فرماتے ہیں: فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جس کے چار چہرے ہیں: (۱)......انسان کی مانند چہرے سے وہ انسانوں کے لئے رزق کا سوال کرتا ہے، شیر کی مانند چہرے سے وہ درندوں کے لئے رزق کا سوال کرتا ہے، بیل نما چہرے سے وہ چوپایوں کے لئے رزق کا سوالی ہوتا ہے اور نسر (ایک قسم کا پرندہ) نما چہرے سے وہ پرندوں کے لئے رزق کا سوال کرتا ہے۔ ابن عطا کہتے ہیں کہ مراد اللہ ﷻ سے عبادت پر قوت کا سوال کرنا ہے۔ مسند بزار کی روایت میں ہے کہ اللہ ﷻ گناہوں کو بخش دیتا ہے، کرب کو دور فرماتا ہے اور دعا کو قبول کرتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کی شان ہے کہ زندگی اور موت عطا فرماتا ہے اور عزت و ذلت، رزق و تنگی عطا کرتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ ہر روز دو امور انجام دیتا ہے ایک دنیاوی اور دوسرا اُخروی۔ ابن بحر کہتے ہیں کہ زمانہ روزانہ دو امور پر مشتمل ہوتا ہے، دنیاوی اور اُخروی۔ ایک دنیاوی مدت ہے اور دوسری اُخروی مدت، پس دنیاوی مدت میں یہ ہے کہ اللہ ﷻ دنیا میں آزمائش، اوامر و نواہی، زندگی و موت، عطا کرنا اور روک لینا شامل فرماتا ہے جب کہ اُخروی مدت میں قیامت کی جزاء وسزا، حساب کتاب وغیرہ امور شامل ہیں۔ (القرطبی، الجزء:۲۷، ص ۱۴۵)

انسان وجن کو زمین و آسمان سے نکل جانے کا حکم:

۳......روایت کی جاتی ہے کہ فرشتے قیامت کے دن نازل ہونگے، اور تمام مخلوق کا احاطہ کرلیں گے، پس جب جنات وانسان انہیں دیکھیں گے تو بھاگیں گے لیکن فرشتے انہیں پکڑ لیں گے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ یہ دنیاوی امر کا بیان ہے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ لوگ بازاروں میں ہونگے کہ آسمان پھٹ پڑے گا اور فرشتوں کا نزول ہوگا جس کی وجہ سے انسان و جنات بھاگیں گے، پس فرشتے انہیں گھوڑیں گے اور یہ معاملہ قرب قیامت سے پہلے ہوگا، ایک قول یہ بھی مراد لیا گیا ہے کہ فرشتے بھاگنے والوں سے کہیں گے کہ اگر تمہیں موت سے راہ فرار مل سکتی ہے تو فرار کرلو، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اگر تم آسمان وزمین سے کہیں الگ بھاگنا چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ لیکن تم ایسا نہ کرسکو گے اور اللہ ﷻ کی دلیل تمام ہوچکی ہے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۷، ص ۱۵۹)

انسان وجن سے گناہ کی پوچھ گچھ ہونے یا نہ ہونے کا بیان:

۴......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان تو اس دن گنہگار کے گناہ کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے﴾، ﴿ولا یسئل عن ذنوبھم المجرمون اور مجرموں سے ان کے گناہوں کی پوچھ نہیں (القصص:

۷۸)، ﴿فوربک لنسئلنھم اجمعین تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے (الحجر: ۹۲) ﴾۔ یہاں ایک سوال جنم لیتا ہے کہ آیا انسان وجن سے سوال نہیں ہوگا، کیا ان سے ان کے گناہوں کے بارے میں باز پرس نہیں ہوگی؟ اس کے جواب میں مفسرین کرام کے اقوال ہیں: عکرمہ کہتے ہیں کہ قیامت کے طویل دن میں بعض سے سوال ہوگا اور بعض سے نہیں ہوگا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یعنی جب لوگ آگ میں بھیج دیئے جائیں گے تو پھر ان سے کسی قسم کا سوال نہ ہوگا، حسن وقتادہ کہتے ہیں لوگ اپنے گناہوں کے سوال کا جواب نہ دیں گے کیونکہ اللہ ﷻ ان پر محافظ ہے اور فرشتے سب کچھ لکھ رہے ہیں، یہ قول ابن عباس، حسن اور مجاہد رضی اللہ عنہم کا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ لوگ اپنے چہروں سے پہچان لئے جائیں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ ﷻ انس وجن سے سوال نہ کرے گا کیونکہ وہ اِن سے بہتر جانتا ہے کہ انہوں نے کیا کارنامے انجام دیئے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جہاں کہیں بھی سوال کرنے کا ذکر ہے تو وہ زجر وتوبیخ کی وجہ سے ہے۔ ابو العالیہ کہتے ہیں کہ کسی سے دوسروں کے گناہوں کے بارے میں سوال نہ کیا جائے گا اور قتادہ کہتے ہیں لوگوں کے مونھوں پر مُہر لگادی جائے گی اور اعضاء گواہی دیں گے۔ اسی ضمن میں اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الیوم نختم علی افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کردیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے (یس:۶۵) ﴾، ﴿ووجوہ یومئذ علیھا غبرۃ ترھقھا قترۃ اور کتنے مونہوں پر اس دن گرد پڑی ہوگی ان پر سیاہی چڑھ رہی ہیں (عبس: ۴۰،۴۱) ﴾، ﴿فاما الذین اسودت وجوھھم تو وہ جن کے منہ کالے تھے (ال عمران: ۱۰۶) ﴾ (القرطبی، الجزء:۲۷، ص۱۵۱)

اغراض:

بنطق او حال: یعنی زبان قال وحال، مراد ذلت واحتیاج ہے۔ من احیاء: یعنی ہر آن زندگی موت، عزت ذلت وغیرہ، میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، اور یہ تغیر مصنوعات میں ہوتا رہتا ہے اور مزید حاشیہ نمبر "۲" کا مطالعہ کیجئے۔ سنقصد لحسابکم: ایک سوال کے جواب میں مذکورہ ہے، سوال یہ ہے کہ اللہ ایک شان سے دوسری شان کی جانب مشغول نہیں ہوتا، پھر ﴿سنفرغ لکم ﴾ کے کیا معنی ہیں؟ مراد کسی چیز کے قصد اور اس کی بلندی کا بیان کرنا ہے، اور مفسر نے قصد سے ارادہ کا معنی لیا ہے یعنی "ہم تجھ سے حساب لینے کا ارادہ کرتے ہیں" اور اس خطاب میں فرمانبرداروں کو نصیحت اور نافرمانوں کو وعید ہے۔ قوۃ: یہ ﴿بسلطن ﴾ کی تفسیر میں دو اقوال میں سے ایک قول ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ مراد اس سے دلائل وبراہین ہیں۔ وھو لھبھا الخالص من الدخان: یہ چار اقوال میں سے دو کے تحت مراد ہے، جب کہ ﴿شواظ من نار ﴾ کے تحت ایک قول آگ کے سرخ شعلے ہیں، یا ایک قول کے مطابق اس سے مراد آگ کے وہ شعلے ہیں جس میں دھواں نہ ہو۔

ای دخان: یعنی مراد منحوس دھواں ہے، یا وہ دھواں جس میں شعلے نہ ہوں اور یہ قول درست نہیں کیونکہ ﴿شواظ ﴾ کا اطلاق خالص آگ کے شعلے اور دھوئیں پر ہوتا ہے۔ من ذلک: مراد شعلے اور منحوس دھوئیں ہیں۔ لنزول الملائکۃ: زمین کی ساری جہات کے ساتھ عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔ علی خلاف العھد بھا: مراد "ق" نامی پہاڑ ہے جس کی رنگت سرخ ہوگی۔ ویسألون فی وقت آخر: اس جملے میں آیت اور مفسر کے کلام کے ضمن میں جمع کے لانے کی وجہ کا بیان کرنا مقصود ہے جس دن انسان قبر سے اٹھائے جائیں گے سوال نہ ہوگا بلکہ جس دن میدانِ محشر میں جمع ہونگے اُس دن سوال کیا جائے گا۔ ای سواد الوجوہ وزرقۃ العیون: یعنی مجرمین کو نامۂ اعمال پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں دیا جانا مراد ہے۔ من خلف: ضحاک کے قول کے مطابق پیشانی اور قدموں کو باہم زنجیروں سے باندھ کر پیٹھ پیچھے سے نامۂ اعمال دیئے جانے کا بیان کرنا مقصود ہے۔ (الصاوی، ج۶، ص۱۰۴، غیرہ)

رکوع نمبر:۱۳

﴿ولمن خاف﴾اَیْ لِکُلِّ مِنْهُمَا اَوْ لِمَجْمُوْعِهِمْ﴿مقام ربہ﴾قِیَامَهُ بَیْنَ یَدَیْهِ لِلْحِسَابِ فَتَرَکَ مَعْصِیَتَهُ﴿جنتن(۴۶)فبای الاء ربکما تکذبن(۴۷)ذواتا﴾تَثْنِیَةُ ذَوَاتٍ عَلَی الْاَصْلِ وَلَامُهَا تَاءٌ﴿افنان(۴۸)﴾اَغْصَانٍ جَمْعُ فَنَنٍ کَطَلَلٍ﴿فبای الاء ربکما تکذبن(۴۹)فیهما عینن تجرین(۵۰)فبای الاء ربکما تکذبن(۵۱)فیهما من کل فاکهة﴾فِی الدُّنْیَا اَوْ کُلَّ مَا یَتَفَکَّهُ بِهٖ﴿زوجن(۵۲)﴾نَوْعَانِ رَطْبٌ وَیَابِسٌ وَالْمُرُّ مِنْهُمَا فِی ا لدُّنْیَا کَالْحَنْظَلِ حُلْوٌ﴿فبای الاء ربکما تکذبن(۵۳)متکئین﴾حَالٌ عَامِلُهُ مَحْذُوْفٌ اَیْ یَتَنَعَّمُوْنَ﴿علی فرش بطائنها من استبرق﴾مَا غَلُظَ مِنَ الدِّیْبَاجِ وَخَشُنَ وَالظَّهَائِرُ مِنَ السُّنْدُسِ﴿وجنا الجنتین﴾ثَمَرُهُمَا﴿دان(۵۴)﴾قَرِیْبٌ یَنَالُهُ الْقَائِمُ وَالْقَاعِدُ وَالْمُضْطَجِعُ﴿فبای الاء ربکما تکذبن(۵۵)فیهن﴾فِی الْجَنَّتَیْنِ وَمَا اشْتَمَلَتَا عَلَیْهِ مِنَ الْعَلَالِیْ وَالْقُصُوْرِ﴿قصرت الطرف﴾اَلْعَیْنَ عَلٰی اَزْوَاجِهِنَّ الْمُتَّکِئِیْنَ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ﴿لم یطمثهن﴾یَفْتَضَّهُنَّ وَهُنَّ مِنَ الْحُوْرِ اَوْ مِنْ نِّسَاءِ الدُّنْیَا الْمُنْشَاٰتِ﴿انس قبلهم ولا جان(۵۶)فبای الاء ربکما تکذبن(۵۷)کانهن الیاقوت﴾صَفَاءً﴿والمرجان(۵۸)﴾اَیِ اللُّؤْلُؤُ بَیَاضًا﴿فبای الاء ربکما تکذبن(۵۹)هل﴾مَا﴿جزاء الاحسان﴾بِالطَّاعَةِ﴿الا الاحسان(۶۰)﴾بِالنَّعِیْمِ﴿فبای الاء ربکما تکذبن(۶۱)ومن دونهما﴾اَیِ الْجَنَّتَیْنِ الْمَذْکُوْرَتَیْنِ﴿جنتن(۶۲)﴾اَیْضًا لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ﴿فبای الاء ربکما تکذبن(۶۳)مدهامتن(۶۴)﴾سَوْدَا وَانٌّ مِنْ شِدَّةِ خُضْرَتِهِمَا﴿فبای الاء ربکما تکذبن(۶۵)فیهما عینن نضاختن(۶۶)﴾فَوَّارَتَانِ بِالْمَاءِ لَا تَنْقَطِعَانِ﴿فبای الاء ربکما تکذبن(۶۷)فیهما فاکهة ونخل ورمان(۶۸)﴾هُمَا مِنْهَا وَقِیْلَ مِنْ غَیْرِهَا﴿فبای الاء ربکما تکذبن(۶۹)فیهن﴾اَیِ الْجَنَّتَیْنِ وَقُصُوْرِهِمَا﴿خیرت﴾اَخْلَاقًا﴿حسان(۷۰)﴾وُجُوْهًا﴿فبای الاء ربکما تکذبن(۷۱)حور﴾شَدِیْدَاتُ سَوَادَ الْعُیُوْنِ وَبَیَاضَهَا﴿مقصورت﴾مَسْتُوْرَاتٌ﴿فی الخیام(۷۲)﴾مِنْ دُرٍّ مُجَوَّفٍ مَضَافَةٌ اِلَی الْقُصُوْرِ شَبِیْهَةً بِالْخُدُوْرِ﴿فبای الاء ربکما تکذبن(۷۳)لم یطمثهن انس قبلهم﴾قَبْلَ اَزْوَاجِهِنَّ﴿ولا جان(۷۴)فبای الاء ربکما تکذبن(۷۵)متکئین﴾اَیْ اَزْوَاجِهِنَّ وَاِعْرَابُهٗ کَمَا تَقَدَّمَ﴿علی رفرف خضر﴾جَمْعُ رَفْرَفَةٍ اَیْ بَسْطٌ اَوْ وَسَائِدُ﴿وعبقری حسان(۷۶)﴾جَمْعُ عَبْقَرِیَّةٍ اَیْ طَنَافِسَ﴿فبای الاء ربکما تکذبن(۷۷)تبرک اسم ربک ذی الجلل والاکرام(۷۸)﴾تَقَدَّمَ وَلَفْظُ اسْمٍ زَائِدٌ.

﴿ترجمہ﴾

اور جو ڈرے (جن وانس میں سے یا دونوں کے مجموعہ میں سے) اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے (حساب کے لیے یوں کہ وہ معصیت کو ترک کر دے تو) اس کے لیے دو جنتیں ہیں......ا......تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے بہت سی ڈالوں والیاں (بمطابق لغت "ذواتا" ذوات کا تثنیہ ہے اور اس کا لام کلمہ تاء ہے "افناء" فنن کی جمع ہے جیسا کہ ظلل کی جمع اظلال آتی ہے یہ بمعنی ٹہنیاں

ہے) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے بہتے ہیں تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں ہر (دنیاوی) میوہ (جو حصول لذت کے لیے کھایا جائے، اسے فاکھۃ کہا جاتا ہے) دو دو قسم کا (ذوجان بمعنی نوعان ہے، یعنی خشک وتر دنیاوی خشک وتر کڑواہٹ رکھنے والے میوے بھی وہاں میٹھے ہوں گے) تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے تکیہ لگائے (''متکئین'' حال ہے اس کا عامل ''یتنعمون'' محذوف ہے) ایسے بچھونوں پر جن کا استر قناویز (استبرق کے معنی دبیز ریشم کے ہے، یعنی موٹا کھردرا ریشم، اور یہ ظاہری پہناوے کا حال ہے) اور دونوں جنتیں (یعنی ان کے پھل) اتنے جھکے ہوئے کے چن لو (یعنی وہ اتنے قریب ہوں گے کہ کھڑا ہوا، بیٹھا ہوا اور لیٹا ہوا شخص بھی اس میں سے لے سکے گا......۲......) تو اپنے رب کی کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ان میں (یعنی ان جنتوں میں اور جن بالا خانوں اور محلات پر وہ مشتمل ہیں ان میں) نیچی نگاہ والی ہوں گی (یعنی جن کی نگاہیں اپنے شوہروں پر ہوں گی خواہ وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے جو کہ تکیہ لگائے ہوں گے......۳......) انہیں چھوا نہیں (یعنی ان سے محبت نہیں کی، ان سے مراد یا تو حوریں ہیں یا دنیاوی عورتیں جنہیں اہل جنت کے لیے پیدا کیا گیا ہے) کسی آدمی نے اور نہ جن نے......۴......تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے گویا وہ لعل ہیں (صفائی میں) اور مونگا ہیں (''لؤلؤ'' سفید رنگت کے موتی کو کہتے ہیں) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے نیکی کرنے کا بدلہ نہیں ہے (ھل بمعنی ما ہے) مگر (نعمتیں دیکر) احسان کرنا تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اور ان کے سوا (یعنی مذکور جنتوں کے سوا) دو جنتیں اور ہیں (اس کے لیے جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے نہایت سبزی سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں (''مدھامتن'' کا معنی یہ ہے کہ دونوں اتنی سیاہ ہیں کہ سبز رنگ کی جھلک دیتی ہیں) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے (پانی سے جو منقطع نہیں ہوتے، نضاختن کے معنی دو فوارے ہیں) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں میوے کھجوریں اور انار ہیں (کھجور اور انار بھی یا تو منجملہ ''فاکھۃ'' میں داخل ہیں یا داخل نہیں ہیں) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں (یعنی جنتوں اور ان کے محلات میں) اچھی عورتیں ہیں (ازروئے اخلاق کے) اور حسینیں ہیں (شکل وصورت کے اعتبار سے) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے حوریں ہیں (آنکھوں کی پتلیاں سخت سیاہ اور اس کے ارد گرد کا حصہ شدید سفید ہوگا) پردہ نشین (مقصورات بمعنی مستورات ہے) خیموں میں (یہ خیمے خلاد ار موتی کے ہیں، یہ خیمے محلات کے اندر ہیں اور ان خیموں کو گھر کے پردوں سے تشبیہ دی گئی ہے) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان سے پہلے (یعنی ان کے شوہروں سے پہلے) انہیں ہاتھ لگایا کسی آدمی نے اور نہ جن نے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے تکیہ لگائے ہوئے (ان کے شوہر، اس کے اعراب کی بحث ماقبل گزر چکی ہے) سبز بچھونوں پر (''رفوف'' رفوفۃ کی جمع ہے بمعنی تکیہ) اور منقش خو بصورت قالینوں پر (''عبقری'' عبقریۃ کی جمع ہے بمعنی قالین ہے) تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت اور بزرگی والا (اس سے متعلق بحث ماقبل گزر چکی، یہاں ''اسم ربک'' میں ''اسم'' زائد ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولمن خاف مقام ربه جنتن فبای الاء ربکما تکذبن ذواتا افنان﴾

و: عاطفہ، لمن خاف مقام ربه: ظرف مستقر خبر مقدم، جنتن: موصوف، ذواتا افنان: صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۳ میں گزری:

﴿فبای الاء ربکما تکذبن فیهما عینن تجرین فبای الاء ربکما تکذبن﴾

فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی آیت کی ماقبل آیت نمبر ۱۳ میں ملاحظہ، فیهما ظرف مستقر خبر مقدم، عینن: موصوف، تجرین: جملہ

فعلیہ صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،فبای الاء ......الخ:اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿فیهما من کل فاکهة زوجن فبای الاء ربکما تکذبن﴾

فیهما: ظرف مستقر خبر مقدم،من کل فاکهة: ظرف مستقر حال مقدم،زوجن: ذوالحال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿متکئین علی فرش بطائنها من استبرق وجنا الجنتین دان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

متکئین: اسم فاعل بافاعل،علی: جار،فرش:موصوف،بطائنها:مبتدا،من استبرق: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف "امدح" کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،جنا الجنتین:مبتدا،دان:خبر،ملکر جملہ اسمیہ،فبای الاء ربکما تکذبن:اسکی ترکیب ماقبل گزری چکی۔

﴿فیهن قصرت الطرف لم یطمثهن انس قبلهم ولا جان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

فیهن: ظرف مستقر خبر مقدم،قصرت الطرف:موصوف،لم یطمثهن: فعل نفی ومفعول،انس:معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا:نافیہ،جان:معطوف،ملکر فاعل،قبلهم:ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، فبای الاء......الخ:اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿کانهن الیاقوت والمرجان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

کانهن: حرف مشبہ واسم،الیاقوت:معطوف علیہ،و:عاطفہ،المرجان:معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هل جزاء الاحسان الا الاحسان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

هل: حرف استفہام بمعنی نفی،جزاء الاحسان:مبتدا،الا: اداۃ حصر،الاحسان:خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن دونهما جنتن فبای الاء ربکما تکذبن مدهامتن فبای الاء ربکما تکذبن﴾

و: عاطفہ،من دونهما:ظرف مستقر خبر مقدم،جنتن:موصوف،مدهامتن:صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فیهما عینن نضاختن فبای الاء ربکما تکذبن﴾

فیهما: ظرف مستقر خبر مقدم،عینن:موصوف،نضاختن:صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ما قبل "جنتن" کی صفت ثانی واقع ہے،فبای الاء ربکما تکذبن:اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿فیهما فاکهة ونخل ورمان فبای الاء ربکما تکذبن فیهن خیرت حسان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

فیهما: ظرف مستقر خبر مقدم،فاکهة:معطوف علیہ،ونخل:معطوف اول،ورمان:معطوف ثانی،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،فبای الاء ربکما تکذبن:اسکی ترکیب ماقبل گزری،فیهن:ظرف مستقر خبر مقدم،خیرت حسان:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،فبای الاء:اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿حور مقصورت فی الخیام فبای الاء ربکما تکذبن لم یطمثهن انس قبلهم ولا جان﴾

حور:موصوف،مقصورت فی الخیام: شبہ جملہ صفت،ملکر ماقبل "خیرات" سے بدل ہے،فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل گزری،لم یطمثهن انس قبلهم ولا جان: اس آیت مبارکہ کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۵۶، میں گزری۔

﴿فبای الاء ربکما تکذبن متکئین علی رفرف خضر وعبقری حسان﴾

متکئین: اسم فاعل بافاعل، علی: جار، رفرف خضر: مرکب توصیفی معطوف علیہ، و: عاطفہ، عبقری حسان: مرکب توصیفی معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف "مدح" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فبای الاء ربکما تکذبن تبرک اسم ربک ذی الجلل والاکرام﴾

تبرک: فعل، اسم: مضاف، ربک: موصوف، ذی الجلل والاکرام: صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دو جنتوں کے بارے میں اقوال:

۱......اس بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)...... وہ مقام جہاں جنتی رہے گا اور اس کے احباب سے ملاقات بھی ہوگی، اور دوسری وہ جگہ ہے جہاں اس کے ازواج وخدمت گار خدمت کے لئے متعین ہونگے جیسا کہ جبائی کا قول ہے۔ (۲)...... دو باغ یعنی ایک محل کے اندرونی حصے میں اور دوسرا باہر کے حصے میں ہوگا۔ (۳)...... دو مقامات ہونگے کہ اگر کوئی بندہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر جاتا ہو تو اس کی لذت، کرامت اور نوازشات میں اضافہ ہوتا ہے۔ (۴)...... دو جنتوں سے مراد ایک عقیدے کی جنت ہے دوسری عمل کی جنت ہے۔ (۵)...... ایک جنت طاعتوں کی وجہ سے ملے گی اور دوسری نافرمانیوں سے بچنے کی وجہ سے ملے گی۔ (۶)...... ایک جنت ثواب کے طور پر ملے گی اور دوسری جنت فضل وانعام کی وجہ سے ملے گی۔ (۷)...... ایک روحانی جنت ملے گی جب کہ دوسری جسمانی جنت ملے گی۔ (۸)...... جنت عدن اور جنت نعیم ملے گی۔ (۹)...... مخفی نہیں کہ ہر ڈرنے والے کو دو جنتیں ملیں گی، ڈرنے والے انسانوں کے لئے جنت اور ڈرنے والے جنات کے لئے جنت۔ (روح المعانی، الجزء:۲۷،ص ۱۶٤)

☆......حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "دو جنتیں چاندی کی ہیں، ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے، چاندی کا ہے اور دو جنتیں سونے کی ہیں، ان کے برتن اور جو کچھ بھی ان میں ہے سب سونے کا ہے، انکے رب عزوجل اور جنتیوں کے مابین فقط جنت عدن میں صرف ایک چہرے پر کبریائی کی چادر حائل ہے۔"

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب و من دونهما جنتان، رقم: ٤٨٧٨،ص ٨٦٤)

جنتی نعمتوں کا علمی جائزہ:

۲......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا اپنے بندوں پر ہمیشہ شفاعت، دخول جنت اور رحمت کا معاملہ رہے گا یہاں تک کہ فرمائے گا: "جو کوئی بھی مسلمان ہے وہ داخل جنت ہوجائے" اسی لئے فرمایا: ﴿ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین بہت آرزوئیں کریں گے کافر کاش مسلمان ہوتے (الحجر:۲)﴾۔ (البدور السافرة، باب: ربما یود الذین، برقم:،ص ٤٨٠)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل فرماتا ہے میں نے اپنے عبادت گزار بندوں کے لئے وہ نعمت تیار کی ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ ہی کسی کان نے سُنی اور نہ ہی کسی کے دل میں اس کا کوئی کھٹکا گزرا، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک اُن کے لئے چھپا رکھی ہے (السجدة: ۱۷)﴾۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة، رقم: ٣٢٤٤،ص ٥٤١)

جنتی حوریں، تلذذ اور ازدواجی معاملات:

۳......ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ سے استفسار کیا گیا کہ کیا جنت میں مرد وعورت کا نکاح ہوگا؟ تو سید عالم

علیہ السلام نے فرمایا: ''ان کے باہم جماع ہوگا لیکن خروج مَنی وغیرہ کچھ نہ ہوگا''۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، کیا ہم جنت میں اپنی ازواج کی طرف لوٹائے جائیں گے؟ فرمایا: ''ایک آدمی ایک دن میں سو کنواریوں کی جانب لوٹایا جائے گا''۔

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایک مرد کو ایک دن میں جماع کے حوالے سے ستر سے زائد لوگوں کی قوت دی جائے گی''۔

☆......ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ جنت میں جنتی جس طرح چاہے جماع کرے لیکن افزائش نسل نہ ہوگی۔

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک جنت میں بڑی آنکھوں والی حوریں نغمیں گنگنائیں گی، اور کہیں گی کہ ہم نیک صورت والی حوریں ہیں جو کہ اپنے ازواج کی تعظیم کے پیش نظر انہیں ہدیہ کی گئی ہیں''۔

☆......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں نہ تو کوئی بندہ ایسا داخل ہوگا اور نہ ہی اس کے سائے میں بیٹھ سکے گا مگر یہ کہ اس کے ساتھ دو بڑی آنکھوں والی حوریں ہونگی جو کہ اچھی آواز میں گنگنائیں گی جسے جن انس سب ہی سماعت کریں گے اور یہ گنگنانا شیطان کی بانسری کی مانند نہ ہوگا بلکہ اللہ عزوجل کی تحمید وتقدیس ہونگے''۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جنتی حوروں کے نغموں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ''ان شاء اللہ ان کے نغمیں اللہ کی تسبیح، تقدیس اور تحمید ہوگی''۔ (البدور السافرة، رقم: ۲۰۶۶، ۲۰۶۸، ۲۰۷۲، ۲۰۷۶، ۲۰۸۹، ۲۰۸۶، ۲۰۸۵، ص ۵۶۹ تا ۵۷٤)

جنات کے دخول جنت کی تحقیق:

ع......جنات جنت میں جائیں گے یا نہیں؟، اس موضوع پر ایک حدیث تو ماقبل ابوامامہ کے حوالے سے ذکر کردی ہے کہ حوروں کے ترانے جنات وانسان سماعت کریں گے، ثابت ہوتا ہے کہ جنات جنت میں جائیں گے۔ مزید تحقیق درج ذیل ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی قاضی بیضاوی کے تفسیری نکات پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان ان سے پہلے انہیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ کسی جن نے (الرحمن: ۵٦)﴾ یعنی وہ حوریں (ازواج) جنہیں پہلے کسی انسان یا جن نے نہ چھُوا ہو، اس آیت میں دلیل ہے کہ جنات بھی جنت میں جماع کریں گے، اور کسائی نے اس کی قرائت میم کے ضمہ کے ساتھ طمُث سے کی ہے۔ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ انس وجن کی ازواج ہونگی نہ کہ حوریں، لیکن اس کا مخالف بھی لیا جاتا ہے۔ عربی میں الطمث کے معنی جماع لئے جاتے ہیں اور مراد اس سے چُھونا ہوتا ہے اور اس کی اصل خون کا نکلنا ہے اور اسی مناسبت سے حیض کو طمث کہا جاتا ہے، پھر اس کا اطلاق باکرہ عورتوں کے ساتھ جماع کی جانب کردیا گیا ہے جنہیں خون نکلتا ہے اور بعد میں ہر قسم کے جماع (باکرہ ہو یا غیر باکرہ) سب ہی سے جماع کی جانب اس کا اطلاق ہونے لگا، اس آیت میں یہ بھی دلیل ہے کہ جنتی جنت میں جن خواتین سے جماع کریں گے وہ باکرہ ہونگی اور یہ بھی دلیل ہے کہ جنات بھی جنت میں جماع کریں گے اور جنت میں داخل ہونگے۔ تاہم جس طرح انسانوں کا جنت میں داخلہ ہونا ہے اسی طرح جنات کا بھی ہوگا تا کہ جس طرح نافرمانوں کو جہنم میں جانا ہے اسی طرح نیکوں کو جنت میں جانا ممکن ہوجائے اور یہی صحیح ترین قول ''الانتصاف'' میں مذکور ہے۔ اور اس میں ان لوگوں کا رد کرنا مقصود ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ مومن جنات کو ثواب نہیں ملے گا بلکہ ان کی جزاء فقط ترک عقوبت (یعنی نافرمانی کا ترک کرنا ہے)، اور پھر انہیں مٹی کردیا جائے گا جیسا کہ دیگر حیوانات کے ساتھ ہونا ہے۔ اور یہ اس بارے میں دوسرا قول ہے۔ (حاشیۃ الشہاب، ج ۹، ص ۵۹)

علامہ آلوسی کہتے ہیں: اس آیت سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ جنات جنت میں داخل ہونگے اور انسانوں کی طرح جماع بھی کریں گے اور ان پر لعنتیں اسی طرح باقی رہیں گی جس طرح گناہگاروں پر عذاب ہوا کرتا ہے۔ اور یہی آیت کا ظاہر ہے جس کی جانب امام ابو

یوسف اور امام محمد گئے ہیں اور ابن ابی لیلی اور امام اوزاعی اور اکثر ائمہ کے نزدیک یہی مسئلہ ہے کہ جس طرح گناہ کا عذاب ہے اسی طرح نیکی کے انعام میں جنت ہے اور جنات کا جنت میں داخل ہونا اسی طرح ثابت ہے جیسا کہ انسان کا جنت میں داخل ہونا ثابت ہے۔اور امام ابوحنیفہ سے اس بارے میں تین روایات ہیں:(۱)...... جنات کے لئے کوئی ثواب متحقق نہیں ہوگا سوائے اس بات کے کہ انہیں جہنم کی آگ سے نجات دی جائے گی، پھر انہیں کہا جائے گا کہ مٹی ہوجاؤ جیسا کہ دیگر حیوانات مٹی ہوجائیں گے۔(۲)...... جنات کو جنت میں داخل ہونے کے بعد کسی اور قسم کا ثواب متحقق نہیں ہوگا۔(۳)...... امام صاحب نے اس مسئلے میں توقف ظاہر کیا ہے جیسا کہ امام کردری نے فرمایا ہے کہ اکثر اوقات امام صاحب یونہی فرماتے ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے جو کہ ''فتاوی ابی اسحٰق بن الصفار'' میں منقول ہے کہ ان کے لئے نہ تو جنت ہوگی اور نہ ہی جہنم بلکہ ان کا معاملہ اللہ ﷻ ہی کو معلوم ہے۔اور ایک قول کے مطابق جنات وسطِ جنت میں ہونگے اور ایک قول اعراف میں ہونے کا بھی ملتا ہے اور امام ضحاک کہتے ہیں کہ وہ اللہ ﷻ کی حمد وثناء میں ایسی لذت پائیں گے جیسا کہ انسان جنت میں جنتی انعام واکرام ملنے پر تلذذ حاصل کرے گا۔ (روح المعانی، الجزء:۲۷، ص ۱۶۹)

اغراض:

ای لکل منهم: یعنی ہر خوف رکھنے والے کیلئے دو جنتیں ہیں، مزید حاشیہ نمبر''ا'' میں دیکھیں۔قیامه بین یدیه: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ''المقام'' مصدر میمی بمعنی القیام ہے، دوسرا احتمال یہ ہے کہ المقام سے مراد اسم مکان ہے یعنی وہ مقام جہاں حساب کے لئے کھڑا ہونے کا خوف ہو، ایک احتمال یہ ہے کہ مصدر میمی بمعنی قیام اللہ علی الخلائق ہے، یعنی اللہ اپنی شان کے لائق مخلوق سے حساب کے لئے قیام کا معاملہ فرمائے گا۔

فترک معصیته: یعنی اللہ کا خوف رکھتے ہوئے نافرمانی کا ترک کرنا مراد ہے، اور نافرمانی کا ترک کرنا دو وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے ایک یہ کہ اللہ کے عذاب سے خوف ہو اور یہ عام لوگوں کا خوف ہے اور دوسرا یہ کہ اللہ کے ہیبت وجلال کا خوف ہو اور یہ خاص لوگوں کا خوف ہے۔اغصان: سے مراد درخت کی فروعات ہیں جو پتوں اور پھلوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔جمع فنن: دو اقوال میں سے ایک قول مراد ہے، اور ایک قول کے مطابق فن کی جمع سے مراد نوع اور شکل ہیں۔ فی الدنیا: یعنی دنیا میں موجود حنظل (اندرائن) کی مثل کوئی پھل جنت میں نہ ہوگا۔

ینـاله القائم: یعنی جنت کے درخت کو اللہ نے قریب بنایا یوں کہ قیام کرنے والا، بیٹھنے والا اور لیٹا ہوا بھی آسانی سے اِس تک پہنچ جاتا ہے، امام رازی کہتے ہیں کہ دنیا کے درختوں کے مقابلے میں باغِ جنت کے درخت سردار ہیں، اور اس کی تین وجوہات ہیں:(۱)...... دنیا میں انسان کا درخت سے ٹیک لگانا بعید از خیال معلوم ہوتا ہے جب کہ جنت میں ایسا ہوگا اور اس کے پھل بھی نزدیک ہونگے کہ لیٹنے والا بھی بآسانی حاصل کرلے، (۲)...... دنیا میں انسان پھل تک پہنچنے میں کوشش کرتا ہے جب کہ جنت میں ایسی مشقت نہ ہوگی۔(۳)...... دنیا میں انسان یا تو درخت سے دور ہے یا قریب لیکن جنت میں انسان پھل سے قریب ہی ہے۔

صفاء: یاقوت کے ساتھ تشبیہ دینا صفاء (صفائی یا سفید) کے اعتبار سے ہے نہ کہ حمرة (سرخ ہونے) کے اعتبار سے۔ای اللؤ لؤ بیاضا: یعنی مرجان کا اطلاق سرخ اور سفید دونوں اقسام کے موتی پر ہوتا ہے، لیکن یہاں سفید موتی مراد ہیں۔من شدة خضرتهما: یعنی بہت زیادہ سبزہ مراد ہے۔هما منها: سے ظاہر قول کے مطابق پھل مراد ہیں۔ (الصاوی، ج۶، ص۴ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی الله تعالی علی محمد

سورۃ الواقعہ مکیۃ الا "۸۱الایۃ" و "۳۹الایۃ" وھی ست او سبع او تسع و تسعون آیۃ

(سورۃ الواقعہ مکی ہے سوائے متذکرہ بالا دو آیات مبارکہ کے ،اس سورۂ مبارکہ کی کل ۹۶، ۹۷یا۹۹ آیات ہیں)

تعارف سورۃ الواقعۃ

اس سورت میں تین رکوع، چھیانوے آیتیں، ۳۷۸ کلمے اور ایک ہزار سات سو تین حروف ہیں۔ جب یہ سورت نازل ہوئی اس وقت لوگ قیامت کا انکار کرتے تھے وہ اسے محال اور خلاف عقل یقین کرتے تھے اسی لئے جو اس زمانہ سے پہلے نازل ہوتی تھیں ان میں قیامت کے بارے میں ہونے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی تھی اور اس سورت کا آغاز ہی قیامت کے ذکر سے ہورہا ہے نیز اس میں بتایا گیا کہ اس دن نوع انسانی تین گروہ میں تقسیم کردی جائے گی داہنی طرف والے اور بائیں طرف والے اور سبقت لے جانے والے۔ پہلے رکوع میں السابقون اور اصحاب الیمین کے حالات ذکر کئے گئے اور دوسرے رکوع میں اصحاب الشمال (بائیں طرف والے) کی خستہ حالی بیان کی گئی جسے پڑھ کر دل پرخوف طاری ہوجاتا ہے اور وجود باری تعالیٰ اور اس کی وحدانیت کے دلائل ایسے رنگ میں پیش کئے کہ جن کو تسلیم کرنے سے گریز نہیں کرسکتے اور آخری رکوع میں قرآن پاک کی حقانیت اور کلام الٰہی ہونے پر دلائل دیئے گئے ہیں۔ مواقع النجوم کی قسم اٹھا کر سامعین کو اس طرف متوجہ کیا جارہا ہے جس طرح اس بے نظیر نظام کا نظارہ تم اس دنیا میں کررہے ہو اسی طرح بے عدیل نظم و نسق اور ہر آیت کا ربط دوسری آیت سے تمہیں قرآن پاک میں بھی نظر آئے گا لیکن اس کے معانی اور معارف تک رسائی ہر شخص کا نصیب نہیں ہے۔ اس سورت کی عظمت وشان میں چند احادیث پیش نظر ہیں: حضرت ابن مسعود ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو شخص ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھتا ہے اسے فاقہ ہرگز نہ آئے گا''۔ (البیھقی، ابن عساکر)۔ حضرت انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی عورتوں کو سورہ واقعہ سکھاؤ کیونکہ یہ خوشحال کرنے والی سورت ہے'' (الفردوس بماثور الخطاب رقم: ۴۰۰۵)۔ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ﷺ نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ بوڑھے ہوگئے آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ﴿ھود﴾، ﴿الواقعۃ﴾، ﴿المرسلات﴾، ﴿عم یتسالون﴾ اور ﴿اذاالشمس کورت﴾ نے بوڑھا کردیا''۔ (سنن الترمذی، کتاب:تفسیر القرآن،باب:سورۃ الواقعۃ،رقم :۳۳۰۸،ص۹۴۶)

رکوع نمبر: ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اذا وقعت الواقعۃ (۱)﴾قَامَتِ الْقِیَامَۃُ﴿لیس لوقعتھا کاذبۃ (۲)﴾نَفْسٌ تُکَذِّبُ بِاَنْ تَنْفِیَھَا کَمَا نَفَتْھَا فِی الدُّنْیَا﴿خافضۃ رافعۃ (۳)﴾ھِیَ مُظْھِرَۃٌ لِخَفْضِ اَقْوَامٍ بِدُخُوْلِھِمَ النَّارِ وَلِرَفْعِ آخَرِیْنَ بِدُخُوْلِھِم الْجَنَّۃَ﴿اذا رجت الارض رجا (۴)﴾حُرِّکَتْ حَرْکَۃً شَدِیْدَۃً﴿وبست الجبال بسا (۵)﴾فُتِّتَتْ﴿فکانت ھباء﴾غُبَارًا﴿منبثا (۶)﴾مُنْتَشِرًا وَاِذَا الثَّانِیَۃُ بَدَلٌ مِنَ الْاُوْلٰی﴿وکنتم﴾فِی الْقِیَامَۃِ﴿ازواجا﴾اَصْنَافًا﴿ثلثۃ (۷)فاصحب المیمنۃ﴾وَھُمُ الَّذِیْنَ یُوْتُوْنَ کُتُبَھُمْ بِاَیْمَانِھِمْ مُبْتَدَأٌ خَبَرُہٗ﴿ما اصحب المیمنۃ (۸)﴾تَعْظِیْمٌ لِشَانِھِمْ بِدُخُوْلِھِمُ الْجَنَّۃَ﴿واصحب المشئمۃ﴾اَیِ الشِّمَالِ بِاَنْ یُّوْتٰی کُلٌّ مِنْھُمْ کِتَابَہٗ بِشِمَالِہٖ﴿ما اصحب المشئمۃ (۹)﴾تَحْقِیْرٌ لِشَانِھِمْ بِدُخُوْلِھِمِ النَّارَ﴿والسبقون﴾اِلَی الْخَیْرِ

وَهُمُ الْاَنْبِيَاءِ مُبْتَدَأٌ﴿السبقون (۱۰)﴾تَاكِيْدٌ لِتَعْظِيْمِ شَانِهِمْ وَالْخَبَرُ﴿اولئك المقربون (۱۱) في جنت النعيم (۱۲) ثلة من الاولين (۱۳)﴾مُبْتَدَأٌ اَىْ جَمَاعَةٌ مِنَ الْاُمَمِ الْمَاضِيَةِ﴿وقليل من الاخرين(۱۴)﴾مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَهُمُ السَّابِقُوْنَ مِنَ الْاُمَمِ الْمَاضِيَةِ وَهٰذِهِ الْاُمَّةُ وَالْخَبَرُ﴿على سرر موضونة(۱۵)﴾مَنْسُوْجَةٍ بِقُضْبَانِ الذَّهَبِ وَالْجَوَاهِرِ﴿متكئين عليها متقبلين (۱۶)﴾حَالَانِ مِنَ الضَّمِيْرِ فِى الْخَبَرِ﴿يطوف عليهم ولدان مخلدون (۱۷)﴾عَلٰى شَكْلِ الْاَوْلَادِ لَا يَهْرَمُوْنَ﴿باكواب﴾اَقْدَاحٍ لَاعُرٰى لَهَا﴿واباريق﴾لَهَا عُرًى وَخَرَاطِيْمُ﴿وكاس﴾اِنَاءِ شُرْبِ الْخَمْرِ﴿من معين (۱۸)﴾اَىْ خَمْرٍ جَارِيَةٍ مِنْ مَنْبَعٍ لَا يَنْقَطِعُ اَبَدًا﴿لا يصدعون عنها ولاينزفون (۱۹)﴾بِفَتْحِ الزَّاءِ وَكَسْرِهَا مِنْ نَزَفِ الشَّارِبِ وَاَنْزَفَ اَىْ لَا يَحْصِلُ لَهُمْ مِنْهَا صُدَاعٌ وَلَا ذِهَابُ عَقْلٍ بِخِلَافِ خَمْرِ الدُّنْيَا﴿وفاكهة مما يتخيرون(۲۰)ولحم طير مما يشتهون (۲۱) و﴾لَهُمْ لِلْاِسْتِمْتَاعِ﴿حور﴾نِسَاءٌ شَدِيْدَاتُ سَوَادِ الْعُيُوْنِ وَبَيَاضِهَا ﴿عين(۲۲)﴾ضِخَامُ الْعُيُوْنِ كُسِرَتْ عَيْنُهُ بَدَلُ ضَمِّهَا لِمُجَانَسَةِ الْيَاءِ وَمُفْرَدُهُ عَيْنَاءُ كَحَمْرَاءَ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِجَرِّ حُوْرٍ عِيْنٍ﴿كامثال اللؤلؤ المكنون (۲۳)﴾اَلْمَصُوْنِ﴿جزاء﴾مَفْعُوْلٌ لَهُ اَوْ مَصْدَرٌ وَالْعَامِلُ مُقَدَّرٌ اَىْ جَعَلْنَا لَهُمْ مَا ذُكِرَ لِلْجَزَاءِ اَوْ جَزَيْنَاهُمْ﴿بما كانوا يعملون(۲۴)لا يسمعون فيها﴾فِى الْجَنَّةِ﴿لغوا﴾فَاحِشًا مِنَ الْكَلَامِ﴿ولا تاثيما(۲۵)﴾اَىْ مَا يُوْثِمُ﴿الا﴾لٰكِنْ ﴿قيلا﴾قَوْلًا﴿سلما سلما (۲۶)﴾بَدَلٌ مِنْ قِيْلًا فَاِنَّهُمْ يَسْمَعُوْنَهُ﴿واصحب اليمين ما اصحب اليمين (۲۷)في سدر﴾شَجَرِ النَّبَقِ﴿مخضود (۲۸)﴾لَا شَوْكَ فِيْهِ﴿وطلح﴾شَجَرِ الْمَوْزِ﴿منضود (۲۹)﴾بِالْحَمْلِ مِنْ اَسْفَلِهٖ اِلٰى اَعْلَاهُ﴿وظل ممدود (۳۰)﴾دَائِمٍ﴿وماء مسكوب (۳۱)﴾جَارٍ دَائِمًا﴿وفاكهة كثيرة(۳۲)لا مقطوعة﴾فِىْ زَمَنٍ﴿ولا ممنوعة(۳۳)﴾بِثَمَنٍ﴿وفرش مرفوعة(۳۴)﴾عَلَى السُّرُرِ﴿انا انشانهن انشاء (۳۵)﴾اَىِ الْحُوْرَ الْعِيْنَ مِنْ غَيْرِ وِلَادَةٍ﴿فجعلنهن ابكارا (۳۶)﴾عَذَارٰى كُلَّمَا اَتَاهُنَّ اَزْوَاجُهُنَّ وَجَدُوْهُنَّ عَذَارٰى وَلَا وَجَعَ﴿عربا﴾بِضَمِّ الرَّاءِ وَسُكُوْنِهَا جَمْعُ عَرُوْبٍ وَهِىَ الْمُتَحَبِّبَةُ اِلٰى زَوْجِهَا عِشْقًا لَهٗ ﴿اترابا(۳۷)﴾جَمْعُ تِرْبٍ اَىْ مُسْتَوِيَاتٍ فِى السِّنِّ﴿لاصحب اليمين(۳۸)﴾صِلَةُ اِنْشَانَاهُنَّ اَوْ جَعَلْنَاهُنَّ ۔

﴿ترجمہ﴾

جب ہولے گی وہ ہونے والی (یعنی جب قیامت قائم ہو جائیگی ......۱......) اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی (یعنی کوئی جان اسے یوں نہ جھٹلا سکے گی جیسا کہ دنیا میں اس کا انکار کیا کرتی تھی ......۲......) پست کرنے والی بلند کرنے والی (ایک قوم کی ہستی دخول جہنم کے ذریعے ظاہر کرنے والی اور ایک قوم کی بلندی دخول جنت کے ذریعے ظاہر کرنے والی......۳......) جب زمین کانپے گی تھرتھرا کر (یعنی زمین شدید حرکت کرنے لگے گی) اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چورا ہو کر (بسا بمعنی فتتت ہے......۴......) تو وہ ہو جائیں گے غبار (''ھباء'' کا معنی غبار ہے) پھیلا ہوا (منبثا بمعنی منتشرا ہے، اور دوسرا ''اِذا'' پہلے والے ''اذا'' سے بدل بن رہا ہے) اور تم (قیامت میں) تین قسم کے ہو جاؤ گے (ازواجا بمعنی اصنافا ہے) تو دہنی طرف والے (یہ وہ لوگ ہوں گے جنہیں ان کے نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیئے جائیں گے، یہ مبتدا بن رہا ہے اس کی خبر مااصحب ہے......۵......) کیسے دہنی طرف

والے (ان کے داخل جنت ہونے کی وجہ سے ان کی تعظیم شان یوں بیان کی جا رہی ہے) اور جو سبقت لے گئے (بھلائی کی طرف اس سے مراد انبیاء کرام ہیں......٦......، یہ مبتدا بن رہا ہے) وہ تو سبقت لے ہی گئے (یہ تاکید ہے ان کی تعظیم شان کی، "والسابقون السابقون" کی خبر اولئک سے آ رہی ہے) وہی مقرب بارگاہ ہیں چین کے باغوں میں اگلوں میں سے ایک گروہ ("ثلة من الاولین" مبتدا ہے یعنی گزشتہ امتوں میں سے ایک جماعت) اور پچھلوں میں سے تھوڑے (یعنی امت محمدی ﷺ میں سے تھوڑے اور یہ امت گزشتہ امتوں پر سبقت لے جانے والی ہے، مبتدا کی خبر "علی سرر......الخ" سے آ رہی ہے، یہ امت) جڑاؤ تختوں پر ہوں گے ("موضونة" سے مراد یہ ہے کہ وہ سونے اور جواہرات کے تاروں سے بنے ہوئے ہوں گے) ان پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے ("متکئین" "متقبلین" یہ دونوں خبر کی ضمیر سے حال بن رہے ہیں) ان کے گرد لئے پھریں گے ہمیشہ اپنے والے لڑکے (یہ لڑکوں کی صورت میں رہیں گے بوڑھے نہیں ہوں گے......٧......) کوزے ("اکواب" بغیر ہتھے کے برتن کو کہتے ہیں) اور آفتابے ("اباریق" ہتھے اور ٹونٹی والے برتن یعنی صراحی کو کہتے ہیں) اور جام (یعنی شراب پینے کا برتن) اور آنکھوں کے سامنے بہتی شراب (یعنی چشمے سے بہنے والی شراب جو کبھی منقطع نہیں ہوگی......٨......) کہ اس سے نہ انہیں درد سر ہو اور نہ ہوش میں فرق آئے (یعنی اس کے پینے سے نہ انہیں درد سر ہوگا اور نہ ان کی عقل متاثر ہوگی بخلاف دنیاوی شراب کے "ینز فون" زاء مفتوحہ و مکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ نزف الشارب وانزف سے ماخوذ ہے) اور میوے جو پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں اور (ان کے لیے ان کے متمتع ہونے کے لیے) بڑی آنکھ والیاں (یعنی وہ عورتیں جن کی آنکھوں کی پتلیاں انتہائی سیاہ اور اس کے اردگرد کا حصہ شدید سفید ہوگا) بڑی آنکھوں والیاں ("عین" کا معنی بڑی آنکھوں والیاں ہے "عینه" میں "ع" کو ضمہ کے بجائے کسرہ دیا گیا ہے اس کے یاء سے مجانست رکھنے کی وجہ سے، "عین" کا مفرد عیناء بروزن حمراء ہے، ایک قرائت میں حورعین کو مجرور پڑھا گیا ہے) جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی (المکنون بمعنی المصون ہے......٩......) بدلہ ("جزاء" مفعول لہ ہے یا مصدر ہے جس کا عامل مقدر ہے، اصل میں یوں تھا "جعلنالهم" ماذکر لجزاء" یا "جزینا هم") ان کے اعمال کا اس میں (یعنی جنت میں) نہ سنیں گے لغو (یعنی فحش کلام) نہ گناہ گاری (یعنی گناہ گار کرنے والی شے......١٠......) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) یہ کہنا ہوگا سلام ("سلما" یہ "قیلا" سے بدل ہے کہ وہ سلام سنیں گے) اور دہنی طرف والے کیسے دہنی طرف والے بے کانٹوں کی بیریوں میں ("سدر" سے مراد بیری کا درخت ہے، مخضود کے معنی بے کانٹے کا ہونا) اور کیلوں کے گچھوں میں ("طلح" کیلے کے درخت کو کہتے ہیں "منضود" یعنی وہ گچھے نیچے سے اوپر تک تہہ بہ تہہ ہوں گے......١١......) اور ہمیشہ کے سائے میں (ممدود بمعنی دائم ہے) اور ہمیشہ جاری پانی میں (مسکوب کے معنی ہمیشہ جاری رہنے والا) اور بہت سے میووں میں جو نہ ختم ہوں (کسی زمانے میں) اور نہ روکے جائیں (ثمن کی وجہ سے) اور بلند بچھونوں میں (جو تختوں پر لگے ہوں گے) بیشک ہم نے ان کو (یعنی حوروں) کو اچھی اٹھان اٹھایا (بغیر ولادت کے انہیں پیدا کر کے) تو انہیں بنایا کنواریاں (یعنی جب بھی ان کے شوہر ان کے پاس جائیں گے تو انہیں کنوارا پائیں گے، ابکار کے معنی کنواریاں ہیں) اپنے شوہر پر پیاریاں ("عربا" کو راء مضمومہ و ساکنہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ "عروب" کی جمع ہے بمعنی اپنے شوہر سے عشق رکھنے کے سبب اس سے خوب محبت کرنے والیاں) ایک عمر والیاں ("اتراب" ترب کی جمع ہے بمعنی ایک عمر والیاں......١٢......) دہنی طرف والوں کے لیے (یہ انشاناهن یا جعلنا هن کا صلہ ہے) اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے ایک گروہ۔

﴿ترکیب﴾

﴿اذا وقعت الوقعة ليس لوقعتها كاذبة خافضة رافعة﴾

اذا: مضاف، وقعت الوقعة: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، لیس: فعل ناقص، لوقعتها: ظرف مستقر خبر مقدم، کاذبة: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ، خافضة: خبر "هي" مبتدا محذوف کیلئے، رافعة: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اذا رجت الارض رجا وبست الجبال بسا فكانت هباء منبثا﴾

اذا: مضاف، رجت الارض: فعل ونائب الفاعل، رجا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، بست الجبال بسا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ماقبل "اذا وقعت" سے بدل واقع ہے، ف: عاطفہ، كانت: فعل ناقص بااسم، هباء منبثا: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وكنتم ازواجا ثلثة فاصحب الميمنة ما اصحب الميمنة﴾

و: عاطفہ، كنتم: فعل ناقص بااسم، ازواجا ثلثة: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "رجت الارض" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ تعریفیہ، اصحب الميمنة: مبتدا، ما: استفهامیہ مبتدا، مقصود استفہام، التعظیم اصحب الميمنة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واصحب المشئمة ما اصحب المشئمة والسبقون السبقون اولئک المقربون في جنت النعيم﴾

و: عاطفہ، اصحب المشئمة: مبتدا، ما: استفہامیہ مبتدا، مقصود استفہام التحقیقیہ، اصحب المشئمة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، السبقون: مؤکد، السبقون: تاکید، ملکر مبتدا، اولئک المقربون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، في جنت النعيم: ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثلة من الاولين و قليل من الاخرين على سرر موضونة متكئين عليها متقبلين﴾

ثلة: موصوف، من الاولين: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، قليل: موصوف، من الاخرين: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر ذوالحال، متكئين عليها: شبہ جملہ حال اول، متقبلين: حال ثانی، ملکر مبتدا، على: جار، سرر موضونة: مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يطوف عليهم ولدان مخلدون باكواب واباريق وكاس من معين﴾

يطوف عليهم: فعل وظرف لغو، ولدان مخلدون: مرکب توصیفی فاعل، ب: جار، اكواب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اباريق: معطوف اول، و: عاطفہ، كاس: موصوف، من معين: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لايصدعون عنها ولا ينزفون وفاكهة مما يتخيرون﴾

لايصدعون عنها: فعل نفی مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، لاينزفون: فعل نفی مجہول، بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، فاكهة: موصوف، مما يتخيرون: ظرف مستقر صفت، ملکر ماقبل "كاس" پر معطوف ہے۔

﴿ولحم طير مما يشتهون وحور عين كامثال اللؤلؤ المكنون﴾

و: عاطفہ، لحم: مضاف، طير: موصوف، مما يشتهون: ظرف مستقر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر ماقبل "كاس" پر معطوف

ہے،و :عاطفہ،حور :موصوف،عین :صفت اول،کاف: جار،امثال اللولو المکنون: مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت ثانی،ملکر "لھم" خبر محذوف کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿جزاء بما کانوا یعملون لایسمعون فیھا لغوا و لا تاثیما الا قیلا سلما سلما﴾

جزاء: مصدر با فاعل،بما کانوا یعملون: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف "جزیناھم" کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ،لایسمعون: فعل نفی با فاعل،فیھا: ظرف لغو،لغوا: معطوف علیہ،و: عاطفہ،لا: نافیہ،تاثیما: معطوف،ملکر مستثنیٰ منہ،الا: حرف استثناء،قیلا: مبدل منہ،سلما سلما: مؤکد تاکید،ملکر بدل،ملکر مستثنیٰ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واصحب الیمین ما اصحب الیمین فی سدر مخضود وطلح منضود وظل ممدود وماء مسکوب وفاکھۃ کثیرۃ لامقطوعۃ ولا ممنوعۃ وفرش مرفوعۃ﴾

و: عاطفہ،اصحب الیمین: مبتدا،ما: استفہامیہ،اصحب الیمین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ خبر اول،فی: جار،سدر مخضود: معطوف علیہ،و: عاطفہ،طلح منضود: معطوف اول،و: عاطفہ،ظل ممدود: معطوف ثانی،و: عاطفہ،ماء مسکوب: معطوف ثالث،و: عاطفہ، فاکھۃ: موصوف، کثیرۃ: صفت،لا: نافیہ،مقطوعۃ: معطوف علیہ،و: عاطفہ،لا: نافیہ،ممنوعۃ: معطوف،ملکر صفت ثانی،ملکر معطوف رابع،و: عاطفہ،فرش مرفوعۃ: معطوف خامس،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا انشانھن انشاء فجعلنھن ابکارا عربا اترابا لاصحب الیمین﴾

انا: حرف مشبہ واسم،انشانھن: فعل با فاعل ومفعول،انشاء: مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف: عاطفہ،جعلنھن: فعل با فاعل ومفعول،ابکار: موصوف،عربا اترابا: صفتان،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ،لام: جار،اصحب الیمین: مجرور،ملکر ظرف لغو فعل مقدم "انشانھن" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قیامت کی نشانیاں:

۱...... محققین کہتے ہیں کہ قیامت کے وقت کو مخفی اس لئے رکھا گیا تا کہ لوگ اس سے خوف کرتے رہیں اور ڈرتے رہیں،اس لئے کہ جب لوگوں کو معلوم نہ ہوگا کہ قیامت کب آئے گی تو وہ خوف وامید اور اس دن کی ہولناکیوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہیں گے،پس یہ بات انہیں طاعت اور توبہ کی جانب مائل کرے گی اور نافرمانیوں پر زجر بھی کرے گی۔ (الخازن،ج۲،ص۲۷۸)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب قائم ہوگی؟ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم پر افسوس ہے تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی''؟ اس نے کہا کہ میں نے قیامت کے لئے اس کے سوا کوئی تیاری نہیں کی کہ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اس کے ساتھ رہوگے جس کے ساتھ محبت کرتے ہو''،ہم حاضرین نے پوچھا کہ ہم بھی اسی طرح ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''! تو ہم اس دن بہت زیادہ خوش ہوئے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب،باب مناقب عمر،رقم: ۳۶۸۸،ص۶۱۹)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں مسلمانوں سے گفتگو فرمارہے تھے کہ ایک دیہاتی آگیا اور اس نے کہا کہ قیامت کب آئے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام جاری رکھا،بعض کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کلام سن لیا اور اسے پسند نہیں فرمایا اور بعض کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کلام نہیں سماعت فرمایا،جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گفتگو ختم فرما چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

:''وہ شخص کہاں ہے جس نے قیامت سے متعلق سوال کیا تھا''، اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا:'' جب امانتیں ضائع ہونے لگے گی تو قیامت کا انتظار کرنا''، اس شخص نے پوچھا کہ امانت کیسے ضائع ہوگی؟ فرمایا:''جب منصب نااہل کے سپرد کردیا جائے گا تو تم قیامت کا انتظار کرنا''۔(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من سئل علما وھو مشتغل فی حدیثه، رقم: ۵۹، ص ۱۴)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول بی بی آمنہ کے گلشن کے مہکتے پھول ﷺ نے فرمایا:''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ حجاز مقدس سے ایک ایسی آگ نمودار نہ ہو جس سے بصری کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں''۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة، رقم: ۷۱۸۳، ص ۱۴۲۱)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تین جھوٹوں کا خروج نہ ہو جائے اور یہ تینوں جھوٹے یہ گمان کریں گے کہ وہ اللہ عزوجل کے رسول ﷺ ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة، رقم: ۷۲۳۶، ص ۱۴۲۹)

☆......حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ بالا خانے سے ہماری جانب متوجہ ہوئے اور ہم قیامت سے متعلق باہم گفتگو کر رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو: سورج مغرب سے طلوع ہوگا، یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کا نکلنا، تین جگہوں کا دھنس جانا ایک مشرق، دوسرا مغرب اور تیسرا جزیرۂ عرب، آگ عدن کے گڑھوں سے نکل کر لوگوں کو ہانکے گی، یا (فرمایا) جمع کرے گی جہاں وہ رات گزاریں گے وہ بھی رات گزارے گی اور جہاں وہ دوپہر کا قیلولہ کریں گے وہ بھی کرے گی''۔ (جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی الخسف، رقم: ۲۱۹۰، ص ۶۳۷)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:''قریب ہے کہ نہر فرات (نہر کوفہ) اپنے خزانے کھول دے تو جو بھی وہاں حاضر ہوگا اس (سونے کے) خزانوں سے کچھ بھی نہ لے گا''۔ (مشکوۃ المصابیح، باب اشراط الساعة، الفصل الاول، ص ۴۶۹)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں شہنشاہ دو جہاں مکی مدنی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ درندے انسانوں سے کلام نہ کرلیں، اور اس وقت تک کہ انسان سے اس کی چابک کی رسی کلام کرلے، اور جوتوں کے تسمے بھی کلام کریں گے، اور انسان کی ران اسے بتائے گی کہ اس کے جانے کے بعد اس کے گھر والوں نے کیا کام کیا''۔ (جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فکلام السباع، رقم: ۲۱۸۸، ص ۶۳۷)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں کہ میرے بعد کوئی ایسا نہ ہوگا جس نے حضور پرنور ﷺ سے یہ فرمان سنا ہو، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی نشانیاں ہیں کہ علم کم ہو جائے گا (یعنی علم اٹھ جائے گا)، جہالت ظاہر (عام) ہو جائے گی، زنا عام ہو جائے گا، عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی، مردوں کی تعداد میں کمی ہو جائے گی یہاں تک کہ ایک مرد کی کفالت میں پچاس پچاس عورتیں ہونگی۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم باب رفع العلم، رقم: ۸۱، ص ۱۹)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے، پھر جب وہ مغرب سے طلوع ہوگا تو سارے لوگ اسے دیکھ کر ایمان لے آئیں گے لیکن اس وقت کا ایمان لانا انہیں فائدہ نہ دے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے، اور قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ دو آدمیوں نے کسی چیز کو خریدنے کے لئے کپڑے پھیلائے ہونگے لیکن خریدنے اور کپڑوں کو لپیٹنے نہ پائیں گے اور قیامت یوں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص دودھ لے کر چلا ہوگا لیکن

اسے پینے نہ پائے گا اور قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ ایک آدمی جانوروں کو پانی پلانے کے لئے حوض پر لے جائے گا لیکن پلانے نہیں پائے گا اور قیامت یوں قائم ہوگی کہ ایک آدمی نے کھانے کے لئے لقمہ اٹھایا ہوگا مگر اسے کھانے نہیں پائے گا۔

(صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب ،رقم :٦٥٠٦،ص ١١٢٧)

☆......حضرت سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: "قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ اہل مسجد امامت کرنے کے لئے ایک دوسرے سے کہیں گے اور انہیں نماز پڑھانے کے لئے کوئی امام نہیں ملے گا۔

(سنن ابو داؤد، كتاب الصلاة، باب في كراهية التدافع، رقم:٥٨١، ص ١٢١)

☆......قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ حضرت مرداس اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "نیک لوگ ایک ایک کرکے چلے جائیں گے اور تلچھٹ یعنی بھوسی باقی رہ جائے گی جیسے جو کی بھوسی یا ردی کھجوریں باقی رہ جاتی ہیں۔

(صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب ذهاب الصالحين ،رقم:٦٤٣٤، ص ١١١٦)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مالک کون ومکاں مکی مدنی سلطان ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اس ذات پاک کی قسم! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک آدمی کسی آدمی کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا کاش اس کی جگہ میں ہوتا۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب شدة الزمان ،رقم:٤٠٣٧، ص ٦٦٧)

☆......حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: "میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ دین کے لئے قتال کرتی رہے گی اور اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی اور کسی کی مخالفت سے ان کو ضرر نہیں ہوگا حتی کہ ان پر قیامت آجائے گی اور اسی حال پر ہوں گے"، حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اللہ عزوجل ایک ہوا بھیجے گا جس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی اور اس کا مس ریشم کی طرح ہوگا اور جس شخص کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ اس کی روح قبض کرلے گی پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی"۔ (صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب قوله ﷺ، رقم: ٤٨٥٠، ص ٩٧٠)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ دو عظیم گروہوں میں جنگ عظیم نہ ہوجائے اور دونوں جماعتوں کا دعوی ایک ہی ہوگا اور قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ تیس دجالوں کا ظہور نہ ہوجائے اور یہ سارے ہی خود کو اللہ عزوجل کا رسول گمان کریں گے"۔

(صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة، رقم:٣٦٠٩، ص ٦٠٥)

☆......حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: "مہدی میری عترت سے اولاد فاطمہ سے ہوگا"۔ (مشكوة المصابيح، باب اشراط الساعة، الفصل الثاني، ص ٤٧٠)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ زمانہ متقارب نہ ہوجائے اور سال مہینے کی طرح گزرے، مہینہ ہفتے کی طرح، ہفتہ دن کی طرح، دن ایک گھنٹہ کی مانند، اور ایک گھنٹہ آگ کی چنگاری کی مانند گزر جائے گا۔ (جامع الترمذي، كتاب الزهد، باب ما جاء في تقارب، رقم:٢٣٣٩، ص ٦٧٧)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب میری امت پندرہ کاموں کو کرے گی تو ان پر مصائب کا آنا حلال ہوجائے گا"، حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ پندرہ کام کیا ہیں؟ جواباً ارشاد فرمایا: "جب مال غنیمت کو ذاتی دولت بنالیا جائے گا، اور امانت مال غنیمت بنالی جائے گی، زکاۃ کو جرمانہ سمجھ لیا جائے گا، جب لوگ اپنی بیویوں کی فرمانبرداری کریں

گے اور ماؤں کی نافرمانی کریں گے، دوست کے ساتھ تو بھلائی کریں گے اور باپ کے ساتھ برائی، مسجدوں میں آوازیں بلند کی جائیں گی، قوم کے ذلیل ترین شخص کو امام بنالیا جائے گا، جب کسی شخص کے شر کے ڈر سے اس کی عزت کی جائے گی، شراب پی جائے گی، ریشم پہنا جائے گا، گانے والیاں اور ساز رکھا جائے گا، امت کے آخری لوگ پہلوں کو گالی دیں گے، اس وقت میں تم سرخ آندھیوں، زلزلوں اور مسخ ہونے کے عذاب کا انتظار کرنا"۔ (جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامة، رقم: ۲۲۱۷، ص ۶۴۵)

☆.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک عرب کا حاکم وہ شخص نہیں ہوگا جو میرے اہل بیت سے ہے اس کا نام میرے نام کے مطابق یعنی محمد ہوگا" اور ایک روایت میں اس طرح ہے: "اگر دنیا میں سے صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ عزوجل اس دن کو اتنا لمبا کرے گا حتی کہ اس دن میں ایک شخص میرے اہل بیت سے مبعوث کرے گا جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا، وہ شخص زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھردے گا جس طرح وہ پہلے ظلم وجور سے بھری ہوئی تھی"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب المهدی، باب، رقم: ۴۲۸۲، ص ۷۹۶)

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ مال بہت زیادہ نہ ہو جائے حتی کہ ایک شخص مال کی زکوۃ لے کر نکلے اور اسے کوئی ایسا شخص نہ ملے جو اس کو قبول کرے جب تک کہ سرزمین عرب چراگاہوں اور نہروں والی نہ ہو جائے"۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب الترغیب فی الصدقة، رقم: ۲۲۲۸، ص ۴۶۰)

☆.....حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: "تخلیق آدم سے لیکر قیامت تک جو امر کبیر ہے وہ (خروج) دجال ہے"۔ (مشکوۃ المصابیح، باب علامات بین یدی الساعة، الفصل الاول، ص ۴۷۲)

☆.....حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "حضرت عیسی علیہ السلام زمین کی جانب نزول فرمائیں گے، وہ شادی کریں گے ان کی اولاد ہوگی، وہ پینتالیس ۴۵ سال عمر گزاریں گے پھر فوت ہونگے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کئے جائیں گے چنانچہ میں اور عیسی علیہ السلام ایک ہی قبر سے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان سے اٹھائے جائینگے۔

(مشکوۃ المصابیح، باب قرب الساعة، الفصل الثالث، ص ۴۸۰)

☆.....اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نے سید عالم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے اس دن میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن میں ان کی روح قبض کی جائے گی، اسی دن صور پھونکی جائے گی اور اسی دن میں صعقہ (گرج، آواز، موت) ہوگی تو تم اس دن میں مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(سنن نسائی، کتاب الجمعه، باب اکثار الصلاة، رقم: ۱۳۷۰، ص ۳۴۷)

جاننا چاہیے کہ ایسا شخص جسے کچھ علم نہ ہو، کیا قیامت کے بارے میں اتنی خبریں دے سکتا ہے؟ کیا ایسا ممکن ہے کہ جو نہ جانتے ہوئے بھی اتنا جانتا ہو کہ بغیر اس کے بتائے کسی کو اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہوتا ہو؟، جہاں سید عالم ﷺ نے یہ فرمایا: "کچھ نہیں جانتا" یا یہ فرمایا: "اے محبوب ﷺ ان لوگوں سے کہہ دو کہ قیامت کا علم تو اللہ کے پاس ہے اور وہ اسے اس کے وقت پر ظاہر کرے گا" یہ اس لئے تھا کہ یہ بات صاف طور پر ظاہر ہو جائے کہ یہود کا یہ کہنا کہ ہم قیامت کا علم رکھتے ہیں غلط ہے، اور یہ واضح ہو جائے کہ نبوت کے لوازم میں یہ بات شامل ہی نہیں کہ نبی قیامت کے بارے میں بتائے کہ وہ کب قائم ہوگی؟ ہاں ہم اہل ایمان یہ جانتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کو علم عطا فرمایا، جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کتنا عطا فرمایا، یہ دینے والا جانے اور جسے دیا گیا وہ جانے، ہمیں نا پ طول کرنے کی حاجت نہیں ہونی چاہیے۔ علامہ آلوسی کی ایک عبارت اس بارے میں ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ حضور ﷺ کو

اللہ ﷻ نے علم عطا فرمایا چنانچہ آپ ﴿ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الاقلیلا اور وہ تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ وہ میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا (الاسراء:۸۵)﴾ کے تحت فرماتے ہیں کہ فلم یقبض رسول اللہ ﷺ حتی علم کل شیء یمکن العلم بہ کما یدل علیہ ما اخرجہ الامام احمد و الترمذی یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو ہر اس چیز کا علم نہیں دے دیا جس کا علم دینا ممکن تھا اس بات پر امام احمد اور ترمذی کی تخریج کردہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۱۹۶)

قیامت کو جھٹلانا ممکن ھے یا نہیں!

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لیس لوقعتھا کاذبۃ اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی (الواقعۃ:۲)﴾ کے تحت قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں: لوقعتھا میں لام وقت کے لئے ہے اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ ایسا نہیں ہوگا کہ کوئی اللہ ﷻ پر جھوٹ بولے یا جس طرح اب وہ جھوٹ بولتا ہے اسی طرح اس وقت کی نفی کرنے میں جھوٹ بولے۔ یہ بھی جائز ہے کہ لوقعتھا میں لام اجلیہ ہو، اس صورت میں معنی یہ بنے گا کہ قیامت چونکہ قائم ہو چکی ہے اس لئے کوئی بھی جھوٹ نہیں بولے گا کیونکہ جس نے اس قیامت کے بارے میں خبر دی ہے اس نے سچ کہا یا ایسا کوئی نفس نہیں ہوگا جو انسان کو اس کی تکلیف برداشت کرنے کی ہمت دیدے۔ یہ بھی معنی ہو سکتا ہے کہ اس کے آنے کے معاملے میں کوئی جھوٹ نہیں بول سکتا کیونکہ یہ اٹل اور یقینی طور پر واقع ہونے والی چیز ہے۔ (المظھری، ج۷، ص۳)

خافضۃ رافعۃ کے معانی:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿خافضۃ رافعۃ بلند کرنے والی پست کرنے والی﴾ قیامت کا وقوع جس وقت ہوگا، اقوام دنیا کو پست کردے گی (یعنی زندگی ختم ہو جائے گی) اور جہنمیوں کو آگ کی جانب سختی سے دھکیلا جائے گا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ دنیا میں قومیں بلند کی جائیں گی اور اللہ ﷻ کی رحمت و جنت کی حقدار بنیں گی اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قریب والوں کے لئے پست اور دور والوں کے لئے بلند ہوگی۔ عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قیامت اللہ ﷻ کے دشمنوں کے لئے پستی کا پیش خیمہ بنے گی کہ وہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور اللہ ﷻ کے ولیوں کے لئے یہی قیامت بلند کرنے والی ہوگی یعنی ان کے جنت میں جانے کا سبب بن جائے گی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ قیامت میں آواز قریب و بعید سے سنی جائے گی، نافرمان پستی کی طرف یعنی عذاب الٰہی کی جانب دھکیل دیئے جائیں گے اور یہی قیامت اولیائے کرام کے لئے بلندی کا باعث بنے گی کہ ان کے لئے جنت میں داخلے کا سبب بن جائے گی۔

(الطبری، الجزء:۲۷، ص ۱۹۴)

پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا:

۴......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وبست الجبال بسا فکانت ھباء منبثا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چورا ہو کر تو ہو جائیں گے روزن کی دھوپ میں غبار کے باریک ذرے پھیلے ہوئے (الواقعۃ:۵تا۶)﴾۔ ابن عباس اور مجاہد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ بروز قیامت پہاڑوں کا حال ستو کی طرح ہو جائے گا کہ جب انہیں پیسا جاتا ہے تو ریزہ ریزہ ہو کر ایک دوسرے سے چمٹ جاتے ہیں، پہاڑ بھی ایسے ہی دکھائی دیں گے۔ جس طرح بکریوں کو چرانے کے لئے چلایا جاتا ہے اسی طرح قیامت میں پہاڑ بھی چلائے جائیں گے۔ جس کا بیان اللہ ﷻ نے یوں فرمایا: ﴿وسیرت الجبال......الخ پہاڑ چلائیں گے کہ ہو جائیں گے جیسے چمکتا ریتا دور سے پانی کا دھوکا دیتا (النباء:۲۰)﴾۔ اکثر مفسرین کے نزدیک پہاڑ مطلق غبار بن کر اڑنے لگیں گے، حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوگا

جیسے کہ سورج کی تیز شعائیں کسی جگہ میں داخل ہو کر اُسے منتشر کر رہی ہیں، اور اس حوالے سے آخری قول یہ ہے کہ گویا آگ میں مشتعل ہو رہی ہیں۔ (روح المعانی ،الجزء:۲۷،ص ۱۸٦)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''قوم مدینہ سے نکل کر یمن، شام اور عراق کی جانب ریزہ ریزہ ہو کر نکلے گی اور مدینہ ان کے لئے بہتر تھا اگر جان لیتے'' اور دوسری روایت میں ہے: ''تمہارے پاس اہل یمن ریزہ ریزہ ہونے کی صورت میں آئیں گے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الفضائل المدینۃ،باب من رغب عن المدینۃ، رقم:۱۸۷۵،ص ۳۰۲)

اصحاب المیمنۃ واصحب المشئمۃ سے مراد کون ہونگے؟

۵......حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے آپ کی اولاد کو نکالا گیا تھا تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کی دائیں جانب تھے۔ اللہ عزوجل نے انہی کے بارے میں فرمایا کہ یہ جنتی ہیں مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں کتاب دائیں ہاتھ میں دی جائے گی، ان تمام اقوام کی صورت میں یہ یمین سے مشتق ہیں جو یسار کی ضد ہے۔ ربیع اور حضرت بصری نے کہا کہ اس سے مراد برکت والے لوگ ہیں جن کی عمریں اللہ عزوجل کی طاعت میں گزری ہیں، اس صورت میں یہ لفظ یمین سے نکلا ہے جس کی ضد شوم ہے۔ ما اصحب المیمنۃ سے ان حضرات کی شان عظمت اور کمال برکت پر تعجب کا اظہار ہے۔

اصحب المشئمۃ سے مراد بائیں جانب والے ہیں۔ عرب بائیں جانب والوں کو شومی بھی کہتے ہیں اسی وجہ سے شام اور یمن کا نام بھی پڑا کیونکہ یمن مکہ مکرمہ کی دائیں جانب اور شام مکہ مکرمہ کے بائیں جانب میں واقع ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں بائیں جانب سے جہنم کی طرف لایا جائے گا یا جب حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد نکالی گئی تو اللہ عزوجل نے انہیں فرمایا یہ جہنمی ہیں اور مجھے کچھ پرواہ نہیں یا جنہیں نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا اس سے مراد وہ بدبخت لوگ ہونگے جن کی عمریں نافرمانی میں گزریں گی۔ مااصحاب المشئمۃ میں وہی تعبیر ہوگی جو ماقبل ہوئی۔ (المظھری، ج۷،ص ٤)

سبقت لے جانے والے لوگ کون ہونگے؟

٦......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿والسابقون السابقون اولئک المقربون اور جو سبقت لے گئے تو وہ سبقت ہی لے گئے (الواقعۃ: ١٠تا١١)﴾ ماقبل دو اقسام اصحب یمین وشمال سے متعلق کلام ہوا اور یہاں تیسری قسم جو سابقون المقربون یعنی سبقت کرنے والے مقربین کا بیان مقصود ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے احوال مشہور اور محاسن معروف ہوتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو ایمان لانے میں سبقت کریں، حق ظاہر ہونے پر فرمانبرداری میں سب سے نمایاں رہیں اور اسی سے سبقت زمانی جو کہ دنیاوی کمالات اور فضائل یقینیہ سے متعلق ہو مراد لی جاتی ہے یا اس سے مراد شرف ومنزلت میں دیگر لوگوں پر سبقت حاصل کرنا مراد ہے یا وہ لوگ مراد ہیں جو ثواب اور اعمال صالحہ کے ذریعے سبقت کرنے والے ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا: ﴿اولئک المقربون. وہی لوگ مقرب بارگاہ ہیں (الواقعۃ:١١)﴾ یہی لوگ مقربین ہوتے ہیں یعنی جن کے درجات اور مراتب بلند ہوا کرتے ہیں اور نفس پاک وصاف ستھرے ہوا کرتے ہیں، عرش الٰہی کا قُرب پاتے ہیں اور عرش الٰہی جنت کی چھت ہے اور یہ لوگ اپنے رب کے قرب کو حاصل کرنے میں سبقت لے جاتے ہیں جس میں ان کی اپنی ذات کے کمال کے مقابلے میں اللہ کے عظیم فضل، اس کی رحمت ہوتی ہے اور اللہ عزوجل جس پر چاہے اپنی رحمت فرمائے۔ ساتھ ہی اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فی جنت النعیم جنت کے باغوں میں (الواقعۃ:١٢)﴾۔ جن کے مقام ومنزلت کا یہ حال ہو وہ یقیناً جنت ہی کا حقدار ہوا کرتا ہے۔ (روح البیان، ج۹،ص ۳۷٦)

صدرالافاضل فرماتے ہیں: یہ لوگ جن کا ماقبل ذکر ہوا دخول جنت میں سبقت کرنے والے ہیں، حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ وہ ہجرت میں سبقت کرنے والے ہیں کہ آخرت میں جنت کی طرف سبقت کریں گے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ اسلام کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ وہ مہاجرین وانصار ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی۔ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ سابقین اگلوں میں سے بہت ہیں اور پچھلوں میں سے تھوڑے اور اگلوں سے مراد یا پہلی اُمتیں ہیں، زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد تک کی، جیسا کہ اکثر مفسرین کرام کا قول ہے لیکن یہ قول انتہائی ضعیف ہے اگر چہ مفسرین کرام نے وجوہ ضعف کے اعتبار سے بہت سی توجیہات بھی بیان کی ہیں۔قول صحیح تفسیر میں یہ ہے کہ اگلوں سے امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پہلے لوگ مہاجرین وانصار میں سے جو سابقین اولین ہیں وہ مراد ہیں اور پچھلوں سے ان کے بعد والے مراد ہیں اور احادیث سے بھی ان کی تائید ہوتی ہے۔حدیث مرفوع میں ہے کہ اولین وآخرین یہاں اسی امت کے پہلے اور پچھلے ہیں اور یہ بھی مراد ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دونوں گروہ میری ہی امت کے ہیں“۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر: ۱۱،۱۲)

جنت میں خادمین لڑکوں کا بیان:

۷......کلبی کہتے ہیں کہ جنت میں جنتی جس قسم کے تخت پر ٹیک لگائے جلوہ افروز ہونگے وہ تین سو ذراع طویل ہونگے اور مرد وزن ایک دوسرے کے مقابل تشریف فرماں ہونگے، پس جب کوئی شخص یہ آرزو کرے گا کہ اپنی زوجہ کے پاس جا کر بیٹھے تو تخت گویا کہ نیچے کی جانب جھکے گا اور وہ اس پر بیٹھے گا، پھر تخت اپنی سابقہ کیفیت پر دوبارہ بلند ہوجائے گا۔اور یہ تخت سونے، ہیرے، جواہرات، یاقوت اور زبرجد سے مرصع ہونگے۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یطوف علیھم ولدان مخلدون ان کے گرد لئے پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے (الواقعہ:۱۷)﴾۔ایسے غلمان (یعنی لڑکے) جنہیں موت نہ آئے گی، مجاہد کہتے ہیں کہ جنہیں بڑھاپا نہ آئے اور نہ ہی ان کے چہرے متغیر ہوں۔حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مراد وہ لڑکے ہیں جو ہمیشہ (زندہ) رہیں گے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ غلمانِ جنت (اچھا) کلام کریں گے اور یہ جنت میں انعامات واکرام بھی پائیں گے۔ایک قول یہ ہے کہ جو شخص خیر کا کوئی ایک نیا طریقہ رائج کرے، اللہ عزوجل اُس کے لئے جنت میں جگہ بنائے گا اور غلمانِ جنت اس کی خدمت پر متعین ہونگے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسن بصری کا قول ہے کہ یہاں ولدان سے مراد ولدان مسلمین ہیں یعنی مسلمانوں کے چھوٹے کم سن بچے جن کے نہ تو گناہ ہوتے ہیں اور نہ ہی نیکیاں۔اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مشرکین کے چھوٹے بچے جو کم سنی میں مرجائیں وہ جنت میں خادمین کی حیثیت سے خدمتگار ہونگے۔حسن کہتے ہیں مراد وہ ہیں جن کی نہ تو نیکیاں ہوں جس پر انہیں جزا دی جائے اور نہ ہی گناہ ہوں جس پر مواخذہ کیا جائے، پس انہیں جنتیوں کی خدمت کے لئے معمور کیا جاتا ہے اور مقصود اس سے اہل جنت پر سرور ونعمت کی فراوانی کرنا ہے، اور انسان پر نعمت کا تعلق غلام باندیوں اور خادمین سے مکمل ہوا کرتا ہے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷،ص ۱۷٤ وغیرہ)

جنت کی نہ ختم ہونے والی بہتی شراب:

۸......جنت میں شراب نہروں سے جاری ہوگی، اور یہ دنیاوی شراب کی مانند نہیں ہوگی کہ تکلیف وبیماری میں مبتلا کردے بلکہ یہ بہت زیادہ مقدار میں چشموں اور نہروں میں بہے گی۔اس شراب میں نشہ بھی نہ ہوگا یعنی انسان کی عقل اسے پینے کے بعد سلامت ہی رہے گی یا اِسے پینے کے بعد انسان بے عقل ہوجائے کہ یہ عقل کو خراب کردے جیسا کہ دنیاوی شراب میں ہوا کرتا ہے۔(روح البیان، ج۹،ص ۳۸۱)

موتی نما آنکھوں والی حوریں:

۹......حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ﴿کامثال اللؤلؤ المکنون جیسے چھپے رکھے ہوئے

موتی (الواقعۃ:۲۳) ﴾ کے بارے میں استفسار کیا تو آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: ''یہ حوریں سیپ سے نکلے ہوئے موتی کی مانند ہونگی جنہیں پہلے کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہو''۔ مجاہد کہتے ہیں کہ حور عین زعفران سے تخلیق کی گئی ہیں۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۲۰۸)

☆......حضرت ابو امامہ ﷛ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی جنت میں داخل ہوگا، اس کا نکاح بہتر ۷۲ بیویوں سے کرایا جائے گا، دو بڑی آنکھوں والی حوریں ہونگی اور باقی ستر بیویاں اُسے دوزخیوں کی میراث سے ملیں گی، ان میں سے ہر بیوی محل شہوت ہوگی اور ان سے اپنی خواہش پوری کرنے میں اہل جنت کو کسی قسم کا ضعف وتھکاوٹ نہیں ہوگی''۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب صفۃ الجنۃ، رقم:۴۳۳۷، ص ۷۲۰)

جنت میں لغویات اور گناہ نہ ہونے کا بیان:

۱۰......اللہ ﷯ نے فرمایا: ﴿لا یسمعون فیھا لغوا ولا تاثیما اس میں نہ سنیں گے کوئی بیکار بات نہ گنہگاری (الواقعۃ:۲۵) ﴾ یعنی جنتی کا کلام لغو نہ ہوگا، ایسا کلام جو بے معنی ہو یا حقیر کلام یا ضعیف کلام ہو، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ گناہ پر مشتمل کلام نہ ہوگا۔ (ابن کثیر، ج۴، ص ۳۴۰)

امام رازی کہتے ہیں: جنت میں ایسا کلام نہ سنا جائے گا کہ جو عظیم فائدہ سے خالی اور اس میں لذت زیادہ ہو اور لغویات سے قریب ہو بلکہ جنتی ایک دوسرے کو سلامتی کی دعائیں دیں گے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۴۰۱)

جنت میں کیلے کے گچھوں کا بیان:

۱۱......اللہ ﷯ نے فرمایا: ﴿وطلح منضود اور کیلے کے گچھوں میں (الواقعۃ:۲۹) ﴾، ایک سوال ہوتا ہے کہ الطلح کیا ہے؟، ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد کیلے کا درخت ہے۔ اور یہ سوال کیا جائے کہ المنضود سے کیا مراد ہے؟ ہم اس کا جواب یہ دینگے کہ مراد پتے اور پھل ہیں، اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد پتے ہیں، اور ظاہر یہ ہے کہ کیلے کے درخت کے پتے اوپر سے نیچے تک ایک دوسرے کے ساتھ تہہ در تہہ ہوتے ہیں، جیسا کہ گیہوں کے درخت کے پتے ہوتے ہیں کہ ایک جھڑتے ہیں تو اس کی جگہ دوسرے آجاتے ہیں، اور اسی طرح گنے کے پتے ہوتے ہیں۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ بہت پتوں اور وافر پھل والا کیلے کا درخت۔ اور جنت کے درختوں کے سائے نا ختم ہونے والے ہونگے، انسان اس سے مستفیض ہوتا ہی رہے گا۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۴۰۵)

عربا اترابا کی تحقیق:

۱۲......اللہ ﷯ نے فرمایا: ﴿فجعلنھن ابکارا عربا اترابا تو انہیں بنایا کنواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں انہیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں (الواقعۃ:۳۶،۳۷) ﴾۔ یہ بنی آدم کی عورتیں ہونگی جو دنیا میں تمہاری ازواج ہونگی اللہ ﷯ نے انہیں تمہارے لئے باکرہ بنایا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ﴿عربا اترابا ﴾ کے معنی المَلِقَة (جماع کے حوالے سے فائدہ مند ہونا) ہے۔ انہی سے ایک قول یہ بھی ہے کہ بہت زیادہ محبت کرنے والیاں مراد ہیں۔ انہی سے ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد اہل عرب کی وہ خواتین ہوتی ہیں جو اپنے شوہروں سے بہت زیادہ محبت رکھتی ہیں۔ اہل عرب یہ خطاب اُس عورت کو دیتے ہیں جو اپنے شوہر سے بہت زیادہ محبت کرتی ہوں۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۲۱۸ وغیرہ)

اغراض:

قامت القیامۃ: قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ لخفض اقوام: یعنی حسی اعتبار سے اور معنوی اعتبار سے، پس جنتی حسی اور معنوی اعتبار سے بلند ہونگے اور جہنمی بھی اسی اعتبار سے پست ہونگے اور بلندی اور پستی کی نسبت حسی اور معنوی اعتبار سے کرنا فعل کی

اُس کے محل اور زمانے کے اعتبار سے ہے۔ **حرکت حرکۃ شدیدۃ:** جیسا کہ بچہ اپنے جھولے میں روتا بلکتا ہے اور جھولے سے نیچے آجاتا ہے پس یہی حال زمین کا ہوگا کہ اس کی کپکپاہٹ سے زمین پر موجود سب چیزیں مثلاً پہاڑ وغیرہ ٹوٹ پھوٹ جائیں گے اور ایک اضطراب برپا ہو جائے گا۔

منتشرا: بغیر ہوا کے ہر چیز منتشر ہو جائے گی، جیسا کہ سورج کی روشنی جب کسی سوراخ میں داخل ہوتی ہے تو وہ چھوٹے چھوٹے نظر آتے ہیں۔ **تعظیم لشانھم:** اللہ کے فرمان: ﴿ما اصحب المیمنۃ ﴾، ﴿ما اصحب المشئمۃ ﴾ میں استفہام دونوں مقامات پر دونوں کی شان بیان کرنے کی غرض سے ہے، پس ''اصحب المیمنۃ '' میں حسنِ حال کی رعایت اور ''اصحاب المشئمۃ'' میں سوءِ حال کی مناسبت کی وجہ سے ہے۔

بان یوتی کتابہ بشمالہ: یہ مفسرین کرام کے اقوال میں سے ایک قول ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ دائیں والوں کو نامۂ اعمال اُن کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جو کہ نوید جنت ہوگا اور بائیں والوں کے ساتھ برخلاف معاملہ کیا جائے گا۔

ھم الانبیاء: یہ ﴿السبقون ﴾ کے بارے میں ایک قول ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ظہور حق کے بعد ایمان و طاعت کی جانب بڑھنے والے لوگ مراد ہیں، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو خیرات کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔

وھم السابقون: سے مراد امت محمدیہ ہے، یعنی حضرات انبیائے کرام پر ایمان لانے اور ان کے ایمان پر مجتمع ہونے میں، اس لئے کہ مومنین حضرات انبیائے کرام پر ایمان لانے میں کثیر جماعت میں جمع ہوگئے، اور محمد عربی ﷺ پر ایمان لانے میں دیگر مجموعی اعتبار سے حضرات انبیائے کرام پر ایمان لانے میں کم ہیں لیکن یہ قول امت محمدیہ کے جنتی ہونے کے وصف کے منافی نہیں ہے اور یہ قول حضرات انبیائے کرام کے روبرو حاضر ہو کر ایمان لانے کے لئے جمع ہونا مراد نہیں ہے بلکہ جب یہ جان لیا تو اب مفسرین کے قول جو ابھی سابق میں بیان ہوئے غیر واضح شمار ہونگے، پس مناسب یہ ہوگا کہ یوں کہا جائے: ''ہر نبی کی امت میں سے خیر کی طرف سبقت کرنے والے''، اور بعض مفسرین نے متذکرہ خطاب کو اِس آیت کے ساتھ ملایا ہے، ﴿وکنتم ازواجا ثلاثۃ﴾ اور تین ازواج سے مراد، ایک امت محمدیہ، دوسرے اہلِ یمین یعنی دیگر امتوں میں ایمان والے اور دوسرے اہلِ شمال یعنی کفار مراد ہیں اور اس فرمان: ﴿ثلۃ من الاولین﴾ سے اِس اُمت کے اوائل سے کثیر جماعتیں ہیں اور ﴿قلیل من الآخرین ﴾ سے مراد وہ ہیں جو اِس امت کے اوائل کے بعد ہوئیں اگرچہ وہ بھی اپنی ذات کے اعتبار سے بہت زیادہ تعداد میں ہوں، ہوسکتا ہے کہ یہ تفسیر زیادہ قریب بامعنی ہو۔

علی شکل الاولاد: یہاں جنت میں موجود خادمین کا بیان کرنا مقصود ہے، ان کی تخلیق جنت میں پہلے ہوگئی جیسا کہ حور عین ہوئیں، یہ دنیا میں اولاد کی مثل نہیں ہیں بلکہ ان کی جانب اولاد کی نسبت فقط مشاکلت کی وجہ سے کی گئی ہے جیسا کہ مفسر نے افادہ بیان کیا ہے، اور یہی صحیح قول ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جنت کے خادمین سے مراد مومنین کے مرجانے والے بچے ہونگے، کافروں کے بچوں کے بارے میں بھی یہی قول ملتا ہے، اور اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔

لا یھرمون: اللہ کے فرمان: ﴿مخلدون ﴾ کی تفسیر ہے، معنی یہ ہے کہ متذکرہ ولدانِ جنت ہمیشہ طراوت (تروتازگی) اور نعمت میں ہونگے جس طرح دنیا میں بچہ بڑا ہوتا ہے اور بوڑھا ہو جاتا ہے ایسا معاملہ نہیں ہوگا۔

لا عری لھا: یعنی ایسے آفتابے مراد ہیں جن کے پکڑنے کی کوئی جگہ خاص نہ ہو، جہاں سے چاہیں پکڑ سکیں۔

شدیدات سواد العیون: یہ ﴿عین﴾ کی جملہ تفاسیر میں سے ایک ہے، پس ان حوروں کی آنکھیں سخت کالی ہونگی اور انکے جسم انتہائی سفید اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جس طرح ان کے جسم انتہائی سفید ہونگے بالکل اسی طرح ان کی آنکھیں بھی انتہائی سیاہ ہونگی۔

بدل من قیلا: یا ﴿قیلا﴾ کی صفت ہوگی، معنی یہ ہے کہ جنتی ایک دوسرے کو سلام سلام کہیں گے۔
فانهم یسمعونه: یعنی جنتی اللہ اور فرشتوں کی طرف سے سلامتی کی ندائیں سنیں گے اور ایک دوسرے کو بھی اسی کلام سے یاد کریں گے۔
جار دائما: سے مراد سطح زمین ہے نہ کہ زمین کے اندر کا حصہ۔
ای الحور العین من غیر ولادۃ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿انشاناهن﴾ میں موجود ضمیر ''الحور العین'' کی جانب عائد ہے جیسا کہ ماقبل گزر چکا اور یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے جب کہ دوسرا قول یہ ہے کہ ضمیر ''نساء الدنیا'' کی جانب عائد ہے اور معنی ﴿انشاناهن﴾ بمعنی اعدنا انشاء هن ہے، اور اس کی تائید حضرت ام سلمہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے سید عالم ﷺ سے اسی آیت کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: ''اے ام سلمہ! جو خواتین دنیا میں بوڑھی، جن کے آدھے بال سفید اور آدھے سیاہ، آنکھ میں کیچڑ والی رخصت ہوجاتی ہیں اللہ انہیں پھر سے جوان کردے گا، جب بھی ان کے پاس ان کے خاوند آئیں گے وہ انہیں باکرہ ہی پائیں گے''، پس جب بی بی عائشہ نے یہ سنا تو عرض گزار ہوئیں اور بوڑھیاں؟ فرمایا: ''اے عائشہ! وہاں بوڑھیاں نہیں ہونگی (یعنی جنت میں لوگ جوان ہوجائینگے)''، انسب دلیل یہ ہے کہ ضمیر مذکورہ بالا ''الحور العین'' اور ''نساء الدنیا'' دونوں کی جانب راجع ہو۔ (الصاوی، ج۶، ص ۴۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

وهُم ﴿ثلة من الاولین (۳۹) وثلة من الاخرین (۴۰) واصحب الشمال ما اصحب الشمال (۴۱) فی سموم﴾ رِیْحٍ حَارَّةٍ مِنَ النَّارِ تَنفُذُ فِی الْمَسَامِ ﴿وحمیم (۴۲)﴾ مَاءٍ شَدِیْدِ الْحَرَارَةِ ﴿وظل من یحموم (۴۳)﴾ دُخَانٍ شَدِیْدِ السَّوَادِ ﴿لا بارد﴾ كَغَیْرِهِ مِنَ الظِّلَالِ ﴿ولا کریم (۴۴)﴾ حُسْنِ الْمَنْظَرِ ﴿انهم کانوا قبل ذلک﴾ فِی الدُّنْیَا ﴿مترفین (۴۵)﴾ مُنَعَّمِیْنَ لَایَتْعَبُوْنَ فِی الطَّاعَةِ ﴿وکانوا یصرون علی الحنث﴾ اَلذَّنْبِ ﴿العظیم (۴۶)﴾ اَیِ الشِّرْکِ ﴿وکانوا یقولون ائذا متنا وکنا ترابا وعظاما ء انا لمبعوثون (۴۷)﴾ فِی الْهَمْزَتَیْنِ فِی الْمَوْضَعَیْنِ التَّحْقِیْقِ وَتَسْهِیْلِ الثَّانِیَةِ وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَیْنَهُمَا عَلَی الْوَجْهَیْنِ ﴿او اباؤنا الاولون (۴۸)﴾ بِفَتْحِ الْوَاوِ لِلْعَطْفِ وَالْهَمْزَةِ لِلْاِسْتِفْهَامِ وَهُوَ فِی ذٰلِکَ وَفِیْمَا قَبْلَهُ لِلْاِسْتِبْعَادِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِسُکُوْنِ الْوَاوِ عَطْفًا بِاَوْ وَالْمَعْطُوْفُ عَلَیْهِ مَحَلُّ اِنَّ وَاِسْمُهَا ﴿قل ان الاولین والاخرین (۴۹) لمجموعون الی میقات﴾ لِوَقْتِ ﴿یوم معلوم (۵۰)﴾ اَیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ﴿ثم انکم ایها الضالون المکذبون (۵۱) لاکلون من شجر من زقوم (۵۲)﴾ بَیَانٌ لِلشَّجَرِ ﴿فمالئون منها﴾ مِنَ الشَّجَرِ ﴿البطون (۵۳) فشاربون علیه﴾ اَیِ الزَّقُّوْمِ الْمَاکُوْلِ ﴿من الحمیم (۵۴) فشاربون شرب﴾ بِفَتْحِ الشِّیْنِ وَضَمِّهَا مَصْدَرٌ ﴿الهیم (۵۵)﴾ اَلْاِبِلِ الْعُطَّاشِ جَمْعُ هَیْمَانَ لِلذَّکَرِ وَهَیْمٰی لِلْاُنْثٰی کَعَطْشَانَ وَعَطْشٰی ﴿هذا نزلهم﴾ مَا اُعِدَّلَهُمْ ﴿یوم الدین (۵۶)﴾ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ﴿نحن خلقنکم﴾ اَوْجَدْنَاکُمْ عَنْ عَدَمٍ ﴿فلولا﴾ هَلَّا ﴿تصدقون (۵۷)﴾ بِالْبَعْثِ اِذِ الْقَادِرُ عَلَی الْاِنْشَاءِ قَادِرٌ عَلَی الْاِعَادَةِ ﴿افرئیتم ما تمنون (۵۸)﴾ تُرِیْقُوْنَ الْمَنِیَّ فِیْ اَرْحَامِ النِّسَاءِ ﴿ء انتم﴾ بِتَحْقِیْقِ الْهَمْزَتَیْنِ وَاِبْدَالِ الثَّانِیَةِ اَلِفًا وَتَسْهِیْلِهَا وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَیْنَ الْمُسَهَّلَةِ وَالْاُخْرٰی وَتَرْکِهِ فِی الْمَوَاضِعِ الْاَرْبَعَةِ ﴿تخلقونه﴾ اَیِ الْمَنِیَّ بَشَرًا ﴿ام نحن

الخالقون (۵۹) نحن قدرنا ﴿بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ﴾ بينكم الموت وما نحن بمسبوقين (۶۰) ﴿بِعَاجِزِيْنَ﴾ على ﴿عَنْ﴾ ان نبدل ﴿نَجْعَلَ﴾ امثالكم ﴿مَكَانَكُمْ﴾ وننشئكم ﴿نَخْلُقُكُمْ﴾ في ما لا تعلمون (۶۱) ﴿مِنَ الصُّوَرِ كَالْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ﴾ ولقد علمتم النشاة الاولى ﴿وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِسُكُوْنِ الشِّيْنِ﴾ فلولا تذكرون (۶۲) ﴿فِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ الثَّانِيَةِ فِي الْاَصْلِ فِي الذَّالِ﴾ افرء يتم ما تحرثون (۶۳) ﴿تُثِيْرُوْنَ الْاَرْضَ وَتُلْقُوْنَ الْبَذْرَ فِيْهَا﴾ ء انتم تزرعونه ﴿تُنْبِتُوْنَهُ﴾ ام نحن الزارعون (۶۴) لو نشاء لجعلناه حطاما ﴿نَبَاتًا يَابِسًا لَاحَبَّ فِيْهِ﴾ فظلتم ﴿اَصْلُهُ ظَلِلْتُمْ بِكَسْرِ اللَّامِ فَحُذِفَتْ تَخْفِيْفًا اَيْ اَقَمْتُمْ نَهَارًا﴾ تفكهون (۶۵) ﴿حُذِفَ مِنْهُ اِحْدَى التَّائَيْنِ فِي الْاَصْلِ تَعْجَبُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ وَتَقُوْلُوْنَ﴾ انا لمغرمون (۶۶) ﴿نَفَقَةُ زَرْعِنَا﴾ بل نحن محرومون (۶۷) ﴿مَمْنُوْعُوْنَ رِزْقَنَا﴾ افرء يتم الماء الذي تشربون (۶۸) ء انتم انزلتموه من المزن ﴿اَلسَّحَابِ جَمْعُ مُزْنَةٍ﴾ ام نحن المنزلون (۶۹) لو نشاء جعلناه اجاجا ﴿مِلْحًا لَايُمْكِنُ شُرْبُهُ﴾ فلولا ﴿فَهَلَّا﴾ تشكرون (۷۰) افرء يتم النار التي تورون (۷۱) ﴿تَخْرُجُوْنَ مِنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ﴾ ء انتم انشاتم شجرتها ﴿كَالْمَرْخِ وَالْعَفَارِ وَالْكَلْخِ﴾ ام نحن المنشئون (۷۲) نحن جعلنها تذكرة ﴿لِنَارِ جَهَنَّمَ﴾ ومتاعا ﴿بُلْغَةً﴾ للمقوين (۷۳) ﴿لِلْمُسَافِرِيْنَ مِنْ اَقْوَى الْقَوْمِ اَيْ صَارُوْا بِالْقَوَى بِالْقَصْرِ وَالْمَدِّ اَيِ الْقَفْرِ وَهُوَ مَفَازَةٌ لَا نَبَاتَ فِيْهَا وَلَا مَاءَ﴾ فسبح ﴿نَزِّهْ﴾ باسم ﴿زَائِدٌ﴾ ربك العظيم (۷۴) ﴿اَيِ اللّٰهِ﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے جلتی ہوا (''سموم'' جہنم کی وہ گرم ہوا جو کہ گناہ گاروں کے مسام میں نفوذ کر جائیگی) اور کھولتے پانی میں (''حمیم'' انتہائی گرم پانی) اور سیاہ دھویں کی چھاؤں میں (یحموم انتہائی سیاہ دھوئیں کو کہتے ہیں) جو نہ ٹھنڈی (دیگر اشیاء کے سایوں کی طرح) اور نہ عزت کی (کہ دیکھنے میں بھلی لگے......۱......) بیشک وہ اس سے پہلے (دنیا میں) نعمتوں میں تھے (وہ ہمارے اطاعت گزار نہیں تھے، مترفین بمعنی منعمین ہے) اور اس بڑے گناہ (یعنی شرک) پر مصر تھے (الحنث کے معنی گناہ ہے) اور کہتے تھے کیا جب ہم مرجائیں اور ہڈیاں مٹی ہوجائیں تو کیا ضرور ہم اٹھائے جائیں گے......۲......(''ء اذا'' اور ''ء انا'' دونوں کلمات ہمزہ کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل اور ان دونوں کے درمیان دونوں صورتوں میں الف داخل کرنے کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی (''او'' میں واؤ مفتوحہ عطف کے لیے اور ہمزہ استفہام کے لیے ہے اس مقام میں اور ما قبل مقام میں استفہام استبعاد کے لیے ہے، ایک قرائت میں ''او'' میں واؤ ساکن ہے اس صورت میں یہ عطف ''او'' کے ساتھ ہوگا اور معطوف علیہ ''ان'' اور اس کے اسم کا محل ہوگا) تم فرماؤ بیشک سب اگلے اور پچھلے ضرور اکٹھے کیے جائیں گے ایک جانے ہوئے دن (یعنی بروز قیامت) کے وقت کے لیے (میقات کے معنی وقت ہے) پھر بیشک تم اے گمراہو جھٹلانے والوں ضرور تھوہڑ کے پیڑ میں سے کھاؤ گے (''شجر من زقوم'' میں ''من زقوم'' شجر کا بیان ہے) پھر اس سے (یعنی اس درخت سے) پیٹ بھرو گے پھر اس پر (یعنی اس کھائے گئے زقوم پر) کھولتا پانی پیو گے پھر ایسا پیو گے جیسے سخت پیاسے اونٹ پئیں (''ھیم'' پیاسے اونٹوں کو کہتے ہیں......۳......یہ ''ھیمان'' کی جمع ہے ھیمان مذکر کے لیے اور ھیمی مونث کے لیے ہے جیسا کہ عطشان مذکر اور عطشی

مونث کے لیے ہے) یہ ان کی مہمانی ہے (جوان کے لیے تیار کی گئی ہے) انصاف کے دن (یعنی قیامت کے دن) ہم نے تمہیں پیدا کیا (یعنی تمہیں ہم عدم سے وجود میں لائے) تو تم کیوں نہیں تصدیق کرتے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی کہ جو ابتداء پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے) تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو (عورتوں کے رحم میں، تمنون کے معنی منی گرانا ہے) کیا تم (''ء انتم'' یہ مذکورہ چاروں مقامات میں دونوں ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کو الف سے تبدیل کرنے کے ساتھ اور ہمزہ مسہلہ اور غیر مسہلہ کے درمیان الف داخل کرنے کے ساتھ اور ترک الف کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اس سے (یعنی منی سے) بناتے ہو (آدمی) یا ہم بنانے والے ہیں اور ہم نے ٹھہرایا (''قدرنا'' فعل کو مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) تم میں مرنا اور ہم اس سے ہارے نہیں (یعنی ہم عاجز نہیں ہیں اس سے) کہ تم جیسے اور بدل دیں (تمہاری جگہ) اور تمہیں (یعنی تمہاری صورتوں کو) وہ بنا دیں جس کی تمہیں خبر نہیں (جیسا کہ بندر اور خنزیر) اور بیشک تم جان چکے ہو پہلی اٹھان (''النشاۃ'' کو ایک قرائت میں شین ساکنہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) پھر کیوں نہیں سوچتے (''تذکرون'' یہاں اصل میں دوسرا تاء کا ذال میں ادغام کیا گیا ہے) تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو (یعنی زمین کو نرم کر کے اس میں بیج ڈالتے ہو) تو کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو (تم اس کھیتی کو اگاتے ہو) یا ہم بنانے والے ہیں ہم چاہیں تو اسے پامال کر دیں (خشک گھاس کر دیں جس میں کچھ اناج نہ ہو......۴......) تو تم دن میں ہو جاؤ (''ظلتم'' اصل میں لام مکسورہ کے ساتھ ظللتم تھا، لام کو تخفیفاً حذف کر دیا گیا ہے، ظللتم بمعنی اقمتم نہارا ہے) تعجب کرتے (اس سے ''تفکھون'' کی دو تاء میں سے ایک کو حذف کر دیا گیا ہے، اور کہتے ہو) کہ ہم پر چٹی پڑی (ہماری کھیتی کے خرچے کی) بلکہ ہم بے نصیب رہے (ہم سے رزق روک دیا گیا ہے) تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتارا (''المزن'' مزنۃ کی جمع ہے بمعنی بادل) یا ہم ہیں اتارنے والے ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں (کہ اسے پینا بھی ممکن نہ رہے، اجاجا کے معنی کھاری ہے) پھر کیوں نہیں شکر کرتے (لو لا بمعنی ھلا ہے) تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو (جسے تم سبز پیڑ سے نکالتے ہو......۵......) کیا تم نے اس کا پیڑ (جیسا کہ مرخ اور عفار وغیرہ) پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے ہم نے اسے (نار جہنم کا) یادگار بنایا اور مسافروں کا فائدہ جنگل میں (متاعا بمعنی بلغۃ ہے، المقوین بمعنی المسافرین ہے، ''مقوین'' اقوی القوم سے ماخوذ ہے بمعنی صاروا بالقوی ''القوی'' کو مد اور قصر کے ساتھ پڑھا گیا ہے، قوی بمعنی قضر ہے، یعنی وہ میدان جس میں نہ کچھ نباتات ہو اور نہ پانی) تو تم پاکی بولو (یعنی تنزیہہ بیان کرو) اپنے عظمت والے رب (اللہ عزوجل) کی (''باسم ربک'' میں لفظ اسم زائدہ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین﴾

ثلۃ: موصوف، من الاولین: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ثلۃ: موصوف، من الاخرین: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر ''ھم'' مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واصحب الشمال ما اصحب الشمال فی سموم وحمیم وظل من یحموم لابارد ولا کریم﴾

و: مستانفہ، اصحب الشمال: مبتدا، ما: استفہامیہ مبتدا، اصحب الشمال: خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر اول، فی: جار، سموم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، حمیم: معطوف اول، و: عاطفہ، ظل: موصوف، من یحموم: ظرف مستقر صفت اول، لا: نافیہ، بارد: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا کریم: معطوف، ملکر صفت ثانی، ملکر معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿انھم کانوا قبل ذلک مترفین وکانوا یصرون علی الحنث العظیم﴾

انهم: حرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص باواؤضمیر ذوالحال، قبل ذلک: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم، مترفین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، یصرون علی الحنث العظیم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وكانوا يقولون ائذا متنا وكنا ترابا وعظاما ء انا لمبعوثون اواباونا الاولون﴾

و: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، یقولون: قول، همزه: حرف استفہام، اذا: مضاف، متنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کنا ترابا وعظاما: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "نبعث" کیلئے ظرف، ملکر مقولہ اول، همزه: حرف استفہام، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، مبعوثون: اسم مفعول واؤضمیر ومعطوف علیہ، همزه: حرف استفہام، و: عاطفہ، اباونا الاولون: مرکب توصیفی معطوف، ملکر نائب الفاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ان الاولين والاخرين لمجموعون الى ميقات يوم معلوم﴾

قل: قول، ان: حرف مشبہ، الاولین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الاخرین: معطوف، ملکر اسم، لام: تاکیدیہ، مجموعون: اسم مفعول بانائب الفاعل، الی: جار، میقات یوم معلوم: مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ثم انكم ايها الضالون المكذبون لاكلون من شجر من زقوم فمالئون منها البطون﴾

ثم: عاطفہ، انکم: حرف مشبہ واسم، ایها الضالون المکذبون: نداء، لام: تاکیدیہ، اکلون: اسم فاعل بافاعل، من: جار، شجر: موصوف، من زقوم: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، مالئون منها: اسم فاعل بافاعل وظرف لغو، البطون: مفعول، ملکر شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿فشاربون عليه من الحميم فشاربون شرب الهيم﴾

ف: عاطفہ، شاربون: اسم فاعل و"هم" ضمیر مستقر ذوالحال، علیه: ظرف مستقر حال، من الحمیم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر ماقبل "لاكلون من شجر" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، شاربون: اسم فاعل بافاعل، شرب الهیم: مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ ماقبل "لاكلون" پر معطوف ہے۔

﴿هذانزلهم يوم الدين نحن خلقنكم فلولا تصدقون﴾

هذا: مبتدا، نزلهم: ذوالحال، یوم الدین: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، نحن: مبتدا، خلقنکم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، لولا: حرف تحضیض بمعنی، لاتصدقون: فعل نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افرء يتم ما تمنون ء انتم تخلقونه ام نحن الخالقون﴾

همزه: حرف استفہام، ف: عاطفہ، رایتم: فعل بافاعل، ما تمنون: موصول صلہ، ملکر مفعول اول، همزه: حرف استفہام، انتم: مبتدا، تخلقونه: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ام منقطعہ بمعنی بل، نحن: مبتدا، الخالقون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿نحن قدرنا بينكم الموت وما نحن بمسبوقين على ان نبدل امثالكم وننشئكم فى ما لاتعلمون﴾

نحن: اسم، قدرنا: فعل بافاعل، بینکم: ظرف، الموت: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، نحن: اسم، ب: زائد، مسبوقین: اسم فاعل بافاعل، علیا: جار، ان: مصدریہ، نبدل امثالکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ننشئکم فی ما لاتعلمون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد علمتم النشاۃ الاولی فلولا تذکرون﴾

و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، علمتم: فعل بافاعل، النشاۃ الاولی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، لولا: حرف تحضیض، تذکرون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افرء یتم ما تحرثون ء انتم تزرعونہ ام نحن الزرعون﴾

ہمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، رایتم: فعل بافاعل، ما تحرثون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ء: حرف استفہام، انتم: مبتدا، تزرعونہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ام: عاطفہ منقطعہ بمعنی بل، نحن الزرعون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لو نشاء لجعلنہ حطاما فظلتم تفکھون انا لمغرمون بل نحن محرومون﴾

لو: شرطیہ، نشاء: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، جعلنہ حطاما: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، ظلتم: فعل ناقص بااسم، تفکھون: فعل واؤضمیر ذوالحال، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، مغرمون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، بل: عاطفہ، نحن: مبتدا، محرومون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر قول محذوف "قائلین" کیلئے مقولہ، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افرء یتم الماء الذی تشربون ء انتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون﴾

ہمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، رایتم: فعل بافاعل، الماء: موصوف، الذی تشربون: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول اول، ہمزہ: حرف استفہام، انتم: مبتدا، انزلتموہ من المزن: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ام: عاطفہ، نحن: مبتدا، المنزلون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لونشاء جعلنہ اجاجا فلولا تشکرون﴾

لو: شرطیہ، نشاء: جملہ فعلیہ شرط، جعلنہ اجاجا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، لولا: حرف تحضیض، تشکرون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افرء یتم النار التی تورون ء انتم انشاتم شجرتھا ام نحن المنشئون﴾

ہمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، رایتم: فعل بافاعل، النار: موصوف، التی تورون: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول اول، ہمزہ: حرف استفہام، انتم: مبتدا، انشاتم شجرتھا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ام: عاطفہ منقطعہ، نحن المنشئون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿نحن جعلنھا تذکرۃ ومتاعا للمقوین فسبح باسم ربک العظیم﴾

نحن: مبتدا، جعلنھا: فعل بافاعل ومفعول، تذکرۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، متاعا: موصوف، للمقوین: ظرف مستقر صفت، ملکر

معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف فصیحیہ، سبح: فعل امر با فاعل، باسم ربک العظیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان عرفت هذه العوارف والالاء الباهرة" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

جهنم کے چھاؤں کا بیان:

۱۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وظل من يحموم لا بارد ولا كريم اور جلتے دھوئیں کی چھاؤں میں جو نہ ٹھنڈی نہ عزت کی (الواقعة:٤٤تا٤٤)﴾۔ یعنی سخت کالا دھواں، اہل عرب ہر اُس چیز کے لئے جو سیاہ ہو اس طرح کے جملے کہتے ہیں جیسے اسود يحموم۔ حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ اس سے مراد جہنم کا دھواں ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سائے میں ٹھنڈک نہ ہوگی بلکہ یہ گرم ہوگا جو کہ جہنم کی بھڑکتی آگ سے پیدا شدہ ہوگا، اور نہ ہی صحت افزاء ہوگا کہ کوئی اس کے سائے میں کچھ نفع اٹھا سکے۔ اور اہل عرب ہر اُس چیز کے لئے جو صحت افزاء و نفع بخش نہ ہو یونہی کلام کرتے ہیں جیسا کہ ناقص اور ناپسندیدہ کھانے کے بارے میں کہا جاتا ہے: "ما هذا الطعام بطيب ولا كريم"۔ اور اسی طرح ناپسندیدہ گوشت کے بارے میں کہا جاتا ہے: "ما هذا اللحم بسمين ولا كريم"، اور اسی طرح ایسے گھر کے بارے میں کہا جاتا ہے جو صاف ستھرا نہ ہو: "ما هذه الدار بنظيفة ولا كريمة"۔ اسی قسم کی تاویلات اہل تاویل نے یہاں فرمائی ہیں۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۲۲۵)

بعث بعد الموت:

۲۔۔۔۔۔اس موضوع پر اگرچہ ہم نے کئی مقامات پر کلام کیا ہے لیکن یہاں ہم فقط چار عقائد اس موضوع سے متعلق بیان کریں گے: (۱)۔۔۔۔۔حشر صرف روح کا نہیں، بلکہ روح و جسم دونوں کا ہے، جو کہے صرف روحیں اُٹھیں گی، جسم زندہ نہ ہونگے وہ بھی کافر ہے۔ (۲)۔۔۔۔۔دنیا میں جو روح جس جسم کے ساتھ متعلق تھی اُس روح کا حشر اُسی جسم میں ہوگا، یہ نہیں کہ کوئی نیا جسم پیدا کر کے اس کے ساتھ روح متعلق کر دی جائے۔ (۳)۔۔۔۔۔جسم کے اجزاء اگرچہ مرنے کے بعد متفرق ہو گئے اور مختلف جانوروں کی غذا بن گئے ہوں، مگر اللہ عزوجل ان سب اجزاء کو جمع فرما کر قیامت کے دن اٹھائے گا، قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں، ناختنہ شدہ اٹھیں گے، کوئی پیدل، کوئی سوار، اور ان میں بعض تنہا سوار ہونگے اور بعض پر دو، تین، چار یا دس سوار سواری کریں گے۔ کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدان حشر کو جائے گا۔ کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے اور کسی کو آگ جمع کرے گی۔ (۴)۔۔۔۔۔ یہ میدان حشر ملکِ شام کی زمین میں قائم ہوگا، زمین ایسی ہموار ہوگی کہ ایک کنارہ پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے، اُس دن زمین تانبے کی ہوگی اور آفتاب ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ (بہار شریعت مخرجہ، ج۱، حصہ:۱، ص ۱۳۰ وغیرہ)

جهنم کے پانی سے هیم کی مثال:

۳۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فشاربون شرب الهيم پھر ایسا ہو گے جیسے پیاسے اونٹ پئیں (الواقعة:۵۵)﴾۔ حضرت ابن عباس، مجاہد، عکرمہ اور ضحاک رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ مراد وہ اونٹ ہے جسے پیاس کی بیماری لگ گئی ہو، حتی کہ اسی بیماری میں وہ مر جائے یا وہ جو بہت زیادہ پانی پیئے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۷، ص ۲۰۷)

امام قرطبی کہتے ہیں: حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ مراد ایسا پیاسا ہونا ہے جو ریگستان میں سخت پیاس کے عالم میں پانی پیتا ہے، اور دوسرا قول وہی ذکر کیا ہے جو ہم نے ماقبل روح المعانی کے حوالے سے نقل کر دیا ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۷، ص ۱۸۵)

حطاما فظلتم تفکھون کے معانی:

۴......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لو نشاء لجعلنه حطاما فظلتم تفکھون﴾ ہم چاہیں تو اسے پامال کردیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ (الواقعۃ:۶۵) ﴾۔ یعنی تمہارے کھیتوں کو خشک ریزہ ریزہ کردیں جو نہ کھانے پکانے کے کام آسکیں اور نہ ہی کسی اور قسم کی منفعت تمہارے لئے باقی رہے۔ اور تم اپنی بُری حالت پر تعجب کرتے رہو اور کھیتیوں کے اچھے حال کو بُرے میں تبدیل ہوتا دیکھ کر تعجب کرو اور نادم ہو کہ تمہارا سب کچھ بیکار ہو گیا اور تمہیں تمہاری معصیت کی وجہ سے نقصان برداشت کرنا پڑا اور پھر تم باتیں بناتے رہو۔

(روح البیان، ج۹، ص ۳۹۵)

آگ اور سبز پیڑ کی مناسبت:

۵......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿افرء یتم النار التی تورون ءانتم انشاتم شجرتھا ام نحن المنشئون﴾ تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے (الواقعۃ:۷۱تا۷۲) ﴾۔ تورون بنا ہے وری سے ، جس کے معنی ہیں آگ کا جلنا سلگنا، چقماق سے آگ کا روشن ہونا۔ ماضی میں لوگ درختوں کو جلایا کرتے تھے، پھر کچھ ترقی ہوئی تو کوئلہ ایجاد ہوا اور لوگوں نے کوئلے سے یہی منفعت حاصل کرنا شروع کردی، بعد میں جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا چلا گیا لوگوں نے طرح طرح سے نئے طریقے ایجاد کرلئے۔ آج عموماً گھروں میں گیس کے چولھے اور دیا سلائی کا استعمال ہوتا ہے۔ لیکن گاؤں، گوٹھ اور قبائلی علاقوں میں اس وقت بھی کہیں نہ کہیں پُرانے طریقے رائج ہیں اور لوگ اب بھی آگ کے حصول کے لئے اس قسم کے طریقے حاصل کرتے رہتے ہیں۔

اغراض:

وھم: سے ''اولین و آخرین'' میں اختلاف کا بیان مقصود ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس امت کے اوائل میں سے صحابہ کرام ، تابعین اور تبع تابعین مراد ہیں، اور آخرین میں ان کے بعد جو بھی قیامت تک آئیں گے وہی مراد ہیں اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ''اولین'' سے سابقہ امتیں اور ''آخرین'' سے موجودہ امت مراد ہے۔ تنفذ فی المسام: یعنی ایسی گرم ہوائیں مراد ہیں جو انسان کے بدن میں چلی جائیں۔ لا یتعبون فی الطاعۃ: یعنی وہ لوگ جنہوں نے طاعت کو ترک کردیا اور حرام معاملات کی لذتوں میں جا پڑے اور جب حلال ذرائع اور طاعت کی لذت حاصل ہو تو ایسی لذت قابل ضرر نہیں ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿قل من حرم زینۃ اللہ﴾۔ بیان للشجر: یعنی اللہ کے فرمان: ﴿لاکلون من شجر من زقوم﴾ میں ''من'' بیانیہ ہے، اور ایک قول کے مطابق من ابتدائیہ غایت کے لئے یا زائدہ ہے۔

من الشجر: مونث کی ضمیر کا اعادہ کیا، اس لئے کہ ''الشجر'' اسم جنس ہے جو کہ مذکر و مونث دونوں ہوسکتا ہے۔

بالبعث: سے مراد مرنے کے بعد کی زندگی ہے۔ فی المواضع الاربعۃ: میں چار مقامات پر ہمزہ کا بیان کرنا مقصود ہے، جو کہ یہ ہیں: ﴿ءانتم تخلقونه﴾، ﴿ءانتم تزرعونه﴾، ﴿ءانتم انزلتموه من المزن﴾، ﴿ءانتم انشاتم شجرتھا﴾۔

تثیرون الارض: مفسر نے ''الحرث'' کی تفسیر معنی لغوی کی رعایت کے لئے دو امور کے مجموعے سے کردی ہے، اس لئے کہ ''البذر'' یعنی دانہ، زمین کے اثر کو قبول کرتا ہے اور مناسب یہ تھا کہ مفسر ''البذر'' کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے یوں کہتے: ''کیا تم نے دانے کو دیکھا جسے تم زمین میں بوتے ہو، تو کیا تم اُس دانے سے کھیت اُگاتے ہو''۔

نباتا یابسا لا حب فیه: یعنی اس اگنے والے کھیت اور باغات کو ایسا خشک کردیا جو نہ تو آدمی کے کھانے کے قابل رہے اور نہ ہی دیگر

کسی کے لئے۔ لا یمکن شربہ: مرادوہ کھیت ہے جو قابل نفع نہ ہو۔ من الشجر الاخضر: یا اس کے علاوہ کوئی اور درخت، اور یہاں ''الشجر الاخضر'' اس لئے کہا گیا ہے تاکہ اللہ کی عظیم قدرت پر دلیل ہوجائے۔

کالمرخ والعفار: اس پر ماقبل سورۃ یٰس میں کلام ہو چکا ہے، اور بہر حال ''الکلخ'' بلادِ مغرب اور شام میں مشہور و معروف ہے، اور اس درخت کے دو اجزاء کو لے کر باہم رگڑنے سے آگ نکلتی ہے۔

من اقوی القوم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿للمقوین﴾ اُن مسافروں کو کہتے ہیں جو ''قوی'' میں اپنے ڈیرے ڈالتے ہیں اور یہاں ''قــوی'' سے مراد ایسی زمین ہے جو چٹیل ہو، بے آباد اور آبادی بہت دور ہو۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہاں عمومی معنی مراد ہے یعنی فقیر جو مال سے خالی ہو اُسے بھی ''مقو'' کہتے ہیں اور غنی جو اپنے ارادے پر قوت رکھتا ہو۔ معنی یہ ہے کہ ہم نے آیت میں مذکور درختوں کو اغنیاء، فقراء، مسافرین اور حاضرین سب کے لئے نفع بخش کر دیا۔ (الصاوی، ج٦، ص٥٢ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٦

﴿فلا اقسم﴾ لَا زَائِدَةٌ ﴿بموقع النجوم(٧٥)﴾ بِمَسَاقِطِهَا لِغُرُوْبِهَا ﴿وانه﴾ اَيِ الْقَسَمُ بِهَا ﴿لقسم لوتعلمون عظیم (٧٦)﴾ اَیْ لَوْ كُنْتُمْ مِنْ ذَوِی الْعِلْمِ لَعَلِمْتُمْ عِظَمَ هٰذَا الْقَسَمِ ﴿انه﴾ اَيِ الْمَتْلُوُّ عَلَيْكُمْ ﴿لقران كريم(٧٧) فی كتب﴾ مَكْتُوْبٌ ﴿مكنون (٧٨)﴾ مَصُوْنٌ وَهُوَ الْمُصْحَفُ ﴿لا يمسه﴾ خَبَرٌ بِمَعْنَى النَّهْيِ ﴿الا المطهرون (٧٩)﴾ اَيِ الَّذِيْنَ طَهَّرُوْا اَنْفُسَهُمْ مِنَ الْاَحْدَاثِ ﴿تنزيل﴾ مُنَزَّلٌ ﴿من رب العلمين (٨٠) افبهذا الحديث﴾ اَلْقُرْاٰنِ ﴿انتم مدهنون(٨١)﴾ مُتَهَاوِنُوْنَ مُكَذِّبُوْنَ ﴿وتجعلون رزقكم﴾ مِنَ الْمَطَرِ اَیْ شُكْرَهٗ ﴿انكم تكذبون(٨٢)﴾ بِسَقْيَا اللّٰهِ حَيْثُ قُلْتُمْ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا ﴿فلو لا﴾ فَهَلَّا ﴿اذا بلغت﴾ الرُّوْحُ وَقْتَ النَّزْعِ ﴿الحلقوم(٨٣)﴾ وَهُوَ مَجْرَى الطَّعَامِ ﴿وانتم﴾ يَا حَاضِرِيَ الْمَيِّتِ ﴿حينئذ تنظرون(٨٤)﴾ اِلَيْهِ ﴿ونحن اقرب اليه منكم﴾ بِالْعِلْمِ ﴿ولكن لا تبصرون (٨٥)﴾ مِنَ الْبَصِيْرَةِ اَیْ لَا تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ ﴿فلو لا﴾ فَهَلَّا ﴿ان كنتم غير مدينين (٨٦)﴾ مَجْزِيِّيْنَ بِاَنْ تُبْعَثُوْا اَیْ غَيْرَ مَبْعُوْثِيْنَ بِزَعْمِكُمْ ﴿ترجعونها﴾ تَرُدُّوْنَ الرُّوْحَ اِلَى الْجَسَدِ بَعْدَ بُلُوْغِ الْحُلْقُوْمِ ﴿ان كنتم صدقين(٨٧)﴾ فِيْمَا زَعَمْتُمْ فَلَوْلَا الثَّانِيَةُ تَاكِيْدٌ لِّلْاُوْلٰى وَاِذَا ظَرْفٌ لِتَرْجِعُوْنَ اَلْمُتَعَلِّقُ بِهِ الشَّرْطَانِ وَالْمَعْنٰى هَلَّا تَرْجِعُوْنَهَا اِنْ نَفَيْتُمُ الْبَعْثَ صَادِقِيْنَ فِیْ نَفْيِهٖ اَیْ لِيَنْتَفِیْ عَنْ مَحَلِّهَا الْمَوْتَ ﴿فاما ان كان﴾ اَلْمَيِّتُ ﴿من المقربين(٨٨) فروح﴾ اَیْ فَلَهٗ اِسْتِرَاحَةٌ ﴿وريحان﴾ رِزْقٌ حَسَنٌ ﴿وجنت نعيم (٨٩)﴾ وَهَلِ الْجَوَابُ لِاَمَّا اَوْ لِاِنْ اَوْ لَهُمَا اَقْوَالٌ ﴿واما ان كان من اصحب اليمين(٩٠) فسلم لك﴾ اَیْ لَهُ السَّلَامَةُ مِنَ الْعَذَابِ ﴿من اصحب اليمين(٩١)﴾ مِنْ جِهَةِ اَنَّهٗ مِنْهُمْ ﴿واما ان كان من المكذبين الضالين(٩٢) فنزل من حميم(٩٣) وتصلية جحيم(٩٤) ان هذا لهو حق اليقين(٩٥)﴾ مِنْ اِضَافَةِ الْمَوْصُوْفِ اِلٰى صِفَتِهٖ ﴿فسبح باسم ربك العظيم(٩٦)﴾ تَقَدَّمَ.

﴿ترجمہ﴾

تو مجھے قسم ہے (''لا اقسم'' میں ''لا'' زائدہ ہے) ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں (یعنی تاروں کے غروب ہونے کی جگہ

کی......۱......)اور بیشک وہ (یعنی یہ قسم یاد فرمانا) بڑی قسم ہے اگر تم سمجھو (یعنی اگر تم ذوالعقول ہو تو تم سمجھ جاؤ گے کہ یہ عظیم قسم ہے) بیشک وہ (جو تم پر تلاوت کیا جاتا ہے) عزت والا قرآن ہے لکھوب (کتاب بمعنی مکتوب ہے) محفوظ میں (مراد اس سے مصحف ہے) اسے نہ چھوئیں (لایمسہ خبر کے معنی نہی ہے) مگر مطہر (جو کہ اپنی جانوں کو احداث سے پاک کر لیتے ہوں......۲......) اتارا ہوا ہے (تنزیل کے معنی منزل ہے) سارے جہاں کے رب کا تو کیا اس بات سے (یعنی قرآن پاک سے) تم سستی کرتے ہو (اور اسے جھٹلاتے ہو، مدھنون بمعنی متھاونون ہے) اور تم اپنے رزق (یعنی بارش) کو (یعنی بارش آنے پر شکر کرنے کو) جھٹلاتے ہو (اللہ ﷻ کے سیراب کرنے کو، یوں کہ تم کہتے ہو کہ فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ہے) تو کیا نہ ہوا (لولا بمعنی ھلا ہے) جب (روح وقت نزع) گلے تک پہنچے (''حلقوم'' کھانے کی نالی کو کہتے ہیں) اور تم (اے میت کے پاس موجود لوگوں) اس وقت دیکھ رہے ہو (میت کی طرف) اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں (علم کے اعتبار سے) تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں (یعنی تمہیں اس کا علم نہیں ''لاتبصرون'' بصیرۃ سے ماخوذ ہے) تو کیوں نہ ہوا (لولا بمعنی ھلا ہے) اگر تمہیں بدلہ ملنا نہیں (مرنے کے بعد زندہ کر کے یعنی جیسا کہ تمہارا گمان ہے کہ تم نہیں اٹھائے جاؤ گے، مدینین مجزیین ہے) کہ اسے لوٹا لاتے (روح کے گلے تک پہنچنے کے بعد اسے دوبارہ جسم کی طرف لوٹا لیتے......۳......) اگر تم سچے ہو (اپنے گمان میں دوسرا والا ''لولا'' پہلے والے ''لولا'' کی تاکید کے لیے ہے اور ''اذا'' یہ ترجعون کا ظرف ہے جس کے ساتھ دو شرطیں متعلق ہیں معنی آیت یہ ہے کہ اگر تم مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی نفی کرنے میں سچے ہو تو روح کو لوٹا کیوں نہیں لیتے) پھر وہ (مرنے والا) اگر مقربون سے ہے تو راحت ہے (یعنی اس کے لیے راحت ہے) اور ریحان (یعنی اچھا رزق......۴......) اور چین کے باغ (یہ ''اما'' کا جواب ہے یا ''ان'' شرطیہ کا، یا دونوں اس بارے میں مختلف اقوال ہیں) اور اگر دہنی طرف والوں میں سے ہو تو تم پر سلام ہو (یعنی اس کے لیے عذاب سے سلامتی ہے) دہنی طرف والوں میں سے (یعنی دہنی طرف والوں میں سے ہونے کی وجہ سے) اور اگر جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو تو اس کی مہمانی کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا ہے، یہ بیشک اعلی درجہ کی یقینی بات ہے (''حق الیقین'' میں موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے) تو تم اپنے عظمت والے رب ﷻ کی پاکی بولو (اس کی بحث ماقبل گزر چکی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فلا اقسم بموقع النجوم و انہ لقسم لو تعلمون عظیم انہ لقران کریم﴾

ف: مستانفہ، لا: نافیہ، اقسم: فعل بافاعل، بمواقع النجوم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، انہ حرف مشبہ واسم، لقران کریم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: معترضہ، انہ حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، قسم: موصوف، عظیم: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ، لو: شرطیہ، تعلمون: جملہ فعلیہ جزا محذوف ''تعلمتم'' کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ معترضہ۔

﴿فی کتب مکنون لا یمسہ الا المطھرون تنزیل من رب العلمین﴾

فی: جار، کتب مکنون: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف مستقر ہو کر ماقبل ''لقران'' کیلئے صفت ثانی واقع ہے، لایمسہ: فعل نفی ومفعول، الا: اداۃ حصر، المطھرون: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل ''لقران'' کیلئے صفت ثالث واقع ہے، تنزیل: موصوف، من رب العلمین: ظرف مستقر صفت، ملکر ماقبل ''قران'' کیلئے صفت رابع واقع ہے۔

﴿افبھذا الحدیث انتم مدھنون وتجعلون رزقکم انکم تکذبون﴾

ھمزہ: حرف استفہام، ب: جار، ھذا: موصوف، الحدیث: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، مدھنون: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ

جملہ ہوکر خبر،انتم :مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ،و :عاطفہ،تجعلون رزقکم:فعل بافاعل ومفعول اول،انکم تکذبون: جملہ اسمیہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حينئذ تنظرون ونحن اقرب اليه منكم ولكن لا تبصرون﴾

ف: مستانفہ،لولا جرف تحضیض،اذا:مضاف،بلغت :فعل "هي"ضمیر ذوالحال،و: حالیہ،انتم مبتدا،حینئذ تنظرون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال اول،و: حالیہ،نحن مبتدا،اقرب: اسم تفضیل بافاعل،الیہ :ظرف لغو اول،منکم :ظرف لغو ثانی،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و :عاطفہ،لکن جرف استدراک،لا تبصرون: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر حال ثانی،ملکر فاعل،الحلقوم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف "ترجعونها" کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلولا ان كنتم غير مدينين ترجعونها ان كنتم صدقين﴾

ف: عاطفہ،لولا جرف تحضیض تاکیدیہ ماقبل "لولا" کیلئے،ان :شرطیہ،کنتم غیر مدینین: جملہ فعلیہ شرط مؤکد،ان :شرطیہ،کنتم صدقین: جملہ فعلیہ شرط تاکید جزا محذوف "فردوا روح المحتضر الى جسده ليبنتفي عنه الموت" کیلئے،ملکر جملہ شرطیہ،ترجعونها :فعل بافاعل ومفعول ماقبل "اذا" کیلئے عامل واقع ہے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاما ان كان من المقربين فروح وريحان وجنت نعيم﴾

ف: مستانفہ،اما جرف شرط وتفصیل،ان :شرطیہ،کان من المقربین: جملہ فعلیہ جزا محذوف کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ،ف :جزائیہ،روح :معطوف علیہ،و :عاطفہ،ریحان :معطوف اول،و: عاطفہ،جنت نعیم :معطوف ثانی،ملکر "لہ" ظرف مستقر خبر مقدم کیلئے مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مهما يكن من شيىء في الدنيا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما ان كان من اصحب اليمين فسلم لك من اصحب اليمين﴾

و: عاطفہ،اما جرف شرط،ان :شرطیہ،کان من اصحب الیمین :جملہ فعلیہ جزا محذوف "فسلم لك من اصحب اليمين" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ،ف :جزائیہ،سلم :ذوالحال،من اصحب الیمین: ظرف مستقر حال،ملکر مبتدا،لک :ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مهما يكن من شيىء في الدنيا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما ان كان من المكذبين الضالين فنزل من حميم وتصلية جحيم﴾

و: عاطفہ،اما جرف شرط،ان :شرطیہ،کان من المکذبین الضالین :جملہ فعلیہ جزا محذوف "نزل من حميم وتصلية جحيم" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ،ف :جزائیہ،نزل :موصوف،من حمیم: ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف علیہ،و :عاطفہ،تصلیة جحیم : معطوف،ملکر "لہ" خبر مقدم محذوف کیلئے مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مهما يكن من شيىء في الدنيا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان هذا لهو حق اليقين فسبح باسم ربك العظيم﴾

ان هذا: حرف مشبہ واسم،لام :تاکیدیہ،هو حق الیقین :خبر،ملکر جملہ اسمیہ،فسبح باسم ربک العظیم: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۷۴، میں گزری۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......فسبح باسم ربک العظیم ......☆ حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿فسبح باسم ربك

العظیم﴾ تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اس کو رکوع میں داخل کرو اور جب ﴿سبح اسم ربک الاعلی﴾ نازل ہوئی تو فرمایا اسے اپنے سجدوں میں داخل کرو'' (ابوداؤد)۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تاروں کے غروب ہونے کی جگہ:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فلا اقسم بمواقع النجوم تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں (الواقعۃ:۷۵)﴾۔ اہل تاویل کا اس کے معنی میں اختلاف ہے، چنانچہ اس آیت کا معنی یہ ہوگا: ''مجھے قسم ہے قرآن کے اترنے کی جگہوں کی''۔ بعض نے اس کا معنی یہ کیا ہے: ''سید عالم ﷺ پر قرآن متفرق حصوں میں نازل ہوا''۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ قرآن لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر مکمل طور پر نازل ہوا، پھر مختلف سالوں میں تدریجا (سید عالم ﷺ کے قلب اطہر پر) نازل ہوا اور پھر حضرت ابن عباس نے یہ آیت: ﴿فلا اقسم بمواقع النجوم تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں (الواقعۃ:۷۵)﴾ تلاوت فرمائی۔ حضرت عکرمہ کہتے ہیں اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے قرآن کی تین، چار یا پانچ آیات متفرق اوقات میں نازل فرمائیں حتی کہ مکمل قرآن نازل ہو چکا۔ انہی سے ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ قرآن مکمل نازل ہو چکا اور مختلف اوقات میں نازل ہوا، پس جبرائیل امین علیہ السلام کوئی سورت لاتے اور لیلۃ القدر میں مکمل (لوح محفوظ) سے آسمان دنیا پر نازل ہوا۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ قرآن محکم آیات پر مشتمل کتاب ہے۔ حسن کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ جگہیں ہیں جہاں قرب قیامت میں ستارے ٹوٹ کر گریں گے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد مشارق و مغارب کے ستارے ہیں۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۲۳۹)

بے وضو قرآن چھونے کا حکم:

۲......ابن زید کہتے ہیں کہ ﴿لا یمسه الا المطهرون اسے نہ چھوئیں مگر باوضو (الواقعۃ:۷۹)﴾۔ فرشتے، حضرات انبیائے کرام اور رسل جن کے پاس قرآن نازل ہوتا تھا وہ پاک ہستیاں تھیں، انبیائے کرام پاک، قرآن کو لانے والے جبرائیل امین علیہ السلام، اور دیگر رسل جن کے پاس کتب وصحف لائے جاتے تھے سب ہی پاک تھے۔ رسل ملائکہ میں سے ہوں یا بنی آدم میں سے، یہ سب ہی جن کے پاس اللہ ﷻ کی جانب سے کوئی نوشتہ اترتا پاک ہی تھے، اور لوگوں پر جب تلاوت کرتے اس وقت بھی پاک ہی ہوتے۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ کتاب الٰہی ہے جسے پاک صاف آدمی ہی چھو سکتے ہیں اور یہ حکم عام ہے اور اس میں حضرات ملائکہ یا کوئی اور تخصیص نہیں ہے۔ جہاں تک ملائکہ ورسل عظام کا تعلق ہے تو وہ گناہوں سے پاک ہی ہوا کرتے تھے۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۲٤۱)

علامہ کاسانی حنفی ''البدائع الصنائع'' میں لکھتے ہیں: احناف کے ہاں بغیر غلاف کے بے وضو قرآن کو چھونا جائز نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہے۔ کیونکہ شوافع نے چھونے کو قرائت کے ساتھ تعبیر کیا ہے، یعنی جب بے وضو قرآن پڑھ سکتا ہے تو چھو بھی سکتا ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لا یمسه الا المطهرون اسے نہ چھوئیں مگر باوضو (الواقعۃ:۷۹)﴾۔ اور سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بے وضو شخص قرآن کو نہ چھوئے'' (سنن النسائی، رقم: ٤٨٥٣)۔ جن درہام پر قرآن کی آیات لکھی ہوں انہیں بھی بے وضو چھونا جائز نہیں اور اسی طرح تفاسیر کتب کو بے وضو چھونا ناجائز ہے، کیونکہ اس صورت میں وہ قرآن مجید کو چھونے والا ہو جائے گا، رہا فقہ کی کتابوں کا بے وضو چھونا تو مستحب یہی ہے نہ چھوئے۔

دوبارہ جسم کی طرف لوٹا لینے کا بیان:

۳؎......روح کے گلے تک پہنچنے کے بعد اسے دوبارہ جسم کی طرف لوٹاتے ہیں، تاکہ زندگی ختم ہونے کا احساس رہے، موت کی شدت محسوس ہوجائے، اپنے سامنے عزیز واقارب سے جدائی کا احساس ہو جن کی وجہ سے اللہ ﷻ کی نافرمانیاں کی گئی ہیں۔ جزاء وسزا کا احساس باقی رہے۔ اگرچہ روح حلق تک پہنچ چکی مگر اللہ ﷻ نے پھر جسم کی جانب لوٹائی تاکہ ماقبل مذکور احساسات کا سامنا کرے۔ ورنہ جزاء وسزا کا مقصد بے معنی ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب جسم سے روح جدا ہوجاتی ہے اور خالی جسم کو منوں مٹی میں دبا دیا جاتا ہے تو جسم کا روح سے تعلق باقی رہتا ہے، جب جسم کو عذاب دیا جاتا ہے تو روح اُسے محسوس کرتی ہے، اور جب جسم کو جزا دی جاتی ہے تو بھی روح فرحت پاتی ہے۔

ریحان یعنی اچھا رزق:

۴؎......حضرت ابن عباس، مجاہد اور ضحاک کے مطابق ریحان کے معنی رزق ہے، اور دوسری روایت میں ضحاک سے منقول ایک قول کے مطابق ریحان بمعنی استراحت ہے۔ ایک قول کے مطابق ریحان کے معنی خوشبو ہے۔ ابن جریر سے منقول ہے کہ ریحان کے معنی یہ ہیں کہ مومن کی روح خوشبو کے ساتھ نکلے گی اور ساتھ ہی یہ آیت: ﴿فاما ان کان من المقربین پھر وہ مرنے والا مقربین میں سے ہے (الواقعۃ:۸۸)﴾ تلاوت فرمائی۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ ﷻ کے مقربین میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جب وہ دنیا سے رخصت ہو تو اُسے جنت کے پھولوں کی دو ٹہنیاں نہ دی گئی ہوں جسے وہ سونگھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۷، ص ۲۲۷)

اغراض:

لام زائدۃ: آیت مبارکہ ﴿فلا اقسم﴾ میں لام زائد ہونے کے علاوہ تاکید کا بھی ہوسکتا ہے اس لئے کہ مقصود قسم ہے، ایک قول کے مطابق لام ابتدائیہ ہے جو کہ مبتدا محذوف پر داخل ہوا ہے اور تقدیری عبارت یوں ہوگی: ''انا اقسم''۔ پس حذف مبتدا کے باعث خبر متصل ہوگئی۔

مساقطھا لغروبھا: یہ قتادہ کا قول ہے، ایک قول کے مطابق نجوم (ستاروں) کی منازل ہیں، اور ایک قول کے مطابق نجوم کے مواقع ہیں اللہ نے قرآن کو نجما نجما اتارا اور اللہ نے (ابتداء) قرآن پاک کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل فرمایا، پھر حضرت جبرائیل امین نے بیس سال کے عرصے میں نجما نجما نازل فرمایا۔ **ای لو کنتم:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿لو﴾ کا جواب محذوف ہے **لعلمتم عظم ھذا القسم:** میں اللہ کی عظیم قدرت اور کمال حکمت کی جانب اشارہ ہے، اور اس لئے کہ رات کے آخری پہر میں ستارے اللہ کی رحمت اور عطائیں لے کر نازل ہوتے ہیں۔ **مصون:** مصاحف قرآن تغیر وتبدل سے پاک ہیں، نہ تو باطل اس کے سامنے ٹھہر سکتا ہے اور نہ کچھ اپنی جانب سے اس میں شامل کرسکتا ہے، اللہ نے فرمایا: ﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون﴾ **ھو المصحف:** ایک قول کے مطابق لوح محفوظ مراد ہے، پس اس صورت میں ﴿لا یمسہ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ اس کتاب منزل کی عظمت پر صرف فرشتے مطلع ہیں جو کہ معنوی گندگیوں سے پاک ہیں، اور اس آیت میں محدث (بے وضو شخص) کے مس مصحف پر ممانعت کی دلیل نہیں ہے۔

خبر بمعنی النھی: یعنی مطلق خبر کے ساتھ نہی کا ارادہ کیا گیا ہے، اور اگر ایسا نہ کریں تو قرآن کی خبر باقی رہے گی اور اللہ کی خبر کے خلاف کرنا لازم آئے گا اور اسلئے کہ کئی لوگ قرآن کو بغیر طہارت کے چھوتے ہیں اور اللہ کی خبر کے خلاف کرنا محال ہے اور دو وجوہات

میں سے ایک وجہ مفسر نے یہ بیان کی ہے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہاں لام نہی کے لئے ہے۔ ماقبل حاشیہ نمبر"۴" ضرور پڑھ لیں۔منزل: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مصدر بمعنی اسم مفعول ہے۔

حیث قلتم: اور اس جملے کے قائل کافر تھے جو کہ ستاروں کی تاثیر کے قائل تھے کہ ستارے بارش لاتے ہیں اور جو یہ نہ مانے وہ عاصی ہے۔

مـن البصيرة: معنی یہ ہے کہ تم (انسان) ملک الموت کے لشکر کو نہیں دیکھتے، وارد ہوتا ہے کہ ملک الموت کے لشکر شہ رگ کاٹتے ہیں ،روح کو پورے جسم سے جمع کرتے کرتے حلق تک لے آتے ہیں، پھر ملک الموت انسان کو موت دیتا ہے۔المتعلق بـه الشرطان: مراد ﴿ان كنتم غير مدينين﴾، ﴿ان كنتم صادقين﴾ ہے۔

صادقين في نفيه: سے مراد دوسری شرط ہے۔ان نفيتم البعث: سے مراد پہلی شرط ہے۔عن محلها: مراد جسد ہے، مراد یہ ہے کہ اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو روح کو دوبارہ جسم میں داخل کر کے بتادو، جب موت کی نفی نہیں کی جاتی تو پھر بعث بعد الموت کی نفی کیوں؟ کیونکہ اس کا ترتب بھی موت ہی پر ہوتا ہے۔ای فلـه: میں اس جانب اشارہ ہے کہ روح مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ای له السلامة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿سلام﴾ بمعنی سلامتی ہے۔

تقدم: یعنی اللہ فرماتا ہے: "اپنے رب کے نام کی تسبیح کرو، اس لئے کہ اُسے زمین وآسمان میں سب ہی پکارتے ہیں"، اور اللہ اپنی کتاب کے اسرار خوب جانتا ہے۔ (الصاوی، ج٦،ص ٥٦ وغیرہ)

صلوا على الحبيب: صلى الله تعالى على محمد

سورة الحديد مكية او مدنية تسع و عشرون آية

(سورۂ حدید مکیہ ہے یا مدنیہ ہے اس کی کل انتیس آیات مبارکہ ہیں)

تعارف سورة الحديد

اس سورت میں چار رکوع، انتیس آیتیں، پانچ سو چوالیس کلمے، ۲۴۷۶ حروف ہیں۔ اس میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نزول غزوہ احد اور صلح حدیبیہ کے درمیانی عرصہ میں ہوا جب اسلام اور کفر کی جنگ بڑے نازک اور فیصلہ کن مراحل میں داخل ہو چکی تھی۔ بدر اور احد کی جنگیں مسلمانوں اور صرف کفار مکہ کے درمیان تھیں دیگر قبائل جو کہ مکہ کے دور نزدیک آباد تھے وہ ان دونوں جنگوں میں شامل نہ ہوئے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ یہ جنگ مکہ کے دو گروہوں تک محدود ہے اس میں انہیں دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے اور اہل مکہ بھی یہی خیال کئے ہوئے تھے کہ بے سہارا مسلمانوں کو ملیامیٹ کرنے کے لئے وہی کافی ہیں انہیں کسی دوسرے قبیلے کی مدد لینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن بدر کی غیر متوقع شکست فاش نے ان کی آنکھیں کھول کر رکھ دیں۔ اس کا انتقام لینے کے لئے کفار مکہ نے جس مہم کا انتظام کیا تھا وہ اپنے وسائل اور افرادی قوت کے بل بوتے پر مسلمانوں کو تہس نہس کر دیں گے۔ جب احد کی پہاڑ کی اترائی میں ان کا مقابلہ مٹھی بھر مسلمانوں سے ہوا تو اس لشکر کے ہوش اڑ گئے اور میدان جنگ سے بھاگنے پر مجبور ہو گئے اور اگر مسلمانوں سے جنگ احد میں کوتاہی نہ ہوتی تو جنگ احد کا نتیجہ کچھ اور ہوتا۔ ابوسفیان جو اس وقت اگر چہ اپنے لشکر کو بچانے میں کامیاب ہو گیا لیکن اپنے ارادوں میں کامیابی نہ حاصل کر سکا۔ اس کے بعد منافقوں کے بارے مشہور ہو گیا کہ یہ بظاہر مسلمان بننے کے دعویدار تھے لیکن اللہ ﷻ کی راہ میں جان اور مال خرچ کرنے کا جذبہ ان کے دلوں میں نہیں ہے۔

رکوع نمبر: ۱۷

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿سبح لله مافى السموت والارض﴾اَىْ نَزَّهَهٗ كُلُّ شَىْءٍ فَاللَّامُ مَزِيْدَةٌ وَجِىْءَ بِمَا تَغْلِيْبًا لِلْاَكْثَرِ ﴿وهو العزيز﴾فِىْ مِلْكِهٖ﴿الحكيم (۱)﴾فِىْ صُنْعِهٖ﴿له ملك السموت والارض يحى﴾بِالْاِنْشَاءِ ﴿ويميت﴾بَعْدَهٗ﴿وهو على كل شىء قدير (۲) هو الاول﴾قَبْلَ كُلِّ شَىْءٍ بِلَا بِدَايَةٍ﴿والاخر﴾بَعْدَ كُلِّ شَىْءٍ بِلَا نِهَايَةٍ﴿والظاهر﴾بِالْاَدِلَّةِ عَلَيْهِ﴿والباطن﴾عَنْ اِدْرَاكِ الْحَوَاسِ﴿وهو بكل شىء عليم (۳) هو الذى خلق السموت والارض فى ستة ايام﴾مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا اَوَّلُهَا الْاَحَدُ وَآخِرُهَا الْجُمُعَةُ﴿ثم استوى على العرش﴾اَلْكُرْسِىِّ اِسْتَوَاءً يَلِيْقُ بِهٖ﴿يعلم ما يلج﴾يَدْخُلُ﴿فى الارض﴾كَالْمَطَرِ وَالْاَمْوَاتِ﴿وما يخرج منها﴾كَالنَّبَاتِ وَالْمَعَادِنِ﴿وماينزل من السماء﴾كَالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ﴿وما يعرج﴾يَصْعَدُ﴿فيها﴾كَالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَالسَّيِّئَةِ﴿وهو معكم﴾بِعِلْمِهٖ﴿اين ما كنتم والله بما تعملون بصير (۴) له ملك السموت والارض والى الله ترجع الامور (۵)﴾اَلْمَوْجُوْدَاتُ جَمِيْعُهَا﴿يولج اليل﴾يُدْخِلُهٗ﴿فى النهار﴾فَيَزِيْدُ وَيَنْقُصُ اللَّيْلَ﴿ويولج النهار فى اليل﴾فَيَزِيْدُ وَيَنْقُصُ النَّهَارَ﴿وهو عليم بذات الصدور (۶)﴾بِمَا فِيْهَا مِنَ الْاَسْرَارِ وَالْمُعْتَقِدَاتِ﴿امنوا﴾دُوْمُوْا عَلَى الْاِيْمَانِ﴿بالله ورسوله وانفقوا﴾فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴿مما جعلكم مستخلفين فيه﴾من مَّالِ مَنْ تَقَدَّمَكُمْ وَيَسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهِ مِنْ بَعْدِكُمْ

نَزَلَ فِیْ غَزْوَۃِ الْعُسْرَۃِ وَھِیَ غَزْوَۃُ تَبُوْکَ﴾فالذین امنوا منکم وانفقوا﴿اِشَارَۃٌ اِلٰی عُثْمَانَ﴾لھم اجر کبیر (۷)وما لکم لا تؤمنون﴿خِطَابٌ لِلْکُفَّارِ اَیْ لَا مَانِعَ لَکُمْ مِنَ الْاِیْمَانِ﴾باللہ والرسول یدعوکم لتؤمنوا بربکم وقد اخذ﴿بِضَمِّ الْھَمْزَۃِ وَکَسْرِ الْخَاءِ وَبِفَتْحِھِمَا وَنَصْبِ مَا بَعْدَہٗ ﴾میثاقکم﴿عَلَیْہِ اَیْ اَخَذَہُ اللّٰہُ فِیْ عَالَمِ الذَّرِّ حِیْنَ اَشْھَدَھُمْ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی﴾ان کنتم مؤمنین(۸)﴿اَیْ مُرِیْدِیْنَ الْاِیْمَانَ بِہٖ فَبَادِرُوْا اِلَیْہِ﴾ھو الذی ینزل علی عبدہ ایت بینت﴿اٰیَاتِ الْقُرْاٰنِ﴾لیخرجکم من الظلمت﴿اَلْکُفْرِ﴾الی النور﴿اَلْاِیْمَانِ﴾وان اللہ بکم﴿فِیْ اِخْرَاجِکُمْ مِنَ الْکُفْرِ اِلَی الْاِیْمَانِ﴾لرء وف رحیم(۹)وما لکم﴿بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ﴾الا﴿فِیْہِ اِدْغَامُ نُوْنِ اَنْ فِیْ لَامِ لَا﴾تنفقوا فی سبیل اللہ وللہ میراث السموت والارض﴿بِمَا فِیْھِمَا فَیَصِلُ اِلَیْہِ اَمْوَالُکُمْ مِنْ غَیْرِ اَجْرِ الْاِنْفَاقِ بِخِلَافِ مَا لَوْ اَنْفَقْتُمْ فَتُؤْجَرُوْنَ﴾لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح﴿لِمَکَّۃَ﴾وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا﴿مِنَ الْفَرِیْقَیْنِ وَفِیْ قِرَاءَۃٍ بِالرَّفْعِ مُبْتَدَاٌ﴾وعداللہ الحسنی﴿اَلْجَنَّۃَ﴾واللہ بما تعملون خبیر(۱۰)﴿فَیُجَازِیْکُمْ بِہٖ.

﴾ترجمہ﴿

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (یعنی ہر چیز اس کی تنزیہہ بیان کرتی ہے......۱......، اسم جلالت سے ماقبل لام زائدہ لایا گیا ہے اور یہاں ''من'' کے بجائے ''ما'' کو اکثر مخلوق میں غلبہ دینے کے لیے ذکر کیا گیا ہے) اور وہی غلبہ والا ہے (اپنے ملک میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی سلطنت چلاتا ہے (ابتداء پیدا فرما کر) اور (اس کے بعد) مارتا ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے وہی اول (قدیم، ہر شے سے اول بلا ابتداء) وہی آخر (ہر شے کے ہلاک وفنا کے بعد رہنے والا اس کے لیے انتہاء نہیں) وہی ظاہر (دلائل و براہین سے) وہی باطن (جو اس کے ادراک سے عاجز ہیں ......۲......) وہی سب کچھ جانتا ہے وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کیے (ایام دنیا سے جن میں پہلا دن اتوار اور آخری دن جمعہ تھا) پھر عرش (یعنی کرسی) پر استواء فرمایا (جیسا اس کی شان کے لائق ہے......۳......) جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے (جیسے بارش کا پانی اور مردے، یولج بمعنی یدخل ہے) اور جو اس سے باہر نکلتا ہے (جیسے نباتات ودھات) اور جو آسمان سے اترتا ہے (جیسے رحمت اور عذاب) اور جو اس میں چڑھتا ہے (جیسے اچھے اور برے اعمال، یعرج بمعنی یصعد ہے) اور وہ تمہارے ساتھ ہے (اپنے علم کے ساتھ) تم کہیں ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اسی کی ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع (یعنی تمام ہی موجودات کی) رات کو دن کے حصہ میں داخل کرتا ہے (تو دن بڑا اور رات چھوٹی ہو جاتی ہے، یولج بمعنی یدخل ہے) اور دن کو رات کے حصہ میں کرتا ہے (تو رات بڑی اور دن چھوٹا ہو جاتا ہے، یولج بمعنی یدخل ہے) اور وہ دلوں کی بات جانتا ہے (یعنی دل میں موجود راز وعقائد کو) ایمان لاؤ اللہ اور ان کے رسول پر (یعنی ایمان پر مداومت رکھو) اور خرچ کرو (اللہ ﷻ کی راہ میں) اس میں سے جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا (یعنی تم اپنے سے پہلے گزرنے والے کے اموال میں سے خرچ کرو جن کا ہم نے تمہیں جانشین بنا دیا ہے، یہ آیت مبارکہ غزوہ عسرۃ یعنی جنگ تبوک کے بارے میں نازل ہوئی......۴......) تو تم میں جو ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کیا (یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے......۵......) ان کے لیے بڑا ثواب ہے اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہیں لاتے (یہ خطاب کفار سے ہے یعنی ایمان لانے سے

تمہارے لیے کچھ مانع نہیں ہے) حالانکہ یہ رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور بیشک وہ لے چکا ہے (''اخذ'' فعل کو مجہول بھی پڑھا گیا ہے یعنی ہمزہ مضمومہ خاء مکسورہ اور ذال مفتوحہ کے ساتھ) عہد (ایمان پر یعنی اللہ ﷻ نے عالم ارواح میں جب خود انہیں ان کی ذاتوں پر گواہ بنایا تھا تو فرمایا تھا'' الست بربکم ''تو انہوں نے کہا تھا کیوں نہیں) اگر تم مومن ہو (یعنی اگر تم ایمان لانے کا ارادہ رکھتے ہو تو جلدی ایمان لے آؤ) وہی ہے کہ اپنے بندہ پر روشن آیتیں اتارتا ہے (یعنی قرآن پاک کی آیتیں) تا کہ تمہیں اندھیریوں (یعنی کفر) سے نور (یعنی اسلام) کی طرف لے جائے اور بیشک اللہ تم پر (تمہیں کفر سے ایمان کی طرف نکالنے میں) ضرور مہربان رحم فرمانے والا ہے اور تمہیں کیا ہے (ایمان لے آنے کے بعد) کہ نہ (''الا'' اصل میں ''ان لا'' تھا ''ان'' کے نون کا لام میں ادغام کر دیا گیا ہے) خرچ کرو تم اللہ کی راہ میں حالانکہ آسمانوں اور زمین (اور ان میں موجود تمام اشیاء) سب کا وارث اللہ ہی ہے (بالآخر یہ تمہارے اموال اس تک پہنچ جائیں گے مگر تمہیں خرچ کرنے کا اجر نہیں ملے گا اس کے برخلاف اگر تم خرچ کرو گے تو تمہیں راہ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب مل جائے گا) تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح (مکہ) سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور سب سے (یعنی دونوں فریقوں سے، لفظ ''کل'' ایک قرائت میں مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے) اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿سبح للہ ما فی السموت والارض وھو العزیز الحکیم﴾

سبح للہ: فعل وظرف لغو، ما: موصولہ، فی: جار، السموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الارض: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، ھو: مبتدا، العزیز الحکیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لہ ملک السموت والارض یحی ویمیت وھو علی کل شیء قدیر﴾

لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموت والارض: مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ، یحی: فعل با فاعل، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یمیت: فعل با فاعل، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، ھو مبتدا، علی کل شیء: ظرف لغو مقدم، قدیر: صفت مشبہ با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم﴾

ھو: مبتدا، الاول: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الاخر والظاھر والباطن: معطوفات، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ھو مبتدا، بکل شیء علیم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھو الذی خلق السموت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش﴾

ھو: مبتدا، الذی: موصول، خلق: فعل با فاعل، السموت والارض: مفعول، ستۃ ایام: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، استوی علی العرش: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السماء وما یعرج فیھا﴾

یعلم: فعل با فاعل، ما: موصولہ، یلج فی الارض: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، مایخرج منھا: موصول صلہ، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، ماینزل من السماء: موصول صلہ، ملکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، مایعرج فیھا: موصول صلہ، ملکر معطوف ثالث، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وھو معکم این ماکنتم واللہ بما تعملون بصیر﴾
و: عاطفہ، ھو: مبتدا، معکم: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ، اینما: اسم شرط، فی محل نصب ظرف مکان متعلق بمحذوف خبر مقدم، کنتم: فعل ناقص بااسم، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فھو معکم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، بماتعملون بصیر: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لہ ملک السموت والارض والی اللہ ترجع الامور یولج الیل فی النھار ویولج النھار فی الیل﴾
لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموت والارض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الی اللہ: ظرف لغو مقدم، ترجع الامور: فعل الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، یولج الیل فی النھار: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یولج النھار فی الیل: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وھو علیم بذات الصدور امنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ﴾
و: عاطفہ، ھو: مبتدا، علیم بذات الصدور: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، امنوا: فعل امر بافاعل، باللہ ورسولہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، انفقوا: فعل امر بافاعل، من: جار، ما: موصولہ، جعلکم: فعل بافاعل ومفعول، مستخلفین فیہ: شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فالذین امنوا منکم وانفقوا لھم اجر کبیر﴾
ف: مستانفہ، الذین: موصول، امنوا منکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انفقوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، اجر کبیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما لکم لا تومنون باللہ والرسول یدعوکم لتومنوا بربکم وقد اخذ میثاقکم﴾
و: مستانفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، لاتومنون: فعل نفی واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، الرسول: مبتدا، یدعوا: فعل "ھو" ضمیر مستقر ذوالحال، و: حالیہ، قد: تحقیقیہ، اخذ میثاقکم: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، کم: ضمیر مفعول، لام: جار، تومنوا بربکم: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، باللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان کنتم مومنین﴾ ان: شرطیہ، کنتم مؤمنین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فالان ظھرت اعلام الیقین" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ھو الذی ینزل علی عبدہ ایت بینٰت لیخرجکم من الظلمت الی النور﴾
ھو: مبتدا، الذی: موصول، ینزل علی عبدہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ایت بینت: مفعول، لام: جار، یخرجکم: فعل بافاعل ومفعول، من الظلمت: ظرف لغو اول، الی النور: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان اللہ بکم لرء وف رحیم﴾ و: عاطفہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، بکم: ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، رء وف: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر اول، رحیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما لکم الا تنفقوا فی سبیل اللہ وللہ میراث السموت والارض﴾
و: مستانفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، ان: مصدریہ، لاتنفقوا فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر فی

جارمجرور،ملکرظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر "الاستقرار" مصدرمحذوف کیلئے ظرف مستقر "الاستقرار" مصدرا سمیں "هو" ضمیر ذوالحال،و: حالیه،لله:ظرف مستقرخبرمقدم،میراث السموت والارض: مبتدامؤخر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل مصدر محذوف الفاعل وظرف مستقر سے،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لا يستوى منكم من انفق من قبل الفتح وقاتل﴾

لايستوى: فعل نفی،منکم:ظرف مستقر حال مقدم،من:موصولہ،انفق من قبل الفتح:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،قاتل:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر ذوالحال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا﴾

اولئک: مبتدا،اعظم:اسم تفضیل با"هو"ضمیر ممیز،درجة:تمیز،ملکر فاعل،من: جار،الذين:موصول،انفقوامن بعد: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،قاتلوا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وكلا وعدالله الحسنى والله بما تعملون خبير﴾

و: عاطفہ،کل:مفعول مقدم،وعدالله:فعل وفاعل،الحسنى:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،الله:مبتدا،بماتعملون خبیر: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......لا يستوى منكم من انفق ......☆کلبی نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ پہلے شخص ہیں جو اسلام لائے اور جنہوں نے راہ خدا میں سب سے پہلے مال خرچ کیا اور رسول کریم ﷺ کی حمایت کی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کیا زمین وآسمان کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے؟

۱......زجاج کے مطابق تسبیح سے مراد کلام کرنا ہے،اور اس کی احتیاج دو فرامین سے ہوتی ہے﴿وان من شیء الا یسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم اس کی تسبیح نہ سمجھتے(الاسراء:۴۴)﴾،اور اگر یہاں تسبیح سے مراد صانع عالم کی صنعت پر آثار دلالت مقصود ہوتے تو وہ سمجھ لیتے۔مزید فرمایا:﴿وسخرنا مع داؤد الجبال يسبحن اور داؤد کے ساتھ پہاڑ مسخر فرمادیئے کہ تسبیح کرتے(الانبیاء:۷۹)﴾۔اگر یہاں تسبیح کے ذریعے صانع عالم کی صنعت پر دلالت مقصود ہوتی تو اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کی تخصیص نہ پائی جاتی،پس یہ کلام دونوں دلائل کے اعتبار سے ضعیف ہے۔اللہ عزوجل نے پہاڑوں میں حیات رکھی ہے یہاں تک کہ وہ تسبیح بھی کر سکتے ہیں۔لیکن یہاں تسبیح سے مراد عام ہے یعنی عاقل کی تسبیح کرنا یا جمادات کا تسبیح کرنا،پس اس لئے مفسر نے دو وجوہات بیان کی ہیں:(۱)......تسبیح سے مراد اللہ عزوجل کی عظمت و پاکی بیان کرنا مقصود ہے۔(۲)......ہر ایک کی تسبیح اس کے حسب حیثیت ہوا کرتی ہے جس میں عندالشرع کوئی مانع ودافع کوئی حرج واقع نہ ہوتا ہو،پس جب یہ بات سمجھ لی تو پھر ہم کہیں گے کہ ہم اس آیت میں تسبیح سے بالقول تسبیح مراد لیتے ہیں،پس اللہ عزوجل کا فرمان:﴿ما فی السموت جو کچھ آسمانوں میں﴾ سے مراد جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے،اب آسمانوں میں حاملین عرش بھی ہیں جن کے بارے میں فرمان باری:﴿فان استكبروا فالذين عند ربك يسبحون تو اگر یہ تکبر کریں تو وہ جو تمہارے رب کے پاس ہے رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں (فصلت:۳۸)﴾ اور مزید مقربون کے بارے میں فرمان مقدس نشان ہے:﴿قالوا سبحنک انت ولینا من

دونہم وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کوتو ہمارادوست ہے نہ وہ (سبا: ٤١) ﴾اور دیگر ملائکہ کے بارے میں ہے: ﴿قالوا سبحنک ما کان ینبغی لنا وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو ہمیں سزاوار(حق) نہ تھا (الفرقان: ١٨) ﴾،اور زمین پر تسبیح کرنے والوں میں حضرات انبیائے کرام بھی ہوتے ہیں جیسا کہ فرامین مقدسہ ہیں: حضرت ذوالنون علیہ السلام نے فریاد کی ﴿لا الہ الا انت سبحنک کوئی معبود نہیں سوائے تیرے پاکی ہے تجھ کو (الانبیاء: ٨٧) ﴾،حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پکارا ﴿سبحانک تبت الیک پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع لایا (الاعراف: ١٤٣) ﴾،صحابہ تسبیح کرتے تھے ﴿سبحنک فقنا عذاب النار پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا (ال عمران: ١٩١) ﴾۔زمین وآسمان کی تسبیحات سے معنوی اعتبار سے تسبیح کرنا بھی مراد لیا جاسکتا ہے،پس آسمان کے اجزاء،زمین کے ذرات،پہاڑ،ریت،دریا،درخت،چوپائے،جنت،دوزخ،عرش،کرسی،لوح،قلم،نور،ظلمت،ذوات،صفات،اجسام،اعراض ہرایک اللہ عزوجل کے خوف میں سرشار ہو کر تسبیح کرتے ہیں جس کا بیان: ﴿وان من شیء الا یسبح بحمدہ اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوتی اس کی پاکی نہ بولے (الاسراء: ٤٤) ﴾میں بھی ہوتا ہے اور اگر تسبیح سے مراد سجدہ کرنا ہو تو پھر اس کا بیان اللہ عزوجل کے فرمان میں یوں ملتا ہے: ﴿وللہ یسجد ما فی السموت وما فی الارض اور اللہ کو ہی سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (النحل: ٤٩) ﴾، ﴿وھو العزیز الحکیم اور وہی عزت وحکمت والا ﴾۔پس اللہ عزوجل قادر مطلق ہے اور اس آیت میں اس کے کمال قدرت کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے،اور الحکیم میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ عزوجل کے علم سے کسی قسم کی جزئیات،کلیات وغیرہ کا بیان چھپ نہیں سکتا۔ (الرازی، ج ١٠،ص ٤٤٢)

اللہ کے اول، آخر، ظاہروباطن ہونے کے معنی:

۲.....اللہ عزوجل کی ذات ہر چیز سے پہلے ہے اور اس سے پہلے کوئی چیز نہیں ہے،تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کے فنا ہونے کے بعد وہی باقی رہے گا۔ذات کا اعتبار کیا جائے تو غیر کو نہ دیکھا جائے کیونکہ درحقیقت اللہ عزوجل کا وجود اصل ہے جو کہ انفکاک اور زوال کا احتمال نہیں رکھتا،جب کہ دوسری اشیاء کا وجود اللہ عزوجل کے وجود سے مستعار ہے۔ذات کو دیکھا جائے تو اللہ عزوجل ہر شے کے بعد ہے اور اس کے بعد کوئی چیز نہیں ہے۔ظہور کے اعتبار سے دیکھیں تو اللہ عزوجل سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں کیونکہ کسی چیز کا ظہور اس کے وجود کی وجہ سے ہوتا ہے اور معدوم کے لئے کوئی ظہور نہیں ہوتا،جب کہ کائنات کی ہر چیز کا وجود اللہ عزوجل ہی کے وجود سے حاصل شدہ اور اس کا سایہ ہے،اس اعتبار سے ہر چیز کا ظہور اس کے ظہور کی فرع ہوا مگر اللہ عزوجل کے کمال ظہور اور اس کے وجود کے پھیلاؤ کی وجہ سے وہ آنکھوں سے مخفی ہے کیونکہ آنکھوں میں کوتاہی پائی جاتی ہے جس طرح چمگادڑ کی آنکھ سے سورج مخفی ہوجاتا ہے اسی طرح نصف النہار ظہور کی شدت اور نور میں تیزی وکمال کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوجاتا ہے۔اللہ عزوجل اپنے کمال ظہور کی وجہ سے مخفی نیز جہاں تک اس کی ذات کی حقیقت کا تعلق ہے تو وہ ہر چیز سے مخفی ہے،اس کی ذات سے بڑھ کر کوئی چیز مخفی نہیں یہاں تک کہ حضرات انبیائے کرام،صدیقین جو تمام ذوات میں بہتر ہیں وہ بھی اس کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں(مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ عزوجل کو سر کی آنکھوں سے دیکھنا مستثنیٰ ہے)۔ (المظھری، ج ٧،ص ٢٦)

استوائے باری تعالیٰ میں اعلیٰ حضرت کا مؤقف:

۳.....قرآن مجید فرقان حمید میں پانچ مقامات پر استوائے باری عزوجل ذکر ہوا ہے: ﴿ان ربکم اللہ الذی خلق السموت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (یونس: ٣) ﴾، ﴿اللہ الذی رفع السموت بغیر عمد ترونھا ثم

استوی علی العرش ﴿ اللہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بے ستونوں کے کہ تم دیکھو پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (الرعد:۲)﴾، ﴿تنزیلا ممن خلق الارض والسموت العلی الرحمن علی العرش استوی اس کا اتارا ہوا جس نے زمین اور آسمان بنائے وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر استوا فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (طٰہٰ:۴تا۵)﴾، ﴿الذی خلق السموت والارض وما بینھما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (الفرقان:۵۹)﴾، ﴿ھو الذی خلق السموت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش وہی ہے جس نے زمین اور آسمان چھ دن میں پیدا کئے پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (الحدید:۴)﴾۔

اس مسئلے میں چار وجہیں نفیس و واضح ہیں:

(۱)......استواء بمعنی قہر و غلبہ ہے، یہ زبانِ عرب سے ثابت و پیدا ہے، عرش سب مخلوقات سے اوپر اور اونچا ہے، اس لئے اس کے ذکر پر اکتفاء فرمایا اور مطلب یہ ہوا کہ اللہ عزوجل تمام مخلوقات پر قاہر و غالب ہے۔ (۲)......استواء بمعنی علو ہے، اور علو اللہ عزوجل کی صفت ہے نہ علو مکان بلکہ علو مالکیت و سلطان، یہ دونوں معنی امام بیہقی نے کتاب ''الاسماء والصفات'' میں ذکر فرمائے۔ (۳)......استواء بمعنی قصد و ارادہ ہے، یعنی اللہ عزوجل عرش کی طرف متوجہ ہوا یعنی اس کی آفرینش کا ارادہ فرمایا یعنی اس کی تخلیق شروع فرمائی، یہ تاویل اہل سنت امام ابوالحسن اشعری نے افادہ فرمائی۔ امام اسمٰعیل ضریر نے فرمایا: انہ الصواب یہ ٹھیک ہے، نبقلہ الامام جلال الدین سیوطی فی الاتقان یعنی یہی تاویل امام جلال الدین سیوطی نے ''الاتقان'' میں لکھی۔ (۴)......استواء بمعنی فراغ و تمامی کار ہے یعنی سلسلہ خلق و آفرینش کو عرش پر تمام فرمایا اس سے باہر کوئی چیز نہ پائی، دنیا و آخرت میں جو کچھ بنایا اور بنائے گا، دائرہ عرش سے باہر نہیں کہ وہ تمام مخلوق کو حاوی ہے، قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے جو قرآن سے ہو، استواء بمعنی تمامی خود قرآن میں ہے، چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فلما بلغ اشدہ واستوی (القصص:۱۴)﴾۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، رسالہ: قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار، ج۲۹، ص۱۲۵ وغیرہ)

غزوۂ تبوک کس کے خلاف وقوع پذیر ہوا؟

۴......یہ غزوہ عرب کے کسی قبیلے کے خلاف نہ تھا نہ ہی مکہ کے قریش کے خلاف بھی نہ تھا بلکہ رومی سلطنت کے خلاف تھا جو مدینہ پر حملہ آور مسلمانوں کو ملیامیٹ کر دینے کا منصوبہ بنا رہی تھی۔ تیس ہزار کا لشکر جرار لے کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیش قدمی کرتے ہوئے رومی علاقے میں تبوک کے مقام پر خیمہ زن ہوئے تھے۔ ایسی مہم کو سرانجام دینے کے لئے جتنے سرمایہ کی ضرورت تھی وہ محتاج بیان نہیں۔ حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق، عثمان غنی اور دیگر اکابر صحابہ نے ایثار و فدائیت کے ایسے ایسے مظاہرے کئے کہ انہیں پڑھ کر آج بھی ایمان تازہ ہو جاتا ہے، لیکن بعض ایسے لوگ بھی تھے جو مسلمان تو تھے مگر اللہ کی راہ میں مال پیش کرنا ان کے لئے بڑا جان جوکھوں کا کام تھا۔ ان کو برانگیختہ کرنے کے لئے انہیں پھر دعوت ایمان دی جا رہی تھی۔ اور جو عہد وہ پہلے کر چکے ہیں وہ یاد دلایا جا رہا ہے تاکہ آزمائش کے اس وقت میں وہ ناکام نہ ہو جائیں۔ (ضیاء القرآن، ج۵، ص۱۱۰)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے انفاق پر دو روایات:

۵......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کے لئے بئر رومہ وقف کیا اُس کے لئے جنت کی بشارت ہے''، پس حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ سعادت حاصل کر لی۔

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جیش العسرۃ کو سامان مہیا کر دیا اس کے لئے جنت کی بشارت ہے''، یہ خدمت بھی حضرت

عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سرانجام دی۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب:مناقب عثمان غنی،ص ۶۲۱)

اغراض:

تغلیبا للاکثر: مراد غیر عاقل ہے، پس آسمان وزمین جہتِ علیا اور سفلی ہیں اور اس میں نفسِ سماوات وارض شامل ہیں، اور جاننا چاہیے کہ عقلاء کی تسبیح جو کہ زبان سے ہوتی ہے اس پر سب کا اتفاق ہے اور غیر عقلاء کی تسبیح کرنے پر اختلاف ہے، کہا جاتا ہے کہ غیر عقلاء کی تسبیح بالحال صانع عالم کی ہر نقص سے پاکی بیان کرنے پر دلیل ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عقلاء کی تسبیح کرنے کا بھی یہی حال ہے لیکن غیر عقلاء کی تسبیح کو ہم نہیں جانتے مگر جس کو اللہ (کسی ذریعہ) سے خاص فرمادے۔ **فی ملکہ:** یعنی اللہ اپنے امر میں غالب ہے کوئی اس پر غالب نہیں ہوسکتا۔ **بالانشاء:** عدم سے پیدا کر کے زندہ کرتا ہے، اس جملے میں اُن لوگوں کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ زندگی بغیر قتل کے حیات کے ترک کرنے کا نام ہے، مثلانمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میں زندہ کرتا اور مارتا ہوں، پس دو آدمیوں میں سے ایک کو چھوڑ دیا اور دوسرے کو قتل کروادیا۔ **بعدہ:** یعنی زندگی ملنے کے بعد موت کا پایا جانا، اور حیات ثانی کے بعد موت نہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولی﴾۔ **بلا بدایۃ:** یعنی اللہ کے وجود کی کوئی افتتاح نہیں ہے۔ **بعد کل شیء:** یعنی اللہ اپنے وجود کے ساتھ باقی رہے گا جب کہ باقی چیزوں کو فنا ہے، اور اس جواب سے یہ شبہ بھی دور ہوتا ہے جو پیش کیا جاتا ہے: ''جنت دوزخ اور جو کچھ بھی اِس میں ہے، اِن پر فناء نہیں ہوتی، اس لئے کہ جو بھی عدم کے بعد موجود ہے وہ فنا کے قابل ہے اور جسے بقاء ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے نہ کہ اُس کی ذاتی۔

عن ادراک الحواس: اللہ کی ذات حواس کے ادراک سے پوشیدہ ہے، پس ظاہری اور باطنی اعتبار سے کوئی چیز اِس پر محیط نہیں ہے نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں، اور آخرت میں اللہ کی رویت اور اس کے کلام کا سننا کیف وانحصار واحاطہ کے علاوہ ہوگا کیونکہ تمام مخلوق اللہ کی ذات کے احاطے سے عاجز ہے اور جب بندہ اللہ کے قریب ہوتا ہے تو اللہ اس کے خوف، ہیبت اور عاجز ہونے میں اضافہ کرتا ہے۔ **استواء یلیق بہ:** سلف کا نظریہ تو بارہا بیان ہوا ہے لیکن خلف نے استوائے باری کو قہر اور غلبہ سے تعبیر کیا ہے۔ **بعلمہ:** سے قدرت وارادہ مراد ہے، پس معیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ اپنی مخلوق پر متصرف ہے۔

بما فیہا من الاسرار والمعتقدات: سے مراد خیر وشر کے بھید اور عقائد ہیں۔ **من مال من تقدمکم:** یعنی تم اپنے سے پہلے لوگوں کے جانشین ہو، اور درست یہ ہے کہ مراد وہ مال لئے جائیں جو پہلے کے تھے اور اللہ نے تمہیں اُس میں تصرف کا اختیار دے دیا اور مال کا حقیقی مالک اللہ ہے اور اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جانشین بنایا اور تصرف کا اختیار بھی دیا اور پھر اُن کی اولاد کو بھی اختیار دیا۔

وھی غزوۃ تبوک: حاشیہ نمبر ''۵'' دیکھیں۔ **اشارۃ الی عثمان:** نے تبوک کے موقع پر تین سو اونٹ مع ساز وسامان کے راہ خدا میں عطا فرمائے، اور ایک ہزار دینار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر رکھ دیئے اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی نے جیشِ عسرت میں ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیئے، اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے بارے میں فرمایا: ''عثمان کو اس عمل کے بعد کسی (نفلی) عمل کی حاجت نہیں ہے''۔ اور ایک روایت میں یوں ہے: ''اللہ تیری بخشش کرے اے عثمان! جو تو نے پوشیدہ اور ظاہر دیا، وہ قیامت تک (باقی) رہے گا اور اس کے بعد تجھے کسی (نفلی عمل) کی حاجت نہیں ہے''۔ اور اس آیت میں حضرت عثمان کے علاوہ بھی دوسرے صحابہ کی طرف اشارہ ہے۔ **ای لا مانع لکم من الایمان:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام انکاری ﴿مالکم﴾ بمعنی نفی ہے۔

ای مریدین الایمان بہ: اللہ کے فرمان ﴿وما لکم لا تؤمنون باللہ﴾، ﴿ان کنتم مؤمنین﴾ کیسے فرمایا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ معنی یہ ہے کہ اگر تم حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لے آؤ تو ان دونوں کی شریعتیں

عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سرانجام دی۔ (صحيح البخاری، كتاب المناقب، باب: مناقب عثمان غنی، ص ٦٢١)

اغراض:

تغليبا للاكثر: مراد غیر عاقل ہے، پس آسمان وزمین جہت علیا اور سفلی ہیں اور اس میں نفسِ سماوات اور ارض شامل ہیں، اور جان لینا چاہیے کہ عقلاء کی تسبیح جو کہ زبان سے ہوتی ہے اس پر سب کا اتفاق ہے اور غیر عقلاء کی تسبیح کرنے پر ... جانا ہے کہ غیر عقلاء کی تسبیح بالحال صانع عالم کی ہر نقص سے پاکی بیان کرنے پر دلیل ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عقلاء کی تسبیح کرنے کا بھی یہی حال ہے لیکن غیر عقلاء کی تسبیح کو ہم نہیں جانتے مگر جس کو اللہ (کسی ذریعہ) سے خاص فرمادے۔ في ملكه: یعنی اللہ اپنے امر میں غالب ہے کوئی اس پر غالب نہیں ہوسکتا۔ بالانشاء: عدم سے پیدا کر کے زندہ کرتا ہے، اس جملے میں اُن لوگوں کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ زندگی بغیر قتل کے حیات کے ترک کرنے کا نام ہے، مثلاً نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میں زندہ کرتا اور مارتا ہوں، پس دو آدمیوں میں سے ایک کو چھوڑ دیا اور دوسرے کو قتل کروادیا۔ بعده: یعنی زندگی ملنے کے بعد موت کا پایا جانا، اور حیات ثانی کے بعد موت ... جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿لا يذوقون فيها الموت الا الموتة الاولى﴾۔ بلا بداية: یعنی اللہ کے وجود کی کوئی افتتاح نہیں ہے۔ بعد كل شيء: یعنی اللہ اپنے وجود کے ساتھ باقی رہے گا جب کہ باقی چیزوں کو فنا ہے، اور اس جواب سے یہ شبہ بھی دور ہوتا ہے جو پیش کیا جاتا ہے: ''جنت دوزخ اور جو کچھ بھی اِس میں ہے، اِن پر فنا نہیں ہونی، اس لئے کہ جو بھی عدم کے بعد موجود ہے وہ فنا کے قابل ہے اور جسے بقاء ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے نہ کہ اُس کی ذاتی۔

عن ادراک الحواس: اللہ کی ذات حواس کے ادراک سے پوشیدہ ہے، پس ظاہری اور باطنی اعتبار سے کوئی چیز اس پر محیط نہیں ہے نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں، اور آخرت میں اللہ کی رویت اور اس کے کلام کا سننا کیف وانحصار واحاطہ کے علاوہ ہوگا کیونکہ تمام مخلوق اللہ کی ذات کے احاطے سے عاجز ہے اور جب بندہ اللہ کے قریب ہوتا ہے تو اللہ اس کے خوف، ہیبت اور عاجز ہونے میں اضافہ کرتا ہے۔ استواء يليق به: سلف کا نظریہ تو بارہا بیان ہوا ہے لیکن خلف نے استوائے باری کو قہر اور غلبہ سے تعبیر کیا ہے۔ بعلمه: سے قدرت وارادہ مراد ہے، پس معیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ اپنی مخلوق پر متصرف ہے۔

بما فيها من الاسرار والمعتقدات: سے مراد خیر وشر کے بھید اور عقائد ہیں۔ من مال من تقدمكم: یعنی تم اپنے سے پہلے لوگوں کے جانشین ہو، اور درست یہ ہے کہ مراد وہ مال لئے جائیں جو پہلے کے تھے اور اللہ نے تمہیں اُس میں تصرف کا اختیار دے دیا اور مال کا حقیقی مالک اللہ ہے اور اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جانشین بنایا اور تصرف کا اختیار بھی دیا اور پھر اُن کی اولاد کو بھی اختیار دیا۔

وهي غزوة تبوك: حاشیہ نمبر ''۵'' دیکھیں۔ اشارة الى عثمان: نے تبوک کے موقع پر تین سو اونٹ مع ساز وسامان کے راہ خدا میں عطا فرمائے، اور ایک ہزار دینار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر رکھ دیئے اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی نے جیشِ عسرت میں ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیئے، اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے بارے میں فرمایا: ''عثمان کو اس عمل کے بعد کسی (نفلی) عمل کی حاجت نہیں ہے''۔ اور ایک روایت میں یوں ہے: ''اللہ تیری بخشش کرے اے عثمان! جو تو نے پوشیدہ اور ظاہر دیا، وہ قیامت تک (باقی) رہے گا اور اس کے بعد تجھے کسی (نفلی عمل) کی حاجت نہیں ہے''۔ اور اس آیت میں حضرت عثمان کے علاوہ بھی دوسرے صحابہ کی طرف اشارہ ہے۔ اى لا مانع لكم من الايمان: میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام انکاری ﴿مالكم﴾ بمعنی نفی ہے۔ اى مريدين الايمان به: اللہ کے فرمان ﴿وما لكم لا تؤمنون بالله﴾، ﴿ان كنتم مؤمنين﴾ کیسے فرمایا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ معنی یہ ہے کہ اگر تم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آؤ تو ان دونوں کی شریعتیں

تمہیں حضرت محمد ﷺ کی شریعت پر ایمان لانے کا تقاضا کرتی ہیں۔ فبادروا الیہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ جواب شرط محذوف ہے۔ لمکة: ایک قول صلح حدیبیہ کا بھی بیان کیا جاتا ہے۔ (الصاوی، ج٦،ص ٥٩ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿من ذاالذی یقرض اللہ﴾بِاِنْفَاقِ مَالِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴿قرضا حسنا﴾بِاَنْ یُنْفِقَهٗ لِلّٰهِ تَعَالٰی﴿فیضعفه له﴾وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ فَیُضَعِّفَهٗ بِالتَّشْدِیْدِ مِنْ عَشْرٍ اِلٰی اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِ مِائَةٍ كَمَا ذُكِرَ فِی الْبَقَرَةِ ﴿وله﴾مَعَ الْمُضَاعَفَةِ﴿اجر كریم (١١)﴾مُقْتَرَنٌ بِهٖ رِضًا وَاِقْبَالٌ اُذْكُرْ﴿یوم تری المومنین والمؤمنت یسعی نورهم بین ایدیهم﴾اَمَامَهُمْ﴿و﴾یَكُوْنُ﴿بایمانهم﴾وَیُقَالُ لَهُمْ﴿بشركم الیوم جنت﴾اَیْ دُخُوْلُهَا﴿تجری من تحتها الانهر خلدین فیها ذلک هو الفوز العظیم (١٢)یوم یقول المنفقون والمنفقت للذین امنوا انظرونا﴾اَبْصِرُوْنَا وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الظَّاءِ اَیْ اَمْهِلُوْنَا﴿نقتبس﴾نَاْخُذُ الْقَبَسَ وَالْاِضَاءَ ةَ﴿من نوركم قیل﴾لَهُمْ اِسْتِهْزَاءً بِهِمْ﴿ارجعوا وراءكم فالتمسوا نورا﴾فَرَجَعُوْا﴿فضرب بینهم﴾وَبَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴿بسور﴾قِیْلَ هُوَ سُوْرُ الْاَعْرَافِ﴿له باب باطنه فیه الرحمة﴾مِنْ جِهَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴿وظاهره﴾مِنْ جِهَةِ الْمُنَافِقِیْنَ﴿من قبله العذاب (١٣)ینادونهم الم نكن معكم﴾عَلَی الطَّاعَةِ﴿قالوا بلی ولكنكم فتنتم انفسكم﴾بِالنِّفَاقِ﴿وتربصتم﴾بِالْمُؤْمِنِیْنَ الدَّوَائِرَ﴿وارتبتم﴾شَكَكْتُمْ فِیْ دِیْنِ الْاِسْلَامِ﴿وغرتكم الامانی﴾اَلْاِطْمَاعُ﴿حتی جاء امر اللہ﴾اَلْمَوْتُ﴿وغركم باللہ الغرور (١٤)﴾اَلشَّیْطَانُ﴿فالیوم لایؤخذ﴾بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ﴿منكم فدیة ولا من الذین كفروا مأوكم النار هی مولكم﴾اَوْلٰی بِكُمْ﴿وبئس المصیر (١٥)﴾هِیَ﴿الم یان﴾یَحِنْ﴿للذین امنوا﴾نَزَلَتْ فِیْ شَانِ الصَّحَابَةِ لَمَّا اَكْثَرُوا الْمَزَاحَ ﴿ان تخشع قلوبهم لذكر اللہ وما نزل﴾بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ﴿من الحق﴾اَلْقُرْآنِ﴿ولا یكونوا﴾مَعْطُوْفٌ عَلٰی تَخْشَعُ﴿كالذین اوتوا الكتب من قبل﴾هُمُ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی﴿فطال علیهم الامد﴾اَلزَّمَنُ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ اَنْبِیَائِهِمْ﴿فقست قلوبهم﴾لَمْ تَلِنْ لِذِكْرِ اللّٰهِ﴿وكثیرمنهم فسقون (١٦)اعلموا﴾خِطَابٌ لِلْمُؤْمِنِیْنَ الْمَذْكُوْرِیْنَ﴿ان اللہ یحی الارض بعد موتها﴾بِالنَّبَاتِ فَكَذٰلِكَ یَفْعَلُ بِقُلُوْبِكُمْ بِرَدِّهَا اِلَی الْخُشُوْعِ﴿قد بینا لكم الایت﴾اَلدَّالَّةِ عَلٰی قُدْرَتِنَا بِهٰذَا وَغَیْرِهٖ﴿لعلكم تعقلون (١٧)ان المصدقین﴾مِنَ التَّصَدُّقِ اُدْغِمَتِ التَّاءُ فِی الصَّادِ اَیِ الَّذِیْنَ تَصَدَّقُوْا﴿والمصدقت﴾اَللَّاتِیْ تَصَدَّقْنَ وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ بِتَخْفِیْفِ الصَّادِ فِیْهِمَا مِنَ التَّصْدِیْقِ الْاِیْمَانِ﴿واقرضوا اللہ قرضا حسنا﴾رَاجِعٌ اِلَی الذُّكُوْرِ وَالْاِنَاثِ بِالتَّغْلِیْبِ وَعَطْفُ الْفِعْلِ عَلَی الْاِسْمِ فِیْ صِلَةِ اَلْ لِاَنَّهٗ فِیْهَا حَلَّ مَحَلَّ الْفِعْلِ وَذِكْرُ الْقَرْضِ بِوَصْفِهٖ بَعْدَ التَّصْدِیْقِ تَقْیِیْدٌ لَهٗ﴿یضعف﴾وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ یُضَعَّفُ بِالتَّشْدِیْدِ اَیْ قَرْضُهُمْ﴿لهم ولهم اجر كریم (١٨)والذین امنوا باللہ ورسله اولئک هم الصدیقون﴾اَلْمُبَالِغُوْنَ فِی التَّصْدِیْقِ﴿والشهداء عند ربهم﴾عَلَی الْمُكَذِّبِیْنَ مِنَ الْاُمَمِ﴿لهم اجرهم

ونورهم والذين كفروا و كذبوا باٰيتنا ﴿اَلدَّالَّةِ عَلٰى وَحْدَانِيَّتِنَا﴾ اولئک اصحب الجحيم(۱۹) ﴿اَلنَّارِ﴾

﴿ترجمہ﴾

کون ہے جو اللہ کو قرض دے (اپنا مال راہ خدا عزوجل میں خرچ کر کے) اچھا قرض (یوں کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خرچ کرے) تو وہ اس کے لیے دونے کرے (ایک قرائت میں " فيضعفه " کو مشدد پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ بڑھوتی دس سے لے کر سات سو سے زیادہ ہوگی ......۱...... جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ہے) اور اس کے لیے (اس اضافہ کے ساتھ ساتھ) عزت والا ثواب ہے (اجر کریم وہ ہے جس کے ساتھ اللہ عزوجل کی رضا وخوشنوری متصل ہو یاد کرو!) جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ہے دوڑتا ان کے آگے (بين ايديهم بمعنی امامهم یعنی آگے کے ہے) اور ان کے دہنے ("بايمانهم" سے پہلے يكون فعل ناقص محذوف ہے، ان سے فرمایا جا رہا ہے) آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات جنت ہے (یعنی اس جنت میں داخلہ) جن کے نیچے نہریں بہیں تم ان میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو (انظرنا بمعنی ابصرونا ہے، اور ایک میں "انظرونا" ہمزہ مفتوحہ اور ظاء مکسورہ کے ساتھ ہے بمعنی امهلونا یعنی تم ہمیں مہلت دو) ہم حصہ لیں (اس سے روشنی اور چمک لے لیں ......۲......) تمہارے نور میں کچھ (ان سے) کہا جائے گا (بطور استہزاء) اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو (یہ سنکر وہ پلٹ جائیں گے) جبھی ان کے درمیان (اور مسلمانوں کے درمیان) ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی (کہا گیا ہے یہ وہی دیوار ہے جس کا ذکر سورۂ اعراف میں گزر چکا) جس میں ایک دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت (جو مومنین کی چھت میں ہوگا) اور اس کے باہر کی طرف عذاب (جو منافقین کی چھت میں ہوگا ......۳......) منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کیا (فرمانبرداری میں) ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں مگر تم نے تو (منافقت کر کے) اپنی جان فتنہ میں ڈالی اور تم انتظار کرتے تھے (مسلمانوں پر گردشوں کا) اور شک رکھتے تھے (دین اسلام کے بارے میں، ارتبتم بمعنی شككتم ہے) اور جھوٹی طمع نے تمہیں فریب دیا (الامانی بمعنی الاطماع ہے) یہاں تک کہ اللہ کا حکم آگیا (یعنی موت آگئی) تمہیں اللہ کے حکم پر اس بڑے فریبی (یعنی شیطان) نے مغرور رکھا تو آج نہ تم سے لیا جائے ("يوخذ" علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کوئی فدیہ اور نہ کھلے کافروں سے تمہارا ٹھکانہ آگ ہے وہ تمہاری رفیق ہے (وہ تمہارے زیادہ لائق ہے) اور کیا ہی برا انجام (مخصوص بالذم "هی" ضمیر یہاں محذوف ہے) کیا وہ وقت نہ آیا (لم يان بمعنی لم يحن ہے) ایمان والوں کو (جب صحابہ کرام آپس میں ہنسی مذاق کرنے لگے تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اترا (مراد اس سے قرآن پاک ہے ......۴...... نزل فعل مخفف ومشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اور ان جیسے نہ ہو ("ولا يكونوا" کا عطف تخشع پر ہے) جن کو پہلے کتاب دی گئی (مراد اس سے یہود ونصاری ہیں) پھر ان پر مدت دراز ہوئی (ان کے اور ان کے انبیاء کرام کے مابین ایک زمانہ گزر گیا) تو ان کے دل سخت ہو گئے (وہ اللہ عزوجل کی یاد سے بھی نرم نہیں ہوئے) اور ان میں بہت فاسق ہیں جان لو (یہ خطاب مذکورہ مسلمانوں سے ہے) کہ اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے (نباتات کے ذریعے، پس یہی معاملہ وہ تمہارے دلوں کے ساتھ فرمائے یوں کہ وہ تمہارے دلوں کو خشوع وخضوع کی طرف پھیر دے گا) بیشک ہم نے تمہارے لیے نشانیاں بیان فرما دیں (جو اس بات وغیرہ پر ہماری قدرت ہونے پر دلالت کرتی ہیں) کہ تمہیں سمجھ ہو بیشک صدقہ دینے والے مرد ("المصدقين" تصدق سے ماخوذ ہے یہاں یاء کو صاد میں مدغم کیا گیا ہے یہ بمعنی الذين تصدقوا ہے) اور صدقہ دینے والی عورتیں (المصدقت بمعنی اللاتی تصدقن ہے، ایک قرائت میں ان دونوں الفاظ کو مخفف پڑھا گیا ہے بمعنی ایمان کی تصدیق کرنے والے) اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا

قرض دیا (یہ کلام مذکور مردوں اور عورتوں کی طرف راجع ہے صیغہ مذکر تغلیباً ذکر کیا گیا ہے اور یہاں فعل کا عطف اس اسم پر کیا گیا ہے جو کہ "ال" کا صلہ ہے اور فعل کے قائم مقام ہے تصدیق کا ذکر کرنے کے بعد قرض کو ذکر کرنا تصدق کو مقید کرنے کے لیے ہے) ان کے دونے ہیں (یعنی ان کے قرض کا ثواب دونا ہے، ایک قرائت میں "یضعف" کو مشدد بھی پڑھا گیا ہے) اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے (یعنی صدقہ کرنے میں مبالغہ کرنے والے) اور شہید......۵......اپنے رب کے یہاں (جھٹلانے والی امتوں کے خلاف) ان کے لیے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں (جو کہ وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں) وہ دوزخی ہیں (الجحیم بمعنی النار ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ ولہ اجر کریم﴾

من: استفہامیہ مبتدا، ذا: موصوف، الذی: موصول، یقرض اللہ: فعل بافاعل ومفعول، قرضا حسنا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: سببیہ، یضعفہ: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، ہ: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لہ اجر کریم: جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یوم تری المومنین والمومنت یسعی نورھم بین ایدیھم وبایمانھم﴾

یوم: مضاف، تری: فعل بافاعل، المومنین: معطوف علیہ، والمومنت: معطوف، ملکر ذوالحال، یسعی نورھم: فعل وفاعل، بین: مضاف، ایدیھم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ب: زائد، ایمانھم: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بشرکم الیوم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ذلک ھو الفوز العظیم﴾

بشر: مضاف، کم: ضمیر ذوالحال، خلدین فیھا: شبہ جملہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا، جنت، موصوف، تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ قول محذوف "یقال لھم" کیلئے مقولہ، یقال لھم: فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو، الیوم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ قول اپنے مقولہ سے، ملکر جملہ قولیہ، ذلک: مبتدا، ھو الغفور العظیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم یقول المنفقون والمنفقت للذین امنوا انظرونا نقتبس من نورکم﴾

یوم: مضاف، یقول: فعل، المنفقون والمنفقت: فاعل، للذین امنوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قول، انظرونا: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، نقتبس: فعل بافاعل، من نورکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر ماقبل "یقم" سے بدل واقع ہے۔

﴿قیل ارجعوا وراء کم فالتمسوا نورا﴾

قیل: قول، ارجعوا: فعل امر بافاعل، وراء کم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، التمسوا: فعل امر بافاعل، نورا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فضرب بینھم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ وظاھرہ من قبلہ العذاب﴾

ف: عاطفہ، ضرب: فعل مجہول، بینھم: ظرف، ب: زائد، سور: موصوف، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، باب: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت اول، باطنہ: مبتدا، فیہ الرحمۃ: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ظاھرہ: مبتدا، من قبلہ العذاب: جملہ

اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر صفت ثانی،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ینادونهم الم نکن معکم قالوا بلی ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم﴾

ینادونهم: فعل باواؤضمیر ذوالحال،همزه:حرف استفہام،لم نکن معکم: ظرف متعلق بحذوف خبر،ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "قائلین" کیلئے مقولہ،ملکر حال،ملکر فاعل،ھم ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، قالوا:قول،بلی:حرف ایجاب،و: عاطفہ،لکنکم:حرف مشبہ واسم،فتنتم انفسکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،تربصتم:جملہ فعلیہ معطوف اول،و: عاطفہ،ارتبتم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وغرتکم الامانی حتی جاء امر الله وغرکم بالله الغرور﴾

و: عاطفہ،غرتکم:فعل ومفعول،الامانی: فاعل،حتی: جار،جاء امر الله: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،غرکم:فعل ومفعول،بالله:ظرف لغو،الغرور: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فالیوم لا یوخذ منکم فدیة ولا من الذین کفروا﴾

ف: فصیحیہ،الیوم:ظرف مقدم،لایوخذ:فعل نفی مجہول،منکم: مجرور معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا:نافیہ،من الذین کفروا: جار مجرور معطوف،ملکر ظرف لغو،فدیة:نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان شئتم ان تعرفوا مالکم مصائرکم" کیلئے جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ماوکم النار هی مولکم وبئس المصیر﴾

ماوکم: مبتدا،النار: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،هی:مبتدا،مولکم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،بئس:فعل ذم،المصیر: فاعل،ملکر جملہ انشائیہ خبر مقدم "النار" مبتدا محذوف،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبهم لذکر الله وما نزل من الحق﴾

همزه: حرف استفہام،لم یان: فعل نفی،للذین امنوا: ظرف لغو،ان:مصدریہ،تخشع قلوبهم: فعل وفاعل،لام: جار،ذکر الله:معطوف علیہ،و:عاطفہ،مانزل من الحق:معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتب من قبل فطال علیهم الامد فقست قلوبهم﴾

و: عاطفہ،لایکونوا:فعل نہی ناقص،کاف: جار،الذین:موصول،اوتوا الکتب من قبل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف:عاطفہ،طال علیهم الامد: جملہ فعلیہ معطوف اول،ف: عاطفہ،قست قلوبهم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکثیر منهم فسقون اعلموا ان الله یحی الارض بعد موتها﴾

و: عاطفہ،کثیر:موصوف،منهم:ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا،فسقون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،اعلموا:فعل امر بافاعل،ان الله:حرف مشبہ واسم،یحی الارض: فعل بافاعل ومفعول،بعد موتها:ظرف،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قد بینا لکم الایت لعلکم تعقلون﴾

قد: تحقیقیہ،بینا:فعل بافاعل،لام: جار،کم:ضمیر ذوالحال،الایت لعلکم تعقلون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،الایت:

مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان المصدقین والمصدقت واقرضوا اللہ قرضا حسنا یضعف لھم ولھم اجر کریم﴾

ان: حرف مشبہ، الف لام: بمعنی الذی، مصدقین: بمعنی "اصدقوا" اپنے صلہ ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الف لام: بمعنی الذی، المصدقت: بمعنی "اصدقین" جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقرضوا اللہ قرضا حسنا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر معطوف، ملکر اسم، یضعف لھم: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، اجو کریم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم﴾

و: مستانفہ، الذین: موصول، امنوا باللہ ورسلہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، اولئک: مبتدا، ھم الصدقون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: مستانفہ، الشھداء: ذوالحال، عند ربھم: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مبتدا، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، اجرھم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نورھم: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحب الجحیم﴾

و: عاطفہ، الذین کفروا وکذبوا بایتنا: موصول صلہ ملکر مبتدا، اولئک: مبتدا، اصحب الجحیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......الم یان للذین امنوا ان تخشع ......☆ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسلمانوں کو دیکھا کہ آپس میں ہنس رہے ہیں فرمایا تم ہنستے ہوا ابھی تک تمہارے رب کی طرف سے امان نہیں آئی اور تمہارے ہنسنے پر یہ آیت نازل ہوئی ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا: "اتنا ہی رونا "، اور اترنے والے حق سے مراد قرآن مجید ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نیکی کا اجر سات سو گنا تک ہونا:

ا......کلبی کا قول ہے کہ قرض اس طرح دے کہ بغیر کسی احسان مندی اور دکھلاوے کے ادا کرے تو ایسے کے لئے اجر سات گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے اور جتنا اللہ ﷻ چاہے مزید بھی اضافہ کردے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ کوئی شخص یہ کہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر یہ بھی قرض حسن کے زمرے میں آتا ہے جیسا کہ سفیان نے ابن حیان سے روایت کیا ہے۔ زید بن اسلم کا قول ہے کہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا بھی قرض حسن ہے۔ حسن ﷫ کہتے ہیں قرض حسن سے مراد نفلی عبادات ہیں۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد خیر کے کام ہیں جیسا کہ عرب میں کہا جاتا ہے کہ میرے نزدیک یہ کام اچھا قرض اور یہ بُرا قرض ہے۔ قُشیری کہتے ہیں کہ صدقہ کرنے والا خالص نیت اور پاکیزہ نفس کے ساتھ اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرے اور اس سے اللہ ﷻ کی رضا جوئی چاہے نہ کہ ریاکاری و دکھلاوا مقصود ہو، اور یہ خرچ حلال مال سے ہونا ضروری ہے۔ اور قرض حسن ردی مال سے نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے (البقرۃ: ۲۶۷)﴾۔

(القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۲۰۸)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ دن جب اللہ عزوجل کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا سات قسم کے لوگ اللہ عزوجل کے سائے میں ہونگے جن میں سے ایک وہ شخص ہوگا جس نے دائیں ہاتھ سے صدقہ کیا اور اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہوسکا''۔ (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد، رقم: ٦٦٠، ص ١٠٧)

کیا آخرت میں منافق مسلمان کے نور سے فائدہ اٹھائے گا؟

۲......اس بارے میں دو اقوال ہیں: (۱)......وہ مومن جو کتاب پر ایمان لایا اس کے لئے قیامت میں نور ہوگا، (۲)......ہر مومن کے لئے قیامت میں نور ہوگا۔ ابی ابن حاتم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: ''قیامت کے دن سخت اندھیرا ہوگا کہ کوئی کافر یا مومن اپنے ہاتھ تک کو نہ دیکھ سکے گا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل مومن کو اس کے اعمال کی مقدار کے مطابق نور عطا فرمائے گا''۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگ اندھیروں میں ہونگے کہ اللہ عزوجل نور بھیجے گا، پس جب مومن نور کو دیکھیں گے تو اس کی جانب متوجہ ہو جائیں گے اور وہ نور ان کیلئے اللہ عزوجل کی جانب سے جنت کی طرف دلیل ہوگا۔ اور اس روایت کے منافی کوئی خبر نہیں گزری کہ مومنین اسی نور کی روشنی میں صراط سے گزریں گے جیسا کہ مخفی (اہل علم پر) نہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے نور سے مراد قرآن مجید ہے اور ضحاک کے قول کے مطابق نور بطور استعارہ ھدایت ورضا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۷، ص ۲٤۸)

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ذلک ھو الفوز العظیم یہی بڑی کامیابی ہے (الحدید:۱۲)﴾ اس آیت میں الفوز کے معنی عظیم نور عطا ہونا ہے اور ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ مومنین اس دن اللہ عزوجل کے عطا کردہ نور میں ہونگے اور منافق مرد و عورتیں اُن سے نور طلب کریں گے اور ان کا پیچھا کریں گے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے ساتھ بلائے گا تا کہ دوسروں پر پردہ ہو جائے (ماؤں کے ساتھ بلانے میں پردہ یہ ہے کہ کسی کے نسب میں کوئی کمزوری ہو تو میدان محشر میں شرمندگی سے بچ سکے)، پل صراط کے پاس اللہ عزوجل ہر مومن و منافق کو نور عطا فرمائے گا، پھر جب وہ عین صراط پر گامزن ہونگے تو اللہ عزوجل منافقین کے نور کو لے جائے گا، پس منافقین کہیں گے: ﴿انظرونا نقتبس من نورکم ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں (الحدید:۱۳)﴾، اور مومنین کہیں گے: ﴿ربنا اتمم لنا نورنا اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کردے (تحریم:۸)﴾، پس اُس وقت کسی کو کسی کی یاد نہ پڑی ہوگی۔ (روح المعانی، الجزء:۲۷، ص ۲٤۸ وغیرہ)

امام جریر طبری کہتے ہیں: قتادہ کا قول ہے کہ بعض مومنین کا نور قیامت کے دن اس قدر ہوگا کہ مدینہ سے عدن تک روشن ہو جائے گا اور بعض کا نور کم ہوگا کہ فقط ان کے قدموں کی جگہ روشن ہوگی۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۲۵۹)

دروازے کے اندر رحمت اور باہر عذاب کن کے لئے ہے؟

۳......مقاتل کہتے ہیں کہ مراد وہ جگہ ہے جو مومنین کے ٹھکانوں سے ملی ہوئی ہوگی یعنی جنت اور ﴿فیہ الرحمۃ﴾ سے مراد ثواب اور وہ نعمتیں ہیں جو کسی بھی قسم کی آلائش سے مبرا ہیں۔ اور ﴿وظھرہ﴾ سے مراد وہ مکان ہیں جو منافقین کے ٹھکانوں سے ملے ہوئے ہیں یعنی جہنم۔ (روح المعانی، الجزء:۲۷، ص ۲۵۰)

امام جریر طبری کہتے ہیں: اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿فضرب بینھم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ وظاھرہ من قبلہ العذاب جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہے (الحدید:۱۳)﴾، اللہ عزوجل نے اس آیت میں مومنین و منافقین کے مابین آڑ کا بیان فرمایا ہے یعنی جنت اور جہنم کے مابین ایک آڑ ہوگی۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۲٦۲)

اھل ایمان کے دلوں کا اللہ ﷻ کی جانب جھک جانا:

۴......شداد بن اوس سید عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے خشوع رکھنے والوں کو بلند کیا جائے گا''۔
(الطبری، الجزء:۲۷،ص ۲۶۶)

اسماعیل حقی لکھتے ہیں: اللہ ﷻ کے لئے دلوں کا خشوع اختیار کرنا یہ ہے کہ عارف باللہ اللہ کی معرفت میں فنا ہوجائے اور اللہ ﷻ کی بارگاہ میں فنا ہوجانے کا شوق رکھے جو کہ درحقیقت فنا نہیں بلکہ بقا ہے اور اللہ ﷻ کی محبت میں غمگین، مارا مارا پھرے، دل میں رقت ونرمی پائے، بے چینی کی صورت ہونے لگے، اللہ ﷻ کی یاد کے سوا کسی اور امر سے دل کو تسکین حاصل نہ ہو جیسا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''خشوع میں نفاق سے اللہ ﷻ کی پناہ مانگو'' پوچھا گیا کہ خشوع میں نفاق کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: ''جسم سے تو خشوع ظاہر ہو لیکن دل میں خشوع نہ پایا جائے''۔
(روح البیان، ج۹،ص ۴۳۳)

امام قرطبی لکھتے ہیں: اللہ ﷻ کا یہی فرمان: ﴿الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد میں (الحدید:۱۶)﴾ ابن مبارک اور قاضی فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہما کے ایمان لانے کا سبب بنا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے بھائی کے ساتھ اپنے باغ میں موجود تھا، رنگ برنگے پھل اور مشروبات کا سلسلہ چل رہا تھا۔ رات کا طویل حصہ گزر چکا تھا، میرے ہاتھ میں عود کی لکڑی تھی کہ اچانک آواز آئی کہ رات یونہی (نافرمانی) میں گزار دی، میں نے دیکھا کہ میرے اوپر درخت پر پرندہ موجود ہے، لیکن آواز اس کی نہیں تھی میں نے توجہ کی تو آواز آئی اور یہی آیت پڑھی گئی: ﴿الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد میں (الحدید:۱۶)﴾ یعنی میرے ہاتھ میں موجود وہی عود کی لکڑی ایسے کلام کر رہی تھی جیسا کہ انسان کلام کرتا ہے۔ پس میں نے جواب دیا کیوں نہیں! وہ وقت یقیناً آچکا ہے، پس میں نے عود کی لکڑی توڑ ڈالی اور اسے جیسا چاہا استعمال فرمایا۔

یہی آیت حضرت فضیل بن عیاض کے ایمان کا سبب بنی، حضرت فضیل بن عیاض کسی کے عشق میں منہمک تھے، ایک رات ملاقات کا وعدہ تھا، جب وہاں سے اسی نیت کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں دیوار سے آواز آئی: ﴿الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد میں (الحدید:۱۶)﴾، پس آپ پر خوف کا غلبہ ہوا اور جواب دیا: کیوں نہیں، وہ وقت آ گیا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ توبہ سے پہلے بہت بڑے ڈاکو تھے اور آپ کو توبہ کا موقع ملا۔
(روح البیان، ج۹،ص ۲۱۵)

شھید حکمی کا بیان:

۵......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم ...... الخ اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے (الحدید:۱۹)﴾۔ اس آیت کے تحت دو نکات بیان کرتے ہیں: (۱)......والشھداء سے مراد گواہ ہیں جو کہ مفسر جلال نے مراد لئے ہیں۔ معنی یہ ہے کہ ان کے لئے ان کے اعمال کا اجر اور نور ہوگا۔ اور مراد اس سے رسل عظام ہیں جو کہ اپنی امت کی تصدیق وتکذیب کی گواہی دیں گے، جس کی دلیل یہ فرمان ہے: ﴿وجئنا بک علی ھولاء شھیدا اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں (النساء:۴۱)﴾۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مراد رسل عظام کی امتیں ہیں جو کہ قیامت کے دن گواہی دیں گی اور ان کی گواہی کی دو اقسام ہونگی یا تو وہ اپنے اعمال کے نیک وبد ہونے کی گواہی دیں گے جیسا کہ مجاہد

کا قول ہے یا پھر رسل عظام کی تبلیغ سے متعلق گواہی دیں گے کہ رسل عظام نے اپنی تبلیغ کا فرض ادا فرما دیا جیسا کہ کلبی کا قول ہے۔ مقاتل نے ایک اور قول یہ بھی بیان کیا ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ ﷻ کی راہ میں مارے جائیں اور اسی کے مطابق ابن عباس کا قول بھی ہے اور انہوں نے اس سے شہداء مومنین مراد لئے ہیں۔ (القرطبی، الجزء:۲۷،ص ۲۱۷)

(۲)......مجاہد کہتے ہیں: ''کل مومن شهيد ثم قراها یعنی ہر مومن شہید ہے پر پھر یہی ماقبل آیت تلاوت فرمائی''۔ (الطبری، الجزء:۲۷،ص ۲۶۹)

ابن کثیر لکھتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''شہداء کی چار قسمیں ہیں: (۱)...... بھرپور ایمان والا مومن جو دشمن اسلام سے نبرد آزما ہوا اور جام شہادت نوش کر گیا، (۲)......وہ مومن جسے کانٹا چبھا اور وہ اس کے زہر سے انتقال کر گیا، (۳)......وہ مسلمان جس کے اعمال ملے جلے ہوں اور آخر میں بُرے اعمال میں دشمن سے ملا اور قتل ہو گیا، (۴)...... وہ مومن جو اپنی جان کو بہت زیادہ ہلاکت میں ڈال دے یہاں تک کہ دشمن سے ملے اور قتل ہو جائے۔ (ابن کثیر، ج ٤،ص ۳۷۰)

علامہ آلوسی کہتے ہیں: ابن جریر نے براء بن عازب سے روایت نقل کی ہے کہ سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میری امت کے مومنین شہید ہیں''، پھر سید عالم ﷺ نے ماقبل آیت تلاوت فرمائی۔ ابن ابی حاتم نے سید عالم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک دن قوم سے کہا: ''تم تمام صدیق اور شہید ہو''، لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ جواب میں ماقبل آیت تلاوت فرمائی۔ مجاہد کا بھی یہی قول ہے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۷،ص ۲۵۸)

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: شہادت حکمی کی کئی اقسام ہیں: (۱)......طاعون میں مرنے والا، (۲)......پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، (۳)......ڈوبنے والا، (۴)......دب کر مرنے والا، (۵)......نمونیہ میں مرنے والا، (۶)......جل کر مرنے والا، (۷)......دردِ زہ سے مرنے والا، (۸)...... اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا، (۹)...... اپنی جان کی حفاظت میں مارا جانے والا، (۱۰)...... اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا، (۱۱)...... دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا، (۱۲)......سواری سے گر کر مرنے والا، (۱۳)......راہ دین میں مرنے والا مثلاً طلب علم دین کو جانے والا، نماز، حج کو جانے والا، ہر نیک کام کو جانے والا، (۱۴)...... پہاڑ سے گر کر مرنے والا، (۱۵)......جس کو درندے کھا جائیں، (۱۶)...... نفاس میں مرنے والی عورت، (۱۷)......اپنے لئے رزق حلال کی طلب کے دوران مرنے والا، (۱۸)......اپنے اہل وعیال کے لئے رزق حلال کی طلب کے دوران مرنے والا، (۱۹)...... کسی مصیبت یا حادثہ میں مرنے والا، (۲۰)......صدق دل سے شہادت کی دعا کرنے والا، (۲۱)...... پھیپڑوں کی بیماری مثلاً دمہ، کھانسی یا تپ دق میں مرنے والا، (۲۲)......سفر میں مرنے والا، (۲۳)......جو شخص ایک دن میں پچاس بار یہ دعا کرے: ''اللهم بارک لی فی الموت وفیما بعد الموت''، (۲۴)......نیزہ کی ضرب سے مرنے والا، (۲۵)......جو عاشق پاکدامن رہا، (۲۶)...... بخار میں مرنے والا، (۲۷)......سرحد کی حفاظت کرتے ہوئے مرنے والا، (۲۸)......گڑھے میں گر کر مرنے والا، (۲۹)......ظلماً قتل کیا جانے والا، (۳۰)......اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا، (۳۱)......اللہ ﷻ کی راہ میں بستر پر فوت ہونے والا، (۳۲)......جس کو سانپ یا بچھو ڈس لے، (۳۳)...... جو اچھو سے مر جائے، (۳۴)...... پڑوسی کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے، (۳۵)...... جو چھت سے گرے اور ٹانگ یا گردن ٹوٹنے کی وجہ سے مر جائے، (۳۶)...... جو پتھر گرنے سے مر جائے، (۳۷)...... جو عورت اپنے خاوند پر غیرت کرتی ہوئی مر جائے، (۳۸)......نیکی کا حکم دیتے ہوئے اور بُرائی سے منع کرتے ہوئے مر جائے، (۳۹)......اپنے بھائی کی حفاظت کرتا ہوا مر جائے، (۴۰)...... جو شخص اللہ ﷻ کی راہ میں سواری سے گر جانے سے

مرجائے، (۴۱)...... جو شخص کسی بھی بیماری میں فوت ہوا وہ شہید ہے، (۴۲)...... صبح وشام سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھنے والا شہید ہے، (۴۳)...... چاشت کی نماز پڑھنے والا، ہر ماہ تین روزے رکھنے والا اور وتر قضاء نہ کرنے والا شہید ہے، (۴۴)...... دائما باوضور ہنے والا، (۴۵)...... بیت المقدس کا خادم شہید ہے، (۴۶)...... زکام یا کھانسی میں مرنے والا شہید ہے، (۴۷)...... غلبہ بدعت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا شہید ہے، (۴۸)...... ہر مومن کامل شہید ہے۔

(تبیان القرآن، ج ۱۱، ص ۷۲۹ وغیرہ)

اغراض:

مع المضاعفة: بندہ جب اچھے اعمال کرتا ہے تو اس کی نیکی سات سو گنا تک بڑھادی جاتی ہے، اور اس کے علاوہ بھی اُسے اجر دیا جاتا ہے، جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن جو ظاہر بات ہے وہ یہ ہے کہ اللہ اپنے کرم سے نیکی کا اجر دگنا عطا فرماتا ہے اور یہ دگنی نیکی بندے کے لئے دنیا میں لکھی جاتی ہے اور اس کا وزن قیامت میں کیا جائے گا اور اس کا اجر جنت کی صورت میں پورا کردیا جائے گا۔
رضا واقبال: مقترن کے فاعل ہیں، معنی یہ ہے بندے کو اس کے اعمال کا ثواب اللہ کی رضا اور اس کے اقبال کے بغیر نہیں دیا جاسکتا ،جیسا کہ فرمان اقدس ہے: ﴿ورضوان من الله اکبر﴾۔یکون: سے اس وہم کو دور کرنا مقصود ہے کہ مومن کا نور دور کہیں کسی جہت میں پایا جائے گا، ﴿بـایـمـانهم﴾ سے تمام ہی جہات مراد ہیں اور بعض سے کُل کو تعبیر کیا گیا ہے، مزید حاشیہ نمبر ''۲'' کا مطالعہ کیجئے۔ویقال لهم: یعنی فرشتوں کا ملاقات کرکے ﴿بشرکم الیوم﴾ کا خطاب فرمانا یعنی تمہارے لئے بے بہا بشارتیں اور خوش آمدید ہیں۔امهلونا: منافقین مرد وعورت مومنین سے قیامت کے دن نور سے حصہ مانگیں گے، یعنی مہلت طلب کریں گے کہ وہ بھی اس سے فیضیاب ہوں۔بالنفاق: مراد معصیت اور شہوات نفسانی ہیں۔لما اکثروا المزاح: یعنی جب مومنین مدینہ پہنچے تو مدینے میں اُنہیں بہت عیش وراحت میسر آئی اور اسی میں وہ دینی اعتبار سے کمزور ہونے لگے، پس انہیں مزاح وہزل سے منع کیا گیا، مزید حاشیہ نمبر ''۴'' کا مطالعہ کیجئے۔لم تلن لذکر الله: یعنی اللہ کی یاد کرکے خضوع اور عاجزی اختیار نہ کی بلکہ دل سخت ہوگئے۔خطاب للمؤمنین المذکورین: جن کے بارے میں ماقبل مزاح کے حوالے سے کلام ہوا، انہیں اللہ کی رحمت یاد دلائی گئی ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، پس اللہ کی شان تو یہ ہے کہ بنجر زمین کو بھی لہلہا دیتا ہے، جب مومن اس کی بارگاہ میں رجوع کرے تو کیونکر مُردہ دل اُس کے ذکر وفکر سے زندہ نہ ہونگے اور اُس سے علم ومعرفت کے چشمے کیوں نہ پھوٹیں گے۔بهذا: یعنی مُردہ زمین کا زندہ ہونا مراد ہے۔وغیرہ: یعنی امور عجیبہ جو کہ اللہ کی قدرت باہرہ پر دلالت کرتے ہیں۔تقیید له: مراد قرضِ حسنہ کی ترغیب دینا ہے۔النار: مراد عذاب کا ٹھکانہ ہے نہ کہ خاص ''جحیم'' ہونا۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۶۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۹

﴿اعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا لعب ولهو وزینة﴾تَزُیِیُنٌ﴿وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد﴾اَیُ اِشُتِغَالٌ فِیُهَا وَاَمَّا الطَّاعَاتُ وَمَا یُعِیُنُ عَلَیُهَا مِنُ اُمُوُرِ الْاٰخِرَةِ﴿کمثل﴾اَیُ هِیَ فِیُ اِعُجَابِهَا لَکُمُ وَاِضُمِحُلَالُهَا کَمَثَلِ﴿غیث﴾مَطَرٍ﴿اعجب الکفار﴾اَلزُّرَّاعَ﴿نباته﴾اَلنَّاشِیُ عَنُهُ﴿ثم یهیج﴾یَیُبِسُ﴿فتره مصفر ثم یکون حطاما﴾فُتَاتًا یَضُمَحِلُّ بِالرِّیَاحِ﴿وفی الاخرۃ عذاب شدید﴾لِمَنُ آثَرَ عَلَیُهَا الدُّنُیَا﴿ومغفرۃ من الله ورضوان﴾لِمَنُ لَمُ یُؤُثِرُ عَلَیُهَا الدُّنُیَا﴿وما الحیوۃ الدنیا﴾مَا التَّمَتُّعُ فِیُهَا﴿الا متاع الغرور (۲۰) سابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنة عرضها کعرض السماء والارض﴾لَوُ وُصِلَتُ اِحُدٰهُمَا بِالْاُخُرٰی وَالْعَرُضِ السَّعَةِ﴿اعدت للذین امنوا بالله ورسله ذلک فضل الله یؤتیه من

یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (۲۱) ﴿ما اصاب من مصیبة فی الارض﴾ بِالْجَدْبِ ﴿ولا فی انفسکم﴾ کَالْمَرْضِ وَفَقْدِ الْوَلَدِ ﴿الا فی کتب﴾ یَعْنِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ ﴿من قبل ان نبراها﴾ نَخْلُقَهَا وَیُقَالُ فِی النِّعْمَةِ کَذٰلِکَ ﴿ان ذلک علی اللہ یسیر (۲۲) لکیلا﴾ کَیْ نَاصِبَةٌ لِلْفِعْلِ بِمَعْنٰی اَنْ اَیْ اَخْبَرَبِذٰلِکَ تَعَالٰی لِئَلَّا ﴿تأسوا﴾ تَحْزَنُوْا ﴿علی ما فاتکم ولا تفرحوا﴾ فَرِحَ بَطِرَ بَلْ فَرِحَ شَکَرَ عَلَی النِّعْمَةِ ﴿بما اتکم﴾ بِالْمَدِّ اَعْطَاکُمْ وَبِالْقَصْرِ جَائَکُمْ مِنْهُ ﴿واللہ لا یحب کل مختال﴾ مُتَکَبِّرٍ بِمَا اُوْتِیَ ﴿فخور (۲۳)﴾ بِهٖ عَلَی النَّاسِ ﴿الذین یبخلون﴾ بِمَا یَجِبُ عَلَیْهِمْ ﴿ویأمرون الناس بالبخل﴾ بِهٖ لَهُمْ وَعِیْدٌ شَدِیْدٌ ﴿ومن یتول﴾ عَمَّا یَجِبُ عَلَیْهِ ﴿فان اللہ هو﴾ ضَمِیْرُ فَصْلٍ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِسَقُوْطِهٖ ﴿الغنی﴾ عَنْ غَیْرِهٖ ﴿الحمید (۲۴)﴾ لِاَوْلِیَائِهٖ ﴿لقد ارسلنا رسلنا﴾ اَلْمَلَائِکَةَ اِلَی الْاَنْبِیَاءِ ﴿بالبینت﴾ بِالْحُجَجِ الْقَوَاطِعِ ﴿وانزلنا معهم الکتب﴾ بِمَعْنَی الْکُتُبِ ﴿والمیزان﴾ اَلْعَدْلَ ﴿لیقوم الناس بالقسط وانزلنا الحدید﴾ اَخْرَجْنَاهُ مِنَ الْمَعَادِنِ ﴿فیه بأس شدید﴾ یُقَاتَلُ بِهٖ ﴿ومنافع للناس ولیعلم اللہ﴾ عِلْمَ مُشَاهَدَةٍ مَعْطُوْفٌ عَلٰی لِیَقُوْمَ النَّاسُ ﴿من ینصره﴾ بِاَنْ یَنْصُرَ دِیْنَهٗ بِآلَاتِ الْحَرْبِ مِنَ الْحَدِیْدِ وَغَیْرِهٖ ﴿ورسله بالغیب﴾ حَالٌ مِنْ هَاءِ یَنْصُرُهٗ اَیْ غَائِبًا عَنْهُمْ فِی الدُّنْیَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَنْصُرُوْنَهٗ وَلَا یُبْصِرُوْنَهٗ ﴿ان اللہ قوی عزیز (۲۵)﴾ لَا حَاجَةَ لَهٗ اِلَی النُّصْرَةِ لٰکِنَّهَا تَنْفَعُ مَنْ یَأْتِیْ بِهَا.

﴿ترجمہ﴾

جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش (زینة بمعنی تزیین ہے) اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا (یعنی ان چیزوں میں مشغول رہنا اور جو چیزیں طاعت پر معین ہوں وہ امور آخرت میں سے ہیں) جسے (دنیاوی زندگی کا تمہیں بھانا اور پھر اس کا بے رنگ و رونق ہو جانا اسی طرح ہے جیسے) بارش (الغیث بمعنی المطر ہے) جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا (یعنی بارش سے پیدا ہونے والا سبزہ انسے بھایا، اعجب الکفار بمعنی الزراع ہے) پھر سوکھا (یھیج کے معنی یبس ہے) پھر پامال کیا ہوا ہو گیا (ریزہ ریزہ ہو گیا......) اور آخرت میں سخت عذاب ہے (ان کے لیے جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیں) اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا (ان کے لیے ہے جو آخرت پر دنیا کو ترجیح نہ دیں) اور دنیا کا جینا تو نہیں (یعنی دنیا میں نفع اٹھانا تو نہیں) مگر دھوکے کا مال بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی جیسے آسمان اور زمین کا پھیلاؤ (یعنی اگر زمین و آسمان کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا جائے اور عرض سے مراد وسعت ہے) تیار ہوئی ہے ان کے لیے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں (جیسے خشک سالی) اور نہ تمہاری جان میں (جیسے امراض آنا، بچوں کا فوت ہو جانا......) مگر وہ ایک کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں (نبرء بمعنی نخلق ہے، اور اسی طرح تمام نعمتوں کا معاملہ ہے) بیشک یہ اللہ کو آسان ہے اس لیے کہ نہ ("لکیلا" حرف ناصب للفعل ہے بمعنی ان، یعنی اللہ نے اس کی خبر اس لیے دی تا کہ تم نہ) غم کھاؤ (تا سوا بمعنی تحزنوا ہے) اس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو (یعنی اس پر تکبر کے طور پر خوش نہ ہو بلکہ نعمت پر شکر کرتے ہوئے خوش ہو) اس پر جو تم کو دیا ("اتکم" کو مد کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ بمعنی اعطا کم ہے، اور قصر کے ساتھ ہو تو یہ بمعنی جاء کم منه ہو گا یعنی اس پر جو اللہ عزوجل کی

طرف سے تمہارے پاس آیا) اور اللہ پسند نہیں کرتا ہر شیخی بگھارنے والے (اللہ عزوجل کے دیئے پر تکبر کرنے والے) فخر کرنے والے کو (یعنی لوگوں پر فخر کرنے والے کو) وہ جو آپ بخل کرے (حقوق واجبہ کی ادائیگی میں) اور اوروں سے (ان کی ادائیگی میں) بخل کرنے کا کہے (ان لوگوں کے لیے شدید وعید ہے) اور جو منہ پھیرے (حقوق واجبہ ادا کرنے سے) تو بیشک اللہ ہی "فان الله هو" ،ضمیر فصل ہے اور ایک قرائت میں "هـــو" ،ضمیر فصل کو نہیں پڑھا گیا) بے نیاز ہے (اپنے غیر سے) تعریف بیان فرمانے والا ہے (اپنے اولیاء کی) اور بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا (یعنی اپنے فرشتوں کو رسولوں کی طرف بھیجا) دلیلوں کے ساتھ (یعنی قطعی دلائل کے ساتھ) اور ان کے ساتھ کتابیں (الکتاب بمعنی الکتب ہے) اور عدل کو اتارا (المیزان بمعنی العدل ہے) کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا اتارا (یعنی لوہے کو کان سے نکالا......) اس میں سخت آنچ ہے (کہ اس کے ذریعے قتل کیا جاتا ہے) اور لوگوں کے فائدے اور اس لیے کہ اللہ دیکھے ("لیعلم" سے مراد شاهده ہے "لیعلم" لیقوم الناس پر معطوف ہے) اس کو جو اس کی مدد کرتا ہے (یعنی اس کے دین کی مدد کرتا ہے، لوہے وغیرہ کے جنگی آلات کے ذریعے) اور اس کے رسولوں کی بے دیکھے (بالغیب یہ ینصرہ کی "ہ" ،ضمیر سے حال ہے یعنی دنیا میں اللہ عزوجل لوگوں سے پوشیدہ ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا مسلمان دین الٰہی کی مدد کرتے ہیں اور انہوں نے اللہ عزوجل کو نہیں دیکھا) بیشک اللہ قوت والا غالب ہے (اسے کسی کی مدد کی حاجت نہیں ہے لیکن اس کی مدد کرنے کا فائدہ مددگاروں ہی کو ملتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اعلموا انما الحيوة الدنيا لعب ولهو وزينة وتفاخر بينكم وتكاثر في الاموال والاولاد﴾

اعلموا: فعل امر با فاعل، انما: حرف مشبہ وما کافہ، الحیوة الدنيا: مبتدا، لعب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لهو: معطوف اول، و زينة: معطوف ثانی، و: عاطفہ، تفاخر: موصوف، بينكم: ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر معطوف ثالث، و: عاطفہ، تكاثر: موصوف، في الاموال والاولاد: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف رابع، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿كمثل غيث اعجب الكفار نباته ثم يهيج فتره مصفرا ثم يكون حطاما﴾

كــاف: جار، مثل: مضاف، غيث: موصوف، اعجب الكفار: فعل ومفعول، نبــاتــه: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، يهيج: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، ترى: فعل با فاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، مصفرا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ثم: عاطفہ، يكون حطاما: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "الحيوة الدنيا" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وفي الاخرة عذاب شديد ومغفرة من الله ورضوان﴾

و: عاطفہ، في الاخرة: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب شديد: معطوف علیہ، و: عاطفہ، مغفرة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رضوان: ملکر موصوف، من الله: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور﴾

و: عاطفہ، ما: نافیہ، الحيوة الدنيا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، متاع الغرور: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سابقوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها كعرض السماء والارض اعدت للذين امنوا بالله ورسله﴾

سارعوا: فعل امر با فاعل، الى: جار، مغفرة: موصوف، من ربكم: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، جنة: موصوف،

عرضها: مبتدا، کعرض السماء والارض: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت اول، اعدت للذین امنوا باللہ ورسلہ: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم﴾

ذلک: مبتدا، فضل اللہ: ذوالحال، یوتیہ: فعل بافاعل ومفعول، من یشاء: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتدا، ذو الفضل العظیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتب من قبل ان نبراھا﴾

ما اصاب: فعل نفی، من: زائد، مصیبۃ: ذوالحال، الا: اداۃ حصر، فی: جار، کتب: موصوف، من: جار، قبل: مضاف، ان نبراھا: جملہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر حال، ملکر فاعل، فی الارض: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، فی انفسکم: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ذلک علی اللہ یسیر﴾

ان ذلک: حرف مشبہ واسم، علی اللہ یسیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتکم﴾

لام: جار، کی: مصدریہ، لاتاسوا: فعل نہی بافاعل، علی مافاتکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لاتفرحوا: فعل نہی بافاعل، بمااتکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مجرور، ملکر فعل محذوف "اخبرناکم" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ لایحب کل مختال فخور الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل﴾

و: عاطفہ، اللہ مبتدا، لایحب: فعل نفی بافاعل، کل مختال فخور: مبدل منہ، الذین: موصول، یبخلون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یامرون الناس بالبخل: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یتول فان اللہ ھو الغنی الحمید﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یتول: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، ھو الغنی الحمید: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معھم الکتب والمیزان لیقوم الناس بالقسط﴾

لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، ارسلنا رسلنا بالبینت: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انزلنا: فعل بافاعل، معھم: ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم، الکتب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، المیزان: معطوف، ملکر قسم، ملکر مفعول، لام: جار، یقوم الناس بالقسط: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس﴾

و: عاطفہ، انزلنا: فعل بافاعل، الحدید: ذوالحال، فیہ: ظرف مستقر خبر مقدم، باس شدید: معطوف علیہ، و: عاطفہ، منافع للناس: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولیعلم اللہ من ینصرہ ورسلہ بالغیب ان اللہ قوی عزیز﴾

و :عاطفہ، لام :جار، یعلم اللہ :فعل وفاعل، من :موصولہ، ینصر :فعل بافاعل، ہ :ضمیر معطوف علیہ، و :عاطفہ، رسلہ :معطوف، ملکر ذوالحال، بالغیب :ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ماقبل "لیقوم الناس" پر معطوف ہے، ان اللہ :حرف مشبہ واسم، قوی عزیز :خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آخرت بھلا کر دنیا میں مشغولیت کی مثال:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب و لھو......الخ جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادتی چاہنا اس مینھ کی طرح جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن (پامال کیا ہوا) ہو گیا آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال (الحدید:۲۰)﴾۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا :دنیا پر غمزدہ نہ ہو، دنیا چھ چیزوں پر مشتمل ہے: کھانا، پینا، پہننا، خوشبو لگانا، سواری پر سوار ہونا اور نکاح کرنا، پس سب سے اچھا کھانا شہد ہے جو کہ مکھی کا تھوک ہے، سب سے زیادہ پی جانے والی چیز پانی ہے جو کہ تمام حیوان ہی پیتے ہیں، سب سے افضل لباس دیباج کا ہے جو کہ ریشم کے کیڑے کا بنا ہوا ہوتا ہے، سب سے اچھی خوشبو مشک کی ہے جو کہ چوہے کے خون سے بنتی ہے، سب سے افضل سواری گھوڑے کی ہے جس پر بیٹھے لوگ قتل کر دیئے جاتے ہیں، اور نکاح عورت سے ہوتا ہے اور اس کی اصل ایک دوسرے کی شرم گاہوں کا ملنا ہے۔ اور عورت زیب و زینت کے ذریعے اپنے محاسن ظاہر کرتی ہے۔

(القرطبی، الجزء:۲۷، ص۲۱۸)

☆......حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:"دو چیزوں پر رشک کرنا جائز ہے، ایک شخص کو اللہ ﷻ نے مال دیا اور اسے اس مال کو راہ حق میں صرف کرنے پر مسلط کیا اور ایک شخص کو اللہ ﷻ نے حکمت دی اور اس نے اس حکمت کے مطابق فیصلہ کیا اور اس پر عمل بھی کیا"۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ، رقم: ۷۳، ص۱۷)

تقدیر کی اقسام ثلاثہ:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتب من قبل ان نبراھا ان ذلک علی اللہ یسیر نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم پیدا کریں بیشک اللہ کو آسان ہے (الحدید:۲۲)﴾، ﴿وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کا سبب ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے (الشوری:۳۰)﴾۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا:"لکل امۃ مجوس ومجوس ھذہ الامۃ الذین یقولون لا قدر یعنی ہر امت میں مجوسی ہوتے ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ ہیں جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب فی القدر، رقم: ۴۶۹۱، ۴۶۹۲، ص۸۷۸)

انسانی زندگی میں سب کچھ اچھا ہی نہیں ہے بلکہ اُسے بہت کچھ برداشت بھی کرنا پڑتا ہے۔ زندگی میں اتار چڑھاؤ آتے ہی رہتے ہیں۔ خوشی، غمی، مصیبت، آسانی، الغرض یکساں حالات نہیں رہتے۔ ان میں سے کیا کچھ تقدیر کے متعلق ہے؟ اس کے لئے تقدیر کی اقسام ثلاثہ جاننی ضروری ہے، جو بھی مصیبت انسان کو پہنچتی ہے وہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور اللہ ﷻ کے علم میں ثابت ہے۔ چنانچہ قضا و تقدیر کی تین قسمیں ہیں: (۱)......مبرم حقیقی: کہ علم الٰہی میں کسی چیز پر معلق نہیں۔ (۲)......معلق محض: کہ صحف ملائکہ میں

کسی چیز پر اُس کا معلّق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔ (۳)...... معلّق شبیہ بہ مبرم: کہ صحف ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علمِ الٰہی میں تعلیق ہے۔

وہ جو مبرم حقیقی ہے اسکی تبدیلی ناممکن ہے، اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو اُنہیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔ ملائکہ قوم لوط پر عذاب لے کر آئے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کہ رحمتِ محضہ تھے، اُن کا نام پاک ہی ابراہیم یعنی ابِ رحیم، مہربان باپ، اُن کافروں کے بارے میں اتنے ساعی ہوئے کہ اپنے رب عزوجل سے مجادلہ فرمایا: ﴿یجادلنا فی قوم لوط ہم سے جھگڑنے لگا قوم لوط کے بارے میں (ھود: ۷۴)﴾۔ اور وہ جو ظاہر قضائے معلّق ہے، اس تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے، اُن کی دعا، اُن کی ہمت سے ٹل جاتی ہے اور وہ جو متوسط حالت میں ہے، جسے صُحفِ ملائکہ کے اعتبار سے مُبرَم بھی کہہ سکتے ہیں، اُن تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم اسی کو فرماتے ہیں: ''میں قضائے مُبرَم کو رَد کر دیتا ہوں''۔ (بھار شریعت مخرجہ، ج۱، حصہ:۱، ص ۱۲ وغیرہ)

لوھے کی فضیلت:

۳...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ...... الخ اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت آنچ (نقصان) (الحدید: ۲۵)﴾۔ لوہے کے اگرچہ کئی فوائد ہوں لیکن ایک فضیلت یہ ہے کہ اس کا ذکر قرآن میں آیا اور مکمل سورت کا نام ہی اس کے نام سے موسوم ہوا، مزید ایک فضیلت یہ بھی کہ ایک نبی علیہ السلام نے اس کام کو اپنا ہنر اور ذریعۂ معاش بنایا چنانچہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وعلمنہ صنعۃ لبوس لکم لتحصنکم من باسکم فھل انتم شاکرون اور ہم نے اسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا کہ تمہیں تمہاری آنچ سے (زخمی ہونے سے) بچائے تو کیا تم شکر کرو گے (الانبیاء: ۸۰)﴾۔

اغراض:

ای الاشتغال فیھا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿انما الحیوۃ الدنیا﴾، ترکیب کلام میں مبتداء ہے جو کہ مضاف کے حذف کے ساتھ ہے، تقدیرِ عبارت یوں ہے: انما الاشتغال بالحیوۃ الدنیا لعب''، ماقبل حاشیہ نمبر ''۱'' میں یہی قول امام قرطبی کے حوالے سے منقول ہے۔ مطر: جو کہ خشک سالی کے بعد ہوتی ہے۔ الزراع: بمعنی کفار ا ہے، کیونکہ کفار زمین میں بیج چھپاتے ہیں جیسا کہ وہ شخص جو اپنے ایمان کو سرکشی اور زیادتی سے چھپاتا (بجاتا) ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ حقیقی کافر ہی مراد ہوں کیونکہ کافر فراخی کے دنوں میں فخر کرتے اتراتے پھرتے ہیں اور تنگی کے دنوں میں بجھ جاتے ہیں جیسا کہ جب کھیتی اچھی ہو تو اتراتے اور بُری ہو تو بجھ جاتے ہیں، پس اس اعتبار سے دنیا کی مثال کافروں کی کھیتی کی مثل ہے۔ یبس: ''البھیج'' کی تفسیر ہے۔

ما التمتع فیھا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿وما الحیوۃ الدنیا﴾ مبتداء ہے جو کہ مضاف کے حذف کے ساتھ ہے۔ بالجدب: یعنی خشک سالی یا کوئی اور مصیبت جیسے زلزلہ وغیرہ۔ ویقال فی النعمۃ کذلک: یعنی بارش سے مخلوق کو کوئی نعمت حاصل ہو، یا انسان اپنی جان میں صحت اور اولاد کا حصول ہو، مگر یہ سب کچھ لوح محفوظ پر مکتوب ہے، جب کہ اللہ نے اپنی مخلوق کو پیدا نہ فرمایا تھا (اُسی وقت اپنی شان کے لائق سب کچھ مکتوب فرما دیا تھا)۔

ای اخبر تعالی: میں اس جانب اشارہ ہے کہ لام حرف جر محذوف کے متعلق ہے۔ یحزنوا: غم مایوسی لاتا ہے، اور انسان کی طبیعت میں موجود غم طبیعت کے فرحت بخش ہونے سے زائل ہوتا ہے۔ بل فرح شکر علی النعمۃ: جس طرح غم مایوسی لاتا ہے بالکل اسی طرح خوشی انسان کو (بسا اوقات) فخر، شرارت اور نعمت کا شکر ادا نہ کرنے پر ابھارتی ہے، پس فرحت بخش ہونا اور غمگین ہونا یہ دو طبیعتیں ایسی ہیں جس سے چھٹکارا نہیں ہوتا، لیکن اپنے امور کو اللہ کے سپرد کر دینا اور ہر امر کا مالک و مختار اللہ کو بنا لینا، یہی آیت کا مقصود ہے کہ اللہ

ہر خیر وشر کا مالک ہے جو کہ اللہ نے ازل میں ہی بندے کے مقدر میں لکھ دیئے تھے جس پر اُسے راضی رہنا چاہیے۔بـمـا اوتـی :مراد نعمتیں ہیں جو بندے کو دی جاتی ہیں۔
بـه عـلـی الـنـاس: بہت زیادہ فخر جو کہ نعمتوں کے مل جانے کی وجہ سے انسان کرتا ہے۔الـعـدل: حقیقی معنوں میں میزان مراد نہیں ہے، بلکہ اپنے غیر کو بھی شامل ہے اور مراد "الــــعــــدل" سے امور میں درمیانی راہ اختیار کرنا ہے جس میں افراط وتفریط نہ پائی جائے۔اخـرجـنـاه من المعادن: یہ ﴿انـزلنا﴾ کی تفسیر میں ایک قول ہے، جب کہ دوسرا قول اپنی حقیقت پر باقی ہے، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ تین چیزیں نازل فرمائیں: حجر اسود، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور لوہا۔
یقاتل به: یعنی لوہے سے ڈھال اور ہتھیار بنائے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی کئی امور میں لوہا کام آتا ہے۔
مـن هـاء ينصره: مراد وہ غیوبات ہیں جو اللہ کی بارگاہ سے رسولوں کو دیئے جاتے ہیں۔غـائبا عنهم: یعنی اللہ کی عظمت وجلال کو بغیر دیکھے کون اس کے دین کی مدد کرتا ہے؟۔ولا يـبـصـرونـه: یعنی دنیا میں اللہ کو دیکھا جانا سوائے رسول اللہ ﷺ کے کسی کے لئے ممکن نہیں۔لا حـاجـة لـه الـى النصرة: یعنی سعادت مند اللہ کے دین کی مدد کر کے فائدہ اٹھائے گا اور بد بخت کے ساتھ برعکس معاملہ ہوگا (اور ایسا کرنے میں اللہ کو کسی کی حاجت نہیں)۔لـكـنـهـا تـنـفـع من ياتى بها: سے مراد وہ کلفتیں ہیں جو مکلفین کو ملتی ہیں، اللہ نے فرمایا:﴿ان احسنتم احسنتم لانفسكم﴾۔ (الصاوی، ج٦،ص ٦٧ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۰

﴿ولقد ارسلنا نوحا وابرهيم وجعلنا فی ذريتهما النبوة والكتب﴾يَعْنِي الْكُتُبَ الْاَرْبَعَةَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَالزَّبُوْرَ وَالْفُرْقَانَ فَاِنَّهَا فِيْ ذُرِّيَّةِ اِبْرَاهِيْمَ﴿فمنهم مهتد وكثير منهم فسقون ﴿٢٦﴾ثم قفينا على اثارهم برسلنا وقفينا بعيسى ابن مريم واتينه الانجيل وجعلنا فی قلوب الذين اتبعوه رافة ورحمة ورهبانية﴾هِيَ رَفْضُ النِّسَاءِ وَاتِّخَاذُ الصَّوَامِعِ﴿ابتدعوها﴾مِنْ قَبْلِ اَنْفُسِهِمْ﴿ما كتبنها عليهم﴾مَا اَمَرْنَاهُمْ بِهَا﴿الا﴾لٰكِنْ فَعَلُوْهَا﴿ابتغاء رضوان﴾مَرْضَاةِ﴿الله فما رعوها حق رعايتها﴾اِذْ تَرَكَهَا كَثِيْرٌ مِنْهُمْ وَكَفَرُوْا بِدِيْنِ عِيْسٰى وَدَخَلُوْا فِيْ دِيْنِ مَلِكِهِمْ وَبَقِيَ عَلٰى دِيْنِ عِيْسٰى كَثِيْرٌ مِنْهُمْ فَاٰمَنُوْا بِنَبِيِّنَا﴿فاتينا الذين امنوا﴾بِهٖ﴿منهم اجرهم وكثير منهم فسقون ﴿٢٧﴾يايها الذين امنوا﴾بِعِيْسٰى﴿اتقوا الله وامنوا برسوله﴾مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلٰى عِيْسٰى﴿يؤتكم كفلين﴾نَصِيْبَيْنِ﴿من رحمته﴾لِاِيْمَانِكُمْ بِالنَّبِيَّيْنِ﴿ويجعل لكم نورا تمشون به﴾عَلَى الصِّرَاطِ﴿ويغفر لكم والله غفور رحيم ﴿٢٨﴾لئلا يعلم﴾اَيْ اَعْلَمَكُمْ بِذٰلِكَ لِيَعْلَمَ ﴿اهل الكتب﴾التَّوْرٰةِ الَّذِيْنَ لَمْ يُؤْمِنُوْا بِمُحَمَّدٍ ﷺ﴿ان﴾اَنْ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيْلَةِ وَاسْمُهَا ضَمِيْرُ الشَّانِ وَالْمَعْنٰى اَنَّهُمْ﴿لا يقدرون على شیء من فضل الله﴾خِلَافَ مَا فِيْ زَعْمِهِمْ اَنَّهُمْ اَحِبَّاءُ اللّٰهِ وَاَهْلُ رِضْوَانِهٖ﴿وان الفضل بيد الله يؤتيه﴾يُعْطِيْهِ﴿من يشاء﴾فَاٰتَى الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ كَمَا تَقَدَّمَ﴿والله ذو الفضل العظيم﴿٢٩﴾﴾جَلَّ وَعَلَا۔

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب باقی رکھی (یعنی چاروں کتابیں تورات، انجیل، زبور، قرآن

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں باقی رکھیں) تو ان میں کوئی راہ پر آیا اور ان میں کئی فاسق ہیں پھر ہم نے ان کے پیچھے اسی راہ پر اپنے نبی اور رسول بھیجے اور ان کے پیچھے عیسی بن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیروکاروں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی اور راھب بننا......(یعنی عورتوں سے دور رہنا اور گرجا گھروں کو ٹھکانہ بنالینا) تو یہ نئی بات انہوں نے نکالی (از خود) ہم نے یہ ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں (الا بمعنی لکن ہے، انہوں نے یہ کیا) اللہ کی رضا چاہنے کو (رضوان اللہ بمعنی مرضاۃ اللہ ہے) پھر اسے نہ بنایا جیسا اس کے بنانے کا حق تھا (کہ ان میں سے کئی لوگوں نے اسے ترک کر دیا اور دین عیسی کے ساتھ کفر کر کے اپنے بادشاہوں کے دین میں داخل ہو گئے ان میں سے کئی لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کے دین پر باقی رہے پھر وہ ہمارے نبی پر بھی ایمان لائے) تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے کئی فاسق ہیں اے (حضرت عیسی علیہ السلام پر) ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسی علیہ السلام) پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا (تمہارے دونبیوں پر ایمان لانے کی وجہ سے......، کفلین بمعنی نصیبین ہے) اور تمہارے لیے نور کر دے گا جس کے ذریعے چلو گے (پل صراط پر) اور تمہیں بخشش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے یہ اس لیے کہ جان لیں (یعنی اللہ جل جلالہ نے تمہیں یہ اس لیے بتایا تا کہ جان لیں) اہل کتاب کہ (یعنی وہ اہل تورات جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے کر نہیں آئے" لئلا" میں "ان" مخففۃ من الثقیلۃ ہے اور اس کا اسم ضمیر شان ہے معنی آیت ہے بیشک انہیں) کہ اللہ کے فضل پر ان کا کچھ قابو نہیں (ان کے اس گمان کے برخلاف کہ وہ اللہ جل جلالہ کے محبوب ہیں اور اس کی رضا انہیں حاصل ہے) اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے (یوتیہ بمعنی یعطیہ ہے) جسے چاہے (تو اہل کتاب میں اسے ایمان لانے والوں کو ان کا اجر دوبار عطا فرمائے گا جیسا کہ اس کا ذکر پہلے گزر چکا) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد ارسلنا نوحا و ابرهیم وجعلنا في ذریتهما النبوة و الكتب﴾

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، ارسلنا: فعل بافاعل، نوحا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابرهیم: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، في ذریتهما: ظرف مستقر مفعول ثانی، النبوة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الكتب: معطوف، ملکر مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فمنهم مهتد و كثیر منهم فسقون﴾

ف: عاطفہ، منهم: ظرف مستقر خبر مقدم، مهتد: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، كثیر: موصوف، منهم: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا، فسقون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم قفینا علی اثارهم برسلنا وقفینا بعیسی ابن مریم و اتینه الانجیل﴾

ثم: عاطفہ، قفینا: فعل بافاعل، علی اثارهم: ظرف لغو، ب: زائد، رسلنا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قفینا: فعل بافاعل، ب: زائد، عیسی: مبدل منہ، ابن: بدل، ملکر مضاف، مریم: مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اتینه: فعل بافاعل ومفعول، الانجیل: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعلنا في قلوب الذین اتبعوه رافة ورحمة ورهبانیة ابتدعوها ما كتبنها علیهم الا ابتغاء رضوان الله﴾

و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، في قلوب الذین اتبعوه: جار مجرور، ملکر ظرف مستقر مفعول ثانی، رافة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رحمة: اول، و: عاطفہ، رهبانیة: موصوف، ابتدعوها: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت

اول، ما کتبنھا علیھم: فعل نفی با فاعل ومفعول وظرف و، الا: اداۃ حصر، ابتغاء رضوان اللہ: مصدر مضاف بافاعل ومضاف الیہ مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما رعوھا حق رعا یتھا فاتینا الذین امنوا منھم اجرھم﴾

ف: عاطفہ، ما رعوھا: فعل نفی بافاعل ومفعول، حق رعایتھا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اتینا: فعل بافاعل، الذین: موصول، امنوا: فعل واؤضمیر ذوالحال، منھم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، اجرھم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکثیر منھم فسقون﴾

و: عاطفہ، کثیر منھم: مرکب توصیفی مبتدا، فسقون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا اتقوااللہ وامنوا برسولہ﴾

یایھاالذین امنوا: نداء، اتقوااللہ: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، امنوا برسولہ: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿یوتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نورا تمشون بہ ویغفرلکم واللہ غفوررحیم﴾

یوتکم: فعل بافاعل ومفعول، کفلین: موصوف، من رحمتہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جواب امرواقع ہے، و: عاطفہ، یجعل لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، نورا: موصوف، تمشون بہ: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''یوتکم'' پر معطوف ہے، و: عاطفہ، یغفرلکم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ''یوتکم'' پر معطوف ہے، و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، غفوررحیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لئلا یعلم اھل الکتب الا یقدرون علی شیء من فضل اللہ وان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء﴾

لما: جار، ان: مصدریہ، لا: زائد، یعلم: فعل، اھل الکتب: فاعل، ان: مخففہ باضمیر شان محذوف بااسم، لایقدرون: فعل نفی بافاعل، علی: جار، شیء: موصوف، من فضل اللہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان الفضل: حرف مشبہ واسم، بیداللہ: ظرف مستقر خبر اول، یوتیہ من یشاء: جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر فعل محذوف ''یفعل ذلک'' کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ ذوالفضل العظیم﴾ و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، ذو: مضاف، الفضل العظیم: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......لئلا یعلم اھل الکتاب......☆ جب اوپر کی آیت نازل ہوئی اور اس میں مؤمنین اہل کتاب کو سید عالم کے اوپر ایمان لانے پر دو اجر کا وعدہ دیا گیا تو کفار اہل کتاب نے کہا اگر ہم حضورﷺ پر ایمان لائیں تو دو اجر ملے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رھبانیت کے معنی ومطالب کی تحقیق:

۱......رھب خوف کرنے کو کہتے ہیں اسی سے ترھیب بھی ہے جس کے معنی عبادت کرنا ہے، جب کہ رھبانیت کے معنی

ہیں: ''افعالِ عبادت کو برداشت کرنے میں حد سے بڑھنا، تجاوز کر جانا''۔ رھبـان کا لفظ واحد وجمع دونوں کے لئے مستعمل ہے اور اگر اسے فقط واحد مانیں تو اس کی جمع رھابین ہوگی۔ (المفردات، ص ۲۱۰)

قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: رہبانیت سے مراد عبادت وریاضت میں مبالغہ کرنا ہے، لوگوں سے انقطاع اور شہوات کو ترک کرنا، یہاں تک کہ جو چیزیں مباح ہیں انہیں بھی چھوڑ دینا ہے، جس طرح دن کے وقت کھانا، رات کو آرام کرنا اور حقوقِ زوجیت ادا کرنا۔ اللہ ﷻ نے اُن پر فقط اپنی رضا چاہنا لازم کیا تھا نہ کہ رہبانیت میں سے کوئی چیز اُن پر لازم کی ہو، بلکہ اللہ ﷻ کی رضا چاہنا یہ رہبانیت میں داخل نہیں، معنی یہ ہوگا کہ ہم نے اُن پر اللہ ﷻ کی رضا کی چاہت کو فرض کیا تھا۔ اور اکثر لوگ فاسق تھے جنہوں نے عقیدہ تثلیث اور اللہ ﷻ کے لئے بیٹا مان لیا، یہودیت میں داخل ہوگئے یا بادشاہوں کے دین کو اختیار کر لیا یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر قائم رہے لیکن سید عالم ﷺ کا انکار کیا۔ (المظھری، ج۷، ص ۴۰)

امام جریر طبری لکھتے ہیں: اہلِ تاویل کا اس میں اختلاف ہے کہ بعض اقوام نے رہبانیت کے حق کی رعایت نہیں کی، انہوں نے نئی بدعات کا آغاز کیا اور اس پر سختی سے گامزن بھی نہ ہو سکے اور انہوں نے دینِ عیسوی کو تبدیل کر دیا جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے۔ بعض اہلِ تاویل کا خیال ہے کہ اس سے مراد وہ قوم ہے جو اُن کے بعد آئے جنہوں نے نئی بدعات کا آغاز کیا تھا، اور یہ لوگ کافر تھے اور ان کا کہنا تھا کہ ہم وہی کریں گے جو ہم سے پہلوں نے کیا تھا، پس انہوں نے حق کی رعایت نہ کی۔ جب سید عالم ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو ان کی تعداد بہت تھوڑی رہ گئی تھی، ان کا ایک شخص صومعہ بناتا اور جب کوئی سیاحت کر کے آتا تو اس صومعہ بنانے والے پر ایمان لاتا اور اس کے عمل کی تصدیق کرتا۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۲۷۶ وغیرہ)

چونکہ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کا ذکر ہے کہ وہ پہاڑوں اور غاروں، تنہا مکانوں میں خلوت نشین ہوتے، اہلِ دنیا سے مخالطت ترک کرتے اور عبادتوں میں اپنے اوپر زائد مشقتیں بڑھا لیتے، تارکِ دنیا ہوتے اور نکاح نہ کرتے، موٹے کپڑے پہنتے، الغرض رہبانیت کی مثال قائم کرتے۔ اللہ ﷻ نے اس آیت میں ان کی اسی رہبانیت کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن جہاں تک سید عالم ﷺ کی شریعت کا تعلق ہے تو حدیث میں ہے:

☆...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمام امور کا سردار اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی چوٹی جہاد ہے''۔ (سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی حرمة الصلاة رقم: ۲۶۲۵، ص ۷۵۳)

☆...... حضرت عبد اللہ بن محمد ابن اسماء، عبد اللہ بن مبارک سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ہر امت کی رہبانیت ہوتی ہے اور اس امت کی رہبانیت اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنا ہے''۔ (مسند ابی یعلی، ابو عمران الجونی عن انس، رقم: ۴۲۰۴، ج۳، ص ۳۵۰)

اللہ ﷻ کی رحمت سے دو حصے کن کے لئے ہیں؟

۲...... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یـایھـا الـذیـن امـنـوا اتقوا اللہ و امنوا برسولہ یوتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نورا تمشون بہ ویغفرلکم واللہ غفور رحیم اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت سے تمہیں دو حصے عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے نور کر دے گا جس میں چلو اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (الحدید: ۲۸)﴾۔ یہاں اہلِ کتاب یعنی توریت وانجیل کے ماننے والوں کو سید عالم ﷺ پر ایمان لانے کا حکم دیا جا رہا ہے اور اس نتیجے میں دو اجر کا وعدہ بھی فرمایا گیا ہے۔

امام جریر طبری لکھتے ہیں: دو اجر میں سے ایک اجر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا اور دوسرا سید عالم ﷺ پر ایمان لانے کا، اور آیت

میں الکفل بمعنی الحظ (حصہ) ہے، اوراس کی اصل یہ ہے کہ سواری اپنے سوار کی گرنے سے حفاظت کرے، اس طرح آیت کا معنی یہ بنے گا کہ تمہارا دونوں انبیائے کرام پر ایمان لانا تمہیں عذاب میں گرنے سے بچائے گا۔ (الطبری، الجزء:۲۷، ص ۲۸۰)
امام رازی لکھتے ہیں: دو اجر سے مراد وہی ہے کہ ایک اجر حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لانے کا اور دوسرا اجر سید عالم ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرنے کا، اوراس کی دلیل اس فرمان سے بھی ہوتی ہے: ﴿اولئک یؤتون اجرھم مرتین ان کو ان کا اجر دوبالا دیا جائے گا (القصص:۵۴)﴾۔ یہاں ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ اہل کتاب کو دو اجر ملیں اور مسلمانوں کو فقط ایک ہی اجر ملے گا، اس طرح اہل کتاب کا درجہ بڑھ جائے گا؟ جواب میں ایک روایت منقول ہے کہ اہل کتاب اس حوالے سے مسلمانوں پر فخر کرنے لگے، لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور مسلمانوں کا ایک حصہ بھی اہل کتاب کے دو حصوں سے زیادہ ہوگا کیونکہ جب مال کے دو حصے ہوں تو اس کا نصف حصہ ایک حصہ کہلاتا ہے اور جب مال کے سو حصے ہوں تو اس کا ایک حصہ وہ ہوتا ہے جو ننانوے کے بعد بچ جائے، پس اس لحاظ سے دیکھیں تو ایک حصہ زیادہ بڑا ہوگا بیسویں حصے کے مقابلے میں، اور یہی حال یہاں بھی ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۴۷۵)
☆......حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے لوگ ایسے ہونگے جنہیں دوگنا اجر ملے گا: (۱)......وہ شخص جس کے پاس کوئی غلام ہو اور وہ اُسے اچھی تعلیم و تربیت کرکے، ادب سکھا کر آزاد کرکے اس کا نکاح کرادے، (۲)......مومن اہل کتاب جو اپنے نبی علیہ السلام پر بھی ایمان لائے اور نبی آخر الزماں ﷺ پر بھی ایمان لائے اس کے لئے بھی دو اجر ہیں، (۳)......وہ بندہ جو اپنے رب عزوجل کے حقوق بھی صحیح ادا کرے اور اپنے آقا کے حقوق کا بھی پاس رکھے“۔ (صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسير، العلم، باب: من اسلم من اهل الكتابين، تعليم الرجل امته و اهله، رقم: ۳۰۱۱، ۹۷، ص ۴۹۷ وغیرہ)
☆......سید عالم ﷺ نے ہرقل بادشاہ کو خط بھیجا اور لکھا: ”اسلام قبول کرلے سلامتی میں رہے گا اور تم کو دو اجر ملیں گے“۔
(صحيح البخاري، كتاب بدء الوحي، باب: كيف كان بدء الوحي، رقم:۷، ص ۳)

اغراض:

يعني الكتب الاربعة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿الکتب﴾ میں الف لام جنس کا ہے، اور چار کتابوں کو خصوصیت سے اس لئے ذکر کیا کہ یہی چار کتب بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ **هي رفض النساء:** یعنی عبادت و ریاضت میں مبالغہ کرنے والے لوگ مراد ہیں جو دیگر لوگوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور کھانے پینے، پہننے اوڑھنے میں بھی کمی ہی کرتے ہیں، مزید حاشیہ نمبر ”۱“ دیکھیں۔

لکن: ﴿الا﴾ بمعنی لکن ہے، مفسر نے اس کے ذریعے استثناء منقطع کی جانب اشارہ فرمایا ہے، اوراس کی جانب مفسرین کرام کی ایک جماعت گئی ہے۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ استثناء سے عمومی احوال مراد لئے گئے ہیں اور معنی یہ ہے ہم نے ان کے لئے اشیاء میں سے کچھ بھی نہ فرض کیا مگر اللہ کی رضا چاہنے کو، کتب بمعنی قضی ہے۔

بعیسی: یہ مفسر کے دو اقوال میں سے ایک قول ہے، جس پر سیاق کلام کا تقاضا ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں خطاب ہر ایک کے لئے عام ہے جو سابقہ رسل میں سے کسی پر ایمان لائے اور اس میں مومنین کا حضرت عیسی پر ایمان لانا بھی شامل ہے اور ان سے پہلے رسول پر بھی ایمان لانا شامل ہے۔

لايمانكم بالنبيين: یہاں ظاہری اعتبار سے ایمان لانا مراد ہے کہ حضرت عیسی پر بھی ایمان لائے اور جب سید عالم ﷺ مبعوث ہوئے تو اُن پر بھی ایمان لائے۔ **اي اعلمكم بذلك:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿لئلا يعلم﴾ میں لام زائدہ ہے، اور محذوف کی جانب متعلق ہے، معنی یہ ہے کہ اگر تم پرہیزگاری کرو اور ایمان لاؤ تو ہم تمہیں دوگنا حصہ دیں گے۔ (الصاوی، ج۶، ص ۷۰ وغیرہ)

سورة المجادلة مدنية وهى اثنتان وعشرون آية

(سورۃ المجادلہ مدنی ہے، اس میں بائیس آیتیں ہیں)

تعارف سورة المجادلة

اس سورت میں تین رکوع، بائیس آیتیں، چار سو تہتر کلمے اور سترہ سو بانوے حروف ہیں۔ یہ سورت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اس کا نزول غزوۂ احزاب کے بعد ہوا، سورۂ احزاب جو اس غزوہ کے بعد نازل ہوئی اس میں ظہار کا مسئلہ اجمالاً بیان کیا گیا اور اس سورت میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ابتدائی چار آیات میں ظہار کے مسئلہ کو بیان کو کیا گیا ہے اور پانچویں اور چھٹی آیت میں ان لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے جو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں وہ خسارہ اٹھائیں گے، ساتویں اور آٹھویں آیت میں جو چھپ چھپ کر اسلام کے خلاف پروپگینڈہ کرتے اور طرح طرح کی سازشیں کرتے انہیں خبردار کیا گیا کہ جہاں بھی سر جوڑ کر سرگوشیاں کرو اللہ ﷻ تمہارے ساتھ تمہاری ساری باتیں سنتا ہے اور تمہاری حرکتوں سے خوب واقف ہے۔ اور اس لئے مسلمانوں کو ہدایت دی جارہی ہے کہ تمہاری سرگوشیاں اور مشورے اللہ ﷻ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے لئے نہ ہونی چاہیے بلکہ اپنی مجلسوں میں ایسی تدابیر پر غور کرو جس سے نیکی کو فروغ حاصل ہو اور خدا ﷻ کے دین کا بول بالا ہو۔ آیت نمبر گیارہ، بارہ اور تیرہ میں مجلس کے آداب کی تعلیم دی جارہی ہے کہ جب تم کسی مجلس میں بیٹھے ہو اور باہر سے کوئی آئے تو اس کے لئے جگہ بناؤ اور اس کو اپنے پہلو میں جگہ دو ایسا نہ ہو کہ وہ دہلیز پر بیٹھ جائے یا واپس چلا جائے اور ہاں یہ خیال بھی رکھا جائے کی جس شخص کی ملاقات کے لئے آئے ہو اس کی بھی مصروفیات ہوتی ہیں اس لئے تم ضرورت کے مطابق بیٹھو اور خود ہی اجازت لے کر چلے جاؤ۔ آخر میں یہ بھی بتادیا کہ انسانوں کے دو گروہ ہیں ایک حزب الشیطان اور دوسرا حزب اللہ ہے۔

رکوع نمبر: ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿قد سمع الله قول التى تجادلك﴾ تُرَاجِعُكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ﴿فى زوجها﴾ اَلْمُظَاهِرِ مِنْهَا وَكَانَ قَالَ لَهَا اَنْتِ عَلَىَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ وَقَدْ سَاَلَتِ النَّبِيَّ عَنْ ذٰلِكَ فَاَجَابَهَا بِاَنَّهَا حُرِمَتْ عَلَيْهِ عَلٰى مَا هُوَ الْمَعْهُوْدُ عِنْدَهُمْ مِنْ اَنَّ الظِّهَارَ مُوْجِبُهُ فُرْقَةٌ مُؤَبَّدَةٌ وَهِيَ خَوْلَةُ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ وَهُوَ اَوْسُ بْنُ الصَّامِتِ ﴿وتشتكى الى الله﴾ وَحْدَتَهَا وَفَاقَتَهَا وَصَبِيَّةً صِغَارًا اِنْ ضَمَّتهُمْ اِلَيْهِ ضَاعُوْا اَوْ اِلَيْهَا جَاعُوْا ﴿والله يسمع تحاوركما﴾ تَرَاجُعَكُمَا ﴿ان الله سميع بصير (۱)﴾ عَالِمٌ ﴿الذين يظهرون﴾ اَصْلُهُ يَتَظَهَّرُوْنَ اُدْغِمَتِ التَّاءُ فِي الظَّاءِ وَفِي قِرَاءَةٍ بِاَلِفٍ بَيْنَ الظَّاءِ وَالْهَاءِ الْخَفِيْفَةِ وَفِي اُخْرٰى كَيُقَاتِلُوْنَ وَالْمَوْضَعُ الثَّانِي كَذٰلِكَ ﴿منكم من نسائهم ما هن امهتهم ان امهتهم الا الى﴾ بِهَمْزَةٍ وَيَاءٍ وَبِلَا يَاءٍ ﴿ولدنهم وانهم﴾ بِالظِّهَارِ ﴿ليقولون منكرا من القول وزورا﴾ كِذْبًا ﴿وان الله لعفو غفور (۲)﴾ لِلْمُظَاهِرِ بِالْكَفَّارَةِ ﴿والذين يظهرون من نسائهم ثم يعودون لما قالوا﴾ اَيْ فِيْهِ بِاَنْ يُخَالِفُوْهُ بِاِمْسَاكِ الْمُظَاهِرِ مِنْهَا الَّذِيْ هُوَ خِلَافُ مَقْصُوْدِ الظِّهَارِ مِنْ وَصْفِ الْمَرْءَةِ بِالتَّحْرِيْمِ ﴿فتحرير رقبة﴾ اَيْ اِعْتَاقُهَا عَلَيْهِ ﴿من قبل ان يتماسا﴾ بِالْوَطْءِ ﴿ذلكم توعظون به والله بما تعملون خبير (۳) فمن لم يجد﴾ رَقَبَةً ﴿فصيام شهرين متتابعين من قبل ان

يتماسا فمن لم يستطع﴾اَیِ الصِّيَامِ﴿ فاطعام ستين مسكينا﴾عَلَيْهِ اَیْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَتَمَاسَّاحَمْلًا لِلْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدٌّ مِنْ غَالِبِ قُوْتِ الْبَلَدِ﴿ ذلك﴾اَیِ التَّخفِيْف فِی الْكَفَّارَةِ﴿ لتؤمنوا بالله ورسوله وتلك﴾اَیِ الْاَحْكَامِ الْمَذْكُوْرَةِ﴿ حدود الله وللكفرين﴾بِهَا﴿ عذاب اليم(۴)﴾مُؤْلِمٌ﴿ان الذين يحادون﴾يُخَالِفُوْنَ﴿ الله ورسوله كبتوا ﴾اُذِلُّوْا﴿كما كبت الذين من قبلهم ﴾فِی مُخَالَفَتِهِمْ رُسُلَهُمْ﴿وقد انزلنا ايت بينت﴾دَالَّةٍ عَلٰى صِدْقِ الرَّسُوْلِ﴿ وللكفرين﴾بِالْاٰيَاتِ﴿ عذاب مهين (۵)﴾ذُوْ اِهَانَةٍ﴿يوم يبعثهم الله جميعا فينبئهم بما عملوا احصه الله ونسوه والله على كل شيء شهيد(۶)﴾.

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ نے سنی اس کی بات جو تم سے بحث کرتی تھی (اے نبی ﷺ، تجادلک بمعنی تراجعک ہے) اپنے شوہر کے معاملے میں (جس نے اس کے ساتھ ظہار......۱...... کرلیا تھا اور کہا تھا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے، پھر اس عورت نے نبی پاک ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا عورت شوہر پر حرام ہوگئی ہے۔ اہل عرب کے نزدیک یہی رواج تھا کہ ظہار سے حرمت مؤبدہ ثابت ہو جاتی تھی وہ عورت حضرت خولہ بن ثعلبہ اور ان کے شوہر کا نام اوس بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھا......۲......) اور اللہ سے شکایت کرتی ہے (اپنے اکیلے پن اور فقر و فاقہ کی اور اپنے چھوٹے بچوں کی کہ اگر انہیں باپ کے ساتھ ملایا جائے گا تو وہ ضائع ہو جائیں گے اور ماں کے ساتھ ملایا گیا تو وہ بھوکے رہ جائیں گے۔) اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے (تحاورکما بمعنی تراجعکما ہے) بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے (یعنی اللہ ﷻ علم رکھنے والا ہے) جو اپنی ماں کی جگہ کہہ دیتے ہیں (''یظهرون'' کی اصل یتظهرون ہے، تاء کا ظاء میں ادغام کیا گیا ہے اور ایک قرائت میں هاء اور ظاء کے مابین الف داخل کر کے پڑھا گیا ہے ایک قرائت میں اسے ''یقاتلون'' کے وزن پر پڑھا گیا ہے اور دوسرے مقام پر مذکور اس الفاظ کی بھی یہی تحقیق ہے) تم میں سے اپنی بیبیوں کو وہ ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں (''اللائی'' اسے ہمزہ اور یاء کے ساتھ اور بغیر یاء کے ساتھ پڑھا گیا ہے) جن سے وہ پیدا ہوتے ہیں اور بیشک وہ (ظہار کر کے) بری اور نری جھوٹی بات کہتے ہیں (زورا کے معنی جھوٹ ہے) اور بیشک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے (کفارہ دینے کے سبب، ظہار کرنے والے کو) اور وہ جو اپنی بیبیوں کو ماں کی جگہ کہیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے (پھر اگر مظاہر اپنے کہے کے برخلاف عورت کو اپنے پاس روکنا چاہے کہ یہ ظہار کے مقصود کے خلاف ہے کہ ظہار سے مقصود عورت کو حرام کرنا ہوتا ہے) تو (ان پر لازم ہے) ایک غلام آزاد کرنا (تحریر بمعنی اعتاق ہے، یہاں علیہ محذوف ہے) قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں (یعنی جماع سے قبل) یہ ہے جو تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے پھر جسے (غلام) نہ ملے تو لگاتار دو مہینے کے روزے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جس سے (روزے) نہ ہوسکیں تو (اس پر لازم ہے) ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا (قبل از جماع، یہ توضیح مطلق کو مقید کرنے کے قبیل سے ہے، شہر میں عموماً استعمال کیے جانے والے غلہ میں سے ایک مد ہر مسکین کو دیا جائے گا......۳......) یہ (یعنی کفارہ میں یہ تخفیف) اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ (یعنی یہ احکام مذکورہ) اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے (ان کا انکار کرنے والوں کے لیے) دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مولم ہے) بیشک وہ جو مخالفت کرتے ہیں (یحادون بمعنی یخالفون ہے) اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کیے گئے (کبتوا بمعنی اذلوا ہے) جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی (ان کے اپنے رسولوں کی مخالفت کرنے کے معاملہ میں) اور بیشک ہم

نے روشن آیتیں (جو کہ ہمارے رسول ﷺ کی صداقت پر دلالت کرنے والی ہیں) اتاریں اور (ان آیتوں کے ساتھ) کفر کرنے والوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے (مهين بمعنی ذو اهانة ہے) جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا پھر انہیں ان کے اعمال جتا دے گا اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿قد سمع الله قول التی تجادلک فی زوجها وتشتکی الی الله والله یسمع تحاورکما ان الله سمیع بصیر﴾

قد: تحقیقیہ، سمع الله: فعل وفاعل، قول: مضاف، التی: موصول، تجادلک فی زوجها: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تشتکی: فعل با فاعل، الی: جار، الله: ذوالحال، و: حالیہ، الله: مبتدا، یسمع تحاورکما: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، سمیع بصیر: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یظهرون منکم من نسائهم ماهن امهتهم ان امهتهم الا الئی ولدنهم﴾

الذین: موصول، یظهرون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، منکم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، من نسائهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، ما: مشابہ بلیس، هن: اسم، امهتهم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ان: نافیہ، امهتهم: مبتدا، الا: اداۃ حصر، الئی: موصول، ولدنهم: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانهم لیقولون منکرا من القول وزورا وان الله لعفو غفور﴾

و: عاطفہ، انهم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، یقولون: فعل با فاعل، منکرا: معطوف علیہ، من القول: ظرف مستقر صفت، ملکر "قولا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، عفو غفور: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین یظهرون من نساء هم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبة من قبل ان یتماسا﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، یظهرون من نساء هم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یعودون: فعل با فاعل، لام: جار، ما قالوا: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، تحریر رقبة: ذوالحال، من: جار، قبل: مضاف، ان یتماسا: جملہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر خبر محذوف "علیه" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلکم توعظون به والله بما تعملون خبیر﴾

ذلکم: مبتدا، توعظون به: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الله: مبتدا، بما تعملون خبیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن لم یجد فصیام شهرین متتابعین من قبل ان یتماسا﴾

ف: عاطفہ، من: موصولہ، لم یجد: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، صیام: مضاف، شهرین: مضاف الیہ، ملکر موصوف، متتابعین: صفت، ملکر ذوالحال، من قبل ان یتماسا: ظرف مستقر حال، ملکر "علیه" خبر محذوف کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا﴾

ف: عاطفہ، من: موصولہ، لم یستطع: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، اطعام: مضاف، ستین: ممیز، مسکینا: تمیز، ملکر مضاف الیہ، ملکر "علیہ" خبر محذوف کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک لتومنوا باللہ ورسولہ وتلک حدود اللہ وللکفرین عذاب الیم﴾

ذلک: مبتدا، لام: جار، تومنوا باللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ تقدیران مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، تلک: مبتدا، حدود اللہ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، للکفرین: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب الیم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین یحادون اللہ ورسولہ کبتوا کما کبت الذین من قبلھم﴾

ان: حرف مشبہ، الذین یحادون اللہ ورسولہ: موصول صلہ، ملکر اسم، کبتوا: فعل مجہول بانائب الفاعل، کاف: جار، ما: موصولہ، کبت: فعل مجہول، الذین من قبلھم: موصول صلہ، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر، ملکر مصدر محذوف "کبتا" کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقدانزلنا ایت بینت وللکفرین عذاب مھین﴾

و: عاطفہ، قد: تحقیقیہ، انزلنا: فعل بافاعل، ایت بینت: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، للکفرین: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب مھین: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم یبعثھم اللہ جمیعا فینبئھم بما عملوا احصہ اللہ ونسوہ﴾

یوم: مضاف، یبعث: فعل، ھم: ذوالحال، جمیعا: حال، ملکر مفعول، اللہ: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ینبئھم: فعل بافاعل ومفعول، بما عملوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، احصہ: فعل وہ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، نسوہ: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، اللہ: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واللہ علی کل شیء شھید﴾ و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، علی کل شیء شھید: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......تجادلک فی زوجھا...... ☆ کسی بات پر اوس نے ان سے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے یہ کہنے کہ بعد اوس کو ندامت ہوئی یہ کلمہ زمانہ جاہلیت میں طلاق تھا اوس نے کہا میرے خیال میں تو مجھ پر حرام ہوگئی خولہ نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سارا واقعہ عرض کیا اور عرض کیا میرا مال ختم ہو چکا میرے ماں باپ گزر گئے اور عمر زیادہ ہوگئی ہے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں ان کے باپ کے پاس چھوڑوں تو ہلاک ہوجائیں گے، اپنے پاس رکھوں تو بھوک کے مرجائیں گے۔ کیا صورت ہے میرے اور میرے شوہر کے درمیان جدائی نہ ہو؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تیرے باب میں میرے پاس کوئی حکم نہیں"، یعنی ظہار کے بارے میں ابھی تک کوئی جدید حکم نازل نہیں ہوا دستور قدیم یہی ہے کہ ظہار سے عورت حرام ہوجاتی ہے۔ عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اوس نے طلاق کا لفظ نہ کہا وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے بہت ہی پیارا ہے اسی طرح وہ بار بار عرض کرتی رہی اور اس کا جواب حسب خواہش نہ پایا تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگی یا اللہ میں تجھ سے اپنی محتاجی و بے کسی اور پریشان حالی کی شکایت کرتی ہوں اپنے نبی پر میرے بارے ایسا حکم نازل فرما جس سے میری مصیبت رفع ہوجائے۔ حضرت ام المؤمنین نے فرمایا خاموش رہو، دیکھ چہرہ انور پر آثار وحی ظاہر ہیں جب وحی پوری ہوگئی، فرمایا اپنے شوہر کو بلا اوس حاضر ہوئے تو حضور نے یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ظہار کا بیان:

۱......ظہار کے معنی یہ ہیں کہ اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جزوشائع یا ایسے جز کو جوکُل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اُس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو یا اسکے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلا کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الظهار، ج٥،ص١٢٨)

مسئلہ نمبر۱: ظہار کے لئے اسلام وعقل وبلوغ شرط ہے، کافر نے اگر کہا تو ظہار نہ ہوا یعنی اگر کہنے کے بعد مشرف باسلام ہوا تو اُس پر کفارہ لازم نہیں، یونہی نابالغ ومجنون یا بوہرے یا مدہوش یا سرسام یا برسام کے بیمار نے یا بیہوش یا سونے والے نے ظہار کیا تو ظہار نہ ہوا اور ہنسی مذاق میں یا نشہ میں یا مجبور کیا گیا اُس حالت میں یا زبان سے غلطی میں ظہار کا لفظ نکل گیا تو ظہار ہے۔

(الهندية، كتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظهار، ج١،ص٥٣٦)

مسئلہ نمبر۲: اجنبیہ سے کہا کہ اگر تو میری عورت ہو یا میں تجھ سے نکاح کروں تو تو ایسی ہے تو ظہار ہو جائے گا کہ ملک یا سببِ ملک کی طرف اضافت ہوئی اور یہ کافی ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الظهار، ج٥،ص١٢٧)

مسئلہ نمبر۳: عورت کے سر یا چہرہ یا گردن یا شرمگاہ کو محارم سے تشبیہ دی تو ظہار ہے اور اگر عورت کی پیٹھ یا پیٹ یا ہاتھ یا پاؤں یا ران کو تشبیہ دی تو نہیں، یونہی اگر محارم کے ایسے عضو سے تشبیہ دی جس کی طرف نظر کرنا حرام نہ ہو مثلا سر یا چہرہ یا ہاتھ یا پاؤں یا بال تو ظہار نہیں اور گھٹنے سے تشبیہ دی تو ہے۔ (الجوهره النيرة، كتاب الظهار، الجزء الثانی، ص١٣٩)

مسئلہ نمبر۴: عورت کو ماں یا بیٹی یا بہن کہا تو ظہار نہیں، مگر ایسا کہنا مکروہ ہے۔(الهندية، كتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظهار، ج١،ص٥٣٦وغیرہ)

مسئلہ نمبر۵: عورت سے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے تو نیت دریافت کی جائے اگر اُس کے اِعزاز کے لئے کہا تو کچھ نہیں اور طلاق کی نیت ہے تو بائن طلاق واقع ہوگی اور ظہار کی نیت ہے تو ظہار ہے اور تحریم کی نیت ہے تو ایلا ہے اور کچھ نیت نہ ہو تو کچھ نہیں۔

(الجوهرة النيرة، كتاب الظهار، الجزء الثانی، ص١٤٢)

مسئلہ نمبر٦: ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اس کا بوسہ لینا یا اُس کو چھونا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور بغیر شہوت کے چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں، کفارہ سے پہلے جماع کرلیا تو توبہ کرے اور اُس کے لئے کوئی دوسرا کفارہ لازم نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الظهار، ج٥،ص١٢٨)

خولہ بنت ثعلبہ اور اوس بن صامت کی سوانح:

۲......دونوں کے نسب وسوانح کی نمایاں باتیں یہ ہیں: (۱)......خولہ بنت ثعلبہ: یہ انصاری صحابیہ ہیں، اور انکے نام اور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے، کہا جاتا ہے کہ ان کا نام "خـولـة" تھا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ خویلۃ بنت خویلد تھا، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ بنت مالک بن ثعلبہ تھا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ بنت ثعلبۃ بن مالک جو کہ اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں، اوس بن صامت رضی اللہ عنہ بوڑھے کمزور انسان تھے ایک دن غصے میں کہا: "تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ"۔ یہ خاتون سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنا واقعہ بیان کرنے پہنچیں۔ (۲)......اوس بن صامت: عبادہ بن صامت کے بھائی تھے۔ (حاشية الشهاب، ج٩،ص١١٢)

ظہار کے کفارے کا بیان:

مسئلہ۱:......ظہار کرنے والا جماع کا ارادہ کرے تو کفارہ واجب ہے اور اگر یہ چاہے کہ وطی نہ کرے اور عورت اُس پر حرام ہی رہے تو کفارہ واجب نہیں اور اگر ارادۂ جماع تھا مگر زوجہ مرگئی تو واجب نہ رہا۔

(الهندية ،كتاب الطلاق، الباب العاشر في الكفارة، ج۱،ص۵۳۸)

مسئلہ نمبر۲: روزے سے کفارہ ادا کرنے میں یہ شرط ہے کہ اس مدت کے اندر ماہ رمضان نہ ہو، نہ عید الفطر، نہ عید الاضحیٰ، نہ ایام تشریق، ہاں اگر مسافر ہے تو ماہ رمضان میں کفارہ کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے، مگر ایام منہیہ (وہ ایام جن میں روزہ رکھنا منع ہے، یعنی عید الفطر ،عید الاضحیٰ اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ کے دن) میں اسے روزہ رکھنے کی اجازت نہیں۔

(ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب:الكفارة، ج۵،ص۱۴۰)

مسئلہ نمبر۳: روزہ اگر پہلی تاریخ سے رکھے تو دوسرے مہینے کے ختم پر کفارہ ادا ہوگیا اگر چہ دونوں مہینے ۲۹ کے ہوں اور اگر پہلی تاریخ سے نہ رکھے ہوں تو ساٹھ پورے رکھنے ہونگے اور اگر پندرہ روزے رکھنے کے بعد چاند ہوا پھر اس مہینے کے روزے رکھ لئے اور یہ ۲۹ دن کا مہینہ ہو تو اس کے بعد پندرہ دن اور رکھ لئے کہ ۵۹ دن ہوئے جب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔

(ردالمحتار على الدرالمختار ،كتاب الطلاق، باب:الكفارة، مطلب:لا استحالة في جعل، ج۵،ص۱۴۰)

مسئلہ نمبر۴: روزے رکھنے پر قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے یا متفرق طور پر، مگر شرط یہ ہے کہ اس اثناء میں روزوں پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھلانا صدقۂ نفل ہو جائے گا اور کفارے میں روزے رکھنے ہونگے اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلایا دوسرے وقت اُن کے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔

(الهندية، كتاب الطلاق، الباب العاشر في الكفارة، ج۱،ص۴۵۱)

مسئلہ نمبر۵: شرط یہ ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو اُن میں کوئی نابالغ غیر مراہق نہ ہو، ہاں اگر ایک جوان کی پوری خوراک کا اُسے مالک کر دیا تو کافی ہے۔(ردالمحتار على الدرالمختار ، كتاب الطلاق ،باب الكفارة ،مطلب :اى حر ليس له ...... الخ، ج۵،ص۴۰۲)

مسئلہ نمبر۶: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقۂ فطر یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے مگر اباحت کافی نہیں اور انہیں لوگوں کو دے سکتے ہیں جنہیں صدقۂ فطر دے سکتے ہیں جن کی تفصیل صدقۂ فطر کے بیان میں مذکور ہوئی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صبح کو کھلا دے اور شام کے لئے قیمت دیدے یا شام کو کھلا دے اور صبح کی قیمت دیدے یا دو دن صبح کو یا شام کو کھلا دے یا تیس کو کھلائے اور تیس کو دیدے، غرض یہ کہ ساٹھ کی تعداد جس طرح چاہے پوری کرے اس کا اختیار ہے یا پاؤ صاع گیہوں اور نصف صاع جَو دیدے یا کچھ گیہوں یا جَو دے باقی کی قیمت ہر طرح اختیار ہے۔

(ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب الكفارة، مطلب :اى حر ليس له، ج۵،ص۱۴۳)

اغراض:

وكان قال لها انت علي كظهر امي: خولہ بنت ثعلبہ ایک خوبصورت خاتون تھیں جو کہ اوس بن صامت کے نکاح میں تھیں، خوبصورت جسم کی مالک جب کہ اوس بڑے غصیلے تھے، ایک دن جب اوس بن صامت گھر میں آئے تو خولہ نماز میں مصروف تھیں، نماز سے فارغ ہونے کے بعد اوس نے قربت کا ارادہ ظاہر کیا تو خولہ نے انکار کر دیا، پس اوس نے غصے میں یوں کہا: ’’تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے‘‘، پھر اپنی

بات پر شرمندہ بھی ہوئے، ظہار اور ایلاء دونوں ہی زمانہ جاہلیت میں طلاق شمار ہوتی تھیں۔ اوس نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ تم مجھ پر حرام ہوگئی ہو تو بی بی خولہ نے کہا کہ میرے خیال میں یہ طلاق نہیں ہے، دونوں آقائے دوجہاں ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو بی بی عائشہ سید عالم ﷺ کے سرِ انور کو ایک جانب سے دھو رہی تھیں، خولہ اور اوس بن صامت نے پوری بات ارشاد فرمائی جس پر یہ آیت نازل ہوئی، مزید شانِ نزول میں ملاحظہ فرمائیں۔ عــــن ذلک: یعنی ظہار کا حکم معلوم کرنا مقصود ہے، کہ اس صورت میں زوجین میں تفریق کرنے کا حکم ہے یا نہیں۔ فاجابها بانها حرمت علیه: سید عالم ﷺ نے حرمت کے حوالے سے جواب دیا اور اس جواب میں دلیل تھی کہ زمانہ جاہلیت میں بھی ظہار کی حرمت موجود تھی اور سید عالم ﷺ نے یہ حکم اپنی خواہش سے نہ فرمایا تھا۔ خولہ بنت ثعلبة و اوس بن الصامت: کا بیان ماقبل حاشیہ نمبر "۲" میں ملاحظہ فرمائیں۔ ضاعوا: یعنی بچوں کی نشوونما و تربیت نہ ہونے کی وجہ سے ان کا ضائع ہو جانا مراد ہے۔ جاعوا: بچوں کا نفقہ نہ ہونے کے باعث اُن کا بھوکا رہنا مراد ہے، جب کہ اولاد کا نفقہ باپ کے ذمہ واجب ہوتا ہے۔

بـالـکـفـارۃ: پس کفارے کی برکت سے مغفرت ملے گی، اور اس آیت میں اس جانب اشارہ ہے کہ حدود میں (معاملات کی) درستگی ہے۔ مقصود الظهار: کلام میں مضاف کے حذف ہونے کی جانب اشارہ ہے، تقدیر کلام: "ذی الظهار یا بالظهار" ہے۔ بالوطء: یہ امام شافعی کا قدیم قول ہے، جدید قول یہ ہے کہ: "الاستمتاع" ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ ہوتا ہے اور امام مالک کے نزدیک مراد وطی اور اس کے مقدمات (یعنی مشمولات) ہیں۔ حـمـلا للمطلق: کھانا کھلانے میں ﴿من قبل ان یتماسا﴾ کی قید کا ذکر نہیں کیا جب کہ باقی دو صورتوں میں یعنی صیام اور رقبہ میں قید ذکر کی ہے، اس لئے کہ (امام اعظم) کے نزدیک کھانا کھلانے سے پہلے اگر جماع کر لیا تو نئے سرے سے کھانا کھلانے کی حاجت نہیں کیونکہ اللہ نے کھانا کھلانے میں جماع کرنے سے پہلے کی شرط ذکر نہیں کی ہے۔ لکل مسکین مد: مراد سید عالم ﷺ کا مد ہے جو کہ (۱/۳ ۱) کے برابر ہے، یہ قول امام شافعی کا ہے، امام مالک کے نزدیک ہشام بن عبدالملک کا مد ہے، اور یہ مذکورہ مُد سید عالم ﷺ کے مُد پر ظاہری قول کے اعتبار سے بخلاف باقی کفارات کے ایک ثلث زائد بنتا ہے، اور جہاں تک شوافع کے نزدیک سید عالم ﷺ کے مد کا تعلق ہے تو وہ مصری اعتبار سے تیس قدح (ایک قسم کا پیمانہ یا برتن) بنتا ہے اور ہر مسکین کو نصف دیا جائے گا اور امام مالک کے نزدیک چالیس قدح بنتا ہے اور ہر مسکین کو ثلث قدح دیا جائے گا، پس غور کرو، (حاشیہ نمبر ۳ میں امام اعظم کے نزدیک مفصل مسئلہ موجود ہے)۔ یخالفون: یعنی اللہ کی مخالفت مراد ہے، یہاں ﴿یخالفون﴾ بمعنی یعادونه ورسوله ہے، یعنی اللہ اور اس کے رسول کی معاندت کرنا، کسی کی مخالفت ایسی کرنا کہ اپنی حد سے نکل کر دوسرے کی حد کی طرف تجاوز کر جائے۔ اذلوا: بمعنی اهلکوا ہے، یعنی ہلاک کیا جانا، ایک قول یہ ہے کہ انہیں پکڑا جائے گا، عذاب دیا جائے گا، لعنت کی جائے گی، غضب کیا جائے گا اور یہ سارے معنی ملتے جلتے ہیں، (یعنی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں کے ساتھ یہ تمام سلوک ہو سکتے ہیں)۔ (الصاوی، ج ٦، ص ٧٣ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿الم تر﴾ تَعْلَمْ﴿ ان اللـه یعلم ما فی السموت وما فی الارض ما یکون من نجوی ثلثة الا هو رابعهم﴾ بِعِلْمِهٖ﴿ ولا خمسة الا هو سادسهم ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا هو معهم این ما کانوا ثم ینبئهم بما عملوا یوم القیمة ان الله بکل شیء علیم (٧) الم تر﴾ تَنْظُرْ﴿ الی الذین نهوا عن النجوی ثم یعودون لما نهوا عنه ویتنجون بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول﴾ هُمُ الْیَهُوْدُ نَهَاهُمُ النَّبِیُّ عَمَّا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ مِنْ تَنَاجِیْهِمْ اَیْ تُحَدِّثُهُمْ سِرًّا نَاظِرِیْنَ اِلَی الْمُؤْمِنِیْنَ لِیُوْقِعُوْا فِی قُلُوْبِهِمَ الرِّیْبَةَ﴿ واذا جاءوک حیوک﴾ اَیُّهَا النَّبِیُّ﴿ بما لم یحیک به الله﴾ وَهُوَ قَوْلُهُمْ اَلسَّامُ عَلَیْکَ اَیِ الْمَوْتُ﴿

ویقولون فی انفسهم لو لا ﴿هَلاَّ﴾ یعذبنا الله بما نقول ﴿من الْفُحْشِ وَاِنَّهُ لَیْسَ بِنَبِیٍّ اِنْ کَانَ نَبِیًّا﴾ حسبهم جهنم یصلونها فبئس المصیر (۸) ﴿هِیَ﴾ یایها الذین امنوا اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول وتناجوا بالبر والتقوی واتقوا الله الذی الیه تحشرون (۹) انما النجوی ﴿بالاثم وَنَحْوِهٖ﴾ من الشیطن ﴿بِغُرُوْرِهٖ﴾ لیحزن الذین امنوا ولیس ﴿هُوَ﴾ بضارهم شیئا الا باذن الله ﴿ای اِرَادَتِهٖ﴾ وعلی الله فلیتوکل المؤمنون (۱۰) یایها الذین امنوا اذا قیل لکم تفسحوا ﴿تَوَسَّعُوْا﴾ فی المجلس ﴿مَجْلِسِ النَّبِیِّ ﷺ اَوِ الذِّکْرِ حَتّٰی یَجْلِسَ مَنْ جَاءَ کُمْ وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ اَلْمَجَالِسِ﴾ فافسحوا یفسح الله لکم ﴿فِی الْجَنَّةِ﴾ واذا قیل انشزوا ﴿قُوْمُوْا اِلَی الصَّلٰوةِ وَغَیْرِهَا مِنَ الْخَیْرَاتِ﴾ فانشزوا ﴿وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ بِضَمِّ الشِّیْنِ فِیْهِمَا﴾ یرفع الله الذین امنوا منکم ﴿بالطَّاعَةِ فِی ذٰلِکَ وَ﴾ ﴿یَرْفَعُ﴾ الذین اوتوا العلم درجت ﴿فِی الْجَنَّةِ﴾ والله بما تعملون خبیر (۱۱) یایها الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول ﴿اَرَدْتُّمْ مُنَاجَاتَهٗ﴾ فقدموا بین یدی نجوکم ﴿قَبْلَهَا﴾ صدقة ذلک خیر لکم واطهر ﴿لِذُنُوْبِکُمْ﴾ فان لم تجدوا ﴿مَا تَتَصَدَّقُوْنَ بِهٖ﴾ فان الله غفور ﴿لِمُنَاجَاتِکُمْ﴾ رحیم (۱۲) ﴿بِکُمْ یَعْنِیْ فَلاَ عَلَیْکُمْ فِی الْمُنَاجَاةِ مِنْ غَیْرِ صَدَقَةٍ ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِکَ بِقَوْلِهٖ﴾ ء اشفقتم ﴿بِتَحْقِیْقِ الْهَمْزَتَیْنِ وَاِبْدَالِ الثَّانِیَةِ اَلِفًا وَتَسْهِیْلِهَا وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَیْنَ الْمُسَهَّلَةِ وَالْاُخْرٰی وَتَرْکِهٖ اَیْ اَخِفْتُمْ مِنْ﴾ ان تقدموا بین یدی نجوکم صدقت ﴿لِلْفَقْرِ﴾ فاذ لم تفعلوا ﴿الصدقة﴾ وتاب الله علیکم ﴿رَجَعَ بِکُمْ عَنْهَا﴾ فاقیموا الصلوة واتوا الزکوة واطیعوا الله ورسوله ﴿اَیْ دُوْمُوْا عَلٰی ذٰلِکَ﴾ والله خبیر بما تعملون (۱۳) ﴿.

﴿ترجمہ﴾

کیاتم نے نہ جانا (تر بمعنی تعلم ہے) کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے (اپنے علم کے ساتھ) اور پانچ کی تو چھٹا وہ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہو......۱...... پھر انہیں قیامت کے دن بتادے گا جو کچھ انہوں نے کیا بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے کیاتم نے نہ دیکھا (تر بمعنی تنظر ہے) جنہیں بری مشاورت سے منع کیا گیا تھا پھر وہی کرتے ہیں جس کی ممانعت ہوئی تھی اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں (اس سے مراد یہودی ہیں، یہودی مسلمانوں کی طرف دیکھ کر آپس میں سرگوشیاں کرتے باتیں کرتے تاکہ مسلمانوں کے دل میں شک وشبہ ڈال سکیں، حضور ﷺ نے انہیں ان سرگوشیوں سے منع فرمایا) اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو تمہیں مجرا کرتے ہیں (اے نبی ﷺ) جو الفاظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے (یعنی السام علیک کہتے ہیں یعنی آپ کو موت لاحق ہو جائے......۲......، العیاذ باللہ) اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ کیوں عذاب نہیں کرتا (لولا بمعنی ھلا ہے) ہمارے اس کہنے پر (یعنی ہماری اس تحیت پر، حقیقت یہ ہے کہ وہ نبی نہیں ہیں اگر وہ اللہ ﷻ کے نبی ہیں تو) انہیں جہنم بس ہے اس میں دھنسیں گے تو کیا ہی برا انجام (مخصوص بالذم "ھی" ضمیر یہاں محذوف ہے) اے ایمان والو اتم جب آپس میں مشاورت کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کی مشاورت نہ کرو اور نیکی اور پرہیزگاری کی مشاورت کرو......۳...... اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ گے اور (گناہ وغیرہ کی) مشاورت تو شیطان ہی کی طرف سے ہے (یعنی

شیطان کے دھوکہ سے) اس لیے کہ ایمان والوں کو رنج دے اور وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا (یعنی شیطان) مگر اللہ کے اذن (یعنی اس کے ارادے) سے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے جگہ دو (تفسحوا بمعنی توسعوا ہے) مجلس میں (نبی پاک ﷺ کی مجلس میں یا مجلس ذکر میں حتیٰ کہ تمہارے پاس آنے والا شخص بھی بیٹھ سکے ایک قرائت میں "المجلس" کی بجائے المجالس پڑھا گیا ہے) تو جگہ دو اللہ تمہیں (جنت میں) جگہ دے گا......ع......اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو (نماز وغیرہ نیک کاموں کے لیے، انشزوا بمعنی قوموا ہے) تو اٹھ کھڑے ہو (ایک قرائت میں انشزوا فعل کو شین مضمومہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اللہ تمہارے ایمان والوں کے (جو اس بات میں فرمانبرداری کریں) درجے بلند فرمائے گا اور (بلند فرمائے گا درجے) ان کے جنہیں علم دیا گیا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اے ایمان والوں! جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو (حضور ﷺ کی بارگاہ میں آہستہ سے کوئی بات عرض کرنے کا ارادہ کرو) تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ لے لو (بین یدی بمعنی قبلھا ہے) یہ تمہارے لیے بہت بہتر اور (گناہوں کو) بہت پاک کرنے والا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو (اس شے کا جسے تم صدقہ کر سکو) تو اللہ بخشنے والا ہے (تمہاری مناجات کو) رحم کرنے والا ہے (تم پر یعنی فقر کی وجہ سے بغیر صدقہ دیئے سرگوشی و مناجات کرنے میں تم پر کچھ مضائقہ نہیں پھر یہ حکم اگلی آیت سے منسوخ کر دیا گیا ہے) کیا تم اس سے ڈرے ("ء اشفقتم" دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسری ہمزہ کو الف سے بدلنے کے ساتھ اور دوسری ہمزہ کی تسہیل اور ہمزہ مسھلة کے درمیان الف داخل کرنے اور ترک الف کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) کہ تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے دو (فقر و تنگدستی کی وجہ سے) پھر جب تم نے یہ نہ کیا (یعنی صدقہ نہیں دیا) اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی (یہ حکم اللہ ﷻ نے تم سے اٹھالیا ہے......ع......) تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار رہو (یعنی انکی اطاعت پر ڈٹے رہو) اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تر ان الله يعلم ما في السموت وما في الارض﴾

همزه: حرف استفہام، لم تر: فعل نفی با فاعل، ان الله: حرف مشبہ و اسم، يعلم: فعل با فاعل، ما في السموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما في الارض: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما يكون من نجوى ثلثة الا هو رابعهم ....الاهو معهم اين ما كانوا﴾

ما: نافیہ، يكون: فعل ذم، من: زائد، نجوى ثلثة: مرکب اضافی ذوالحال، الا: اداۃ حصر، هو رابعهم: جملہ اسمیہ حال، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، خمسة: "نجوى" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، هو سادسهم: جملہ اسمیہ حال، ملکر معطوف، و: عاطفہ، لا: نافیہ، ادنى من ذلك: شبہ جملہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، لا: نافیہ، اكثر: ذوالحال، الا: اداۃ حصر، هو: مبتدا، معهم: ظرف متعلق محذوف "الاستقرار" اين: مضاف، ما: زائد، كانوا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف ثانی "الاستقرار" مصدر محذوف اپنے فاعل دونوں ظرف سے، ملکر جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال ملکر معطوف ثالث، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ثم ينبئهم بما عملوا يوم القيمة ان الله بكل شيء عليم﴾

ثم: عاطفہ، ينبئهم: فعل با فاعل و مفعول، بما عملوا: ظرف مستقر مفعول ثانی، يوم القيمة: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، ان الله: حرف مشبہ و اسم، بكل شيء عليم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم ترالی الذین نھوا عن النجوی ثم یعودون لما نھوا عنہ ویتنجون بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول﴾
ھمزہ: حرف استفہام،لم تر: فعل نفی با فاعل،الی: جار،الذین:موصول،نھوا عن النجوی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ثم:عاطفہ،یعودون:فعل با فاعل،لما نھوا عنہ:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،و:عاطفہ،یتنجون:فعل با فاعل،ب:جار،الاثم:معطوف علیہ،و العدوان:معطوف اول،و:عاطفہ،معصیت الرسول:معطوف ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا جاء وک حیوک بما لم یحیک بہ اللہ﴾
و:عاطفہ،اذا:ظرف فیہ شرطیہ فیہ مقدم،جاء وک:فعل با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط،حیوک:فعل با فاعل ومفعول،ب:جار،ما:موصولہ،لم یحیک:فعل نفی ومفعول،بہ:وظرف لغو،اللہ:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویقولون فی انفسھم لولا یعذبنا اللہ بما نقول حسبھم جھنم یصلونھا فبئس المصیر﴾
و:عاطفہ،یقولون فی انفسھم: جملہ فعلیہ قول،لولا:حرف تحضیض،یعذبنا اللہ:فعل ومفعول وفاعل،ب:جار،ما:موصولہ،نقول:جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،حسبھم:مبتدا،جھنم:ذوالحال،یصلونھا:جملہ فعلیہ حال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف:فصیحیہ،بئس:فعل ذم،المصیر:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ "ھی" مبتدا محذوف کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول وتناجوا بالبر والتقوی﴾
یایھا الذین امنوا:نداء،اذا:شرطیہ مفعول فیہ مقدم،تناجیتم:فعل با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف:جزئیہ،لاتتناجوا:فعل نہی با فاعل،بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،تناجوا:فعل امر با فاعل،بالبر والتقوی:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون﴾
و:عاطفہ،اتقوا:فعل امر با فاعل،اللہ:موصوف،الذی:موصول،الیہ تحشرون:جملہ فعلیہ صلہ،ملکر صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما النجوی من الشیطن لیحزن الذین امنوا ولیس بضارھم شیئا الا باذن اللہ﴾
انما:حرف مشبہ وما کافہ،النجوی:مبتدا،من الشیطن: ظرف مستقر خبر اول،لام:جار،یحزن:فعل "ھو"ضمیر مستتر ذوالحال،و:حالیہ،لیس:فعل ناقص بااسم،ب:زائد،ضار:اسم فاعل با فاعل مضاف،ھم:ضمیر مضاف الیہ مفعول،شیئا:"ضرار" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،الا:اداۃ حصر،باذن اللہ:ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،الذین امنوا:موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعلی اللہ فلیتوکل المومنون﴾و:عاطفہ،علی اللہ:ظرف لغو مقدم،ف:عاطفہ،لیتوکل:فعل امر،المومنون:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجلس فافسحوا یفسح اللہ لکم﴾
یایھا الذین امنوا: نداء،اذا:ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،قیل لکم:قول،تفسحوا:فعل امر با فاعل،فی:حرف جر المجلس: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر شرط،ف:جزائیہ،افسحوا:فعل امر با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،یفسح اللہ لکم: فعل با فاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب امر،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واذا قیل انشزوا فانشزوا یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجت﴾
و : عاطفہ ،اذا :شرطیہ مفعول فیہ مقدم ،قیل لکم : قول ،انشزوا :فعل امر با فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ شرط ،ف : جزائیہ ،انشزوا :فعل امر با فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ،یرفع اللہ :فعل وفاعل ،الذین امنوا : موصولہ صلہ ،ملکر معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،الذین اوتوا العلم :موصول صلہ ،ملکر معطوف ،ملکر ذوالحال ،منکم :ظرف مستقر حال ،ملکر مفعول ،درجت :ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ جواب امر ،ملکر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ بما تعملون خبیر﴾
و : مستانفہ ،اللہ :مبتدا ،بما تعملون : ظرف لغو مقدم ،خبیر :صفت مشبہ با فاعل ،ملکر شبہ جملہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوکم صدقۃ﴾
یایھا الذین امنوا : نداء ،اذا :ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم ،ناجیتم الرسول : جملہ فعلیہ شرط ،ف : جزائیہ ،قدموا :فعل امر با فاعل ،بین :مضاف ،یدی :مضاف ،نجوکم :مضاف الیہ ،ملکر ظرف ،صدقۃ :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء ،ملکر جملہ نداء۔

﴿ذلک خیر لکم واطھر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم﴾
ذلک : مبتدا ،خیر : اسم تفضیل با فاعل ،لکم :ظرف لغو ،ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،اطھر :معطوف ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،ف :عاطفہ ،ان :شرطیہ ،لم تجدوا :جملہ فعلیہ شرط ،ف : جزائیہ ،ان اللہ غفور رحیم :جملہ اسمیہ جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ء اشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوکم صدقت﴾
ھمزہ : حرف استفہام ،اشفقتم :فعل با فاعل ،ان :مصدریہ ،تقدموا :فعل امر با فاعل ،بین یدی نجوکم : ظرف ،صدقت :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر ،من : جار مجرور ،ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذلم تفعلوا وتاب اللہ علیکم فاقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ واطیعوا اللہ ورسولہ﴾
ف : مستانفہ ،اذ :بمعنی ان شرط ،لم تفعلوا :فعل نفی با فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ شرط ،و : عاطفہ ،تاب اللہ علیکم :جملہ فعلیہ معترضہ ،ف :جزائیہ ،اقیموا :فعل امر با فاعل ،الصلوۃ :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،اتوا الزکوۃ :جملہ فعلیہ معطوف اول ،و : عاطفہ ،اطیعوا اللہ ورسولہ :جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ خبیر بما تعملون﴾ و : عاطفہ ،اللہ :مبتدا ،خبیر بما تعملون : شبہ جملہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**الم تر الی الذین نھوا عن النجوی......**☆ یہ آیت یہود اور منافقین کے حق میں نازل ہوئی آپس میں سرگوشیاں کرتے اور مسلمانوں کی طرف دیکھتے جاتے اور آنکھوں سے ان کی طرف اشارہ کرتے جاتے تاکہ مسلمان سمجھیں کہ ان کے خلاف کوئی پوشیدہ بات کی ہے اور اس سے انہیں رنج ہو ،ان کی اس حرکت سے مسلمانوں کو غم ہوتا تھا اور وہ کہتے تھے کہ شاید ان لوگوں کو ہمارے بھائیوں کی نسبت قتل یا ہزیمت کی کوئی خبر پہنچی ہو جو جہاد میں گئے اور یہ اسی کے متعلق باتیں بناتے اور اشارے کرتے ہیں۔ جب یہ حرکات منافقین کی بہت زیادہ ہوئیں اور مسلمانوں نے سید عالم ﷺ کے حضور میں اس کی شکایتیں کیں تو سید عالم ﷺ نے سرگوشی کرنے والوں کو منع فرمادیا لیکن وہ باز نہ آئے اور یہ حرکت کرتے ہی رہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......یاایھا الذین امنوا اذا قیل لکم ...... ☆نبی کریم ﷺ بدر میں حاضر ہونے والے اصحاب کی عزت کرتے تھے ایک روز چند بدری صحابہ ایسے وقت پہنچے جب کہ مجلس شریف بھر چکی تھی انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا حضور ﷺ نے جواب دیا پھر انہوں نے حاضرین کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا وہ اس انتظار میں کھڑے تھے کہ ان کے لئے مجلس میں جگہ کی جائے مگر کسی نے نہ دی یہ سید عالم ﷺ کو گراں گزرا تو حضور ﷺ نے اپنے قریب والوں کو اٹھا کر ان کیلئے جگہ کی، اٹھنے والوں کو اٹھنا شاق ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......یاایھا الذین امنوا اذا تناجیتم...... ☆سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں جب اغنیاء نے عرض و معروض کا سلسلہ دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فقراء کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو عرض پیش کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا گیا اور اس حکم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا ایک دینار صدقہ کر کے دس مسائل دریافت کئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وفا کیا ہے فرمایا توحید اور توحید کی شہادت دینا عرض کیا فساد کیا ہے فرمایا کفر و شرک عرض کیا حق کیا ہے فرمایا اسلام و قرآن اور ولایت جب تم کو ملے عرض کیا حیلہ کیا ہے؟ یعنی تدبیر فرمایا ترک حیلہ عرض کیا مجھ پر کیا لازم ہے فرمایا اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت عرض کیا کہ اللہ عزوجل سے کیسے دعا مانگوں فرمایا صدق و یقین کے ساتھ عرض کیا کیا مانگوں فرمایا عاقبت عرض کیا اپنی نجات کیلئے کیا کروں فرمایا حلال کھا اور سچ بول عرض کیا سرور کیا ہے فرمایا جنت عرض کیا راحت کیا ہے فرمایا اللہ عزوجل کا دیدار، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سوالوں سے فارغ ہو گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور رخصت نازل ہوئی اور سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کسی کو اس پر عمل کرنے کا موقعہ نہیں ملا (مدارک خازن) حضرت مترجم قدس سرہ نے فرمایا کہ اس کی اصل ہے کہ جو مزارات اولیاء پر تصدق کیلئے شرینی وغیرہ لے جاتے ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سرگوشی میں عدد مفرد کا بیان:

۱...... یہاں چند وجوہات کا بیان کرنا ضروری ہے تاکہ موضوع اپنی تکمیل تک پہنچ سکے: (۱)...... مفرد عدد کا ذکر کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اللہ عزوجل وتر ہے یعنی ایک ہے، اور وتر ہی کو پسند فرماتا ہے، اور یہاں ﴿ثلثة الا ھو رابعھم ...... الخ تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا موجود ہے اور پانچ کی تو چھٹا (الکھف:۲۲)﴾ میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ تمام ہی معاملات میں اللہ عزوجل کے فرمودات کا لحاظ رکھنا بہتر ہے۔ (۲)...... مصالحت کی غرض و غایت کو بیان کرنا بھی مقصود ہے کہ جب دو افراد کا کسی معاملے میں تنازعہ ہو اور نفی و اثبات میں بحث و تکرار ہو اور تیسرا متوسط ذہن کا مالک ان میں فیصلہ کر دے، تاکہ مشورے اور غرض کی تکمیل ہو جائے، اسی لئے جب کچھ لوگ جمع ہوں اور کسی معاملے میں بحث و تکرار ہو رہی ہو یا مشاورت کا میدان گرم ہو تو اُن میں ایک فرد ایسا ضرور ہونا چاہئے جس کا قول سب کے نزدیک فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہو اسی مناسبت سے ارباب مشاورت میں ایک کا عدد ضروری قرار دیا گیا ہے، اسی مناسبت سے اللہ عزوجل نے ''تین میں کا چوتھا اور پانچ میں کا چھٹا'' فرما کر باقی پر تنبیہ فرمادی اور یہ بھی کہ تین، پانچ، طاق عدد ہیں۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۴۹۰)

یہود کا سید عالم ﷺ کو السام علیک کہنا:

۲...... یہود سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں آکر السام علیک کہتے، اور ان کا ظاہری مقصد سلام کرنا اور باطنی مقصد سید عالم ﷺ کی وفات کی دعا کرنا ہوتا تھا۔ سید عالم ﷺ جواب میں فرماتے: ''علیکم یا دوسری روایت کے مطابق وعلیکم''، ان کا کہنا یہ تھا کہ اگر محمد (ﷺ) واقعی میں نبی ہوتے تو اللہ عزوجل ہمیں ان کی تذلیل و تخفیف کا موقع ہی نہ دیتا، لیکن وہ اس بات سے جاہل تھے کہ اللہ عزوجل حلیم ہے سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا۔

☆......بیشک یہود سید عالم ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ کے پاس آئے، اور کہا: السام علیکم، سید عالم ﷺ نے ان کے مناسب جواب ارشاد فرمایا، اور صحابہ سے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ اُس نے کیا کہا؟ بولے اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے۔ فرمایا: ''انہوں نے السام علیک کہا، اور میں نے جواب دیا: ''السام علیک ''، صحابہ نے کہا: جی ہاں!، پس سید عالم ﷺ نے فرمایا، یعنی جب تمہیں یہود سلام کہیں تو یونہی کہہ لو جو وہ کہتے ہیں، پس اللہ ﷻ نے آیت نازل فرمائی: ﴿واذا جاؤک حیوک بما لم یحیک به الله﴾''۔ (الترمذی، کتاب الاستیذان، باب ماجاء فی التسلیم، رقم: ۲۷۱۰، ص ۷۷۵)

☆......سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں یہود آئے اور یوں مخاطب ہوئے السام علیک یا ابا القاسم، تو آپ نے فرمایا: ''وعلیکم''، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: السام علیکم اور اللہ ﷻ تمہارے ساتھ ایسا ایسا کرے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تم نہیں جانتی کہ اللہ ﷻ فحش کلمات کو ناپسند فرماتا ہے''، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہے، سید عالم ﷺ نے جواب دیا: ''انہوں نے جو کہا میں نے اُنہیں واپس لوٹا دیا ہے''، پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿بما لم یحیک به الله﴾ یعنی اللہ ﷻ تم پر سلام بھیجتا ہے اور جو انہوں نے تمہارے لئے کہا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب استتابة المرتدین، باب اذا عرض الذمی اوغیرہ، رقم: ۶۹۲۷، ص ۱۱۹۳)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو یہود تمہیں سلام کہیں تو جواب میں وعلیکم کہہ لو''۔ (المرجع السابق، رقم: ۶۲۵۸، ۶۹۲۶، ص ۱۱۹۳)

اس بارے میں اختلاف ہے کہ ذمی کو سلام کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں، چنانچہ ابن عباس، شعبی اور قتادہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک واجب ہے جب کہ امام مالک، ابن وہب کے نزدیک واجب نہیں ہے اور ابن طاؤس کہتے ہیں کہ انکو جواب دیا جائے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۸، ص ۲۴۸)

کفار کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف علیکم کہے، اگر ایسی جگہ گزرنا ہو جہاں مسلم و کافر دونوں ہوں تو السلام علیکم کہے اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ السلام علی من اتبع الهدی کہے۔ (الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب السابع فی السلام، ج ۵، ص ۱۶۴ ملخصاً وملتقطاً)

مشورے کی اہمیت:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یایها الذین امنوا اذا تناجیتم......الخ اے ایمان والو جب تم آپس میں مشورہ کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے کا مشورہ نہ کرو (المجادلة: ۹)﴾، ﴿وشاورهم فی الامر اپنے کاموں میں ان سے ضرور مشورہ لو (ال عمران: ۱۵۹)﴾۔ مشورہ لینا دین اسلام میں باعث برکت ہوا کرتا ہے۔ سید عالم ﷺ پر مشورہ کرنا واجب نہیں قرار دیا گیا بلکہ یہاں امت کی تعلیم کے لئے فرمایا تاکہ امت نبی کے افعال پر عمل پیراہ ہو کر برکتیں پائے، کئی مواقع پر سید عالم ﷺ کا صحابہ کرام سے مشورہ طلب کرنا آپ ﷺ کی اعلیٰ ظرفی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

☆......ابن عدی اور بیہقی نے سند حسن سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت: ﴿وشاورهم فی الامر اپنے کاموں میں ان سے ضرور مشورہ لو﴾ نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سنو اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ مشورہ لینے سے غنی ہیں لیکن اللہ ﷻ نے اسے (مشورہ لینے کو) میری امت کے لئے رحمت بنایا تو جو میری امت میں سے مشورہ لیتا ہے اس سے ہدایت کبھی معدوم نہیں ہوتی اور جو اُسے ترک کردے تو اُس سے گمراہی کبھی معدوم نہیں ہوتی''۔

☆......طبرانی اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو استخارہ کرلے وہ خائب وخاسر نہیں رہتا اور جو

مشورہ کرلے وہ نادم نہیں ہوتا''۔ (الدر المنثور، ج۲، ص ۱۵۹)

مجلس میں کسی ایک کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا:

۴۔۔۔۔۔اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے مجلس میں جگہ دو (المجادلۃ: ۱۱)﴾۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس آیت میں مجلس کے آداب بیان فرمائے، آنے والے کے لئے جگہ کشادہ کی جائے تا کہ اس کے دل میں اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں بغض وکینہ اور نفرت پیدا نہ ہو، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ حکم اسی بناء پر دیا ہے تا کہ مسلمان نفرتوں کا شکار نہ ہوں۔ بعض اوقات دو لوگ باہم سرگوشی کرتے ہیں جس سے تیسرے آدمی کو تشویش ہوتی ہے چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿انما النجوی من الشیطن لیحزن الذین امنوا ۔۔۔۔۔الخ وہ مشورہ تو شیطان ہی کی طرف سے اس لئے کہ ایمان والوکورنج دے اور وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بے حکم خدا کے (المجادلۃ: ۱۰)﴾۔

☆۔۔۔۔۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک آدمی کے سامنے دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں''۔ (صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب لایتناجی اثنان دون الثالث، رقم: ۶۲۸۸، ص ۱۰۹۵)

☆۔۔۔۔۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں کے تین افراد ایک کو چھوڑ کر باہم سرگوشی نہ کریں کہ تم اس کو تشویش وغم میں مبتلا کردو، تم لوگوں سے میل جول رکھو''۔ (المرجع السابق، باب اذا کانوا اکثر من ثلاثۃ، رقم: ۶۲۹۰، ص ۱۰۹۵)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کلام سے قبل صدقہ دینا:

۵۔۔۔۔۔مجاہد کا قول ہے کہ پہلے پہل مسلمانوں کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مناجات کرنے سے پہلے صدقہ کرنے کا حکم تھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا۔۔۔۔۔الخ اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لئے بہت بہتر اور بہت ستھرا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے (المجادلۃ: ۱۲)﴾، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کچھ مناجات کرنے سے پہلے ایک دینار صدقہ دیا۔ مجاہد ہی سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کتاب اللہ عَزَّوَجَلَّ میں ایک آیت ہے جس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ کوئی بعد میں عمل کرے گا، اور اسی آیت مذکورہ بالا کی جانب نشاندہی فرمائی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جانے سے پہلے درہم صدقہ کیا، پھر رخصت کا حکم نازل ہوا، چنانچہ فرمایا گیا: ﴿ء اشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوکم صدقت ۔۔۔۔۔ الخ کیا تم اس سے ڈرے کہ اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو (المجادلۃ: ۱۳)﴾۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا عام طریقہ تھا کہ اکثر مسائل جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے اور انہیں دشواری ہوتی تو وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تشریف لاتے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تخفیف فرمادیتا، پھر جب مسلمانوں میں صبر بہت زیادہ پایا جانے لگا اور انہوں نے مسائل میں تنگی کی شکایت کرنا ترک کردی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم نازل فرمایا: ﴿فاذ لم تفعلوا وتاب اللہ علیکم ۔۔۔۔۔الخ پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی تو نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو (المجادلۃ: ۱۳)﴾، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُن پر وسعت فرمادی اور انہیں تنگی میں نہ رکھا۔ (الطبری، الجزء: ۲۸، ص ۲۶)

اغراض:

لیوقعوا فی قلوبھم الریبۃ یعنی مسلمانوں کو وہم میں ڈالتے تھے کہ اُنہیں مسلمانوں کے سرایا سے نکالے جانے کی خبریں ملی ہیں، یا قتل ہونے یا مرجانے یا نقصان اٹھانے کی خبریں ملی ہیں، پس اس طرح وہ مسلمانوں کے دلوں میں غم ڈالتے تھے جس سے اُنہیں منع کیا گیا۔ وھو قولھم السام علیک: ماقبل حاشیہ نمبر ''۲'' بخاری کی حدیث کے تحت یہی مواد موجود ہے۔

ھی: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مخصوص بالذم محذوف ہے۔بالاثم ونحوہ: یعنی غیبت اور شیطان (کے مشورے) کے سبب مسلمانوں سے کلام سے اعراض کرنا تاکہ مسلمانوں کو دکھ میں مبتلا کردیں حالانکہ مسلمانوں کا اس میں کچھ نقصان نہیں بلکہ اِن کا اپنا نقصان ہے۔عارفین کہتے ہیں جن کے بُرے خاتمے کا خوف ہے اُس میں یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف باہم مشورہ کرنا۔
ھو: یعنی شیطان۔في الجنة: اللہ تمہارے لئے جنت میں، دنیا میں، قبر اور قیامت میں کشادگی کرے گا۔وغیرھا: یعنی جہاد اور ہر قسم کا کارِ خیر۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ﴿انشزوا﴾ کے معنی اپنی جگہوں سے اُٹھ کھڑے ہونا ہے تاکہ دیگر تمہارے بھائیوں کے لئے جگہ کشادہ ہوجائے۔في ذلک: سے مراد نماز کے لئے کھڑا ہونا یا دیگر طاعتیں مراد ہیں۔یعني فلا علیکم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ جواب شرط محذوف ہے اور اللہ کا فرمان: ﴿فان اللہ غفور رحیم﴾ محذوف کے لئے تعلیل ہے اور اس محذوف پر دلیل ہے۔ثم نسخ ذلک: یعنی سید عالم ﷺ سے سرگوشی اختیار کرنے سے پہلے صدقہ دینا ایک قول کے مطابق ایک زمانے کے بعد منسوخ ہوگیا، یا ایک ساعت یا ایک دن یا دس دن کے بعد منسوخ ہوگیا اور منسوخ ہونے کی وجہ کیا ہوئی اس بارے میں ایک قول یہ ملتا ہے کہ اس کے بعد والی آیت نے متذکرہ آیت کے حکم کو منسوخ کردیا اور جمہور مفسرین نے یہی کہا ہے اور ایک قول کے مطابق آیت زکوۃ نے اس آیت کے حکم کو منسوخ کردیا۔الفقر: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ااشفقتم﴾ کا مفعول محذوف ہے، معنی یہ ہے کہ تمہیں یہ خوف لاحق ہے کہ کیا صدقہ پہلے دینا ضروری ہے؟۔ای دوموا علی ذلک: مراد نماز قائم کرنے، زکوۃ ادا کرنے، اللہ اور اس کے رسول کی طاعت پر مداومت کرنا ہے۔ (الصاوی، ج۶، ص۷۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿الم تر﴾تَنْظُرُ﴿ الی الذین تولوا﴾هُمُ الْمُنَافِقُوْنَ﴿ قوما﴾هُمُ الْيَهُوْدُ﴿ غضب اللہ علیهم ما هم﴾اَيِ الْمُنَافِقُوْنَ﴿ منکم﴾مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴿ ولا منهم﴾مِنَ الْيَهُوْدِ بَلْ هُمْ مُذَبْذَبُوْنَ﴿ ویحلفون علی الکذب﴾اَيْ قَوْلِهِمْ اَنَّهُمْ مُؤْمِنُوْنَ﴿ وهم یعلمون (۱۴)﴾اَنَّهُمْ كَاذِبُوْنَ فِيْهِ﴿اعد اللہ لهم عذابا شدیدا انهم ساء ما کانوا یعملون (۱۵)﴾مِنَ الْمَعَاصِيْ﴿اتخذوا ایمانهم جنة﴾سِتْرًا عَنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ﴿ فصدوا﴾بِهَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴿ عن سبیل اللہ﴾اَيِ الْجِهَادِ فِيْهِمْ بِقَتْلِهِمْ وَاَخْذِ اَمْوَالِهِمْ﴿ فلهم عذاب مهین (۱۶)﴾ذُوْ اِهَانَةٍ﴿لن تغنی عنهم اموالهم ولا اولادهم من اللہ﴾مِنْ عَذَابِهٖ﴿ شیئا﴾مِنَ الْاِغْنَاءِ﴿ اولئک اصحب النار هم فیها خلدون (۱۷)﴾اُذْكُرْ﴿یوم یبعثهم اللہ جمیعا فیحلفون له﴾اَنَّهُمْ مُؤْمِنُوْنَ﴿ کما یحلفون لکم ویحسبون انهم علی شیء﴾مِنْ نَفْعِ حَلْفِهِمْ فِي الْاٰخِرَةِ كَالدُّنْيَا﴿ الا انهم هم الکذبون (۱۸)استحوذ﴾اِسْتَوْلٰى﴿ علیهم الشیطن﴾بِطَاعَتِهِمْ لَهٗ﴿ فانسهم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطن﴾اِتْبَاعُهٗ﴿ الا ان حزب الشیطن هم الخسرون (۱۹)ان الذین یحادون﴾يُخَالِفُوْنَ﴿ اللہ ورسوله اولئک فی الاذلین (۲۰)﴾الْمَغْلُوْبِيْنَ﴿کتب اللہ﴾فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ اَوْ قَضٰى﴿ لاغلبن انا ورسلی﴾بِالْحُجَّةِ وَالسَّيْفِ﴿ ان اللہ قوی عزیز (۲۱)لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون﴾يُصَادِقُوْنَ﴿ من حاد اللہ ورسوله ولو کانوا﴾اَيِ الْمُحَادُّوْنَ﴿ اباء هم ﴾اَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴿او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم﴾بَلْ يَقْصِدُوْنَهُمْ بِالسُّوْءِ وَيُقَاتِلُوْنَهُمْ عَلَى الْاِيْمَانِ كَمَا وَقَعَ لِجَمَاعَةٍ مِنَ

الصَّحَابَةِ﴿ اولئک﴾اَلَّذِیْنَ لَایُوَادُّوْنَهُمْ﴿ کتب﴾اَثْبَتَ﴿ فی قلوبهم الایمان.وایدهم بروح﴾بِنُوْرٍ﴿ منه﴾تَعَالٰی﴿ ویدخلهم جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها رضی الله عنهم﴾بِطَاعَتِهٖ﴿ ورضوا عنه﴾بِثَوَابِهٖ﴿ اولئک حزب الله﴾یَتَّبِعُوْنَ اَمْرَهٗ وَیَجْتَنِبُوْنَ نَهْیَهٗ﴿ الا ان حزب الله هم المفلحون(۲۲)﴾اَلْفَائِزُوْنَ.

﴿ترجمہ﴾

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے (مراد اس سے منافقین ہیں) جن پر اللہ کا غضب ہے (مراد اس سے یہودی ہیں......۱......) وہ (یعنی منافقین) نہ تم میں سے (یعنی مومنین میں سے) نہ ان میں سے (یعنی یہودیوں میں سے بلکہ وہ تذبذب میں مبتلا ہیں) وہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں (یعنی اس بات میں کہ وہ مومن ہیں) حالانکہ وہ جانتے ہیں (کہ وہ اپنی اس بات میں جھوٹے ہیں) اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بیشک وہ بہت ہی برے کام کرتے تھے (یعنی گناہ کرتے تھے) انہوں نے اپنی قسموں کو آڑ بنالیا ہے (اپنی جانوں اور اپنے اموال کو بچانے کے لیے، جنة بمعنی ستر ہے) تو روکا (اس کے ذریعے مسلمانوں کو) اللہ کی راہ سے (یعنی جہاد سے کہ کہیں مسلمان ان کے خلاف جہاد کر کے انہیں قتل کر کے ان کے اموال ان سے نہ چھین لیں) تو ان کے لیے خواری کا عذاب ہے (مھین بمعنی ذو اھانة ہے) ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے (یعنی اس کے عذاب کے سامنے) انہیں کچھ کام نہ دیں گے ("تغنی" اغناء سے ماخوذ ہے) وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا (یاد کرو) جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے (کہ وہ مسلمان ہیں) جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کسی شے پر ہیں (یعنی دنیا کی طرح ان کی قسم آخرت میں بھی فائدہ دے گی......۲......) سنتے ہو بیشک وہی جھوٹے ہیں ان پر شیطان غالب آ گیا (استحوذ بمعنی استولی ہے، کیونکہ یہ شیطان کی اطاعت کرتے تھے) تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں (یعنی شیطان کے پیروکار ہیں) سنتا ہے بیشک شیطانی گروہ ہار میں ہے بیشک وہ جو مخالفت کرتے ہیں (یحادون بمعنی یخالفون ہے) اللہ اور اس کے رسول کی وہ سب سے زیادہ ذلیلوں (یعنی مغلوبوں......۳......) میں ہیں اللہ لکھ چکا (لوح محفوظ میں یا معنی ہے کہ فیصلہ فرما چکا ہے) کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول (دلائل کے ذریعے یا تلوار کے ذریعے) بیشک اللہ قوت والا عزت والا ہے تم نہ پاؤ گے انہیں جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں (یوادون بمعنی یصادقون ہے) ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ (مخالفت کرنے والے) ان کے (یعنی مسلمانوں کے) باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں وہ (جو ان سے دوستی نہیں کرتے) اس نے لکھ دیا (یعنی نقش فرما دیا، کتب بمعنی اثبت ہے) ان کے دلوں میں ایمان اور اپنی طرف کی روح (یعنی نور) سے ان کی مدد کی (روح کے معنی نور ہے) اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی (یعنی ان کی فرمانبرداری سے) اور وہ اللہ سے راضی (یعنی اس کے ثواب سے) یہ اللہ کی جماعت......۴...... ہے (اس کے امر کی پیروی اور اس کی نہی سے بچنے والی) سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے (المفلحون بمعنی الفائزون ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تر الی الذین تولوا قوما غضب الله علیهم ما هم منکم ولا منهم ویحلفون علی الکذب وهم یعلمون﴾

همزه: حرف استفهام، لم تر: فعل نفی با فاعل، الی: جار، الذین: موصول، تولوا: فعل با فاعل، قوما: موصوف، غضب الله

علیہم: جملہ فعلیہ صفت اول،ما: مشابہ بلیس،ھم: اسم،منکم: جار مجرور معطوف علیہ،و: عاطفہ،لا: نافیہ،منھم: جار مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،یحلفون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال،علی الکذب: ظرف مستقر حال اول،و: حالیہ،ھم یعلمون: جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اعدالله لهم عذابا شديدا انهم ساء ما كانوا يعملون﴾

اعد الله لهم: فعل وفاعل وظرف لغو،عذابا شدیدا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،انھم: حرف مشبہ واسم،ساء: فعل،ما کانوا یعملون: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اتخذوا ايمانهم جنة فصدوا عن سبيل الله فلهم عذاب مهين﴾

اتخذوا: فعل بافاعل،ایمانھم: مفعول اول،جنة: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،ف: عاطفہ،صدوا: فعل بافاعل،عن سبیل اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ف: عاطفہ،لھم: ظرف مستقر خبر مقدم،عذاب مھین: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لن تغنى عنهم اموالهم ولا اولادهم من الله شيئا اولئك اصحب النارهم فيها خلدون﴾

لن تغنی عنھم: فعل نفی وظرف لغو،اموالھم: معطوف علیہ،و: عاطفہ،لا: نافیہ،اولادھم: معطوف،ملکر فاعل،من اللہ: ظرف لغو،شیئا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،اولئک: مبتدا،اصحب النار: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ھم: مبتدا،فیھا خلدون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يوم يبعثهم الله جميعا فيحلفون له كما يحلفون لكم﴾

یوم: مضاف،یبعثھم اللہ جمیعا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف: عاطفہ،یحلفون لہ: فعل بافاعل وظرف لغو،کاف: جار،ما یحلفون لکم: موصول صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر "حلفا" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ويحسبون انهم على شيء الا انهم هم الكذبون﴾

و: حالیہ،یحسبون: فعل بافاعل،انھم: حرف مشبہ واسم،علی شیء: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یحلفون" کی "ضمیر فاعل" سے فاعل واقع ہے،الا: حرف تنبیہ،انھم: حرف مشبہ واسم،ھم الکذبون: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿استحوذ عليهم الشيطن فانسهم ذكر الله اولئك حزب الشيطن الا ان حزب الشيطن هم الخسرون﴾

استحوذ: فعل،علیھم: ظرف لغو،الشیطن: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،ف: عاطفہ،انسھم: فعل بافاعل ومفعول،ذکر اللہ: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ،اولئک: مبتدا،حزب الشیطن: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،الا: حرف تنبیہ،ان: حرف مشبہ،حزب الشیطن: اسم،ھم الخسرون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذين يحادون الله ورسوله اولئك فى الاذلين﴾

ان: حرف مشبہ،الذین یحادون اللہ ورسولہ: موصول صلہ،ملکر اسم،اولئک: مبتدا،فی الاذلین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كتب الله لاغلبن انا ورسلى ان الله قوى عزيز﴾

کتب اللہ: فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ بمعنی قسم جملہ قسمیہ،لام: تاکیدیہ،اغلبن: فعل ضمیر مستتر مؤکد،انا: تاکید،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،رسلی: معطوف،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ،ان اللہ: حرف مشبہ واسم،قوی عزیز: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون........... اواخونھم اوعشیرتھم﴾

لا تجد: فعل نفی با فاعل، قوما: موصوف، یومنون باللہ والیوم الاخر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول اول، یوادون: فعل با فاعل، من: موصولہ، حاد اللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، و: حالیہ، لو: وصلیہ، کانوا: فعل ناقص با اسم، ابناء ھم: معطوف علیہ، او ابناء ھم او خونھم اوعشیرتھم: معطوفات، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ﴾

اولئک: مبتدا، کتب: فعل با فاعل، فی قلوبھم: ظرف لغو، الایمان: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ایدھم: فعل با فاعل ومفعول، ب: جار، روح: موصوف، منہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ﴾

و: عاطفہ، یدخلہ: فعل با فاعل، وھم: ضمیر ذوالحال، خلدین فیھا: شبہ جملہ حال، ملکر مفعول، جنت: موصوف، تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، رضی اللہ عنھم: فعل وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، رضوا عنہ: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون﴾

اولئک: مبتدا، حزب اللہ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، الا: حرف تنبیہ، ان: حرف مشبہ، حزب اللہ: اسم، ھم المفلحون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**اعد اللہ لھم عذابا شدیدا**......☆ یہ آیت عبداللہ بن نبتل منافق کے حق میں نازل ہوئی جو رسول کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر رہتا اور یہاں کی بات یہود تک پہنچاتا ایک روز حضور اقدس ﷺ دولت سرائے اقدس میں تشریف فرما تھے حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت ایک آدمی آئے گا جس کا دل نہایت سخت اور شیطان کی طرح کی آنکھوں سے دیکھتا ہے تھوڑی دیر بعد عبداللہ بن نبتل آیا اس کی آنکھیں نیلی تھیں حضور سید عالم ﷺ نے اس سے فرمایا تو اور تیرے ساتھی کیوں ہمیں گالیاں دیتے ہو؟ وہ قسم کھا گیا کہ وہ ایسا نہیں کرتے اور اپنے یاروں کو لے آیا انہوں نے بھی قسم کھائی کہ ہم نے آپ کو گالیاں نہیں دیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

عندالشرع دوستی کس سے ہونی چاہیے؟

لے......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الم تر الی الذین تولوا قوما غضب اللہ علیھم ماھم منکم ولا منھم ویحلفون علی الکذب وھم یعلمون کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے وہ نہ تم میں سے نہ ان میں سے وہ دانستہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں (المجادلۃ: ١٤)﴾۔ اس آیت میں منافقین کا یہود کی جانب پھر جانا اور ان سے رسم وراہ استوار کرنے کا بیان کرنا مقصود ہے۔ منافق وہ قوم ہیں جن پر اللہ ﷻ کا غضب ہوتا ہے اور یہ تمہارے دین وملت میں نہیں ہیں، اور نہ ہی یہود کے دین وملت میں ان کا شمار ہوتا ہے حالانکہ ان پر بھی اللہ ﷻ کا غضب ہے، بلکہ ان منافقین کا حال تو یہ ہے: ﴿واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا انا معکم انما نحن مستھزءون ...... الخ جب ایمان والوں سے ملیں کہیں ہم ایمان لائے ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں (البقرۃ: ١٤)﴾۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس ایک ایسا

شخص آئے گا جو شیطان کی آنکھ سے دیکھے گا، پھر تھوڑی دیر بعد ارزق آیا، تو سید عالم ﷺ نے اس سے کہا: ''تم مجھے گالیاں کیوں دیتے ہو''، تو وہ قسم کھا گیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (الطبری، الجزء:۲۸، ص ۲۸ وغیرہ)

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا اے ایمان والوں غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے (ال عمران: ۱۱۸)﴾، عند الشرع مسلمان آپس میں دوستی رکھیں، حدیث قدسی ہے اللہ عزوجل نے فرمایا: ''جو میرے عزت وجلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں ان کے لئے نور کے منبر ہونگے، انبیاء وشہداان پر غبطہ (رشک) کریں گے''۔ (سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب: ما جاء فی حب اللہ، رقم: ۲۳۹۷، ص ۶۹۲)

منافقین کا آخرت میں قسم کھانا:

۲...... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ منافق قیامت میں اللہ عزوجل کی قسمیں کھائیں گے جیسا کہ ان کے اولیاء دنیا میں قسمیں کھاتے تھے: (۱)...... اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿واللہ ربنا ما کنا مشرکین اور اپنے رب کی قسم کہ ہم مشرک نہ تھے (الانعام: ۲۳)﴾۔ (۲)...... اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿ویحلفون باللہ انھم لمنکم اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں (التوبۃ: ۵۶)﴾۔ معنی یہ ہے کہ منافقین شدید نفاق کا مظاہرہ کریں گے اور ان کا گمان ہوگا کہ وہ اللہ کے سامنے اپنے جھوٹے ایمان کو ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے، اور ان کا یہ مذموم فعل ان کے ساتھ ہمیشہ باقی رہے گا، اور اس جانب اس فرمان مقدس نشان میں اشارہ ہے: ﴿ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ اگر واپس بھیجے جائیں تو وہی کریں جس سے منع کئے گئے تھے (الانعام: ۲۸)﴾۔ جبائی اور قاضی کا قول یہ ہے کہ آخرت میں منافقین جھوٹ نہ بولیں گے، بلکہ آیت مقدسہ کا معنی یہ ہے کہ وہ کہیں گے کہ ہم اپنی ذات میں کفر کو نہ پاتے تھے، اور اسی بنیاد پر ان کی یہ قسم جھوٹ پر مبنی نہ کہلائے گی، اور اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿الا انھم ھم الکاذبون سنتے ہو بیشک وہی جھوٹے ہیں (المجادلۃ: ۱۸)﴾ یعنی یہ لوگ دنیا میں جھوٹے تھے، اور جاننا چاہیے کہ اس بناء پر آیت کی تفسیر اپنی نظم کے اعتبار سے بہت کمزوری کا تقاضا کرتی ہے۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۴۹۸)

علامہ آلوسی کے نزدیک اللہ ورسول کی مخالفت والے کون ہیں؟

۳...... اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین بیشک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں (المجادلۃ: ۲۰)﴾، ﴿ان الذین یحادون اللہ ورسولہ کبتوا کما کبت الذین من قبلھم...... الخ بیشک جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کئے گئے ہیں جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی (المجادلۃ: ۵)﴾۔ یعنی اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ سے معاندت ومخالفت کرے کیونکہ ہر معاندت کرنے کا حال یہی ہوا کرتا ہے کہ وہ عداوت میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک نکل جاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی مراد لیا گیا ہے کہ معاندت سے مراد لوہے کے کثرت سے استعمال کے اعتبار سے تردد کرنا ہے جو کہ جنگ میں تلواروں وغیرہ کے اعتبار سے استعمال کئے جاتے ہیں، لیکن اول قول زیادہ بہتر ہے۔ علامہ ناصر الدین بیضاوی کا قول ہے کہ وہ اللہ عزوجل اور اسکے رسول ﷺ کی حدود کو چھوڑ کر کچھ اور ہی وضع کرتے اور اختیار کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام سعد اللہ چلپی کہتے ہیں: اسی بناء پر امراء ودیگر حکمرانوں کا شرع کی حدود کے خلاف امور اختیار کرنے کی نفی کی گئی ہے۔ امام شہاب الدین خفاجی ماقبل قول کے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ عارف باللہ شیخ بہاء الدین: ''رسالۃ'' میں لکھتے ہیں: امراء وحکمرانوں کے قوانین پر اس وقت تک عمل کرو جب تک کہ وہ شرع کے خلاف نہ ہوں کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الیوم اکملت لکم دینکم آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا (المائدۃ: ۳)﴾ کیونکہ دین اپنے کمال مرتبے تک پہنچ چکا ہے اور مزید نئے

سرے سے تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا، اور جب کسی معاملے میں اللہ ﷻ کا حکم آجائے تو مخلوق میں کسی اور کا حکم نہیں چل سکتا، لیکن عقل والے کہاں ہیں جو یہ سب سوچیں!۔ (روح المعانی، الجزء:۲۸، ص ۳۰۱)

قرآن کی رو سے اللہ کی جماعت کونسی ہے؟

۳۔۔۔۔۔اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ......الخ تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ کی ہی جماعت کامیاب ہے (المجادلۃ:۲۲)﴾۔ وہ لوگ جو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت اپنے آباء واجداد اور دیگر رشتے داروں کی وجہ سے کر لیتے ہیں وہ نہ تو اللہ ﷻ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ ہی اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاتے ہیں، اور یونہی پلٹ جاتے ہیں جیسا کہ یہود پلٹ جایا کرتے تھے۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ ﷻ ورسول ﷺ کی مخالفت نہیں کرتے، چہ جائے کہ ان کے آباؤ اجداد ودیگر عزیز کچھ ہی کریں، ان کے لئے اللہ ﷻ نے ایمان کو نقش کردیا ہے، ان کے دل ایمان کے نور سے بھرے ہوئے ہیں اور اللہ ﷻ کی مزید مدد براہین قاطعہ اور نور وہدایت کے تناظر میں فرمائے گا اور انہیں ایسے باغوں میں بسائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اور اللہ ﷻ دنیا میں ان کی طاعت گزاری سے راضی ہے اور یہ لوگ آخرت میں داخل جنت ہونے کی صورت میں اللہ ﷻ سے راضی ہونگے۔ اور یہی اللہ ﷻ کے گروہ کی خصوصیات ہیں۔ یہ لوگ اللہ ﷻ کے اولیاء اور گروہ میں شامل ہیں اور ان کے لئے بقاء ونجات ہے، ان کی طلب کا ثمرہ پانے کے لئے جوانہوں نے دنیا میں اللہ ﷻ کی طاعت بجالا کر اللہ ﷻ سے جنت کا سودا کیا۔ (الطبری، الجزء:۲۸، ص ۳۲ وغیرہ)

اغراض:

بل ھم مذبذبون: یعنی (منافقین) خالص ایمان اور خالص کفر کے بارے میں متردد ہیں، کیونکہ یہ ظاہری اعتبار سے تو ایمان کی طرف ہیں لیکن باطنی اعتبار سے کفر کی جانب ہیں۔ **المغلوبین:** مراد کفار اور منافقین ہیں۔ **بالحجۃ او السیف:** رسول کبھی تلوار سے غالب ہوتے ہیں اور کبھی دلائل وبراہین سے اور کبھی دونوں ہی باتیں پائی جاتی ہیں۔ **کما وقع لجماعۃ من الصحابۃ:** حضرت ابن مسعود اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ نے اپنے باپ عبداللہ بن جراح کو غزوۂ اُحُد کے دن قتل کردیا تھا یا ان کے بیٹے مراد ہوں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، حضرت ابوبکر صدیق کے بیٹے نے غزوۂ بدر میں دعوت مبارزت دی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ پہلے دستے میں شامل ہو جاؤں، حضور ﷺ نے فرمایا ہمیں اپنے آپ سے لطف اندوز کریا ان کے بھائی مراد ہوں جیسے معصب بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کردیا یا خاندان کے لوگ مراد ہوں جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خالو عاص بن ہاشم بن مغیرہ کو بدر میں قتل کردیا، حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ نے بدر کے دن عتبہ، شیبہ جو ربیعہ کے بیٹے تھے اور ولید بن عتبہ سے جنگ کی اور انہیں قتل کردیا، جن لوگوں نے کفار سے دوستی نہیں کی انہیں کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو ثابت کردیا ہے، یہاں ایمان سے مراد تصدیق ہے۔ **بنور:** ایک قول کے مطابق روح سے مراد مدد کی روح ہے، ایک قول کے مطابق قرآن اور حجتیں ہیں اور ایک قول کے مطابق حضرت جبرائیل امین علیہ السلام مراد ہیں۔ **رضی اللہ عنھم:** یعنی اللہ ان کے ساتھ اپنی رضا والا معاملہ فرمائے گا، انہیں (مزید) طاعات کی توفیق دے گا، ان کی عبادتیں قبول کرکے ثواب عطا فرمائے گا۔ (الصاوی، ج۶، ص ۸۰ وغیرہ)

سورة الحشر مدنية وهى اربع وعشرون آية

(سورۃ الحشر مدنی ہے اس کی کل چوبیس آیتیں ہیں)

تعارف سورة الحشر

اس سورت میں تین رکوع، چوبیس آیتیں، ۴۴۵ کلمے، ایک ہزارنوسوتیرہ حروف ہیں۔اس سورت میں جس حقیقت کا بیان ہو رہا ہے وہ یہ کہ زمین وآسمان کی ہر چیز اللہ عزوجل کی تسبیح کرتی ہے اور اس کی حمد بیان کرتی ہے کیونکہ وہی بڑی عزت والا اور بڑی حکمت والا ہے اور اللہ عزوجل کی دانائی اور حکمت کو ثابت کرنے کے لئے بنی نضیر کے انجام کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا جارہا ہے کہ دیکھو ان کے قلعے کتنے شاندار اور گڑھیاں کتنی مضبوط تھیں، ان کے پاس اسلحہ کے کتنے ذخائر تھے لیکن اللہ عزوجل نے انہیں یوں مغلوب کیا کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے شاندار گھروں کو برباد کررہے ہیں اور بغیر جنگ کئے اپنے گھروں کو چھوڑنے پر تیار ہو گئے پھر یہ بتایا گیا کہ ان کو یہ سزا اس لئے دی گئی کیونکہ انہوں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی اور جو بھی اس طریقہ کو اختیار کریگا اس کا یہی انجام ہوگا اس کے بعد یہ بتایا گیا کہ دشمن کو شکست دینے کے لئے جنگی تدابیر ناگزیر ہیں مال فئے کی تقسیم کا حکم بتایا اور اسلامی نظام معاشیات کے اہم ستون کا ذکر فرمایا۔اس کے بعد اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا پھر انصار و مہاجرین کی عزت و حوصلہ افزائی فرمائی اور منافقین کی رذیل حرکتوں پر انہیں جھنجھوڑا بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہا کرتے تھے درحقیقت وہ کفر کے دلدادہ تھے اور اسلام کے کھلے دشمن تھے آخری رکوع میں مضامین کے علاوہ اللہ عزوجل کے اسماء گرامی کا ذکر فرمایا جس سے اللہ عزوجل کی عظمت وشان کا پتہ چلتا ہے۔

رکوع نمبر: ۴

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿سبح لله ما في السموت وما في الارض﴾اَیْ نَزَّهَهُ فَاللَّامُ مَزِيْدَةٌ وَفِي الْاِتْيَانِ بِمَا تَغْلِيْبُ للاكثر﴿ وهو العزيز الحكيم (۱)﴾فِي مُلْكِهِ وَصُنْعِهِ﴿هو الذى اخرج الذين كفروا من اهل الكتب﴾هُمْ بَنُوالنَّضِيْرِمِنَ الْيَهُوْدِ﴿ من ديارهم﴾مَسَاكِنِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ﴿ لاول الحشر﴾هُوَحَشْرُهُمْ اِلَى الشَّامِ وَآخِرُهُ اَنْ اَجلاهُمْ عُمَرُفِي خِلافَتِهِ اِلٰى خَيْبَرَ﴿ ما ظننتم﴾اَيُّهَاالْمُؤْمِنُوْنَ﴿ ان يخرجوا وظنوا انهم مانعتهم﴾خَبَرُ اَنَّ﴿ حصونهم﴾فَاعِلُهُ بِهِ تَمَّ الْخَبَرُ﴿ من الله﴾مِنْ عَذَابِهِ﴿ فاتهم الله﴾اَمْرُهُ وَعَذَابُهُ﴿ من حيث لم يحتسبوا﴾لَمْ يَخْطِرْبِبَالِهِمْ مِنْ جِهَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴿ وقذف﴾اَلْقٰى﴿ في قلوبهم الرعب﴾بِسُكُوْنِ الْعَيْنِ وَضَمِّهَا اَلْخَوْفُ بِقَتْلِ سَيِّدِهِمْ كَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ﴿ يخربون﴾بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ مِنْ اَخْرَبِ﴿ بيوتهم﴾لِيَنْقُلُوْامَا اسْتَحْسَنُوْامِنْهَامِنْ خَشَبٍ وَغَيْرِهِ﴿ بايديهم وايدى المؤمنين فاعتبروا ياولى الابصار (۲) ولولا ان كتب الله﴾قَضٰى﴿ عليهم الجلاء﴾بِالْخُرُوْجِ مِنَ الْمَوَاطِنِ﴿لعذبهم فى الدنيا﴾بِالْقَتْلِ وَالسَّبْيِ كَمَا فُعِلَ بِقُرَيْظَةَ مِنَ الْيَهُوْدِ﴿ ولهم فى الاخرة عذاب النار (۳) ذلك بانهم شاقوا﴾خَالَفُوْا﴿ الله ورسوله ومن يشاق الله فان الله شديد العقاب (۴) ما قطعتم﴾يَامُسْلِمُوْنَ﴿ من لينة﴾نَخْلَةٍ﴿او تركتموها قائمة على اصولها فباذن الله﴾اَیْ خَيَّرَكُمْ فِي ذٰلِكَ﴿ وليخزى﴾بِالْاِذْنِ فِي الْقَطْعِ﴿ الفسقين (۵)﴾اَلْيَهُوْدَ فِي اِعْتِرَاضِهِمْ بِاَنَّ قَطْعَ الشَّجَرِالْمُثْمِرِ فَسَادٌ﴿وما افاء﴾رَدَّ﴿ الله على

رسـولـه منهم فما اوجفتم﴿اَسْرَعْتُمْ يَامُسْلِمُوْنَ﴾ عليه من﴿زَائِدَةٌ﴾خيل ولا ركاب﴿ابل اى لم تقاسوا فيه مشقة﴾ولكن الله يسلط رسله على من يشاء والله على كل شيء قدير (٦)﴾فَلَاحَقَّ لَكُمْ فِيْهِ وَيَخْتَصُّ بِهِ النَّبِىُّ ﷺ يَفْعَلُ فِيْهِ مَايَشَاءُ فَاَعْطٰى مِنْهُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَثَلَاثَةً مِنَ الْاَنْصَارِ لِفَقْرِهِمْ﴾ما افاء الله على رسوله من اهل القرى﴾كَالصَّفْرَاءِ وَوَادِى الْقُرٰى وَيَنْبُعَ﴾ فلله﴿يَاْمُرُ فِيْهِ بِمَايَشَاءُ﴾ وللرسول ولذى﴿صَاحِبِ﴾ القربى﴿قَرَابَةِ النَّبِيِّ مِنْ بَنِى هَاشِمٍ وَبَنِى الْمُطَّلِبِ﴾ واليتمى﴿اَطْفَالِ الْمُسْلِمِيْنَ الَّذِيْنَ هَلَكَتْ آبَاؤُهُمْ وَهُمْ فُقَرَاءُ﴾ والمسكين﴿ذَوِى الْحَاجَةِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ وابن السبيل﴿اَلْمُنْقَطِعِ فِى سَفَرِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَىْ يَسْتَحِقُّهُ النَّبِىُّ وَالْاَصْنَافُ الْاَرْبَعَةُ عَلٰى مَاكَانَ يَقْسِمُهٗ مِنْ اَنَّ لِكُلٍّ مِنَ الْاَرْبَعَةِ خُمُسَ الْخُمُسِ وَلَهُ الْبَاقِى﴾ كى لا﴿كَیْ بِمَعْنَى اللَّامِ وَاَنْ مُقَدَّرَةٌ بَعْدَهَا﴾ يكون﴿اَلْفَیْءُ عِلَّةَ الْقِسْمَةِ كَذٰلِكَ﴾ دولة﴿مُتَدَاوَلًا﴾ بين الاغنياء منكم وما اتكم﴿اَعْطَاكُمْ﴾ الرسول﴿مِنَ الْفَیْءِ وَغَيْرِهٖ﴾ فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا واتقوا الله ان الله شديد العقاب (٧) للفقراء﴿مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ اَىْ اَعْجَبُوْا﴾ المهجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلا من الله ورضوانا وينصرون الله ورسوله اولئك هم الصدقون (٨)﴿فِى اِيْمَانِهِمْ﴾والذين تبوؤ الدار﴿اَىِ الْمَدِيْنَةَ﴾ والايمان﴿اَىْ اَلِفُوْهُ وَهُمُ الْاَنْصَارُ﴾ من قبلهم يحبون من هاجر اليهم ولا يجدون فى صدورهم حاجة﴿حَسَدًا﴾ مما اوتوا﴿اَىْ اَتَى النَّبِىُّ الْمُهَاجِرِيْنَ مِنْ اَمْوَالِ بَنِى النَّضِيْرِ الْمُخْتَصَّةِ بِهٖ﴾ ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة﴿حَاجَةٌ اِلٰى مَا يُؤْثِرُوْنَ بِهٖ﴾ ومن يوق شح نفسه﴿حِرْصَهَا عَلَى الْمَالِ﴾ فاولئك هم المفلحون (٩) والذين جاء ومن بعدهم﴿مِنْ بَعْدِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ يقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل فى قلوبنا غلا﴿حِقْدًا﴾للذين امنوا ربنا انك رءوف رحيم (١٠)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اللہ کی پاکی بولتا ہے (اس کی تنزیہہ بیان کرتا ہے) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (اسم جلالت پر لام زائدہ ہے اور ''ما'' کو ذکر کرنا اکثری مخلوق کو غلبہ دینے کے اعتبار سے ہے) اور وہی غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے ملک میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو (یعنی یہودیوں سے بنونضیر کو مدینے میں) ان کے گھروں سے نکالا (من دیارھم بمعنی من مساکنھم ہے) ان کے پہلے حشر کے لیے (یہ جلاوطنی ان کا پہلا حشر ہے جو کہ شام کی طرف تھا اور ان کا آخری حشر یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے زمانہ خلافت میں خیبر کی طرف نکالا......۱......، اے مسلمانوں!) تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے (''مانعتھم'' یہ ''ان'' کی خبر ہے ''حصونھم'' ما نعۃ کا فاعل ہے یہ ملکر خبر بن جائیں گے) انہیں اللہ سے (یعنی اس کے عذاب سے) بچالیں گے تو اللہ (یعنی اس کا امر اور عذاب) ان کے پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا (یعنی مسلمانوں کی طرف سے کہ اس کا خیال بھی ان کے دلوں میں نہ آیا تھا) اور اس نے ڈالا (قذف بمعنی القی ہے) ان کے دلوں میں رعب......۲......(''رعب'' کو عین ساکنہ اور مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ رعب ان کے دلوں میں اپنے سردار کعب بن اشرف کے قتل کئے جانے کے سبب

ہوا) کہ ویران کرتے ہیں(''یخربون ''فعل کومشدداور مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے بصورتِ تخفیف یہ اخرب سے ماخوذ ہوگا) اپنے گھر(تاکہ اس کی پسندیدہ لکڑیاں وغیرہ اپنے ساتھ لے جاسکیں) اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں تو عبرت کرلوائے نگاہ والو! اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پرلکھ دیا ہوتا(ان کے لیے فیصلہ کردیا ہوتا) جلاوطنی کو(الجلاء کے معنی جلاوطنی ہے) تو دنیا ہی میں ان پرعذاب فرماتا(قتل اور قیدی بنائے جانے کی صورت میں جیسا کہ یہودیوں میں سے بنوقریظہ کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا) اوران کے لیے آخرت میں آگ کا عذاب ہے یہ اس لیے کہ انہوں نے مخالفت کی(شاقوا بمعنی خالفوا ہے) اللہ اوراس کے رسول کی اور جو اللہ اوراس کے رسول کی مخالفت کرے......۴...... تو بیشک اللہ (اسے) سخت عذاب دینے والا ہے(اے مسلمانو!) جو درخت تم نے کاٹے (یعنی کھجور کے درخت) یا ان کی جڑوں پرقائم چھوڑ دیئے یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا(یعنی اس نے تمہیں اس بارے میں اختیار دیا تھا) اوراس لیے کہ رسوا کرے(درخت کاٹنے وغیرہ کی اجازت دیکر) فاسقوں کو(یعنی یہودیوں کوان کا اس بات پراعتراض کرنے میں کہ پھل دار درخت کوکاٹ دینا فساد ہے) اور جو پھیری(افاء بمعنی رد ہے) غنیمت اللہ نے اپنے رسول کوان سے تو تم نے نہیں دوڑائے (اوجفتم بمعنی اسرعتم ہے) اس پرگھوڑے(''من خیل ''میں''من ''زائدہ ہے) اور نہ اونٹ(''رکاب'' سے مراد اونٹ ہیں یعنی اس میں تمہیں کوئی مشقت نہیں ہوئی) ہاں! اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے(پس اس میں تمہارا کچھ حق نہیں ہے یہ نبی پاک ﷺ کے ساتھ مختص ہے اوران کے ساتھ جن کا دوسری آیت میں ذکر ہے یعنی مخصوص چار اقسام کے افراد حضور ﷺ ان میں سے ہر ایک قسم پرخمس کا پانچواں حصہ تقسیم فرمائیں گے اور بقیہ تمام حضور ﷺ کی ملک ہے وہ اس میں جو چاہیں کریں حضور ﷺ نے اس میں سے مہاجرین کو عطا فرمایا اور تین انصاری صحابہ کرام کو ان کی احتیاج کی وجہ سے اس مال میں سے عطا فرمایا......۶......) جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کوشہر والوں سے(جیسا کہ صفراء، وادی قری اور ینبع سے) تو وہ اللہ کے لیے ہے(وہ اس کے بارے میں جو چاہے حکم فرمائے) اور رسول کے لیے ہے اور قرابت والوں کے لیے(لذی القربی میں ذی کے معنی صاحب ہے، یہاں اس سے مراد نبی پاک ﷺ کے قرابت دار ہیں یعنی بنی ھاشم اور بنی مطلب) اور یتیموں کے لیے(یعنی ان مسلمان بچوں کے لیے جو فقر کی حالت میں ہوں اوران کے باپ کا انتقال ہو چکا ہو) اور مسکینوں کے لیے(یعنی صحت مند مسلمانوں کے لیے) اور مسافروں کے لیے(جو سفر میں مسلمانوں سے جدا ہو گیا ہو یعنی اس کے نبی پاک ﷺ اور مذکورہ چار افراد مستحق ہیں حضور ﷺ یہ مال ان میں تقسیم فرمائیں گے یوں کہ ان چار اقسام کے افراد کو خمس الخمس ملے گا اور بقیہ تمام مال حضور ﷺ کی ملکیت ہوگا) کہ نہ ہوجائے(''کی ''بمعنی لام ہے، اوراس کے مابعد''ان''مقدر ہے) وہ(یعنی مال فئے ......۵......، یہاں مال فئے کواس طرح تقسیم کرنے کی علت بیان کی جارہی ہے) اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں(مال فئے وغیرہ سے، اتکم بمعنی اعطاکم ہے) اور جس سے منع کریں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے ان فقراء(''الفقراء''فعل محذوف''اعجبوا'' سے متعلق ہے) مہاجرین کے لیے......۶......جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اوراس کی رضا چاہتے اور اللہ ورسول کی مدد کرتے وہی سچے ہیں(اپنے ایمان میں) اور جنہوں نے گھر بنایا اس شہر(یعنی منورہ) میں اور ایمان میں(یعنی انہیں اس سے الفت ومحبت کی، مراد اس سے انصار ہیں) ان سے پہلے ہی دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کرکے آئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت(یعنی حسد) نہیں پاتے اس چیز پر جو انہیں دیا گیا(یعنی بنونضیر کا وہ مال جو کہ حضور ﷺ کے ساتھ مختص تھا مہاجرین کو عطا فرمادینے پر) اور اپنی جانوں پران کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ انہیں شدید محتاجی ہو(یعنی جس چیز کو وہ ایثار کررہے ہیں خود انہیں اس شے کی شدید حاجت ہو......۷......) اور جو اپنے نفس کو لالچ سے بچا گیا (نفس کی حرص مال سے بچا گیا......۸......) تو وہی کامیاب ہیں اور وہ جو ان کے بعد آئے(یعنی قیامت تک انصار اور مہاجرین کے بعد

جو آئیں گے) عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے......۹......اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ (غل بمعنی حقد ہے) اے رب ہمارے! بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿سبح لله ما في السموت وما في الارض وهو العزيز الحكيم﴾

سبح لله: فعل وظرف لغو، ما في السموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما في الارض: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، العزيز الحكيم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هو الذي اخرج الذين كفروا من اهل الكتب من ديارهم لاول الحشر﴾

ھو: مبتدا، الذي: موصول، اخرج: فعل، الذين كفروا: ذوالحال، من اهل الكتب: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، من ديارهم: ظرف لغو، لاول الحشر: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ما ظننتم ان يخرجوا وظنوا انهم ما نعتهم حصونهم من الله﴾

ماظننتم: فعل نفی بافاعل، ان يخرجوا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ظنوا: فعل بافاعل، انهم: حرف مشبہ واسم، مانعة: اسم فاعل مضاف، هم: ضمیر مضاف الیہ مفعول، حصونهم: فاعل، من الله: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاتهم الله من حيث لم يحتسبوا وقذف في قلوبهم الرعب﴾

ف: عاطفہ تعقیبیہ، اتهم الله: فعل ومفعول وفاعل، من: جار، حيث: مضاف، لم يحتسبوا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قذف: فعل بافاعل، في قلوبهم: ظرف لغو، الرعب: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿يخربون بيوتهم بايديهم وايدي المومنين فاعتبروا ياولي الابصار﴾

يخربون: فعل بافاعل، بيوتهم: مفعول، ب: جار، ايديهم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ايدي المومنين: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: فصیحیہ، اعتبروا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "تدبر تم هذا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء، ياولي الابصار: نداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ولولا ان كتب الله عليهم الجلاء لعذبهم في الدنيا﴾

و: مستانفہ، لولا: شرطیہ، ان: مصدریہ، كتب الله عليهم الجلاء: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر "موجود" خبر محذوف کیلئے، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، عذبهم في الدنيا: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ولهم في الاخرة عذاب النار ذلك بانهم شاقوا الله ورسوله﴾

و: مستانفہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، في الاخرة: ظرف مستقر حال مقدم، عذاب النار: ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ذلك: مبتدا، ب: جار، انهم: حرف مشبہ واسم، شاقوا الله ورسوله: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن يشاق الله فان الله شديد العقاب﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، يشاق: فعل بافاعل، الله: اسم جلالت مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان الله: حرف مشبہ

واسم،شديد العقاب:خبر،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ماقطعتم من لينة اوتر كتموها قائمة على اصولها فباذن الله﴾

ما: شرطیہ ذوالحال،من لينة:ظرف مستقر حال،ملکر مفعول مقدم،قطعتم:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،او:عاطفہ،تركتموها:فعل بافاعل ومفعول اول،قائمة على اصولها: شبہ جملہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط،ف:جزائیہ،باذن الله ظرف مستقر "قطعها" مبتدا محذوف کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وليخزى الفسقين﴾

و:عاطفہ،لام:جار،يخزى الفسقين:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر "يسير المومنين ويعزهم" پر معطوف ہے،ملکر فعل محذوف "اذن فى قطعها" کیلئے ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما افاء الله على رسوله منهم فما اوجفتم عليه من خيل ولا ركاب﴾

و:مستانفہ،ما:موصولہ،افاء الله على رسوله منهم:جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا،ف:جزائیہ،ما،اوجفتم:فعل نفی بافاعل،عليه:ظرف لغو،من:زائد،خيل:معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا:نافیہ،ركاب:معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولكن الله يسلط رسله على من يشاء والله على كل شىء قدير﴾

و:عاطفہ،لكن الله:حرف مشبہ واسم،يسلط:فعل بافاعل،رسله:مفعول،على من يشاء:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،الله مبتدا،على كل شىء قدير:شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما افاء الله على رسوله من اهل القرى فلله وللرسول ولذى القربى واليتمى والمسكين وابن السبيل﴾

ما: موصولہ،افاء الله:فعل وفاعل،على:جار،رسوله:ذوالحال،من اهل القرى:ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا،ف:جزائیہ،لله:جار مجرور معطوف علیہ،و:عاطفہ،للرسول:جار مجرور معطوف اول،و:عاطفہ،لام:جار،ذى القربى:معطوف علیہ،و:عاطفہ،اليتمى والمسكين وابن السبيل:معطوفات،ملکر مجرور،ملکر معطوف ثانی،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كى لا يكون دولة بين الاغنياء منكم﴾

كى: حرف تعلیل وجر بمعنی لام،لا:نافیہ،يكون:فعل ناقص بااسم،دولة:موصوف،بين الاغنياء:ظرف متعلق بمحذوف صفت،ملکر ذوالحال،منكم:ظرف مستقر حال،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما اتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا﴾

و:عاطفہ،ما:موصولہ،اتكم الرسول:جملہ فعلیہ،ملکر مبتدا،ف:جزائیہ،خذوه:فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،ما:موصولہ،نهكم عنه:جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا،ف:جزائیہ،انتهوا:فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقوا الله ان الله شديد العقاب﴾

و:عاطفہ،اتقوا الله:فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ان الله:حرف مشبہ واسم،شديد العقاب:خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿للفقراء المهجرين الذين اخرجوا.......... ورضوانا وينصرون الله ورسوله﴾

لام: جار،لفقراء:موصوف،المهجرين:صفت اول،الذين:موصول،اخرجوا من ديارهم واموالهم: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر

صفت ثانی، ملکر ذوالحال، یبتغون: فعل بافاعل، فضلا: موصوف، من اللہ: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، رضوانا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ینصرون اللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ماقبل "للذی القربی" سے بدل واقع ہے (عندامام اعظم) اورامام شافعی کے نزدیک "اعجبوا" فعل محذوف کیلئے ظرف مستقر ہے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک ھم الصدقون والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم﴾

اولئک: مبتدا، ھم: مبتدا ثانی، الصدقون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، الذین: موصول، تبوو الدار: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، الایمان: ذوالحال، من قبلھم: ظرف مستقر حال، ملکر فعل محذوف "اخلصوا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، یحبون: فعل بافاعل، من ھاجر الیھم: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ﴾

و: عاطفہ، لایجدون فی صدورھم: فعل نفی بافاعل وظرف لغو، حاجۃ: موصوف، مما اوتوا: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یوثرون: فعل واؤضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لو: وصلیہ، کان: فعل ناقص، بھم: ظرف مستقر خبر مقدم، خصاصۃ: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، علی انفسھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ، یوق: فعل مجہول بانائب الفاعل، شح نفسہ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، ھم المفلحون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿والذین جاء و من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رء وف رحیم﴾

و: مستانفہ، الذین: موصول، جاء و من بعدھم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، یقولون: قول، ربنا: نداء، اغفر: فعل امر بافاعل، لنا: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لاخواننا: موصوف، الذین سبقونا بالایمان: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر معطوف ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تجعل: فعل نہی بافاعل، فی قلوبنا: ظرف مستقر مفعول ثانی، غلا: موصوف، للذین امنوا: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ربنا: نداء، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ اول، انک رء وف رحیم: جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......سبح للہ ما فی السموت وما فی الارض...... ☆ یہ سورت بنونضیر کے حق میں نازل ہوئی یہ لوگ یہودی تھے جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو انہوں نے حضور ﷺ سے اس شرط پر صلح کی کہ نہ آپ کے ساتھ ہوکر کسی سے لڑیں اور نہ آپ سے جنگ کریں گے، جب جنگ بدر میں اسلام کی فتح ہوئی تو بنونضیر نے کہا یہ وہی نبی ﷺ ہیں جن کی صفت توریت میں ہے پھر جب احد میں مسلمانوں کو ہزیمت کی صورت پیش آئی تو یہ شک میں پڑے اور انہوں نے سید عالم ﷺ اور ان کے نیازمندوں کے ساتھ عداوت کا اظہار کیا اور جو معاہدہ کیا تھا وہ توڑ دیا اور ان کا ایک سردار کعب بن اشرف یہودی چالیس یہودی سواروں کو لے کر مکہ مکرمہ میں پہنچا اور کعبہ عظیمہ کے پردے کو تھام کر قریش کے سرداروں سے رسول کریم ﷺ کے خلاف معاہدہ کیا اللہ ﷻ کے علم دینے سے

حضور اس حال پر مطلع تھے اور بنی نضیر سے ایک خیانت اور بھی واقع ہو چکی تھی کہ انہوں نے قلعہ کے اوپر سے سید عالم ﷺ پر بااِرادہ فاسد ایک پتھر گرایا تھا۔ اللہ ﷻ نے حضور ﷺ کو خبردار کر دیا اور بفضلہٖ تعالیٰ حضور ﷺ محفوظ رہے غرض جب یہودی بنو نضیر نے خیانت کی اور عہد شکنی کی اور کفارِ قریش سے حضور ﷺ کے خلاف عہد کیا تو سید عالم ﷺ نے محمد بن مسلمہ انصاری کو حکم دیا انہوں نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کر دیا پھر حضور ﷺ مع لشکر کے بنی نضیر کی طرف روانہ ہوئے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ اکیس روز رہا اس درمیان منافقین نے یہود سے ہمدردی و موافقت کے بہت سے معاہدے کئے لیکن اللہ ﷻ نے ان سب کو ناکام کیا۔ یہود کے دلوں میں رعب ڈالا آخرکار انہیں حضور ﷺ کے حکم سے جلاوطن ہونا پڑا اور وہ شام و اریحا و خیبر کی طرف چلے گئے۔

☆......**ما قطعتم من لينة**......☆ جب بنو نضیر اپنے قلعوں میں پناہ گزیں ہوئے تو سید عالم ﷺ نے ان کو درخت کاٹ ڈالنے اور انہیں جلا دینے کا حکم فرما دیا اس پر وہ دشمنانِ خدا بہت گھبرائے اور رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ کیا تمہاری کتاب میں اس کا حکم ہے مسلمان اس باب میں مختلف ہو گئے بعض نے کہا یہ درخت نہ کاٹو یہ غنیمت ہے جو اللہ ﷻ نے ہمیں عطا فرمائی بعض نے کہا اس سے کفار کو رسوا کرنا اور انہیں غیظ میں ڈالنا منظور ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ مسلمانوں میں جو کوئی درخت کاٹنے والے ہیں وہ درست ہیں اور جو نہیں کاٹنا چاہتے وہ بھی درست ہے کیونکہ درختوں کا کاٹنا اور چھوڑ دینا یہ دونوں اللہ ﷻ کے اذن و اجازت سے ہے۔

☆......**ولو كان بهم خصاصة**......☆ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ کی خدمت میں ایک بھوکا شخص آیا حضور نے ازواج مطہرات کے حجروں میں معلوم کرایا کہ کیا کھانے کی کوئی چیز ہے معلوم ہوا کسی بی بی کے ہاں کچھ بھی نہیں ہے، تب حضور نے ان سے فرمایا کہ جو شخص اس کو اپنا مہمان بنائے گا اللہ اس پر رحمت فرمائے گا۔ حضرت ابوطلحہ انصاری کھڑے ہو گئے اور حضور سے اجازت لے کر مہمان کو اپنے گھر لے گئے۔ گھر جا کر بی بی سے دریافت کیا کچھ کھانے کو ہے انہوں نے کہا کچھ نہیں صرف دو بچوں کے لئے تھوڑا سا کھانا رکھا ہے حضرت ابوطلحہ نے فرمایا بچوں کو بہلا کر سلا دو اور جب مہمان کھانا کھانے بیٹھے تو چراغ درست کرنے اٹھو اور بجھا دینا تاکہ وہ اچھی طرح سے کھا لے یہ اس لئے کہ مہمان یہ نا جان سکے کہ اہلِ خانہ ان کے ساتھ کھانا نہیں کھا رہے کیونکہ اس کو معلوم ہو گیا تو وہ اصرار کرے گا اور کھانا کم ہے بھوکا رہ جائے گا۔ اسی طرح مہمان کو کھلایا اور آپ ان صاحبوں نے بھوکے رات گزاری۔ جب صبح ہوئی اور سید عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا رات فلاں فلاں لوگوں میں عجیب معاملہ پیش آیا۔ اللہ ان سے بہت راضی ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

قبیلہ بنو نضیر کی مدینے سے جلاوطنی کے محرکات:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿هو الذى اخرج الذين كفروا من اهل الكتاب من ديارهم لاول الحشر...... الخ وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ان کے گھروں سے نکالا ان کے پہلے حشر کے لئے (الحشر:۲)﴾۔ اس بارے میں مفسرین نے جو اقوال نقل کئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں: (۱)......جلاوطنی کا ایک سبب جیسا کہ ماقبل شانِ نزول سے واضح ہے کہ قبیلہ بنو نضیر نے معاہدے کی خلاف ورزی کی، اور دوسرا فاسد ارادہ سید عالم ﷺ کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے پتھر پھینکنا بھی تھا۔ (۲)......جنگ اُحُد سے لوٹنے کے بعد سید عالم ﷺ نے بنو نضیر کو مدینہ سے خیبر کی جانب جلاوطنی پر مجبور کیا۔ (۳)......زہری کہتے ہیں کہ بنو نضیر کا سید عالم ﷺ سے جلاوطن ہونے پر معاہدہ طے پا گیا تاہم ان میں سے بعض شام کی جانب اور بعض دیگر خیبر کی جانب جلاوطن ہو کر چلے گئے، اور اپنے سارے اسباب اونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ (۴)......کہا جاتا ہے کہ جب سید عالم ﷺ اور ان کے صحابہ نے یہود کا محاصرہ کر لیا

تو منافقین یہود کے پاس پہنچے اور انہیں اس بات پر ابھارا کہ یہاں سے نہ جائیں اور اپنے محلات میں ہی مقیم رہیں، اور مدد کا انتظار کریں لیکن اللہ عزوجل نے بنونضیر کے دلوں میں رعب پیدا کر دیا۔(۵)......زہری کہتے ہیں کہ جب بنونضیر کی سید عالم ﷺ سے اس طور پر صلح ہوئی کہ وہ مدینہ چھوڑ کر چلے جائیں گے تو اب یہود اپنے گھروں کے اندرونی دروازے تک اکھاڑ کر لے گئے۔(۶)......ضحاک کہتے ہیں کہ بنونضیر کے لوگوں نے اپنے ہاتھوں اپنے محلات کو برباد کر دیا۔(۷)......بنونضیر کا یہ پہلا حشر تھا جو سید عالم ﷺ کے دور میں ہوا لیکن آخری حشر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں خیبر سے شام کی جانب دھکیلا، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ آخری حشر سے مراد قیامت کے دن میں ہونے والا حشر ہے جو کہ ملک شام ہی میں ہونا ہے۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ جسے یہ شک ہو کہ حشر کا میدان کہیں اور برپا ہوگا اُسے یہ آیت پڑھ لینی چاہیے جو میدان حشر ملک شام میں ہونے پر بطور دلیل ہے۔(۸)......عکرمہ اور زہری کے نزدیک ایک قول یہ ہے کہ پہلا حشر ملک شام ہی کی سرزمین ہوگی، اور حدیث میں ہے کہ جب (قبروں سے نکلنے کا حکم ہوگا تو) لوگ کہیں گے نکل کر کہاں جائیں، تو کہا جائے گا کہ سرزمین محشر (یعنی شام)"۔ اور یہ قول ضعیف ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قیامت قائم ہونے سے قبل آگ نمودار ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی جانب دھکیلے گی۔

(الطبری، الجزء:۲۸، ص ۳٤ وغیرہ ،ملتقطا و ملخصا، روح المعانی ،الجزء:۲۸، ص ۳۲٦)

یہود کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب:

۲......دل کسی کے خوف سے بھر جائے، عقل میں تغیر آجائے، نفس عاجز ہو جائے، رائے میں تشویش آجائے، تدبیر میں فرق ہو جائے اور بدن میں نقصان ہونے لگے۔ بعض کہتے ہیں دل میں خوف کا جم جانا رعب کہلاتا ہے۔ (روح البیان، ج۹، ص ٤۹۳)

بعض نے کہا کہ یہود کے دلوں میں ان کے سردار کعب بن اشرف، محمد بن مسلمۃ، سلکان بن سلامۃ بن وقش جو کہ کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی تھا، کی ہلاکت کی وجہ سے رعب قائم ہو گیا تھا۔ (القرطبی، الجزء:۲۸، ص ۷)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "نُصرت بالرعب بین یدی مسیرة شهر یعنی رعب کے ذریعے دس ماہ کی مسافت سے میری مدد کی گئی"۔ (صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب ،رقم: ۳۳۵، ص ۵۸)

قرآن کی آیت اور مذکورہ بالا حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ دشمنان اسلام چہ جائے کہ وہ یہود کی صورت میں ہوں یا نصاری کی بگڑی ہوئی حالت میں موجود ہوں، کفار کے کسی بھی روپ میں ہوں، اسلام اور مسلمانوں سے نہ صرف اُس وقت خوفزدہ تھے بلکہ آج بھی خوفزدہ ہی ہیں، مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کے نام پر مر مٹنے کو تیار رہنے والی قوم ہے یہی وجہ ہے کہ اغیار نے ان میں نبی کریم ﷺ کی محبت کو کم کرنے کے لئے طرح طرح سے کوششیں کی ہیں جس کی مثالیں بیان کرنے کی حاجت نہیں ہم سب ہی سمجھ سکتے ہیں، مزید جذبۂ جہاد کو ختم کرنے اور اس کی حیثیت کو دنیا بھر میں کم تر منوانے کے لئے جہاد کے نام پر کاروبار اور مال کمانے کے جو طریقے آج اپنائے جا رہے ہیں یہ بھی ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ جہاد کے نام پر عورتوں کی عصمت فروشی جیسے واقعات کس کے سامنے نہیں، پھر مسلمانوں کو عیاشیوں میں لگا دینا، طرح طرح سے عیاشیوں اور حرامکاریوں کو فروغ دینا، حکمرانوں کو خرید کر، مال کی لالچ میں سرزمین پاکستان و دیگر اسلامی ممالک میں بے حیائی کو عام کرنا اور مزید نام نہاد کوٹ پینٹ اور ٹائی میں ملبوس اور گانے باجے والوں کے ہاتھ میں قرآن و حدیث تھما دینا، کیا یہ لوگ اسلام کی تبلیغ کریں گے؟ جن سے وضو و غسل و نماز کے فرائض پوچھے جائیں تو ان سے جواب نہ بن پڑے۔ یہ مسلمانوں کا رعب اور خوف ہی ہے جو دشمنان اسلام اپنا مال اس طرح سے ضائع کرنے پر تُلے ہوئے ہیں کہ مسلمان اِن چکروں میں پڑ کر دین اسلام کی حقیقی تعلیم سے دور رہیں گے۔ اور جب تک یہ سوتے رہیں گے، دنیا بھر میں ہماری حکمرانی

ہوگی اور جب یہ جاگ جائیں گے ہمیں کوئی نہ پوچھے گا بلکہ یہ ہم پر غالب آجائیں گے لہذا انہیں سوتا رہنے دو......

شاقوااللہ ورسولہ کی تفسیر میں نکاتِ مفسرین:

۳۹......ابن اسحاق، یزید بن رومان سے نقل کرتے ہیں کہ جب سید عالم ﷺ بنونضیر پر حملہ آور ہوئے اور نضیری گروہ اپنے محلات میں بند ہوکر رہ گئے، تو سید عالم ﷺ نے ان سے درخت کاٹنے اور انہیں اندر ہی جلا دینے کا حکم صادر فرمایا۔ محمد بن یوسف صالحی کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ابولیلی مازنی اور عبداللہ بن سلام کو درخت کاٹنے کی ذمہ داری دی تھی۔ ابولیلی عجوہ کھجوریں کاٹنے لگے اور عبداللہ بن سلام لینہ کھجوریں کاٹنے لگے، ابولیلی نے بتایا کہ عجوہ کھجوروں کے درخت میں یہود کے لئے جلار ہاہوں اور عبداللہ بن سلام کھجوریں کاٹ لی گئیں تو عورتوں نے اپنے گریبان پھاڑ لئے اور منہ پر طمانچے مارنے لگیں اور ہلاکت ہلاکت پکارنے لگیں۔ اس موقع پر سلام بن مشکم نے حیی سے کہا کہ اب جب کہ عجوہ کھجوریں کاٹ لی گئی ہیں، تیس سال تک ایک گھوڑنے کے عوض بھی عجوہ کھجور کا گچھا کھانے کو نہ ملے گا۔ حیی نے سید عالم ﷺ کی جانب پیغام بھیجا کہ آپ تو فساد روکنے آئے تھے تو پھر یہ معاملہ کیوں؟ بعض لوگوں نے ان کی بات کا اپنے اندر اثر لیا کہ کہیں یہ بھی فساد کے ضمن میں نہ آتا ہو، بعض نے کہا کہ انہیں نہ کاٹو کہ اللہ ﷻ نے یہ ہمیں مالِ غنیمت کے طور پر دی ہیں، اور بعض نے کہا کہ ہم انہیں غصہ دلانے کے لئے کاٹیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (المظھری، ج۷، ص ۷۱)

مالِ غنیمت کی تعریف اورتقسیم کا طریقہ:

۴۰......شیخ ابوالحسن جرجانی فرماتے ہیں کہ نفل (جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ انفال جمع ہے نفل کی) کے لغوی معنی زیادتی ہے اسی زیادتی کی وجہ سے مالِ غنیمت کو نفل کہتے ہیں اسلئے کہ مالِ غنیمت کی زیادتی، مقصود شرعی جہاد یعنی اللہ ﷻ کا نام بلند کرنے اور اس کے دشمنوں پر غضب کرنے کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے اور شرعی لحاظ سے وہ اسم ہے جو فرائض اور واجبات کی زیادتی سے مشروع ہو اور شرع میں مندوب، مستحب اور تطوع کو بھی نفل کہتے ہیں۔ (التعریفات، ص ۲٤۱)

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ نفل غنیمت کے مال کو کہتے ہیں، لیکن مختلف اعتبار سے اُس کے مختلف معنی لئے جاتے ہیں کسی جنگ میں کامیابی کے اعتبار سے حاصل ہونے والے مال کو مالِ غنیمت کہتے ہیں اور یہ اعتبار کیا جائے کہ بغیر وجوب کے ابتدأ یہ مال اللہ ﷻ کی طرف سے عطیہ ہے اسی وجہ سے نفل اور غنیمت میں عموم خصوص کا فرق ہے چنانچہ جو مال مشقت یا بغیر مشقت، بطور استحقاق یا بغیر استحقاق کے حاصل ہو، جہاد میں کامیابی ملنے سے پہلے یا بعد میں حاصل ہو تو ایسے مال کو مالِ غنیمت کہتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق بغیر تقسیم سے پہلے ملنے والے مال کو بھی غنیمت کہتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ مال ہے جو مسلمانوں کو بغیر کسی قتال کے حاصل ہو اس سے مراد مالِ فئے ہے۔ ایک قول کے مطابق مالِ غنیمت کی تقسیم کے بعد سامان سے جو چیزیں الگ کرلی جاتی ہیں اسے نفل کہتے ہیں جیسا کہ آیت قرآنیہ میں ہے ﴿یسئلونک عن الانفال اے محبوب وہ تم سے غنیموں کو پوچھتے ہیں (الانفال:۱)﴾۔ (المفردات، ص ۵۰٤)

☆......حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں، ہر نبی کو اپنی مخصوص قوم کی جانب مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ وسیاہ کی جانب مبعوث کیا گیا، میرے لئے غنیمت حلال کی گئی اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی تھی، میرے لئے تمام روئے زمین طاہر مطہر اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے پس جو شخص جس جگہ نماز کا وقت پائے نماز ادا فرمالے، اور ایک میل کی مسافت پر رعب طاری کردیا گیا ہے اور مجھے شفاعت عطا کردی گئی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب، رقم: ۳۳۵، ص ۵۸)

مالِ غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو اہلِ حرب سے قہر اور غلبہ کے ذریعے حاصل کیا جائے اور یہ قہر وغلبہ فوج ہی کے ذریعے حاصل ہوگا، چاہے وہ فوج حقیقتاً ہو یا حکماً اور حکماً فوج سے مراد امام کا اذن ہے۔ امام شافعی کے نزدیک اہلِ حرب سے غلبے کے ساتھ جو مال بھی حاصل کیا جائے وہ غنیمت ہے۔ اور امام شافعی فوج یا امام کے اذن کی شرط نہیں لگاتے۔ اس بات سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جب فوج دار الحرب میں داخل ہوا اور انہیں مالِ غنیمت حاصل ہو تو بالا جماع اس مالِ غنیمت کو تقسیم کیا جائے گا، چاہے فوج امام کے اذن سے داخل ہوئی ہو یا بغیر اذن کے، جبکہ مالِ غنیمت قہر وغلبہ سے حاصل ہو۔ (البدائع الصنائع، کتاب السیر، باب واما الغنیمۃ، ج۷، ص۱۷٤)

امام مالِ غنیمت کے پانچ حصے کرے، ایک حصہ نکال کر باقی چار حصے مجاہدین پر تقسیم کر دیئے جائیں گے اور سوار بہ نسبت پیدل کے دُگنا پائے گا، یعنی ایک اس کا حصہ اور ایک گھوڑے کا اور گھوڑا عربی ہو یا اور قسم کا سب کا ایک ہی حکم ہے، سردار، لشکر اور سپاہی دونوں برابر ہیں یعنی جتنا سپاہی کو ملے گا اتنا ہی سردار کو بھی ملے گا، اونٹ اور گدھے اور خچر کسی کے پاس ہوں تو اونٹ کی وجہ سے کچھ زیادہ نہ ملے گا یعنی اسے بھی پیدل والے کے برابر ملے گا اور کسی کے پاس چند گھوڑے ہوں جب بھی اتنا ہی ملے گا جتنا ایک گھوڑے کی وجہ سے ملتا تھا۔ (المختصر القدوری مع توضیح الضروری، کتاب السیر، ص٢٤٦ وغیرہ، ملخصاً، بہار شریعت مخرجہ، حصہ:۹، باب غنیمت کی تقسیم، ج۲، ص ٤٣٧)

مال فئے کی تعریف اور باغ فَدک کا معاملہ:

۵......مال فئے: اس چیز کا نام ہے کہ جس کے حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو نہ دوڑایا ہو جیسے امام المسلمین کی جانب بھیجے جانے والا مال یا وہ مال جو اہلِ حرب سے کسی معاہدہ کے ذریعے حاصل ہوا ہو اور اس مال میں خمس واجب نہیں ہوتا اسلئے کہ یہ مالِ غنیمت نہیں ہے جبکہ غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو کافروں سے جنگ میں غلبہ اور قہر کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اور جو مال اس طرح حاصل نہ ہو اس پر خمس نہیں، مال فئے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز تھا جیسا چاہیں اس مال میں تصرف کریں، چاہیں تو اپنی ذات پر ہی خرچ کریں اور چاہیں تو لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ مال فئے کے بارے میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ﴿وما افاء الله علی رسوله اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو ان سے (الحشر: ٦)﴾۔

(البدائع الصنائع، کتاب السیر، باب واما الفئی، ج۷، ص۱۷۲)

☆...... مالک بن اوس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایک حدیث کا ذکر کیا، بس میں چل پڑا، یہاں تک کہ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر اُن سے اس حوالے سے پوچھا، مالک بن اوس کا بیان ہے کہ میں گیا، یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ کے غلام یرفا نے کہا کہ کیا آپ حضرت عثمان، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم کو اجازت دیتے ہیں، انہوں نے کہا، ہاں!، پس انہیں اجازت دے دی گئی، راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ اندر داخل ہوئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ پھر یرفا تھوڑی دیر ہی ٹھہرا ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض گزار ہوا کیا آپ حضرت علی وعباس رضی اللہ عنہما کو اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا: ہاں!، پس اُن دونوں کو اجازت دے دی گئی، جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو سلام کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت عباس نے کہا کہ اے امیر المومنین! میرے اور اِن کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں نے کہا کہ اے امیر المومنین! ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر کے ایک کو دوسرے سے مطمئن کر دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جلدی نہ کرو، میں آپ کو اُس خدا عزوجل کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین وآسمان قائم ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارا کوئی وارث نہیں، جو مال ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے''۔ اس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اپنی ذات تھی۔ لوگ کہنے لگے کہ واقعی

سید عالم ﷺ نے یہی فرمایا تھا، اس کے بعد حضرت عمر نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی جانب توجہ کی اور فرمایا: میں آپ کو اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں کیا آپ دونوں حضرات جانتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے یہی فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا واقعی یہی فرمایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اب میں آپ کو اس کی حقیقت بتاتا ہوں، اللہ عزوجل نے سید عالم ﷺ کو فئے کے مال کی خصوصیت مرحمت فرمائی تھی، جب کہ یہ چیز کسی دوسرے نبی کو نہیں مرحمت فرمائی گئی، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وما افاء الله علی رسوله اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو (الحشر:٦)﴾ یہ چیز خاص سید عالم ﷺ کے لئے تھی، خدا عزوجل کی قسم! انہوں نے آپ حضرات کو چھوڑ کر اپنے لئے مال جمع نہیں فرمایا لیکن آپ حضرات میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح بھی نہیں دی، بیشک سید عالم ﷺ اس میں سے آپ حضرات کو بانٹتے اور تقسیم فرماتے رہے یہاں تک کہ صرف یہ مال باقی رہ گیا، پس سید عالم ﷺ اس مال سے اپنی ازواج مطہرات کے لئے ایک سال کا خرچ نکال لیا کرتے تھے اور جو باقی بچتا اُسے راہ خدا عزوجل میں خرچ کر دیتے۔ سید عالم ﷺ اپنی حیات مقدسہ میں اسی طرح کرتے رہے۔ میں آپ کو قسم دیتا ہوں، کیا آپ جانتے ہیں کہ صورت حال یہی تھی، لوگوں نے اثبات میں جواب دیا، پھر حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں آپ دونوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا آپ جانتے ہیں کہ اُمر یہی ہے، دونوں نے کہا: ہاں، پھر اللہ عزوجل نے اپنی نبی ﷺ کو وفات عطا فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سید عالم ﷺ کا جانشین ہوں، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو اُس وقت تک وہ بھی اس مال کو اِسی طرح خرچ کرتے رہے جس طرح سید عالم ﷺ کیا کرتے تھے اور آپ دونوں اُس وقت موجود تھے۔ پھر حضرت علی و حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ حضرات کے گمان کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ راستی پر نہ تھے؟ حالانکہ خدا جانتا ہے کہ وہ اس بارے میں سچے، نیکوکار، راہ یافتہ اور حق کی پیروی کرنے والے تھے۔ پھر اللہ عزوجل نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وفات عطا کر دی تو میں نے کہا کہ میں سید عالم ﷺ اور ان کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جانشین ہوں، پھر میں نے دو سال اِسے اپنے قبضے میں رکھا اور اُسی طرح عمل کیا جیسے سید عالم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے، پھر آپ دونوں میرے پاس آئے اور دونوں کی بات اور مقصد ایک ہی تھا۔ آپ لوگ میرے پاس اس لئے آئے کہ مجھ سے اپنے بھتیجے کا حصہ مانگتے تھے اور وہ اپنی بیوی کے والد کا، پس میں نے کہا آپ دونوں چاہیں تو میں اِسے اللہ عزوجل کے عہد اور اُس کے میثاق پر آپ کے سپرد کر دیتا ہوں کہ اس کو اُسی طرح خرچ کیا جائے گا، جیسے سید عالم ﷺ نے خرچ کیا اور جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اِسے خرچ کیا اور جیسے اب تک میں نے خرچ کیا، بصورت دیگر اس بارے میں مجھ سے گفتگو نہ کی جائے، آپ دونوں حضرات نے کہا کہ یہ ہمیں دے دیجئے، پس میں نے یہ ان کے سپرد کر دیا، اور کہا کہ میں آپ کو خدا عزوجل کی قسم دیتا ہوں کہ میں نے مال اِن دونوں کو دے دیا تھا یا نہیں، لوگوں نے اثبات میں جواب دیا، راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں آپ دونوں کو خدا عزوجل کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میں نے وہ مال آپ کی تحویل میں دیا تھا؟ دونوں نے اثبات میں جواب دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب: حبس الرجل قوت سنة، رقم:٥٣٥٨، ص٩٥٦)

فقراء مہاجرین پر خرچ کرنے کا بیان:

٦..... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم ...... الخ ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں سے نکالے گئے (الحشر:٨)﴾ جن فقراء کو کافروں نے ان کے گھروں سے باہر نکالا اور ان کے مال پر غاصب ہو گئے، اُن پر خرچ کرنے کا بیان اس آیت میں فرمایا گیا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ کون لوگ ہیں، کیا سارے ہی مہاجرین پر مال خرچ کیا جائے، یا فقط کوئی خاص قسم کے مہاجرین ہیں جن پر مال خرچ کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اس کا جواب ماقبل آیت میں

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے (الحشر:۷)﴾۔ یہاں ان چار قسم کے مہاجر صحابہ کا بیان ہوا۔ مزید مفسرین کرام فرماتے ہیں، اللہ عزوجل نے جن مہاجر صحابہ پر مال خرچ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اُن کی خصوصیات یہ ہیں: (۱)...... وہ فقراء ہوں، (۲)...... مہاجر ہوں، (۳)...... وہ اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے ہوں یعنی کفار مکہ نے انہیں مال واسباب چھوڑنے پر مجبور کردیا ہو۔ (۴)...... یہ اللہ عزوجل کی رضا وفضل کی تلاش میں اپنے گھروں اور مالوں کی پرواہ کئے بغیر مکہ مکرمہ چھوڑ گئے، اور اللہ عزوجل کا فضل جنت ہے اور اللہ عزوجل کی رضا سب سے بڑی جیسا کہ فرمایا: ﴿ورضوان من الله اکبر (التوبة:۷۲)﴾۔ (۵)...... اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿وینصرون الله ورسوله اور اللہ ورسول کی مدد کرتے ہیں﴾ یعنی ان کو مال واسباب سے مدد دی جائے گی۔ (۶)...... اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿اولئک هم الصادقون وہی سچے ہیں (الحشر:۸)﴾ یعنی انہوں نے دنیا کے لئے ہجرت نہ کی اور تکالیف نہ برداشت کیں، مگر دین کی سربلندی کے لئے تاکہ دین کی حقانیت آشکار ہوجائے، یہاں سے بعض علماء نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت پر بھی دلیل قائم کی ہے، پس کہا کہ یہ فقراء مہاجر وانصار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے، اور اللہ عزوجل کی صداقت پر گواہ ہے، پس اس سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت پر جزم کرنا واجب ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص۵۰۷)

اپنی خواہش کو دوسروں کی ضرورت پر ترجیح دینا:

☆...... اللہ نے فرمایا: ﴿ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة اور اپنی جانوں پر انہیں ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو (الحشر:۹)﴾۔ یہاں اسلام کی وہ عظیم شان ظاہر ہورہی ہے جس کا بیان کرنے سے ہی ایک لرزہ طاری ہوتا ہے اور اپنی حالتِ زار پر حیرت ہوتی ہے کہ یہاں مسلمان دوسرے مسلمان کو کاٹ رہا ہے اور جس کا جب دل چاہے پورے شہر میں کرفیو کا ماحول بنادے، دوسری طرف ان لوگوں کا حال ہے کہ اپنی ضرورت اور محتاجی کو پسِ پشت ڈال کر اپنے مہاجرین بھائیوں کی مدد پر کمربستہ ہیں۔ اللہ عزوجل ان انصار صحابہ کی قبروں پر رحمتیں نازل فرمائے جن کی مدح سرائی قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ہدایت بنتی ہے اور دشمنانِ اسلام بھی اگر اس بات کو سمجھ لیں اور ضد چھوڑ کر اسلام کے دامن میں آجائیں تو قرآن میں ان کے لئے بھی ہدایت ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ولا یجدون فی صدورهم حاجة مما اوتوا اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے (الحشر:۹)﴾ حسن کہتے ہیں کہ انصار صحابہ کے دلوں میں حسد، کوئی حرارت، غصہ کچھ بھی نہ تھا بلکہ وہ اس بات پر خوش تھے کہ ان کے مہاجر صحابہ کی مدد ونصرت ہورہی ہے۔ اور حاجت کا لفظ مطلقاً حسد، حرارت اور غصہ کے مقابلے میں استعمال کیا گیا ہے کیونکہ یہ ساری چیزیں حاجت کو روک نہیں سکتیں۔ معلوم ہوا کہ نہ تو ان میں غصہ تھا جو انہیں مجبور کرتا، نہ حرارت اور حسد نما کوئی چیز جو انصار صحابہ کو مال اپنی ضرورت کے لئے روکے رکھنے پر مجبور کرتی۔

☆...... حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک عورت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک منقش چادر لے کر حاضر ہوئی اور کہا میں نے یہ چادر اپنے ہاتھوں سے خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کی ہے تاکہ آپ کو پہناؤں، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت سے وہ چادر لے لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت چادر کی ضرورت بھی تھی، سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب وہ چادر پہن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ایک شخص نے اس چادر کی تعریف کی اور مانگ لی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے چادر دے دی، حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اُس شخص سے کہا کہ تم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے چادر مانگ لی اور تم جانتے ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے سوال کو رد نہیں فرماتے، اس شخص نے جواب دیا میں نے اس چادر کا سوال پہننے کے لئے نہیں کیا بلکہ اس لئے کیا تھا کہ یہ میرا کفن ہوجائے، راوی کہتے ہیں جب اُس شخص کا انتقال ہوا تو اُسے اسی

چادر میں کفن دیا گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من استعد الکفن فی زمن النبی، رقم: ۱۲۷۷، ص ۲۰٤)

بخل اورشح میں فرق کا بیان:

۸......قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں کہ جسے نفس کے بخل سے بچالیا گیا یہاں تک کہ اس نے نفس کی ان معاملات میں مخالفت کی جن میں نفس انسان پر عموماً غالب ہوتا ہے جیسے مال کی محبت اور مال خرچ کرنے میں بغض کرنا تو وہ فلاح پانے والے ہیں۔شح کا معنی بخل اور حرص ہے، قاموس اور صحاح میں اسی طرح ہے، امام بغوی کہتے ہیں کہ علماء نے بخل اور شح میں فرق کیا ہے۔سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''شح اور ایمان مومن کے دل میں اکھٹے نہیں ہوسکتے''۔ابن عمر کہتے ہیں کہ شح یہ نہیں کہ آدمی اپنا مال روک لے بلکہ شح یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے مال پر بھی نظر رکھے جو اُس کا نہیں ہے۔اور بعض نے کہا: شح یہ ہے کہ انسان وہ چیز بھی حاصل کرے جو اُسے اللہ نے حاصل کرنے سے منع کیا ہے اور جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے وہ اُسے لینے سے نہیں رکتا، پس اللہ نے اُسے بچالیا۔

(الصاوی، ج٦، ص ٩٠ ملخصاً)

ایصال ثواب کی شرعی حیثیت:

۹......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿والذین جاؤ من بعدهم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رء وف رحیم اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے ہمارے رب بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے (الحشر: ١٠)﴾۔اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام کے اقوال درج ذیل ہیں:

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: اس آیت میں مغفرت طلب کرنے پر دلیل ہے اور بندے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے طلب مغفرت کرے اور اس کی دعا اپنے مسلمان بھائی کے حق میں قبول ہوتی ہے، جیسا کہ مشہور یہی ہے۔ (روح البیان، ج٩، ص ٥١٣)

ابن کثیر لکھتے ہیں: بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بعض لوگ صحابہ کو گالیاں نکالتے ہیں (اور وجہ باغ فدک کا معاملہ ہے)، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ صحابہ کے لئے استغفار طلب کرو، پس وہ (رافضی وغیرہ) اُنہیں گالیاں دیتے ہیں، پھر بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔ (ابن کثیر، ج٤، ص ٤٠٣)

علامہ خازن فرماتے ہیں: اس آیت میں اپنے لئے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے طلب مغفرت کے لئے دعا کرنے کا جواز ہے۔

(الخازن، ج٤، ص ٢٧٢)

امام جریر طبری لکھتے ہیں: اللہ عزوجل اپنی مخلوق پر بڑا رحیم ہے، رحمت فرمانے والا ہے جو اس کی بارگاہ میں توبہ بجالائے اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے۔ (الطبری، الجزء: ٢٨، ص ٥٤)

علامہ شہاب الدین فرماتے ہیں: اس آیت میں دلیل ہے کہ موجودین کی دعا سابقین کے حق میں قبول ہوتی ہے، اور خلف کی دعا سلف کے حق میں، اور اس آیت میں یہ تعلیم ہے کہ اپنے سے پہلے ایمان پر اس دنیا سے رخصت ہونے والوں کے لئے دعا کرنا جائز ہی نہیں بلکہ اس کی تعلیم دی گئی ہے اور انہیں خیر سے یاد کیا جائے۔ (حاشیۃ الشہاب، ج٩، ص ١٤٣)

☆......بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سید عالم ﷺ سے عرض کی، میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے، اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتیں تو کچھ صدقہ کرتیں؟، اگر میں کچھ صدقہ کروں تو کیا اس کو کوئی اجر ملے گا، فرمایا: ''ہاں!''۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، الوصایا، باب موت الفجاۃ بغتۃ، مایستحب لمن توفی فجاۃ، رقم: ١٣٨٨، ٢٧٦٠، ص ٢٢٣ وغیرہ)

☆......حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس چیز کا صدقہ آپ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا: ''پانی کا''۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الزکاۃ، باب: فی فضل سقی الماء، رقم: ۱۶۸۰،۱۶۷۹، ص۳۱۵)

☆......حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک شخص نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ میری بہن نے حج کی منت مانی تھی لیکن اب اس کا انتقال ہو چکا ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتے''، اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: ''تو اللہ ﷻ کا قرض بھی ادا کرو کہ وہ ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان و النذر، باب من مات علیہ نذر، رقم: ۶۶۹۹، ص۱۱۵۶)

☆......حنش روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ دو مینڈھوں کی قربانی کرتے ہیں، میں نے اُن سے وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا: مجھے سید عالم ﷺ نے وصیت کی تھی کہ میں اُن کی جانب سے قربانی کروں، سو میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (ترمذی کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ میں اب کبھی اس قربانی کو ترک نہ کروں گا)۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الضحایا، باب: الاضحیۃ عن المیت، رقم: ۲۷۹۰، ص۵۲۷)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: قبور مسلمین کی زیارت سنت اور مزارات اولیاء کرام وشہداء کی حاضری سعادت بر سعادت اور اُنہیں ایصال ثواب مندوب وثواب، اور مالیدہ وشیرنی خصوصیات عرفیہ میں اگر وجوب نہ جانے حرج نہیں، اور قبر پر لے جانے کی نہ ضرورت اور نہ اس میں معصیت، ہاں اُسے شرعاً لازم جانے بغیر اُس کے فاتحہ کا قبول نہ سمجھے تو یہ اعتقاد فاسد ہے، اس اعتقاد سے احتراز لازم ہے، قبور مسلمین خصوصاً قبور اولیاء پر پھول چڑھانا حسن ہے، عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح فرمائی، مگر شیرنی وغیرہ جو اس قسم کی چیزیں لے جائے، اس کو قبر پر نہ رکھے، یہ ممنوع ہے۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج۹، ص ۵۳۲)

اغراض:

هم بنو النضير من اليهود: مراد حضرت ہارون کی ذریت ہے، جنہوں نے بنی اسرائیل کے فتنے کے وقت میں مدینہ منورہ میں نزول کیا اور اس بات کے منتظر تھے کہ سید عالم ﷺ کی جلوہ گری ہو تو اُن کے دین پر ایمان لائیں۔ **بالمدينة:** مراد مدینہ منورہ کے قریب اراضی ہے، جس بستی میں بنو نضیر آباد تھے، اُس میں اور مدینہ منورہ میں دو میل کا فاصلہ تھا۔ **الى خيبر:** بنو نضیر کا پہلا حشر مدینہ میں ہوا جو سید عالم ﷺ کے دور میں ہوا، لیکن آخری حشر خیبر اور تمام جزیرۂ عرب سے شام کے اذرعات اور اریحاء کی طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا۔ ماقبل حاشیہ نمبر ''۱'' کا مطالعہ کیجئے۔

من جهة المؤمنين: اللہ کے فرمان: ﴿فاتهم الله﴾ کا عطف تفسیری ہے جو کہ عذاب لانے کی جہت بیان کر رہا ہے، معنی یہ ہے کہ یہود پر اللہ کا عذاب مسلمانوں کی جانب سے آیا جس کے بارے میں انہیں خبر تک نہ تھی، اس لئے کہ وہ مسلمانوں کو کمزور جانتے تھے پس انہیں اس قسم کا کوئی خدشہ ہی نہ تھا مسلمان بھی اُن پر قادر ہو سکتے ہیں۔ **بقتل سيدهم:** یہود کا سردار کعب بن اشرف سن ۳ ہجری میں ربیع الاول کے مہینے میں مارا گیا۔ **من اخرب:** اللہ کے فرمان میں ﴿يخربون﴾ تخفیف کی جانب راجع ہونے کی صورت میں، جب کہ تشدید کی جانب راجع ہونے کی صورت میں خرب سے ہوگا۔ **له:** جزائے محذوف کی تعلیل کے لئے لایا گیا ہے، بمعنی یعاقبہ ہے۔ **اى خير كم فى ذلك:** یعنی تمہیں دونوں ہی میں اختیار تھا، چہ جائے کہ تم کھجور کے درخت کاٹ ڈالو یا نہ کاٹو۔

اسرعتم الخ: یعنی الایجاف کے معنی تیز چلنا ہے۔ **يا مسلمين:** یاء کے ساتھ ہے اور ماقبل بھی، مراد قلم کا سبقت کرنا ہے، اور بہتر واو کے ساتھ ''مسلمون'' ہی ہے کیونکہ منادی کی بناء رفع کے ساتھ ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جمع مذکر سالم ''واؤ'' رفع

کے ساتھ ہوتا ہے، پس منادی کی بناء اسی پر ہے۔
ای لم تقاسوا فیہ مشقۃ: یعنی مالِ فئے کے حصول کے لئے تم نے نہ تو کوئی مسافت طے کی اور نہ ہی کوئی جنگ وغیرہ کا سامنا کیا اور یہ اس لئے کہ اُن کی بستی تمہارے قریب ہی ہے اور ان کی طرف کوئی گھوڑے اور اونٹ نہ دوڑانے پڑے بلکہ (اللہ نے بنونضیر کے مال) سید عالم ﷺ کے قبضے میں کردیئے۔ فاعطی منہ المھاجرین: پس مہاجرین کو بطور نفقہ مال دیا گیا تاکہ اُن سے انصاریوں کی معونت ختم ہوجائے کیونکہ انصار مہاجرین کی اپنے مال واسباب ودیار سے مدد کرتے تھے۔
وثلاثۃ من الانصار: تین انصاریوں کو مال دیا گیا، ابودجانہ، سہل بن حنیف اور حرث بن الصمۃ، اور ایک قول کے مطابق سعد بن معاذ کو ابن ابی الحقیق کی تلوار عطا کی گئی جس کی صحابہ کرام میں بڑی عزت تھی۔ کالصفراء: یعنی سرزمین قریظہ، بنونضیر اور مدینہ ہیں اور فدک نامی بستی مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے اور (ابن عباس کے قول کے مطابق) عرینہ اور ینبع نامی بستی بھی شامل ہیں۔
من بنی ھاشم وبنی عبدالمطلب: یہ امام شافعی کا مذہب ہے جب کہ امام مالک کے نزدیک قرابت داروں سے مراد فقط بنی ہاشم ہیں۔ المنقطع فی سفرہ: مراد وہ محتاج ہے جسے سفر میں محتاجی کا سامنا ہوا گرچہ اپنے شہر میں غنی ہو۔ ای اعجبوا: مراد مہاجرین کے حال سے تعجب کرنا ہے، یعنی انہوں نے اپنے گھر اور مال اللہ کی رضا کے حصول کے لئے چھوڑ دیئے۔ ای المدینۃ: انصاریوں نے سید عالم ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے دوسال قبل اپنے دین واسلام کی حفاظت کے لئے مدینہ کو جائے قرار بنایا۔ حسدا: انصاریوں کے دل میں مہاجرین پر مال تقسیم کرنے کے حوالے سے کوئی غم وغصہ نہ تھا، روایت میں ہے کہ مہاجرین انصار کے گھروں میں رہتے تھے اور ان کے مالوں سے فائدہ اٹھاتے جب سید عالم ﷺ نے بنونضیر کے اموال غنیمت حاصل کئے اور ثابت بن قیس بن شماس کو بلایا، آپ نے فرمایا اپنی قوم کو میرے پاس بلاؤ، ثابت نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا صرف خزرج کو بلالاؤں؟ فرمایا: تمام انصار کو بلاؤ، وہ سب کو بلالائے، سید عالم ﷺ نے ان سے کلام کیا اور اللہ کی تعریف وتوصیف کی اور پھر انصار کو بلایا جنہوں نے مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک کیا، اپنے گھروں میں جگہ دی، اپنے مال دیئے اور اپنے آپ پر مہاجرین کو ترجیح دی، پھر سید عالم ﷺ نے فرمایا: اگر تم پسند کرتے ہو کہ میں بنونضیر کے اموال تمہارے اور مہاجرین کے مابین تقسیم کردوں اور مہاجرین اسی طرح تمہارے گھروں میں رہیں اور تمہارے اموال سے نفع اٹھائیں اور اگر تم پسند کرو تو بنونضیر کے اموال مہاجرین کو دے دوں اور وہ تمہارے گھروں سے نکل جائیں۔ حضرت سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ سارا ہی مال مہاجرین میں تقسیم کردیجئے اور جس طرح وہ ہمارے گھروں میں رہ رہے ہیں بالکل اسی طرح وہ ہمارے گھروں میں رہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ انصار پر رحم فرما''۔
من بعد المھاجرین والانصار: مراد مہاجرین کے ہجرت اور انصار کے ایمان کے بعد کے لوگ ہیں۔ الی یوم القیامۃ: یعنی تابعین اور ان کے پیروکار قیامت تک کے لوگ مراد ہیں۔ حقدا: مراد عداوت اور نفرت وغضب ہے۔ (الصاوی، ج۶، ص۸۳ وغیرہ)

رکوع نمبر ۵:

﴿الم تر﴾تَنْظُرْ﴿الی الذین نافقوا یقولون لاخوانھم الذین کفروا من اھل الکتب﴾وَھُمْ بَنُو النَّضِیْرِ وَاِخْوَانُھُمْ فِی الْکُفْرِ﴿لئن﴾لامُ قَسَمٍ فِی الْاَرْبَعَۃِ﴿اخرجتم﴾مِنَ الْمَدِیْنَۃِ﴿لنخرجن معکم ولا نطیع فیکم﴾فِی خُذْلاَنِکُمْ﴿احدا ابدا وان قوتلتم﴾حُذِفَتْ مِنْہُ اللَّامُ الْمُوطِّئَۃُ﴿لننصرنکم واللہ یشھد انھم لکذبون(۱۱)لئن اخرجوا لایخرجون معھم ولئن قوتلوا لا ینصرونھم ولئن نصروھم﴾اَیْ﴿لیولن الادبار﴾وَاسْتَغْنٰی بِجَوَابِ الْقَسَمِ الْمُقَدَّرِ عَنْ جَوَابِ الشَّرْطِ فِی الْمَوَاضِعِ الْخَمْسَۃِ﴿ثم

لاینصرون(۱۲)﴾اَیِ الْیَهُوْدُ﴿لاانتم اشد رھبۃ﴾خَوْفًا﴿ فی صدورھم﴾اَیِ الْمُنَافِقِیْنَ﴿ من الله﴾لِتَاخِیْرِ عَذَابِهٖ﴿ ذلک بانھم قوم لا یفقھون (۱۳)لا یقاتلونکم﴾اَیِ الْیَهُوْدُ ﴿ جمیعا﴾مُجْتَمِعِیْنَ﴿ الا فی قری محصنۃ اومن وراء جدر﴾سُوْرٍ وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ جُدُرٍ﴿ باسھم﴾حَرْبُهُمْ﴿ بینھم شدید تحسبھم جمیعا﴾مُجْتَمِعِیْنَ﴿ وقلوبھم شتی﴾مُتَفَرِّقَةٌ خِلَافَ الْحِسْبَانِ﴿ ذلک بانھم قوم لا یعقلون (۱۴)﴾مَثَلُهُمْ فِی تَرْکِ الْاِیْمَانِ﴿کمثل الذین من قبلھم قریبا﴾بِزَمَنٍ قَرِیْبٍ وَهُمْ اَهْلُ بَدْرٍمِنَ الْمُشْرِکِیْنَ﴿ذاقوا وبال امرھم﴾عُقُوْبَتَهٗ فِی الدُّنْیَا مِنَ الْقَتْلِ وَغَیْرِهٖ﴿ ولھم عذاب الیم(۱۵)﴾مُؤْلِمٌ فِی الْاٰخِرَةِ مَثَلُهُمْ اَیْضًا فِی سِمَاعِهِمْ مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ وَتَخَلُّفُهُمْ عَنْهُمْ﴿کمثل الشیطن اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریء منک انی اخاف الله رب العلمین (۱۶)﴾ کَذِبًا مِنْهُ وَرِیَاءً﴿فکان عاقبتھما﴾اَیِ الْغَاوِیْ وَالْمُغْوِیْ وَقُرِئَ بِالرَّفْعِ اِسْمُ کَانَ﴿ انھما فی النار خلدین فیھا وذلک جزؤا الظلمین(۱۷)﴾اَلْکَافِرِیْنَ.

﴿ترجمہ﴾

کیا تم نے نہ دیکھا (الم تر بمعنی الم تنظر ہے) منافقوں کو کہ اپنے بھائیوں کافر کتابیوں سے کہتے ہیں (بنونضیر اور اپنے دیگر کفر شریک بھائیوں سے) اگر (مذکورہ چاروں مقام پر "لئن" میں لام قسمیہ ہے) تم نکالے گئے (مدینہ سے) تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور تمہارے بارے میں (تمہاری رسوائی کے بارے میں ......) ہرگز کسی کی نہ مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوتی ("قوتلتم" میں سے لام تاکید کو حذف کر دیا گیا ہے) تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر ان کی مدد کی بھی (یعنی اگر وہ ان کی مدد کو آ بھی جائیں) تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے (یہاں پانچوں مقامات میں شرط مقدر نے جواب شرط کے ذکر کو مستغنی کر دیا ہے) پھر وہ (یعنی یہودی) مدد نہ پائیں گے بیشک ان کے (یعنی منافقین کے) دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے (کہ اللہ ﷻ اپنے حکم کی وجہ سے ان سے عذاب کو مؤخر فرماتا ہے، رھبۃ بمعنی خوفا ہے) یہ اس لیے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں یہ سب (یہودی) مل کر بھی تم سے نہ لڑیں گے (جمیعا بمعنی مجتمعین ہے) مگر قلعہ بند شہروں میں یا شہر پناہ کے پیچھے (جدر بمعنی سور ہے، اور ایک قرائت میں "جدر" آیا ہے) ان کی جنگ (باسھم بمعنی حربھم ہے) آپس میں سخت ہے تم انہیں ایک جتھا سمجھو گے (جمیعا بمعنی مجتمعین ہے) اور ان کے دل الگ الگ ہیں (تمہارے گمان کے برخلاف، شتی بمعنی متفرقۃ ہے) یہ اس لیے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں (ایمان کو ترک کرنے میں ......) ان کی کہاوت جو ابھی قریب (زمانہ) میں ان سے پہلے تھے (مراد اس سے مشرکین اہل بدر ہیں) انہی نے اپنے کام کا وبال چکھا (یعنی دنیا میں قتل وغیرہ کی صورت میں اپنے کئے کی سزا پائی) اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (آخرت میں، الیم بمعنی مؤلم ہے، یہودیوں کی کہاوت منافقین کی باتیں سننے اور منافقین کے ان سے پیچھے رہ جانے میں) شیطان کی کہاوت ہے جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کر لیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہاں کا رب (شیطان نے یہ بات اس سے بطور جھوٹ اور ریا کاری کے کہی) تو ان دونوں کا (گمراہ کرنے والے اور گمراہ کردہ) انجام ("عاقبتھما" کو مرفوع بھی پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ کان کا اسم ہوگا) یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہے اور ظالموں (یعنی کافروں) کی یہی سزا۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تر الی الذین نافقوا یقولون لاخوانهم الذین کفروا من اهل الکتب لئن اخرجتم لنخرجن معکم ولا نطیع فیکم احدا ابدا وان قوتلتم لننصرنکم﴾

همزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل بافاعل، الی: جار، الذین نافقوا: من: موصول، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، یقولون: فعل بافاعل، الا: جار، خوانهم: موصوف، الذین کفروا: صفت، ملکر ذوالحال، من اهل الکتب: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قول، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، خرجتم: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، نخرجن معکم: جملہ فعلیہ جواب قسم محذوف کیلئے قائم مقام جواب شرط، ملکر جملہ قسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا نطیع: فعل نفی بافاعل، فیکم: ظرف لغو، احدا: مفعول، ابدا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، قوتلتم: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، ننصرنکم: جملہ فعلیہ قسم محذوف کیلئے جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر جملہ قسمیہ معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿واللہ یشهد انهم لکذبون﴾

و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، یشهد: فعل بافاعل، انهم لکذبون: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لئن اخرجوا لا یخرجون معهم ولئن قوتلوا لا ینصرونهم﴾

لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، اخرجوا: جملہ فعلیہ شرط، لایخرجون: فعل نفی بافاعل، معهم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، قوتلوا: جملہ فعلیہ شرط، لاینصرونهم: جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جملہ شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ولئن نصروهم لیولن الادبار ثم لا ینصرون﴾

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، نصروهم: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، یولن: فعل باواؤ ضمیر محذوف فاعل، الادبار: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لاینصرون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب قسم، ملکر قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿لانتم اشد رهبة فی صدورهم من اللہ﴾

لام: ابتدائیہ، انتم: مبتدا، اشد: اسم تفضیل با "هو" ضمیر ممیز، رهبة: بافاعل، فی صدورهم: ظرف لغو، من اللہ: ظرف لغو ثانی، ملکر شبہ جملہ تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بانهم قوم لا یفقهون﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، انهم: حرف مشبہ واسم، قوم: موصوف، لایفقهون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا یقاتلونکم جمیعا الا فی قری محصنة او من وراء جدر﴾

لایقاتلون: فعل نفی بافاعل، کم: ضمیر ذوالحال، جمیعا: حال، ملکر مفعول، الا: اداۃ حصر، فی: جار، قری محصنة: مرکب توصیفی مجرور، ملکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، من وراء جدر: جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿باسهم بینهم شدید تحسبهم جمیعا وقلوبهم شتی ذلک بانهم قوم لا یعقلون﴾

بـــاسھم: مبتدا، بینھم: ظرف مقدم، شـدیـد: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، تحسب: فعل بافاعل، ھم: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قلوبھم: مبتدا، شتی: خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول اول، جمیعا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ذلک: مبتدا، ب: جار، انھم: حرف مشبہ واسم، قوم: موصوف، لایعقلون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کمثل الذین من قبلھم قریبا ذاقوا وبال امرھم﴾

کـــاف: جار، مثـل: مضاف، الــذیــن: موصول، مــن قبـلـھـم: ظرف مستقر "الاستـقــرار" مصدر محذوف کیلئے، قـریبا: ظرف "الاستقرار" مصدر بافاعل اپنے ظرف مستقر وظرف سے، ملکر شبہ جملہ صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "مثلھم" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ذاقوا: فعل بافاعل، وبال امرھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولھم عذاب الیم کمثل الشیطن اذ قال للانسان اکفر﴾

و: مستانفہ، لھـــم: ظرف مستقر خبر مقدم، عـــذاب الیـــم: مرکب توصیفی مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، کاف: جار، مثل: مضاف، الشیطن: مبدل منہ، اذ: مضاف، قـال للانسان: قول، اکفر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر "مثل المـنـا فـقـین فـی الحزاء علی القتال" مبتدا محذوف کی خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما کفر قال انی بریء منک انی اخاف اللہ رب العلمین﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فـکفر" لما: شرطیہ، کفر: جملہ فعلیہ شرط، قال: قول، انی: حرف مشبہ واسم، بریء منک: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انـی: حرف مشبہ واسم، اخـاف: فعل بافاعل، الـلـہ: مبدل منہ، رب العلمین: بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فکان عاقبتھما انھما فی النار خالدین فیھا وذلک جزؤا الظلمین﴾

ف: عاطفہ، کان: فعل ناقص، عاقبتھما: خبر مقدم، انھما: حرف مشبہ، وھما: ضمیر ذوالحال، خالدین فیھا: شبہ جملہ حال، ملکر اسم، فی النار: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ اسم، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، ذلک: مبتدا، جزء وا الظلمین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

منافقین کا یہود سے بظاہر ہمدردی ظاہر کرنا:

۱۔۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الم تر الی الذین نافقوا یقولون لاخوانھم...... الخ کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا کہ اپنے بھائی کافر کتابیوں سے کہتے ہیں (الحشر: ۱۱)﴾۔ اللہ عزوجل اپنے نبی سے فرماتا ہے: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا تم اپنے دل کی آنکھوں سے نہیں دیکھتے، ان منافقین یعنی عبداللہ بن اُبی سلول، ودیعہ، مالک، نوفل اور سُوَید کے بیٹے، داعس، جب اللہ عزوجل کے رسول علیہ السلام بنونضیر کے پاس جنگ کے لئے اُترے، ثابت قدم رہو اور اگر تم لڑو گے تو ہم بھی تمہارا ساتھ دیں گے، اور اگر تم نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے، پس یہود انتظار کرتے ہیں لیکن منافقین ان کی کوئی مدد نہ کریں گے، اور اللہ عزوجل نے یہود کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ودبدبہ ڈال دیا، پس یہود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جلاوطنی کے بارے میں پوچھنے لگے، کہ مسلمان اُن سے اپنے ہاتھ روک دیں، پس یہود نے جلاوطنی اختیار کرلی اور اپنا سارا ساز وسامان اونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿الم تر

الی الذین نافقوا...... الخ کیاتم نے منافقوں کو نہ دیکھا(الحشر:۱۱) ﴾کے مطابق منافقین میں عبداللہ بن اُبی سلول، رفاعہ، رافعہ بن تابوت، اور حارث کے قول کے مطابق رفاعہ بن تابوت، عبداللہ بن نبتل، اوس بن قیظی شامل تھے۔ابن عباس کہتے ہیں کہ منافقین نے بنونضیر سے کہا تھا کہ اگر تم اپنے گھروں اور مالوں سے دور کئے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ جلاوطنی اختیار کرلیں گے، اور ہم بھی تمہارے ساتھ اپنے گھروں اور مال واسباب کو چھوڑ دیں گے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ منافقین نے کہا کہ ہم تمہاری رسوائی کے معاملے میں کسی کی بات نہ مانیں گے اور تمہاری مدد نہ چھوڑیں گے اور اگر محمد ﷺ تم سے قتال کریں تو ہم تمہاری مدد کرنے کو تمہارے ساتھ ہونگے۔اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿واللہ یشھد انھم لکذبون اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں(الحشر:۱۱) ﴾یعنی اللہ ﷻ ان منافقین کے جھوٹ پر خبردار ہے، یہ جو بنونضیر سے وعدے کر رہے ہیں، یہ اپنے تمام وعدوں میں جھوٹے ہیں۔ (الطبری، الجزء:۲۸،ص ٥٤وغیرہ)

یهود کی بزدلی کا بیان:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿لا یقاتلونکم جمیعا الا فی قری محصنة...... الخ یہ سب مل کر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر قلعہ بند شہروں میں(الحشر:۱٤) ﴾، یہود ومنافق مل کر یا فقط یہود اپنے تمام احباب کے ساتھ مل کر بھی مسلمانوں کا مقابلہ نہ کرسکیں گے ، اللہ ﷻ نے تمہارا رعب ان کے دلوں میں ڈال دیا ہے اور تم جو انہیں الفت واتحاد میں ایک ہی سمجھ رہے ہو یہ سارے جُدا جُدا ہیں، ان کے دل میں کوئی محبت نہیں ہے، بلکہ ان کے دلوں میں باہم عداوتیں ہیں، یہ ایک دوسرے کا بدلہ کیسے لینگے؟۔اللہ ﷻ نے اِن باتوں سے گویا مسلمانوں کے دل مزید مضبوط کردیئے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۸،ص ۳۵۰وغیرہ ملخصاًوملتقطاً)
امام قرطبی کہتے ہیں: مسلمان انہیں (یہود ومنافقین، مشرکین ویہود) کو ایک جیسا نہ سمجھیں، ان کی آراء مختلف ہیں، ان کی شہادتیں، خواہشات جدا جدا ہیں اگر چہ یہ لوگ اہل حق کی عداوت میں اکھٹے نظر آئیں لیکن معاملہ برعکس ہے۔ایک قول یہ ہے کہ منافقین ویہود کا دین بھی جدا جدا ہے اور اس میں مسلمانوں کے دلوں کی تقویت ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۸،ص ۳٤)

اغراض:

فی الاربعة مواضع: جوکہ یہ ہیں:﴿ولئن اخرجتم﴾،﴿ولئن اخرجوا﴾،﴿ولئن قوتلوا﴾،﴿ولئن نصروھم﴾ بلکہ پانچ مقامات ہیں جن میں سے چار مذکور ہوئے اور پانچواں مقام یہ ہے جس میں لام مقدر مانا جائے گا:﴿وان قوتلتم﴾۔من المدینة: مراد سید عالم ﷺ اور ان کے اصحاب ہیں۔
فی خذلانکم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے۔ای الیھود: یہ دیگر اقوال میں سے ایک قول ہے جو کہ ضمیر کے مرجع کے بارے میں ہے، اور ایک قول کے مطابق ﴿ینصرون﴾ کی ضمیر کا مرجع منافقین ہیں اور ایک قول کے مطابق دونوں ہی مراد ہیں اور یہی قول قریب ترین ہے۔مجتمعین: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿جمیعا﴾ حال ہے۔
متفرقة: یعنی اُن کے دل خوف کے باعث متفرق ہیں، ان کے دل ان کے جسم کا ساتھ نہیں دیتے، بلکہ ان کے دلوں میں خوف ودہشت اور حیرت موجود ہے۔خلاف الحسبان: یعنی تمام صورتوں کی موجودگی میں تمہارے گمان کے خلاف معاملہ ہے۔مثلھم: بنونضیر جیسے اوصاف ہیں جنہیں ذلت پہنچی یا اہل مکہ جیسے جنہیں بدر میں ہزیمت اور قید وقتل کا سامنا کرنا پڑا، پس ہر ایک اسلام دشمن کیلئے دنیا اور آخرت میں بربادی وذلت ہے۔
بزمن قریب: یعنی بنونضیر اور بدر کے معاملے میں فقط ڈیڑھ سال کا فاصلہ ہے، کیونکہ بنونضیر کا غزوہ ربیع الاول کے مہینے میں سن ۴ ہجری میں رونما ہوا اور بدر کا معرکہ رمضان کے مہینے میں سن ۲ ہجری میں رونما ہوا۔مثلھم ایضا: مراد بنونضیر کے اوصاف ہیں۔وتخلفھم: یعنی

منافقین کا مسلمانوں سے پلٹ آنا مراد ہے۔ کذھا منه وریاء: اس لئے کہ شیطان اللہ کا خوف نہیں رکھتا۔ (الصاوی، ج٦، ص٩٠ وغیرہ)

رکوع نمبر: ٦

﴿یایها الذین امنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت لغد﴾لِیَوْمِ الْقِیَامَةِ﴿ واتقوا الله ان الله خبیر بما تعملون(۱۸) ولا تکونوا کالذین نسوا الله﴾تَرَکُوْا طَاعَتَهٗ﴿فانسهم انفسهم﴾اَنْ یُقَدِّمُوْا لَهَا خَیْرًا﴿ اولئک هم الفسقون (۱۹) لا یستوی اصحب النار واصحب الجنة اصحب الجنة هم الفائزون(۲۰) لو انزلنا هذا القران علی جبل﴾وَجُعِلَ فِیْهِ تَمْیِیْزٌ کَالْاِنْسَانِ﴿ لرایته خاشعا متصدعا﴾مُتَشَقِّقًا﴿ من خشیة الله وتلک الامثال﴾اَلْمَذْکُوْرَةُ﴿ نضربها للناس لعلهم یتفکرون(۲۱)﴾فَیُؤْمِنُوْنَ﴿هو الله الذی لا اله الا هو علم الغیب والشهادة﴾اَلسِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ﴿ هو الرحمن الرحیم (۲۲) هو الله الذی لا اله الا هو الملک القدوس﴾الطَّاهِرُ عَمَّا لَا یَلِیْقُ بِهٖ﴿السلام﴾ذُو السَّلَامَةِ مِنَ النَّقَائِصِ﴿ المؤمن﴾اَلْمُصَدِّقُ رُسُلِهٖ بِخَلْقِ الْمُعْجِزَةِ لَهُمْ﴿ المهیمن﴾مِنْ هَیْمَنَ یُهَیْمِنُ اِذَا کَانَ رَقِیْبًا عَلَی الشَّیْءِ اَیِ الشَّهِیْدُ عَلٰی عِبَادِهٖ بِاَعْمَالِهِمْ﴿العزیز﴾اَلْقَوِیُّ﴿الجبار﴾جَبَّرَ خَلْقَهٗ عَلٰی مَا اَرَادَ﴿ المتکبر﴾عَمَّا لَا یَلِیْقُ بِهٖ﴿ سبحن الله﴾نَزَّهَ نَفْسَهٗ﴿ عما یشرکون(۲۳)﴾بِهٖ﴿هو الله الخالق الباری﴾اَلْمُنْشِیءُ مِنَ الْعَدَمِ﴿ المصور له الاسماء الحسنی﴾اَلتِّسْعَةُ وَالتِّسْعُوْنَ الْوَارِدُ بِهَا الْحَدِیْثُ وَالْحُسْنٰی مُؤَنَّثُ الْاَحْسَنِ﴿ یسبح له ما فی السموت والارض وهو العزیز الحکیم(۲۴)﴾تَقَدَّمَ اَوَّلَهَا.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والوں! اللہ سے ڈرو ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے (یعنی روز قیامت کے لیے) کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے (اس کی اطاعت کو ترک کر دیا) تو اس نے ان کی جانیں بھلا دیں (کہ وہ اپنے لیے کچھ بھلائی آگے کر سکے......۱......) وہی فاسق ہیں دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں جنت والے ہی مراد کو پہنچے اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے (اور اس میں انسان کی طرح تمیز رکھتے) تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش (متصدعا بمعنی متشققا ہے) اللہ کے خوف سے اور یہ (مذکورہ) مثالیں لوگوں کے لیے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں (اور نتیجہ میں ایمان لے آئیں) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر نہاں و عیاں کو جاننے والا (الغیب والشهادة بمعنی السر والعلانیة ہے) وہی ہے بڑا مہربان رحم والا وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ نہایت پاک (ہر اس شے سے پاک جو اس کی شان کے لائق نہ ہو) سلامتی والا (نقائص سے......۲......، السلام بمعنی ذو السلامة ہے) تصدیق کرنے والا (اپنے رسولوں کی ان کے ہاتھ پر معجزات پیدا فرما کر) حفاظت فرمانے والا (یعنی اپنے مخلوق کے اعمال پر گواہ "مهیمن" سے ماخوذ ہے، کوئی شخص کسی شے پر نگران ہو تو "مهیمن" کہتے ہیں) قوت والا (العزیز بمعنی القوی ہے) جبار (اپنی مخلوق کو اپنے چاہے پر مجبور کرنے والا) بڑائی والا (ہر اس شے سے جو اس کی لائق شان نہ ہو) اللہ کو پاکی ہے (اس نے خود اپنی تنزیہہ بیان فرمائی ہے) اس سے جسے وہ شریک ٹھہراتے ہیں (اس کے ساتھ) وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا (یعنی عدم سے وجود میں لانے والا) صورت دینے والا اسی کے ہیں سب اچھے نام (ننانوے نام جو حدیث پاک میں وارد ہیں......۳......، "حسنی" "الحسن" کا مونث ہے) اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین

ہیں اور وہی عزت وحکمت والا ہے (اس کی بحث ابتدائے صورت میں گزر چکی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا الله ان الله خبیر بما تعملون﴾

یایها الذین امنوا: ندا، اتقوا الله: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، و: عاطفہ، لتنظر: فعل امر، نفس: فاعل، ماقدمت لغد: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اتقوا الله: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، خبیر بماتعملون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تکونوا کالذین نسوا الله فانسهم انفسهم اولئک هم الفسقون﴾

و: عاطفہ، لا تکونوا: فعل نہی ناقص با اسم، کاف: جار، الذین: موصول، نسوا الله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، انسهم انفسهم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، اولئک: مبتدا، هم الفسقون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا یستوی اصحب النار واصحب الجنة اصحب الجنة هم الفائزون﴾

لایستوی: فعل نفی، اصحب النار: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصحب الجنة: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، اصحب الجنة: مبتدا، هم الفائزون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لو انزلنا هذا القران علی جبل لرایته خاشعا متصدعا من خشیة الله﴾

لو: شرطیہ، انزلنا: فعل با فاعل، هذا القران: مفعول، علی جبل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، رایت: فعل با فاعل، ہ: ضمیر مفعول اول، خاشعا: موصوف، متصدعا من خشیة الله: شبہ جملہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وتلک الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون﴾

و: مستانفہ، تلک: مبدل منہ، الامثال: مبتدا، نضربها: فعل با فاعل ومفعول، لام: جار، الناس: ذوالحال، لعلهم یتفکرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿هو الله الذی لا اله الا هو علم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم﴾

هو: مبتدا، الله: موصوف، الذی: موصول، لا: نفی جنس، اله: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، هو: مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم "موجود" خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر اول، علم: اسم فاعل با فاعل مضاف، الغیب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الشهادة: معطوف، ملکر مضاف الیہ مفعول، ملکر شبہ جملہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، هو: مبتدا، الرحمن الرحیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هو الله الذی لا اله الا هو الملک القدوس السلم المومن المهیمن العزیز الجبار المتکبر﴾

هو: مبتدا، الله: موصوف، الذی لا اله الا هو: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر اول، الملک القدوس:......الخ: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سبحن الله عما یشرکون هو الله الخالق البارئ المصور له الاسماء الحسنی﴾

سبحن: مصدر مضاف، الله: اسم جلالت مضاف الیہ فاعل، عن: جار، مایشرکون: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ

فعل محذوف "سبح" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، ھو مبتدا، اللہ: خبر اول، الخالق: خبر ثانی، البارئی: خبر ثالث، المصور: خبر رابع، ملکر جملہ اسمیہ، لہ ظرف مستقر خبر مقدم، الاسماء الحسنی: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یسبح لہ ما فی السموت والارض وھو العزیز الحکیم﴾

یسبح: فعل، لہ: ظرف لغو، ما: موصولہ، فی السموت والارض: ظرف مستقر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، العزیز الحکیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آگے کے لئے بھلائی بھیجنا:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون ولاتکونوا کالذین نسوا اللہ فانسھم انفسھم اولئک ھم الفسقون اے ایمان والوں اللہ سے ڈرواور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہی فاسق ہیں (الحشر:۱۸تا۱۹)﴾۔ اللہ عزوجل سے ڈرنے کے معنی یہ ہے کہ نیکی کا حکم کرتا ہے اور بُرائی سے خود بھی بچے اور دوسروں کو بھی بچائے، فرائض کی ادائیگی اور معصیت سے اجتناب کرتا رہے۔ اور قیامت کے دن کے لئے کیا تیاری کی ہے اس کے بارے میں سوچتا رہے، اہل عرب مستقبل کو الغد سے بطور کنایہ بیان کرتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ الغد کا ذکر کرنے میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ قیامت کا وقت قریب ہے۔ حسن وقتادہ کہتے ہیں کہ قیامت کے نزدیک ہونے کو الغد سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قیامت آنے والی ہے۔ اور موت بھی لامحالہ آ کر ہی رہے گی۔ ماقدمت کے معنی ہیں کہ انسان نے اپنی اُخروی زندگی کے لئے کیا خیر اور کیا شر تیار کر رکھا ہے؟۔ اور دوبارہ "واتقوا اللہ" کا خطاب کرنے میں تاکید پیدا کرنا مقصود ہے کہ انسان جلدی جلدی قیامت کی تیاری کرنے میں مصروف ہوجائے۔ اور تقوی کا اختیار کرنا گویا کہ گناہوں پر توبہ کرنے کی پہلی سیڑھی ہے، اور دوسری سیڑھی مستقبل میں نافرمانیوں سے بچنا مراد ہے۔ اور اللہ عزوجل کے احکامات کو نہ بھلا دو کہ خیر والے اعمال کرنا چھوڑ دو۔ ابوحیان کہتے ہیں کہ لوگوں نے اللہ عزوجل کے حقوق کی پرواہ کرنا چھوڑ دی تو اللہ عزوجل نے اُن کے حق کو فراموش کردیا، سفیان کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کو بھلا دینا ان معنوں میں ہیں کہ اللہ عزوجل کا شکر اور اس کی تعظیم کو بجا نہ لایا جائے۔ (القرطبی، الجزء:۲۸، ص ۳۹ وغیرہ)

اللہ عزوجل کی ذات ہر نقص سے پاک ہے:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو...... الخ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں (الحشر:۲۳)﴾، اللہ عزوجل کی ذات ہر قسم کے نقص سے منزہ ہے، اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے، بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو، نہ نقصان، وہ بھی اُس کے لئے مُحال، مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہ عیوب اُس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے، مُحال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا کا انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہوجائے گی باطل محض ہے، کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان! نقصان تو اُس مُحال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اُس میں صلاحیت نہیں۔ (بہار شریعت مخرجہ، ج۱، حصہ:۱، ص ٦)

اللہ ﷻ کے مبارک ناموں کے اسرار ورموز:

۔۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے اپنے پاک کلام میں چار مقامات پر اسماء الحسنیٰ کا بیان فرمایا: ﴿لہ الاسماء الحسنی...... الخ اسی کے ہیں سب اچھے نام (الحشر:۲٤)﴾، ﴿وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بھا اور اللہ ہی کے ہیں سب اچھے نام تو اسے ان سے پکارو (الاعراف:۱۸۰)﴾، ﴿فلہ الاسماء الحسنی ولاتجھر بصلاتک اسی کے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز بہت آواز سے نہ پڑھو (الاسراء:۱۱۰)﴾، ﴿اللہ لا الہ الا ھو لہ الاسماء الحسنی اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسی کے ہیں سب اچھے نام (طٰہٰ:۸)﴾۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ ﷻ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو، انہیں کوئی یاد نہیں کرتا مگر وہ جو جنت میں داخل ہو، اور اللہ ﷻ طاق (یعنی وتر) ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب للہ مائۃ اسم،رقم ٦٤١٠،ص۱۱۱۳)

اغراض:

ترکوا طاعتہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ نسیان سے مراد ترک کرنا ہے نہ کہ یاد نہ ہونا یا ذکر نہ کرنا۔

ان یقدموا بھا خیرا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے، تقدیر عبارت یوں ہوگی:"فانساھم تقدیم خیر لانفسھم"پس ان کے اللہ کو چھوڑ دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے بھی انہیں چھوڑ دیا پس اللہ کے حقوق چھوڑ دینے کا نتیجہ نقصان کی صورت میں پیش آیا اور اس کی دلیل اس فرمان میں ہے: ﴿وان اساتم فلھا﴾، ﴿ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ﴾، ﴿ومن کفر فعلیہ کفرہ﴾، اس لئے کہ اللہ ہر ایک سے بے نیاز ہے۔**وجعل فیہ تمییز کالانسان:** اس کلام کا مقصود یہ ہے کہ کفار کی سخت دلی اور غلیظ طبیعت پر تنبیہ ہوجائے، اور اس میں ہر قاری کے لئے اشارہ ہے جو قرآن کی تلاوت کے وقت خشوع کم محسوس کرتا ہے اور اس پر غور وفکر سے اعراض کرتا ہے اور نہ تو نیکی کا حکم دیتا ہے اور نہ ہی بُرائی سے منع کرتا ہے، پس واجب ہے کہ قرآن پر تدبر کیا جائے اور تلاوت کے اوقات میں خشوع اختیار کیا جائے اور اس کے ترک کرنے پر کوئی عذر باقی نہیں رہتا اس لئے کہ اگر پہاڑ کو اس قرآن سے خطاب کیا جاتا تو پہاڑ بھی خوف کے مارے ریزہ ریزہ ہوجاتے۔**المذکورۃ:** اس سورت میں بیان کردہ یا تمام ہی قرآن میں بیان کردہ مثالیں مراد ہیں۔

المصدق رسلہ بخلق المعجزۃ لھم: یعنی حضرات اولیائے کرام کو کرامات اور مومنین کو ایمان اور اخلاص کی نعمت سے نوازا اس لئے کہ اللہ کی (معرفت) اخلاص کے بغیر نہیں ہوسکتی۔**القوی:** اللہ غالب وقہر والا ہے، اور یہ بھی درست ہے **العز** بمعنی قل لیا جائے اور اللہ کے قہر وقوت کی نظیر نہیں پائی جاتی۔**جبر خلقہ علی ما اراد:** مراد اسلام، کفر، طاعت اور معصیت ہے، پس جب اللہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کوئی اُسے عاجز نہیں کرسکتا اور اللہ کی یہ صفت الجبر بمعنی الاصلاح سے ماخوذ ہے۔**عما لا یلیق بہ:** سے صفات حادثہ مراد ہیں۔ (الصاوی، ج٦،ص۹۲وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة الممتحنة مدنية وهى ثلث عشرة اٰية

(سورۂ ممتحنہ مدنی ہے جس میں تیرہ آیتیں ہیں)

تعارف سورة الممتحنة

اس سورت میں دو رکوع، تیرہ آیتیں اور تین سو اڑتالیس کلمے اور ایک ہزار پانچ سو دس حروف ہیں۔ اس سورت میں جو واقعات مذکور ہیں ان سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں نازل ہوئی۔ حضور ﷺ جب بھی کسی خاص مشن پر جانے کی تیاری کرتے تو اسے صیغۂ راز میں رکھتے تاکہ دشمن قبل از وقت اپنے دفاع کی مکمل تیاری نہ کرلے۔ اذن الٰہی کے مطابق جب فتح مکہ کی تیاری شروع کی گئی تو حسب معمول انتہائی رازداری سے کام لیا گیا لیکن حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ سے ایک غلطی سرزد ہوگئی کہ ان کے بال بچے مکہ میں تھے اور ان کا کوئی رشتہ دار مکہ میں نہ تھا جو ان کے بچوں کا خیال رکھ سکے تو انہوں نے اس ارادہ سے کہ ان کے بچوں کو محفوظ رکھا جائے اس راز کے بارے میں ایک خط لکھا لیکن وہ خط پکڑا گیا۔ اسی لئے اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو تنبیہ کی کہ اللہ کو کافروں سے تمہارا یارانہ ناپسندیدہ ہے تم اپنی طرح انہیں بھی صاف دل خیال کرتے ہو حالانکہ تم نے ان کو اس صفات عالیہ سے دور رکھا ہے جن کی تم ان سے توقع رکھتے ہو ان کے سینوں میں تمہارے خلاف بغض وحسد کے شعلے بھڑک رہے ہیں اگر تم نے احتیاط نہ کی تو تم بھی ان کے ساتھ نقصان اٹھاؤ گے۔

رکوع نمبر: ۷

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿يايها الذين امنوا لا تتخذوا عدوى وعدوكم﴾اَىْ كُفَّارُ مَكَّةَ﴿ اولياء تلقون﴾تُوْصِلُوْنَ﴿ اليهم﴾قَصَدَالنَّبِىُّ غَزْوَهُمُ الَّذِىْ اَسَرَّهُ اِلَيْكُمْ وَوَرَّى بِحُنَين﴿ بالمودة﴾بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ كَتَبَ حَاطِبُ بْنُ اَبِىْ بَلْتَعَةَ اِلَيْهِمْ كِتَابًا بِذٰلِكَ لِمَا لَهٗ عِنْدَهُمْ مِنَ الْاَوْلَادِ وَالْاَهْلِ الْمُشْرِكِيْنَ فَاسْتَرَدَّهُ النَّبِىُّ مِمَّنْ اَرْسَلَهٗ مَعَهٗ بِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَهٗ بِذٰلِكَ وَقَبِلَ عُذْرَ حَاطِبَ فِيْهِ﴿ وقد كفروا بما جاء كم من الحق﴾اَىْ دِيْنَ الْاِسْلَامِ وَالْقُرْاٰنِ﴿ يخرجون الرسول واياكم﴾مِنْ مَكَّةَ بِتَضْيِيْقِهِمْ عَلَيْكُمْ﴿ ان تؤمنوا﴾اَىْ لِاَجْلِ اَنْ اٰمَنْتُمْ﴿ بالله ربكم ان كنتم خرجتم جهادا﴾لِلْجِهَادِ﴿ فى سبيلى وابتغاء مرضاتى﴾وَجَوَابُ الشَّرْطِ دَلَّ عَلَيْهِ مَا قَبْلَهٗ اَىْ فَلَا تَتَّخِذُوْهُمْ اَوْلِيَاءَ﴿ تسرون اليهم بالمودة وانا اعلم بما اخفيتم وما اعلنتم ومن يفعله منكم﴾اَىْ اِسْرَارُ خَبَرِالنَّبِىِّ اِلَيْهِمْ﴿ فقد ضل سواء السبيل (۱)﴾اَخْطَاءَ طَرِيْقَ الْهُدٰى وَالسَّوَاءَ فِى الْاَصْلِ الْوَسْطِ﴿﴿ان يثقفوكم﴾يَظْفِرُوْا بِكُمْ﴿ يكونوا لكم اعداء ويبسطوا اليكم ايديهم﴾بِالْقَتْلِ وَالضَّرْبِ﴿ والسنتهم بالسوء﴾بِالسَّبِّ وَالشَّتَمِ﴿ وودوا﴾تَمَنَّوْا﴿ لو تكفرون (۲)لن تنفعكم ارحامكم﴾قَرَابَتُكُمْ﴿ولا اولادكم﴾ اَلْمُشْرِكُوْنَ الَّذِيْنَ لِاَجْلِهِمْ اَسْرَرْتُمُ الْخَبَرَ مِنَ الْعَذَابِ فِى الْاٰخِرَةِ﴿ يوم القيمة يفصل﴾بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَالْفَاعِلِ﴿ بينكم﴾وَبَيْنَهُمْ فَتَكُوْنُوْنَ فِى الْجَنَّةِ وَهُمْ فِى جُمْلَةِ الْكُفَّارِ فِى النَّارِ﴿ والله بما تعملون بصير (۳)قد كانت لكم اسوة﴾بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ وَضَمِّهَا فِى الْمَوْضَعَيْنِ قُدْوَةٌ﴿ حسنة فى ابرهيم﴾اَىْ بِهٖ قَوْلًا وَفِعْلًا﴿ والذين معه﴾مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴿ اذ قالوا لقومهم انا برء ؤا﴾جَمْعُ

بَرِیءٌ كَظَرِيُفٍ﴿منكم ومما تعبدون من دون الله كفرنا بكم﴾اَنْكَرُنَاكُمُ﴿ وبدا بيننا و بينكم العداوة والبغضاء ابدا﴾بِتَحُقِيُقِ الْهَمُزَتَيُنِ وَاِبُدَالِ الثَّانِيَةِ وَاوًا﴿ حتى تومنوا بالله وحده الا قول ابرهيم لابيه لاستغفرن لك﴾مُسُتَثُنٰى مِنُ اُسُوَةٍ اَیُ فَلَیُسَ لَکُمُ التَّاسِیُ بِهٖ فِیُ ذٰلِکَ بِاَنُ تَسُتَغُفِرُوُا لِلْکُفَّارِ وَقَوْلُهٗ﴿ وما املك لك من الله﴾اَیُ مِنُ عَذَابِهٖ وَثَوَابِهٖ﴿من شیء﴾ کَنٰی بِهٖ عَنُ اَنَّهٗ لَایَمُلِکُ لَهٗ غَیُرَ الْاِسُتِغُفَارِ فَهُوَ مَبُنِیٌّ عَلَیُهِ مُسُتَثُنٰی مِنُ حَیُثُ الْمُرَادُ مِنُهُ وَاِنُ کَانَ مِنُ حَیُثُ ظَاهِرِهٖ مِمَّا يُتَاَسّٰی فِیُهِ قُلُ فَمَنُ يَّمُلِکُ لَکُمُ مِنَ اللّٰهِ شَیُئًا وَاِسُتِغُفَارُهٗ قَبُلَ اَنُ يَّتَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِلّٰهِ کَمَا ذُکِرَ فِیُ بَرَاءَةٍ﴿ ربنا عليك توكلنا واليك انبنا واليك المصير (۴)﴾مِنُ مَقُوُلِ الْخَلِیُلِ وَمَنُ مَعَهٗ اَیُ وَقَالُوُا﴿ربنا لا تجعلنا فتنة للذين كفروا﴾اَیُ لَاتُظُهِرُهُمُ عَلَیُنَا فَيَظُنُّوُا اَنَّهُمُ عَلَی الْحَقِّ فَيَفُتِنُوُا اَیُ تَذُهَبُ عُقُوُلُهُمُ بِنَا﴿ واغفرلنا ربنا انك انت العزيز الحكيم (۵)﴾فِیُ مُلُکِکَ وَصُنُعِکَ﴿لقد كان لكم﴾يَااُمَّةَ مُحَمَّدٍ جَوَابُ قَسَمٍ مُقَدَّرٍ﴿ فيهم اسوة حسنة لمن كان﴾بَدَلُ اِشُتِمَالٍ مِنُ کُمُ بِاِعَادَةِ الْجَارِّ﴿ يرجوا الله واليوم الاخر﴾اَیُ يَخَافُهُمَا اَوُ يَظُنُّ الثَّوَابَ وَالْعِقَابَ﴿ ومن يتول﴾بِاَنُ يُوَالِیَ الْکُفَّارَ﴿ فان الله هو الغنى﴾عَنُ خَلُقِهٖ﴿ الحميد (۶)﴾لِاَهُلِ طَاعَتِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو (یعنی کفار مکہ کو) دوست نہ بناؤ تم انہیں پہنچاتے ہو (نبی پاک ﷺ کا ان کے ساتھ جنگ کرنے کا منصوبہ جو بطور راز انہوں نے تمہیں بتایا تھا اور حنین کا معاملہ دیگر لوگوں پر ظاہر نہیں فرمایا تھا) دوستی سے (جو ان کے اور تمہارے درمیان ہے، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے کفار مکہ کو اس غزوے کی پیشگی اطلاع کر دی تھی، وجہ اس کی یہ تھی آپ کی اولاد اور بیوی جو مشرک تھے ان لوگوں کے پاس مکہ ہی میں تھے جو مکتوب حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے روانہ کیا تھا حضور ﷺ نے اللہ عزوجل کے بتانے سے اس ایلچی کے ہاتھ سے وہ مکتوب لے لیا اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا اس بارے میں عذر قبول فرمالیا) حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے (یعنی دین اسلام اور قرآن کے) جو تمہارے پاس آیا گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور تمہیں (مکہ سے تمہاری زندگیاں دشوار کر کے......) اس پر کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے (یعنی تمہارے اللہ عزوجل پر ایمان لانے کی وجہ سے) اگر تم نکلتے ہو جہاد کو (یعنی جہاد کے لیے) میری راہ میں اور میری رضا چاہنے کو (یہاں جواب شرط مقدر ہے جس پر ماقبل کلام دلالت کر رہا ہے یعنی "فلا تتخذوهم اولیاء") تم انہیں خفیہ پیام محبت بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو اور تم میں جو ایسا کرے (کہ نبی پاک ﷺ کی خفیہ باتیں ان تک پہنچائے) بیشک وہ سیدھی راہ سے بہکا (یعنی راہ ہدایت سے خطا کر گیا "السواء" کا لغوی معنی الوسط ہے) اگر تمہیں پائیں (یعنی اگر تم پر غالب آجائیں) تو تمہارے دشمن ہوں گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ دراز کریں گے (قتل کرنے اور قیدی بنانے کو) اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ (سب وشتم کرنے کو) اور ان کی تمنا ہے کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ ......(ودوا بمعنی تمنوا ہے) ہرگز تمہارے کام نہ آئیں گے تمہارے وہ رشتے دار (ارحامکم بمعنی قرابتکم ہے) اور وہ اولاد (جو مشرک ہیں، عذاب جہنم کے سامنے جن کی وجہ سے تم راز کی باتیں کفار تک پہنچاتے ہو) قیامت کے دن تمہیں (ان سے) الگ کر دے گا (تو تم تو جنت میں ہو گے اور وہ دیگر کفار کے ساتھ جہنم میں، "یفصل" فعل کو معروف اور مجہول دونوں طرح

پڑھا گیا ہے) اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے بیشک تمہارے لیے اچھی پیروی تھی (''اسوۃ'' دونوں مقامات میں ہمزہ مضمومہ اور مکسورہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ابراہیم میں (یعنی ان کے قول وفعل میں) اور ان کے ساتھ والوں میں (یعنی مسلمانوں میں) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک ہم بیزار ہیں (''براؤا'' بری کی جمع ہے جیسا کہ ظریف کی جمع بھی اسی وزن پر آتی ہے) تم سے اور ان سے جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے (کفرنا لکم بمعنی انکرنا کم ہے) اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی ہمیشہ کے لیے (''البغضاء ابدا'' دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کو واؤ کے ساتھ بدلنے کے ساتھ ہے) جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ مگر ابراہیم کا اپنے رب سے کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا (یہ قول ''اسوۃ'' سے مستثنیٰ ہے، یعنی تمہارے لیے ان کے اس قول سے دلیل لینا جائز نہیں کہ تم کفار کے لیے دعائے مغفرت کرنے لگو، ......۳......اور ان کا یہ قول) اور میں اللہ کے سامنے تیرے لیے مالک نہیں (یعنی اس کے عذاب اور اس کے ثواب کا) کسی شے کا (''کنایۃ'' اس کلام سے آپ کی مراد یہ تھی کہ آپ اس کے لیے استغفار کرنے کے علاوہ کسی شے کے مالک نہیں ہیں پس آپ کا یہ قول ''وما املک...... الخ'' یہ آپ کے قول ''لاستغفرن'' پر مبنی ہے، من حیث المراد یہ بھی وہ قول ہے جو حکم پیروی سے مستثنیٰ ہے اگرچہ کہ ظاہراً مذکورہ قول ان امور سے لگتا ہے جن میں آپ کی سیرت پر عمل کا حکم ہے یہ قول ﴿قل فمن یملک لکم من اللہ شیئا﴾ کے بطور شاہد ہونے کی وجہ سے آپ کا اس شخص کے لیے استغفار کرنا آپ پر یہ ظاہر ہونے سے قبل کا معاملہ تھا کہ یہ اللہ عزوجل کا دشمن ہے جیسا کہ اس بات کا تذکرہ سورۂ برائت میں ہے) ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے (یہ بھی حضرت خلیل اللہ اور آپ علیہ السلام کے ساتھ والوں کا قول ہے اور انہوں نے عرض کیا) اے ہمارے رب ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال (یعنی انہیں ہم پر غلبہ عطا نہ فرما کہ وہ خود کو حق پر سمجھنے لگیں اور یوں فتنہ میں پڑ جائیں یعنی ہمارے سبب اس کی عقلیں جاتی رہیں) اور ہمیں بخش دے اے ہمارے رب! بیشک تو ہی غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے ملک میں) اور حکمت والا (اپنی صنعت میں) بیشک تمہارے لیے (''اے امت محمدیہ''، یہاں جواب قسم مقدر ہے) ان میں اچھی پیروی تھی اس کے لیے (''لمن کان......الخ''، یہ بدل اشتمال ہے .کم ضمیر سے حرف جر کا یہاں اعادہ کیا گیا ہے) جو اللہ اور پچھلے دن کا امیدوار ہو (یعنی اللہ عزوجل اور پچھلے دن کا خوف رکھتا ہو یا ثواب اور عقاب پر یقین رکھتا ہو) اور جو منہ پھیرے (یوں کہ کفار کو اپنا دوست بنائے) تو بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے (اپنی مخلوق سے) تعریف کرنے والا ہے (اپنے فرمانبرداروں کی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ﴾

یایھا الذین امنوا: نداء، لاتتخذوا: فعل نہی واؤ ضمیر ذوالحال، تلقون الیھم بالمودۃ: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل ، عدوی: معطوف علیہ ، و :عاطفہ، عدوکم :معطوف، ملکر مفعول اول، اولیاء :مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وقد کفروا بما جاء کم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان تومنوا باللہ ربکم﴾

و: حالیہ، قد: تحقیقیہ، کفروا :فعل بافاعل، ب: جار، ما :موصولہ، جاء کم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، من الحق: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''لا تتخذوا'' کے فاعل سے حال واقع ہے، یخرجون: فعل بافاعل، الرسول :معطوف علیہ، و :عاطفہ، ایاکم :معطوف، ملکر مفعول، ان تومنوا باللہ ربکم: جملہ بتاویل مصدر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان کنتم خرجتم جھادا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی﴾

ان: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص با اسم، خرجتم: فعل بافاعل، جھادا فی سبیلی: شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابتغاء: مصدر بافاعل مضاف، مرضاتی: مضاف الیہ مفعول، ملکر شبہ جملہ معطوف، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف "لاتتخذوا" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تسرون الیھم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم﴾

تسرون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، انا: مبتدا، اعلم: اسم تفضیل بافاعل، ب: جار، ما اخفیتم: موصول صلہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما اعلنتم: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، الیھم: ظرف لغو اول، بالمودۃ: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یفعل: فعل "ھو" ضمیر مستتر ذوالحال، منکم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ہ: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ، ضل: فعل بافاعل، سواء السبیل: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء ویبسطوا الیکم ایدیھم والسنتھم بالسوء﴾

ان: شرطیہ، یثقفوکم: جملہ فعلیہ شرط، یکونوا: فعل ناقص با اسم، لکم: ظرف مستقر حال مقدم، اعداء: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یبسطوا: فعل بافاعل، الیکم: ظرف لغو، ایدیھم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، السنتھم: معطوف، ملکر ذوالحال، بالسوء: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وودوا لو تکفرون لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم﴾

و: عاطفہ، ودوا: فعل بافاعل، لو: مصدریہ، تکفرون: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ "ان یثقفوکم" پر معطوف ہے، لن تنفعکم: فعل نہی ومفعول، ارحامکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، اولادکم: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿یوم القیمۃ یفصل بینکم واللہ بما تعملون بصیر﴾

یوم القیمۃ: ظرف مقدم، یفصل: فعل بافاعل، بینکم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، بماتعملون بصیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابرھیم والذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برء ؤا منکم ومما تعبدون من دون اللہ﴾

قد: تحقیقیہ، کانت: فعل ناقص، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، اسوۃ حسنۃ: مرکب توصیفی ذوالحال، فی: جار، ابرھیم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذین معہ: موصول صلہ، ملکر مبدل منہ، اذ: مضاف، قالوا لقومھم: قول، انا: حرف مشبہ واسم، برء وا: صفت مشبہ بافاعل، منکم: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، من: جار، ماتعبدون: موصول صلہ، ملکر صلہ، ملکر ذوالحال، من دون اللہ: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تومنوا باللہ وحدہ﴾

کفرنا بکم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، مفسرہ للتبرؤ منھم، و: عاطفہ، بدا: فعل، بیننا: معطوف

علیہ،و :عاطفہ،بینکم :معطوف،ملکر ظرف،العداوۃ :معطوف علیہ،و :عاطفہ،البغضاء :معطوف،ملکر فاعل،ابد :ظرف،حتی : جار،تومنوا :فعل بافاعل،ب : جار،اللہ :ذوالحال،وحدہ :حال،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ تقدیران مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الا قول ابرھیم لابیہ لاستغفرن لک وما املک لک من اللہ من شیء﴾

الا : حرف استثناء،قول :مصدر مضاف،ابراھیم :مضاف الیہ فاعل،لابیہ :ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ،لام :تاکید یہ،استغفرن لک :فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف ''اقسم'' کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ معطوف علیہ،و :عاطفہ،ما املک :فعل نفی بافاعل،لک :ظرف لغو،من اللہ : ظرف مستقر حال مقدم،من : زائد،شیء :ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر ماقبل ''اسوۃ حسنۃ'' سے مستثنی متصل واقع ہے۔

﴿ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر﴾

ربنا : نداء،علیک :ظرف لغو مقدم،توکلنا :فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ،الیک انبنا : جملہ فعلیہ معطوف اول،و : عاطفہ ،الیک المصیر :جملہ اسمیہ معطوف ثانی،ملکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ قول محذوف ''قولوا'' کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا واغفر لنا ربنا انک انت العزیز الحکیم﴾

ربنا : مؤکد،ربنا :تاکید،ملکر نداء،لاتجعلنا :فعل نہی بافاعل ومفعول،فتنۃ :مصدر بمعنی فاعل بافاعل،للذین کفروا : ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ،اغفر لنا : جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ ،انک :حرف مشبہ واسم،انت العزیز الحکیم : جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لقد کان لکم فیھم اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر﴾

لام : تاکیدیہ ،قد :تحقیقیہ ،کان : فعل ناقص ،لکم : جار مجرور مبدل منہ ،لام :جار ،من :موصولہ ، کان :فعل ناقص بااسم ،یرجوا :فعل بافاعل ،اللہ :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،الیوم الاخر :معطوف ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ فعلیہ صلہ ،ملکر مجرور ،ملکر بدل ،ملکر ظرف ،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم ،فیھم :ظرف مستقر حال مقدم ،اسوۃ حسنۃ : ذوالحال ،ملکر اسم مؤخر ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یتول فان اللہ ھو الغنی الحمید﴾

و : مستانفہ ،من :شرطیہ ،یتول :جملہ فعلیہ شرط ،ف : جزائیہ ،ان اللہ :حرف مشبہ واسم ،ھو الغنی الحمید : جملہ اسمیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ جزا ،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... **لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء......** ☆ بنی ہاشم کی ایک باندی سارہ مدینہ طیبہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئی جب آپ فتح مکہ کا سامان فرما رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو مسلمان ہو کر آئی ہے اس نے کہا نہیں فرمایا ہجرت کر کے آئی عرض کیا نہیں ،فرمایا پھر کیوں آئی ہو اس نے کہا محتاجی سے تنگ ہو کر ۔بنی عبدالمطلب نے اس کی امداد کی ، کپڑے بنائے ،سامان دیا ۔حاطب بن ابی بلتعہ اسے ملے انہوں اسے دس دینار دیئے ،ایک چادر دی اور ایک خط اہل مکہ کے پاس بھیجا ۔جس کا مضمون یہ تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تم پر حملے کا ارادہ رکھتے ہیں تم سے اپنے بچاؤ کی جو تدبیر ہو سکے کرلو ۔سارہ یہ خط لے کر روانہ ہوگئی ۔اللہ نے اپنے حبیب کو اس کی خبر دی ۔حضور علیہ السلام نے اپنے چند اصحاب کو جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے گھوڑوں پر روانہ کیا ،فرمایا مقام روضہ

خاخ پر تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جو اہل مکہ کے نام لکھا گیا ہے۔ وہ خط اس سے لے لو اور اسکو چھوڑ دو اور اگر انکار کرے تو اس کی گردن ماردو۔ یہ حضرات روانہ ہوئے اور عورت کو ٹھیک اسی مقام پر پایا جہاں حضور نے فرمایا تھا۔ اس سے خط مانگا وہ انکار کرگئی اور قسم کھا گئی صحابہ نے واپسی کا قصد کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بقسم فرمایا کہ سید عالم کی خبر خلاف ہو نہیں سکتی اور تلوار کھینچ کر عورت سے فرمایا خط نکال یا گردن رکھ۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت بالکل امادہ قتل ہیں تو اپنے جوڑے میں سے خط نکالا۔ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت حاطب بن بلتعہ کو بلا کر فرمایا اس کا کیا باعث، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جب سے اسلام لایا کبھی میں نے کفر نہیں کیا اور جب سے حضور کی نیاز مندی میسر آئی کبھی حضور کی خیانت نہ کی اور جب سے اہل مکہ کو چھوڑا ہے ان کی محبت نہ آئی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں قریش میں رہتا تھا اور ان کی قوم سے نہ تھا میرے سوا اور جو مہاجرین ہیں ان کے مکہ میں رشتہ دار ہیں جوان کے گھر بار کی نگرانی کرتے ہیں مجھے اپنے گھر والوں کا اندیشہ تھا اس لئے میں نے یہ چاہا کہ میں اہل مکہ پر کچھ احسان رکھ دوں تاکہ وہ میرے گھر والوں کو نہ ستائیں اور یہ میں یقین سے جانتا ہوں کہ اللہ اہل مکہ پر عذاب نازل فرمانے والا ہے اور میرا خط انہیں بچا سکے گا۔ سید عالم نے ان کا یہ عذر قبول فرمایا اور ان کی تصدیق فرمائی۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ حضور نے فرمایا اے عمر اللہ عزوجل خبردار ہے جب ہی اس نے اہل بدر کے حق میں فرمایا کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔ حضرت عمر کے آنسو جاری ہوگئے اور یہ آیات نازل ہوئیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دین کی سلامتی کی خاطر ھجرت کرنا:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء ...... الخ اے ایمان والوں میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ(الممتحنۃ:۱)﴾۔ دارالحرب سے دارالاسلام میں منتقل ہونے کا نام ہجرت ہے۔

(التعریفات، ص ۱۹۷)

حضرت عکرمہ نے اس کی تین صورتیں بیان کی ہیں: (۱)......ابتدائے اسلام میں مومنین کی ہجرت، (۲)......مجاہدین کی ہجرت کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کو نکلے جب کہ مصائب پر صبر اور ثواب کے طالب ہوں۔ (۳)......اللہ عزوجل نے جن چیزوں سے منع کیا ان کو چھوڑ دینا۔ (المظھری، ج۲، ص ۱۶۷)

شیخ اسماعیل الجمل نے ہجرت کی ایک قسم یہ بھی ذکر کی ہے کہ منافقین سید عالم ﷺ کی معیت میں صبر اور احتساب کی حالت میں نکلیں نہ کہ دنیاوی اغراض ومقاصد کے لئے اور آیت مبارکہ ﴿ولا تتخذوا منھم اولیاء حتی یھاجروا فی سبیل اللہ ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں(النساء:۸۹)﴾ میں یہی ہجرت مراد ہے۔ (الجمل، ج۲، ص ۹۶)

☆......حضرت معاویہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی جب تک توبہ منقطع نہ ہوگی اور توبہ اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہوجائے''۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الجھاد، باب: فی الھجرۃ ھل انقطعت، رقم: ۲۴۷۹، ص ۴۶۳)

کافروں کا سید عالم ﷺ کو نقصان پھنچانے کے درپے ھونا:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء ویبسطوا الیکم ایدیھم والسنتھم بالسوء وودوا لو تکفرون اگر تمہیں پائیں تو تمہارے دشمن ہونگے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ دراز کریں گے

اوران کی تمنا ہے کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ (الممتحنۃ:۲) ﴾۔کافر مسلمان کے قتل، قید اور شتم کے درپے ہوتے ہیں، لہذا مسلمان انہیں دوست نہ سمجھیں۔ان سے محبتیں ظاہر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ان کی عداوت سبقت کر چکی ہے جس کا بیان اللہ عزوجل کے فرمان ﴿لا تتخذوا عدوی...... الخ (الممتحنۃ:۱) ﴾میں واضح ہے۔ (حاشیۃ الشھاب، ج۹، ص۱۵۳)

قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: تمہارا ان سے محبتیں استوار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، اگر وہ تم پر قابو پالیں تو تمہارے دشمن ہی ہونگے۔ وہ تمہیں قتل کرنے، مارنے، گالی دینے کے لئے تیار ہونگے اور خواہش کریں گے کہ کاش تم کافر ہو جاؤ۔ (المظھری، ج۷، ص۹۵)

کافروں کے لئے طلب مغفرت کرنے کا مسئلہ:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الا قول ابراھیم لابیہ لاستغفرن لک وما املک لک من اللہ من شیء مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا اور میں اللہ کے سامنے کسی نفع کا مالک نہیں ہوں (الممتحنۃ:۴) ﴾۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مایوس ہو گئے اور تمام امکانی امور انجام دے چکے، سوائے استغفار کے کوئی امید نہ رہی تو اسی کا سہارا لینا چاہا لیکن جب ان پر یہ بات واضح ہو چکی کہ ان کے باپ (یعنی چچا آزر) کفر پر قائم رہیں گے اور ان کے مقدر میں ایمان کی دولت ہے ہی نہیں تو پھر ان کے لئے استغفار سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ (الخازن، ج٤، ص ٢٨١)

مفسرین کرام نے اس آیت ﴿وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الا ......الخ اور ابراہیم کا اپنے باپ کی مغفرت چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو اس سے کر چکا تھا (التوبۃ:۱۱٤) ﴾مفسر جلال کا یہ جملہ و ترک الاستغفار لہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں عام ذہنوں میں آنے والے شکوک و شبہات کو دور کر دیتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آزر سے بیزاری ظاہر کی اور ان کے لئے استغفار کرنا ترک فرما دیا، یہاں سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ آپ علیہ السلام نے اپنے چچا کے لئے اس وقت تک استغفار فرمایا جب تک آپ علیہ السلام پر ظاہر نہ ہوا کہ یہ ایمان لانے والا نہیں پھر جب آپ علیہ السلام پر ظاہر ہو گیا جیسا کہ قرآن کا بھی بیان ہے کہ ﴿فلما تبین لہ انہ عدو للہ پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے ﴾تو پھر اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اس کے لئے کبھی دعا نہ فرمائی۔

حکم خداوندی کے نزول سے پہلے اگر حضرات انبیائے کرام کسی کام کو کریں تو اس کام کے کرنے کی وجہ سے ان نفوس قدسیہ کی ذات پر کوئی حرف نہیں آتا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے سے اس بدبخت کو کوئی فائدہ نہ ہوگا ہاں دیگر ہزار کفار کے ایمان لانے کا سبب بن جائے گا۔لہذا اس قسم کی آیات سے ان نفوس قدسیہ کی ذات ستودہ صفات کے بارے میں کسی قسم کا شبہ ظاہر کر کے اپنے ایمان کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ہاں زندہ کافروں کیلئے دعا کرنا جائز ہے اس بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین ہماری رہنمائی کرتے ہیں چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا ڈالا ہے ان کے خلاف اللہ عزوجل سے دعا کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ جل جلالہ! ثقیف کو ہدایت دے"۔

(الجامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ثقیف، رقم:۳۹۶۸، ص۱۱۱۱)

☆......نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: "اے اللہ عزوجل! اسلام کو عزت دے ابوجہل بن ہشام سے یا عمر بن خطاب سے"، پھر اگلی صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔(ایضاً، باب فی مناقب ابی حفص، رقم:۳۷۰۱، ص ۱۰۵۲)

اغراض:

کفار مکۃ: عدو کی تفسیر ہے، اور عبرت لفظ کے عمومی اعتبار سے ہے نہ کہ خصوصی اعتبار سے، پس آیت کا حکم تمام کفار کے ساتھ قیامت تک کے لئے کافی ہوگا۔ **ووری بحنین**: مراد غزوہ حنین ہے، معنی یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منصوبہ جو (حاطب) کو معلوم تھا دیگر

لوگوں پر ظاہر کرنے کی ممانعت فرمائی اور اسی طرح سے دیگر مواقع پر منافقین کے حوالے سے معاملات پیش آئے، کہ مبادا ان وہ کافروں کو سب کچھ راز کی باتیں نہ بتادیں جس سے جنگ کی تدبیر ہی فوت ہوجائے اور شریعت میں توریہ انسان کے پوشیدہ معاملات کو کہتے ہیں، جیسا کہ انسان کبھی آگے یا پیچھے کے ہونے والے یا ہوچکنے والے معاملات کو خفیہ رکھتا ہے۔ بعض نسخوں میں یوں ہے کہ خیبر ماہ محرم الحرام سن ۷ ہجری میں، فتح مکہ رمضان المبارک سن ۸ ہجری میں اور حنین شوال المکرّم فتح مکہ والے سال میں وقوع پذیر ہوا۔

كتب حاطب بن ابي بلتعة: شان نزول میں ملاحظہ کیجئے۔ ممن ارسله: مراد سارہ ہیں، اور ''ارسل'' میں موجود ضمیر مستتر ''حاطب'' کی جانب اور ضمیر بارز ''الکتاب'' کی طرف عائد ہے۔ وقبل عذر حاطب: یعنی حاطب کا عذر قبول فرمالیا کیونکہ وہ مومن تھے، بدری صحابہ میں سے تھے اور اللہ ﷻ نے ان کے ایمان کی گواہی دی، چنانچہ فرمایا: ﴿يايها الذين امنوا﴾۔

اسرار خبر النبي: اور ﴿بالمودة﴾ میں موجود باء سببیہ ہے جس کی نظیر ماقبل گزر چکی۔ طريق الهدى: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿سواء السبيل﴾ مفعول ہے ﴿ضل﴾ کا۔

فتكون في الجنة: کافروں سے موالات کی گنجائش نہیں، کیونکہ مومنین اور کافرین کا قیامت میں اجتماع ہونا قرار نہیں پائے گا۔

في الموضعين: مراد آنیوالا فرمان مقدس: ﴿لقد كان لكم فيهم اسوة﴾ اور اس کے اتباع و اقتداء والے معنی ہیں۔

قولا وفعلا: اقتداء کی جہت سے واضح فرمایا، یعنی تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول وفعل کی اقتداء کرو، کیونکہ انہیں کافروں کی جانب سے کوئی شدت وضعف نہ پہنچے گا۔ من المومنين: یہاں بابل کے علاقے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معیت کا اعتبار کیا گیا ہے، کیونکہ اس وقت ان کے پاس سوائے اُن کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کے کوئی نہ تھے اور ان کی زوجہ بی بی سارہ تھیں یا یہ مراد ہے کہ جب وہ شام کی طرف تشریف لے آئے اور اس وقت اُن کے ساتھ مومنین کی کثیر تعداد موجود تھی۔ مستثنى من اسوة حسنة: مراد تمام قسم کے اسوہ ہیں، قولی فعلی ہر قسم کے اسوہ مراد ہیں۔ اى فليس لكم التأسى به: حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے چچا آزر کے لئے استغفار کرتے رہتے، امید لئے کہ ایمان لے آئیں گے لیکن جب اِن پر واضح ہوگیا کہ چچا اللہ کے دشمنوں میں شامل ہیں اور ایمان نہ لائیں گے تو پھر استغفار کرنا ترک فرمادیا۔ مستثنى من حيث المراد منه: مراد معنی کنائی ہے۔ وان كان من حيث: مراد معنی وضعی ہے۔

واستغفاره: یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جانب سے اپنے چچا کے لئے استغفار کرنے کا عذر بیان کرنا ہے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام فقط ان کے ایمان لانے کی امید پر استغفار کرتے تھے اور جب آزر کا کفر پر خاتمہ ہوا تو اپنے عمل سے رجوع فرمایا جس کا بیان اللہ کے فرمان میں موجود ہے: ﴿وما كان استغفار ابراهيم﴾۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد محترم سے وعدہ فرمایا تھا جیسا کہ سورہ مریم میں موجود ہے: ﴿ساستغفر لك ربى انه كان بى حفيا (مریم: ۴۷)﴾ اور استغفار کرنے کا ایک قول سورۃ الشعراء میں بھی ہے چنانچہ فرمایا: ﴿واغفر لابى﴾ پھر اپنے اقوال سے رجوع فرمایا جیسا کہ سورۃ برائت میں یوں ہے: ﴿انه عدو لله﴾۔

اى لا تظهرهم: یعنی کافروں کو ہم پر غالب نہ کردینا۔ فيظنوا انهم على الحق: یعنی کافر ہم پر کامیاب ہوجائیں۔

فيفتنوا: یعنی کافر کفر میں زیادتی کرجائیں اور مزید مداومت کریں کیونکہ کسی کو ڈھیل ملے تو وہ کفر میں مزید پختہ ہوتا ہے۔

او يظن الثواب والعقاب: یہ دوسری تفسیر ہے جو کہ ﴿يرجوا﴾ کے معنی کے حوالے سے کی گئی ہے، مراد ثواب کا گمان کرنا، یعنی ثواب کا یقین رکھنا ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۹۵ وغیرہ)

رکوع نمبر:۸

﴿عسى الله ان يجعل بينكم وبين الذين عاديتم منهم﴾مِنْ كُفَّارِ مَكَّةَ طَاعَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى﴿ مودة﴾بِاَنْ يَهْدِيَهُمْ لِلْاِيْمَانِ فَيَصِيْرُوْا اَوْلِيَاءَ﴿ والله قدير﴾عَلٰى ذٰلِكَ وَقَدْ فَعَلَهُ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ﴿ والله غفور﴾لَهُمْ مَا سَلَفَ﴿ رحيم (۷)﴾بِهِمْ﴿لا ينهكم الله عن الذين لم يقاتلوكم﴾مِنَ الْكُفَّارِ﴿ فى الدين ولم يخرجوكم من دياركم ان تبروهم﴾بَدَلُ اِشْتِمَالٍ مِنَ الَّذِيْنَ﴿ وتقسطوا﴾تَقْضُوْا﴿ اليهم﴾بِالْقِسْطِ اَىِ الْعَدْلِ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْجِهَادِ﴿ ان الله يحب المقسطين (۸)﴾اَلْعَادِلِيْنَ﴿انما ينهكم الله عن الذين قاتلوكم فى الدين واخرجوكم من دياركم وظاهروا﴾عَاوَنُوْا﴿ على اخراجكم ان تولوهم﴾بَدَلُ اِشْتِمَالٍ مِنَ الَّذِيْنَ تَتَّخِذُوْهُمْ اَوْلِيَاءَ﴿ ومن يتولهم فاولئك هم الظلمون (۹)يايها الذين امنوا اذا جاء كم المومنت﴾بِاَلْسِنَهِنَّ﴿ مهجرت﴾مِنَ الْكُفَّارِ بَعْدَ الصُّلْحِ مَعَهُمْ فِى الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى اَنَّ مَنْ جَاءَ مِنْهُمْ اِلَى الْمُؤْمِنِيْنَ يُرَدُّ﴿ فامتحنوهن﴾بِالْحَلْفِ اَنَّهُنَّ مَا خَرَجْنَا اِلَّا رَغْبَةً فِى الْاِسْلَامِ لا بُغْضًا لِاَزْوَاجِهِنَّ الْكُفَّارَ وَلَا عِشْقًا لِرِجَالٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَذَا كَانَ النَّبِىُّ يُحَلِّفُهُنَّ﴿ الله اعلم بايمانهن فان علمتموهن﴾ظَنَنْتُمُوْهُنَّ بِالْحَلْفِ﴿ مؤمنت فلا ترجعوهن﴾تَرُدُّوْهُنَّ﴿ الى الكفار لاهن حل لهم ولا هم يحلون لهن واتوهم﴾اَىْ اَعْطُوْا الْكُفَّارَ اَزْوَاجَهُنَّ﴿ ما انفقوا﴾عَلَيْهِنَّ مِنَ الْمُهُوْرِ﴿ ولا جناح عليكم ان تنكحوهن﴾بِشَرْطِهٖ﴿ اذا اتيتموهن اجورهن﴾مُهُوْرَهُنَّ﴿ ولا تمسكوا﴾بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ﴿ بعصم الكوافر﴾زَوْجَاتِكُمْ لِقَطْعِ اِسْلَامِكُمْ لَهَا بِشَرْطِهٖ اَوِ اللَّاحِقَاتِ بِالْمُشْرِكِيْنَ مُرْتَدَّاتٍ لِقَطْعِ اِرْتِدَادِهِنَّ نِكَاحَكُمْ بِشَرْطِهٖ﴿وسئلوا﴾اُطْلُبُوْا﴿ ما انفقتم﴾عَلَيْهِنَّ مِنَ الْمُهُوْرِ فِى صُوْرَةِ الْاِرْتِدَادِ مِمَّنْ تَزَوَّجَهُنَّ مِنَ الْكُفَّارِ﴿وليسئلوا ما انفقوا﴾عَلَى الْمُهَاجِرَاتِ كَمَا تَقَدَّمَ اَنَّهُمْ يُؤْتُوْنَهٗ﴿ ذلكم حكم الله يحكم بينكم﴾بِهٖ﴿ والله عليم حكيم (۱۰)وان فاتكم شىء من ازواجكم﴾اَىْ وَاحِدَةٍ فَاَكْثَرَ مِنْهُنَّ اَوْ شَىْءٌ مِنْ مُهُوْرِهِنَّ بِالذِّهَابِ﴿ الى الكفار﴾مُرْتَدَّاتٍ﴿ فعاقبتم﴾فَغَزَوْتُمْ وَغَنِمْتُمْ﴿فاتوا الذين ذهبت ازواجهم﴾مِنَ الْغَنِيْمَةِ﴿مثل ما انفقوا﴾لِفَوَاتِهٖ عَلَيْهِمْ مِنْ جِهَةِ الْكُفَّارِ﴿ واتقوا الله الذى انتم به مؤمنون (۱۱)﴾وَقَدْ فَعَلَ الْمُؤْمِنُوْنَ مَا اُمِرُوْا بِهٖ مِنَ الْاِيْتَاءِ لِلْكُفَّارِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ ثُمَّ اِرْتَفَعَ هٰذَا الْحُكْمُ﴿يايها النبى اذا جاءك المؤمنت يبايعنك على ان لا يشركن بالله شيئا ولا يسرقن ولا يزنين ولا يقتلن اولادهن﴾كَمَا كَانَ يَفْعَلُ فِى الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ وَاْدِ الْبَنَاتِ اَىْ دَفْنِهِنَّ اَحْيَاءً خَوْفَ الْعَارِ وَالْفَقْرِ﴿ ولا يأتين ببهتان يفترينه بين ايديهن وارجلهن﴾اَىْ بِوَلَدٍ مُلْقُوْطٍ يَنْسِبْنَهٗ اِلَى الزَّوْجِ وَصُفَ بِصِفَةِ الْوَلَدِ الْحَقِيْقِىْ فَاِنَّ الْاُمَّ اِذَا وَضَعَتْهُ سَقَطَ بَيْنَ يَدَيْهَا وَرِجْلَيْهَا﴿ولا يعصينك فى معروف﴾هُوَ مَا وَافَقَ طَاعَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى كَتَرْكِ النِّيَاحَةِ وَتَمْزِيْقِ الثِّيَابِ وَجَزِّ الشُّعُوْرِ وَشَقِّ الْجَيْبِ وَخَمْشِ الْوَجْهِ﴿ فبايعهن﴾فَعَلَ عَلَيْهِ ﷺ ذٰلِكَ بِالْقَوْلِ وَلَمْ يُصَافِحْ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ﴿ واستغفرلهن الله ان الله غفور رحيم (۱۲)يايها الذين امنوا لاتتولوا

قوما غضب الله عليهم﴾هُمُ الْيَهُوْدُ﴿قد يئسوا من الاخرة﴾اَىْ مِنْ ثَوَابِهَا مَعَ اِيْقَانِهِمْ بِهَا لِعِنَادِهِمُ النَّبِيَّ مَعَ عِلْمِهِمْ بِصِدْقِهِ﴿كما يئس الكفار﴾اَلْكَائِنُوْنَ﴿ من اصحب القبور(۱۳)﴾اَىِ الْمَقْبُوْرِيْنَ مِنْ خَيْرِ الْاٰخِرَةِ اِذْ تُعْرَضُ عَلَيْهِمْ مَقَاعِدُهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ كَانُوْا آمَنُوْا وَمَا يَصِيْرُوْنَ اِلَيْهِ مِنَ النَّارِ.

﴿ترجمہ﴾

قریب ہے کہ اللہ تم میں اور ان میں جو ان میں سے (یعنی کفار مکہ میں سے) تمہارے دشمن ہیں دوستی کر دے (یوں کہ انہیں ایمان کی ہدایت دیدے اور وہ تمہارے دوست بن جائیں) اور اللہ قادر ہے (اس پر اور فتح مکہ کے بعد اس نے یہ کر دکھایا......۱......) اور اللہ بخشنے والا ہے (ان کو جو انہوں نے پہلے کیا) رحم فرمانے والا ہے (ان پر) اللہ تمہیں ان سے (یعنی ان کفار سے) منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو (''ان تبرھم'' الـذین سے بدل اشتمال ہے) اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو (یعنی ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، یہ حکم جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے) بیشک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں (المقسطین بمعنی العادلین ہے) اللہ تمہیں انہی سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے یا تمہیں گھروں سے نکالا یا تمہارے نکالنے پر مدد کی (ظاهروا بمعنی عاونوا ہے) کہ ان سے دوستی کرو (''ان تولوھم'' الذین سے بدل اشتمال ہے ''ان تولوھم...... الخ'' کا معنی تتخذوا اولیاء ہے) اور جو ان سے دوستی کرے تو وہی ستمگار ہیں اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں (جو زبان سے اسلام کا اقرار کرتی ہوں) آئیں ہجرت کرتے ہوئے (کافروں کے پاس سے حدیبیہ میں تمہارے کافروں کے ساتھ اس شرط کے ساتھ پر صلح کر لینے کے بعد مکہ سے جو مسلمان مدینہ آئے گا اسے دوبارہ واپس کر دیا جائے گا) تو ان کا امتحان کرو (ان سے حلف لے کر کہ وہ گھروں سے اسلام کی طرف رغبت کرتے ہوئے نکلیں نہ کہ اپنے کافر شوہروں سے بغض اور نہ کسی مسلمان مرد کے عشق کی وجہ سے، حضور ﷺ ان عورتوں سے اسی طرح حلف لیا کرتے تھے......۲......) اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے پھر اگر تمہیں ان پر گمان ہو (ان کے قسم لینے کے سبب، علمتموھن بمعنی ظننتموھن ہے) ایمان والیاں ہونے کا تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو (ترجعوھن بمعنی تردوھن ہے) نہ یہ انہیں حلال نہ وہ انہیں حلال اور انہیں دیدو (ان عورتوں کے کافر شوہروں کو) جو ان کا خرچ ہوا (ان عورتوں کے مہر) اور تم پر گناہ نہیں کہ ان سے نکاح کر لو (اس کی شرط کے ساتھ) جب کہ ان کے مہر انہیں دو (اجورھن بمعنی مهورھن ہے) اور نہ جمے رہو (''لاتمسکوا'' فعل مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) کافرنیوں کے نکاح پر (یعنی کافر بیویوں کے نکاح پر کہ تمہارے اسلام نے اس عورت سے زوجیت کا رشتہ منقطع کر دیا، قطع نکاح کی شرط پائے جانے کے سبب یا معنی یہ ہے کہ جو عورتیں مرتد ہو کر مشرکین کے پاس چلی گئیں، قطع کی شرط پائے جانے کے سبب ان کے ارتداد نے تمہارے ساتھ ان کے رشتہ زوجیت کو منقطع کر دیا ہے......۳......) اور مانگ لو (اسئلوا بمعنی اطلبوا ہے) جو تمہارا خرچ ہوا (ان پر یعنی مہر تمہاری بیویوں کے مرتد ہو کر کافروں سے نکاح کر لیا ان سے) اور کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا (مہاجرہ عورتوں پر جیسا کہ گزرا ان مہاجرہ عورتوں سے نکاح کرنے والے حضرات سابقہ کافر شوہر کو مہر کی رقم ادا کریں......۴......) یہ اللہ کا حکم ہے وہ تم میں (اس کے ذریعے) فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ علم اور حکمت والا ہے اور اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھ عورتیں نکل جائیں (ان میں سے خواہ ایک یا زائد یا ان عورتوں کے جانے کے سبب ان کا مہر میں سے کچھ چلا جائے) کافروں کی طرف (مرتد ہو کر) تو تم سزا دو (یعنی ان سے جنگ کرو اور مال غنیمت حاصل کرو) تو جن کی عورتیں جاتی رہی تھیں انہیں (غنیمت میں سے) اتنا دیدو جو ان کا خرچ ہوا تھا (کہ ان کا یہ مال کافروں کے ہاتھوں ضائع ہوا ہے) اور اللہ سے ڈرو جس پر تمہیں ایمان ہے (مسلمانوں نے اس حکم کے مطابق عمل کیا، کفار کو ان

کی مہاجرہ عورتوں کا مہر اور مسلمانوں کی مرتد ہو کر جانے والی عورتوں کے شوہروں کو ان کا ادا کردہ مہر دے دیا پھر بعد میں یہ حکم اٹھالیا گیا) اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی (جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتی تھیں بچیوں کو عار اور فقر کے خوف کی وجہ سے دفن کر دیا کرتی تھیں "واد البنات بمعنی دفنھن ہے) اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان میں اٹھائیں (یعنی لقطہ میں ملنے والے بچے کو اپنے شوہر کی طرف منسوب کریں اور اسے اس کا سگا بیٹا ہونا جتائیں، ماں جب بچہ جنتی ہے تو وہ بچہ اس کے دونوں ہاتھ اور پیروں کے درمیان گرتا ہے) اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کرینگی ("معروف" سے مراد وہ امور ہیں جو اطاعت الٰہی کے موافق ہوں جیسے نوحہ نہ کرنا، کپڑے نہ پھاڑنا، بال نہ نوچنا، چہرہ نہ پیٹنا) تو ان سے بیعت لو (حسب حکم حضور ﷺ نے ان عورتوں سے زبانی بیعت لی اور کسی سے بھی مصافحہ نہ فرمایا) اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے (مراد اس سے یہودی ہیں) وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں (آخرت پر یقین رکھنے کے باوجود آخرت کے ثواب سے ان کا یہ عمل نبی پاک ﷺ کا بغض رکھنے کے سبب ہے یہ باخوبی جانتے ہیں کہ حضور ﷺ سچے ہیں) جیسے کافر (جو کہ ہیں) آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے (قبروں میں مدفون ان افراد کو آخرت کی بھلائی پہنچنے سے ایمان لانے کی صورت میں ملنے والے جنتی ٹھکانے ان پر پیش کئے جائیں گے، پھر انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ﴾

عسی اللہ: فعل رجاء با اسم، ان: مصدریہ، یجعل: فعل با فاعل، بینکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، بین: مضاف، الذین عادیتم: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، منھم: ظرف مستقر حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر معطوف، ملکر ظرف متعلق بمحذوف مفعول ثانی، مودۃ: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ قدیر واللہ غفور رحیم﴾

و: عاطفہ، اللہ مبتدا، قدیر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتدا، غفور رحیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لاینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین﴾

لاینھکم: فعل نفی ومفعول، اللہ: فاعل، عن: جار، الذین: موصول، لم یقاتلوکم فی الدین: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لم یخرجوکم من دیارکم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبدل منہ، ان: مصدریہ، تبروھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تقسطوا الیھم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر بدل، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یحب المقسطین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم﴾

انما: حرف مشبہ وما کافہ، ینھکم اللہ: فعل ومفعول وفاعل، عن: جار، الذین: موصول، قاتلوکم فی الدین: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخرجوکم من دیارکم: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، ظاھروا علی اخراجکم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مبدل منہ، ان تولوھم: جملہ بتاویل مصدر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یتولهم فاولئک هم الظلمون﴾
و: مستانفہ ،من: شرطیہ مبتدا،یتولهم: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،اولئک هم الظلمون: جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یایها الذین امنوا اذا جاء کم المومنت مهجرت فامتحنوهن﴾
یایها الذین امنوا: نداء،اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،جاء کم: فعل ومفعول،المومنت: ذوالحال،مهجرت: حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ ،امتحنوهن الله: فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿الله اعلم بایمانهن فان علمتموهن مومنت فلا ترجعوهن الی الکفار﴾
الله: مبتدا،اعلم بایمانهن: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،ف: عاطفہ،ان: شرطیہ ،علمتموهن مومنت: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ ،لاترجعوهن: فعل نفی بافاعل ومفعول،الی الکفار: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لاهن حل لهم ولا هم یحلون لهن واتوهم ما انفقوا﴾
لا: نافیہ،هن: مبتدا،حل: مصدر بافاعل،لهم: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ،لا: نافیہ،هم: مبتدا،یحلون لهن: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ،اتوهم: فعل امر بافاعل ومفعول،ماانفقوا: موصول،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا جناح علیکم ان تنکحوهن اذا اتیتموهن اجورهن﴾
و: عاطفہ،لا: نافیہ جنس،جناح: مصدر بافاعل،ان: مصدریہ،تنکحوهن: فعل بافاعل ومفعول،اذا: مضاف،اتیتموهن اجورهن: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل ب جار مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر اسم،علیکم: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تمسکوا بعصم الکوافر وسئلوا ما انفقتم ولیسئلوا ما انفقوا﴾
و: عاطفہ،لاتمسکوا: فعل نہی بافاعل،بعصم الکوافر: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ،سئلوا: فعل امر بافاعل،ماانفقتم: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ لام،لام: امر،یسئلوا: فعل امر بافاعل،ماانفقوا: موصول صلہ،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلکم حکم الله یحکم بینکم والله علیم حکیم﴾
ذلکم: مبتدا،حکم الله: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،یحکم: فعل بافاعل،بینکم: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،و: عاطفہ،الله: مبتدا،علیم حکیم: خبر نداء،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان فاتکم شیء من ازواجکم الی الکفار فعاقبتم فاتوا الذین ذهبت ازواجهم مثل ما انفقوا﴾
و: عاطفہ،ان: شرطیہ ،فاتکم: فعل ومفعول،شیء: فاعل،من: جار،ازواجکم: ذوالحال،الی الکفار: ظرف مستقر "ذاهبات" شبہ فعل محذوف کیلئے،ملکر شبہ جملہ ہوکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ف: عاطفہ،عاقبتم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط،ف: جزائیہ ،اتوا: فعل امر بافاعل،الذین: موصول،ذهبت ازواجهم: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول اول،مثل: مضاف،ماانفقوا: موصول صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واتقوا الله الذي انتم به مومنون﴾

و: عاطفہ، اتقوا: فعل امر با فاعل، الله: موصوف، الذي: موصول، انتم: مبتدا، به مومنون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایها النبي اذا جاءک المومنت یبایعنک علی ان لا یشرکن بالله شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادهن ولا یاتین ببهتان یفترینه بین ایدیهن وارجلهن ولا یعصینک فی معروف فبایعهن﴾

یایها النبي: نداء، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاءک: فعل ومفعول، المومنت: ذوالحال، یبایعن: فعل با فاعل، ک: ضمیر مفعول، علی: جار، ان: مصدریہ، لایشرکن بالله شیئا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لایسرقن: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لایزنین: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، لایقتلن اولادهن: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، و: عاطفہ، لایاتین: فعل نفی ونون نسوہ ذوالحال، یفترینه: فعل با فاعل ومفعول، بین: مضاف، ایدیهن: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ارجلهن: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ببهتان: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف رابع، و: عاطفہ، لایعصینک فی معروف: جملہ فعلیہ بمعروف جملہ فعلیہ معطوف خامس، ملکر شرط، ف: جزائیہ، بایعهن: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واستغفر لهن الله ان الله غفور رحیم﴾

و: عاطفہ، استغفر لهن: فعل امر با فاعل وظرف لغو، الله: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، غفور رحیم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایها الذین امنوا لا تتولوا قوما غضب الله علیهم قد یئسوا من الاخرة کما یئس الکفار من اصحب القبور﴾

یایها الذین امنوا: نداء، لاتتولوا: فعل نہی با فاعل، قوما: موصوف، غضب الله علیهم: جملہ فعلیہ صفت، قد: تحقیقیہ، یئسوا من الاخرة: فعل با فاعل وظرف لغو، کاف: جار، ما: موصولہ، یئس الکفار: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، من اصحب القبور: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "یاسا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......عادیتم منهم مودة......☆ جب اوپر کی آیات نازل ہوئیں تو مؤمنین نے اپنے اہل قرابت کی عداوت میں تشدد کیا ان سے بیزار ہوگئے اور اس معاملہ میں بہت سخت ہوگئے تو اللہ نے یہ آیات نازل فرما کر انہیں امید دلائی کہ ان کفار کا حال بدلنے والا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......لا ینهکم الله......☆ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت خزاعہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے حضور ﷺ سے اس شرط پر صلح کی تھی کہ آپ سے قتال کریں گے اور نہ آپ کے مخالف کی مدد کریں گے اللہ ﷻ نے ان لوگوں کے ساتھ سلوک کرنے کی اجازت دے دی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی ان کی والدہ مدینہ میں تحفے لے کر آئی تھی اور تھیں مشرکہ، تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کے ہدایا قبول نہ کئے اور انہیں اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت بھی نہ دی اور رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا حکم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور رسول کریم ﷺ نے اجازت دی کہ انہیں گھر میں بلائیں ان کے ہدایا قبول کریں ان کے ساتھ سلوک کریں۔

☆......واتوھم ما انفقوا...... ☆یعنی جو مہرانہوں نے اُن عورتوں کو دیئے تھے وہ انہیں واپس کردو، یہ حکم اہل ذمہ کے لئے ہے جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی لیکن حربی عورتوں کے مہر واپس کرنا نہ واجب نہ سنت، وان کان الامر بایتاء ما انفقوا الوجوب فھو منسوخ وان کان لندب کما ھو قول الشافعی فلا یہ مہر دینا اس صورت میں ہے جب کہ عورت کا کافر شوہر اس کو طلب کرے اور اگر طلب نہ کرے تو اس کو کچھ نہ دیا جائے گا۔ مسئلہ اسی طرح اگر کافر نے اس مہاجرہ کو مہر نہیں دیا تھا تو بھی وہ کچھ نہ پائے گا۔

☆......ولا جناح علیکم ان تنکحوھن ...... ☆یہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی صلح میں یہ شرط تھی کہ مکہ والوں میں سے جو شخص ایمان لاکر سید عالم کی خدمت میں حاضر ہو مکہ والے اس کو واپس لاسکتے ہیں اس آیت میں یہ بیان فرمادیا گیا کہ یہ شرط ضعیف مردوں کے لئے ہے عورتوں کی تصریح عہدنامہ میں نہیں ہے نہ عورتیں اس قرارداد میں داخل ہوسکتی ہیں کیونکہ مسلمان عورت کافر کے لئے حلال نہیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت حکم اول کی ناسخ ہے یہ اس کی تقدیر پر ہے کہ عورتیں عہد صلح میں داخل ہوں مگر عورتوں کا اس عہد میں داخل ہونا صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت علی سے عہدنامہ کے یہ الفاظ مروی ہیں "لایاتیک منا رجل وان کان علی دینک الاردتہ یعنی ہم سے جو مرد آپ کے پاس پہنچے خواہ وہ آپ کے دین پر ہی ہو آپ اسکو واپس دیں گے"۔

☆......یایھا النبی ...... ☆اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمانوں نے مہاجرہ عورتوں کے مہر ان کے کافر شوہروں کو ادا کردیئے اور کافروں نے مرتدات کے مہر مسلمانوں کو ادا کرنے سے انکار کردیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کفر واسلام کی دوستی ناممکن:

ا......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ ...... الخ قریب ہے کہ اللہ تم میں اور ان میں جو ان میں سے تمہارے دشمن ہیں دوستی کردے (الممتحنۃ:۷)﴾۔

فاضل بریلوی فرماتے ہیں: مشرکوں سے اتحاد و وداد قطعی حرام اور ان سے اخلاص دلی یقیناً کفر ہے۔ اللہ ﷻ فرماتا ہے: ﴿تری کثیرا منھم یتولون الذین کفروا لبئس ما قدمت لھم انفسھم ان سخط اللہ علیھم وفی العذاب ھم خلدون ولو کانوا یومنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء ولکن کثیرا منھم فسقون ان میں تم بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں کیا ہی بری چیز اپنے لئے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور اس نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے نہ دوستی کرتے مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں (المائدۃ:۸۰تا۸۱)﴾۔ موالات ہر کافر سے مطلقاً حرام ہے، اللہ نے عام کفار کی بنسبت یہ احکام فرمائے تو بزور زبان ان میں سے کسی کافر کا استثناء ماننا اللہ ﷻ پر افترائے بعید اور قرآن مجید کی تحریف شدید ہے بلکہ عالم الغیب نے یہ حکم یہود و نصاری سے خاص ماننے والوں کے منہ میں اپنے قہر عظیم کا پتھر دے دیا، ایک آیت میں صراحۃً کتابیوں کے ساتھ باقی کفار کو جدا ذکر فرمایا کہ کتابی وغیر کتابی سب کو تعمیم حکم مفسر منور ہوجائے، جاہلان ضلیل کی تاویل ذلیل راہ نہ پائے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا من الذین اوتوا الکتب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا اللہ ان کنتم مومنین اے ایمان والوں جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنادیا وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافران میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو (المائدۃ:۵۷)﴾۔

الاشباہ والنظائر و تنویر الابصار و درمختار میں ہے: لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر اگر کسی نے ذمی کو

احتراماً سلام کہہ دیا تو یہ کفر ہے کیونکہ کافر کی تعظیم کفر ہوتی ہے۔(الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹،ص ۵۹۱،الفتاوی الرضویہ مخرجہ، رسالہ:نابغ النور علی سوالات جبلفور، ج۱۴،ص ۱۴۱وغیرہ)

مہاجر خواتین کا امتحان:

۲......اللہ عزوجل فرماتا ہے:﴿یایھا الذین امنوا اذا جاءکم المؤمنٰت مھٰجرٰت فامتحنوھن اے ایمان والوں جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں تو ان کا امتحان کرو(الممتحنۃ:۱۰)﴾۔امتحان کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں:(۱)......حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ آنے والی عورتوں سے پوچھا جاتا تھا کہ وہ اپنے شوہر سے بغض کی وجہ سے تو نہیں آئیں، یا کسی دوسرے شہر یا علاقے کی جانب رغبت رکھنے کی وجہ سے سفر کرلیا، یا دنیا کی محبت میں سفر اختیار کر کے آئی ہو، یا کسی دوسرے آدمی کے عشق کے چکر میں یا اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آئی ہے۔پس اگر جو کوئی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا حلف اٹھالیتی، تو اس کے سابقہ شوہر کو مہر واپس کر کے اُن خواتین کو روک لیا جاتا۔(۲)......امتحان کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا ہوا کرتا تھا کہ اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتی ہے یا نہیں۔(۳)......بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان یہی ہوا کرتا تھا، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:﴿یایھا النبی اذا جاءک المؤمنٰت یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی (الممتحنۃ:۱۲)﴾۔(۴)......اکثر علماء کے نزدیک یہ ناسخ ہے ،جب کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے عہد کرلیا تھا، کہ ان کے پاس مسلمانوں میں سے جو بھی آیا، پھر اس حکم کو نساء کے حکم سے منسوخ کردیا، اور یہ مذہب ان کے نزدیک قابل قبول ہے جو قرآن کے ذریعے سنت کے نسخ کو مانتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ مرد و عورت سب ہی کے اعتبار سے آیت کا حکم منسوخ ہے، اور امام کے لئے دشمن سے صلح کرنا جائز نہیں کہ وہ سارے مسلمانوں کو واپس کردے گا کیونکہ مسلمان کا دارالحرب میں جہاں شرک کا دور دورہ ہو، رہنا جائز نہیں لیکن یہ کوفیوں کا مذہب ہے۔جب کہ امام مالک کے نزدیک صلح کرنا جائز ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۸،ص۵۶وغیرہ)

ارتداد سے نکاح قائم رہنے یا نہ رہنے کا مسئلہ:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿لا ھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن نہ یہ انہیں حلال اور نہ وہ انہیں حلال(الممتحنۃ:۱۰)﴾ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں:مرتد شخص کے لئے ضروری ہے کہ تجدید اسلام کرے، اگر عورت رکھتا ہو تو اس سے بعد توبہ و تجدید اسلام پھر نکاح کرے کہ علمائے نے ایسے شخص پر(جو سادات گیلانیہ، سیدی غوث اعظم وغیرہ کو یہودی، نصرانی، خنزیر و کتا کہے) حکم کفر ہے۔
تنویر الابصار میں ہے:ارتداد احد الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہوجانے سے بلا تاخیر نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب النکاح،باب: نکاح الکافر، ج۴،ص۳۶۶)
درمختار میں ہے:فی شرح الوھبانیۃ للشرنبلالی ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا شرنبلالی کی شرح وہبانیہ میں ہے کہ جو چیز بالاتفاق کفر ہو اس سے عمل اور نکاح باطل ہوجاتا ہے اور اس کی اولاد ولد زنا قرار پاتی ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الجھاد،باب:المرتد، ج۶،ص۳۹۰)
جامع الفصولین میں ہے:لو ارتد ھو لا تجبر المرأۃ علی التزوج اگر خاوند مرتد ہوجائے تو عورت کو(دوبارہ) نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، رسالہ:دوام العیش الائمۃ من قریش، ج۱۴، ص۲۴۷وغیرہ)
درمختار میں ہے: زوج یا زوجہ دونوں کافر غیر کتابی تھے، ان میں سے ایک مسلمان ہوا تو قاضی دوسرے پر اسلام پیش کرے اگر مسلمان

ہوگیا فبہا اور انکار یا سکوت کیا تو تفریق کردے، سکوت کی صورت میں احتیاط یہ ہے کہ تین بار پیش کرے، یونہی اگر کتابی کی عورت مسلمان ہوگئی تو مرد پر اسلام پیش کیا جائے، اسلام قبول نہ کیا تو تفریق کردی جائے اور اگر دونوں کتابی ہیں اور مرد مسلمان ہوا تو عورت بدستور اس کی زوجہ ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب النکاح، باب:نکاح الکافر، ج٤، ص٣٥٤)

شامی میں ہے: عورت مسلمان ہوئی اور شوہر پر اسلام پیش کیا گیا، اس نے اسلام لانے سے انکار کیا یا سکوت کیا تو تفریق کی جائے گی اور یہ تفریق طلاق قرار دی جائے، یعنی اگر بعد میں مسلمان ہوا اور اسی عورت سے نکاح کیا تو اب دو ہی طلاق کا مالک رہے گا، کہ منجملہ تین کے ایک پہلے ہو چکی ہے اور یہ طلاق بائن ہے اگرچہ دخول ہو چکا ہو یعنی اگر مسلمان ہوکر رجعت کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا، بلکہ جدید نکاح کرنا ہوگا اور دخول ہو چکا ہو تو عورت پر عدت واجب ہے اور عدت کا نفقہ شوہر سے لے گی اور پورا مہر شوہر سے لے سکتی ہے اور قبل دخول ہو تو نصف مہر واجب ہوا اور عدت نہیں اور اگر شوہر مسلمان ہوا اور عورت نے انکار کیا تو تفریق فسخ نکاح ہے، کہ عورت کی جانب سے طلاق نہیں ہوسکتی ہے پھر اگر وطی ہو چکی ہے تو پورا مہر لے سکتی ہے ورنہ کچھ نہیں۔ (المرجع السابق، ج٤، ص٣٥٤)

اختلاف دارین سے نکاح ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا مسئلہ:

ﷺ......ایک دارالاسلام میں آکر رہنے لگا دوسرا دارالحرب میں رہا، جب بھی عورت نکاح سے باہر ہو جائے گی، مثلاً مسلمان ہوکر یا ذمی بن کر دارالاسلام میں آیا یا یہاں آکر مسلمان یا ذمی ہوا یا قید کر کے دارالحرب سے دارالاسلام میں لایا گیا تو نکاح سے باہر ہوگئی اور اگر دونوں ایک ساتھ قید کر کے لائے گئے یا دونوں ایک ساتھ مسلمان یا ذمی بن کر وہاں سے آئے یا یہاں آکر مسلمان ہوئے یا ذمہ قبول کیا تو نکاح سے باہر نہ ہوئی یا حربی امن لے کر دارالاسلام میں آیا یا مسلمان یا ذمی دارالحرب کو امان لے کر گیا تو عورت نکاح سے باہر نہ ہوگی۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب النکاح، باب:نکاح الکافر، ج٤، ص٣٥٤ وغیرہ)

اغراض:

وقد فعله: اور یہ کہ کئی کفار اسلام لے آئے اور وہ آپس میں دوست اور بھائی بن گئے۔

لھم: یعنی جو عداوت کفر کی وجہ سے تھی، اللہ نے اُن سے ایمان کی وجہ سے دور کردی۔ **بدل اشتمال:** معنی یہ ہے کہ اللہ تمہیں اُن سے احسان کرنے سے نہیں روکتا، **البر** بمعنی **الاحسان** ہے۔ **ای بالعدل:** اور انصاف کرنے کا تعلق فقط مذکورہ لوگ ہی نہیں ہیں بلکہ انصاف ہر ایک کے ساتھ کرنا واجب ہے اگرچہ قاتل ہی کیوں نہ ہو، پس اَوْلیٰ تفسیر یہ ہے کہ **العدل** کی تفسیر **الاعطاء** سے کی جائے یعنی تم ان کے مالوں میں انصاف سے کام لو، پس **القسط** کا عطف **البر** پر ہے جس طرح خاص کا عطف عام پر ہوا کرتا ہے۔

العادلین: جب کہ **القسط** کی تفسیر **العدل** سے کی جائے، اور **القسط** کی تفسیر **الاعطاء** سے کرنا، پس **المقسطین** بمعنی **المحسنون** ہے۔ **بدل اشتمال:** یعنی اللہ نے تمہیں منع کیا ہے کہ اُن کے ساتھ موالات نہ کرو۔

بعد الصلح: متعلق ہیں ﴿مھجرات﴾ کے یا ﴿جاء کم﴾ کے۔ **بالحلف:** مراد کافروں کی طرف سے ہجرت کر کے آنے والی عورتیں حقیقی مسلمہ ہیں یا نہیں ان کا حلف کرلو؟ اور امتحان کرنے کا سبب یہ ہے تاکہ (معلوم ہوجائے کہ) عورت اپنے کافر شوہر سے الگ ہوکر رسول اللہ ﷺ کی طرف (دین کے لئے) آئی ہے۔ **بشرطه:** یعنی مسلمان عورت کی عدت مکمل ہوجانے کے بعد اس سے نکاح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ عورت مدخولہ ہو اور ولی یا گواہ اور دیگر شرائط سے مدخول بہا ہونے یا نہ ہونے کا علم ہوتا ہو۔

او اللاحقات: یہاں یہ صورت بیان ہورہی ہے کہ مرد مسلمان ہوگیا اور اس کی زوجہ بدستور کافر ہے، پس اس صورت میں مومنین کو کافرہ عورت سے نکاح برقرار رکھنے کی ممانعت ہے، بخلاف اہل کتاب کے، (یعنی مرد و عورت) دونوں ہی اہل کتاب تھے، اور مرد

مسلمان ہوا تو عورت بدستور اس کی زوجہ ہے۔ مزید حاشیہ نمبر ۳ کے تحت مطالعہ کیجئے۔
لقطع اسلامکم لھا بشروطه: یعنی (اسلام کی) شرط منقطع ہونے کی صورت میں، مثلاً مرد اسلام لے آیا اور عورت ایک ماہ کے بعد یا عورت مسلمان ہوئی مرد بعد میں، ہم نے مفصل کلام فتاوی شامی کے حوالے سے ماقبل حاشیہ نمبر "۳" میں واضح کیا ہے، طلباء کے لئے حاشیہ کا مطالعہ مفید ہوگا۔ **ثم ارتفع هذا الحکم:** یعنی مہر واپس لینے کا حکم اب منسوخ ہو چکا ہے، جب کہ عورت مرتدہ ہو جائے اور کافروں کے ساتھ مل جائے، پس مہر کی واپسی والا معاملہ نہ کیا جائے گا بلکہ مہلت دی جائے گی، پس اگر توبہ کرلیں تو ٹھیک ہے ورنہ قتل کر دی جائیں۔ (قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس مقام پر لکھتے ہیں کہ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ مہر واپس کرنے کے بارے میں آج بھی عمل کرنا واجب ہے یا نہیں، جب کہ کفار کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا تھا کہ عورتیں بھی واپس کی جائیں گی۔ ایک قول کے مطابق واجب نہیں ہے اور ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے، یہی عطاء، حماد اور قتادہ کا قول ہے)۔
ای بولد ملقوط: یعنی عورت کو حمل کی عدم موجودگی کے باعث شوہر سے تفریق کا خوف لاحق ہو اور وہ کسی کے بچے کو اپنے شوہر کی طرف منسوب کرے کہ گویا وہ بچہ اُس عورت کا اُسی کے شوہر سے ہے، پس اسی جانب مفسر نے اپنے قول "ای بولد" سے اشارہ کیا ہے اور یہ بہتان عظیم ہے اور مراد یہاں زنا نہیں ہے کیونکہ زنا کی ممانعت تو ماقبل صراحت سے بیان ہو چکی ہے۔
ترک النیاحة: سے مراد معروف ہے، یعنی جو طریقہ شرع میں اچھا اور معروف ہے، مراد اسم جامع ہے جو کہ ہر خیر کو شامل ہو سکے۔
بالقول: سید عالم ﷺ سے عورتوں کے بیعت لینے کا بیان مذکور ہے، ایک قول کے مطابق سید عالم ﷺ اور عورتوں کے مابین کپڑا موجود تھا جسے پکڑ کر بیعت لی گئی۔ ام عطیہ کہتی ہیں کہ جب مدینے میں آئے تو انصار کی خواتین گھر میں جمع ہوئیں اور ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آئے اور سید عالم ﷺ کے پیغام ہم تک پہنچاتے، پس بولے: میں رسول اللہ ﷺ کا نمائندہ ہوں اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگی، تو ہم نے: نعم (جی ہاں) کہا۔
(الصاوی، ج۶، ص۹۹ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة الصف مكية او مدنية وهى اربع عشرة آية

(سورۂ صف مکی یا مدنی ہے جس میں چودہ آیتیں ہیں)

تعارف سورة الصف

اس سورت میں دو رکوع، چودہ آیتیں دو سو اکیس کلمات اور نو سو حروف ہیں۔ مکی زندگی میں بھی مشکلات تھیں لیکن وہ الگ نوعیت کی تھیں اب مدنی زندگی میں بھی مسلمانوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، مگر یہاں پر مسلمانوں کو اذن جہاد مل گیا تھا۔ اب ضرورت صرف اس چیز کی تھی کہ ایسے نوجوان بہادر جانباز ہوں جن کے قول وفعل میں ہم آہنگی ہو اور جو بات کہیں اس میں عمل کر کے دکھائیں کیونکہ جن لوگوں کے قول وعمل میں تضاد ہوتا ہے وہ اپنی قوم کے لئے باعث شرف نہیں بن سکتے اور اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو یہاں اس بات کی تنبیہ فرمائی کہ وہ بات نہ کریں جس کو پورا کرنے کی طاقت نہ ہو۔ یہ طریقہ کار اللہ ﷻ کو سخت ناپسند ہے اور اس کی ناراضگی وغضب کا سبب ہے۔ اور بتا دیا کہ جب تم کفار سے مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں اترو تو صفیں باندھ کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ جاؤ تا کہ کفر کے جتنے بھی طوفان آئیں اس دیوار سے ٹکرا کر چکنا چور ہو جائیں۔ اور فرمایا جب موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف آئے تو ان کی قوم والوں نے ان کی قدر نہ کی ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا، لیکن تم کبھی بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ سے ایسا سلوک نہ کرنا۔ اور آیت نمبر آٹھ اور نو میں اسلام کے غلبہ کی بشارت دی اور فرمایا آندھیاں جتنی بھی آئیں اللہ ﷻ کے روشن چراغ کو بجھا نہیں سکتی جو پیغام اللہ ﷻ کا حبیب ﷺ لے کر آئے ہیں سب ادیان پر غالب آجائے گا۔ اور اس کا پوری دنیا میں غلبہ ہو کر رہے گا اور دوسرے رکوع میں مسلمانوں کو ایسے کاروبار سے آگاہ کیا کہ جس میں نفع ہی نفع ہے کہ وہ اللہ ﷻ کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں اللہ ﷻ کے دین کو بلند کرنے کے لئے مالی جانی جہاد کریں۔ اللہ ﷻ اس کے بدلے ان کو جنت کی ابدی نعمتوں سے نوازے گا اور دنیا میں بھی کامیابی حاصل ہوگی۔ اور آخرت میں ایمان والوں کو دعوت دی کہ وہ آگے بڑھیں اور اللہ ﷻ کے دین کی تائید ونصرت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اللہ ﷻ ان کی مدد کرے گا اور کامیاب وکامران ہونگے۔

رکوع نمبر: ۹

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿سبح لله ما فى السموت وما فى الارض﴾اَیْ نَزَّهَهُ فَاللَّامُ مَزِیْدَةٌ وَجِیْءَ بِمَا تَغْلِیْبًا لِلْاَکْثَرِ﴿ وهو العزيز﴾فِی مُلْکِهٖ﴿ الحكيم (۱)﴾فِی صُنْعِهٖ﴿يايها الذين امنوا لم تقولون﴾فِی طَلَبِ الْجِهَادِ﴿ ما لا تفعلون (۲)﴾اِذَا انْهَزَمْتُمْ بِاُحُدٍ﴿كبر﴾عَظُمَ﴿ مقتا﴾تَمْیِیْزٌ﴿ عند الله ان تقولوا﴾فَاعِلُ کَبُرَ﴿ ما لا تفعلون (۳) ان الله يحب﴾یَنْصُرُ وَیُکْرِمُ﴿ الذين يقاتلون فى سبيله صفا﴾حَالٌ اَیْ صَافِّیْنَ﴿كانهم بنيان مرصوص (۴)﴾مُلْزَقٌ بَعْضُهٗ اِلٰی بَعْضٍ ثَابِتٍ﴿و﴾اذْکُرْ﴿اذ قال موسى لقومه يقوم لم تؤذوننى﴾قَالُوْا اِنَّهٗ آدَرُ اَیْ مُنْتَفِخُ الْخُصْیَةِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ وَکَذَّبُوْهُ﴿ وقد﴾لِتَّحْقِیْقِ﴿ تعلمون انى رسول الله اليكم﴾اَلْجُمْلَةُ حَالٌ وَالرَّسُوْلُ یُحْتَرَمُ﴿ فلما زاغوا﴾عَدَلُوْا عَنِ الْحَقِّ بِاِیْذَائِهٖ﴿ ازاغ الله قلوبهم﴾اَمَالَهَا عَنِ الْهُدٰی عَلٰی وَفْقِ مَاقَدَّرَهٗ فِی الْاَزَلِ﴿ والله لا يهدى القوم الفسقين (۵)﴾اَلْکَافِرِیْنَ فِی عِلْمِهٖ﴿و﴾اذْکُرْ﴿اذ قال عيسى ابن مريم يبنى اسرائيل﴾لَمْ یَقُلْ یَاقَوْمِ لِاَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ لَهٗ فِیْهِمْ قَرَابَةٌ﴿ انى

رسول الله الیکم مصدقا لما بین یدی﴾قَبْلِیْ﴿ من التورة ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد﴾قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی﴿ فلما جاء هم﴾جَاءَ اَحْمَدُ الْکُفَّارَ﴿ بالبینت﴾الْاٰیَاتِ وَالْعَلَامَاتِ﴿ قالوا هذا﴾اَیِ الْمَجِیْءُ بِہٖ﴿ سحر﴾وَفِیْ قِرَاءَۃٍ سَاحِرٌ اَیِ الْجَائِیْ بِہٖ﴿ مبین(۶)﴾بَیِّنٌ﴿ومن﴾لَا اَحَدَ﴿اظلم﴾اَشَدُّ ظُلْمًا﴿ ممن افترى على الله الكذب﴾بِنِسْبَةِ الشَّرِیْکِ وَالْوَلَدِ اِلَیْہِ وَوَصْفِ آیَاتِہٖ بِالسِّحْرِ﴿وهو یدعی الی الاسلام والله لا یهدی القوم الظلمین(۷)﴾اَلْکَافِرِیْنَ﴿یریدون لیطفئوا﴾مَنْصُوْبٌ بِاَنْ مُقَدَّرَۃٌ وَاللَّامُ مَزِیْدَۃٌ﴿ نور الله﴾شَرْعَہٗ وَبَرَاهِیْنَہٗ﴿ بافواههم﴾بِاَقْوَالِهِمْ اَنَّہٗ سِحْرٌ وَشِعْرٌ وَکَہَانَۃٌ﴿ والله متم﴾مُظْهِرٌ﴿ نوره﴾وَفِیْ قِرَاءَۃٍ بِالْاِضَافَۃِ﴿ولو كره الكفرون(۸)﴾ذٰلِکَ ﴿هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره﴾یُعْلِیَہٗ﴿ على الدين كله﴾جَمِیْعُ الْاَدْیَانِ الْمُخَالِفَۃِ﴿ ولو كره المشركون(۹)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اللہ کی پاکی بولتا ہے (یعنی اس کی تنزیہہ بیان کرتا ہے) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (اسم جلالت سے پہلے لام زائدہ ہے، من کے بجائے ما کو ذکر کرنا اپنی مخلوق کو غلبہ دینے کی وجہ سے ہے) اور وہی غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے ملک میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اے ایمان والو! (طلبِ جہاد کے بارے میں) کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے.....۱.....(جبکہ تم جنگ احد میں شکست سے دوچار ہوئے) کیسی سخت ناپسند ہے (کبر بمعنی عظم ہے، "مقتا" "کبر" کی تمیز ہے) اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو ("ان تقولوا" "کبر" کا فاعل ہے) بیشک اللہ محبوب رکھتا ہے (مدد کرتا اور عزت افزائی کرتا ہے) انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں صف باندھ کر (صفا بمعنی صافین حال بن رہا ہے) گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی (جس کا بعض حصہ دیگر بعض سے خوب ملا ہوا ہے) اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو (یہ لوگ کہتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہرنیا کا مرض ہے حالانکہ ایسا نہ تھا بلکہ وہ آپ علیہ السلام پر جھوٹ باندھتے تھے.....۲.....) اور بیشک ("قد" تحقیق کے لیے ہے) تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں ("وقد تعلمون..... الخ" جملہ حالیہ ہے اور رسول ﷺ کا احترام کیا جاتا ہے) پھر جب وہ ٹیڑھے ہوئے (آپ علیہ السلام کو ایذا دیکر انہوں نے حق سے عدول کیا تو) اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے (ازل میں اپنے مقرر کردہ فیصلہ کے موافق انہیں ہدایت سے دور فرمایا) اور اللہ فاسق (یعنی علم الٰہی میں کافر) لوگوں کو راہ نہیں دیتا اور (یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل ("یا قوم" نہیں فرمایا کہ آپ علیہ السلام کی ان سے کوئی قرابت نہیں تھی) میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب (بین یدی بمعنی قبلی ہے) توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے.....۳.....(اللہ عزوجل فرماتا ہے) پھر جب وہ (یعنی احمد ﷺ) ان کے (یعنی کفار کے) پاس آیا روشن نشانیاں لیکر (آیات اور علامات لے کر) بولے یہ (یعنی یہ جو لے کر آئے ہیں) جادو ہے (اور ایک قرائت میں لفظ "ساحر" ہے یعنی آیات لانے والے جادوگر ہیں) کھلا اور اس سے بڑھ کر ظالم کون (یعنی اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں) جو اللہ پر جھوٹ باندھے (اس کی طرف اولاد و شریک کی نسبت کر کے اور اس کی آیات کو سحر کا نام دے کر) حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اور ظالم (یعنی کافر) لوگوں کو اللہ راہ نہیں دیتا چاہتے ہیں کہ بجھا دیں ("لیطفئوا" ان مقدرہ کی وجہ سے منصوب ہے اور اس پر لام زائدہ ہے) اللہ کا نور (یعنی اس کی

شریعت اور اس کے براہین...... ہے......) اپنے مونھوں سے (اپنی ان باتوں سے کہ یہ جادو، شعر یا کہانت ہے) اور اللہ کو اپنا نور ظاہر کرنا پڑے (متم بمعنی مظهر ہے،'' متم نوره ''ایک قرائت میں اضافت کے ساتھ پڑھا گیا ہے) پڑے برا مانیں کافر (اس کو) وہی ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے غالب کرے (لیظهره بمعنی یعلیه ہے) سب دینوں پر (جو کہ دین اسلام کے مخالف ہیں) پڑے برا مانیں مشرک۔

﴿ترکیب﴾

﴿سبح لله ما فی السموت وما فی الارض وهو العزيز الحكيم﴾

سبح لله......الخ: اس آیت مبارکہ کی ترکیب سورۃ حشر کی آیت نمبر ا، میں ملاحظہ ہو۔

﴿يايها الذين امنوا لم تقولون ما لا تفعلون﴾

يايها الذين امنوا: نداء، لام: جار، ما: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، تقولون: فعل با فاعل، ما لا تفعلون: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿كبر مقتاً عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون﴾

كبر: فعل، هو: ضمیر ممیز، مقتاً: موصوف، عند الله: ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر تمیز فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ خبر مقدم، ان: مصدریہ، تقولوا ما لا تفعلون: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مخصوص بالنداء مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الله يحب الذين يقاتلون فی سبيله صفا كانهم بنيان مرصوص﴾

ان الله: حرف مشبہ واسم، يحب: فعل با فاعل، الذين: موصول، يقاتلون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، صفا: حال اول، كانهم: حرف مشبہ واسم، بنيان مرصوص: خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، فی سبيله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ قال موسى لقومه يقوم لم تؤذونني وقد تعلمون انی رسول الله اليكم﴾

و: مستانفہ، اذ: مضاف، قال موسى لقومه: جملہ فعلیہ قول، يقوم: نداء، لام: جار، ما: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، تؤذون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قد: تحقیقیہ، تعلمون: فعل با فاعل، انی: حرف مشبہ واسم، رسول الله اليكم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ن: وقایہ، ی: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف ''اذكر'' کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما زاغوا ازاغ الله قلوبهم والله لا يهدى القوم الفسقين﴾

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، زاغوا: جملہ فعلیہ شرط، ازاغ الله: فعل وفاعل، قلوبهم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، الله: مبتدا، لا يهدى القوم الفسقين: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ قال عيسى ابن مريم يبنى اسراء يل انی رسول الله اليكم مصدقا لما بين يدى من التورة ومبشرا برسول ياتی من بعدی اسمه احمد﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قال: فعل، عيسى: مبدل منہ، ابن مريم: مرکب اضافی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قول، يبنى اسراء يل: نداء، انی: حرف مشبہ، وی ضمیر ذوالحال، مصدقا: اسم فاعل با فاعل، لام: جار، ما: موصولہ، بين يدى: ظرف متعلق بمحذوف

صلہ،ملکر ذوالحال،من التورۃ:ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،مبشرا:اسم فاعل بافاعل،ب:جار،رسول:موصوف،یاتی من بعدی: جملہ فعلیہ صفت اول،اسمہ:مبتدا،احمد:خبر،ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ معطوف،ملکر حال،ملکر اسم،رسول اللہ الیکم: شبہ جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما جاء ھم بالبینت قالوا ھذا سحر مبین﴾

ف: مستانفہ،لما:شرطیہ،جاء ھم بالبینت: جملہ فعلیہ شرط،قالوا:قول،ھذا:مبتدا،سحر مبین:خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ومن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب وھو یدعی الی الاسلام﴾

و: مستانفہ،من:استفہامیہ مبتدا،اظلم:اسم تفضیل بافاعل،من:جار،من:موصولہ،افتری:فعل"ھو"ضمیر مستقر ذوالحال،و:حالیہ،ھو:مبتدا،دعی الی الاسلام: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،علی اللہ:ظرف لغو،الکذب ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واللہ لا یھدی القوم الظلمین﴾

و:عاطفہ،اللہ:مبتدا،لایھدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون﴾

یریدون: فعل بافاعل،لام:جار،یطفئوا:فعل واؤ ضمیر ذوالحال،و:حالیہ،اللہ:مبتدا،متم:اسم فاعل مضاف باھو ضمیر ذوالحال،و:حالیہ،لو:شرطیہ،کرہ الکفرون:جملہ فعلیہ جزا محذوف "اتمۃ" کی شرط،ملکر جملہ حال،ملکر فاعل،نورہ:مضاف الیہ مفعول،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،نور اللہ:مفعول،بافواھھم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو "ھلاک الرسول اورفع الاسلام او ابطال القران" مفعول محذوف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون﴾

ھو: مبتدا،الذی: موصول،ارسل رسولہ:فعل بافاعل ومفعول،ب: جار،الھدی:معطوف علیہ،و:عاطفہ،دین الحق: معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،لام:جار،یظھر:فعل "ھو"ضمیر مستقر ذوالحال،و:حالیہ،لو:شرطیہ،کرہ المشرکون: فعل وفاعل "اظھارہ" مفعول محذوف،ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف "اظھرہ" کی شرط،ملکر جملہ شرطیہ حال،ملکر فاعل،ہ:ضمیر مفعول،علی: جار،الدین:مؤکد،کلہ:تاکید،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یایھا الذین امنوا ......☆ صحابہ کرام کی ایک جماعت گفتگو کررہی تھی کہ یہ وہ وقت تھا جب تک حکم جہاد نازل نہ ہوا تھا اس جماعت میں یہ تذکرہ تھا کہ اللہ ﷻ کو سب سے زیادہ کیا عمل پیارا ہے ہمیں معلوم ہوتا تو ہم وہی کرتے چاہے اس میں ہمارے مال اور ہماری جانیں کام آجائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس آیت کے شان نزول میں اور کئی قول ہیں منجملہ ان میں ایک یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو مسلمانوں سے نذد کا جھوٹا وعدہ کرتے تھے۔

☆......یاایھا الذین امنوا...... ☆ مؤمنین نے کہا اگر ہم جانتے کہ اللہ کو کونسا عمل بہت پسند ہے تو ہم وہی کرتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس آیت میں اس عمل کو تجارت پر تعبیر فرمایا گیا کیونکہ جس طرح تجارت سے نفع کی امید ہوتی ہے اسی طرح ان اعمال سے بہترین نفع رضائے الٰہی اور جنت ونجات حاصل ہوتی ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بغیر عمل کے تبلیغ کرنا:

١......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون اے ایمان والوں کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے (الصف:٢)﴾۔ ماقبل مذکور شان نزول کے تحت مزید کچھ اقوال یہ ہیں: (١)......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ...... الخ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں (الصف:٤)﴾ نازل فرمائی پس بعض لوگ اُحد کے دن آزمائے گئے تو پھر گئے اور موت کو ناپسند کرتے ہوئے زندگی کو پسند فرمایا۔ (٢)......ایک قول یہ ہے کہ جب اللہ ﷻ نے اپنے رسول ﷺ کو بدر کے دن کے ثواب سے متعلق فرمایا تو بعض نے کہا کہ اگر ہمیں بھی ایسی کوئی صورت پیش آئے تو ہم بھی قتال میں شریک ہوں، پھر جب اُحد کا معاملہ ہوا تو پھر گئے، پس اللہ ﷻ نے ماقبل آیت کے ذریعے اُنہیں عار دلائی کہ وہ کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ (٣)......ایک شخص قتال کا ذکر کرتا لیکن شریک نہ ہوتا، کھانا کھلانے کا کہتا لیکن خود نہ کھلاتا اور (کافروں کی گردن مارنے کا لوگوں سے کہتا) لیکن خود اس پر عمل نہ کرتا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (٤)......منافقین کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جو مومنین کی مدد ونصرت کا دعوی کرتے تھے لیکن پھر اپنے ہی دعوی میں جھوٹے ہوتے تھے۔ (الخازن، ج٤، ص ٢٨٦)

☆......حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، اس کی آنتیں دوزخ میں بکھر جائیں گی اور وہ اس طرح گردش کر رہا ہوگا جس طرح چکی کے گرد گدھا گردش کرتا ہے، دوزخی اس کے گرد جمع ہو کر کہیں گے: اے فلاں! کیا بات ہے؟ تم تو ہمیں نیکی کا حکم دیتے تھے اور برائی سے روکتے تھے، وہ کہے گا: میں تم کو نیکی کا حکم دیتا تھا اور خود نیک کام نہیں کرتا تھا اور میں تم کو برائی سے منع کرتا تھا لیکن خود برائی سے نہیں بچ پاتا تھا''۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابواب الجنة، رقم: ٣٢٦٧، ص ٥٤٤)

قوم کا حضرت موسی علیہ السلام کو بیمار سمجھنا:

٢......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿واذ قال موسی لقومہ یقوم لم تؤذوننی ...... الخ یاد کرو جب موسی نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو (الصف:٥)﴾۔ مفسرین کرام نے مزید کچھ آیات بھی نقل کی ہیں کہ قوم نے حضرت موسی علیہ السلام کو کس کس طرح اذیتیں پہنچائیں۔ ﴿یا موسی ان فیھا قوما جبارین وانا لن ندخلھا...... الخ اے موسی اس میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے (المائدہ:٢٢)﴾، ﴿فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون تو آپ جائیے اور آپ کا رب تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں (المائدة:٢٤)﴾۔ مفسر جلال نے تؤذوننی سے خاص وہ بیماری مراد لی ہے جو قوم حضرت موسی علیہ السلام کے بارے میں گمان کرتی تھی، ان کا خیال تھا کہ حضرت موسی علیہ السلام کو کوئی اندرونی بیماری لاحق ہو چکی ہے جس کی بناء پر الگ ہو کر نہاتے ہیں جب کہ قوم کا حال یہ تھا کہ وہ سب کے سامنے برہنہ ہو کر نہانے میں فخر کرتی تھی۔ ﴿واذ استسقی موسی لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر جب موسی نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو (البقرة:٦٠)﴾ کے تحت ''وھو الذی فر بثوبہ'' کے ذریعے بھی نشاندہی فرمائی ہے کہ جس پتھر پر حضرت موسی علیہ السلام نے نہانے کی غرض سے اپنے

کپڑے اتار کر رکھے تھے وہ پتھر اللہ عزوجل کے حکم سے آپ کے کپڑے لے کر بھاگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس کے پیچھے پیچھے بھاگتے گئے تا کہ لوگ جان لیں کہ جس بیماری کو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب منسوب کر رہے ہیں وہ اُس بیماری سے محفوظ ہیں۔

(جلالين كلاں، حاشيه نمبر ٢٦، ص ١٠)

احمد نام کی برکتیں:

☆......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿مِن بعدی اسمہ احمد میرے بعد جس کا نام احمد ہوگا(الصف:٦)﴾۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کی خبر دی، اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت توریت میں بھی پائی گئی، اور بشارت سے مراد یہ ہے کہ جب لوگ ان کا زمانہ پائیں تو ان پر ایمان لے آئیں۔ اور ان کی تصدیق کی خبر توریت میں بھی پائی جاتی ہے۔

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت، اپنی ماں کے خواب کی تصدیق جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا، ان سے نور نے خروج کیا جس کی روشنی شام کے محلات تک پھیل گئی''۔

(مسند امام احمد، حديث :عرباض بن ساريه، رقم: ج٥، ص ١١٢)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پانچ نام ہیں: میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، اور احمد ہوں، ماحی ہوں اور اللہ عزوجل میری وجہ سے کفر کو مٹائے گا، حاشر ہوں یعنی اللہ عزوجل قیامت کے دن لوگوں کو میرے قدموں پر جمع کرے گا اور عاقب ہوں یعنی سب کے بعد آنے والا''۔

(صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب سورة الصف، رقم: ٤٨٩٦، ص٨٦٨)

☆......حافظ ابو طاہر سلفی نے انس سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''روز قیامت دو شخص اللہ عزوجل کے حضور کھڑے کئے جائیں گے، حکم ہوگا کہ انہیں جنت میں لے جاؤ، عرض کریں گے، الٰہی عزوجل! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے، ہم نے تو جنت میں جانے والا کوئی کام نہیں کیا؟ فرمائے گا: ''جنت میں جاؤ! میں نے حلف کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو، وہ دوزخ میں نہ جائے گا''۔

(الفردوس الاخبار، رقم: ٨٥١٥، ج٢، ص ٥٠٣)

اللہ عزوجل کے نور سے مراد براھین یا کچھ اور:

☆......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر(الصف:٨)﴾، ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکفرون چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر(التوبة: ٣٢)﴾۔ اس بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)......ابن عباس اور ابن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ لوگ قرآن کو باطل خیال کر کے اور اس کی تکذیب کرنے کے ذریعے اللہ عزوجل کے نور کو مٹانا چاہتے تھے، یعنی نور سے مراد قرآن ہے۔ (۲)......ابن بحر کہتے ہیں کہ قائم شدہ دلائل کو جھٹلاتے تھے، (۳)......ضحاک کہتے ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہلاکت کر کے زمین میں بھونچال مچانا چاہتے تھے۔ (۴)...... سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو باطل خیال کر کے، ان کے کلام کے ظاہر کو چھپا کر ملاوٹ کر کے بیان کرتے۔ (۵)......حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ چالیس دن تک وحی الٰہی عزوجل حکمت کی بناء پر رُوکی گئی، پس کعب بن اشرف کہنے لگا: اے یہود کے سردارو! خوشخبری ہو کہ اللہ عزوجل نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور کو بجھا دیا، جو اُن پر نازل ہوا کرتا تھا۔ پس جب یہ حکم نازل ہوا کہ اللہ عزوجل اپنے نور کو مکمل کرے گا اگرچہ کافر ناپسند جانیں، تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے۔

(روح المعاني ،الجزء:٢٨، ص ٣٩٢)

اغراض:

فللام مزيدة: یعنی لام تاکید یا تعلیل کے لئے ہے، مراد یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس کی رضا کے حصول کے لئے کرو نہ کہ طلب ثواب اور خوف عذاب سے بچنے کے لئے اور یہی مراتب میں سے اعلیٰ درجے کا مرتبہ ہے۔ **فی طلب الجهاد:** مراد آیت کے نزول کا سبب بیان کرنا ہے، ماقبل شان نزول دیکھیں۔

ینصر ویکرم: مراد وہ حقیقی محبت ہے جو اللہ کی جانب کسی بندے کو ہونی چاہیے۔ **ای صافین:** یعنی ﴿صفا﴾ کی تفسیر حال ہونے کی وجہ سے مشتق سے کی ہے، اور مفعول "انفسهم" محذوف ہے۔ **ملزق بعضه الی بعض:** سیسے کی مانند ایک دوسرے کے ساتھ جُڑا ہوا اور برابر ہونا مراد ہے۔ **قالوا انه آدر:** یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تہمت دینے کی وجہ یہی گمان تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوئی ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے کپڑے پہن کر تنہائی میں غسل کرتے ہیں اور اسی کی جانب یہ فرمان: ﴿یا یها الذین امنوا لا تکونوا کالذین آذوا موسی (الاحزاب:۶۹)﴾ اشارہ کرتا ہے۔ **قالوا:** یعنی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عیب لگائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کے انکاری ہوئے اور انہیں جھٹلایا۔

الکافرین فی علمه: ایک سوال کا جواب دینا مقصود ہے، سوال یہ ہے کہ اللہ نے کئی کافروں کو ہدایت دی اور وہ اسلام پر جمے رہے؟ حاصل جواب یہ ہے کہ جو اسلام لایا اور اللہ نے اُسے ہدایت دی کیونکہ اللہ کے علمِ ازل سے وہ کافر لکھا ہوا نہ تھا اور جو اللہ کے علمِ ازل میں کافر لکھا ہوا تھا تو اس کا کفر پر خاتمہ ضروری ہے اگرچہ اس نے طویل زندگی اسلام پر گزاری ہو۔

اذکر: مقصود حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے قصے کی تکرار کرنا ہے اور ان کے علاوہ حضرات انبیائے کرام کے قصوں کی بھی، اور اس لئے کہ وعظ ونصیحت ہو جائے کیونکہ کسی بھی چیز کے ایک سے زائد بار ذکر کرنے سے یہی مقصود ہوا کرتا ہے۔

جاء احمد للکفار: یہ مفسرین کرام کے دو اقوال میں سے ایک قول ہے جو کہ ﴿جائهم﴾ کی تفسیر کے حوالے سے مذکور ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ضمیر ﴿عیسی﴾ کی جانب عائد ہے۔ **ای لا احد:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔

شرعه وبراهینه: یہ ﴿نور﴾ کی تفسیر میں سے ایک قول ہے، جب کہ نور سے مراد قرآن مجید بھی ہے، ایک قول نور سے مراد اسلام کا بھی کیا گیا ہے اور ایک قول کے مطابق نور سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات بھی ہے۔ (الصاوی، ج۶، ص۱۰۴ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿یایها الذین امنوا هل ادلکم علی تجارة تنجیکم﴾ بِالتَّخۡفِیۡفِ وَالتَّشۡدِیۡدِ ﴿من عذاب الیم (۱۰)﴾ مُؤۡلِمٍ فَکَاَنَّهُمۡ قَالُوۡا نَعَمۡ فَقَالَ ﴿تؤمنون﴾ تُدۡمُوۡنَ عَلَی الۡاِیۡمَانِ ﴿بالله ورسوله وتجاهدون فی سبیل الله باموالکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (۱۱)﴾ اَنَّهٗ خَیۡرٌ لَّکُمۡ فَافۡعَلُوۡهُ ﴿یغفر﴾ جَوَابُ شَرۡطٍ مُقَدَّرٍ اَیۡ اَنۡ تَفۡعَلُوۡهُ یَغۡفِرۡ ﴿لکم ذنوبکم ویدخلکم جنت تجری من تحتها الانهر ومسکن طیبة فی جنت عدن﴾ اِقَامَةٍ ﴿ ذلک الفوز العظیم (۱۲) و﴾ یُؤۡتِکُمۡ نِعۡمَةً ﴿اخری تحبونها نصر من الله وفتح قریب وبشر المؤمنین (۱۳)﴾ بِالنَّصۡرِ وَالۡفَتۡحِ ﴿یایها الذین امنوا کونوا انصار الله﴾ لِدِیۡنِهٖ وَفِیۡ قِرَاءَةٍ بِالۡاِضَافَةِ ﴿کما﴾ کَانَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ کَذٰلِکَ الدَّالُّ عَلَیۡهِ ﴿ قال عیسی ابن مریم للحوارین من انصاری الی الله﴾ اَیۡ مِنَ الۡاَنۡصَارِ الَّذِیۡنَ یَکُوۡنُوۡنَ مَعِیۡ مُتَوَجِّهًا اِلٰی نُصۡرَةِ اللّٰهِ ﴿ قال الحواریون نحن انصار الله﴾ وَالۡحَوَارِیُّوۡنَ اَصۡفِیَاءُ عِیۡسٰی وَهُمۡ اَوَّلُ مَنۡ اٰمَنَ بِهٖ وَکَانُوۡا اِثۡنَیۡ عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الۡحُوۡرِ وَهُوَ الۡبَیَاضُ الۡخَالِصُ وَقِیۡلَ کَانُوۡا

قَصَّارِیْنَ یَحُوْرُوْنَ الثِّیَابَ اَیْ یُبَیِّضُوْنَهَا﴿فامنت طائفة من بنی اسرائیل﴾بِعِیْسٰی وَقَالُوْا اِنَّهٗ عَبْدُاللّٰهِ رُفِعَ اِلَی السَّمَاءِ ﴿ وکفرت طائفة﴾لِقَوْلِهِمْ اَنَّهٗ اِبْنُ اللّٰهِ رَفَعَهٗ اِلَیْهِ فَاقْتَتَلَتِ الطَّائِفَتَانِ ﴿ فایدنا﴾قَوَّیْنَا﴿ الذین امنوا﴾مِنَ الطَّائِفَتَیْنِ﴿علی عدوهم﴾اَلطَّائِفَةُ الْکَافِرَةُ﴿ فاصبحوا ظاهرین(۱۴)﴾غَالِبِیْنَ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! کیا میں بتادوں وہ تجارت جو تمہیں بچالے ("تنجیکم" فعل کو مخفف ومشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) دردناک عذاب سے (الیم بمعنی مؤلم ہے، گویا کہ مسلمانوں نے کہا جی ہاں! تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) ایمان رکھو (تؤمنون بمعنی تداومون علی الایمان ہے) اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو (اس کا اپنے لیے بہتر ہونا تو یہ کر گزرو" یغفر "شرط مقدر کا جواب ہے معنی یہ ہے کہ اگر تم ایسا کروگے تو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا) وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں اور پاکیزہ محلوں میں جو بسنے کے باغوں میں ہیں (عدن بمعنی اقامۃ ہے) یہی بڑی کامیابی ہے اور ایک اور (نعمت) تمہیں دے گا جو تمہیں پیاری ہے اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح اور تم مسلمانوں کو خوشخبری سنادو (مدد اور فتح کی) اے ایمان والو خدا کے (یعنی اس کے دین کے) مددگار ہو (ایک قرائت میں "انصار اللہ" کو اضافت کے ساتھ پڑھا گیا ہے) جیسے (حواری تھی، ان کی اس حالت پر یہ فرمان دال ہے) عیسی بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کرے (یعنی میرے ساتھ کون مددگار ہے جو دین خدا کی مدد کی طرف متوجہ ہو) حوای بولے ہم دین خدا کے مددگار ہیں (حواری حضرت عیسی علیہ السلام کے اصحاب کو کہتے ہیں یہ وہ لوگ تھے جو سب سے پہلے آپ علیہ السلام پر ایمان لائے ان حضرات کی تعداد بارہ تھی، "احوری" "حور" سے ماخوذ ہے بمعنی خالص سفید، ایک قول کے مطابق یہ حضرات دھوبی تھے جو کپڑے دھو کر سفید کر دیا کرتے تھے اسی وجہ سے انہیں حواری کہا جاتا ہے......۱......) تو بنی اسرائیل سے ایک گروہ ایمان لایا (حضرت عیسی علیہ السلام پر اور انہوں نے کہا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اللہ ﷻ کے بندے ہیں جنہیں اس نے آسمان پر اٹھالیا ہے) اور ایک گروہ نے کفر کیا (یہ کہہ کر کہ حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اللہ ﷻ نے انہیں اپنے پاس اٹھالیا ہے پھر یہ دونوں گروہ باہم لڑنے لگے ......۲......) تو ہم نے (دونوں گروہ میں سے) ایمان والوں کو قوت دی (ایدنا بمعنی قوینا ہے) ان کے دشمنوں پر (یعنی کافر گروہ پر) تو غالب ہوگئے (ظاهرین بمعنی غالبین ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم﴾

یایها الذین امنوا: نداء، هل: حرف استفہام، ادلکم: فعل بافاعل ومفعول، علی: جار، تجارة: موصوف، تنجیکم: فعل بافاعل ومفعول، من عذاب الیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿تومنون بالله ورسوله وتجاهدون فی سبیل الله باموالکم وانفسکم﴾

تومنون: فعل بافاعل، ب: جار، الله: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رسوله: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تجاهدون: فعل بافاعل، فی سبیل الله: ظرف لغو، باموالکم وانفسکم: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر "هی" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، سوال مقدر "ماهی التجادة" جواب واقع ہے۔

﴿ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون﴾

ذلکم: مبتدا، خیر لکم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: شرطیہ، کنتم تعلمون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فافعلوہ" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یغفرلکم ذنوبکم ویدخلکم جنت تجری من تحتها الانهر ومسکن طیبة فی جنت عدن﴾

یغفرلکم: فعل با فاعل وظرف لغو، ذنوبکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یدخلکم: فعل با فاعل ومفعول، جنت: موصوف، تجری من تحتها الانهر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، مسکن: موصوف، طیبة: صفت اول، فی جنت عدن: ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "ان تومنوا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک الفوز العظیم واخری تحبونها نصر من الله وفتح قریب وبشر المومنین﴾

ذلک: مبتدا، الفوز العظیم: ن، و: عاطفہ، اخری: موصوف، تحبونها: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر محذوف "لکم" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ، نصر: موصوف، من الله: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، فتح قریب: مرکب توصیفی معطوف، ملکر مبتدا محذوف "تلک النعمة الاخری" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، بشر: فعل امر با فاعل، المومنین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "تومنون" پر معطوف ہے کہ "تومنون" بمعنی امر متصل ہے۔

﴿یایها الذین امنوا کونوا انصار الله کما قال عیسی ابن مریم للحوارین من انصاری الی الله﴾

یایها الذین امنوا: نداء، کونوا: فعل امر ناقص با اسم، انصار الله: خبر، ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "قلنا لهم ذلک" کیلئے مقولہ، فعل با فاعل وظرف لغو، ذلک: مفعول، کاف: جار، ما: موصولہ، قال: فعل، عیسی ابن مریم: فاعل، للحوارین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قول، من: استفہامیہ مبتدا، انصاری: ذوالحال، الی الله: ظرف مستقر حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "قـــولا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قول اپنے قول اپنے مقولہ سے، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿قال الحواریون نحن انصار الله فامنت طائفة من بنی اسراء یل وکفرت طائفة﴾

قال الحواریون: قول، نحن: مبتدا، انصار الله: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف، "فلما رفع عیسی الی السماء افترق الناس فیه فرقتین" امنت: فعل، طائفة: موصوف، من بنی اسراء یل: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کفرت: فعل، طائفة: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فایدنا الذین امنوا علی عدوهم فاصبحوا ظاهرین﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فاقتتلت الطائفتان" ایدنا: فعل با فاعل، الذین امنوا: موصول صلہ، ملکر مفعول، علی عدوهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اصبحوا: فعل ناقص با اسم، ظاهرین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یایها الذین امنوا هل ادلکم ...... ☆مومنین نے کہا تھا کہ اگر ہم جانتے کہ اللہ عزوجل کو کونسا عمل پسند ہے تو ہم وہی کرتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس آیت میں اس عمل کو تجارت سے تعبیر کیا گیا کیونکہ جس طرح تجارت سے نفع کی امید ہوتی ہے اسی طرح ان اعمال سے بہترین نفع رضائے الٰہی اور جنت ونجات حاصل ہوتی ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت عیسی علیہ السلام کا اپنے حواریوں سے مدد چاہنا:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿قال عیسی ابن مریم للحوارین من انصاری الی الله...... الخ عیسی بن مریم نے حواریوں سے کہا، کون ہے جو اللہ کی طرف سے ہو کر میری مدد کرے (الصف:۱۴)﴾۔ یہاں اللہ عزوجل کے سوا کسی اور سے مدد مانگنے کا بیان ہے، مزید یہ کہ مدد مانگنے والا بھی اللہ عزوجل کا مقرب برگزیدہ ہے۔ حواری خاص دوست کو کہتے ہیں، یہ حور سے مشتق ہے جس کے معنی خالص سفیدی کے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کلمات ارشاد فرمائے جب آپ نے لوگوں کو غزوۂ خندق کی دعوت دی، ہر مرتبہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے لبیک کہی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی علیہ السلام کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے، میرا حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہے''۔ قاموس میں ہے کہ حواری کے معنی مددگار، یا انبیاء کا مددگار، دھوبی اور گہرا دوست ہے۔ (المظھری، ج۱، ص ۴۷۷)

اسی سے حواریات ہیں یعنی وہ دیہاتی عورتیں جن کی رنگت صاف ہو، حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھیوں کو بھی ان کے خلوصِ نیت اور گہری دوستی کی وجہ سے حواری کہتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اس سے مراد وہ بادشاہ ہے جو سفید کپڑے پہنتے تھے جن سے حضرت عیسی علیہ السلام مدد طلب کرتے تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ دھوبی تھے جو کپڑوں کو دھو کر سفید کردیتے تھے۔ (البیضاوی، ج۱، ص ۲۶۴)

☆......حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حواری سے مراد حضرت عیسی علیہ السلام کے ۱۲ اصفیاء ہیں۔ پس ان میں کسی کو روم کی جانب بھیجا، کسی کو بابل کی جانب، کسی کو افریقہ کی جانب، کسی کو افسس کی جانب، کسی کو بیت المقدس کی جانب، کسی کو حجاز مقدس کی جانب، کسی کو بربر اور اس کے اردگرد کی جانب، اور ان میں سے کسی کے نام وثقہ ہونے کا ذکر نہیں ملتا جیسا کہ ''الاتقان'' میں سیوطی نے لکھا ہے۔

(تنویر المقباس، ص ۶۲، روح المعانی، الجزء:۲۸، ص ۳۹۷)

حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں خود ساختہ عقیدہ:

۲......کہا جاتا ہے کہ جس وقت اللہ عزوجل نے حضرت عیسی علیہ السلام کو آسمان کی جانب اٹھالیا، قوم تین گروہ میں بٹ گئی، ایک کا کہنا تھا کہ ہم میں خدا عزوجل موجود تھا، پھر آسمان کی جانب بلند ہو گیا اس گروہ کو یعقوبیہ کہتے ہیں، دوسرا کہتا کہ ہم میں اللہ عزوجل کا بیٹا موجود تھا پھر آسمان کی جانب بلند ہوا اس گروہ کو نسطوریہ کہتے ہیں، تیسرا گروہ کہتا کہ ہم میں اللہ عزوجل کا بندہ اور رسول علیہ السلام موجود تھا جو کہ آسمان کی جانب اٹھالیا گیا اور یہ گروہ مسلمان تھا۔ (ابن کثیر، ج۴، ص ۴۳۱)

اغراض:

یؤتکم نعمة: میں مفسر نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ ﴿اخری﴾ صفت ہے فعل مقدر کے محذوف مفعول کا، اور یہ مقدر مذکور ماقبل پر معطوف ہے، اور مراد دنیا کی نعمت دینا ہے یعنی آخرت کی نعمت کا ذکر کرنے کے بعد دنیا کی نعمت کا ذکر کرنا مراد ہے۔ **کما کان الحواریون کذلک:** یعنی اللہ کے مددگار، معنی یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا کہ میرے مددگار بن جاؤ، جس کا بیان اللہ عزوجل کے فرمان میں یوں ہے: ﴿من انصاری الی الله﴾۔

فاقتتلت الطائفتان: یعنی کافر قوم غالب رہی یہاں تک کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے مبعوث فرمایا، پس مومن کافر پر غالب ہو گئے۔

(الصاوی، ج۶، ص ۱۰۸)

صلوا علی الحبیب: صلی الله تعالی علی محمد

سورۃ الجمعۃ مدنیۃ وھی احدی عشرۃ آیۃ

(سورۃ الجمعہ مدنی ہے اس کی کل گیارہ آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ الجمعۃ

اس سورت میں دو رکوع، گیارہ آیتیں، ایک سو اسی کلمے اور سات سو بیس حروف ہیں۔اس سورت کا آغاز اللہ ﷻ کی تسبیح اور اس کی صفات سے ہو رہا ہے اللہ ﷻ نے اپنی شان کے بعد اپنے محبوب ﷺ کی تعریف و کمالات بیان فرمائے ہیں۔امیین کا لفظ ذکر کر کے کافروں کے اس گمان کو باطل کر دیا کہ جو کہتے تھے کہ نبوت صرف بنی اسرائیل کے خاندانوں کی جاگیر ہے۔ان کو یہ بتا دیا کہ یہ نبوت اللہ ﷻ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے اسے کوئی منع نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس ذات باری تعالی پر اعتراض کر سکتا ہے۔کفار مکہ کے ساتھ ساتھ یہودی اس عداوت میں شریک تھے کہ وہ ہر وقت اسی تانک میں رہتے تھے کہ اسلام کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ کی چٹانیں کھڑی کر دیں بلکہ ان کا بس چلے تو سرور کائنات حضور ﷺ کی ذات مبارکہ کو بھی (معاذ اللہ ﷻ) قتل کر دیں۔اس میں یہ بتا دیا کہ ان کا دعوی ایک دھوکا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس موسی علیہ السلام کی کتاب توریت ہے اور ہم ان کے امتی ہیں لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ان کو اس کتاب سے استفادہ کی توفیق ہی نہیں ہے۔یہ تو اس کی آیتیں بیچ کر مال و دولت اکٹھا کر رہے ہیں ان کی مثال اس گدھے کی طرح ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لاد دیں لیکن اسے یہ خبر نہیں کہ اس میں علم و حکمت کے جواہر موجود ہیں۔اور دوسرے رکوع میں مسلمانوں کو جمعہ کے آداب سکھائے جا رہے ہیں کہ جب اللہ ﷻ کے حبیب ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے ہوں تو کسی دنیاوی مقصد کے لئے وہاں سے نہ جایا کرو البتہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کسب معاش کی تلاش میں اللہ ﷻ کی زمین میں پھیل جاؤ اور ہر حالت میں اللہ ﷻ کی تسبیح کرتے رہو۔

رکوع نمبر: ۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿یسبح للہ﴾یُنَزِّھُہٗ فَاللَّامُ زَائِدَۃٌ﴿ما فی السموت وما فی الارض﴾فِی ذِکْرِمَا تَغْلِیْبٌ لِلْاَکْثَرِ﴿الملک القدوس﴾اَلْمُنَزَّہُ عَمَّالَایَلِیْقُ بِہٖ﴿العزیز الحکیم (۱)﴾فِی مُلْکِہٖ وَصُنْعِہٖ﴿ھو الذی بعث فی الامیین﴾الْعَرَبِ وَالْاُمِّیُّ مَنْ لَایَکْتُبُ وَلَایَقْرَاُ کِتَابًا﴿رسولا منھم﴾ھُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ﴿یتلوا علیھم ایتہ﴾القُرْاٰنَ﴿ویزکیھم﴾یُطَھِّرُھُمْ مِنَ الشِّرْکِ﴿ویعلمھم الکتب﴾اَلْقُرْاٰنَ﴿والحکمۃ﴾مَا فِیْہِ مِنَ الْاَحْکَامِ﴿وان﴾مُخَفَّفَۃٌ مِنَ الثَّقِیْلَۃِ وَاِسْمُھَا مَحْذُوْفٌ اَیْ وَ اَنَّھُمْ﴿کانوا من قبل﴾قَبْلَ مَجِیْئِہٖ﴿لفی ضلل مبین (۲)﴾بَیِّنٍ﴿واخرین﴾عَطْفٌ عَلَی الْاُمِّیِّیْنَ اَیِ الْمَوْجُوْدِیْنَ مِنْھُمْ وَالْاٰتِیْنَ﴿منھم﴾بَعْدَھُمْ﴿لما﴾لَمْ﴿یلحقوا بھم﴾فِی السَّابِقَۃِ وَالْفَضْلِ﴿وھو العزیز الحکیم (۳)﴾فِی مُلْکِہٖ وَصُنْعِہٖ وَھُمُ التَّابِعُوْنَ وَالْاِقْتِصَارُ عَلَیْھِمْ کَافٍ فِی بَیَانِ فَضْلِ الصَّحَابَۃِ الْمَبْعُوْثِ فِیْھِمُ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی مَنْ عَدَاھُمْ مِمَّنْ بُعِثَ اِلَیْھِمْ وَآمَنُوْا بِہٖ مِنْ جَمِیْعِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ لِاَنَّ کُلَّ قَرْنٍ خَیْرٌ مِمَّنْ یَلِیْہِ﴿ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء﴾اَلنَّبِیَّ وَمَنْ ذُکِرَ مَعَہٗ﴿واللہ ذو الفضل العظیم (۴)﴾مثل الذین حملوا التورۃ﴾کُلِّفُوا الْعَمَلَ بِھَا﴿ثم لم یحملوھا﴾لَمْ یَعْمَلُوْا بِمَا فِیْھَا مِنْ نَعْتِہٖ ﷺ فَلَمْ یُؤْمِنُوْا بِہٖ﴿کمثل الحمار یحمل اسفارا﴾اَیْ

كُتُبًا فِي عَدَمِ اِنْتِفَاعِهِ بِهَا﴿ بئس مثل القوم الذين كذبوا بايت الله﴾اَلْمُصَدِّقَةِ لِلنَّبِيِّ ﷺ مُحَمَّدٍ وَالْمَخْصُوْصُ بِالذَّمِّ مَحْذُوْفٌ تَقْدِيْرُهُ هٰذَا الْمَثَلُ﴿و الله لايهدى القوم الظلمين(٥)﴾الْكَافِرِيْنَ﴿قل يايها الذين هادوا ان زعمتم انكم اولياء لله من دون الناس فتمنوا الموت ان كنتم صدقين(٦)﴾تَعَلَّقَ بِتَمَنِّيْهِ الشَّرْطَانِ عَلٰى اَنَّ الْاَوَّلَ قَيْدٌ فِي الثَّانِي اَيْ اِنْ صَدَقْتُمْ فِي زَعْمِكُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ وَالْوَلِيُّ يُؤْثِرُ الْاٰخِرَةَ وَمُبْدَؤُهَا الْمَوْتُ فَتَمَنَّوْهُ﴿ولا يتمنونه ابدا بما قدمت ايديهم﴾مِنْ كُفْرِهِمْ بِالنَّبِيِّ الْمُسْتَلْزِمِ لِكِذْبِهِمْ﴿ والله عليم بالظلمين (٧)﴾الْكَافِرِيْنَ﴿قل ان الموت الذى تفرون منه فانه﴾وَالْفَاءُ زَائِدَةٌ﴿ملقيكم ثم تردون الى علم الغيب والشهادة﴾السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ﴿ فينبئكم بما كنتم تعملون(٨)﴾فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

اللہ کی پاکی بولتا ہے (یعنی اس کی تنزیہ بیان کرتا ہے، اسم جلالت سے پہلے لام زائدہ ہے) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (''ما'' کو ذکر کرنے میں اکثر مخلوق کو غلبہ دیا گیا ہے) بادشاہ کمال پاکی والا (یعنی ہر اس شے سے منزہ جو اس کی شان کے لائق نہ ہو) غلبہ رکھنے والا (اپنے ملک میں) حکمت والا (اپنی صنعت میں) وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں بھیجا (''امیین'' سے مراد عرب ہیں، امی اسے کہتے ہیں جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو) انہیں میں سے ایک رسول (مراد اس سے محمد ﷺ ہیں) کہ ان پر اس کی (یعنی قرآن پاک کی) آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں (شرک سے، یزکیھم بمعنی یطھرکم ہے) اور انہیں کتاب (یعنی قرآن پاک) اور حکمت (یعنی اس میں موجود احکام) کا علم عطا فرماتے ہیں......١......اور بیشک (''ان'' مخففة من الثقيلة ہے، اور اس کا اسم محذوف ہے اصل میں ''وانھم'' ہے) اس سے پہلے (یعنی ان کے آنے سے پہلے) وہ ضرور کھلی گمراہی میں تھے (مبین بمعنی بین ہے) اور اوروں کو (''اخرین'' کا عطف الامیین پر ہے یعنی جو ان میں سے موجود اور جو آنے والے ہیں) ان میں سے (ان کے بعد) جو ان اگلوں سے نہ ملے (سبقت لے جانے اور فضیلت پانے میں، مراد اس سے تابعین ہیں اور ان کے ذکر پر اقتصار کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت کے بیان کے لیے کافی ہے ان کے بعد آنے والے افراد پر جن کی طرف حضور ﷺ کو معبوث کیا گیا اور جن و انس میں سے جو بھی قیامت تک حضور ﷺ پر ایمان لے کر آئیں گے کہ حضور ﷺ انہی لوگوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں معبوث ہوئے تھے اور تمام زمانوں سے بہتر وہ زمانہ ہے جو حضور ﷺ کے ساتھ ملا ہوا ہو) اور وہی غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے ملک میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے (یعنی نبی ﷺ اور ان کے ساتھ والوں کو) اور اللہ بڑے فضل والا ہے ان کی مثال جن پر توریت رکھی گئی تھی (جنہیں اس پر عمل کا مکلف کیا گیا) پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا (یعنی اس میں موجود حضور ﷺ کے اوصاف پر عمل نہ کیا وہ حضور ﷺ پر ایمان لے کر نہیں آئے) گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے (وجہ تشبیہ دونوں کا کتاب سے نفع نہ اٹھانا ہے......٢......اسفار بمعنی کتبا ہے) کیا ہی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی (وہ) آیتیں جھٹلائیں (جو نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی تصدیق کرنے والی تھیں، یہاں مخصوص بالذم ''ھذا المثل'' محذوف ہے) اور اللہ ظالموں (یعنی کافروں) کو راہ نہیں دیتا تم فرماؤ اے یہودیوں اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں تو مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو (یہاں ان کی تمنائے موت کرنا دو شرطوں کے ساتھ متعلق ہے یوں کہ پہلی شرط دوسری کے لیے قید ہے معنی آیت یہ ہے کہ اگر تم اپنے اس زعم میں سچے ہو کہ تم اللہ عزوجل کے پیارے ہو اور اللہ اپنے دوست کو ترجیح دیتا ہے اور آخرت کی ابتدا موت سے ہوتی ہے تو تم موت کی تمنا کرو) اور وہ کبھی اس

کی آرزو نہ کریں گے ان اعمال کے سبب جوان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں (یعنی ان کے نبی پاک ﷺ کے ساتھ کفر کرنے کے سبب ، یہ ان کے جھوٹ کو بھی مستلزم ہے) تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو بیشک وہ ("فانہ" میں فاء زائدہ ہے) تو ضرور تمہیں ملنی ہے پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے (الغیب سے مراد السر اور الشھادۃ بمعنی العلانیۃ ہے) پھر وہ تمہیں بتادے گا جو تم نے کیا تھا (یعنی تمہیں اس کا بدلہ دے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یسبح لله ما فی السموت وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم﴾

یسبح: فعل، لام: جار، الله: مبدل منہ، الملک القدوس العزیز الحکیم: بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ما فی السموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما فی الارض: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ھو الذی بعث فی الامین رسولا منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین واخرین منھم لما یلحقوا بھم﴾

ھو: مبتدا، الذی: موصول، بعث: فعل بافاعل، فی: جار، الامین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخرین: موصوف، منھم: ظرف مستقر صفت اول، لما: نافیہ، یلحقوا بھم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، رسولا: موصوف، منھم: ظرف مستقر صفت اول، یتلوا علیھم ایتہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یزکیھم: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، یعلم: فعل بافاعل، ھم: ذوالحال، و: حالیہ، ان مخففہ با "ھو" ضمیر شان محذوف اسم، کانوا: فعل ناقص واؤ ضمیر ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، لام: تاکیدیہ، فی ضلل مبین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، الکتب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الحکمۃ: معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وھو العزیز الحکیم ذلک فضل الله یؤتیہ من یشاء والله ذوالفضل العظیم﴾

و: عاطفہ، ھو: مبتدا، العزیز الحکیم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ، ذلک: مبتدا، فضل الله: خبر اول، یؤتیہ من یشاء: جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الله: مبتدا، ذوالفضل العظیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿مثل الذین حملوا التورۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا﴾

مثل: مضاف، الذین: موصول، حملوا التورۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لم یحملوھا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا، کاف: جار، مثل: مضاف، الحمار: ذوالحال، یحمل اسفارا: جملہ فعلیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بئس مثل القوم الذین کذبوا بایت الله والله لا یھدی القوم الظلمین﴾

بئس: فعل ذم، مثل: مضاف، القوم: موصوف، الذین کذبوا بایت الله: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ مبتدا محذوف "ھذا المثل" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الله: مبتدا، لا یھدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل یایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء لله من دون الناس فتمنوا الموت﴾

قل: قول،یایھا الذین ھادوا: نداء،ان:شرطیہ،زعمتم:فعل بافاعل،انکم:حرف مشبہ واسم،اولیاء:موصوف،للہ:ظرف مستقر صفت اول،من دون الناس: ظرف مستقر صفت ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،تمنوا:فعل امر بافاعل،الموت:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرطیہ بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان کنتم صدقین ولا یتمنونہ ابدا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظلمین﴾

ان: شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزامحذوف "فتمنوا الموت" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ،و:عاطفہ،لایتمنونہ:فعل نفی بافاعل ومفعول،ابدا:ظرف،بماقدمت ایدیھم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،اللہ:مبتدا،علیم بالظلمین: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملقیکم﴾

قل: قول،ان الموت:حرف مشبہ واسم،الذی:موصول،تفرون منہ: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ف:مستانفہ،انہ:حرف مشبہ واسم،ملقیکم:اسم فاعل بافاعل ومفعول،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ثم تردون الی علم الغیب والشھادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون﴾

ثم: عاطفہ،تردون:فعل بانائب الفاعل،الی: جار،علم:مضاف،الغیب:معطوف علیہ،و:عاطفہ،الشھادۃ:معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،ینبئکم:فعل بافاعل ومفعول،بما کنتم تعملون:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آیت مذکورہ میں نبی کے چار اوصاف:

1......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿ھو الذی بعث فی الامیّن رسولا منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پراس کی آیتیں پڑھتے ہیں اورانہیں پاک کرتے ہیں اورانہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے(الجمعۃ:۲)﴾۔اس آیت میں نبی پاک ﷺ کے چار اوصاف کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے جوکہ درج ذیل ہیں:

(۱)...... اُمِیّین میں تبلیغ کرنا: یہاں آیت کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اُمیین پر کتاب کی تعلیم پہنچائی، جوکہ لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔ بعض لوگ سید عالم ﷺ کی اُمّی ہونے کی صفت کو یونہی بیان کرتے ہیں جیسا کہ دیگر عام لوگوں کے لئے بیان کی جاتی ہے حالانکہ وہ قرآن کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿الرحمن علم القرآن رحمٰن نے اپنے محبوب کوقرآن سکھایا (الرحمن:۱تا۲)﴾جب سکھانے والی ذات اللہ ﷻ کی ہے تو پھر نبی ﷺ کی شان میں نقص رہتا ہی کہاں ہے؟۔

(۲)......آیات کا پڑھنا: نازل ہونے والی آیات کولوگوں کو پڑھ کرسناتے ہیں۔

(۳)......تزکیہ فرمانا: اہل عرب کوکفر کی گندگیوں سے پاک کرتے ہیں۔ (الطبری، الجزء:۲۸،ص ۱۰۷)

(۴)......کتاب وحکمت کی تعلیم دینا: کتاب سے مراد قرآن اور فرائض کا علم ہے، جب کہ حکمت سے مراد وہ چیزیں جن کوان کی حقیقت کے ساتھ پہنچانا ہے۔ابن وہب کہتے ہیں مالک کے قول کے مطابق دین اور فقہ کی معرفت واتباع کا نام حکمت ہے۔قتادہ کے مطابق اس سے مراد سنت ہے۔حق وباطل میں فرق کرنے کو بھی حکمت کہتے ہیں،ایک قول کے مطابق احکام وقضا کی معرفت کا نام بھی حکمت ہے،یہ بھی منقول ہے کہ اس سے مراد تفہیم قرآن ہے۔ (الخازن، ج۱،ص ۸۲)

علم کی باتیں جاہل کو بیان کرنے کی ممانعت:

۲۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا ان کی مثال جن پر توریت رکھی گئی تھی پھر انہوں نے اسکی حکم برداری نہ کی گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے (الجمعۃ:۵)﴾۔یہود کا حال بیان کیا جارہا ہے کہ جس طرح کسی گدھے پر علم دین کی کتابیں لادی جائیں تو اُسے کوئی فرق نہیں پڑتا اور گدھا نہ تو عقل رکھتا ہے اور نہ ہی اس سے نفع اٹھاتا ہے بلکہ یہی حال یہودیوں کا ہے کہ انہیں بھی توریت میں یہی حکم تھا کہ سید عالم ﷺ کے حکم کو بجالائیں لیکن انہوں نے نہیں مانا اور سید عالم ﷺ پر نہ تو ایمان لائے اور نہ ہی ان سے کوئی نفع اٹھایا۔ (الطبری، الجزء:۲۸، ص ۱۱۰ ملخصاً)

امام رازی کہتے ہیں: دیگر حیوانات کے مقابلے میں حمار کی تعیین کا کیا فائدہ ہے؟ اس کی کئی وجوہات ہیں: (۱)۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے (النحل:۸)﴾ خیل (گھوڑے) کو بطور زینت استعمال کرنا زیادہ ظاہر قول ہے، دوسرے نمبر پر بغال (خچر) اور تیسرے نمبر پر حمار (گدھا) ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو چیز اُس دور میں سواری کے لئے زیادہ پسند کی جاتی تھی وہ خیل ہی تھا اور حمار کا نمبر سب سے آخر میں آتا تھا گویا علم کی بات کسی جاہل سے کرنا یہی ہے کہ اُس کے گلے میں ہیرے موتیوں کا ہار ڈال دیا جائے۔(۲)۔۔۔۔۔گدھا چونکہ کم عقلی اور سُستی میں سب سے آگے ہوتا ہے اس لئے اُس کے ذریعے مثال قائم کی گئی۔(۳)۔۔۔۔۔حمار میں عمومی اعتبار سے جو ذلت وحقارت کا عنصر پایا جاتا ہے دیگر جانوروں میں ایسا ہرگز نہیں ہوتا، اس مقام پر حمار کا ذکر کرنے سے لوگوں کو عار دلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ جس طرح لوگ حمار کی کم عقلی اور سُستی سے نفرت کرتے ہیں بالکل اسی طرح دین کی بات جاہل سے کرنے کا وبال ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۵۴۰)

اغراض:

المنزہ عما لا یلیق بہ: مراد صفات حوادث سے پاک ہونا ہے، اور ﴿القدوس﴾ کے ذریعے اس وہم کو دور کرنا مقصود ہے کہ جس طرح بادشاہوں پر نقص وارد ہوتا ہے ایسا ہی اللہ پر بھی ہوتا ہے، معاذ اللہ۔ یطھرھم من الشرک: مراد اُن سے شبہے کا دور کرنا اور عقیدے کے فساد کو دور کرنا ہے یہاں تک کہ وہ پاک وصاف ستھرے ہوجائیں۔ عطف علی الامیین: مراد موجودہ مومنین ہیں اور باقی کی دوآیات ہیں وہ خاص سید عالم ﷺ کے زمانے کے مومنین کے لئے نہیں بلکہ موجودین اور غیر موجودین قیامت تک کے لئے سب ہی مراد ہیں۔ اور امیین کے بارے میں ماقبل بھی کلام ہوچکا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿یتلوا علیھم آیاتہ﴾ اور ﴿وآخرین﴾ سے یہ بات واضح کرنا مقصود ہے کہ تلاوت، تعلیم اور تزکیہ نفس سید عالم ﷺ کے زمانے کے لوگوں کے لئے اور اُن کے بعد کے لوگوں کے لئے جو قیامت تک آئیں گے واسطہ اور وسیلہ ہے۔ ومن ذکر معہ: مراد اُمّی اور آخرین ہیں۔

والاقتصار علیھم: تابعین تک اقتصار کرنے کی وجہ بیان کرنا مقصود ہے، اور مراد یہ ہے کہ تابعین کو خاص طور پر اس لئے بیان کیا ہے کہ وہ حضرات صحابہ کرام کے بعد افضل ہوئے ہیں اور ان کی فضیلت تمام لوگوں کے لئے قیامت تک لازم ہے اور دلیل یہ بھی ہے کہ ہر زمانہ جو سید عالم ﷺ کے زمانے سے ملا ہوا ہوگا وہ بہتر ہے۔ کلفوا بھا: مراد یہاں توریت کو اپنی پیٹھ پر لادلینا نہیں بلکہ مکلف ہونا ہے۔ الکافرین: ان کے کفر کا علم اللہ کو پہلے ہی ہے، اور یہ مثال ہر اُس شخص کے لئے ہے جو قرآن کو پڑھتا تو ہے لیکن اُس پر عمل نہیں کرتا۔ تعلق بتمنوا الشرطان: مراد ﴿ان زعمتم﴾، ﴿ان کنتم صادقین﴾ ہے۔ مبدؤھا: بمعنی طریقھا ہے۔

من کفرھم: لما کا بیان ہے، اور اللہ کا فرمان: ﴿الذی تفرون منہ﴾ یعنی موت کی تمنا کرنے سے خوف کرنا، یعنی یہود کو یہ خوف لاحق ہے کہ اللہ انہیں ان کے اعمال کی وجہ سے پکڑ لے گا، پس وہ موت کی تمنا نہیں کرتے۔ (الصاوی، ج۶، ص۱۰۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿یایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من﴾ بِمَعْنٰی فِی﴿ یوم الجمعۃ فاسعوا﴾ فَامْضُوْا﴿ الی ذکر اللہ﴾ اَیِ الصَّلٰوۃِ﴿ و ذروا البیع﴾ اَیْ اُتْرُکُوْا عَقْدَہٗ﴿ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون(۹)﴾ اَنَّہٗ خَیْرٌ فَافْعَلُوْہُ﴿ فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض﴾ اَمْرُ اِبَاحَۃٍ﴿ وابتغوا﴾ اَیْ اُطْلُبُوا الرِّزْقَ﴿ من فضل اللہ واذکروا اللہ﴾ ذِکْرًا﴿ کثیرا لعلکم تفلحون(۱۰)﴾ تَفُوْزُوْنَ کَانَ النَّبِیُّ یَخْطُبُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَقَدِمَتْ عِیْرٌ وَضُرِبَ لِقُدُوْمِھَا الطَّبْلُ عَلَی الْعَادَۃِ فَخَرَجَ لَھَا النَّاسُ مِنَ الْمَسْجِدِ غَیْرَ اِثْنَیْ عَشَرَ رُجُلًا فَنَزَلَ﴿ واذا راو تجارۃ اولھوا انفضوا الیھا﴾ اَیِ التِّجَارَۃَ لِاَنَّھَا مُطْلُوْبُھُمْ دُوْنَ اللَّھْوِ﴿ وترکوک﴾ فِی الْخُطْبَۃِ﴿ قائما قل ما عند اللہ﴾ مِنَ الثَّوَابِ﴿ خیر﴾ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا﴿ من اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر الرزقین(۱۱)﴾ یُقَالُ کُلُّ اِنْسَانٍ یُرْزَقُ عَائِلَتَہٗ اَیْ مِنْ رِزْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن میں ("من یوم" میں من بمعنی فی ہے) تو اللہ کے ذکر (یعنی نماز) کی طرف چلو (فاسعوا بمعنی فامضوا ہے) اور خرید و فروخت چھوڑ دو (یعنی عقد بیع کو ترک کردو) یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو (اس کا بہتر ہونا تو عقد بیع ترک کردو......) پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ ("فانتشروا" یہ امر اباحت کے لیے ہے) اور تلاش کرو (رزق، ابتغوا بمعنی اطلبوا ہے) اللہ کے فضل سے اور اللہ کو بہت یاد کرو (کثیرا کا موصوف ذکرا محذوف ہے) اس امید پر کہ فلاح پاؤ (یعنی کامیاب ہو جاؤ حضور بروز جمعہ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے اسی اثناء میں ایک تجارتی قافلہ آگیا حسب عادت قافلے کی آمد کی اطلاع کے لیے طبل بجایا گیا، سوائے بارہ افراد کے دیگر تمام افراد قافلے کی طرف چل رہے تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی (یعنی تجارت کی) طرف چل دیئے (کیونکہ یہ ان کا مطلوب تھا نا کہ لہو) اور تمہیں چھوڑ گئے (خطبہ میں) کھڑا ہوا تم فرماؤ جو اللہ کے پاس ہے (یعنی ثواب) کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے (ایمان والوں کے لیے) اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے (کہا جاتا ہے ہر انسان اپنے کنبہ کو رزق دیتا ہے یعنی اللہ کے رزق میں سے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع﴾

یایہا الذین امنوا: نداء، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، نودی: فعل مجہول با نائب الفاعل، لام: جار، لصلوۃ: ذوالحال، من یوم الجمعۃ: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اسعوا: فعل امر با فاعل، الی ذکر اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذروا البیع: فعل امر با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون﴾

ذلکم: مبتدا، خیر لکم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: شرطیہ، کنتم تعلمون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فافعلوہ" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون﴾

ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، قضیت الصلوۃ: فعل مجہول با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انتشروا فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابتغوا من فضل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اذکروا: فعل امر با فاعل ضمیر ذو الحال، لعلکم تفلحون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، اللہ: مفعول، کثیرا: "ذکرا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا راو تجارۃ اولھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، راو: فعل با فاعل، تجارۃ: معطوف علیہ، او: عاطفہ، لھوا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، انفضوا: فعل واؤ ضمیر ذو الحال، و: حالیہ، ترکوک: فعل با فاعل ومفعول، قائما: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، الیھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر الرزقین﴾

قل: قول، ما عند اللہ: موصول صلہ، ملکر مبتدا، خیر: اسم تفضیل با فاعل، من اللھو: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، من التجارۃ: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتدا، خیر الرزقین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......واذا راو تجارۃ ......☆ نبی کریم ﷺ مدینہ میں روز جمعہ خطبہ فرما رہے تھے اس حال میں تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور حسب دستور اعلان کیلئے طبل بجایا گیا زمانہ بہت تنگی اور گرانی کا تھا، لوگ بایں خیال اس کی طرف چلے گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اجناس ختم ہو جائیں اور ہم نہ پا سکیں اور مسجد میں صرف بارہ آدمی رہ گئے اس پر یہ آیت نزل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اذان جمعہ کے وقت خرید وفروخت کا مسئلہ:

1......پہلی اذان ہوتے ہی سعی واجب ہے اور بیع وغیرہ ان چیزوں کا جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب، یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید وفروخت کی تو یہ بھی ناجائز اور مسجد میں خرید وفروخت تو سخت گناہ ہے اور کھانا کھا رہا تھا کہ اذان جمعہ کی آواز آئی اگر یہ اندیشہ ہو کہ کھائے گا تو جمعہ فوت ہو جائے گا تو کھانا چھوڑ دے اور جمعہ کو جائے، جمعہ کے لئے اطمینان ووقار کے ساتھ جائے۔

(الھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب السادس عشر فی صلوۃ الجمعۃ، ج۱، ص۱٦٤، ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ ج۳، ص۳۸)

اغراض:

بمعنی فی: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ ﴿من﴾ بیانیہ ہے ﴿اذا نودی﴾ کا اور اسی کی تفسیر ہے۔ فامضوا: اس جملے میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ السعی سے مراد چلنے میں کوشش کرنا نہیں ہے بلکہ جب کہ نماز فوت ہو جانے کا خوف نہ ہو، بلکہ مراد توجہ کرنا ہے اور جب عذر نہ ہو تو پیدل چلنا سواری کے مقابلے میں زیادہ افضل ہے کہ جمعہ کو پیدل چل کر جائے اور نماز ختم ہو جانے کے بعد سواری پر چلے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی اثر کو اعقدہ: مراد یہ ہے بیع اپنے اختتام کو پہنچے

،اور مراد اس خطاب سے بائع اور مشتری دونوں ہی ہیں اور بیع وشراء کی مثال اجارہ، شفعہ، تولیہ اور اقالہ میں بھی پائی جاتی ہے اور جب یہ واقع ہونگی تو فسخ کردی جائیں گی اور یہ قول امام مالک کا ہے اور امام شافعی کے نزدیک حرام ہیں لیکن فسخ نہ کی جائیں گی۔

امر اباحة: یعنی تمہارے لئے نمازِ جمعہ کے بعد زمین سے منتشر ہونا مباح کردیا گیا ہے اور اس فعل کے کرنے یا نہ کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں ہے۔**غير اثنى عشر رجلا:** تجارتی قافلے کے لئے بجائے جانے والے طبل کا بیان ہورہا ہے جس کا بیان شانِ نزول میں ہوچکا ہے، مسجد میں کتنے افراد باقی رہ گئے، ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق چالیس، یا آٹھ یا گیارہ یا تیرہ یا چودہ افراد رہ گئے، امام مالک کے نزدیک صحیح قول بارہ کا ہے جب کہ امام شافعی کے نزدیک صحیح قول چالیس کا ہے۔

يقال كل انسان: مجازی اعتبار سے رزق دینے والے کئی ہیں لیکن حقیقی اعتبار سے رزق دینے والا ایک ہی ہے۔

اى من رزق الله: معنی یہ ہے کہ ہر انسان اپنے اہل وعیال کا رزق اپنی طاقت کے بل بوطے پر نہیں حاصل کرتا بلکہ اللہ اس کے ہاتھ میں رزق جاری کرتا ہے۔

(الصاوی، ج۶، ص ۱۱۱ وغیرہ)

صلوا على الحبيب: صلى الله تعالى على محمد

سورة المنافقون مدنية وهى احدى عشرة آية

(سورۂ منافقون مدنی ہے جس میں گیارہ آیتیں ہیں)

تعارف سورة المنافقون

اس سورت میں دو رکوع ،گیارہ آیتیں ،ایک سو اسی کلمے ،اور نوسوتہتر حروف ہیں ۔اس سورت میں منافقوں کی منافقت کا ذکر فرمایا گیا ہے ۔مدینہ کو دور جاہلیت میں یثرب کہا جاتا تھا جب آپ ﷺ یثرب میں تشریف لائے تو یہ یثرب سے مدینۃ النبی ہو گیا اور یہاں پر دو قبیلے اوس اور خزرج آباد تھے ۔ان میں پرانی رنجشیں تھیں جو معمولی سی بات پر آگ کے شعلوں کی طرح بھڑک اٹھتی تھیں اور جب ایک مرتبہ شعلے بھڑک اٹھتے تو برسوں تک یہ جنگ جاری رہتی اور مسلسل خانہ جنگی کے باعث دونوں قبیلے کمزور ہو گئے تھے صلح و امن سے زندگی گزارنے کی امنگیں ان کے دلوں میں انگڑائیاں لے رہی تھیں لیکن کوئی ایسا شخص نہ تھا جو ان کے درمیان صلح کروا سکے ،آخر کار عبداللہ بن ابی جو خزرج قبیلہ کا تھا قائدانہ صلاحیت رکھتا تھا اس کی قیادت پر دونوں قبیلے والے راضی ہو گئے اور اس کی تاجپوشی ہونے والی تھی کہ عقبہ اولی میں چند یثربی مشرف با اسلام ہوئے واپسی پر انہوں نے بڑے جوش خروش کے ساتھ دین اسلام کی تبلیغ شروع کر دی دوسرے سال اسی موقع پر ۷۵ افراد نے قبول اسلام کیا جن میں حضرت ابن عباس ،ابن عبادہ بن نصلہ انصاری رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے ۔ان کی رائے یہ تھی کہ ابھی نہ کی جائے بلکہ عبداللہ بن ابی کو بھی اس میں شریک کر لیا جائے لیکن دوسرے ساتھیوں نے اس کی بات کو اہمیت نہ دی اور جا کر دست اقدس پر بیعت کر لی ۔جب عبداللہ بن ابی کو اس بات کی خبر ہوئی تو اس کے غصہ کی کوئی حد نہ رہی اور اسے یقین ہو گیا تھا کہ میری تاجپوشی کبھی نہیں ہو گی کیونکہ یہاں کے مسلمانوں میں اوس اور خزرج کے بڑے بڑے روسا بھی شامل تھے اور یہ مسلمان حضور ﷺ کی ذات مبارکہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا رئیس نہ بنائینگے تو اس نے بھلا اسی میں سمجھا کہ مسلمانوں کا روپ دھار کر ان میں شامل ہو جاؤں اور کسی طریقہ سے ان میں پھوٹ ڈال دوں اور قبیلہ اوس اور خزرج آپ سے مایوس ہو کر مجھ کو اپنا قائد بنالیں گے اور اس نے بظاہر کلمہ بھی پڑھ لیا اور نماز بھی پڑھتا ،زکوۃ بھی دیتا اور اسے جب بھی موقع ملتا کھڑے ہو کر اور اپنی جھوٹی عقیدت کے زوردار الفاظ میں اظہار کرتا تاکہ اس کی منافقت مسلمانوں پر عیاں نہ ہو جائے ۔اس نے یہ معمول بنالیا کہ جب جمعہ کے روز لوگ دور دراز سے حضور ﷺ کی اقتداء میں جمعہ پڑھنے آتے تو یہ وعظ و نصیحت کرتا کہ اللہ ﷻ نے ہمیں ان کی ذات سے شرف بخشا اور عزت دی ،آپ سب لوگ مل کر دل و جان سے ان کی تائید کریں اور بسا اوقات اس کے دل کا بغض آشکار ہوتا ۔

رکوع نمبر:۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اذا جاءک المنافقون قالوا﴾بِاَلْسِنَتِهِمْ عَلٰى خِلَافِ مَا فِي قُلُوْبِهِمْ﴿ نشهد انک لرسول الله والله يعلم انک لرسوله والله يشهد﴾يَعْلَمُ﴿ ان المنفقين لكذبون (۱)﴾فِيمَا اَضْمَرُوْهُ مُخَالِفًا لِمَا قَالُوْهُ﴿اتخذوا ايمانهم جنة﴾سُتْرَةً عَنْ اَمْوَالِهِمْ وَدِمَائِهِمْ﴿ فصدوا﴾بِهَا﴿ عن سبيل الله﴾اَيِ الْجِهَادِ فِيْهِ﴿ انهم ساء ما كانوا يعملون (۲) ذلك ﴾اَیْ سُوْءُ عَمَلِهِمْ﴿بانهم امنوا﴾بِاللِّسَانِ﴿ ثم كفروا﴾بِالْقَلْبِ اَیْ اِسْتَمَرُّوْا عَلٰى كُفْرِهِمْ بِهٖ﴿ فطبع﴾خُتِمَ﴿ على قلوبهم﴾بِالْكُفْرِ﴿ فهم لا يفقهون (۳)﴾الْاِيْمَانَ﴿واذا رأيتهم تعجبك اجسامهم﴾لِجَمَالِهَا﴿ وان يقولوا تسمع

لقولهم﴾لِفَصَاحَتِهٖ﴿ كانهم﴾مِنْ عَظْمِ اَجْسَامِهِمْ فِى تَرْكِ التَّفَهُّمِ﴿ خشب﴾بِسُكُوْنِ الشِّيْنِ وَضَمِّهَا﴿ مسندة﴾مُمَالَةٌ الى الجدارِ﴿ يحسبون كل صيحة﴾تُصَاحُ كَنِدَاءٍ فِى الْعَسْكَرِ وَاِنْشَادِ ضَالَّةٍ﴿ عليهم﴾لِمَا فِى قُلُوْبِهِمْ مِنَ الرُّعْبِ اَنْ يُنْزَلَ فِيْهِمْ مَا يُبِيْحُ دِمَاءَهُمْ﴿ هم العدو فاحذرهم﴾فَاِنَّهُمْ يُفْشُوْنَ سِرَّكَ لِلْكُفَّارِ﴿ قاتلهم الله﴾اَهْلَكَهُمْ﴿ انى يؤفكون(۴)﴾ كَيْفَ يُصْرَفُوْنَ عَنِ الْاِيْمَانِ بَعْدَ قِيَامِ الْبُرْهَانِ﴿واذا قيل لهم تعالوا﴾مُعْتَذِرِيْنَ﴿ يستغفر لكم رسول الله لووا ﴾بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ عَطَفُوْا﴿رءوسهم ورايتهم يصدون﴾يُعْرِضُوْنَ عَنْ ذٰلِكَ﴿ وهم مستكبرون (۵)سواء عليهم استغفرت لهم﴾اِسْتَغْنٰى بِهَمْزَةِ الْاِسْتِفْهَامِ عَنْ هَمْزَةِ الْوَصْلِ﴿ ام لم تستغفر لهم لن يغفر الله لهم ان الله لا يهدى القوم الفسقين (۶)هم الذين يقولون﴾لِاَصْحَابِهِمْ مِنَ الْاَنْصَارِ﴿ لا تنفقوا على من عند رسول الله﴾مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ﴿ حتى ينفضوا﴾يَتَفَرَّقُوْا عَنْهُ﴿ولله خزائن السموت والارض﴾بِالرِّزْقِ فَهُوَ الرَّازِقُ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَغَيْرِهِمْ﴿ولكن المنفقين لا يفقهون (۷)يقولون لئن رجعنا﴾اَىْ مِنْ غَزْوَةِ بَنِى الْمُصْطَلَقِ﴿ الى المدينة ليخرجن الاعز﴾عَنَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ﴿ منها الاذل﴾عَنَوْا بِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴿ ولله العزة﴾الْغَلَبَةُ﴿ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنفقين لا يعلمون(۸)﴾ ذٰلِكَ.

﴿ترجمہ﴾

جب منافق ......۱...... تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں (اپنی زبانوں سے اس کے برخلاف جوان کے دلوں میں ہے) کہ ہم گو اہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے (یشھد بمعنی یعلم ہے) کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں (جو کچھ انہوں نے سینوں میں چھپا رکھا ہے وہ ان کے قول کے برخلاف ہے) اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال ٹھہرالیا (اپنے اموال اور اپنی جانوں کو بچانے کے لیے) تو (اس کے ذریعے) اللہ کی راہ سے روکا (یعنی راہ خدا میں جہاد کرنے سے روکا) بیشک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں یہ (یعنی ان کا یہ برا عمل) اس لیے کہ وہ (زبان سے) ایمان لائے پھر (دل سے) کافر ہوئے (یعنی حضور ﷺ کے ساتھ کفر کرنے پر ڈٹے رہے) تو ان کے دلوں پر (کفر کی) مہر کردی گئی تو اب وہ نہیں سمجھتے (ایمان کو) اور جب تو انہیں دیکھے ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں (ان کے حسین وجمیل ہونے کے سبب) اور اگر بات کریں تو تو ان کی بات غور سے سنے (ان کی فصاحت لسانی کی وجہ سے) گویا کہ وہ (عظیم جسم رکھنے کے باوجود فہم نہ رکھنے میں) کڑیاں ہیں (خشب شین ساکنہ ومضمومہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ٹکائی ہوئی (دیوار کی طرف، مسندۃ بمعنی ممالۃ ہے) ہر بلند آواز کو (جو لگائی جاتی ہے جیسا کہ لشکر میں کی جانے والی پکار یا گمشدہ چیز کی تلاش کے لیے کی جانے والی صدا) اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں (کیونکہ ان کے دلوں میں خوف ہے کہ مسلمانوں پر کوئی حکم نہ اتر آئے جس سے ان کے خون مباح ہو جائیں) وہ دشمن ہیں تو ان سے بچتے رہو (کہ یہ تمہارے راز کفار کے آگے فاش کردیتے ہیں) اللہ انہیں مارے (یعنی اللہ ﷻ انہیں ہلاک کردے ......۲......) کہاں اوندھے جاتے ہیں (یعنی ایمان سے کیسے پھرتے ہیں دلائل کے قائم ہوجانے کے بعد) اور جب ان سے کہا جائے آؤ (معذرت کرتے ہوئے) رسول تمہارے لیے معافی چاہیں تو گھماتے ہیں (''لووا''، فعل مخفف ومشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اپنے سر اور تم انہیں دیکھو کہ تکبر کرتے ہوئے مونھ پھیرتے ہیں (یعنی اس سے اعراض کرتے ہیں) ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو (ہمزہ استفہام کی وجہ سے ہمزۃ الوصل ذکر کرنے کی حاجت نہ رہی) یا نہ

چاہواللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا بیشک اللہ فاسقوں کوراہ نہیں دیتا وہی ہیں جو کہتے ہیں (اپنے ساتھ والوں یعنی انصار سے) کہ ان پر خرچ نہ کروجو رسول اللہ کے پاس ہیں (یعنی مہاجرین پر) یہاں تک کہ وہ منتشر ہوجائیں (ان سے، ینفضوا بمعنی یتفرقوا ہے) اور اللہ ہی کے لیے ہیں زمین وآسمان کے (رزق کے) خزانے (وہی مہاجرین وغیرہ سب کورزق دینے والا ہے) مگر منافقوں کو سمجھ نہیں کہتے ہیں ہم اگر پھر کر گئے (غزوہ بنی مصطلق سے) مدینہ کی طرف تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے (اس سے مراد منافقین نے اپنے نفوس لیے تھے) وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے (اس سے ان کی مراد مسلمان تھے......۳......) اور اللہ ہی کے لیے عزت (غلبہ) ہے اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے مگر منافقوں کو (اس کی) خبر نہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿اذا جاء ک المنفقون قالوا نشهد انک لرسول الله والله يعلم انک لرسوله﴾

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاءک المنفقون: فعل ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا: قول، نشهد: فعل بافاعل، انک: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، رسول الله: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: اعتراضیہ، الله: مبتدا، يعلم: فعل بافاعل، انک لرسوله: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله يشهد ان المنفقين لكذبون﴾

و: عاطفہ، الله: مبتدا، يشهد: فعل بافاعل، ان المنفقين: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، كذبون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اتخذوا ايمانهم جنة فصدوا عن سبيل الله انهم ساء ما كانوا يعملون﴾

اتخذوا: فعل بافاعل، ايمانهم: مفعول اول، جنة: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: عاطفہ، صدوا: فعل بافاعل، عن سبيل الله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، انهم: حرف مشبہ واسم، ساء: فعل، ما كانوا يعملون: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بانهم امنوا ثم كفروا فطبع على قلوبهم فهم لا يفقهون﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، انهم: حرف مشبہ واسم، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، كفروا: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، طبع على قلوبهم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ف: عاطفہ، هم: مبتدا، لا يفقهون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف ثالث، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا رايتهم تعجبک اجسامهم وان يقولوا تسمع لقولهم﴾

و: عاطفہ، اذا: شرطیہ مفعول فیہ مقدم، رايتهم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، تعجبک: فعل ومفعول، اجسامهم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، يقولوا: جملہ فعلیہ شرط، تسمع: فعل بافاعل، لقولهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿كانهم خشب مسندة يحسبون كل صيحة عليهم هم العدو فاحذرهم﴾

كانهم: حرف مشبہ واسم، خشب: موصوف، مسندة: ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، يحسبون: فعل بافاعل، كل صيحة: مفعول اول، عليهم: ظرف مستقر "كائنة" شبہ محذوف کیلئے، ملکر شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، هم: مبتدا، العدو: خبر، ملکر

جملہ اسمیہ مستانفہ ،ف :فصیحیہ ،احذرھم :فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان عرفت صفتھم" کی جزاء،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قاتلھم اللہ انی یؤفکون واذا قیل لھم تعالوا یستغفرلکم رسول اللہ لووا رء وسھم﴾

قاتلھم اللہ: فعل ومفعول وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ،انی :اسم استفہام بمعنی کیف حال مقدم،یوفکون: فعل مجہول واؤضمیر ذوالحال،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ،اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،قیل لھم: قول،تعالوا: فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ،یستغفرلکم فعل وظرف لغو،رسول اللہ: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ جواب امر،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ شرط ،لووا: فعل بافاعل،رء وسھم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزاء،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ورایتھم یصدون وھم مستکبرون﴾

و: عاطفہ ،رایت فعل بافاعل ،ھم: ذوالحال،یصدون: فعل واؤضمیر ذوالحال،و: حالیہ ،ھم مستکبرون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ حال ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿سواء علیھم استغفرت لھم ام لم تستغفر لھم﴾

سواء: مصدر بافاعل،علیھم :ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر مقدم،ھمزہ :حرف استفہام للتسویہ،استغفرت لھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ام :عاطفہ ،لم تستغفر لھم :جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر بتاویل مصدر،مبتدا موٴخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لن یغفر اللہ لھم ان اللہ لا یھدی القوم الفسقین﴾

لن یغفر اللہ: فعل نفی وفاعل،لھم :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ،ان اللہ :حرف مشبہ واسم ،لایھدی القوم الفسقین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا﴾

ھم: مبتدا،الذین: موصول،یقولون :قول،لاتنفقوا :فعل نہی بافاعل ،علی: جار،من عند رسول اللہ :موصول صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،حتی: جار،ینفضوا: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغوثانی،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللہ خزائن السموت والارض ولکن المنفقین لا یفقھون﴾

و: حالیہ ،للہ :ظرف مستقر خبر مقدم،خزائن السموت والارض :مبتدا موٴخر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ ،لکن المنفقین: حرف مشبہ واسم ،لایفقھون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف ،ملکر ماقبل "لاتنفقوا" کے فاعل سے حال واقع ہے۔

﴿یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل﴾

یقولون: قول،لام: تاکیدیہ،ان :شرطیہ ،رجعنا :فعل بافاعل،الی المدینۃ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط،لام: تاکیدیہ ،یخرجن :فعل،الاعز : فاعل ،منھا :ظرف لغو،الاذل :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط،ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنفقین لا یعلمون﴾

و: حالیہ ،للہ :جار مجرور معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،لرسولہ :معطوف اول،و: عاطفہ ،للمومنین :معطوف ثانی،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم ،العزۃ :مبتدا موٴخر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،لکن المنفقین :حرف مشبہ واسم ،لایعلمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ

اسمیہ معطوف، ملکر ماقبل "الاعز" سے حال واقع ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆......واذا قیل لھم تعالوا......☆غزوہ مریسع سے فارغ ہو کر جب نبی کریم ﷺ نے سرچاہ نزول فرمایا تو وہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجیر جہجاہ غفاری اور ابن ابی کے حلیف سنان بن دبر جہنی کے درمیان جنگ ہوگئی، جہجاہ نے مہاجرین کو اور سنان نے انصار کو پکارا اس وقت ابن ابی منافق نے حضور ﷺ کی شان میں بہت گستاخانہ اور بے ہودہ باتیں بکیں اور یہ کہا کہ مدینہ طیبہ پہنچ کر ہم میں سے عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے اور اپنی قوم سے کہنے لگے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

منافق کی تعریف اور ان کے کفریہ عقائد کا علمی جائزہ:

۱......شرع میں ایک دروازے سے داخل ہونا اور دوسرے سے نکل جانا، نفاق کہلاتا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ان المنفقین ھم الفسقون بیشک منافق وہی پکے بے حکم ہیں (التوبۃ:۶۷)﴾ یعنی منافق شرع مطہرہ سے خارج ہیں، اور اللہ عزوجل نے منافقین کو کافروں سے زیادہ شریر قرار دیا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿ان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں (النساء:۱۴۵)﴾۔ (المفردات، ص ۵۰۴)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے خلاف ورزی کرے اور جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے"۔ (صحیح البخاری، کتاب فی الاستقراض، باب من استعاذ من الدین، رقم:۲۳۹۷ ص ۳۸۵)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ میں اسے اس کے مال باپ اور سارے جہاں سے زیادہ پیارا نہ ہوں" (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ، رقم:۱۳، ص ۵)

درج ذیل میں "الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ" سے کچھ عبارات اور ان پر حکم کفر کا بیان کرتے ہیں:

(۱)......غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے، یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۵)

عالمگیری میں ہے: یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجھل او العجز او النقص یعنی جو شخص اللہ عزوجل کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔

(الھندیۃ، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۸۰)

(۲)...... ارایت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ بتاؤ اگر میری قبر پر گزر ہو تو تم اس کو سجدہ کرو گے۔ خود ہی اس حدیث کا ترجمہ یوں کیا کہ: "بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو"۔ آگے جو گستاخی کی رگ اُچھلے جھٹ آفت کی (ف) لکھ کر فائدہ جڑ دیا۔ "یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔ (تقویۃ الایمان، ص ۴۴)

اس کے حامی اور پیرو، ایمان سے بتائیں کہ یہ حدیث کے کس لفظ کا مطلب ہے، کہاں تو وہ لفظ حدیث کہ اگر تو میری قبر سے گزرے، کہاں یہ فائدہ خبیث کہ مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں، کیوں یہ کیسا کھلا افتراء ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جو مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے"۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی ﷺ، رقم: ۱۰۷، ص ۲۴)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء بیشک اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کیا ہے کہ پیغمبروں کے بدن کھائے"۔ (سنن ابو داؤد، کتاب کتاب الصلاۃ، باب: تفریع ابواب الجمعۃ، رقم: ۱۰۴۷، ص ۲۰۰)

ہم نے فقط مضمون کی تکمیل کی نیت سے اور کچھ اہم مواد پہنچانے کی غرض سے تا کہ اصلاح کا سامان ہو سکے دو حوالاجات پر اکتفاء کیا ہے اگر چہ فاضل بریلوی نے علم کے دریا بہادیئے، اللہ ﷻ ان کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے اور ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

(الفتاوی الرضویۃ مخرجہ، رسالہ:الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ، ج۱۵،ص۱۶۷وغیرہ)

اللہ ﷻ کا منافقین کو ہلاک کرنے کا بیان:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قاتلهم الله انى يؤفكون اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں (المنافقون:۴)﴾۔ جہاں جہاں قرآن وحدیث میں منافقین کا حال پڑھتے ہیں، ان پر اللہ ﷻ کی مار ہی دکھائی دیتی ہے اور کیوں نہ ہو دشمنی اور وہ بھی اللہ والوں کی، بلکہ اللہ والوں کی دشمنی بھی ایک طرف اللہ کے بارے میں بھی عقائد درست نہیں جس کی واضح دلیل ماقبل بحث میں اللہ کے علم کے حوالے سے اسماعیل دھلوی کا نظریہ سامنے آگیا۔ امام طبری اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: اللہ انہیں رسوا کرے گا جہاں بھی حق سے پھر کر جائیں گے۔

(الطبری، الجزء:۲۸،ص ۱۲۲)

امام قرطبی کہتے ہیں: ان پر اللہ ﷻ کی لعنت ہو، اور یہی ابن عباس اور ابو مالک کا قول ہے، اور یہاں مراد زجر وتوبیخ کرنا ہے۔ یعنی ہر دشمن خدا پر اللہ ﷻ کا قہر نازل ہو۔ یعنی جو جھوٹ بولے، حق سے عدول اختیار کرے، ہدایت سے پھر جائے۔ (القرطبی، الجزء:۲۸،ص ۱۱۳)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: اللہ ﷻ کی لعنت ہو اور رحمت سے دور ہو جائیں، کیونکہ دنیا میں قتل ہونا قابل مذمت ورسوائی ہے، اور یونہی اللہ ﷻ کی رحمت سے دور کر دینا اور اپنی بارگاہ سے دور کرنا انتہاء درجے کے عذاب کی صورت ہے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۸،ص ۴۲۵)

عزت وذلت کے پیرائے کابیان:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يقولون لئن رجعنا الى المدينة ليخرجن الاعز منها الاذل ......الخ کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے (المنافقون:۸)﴾۔ غزوہ بنی مصطلق (۶ ھ) سے واپسی پر منافقین نے مزید گستاخیاں کیں، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازیبا تہمت بھی لگائی جب کہ اللہ ﷻ نے محبوب کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ کی پاکدامنی پر متواتر آیات کا نزول فرمایا جس کا بیان ہم نے عطائین، ج ۳، ص۸۲، ۸۳، ۷۸ پر کر دیا ہے۔ یہاں موضوع کو تشنگی سے بچانے کی غرض سے مزید شان صدیقہ کا بیان کر کے اپنی آخرت کا سامان کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ ﷻ امی جان کے صدقے میرے اور میرے اہل خانہ، محبین ومتوسلین بلکہ جمیع مومنین کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

☆......سید عالم ﷺ کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نزول آیات سے پہلے ہی ان کی پاکدامنی کا علم تھا، چنانچہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''فوالله ما علمت على اهلى الا خيرا ولقد ذكروا رجلا ما علمت عليه الا خيرا یعنی بہ خدا مجھے اپنی اہلیہ میں پاکدامنی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں ہے، اور انہوں نے جس شخص کے ساتھ تہمت لگائی ہے مجھے اس کے ساتھ صرف پاکیزگی کا علم ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب:لولا اذ سمعتموہ برقم: ۴۷۵۰،ص ۸۳۰)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوہ بنی مصطلق میں تھے، کسی مہاجر نے انصاری کو تھپڑ مار دیا، مہاجر نے دیگر مہاجروں کو مدد کے لئے پکارا، اے مہاجرو! میری مدد کرو، اسی طرح انصار نے اپنے انصاریوں کو بلایا، جب سید عالم ﷺ نے یہ آوازیں سماعت فرمائیں تو فرمایا: ''یہ زمانہ جاہلیت کی کیسی آوازیں ہیں''۔ لوگوں نے سید عالم ﷺ کو معاملے کے بارے میں آگاہ کیا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''چھوڑ دو یہ بُرا کام ہے''۔ عبداللہ بن اُبی نے واقعہ سنا تو کہا: کیا واقعی مہاجر نے ایسا کیا ہے؟، اب اگر ہم مدینہ پہنچیں گے تو عزت والوں میں سے ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس موقع پر کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اُس منافق

کی گردن اڑا دوں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے ہی لوگوں کو مار رہے ہیں''۔ عمرو بن دینا ر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن اُبی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مخلص صحابی تھے، انہوں نے اپنے باپ کو کہا: ''خدا عزوجل کی قسم تم اُس وقت تک مدینہ میں قدم نہ رکھ سکو گے جب تک یہ نہ کہہ لو کہ تم ذلت والے ہو اور محمد عربی ﷺ عزت والے ہیں'' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب سواء عليهم استغفرت لهم، يقولون لئن رجعنا الى المدينة، رقم: ٤٩٠٧، ٤٩٠٥، ص٨٧٠ وغيره)

امام رازی لکھتے ہیں: اور اپنے بارے میں معزز ہونے اور معاذ اللہ عزوجل دیگر نفوس قدسیہ کی جناب میں نازیبا کلمات کا تلفظ کیا جس کا بیان اللہ عزوجل نے واضح طور پر فرمایا اور نہ صرف بیان فرمایا بلکہ جواب بھی ارشاد فرمایا۔ غلبہ اور قوت اُسی کو ملتی ہے جو اللہ عزوجل کے ہاں معزز ہوتا ہے، جس کی تائید رسول ﷺ (کی زبان) سے ہو جاتی ہے، اور مومنین سے (مدلل) جاتی ہے، اور دین اسلام کی مدد و نصرت آج بھی اور تمام ادیان میں ہمیشہ رہی ہے اور رسول ﷺ یہ بات جانتے ہیں لیکن منافقین کو شعور نہیں اگر یہ لوگ جانتے تو اتنی گستاخانہ باتیں نہ کہتے۔ صاحب کشاف کہتے ہیں اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿ولله العزة ولرسوله وللمومنين اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے ہی لئے ہے ﴾ سے مراد خاص رسول ﷺ اور مومنین کی عزت افزائی کرنا ہے جیسا کہ ذلت و خواری خاص شیطانوں ، کافروں اور منافقوں کے لئے ہوتی ہے۔ اور بعض صالحین سے منقول ہے کہ ردی سامان (یعنی عام سے انسان) کو بھی اسلام عزت سے نواز دیتا ہے جب کہ پہلے ذلت میں مبتلا تھا، ایسے غنی کرتا ہے جس کے بعد فقر نہیں ہوتا، حسن بن علی رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں کہ اسلام کے دامن میں سما کر وہ عزت ملتی ہے جو پہلے نہ تھی اور وہ تونگری حاصل ہوتی ہے جو پہلے نہ حاصل ہوئی تھی اور یہی آیت تلاوت فرمائی۔ بعض عارفین لکھتے ہیں: وہ عزت جس میں تکبر نہ ہو کیونکہ مسلمان کے لئے روا نہیں کہ وہ تکبر میں جا پڑے، پس عزت ہی وہ چیز ہے جس سے انسان کی معرفت ہوا کرتی ہے اور تکبر چاہنا یہ جہلاء کی صفات ہیں۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۵۴۹ ملخصاً)

اغراض:

فيما اضمروه: یعنی جو بات وہ دل میں رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ منافقین آپ ﷺ کو رسول نہیں مانتے، اور ﴿لكذبون﴾ کا خطاب منافقین کی دل کی چھپی ہوئی بات کی وجہ سے کیا گیا ہے، اور یہی مفسر کے قول کا افادہ ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ''كذبهم'' سے مراد ان کا قول ﴿نشهد﴾ ہے کیونکہ انہوں نے اپنے دلی قول کو صمیم قلب سے کہا ہے اور ظاہراً کہا جانے والا قول ﴿انک لرسوله﴾ دل سے نہیں ہے۔

باللسان: ایک سوال کا جواب ہے کہ منافقین اصلاً ایمان والے نہیں تھے بلکہ کفر پر ثابت قدم تھے اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ ﴿ثم﴾ تراخی کے لئے آتا ہے، اور اس کا معنی یہ ہے کہ وہ زبان سے ایمان کا دعوی کرتے ہیں لیکن دل سے انکاری ہیں۔

لجمالها: حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ابن اُبی مضبوط جسم کا مالک اور فصیح اللسان شخص تھا، اور منافقین کی قوم میں سے مدینہ کے سرداروں میں شمار ہوتا تھا جو کہ سید عالم ﷺ کی مجالس میں بیٹھتے تھے، اور دیوار سے لگ کر بیٹھتے جس سے نبی پاک ﷺ اور دیگر حاضرین تعجب کرتے۔ في ترك التفهم: یہ جملہ شبہ کے بیان کے لئے لائے، معنی یہ ہے کہ منافقین کے کلام دیوار کی بیکار لکڑیوں کی مانند ہیں ، جو کہ علم و نظر و فکر سے خالی ہوں۔ ان ينزل فيهم: ''الرعب'' کے متعلق ہے، معنی یہ ہے کہ ان کے دلوں میں یہ رعب (خوف) ہے کہ کہیں قرآن میں ان کے خون حلال ہونے کا بیان نہ نازل ہو جائے۔ اهلكهم: اور ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اُن پر لعنت اور اللہ کی رحمت سے دوری ہے۔ بعد قيام البرهان: ایمان کی حقیقت کے بارے میں دلائل قائم ہونے کے بعد انکار کرنے کی مذمت کرنا مقصود ہے۔ من الانصار: یعنی مخلص ایمان والے، جب کہ منافقین کا اُن کی صحبت اختیار کرنا ظاہری حال کی وجہ سے تھا۔

من غزوة بنی مصطلق: حاشیہ نمبر ''۳'' میں غزوہ بنی مصطلق کا بیان ہے وہیں پڑھ لیں۔ (الصاوی، ج٦، ص ١١٤ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿یایھاالذین امنوا لا تلھکم﴾تُشْغِلُکُمْ﴿ اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ﴾اَلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ﴿ومن یفعل ذلک فاولئک ھم الخسرون (۹) وانفقوا﴾فِی الزَّکَاۃِ﴿ من ما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا﴾بِمَعْنٰی ھَلَّا اَوْ لَا زَائِدَۃٌ وَلَوْ لِلتَّمَنِّیْ﴿اخرتنی الی اجل قریب فاصدق﴾بِاِدْغَامِ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الصَّادِ اَتَصَدَّقُ بِالزَّکَاۃِ﴿واکن من الصلحین (۱۰)﴾بِاَنْ اَحُجَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا قَصَّرَ اَحَدٌ فِی الزَّکَاۃِ وَالْحَجِّ اِلَّا سَاَلَ الرَّجْعَۃَ عِنْدَ الْمَوْتِ﴿ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا واللہ خبیر بما تعملون (۱۱)﴾بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو تمہیں مشغول نہ کرے (لا تلھکم بمعنی لاتشغلکم ہے) تمہارے مال، نہ تمہاری اولاد کوئی چیز اللہ کے ذکر (یعنی پانچوں نمازوں......۱......) سے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں اور خرچ کرو (زکوۃ کے مد میں) ہمارے دیئے میں سے قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب (لولا بمعنی ھلا ہے، یہاں لا زائدہ ہے اور "لو" تمنا کے لیے ہے) تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا (یعنی زکوۃ ادا کر دیتا "فاصدق" یہاں یاء کا ادغام صاد میں کر دیا گیا ہے) اور نیکوں میں ہوتا......۲......(یوں کہ حج کر لیتا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس نے بھی زکوۃ وحج کی ادائیگی میں کوتاہی کی، موت کے وقت اللہ اُس سے اِس کوتاہی کا سوال کرے گا) اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ("تعملون" کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ﴾

یایھا الذین امنوا: نداء، لا تلھکم: فعل نہی ومفعول، اموالکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، اولادکم: معطوف، ملکر فاعل، عن ذکر اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ومن یفعل ذلک فاولئک ھم الخسرون﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یفعل ذلک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولئک ھم الخسرون: جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وانفقوا من مارزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق﴾

و: عاطفہ، انفقوا: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال، من: جار، قبل: مضاف، ان: مصدریہ، یاتی: فعل، احدکم: مفعول، الموت: فاعل جملہ فعلیہ معطوف، ف: سببیہ عاطفہ، یقول: قول، رب: نداء، لولا: حرف تحضیض، اخرتنی: فعل بافاعل ومفعول، الی اجل قریب: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ معطوف، ف: عاطفہ سببیہ، اصدق: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ممارزقنکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واکن من الصلحین﴾

و: عاطفہ، اکن: فعل ناقص بااسم، من الصلحین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اصدق" کے محل پر معطوف ہے گویا کہ یوں کہا

گیا"ان اخرتنی اصدق" جواب شرط واقع ہو۔

﴿ولن یؤخر الله نفسا اذا جاء اجلها والله خبیر بما تعملون﴾

و: عاطفہ، لن یوخر: فعل نفی، الله: فاعل، نفسا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء اجلها: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فلن یؤخر الله نفسا حان حینها" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، الله: مبتدا، خبیر بما تعملون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مال واولاد کے فتنے کا بیان:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یایها الذین امنوا لاتلهکم اموالکم ولااولادکم عن ذکر الله...... الخ اے ایمان والوتمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردے (المنافقون:۹)﴾۔یعنی ایمان والوں تمہیں تمہارے مال اور اولاد امور دینیہ کے انجام دینے سے مشغول نہ کردیں اور تم اللہ ﷻ کی یاد یعنی نماز اور جملہ عبادات سے جو کہ اللہ ﷻ کی جانب سے بندے پر بطور حق متعین ہیں محروم ہو جاؤ۔اللہ ﷻ نے ذکر اللہ کا خطاب مطلق فرمایا اور اس میں تمام عبادات شامل ہیں کیونکہ عبادت اللہ ﷻ کی یاد کا ذریعہ وسبب ہے اور یہی اس سے مقصود حقیقی ہے۔حسن کی روایت میں ہے کہ اس سے مراد تمام فرائض ہیں، جب کہ ضحاک اور عطاء کہتے ہیں کہ یہاں الذکر بمعنی صلوۃ مکتوبۃ یعنی فرض نماز مراد ہے۔کلبی کہتے ہیں کہ ذکر اللہ سے مراد سید عالم ﷺ کے ساتھ جہاد کرنا ہے، ایک قول کے مطابق اس سے مراد قرآن ہے۔ایک قول کے مطابق عمومی اعتبار سے جو بھی چیز اللہ ﷻ کی یاد سے محروم کردے وہی یہاں مراد ہے۔صاحب کشاف کہتے ہیں کہ اموال واولاد کا نام اس لئے خاص طور پر ذکر کیا کہ عمومی اعتبار سے یہی دو چیزیں ہوتی ہیں جو انسان کو اللہ ﷻ کی یاد سے غافل کر دیتی ہیں جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿المال والبنون زینة الحیوة الدنیا مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے (الکهف: ۴۶)﴾۔یعنی انسان دنیا میں مشغول ہو کر دین کو نہ بھول جائے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۸،ص۴۳۲)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "مجھ پر جہنم میں سب سے پہلے جانے والے تین افراد پیش کئے گئے: زبردستی حکمران بننے والا، مالدار جو راہ دین میں مال خرچ نہیں کرتا، متکبر فقیر"۔(صحیح ابن حبان، کتاب اخباره ﷺ، باب:صفة النار واهلها، رقم:۷۴۲۸، ج۱۶،ص۵۲۵)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے جواب دیا جس کے پاس مال ودولت نہ ہو، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوۃ لے کر آئے، اور یوں آئے کہ اُسے گالی دی، اُسے زنا کی تہمت لگائی، اس کا مال کھایا یا اُس کا خون ناحق گرایا، اُسے مارا تو اُس کی نیکیاں اُسے دے دی گئیں پھر اگر نیکیاں ختم ہو چکیں اور حق باقی ہیں تو اُن کے گناہ لے کر اُس پر ڈالے گئے، پھر جہنم میں پھینک دیا گیا"۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب:تحریم الظلم، رقم:(۶۴۷۴)/۲۵۸۱،ص۱۲۷۶)

صالحین کی مبارک عادتیں:

۲......ہم درج ذیل میں صالحین کی مبارک عادتوں کا بیان قرآن، احادیث اور اقوال واعمال صالحین کی روشنی میں کریں گے، "عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة یعنی صالحین کے ذکر سے رحمت برستی ہے۔

(اتحاف سادات المتقین، کتاب الاداب العزلة، الباب الثانی، ج۶،ص۳۵۰)

(۱)......ابوقتادہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تفریط نیند میں نہیں بلکہ بیداری میں ہے''۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب: فی من نام عن صلوۃ، رقم: ٤٣١، ص ٩٦)

(۲)......حضرت محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ ہر سال کے شروع میں شہداء کی خاک پر قدم رنجہ فرماتے اور کہتے تم پر سلام ہو، سید عالم ﷺ کے بعد ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے۔

(الطبری، تحت آیت سلام علیکم بما صبرتم، الجزء: ١٣، ص ١٧٠)

(۳)......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو کوئی اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے تو وہ پہنچائے''۔

(صحیح مسلم، کتاب الطب، باب: استحباب الرقیۃ من العین، رقم: (٥٦٢٠)/٢١٩٩، ص ١١٠١)

(۴)......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی جنت میں جائے گا اپنے ماں باپ اور اولاد کو پوچھے گا، ارشاد ہوگا وہ تیرے درجے وعمل کو نہ پہنچے، عرض کرے گا میں نے اپنے اور ان سب کے نفع کے لئے اعمال کئے تھے، اس پر حکم ہوگا کہ ان سب کو ملا دیا جائے''۔

(الدر المنثور، تحت آیت والذین امنوا واتبعتهم ذریتهم ...... الخ (الطور: ٢١)، ج ٦، ص ١٤٨)

(۵)......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بہترین اولاد آدم پانچ ہیں: نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و محمد علیہم السلام اور ان سب میں بہتر محمد ﷺ ہیں''۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل نبینا محمد ﷺ، ج ٦، رقم: ٣١٩٠٥، ص ١٨٣)

(۶)......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''سب نیکوکاروں سے بڑھ کر نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب: فضل صلۃ صدقات الاب والام، رقم: (٦٤٠٨)/٢٥٥٢، ص ١٢٦٥)

اغراض:

الصلوات الخمس: یہ ضحاک کا قول ہے جب کہ حسن تمام فرائض مراد لیتے ہیں، اور ایک قول حج اور زکوۃ کا بھی لیا گیا ہے اور ایک قول کے مطابق قرآن کی قرائت مراد ہے اور ایک قول کے مطابق ﴿ذکر اللہ﴾ سے تمام ہی اذکار مراد ہیں۔

ولو للتمنی: تقدیر کلام یہ ہوگا: ''لیتک اخرتنی الی اجل قریب''۔ بالزکوۃ: ہر واجب حق مراد ہے، یعنی قرض اور دیگر حقوق العباد۔ عند الموت: یعنی جب موت کی نشانیاں نظر آنے لگیں۔ (الصاوی، ج ٦، ص ١١٧)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة التغابن مكية او مدنية وهي ثماني عشرة آية

(سورۂ تغابن مکی یا مدنی ہے جس میں اٹھارہ آیتیں ہیں)

تعارف سورة التغابن

اس سورت میں دو رکوع، اٹھارہ آیتیں، دوسو اکتالیس کلمے، ایک ہزار ستر حروف ہیں۔ پہلی چار آیتوں میں صفات باری تعالیٰ کا بیان کیا گیا ہے ان صفات کا جو کائنات کی تخلیق خصوصاً انسان کی تخلیق سے متعلق ہیں، اور بتادیا کہ اس کائنات میں جو چیز بھی ہے سب اسی کی پاکی بیان کررہی ہے۔ بلندیوں اور پستیوں میں اسی کی حکمرانی ہے اور ہر قسم کی تعریف کا بھی وہ حقدار ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ بعض وہ خوش نصیب ہیں جنہوں نے اس کی وحدانیت کو پہچانا اور اس پر ایمان لے آئے اور اس کے انعامات پر اس کا شکریہ ادا کرتے رہے اور بعض ایسے بدنصیب ہیں جو اس کی سعادت سے محروم رہے اور اللہ ﷻ کی قدرت کا یہ حال ہے کہ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ حمد الٰہی کے بعد گزشتہ زمانوں کے کفار کا حال بیان کیا جنہوں اللہ ﷻ کی وحدانیت کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی تکذیب کی جس کا انجام یہ ہوا کہ وہ قومیں تباہ و برباد ہوگئیں، لہٰذا تم ان سے عبرت حاصل کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس کی پکڑ میں آجاؤ۔ اور آخر میں اہل ایمان کو خبردار کردیا کہ اس سے بچتے رہو انسان کو اپنی اولاد اور بیوی اور دنیا کے مال و دولت کی محبت بڑی آزمائش ہے، لوگ اپنے اہل خانہ کو خوش کرنے کے لئے جن خوابوں کو دیکھتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے دن ان کو پچھتانا پڑجائے۔ آخری آیت میں یہ فرمادیا کہ جہاں تک ہوسکے تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنالو، اللہ ﷻ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے میں فیاضی سے کام لو اس کا تمہیں وہ اجر دے گا کہ جس کا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

رکوع نمبر: ۱۵

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿يسبح لله ما في السموت وما في الارض﴾يُنَزِّهُهُ فَاللَّامُ زَائِدَةٌ وَاَتٰى بِمَا دُوْنَ مِنْ تَغْلِيْبًا لِلْاَكْثَرِ﴿ له الملک وله الحمد وهو على كل شيء قدير (۱)هو الذي خلقكم فمنكم كافر ومنكم مؤمن﴾فِي اَصْلِ الْخِلْقَةِ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ وَيُعِيْدُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ﴿ والله بما تعملون بصير (۲)خلق السموت والارض بالحق وصوركم فاحسن صوركم﴾اِذْ جَعَلَ شَكْلَ الْاٰدَمِيِّ اَحْسَنَ الْاَشْكَالِ﴿ واليه المصير (۳)يعلم ما في السموت والارض ويعلم ما تسرون وما تعلنون والله عليم بذات الصدور (۴)﴾بِمَا فِيْهَا مِنَ الْاَسْرَارِ مُعْتَقَدَاتِ﴿الم يأتكم﴾يَا كُفَّارَ مَكَّةَ﴿ نبؤا﴾خَبَرُ﴿ الذين كفروا من قبل فذاقوا وبال امرهم﴾عُقُوْبَةَ كُفْرِهِمْ فِي الدُّنْيَا﴿ ولهم﴾فِي الْاٰخِرَةِ﴿ عذاب اليم (۵)﴾مُؤْلِمٌ﴾ذلک﴾اَيْ عَذَابُ الدُّنْيَا﴿ بانه﴾ضَمِيْرُ الشَّانِ﴿كانت تأتيهم رسلهم بالبينت﴾اَلْحُجَجِ الظَّاهِرَاتِ عَلَى الْاِيْمَانِ﴿ فقالوا ابشر﴾اُرِيْدُ بِهِ الْجِنْسَ﴿ يهدوننا فكفروا وتولوا﴾عَنِ الْاِيْمَانِ﴿ واستغنى الله﴾عَنْ اِيْمَانِهِمْ﴿ والله غني﴾عَنْ خَلْقِهٖ﴿حميد (۶)﴾مَحْمُوْدٌ فِيْ اَفْعَالِهٖ﴿زعم الذين كفروا ان﴾مُخَفَّفَةٌ وَاِسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَيْ اَنَّهُمْ﴿لن يبعثوا قل بلى وربي لتبعثن ثم لتنبؤن بما عملتم وذلک على الله يسير (۷)فامنوا بالله ورسوله والنور﴾الْقُرْاٰنِ﴿ الذي انزلنا والله بما تعملون خبير (۸)﴾اُذْكُرْ﴿يوم يجمعكم ليوم الجمع﴾يَوْمَ

الْقِيَامَةِ﴿ذلک یوم التغابن﴾یَغْبِنُ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ بِاَخْذِ مَنَازِلِهِمْ وَاَهْلِیْهِمْ فِی الْجَنَّةِ لَوْ آمَنُوْا﴿ ومن یومن بالله ویعمل صالحا یکفر عنه سیاته ویدخله﴾وَفِی قِرَاءَ ةٍ بِالنُّوْنِ فِی الْفِعْلَیْنِ﴿ جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها ابدا ذلک الفوز العظیم(۹)والذین کفروا و کذبوا بایتنا﴾اَلْقُرْاٰنِ﴿ اولئک اصحب النار خلدین فیها وبئس المصیر(۱۰)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اللہ کی پاکی بولتا ہے(یعنی اس کی تنزیہہ بیان کرتا ہے)جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے(اسم جلالت پر لام زائدہ ہے" من" کے بجائے"ما" کو ذکر کرنا اکثری مخلوق کو غلبہ دینے کے لیے ہے)اسی کی ملک ہے اور اسی کی تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر اور تم میں کوئی مسلمان (اصل خلقت میں......۱......، پھر وہ انہیں موت دے گا پھر انہی عقائد پر دوبارہ اٹھائے گا)اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اس نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ بنائے اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی (کہ اس نے انسان کی شکل تمام شکلوں سے اچھی بنائی......۲......)اور اسی کی طرف پھرنا ہے جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے(یعنی دلوں میں موجود اسرار و عقائد کو جانتا ہے) کیا تمہیں (اے کفار مکہ!)ان لوگوں کی خبر (نبا کے معنی خبر ہے) نہ آئی جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا اور اپنے کام کا وبال چکھا (یعنی دنیا میں اپنے کفر کی سزا پائی)اور ان کے لیے(آخرت میں بھی) دردناک عذاب ہے(الیم بمعنی مؤلم ہے) یہ(یعنی یہ دنیاوی عذاب)اس لیے کہ(بانه میں"ہ"ضمیر شان ہے)ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں (یعنی ایمان پر واضح دلائل) لاتے تو بولے کیا آدمی (اس سے مراد ان کی جنس بشر تھی) ہمیں راہ دکھائیں گے تو کافر ہوئے اور (ایمان لانے سے) پھر گئے اور اللہ نے بے نیازی کو کام فرمایا (ان کے ایمان سے)اور اللہ بے نیاز ہے (اپنی مخلوق سے)تعریف کیا گیا ہے (اپنے افعال میں، حمید بمعنی محمود ہے) کافروں نے گمان کیا کہ وہ("ان" مخففة من الثقیلة ہے، اس کا اسم محذوف ہے اصل میں انهم ہے)ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہارے کرتوت تمہیں جتا دیئے جائیں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر(یعنی قرآن پاک پر) جو ہم نے اتارا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے(یاد کرو) جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا جمع ہونے کے دن (یعنی بروزِ قیامت) وہ دن ہے ہار والوں کی ہار کھلنے کا (مومنین کافرین کے اُن ٹھکانوں میں فروکش ہونگے جو ایمان لانے کی صورت میں کافروں کے لئے جنت میں مقدر تھیں......۳......)اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے اللہ اس کی برائیاں اتار دے گا اور اسے باغوں میں لے جائے گا (ایک قرائت میں"یکفر اور یدخل" دونوں کو علامت مضارع نون کے ساتھ پڑھا گیا ہے) جس کے نیچے نہریں بہیں کہ وہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں (یعنی قرآن کو جھٹلایا) وہ آگ والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں اور کیا ہی برا انجام (مخصوص بالذم"هی"ضمیر یہاں محذوف ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یسبح لله ما فی السموت وما فی الارض له الملک وله الحمد﴾

یسبح: فعل، لله: لام، جار، الله: ذوالحال، له: ظرف مستقر خبر مقدم، الملک: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، له ظرف مستقر خبر مقدم، الحمد: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر حال، ملکر ظرف لغو، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ما

فی السموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، مافی الارض: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وهو علی کل شیء قدیر هو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن والله بما تعملون بصیر﴾

و: عاطفہ، هو: مبتدا، علی کل شیء: ظرف لغو مقدم، قدیر: شبہ جملہ با فاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، هو: مبتدا، الذی: موصول، خلقکم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، منکم: ظرف مستقر خبر مقدم، کافر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، منکم: ظرف مستقر خبر مقدم، مومن: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الله: مبتدا، بماتعملون بصیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿خلق السموت والارض بالحق وصورکم فاحسن صورکم﴾

خلق: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر "ملتبسا" شبہ فعل محذوف کیلئے، ملکر شبہ جملہ ہو کر حال، ملکر فاعل، السموت: معطوف، و: عاطفہ، الارض: معطوف، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، صورکم: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، احسن: فعل با فاعل، صورکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والیه المصیر یعلم ما فی السموت والارض ویعلم ما تسرون وماتعلنون والله علیم بذات الصدور﴾

و: عاطفہ، الیه ظرف مستقر خبر مقدم، المصیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، یعلم: فعل با فاعل، مافی السموت والارض: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یعلم: فعل با فاعل، ماتسرون: موصول صلہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ماتعلنون: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، الله: مبتدا، علیم بذات الصدور: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم یاتکم نبؤا الذین کفروا من قبل فذاقوا وبال امرهم ولهم عذاب الیم﴾

همزه: حرف استفہام، لم یاتکم: فعل نفی ومفعول، نبؤا الذین کفروا: مرکب اضافی ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ذاقوا: فعل نفی با فاعل، وبال امرهم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لهم ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب الیم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بانه کانت تاتیهم رسلهم بالبینت﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، انه: حرف مشبہ واسم، کانت: فعل ناقص با اسم، تاتیهم: فعل ومفعول، رسلهم: فاعل، بالبینت: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فقالوا ابشر یهدوننا فکفروا وتولوا واستغنی الله والله غنی حمید﴾

ف: عاطفہ، قالوا: قول، همزه: حرف استفہام، بشر: مبتدا، یهدوننا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، کفروا: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تولوا: فعل با فاعل، و: عاطفہ، استغنی الله: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، الله: مبتدا، غنی حمید: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا قل وربی لتبعثن ثم لتنبؤن بما عملتم﴾

زعم: فعل، الذین کفروا: فاعل، ان: مخففہ با ضمیر شان، ہ ضمیر محذوف اسم، لن یبعثوا: فعل نفی مجہول با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، قل: قول، بلی: حرف ایجاب، و: جار قسمیہ، ربی: جار مجرور، ملکر فعل محذوف "اقسم" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ، لام: تاکید یہ، تبعثن: فعل مجہول با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لام: تاکید

یہ ،تنبئون بماعملتم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وذلک علی اللہ یسیر فامنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا واللہ بما تعملون خبیر﴾

و: عاطفہ، ذلک مبتدا، علی اللہ یسیر: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔ف فصیحیہ ،امنوا: موصوف، الذی انزلنا: موصول صلہ،ملکر صفت،ملکر معطوف ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ ،و: عاطفہ، اللہ مبتدا، بماتعملون خبیر: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم یجمعکم لیوم الجمع ذلک یوم التغابن﴾

یوم: مضاف، یجمعکم: فعل بافاعل ومفعول، لیوم الجمع: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،ذلک مبتدا، یوم التغابن: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یومن باللہ ویعمل صالحا یکفر عنہ سیاتہ ویدخلہ جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا﴾

و: مستانفہ ،من: شرطیہ مبتدا، یومن باللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ، یعمل صالحا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط، یکفر عنہ سیاتہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ، یدخلہ: فعل بافاعل وہ ضمیر، خلدین فیھا ابدا: شبہ جملہ حال،ملکر مفعول، جنت: موصوف، تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحب النار خلدین فیھا﴾

و: عاطفہ، الذین موصول، کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ، کذبوا بایتنا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر مبتدا، اولئک: ذوالحال، خلدین فیھا: شبہ جملہ حال،ملکر مبتدا، اصحب النار: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وبئس المصیر﴾ و: عاطفہ، بئس فعل ذم، المصیر: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ مبتدا محذوف "النار" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اصل خلقت کے اعتبار سے کافر یا مسلمان ہونا:

لے......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ھو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن واللہ بما تعملون بصیر وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر اور تم میں کوئی مسلمان اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (التغابن:۲)﴾۔یعنی اللہ ﷻ تمہیں جیسا چاہے پیدا فرماتا ہے۔یعنی تم میں بعض کافر ہوتے ہیں اور بعض اللہ ﷻ پر ایمان لاتے ہیں یا تم میں بعض اللہ ﷻ کا انکار کرتے ہیں اور بعض اقرار کرتے ہیں۔حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازے کے ساتھ بقیع غرقد میں تشریف لا کر بیٹھ گئے، سید عالم ﷺ کے پاس ایک چھڑی تھی، آپ ﷺ نے سر جھکایا اور اپنی چھڑی سے زمین کُریدنے لگے، پھر فرمایا: "تم میں ہر جاندار شخص کا ٹھکانہ جنت یا جہنم میں لکھ دیا ہے، اور اس کا سعید و شقی ہونا بھی لکھ دیا گیا ہے"۔ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ ﷺ ہم اپنے متعلق لکھے ہوئے پر اعتماد کیوں نہ کرلیں اور عمل کو ترک کیوں نہ کردیں؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: "وہ شخص اہل سعادت سے ہوگا جو عنقریب سعادت والے امور کی جانب دوڑے گا اور وہ شخص اہل شقاوت میں سے ہوگا جو شقاوت والے امور کی جانب دوڑے گا"، پھر آپ نے فرمایا: "عمل کیا کرو کیونکہ سعید لوگوں کے لئے نیک اعمال آسان کردیئے جائیں گے اور شقی لوگوں کے لئے بُرے اعمال آسان کردیئے جائیں گے"۔

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب: خلق آدم فی بطن امہ ،رقم: (٦٦٢٦)/٢٦٤٧، ص١٣٠٣)

☆......ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل تم میں سے کسی (ہر) ایک کی تخلیق کو چالیس دن اس کی ماں کے پیٹ میں جمع فرماتا ہے، پھر چالیس دن کے لئے وہ جما ہوا خون ہوتا ہے، پھر اتنے ہی دن گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے، پھر اس کی طرف اللہ عزوجل ایک فرشتہ بھیجتا ہے، اس کو چار باتیں لکھنے کی اجازت دی جاتی ہے، پس وہ اس کا رزق، دنیاوی زندگی، عمل خیر و بد لکھ دیتا ہے، حتی کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پھر اس پر لکھا ہوا سبقت کر جاتا ہے اور وہ دوزخ کا عمل کرتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور بیشک تم میں سے کوئی ایک دوزخیوں والے اعمال کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر تقدیر الٰہی سبقت کرتی ہے اور وہ جنت میں جانے والے اعمال کرتا ہے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے"۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب ولقد سبقت کلمات العباد تنا المرسلین، رقم: ۷۴۵۴، ص۱۲۸٤)

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال جنم لے کہ جب اللہ عزوجل نے پہلے ہی سب کچھ لکھ دیا ہے اور ہم اسی کے تابع ہیں تو پھر انسان اپنے اعمال کا مکلف نہیں ہونا چاہیے؟ ہم اس کا جواب یہ دینگے کہ ایسا نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ انسان نے جو کچھ کرنا تھا اللہ عزوجل نے اپنے علم کے مطابق وہی کچھ اس کے بارے میں لکھ دیا ہے، اس کی دلیل اس آیت میں ہے: ﴿وکل شیء فعلوہ فی الزبر انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے (القمر: ۵۲)﴾۔

مخلوق میں انسان کو اچھی شکل دینے کے معنی:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وصورکم فاحسن صورکم اور تمہاری تصویر کو تمہاری اچھی صورت بنائی (التغابن: ۳)﴾، یعنی اللہ عزوجل نے تمہیں اچھی صورت عطا کی، ظاہری و باطنی حواس سے تمہیں مضبوط کر دیا کہ جس سے انسان میں پوشیدہ تمام کمالات کو ملا دیا اور تمہیں عمدہ صفات عطا کی گئیں، خصائص سے نوازا گیا اور دیگر تمام مخلوقات میں تمہیں وسعت (فکری ونظری) عطا کی گئی۔ بعض محققین نے بیان کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے انسان کو عالم علوی اور سفلی کا جامع بنایا ہے، اور اس کی روح کو عالم مجردات اور بدن کو عالم مادیات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بعض شاعر کہتے ہیں کہ انسان اس عالم میں عجیب حیثیت رکھتا ہے جو کہ کئی بھیدوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے، جس کا مشاہدہ علم والے ہی کر سکتے ہیں جنہیں باطنی بصیرت بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور بعض نے انسان کو صورت مدرکہ بالعین کے ساتھ خاص کیا ہے جو کہ معروف ہے۔ اور اللہ عزوجل نے ہر طرح سے انسان کو اچھی صورت سے نوازا ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۸، ص ٤۳۸)

امام نسفی لکھتے ہیں: تمہیں تمام حیوانوں میں اچھا بنایا، کیونکہ انسان دیگر حیوانات کے مقابلے میں اپنی صورت کے خلاف امر انجام نہیں لانا چاہتا، اور اس کی اچھی صورت بنائی اور اُسے بلند کیا نہ کہ پست، اور اگر انسان بدصورت، بُری شکل، قبیح خلقت ہوتا تو اس کی درستگی نہ ہو سکتی لیکن اللہ عزوجل نے انسان کو اچھی صورت سے نوازا اور اُسے خوبصورت و ملیح بنایا جو کہ حسن کی حد سے خارج نہیں ہے۔ حکماء کہتے ہیں کہ دو چیزوں میں انتہا نہیں رکھی گئی: اچھی شکل و صورت میں اور اچھے کلام و بیان میں۔ (المدارک، ج۲، ص ٤۹۱)

یوم التغابن سے کیا مراد ہے؟

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ذلک یوم التغابن وہ دن ہے ہار والوں کی ہار کھلنے کا﴾ اس سے قیامت کے دن اہل سماوات واہل ارض کو جمع کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ اور اسے یوم تغابن کا نام دیا گیا ہے۔ جیسا کہ مجازات و تجارات میں دھوکہ دیا جاتا ہے اور زیادہ رقم حاصل کر لی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ جہنمی جہنم میں عذاب دیئے جا رہے ہونگے اور جنتی جنت میں نعمتیں پا رہے ہونگے۔ ایک قول یہ ہے کہ اُس دن حق والے، باطل والے، ہدایت والے، گمراہی والے، ایمان والے، کفر والے سب ہی کا

فیصلہ ہوتا ہے۔ جس طرح خرید وفروخت میں غبن ہوتا ہے اسی طرح کافروں نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے خرید کر بُرا سودا کیا ،ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی، پھر مومنین کی بات کی جائے تو مومنین نے نفع بخش تجارت کی جیسا کہ فرمایا: ﴿ھل ادلکم علی تجارۃ (الصف: ۱۰)﴾۔ پس مومنین نے اپنی جانوں کے بدلے جنت کا سودا کیا، چنانچہ یہی دنیاوی زندگی میں کئے جانے والے سودے کافر کے حق میں بُرے اور مومنین کے حق میں بھلے ثابت ہوئے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ومن یومن باللہ ویعمل صالحا اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے (التغابن: ۹)﴾ یعنی جو کچھ نبی لائے، حشر ونشر، جنت و دوزخ سب پر ایمان لائے، اور مرتے دم تک ایمان پر ثابت قدم رہتے ہوئے اچھے اعمال کرتا رہے۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۵۵۴)

قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: اس دن لوگ ایک دوسرے کو نقصان دینے کی کوشش کریں گے اور خوش بخت لوگ بدبختوں کی منازل میں آباد ہونگے جو ایمان اور عمل صالح کی صورت میں ان کے لئے مقدر تھیں اور یوں بھی کہ مظلوم کو ظلم کے عوض میں ظالم کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''مومن اپنے مکانات اور بدبختوں کے ان مکانات کے مالک ہو جائیں گے جو اُن بدبختوں کے لئے اطاعت کی صورت میں تیار کئے گئے تھے''۔ (المظھری، ج۷، ص ۱٤۸)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ کہتے ہیں تو اس ہستی پاک کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ اگر مرنے والا مومن ہو تو وہ کہتا ہے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ ﷻ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں، تو اسے کہا جاتا ہے اپنے جہنم کے ٹھکانے کو دیکھ اللہ ﷻ نے تیرے لئے اس کے بدلے جنت میں یہ ٹھکانہ بنا دیا ہے''۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، رقم: ۱۳۷۳، ص ۲۲۰)

اغراض:

او مدنیۃ: اکثر اقوال کے مطابق یہ سورت مدنی ہے۔ ثم یمیتھم ویعیدھم: غَیبت سے خطاب کی طرف التفات کیا گیا ہے، اور ظاہری آیت کا تقاضا یہ ہے کہ یوں کہا جائے: ''ثم یمیتکم ویعیدکم''۔ اذجعل شکل الآدمی احسن الاشکال: یعنی انسان کے سر کو بلند کیا، پاؤں کو اسفل میں کر دیا اور بازوؤں کو پہلو میں کر دیا اور مناسب قد وقامت عطا فرمائی۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ کئی انسان بدشکل بھی ہوتے ہیں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ''التشویہ'' کو بنائے جنس کی جانب نسبت دی گئی ہے نہ کہ بہائم کی جانب، اور اگر کوئی شخص بدشکل اور خوش شکل میں موازنہ نہ کرے تو انسان کی صورت کو اچھا پائے گا۔ ای عذاب الدنیا: یعنی آخرت کا عذاب، اسم اشارہ مذکورہ کلام کی جانب عائد ہے۔ القرآن: اپنے نفس میں ظاہر اور غیر میں مظہر ہے۔ منازلھم واھلیھم: اللہ کا فرمان: ﴿ومن یؤمن باللہ﴾ میں تغابن اور اس کی تفصیل کی وجوہ کا بیان ہے اور (یہ بیان) اس لئے بھی کیا گیا کہ اس میں سعید اور شقی کی منازل کا بیان کیا گیا۔ (الصاوی، ج٦، ص ۱۱۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱٦

﴿ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ﴾ بِقَضَائِہٖ ﴿ ومن یؤمن باللہ﴾ فِی قَوْلِہٖ اِنَّ الْمُصِیْبَۃَ بِقَضَائِہٖ ﴿ یھد قلبہ﴾ لِلصَّبْرِ عَلَیْھَا ﴿ واللہ بکل شیء علیم (۱۱) واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علی رسولنا البلغ المبین (۱۲)﴾ اَلْبَیِّنُ ﴿اللہ لا الہ الا ھو وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون (۱۳) یایھا الذین امنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم﴾ بِاَنْ تُطِیْعُوْھُمْ فِی التَّخَلُّفِ عَنِ الْخَیْرِ کَالْجِھَادِ وَالْھِجْرَۃِ فَاِنَّ سَبَبَ نُزُوْلِ الْاٰیَۃِ الْاِطَاعَۃُ فِی ذٰلِکَ ﴿ وان تعفوا﴾ عَنْھُمْ فِی تَثْبِیْطِھِمْ اِیَّاکُمْ عَنْ ذٰلِکَ الْخَیْرِ مُعْتَلِّیْنَ

بِمُشَقَّةِ فِرَاقِكُمْ عَلَيْهِمْ﴿ وتصفحوا وتغفروا فان الله غفور رحيم (۱۴)انما اموالكم واولادكم فتنة﴾لَكُمْ شَاغِلَةٌ عَنْ أُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ﴿ والله عنده اجرعظيم(۱۵)﴾فَلا تَفُوْتُوْهُ بِاِشْتِغَالِكُمْ بِالْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ﴿فاتقوا الله ما استطعتم﴾نَاسِخَةٌ لِقَوْلِهٖ اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ﴿ واسمعوا﴾مَااُمِرْتُمْ بِهٖ سِمَاعَ قُبُوْلٍ﴿ واطيعوا وانفقوا﴾فِي الطَّاعَةِ﴿ خيرا لانفسكم﴾خَبَرُ يَكُنْ مُقَدَّرَةً جَوَابُ الْاَمْرِ﴿ ومن يوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون (۱۶)﴾اَلْفَائِزُوْنَ﴿ان تقرضوا الله قرضا حسنا﴾بِاَنْ تَتَصَدَّقُوْا عَنْ طِيْبِ قَلْبٍ﴿ يضعفه لكم﴾وَفِي قِرَاءَةٍ يُضَعِّفْهُ بِالتَّشْدِيْدِ بِالْوَاحِدَةِ عَشْرًا اِلٰى سَبْعِ مِائَةٍ وَاَكْثَرَ﴿ ويغفرلكم﴾مَايَشَاءُ﴿ والله شكور﴾مَجَازٌ عَلَى الطَّاعَةِ﴿ حليم(۱۷)﴾فِي الْعِقَابِ عَلَى الْمَعْصِيَةِ﴿علم الغيب﴾السِّرِّ﴿ والشهادة﴾الْعَلَانِيَةِ﴿ العزيز﴾فِي مُلْكِهٖ﴿ الحكيم(۱۸)﴾فِي صُنْعِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

اور کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے اذن (یعنی اس کی قضاء) سے اور وہ جو اللہ پر ایمان لائے (اس کے اس فرمان پر کہ مصیبت اللہ ﷻ کی قضاء سے ہے) اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمائے گا (اس مصیبت پر صبر کرنے کی ......۱......) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اللہ کا حکم مانو رسول کا حکم مانو پھر اگر تم موںھ پھیرو تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف صریح پہنچا دینا ہے (المبین بمعنی البین ہے) اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ کریں اے ایمان والو! تمہاری کچھ بیویاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط رکھو (بھلائی سے پیچھے بیٹھ رہنے میں جیسے جہاد و ہجرت نہ کرنے میں ان کا کہانہ مانو، اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے اہل خانہ کی باتوں میں ان امور سے رک گئے تھے......۲......) اور اگر معاف کرو (انہیں، کہ انہوں نے تمہیں اچھے کام سے روکا تھا اس وجہ سے کہ تمہاری جدائی ان پر انتہائی شاق تھی) اور درگزر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے تمہارے مال اور بچے (تمہارے لیے) جانچ ہی ہیں (تمہیں دیگر امور اور آخرت سے مشغول رکھنے والے ہیں) اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے (تو اپنے اموال و اولاد میں مشغول ہو کر اسے ہاتھ سے نہ جانے دو) تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے (یہ آیت مبارکہ اللہ ﷻ کے فرمان "اتقوا الله حق تقاته" کے لیے ناسخ ہے) اور سنو (جو تمہیں حکم دیا قبول کرنے کے ارادے سے) اور حکم مانو اور (بھلائی میں) خرچ کرو اپنے بھلے کو ("خیرا لانفسکم" "یکن" مقدر کی خبر ہے، ترکیب میں جواب امر بن رہا ہے) اور جو اپنی جان کے لالچ سے بچا یا گیا تو وہی فلاح پانے والے ہیں (یعنی کامیاب ہیں) اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے (یوں کہ خوش دلی سے صدقہ خیرات کرو گے ......۳......) وہ تمہارے لیے اس کے دونے کر دے گا (ایک قرائت میں "یضعفه" کو مشدد پڑھا گیا ہے یعنی ایک کے بدلے میں دس سے لے کر سات سو بلکہ اس سے بھی زیادہ کر دے گا قرض حسن سے مراد خوش دلی سے مال صدقہ خیرات کرنا ہے) اور تمہارے لئے بخش دے گا (جو چاہے گا) اور اللہ شکور ہے (بھلائی کا بدلہ دینے والا) حلم والا ہے (کہ گناہ پر عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا) ہر غیب (یعنی نہاں) اور شہادت (یعنی عیاں) کا جاننے والا (اپنے ملک میں) غلبہ رکھنے والا (اپنی صنعت میں) حکمت والا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ما اصاب من مصيبة الا باذن الله﴾

ما اصاب: فعل نفی، من: جارزائد، مصيبة: فاعل، الا: اداۃ حصر، باذن الله ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ومن يومن بالله يهد قلبه والله بكل شيء عليم﴾
و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یومن باللہ: جملہ فعلیہ شرط، یہد قلبہ: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتدا، بکل شیء علیم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واطيعوا الله واطيعوا الرسول فان توليتم فانما على رسولنا البلغ المبين﴾
و: عاطفہ، اطیعوا اللہ: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اطیعوا الرسول: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، تولیتم: فعلیہ شرط، جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انما: حرف مشبہ وما کافہ، علی رسولنا: ظرف مستقر خبر مقدم، البلغ المبین: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿الله لا اله الا هو وعلى الله فليتوكل المومنون﴾
اللہ: مبتدا، لا: نفی جنس، الہ: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، ھو: مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم "موجود" خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، علی اللہ ظرف لغو مقدم، ف: زائد، لیتوکل: فعل امر با فاعل، المومنون: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿يايها الذين امنوا ان من ازوجكم واولادكم عدوا لكم فاحذروهم﴾
یایھا الذین امنوا: نداء، ان: حرف مشبہ، من: جار، ازوجکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اولادکم: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، عدوا: موصوف، لکم: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، ف: فصیحیہ، احذروھم: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان اعرفتم ذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان الله غفور رحيم﴾
و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تعفوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تصفحوا: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، تغفروا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط، ف: جزائیہ، ان اللہ حرف مشبہ واسم، غفور رحیم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انما اموالكم واولادكم فتنة والله عنده اجر عظيم﴾
انما: حرف مشبہ وما کافہ، اموالکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اولادکم: معطوف، ملکر مبتدا، فتنۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، اللہ: مبتدا، عندہ: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، اجر عظیم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فاتقوا الله ما استطعتم واسمعوا واطيعوا وانفقوا خيرا لانفسكم﴾
ف: فصیحیہ، اتقوا اللہ: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال ومفعول، ما استطعتم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اسمعوا: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اطیعوا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، انفقوا: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، خیرا لانفسکم: شبہ جملہ فعل محذوف "واتوا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف رابع، ملکر شرط محذوف "ان علمتم انہ تعالی جعل اموالکم واولادکم فتنۃ لکم شاغلۃ عن امورا لاخرۃ" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن يوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون﴾
و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یوق: فعل مجہول با نائب الفاعل، شح نفسہ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولئک هم المفلحون: جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان تقرضوا الله قرضا حسنا يضعفه لكم ويغفر لكم﴾

ان: شرطیہ، تقرضوا اللہ: فعل بافاعل ومفعول، قرضا حسنا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ شرط، یضعفہ لکم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یغفر لکم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ شکور حلیم علم الغیب والشھادۃ العزیز الحکیم﴾

و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، شکور حلیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ، علم الغیب والشھادۃ: "ھو" مبتدا محذوف کی خبر اول، العزیز الحکیم: خبر ثالث، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......فاحذروھم......☆ چند مسلمانوں نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کا ارادہ کیا تو ان کے بیوی بچوں نے انہیں منع کیا اور کہا ہم تمہاری جدائی پر صبر نہ کر سکیں گے، تم چلے جاؤ گے ہم تمہارے پیچھے ہلاک ہو جائیں گے، یہ بات ان پر اثر کر گئی اور وہ ٹھہر گئے کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے ہجرت کی تو انہوں نے اصحاب رسول ﷺ کو دیکھا کہ وہ دین میں بڑے ماہر اور فقیہ ہو گئے ہیں، یہ دیکھ کر انہوں نے اپنی بی بی بچوں کو سزا دینے کا ارادہ کیا اور یہ قصد کیا کہ ان کا خرچ بند کر دیں کیونکہ وہی لوگ انہیں ہجرت سے مانع ہوئے تھے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ سید عالم ﷺ کے ساتھ ہجرت کرنے والے اصحاب علم وفقہ میں ان سے منزلوں آگے نکل گئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں اپنے بی بی بچوں سے درگزر کرنے اور معاف کرنے کی ترغیب فرمائی گئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مصیبت پر صبر کرنے کی تلقین:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ما اصاب من مصیبة الا باذن اللہ کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے حکم سے (التغابن: ۱۱)﴾۔ ابن عباس کہتے ہیں مراد اللہ ﷻ کے حکم کی پیروی کرنا ہے، یعنی اللہ ﷻ کی قدرت ومشیت پر راضی رہنا ہے۔ جو اللہ ﷻ کی جانب سے ملنے والی مصیبت کو آزمائش سمجھ کر قبول کرتا ہے وہ جان لے کہ یہ مصیبت اللہ ﷻ کی قدرت وقضاء کے سبب سے ہے، پس صبر کا دامن پکڑے رہے، اپنے اعمال کا محاسبہ کرے اور اللہ ﷻ کی قضاء کو قبول کرے، پس اللہ ﷻ اس کے دل کو ہدایت سے بھر دے گا، دنیا میں جو کچھ اس سے رہ گیا اس کا عوض عطا فرمائے گا، یقین کی دولت عطا فرمائے گا اور خیر (مزید) عطا فرمائے گا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿ومن یومن باللہ یھد قلبه اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمادے گا (التغابن: ۱۱)﴾ کا معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ بندے کو یقینِ قلبی عطا فرمائے گا پس وہ جان لے گا کہ اُسے جو مصیبت پہنچی ہے وہ اسی کی خطاؤں کا نتیجہ ہے اور اگر وہ خطائیں نہ کرتا تو اُسے ایسی مصیبت نہ پہنچتی۔ (ابن کثیر، ج ٤، ص ٤٤٦ وغیرہ)

☆......بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے حتی کہ پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا ہے تو اللہ ﷻ اس کے عوض اس کی خطائیں مٹا دیتا ہے"۔

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ ﷻ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے دنیا میں مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے"۔

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "بندے کا درجہ اللہ ﷻ کے نزدیک متعین ہوتا ہے اگر وہ بندہ اپنے اعمال کے ذریعے اس مقام تک نہیں پہنچ پاتا تو اللہ ﷻ اُس کے جسم میں مصیبت پیدا کر دیتا ہے جس پر صبر کر کے بندہ اُس مقام تک پہنچ جاتا ہے"۔

(تنبیه الغافلین، باب: الصبر علی البلاء والشدۃ، ص ١٤١ وغیرہ)

دین کے معاملے میں اھل وعیال کی بات کا معیار:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم اے ایمان والو تمہاری کچھ بی بیاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط رکھو(التغابن:۱۴)﴾۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اگر اہل وعیال قطع رحمی، اللہ عزوجل کی نافرمانی کی دعوت دیں تو ان کی بات نہ مانی جائے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ تمہارے بی بی بچے تمہارے لئے دین کے معاملے میں دشمن ہیں پس دینی معاملے میں انکی بات ماننے سے بچو۔ (الطبری، الجزء:۲۸،ص ۱۴۱)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''لاطاعة لاحد فی معصیت اللہ یعنی اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں''۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ ،ج۲۱،ص۱۸۷)

خوش دلی سے صدقہ وخیرات کرنا چاھیے:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ان تقرضوا اللہ قرضا حسنا یضعفه لکم ویغفر لکم اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے وہ تمہارے لئے اس کے دونے کردے گا اور تمہیں بخش دے گا(التغابن:۱۷)﴾۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ مال میں اضافہ ہی کرتا ہے''۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال ،الحسن بن عبدالرحمن، رقم: ۴۷۰، ج۳،ص ۱۹۰)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور اللہ عزوجل درگزر کرنے والے بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور جو اللہ عزوجل کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے''۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب:استحباب العفو ،رقم:(۶۴۸۷)/۲۵۸۸،ص۱۲۷۸)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ہر وہ دن جس میں بندے صبح کرتے ہیں اس میں دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ عزوجل! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور دوسرا دعا کرتا ہے کہ اے اللہ عزوجل! روک رکھنے والے کا مال ضائع فرما''۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوة، باب قول اللہ تعالی فاما من اعطی، رقم:۱۴۴۲،ص۲۳۳)

اغراض: فی قوله: مراد قائل کا قول ہے: مصیبت اللہ کی قضاء سے مقدر ہوتی ہے، اور اس کا دل اس بات پر مطمئن بھی ہو اور اس کی تصدیق بھی کرے نہ کہ فقط زبان سے: ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' کہہ لے اور فقط زبان سے کہہ لینے سے صبر کرنے کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔ ان تطیعوھم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مضاف مقدر ہے، تقدیر کلام یوں ہے: ''فاحذروا طاعتھم''۔ کالجھاد والھجرۃ: ماقبل شان نزول ملاحظہ فرمائیں۔ فی تثبیطھم: یعنی ان (تمہارے بیوی بچوں کا) تمہاری طرف مشغول ہونا اور تمہیں ہجرت سے سستی دلانا۔ ناسخة لقوله اتقوا اللہ حق تقاته: معنی یہ ہے کہ اللہ کی ایسی فرمانبرداری کرو کہ اس کی نافرمانی نہ ہونے پائے، ایسا ذکر کرو کہ بھولو نہیں، ایسا شکر کرو کہ ناشکری نہ ہو اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے کہا: اللہ کی قدر جان کر اس کا حق کیسے ادا کیا جائے؟ پس بعض صحابہ نے اس قدر قیام کیا کہ ان کے پاؤں متورم ہو گئے، پس اللہ نے تخفیف فرمائی، پس اللہ نے فرمایا: ﴿فاتقوا اللہ ما استطعتم﴾ اور مفسر کا اس آیت کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ آیت مذکورہ ناسخ نہیں بلکہ مبنی ہے، پس اس لحاظ سے ﴿اتقوا اللہ حق تقاته﴾ مجمل ہے اور ﴿فاتقوا اللہ ما استطعتم﴾ مفصل ہے، کیونکہ انسان کی استطاعت آپس میں ایک دوسرے سے مختلف ہوا کرتی ہیں اور ہر ایک اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق اپنی جان لگا کر اللہ کی طاعت اختیار کرتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر انسان کی استطاعت برابر نہیں ہوتی اور متذکرہ آیت ﴿فاتقوا اللہ ما استطعتم﴾ مکلف ہونے کے بیان میں نازل ہوئی ہے اور ﴿اتقوا اللہ حق تقاته﴾ کی ناسخ یا محکم نہیں ہے۔ (الصاوی، ج۶،ص ۱۲۰ وغیرہ)

سورۃ الطلاق مدنیۃ وھی اثنتی عشرۃ آیۃ

(سورۂ طلاق مدنی ہے جس میں بارہ آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ الطلاق

اس سورت میں دو رکوع ، بارہ آیتیں ، دوسوانچاس کلمے ، ایک ہزار ساٹھ حروف ہیں ۔ دور جاہلیت میں عرب کا معاشرہ اول تا آخر بگڑ چکا تھا ، لغورسوم ورواج کی پابندیوں نے ان کی زندگیوں کو باہمی اعتماد اور سچی خوشیوں سے محروم کر دیا تھا ۔ نکاح ، طلاق ، عدت ، رضاعت ، نان نفقہ اور دوسرے مسائل جن کا عائلی زندگی سے گہرا تعلق تھا ہر قسم کی معقولیت سے عاری تھے ۔ اسلام نے ایک دم ان کو درہم برہم کر کے رکھ دیا بلکہ ان کی اصلاح کے لئے تدریجی اقدامات کئے ۔ دور جاہلیت میں شوہر اپنی عورت کو نا جانے کتنی کتنی طلاقیں دے سکتا تھا اور عدت گزرنے سے پہلے رجوع کر لیا کرتا جس کی وجہ سے عورت کی زندگی اس کے لئے عذاب بن کے رہ گئی تھی ۔ سورۂ بقرہ کی آیت دوسوانتیس میں بیان کر دیا کہ شوہر صرف اپنی عورت کو زیادہ سے زیادہ تین طلاقیں دے سکتا ہے اس کے بعد وہ رجوع نہیں کر سکتا ۔ اور مدخولہ عورت کی عدت بھی بتادی کہ تین حیض ہے اور جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اس کی عدت کے بارے میں بھی بتادیا کہ اس کی کتنی عدت ہے اور ازدواجی زندگی کا ایک حکم بیان فرمایا کہ اگر دخول سے پہلے طلاق واقع ہوگئی تو عورت اسی وقت نکاح کر سکتی ہے اور اس کو عدت گزارنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ جب مطلقہ عورت اپنی عدت گزار رہی ہو تو اس وقت اس کی سکونت اور نفقہ کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی اور شیر خوار بچے کی رضاعت کا انتظام اور اخراجات کون برداشت کرے گا ؟ ۔ انسان جب ان آیات پر غور و فکر کرتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ احکام پر عمل کرنے سے اس کا رب ﷻ کتنا خوش ہوتا ہے پھر بڑی خوش دلی سے ان احکام کو بجالاتا ہے پھر چاہے کتنا ہی خسارہ برداشت کرنا پڑے ۔

رکوع نمبر : ۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿یایھا النبی﴾ اَلْمُرَادُ وَاُمَّتُہٗ بِقَرِیْنَۃِ مَابَعْدَہٗ اَوْقُلْ لَھُمْ ﴿اذا طلقتم النساء﴾ اَرَدْتُّمُ الطَّلَاقَ ﴿ فطلقوھن لعدتھن﴾ لِاَوَّلِھَا بِاَنْ یَّکُوْنَ الطَّلَاقُ فِی طُھْرٍلَّمْ تَمَسَّ فِیْہِ لِتَفْسِیْرِہٖ بِذٰلِکَ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ ﴿ واحصوا العدۃ﴾ اِحْفَظُوْھا لِتَرَاجَعُوْا قَبْلَ فَرَاغِھَا ﴿واتقوا اللہ ربکم﴾ اَطِیْعُوْہُ فِی اَمْرِہٖ وَنَھْیِہٖ ﴿ لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن﴾ مِنْھَا حَتّٰی تَنْقَضِیَ عِدَّتُھُنَّ ﴿ الا ان یأتین بفاحشۃ﴾ زِنًا ﴿ مبینۃ﴾ بِفَتْحِ الْیَاءِ وَکَسْرِھَا اَیْ بَیِّنَتْ اَوْبَیِّنَۃٍ فَیَخْرُجْنَ لِاِقَامَۃِ الْحَدِّ عَلَیْھِنَّ ﴿ وتلک﴾ اَلْمَذْکُوْرَاتُ ﴿ حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذلک ﴾ الطَّلَاقِ ﴿امرا (۱) ﴾ مُرَاجَعَۃً فِیْمَا اِذَا کَانَ وَاحِدَۃً اَوْ اِثْنَتَیْنِ ﴿فاذا بلغن اجلھن﴾ قَارَبْنَ اِنْقِضَاءَ عِدَّتِھِنَّ ﴿ فامسکوھن﴾ بِاَنْ تُرَاجِعُوْھُنَّ ﴿ بمعروف﴾ مِنْ غَیْرِضِرَارٍ ﴿ اوفارقوھن بمعروف﴾ اُتْرُکُوْھُنَّ حَتّٰی تَنْقَضِیَ عِدَّتُھُنَّ وَلَا تُضَارُّوْھُنَّ بِالْمُرَاجَعَۃِ ﴿ واشھدوا ذوی عدل منکم﴾ عَلَی الرَّجْعَۃِ اَوِ الْفِرَاقِ ﴿ واقیموا الشھادۃ للہ﴾ لَا لِلْمَشْھُوْدِ عَلَیْہِ اَوْ لَہٗ ﴿ ذلکم یوعظ بہ من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا (۲) ﴾ مِنْ کُرَبِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ﴿ویرزقہ من حیث لایحتسب﴾ یَخْطُرُ بِبَالِہٖ ﴿ ومن یتوکل علی اللہ﴾ فِی اُمُوْرِہٖ ﴿

فهو حسبه﴾ كَافِيُهِ﴿ ان الله بالغ امره﴾مُرَادِهٖ وَفِي قِرَاءَ ةٍ بِالْإِضَافَةِ﴿قد جعل الله لكل شيء﴾ كَرُخَاءٍ وَّشِدَّةٍ﴿ قدرا (٣)﴾مِيُقَاتًا﴿والّٰى﴾بِهَمُزَةٍ وَيَاءٍ وَبِلَا يَاءٍ فِي الْمَوُضِعَيْنِ﴿ يئسن من المحيض﴾بِمَعْنَى الْحَيُضِ﴿ من نسائكم ان ارتبتم﴾شَكَكُتُمُ فِي عِدَّتِهِنَّ﴿ فعدتهن ثلثة اشهر والّٰى لم يحضن﴾لِصِغَرِهِنَّ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلاثَةُ اَشُهُرٍ وَالْمَسُأَلَتَانِ فِي غَيْرِالْمُتَوَفّٰى عَنُهُنَّ اَزُوَاجُهُنَّ اَمَّا هُنَّ فَعِدَّتَهُنَّ مَا فِي آيَةِ يَتَرَبَّصُ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرُبَعَةَ اَشُهُرٍ وَّعَشَرًا﴿ واولات الاحمال اجلهن ﴾اِنْقِضَاءِ عِدَّتِهِنَّ مُطَلَّقَاتٍ اَوُ مُتَوَفّٰى عَنُهُنَّ اَزُوَاجُهُنَّ﴿ان يضعن حملهن ومن يتق الله يجعل له من امره يسرا (٤)﴾فِي الدُّنُيَا وَالْاٰخِرَةِ﴿ذلك﴾الْمَذُكُورُ فِي الْعِدَّةِ﴿ امر الله﴾حُكُمُهٗ﴿ انزله اليكم ومن يتق الله يكفر عنه سياته ويعظم له اجرا (٥)اسكنوهن﴾اَيِ الْمُطَلَّقَاتِ﴿من حيث سكنتم﴾اَىُ بَعْضَ مَسَاكِنِكُمُ﴿ من وجدكم﴾اَىُ سَعَتِكُمُ عَطُفُ بَيَانٍ اَوُبَدَلُ مِمَّا قَبُلَهٗ بِاِعَادَةِ الْجَارِ وَتَقُدِيُرُمُضَافٍ اَىُ اَمُكِنَةَ سَعَتِكُم لا مَادُوُنَهَا﴿ ولا تضاروهن لتضيقوا عليهن﴾الْمَسَاكِنَ فَيَحُتَجُنَ اِلَى الْخُرُوُجِ اَوِلِنَفَقَةٍ فَيَفُتَدِيُنَ مِنُكُمُ﴿وان كن اولات حمل فانفقوا عليهن حتى يضعن حملهن فان ارضعن لكم﴾اَوُلَادَكُمُ مِنُهُنَّ﴿ فاتوهن اجورهن﴾عَلَى الْإِرُضَاعِ﴿واتمروا بينكم﴾وَبَيْنَهُنَّ﴿ بمعروف﴾بِجَمِيُلٍ فِي حَقِّ الْاَوُلَادِ بِالتَّوَافُقِ عَلٰى اَجُرٍ مَعُلُوُمٍ عَلَى الْإِرُضَاعِ﴿ وان تعاسرتم﴾تَضَايَقُتُمُ فِي الْإِرُضَاعِ فَامُتَنَعَ الْاَبُ مِنَ الْاُجُرَةِ وَالْاُمُّ مِنُ فِعُلِهٖ﴿ فسترضع له﴾لِلْاَبِ﴿ اخرى (٦)﴾وَلاتُكُرِهُ الْاُمُّ عَلٰى اِرُضَاعِهٖ﴿لينفق﴾عَلَى الْمُطَلَّقَاتِ وَالْمُرُضِعَاتِ﴿ ذوسعة من سعته ومن قدر﴾ضِيُقَ﴿ عليه رزقه فلينفق مما اته﴾اَعُطَاهُ﴿ الله﴾عَلٰى قَدُرِهٖ﴿ لا يكلف الله نفسا الا ما اتها سيجعل الله بعد عسر يسرا (٧)﴾وَقَدُجَعَلَهٗ بِالْفُتُوحِ.

﴿ترجمہ﴾

اے نبی (مابعد قرینے کی وجہ یہاں نبی سے مراد آپ ﷺ کی امت ہے یا مراد ہے "قل لهم......الخ") جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو (یعنی طلاق دینے کا ارادہ کرو) تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو (یوں کہ انہیں اس میں طلاق دو جس میں ان سے صحبت نہ کی ہو......ا...... حضور ﷺ نے اس کی یہی تفسیر بیان کی ہے اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے) اور عدت کا شمار رکھو (یعنی اس کی محافظت رکھو تا کہ عدت سے فراغت ہونے سے پہلے تم ان سے رجوع کر سکو) اور اپنے رب اللہ سے ڈرو (اس کے امر و نہی میں اس کی فرمانبرداری کرو) عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں (گھروں سے جب تک ان کی عدت پوری نہ ہو جائے ......۲......) مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں (تو اس صورت میں ان پر حد قائم کرنے کے لیے انہیں گھروں سے نکل جائے گا، "مبينة" کو یاء مفتوحہ و مکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی بینت یا بینة ہے) اور یہ (جو مذکور ہوا ہے) اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بیشک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد (یعنی اس طلاق کے بعد) کوئی نیا حکم بھیجے (رجوع کرنے کا جب کہ ایک یا دو طلاقیں واقع ہوئی ہوں) تو جب وہ اپنی میعاد تک پہنچنے کو ہوں (یعنی اپنی عدت پوری کرنے کے قریب ہو جائیں) تو انہیں روک لو (یوں کہ ان سے رجوع کر لو) بھلائی کے ساتھ (بے نقصان پہنچائے) یا بھلائی کے ساتھ جدا کرو (یعنی انہیں چھوڑ رکھو کہ ان کی عدت پوری ہو لے، رجعت کر کے انہیں ضرر نہ دو......۳......) اور اپنے میں کے دو ثقہ کو گواہ کر لو (رجعت

یا فراغت پر......ہے......)اور اللہ کے لیے گواہی قائم رکھو(نہ کہ مشہود علیہ اور مشہود کے لیے)اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے اسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے(اس کے کاموں میں)نکلنے کی راہ بنادے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان نہ ہو(اس کے دل میں خیال بھی نہ ہو)اور جو اللہ پر بھروسہ کرے(اپنے کاموں میں)تو وہ اسے کافی ہے......۵......(حسبہ بمعنی کافیۃ ہے)بیشک اپنا امر(یعنی اپنی مراد)پوری فرمانے والا ہے(ایک قرائت میں اسے اضافت کے ساتھ پڑھا گیا ہے)اور بیشک اللہ نے ہر چیز کا(جیسے کشادگی اور شدت کا)وقت رکھا ہے(قدرا بمعنی میقاتا ہے)اور وہ (''اللائی'' کو ہمزہ اور یاء کے ساتھ اور بغیر یاء کے ساتھ دونوں مقامات میں پڑھا گیا ہے)جنہیں حیض کی امید نہ رہی(المحیض بمعنی الحیض ہے)تمہاری عورتوں میں سے اگر تمہیں شک ہو(ان کی عدت کے بارے میں، ارتبتم بمعنی شککتم ہے)تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں(نابالغی کی وجہ سے)حیض نہ آیا(تو ان کی عدت بھی تین ماہ ہے، یہ دو مسئلے اس عورت کے بارے میں ہیں جس کے شوہر کا انتقال نہ ہوا کہ جن عورتوں کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو تو ان کی عدت سورۃ بقرۃ کی آیت ''یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا'' کے سبب چار ماہ دس دن ہے)اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے(یعنی ان کی عدت پوری ہونے کی میعاد یہ ہے خواہ وہ عورتیں مطلقہ ہوں یا ان کے شوہر وفات پا گئے ہوں......٦......)کہ وہ اپنا حمل جن لیں اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمادے گا(دنیا اور آخرت میں)یہ(جو عدت کے بارے میں مذکورہ ہوا)اللہ کا حکم ہے(امر اللہ بمعنی حکمہ ہے)کہ اس نے تمہاری طرف اتارا اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کی برائیاں اتار دے گا اور اسے بڑا ثواب دے گا انہیں(یعنی مطلقہ عورتوں کو)وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو(یعنی اپنے گھر کے کسی ایک کمرے میں)اپنی طاقت بھر(وجدکم بمعنی سعتکم ہے، یہ عطف بیان ہے حرف جر کے اعادہ کے ساتھ ماقبل سے بدل ہے اور اس کا مضاف مقدر ہے اصل میں یوں ہے ''ای امکنۃ سعتکم لا ما دونھا'')اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگ ہو جائیں(کمرے اور وہ گھر سے نکلنے اور نفقہ کی محتاج ہو جائیں پھر انہیں تم سے چھٹکارہ حاصل کرنا پڑ جائے)اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان نفقہ دو یہاں تک کہ وہ وضع حمل کریں پھر اگر وہ تمہارے لیے(تمہارے ان سے ہونے والے بچوں کو)دودھ پلائیں تو انہیں(ان کے دودھ پلانے پر)ان کی اجرت دو اور تم(اور وہ)آپس میں معقول طور پر مشورہ کرو(جو کہ دودھ پلانے کی اجرت کے معلوم ہونے پر تمہاری اپنی اولاد کے حق میں اچھا ہو......ے......بمعروف بمعنی بجمیل ہے)پھر اگر باہم مضائقہ کرو(دودھ پلانے کے معاملے میں کہ باپ اجرت دینے اور ماں بغیر اجرت دودھ پلانے سے منع کردے ،تعاسرتم بمعنی تضایقتم ہے)تو قریب ہے کہ اسے(یعنی باپ کو)اور دودھ پلانے والی مل جائے گی(اور ماں کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا)چاہیے کہ خرچ کرے(مطلقہ عورتوں پر یا دودھ پلانے والیوں پر)مقدور والا اپنے مقدور کے مطابق اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا(قدر بمعنی ضیق ہے)وہ اس میں سے خرچ کرے جو اسے اللہ نے دیا(اپنے مقدور کے مطابق خرچ کرے ،اتاہ بمعنی اعطاہ ہے)اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے قریب ہے کہ اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے گا (اور اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو جنگی فتوحات عطا فرما کر کشادگی کردی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن واحصوا العدۃ واتقوا اللہ ربکم﴾

یایھا النبی: نداء، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، طلقتم النساء: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، طلقوھن: فعل امر بافاعل ومفعول، ھن: ضمیر مفعول، لعدتھن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف

علیہ ،و :عاطفہ ،احصوا العدۃ :فعل امر بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول ،و : عاطفہ ،اتقوا اللہ ربکم : جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر جزا ،ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء ،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿لا تخرجوھن من بیوتھن و لا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ﴾

لاتخرجوھن : فعل نہی بافاعل ومفعول ،من بیوتھن : ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ،لایخرجن :فعل نہی ونون نسوۃ ذوالحال ،الا : اداۃ حصر ،ان :مصدریہ ،یاتین :فعل بافاعل ،بفاحشۃ مبینۃ :ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر ب جار مجرور ،ملکر ظرف مستقر حال ،ملکر فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتلک حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ﴾

و : مستانفہ ،تلک :مبتدا ،حدود اللہ : خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ،و :عاطفہ ،من :شرطیہ مبتدا ،یتعد حدود اللہ : فعل بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف :جزائیہ ،قد :تحقیقیہ ،ظلم نفسہ : فعل بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ جزا ،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لاتدری لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا﴾

لاتدری : فعل نفی بافاعل ،لعل اللہ :حرف مشبہ واسم ،یحدث :فعل بافاعل ،بعدذلک :ظرف ،امرا :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فاذا بلغن اجلھن فامسکوھن بمعروف اوفارقوھن بمعروف واشھدوا ذوی عدل منکم واقیموا الشھادۃ للہ﴾

ف : عاطفہ ،اذا :ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم ،بلغن اجلھن :فعل بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف : جزائیہ ،امسکو :فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال ،بمعروف :ظرف مستقر حال ،ملکر فاعل ،ھن :ضمیر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،او :عاطفہ ،فارقوا :فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال ،بمعروف :ظرف مستقر حال ،ملکر فاعل ،ھن :ضمیر مفعول ،و : عاطفہ ،اشھدوا :فعل امر بافاعل ،ذوی عدل : موصوف ،منکم :ظرف مستقر صفت ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول ،و : عاطفہ ،اقیموا الشھادۃ :فعل امر بافاعل ومفعول ،للہ :ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلکم یوعظ بہ من کان یومن باللہ والیوم الاخر﴾

ذلکم : مبتدا ،یوعظ : فعل مجہول ،بہ :ظرف لغو ،من :موصولہ ،کان یومن باللہ والیوم الاخر :جملہ فعلیہ صلہ ،ملکر نائب الفاعل ،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب﴾

و : مستانفہ ،من :شرطیہ مبتدا ،یتق اللہ :فعل بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ شرط ،یجعل لہ :فعل بافاعل وظرف لغو ،مخرجا :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،یرزقہ :فعل بافاعل ومفعول ،من : جار ،حیث :مضاف ،لایحتسب : جملہ فعلیہ مضاف الیہ ،ملکر مجرور ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر جزا ،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ﴾

و : عاطفہ ،من :شرطیہ مبتدا ،یتوکل علی اللہ : جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف : جزائیہ ،ھو :مبتدا ،حسبہ : خبر ،ملکر جملہ اسمیہ جزا ،ملکر جملہ

شرط ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ان اللہ حرف مشبہ و اسم، بالغ امرہ: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد جعل اللہ لکل شیء قدرا والئی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلثۃ اشھر﴾

قد: تحقیقیہ،جعل اللہ: فعل وفاعل،لکل شیء: ظرف لغو،قدرا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و: مستانفہ،الئی: موصول،یئسن: فعل"ھن"ضمیر مستقر ذوالحال،من نسائکم: حال،ملکر فاعل،من المحیض: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا،ان: شرطیہ،ارتبتم: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،عدتھن: مبتدا،ثلثۃ اشھر: خبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والئی لم یحضن واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن﴾

و: عاطفہ،الئی: موصول،لم یحضن: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر"فکذلک"خبر محذوف کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ فعلیہ بتاویل،و: عاطفہ،اولات الاحمال: مبتدا،اجلھن: مبتدا،ان: مصدریہ،یضعن حملھن: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرا﴾

و: عاطفہ،من: شرطیہ مبتدا،یتق اللہ: جملہ فعلیہ شرط،یجعل لہ: فعل بافاعل وظرف لغو،من امرہ: ظرف مستقر حال مقدم،یسرا: ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک امر اللہ انزلہ الیکم ومن یتق اللہ یکفر عنہ سیاتہ ویعظم لہ اجرا﴾

ذلک: مبتدا،امر اللہ: ذوالحال،انزلہ الیکم: جملہ فعلیہ حال،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،من: شرطیہ مبتدا،یتق اللہ: جملہ فعلیہ شرط،یکفر عنہ سیاتہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،یعظم لہ اجرا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن﴾

اسکنوھن: فعل امر بافاعل ومفعول،من حیث سکنتم: جار مجرور مبدل منہ،من وجدکم: جار مجرور بدل،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لاتضاروھن: فعل نہی بافاعل ومفعول،لام: جار،تضیقوا علیھن: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن﴾

و: عاطفہ،ان: شرطیہ،کن اولات: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،انفقوا علیھن: فعل امر بافاعل وظرف لغو،حتی: جار،یضعن حملھن: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان ارضعن لکم فاتوھن اجورھن واتمروا بینکم بمعروف﴾

ف: عاطفہ،ان: شرطیہ،ارضعن لکم: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،اتوھن: فعل امر بافاعل ومفعول،اجورھن: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،اتمروا: فعل امر بافاعل،بینکم: ظرف،بمعروف: متعلق،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تعاسرتم فسترضع لہ اخری﴾

و: عاطفہ،ان: شرطیہ،تعاسرتم: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،س: حرف استقبال،ترضع لہ: فعل وظرف لغو،اخری: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لینفق ذو سعة من سعته و من قدر علیه رزقه فلینفق مما اته الله﴾

لام: لام امر، ینفق: فعل امر، ذو سعة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، قدر علیہ: فعل مجہول وظرف لغو، رزقہ: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لینفق: فعل امر با فاعل، مما اته الله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا یکلف الله نفسا الا ما اتها سیجعل الله بعد عسر یسرا﴾

لا یکلف الله: فعل نفی وفاعل، نفسا: مفعول اول، الا: اداۃ حصر، ما اتھا: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، س: حرف استقبال، یجعل الله: فعل وفاعل، بعد عسر: ظرف متعلق بمحذوف مفعول ثانی، یسرا: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یایها النبی......☆ یہ آیت عبداللہ بن عمر کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے اپنی بی بی کو عورتوں کے ایام مخصوصہ میں طلاق دی تھی، حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ رجعت کریں پھر اگر طلاق دینا چاہیں تو طہر یعنی پاکی کے زمانہ میں طلاق دیں اس آیت میں عورتوں سے مراد مدخولہ بہا عورتیں ہیں (جو اپنے شوہروں کے پاس گئی ہوں)۔

☆......ومن یتق الله یجعل له مخرجا......☆ عوف بن مالک کے فرزند کو مشرکین نے قید کرلیا تو عوف رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ میرا بیٹا مشرکین نے قید کرلیا ہے اور اسی کے ساتھ اپنی محتاجی و ناداری کی شکایت کی سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کا ڈر رکھو اور صبر کرو اور کثرت سے لاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتے رہو۔ عوف رضی اللہ عنہ نے گھر آکر اپنی بی بی سے کہا اور دونوں نے پڑھنا شروع کردیا وہ پڑھ رہے تھے کہ بیٹے نے دروازہ کھٹکھٹایا دشمن غافل ہوگیا تھا اور اس نے موقع پایا قید سے نکل بھاگا اور چلتے ہوئے چار ہزار بکریاں بھی دشمن کی لے آیا، عوف رضی اللہ عنہ نے خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا کہ کیا یہ بکریاں ان کے لئے حلال ہیں؟ حضور ﷺ نے اجازت دے دی اور یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......والئی یئسن من المحیض......☆ صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ حیض والی عورتوں کی عدت تو معلوم ہوگئی جو حیض والی نہ ہوں ان کی کیا عدت ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

طلاق کی اقسام ومسائل:

۱......لغوی اعتبار سے طلاق کے معنی ''قید سے آزاد کرنے'' اور ''تخلیہ کرنے کے ہیں'' جبکہ شرعی معنی ''ملکِ نکاح سے آزاد کرنا'' طلاق کہلاتا ہے پھر طلاق کی تین اقسام ہیں: (۱)......طلاقِ احسن: یہ ہے کہ آدمی اپنی منکوحہ کو حالتِ طہر میں، جس میں صحبت نہ کی ہو، ایک طلاق دے کر بغیر دوسری طلاق دیئے چھوڑ دے یہاں تک کہ اسکی عدت کا وقت گزر جائے۔ (۲)......طلاقِ بدعت: ایک ہی جملہ میں تین طلاقیں دیدینا یا ایک طہر میں تین طلاقیں دیدینا طلاق بدعت کہلاتا ہے۔ (۳)......طلاقِ سنت: یہ ہے کہ کوئی شخص تین طہر میں تین طلاقیں دے۔ (التعریفات، ص ۱۱۷، بہار شریعت، باب ہشتم، ج ۱، ص ۶، ملخصاً)

☆......"ابغض الحلال الی اللہ تعالٰی الطلاق اللہ عزوجل کو حلال چیزوں میں سے طلاق دینا سب سے زیادہ ناپسند ہے"۔
(سنن ابی داوٗد، کتاب الطلاق، باب فی کراھیۃ الطلاق، ص ٤٠٤)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے اور ٹیڑھی ہی چلے گی، اگر تجھے اس سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس سے اسی حال پر نفع اٹھا اگر سیدھا کرنا چاہے گا تو ٹوٹ جائیگی اور اسکا توڑنا اسے طلاق دینا ہے۔"
(صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، ص ٦٩٦)

لہٰذا ضروری ہے کہ زن وشوہر باہم اچھے طریقہ سے رہیں تاکہ طلاق کی نوبت نہ آئے کیونکہ **لان الاصل فی الطلاق هو الحظر و الاباحة لحاجة الخلاص۔**
(الھدایۃ، کتاب الطلاق، باب طلاق السنہ، ج٣، ص١٣٢)

دل میں طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ اتنی بلند آواز سے کہ جس کو مانع نہ ہونے پر خود سن سکے واقع ہو جاتی ہے۔
(الفتاوی الرضویۃ، کتاب الطلاق، ج ١٢، ص ٣٨١)

عدت کے چند ضروری مسائل:

(۱)......نکاح یا شبہ نکاح کے زوال کے بعد (ایک وقت تک) عورت کا نکاح سے رکنا عدت کہلاتا ہے۔ (التعریفات، ص ١٥١)۔ نئے نکاح کے لئے مدت کے گزر جانے کا انتظار کرنا بھی عدت کہلاتا ہے۔ (رد المحتار، ج ٥، ص ١٧٧)

ابتدائے اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے ہاں رہ کر نان نفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی، پھر ایک سال کی عدت تو ﴿یتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا (البقرة:٢٣٤)﴾ سے منسوخ ہوگئی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر فرمائی گئی اور سال بھر کا نفقہ آیتِ میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکے میں مقرر کیا گیا، لہٰذا اب اس وصیت کا حکم باقی نہ رہا، حکمت اسکی یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنے مورث کی بیوہ کا نکلنا یا غیر سے نکاح کرنا بالکل گوارا ہی نہ کرتے اور اسکو عار سمجھتے تھے اس لئے اگر ایک دم چار ماہ دس دن کی عدت مقرر کی جاتی تو یہ ان پر گراں گزرتا لہٰذا انہیں بتدریج راہ پر لایا گیا۔
(خزائن العرفان، حاشیۃ: ٩، ص ٤٨)

اب ہم نفقہ، سکنٰی اور کسوہ سے متعلق موضوع کی مناسبت کو مدنظر رکھتے ہوئے فقہائے کرام کی معتبر کتب کے حوالے سے بحث کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ ﴿لاتخرجوهن من بيوتهن ولايخرجن الا ان ياتين بفاحشة عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں (الطلاق:١)﴾ ایک قول کے مطابق اس سے مراد فاحشہ عورت ہے کہ وہ خود کو باہر نکلنے سے روکے رکھے، ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد زنا کار ہیں کہ انہیں حد کے نافذ کرنے کے لئے ضرور نکالا جائے گا اور وہ عورت کے جس کا شوہر انتقال کر گیا تو اس عورت کے لئے نفقہ واجب نہیں لہٰذا وہ حاجت کی صورت میں دن کے وقت طلب معاش کے لئے نکلے گی اور رات پھیلنے سے قبل گھر واپس ہو جائے گی، اور مطلقہ ایسا نہ کرے کیونکہ اس کا نفقہ اسکے شوہر کے گھر پر ہے یہاں تک کہ عورت عدت کے نفقہ کے عوض خلع کر لے تو ایک قول کے مطابق وہ دن کے وقت میں طلب معاش کے لئے نکلے گی اور ایک قول کے مطابق نہ نکلے گی اس لئے کہ اس سے عدت کا نفقہ ساقط ہو گیا ہے ہاں سکنٰی کا حق عورت معاف کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔
(الھدایۃ، کتاب الطلاق، باب :العدۃ، ج٣، ص٢٩٨ ملخصاً)

(۲)......مرد پر لازم ہے کہ سال میں دو جوڑے کپڑے کے ہر چھ ماہ بعد عورت کو دے جیسا کہ المبسوط میں ہے۔ طلاق والی عورت نفقہ اور سکنٰی پائے گی چاہے طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں دی ہوں یا حاملہ ہو یا نہ ہو جیسا کہ فتاوی قاضی خان میں مذکور

ہے۔ (الھندیة ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول فی نفقة الزوج، ج۱،ص ۵۷۸ وغیرہ)

(۳)...... اگر خاوند بیوی کو ایسے مکان میں رہائش دیتا ہے جہاں عورت اکیلی ہے اور عورت قاضی سے شکایت کرے کہ خاوند اسے پیٹتا اور اذیت دیتا ہے اور قاضی سے یہ درخواست کرتی ہے کہ وہ خاوند کو حکم دے کہ وہ ایسی جگہ رہائش دے جہاں ارد گرد نیک لوگ ہوں جو خاوند کی نیکی اور بدی معلوم کرسکیں لہٰذا قاضی جانتا ہو کہ عورت کی شکایت درست ہے تو وہ خاوند کو ڈانٹ کر اس کو زیادتی سے منع کرے اور اگر قاضی کو معلوم نہ ہو تو وہ معلوم کرے کہ اگر ارد گرد والے نیک لوگ ہیں تو عورت کو وہاں رہنے پر پابند کرے لیکن ساتھ ہی قاضی پڑوسیوں سے خاوند کے سلوک کے متعلق معلومات حاصل کریں اگر پڑوسی عورت کی شکایت کی تائید کریں تو قاضی خاوند کو ڈانٹے اور زیادتی سے منع کرے، اگر پڑوسی لوگ کہیں کہ خاوند کوئی زیادتی اور اذیت نہیں دیتا تو قاضی عورت کو اسی مکان میں رہنے کا پابند کرے اور اگر عورت کے پڑوس میں کوئی قابل اعتماد شخص نہ ہو یا پڑوسی خاوند کے طرفدار ہوں تو پھر قاضی خاوند کو حکم دیگا کہ عورت کو نیک لوگوں کے پڑوس میں رہائش دے اور پھر قاضی کو چاہئے کہ اس معاملے کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور پڑوسیوں کے بیان کو کاروائی کی بنیاد بنادے محیط میں ایسا ہی مذکور ہے۔ (المرجع السابق)

(۴)...... اگر فی الواقع عدت گزر چکی (یعنی حاملہ تھی تو وضع حمل ہوگیا ورنہ طلاق کے بعد تین حیض شروع ہو کر ختم ہو لیے) تو اب نفقہ واجب نہیں کہ مطلقہ کا نفقہ عدت تک ہے بعد عدت کوئی علاقہ باقی نہیں جس کے سبب نفقہ لازم ہو، فی رد المحتار النفقة تابعة للعدة یعنی نفقہ عدت کے تابع ہے۔ (الفتاوی الرضویة ، ج۱۳،ص ۴۱۵)

(۵)...... ردالمحتار میں بحر کے حوالے سے ہے سب کا اتفاق ہے کہ اگر دونوں (زوج وزوجہ) خوشحال ہیں تو ان کے حال کے مطابق خاوند پر نفقہ واجب ہوگا اور اگر دونوں تنگ دست ہیں تو ان کے حال کے مطابق خاوند پر واجب ہے، اور اختلاف صرف اس صورت میں ہے کہ جب دونوں میں سے ایک امیر اور دوسرا غریب ہو، اور مفتی بہ قول کے مطابق دونوں کے حال کی رعایت پر درمیانہ نفقہ واجب ہوگا اور وہ یہ کہ خوشحالی سے کم اور تنگ دستی سے زائد ہو۔ (الفتاوی الرضویة ، ج۱۳،ص ۴۲۷)

(٦)...... کھانا پکانے کے تمام برتن اور سامان شوہر پر واجب ہے مثلاً چکی، ہانڈی، توا، چمٹا، رکابی، پیالہ، چمچہ، وغیرہا جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے حسب حیثیت اعلیٰ، ادنی اور متوسط۔ یو ہیں حسب حیثیت اثاث البیت دینا واجب ہے مثلاً چٹائی، دری، قالین، چارپائی، لحاف، توشک، تکیہ، چادر وغیرہا۔ یو ہیں کنگھا، تیل، سر دھونے کے لئے کھلی وغیرہ اور صابن یا بیسن میل دور کرنے کے لئے اور سرمہ، مسی، مہندی دینا شوہر پر واجب نہیں اگر لائے تو عورت کو استعمال ضروری ہے۔ عطر، خوشبو وغیرہ کی اتنی ضرورت ہے جس سے بغل اور پسینے کی بو دفع کرسکے۔ (بہار شریعت، حصہ ہشتم، ج۱،ص ۸۱)

رجعت کی ضروری صورتوں کا بیان:

س...... عورت کو عدت کے دنوں میں پہلے نکاح پر باقی رکھنے کو رجعت کہتے ہیں اور جو ایسا کرے گویا اس نے رجوع کیا۔

(التعریفات،ص ۱۱۲،بحرالرائق، ج٤،ص ٧٦)

(۱)...... رجعت اُسی عورت کو ہوسکتی ہے جس سے وطی کی ہو، اگر خلوت صحیحہ ہوئی مگر جماع نہ ہوا تو نہیں ہوسکتی اگرچہ اُسے شہوت کے ساتھ چُھوا یا شہوت کے ساتھ فرج داخل کی طرف نظر کی ہو۔ (ردالمحتار علی الدر المختار ، کتاب الطلاق، باب: الرجعة، ج٥،ص ٢٤)

(۲)...... رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے اور عورت کو بھی اس کی خبر کردے کہ عدت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرلے اور اگر کرلیا تو تفریق ہوجائے گی اگرچہ دخول کرچکا ہو کہ یہ نکاح نہ ہوا۔ اور اگر

قول سے رجعت کی مگر گواہ نہ کیئے یا گواہ بھی کیئے مگر عورت کو خبر نہ کی تو مکروہ خلاف سنت ہے مگر رجعت ہو جائے گی۔ اور اگر فعل سے رجعت کی مثلاً اُس سے وطی کی یا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی تو رجعت ہوگئی مگر مکروہ ہے۔ اُسے چاہیے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے۔ (الجوهرة النيرة، كتاب الرجعة، الجزء الثاني، ص ۱۲٤)

(۳)......رجعت کے الفاظ یہ ہیں: میں نے تجھ سے رجعت کی یا اپنی زوجہ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لے لیا یا روک لیا، یہ سب صریح الفاظ ہیں کہ اِن میں بلانیت بھی رجعت ہو جائیگی۔ یا کہا تو میرے نزدیک ویسی ہے جیسی تھی یا تو میری عورت ہے تو اگر بہ نیت رجعت یہ الفاظ کہے ہوگئی ورنہ نہیں اور نکاح کے الفاظ سے بھی رجعت ہو جاتی ہے۔

(الهندية، كتاب الطلاق، باب السادس في الرجعة وفيما تحل به، ج۱، ص۵۰۲)

کن صورتوں میں گواہ کرنا ضروری ہے اور کیوں؟

۴......رجعت ہونے یا نہ ہونے یا رجعت کی مدت میں اختلاف سے بچنے کے لئے گواہ کرنا بہتر ہوتا ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک گواہ کرنا مستحب ہے۔ امام احمد بن حنبل کے ایک قول کے مطابق رجعت میں گواہ کرنا واجب ہے، اور ظاہر قول کے مطابق امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ جبکہ امام مالک، ابوحنیفہ، احمد اور شافعی اس کے علاوہ قول کے بھی قائل ہیں۔ (القرطبي، الجزء:۲۸، ص ۱٤۱)

(۱)......زوج یا زوجہ دونوں کہتے ہیں کہ عدت پوری ہوگئی مگر رجعت میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے کہ رجعت ہوئی اور دوسرا منکر ہے تو زوجہ کا قول معتبر ہے اور قسم کھلانے کی حاجت نہیں اور عدت کے اندر یہ اختلاف ہوا تو زوج کا قول معتبر ہے اور اگر عدت کے بعد شوہر نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں نے عدت میں کہا تھا کہ میں نے اُسے واپس لے لیا یا کہا تھا کہ میں نے اُس سے جماع کیا تو رجعت ہوگئی۔ (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ج۳، ص۲۱۷)

(۲)......عدت پوری ہونے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے عدت میں رجعت کر لی ہے اور عورت تصدیق کرتی ہے تو رجعت ہوگئی اور تکذیب کرتی ہے تو نہیں۔ (المرجع السابق)

(۳)......زوج و زوجہ متفق ہیں کہ جمعہ کے دن رجعت ہوئی مگر عورت کہتی ہے کہ میری عدت جمعرات کو پوری ہوئی تھی اور شوہر کہتا ہے کہ ہفتہ کو، تو قسم کے ساتھ شوہر کا قول معتبر ہے۔ (الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به، ج۱، ص۵۰٤)

پریشانیوں، مصیبتوں اور دشواریوں سے نجات کی دعا:

۵......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ومن يتق الله يجعل له مخرجا اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا (الطلاق:۲)﴾۔ شعبی کہتے ہیں جو عدت کے اندر طلاق سے رجوع کرنا چاہے اللہ عزوجل اُس کے لئے راہیں کھول دیگا، دیگر نے یہ قول نقل کیا ہے ہر کام جو بندے پر مشکل ہو جائے اللہ عزوجل اُسے آسان کر دے گا۔ کلبی کہتے ہیں جو مصیبت پر صبر کرے اللہ عزوجل اس کے لئے جہنم سے جنت تک کی راہ کھول دے گا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا: "اللہ عزوجل اُسے شبہات اور موت کی سختیوں سے نجات دے دیگا، اور قیامت کی سختیوں سے پناہ عطا فرمادے گا"۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ اور اس کے بعد والی آیت عوف بن مالک اشجعی کے حق میں نازل ہوئی، ان کے صاحبزادے کو دشمنوں نے قید کر لیا تو وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور شکایت کی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ عزوجل سے ڈرو اور صبر کرو اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی تکرار کرتے رہو"۔ پس اس ورد کی برکت سے ان کا بیٹا واپس آ گیا اور دشمن غافل رہے، بلکہ کشاف میں ہے کہ دشمنوں کو غافل دیکھ کر سو اونٹ بھی اپنے ساتھ لے آیا۔ اور یہ اسی آیت کی تفسیر ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ويرزقه من حيث لا يحتسب اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو

یعنی اللہ عزوجل کا خوف رکھنا چاہیے اور حلال کی جستجو اور صبر کا دامن تھامے رکھے تو اللہ عزوجل اس کے لئے مشکل وقت میں بھی کامیابی کے دروازے کھول دے گا اور اُسے وہاں سے روزی ملے گی جہاں سے اُس کا گمان بھی نہ ہوگا۔ اور جو مصیبت پہنچے پر اللہ عزوجل پر بھروسہ کرے تو اللہ عزوجل اس کے لئے کافی ہوگا، اسی مناسبت سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے یہ پسند ہو کہ وہ لوگوں میں قوی ترین ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ اللہ عزوجل پر بھروسہ کرے''۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۵۶۲)

حمل والی عورتوں کی عدت:

۱...... عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے، عورت حرہ ہو یا کنیز مسلمہ ہو یا کتابیہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی یا متارکہ یا وطی بالشبہہ کی حمل ثابت النسب ہو یا زنا کا مثلاً زانیہ حاملہ سے نکاح کیا اور شوہر مر گیا یا وطی کے بعد طلاق دی تو عدت وضع حمل ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الطلاق: باب: العدۃ، ج۵، ص۱۸۹)

(۲)...... وضع حمل سے عدت پوری ہونے کے لئے کوئی خاص مدت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد حمل ساقط ہو گیا اور اعضاء بن چکے ہیں عدت پوری ہوگئی ورنہ نہیں اور اگر دو یا تین بچے ایک حمل سے ہوئے تو پچھلے کے پیدا ہونے سے عدت پوری ہوگی۔ (الجوھر النیرۃ، کتاب العدۃ، الجزء الثانی، ص ۱۵۲)

دودھ پلانے والیوں کے مسائل:

۱...... بچے کو دو برس تک دودھ پلایا جائے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے، یہ حکم دودھ پلانے کا ہے اور نکاح حرام ہونے کے لئے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلادے گی، حرمت نکاح ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر پیا، تو حرمت نکاح نہیں۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج۴، ص۳۹۳)

(۲)...... عورت کو طلاق دی اس نے اس بچہ کو دو برس کے بعد تک دودھ پلایا تو دو برس کے بعد کی اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتی یعنی لڑکے کا باپ اجرت دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور دو برس تک کی اجرت اس سے جبراً لی جا سکتی ہے۔ (الھندیۃ، کتاب الرضاع، ج۱، ص۳۷۶)

اغراض:

المراد وامتہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں واو حذف ہے، اور کلام کو فقط آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم تک محدود کیا گیا ہے اس لئے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سردار کی سی ہے اور بعض نسخوں میں مراد اس کلام سے امتِ محمدیہ ہے یعنی مطلق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے امت مصطفیٰ مجازاً مراد لی گئی ہے۔ **او قل لھم:** یہ خطاب کی توجیہ میں دوسرا احتمال ہے، اور ماحصل یہ ہے کہ خطاب فقط سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن اس سے امر کو حذف کیا گیا ہے گویا کہ یوں کہا گیا ہے: ''اے نبی! اپنی امت سے کہہ دیجئے، الـــــخ۔ اور مفسر نے تین احتمالات بیان فرمائے جبکہ چوتھا احتمال یہ ہے کہ مذکورہ خطاب اول سے آخر تک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور جمع کے لفظ کے ساتھ تعظیماً اور تفخیماً خطاب کیا گیا ہے۔

فی الطھر: کیونکہ حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے، دلیل اس کی یہ ہے کہ کسی چیز کے کرنے کا حکم دیا جانا اس کی ضد کی نفی اور نہی کرتا ہے اور اس لئے کہ نہی امر خارج سے ہوا کرتی ہے اور فساد لازم نہیں آتا اور یہاں بھی ایسا ہی ہے، اس لئے کہ نہی کی علت عدت کی طوالت کی وجہ سے ہے۔ **لم تمس فیہ:** سے مراد وطی نہ کرنا ہے، اور یہ قید شک کے ازالے کی وجہ سے ہے اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ وطی کرنے سے حمل قائم ہو جائے، پس وطی کو حیض سے وضع حمل کی طرف منتقل کر دیا گیا اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حمل پوشیدہ ہوتا ہے، پس

اسی بناء پر طلاق کا اس طہر میں ہونا جس میں وطی کی گئی ہو، امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک حرام ہے لیکن ان دنوں کا عدت میں شمار ہوگا اور ان دنوں میں رجوع پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ لعدتھن: سے مرادنان نفقہ اور سکنہ ہے۔
احصوا العدۃ: یعنی وہ وقت مراد ہے جس میں طلاق واقع ہوئی، اور خطاب ازواج سے ہے، اور زوجات بھی اس حکم میں داخل ہیں اس لئے کہ زوج عدت کا شمار رجوع کرنے، نفقہ دینے یا اسی مطلقہ کی بہن سے نکاح بعد عدت مکمل ہونے کے کر سکتا ہے اور یہی مراد ازواج کو اس حکم میں داخل کرنے کی ہے۔
زنا: فاحشہ عورت اور بدکلامی کرنے والی عورت کے لئے عدت سے پہلے بھی شوہر کے گھر سے نکلنا جائز ہے۔ مراجعۃ: مختصر یہ ہے کہ اللہ بغض، فراق اور اعراض وغیرہ امور کے بعد شوہر کے دل میں محبت اور رغبت ڈال دے اور وہ طلاق دینے پر شرمندہ ہو اور اپنے عمل سے رجوع لائے۔ قاربن انقضاء عدتھن: یعنی کلام مجاز کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔
ولا تضاروھن بالمراجعۃ: بھلائی کے ساتھ روک لینے کا بیان مقصود ہے، معنی یہ ہے کہ اگر روکنا ہے تاکہ نکاح وزوجیت کا سلسلہ باقی رہے نہ کہ تکلیف دینے کے لئے، زیادہ واضح کلام یہ ہے کہ فراق کے وقت عورت کے حق میں کلام نہ کرو وغیرہ، اور جہاں تک نقصان پہنچانے کے لئے روکنا ہے تو اس کا بیان اللہ نے واضح فرمادیا: ﴿فامسکوھن بمعروف﴾۔
علی الرجعۃ: تاکہ مرد یا عورت میں سے کسی کے مرجانے کی صورت میں مسئلہ ظاہر ہوجائے اور یہ بھی کہ عدت کا وقت گزر جانے کی صورت میں رجوع اور انکار کی صورت بھی نہ پیدا ہونے پائے۔
اوالفراق: کسی بھی قسم کے جھگڑے اور فساد سے بچنے کے لئے گواہ کرلئے جائیں، اور یہ حکم استحبابی ہے اور امام اعظم، امام مالک اور ایک قول امام شافعی کا یہی ہے۔ جبکہ امام شافعی کا دوسرا قول عدت کے وقت گواہ کرنا واجب جب کہ فراق کے وقت مستحب ہے۔
فعدتھن ثلاثۃ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿والئی﴾ مبتداء اور اس کا صلہ ﴿لم یحضن﴾ ہے اور خبر محذوف ہے۔
والمسالتان: سے مراد مسئلہ آئیسہ اور مسئلہ صغیرہ ہے۔ شککتم فی عدتھن: یعنی عدت کے دنوں میں جہالت پائی جائے چہ جائے کہ جہالت پائی جائے یا نہ پائی جائے عدت کے دن وہی ہیں جو بیان ہو چکے ہیں، المختصر۔ ای المطلقات: ہر قسم کی مفارقت کی صورت میں شوہر پر سکنی لازم ہے، چہ جائے کہ طلاق کی صورت میں مفارقت ہو یا موت کی صورت میں۔ علی اجر معلوم: یعنی دودھ پلانے کی اجرت وسعت، قدر اور حالت کی صورتحال کے پیش نظر ہوگی۔
والمرضعات: بمعنی المطلقات ہے، اور یہ قید سیاق کلام کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے، اور جان لیں کہ طلاق رجعی کی صورت میں بالاجماع نفقہ دینا شوہر پر لازم ہے اور اگر بائنہ طلاق ہو تو امام مالک اور شافعی کے نزدیک نفقہ دینا شوہر پر لازم نہیں ہے جبکہ امام اعظم کے نزدیک نفقہ واجب ہوگا اور دونوں صورتوں کا یہ بیان اُسی وقت ہے جب کہ عورت حاملہ نہ ہو اور اگر حاملہ ہے تو بالاجماع نفقہ شوہر پر لازم ہے اور دودھ پلانے والی کی اجرت بھی شوہر پر بالاجماع لازم ہے جیسا کہ سکنی کا قول بالاجماع کیا جاتا ہے۔

(الصاوی، ج۶، ص۱۲۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿وکاین﴾ ھِیَ کَافُ الْجَرِّ دَخَلَتْ عَلٰی اَیِّ بِمَعْنٰی کَمْ ﴿من قریۃ﴾ اَیْ وَکَثِیْرٌ مِنَ الْقُرٰی ﴿عتت﴾ عَصَتْ یَعْنِیْ اَھْلَھَا ﴿عن امر ربھا ورسلہ فحاسبنھا﴾ فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِنْ لَّمْ تَجِیْءْ لِتَحَقُّقِ وُقُوْعِھَا ﴿حسابا شدیدا وعذبنھا عذابا نکرا (۸)﴾ بِسُکُوْنِ الْکَافِ وَضَمِّھَا فَظِیْعًا وَھُوَ عَذَابُ النَّارِ ﴿فذاقت وبال امرھا﴾ عُقُوْبَتَہٗ ﴿

وکان عاقبۃ امرھا خسرا(۹)﴿خَسَارٌ وَھَلَاکًا﴾اعد اللہ لھم عذابا شدیدا﴿تَکْرِیْرُ الْوَعِیْدِ تَاکِیْدٌ﴾فاتقوا اللہ یاولی الالباب﴿اَصْحَابُ الْعُقُوْلِ﴾ الذین امنوا﴿نَعْتٌ لِلْمُنَادِیْ اَوْبَیَانٌ لَہٗ﴾قد انزل اللہ الیکم ذکرا(۱۰)﴿ھُوَالْقُرْاٰنُ﴾رسولا﴿اَیْ مُحَمَّدًا مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مُقَدَّرٍ اَیْ وَاَرْسَلَ﴾ یتلوا علیکم ایت اللہ مبینت﴿بِفَتْحِ الْیَاءِ وَکَسْرِھَا کَمَا تَقَدَّمَ﴾لیخرج الذین امنوا وعملوا الصلحت﴿بَعْدَ مَجِیْءِ الذِّکْرِوَالرَّسُوْلِ﴾من الظلمت﴿اَلْکُفْرِ الَّذِیْ کَانُوْا عَلَیْہِ﴾الی النور﴿اَلْاِیْمَانِ الَّذِیْ قَامَ بِھِمْ بَعْدَ الْکُفْرِ﴾ ومن یؤمن باللہ ویعمل صالحا یدخلہ﴿وَفِیْ قِرَاءَ ۃٍ بِالنُّوْنِ﴾ جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا قد احسن اللہ لہ رزقا(۱۱)﴿ھُوَ رِزْقُ الْجَنَّۃِ الَّتِیْ لَایَنْقَطِعُ نَعِیْمُھَا﴾اللہ الذی خلق سبع سموت ومن الارض مثلھن﴿یَعْنِیْ سَبْعَ اَرْضِیْنَ﴾یتنزل الامر﴿اَلْوَحْیُ﴾ بینھن﴿بَیْنَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ یَنْزِلُ بِہٖ جِبْرَئِیْلُ مِنَ السَّمَاءِ السَّابِعَۃِ اِلَی الْاَرْضِ السَّابِعَۃِ﴾ لتعلموا﴿مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ اَیْ اَعْلَمَکُمْ بِذٰلِکَ الْخَلْقِ وَالتَّنْزِیْلِ﴾ ان اللہ علی کل شیء قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیء علما(۱۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور کتنے ہی (''کاین'' میں کاف حرف جر''ای'' پرداخل ہے یہ بمعنی کم ہے) شہر تھے (یعنی کتنے ہی شہر والے تھے) جنہوں نے سرکشی کی (عتت بمعنی عصت ہے) اپنے رب کے حکم اور اس کے رسولوں سے تو ہم نے ان سے سخت حساب لیا (آخرت میں، آخرت کے تحقق وقوع کی وجہ سے اسے ماضی سے تعبیر کیا اگرچہ آخرت ابھی نہیں آئی) اور انہیں بری مار دی (اس سے مراد عذاب جہنم ہے، ''نکرا'' کو کاف ساکنہ و مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی فظیعا ہے) تو انہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھا (یعنی اپنے کئے کی سزا پائی) اور ان کے کام کا انجام گھاٹا ہوا (حسرا بمعنی خسار اوھلا کا ہے) اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے......۱...... (یہاں تکرار وعید تاکید کے لیے ہے) تو اللہ سے ڈرو اے عقل والو (اولی الالباب بمعنی اصحاب العقول ہے) وہ جو ایمان لائے ہو (''الذین امنوا'' یہ منادی کی صفت ہے یا اس کا بیان ہے) بیشک اللہ نے تمہارے لیے ذکر اتارا ہے (مراد اس سے قرآن پاک ہے) رسول (بھیجا ہے یعنی محمد ﷺ کو رسول بنا کر، فعل مقدر''ارسل'' کی وجہ منصوب ہے) کہ تم پر اللہ کی روشن آیتیں پڑھتا ہے (''مبینت'' کو یاء ساکنہ و مکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس کی بحث ماقبل گزر چکی) تاکہ انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے (ذکر اور رسول ﷺ کے آنے کے بعد) اندھیریوں سے (یعنی کفر سے جس پر پہلے وہ قائم تھے) اجالے کی طرف (یعنی ایمان کی طرف، یعنی کفر کرنے کے بعد جس ایمان پر یہ قائم ہیں) لے جائے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے وہ اسے لے جائے گا (''یدخلہ'' کو ایک قرائت میں علامت مضارع نون کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ان باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہیں جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں بیشک اللہ نے اس کے لیے اچھی روزی رکھی (اس سے مراد جنتی رزق ہے کہ جنت کی نعمتیں کبھی منقطع نہ ہوں گی) اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہیں کے برابر زمینیں (یعنی سات زمینیں......۲......) امر (یعنی وحی) ان کے درمیان (یعنی زمین وآسمان کے درمیان) اترتی ہے (حضرت جبرائیل علیہ السلام ساتویں آسمان سے اسے لے کر ساتویں زمین کی طرف نزول فرماتے ہیں) تاکہ تم جان لو (''لتعلموا'' محذوف کے متعلق ہے یعنی اعلمکم بذلک الخلق والتنزیل کے) کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿وکاین من قریة عتت عن امر ربها ورسله فحاسبنها حسابا شدیدا وعذبنها عذابا نکرا﴾
و: مستانفہ، کاین: بمعنی کم خبریہ، من قریة: تمیز، ملکر مبتدا، عتت: فعل وفاعل، عن: جار، امر: مضاف، ربها: معطوف علیہ، ورسلہ: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ف: عاطفہ، حاسبنها: فعل بافاعل ومفعول، حسابا شدیدا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، عذبنها: فعل بافاعل ومفعول، عذابا نکرا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فذاقت وبال امرها وکان عاقبة امرها خسرا اعد الله لهم عذابا شدیدا فاتقوا الله یاولی الالباب الذین امنوا﴾
ف: عاطفہ، ذاقت: فعل بافاعل، وبال امرها: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کان: فعل ناقص، عاقبة امرها: اسم، خسرا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ، اعد الله: فعل وفاعل، لهم: ظرف لغو، عذابا شدیدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحیہ، اتقوا: فعل امر بافاعل، الله: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، یا: نداء، ولی الالباب: مبدل منہ، الذین امنوا: بدل، ملکر منادی، ملکر نداء، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر شرط محذوف "ان عرفتم ذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قد انزل الله الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم ایت الله مبینت لیخرج الذین امنوا وعملوا الصلحت من الظلمت الی النور﴾
قد: تحقیقیہ، انزل الله الیکم: فعل بافاعل وظرف لغو، ذکرا: مبدل منہ، رسولا: موصوف، یتلوا علیکم: فعل بافاعل وظرف لغو، ایت الله: ذوالحال، مبینت: حال، ملکر مفعول، لام: جار، یخرج: فعل بافاعل، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ، ملکر مفعول، من الظلمت: ظرف لغو، الی النور: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یومن بالله ویعمل صالحا یدخله جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها ابدا﴾
ومن یومن بالله......الخ: اس آیت کی ترکیب ماقبل سورۃ التغابن آیت نمبر ۹، میں گزری۔

﴿قد احسن الله له رزقا الله الذی خلق سبع سموت ومن الارض مثلهن﴾
قد: تحقیقیہ، احسن الله: فعل وفاعل، لہ: ظرف لغو، رزقا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، الله: مبتدا، الذی: موصول، خلق: فعل بافاعل، سبع سموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من الارض: ظرف مستقر حال مقدم، مثلهن: ذوالحال، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یتنزل الامر بینهن لتعلموا ان الله علی کل شیء قدیر وان الله قد احاط بکل شیء علما﴾
یتنزل الامر: فعل وفاعل، بینهن: ظرف، لام: جار، تعلموا: فعل بافاعل، ان الله علی کل شیء قدیر: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، قد: تحقیقیہ، احاط: فعل "هو" ضمیر ممیز، علما: تمیز، ملکر فاعل، بکل شیء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

وعیدات سے متعلق بیان:

لے......وعدے کا تعلق خیر وشر کے امور سے ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ میں نے اُس کے ساتھ نفع یا نقصان کا وعدہ کیا، اسی سے مصادر ''وعدا'' و''موعدا'' و''معیاد'' آتے ہیں۔ وعید کو خاص شر کے امور کے ساتھ محمول کیا جاتا ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿افمن وعدنہ وعدا حسنا کیا تو وہ جسے ہم نے اچھا وعدہ دیا(القصص:٦١)﴾، ﴿وعدکم اللہ مغانم اللہ نے تم سے وعدہ کیا بہت سی غنیمتوں کا(الفتح:٢٠)﴾، ﴿وعد اللہ الذین امنوا اللہ نے وعدہ کیا ان سے جوان میں ایمان والے ہیں(الفتح:٢٩)﴾ وغیرہ۔ اور شر کے وعدے یعنی وعیدات کا بیان قرآن میں یوں ہے: ﴿ویستعجلونک بالعذاب ولن یخلف اللہ وعدہ اور یہ تم سے عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہیں اور اللہ ہرگز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کرے گا(الحج:٤٧)﴾ جو لوگ اللہ ﷻ کے عذاب کی جلدی کر رہے تھے ان کے لئے یہ وعید ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قل افانبئکم بشر من ذلکم النار وعدھا اللہ الذین کفروا تم فرما دو کیا میں تمہیں بتادوں جو تمہارے اس حال سے بھی بدتر ہے وہ آگ ہے اللہ نے اس کا وعدہ دیا ہے(الحج:٧٢)﴾، ﴿ان موعدھم الصبح بیشک ان کا وعدہ صبح کے وقت کا ہے(ھود:٨١)﴾، ﴿فاتنا بما تعدنا تو ہم پر لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دیتے ہو(الاحقاف:٢٢)﴾، ﴿واما نرینک بعض الذی نعدھم اور اگر ہم تمہیں دکھا دیں کچھ اس میں سے جو انہیں وعدے دے رہے ہیں(یونس:٤٦)﴾، ﴿فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ تو ہرگز خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف کرے گا(ابراھیم:٤٧)﴾، ﴿الشیطن یعدکم الفقر شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا(البقرۃ:٢٦٨)﴾ اس سے دو امور متضمن ہوتے ہیں، پس اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الا ان وعد اللہ حق سن لو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے(یونس:٥٥)﴾ پس یہ وعدہ قیامت کے وقوع کے حوالے سے ہے اور بندوں کی جزاء وسزا کے متعلق ہے کہ نیکوں کے لئے خیر اور شریروں کے لئے شر کا وعدہ ہے۔ پس الموعد اور المیعاد دو مصادر ہیں جس کا بیان قرآن میں یوں ہے: ﴿فاجعل بیننا وبینک موعدا تو ہم میں اور اپنے میں ایک وعدہ ٹھہرا دو(طہ:٥٨)﴾، ﴿بل زعمتم الن نجعل لکم موعدا بلکہ تمہارا گمان تھا کہ ہم ہرگز تمہارے لئے کوئی وعدہ کا وقت نہ رکھیں گے(الکھف:٤٨)﴾، ﴿وموعدکم یوم الزینۃ اور ہم نے ان کی بربادی کا ایک وعدہ رکھا تھا(طہ:٥٩)﴾، ﴿بل لھم موعد بلکہ ان کے لئے ایک وعدہ کا وقت ہے(الکھف:٥٨)﴾، ﴿قل لکم میعاد یوم تم فرما دو تمہارے لئے ایک ایسے دن کا وعدہ ہے(سبا:٣٠)﴾، ﴿ولو تواعدتم لاختلفتم فی المیعاد اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے(الانفال:٤٢)﴾، ﴿ان وعد اللہ حق بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے(الروم:٦٠)﴾ یعنی بعث بعد الموت کا وعدہ حق ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان ما توعدون لات بیشک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور آنے والی ہے(الانعام:١٣٤)﴾، ﴿بل لھم موعد لن یجدوا من دونہ موئلا بلکہ ان کے لئے ایک وعدہ کا وقت ہے جس کے سامنے کوئی پناہ نہ پائیں گے(الکھف:٥٨)﴾ اور مواعد کے بارے میں قرآن میں یوں فرمایا: ﴿ولکن لا تواعدوھن سرا ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو(البقرۃ:٢٣٥)﴾، ﴿ووعدنا موسی ثلثین لیلۃ اور ہم نے موسی سے تیس رات کا وعدہ فرمایا(الاعراف:١٤٢)﴾، ﴿واذ وعدنا موسی اربعین لیلۃ اور جب ہم نے موسی سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا(البقرۃ:٥١)﴾۔ اور اسی کے مناسب یہ کلام بھی قرآن میں ہے: ﴿ووعدنکم جانب الطور الایمن اور تمہیں طور کی دہنی طرف کا وعدہ دیا(طہ:٨٠)﴾، ﴿والیوم الموعود اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے(البروج:٢)﴾ اور قیامت کے دن کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿لمیقت یوم معلوم ایک مقرر دن کے وعدہ پر(الشعراء:٣٨)﴾ اور وعیدوں کی جانب اشارہ

کرتے ہوئے فرمایا:﴿ولا تقعدوا بکل صراط توعدون وتصدون عن سبیل الله اور ہر راستہ پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گیروں کو ڈراؤ اور اللہ کی راہ سے انہیں روکو(الاعراف:۸۶)﴾، ﴿ذلک لمن خاف مقامی وخاف وعید یہ اس لئے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے(ابراھیم:۱۴)﴾، ﴿فذکر بالقرآن من یخاف وعید تو قرآن سے نصیحت حاصل کرواسے جو میری دھمکی سے ڈرے(ق:۴۵)﴾، ﴿قال لا تختصموا لدی وقد قدمت الیکم بالوعید فرمائے گا میرے پاس نہ جھگڑو میں تمہیں پہلے ہی عذاب کا ڈر سنا چکا تھا(ق:۲۸)﴾۔ (المفردات، ص ۵۴۱)

سات آسمان وزمین کی تحقیق:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿الله الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہیں کی برابر زمینیں(الطلاق:۱۲)﴾ کے بارے میں مفسرین کرام کے اقوال درج ذیل ہیں:

ابن جریر طبری لکھتے ہیں: قتادہ کا قول ہے کہ اللہ ﷻ نے سات آسمان اور سات زمینیں بنائیں، اور ہر آسمان وزمین کے خلق وامر وقضاء کے معاملات ہوتے ہیں۔ ربیع بن انس کہتے ہیں کہ پہلا آسمان موج مکفوف، دوسرا صخرۃ، تیسرا حدید، چوتھا نحاس، پانچواں فضۃ، چھٹا ذھب اور ساتواں یاقوتۃ ہے۔ (الطبری، الجزء:۲۸، ص ۱۷۱ وغیرہ)

امام قرطبی کہتے ہیں: سات آسمان یکے بعد دیگرے موجود ہیں جس میں کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ حدیث الاسراء میں بھی موجود ہے، لیکن زمینوں کے سات ہونے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ یعنی زمینیں سات ہیں یا نہیں، اس بارے میں دو اقوال ہیں۔(۱)......ایک قول جو کہ جمہور کا ہے وہ یہ ہے کہ سات زمینیں ہیں جو کہ ایک دوسرے پر تہہ در تہہ موجود ہیں، اور ہر زمین کی مسافت دوسری زمین کے حوالے سے ایسی ہے جیسا کہ آسمانوں کی باہم مسافت ہے۔ اور ہر زمین میں اللہ ﷻ کی مخلوق کی سکونت کا اہتمام ہے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ سات زمینیں ہیں لیکن یہ زمینیں بخلاف آسمانوں کے بغیر کسی آفات کے ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں۔ لیکن صحیح ترین قول اول ہی ہے۔ جس پر اخبار دلالت کرتی ہیں جنہیں ہم مضمون کے آخر میں نقل کریں گے۔(۲)......لوگ (تمام) آسمانوں کا مشاہدہ نہیں کر سکتے، اور اللہ ﷻ نے روشنی بنائی جس سے آسمان مستفیض ہوتے ہیں، اور یہ قول زمین کے بنائے جانے میں بھی ہوتا ہے جیسا کہ کرۂ ارض کا تخلیق کرنا، اور آیت میں ایک تیسرا قول بھی ہے جس کی جانب کلبی نے ابو صالح سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اللہ ﷻ نے سات زمینیں پھیلا دی ہیں، جو کہ ایک دوسرے کے اوپر تلے نہیں ہیں، ان زمینوں کے مابین سمندروں سے فصل کیا گیا ہے اور انہیں آسمان سایہ کرتا ہے۔ اور اگر یوں ہی ہو تو ایک زمین کا رہنے والا دوسری زمین تک نہیں پہنچ سکتا اور اسلام کی دعوت کا پہنچانا، خود پہنچنے کو لازم کرتا ہے، اور یوں کسی ایک کے لئے بھی ممکن نہ رہے گا کہ وہ دوسری زمین میں جا کر اسلام کی دعوت پہنچائے۔ اور اگر اس میں ایسی قوم ہو جو دوسری زمین پر پہنچ کر اسلام کی دعوت پہنچانے کا احتمال رکھتی ہو تو ایسا کرنا ہر ممکن صورت میں ضروری ہونا چاہیے، اس لئے کہ سمندر کے ذریعے فصل ہونے سے جب گزرنا ممکن ہو جائے تو اس کے حکم سے پیدا ہونے والی عمومیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا، اور اگر ایسا نہیں تو اسلام کی دعوت پہنچانا لازم ہی رہے گا جس پر حدیث بھی وارد ہوئی ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۸، ص ۱۵۵)

علامہ آلوسی کہتے ہیں: جمہور کا قول یہی ہے کہ جس طرح سات آسمان ہیں بالکل یونہی سات زمینیں بھی ہیں جو کہ ایک دوسرے پر تہہ در تہہ موجود ہیں اور جس طرح دو آسمانوں کے مابین مسافت ہے یونہی دو زمینوں کے مابین مسافت پائی جاتی ہے۔ اور ہر زمین میں اللہ ﷻ کی مخلوق بستی ہے لیکن اس کی حقیقت اللہ ﷻ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (روح المعانی، الجزء:۲۸، ص ۴۶۷)

☆......حضرت خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ ﷻ سات آسمانوں کے رب جن پر ان کا سایہ

ہے اور زمینوں کے رب اور جن کو ان زمینوں نے اٹھایا ہے''۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب:(۹۰)/۹۰ برقم:۳۵۳٤، ص۱۰۱۱)

☆......سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: ''جس نے کسی کی زمین ظلم کرتے ہوئے چھینی، کل بروز قیامت اس سے اتنی ہی زمین کا سات زمینوں تک طوق بنا کر ڈالا جائے گا''۔ (صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب:اثم من ظلم شیئا، رقم: ۲٤۵۲، ص۳۹۵)

اغراض:

بمعنی کم: پس مکمل ہی ''کم'' کے معنی میں ہوگا۔**لتحقق وقوعھا:** اللہ نے فرمایا: ﴿فحاسبناھا﴾ حساب کا تعلق تو مستقبل سے ہے، پھر اسے ماضی سے کیوں تعبیر کیا گیا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ماضی سے تعبیر کرنے کا مقصد عذاب کے وقوع کو متحقق بنانا ہے۔**تکریر الوعید:** وعید کے چار جملے یوں ارشاد فرمائے: ﴿فحاسبناھا﴾، ﴿عذبناھا﴾، ﴿فذاقت وبال امرھا﴾، ﴿وکان عاقبۃ امرھا خسرا﴾۔**ای محمدا:** رسول کی تفسیر میں مذکور اقوال میں سے ایک قول یہ ہے، جب کہ دیگر اقوال میں سے ایک قول حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دوسرا قول قرآن مجید ہے۔

یعنی سبع ارضین: علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ آسمان سات ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر تلے ہیں اور جمہور کے نزدیک زمین بھی سات ہی ہیں اور ایک دوسرے کے نیچے اوپر تلے ہیں، اور ہر زمین اللہ کی مخلوق کا مسکن ہے، المختصر۔ مزید حاشیہ نمبر''۲'' کا مطالعہ کیجئے۔**ینزل بہ جبرائیل علیہ السلام:** وحی بمعنی تصریف ہے، معنی اللہ کا امر اور اس کی قضاء ہے، جو کہ ساتویں آسمان سے لے کر ساتویں زمین تک جاری ہوتا ہے اور اللہ عزوجل ہر ذرے کا حقیقی متصرف ہے، اور جب وحی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُس سے مراد احکام کا مکلف کرنا ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج٦، ص ۲۱۲۹ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب! صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة التحريم مدنية وهى اثنتا عشرة آية

(سورۂ تحریم مدنی ہے جس میں کل بارہ آیتیں ہیں)

تعارف سورة التحريم

اس سورت میں دو رکوع، بارہ آیتیں، دو سو سینتالیس کلمے، ایک ہزار بیس حروف ہیں۔ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے اپنے اوپر ایک حلال چیز سے اجتناب کرنے کی قسم کھالی تھی اور اگر پابندی برقرار رہتی تو نبی کریم ﷺ کو تکلیف ہوتی نیز امت محمدی ایسا کرنے کو سنت نبوی سمجھ لیتی اور اپنے اوپر پابندیاں عائد کرتی اور اس کو اعمال صالحہ سمجھتی اور مشکلات اور محرومیوں کی دلدل میں پھنس کر رہ جاتی اس لئے اللہ عزوجل نے فرمایا کہ کفارہ ادا کریں اور اس پابندی سے چھٹکارہ حاصل کریں کیونکہ آپ ﷺ کی اور آپ کی امت کی تکلیف اللہ عزوجل کو گوارہ نہیں ہے۔ آگے ازواج مطہرات کے بارے میں ارشاد فرمایا ان کے دلوں میں نبی پاک ﷺ کی بے پناہ محبت تھی اور بعض اوقات رقابت کے جذبہ کو بھڑکا دیتی اور ایسی صورت حال پیدا کر دیتی تھی کہ حضور ﷺ کے لئے پریشان کن مرحلہ ہو جاتا۔ اللہ عزوجل نے اس صورت میں ازواج کی تادیب فرمائی اور آئندہ کے لئے ایسی کوئی حرکت جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کو کوئی تکلیف ہو منع فرمایا خواہ اس کا محرک تمہارا جذبہ محبت ہی کیوں نہ ہو تمہاری محبت خودسر نہیں ہونی چاہئے بلکہ خود رضائے حبیب ﷺ کا حلقہ بگوش ہونا چاہئے تمہارے جذبات شوق کچھ ہوں لیکن میرے محبوب ﷺ کی پسند ناپسند کا پابند ہونا چاہئے اور ایک زوجہ مکرمہ راز افشاں کر بیٹھیں ان کو بھی تعلیم فرمائی اس سے تمام عورتوں کو بھی سبق مل گیا کہ اپنے شوہروں کے رازوں کو محفوظ رکھیں ورنہ ان کی معمولی سی غلطی کی وجہ سے ان کے خاندانوں میں فساد پیدا ہو جائیگا۔ اور آخر میں دو مثالیں ذکر فرمائیں ایک کفار کے لئے اور ایک مسلمانوں کے لئے تاکہ دونوں گروہوں کو اپنی حیثیت کا پورا علم ہو جائے وہ کسی غلط فہمی میں نہ مبتلا رہیں ایمان اور محبت الٰہی کمزور سے کمزور آدمی کو کس طرح ناقابل تسخیر بنا دیتی ہے اس کو سمجھانے کے لئے حضرت بی بی آسیہ کا تذکرہ فرمایا حضرت مریم کی پاک دامنی کا ذکر کر کے مسلم خواتین کے لئے ترغیب بیان فرمائی ہر عورت اپنی عصمت کی حفاظت کرے اسے کسی قیمت پر بے آب نہ ہونے دے ہو سکتا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم سے انہیں بھی کسی نیک بخت اور نامور فرزند کی ماں بننے کا شرف بخش دے۔

رکوع نمبر: ۱۹

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿يايها النبى لم تحرم ما احل الله لك﴾مِنْ اَمَتِكَ مَارِيَةَ الْقِبْطِيَّةَ لَمَّا وَاقَعَهَا فِي بَيْتِ حَفْصَةَ وَكَانَتْ غَائِبَةً فَجَاءَتْ وَشَقَّ عَلَيْهَا كَوْنُ ذٰلِكَ فِي بَيْتِهَا عَلٰى فِرَاشِهَا حَيْثُ قُلْتَ هِيَ حَرَامٌ عَلَىَّ ﴿تبتغى﴾بِتَحْرِيْمِهَا﴿مرضات ازواجك﴾اَيْ رِضَاهُنَّ﴿والله غفور رحيم(۱)﴾غَفَرَ لَكَ هٰذَا التَّحْرِيْمَ ﴿قد فرض الله﴾شَرَعَ﴿لكم تحلة ايمانكم﴾تَحْلِيْلَهَا بِالْكَفَّارَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فِي سُوْرَةِ الْمَائِدَةِ وَمِنَ الْاِيْمَانِ تَحْرِيْمِ الْاَمَةِ وَهَلْ كَفَّرَ ﷺ قَالَ مُقَاتِلٌ اَعْتَقَ رَقَبَةً فِي تَحْرِيْمِ مَارِيَةَ وَقَالَ الْحَسَنُ لَمْ يُكَفِّرْ لِاَنَّهُ مَغْفُوْرٌ لَهُ﴿والله مولكم﴾نَاصِرُكُمْ﴿وهو العليم الحكيم(۲)﴾و﴿اُذْكُرْ﴿اذ اسر النبى الى بعض ازواجه﴾هِيَ حَفْصَةُ﴿حديثا﴾هُوَ تَحْرِيْمُ مَارِيَةَ وَقَالَ لَهَا لَاتُفْشِيْهِ﴿فلما نبات به﴾عَائِشَةَ ظَنًّا مِنْهَا اَنْ لَاحَرَجَ فِي ذٰلِكَ﴿واظهره الله﴾اَطْلَعَهُ﴿عليه﴾عَلَى الْمُنْبَأِ بِهٖ﴿عرف بعضه﴾لِحَفْصَةَ﴿واعرض عن

بعض ﴿تَكَرُّمًا مِنْهُ ﴿ فلما نبأها به قالت من انبأک هذا قال نبانی العلیم الخبیر (۳) ﴾ ای اللّٰہُ ﴿ ان تتوبا ﴾ اَیْ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ ﴿ الی اللہ فقد صغت قلوبکما ﴾ مَالَتْ اِلٰی تَحْرِیْمِ مَارِیَةَ اَیْ سِرُّکُمَا ذٰلِکَ مَعَ کَرَاهَةِ لِلنَّبِیِّ ﷺ لَهُ وَذٰلِکَ ذَنْبٌ وَجَوَابُ الشَّرْطِ مَحْذُوْفٌ اَیْ تَقَبَّلَا وَاَطْلَقَ قُلُوْبَ عَلٰی قَلْبَیْنِ وَلَمْ یُعَبِّرْ بِهِ لِاسْتِثْقَالِ الْجَمْعِ بَیْنَ تَثْنِیَتَیْنِ فِیْمَا هُوَ کَالْکَلِمَةِ الْوَاحِدَةِ ﴿ وان تظهرا ﴾ بِاِدْغَامِ التَّاءِ الثَّانِیَةِ فِی الْاَصْلِ فِی الظَّاءِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِدُوْنِهَا فَتَعَاوَنَا ﴿ علیه ﴾ اَیِ النَّبِیِّ فِیْمَا یَکْرَهُهُ ﴿ فان اللہ هو ﴾ فَصْلٌ ﴿ موله ﴾ نَاصِرُهُ ﴿ وجبریل وصالح المؤمنین ﴾ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ مَعْطُوْفٌ عَلٰی مَحَلِّ اِسْمِ اِنَّ فَیَکُوْنُوْنَ نَاصِرِیْهِ ﴿ والملئکة بعد ذلک ﴾ بَعْدَ نَصْرِ اللّٰهِ وَالْمَذْکُوْرِیْنَ ﴿ ظهیر (۴) ﴾ ظُهَرَاءُ اَعْوَانٌ لَهُ فِیْ نَصْرِهِ عَلَیْکُمَا ﴿ عسی ربه ان طلقکن ﴾ اَیْ طَلَّقَ النَّبِیُّ اَزْوَاجَهُ ﴿ ان یبدله ﴾ بِالتَّشْدِیْدِ وَالتَّخْفِیْفِ ﴿ ازواجا خیرا منکن ﴾ خَبَرُ عَسٰی وَالْجُمْلَةُ جَوَابُ الشَّرْطِ وَلَمْ یَقَعِ التَّبْدِیْلُ لِعَدَمِ وُقُوْعِ الشَّرْطِ ﴿ مسلمت ﴾ مُقِرَّاتٍ بِالْاِسْلَامِ ﴿ مؤمنت ﴾ مُخْلِصَاتٍ ﴿ قنتت ﴾ مُطِیْعَاتٍ ﴿ تئبت عبدت سئحت ﴾ صَائِمَاتٍ اَوْ مُهَاجِرَاتٍ ﴿ ثیبت وابکارا (۵) یایها الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم ﴾ بِالْحَمْلِ عَلٰی طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿ نارا وقودها الناس ﴾ اَلْکُفَّارُ ﴿ والحجارة ﴾ کَاَصْنَامِهِمْ مِنْهَا یَعْنِیْ اَنَّهَا مُفْرِطَةُ الْحَرَارَةِ تَتَّقِدُ بِمَا ذُکِرَ لَا کَنَارِ الدُّنْیَا تُتَّقَدُ بِالْحَطَبِ وَنَحْوِهِ ﴿ علیها ملئکة ﴾ خَزَنَتُهَا عِدَّتُهُمْ تِسْعَةَ عَشَرَ کَمَا سَیَاْتِیْ فِی الْمُدَّثِّرِ ﴿ غلاظ ﴾ مِنْ غِلَظِ الْقَلْبِ ﴿ شداد ﴾ فِی الْبَطْشِ ﴿ لا یعصون اللہ ما امرهم ﴾ بَدَلٌ مِنْ لَفْظِ الْجَلَالَةِ اَیْ لَا یَعْصُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ ﴿ ویفعلون ما یؤمرون (۶) ﴾ تَاکِیْدٌ وَالْاٰیَةُ تَخْوِیْفٌ لِلْمُؤْمِنِیْنَ عَنِ الْاِرْتِدَادِ وَلِلْمُنَافِقِیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ دُوْنَ قُلُوْبِهِمْ ﴿ یایها الذین کفروا لا تعتذروا الیوم ﴾ یُقَالُ لَهُمْ ذٰلِکَ عِنْدَ دُخُوْلِهِمُ النَّارَ اَیْ لِاَنَّهُ لَا یَنْفَعُکُمْ ﴿ انما تجزون ما کنتم تعملون (۷) ﴾ اَیْ جَزَائَهُ.

﴿ترجمہ﴾

اے نبی تم اپنے اوپر کیوں حرام کیے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی (یعنی اپنی کنیز بی بی ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو، واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں آپ کی غیر موجودگی میں حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحبت اختیار فرمائی جب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں تو ان پر حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس حجرے میں اور اپنے بستر پر ہونا شاق گزرا، تو اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا ماریہ مجھ پر حرام ہے......ا......، اس تحریم سے) اپنی بی بیوں کی مرضی چاہتے ہو (اس تحریم کے ذریعے سے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (اس نے تمہاری اس تحریم کو معاف فرمادیا) بیشک اللہ نے مقرر فرمایا (یعنی مشروع فرمایا) تمہارے لیے تمہاری قسموں کا اتار (کفارہ کے ذریعے قسم سے بری ہونا، کفارہ کا ذکر سورۂ مائدہ میں ہے اور کنیز کو حرام کرنا بھی قسم ہے، حضور ﷺ نے کفارہ قسم فرمایا تھا یا نہیں؟ اس بارے میں مقاتل نے کہا کہ حضور ﷺ نے حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تحریم کے بارے میں ایک غلام آزاد فرمایا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کفارہ نہیں ادا فرمایا اس لیے کہ یہ حضور ﷺ کے لیے معاف کردیا گیا ہے......۲......) اور اللہ تمہارا مولیٰ (یعنی مددگار) ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور (یاد کرو) جب نبی نے اپنی ایک بی بی (یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے ایک راز کی بات فرمائی (یعنی حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حرام کرلینے کی اور فرمایا کہ اس کو عام مت کرنا) پھر جب وہ اس کا ذکر

(حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے) کر بیٹھی (یہ گمان کرتے ہوئے کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے) اور اللہ نے اسے (یعنی جو خبر دی گئی تھی،) نبی پر ظاہر کر دیا (یعنی انہیں مطلع کر دیا) تو نبی نے اسے کچھ جتایا (یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کو) کچھ سے چشم پوشی فرمائی (اپنی اعلی ظرفی کی وجہ سے) پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولی حضور کو کس نے خبر دی فرمایا مجھے علم والے خبر دار (یعنی اللہ ﷻ) نے بتایا اگر وہ دونوں (یعنی حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا) رجوع کر لیں اللہ کی طرف تو ضرور تمہارے دل کچھ راہ سے ہٹ گئے ہیں (یعنی حضرت ماریہ رضی اللہ تعالی عنہا کے معاملے میں کسی تحریم کی طرف مائل ہو گئے تھے یعنی حضور کو یہ تحریم ناپسند تھی اس کے باوجود تم دونوں اس تحریم سے خوش ہوئی اور یہ ذنب ہے، ان تتوبا کا جواب شرط "تقبلا" محذوف ہے اور قلبین پر قلوب کا اطلاق کیا گیا ہے یہاں تثنیہ کو اس لیے ذکر نہیں کیا کہ تثنیہ کے درمیان جمع ثقیل ہوتی ہے) اور اگر زور باندھو (یعنی باہم ایک دوسرے کی مدد کرو "تظاھرا" میں دوسرے تاء کا اصل ظاء میں ادغام کر دیا گیا ہے اور ایک قرائت میں یہ بغیر ادغام کے پڑھا گیا ہے) ان پر (یعنی نبی پاک ﷺ پر ان کے ناپسندیدہ امور کے بارے میں) تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے ("فان اللہ ھو " میں "ھو" ضمیر فصل ہے ، ولاہ بمعنی ناصرہ ہے) اور جبرائیل اور نیک ایمان والے (یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما، اس کا عطف "ان" کے اسم کے محل پر ہے، پس یہ بھی حضور ﷺ کے مددگار میں سے ہیں) اور اس کے بعد (یعنی اللہ ﷻ اور مذکورہ افراد کی مدد کے بعد) فرشتے مدد پر ہیں ......۳۔......(ظھیر بمعنی ظھراء یعنی مددگار کے ہے، یعنی یہ فرشتے بھی تمہارے خلاف حضور کے مددگار ہیں) ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دیدیں (یعنی نبی ﷺ پاک اپنی ازواج کو طلاق دیں) تو اللہ نہیں بدل میں دے گا ("یبدلہ" فعل کو مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) تم سے بہتر بیبیاں ("ان یبدلہ...... الخ " یہ "عسی" کی خبر ہے یہ جملہ جواب شرط ہے اور شرط کے عدم وقوع کے سبب یہ تبدیلی واقع نہ ہوئی) اسلام والیاں (یعنی اسلام کا اقرار کرنے والیاں) ایمان والیاں (یعنی اخلاص والیاں) اطاعت والیاں (قنتت بمعنی مطیعات ہے) توبہ والیاں بندگی والیاں روزہ داریں (سنحت بمعنی صائمات یا مھاجرات ہے) بیاہیاں اور کنواریاں اے ایمان والوں اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو بچاؤ (انہیں اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کی طرف راغب کر کے ......۴......) اس آگ سے جس کے ایندھن آدمی (یعنی کفار) اور پتھر ہیں (جیسا کہ پتھر سے بنے بت، مذکورہ چیزوں کے ذریعے جہنم کی آگ مزید بھڑکے گی ان مذکورہ اشیاء کے ذریعے دنیاوی آگ کی طرح ایندھن سے جہنم کی آگ کو بھڑکایا جائے گا) اس پر فرشتے ہیں (جہنم کے داروغہ جن کی تعداد انیس ہے جیسا کہ سورۂ مدثر میں اس کا بیان آئے گا) سخت دل ("غلظ" من غلظ القلب سے ماخوذ ہے) شدید گرفت کرنے والے (یعنی پکڑ کرنے میں سخت ہیں) جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے ("ما امرھم" یہ اسم جلالت سے بدل ہے یعنی وہ اللہ ﷻ کا حکم نہیں ٹالتے) اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں ("ویفعلون...... الخ" یہ تاکید ہے اس آیت میں مسلمانوں کو ارتداد سے اور ان منافقین کو جو کہ زبان سے مومن ہیں دل سے نہیں ڈرایا گیا ہے) اے کافرو آج بہانے نہ بناؤ (یہ بات ان سے جہنم میں داخل ہوتے وقت کہی جائے گی یعنی یہ بہانہ بازی تمہیں فائدہ نہ دے گی) تمہیں وہی بدلہ ملے گا جو تم کرتے تھے (یعنی تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ ملے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم﴾

یایھا النبی: نداء، لام: جار، م: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، تحرم: "انت" ضمیر مستتر ذوالحال، تبتغی: فعل بافاعل، مرضات ازواجک: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ما: موصولہ، احل اللہ لک: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر

جملہ فعلیہ مقصود بالنداء ،ملکر جملہ ندائیہ ،و :عاطفہ ،اللہ مبتدا ،غفور رحیم :خبران ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد فرض اللہ لکم تحلة ایمانکم واللہ مولکم وھو العلیم الحکیم﴾

قد: تحقیقیہ ،فرض اللہ لکم :فعل وفاعل وظرف لغو ،تحلة ایمانکم :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ،اللہ مبتدا ،مولکم :خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،ھو مبتدا ،العلیم الحکیم :خبران ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا﴾

و :مستانفہ ،اذ :مضاف ،اسر النبی :فعل وفاعل ،الی بعض ازواجہ :ظرف لغو ،حدیثا :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ ،ملکر محذوف "اذکر" کیلئے ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فلما نبات بہ واظھرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض عن بعض﴾

ف :عاطفہ ،لما :شرطیہ ،نبات بہ :جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،اظھرہ اللہ علیہ :جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر شرط ،عرف بعضہ :جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،اعرض عن بعض :جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما نباھا بہ قالت من انباک ھذا قال نبانی العلیم الخبیر﴾

ف :عاطفہ ،لما :شرطیہ ،نباھابہ :جملہ فعلیہ شرط ،قالت :قول ،من :استفہامیہ مبتدا ،انباک ھذا :فعل بافاعل ومفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ ،قال :قول ،نبانی :فعل ومفعول ،العلیم :موصوف ،الخبیر :ملکر فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما﴾

ان :شرطیہ ،تتوبا الی اللہ :جملہ فعلیہ جزا محذوف "یتب علیکما" کیلئے شرط ،ملکر جملہ شرطیہ ،ف :تعلیلیہ ،قد :تحقیقیہ ،صغت :فعل ،قلوبکما :فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ تعلیلیہ۔

﴿وان تظھرا علیہ فان اللہ ھو مولہ وجبریل وصالح المومنین﴾

و :عاطفہ ،ان :شرطیہ ،تظھرا علیہ :جملہ فعلیہ جزا محذوف "یجدنا صبرا" کیلئے شرط ،ملکر جملہ شرطیہ ،ف :تعلیلیہ ،ان اللہ :حرف مشبہ واسم ،ھو :ضمیر مفعول ،مولہ :خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،جبریل :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،صالح المومنین :معطوف ،ملکر "ظھیر" خبر محذوف کیلئے مبتدا ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والملئکة بعد ذلک ظھیر﴾

و :عاطفہ ،الملئکة :ذوالحال ،بعد ذلک :ظرف متعلق بمحذوف حال ،ملکر مبتدا ،ظھیر :خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن مسلمت مومنت قنتت تئبت عبدت سئحت ثیبت وابکارا﴾

عسی ربہ :فعل مقارب واسم ،ان :مصدر ،یبدلہ :فعل بافاعل ومفعول ،ازواجا :موصوف ،خیرا منکن :شبہ جملہ صفت اول ،مسلمت :صفت ثانی ،مومنت :صفت ثالث ،قنتت :صفت رابع ،تئبت :صفت خامس ،عبدت :صفت سادس ،سئحت :صفت سابع ،ثیبت :معطوف علیہ ،وابکار :معطوف ،ملکر معطوف ثانی ،ملکر مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ ،ان :شرطیہ ،طلقکن :جملہ فعلیہ جزا محذوف "فعسی ربہ ان یبدل" کیلئے شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارة علیھا ملئکة غلاظ شداد لایعصون اللہ

ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون﴾

یایھا الذین امنوا: نداء، قوا: فعل امر بافاعل، انفسکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اھلیکم: معطوف، ملکر مفعول، نارا: موصوف، وقودھا: مبتدا، الناس: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الحجارۃ: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت اول، لایعصون: فعل نفی بافاعل، اللہ: مبدل منہ، ما امرھم: موصول صلہ، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یفعلون: فعل بافاعل، مایومرون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت ثالث، علیھا: ظرف مستقر خبر مقدم، ملئکۃ: موصوف، غلاظ شداد: صفتان موصوف اپنی صفات سے، ملکر مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی موصوف "نارا" اپنی دونوں صفتوں سے، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿یایھا الذین کفروا لا تعتذروا الیوم انما تجزون ماکنتم تعملون﴾

یایھا الذین کفروا: نداء، لاتعتذروا: فعل نہی بافاعل، الیوم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، انما: حرف مشبہ وماکافہ، تجزون: فعل بانائب الفاعل، ماکنتم تعملون: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یایھا النبی لم تحرم......☆ سید عالم حضرت ام المومنین بی بی حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کے محل میں رونق افروز ہوئے وہ حضور ﷺ کی اجازت سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں تھی، حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالی عنہا کو سرفراز خدمت کیا، یہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا پر گراں گزرا۔ حضور ﷺ نے اس کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کیا اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امور امت کے مالک ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہا ہونگے، وہ اس سے خوش ہوگئیں اور نہایت خوشی میں انہوں نے گفتگو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو سنائی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ارشاد فرمایا گیا کہ جو چیز اللہ ﷻ نے آپ کے لئے حلال کی یعنی ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالی عنہا آپ انہیں اپنے لئے کیوں حرام کئے لیتے ہیں؟، اپنی بیبیوں حفصہ و عائشہ رضی اللہ تعالی عنہما کی رضا و دل جوئی کیلئے اور ایک قول آیت کے شان نزول میں یہ بھی ہے کہ ام المؤمنین زینب بنت جحش کے یہاں جب حضور تشریف لے جاتے تو وہ شہد پیش کرتیں اس ذریعے سے ان کے یہاں کچھ زیادہ دیر تشریف فرما رہتے۔ یہ بات حضرت عائشہ و حفصہ کو ناگوار گزری اور انہیں رشک ہوا، انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے کہ دہن سے مغافیر کی بو آتی ہے اور مغافیر کی بو حضور کو ناپسند تھی۔ چناچہ ایسا کیا گیا حضور کو ان کا منشاء معلوم تھا فرمایا: "مغافیر تو میرے قریب نہیں آیا، زینب کے یہاں شہد میں نے پیا ہے اسے میں اپنے اوپر حرام کرتا ہوں"، مقصود یہ کہ حضرت زینب کے یہاں شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک فرمائے دیتے ہیں اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

باندی کے حلال ہونے کا بیان:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک اے غیب بتانے والے نبی تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی (التحریم:۱)﴾، ﴿ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح ......الخ اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں تو ان سے نکاح کرو جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی (النساء:۲۵)﴾ یہاں آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم ﷺ سے یہ خطاب بطور عتاب فرمایا گیا ہے، جس کے جواب میں امام

رازی نے تین اقوال نقل کئے ہیں جو کہ یہ ہیں:(۱)...... یہ خطاب عتاب کے طور پر نہیں بلکہ تنبیہ کے طور پر ہے کہ سید عالم ﷺ نے جو فرمایا ہے وہ ان کے لئے مناسب نہیں ہے۔(۲)...... اللہ ﷻ نے جو چیز حلال کر دی اس کو حرام کرنا ناممکن ہے کیونکہ کسی چیز کے حلال ہونے میں جانبِ حل کی طرف ترجیح ہوتی ہے اور کسی چیز کے حرام ہونے میں جانبِ حرمت کو ترجیح ہوتی ہے، اور کسی چیز میں بیک وقت دونوں ترجیحات کا جمع ہونا ناممکن ہوتا ہے، پس یہ کلام کیوں کر ہوا: ﴿لم تحرم ما احل الله لک کیوں حرام کئے لیتے ہو جو اللہ نے حلال کی ہو﴾؟ ہم کہتے ہیں کہ یہاں تحریم سے مراد ازواج کے ساتھ نفع اٹھانے سے رک جانا مراد ہے، نہ کہ ان کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھنا جنہیں اللہ ﷻ نے حلال کیا ہے، پس سید عالم ﷺ کا حلال ہونے کے اعتقاد کے ساتھ نفع اٹھانے سے رُک جانا وہ تحریم ہے جو اللہ ﷻ نے ان کے لئے حلال فرمائی نہ کہ وہ جو شرع میں حرام ہو، اور شرع میں حرام کی نسبت کو سید عالم ﷺ کی جانب کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟۔(۳)...... حلال کی تحریم کا حکم کیا ہے؟ ہم کہیں گے کہ اس بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے، پس امام ابو حنیفہ کے مطابق یہ قسم ہوگی اور اس سے مقصود نفع اٹھانا ہے یعنی کوئی یہ کہے کہ میں فلاں کھانا نہیں کھاؤں گا یا فلاں لونڈی یا زوجہ سے قربت نہیں کروں گا تو یہ ایلاء کے حکم میں داخل ہوگا جب کہ کوئی نیت نہ ہو اور اگر نیت ہو تو ظہار ہوگا، اور اگر طلاق کی نیت سے ایسے جملے کہے تو بائن ہو جائے گی، اسی طرح دو یا تین طلاق کی نیت کا اعتبار کرنا چاہیے۔ پھر اگر یوں کہا کہ سب حلال اُس پر حرام ہے اور کوئی نیت نہ کی، اور اگر کوئی خاص چیز کی نیت کی تو وہی حرام ہوگی، اور امام شافعی کے نزدیک یہ قسم ہے اور اس کا سبب کفارہ ہے اور اگر عورت کے حوالے سے ایسا ہی کلام کیا تو طلاق رجعی ہوگی اور صاحب کشاف کہتے ہیں کہ اس معاملے میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۵۶۹)

متذکرہ آیت کے تحت کفارہ ادا کرنے یا نہ کرنے کا بیان:

۲...... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم بیشک اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرما دیا (التحریم:۲)﴾، ﴿لا يواخذكم الله باللغو فی ايمانكم...... الخ اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسموں کا بدلہ دس مسکینوں کو کھانا دینا اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے یا انہیں کپڑے دینا یا ایک بردہ (غلام) آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم احسان مانو (المائدۃ:۸۹)﴾۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ سید عالم ﷺ نے قسم کا کفارہ ادا کیا تھا یا نہیں، چنانچہ مقاتل کا قول ہے کہ بی بی ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حرام قرار دینے پر سید عالم ﷺ نے ایک غلام آزاد کیا تھا، لیکن حسن بصری کا قول یہ ہے کہ آپ نے کوئی کفارہ ادا نہیں کیا کیونکہ آپ کے تمام (بظاہر) گناہ معاف ہیں۔ میرے (قاضی ثناء اللہ پانی پتی) کے نزدیک مقاتل کا قول صحیح ہے کیونکہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم بیشک اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرما دیا﴾ میں لم تحریم کے بعد ہے اور یہ بات واضح ہے کہ مذکورہ تحریم کی وجہ سے آپ پر کفارہ فرض ہوا تھا اور آپ کا مغفور ہونا کفارہ کے واجب ہونے کے منافی نہیں جس طرح بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو واجب ہوا۔ یہ بھی کہ کفارے کا قول کرنا ایک امر کو ثابت کرنے پر دلیل بنتا ہے اس لئے اِسے قبول کیا جائے گا جب کہ حسن بصری کا قول قولِ نفی پر دلیل ہے۔ (المظھری، ج۷، ص ۱۷۱)

قرآن سے غیر خدا کا مددگار ہونا ثابت ہے:

۳...... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فان الله هو مولٰه ...... الخ بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں (التحریم:۴)﴾۔ ولی کا لفظ قریب مکان کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور نسب، دین، دوستی، مدد و نصرت، اعتقاد

وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور ولایت کا معنی کسی چیز میں تصرف کرنا ہے اور ولی و مولی کا معنی متصرف، ناصر اور دوست ہے ۔ مومن کو اللہ ﷻ کا ولی کہا جاتا ہے اور یہ بھی اللہ ﷻ مومنین کا ولی اور دوست ہے اور ان کا مولی ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اللہ ولی الذین امنوا اللہ والی ہے مسلمانوں کا (البقرۃ: ۲۵۷)﴾، ﴿واعتصموا باللہ ہو مولکم فنعم المولی...... الخ اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو وہ تمہارا مولی ہے تو کیا ہی اچھا مولی اور کیا ہی اچھا مددگار (الحج: ۷۸)﴾۔ اسی طرح آزاد کرانے والے اور آزاد ہونے والے کو بھی مولی کہا جاتا ہے اور حلیف کو بھی مولی کہا جاتا ہے اور ہر وہ شخص جو دوسرے کے معاملات کا منتظم اور مختار ہو وہ اس کا مولی ہوتا ہے اور اولی کا معنی ہے: لائق، مستحق جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اولی لک فاولی تیری خرابی آ لگی اب آ لگی (القیامۃ: ۳٤)﴾۔ (المفردات، ص ۵٤۷)

مصباح اللغات میں ہے: مولی کے معنی مالک و سردار، غلام، آزاد کرنے والا، آزاد شدہ، انعام دینے والا، جس کو انعام دیا جائے، محبت کرنے والا، ساتھی، حلیف، پڑوسی، مہمان، شریک، بیٹا، چچا کا بیٹا، بھانجا، چچا، داماد، رشتے دار، ولی، تابع ۔ (مصباح اللغات، ص ۹٦۸)

امام رازی لکھتے ہیں: اللہ ﷻ تمہارا ولی اور مددگار ہے اور اللہ ﷻ (کی عطا سے) جبرائیل امین علیہ السلام جو مکروبین ملائکہ میں سے ہیں، اور دیگر فرشتے، جبرائیل امین علیہ السلام کو خاص طور پر نام لے کر ذکر اس لئے کیا کہ ان کی تعظیم و تکریم کرنا مقصود تھا۔ اور نیک مومنین بھی مددگار ہیں ۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ مراد ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما ہیں جو کہ سید عالم ﷺ کے موالی تھے، دشمنوں پر آپ ﷺ کی مدد کرتے تھے، اور ایک قول کے مطابق تمام نیک مومنین سید عالم ﷺ کے معاون و مددگار ہیں جو بھی ایمان لائے اور اچھے اعمال اکٹھے کئے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جو بھی نفاق سے بَری ہے وہ آپ ﷺ کا معاون و مددگار ہے۔ ایک قول کے مطابق تمام انبیائے کرام آپ ﷺ کے معاون و مددگار ہیں۔ تمام خلفاء آپ ﷺ کے معاون و مددگار ہیں، تمام صحابہ آپ ﷺ کے معاون و مددگار ہیں۔ اور تمام ملائکہ جو اللہ ﷻ کے حکم سے متعین ہیں اور نیک مومنین جو سید عالم ﷺ کی ظاہری فوج ہیں اور اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وحسن اولئک رفیقا یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں (النساء: ٦۹)﴾۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۵۷۰)

گھر سے نیکی کی دعوت شروع کرنے کا بیان:

ﷺ...... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ ...... الخ اے ایمان والوں اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (التحریم: ٦)﴾۔ اس بارے میں مفسرین کرام کے اقوال اس طرح پائے جاتے ہیں: (۱)...... ضحاک کہتے ہیں کہ جس طرح اپنی ذات کو آگ سے بچاتا ہے یونہی اپنے اہل و عیال کو بھی جہنم کی آگ سے بچائے۔ (۲)...... ابن عباس سے روایت ہے کہ اپنی ذات کو آگ سے بچائے اور اپنے اہل و عیال کو بھی اللہ ﷻ کے ذکر و دعا میں مشغول رہنے کا عادی بنائے۔ (۳)...... حضرت علی، قتادہ اور مجاہد رحمہم اللہ کا قول ہے کہ اپنی ذات کو عبادت میں مصروف کر دے اور اپنے اہل و عیال کو اسی احکم الحاکمین کی عبادت کی وصیت کرے۔ (۴)...... ابن عربی کے نزدیک یہی قول صحیح ترین ہے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور نگہبان سے اس کی رعایا سے متعلق سوال کیا جائے گا، پس امام (وقت) عام لوگوں کا نگہبان ہے اور اس سے لوگوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور آدمی اپنے گھر کا نگہبان ہے اور اُس سے اُس کے گھر کے متعلق سوال ہوگا"۔ (صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری و المدن، رقم: ۸۹۳، ص ۱٤۳)

اغراض:

امتک ماریة القبطیة: بی بی حفصہ اپنے والد ماجد کے گھر گئی ہوئی تھیں، مزید شانِ نزول اور حاشیہ نمبر"ا" کا مطالعہ کیجئے۔
شرع: شرع متین میں باندی اپنے آقا پر حلال کی گئی ہے۔ تحلیلھا بالکفارۃ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ قسم کی گرہ کھولنا مقصود ہے، اور یہ کہ سید عالم ﷺ نے قسم کی گرہ کفارہ دینے کے ذریعے کھولی۔ ومن الایمان تحریم الامۃ: اس قول کے ذریعے سید عالم ﷺ نے بی بی ماریہ کو خود پر حرام کیا: "انت علی حرام یعنی تو مجھ پر حرام ہے"۔ پس امام شافعی کے نزدیک اس پر کفارہ یمین ہوگا اور امام مالک کے نزدیک جب غیر زوجہ کے ساتھ تحریم کی جائے تو وہ لغو ہوتی ہے اور اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہوتا جب تک کہ اُسے آزاد کرنے کا ارادہ نہ کیا جائے مگر یہ کہ اُسے آزاد کرنا لازم ہوگا اور زوجیت میں تحریم کے حوالے سے امام شافعی کا قول یہ ہے کہ اگر طلاق کی قسم کھائی جائے گی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر ایسا نہ ہو تو کفارہ یمین لازم ہوگا اور امام مالک کے نزدیک اس تحریم کے ذریعے تین طلاقیں لازم ہونگی اگر وہ مدخول بہا ہو اور غیر مدخول بہا ہونے کی صورت میں ایک ہی نافذ ہوگی اور اگر طلاق کی نیت نہ ہو تو کچھ نہیں۔
علی المنبأ بہ: سے مراد تحریم بی بی ماریہ ہے، مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے: "علی انھا قد انبأت بہ"۔
وجواب الشرط محذوف: یعنی اللہ کا فرمان: ﴿فقد صغت قلوبکما﴾ شرط کیلئے تعلیل ہے، معنی یہ ہے کہ دونوں اپنے دلوں کو اللہ کی جانب توبہ کے لئے مائل کریں۔ فصل: یعنی ﴿ھو﴾ ضمیر فصل ہے نہ کہ محل اعراب۔
خبر عسی: سے مراد جملہ ﴿ان یبدلہ﴾ ہے۔ او مھاجرات: سے مراد حسن کا قول ہے۔
منھا: "الاصنام" سے حال ہے اور ضمیر ﴿الحجارۃ﴾ سے عائد ہے۔ من غلظ القلب: یعنی (عذاب دینے پر متعین) فرشتے کسی پر رحم نہیں کرتے کیونکہ وہ اسی صفت کے ساتھ پیدا کئے گئے ہیں اور انہیں خلق کو عذاب کرنے سے محبت ڈالی گئی ہے جیسا کہ بنی آدم کو کھانے اور پینے سے محبت ہوا کرتی ہے۔ فی البطش: کہا جاتا ہے کہ یہ فرشتے جب جہنمی کو ایک گرز ماریں گے تو وہ ستر ہزار سال زمین میں دھنس جائے گا۔ والایۃ تخویف للمومنین: یعنی خالص مومنین مراد ہیں، اور ایک قول کے مطابق مذکورہ آیت: ﴿ویفعلون مایؤمرون﴾ مشرکین کے خطاب سے متعلق ہے، پس اس میں مومنین کو خطاب کرنے کی کونسی صورت رہ جاتی ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس آیت میں خالص مومنین پر تخفیف کا بیان ہے اور منافقین پر جو کہ خود کو مومن ظاہر کرتے ہیں۔ ای لانہ لا ینفعکم: مراد یوم جزاء ہے نہ کہ یوم اعتذار، جو کہ زمانے کے ساتھ گزر گیا۔ (الصاوی، ج٦، ص ١٣١ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۰

﴿یایھاالذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا﴾ بِفَتْحِ النُّوْنِ وَضَمِّهَا صَادِقَةً بِاَنْ لَايُعَادَ اِلَى الذَّنْبِ وَلَايُرَادُ الْعَوْدُ اِلَيْهِ﴿ عسی ربکم﴾ تُرَجِّيَةٌ تَقَعُ﴿ ان یکفرعنکم سیاتکم ویدخلکم جنت﴾ بَسَاتِيْنَ﴿ تجری من تحتھا الانھر یوم لا یخزی اللہ﴾ بِاِدْخَالِ النَّارِ﴿ النبی والذین امنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم﴾ اَمَامَهُمْ﴿و﴾ يَكُوْنُ﴿بایمانھم یقولون﴾ مُسْتَانَفٌ﴿ ربنا اتمم لنا نورنا﴾ اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمُنَافِقُوْنَ يُطْفِئُ نُوْرُهُمْ﴿ واغفرلنا﴾ رَبَّنَا﴿ انک علی کل شیء قدیر(۸) یایھا النبی جاھد الکفار﴾ بِالسَّيْفِ﴿ والمنفقین﴾ بِاللِّسَانِ وَالْحُجَّةِ﴿ واغلظ علیھم﴾ بِالْاِنْتِهَارِ وَالْمَقْتِ﴿ ومأوھم جھنم وبئس المصیر(۹)﴾ هِيَ﴿ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرات نوح وامرات لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتھما﴾ فِي الدِّيْنِ اِذْ كَفَرَتَا وَكَانَتِ امْرَاَتُ نُوْحٍ وَاِسْمُهَا وَاهِلَةُ تَقُوْلُ لِقَوْمِهٖ اِنَّهٗ مَجْنُوْنٌ

وَامْرَاَتُ لُوْطٍ وَاِسْمُهَا وَاعِلَةٌ تَدُلُّ عَلٰى اَضْيَافِهٖ اِذَا نَزَلُوْا بِهٖ لَيْلًا بِاِيْقَادِ النَّارِ وَنَهَارًا بِالتَّدْخِيْنِ﴿ فلم يغنيا﴾اَیْ نُوْحٍ وَلُوْطٍ﴿ عنهما من الله﴾مِنْ عَذَابِهٖ﴿ شيئا وقيل﴾لَهُمَا﴿ ادخلا النار مع الداخلين (۱۰)﴾مِنْ كُفَّارِ قَوْمِ نُوْحٍ وَقَوْمِ لُوْطٍ﴿وضرب الله مثلا للذين امنوا امرت فرعون﴾آمَنَتْ بِمُوْسٰى وَاِسْمُهَا آسِيَةُ فَعَذَّبَهَا فِرْعَوْنُ بِاَنْ اَوْتَدَ يَدَيْهَا وَرِجْلَيْهَا وَاَلْقٰى عَلٰى صَدْرِهَا رَحًى عَظِيْمَةً وَاسْتَقْبَلَ بِهَا الشَّمْسَ فَكَانَتْ اِذَا تَفَرَّقَ عَنْهَا مَنْ وُكِّلَ بِهَا ظَلَّلَتْهَا الْمَلَائِكَةُ﴿ اذ قالت﴾فِیْ حَالِ التَّعْذِيْبِ﴿رب ابن لی عندک بيتا فی الجنة﴾فَكَشَفَ لَهَا فَرَاَتْهُ فَسَهَلَ عَلَيْهَا التَّعْذِيْبُ﴿ ونجنی من فرعون وعمله﴾وَتَعْذِيْبِهٖ﴿ ونجنی من القوم الظلمين (۱۱)﴾اَهْلِ دِيْنِهٖ فَقَبَضَ اللّٰهُ رُوْحَهَا وَقَالَ ابْنُ كَيْسَانَ رُفِعَتْ اِلَى الْجَنَّةِ حَيَّةً فَهِیَ تَاْكُلُ وَتَشْرِبُ﴿ومريم﴾عَطْفٌ عَلٰى امْرَاَةِ فِرْعَوْنَ﴿ ابنت عمران التی احصنت فرجها﴾حَفِظَتْهُ﴿ فنفخنا فيه من روحنا﴾اَیْ جِبْرَئِيْلُ حَيْثُ نَفَخَ فِیْ جَيْبِ دَرْعِهَا بِخَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِعْلَهُ الْوَاصِلَ اِلٰى فَرْجِهَا فَحَمَلَتْ بِعِيْسٰى﴿ وصدقت بكلمت ربها﴾بِشَرَائِعِهٖ﴿ وكتبه﴾الْمُنَزَّلَةِ﴿ وكانت من القنتين(۱۲)﴾مِنَ الْقَوْمِ الْمُطِيْعِيْنَ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے (یعنی سچی توبہ کرو کہ بعد توبہ دوبارہ گناہ کی طرف نہ لوٹو اور نہ اس کی طرف لوٹنے کا ارادہ ہو: ''نصوحا'' کو نون مفتوحہ اور مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) قریب ہے کہ تمہارا رب (یہ توجیہ ہے جو واقع ہو چکی ہے) تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے (جنت بمعنی بساتین ہے) جن کے نیچے نہریں بہیں جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا (جہنم میں داخل فرما کر) نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ان کا نور دوڑتا ہوگا......۱......ان کے آگے (بین ایدهم بمعنی امامهم ہے) اور (''بایمانهم'' سے قبل ''یکون'' فعل ناقص محذوف ہے) ان کے دہنے عرض کریں گے (''یقولون'' یہ جملہ مستانفہ ہے) اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے (جنت کی طرف اور منافقین کا نور بجھ چکا ہوگا) اور ہمیں بخش دے (اے ہمارے رب ﷻ) بیشک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے اے نبی کافروں پر (تلوار کے ذریعے) اور منافقوں سے (زبان اور اقامت دلائل کے ذریعے) جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ (انہیں جھڑک کر اور غضبناک ہو کر......۲......) اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہی برا انجام (یہاں مخصوص بالذم ''ھی'' محذوف ہے) اللہ کافروں کی مثال دیتا ہے نوح کی عورت اور لوط کی عورت وہ ہمارے بندوں میں دو سزا وار قرب بندوں کے نکاح میں تھیں پھر انہوں نے ان سے (دین میں) دغا کیا (کیونکہ یہ دونوں کافرہ تھیں، حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کا نام واہلۃ تھا وہ اپنی قوم سے کہا کرتی تھی کہ یہ مجنون ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا نام واعلۃ تھا جب آپ علیہ السلام کے یہاں مسلمان آتے تو رات میں آگ جلا کر اور دن میں دھویں کے ذریعے اپنی قوم کی ان مسلمانوں کی طرف رہنمائی کرتی تھی) تو وہ دونوں (یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام) اللہ کے سامنے (ان دونوں کے) انہیں کچھ کام نہ آئے اور (ان دونوں سے) کہا گیا جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ (یعنی قوم نوح ولوط کے کفار کے ساتھ) اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے فرعون کی بی بی (جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی تھی ان کا نام حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا، فرعون انہیں اس طرح تکلیف دیتا کہ ان کے ہاتھوں اور پیروں میں کیلیں گاڑ دیتا اور ان کے سینے پر بھاری چکی رکھ دیتا اور پھر آپ کو دھوپ میں ڈال دیتا

جب وہ آپ کے پاس سے چلا جاتا تو آپ پر مقرر فرشتے آپ کو سایہ کرتے ......۱۲......) جب اس نے (عذاب سہنے کی حالت میں)عرض کیا اے میرے رب! میرے لیے جنت میں اپنے پاس گھر بنا (پھر آپ سے پردے اٹھا دیئے گئے آپ نے جنت میں اپنا گھر دیکھ لیا پھر آپ پر عذاب سہنا آسان ہو گیا) اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے (اور اس کے عذاب سے) نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش (یعنی فرعون اور اس کے اہل دین سے، پس اللہ ﷻ نے آپ کی روح قبض فرمائی حضرت ابن کیسان ﷫ کہتے ہیں اللہ ﷻ نے آپ کو زندہ ہی جنت میں پہنچا دیا آپ وہاں کھاتی پیتی ہیں) اور مریم (''مریم'' کا عطف ''امراۃ فرعون'' پر ہے)عمران کی بیٹی جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی (احصنت بمعنی حفظت ہے) تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی (یعنی جبرائیل ؑ نے یوں کہ اس نے آپ کے قمیص کے گریبان میں پھونک ماری اللہ ﷻ کے تخلیق فرمانے سے آپ ؑ کی یہ پھونک حضرت مریم تک پہنچ گئی جس کے سبب حضرت عیسی ؑ ان کے رحم میں ٹھہر گئے) اور اس نے تصدیق کی اپنے رب کے کلمات (یعنی اس کے شرائع کی) اور اس کی (نازل کردہ) کتابوں کی اور فرمانبردار (لوگوں) میں سے ہوئی (قنتین بمعنی المطیعین ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم﴾

یایھا الذین امنوا: نداء، توبوا الی اللہ: فعل امر با فاعل، وظرف لغو، توبۃ نصوحا: مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، عسی ربکم: فعل مقارب با اسم، ان: مصدریہ، یکفر عنکم سیاتکم: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویدخلکم جنت تجری من تحتھا الانھر یوم لایخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ﴾

و: عاطفہ، یدخلکم: فعل با فاعل ومفعول، جنت: موصوف، تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، یوم: مضاف، لایخزی اللہ: فعل نفی وفاعل، النبی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذین امنوا معہ: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''یکفر عنکم'' پر معطوف ہے۔

﴿نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا﴾

نورھم: مبتدا، یسعی: فعل با فاعل، بین ایدیھم: ظرف معطوف علیہ، و: عاطفہ، بایمانھم ظرف لغو معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ خبر اول، یقولون: قول، ربنا: نداء، اتمم لنا نورنا: فعل امر با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اغفرلنا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انک علی کل شیء قدیر یایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم﴾

انک: حرف مشبہ واسم، علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، یایھا النبی: نداء، جاھد: فعل امر با فاعل، الکفار: معطوف علیہ، و: عاطفہ، المنفقین: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اغلظ علیھم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وماوھم جھنم وبئس المصیر ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرات نوح وامرات لوط﴾

و: مستانفہ، ماوھم: مبتدا، جھنم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، بئس: فعل ذم، المصیر: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ''ھی'' مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ضرب اللہ: فعل وفاعل، مثلا: موصوف، لام: جار، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر

صفت، ملکر مفعول، ثانی مقدم، امرات نوح: معطوف علیہ، و: عاطفہ، امرات لوط: معطوف، ملکر مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخا نتھما﴾

کانتا: فعل ناقص والف تثنیہ اسم، تحت: مضاف، عبدین: موصوف، من عبادنا: ظرف مستقر صفت اول، صالحین: صفت ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، خانتا: فعل بافاعل، ھما: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلم یغنیا عنھما من اللہ شیئا وقیل ادخلا النار مع الداخلین﴾

ف: عاطفہ، لم یغنیا: فعل نفی بافاعل، عنھما: ظرف لغو، من اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، شیئا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قیل: قول، ادخلا: فعل امر بافاعل، النار: مفعول، مع الداخلین: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وضرب اللہ مثلا للذین امنوا امرات فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ﴾

و: عاطفہ، ضرب اللہ: فعل وفاعل، مثلا: موصوف، للذین امنوا: ظرف مستقر صفت، ملکر مبدل منہ، اذ: مضاف، قالت: قول، رب: نداء، ابن لی: فعل امر بافاعل وظرف لغو، عندک: ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم، بیتا: ذوالحال، ملکر مفعول، فی الجنۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر مفعول ثانی مقدم، امرات فرعون: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظلمین﴾

و: عاطفہ، نجنی: فعل امر بافاعل ومفعول، من: جار، فرعون: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عملہ: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''ابن لی'' پر معطوف ہے، و: عاطفہ، نجنی: فعل امر بافاعل ومفعول، من القوم الظلمین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''ابن لی'' پر معطوف ہے۔

﴿ومریم ابنت عمرن التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا﴾

و: عاطفہ، مریم: مبدل منہ، ابنت عمرن: مرکب اضافی بدل، ملکر موصوف، التی: موصول، احصنت فرجھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، نفخنا فیہ: فعل بافاعل وظرف لغو، من روحنا: ظرف مستقر ''روحا'' محذوف کی صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر ماقبل ''امرات فرعون'' پر معطوف ہے۔

﴿وصدقت بکلمت ربھا وکتبہ وکانت من القنتین﴾

و: عاطفہ معطوف علی محذوف ''فحملت بعیسی'' صدقت: فعل بافاعل، ب: جار، کلمات ربھا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، کتب: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کانت: فعل ناقص بااسم، من القنتین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نور کے آگے اور داہنے دوڑنے سے کیا مراد ہے؟

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم﴾ ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے (التحریم:۸) ۔ مجاہد، ضحاک، حسن بصری فرماتے ہیں کہ یہ قول مومنین کا ہوگا جو وہ قیامت کے دن منافقین کو دیکھیں گے کہ ان کا نور بجھ چکا ہوگا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میں سب سے پہلے قیامت کے دن سجدے میں جانے کی اجازت پاؤں گا، اور سب سے پہلے مجھے ہی اجازت ملے گی کہ اپنا سر سجدے سے اٹھاؤں، پس میں اپنے آگے امتوں میں

سے اپنی امت کو پہچانوں گا اور اپنے دائیں جانب امتوں میں سے اپنی امت کو پہچانوں گا، اپنی بائیں جانب امتوں میں سے اپنی امت کو پہچانوں گا''، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اپنی امت کو دیگر امتوں میں سے کیسے پہچان لیں گے؟ جواب ارشاد فرمایا: ''ان کی پیشانیوں پر طہارت کے آثار نمایاں ہونگے، اور کسی اور امت کو یہ وصف نہ ملے گا، اور انہیں دائیں ہاتھ میں نامہ دیئے جانے سے پہچان لوں گا، اور ان کی پیشانیوں اور چہروں پر سجدوں کے نشان ظاہر ہونگے، اور ان کا نور ان کے آگے آگے دوڑتا ہوگا''۔

(ابن کثیر، ج ٤، ص ٤٦٩)

منافقین سے زبانی کلامی جہاد کرنے کا حکم:

۲۔۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم اے غیب بتانے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی کرو (التحریم: ۹)﴾۔ اللہ نے اس آیت میں کفار سے تلوار کے ساتھ جہاد کرنے اور منافقین کے ساتھ دلائل سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور دونوں کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آؤ، جب کہ (تمہیں) نرمی پہنچے۔ حسن کہتے ہیں کہ اکثر سید عالم ﷺ اپنے دورِ ظاہری میں منافقین کے ساتھ سختی سے پیش آتے اور ان پر حدود قائم فرماتے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۸، ص ٤٩٢)

بی بی آسیہ پر مظالم کی کیفیات:

۳۔۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ونجنی من فرعون وعملہ ۔۔۔۔۔۔ الخ اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے (التحریم: ۱۱)﴾۔ اللہ عزوجل نے بی بی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ فرعون) کو فرعون کے خبیث نفس اور سلطنت سے نجات عطا فرمائی۔ خصوصاً اس کے بُرے عمل یعنی کفر سے نجات بخشی کہ وہ غیر خدا کی عبادت (کا حکم) کرتا اور بغیر کسی جرم کے سخت سزائیں دیتا تھا، اور اس پر اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿ملائکتہ ۔۔۔۔۔۔ وجبرائیل اور اس کے فرشتے اور اس کے رسولوں اور جبرئیل امین (البقرۃ: ۹۸)﴾ دلالت کرتا ہے۔ مقاتل کے قول کے مطابق اللہ عزوجل نے قوم قبط سے اُنہیں نجات عطا فرمائی جو کہ فرعون کی تابع تھی اور ظلم و زیادتی کرتی تھی۔ کلبی کہتے ہیں کہ مراد اہل مصر ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے مصر والوں کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات بخشی۔ آیت کا ظاہر اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ بی بی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ فرعون) مومنہ تھیں جو کہ قیامت کی تصدیق کرنے والی تھیں۔ بعض مفسرین نے ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ رشتے میں موسیٰ علیہ السلام کی پھوپھی تھیں اور اسی وقت ایمان لے آئی تھیں جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے فرعون کی بناوٹوں کو نگل لیا تھا، پس فرعون کو معلوم ہوا تو اُس نے انہیں سزائیں دیں۔ ابو یعلی، بیہقی نے صحیح سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرعون نے اپنی زوجہ کو کیلوں سے چاروں ہاتھ پاؤں کے ساتھ ٹھونک دیا تھا، پس جب وہ چلا جاتا تو مقرر فرشتے بی بی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر سایہ کرتے، پس بی بی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسے حال میں فرماتیں: ﴿رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا (التحریم: ۱۱)﴾ پس اللہ جل جلالہ نے انہیں جنت میں ان کا ٹھکانہ دکھا دیا جو کہ موتیوں کا بنا ہوا تھا اور عبد بن حمید کی روایت میں یوں ہے کہ فرعون نے انہیں اسی طرح چاروں شانے چت لٹا کر کیلیں ٹھونک دیں اور سورج ان کے منہ کے سامنے ہوتا، جب وہ آسمان کی جانب نگاہ اٹھاتیں تو یونہی عرض کرتیں، پس اللہ عزوجل نے ان کے لئے جنت میں گھر بنایا اور جسے انہوں نے دنیا ہی میں ملاحظہ فرمالیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ فرعون نے اپنے ماننے والوں سے کہا کہ انہیں کسی سخت چٹان پر دے مارو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی پکار سن لی اور جب فرعونیوں نے اِنہیں چٹان پر دے مارا اس وقت ان کے جسم میں روح نہ تھی۔ حسن کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات عطا فرمائی اور انہیں جنت کی جانب بلند کر لیا، پس وہ جنت کے انعام و اکرام سے تلذذ اٹھا رہی ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ظاہری جسم کو ہی جنت کی طرف اٹھا لیا جو کہ صحیح نہیں ہے۔ اس آیت میں دلیل

ہے کہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں توبہ کرنا، التجائیں کرنا اور اخلاص کا سوالی ہونا عظیم انعام ہے اور صالحین وانبیائے کرام کی سنن میں سے ہے۔ اور ایسی مثالیں قرآن میں بہت سی موجود ہیں۔ (روح المعانی، الجزء:۲۸،ص ۴۹۵)

اغراض:

بان لا یعاد الی الذنب: یہ﴿توبة نصوحا﴾کے بارے میں تیسواں قول ہے، آقائے دوجہاں ﷺ نے تعلیم امت کے لئے فرمایا کہ: ''میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں'' اور ایک روایت میں یوں ہے کہ: ''میں دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں''۔

والمنافقون یطفا نورهم: قیامت کے دن منافقین کا نور بجھ جائے گا اور وہ جہنم رسید ہو جائیں گے، مومنین اُن کی یہ حالت دیکھ کر اللہ سے نور کی سلامتی کے لئے دعا کریں گے تا کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں جہاں اندھیرا نہیں ہوتا، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ مومنین کو کیسے نور کے بجھ جانے کا خوف ہوگا جبکہ مومنین تو امن میں ہونگے ؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مومنین کو خوف نہ ہوگا بلکہ انہیں اللہ کی رحمت سے تلذذ کا شوق اس کلام پر ابھارے گا۔

اذ کفرتا: اللہ کے فرمان: ﴿فخانتا﴾ کی تعلیل ہے۔ **واسماو اهلة:** ھاء کو لام پر مقدم کرنے کی صورت میں، حضرت نوح علیہ السلام کی زوجہ کا نام ہے، یا اس کے برعکس اور ایک قول کے مطابق ''واعلة'' یعنی عین کی لام پر تقدیم کی صورت میں، یا اس کے برعکس۔

امنت بموسی: یہاں بی بی آسیہ کے ایمان کا بیان ہے، اور بی بی آسیہ کو یقین ہو گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حق پر ہیں، مزید حاشیہ نمبر ''۳'' کا مطالعہ کیجئے۔

فعلہ: سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام کا فعل ہے یعنی صور پھونکنا۔ **المنزلة:** اپنے زمانے میں، جیسے توریت، انجیل اور صحف ابراہیم۔

(الصاوی، ج۶،ص ۱۳۵ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ الملک مکیۃ وھی ثلاثون آیۃ

(سورۂ ملک مکیہ ہے جس میں تیس آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ الملک

اس سورت میں دو رکوع، تیس آیتیں، تین سو تیس کلمے اور ایک ہزار تین سو تیرہ حروف ہیں۔ اس سورت کی ابتدا اللہ ﷻ کی عظمت وجلال سے کی جارہی ہے اور اس کا ذکر خود زبان قدرت سے ہورہا ہے حق تو یہی ہے کہ اسے ہی زیب دیتا کہ اپنی حمد وثنا کرے۔ اور حیات وموت کا جو تسلسل قائم کیا ہے تو فورا انسان کی توجہ اس کی حکمت کی طرف موڑ دی کہ اس سے مقصد صرف تمہارا امتحان ہے کہ کون تم میں سے اپنی زندگی اچھے سے اچھے کاموں کے لئے وقف کرسکتا ہے اور اس کے بعد اپنی قدرت وحکمت کے ثبوت کے لئے اپنی کائنات کو پیش کیا اور دنیا بھر کے نقاروں کو چیلنج کیا کہ اس میں کوئی عیب یا کوئی اور نقشہ تجویز کرکے دکھائیں جب کسی کو جرأت نہیں کہ وہ اللہ ﷻ کی پیدا کی ہوئی چیز پر انگلی اٹھا سکے تو اس سے بہتر تو کیا اس کی مثل بھی نہیں لا سکتے اور پھر بھی نادان بنتے ہیں، بھلائی اسی میں ہے کہ اس کے آگے سر جھکا دو اور اس کی تمام صفات وکمالات پر ایمان لے آؤ ورنہ انجام بہت بھیانک ہوگا۔ ایسے دوزخ میں پھینک دیئے جاؤ گے کہ جس کے شعلے غیظ وغضب سے بھڑک رہے ہوں گے اور اس وقت تم اپنی غلطیوں کا اعتراف کروگے لیکن اس وقت اعتراف کرنا کوئی کام نہ آئے گا۔ اس ضمن میں یہ بتادیا کہ سب انسان حق ناشناش نہیں کچھ وہ بھی ہیں جو بن دیکھے اپنے رب ﷻ کو مانتے ہیں اور اس کی ناراضگی سے ہر وقت لرزاں اور ترساں رہتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ ﷻ اجر کبیر عطا فرمائے گا اس کے بعد اپنی قدرت کی کئی اور نشانیاں بیان فرمائیں پھر انہیں جھنجھوڑ کر کہا اگر تم نے انکار کیا اور یہ روش نہ چھوڑی تو اللہ ﷻ کے لئے مشکل نہیں کہ وہ تمہیں عذاب کرے۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قرآن کی ایک سورت میں تیس آیتیں ہیں وہ جس شخص کی بھی شفاعت کرے گی اس کی مغفرت کردی جائے گی، وہ سورت الملک ہے"۔

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورۃ الملک، رقم: ۲۹۰۰، ص ۸۲۰)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے لاعلمی میں ایک قبر پر خیمہ لگادیا، اس میں ایک انسان سورۃ الملک پڑھ رہا تھا، حتی کہ اس نے اس کو ختم کرلیا، پھر وہ نبی پاک ﷺ کے پاس گیا اور انہیں اس واقعہ کی خبر دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ سورۃ المانعۃ اور المنجیہ ہے یعنی یہ عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے"۔ (المرجع السابق، رقم: ۲۸۹۹)

رکوع نمبر: ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿تبرک﴾ تَنَزَّہَ عَنْ صِفَاتِ الْمُحْدَثِیْنَ ﴿الذی بیدہ﴾ فِی تَصَرُّفِہٖ ﴿الملک﴾ السُّلْطَانُ وَالْقُدْرَۃُ ﴿وھو علی کل شیء قدیر (۱) الذی خلق الموت﴾ فِی الدُّنْیَا ﴿والحیوۃ﴾ فِی الْآخِرَۃِ اَوْ ھُمَا فِی الدُّنْیَا فَالنُّطْفَۃُ تُعْرِضُ لَھَا الْحَیٰوۃُ وَھِیَ مَابِہِ الْاِحْسَاسُ وَالْمَوْتُ ضِدُّھَا اَوْعَدَمُھَا قَوْلَانِ وَالْخَلْقُ عَلَی الثَّانِیْ بِمَعْنَی التَّقْدِیْرِ ﴿لیبلوکم﴾ لِیَخْتَبِرَکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ ﴿ایکم احسن عملا﴾ اَطْوَعُ لِلّٰہِ ﴿وھو العزیز﴾ فِی اِنْتِقَامِہٖ مِمَّنْ عَصَاہُ ﴿الغفور (۲)﴾ لِمَنْ تَابَ اِلَیْہِ ﴿الذی خلق سبع سموت طباقا﴾ بَعْضُھَا فَوْقَ بَعْضٍ مِنْ غَیْرِ مُمَاسَّۃٍ ﴿ماتری فی خلق الرحمن﴾ لَھُنَّ وَلَا لِغَیْرِھِنَّ ﴿من تفوت﴾ تَبَایُنٍ وَعَدَمِ تَنَاسُبٍ ﴿فارجع

البصر ﴾اَعِدْهُ اِلَى السَّمَاءِ﴿ هل ترى ﴾فِيهَا﴿من فطور (۳) ﴾صُدُوْعٍ وَشُقُوْقٍ﴿ثم ارجع البصر كرتين﴾ كَرَّةً بَعْدَ كَرَّةٍ ﴿ينقلب ﴾يَرْجِعُ﴿اليك البصر خاسئا﴾ذَلِيْلًا لِعَدَمِ اِدْرَاكِ خَلَلٍ﴿ وهو حسير (۴) ﴾مُنْقَطِعٌ عَنْ رُؤْيَةِ خَلَلٍ﴿ولقد زينا السماء الدنيا﴾اَلْقُرْبٰى اِلَى الْاَرْضِ﴿ بمصابيح﴾بِنُجُوْمٍ﴿ وجعلنها رجوما﴾مَرَاجِمَ﴿ للشيطين﴾اِذَا سْتَرَقُوا السَّمْعَ بِاَنْ يَّنْفَصِلَ شِهَابٌ عَنِ الْكَوْكَبِ كَالْقَبَسِ يُؤْخَذُ مِنَ النَّارِ فَيَقْتُلُ الْجِنِّيَّ اَوْيُخْبِلُهُ لا اِنَّ الْكَوْكَبَ يَزُوْلُ عَنْ مَكَانِهٖ﴿واعتدنا لهم عذاب السعير (۵) ﴾اَلنَّارِ الْمُوْقَدَةِ﴿وللذين كفروا بربهم عذاب جهنم وبئس المصير (۶) ﴾هِيَ﴿اذا القوا فيها سمعوا لها شهيقا ﴾صَوْتًا مُنْكَرًا كَصَوْتِ الْحِمَارِ﴿وهى تفور (۷) ﴾تَغْلِيْ﴿تكاد تميز﴾وَقُرِئَ تَمَيَّزُ عَلَى الْاَصْلِ تَنْقَطِعُ﴿ من الغيظ﴾غَضَبًا عَلَى الْكُفَّارِ﴿ كلما القى فيها فوج ﴾جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ﴿سالهم خزنتها ﴾سُوَالَ تَوْبِيْخٍ﴿الم ياتكم نذير (۸) ﴾رَسُوْلٌ يُنْذِرُكُمْ عَذَابَ اللّٰهِ تَعَالٰى﴿قالوا بلى قد جاء نا نذير فكذبنا وقلنا ما نزل الله من شيء ان انتم الا فى ضلل كبير (۹) ﴾يَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ مِن كَلَامِ الْمَلَائِكَةِ لِلْكُفَّارِ حِيْنَ اَخْبَرُوْا بِالتَّكْذِيْبِ وَاَنْ يَكُوْنَ مِنْ كَلَامِ الْكُفَّارِ لِلنُّذُرِ﴿وقالوا لو كنا نسمع﴾اَيْ سِمَاعَ تَفَهُّمٍ﴿ او نعقل﴾اَيْ عَقْلَ تَفَكُّرٍ﴿ ما كنا فى اصحب السعير (۱۰) فاعترفوا﴾حَيْثُ لَايَنْفَعُ الْاِعْتِرَافُ﴿بذنبهم﴾وَهُوَ تَكْذِيْبُ النُّذُرِ﴿ فسحقا﴾بِسُكُوْنِ الْحَاءِ وَضَمِّهَا﴿ لاصحب السعير (۱۱) ﴾فَبُعْدًا لَهُمْ عَنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى﴿ان الذين يخشون ربهم﴾يَخَافُوْنَهٗ﴿ بالغيب﴾فِيْ غَيْبَةٍ عَنْ اَعْيُنِ النَّاسِ فَيُطِيْعُوْنَهٗ سِرًّا فَيَكُوْنُ عَلَانِيَةً اَوْلٰى﴿ لهم مغفرة واجر كبير (۱۲) ﴾اَيِ الْجَنَّةُ﴿واسروا﴾اَيُّهَا النَّاسُ﴿ قولكم اواجهروا به انه﴾اَنَّهٗ تَعَالٰى﴿ عليم بذات الصدور (۱۳) ﴾بِمَا فِيْهَا فَكَيْفَ بِمَا نَطَقْتُمْ بِهٖ وَسَبَبُ نُزُوْلِ ذٰلِكَ اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ لَايَسْمَعُكُمْ اِلٰهُ مُحَمَّدٍ﴿الا يعلم من خلق﴾ما تُسِرُّوْنَ اَيْ اَيَنْتَفِيْ عِلْمُهٗ بِذٰلِكَ﴿ وهو اللطيف ﴾فِيْ عِلْمِهٖ﴿الخبير (۱۴) ﴾فِيْهِ لا.

﴿ترجمہ﴾

بڑی برکت والا ہے وہ (یعنی مخلوق کی صفات سے منزہ ہے وہ) جس کے ہاتھ میں (یعنی جس کے تصرف میں) سارا ملک (ساری سلطنت اور قبضہ) ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جس نے پیدا کیا موت کو (دنیا میں) اور زندگی کو (آخرت میں یا ان دونوں چیزوں کو دنیا میں کہ نطفہ کو حیات لاحق ہوتی ہے اور حیات اس شے کا نام ہے جس کے ذریعے احساس قائم ہو اور موت اس کی ضد کا نام ہے یا پھر موت عدمی ہے اس بارے میں دو اقوال ہیں دوسرے قول کے مطابق پھر یہاں، خلق کے معنی تقدیر ہوگا) کہ تمہاری جانچ ہو (دنیا میں......، لیبلو کم بمعنی لیختبر کم ہے) تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے (کون اللہ ﷻ کا زیادہ فرمانبردار ہے) اور وہی غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے نافرمانوں سے انتقام لینے میں) بخشنے والا ہے (اسے جو اس کی بارگاہ میں توبہ کرے) جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا (یعنی آسمان ایک کے اوپر ایک ہے لیکن آپس میں ملے ہوئے نہیں ہیں) تو کیا رحمٰن کے بنانے میں (آسمانوں کو اور دیگر اشیاء کو) فرق دیکھتا ہے (کچھ تباین اور باہمی عدم مناسبت دیکھتا ہے) تو نگاہ اٹھا کر دیکھ (آسمان کی طرف، ارجع بمعنی اعد ہے) تجھے (اس میں) کوئی رخنہ نظر آتا ہے (کوئی شگاف و سوراخ نظر آتا ہے) پھر دوبارہ نگاہ اٹھا (یعنی یکے بعد دیگرے نگاہ اٹھا) نظر تیری طرف ناکام پلٹ آئے گی

(خلل کا ادراک نہ کر پانے کی وجہ سے، ینقلب بمعنی یرجع ہے، اور خاسئا بمعنی ذلیلا ہے) تھکی ماندی (کسی رخنہ کو دیکھنے سے......۲......) اور بیشک ہم نے نیچے کے آسمان کو (جو کہ زمین سے قریب ہے) آراستہ کیا چراغوں (یعنی ستاروں) سے اور انہیں شیطانوں کے لیے مار کیا (جب وہ چوری چھپے سننے کی کوشش کریں یوں کہ ستارے سے آگ کا شعلہ الگ ہو کر اسے لگتا ہے جیسا آگ میں سے شعلے کو نکالا جاتا ہے تو اِس کے ذریعے جنات کو مار دیا جاتا ہے یا پھر انہیں مجنون کر دیا جاتا ہے ایسا نہیں کہ اس کام کے لیے تارے اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہوں......۳......) اور ان کے لیے بھڑکتی آگ کا عذاب تیار فرمایا (السعیر کے معنی بھڑکتی آگ ہے) اور جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور کیا ہی برا انجام (یہاں مخصوص بالذم ''ھی'' ضمیر محذوف ہے) جب اس میں ڈالے جائیں گے اس کا رینگنا سنیں گے (گدھے کی سی قابل کراہت آواز سنیں گے) کہ جوش مارتی ہے (تفور بمعنی تغلی ہے) معلوم ہوتا ہے کہ پھٹ جائیگی (''تمیز'' کو ایک قرائت میں تتمیز یعنی اصل کے مطابق پڑھا گیا ہے، یہ بمعنی تنقطع ہے، کفار پر) شدت غضب کی وجہ سے (الغیظ بمعنی الغضب ہے) جب کبھی کوئی گروہ (کافروں میں سے) اس میں ڈالا جائے گا اس کے داروغہ (بطور زجر و توبیخ) ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرسنانے والا نہ آیا تھا (کوئی رسول نہ آئے تھے جو تمہیں عذاب الٰہی عزوجل سے ڈراتے) کہیں گے کیوں نہیں! بیشک ہمارے پاس ڈرسنانے والے تشریف لائے پھر ہم نے انہیں جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں اتارا تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں (ان بمعنی ما نافیہ ہے، ''ان انتم الافی ضلل کبیر'' اس میں دو احتمال ہیں یا تو یہ فرشتے کفار سے کہیں گے جب وہ انہیں انبیاء کرام کو جھٹلانے کی خبر دیں گے یا پھر یہ بات بھی کفار نے ڈرسنانے والے رسولوں سے کہی ہوگی......۴......) اور کہیں گے اگر ہم سنتے (سمجھنے کے ارادے) یا سمجھتے (حقیقتاً سمجھنے کی نسبت سے) تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے اب اقرار کیا (جب کہ یہ اقرار کچھ نفع نہیں دے سکتا) اپنے گناہ کا (یعنی تکذیب انبیاء کا) تو پھٹکار ہو (''سحقا'' کو حاء ساکنہ اور ''مسحق'' اور مضمومہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) دوزخیوں کو (یعنی کافر اللہ عزوجل کی رحمت سے دور ہوں گے) بیشک وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں (یخشون بمعنی یخافون ہے) پوشیدگی میں (جب کہ وہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے نہیں ہوتے یعنی وہ خلوت میں بھی اللہ جل جلالہٗ کی فرمانبرداری کرتے ہیں تو جلوت میں بدرجہ اولٰی کرتے ہوں گے......۵......) ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے (یعنی جنت ہے) اور (اے لوگوں!) تم اپنی بات آہستہ کہو یا آواز سے وہ (یعنی اللہ عزوجل) تو دلوں کی جانتا ہے (دلوں میں موجود باتوں کو جانتا ہے اور تمہاری زبان سے کہی گئی باتوں کو کیسے نہیں جانے گا، شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ مشرکین نے آپس میں سرگوشی کرتے ہوئے باہمی آہستہ آواز میں گفتگو کی کہ کہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا سن نہ لے) کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا (جو بات تم آہستہ کہو یا بلند، اس کے علم سے مخفی کچھ نہیں) اور وہی ہے (اپنے علم سے) ہر باریکی جانتا خبردار (اس کے بارے میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿تبرک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیء قدیر﴾

تبرک: فعل، الذی: موصول، بیدہ: ظرف مستقر خبر مقدم، الملک: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، علی کل شیء: ظرف لغو مقدم، قدیر: صفت مشبہ با فاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا وھو العزیز الغفور﴾

الذی: موصول، خلق: فعل بافاعل، الموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الحیوۃ: معطوف، ملکر مفعول، لام: جار، یبلوکم: فعل بافاعل

ومفعول،ایکم:مبتدا،احسن:اسم تفضیل باھوضمیرممیز،عملا:تمیز،ملکرفاعل،ملکرشبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر ماقبل "الذی بیدہ الملک" سے بدل واقع ہے،و:عاطفہ،ھو:مبتدا،العزیز الغفور:خبران،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذی خلق سبع سموت طباقا ماتری فی خلق الرحمن من تفوت﴾

الذی:موصول،خلق:فعل بافاعل،سبع سموت:موصوف،طباقا:صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر ماقبل "الذی بیدہ الملک" سے بدل ثانی واقع ہے،ماتری:فعل نفی بافاعل،فی خلق الرحمن:ظرف لغو،من:زائد،تفوت:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فارجع البصر هل تری من فطورثم ارجع البصر کرتین﴾

ف:تعلیلیہ،ارجع البصر:فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ھل:حرف استفہام،تری:فعل بافاعل،من:جار زائد،فطور:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ثم:عاطفہ،ارجع البصر:فعل امر بافاعل ومفعول،کرتین:مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ینقلب الیک البصر خاسئا وهو حسیر﴾

ینقلب:فعل مضاف،الیک:ظرف لغو،البصر:ذوالحال،خاسئا:حال اول،و:حالیہ،ھو حسیر:جملہ اسمیہ حال ثانی،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے۔

﴿ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنها رجوما للشیطین﴾

و:مستانفہ،لام:قسمیہ،قد:تحقیقیہ،زینا:فعل بافاعل،السماء الدنیا:مرکب توصیفی مفعول،بمصابیح:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ،و:عاطفہ،جعلنها:فعل بافاعل ومفعول،رجوما:موصوف،للشیطین:ظرف مستقر صفت،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واعتدنا لهم عذاب السعیر وللذین کفروا بربهم عذاب جهنم وبئس المصیر﴾

و:عاطفہ،اعتدنا:فعل بافاعل،لهم:ظرف لغو،عذاب السعیر:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،للذین کفروا بربهم:جار مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر مقدم،عذاب جهنم:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،بئس:فعل ذم،المصیر:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ مبتدا محذوف "ھی" کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اذا القوا فیها سمعوا لها شهیقا وهی تفور﴾

اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،القوا فیها:فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط،سمعوا:فعل بافاعل،لام:جار،ھا:ضمیر ذوالحال،و:حالیہ،ھی تفور:جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال مقدم،شهیقا:ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تکاد تمیز من الغیظ کلما القی فیها فوج سالهم خزنتها الم یاتکم نذیر﴾

تکاد:فعل مقارب با "ھی" ضمیر مستتر اسم،تمیز:فعل با "ھی" ضمیر مستتر ممیز،من الغیظ:ظرف مستقر تمیز "الی غیظا"،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ،کلما:شرطیہ،القی فیها فوج:فعل مجہول وظرف لغو ونائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط،سالهم:فعل ومفعول،خزنتها:فاعل،ھمزہ:حرف استفہام،لم یاتکم:فعل نفی ومفعول،نذیر:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ استفہامیہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا بلی قد جاء نا نذیر فکذبنا وقلنا ما نزل الله من شیء﴾

قالوا: قول، بلی: حرف ایجاب، قد جاء نا النذیر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، کذبنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قلنا: قول، ما نزل اللہ: فعل نفی وفاعل، من: زائد، شیء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر پھر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ان انتم الا فی ضلل کبیر وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحب السعیر﴾

ان: نافیہ، انتم: مبتدا، الا: اداۃ حصر، فی ضلل کبیر: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، قالوا: قول، لو: شرطیہ، کنا: فعل ناقص بااسم، نسمع: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، نعقل: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ما کنا: فعل نفی ناقص بااسم، فی اصحب السعیر: حرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاعترفوا بذنبهم فسحقا الاصحب السعیر﴾

ف: عاطفہ، اعترفوا: فعل بافاعل، بذنبهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، سحقا: مصدر بافاعل، لاصحب السعیر: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف "سحقهم اللہ" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذین یخشون ربهم بالغیب لهم مغفرة واجر کبیر﴾

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، یخشون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، بالغیب: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ربهم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر اسم، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، مغفرة واجر کبیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ان کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واسروا قولکم او اجهروا به انه علیم بذات الصدور﴾

و: مستانفہ، اسروا: فعل امر بافاعل، قولکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، او: عاطفہ، اجهروا: فعل امر بافاعل، به: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، انه: حرف مشبہ بااسم، علیم بذات الصدور: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......انه علیم بذات الصدور......☆ مشرکین آپس میں کہتے تھے چپکے چپکے بات کرو محمد (ﷺ) کا خدا سن نہ پائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ اس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی یہ کوشش فضول ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دنیا کی زندگی آزمائش کا گھر ہے:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الذی خلق الموت والحیوة لیبلوکم ایکم احسن عملا وہ جس نے پیدا کی زندگی اور موت کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے (الملک:۲)﴾، ﴿ولنبلونکم بشیء من الخوف ضرور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر سے (البقرۃ:۱۵۵)﴾، ﴿ولنبلونکم حتی نعلم اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں (محمد:۳۱)﴾، ﴿یایها الذین امنوا لیبلونکم اللہ اے ایمان والوں ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا (المائدۃ:۹۴)﴾، ﴿ولیبلی المومنین منه بلاء حسنا اور اس لئے کہ مسلمانوں کو اچھا انعام عطا فرمائے (الانفال:۱۷)﴾، ﴿وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم اس میں تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا (ابراھیم:۶)﴾۔ موت وحیات کو خلق کے متعلق کر دیا جس میں یہ حکمت کار فرما ہے کہ موت وحیات کی تخلیق سے فرمانبردار اور نافرمان کی تمیز ہو جائے، کیونکہ زندگی پر تکلیف کا انحصار ہوتا ہے اور اسی سے قدرت ممکنہ کا حصول بھی ممکن ہے، جب کہ موت ایک نصیحت ہے جس سے ذہین آدمی نصیحت حاصل کرتا ہے اور آخرت کے لئے زادراہ کے حصول میں فرصت

کے لمحات کو غنیمت جانتا ہے۔ زندگی و موت کا باہم بدلنا اللہ عزوجل کی قدرت پر دلیل بنتا ہے۔ (المظھری، ج۷، ص۱۸۵)

آسمان میں رخنہ نہ ہونے کا بیان:

۲.....امام قرطبی لکھتے ہیں: انسان جب کسی چیز کی طرف ایک مرتبہ دیکھتا ہے اور اُسے کوئی عیب نہ نظر آئے تو دوبارہ اس کی جانب نہیں دیکھتا، اللہ عزوجل نے دو مرتبہ دیکھنے کا فرمایا کہ کوئی عیب تو کیا نظر آئے گا انسان کی عقل و خرد ہی حیرت میں پڑ جائے گی، اسی لئے فرمایا: ﴿ینقلب الیک البصر خاسئا﴾ یعنی انسان کی نظر خشوع کرتی ہوئی، ذلیل ہو کر لوٹ آئے گی لیکن اللہ عزوجل کی تخلیق میں کوئی کمی نظر نہ آئے گی۔ (القرطبی، الجزء:۲۹، ص۱۸٤)

کواکب کیوں بنائے گئے؟

۳.....اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح ...... الخ اور بیشک ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا (الملک: ٦)﴾۔ مصابیح جمع ہے مصباح کی جس کے معنی سراج کے ہیں۔ اور ستاروں کو بھی روشنی و چمک دینے کی وجہ سے مصابیح کہہ دیا جاتا ہے۔ ستارہ خود نہیں گرتا بلکہ اس سے کچھ چیز جدا ہوتی ہے جس سے نہ تو ستارے کی روشنی و چمک میں کوئی کمی آتی ہے اور نہ ہی اس کی صورت و شکل میں کچھ کمی رونما ہوتی ہے۔ یہ ابو علی نے جواب دیا تھا جب ان سے کسی نے پوچھا کہ یہ زینت کیسے ہو سکتے ہیں جب کہ انہیں مارا جاتا ہے، جب مارے جاتے ہیں تو باقی نہ رہتے ہونگے۔ مہدوی کہتے ہیں کہ یہ ستاروں کی جگہوں سے کچھ چرا لینے کی وجہ سے ممکن ہوتا ہے۔ قشیری کہتے ہیں کہ شیاطین کو مارے جانے سے پہلے یہ زینت ہوا کرتے تھے۔ قتادہ کا قول ہے کہ آسمانی ستاروں کی تین قسمیں ہیں: (۱)...... جو زینت کے لئے بنائے گئے، (۲)...... جو شیاطین کو مارنے کے لئے بنائے گئے، (۳)...... خشکی، تری اور دیگر اوقات کے علم کے حصول کے لئے بنائے گئے۔ اور جو اس میں تاویلیں کرے گا وہ حد سے بڑھ جائے گا اور (اپنی جان پر) ظلم کرے گا۔ محمد بن کعب کہتے ہیں اللہ عزوجل کی قسم زمین میں رہنے والے کسی کے لئے بھی آسمان میں ستارہ نہیں ہے، بلکہ کاہن لوگ کہانت کی راہ اختیار کرتے ہیں اور ستاروں کو علت بتاتے ہیں۔ (القرطبی، الجزء:۲۹، ص ۱۸۵ وغیرہ)

ضلال کبیر کے قائل میں احتمالات متفرقہ:

٤.....اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿قالوا بلی قد جاء نا نذیر فکذبنا وقلنا ما نزل اللہ من شیء ان انتم الا فی ضلل کبیر﴾ کہیں گے کیوں نہیں بیشک ہمارے پاس ڈر سنانے والے تشریف لائے پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں اتارا تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں (الملک:۹)﴾۔ اس میں دو وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱)...... ظاہر قول یہ ہے کہ کفار نے رسولوں کو کہا ہو، (۲)...... جہنم کے خازنوں نے کافروں سے کہا ہو۔ (الخازن، ج٤، ص ۳۱۹، المظھری، ج۷، ص۱۸٦)

خلوت وجلوت میں بندگی کرنے والے لوگ:

۵...... جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گال کا بوسہ لیا اور رونے لگے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک آنسو عثمان رضی اللہ عنہ کے گال پر بہنے لگے اور صحابۂ کرام بھی رو دیئے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو سائب! تم اس دنیا سے اس طرح چلے گئے کہ تم نے اس کی کسی چیز سے تعلق نہ رکھا''۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں السلف الصالح کے نام سے پکارا، نیز یہ وہ پہلے صحابی تھے جنہیں بقیع غرقد میں دفن کیا گیا۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب: ذکر الصحابہ، رقم: ۳۳٦۰۷، ج٦، ص۳۳۷)

☆......ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں: ''حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ رونے والے تھے، جب قرآن کی تلاوت

کرتے تو آپ کو اپنی آنکھوں پر قابو نہ ہوتا''۔(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب:المسجد یکون فی الطریق،رقم:۴۷۶،ص۸۲)

☆...... جب سید عالم ﷺ حالت مرض میں تھے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سید عالم ﷺ سے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ! ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت نرم دل ہیں وہ آپ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائیں گے تو گریہ کی وجہ سے لوگ تلاوت نہ سن سکیں گے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب:ماجاء فی صلوۃ رسول اللہ ﷺ،رقم: ۱۲۳۲،ص۲۱۸)

اغراض:

تنزہ عن صفات المحدثین: اللہ کی ذات مخلوق کی (بیان کردہ) صفات سے ازلی اور ابدی طور پر بلند و بالا ہے۔

السلطان: تمام موجودات میں بلند و بالا اور (اپنی) قدرت میں تصرف تامہ رکھتا ہے، جیسا ارادہ فرمائے کر لیتا ہے، اور مفسر کیلئے زیادہ واضح یہ ہوتا کہ ''الید'' کی تفسیر ''القدرۃ'' سے، ''الملک'' کی تفسیر ''مملوکات'' سے کرتے، اور اگر ایسا نہ ہو تو کلام اپنے ظاہر میں برکت پیدا کر دے جیسا کہ مخفی نہیں، اور معنی یوں ہو جائیں گے: ''تبارک الذی بتصرفہ التصرف، ولا معنی لہ''۔

فی الدنیا: یعنی موت دنیا کی زندگی کو ختم کرنے کے لئے ہے۔**فی الآخرۃ:** سے مراد مرنے کے بعد کی زندگی، اور مفسر کا یہ قول ''ابتلاء'' پر ترتب کے اعتبار سے مناسب نہیں ہے کیونکہ اللہ کا فرمان: ﴿لیبلوکم﴾ میں اس کا ترتب دنیاوی زندگی پر ہوتا ہے۔**وھی ما بہ الاحساس:** دونوں اقوال کی بناء پر حیات کی تفسیر کرنا مراد ہے، کیونکہ ایک قول کے مطابق حیات سے مراد حیات دنیاوی ہے۔**مابہ الاحساس:** مراد صفت وجودیہ ہے جو کہ حس و حرکت کو لازم کرتی ہے۔**او عدمھا:** سے مراد حیات کا نہ پایا جانا ہے چہ جائے کہ وہ حیات موت پر سابق ہو یا موت سے متاخر ہو۔

والخلق علی الثانی: یعنی موت کی تعریف پر دوسرا قول یعنی حیات کا نہ پایا جانا۔**بمعنی التقدیر:** اور ''الخلق'' اپنے دوسرے معنی کے اعتبار سے موجودات اور معدومات سے متعلق ہے، اس لئے کہ اس قول کی بناء پر تعلق اللہ کے ارادے اور علم ازلی کی بناء پر ہوگا اور اول قول کی بناء پر اس کا تعلق خلق حقیقی پر ہوگا، اس لئے کہ مراد امر وجودی ہے۔**اطلوع للہ:** یہ ﴿احسن عملا﴾ کی ایک تفسیر ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد ''احسن عملا'' بمعنی ''احسن عقلا'' ہے، اور ایک قول کے مطابق معنی یہ ہوگا کہ اللہ کے حرام کردہ امور سے بچنا اور اس کی طاعت میں جلدی کرنا اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ﴿احسن عملا﴾ سے مراد اعمال میں اخلاص پیدا کرنا ہے اور انہیں اچھے طریقے پر کرنا ہے، پس خالص اللہ کی رضا مقصود ہو اور سنت کے مطابق اُس عمل کو ٹھیک کرنا ہو اور اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔**بعضھا فوق بعض من غیر مماسۃ:** یعنی آسمان کا اس طرز پر بنا ہوا ہونا اہل سنت کے نظریے کے مطابق ہے جب کہ اہل ہیئت کہتے ہیں زمین کروی ہے اور آسمان دنیا انڈے کے چھلکوں کی مانند تمام جوانب سے انہیں محیط ہیں، اور دوسرا آسمان بھی اسی کی مثل محیط ہے اور اسی طرح عرش کُل کو محیط ہے اور زمین آسمان دنیا کے مقابلے میں ایک حلقہ ہے جو کہ کسی وسیع میدان میں موجود ہے اور اسی طرح دوسرا آسمان دوسری زمین کے مقابلے میں یونہی ہے اور اہل ہیئت کے قول پر اعتماد کرنا نقصان نہیں دیتا اور شرع میں اس کی مخالفت وارد نہیں ہوتی۔**وعدم تناسب:** مراد وہ اختلاف ہے جو اللہ کی قدرت و ارادے کے متعلق ہو بلکہ اللہ کی تخلیق، اس کی قدرت اور ارادے کے اعتبار سے مستقیم اور متناسب ہے، بخلاف صانع کی تخلیق کے، کیونکہ مخلوق کی تخلیق میں اس کے ارادے کے علاوہ بھی امور پائے جاتے ہیں۔**ذلیلا:** بمعنی خاضعا صاغرا متباعدا ہے۔

القربی الی الارض: یعنی آسمان دنیا کو زمین سے باقی آسمانوں کے مقابلے میں قریب رکھا، پس ''قربی'' اسم تفضیل کا صیغہ ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: ''ھند فضلی نساء'' لیکن اس قول سے دیگر کی مخالفت لازم نہیں آتی، بیشک ستارے عرش و کرسی میں ثابت ہیں

اور اس لئے کہ آسمان صاف وشفاف ہے اور اس میں کوئی رکاوٹ والی چیز نہیں پائی جاتی اور آسمان کو ستاروں سے زینت دی گئی ہے لیکن بات یہ نہیں کہ ستارے آسمان میں ثابت ہیں اور یہ اُن کے نزدیک ہے جو اِن ستاروں کو کواکب سبع کے علاوہ مانتے ہیں اور یہ ستارے ہر آسمان میں موجود ہیں اور ہر آسمان کے کواکب بھی ہیں جیسا کہ ''زحل'' ساتویں آسمان پر، ''المشتری'' چھٹے پر، ''المریخ'' پانچویں پر، ''الشمس'' چوتھے پر، ''الزھرۃ'' تیسرے پر، ''عطارد'' دوسرے پر، ''القمر'' آسمان دنیا پر۔

بان ینفصل شھاب: ایک سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے، سوال یہ ہے کہ اللہ نے کواکب کے ذریعے آسمان دنیا کو مزین کیا اور یہ اس بات کا تقاضا ہے کہ ستاروں کا ثبوت وبقاء آسمان پر ہے، اور انہی کے زوال وانفصال کا معاملہ بھی آیت میں بیان ہوا کہ انہی کے ذریعے شیطان کو مارا جاتا ہے، پس دونوں حالتیں کیسے جمع ہوسکتی ہیں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد یہ نہیں کہ شیطان کو کواکب کے ذریعے مارا جاتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اِن کواکب سے جو شعلے نکلتے ہیں جو کہ آگ کے ہوتے ہیں، شیطان کو مارے جاتے ہیں۔ **او یخبلہ:** ''الخبل'' باء کے سکون کے ساتھ ہے، مراد عقل اور بدن کا فساد ہے۔

لا ان الکوکب یزول عن مکانہ: کلام میں مضاف حذف ہے، تقدیر کلام یہ ہے: ''وجعلنا شھبھا رجوما''۔

صوتا منکرا: یعنی ناپسندیدہ آواز، جب جہنم میں کافر کو ڈالا جائے گا تو جہنم بھی یونہی ناپسندیدہ آواز نکالے گی جیسا کہ خچر شعیر (جو) کے لئے نکالتا ہے، اور یہ حضرت ابن عباس کا قول تھا۔ **فی غیبتھم عن اعین الناس:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کا فرمان: ﴿بالغیب﴾ حال ہے ﴿یخشون﴾ کی واو سے اور باء بمعنی فی ہے، معنی یہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو اس حال میں اپنا خوف دلاتا ہے کہ وہ اپنے بندوں سے پوشیدہ ہے اور اس حیثیت سے کہ بندے اس کی اطاعت کرتے ہیں، اور بندوں میں سے کوئی نہیں جانتا کہ یہ اللہ کی وہ حالت ہے جو بندوں سے چھپے ہوئے ہونے کی ہے اور اگر ظاہر ہوتو بدرجہ اولیٰ اس کی بندگی ہو، اس لئے کہ انسان کی عادت میں یہ بات شامل ہے کہ انسان لوگوں سے چھپ کر نافرمانی اختیار کرتا ہے، اور یہ اُسی وقت ہوتا ہے کہ جب بندے کو اللہ کا خوف نہ ہو۔ **فاتسرون:** معنی یہ ہے کہ اللہ تمام مخلوق کے بھیدوں سے واقف ہے، پس لازم ہوا کہ وہ جانتا بھی ہے اور یہ نہ ہوتو پھر بندے کا اللہ کو مصیبت میں پکارنا کیوں کر ثابت ہو کہ اللہ تو کسی بھید کو جانتا ہی نہیں (معاذ اللہ)۔ (الصاوی، ج٦، ص١٣٩ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿ھو الذی جعل لکم الارض ذلولا﴾سَهْلَةً لِلْمَشْيِ فِيهَا﴿فامشوا فی مناکبھا﴾جَوَانِبِهَا﴿ وکلوا من رزقہ﴾اَلْمَخْلُوْقِ لِاَجْلِكُمْ﴿والیہ النشور (۱۵)﴾مِنَ الْقُبُوْرِ لِلْجَزَاءِ﴿ء امنتم﴾بِتَحْقِيقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيْلِ الثَّانِيَةِ وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْاُخْرٰى وَتَرْكِهٖ وَاِبْدَالِهَا اَلِفًا﴿ من فی السماء﴾سُلْطَانُهٗ وَقُدْرَتُهٗ﴿ ان یخسف ﴾بَدَلٌ مِنْ مَنْ﴿بکم الارض فاذا ھی تمور (۱۶)﴾تَتَحَرَّكُ بِكُمْ وَتَرْتَفِعُ فَوْقَكُمْ﴿ام امنتم من فی السماء ان یرسل﴾بَدَلٌ مِنْ مَنْ﴿ علیکم حاصبا﴾رِيْحًا تَرْمِيْكُمْ بِالْحَصْبَاءِ﴿ فستعلمون ﴾عِنْدَ مُعَايَنَةِ الْعَذَابِ﴿ کیف نذیر (۱۷)﴾اِنْذَارِيْ بِالْعَذَابِ اَيْ اَنَّهٗ حَقٌّ﴿ولقد کذب الذین من قبلھم﴾مِنَ الْاُمَمِ﴿ فکیف کان نکیر (۱۸)﴾اِنْكَارِيْ عَلَيْهِمْ بِالتَّكْذِيْبِ عِنْدَ اِهْلَاكِهِمْ اَيْ اَنَّهٗ حَقٌّ﴿اولم یروا﴾يَنْظُرُوْا﴿ الی الطیر فوقھم﴾فِي الْهَوَاءِ﴿ صفت ﴾بَاسِطَاتٍ اَجْنِحَتِهِنَّ ﴿ویقبضن﴾اَجْنِحَتِهِنَّ بَعْدَ الْبَسْطِ اَيْ وَقَابِضَاتٍ﴿ ما یمسکھن﴾عَنِ الْوُقُوْعِ فِي حَالِ الْبَسْطِ وَالْقَبْضِ﴿ الا الرحمن ﴾بِقُدْرَتِهٖ﴿انہ بکل شیء بصیر (۱۹)﴾اَلْمَعْنٰى لَمْ يَسْتَدِلُّوْا بِثُبُوْتِ الطَّيْرِ فِي الْهَوَاءِ عَلٰى قُدْرَتِنَا اَنْ نَفْعَلَ بِهِمْ مَاتَقَدَّمَ وَغَيْرَهٗ مِنَ

الْعَذَابِ﴿امن﴾مُبْتَدَاءٌ﴿هذا﴾خَبَرُهُ﴿الذى﴾بَدَلٌ مِنْ هٰذَا﴿هو جند﴾اَعْوَانٌ﴿لكم﴾صِلَةُ الَّذِىْ﴿ينصركم﴾صِفَةُ جُنْدٍ﴿من دون الرحمن﴾اَىْ غَيْرِهٖ يَدْفَعُ عَنْكُمْ عَذَابَهٗ اَىْ لَاناصِرَلَكُمْ﴿ان﴾مَا﴿الكفرون الا فى غرور (۲۰)﴾غَرَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِاَنَّ الْعَذَابَ لَايَنْزِلُ بِهِمْ﴿امن هذا الذى يرزقكم ان امسک﴾الرَّحْمٰنُ﴿رزقه﴾اَىِ الْمَطَرَعَنْكُمْ وَجَوَابُ الشَّرْطِ مَحْذُوْفٌ دَلَّ عَلَيْهِ مَاقَبْلَهٗ اَىْ فَمَنْ يَرْزُقُكُمْ اَىْ رَازِقَ لَكُمْ غَيْرُهٗ﴿بل لجوا﴾تَمَادُوْا﴿فى عتو﴾تَكَبُّرٍ﴿ونفور (۲۱)﴾تَبَاعُدٍ عَنِ الْحَقِّ﴿افمن يمشى مكبا﴾وَاقِعًا﴿على وجهه اهدى امن يمشى سويا﴾مُعْتَدِلًا﴿على صراط﴾طَرِيْقٍ﴿مستقيم (۲۲)﴾وَخَبَرُمِنَ الثَّانِيَةِ مَحْذُوْفٌ دَلَّ عَلَيْهِ خَبَرُالْاُوْلٰى اَىْ اِهْدٰى وَالْمَثَلُ فِى الْمُوْمِنِ وَالْكَافِرِ اَىْ اَيُّهُمَا عَلٰى هُدًى﴿قل هو الذى انشاكم﴾خَلَقَكُمْ﴿وجعل لكم السمع والابصاروالافدة﴾اَلْقُلُوْبَ﴿قليلا ما تشكرون (۲۳)﴾مَامَزِيْدَةٌ وَالْجُمْلَةُ مُسْتَانِفَةٌ مُخْبِرَةٌ بِقِلَّةِ شُكْرِهِمْ جِدًا عَلٰى هٰذِهِ النِّعَمِ﴿قل هو الذى ذراكم﴾خَلَقَكُمْ﴿فى الارض واليه تحشرون (۲۴)﴾لِلْحِسَابِ﴿ويقولون﴾لِلْمُوْمِنِيْنَ﴿متى هذا الوعد﴾وَعْدُالْحَشْرِ﴿ان كنتم صدقين (۲۵)﴾فِيْهِ﴿قل انما العلم﴾بِمَجِيْئِهٖ﴿عند الله وانما انا نذيرمبين (۲۶)﴾بَيِّنُ الْاِنْذَارِ﴿فلما راوه﴾اَىِ الْعَذَابَ بَعْدَ الْحَشْرِ﴿زلفة﴾قَرِيْبًا﴿سيئت﴾اِسْوَدَّتْ﴿وجوه الذين كفروا وقيل﴾اَىْ قَالَ الْخَزَنَةُ لَهُمْ﴿هذا﴾اَىِ الْعَذَابُ﴿الذى كنتم به﴾بِاِنْذَارِهٖ﴿تدعون (۲۷)﴾اِنَّكُمْ لَا تُبْعَثُوْنَ وَهٰذِهٖ حِكَايَةُ حَالٍ تَاتِىْ عُبِّرَعَنْهَا بِطَرِيْقِ الْمُضِىِّ لِتَحَقُّقِ وُقُوْعِهَا﴿قل ارء يتم ان اهلكنى الله ومن معى﴾مِنَ الْمُوْمِنِيْنَ بِعَذَابِهٖ كَمَا تَقْصِدُوْنَ﴿اورحمنا﴾فَلَمْ يُعَذِّبْنَا﴿فمن يجير الكفرين من عذاب اليم (۲۸)﴾اَىْ لَامُجِيْرَلَهُمْ مِنْهُ﴿قل هوالرحمن امنا به وعليه توكلنا فستعلمون﴾بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ عِنْدَ مُعَايَنَةِ الْعَذَابِ﴿من هو فى ضلل مبين (۲۹)﴾بَيِّنٍ اَنَحْنُ اَمْ اَنْتُمْ اَوْ هُمْ﴿قل ارء يتم ان اصبح ماؤكم غورا﴾غَائِرًا فِى الْاَرْضِ﴿فمن ياتيكم بماء معين (۳۰)﴾جَارٍ تَنَالُهُ الْاَيْدِىْ وَالدِّلَاءُ كَمَائِكُمْ اَىْ لَا يَاتِىْ بِهٖ اِلَّا اللّٰهُ فَكَيْفَ تُنْكِرُوْنَ اَنْ يَبْعَثَكُمْ وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَقُوْلَ الْقَارِىْ عَقِيْبَ مُعِيْنٍ اَللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ كَمَا وَرَدَ فِى الْحَدِيْثِ وَتُلِيَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِنْدَ بَعْضِ الْمُتَجَبِّرِيْنَ فَقَالَ تَاتِىْ بِهِ الْفُؤسُ وَالْمَعَاوِلُ فَذَهَبَ مَاءُ عَيْنِهٖ وَعَمِىَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْجُرْاَةِ عَلَى اللّٰهِ وَعَلٰى اٰيَاتِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین رام کر دی (زمین میں چلنا تمہارے لیے آسان کر دیا) تو اس کے کناروں میں چلو (مناکبہا بمعنی جوانبہا ہے،......) اوراللہ کی (اس) روزی میں سے کھاؤ (جواس نے تمہارے لیے پیدا کی ہے) اوراسی کی طرف اٹھنا ہے (قبروں سے حساب وکتاب کے لیے) کیاتم اس سے نڈر ہوگئے (''ء امنتم'' دوہمزہ کی تحقیق کے ساتھ اوردوسرے ہمزہ کی تسہیل کے ساتھ اورپہلی اوردوسری ہمزہ کے درمیان ادخال الف اورترک الف کے ساتھ اورہمزہ کوالف کے ساتھ بدل کر پڑھا گیا ہے) جوآسمان میں ہے (یعنی جس کی سلطنت اورقدرت آسمانوں میں بھی ہے) کہ وہ دھنسادے......(''ان یخسف'' مَن سے بدل بن رہا ہے) تمہیں زمین میں جبھی وہ (تمہیں لے کر) کانپتی رہے (اورتم پر بلند ہوجائے) یاتم نڈر ہوگئے اس سے جس کی

سلطنت آسمان میں ہے کہ بھیجے (''ان یرسل'' مَن سے بدل بن رہا ہے) تم پر پتھراؤ (یعنی ایسی آندھی جو تم پر کنکریاں برسائے گی) تو اب جانو گے (یعنی عذاب دیکھ کر) کیسا تھا میرا ڈرانا (یعنی میرا تمہیں عذاب سے ڈرانا یقیناً برحق تھا) اور بیشک ان سے اگلوں نے جھٹلایا (یعنی پچھلی امتوں نے) تو کیسا ہوا میرا انکار (کرنا ان پر ان کو ہلاک فرمانے کے وقت ان کی تکذیب کے سبب یعنی یہ انکار برحق ہوا) اور کیا انہوں نے نہ دیکھے (یروا بمعنی ینظروا ہے) اپنے اوپر (فضاء میں) پرندے پر پھیلاتے (صافات بمعنی باسطات اجنحتھن ہے) اور (اپنے پروں کو) سمیٹے (یقبضن بمعنی قابضات ہے) انہیں کوئی نہیں روکتا (پر پھیلانے سمیٹنے کی حالت میں گرنے سے) سوا رحمٰن کے (جو اپنی شدت سے انہیں روکتا ہے) بیشک وہ سب کچھ دیکھتا ہے (معنی آیت یہ ہے کہ وہ پرندوں کے آسمان میں ٹھہرنے سے ہماری قدرت پر استدلال کیوں نہیں کرتے کہ ہم سابق میں ذکر کردہ عذابات انہیں دینے کی قدرت رکھتے ہیں) یا وہ کونسا (''ام من'' میں ''من'' مبتدا ہے، ''ھذا'' یہ خبر ہے اور ''الذی ھو جند......الخ'' سے بدل بن رہا ہے) تمہارا لشکر ہے (''ھو جندلکم'' یہ جملہ الذی کا صلہ بن رہا ہے اور، جند بمعنی اعوان ہے) جو تمہاری مدد کرے (''ینصر کم'' یہ جملہ ''جند'' کی صفت بن رہا ہے) رحمٰن کے علاوہ (جو تم سے رحمٰن کے عذاب کو دور کر سکے یعنی تمہارا کوئی ایسا مددگار نہیں......۳ ......، دون بمعنی غیر ہے) کافر نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر دھوکے میں (شیطان نے انہیں اس دھوکہ میں ڈال رکھا ہے کہ ان پر عذاب نازل نہ ہوگا) یا کونسا ایسا ہے جو تمہیں روزی دے اگر وہ (یعنی رحمٰن) اپنی روزی روک لے (یعنی تم سے بارش روک دے اس شرط کا جواب محذوف ہے جس پر ماقبل کلام ''من یرزقکم'' دلالت کر رہا ہے یعنی اس کے سوا کوئی تمہیں رزق دینے والا نہیں) بلکہ وہ ڈھیٹ بنے ہیں (لجوا بمعنی تمادوا ہے) تکبر (عتو بمعنی تکبر ہے) اور نفرت میں (یعنی حق سے) دوری میں (تو کیا وہ جو اپنے چہرے کے بل گرا ہو (مکبا بمعنی واقعا ہے) زیادہ راہ پر ہے یا وہ جو سیدھا چلے (سویا بمعنی معتدلا ہے) سیدھی راہ پر (صراط بمعنی طریق ہے، دوسرے والے ''من'' کی خبر محذوف ہے پہلے والے ''من'' کی خبر مقدر پر دلالت کر رہی ہے یعنی ''اھد'' یہ مومن و کافر کی مثال ہے یعنی اس کی دونوں میں سے کون ہدایت پر ہے؟) تم فرماؤ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا (انشاء کم بمعنی خلقکم ہے) اور تمہارے لیے کان اور آنکھ اور دل بنائے (الا فئدۃ بمعنی القلوب ہے) کتنا کم شکر کرتے ہو (''قلیل ما'' میں ''ما'' زائدہ ہے اور یہ جملہ مستانفہ ہے جو اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ ان عطا کردہ نعمتوں پر وہ بہت ہی کم شکر کرتے ہیں) تم فرماؤ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا (ذرء کم بمعنی خلقکم ہے) زمین میں اور (حساب کتاب کے لیے) اسی کی طرف اٹھائے جاؤ گے اور کہتے ہیں (مسلمانوں سے) یہ وعدہ (یعنی حشر و نشر کا وعدہ) کب آئے گا اگر تم (اس میں) سچے ہو تم فرماؤ علم (قیامت آنے کا) تو اللہ ہی کے پاس ہے اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں (نذیر مبین بمعنی بین الانذار ہے) پھر جب اسے (یعنی عذاب کو حشر کے بعد) قریب دیکھیں (زلفۃ بمعنی قریبا ہے) بگڑ جائیں گے چہرے (یعنی سیاہ پڑ جائیں گے چہرے......۳......) کافروں کے اور ان سے فرمادیا جائے گا (قائل داروغہ جہنم ہوں گے) یہ (یعنی عذاب) ہے جو تم (جس سے ڈرائے جانے کے سبب) تم دعوی کرتے تھے (کہ تمہیں مرنے کے بعد نہیں اٹھایا جائے گا یہ ان کے اس حال کو نقل کیا گیا ہے جو کہ انہیں درپیش آئے گا اس کے یقینی طور پر واقع ہونے کے سبب، اسے فعل ماضی سے تعبیر کیا گیا ہے) تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو (یعنی مومنین کو اپنے عذاب سے) ہلاک فرمادے (جیسا کہ تمہارا مقصود ہے) یا ہم پر رحم فرمائے (ہمیں ہلاک نہ فرما کر) تو وہ کون ہے جو کافروں کو دکھ کے عذاب سے بچالے گا (یعنی انہیں اس عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں) تم فرماؤ وہی رحمٰن ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسہ کیا تو اب تم جان جاؤ گے (مشاہدہ عذاب کے وقت، ''فستعلمون'' علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کون کھلی گمراہی میں ہے (ہم یا

تم ،مبین بمعنی بین ہے)تم فرماؤ بھلا دیکھوتو اگر صبح کوتمہارا پانی زمین میں دھنس جائے (''غورا'' کا معنی زمین میں دھنس جانا ہے) تو وہ کون ہے جوتمہیں پانی لا دے نگاہ کے سامنے بہتا (جس تک ہاتھوں اور ڈول کی رسائی ہو سکے جیسا کہ تمہارے پانی کا حال ہے یعنی پانی دھنس جانے کی صورت میں اسے اللہ ہی لاسکتا ہے تو تم اس کے تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے کا انکار کیوں کرتے ہو؟لفظ'' معین ''پڑھ لینے کے بعد قاری کے لیے''الله رب العلمين ''کہنا مستحب ہے کہ حدیث پاک میں وارد ہے اس آیت مبارکہ کی تلاوت کسی متکبر کے پاس کی گئی تو اس نے کہا ہم پھاوڑوں اور کدال سے پانی نکال لیں گے، پس اس کی آنکھوں کا پانی چلتا رہا اور وہ اندھا ہوگیا ہم اللہ ﷻ پر اوراس کی آیات پر جرائت کرنے سے اسی کی پناہ مانگتے ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿هو الذى جعل لكم الارض ذلولا فامشوا فى مناكبها و كلوا من رزقه واليه النشور﴾

هو : مبتدا،الذی : موصول،جعل : بمعنی''صیر ،فعل بافاعل،لکم :ظرف لغو،الارض :مفعول اول،ذلولا :مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف :فصیحیہ ،امشوا : فعل امر افاعل،فی مناکبھا :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ،کلوا من رزقہ : جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط محذوف ''ان عرفتم ذلک'' کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ ،و:عاطفہ ،الیہ ظرف مستقر خبر مقدم،النشور :مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ء امنتم من فى السماء ان يخسف بكم الارض فاذا هى تمور﴾

همزه : حرف استفہام،امنتم :فعل بافاعل،من فی السماء :موصول صلہ،ملکر مبدل منہ ،ان :مصدر یہ ،یخسف بکم الارض :فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل اشتمال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ ،اذا :فجائیہ ،ھی :مبتدا،تمور : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام امنتم من فى السماء ان يرسل عليكم حاصبا فستعلمون كيف نذير﴾

ام :عاطفہ منقطعہ بمعنی بل ،امنتم :فعل بافاعل،من فی السماء :موصول صلہ،ملکر مبدل منہ ،ان :مصدریہ ،یرسل علیکم حاصبا :جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل،ملکر مفعول،،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :فصیحیہ ،سین :حرف استقبال،تعلمون :فعل بافاعل، کیف :اسم استفہام خبر مقدم،نذیر :اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ''اذا کان الامر کذلک''کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولقد كذب الذين من قبلهم فكيف كان نكير﴾

و: مستانفہ ،لام :قسمیہ ،قد :تحقیقیہ ، کذب : فعل ،الذین من قبلھم :موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف ''نقسم''کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ ،ف :عاطفہ، کیف :قسم استفہام خبر مقدم، کان :فعل ناقص،نکیر :صلہ ''نکیری''اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولم يروا الى الطير فوقهم صفت ويقبضن ما يمسكهن الا الرحمن انه بكل شىء بصير﴾

همزه : حرف استفہام،و : عاطفہ معطوف علی محذوف ''اغفلوا''لم یروا : فعل نفی بافاعل،الی : جار،الطیر :ذوالحال،فوقھم :ظرف مقدم،صفت :اسم فاعل بافاعل،ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،یقبضن :جملہ فعلیہ معطوف،ملکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ،ما :نافیہ ،یمسکھن :فعل نفی ومفعول،الا : اداۃ حصر،الرحمن : فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،انہ :حرف مشبہ واسم ،بکل شیء بصیر : شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿امن هذا الذى هو جندلكم ينصر كم من دون الرحمن﴾

ام: عاطفہ بمعنی بل،من: استفہامیہ مبتدا،ھذا: موصوف،الذی: موصول،ھو: مبتدا،جند: موصوف،لکم: ظرف مستقر صفت اول،ینصر: فعل"ھو"ضمیر ذوالحال،من دون الرحمن: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،کم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ صلہ،ملکر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الکفرون الا فی غرور امن ھذا الذی یرزقکم ان امسک رزقہ﴾

ان: نافیہ،الکفرون مبتدا،الا: اداۃ حصر،فی غرور: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ام: عاطفہ بمعنی بل،من: استفہامیہ مبتدا،ھذا: موصوف،الذی: موصول،یرزقکم: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ان: شرطیہ،امسک رزقہ: جملہ فعلیہ جزا محذوف"فمن ھذا الذی یرزقکم"کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بل لجوا فی عتو ونفور﴾

بل: عاطفہ،لجوا: فعل بافاعل،فی: جار،عتو: معطوف علیہ،و: عاطفہ،نفور: معطوف،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افمن یمشی مکبا علی وجھہ اھدی امن یمشی سویا علی صراط مستقیم﴾

ھمزہ: حرف استفہام،ف: عاطفہ،من: موصول،یمشی: فعل"ھو"ضمیر ذوالحال،مکبا علی وجھہ: شبہ جملہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر معطوف علیہ،ام: عاطفہ،من: موصول،یمشی: فعل"ھو"ضمیر ذوالحال،سویا: حال،ملکر فاعل،علی صراط مستقیم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر معطوف،ملکر مبتدا،اھدی: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ھو الذی انشاکم وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلا ما تشکرون﴾

قل: قول،ھو: مبتدا،الذی: موصول،انشاکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،جعل: فعل بافاعل،لام: جار،کم: ضمیر ذوالحال،قلیلا: "شکرا"مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر مفعول مطلق مقدم،ما: زائد،تشکرون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،السمع: معطوف علیہ،والابصار والافئدۃ: معطوفان،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل ھو الذی ذراکم فی الارض والیہ تحشرون﴾

قل: قول،ھو: مبتدا،الذی: موصول،ذراکم: فعل بافاعل ومفعول،فی الارض: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،الیہ تحشرون: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صدقین﴾

و: عاطفہ،یقولون قول،متی: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم،ھذا الوعد: مرکب توصیفی مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول،ان: شرطیہ،کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ مقولہ ثانی،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین﴾

قل: قول،انما: حرف مشبہ وما کافہ،العلم مبتدا،عند اللہ: ظرف متعلق بمحذوف خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،انما حرف مشبہ وما کافہ،انا مبتدا،نذیر مبین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما راوہ زلفۃ سیئت وجوہ الذین کفروا وقیل ھذا الذی کنتم بہ تدعون﴾

ف: فصیحیہ،لما: شرطیہ،راو: فعل بافاعل،ہ: ضمیر ذوالحال،زلفۃ: حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ

شرط،سیئت:فعل،وجوه:مضاف،الذین کفروا:موصول صلہ مضاف الیہ،ملکر فاعل نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ،و:عاطفہ،قیل قول،ھذا:مبتدا،الذی:موصول،کنتم:فعل ناقص با اسم،بہ تدعون:جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل اراء یتم ان اھلکنی اللہ ومن معی اورحمنا﴾

قل: قول،ھمزہ:حرف استفہام،رئیتم:فعل با فاعل،ان:شرطیہ،اھلکنی:فعل ونون وقایہ،ی:ضمیر معطوف علیہ،و:عاطفہ،من معی:موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر مفعول،اللہ:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،او:عاطفہ،رحمنا:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جزا محذوف "فلا فائدۃ لکم ولا نفع یعود علیکم" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فمن یجیر الکفرین من عذاب الیم﴾

ف:عاطفہ تعلیلیہ،من:استفہام للنفی "ای لا احد" مبتدا،یجیر الکفرین:فعل با فاعل ومفعول،من عذاب الیم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ تعلیلیہ۔

﴿قل ھو الرحمن امنا بہ وعلیہ توکلنا فستعلمون من ھو فی ضلل مبین﴾

قل: قول،ھو:مبتدا،الرحمن:خبر اول،امنا بہ:جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،علیہ توکلنا:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ف:فصیحیہ،سین:حرف استقبال،تعلمون:فعل با فاعل،من:استفہامیہ مبتدا،ھو فی ضلل مبین:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل اراء یتم ان اصبح ماؤکم غورا فمن یاتیکم بماء معین﴾

قل: قول،ھمزہ:حرف استفہام،راء یتم:فعل با فاعل،ان:شرطیہ،اصبح:فعل ناقص،ماوکم:اسم،غورا:خبر،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف:جزائیہ،من:استفہامیہ مبتدا،یاتیکم:فعل با فاعل ومفعول،بماء معین:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

زمین کے کناروں پر چلنے سے کیا مراد ہے؟

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فامشوا فی مناکبھا تو اس کے راستوں میں چلو﴾ کے بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)......ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ تعالی عنہما کے مطابق مناکبھا بمعنی جبالھا ہے۔(۲)......حسن کے قول کے مطابق مناکبھا بمعنی طرقھا وفجاجھا ہے۔(۳)......مجاہد کے قول کے مطابق بمعنی اطرافھا ہے یعنی زمین کے کنارے۔(روح المعانی، الجزء:۲۹،ص۲٤)

دھنسائے جانے والے لوگ کون ہونگے؟

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ءامنتم من فی السماء ان ......الخ کیا تم نڈر ہوگئے اس سے جس کی سلطنت آسمان میں ہے کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے گا (الملک:١٦)﴾، ﴿افامن الذین مکروا السیات ان......الخ یا جو لوگ بڑے مکر کرتے ہیں اس سے نہیں ڈرتے کہ انہیں زمین میں دھنسا دے (النحل:٤٥)﴾، ﴿افامنتم ان یخسف بکم جانب البر کیا تم اس سے نڈر ہوئے کہ وہ خشکی ہی کا کوئی کنارہ تمہارے ساتھ دھنسا دے (الاسراء:٦٨)﴾، ﴿فخسفنا بہ وبدارہ الارض تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا (القصص:٨١)﴾، ﴿لولا ان من اللہ علینا لخسف بنا اگر اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی

وھنسادیتا(القصص:۸۲)﴾، ﴿ومنھم من خسفنا بہ الارض اوران میں کسی کوزمین میں دھنسادیا(العنکبوت:۴۰)﴾، ﴿ان نشا نخسف بھم الارض ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسادیں(سبا:۹)﴾، ﴿وخسف القمر اور چاند گہے گا(القیامۃ:۸)﴾۔اللہ ﷻ کے مؤکل فرشتے جو کہ عالم میں تدبیر کے پابند ہیں یا اللہ ﷻ کی عین ذات مراد ہے جس کا حکم وقضاء کائنات میں (ہر جگہ) ہے۔آسمان کا ذکر خاص طور پر اس لئے فرمایا کہ تعلیم ہو جائے کہ زمین پر موجود بت کیسے خدا ہو سکتے ہیں جب کہ اللہ ﷻ جہات سے پاک ہے اور یہ بت اجسام کے حامل ہیں اور اللہ ﷻ آسمان وزمین سے بلند و بالا قدرت تامہ اور سلطنت عظیمہ کا مالک ومختار ہے جس کے لئے ما فوق (وماتحت) کوئی جہت متعین نہیں ہے۔امام شعرانی کہتے ہیں کہ ہم جو آسمان کی جانب ہاتھ بلند کرتے ہیں تو اس کا مقصد فقط برکات کا حصول اور دعا کا قبلہ متعین کرنا ہوتا ہے کہ آسمان سے برکات نازل ہوتی ہیں اور دعا کا قبلہ آسمان ہے جس طرح نماز کا قبلہ کعبۂ معظمہ ہے۔ (روح البیان، ج۱۰، ص۱۰۳ وغیرہ)

اللہ ﷻ کی عطا سے عذاب سے بچانے یا نہ بچانے کا حکم:

۳۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿امن ھذا الذی ھو جند لکم ینصرکم من دون الرحمن ...... الخ یا وہ کونسا لشکر ہے کہ رحمن کے مقابل تمہاری مدد کرے (الملک:۲۰)﴾۔عذاب سے بچانا ممکن نہیں مگر صرف اللہ ﷻ کی عطا سے،لہذا جو کوئی بھی کسی کو عذاب الہی ﷻ سے بچانے میں معاون و مددگار بنے گا وہ اللہ ﷻ کی عطا سے ایسا کرے گا۔ذیل میں احادیث سے ثابت کریں گے کہ کون کس کی کس طرح مدد کرے گا اور عذابِ الہی ﷻ سے بچائے گا۔کعب بن مالک ﷛ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:''اللہ ﷻ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا،اللہ ﷻ مجھے سبز رنگ کا حُلہ پہنائے گا،پس منادی اللہ ﷻ کے اذن سے ندا کرے گا اور میں اللہ ﷻ کے اذن سے جواب دے ہونگا،اور یہی مقام محمود ہے۔ (الطبری،الجزء:۱۵،ص ۱۶۶)

☆۔۔۔۔۔بخاری کی طویل حدیث کا آخری مضمون یہ ہے کہ اللہ ﷻ مجھے اجازت دے گا کہ جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا ہو،پس وہ فرمائے گا،میری عزت وجلال کی قسم! جس نے بھی کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا ہو،اس شخص کو جہنم سے نکال لونگا''۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب:ذریۃ من حملنا، رقم:۴۷۱۲،ص ۸۱۵)

☆۔۔۔۔۔حضرت عثمان بن عفان ﷛ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:''قیامت کے دن حضرات انبیائے کرام،علماء،شہداء شفاعت کریں گے''۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب: ذکر الشفاعۃ، رقم: ۴۳۱۳،ص ۷۱۵)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابو درداء ﷛ کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:''شہداء اپنے گھر کے ستر افراد کی شفاعت کریں گے''۔ (ابو داؤد، کتاب الجھاد، باب:فی الشھید یشفع، رقم:۲۵۲۲،ص ۴۷۲)

☆۔۔۔۔۔حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:''قیامت کے دن لوگوں کی صفیں بنی ہوئی ہونگیں،پھر جنتی میں سے کوئی جنتی گزرے گا جہنمی اُس سے کہیں گے:اے فلاں! تجھے یاد ہے کہ میں نے تجھے پانی پلایا تھا؟ جنتی شخص اس کی شفاعت کرے گا، اسی طرح ایک اور جنتی سے جہنمی کہے گا کہ میں نے فلاں موقع پر تیری حاجت روائی کی تھی،پس جنتی اس جہنمی کی شفاعت کرے گا''۔

(ابن ماجہ، کتاب الادب،باب:فضل صدقۃ الماء، رقم: ۳۶۸۵،ص ۶۱۱)

☆۔۔۔۔۔حضرت علی ﷛ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:''جو قرآن پڑھے اور اس کے حلال کو حلال جانے اور حرام کو حرام جانے تو اللہ ﷻ اُسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کی شفاعت سے اس کے اہل خانہ میں سے دس آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا جس پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی''۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب :ما جاء فی فضل قاری، رقم:۲۹۱۴،ص ۸۲۳)

☆......ابوموسیٰ نے سید عالم ﷺ سے فرمایا: ''حاجی قیامت کے دن اپنے گھر کے چار سو افراد کی شفاعت کرے گا''۔
☆......ابن عمر سے روایت ہے کہ عالم اپنے شاگردوں کی شفاعت کرے گا اگرچہ آسمان کے ستاروں کی مقدار میں ہوں''۔

(البدور السافرة، باب: شفاعة غير النبي، رقم: ١١٥٩، ١١٦١، ص ٣٧٣)

سیاہ چہرے پڑنے والوں کا بیان:

☆......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فلما راوه زلفة سيئت وجوه الذين كفروا وقيل هذا الذى كنتم به تدعون﴾ پھر جب اسے پاس دیکھیں گے کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے اور ان سے فرمادیا جائے گا یہ ہے جو تم مانگتے تھے (الملك:٢٧) ﴾، ﴿يوم تبيض وجوه وتسود وجوه جس دن کچھ منہ اونجالے ہوں گے اور کچھ منہ کالے (ال عمران:١٠٦) ﴾، ﴿يعرفون كلا بسيماهم ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گے (الاعراف:٤٦) ﴾، ﴿فعقروها فقال تمتعوا فى داركم ثلثة ايام ذلك وعد غير مكذوب تو انہوں نے ان کی کونچیں کاٹیں تو صالح نے کہا اپنے گھروں میں تین دن اور برت لو (فائدہ اٹھالو) یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ ہوگا (ھود:٦٥) ﴾۔

اغراض:

سهلة للمشى فيها: یعنی زمین پر پہاڑ گاڑ دیئے اور اُسے مٹی کی جنس سے کردیا، اگر زمین لوہے یا سونے یا سیسے کی ہوتی تو سردی اور گرمی میں کیا حال ہوتا کوئی انسان اِس پر چل نہ سکتا۔ جوانبها: یہ ﴿مناكبها﴾ کی ایک تفسیر ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا کہ مراد پہاڑ کے کنارے اور اطراف ہیں اور ایک قول کے مطابق فجاج (کشادہ راستے) ہیں۔ المخلوق لاجلكم: یعنی تمہارے لئے زمین (رزق) کو نفع بخش بنایا، پس اسی حکمت کے پیش نظر اللہ نے مخلوق کو قابل نفع رزق عطا فرمایا۔ للجزاء: یعنی تمہارے اعمال کے مطابق جزاء مراد ہے۔ سلطانه: آیت کے ظاہر سے جو جواب وارد ہوتا ہے اُس کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ آیت سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کا مکان آسمان میں ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ آسمان میں ثابت اور مستقیم ہونا اللہ کی قدرت اور سلطنت کے اعتبار سے ہے مراد عالم علوی ہے اور اس بات کو خاص طور پر ذکر کیا تا کہ یہ بھی واضح ہوجائے کہ اللہ کی قدرت صرف عالم علوی پر نہیں بلکہ عالم سفلی پر بھی ہے۔ بدل مِن مَنْ: مراد بدل اشتمال ہے۔ ريحا ترميكم: یہ ﴿حاصبا﴾ کی ایک تفسیر ہے، اور ایک قول کے مطابق مراد آسمان سے پتھر پھینکنا ہے۔ عند معاينة العذاب: یعنی یہ معائنہ آخرت میں ہوگا یا روحیں نکلنے کے وقت میں۔ اى انه حق: یعنی ڈر کا واقع ہونا اور نافذ ہونا اللہ کے تقاضے کے اعتبار سے ہوگا۔ عند اهلاكهم: مراد موت یا آخرت میں دیئے جانے والا عذاب ہے۔ اى المطر: مراد نباتات اور اس کے علاوہ باقی اسباب ہیں۔ واقعا: اللہ کے فرمان: ﴿على وجهه﴾ میں اس جانب اشارہ ہے کہ اندھا جو بغیر کچھ دیکھے راستے پر چلا جاتا ہے اور ہلاکت کے قریب ہوتا۔ والمثل فى المؤمن والكافر: پس اندھا جس کا راستہ متعین نہ ہو اور انکھیارا جو سیدھے راستے پر چلنے والا ہو برابر نہیں ہوسکتے، اس لئے کہ اندھا ہلاکت اور (مزید اعضاء کے) تلف ہونے کا شکار ہوسکتا ہے جب کہ دوسرا ایسا نہیں، پس اسی طرح کافر کا حال بھی جان لیں۔ ما مزيدة: مراد ﴿قليلا﴾ کی تاکید بیان کرنا مقصود ہے، مراد مؤمنین کے تھوڑے شکر کرنے کو بیان کیا گیا ہے یا کافر کے بالکل شکر نہ بجالانے کو بیان کیا گیا ہے۔ بين الانذار: مراد دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ کے ذریعے ڈرانا مقصود ہے۔ اى لا مجير لهم منه: میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ﴿ءامنا﴾ میں استفہام انکاری بمعنی نفی ہے، اور اسم ظاہر کو ضمیر کی جگہ کافر پر سختی برتنے کی وجہ سے ہے۔ لا يأتيكم به الا الله: یعنی تم میرا شکر نہیں بجالاتے اس لئے کہ (گمان کرتے ہو کہ میں عذاب) نہیں لاسکتا۔

(الصاوی، ج٦، ص١٤٣ وغیرہ)

سورۃ القلم مکیۃ وھی اثنتان وخمسون آیۃ

(سورۂ قلم مکیہ ہے جس میں باون آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ القلم

اس سورت میں دو رکوع، باون آیتیں، تین سو کلمات، اور ایک ہزار دو سو چھپن حروف ہیں۔ حضور ﷺ نے دعوت وتبلیغ کا سلسلہ بڑی گرم جوشی سے شروع کر دیا قرآن پاک کی جو کوئی آیت نازل ہوتی اس کو آپ ﷺ تلاوت فرماتے اور لوگوں کو سناتے اور احکام الٰہیہ کی خود بھی پابندی کرتے اور جو دامن رحمت سے وابستہ ہو جاتا وہ بھی ان پر عمل پیرا ہو جاتا۔ لوگ حضور ﷺ کی اس والہانہ محبت کو دیکھ کر تصویر حیرت بن جاتے اور آخر اس نتیجے پر پہنچتے کہ یہ دیوانہ ہے اس کا دماغ ناکارہ ہو گیا ہے (معاذ اللہ)۔ اللہ قسم اٹھا کر کفار کے ان الزامات کی تردید فرما رہا ہے میرا محبوب دیوانہ نہیں ہے بلکہ اخلاق عالیہ کی ان رفعتوں پر فائز ہے جہاں کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی، جس کا کردار اتنا بلند ہو، جس کی سیرت بے داغ ہو، جس کے اعمال سراپا نور ہوں، بھلا اس کو مجنون کہنا کس کی ہمت ہے۔ اس کے بعد فرما دیا کہ اے حبیب وہ تو چاہتے ہیں کہ آپ ان کے ساتھ مداہنت سے کام لیں اور مصالحت کا رویہ اختیار کریں تو وہ بھی آپ کے ساتھ سختی کا سلوک ترک کر دیں گے آپ کا یہ شیوہ نہیں ہے، وہ لوگ اپنے معاشرے کے رؤسا ہیں، اپنے شرکیہ عقائد کے سرغنے ہیں، ذرا ان کے اعمال پر نظر تو ڈالو ہر قسم کی برائیوں کے وہاں ڈھیر لگے ہوئے نظر آئیں گے، نیکی کی کوئی کرن بھی وہاں نظر نہیں آتی، تمہارے جیسا نبی بھلا کیسے ان کی پیروی کر سکتا ہے؟۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ متقی لوگوں کے لئے جنت ہے اور ان کے ساتھ جو معاملہ کیا جائے گا وہ بالکل ان سے الگ ہوگا جو مجرموں سے کیا جائے گا جو خواب غفلت میں بے سدھ پڑے ہیں۔

رکوع نمبر: ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿نٓ﴾ اَحَدُ حُرُوْفِ الْهِجَاءِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِهٖ ﴿والقلم﴾ الَّذِیْ کَتَبَ بِهِ الْکَائِنَاتِ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ ﴿وما یسطرون (۱)﴾ اَیِ الْمَلَائِکَةُ مِنَ الْخَیْرِ وَالصَّلَاحِ ﴿ما انت﴾ یَامُحَمَّدُ ﴿بنعمة ربک بمجنون (۲)﴾ اَیْ اِنْتَفَی الْجُنُوْنُ عَنْکَ بِسَبَبِ اِنْعَامِ رَبِّکَ عَلَیْکَ بِالنُّبُوَّةِ وَغَیْرِهَا وَهٰذَا رَدٌّ لِقَوْلِهِمْ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿وان لک لاجرا غیر ممنون (۳)﴾ مَقْطُوْعٍ ﴿وانک لعلی خلق﴾ دِیْنٍ ﴿عظیم (۴) فستبصر ویبصرون (۵) بایکم المفتون (۶)﴾ مَصْدَرٌ کَالْمَعْقُوْلِ اَیِ الْفُتُوْنِ بِمَعْنَی الْجُنُوْنِ اَیْ اَبِکَ اَمْ بِهِمْ ﴿ان ربک هو اعلم بمن ضل عن سبیله وهو اعلم بالمهتدین (۷)﴾ لَهٗ اَعْلَمُ بِمَعْنٰی عَالِمٌ ﴿فلا تطع المکذبین (۸) ودوا﴾ تَمَنَّوْا ﴿لو﴾ مَصْدَرِیَّةٌ ﴿تدهن﴾ تَلِیْنُ لَهُمْ ﴿فیدهنون (۹)﴾ یَلِیْنُوْنَ لَکَ وَهُوَ مَعْطُوْفٌ عَلٰی تُدْهِنُ وَاِنْ جُعِلَ جَوَابُ التَّمَنِّیِ الْمَفْهُوْمِ مِنْ وَدُّوْا قُدِّرَ قَبْلَهٗ بَعْدَ الْفَاءِ هُمْ ﴿ولا تطع کل حلاف﴾ کَثِیْرِ الْحَلْفِ بِالْبَاطِلِ ﴿مهین (۱۰)﴾ حَقِیْرٍ ﴿هماز﴾ عَیَّابٍ اَیْ مُغْتَابٍ ﴿مشاء بنمیم (۱۱)﴾ سَاعٍ بِالْکَلَامِ بَیْنَ النَّاسِ عَلٰی وَجْهِ الْاِفْسَادِ بَیْنَهُمْ ﴿مناع للخیر﴾ بَخِیْلٌ بِالْمَالِ عَنِ الْحُقُوْقِ ﴿معتد﴾ ظَالِمٌ ﴿اثیم (۱۲)﴾ اٰثِمٌ ﴿عتل﴾ غَلِیْظٌ جَافٍ ﴿بعد ذلک زنیم (۱۳)﴾ دَعِیٌّ فِی قُرَیْشٍ وَهُوَ الْوَلِیْدُ بْنُ مُغِیْرَةَ اِدَّعَاهُ اَبُوْهُ بَعْدَ ثَمَانِیْ عَشَرَةَ سَنَةً قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا نَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی وَصَفَ اَحَدً

بِمَاوَصَفَهُ مِنَ الْعُيُوْبِ فَالْحَقَ بِهٖ عَارًا لَايُفَارِقُهُ اَبَدًاوَتَعَلَّقَ بِزَنِيْمِ الظَّرْف قَبْلَهُ ﴿ان كان ذا مال وبنين (۱۴)﴾ اَیْ لِاَنْ وَهُوَمُتَعَلِّقٌ بِمَادَلَّ عَلَيْهِ ﴿اذا تتلى عليه ايتنا﴾ اَلْقُرْاٰنُ ﴿قال﴾ هِیَ ﴿اساطير الاولين (۱۵)﴾ اَیْ كَذَّبَ بِهَالِاِنْعَامِنَا عَلَيْهِ بِمَاذُكِرَ وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ اَاَنْ بَهَمْزَتَيْنِ مَفْتُوْحَتَيْنِ ﴿سنسمه على الخرطوم (۱۶)﴾ سَنَجْعَلُ عَلٰی اَنْفِهٖ عَلَامَةً يُعَيَّرُبِهَامَاعَاشَ فَخُطِمَ اَنْفُهُ بِالسَّيْفِ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿انا بلونهم﴾ اِمْتَحَنَّااَهْلَ مَكَّةَ بِالْقَحْطِ وَالْجُوْعِ ﴿كما بلونا اصحب الجنة﴾ اَلْبُسْتَانِ ﴿اذ اقسموا ليصر منها﴾ يَقْطَعُوْنَ ثَمْرَتَهَا ﴿مصبحين (۱۷)﴾ وَقْتَ الصَّبَاحِ كَيْلَا يَشْعُرَلَهُمُ الْمَسَاكِيْنُ فَلَا يُعْطُوْنَ مِنْهَامَاكَانَ اَبُوْهُمْ يَتَصَدَّقُ بِهٖ عَلَيْهِمْ مِنْهَا ﴿ولا يستثنون (۱۸)﴾ فِیْ يَمِيْنِهِمْ بِمَشِيْئَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْجُمْلَةُ مُسْتَانِفَةٌ اَیْ وَشَانُهُمْ ذٰلِكَ ﴿فطاف عليها طائف من ربك﴾ نَارٌاَحْرَقَتْهَالَيْلًا ﴿وهم نائمون (۱۹) فاصبحت كالصريم (۲۰)﴾ كَاللَّيْلِ شَدِيْدِ الظُّلْمَةِ اَیْ سَوْدَاءَ ﴿فتنادوا مصبحين (۲۱) ان اغدوا على حرثكم﴾ غَلَّتِكُمْ تَفْسِيْرٌلِلتَّنَادِیْ اَوْاَنْ مَصْدَرِيَّةٌ اَیْ بِاَنْ ﴿ان كنتم صارمين (۲۲)﴾ مُرِيْدِيْنَ الْقَطْعَ وَجَوَابُ الشَّرْطِ دَلَّ عَلَيْهِ مَاقَبْلَهُ ﴿فانطلقوا وهم يتخافتون (۲۳)﴾ يَتَسَارُوْنَ ﴿ان لا يدخلنها اليوم عليكم مسكين (۲۴)﴾ تَفْسِيْرٌ لِمَاقَبْلَهُ اَوْاَنْ مَصْدَرِيَّةٌ اَیْ بِان ﴿وغدوا على حرد﴾ مَنْعٍ لِلْفُقَرَاءِ ﴿قادرين (۲۵)﴾ عَلَيْهِ فِیْ ظَنِّهِمْ ﴿فلما راوها﴾ سَوْدَاءَ مُحْتَرِقَةً ﴿قالوا انا لضالون (۲۶)﴾ عَنْهَااَیْ لَيْسَتْ هٰذِهٖ ثُمَّ قَالُوْا لَمَّاعَلِمُوْهَا ﴿بل نحن محرومون (۲۷)﴾ ثَمَرَتَهَابِمَنْعِنَاالْفُقَرَاءَ مِنْهَا ﴿قال اوسطهم﴾ خَيْرُهُمْ ﴿الم اقل لكم لو لا﴾ هَلَّا ﴿تسبحون (۲۸)﴾ اَللّٰهَ تَائِبِيْنَ ﴿قالوا سبحن ربنا انا كنا ظلمين (۲۹)﴾ بِمَنْعِ الْفُقَرَاءِ حَقَّهُمْ ﴿فاقبل بعضهم على بعض يتلاومون (۳۰) قالوا يا﴾ لِلتَّنْبِيْهِ ﴿ويلنا﴾ هَلَاكُنَا ﴿انا كنا طغين (۳۱) عسى ربنا ان يبدلنا﴾ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ ﴿خيرا منها انا الى ربنا راغبون (۳۲)﴾ لِيَقْبَلَ تَوْبَتَنَا وَيَرُدَّ عَلَيْنَاخَيْرًامِنْ جَنَّتِنَارُوِیَ اَنَّهُمْ اُبْدِلُوْاخَيْرًامِنْهَا ﴿كذلك﴾ اَیْ مِثْلَ الْعَذَابِ لِهٰؤُلَاءِ ﴿العذاب﴾ لِمَنْ خَالَفَ اَمْرَنَامِنْ كُفَّارِمَكَّةَ وَغَيْرِهِمْ ﴿ولعذاب الاخرة اكبر لو كانوا يعلمون (۳۳)﴾ عَذَابَهَا مَاخَالَفُوْا اَمْرَنَا.

﴿ترجمہ﴾

نون ......۱...... (یہ ان حروف ہجاء میں سے ایک ہے جس کی مراد اللہ ﷻ ہی جانتا ہے) قلم (جس کے ذریعے تمام ہونے والے امور لوح محفوظ میں لکھے گئے ہیں) اور اس کے لکھنے والوں کی قسم (یعنی فرشتوں کی جو کہ خیر اور صلاح لکھتے ہیں، ......۲......) تم (اے محبوب ﷺ) اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں (یعنی تمہیں جنون نہیں ہے یہ تم پر تمہارے رب ﷻ کے نبوت وغیرہ انعام فرمانے کے سبب ہے، یہ آیت مشرکین کے قول کے رد میں نازل ہوئی جو آپ ﷺ کو مجنون کہتے تھے) اور ضرور تمہارے لیے بے انتہا ثواب ہے (ممنون بمعنی مقطوع ہے) اور بیشک تم عظیم خلق (یعنی دین ......۳......) پر ہو تو اب کوئی دم جاتا ہے کہ تم بھی دیکھ لوگے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کون مجنون تھا (تمہیں جنون تھا یا انہیں "مفتون" "معقول" کی طرح مصدر ہے بمعنی جنون ہے) بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکے اور وہ خوب جانتا ہے جو راہ پر ہیں (یہاں، اعلم بمعنی عالم ہے) تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا وہ تو اس آرزو میں ہیں (ودوا بمعنی تمنوا ہے) کہ کسی طرح تم نرمی کرو (ان کے ساتھ، تدھن بمعنی تلین ہے) تو وہ بھی نرم پڑ جائیں (تمہارے لیے

،يدهنون بمعنی يلينون ہے،اور یہ''تدھن ''پر عطف ہےاوراگر تمنی کا جواب''ودوا ''کے مفعول کو بنایا جائے تو اس صورت میں اس کے ماقبل حرف فاء کے بعد''ھـــــم ''ضمیر مقدر ہوگی)اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا (یعنی جھوٹی قسمیں کھانے والا)ذلیل (مهین بمعنی حقیر ہے)بہت عیب بیان کرنے والا (یعنی لوگوں کی غیبت کرنے والا''ھماز بمعنی عیاب ہے)بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا (یعنی لوگوں کے درمیان جھگڑا کرنے کے لیے اِدھر کی اُدھر لگانے والا) بھلائی سے بڑا روکنے والا (بخیل مال کو حقوق میں خرچ کرنے سے روکنے والا) ظالم (معتد کے معنی ظالم ہے) گناہ گار (اثیم بمعنی اثم ہے)درشت خو (سخت بداخلاق)اس سب پر طرّہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا (قریش میں اسے ولید بن مغیرہ کے نام سے پکارا جاتا تھا اس کے اٹھارہ سال کے ہوجانے کے بعد مغیرہ نے اسے اپنا نام دیا تھا، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ہم یہی جانتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے جس کے عیوب بیان فرمائے ہیں اسے ایسا عار لاحق ہوا ہے جو کبھی بھی اس سے جدا نہیں ہوا'' زنیم ''ماقبل ظرف سے متعلق ہے،......۱۳......)اس پر کہ کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے (یہ اس کے متعلق ہے جس پر ماقبل کلام دلالت کررہا ہے، بان بمعنی لان ہے)جب اس پر ہماری آیتیں (یعنی قرآن پاک) پڑھی جاتی ہیں کہتا ہے کہ (یہ) اگلوں کی کہانیاں ہیں قریب ہے کہ ہم اس کی سور کی سی تھوتھنی پر داغ دیں گے (یعنی ہم اس کے ناک پر ایسی علامت بنادیں گے جس کے سبب عمر بھر وہ عار محسوس کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جنگ بدر میں تلوار سے اس کی ناک کاٹ دی گئی،......۵......) بیشک ہم نے انہیں جانچا (یعنی اہل مکہ کو قحط اور بھوک کے ذریعے جانچا) جیسا کہ اس باغ والے کو جانچا تھا (الجنة بمعنی البستان ہے) جب انہوں نے قسم کھائی کہ اسے کاٹ لیں گے (یعنی اس کے پھلوں کو، یصرمنها بمعنی يقطعون ہے) صبح کے وقت (تاکہ مساکین کو اس کا علم نہ ہو سکے کیونکہ وہ اس میں سے مساکین کو کچھ دینا نہیں چاہتے تھے جب کہ ان کے والد کھیتی میں سے مساکین پر بھی صدقہ کرتے تھے)اور انہوں نے ان شاء اللہ نہ کہا (اپنی قسم میں اللہ ﷻ کی مشیت کو شامل نہیں کیا......٦......، یہ جملہ مستانفہ ہے پھر ان کے اس عمل کا حال یہ ہوا کہ) تو اس پر تیرے رب کی طرف سے ایک پھیری کرنے والا پھیری کر گیا (رات میں باغ میں آگ لگ گئی)اور وہ سوتے تھے تو صبح ہو گیا شدید سیاہ (''صـــريـم ''رات کی طرح سخت اندھیری یعنی سیاہ) پھر انہوں نے صبح ہوتے ایک دوسرے کو پکار کر تڑکے اپنی کھیتی کو چلو (حرثكم بمعنی غلتکم ہے، یہ''تنادی'' کی تفسیر ہے یا یہاں''ان ''مصدریہ ہے یعنی اصل میں''بان ''تھا)اگر تمہیں کاٹنی ہے (یعنی اگر تمہارا ارادہ اسے کاٹنے کا ہے جواب شرط محذوف ہے جس پر ماقبل کلام دلالت کررہا ہے) تو چلے اور آپس میں آہستہ آہستہ کہتے جاتے تھے کہ (يتخافتون بمعنی يتسارون ہے) آج ہرگز کوئی مسکین تمہارے باغ میں نہ آنے پائے (''ان لا یدخلنها......الخ ''یہ ماقبل کی تفسیر ہے یا''ان ''مصدریہ ہے بمعنی لكن ہے) تڑکے چلے منع کرنے پر قدرت سمجھتے (یعنی فقراء کو منع کرنے پر قدرت سمجھتے اپنے گمان میں......۷......، حرد بمعنی منع ہے، پھر جب اسے دیکھا (سیاہ جلا ہوا) بولے بیشک ہم (باغ کے رستے سے) بہک گئے (یعنی یہ ہمارا باغ نہیں پھر جب یقین ہولیا کہ یہی باغ ہے تو بولے) بلکہ ہم بے نصیب ہوئے (اس کے پھلوں سے کہ ہم اس کے پھل فقراء سے روکنا چاہتے تھے)ان میں جو سب سے اچھا تھا (اوسطهم بمعنی خيرهم ہے) بولا کیا میں تم سے نہ کہتا تھا کہ کیوں نہیں کرتے (لولا بمعنی هلا ہے) تسبیح (اللہ ﷻ کی اس کی جناب میں توبہ کرتے) بولے پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہم ظلم کرنے والے تھے (فقراء سے ان کے حق کو روک کر)اب ایک دوسرے کی طرف ملامت کرتے بولے ہائے ہماری ہلاکت (''یا ویلنا ''میں یا تنبیہ کے لیے اور ویلنا بمعنی هلاكنا ہے) بیشک ہم سرکش تھے امید ہے ہمیں ہمارا رب بدل دے (''یبدل ''فعل کو مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے)اس سے بہتر ہم اپنے رب کی طرف رغبت لاتے ہیں (تاکہ وہ ہماری توبہ قبول کرلے اور ہمیں اس میں ہمارے باغ سے اچھا باغ دے، منقول ہے کہ انہیں اللہ ﷻ نے اس باغ سے بہتر باغ عطا فرمایا)اسی طرح (یعنی ان لوگوں کو عذاب دینے کی طرح)عذاب ہے (ہمارے حکم کی نا

فرمانی کرنے والوں کے لیے یعنی اہل مکہ وغیرہ کے لیے) اور بیشک آخرت کا عذاب سب سے بڑا اگر وہ جانتے (عذاب آخرت تو وہ ہرگز نافرمانی نہ کرتے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ن والقلم وما یسطرون ما انت بنعمة ربک بمجنون﴾

ن: "ھذہ" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: قسمیہ جار، القلم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما یسطرون: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر "نقسم" فعل محذوف کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ، ما: مشابہ بلیس، انت: اسم، بنعمة ربک: ظرف مستقر حال مقدم، بمجنون: اسم مفعول باھو ضمیر نائب الفاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وان لک لاجرا غیر ممنون﴾

و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، لک: ظرف مستقر خبر مقدم، لا: تاکیدیہ، اجرا: موصوف، غیر ممنون: صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "ما انت بنعمة ربک بمجنون" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، انک: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، علی خلق عظیم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فستبصر و یبصرون بایکم المفتون﴾

ف: مستانفہ، سین: حرف استقبال، تبصر: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، یبصرون: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، بایکم: ظرف مستقر جار مقدم، المفتون: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین﴾

ان ربک: حرف مشبہ واسم، ھو: مبتدا، اعلم: اسم تفضیل بافاعل، ب: جار، من: موصولہ، ضل عن سبیلہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، اعلم بالمھتدین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلا تطع المکذبین ودوا لو تدھن فیدھنون﴾

ف: فصیحیہ، لاتطع: فعل نہی بافاعل، المکذبین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و دوا: فعل بافاعل، لو: مصدریہ، تدھن: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، یدھنون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زنیم ان کان ذامال وبنین﴾

و: عاطفہ، لاتطع: فعل نہی بافاعل، کل: مضاف، حلاف: موصوف، مھین: صفت اول، ھماز: صفت ثانی، مشاء بنمیم: شبہ جملہ صفت ثالث، مناع للخیر: شبہ جملہ صفت رابع، معتد: صفت خامس، اثیم: صفت سادس، عتل: صفت رابع، بعد ذلک زنیم: شبہ جملہ صفت ثامن، ملکر مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر مفعول، ان: مصدریہ، کان: فعل ناقص بااسم، ذامال وبنین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر "لام" جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذا تتلی علیہ ایتنا قال اساطیر الاولین سنسمہ علی الخرطوم﴾

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، تتلی علیہ: فعل مجہول وظرف لغو، ایتنا: نائب الفاعل ہو کر جملہ فعلیہ

شرط،قال:قول،اساطیر الاولین:"ھی" مبتدا محذوف کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ،سین:حرف استقبال،نسمہ:فعل با فاعل ومفعول،علی الخرطوم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿انا بلونھم کما بلونا اصحب الجنة اذاقسموا لیصرمنھا مصبحین﴾

انا: حرف مشبہ واسم،بلونھم:فعل با فاعل ومفعول،کاف: جار،ما:مصدریہ،بلونا اصحب الجنة: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور،ملکرظرف مستقر"بلاء"مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،اذا:مضاف،اقسموا:فعل با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ،لام:تاکیدیہ،یصرمن:فعل نفی ضمیر محذوف ذوالحال،مصبحین:حال،ملکر فاعل،ھا:ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مضاف الیہ،ملکرظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یستثنون فطاف علیھاطائف من ربک وھم نائمون﴾

و:مستانفہ،لایستثنون:فعل نفی با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،ف:عاطفہ،طاف علیھا:فعل وظرف لغو،طائف:موصوف،من ربک:ظرف مستقر صفت،ملکر ذوالحال،و:حالیہ،ھم نائمون:جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاصبحت کالصریم فتنادوا مصبحین ان اغدوا علی حرثکم ان کنتم صارمین﴾

ف:عاطفہ،اصبحت:فعل ناقص با اسم،کالصریم:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،تنادوا:فعل ماضی با واؤ ضمیر ذوالحال،مصبحین:حال،ملکر فاعل،ان:مصدریہ،اغدوا:فعل امر ناقص با اسم،علی حرثکم:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر "ب"جار مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل"اقسموا"پر معطوف ہے،ان:شرطیہ،کنتم صارمین: جملہ فعلیہ جزا محذوف"فاغدوا"کی شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فانطلقوا وھم یتخافتون ان لا یدخلنھا الیوم علیکم مسکین﴾

ف:عاطفہ،انطلقوا:فعل واؤضمیر ذوالحال،و:حالیہ،ھم یتخافتون: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ان:مصدریہ،لایدخلنھا:فعل نفی ومفعول،الیوم:ظرف،علیکم:ظرف لغو،مسکین: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر"ب"جار مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وغدوا علی حرد قادرین فلما راوھا قالوا انا لضالون بل نحن محرومون﴾

و:عاطفہ،غدوا:فعل ناقص واؤ ضمیر اسم،علی حرد:ظرف لغو مقدم،قادرین:اسم فاعل با فاعل،ملکر شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،لما:شرطیہ،راوھا:جملہ فعلیہ ہوکر شرط،قالوا:قول،انا:حرف مشبہ واسم،لام:تاکیدیہ،ضالون:خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،بل:عاطفہ،نحن محرومون:جملہ اسمیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال اوسطھم الم اقل لکم لولا تسبحون﴾

قال: فعل،اوسطھم: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول،ھمزہ:حرف استفہام،لم اقل لکم:فعل نفی با فاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول،لولا:بمعنی"ھلا"حرف تحضیض،تسبحون:فعل با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا سبحن ربنا انا کنا ظلمین فاقبل بعضھم علی بعض یتلاومون﴾

قالوا: قول،سبحن:مصدر مضاف،ربنا:مضاف الیہ فاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف"نسبح"کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول اول،انا:حرف مشبہ واسم،کنا ظلمین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی،ملکر جملہ قولیہ،ف:عاطفہ،اقبل:فعل،بعضھم:ذوالحال،یتلاومون: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،علی بعض:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا یویلنا انا کنا طغین عسی ربنا ان یبدلنا خیرا منھا انا الی ربنا راغبون﴾

قالوا: قول، یویلنا: نداء، انا: حرف مشبہ واسم، کنا طغین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، عسی ربنا: فعل مقارب واسم، ان: مصدریہ، یبدلنا: فعل با فاعل ومفعول، خیرا منھا: شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، انا: حرف مشبہ واسم، الی ربنا: ظرف لغو مقدم، راغبون: اسم فاعل با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذلک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون﴾

کذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، العذاب: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ، عذاب الاخرۃ: مبتدا، اکبر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، لو: شرطیہ، کانوا یعلمون: جملہ فعلیہ شرط جواب، لو: محذوف "لما فرط منھم ماسلف من ظلم" ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......عتل بعد ذلک زنیم......☆ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد (ﷺ) نے میرے بارے میں دس باتیں بتائیں ہیں نو کو تو میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات اصل میں خطا ہونے کی اس کا حال مجھے معلوم نہیں یا تو مجھے سچ سچ بتادے ورنہ میں تیری گردن ماردوں گا، اس پر اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مرجائے گا تو اس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلالیا تو اس سے ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نون کے اسرار ورموز:

۱......اس کے بارے میں مفسرین کرام کے مختلف اقوال ہیں: (۱)......معاویہ بن قُرۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے نون سے "نور کی تختی" مراد لی ہے۔ (۲)......ثابت بُنانی کہتے ہیں کہ اس سے مراد دوات ہے اور یہی قول حسن وقتادہ کا بھی ہے۔ (۳)......مجاہد کہتے ہیں نون سے مراد مچھلی ہے جو کہ ساتویں زمین کی تہہ میں پائی جاتی ہے۔ (۴)......کلبی، سُدی وغیرہ کا قول بھی یہی ہے کہ نون سے مراد زمین میں پائی جانے والی مچھلی ہے۔ (۵)......ابن عباس کہتے ہیں کہ نون "الرحمٰن" میں موجود حروف کا آخری حرف ہے۔ (۶)......ابن زید کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اس نام کے ساتھ قسم ارشاد فرمائی ہے۔ (۷)......ابن کیسان کہتے ہیں یہ سورت کی ابتداء ہے۔ (۸)......ایک قول یہ ہے کہ یہ سورت کا نام ہے۔ (۹)......عطا اور ابو العالیہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے سورت کی افتتاح ہے جس کے معنی نصیر، ناصر اور نور ہے۔ (۱۰)......محمد بن کعب کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے نون کے ذریعے مومنین کی مدد کی قسم کھائی ہے، اور یہی حق ہے اور اس کا بیان اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وکان حقا علینا نصر المومنین اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا (الروم: ۴۷)﴾۔ (القرطبی، الجزء: ۲۹، ص ۱۹۵ وغیرہ)

قلم اور لکھنے والوں کی کیفیت:

۲......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اللہ ﷻ نے سب سے پہلے قلم کو تخلیق کیا، اس کے بعد نون یعنی دوات کو پیدا کیا اور اس کی دلیل اللہ ﷻ کا مذکورہ کلام: ﴿ن والقلم﴾ ہے۔ پھر فرمایا لکھو تو قلم نے جواب میں عرض کی کیا لکھوں، جو کچھ بھی قیامت تک ہونے والا ہے یعنی عمل، اجل، رزق، پس قلم نے قیامت تک کے تمام امور کو لکھ دیا"۔ پھر قلم پر مہر لگادی

گئی اور وہ قیامت تک کے لئے اپنی خصوصیت سے روک دی گئی۔ پھر عقل کو پیدا کیا گیا، پس اللہ ﷻ نے فرمایا: ''میں نے تجھ سے عجیب تر کوئی پیدا نہیں کی، میرے عزت وجلال کی قسم! جو تجھ سے محبت کرے گا میں اُسے تکمیل تک پہنچادوں گا اور جو تجھ سے بغض رکھے گا میں اُسے نقصان پہنچاؤں گا''۔ پھر سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو کامل عقل والے لوگ ہیں وہ فرمانبرداری کے ذریعے اللہ ﷻ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں''۔ اور قلم سے مراد وہ ہے جس سے لکھا جاتا ہے۔ ابوظبیان نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے: ''اللہ ﷻ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور جمیع ما کان وما یکون کا علم لکھ دیا گیا، پھر پانی بھاپ بن کر اوپر کی جانب بخارات ہو کر اڑنے لگا تو آسمان تخلیق فرمایا، پھر نون کی تخلیق ہوئی اور زمین اُس پر پھلا دی گئی، پھر جب زمین اس کے ساتھ گھوم گئی تو پہاڑ پیدا کر کے گاڑ دیئے گئے۔ اور پہاڑ زمین پر فخر کرنے لگے۔ (القرطبی، الجزء:۲۹، ص۱۹۵ وغیرہ)

☆......ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ ﷻ نے قلم کی قسم ارشاد فرمائی جسے اللہ ﷻ نے تخلیق فرمایا، اور اس کے ذریعے وہ سب کچھ کتابت فرمایا جو قیامت تک ہونے والا ہے''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب: فی القدر، رقم: ۴۷۰۰، ص۸۷۸)

خلق عظیم کی بحث:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وانک لعلی خلق عظیم اور بیشک تمہاری خوبو (خلق) بڑی شان کی ہے (القلم: ۴)﴾۔ خلق عظیم سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں اقوال یہ ہیں: (۱،۲)......ابن عباس اور مجاہد کے مطابق خلق عظیم سے مراد دین عظیم ہے، یعنی آپ عظیم دین، دینِ اسلام پر کاربند ہیں۔ (۳)......قتادہ کہتے ہیں کہ بی بی عائشہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سید عالم ﷺ کے خلق کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ قرآن مجید فرقان حمید سید عالم ﷺ کے خلق ہیں''۔ (۴)......سعید بن ہشام نے بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟، بولے کیوں نہیں، فرمایا: قرآن حضور ﷺ کا خُلق ہے۔ (۵)......فضیل بن مرزوق عطیہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کا خلق قرآن کا ادب ہے۔ (۶)......عبید کہتے ہیں کہ میں نے ضحاک کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضور ﷺ کے خلق دین اسلام ہیں، کہ انہوں نے اسی چیز کا حکم ارشاد فرمایا جو انہیں اللہ ﷻ کی جانب سے تلقین کیا گیا اور اللہ ﷻ کے دین کے موکل بن کر دین اسلام کا پرچار کیا۔ (الطبری، الجزء:۲۹، ص۲۴ وغیرہ)

☆......بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک شخص نے سید عالم ﷺ سے ملنے کی اجازت طلب کی، میں اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ موجود تھی، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اپنے قبیلے کا بُرا شخص ہے''، پھر آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی، جب وہ آیا تو آپ ﷺ نے اُس سے بہت نرمی سے بات کی، جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے اس کے بارے میں وہ فرمایا جو فرمایا تھا، پھر آپ ﷺ نے اس سے نہایت نرمی سے بات کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! سب سے زیادہ لوگوں میں بُرا شخص وہ ہے جس کو لوگ اس کی درشت روی (سخت کلامی) کی وجہ سے چھوڑ دیں''۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لم یکن النبی فاحشا ولا متفاحشا، رقم: ۶۰۳۲، ص۱۰۵۴)

☆......حضرت انس ﷛ فرماتے ہیں کہ میں سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں دس سال رہا، آپ ﷺ نے کبھی مجھے اُف تک نہیں کہا، اور میں نے جو کام کیا تو کبھی مجھ سے یوں نہ فرمایا کہ یہ کیوں کیا؟ اور اگر میں نے کوئی کام ترک کیا تو یہ نہ فرمایا کہ کیوں ترک کیا؟، سید عالم ﷺ کے اخلاق سب سے عمدہ تھے اور کوئی ریشم آپ ﷺ کے ہاتھوں سے زیادہ ملائم نہیں تھا، میں نے سید عالم ﷺ کے پسینے سے بڑھ کر کوئی مشک یا کسی اور عطر کی خوشبو نہیں سونگھی''۔ (صحیح البخاری، کتاب الصوم، الوصایا، رقم: ۱۹۷۳، ۲۷۶۸، ص۳۱۷ وغیرہ)

☆......حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد نبوی کے کونے میں پیشاب کر دیا، لوگ اس کو مارنے کے لئے

چھینٹے تو سید عالم ﷺ نے ان سے فرمایا: "اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک یا دو ڈول بہا دو، کیونکہ تم آسانی کے لئے بھیجے گئے ہو مشکل پیدا کرنے کے لئے نہیں"۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول النبی یسروا ولا تعسروا، رقم: ٦١٢٨، ص١٠٦٨)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا، اس وقت آپ کی خدمت اقدس میں اقرع بن حابس تمیمی بھی بیٹھا ہوا تھا، اس نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے کسی کو بوسہ نہیں دیا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جو کسی پر رحم نہیں کرتا اللہ عزوجل اس پر رحم نہیں فرماتا"۔ (المرجع السابق، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، رقم: ٥٩٩٧، ص١٠٤٩)

☆...... حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کے پاس جب بھی کوئی سائل آتا یا آپ ﷺ کے سامنے کسی کی حاجت پیش کی جاتی، تو فرماتے: "تم اس کی سفارش کرو، تم کو اجر دیا جائے گا اور اللہ عزوجل اپنے نبی کی زبان سے جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا"۔ (صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب التحريض على الصدقة والشفاعة فيها، رقم: ١٤٣٢، ص٢٣١)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں سید عالم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ ﷺ نے ایک نجرانی چادر زیب تن فرمائی ہوئی تھی، ایک اعرابی نے اُس چادر کو پکڑ کر گھسیٹا، میں نے دیکھا کہ سید عالم ﷺ کے مبارک کندھوں پر نشان پڑ گئے، اس اعرابی نے کہا: اے محمد ﷺ! آپ کے پاس جو اللہ عزوجل کا مال ہے وہ مجھے دینے کا حکم دیجئے، سید عالم ﷺ اُس کی جانب مڑ کر دیکھنے کے بعد مسکرائے، اور اُسے کچھ دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحك، رقم: ٦٠٨٨، ص١٠٦٢)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کبھی کسی کھانے کی مذمت نہیں فرماتے، آپ کو کوئی چیز پسند ہوتی تو تناول فرمالیتے اور اگر پسند نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے"۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ، رقم: ٣٥٦٣، ص٥٩٨)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ سے عرض کی گئی کہ مشرکین کے لئے دعائے ضرر فرمائیں، آپ نے فرمایا: "مجھے لعنت دینے والا بنا کر نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے"۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهي عن لعن الدواب، رقم: (٢٦٠٨)/٢٠٩٩، ص١٢٨٢)

ولید بن مغیرہ کی دس خصلتوں کا بیان:

۳...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ولا تطع كل حلاف مهين ...... الخ اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ہو ذلیل بہت طعنے دینے والا ادھر کی ادھر لگانے والا بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار درشت خواس پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا (القلم: ١٠ تا ١٣)﴾۔ اس آیت میں متواتر نو خصلتیں بیان کی گئی ہیں، جو کہ یہ ہیں: (۱)...... بہت زیادہ جھوٹی قسمیں کھانے والا، (۲)...... بے حد ذلیل، (۳)...... بہت طعنے دینے والا، (۴)...... بے جا چغلی کرنے والا، (۵)...... بہت زیادہ نیکی سے روکنے والا، (۶)...... حد سے تجاوز کرنے والا، (۷)...... سخت گناہگار، (۸)...... درشت خو، (۹)...... اس کی اصل میں خطا ہونا، (۱۰)...... تھوتھنی پر داغ ہونا۔ یقیناً یہاں یہی نو خصائص بیان ہوئے ہیں جو کہ آیت پاک سے واضح ہیں تاہم ماقبل شان نزول میں صدر الافاضل نے دس خصلتوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن دسویں خصلت کیا ہے؟ اس کا معلوم نہیں، ہم نے تبیان القرآن میں اس آیت کے تحت مطالعہ کیا تو قبلہ سعیدی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ شیخ سلمان جمل اور علامہ صاوی نے دس خصوصیات کا قول کیا ہے اور صدر الافاضل کی پیروی میں پیر کرم شاہ صاحب الازہری اور مفتی احمد یار خان نعیمی نے یہی قول کیا ہے۔ لیکن ہمیں یہ بات کچھ دشواری پیدا کر رہی تھی کہ یہ اکابر مفسرین کرام نو خصوصیات کے ہوتے ہوئے دس کا ذکر کیوں کریں گے؟ اللہ عزوجل نے ہمارے دل میں القاء کیا کہ ہو سکتا ہے کہ متذکرہ آیت ﴿سنسمه على الخرطوم قریب ہے کہ ہم اس کی سواری کی سی تھوتھنی پر داغ دیں گے (القلم: ١٦)﴾ میں موجود حکم

کودسویں خصلت مانا ہو؟ ہم نے یہ بات لکھ کر تفاسیر کی جانب رجوع کرنا شروع کر دیا، تاہم جب صاوی کو کھولا کہ سعیدی صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ انہوں نے دس خصوصیات مانی ہیں تو شاید دسویں خصوصیت کی نشاندہی مل جائے تو جی جان سے خوشی ہوئی کہ ہمارے مؤقف کی تائید میں علامہ صاوی کا قول موجود ہے اور انہوں نے جن دس خصوصیات کو بیان کیا ہے وہ ﴿ولا تطع کل حلاف مھین اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ہو (القلم:۱۰)﴾ سے لے کر ﴿سنسمه علی الخرطوم قریب ہے کہ ہم اس کی سواری کی سی تھوتھنی پرداغ دیں گے (القلم:۱۶)﴾ تک کے بیان کو دس خصوصیات پر محمول کیا ہے۔

گستاخ رسول کو بُرا بولنے کا جواز:

۵......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿سنسمه علی الخرطوم قریب ہے کہ ہم اس کی سواری کی سی تھوتھنی پرداغ دیں گے (القلم:۱۶)﴾، سے یہ بات واضح ہے کہ منافقین کی مذمت میں قرآن کی ایک نہیں کئی آیات نازل ہوئی اور سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی مذمت میں جگہ جگہ احکامات موجود ہیں بلکہ سورۃ المنافقون بھی اس پر بین دلیل ہے۔

امام رازی کہتے ہیں: یہاں سونڈ سے مراد ہاتھی کی سونڈ نہیں بلکہ ولید کی ناک ہے، اس کو سونڈ اس لئے کہا گیا ہے کہ جب کسی کے اعضاء کو حیوانوں کے اعضاء سے تشبیہ دی جائے تو اسکی تذلیل ہوتی ہے۔ یہاں ناک کا خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کیونکہ انسانی اعضاء میں چہرے کی خاص اہمیت ہوا کرتی ہے اور چہرے میں ناک کی حیثیت سب سے نمایاں ہوا کرتی ہے۔ یہ چہرے پر بلند ہوتی ہے اور اسی سے عزت وذلت کا دارومدار ہوا کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اس کی ناک پر تلوار سے نشان لگایا جائے گا یا تاحیات اس میں یہ نشان باقی رہے گا اور یہ بھی روایت درست ہے کہ جنگ بدر میں اس نے تلوار سے قتال کیا اور اسی جنگ میں اس کی ناک پر نشان لگا اور مقاتل اور ابو العالیہ کہتے ہیں کہ آخرت میں اُس کی ناک پر نشان ہوگا اور لوگ اُسے اس کی وجہ سے پہچان لیں گے، جس طرح کافروں کے چہروں پر قیامت کے دن سیاہ نشان کئے جائیں گے اور خوف سے ان کی آنکھیں نیلی ہونگی، اسی طرح قیامت کے دن اس کی ناک پر نشان ہوگا۔ (الرازی، ج۱۰، ص۶۰۶)

آیت نمبر ۱۸ کے تحت ان شاء الله نه کھنے کا بیان:

۶......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ولا یستثنون اور انشاءاللہ نہ کہا (القلم:۱۸)﴾۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یمن میں صدروان نامی ایک باغ تھا۔ یہ مقام صنعاء سے دوفرسخ کے فاصلے پر تھا جسے ایک نیک آدمی نے لگایا تھا۔ جب کھجور کا پھل کاٹتا تو مساکین کے لئے وہ پھل چھوڑ دیتا جو درانتی سے رہ جاتا اور جب کھجور سے پھل نیچے چادر پر پھینکا جاتا تو جو پھل چادر سے دور جا کر گرتا وہ بھی مساکین کے لئے چھوڑ دیتا۔ جب پھل صاف کرتا اور جو دانے ادھر اُدھر بکھر جاتے انہیں بھی مساکین کے لئے چھوڑ دیتا۔ اس صالح مرد کے مرنے پر تین بیٹے اس کے وارث کہلائے۔ انہوں نے کہا اللہ عزوجل کی قسم مال تھوڑا ہے اور افراد زیادہ ہیں۔ یہ عمل تو اس وقت ہوسکتا ہے کہ مال زیادہ ہو اور افراد کم ہوں۔ لیکن اس صورت میں ہم ایسا نہیں کر سکتے، انہوں نے باہم قسم اٹھائی کہ صبح ہوتے ہی ہم پھل کاٹ ڈالیں گے۔ انہوں نے اپنے عمل پر ان شاء اللہ عزوجل نہ کہا، ان شاء اللہ کو استثناء کا نام دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے ماقبل کے حکم کو خارج کیا جاتا ہے، فرق یہ ہے کہ جو چیز ان شاء اللہ کے نام سے خارج کی جاتی ہے وہ مذکورہ چیز کے خلاف ہوتی ہے جبکہ استثناء کی صورت میں جسے خارج کیا جاتا ہے وہ مستثنیٰ منہ کا عین ہوتا ہے۔ (المظھری، ج۷، ص۱۹۹)

فقراء ومساکین سے مال روک لینا:

۷......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وغدوا علی حرد قادرین اور تڑکے چلے اپنے اس ارادہ پر قدرت سمجھتے (القلم:۲۵)﴾۔ مال

داروں کے مال میں اللہ عزوجل نے غرباء کا حق رکھا ہے۔لہذا یہ حق اسی صورت میں ادا ہو سکے گا جب کہ مالدار اپنے مال کی زکوۃ ادا کریں، دیگر صدقات کا بھی اہتمام فرمائیں۔

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا:''جو شخص اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن ایک جہنمی اژدھا آئے گا اور اس کی پیشانی ، پہلو اور پیٹھ پر داغا جائے گا اور یہ عمل اس پورے دن میں ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی یہاں تک کہ بندوں کے مابین فیصلہ ہو جائے''۔ (سنن النسائی، کتاب الزکوة، باب:التغلیظ فی حبس الزکوة ،رقم:۲٤۳۸،ص ۵۸٤)

☆......سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:''جو بھی اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرے گا تو اس کا وہ مال قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اور اس شخص کی گردن کا ہار بن جائے گا''۔پھر سید عالم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ولا یحسبن الذین یبخلون بما ...... الخ اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی (ال عمران: ۱۸۰)﴾۔ (سنن ابن ماجه، ابواب الزکوة، باب:ماجاء فی منع الزکوة، رقم:۱۷۸٤،ص ۳۱۰)

اغراض:

مکیة: جمہور کے قول کے مطابق مکمل سورت مکی ہے جب کہ بعض کے نزدیک اس سورت کا بعض حصہ مکی اور بعض مدنی ہے۔لہ:یعنی اللہ ہدایت یافتہ اور دوسروں کے راستے جانتا ہے۔لین لهم: یعنی شرک کے معاملے میں نبی کو ترک کرنے یا دنیاوی زندگی میں ان کی موافقت کر کے مکذبین (جھٹلانے والوں) کی مدد کرو۔ای الملائكة: مراد وہ ملائکہ ہیں جو لوح محفوظ سے تقدیر منسوخ کرتے ہیں، یا یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ انسان کے اعمال کو یاد کر کے لکھ لیتے ہیں، باقی اقوال کے لئے حاشیہ نمبر''۱'' کا مطالعہ کیجئے۔

وهذا رد لقولهم: یعنی جیسا کہ اللہ نے کافروں کے قول کی تردید یوں فرمائی: ﴿وقالوا یایها الذی نزل علیه الذکر انک لمجنون (الحجر:٦)﴾۔یلینون لک: آپ ﷺ پر طعن کرنا ترک کر دیں اور آپ ﷺ کے موافق ہو جائیں، معنی یہ ہے کہ وہ تمنا کرتے ہیں کہ آپ وہ باتیں چھوڑ دیں جو اُن کے امور کے موافق نہیں ہیں تو وہ بھی ایسا ہی کریں گے اور وہ باتیں چھوڑ دیں گے جو آپ ﷺ کو ناپسند ہیں، پس آپ ﷺ اُن کے لئے نرم ہو جائیں تو وہ آپ ﷺ کے لئے نرم ہو جائیں گے۔کثیر الحلف بالباطل: مراد حق و باطل کے اعتبار سے بہت حلف اٹھانے والا۔عیاب: مراد بہت زیادہ عیب لگانے والا، لوگوں کی موجودگی اور عدم موجودگی میں بہت عیب بیان کرنے والا۔ای المغتاب: یعنی اپنے بھائی کی ناپسندیدہ باتیں پیٹھ پیچھے کرنے والا۔ظالم: یعنی حق سے تجاوز کرنے والا۔

غلیظ: یعنی طبیعت اور جسمانی اعتبار سے گھٹیا۔ ادعاہ ابوہ: مراد ولید بن مغیرہ ہے، اس شخص کا باپ معروف نہ تھا (یعنی اس کی اصل میں خطا تھی)۔بعد ثمانی عشرة سنة: ولید بن مغیرہ سید عالم ﷺ کی ولادت ظاہری کے سال بعد پیدا ہوا، مزید شان نزول میں ملاحظہ فرمائیں۔فخطم انفه: اس بدبخت کی ناک بدر کے روز زخمی ہوئی، اور اس زخم کا اثر اس کی باقی زندگی تک برقرار رہا۔

بالقحط: مراد بارش کا نہ ہونا جس کے لئے سید عالم ﷺ نے انہیں دعائے ضرر کی تھی یہاں تک کہ انہوں نے مُردار کھا لئے۔

بمشیئة الله تعالی: یعنی اپنی قسموں میں ''ان شاء الله'' نہیں کہتے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مساکین کا حصہ نہیں نکالتے۔

کاللیل: "اللیل" کو ﴿کالصریم﴾ کہا اس لئے کہ انتہائی سیاہ اور دن کے جانے کی وجہ سے ہوتی ہے اور اسی طرح ''النهار'' کو بھی ''صریم'' کہتے ہیں کیونکہ دن بھی رات کے جانے کی وجہ سے آجاتا ہے۔فی ظنهم: یعنی حقیقی بنیاد پر ایسا نہیں تھا، بلکہ رات میں ان کے پھل ہلاک و برباد ہو گئے۔هلاکنا: یعنی اگر ہمیں ہمارے رب نے معاف نہ کیا تو ہم پر ہلاکت آجائے گی۔(الصاوی، ج٦،ص ۱٤۸ وغیرہ)

رکوع نمبر:۴

وَنَزَلَ لَمَّاقَالُوْااِنْ بُعِثْنَا نُعْطَ اَفْضَلَ مِنْكُمْ ﴿ان للمتقين عند ربهم جنت النعيم (۳۴)افنجعل المسلمين كالمجرمين(۳۵)﴾اَىْ تَابِعِيْنَ لَهُمْ فِى الْعَطَاءِ ﴿ما لكم كيف تحكمون (۳۶)﴾هٰذَاالْحُكْمُ الْفَاسِدُ﴿ام﴾بَلْ ﴿لكم كتب﴾مُنَزَّلٌ ﴿ فيه تدرسون (۳۷)﴾اَىْ بَلْ اَتَقْرَءُوْنَ﴿ان لكم فيه لما تخيرون (۳۸)﴾تَخْتَارُوْنَ﴿ام لكم ايمان﴾عُهُوْدٌ﴿ علينا بالغة﴾وَاثِقَةٌ﴿ الى يوم القيمة﴾مُتَعَلِّقٌ مَعْنًى بِعَلَيْنَا وَفِىْ هٰذَاالْكَلَامِ مَعْنَى الْقَسَمِ اَىْ اَقْسَمْنَا لَكُمْ وَجَوَابُهُ ﴿ ان لكم لما تحكمون(۳۹)﴾بِهٖ لِاَنْفُسِكُمْ ﴿سلهم ايهم بذلك ﴾اَلْحُكْمِ الَّذِىْ يَحْكُمُوْنَ بِهٖ لِاَنْفُسِهِمْ مِنْ اَنَّهُمْ يُعْطَوْنَ فِى الْاٰخِرَةِ اَفْضَلَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿زعيم (۴۰)﴾ كَفِيْلٌ لَهُمْ﴿ام لهم ﴾اَىْ عِنْدَهُمْ﴿شركاء ﴾مُوَافِقُوْنَ لَهُمْ فِىْ هٰذَاالْقَوْلِ يُكَفِّلُوْنَ لَهُمْ بِهٖ فَاِنْ كَانَ كَذَالِكَ ﴿فلياتوا بشركائهم﴾اَلْكَافِلِيْنَ لَهُمْ بِهٖ ﴿ ان كانوا صدقين (۴۱)يوم يكشف عن ساق ﴾هُوَعِبَارَةٌ عَنْ شِدَّةِ الْاَمْرِيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِلْحِسَابِ وَالْجَزَاءِ يُقَالُ كَشَفَتِ الْحَرْبُ عَنْ سَاقٍ اِذَااشْتَدَّالْاَمْرُفِيْهَا﴿ويدعون الى السجود﴾اِمْتِحَانًالِاِيْمَانِهِمْ﴿فلا يستطيعون(۴۲)﴾تَصِيْرُظُهُوْرُهُمْ طَبَقًاوَاحِدًا﴿خاشعة﴾حَالٌ مِنْ ضَمِيْرِ يُدْعَوْنَ اَىْ ذَلِيْلَةً ﴿ابصارهم﴾ لَايَرْفَعُوْنَهَا﴿ ترهقهم﴾تَغْشَاهُمْ﴿ ذلة وقد كانوا يدعون﴾فِى الدُّنْيَا﴿ الى السجود وهم سالمون(۴۳)﴾فَلَايَاْتُوْنَ بِهٖ بِاَنْ لَّايُصَلُّوْا﴿فذرنى﴾دَعْنِىْ﴿ ومن يكذب بهذا الحديث﴾اَلْقُرْاٰنِ﴿ سنستدرجهم﴾نَاْخُذُهُمْ قَلِيْلًاقَلِيْلًا﴿ من حيث لايعلمون (۴۴)واملى لهم﴾اَمْهِلُهُمْ﴿ ان كيدى متين(۴۵)﴾شَدِيْدٌلَايُطَاقُ﴿ام﴾بَلْ اَ﴿ تسئلهم﴾عَلٰى تَبْلِيْغِ الرِّسَالَةِ﴿ اجرا فهم من مغرم﴾مِمَّايُعْطُوْنَكَهُ﴿ مثقلون (۴۶)﴾فَلَايُؤْمِنُوْنَ لِذٰلِكَ ﴿ام عندهم الغيب﴾اَىِ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ الَّذِىْ فِيْهِ الْغَيْبُ ﴿ فهم يكتبون (۴۷)﴾مِنْهُ مَايَقُوْلُوْنَ﴿فاصبر لحكم ربك ﴾فِيْهِمْ بِمَايَشَاءُ﴿ولا تكن كصاحب الحوت﴾فِى الضَّجَرِ وَالْعَجَلَةِ وَهُوَيُوْنُسُ عليه السلام﴿ اذ نادى﴾دَعَارَبَّهُ﴿ وهو مكظوم(۴۸)﴾مَمْلُوْءٌ غَمًّافِىْ بَطْنِ الْحُوْتِ ﴿لولا ان تدركه ﴾اَدْرَكَهُ﴿نعمة ﴾رَحْمَةٌ﴿من ربه لنبذ ﴾مِنْ بَطْنِ الْحُوْتِ﴿بالعراء﴾بِالْاَرْضِ الْفِضَاءِ﴿ وهو مذموم (۴۹)﴾لٰكِنَّهُ رَحِمَ فَنَبَذَغَيْرَمَذْمُوْمٍ ﴿فاجتبه ربه﴾بِالنُّبُوَّةِ﴿ فجعله من الصلحين (۵۰)﴾اَلْاَنْبِيَاءَ﴿وان يكاد الذين كفروا ليزلقونك ﴾بِضَمِّ الْيَاءِ وَفَتْحِهَا ﴿بابصارهم﴾اَىْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرًاشَدِيْدًا يَكَادُ اَنْ يُّصْرِعَكَ وَيُسْقِطَكَ عَنْ مَّكَانِكَ﴿ لما سمعوا الذكر﴾اَلْقُرْاٰنِ﴿ ويقولون﴾حَسَدًا﴿ انه لمجنون (۵۱)﴾بِسَبَبِ الْقُرْاٰنِ الَّذِىْ جَاءَ بِهٖ﴿وما هو﴾اَىِ الْقُرْاٰنُ﴿ الا ذكر﴾مَوْعِظَةٌ﴿ للعلمين (۵۲)﴾اَلْاِنْسِ وَالْجِنِّ لَايَحْدِثُ بِسَبَبِهٖ جُنُوْن.

﴿ترجمہ﴾

بیشک ڈر والوں کے لیے ان کے رب کے پاس چین کے باغات ہیں کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کا سا کر دیں (یعنی بخشش وعطا میں ان کے تابع کر دیں گے......ا......) تمہیں کیا ہوا کیسے لگاتے ہو یہ حکم (فاسد) بلکہ (ام بمعنی بل ہے) تمہارے لیے کوئی کتاب (نازل کردہ) ہے

جوتم پڑھتے ہو(تدرسون بمعنی تقرء ون ہے) کہ تمہارے لیے اس میں جوتم پسند کرو(تخیرون بمعنی تختارون ہے)یاتمہارے لیے ہم پر کچھ قسمیں(یعنی عہد)ہیں قیامت تک پہنچی ہوئی (بالغة بمعنی واثقة ہے،یہ کلام معنی"علینا" کے متعلق ہےاوراس کلام میں قسم کا معنی پایا جارہاہے،بمعنی اقسمنا لکم ہے،اور جواب قسم" ان لکم لما تحکمون "بن رہاہے) کہ تمہیں ملے گا جوتم(یعنی جس کا تم اپنے لیے)دعوی کرتے ہوتم ان سے پوچھو کہ ان میں سے کون اس کا(یعنی اس حکم کا جو وہ اپنے بارے میں لگارہے ہیں کہ آخرت میں بھی انہیں مسلمانوں سے افضل اشیاء دی جائینگی،کون)ضامن ہے(ان کا،زعیم بمعنی کفیل ہے)یاان کے پاس(لھم بمعنی عندھم ہے) کچھ شریک ہیں (جواس قول میں ان کے موافق ہیں جنہوں نے اس کی ضمانت لی ہوئی ہے،پس اگر معاملہ اسی طرح ہے)تواپنے شریکوں کو لے آئیں(جواس بات میں ان کے کفیل ہیں)اگرسچے ہیں(یادکرو)جس دن ایک ساق کھولی جائیگی("ساق "سے مراد قیامت کے شدید معاملات ہیں جوحساب کتاب وجزا کے وقت ہوں گے جب گھمسان کی جنگ ہوتو کہا جاتا ہے......۲......، کشفت الحرب عن ساق)اورسجدہ کو(آزمائش ایمان کے لیے)بلائے جائیں گےتو نہ کرسکیں گے(ان کی آنکھیں)نیچی نگاہ کیے ہوئے(وہ آنکھوں کونہیں اٹھائیں گے"خاشعة" "یدعون " کی ضمیر سے حال بن رہاہے،خاشعة بمعنی ذلیلة ہے)ان پرچڑھ رہی ہوگی(ترھقھم بمعنی تغشاھم ہے)خواری اوربیشک(دنیامیں)سجدے کے لیے بلائے جاتے تھے جب تندرست تھے(تونہیں آتے تھےیعنی نمازنہیں پڑھتے تھے)توجواس بات کو(یعنی قرآن پاک کو) جھٹلاتا ہےاسے مجھ پرچھوڑ دو(ذرنی بمعنی دعنی ہے)قریب ہے کہ ہم انہیں آہستہ آہستہ پکڑیں گے(نستدرجھم بمعنی نا خذھم قلیلا قلیلا ہے)جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی اور میں انہیں ڈھیل دونگا (املی لھم بمعنی امھلھم ہے)بیشک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے(شدید ہےجس کی سہار کی طاقت کی نہیں) بلکہ(ام بمعنی بل ہے)تم ان سے اجرت مانگتے (تبلیغ رسالت پر) کہ وہ اس تاوان کے(جوانہیں تم کو دینا پڑے گا اس کے)بوجھ میں دبے ہیں(اوراس وجہ سے ایمان نہیں لارہے)یاان کے پاس غیب ہے(یعنی لوح محفوظ،جس میں غیب ہے) کہ وہ(اس میں سے)لکھ رہے ہیں(جو وہ کہہ رہے ہیں)تو(ان کے بارے میں)اپنے رب کے حکم کا انتظار کرو(یعنی اس کے چاہے کا انتظار کرو)اور(بیقراری اور عجلت میں)اس مچھلی والے کی طرح نہ ہونا(مراداس سے حضرت یونس علیہ السلام ہیں......۳......)جب اس نے پکارا(اپنے رب عزوجل کو، نادی بمعنی دعا ہے)اس حال میں کہ اس کادل گھٹ رہاتھا(وہ مچھلی کے پیٹ میں غم سے بھرے ہوئے تھے)اگراس کے رب کی نعمت (یعنی رحمت)اس کی خبرکو نہ پہنچ جاتی توضرور(مچھلی کے پیٹ سے)میدان پرپھینک دیاجاتا(عراء کے معنی چٹیل زمین ہے)الزام دیاہوا(لیکن اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام پررحم کیاتو آپ علیہ السلام کو بے الزام دیئے میدان میں ڈال دیاگیاہے)تواسے اس کے رب نے (نبوت کے لیے)چن لیااوراسے صالحین (یعنی انبیائے کرام علیہم السلام)میں سے کردیااورضرور کافرتو ایسے معلوم ہوتے ہیں گویا کہ تمہیں گرادیں گے ("لیزلقونک "یاءمضمومہ ومفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیاہے)اپنی آنکھوں کے ذریعے(یعنی تمہیں خوب گھورکردیکھتے ہیں کہ تمہیں تمہاری جگہ سے پچھاڑدیں اورگرادیں، العیاذباللہ)جب ذکر(یعنی قرآن پاک)سنتے ہیں اور(بطورحسد) کہتے ہیں یہ ضرور عقل سے دور ہیں(اس قرآن کے باعث جولے کرآئے ہیں)اوروہ(یعنی قرآن پاک)تونہیں مگرذکر(یعنی نصیحت)سارے جہاں کے لیے(یعنی جن وانس کے لیےاوراس کے سبب جنون پیدانہیں ہوتا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان للمتقین عند ربھم جنت النعیم افنجعل المسلمین کالمجرمین﴾

ان: حرف مشبہ ،للمتقین ظرف مستقرخبرمقدم،عندربھم ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم،جنت النعیم: ذوالحال،ملکراسم

مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ھمزہ حرف استفہام،ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "الحیف فی الحکم" نجعل: فعل بافاعل،المسلمین: مفعول اول، کالمجرمین: ظرف مستقر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿مالکم کیف تحکمون ام لکم کتب فیه تدرسون﴾

ما: استفہامیہ مبتدا،لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، کیف: اسم استفہام حال مقدم،تحکمون: فعل واؤضمیر ذوالحال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ام: عاطفہ،لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، کتب: ذوالحال،فیہ تدرسون: جملہ فعلیہ حال،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان لکم فیه لما تخیرون ام لکم ایمان علینا بالغة الی یوم القیمة﴾

ان: حرف مشبہ،لکم: ظرف مستقر خبر مقدم،فیہ: ظرف مستقر حال مقدم،لام: تاکیدیہ،ماتخیرون: موصول صلہ،ملکر ذوالحال،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "تدرسون" کیلئے مفعول واقع ہے،ام: عاطفہ،لکم: ظرف مستقر "الاستقرار" مصدر محذوف کیلئے ظرف مستقر،الی یوم القیمۃ: ظرف لغو،"الاستقرار" مصدر محذوف اپنے فاعل وظرف لغو سے،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم،ایمان: موصوف،علینا: ظرف مستقر صفت،بالغۃ: صفت ثانی،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان لکم لما تحکمون سلهم ایهم بذلک زعیم﴾

ان: حرف مشبہ،لکم: ظرف مستقر خبر مقدم،لام: تاکیدیہ،ماتحکمون: موصول صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،سل: فعل امر بافاعل،ھم: ضمیر مفعول،ایھم: مبتدا،بذلک زعیم: شبہ جملہ اسمیہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ام لهم شرکاء فلیاتوا بشرکائهم ان کانوا صدقین﴾

ام: عاطفہ،لھم: ظرف مستقر خبر مقدم،شرکاء: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ف: فصیحیہ،لیاتوا: فعل امر بافاعل،بشرکائھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "ان کان ذلک کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ،ان: شرطیہ، کانوا صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فلیاتوا بشرکائھم" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود فلا یستطعون خاشعة ابصارهم ترهقهم ذلة وقد کانوا یدعون الی السجود وهم سالمون﴾

یوم: مضاف،یکشف: فعل مجہول،عن ساق: ظرف لغو قائم مقام نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،یدعون: فعل واؤضمیر ذوالحال،خاشعۃ: اسم فاعل،ابصارھم: فاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر حال اول،ترھقھم ذلۃ: شبہ جملہ حال ثانی،و: حالیہ،قد: تحقیقیہ، کانوا: فعل ناقص بااسم،یدعون: فعل واؤضمیر ذوالحال،و: حالیہ،ھم سالمون: جملہ اسمیہ حال،ملکر نائب الفاعل،الی السجود: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ثالث،ملکر نائب الفاعل، الی السجود: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول،ف: عاطفہ،لایستطعون: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فذرنی ومن یکذب بهذا الحدیث سنستدرجهم من حیث لا یعلمون واملی لهم﴾

ف: عاطفہ،ذر: فعل امر بافاعل،ن: وقایہ،ی: ضمیر معطوف علیہ،و: عاطفہ،من: موصولہ،یکذب بھذاالحدیث: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،سین حرف استقبال،نستدرجھم: فعل بافاعل

ومفعول،من: جار،حیث :مضاف،لایعلمون: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکرظرف لغو،ملکر معطوف علیہ،و :عاطفہ،املی:فعل بافاعل،لھم:ظرف لغو،ملکر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان کیدی متین ام تسئلھم اجرا فھم من مغرم مثقلون﴾

ان: حرف مشبہ،کیدی:اسم،متین:خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ام:عاطفہ،تسئلھم:فعل بافاعل ومفعول،اجرا:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،ھم:مبتدا،من مغرم مثقلون: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام عند ھم الغیب فھم یکتبون فاصبر لحکم ربک ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادی وھو مکظوم﴾

ام: عاطفہ،عندھم:ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم،الغیب:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ف:عاطفہ،ھم:مبتدا،یکتبون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف:فصیحیہ،اصبر: فعل امر بافاعل،لحکم ربک: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،لاتکن:فعل نہی ناقص بااسم،کاف: جار،صاحب الحوت: مبدل منہ،اذ:مضاف،نادی:فعل"ھو"ضمیر ذوالحال،و: حالیہ،ھو مکظوم: جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر بدل،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر شرط محذوف"اذا کان الامر کذلک"کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لولاان تدرکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعراء وھو مذموم﴾

لولا: شرطیہ،ان:مصدریہ،تدرکہ:فعل مفعول،نعمۃ:موصوف،من ربہ: ظرف مستقر صفت،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر محذوف"موجود"کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط،لام:تاکیدیہ،نبذ:فعل مجہول"ھو"ضمیر ذوالحال،و:حالیہ،ھو مذموم:جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،بالعراء:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاجتبہ ربہ فجعلہ من الصلحین﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف"فادرکتہ نعمۃ من ربہ"اجتبہ:فعل ومفعول،ربہ: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،جعلہ:فعل بافاعل ومفعول،من الصلحین:ظرف مستقر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارھم لما سمعوا الذکر﴾

و: مستانفہ،ان:مخففہ با"ھو"ضمیر شان اسم،یکاد:فعل مقارب،الذین کفروا: موصول صلہ،ملکر اسم،لام:تاکیدیہ،یزلقونک:فعل بافاعل ومفعول،بابصارھم:ظرف لغو،لما:ظرف شرطیہ بمعنی حین مضاف،سمعوا الذکر: جملہ فعلیہ جزا محذوف"کادوا یزلقونک"کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ مضاف الیہ،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ویقولون انہ لمجنون وما ھو الا ذکر للعلمین﴾

و: عاطفہ،یقولون:قول،ان:حرف مشبہ،ہ:ضمیر ذوالحال،و: حالیہ،ما:نافیہ،ھو:مبتدا،الا: اداۃ حصر،ذکر:موصوف،للعلمین:ظرف مستقر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر اسم،لام:تاکیدیہ،مجنون:خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان للمتقین ......☆مشرکین نے مسلمانوں سے کہا تھا اگر مرنے کے بعد پھر ہم اٹھائے گئے تو وہاں بھی تم سے اچھے رہیں گے اور ہمارا درجہ بلند ہوگا جیسے دنیا میں ہمیں آسائش ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......وان یکاد الذین کفروا......☆منقول ہے کہ عرب میں بعض لوگ نظر لگانے میں شہرہ آفاق تھے اور ان کی یہ حالت تھی کہ دعوی کر کے نظر لگاتے تھے اور جس چیز کو انہوں نے گزند پہنچانے کے ارادے سے دیکھا دیکھتے ہی ہلاک ہو گئی ایسے بہت واقعات ان کے تجربہ میں آچکے تھے کفار نے ان سے کہا کہ رسول کریم ﷺ کو نظر لگائیں تو ان لوگوں نے حضور ﷺ کو بڑی تیز نگاہوں سے دیکھا اور کہا ہم نے نہ ایسا آدمی دیکھا اور نہ ایسی دلیلیں دیکھیں اور ان کا کسی چیز کو دیکھ کر حیرت زدہ ہونا ہی ستم ہوتا تھا لیکن ان کی یہ تمام جدو جہد بھی مثل ان کے اور مکائد کے جورات دن وہ کرتے رہتے تھے بیکار گئی اور اللہ ﷻ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور یہ آیت نازل ہوئی، حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس کو نظر لگے اس پر یہ آیت پڑھ کر دم کر دی جائے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مومن ومجرم برابر نہیں:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿افنجعل المسلمین کالمجرمین کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کا سا کردیں(القلم:۳۵)﴾۔کافروں کے سردار جب دنیا میں اپنی شان وشوکت و مال ودولت کو دیکھیں گے اور مدمقابل مسلمانوں کی بظاہر ذبوح حالی کا مشاہدہ کریں گے تو مطمئن ہونگے لیکن جب یہی کافر آخرت کی بات سنیں گے تو اور جو نعمتیں اللہ ﷻ نے مسلمانوں پر کیں ہیں، کہیں گے کہ اگر یہی صحیح ہے کہ ہم اٹھائے جائیں گے جیسا کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کا گمان ہے تو ان کا ہمارا حال جیسا کہ دنیا میں تھا وہی ہوگا یعنی دنیا میں بھی ہم مال واسباب کا وافر حصہ دیئے گئے تھے لہذا آخرت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو مسلمان کو آخرت میں ہم سے زیادہ نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی ہم پر فضیلت دی جائے گی۔اور ان کا معاملہ ہمارے معاملے جیسا نہ ہوگا۔اس آیت میں اللہ ﷻ نے ان کے اس باطل اعتقاد کا رد فرمایا۔ (روح البیان، الجزء:۲۹،ص ۱۳۷)

امام رازی لکھتے ہیں: یہاں کچھ مسائل ہیں:(۱)...... یہاں مسلمان اور کافر کے برابر نہ ہونے میں ان کے اُخروی انجام کا برابر نہ ہونا مراد ہے ورنہ کئی امور میں مسلمان اور کافر برابر ہیں جیسے جسم، جوہر، حدوث وحیوان ہونے وغیرہ امور میں سب ایک جیسے ہیں، بلکہ یہاں مراد اسلام اور کفر کے اعتبار سے مجرم ہونا ہے اور اس پر کئی آثار مروی ہیں کہ اللہ ﷻ کے نزدیک مسلمان اور کافر کا حال برابر نہیں ہے۔(۲)...... جبائی نے یہاں ایک اعتراض یہ بھی قائم کیا ہے کہ ہوسکتا ہے مجرم کا ثواب مومن سے زیادہ ہو کیونکہ مجرم کی عمر مومن سے زیادہ ہونا ممکن ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آیت میں مطلق برابری کا بیان ہی نہیں ہے بلکہ ثواب کے اعتبار سے برابری کا حکم دیا گیا ہے ، بلکہ حال تو یہ ہوتا ہے کہ مسلمان میں گناہگار و نیک کے درجات برابر نہیں ہوتے، جب کہ یہاں تو خاص مجرم سے کافر مراد ہیں۔

(الرازی، ج۱۰،ص ۶۱۱)

یوم یکشف عن ساق کے معنی میں اقوال مفسرین:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یوم یکشف عن ساق جس دن ایک ساق کھولی جائے گی(القلم:۴۲)﴾۔اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:(۱)...... جماعت صحابہ اور تابعین اہل تاویل نے اس آیت کا معنی یہ کیا ہے کہ کسی سخت ترین امر کی ابتداء کرنا مراد ہے۔(۲)......ابن عباس سے روایت ہے کہ اس سے مراد جنگ یا شدت کا کوئی دن ہے، انہی کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد قیامت کا ہولناک دن ہے۔(۳)......سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد کسی بھی امر کا دشوار گزار ہونا ہے۔(۴)......ابن عباس کا قول یہ بھی ہے کہ جاہلیت میں لوگ یوں کہا کرتے تھے کہ جنگ تیز ہوجائے گی یعنی قیامت قائم ہوجائے گی اور دنیا کا معاملہ

رخصت ہو جائے گا۔(۵)......ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن منادی ندا کرے گا: ''کیا تمہارے رب نے تمہیں عدل کے ساتھ تخلیق نہیں کیا، پھر تمہیں اچھی صورت سے نواز دیا، پھر تمہیں رزق عطا فرمایا، پھر تم غیر کی جانب پھر گئے جس طرح ہر بندہ جس نے چاہا پھر گیا''، لوگ کہیں گے: کیوں نہیں! پھر منادی کہے گا: ''ہر قوم کا معبود اُنہی کی مثل ہو جائے گا، جس کی وہ عبادت کیا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ سب آگ میں ڈال دیئے جائیں گے، اور اہل دعوت باقی رہ جائیں گے تو اُن میں سے بعض ایک دوسرے سے کہیں گے: تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ لوگ تو چلے گئے؟ وہ کہیں گے: ہم ندا ہونے کا انتظار کر رہے ہیں، پھر ان کے پاس ایک صورت لائی جائے گی، پھر انہیں جو اللہ عزوجل نے چاہا کہا جائے گا اور ساق (بعض نے ساق کے معنی پنڈلی بھی کئے ہیں) کھول دی جائے گی، پھر اہل ایمان سجدے میں چلے جائیں گے سوائے منافقین کے، گویا ان کی پیٹھیں اکڑ جائیں گی۔ پھر ندا ہوگی: اپنے سروں کو بلند کرو نور کی جانب لوٹ جاؤ''۔

(الطبری، الجزء:۲۹، ص ۴۷ وغیرہ)

حضرت یونس علیہ السلام کی سوانح اور قوم پر عذاب:

۳......حضرت یونس علیہ السلام کا نسب یہ ہے:۔ لاوی بن یعقوب بن اسحق بن ابراھیم کے نواسے ہیں، شام کے رہنے والے اور بعلبک کے عمال میں سے تھے، ایک قول کے مطابق یہ بچپن میں فوت ہو گئے تھے ان کی والدہ ماجدہ نے اللہ عزوجل کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام سے اس بارے میں عرض کی، ان کی دعا کی برکت سے اللہ عزوجل نے انہیں دوبارہ زندہ کیا۔ یہ اپنی ماں کے اکلوتے فرزند تھے، چالیس سال کی عمر میں آپ علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا، آپ علیہ السلام بنی اسرائیل کے عبادت گزاروں میں سے تھے اور اپنے دین کو بچانے کے لئے شام چلے گئے اور دجلہ کے کنارے پہنچ گئے، پھر اللہ عزوجل نے ان کو اہل نینوا کی جانب بھیجا جو کہ دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے جہاں موصل نامی شہر ہے وہاں کا ایک قدیم شہر نینوا بھی ہے۔ (مختصر تاریخ دمشق، ج۲۸، ص ۱۰۵)

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو بت پرستی ترک کرنے کی اور توحید پر قائم رہنے کی دعوت دی تو انہوں نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو خبر دی کہ تین دن کے بعد ان پر عذاب آئے گا، جب ان پر آثار ظاہر ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کے مطابق ان کے اور عذاب کے مابین صرف دو تہائی میل کا فاصلہ رہ گیا تھا، مقاتل کے قول کے مطابق ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تھا، ابو صالح فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ انہوں نے عذاب کی تپش اپنے کندھوں پر محسوس کی، بعض نے کہا کہ آسمان پر سیاہ رنگ کے بادل نمودار ہو گئے اور بہت سخت دھواں ظاہر ہونے لگا جس نے ان کے شہر کو ڈھانپ لیا، اور ان کے مکانوں کی چھتیں سیاہ پڑ گئیں، جب ان کو ہلاکت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور اپنے سروں پر راکھ ڈالنے لگے، اور تمام لوگ بڑے چھوٹے سب ہی ایک میدان میں جمع ہو گئے اور سب نے با آواز بلند اللہ عزوجل کی بارگاہ صمدیت میں توبہ کی اور صدق دل سے معافی چاہی اور کہا کہ ہم حضرت یونس علیہ السلام کے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے اور اللہ عزوجل نے ان کی توبہ قبول کی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی توبہ ایسی تھی کہ انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ جو زیادتیاں کی تھیں ان کی بھی تلافی کر لی حتی کہ اگر کسی نے دوسرے کا پتھر دیوار میں لگایا تھا تو وہ بھی اکھاڑ کر واپس کر دیا۔ اور ان کے ہاں دستور یہ تھا کہ جو شخص جھوٹا ثابت ہوا اور اس کے پاس اپنی سچائی پر کوئی دلیل نہ ہو اس کو قتل کر دیا جاتا تھا، تب حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کی ناراضگی کے سبب دریا کی جانب چلے گئے اور مچھلی نے انہیں نگل لیا۔ (ابن کثیر، ج۲، ص ۵۳۷)

عذاب کو دیکھنے کے باوجود قوم یونس کی دعا قبول ہوئی جب کہ فرعون نے عذاب کو دیکھ کر دعا مانگی تو اس کی دعا قبول نہ ہوئی، اس کے کئی جوابات دیئے جا سکتے ہیں چنانچہ علامہ خازن نے اس کے تین جواب ارشاد فرمائے ہیں۔(۱)......عذاب دیکھ کر دعا کرنا

قوم یونس کے ساتھ خاص ہے کیونکہ و اللہ یفعل مایشاء و یحکم ما یرید کہ اللہ جو چاہے کرے اور جس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے۔(۲)......فرعون اس وقت ایمان کا دعوے دار ہوا جب کہ اسے عذاب کی خبر دی گئی اور نجات کی امید ہی نہ رہی اور قوم یونس سے عذاب دور تھا اور عذاب ان پر نازل نہ ہوا تھا اور انہیں عذاب کی خبر نہ دی گئی پس وہ ان مریض کی مثل تھے جو موت سے خوف کرے اور نجات کی امید رکھے۔(۳)......اللہ ﷻ نے اپنے علم سے یہ بات جان لی کہ قوم یونس کی دعا سچے دل سے ہے جب کہ فرعون نے سچے دل سے دعا نہ مانگی تھی اسی وجہ سے فرعون کا ایمان لانا نا قابل قبول ہوا۔ (الخازن، ج۲،ص٤٦٦)

ایک قول یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تین دن رہے، شعبی کہتے ہیں کہ چاشت کے وقت مچھلی نے ان کو نگلا تھا اور شام کے وقت اگل دیا، قتادہ نے کہا کہ وہ اس میں تین دن رہے، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اس میں سات دن رہے، سعید بن ابوالحسن اور ابو مالک نے کہا کہ وہ اس میں چالیس دن رہے اور اللہ ﷻ ہی کو علم ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں کتنا رہے تاہم ان کا وظیفہ لا الہ الاانت سبحنک انی کنت من الظالمین تھا۔ (البدایہ والنھایۃ،قصۃ یونس ،الجزء۱،ج۱،ص۲۵۸)

☆......آپ علیہ السلام کی فضیلت میں سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ''میں نہیں کہتا کہ کوئی شخص یونس بن متی سے افضل ہے''۔

(صحیح بخاری ،کتاب احادیث الانبیاء،باب قول اللہ تعالی ،رقم :٣٤١٥،ص٥٧٤)

اغراض: ونزل لما قالوا: کا بیان شان نزول میں دیکھ لیں۔ای تابعین لھم فی العطاء: مناسب یہ تھا کہ یوں کہا جاتا کہ ''پیروکار اور مجرمین دونوں نوازشات کے معاملے میں برابر ہو جائیں گے''، آیت مبارکہ مسلمین اور مجرمین پر نوازشات میں برابر نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے، جب کہ مشرکین اپنی فضیلت کا دعوی کرتے تھے، پس اس صورت میں موافقت نہ پائی جائے گی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا یقیناً آیت پاک نفسِ افضلیت پر اَولیٰ اعتبار سے دلالت کرتی ہے اس لئے کہ جب مساوات منتفی ہو جائیں تو افضلیت اَولیٰ ہوتی ہے۔عھود: ایمان کے ساتھ تاکید کر دی گئی اس لئے کہ عہد قسم کے ساتھ مؤکد ہوتا ہے۔

ای اقسمنا لکم: اس کا مفعول محذوف ہے، تقدیر عبارت یوں ہوگی: ''ای اقسمنا لکم ایمانا موثقۃ''۔

یکفلون لھم بہ: یعنی ان کے اپنے دعوے میں کہ مجرمین اور مومنین عطا ہونے کے معاملے میں ایک جیسے ہیں، تو اس دعوے کی صحت اور نفوذ پر کوئی دلیل لے آئیں۔اذکر: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿یوم﴾ محذوف کا معمول ہے، اور جملہ مستانفہ کا تعلق ماقبل سے نہیں ہے، اور یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ظرف ﴿فلیاتوا﴾ کی جانب متعلق ہے، معنی یہ ہے کہ تو چاہیے کہ اُس دن میں مجرمین اپنے شرکاء کو بلالیں، جو انہیں نفع دیں یا اُن کی شفاعت کریں۔ھو: ﴿یکشف عن ساق﴾ شدت کے معنی کے لئے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے، حاشیہ نمبر ''۲'' کا مطالعہ کیجئے۔دحض مزلقۃ: یعنی جس دن کی شدت کی وجہ سے قدم ٹھہر نے نہ پائیں۔فی افواہ الجنۃ: جو کہ ''فوھۃ'' کی جمع ہے، مراد پہلی نہر۔

امتحانا لایمانھم: مراد سجدہ کا مکلف کیا جانا نہیں، کیونکہ قیامت کا دن مکلّف کئے جانے کا دن نہیں ہوتا۔بان لا یصلوا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد دوسرا سجدہ یعنی نماز مراد ہے، بلکہ مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہاں بھی پہلا سجدہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے مراد ہے۔ناخذھم قلیلا قلیلا: یعنی مجرمین کو ڈھیل دیئے جانے کا بیان کرنا مقصود ہے، کہ انہیں ہر طریقے سے یکے بعد دیگرے ڈھیل دی جاتی ہے، معنی یہ ہے کہ جب ہم نے اُن پر انعام کیا تو سمجھے کہ انعام مومنین پر فضیلت دینے کی وجہ سے ہے، جب کہ انعام انہیں ہلاک کرنے کی وجہ سے تھا۔فلا یؤمنون لذلک: تاوان مرتب ہونے کے بارے میں سوال ہے کیونکہ تاوان انسان پر بوجھ بنتا ہے اور نفسِ انسانی اس کی طلب پر بوجھ محسوس کرتی ہے۔ای اللوح: یہ ابن عباس کا قول ہے، جب کہ ﴿الغیب﴾ کے معنی ہیں کہ جو انسان کے (حواس) سے پوشیدہ ہو۔ (الصاوی، ج٦،ص١٥٣ وغیرہ)

سورۃ الحاقۃ مکیۃ وھی اثنتان وخمسون آیۃ

(سورۃ الحاقہ مکیہ ہے جس میں باون آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ الحاقہ

اس سورت میں دو رکوع، باون آیتیں، دوسو چھپن کلمے، اور ایک ہزار چار سو تیئس حروف ہیں۔ قسم اٹھا کر عقیدہ وقوع قیامت بیان کیا گیا ساتھ ہی ثمود، عاد، اور فرعون کا بھی ذکر کیا گیا جو وقوع قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے عمر بھر سرکشی اور طغیانی کا راستہ اختیار کیے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی زندگی ایک عبرت ناک تباہی میں ظاہر ہوئی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیدہ قیامت افراد اور اقوام کی اصلاح کے لئے کتنا مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ آیات ۱۳ تا ۱۷ میں قیامت کے روز برپا ہونے والے ہولناک حادثات کا ذکر فرمایا گیا اور آیت ۱۸ تا ۳۷ تک میں یہ بتایا گیا کہ جو لوگ قیام قیامت پر یقین رکھتے ہیں کہ ایک دن اپنے خالق حقیقی کے سامنے پیش ہونا ہے اور ان کا محاسبہ ہوگا اور ان کے لئے اس روز ان کا نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور ان کی بڑی عزت کی جائے گی اور جو لوگ قیام قیامت کا انکار کرتے ہیں ان کا نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا اس وقت ان کی حسرت اور ندامت کچھ کام نہ آئے گی اور ان کے ساتھ جو خوفناک برتاؤ کیا جائے گا اس کا ذکر سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور دوسرے رکوع میں یہ بتادیا کہ قرآن کریم کسی شاعر کا کلام نہیں اور نہ ہی کسی کا کرشمہ ہے بلکہ اس کو رب العلمین نے اپنے پیارے حبیب ﷺ پر نازل فرمایا ہے اور میرے رسول ﷺ کی مجال نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کچھ گھڑ کر ہماری طرف منسوب کردے۔

رکوع نمبر: ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الحاقة (۱)﴾ اَلْقِيٰمَةُ الَّتِىْ يَحِقُّ فِيْهَا مَا اُنْكِرَ مِنَ الْبَعْثِ وَالْحِسَابِ وَالْجَزَاءِ اَوِ الْمُظْهِرَةُ لِذٰلِكَ ﴿ما الحاقة (۲)﴾ تَعْظِيْمٌ لِّشَانِهَا وَهُمَا مُبْتَدَاءٌ وَخَبَرُ خَبَرِ الْحَاقَّةِ ﴿وما ادرك﴾ اَىْ اَعْلَمَكَ ﴿ما الحاقة (۳)﴾ زِيَادَةُ تَعْظِيْمٍ لِّشَانِهَا فَمَا الْاُوْلٰى مُبْتَدَاءٌ وَمَا بَعْدَهُ خَبَرُهُ وَمَا الثَّانِيَةِ وَخَبَرُهَا فِىْ مَحَلِّ الْمَفْعُوْلِ الثَّانِىْ لِاَدْرٰى ﴿كذبت ثمود وعاد بالقارعة (۴)﴾ اَلْقِيَامَةِ لِاَنَّهَا تَقْرَعُ الْقُلُوْبَ بِاَهْوَالِهَا ﴿فاما ثمود فاهلكوا بالطاغية (۵)﴾ بِالصَّيْحَةِ الْمَجَاوَزَةِ لِلْحَدِّ فِى الشِّدَّةِ ﴿واما عاد فاهلكوا بريح صرصر﴾ شَدِيْدَةِ الصَّوْتِ ﴿عاتية (۶)﴾ قَوِيَّةٍ شَدِيْدَةٍ عَلٰى عَادٍ مَعَ قُوَّتِهِمْ وَشِدَّتِهِمْ ﴿سخرها﴾ اَرْسَلَهَا بِالْقَهْرِ ﴿عليهم سبع ليال وثمنية ايام﴾ اَوَّلُهَا مِنْ صُبْحِ يَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ لِثَمَانٍ بَقِيْنَ مِنْ شَوَّالٍ وَكَانَتْ فِىْ عَجُزِ الشِّتَاءِ ﴿حسوما﴾ مُتَتَابِعَاتٍ شُبِّهَتْ بِتَتَابُعِ فِعْلِ الْحَاسِمِ فِىْ اِعَادَةِ الْكَىِّ عَلَى الدَّاءِ كَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰى حَتّٰى يَنْحَسِمَ ﴿فترى القوم فيها صرعى﴾ مَطْرُوْحِيْنَ هَالِكِيْنَ ﴿كانهم اعجاز﴾ اُصُوْلُ ﴿نخل خاوية (۷)﴾ سَاقِطَةٍ فَارِغَةٍ ﴿فهل ترى لهم من باقية (۸)﴾ صِفَةُ نَفْسٍ مُقَدَّرَةٍ وَالتَّاءِ لِلْمُبَالَغَةِ اَىْ بَاقٍ لَا ﴿وجاء فرعون ومن قبله﴾ اَتْبَاعُهُ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ الْقَافِ وَسُكُوْنِ الْبَاءِ اَىْ مَنْ تَقَدَّمَهُ مِنَ الْاُمَمِ الْكَافِرَةِ ﴿والمؤتفكت﴾ اَىْ اَهْلُهَا وَهِىَ قُرٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿بالخاطئة (۹)﴾ بِالْفِعْلَاتِ ذَاتِ الْخَطَاءِ ﴿فعصوا رسول ربهم﴾ اَىْ لُوْط وَغَيْرِهٖ ﴿فاخذهم اخذة رابية (۱۰)﴾ زَائِدَةً فِى الشِّدَّةِ عَلٰى غَيْرِهَا ﴿انا لما طغا الماء﴾ عَلَا فَوْقَ كُلِّ شَىْءٍ

مِنَ الْجِبَالِ وَغَيْرِهَا زَمَنَ الطُّوفَانِ ﴿حملنكم﴾ يَعْنِيْ آبَاءَ كُمْ إِذْ أَنْتُمْ فِيْ أَصْلَابِهِمْ ﴿ في الجارية(١١)﴾ اَلسَّفِيْنَةِ الَّتِيْ عَمِلَهَا نُوْحٌ وَنَجَاهُوَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ فِيْهَا وَغَرِقَ الْبَاقُوْنَ ﴿لنجعلها﴾ أَيْ هٰذِهِ الْفِعْلَةِ وَهِيَ إِنْجَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِهْلَاكُ الْكَافِرِيْنَ ﴿ لكم تذكرة﴾ عِظَةً ﴿ وتعيها﴾ لِتَحْفَظَهَا ﴿ اذن واعية(١٢)﴾ حَافِظَةٌ لِمَا تَسْمَعُ ﴿فاذا نفخ في الصور نفخة واحدة(١٣)﴾ لِلْفَصْلِ بَيْنَ الْخَلَائِقِ وَهِيَ الثَّانِيَةُ ﴿وحملت ﴾ رُفِعَتْ ﴿الارض والجبال فدكتا دكة واحدة(١٤)فيومئذ وقعت الواقعة(١٥)﴾ قَامَتِ الْقِيَامَةُ ﴿وَانشقت السماء فهي يومئذ واهية(١٦)﴾ ضَعِيْفَةٌ ﴿والملك ﴾ يَعْنِي الْمَلَائِكَةِ ﴿على ارجائها﴾ جَوَانِبِ السَّمَاءِ ﴿ويحمل عرش ربك فوقهم﴾ أَيِ الْمَلَائِكَةِ الْمَذْكُوْرِيْنَ ﴿ يومئذ ثمنية(١٧)﴾ مِنَ الْمَلَائِكَةِ أَوْ مِنْ صُفُوْفِهِمْ ﴿يومئذ تعرضون﴾ لِلْحِسَابِ ﴿ لا تخفى﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿ منكم خافية(١٨)﴾ مِنَ السَّرَائِرِ ﴿فاما من اوتى كتبه بيمينه فيقول﴾ خِطَابًا بِالْجَمَاعَتِهِ لِمَا سُرَّبِهِ ﴿ هاؤم﴾ خُذُوْا ﴿ اقرء و كتبيه(١٩)﴾ تَنَازَعَ فِيْهِ هَاؤُمُ وَاقْرَءُوْا ﴿انى ظننت ﴾ تَيَقَّنْتُ ﴿انى ملق حسابيه(٢٠)فهو في عيشة راضية(٢١)﴾ مَرْضِيَّةٍ ﴿في جنت عالية(٢٢)قطوفها﴾ ثِمَارُهَا ﴿دانية(٢٣)﴾ قَرِيْبَةٌ يَتَنَاوَلُ مِنْهَا الْقَائِمُ وَالْقَاعِدُ وَالْمُضْطَجِعُ فَيُقَالُ لَهُمْ ﴿كلوا واشربوا هنيئا ﴾ حَالٌ أَيْ مُتَهَنِّيْنَ ﴿بما اسلفتم في الايام الخالية(٢٤)﴾ اَلْمَاضِيَةِ فِي الدُّنْيَا ﴿واما من اوتى كتبه بشماله فيقول يا﴾ لِلتَّنْبِيْهِ ﴿ ليتنى لم اوت كتبيه(٢٥)ولم ادرما حسابيه(٢٦)يليتها ﴾ أَيِ الْمَوْتَةُ فِي الدُّنْيَا ﴿كانت القاضية (٢٧)﴾ اَلْقَاطِعَةُ لِحَيَاتِيْ بِأَنْ لَا أُبْعَثَ ﴿ما اغنى عنى ماليه (٢٨)هلك عنى سلطنيه(٢٩)﴾ قُوَّتِيْ وَحُجَّتِيْ وَهَاءُ كِتَابِيَهْ وَحِسَابِيَهْ وَمَالِيَهْ وَسُلْطَانِيَهْ لِلسَّكْتِ تُثْبَتُ وَقْفًا وَوَصْلًا اِتِّبَاعًا لِمَصْحَفِ الْإِمَامِ وَالنَّقْلِ وَمِنْهُمْ مَنْ حَذَفَهَا وَصْلاً ﴿خذوه﴾ خِطَابٌ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ﴿فغلوه(٣٠)﴾ اَجْمَعُوْا يَدَيْهِ إِلٰى عُنُقِهِ فِي الْغُلِّ ﴿ثم الجحيم ﴾ اَلنَّارَ الْمُحْرِقَةَ ﴿صلوه (٣١)﴾ اَدْخِلُوْهُ ﴿ثم في سلسلة ذرعها سبعون ذراعا﴾ بِذِرَاعِ الْمَلَكِ ﴿فاسلكوه(٣٢)﴾ أَيْ اَدْخِلُوْهُ فِيْهَا بَعْدَ إِدْخَالِهِ النَّارِ وَلَمْ تَمْنَعِ الْفَاءِ مِنْ تَعَلُّقِ الْفِعْلِ بِالظَّرْفِ الْمُقَدَّمِ ﴿انه كان لايؤمن بالله العظيم(٣٣)ولا يحض على طعام المسكين(٣٤)فليس له اليوم ههنا حميم(٣٥)﴾ قَرِيْبٌ يَنْتَفِعُ بِهِ ﴿ولا طعام الا من غسلين(٣٦)﴾ صَدِيْدُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ شَجَرٌ فِيْهَا ﴿لا يأكله الا الخاطئون(٣٧)﴾ اَلْكَافِرُوْنَ.

﴿ترجمه﴾

وہ حق ہونیوالی (یعنی قیامت جس میں ہو جائینگی وہ چیزیں جن کا انکار کیا جاتا تھا جیسے مرنے کے بعد اٹھایا جانا، حساب کتاب ہونا اور لوگوں کو بدلہ دیا جانا یا ''الحاق'' کا معنی ہے حق کو ظاہر کرنے والی یعنی مذکورہ امور کو......) کیسی وہ حق ہونے والی (زیادتی تعظیم کے لیے اس پیرائے میں ذکر کیا گیا ہے ''ما الحاقة'' مبتدا خبر ہو کر ماقبل الحاقة کی خبر ہے) اور تم نے کیا جانا (ادرک بمعنی اعلمک ہے) کیسی وہ حق ہونے والی (زیادتی تعظیم کے لیے اسے اس پیرائے میں ذکر کیا گیا ہے پہلا والا ''ما'' مبتدا اور ''الحاقة'' خبر ہے اور دوسرا والا ''ما'' اور اس کا مابعد ''ادری'' فعل کے مفعول ثانی کے محل میں ہیں) ثمود اور عاد نے سخت صدمہ دینے والی کو جھٹلایا (یعنی قیامت کو، اسے ''قارعة'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی گھبراہٹ اور شدائد دل کو پاش پاش کر کے رکھ دیں گے) تو ثمود

تو ہلاک کیے گئے حد سے گزری ہوئی چنگھاڑ سے (جو شدت میں حد سے گزری ہوئی تھی، "طـــاغية" کا معنی ہے، حد سے گزری ہوئی چنگھاڑ) اور رہے عاد وہ ہلاک کیے گئے سخت گرجتی آندھی سے (جو کہ عاد جیسی قوی اور سخت قوم پر بھی شدید تھی، "صـرصـر" کا معنی ہے گرجدار اور "عاتية" کا معنی ہے سخت قوی) وہ ان پر قوت کے ساتھ بھیجی (سخرها بمعنی ارسلها بالقهر ہے) سات راتیں اور آٹھ دن (ان میں کا پہلا دن بدھ کی صبح سے اگلے بدھ تک آخر ماہ شوال میں تیز سردی کے موسم میں) لگاتار (حسوما بمعنی متتابعات ہے، حاسم کہتے ہیں زخم پر داغ لگانے والے کو، یہاں اسے "حاسم" کے لگاتار فعل سے تشبیہ دی گئی ہے کہ حاسم بار بار زخم داغ لگاتا ہے حتیٰ کہ وہ جڑ سے کٹ جاتا ہے.....الخ) تو ان لوگوں کو ان میں دیکھو بچھڑے ہوئے (ہلاک کردہ، صرعی بمعنی مطروحین هالكين ہے) تو تم ان میں سے کسی بچی ہوئی (جان) کو دیکھتے ہو ("باقية" یہ "نفس" مقدر کی صفت ہے اور اس میں تاء مبالغہ کی ہے) اور فرعون اور اس سے اگلے (یعنی اس کے پیروکار، ایک قرائت میں "قبل" قاف مفتوحہ اور باء ساکنہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس صورت میں معنی ہوگا اس سے پہلے کی امتیں) اور الٹنے والی بستیاں (یعنی بستی والے، اس سے مراد قوم لوط کی بستیاں ہیں) خطا لائے (یعنی خطاء پر مبنی افعال انجام دیئے) تو انہوں نے اپنے رب کے رسولوں کا حکم نہ مانا (یعنی حضرت لوط علیہ السلام وغیرہ کے حکم کو نہ مانا) تو اس نے انہیں بڑھی چڑھی گرفت سے پکڑا (یعنی ایسی گرفت سے کہ دوسروں پر کی جانے والی پکڑ سے بڑھ کر تھی) بیشک جب پانی نے سر اٹھایا تھا (طوفان کے زمانے میں پہاڑ وغیرہ ہر شے سے بلند و بالا ہو گیا) تو ہم نے تمہیں سوار کیا (یعنی تمہارے آباء و اجداد کو کہ تم اس وقت ان کی پشتوں میں تھے) کشتی میں (جسے حضرت نوح علیہ السلام نے بنایا تھا وہ اور جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے نجات پا گئے اور باقی لوگ غرق ہو گئے، الـجـارية بمعنی السـفـينة ہے) تا کہ اسے (یعنی اس فعل کو یعنی مسلمانوں کو نجات دینے اور کفار کو ہلاک کرنے کو) تمہارے لیے نصیحت کر دیں (تذكرة کے معنی نصیحت ہے) اور اسے محفوظ رکھے (تعيها بمعنی لتحفظها ہے) وہ کان کہ سن کر محفوظ رکھتا ہو ("واعية" کا معنی ہے سنی ہوئی بات کو محفوظ رکھنے والے کان) پھر جب صور پھونک دیا جائے ایک دم (مخلوق کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے اس سے مراد نفخۂ ثانیہ ہے) اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر (یہاں حملت بمعنی رفعت ہے) دفعتاً چورا کر دیئے جائیں (دكتا بمعنی دفتا ہے) وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی (یعنی اس دن قیامت قائم ہو جائیگی) اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن وہ کمزور ہوگا (واهية بمعنی ضـعـيـفة ہے) اور فرشتے (الـمـلك بمعنی الـمـلائـكة ہے) اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے ("ارجـــائهـــا" کا معنی آسمان کے کنارے ہیں) تو اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوں گے (یعنی مذکورہ فرشتے) آٹھ (یعنی آٹھ فرشتے یا پھر فرشتوں کی آٹھ صفیں......الخ) اس دن تم سب (حساب کتاب کے لیے) پیش ہو گے کہ تم سے چھپنے والا (اُس روز) چھپ نہ سکے گا ("لا يـخـفـى" کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) تو وہ جسے اپنا نامۂ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا (اپنی جماعت سے بات کرتے ہوئے اس شے کے بارے میں جس کے سبب وہ خوش ہوا ہوگا) تو میرے نامۂ اعمال پڑھو ("كتابية" میں "ها ؤم" اور "اقرءوا" فعل کا تنازع ہوا ہے) مجھے یقین تھا (ظننت بمعنی تيقنت ہے) کہ میں اپنے حساب کو پہنچوں گا تو وہ من مانے چین میں ہے (راضية بمعنی مـرضـية ہے) بلند باغ میں جس کے خوشے (یعنی جس کے پھلوں کے خوشے) جھکے ہوئے (بیٹھے ہوئے کھڑے ہوئے لیٹے ہوئے جس طرح چاہے اس سے لے سکے اور اس سے کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو رچتا ہوا (هنيئا بمعنی متهنين سے حال بن رہا ہے) صلہ اس کا جو تم نے (دنیا میں) گزرے دنوں میں آگے بھیجا (الخالية بمعنی الـمـاضـية ہے) اور وہ جو اپنا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا ہائے کسی طرح ("يـلـيـتـنـى" میں یاء تنبیہ کے لیے ہے) مجھے اپنا نامۂ اعمال نہ دیا جاتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ہائے کسی طرح وہ (دنیاوی موت) ہی قصہ چکا جاتی (میری

حیاتی کو منقطع کردیتی مجھے دوبارہ نہ اٹھایا جاتا) مجھے کچھ کام نہ آیا میرا مال میرا سب زور جاتا رہا (سلطانیة بمعنی قوتی و حجتی ہے،" کتابیة "،" حسابیة "،" مالیة" اور" سلطانیة" کی ھاء مصحف حضرت عثمان کے اتباع اور نقل کی وجہ سے بحالت وقف اور وصل ثابت رہے گی، بعض قراء بحالت وصل اس "ھاء" کو حذف کرکے پڑھتے ہیں) اسے پکڑو (یہ خطاب داروغہ جہنم سے ہے) پھر اسے طوق ڈالو (یعنی اس کے ہاتھ کو گردن کے ساتھ ملا کر طوق میں ڈال دو) پھر اسے بھڑکتی آگ میں داخل کرو (الجحیم کے معنی بھڑکتی آگ اور، صلوہ بمعنی ادخلوہ ہے) پھر ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے (فرشتوں کے ہاتھوں کے مطابق ......) اسے پرودو (یعنی اسے آگ میں داخل کرنے کے بعد اس زنجیر میں پرودو، فعل کے ظرف مقدم کے ساتھ متعلق ہونے کے سبب یہاں" فاء" کا لانا ممتنع نہیں ہے) بیشک وہ عظمت والے اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہ دیتا تو آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں (کوئی قریبی دوست جو اسے کچھ نفع دے سکے) اور نہ کھانے کو مگر دوزخیوں کا پیپ ("غسلین" سے مراد یا تو دوزخیوں کا پیپ ہے یا پھر جہنمی پیڑ) اسے نہ کھائیں گے مگر خطا کار (یعنی کافر لوگ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الحاقة ماالحاقة وماادرک ما الحاقة﴾

الحاقة: مبتدا، ما: استفہامیہ مبتدا، الحاقة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل بافاعل ومفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، الحاقة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذبت ثمود وعاد بالقارعة فاما ثمود فاهلکوا بالطاغية﴾

کذبت: فعل، ثمود: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عاد: معطوف، ملکر فاعل، بالقارعة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: عاطفہ، اما شرطیہ، ثمود مبتدا، ف: جزائیہ، اهلکوا: فعل مجہول بانائب الفاعل، بالطاغية: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مهما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما عاد فاهلکوا بریح صرصر عاتية سخرها عليهم سبع ليال وثمنية ايام حسوما﴾

و: عاطفہ، اما شرطیہ، عاد مبتدا، ف: جزائیہ، اهلکوا: فعل مجہول بانائب الفاعل، ب: جار، ریح: موصوف، صرصر: صفت اول، عاتية: صفت ثانی، سخر: فعل بافاعل، ها: ضمیر ذوالحال، حسوما: حال، ملکر مفعول، علیهم: ظرف لغو، سبع لیال: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ثمنية ايام: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثالث، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مهما یکن من شیی فی الدنیا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فترى القوم فيها صرعى كانهم اعجاز نخل خاوية فهل ترى لهم من باقية﴾

ف: عاطفہ، تری: فعل بافاعل، القوم: ذوالحال، صرعی: حال اول، کانهم: حرف مشبہ واسم، اعجاز: مضاف، نخل خاوية: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مفعول، فیها: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، هل: حرف استفہام، تری: فعل بافاعل، لهم: ظرف لغو، من: زائد، باقية: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجاء فرعون ومن قبله والموتفكت بالخاطئة فعصوا رسول ربهم فاخذهم اخذة رابية﴾

و: مستانفہ، جاء: فعل، فرعون: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من قبله: موصول صلہ، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، الموتفكت: معطوف ثانی، ملکر فاعل، بالخاطئة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: عاطفہ، عصوا: فعل بافاعل، رسول ربهم: مفعول، ملکر جملہ

فعلیہ ،ف :عاطفہ ،اخذھم:فعل با فاعل ومفعول،اخذۃ رابیۃ:مرکب توصیفی مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا لما طغا الماء حملنکم فی الجاریۃ لنجعلھا لکم تذکرۃ وتعیھا اذن واعیۃ﴾

انا: حرف مشبہ واسم ،لما:شرطیہ،طغا الماء:جملہ فعلیہ شرط ،حملنکم:فعل بافاعل ومفعول،فی الجاریۃ: ظرف لغو اول،لام: جار،نجعلھا:فعل بافاعل ومفعول،لکم:ظرف مستقر حال مقدم،تذکرۃ: ذوالحال،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،تعیھا:فعل ومفعول،اذن واعیۃ: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر تقدیر ان مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا نفخ فی الصور نفخۃ واحدۃ وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ فیومئذ وقعت الواقعۃ﴾

ف: مستانفہ،اذا:ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،نفخ:فعل مجہول،فی الصور: ظرف لغو،نفخۃ واحدۃ: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،حملت الارض والجبال: جملہ فعلیہ معطوف اول ،ف: عاطفہ،دکتا:فعل بافاعل،دکۃ واحدۃ: مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر شرط،ف: جزائیہ،یومئذ ظرف مقدم،وقعت الواقعۃ:فعل وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وانشقت السماء فھی یومئذ واھیۃ والملک علی ارجائھا﴾

و: عاطفہ،انشقت:فعل،السماء: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ،ف:عاطفہ،ھی:مبتدا،یومئذ: ظرف مقدم،واھیۃ:اسم فاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،الملک:مبتدا،علی ارجائھا: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمنیۃ یومئذ تعرضون لا تخفی منکم خافیۃ﴾

و: عاطفہ،یحمل:فعل،عرش ربک: ذوالحال،فوقھم:ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر مفعول،یومئذ:ظرف،ثمنیۃ: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،یومئذ:ظرف مقدم،تعرضون:فعل مجہول واؤ ضمیر ذوالحال،لاتخفی:فعل نفی،منکم:ظرف مستقر حال مقدم،خافیۃ:ذوالحال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاما من اوتی کتبہ بیمینہ فیقول ھاؤم اقرء وا کتبیہ﴾

ف: مستانفہ،اما:حرف شرط،من:موصولہ،اوتی کتبہ:فعل مجہول بانائب الفاعل ومفعول ثانی،بیمینہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،یقول قول،ھاوم:اسم فاعل بمعنی ،خذوا: بافاعل،ملکر مقولہ اول،اقرء وا: فعل امر بافاعل،کتبی:اصلہ "کتابی"مفعول،ہ: ھاء ساکتہ،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ثانی،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مھما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انی ظننت انی ملق حسابیہ﴾

انی: حرف مشبہ واسم،ظننت:فعل بافاعل،انی:حرف مشبہ واسم،ملق:اسم فاعل بافاعل،حسابی:مفعول،ہ:ھاسکوتی،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فھو فی عیشۃ راضیۃ فی جنۃ عالیۃ قطوفھا دانیۃ﴾

ف: فصیحیہ،ھو:مبتدا،فی: جار،عیشۃ راضیۃ:مرکب توصیفی مجرور،ملکر مبدل منہ،فی:جار،جنۃ:موصوف،عالیۃ:صفت اول،قطوفھا دانیۃ: جملہ اسمیہ صفت ثانی،ملکر بدل،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "اذا کان الامر

کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کلوا و شربوا هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیة﴾

کلوا: فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و:عاطفہ،شربوا:فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال،هنیئا: بافاعل،ب: جار،ما:موصولہ،اسلفتم:فعل بافاعل،فی ایام الخالیة: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر قول محذوف "یقال لهم ذلک" کا مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واما من اوتی کتبه بشماله فیقول یلیتنی لم اوت کتبیه ولم ادر ماحسابیه﴾

و: عاطفہ،اما:شرطیہ،من:موصولہ،اوتی کتبه بشماله: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،یقول قول،یا:للتنبیہ،لیتنی: حرف مشبہ واسم،لم اوت: فعل نفی با نائب الفاعل،کتبیه:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و:عاطفہ،لم ادر: فعل نفی بافاعل،ما: استفہامیہ مبتدا،حسابیه: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مهما یکن من شیی فی الدنیا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یلیتها کانت القاضیة ما اغنی عنی مالیه هلک عنی سلطنیه﴾

یا: حرف نداء تنبیہ،لیتها:حرف مشبہ واسم،کانت:فعل ناقص بااسم،القاضیة:خبر،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ما اغنی:فعل نفی،عنی:ظرف لغو،ما:موصولہ،لی:جار مجرور ظرف مستقر صلہ،ہ:ہاء سکوتی،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،هلک:فعل،عنی:ظرف لغو،سلطنیه:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿خذوه فغلوه ثم الجحیم صلوه ثم فی سلسلة ذرعها سبعون ذراعا فاسلکوه﴾

خذوه: فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف:عاطفہ،غلوه:فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول،ثم: عاطفہ،الجحیم:مفعول فعل محذوف "صلو" کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ مفسر،صلوه:جملہ فعلیہ مفسر،ملکر معطوف ثانی،ثم: عاطفہ،فی:جار،سلسلة:موصوف،ذرعها:مبتدا،سبعون: ممیز،ذراعا:تمیز،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو مقدم،ف: عاطفہ،اسلکوه:فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث،ملکر قول محذوف "یقال لهم" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿انه کان لا یومن بالله العظیم ولا یحض علی طعام المسکین﴾

انه: حرف مشبہ واسم،کان:فعل ناقص بااسم،لایومن:فعل نفی بافاعل،بالله العظیم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،لایحض:فعل نفی بافاعل،علی طعام المسکین:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلیس له الیوم ههنا حمیم ولا طعام الا من غسلین﴾

ف: فصیحیہ،لیس:فعل ناقص،له:ظرف مستقر خبر مقدم،الیوم:ظرف متعلق "الاستقرار" مصدر محذوف کیلئے،ها:للتنبیہ،هنا: ظرف "الاستقرار" مصدر محذوف اپنے مفعول دونوں سے،ملکر شبہ جملہ حال مقدم،حمیم: ذوالحال،ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا: نافیہ،طعام:موصوف،الا:اداۃ حصر،من غسلین:ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف،ملکر اسم موخر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا یا کله الا الخاطئون﴾

لا یاکله: فعل نفی ومفعول،الا:اداۃ حصر،الخاطئون:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ "غسلین" ماقبل کی صفت واقع ہے۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

الحاقۃ کی تکرار میں اسرار ورموز:

۱۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الحاقۃ ما الحاقۃ وما ادرک ما الحاقۃ وہ حق ہونے والی کیسی وہ حق ہونے والی اور تم نے کیا جانا کیسی وہ حق ہونے والی ہے (الحاقۃ: ۱ تا ۳)﴾۔ اس بارے میں مفسرین کے اقوال یہ ہیں: (۱)۔۔۔۔۔قیامت کے ناموں میں سے ایک نام الحاقۃ بھی ہے، اللہ ﷻ اس کی عظمت کو جانتا ہے اور اپنے بندوں کو اس دن کی شدت سے ڈراتا ہے۔ (۲)۔۔۔۔۔قتادہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے جس دن سب عمل کرنے والوں کے عمل سامنے پیش کئے جائیں گے۔ (۳)۔۔۔۔۔اس دن کی ہولناکی اور شدت کے باعث بار بار تکرار کی گئی ہے تا کہ مخلوق کو اس کی شدت وہولناکی سے آگاہ کیا جائے جس کا تصور کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کا خیال کسی کے دل میں پیدا ہوسکتا ہے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۹، ص ٦٤)

امام رازی لکھتے ہیں: اس بات پر اجماع ہے کہ الحاقۃ سے مراد قیامت کا دن ہے، اور اس کے معنی میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس بارے میں مفسرین کرام کے اقوال ہیں۔ (۱)۔۔۔۔۔ الحاقۃ بمعنی الحق یعنی ثابت ہونا ہے، پس قیامت کا وقوع ثابت واجب ہو چکا ہے کہ وہ ضرور آنی ہے اور اس میں کسی کو شک کی گنجائش نہیں۔ (۲)۔۔۔۔۔جو امور قیامت کے دن متحقق ہونے ہیں اس کا علم میں نہیں جانتا مگر (اے اللہ ﷻ!) تیرے فرمان کے مطابق۔ (۳)۔۔۔۔۔قیامت کا وجود یقینی ہے، ثواب وعتاب دونوں امور واجب ہیں جو کہ قیامت میں وقوع پذیر ہونے ہیں، اور یہی سارے قیامت میں ہونے ہیں۔ (۴)۔۔۔۔۔ الحاقۃ بمعنی الحقۃ سے ہے جو کہ الحق سے اخص ہے، یعنی مجھ پر قیامت قائم کرنا واجب ہے۔ اور یہ صورت پہلی صورت سے قریب ترین ہے۔ (۵)۔۔۔۔۔ابواللیث کہتے ہیں کہ اس کے وقوع میں کوئی جھوٹ والی بات نہیں ہے، کیونکہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿لیس لوقعتھا کاذبۃ اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی (الواقعۃ: ۲)﴾۔ (٦)۔۔۔۔۔وہ جس میں ہر گمراہ اور ھدایت یافتہ کو اس کے اعمال کی جزا دی جائے گی، مراد اس سے قیامت کا دن ہے۔ (۷)۔۔۔۔۔مراد وہ وقت ہے جو کسی قوم پر ہونا متحقق ہو چکا ہے۔ (۸)۔۔۔۔۔قیامت حق ہے جس میں تمام مکلفین کے اعمال پیش ہونے ہیں، پس اس دن یا تو بندہ ثواب پائے گا یا سزا کا مستحق ہوگا اور انتظار کی حد سے نکل جائے گا اور یہی قول زجاج کا ہے۔ (۹)۔۔۔۔۔ باطل کے ذریعے جو بھی اللہ ﷻ کے دین کے معاملے میں جھگڑتے ہونگے ان کے لئے یہ دن فیصلے کا دن ہوگا اسی لئے اس دن کو الحاقۃ بمعنی الحق کہا گیا ہے۔ (۱۰)۔۔۔۔۔ابو مسلم کہتے ہیں اس دن میں اللہ ﷻ کی بات ثابت ہوجائے گی۔ (الرازی، ج۱۰، ص ٦٢٠)

حسوما کے معنی:

۲۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سخرھا علیھم سبع لیال وثمنیۃ ایام حسوما۔۔۔۔۔ الخ وہ ان پر قوت سے لگا دی سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار (الحاقۃ: ۷)﴾۔ اللہ ﷻ نے اس آیت اور اس سے ماقبل آیت میں قوم عاد کی بربادی وہلاکت کا ذکر فرمایا ہے کہ سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار اُن پر عذاب الٰہی مسلط رہا۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: حسم کے معنی کسی چیز کے اثر کو زائل کرنا ہے، یعنی کسی جگہ کو وہاں کے نشانات وغیرہ سمیت ختم کردینا، اسی سے اللہ ﷻ کا فرمان بھی ہے: ﴿سبع لیال وثمنیۃ ایام حسوما سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار (الحاقۃ: ۷)﴾ یعنی قوم عاد کے نقوش کو مٹا دیا اور ان کی خبروں اور اعمار کو ختم کردیا اور یہ لفظ اپنے عموم کے اعتبار سے ہر چیز کو زائل کرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

(المفردات، ص ۱۲۵)

مفسرین کرام نے اس کی دو وجوہات بیان کی ہیں: (۱)۔۔۔۔۔ اکثر کا قول یہی ہے، کہ یہ عذاب ان پر لگاتار آیا یعنی سات راتیں اور آٹھ

دن مسلسل عذاب میں مبتلا رہے۔ان پر ہوائیں چلتی رہیں،ان میں کوئی انقطاع نہیں ہے۔اور یہ ہوائیں مستقل بنیاد پر جاری رہیں یہاں تک کہ ایک ساعت بھی وقفہ نہ ملتا۔(۲)...... یہ ہوائیں ہر قسم کی خیر کو اپنے ساتھ لے گئیں،ہر برکت کو ختم کر دیا،اور ان میں سے کوئی بھی برکت وخیر باقی نہ رہی۔ (الرازی، ج۱۰،ص ۶۲۲)

عرش اٹھانے والے فرشتوں کا بیان:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿والملک علی ارجائها ویحمل عرش ربک فوقهم یومئذ ثمانیة فرشتے اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے (الحاقۃ:۱۷)﴾۔اس آیت میں ارجائها بمعنی اطرافها ہے،یعنی فرشتے جن کا مکان آسمان ہے،اس کے پھٹنے کے وقت میں موجود ہونگے ،یہ ابن عباس کا قول تھا جب کہ ثعلبی نے ضحاک سے منقول کیا ہے کہ آسمان اپنے اطراف سے نہیں پھٹے گا کیونکہ آسمان فرشتوں کا جائے مسکن ہے اور جب وہ پھٹ جائے تو فرشتے اطراف میں موجود ہونگے۔سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرشتے دنیا کے کناروں پر ہوتے ہیں یعنی زمین پر اترتے ہیں اور اس کے کناروں پر پہرہ دیتے ہیں۔ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ جب آسمان پھٹ جائے گا تو فرشتے اسی قطعہ پر کھڑے ہونگے جو پھٹنے سے محفوظ ہوگا۔ابن عباس کہتے ہیں کہ فرشتوں کی آٹھ صفیں ہیں جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں لیکن ان کی گنتی اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔اور ابن زید کہتے ہیں عرش اٹھانے والے آٹھ فرشتے ہیں۔حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل ہی ان کی تعداد جانتا ہے کہ وہ آٹھ ہیں یا آٹھ ہزار ہیں۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:''آج عرش اٹھانے والے فرشتے چار ہیں لیکن قیامت کے دن ان کی تعداد آٹھ ہوگی''۔ (القرطبی، الجزء:۲۹،ص ۲۳۱وغیرہ)

☆......حضرت عباس بن عبدالمطلب کہتے ہیں دو آسمانوں میں ۷۱ یا ۷۲ یا ۷۳ سال کی مسافت کا فاصلہ ہے،پھر اس آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اسی طرح بتایا۔پھر ساتویں کے اوپر ایک سمندر ہے جس کی نیچے والی اور اوپر والی سطح میں اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے کا،پھر اس کے اوپر آٹھ بکری نما فرشتے ہیں جن کے کھروں اور گھٹنوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا۔پھر اُن کی پیٹھوں کے اوپر عرش ہے جس کے نیچے والے اور اوپر والے حصے میں اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا،پھر اللہ عزوجل اپنی شان کے لائق موجود ہے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب:فی الجھمیۃ، رقم: ۴۷۲۳،ص ۸۸۴)

ستر ہاتھ زنجیر میں پرونے کا بیان:

۴......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿ثم فی سلسلة ذرعها سبعون ذراعا فاسلکوه پھر ایسی زنجیر جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے اسے پرو دو(الحاقۃ:۳۲)﴾۔حسن کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل ہی جانتا ہے کہ کتنی ذراع لمبی زنجیریں ہونگی،حضرت ابن عباس کہتے ہیں فرشتوں کی پیمائش کے اعتبار سے ستر ہاتھ لمبی زنجیریں ہونگی۔نوف کہتے ہیں کہ ہر گز ستر باع (ہاتھ پھیلانے کی مقدار جو کہ فیاض آدمی مال لٹاتے ہوئے کرتا ہے) ہے۔مقاتل کہتے ہیں کہ ان زنجیروں کے حلقے ایسے ہیں کہ اگر ان میں پہاڑ بھی پگھلا کر ڈالا جائے تو ڈالا جا سکتا ہے جیسا کہ سونے یا رانگ وسیسہ کو پگھلایا جاتا ہے۔کعب کہتے ہیں کہ ان زنجیروں کے حلقے اتنے مضبوط ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ستر ہاتھ کی مقدار تک لمبے ہیں اور دنیا کے تمام لوہے سے (زیادہ) مضبوط ہیں۔اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿فاسلکوه﴾یعنی ان کی دُبُر سے مونہہ تک کو پرو دیا جائے گا۔مقاتل کہتے ہیں کہ زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ زنجیروں سے باندھ کر کھینچا جائے گا۔ (القرطبی، الجزء:۲۹،ص ۲۳۷)

اغراض:

التی یحق: باب ضرب سے ہے، مراد ثابت اور متحقق ہونا ہے، پس ''التحقیق'' کی نسبت زمانے کی طرف مجاز عقلی کے باعث ہے یعنی وہ زمانہ مراد ہے جو دنیا میں بعث بعد الموت کے انکار کرنے کی صورت میں وقوع پذیر ہوا۔ تعظیم لشانھا: اللہ کے فرمان: ﴿ما الحاقۃ﴾ میں استفہام سے مقصود قیامت کی ہولنا کی اور اس کی عظمت کا بیان کرنا مقصود ہے اور یہاں ضمیر ''ما ھی'' کے بجائے ﴿ما الحاقۃ﴾ اسم ظاہر لائے تا کہ کلام میں تا کید پیدا ہو سکے۔ زیادۃ تعظیم: یعنی تکرار کرنے کی حکمت استفہام ہے، مراد قیامت کی عظمت اور ہولنا کی بیان کرنا مقصود ہے اور اس کے بعد ﴿وما ادرک﴾ کا خطاب بھی انہی وجہ سے ہے۔

لانھا تقرع القلوب: یعنی قیامت کے خوف اور غم کے باعث دل مونھ کو آئیں گے۔ بالصیحۃ: مراد حضرت جبرائیل کی گرجدار آواز ہے، اور یہ آواز قوم ثمود کو سنائی گئی، جس کا ذکر قرآن میں چار مقامات پر ہوا، چنانچہ ''الاعراف'' میں ﴿الرجفۃ﴾ کے ذریعے، ''ھود'' میں ﴿الصیحۃ﴾ کے ذریعے، ''حم سجدہ'' میں ﴿الصاعقۃ﴾ کے ذریعے، اور متذکرہ سورت ''الحاقۃ'' میں ﴿الطاغیۃ﴾ کے ذریعے۔ پس ﴿الرجفۃ﴾ سے مراد زلزلہ آنا ہے کہ حضرت جبرائیل کی بلند آواز سے اُن پر زمین ہلنے لگی، اور ﴿الصاعقۃ﴾ سے مراد اُن پر موت طاری ہو جانا ہے، اور ﴿الطاغیۃ﴾ سے مراد سرکشی اور کفر کی وجہ سے ہلاکت ہونا ہے۔

المجاوزۃ للحد: یعنی ایسی آواز جس کی وجہ سے ہول و شدت میں حد سے بڑھ کر اضافہ مانا جائے۔ اولھا من صبح یوم الاربعاء: یعنی بدھ سے عذاب کا آغاز ہوا اور مکمل ایک ماہ میں بدھ ہی کے دن عذاب کا اختتام ہوا۔ فارغۃ: کہا جاتا ہے کہ یہ ہوا اُن کے مونھ کے ذریعے داخل ہوتی اور پیچھے کے راستے آنتوں سمیت باہر نکلتی۔

وغیرہ: سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، ایک قرائت کے مطابق ﴿من قبلہ﴾ میں قاف کی کسرہ کے ساتھ جب کہ دوسری قرائت کے مطابق حضرت موسیٰ کے علاوہ بھی اللہ کے رسول کی مخالفت کرنے والے مراد ہیں، اس صورت میں قاف فتح کے ساتھ ہوگا۔ علی غیرھا: مراد امتوں کا عذاب ہے۔ علا فوق کل شیء من الجبال: یعنی ہلاکت و بربادی کا پانی پہاڑوں سے بھی پندرہ ہاتھ اوپر چڑھ گیا۔ زمن طوفان: مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ ''زمن نوح''۔ یعنی آباء کم: ایک سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے، سوال یہ ہے کہ مخاطبین تو سفینے میں سوار نہ ہو پائے تو اللہ نے اُن پر احسان کیسے کر دیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ کلام میں مضاف حذف ہے مراد ''ابائکم'' ہے (یعنی پانی جب حد سے تجاوز کر گیا اور اپنی تباہی مچا کر رخصت ہوا)۔

حافظۃ لما تسمع: ''الحفظ'' کی نسبت ﴿اذن﴾ کی طرف مجازی ہے، اور مناسب یہ ہے کہ ''الحفظ'' کی نسبت صاحبِ حفظ کی طرف کی جائے، معنی یہ ہے کہ اقوال، افعال اور اعمال کے تقاضے کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضروریات دین کو حفظ کیا جائے۔

وھی الثانیۃ: مراد دوسرا نفخہ ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس کا قول ہے جب کہ دوسرے نفخہ حساب و جزاء پر مشتمل ہے، اور بہتر یہ ہے کہ پہلا نفخہ مراد لیا جائے۔ قامت القیامۃ: کے معنی قیامت کا پایا جانا ہے۔ ضعیفۃ: یعنی اُس دن آسمان میں قرار نہ ہوگا، پس وہ دھنکی ہوئی اون کی مثل ہونگے۔ من الملائکۃ او من صفوفھم: یعنی حاملین عرش کی تعداد کے بارے میں پانچ اقوال میں سے یہ دو اقوال ہیں: تیسرا قول یہ ہے کہ آٹھ ہزار ہونگے، چوتھا قول یہ ہے کہ آٹھ سے نو اجزاء یا پانچویں قول کے مطابق آٹھ سے دس اجزاء (صفوں) کے اعتبار سے ہونگے، مزید حاشیہ نمبر ''۴'' ملاحظہ کیجئے۔ تنازع فیہ: پس ﴿کتابیۃ﴾ کس کا مفعول ہے، اس بارے میں ''ھاء م'' اور ''اقرء وا'' کا تنازعہ ہے، پس بصریوں کے نزدیک دوسرے اور کوفیوں کے نزدیک پہلے فعل کا مفعول ہے۔ تیقنت: مراد یقین ہے، اور اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرنا ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ بندہ اسی نعمتوں کا ذکر کرنے کی برکت سے حساب کے دن خوف سے نجات حاصل کر لے گا

جب کہ اُسے یہ یقین ہے کہ اللہ حساب لے گا پس اُسے آخرت کے لئے اعمال اکھٹے کرنے چاہیے، پس اللہ اُس کی امید کو باقی رکھے گا اور خوف سے امن عطا فرمائے گا۔ الماضیة فی الدنیا: مراد ایام صیام (روزے کے دن) ہیں، مراد یہ ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے کھانے پینے سے رُک جانا، اسی بدلے کے نتیجے میں فرمایا: ﴿کلوا واشربوا﴾۔ ای الموتة فی الدنیا: یعنی کاش کے دنیا میں موت آجاتا میری حیات کو مکمل طور پر ختم کردیتی اور میں دوبارہ نہ اٹھایا جاتا۔ قوتی و حجتی: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿سلطانیة﴾ کی تفسیر میں دو اقوال ہیں: مراد وہ قوت ہے جو دنیا میں اُس کے لئے تھی اور دوسرا قول یہ ہے کہ دلیل جس کی وجہ سے وہ لوگوں پر حجت بازی کرتا تھا۔ خطاب لخزنة جهنم: یعنی جہنم کے داروغہ کی زبانی کلام ہونا مراد ہے، عنقریب "المدثر" میں بیان ہوگا کہ ان کی تعداد نو ہوگی، ایک قول "ملکا"، "صفا" اور "صنفا" کا بھی ہے۔ بذراع الملک: زنجیر دُبُر میں داخل کرکے ناک سے نکالی جائے گی، یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے۔ ایک قول کے مطابق ستر ذراع اور ایک قول کے مطابق ہر زنجیر میں ستر باع (دو ہاتھ کے پھیلانے کی مقدار کا فاصلہ) ہونگی اور ہر باع کی لمبائی مکہ اور کوفہ کے مابین راستے جتنی ہوگی۔ (الصاوی، ج۶، ص۱۵۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

﴿فلا﴾ لَازَائِدَةٌ ﴿اقسم بما تبصرون (۳۸)﴾ مِنَ الْمَخْلُوْقَاتِ ﴿وما لا تبصرون (۳۹)﴾ مِنْهَا اَیْ بِکُلِّ مَخْلُوْقٍ ﴿انه﴾ اَیِ الْقُرْاٰنُ ﴿لقول رسول کریم (۴۰)﴾ اَیْ قَالَهُ رِسَالَةً عَنِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی ﴿وما هو بقول شاعر قلیلا ما تؤمنون (۴۱) ولا بقول کاهن قلیلا ما تذکرون (۴۲)﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ فِی الْفِعْلَیْنِ وَمَازَائِدَةٌ مُؤَکِّدَةٌ وَالْمَعْنٰی اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِاَشْیَاءِ یَسِیْرَةٍ وَتَذَکَّرُوْهَا مِمَّا اَتٰی بِهِ النَّبِیُّ مِنْ خَیْرٍ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ فَلَمْ تُغْنِ عَنْهُمْ شَیْئًا بَلْ هُوَ ﴿تنزیل من رب العلمین (۴۳) ولو تقول﴾ اَیِ النَّبِیُّ ﴿علینا بعض الاقاویل (۴۴)﴾ بِاَنْ قَالَ عَنَّا مَالَمْ نَقُلْهُ ﴿لاخذنا﴾ لَنِلْنَا ﴿منه﴾ عِقَابًا ﴿بالیمین (۴۵)﴾ بِالْقُوَّةِ وَالْقُدْرَةِ ﴿ثم لقطعنا منه الوتین (۴۶)﴾ نِیَاطَ الْقَلْبِ وَهُوَ عِرْقٌ مُتَّصِلٌ بِهٖ اِذَا انْقَطَعَ مَاتَ صَاحِبُهٗ ﴿فما منکم من احد﴾ هُوَ اِسْمُ مَا وَمِنْ زَائِدَةٍ لِتَاکِیْدِ النَّفْیِ وَمِنْکُمْ حَالٌ مِنْ اَحَدٍ ﴿عنه حاجزین (۴۷)﴾ مَانِعِیْنَ خَبَرُ مَا جُمِعَ لِاَنَّ اَحَدًا فِی سِیَاقِ النَّفْیِ بِمَعْنَی الْجَمْعِ وَضَمِیْرُ عَنْهُ لِلنَّبِیِّ اَیْ لَامَانِعَ لَنَا عَنْهُ حَیْثُ الْعِقَابِ ﴿وانه﴾ اَیِ الْقُرْاٰنِ ﴿لتذکرة للمتقین (۴۸) وانا لنعلم ان منکم﴾ اَیُّهَا النَّاسُ ﴿مکذبین (۴۹)﴾ بِالْقُرْاٰنِ وَمُصَدِّقِیْنَ ﴿وانه﴾ اَیِ الْقُرْاٰنَ ﴿لحسرة علی الکفرین (۵۰)﴾ اِذَا رَاَوْا ثَوَابَ الْمُصَدِّقِیْنَ وَعِقَابَ الْمُکَذِّبِیْنَ بِهٖ ﴿وانه﴾ اَیِ الْقُرْاٰنَ ﴿لحق الیقین (۵۱)﴾ اَیْ لِلْیَقِیْنِ حَقُّ الْیَقِیْنِ ﴿فسبح﴾ نَزِّهْ ﴿باسم﴾ الْبَاءُ زَائِدَةٌ ﴿ربک العظیم (۵۲)﴾.

﴿ترجمہ﴾

تو مجھے قسم ان کی جنہیں (یعنی جس مخلوق کو) تم دیکھتے ہو ("فلا اقسم" میں "لا" زائدہ ہے) اور (ان میں سے) ان کی جنہیں تم نہیں دیکھتے (یعنی تمام ہی مخلوق کی) بیشک یہ (یعنی قرآن پاک) ایک کرم والے رسول کی باتیں ہیں (جو وہ اللہ ﷻ کی طرف سے تمہیں پہنچا رہے ہیں) اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو اور نہ کسی کاھن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو ("تؤمنون" "تذکرون" دونوں افعال کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور دونوں جگہ مذکور "ما" زائدہ ہے تاکید کے لیے، معنیٰ آیت یہ ہے کہ یہ لوگ محمد ﷺ کی لائی ہوئی باتوں میں سے آسان چیزوں پر ایمان لاتے اور اس پر دھیان کرتے ہیں بھلائی

کرنا، صلہ رحمی کرنا، پاکدامنی قائم رکھنا، لیکن یہ چیزیں انہیں نفع نہ دینگی وہ) اس نے اتارا ہے جو سارے جہاں کا رب ہے اور اگر وہ (یعنی نبی پاک ﷺ) ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے (یعنی ہمارے حوالے سے وہ بات کرتے جو ہم نے نہیں کہی) ضرور ہم انہیں قوت سے عقاب کرتے (بالیمین بمعنی بالقوۃ و القدرۃ ہے، لا خذنا بمعنی لَنِلْنا ہے) پھر ان کی رگ دل کاٹ دیتے (''وتین'' رگ دل کو کہتے ہیں یہ دل کے ساتھ متصل ہوتی ہے اس کے کٹنے سے بندہ مرجاتا ہے،......۱......) پھر تم میں کوئی نہ ہوتا (''من احد'' ''ما'' کا اسم ہے اس میں ''من'' زائدہ ہے نفی میں تاکید پیدا کرنے کے لیے ''منکم'' ''احد'' سے حال بن رہا ہے) ان کو بچانے والا (حاجزین بمعنی مانعین ہے، یعنی اس صورت میں انہیں عقاب الٰہی سے بچانے والا کوئی بھی نہ ہوگا، ''ما نعین'' ''ما'' کی خبر ہے اور جمع ہے کہ ''احد'' سیاق نفی میں واقع معنی جمع ہے ''عنہ'' کی ضمیر کا مرجع نبی پاک ﷺ ہیں) اور بیشک یہ (یعنی قرآن پاک ......۲......) ڈرالوں کو نصیحت ہے اور (اے لوگوں!) ضرور ہم جانتے ہیں کہ تم میں کچھ (قرآن پاک) کو جھٹلانے والے ہیں (اور کچھ اسے ماننے والے ہیں) اور بیشک وہ (یعنی قرآن پاک) کافروں پر حسرت ہے (جب کہ وہ تصدیق قرآن کرنے والوں کا ثواب اور اسے جھٹلانے والوں کے عذاب کو دیکھیں گے) اور بیشک وہ (یعنی قرآن پاک) یقینی حق (''حق الیقین'' میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف کی گئی ہے) تو اے محبوب پاکی بولو (یعنی تنزیہہ بیان کرو) تم اپنے عظمت والے رب کی (''باسم ربک'' ......۳...... میں لفظ ''اسم'' زائد ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فلا اقسم بما تبصرون وما لا تبصرون انه لقول رسول کریم وما هو بقول شاعر﴾

ف: مستانفہ، لا: زائدہ، اقسم: فعل بافاعل، ب: جار، ماتبصرون: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، مالاتبصرون: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، انہ حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، قول رسول کریم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، ھو: اسم، ب: زائد، قول شاعر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿قلیلا ما تومنون ولا بقول کاهن قلیلا ما تذکرون﴾

قلیلا: ''ایمانا'' مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، ما: زائد، تومنون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، بقول کاھن: معطوف ہے ماقبل ''بقول شاعر'' پر، قلیلا: ''ایمانا'' مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، ما: زائد، تذکرون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تنزیل من رب العلمین﴾

تنزیل: مصدر بافاعل، من رب العلمین: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر ''ھو'' مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین﴾

و: عاطفہ، لو: شرطیہ، تقول علینا: فعل بافاعل وظرف لغو، بعض الاقاویل: نائب مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، اخذنا: فعل با ''نا'' ضمیر ذوالحال، بالیمین: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، منہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قطعنامنہ الوتین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جملہ شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فما منکم من احد عنه حاجزین وانه لتذکرة للمتقین﴾

ف: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، منکم: ظرف مستقر حال مقدم، من احد: ذوالحال، ملکر اسم، عنہ حاجزین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ

اسمیہ،و:عاطفہ،انہ:حرف مشبہ واسم،لام:تاکیدیہ،تذکرۃ للمتقین:شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "لاخذ نا منہ بالیمین" پر معطوف۔

﴿وانا لنعلم ان منکم مکذبین وانہ لحسرۃ علی الکفرین﴾

و:عاطفہ،انا:حرف مشبہ واسم،لام:تاکیدیہ،نعلم ان:حرف مشبہ،منکم:ظرف مستقر خبر مقدم،مکذبین:اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،انہ:حرف مشبہ واسم،لام:تاکیدیہ،حسرۃ:موصوف،علی الکفرین:ظرف مستقر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانہ لحق الیقین فسبح باسم ربک العظیم﴾

و:عاطفہ،انہ:حرف مشبہ واسم،لام:تاکیدیہ،حق الیقین:خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف:فصیحیہ،سبح:فعل امر با فاعل،باسم ربک العظیم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

وتین کسے کہتے ہیں؟

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿ثم لقطعنا منہ الوتین پھر ان کی رگ دل کاٹ دیتے (الحاقۃ:۴۶)﴾۔الوتین:عرق فی القلب اذا انقطع مات صاحبہ یعنی دل کی ایسی رگ کہ اگر وہ کٹ جائے تو انسان فوراً ہلاک ہوجائے،اور امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:عرق یسقیُ الکبد اذا انقطع مات صاحبہ یعنی ایسی رگ جو جگر کو سیراب کرتی ہے اور جب یہ کٹ جائے تو انسان مرجاتا ہے۔ابن عباس کہتے ہیں کہ اس سے مراد دل کی رگ ہے،جو کہ دل کے ساتھ معلق رہتی ہے اور باقی جسم کو خون پہنچاتی ہے۔اور یہی قول عکرمہ کا بھی ہے۔ (المفردات،ص۵۲۷،ابن کثیر،ج۴،ص۵۰۰)

قرآن سے عظمتِ قرآن کا بیان:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿وانہ لتذکرۃ للمتقین اور بیشک یہ قرآن ڈروالوں کے لئے نصیحت ہے (الحاقۃ:۴۸)﴾،﴿ھدی للمتقین متقین کے لئے ہدایت ہے (البقرۃ:۲)﴾،﴿ھذا بیان للناس وھدی وموعظۃ للمتقین یہ لوگوں کو بتاتا اور راہ دکھاتا اور پرہیزگاروں کو نصیحت ہے (ال عمران:۱۳۸)﴾،﴿ولقد انزلنا الیکم آیت......الخ اور بیشک ہم نے تمہاری طرف اتاریں روشن آیتیں اور کچھ ان لوگوں کا بیان جو تم سے پہلے گزرے اور ڈروالوں کے لئے نصیحت (النور:۳۴)﴾،﴿ھذا ذکر یہ نصیحت ہے (ص:۴۹)﴾،﴿ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے (النحل:۸۹)﴾،﴿شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ......الخ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی باتیں (البقرۃ:۱۸۵)﴾،﴿وانزل الفرقان اور فیصلہ اتارا (ال عمران:۴)﴾،﴿تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر (الفرقان:۱)﴾،﴿وانتم تتلون الکتب افلا تعقلون حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں (البقرۃ:۴۴)﴾،﴿ویعلمھم الکتب والحکمۃ ویزکیھم اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے (البقرۃ:۱۲۹)﴾،﴿ویعلمکم الکتب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون اور تمہیں کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا (البقرۃ:۱۵۱)﴾،﴿ما بینہ للناس فی الکتاب بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اس کتاب میں واضح فرماچکے (البقرۃ:۱۵۹)﴾،﴿ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتب وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری کتاب (البقرۃ:۱۷۴)﴾،﴿ذلک بان اللہ نزل الکتب بالحق یہ اس لئے کہ

اللہ عزوجل نے کتاب حق کے ساتھ اتاری(البقرۃ:۱۷۶)﴾، ﴿وانزل معھم الکتب بالحق اوران کے ساتھ سچی کتاب اتاری(البقرۃ:۲۱۳)﴾ ﴿وما انزل علیکم من الکتب والحکمۃ یعظکم بہ اور وہ جو تم پر کتاب اور حکمت اتاری تمہیں نصیحت دینے کو(البقرۃ:۲۳۱)﴾، ﴿ھو الذی انزل علیک الکتب منہ ایت ......الخ وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس میں کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے (ال عمران:۷)﴾، ﴿ویعلمہ الکتب والحکمۃ والتورۃ اور اللہ سکھائے گا کتاب اور حکمت اور توریت (ال عمران:۴۸)﴾۔

رکوع اور سجدے میں تسبیحات کا پڑھنا واجب یا:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فسبح باسم ربک العظیم تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو(الحاقۃ:۵۲)﴾، ﴿سبح اسم ربک الاعلی اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے(الاعلی:۱)﴾۔

☆......حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آیت ﴿فسبح باسم ربک العظیم تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو (الحاقۃ:۵۲)﴾ نازل ہوئی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنے رکوع میں پڑھا کرو اور جب ﴿سبح اسم ربک الاعلی اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے(الاعلی:۱)﴾ نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس کو اپنے سجدے کے لئے خاص کرلو"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب مایقول الرجل فی رکوعہ، رقم: ۸۶۹، ص ۱۶۸)

☆......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا فرمائی تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدے میں سبحان ربی الاعلی فرماتے اور رحمت کی آیت پر وقف کرتے اور اللہ عزوجل سے رحمت کا سوال کرتے اور عذاب کی آیت نازل ہوتی تو توقف کرکے عذاب سے پناہ طلب کرتے"۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القرائۃ، رقم: (۱۶۹۸)/۷۷۲، ص ۳۵۶)

رکوع سجود میں تسبیحات پڑھنا سنت ہے، تین بار تسبیح ادنی درجہ ہے کہ اس سے کم میں سنت ادا نہ ہوگی اور تین بار سے زیادہ کہے تو افضل ہے مگر ختم طاق عدد پر ہو، ہاں اگر یہ امام ہے اور مقتدی گھبراتے ہوں تو زیادہ نہ کرے۔ حلیہ میں عبداللہ بن مبارک وغیرہ سے ہے کہ: "امام کے لئے تسبیحات پانچ بار کہنا مستحب ہے"۔ (بہارشریعت مخرجہ، نماز پڑھنے کا طریقہ، ج۱، حصہ:۳، ص ۵۲۷)

اغراض:

زائدۃ: اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿فلا﴾ میں "لام" زائدہ ہے، معنی یہ ہے کہ اے میرے بندوں! میں قسم کھاتا ہوں جو تم نے مخلوقات میں سے مشاہدہ کیا اور جو مشاہدہ نہ کیا، اور مخلوقات کی قسم اس کی شان عظمت اور شرف کی وجہ سے ہے، کیونکہ مخلوق کی قسم سے اس کی اپنی ذات کی شان وشوکت نہیں بلکہ اللہ کی عظمت وشان ظاہر ہوتی ہے۔

ای قالہ رسالۃ: قرآن اللہ کا کلام ہے پھر اُسے رسول کا کلام کیوں کہا گیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ تبلیغ کے لحاظ سے قرآن کو رسول کا کلام کہا گیا ہے، معنی یہ ہے کہ قرآن کی نسبت اللہ کی طرف ایجاد کی حیثیت سے، حضرت جبرائیل کی جانب اللہ کی بارگاہ سے لانے کی حیثیت سے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نسبت حضرت جبرائیل امین سے حاصل کرنے کی نسبت سے کی گئی۔

وما زائدۃ مؤکدۃ: ما زائدہ کی تکرار قلت کے معنی کو بیان کرنے کے لئے ہے، اور ﴿قلیلا﴾ دونوں مقام پر مصدر محذوف کی صفت ہے، یعنی "ایمانا قلیلا وتذکرا قلیلا"۔ منما اتی بہ النبی: خیر سے مراد صدقہ، صلہ رحمی، زنا سے رک جانا یا روک لینا، اور ان اشیاء پر حسب موافق طبیعہ ایمان لانا۔ لنلنا: یعنی ہم اُسے قوت اور قدرت سے پکڑ لیتے۔ (الصاوی، ج۶، ص ۱۶۴ وغیرہ)

سورۃ المعارج مکیۃ وھی اربع و اربعون آیۃ

(سورۃ المعارج مکیہ ہے اوراس کی چوالیس آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ المعارج

اس سورت میں دو رکوع، چوالیس آیتیں، دوسو چوبیس کلمات، نوسوانتیس حروف ہیں۔اہل مکہ قیامت قائم ہونے کو ناممکن اور محال سمجھتے تھے اور جب بار بار انہیں قیامت سے ڈرایا جاتا تو استہزا کرتے اور کہتے کہ کب آئے گی قیامت جس کی تم نے رٹ لگا رکھی ہے تاکہ ہم بھی دیکھیں کہ کس طرح کی ہوتی ہے؟۔قیامت کوئی کھیل تماشہ نہیں کہ جب چاہا آجائے بلکہ اس کا ایک مقرر وقت ہے جب وہ وقت آئے گا تو قیامت خود بخود آجائے گی اور وہ ایک بڑا ہولناک سانحہ ہوگا کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے اور ہر جان تھر تھر کانپ رہی ہوگی، ماں باپ اپنی اولاد کو بھول جائیں گے، بھائی بہن ایک دوسرے کو بھول جائیں گے، سب کو صرف اپنی جان کی پڑی ہوگی، اس لئے تم نادان نہ بنو۔اور پھر فرمایا کہ یہ کفار کس بات پر فخر کرتے ہیں اگر ہم ان کے اعمال نامہ کے باعث ان کو تباہ و برباد کردیں تو یہ دنیا خالی نہیں ہوجائے گی ہم اس کی جگہ ایسے لوگوں کو لاسکتے ہیں جو اپنے حسن عمل سے اس کائنات کو سنوارنے کی صلاحیت رکھتے ہیں آخر میں پھر قیامت کے قائم ہونے کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی۔

رکوع نمبر:۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿سال سائل﴾دَعَادَاعٍ﴿ بعذاب واقع (۱)للكفرين ليس له دافع (۲)﴾هُوَالنَّضْرُبْنُ الْحَارِثِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَاهُوَالْحَقُّ الْاٰيَةِ﴿من الله ﴾مُتَّصِلٌ بِوَاقِعٍ﴿ذی المعارج(۳)﴾مَصَاعِدُالْمَلٰئِكَةِ وَهِيَ السَّمٰوٰتِ﴿تعرج﴾بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ﴿ الملئكة والروح ﴾جِبْرِيْلُ﴿اليه﴾اِلٰى مَهْبَطِ اَمْرِهٖ مِنَ السَّمَاءِ﴿فی يوم﴾مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ اَیْ يَقَعُ الْعَذَابُ بِهِمْ فِیْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴿ كان مقداره خمسين الف سنة(۴)﴾بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْكَافِرِ لِمَا يُلْقٰى فِيْهِ مِنَ الشَّدَائِدِ وَاَمَّاالْمُؤْمِنُ فَيَكُوْنُ عَلَيْهِ اَخَفُّ مِنْ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ يُصَلِّيْهَافِی الدُّنْيَا كَمَاجَاءَ فِی الْحَدِيْثِ ﴿فاصبر﴾هٰذَاقَبْلَ اَنْ يُّؤْمَرَبِالْقِتَالِ﴿ صبرا جميلا (۵)﴾اَیْ لَاجَزَعَ فِيْهِ﴿انهم يرونه﴾اَیِ الْعَذَابَ﴿ بعيدا (۶)﴾غَيْرَوَاقِعٍ﴿ونره قريبا(۷)﴾وَاقِعًالَامَحَالَةَ﴿يوم تكون السماء﴾مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ اَیْ يَقَعُ﴿ كالمهل (۸)﴾كَذَائِبِ الْفِضَّةِ﴿وتكون الجبال كالعهن(۹)﴾كَالصُّوْفِ فِی الْخِفَّةِ وَالطَّيَرَانِ بِالرِّيْحِ﴿ولا يسئل حميم حميما (۱۰)﴾قَرِيْبٌ قَرِيْبَهٗ لِاشْتِغَالِ كُلٍّ بِحَالِهٖ﴿يبصرونهم﴾يُبْصِرُالْاَحِمَّاءُ بَعْضُهُمْ بَعْضًاوَيَتَعَارَفُوْنَ وَلَا يَتَكَلَّمُوْنَ وَالْجُمْلَةُ مُسْتَانِفَةٌ﴿يود المجرم﴾يَتَمَنَّى الْكَافِرُ﴿ لو﴾بِمَعْنٰى اَنْ﴿ يفتدی من عذاب يومئذ﴾بِكَسْرِالْمِيْمِ وَفَتْحِهَا﴿ ببنيه(۱۱)وصاحبته﴾زَوْجَتِهٖ﴿ واخيه (۱۲)وفصيلته﴾عَشِيْرَتِهٖ لِفَصْلِهٖ مِنْهَا﴿ التی تؤيه (۱۳)﴾تَضُمُّهٗ﴿ومن فی الارض جميعا ثم ينجيه(۱۴)﴾ذٰلِكَ الْاِفْتِدَاءُ عَطْفٌ عَلٰى يَفْتَدِیْ﴿كلا ﴾رَدْعٌ لِمَايَوَدُّهٗ﴿انها﴾اَیِ النَّارُ﴿ لظی(۱۵)﴾اِسْمٌ لِجَهَنَّمَ لِاَنَّهَا تَتَلَظّٰى اَیْ تَتَلَهَّبُ عَلَى الْكُفَّارِ﴿نزاعة للشوی(۱۶)﴾جَمْعُ شَوَاةٍ وَهِيَ جِلْدَةُالرَّاْسِ﴿تدعوا من ادبر وتولی(۱۷)﴾عَنِ الْاِيْمَانِ بِاَنْ تَقُوْلَ اِلَیَّ اِلَیَّ﴿وجمع﴾الْمَالَ﴿

فاوعی (۱۸)﴿اَمۡسَکَہٗ فِیۡ وِعَائِہٖ وَلَمۡ یُؤَدِّحَقَّ اللّٰہِ تَعَالٰی مِنۡہُ﴾ان الانسان خلق ھلوعا (۱۹)﴿حَالٌ مُقَدَّرَۃٌ وَتَفۡسِیۡرُہٗ﴾اذا مسہ الشر جزوعا (۲۰)﴿وَقۡتَ مَسِّ الشَّرِّ﴾واذا مسہ الخیر منوعا (۲۱)﴿وَقۡتَ مَسِّ الۡخَیۡرِ اَیِ الۡمَالِ﴾الا المصلین (۲۲)﴿اَیِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ﴾الذین ھم علی صلاتھم دائمون (۲۳)﴿مُوَاظِبُوۡنَ﴾والذین فی اموالھم حق معلوم (۲۴)﴿ھُوَالزَّکٰوۃُ﴾للسائل والمحروم (۲۵)﴿اَلۡمُتَعَفِّفِ عَنِ السُّؤَالِ فَیُحۡرَمُ﴾والذین یصدقون بیوم الدین (۲۶)﴿اَلۡجَزَاءِ﴾والذین ھم من عذاب ربھم مشفقون (۲۷)﴿خَائِفُوۡنَ﴾ان عذاب ربھم غیر مامون (۲۸)﴿نُزُوۡلُہٗ﴾والذین ھم لفروجھم حفظون (۲۹)الا علی ازواجھم اوما ملکت ایمانھم﴿مِنَ الۡاِمَاءِ﴾ فانھم غیر ملومین (۳۰)فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم العدون (۳۱)﴿اَلۡمُتَجَاوِزُوۡنَ الۡحَلَالَ اِلَی الۡحَرَامِ﴾والذین ھم لامنتھم﴿وَفِیۡ قِرَاءَۃٍ بِالۡاَفۡرَادِ مَا تُمِنُوۡا عَلَیۡہِ مِنَ الدِّیۡنِ وَالدُّنۡیَا﴾ وعھدھم﴿اَلۡمَاخُوۡذُ عَلَیۡھِمۡ فِیۡ ذٰلِکَ﴾ راعون (۳۲)﴿حَافِظُوۡنَ﴾والذین ھم بشھدتھم﴿وَفِیۡ قِرَاءَۃٍ بِالۡجَمۡعِ﴾ قائمون (۳۳)﴿یُقِیۡمُوۡنَھَا وَلَا یَکۡتُمُوۡنَھَا﴾والذین ھم علی صلاتھم یحافظون (۳۴)﴿بِاَدَائِھَا فِیۡ اَوۡقَاتِھَا﴾اولئک فی جنت مکرمون (۳۵)﴾.

﴿ترجمہ﴾

ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے (سال سائل بمعنی دعا داع ہے) جو کافروں پر ہونے والا ہے اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں ہوگا (کافر سے، یہاں مراد نضر بن حارث ہے جس نے کہا تھا "اللھم ان کان ھذا ھو الحق ......الخ ") اللہ کی طرف سے ("من اللہ" یہ "واقع" سے متعلق ہے) جو بلندیوں کا مالک ہے (فرشتوں کے بلند ہونے کی جگہوں کا یعنی آسمانوں کا مالک ہے) ملائکہ اور جبرائیل ("الروح" سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے) عروج کرتے ہیں ......ا...... ("یعرج" فعل علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اس دن میں ("فی یوم" محذوف فعل کے متعلق ہے معنی یہ ہوگا ان پر بروز قیامت عذاب نازل ہوگا) جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے......۲...... (کافر کے حق میں کہ اس روز اس پر تکالیف وشدائد ڈالے جائیں گے اور بہر حال مومن کے حق میں تو دنیا میں پڑھی گئی فرض نماز سے کم ہوگا جیسا کہ حدیث میں ہے) تو تم صبر کرو (یہ حکم امر جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے) اچھی طرح صبر (یعنی ایسا صبر جس میں جزع فزع نہ ہو) وہ اسے (یعنی عذاب کو) دور سمجھ رہے ہیں (سمجھتے ہیں کہ یہ واقع نہ ہوگا) اور ہم اسے نزدیک دیکھ رہے ہیں (کہ یقیناً وہ واقع ہو کر رہے گا) جس دن آسمان ہوگا ("یوم تکون السماء" یقع محذوف کے متعلق ہے) جیسے گلی چاندی (مھل کے معنی پگھلی ہوئی چاندی ہے) اور پہاڑ روئی کی طرح ہو جائیں گے (ہوا کے ذریعے اڑتے اور ہلکے وخفیف ہونے میں) اور کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا (اپنی اپنی حالت میں مشغول ہونے کی وجہ سے، حمیم قریبی دوست کو کہتے ہیں) ہوں گے انہیں دیکھتے ہوئے (یعنی یہ گہرے دوست ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے باہم پہچان رہیں ہوں گے اور باہم کلام نہیں کر سکے گے، اور یہ جملہ مستانفہ ہے) مجرم (یعنی کافر) آرزو کرے گا کہ (لو بمعنی ان ہے) کاش اس دن کے عذاب سے چھٹنے کے بدلے میں دیدے ("یومئذ" میم مکسورہ اور مفتوحہ دونوں طرح پڑھی گئی ہے) اپنے بیٹے اور اپنی جورو (صاحبتہ بمعنی زوجتہ ہے) اور اپنا بھائی اور اپنا کنبہ (خاندان کو "فصیلتہ" اس لیے کہتے ہیں کہ بندہ اسی سے متصل ہوتا ہے) جس میں اس کی جگہ ہے (یعنی جس کے

ساتھ وہ ملاتھا) اور جتنے زمین میں ہیں سب پھر یہ (یعنی یہ سب فدیہ میں دینا) اسے بچالے (یہ "یفتدی" فعل پر عطف کیا گیا ہے) ہرگز نہیں ("کلا" یہ کافر کی خواہش کی تردید کے لیے آیا ہے) وہ تو (یعنی جہنم تو) بھڑکتی آگ ہے ("لظی" جہنم کا نام ہے، اسے لظی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ کفار پر چڑھ جائے گی، تتلظی بمعنی تتلهب ہے) کھال اتار لینے والی ("شوی" شواۃ کی جمع ہے بمعنی سر کی کھال) بلا رہی ہے اس کو جس نے پیٹھ دی (اور ایمان لانے) سے منہ پھیرا اور (مال کو) جوڑ کر محفوظ کر لیا (یعنی اسے روپوں کی تھیلی میں روک رکھا اس سے حقوق اللہ ﷻ ادا نہیں کیے......) بیشک آدمی بنایا گیا ہے بڑا بے صبرا ("ھلوعا" حال مقدرہ ہے اس کی تفسیر آگے آرہی ہے) جب اسے برائی پہنچے تو (برائی پہنچنے کے وقت) سخت گھبرانے والا اور جب بھلائی پہنچے تو (بھلائی یعنی مال ملتے وقت اسے حقوق اللہ ﷻ میں دینے سے) روک رکھنے والا مگر نمازی (یعنی مسلمان) جو اپنی نماز کے پابند ہیں (دائمون بمعنی مواظبون ہے) اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے (مراد اس سے زکوۃ ہے) اس کے لیے جو مانگے اور جو وہ مانگ بھی نہ سکے تو محروم ہے (یعنی مروت کی وجہ سے سوال نہ کرنے کی بناء پر محروم رہ جانے والا) اور وہ جو بدلہ کا دن سچ جانتے ہیں (الدین بمعنی الجزاء ہے) اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈر رہے ہیں (مشفقون بمعنی خائفون ہے) بیشک ان کے رب کا عذاب (یعنی اس کے نزول سے) نڈر نہیں ہونا چاہیے اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بی بیوں یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈیوں ......) سے کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو ان کے سوا اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں (یعنی حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرنے والے ہیں) اور وہ جو اپنی امانتوں کی (جو ان کے پاس رکھوائی جائیں خواہ تعلق امر دینی سے ہو یا امر دنیاوی سے "امانتھم" ایک قراءت میں بصیغہ مفرد آیا ہے) اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں (راعون بمعنی حافظون ہے) اور وہ جو اپنی گواہیوں پر (ایک قراءت میں شھادتھم کو بصیغہ جمع پڑھا گیا ہے) پر قائم ہیں (گواہی قائم کرتے ہیں اور اسے نہیں چھپاتے) اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں (انہیں ان کے اوقات میں ادا کر کے) یہ ہیں جن کا باغوں میں اعزاز ہوگا۔

﴿ترکیب﴾

﴿سال سائل بعذاب واقع للكفرين ليس له دافع من الله ذی المعارج﴾

سال سائل: فعل وفاعل، ب: جار، عذاب: موصوف، واقع: اسم فاعل با فاعل، للکفرین: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ صفت، ملکر، لیس: فعل ناقص، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، دافع: اسم فاعل با فاعل، من: جار، اللہ: موصوف، ذی المعارج: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تعرج الملئكة والروح اليه فی يوم كان مقداره خمسين الف سنة﴾

تعرج: فعل، الملئکۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الروح: معطوف، ملکر فاعل، الیہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، فی: جار، یوم: مضاف، کان: فعل ناقص، مقدارہ: اسم، خمسین: ممیز، الف: ممیز، سنۃ: تمیز، ملکر تمیز، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف "یقع العذاب بھم" کیلئے ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاصبر صبرا جميلا انهم يرونه بعيدا ونره قريبا﴾

ف: فصیحیہ، اصبر: فعل امر با فاعل، صبرا جمیلا: مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف "ان عرفت ھذا" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ، انھم: حرف مشبہ واسم، یرونہ: فعل با فاعل ومفعول، بعیدا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نرہ: فعل با فاعل ومفعول، قریبا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿یوم تکون السماء کالمهل وتکون الجبال کالعهن﴾
یوم: مضاف، تکون السماء: فعل ناقص واسم، کالمهل: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تکون: فعل ناقص، الجبال: اسم، کالعهن: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "یقع العذاب" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یسئل حمیم حمیما یبصرونهم﴾
و: عاطفہ، لایسئل: فعل نفی، حمیم: فاعل، حمیما: مفعول اول، "شفاعة" مفعول ثانی محذوف، ملکر جملہ فعلیہ، یبصرونهم: فعل مجہول با نائب الفاعل ومفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿یود المجرم لو یفتدی من عذاب یومئذ ببنیه وصاحبته واخیه وفصیلته التی تؤیه ومن فی الارض جمیعا ثم ینجیه﴾
یود المجرم: فعل وفاعل، لو: بمعنی ان مصدریہ، یفتدی: فعل با فاعل، من: جار، عذاب: مضاف، یومئذ: مرکب اضافی مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ب: جار، بنیه: معطوف علیہ، و: عاطفہ، صاحبته: معطوف اول، و: عاطفہ، اخیه: معطوف ثانی، و: عاطفہ، فصیلته: موصوف، التی تؤیة: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر معطوف ثالث، و: عاطفہ، من فی الارض: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، جمیعا: حال، ملکر معطوف رابع، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، ینجیه: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یبصونهم" کی ضمیر "هم" سے حال واقع ہے۔

﴿کلا انها لظی نزاعة للشوی تدعوا من ادبر وتولی وجمع فاوعی﴾
کلا: حرف، ردع وزجر لو دادتهم الافتداء، انها: حرف مشبہ واسم، لظی: ذوالحال، نزاعة: صفت مشبہ "هی" ضمیر مستقر ذوالحال، تدعوا: فعل با فاعل، من: موصولہ، ادبر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تولی: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، جمع: معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اوعی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الانسان خلق هلوعا اذا مسه الشر جزوعا واذا مسه الخیر منوعا الا المصلین الذین هم علی صلاتهم دائمون﴾
ان: حرف مشبہ، الانسان: مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، المصلین: موصوف، هم: مبتدا، علی صلاتهم دائمون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مستثنی، ملکر اسم، خلق: فعل مجہول با "هو" ضمیر مستقر ذوالحال، هلوعا: موصوف، جزوعا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، منوعا: معطوف، ملکر صفت، ملکر حال، ملکر نائب الفاعل، اذا: مضاف، مسه الخیر: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا: مضاف، مسه الخیر: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین فی اموالهم حق معلوم للسائل والمحروم﴾
و: عاطفہ، الذین: موصول، فی اموالهم: ظرف مستقر خبر مقدم، حق: موصوف، معلوم: صفت اول، لام: جار، السائل: معطوف علیہ، و: عاطفہ، المحروم: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ، ملکر ماقبل "الذین هم علی صلاتهم دائمون" پر معطوف ہے۔

﴿والذین یصدقون بیوم الدین والذین هم من عذاب ربهم مشفقون﴾
و: عاطفہ، الذین: موصول، یصدقون بیوم الدین: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف ہے ماقبل "الذین هم علی صلاتهم دائمون" پر، و: عاطفہ، الذین: موصول، هم: مبتدا، من عذاب ربهم مشفقون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر ماقبل "الذین

هم علی صلاتهم دائمون"پر معطوف ہے۔

﴿ان عذاب ربهم غیر مامون والذین هم لفروجهم حفظون الا علی ازواجهم او ماملکت ایمانهم﴾

ان: حرف مشبہ واسم، عذاب ربهم: اسم، غیر مامون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الذین موصول، هم: مبتدا، لفروجهم: ظرف لغو مقدم، حفظون: اسم فاعل بافاعل، الا: اداۃ استثناء، علی: جار، ازواجهم: معطوف علیہ، او: عاطفہ، ما: موصولہ، ملکت ایمانکم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر اعم احوال سے مستثنیٰ "ای لفروجهم حفظون فی کل حال من الاحوال الاحال علی ازواجهم"، ملکر شبہ جملہ اسمیہ صلہ، ملکر ماقبل "الذین هم صلاتهم دئمون" پر معطوف ہے۔

﴿فانهم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک هم العدون﴾

ف: عاطفہ، انهم: حرف مشبہ واسم، غیر ملومین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، ابتغی: فعل بافاعل، وراء ذلک: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، هم العدون: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین هم لامنتهم وعهدهم راعون﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، هم: مبتدا، لام: جار، امنتهم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عهدهم: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، راعون: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ، ملکر ماقبل "الذین هم علی صلاتهم دائمون" پر معطوف ہے۔

﴿والذین هم بشهدتهم قائمون والذین هم علی صلاتهم یحافظون اولئک فی جنت مکرمون﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، هم: مبتدا، بشدتهم قائمون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ صلہ، ملکر ماقبل "الذین هم علی صلاتهم دئمون" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، الذین: موصول، هم: مبتدا، علی صلاتهم یحافظون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ صلہ، ملکر ماقبل "الذین هم علی صلاتهم دئمون" پر معطوف ہے، اولئک فی جنت ظرف مستقر خبر مقدم، مکرمون: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......للکفرین لیس له ......☆ نبی کریم ﷺ نے جب اہل مکہ کو عذاب الٰہی ﷻ کا خوف دلایا تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ اس عذاب کے مستحق کون لوگ ہیں اور یہ کن پر آئے گا سید عالم ﷺ سے پوچھو تو انہوں نے سید عالم ﷺ سے دریافت کیا اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور حضور ﷺ سے سوال کرنے والا نضر بن حارث تھا، اس نے دعا کی تھی کہ یارب اگر یہ قرآن حق ہو اور تیرا کلام ہو تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا یا دردناک عذاب بھیج ان آیتوں میں ارشاد فرمایا گیا کہ کافر طلب کریں یا نہ کریں عذاب جو اُن کیلئے مقدر ہے وہ آنا ہی ہے اسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

عروج ملائکہ سے کیا مراد ہے؟

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿تعرج الملئکة والروح﴾ ملائکہ اور جبریل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں (المعارج: ٤)۔ اللہ ﷻ کی عادت مبارکہ ہے کہ قرآن میں جب فرشتوں کا ذکر تخویف و تہویل کے ضمن میں فرماتا ہے تو ساتھ ہی روح کا ذکر متصل ضرور فرماتا ہے، جیسا کہ اس آیت میں فرمایا: ﴿یوم یقوم الروح والملائکة صفا﴾ جس دن جبریل کھڑا ہوگا اور

فرشتے صفیں بنائے (النبا: ۳۸)﴾۔ یہ آیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ روح ملائکہ کے مقابلے میں عظیم قدر کی مالک ہے، پھر یہاں آیت میں اولاً ملائکہ کا ذکر فرمایا پھر روح کا جیسا کہ ماقبل میں دیکھ سکتے ہیں، اور روح کا ذکر پہلے اور ملائکہ کا ذکر بعد میں جیسا کہ ﴿یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا جس دن جبرئیل کھڑا ہوگا اور فرشتے صفیں بنائے (النبا: ۳۸)﴾ اور آیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ روح اولاً نزول کے درجے میں ہو اور ثانیاً صعود کے درجے میں پائی جائے، اور اسی بناء پر بعض مکاشفین نے کہا ہے کہ روح عظیم حیثیت رکھتی ہے اور یہ اللہ ﷻ کے انوار وتجلیات کا قریب ترین ذریعہ ہے، اور اسی سے حضرات ملائکہ کی روحوں کی صورت پائی جاتی ہے اور روحوں کے آخری درجات کی حامل عام بشر کی روحیں ہوا کرتی ہیں۔ اور دونوں کی روحوں کا اللہ ﷻ کی بارگاہ سے خاص قرب ومنازل ومنزلت کی حقیقی قدر سوائے اللہ ﷻ کے کوئی نہیں جانتا اور ظاہری اعتبار سے دیکھا جائے تو جبرائیل امین علیہ السلام کی روح اس آیت کے اعتبار سے مراد ہے۔ اور اس مسئلے کا بیان ﴿یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا جس دن جبرئیل کھڑا ہوگا اور فرشتے صفیں بنائے (النبا: ۳۸)﴾ میں بھی ملتا ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۶۳۸)

قیامت کے دن کی مقدار کا بیان:

۲۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے (المعارج:۴)﴾ یہ روحوں کے عروج کا معاملہ قیامت کے دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، یہ حسن کا قول ہے۔ اور حسن یہ بھی کہتے ہیں کہ مقدار کے اعتبار سے صرف یہی قول متعین نہیں ہے بلکہ یہی ماننے کی صورت میں غایت درجے کا حصول ماننا پڑے گا اور اس سے جنت ودوزخ کی نفی ہوگی جو کہ جائز نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہ حساب کا دن ہوگا جس میں لوگوں کے مابین فیصلہ ہوگا جس کی مقدار دنیاوی اعتبار سے پچاس ہزار سال ہوگی، پھر جہنمی جہنم کی جانب دھکیل دیئے جائیں گے۔ اور جاننا چاہیے کہ یہ دن کا پچاس ہزار سال کا ہونا کافروں کے حق میں ممکن ہونا ہے جب کہ مومن کا معاملہ ایسا نہ ہوگا اور اس پر دلیل حدیث پاک ہے۔

☆۔۔۔۔۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ سے استفسار کیا گیا کہ قیامت کے دن کی طوالت کتنی ہوگی؟ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس رب ﷻ کی جس کے ہاتھ میری جان ہے مومن کے لئے یہ دن اتنا ہلکا ہوگا جس میں دنیاوی اعتبار سے کوئی فرض نماز ادا کرلی جاتی تھی“۔ (صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ ﷺ، باب: اخبارہ ﷺ عن البعث، رقم: ۷۳۳٤، ج۱٦، ص۳۲۹)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا: ﴿فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ اس دن کہ جس کی مقدار ہزار برس ہے (السجدۃ:۵)﴾۔ دونوں آیات میں تطبیق کس طرح ممکن ہوگی کہ پچاس ہزار سال کا دن مراد ہے یا ایک ہزار سال کا دن مراد ہے۔ وھب کہتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ زمین سے لے کر عرش تک کی مسافت کی مقدار دنیاوی اعتبار سے پچاس ہزار سال کی ہے جب کہ آسمان دنیا یعنی پہلے آسمان سے لے کر زمین تک کی مقدار دنیاوی اعتبار سے ایک ہزار سال کی ہے کیونکہ ہر آسمان کا عرض پانچ سو سال ہے، اور پہلے آسمان سے زمین تک کی مقدار دنیاوی اعتبار سے ایک ہزار سال ہے، اور اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿فی یوم﴾ میں دنیا کا اعتبار کیا گیا ہے اور یہ ایک ہزار سال ہے جب کہ روحیں آسمان دنیا کی جانب چڑھتی ہیں اور جب روحیں زمین سے عرش تک بلند ہونگی اس کی مقدار دنیاوی اعتبار سے پچاس ہزار سال کی ہوگی۔ (الرازی، ج۱۰، ص ٦٤٠)

مال روک لینے سے کیا مراد ہے؟

۳۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وجمع فاوعی اور جوڑ کر محفوظ کرلیا (المعارج:۱۸)﴾۔ حرص اور طلب دنیا کے لئے مال جمع کیا، اور اُس مال کو حفاظت سے رکھا اور اُسے خزانہ بنالیا اور اس کی زکوۃ نہیں ادا کی اور اس کے حقوق واجبہ نہیں ادا کیے اور اپنے مال کو دین میں

مشغول رکھا اور تکبر کیا اور یہ سب کچھ لمبی امیدوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں پر شفقت نہ کرنے کی بناء پر ہوا ہے۔ اور ایسا نہ ہوتا تو مال جمع نہ کرتا بلکہ ''ادبر وتولی'' کا فرمان اس بات پر دلیل بنتا ہے کہ ساری باتیں بخل کی شامت کی وجہ سے ہیں اور بندہ جب بخل میں انتہاء درجے کی خسیس حرکت کر لیتا ہے تو انسان کا یہ حال ہوتا ہے اور یہ مومن کی شان نہیں ہونی چاہیے۔ (روح البیان، ج۱۰، ص ۱۸۸)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بخیل اور صدقہ کرنے والوں کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جنہوں نے سینے سے لے کر پنڈلیوں تک لوہے کی زرہ پہن رکھی ہو، صدقہ کرنے والا جب صدقہ کرتا ہے تو وہ زرہ اس کے جسم پر پھیل جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے ہاتھوں کے پوروں کو بھی ڈھانپ لیتی ہے اور اس کے تابع رہتی ہے جب کہ بخیل جب خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ چمٹ جاتا ہے اور وہ شخص اسے کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب: مثل البخیل والمتصدق، رقم:۱۴۴۳، ص۲۳۳)

غلام لونڈی کے نکاح کے احکامات:

☆......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین﴾ مگر اپنی بی بیوں یا اپنے ہاتھ کے مال کنیزوں سے کہ ان پر ملامت نہیں (المعارج: ۳۰)﴾، ﴿ومن لم یستطع منکم طولا ...... الخ اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں تو ان سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں (النساء: ۲۵)﴾۔

باندی اپنے آقا کے لئے بغیر نکاح کے حلال ہوتی ہے۔ اور اگر آقا چاہے تو اس کا نکاح کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس کا حکم یہ ہوگا کہ جس کنیز سے وطی کرتا ہے اب اس کا نکاح کرنا چاہتا ہے تو استبراء واجب ہے، اگر نکاح کر دیا اور چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو بچہ مولیٰ کا قرار پائے گا یعنی جب کہ وہ کنیز ام ولد ہوا اور مولی نے انکار نہ کیا ہو اور ام ولد نہ ہو تو وہ بچہ مولی کا اس وقت ہے جب اس نے دعوی کیا ہو اور اگر لاعلمی میں نکاح کیا تو بہر صورت نکاح فاسد ہے، شوہر نے وطی کی ہے تو مہر واجب ہے ورنہ نہیں اور دانستہ نکاح کر دیا تو نکاح ہو جائے گا۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب النکاح، باب: نکاح الرقیق، مطلب: فی الفرق بین الاذن والاجازۃ، ج۴، ص ۳۳۰)

اغراض:

ھو النضر بن الحارث: یہ ابن عباس کا قول ہے، ایک قول کے مطابق حرث بن نعمان ہے، جب اس کے پاس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ''یا علی! من کنت مولاہ فعلی مولاہ اے علی! جس کا میں مولا ہوں علی بھی اُس کا مولا ہے''۔ پس اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آ پہنچا، بولا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے ایک ہونے اور آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیں، ہم نے آپ کی بات مان لی، آپ حج کی ادائیگی کا حکم کرتے ہیں ہم نے مان لیا، ماہِ رمضان کے روزے کا ہر سال رکھنے کا حکم کرتے ہیں ہم نے مان لیا، پھر بھی آپ راضی نہیں ہوتے اور اپنے چچازاد بھائی کو ہم پر ترجیح دیتے ہیں؟، یہ چیز آپ کی جانب سے ہے یا اللہ کی جانب سے ہے؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، سب اللہ ہی کی جانب سے ہے''، پس حرث بن نعمان یہ کہتا ہوا پلٹا کہ: ''اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو اے اللہ! ہم پر آسمان سے پتھر نازل فرما''، پس خدا کی قسم! یہ شخص اپنی اونٹنی سے اُتر بھی نہ پایا تھا کہ پتھر اس کے سر پر لگا اور پیچھے کے مقام سے باہر نکل گیا اور یہ مر گیا، ابھی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک قول کے مطابق یہ آیت ابوجہل یا کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے یا حضرت نوح کی قوم مراد ہے جس نے عذاب کا سوال کیا تھا۔

مصاعد الملائکۃ: میں اس جانب اشارہ ہے العروج بمعنی الصعود ہے، اور المعارج جمع ہے معرج کی، میم کی فتح کے ساتھ جس کے معنی صعود ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ مومنین کا دار الثواب یعنی جنت کی طرف بلند ہونا مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اعمال

صالحہ کا عروج کرنا مراد ہے جو بندوں کے درمیان متفاوت ہوتے ہیں اور یہ تفاوت حسبِ اخلاص وآداب ہوا کرتا ہے۔

لما يلقى فيه من الشدائد: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد حسبِ تمثیل اور تخییل ہے، حقیقی عدد مراد نہیں ہے، مراد یہ ہے کہ قیامت کا دن کافر پر طویل ہوگا جو کہ شدید ہوگا اور اس کی مقدار یا تو پچاس ہزار سال یا ہزار سال ہوگی، مزید حاشیہ نمبر''۳'' کا مطالعہ کیجئے۔ **كما جاء في الحديث:** حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ سے پچاس ہزار سال کے قیامت کے دن کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: ''جس کے قبضے میں میری جان ہے! یہ دن مومنین پر ہلکا ہوگا، یہاں تک کہ دنیا میں ہلکی پڑھی جانے والی فرض نماز جتنا ہوگا''۔ **تضمه:** مراد انسان کا اپنے خاندان کو سہارا دینا ہے جو اُسے ہر مشکل میں سہارا دیتا ہے۔

اسم لجهنم: اللہ کا فرمان: ﴿لظی﴾ جہنم کا نام ہے جو کہ شعلے پھوٹنے کا اصل مقام ہے، بطورِ علم ذکر کیا اور اسبابِ منع صرف میں سے دو سبب علمیت اور تانیث پائے جاتے ہیں۔ **وهي جلدة الرأس:** یعنی ایسی آگ جو انسان کی جلد نوچ لے گی۔

اى المال: یعنی وہ تمام مال مراد ہے جو اللہ نے بندے پر بطورِ انعام کیا لیکن بندے نے اُس مال کو اللہ کی طاعت میں خرچ نہیں کیا۔

مواظبون: یعنی نماز کی ادا اور قضاء کو ترک نہیں کرتے، بلکہ وقت نکل جانے کی صورت میں قضاء کا اہتمام کرتے ہیں۔

المتجاوزين الحلال الى الحرام: یہ حرمت مَرد کے ساتھ، بہائم کے ساتھ یا زنا کرنے کو شامل ہے (یعنی انسان ان کے ساتھ بدکاری کر کے حرام کی طرف نہ جائے)۔ (الصاوی، ج۶، ص۱۶۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

﴿فمال الذين كفروا قبلك﴾نَحْوَكَ﴿ مهطعين (۳۶)﴾حَالٌ اَىْ مُدِيمِى النَّظَرِ﴿عن اليمين وعن الشمال﴾مِنْكَ﴿ عزين (۳۷)﴾حَالٌ اَيْضًا جَمَاعَاتٍ حَلْقًا حَلْقًا يَقُولُونَ اِسْتِهْزَاءً بِالْمُؤْمِنِيْنَ لَئِنْ دَخَلَ هٰؤُلَاءِ الْجَنَّةَ لَنَدْخُلَنَّهَا قَبْلَهُمْ قَالَ تَعَالٰى﴿ايطمع كل امرئ منهم ان يدخل جنة نعيم (۳۸) كلا﴾رَدْعٌ لَهُمْ عَنْ طَمَعِهِمْ فِى الْجَنَّةِ﴿ انا خلقنهم﴾كَغَيْرِهِمْ﴿ مما يعلمون (۳۹)﴾مِنْ نُطَفٍ فَلَا يَطْمَعُ بِذٰلِكَ فِى الْجَنَّةِ وَاِنَّمَا يُطْمَعُ فِيْهَا بِالتَّقْوٰى﴿فلا﴾لَا زَائِدَةٌ﴿ اقسم برب المشرق والمغرب﴾لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَسَائِرِ الْكَوَاكِبِ﴿ انا لقدرون (۴۰)على ان نبدل﴾نَأْتِىَ بَدْلَهُمْ﴿ خيرا منهم وما نحن بمسبوقين (۴۱)﴾بِعَاجِزِيْنَ عَنْ ذٰلِكَ ﴿فذرهم﴾اُتْرُكْهُمْ﴿ يخوضوا﴾فِى بَاطِلِهِمْ﴿ ويلعبوا﴾فِى دُنْيَاهُمْ﴿ حتى يلقوا﴾يُلْقَوْا﴿يومهم الذى يوعدون (۴۲)﴾فِيْهِ الْعَذَابُ ﴿يوم يخرجون من الاجداث﴾الْقُبُوْرِ﴿ سراعا﴾اِلَى الْمَحْشَرِ﴿ كانهم الى نصب﴾وَفِى قِرَاءَةٍ بِضَمِّ الْحَرْفَيْنِ شَىْءٌ مَنْصُوْبٌ كَعَلَمٍ اَوْرَايَةٍ﴿ يوفضون (۴۳)﴾يُسْرِعُوْنَ﴿خاشعة﴾ذَلِيْلَةٌ﴿ ابصارهم ترهقهم﴾تَغْشَاهُمْ﴿ ذلة ذلك اليوم الذى كانوا يوعدون (۴۴)﴾ذٰلِكَ مُبْتَدَاءٌ وَمَا بَعْدَهُ الْخَبَرُ وَمَعْنَاهُ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ.

﴿ترجمہ﴾

تو ان کافروں کو کیا ہوا تمہاری طرف (قبلک بمعنی نحوک ہے) ٹکٹکی باندھے دیکھتے ہیں (مھطعین بمعنی مدیمی النظر، حال بن رہا ہے) داہنے اور (تمہارے) بائیں گروہ کے گروہ (''عزین'' بھی حال بن رہا ہے بمعنی گروہ در گروہ جماعتیں بطورِ استہزاء مسلمانوں سے کہتے تھے اگر یہ لوگ جنت میں داخل ہوئے تو ہم وہاں بھی ان سے پہلے داخل ہوں گے ......) اللہ عزوجل

نے فرمایا) کیا ان میں ہر شخص یہ طمع کرتا ہے کہ چین کے باغوں میں داخل کیا جائے گا ہرگز نہیں (''کلا'' یہ ان کی جنت میں داخلے کی طمع کے انکار کے لیے آیا ہے) بیشک ہم نے انہیں (اور دوسروں کی طرح) اس چیز سے (یعنی نطفوں سے) بنایا جسے وہ جانتے ہیں (تو اس سبب سے انہیں جنت میں داخلے کی طمع نہیں کرنی چاہیے اور جنت میں داخلے کی طمع تقوی کی وجہ سے کرنی چاہیے) تو مجھے قسم ہے (''فلا اقسم'' میں ''لا'' زائدہ ہے تو مجھے قسم ہے سورج، چاند اور تمام ہی ستاروں کے) مشارق اور مغارب کے رب کی......کہ ضرور ہم قادر ہیں کہ جلد دیں (یعنی ہم ان کے بدلے لے آئیں) اچھے اور ہمیں کوئی عاجز نہیں کرسکتا (مسبوقین بمعنی عاجزین ہے) تو انہیں چھوڑ دو (ذرھم بمعنی اترکھم ہے، اپنے باطل میں) پڑے رہیں اور (اپنی دنیا میں) کھیلتے رہیں یہاں تک کہ اپنے اس دن سے ملیں (یلاقوا بمعنی یلقوا ہے) جس کا (یعنی جس میں) انہیں وعدہ دیا جاتا ہے (عذاب کا) جس دن قبروں سے نکلیں گے (الا جداث بمعنی القبور ہے) جلدی کرتے ہوئے (محشر کی طرف) گویا وہ نشانوں کی طرف (نصب قائم کردہ شے کو کہتے ہیں جیسے علم اور جھنڈہ وغیرہم، ایک قرائت میں نصب کو نون اور صاد مضمومہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) لپک رہے ہیں (یوفضون بمعنی یسرعون ہے) آنکھیں نیچے کیے ہوئے (خاشعة بمعنی ذلیلة ہے) ان پر ذلت سوار (ترھقھم بمعنی تغشھم ہے) یہ ہے ان کا وہ دن جس کا ان سے وعدہ تھا (''ذلک'' مبتدا اور اس کا مابعد خبر بن رہا ہے اور ''ذلک الیوم'' سے مراد روز قیامت ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فمال الذین کفروا قبلک مھطعین عن الیمین وعن الشمال عزین﴾

ف: مستانفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، الذین کفروا: موصول صلہ ملکر ذوالحال، قبلک: ظرف مقدم، مھطعین: اسم فاعل بافاعل، عن الیمین: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، عن الشمال: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر حال اول، عزین: حال ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ایطمع کل امری منھم ان یدخل جنة نعیم﴾

ھمزہ: حرف استفہام، یطمع: فعل، کل: مضاف، امری: موصوف، منھم: ظرف مستقر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، ان: مصدریہ، یدخل: فعل مجہول بانائب الفاعل، جنة نعیم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر ب جار مجرور ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کلا انا خلقنھم مما یعلمون﴾

کلا: ''حرف ردع وزجر عن طمعھم الاشعبی بدخول الجنة''، انا: حرف مشبہ و اسم، خلقنا: فعل بافاعل، ھم: ضمیر مفعول، مما یعلمون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلا اقسم برب المشرق والمغرب انا لقدرون علی ان نبدل خیرا منھم ومانحن بمسبوقین﴾

ف: مستانفہ، لا: زائد، اقسم: فعل بافاعل، برب المشارق والمغارب: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، قدرون: اسم فاعل بافاعل، علی: جار، ان: مصدریہ، نبدل: فعل بافاعل، خیرا منھم: شبہ جملہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، نحن: اسم، ب: زائد، مسبوقین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فذرھم یخوضوا ویلعبوا حتی یلقوا یومھم الذی یوعدون﴾

ف: فصیحیہ، ذرھم: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، یخوضوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یلعبوا: فعل بافاعل، حتی: جار، یلقوا: فعل بافاعل، یومھم: موصوف، الذی یوعدون: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ

تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب امر، ملکر شرط محذوف "اذا تبین انه لا یفوتنا ولا یعجزنا انزال ما نریده بهم" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یوم یخرجون من الاجداث سراعا کانهم الی نصب یوفضون خاشعة ابصارهم ترهقهم ذلة﴾

یوم: مضاف، یخرجون: فعل واؤضمیر ذوالحال، سراعا: حال اول، کانهم: حرف مشبہ واسم، الی نصب: ظرف لغو مقدم، یوفضون: فعل مجہول واؤضمیر ذوالحال، خاشعة ابصارهم: شبہ جملہ حال اول، ترهقهم ذلة: جملہ فعلیہ حال ثانی، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل "من الاجداث" ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ماقبل "یومهم" سے بدل واقع ہے۔

﴿ذلک الیوم الذی کانوا یوعدون﴾

ذلک: مبتدا، الیوم: موصوف، الذی: موصول، کانوا یوعدون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کافروں کا دخول جنت کے حوالے سے گمان فاسد:

۱.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿عن الیمین وعن الشمال عزین داہنے اور بائیں گروہ کے گروہ (المعارج:۳۷)﴾۔ بعض مفسرین نے اس آیت کو تمام جماعتوں کے ساتھ خاص کیا ہے چہ جائے کہ وہ جماعت تین یا چار اشخاص پر مشتمل ہوں، اور یہ بھی مراد ہے کہ اس سے مراد خاص دائیں جانب کی جماعت ہو۔ روایت میں ہے کہ سید عالم ﷺ کعبہ معظمہ کے پاس نماز ادا فرما رہے تھے اور قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے کہ مشرکین جمع ہو گئے اور حلقہ در حلقہ جمع ہونے لگے اور قرآن سننے لگے اور ہنسی اڑانے لگے کہ کیا یہ لوگ جنت میں داخل ہونگے؟ جیسا کہ محمد (ﷺ) کہتے ہیں، ہم ان سے پہلے جنت میں داخل ہونگے۔ پس یہی سبب آیت کے نزول کا بھی بنا اور ایک قول بعض آثار سے یہ بھی منقول ہے کہ مومن گروہ در گروہ نہ بیٹھیں گے کہ یہ جاہلوں کی عادت ہے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۹، ص ۱۰۳)

مشارق ومغارب کے بیان کی توجیہات:

۲.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فلا اقسم برب المشرق والمغرب انا لقدرون تو مجھے قسم ہے اس کی جو سب مشارق اور سب مغارب کا مالک ہے کہ ضرور ہم قادر ہیں (المعارج:۴۰)﴾۔ یعنی مشارق ومغارب سے سال کے ہر دن کے مشرق ومغرب مراد ہیں، پس اس اعتبار سے گرمی وسردی کے کل ایک سو اسّی مشرق ومغرب ہو جائیں گے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مشرق سے مراد ہر نبی کی دعوت کا ظہور ہونا ہے اور مغرب سے مراد اُس نبی کی وفات ہونا ہے یا هدایات وخذلات کے انوار مراد ہوں۔ (روح البیان، ج ۱۰، ص ۱۹۸)

اغراض:

ای مدیمی النظر: یعنی آپ کی جانب جلدی کرتے ہوئے نظریں جمائیں جلدی کرتے ہوئے۔ قال تعالٰی: (اگرچہ وہ دوبارہ اٹھائے جانے کو جھٹلاتے مگر ایسا ہی ہوتو وہ جنت میں بھی اعلٰی درجے پر ہونگے)، اللہ نے اُن کے رد میں یہ ﴿ایطمع کل امری منهم﴾ فرمایا۔ من نطف: یعنی نطفہ، پھر علقہ اور پھر مضغہ سے، معنی یہ ہے کہ مقصود اس آیت کا یہ ہے کہ وہ نطفے سے پیدا کئے گئے ہیں، اور عالم قدس کے لئے گندی چیزوں کو جنت میں طلب کرنا مناسب نہیں ہے، پس جو ایمان اور طاعت سے مکمل نہ ہوتی ہوں اور جو اخلاق حمیدہ سے تکمیل پذیر نہ ہو پاتی ہوں۔ یسرعون: کے معنی جلدی اور سبقت کرنا ہے۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۱۷۱ وغیرہ)

سورۃ نوح مکیۃ وھی ثمان و عشرون آیۃ

(سورۂ نوح مکیہ ہے جس میں اٹھائیس آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ نوح

اس سورت میں دو رکوع، اٹھائیس آیتیں، دوسو چوبیس کلمات، نوسونانوے حروف ہیں۔ جب بھی اللہ ﷻ نے کسی قوم کو تباہ برباد کیا تو سب سے پہلے اس قوم کی طرف ایک نذیر بھیجا جوان کو ڈرائے اوران کو غفلت کی نیند سے بیدار کرے، یہ اللہ ﷻ کی سنت ہے یونہی کسی کو ہلاک کرنا اللہ ﷻ کی شان نہیں ہے ۔نوح کی دعوت کے تین پہلوں تھے (۱)......اللہ ﷻ وحدہ کی عبادت، (۲)......تقوی وپرہیز گاری، (۳)......اپنے نبی کی اطاعت۔ انہی تین اصولوں پر تمام اقوام عالم کا دین ودنیا میں کامیابی پر انحصار ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو نجات کا راستہ ہی نہیں دکھایا بلکہ ان سے وعدہ بھی کیا کہا اگر تم میری دعوت کو قبول کروگے تو تمہاری دنیا بھی سنور جائے گی اور تمہارے بنجر میدانوں میں ہریالی لہرائے گی اور ریگستانوں میں نہریں جاری ہوں گی اور تمہیں بکثرت صالح اولاد دی جائے گی، بروقت بارشیں ہوا کریں گی، قحط اور خشک سالی کا جو خوف تمہارے اعصاب پر رہتا ہے اس سے بھی نجات مل جائے گی۔ اور پھر آپ نے اس قوم کے رئیسوں کا ذکر فرمایا کہ وہ خود بھی اس دین کو قبول نہیں کرتے، اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو اسے قبول کرنے دیتے ہیں کیونکہ یہ دین ان کی تعلیمات سے ٹکراتا ہے وہ زکوۃ کیسے دیں گے، عیش وعشرت اور میخواری کو کیسے چھوڑیں گے، غریبوں اور عوام کو بھی حضرت نوح علیہ السلام کے پاس نہیں آنے دیتے تھے، ان کے خیر خواہ بن کر ان کو نصیحتیں کرتے کہ ہم تو تم کو اس بات سے آگاہ کر رہے ہیں کہ اس کی باتوں میں نہ آجانا یہ تمہارے دیوتاؤں سے تم کو دور کرنا چاہتا ہے، خبردار تم ہرگز اپنے خداؤں کو نہ چھوڑنا۔ حضرت نوح علیہ السلام نوسو پچاس سال تک دن رات ان لوگوں کی بھلائی کے لئے دین حق کی دعوت دیتے رہے۔ یہ حوصلہ اور ہمت وصبر صرف ایک پیغمبر کو ہی حاصل ہوسکتا ہے لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعائے ضرر فرمائی۔

رکوع نمبر: ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿انا ارسلنا نوحا الی قومه ان انذر﴾اَیْ بِاِنْذَارِ﴿ قومک من قبل ان یأتیهم﴾اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا﴿ عذاب الیم (۱)﴾مُؤلِمٌ فِی الدُّنْیَاوَالْاٰخِرَةِ﴿قال یقوم انی لکم نذیر مبین (۲)﴾بَیِّنُ الْاِنْذَارِ﴿ان﴾اَیْ بِاَنْ اَقُوْلَ لَکُمْ﴿ اعبدوا الله واتقوه واطیعون (۳) یغفر لکم من ذنوبکم﴾مِنْ زَائِدَةٍ فَاِنَّ الْاِسْلَامَ یُغْفَرُبِهٖ مَاقَبْلَهٗ اَوْتَبْعِیْضِیَّةٌ لِاِخْرَاجِ حُقُوْقِ الْعِبَادِ﴿ ویؤخرکم﴾بِلَاعَذَابٍ﴿ الی اجل مسمی﴾اَجَلِ الْمَوْتِ﴿ ان اجل الله ﴾بِعَذَابِکُمْ اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا﴿اذا جاء لا یؤخر لو کنتم تعلمون (۴)﴾ذٰلِکَ لَاٰمَنْتُمْ﴿قال رب انی دعوت قومی لیلا ونهارا (۵)﴾دَائِمًامُتَّصِلًا﴿فلم یزدهم دعاءی الا فرارا (۶)﴾عَنِ الْاِیْمَانِ﴿وانی کلما دعوتهم لتغفر لهم جعلوا اصابعهم فی اذانهم﴾لِئَلَّا یَسْمَعُوْا کَلَامِیْ﴿واستغشوا ثیابهم﴾غَطَّوْارُءُوْسَهُمْ بِهَالِئَلَّا یَنْظُرُوْنِیْ﴿ واصروا﴾عَلٰی کُفْرِهِمْ ﴿واستکبروا ﴾تَکَبَّرُوْاعَنِ الْاِیْمَانِ﴿استکبارا (۷) ثم انی دعوتهم جهارا (۸)﴾اَیْ بِاَعْلٰی صَوْتِیْ﴿ثم انی اعلنت لهم﴾صَوْتِیْ﴿ واسررت لهم﴾لَهُمُ الْکَلَامَ﴿ اسرارا (۹) فقلت استغفروا ربکم﴾مِنَ الشِّرْکِ﴿ انه کان غفارا (۱۰) یرسل

السمـاء﴾اَلْمَطَرَ وَكَانُوْا قَدْمُنِعُوْهُ﴿ عليكم مدرارا(۱۱)﴾ كَثِيْـرَ الدُّرُوْرِ﴿ويمددكم باموال وبنين ويجعل لـكم جنت﴾بِسَاتِيْنَ﴿ ويجعل لكم انهرا(۱۲)﴾جَارِيَةً﴿ما لكم لا ترجون لله وقارا (۱۳)﴾اَیْ تَاْمَلُوْنَ وَقَارَاللّٰهِ اِيَّاكُمْ بِاَنْ تُؤْمِنُوْا﴿وقد خلقكم اطوارا(۱۴)﴾جَـمْعُ طُوْرٍ وَهُوَالْحَالُ فَطُوْرًا نُطْفَةً وَطُوْرًا عَلَقَةً اِلٰى تَـمَامِ خَـلْـقِ الْاِنْسَـانِ وَالنَّظْرِفِیْ خَلْقِهٖ يُوْجِبُ الْاِيْمَانَ بِخَالِقِهٖ﴿الم تروا﴾تَنْظُرُوْ﴿ كيف خلق الله سبع سموت طباقا(۱۵)﴾بَعْضَهَافَوْقَ بَعْضٍ﴿وجعل القمر فيهن﴾اَیْ فِیْ مَجْمُوْعِهِنَّ الصَّادِقِ بِالسَّمَاءِ الدُّنْيَا﴿ نورا وجعل الشمس سراجا (۱۶)﴾مِـصْبَـاحًامُضِيْئًاوَهُوَاَقْوٰی مِنْ نُوْرِالْقَمَرِ﴿والله انبتكم﴾خَلَقَكُمْ﴿من الارض نباتا(۱۷)﴾اِذْخَـلَـقَ اَبَاكُـمْ اٰدَمَ مِنْهَـا﴿ثم يـعيـدكـم فيهـا﴾مَقْبُوْرِيْنَ﴿ ويخرجكم﴾لِلْبَعْثِ﴿ اخـراجـا(۱۸) والـلـه جـعـل لـكم الارض بسـاطـا (۱۹)﴾مَبْسُـوْطَةً﴿لتسـلـكـوا مـنهـا سبلا﴾طُرُقًا﴿ فجاجا(۲۰)﴾وَاسِعَةً.

﴿ترجمہ﴾

بیشک ہم نے نوح کواس کی قوم کی طرف بھیجا کہ ان کوڈرا(ان انذر بمعنی بانذار ہے،......۱......)اس سے پہلے کہ ان پرآئے (ایمان نہ لانے کی صورت میں)دردناک عذاب(دنیا میں،الیم بمعنی مـؤلـم ہے)اس نے فرمایا اے میری قوم میں تمہارے لیے صریح ڈرسنانے والا ہوں(مبین بمعنی بين الانذار ہے)کہ(ان بمعنی بان ہے،میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ)اللہ کی بندگی کرواس سے ڈرو اور میرا حکم مانو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا(''من ذنوبکـ ''میں''من ''زائدہ ہے کہ اسلام اپنے سے پہلے کے گناہ بخشوادیتا ہے یا تبعیضیہ ہے اس صورت میں حقوق العباد خارج ہو جائیں گے)اور تمہیں مہلت دے گا(بے عذاب دیئے)ایک مقرر میعاد(یعنی وقت موت)تک بیشک اللہ کا وعدہ (ایمان نہ لانے کی صورت میں تمہیں عذاب دینے کا)جب آئے گا ہٹایا نہیں جائے گا اگر تم جانتے(اسے تو ضرور تم ایمان لے آتے)عرض کی اے میرے رب!میں نے اپنی قوم کودن رات بلایا(دائـمـا متـصـلا بلاتا رہا)تو میرے بلانے سے انہیں بھاگنا ہی بڑھا(ایمان لانے سے)اور میں نے جتنی بار انہیں بلایا کہ تو انہیں بخشے انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں(تا کہ وہ میری بات نہ سن سکیں)اور اپنے کپڑے اوڑھ لیے(یعنی اپنے سروں کو کپڑوں سے ڈھانپ لیا تا کہ مجھے نہ دیکھ سکیں)اور ڈٹے رہے(اپنے کفر پر)اور بڑا تکبر کیا(ایمان لانے سے،استـکـبـروا بمعنی تـکـبـروا ہے)پھر میں نے انہیں اعلانیہ بلایا(یعنی اپنی آواز کو بلند کر کے)پھر میں نے ان سے(اپنی آواز میں)باعلان بھی کہا اور آہستہ آہستہ خفیہ(کلام)بھی کیا تو میں نے کہا (شرک کرنے سے......۲......)اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے تم پر آسمان(سے بارش)بھیجے گا(ان لوگوں سے بارش کوروک دیا گیا تھا)موسلادھار(مدرارا کے معنی موسلادھار ہے)اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنائے گا(جـنـت بمعنی بسـاتـين ہے)اور تمہارے لیے(جاری)نہریں بنائے گا تمہیں کیا ہوا اللہ سے عزت ملنے کی امید نہیں رکھتے (یعنی تمہیں ایمان لا کر اللہ ﷻ سے عزت ملنے کی امید رکھنی چاہیے......۳......)حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح بنایا(پہلے نطفہ کی صورت میں،پھر خون کی پھٹک سے لے کر مکمل انسان بننے تک ادوار میں اور انسان کا اپنی خلقت میں غور کرنا بھی اپنے خالق پر ایمان لانے کا موجب ہے،''اطوار''طور کی جمع ہے بمعنی حال)کیا تم نہیں دیکھتے(الـم تـروا بمعنی الـم تـنظروا ہے)اللہ نے کیونکر سات آسمان بنائے ایک پر ایک(''طبـاق''کا معنی یہ ہے کہ آسمان یکے بعد دیگرے ہیں)اور ان میں(یعنی ان کے مجموعہ میں کہ جس

پرآسمان دنیا کا لفظ صادق آتا ہے اس میں) چاند کو روشن کیا اور سورج کو چراغ (''سراج'' کا معنی روشن چراغ ہے، سورج کا نور چاند سے قوی تر ہے) اور اللہ نے تمہیں پیدا فرمایا (انبتکم بمعنی خلقکم ہے) سبزے کی طرح زمین سے (کہ اس نے تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا ہے) پھر تمہیں اسی میں لے جائے گا (تمہیں قبروں میں دفن کیا جائے گا) اور دوبارہ (حساب کتاب کے لیے) اٹھائے گا اور اللہ نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا (بساطا بمعنی مبسوطا ہے) کہ اس کے وسیع راستوں میں چلو (سبلا بمعنی طرقا ہے اور فجاجا بمعنی واسعۃ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿انا ارسلنا نوحا الی قومه ان انذر قومک من قبل ان یاتیهم عذاب الیم﴾

انا: حرف مشبہ واسم، ارسلنا نوحا: فعل بافاعل ومفعول، الی قومه: ظرف لغو، ان: مصدریہ، انذر قومک: فعل امر بافاعل ومفعول، من: جار، قبل: مضاف، ان: مصدریہ، یاتیهم عذاب الیم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ب جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال یقوم انی لکم نذیر مبین ان اعبدوا الله واتقوه واطیعون یغفر لکم من ذنوبکم ویؤخرکم الی اجل مسمی﴾

قال: قول، یقوم: نداء، انی: حرف مشبہ واسم، لکم: ظرف لغو مقدم، نذیر: صفت مشبہ بافاعل، ان: مصدریہ، اعبدوا الله: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتقوه: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اطیعون: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر امر، یغفر: فعل بافاعل، لکم: ظرف لغو، من ذنوبکم: ظرف مستقر مفعول لان من للتبعیض، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یوخرکم الی اجل مسمی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب امر، ملکر بتاویل مصدر بتقدیر ب جار، مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر موصوف، مبین: صفت، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان اجل الله اذا جاء لایؤخر لو کنتم تعلمون﴾

ان: حرف مشبہ، اجل الله: اسم، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، لایوخر: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لو: شرطیہ، کنتم تعلمون: جملہ فعلیہ جزا محذوف ''لامنتم'' کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال رب انی دعوت قومی لیلا ونهارا﴾

قال: قول، رب: نداء، انی: حرف مشبہ واسم، دعوت: فعل بافاعل، قومی: مفعول، لیلا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نهارا: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلم یزدهم دعاءی الا فرارا وانی کلما دعوتهم لتغفرلهم جعلوا اصابعهم فی اذانهم﴾

ف: عاطفہ، لم یزدهم: فعل نفی ومفعول، دعاءی: فاعل، الا: اداۃ حصر، فرارا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انی: حرف مشبہ واسم، کلما: شرطیہ، دعوتهم: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، تغفرلهم: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، جعلوا: فعل بافاعل، اصابعهم: مفعول اول، فی اذانهم: ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واستغشوا ثیابهم واصروا واستکبروا استکبارا﴾

و: عاطفہ، استغشوا: فعل بافاعل، ثیابهم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصروا: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، استکبروا استکبارا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر ماقبل ''جعلوا'' پر معطوف ہے۔

﴿ثم انی دعوتھم جھارا ثم انی اعلنت لھم واسررت لھم اسرارا﴾

ثم: عاطفہ، انی: حرف مشبہ واسم، دعوت: فعل ت ضمیر ذوالحال، جھارا: حال، ملکر فاعل، ھم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ثم: عاطفہ، انی: حرف مشبہ واسم، اعلنت لھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اسررت لھم: فعل بافاعل وظرف لغو، اسرارا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فقلت استغفروا ربکم انه کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا﴾

ف: عاطفہ، قلت: قول، استغفروا: فعل امر بافاعل، ربکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، یرسل: فعل بافاعل، السماء: ذوالحال، مدرارا: حال، ملکر مفعول، علیک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، انه: حرف مشبہ واسم، کان غفارا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انھرا﴾

و: عاطفہ، یمددکم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، اموال: معطوف علیہ، و: عاطفہ، بنین: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یرسل" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، یجعل: فعل بافاعل، لکم: ظرف مستقر مفعول ثانی، جنت: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یجعل لکم انھرا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ماقبل "یرسل" پر معطوف ہے۔

﴿مالکم لا ترجون للہ وقارا وقد خلقکم اطوارا﴾

ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، لاترجون: فعل نفی واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قد: تحقیقیہ، خلق: فعل بافاعل، کم: ذوالحال، اطوارا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، للہ: ظرف لغو، وقارا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم تروا کیف خلق اللہ سبع سموت طباقا وجعل القمر فیھن نورا وجعل الشمس سراجا﴾

ھمزہ: حرف استفہام، لم تروا: فعل نفی، کیف: اسم استفہام حال مقدم، خلق: فعل، اللہ: ذوالحال، ملکر فاعل، سبع سموت: موصوف، طباقا: صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جعل القمر: فعل بافاعل ومفعول، فیھن: ظرف مستقر حال مقدم، نورا: ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جعل الشمس سراجا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ انبتکم من الارض نباتا ثم یعیدکم فیھا ویخرجکم اخراجا﴾

و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، انبتکم: فعل بافاعل ومفعول، من الارض: ظرف لغو، نباتا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یعیدکم فیھا: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، یخرجکم اخراجا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ جعل لکم الارض بساطا لتسلکوا منھا سبلا فجاجا﴾

و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، جعل: فعل بافاعل، لکم: ظرف مستقر حال مقدم، الارض: ذوالحال، ملکر مفعول اول، بساطا: مفعول ثانی، لام: جار، تسلکوا: فعل بافاعل، منھا: ظرف مستقر حال مقدم، سبلا فجاجا: مرکب توصیفی ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآن میں خوف دلاکر تبلیغ کرنے کے مختلف انداز:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿انا ارسلنا نوحا الی قومہ ان انذر قومک من قبل ان یاتیھم عذا ب الیم﴾ بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ ان کو ڈرا اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آئے(نوح:۱)﴾،﴿ان الذین کفروا سواء ......الخ بیشک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہیں لائیں گے(البقرۃ:۶)﴾،﴿واوحی الی ھذا القرآن......الخ اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی ہے کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن کو پہنچے(الانعام:۱۹)﴾،﴿وانذر بہ الذین یخافون ان ...... الخ اور اس قرآن سے انہیں ڈراؤ جنہیں خوف ہو کہ اپنے رب کی طرف یوں اٹھائے جائیں گے(الانعام:۵۱)﴾،﴿اکان للناس عجبا ان اوحینا...... الخ کیا لوگوں کو اس کا اچنبھا ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سناؤ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو(یونس:۲)﴾،﴿وانذر الناس یوم یاتیھم العذاب...... الخ اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب ان پر عذاب آئے گا(ابراھیم:۴۴)﴾،﴿ان انذروا انہ لا الہ الا انا...... الخ کہ ڈر سناؤ کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں تو مجھ سے ڈرو(النحل:۲)﴾،﴿وما انذروا ھزوا اور جو ڈر انہیں سنائے گئے تھے اُس کی ہنسی بنالی(الکھف:۵۶)﴾،﴿وانذرھم یوم الحسرۃ...... الخ اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا(مریم:۳۹)﴾،﴿قل انما انذرکم بالوحی تم فرماؤ کہ میں تم کو صرف وحی سے ڈراتا ہوں(الانبیاء:۴۵)﴾،﴿وانذر عشیرتک الاقربین اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ(الشعراء:۲۱۴)﴾،﴿لتنذر قوما ما انذر اباؤھم فھم غفلون تاکہ تم اس قوم کو ڈر سناؤ جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے(یس:۶)﴾،﴿وانذرھم یوم الازفۃ اذ القلوب ...... الخ اور انہیں ڈراؤ اس کے نزدیک آنے والی آفت کے دن سے(مومن:۱۸)﴾،﴿فان اعرضوا فقل انذرتکم ...... الخ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ کہ تمہیں ڈراتا ہوں(حم سجدہ:۱۳)﴾،﴿والذین کفروا عما انذروا معرضون اور کافر اس چیز سے ڈرائے گئے منہ پھیرے ہیں(الاحقاف:۳)﴾،﴿اذ انذر قومہ بالاحقاف...... الخ جب اس نے ان کو سرزمین احقاف میں ڈرایا(الاحقاف:۲۱)﴾،﴿ولقد انذرھم بطشتنا فتماروا بالنذر...... الخ اور بیشک اس نے انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا(القمر:۳۶)﴾،﴿قم فانذر کھڑے ہوجاؤ پھر ڈر سناؤ(المدثر:۲)﴾،﴿انا انذرنکم عذابا قریبا ہم تمہیں ایک عذاب سے ڈراتے ہیں(النبا:۴۰)﴾،﴿فانذرتکم نارا تلظی تو میں تمہیں ڈراتا ہوں اس آگ سے جو بھڑک رہی ہے(اللیل:۱۴)﴾۔

اعلانیہ اور آہستہ تبلیغ دین کرنا:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿ثم انی اعلنت لھم واسررت لھم اسرارا فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا﴾ پھر میں نے انہیں اعلانیہ بلایا پھر میں نے ان سے باعلان بھی کہا اور آہستہ خفیہ بھی کہا تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے(نوح:۹تا۱۰)﴾۔مجاہد کہتے ہیں کہ جہری انداز میں باآواز بلند تبلیغ دین فرمائی اور جب ایسا موقع آیا کہ حکمت ومصلحت کچھ اور تھی تو خفیہ انداز میں بھی اللہ عزوجل کی توحید کا درس دیا۔مزید اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے رب عزوجل سے گناہوں کی بخشش مانگیں اور اپنے کفر کی توبہ اختیار کریں اور اس کے سوا دیگر معبودان باطل کی عبادت سے گریز کریں اور خاص میری عبادت بجالائیں،اللہ عزوجل ان کی بخشش فرمادیگا،اور بیشک اللہ عزوجل اُن کی بخشش کرنے پر قادر ہے جو اس کی بارگاہ اقدس میں رجوع لائے اور اپنے گناہوں کی توبہ اختیار فرمائیں۔ (الطبری، الجزء:۲۹،ص ۱۱۱)

اللہ عزوجل کی ذات کو وسیلہ بنانے یا نہ بنانے کا مسئلہ:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿مالکم لاترجون للہ وقارا﴾ تمہیں کیا ہوا اللہ سے عزت حاصل کرنے کی امید نہیں کرتے (نوح:۱۳) ﴾، ﴿واستغفرلھم اوران کی شفاعت کرو (ال عمران:۱۵۹) ﴾۔ان آیات کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں کہ بڑا چھوٹے سے سفارش کرسکتا ہے، دیکھو اللہ ﷻ نے رب ﷻ ہوکر اپنے حبیب ﷺ سے خطا کاروں کی سفارش فرمائی، مگر اس کا نام سفارش ہوگا نہ شفاعت، لہذا اللہ ﷻ کو شفیع نہیں کہہ سکتے، وہ جو حدیث میں ہے کہ کسی نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! میں اللہ ﷻ کو آپ کی بارگاہ میں شفیع لاتا ہوں تو سید عالم ﷺ اس پر ناراض ہوئے، اس کی یہی وجہ تھی، لہذا وہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں''۔

(نور العرفان، ص ۱۱۱)

مفتی احمد یار خان نعیمی نے شفیع اور سفارش میں فرق کردیا ہے حالانکہ دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔اور مفتی احمد یار خان صاحب کا یہ مؤقف اعلیٰ حضرت کے مؤقف کے خلاف بھی ہے جس کی دلیل فاضل بریلوی کی کتاب: ''الامن والعلی'' میں ملتی ہے چنانچہ فاضل بریلوی نے فرمایا: ''جو بات عظمت شانِ الٰہی ﷻ کے خلاف ہو، اسے سن کر سید عالم ﷺ کا یہ برتاؤ ہوتا ہے، حالانکہ سفارشی ٹھہرانے کو یہ بات کہ اس کا مرتبہ اس سے کم ہے، جس کے پاس سفارش لائی گئی، ایسی صریح لازم نہیں جسے عام لوگ سمجھ سکیں، ولہذا وہ صحابی اعرابی باآنکہ اہل زبان تھے، اس نکتے سے غافل رہے۔

☆......حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! لوگ پریشان ہوگئے، بچے ضائع ہوگئے، اموال کم ہوگئے، اور مویشی ہلاک ہوگئے ہیں، آپ ہمارے لئے بارش کی دعا فرمائیں۔ہم اللہ ﷻ کی بارگاہ میں آپ کو شفیع بناتے ہیں اور اللہ ﷻ کو آپ کے حضور میں شفیع بناتے ہیں۔سید عالم ﷺ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے، تم جانتے ہو کہ کیا کہہ رہے ہو، سید عالم ﷺ سبحان اللہ پڑھنے لگے، اور کافی دیر تک یہی پڑھتے رہے یہاں تک کہ اصحاب کے چہروں پر ملال ظاہر ہونے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر افسوس ہے! تم پر افسوس ہے!، اللہ ﷻ کی مخلوق میں سے کسی کو بھی اللہ ﷻ کی پاک بارگاہ میں شفیع نہیں بنایا جاتا، اللہ ﷻ کی شان اس سے بھی بلند ہے'' ۔(سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب: فی الجھمیۃ، رقم: ۴۷۲۶، ص ۸۸۴)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں: اللہ ﷻ اپنے حبیب سے متعلق فرماتا ہے: ﴿یعلمھم الکتب والحکمۃ انہیں (تیری) کتاب اور پختہ علم سکھائے (البقرۃ:۱۲۹) ﴾، یہی حال استعانت وفریاد رسی کا ہے کہ ان کی حقیقت خاص بخدا اور بمعنی وسیلہ وتوسل وتوسط غیر کے لئے ثابت اور قطعاً روا، بلکہ یہ معنی تو غیر خدا ﷻ ہی کے لئے خاص ہیں، اللہ ﷻ وسیلہ وتوسل وتوسط بننے سے پاک ہے، اس سے اوپر کون ہے کہ یہ اس کی طرف وسیلہ ہوگا اور اس کے سوا حقیقی حاجت روا کون ہے؟ کہ یہ بیچ میں واسطہ بنے گا، ولہذا حدیث میں ہے جب اعرابی نے سید عالم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم حضور ﷺ کو اللہ ﷻ کی بارگاہ میں شفیع بناتے ہیں جیسا کہ ماقبل حدیث سے واضح ہوا تو سید عالم ﷺ پر یہ گراں گزرا۔اہل اسلام انبیاء واولیاء سے یہی استعانت کرتے ہیں جو اللہ ﷻ سے کیجئے تو اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ غضب فرمائیں اور اسے اللہ ﷻ کی شان میں بے ادبی ٹھہرائیں، اور حق تو یہ ہے کہ اس استعانت کے معنی اعتقاد کرکے جناب الٰہی ﷻ سے کرے تو کافر ہوجائے مگر وہابیہ کی بد عقلی کو کیا کہئے، نہ اللہ ﷻ کا ادب نہ رسول ﷺ سے خوف، نہ ایمان کا پاس، خواہی نخواہی اس استعانت کو ایاک نستعین میں داخل کرکے جو اللہ ﷻ کے حق میں محال قطعی ہے اسے اللہ ﷻ سے خاص کئے دیتے ہیں۔یعنی یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا ﷻ سے توسل کرکے اُسے کسی کے یہاں وسیلہ وذریعہ بنائے، اس وسیلہ بننے کو ہم اولیائے کرام سے مانگتے ہیں کہ وہ دربارہ الٰہی ﷻ میں ہمارا وسیلہ وذریعہ وواسطہ قضائے حاجات ہوجائیں۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، رسالہ: برکات الامداد، ج۲۱، ص ۳۰۲ وغیرہ)

اغراض:

ان باندار: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ان﴾ مصدر یہ ہے اور یہ بھی درست ہے کہ تفسیر یہ ہو، کیونکہ مقصود کسی قوم کو بات کے معنی پہنچانے تھے نہ کہ حروف۔

فی الدنیا و لآخرۃ: مراد طوفان اور عذاب نار ہے۔ای بـان اقول لکم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ان﴾ تفسیریہ ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ سابق کی طرح مصدر یہ مانا جائے، پس دونوں صورتیں درست ہوسکتی ہیں۔لاخـراج حـقـوق العباد: یعنی حقوق العباد اسلام لانے سے معاف نہیں ہوتے، پس کافر جب اسلام لائے گا تو اُسے حدود، لوگوں کے ناحق مال تلف کرنے اور قرض جو اُس کے ذمہ ادا کرنا لازم ہوگا، ان امورِ حقوق العباد کے بارے میں طلب کیا جائے گا۔

بـلا عذاب: سوال مقدر کا جواب ہے، کیسے عذاب کو موت تک کے لئے مؤخر کیا جائے گا جب کہ دوسری آیت میں یوں ہے: ﴿ولن یؤ خـر الـلـه نفسا اذا جاء اجلها (المنافقون:۱۱)﴾؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا یہاں ﴿ویـؤخرکم الی اجل مسمی﴾ اجل پہلے اور عذاب بعد میں ہوگا، جوکہ ترک ایمان پر معلق کیا گیا ہے، اور دوسری آیت ﴿ولـن یؤخر الله نفسا اذا جاء اجلها﴾ سے انتہاء عمر مراد ہے جس میں مقدم ومؤخر کچھ نہ ہوگا، چہ جائے کہ وہ ایمان لائیں یا نہ لائیں۔

لامنتم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿لو﴾ شرطیہ ہے۔وکـانوا قد منعوہ: یعنی جب انہوں نے حضرت نوح کو جھٹلایا، اللہ نے اُن سے بارش روک لی اور ان کی عورتوں کو چالیس سال تک بانجھ کردیا، پس ان کے مال اور مویشی ہلاک ہوئے، پس حضرت نوح نے اُن سے کہا: ﴿استـغفروا ربکم﴾۔بساتین: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد دنیاوی جنت ہے، اور ''جعل'' فعل کی تکرار فرمائی گئی اور یوں نہ کہا گیا: ''یجعل لکم جنات وانهارا''، معمول کے متغائر ہونے کی وجہ سے۔فی خلقه: یعنی انسان مراد ہے، معنی یہ ہے کہ انسان کے احوال میں تأمل کرنا مراد ہے، جوکہ ایمان باللہ کے اسباب میں سے ہیں۔

تنظروا: مراد اعتبار اور غور وتفکر سے دیکھنا ہے۔بعضها فوق بعض: بغیر ایک دوسرے سے ملے ہوئے، بلکہ ایک دوسرے کے مابین پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور ہر آسمان کی موٹائی پانچ سو سال ہے۔ای فی مجموعهن: اس عبارت سے ایک اعتراض کا دور کرنا مراد ہے اور وہ یہ ہے کہ چاند تو فقط آسمان دنیا ہی پر ہوا کرتا ہے پھر اس کی اضافت کل کی طرف کیوں کی گئی ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں جمع کا اطلاق افراد کی تعداد کے لحاظ سے نہیں کیا گیا اور یہ ضروری بھی نہیں ہے، پس بہتر جواب یہ ہے کہ آسمان اپنا صاف وشفاف ہے کہ ساتوں آسمان ایک ہی محسوس ہوتے ہیں، پس اسی بناء پر کل کا اطلاق کیا گیا ہے۔مضیئـا: یا یوں کہا جائے کہ سورج کا محلِ انتشار چاند کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے اور اگر چاند کی روشنی کا پھیلنا سورج کے مقابلے میں زیادہ ہوتو پھر برعکس قول کیا جاتا بلکہ چاند کی روشنی میں بہت تھوڑے ہی لوگ کچھ پڑھ سکتے ہیں۔ (الصاوی، ج۶، ص۱۷۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿قـال نـوح رب انهـم عـصـونـی واتبعوا﴾ اَیِ السُّفْلَةُ الْفُقَرَاءُ﴿ من لم یزده ماله وولده﴾ وَهُمُ الرُّؤُسَاءُ الْمُنْعَمُ عَلَيْهِمْ بِذٰلِکَ وَوُلْدِ بِضَمِّ الْوَاوِ وَسُكُوْنِ اللَّامِ وَبِفَتْحِهَا وَالْاَوَّلُ قِيْلَ جَمْعُ وَلَدٍ بِفَتْحِهَا كَخَشَبٍ وَخُشْبٍ وَقِيْلَ بِمَعْنَاهُ كَبُخْلٍ وَبَخَلٍ﴿ الا خسارا (۲۱)﴾ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا﴿ومکروا﴾ اَیِ الرُّؤُسَاءُ﴿ مکرا کبارا (۲۲)﴾ عَظِيْمًا جِدًّا بِاَنْ كَذَّبُوْا نُوْحًا وَّاٰذَوْهُ وَمَنِ اتَّبَعَهُ﴿وقالوا﴾ لِلسُّفْلَةِ﴿ لا تذرن الهتکم ولا تذرن ودا﴾ بِفَتْحِ الْوَاوِ وَضَمِّهَا﴿ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا (۲۳)﴾ هِيَ اَسْمَاءُ اَصْنَامِهِمْ ﴿وقد اضلوا

کثیرا ﴾مِنَ النَّاسِ بِاَنْ اَمَرُوْهُمْ بِعِبَادَتِهَا﴿ولا تزد الظلمين الا ضللا (۲۴)﴾عَطْفٌ عَلٰى قَدْاَضَلُّوْادَعَاعَلَيْهِمْ لِمَااُوْحِيَ اِلَيْهِ اَنَّهُ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قومک اِلَّامَنْ قَدْ اٰمَنَ﴿مما﴾مَاصِلَةٌ﴿ خطيئتهم﴾وَفِيْ قِرَاءَةٍ خَطِيْئٰتِهِمْ بِالْهَمْزَةِ﴿ اغرقوا﴾بِالطُّوْفَانِ﴿ فادخلوا نارا ﴾عُوْقِبُوْبِهَاعَقْبَ الْاِغْرَاقِ تَحْتَ الْمَاءِ﴿فلم يجدوا لهم من دون ﴾اَىْ غَيْرِ﴿الله انصارا (۲۵)﴾يَمْنَعُوْنَ عَنْهُمُ الْعَذَابَ ﴿وقال نوح رب لا تذر على الارض من الكفرين ديارا (۲۶)﴾اَىْ نَازِلُ دَارٍوَالْمَعْنٰى اَحَدًا﴿انک ان تذرهم يضلوا عبادک ولا يلدوا الا فاجرا كفارا (۲۷)﴾مَنْ يَّفْجُرُوَيَكْفُرُقَالَ ذٰلِکَ لِمَا تَقَدَّمَ مِنَ الْاِحاءِ اِلَيْهِ ﴿رب اغفرلى ولوالدى﴾وَكَانَامُؤْمِنَيْنِ﴿ ولمن دخل بيتى﴾مَنْزِلِيْ اَوْمَسْجِدِيْ﴿ مؤمنا وللمؤمنين والمؤمنت﴾اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴿ ولا تزد الظلمين الا تبارا(۲۸)﴾هَلَاكًافَاُهْلِكُوْا.

﴿ترجمہ﴾

نوح نے عرض کی اے میرے رب انہوں نے میری نافرمانی کی اور وہ (یعنی نچلے طبقہ کے لوگ اور فقراء) ایسے کے پیچھے ہوئے جسے اس کے مال اور اولاد نے نقصان ہی بڑھایا (یہ وہ رئیس افراد تھے جن پر مال واولاد وغیرہ کی صورت میں انعام کیا گیا تھا، ''وُلد'' واو مضمومہ اور لام ساکنہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور دونوں کو مفتوحہ بھی پڑھا گیا ہے ''وُلد'' کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ ''وَلَد'' کی جمع ہے جیسا کہ خَشَب کی جمع خُشب آتی ہے جیسا کہ بخل کی جمع بخل آتی ہے اس کے مال واولاد نے انہیں خسارا، سرکشی اور کفر ہی میں اضافہ کیا) اور وہ قوم کے سردار (بڑا داؤں کھیلے یوں کہ انھوں نے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کو جھٹلایا اور اذیتیں دیں'' کبارا بمعنی عظیماجدا'' ہے) اور (نچلے طبقے کے لوگوں سے) بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا وَدّ کو (''ود'' کو واو مضمومہ ومفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر......۱......کو (یعنی ان کے بتوں کے نام تھے) اور بیشک انہوں نے (ان بتوں کے ذریعے) بہتوں کو بہکایا (یعنی بہت سے لوگوں کو بہکایا انہیں ان بتوں کی عبادت کا حکم دے کر) اور تو ظالموں کو زیادہ نہ کرنا مگر گمراہی (اس جملہ کا عطف ''قداضلوا'' پر ہے پھر جب حضرت نوح علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ﴿انه لن یومن من قومک الا من قد امن ﴾تو آپ نے ان کے لیے دعائے ضرر کی......۲......) اپنی کیسی خطاؤں پر (''من'' میں ''ما'' زائدہ ہے جو کہ تاکید کے لیے لایا گیا ہے، ایک قرائت میں ''خطایاھم'' کی جگہ ''خطیئاتھم'' ہمزہ کے ساتھ آیا ہے) ڈبوئے گئے (طوفان میں) پھر آگ میں داخل کئے گئے (غرق کئے جانے کے بعد انہیں پانی کے نیچے آگ کے ذریعے عذاب دیا گیا ہے) تو انہوں نے اللہ کے علاوہ (یعنی غیر اللہ کو) اپنا کوئی مددگار نہ پایا (جو اِن سے عذاب کو روک سکے) اور نوح نے عرض کی اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ (یعنی گھر میں رہنے والا یعنی کسی بھی کافر کو نہ چھوڑ) بیشک اگر تو انہیں رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کردیں گے اور ان کے اولاد ہوگی تو نہ ہوگی مگر وہ بھی بدکار (یعنی فاسق وفاجر ونافرمان، یہ بات سابقہ وحی کی وجہ سے عرض کی تھی) اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو (آپ علیہ السلام کے ماں باپ مومن تھے) اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے بہت (یعنی میرے گھر یا مسجد) میں داخل ہو اور (قیامت تک آنے والے) سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو اور کافروں کو نہ بڑھا مگر تباہی (یعنی ہلاکت وبربادی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قال نوح رب انهم عصونی واتبعوا من لم یزده ماله وولده الا خسارا﴾
قال نوح: قول،رب: نداء،انهم:حرف مشبہ واسم ،عصونی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و:عاطفہ،اتبعوا:فعل بافاعل،من:موصولہ،لم یزده: فعل نفی ومفعول اول،مالہ:معطوف علیہ ،و:عاطفہ،ولده:معطوف،ملکر فاعل،الا:اداۃ حصر،خسارا:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔
﴿ومکروا مکرا کبارا﴾و: عاطفہ،مکروا:فعل بافاعل،مکرا:موصوف، کبارا:صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿وقالوا لا تذرن الهتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا﴾
و: عاطفہ،قالوا:قول،لاتذرن:فعل نہی بافاعل،الهتکم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و:عاطفہ،لاتذرن:فعل نہی بافاعل،ودا:معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا:نافیہ،سواعا:معطوف اول،و:عاطفہ،لا:نافیہ،یغوث ویعوق ونسرا: معطوفات،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔
﴿وقد اضلوا کثیرا ولا تزد الظلمین الا ضللا﴾
و:عاطفہ،قد:تحقیقیہ،اضلوا: فعل بافاعل، کثیرا:مفعول بہ،ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "قال نوح قد اضلوا" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر ماقبل "قال انهم عصونی" پر معطوف ہے،و:عاطفہ،لاتزد الظلمین:فعل نہی بافاعل ومفعول،الا:اداۃ حصر،ضللا:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف پر معطوف ہے۔
﴿مما خطیئتهم اغرقوا فادخلوا نارا فلم یجدوا لهم من دون الله انصارا﴾
من: جار،ما:زائد،خطیئتهم:مجرور،ملکر ظرف لغو مقدم،اغرقوا:فعل مجہول بانائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ،ف:عاطفہ،ادخلوا:فعل مجہول بانائب الفاعل،نارا:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ،ف:عاطفہ،لم یجدوا:فعل نفی بافاعل،لهم:ظرف مستقر مفعول،من دون الله: ظرف مستقر حال،انصارا:مفعول اول،ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿وقال نوح رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیارا﴾
و:عاطفہ،قال نوح:قول،رب:نداء،لا تذر: فعل نہی بافاعل،علی الارض:ظرف لغو،من الکفرین:ظرف مستقر حال مقدم،دیارا:ذوالحال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔
﴿انک ان تذرهم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا﴾
انک: حرف مشبہ واسم،ان:شرطیہ،تذرهم:جملہ فعلیہ شرط ،یضلوا عبادک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و:عاطفہ،لایلدوا:فعل نفی بافاعل،الا:اداۃ حصر،فاجرا کفارا:مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔
﴿رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین والمومنت﴾
رب: نداء،اغفر:فعل امر بافاعل،لی: جار مجرور معطوف علیہ ،و:عاطفہ،لوالدی:جار مجرور معطوف اول،و: عاطفہ،لام:جار،من:موصولہ،دخل:فعل "هو"ضمیر ذوالحال،مومنا:حال،ملکر فاعل،بیتی:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر معطوف ثانی،و: عاطفہ،لام:جار،المومنین والمومنت: معطوف،ملکر مجرور،ملکر معطوف ثالث،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔
﴿ولا تزد الظلمین الا تبارا﴾و:عاطفہ،لا تزد:فعل نہی بافاعل،الظلمین:مفعول اول،الا:اداۃ حصر،تبارا:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

«تشریح توضیح و اغراض»

ود، سواع، یغوث، یعوق اورنسر کی تحقیق:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿وقالوا لا تذرن الھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا اور بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو(نوح:۲۳)﴾۔ بنی آدم کی قوم کے کچھ افراد، ان معبودانِ باطل کی عبادت کیا کرتے تھے۔ محمد بن قیس کہتے ہیں کہ بنی آدم کی قوم میں نیک لوگ تھے، دیگر لوگ عبادت کے معاملے میں ان نیک لوگوں کی پیروی کرتے تھے، پھر جب یہ نیک لوگ انتقال کر گئے تو ان میں سے بعض نے یہ کہا کہ کیوں نہ ہم ان نیک لوگوں کی صورتوں میں کوئی مجسمے بنالیں جس سے ہمیں عبادت کرنے میں زیادہ شوق حاصل ہوگا چنانچہ انہوں نے ان کے مجسمے بنالئے۔ بعد والوں کے دل میں شیطان نے یہ بات ڈال دی کہ تمہارے آباؤ اجداد ان کی عبادت کرتے تھے لہٰذا تمہارے لئے بھی یہی کرنا ضروری ہے، کیونکہ اسی کی وجہ سے اُن پر بارش ہوا کرتی تھی'۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام کے مابین دس قرون تھے اور تمام ہی اہل اسلام میں سے تھے۔ قتادہ کا قول ہے کہ ان بتوں کا تعلق کن علاقوں سے تھا اور کس نام سے موسوم تھے اس کی تفصیل یہ ہے: (۱)......ودّ کا تعلق حی بن کلب بدومۃ الجندل سے تھا، (۲)......سواع کا تعلق ھذیل بریاط سے تھا۔ (۳)......یغوث کا تعلق غطیف من مراد بالجرف سبا سے تھا، (۴)......یعوق کا تعلق ہمدان بلخع سے تھا، (۵)......نسر کا تعلق حمیر سے تھا۔ (الطبری، الجزء:۲۹، ص ۱۱۷ وغیرہ)

حضرت نوح علیہ السلام کی دعائے ضرر:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿وقال نوح رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیارا اور نوح نے عرض کی اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ(نوح: ۲۶)﴾۔ حضرت نوح علیہ السلام کی اس دعا کا مقصد یہ تھا کہ روئے زمین پر کافروں میں سے کوئی باقی نہ رہے، مراد اس سے وہ کافر ہیں جو ایمان اور طاعت کی جانب بلائے گئے اور انہوں نے ایمان قبول نہ کیا، پھر روئے زمین پر مشرق و مغرب میں پھیل گئے، جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کافر تھے یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت کے لوگ جو جزیرہ عرب کے گرد و نواح میں پھیل گئے، یا یہ خطاب عمومی اعتبار سے ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے یعنی خاص طور پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے کافر جو روئے زمین پر پھیل گئے۔ میں (علامہ آلوسی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد سارے ہی انبیائے کرام کے دور کے کافر ہیں نہ کہ خاص طور پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے کافر۔ یعنی روئے زمین پر رہنے والے تمام ہی کافر مراد ہیں۔ (روح المعانی، الجزء:۲۹، ص ۱۲۶)

اغراض: ھی اسماء الاصنام: جن کی عبادت کرتے تھے، ابن زبیر کہتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ حضرت آدم کے پانچ بیٹے تھے، جن کے نام ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے، لوگ ان کی اقتداء کرتے تھے، جب اِن میں سے ایک انتقال کر گیا تو شیطان لوگوں کے پاس آیا اور انہیں اُسی مرنے والے کی مثل صورت بنانے کا مشورہ دیا اور یہ سلسلہ شروع ہوا اور جیسے جیسے یہ سارے انتقال کرتے گئے یہی ہوتا گیا، مزید حاشیہ نمبر "۱" کا مطالعہ کیجئے۔ دعا علیھم لما اوحی الیہ: یعنی حضرت نوح علیہ السلام تو لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے پھر کیسے قوم کے لئے دعائے ضرر فرمائی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ جب حضرت نوح علیہ السلام قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور اللہ نے انہیں خبر ارشاد فرمائی کہ آپ کی قوم سے فقط یہی لوگ ایمان لائیں گے، پس آپ نے باقیوں کے لئے دعائے ضرر فرمائی۔ ای نازل دار: یہ دیار کا لغوی معنی ہے اور مراد اس سے صاحب دار ہے، چہ جائے کہ وہ گھر میں رہتا ہو یا نہ رہتا ہو۔ فاھلکوا: کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے ساتھ اُن کے بچے بھی ہلاک ہو گئے اور اُن میں کوئی بانجھ اور مویشی عذاب سے نہ بچ پائے، مزید حاشیہ نمبر "۲" کا مطالعہ کیجئے۔ (الصاوی، ج۶، ص ۱۷۶)

سورۃ الجن مکیۃ وھی ثمان وعشرون آیۃ

(سورۂ جن مکیہ ہے جس میں اٹھائیس آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ الجن

اس سورت میں دو رکوع، اٹھائیس آیتیں، دوسو پچاسی کلمے، آٹھ سو ستر حروف ہیں۔ اس سورت کے مکی ہونے میں سب کا اتفاق ہے لیکن مکی زندگی کے کس دور میں اس کا نزول ہوا اس کا تعین مشکل ہے۔ البتہ حضرت ابن عباس کی ایک روایت سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی۔ صحیحین میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ اپنے چند صحابہ کے ہمراہ عکاظ کے بازار کی طرف اسلام کی دعوت کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ جنات کا آسمان پر جانا بند ہو چکا تھا اگر وہ جاتے بھی تھے تو روک دیئے جاتے تھے، یہ ماجرا انہوں نے اپنی قوم کے سرداروں کو سنایا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ابلیس کو بتایا اس نے کہا کہ تم روئے زمین میں پھیل جاؤ اور ضرور کوئی ایسا حادثہ ہوا ہے جس کی وجہ سے تمہارا آسمان کی طرف جانا بند کردیا گیا ہے۔ جنات کا وہ گروہ جو تہامہ کا چکر لگانے کے لئے آیا تھا انہوں نے نخلہ کے مقام پر حضور ﷺ کو صبح کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور آپ اس وقت قرآن کریم کی تلاوت کررہے تھے۔ انہوں نے جب کلام الٰہی سنا تو کہنے لگے یہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں آسمان کی طرف جانے سے روک دیا گیا ہے اور پھر اپنی قوم کی طرف گئے اور سارا واقعہ سنایا اور اپنے ایمان لانے کا اعلان کردیا (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ الجن قل اوحی الی، رقم: ۴۹۲۱، ص۸۷۶)۔ پہلے رکوع میں جنات کے اس گروہ کے حالات بیان ہوئے جسے مقام نخلہ میں حضور ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن پاک سننے کی سعادت حاصل ہوئی اور اسی وجہ سے ان کے قلوب واذہان میں اسلام لانے کا انقلاب پیدا ہوا اور جس جرأت سے انہوں نے اپنے ایمان لانے کا تذکرہ کیا اس کی تفصیلات بیان کی گئیں، دوسرے رکوع میں عقیدہ توحید کا اعلان کیا جارہا ہے اور نبی کریم ﷺ عقیدہ توحید کو بیان فرمارہے ہیں اس کے بعد ان کفار کا ذکر ہے جنہوں نے اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کی دعوت کو جھٹلایا۔ قیامت کے دن ان کی حالت قابل رحم ہوگی۔ آخر میں اس حقیقت کو بیان فرمایا جارہا ہے کہ علم غیب صرف اللہ ﷻ ہی کی ذات کے لئے مخصوص ہے جب تک وہ کسی کو غیب کا علم نہ دے اسے کوئی نہیں جان سکتا اور جادوگروں اور کاہنوں کو نہیں دیا جاتا بلکہ جس کو اللہ ﷻ چن لیتا ہے یہ شرف صرف اسی کو ملتا ہے۔

رکوع نمبر: ۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿قل﴾ یَامُحَمَّدُ لِلنَّاسِ ﴿اوحی الی﴾ اُخْبِرْتُ بِالْوَحْیِ مِنَ اللّٰہِ ﴿انہ﴾ اَلضَّمِیْرُ لِلشَّانِ ﴿استمع﴾ لِقِرَاءَتِیْ ﴿نفر من الجن﴾ جِنُّ نَصِیْبِیْنَ وَذٰلِکَ فِیْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ بِبَطْنِ نَخْلَ مَوْضَعٌ بَیْنَ مَکَّۃَ وَالطَّائِفِ وَھُمُ الَّذِیْنَ ذُکِرُوْا فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاِذْصَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ ﴿فقالوا﴾ لِقَوْلِھِمْ لَمَّا رَجَعُوْا اِلَیْھِمْ ﴿انا سمعنا قرانا عجبا (۱)﴾ یَتَعَجَّبُ مِنْہُ فِیْ فَصَاحَتِہٖ وَغَزَارَۃِ مَعَانِیْہِ وَغَیْرَ ذٰلِکَ ﴿یھدی الی الرشد﴾ اَلْاِیْمَانِ وَالصَّوَابِ ﴿فامنا بہ ولن نشرک﴾ بَعْدَ الْیَوْمِ ﴿بربنا احدا (۲) وانہ﴾ اَلضَّمِیْرُ لِلشَّانِ فِیْہِ وَفِی الْمَوْضَعَیْنِ بَعْدَہٗ ﴿تعلی جد ربنا﴾ تَنَزَّہَ جَلَالُہٗ وَعَظْمَتُہٗ عَمَّا نُسِبَ اِلَیْہِ ﴿ما اتخذ صاحبۃ ولا ولدا (۳) وانہ کان یقول سفیھنا﴾ جَاھِلُنَا ﴿علی اللہ شططا (۴)﴾ غُلُوًّا فِی الْکِذْبِ بِوَصْفِہٖ بِالصَّاحِبَۃِ وَالْوَلَدِ ﴿وانا ظننا ان﴾ مُخَفَّفَۃٌ

اَیْ اَنَّهٗ﴿لن تقول الانس والجن على الله كذبا(۵)﴾بِوَصْفِهٖ بِذٰلِكَ حَتّٰى تَبَيَّنَّا كِذْبَهُمْ بِذٰلِكَ قَالَ
تَعَالٰى﴿وانه كان رجال من الانس يعوذون﴾يَسْتَعِيْذُوْنَ﴿ برجال من الجن﴾حِيْنَ يَنْزِلُوْنَ فِيْ سَفَرِهِمْ
بِمَخُوْفٍ فَيَقُوْلُ كُلُّ رَجُلٍ اَعُوْذُ بِسَيِّدِ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ شَرِّ سُفَهَائِهٖ﴿ فزادوهم﴾بِعَوْذِهِمْ بِهِمْ﴿
رهقا(۶)﴾طُغْيَانًا فَقَالُوْا سُدْنَا الْجِنَّ وَالْاِنْسَ﴿وانهم﴾اَيِ الْجِنُّ﴿ ظنوا كما ظننتم﴾يَااِنْسُ﴿ ان﴾مُخَفَّفَةٌ
اَیْ اَنَّهٗ﴿ لن يبعث الله احدا(۷)﴾بَعْدَ مَوْتِهٖ قَالَ الْجِنُّ﴿وانا لمسنا السماء﴾رُمْنَا اِسْتِرَاقَ السَّمْعِ مِنْهَا﴿
فوجدنها ملئت حرسا﴾اَلْمَلَائِكَةِ﴿ شديدا وشهبا(۸)﴾نُجُوْمًا مُحْرِقَةً وَذٰلِكَ لَمَّا بُعِثَ النَّبِیُّ﴿وانا
كنا﴾اَیْ قَبْلَ مَبْعَثِهٖ﴿ نقعد منها مقاعد للسمع﴾اَیْ نَسْتَمِعُ﴿ فمن يستمع الان يجد له شهابا
رَصَدا(۹)﴾اَیْ اُرْصِدَ لَهٗ لِيُرْمٰى بِهٖ﴿وانا لا ندرى اشر اريد﴾بَعْدَ اِسْتِرَاقِ السَّمْعِ﴿ بمن فى الارض ام
اراد بهم ربهم رشدا(۱۰)﴾خَيْرًا﴿وانا منا الصلحون﴾بَعْدَ اسْتِمَاعِ الْقُرْاٰنِ﴿ ومنا دون ذلك﴾اَیْ قَوْمٌ
غَيْرُ صَالِحِيْنَ﴿ كنا طرائق قددا(۱۱)﴾فِرَقًا مُخْتَلِفِيْنَ مُسْلِمِيْنَ وَكَافِرِيْنَ﴿وانا ظننا ان﴾مُخَفَّفَةٌ اَیْ اَنَّهٗ﴿
لن نعجز الله فى الارض ولن نعجزه هربا(۱۲)﴾اَیْ لَا نَفُوْتُهٗ كَائِنِيْنَ فِی الْاَرْضِ اَوْ هَارِبِيْنَ مِنْهَا اِلَى
السَّمَاءِ﴿وانا لما سمعنا الهدى﴾اَلْقُرْاٰنَ﴿ امنا به فمن يؤمن بربه فلا يخاف﴾بِتَقْدِيْرِ هُوَ بَعْدَ الْفَاءِ﴿
بخسا﴾نَقْصًا مِنْ حَسَنَاتِهٖ﴿ ولا رهقا(۱۳)﴾ظُلْمًا بِالزِّيَادَةِ فِیْ سَيِّئَاتِهٖ﴿وانا منا المسلمون ومنا
القاسطون﴾اَلْجَائِرُوْنَ بِكُفْرِهِمْ﴿ فمن اسلم فاولئک تحروا رشدا(۱۴)﴾قَصَدُوْا هِدَايَةً﴿واما
القسطون فكانوا لجهنم حطبا(۱۵)﴾وَقُوْدًا وَاِنَّا وَاِنَّهُمْ وَاِنَّهٗ فِی اثْنَیْ عَشَرَ مَوْضَعًا هِیَ وَاِنَّهٗ تَعَالٰى اِلٰى قَوْمِهٖ
وَاِنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمَا بَيْنَهُمَا بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ اِسْتِيْنَافًا وَفَتْحِهَا بِمَا يُوَجَّهُ بِهٖ قَالَ تَعَالٰى فِیْ
كُفَّارِ مَكَّةَ﴿وان﴾مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيْلَةِ وَاِسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَیْ وَاِنَّهُمْ وَهُوَ مَعْطُوْفٌ عَلٰى اَنَّهُ اسْتَمَعَ﴿لو
استقاموا على الطريقة﴾اَیْ طَرِيْقَةِ الْاِسْلَامِ﴿ لاسقينهم ماء غدقا(۱۶)﴾كَثِيْرًا مِنَ السَّمَاءِ وَذٰلِكَ
بَعْدَ مَا رُفِعَ الْمَطَرُ عَنْهُمْ سَبْعَ سِنِيْنَ﴿لنفتنهم﴾لِنَخْتَبِرَهُمْ﴿ فيه﴾فَنَعْلَمَ كَيْفَ شُكْرُهُمْ عِلْمَ ظُهُوْرٍ﴿ ومن
يعرض عن ذكر ربه﴾اَلْقُرْاٰنِ﴿ يسلكه﴾بِالنُّوْنِ وَالْيَاءِ نُدْخِلْهُ﴿ عذابا صعدا(۱۷)﴾شَاقًّا﴿وان
المسجد﴾مَوَاضِعَ الصَّلٰوةِ﴿ لله فلا تدعوا﴾فِيْهَا﴿ مع الله احدا(۱۸)﴾بِاَنْ تُشْرِكُوْا كَمَا كَانَتِ
الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى اِذَا دَخَلُوْا كَنَائِسَهُمْ وَبِيَعَهُمْ اَشْرَكُوْا﴿وانه﴾بِالْفَتْحِ وَبِالْكَسْرِ اِسْتِيْنَافًا وَالضَّمِيْرُ لِلشَّانِ﴿
لما قام عبد الله﴾مُحَمَّدٌ النَّبِیُّ﴿ يدعوه﴾يَعْبُدُهٗ بِبَطْنِ نَخْلٍ﴿ كادوا﴾اَیِ الْجِنُّ الْمُسْتَمِعُوْنَ لِقِرَاءَتِهٖ﴿
يكونون عليه لبدا(۱۹)﴾بِكَسْرِ اللَّامِ وَضَمِّهَا جَمْعُ لِبْدَةٍ كَاللِّبَدِ فِیْ رُكُوْبِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا اِزْدِحَامًا عَلٰى
سِمَاعِ الْقُرْاٰنِ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ (اے حبیب ﷺ لوگوں سے) مجھے وحی ہوئی (اللہ عزوجل کی جانب سے بذریعہ وحی مجھے خبر دی گئی) کہ (''انـــــہ'' میں ''ہ''

ضمیرِ ضمیرِ شان ہے) کچھ جنوں نے (میری تلاوت کو) کان لگا کر سنا (یہ علاقہ نصیبین کے جنات تھے اور سماعت قرآن کا یہ واقعہ مکہ اور طائف کے درمیان واقع وادیٔ نخلہ میں نماز فجر میں ہوا۔ یہ وہی جنات ہیں جن کا ذکر اللہ ﷻ نے اپنے فرمان ''واذ صرفنا الیک نفرا من الجن...... الایة'' میں کیا، پھر جب یہ جنات حضور ﷺ سے قرآن سن کر اپنی قوم کی طرف پلٹے......۱......) تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا (جس کی فصاحت و بلاغت اور معانی کی گہرائی تعجب خیز ہے) کہ بھلائی (یعنی ایمان وصواب) کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور (آج کے بعد) ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے اور (''انه'' میں اور مابعد آنے والے دونوں مقامات میں موجود ضمیر ضمیرِ شان ہے) ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے (یعنی جن چیزوں کی اس کی طرف نسبت کی جاتی ہے اس کا جلال وعظمت اس سے منزہ ہے) نہ اس نے عورت اختیار کی (صاحبة بمعنی زوجة ہے) اور نہ بچہ اور یہ کہ ہم میں کا سفید (یعنی جاہل) اللہ پر بڑھ کر بات کرتا تھا (اس کی طرف بیوی بچہ کی نسبت کر کے جھوٹ میں غلو کرتا تھا......۲......) اور یہ کہ ہمیں خیال تھا کہ (''ان'' یہاں مخففہ ہے اصل میں ''انه'' تھا) ہرگز آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں گے (اللہ ﷻ کو ان امور کے ساتھ متصف کر کے حتی کہ ہم ان کے اس جھوٹ کو صحیح مان کر آگے بیان کرنے لگے) اور آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کی پناہ لیتے تھے (جب کہ دوران سفر وہ کسی منزل پر اترتے اور خوف محسوس کرتے تو ہر شخص یوں کہتا میں اس مقام کے بے وقوفوں کے شر سے بچنے کے لیے اس مقام کے سردار کی پناہ مانگتا ہوں، یعوذون بمعنی یستعیذون ہے) تو انہوں نے (یعنی لوگوں کے ان سے پناہ مانگنے) اور تکبر بڑھایا (رهقا بمعنی طغیانا ہے، اور کہنے لگے ہم جنات وانسانوں کے سردار ہیں) اور انہوں نے (یعنی جنوں نے) گمان کیا جیسا کہ (اے انسانو!) تمہیں گمان ہے کہ (موت آنے کے بعد) اللہ ہرگز کسی کو نہیں اٹھائے گا (جنات نے کہا) اور یہ کہ ہم نے آسمانوں کو چھوا (ہم سے بعض نے چوری چھپے باتیں سننے کے لیے) تو اسے پایا کہ بھر دیا گیا (فرشتوں کے) سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے (جلانے والے ستاروں سے اور یہ معاملہ نبی پاک ﷺ کی بعثت کے وقت ہوا......۲......) اور یہ کہ ہم (حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے) آسمان میں سننے کے لیے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے (للسمع بمعنی نستمع ہے) پھر اب جو کوئی سنے وہ اپنی تاک میں آگ کا لپٹ پائے (جو اس پر پھینکنے کے لیے تیار کیا گیا ہے) اور یہ کہ ہمیں نہیں معلوم کہ کوئی برائی کا ارادہ فرمایا گیا ہے (فرشتوں کی باتیں سننے سے روک دیئے جانے کے بعد) زمین والوں سے یا ان کے رب نے کوئی بھلائی چاہی (رشدا بمعنی خیرا ہے) اور یہ کہ ہم میں (قرآن کو سننے کے بعد) کچھ نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح کے ہیں (یعنی ایسے جن ہیں جو نیکوکار نہیں) ہم کئی راہیں پھٹے ہوئے ہیں (یعنی مختلف فرقوں میں بٹے ہیں مسلمان اور کافر......۳......) اور یہ کہ ہمیں یقین ہوا کہ (''ان'' مخففه من الثقلية ہے اصل میں ''انه'' تھا) ہرگز زمین میں اللہ کے قابو سے نہ نکل سکیں گے اور نہ بھاگ کر اس کے قبضہ سے باہر ہوں (یعنی زمین میں رہ کر اس کے قابو سے نہیں نکل سکتے اور نہ زمین سے آسمان کی طرف بھاگ سکتے ہیں) اور یہ کہ ہم نے ہدایت کو (یعنی قرآن پاک کو) سنا اس پر ایمان لائے جو اپنے رب پر ایمان لائے تو اسے خوف نہیں (''فلا یخاف'' میں بعد فاء ''ھو'' ضمیر مقدر ہے) کمی (یعنی نیکیوں میں کمی) اور نہ زیادتی کا (گناہوں میں اضافہ کر کے، رهقا بمعنی ظلما ہے) اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ ظالم (سب اپنے کفر کے، القسطون بمعنی الجائرون ہے) تو جو اسلام لائے انہوں نے بھلائی سوچی (یعنی انہوں نے ہدایت کا قصد کیا) اور رہے ظالم وہ جہنم کے ایندھن ہوئے (حطبا کے معنی ایندھن ہے، ضمائر ''انا، انهم، انه'' بارہ مقامات پر یعنی ''انه'' سے لے کر فرمان باری تعالی ''وانا منا المسلمون'' تک انہیں کلام مستانفہ ہونے کی وجہ سے ہمزہ مکسورہ کے ساتھ اور اختیار کردہ توجیہ کے مطابق ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ ہیں اللہ ﷻ نے کفار مکہ کے بارے میں فرمایا) اور یہ کہ (''ان'' مخففه من الثقيلة ہے اس کا اسم محذوف ہے دراصل

''انھم'' کا عطف ''انہ استمع '' پر ہے) اگر وہ راہ پر سیدھے رہتے (یعنی راہ اسلام پر) تو ضرور ہم انہیں وافر پانی دیتے (آسمان سے بعد اس امر کے کہ بارش سات سال سے روک دی گئی تھی، غدقا بمعنی کثیرا ہے......) کہ انہیں جانچیں (لنفتنھم بمعنی لنختبرھم ہے) اس میں (تا کہ ہم دکھادیں کہ وہ کیسا شکر ادا کرتے ہیں) اور وہ جو اپنے رب کے ذکر (یعنی قرآن پاک) سے منھ پھیرے وہ اسے داخل کرے گا (''یسلکہ'' علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی یدخلہ ہے) سخت عذاب میں (صعدا بمعنی شاقا ہے) اور یہ کہ مسجدیں (یعنی نماز کی جگہیں) اللہ ہی کی ہیں تو (اس میں) اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو (شرک کر کے، جیسا کہ یہود ونصاریٰ نے اپنے گرجاؤں اور عبادت خانوں میں جا کر شرک کیا) اور یہ کہ (''انہ'' میں ''ان'' کو مفتوح اور بر بنائے استیناف مکسور پڑھا گیا ہے اور ضمیر متصل ضمیر شان ہے) جب اللہ کا بندہ (نبی اللہ، محمد مصطفی ﷺ) اس کی بندگی کرنے کو کھڑا ہوا (بطن نخلہ میں، یدعون بمعنی یعبدون ہے) تو قریب تھا کہ (آپ کی زبانی تلاوت سننے والے جنات) اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں (قرآن سننے کی حرص وشوق کی وجہ سے، ''لبدا'' لام مکسورہ ومضمومہ کے ساتھ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرانا عجبا یھدی الی الرشد فامنا بہ﴾

قل: قول، اوحی: فعل مجہول، الی: ظرف لغو، انہ: حرف مشبہ واسم، استمع: فعل، نفر: موصوف، من الجن: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، قالوا: قول، انا: حرف مشبہ واسم، سمعنا: فعل بافاعل، قرانا: موصوف، عجبا: صفت اول، یھدی الی الرشد: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، امنا بہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولن نشرک بربنا احدا وانہ تعلی جد ربنا ما اتخذ صاحبۃ ولا ولدا﴾

و: عاطفہ، لن نشرک: فعل نفی بافاعل، بربنا: ظرف لغو، احدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انہ: حرف مشبہ واسم، تعلی جد ربنا: جملہ فعلیہ معترضہ، ما اتخذ: فعل نفی بافاعل، صاحبۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، ولدا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ''انہ استمع'' پر معطوف ہے۔

﴿وانہ کان یقول سفیھنا علی اللہ شططا﴾

و: عاطفہ، انہ: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص بااسم، یقول سفیھنا: فعل وفاعل، علی اللہ: ظرف لغو، شططا: ''قولا'' مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ''انہ استمع'' پر معطوف ہے۔

﴿وانا ظننا ان لن تقول الانس والجن علی اللہ کذبا﴾

و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ واسم، ظننا: فعل بافاعل، ان: مخففہ ضمیر شان محذوف کا اسم، لن تقول: فعل نفی، الانس والجن: فاعل، علی اللہ: ظرف لغو، کذبا: ''قولا'' مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ''انہ استمع'' پر معطوف ہے۔

﴿وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا﴾

و: عاطفہ، انہ: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص، رجال: موصوف، من الانس: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم، یعوذون: فعل بافاعل، بے: جار، رجال: موصوف، من الجن: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ

معطوف علیہ ،ف :عاطفہ ،زادوھم :فعل بافاعل ومفعول،رھقا :مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انہ استمع" پر معطوف ہے۔

﴿وانھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احدا﴾

و :عاطفہ ،انھم :حرف مشبہ واسم ،ظنوا :فعل بافاعل ،کاف :جار ،ما :موصولہ ،ظننتم :فعل بافاعل ،ان :مخففہ باضمیر شان محذوف اس کا اسم ،لن یبعث اللہ :فعل نفی وفاعل ،احدا :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ فعلیہ صلہ ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف مستقر "ظنا" مصدر محذوف کی صفت ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انہ استمع" پر معطوف ہے۔

﴿وانا لمسنا السماء فوجدنھا ملئت حرسا شدیدا وشھبا﴾

و :عاطفہ ،انا :حرف مشبہ واسم ،لمسنا السماء :جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ف :عاطفہ ،وجدنھا :فعل بافاعل ومفعول ،ملئت :فعل مجہول "ھی" ضمیر ذوالحال ،حرسا شدیدا :مرکب توصیفی معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،شھبا :معطوف ،ملکر حال ،ملکر نائب الفاعل ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انہ استمع" پر معطوف ہے۔

﴿وانا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الان یجد لہ شھابا رصدا﴾

و :عاطفہ ،انا :حرف مشبہ واسم ،کنا :فعل ناقص باسم ،نقعد :فعل بافاعل ،منھا :ظرف لغو مقدم ،مقاعد :اسم ظرف ،ملکر شبہ جملہ ہوکر موصوف ،للسمع :ظرف مستقر صفت ،ملکر ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انہ استمع" پر معطوف ہے ،ف :عاطفہ ،من :شرطیہ مبتدا ،یستمع الان :فعل بافاعل وظرف ،ملکر جملہ فعلیہ شرط ،یجد لہ :فعل بافاعل وظرف مستقر مفعول ثانی ،شھابا رصدا :مرکب توصیفی مفعول اول ،ملکر جملہ فعلیہ جزا ،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانا لا ندری اشر ارید بمن فی الارض اما اراد بھم ربھم رشدا﴾

و :عاطفہ ،انا :حرف مشبہ واسم ،لاندری :فعل نفی بافاعل ،ھمزہ :حرف استفہام ،شر :مبتدا ،ارید :فعل مجہول بانائب الفاعل ،بمن فی الارض : ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ ،ام :عاطفہ ،اراد بھم :فعل وظرف لغو ،ربھم :فاعل ،رشدا :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انہ استمع" پر معطوف ہے۔

﴿وانا منا الصلحون ومنا دون ذلک کنا طرائق قددا﴾

و :عاطفہ ،انا :حرف مشبہ واسم ،منا :ظرف مستقر خبر مقدم ،الصلحون :مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،منا :ظرف مستقر خبر مقدم ،دون :بمعنی ،غیر مضاف ،ذلک :مضاف الیہ ،ملکر مبتدا مؤخر ،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انہ استمع" پر معطوف ہے ،کنا :فعل ناقص بااسم ،طرائق :موصوف ،قددا :صفت ،ملکر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانا ظننا ان لن نعجز اللہ فی الارض ولن نعجزہ ھربا﴾

و :عاطفہ ،انا :حرف مشبہ واسم ،ظننا :فعل بافاعل ،ان :مخففہ باضمیر شان محذوف اس کا اسم ،لن نعجز اللہ :فعل نفی بافاعل ومفعول ،فی الارض : ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،لن نعجز :فعل نفی "نا" ضمیر ذوالحال ،ھربا :حال ،ملکر فاعل ،ہ :ضمیر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انہ استمع" پر معطوف ہے۔

﴿وانا لما سمعنا الھدی امنا بہ فمن یومن بربہ فلا یخاف بخسا ولا رھقا﴾

و: عاطفہ، انا جرف مشبہ واسم، لما: شرطیہ، سمعنا الهدی: جملہ فعلیہ شرط، امنابه: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یومن بربه: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لایخاف: فعل نفی بافاعل، بخسا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، رهقا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ "هو" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانا منا المسلمون ومنا القاسطون فمن اسلم فاولئک تحروا رشدا﴾

و: عاطفہ، انا جرف مشبہ واسم، منا: ظرف مستقر خبر مقدم، المسلمون: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، منا القاسطون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انه استمع" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، اسلم: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، تحروا رشدا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واما القاسطون فکانوا لجهنم حطبا﴾

و: عاطفہ، اما جرف شرط، القاسطون: مبتدا، ف: جزائیہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، لجهنم: ظرف مستقر حال مقدم، حطبا: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مهمایکن من شیء فی الدنیا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان لواستقاموا علی الطریقة لاسقینهم ماء غدقا لنفتنهم فیه﴾

و: عاطفہ، ان: مخففہ با ضمیر شان محذوف اسم، لو: شرطیہ، استقاموا علی الطریقة: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، اسقینهم: فعل بافاعل ومفعول، ماء غدقا: مرکب توصیفی مفعول ثانی، لام: جار، نفتنهم فیه: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انه استمع" پر معطوف ہے۔

﴿ومن یعرض عن ذکر ربه یسلکه عذابا صعدا﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یعرض عن ذکر ربه: جملہ فعلیہ شرط، یسلکه: فعل بافاعل ومفعول، عذابا صعدا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان المسجد لله فلا تدعوا مع الله احدا﴾

و: عاطفہ، ان المسجد: حرف مشبہ واسم، لله: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انه استمع" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، لا تدعوا: فعل نہی بافاعل، مع الله احدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانه لما قام عبدالله یدعوه کادوا یکونون علیه لبدا﴾

و: عاطفہ، انه جرف مشبہ واسم، لما: شرطیہ، قام: فعل، عبدالله: ذوالحال، یدعوه: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، کادوا: فعل مقارب بااسم، یکونون: فعل ناقص بااسم، علیه: ظرف مستقر خبر مقدم، لبدا: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر ماقبل "انه استمع" پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

جن کے معنی اور ان کا قرآن سننا:

۱...... الجن کی اصل وہ چیز ہے جو انسان کے حواس سے پوشیدہ ہو، اور جن کی دو قسمیں ہیں: (۱)...... روحانی جو کہ حواس سے پوشیدہ ہوتی ہے اور اس قسم میں ملائکہ اور شیاطین داخل ہیں، تمام ملائکہ جن (پوشیدہ) ہیں جب کہ تمام جن ملائکہ نہیں، اور یہ قول ابو

صالح کا ہے،اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ بعض جن روحانی ہوتے ہیں اور روحانیین کی تین اقسام ہیں: ایک اخیار کہلاتے ہیں مراد اُن سے ملائکہ ہیں، دوسرے اشرار کہلاتے ہیں مراد اس سے شیاطین ہیں اور تیسرے اوساط کہلاتے ہیں جن میں اشرار واخیار دونوں ہی کا ملا جلا معاملہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وانا منا المسلمون ومنا القسطون اور یہ کہ ہم میں سے کچھ مسلمان ہیں اور کچھ ظالم (الجن:۱۴)﴾۔ماں کے پیٹ میں موجود بچے کو جنین کہتے ہیں کیونکہ یہ بھی دیگر انسانوں سے بلکہ خود ماں سے پوشیدہ ہوتا ہے کہ جنین کی حالت مذکر ہے یا مونث ہے۔ (المفردات، ص ۱۰۵)

☆......حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ عکاظ کے بازار کا قصد کر کے تشریف لے گئے، اس اثناء میں شیاطین جنات اور آسمان کی خبروں کے مابین کوئی چیز حائل ہوگئی تھی اور ان کے اوپر آگ کے گولے پھینکے جاتے تھے، پھر شیاطین واپس آجاتے تھے، وہ ایک دوسرے سے پوچھتے: اب کیا ہوگیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہمارے اور آسمان کے مابین کوئی چیز حائل ہوگئی ہے اور ہم پر آگ کے گولے پھینکے جاتے ہیں، انہوں نے کہا: تمہارے اور آسمان کے مابین وہی چیز حائل ہوئی ہے جو تازہ ظہور میں آئی ہے، تم زمین کے مشارق ومغارب میں سفر کرو اور دیکھو کہ کون سی نئی چیز ظہور میں آئی ہے، پھر وہ روانہ ہوئے اور انہوں نے سفر کیا اور اس چیز پر غور کرتے گئے کہ ان کے اور آسمان کے مابین کونسی چیز حائل ہوگئی ہے؟، پھر وہ جنات تہامہ میں پہنچے جہاں سید عالم ﷺ کھجور کے درخت کے پاس موجود تھے، اس وقت آپ عکاظ کے بازار کا قصد کرنے والے تھے اور آپ اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، جب جنات نے قرآن مجید سنا تو انہوں نے کہا: غور سے سنو یہی وہ چیز ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبر کے مابین حائل ہوگئی ہے، پھر وہ وہیں سے اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور انہوں نے کہا اے ہماری قوم! ﴿انا سمعنا قرانا عجبا یھدی الی الرشد فامنا بہ ولن نشرک بربنا احدا ہم نے عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے (الجن:۱تا۲)﴾۔اور اللہ ﷻ نے اپنے نبی علیہ السلام پر یہ آیت نازل فرمائی: ﴿قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن تم فرماؤ کہ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا (الجن:۱)﴾۔اور آپ کی جانب جنات کے قول کی وحی کر دی گئی۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ الجن قل اوحی الی، رقم: ۴۹۲۱، ص۸۷۶)

سید عالم ﷺ اور صحابہ کا جنات کو دیکھنا:

۲......سید عالم ﷺ کے جنات کو دیکھنے یا نہ دیکھنے دونوں جانب کی احادیث مروی ہیں اور حقیقت حال اللہ ﷻ ہی بہتر جانتا ہے تاہم موضوع کے اعتبار سے دو اقسام کی احادیث درج ذیل نقل کی جاتی ہیں۔

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جنات سے ملاقات کی رات میں سید عالم ﷺ کے ساتھ تھے، پس ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ! کیا تمہارے ساتھ پانی ہے''؟ میں نے کہا: میرے ساتھ ایک مشکیزہ پانی ہے، آپ نے فرمایا: ''مجھ پر ڈالو''، پھر آپ نے وضو فرمایا، پس نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ! یہ پاک مشروب ہے اور پاک کرنے والا ہے''۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ وسننھا، باب الوضوء بالنبیذ، رقم: ۳۸۵، ص۸۴)

☆......علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو پوچھا کیا آپ میں سے کوئی شخص اس رات سید عالم ﷺ کے ساتھ تھا، جب آپ ﷺ کی جنات سے ملاقات ہوئی تھی؟ انہوں نے جواب میں یوں کہا کہ: ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہ تھا، لیکن ایک رات ہم نے آپ ﷺ کو گم پایا اور ہمیں یہی خیال آتا تھا کہ کسی دشمن نے آپ ﷺ کو دھوکہ دے دیا ہے، یا کوئی اور غیر مناسب واقعہ آپ ﷺ کے ساتھ پیش آیا ہے، ہم نے انتہائی پریشانی میں وہ رات گزاری، جب صبح ہوئی تو ہم نے آپ کو غار حرا کی جانب سے آتے ہوئے

ملاحظہ فرمایا، ہم نے استفسار کیا: یارسول اللہ ﷺ! اور ہم نے آپ ﷺ سے اپنی پریشانی بیان کی، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس ایک جن دعوت دینے آیا، اور میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان کے سامنے قرآن پڑھا''، پھر آپ ہم کو لے کر گئے اور ان کے نشانات اور آگ کے نشانات ہمیں دکھائے، شعبی کہتے ہیں کہ انہوں نے آپ سے ناشتہ طلب کیا تھا، عامر نے کہا یہ سب ایک جزیرے کے جن تھے، اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا ہو جب وہ تمہارے ہاتھ میں آئے گی تو گوشت سے بھر جائے گی، اور اسی طرح گوبر تمہارے جانوروں کا چارہ بنے گا، پس اے مسلمانوں! ان دونوں چیزوں سے استنجاء نہ کیا کرو، کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنات کی خوراک ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الجھر بالقرائۃفی الصبح، رقم: (۸۹۳)/ ٤٥٠، ص ۲۱۹)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ایک سرکش جن مجھ پر رات کو حملہ آور ہونے لگا تا کہ میری نماز خراب کرے، اللہ عزوجل نے مجھے اس پر قدرت دی اور میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں، یہاں تک کہ تم سب صبح اٹھ کر اس کو دیکھتے، لیکن مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی ﴿رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی اے میرے رب! مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو (ص: ۳۵)﴾، پھر آپ نے اس کو ناکام واپس کر دیا''۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الاسیر او الغریم یربط فی المسجد، رقم: ٤٦١، ص ۸۰)

☆......حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ عکاظ کے بازار کا قصد کر کے تشریف لے گئے، اس اثناء میں شیاطین جنات اور آسمان کی خبروں کے مابین کوئی چیز حائل ہو گئی تھی......... ماقبل حاشیہ نمبر ''ا'' میں روایت موجود ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ الجن قل اوحی الی، رقم: ٤٩٢١، ص ۸۷٦)

دونوں روایات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس کے نزدیک سید عالم ﷺ نے جنات کو نہیں دیکھا جب کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے جنات کو ملاحظہ کیا ہے۔

جنات کے مومن و کافر ہونے کا بیان:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یھدی الی الرشد فامنا بہ ولن نشرک بربنا احدا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے (الجن: ۲)﴾، ﴿وانا منا الصلحون ومنا دون ذلک کنا طرائق قددا اور یہ کہ ہم میں کچھ نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح کے ہیں ہم کئی راہیں پھٹے ہوئے ہیں (الجن: ۱۱)﴾۔ ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی، مگر ان کے کفار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں، اور ان میں کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سُنی بھی ہیں اور بدمذہب بھی، اور ان میں فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے زائد ہے۔

علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں: ان میں قدریہ، مرجیہ، خوارج، روافض، شیعہ اور سنی ہوتے ہیں۔ (روح البیان، ج ۱۰، ص ۲۲۷)

امام جریر طبری لکھتے ہیں: ابن عباس، مجاہد، قتادہ، سفیان رضی اللہ عنہم وغیرہ کے قول کے مطابق جنات میں ہوائے نفس ہوتی ہے اور ان میں مسلمان اور مشرک یعنی کافر سب ہی پائے جاتے ہیں۔ (الطبری، الجزء: ۲۹، ص ۱۳۳)

دین پر استقامت اور مائے غدق کی بشارت:

۴......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وان لو استقاموا علی الطریقۃ لاسقینھم ماء غدقا اور فرماؤ کہ مجھے یہ وحی ہوئی ہے کہ اگر وہ راہ پر سیدھے رہتے تو ضرور ہم انہیں وافر پانی دیتے (الجن: ۱٦)﴾۔ کثرت سے سیراب ہونا، اسی سے آنکھ کا بہت زیادہ آنسو بہانا، اغدق العیش یعنی آسودہ حال ہونا، اغدقت الارض یعنی زمین کا سرسبز ہونا مراد ہے، غدقا المکان یعنی بارش سے تر ہونا اور سرسبز

ہونا۔الغرض زیادتی اور فراوانی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔دین اسلام پر عمل کرنے کا ثمرہ یہ ہے کہ انسان اُخروی زندگی میں سیرابی اور شادابی حاصل کرلے۔اگر نافرمان لوگ حق کے طریقے پر قائم ہوجائیں اور استقامت اختیار کرلیں تو ان پر رزق وسیع کردیا جائے گا،اور دنیا میں بھی اِس کی برکت سے انہیں فراخی ملے گی جس سے نفع اٹھائیں گے۔ابن عباس کہتے ہیں کہ استقامت اور طاعت کی برکت سے انہیں پاک اور کثیر پانی سے سیراب کریں گے۔مجاہد کہتے ہیں کہ اسلام کے طریقے پر جو کاربند رہتے ہیں انہیں کثیر منافع دیئے جاتے ہیں اور انہیں ہم بہت مال دینگے۔قتادہ کہتے ہیں کہ جو ایمان لائیں ان سب کے لئے ہم دنیا کی زندگی بھی وسیع کردیں گے اور انہیں وسیع رزق عطا کریں گے۔اور بعض مفسرین نے یہ قول بھی کیا ہے کہ جو گمراہی پر ڈٹ جائے ہم اُنہیں رزق میں کشادگی دیں گے لیکن یہ کشادگی اُن پر اللہ عزوجل کا انعام نہیں بلکہ ان کے لئے ڈھیل اور آزمائش کی وجہ سے ہوگی۔(الطبری، الجزء:۲۹،ص ۱۳۶ وغیرہ)

اغراض:

جن نصیبین: یمن کا علاقہ ہے اور اصل کے اعتبار سے منصرف ہے جب کہ اس کے علاوہ اس میں علیت اور عجمہ بھی مانا جاتا ہے۔فی صلاة الصبح: حاشیہ نمبر''۱'' کے تحت حدیث کا مطالعہ کیجئے۔بین مكة و الطائف: یعنی طائف اور مکہ کے مابین ایک رات کا فاصلہ تھا۔فی فصاحته: فی بمعنی من ہے،جس پر ماقبل دلالت کرتا ہے یا سببیہ ہے۔وغیر ذلک: جیسا کہ غیب کی خبریں۔مخففة: اور ﴿ان﴾ کا اسم ضمیر شان مضمر ہے اور جملہ منفیہ اس کی خبر ہے۔قال تعالی: میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہ مقالہ اور اس کا مابعد مقالہ اللہ کے کلام ہیں جب کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ جن کے کلام ہیں۔حین ینزلون: اہل عرب کا دستور تھا کہ جب کسی وادی میں رات قیام کرتے تو یوں کہتے:''اعوذ بسید هذا الوادی من سفهاء قومه یعنی میں وادی کی بیوقوف قوم کے سردار کی پناہ مانگتا ہوں ،مراد جن ہوتے تھے کہ وہ جن سے پناہ مانگتے تھے،پس رات اسی طرح امن سے گزارتے یہاں تک کہ صبح کرتے،اور وہ اس میں خیر جانتے،اور ابتداء میں یمن کی بنی حنیفہ قوم کا یہ حال تھا بعد میں عرب میں یہ طریقہ پھیلتا گیا اور جب اسلام غالب آیا اللہ کی پناہ مانگی جانے لگی نہ جن کی،الختصر۔رمنا: بمعنی قصدنا اور طلبنا ہے۔نجوما محرقة: مناسب ہوتا کہ یوں کہا جائے:''شعلا منفصلة من نارالکواکب: یعنی ستاروں سے جُدا ہونے والے شعلے'' ۔کیونکہ شہاب سے مراد وہ شعلے ہیں جو کواکب سے نکلتے ہیں۔

وذلک: سے آسمان کا سخت پہروں اور شہابوں میں ہونا مراد ہے۔ای قوم غیر صالحین: سے مراد غیر مسلمین ہیں۔

وانا: قاضی مظہری کا یہاں بہت عمدہ کلام ہے چنانچہ کہتے ہیں،﴿انا لمسنا السماء﴾ سے لیکر ﴿انا مناالمسلمون﴾ کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ یہ جنوں کا کلام ہے،اس لئے اِنَّ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر اَن پڑھیں تو تکلف کرنا ضروری ہوگا کہ اَن کا عطف آمنا به کے جار مجرور پر ہوگا اور اس صورت میں ان جملوں کا عطف ﴿انه استمع نفر من الجن﴾ پر کرنے کا تصور نہیں کیا جاسکتا اور یہ امر مخفی نہیں بلکہ ظاہر ہے۔قال تعالی فی کفار مکة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿وان لو استقاموا...... الخ﴾ کا متعلق ''الجن''،نہیں،بلکہ تکمل جملہ اللہ کی وحی کو شامل ہے۔ای طریقة الاسلام: مراد اسلام کے طریقے پر عمل کرنا ہے،اور اسلام کا طریقہ مامورات پر عمل اور منہیات سے بچنا ہے۔علم ظهور: خلائق کے لئے،جب کہ اللہ پر کوئی چیز مخفی نہیں،معنی یہ ہے کہ مخلوق پر اللہ علم سے متعلق امور ظاہر فرمادیتا ہے۔شاقا: لازم کے ساتھ تفسیر کی،ورنہ الصعود بمعنی العلو والارتفاع ہے۔یحجون مكة: یعنی مکہ مکرمہ کا حج کرتے،یہاں سید عالم ﷺ کی دعوت تبلیغ دینے کا بیان ہے کہ لوگ اُن کی تبلیغ کو سننے کے شوق میں جمع ہوجاتے اور پہلی مرتبہ یہ معاملہ وادی نخل میں اور دوسری مرتبہ حج کے ایام میں ہوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وادی نخل میں سات یا نو افراد جمع ہوئے جو کہ اس فرمان کے منافی نہیں: ﴿كادوا يكونون عليه لبدا﴾۔ (الصاوی، ج۶،ص ۱۷۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿قل﴾مُجِيبًا لِلْكُفَّارِ فِيْ قَوْلِهِمْ اِرْجِعْ عَمَّا اَنْتَ فِيْهِ وَفِيْ قِرَاءَ ةٍ قُلْ ﴿انما ادعوا ربي﴾اِلٰهًا﴿ ولا اشرک به احدا (۲۰) قل انی لا املک لکم ضرا﴾غَيًّا﴿ ولا رشدا (۲۱)﴾خَيْرًا﴿قل انی لن یجیرنی من الله﴾مِنْ عَذَابِهٖ اِنْ عَصَيْتُهٗ﴿ احد ولن اجد من دونه﴾اَيْ غَيْرِهٖ﴿ ملتحدا (۲۲)﴾مُلْتَجَاءً﴿الا بلغا﴾اِسْتِثْنَاءٌ مِنْ مَفْعُوْلِ اَمْلِكُ اَيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ اِلَّا الْبَلَاغَ اِلَيْكُمْ﴿ من الله﴾اَيْ عَنْهُ﴿ ورسلته﴾عَطْفٌ عَلٰى بَلٰغًا وَمَا بَيْنَ الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ وَالْاِسْتِثْنَاءِ اِعْتِرَاضٌ لِتَاكِيْدِ نَفْيِ الْاِسْتِطَاعَةِ﴿ ومن یعص الله ورسوله﴾فِي التَّوْحِيْدِ فَلَمْ يُؤْمِنْ ﴿ فان له نار جهنم خلدین﴾حَالٌ مِنْ ضَمِيْرِ مَنْ فِيْ لَهٗ رِعَايَةً لِمَعْنَاهَا وَهِيَ حَالٌ مُقَدَّرَةٌ وَالْمَعْنٰى يَدْخُلُوْنَهَا مُقَدَّرًا خُلُوْدُهُمْ﴿ فیها ابدا (۲۳) حتی اذا راوا﴾حَتّٰى اِبْتِدَائِيَّةٌ فِيْهَا مَعْنَى الْغَايَةِ لِمُقَدَّرٍ قَبْلَهَا اَيْ لَا يَزَالُوْنَ عَلٰى كُفْرِهِمْ اِلٰى اَنْ يَّرَوْا﴿ ما یوعدون﴾مِنَ الْعَذَابِ﴿ فسیعلمون﴾عِنْدَ حُلُوْلِهٖ بِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ اَوْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴿من اضعف ناصرا واقل عددا (۲۴)﴾اَعْوَانًا اَهُمْ اَمِ الْمُؤْمِنُوْنَ عَلَى الْقَوْلِ الْاَوَّلِ اَوْ اَنَا اَمْ هُمْ عَلَى الثَّانِيْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ فَنَزَلَ﴿قل ان﴾اَيْ مَا﴿ادری اقریب ما توعدون﴾مِنَ الْعَذَابِ﴿ ام یجعل له ربی امدا (۲۵)﴾غَايَةً وَاَجَلًا لَّا يَعْلَمُهٗ اِلَّا هُوَ﴿علم الغیب﴾مَاغَابَ بِهٖ عَنِ الْعِبَادِ﴿ فلا یظهر﴾يُطْلِعُ﴿ علی غیبه احدا (۲۶)﴾مِنَ النَّاسِ﴿الا من ارتضی من رسول فانه﴾مَعَ اِطِّلَاعِهٖ عَلٰى مَاشَاءَ مِنْهُ مُعْجِزَةً لَّهٗ﴿ یسلک ﴾يَجْعَلُ وَيَسِيْرُ﴿من بین یدیه﴾اَيِ الرَّسُوْلِ﴿ ومن خلفه رصدا (۲۷)﴾مَلٰئِكَةً يَحْفَظُوْنَهٗ حَتّٰى يُبَلِّغَهٗ فِيْ جُمْلَةِ الْوَحْيِ﴿لیعلم﴾اَللّٰهُ عِلْمَ ظُهُوْرٍ﴿ان﴾ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيْلَةِ اَيْ اَنَّهٗ﴿ قد ابلغوا﴾اَيِ الرُّسُلُ﴿ رسلت ربهم﴾رُوْعِيَ بِجَمْعِ الضَّمِيْرِ مَعْنٰى مَنْ﴿ واحاط بما لدیهم﴾عَطْفٌ عَلٰى مُقَدَّرٍ اَيْ فَعَلِمَ ذٰلِكَ﴿ واحصی کل شیء عددا (۲۸)﴾تَمْيِيْزٌ وَهُوَ مُحَوَّلٌ الْمَفْعُوْلِ وَالْاَصْلُ اَحْصٰى عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ.

﴿ترجمہ﴾

فرمایا(کافروں کی اس بات کہ ”تم اپنے مذہب کو چھوڑ دو“ کا جواب دیتے ہوئے ایک قرائت میں ”قال“ کی جگہ قل پڑھا گیا ہے) میں تو اپنے رب ہی کو(معبود) مانتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا تم فرماؤ میں تمہارے برے بھلے کا مالک نہیں (ضرا بمعنی غیا اور رشدا بمعنی خیرا ہے) تم فرماؤ ہر گز مجھے اللہ سے (یعنی اس کے عذاب سے) کوئی نہ بچا سکے گا (اگر بالفرض میں اس کی نا فرمانی کروں) اور ہر گز اس کے سوا(دونه بمعنی غیره ہے) کوئی پناہ نہ پاؤں (ملتحدا بمعنی ملتجا ہے) مگر اللہ کے پیام پہنچانا (”بلاغا“ یہ ”املک“ کے مفعول سے مستثنیٰ ہے، مقدر عبارت یہ ہے ”لا املک لکم الا البلاغ الیکم من الله“ میں من بمعنی عن ہے) اور اس کی رسالتیں (”رسالة“ کا عطف ”بلاغا“ پر ہے مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ کے درمیان استطاعت کی نفی کو موکد کرنے کے لیے یہ کلام معترضہ ہے) اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے (توحید کے بارے میں اور ایمان نہ لائے) تو بیشک ان کے لیے جہنم کی آگ جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں (”خلدین“ ”یعص“ کی ضمیر سے حال ہے، ”له“ کو ذکر کرنے میں ”من“ کے معنی کی رعایت کی گئی ہے یہ حال مقدر بن رہا ہے عبارت مقدرہ یوں ہوگی، ای یدخلونها مقدرا خلودھم) یہاں تک جب دیکھیں گے

(یہاں حتی اس میں ماقبل مقدر کے لیے غایت کا معنی پایا جارہا ہے معنی آیت یہ ہے یہ لوگ اپنے کفر پر ڈٹے رہیں گے اگر چہ دیکھ لیں)جو وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی عذاب کو) تو اب جان جائیں گے (یوم بدر خود پر عذاب نازل ہوتے وقت یا بروز قیامت) کہ کس کا مددگار کمزور اور کس کی گنتی کم (مددگاروں کی پہلے کے مطابق مراد یہ ہوگی کہ ان کافروں کی یا مسلمانوں کی اور دوسرے قول کے مطابق معنی یہ ہوگا میری یا ان کافروں کی یا ان مسلمانوں کی اور دوسرے قول کے مطابق معنی یہ ہوگا میری یا ان کافروں کی بعض کافروں نے نزول عذاب سنکر کہا یہ وعدہ کب آئے گا تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) تم فرماؤ میں نہیں جانتا (ان بمعنی مــا نافیہ ہے) آیا نزدیک ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی عذاب) یا میرا رب اسے کچھ وقفہ دے گا (جس کا علم اسی کو ہے، امد کے معنی غایت مدت کے ہے)غیب کا جاننے والا (یعنی ان امور کو جاننے والا جو بندوں کے لیے غیب ہے) تو وہ ظاہر نہیں فرماتا (یعنی مطلع نہیں فرماتا) اپنے غیب پر (لوگوں میں سے) کسی کو سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے وہ (انبیاء میں سے بطور معجزہ جسے غیب پر اپنی مشیت کے مطابق مطلع فرما دیتا ہے......) کہ مقدر کر دیتا ہے (یسلک بمعنی یجعل ویسیر ہے) ان کے (یعنی رسولوں کے) آگے پیچھے پہرا (فرشتوں کا کہ وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں حتی کہ جملہ وحی ان رسول تک پہنچ جاتی ہے) تا کہ دیکھ لے وہ (اللہ ﷻ اپنا علم ظاہر فرما کر لوگوں کو دکھا دے) کہ (''ان'' مخففه من الثقيلة ہے، اصل میں ''انه'' ہے) انہوں نے (یعنی رسولوں نے) اپنے رب کے پیام پہنچا دیئے (یہاں ضمیر جمع کو ذکر کرنے میں ''من'' کے معنی کی رعایت کی گئی ہے) اور جو کچھ ان کے پاس ہے سب اس کے علم میں ہے (''واحاط بما لديهم'' کا عطف عبادت مقدرہ ''فعلم ذلک'' پر ہے) اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے (''عددا'' تمیز ہے جسے مفعول سے پھیرا گیا ہے، اصل میں عبارت یوں ہے احصى عدد كل شىء)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل انما ادعوا ربی ولا اشرک به احدا﴾

قل: قول، انما: حرف شبہ وما کافہ، ادعوا ربی: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا اشرک: فعل نفی بافاعل، به: ظرف لغو، احدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا﴾

قل: قول، انی: حرف مشبہ واسم، لا املک لکم: فعل نفی بافاعل وظرف لغو، ضرا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، رشدا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل انی لن یجیرنی من الله احد ولن اجد من دونه ملتحدا الا بلغا من الله ورسلته﴾

قل: قول، انی: حرف مشبہ واسم، لن یجیرنی: فعل نفی ومفعول، من الله: ظرف لغو، احد: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لن اجد: فعل نفی بافاعل، من دونه: ظرف مستقر مفعول ثانی، ملتحدا: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، الا: اداۃ استثناء، بلغا: موصوف، من الله: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، رسلته: معطوف، ملکر ماقبل ''الا املک'' کے مفعول سے حال واقع ہے۔

﴿ومن یعص الله ورسوله فان له نار جهنم خلدین فیها ابدا﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یعص الله ورسوله: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان: حرف مشبہ، لام: جار، ہ: ضمیر ذوالحال، خلدین فیها ابدا: شبہ جملہ حال، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، نار جهنم: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿حتی اذا راوما یوعدون فسیعلمون من اضعف ناصرا واقل عددا﴾

حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، راوا: فعل بافاعل، مایوعدون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، سیعلمون: فعل بافاعل، من: استفہامیہ مبتدا، اضعف: اسم تفضیل "ھو" ضمیر ممیز، ناصرا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقل عددا: شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور، ملکر ماقبل فعل "یکونون علیہ لبدا" کیلئے ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا﴾

قل: قول، ان: نافیہ، ادری: فعل بافاعل، ھمزہ: حرف استفہام، قریب: خبر مقدم، ماتوعدون: موصول صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، ام: عاطفہ، یجعل: فعل، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ربی: فاعل، امدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسلت ربھم﴾

علم الغیب: "ھو" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، لایظھر: فعل نفی بافاعل، علی غیبہ: ظرف لغو، احدا: مبدل منہ، الا: اداۃ حصر، من: موصولہ، ارتضی: فعل بافاعل، من: زائد، رسولا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، یسلک: فعل بافاعل، من بین یدیہ: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، من خلفہ: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، رصدا: مفعول، لام: جار، یعلم: فعل بافاعل، ان: مخففہ باضمیر شان محذوف اسم، قدابلغوا رسلت ربھم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واحاط بما لدیھم واحصی کل شیء عددا﴾

و: عاطفہ معطوف علی محذوف "فعلم ذلک" احاط: فعل بافاعل، بمالدیھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، احصی: فعل بافاعل، کل شیء: ممیز، عددا: تمیز، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......الا بلغا من اللہ ورسلتہ...... ☆ نضر بن حارث نے کہا تھا کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اس کے جواب میں آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

علم غیب سے متعلق مفصل بحث:

۱......علم غیب سے متعلق ہم نے کئی مقامات پر بحث کی ہے لیکن یہاں ہم باقاعدہ قرآن، حدیث، ائمہ، صلحاء، فقہاء، سیرت نگاروں الغرض مختلف عنوانات قائم کرکے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کریں گے، ساتھ ہی مسئلہ کی وضاحت کے لئے مخالفین کی عبارات بھی من وعن نقل کریں گے تاکہ کسی کو اشکال نہ رہے اور جسے اللہ ﷻ کی جانب سے ہدایت ملے وہی نجات پانے والا ہے۔

قرآن سے نبی ﷺ کے غیب کا ثبوت:

یہاں ہم ان آیات کا ذکر کریں گے جس سے اہل سنت و جماعت سید عالم ﷺ کی ذات اقدس کے لئے غیب کا علم مانتے ہیں: ﴿عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر تو کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے (الجن:۲۶) ﴾، ﴿ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک یہ غیب کی خبریں ہیں ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں (ال عمران:۴۴) ﴾، ﴿وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ......الخ اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو تم کو غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے (ال عمران:۱۷۹) ﴾، ﴿تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں (ھود:۴۹) ﴾، ﴿ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں (یوسف:۱۰۲) ﴾، ﴿وما ھو علی الغیب بضنین اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں (التکویر:۲۴) ﴾۔

احادیث سے نبی ﷺ کے علم غیب کا ثبوت:

☆...... حضرت طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ ایک مقام پر موجود تھے تو سید عالم ﷺ نے مخلوق کی ابتداء سے انتہاء تک سب کچھ بیان فرمادیا یہاں تک کہ جنتی اپنی منازل میں اور جہنمی اپنی منازل میں پہنچ گئے پس جس نے یاد رکھا سو یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا"۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب: ما جاء فی قول اللہ، رقم:۳۱۹۲،ص ۵۳۲)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سید عالم ﷺ نے ہمیں نماز عصر پڑھائی، پھر خطاب فرمایا پس آپ ﷺ نے ہمیں قیامت تک ہونے والی ہر چیز کے بارے میں خبر دے دی، جس نے اس کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا سو اس نے بھلا دیا۔ (سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب: ما اخبر النبی ﷺ، رقم:۲۱۹۸،ص ۶۴۰)

فقہائے کرام و دیگر شارحین کے حوالہ جات در باب علم غیب مصطفیٰ:

اس میں بھی تین اقسام کے مسائل موجود ہیں:

قسم اول کے مسائل: (۱)......اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے، بے اُس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔ (۲)......سید عالم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بعض غیوب کا علم دیا۔ (۳)......سید عالم ﷺ کا علم اوروں سے زائد ہے، ابلیس کا علم معاذ اللہ عزوجل علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔ (۴)...... جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لئے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندۂ ابلیس ہے۔ (۵)...... زید و عمرو ہر بچے، پاگل ، چوپائے کو علم غیب میں محمد ﷺ کے مماثل کہنا سید عالم ﷺ کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے، یہ سب مسائل ضروریات دین سے ہیں اور اُن کا منکر ان میں ادنیٰ شک لانے والا قطعاً کافر ہے۔

قسم ثانی کے مسائل: (۶)......اولیائے کرام نفعنا اللہ تعالی ببرکاتھم فی الدارین کو بھی کچھ علوم غیب ملتے ہیں، مگر بوساطت رسل علیھم السلام ، معتزلہ خذلھم اللہ تعالی کہ صرف رسولوں کے لئے اطلاع غیب مانتے اور اولیائے کرام کے علوم غیب کا اصلاً حصہ نہیں مانتے گمراہ و مبتدع ہیں۔ (۷)......اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین ﷺ کو غیوب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ خمس میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا ہزار ہا احادیث متواترۃ المعنی کا منکر اور بدمذہب خاسر ہے۔

قسم ثالث کے مسائل: (۸)...... سید عالم کو تعیین وقت قیامت کا بھی علم ملا۔ (۹)......سید عالم ﷺ کو بلا استثناء جمیع جزئیات خمس کا علم

ہے۔(۱۰)...... جملہ مکنونات قلم ومکتوبات لوح بالجملہ روز اول سے روز آخر تک تمام ما کان و ما یکون مندرجہ لوح محفوظ اور اس سے بہت زائد کا علم ہے جس میں ماورائے قیامت تو جملہ افراد خمس داخل اور در بارہ قیامت اگر ثابت ہو کہ اس کی تعیین وقت بھی درج لوح ہے تو اسے بھی شامل، ورنہ دونوں احتمال حاصل۔(۱۱)...... سید عالم ﷺ کو حقیقت روح کا بھی علم ہے۔(۱۲)...... جملہ متشابہات قرآنیہ کا بھی علم ہے۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، رسالہ: رماح القهار علی کفر الکفار، ج۲۹، ص۴۱۴ وغیرہ)

امام شعرانی کتاب الیواقیت الجواہر میں شیخ اکبر سے نقل کرتے ہیں: ''لمجتهدین القدم الراسخ فی علوم الغیب علم غیب میں ائمہ مجتہدین کے لئے مضبوط قدم ہے''۔ (الیواقیت الجواهر، البحث التاسع والاربعون، ج۲، ص ۴۸۰)

امام قسطلانی ''مواهب اللدنیہ'' میں لکھتے ہیں: النبوۃ التی ھی الاطلاع علی الغیب نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ علم غیب کی خبر دینا۔ (المواهب اللدنیه، المقصد الثانی، الفصل الاول، ج۲، ص ۴۵)

فتاوی شامی میں ہے: لو ادعی علم الغیب بنفسه یکفر اگر بذات خود علم غیب حاصل کر لینے کا دعوی کرے تو کافر ہے۔

علامہ صاوی کا نظریہ درباب علم غیب مصطفی ﷺ:

اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿فلا یظهر علی غیبه احدا﴾ میں اظہار تامہ، کاملہ اور مخلوق کے لئے غیب کے جاننے کا جائز ہونا ثابت ہے، اور یہ آیت حضرات اولیائے کرام کے کشف کی نفی نہیں کرتی لیکن حضرات انبیائے کرام کے غیب کی خبر حضرات اولیائے کرام کی کشف کی خبر سے زیادہ قوی ہوتی ہیں اس لئے کہ حضرات انبیائے کرام کو غیب وحی کے ذریعے دیا جاتا ہے اور یہ معصوم ہوتے ہیں جب کہ حضرات اولیائے کرام کی اطلاع وحی پر مبنی نہیں ہوتی، پس حضرات انبیائے کرام کی عصمت واجب ہے اور حضرات اولیائے کرام کی عصمت جائز ہے۔ اور اللہ کا فرمان: ﴿الا من ارتضی﴾ یعنی وہ رسول جنہیں اپنے غیوب کی اطلاع دینے پر اللہ راضی ہوا اور اللہ اپنے غیب جس پر چاہتا ہے ظاہر فرماتا ہے۔ (الصاوی، ج۶، ص۱۸۴)

علمائے دیوبند کی علم غیب مصطفی ﷺ کے حوالے سے عبارات:

سید عالم ﷺ کی ذات پاک سے مطلقاً علم غیب کی نفی کرنا درست نہیں۔ اور ایسا کوئی اہل ایمان نہیں کر سکتا۔ کسی مفسر نے سید عالم ﷺ سے کہیں بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں کی ہے۔ لیکن علمائے دیوبند کا موقف اس بارے میں مختلف ہے جو کہ درج ذیل عبارات میں موجود ہے۔(۱)...... قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے تو نہ کھولے، اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے، اللہ ﷻ نے ان لوگوں کو اختیار دے دیا ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں، سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہیں کر لیں یہ کسی ولی و نبی کو، جن و فرشتے کو، پیر و مرشد کو، امام و امام زادے کو، بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں بلکہ اللہ صاحب نے اپنے ارادے سے کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دے دیتا ہے۔ (بلغة الحیران فی ربط آیات الفرقان، ص۱)

(۲)...... جب انبیائے کو غیب نہیں تو یا رسول اللہ ﷺ کہنا بھی ناجائز ہوگا، اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر مشابہ بکفر ہے۔ (المرجع السابق)

(۳)...... لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات ان کو ہوتا ہے۔ (شمائم امدادیہ، ص۶۱)

(۴)...... پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض

غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی چیز کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ (حفظ الایمان، ص ۷)

(۵)......شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس غیب سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (البراھین قاطعہ، ص ۵۱)

اغراض:

غیا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ضرا﴾ بمعنی غیا ہے، پس سبب کا ارادہ کر کے مسبب کا اطلاق کیا گیا ہے، پس ''الضر'' سبب ہے ''الغی'' کا، اور مجاز مرسل ہے اور اسی طرح اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿ولا رشدا﴾ میں بھی کہا گیا ہے۔

استثناء من مفعول املک: دو مجموعی امور میں سے، اور وہ دو امور یہ ہیں: ﴿ضرا﴾، ﴿ولا رشدا﴾، جب کہ دونوں میں کسی چیز سے تاویل کرنا مراد ہو جیسا کہ یوں کہا جائے: ''لا املک لکم شیئا الا بلاغا'' مراد استثناء متصل ہوگا اور جملہ ﴿قل انی لن یجیرنی﴾ معترضہ ہے مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کے مابین اور نفی استطاعت کے ساتھ تاکید لائی گئی ہے۔

عطف علی بلاغا: یعنی گویا کہ یوں کہا گیا: ''لا املک لکم الا التبلیغ والرسالۃ یعنی میں تم پر صرف تبلیغ اور رسالت کی انجام دہی کا مالک ہوں'' معنی یہ ہے کہ میں تم تک اللہ کا پیغام پہنچاتا ہوں اور یہ کہ اللہ یوں فرماتا ہے اور یہ کہ میں بغیر کسی زیادتی اور نقصان کے اللہ کا پیغام پہنچاتا ہوں۔

فی التوحید: اللہ کے فرمان: ﴿خالدین فیہا ابدا﴾ سے اخذ کیا گیا ہے اس لئے کہ خلود نار قرینہ ہے اور مراد عاصی کافر ہے۔ فقال بعضھم: مراد نضر بن حارث ہے اور یہ وہ شخص ہے جس نے سید عالم ﷺ کا مذاق اڑایا اور عذاب کا انکار کیا۔ ماغاب بہ: اللہ کے فرمان: ﴿فلا یظھر علی غیبہ احدا﴾ میں اظہار تامہ، کاملہ اور مخلوق کے لئے غیب کے جاننے کا جائز ہونا ثابت ہے، مزید حاشیہ نمبر ''۱'' میں ملاحظہ فرمائیں یہی کلام موجود ہے۔

ملائکۃ یحفظونہ: جب اللہ کسی رسول کو مبعوث کرتا ہے، ابلیس اس رسول کے پاس فرشتے کی صورت میں آتا ہے اور اسے خبر دیتا ہے، پس اللہ اُس رسول کے آگے پیچھے فرشتے معین کر دیتا ہے جو اس کی حفاظت کرتے اور شیطان کو دور بھگاتے ہیں، جب شیطان فرشتے کی صورت میں اُس رسول کے پاس آتا تو فرشتے اُسے مطلع کر دیتے کہ یہ شیطان ہے فرشتہ نہیں ہے اور جب فرشتہ حاضر ہوتا تو کہتے کہ یہ تیرے رب کا پیغام پہنچانے والا ہے۔ علم ظہور: اس جملے کے ذریعے ﴿لیعلم﴾ سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنا مقصود ہے؟ میں (علامہ صاوی) یہ جواب دوں گا کہ معنی یوں ہے کہ ﴿لیظھر﴾ بمعنی ﴿لیعلم﴾ ہے۔

(الصاوی، ج۶، ص ۱۸۸۳ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة المزمل مكية او الا قوله ﴿ان ربك يعلم﴾ الى آخر هافمدنية. تسع عشرة او عشرون اية

(سورہ مزمل مکی یا مدنی ہے سوائے اس آیت ﴿ان ربک یعلم﴾ کے، اس میں انیس یا بیس آیتیں ہیں)

تعارف سورة المزمل

اس سورت میں دو رکوع، بیس آیتیں، دوسو پچاسی کلمے، اور آٹھ سو اڑتیس حروف ہیں۔ ابتدائی آیات میں اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو تلقین فرمائی کہ آپ رات کا نصف یا اس سے کم وبیش مصروف عبادت رہا کریں کیونکہ رات کی خاموشیوں میں تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی سے روح کی توانائیوں میں اضافہ ہوتا ہے اس وقت کی عبادت سے اسرار الٰہیہ پر مطلع ہونے کی استعداد پیدا ہوتی ہے اور اللہ کی طرف سے جو بندے پر فرائض عائد کیے گئے ہیں انکی ادائیگی پر قوت وہمت پیدا ہوتی ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو بھی سحری کے وقت عبادت وریاضت کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ انہی ارشادات کی بدولت امت کے اولیاء کرام اور صالحین سحری کے وقت جاگ کر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ اس کے بعد اپنے پیارے حبیب ﷺ کو فرمایا اے حبیب نبوت کی نازک اور بھاری ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں بڑی بڑی مشکلات آئیں گی، مگر آپ ان سے مت گھبرائیے، آپ اپنے رب کو اپنا کارساز بنالیجئے اگر منافقین اذیت پر اتر آئیں تو آپ صبر کی ڈھال پر ان کا ہروار روکیں ہم خود ہی ان سے نبٹ لیں گے۔ جب ہم ان کی پکڑ کریں گے تو ان کے سارے نشے اتر جائیں گے۔ آیت ۱۵ تا ۱۹ میں کفار مکہ کو متوجہ کیا جارہا ہے کہ تمہیں فرعون کی موت کے حسرت ناک انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیے اس نے بھی اپنی قوم کے ساتھ مل کر ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا اور ستانے میں حد پار کردی تو ہم نے بھی ان کا کیا حال کیا، اسے اپنی قوت وشوکت پر بڑا ناز تھا لیکن جب ہمارے غضب کی بجلی ان پر پڑی تو ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ دوسرے رکوع میں نماز تہجد میں تخفیف فرمادی کیونکہ آدھی رات جاگ کر لوگوں کے لئے عبادت کرنا دشوار ہے اس لئے کہ ان میں کئی بیمار، مسافر، اور کئی جہاد میں مصروف ہوتے ہیں دن بھر کی تھکاوٹ ان کے بدنوں کو چور چور کردیتی ہے اس لئے ان سے نرمی فرمادی کہ جتنا آسانی سے کرسکیں لیکن فرض نمازوں کی سختی سے پابندی کریں اور زکوۃ ادا کرنے میں سستی نہ کریں۔ آخر میں ارشاد فرمایا کہ تمہیں اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اپنا مال ودولت قربان کرنا پڑے تو بخل سے کام مت لینا بلکہ بڑی فیاضی سے خرچ کرنا تم نہیں جانتے کہ قیامت کے دن یہ مال کتنے گناہ بڑھا کر تمہیں واپس کردیا جائے گا۔

رکوع نمبر: ۱۳

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿يايها المزمل (۱)﴾ اَلنَّبِيُّ وَاَصْلُهُ الْمُتَزَمِّلُ اُدْغِمَتِ التَّاءُ فِي الزَّايِ اَيِ الْمُتَلَفِّفُ بِثِيَابِهٖ حِيْنَ مَجِيْءِ الْوَحْيِ لَهٗ خَوْفًا مِنْهُ لِهَيْبَتِهٖ ﴿قم اليل﴾ صَلِّ ﴿الا قليلا (۲) نصفه﴾ بَدَلٌ مِنْ قَلِيْلًا وَّقِلَّتُهٗ بِالنَّظْرِ اِلَى كُلٍّ ﴿او انقص منه﴾ مِنَ النِّصْفِ ﴿قليلا (۳)﴾ اِلَى الثُّلُثِ ﴿او زد عليه﴾ اِلَى الثُّلُثَيْنِ وَاَوْ لِلتَّخْيِيْرِ ﴿ورتل القران﴾ تَثَبَّتْ فِيْ تِلَاوَتِهٖ ﴿ترتيلا (۴) انا سنلقي عليك قولا﴾ قُرْاٰنًا ﴿ثقيلا (۵)﴾ مَهِيْبًا اَوْ شَدِيْدًا لِمَا فِيْهِ مِنَ التَّكَالِيْفِ ﴿ان ناشئة اليل﴾ اَلْقِيَامَ بَعْدَ النَّوْمِ ﴿هي اشد وطاء﴾ مُوَافَقَةَ السَّمْعِ لِلْقَلْبِ عَلٰى تَفَهُّمِ الْقُرْاٰنِ ﴿واقوم قيلا (۶)﴾ اَبْيَنُ قَوْلًا ﴿ان لك في النهار سبحا طويلا (۷)﴾ تَصَرُّفًا فِيْ اِشْتِغَالِكَ لَاتَفْرُغُ فِيْهِ لِتِلَاوَتِهٖ

الْقُرْاٰنِ﴿واذکر اسم ربک﴾اَیْ قُلْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اِبْتِدَاءِ قِرَاءَ تِکَ﴿وتبتل﴾اِنْقَطِعْ﴿الیہ﴾فِی الْعِبَادِ﴿ تبتیلا (۸)﴾مَصْدَرُبَتَّلَ جِیْءَ بِہٖ رِعَایَۃً لِلْفَوَاصِلِ وَھُوَمَلْزُوْمُ التَّبَتُّلَ ھُوَ﴿رب المشرق والمغرب لا الہ الا ھو فاتخذہ وکیلا (۹)﴾مَوْکُوْلًا لَّہٗ اُمُوْرَکَ﴿واصبرعلی ما یقولون﴾اَیْ کُفَّارُمَکَّۃَ مِنْ اَذَاھُمْ﴿ واھجرھم ھجرا جمیلا (۱۰)﴾لَاجَزْعَ فِیْہِ اَقْبَلَ الْاَمْرِبِقِتَالِھِمْ﴿وذرنی﴾اُتْرُکْنِیْ﴿والمکذبین﴾عَطْفٌ عَلَی الْمَفْعُوْلِ اَوْمَفْعُوْلٌ مَعَہٗ وَالْمَعْنٰی اَنَاکَافِیْکَھُمْ وَھُمْ صَنَادِیْدُقُرَیْشٍ﴿ اولی النعمۃ﴾اَلتَّنَعُّمِ﴿ ومھلھم قلیلا (۱۱)﴾مِنَ الزَّمَنِ فَقُتِلُوْابَعْدُ یَسِیْرٌمِنْہُ بِبَدْرٍ﴿ان لدینا انکالا﴾قُیُوْدًاثِقَالًاجَمْعُ نِکْلٍ بِکَسْرِالنُّوْنِ﴿ وجحیما (۱۲)﴾نَارًامُحَرَّقَۃً﴿وطعاما ذاغصۃ﴾یَغُصُّ بِہٖ فِی الْحَلْقِ وَھُوَالزَّقُّوْمِ اَوِالضَّرِیْعُ اَوِالْغِسْلِیْنُ اَوْشَوْکٌ مِنْ نَّارٍلَایَخْرُجُ وَلَایَنْزِلُ﴿ وعذابا الیما (۱۳)﴾مُؤْلِمًازِیَادَۃً عَلٰی مَاذُکِرَلِمَنْ کَذَّبَ النَّبِیَّ﴿یوم ترجف﴾تَزَلْزَلُ﴿ الارض والجبال وکانت الجبال کثیبا﴾رَمْلًامُجْتَمَعًا﴿ مھیلا (۱۴)﴾سَائِلًابَعْدَاجْتِمَاعِہٖ وَھُوَمِنْ ھَال یَہِیْلُ وَاَصْلُہٗ مَھْیُوْلٌ اِسْتُثْقِلَتِ الضَّمَّۃُعَلَی الْیَاءِ فَنُقِلَتْ اِلَی الْھَاءِ وَحُذِفَتِ الْوَاوُثَانِیُ السَّاکِنَیْنِ لِزِیَادَتِھَاوَقُلِبَتِ الضَّمَّۃُ کَسْرَۃً لِمَجَانِسَۃِالْیَاءِ﴿انا ارسلنا الیکم﴾یَااَھْلَ مَکَّۃَ﴿ رسولا ﴾ھُوَمُحَمَّدٌ﴿شاھدا علیکم﴾یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِمَایَصْدُرُمِنْکُمْ مِنَ الْعِصْیَانِ﴿ کما ارسلنا الی فرعون رسولا (۱۵)﴾وَھُوَمُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ﴿فعصی فرعون الرسول فاخذنہ اخذا وبیلا (۱۶)﴾شَدِیْدًا﴿فکیف تتقون ان کفرتم﴾فِی الدُّنْیَا﴿یوما﴾مَفْعُوْلُ تَتَّقُوْنَ اَیْ عَذَابَہٗ اَیْ بِاَیِّ حِصْنٍ تَتَحَصَّنُوْنَ مِنْ عَذَابِ یَوْمٍ﴿ یجعل الولدان شیبا (۱۷)﴾جَمْعُ اَشْیَبَ لِشِدَّۃِھَوْلِہٖ وَھُوَیَوْمُ الْقِیَامَۃِوَالْاَصْلُ فِیْ شِیْنِ شِیْبَ الضَّمُّ وَکُسِرَتْ لِمُجَانَسَۃِالْیَاءِ وَیُقَالُ فِی الْیَوْمِ الشَّدِیْدِیَوْمٌ یُشِیْبُ نَوَاصِیَ الْاَطْفَالِ وَھُوَمَجَازٌوَیَجُوْزُاَنْ یَّکُوْنَ الْمُرَادُفِی الْاٰیَۃِالْحَقِیْقَۃِ﴿السماء منفطر﴾ذَاتُ اِنْفِطَارٍاَیْ اِنْشِقَاقٍ﴿ بہ﴾بِذٰلِکَ الْیَوْمِ لِشِدَّتِہٖ﴿کان وعدہ﴾تَعَالٰی بِمَجِیْءِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ﴿ مفعولا (۱۸)﴾اَیْ ھُوَکَائِنٌ لَامَحَالَۃَ﴿ان ھذہ﴾اَلْاٰیَاتِ الْمُخَوِّفَۃِ﴿ تذکرۃ﴾عِظَۃٌ لِّلْخَلْقِ﴿ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا (۱۹)﴾طَرِیْقًابِالْاِیْمَانِ وَالطَّاعَۃِ.

﴿ترجمہ﴾

اے جھرمٹ مارنے والے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم "مزمل" کا معنی ہے اپنے کپڑوں کے ساتھ چادر میں لپٹ جانے والا، وحی آتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ہیبت کے سبب خائف ہوکر اپنے کپڑوں کے ساتھ چادر کو اوپر ڈال کر لپیٹ لیا تھا......۱......"مزمل" اصل میں "متزمل" تھا تاء کا ادغام زاء میں کردیا گیا) رات میں قیام فرما (یعنی نماز پڑھ) سوا کچھ رات کے آدھی رات ("قلیلا" مبدل منہ "نصفہ" بدل ہے، نصف کو کل کے اعتبار سے قلیل کیا گیا ہے) یا اس سے (یعنی نصف سے) کچھ کم کرو (تہائی رات تک) یا اس پر کچھ بڑھاؤ (دو تہائی رات تک......۲...... یہاں "او" "تخییر" کے لیے آیا ہے) اور قرآن ترتیل سے پڑھو (اس کی تلاوت کرنے میں ڈٹے رہو ......۳......) بیشک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے (یعنی ہیبت والی یا شدید کہ اس میں احکام تکلیفیہ ہوں گے) بیشک رات کا اٹھنا (یعنی سو کر اٹھنے کے بعد قیام کرنا) وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے (دل کے کان سے قرآن سننے سمجھنے کے زیادہ موافق ہے) اور بات

خوب سیدھی نکلتی ہے(اقوم قیلا بمعنی ابین قولا ہے) بیشک دن میں تو تمہیں بہت کام ہیں(تمہیں اپنے کاموں میں مشغولیت ہے دن میں تمہیں تلاوت قرآن کے لیے فراغت نہیں ہے) اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرو(یعنی اپنی تلاوت کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو) سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو(عبادت میں، تبتل بمعنی انقطع ہے،''تبتیلا'' بتل کا مصدر ہے جسے رعایت فواصل کے لیے لایا گیا ہے یہ''تبتل'' کا ملزوم ہے) وہ مشرق کا رب اور مغرب کا رب اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ(اپنے کاموں کو اسی کے سپرد کرو) اور ان کی(یعنی کفار مکہ کی) باتوں پر(یعنی ایذاء رسانیوں پر) صبر کرو اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو(جزع جمیل یہ ہے کہ اس میں جزع فزع نہ ہو یہ حکم قتال کے نزول سے پہلے کا حکم ہے) اور مجھ پر چھوڑ دو(ذرنی بمعنی اترکنی ہے) ان جھٹلانے والے(''المکذبین'' کا مفعول''له'' پر ہے یا مفعول معہ پر معنی یہ ہے میں تمہیں ان کے مقابلے میں یعنی سرداران قریش کے مقابلے میں کفایت کرنے والا ہوں) مال داروں کو(النعمة بمعنی التنعم ہے) اور انہیں تھوڑی مہلت دو(کچھ وقت، چنانچہ کچھ مدت کے بعد بدر میں انہیں قتل کر دیا گیا) بیشک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں(''انکالا''''نکل'' کی جمع ہے بمعنی بھاری بیڑیاں) بھڑکتی آگ(جحیما کے معنی بھڑکتی آگ ہے) اور گلے میں پھنستا کھانا(''ذاغصة'' سے مراد وہ کھانا ہے جو گلے میں پھنس جائے گا اس سے مراد زقوم''ضریع''،غسلین یا آگ کے کانٹے ہیں جو نہ نگل سکیں گے نہ اگل سکیں گے) اور دردناک عذاب(مذکورہ عذابات پر مزید برآں حضور ﷺ کو جھٹلانے والے کے لیے، الیما بمعنی مؤلما ہے) جس دن تھرتھرائیں گے(ترجف بمعنی تزلزل ہے) زمین اور پہاڑ اور پہاڑ ہو جائیں گے ریتے کا ٹیلہ(کثیب کے معنی مٹی کا ٹیلہ ہے) بہتا ہوا(مھیلا کے معنی مٹی کا ڈھیر ہونے کے بعد اس کا بہہ جانا ہے،''مھیلا'' ھال یھول سے ماخوذ ہے یہ اصل میں مھیول تھا، یاء پر ضمہ دشوار تھا تو اسے ہاء کی طرف منتقل اجتماع ساکنین کیوجہ سے دوسرے والے حرف یعنی واو کو زائدہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا پھر یاء کی وجہ سے ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کر دیا گیا، اے اہل مکہ) بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا(یعنی محمد ﷺ) کہ تم پر گواہ ہوں گے(بروز قیامت تم سے صادر ہونے والے گناہوں کے) جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے(یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو) تو فرعون نے اس رسول کا حکم نہ مانا تو ہم نے اسے سخت گرفت سے پکڑا(وبیلا بمعنی شدیدا ہے) پھر کیسے بچو گے اگر تم نے کفر کیا(دنیا میں) اس دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا(اپنی شدید گھبراہٹ کی وجہ سے اس دن کی گھبراہٹ سے بچوں کی کنپٹیاں سفید ہو جائیگی یہاں یا تو مجازی معنی مراد ہے اور آیت میں اس کا حقیقی معنی مراد ہونا بھی ہے) آسمان پھٹ جائے گا(منفطر بمعنی ذات انفطار بمعنی انشقاق ہے) اس کے سبب(یعنی اس دن کی شدت کے سبب) اللہ کا وعدہ(اللہ ﷻ کا اسے کرنے کا وعدہ) ہو کر رہنا ہے(یعنی وہ یقینی طور پر ہو کر رہے گا) بیشک یہ(خوف دلانے والی آیتیں) نصیحت ہیں(مخلوق کے لیے، تذکرة بمعنی عظة ہے) تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے(ایمان اور طاعت اختیار کر کے، سبیلا بمعنی طریقا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا المزمل قم الیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا او زد علیه ورتل القران ترتیلا﴾

یایھا المزمل: نداء، قم: فعل امر با فاعل، الیل: مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، قلیلا: مبدل منہ، نصفه: بدل، ملکر مستثنیٰ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، انقص منه: فعل امر با فاعل و ظرف لغو، قلیلا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، او: عاطفہ، زد علیه: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، رتل القران: فعل امر با فاعل و مفعول، ترتیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿انا سنلقی علیک قولا ثقیلا ان ناشئة الیل هی اشد وطا واقوم قیلا﴾

انا: حرف مشبہ واسم،س:حرف استقبال،نلقی علیک: فعل بافاعل وظرف لغو،قولا ثقیلا:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ معترضہ،ان:حرف مشبہ،ناشئة الیل:اسم،هی:مبتدا،اشد:اسم تفضیل با"هو"ضمیر ممیز،وطا:تمیز،ملکر فاعل،ملکر شبہ جملہ معطوف،ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،اقوم:اسم تفضیل با"هو"ضمیر ممیز،قیلا:تمیز،ملکر فاعل،ملکر شبہ جملہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ان لک فی النهار سبحا طویلا واذکر اسم ربک وتبتل الیه تبتیلا﴾

ان: حرف مشبہ،لک:ظرف مستقر خبر مقدم،فی النهار: ظرف مستقر حال مقدم،سبحا: ذوالحال،ملکر موصوف،طویلا:صفت،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،اذکر:فعل امر بافاعل،اسم ربک: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل"ورتل القران"پرمعطوف ہے،و:عاطفہ،تبتل الیه:فعل امر بافاعل وظرف لغو،تبتیلا:مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿رب المشرق والمغرب لا اله الا هو﴾

رب: مضاف،المشرق:معطوف علیہ،و:عاطفہ،المغرب:معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر"هو"مبتدا محذوف کی خبر اول،لا:نفی جنس،اله:موصوف،الا:بمعنی غیر مضاف اللہ مضاف الیہ،ملکر صفت،ملکر اسم"موجود"خبر محذوف،ملکر جملہ اسمیہ خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاتخذه وکیلا واصبر علی ما یقولون واهجرهم هجرا جمیلا﴾

ف: فصیحیہ،اتخذه:فعل امر بافاعل ومفعول،وکیلا:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،اصبر:فعل امر بافاعل،علی: جار،ما یقولون:موصول صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول،و:عاطفہ،اهجرهم هجرا جمیلا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر شرط محذوف"ان عرفت وامنت به"کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وذرنی والمکذبین اولی النعمة ومهلهم قلیلا﴾

و: عاطفہ،ذر:فعل امر بافاعل،ن:وقایہ،ی:ضمیر معطوف علیہ،و:عاطفہ،المکذبین:موصوف،اولی النعمة: صفت،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،مهلهم:فعل امر بافاعل ومفعول،قلیلا:ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان لدینا انکالا وجحیما وطعاما ذا غصة وعذابا الیما یوم ترجف الارض والجبال وکانت الجبال کثیبا مهیلا﴾

ان: حرف مشبہ،لدینا:ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم،انکالا:معطوف علیہ،و:عاطفہ،جحیما:معطوف اول،و: عاطفہ،طعاما:موصوف، ذاغصة: مرکب اضافی صفت،ملکر معطوف ثانی،و: عاطفہ،عذابا:موصوف،الیما:صفت اول،یوم:مضاف،ترجف الارض والجبال: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،کانت الجبال کثیبا مهیلا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف متعلق بمحذوف صفت ثانی،ملکر معطوف ثالث،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا﴾

انا: حرف مشبہ واسم،ارسلنا الیکم:فعل بافاعل وظرف لغو،رسولا:موصوف،شاهدا علیکم:شبہ جملہ صفت،ملکر مفعول،کاف: جار،ما:موصولہ،ارسلنا الی فرعون رسولا: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر"ارسالا"مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فعصی فرعون الرسول فاخذنه اخذا وبیلا﴾

ف: عاطفہ، عصی فرعون: فعل وفاعل، الرسول: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اخذنہ: فعل بافاعل ومفعول، اخذا وبیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فکیف تتقون ان کفرتم یوما یجعل الولدان شیبا﴾

ف: عاطفہ، کیف: اسم استفہام حال مقدم، تتقون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ان: شرطیہ، کفرتم: فعل بافاعل، یوما: موصوف، یجعل: فعل بافاعل، الولدان: مفعول اول، شیبا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر تقدیر ب جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "فکیف تتقون" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿السماء منفطر به کان وعده مفعولا ان هذه تذکرة فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا﴾

السماء: مبتدا، منفطر به: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، کان: فعل ناقص، وعدہ: اسم، مفعولا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ان هذه: حرف مشبہ واسم، تذکرۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، شاء: جملہ فعلیہ شرط، اتخذ الی ربه: فعل بافاعل وظرف لغو، سبیلا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مزمل کے معنی کی تحقیق:

۱...... مزمل ای تزمل بثیابه یعنی اپنے اوپر کپڑا لپیٹ لینا، ڈال دینا۔ جمہور کہتے ہیں کہ جس طرح سید عالم ﷺ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاکر: "زملونی زملونی یعنی مجھے کپڑا ڈال دو مجھے کپڑا ڈال دو فرمایا"۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ، رقم:۳، ص۱)۔ ابونعیم نے "الدلائل" میں لکھا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قریش دارالندوۃ میں جمع ہوئے تو انہوں نے سید عالم ﷺ کے حوالے سے کلام کرنا شروع کردیا بعض نے کہا کہ کاہن ہیں جب کہ بعض نے کاہن ہونے کا انکار کیا، بعض نے کہا مجنون ہیں جب کہ بعض نے مجنون ہونے کا انکار کیا، بعض نے کہا کہ جادوگر ہیں جب کہ بعض نے جادوگر ہونے کا انکار کیا، پس مشرکین نے فرق کرنا شروع کردیا اوران کی شان میں کلام کرنے لگے، پس سید عالم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے خود پر کپڑا ڈال دیا اور کپڑا لپیٹ لیا، پس جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: ﴿یایها المزمل اے جھرمٹ مارنے والے﴾، ﴿یایها المدثر اے بالاپوش اوڑھنے والے﴾"۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ندا سید عالم ﷺ کی انسیت کے لئے تھی جیسا کہ اہل عرب کا دستور ہے کہ مخاطب کو اسی صفت سے پکارتے ہیں جس حال میں وہ ہوا کرتا ہے، پس اسی مناسبت سے آثار میں ملتا ہے کہ جب سیدہ خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں کسی معاملے میں کچھ کلام ہوگیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں جاکر لیٹ گئے، اس وقت آپ کے جسم پر مٹی لگی ہوئی تھی جسے دیکھ کر سید عالم ﷺ نے فرمایا: "یا اباتراب"۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب نوم الرجال فی المسجد، رقم:۴۴۱، ص۷۶)۔ قتادہ کا قول ہے کہ سید عالم ﷺ نماز کے لئے کپڑے ڈال لیتے یا لپیٹ لیتے اور نماز کے لئے کوشش میں لگ جاتے تو انہیں ندا کی جاتی ﴿یایها المزمل﴾ جس کے معنی نماز میں جلدی کرنے والے لئے جاتے ہیں۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ اس کے معنی نبوت کا بوجھ اٹھانے والے۔ (روح المعانی، الجزء:۲۹، ص۱۵۸ وغیرہ ملتقطاً وملخصاً)

سید عالم ﷺ پر نماز تہجد کا حکم:

۲...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿قم الیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا او زد علیه ورتل القران ترتیلا رات میں قیام فرماسوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرو یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو (المزمل:۲تا۴)﴾۔

☆......حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ جب رات تہجد کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے: اللھم لک الحمد انت قیم السموت والارض ومن فیھن ولک الحمد انت نور السموت والارض ومن فیھن ولک الحمد انت ملک السموت والارض ومن فیھن ولک الحمد انت الحق وعدک الحق ولقائک حق وقولک حق والجنۃ حق والنار حق والنبیون حق ومحمد حق والساعۃ حق اللھم لک اسلمت وبک امنت وعلیک توکلت والیک انبت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت ولا الہ غیرک الٰھی! تیرے ہی لئے حمد ہے، آسمان و مین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا تو قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لئے حمد ہے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا تو نور ہے اور تیرے ہی لئے حمد ہے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے تو سب کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی لئے حمد ہے، تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تجھ سے ملنا (قیامت میں) حق ہے اور جنت حق ہے اور انبیاء حق ہیں اور محمد (ﷺ) حق ہیں او قیامت حق ہے، اے اللہ ﷻ تیرے لئے میں اسلام لایا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر توکل کیا اور تیری ہی طرف رجوع کی اور تیری ہی مدد سے خصومت کی اور تیری ہی طرف فیصلہ لایا، پس تو مجھے بخش دے جو میں نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا اور جو چھپا کر کیا اور جو اعلانیہ کیا تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب کے بعد ہے، نہیں ہے کوئی معبود مگر تو اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التھجد، باب: التھجد باللیل، رقم: ۱۱۲۰، ص ۱۸۰) بعض علمائے کرام کے نزدیک نماز تہجد سید عالم ﷺ پر فرض تھی، اور دلیل یہی آیت ہے، اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے سید عالم ﷺ پر تہجد فرض نہیں تھی۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں: یہ تاویل دو وجوہات کی بناء پر بعید ہے، ایک یہ کہ نفل پر فرض کا اطلاق صحیح نہیں ہے یعنی اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فتھجد بہ نافلۃ لک رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے (الاسراء: ۷۹)﴾ اور اگر یہ اطلاق مجازا ہو تو بلا ضرورت ہے، دوسری یہ کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "اللہ ﷻ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں (سنن ابو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب: فیمن لم یوتر، رقم: ۱٤۲۰، ص ۲٦۸)۔ حدیث قدسی میں ہے کہ یہ پانچ عدد نمازیں ہیں اور اجر میں پچاس ہیں، اور میرے قول میں تبدیلی نہیں ہوتی (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب: کیف فرضت الصلوۃ، رقم: ۳٤۹، ص ٦۲) ان احادیث میں تصریح ہے کہ پانچ نمازیں ہی فرض ہیں، ایک زائد ماننا درست نہیں ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱۵، ص ۲٦۷ وغیرہ)

سید عالم ﷺ کے تلاوت قرآن فرمانے کا انداز:

ع......اس بارے میں دو احادیث پیش کی جاتی ہیں تا کہ سید عالم ﷺ کی تلاوت کا انداز معلوم ہو جائے:

☆......حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آقائے دو جہاں ﷺ کی تلاوت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے ایک ایک حرف الگ الگ کر کے پڑھ کر بتایا"۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء کیف کانت قرائۃ النبی ﷺ، رقم: ۲۹۳۲، ص ۸۲۸)

☆......حضرت انس ﷜ سے دریافت کیا گیا کہ سید عالم ﷺ کس طرح قرأت فرماتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ آقائے دو جہاں ﷺ مدات کے ساتھ قرأت فرماتے یعنی لمبا کھینچ کر پڑھا کرتے تھے، آپ ﷺ بسم اللہ کو کھینچ کر، الرحمن کو کھینچ کر، الرحیم کو کھینچ کر پڑھتے اور لفظ اللہ ﷻ میں لام کے بعد الف کا خوب اظہار کرتے اور رحمان میں میم کے بعد الف کا اظہار فرماتے اور رحیم میں دو سے چھ مدات تک کا کھینچ کر اہتمام فرماتے"۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب مد القراءۃ، رقم: ۵۰٤٦، ص ۹۰۲)

اغراض:

حین مجیء الوحی: حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وحی لے کر حاضر ہونے اور سید عالم ﷺ کا خوفزدہ ہونے کا بیان، جس کا ذکر ہم نے حاشیہ نمبر "۱" میں کیا ہے وہیں دیکھ لیں۔ صل: بمعنی قم ہے یعنی نماز اور عبادت کے لئے اٹھنا مراد ہے۔

وقلتہ: ایک سوال کا جواب دینا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک نصف دوسرے نصف کے برابر ہوا کرتا ہے، مگر قلیل؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اللہ نے نصف کو قلیل کے ساتھ اس لئے ذکر کیا تا کہ کل کی طرف نظر ہو سکے، نصفِ آخر کی طرف نظر کرنا مراد نہیں ہے۔ الی الثلث: مراد نصف سے کم رات ہے، جس میں سید عالم ﷺ آرام فرماتے تھے، پس معنی یہ ہوگا کہ دو تہائی رات قیام کیجئے۔

الی الثلثین: یعنی نصف پر زیادتی کیجئے جس میں آپ آرام فرماتے تھے، پس معنی یہ ہے کہ ایک تہائی رات قیام کیجئے، پس حاصل کلام یہ ہوا کہ نصف رات یا دو تہائی یا ایک تہائی قیام کیجئے، آپ کو اختیار دیا گیا ہے، (یہاں وجوبِ اختیاری کا ذکر ہے)۔

مھیبا: یعنی عظیم و جلیل فرمان مراد ہے، ﴿ثقیلا﴾ کے معنی میں مفسرین کرام کا اختلاف ہے، چنانچہ قتادہ کے نزدیک اس کے معنی اللہ کے متعین کردہ فرائض و حدود ہیں، مجاہد کے نزدیک اس سے مراد حلال و حرام کا تعین کرنا ہے، محمد بن کعب کہتے ہیں کہ قرآن منافقین پر بھاری ہے کیونکہ وہ اس کے اسرار سے ناواقف ہوتے ہیں اور ان کا دین باطل ہوتا ہے۔ ایک قول کے مطابق ثقیل بمعنی کریم ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب تک کسی چیز کی تائید دل سے نہ ہو وہ بات ثقیل ہی ہوا کرتی ہے اور نفس توحید سے مزین ہوا کرتا ہے اور اس کے معنی میں کئی فوائد ہیں جس کا ادراک عقلِ انسانی نہیں کر سکتی جیسا کہ سمندر میں سے ایک چلّو لے لیا جائے تو پانی میں کمی نہ ہونے پائے گی اور تمام علماء متقدمین و متاخرین قرآن سے ایسے ہی لیتے آئے ہیں؟۔

القیام بعد النوم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ناشئۃ﴾ مصدر ہے "نشأ" کا، جیسا کہ عاقبۃ اور عافیۃ ہوتا ہے، اور بہتر یہ ہے کہ ﴿ناشئۃ﴾ کو موصوف کی صفت مان لیا جائے، یعنی نفس دن کے قیام کے مقابلے میں رات کے قیام کو سختی جانتا ہے۔ فی العبادۃ: یعنی خالص اللہ کی رضا کے لئے عبادت کرنا مراد ہے۔

ای قل بسم اللہ الرحمن الرحیم: مفسر نے پہلی کے قول کی تائید میں یہ بات کہی، جمہور کہتے ہیں کہ اللہ کے فرمان: ﴿واذکر اسم ربک﴾ عام ہے خاص کے ذکر کے بعد، معنی یہ ہے کہ رات اور دن میں تسبیح تہلیل اور تحمید وغیرہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے کرے۔ وھذا قبل الامر بقتالھم: مراد آیت قتال سے منسوخ ہونا ہے۔

جمع نکل: مراد قید ہے اور ایک قول کے مطابق بمعنی "الغل" ہے۔ او الضریع: کا بیان عنقریب "الغاشیۃ" میں آئے گا، یہ کانٹے کی ایک قسم ہے جسے چوپایہ بھی اس کی خباثت کی وجہ سے نہیں کھاتا۔ او الغسلین: مراد جہنمیوں کا پیپ ہے۔ یا اھل مکۃ: غیبت سے خطاب کی طرف التفات کرنا ہے۔

وھو مجاز: اللہ کے فرمان میں لفظ: ﴿شیبا﴾ بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے، مراد شدتِ ہول ہے۔ ویجوز: اور حقیقی معنی مراد لینا بھی جائز ہے، پس مفسر کا کلام مجمل ہے، اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ یوں کہا جائے: حقیقی طور پر بچوں کا بوڑھا ہو جانا مراد لیا جائے جب دنیا کے اوقات کا آخری دن ہوگا اور زلزلۃ الساعۃ قریب ہوگا اور یہ بھی درست ہے کہ مجازی معنی مراد لیا جائے یعنی جب کہ نفخہ ثانیہ پھونکا جائے گا، اس لئے کہ قیامت میں کوئی "شیب" نہیں ہے۔

ذات انفطار: ایک سوال کا جواب دینا مقصود ہے، مونث کا صیغہ ''منفطرة'' کیوں استعمال نہ کیا گیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس صیغے میں ذاتِ انفطار کی جانب نسبت ہے اور یہ جواب بھی ہوسکتا ہے کہ آسمان کا ذکر باعتبار چھت کے کیا گیا ہو ،اللہ نے فرمایا: ﴿وجعلنا السماء سقفا محفوظا﴾۔

بالایمان والطاعة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿اتخذ الی ربه سبیلا﴾ کے معنی اللہ کی جانب قرب حاصل کرنا ہے، اور یہ قُرب ماموراتِ پر عمل پیراہ ہونے اور منہیات سے بچے رہنے کی صورت میں ملتا ہے۔ (الصاوی، ج۶، ص۱۸۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿ان ربک یعلم انک تقوم ادنی﴾اَقَلُّ﴿ من ثلثی الیل ونصفه وثلثه﴾بِالْجَرِّعَطْفٌ عَلٰی ثُلُثَیِ وَبِالنِّصْفِ عَطْفٌ عَلٰی اَدْنٰی وَقِیَامِهٖ کَذٰلِکَ نَحْوَمَااَمَرَبِهٖ اَوَّلَ السُّوْرَةِ﴿ وطائفة من الذین معک﴾عَطْفٌ عَلٰی ضَمِیْرِتَقُوْمُ وَجَازَمِنْ غَیْرِتَاکِیْدٍلِلْفَصْلِ وَقِیَامُ طَائِفَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ کَذٰلِکَ لِلتَّاسِیِّ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ کَانَ لَایَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی مِنَ اللَّیْلِ وَکَمْ بَقِیَ مِنْهُ فَکَانَ یَقُوْمُ اللَّیْلَ کُلَّهٗ اِحْتِیَاطًا فَقَالُوْاحَتّٰی اِنْفَخَتْ اَقْدَامُهُمْ سَنَةً اَوْاَکْثَرَفَخَفَّفَ عَنْهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی﴿ والله یقدر﴾یُحْصِیْ﴿ الیل والنهار علم ان﴾مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِیْلَةِوَاِسْمُهَامَحْذُوْفٌ اَیْ اَنَّهٗ﴿لن تحصوه﴾اَیِ الَّیْلَ لِتَقُوْمُوْافِیْمَایَجِبُ الْقِیَامَ فِیْهِ اِلَّابِقِیَامِ جَمِیْعِهٖ وَذٰلِکَ یَشُقُّ عَلَیْکُمْ﴿ فتاب علیکم﴾رَجَعَ بِکُمْ اِلَی التَّخْفِیْفِ﴿فاقرء وا ما تیسر من القران﴾فِی الصَّلٰوةِ بِاَنْ تَصِلُوْامَاتَیَسَّرَ﴿ علم ان﴾مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِیْلَةِاَیْ اَنَّهٗ﴿سیکون منکم مرضی واخرون یضربون فی الارض﴾یُسَافِرُوْنَ﴿ یبتغون من فضل الله﴾یَطْلُبُوْنَ مِنْ رِزْقِهٖ بِالتِّجَارَةِوَغَیْرِهَا﴿واخرون یقاتلون فی سبیل الله﴾وَکُلٌّ مِّنَ الْفِرَاقِ الثَّلٰثِ یَشُقُّ عَلَیْهِمْ مَاذُکِرَفِیْ قِیَامِ اللَّیْلِ فَخَفَّفَ عَنْهُمْ بِقِیَامِ مَاتَیَسَّرَمِنْهُ ثُمَّ نَسَخَ ذٰلِکَ بِالصَّلٰوَاتِ الْخَمْسِ﴿ فاقرء وا ما تیسر منه﴾کَمَاتَقَدَّمَ﴿ واقیموا الصلوة﴾اَلْمَفْرُوْضَةَ﴿ واتوا الزکوة واقرضوا الله﴾بِاَنْ تُنْفِقُوْامَاسِوَی الْمَفْرُوْضِ مِنَ الْمَالِ فِیْ سَبِیْلِ الْخَیْرِ﴿ قرضا حسنا﴾عَنْ طِیْبِ قَلْبٍ﴿ وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوه عند الله هو خیرا﴾مِمَّاخَلَفْتُمْ وَهُوَفَصْلٌ وَمَابَعْدَهٗوَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مَعْرِفَةٌ یَشْبِهُهَالِاِمْتِنَاعِهٖ مِنَ التَّعْرِیْفِ﴿ واعظم اجرا واستغفروا الله ان الله غفور رحیم(۲۰)﴾لِلْمُؤْمِنِیْنَ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو تہائی رات سے کم (ادنی بمعنی اقل ہے) کبھی آدھی رات، کبھی تہائی (''ثلثه''، مجرور ہونے کی صورت میں ''ثلثی'' پر اور منصوب ہونے کی صورت میں ''ادنی'' پر معطوف ہوگا حضور علیہ السلام اسی طرح قیام کیا کرتے جس کا سورت کی ابتداء میں حکم دیا گیا ہے،......) اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی (''طائفة......الخ'' کا عطف ''تقوم'' کی ضمیر پر ہے اور ضمیر مرفوع متصل پر ضمیر منفصل للتاکید لائے بغیر عطف کرنا بھی درست ہے حضور علیہ السلام کے صحابہ کی ایک جماعت بھی آپ علیہ السلام کی اتباع کرتے ہوئے اسی طرح قیام کرتی ہے اور ان میں سے بعضوں کو اندازہ نہ ہو پاتا کہ رات کے کتنے حصہ میں قیام کیا ہے اور کتنا حصہ باقی رہ گیا ہے تو احتیاطاً وہ ساری رات قیام کرتے حتی کہ ان کے پاؤں سوج جاتے یہ طرز عمل ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک رہا، اللہ عزوجل

نے ارشادفرمایا) اوراللہ شمار فرماتا ہے(یقدر بمعنی یحصی ہے)رات اوردن اسے معلوم ہے کہ(علم " ان" میں ان مخففه من الشقیلة ہے) شمار(اس کا اسم محذوف ہے اصل میں ''انه'' تھا یعنی رات کا کہ تم اس میں بمقدار واجب قیام کرسکو پھر تمہیں تمام ہی رات قیام کرنا پڑے گا اور یہ تمہارے لیے گراں ہوگا) تو اس نے اپنی مہربانی سے تم پر رجوع فرمایا(تخفیف کی طرف،تاب علیکم بمعنی رجع بکم ہے) تو اب قرآن میں جتنا تم پرآسان ہوا تنا پڑھو(نماز میں یعنی جتنی دیر باآسانی نماز پڑھ سکو پڑھو) اسے معلوم ہے کہ(''ان'' مخففه من الثقیلة ہے اصل میں ''انه'' تھا) اسے معلوم ہے کہ عنقریب کچھ تم میں سے بیمار ہوں گے اور کچھ زمین میں سفر کریں گے (یضربون بمعنی یسافرون ہے) اللہ کا فضل تلاش کرنے (یعنی تجارت وغیرہ کر کے رزق تلاش کرنے ،یبتغون بمعنی یطلبون ہے)اور کچھ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوں گے (اوران تینوں طبقات کے افراد پر مذکورہ قیام کرنا شاق ودشوار ہوگا، اللہ ﷻ نے جتنا قیام آسانی سے کیا جاسکے مقرر فرما کر تخفیف کردی پھر اس کی فرضیت کو پانچ نمازوں سے منسوخ فرمادیا......۲......) تو جتنا قرآن میسر ہو پڑھو(جیسا کہ پہلے گزر چکا)اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دو(یوں کہ مقدار فرض کے علاوہ مال کو بھلائی کے رستے میں خرچ کرو)اور اپنے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس پاؤ گے،بہتر(اس سے جو پیچھے چھوڑ آئے ''هو خیرا'' میں ''هو'' ضمیر فصل ہے اس کا مابعد اسم اگرچہ معرفہ نہیں لیکن اس پر حرف تعریف لانا چونکہ ممتنع ہے پس اس نسبت کی بناء پر اسم معرفہ کے مشابہ ہے)اور بڑے ثواب کی اور اللہ سے بخشش مانگو بیشک اللہ بخشنے والا ہے(مسلمانوں کو) مہربانی فرمانے والا ہے(ان پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی الیل ونصفه وثلثه﴾

ان ربک: حرف مشبہ واسم ،یعلم: فعل بافاعل ،انک :حرف مشبہ واسم ،تقوم: فعل بافاعل ،ادنی :اسم تفضیل بافاعل ،من ثلثی الیل: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،نصفه :معطوف اول،و : عاطفہ ،ثلثه :معطوف ،ملکر ''وقتا'' محذوف کی صفت،ملکر ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وطائفة من الذین معک والله یقدر الیل والنهار﴾

و : عاطفہ ،طائفة :موصوف ،من : جار،الذین معک :موصول صلہ ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر صفت ،ملکر ماقبل ''تقوم'' کی ضمیر فاعل پر معطوف ہے ،و :مستانفہ ،الله :مبتدا،یقدر : فعل بافاعل ،الیل :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،النهار :معطوف ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿علم ان لن تحصوه فتاب علیکم فاقرء وا ما تیسر من القران﴾

علم: فعل بافاعل ،ان :مخففہ باضمیر شان محذوف اس کا اسم ،لن تحصوه: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ ،تاب :فعل بافاعل ،علیکم :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ ،اقرء وا :فعل امر بافاعل ،ما تیسر :موصول صلہ ،ملکر مفعول ،من القران :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿علم ان سیکون منکم مرضی﴾

علم: فعل بافاعل ،ان :مخففہ باضمیر شان محذوف اس کا اسم ،سیکون :فعل ناقص ،منکم :ظرف مستقر خبر مقدم ،مرضی :اسم مؤخر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل الله واخرون یقاتلون فی سبیل الله﴾

و: عاطفہ، اخرون مبتدا، یضربون: فعل واؤضمیر ذوالحال، یبتغون من فضل الله: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اخرون مبتدا، یقاتلون فی سبیل الله: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاقرء وا ما تیسر منه واقیموا الصلوة واتوا الزكوة واقرضوا الله قرضا حسنا﴾

ف: عاطفہ، اقرائوا: فعل بافاعل، ماتیسر منه: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اقیموا الصلوة واتوا الزكوة: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اقرضوا الله: فعل امر بافاعل ومفعول، قرضا حسنا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما تقدموا لانفسكم من خير تجدوه عند الله هو خيرا واعظم اجرا﴾

و: عاطفہ، ما: شرطیہ ذوالحال، من خیر: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول مقدم، تقدموا لانفسكم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، تجدوه: فعل بافاعل ومفعول، عند الله: ظرف، هو: ضمیر فعل، خیرا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اعظم: اسم تفضیل "هو" ضمیر ممیز، اجرا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واستغفروا الله ان الله غفور رحيم﴾

و: عاطفہ، استغفروا الله: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، غفور رحیم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نماز تہجد میں کتنا قرآن پڑھا جائے؟

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فاقرء وا ما تیسر من القرآن اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو (المزمل: ۲۰)﴾۔ یہ حکم رخصت کے امور میں سے ہے کہ فرمایا: "جو میسر ہو سکے پڑھو"۔ یعنی جتنا آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لو کسی قسم کی مشقت نہ اٹھاؤ۔ اگر یہ کہا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو تخفیف نماز کا حکم ہے اور طویل قیام کی ممانعت کی جارہی ہے تو پھر صحابہ کرام (بلکہ خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل قیام فرمایا کہ پائے اقدس متورم ہو جاتے)، کئی تابعین رات بھر قیام فرماتے، یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی جیسا کہ امام ابوحنیفہ، سعید بن مسیب، فضیل بن عیاض، ابو سلیمان دارانی، مالک بن دینار، علی بن بکار رضی اللہ عنہم وغیرہ نے طویل قیام کی عادتیں قائم کر لی تھیں بلکہ علی بن بکار کا حال تو یہ تھا کہ انہوں نے چالیس سال تک طلوع فجر تک قیام پر مداومت فرمائی اور بعض اکابرین کا یہ حال ہوا کرتا تھا کہ رات قیام کی حالت میں ایک رکعت میں ایک بار ختم قرآن فرمایا کرتے تھے جیسا کہ حضرت عثمان اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کا معمول رہا

(روح البیان، ج۱۰، ص۲۶۰)

نماز تہجد کی فرضیت کا منسوخ ہونا:

۲۔۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل ونصفه وثلثه ...... الخ بیشک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی (المزمل: ۲۰)﴾، یہ آیت ان کے لئے دلیل بنتی ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر نماز تہجد فرض مانتے تھے اور بعد میں اس آیت کے نزول کی وجہ سے فرضیت کو منسوخ مانتے ہیں۔ اور ان کی جانب سے دلیل یہ ہے کہ سید عالم کے لئے یہ امر دشوار گزار ہوا کرتا تھا کہ نصف رات یا ایک تہائی یا دو تہائی رات کا اندازہ کر کے قیام کیا جائے اور بسا اوقات صحابہ کی جماعت بھی ساتھ ہوا کرتی تھی لہذا اللہ عزوجل نے تخفیف فرمائی اور فرضیت کو منسوخ فرمایا اور مستحب کے باب میں داخل فرما دیا۔ ہم نے ماقبل اسی سورت کے پہلے رکوع میں اپنا موقف بیان کر دیا ہے جو کہ امام قرطبی کے ارشادات کی

روشنی میں ہے نہ کہ ہمارا اپنا تجزیہ، اس مؤقف کا بیان ہم نے عطائین، ج ۳، ص ۳۷۵ پر بھی کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم.

اغراض:

ومنهم من كان لا يدري: یہاں اُن صحابہ کا بیان کرنا مقصود ہے جو سید عالم ﷺ کی اتباع میں رات قیام نہ کرتے تھے، پس صحابہ کرام اس بارے میں دو حصوں میں تقسیم ہوگئے، پس ایک فرقہ وہ تھا جو دو تہائی، نصف یا ایک تہائی قیام کرتا اور دوسرا گروہ وہ تھا جو اپنی ذات پر مشقت برداشت کرتے ہوئے پوری رات قیام کی صعوبت برداشت کرتا۔

او اکثر: ایک سال سے زائد کے قول کے مطابق سولہ ماہ مراد ہیں، اس لئے کہ سورت پاک مکی ہے یا دس سال کیونکہ اللہ کا فرمان: ﴿ان ربک یعلم﴾ کی تائید اسی صورت میں حاصل ہوتی ہے، پس سورت پاک مدنی ہے۔

فخفف عنهم: یعنی صحابہ کے گروہ نے رات کے قیام میں تخفیف کردی۔ **رجع بكم الى التخفيف:** مراد لغوی توبہ ہے، نہ کہ گناہ کی توبہ کرنا، کیونکہ صحابہ نے رات قیام کرنے میں کمی کر کے کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ **ماتیسر:** اگرچہ رات میں دو رکعتیں ہی پڑھ لو۔

بان تصلوا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد نماز کی قرائت ہے، جزء کا کل پر اطلاق مراد ہے۔

وغیرھا: مراد طلب علم اور صلۂ رحمی ہے۔ **ثم نسخ ذلک بالصلوة الخمس:** یعنی اُمت کے حق میں بالاتفاق رات کی نماز کی فرضیت پانچ نمازوں کے حکم سے ثابت ہے، جب کہ امام مالک کے نزدیک سید عالم ﷺ کے حق میں رات کی نماز کی فرضیت منسوخ نہیں ہے بلکہ تہجد کے واجب ہونے کی صورت میں باقی رہی، لیکن یہ حکم فقط حالت حضر میں تھا، امام شافعی کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کی ذات کے حوالے سے بھی واجب ہونے کا حکم منسوخ ہو چکا، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ پانچ نمازوں کا واجب ہونا قیام لیل کے وجوب کے منافی نہیں ہے اور ناسخ کی شرط اس کے حکم کو منسوخ کے حکم سے منفی کردیتی ہے اور حق یہ ہے کہ نسخ کی حدیث موجود ہے، سید عالم ﷺ سے ایک اعرابی نے رات دن میں پانچ نمازوں کی فرضیت کے علاوہ کچھ فرض ہونے کا سوال کیا تو سید عالم ﷺ نے نفی میں جواب مرحمت فرمایا، اور فرمایا: "سوائے نفلی عبادت کے کوئی فرض اس کے علاوہ نہیں"، پس سید عالم ﷺ کا نفی کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ پانچ نمازوں کے علاوہ کچھ فرض نہیں ہے۔ **مما خلفتم:** بمعنی ورائکم ہے۔ (الصاوی، ج۶، ص ۱۹۰ وغیرہ)

صلوا على الحبيب: صلى الله تعالى على محمد

سورۃ المدثر مکیۃ وھی ٥٦ او خمس وخمسون آیۃ

(سورۂ مدثر مکی ہے جس میں چھپن یا پچپن آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ المدثر

اس سورت میں دو رکوع، چھپن (یا پچپن) آیتیں، دوسوپچپن کلمات، اور ایک ہزار دس حروف ہیں۔ پہلی سات آیات کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نزول وحی کا آغاز ان آیات سے ہوا تھا لیکن محققین کے نزدیک یہی بات مسلم ہے کہ سورہ اقراء ہی سے آغاز ہوا تھا اس کے بعد کچھ عرصہ تک وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تھا جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ بہت پریشان رہتے تھے ایک دن غار حرا میں حسب عادت عبادت سے فارغ ہو کر گھر آرہے تھے کہ اچانک آپ کو افق آسمان پر وہی فرشتہ نظر آیا جو پہلی بار وحی لے کر آیا تھا اس منظر کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کی طبیعت میں ہراس پیدا ہو گیا، تو آپ فوراً گھر پہنچے اور فرمایا: ''مجھے لحاف اڑھاؤ، مجھے لحاف اڑھاؤ'' حضور ﷺ لحاف اوڑھ کر لیٹ گئے۔ اسی حالت میں یہ آیات نازل ہوئیں جن میں فرائض نبوت کی ادیگی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ پہلی وحی میں صرف یہ بتایا تھا کہ آپ کو نبوت کے لئے چن لیا گیا ہے اور اس وحی سے آپ کو نبوت کے فرائض سے آگاہ کیا گیا اور ان کی ادائیگی کے لئے تیار ہونے کی تلقین فرمائی گئی۔ آیت گیارہ تا چھبیس میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ ان آیات میں ولید بن مغیرہ کا بغیر نام کے ذکر کیا گیا ہے کہ اس کا دل تو نبی کریم ﷺ کی نبوت اور قرآن کو کلام اللہ ﷻ مانتا تھا لیکن اپنی قوم کی ناراضگی کے خوف اور اپنی سرداری کو برقرار رکھنے کے لئے اظہار نہیں کرتا بلکہ حضور ﷺ کی ذات مبارکہ پر افتراء بازی کرتا ہے، آپ کو ساحر اور آیات قرآنی کو سحر کہتا ہے۔ اس کو بتا دیا کہ اسے دوزخ کی آگ کا ایندھن بنایا جائے گا، اس کے شعلے اس کو بھون کر رکھ دیں گے، نہ تو وہ مردوں میں شمار ہوگا اور نہ ہی زندوں میں۔ فمالھم سے کافروں کی خبیث طبیعتوں کا ذکر فرمایا کہ جب ان کے سامنے اللہ ﷻ کا کلام سنایا جاتا ہے تو یوں بھاگتے ہیں جیسے جنگلی گدھے شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہیں حالانکہ یہ کتاب سراپا نصیحت ہے اس میں لوگوں کی کامیابی کا سامان ہے چاہیے تو یہ تھا کہ اسے سنتے اور اس سے اپنے قلوب کو منور کرتے اور منزل مقصود تک پہنچ جاتے۔

رکوع نمبر: ۱۵ ا

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿یایھا المدثر (۱)﴾ اَلنَّبِیُّ وَاَصْلُهُ الْمُتَدَثِّرُ اُدْغِمَتِ التَّاءُ فِی الدَّالِ اَیِ الْمُتَلَفِّفِ بِثِیَابِهٖ عِنْدَ نُزُوْلِ الْوَحْیِ عَلَیْهِ ﴿قم فانذر (۲)﴾ خَوِّفْ اَهْلَ مَکَّةَ بِالنَّارِ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا ﴿وربک فکبر (۳)﴾ عَظِّمْ عَنْ اِشْرَاکِ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿وثیابک فطھر (۴)﴾ عَنِ النَّجَاسَةِ اَوْ قَصِّرْهَا خِلَافَ جَرِّ الْعَرَبِ ثِیَابَهُمْ خُیَلَاءَ فَرُبَّمَا اَصَابَتْهَا نَجَاسَةٌ ﴿والرجز﴾ فَسَّرَهُ النَّبِیُّ بِالْاَوْثَانِ ﴿فاھجر (۵)﴾ اَیْ دُمْ عَلٰی هَجْرِهٖ ﴿ولا تمنن تستکثر (۶)﴾ بِالرَّفْعِ حَالٌ اَیْ لَاتُعْطِ شَیْئًا لِتَطْلُبَ اَکْثَرَ مِنْهُ وَهٰذَا خَاصٌّ بِهٖ ﷺ لِاَنَّهٗ مَامُوْرٌ بِاَجْمَلِ الْاَخْلَاقِ وَاَشْرَفِ الْاٰدَابِ ﴿ولربک فاصبر (۷)﴾ عَلَی الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاهِیْ ﴿فاذا نقر فی الناقور (۸)﴾ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ وَهُوَ الْقَرْنُ النَّفْخَةُ الثَّانِیَةُ ﴿فذلک﴾ اَیْ وَقْتُ النَّقْرِ ﴿یومئذ﴾ بَدَلٌ مِمَّا قَبْلَهُ الْمُبْتَدَاءُ وَبُنِیَ لِاِضَافَتِهٖ اِلٰی غَیْرِ مُتَمَکِّنٍ وَخَبَرُ الْمُبْتَدَاءِ ﴿یوم عسیر (۹)﴾ وَالْعَامِلُ فِیْ اِذَا مَادَلَّتْ عَلَیْهِ الْجُمْلَةُ اَیْ اِشْتَدَّ الْاَمْرُ ﴿علی الکفرین غیر یسیر (۱۰)﴾ فِیْهِ دَلَالَةٌ عَلٰی اَنَّهٗ یَسِیْرٌ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَیْ فِیْ عُسْرِهٖ ﴿ذرنی﴾ اُتْرُکْنِیْ ﴿ومن

خلقت ﴿عَطْفٌ عَلَى الْمَفْعُوْلِ اَوْمَفْعُوْلٌ مَعَهُ﴾ وحیدا (۱۱) ﴿حَالٌ مِنْ مَنْ اَوْمِنْ ضَمِيْرِهِ الْمَحْذُوْفِ مِنْ خَلَقْتُ اَیْ مُنْفَرِدًابِلَااَهْلٍ وَّلَامَالٍ وَّهُوَالْوَلِيْدُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ﴾ وجعلت له مالا ممدودا (۱۲) ﴿وَاسِعًامُّتَّصِلًامِنَ الزُّرُوْعِ وَالضُّرُوْعِ وَالتِّجَارَةِ﴾ وبنین ﴿عَشَرَةً اَوْاَكْثَرَ﴾ شهودا (۱۳) ﴿يَشْهَدُوْنَ الْمَحَافِلَ وَتُسْمَعُ شَهَادَاتُهُمْ﴾ ومهدت ﴿بَسَطْتُ﴾ له ﴿فِى الْعَيْشِ وَالْعُمْرِوَالْوَلَدِ﴾ تمهیدا (۱۴) ثم يطمع ان ازيد (۱۵) كلا ﴿لَااَزِيْدُهُ عَلٰى ذٰلِكَ﴾ انه كان لايتنا ﴿اَىِ الْقُرْاٰنِ﴾ عنيدا (۱۶) ﴿مُعَانِدًا﴾ سارهقه ﴿اُكَلِّفُهُ﴾ صعودا (۱۷) ﴿مَشَقَّةً مِنَ الْعَذَابِ اَوْجَبَلًامِنْ نَّارٍيَصْعَدُفِيْهِ ثُمَّ يَهْوِىْ اَبَدًا﴾ انه فكر ﴿فِيْمَايَقُوْلُ فِى الْقُرْاٰنِ الَّذِىْ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ﴾ وقدر (۱۸) ﴿فِىْ نَفْسِهٖ ذٰلِكَ﴾ فقتل ﴿لُعِنَ وَعُذِّبَ﴾ كيف قدر (۱۹) ﴿عَلٰى اَىِّ حَالٍ كَانَ تَقْدِيْرُهُ﴾ ثم قتل كيف قدر (۲۰) ثم نظر (۲۱) ﴿فِىْ وُجُوْهِ قَوْمِهٖ اَوْفِيْمَايَقْدَحُ بِهٖ﴾ ثم عبس ﴿قَبَضَ وَجْهَهُ وَكَلَحَهُ ضَيِّقًا بِمَايَقُوْلُ﴾ و بسر (۲۲) ﴿زَادَفِى الْقَبْضِ وَالْكُلُوْحِ﴾ ثم ادبر ﴿عَنِ الْاِيْمَانِ﴾ واستكبر (۲۳) ﴿تَكَبَّرَعَنْ اِتِّبَاعِ النَّبِيِّ ﷺ﴾ فقال ﴿فِيْمَا جَاءَ بِهٖ﴾ ان ﴿مَا﴾ هذا الا سحر يؤثر (۲۴) ﴿يُنْقَلُ عَنِ السَّحَرَةِ﴾ ان ﴿مَا﴾ هذا الا قول البشر (۲۵) ﴿كَمَاقَالُوْا اِنَّمَايُعَلِّمُهُ بَشَرٌ﴾ ساصليه ﴿اُدْخِلُهُ﴾ سقر (۲۶) ﴿جَهَنَّمَ﴾ وما ادرك ما سقر (۲۷) ﴿تَعْظِيْمٌ لِّشَانِهَا﴾ لا تبقى ولا تذر (۲۸) ﴿شَيْئًا مِّنْ لَّحْمٍ وَّلَا عَصَبٍ اِلَّا اَهْلَكَتْهُ ثُمَّ يَعُوْدُ كَمَاكَانَ﴾ لواحة للبشر (۲۹) ﴿مُحْرِقَةٌ لِظَاهِرِالْجِلْدِ﴾ عليها تسعة عشر (۳۰) ﴿مَلَكًاخَزَنَتُهَاقَالَ بَعْضُ الْكُفَّارِ وَكَانَ قَوِيًّاشَدِيْدَالْبَاسِ اَنَااَكْفِيْكُمْ سَبْعَةَ عَشَرَ اَكْفُوْنِىْ اَنْتُمُ اثْنَيْنِ قَالَ تَعَالٰى﴾ وما جعلنا اصحب النار الا ملئكة ﴿اَىْ فَلَا يُطَاقُوْنَ كَمَايَتَوَهَّمُوْنَ﴾ وماجعلنا عدتهم ﴿ذٰلِكَ﴾ الا فتنة ﴿ضَلَالًا﴾ للذين كفروا ﴿بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لِمَ كَانُوْا تِسْعَةَ عَشَرَ﴾ ليستيقن ﴿لِيَسْتَبِيْنَ﴾ الذين اوتوا الكتب ﴿اَىِ الْيَهُوْدُ صِدْقَ النَّبِيِّ فِىْ كَوْنِهِمْ تِسْعَةَ عَشَرَالْمُوَافِقَ لِمَا فِىْ كِتَابِهِمْ﴾ ويزداد الذين امنوا ﴿مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ﴾ ايمانا ﴿تَصْدِيْقًا لِمُوَافَقَةِ مَا اَتٰى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ لِمَا فِىْ كِتَابِهِمْ﴾ ولا يرتاب الذين اوتوا الكتب والمؤمنون ﴿مِنْ غَيْرِهِمْ فِىْ عَدَدِالْمَلٰئِكَةِ﴾ وليقول الذين فى قلوبهم مرض ﴿شَكٌّ بِالْمَدِيْنَةِ﴾ والكفرون ﴿بِمَكَّةَ﴾ ماذا اراد الله بهذا ﴿الْعَدَدِ﴾ مثلا ﴿سَمُّوْهُ لِغَرَابَتِهٖ بِذٰلِكَ وَاُعْرِبَ حَالًا﴾ كذلك ﴿اَىْ مِثْلَ اِضْلَالِ مُنْكِرِ هٰذَا الْعَدَدِ وَهُدٰى مُصَدِّقِهٖ﴾ يضل الله من يشاء ويهدى من يشاء وما يعلم جنود ربك ﴿الْمَلَائِكَةَ فِىْ قُوَّتِهِمْ وَاَعْوَانِهِمْ﴾ الا هو وما هى ﴿اَىْ سَقَرُ﴾ الا ذكرى للبشر (۳۱) ﴿.

﴿ترجمہ﴾

اے بالا پوش اوڑھنے والے (نبی ﷺ، ''المدثر'' کی اصل ''المتدثر'' ہے تاء کا دال میں ادغام کر دیا گیا ہے یعنی اے نزول وحی کے وقت اپنے کپڑوں کے ساتھ چادر میں لپٹنے والے......) کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ (اہل مکہ کو آگ کا ایمان نہ لانے کی صورت میں، انذر بمعنی خوف ہے) اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو (مشرکین کے شرک سے اس کا بلند و بالا ہونا بیان کرو) اور اپنے کپڑے

پاک رکھو (نجاست سے یا یہ معنی ہیں کہ اپنے کپڑے کوتاہ کیجئے اہل عرب کی عادت کے برخلاف کہ وہ بطور تکبر کپڑے دراز رکھتے ہیں کہ دراز ہونے کی صورت میں کپڑوں کے نجس ہونے کا احتمال رہتا ہے......۲......) اور بتوں سے (''الرجز'' کی تفسیر نبی پاک ﷺ نے ''اوثان'' سے کی ہے) دور رہو (یعنی بتوں کو ترک کرنے ہی پر جمے رہو) اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو (''تستکثر'' مرفوع ہے حال واقع ہو رہا ہے یعنی کسی کو اس لیے کچھ نہ دو تا کہ بدلہ میں اس سے زیادہ لے سکو، یہ حکم نبی پاک ﷺ کے ساتھ خاص ہے کہ آپ ﷺ کو عمدہ ترین اخلاق اور افضل ترین آداب اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے......۳......) اور اپنے رب کے لیے صبر کئے رہو (اوامر ونواہی پر) پھر جب صور پھونکا جائے گا (اس سے مراد نفخۂ ثانیہ ہے، نقر بمعنی نفخ ہے، اور، ناقور کے معنی صور یعنی سینگ ہے) تو وہ (صور پھونکے جانے کا وقت) وہ دن (''یومئذ'' ماقبل سے بدل بن رہا ہے اور مبتدا واقع ہو رہا ہے غیر متمکن اسم کی طرف مضاف ہونے کے وجہ سے یہ مبنی ہے اور مبتدا کی خبر ''یوم عسیر'' ہے) سخت دن ہے (''اذا'' میں عامل وہ معنی ہے جس پر جملہ دلالت کر رہا ہے یعنی ''اشتدا لا مر'') کافروں پر آسان نہیں (اس میں دلیل ہے کہ یہ دن کفار پر سخت ہونے کے باوجود مسلمانوں کے لیے آسان ہوگا) اسے مجھ پر چھوڑ دو جسے میں نے پیدا کیا (ذرنی بمعنی اتر کنی ہے، اور ''ومن خلقت'' یہ مفعول بہ پر عطف یا مفعول معہ پر ہے) اکیلا (یعنی جسے میں نے اکیلا پیدا کیا بغیر مال واہل کے، مراد اس سے ولید بن مغیرہ ہے، ''وحیدا من'' سے یا ''خلقته'' کی ''ہ'' ضمیر محذوف سے حال بن رہا ہے) اور اسے وسیع مال دیا (جیسے کھیتیاں، مویشی تجارت، ممدودا بمعنی واسعا متصلا ہے) اور بیٹے دیئے (دس یا اس سے زائد) سامنے حاضر رہتے (وہ محافل میں موجود رہتے اور ان کے کلام کو سنا جاتا) اور میں نے اسے اس کے لیے (اس کی زندگی، عمر اور اولاد میں......۴......) طرح طرح کی کشادگیاں کیں (مهدت بمعنی بسطت ہے) پھر یہ طمع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں ہرگز نہیں (میں اسے اور زیادہ نعمتیں نہ دوں گا) وہ تو میری آیتوں سے (یعنی قرآن پاک سے) عناد رکھتا ہے (عنید بمعنی معاند ہے) قریب ہے کہ میں اسے تکلیف دوں گا (سارهقه بمعنی اكلفه ہے) صعود کی (عذاب کی تکلیف جھیلنے کی یا صعود نامی آگ کے پہاڑ پر چڑھنے کی وہ ہمیشہ اس پر چڑھتا رہے گا اور گرتا رہے گا) بیشک وہ سوچا (نبی پاک ﷺ سے قرآن پاک سن کر اس کے بارے میں) اور (اپنے دل میں) کچھ بات ٹھہرائی تو اس پر لعنت وعذاب ہو (قتل کے معنی لعن وعذاب ہے) کیسی ٹھہرائی (کیف قدر کے معنی علی ای حال کان تقدیره ہے) پھر اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی پھر نظر اٹھا کر دیکھا (اپنی قوم کے چہروں کی طرف) پھر تیوری چڑھائی (ان کی بات کو شاق سمجھ کر مونھ بگاڑا) اور مونھ بگاڑا (یعنی مزید مونھ بگاڑا اور تیوری چڑھائی) پھر پیٹھ پھیری (ایمان لانے سے) اور تکبر کیا (اتباع نبی ﷺ سے، استکبر بمعنی تکبر ہے) پھر بولا (قرآن کے بارے میں جو حضور ﷺ لے کر آئے) یہ تو نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر جادو جسے نقل کیا گیا ہے (جادوگروں سے، یوثر بمعنی ینقل ہے) یہ نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) مگر آدمی کا کلام (جیسا کہ کفار کہتے تھے ''انما یعلمه بشر انہیں کوئی بشر یہ سکھلاتا ہے''......۵......) کوئی دم جاتا ہے کہ میں اسے دوزخ میں داخل کرتا ہوں (سا صلیه بمعنی ادخلیه اور سقر کے معنی جہنم ہے) اور تم نے کیا جانا دوزخ کیا ہے (یہاں استفہام تعظیم شان بیان کرنے کے لیے ہے) نہ چھوڑے اور نہ لگی رکھے (نہ گوشت کو اور نہ پٹھوں کو یہ آگ سب کو جلا کر راکھ کر دے گی پھر جسم دوبارہ صحیح ہوگا اور یہی عذاب دوبارہ شروع ہوگا اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا) آدمی کی کھال کو جلا دیتی ہے (اوپری کھال کو، لواحة بمعنی محرقة ہے) اس پر انیس (فرشتے داروغہ) ہیں (ایک طاقتور کافر نے یہ آیت سن کر کہا تھا سترہ فرشتوں کو تمہاری طرف سے میں کافی ہو جاؤں گا اور بقیہ دو کو تم میری طرف سے کافی ہو جانا، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) ہم نے دوزخ کے لیے داروغہ نہ کئے مگر فرشتے (پس ان سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہ ہوگی جیسا کہ کفار کا خیال ہے) اور ہم نے ان کی (یہ) گنتی نہ رکھی مگر

کافروں کی گمراہی کو (فتنة بمعنی ضلالا ہے، کہ کافران کی تعداد سن کر کہیں کہ ان کی گنتی انیس کیوں ہے؟......۲......) اور ظاہر ہو جائے (لیستقین بمعنی لیستبین ہے) کتابیوں پر (یعنی یہودیوں پر نبی پاک ﷺ کی صداقت کہ ان فرشتوں کی تعداد کا انیس ہونا یہودیوں کی اپنی کتاب کے موافق ہے) اور ایمان والوں کا (کتابیوں میں سے) ایمان بڑھے (یعنی تصدیق بڑھے کہ جو بات نبی پاک ﷺ ان کے پاس لے کر آئے ہیں وہ ان کی کتاب کے موافق ہے) اور کتاب والوں اور مسلمانوں کو (یعنی کتابی ایمان والوں کے غیر کو) کوئی شک نہ رہے اور (مدینہ میں) وہ لوگ کہیں جن کے دل میں مرض ہے اور کافر (جو مکہ میں ہیں) اللہ اس سے (اس عدد کو بیان کرنے سے "مثلا" حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے اسے اس کی غرابت کی وجہ سے "مثلا" کہا گیا ہے) یونہی (یعنی اس عدد کے منکر کو گمراہ کرنے اور اس عدد کے مصدق کو ہدایت دینے ہی کی طرح) اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور تمہارے رب کے لشکروں کو (یعنی فرشتوں کو ان کی قوت کو اور ان کے مددگاروں کو) اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ (یعنی جہنم) تو نہیں مگر آدمی کے لیے نصیحت۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطهر والرجز فاهجر﴾

یایها المدثر: نداء، قم: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، انذر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، ربک: مفعول مقدم، ف: زائد، کبر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، ثیابک: مفعول مقدم، ف: زائد، طهر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث، و: عاطفہ، الرجز: مفعول مقدم، ف: زائد، اهجر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف رابع، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ولا تمنن تستکثر ولربک فاصبر﴾

و: عاطفہ، لاتمنن: فعل نہی "وانت" ضمیر ذوالحال، تستکثر: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لربک: ظرف لغو مقدم، ف: زائد، اصبر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکفرین غیر یسیر﴾

ف: تعلیلیہ سببیہ، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، نقر فی الناقور: فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، ذلک: مبدل منہ، یومئذ: ظرف متعلق بمحذوف بدل، ملکر مبتدا، یوم: موصوف، عسیر علی الکفرین: شبہ جملہ صفت اول، غیر یسیر: صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذرنی ومن خلقت وحیدا وجعلت له مالا ممدودا وبنین شهودا﴾

ذر: فعل امر بافاعل، ن: وقایہ، ی: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من خلقت: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر ذوالحال، وحیدا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلت: فعل بافاعل، له: ظرف مستقر مفعول ثانی، مالا ممدودا: مرکب توصیفی معطوف علیہ، و: عاطفہ، بنین شهودا: مرکب توصیفی معطوف، ملکر مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومهدت له تمهیدا ثم یطمع ان ازید﴾

و: عاطفہ، مهدت له: فعل بافاعل وظرف لغو، تمهیدا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، یطمع: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، ازید: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "مهدت" پر معطوف ہے۔

﴿کلا انه کان لایتنا عنیدا سارهقه صعودا انه فکر وقدر﴾
کلا: حرف ردع وزجر، انہ: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص باسم، لایتنا عنیدا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، سارھقہ: فعل بافاعل ومفعول، صعودا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، فکر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قدر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فقتل کیف قدر ثم قتل کیف قدر ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستکبر﴾
ف: عاطفہ، قتل: فعل مجہول "ھو" ضمیر ذوالحال، کیف: اسم استفہام حال مقدم، قدر: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، قتل کیف قدر: جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، نظر: جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، عبس: جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، بسر: جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، ادبر: جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، استکبر: جملہ فعلیہ۔

﴿فقال ان هذا الا سحر یوثر ان هذا الا قول البشر﴾
ف: عاطفہ، قال: قول، ان: نافیہ، ھذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، سحر: موصوف، یوثر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مؤکد، ان: نافیہ، ھذا: مبتدا، الا: اداۃ حصر، قول البشر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ تاکید، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ساصلیه سقر وما ادرک ماسقر لا تبقی ولا تذر لواحة للبشر﴾
س: حرف استقبال، اصلیہ: فعل بافاعل ومفعول، سقر: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "سارھقۃ صعودا" سے بدل واقع ہے، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل بافاعل ومفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، سقر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لاتبقی: فعل نفی بافاعل، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لاتذر: فعل بافاعل، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، لواحۃ: جرف، للبشر: شبہ جملہ اسمیہ "ھی" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿علیها تسعة عشر وما جعلنا اصحب النار الا ملئکة﴾
علیھا: ظرف مستقر خبر مقدم، تسعۃ عشر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، ما جعلنا: فعل نفی بافاعل، اصحب النار: مفعول اول، الا: اداۃ حصر، ملئکۃ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما جعلنا عدتهم الا فتنة للذین کفروا لیستیقن الذین اوتوا الکتب ویزداد الذین امنوا ایمانا﴾
و: عاطفہ، ما جعلنا: فعل نفی بافاعل، عدتھم: مفعول اول، الا: اداۃ حصر، فتنۃ: مصدر بافاعل، لام: جار، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول ثانی، لام: جار، یستیقن: فعل، الذین اوتوا الکتب: موصول صلہ، ملکر الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یزداد: فعل، الذین امنوا: موصول صلہ، ملکر فاعل، ایمانا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یر تاب الذین اوتوا الکتب والمومنون ولیقول الذین فی قلوبهم مرض والکفرون ماذا اراد الله بهذا مثلا﴾
و: عاطفہ، لایرتاب: فعل نفی، الذین اوتوا الکتب: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، المومنون: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یستقین" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، لام: جار، یقول: فعل، الذین فی قلوبھم مرض: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الکفرون: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، ماذا: اسم استفہام مفعول مقدم، اراد اللہ: فعل وفاعل، ب: جار، ھذا: ذوالحال، مثلا: حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ہوکر تقدیر ان مجرور، ملکر ماقبل "یستقین" پر

معطوف ہے۔

﴿کذلک یضل اللہ من یشاء ویھدی من یشاء وما یعلم جنود ربک الا ھو﴾

کذلک: ظرف مستقر "اضلالا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، یضل اللہ: فعل وفاعل، من یشاء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یھدی: فعل بافاعل، من یشاء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما یعلم: فعل نفی، جنود ربک: مفعول، الا: اداۃ حصر، ھو: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما ھی الا ذکری للبشر﴾

و: عاطفہ، ما: نافیہ، ھی: مبتدا، الا: اداۃ حصر، ذکری: مصدر بافاعل، للبشر: ظرف لغو ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یایھا المدثر......☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا میں کوہ حرا پر تھا کہ مجھے ندا دی گئی (یامحمد انک رسول اللہ) میں نے اپنے دائیں بائیں کچھ نہ پایا اوپر دیکھا ایک شخص آسمان وزمین کے درمیان بیٹھا ہے (یعنی وہی فرشتہ جس نے ندا کی تھی) یہ دیکھ کر مجھ پر رعب طاری ہوا اور میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا میں نے کہا مجھے پاپوش اڑھاؤ انہوں نے اڑھا دیا تو جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا ﴿یایھا المدثر﴾۔

☆......ذرنی ومن خلقت وحیدا......☆ یہ آیت ولید بن مغیرہ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی وہ اپنی قوم میں وحید کے لقب سے ملقب تھا۔

☆......ان ھذا الا قول البشر......☆ جب ﴿حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم﴾ نازل ہوئی اور سید عالم نے مسجد میں تلاوت فرمائی، ولید نے سنا اس قوم کی مجلس میں آکر اس نے کہا خدا کی قسم میں نے محمد سے ابھی ایک کلام سنا نہ وہ آدمی کا نہ جن کا بخدا اس میں عجیب شرینی اور تازگی اور فوائد ودلکشی ہے وہ کلام سب پر غالب رہے گا قریش کو ان کی باتوں سے بہت غم ہوا اور ان میں مشہور ہوگیا کہ ولید آبائی دین سے برگشتہ ہوگیا ابوجہل نے ولید کو ہموار کرنے کا ذمہ لیا اور اس کے پاس آکر بہت غمزدہ صورت بنا کر بیٹھ گیا ولید نے کہا کیا غم ہے ابوجہل نے کہا غم کیسے نہ ہو تو بوڑھا ہوگیا ہے قریش کے خرچ کے لئے روپیہ جمع کردیں گے انہیں کیا کہ تو نے محمد کے کلام کی تعریف اس لئے کی کہ تجھے ان کے دسترخوان کا بچا ہوکھانا مل جائے اس پر اسے بہت طیش آیا اور کہنے لگا قریش کو میرے مال ودولت کا حال معلوم نہیں ہے اور کیا محمد اور ان کے اصحاب نے کبھی سیر ہوکر کھانا بھی کھایا ان کے دسترخوان پر کیا بچے گا پھر ابوجہل اٹھا اور قوم میں آکر کہنے لگا تمہیں خیال ہے کہ محمد ﷺ مجنون ہیں کیا تم نے ان میں کبھی کوئی دیوانگی کی بات دیکھی ہے سب نے کہا ہرگز نہیں کہنے لگا تم انہیں کاہن سمجھتے ہو کیا تم نے انہیں کبھی کہانت کرتے دیکھا ہے؟ سب نے کہا نہیں کیا، تم انہیں شاعر گمان کرتے ہو کیا تم نے کبھی انہیں شعر کہتے پایا؟ سب نے کہا نہیں، کہنے لگا تم انہیں کذاب کہتے ہو کیا تمہارے تجربہ میں کبھی انہوں نے جھوٹ بولا؟ سب نے کہا نہیں، اور قریش میں آپ کا صدق ودیانت ایسا مشہور تھا کہ قریش آپ کو امین کہا کرتے تھے۔ یہ سن کر قریش نے کہا پھر کیا بات ہے تو ولید سوچ کر بولا بات یہ ہے کہ وہ جادوگر ہے تم نے دیکھا ہوگا ان کی بدولت رشتہ دار رشتہ دار سے، باپ بیٹے سے جدا ہوجاتے ہیں، بس یہی جادو کا کام ہے اور جو قرآن پڑھتے وہ دل میں اثر کرجاتا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ وہ جادو ہے اس آیت کریمہ میں اس کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

المدثر کے حوالے سے اہم معلومات:

۱...... المدثر کی اصل المتدثر ہے، مراد یہ ہے کہ سونے کے لئے چادر منہ پر ڈال لینا، سردی کی وجہ سے گرم کپڑا ڈال لینا علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ المدثر سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات پاک ہے، لیکن یہ خطاب کیوں دیا گیا؟ اس بارے میں دو طرح کے کلام پائے جاتے ہیں: (۱)...... جب اوائل میں نزول قرآن ہونے لگا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میں غار حرا میں تھا، مجھے ندا کی گئی، اے محمد ﷺ بیشک آپ اللہ عزوجل کے رسول ﷺ ہیں، پس میں نے دائیں بائیں جانب دیکھا لیکن مجھے کوئی نظر نہ آیا، پس میں نے آسمان کی جانب نگاہ بلند کی تو میں نے آسمان وزمین کے مابین عرش پر ایک فرشتے کو ملاحظہ فرمایا، پس مجھے کچھ خوف محسوس ہوا اور میں بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ آیا اور کہا مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو، اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈال دو، پس جبرائیل امین علیہ السلام کا نزول ہوا اور انہوں نے فرمایا: ﴿یایھا المدثر﴾''۔(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ المدثر، رقم: ۴۹۲۲، ص ۸۷۶)۔(۲)...... ابوجہل، ابولہب، ابوسفیان، ولید بن مغیرہ، نضر بن حارث، امیہ بن خلف اور عاص بن وائل سید عالم ﷺ کو اذیت دیا کرتے تھے، یہ سب جمع ہوئے اور کہا عرب کے کچھ وفود ایام حج میں جمع ہونگے، پس وہ ہم سے محمد (ﷺ) کے بارے میں سوال کریں گے تو ہم جواب یہ دیں گے: مجنون ہیں، کاہن ہیں، شاعر ہیں، پس ہمارے مختلف جواب سن کر اہل عرب کہیں گے کہ ان کے جواب مختلف ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ یہ باطل جوابات دے رہے ہیں چلو کسی ایک جواب پر متفق ہوجائیں، پس ان میں ایک کہے گا کہ وہ شاعر ہیں ولید نے کہا ان کا کلام کسی شاعر کے جیسا نہیں، دوسرے نے کاہن کہہ دیا، ولید کہتا ہے کہ کون کاہن؟ بولے جو ایک بات سچی کہے اور دوسری بات جھوٹی۔ ولید کہتا ہے کہ قسم خدا کی محمد (ﷺ) نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، پھر کسی نے کہا کہ مجنون ہیں، ولید نے کہا کہ وہ مجنون کیسے ہیں؟ بولے لوگوں سے خوف کرتے ہیں، ولید نے کہا واللہ! محمد (ﷺ) کسی سے کبھی بھی خوف نہیں کرتے، یہ کہہ کر ولید اٹھا اور اپنے گھر کی جانب چل دیا، اور لوگ کہنے لگے کہ ولید بن مغیرہ نے اپنا مذہب تبدیل کرلیا ہے، پھر لوگ ابوجہل کے پاس گئے اور حالات بیان کئے تو ابوجہل ولید کے پاس جا پہنچا اور کہا: اے ابوشمس! کیا ہوا؟ قریش تمہارے متعلق کیا کہہ رہے ہیں کہ تم نے اپنا مذہب تبدیل کرلیا ہے؟ ولید نے کہا کہ مجھے اپنا مذہب تبدیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن میں محمد (ﷺ) سے متعلق غور وفکر کررہا ہوں، میں نے سوچا کہ وہ جادوگر ہیں جو باپ بیٹے، بھائی بھائی، میاں بیوی میں تفرقہ ڈال دیتا ہے، اور محمد (ﷺ) نے ایسا ہی کیا ہے، پھر وہ سب اس بات پر متفق ہوگئے کہ محمد (ﷺ) جادوگر ہیں۔ پھر وہ سب باہر نکل کر مکہ کی سرزمین پر چلا چلا کر کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) جادوگر ہیں، اور لوگوں میں یہ شور مچ گیا کہ محمد ﷺ جادوگر ہیں جس سے سید عالم ﷺ کو بہت رنج ہوا، اور آپ غمزدہ ہوکر باہر تشریف لائے اور چادر اوڑھ کر آرام فرمانے لگے جس پر یہ آیت ﴿یایھا المدثر﴾ نازل ہوئی۔(۳)...... سید عالم ﷺ کپڑا اوڑھے آرام فرمارہے تھے کہ جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: ﴿یایھا المدثر قم فانذر﴾ یعنی اے محمد ﷺ! کپڑے سے باہر ہوں اور نیند سے بیدار ہوجائیں، اور جس کام کے لئے آپ ﷺ کو آپ کے رب عزوجل نے منتخب فرمایا ہے اس میں مصروف ہوجائیں۔(۴)...... ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہاں مدثر سے مراد ظاہری اعتبار سے کپڑا لپیٹنا یا اوڑھ لینا مراد نہیں بلکہ آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ عزوجل نے انہیں لباس تقوی اور علم کی رداء اوڑھائی ہے اور انہیں علم سے مزین فرمایا ہے یا یہ مراد ہے کہ اے نبوت سے مزین کئے جانے والے نبی ﷺ! اٹھیں اور اپنی قوم کو ڈرائیں۔(۵)...... سید عالم ﷺ غار حرا میں لوگوں سے چھپے ہوئے تھے ہوسکتا ہے اس لئے آپ ﷺ کو یہ خطاب کیا گیا ہو، کہ اے محمد ﷺ! اٹھیں اور لوگوں سے پوشیدہ نہ رہیں بلکہ

اپنے منصب کی ادائیگی میں مصروف ہو جائیں اور لوگوں کو حق کی معرفت کا درس دیں۔(۶)......سید عالم ﷺ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے، پس یہ خطاب اس لئے بھی ہوسکتا ہے کہ اپنے علم وحکمت کے پردوں میں لپٹے ہوئے نبی ﷺ، انھیں اور لوگوں کو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے عذاب کا خوف دلائیں۔ (الرازی، ج۱۰، ص۶۹۶ وغیرہ ملخصاً)

سید عالم ﷺ کو کپڑا پاک رکھنے کا حکم:

۲......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿وثیابک فطھر اور اپنے کپڑے پاک رکھو(المدثر:۴)﴾۔امام راغب فرماتے ہیں کہ طہارت کی دو اقسام ہیں، ایک جسم کے طہارت اختیار کرنا اور دوسری نفس کا طہارت اختیار کرنا، جس پر عام طور پر آیات محمول کی جاتی ہیں وہ جسم کے طہارت اختیار کرنے کے حوالے سے کی جاتی ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿وثیابک فطھر اور اپنے کپڑے پاک رکھو(المدثر:۴)﴾۔کہا جاتا ہے کہ اس آیت میں سید عالم ﷺ کو کپڑوں کی پاکی کا حکم دے کر نفس کو عیوب سے پاک رکھنے کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، اور اسی طرح دل کو پاک رکھنا بھی اسی معنی کے تحت آتا ہے، اور حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اخلاق حسنہ کا حکم دیا گیا ہے۔اور ایک روایت میں یوں ہے: ''اپنے اخلاق کو اچھا کیجئے اگرچہ آپ کے ساتھ کفار و ابرار دونوں ہی شریک ہوں یا یوں روایت ہے کہ اپنے اعمال کی اصلاح کیجئے''۔ایک حدیث میں یوں ہے: ''انسان انہیں کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جس میں اُس کی موت واقع ہوئی ہوگی''۔اور ثیابک بمعنی اعمالک بھی ہوسکتا ہے کہ سید عالم ﷺ کو اپنے اہل کے حوالے سے خطاب فرمایا گیا ہو کہ اپنے اہل کو وعظ ونصیحت، ادب وآداب کی تعلیم کے ذریعے پاک وصاف کیجئے اور اہل عرب ''اہل'' کو ''ثوب ولباس'' سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿ھن لباس لکم وانتم لباس لھن وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو(البقرۃ:۱۸۷)﴾۔

(المفردات، ص۳۱۰، روح البیان، ج۱۰، ص۲۶۶)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: ''تطھیر ثیاب'' تطہیر نفس سے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے، جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے حبیب ﷺ کے لئے ظاہری نجاست سے راضی نہیں ہے تو باطنی نجاست کیسے پسند فرما سکتا ہے؟۔ (روح المعانی، الجزء:۲۹، ص۱۸۲)

احسان کرکے بدلے میں زیادہ کی امید رکھنا:

۳......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿ولا تمنن تستکثر اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو(المدثر:۶)﴾۔اہل تاویل کا اس آیت کے اعتبار سے اختلاف ہے، چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ زیادہ حاصل کرنے کی نیت سے لوگوں کو عطا نہ کیجئے۔ابن عباس کا بھی یہی قول ہے۔ضحاک کہتے ہیں کہ یہاں حلال ربا مراد ہے یعنی ھدیہ دینا، جب کہ حرام ربا کو سب ہی جانتے ہیں۔قتادہ کہتے ہیں کہ کسی کو اس لئے کوئی چیز نہ دیں کہ اُس سے کوئی دنیاوی منفعت وابستہ ہو۔مجاہد کہتے ہیں کہ کسی کو اس لئے نہ دیں کہ دنیا میں اس سے کچھ مزید حاصل کر لینے کی نیت ہو۔ضحاک بن مزاحم کا قول ہے کہ یہ آیت سید عالم ﷺ کی ذات کے ساتھ خاص ہے جب کہ دیگر لوگوں پر اس حوالے سے وسعت ہے۔بعض اہل تاویل یہ کہتے کہ کثرت کی خواہش کی وجہ سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے لئے اعمال نہ کیجئے۔

(الطبری، الجزء:۲۹، ص۱۷۶ وغیرہ)

ولید بن مغیرہ پر انعامِ خداوندی اور......:

۴......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿ذرنی ومن خلقت وحیدا وجعلت لہ مالا ممدودا وبنین شھودا ومھدت لہ تمھیدا اسے مجھ پر چھوڑ جسے میں نے اکیلا پیدا کیا اور اسے وسیع مال دیا اور بیٹے دیئے سامنے حاضر رہتے اور میں نے اس کے لئے طرح طرح کی تیاریاں کیں(المدثر:۱۱تا۱۴)﴾۔قتادہ کہتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ولید بن مغیرہ کو اکلوتا پیدا کیا، مال وثروت سے نہ نوازا تھا

پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُسے مال دیا، اولاد کی نعمت بھی عطا فرمائی، جاہ و ثروت اور بڑھنے والا مال دیا۔ بعض اہل تاویل نے کہا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُسے ہزار دینار کا مالک بنایا تھا۔ مجاہد کا بھی یہی قول ہے جب کہ بعض کا قول چار ہزار دینار کا بھی ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ان کے دس بیٹے ہوئے اور اس نے بہت عیش والی زندگی گزاری۔ اہل تاویل کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ مزید مال واولاد کا خوگر ہوا اور جتنا اُسے دیا گیا تھا اس میں بھی اضافہ چاہا لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس آیت میں واضح فرمایا: ﴿کلا انہ کان لایتنا عنیدا ہرگز نہیں وہ تو میری آیتوں سے عناد رکھتا ہے (المدثر:١٦)﴾۔ یعنی اُسے ہرگز مال واولاد میں زیادتی نہ ملے گی، اُسے اس کی ماں کے بطن سے اکیلا پیدا کیا اور مال واولاد کی نعمتِ عطا فرمائی جو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نشانیوں میں سے ہے لیکن وہ حق سے دور ہی رہا اور اجتناب کرتا رہا اور حد سے بڑھ گیا۔

(الطبری، الجزء:۲۹، ص ۱۸۲ وغیرہ)

مفتی نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں: جیسے کہ دنیا میں ہدیے اور نیوتے دینے کا دستور ہوتا ہے، یہ خیال کرتا ہے کہ جس کو میں نے دیا ہے وہ اس سے زیادہ مجھے دے دے گا، اس قسم کے ہدیے اور نیوتے شرعا جائز ہیں، مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے منع فرمایا گیا کیونکہ شانِ نبوت بہت ارفع واعلی ہے اور اس منصب عالی کے لائق یہی ہے کہ جس کو جو دیں وہ محض کرم ہو، اس سے لینے یا نفع حاصل کرنے کی نیت نہ ہو۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر۷)

ولید بن مغیرہ کے افعال واعمال کا جائزہ:

۵۔۔۔۔۔۔اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿فقتل کیف قدر ثم قتل کیف قدر ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستکبر فقال ان ھذا الا سحر یؤثر ان ھذا الا قول البشر تو اس پر لعنت کیسی ٹھہرائی پھر اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی پھر نظر اٹھا کر دیکھا پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑا پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا پھر بولا یہ تو وہی جادو ہے اگلوں سے سیکھا یہ نہیں مگر آدمی کا کلام (۱۹ تا ۲۵)﴾۔ یہاں ولید بن مغیرہ کے جن جن افعال کو نمایاں انداز میں بیان کیا گیا ہے، ہم ان افعال کو لغت کی زبان میں بیان کرنا چاہتے ہیں تاکہ وضاحت اپنی تکمیل تک پہنچ جائے اور ولید بن مغیرہ جیسے دیگر معاندین کا بھی طشتِ بام ہو جائے۔

(ا)۔۔۔۔۔۔ قدر: التقدیر سے ہے، اور اس کا تعلق انسان کے ساتھ دو طریقوں سے ہوا کرتا ہے، ایک کسی معاملے میں تفکر کرنے کے حوالے سے جو کہ حسب نظر معاملات کے اعتبار سے عقل ودانست کی موجودگی میں ہوا کرتا ہے اور یہ شرعا محمود ہے جب کہ دوسرا تفکر، خواہش اور شہوت کے اعتبار سے جو کہ مذموم ہے جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان: ﴿انہ فکر وقدر بیشک وہ سوچا اور وں میں کچھ بات ٹھہرائی (المدثر:۱۸)﴾۔ اور قدر کا لفظ قدرت اور حالِ مقدرہ سے مستعار لیا گیا ہے یعنی کسی کا مالی اعتبار سے وسعت والا ہونا، اور القدر سے مراد کسی چیز کا مکان کا اُس کے لئے مقدر ہونا مراد ہے۔

(۲)۔۔۔۔۔۔ نظر: کسی چیز کے مشاہدے کے لئے نظر اٹھا کر دیکھنا، اور اس کے ذریعے تأمل کا ارادہ کیا جاتا ہے، اور پھر رویت کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ دیکھا جاتا ہے لیکن تامل نہیں پایا جاتا جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے: ﴿قل انظروا ماذا فی السموت دیکھو آسمانوں اور زمین میں کیا ہے (یونس:۱۰۱)﴾ یعنی تاملوا ، یعنی صرف آسمان کا مشاہدہ ہی نہ کریں بلکہ تأمل بھی کریں۔ اور نظر کا تعلق بصر سے ہونا عام لوگوں کے نزدیک ہوا کرتا ہے جب کہ نظر کا تعلق بصیرت سے ہونا خاص لوگوں کے نزدیک ہے یعنی عام لوگوں کا دیکھنا فقط دیکھنا ہی ہے جب کہ خاص لوگوں کا دیکھنا فقط دیکھنا ہی نہیں بلکہ تأمل کرنا بھی ہے۔

(۳)۔۔۔۔۔۔عبس: دل میں کسی حوالے سے تنگی ہونا، جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان: ﴿عبس وتولی تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا (عبس:۱)﴾، ﴿ثم عبس وبسر پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑا (المدثر:۲۲)﴾۔ اسی سے یوم عبوس بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ

کا فرمان: ﴿یوما عبوسا قمطریرا ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش اور نہایت سخت ہے (الدھر: ۱۰)﴾۔
(۴)...... بسر: کسی چیز میں وقت سے پہلے جلدی کرنا، جیسا کہ کسی شخص کا حاجت کے معاملے میں بے وقت جلدی مچانا، اسی سے ﴿عبس وبسر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑا (المدثر: ۲۲)﴾ ہے اور اسی سے یہ فرمان بھی ہے: ﴿وجوہ یومئذ باسرۃ اور کچھ منہ اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے (القیٰمۃ: ۲۴)﴾ یعنی جہنم میں آگ کی سزا ختم ہونے سے پہلے ہی ان کے چہرے سوکھے مرجھائے ہوئے ہونگے اور اسی جانب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان میں اشارہ ہے۔
(۵)...... ادبر: دابر کے معنی کسی چیز کا متاخر یا متابع ہونا، یا تو مکان کے اعتبار سے متاخر ہوگا یا زمان کے اعتبار سے متابع ومتاخر ہوگا یا مرتبے کے اعتبار سے متاخر ومتابع ہوگا اور ادبر کے معنی ہیں کسی چیز سے پسِ پشت ہو جانا یا کسی چیز سے منہ موڑ لینا، پیچھا چھڑانا وغیرہ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے: ﴿ثم ادبر واستکبر پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا (المدثر: ۲۳)﴾۔ (المفردات، ص ۳۹۷، ۴۹۹، ۲۲۳، ۵۶)

داروغۂ دوزخ کی تعداد کا بیان:

۱...... اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿علیھا تسعۃ عشر اس پر انیس داروغہ ہیں (المدثر: ۳۰)﴾۔ جہنم پر اُنیس فرشتے متعین ہیں اور یہ داروغۂ جہنم ہیں۔ ایک کا نام مالک ہے اور اٹھارہ دوسرے ہیں۔ ابن مبارک اور بیہقی میں سے ایک نے ابی العوام کا قول نقل کیا ہے کہ وہ اُنیس فرشتے ہیں، ان کے کندھوں کے درمیان اتنا اتنا فاصلہ ہے۔ ابن وہب نے زید بن اسلم سے نقل کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان میں ایک کے کندھوں کے درمیان کا فاصلہ ایک سال کا ہوگا، ان سے رحمت نکال لی گئی ہے، ان میں سے ایک فرشتہ ایک ہی وقت میں ستر ہزار جہنمیوں کو اٹھالیگا اور جہنم میں جہاں چاہے گا پھینک دیگا۔ امام بغوی نے کہا کہ حضرت ابن عباس، قتادہ، ضحاک رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔ بیہقی نے ابن اسحاق سے اسی طرح نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابو جہل نے قریش سے کہا تمہاری مائیں تم پر روئیں، میں سنتا ہوں کہ ابن ابی کبشہ (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم) خبر دیتے ہیں کہ جہنم کے کل اُنیس داروغہ ہیں جب کہ تم بڑے طاقتور، کثیر اور بہادر ہو، کیا تم میں سے دس بھی مل کر ایک کو نہ پکڑ سکیں گے؟ ابو الاشد بن کلدہ نے کہا میں تمہاری طرف سے سترہ کو تو کافی ہوں، دس میری پشت پر ہوں گے۔ سات پیٹ میں تم صرف دو کا ذمہ لے لو۔ (المظھری، ج ۷، ص ۲۸۵)

اغراض:

عن النجاسۃ: اس لئے کہ کپڑوں کا پاک ہونا نماز کے صحیح ہونے کی شرط میں سے ہے، اس کے بغیر نماز درست نہ ہوگی، اور یہ نماز کے علاوہ بھی اَولی اور محبوب عمل ہے اس لئے کہ مومن پاک صاف ستھرا ہوا کرتا ہے، اور اُسے خباثت نہیں چھوتی اور یہ آیت مشرکین کے رد میں ہے کیونکہ مشرکین اپنے کپڑوں کو صاف وستھرا نہ رکھتے تھے، پس اللہ نے مومنین کو اُن کی مخالفت کا حکم ارشاد فرمایا۔
قصرھا: یعنی کپڑوں کا لمبا ہونا نجاست لگنے کو لازم کرتا ہے، یہاں لازم سے ملزوم کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے، اور کپڑوں (یعنی تہہ بند) کی تقصیر کا حکم حدیث میں بھی ہے: ''مومن کی تہبند اُس کی پنڈلی کے نصف تک ہو اور اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ پنڈلی اور ٹخنوں کے مابین ہو اور جو اِس سے نیچے ہو تو وہ آگ میں ہے''۔ ایک حدیث میں یوں وارد ہوا ہے: ''جس نے اپنی تہبند تکبر کی وجہ سے نیچے کی اللہ قیامت کے دن اُس کی طرف نظرِ رحمت نہ کرے گا''۔ ای دم علی ھجرہ: اس وہم کو دور کرنا مقصود ہے جو آیت کے ظاہر سے پیدا ہو رہا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) بتوں کی عبادت کرنے میں مبتلا تھے اس لئے انہیں بتوں سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔
لا تعط شیئا لتطلب اکثر منہ: یعنی کسی پر اسلئے احسان نہ کیجئے کہ اس کا عوض لینا مقصود ہو، کہ کسی کو کچھ دیں اور اس کے بدلے میں زیادہ لینے کی خواہش ہو۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کسی کو دکھانے کی غرض سے بہت زیادہ نوازشات نہ کریں کیونکہ ﴿متاع الدنیا

قلیل ﴾ کی طرف نظر رکھے۔ اکثر منه: یعنی نہ تو زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان کرے اور نہ ہی برابر لینے کی نیت سے اور نہ ہی کم لینے کی نیت سے احسان کرے، مراد یہ ہے کہ کسی سے عوض کا ذہن ہی نہ رکھے اس لئے کہ سید عالم ﷺ کسی کو عطا کرتے تو عوض کا ذہن نہ رکھتے تھے اور نفس کو خاص طور پر آقائے دوجہاں ﷺ سے ملتفط کرنا اس لئے ہے کہ آپ ﷺ دنیا اور آخرت دونوں مقامات میں اللہ کے خلیفۂ اعظم ہیں، اللہ کے خزانوں کے تقسیم کرنے والے ہیں اور بندہ اپنی تمام عبادات کو اللہ کی جانب منسوب کر کے انہیں تھوڑا خیال کرے نہ کہ زیادہ اور کسی فقیر کو مال دے کر عوض نہ چاہے کیونکہ بندہ دنیا میں غنیٔ مطلق (اللہ وحدہ لاشریک) کے نائب کی حیثیت سے زندگی گزارتا ہے اور اللہ کو احسان کے بدلے عوض طلب کرنا پسند نہیں، پس غور کرے۔

هو القرن: صور کے مابین آسمان وزمین کے دائرے کے برابر ایک سوراخ ہے، اور روحوں کی تعداد کے مطابق اس میں سوراخ ہیں اور ان سوراخوں میں الگ الگ روحیں جمع ہونگی، پھر جب دوسرا نفخہ پھونکا جائے گا تو روحیں نکل کر اپنے اپنے جسموں میں پہنچ جائیں گی اور اللہ کے حکم سے جسم میں جا کر جسم زندہ کر دیں گی۔ فیه دلالة: اللہ کا فرمان: ﴿علی الکافرین﴾ جار مجرور کی قید کے ساتھ بیان کیا ،اس کلام میں اشارہ ہے کہ مومنین کے لئے یہ دن آسان ہوگا اور اس میں اس جانب بھی اشارہ ہے کہ "غیـــر یسیـــر" اور "عسیـر" کہنے میں کیا فوائد موجود ہیں جبکہ اللہ بے پرواہ ہے، پس اس میں کافروں پر وعید اور سختی میں زیادتی کرنے کی جانب اشارہ ہے اور بشارت اور مومنین کی تسلی کا سامان کرنا ہے۔

الضروع : بمعنی المواشی ہے۔ تعظیم لشانها: اس کی نظیر ماقبل سورة الحاقة میں گزری۔

عشرة: مذکورہ بدبختوں میں سے، اور امام خازن نے اپنی تفسیر میں سات نام ذکر کیے ہیں: ولید، خالد، عمارة، ہشام، عاص، قیس اور عبد شمس۔ او اکثر : یا دس سے زیادہ بارہ، تیرہ، سترہ اور ان میں سے تین بعد میں اسلام لائے، یعنی خالد، ہشام اور ولید۔

یشهدون المحافل: یعنی لوگوں کا اپنی وجاہت کے ساتھ دیگر لوگوں میں جمع ہونا، یا اپنے والد کے ساتھ کسی جگہ موجود ہونا، جب کہ سفر کی حاجت نہ ہوتی ہو اور یہ کثرت نعمت اور خدمت سے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے۔ وتسمع شهاداتهم: بمعنی کلامهم ہے۔ فی العیش والعمر والولد: یہاں تک کہ اسے (ولید بن مغیرہ کو) ریحانہ قریش کہتے ہیں، کیونکہ وہ قریش کے آگے ہونے اور سرداری ہونے میں اکیلا ہی تھا۔ لا ازیده : نہ تو اس کا مال زیادہ ہوا اور نہ ہی کم ہوا، بلکہ وارد ہوتا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد اس کے مال واولاد میں نقصان ہوتا گیا، یہاں تک کہ تنگی کے عالم میں پاؤں میں کانٹا چبھنے کی تکلیف کے باعث مر گیا۔

محرقة لظاهر الجلد: یعنی چہرے کو جلا دینے والی (جہنم کی آگ یا گرمی) اور کھال کے عذاب دیئے جانے کا تمام انسان پر اطلاق کیا، اور کھال کا جھلسا دیا جانا اُس وقت مانا جائے گا جب کہ انسان جہنم رسید کیا جائے لیکن اول معنی زیادہ قریب ترین ہے۔

قال بعض الکفار: ابوجہل نے قریش سے کہا تمہاری مائیں تم پر روئیں، میں سنتا ہوں کہ ابو کبشہ (محمد ﷺ) خبر دیتا ہے کہ جہنم کے کل انیس داروغہ ہیں جب کہ تم بڑے طاقتور، کثیر اور بہادر ہو، تم میں سے دس بھی مل کر ایک داروغہ کو نہ پکڑ سکو گے، ابوالاشد بن کلدہ نے کہا میں تمہاری طرف سے سترہ کو تو کافی ہوں، دس میری پشت پر ہونگے، سات پیٹ پر، تم صرف دو کا ذمہ لے لو۔

(الصاوی، ج۶، ص ۱۹۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿کلا﴾ اِسْتِفْتَاحٌ بِمَعْنٰی اَلَا ﴿والقمر(۳۲) والیل اذ﴾ بِفَتْحِ الذَّالِ ﴿ادبر(۳۳)﴾ جَاءَ بَعْدَ النَّهَارِ وَفِیْ قِرَائَةٍ اِذْ اَدْبَرَ بِسُکُوْنِ الذَّالِ بَعْدَهَا هَمْزَةٌ اَیْ مَضٰی ﴿والصبح اذا اسفر(۳۴)﴾ ظَهَرَ ﴿انها﴾ اَیْ سَقَرَ ﴿لاحدی

الکبر (۳۵) ﴾اَلْبَلَایَا الْعِظَامِ ﴿نذیرا ﴾حَالٌ مِنْ اِحْدٰی وَذُکِرَ لِاَنَّهَا بِمَعْنَی الْعَذَابِ ﴿للبشر (۳۶) لمن شاء منکم ﴾بَدَلٌ مِنَ الْبَشَرِ ﴿ان یتقدم ﴾اِلَی الْخَیْرِ اَوِالْجَنَّةِ بِالْاِیْمَانِ ﴿ او یتاخر (۳۷) ﴾اِلَی الشَّرِّ اَوِالنَّارِ بِالْکُفْرِ ﴿کل نفس بما کسبت رهینة (۳۸) ﴾مَرْهُوْنَةٌ مَاْخُوْذَةٌ بِعَمَلِهَا فِی النَّارِ ﴿الا اصحب الیمین (۳۹) ﴾وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ فَنَاجُوْنَ مِنْهَا کَائِنُوْنَ ﴿فی جنت یتساء لون (۴۰) ﴾بَیْنَهُمْ ﴿عن المجرمین (۴۱) ﴾وَحَالُهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ بَعْدَ اِخْرَاجِ الْمُوَحِّدِیْنَ مِنَ النَّارِ ﴿ما سلککم ﴾اَدْخَلَکُمْ ﴿فی سقر (۴۲) قالوا لم نک من المصلین (۴۳) ولم نک نطعم المسکین (۴۴) وکنا نخوض ﴾فِی الْبَاطِلِ ﴿ مع الخائضین (۴۵) وکنا نکذب بیوم الدین (۴۶) ﴾اَلْبَعْثِ وَالْجَزَاءِ ﴿حتی اتنا الیقین (۴۷) ﴾اَلْمَوْتُ ﴿فما تنفعهم شفاعة الشافعین (۴۸) ﴾مِنَ الْمَلَائِکَةِ وَالْاَنْبِیَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَالْمَعْنٰی لَاشَفَاعَةَ لَهُمْ ﴿فما ﴾مُبْتَدَاٌ ﴿ لهم ﴾خَبَرُهٗ مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ اِنْتَقَلَ ضَمِیْرُهٗ اِلَیْهِ ﴿ عن التذکرة معرضین (۴۹) ﴾حَالٌ مِنَ الضَّمِیْرِ وَالْمَعْنٰی اَیُّ شَیْءٍ حَصَلَ لَهُمْ فِیْ اِعْرَاضِهِمْ عَنِ الْاِتِّعَاظِ ﴿کانهم حمر مستنفرة (۵۰) ﴾وَحْشِیَّةٌ ﴿فرت من قسورة (۵۱) ﴾اَسَدٍ اَیْ هَرَبَتْ مِنْهُ اَشَدَّ الْهَرَبِ ﴿بل یرید کل امریءٍ منهم ان یؤتی صحفا منشرة (۵۲) ﴾اَیْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی بِاتِّبَاعِ النَّبِیِّ کَمَاقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًانَّقْرَؤُهٗ ﴿کلا ﴾رَدْعٌ عَمَّااَرَادُوْهُ ﴿ بل لا یخافون الاخرة (۵۳) ﴾اَیْ عَذَابَهَا ﴿کلا ﴾اِسْتِفْتَاحٌ ﴿ انه ﴾اَیِ الْقُرْاٰنَ ﴿ تذکرة (۵۴) ﴾عِظَةٌ ﴿فمن شاء ذکره (۵۵) ﴾قَرَءَهٗ فَاتَّعَظَ بِهٖ ﴿وما یذکرون ﴾بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ ﴿ الا ان یشاء الله هو اهل التقوی ﴾بِاَنْ یُّتَّقٰی ﴿واهل المغفرة (۵۶) ﴾بِاَنْ یَّغْفِرَلِمَنِ اتَّقَاهُ.

﴿ترجمہ﴾

ہاں ہاں (کلا استفتاحی بمعنی الا ہے) چاند کی قسم اور رات کی جب (''اذا'' یہ ذال مفتوحہ کے ساتھ ہے) پیٹھ پھیرے (اختتام دن کے بعد آئے ایک قرائت میں ''اذا ادبر'' کو ذال ساکنہ کے ساتھ ''اذ ادبر'' پڑھا گیا ہے یعنی ''دبر'' کو باب افعال سے پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ بمعنی مضی ہوگا) اور صبح کی جب اجالا ڈالے (یعنی ظاہر ہو جائے......۱......) بیشک وہ (یعنی سقر) بہت بڑی چیزوں میں کی ایک ہے (''الکبر'' کا معنی بڑی مصیبتیں) ڈرانے والی (''نذیرا'' یہ ''احدی'' سے حال بن رہا ہے اسے اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ بمعنی عذاب ہے) آدمیوں کو اسے جو تم میں سے چاہے (''لمن شاء منکم'' یہ ''البشر'' سے بدل بن رہا ہے) کہ آگے آئے (ایمان لاکر بھلائی یا جنت کی طرف) یا پیچھے رہے (کفر کر کے برائی یا دوزخ کی طرف) ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے (جہنم میں اس سے اس کے عمل کا مواخذہ ہوگا، رهینة بمعنی مرهونة ہے) مگر دہنی طرف والے (مراد اس سے مومنین ہیں جو جہنم سے نجات پانے والے ہوں گے، وہ ہوں گے) باغوں میں (آپس میں) پوچھتے ہوں گے مجرموں کے بارے میں (اہل توحید جب جہنم سے تمام ہی نکل آئیں گے تو مسلمان کافروں سے کہیں گے) تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی (سلککم بمعنی ادخلکم ہے) وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور (باطل کے بارے میں) غور و خوض کرنے والوں کے ساتھ غور و خوض کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن (یعنی اٹھائے جانے اور جزا دیئے جانے کے دن) کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت آئی......۲...... (''الیقین'' سے یہاں ''موت'' مراد ہے) تو انہیں سفارشیوں (یعنی فرشتوں، انبیاء کرام اور صالحین) کی سفارش کام نہ دے گی

(معنی آیت یہ ہے کہ ان کی کوئی شفاعت نہیں کرے گا) تو کیا ہوا (''ما'' مبتدا بن رہا ہے) انہیں (''لھم'' محذوف شبہ فعل سے متعلق ہو کر مبتدا کی خبر بنے گا اور محذوف شبہ فعل میں موجود ضمیر اس خبر یعنی جار مجرور کی طرف منتقل ہوگی) نصیحت سے مونھ پھیرتے ہیں (''معرضین'' ''لھم'' کی ''ھم'' ضمیر سے حال بن رہا ہے اور معنی آیت یہ ہے نصیحت سے اعراض کرنے کے بارے میں انہیں کیا شے حاصل ہوگئی ہے) گویا کہ وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں (یعنی وحشی گدھے جو کہ بھڑکے ہوئے ہوں) کہ شیر سے بھاگے ہوں (شیر کے خوف سے تیزی سے بھاگے ہوں، قسورۃ بمعنی اسد ہے) بلکہ ان میں کا ہر شخص چاہتا ہے کہ (نبی کریم ﷺ کی پیروی کے سبب اللہ ﷻ کی طرف سے) کھلے صحیفے اس کے ہاتھ میں دے دیئے جائیں (جیسا کہ کفار کہا کرتے تھے قرآن پاک میں ان کے مقولے کو نقل کیا ﴿لن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتبا نقرء ہ (اسرائیل:۹۳)﴾) ہرگز نہیں (''کلا'' یہاں کافروں کے اس ارادے و مقصد کی تردید کے لیے ہے) بلکہ ان کو آخرت کا (یعنی عذاب آخرت کا) خوف نہیں ہاں ہاں! (''کلا'' استفتاحیہ ہے) بیشک وہ (یعنی قرآن پاک) نصیحت ہے (تذکرۃ بمعنی عظۃ ہے) تو جو چاہے اس سے نصیحت لے (''ذکرہ'' یعنی اسے پڑھ کر اس کے ذریعے نصیحت لے) اور وہ کیا نصیحت مانیں (''یذکرون'' کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) مگر جب اللہ چاہے وہی ہے ڈرنے کے لائق (کہ اس سے ڈرا جائے) اور اسی کی شان ہے مغفرت فرمانا (کہ اپنی ذات سے ڈرنے والوں کی مغفرت فرمائے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿کلا والقمر والیل اذ ادبر والصبح اذا اسفر انھا لاحدی الکبر نذیرا للبشر﴾

کلا: حرف ردع وزجر، و: قسمیہ جار، القمر: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الیل: مبدل منہ، اذ ادبر: ظرف متعلق بمحذوف بدل، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، الصبح: مبدل منہ، اذا اسفر: ظرف متعلق بمحذوف معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف ''اقسم'' کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ، انھا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، احدی الکبر: ذوالحال، نذیر اللبشر: شبہ جملہ حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿لمن شاء منکم ان یتقدم او یتاخر﴾

لام: جار، من: موصولہ، شاء: فعل بافاعل، منکم: ظرف مستقر حال مقدم، ان: مصدریہ، یتقدم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، یتاخر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ماقبل ''للبشر'' سے بدل واقع ہے۔

﴿کل نفس بما کسبت رھینۃ الا اصحب الیمین﴾

کل نفس: مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، اصحب الیمین: مستثنی، ملکر مبتدا، ب: جار، ما کسبت: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، رھینۃ: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فی جنت یتساء لون عن المجرمین ماسلککم فی سقر﴾

فی جنت: ظرف مستقر ''ھم'' مبتدا محذوف کی خبر اول، یتساء لون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، ما: استفہامیہ مبتدا، سلککم فی سقر: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ قول محذوف ''قائلین'' کیلئے مقولہ، ملکر شبہ جملہ ہو کر حال، ملکر فاعل، عن المجرمین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی مبتدا اپنی دونوں خبر سے، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین و کنا نخوض مع الخائضین﴾
قالوا: قول، لم نک: فعل ناقص، با نحن: ضمیر مستتر اسم، من المصلین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ، لم نک: فعل نفی ناقص با اسم، نطعم المسکین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول ،و: عاطفہ، کنا: فعل ناقص با اسم، نخوض مع الخائضین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔
﴿و کنا نکذب بیوم الدین حتی اتنا الیقین﴾
و: عاطفہ، کنا: فعل ناقص با اسم، نکذب بیوم الدین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لم نک من المصلین" پر معطوف ہے، حتی: جار و حرف غایۃ، اتنا الیقین: فعل و مفعول فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل امور اربعۃ کیلئے غایۃ واقع ہے۔
﴿فما تنفعهم شفاعة الشافعین فمالهم عن التذکرة معرضین﴾
ف: عاطفہ، ما تنفعهم: فعل نفی و مفعول، شفاعة الشافعین: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: مستانفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، هم: ذوالحال، عن التذکرة معرضین: شبہ جملہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿کانهم حمر مستنفرة فرت من قسورة﴾
کانهم: حرف مشبہ و اسم، حمر: موصوف، مستنفرة: صفت اول، فرت من قسورة: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "معرضین" اسم فاعل کی ضمیر فاعل سے حال واقع ہے۔
﴿بل یرید کل امری منهم ان یؤتی صحفا منشرة﴾
بل: عاطفہ، یرید: فعل، کل امری: موصوف، منهم: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ان: مصدریہ، یوتی: فعل مجہول با نائب الفاعل، صحفا منشرة: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔
﴿کلا بل لا یخافون الاخرة کلا انه تذکرة فمن شاء ذکره﴾
کلا: حرف ردع و زجر، بل: عاطفہ، لایخافون الاخرة: فعل نفی با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، کلا: حرف ردع و زجر، انه: حرف مشبہ و اسم، تذکرة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، شاء: فعل با فاعل، "ان یذکره" جملہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ذکره: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔
﴿وما یذکرون الا ان یشاء الله هو اهل التقوی واهل المغفرة﴾
و: عاطفہ، ما یذکرون: فعل نفی با فاعل، الا: اداۃ استثناء، ان: مصدریہ، یشاء الله: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اعم احوال سے مستثنیٰ ہے، "ای ما یذکرون فی حال من الاحوال، الا فی حال ان یشاء الله"، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، هو: مبتدا، اهل التقوی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اهل المغفرة: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رات، دن، چاند اور اجالے کی قسم سے کیا مراد ھے؟

۱۔۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿کلا والقمر والیل اذ ادبر والصبح اذا اسفر ہاں ہاں چاند کی قسم اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب اجالا ڈالے (المدثر: ۳۲ تا ۳۴)﴾۔ امام رازی کہتے ہیں کہ اس میں کچھ وجوہات ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱)۔۔۔۔۔۔چاند کو نصیحت کے لئے بنایا، بعد اس کے کہ کفار انکار کرتے ہیں اور اس سے نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ (۲)۔۔۔۔۔۔چاند بھی ایک قسم کی بڑی

نصیحت ہے،اس کے لئے جواُسے نصیحت مانے۔(۳)......ابوجہل اوراس کے ساتھیوں کے لئے چاند کوبطور نصیحت روک بنایا کہ جس طرح یہ داروغہ جہنم کے لئے باتیں کرتے ہیں ایسا کلام نہ کریں۔(۴)......ان کے استہزاء کے رد کے لئے خاص طور پر چاند کی مخصوص حالت کوبطور قسم بیان کیا گیا ہے۔روایت میں ہے کہ مجاہد نے حضرت ابن عباس سے اللہ عزوجل کے فرمان:﴿اذادبر﴾ کے متعلق سوال کیا تو وہ خاموش ہوگئے یہاں تک کہ رات جانے لگی تو فرمایا:''اے مجاہد! یہ رات جانے کا معاملہ ہے''۔ابوعبیدہ اور ابن قتیبہ کے نزدیک ﴿دبر﴾ یہ ہے کہ جودن کے بعد آئے یعنی رات دن کے بعد آتی ہے اور یہاں یہی مراد ہے۔(الرازی، ج۱۰،ص ۷۱۳)

چار نما یاں کوتاھیوں کے ضمن میں کفار کا احکام فرعیہ میں مکلف ھونا:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿ماسلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین وکنا نخوض مع الخائضین وکنا نکذب بیوم الدین تمہیں کیابات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے(المدثر: ۴۲تا۴۶)﴾۔اس سوال سے مقصود زجروتوبیخ میں زیادتی کا بیان کرنا ہے،معنی یہ ہے کہ ان کے آگ میں رو کے رہنے کی حسب ذیل چار وجوہات ہیں :(۱)......اول یہ ہے نماز ہی نہ پڑھتے تھے۔(۲)......مساکین کوکھانا نہ کھلاتے ،اور یہاں ایک عجیب نکتہ ہے کہ فرض نماز کوغیر واجب امر کے ساتھ محمول کیا گیا یعنی مساکین کوکھانا کھلانا واجب نہیں ہے،اوراس کے ترک کرنے پر عذاب بھی نہیں ہونا چاہیے۔(۳)...... باطل اور غیر ضروری باتوں میں مصروف رہتے ہیں۔(۴)......عذاب کے دن کوجھٹلاتے ہیں یعنی قیامت کے دن اور موت کے وقت ہی کا انکارکرتے ہیں،اور ظاہر قول کا تقاضا یہی ہے کہ یہ تمام ہی اموراس وقت سب میں پائے جاتے تھے،اور ہمارے اصحاب نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ کفار فروعِ شرع کو ترک کرنے کی وجہ سے بھی عذاب دیئے جائیں گے ،اور اس کی مکمل وضاحت:''المحصول فی اصول الفقہ ''میں ہے،پس اگر یہ کہا جائے کہ اس قول:﴿وکنا نکذب بیوم الدین اورہم انصاف کے دن کوجھٹلاتے رہے(المدثر ۴۶)﴾کوآخر میں کیوں ذکر کیا جب کہ یہ سب سے قبیح خصلت تھی،ہم کہتے ہیں کہ جو ان مذکورہ بالا تینوں صفات کا حامل ہو اور وہ قیامت کو بھی جھٹلاتا ہے لیکن یہاں مقصود قیامت کے دن کے عظیم ہونے کا بیان کرنا ہے،اور کفار احکام فرعیہ کے مکلف ہوتے ہیں اور ہم نے مکمل تفصیل اپنی کتاب:''المحصول فی اصول الفقہ''میں کی ہے۔

ہمارے اکثر اصحاب اور اکثر معتزلہ کا مؤقف یہ ہے کہ احکام شرعیہ فرعیہ میں اللہ عزوجل کا حکم حصول ایمان پر موقوف نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ کے جمہور اصحاب کا نظریہ اس کے برخلاف ہے یعنی ان کے نزدیک احکام شرعیہ فرعیہ میں امر(حکم) حصول ایمان پر موقوف ہے۔اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿فلا صدق ولا صلی اس نے نہ تو سچ مانا اور نہ نماز پڑھی(القیمۃ:۳۱)﴾میں دلیل ہے کہ کافر مستحق عذاب ہوگا جس طرح مومن نماز نہ پڑھنے پر مستحق عذاب ہوگا۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۷۱۶،۷۳۶)

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں:﴿فلا صدق ولا صلی اس نے نہ تو سچ مانا اور نہ نماز پڑھی(القیمۃ:۳۱)﴾۔انسان پر واجب ہے کہ جو اس کی جانب اللہ عزوجل کی طرف سے اس کے رسول ﷺ کے ذریعے نازل ہوا یعنی قرآن کی تصدیق کرے اور نماز کی ادائیگی کا اہتمام بھی کرے جو کہ اس پر فرض کی گئی ہے اوراس میں دلیل ہے کہ کفار فروعات کے مکلف ہیں اور اُن سے مواخذہ بھی ہونا ہے یعنی جس طرح مسلمان پر نماز کوترک کرنے پر مواخذہ ہونا ہے بالکل اسی طرح کافر پر بھی ترک نماز پر مواخذہ ہوگا۔(روح البیان، ج۱۰،ص ۳۰۲)

مزید وضاحت اصول فقہ کی کتب میں ملاحظہ کیجئے۔

اغراض:

حال من احدیٰ: اللہ کا فرمان: ﴿نذیرا﴾ حال ہے، اور یہ کئی احتمالات میں سے ایک احتمال ہے جیسے احد مشرہوتا ہے اور یہی ظاہر قول ہے۔ ماخوذة بعلمها: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿بما﴾ میں موجود ''ما'' مصدریہ ہے اور الکسب بمعنی العمل ہے۔

ویقولون لهم: مراد مجرمین ہیں، اور یہ جنتیوں کا خطاب جہنمیوں سے ہوگا اور اس کے علاوہ پہلے اُن کے مابین کوئی بات نہ ہوئی ہوگی ۔حاصل کلام یہ ہے کہ جنتی جب جنت میں اپنی جگہ پہنچ جائیں گے، منادی ندا کرے گا: ''اے اہل جنت بغیر موت کے ہمیشہ جنت میں رہنا ہے اور اسی طرح جہنمی سے بھی خطاب ہوگا کہ بغیر موت کے ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے، پس (جنتی) ایک دوسرے سے اُن مجرمین کے بارے میں سوال کریں گے جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، پھر اُن پر بات واضح ہوجائے گی اور اُنہیں مخاطب کیا جائے گا: ﴿ما سلککم فی سقر﴾۔

والمعنی لا شفاعة لهم: پس نفی قید ومقید دونوں پر مسلط ہے اور یہ خلاف قاعدہ ہے کیونکہ نفی جب مقید پر داخل ہوتی ہے تو فقط قید پر مسلط ہوتی ہے اور یہاں ایسا نہیں ہے کہ شفاعت بغیر نفع کے پائی جائے بلکہ یہاں شفاعت کے سرے سے نہ پائے جانے کا بیان موجود ہے۔

استفتاح: مراد زجر وتوبیخ ہے۔ الیه: مراد خبر ہے جو کہ جار مجرور سے مل کر بنتی ہے، اور قاعدہ ہے کہ جب جار مجرور خبر بنتے ہیں تو اس کا متعلق وجوبی اعتبار سے حذف ہوتا ہے اور ضمیر اس کی جانب متعلق ہوتی ہے اور اس وقت اُسے ظرف یا جار مجرور کہا جاتا ہے، اس میں استقرار ضمیر ہونے کی وجہ سے۔

وحشية: یہ ﴿مستنفرة﴾ کی تفسیر نہیں ہے، پس مناسب یہ تھا کہ اسے ''وحشية'' کو ﴿مستنفرة﴾ پر مقدم کرتے۔

اسد: مراد وہ لوگ ہیں جو شیر کا شکار کرنے کے لئے بھاگے جارہے ہیں۔ (الصاوی، ج۶، ص۱۹۹ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ القیمۃ مکیۃ وھی اربعون آیۃ

(سورۂ قیامہ مکی ہے اس میں چالیس آیات ہیں)

تعارف سورۃ القیامۃ

اس سورت میں دو رکوع، چالیس آیتیں، ایک سو ننانوے کلمے اور چھ سو بانوے حروف ہیں۔ قیامت کے بارے میں کفار و مشرکین جن شکوک وشبہات میں گرفتار تھے کئی طرح کی قسمیں کھا کر ان کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا جا رہا ہے؟ فرمایا کہ جس چیز کو تم محال سمجھ رہے ہو وہ بالکل آسان ہے۔ اس کے بعد قیامت کے ہولناک احوال کا ذکر کیا اور غافل انسانوں کی بے بسی اور بے کسی بیان کی جا رہی ہے ابتدائے اسلام میں حضور ﷺ بڑی مشقت محسوس فرماتے تھے اس بات کا احساس بے چین رکھتا تھا کہ کہیں کوئی لفظ بھول نہ جائے اس لئے جب جبرئیل امین علیہ السلام کلام پاک کی وحی کرتے تو آپ ﷺ جلدی جلدی پڑھتے اللہ ﷻ نے اس خدشہ کو بھی دور فرما دیا، فرمایا: اے حبیب ﷺ آپ کے قلب پر وحی ثبت کر دینا ہماری ذمہ داری ہے، آپ پریشان نہ ہوں، اس کے معانی و مطالب بھی اور اسرار و معارف سے آگاہی بھی ہم ہی کریں گے اور اس بات پر آپ ہرگز پریشان نہ ہوں۔ اس اطمنان کے بعد بتایا کہ قیامت کے دن کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے چہرے گلاب کے پھول کی طرح کھلے ہوئے ہوں گے اور دیدار الٰہی میں مستغرق ہوں گے اور کچھ ایسے ہوں گے جو تھر تھر کانپ رہے ہوں گے۔ آخر میں ایک مغرور رئیس کا ذکر فرمایا اور اس کے احوال واطوار بیان کئے اس کو اس کے فطری انجام سے آگاہ کیا تا کہ عبرت پکڑنے والے عبرت پکڑ سکیں۔

رکوع نمبر:۱۷

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿لا﴾ زَائِدَةٌ فِی الْمَوْضَعَیْنِ ﴿اقسم بیوم القیمة(۱) ولا اقسم بالنفس اللوامة (۲)﴾ اَلَّتِیْ تَلُوْمُ نَفْسَهَا وَاِنِ اجْتَهَدَتْ فِی الْاِحْسَانِ وَجَوَابُ الْقَسَمِ مَحْذُوْفٌ اَیْ لَتُبْعَثُنَّ دَلَّ عَلَیْهِ ﴿ایحسب الانسان﴾ اَیِ الْكَافِرُ ﴿الن نجمع عظامه(۳)﴾ لِلْبَعْثِ وَالْاِحْیَاءِ ﴿بلی﴾ نَجْمَعُهَا ﴿قادرین﴾ مَعَ جَمْعِهَا ﴿علی ان نسوی بنانه(۴)﴾ وَهُوَ الْاَصَابِعُ اَیْ نُعِیْدُ عِظَامَهَا كَمَا كَانَتْ مَعَ صِغَرِهَا فَكَیْفَ بِالْكَبِیْرَةِ ﴿بل یرید الانسان لیفجر﴾ اَللَّامُ زَائِدَةٌ وَنَصَبُهٗ بِاَنْ مُقَدَّرَةٌ اَیْ یُكَذِّبَ ﴿امامه (۵)﴾ اَیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ دَلَّ عَلَیْهِ ﴿یسئل ایان﴾ مَتٰی ﴿یوم القیمة(۶)﴾ سَوَالُ اِسْتِهْزَاءٍ وَتَكْذِیْبٍ ﴿فاذا برق البصر(۷)﴾ بِكَسْرِ الرَّاءِ وَفَتْحِهَا دَهِشَ وَتَحَیَّرَ لِمَا رَاٰی مِمَّا كَانَ یُكَذِّبُ بِهٖ ﴿وخسف القمر(۸)﴾ اَظْلَمَ وَذَهَبَ ضَوْءُهٗ ﴿وجمع الشمس والقمر (۹)﴾ فَطَلَعَا مِنَ الْمَغْرِبِ اَوْذَهَبَ ضَوْءُ هُمَا وَذٰلِكَ فِیْ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ﴿یقول الانسان یومئذ این المفر(۱۰)﴾ اَلْفِرَارُ ﴿كلا﴾ رَدْعٌ عَنْ طَلَبِ الْفِرَارِ ﴿لا وزر(۱۱)﴾ لَا مَلْجَاءَ یَتَحَصَّنُ بِهٖ ﴿الی ربک یومئذ المستقر (۱۲)﴾ مُسْتَقَرُّ الْخَلَائِقِ فَیُحَاسَبُوْنَ وَیُجَارُوْنَ ﴿ینبؤ الانسان یومئذ بما قدم واخر (۱۳)﴾ بِاَوَّلِ عَمَلِهٖ وَاٰخِرِهٖ ﴿بل الانسان علی نفسه بصیرة(۱۴)﴾ شَاهِدٌ تَنْطِقُ جَوَارِحُهٗ بِعَمَلِهٖ وَالْهَاءُ لِلْمُبَالَغَةِ فَلَابُدَّ مِنْ جَزَائِهٖ ﴿ولو القی معاذیره(۱۵)﴾ جَمْعُ مَعْذَرَةٍ عَلٰی غَیْرِ قِیَاسٍ اَیْ لَوْجَاءَ بِكُلِّ مَعْذِرَةٍ مَاقُبِلَتْ مِنْهُ قَالَ تَعَالٰی لِنَبِیِّهٖ ﴿لا تحرک به﴾ بِالْقُرْاٰنِ قَبْلَ فَرَاغِ جِبْرَئِیْلَ مِنْهُ ﴿لسانک لتعجل به(۱۶)﴾ خَوْفَ اَیْ یَنْفَلِتَ

مِنْکَ﴿ان علینا جمعه﴾فِیْ صَدْرِکَ﴿ وقرانه(۱۷)﴾قِرَاءَ تِکَ اِیَّاهُ اَیْ جَرَیَانَهُ عَلٰی لِسَانِکَ﴿فاذا قرانه﴾عَلَیْکَ بِقِرَاءَ تِ جِبْرَئِیْلَ﴿ فاتبع قرانه (۱۸)﴾اِسْتَمِعْ قِرَاءَ تَهُ فَکَانَ ﷺ یَسْتَمِعُ ثُمَّ یَقْرَءُ﴿ثم ان علینا بیانه(۱۹)﴾بِالتَّفْهِیْمِ لَکَ وَالْمُنَاسَبَةِ بَیْنَ هٰذِهِ الْاٰیَةِ وَمَاقَبْلَهَا اَنَّ تِلْکَ تَضَمَّنَتِ الْاَعْرَاضَ عَنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَهٰذِهِ تَضَمَّنَتِ الْمُبَادَرَةِ اِلَیْهَا بِحِفْظِهَا﴿کلا﴾اِسْتِفْتَاحٌ بِمَعْنٰی اِلَّا﴿ بل تحبون العاجلة(۲۰)﴾اَلدُّنْیَا بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ فِی الْفِعْلَیْنِ﴿وتذرون الاخرة (۲۱)﴾فَلَا تَعْمَلُوْنَ لَهَا﴿وجوه یومئذ﴾اَیْ فِیْ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ﴿ ناضرة(۲۲)﴾حَسَنَةٌ مُضِیْئَةٌ﴿الی ربها ناظرة (۲۳)﴾ووجوه یومئذ باسرة(۲۴)﴾ کَالِحَةٌ شَدِیْدَةُ الْعُبُوْسِ﴿تظن﴾تُوْقِنُ﴿ ان یفعل بها فاقرة (۲۵)﴾دَاهِیَةٌ عَظِیْمَةٌ تَکْسِرُ فَقَارَ الظَّهْرِ﴿ کلا ﴾بِمَعْنٰی اِلَّا﴿اذا بلغت﴾اَلنَّفْسُ﴿ التراقی (۲۶)﴾عِظَامَ الْحَلْقِ﴿وقیل﴾قَالَ مَنْ حَوْلَهُ﴿ من راق (۲۷)﴾یُرْقِیْهِ لِیَشْفٰی﴿وظن﴾اَیْقَنَ مَنْ بَلَغَتْ نَفْسُهُ ذٰلِکَ﴿ انه الفراق (۲۸)﴾فِرَاقُ الدُّنْیَا﴿والتفت الساق بالساق (۲۹)﴾اَیْ اِحْدٰی سَاقَیْهِ بِالْاُخْرٰی عِنْدَ الْمَوْتِ اَوِ الْتَفَّتْ شِدَّةَ فِرَاقِ الدُّنْیَا بِشِدَّةِ اِقْبَالِ الْاٰخِرَةِ﴿الی ربک یومئذ المساق(۳۰)﴾اَیِ السُّوْقِ وَهٰذَا یَدُلُّ عَلَی الْعَامِلِ فِیْ اِذَا الْمَعْنٰی اِذَابَلَغَتِ النَّفْسُ الْحُلْقُوْمَ تُسَاقُ اِلٰی حُکْمِ رَبِّهَا.

﴿ترجمہ﴾

لااقسم (''لااقسم بیوم القیمة ''اور'' لااقسم بالنفس اللوامة ''میں دونوں مقامات پر''لا'' زائدہ ہے) روز قیامت کی قسم یاد فرماتا ہوں اور نفس لوامة کی (یعنی اس جان کی جونیکیوں میں کوشش کرنے کے باوجود ہمیشہ اپنے آپ کوملامت کرے......)، اس کا جواب قسم'' لتبعثن ''محذوف ہے جس پر مابعد کلام دلالت کررہا ہے) کیا آدمی (یعنی کافر) یہ سمجھتا ہے کہ ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے (حساب کتاب کرنے اور دوبارہ زندہ کرنے کے لیے) کیوں نہیں (ہم انہیں جمع فرمائیں گے) ہم قادر ہیں (ان ہڈیوں کو جمع کرنے کے ساتھ ساتھ) ان کے پورا ٹھیک بنانے پر(''بنانه'' سے مراد انگلیاں ہیں یعنی ان کی ہڈیوں کو دوبارہ ویسا ہی کردیں گے جیسا کہ پہلے تھیں ان کے چھوٹے ہونے کے باوجود تو جو چھوٹی ہڈیوں کو جمع کرکے دوبارہ ویسا ہی بناسکتا ہے تو وہ بڑی ہڈیوں کا اعادہ کیونکر نہ کرسکے گا) بلکہ آدمی چاہتا ہے کہ جھٹلائے (''لیفجر'' میں لام زائدہ ہے اور یہ''ان'' مقدرہ کی وجہ سے منصوب ہے اور بمعنی یکذب ہے) اس کی نگاہ کے سامنے (روز قیامت مفعول بہ محذوف کی تعیین پر مابعد کلام دلالت کررہا ہے) پوچھتا ہے قیامت کادن کب ہوگا (استہزاء کرنے اور جھٹلانے کے طور پرسوال کرتے ہوئے، ایان بمعنی متی ہے) پھر جب آنکھ چوندھیائے گی (جس کو وہ جھٹلاتا تھا اسے آنکھوں سے دیکھ کر اس کی آنکھیں متحیر اور دہشت زدہ ہوکر رہ جائینگی''برق'' فعل کو راء مکسورہ اور مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور چاند گہے گا (یعنی اندھیرے والا ہوجائے گا اور اس کی روشنی جاتی رہے گی) اور سورج اور چاند ملادیئے جائیں گے (اس کا معنی یا تو یہ ہے کہ چاند اور سورج دونوں مغرب سے طلوع ہوں گے یا بے نور ہونے میں دونوں کا ملادیا جانا مقصود ہے اور یہ معاملہ بروز قیامت ہوگا) اس دن آدمی کہے گا کدھر بھاگ کر جاؤں (المفر بمعنی الفرار ہے) ہرگز نہیں (یعنی طلب فرار کی خواہش کو رد کرنے کے لیے ہے) کوئی پناہ نہیں (کوئی ٹھکانہ نہیں جس میں پناہ لی جاسکے) اس دن تیرے رب ہی کی طرف جاکر (مخلوق کا) ٹھہرنا ہے (پھر ان کا حساب لیا جائے گا اور ان کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا) اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتادیا جائے گا (اس کے پہلے عمل سے لے کر آخری عمل تک) بلکہ آدمی

خود ہی اپنے نفس پر گواہ ہے (بصیرۃ بمعنی شاھد ہے، کہ اس کے اپنے اعضاء اس کے عمل کی گواہی دیں گے پس بدلہ ضرور مل کر رہنا ہے" بصیرۃ" میں "ۃ" مبالغہ کی ہے) اور اگر اس کے پاس جتنے بہانے ہوں سب لا ڈالے (یعنی اگر وہ سب بہانے بھی لے کر آئے تب بھی وہ قبول نہ ہوں گے، "معاذیرہ" خلاف قیاس "معذرۃ" کی جمع ہے، اللہ ﷻ اپنے نبی کریم ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے) تم حرکت نہ دو اس کے (یعنی قرآن پاک) کے ساتھ (جبرائیل علیہ السلام وحی الٰہی پہنچانے سے فارغ ہونے سے قبل) اپنی زبان کو کہ تم اس کے ساتھ جلدی کرو (یہ خوف کرتے ہوئے کہ کہیں) بیشک اس کا محفوظ کرنا (آپ کے سینہ مبارکہ میں) اور پڑھنا (یعنی آپ کا اسے پڑھنا یعنی آپ کی زبان پر اسے جاری کر دینا) ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں (آپ پر بذریعہ قرائت جبرائیل علیہ السلام) اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو (یعنی اس کی قرائت بغور سنو پس حضور ﷺ وحی الٰہی کو بغور سنتے پھر اس کو پڑھتے ......۲......) پھر ہمارے ہی ذمہ ہے اس کا بیان کرنا (تم سے اس کی باریکیوں کا فہم عطا فرمانا اس آیت اور ماقبل آیت کے درمیان مناسبت یہ ہے کہ پچھلی آیت میں اللہ ﷻ کی آیت سے اعراض کرنے والوں کے بیان پر مشتمل تھی اور یہ آیات اللہ ﷻ کو یاد کرنے میں جلدی کرنے کو متضمن ہے) کوئی نہیں ("کلا" استفتاحی بمعنی الا ہے) بلکہ تم جلدی والی (یعنی دنیا) کو دوست رکھتے ہو ("تحبون، تذرون" دونوں کو علامت مضارع یاء اور تاء کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو (تم اس کے لیے عمل نہیں کرتے ہو) کچھ منہ اس دن (یعنی بروز قیامت) تر و تازہ ہوں گے (یعنی خوبصورت اور چمکدار ہوں گے) اور اپنے رب کو دیکھتے (یعنی وہ آخرت میں اپنے رب ﷻ کو دیکھیں گے) اور کچھ منہ اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے (باسرۃ بمعنی کالحۃ شدید العبوس ہے) انہیں یقین ہوگا (تظن بمعنی توقن ہے) کہ ان کے ساتھ وہ کی جائے گی جو کمر کو توڑ دے (یعنی وہ عظیم مصیبت ہوگی جو کمر توڑ دے گی) ہاں ہاں (کلا بمعنی الا ہے) جب (جان) پہنچے گی گلے کو ("تراقی" حلق کی ہڈی کو کہتے ہیں) اور کہا جائے گا (اس کے ارد گرد والے کہیں گے) کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرے (تاکہ اسے شفا ہو، راق کے معنی جھاڑ پھونک کرنا) اور اسے یقین ہو جائے گا (اسے جس کی جان گلے تک آ پہنچی ہے) کہ یہ (دنیا سے) جدائی کی گھڑی ہے اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹ جائے گی ......۳...... (یعنی موت کے وقت مردے کی ایک پنڈلی دوسری سے مل جائے گی یا معنی یہ ہے کہ دنیا کی تکلیف سفر آخرت کی طرف رخ کرنے کی تکلیف باہم مل جائے گی) اس دن تیرے رب ہی کی طرف ہانکنا ہے (المساق بمعنی السوق ہے، اور یہ کلام اذا کے عامل پر دلالت کر رہا ہے معنی آیت یہ ہوگا جب جان گلے کو پہنچ جائے گی تو اسے اس کے رب ﷻ کے حکم کی طرف ہانکا جائے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لا اقسم بیوم القیمۃ و لا اقسم بالنفس اللوامۃ﴾

لا: زائد، اقسم: فعل بافاعل، بیوم القیمۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: زائد، اقسم: فعل بافاعل، بالنفس اللوامۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب قسم محذوف "لتبعثن" کیلئے قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ایحسب الانسان الن نجمع عظامہ بلی قادرین علی ان نسوی بنانہ﴾

ھمزہ: حرف استفہام، یحسب الانسان: فعل وفاعل، ان: مصدریہ، الن نجمع: فعل نفی بافاعل، عظامہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، بلی: حرف ایجاب، قادرین: اسم فاعل بافاعل، علی: جار، ان نسوی بنانہ: جملہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر فعل محذوف "نجمعھا" کے فاعل سے حال ہے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل یرید الانسان لیفجر امامہ یسئل ایان یوم القیمۃ﴾

ہے۔ابوبکر طمستانی کہتے ہیں کہ نعمت عظمی نفس سے (خواہشات کا) نکل جانا ہے، کیونکہ نفس اللہ عزوجل اور اس کے بندے کے مابین بہترین حجاب ہے اور سہل کہتے ہیں کہ بندہ نفس کی مخالفت اور خواہشات کی مخالفت کرنے کے معاملے میں کسی کے مثل نہیں ہوسکتا۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اپنی نکیل نفس کی خواہشات کو نہ تھمادے کیوں کہ نفس امارہ تجھے اندھیرے ہی کی جانب دھکیل لے جائے گی۔یوسف بن اسباط کہتے ہیں کہ دل سے خواہش نہیں جاتی مگر یہ کہ خوف کے باعث بے قراری ہو یا شوق کے باعث بے قراری ہو"۔اور جان لینا چاہیے کہ نفس کی مذموم ترین صفت حسد کرنا ہے۔ (الرسالة القشيرية، باب: مخالفة النفس وذكر عيوبها، ص ۲۲۳ ملتقطاً وملخصاً)

سید عالم ﷺ کا وحی سماعت کرنے کے بعد تکرار کرنا:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فاذا قرانه فاتبع قرانه تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو (القیامة: ۱۸)﴾۔حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قرائت کو اللہ کی قرائت کہا گیا، اور یہ جبرائیل امین علیہ السلام کے لئے عظیم شرف ومنزلت ہے ،اور اس کی نظیر اللہ عزوجل کے اس فرمان سے بھی ملتی ہے: ﴿من يطع الرسول فقد اطاع الله جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا (النساء: ۸۰)﴾۔ابن عباس کہتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے جبرائیل امین علیہ السلام کے پڑھے گئے قرآن کی پیروی فرمائی اور اس میں دو وجوہات ہیں: (۱)......قتادہ کہتے ہیں کہ قرآن کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جاننے۔(۲)......جبرائیل امین کی قرائت کی پیروی کے معنی یہ ہیں کہ سید عالم ﷺ کی قرائت اور جبرائیل امین کی قرائت آپس میں ملی ہوئی نہیں ہونی چاہیے، بلکہ واجب ہے کہ جب تک جبرائیل امین علیہ السلام تلاوت میں مصروف ہیں سید عالم ﷺ خاموشی کا اہتمام فرمائیں، اور جب جبرائیل امین علیہ السلام خاموش ہوجائیں اور تلاوت مکمل فرماچکیں تو سید عالم ﷺ قرائت کا آغاز فرمائیں۔اور یہ امر اَولی ہے کیونکہ سید عالم ﷺ کو جبرائیل امین علیہ السلام کی تلاوت سماعت کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔یہاں تک کہ جبرائیل امین علیہ السلام تلاوت سے فارغ ہوجائیں، اور یہ اس امر کے وضع کے خلاف نہیں کہ جو قرآن کے حلال وحرام کے حوالے سے وضع کیا گیا ہے۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۷۲۸)

پنڈلی کا دوسری پنڈلی سے لپٹ جانا:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿والتفت الساق بالساق اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی (القیامة: ۲۹)﴾۔شدت کے ساتھ شدت متصل ہوجائے گی، ایک دنیا سے رخصت ہونے کی شدت وتکلیف اور دوسری آخرت کے سفر کی ابتداء ہونے کی تکلیف ،اور یہی قول ابن عباس اور حسن وغیرہما کا ہے۔شعبی کہتے ہیں کہ انسان کی پنڈلی موت کے وقت شدید کرب وتکلیف کی وجہ سے لپٹ جائے گی۔قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے موت کی سب سے زیادہ تکلیف یہی دیکھی ہے کہ مرنے والا اپنی ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر مارتا ہے۔سعید بن مسیب اور حسن کہتے ہیں کہ انسان کی پنڈلی موت کے بعد کفن سے لپٹ جاتی ہے اور یہی یہاں مراد ہے۔اور زید بن اسلم کا قول بھی یہی ہے۔حسن کا ایک قول یہ ہے کہ مرنے کی وجہ سے پنڈلی خشک ہوجایا کرتی ہے۔ابن عباس کا ایک قول یہ بھی ہے کہ انسان موت کی سختی کی شدت سے نکل کر آخرت کے سخت شدت والے سفر کی ابتداء کی جانب بڑھتا ہے اور جس پر اللہ عزوجل چاہے رحم ہوجاتا ہے۔اور اس پر دلیل اللہ عزوجل کا یہ فرمان ہے: ﴿الی ربک یومئذ المساق اس دن تیرے رب ہی کی طرف ہانکنا ہے (القیمة: ۳۰)﴾۔مجاہد کہتے ہیں کہ آزمائش پر آزمائش نمودار ہوجاتی ہے اور شدائد یکے بعد دیگرے آجاتے ہیں۔ضحاک اور ابن زید کہتے ہیں کہ اس پر دو سخت امور جمع ہوجاتے ہیں: انسانی جسم کے کفن ودفن کا سامان کیا جاتا ہے اور دوسرے مقام پر فرشتے روح کو منتقل کرنے کے امور انجام دیتے ہیں اور اہل عرب ساق کا ذکر سخت شدت کے امر میں کرتے ہیں۔(القرطبی، الجزء: ۲۹، ص ۱۰۲)

بل: عاطفہ، یرید الانسان: فعل بافاعل، لام: جار، یفجر امامہ: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ، یسئل: فعل بافاعل، ایان: ظرف اسم استفہام متعلق بمحذوف خبر مقدم، یوم القیمۃ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فاذا برق البصر و خسف القمر و جمع الشمس والقمر یقول الانسان یومئذ این المفر﴾

ف: مستانفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، برق البصر: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، خسف القمر: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، جمع الشمس والقمر: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط، یقول الانسان: فعل وفاعل، یومئذ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ قول، این: اسم استفہام ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، المفر: مصدر میمی مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿کلا لا وزر الی ربک یومئذ المستقر﴾

کلا: حرف ردع وزجر، لا: نفی جنس، وزر: اسم "موجود" خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ، الی ربک: ظرف مستقر "الا ستقرار" مصدر محذوف کیلئے، یومئذ: ظرف مصدر اپنے فاعل وظرف مستقر وظرف سے، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، المستقر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ینبؤا الانسان یومئذ بما قدم واخر﴾

ینبوا الانسان: فعل مجہول بانائب الفاعل، یومئذ: ظرف، ب: جار، ما: موصولہ، قدم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ﴾

بل: عاطفہ، الانسان: مبتدا، علی نفسہ: ظرف لغو مقدم، بصیرۃ: صفت مشبہ "ھی" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لو: شرطیہ، القی معاذیرہ: جملہ فعلیہ جزا محذوف "ما ساغت وما قلبت" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ حال، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرانہ﴾

لا تحرک: فعل نہی بافاعل، بہ: ظرف لغو، لسانک: مفعول، لام: جار، تعجل بہ: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "یقال لہ" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ، ان: حرف مشبہ، علینا: ظرف مستقر خبر مقدم، جمعہ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، قرانہ: معطوف، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا قرانہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ﴾

ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، قرانہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اتبع قرانہ: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ثم: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، علینا: ظرف مستقر خبر مقدم، بیانہ: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کلا بل تحبون العاجلۃ وتذرون الاخرۃ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ﴾

کلا: حرف ردع وزجر، بل: عاطفہ، تحبون: فعل بافاعل، العاجلۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تذرون: فعل بافاعل، الاخرۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، وجوہ: موصوف، یومئذ ناضرۃ: مشبہ جملہ صفت، ملکر مبتدا، الی ربہا ناظرۃ: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ووجوہ یومئذ باسرۃ تظن ان یفعل بہا فاقرۃ﴾

و: عاطفہ، وجوہ: موصوف، یومئذ باسرۃ: شبہ جملہ صفت، ملکر مبتدا، تظن: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یفعل بہا فاقرۃ: جملہ فعلیہ

بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کلا اذا بلغت التراقی وقیل من راق وظن انه الفراق والتفت الساق بالساق الی ربک یومئذ المساق﴾

کلا: حرف ردع وزجر، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، بلغت: فعل بافاعل، التراقی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قیل: قول، من: استفہامیہ مبتدا، راق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف اول، و: عاطفہ، ظن: فعل بافاعل، انه الفراق: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، التفت الساق بالساق: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ملکر شرط، الی ربک: ظرف مستقر خبر مقدم، یومئذ: ظرف مقدم، المساق: اسم مصدر "ای تساق الی حکم ربھم" بافاعل، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆.....ایحسب الانسان...... ☆ یہ آیت عدی بن ربیعہ کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ اگر میں قیامت کا دن دیکھ بھی لوں تب بھی میں نہ مانوں گا اور آپ پر ایمان نہ لاؤں گا، کیا اللہ بکھری ہوئی ہڈیاں جمع کر دے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس کے معنی یہ ہیں کہ کیا اس کافر کا یہ گمان ہے کہ ہڈیاں بکھرتے اور گلنے اور ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں ملنے اور ہواؤں کے ساتھ اڑ کر دور دراز مقامات میں منتشر ہو جانے سے ایسی ہو جاتی ہیں کہ ان کا جمع کرنا کافر ہماری قدرت سے باہر سمجھتا ہے یہ خیال فاسد ہے اس کے دل میں کیوں آیا اور اس نے کیوں نہیں جانا کہ جو پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے وہ مرنے کے بعد پیدا کرنے پر ضرور قادر ہے۔

☆.....لاتحرک به لسانک...... ☆ سید عالم ﷺ جبرائیل امین علیہ السلام کے وحی پہنچا کر فارغ ہونے سے قبل یاد فرمانے کی سعی فرماتے تھے اور جلد جلد پڑھتے اور زبان اقدس کو حرکت دیتے، اللہ عزوجل نے سید عالم ﷺ کی مشقت گوارا نہ فرمائی اور قرآن کریم کو سینہ میں محفوظ کرنا اور زبان اقدس پر جاری فرمانا اپنے ذمہ لے لیا اور یہ آیت نازل فرما کر حضور ﷺ کو مطمئن فرمایا۔

☆.....اولی لک فاولی...... ☆ جب یہ آیت نازل ہوئی نبی کریم ﷺ نے بطحا میں ابوجہل کے کپڑے پکڑ کر اس سے فرمایا ﴿اولی لک فاولی ثم اولی لک فاولی تیری خرابی آ لگی اب آ لگی پھر تیری خرابی آ لگی (القیمۃ: ۳۴،۳۵)﴾ تو ابوجہل نے کہا اے محمد تم مجھے دھمکاتے ہو تم اور تمہارا رب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، میں مکہ کے پہاڑوں کے درمیان سب سے زیادہ قوی زور آور صاحب شوکت ہوں مگر قرآنی خبر ضرور پوری ہونی تھی اور رسول کریم کا فرمان ضرور پورا ہونے والا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جنگ بدر میں ابوجہل ذلت وخواری کے ساتھ بری طرح مارا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر امت میں ایک فرعون ہوتا ہے میری امت کا فرعون ابوجہل ہے۔ اس آیت میں اس کی خرابی کا ذکر چار مرتبہ فرمایا گیا ہے پہلی خرابی ہے بے ایمانی کی حالت میں ذلت کی موت دوسری خرابی قبر کی سختیاں اور وہاں کی شدتیں تیسری خرابی یہ ہے کہ مرنے کے بعد اٹھنے کے وقت گرفتار مصائب ہونا، چوتھی خرابی عذاب جہنم۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نفس لوامہ کا بیان:

۱.....اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿واما من خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوی فان الجنة هی المأوی وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کی خواہش سے روکا تو بیشک جنت ہی ٹھکانا ہے (النازعات: ۴۰ تا ۴۱)﴾۔ جاننا چاہیے کہ نفس کی مخالفت کرنا عبادت کی کنجی ہے۔ مشائخ عظام سے پوچھا گیا کہ نفس کو کیسے زیر کیا جائے تو فرمایا: "نفس کو مخالفت کی چھری سے ذبح کردو"۔ حضرت ذوالنون مصری کہتے ہیں کہ عبادت کی کنجی غور وتفکر ہے اور اس عبادت کا ٹھیک ہونا نفس کی مخالفت کرنے میں مضمر

اغراض:

زائدۃ فی الموضعین: قسم کی تاکید کے لئے ہے، اور اس میں دلیل ہے کہ ﴿لا﴾ کلام میں کئی مواقع پر زائدہ ہوتا ہے چہ جائے کہ کلام کے اول میں ہو یا وسط میں، برخلاف اِس قول کے جو کیا جاتا ہے: "﴿لا﴾ وسط کلام میں زائدہ ہوتا ہے لیکن اول کلام میں نہیں ہوتا"۔

التی تلوم نفسھا: یعنی نفس لوامہ دنیا میں ملامت کرتا جب اُسے (اپنے عمل) کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے نفس کی سات قسمیں بیان کی ہیں: (۱)......امارۃ: سے مراد کافروں کا نفس ہے جو اپنے نفس ہی کی پیروی کرتے ہیں اور جو انہیں اصلا خیر کا حکم نہیں کرتا اور یہ اپنے معاملات پر خوش رہتے ہیں۔ (۲)......لوامۃ: مراد وہ نفس ہے جو اپنے صاحب کو ملامت کرتا ہے، اگرچہ نیکی کے معاملے میں کوشش کرتا ہو اور یہی خیر کا آغاز اور ترقی کرنے (کا راستہ) ہے۔ (۳)......ملہمہ: وہ نفس جو انسان کو فسق و فجور اور پرہیزگاری کا الہام کرتا ہے۔ (۴)......مطمئنہ: مراد وہ نفس ہے جو اللہ کی رضا پر اطمینان میں رہتی ہے اور اس کی تقدیر پر راضی ہوتا ہے۔ (۵)......راضیہ: مراد وہ نفس ہے جو ہر حال میں اللہ سے راضی رہتا ہے۔ (۶)......مرضیہ: مراد وہ نفس ہے جو اللہ کی رضا کے حصول میں زیادتی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ (۷)......کاملہ: نفس کا اپنی انتہاء درجے کے مرتبے کو پالینا۔

کما کانت: جیسا کہ دنیا میں انگلیوں کو پور پور درست کیا تھا بالکل اب بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ **وھو الاصابع:** بمعنی اطراف ہیں، یعنی انگلیوں کے اطراف و پورے۔ **وذلک فی یوم القیامۃ:** اگر یہ کہا جائے کہ سورج و چاند کا مغرب سے طلوع ہونا قیامت کے دن نہیں بلکہ قیامت سے ایک سو بیس سال پہلے ہوگا، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد قیامت کے دن سے وہ وقت ہے جو عظیم امور کے انجام دینے کے وقت کو شامل ہوگا۔

علی غیر قیاس: اور قیاس ﴿معاذیرہ﴾ کے بجائے "معاذر" ہے۔ **ولو جاء بکل معذرۃ:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں استعارہ تبعیہ ہے، یعنی عذر کرنے سے تشبیہ دی جارہی ہے کہ زبان سے وہ بات ہو رہی ہے جو خلاف قیاس ہے جیسا کہ ڈول کنویں میں پانی کے طلب کرنے کے لئے ڈالنا، پس القی بمعنی جاء ہے۔ **قبل فراغ جبرائیل منہ:** یعنی حضرت جبرائیل کے قرآن کے القاء کرنے سے پہلے آپ اپنی زبان کو حرکت میں نہ لائیں۔

بالتفھیم: یعنی آپ پر اس قرآن کے مشکل معانی کی تفہیم کا سلسلہ کریں گے۔ **تضمنت الاعراض:** یعنی سابقہ آیت منکرین بعث کے بارے میں بیان ہوئی جو کہ قرآن پر اعتراض کرتے، مراد کافر ہیں، اور دو متضاد چیزیں بھول وغیرہ ہونے کے زیادہ قریب ہوتی ہیں۔ **ای فی یوم القیامۃ:** ظرف کے معنی کی تفسیر ہے اور ﴿یومئذ﴾ میں موجود تنوین جملہ سے عوض ہے مراد وہ دن ہے جس میں قیامت وقوع پذیر ہوگی۔

النفس: سے مراد نفسِ مومنہ یا کافرہ، معنی یہ ہے کہ موت کے وقت نفس پکڑی جائیگی (یعنی موت جب ہنسلی کی ہڈی تک پہنچ جائے گی)۔ **والتفت شدۃ فراق الدنیا:** مراد یہ ہے کہ ساق میں دو شدتیں پائی جائیں گی اور ساق کا اطلاق شدت پر ہوتا ہے اور یہ معنی کافر کے حوالے سے ظاہر ہے اس لئے کہ نفس سکرات موت سے عذاب قبر کی جانب منتقل ہوگی (پس یہاں یہی شدتیں مراد ہیں)۔

(الصاوی، ج۶، ص ۲۰۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿فلا صدق﴾ اَلْاِنْسَانُ ﴿ولا صلی (۳۱)﴾ اَیْ لَمْ یُصَدِّقْ وَلَمْ یُصَلِّ ﴿ولکن کذب﴾ بِالْقُرْاٰنِ ﴿

وتولی (۳۲) ﴿عَنِ الْاِیْمَانِ﴾ ﴿ثم ذهب الی اهله یتمطی (۳۳)﴾ یَتَبَخْتَرُ فِیْ مَشْیَتِهٖ اِعْجَابًا ﴿اولی لک﴾ فِیْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغِیْبَةِ وَالْکَلِمَةِ اِسْمُ فِعْلٍ وَّالَّامُ لِلتَّبْیِیْنِ اَیْ وَلِیْکَ مَاتَکْرَهُ ﴿فاولی (۳۴)﴾ اَیْ فَهُوَ اَوْلٰی بِکَ مِنْ غَیْرِکَ ﴿ثم اولی لک فاولی (۳۵)﴾ تَاکِیْدٌ ﴿ایحسب﴾ یَظُنُّ ﴿الانسان ان یترک سدی (۳۶)﴾ هَمَلًا لَایُکَلَّفُ بِالشَّرَائِعِ اَیْ لَایُحْسَبُ ذٰلِکَ ﴿الم یک﴾ اَیْ کَانَ ﴿نطفة من منی یمنی (۳۷)﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ تُصَبُّ فِی الرَّحْمِ ﴿ثم کان﴾ اَلْمَنِیُّ ﴿علقة فخلق﴾ اَللّٰهُ مِنْهَا الْاِنْسَانَ ﴿فسوی (۳۸)﴾ عَدَّلَ اَعْضَائَهُ ﴿فجعل منه﴾ مِنَ الْمَنِیِّ الَّذِیْ صَارَ عَلَقَةً اَیْ قِطْعَةَ دَمٍ ثُمَّ مُضْغَةً اَیْ قِطْعَةَ لَحْمٍ ﴿الزوجین﴾ اَلنَّوْعَیْنِ ﴿الذکر والانثی (۳۹)﴾ یَجْتَمِعَانِ تَارَةً وَیَنْفَرِدُ کُلٌّ مِنْهُمَا عَنِ الْاٰخِرِ تَارَةً ﴿الیس ذلک﴾ اَلْفَعَّالُ لِهٰذِهِ الْاَشْیَاءِ ﴿بقدر علی ان یحی الموتی (۴۰)﴾ قَالَ بَلٰی.

﴿ترجمہ﴾

اس نے (یعنی انسان نے) نہ تو سچ مانا اور نہ نماز پڑھی (لا صدق ولا صلی بمعنی لم یصدق ولم یصل ہے۔۔۔۔۔۔لے۔۔۔۔۔۔) ہاں (قرآن پاک کو) جھٹلایا اور (ایمان لانے سے) مونھ پھیرا پھر اپنے گھر کو چلا اکڑتا (اپنے آپ کو کچھ سمجھتا چال میں اکڑتا) تیری خرابی آلگی (اس خطاب میں غیبت سے التفات کیا گیا ہے، "اولی لک" اسم فعل ہے اور لام تبیین کے لیے ہے یہ بمعنی ولیک ما تکرہ ہے) اب آلگی (یعنی یہ خرابی دیگر کے مقابلے میں تیرے زیادہ لائق ہے) پھر تیری خرابی آلگی اب آلگی ("ثم اولی لک فاولی" تاکید کے لیے ہے) کیا آدمی اس گمان میں ہے (یحسب بمعنی یظن ہے) کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا (مہمل چھوڑ دیا جائے گا اسے احکام شرعیہ کا مکلف نہیں کیا جائے گا وہ ایسا نہیں سمجھتا) کیا وہ ایک بوند نہ تھا (یعنی وہ ایسا ہی تھا) اس منی کا کہ گرائی جائے (رحم میں "تمنی" اسے علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) پھر وہ (یعنی منی) خون کی پھٹک کی ہوئی تو اس نے (یعنی اللہ ﷻ نے) پیدا فرمایا (اس سے انسان کو) پھر ٹھیک بنایا (اس کے اعضاء کو معتدل بنایا) تو اس سے (یعنی اس منی سے جو کہ خون کی پھٹک تھی، پھر گوشت کی بوٹی بنی "علقة" خون کی بوٹی کو اور "مضغة" گوشت کی بوٹی کو کہتے ہیں) دو جوڑ بنائے (زوجین بمعنی نوعین ہے) مرد اور عورت (کبھی ایک حمل میں دونوں پیدا ہوتے اور کبھی دونوں میں سے ایک) کیا وہ (جو ان اشیاء کو انجام دینے والا ہے) قادر نہیں کہ وہ مردے جلا سکے (نبی پاک ﷺ نے اس آیت مبارکہ کے بعد ارشاد فرمایا ہاں کیوں نہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فلا صدق ولا صلی﴾

ف: عاطفہ، لا: نافیہ، صدق: فعل "هو" ضمیر راجع بسوئے "الانسان" فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ایحسب الانسان" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، لا: نافیہ، صلی: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولکن کذب وتولی ثم ذهب الی اهله یتمطی اولی لک فاولی ثم اولی لک فاولی﴾

و: عاطفہ، لکن: مخففہ مہملہ، کذب: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تولی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جملہ معطوف، ثم: عاطفہ، ذهب: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، یتمطی: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، الی اهله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، اولی لک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اولی: جملہ فعلیہ معطوف، ثم: عاطفہ، اولی لک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اولی: جملہ فعلیہ

معطوف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ب

﴿ایحسب الانسان ان یترک سدی الم یک نطفۃ من منی یمنی﴾

ھمزہ: حرف استفہام، یحسب الانسان: فعل وفاعل، ان: مصدریہ، یترک سدی: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، سدی: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ھمزہ: حرف استفہام، لم یک: فعل ناقص با اسم، نطفۃ: موصوف، من: جار، منی: موصوف، یمنی: جملہ فعلیہ صفت، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم کان علقۃ فخلق فسوی فجعل منہ الزوجین الذکر والانثی﴾

ثم: عاطفہ، کان: فعل ناقص با اسم، علقۃ: خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، خلق: جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، سوی: جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، جعل: فعل با فاعل، منہ: ظرف مستقر مفعول ثانی، الزوجین: مبدل منہ، الذکر: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الانثی: معطوف، ملکر بدل، ملکر مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الیس ذلک بقدر علی ان یحی الموتی﴾

ھمزہ: حرف استفہام، لیس: فعل ناقص، ذلک: اسم، ب: زائد، قدر: اسم فاعل با فاعل، علی ان یحی الموتی: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فلاصدق ولاصلی کے بارے مفسرین کرام کی رائے:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فلا صدق ولا صلی اس نے نہ تو سچ مانا اور نہ نماز پڑھی (القیمۃ:۳۱)﴾۔ اہل تاویل کے کئی نکات اس بارے میں موجود ہیں: (۱)......کتاب اللہ عزوجل کی تصدیق نہیں کرتے، اور نہ ہی نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں اور اللہ عزوجل کی کتاب کو جھٹلاتے ہیں اور اس کی فرمانبرداری سے مونھ پھیرتے ہیں۔ (۲)......قتادہ کہتے ہیں کہ کتاب اللہ عزوجل کی تصدیق نہیں کرتے اور نماز بھی ادا نہیں کرتے۔ (۳)......اللہ عزوجل اور اس کے رسول علیہ السلام کی جانب سے جس چیز کی تصدیق کرنا واجب تھا وہ نہیں کرتے اور نہ ہی نماز فرض ادا کرتے ہیں۔ (۴)......انسان پر واجب ہے کہ جو اس کی جانب اللہ عزوجل کی طرف سے اس کے رسول علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوا یعنی قرآن کی تصدیق کرے اور نماز کی ادائیگی کا اہتمام بھی کرے جو کہ اس پر فرض کی گئی ہے اور اس میں دلیل ہے کہ کفار فروعات کے مکلف ہیں اور اُن سے مواخذہ بھی ہوتا ہے یعنی جس طرح مسلمان پر نماز کو ترک کرنے پر مواخذہ ہوتا ہے بالکل اسی طرح کافر پر بھی ترکِ نماز پر مواخذہ ہوگا۔ (الطبری، الجزء:۲۹، ص، روح المعانی، الجزء:۲۹، ص۲۲۸، روح البیان، ج۱۰، ص ۳۰۲)

اغراض:

ای لا یحسب ذلک: یعنی انسان کے لئے ایسا گمان کرنا مناسب ولائق نہیں ہے (یعنی انسان کو مہمل نہیں چھوڑا جائے گا)۔

النوعین: افراد مراد نہیں ہیں، پس اگر کسی عورت کا دو بچے اور ایک بچی یا برعکس پیدا ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم بلی: جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا: "سبحانک اللھم بلی"۔ حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ جو کوئی یہ آیت پڑھے ﴿سبح اسم ربک الاعلی﴾ تو چاہے امام ہو یا منفرد اُسے چاہیے کہ یوں کہے: "سبحان ربی الاعلی" اور جو تم میں یہ پڑھے: "﴿لا اقسم بیوم القیامۃ...... الخ﴾ تو یوں پڑھے: "سبحانک اللھم بلی" امام ہو یا کوئی اور۔ (الصاوی، ج۶، ص ۲۰۵ وغیرہ)

سورة الدھر مکیة او مدنیة وھی احدی وثلثون آیة

(سورۃ الدہر مکی ہے یا مدنی ہے، جس میں ۳۱ آیات ہیں)

تعارف سورۃ الدھر

اس سورت میں دو رکوع، اکتیس آیتیں، دو سو چالیس کلمے، اور ایک ہزار چون حروف ہیں۔ انسان جو آج اپنے اوپر اتنا فخر و ناز کرتا ہے اور اپنے خالق حقیقی کو بھول چکا ہے اسے بتایا جا رہا ہے کہ تو ہمیشہ سے ایسا نہ تھا بلکہ تجھے نیست سے ہست کیا گیا اور جو تمہیں عیش و آرام کی زندگی دی اس کا مقصد صرف تمہاری آزمائش ہے کہ کیا تم ان نعمتوں پر اللہ ﷻ کا شکر کر کے شکر گزار بننا چاہتے ہو یا پھر کفران نعمت کر کے نافرمانوں میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ پھر ان انعامات کا ذکر فرمایا جو اس کے شکر گزار بندوں پر کئے جائیں گے۔ وہ ایسا دور تھا کہ انسان خود غرض تھے اور خستہ حال آدمی کو دیکھ کر اس کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ایسے زمانے میں ان لوگوں کی توصیف کی جا رہی ہے جو مسکینوں، یتیموں اور اسیروں کو محض اللہ ﷻ کی رضا کی خاطر کھانا کھلایا کرتے تھے۔ پھر ان انعامات کا ذکر فرمایا جن سے ان لوگوں کو نوازا جائے گا۔ اس کے بعد دنیا کے ان لوگوں کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ جو دنیا کی لذتوں میں مگن ہیں اور آخرت کی ابدی نعمتوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ یہ کتاب سراپا نصیحت ہے اب جس کی مرضی ہے وہ اس کی نصیحت پر عمل کرے یا نہ کرے وہ اس کا نصیب۔

رکوع نمبر: ۱۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿ھل﴾قَدْ﴿ اتی علی الانسان﴾ادَمَ﴿ حین من الدھر﴾اَرْبَعُوْنَ سَنَةً﴿لم یکن﴾فِیْهِ﴿ شیئا مذکورا (۱)﴾ کَانَ فِیْهِ مُصَوَّرًامِنْ طِیْنٍ لَا یُذْکَرُاَوِالْمُرَادُ بِالْاِنْسَانِ الْجِنْسَ وَبِالْحِیْنِ مُدَّةَ الْحَمْلِ ﴿انا خلقنا الانسان﴾اَلْجِنْسَ﴿ من نطفة امشاج ﴾اَخْلَاطٍ اَیْ مَاءِ الرَّجُلِ وَمَاءِ الْمَرْاَةِ الْمُخْتَلَطَیْنِ الْمُمْتَزَجَیْنِ ﴿نبتلیه﴾نَخْتَبِرُهٗ بِالتَّکْلِیْفِ وَالْجُمْلَةُ مُسْتَانِفَةٌ اَوْحَالٌ مُقَدَّرَةٌ اَیْ مُرِیْدِیْنَ اِبْتِلَائِهٖ وَحِیْنَ تَاَهُّلِهٖ﴿ فجعلنه﴾بِسَبَبِ ذٰلِکَ﴿ سمیعا بصیرا (۲)انا ھدینه السبیل ﴾بَیَّنَّالَهٗ طَرِیْقَ الْهُدٰی بِبَعْثِ الرُّسُلِ﴿اما شاکرا﴾اَیْ مُؤْمِنًا﴿ واما کفورا (۳)﴾حَالَانِ مِنَ الْمَفْعُوْلِ اَیْ بَیَّنَّالَهٗ فِیْ حَالِ شُکْرِهٖ اَوْکُفْرِهِ الْمُقَدَّرَةِ وَاِمَّالِتَفْصِیْلِ الْاَحْوَالِ ﴿انا اعتدنا﴾هَیَّاْنَا﴿ للکفرین سلسلا﴾یُسْحَبُوْنَ بِهَافِی النَّارِ﴿ واغللا﴾اَعْنَاقِهِمْ تُشَدُّ فِیْهَا السَّلَاسِلُ﴿ وسعیرا (۴)﴾نَارًمُسَعَّرَةً اَیْ مُهَیَّجَةً یُعَذَّبُوْنَ بِهَا﴿ان الابرار﴾جَمْعُ بَرٍّاَوْبَارٍ وَهُمُ الْمُطِیْعُوْنَ﴿ یشربون من کاس﴾هُوَاِنَاءُ شُرْبِ الْخَمْرِ وَهِیَ فِیْهِ وَالْمُرَادُ مِنْ خَمْرٍ تَسْمِیَةٌ لِلْحَالِ بِاسْمِ الْمَحَلِّ وَمِنْ لِلتَّبْعِیْضِ ﴿ کان مزاجھا﴾مَاتُمْزَجُ بِهٖ﴿ کافورا (۵)عینا﴾بَدَلٌ مِنْ کَافُوْرًافِیْهَارَائِحَتُهٗ﴿ یشرب بھا﴾مِنْهَا﴿ عباد اللہ﴾اَوْلِیَاءُهٗ﴿ یفجرونھا تفجیرا (۶)﴾یَقُوْدُوْنَهَاحَیْثُ شَاءُوْمِنْ مَنَازِلِهِمْ ﴿یوفون بالنذر﴾فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ ﴿ ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا (۷)﴾مُنْتَشِرًا﴿ویطعمون الطعام علی حبه﴾اَیِ الطَّعَامِ وَشَهْوَتِهِمْ لَهٗ ﴿ مسکینا﴾فَقِیْرًا﴿ویتیما﴾لَااَبَ لَهٗ﴿ واسیرا (۸)﴾یَعْنِی الْمَحْبُوْسَ بِحَقٍّ ﴿انما نطعمکم لوجه اللہ﴾لِطَلَبِ ثَوَابِهٖ﴿ لا نرید منکم جزاءً ولا شکورا (۹)﴾شُکْرًافِیْهِ عَلَی الْاِطْعَامِ وَهَلْ تَکَلَّمُوْا بِذٰلِکَ اَوْعَلِمَهُ اللّٰهُ مِنْهُمْ فَاَثْنٰی عَلَیْهِمْ بِهٖ قَوْلَانِ ﴿انا نخاف من ربنا یوما عبوسا﴾تَکْلَحُ

اَلْوُجُوْهُ فِيْهِ اَىْ كَرِيْهُ الْمُنْتَظِرِ لِشِدَّتِهٖ ﴿ قمطريرا (۱۰) ﴾شَدِيْدًا فِىْ ذٰلِكَ ﴿فوقهم الله شر ذلك اليوم ولقهم﴾اَعْطَاهُمْ﴿ نضرة ﴾حُسْنًا وَاَضَاءَةً فِىْ وُجُوْهِهِمْ ﴿وسرورا (۱۱) وجزهم بما صبروا﴾بِصَبْرِهِمْ عَنِ الْمَعْصِيَةِ﴿جنة﴾اُدْخِلُوْهَا﴿ وحريرا (۱۲) ﴾اُلْبِسُوْهُ﴿متكئين﴾حَالٌ مِّنْ مَّرْفُوْعِ اُدْخِلُوْهَا الْمُقَدَّرَةِ وَكَذَا لَايَرَوْنَ ﴿ فيها على الارائك﴾اَلسُّرُرِ فِى الْحِجَالِ ﴿ لايرون﴾يَجِدُوْنَ حَالٌ ثَانِيَةٌ﴿ فيها شمسا ولا زمهريرا (۱۳) ﴾ اَىْ لَاحَرًّا وَّلَابَرْدًا وَّقِيْلَ الزَّمْهَرِيْرُ الْقَمَرُ فَهِىَ مُضِيْئَةٌ مِنْ غَيْرِ شَمْسٍ وَّلَاقَمَرٍ﴿ودانية﴾قَرِيْنَةٌ عَطْفٌ عَلٰى مَحَلِّ لَايَرَوْنَ اَىْ غَيْرَ رَائِيْنَ﴿عليهم﴾مِنْهُمْ﴿ ظللها﴾شَجَرُهَا﴿ وذللت قطوفها تذليلا (۱۴) ﴾اُدْنِيَتْ ثِمَارُهَا فَيَنَالُهَا الْقَائِمُ وَالْقَاعِدُ وَالْمُضْطَجِعُ ﴿ويطاف عليهم﴾فِيْهَا﴿ بانية من فضة واكواب﴾اَقْدَاحٍ بِلَاعُرًى﴿ كانت قواريرا (۱۵) قوارير من فضة﴾اَىْ اِنَّهَا مِنْ فِضَّةٍ يُرٰى بَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا كَالزُّجَاجِ﴿ قدروها﴾اَىِ الطَّائِفُوْنَ﴿ تقديرا (۱۶) ﴾عَلٰى قَدْرِرِيِّ الشَّارِبِيْنَ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَلَانَقْصٍ وَذٰلِكَ اَلَذُّ الشَّرَابِ﴿ويسقون فيها كاسا﴾اَىْ خَمْرًا﴿ كان مزاجها﴾اَىْ مَاتُمْزَجُ بِهٖ﴿ زنجبيلا (۱۷) عينا﴾بَدَلٌ مِنْ زَنْجَبِيْلًا﴿ فيها تسمى سلسبيلا (۱۸) ﴾يَعْنِىْ اَنَّ مَاءَهَا كَالزَّنْجَبِيْلِ الَّذِىْ تَسْتَلِذُّ بِهِ الْعَرَبُ سَهْلَ الْمَسَاغِ فِى الْحَلْقِ ﴿ويطوف عليهم ولدان مخلدون﴾بِصِفَةِ الْوِلْدَانِ لَايَشِيْبُوْنَ﴿ اذا رايتهم حسبتهم﴾لِحُسْنِهِمْ وَانْتِشَارِهِمْ فِى الْخِدْمَةِ﴿ لؤلؤا منثورا (۱۹) ﴾مِنْ سِلْكِهٖ اَوْمِنْ صَدَفِهٖ وَهُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ فِىْ غَيْرِ ذٰلِكَ ﴿واذا رايت ثم﴾اَىْ وُجِدَتِ الرُّؤْيَةُ مِنْكَ فِى الْجَنَّةِ﴿ رايت﴾جَوَابُ اِذَا﴿ نعيما﴾لَايُوْصَفُ﴿ وملكا كبيرا (۲۰) ﴾وَاسِعًا لَاغَايَةَ لَهٗ عَلَيْهِمْ فَوْقَهُمْ فَنَصَبُهٗ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ وَهُوَ خَبَرُ الْمُبْتَدَاءِ بَعْدَهٗ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِسُكُوْنِ الْيَاءِ مُبْتَدَاٌ وَمَابَعْدَهٗ خَبَرُهٗ وَالضَّمِيْرُ الْمُتَّصِلُ بِهٖ لِلْمَعْطُوْفِ ﴿عليهم ثياب سندس﴾حَرِيْرٌ﴿ خضر﴾بِالرَّفْعِ﴿ واستبرق﴾بِالْجَرِّ مَاغَلُظَ مِنَ الدِّيْبَاجِ وَهُوَ الْبَطَائِنُ وَالسُّنْدُسُ الظَّهَائِرُ وَفِىْ قِرَاءَةٍ عَكْسُ مَاذُكِرَ فِيْهِمَا وَفِىْ اُخْرٰى بِرَفْعِهِمَا وَفِىْ اُخْرٰى بِجَرِّهِمَا﴿ وحلوا اساور من فضة﴾وَفِىْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ مِنْ ذَهَبٍ لِلْاِيْذَانِ بِاَنَّهُمْ يُحَلَّوْنَ مِنَ النَّوْعَيْنِ مَعًا وَّمُفَرَّقًا﴿ وسقهم ربهم شرابا طهورا (۲۱) ﴾مُبَالَغَةٌ فِىْ طَهَارَتِهٖ وَنَظَافَتِهٖ بِخِلَافِ خَمْرِ الدُّنْيَا﴿ان هذا﴾اَلنَّعِيْمَ﴿ كان لكم جزاء وكان سعيكم مشكورا (۲۲) ﴾.

﴿ترجمہ﴾

بیشک (ھل بمعنی قد ہے) آدمی (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) پرگزرا ایک وقت (چالیس سال) کہ (اس میں) کہیں اس کا نام بھی نہ تھا (اس میں آپ علیہ السلام کی تصویر مٹی سے بنائی گئی تھی اس وقت آپ علیہ السلام کا نام نہ تھا یا یہاں "الانسان" سے مراد جنین انسان ہے اور "حین" سے مراد مدت حمل ہے۔......) بیشک ہم نے انسان (یعنی جنس انسان) کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے (یعنی مرد اور عورت کے ملے ہوئے پانی سے، امشاج بمعنی اخلاط ہے) کہ ہم اسے جانچیں (مکلف کرکے، نبتلیہ بمعنی نختبرہ ہے، یہ جملہ مستانفہ ہے یا حال مقدرہ ہے "یعنی اُسے مکلف ہونے کا اہل بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں") تو ہم نے اسے بنایا (اسی سبب سے) سنتا دیکھتا بیشک ہم نے اسے راہ دکھائی (رسول بھیج کر راہ ہدایت اس کے لیے واضح کردی) یا حق مانتا (یعنی مسلمان ہوتا) یا ناشکری کرتا ("

شاکرا""کفورا "دونوں مفعول سے حال بن رہے ہیں، یعنی ہم نے اُن کے شکر کرنے اور چھپے ہوئے کفر کے احوال کو بیان کردیا، اور"اما" تفصیل احوال کے لئے ہے) بیشک ہم نے تیار کررکھی ہیں (اعتدنا بمعنی ھیانا ہے) کافروں کے لیے زنجیریں (جس کے ذریعے انہیں باندھ کر جہنم میں گھسیٹا جائے گا) اور طوق (جو کہ ان کی گردنوں میں ہوں گے اور انہیں زنجیریں بندھی ہوں گیں) اور بھڑکتی آگ (جس کے ذریعے انہیں عذاب دیا جائے گا، سعیرا بمعنی مسحرۃ ہے) بیشک نیک ("الابرار""البر" یا "بار" کی جمع ہے مراد مطیعین ہیں) پئیں گے اس جام میں سے ("کاس" شراب پینے کے برتن کو کہتے ہیں اور اس سے مراد مظروف یعنی شراب ہے، یہ تسمیۃ الحال باسم المحل کے قبیل سے ہے یہاں "من" تبعیضیہ ہے) جس کی ملونی (مزاجھا بمعنی ما تمزج بہ ہے) کافور ہے ایک چشمہ ("عینا""کافور" سے بدل بن رہا ہے یعنی اس چشمہ میں کافور کی خوشبو ہو گی......۲......) جس میں سے پئیں گے (بھا بمعنی منھا ہے) اللہ کے بندے (یعنی اس کے اولیاء) اسے جہاں چاہیں گے بہالے جائیں گے (وہ اسے اپنے محلوں میں جہاں چاہیں گے بہالے جائیں گے اللہ کی فرمانبرداری میں (اپنی منت پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈراتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے (مستطیرا بمعنی منتشرا ہے) اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر (یعنی خود کو کھانے کی محبت اور خواہش ہوتی ہے اس کے باوجود کھلاتے ہیں) مسکین (یعنی فقیر) اور یتیم کو (یتیم اس نابالغ بچے کو کہتے ہیں جس کا باپ نہ ہو) اور اسیر کو (یعنی اسے جو کسی حق کے سبب قید میں ہو......۳......) ہم تمہیں کھانا دیتے ہیں خالص اللہ کے لیے (اس کے ثواب کو پانے کے لیے) تم سے کوئی بدلہ اور شکر گزاری نہیں مانگتے (شکورا بمعنی شکرا ہے، یہاں کھانا کھلانے کی علت کا بیان ہے یہ بات انہوں نے خود کہی ہے یا اللہ ﷻ نے ان کی یہ حالت جان کر خود ان کی تعریف میں فرمائی ہے اس کے بارے میں دونوں اقوال ہیں) بیشک ہمیں اپنے رب کے حضور ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے ("عبوسا" یعنی ایسا دن ہے، جس میں چہرے بگڑ جائیں گے یعنی اس دن کی شدت کی وجہ سے چہرے کو"کریۃ المنظر" کہا جائے گا، قمطریرا بمعنی شدیدا ہے) تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچالیا اور انہیں عطا فرمائی (لقھم بمعنی اعطاھم ہے) تازگی (چہروں میں خوبصورتی اور چمک) اور شادمانی اور انہیں بدلہ دیا ان کے (گناہوں سے) صبر کرنے پر جنت (یعنی انہیں جنت میں داخل کر دیا گیا) اور ریشمی کپڑے (جو انہیں پہنا دیئے گئے) تکیہ لگائے ہوں گے ("ادخلوھا" مقدر کی ضمیر مرفوع متکئین سے حال بن رہا ہے) اس میں تختوں پر نہ دیکھیں گے ("لا یرون" یہ دوسرا حال ہے، یہ بمعنی لا یجدون ہے) اس میں دھوپ نہ ٹھٹھر (یعنی نہ گرمی اور نہ سردی، ایک قول یہ ہے "زمھریر" سے مراد چاند ہے معنی یہ ہوگا کہ جنت بغیر سورج چاند کے روشن ہوگی......۴......) اور قریب ہوں گے ("دانیۃ" کا عطف "لا یرون" کے محل پر ہے یعنی وہ نہ دیکھیں گے، دانیۃ بمعنی قریبۃ ہے) ان پر (یعنی ان سے) اس کے (یعنی درختوں کے) سائے اور اس کے گچھے جھکا کر نیچے کر دیئے گئے ہوں گے (ان کے پھلوں کو یوں قریب کر دیا جائے گا کہ کھڑا ہوا بیٹھا ہوا لیٹا ہوا شخص بھی انہیں لے سکے) اور ان پر (جنت میں) دور ہوگا چاندی کے برتنوں کا اور کوزوں کا ("اکواب" بغیر کنڈے کے پیالے) جو شیشے کی مثل ہو رہے ہوں گے (یعنی وہ برتن تو چاندی کے ہوں گے لیکن ان کا اندرونی حصہ باہر سے شیشہ کی طرح دکھائی دے گا) انہوں نے (یعنی ساقیوں نے) انہیں پورے اندازہ پر رکھا ہوگا (یعنی پینے والوں کی خواہش کے مطابق نہ تو اس سے زیادہ اور نہ اس سے کم اور یہ لذیذ ترین مشروب ہوتا ہے) اور اس میں وہ (شراب کے) جام پلائے جائیں گے جس کی ملونی (مزاجھا بمعنی ما تمزج بہ ہے) زنجبیل ہوگی وہ ایک چشمہ ("عینا""زنجبیلا" سے بدل بن رہا ہے) جنت میں جسے سلسبیل کہتے ہیں (یعنی اس چشمہ کا پانی، زنجبیل یعنی ادرک کی طرح ہوگا جسے عرب حلق سے باآسانی مشروب اتارنے کی لذت پانے کے لیے استعمال کرتے ہیں......۵......

)اوران کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے(''مخلدون''''ولدان'' کی صفت ہے یعنی وہ بوڑھے نہیں ہوں گے)جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے (ان کی خوبصورتی اوران کی خدمت میں پہلے ہونے کی وجہ سے) کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے (دھاگے میں پروئے گئے یا اپنی سیپ میں موجوداور موتی کی یہ حالت سب سے بہترین ہوتی ہے)اور جب تو ادھر نظر اٹھائے پھر(یہاں رایت بمعنی وجدت الرؤیة منک ہے)تو دیکھے(یہ''رایت''''اذا'' کا جواب شرط بن رہا ہے)ایک نعمت (جس کا وصف بیان نہیں کیا جاسکتا یعنی مخلوق اس کا ادراک نہیں کرسکتی)اور بڑی سلطنت (جس کی غایت نہ ہوگی، کبیرا بمعنی واسعا ہے)ان کے اوپر(علیھم بمعنی فوقھم ہے، یہ ظرفیت کی بناء پر منصوب ہے اور مابعد آنے والے مبتدا کی خبر ہے اور ایک قرائت میں اسے یاء ساکنہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ مبتدا ہوگا اور اس کا مابعد خبر اور اس کے ساتھ متصل ضمیر معطوف ''عـلیھم'' کی جانب لوٹے گی)ریشم کے سبز کپڑے......(سندس کے معنی ریشم ہے، ''خضر'' کو مرفوع پڑھا گیا ہے)اور قنادیز کے(''استبرق'' موٹے ریشم کو کہتے ہیں''استبرق'' کپڑے کے اندرونی حصہ کو''السندس'' ظاہری حصہ کو کہتے ہیں اور ایک قرائت میں ماقبل جو اعراب ذکر کیا گیا ہے اس کے برعکس پڑھا گیا ہے اور ایک قرائت میں دونوں کو مرفوع اور ایک قرائت میں دونوں کو مجرور پڑھا گیا ہے)اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے گئے (دوسرے مقام میں سونے کے کنگنوں کا ذکر ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ انہیں دونوں طرح کے کنگن ایک ساتھ یا الگ الگ پہنائے جائیں گے)اور انہیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی (''طھورا'' کے ذکر سے دنیاوی شراب کے برخلاف اس شراب کی طہارت اور ستھرائی میں مبالغہ کرنا ہے)بیشک یہ(یعنی نعمت) یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی۔

﴿ترکیب﴾

﴿ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا﴾

ھل: بمعنی قد یا استفہامیہ للتقریر، اتی علی الانسان: فعل وظرف لغو، حین: موصوف، من الدھر: ظرف مستقر صفت اول، لم یکن: فعل نفی ناقص با اسم، شیئامذکورا: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اناخلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتلیه فجعلنه سمیعا بصیرا﴾

انا: حرف مشبہ واسم، خلقنا: فعل بافاعل، الانسان: ذوالحال، نبتلیه: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، من: جار، نطفة امشاج: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، جعلنه: فعل بافاعل ومفعول، سمیعابصیرا: مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا ھدینه السبیل اما شاکرا واما کفورا﴾

انا: حرف مشبہ واسم، ھدینا: فعل بافاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، اما: حرف تفصیل، شاکرا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اما: حرف تفصیل، کفورا: معطوف، ملکر حال، ملکر مفعول، السبیل: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا اعتدنا للکفرین سلسلا واغللا وسعیرا﴾

انا: حرف مشبہ واسم، اعتدنا للکفرین: فعل بافاعل وظرف لغو، سلسلا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اغللا: معطوف اول، و: عاطفہ، سعیرا: معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا﴾

ان الابرار: حرف مشبہ واسم، یشربون: فعل بافاعل، من: جار، کاس: موصوف، کان مزاجھا کافورا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر "حمدا" موصوف محذوف کی صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿عینا یشرب بھا عباد اللہ یفجرونھا تفجیرا﴾

عینا: موصوف، یشرب بھا عباد اللہ: جملہ فعلیہ صفت اول، یفجرونھا تفجیرا: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر فعل محذوف "یشربون" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا﴾

یوفون بالنذر: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، یخافون: فعل بافاعل، یوما: موصوف، کان شرہ: فعل ناقص واسم، مستطیرا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا﴾

و: عاطفہ، یطعمون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، علی حبہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، الطعام: مفعول، مسکینا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، یتیما: معطوف اول، و: عاطفہ، اسیرا: معطوف ثانی، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا﴾

انما: حرف مشبہ وما کافہ، نطعمکم: فعل و "نحن" ضمیر مستقر ذوالحال، لانرید منکم جزاء ولاشکورا: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، کم: ضمیر مفعول، لوجہ اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قمطریرا﴾

انا: حرف مشبہ واسم، نخاف: فعل بافاعل، من ربنا: ظرف لغو، یوما: موصوف، عبوسا: صفت اول، قمطریرا: صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فوقھم اللہ شر ذلک الیوم ولقھم نضرۃ وسرورا وجزھم بما صبروا جنۃ وحریرا﴾

ف: عاطفہ، وقھم اللہ: فعل ومفعول وفاعل، شر ذلک الیوم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لقھم: فعل بافاعل ومفعول، نضرۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، سرورا: معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جزھم: فعل بافاعل ومفعول، بماصبروا: ظرف لغو، جنۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، حریرا: معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿متکئین فیھا علی الارائک لا یرون فیھا شمسا ولازمھریرا﴾

متکئین: اسم فاعل بافاعل، علی الارائک: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ذوالحال، فیھا: ظرف مستقر حال، ملکر ماقبل "جزاھم" کے مفعول کا حال اول ہے، لایرون فیھا شمسا ولازمھریرا: جملہ فعلیہ "جزائھم" کی ضمیر کیلئے حال ثانی واقع ہے۔

﴿ودانیۃ علیھم ظللھا وذللت قطوفھا تذلیلا﴾

و: حالیہ، دانیۃ: اسم فاعل، علیھم: ظرف لغو، ظللھا: فاعل، ملکر جملہ شبہ حال ثالث ہے ماقبل "جزئھم" کے مفعول سے، و: عاطفہ، ذللت قطوفھا: فعل مجہول بانائب الفاعل، تذلیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویطاف علیھم بانیۃ من فضۃ واکواب کانت قواریرا قواریرا من فضۃ قدروھا تقدیرا﴾

و: عاطفہ، یطاف: فعل مجہول، علیھم: ظرف لغو، ب: جار، انیۃ: موصوف، من فضۃ: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف

علیہ، و :عاطفہ، اکواب :موصوف، کانت :فعل ناقص با اسم، قواریرا :مبدل منہ، قواریرا :موصوف، من فضۃ :ظرف مستقر صفت اول، قدروھا تقدیرا :جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر بدل، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو قائم مقام نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویسقون فیها کاسا کان مزاجها زنجبیلا عینا فیها تسمی سلسبیلا﴾

و :عاطفہ، یسقون :فعل مجہول با نائب با فاعل، فیھا :ظرف لغو، کاسا :موصوف، کان مزاجھا :فعل ناقص واسم، زنجبیلا :مبدل منہ، عینا :موصوف، فیھا :ظرف مستقر صفت اول، تسمی سلسبیلا :جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر بدل، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویطوف علیهم ولدان مخلدون اذا رایتهم حسبتهم لؤلؤا منثورا﴾

و :عاطفہ، یطوف :فعل، علیھم :ظرف لغو، ولدان :موصوف، مخلدون :صفت، ملکر ذوالحال، اذا :ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، رایتھم :فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، حسبتھم :فعل بافاعل ومفعول، لؤلؤا منثورا :مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ حال، ملکر جملہ شرطیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا رایت ثم رایت نعیما وملکا کبیرا﴾

و :عاطفہ، اذا :ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، رایت :فعل بافاعل، ثم :ظرف، ملکر جملہ فعلیہ شرط، رایت :فعل بافاعل، نعیما :معطوف علیہ، و :عاطفہ، ملکا کبیرا :مرکب توصیفی معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿علیهم ثیاب سندس خضر واستبرق﴾

علیھم :ظرف متعلق بحذوف خبر مقدم، ثیاب :مضاف، سندس :معطوف علیہ، و :عاطفہ، استبرق :معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر موصوف، خضر :صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ویطعمون الطعام......☆ یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت بی بی فاطمہ اور ان کی کنیز فضہ رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے ان حضرات نے ان کی صحت پر تین دن کے روزوں کی نذر فرمائی اللہ عزوجل نے صحت دی نذر کا وقت آیا سب صاحبوں نے روزے رکھے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے تین صاع جو لائے حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے ایک صاع تین دن تک پکایا لیکن جب وقت افطار آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین اور ایک روز یتیم اور ایک روز اسیر آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا۔

☆......فاصبر لحکم ربک......☆ یہ آیت عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی، یہ دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ اس کام سے باز آجائیں، عتبہ نے کہا آپ ایسا کریں گے تو میں اپنی بیٹی آپ کو بیاہ دوں گا اور بغیر مہر کے آپ کے پاس حاضر کردوں گا، ولید نے کہا میں آپکو اتنا مال دے دوں گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آیتِ متذکرہ میں الانسان کے معنی میں محامل:

ا......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورا﴾ بیشک آدمی پر ایک وقت

وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا (الانسان:۱)﴾۔(۱)......مفسرین کا اس بارے میں اختلاف ہے چنانچہ ایک قول کے مطابق الانسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔(۲)......ایک قول کے مطابق اس سے مراد بنو آدم ہیں جس کی دلیل اس فرمان میں ہے: ﴿انا خلقنا الانسان من نطفة بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا منی سے (الدھر:۲)﴾۔(۳)......انسان پر ایسا وقت گزرے جس میں اس کا نام ونشان نہ تھا، ایک قول کے مطابق اس وقت سے مراد چالیس سال کا وقت ہے۔ اس قول کی بناء پر انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام لیں تو حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا تیار ہونے کے بعد آپ مٹی کے پتلے کی صورت میں بغیر روح کے چالیس سال رہے، اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام چالیس سال تک مٹی کی صورت میں، چالیس سال تک صلصال (بجنے والی)، اور چالیس سال تک حمأ مسنون (سیاہ بدبودار گارا) کی شکل میں رہے پھر ان کی تخلیق ایک سو بیس سال میں مکمل ہوگئی، اور یہ مدت وہ تھی جس میں انسان کی کوئی شناخت نہ تھی اور کوئی اُسے نہ پہچانتا تھا۔(۴)......حسن کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے خشکی اور تری میں تمام ہی چیزیں جو دیکھی جاتی ہیں یا نہیں دیکھی جاتیں چھ دن میں تخلیق فرمائیں جس میں زمین وآسمان اور آخر میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی شامل ہے اور اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿لم یکن شیئا مذکورا کہیں اس کا نام بھی نہ تھا﴾، پھر اگر یہ کہا جائے کہ بجتی ہوئی مٹی جو کہ سیاہ بدبودار گارا تھی جس میں انسان کی روح نہ پھونکی گئی، اور آیت مذکورہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ انسان پر ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے کہ جس میں اس کی کوئی شناخت ہی نہ تھی یعنی کبھی وہ بجتی ہوئی مٹی کی صورت میں تو کبھی سیاہ بدبودار گارے کی صورت میں تھا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ الانسان سے مراد اگر نفس ناطقہ لیجائے تو مناسب ہوگا کیونکہ روح پھونکے جانے سے پہلے بھی انسان کسی نہ کسی شکل میں تو ضرور تھا چہ جائے کہ مٹی کا پتلا ہی تھا۔ اور نفسِ ناطقہ مان لینے کی صورت میں اشکال بھی ختم ہو جاتا ہے اور اس تنبیہ سے مقصود یہ ہے کہ انسان فانی ہے اور باقی رہنے والی ذات فقط اللہ عزوجل کی ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۷۳۹)

جنتی کافور کی تحقیق:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجها کافورا بیشک نیک پئیں گے اپنے محلوں میں اسے جہاں چاہیں لے جائیں گے (الانسان:۵)﴾۔ یہاں کچھ سوالات بطور اعتراض بعض اذہان میں جنم لیتے ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱)......بطور مشروب کافور کوئی لذیذ چیز تو نہیں، پھر یہاں اس کے ذکر کا مقصود کیا ہے؟ اس سوال کے تین جوابات ہیں: (۱) کافور جنت میں ایک چشمے کا نام ہے جس کا پانی سفید، خوشگوار اور ٹھنڈا ہوتا ہے، لیکن اس سے پیا نہیں جاتا اور نہ ہی مضر ہوتا ہے، پس اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جنت میں جو کافور ملا ہوا پانی پلایا جائے گا وہ شیریں ہوگا۔(۲)......دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ عزوجل جنت کے چشمے میں کافور کی آمیزش فرمادے گا، پس اسی بنا پر کافور کا چشمہ کہہ دیا گیا ہے۔(۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے جنت میں کافور کی تخلیق فرمائی اور اُسے خوشگوار اور لذیذ کردیا اور اس کی ضرر پہنچانے والی کیفیت کو دور کردیا اور پھر اللہ عزوجل نے اس میں جنت کے چشمے کا پانی ملایا جیسا کہ اللہ عزوجل نے جنت میں تمام ہی نقصان پہنچانے والے ماکولات ومشروبات کا خاتمہ فرمادیا ہے۔

(۲)......اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿کان مزاجها کافورا وہ کافور کیا ایک چشمہ ہے (الانسان:۵)﴾ کہنے کا کیا فائدہ ہوا؟ اس کے جواب میں بعض اہل تاویل نے کہا ہے کہ یہاں عبارت میں کچھ خفا ہے اصل عبارت یوں ہے: "کاس مزاجها کافورا" ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کا مزاج اللہ عزوجل کے علم میں ہے، اور اس کا حکم کافور ہونے کا ہے۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۷۴۴)

مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلانا:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت

پر مسکین یتیم اور اسیر کو(الانسان:۸)﴾۔اس آیت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلانے کی ترغیب ہے۔ چنانچہ مسکین سے مراد وہ شخص ہے جو حالت مسکینی میں پایا جائے اور اپنے کھانے پینے کیلئے دوسروں سے سوال کرتا رہے۔ اور یتیم سے مراد جو مسلمانوں میں کے یتیم ہیں۔ منصور حسن سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کھانے پر ایک یتیم حاضر ہوا، پھر ایک دن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اُسی یتیم کو کھانے پر بلایا لیکن وہ موجود نہ تھا پھر جب وہ یتیم آیا تو کھانا ختم ہو چکا تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اُس کے لئے ستو اور شہد کا انتظام فرمایا۔ اور اسیر سے مراد وہ ہے جو قید میں ہوتا ہے، یا وہ جو مشرکین کے قبضے میں ہو یا وہ قیدی جو مسلمان کے پاس کسی حق کی وجہ سے روک لیا گیا ہو۔ سید عالم ﷺ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا: ''مسکین سے مراد فقیر ہے، یتیم سے مراد ہے جس کا باپ اُس کی نابالغی میں فوت ہو گیا ہو اور اسیر سے مراد غلام یا قیدی ہے''۔ ثعلبی کہتے ہیں کہ مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم آیت صدقات سے منسوخ ہو چکا اور اسیر کو کھانا کھلانے کا حکم آیت سیف سے منسوخ ہو چکا۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ حکم ثابت ہے اور یتیم اور مسکین کو کھانا کھلانا نفلی عبادت ہے اور اسیر کو کھانا کھلانا اس میں امام کے اختیار کا تعلق ہے۔ ماوردی کہتے ہیں کہ یہاں اسیر سے ناقص العقل کا ارادہ کیا گیا ہے کیونکہ وہ اپنی خبط اور جنون کی وجہ سے قید میں ہے، اور جہاں تک مشرک قیدی کا تعلق ہے تو اس کا معاملہ امام وقت کے سپرد ہے۔ اور عطاء کا قول ہے کہ اہل قبلہ وغیرہ اسیر مراد ہیں جن پر احسان کیا جائے گا۔ میں (امام قرطبی) کہتا ہوں کہ اسیر کو کھانا کھلانے کا قول عام ہے چہ جائے کہ کافر ہی کیوں نہ ہو جب کہ کھانا کھلانا صدقات واجبہ سے نہ ہو کیونکہ کفار کو صدقات واجبہ سے کھانا کھلانا جائز نہیں۔ اور اس آیت کا حکم عمومی طور پر سبھی کے لئے ہے، یعنی جو بھی اللہ عزوجل کی راہ میں مال خرچ کرے، اُسے یہ سعادت ملے گی۔ (القرطبی، الجزء:۲۹، ص ۱۱٤ وغیرہ)

جنت میں زمہریر کے متعلق ارشادات مفسرین:

۴.....اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لا یرون فیھا شمسا ولا زمھریرا نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ ٹھٹھر (سخت سردی)(الانسان:۱۳)﴾۔ قاموس میں ہے کہ زمہریر سے مراد چاند کی سخت ٹھنڈک ہے، ازمھرت الکواکب سے مراد ہے کہ ستارے چمکے، زمہریر سے مراد سخت سردی ہے اور شمس سے مراد اس کا لازم یعنی سخت گرمی ہے۔ معنی یہ ہوگا کہ جنت میں نہ تو سخت سردی ہوگی اور نہ ہی سخت گرمی، اس میں معتدل ہوا ہوگی۔ ابن مبارک اور عبداللہ بن احمد نے اپنی زوائد میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنت راحت بخش ہے نہ اس میں سخت سردی ہے اور نہ ہی سخت گرمی اور نہ ہی ٹھنڈک ہے۔ یہاں زمہریر سے مراد چاند ہے یا ستاروں کا چمکنا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جنت بذات خود روشن ہے اور اپنے رب عزوجل کے نور سے چمک رہی ہے۔ اسے نہ سورج کی ضرورت ہوگی اور نہ چاند کی ضرورت ہوگی۔ (المظہری، ج۷، ص ۳۱۱)

سلسبیل اور زنجبیل کے انعام کا بیان:

۵.....اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ویسقون فیھا کاسا کان مزاجھا زنجبیلا عینا فیھا تسمی سلسبیلا اور اس میں وہ جام پلائے جائیں گے جس کی ملونی ادرک ہوگی اور وہ ادرک کیا ہے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں(الانسان:۱۷تا۱۸)﴾۔ اہل عرب اس شراب سے مستفیض ہوتے تھے جس میں زنجبیل (سونٹھ) کی آمیزش ہوتی تھی۔ اللہ عزوجل نے مومنوں سے اسی چیز کا وعدہ کیا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے قرآن میں جنت کی جن نعمتوں کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام لیا ہے، دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ جنت میں ایک چشمے کا نام ہے جس میں زنجبیل کا ذائقہ ہوتا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اس چشمے سے صرف مقربین ہی پئیں گے۔ باقی جنتیوں کو اس میں سے کچھ ملا کر پلایا جائے گا۔ یہ پانی پینے والوں کی رغبت

کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ جس کی طبیعت میں گرمی ہو، اُسے ٹھنڈی چیز پسند آتی ہے اور وہ ایسے جام کو پسند کرے گا جس میں کافور ملا ہوا ہو، اور جس کے بدن میں سردی کی طبیعت پائی جائے وہ ایسے پانی کو پینا پسند کرے گا جو خوشگوار ہو اور ساتھ ہی گرمائش فراہم کرے۔ پس جنت میں ہر ایک کے لئے وہی کچھ ہو گا جس کی اُسے خواہش ہو گی۔

سعید بن منصور، ہناد اور بیہقی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ سلسبیل نیزے کے نرم لوہے کو کہتے ہیں، جو شراب حلق سے آسانی سے اُتر جائے اُسے سلسل سلسالا و سلسبیلا کہتے ہیں۔ مقاتل اور ابو العالیہ کہتے ہیں کہ اسے یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کہ وہ راستے اور اُن کے گھروں میں بہے گا۔ یہ چشمہ عرش کے نیچے سے نکلے گا اور جنتیوں کی طرف بہے گا، جنت کی شراب میں کافور کی ٹھنڈک، زنجبیل کا ذائقہ اور کستوری کی خوشبو ہو گی۔ (المرجع السابق)

سبز رنگ پہننے کا جواز:

۶...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿علیھم ثیاب سندس خضر واستبرق وحلوا اساور من فضۃ وسقھم ربھم شرابا طھورا﴾ ان کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قناویز کے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے گئے اور انہیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی (الانسان: ۲۱) ﴿ویلبسون ثیابا خضرا من سندس واستبرق﴾ اور سبز کپڑے کریب اور قناویز کے پہنے گے (الکھف: ۳۱)۔ یہاں جنتی لباس کی صفت کا بیان ہے، جنت میں موٹے اور باریک ریشم کے لباس ہونگے جن کا رنگ سبز ہو گا۔ بعض اذہان میں سبز رنگ کو اہمیت دینے پر اشکال پایا جاتا ہے انہیں قرآن مجید کی اِن آیات سے درس حاصل کرنا چاہیے کہ اللہ عزوجل نے جنت میں اہل جنت کے لئے لباس کا رنگ سبز پسند فرمایا ہے۔ دنیا میں پیارے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے گنبد کا رنگ بھی سبز ہی ہے لہذا اگر ان نسبتوں کی وجہ سے اگر کوئی سبز رنگ کو اہمیت دیتا ہے اور اس رنگ کو اپنے سر پر عمامے کی صورت میں سجا لیتا ہے تو یقیناً جائز اور بلا شبہ جائز ہے۔

اغراض:

اربعون سنۃ: یعنی روح پھونکے جانے سے پہلے انسان پر ایک وقت گزرا ہے جس میں وہ کوئی قابل شناخت چیز نہ تھا اور مکہ و طائف کے مابین پڑا رہا، روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے اور اسی حالت میں چالیس سال رہے، مزید حاشیہ نمبر "۱" کا مطالعہ کیجئے۔ اوالمراد بالانسان الجنس: مراد حضرت آدم علیہ السلام اور اولادِ آدم ہیں۔ وبالحین مدۃ الحمل: سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت کے مدت حمل، اس لئے کہ "الحین" سے مراد مدتِ محدودہ ہے چہ جائے کہ وہ قلیل ہو یا کثیر۔ اخلاط: یعنی انسان کو دو قسم کے پانیوں کے مجموعے سے پیدا کیا گیا ہے۔

مریدین: یعنی اُسے آزمائش میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تا کہ اُسے سمیع و بصیر بنا دیں، اور انسان کو سمیع و بصیر کسی فعل کی آزمائش کے لئے کیا گیا اور آیت مذکورہ میں تقدیم و تاخیر نہیں پائی جاتی۔ بسبب ذلک: یعنی ہمارے آزمانے کا ارادہ کرنے کے سبب۔ یبعث الرسول: یعنی رسالت کے آغاز یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کے بھیجے جانے کا سلسلہ مراد ہے۔ ابرار: جیسا کہ شاھد اور اشھاد۔

وھم المطیعون: یعنی ایمان میں سچے اگر چہ گناہگار ہوں، پس ابرار ہونے میں ہر وہ شخص داخل ہے جو ہمیشہ جہنم کا حقدار نہیں بنے گا، اور آیت ﴿ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم﴾ میں فاجروں کا ابرار سے مقابلہ کیا گیا ہے اور یہ مطلق ابرار کی تعریف ہے جس سے "البر" کی نفی نہیں ہوتی جس میں ذرہ برابر بھی اذیت نہیں ہوتی یا جس میں اللہ کے حق کی ادائیگی اور وعدوں کی

پاسداری ہوتی ہے یا اس کے علاوہ امور خیر شامل ہوتے ہیں، اور یہاں کامل ابرار کی تعریف بیان ہوئی ہے۔

ومنها: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿بھا﴾ میں باء ابتدائیہ ہے، مراد جنتیوں کا کافوری چشمے سے پینے کا آغاز کرنا ہے۔ **یفو دونھا:** یعنی کافوری چشمے کو آسانی سے جہاں چاہیں لے جائیں گے۔ **یعنی المحبوس بحق:** اولی صورت یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ باطل طریقے سے حق کو روک لینا مراد ہے۔

بصبرھم عن المعصیة: یعنی برائی کو چھوڑنے کی اور بھلائی کو اختیار کرنے کی جزاء، اور مصیبت پہنچنے پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا اور شکوہ نہ کرنا، پس صبر کی تین قسمیں ہیں لیکن مفسر نے فقط ایک ہی قسم ''معصیت پر صبر کرنا'' پر اقتصار کیا ہے اس لئے کہ مذکورہ ایک قسم مزید دو اقسام کو لازم کرتی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جو معصیت پر صبر کرتا ہے وہ اللہ کی فرمانبرداری پر دوام اختیار کرتا ہے اور اپنے رب سے شکوہ نہیں کرتا۔

من غیر شمس ولا قمر: مراد عرش کا نور ہے، اور یہ نور سورج اور چاند کے نور سے زیادہ قوی ہوگا۔ **شجرھا:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں درخت کا حقیقی سایہ ہونا مراد ہے، پس اس صورت میں یہ وہم دور ہو جاتا ہے کہ سایہ وہاں پایا جاتا ہے جہاں سورج ہو اور جنت میں سورج نہ ہوگا۔ **اقداح بلا عری:** یعنی ایسے پیالوں میں پینا آسان ہوتا ہے کہ جس جانب سے بھی چاہیں پی سکتے ہیں۔ **وذلک الذ الشراب:** یعنی ایسا لذیذ پانی جو ضرورت کے تحت میسر آئے نہ زیادہ ہو کہ بچ ہی جائے اور نہ کم کہ دوبارہ حاجت پڑے اور یہ جنت کی نعمت ہے (جس میں کمی بیشی نہیں ہوتی)۔

یعنی ان ماء ھا کالزنجبیل: نام کی وجہ سے مماثلت پایا جانا مراد ہے، جنت میں پائے جانے والے درخت، محل، کھانے پینے کی چیزیں، لباس اور پھل کی مشابہت دنیا میں نہیں پائی جاتی مگر صرف مثال بیان کرنے کے لئے نام لیا جاتا ہے لیکن اللہ ان ناموں سے بھی عمدہ چیز کی طرف لوگوں کی رغبت فرماتا ہے اور دنیاوی چیزوں سے زیادہ لذیذ چیز متعارف کراتا ہے تاکہ بندہ دنیا میں موجود چیز سے زیادہ لذیذ چیز کے حصول کے لئے کوشش کرے جو کہ قائم رہنے والی نعمت ہے۔

وھو احسن منه فی غیر ذلک: خادمین جنت کو ''لؤلؤ المنثور'' سے تعبیر کیا اور ''لؤلؤ المنظوم'' نہ کہا، کیوں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ خادمین جنت کے حسن و جمال اور اپنے کام میں مشغول ہونے کے باعث انہیں ''لؤلؤ المنثور'' کہا گیا۔ **وھو خبر المبتداء بعدہ:** مراد ثیاب ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ اس کے برعکس ہو یعنی ﴿عالیھم﴾ مبتداء اور ﴿ثیاب﴾ اس کی خبر ہو۔ **مفرقا:** یعنی جنتی کبھی صرف سونا، کبھی صرف چاندی، کبھی صرف موتی کے زیور یعنی کنگن پہنیں گے، جیسے اُن کی خواہش ہوگی۔

(الصاوی، ج٦، ص٢٠٧ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۰

﴿انا نحن﴾ تَاکِیْدٌ لِاِسْمِ اِنَّ اَوْفَصْلٌ ﴿نزلنا علیک القران تنزیلا(۲۳)﴾ خَبَرُ اِنَّ فَصَّلْنَاهُ وَلَمْ نُنَزِّلْهُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ﴿فاصبر لحکم ربک﴾ عَلَیْکَ بِتَبْلِیْغِ رِسَالَتِهٖ ﴿ولا تطع منھم﴾ اَیِ الْکُفَّارِ ﴿اثما او کفورا(۲۴)﴾ اَیْ عُتْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ وَالْوَلِیْدَبْنُ الْمُغِیْرَةِ قَالَالِلنَّبِیِّ ﷺ اِرْجِعْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِوَیَجُوْزُ اَنْ یُّرَادَکُلُّ اٰثِمٍ وَّکَافِرٍ اَیْ لَاتُطِعْ اَحَدَهُمَا اَیًّا فِیْمَادَعَاکَ اِلَیْهِ مِنْ اِثْمٍ اَوْکُفْرٍ ﴿واذکر اسم ربک﴾ فِی الصَّلٰوةِ ﴿بکرة واصیلا(۲۵)﴾ یَعْنِی الْفَجْرَوَالظُّهْرَوَالْعَصْرَ ﴿ومن الیل فاسجد له﴾ یَعْنِی الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ﴿وسبحه لیلا طویلا(۲۶)﴾ صَلِّ التَّطَوُّعَ فِیْهِ کَمَاتَقَدَّمَ مِنْ ثُلُثَیْهِ اَوْنِصْفِهٖ اَوْثُلُثِهٖ ﴿ان ھولاء یحبون العاجلة﴾ اَلدُّنْیَا

یَخْتَارُوْنَ عَلَی الْاٰخِرَۃِ﴿ ویذرون وراء ھم یوما ثقیلا(۲۷)﴾شَدِیْدًا اَیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَایَعْمَلُوْنَ لَہٗ﴿نحن خلقنھم وشددنا﴾قَوَّیْنَا﴿ اسر ھم﴾اَعْضَاءَ ھُمْ وَمَفَاصِلَھُمْ﴿ و اذا شئنا بدلنا﴾جَعَلْنَا﴿ امثالھم﴾فِی الْخِلْقَۃِ بَدَلًا مِّنْھُمْ بِاَنْ نُّھْلِکَھُمْ﴿ تبدیلا (۲۸)﴾تَاکِیْدٌ وَوَقَعَتْ اِذَامَوْقَعَ اِنْ نَحْوَاِنْ یَّشَا یُذْھِبْکُمْ لِاَنَّہٗ تَعَالٰی لَمْ یَشَاذٰلِکَ وَاِذَا لِمَا یَقَعُ﴿ان ھذہ﴾اَلسُّوْرَۃَ﴿ تذکرۃ﴾عِظَۃٌ لِّلْخَلْقِ﴿ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا(۲۹)﴾بِالطَّاعَۃِ﴿وما تشاء ون﴾بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ اِتِّخَاذَ السَّبِیْلِ بِالطَّاعَۃِ﴿ الا ان یشاء اللہ﴾ذٰلِکَ﴿ ان اللہ کان علیما﴾بِخَلْقِہٖ﴿ حکیما (۳۰)﴾فِیْ فِعْلِہٖ﴿یدخل من یشاء فی رحمتہ﴾جَنَّتِہٖ وَھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ﴿ والظلمین﴾نَاصِبُہٗ فِعْلٌ مُّقَدَّرَۃٌ اَیْ اَعَدَّ یُفَسِّرُہٗ﴿ اعدلھم عذابا الیما(۳۱)﴾مُؤْلِمًا وَھُمُ الْکٰفِرُوْنَ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک ہم نے (''نحن ''ضمیر''ان '' کے اسم کی تاکید کے لیے ہے یا پھر یہ ضمیر فصل ہے) تم پر قرآن بتدریج نازل کیا (یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے یعنی قرآن کو یکبارگی مکمل نازل نہیں فرمایا) تو اپنے رب کے حکم پر ثابت رہو (اس کے پیغام کو پہنچاتے رہو) اور ان میں سے (یعنی کافروں میں سے) کسی گناہ گار یا ناشکرے کی بات نہ سنو (یعنی عتبہ بن ربیعہ، ولید بن مغیرہ، ان دونوں نے نبی پاک ﷺ سے کہا تھا کہ آپ اس کام سے رجوع کر لیجئے اور یہ بھی درست ہے کہ اس سے ہر گناہ گار و ناشکرا مراد ہے یعنی گناہ گار و ناشکرا خواہ کوئی ہو آپ کو گناہ یا ناشکری کی طرف بلائے تو اس کی نہ مانئے ......ا......) اور اپنے رب کا نام ذکر کرو (نماز میں) صبح وشام (یعنی فجر، ظہر اور عصر میں) اور کچھ رات میں اسے سجدہ کرو (یعنی مغرب اور عشاء میں) اور بڑی رات تک اس کی پاکی بولو (یعنی رات میں نفل پڑھو جیسا کہ پہلے گزرا، دوثلث، نصف یا تہائی رات تک) بیشک یہ لوگ پاؤں تلے کی (یعنی دنیا کو) عزیز رکھتے ہیں (اور اسے آخرت پر ترجیح دیتے ہیں) اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں (یعنی قیامت کے دن کو اور اس کے لیے عمل نہیں کرتے ہیں......۲......ثقیلا بمعنی شدیدا ہے) ہم نے انہیں پیدا کیا اور ان کے جوڑ مضبوط کئے (شددنا بمعنی قوینا اور اسر ھم بمعنی اعضاء ھم ومفاصلھم ہے) اور ہم جب چاہیں ان جیسے (خلقت میں) اور بدل دیں (تبدیلا، تاکید کے لئے لائے اور ان کی جگہ اذا لائے جیسا کہ فرمایا ﴿ان یشأ یذھبکم﴾ یعنی اللہ نے ایسا نہ چاہا جب ہی ایسا نہ ہوا) بیشک یہ (یعنی یہ سورت) نصیحت ہے (مخلوق کے لیے، تذکرۃ بمعنی عظۃ ہے) تو جو چاہے (فرمانبرداری کر کے) اپنے رب کی طرف راہ لے اور تم نہیں چاہ سکتے (فرمانبرداری کر کے اپنے رب ﷻ کی طرف راہ لینا، تشاء ون فعل علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) مگر یہ کہ اللہ چاہے (اسے) بیشک وہ علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) حکمت والا ہے (اپنے افعال میں) اپنی رحمت (یعنی اپنی جنت) میں لیتا ہے جسے چاہے (اور وہ مومنین ہیں) اور ظالم (الظلمین فعل مقدر ''اعد'' کی وجہ سے منصوب ہے اس فعل مقدر کی تفسیر مابعد مذکور فعل ''اعد'' کر رہا ہے) کے لیے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (الیما بمعنی مؤلما ہے، جن کے لیے عذاب تیار کیا گیا ہے وہ کافر ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿انا نحن نزلنا علیک القران تنزیلا﴾

انا: حرف مشبہ واسم، نحن: ضمیر فعل، نزلنا: فعل با فاعل، علیک: ظرف لغو، القران: مفعول، تنزیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاصبر لحکم ربک ولا تطع منھم اثما او کفورا واذکراسم ربک بکرۃ واصیلا﴾

ف: فصیحیہ، اصبر: فعل امر بافاعل، لحکم ربک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لاتطع: فعل نہی بافاعل، منھم: ظرف مستقر حال مقدم، اثما: معطوف علیہ، او: عاطفہ، کفورا: معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اذکر: فعل امر بافاعل، اسم ربک: مفعول، بکرۃ: معطوف علیہ، و اصیلا: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط محذوف "ان عرفت ھذا" کی جزا، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن الیل فاسجد لہ وسبحہ لیلا طویلا﴾

و: عاطفہ، من الیل: ظرف لغو مقدم، ف: زائد، اسجد لہ: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، سبحہ: فعل امر بافاعل ومفعول، لیلاطویلا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ھؤلاء یحبون العاجلۃ ویذرون وراء ھم یوما ثقیلا﴾

ان ھؤلاء: حرف مشبہ واسم، یحبون العاجلۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یذرون: فعل بافاعل، وراء ھم: ظرف، یوماثقیلا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نحن خلقنھم وشددنا اسرھم واذا شئنا بدلنا امثالھم تبدیلا﴾

نحن: مبتدا، خلقنھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، شددنا اسرھم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، شئنا: جملہ فعلیہ شرط، بدلنا: فعل بافاعل، امثالھم: مفعول، تبدیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا﴾

ان ھذہ: حرف مشبہ واسم، تذکرۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، شاء: جملہ فعلیہ شرط، اتخذالی ربہ سبیلا: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما تشاء ون الا ان یشاء اللہ ان اللہ کان علیماحکیما﴾

و: عاطفہ، ماتشاء ون: فعل نفی بافاعل، الا: اداۃ استثناء، ان یشاء اللہ: جملہ بتاویل مصدر "اعم ظروف" سے مستثنیٰ ہے، "ای ما تشاء ون فی وقت من الاوقات الاوقت مشیئۃ اللہ" ملکر ظرف، ملک جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، کان علیماحکیما: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یدخل من یشاء فی رحمتہ والظلمین اعدلھم عذابا الیما﴾

یدخل: فعل بافاعل، من یشاء: موصول صلہ، ملکر مفعول، فی رحمتہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، الظلمین: "یعذب" فعل محذوف کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، اعدلھم: فعل بافاعل وظرف لغو، عذاباالیما: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

عتبہ اور ولید کا حکمِ ربی سے رجوع کرنے کا مشورہ:

۱۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ولا تطع منھم اثما او کفورا﴾ اوران میں کسی گنہگار یا ناشکرے کی بات نہ مانو (الانسان: ۲۴)۔ اس آیت کے تحت مفسرین کرام فرماتے ہیں: اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارے رب عزوجل نے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے

میں تمہیں جس امتحان میں مبتلا کیا ہے اس پر صبر کیجئے اور اپنی رسالت کی تبلیغ کیجئے اور جو وحی آپ کی جانب کی جاتی ہے اس کے مطابق عمل کیجئے۔ اور اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی کافر یا گناہگار کی بات نہ مانیں یا ناشکرے کی تقلید نہ کیجئے یعنی جو اپنے رب عزوجل کی نعمت سے ناشکری کرے اس کی بات کی جانب توجہ نہ دیجئے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ یہ آیت ابو جہل کی مذمت میں نازل ہوئی۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابو جہل نے کہا کہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نماز ادا کر رہے ہونگے تو میں اُن کی گردن مار دوں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن زید کا قول یہ ہے کہ یہاں ''آثما'' سے مراد گناہگار، ظالم اور ناشکرا ہے اور یہ ساری خصلتیں ابو جہل میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔

(الطبری، الجزء:۲۹، ص ۲۶۶)

اللہ عزوجل کے نزدیک قیامت کا دن بھاری ہونے کا معنی:

۲..... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ویذرون وراء ھم یوما ثقیلا اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں (الانسان:۲۷)﴾، اس آیت کے تحت مفسرین کرام فرماتے ہیں: بطور استعارہ اس دن کو بھاری کہا گیا ہے اور مراد اس سے اس دن کی شدت اور ہول ہے، جس کی شدت کی وجہ سے اُسے برداشت کرنا بھاری پڑ جائے جیسا کہ فرمایا: ﴿ثقلت فی السموت والارض بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں (الاعراف:۱۸۷)﴾۔ (الرازی، ج۱۰، ص ۷۶۰)

امام قرطبی فرماتے ہیں: اس آیت میں عموم ہے اور اس دن کو بھاری کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دن سختی اور شدت میں اپنی مثال آپ ہے اور یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے کہ یہ دن اس لئے بھاری ہو کہ اس میں اللہ عزوجل کے بندوں کا فیصلہ ہونا ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۹، ص ۱۳۴)

اغراض:

خبر اِن: یعنی چاہے تو ہم ﴿نحن﴾ کو تاکید کے طور پر لائیں یا فصل کے طور پر۔

ای فصلناہ الخ: حکمت بالغہ مراد ہے، جیسا کہ الفرقان میں ہے: ﴿لنثبت بہ فؤادک﴾، ﴿ورتلناہ ترتیلا﴾ ﴿ولا یاتوک بمثل الا جئنٰک بالحق واحسن تفسیرا﴾ اور مقصود ان خطابات سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر اور شرح صدر کرنا ہے، اور یہ بھی کہ جو کچھ بھی اُن پر نازل ہو رہا ہے وہ شعر اور کہانت نہیں ہے۔ **ای عتبۃ بن ربیعہ:** حاشیہ نمبر ''ا'' کا مطالعہ کیجئے۔

فی الصلوۃ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ نماز کا ذکر کرنے سے اِس پر مداومت کرنے کا بیان کرنا مقصود ہے۔

والظھر والعصر: ظاہر قول کے مطابق ﴿اصیلا﴾ سے عصر مراد لی گئی ہے، اور ظہر کا آخری وقت مراد لیا گیا ہے، مگر اس سے قریب کا وقت زوال ہوتا ہے جو کہ ﴿اصیلا﴾ کے قول کے تحت مراد نہیں لیا جاتا۔

عظۃ للخلق: یعنی مذکورہ سورت غور و فکر اور تدبر و نصیحت کے لئے ہے اور غافلین پر تنبیہ ہے اور قبول کرنے والے طالبین کے لئے اللہ کی طرف سے بہت سے فوائد کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔ (الصاوی، ج۶، ص ۲۱۳ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ المرسلات مکیۃ وھی خمسون آیۃ

(سورۂ مرسلات مکی ہے جس میں ۵۰ آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ المرسلات

اس سورت میں دو رکوع، پچاس آیتیں، ایک سو اسی کلمے اور آٹھ سو سولہ حروف ہیں۔ متعدد چیزوں کی قسم کھا کر ارشاد فرما جا رہا ہے کہ قیامت ضرور برپا ہوگی یا پھر قیامت کے قائم ہونے کے منظر کو بیان کیا جا رہا ہے اس سورت میں ایک سنت الٰہی کو بیان کیا گیا ہے کہ جو راہ راست کو چھوڑ کر گمراہی میں بھٹکا وہ فسق و فجور کے جرائم کا ارتکاب کرتا ہے اس کی مخلوق پر ظلم و ستم کرتا ہے تو اللہ ﷻ کی سنت یہ ہے کہ ایسے شخص کو تباہ برباد کر دیا جائے انسان کی تخلیق کے بعد جن چیزوں کی انسانی بقاء اور نشو و نما کے لئے ضروری ہے ان کا تذکرہ کیا گیا اور آیت انیس سے لے کر آخر تک کفار کے ساتھ روز حشر جو معاملہ کیا جائے گا اس کو بیان فرمایا جا رہا ہے اور ساتھ ہی آیت نمبر اکتالیس تا چوالیس میں متقین پر جو انعامات اور نوازشات کی جائیں گی وہ بھی بیان فرمادیں تاکہ لوگ دونوں گروہوں میں سے جس گروہ میں شامل ہونا چاہیں سوچ سمجھ کر شامل ہو جائیں۔

رکوع نمبر: ۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والمرسلت عرفا(۱)﴾اَیِ الرِّیَاحِ مُتَتَابِعَةً كَعُرْفِ الْفَرَسِ يَتْلُوْبَعْضُهُ بَعْضًاوَنَصَبُهُ عَلَى الْحَالِ﴿فالعصفت عصفا(۲)﴾اَلرِّيَاحُ الشَّدِيْدَةِ﴿والنشرت نشرا(۳)﴾اَلرِّيَاحُ تَنْتَشِرُ الْمَطَرَ﴿فالفرقت فرقا(۴)﴾اَیْ اٰيَاتِ الْقُرْاٰنِ تُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ﴿فالملقيت ذكرا(۵)﴾اَیِ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِلُ بِالْوَحْيِ اِلَى الْاَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ يُلْقُوْنَ الْوَحْيَ اِلَى الْاُمَمِ﴿عذرا او نذرا(۶)﴾اَیْ لِلْاِعْذَارِ وَلِلْاِنْذَارِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِضَمِّ ذَالِ نُذُرٍ وَقُرِئَ بِضَمِّ ذَالِ عُذُرًا﴿انما توعدون﴾اَیْ كُفَّارُ مَكَّةَ مِنَ الْبَعْثِ وَالْعَذَابِ﴿لواقع(۷)﴾كَائِنٌ لَامَحَالَةَ﴿فاذا النجوم طمست(۸)﴾مُحِيَ نُوْرُهَا﴿واذا السماء فرجت(۹)﴾شُقَّتْ﴿واذا الجبال نسفت(۱۰)﴾فُتِّتَتْ وَسُيِّرَتْ﴿واذا الرسل اقتت(۱۱)﴾بِالْوَاوِ وَبِالْهَمْزَةِ بَدَلًامِنْهَا اَیْ جُمِعَتْ لِوَقْتٍ﴿لای یوم﴾لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ﴿اجلت(۱۲)﴾لِلشَّهَادَةِ عَلٰى اُمَمِهِمْ بِالتَّبْلِيْغِ﴿ليوم الفصل(۱۳)﴾بَيْنَ الْخَلْقِ وَيُؤْخَذُ مِنْهُ جَوَابُ اِذَا اَیْ وَقَعَ الْفَصْلُ بَيْنَ الْخَلَائِقِ﴿وما ادرك ما يوم الفصل(۱۴)﴾تَهْوِيْلٌ لِشَانِهِ﴿ويل يومئذ للمكذبين(۱۵)﴾هٰذَا وَعِيْدٌ لَهُمْ﴿الم نهلك الاولين(۱۶)﴾بِتَكْذِيْبِهِمْ اَیْ اَهْلَكْنَاهُمْ﴿ثم نتبعهم الاخرين(۱۷)﴾مِمَّنْ كَذَّبُوْا كَكُفَّارِ مَكَّةَ فَنُهْلِكُهُمْ﴿كذلك﴾مِثْلَ فِعْلِنَا بِالْمُكَذِّبِيْنَ﴿نفعل بالمجرمين(۱۸)﴾بِكُلِّ مَنْ اَجْرَمَ فِيْمَا يَسْتَقْبِلُ فَنُهْلِكُهُمْ﴿ويل يومئذ للمكذبين(۱۹)﴾تَاكِيْدٌ﴿الم نخلقكم من ماء مهين(۲۰)﴾ضَعِيْفٍ وَهُوَ الْمَنِيُّ﴿فجعلنه فی قرار مكين(۲۱)﴾حَرِيْزٍ وَهُوَ الرَّحِمُ﴿الی قدر معلوم(۲۲)﴾وَهُوَ وَقْتُ الْوِلَادَةِ﴿فقدرنا فنعم القدرون(۲۳)﴾نَحْنُ﴿ويل يومئذ للمكذبين(۲۴)الم نجعل الارض كفاتا(۲۵)﴾مَصْدَرُ كَفَتَ بِمَعْنٰى ضَمَّ اَیْ ضَامَّةً﴿احياء﴾عَلٰى ظَهْرِهَا﴿ واموانا(۲۶)﴾فِیْ بَطْنِهَا﴿وجعلنا فيها

رواسی شمخت﴾جِبَالًا مُرْتَفِعَاتٍ﴿ واسقینکم ماء فراتا (۲۷)﴾عَذْبًا﴿ویل یومئذ للمکذبین (۲۸)﴾وَيُقَالُ لِلْمُكَذِّبِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴿انطلقوا الی ما کنتم بہ﴾مِنَ الْعَذَابِ ﴿ تکذبون (۲۹)انطلقوا الی ظل ذی ثلث شعب(۳۰)﴾هُوَ دُخَانُ جَهَنَّمَ إِذَا ارْتَفَعَ افْتَرَقَ ثَلَاثَ فِرَقٍ لِعَظْمَتِهٖ﴿لا ظلیل﴾ كَنِيْنٍ يُظِلُّهُمْ مِنْ حَرِّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ﴿ ولا یغنی﴾يَرُدُّ عَنْهُمْ شَيْئًا﴿ من اللھب (۳۱)﴾لِلنَّارِ﴿انہا﴾اَیِ النَّارِ﴿ترمی بشرر﴾هُوَ مَا تَطَايَرَ مِنْهَا﴿ کالقصر(۳۲)﴾مِنَ الْبِنَاءِ فِيْ عِظَمِهٖ وَارْتِفَاعِهٖ﴿کانہ جملت﴾جَمْعُ جِمَالَةٍ جَمْعُ جَمَلٍ وَفِيْ قِرَاءَةٍ جِمَالَةٌ﴿ صفر (۳۳)﴾فِيْ هَيْئَتِهَا وَلَوْنِهَا وَفِي الْحَدِيْثِ شِرَارُ جَهَنَّمَ اَسْوَدُ كَالْقِيْرِ وَالْعَرَبُ تُسَمِّيْ سُوْدَ الْإِبِلِ صُفْرًا لِشَوْبِ سَوَادِهَا بِصُفْرَةٍ فَقِيْلَ صُفْرٌ فِي الْآيَةِ بِمَعْنٰى سُوْدٍ لِمَا ذُكِرَ وَقِيْلَ لَا وَالشَّرَرُ جَمْعُ شَرَرَةٍ وَالشِّرَارُ جَمْعُ شِرَارَةٍ وَالْقِيْرُ الْقَارُ ﴿ویل یومئذ للمکذبین (۳۴)ھذا﴾اَیْ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ﴿ یوم لا ینطقون (۳۵)﴾فِيْهِ بِشَيْءٍ﴿ولا یؤذن لہم﴾فِي الْعُذْرِ﴿ فیعتذرون(۳۶)﴾عَطْفٌ عَلٰى يُؤْذَنُ مِنْ غَيْرِ تَسَبُّبٍ عَنْهُ فَهُوَ دَاخِلٌ فِيْ حَيِّزِ النَّفْيِ اَیْ اِذْنَ فَلَا اعْتِذَارَ﴿ویل یومئذ للمکذبین(۳۷)ھذا یوم الفصل جمعنکم﴾اَيُّهَا الْمُكَذِّبُوْنَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ﴿ والاولین(۳۸)﴾مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ قَبْلَهُمْ فَتُحَاسَبُوْنَ وَتُعَذَّبُوْنَ جَمِيْعًا﴿فان کان لکم کید﴾حِيْلَةٌ فِيْ دَفْعِ الْعَذَابِ عَنْكُمْ﴿ فکیدون(۳۹)﴾فَافْعَلُوْهَا﴿ویل یومئذ للمکذبین(۴۰)﴾.

﴾ترجمہ﴿

قسم ان کی جو بھیجی جاتی ہیں لگاتار (یعنی پے در پے آنے والی ہوائیں جو کہ گھوڑے کی گردن کے بالوں کی طرح ایک سے دوسری سمت سے آتی ہیں عرفا حالی ہونے کی بناء پر منصوب ہے) پھر زور سے جھونکا دینے والیاں (یعنی شدید ہوائیں) پھر ابھار کر اٹھانے والیاں (یعنی وہ ہوائیں جو بارش کو پھیلاتی ہیں،......) پھر خوب جدا کرنے والیاں (یعنی آیات قرآنی جو حق و باطل، اور حلال وحرام کے درمیان فرق لاتی ہیں) پھر ان کی قسم جو ذکر کا القاء کرتی ہیں (یعنی ان فرشتوں کی وحی لے کر انبیاء کرام اور رسل عظام پر نازل ہوتے پھر انبیاء ورسل اس وحی کو امتوں پر القاء کرتے ہیں) حجت تمام کرنے یا ڈرانے کو (اللہ ﷻ کی جانب سے حجت تمام کرنے اور ڈرانے کے لیے، "نذرا" اور "عذرا" کو ایک قرائت میں ذال مضمومہ کے ساتھ پڑھایا ہے) بیشک جس بات کا تمہیں (کفار مکہ) وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی بعث بعد الموت اور عذاب کا) ضرور ہونا ہے (اسے یقینی طور پر ہونا ہے) پھر جب تارے محو کردیے جائیں (اس کے نور کو مٹادیا جائے) اور جب آسمان پھٹ پڑے (فرجت بمعنی شقت ہے) اور جب پہاڑ غبار کر کے اڑا دیے جائیں (نسفت بمعنی فتتت وسیرت ہے) اور جب رسولوں کو ایک وقت کے لیے جمع کیا جائے (اقتت بمعنی جمعت لوقت ہے، ایک قرأت میں وقتت اور ایک میں اقتت پڑھا گیا ہے) کس (عظیم) دن کے لیے ٹھہرائے گئے تھے (اپنی امت کو تبلیغ کردینے کی گواہی دینے کے لیے مخلوق کے درمیان) فیصلہ کے دن کے لیے (اور اسی سے اذا کا جواب شرط ماخوذ ہے جو کہ وقع الفصل بین الخلائق ہیں) اور تو نے کیا جانا وہ فیصلہ کا دن کیا ہے (یہاں اس کی تہویلِ شان کا بیان ہے) جھٹلانے والوں کی اس دن خرابی (یہ ان لوگوں کے لیے وعید ہے) کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا (ان کے جھٹلانے کے سبب یعنی ہم نے انہیں ہلاک کردیا) پھر پچھلوں کو ان کے پیچھے پہنچائیں گے (جو جھٹلائیں گے جیسا کہ کفار مکہ، پس ہم انہیں بھی ہلاک کردیں گے) اسی طرح (جس طرح ہم نے جھٹلانے والوں کے ساتھ کیا) ہم مجرموں کے ساتھ کرتے ہیں (ہر وہ شخص جو جرم کرے گا آئندہ ہم اسے بھی ہلاک کردیں گے) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی (ویل یو

معنٰی ماقبل کی تاکید ہے) کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا (مراد اس سے منی ہے......، مهین بمعنی ضعیف ہے) پھر اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا (یعنی رحم میں، مکین بمعنی حریز ہے) ایک معلوم اندازہ تک (وقت ولادت تک) پھر ہم نے اندازہ فرمایا (اس کا) تو ہم کیا ہی اچھے قادر (یہاں مخصوص بالمدح نحن محذوف ہے) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا ("کفاتا" "کفت" فعل کا مصدر ہے بمعنی "ضم"، کفاتا بمعنی ضامة ہے) زندہ کو (زمین کی پشت پر) اور مردوں کو (زمین کے پیٹ میں) اور ہم نے اس میں اونچے اونچے لنگر (یعنی بلند و بالا پہاڑ) رکھے اور ہم نے تمہیں خوب میٹھا پانی پلایا (فراتا بمعنی عذبا ہے) چلو اس کی طرف (یعنی اس عذاب کی طرف) جسے جھٹلاتے تھے چلو اس سائے کی طرف جس کی تین شاخیں (مراد اس سے جہنم کا دھواں ہے جو اونچا ہو کر تین شاخیں ہو جائے گا انتہائی زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ تین ٹکڑوں میں ہو جائے گا ......) نہ سایہ دے (یعنی نہ تو پردہ ہو جو اس دن کی گرمی میں انہیں سایہ دے) اور نہ بچائے (یعنی ان سے کچھ بھی دور نہ کرے) لپٹ سے (آگ کی) بیشک وہ (یعنی جہنم) چنگاریاں اڑاتی ہے (شرر آگ سے اڑنے والی چنگاریوں کو کہتے ہیں) جیسے اونچے محل (کی عمارت یعنی وہ چنگاریاں بلند و بالا ہونے میں محل کی طرح ہوں گے) گویا وہ اونٹ ہیں ("جملت" جمالة کی اور "جمالة" جمل کی جمع ہے، ایک قرائت میں "جمالة" آیا ہے) زرد رنگ کے (یعنی وہ چنگاریاں اپنی ہیئت اور رنگت میں زرد اونٹوں کی طرح ہیں اور حدیث پاک میں ہے بدترین آگ ڈامر کی طرح سیاہ ہوگی، عرب سیاہ اونٹ کو "صفر" کہتے ہیں کہ اس کی سیاہ کے زرد رنگ کے ساتھ ملے ہونے کی وجہ سے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ صفر بمعنی سود ہے، لیکن ایک قول کے مطابق ایسا نہیں ہے، "شرر" "شررة" کی اور "شرار" "شرارہ" اور "قیر" "قار" کی جمع ہے) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی یہ (یعنی یہ قیامت کا دن وہ) دن ہے کہ وہ بول نہ سکیں گے (اس میں کچھ بھی) اور نہ انہیں اجازت ملے (عذر بیان کرنے کی) کہ عذر کریں (یعتذرون کا عطف یوذن پر ہے) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی یہ ہے فیصلہ کا دن ہم نے تمہیں جمع کیا (اے اس امت کے مکلفین!) اور سب اگلوں کو (تم سے پہلے جھٹلانے والوں کو تو تم سب سے حساب لیا جائے گا اور عذاب دیا جائے گا) اب اگر تمہارا کوئی حیلہ ہے (خود سے عذاب کو دور کرنے کے لیے، کید بمعنی حیلة ہے) تو کر لو (فکیدون بمعنی افعلوھا ہے) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی۔

﴿ترکیب﴾

﴿والمرسلت عرفا فالعصفت عصفا والنشرت نشرا فالفرقت فرقا فالملقیت ذکرا عذرا اونذرا انما توعدون لواقع﴾

و: قسمیہ جار، المرسلت: اسم فاعل با فاعل، عرفا: مفعول لہ، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، العصفت عصفا: شبہ جملہ معطوف اول، و: عاطفہ، النشرت نشرا: شبہ جملہ معطوف ثانی، ف: عاطفہ، الفرقت فرقا: شبہ جملہ معطوف ثالث، ف: عاطفہ، الملقیت: اسم فاعل با فاعل، ذکرا: مبدل منہ، عذرا: معطوف علیہ، او: عاطفہ، نذرا: معطوف، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر شبہ جملہ معطوف رابع، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف "اقسم" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، ان: جرف مشبہ، ماتوعدون: موصول صلہ، ملکر اسم، لواقع: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا النجوم طمست واذا السماء فرجت واذا الجبال نسفت واذا الرسل اقتت لای یوم اجلت لیوم الفصل﴾

ف: مستانفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، النجوم: "طمست" فعل مجہول نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ، طمست: جملہ فعلیہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا السماء فرجت: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اذا الجبال نسفت: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، اذا الرسل اقتت: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ملکر شرط، لای یوم: جار مجرور، ملکر مبدل منہ، لیوم الفصل: جار مجرور

بدل،ملکر ظرف لغو،اجلت:فعل مجہول بانائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وما ادرک ما یوم الفصل ویل یومئذ للمکذبین﴾

و:عاطفہ،ما:استفہامیہ مبتدا،ادرک:فعل بافاعل ومفعول،ما:استفہامیہ مبتدا،یوم الفصل:خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ویل:مصدر بافاعل،یومئذ:ظرف،ملکر شبہ جملہ ہوکر مبتدا،للمکذبین:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم نهلک الاولین ثم نتبعهم الاخرین کذلک نفعل بالمجرمین﴾

ہمزہ: حرف استفہام،لم نہلک:فعل نفی بافاعل،الاولین:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ثم:عاطفہ،نتبعھم:فعل بافاعل ومفعول،الاخرین:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،کذلک:ظرف مستقر "فعلا" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم،نفعل:فعل بافاعل،بالمجرمین:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویل یومئذ للمکذبین الم نخلقکم من ماء مهین فجعلنه فی قرار مکین الی قدر معلوم﴾

ویل یومئذ للمکذبین: ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۵ میں گزری،ہمزہ:حرف استفہام،لم نخلقکم:فعل نفی بافاعل ومفعول،من ماء مهین:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،جعلنہ:فعل بافاعل ومفعول،فی:جار،قرار مکین:مرکب توصیفی ذوالحال،الی قدر معلوم:ظرف مستقر "مؤخرا" کیلئے،ملکر شبہ جملہ ہوکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقدرنا فنعم القدرون ویل یومئذ للمکذبین﴾

ف:عاطفہ،قدرنا:فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،نعم:فعل مدح،القدرون:فاعل،ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ "نحن" مبتدا محذوف کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ویل یومئذ للمکذبین:ترکیب آیت نمبر ۱۵، میں گزری۔

﴿الم نجعل الارض کفاتا احیاء وامواتا﴾

ہمزہ: حرف استفہام،لم نجعل:فعل نفی بافاعل،الارض:مفعول اول،کفاتا:اسم فاعل بافاعل،احیاء:معطوف علیہ،و:عاطفہ،امواتا:معطوف،ملکر مفعول،ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعلنا فیها رواسی شمخت واسقینکم ماء فراتا ویل یومئذ للمکذبین﴾

و:عاطفہ،جعلنا:بمعنی "خلقنا" فعل بافاعل،فیہا:ظرف لغو،رواسی:موصوف،شمخت:صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،اسقینکم:فعل بافاعل ومفعول،ماء فراتا:مرکب توصیفی مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انطلقوا الی ما کنتم به تکذبون انطلقوا الی ظل ذی ثلث شعب لا ظلیل ولا یغنی من اللهب﴾

انطلقوا: فعل امر بافاعل،الی:جار،ما کنتم بہ تکذبون:موصول صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول محذوف "یقال لھم" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ،انطلقوا:فعل بافاعل،الی:جار،ظل:موصوف،ذی ثلث شعب:صفت اول،لا:نافیہ،ظلیل:معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا یغنی من اللہب:جملہ فعلیہ بتاویل مفسر معطوف،ملکر صفت ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "انطلوا" کی تاکید ہے۔

﴿انها ترمی بشرر کالقصر کانه جملت صفر ویل یومئذ للمکذبین﴾

انہا: حرف مشبہ واسم،ترمی:فعل بافاعل،ب:جار،شرر:موصوف،کالقصر:ظرف مستقر صفت اول،کانہ:حرف مشبہ واسم،جملت صفر:مرکب توصیفی خبر،ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی،ملکر مجرور،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ویل یومئذ

للمکذبین: ترکیب نمبر ۱۵، میں گزری۔

﴿هذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لهم فیعتذرون ویل یومئذ للمکذبین﴾

هذا: مبتدا، یوم: مضاف، لاینطقون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، یؤذن لهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، یعتذرون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر پھر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ویل یومئذ......الخ: ترکیب آیت نمبر ۱۵، میں گزری۔

﴿هذا یوم الفصل جمعنکم والاولین﴾

هذا: مبتدا، یوم الفصل: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفسر، جمعنا: فعل بافاعل، کم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الاولین: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مفسر، ملکر قول محذوف "یقال لهم" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فان کان لکم کید فکیدون ویل یومئذ للمکذبین﴾

ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، کان: فعل ناقص، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، کید: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، کیدون: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......والمرسلت عرفا......☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ والمرسلات جس شب میں نازل ہوئی ہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں تھے جب منیٰ کی غار میں پہنچے، والمرسلات نازل ہوئی ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کو پڑھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاوت فرماتے تھے، اچانک ایک سانپ نے جست کی ہم اس کو مارنے کے لئے لپکے وہ بھاگ گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کی برائی سے بچائے گئے وہ تمہاری برائی سے، یہ غار منیٰ میں غار والمرسلات کے نام سے مشہور ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مختلف اقسام کی ہواؤں کا بیان:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿والمرسلت عرفا......الخ قسم ان کی جو بھیجی جاتی ہیں لگا تار پھر زور سے جھونکا دینے والیاں پھر ابھار کر اٹھانے والیاں (المرسلت: ۱،۲،۳)﴾۔ ان آیات میں مختلف قسم کی ہواؤں کا بیان ہے، جو کہ اللہ عزوجل کی قدرت کا عظیم شاہکار ہیں۔ بعض ہوائیں شدید ہوتی ہیں اور بعض اس سے کچھ کم اور بعض ہوائیں بارش کا سبب بنتی ہیں۔ مرسلت عرفا سے مراد فرشتے ہیں جنہیں اللہ کے امر و نہی کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ اور یہ عرف الفرس سے مشتق ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ان فرشتوں نے احکامات کی بجا آوری میں جلدی کی۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ عصفت الریاح سے مشتق ہے یعنی انہوں نے شریعت مطہرہ کے احکامات کو زمین پر پھیلا دیا۔ اور انہوں نے یہ کام کتابوں کو پھیلانے اور انہیں نازل کرنے کی صورت میں کیا یا اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے ان فرشتوں کو جو علم عطا فرمایا تھا اس کے ذریعے جہالت کی وجہ سے مردہ لوگوں کو زندہ کیا اور حق و باطل میں فرق کر دیا اور حضرات انبیائے کرام کی جانب وحی فرمائی یا مومنین کو القاء کیا۔ (المظهری، ج۷، ص۳۱۷)

منی سے انسان کی تخلیق کا بیان:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الم نخلقکم من ماء مهین کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا (المرسلات:

۲۰)﴾۔یعنی اللہ ﷻ نے انسان کو کمزور حقیر نطفے سے پیدا کیا۔اوراس میں ان اذہان کا رد پایا جارہا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ جنین فقط ماءِ رجل سے پیدا شدہ ہے۔ (القرطبی، الجزء:۲۹،ص ۱۴۱)

امام طبری کہتے ہیں: اللہ ﷻ نے انسان کو ضعیف قسم کے پانی سے پیدا فرمایا جسے رحم مادر میں استقرار عطا فرمایا اور اس استقرار کا وقت بھی اللہ ﷻ کے نزدیک متعین ہے، یہ پانی ایک خاص وقت تک رحم مادر میں رہتا ہے، (پھر اس کے بعد ماں کے رحم میں دیگر مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتا ہے)۔ (الطبری ،الجزء:۲۹،ص ۲۷۹ وغیرہ)

امام رازی لکھتے ہیں: اللہ ﷻ کے فرمان ﴿الی قدر معلوم ایک معلوم اندازہ تک (المرسلات:۲۲)﴾ میں دلیل ہے کہ بچے کی تخلیق کے لئے اس کا رحم مادر میں رہنا ضروری ہے اور یہ جو فرمایا کہ وقت معلوم تک اس کا ماں کے رحم میں رہنا ضروری ہے تو اس کی حقیقت اللہ ﷻ ہی خوب جانتا ہے۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے (لقمان:۳۴)﴾۔ (الرازی، ج۱۰،ص ۷۷۲)

تین شاخوں اور اس کے محامل کا بیان:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ذی ثلاث شعب جس کی تین شاخیں ہیں﴾، اس کی چند وجوہات ہیں: (۱)......حسن کہتے ہیں مجھے اس دھوئیں کے سائے کا خاطر خواہ علم نہیں ہے، جو شعلوں کے تقسیم ہونے کی صورت میں ہوگا، اور نہ ہی میں نے اس بارے میں کسی سے کچھ سنا۔(۲)......کافروں کو آگ اوپر اور نیچے سے گھیر لے گی اور اسی آگ کو مجازاً ظل کا نام دیا گیا ہے جو کہ کافروں کو ہر جانب سے گھیر لے گی، جیسا کہ فرمایا: ﴿لھم من فوقھم ظلل من النار ومن تحتھم ظلل ان کے اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور ان کے نیچے پہاڑ (الزمر:۱۶)﴾، ﴿یوم یغشھم العذاب من فوقھم ومن تحت ارجلھم جس دن انہیں ڈھانپے گا عذاب ان کے اوپر اور ان کے پاؤں کے نیچے سے (العنکبوت:۵۵)﴾۔(۳)......قتادہ کہتے ہیں کہ مراد اس سائے سے جہنم کا دھواں ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿احاط بھم سرادقھا جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی (الکھف:۲۹)﴾، اور تین حصوں میں منقسم ہونے کا معنی یہ ہے کہ جہنم کی آگ اہل جہنم کو دائیں، بائیں اور اوپر سے گھیر لے گی۔میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ ﷻ کا غضب اُسے دائیں جانب سے عذاب میں مبتلا کردے گا اور انسانی شہوت کی وجہ سے وہ بائیں جانب سے عذاب میں مبتلا ہوگا اور قوت نفسانیہ پر عمل پیراہ ہونے کے باعث اُسے اوپر سے عذاب میں مسلط کیا جائے گا۔اور یہ تمام ہی قسم کے عذاب اس کے عقائد و اعمال کی خرابی کے باعث ہونگے۔اور یہ بھی درست ہے کہ تین درجات مراد لئے جائیں، حس، خیال اور وہم، جو کہ عالم قدس سے طہارت و نور کے ذریعے روح کے مستفیض ہونے کو مانع ہے، اور یہ تینوں مراتب خاص طور پر ظلمت کی جانب دھکیل دینے کو کافی ہیں۔(۴)......اس آیت میں دخان (دھوئیں) کے عظیم ہونے کی جانب بطور کنایہ اشارہ ہے کیونکہ جب دھواں اپنی شدت پر ہو تو پھر وہ کئی اجزاء میں منقسم ہوتا نظر آتا ہے۔(۵)......ابو مسلم کہتے ہیں کوئی جہنمی اس سے بچ نہ سکے گا۔ (الرازی، ج۱۰،ص ۷۷۴)

اغراض:

ای الریاح: سے مراد عذاب کی ہوا ہے۔**ای للاعذار:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿عذرا او نذرا﴾ دونوں مفعول بہ ہیں، اور پانچوں فعل اس لئے بیان ہوئے کہ تاکہ مومنین اپنے گناہوں کے مٹانے کے لئے معذرت کریں اور کافروں کے ڈرانے کے لئے انہیں خوفزدہ کیا جائے، **کما فی المظھری۔جواب اذا:** جو کہ محذوف ہے، تقدیر عبارت "**وقع الفصل**" ہوگی۔

ای اھلکناھم: میں یہ فائدہ ہے کہ استفہام نفی پر داخل ہوتا ہے اور نفی کی نفی اثبات ہوتی ہے، اس کی نظیر اس فرمان میں ہے: ﴿الم

نشرح لک صدرک﴾یعنی ہم نے آپ کا سینہ کشادہ کردیا۔فنھلکھم:یعنی دنیا میں ہلاکت سے مراد بدر کی ہلاکت ہے۔
علی ذلک: یعنی خلق اور تصویر مراد ہے۔جبالا مرتفعات:یعنی یہ بلند و بالا پہاڑ اپنے رہنے والوں کو لے کر کیوں نہیں ہلتے۔کنین:بمعنی ساتو ہے۔وقیل لا:یعنی صفر بمعنی سود نہیں ہوگا، بلکہ اپنی حقیقت پر باقی رہے گا۔(الصاوی، ج۶،ص ۲۱۵ وغیرہ)

رکوع نمبر:۲۲

﴿ان المتقین فی ظلل﴾اَیْ تَکَاثُفِ اَشْجَارٍ اِذْ لَاشَمْسَ یُظِلُّ مِنْ حَرِّھَا﴿ وعیون (۴۱)﴾نَابِعَۃٌ مِنَ الْمَاءِ﴿وفواکہ مما یشتھون (۴۲)﴾فِیْہِ اِعْلَامٌ بِاَنَّ الْمَاکَلَ وَالْمَشْرَبَ فِی الْجَنَّۃِ بِحَسْبِ شَھَوَاتِھِمْ بِخِلَافِ الدُّنْیَا فَبِحَسْبِ مَایَجِدُالنَّاسُ فِی الْاَغْلَبِ وَیُقَالُ لَھُمْ﴿کلوا واشربوا ھنیئا﴾حَالٌ اَیْ مُتَھَنِّیْنَ﴿ بما کنتم تعملون (۴۳)﴾مِنَ الطَّاعَاتِ﴿انا کذلک﴾کَمَا جَزَیْنَا الْمُتَّقِیْنَ﴿ نجزی المحسنین (۴۴)ویل یومئذ للمکذبین (۴۵) کلوا وتمتعوا﴾خِطَابٌ لِلْکُفَّارِ فِی الدُّنْیَا﴿ قلیلا﴾مِنَ الزَّمَانِ وَغَایَتُہٗ اِلَی الْمَوْتِ وَفِیْ ھٰذَا تَھْدِیْدٌ لَّھُمْ﴿ انکم مجرمون (۴۶)ویل یومئذ للمکذبین (۴۷)واذا قیل لھم ارکعوا﴾صَلُّوْا﴿ لا یرکعون (۴۸)﴾لَایُصَلُّوْنَ﴿ویل یومئذ للمکذبین (۴۹)فبای حدیث بعدہ﴾اَیِ الْقُرْاٰنِ﴿ یؤمنون (۵۰)﴾اَیْ لَایُمْکِنُ اِیْمَانُھُمْ بِغَیْرِہٖ مِنْ کُتُبِ اللّٰہِ تَعَالٰی بَعْدَ تَکْذِیْبِھِمْ بِہٖ لِاِشْتِمَالِہٖ عَلَی الْاِعْجَازِ الَّذِیْ لَمْ یَشْتَمِلْ عَلَیْہِ غَیْرُہٗ ۔

﴿ترجمہ﴾

بیشک ڈروالے سایوں میں (گھنے درختوں میں کہ جنت میں سورج نہ ہوگا جس کی گرمی سے بچنے کے لیے سایہ لایا جائے)اور چشموں میں(عیون بمعنی نابعۃ من الماء ہے)اور میووں میں جو اُن کا جی چاہے(اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کھانا پینا جنتیوں کی خواہشات کے مطابق ہوگا) کھاؤ اور پیو اچھا ہوا بدلہ اس کا جو تم (فرمانبرداری) کرتے تھے بیشک ہم اسی طرح (جیسا کہ ہم نے ڈروالوں کو جزا دی ہے) نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی کھالو اور برت لو(دنیا میں یہ خطاب کافروں سے ہے) کچھ(عرصہ اس عیش کی غایت موت ہے اور اس آیت میں کفار کے لیے تہدید ہے)ضرور تم مجرم ہو اور اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی اور جب ان سے کہا جائے نماز پڑھو(ارکعوا بمعنی صلوا ہے)تو نماز نہیں پڑھتے (لایرکعون بمعنی لا یصلون ہے)اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی......پھر اس کے (یعنی قرآن پاک کے)بعد کونسی بات پر ایمان لائیں گے (یعنی قرآن پاک کو جھٹلانے کے بعد ان کا اللہ عزوجل کی کتابوں میں سے کسی اور پر ایمان لانا ممکن نہیں ہے کہ قرآن پاک ہے ایسے اعجاز پر مشتمل ہے جس پر اس کا غیر مشتمل نہیں ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان المتقین فی ظلل وعیون وفواکہ مما یشتھون﴾
ان المتقین: حرف مشبہ واسم،فی:جار،ظلل:معطوف علیہ،و:عاطفہ،عیون:معطوف اول،و:عاطفہ،فواکہ:موصوف،ممایشتھون:ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کلوا واشربوا ھنیئا بما کنتم تعملون انا کذلک نجزی المحسنین﴾
کلوا: فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،اشربوا:فعل امر واؤضمیر ذوالحال،ھنیئا بما کنتم تعملون:شبہ جملہ حال،ملکر

فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر قول محذوف "یقال لھم" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،انا :حرف مشبہ واسم ، کذلک :ظرف مستقر "بجزاء" مصدر محذوف کی صفت،ملکر مفعول مطلق مقدم،نجزی المحسنین :فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویل یومئذ للمکذبین کلوا وتمتعوا قلیلا انکم مجرمون﴾

ویل یومئذ للمکذبین : اسکی ترکیب آیت نمبر ۱۵، میں گزری، کلوا :فعل امر بافاعل معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،تمتعوا :فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال، قلیلا :ظرف متعلق بمحذوف حال،ملکر فاعل،ملکر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "یقال لھم" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر ماقبل "مکذبین" کی ضمیر فاعل سے حال واقع ہے ،انکم :حرف مشبہ واسم ،مجرمون :خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ویل یومئذ للمکذبین واذا قیل لھم ارکعوا لایرکعون﴾

ویل یومئذ......الخ : اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۵ میں گزری،و : عاطفہ ،اذا :ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم،قیل لھم: قول،ارکعوا: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر شرط،لایرکعون :فعل نفی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویل یومئذ للمکذبین فبای حدیث بعدہ یومنون﴾

ویل یومئذ للمکذبین : اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۵ میں گزری،ف :فصیحیہ ،ب : مضاف،ای :مضاف،حدیث :موصوف،بعدہ :ظرف متعلق بمحذوف صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو مقدم،یومنون :فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "ان لم یومنوا بالقران" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نیکوں پر انعام اور بدوں پر وبال کا بیان:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿ان المتقین فی ظلل وعیون وفواکہ مما یشتھون کلوا وشربوا ھنیئا بما کنتم تعملون انا کذلک نجزی المحسنین بیشک ڈرنے والے سایوں اور چشموں میں ہیں اور میووں میں جو ان کا جی چاہے کھاؤ اور پیو رچتا ہوا اپنے اعمال کا صلہ بیشک نیکوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں (المرسلات:۴۱تا۴۴)﴾،﴿ویل یومئذ للمکذبین کلوا وتمتعوا قلیلا انکم مجرمون ویل یومئذ للمکذبین واذا قیل لھم ارکعوا لایرکعون ویل یومئذ للمکذبین فبای حدیث بعدہ یومنون اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی کچھ دن کھالو اور برت لو ضرور تم مجرم ہو اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی اور جب ان سے کہا جائے کہ نماز پڑھو تو نہیں پڑھتے اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے (۴۵تا۵۰)﴾۔

اغراض: نابعۃ من الماء: مراد شہد، دودھ اور شراب ہے، جیسا کہ آیت قتال میں ہے۔ کما جزینا المتقین :یعنی سائے، چشمے، پھل، یہ سب مومنین کے لئے جزاء ہیں، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ متقین اور محسنین میں کوئی مغائرت نہیں ہے اور اس میں کسی چیز کو اُس کی اپنی ذات سے تشبیہ دینا مقصود ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ متقین سے مراد طاعت میں کامل ترین لوگ ہیں اور محسنین سے مراد ایمان والے ہیں، پس معنی یہ ہوگا کہ جس طرح جزاء کاملین کے لئے ثابت ہوتی ہے بالکل اسی طرح ان کے لئے بھی جو اصلا ایمان والے ہیں، پس اس صورت میں آیت مذکورہ میں اوصاف کی مماثلت کا بیان مانا جائے گا نہ کہ مراتب درجات کا، پس غور وفکر کرو۔ صلوا :نماز کو اپنے تمام اجزاء سمیت نماز کہا گیا ہے اور یہاں رکوع مراد ہے اور خاص طور پر رکوع کا ذکر اس لئے ہوا ہے کیونکہ اِسے خضوع اور طاعت کا نام دیا جاتا ہے۔ (الصاوی، ج۶،ص۲۱۸ وغیرہ)

سورۃ النبا مکیۃ و ھی اربعون آیۃ

(سورۂ نبأ مکیہ ہے جس میں چالیس آیات ہیں)

تعارف سورۃ النبا

اس سورت میں دو رکوع، چالیس آیتیں، ایک سو تہتر کلمے اور نو سو ستر حروف ہیں۔ ویسے تو حضور ﷺ کی ہر بات مکہ والوں کے لئے حیرت انگیز تھی، وہ لوگ نبی پاک ﷺ کی باتیں سنتے اور آپ کے اعمال کا مشاہدہ کرتے تو ان پر عجیب قسم کی کیفیت طاری ہو جاتی اور سب سے زیادہ تو انہیں اس بات نے پریشان کیا ہوا تھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس چند روزہ زندگی کے بعد ایک زندگی اور بھی ہے۔ ایک ایسی زندگی جس کی انتہا نہیں، بروز قیامت انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو قبروں سے نکال کر جب رب کریم ﷻ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور وہاں ان سے ان کے چھوٹے بڑے اعمال کا حساب لیا جائے گا اور ان کی عقلیں جن پر ان کو بڑا ناز تھا کہ کون بکھرے ذرات کو اکٹھا کرے گا؟ اور پھر ان میں روح پھونکے گا، اس مسئلہ پر روز غور کرتے تھے اور وہ کسی قیمت پر وقوع قیامت کو نہ مانتے اور اس کی ایک اور وجہ بھی تھی کیونکہ اگر وہ مان جاتے تو اس کے ساتھ ساتھ ان کو اور چیزیں بھی ماننی پڑتی جیسے لوٹ کھسوٹ کی آزادی، عیش واطراب کی زندگی کی محفلیں، ساری ساری رات رقص کرتے تھے، مقروضوں سے من مانی کا سود لیتے تھے، ان کی یہ تمام لغویات کو ہٹانے کے لئے قرآن کریم میں کئی بار بڑے زور وشور سے دلائل دیئے گئے ہیں، پہلے تو دوٹوک الفاظ میں یہ جواب دے دیا کہ قیامت تو ضرور آئے گی اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا اور اسکو تم سب اپنی آنکھوں سے دیکھو گے اور اعتراف بھی کرو گے لیکن اس وقت تمہارا ایمان لانا کچھ کام نہ آئے گا۔ اس کے بعد قیامت قائم کرنے میں ایک حکمت بھی بیان کی گئی۔ ایک آدمی ساری زندگی اپنی من مانی کرتا رہے اور لوگوں پر ظلم وستم کرتا رہے اور ایک آدمی ساری زندگی لوگوں کی مدد کرتا رہے اور مسکینوں کو، یتیموں کو کھانا کھلاتا رہے ان کی مدد کرتا رہے۔ اپنے رب کریم ﷻ کی اطاعت بھی کرتا رہے، پھر ان دونوں کا نتیجہ یکساں ہو؟ اس سے بڑی ناانصافی اور کیا ہو سکتی ہے؟ فرمادیا کہ قیامت قائم اس لئے ہوگی تا کہ بد بخت کو اس کی سزا ملے اور نیک بخت کو اس کی جزا ملے۔ اور آخر میں ان کافروں کی اس بات کا رد فرمادیا جو یہ کہتے تھے کہ ہم دنیا میں بھی عزت والے تھے، قیامت میں بھی عزت والے ہوں گے، اگر کسی نے ہماری طرف ہاتھ بڑھایا تو ہمارے خدام اس کو مزا چکھائیں گے۔ ہمارے خدا ہماری شفاعت کریں گے، ان کو بتادیا کہ بت تو خود دوزخ کا ایندھن ہیں وہ تمہاری کیا شفاعت کریں گے؟ بلکہ جس کو اللہ ﷻ یہ مقام عطا فرمائے گا وہی شفاعت کرے گا۔

رکوع نمبر: ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿عم﴾عَنْ اَیِ شَیْءٍ ﴿یتساء لون (۱)﴾یَسْـئَـالُ بَـعْـضُ قُرَیْشٍ بَعْضًا﴿عن النبا العظیم (۲)﴾بَیَانٌ لِّذٰلِکَ الشَّیْءِ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِتَفْخِیْمِهٖ وَهُوَمَاجَاءَ بِهِ النَّبِیُّ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْمُشْتَمِلِ عَلَی الْبَعْثِ وَغَیْرِهٖ﴿الذی هم فیه مختلفون (۳)﴾فَـالْـمُـؤْمِنُوْنَ یُثْبِتُوْنَهٗ وَالْکَافِرُوْنَ یُنْکِرُوْنَهٗ ﴿کلا﴾رَدْعٌ﴿ سیعلمون (۴)﴾مَایَحُلُّ بِهِمْ عَلٰی اِنْکَارِهِمْ لَهٗ﴿ثم کلا سیعلمون (۵)﴾تَاکِیْدٌ وَجِیْءَ فِیْهِ بِثُمَّ لِلْاِیْذَانِ بِاَنَّ الْوَعِیْدَ الثَّانِیَ اَشَدُّمِنَ الْاَوَّلِ ثُمَّ اَوْمَا تَـعَـالٰی اِلَی الْقُدْرَةِ عَلَی الْبَعْثِ فَقَالَ﴿الم نجعل الارض مهدا (۶)﴾فِرَاشًا کَالْمَهْدِ﴿والجبال اوتادا (۷)﴾یُثْبِـتُ بِهَـاالْاَرْضُ کَـمَـایُثْبِتُ الْخِیَـامُ بِـالْاَوْتَـادِ وَالْاِسْتِفْهَـامُ لِلتَّقْرِیْرِ﴿وخلقنکم

ازواجا (٨)﴾ذُكُورًاوَّاِنَاثًا﴿وجعلنا نومكم سباتا(٩)﴾رَاحَةً لِاَبْدَانِكُمْ ﴿وجعلنا اليل لباسا(١٠)﴾سَاتِرًابِسَوَادِهٖ﴿وجعلنا النهار معاشا (١١)﴾وَقْتًا لِلْمَعَايِشِ ﴿وبنينا فوقكم سبعا﴾سَبْعَ سَمٰوٰاتٍ﴿ شدادا(١٢)﴾جَمْعُ شَدِيْدَةٍ اَىْ قَوِيَةٍ مُحْكَمَةٍ لَايُؤَثِّرُفِيْهَامُرُوْرُ الزَّمَانِ﴿ وجعلنا سراجا﴾مُنِيْرًا﴿ وهاجا (١٣)﴾وَقَّادًايَعْنِى الشَّمْسَ﴿وانزلنا من المعصرت﴾اَلسَّحَابَاتِ الَّتِىْ حَانَ لَهَااَنْ تَمْطُرَ كَالْمُعْصِرِ الْجَارِيَةِ الَّتِىْ دَنَتْ مِنَ الْحَيْضِ﴿ ماء ثجاجا (١٤)﴾صَبَابًا﴿لنخرج به حبا﴾ كَالْحِنْطَةِ﴿ ونباتا (١٥)﴾ كَالتِّبْنِ﴿وجنت﴾بَسَاتِيْنَ﴿ الفافا (١٦)﴾مُلْتَفَّةً جَمْعُ لَفِيْفٍ كَشَرِيْفٍ وَاَشْرَافٍ ﴿ ان يوم الفصل﴾بَيْنَ الْخَلَائِقِ﴿ كان ميقاتا (١٧)﴾وَقْتًالِلثَّوَابِ وَالْعِقَابِ﴿يوم ينفخ فى الصور﴾اَلْقَرْنِ بَدَلٌ مِّنْ يَّوْمِ الْفَصْلِ اَوْبَيَانٌ لَهٗ النَّافِخُ اِسْرَافِيْلُ﴿ فتاتون﴾مِنْ قُبُوْرِكُمْ اِلَى الْمَوْقِفِ﴿ افواجا (١٨)﴾جَمَاعَاتٍ مُخْتَلِفَةً﴿وفتحت السماء﴾بِالتَّشْدِيْدِوَالتَّخْفِيْفِ شُقِّقَتْ لِنُزُوْلِ الْمَلَائِكَةِ ﴿ فكانت ابوابا(١٩)﴾ذَاتَ اَبْوَابٍ﴿وسيرت الجبال﴾ذُهِبَ بِهَاعَنْ اَمَاكِنِهَا﴿ فكانت سرابا (٢٠)﴾هَبَاءً اَىْ مِثْلَهٗ فِىْ خِفَّةِ سَيْرِهَا﴿ان جهنم كانت مرصادا(٢١)﴾رَاصِدَةً اَوْمُرْصَدَةً﴿للطاغين﴾اَلْكَافِرِيْنَ فَلَايَتَجَاوَزُوْنَهَا﴿ مابا (٢٢)﴾مَرْجِعًالَّهُمْ فَيَدْخُلُوْنَهَا﴿لبثين﴾حَالٌ مُّقَدَّرَةٌ اَىْ مُقَدَّرًالُّبْثُهُمْ﴿ فيها احقابا (٢٣)﴾دُهُوْرًالَانِهَايَةَ لَّهَاجَمْعُ حُقَبٍ بِضَمِّ اَوَّلِهٖ﴿لا يذوقون فيها بردا﴾نَوْمًا فَاِنَّهُمْ لَايَذُوْقُوْنَهٗ﴿ ولاشرابا(٢٤)﴾مَايُشْرَبُ تَلَذُّذًا﴿الا﴾لٰكِنْ﴿ حميما﴾مَاءً حَارًّاغَايَةَ الْحَرَارَةِ﴿ وغساقا (٢٥)﴾بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ مَايَسِيْلُ مِنْ صَدِيْدِ اَهْلِ النَّارِفَاِنَّهُمْ يَذُوْقُوْنَهٗ جُوْزُوْابِذٰلِكَ ﴿جزاء وفاقا(٢٦)﴾مُوَافِقًا لِعَمَلِهِمْ فَلَاذَنْبَ اَعْظَمُ مِنَ الْكُفْرِوَلَاعَذَابَ اَعْظَمُ مِنَ النَّارِ﴿انهم كانوا لا يرجون﴾يَخَافُوْنَ﴿ حسابا (٢٧)﴾لِاِنْكَارِهِمُ الْبَعْثَ﴿وكذبوا بايتنا﴾اَلْقُرْاٰنَ﴿ كذابا (٢٨)﴾تَكْذِيْبًا﴿وكل شىء﴾مِنَ الْاَعْمَالِ ﴿ احصينه﴾ضَبَطْنَاهُ﴿ كتبا(٢٩)﴾فِى اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ لِنُجَازِىَ عَلَيْهِ وَمِنْ ذٰلِكَ تَكْذِيْبُهِمْ بِالْقُرْاٰنِ﴿فذوقوا﴾اَىْ فَيُقَالُ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عِنْدَ وُقُوْعِ الْعَذَابِ عَلَيْهِمْ ذُوْقُوْاجَزَائَكُمْ ﴿ فلن نزيدكم الا عذابا(٣٠)﴾فَوْقَ عَذَابِكُمْ.

﴿ترجمہ﴾

کس چیز کے بارے میں (عم بمعنی عن ای شیء ہے) وہ آپس میں پوچھ گچھ کررہے ہیں (بعض قریش بعض سے پوچھ گچھ کررہے ہیں) بڑی خبر کی (یہ اس شے کا بیان اور استفہام اس شی کی عظمت کی وجہ سے ہے اور وہ شی یہ قرآن پاک ہے......۱...... جسے نبی ﷺ لائے جو کہ موت کے بعد اٹھائے جانے وغیرہ خبروں پر مشتمل ہے) جس میں وہ کئی راہ ہیں (جو مومنین اس کا اقرار اور کفار اس کا انکار کرتے ہیں) ہاں ہاں (''کلا'' حرف ردع ہے) اب جان جائیں گے (اس کو جو اُن پر اترے گا ان کے قرآن کا انکار کرنے کی وجہ سے) پھر ہاں ہاں جان جائیں گے (یہ تاکید ہے اور اس میں ثم کو اس بات کا شعور دلانے کے لیے لایا گیا کہ وعید ثانی اول سے شدید ہے، پھر اللہ ﷻ نے موت کے بعد اٹھائے جانے کی قدرت کی طرف اشارہ کیا، پس فرمایا) کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا (مھدا بمعنی فراشا جیسا کہ جھولا) اور پہاڑوں کو میخیں (جن کے ذریعے زمین ٹھہر جاتی ہے جیسا کہ خیمے میخوں کے ذریعے ٹھہرتے ہیں اور استفہام

تقریر کے لیے ہے) جوڑے بنائے (نر اور مادہ) اور تمہاری نیند کو آرام کیا (تمہارے بدنوں کے لیے راحت......۲......) اور رات کو پردہ پوش کیا (رات اپنی سیاہی سے اشیاء کو چھپانے والی ہے) اور دن کو روزگار بنایا (روزگار کا وقت بنایا) اور تمہارے اوپر بنایا سات مضبوط (یعنی سات مضبوط آسمانوں کو جس میں زمانے کا گزرنا اثر انداز نہیں ہوسکتا) اور ہم نے بنایا چراغ (روشن کرنے والا) نہایت چمکتا (''وھاجا'' کا معنی ہے خوب چمکتا، مراد اس سے سورج ہے......۳......) اور پھر بدلیوں سے اتارا (یعنی ان بادلوں سے جن کے برسنے کا وقت ہو چکا ہوتا ہے جیسا کہ اس لڑکی کو جو حیض کے قریب ہو اسے المعصر کہہ دیتے ہیں) زور کا پانی (ثجاجا بمعنی صبابا ہے) کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج (جیسا کہ گندم) اور سبزہ (جیسے گھاس) اور گھنے باغات (جنت بمعنی بساتین ہے، اور الفافا بمعنی ملتفة ہے، لفیف کی جمع ہے جیسا کہ شری اور اشراف) بیشک (مخلوق کے درمیان) فیصلہ کا دن ٹھہرا ہوا وقت ہے (ثواب اور عقاب کا وقت) جس دن صور (یعنی سینگ) میں پھونکا جائے گا (یہ یوم الفصل سے بدل ہے یا یہ بیان ہے اور صور پھونکنے والے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں) تو تم چلے آؤ گے (اپنی قبروں سے موقف کی طرف) فوجوں کی فوجیں (الگ الگ جماعتوں کی صورت میں) اور آسمان کھولا جائے گا (نزول ملائکہ کے لیے شق ہو جائے گا، ''فتحت'' کو مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) کہ دروازے ہو جائے گا (یعنی دروازوں والا ہو جائے گا) اور پہاڑ چلائے جائیں گے (اپنی جگہوں سے، سیرت بمعنی ذھب بھا ہے) کہ ہو جائیں گے گرد وغبار (با آسانی اڑنے میں پہاڑ گرد وغبار کی مثل ہو جائیں گے، سرابا بمعنی ھباء ہے) بیشک جہنم تاک میں ہے (مرصادا بمعنی ''راصدة'' یا بمعنی مرصدة ہے) ظالموں (یعنی کافروں) کے لیے (کہ وہ اس سے تجاوز نہ کر سکیں گے) ٹھکانہ (ان کافروں کا وہ اس میں داخل ہوں گے، مابا بمعنی مرجعا ہے) ٹھہریں گے (''لبثین'' حال مقدرہ ہے یعنی ''مقدرا لبثھم'' ہے) اس میں قرنوں (اتنے سالوں رہیں گے جس کی انتہاء ہی نہیں ''احقابا'' حقب کی جمع ہے جو کہ حاء مضمومہ کے ساتھ ہے) اس میں مزہ نہ پائیں گے کسی طرح کی ٹھنڈک کا (یعنی نیند کا، لہذا وہ نیند کو نہیں چکھ پائیں گے) اور نہ کچھ پینے کو (یعنی وہ چیز جس کو تلذذ کے طور پر پیا جاسکے) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) انتہائی کھولتا پانی (''حمیما'' کا معنی ہے انتہائی شدید کھولتا ہوا پانی) اور پیپ (یعنی جہنمیوں کا بہتا ہوا پیپ جسے وہ پئیں گے ''غساق'' کو سین مشددہ و مخففہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، انہیں یہ بدلہ دیا گیا) جیسے کو تیسا بدلہ (یہ عذاب ان کے عمل کے موافق ہے کہ کفر سے بڑا کوئی گناہ نہیں اور جہنم کی آگ سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں) بیشک وہ نہیں ڈرتے تھے (لایرجون بمعنی لایخافون ہے) حساب سے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے منکر ہونے کی وجہ سے) اور انہوں نے جھٹلائیں ہماری آیتیں (یعنی قرآن پاک کو) حد بھر جھٹلانا (کذابا بمعنی تکذیبا ہے) اور ہر چیز (اعمال میں سے) ہم نے شمار کر رکھی ہے (احصینہ بمعنی ضبطناہ ہے) لکھ کر (لوح محفوظ میں کہ اس پر ہم بدلہ دیں اور من جملہ اس میں لکھی گئی باتوں میں سے ان کا قرآن پاک کو جھٹلانا بھی ہے، عتبا بمعنی کتبا ہے) کہ چکھو (جب آخری میں ان پر عذاب پڑے گا اس وقت ان سے کہا جائے گا اپنا بدلہ چکھو) ہم تمہیں نہ بڑھائیں گے مگر عذاب (دردناک عذاب)۔

﴿ترکیب﴾

﴿عم یتساء لون عن النبا العظیم الذی ھم فیہ مختلفون﴾

عن: جار، ما: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، یتساء لون: فعل با فاعل ملکر جملہ فعلیہ، عن: جار، النبا: موصوف، العظیم: صفت اول، الذی ھم فیہ مختلفون: موصول صلہ ملکر صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف ''یتساء لون'' کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿کلا سیعلمون ثم کلا سیعلمون﴾
کلا: حرف ردع وزجر، سیعلمون: فعل بافاعل، "ما یحل بھم" مفعول محذوف، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، کلا: حرف ردع وزجر، سیعلمون: جملہ فعلیہ ماقبل "سیعلمون" کی تاکید ہے۔

﴿الم نجعل الارض مھدا والجبال اوتادا﴾
ہمزہ: حرف استفہام، لم نجعل: فعل نفی بافاعل، الارض مھدا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الجبال اوتادا: ملکر مفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وخلقنکم ازواجا وجعلنا نومکم سباتا وجعلنا الیل لباسا﴾
و: عاطفہ، خلقنکم: فعل بافاعل ومفعول، ازواجا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، نومکم: مفعول اول، سباتا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، الیل: مفعول اول، لباسا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعلنا النھار معاشا وبنینا فوقکم سبعا شدادا وجعلنا سراجا وھاجا﴾
و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، النھار: مفعول اول، معاشا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، بنینا: فعل بافاعل، فوقکم: ظرف، سبعا شدادا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، سراجا: مفعول اول، وھاجا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانزلنا من المعصرت ماء ثجاجا لنخرج بہ حبا ونباتا وجنت الفافا﴾
و: عاطفہ، انزلنا: فعل بافاعل، من المعصرت: ظرف لغو، ماء ثجاجا: مرکب توصیفی مفعول، لام: جار، نخرج: فعل بافاعل، بہ: ظرف لغو، حبا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نباتا: معطوف، و: عاطفہ، جنت: موصوف، الفافا: صفت، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان یوم الفصل کان میقاتا یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا﴾
ان: حرف مشبہ، یوم الفصل: مبدل منہ، یوم: مضاف، ینفخ فی الصور: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تاتون افواجا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر اسم، کان میقاتا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وفتحت السماء فکانت ابوابا وسیرت الجبال فکانت سرابا﴾
و: عاطفہ، فتحت السماء: فعل با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کانت ابوابا: جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، سیرت: فعل مجہول، الجبال: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کانت سرابا: جملہ فعلیہ ماقبل "سیرت" پر معطوف ہے۔

﴿ان جھنم کانت مرصادا للطغین مابا لبثین فیھا احقابا﴾
ان جھنم: حرف مشبہ واسم، کانت: فعل ناقص بااسم، مرصادا: فعل بافاعل، لام: جار، لطغین: اسم فاعل، ھم: ضمیر ذوالحال، لبثین: اسم فاعل بافاعل، فیھا: ظرف لغو، احقابا: ظرف، ملکر شبہ جملہ حال، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر اول، مابا: خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لایذوقون فیھا بردا ولا شرابا الا حمیما وغساقا﴾
لایذوقون: فعل نفی بافاعل، فیھا: ظرف لغو، بردا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، شرابا: مبدل منہ، الا: اداۃ

حصر، حمیما: معطوف علیہ، و: عاطفہ، غساقا: معطوف، ملکر بدل، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿جزاء وفاقا انهم كانوا لا يرجون حسابا﴾

جزاء: موصوف، وفاقا: صفت، ملکر فعل محذوف "جوزوا بذلک" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، انهم جرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص بااسم، لایرجون حسابا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وكذبوا باياتنا كذابا وكل شيء احصينه كتبا﴾

و: عاطفہ، کذبوا بایتنا: فعل بافاعل وظرف لغو، کذابا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کل شیء: "احصیناء" فعل محذوف کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، احصینہ: فعل بافاعل ومفعول، کتبا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فذوقوا فلن نزيدكم الا عذابا﴾

ف: تعلیلیہ، ذوقوا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، لن نزیدکم: فعل نفی بافاعل ومفعول اول، الا: اداۃ حصر، عذابا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآن کے عظیم ہونے میں اقوال مفسرین:

۱...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿عن النبأ العظيم﴾ (النبا: ۲)۔ اس بارے میں مفسرین کے اقوال درج یہ ہیں:

امام قرطبی لکھتے ہیں: ابوصالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا مقصد قرآن کی عظمت بیان کرنا ہے کیونکہ یہی عظیم خبر ہے، جو یہاں بیان کی جارہی ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ عظیم خبر سے مراد بعث بعد الموت ہے جس کے بارے میں لوگوں کے دوگروہ پائے جاتے ہیں اول ماننے والے اور ثانی نہ ماننے والے۔ ایک قول کے مطابق عظیم خبر سے مراد سید عالم ﷺ کا امر ہے۔ ضحاک نے ایک قول حضرت ابن عباس سے یہ منقول کیا ہے کہ یہود نے سید عالم ﷺ سے کئی چیزوں کی خبریں طلب فرمائیں، پس اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کو ان کے اختلاف کی خبریں ارشاد فرمائیں، پھر انہیں ڈرایا دھمکایا۔ پھر انہیں قرآن ماننے والوں کا انجام پتہ چل جائے گا یا اُن کا انجام جو مرنے کے بعد جی اٹھنے کا انکار کرتے ہیں کہ اِن میں کون حق اور کون ناحق پر ہے؟۔ (القرطبی، الجزء:۲۹، ص ۱۵۰)

ابن کثیر لکھتے ہیں: یعنی جس چیز کے بارے میں لوگ ایک دوسرے سے سوالات کررہے ہیں، مراد قیامت کے علم کا تذکرہ کرنا ہے، جو کہ عظیم خبر ہے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ عظیم خبر سے مراد مرنے کے بعد جی اٹھنے کا بیان ہے۔ مجاہد کے نزدیک اس سے مراد قرآن ہے۔ لیکن اول قول زیادہ ظاہر وباہر ہے اور وہ قیامت کا انکار کرنا ہے۔ (ابن کثیر، ج ٤، ص ٥٥٧)

امام جریر طبری لکھتے ہیں: اہل تاویل کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ عظیم خبر سے کیا مراد ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد قرآن ہے اور یہی مجاہد کا قول ہے۔ قتادہ کا قول بعث بعد الموت ہے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ قیامت کے بارے میں تردد پایا جاتا تھا کہ ہم اور ہمارے آباء جب مرجائیں گے تو کیسے دوبارہ زندہ ہونگے؟ اور اسی میں اختلاف پایا جاتا تھا اور وہ اس پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ بعض اہل عرب کا قول یہ بھی ہے کہ قریش قرآن کے بارے میں اپنا کلام کرتے تھے، پھر انہیں قرآن کے عظیم ہونے کا بتایا گیا کہ جس کتاب عظیم کی وہ اپنی جانب سے تاویل وتشریح وغرض فاسد کا بیان کرتے ہیں وہ اس تاویل سے مبراء ہے۔ پس وہ دوگروہوں میں بٹ گئے اور کچھ ماننے اور کچھ نہ ماننے والے ہوگئے۔ (الطبری، الجزء:۳۰، ص ٥ وغیرہ)

علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی لکھتے ہیں: اکثر کے نزدیک عظیم خبر سے مراد قرآن ہے جب کہ بعض کے نزدیک بعث بعد

الموت اور بعض کے نزدیک سید عالم ﷺ کی نبوت مراد ہے۔ (العازن، ج ٤، ص ٣٨٦)

سائنس کی رو سے نیند کیسے آرام پہنچاتی ہے؟

۲ ......اس بارے میں ہم ایک تجزیہ پیش کرنے لگے ہیں جو کہ دس باتوں پر مشتمل ہے، یعنی جس نے بھرپور نیند پوری کرلی وہ دس فوائد حاصل کرے گا۔

(۱)......اچھی نیند انسانی صحت کو اچھا رکھتی ہے، کم نیند کی وجہ سے صحت خراب ہوجاتی ہے اور(Metabolism یعنی خوراک سے حاصل ہونے والی وہ قوت جو انسانی جسم کو تقویت دیتی ہے) کم یعنی (down) ہوجاتا ہے۔(uppsala university of Swedon) کے مطابق اچھی نیند وزن کو بڑھانے میں مدد دیتی ہے۔(۲)...... ہم سب جب اٹھتے ہیں تو دنیاوی کاموں میں مصروف ہوجاتے ہیں، مگر (IKEA's slunmber) سروے کے مطابق تین ایسے (Astralians) لوگ جن کی نیند اچھی نہیں ہوتی تھی، وہ پورا دن پریشان رہتے تھے اور ہم میں سے آدھی دنیا کے لوگ ایسے ہی ہیں جن کی نیند مکمل نہیں ہوتی اور وہ اپنے کام پر بھرپور توجہ نہیں دے پاتے۔ (QVC) سروے کا بھی یہی کہنا ہے۔(۳)......دو تہائی لوگ اس روئے زمین پر ایسے پائے جاتے ہیں جو اچھی نیند نہ ہونے کے باعث گھبراہٹ کا شکار رہتے ہیں۔ (QVC) سروے کے مطابق (IKEA Angela McCann) کہتے ہیں کہ ہمارے (slumber surway) کے بعد فقط ایک فی صد لوگ ایسے سامنے آئے جن کا کہنا تھا کہ وہ اٹھنے کے بعد اچھا محسوس کرتے ہیں۔ نامکمل نیند اور تھکن انسانی دماغ کو سوچنے اور سمجھنے کی کیفیت میں اثر انداز ہوتی ہے۔(۴)...... جب انسان اپنی مکمل نیند پوری کرلے گا تو اس کے پررونق اثرات اس کے چہرے پر بھی نمودار ہونگے۔ برٹش میڈیکل جرنل نے سال ۲۰۱۰ء میں تیئیس افراد کی تصاویر لیں جو آٹھ گھنٹے نارمل نیند پوری کرلیتے ہیں تو انہیں ان تصاویر کو تین اقسام میں تقسیم کرنا پڑا جو کہ اپنی نیند سے بیدار ہونے کے بعد چہرے کے اثرات سے کس حد تک متاثر ہوتے یا نہیں ہوتے ہیں۔(۵)......ہم سب لوگوں سے نیند کا مسئلہ سنتے رہتے ہیں، اس امید پر کہ کسی صبح ایسا سننے کو ملے کہ مسئلہ حل ہوگیا اور نیند پوری ہوچکی۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ جب انسان اپنا ذہن سونے کا بنالے تو اس کا دماغ بھی آرام پائے گا اور وہ صبح تروتازہ بیدار ہوگا۔(۶)......صحیح طور پر نیند نہ لینا انسانی زندگی کے کم ہونے کا بھی باعث ہے، اگرچہ سائنسدان اس بارے میں مکمل طور پر مطمئن نہیں ہیں کہ فقط نیند مکمل نہ ہونا ہی زندگی کے کم ہونے کا باعث ہے یا کچھ اور امراض بھی ہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ جو لوگ چھ گھنٹے نیند لیتے ہیں وہ جلد مرجاتے ہیں اُن لوگوں کی بہ نسبت جو اُسی عمر کے وہ لوگ جو سات گھنٹے یا آٹھ گھنٹے نیند لیتے ہیں۔(۷)......سن ۲۰۰۸ء کی رپورٹ کے مطابق آٹھ گھنٹے سے زیادہ نیند ہونا فائدہ مند ہے، چنانچہ سابقہ سروے کے مطابق دس افراد جو چھ یا سات ہفتے تک دس گھنٹے آرام کرتے رہے، ان کی تیراکی اُن افراد کے مقابلے میں زیادہ تیز تھی جو سات گھنٹے آرام کرتے تھے۔(۸)......۲۰۰۹ء کی تحقیق کے مطابق جن لوگوں کو سات گھنٹے سے کم نیند ہوتی ہے، انہیں سردی زیادہ لگتی ہے۔(Mellon Carnegine University) کے مطابق آٹھ گھنٹے یا زائد نیند کرنے والوں میں یہ بات کم پائی جاتی ہے۔(۹)...... چھ گھنٹے یا اس سے کم سونے والوں کی بہ نسبت آٹھ گھنٹے یا اُس سے زائد سونے والوں کی دماغی یادداشت زیادہ ہوا کرتی ہے۔(۱۰)......سن ۲۰۱۰ء میں امریکہ میں بیس سے تیس فی صد لوگوں کی نیند کو اُن کے باہمی جنسی تعلقات میں بہتری یا بدتری کی تحقیق سامنے آئی ہے، کہ نیند پوری ہونے کا اثر انسان کے جنسی تعلقات کے معاملات کو بھی بہتر کرتا ہے۔

سورج کی روشنی کے فوائد کا سائنسی جائزہ:

۳......(Dr Oz) نے حال ہی میں ایک تحقیق کی ہے کہ جو شخص روزانہ بغیر کسی رکاوٹ کے سورج کی تپش لیتا ہے تو وہ اُس

دن کی (Vitamin D) کی ضرورت کو پورا کرے گا جو ایک صحت مند انسان کے لئے ہر دن میں لینا ضروری ہوتا ہے۔ (ہر انسان کے لئے دن بھر میں وٹامن اے، بی، سی، ڈی اور ای لینا ضروری ہے)۔ یہاں سائنسی تحقیق کے پیش نظر پانچ فوائد جو سورج کی روشنی اور اس کی شعاعوں سے حاصل کئے جاتے ہیں درج ذیل ہیں:

(۱)......ایک مخصوص مقدار میں وٹامن ڈی کا حاصل کر لینا: (Dr Oz) کی تحقیق صحیح تھی، روزانہ دس سے پندرہ منٹ تک سورج کی شعاعوں میں وقت گزارنا اُس دن کی وٹامن ڈی کی ضرورت کو پورا کر لیتا ہے۔ اور وٹامن ڈی کی جسم انسانی کو اس لئے ضرورت ہوتی ہے کہ انسانی ہڈیاں توانا رہیں، (boost imunne) اپنا کام کرتا رہے، (inflamation یعنی انسانی جسم پھولنے، سوجنے اور لال ہونے سے بچا) رہے، (neuro muscular function) اپنا کام کرتا رہے، اور اس کے علاوہ (cencer) کو روکنے میں مددگار بنتا ہے۔ (۲)......خوش رہنے اور مکمل نیند ہو جانے میں معاون و مددگار: (Enviromental Health Perspectives) نامی ایک جریدے نے انکشاف کیا ہے کہ سورج کے اور مزید فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ سورج کی روشنی انسانی دماغ میں (serotonin)(endorphins)(melatonin) پیدا کرنے میں مدد کرتا ہے۔ کیونکہ (serotonin)(endorphins) دماغی کیمیکل ہوتے ہیں جو کہ کسی انسان کو خوش رہنے میں مدد دیتے ہیں اور (melatonin) نامی (noctumal) کیمیکل انسان کو آرام کرنے کا موڈ بنانے میں مددگار و معاون ہوتا ہے اور نیند کو بہتر طور پر پورا کرنے کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ (۳)......سفید اور سرخ (cells) کی مقدار بنانے میں معاون ہونا: سائنس دان کہتے ہیں کہ سورج انسان کے لئے اس لئے بھی فائدہ مند ہے کہ اس کی مدد سے انسان کے جسم میں سفید (cells) پیدا ہوتے ہیں جس کی مدد سے آپ کی (immunity enhance) کرنے میں مدد ملتی ہے اور اس کے علاوہ سرخ (cells) بھی مزید بنتے ہیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ کا جسم (oxygen) کی صحیح مقدار کا حامل ہے۔ (۴)......انسانی کھال کے مضر جراثیم کو ختم کرنے میں مددگار ہونا: (UV) کی مدد سے انسانی جسم کی کھال (bacterias,virusis,molds,yeast and fungi) جیسے امراض کو روکنے میں معاون بنتا ہے جو کہ انسانی جسم کی اوپری کھال پر نمودار ہوتے ہیں۔ (۵)......سورج کی شعاعیں جسم کی کھال کی مزید بیماریوں سے حفاظت کرتی ہیں: انسانی جسم کی کھال کے مرجھانے اور جھریاں پڑنے کے عمل کو بھی روکتا ہے اور کینسر کی بعض بیماریاں بھی اسی کی مدد سے ختم ہوتی ہیں۔ مزید یہ بھی کی جن بیماریوں کا خاتمہ ہوتا ہے اُن میں چند یہ ہیں: (,acne,psoriases,eczema)۔

اغراض:

فالمومنون: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿هم﴾ ضمیر مومنین اور کافرین سب کو شامل ہے، اور ﴿یتساء لون﴾ میں موجود واو کافروں پر محمول ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ دونوں ضمیریں کفار کی طرف عائد ہوں اور بعض کافر قرآن کو شعر اور بعض کہانت وغیرہ کہتے ہیں۔ **للایذان بان الوعید الثانی:** یعنی پہلی وعید دوسری کے مقابلے میں مختلف اعتبار سے ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ پہلی نزع کے وقت، دوسری بروز قیامت اور ایک قول کے مطابق پہلی وعید قبر سے اٹھائے جانے کے وقت میں اور دوسری جزاء کے لئے ہے۔

ثم اوما تعالی: کے ذریعے یہ دلیل بھی ہے کہ جو اللہ ان تمام اشیاء پر قادر ہے وہ یقیناً بعث بعد الموت پر بھی قادر ہے۔

ساترا بسواده: بمعنی ظلمته ہے، اور اس میں حذف اداۃ کے ساتھ تشبیہ بلیغ ہے، جیسا کہ لباس تمام ستر کو پردہ دیتا ہے (بالکل اسی طرح رات ہر چیز پر تاریکی کا پردہ ڈال دیتی ہے)۔ **الجاریة:** سے مطلق عورت مراد ہے۔ **وقتا للمعائش:** یعنی دن کو تم اپنی حاجت کے اعتبار سے صرف کرتے ہو۔ **صبابا:** یعنی تیزی اور قوت سے ساتھ آنے والا پانی مراد ہے۔ **وقتا للثواب و العقاب:** میں اس

جانب اشارہ ہے کہ میقات سے مراد زمانہ مقیدہ ہے، اوراس کے ظہور کا وقت وہ ہے جس میں اللہ نے ثواب وعذاب کا وعدہ فرمایا ہے۔ لنزول الملائکۃ: اس لئے کہ فرشتے پہلے نفخہ کے ساتھ ہی موت دیئے جائیں گے اور دونفخوں کے مابین زندہ کئے جائیں گے اور زمین پر اتارے جائینگے، اور اطراف زمین اور اگرد گرد پھیل جائیں گے اور لوگوں کو حشر کی طرف ہانکے گے۔ بــــضــــم اولہ: یعنی "حقب" اول کے ضمہ اور ثانی کے سکون کے ساتھ، مراد آٹھ سال، ہر سال بارہ ماہ کا اور ہر ماہ تیس دن کا، ہر دن ہزار سال کا ۔ (الصاوی، ج٦، ص ٢٢٠ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿ان للمتقین مفازا (۳۱)﴾مَکَانَ فَوْزٍ فِی الْجَنَّۃِ﴿حدائق﴾بَسَاتِیْنَ بَدَلٌ مِنْ مَفَازًا اَوْبَیَانٌ لَہٗ ﴿ واعنابا (۳۲)﴾عَطْفٌ عَلٰی مَفَازًا﴿و کواعب﴾جَوَارِیَ تَکَعَّبَتْ ثَدْیُھُنَّ جَمْعُ کَاعِبٍ﴿ اترابا (۳۳)﴾عَلٰی سِنٍّ وَاحِدٍجَمْعُ تِرْبٍ بِکَسْرِ التَّاءِ وَسُکُوْنِ الرَّاءِ﴿و کأسا دھاقا (۳۴)﴾خَمْرًا مَالِئَۃً مَحَالَھَاوَفِی الْقِتَالِ وَاَنْھٰرٌمِنْ خَمْرٍ﴿لا یسمعون فیھا﴾اَیِ الْجَنَّۃَ عِنْدَشُرْبِ الْخَمْرِوَغَیْرِہٖ مِنَ الْاَحْوَالِ﴿ لغوا﴾بَاطِلًامِنَ الْقَوْلِ﴿ ولا کذبا (۳۵)﴾بِالتَّخْفِیْفِ اَیْ کِذْبًاوَبِالتَّشْدِیْدِ اَیْ تَکْذِیْبًامِنْ وَاحِدٍلِغَیْرِہٖ بِخِلَافِ مَایَقَعُ فِی الدُّنْیَاعِنْدَشُرْبِ الْخَمْرِ﴿جزاء من ربک﴾اَیْ جَازَاھُمُ اللّٰہُ بِذٰلِکَ جَزَاءً ﴿ عطاء﴾بَدَلٌ مِنْ جَزَاءً﴿ حسابا (۳۶)﴾اَیْ کَثِیْرًامِنْ قَوْلِھِمْ اَعْطَانِیْ فَاَحْسَبَنِیْ اَیْ اَکْثَرَ عَلٰی حَتّٰی قُلْتُ حَسْبِیْ ﴿رب السموت والارض﴾بِالْجَرِّوَالرَّفْعِ ﴿ وما بینھما الرحمن﴾کَذٰلِکَ وَبِرَفْعِہٖ مَعَ جَرِّرَبِّ السَّمٰوٰتِ﴿ لا یملکون﴾اَیِ الْخَلْقِ﴿ منہ﴾تَعَالٰی﴿ خطابا (۳۷)﴾اَیْ لَایَقْدِرُاَحَدٌاَنْ یُّخَاطِبَہٗ خَوْفًامِّنْہُ﴿یوم﴾ظَرْفٌ لِلَایَمْلِکُوْنَ﴿ یقوم الروح﴾جِبْرِیْلُ اَوْجُنْدُاللّٰہِ﴿ والملئکۃ صفا﴾حَالٌ اَیْ مُصْطَفِیْنَ﴿ لا یتکلمون﴾اَیِ الْخَلْقِ﴿ الا من اذن لہ الرحمن﴾فِی الْکَلَامِ ﴿ وقال﴾قولا﴿ صوابا (۳۸)﴾مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلَائِکَۃِ کَاَنْ یَّشْفَعُوْالِمَنِ ارْتَضٰی﴿ذلک الیوم الحق﴾اَلثَّابِتُ وَقُوْعُہٗ وَھُوَیَوْمُ الْقِیٰمَۃِ﴿فمن شاء اتخذ الی ربہ مابا (۳۹)﴾مَرْجِعًا اَیْ رَجَعَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِطَاعَتِہٖ لِیَسْلَمَ مِنَ الْعَذَابِ فِیْہِ﴿انا انذرنکم﴾اَیْ کُفَّارُ مَکَّۃَ﴿ عذابا قریبا﴾اَیْ عَذَابَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ الْاٰتِیْ وَکُلُّ اٰتٍ قَرِیْبٌ﴿ یوم﴾ظَرْفٌ لِعَذَابًا بِصِفَتِہٖ ﴿ینظر المرء﴾کُلُّ امْرِءٍ﴿ ما قدمت یدہ﴾مِنْ خَیْرٍوَّشَرٍّ﴿ ویقول الکفر یا﴾حَرْفُ تَنْبِیْہٍ﴿ لیتنی کنت تربا (۴۰)﴾یَعْنِیْ فَلَا اُعَذَّبُ یَقُوْلُ ذٰلِکَ عِنْدَمَایَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی لِلْبَھَائِمِ بَعْدَالْاِقْتِصَاصِ مِنْ بَعْضِھَالِبَعْضٍ کُوْنِیْ تُرَابًا.

﴿ترجمہ﴾

بیشک ڈروالوں کوکامیابی کی جگہ ہے (جنت میں، مفاز بمعنی مکان فوز ہے) باغ ہیں (حدائق بمعنی بساتین ہے، یہ "مفازا" سے بدل ہے یا اس کا بیان ہے) اور انگور ("اعنابا" کا "عطف "مفازا" پر ہورہا ہے) اور اٹھتے جوبن والیاں ("کواعب" کاعب کی جمع ہے یعنی وہ لڑکیاں جن کے سینے اٹھے ہوئے ہوں) ایک عمر کی ("اترابا" کا معنی باہم ایک عمر کا ہونا......، یہ "ترب" کی جمع ہے جسے تاء مکسورہ اور راء ساکنہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور چھلکتا جام (برتن میں لبالب بھری شراب اور سورت"

القتال ''میں ہے'' وانهار من خمر ''اور شراب کی نہریں) وہ نہ سنیں گے اس میں (یعنی جنت میں شراب پیتے وقت اور دیگر احوال کے وقت) کوئی بیہودہ بات (لغوا کے معنی باطل بات) اور نہ جھٹلانا (''کذبا'' کو ذال مخففہ کے ساتھ پڑھیں گے تو معنی ہوگا وہ جھوٹ نہیں سنیں گے اور مشددہ کے ساتھ پڑھیں گے تو معنی ہوگا وہاں ایک دوسرے کو شراب جنت پی کر نہیں جھٹلائے گا بخلاف اس حالت کے جو دنیا میں شراب پیتے وقت ظہور میں آتی ہے ......۲) صلہ تمہارے رب کی طرف سے (یعنی انہیں اللہ ﷻ نے یہ صلہ عطا فرمایا ہے) نہایت کافی عطا (''عطاء'' ''جزاء'' سے بدل ہے، حسابا بمعنی کثیرا ہے، جیسے اہل عرب کہتے ہیں ''اعطانی حسبنی'' اور اس کا معنی کرتے ہیں کہ اس نے مجھے اتنا دیا کہ میں کہہ اٹھا کہ مجھے کافی ہے) رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا (''رب السموت والارض'' میں لفظ ''رب'' کو مرفوع اور مجرور دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اور جو کچھ ان کے درمیان ہے رحمٰن (''رحمن'' کو بھی اسی طرح مرفوع اور مجرور دونوں طرح پڑھا گیا ہے) وہ (یعنی مخلوق) اختیار نہ رکھیں گے اس سے (یعنی اللہ ﷻ سے) بات کرنے کا (یعنی خوف الٰہی کے سبب کسی کو اس سے بات کرنے کی مجال نہ ہوگی) جس دن (''یوم'' ''لا یملکون'' کے لیے ظرف ہے) روح (جبرائیل امین علیہ السلام یا اللہ ﷻ کا گروہ) اور فرشتے کھڑے ہوں گے صف باندھ کر......۳ (صفا بمعنی مصطفین حال بن رہا ہے) اور (یعنی مخلوق) نہ بول سکے گی مگر جسے رحمٰن نے (کلام کرنے کا) اذن دیا اور اس نے بات کہی ٹھیک (بات یعنی مسلمان اور فرشتے کہ یہ ان لوگوں کی شفاعت کریں گے جن کے لیے اللہ ﷻ راضی ہوگا) وہ دن حق ہے (اس کا وقوع یقینی ہے اور وہ قیامت کا دن ہے) اب جو چاہے اپنے رب ﷻ کی طرف راہ بنالے (مـابـا بمعنی مرجع ہے، یعنی اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کر کے اس کی طرف رجوع کر لے تاکہ عذاب قیامت سے بچ سکے) بیشک ہم تمہیں (اے کفار مکہ) ایک عذاب سے ڈراتے ہیں کہ نزدیک آگیا (روز قیامت کے عذاب سے جو آنے والا ہے اور ہر شے جو آنے والی ہے وہ قریب ہی ہے) جس دن (''یوم'' یہ اپنی صفت سے ملکر ''عذابا'' کا ظرف ہے) آدمی (یعنی ہر آدمی) دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا (بھلائی ہو یا برائی) اور کافر کہے گا (''یلیتنی'' میں یاء تنبیہ کے لیے ہے) ہائے میں کسی طرح خاک ہو جاتا (کہ مجھے عذاب نہ دیا جاتا جب اللہ ﷻ چوپایوں کا ایک دوسرے سے قصاص دلانے کے بعد ان سے فرمائے گا کہ خاک ہو جاؤ اس وقت کافر یہ بات کہے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان للمتقين مفازا حدائق واعنابا وكواعب اترابا وكاسا دهاقا﴾

ان: حرف مشبہ، للمتقین: ظرف مستقر خبر مقدم، مفازا: فعل نفی با فاعل و مفعول اول، حدائق: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اعنابا وكواعب اترابا وكاسادهاقا: معطوفات، ملکر بدل، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لايسمعون فيها لغوا ولا كذبا جزاء من ربك عطاء حسابا رب السموت والارض وما بينهما الرحمن﴾

لایسمعون: فعل نفی با فاعل، فیها: ظرف لغو، لغوا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، کذبا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''المتقین'' کا حال ہے، جزاء: موصوف، من: جار، ربک: مبدل منہ، رب السموت والارض ومابینهما: موصوف، الرحمن: صفت، ملکر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مبدل منہ، عطاء حسابا: مرکب توصیفی بدل، ملکر فعل محذوف ''جزهم الله بذلک'' کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لايملكون منه خطابا يوم يقوم الروح والملئكة صفا﴾

لایملکون: فعل نفی با فاعل، منه: ظرف لغو، خطابا: مفعول، یوم: مضاف، یقوم: فعل، الروح: معطوف

علیہ ،و الملئکۃ:معطوف،ملکر ذوالحال،صفا: حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لایتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا﴾

لایتکلمون: فعل نفی واؤ ضمیر مبدل منہ،الا: اداۃ حصر،من:موصولہ،اذن لہ الرحمن: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ،قال صوابا: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر بدل،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک الیوم الحق فمن شاء اتخذ الی ربہ مابا﴾

ذلک: مبدل منہ ،الیوم:بدل،ملکر مبتدا،الحق: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،ف :عاطفہ ،من :شرطیہ مبتدا،شاء: جملہ فعلیہ شرط ،اتخذالی ربہ مابا" جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا انذرنکم عذابا قریبا یوم ینظر المرء ماقدمت یدہ ویقول الکفر یلیتنی کنت تربا﴾

انا: حرف مشبہ واسم،انذرنکم:فعل بافاعل ومفعول،عذابا:مصدر بافاعل،یوم:مضاف،ینظر المرء:فعل وفاعل،ماقدمت یدہ: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و :عاطفہ،یقول الکفر :قول،یاحرف نداء،لیتنی :حرف مشبہ واسم ،کنت تربا : جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف،ملکر شبہ جملہ ہوکر موصوف،قریبا:صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اٹھتے جوبن والی کم عمر عورتیں:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿وکواعب اترابا اور اٹھتے جوبن والیاں ایک عمر کی(النبا: ۳۳)﴾۔یعنی وہ عورتیں جن کے سینے اُبھرے ہوئے ہونگے اوراس سے اُن کے سن بلوغ کا بیان بھی معلوم ہو چکا۔ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اُن عورتوں کی عمریں سولہ سال کی ہونگی جب کہ مرد حضرات کی عمریں تینتیس سال کی ہونگی۔ (روح المعانی، الجزء:۳۰،ص ۳۰۵)

جنتی شراب، جھوٹ ولغویات کے محامل:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿وکاسا دھاقا لا یسمعون فیھا لغوا ولا کذابا اور چھلکتا جام جس میں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں نہ جھٹلانا (النبا: ۳۴تا ۳۵)﴾۔اس معاشرے میں شراب پینے والوں کا حال ہم سب جانتے ہی ہیں،جسم کمزوراور بیکار ہوجاتا ہے، دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اورزبان سے لغویات جاری ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔لیکن یہ تو اس دنیا کی شراب کا حال ہے کہ اتنی خباثتوں کے ساتھ اللہ ﷻ کے گناہگار ہوتے ہیں اور حرام فعل کے ارتکاب کر بیٹھتے ہیں لیکن جنت کی شراب نہ صرف اہل جنت کے لئے جائز بلکہ اللہ ﷻ کی جانب سے انعام اوراس کی خصوصیات ایسی کہ نہ خمار نہ لغویات کا صدور، بلکہ اُسے پینے کے بعد عقل انسانی میں کسی قسم کا خلل نہیں آتا۔یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت میں لوگ ایک دوسرے کو جھٹلا نہیں سکیں گے اورنہ ہی جنت میں جھوٹ پایا جائے گا۔

روح اور فرشتوں میں کون مقرب ہے؟

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿یوم یقوم الروح والملئکۃ صفا ...... الخ جس دن جبریل کھڑا ہوگا اور سب فرشتے صفیں بنائے(النبا:۳۹)﴾۔ابوشیخ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ روح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار مونھ ہیں، ہر مونھ کی ستر ہزار زبانیں ہیں، ہر زبان کی ستر ہزار لغتیں ہیں۔وہ ان تمام لغات سے اللہ ﷻ کی تسبیح کرتے ہیں۔حضرت ابن عباس کا

قول جسے ابوشیخ نے عطا سے نقل کیا ہے یوں ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے جس کے دس ہزار پَر ہیں جب کہ ابن عباس کا دوسرا قول جسے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ روح فرشتوں سے بڑی مخلوق ہے۔امام بغوی نے عطا کے واسطے سے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن روح نامی فرشتہ اکیلا ایک صف میں کھڑا ہوگا جب کہ دیگر فرشتے دوسری صف میں ہونگے اور وہ اپنی مثل فرشتوں میں بڑی مخلوق ہے۔ابوشیخ نے مقاتل سے نقل کیا ہے کہ روح فرشتوں سے بھی زیادہ معزز اور مقرب مخلوق ہے اور ایک قول کے مطابق روح سے مراد جبرائیل امین علیہ السلام ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ قیامت کے دن حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اللہ عزوجل کے حضور کھڑے ہونگے اور خوف خدا عزوجل سے لرزرہے ہونگے۔اور عرض گزار ہونگے:''سبحانک لا الہ الا انت ما عبدناک حق عبادتک یعنی تو پاک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم نے تیری بندگی کا حق ادا نہ کیا''۔اللہ عزوجل کے فرمان مذکورہ کا یہی معنی ہے۔حسن بصری کے مطابق روح سے مراد بنو آدم ہیں۔ (المظھری، ج٧،ص٣٣٣)

اغراض:

عطف علی مفازا: مناسب یہ ہے کہ ﴿اعنابا﴾ کا عطف ﴿حدائق﴾ پر مانا جائے،خاص کا عطف عام پر کرنے کی وجہ سے تاکہ ''الاعناب'' کے شرف میں مزید اضافہ ہو سکے۔**علی سن واحد:** اور شکل وعمر میں ان (جواں سال کم عمر لڑکیوں) کے مابین کوئی فرق نہ ہوگا،تاکہ مخالفت کی صورت میں کوئی حزن ہو،کیونکہ جنت میں غم نہیں ہے۔**وغیرھا:** میں ضمیر ''شرب'' کی جانب عائد ہے، اور مونث کی ضمیر لانے کی وجہ یہ بھی ہے کہ ''خمر'' کا اطلاق مذکر ومونث دونوں طریقوں پر ہوتا ہے اور بعض نسخوں میں ''وغیرہ'' ہے اور یہی ظاہر ہے۔**ای الخلق:** یعنی آسمانی وزمینی مخلوق،اس دن اللہ اپنے جلال میں ہوگا اور کوئی مخلوق اس کی بارگاہ میں کلام کرنے کی قدرت نہ رکھتی ہوگی،نہ تو آزمائش کے ختم ہونے کے لئے اور نہ ہی عذاب کے دور ہونے کے لئے۔**جند اللہ:** اللہ کے لشکر میں سے کوئی لشکر،مراد ملائکہ نہیں ہے بلکہ اُن کے سر،ہاتھ اور پاؤں ہونگے،کھانا کھاتے ہونگے جیسے آدمی کھانا کھاتے ہیں لیکن وہ لوگوں میں سے نہ ہونگے،اس بارے میں اور بھی اقوال ہیں۔**یقول ذلک عندما یقول اللہ للبھائم:** یہ تینوں احتمالات میں سے ایک احتمال ہے،دوسرا احتمال یہ ہے کہ دنیا میں مٹی ہونے کی تمنا کرے گا کہ کاش انسان مکلف نہ ہوتا بلکہ مٹی ہوتا،تیسرا یہ قول ہے کہ اگر مٹی ہوتا تو قیامت میں نہ تو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جاتا اور نہ ہی حساب کتاب کا معاملہ ہوتا۔ (الصاوی،ج٦،ص٢٢٣ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ النازعات مکیۃ وھی ست واربعون آیۃ

(سورۂ نازعات مکیہ ہے جس میں ۴۶ آیات ہیں)

تعارف سورۃ النازعات

اس سورت میں دو رکوع، چھیالیس آیتیں، ایک سو ستانوے کلمے، سات سو تریپن حروف ہیں۔ کفار کسی بھی قیمت پر وقوع قیامت کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے ان کی اسی الجھن کو دور کرنے کے لئے اس سورت میں ان کو اس طرف متوجہ کیا گیا۔ اہم فرائض کی انجام دہی کے لئے جو فرشتے اللہ ﷻ نے مقرر فرمائے ہیں ان کی قسم اٹھا کر فرمادیا کہ قیامت ضرور برپا ہوگی دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو قیامت قائم ہونے سے روک سکے۔ دنیا بھر کے کفار و مشرکین اگرچہ انکار بھی کرتے رہیں تب بھی قیامت ہو کر رہے گی، خداوند کریم کے لئے اتنا کلام ہی کافی تھا۔ وقوع قیامت کی جملہ دلیلوں کے لئے اگر اسی پر بات ختم کردی جاتی تو مزید وضاحت کی ضرورت نہ رہتی لیکن اس کے بعد اس اعتراض کو بھی پیش کیا جو کافر کرتے تھے کہ جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی اور ہواؤں سے بکھر جائیں گی تو ان کا یکجا کرنا ناممکن ہے۔ اس کا جواب یہ دیا کہ جس کو تم ناممکن تصور کرتے ہو اس کے لئے تو ہمارے صرف ایک ہچکولے کی ضرورت ہے اور سب قبروں سے نکل کر میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے لیکن تم ایسا نہیں کر سکتے۔ تم ان بکھرے ہوئے ذروں کا مقام نہیں جانتے لیکن کیا خالق کائنات بھی ایسا نہیں کر سکتا؟ جو پہلی بار میں انسانوں کو بنا سکتا ہے اس کے لئے دوسری بار دوبارہ زندہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ اور پھر انہیں یہ بھی بتادیا کہ تم سے پہلے جو قومیں گزریں انہوں نے اللہ ﷻ اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا اور وہ اپنی قوت و سلطنت پر بڑا ناز کیا کرتے تھے لیکن جب غضب خداوندی کی بجلی کڑکی تو ان کا نام و نشان مٹادیا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تم اس عبرت ناک انجام سے بچے رہو تو فرعونی روش کو ترک کردو اور میرے حبیب ﷺ کی بات مانو کہ دونوں جہانوں میں کامیابی و کامرانی تمہارے قدم چومے گی۔

رکوع نمبر: ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والنزعت﴾ اَلْمَلَائِكَةِ تَنْزَعُ اَرْوَاحَ الْكُفَّارِ ﴿غرقا (۱)﴾ نَزْعًا بِشِدَّةٍ ﴿والنشطت نشطا (۲)﴾ اَلْمَلَائِكَةُ تَنْشِطُ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَیْ تَسُلُّهَا بِرِفْقٍ ﴿والسبحت سبحا (۳)﴾ اَلْمَلَائِكَةُ تَسْبَحُ مِنَ السَّمَاءِ بِاَمْرِهٖ تَعَالٰى اَیْ تَنْزِلُ ﴿فالسبقت سبقا (۴)﴾ اَیِ الْمَلَائِكَةُ تَسْبِقُ بِاَرْوَاحِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلَى الْجَنَّةِ ﴿فالمدبرت امرا (۵)﴾ اَلْمَلَائِكَةُ تُدَبِّرُ اَمْرَ الدُّنْيَا اَیْ تَنْزِلُ بِتَدْبِيْرِهٖ وَجَوَابُ هٰذِهِ الْاَقْسَامِ مَحْذُوْفٌ اَیْ لَتُبْعَثُنَّ يَا كُفَّارَ مَكَّةَ وَهُوَ عَامِلٌ فِیْ ﴿یوم ترجف الراجفة (۶)﴾ اَلنَّفْخَةُ الْاُوْلٰى بِهَا يَرْجُفُ كُلُّ شَیْءٍ اَیْ يَتَزَلْزِلُ فَوُصِفَتْ بِمَا يَحْدُثُ مِنْهَا ﴿تتبعها الرادفة (۷)﴾ اَلنَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ وَبَيْنَهُمَا اَرْبَعُوْنَ سَنَةً وَّالْجُمْلَةُ حَالٌ مِنَ الرَّاجِفَةِ فَالْيَوْمَ وَاسِعٌ لِّلنَّفْخَتَيْنِ وَغَيْرِهِمَا فَصَحَّ ظَرْفِيَّتُهٗ لِلْبَعْثِ الْوَاقِعِ عَقِيْبَ الثَّانِيَةِ ﴿قلوب یومئذ واجفة (۸)﴾ خَائِفَةٌ قَلِقَةٌ ﴿ابصارها خاشعة (۹)﴾ ذَلِيْلَةٌ لِهَوْلِ مَا تَرٰى ﴿یقولون﴾ اَیْ اَرْبَابُ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ اِسْتِهْزَاءً وَّاِنْكَارًا لِّلْبَعْثِ ﴿ء انا﴾ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيْلِ الثَّانِيَةِ وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى الْوَجْهَيْنِ فِی الْمَوْضَعَيْنِ ﴿لمردودون فی الحافرة (۱۰)﴾ اَیْ اَنُرَدُّ بَعْدَ الْمَوْتِ اِلَى الْحَيٰوةِ وَالْحَافِرَةُ اِسْمٌ لِاَوَّلِ الْاَمْرِ وَمِنْهُ رَجَعَ فُلَانٌ فِیْ حَافِرَتِهٖ اِذَا رَجَعَ مِنْ حَيْثُ جَاءَ ﴿ء اذا کنا عظاما نخرة (۱۱)﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ نَاخِرَةً

بَالِيَةٌ مُتَفَتِّتَةٌ نُخۡبِيٰ﴿قالوا تلك﴾اَیْ رَجۡعَتُنَـا اِلَی الۡحَیَـاةِ﴿ اذا﴾اِنۡ صَحَّتۡ﴿ كرة﴾رَجۡعَةٌ﴿ خاسرة﴿۱۲﴾﴾ذَاتُ خُسۡرَانٍ قَالَ تَعَالٰی﴿ فانما هی﴾اَیِ الرَّادِفَةُ الَّتِیۡ یَعۡقُبُهَا الۡبَعۡثُ﴿ زجرة﴾نَفۡخَةٌ﴿واحدة ﴿۱۳﴾﴾فَاِذَا نُفِخَتۡ﴿فاذاهم﴾اَیۡ كُلُّ الۡخَلَائِقِ﴿ بالساهرة﴿۱۴﴾﴾بِوَجۡهِ الۡاَرۡضِ اَحۡیَاءً بَعۡدَ مَا كَانُوۡا بِبَطۡنِهَا اَمۡوَاتًا﴿هل اتك﴾يَامُحَمَّدُ﴿ حديث موسى﴿۱۵﴾﴾عَامِلٌ فِیۡ﴿اذ ناده ربه بالواد المقدس طوى﴿۱۶﴾﴾اِسۡمُ الۡوَادِیۡ بِالتَّنۡوِیۡنِ وَتَرۡكِهٖ فَقَالَ﴿اذهب الى فرعون انه طغى﴿۱۷﴾﴾تَجَاوَزَ الۡحَدَّ فِی الۡكُفۡرِ﴿فقل هل لك﴾اَدۡعُوۡكَ﴿ الى ان تزكى﴿۱۸﴾﴾وَفِیۡ قِرَاءَةٍ بِتَشۡدِیۡدِ الزَّایِ بِاِدۡغَامِ التَّاءِ الثَّانِیَةِ فِی الۡاَصۡلِ فِیۡهَا تَطَهَّرُ مِنَ الشِّرۡكِ بِاَنۡ تَشۡهَدَ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴿واهديك الى ربك﴾اَدُلُّكَ عَلٰی مَعۡرِفَتِهٖ بِالۡبُرۡهَانِ﴿ فتخشى﴿۱۹﴾﴾فَتَخَافَهُ﴿فاره الاية الكبرى﴿۲۰﴾﴾مِنۡ اٰیَاتِهِ التِّسۡعِ وَهِیَ الۡیَدُ اَوِ الۡعَصَا﴿فكذب﴾فِرۡعَوۡنُ مُوۡسٰی﴿ وعصى ﴿۲۱﴾﴾اَللّٰهَ تَعَالٰی﴿ثم ادبر﴾عَنِ الۡاِیۡمَانِ﴿ يسعى ﴿۲۲﴾﴾فِی الۡاَرۡضِ بِالۡفَسَادِ﴿فحشر﴾جَمَعَ السَّحَرَةَ وَجُنۡدَهٗ﴿ فنادى﴿۲۳﴾ فقال انا ربكم الاعلى﴿۲۴﴾﴾لَا رَبَّ فَوۡقِیۡ ﴿فاخذه الله﴾اَهۡلَكَهٗ بِالۡغَرَقِ﴿ نكال﴾عُقُوۡبَةَ﴿ الاخرة﴾اَیۡ هٰذِهِ الۡكَلِمَةُ﴿ والاولى﴿۲۵﴾﴾اَیۡ قَوۡلُهٗ قَبۡلَهَا مَا عَلِمۡتُ لَكُمۡ مِنۡ اِلٰهٍ غَیۡرِیۡ وَكَانَ بَیۡنَهُمَا اَرۡبَعُوۡنَ سَنَةً ﴿ان فى ذلك﴾الۡمَذۡكُوۡرِ﴿ لعبرة لمن يخشى﴿۲۶﴾﴾اَللّٰهَ تَعَالٰی.

﴿ترجمہ﴾

کھینچنے والوں کی قسم (یعنی ان فرشتوں کی قسم جو کفار کی ارواح کھینچتے ہیں) سختی سے (غرقا کے معنی سختی سے کھینچنا ہے) اور نرمی سے کھینچنے والوں کی قسم (یعنی ان فرشتوں کی قسم جو آسانی سے مسلمانوں کی روح کھینچتے ہیں) اور آسانی سے پیریں (یعنی ان فرشتوں کی قسم جو آسمان سے اللہ عزوجل کا حکم لے کر نازل ہوں......۱...... تسبح بمعنی تنزل ہے) پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں (یعنی ان فرشتوں کی قسم جو مسلمانوں کی ارواح کو لے کر جلد جنت کی طرف پہنچیں) پھر کام کی تدبیر کریں (یعنی ان فرشتوں کی قسم جو دنیا کے کام کی تدبیر کریں......۲......یعنی ان کاموں کی تدبیر لے کر نازل ہوں ان تمام قسموں کا جواب محذوف "لتبعثن یا کفار مکۃ" ہے یعنی اے کفار مکہ تمہیں ضرور اٹھایا جائے گا اور "یوم ترجف الراجفة" میں یہی فعل عامل ہے) جس دن تھرتھرائے گی تھرتھرانے والی (یعنی نفخہ اولیٰ ہوگا جس کے ساتھ ہر شے تھرتھرانے لگے گی، یو جف بمعنی یتزلزل ہے، اس سے پیدا ہونے والے امور کا وصف بیان کیا جا رہا ہے) اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی (یعنی نفخہ، دونوں کے مابین چالیس سال کا فاصلہ ہوگا، یہ جملہ "الراجفة" سے حال بن رہا ہے "الیوم" دونوں نفخوں کی اور دیگر امور کی وسعت رکھتا ہے تو دوسرے نفخہ کے بعد جو مردوں کو زندہ کیا جائے گا یہ اس کے لیے ظرف ہے) کتنے دل اس دن دھڑکتے ہوں (خوفزدہ ہوں گے دھڑکتے ہوں گے) آنکھ اوپر نہ اٹھا سکیں گے (اس دن کے ہول اور دہشت سے، خاشعة بمعنی ذلیلة ہے) وہ کہیں گے (یعنی دل اور آنکھیں رکھنے والے استہزاء کرتے اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہوئے......۳......) کیا ہم ("ءَاِنَّا" دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل کے ساتھ اور دونوں کے درمیان الف داخل کرنے کے ساتھ دونوں مقامات میں یہی دو صورتیں ہوں گی) پلٹیں گے الٹے پاؤں (معنی یہ ہے کیا ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندگانی کی طرف لوٹایا جائے گا، الحافرة کا معنی پیچھے کی طرف لوٹانا ہے، اسی سے ہے "رجع فلان فی حافرته" یہ جملہ اس

وقت کہا جاتا ہے جب کہ بندہ جہاں سے آیا ہو وہیں جائے) کیا جب ہم گلی ہڈیاں ہو جائیں گے (یعنی جب ہم بوسیدہ ریزہ ریزہ ہڈیاں ہو جائیں گے ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا، ایک قرائت میں نخرۃ کی جگہ ''ناخرۃ'' ہے) بولے یہ تو (یعنی ہمارا دوسری زندگی کی طرف پھرنا) جب (اگر بالفرض یہ درست ہو تو) نقصان والا پلٹنا ہے (کرۃ بمعنی رجعۃ، خاسرۃ بمعنی ذات خسران ہے، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے) تو وہ (یعنی پیچھے آنے والی جس کے بعد بعث بعد الموت ہوگا) ایک جھڑکی ہی ہے (زجرۃ بمعنی نفخۃ ہے، جب وہ پھونکا جائے گا) جبھی وہ (یعنی تمام ہی مخلوق) سطح زمین پر آپڑیں گے (زندہ ہو کر بعد اس کے کہ وہ بحالت مردہ زمین کے پیٹ میں تھے، ساھرۃ کے معنی سطح زمین ہے، اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تمہیں موسی کی خبر آئی (''حدیث موسی'' یہ مابعد میں عامل ہے) جب اسے اس کے رب نے پاک جنگل وادی طوی میں ندا فرمائی (''طوی'' ایک وادی کا نام ہے اسے منون وغیرہ منون پڑھا گیا ہے) کہ فرعون کے پاس جا اس نے سرکشی کی (کفر میں حد سے تجاوز کیا) اس سے کہہ کیا تجھے رغبت ہے (کہ میں تجھے بلاؤں) ستھرا ہونے کی طرف (شرک سے پاک ہونے کی طرف، یوں کہ تو لا الہ الا اللہ کہہ لے، ''تزکی'' ایک قرائت میں زاء مشددہ کے ساتھ دوسری والی تاء کا زاء میں ادغام کیا گیا ہے) اور تجھے تیرے رب کی طرف راہ بتاؤں (یعنی دلیل کے ساتھ معرفت الٰہی کی طرف تیری رہنمائی کروں،......) کہ تو ڈرے (تخشی بمعنی تخاف ہے، ''ہ'' ضمیر مفعول محذوف ہے) پھر اس نے اسے بہت بڑی نشانی دکھائی (نو نشانیوں میں سے ید بیضاء اور عصاء) پس اس نے جھٹلایا (یعنی فرعون نے حضرت موسی علیہ السلام کو) اور نافرمانی کی (اللہ عزوجل کی) پھر پیٹھ دی (ایمان لانے سے) کوشش کرنے لگا (زمین میں فساد کی) تو جمع کیا (جادوگروں اور اپنے لشکر کو، حشر بمعنی جمع ہے) پھر پکارا پھر بولا میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں (مجھ سے اوپر کوئی رب نہیں) تو اللہ نے اسے پکڑا (اسے غرق کر کے ہلاک کر دیا) آخری کی سزا (یعنی اس آخری بات کی سزا) اور پہلی والی (بات کی یعنی فرعون کے اس کے ماقبل قول ﴿ماعلمت لکم من الہ غیری (القصص:۳۸)﴾ کے فرعون کی ان دونوں باتوں کے درمیان چالیس سال کا عرصہ تھا) بیشک اس میں (جو مذکور ہوا) سیکھنے کو ملتا ہے اسے جو (اللہ عزوجل سے) ڈرے۔

﴿ترکیب﴾

﴿والنزعت غرقا والنشطت نشطا والسبحت سبحا فالسبقت سبقا فالمدبرت امرا یوم ترجف الراجفۃ﴾

و: قسمیہ جار، النزعت غرقا: شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، النشطت نشطا: شبہ جملہ معطوف اول، و: عاطفہ، السبحت سبحا: معطوف ثانی، فالسبقت سبقا: معطوف ثالث، ف: عاطفہ، المدبرت امرا: شبہ جملہ معطوف رابع، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف ''اقسم'' کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، یوم: مضاف، فترجف الراجفۃ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف ''لتبعثن'' کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿تتبعھا الرادفۃ قلوب یومئذ واجفۃ ابصارھا خاشعۃ﴾

تتبعھا الرادفۃ: فعل و مفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل ''الرجفۃ'' سے حال واقع ہے، قلوب: موصوف، یومئذ: ظرف لغو، واجفۃ: اسم فاعل با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت، ملکر مبتدا، ابصارھا خاشعۃ: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یقولون ء انا لمردودون فی الحافرۃ ء اذا کنا عظاما نخرۃ﴾

یقولون: قول، ھمزہ: حرف استفہام، انا: حرف مشبہ و اسم، لام: تاکیدیہ، مردودون: اسم مفعول با نائب الفاعل، فی الحافرۃ: ظرف لغو، ھمزہ: حرف استفہام تاکید، اذا: مضاف، کنا عظاما نخرۃ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ

ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا تلک اذا کرة خاسرة فانما هی زجرة واحدة فاذاهم بالساهرة﴾

قالوا: قول،تلک:مبتدا،اذا: حرف جواب وجزا،کرة خاسرة: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،ف:عاطفہ،انما حرف مشبہ واسم،هی:مبتدا،زجرة واحدة: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ف:فصیحیہ،اذا: فجائیہ،هم:مبتدا،بالساهرة: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "اذا نفخت" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿هل اتک حدیث موسی اذ ناده ربه بالواد المقدس طوی﴾

هل: حرف استفہام بمعنی،اتک:فعل ومفعول،حدیث موسی: مبدل منہ،اذ:مضاف،ناده ربه: فعل وفاعل،ب: جار،الواد المقدس: مبدل منہ،طوی:بدل،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف متعلق بمحذوف بدل،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿اذهب الی فرعون انه طغی فقل هل لک الی ان تزکی﴾

اذهب: فعل امر با فاعل،الی فرعون:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "فقال" کیلئے مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،انه حرف مشبہ واسم،طغی: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ،ف:عاطفہ،قل قول،هل:حرف استفہام،لک:ظرف مستقر خبر،ان تزکی:ظرف مستقر "مرغبة" مصدر محذوف کیلئے،ملکر شبہ جملہ ہوکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واهدیک الی ربک فتخشی فاره الایة الکبری﴾

و:عاطفہ،اهدیک:فعل با فاعل ومفعول،الی ربک: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف:عاطفہ،تخشی:فعل با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر ماقبل "تزکی" پر معطوف ہے،ف:عاطفہ،اره الایة الکبری:فعل با فاعل ومفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ 'فذهب'،فعل محذوف پر معطوف ہے۔

﴿فکذب وعصی ثم ادبر یسعی فحشر فنادی فقال انا ربکم الاعلی﴾

ف:عاطفہ،کذب:جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،عصی:جملہ فعلیہ،ثم:عاطفہ،ادبر:فعل "هو" ضمیر ذوالحال،یسعی: جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،حشر:فعل با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،نادی:فعل با فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،قال انا: مبتدا،ربکم الاعلی: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاخذه الله نکال الاخرة والاولی ان فی ذلک لعبرة لمن یخشی﴾

ف:عاطفہ،اخذه الله:فعل ومفعول وفاعل،نکال:مضاف،الاخرة:معطوف علیہ،والاولی:معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ،ان:حرف مشبہ واسم،فی ذلک:ظرف مستقر خبر مقدم،لام:تاکیدیہ،عبرة:موصوف،لمن یخشی: ظرف مستقر صفت،ملکر اسم مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آسانی وتنگی سے روحیں قبض کرنا:

[1]......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والنزعت غرقا والنشطت نشطا﴾ قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور نرمی سے بند کھولیں (النازعات:۱تا۲)﴾۔ یہاں اللہ ﷻ نے مومن وکافر کی روح قبض ہونے کا حال لکھا ہے کہ کس طرح مومن کی روح قبض ہوتی

ہے اور کیا حال ہوتا ہے جب کافر کی روح قبض کی جاتی ہے۔

☆......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''دو فرشتے آتے ہیں اور بندے کو بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ عزوجل ہے، وہ پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے، پھر سید عالم ﷺ کی پیاری صورت دکھا کر پوچھتے ہیں کہ اس مردِ حق کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو اللہ عزوجل کے رسول ﷺ ہیں۔ پس فرشتے اُس سے پوچھتے ہیں کہ تجھے ان باتوں کا علم کس نے دیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں نے کتاب اللہ عزوجل میں پڑھا ہے اور اُس کتاب پر ایمان لایا ہوں اور اس کی تصدیق کی ہے، پس اس کی بات اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر (ابراھیم:۲۷)﴾ کے مطابق ہو جاتی ہے۔ پس آسمان سے منادی ندا کرے گا میرے بندے نے سچ کہا ہے، اِس کے لئے جنتی فرش بچھا دو، جنتی پوشاک پہنا دو، جنتی دروازہ کھول دو، پس اُس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پس اُس کی روح جنت کی خوشگوار نسیم سے تلذذ حاصل کرتی ہے اور گھومتی پھرتی ہے اور حدِ نگاہ تک سیر کرتی ہے۔ اور کافر کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور جب اُس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور یہی تین سوالات اُس سے بھی ہوتے ہیں جس کے جواب میں وہ یہی کہتا ہے ھاہ ھاہ لا ادری یعنی ہائے افسوس مجھے کچھ نہیں معلوم، پھر آسمان سے منادی ندا کرے گا کہ یہ جھوٹا ہے، اس کیلئے جہنم کا فرش بچھا دو، جہنمی کپڑے پہنا دو، اور جہنم کے دروازے اُس کے لئے کھول دو، پس اُسے جہنم کی گرم ہوائیں آئیں گی اور اُس کی قبر اُس کے لئے تنگ ہو جائے گی یہاں تک کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں مل جائیں گی، پھر اُس پر عذاب کے فرشتے مسلط کر دیئے جائیں گے جو اُسے لوہے کے گرز ماریں گے اور ایسی مار اگر کسی پہاڑ پر پڑے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے اور اُسے ایسی مار پڑے گی کہ جس کی آواز سوائے جن وانس کے مشرق و مغرب کی سب مخلوق سن لے گی، پھر اُسے مٹی کر دیا جائے گا اور پھر اُس میں روح دوبارہ لوٹا دی جائے گی''، اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب: اثبات عذاب القبر، الفصل الثانی، ص ۲۵ وغیرہ)

فالمدبرات امرا کے تحت اقوال مفسرین:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فالمدبرات امرا پھر کام کی تدبیر کریں (النازعات:۵)﴾۔ فرشتے اللہ عزوجل کے امر میں تدبر کرتے ہیں، امام راغب فرماتے ہیں کہ موکل فرشتے اللہ عزوجل کے امور میں تدبیر فرماتے ہیں، جو کہ دینی اور دنیاوی دونوں ہی امور سے متعلق ہوتے ہیں اور یہ تدبیر کا عمل بغیر کسی افراط و تفریط کے ہوا کرتا ہے۔ اور یہی فرشتے اللہ عزوجل کے حکم سے اجل و بعث پر مامور ہوتے ہیں کہ جن کی زندگی ختم ہو جائے ان کی اللہ عزوجل کے اذن سے روح قبض کرتے اور قیامت کے وقت لوگوں کو ان کی قبروں سے اٹھانے پر مامور ہوتے ہیں۔ (روح البیان، ج ۱۰، ص ۳۷۲ ملخصاً)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: فرشتے اللہ عزوجل کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اور اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق امور دینیہ اور دنیاویہ انجام دیتے ہیں، اللہ عزوجل کے امر میں تدبیر کرتے ہیں اور اس میں بندوں کو سزا و جزا دینا دونوں ہی داخل ہے، دن رات، سورج چاند اور ستاروں کے امور کو بھی اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق انجام دیتے ہیں۔ لوگوں کو موت دینا، بدن انسانی سے روح قبض کرنا وغیرہ امور بھی انجام دیتے ہیں اور صرف یہی فرشتے ہی نہیں بلکہ اللہ عزوجل کے دیگر نیک بندے بھی اللہ عزوجل کے امر میں تدبیر کا اہتمام کرتے ہیں اور اسی قسم کی باتیں آثار میں پائی جاتی ہیں جیسا کہ جالینوس نے روایت کیا ہے کہ وہ بیمار ہو گئے اور علاج سے قاصر رہے خواب میں کسی کی توجہ خاص سے روبہ صحت ہو گئے، اسے امام غزالی نے بھی نقل کیا ہے کہ جب تم کسی معاملے میں عاجز آ جاؤ تو اصحاب قبور سے مدد طلب کرو کیونکہ اس

میں کوئی شک نہیں کہ یہ فاضل لوگ اللہ ﷻ کے امور میں تدبیر فرماتے ہیں اور خلق خدا ان کے فیض سے مستفیض ہوتی ہے اور روحانی طور پر برکات حاصل کرتی ہے اور اللہ ﷻ کے بندے انہیں اللہ ﷻ کی بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں۔ مزید یہ بھی کہ چار مقرب فرشتوں میں سے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے ذمے وحی پہنچانا اور ہواؤں کا نظام ہے، حضرت میکائیل علیہ السلام کے ذمے بارش اور نباتات کا نظام، عزائیل علیہ السلام کے ذمے روحیں قبض کرنا اور اسرافیل علیہ السلام کے ذمے صور پھونکے جانے کا کام ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۴۱۳ ملخصاً و ملتقطاً، عنایۃ القاضی، ج ۹، ص ۳۹۹)

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں: فرشتے اللہ ﷻ کے امور کو انجام دیتے ہیں اسی طرح باپ اپنے بیٹے کو خواب میں آکر خزانے کا حال بیان کرتا ہے، جالینوس جب اپنی بیماری سے عاجز آگئے تو خواب میں کسی نے انہیں علاج کی جانب توجہ دلائی جس سے انہیں افاقہ ہوگیا، اور امام غزالی نے اپنی کتاب: ''ارواح شریفہ'' میں نقل کیا ہے کہ نیک لوگوں کی روحیں ان کے بدنوں سے جدا ہوتی ہیں، پھر اتفاق سے کوئی انسان ان کے جسم وروح کے مشابہ ہو جائے تو اس میں تعجب نہیں ہے کیونکہ نیک روح کا اس بدن کے ساتھ تعلق ہوا اور وہ نیک کاموں میں اس کی مدد کرے تو شرعاً اس معاونت کو الہام کہا جاتا ہے اور اس کی نظیر کفار و فجار کی روحوں میں یہ ہے کہ وہ اپنے مناسب بدن میں برائی کو ڈالتی ہیں اور اس کو وسوسہ کہتے ہیں اور یہ تفسیر اگر چہ دیگر مفسرین سے منقول نہیں لیکن لفظ ''فالمدبرات'' اس کا بہت زیادہ احتمال رکھتا ہے۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۳۱)

ہول وشدت کے باعث نظریں جھک جانا:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ابصارھا خاشعۃ آنکھ اوپر نہ اٹھا سکیں گے (النازعات:۹)﴾ یعنی اس دن آنکھیں ذلت وخوف کے مارے جھکی ہوئی ہونگی اور الابصار کے بجائے بصائر کا ارادہ کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس دن ذلت کے مارے بصیرت کسی چیز کا ادراک نہ کرسکی گی اور بصائر کو ذلت سے اسی لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ وہ کسی چیز کے ادراک سے قاصر ہونگی۔ اور قیامت کے دن دلوں کا حال کیا ہوگا؟ میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ شدت ہول اور حیرت میں مبتلا ہونگے۔ اور دل رکھنے والوں کی آنکھوں کا خوف کرنا چہ جائے کہ معرفت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں اور دلوں کا دھڑکنا دلوں کے مضطرب ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور شدید خوف کے باعث ہوتا ہے اور آنکھوں کے خوف محسوس کرنے کے باعث بھی ہوتا ہے۔ (روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۳۱۸)

نبی کی تبلیغ دلیل سے ہوتی ہے:

۴......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فقل ھل لک الی ان تزکی و اھدیک الی ربک فتخشی فارہ الایۃ الکبری اس سے کہ کیا تجھے رغبت اس طرف ہے کہ ستھرا ہو اور تجھے تیرے رب کی طرف راہ بتاؤں کہ تو ڈرے پھر موسیٰ نے اسے بڑی نشانی دکھائی (النازعات:۱۸ تا ۲۰)﴾۔ اللہ ﷻ نے اپنے کلیم کی تربیت کا اہتمام فرمایا کہ فرعون جیسے سرکش کے پاس جا کر کس طرح امور رسالت بجالاتے ہیں۔ کس طرح اس کی توجہ ایک وحدہ لاشریک لہ کی جانب مبذول کرائی ہے؟، کس طرح اُسے کفر، سرکشی، طبعی طور پر غیر پسندیدہ امور کی جانب رغبت سے روکنا ہے؟ اور اللہ ﷻ کا خوف دلاتا ہے اور خوف بغیر پہچان کے نہیں حاصل ہوتا۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿انما یخشی اللہ من عبادہ العلمؤا اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں (فاطر:۲۸)﴾۔ یعنی اللہ ﷻ کا خوف وہی رکھتے ہیں جو اس کی معرفت رکھتے ہیں۔ جب دل کا تزکیہ ہوگا، رب کا خوف بھی حاصل ہوگا اور نشانیاں جو کہ معجزات کی صورت میں دیکھنے کو ملیں گی تو یقیناً ایمان لانے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوسکتی تاہم جس کے دل میں بدبختی اور محرومی ہو، جو دلائل وبراہین کو دیکھ کر بھی ایمان لانے سے گریز کرے، جس کا دل معرفت الٰہی کو نہ سمجھ سکے، جو ایسا بدبخت وناہنجار کہ محرومی ہی اس کا مقدر

ٹھہری ہو، اس کا علاج کسی کے پاس نہیں ہوتا ورنہ نبی کی تبلیغ دلیل سے ہوتی ہے اور دلیل کے لئے معجزات، آیات اور خود نبی ﷺ کی ذات کافی ہوتی ہے۔ یہاں سے یہ بھی مسئلہ واضح ہوگیا کہ اللہ ﷻ کسی کی گمراہی اور محرومی سے راضی نہیں اور اس کی مشیت اس کی رضا کو مستلزم نہیں ہوتی۔

اغراض:

الملائکة تنزع ارواح الکفار: حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ ملک الموت کافروں کی روح اس طرح قبض کرتے ہیں جیسا کہ دندانوں والی سیخ اون میں ڈال کر کھینچ لی جائے۔ **تنشط ارواح المومنین:** اول کے فتح اور ثانی کے کسرہ کے ساتھ باب ضرب سے ہے، اور کافر کی روح سختی سے اور مومن کی روح نرمی سے اس لئے کھینچی جائے گی کہ دونوں بوقت موت اپنے مقام کو دیکھیں گے، مومن خوش ہوگا اور مرنے کا شوق رکھے گا، پس نہ تو اُسے الم پہنچے گا اور نہ ہی ایسا کچھ محسوس کرے گا اور کافر کی روح بیتابی کا مظاہرہ کرے گی اور نکلنے کو خوش نہ ہوگی اور اس کے غم و کرب میں مزید اضافہ ہوگا جب کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں دیکھ لے گی۔ **بامرہ تعالی:** امر خاص کی طرف محمول ہے، اور یہ امر روح کا قبض کرنا ہے تا کہ اس فرمان: ﴿فالسبقت﴾ پر ترتب ہو سکے۔

الملائکة تدبر امر الدنیا: مراد حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل ہیں، پس حضرت جبرائیل ہواؤں اور جنود (لشکر، جند کی جمع ہے) پر، حضرت میکائیل بارش اور نباتات پر، حضرت عزرائیل روح کے قبض کرنے پر اور حضرت اسرافیل صور پھونکنے پر مؤکل ہیں۔ **ای تنزل بتدبیرہ:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ تدبیر کرنے کا قول حضرات ملائکہ کی جانب کرنا مجازی نسبت ہے، جب کہ مدبر حقیقی اللہ کی ذات ہے مراد اسباب عادیہ ہیں جو کہ تدبیر دیئے جاتے ہیں۔ **لتبعثن یا کفار مکة:** خاص طور پر کفار کو ذکر کیا گیا حالانکہ بعث بعد الموت تو کافر و مسلم دونوں کے لئے متحقق ہے، اور یہاں مفسر نے مذکورہ بالا تمام قسموں کا جواب دیا اور محذوف بیان کر دیا ہے کہ کفار مکہ چونکہ بعث بعد الموت کے انکاری تھے اس لئے خاص طور پر انہیں ذکر کیا جب کہ مومن تو اس بات کا اقرار کرتا ہے۔

فالیوم واسع: ایک سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے اور سوال یہ ہے کہ ''الراجفة'' بمعنی موت ہے نہ کہ بعث، اور جب یہی درست ہے تو پھر اسے ''لتبعثن'' مقدر کا ظرف کیسے بنایا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا واضح جواب یہ دوں گا کہ ''البعث'' پر دونفخات جمع ہو جاتے (وقوع پذیر ہو جاتے) ہیں، اس لئے کہ پہلا نفخہ دوسرے نفخے کے حصول کی پیروی کرتا ہے (یعنی اختتام دوسرے نفخے پر ہوتا ہے اور یہاں یہی بیان کرنا مقصود ہے)۔

نفخة: کو ''زجرة'' کہا گیا کیونکہ مراد وہ گرجدار آواز ہے جس سے پیچھے ہٹنا ممکن نہیں ہے۔ **والحافرة اسم لاول الامر:** اور اس میں اصل انسان جس راستے سے گزرتا ہے تو اُس کے قدموں کے نشان اس جگہ پر اپنا اثر چھوڑتے ہیں اور مراد یہی ہے کہ جو اس مقام سے گزرے وہ اُن نشانات کو دیکھ کر پہنچ سکتا ہے۔ **بوجه الارض:** مراد چاندی کی زمین ہے جسے اللہ نے تخلیق کیا ہے، اور ایک قول کے مطابق سرزمین شام ہے جس کو اللہ لوگوں کے حشر کے لئے پھیلا دے گا اور اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔

تجاوز الحد فی الکفر: یعنی فرعون اللہ پر بڑائی جتاتا ہے اور لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم کرتا ہے۔ **وجنده:** یعنی فرعون کا لشکر، پس کل بہتر جادوگر تھے، جس میں سے دو قبطی اور ستر بنی اسرائیلی تھے۔

(الصاوی، ج۶، ص ۲۲۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿ء انتم﴾ بِتَحۡقِيۡقِ الۡهَمۡزَتَيۡنِ وَاِبۡدَالِ الثَّانِيَةِ اَلِفًا وَّتَسۡهِيۡلِهَا وَاِدۡخَالِ اَلِفٍ بَيۡنَ الۡمُسَهَّلَةِ وَالۡاُخۡرٰى وَتَرۡكِهٖ اَىۡ

مُنْکِرُوْ الْبَعْثِ ﴿اشد خلقا ام السماء﴾ اَشَدُّ خَلْقًا ﴿بنها (۲۷)﴾ بَیَانٌ لِکَیْفِیَّةِ خَلْقِھَا ﴿رفع سمکھا﴾ تَفْسِیْرٌ لِکَیْفِیَةِ الْبِنَاءِ اَیْ جَعَلَ سِمَتَھَا مِنْ جِھَةِ الْعُلُوِّ رَفِیْعًا وَقِیْلَ سَمْکُھَا سَقْفُھَا ﴿فسوھا (۲۸)﴾ جَعَلَھَا مُسْتَوِیَةً بِلَاعَیْبٍ ﴿واغطش لیلھا﴾ اَظْلَمَهٗ ﴿واخرج ضحھا (۲۹)﴾ اَبْرَزَ نُوْرَ شَمْسِھَا وَاُضِیْفَ اِلَیْھَا اللَّیْلُ لِاَنَّهٗ ظِلُّھَا وَالشَّمْسَ لِاَنَّھَا سِرَاجُھَا ﴿والارض بعد ذلک دحھا (۳۰)﴾ بَسَطَھَا وَکَانَتْ مَخْلُوْقَةً قَبْلَ السَّمَاءِ مِنْ غَیْرِ دَحْوٍ ﴿اخرج﴾ حَالٌ بِاِضْمَارِ قَدْ اَیْ مَخْرَجًا ﴿منھاماء ھا﴾ بِتَفْجِیْرِ عُیُوْنِھَا ﴿ومرعھا (۳۱)﴾ مَا تَرْعَاهُ النَّعَمُ مِنَ الشَّجَرِ وَالْعُشْبِ وَمَایَاْکُلُهُ النَّاسُ مِنَ الْاَقْوَاتِ وَالثِّمَارِ وَاِطْلَاقُ الْمَرْعٰی عَلَیْهِ اِسْتِعَارَةٌ ﴿والجبال ارسھا (۳۲)﴾ اَثْبَتَھَا عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ لِتَسْکُنَ ﴿متاعا﴾ مَفْعُوْلٌ لَهٗ لِمُقَدَّرٍ اَیْ فَعَلَ ذٰلِکَ مُتْعَةً اَوْمَصْدَرٌ اَیْ تَمْتِیْعًا ﴿لکم ولانعامکم (۳۳)﴾ جَمْعُ نَعَمٍ وَھِیَ الْاِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ ﴿فاذا جاء ت الطامة الکبری (۳۴)﴾ اَلنَّفْخَةُ الثَّانِیَةُ ﴿یوم یتذکر الانسان﴾ بَدَلٌ مِّنْ اِذَا ﴿ماسعی (۳۵)﴾ فِی الدُّنْیَا مِنْ خَیْرٍ وَّشَرٍّ ﴿وبرزت﴾ اُظْھِرَتْ ﴿الجحیم﴾ اَلنَّارُ الْمُحْرِقَةُ ﴿لمن یری (۳۶)﴾ لِکُلِّ رَاءٍ وَجَوَابُ اِذَا ﴿فامامن طغی (۳۷)﴾ کَفَرَ ﴿واثر الحیوة الدنیا (۳۸)﴾ بِاِتِّبَاعِ الشَّھَوَاتِ ﴿فان الجحیم ھی الماوی (۳۹)﴾ مَاْوَاهُ ﴿واما من خاف مقام ربه﴾ قِیَامَهٗ بَیْنَ یَدَیْهِ ﴿ونھی النفس﴾ اَلْاَمَّارَةَ ﴿عن الھوی (۴۰)﴾ اَلْمُرْدِیْ بِاِتِّبَاعِ الشَّھَوَاتِ ﴿فان الجنة ھی الماوی (۴۱)﴾ وَحَاصِلُ الْجَوَابِ فَالْعَاصِیْ فِی النَّارِ وَالْمُطِیْعُ فِی الْجَنَّةِ ﴿یسئلونک﴾ اَیْ کُفَّارُ مَکَّةَ ﴿عن الساعة ایان مرسھا (۴۲)﴾ مَتٰی وُقُوْعُھَا وَقِیَامُھَا ﴿فیم﴾ فِیْ اَیِّ شَیْءٍ ﴿انت من ذکرھا (۴۳)﴾ اَیْ لَیْسَ عِنْدَکَ عِلْمُھَا حَتّٰی تَذْکُرَھَا ﴿الی ربک منتھھا (۴۴)﴾ مُنْتَھٰی عِلْمِھَا لَایَعْلَمُهٗ غَیْرُهٗ ﴿انما انت منذر﴾ اِنَّمَا یَنْفَعُ اِنْذَارُکَ ﴿من یخشھا (۴۵)﴾ یَخَافُھَا ﴿کانھم یوم یرونھا لم یلبثوا﴾ فِیْ قُبُوْرِھِمْ ﴿الاعشیة او ضحھا (۴۶)﴾ اَیْ عَشِیَّةَ یَوْمٍ اَوْ بُکْرَتَهٗ وَصَحَّ اِضَافَةُ الضُّحٰی اِلَی الْعَشِیَّةِ لِمَا بَیْنَھُمَا مِنَ الْمُلَابَسَةِ اِذْھُمَا طَرْفَا النَّھَارِ وَحَسَّنَ الْاِضَافَةَ وُقُوْعُ الْکَلِمَةِ فَاصِلَةً.

﴿ترجمہ﴾

کیا تمہیں (اے منکرین بعث "ءانتم" یہ دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کو الف سے بدلنے کے ساتھ اور اس کی تسہیل کے ساتھ اور تسہیل کردہ ہمزہ اور دوسرے ہمزہ کے درمیان الف داخل کرتے کے ساتھ اور اس کے ترک کے ساتھ پڑھا گیا ہے) بنانا زیادہ مشکل ہے یا آسمان کو (بنانا زیادہ مشکل ہے) جسے اس نے بنایا ہے (آگے آسمان کو بنانے کی کیفیت کا بیان ہے) اس کی چھت اونچی کی (یہ اس تعبیر کی کیفیت کی تفسیر ہے معنی یہ ہے اس کی سمت بلندی کی جہت میں اوپر رکھی اور ایک قول کے مطابق، سمکھا بمعنی سقفھا بمعنی چھت ہے) پھر اسے ٹھیک کیا (یعنی اسے بے عیب برابر بنایا......) اور اس کی رات اندھیری کی (اغطش بمعنی اظلم ہے) اور اس کی روشنی نکالی (یعنی اس کے سورج کے نور کو ظاہر فرمایا، رات کو آسمان کی طرف اس لیے منسوب کیا کہ یہ آسمان کا سایہ ہے اور سورج کو اس لیے کہ یہ آسمان کا چراغ ہے) اور اس کے بعد زمین پھیلائی (زمین کو آسمان سے پہلے بنایا گیا ہے لیکن اسے پھیلایا نہیں گیا تھا، دحھا بمعنی بسطھا ہے) نکالا ("اخرج" فعل سے پہلے "قد" محذوف ہے یہ بمعنی "مخرجا" حال بن رہا ہے) اس میں سے اس کا پانی (زمین میں چشموں کو بہا کر) اور اس کا چارہ ("مرعھا" سے مراد درخت اور گھاس ہیں جنہیں چوپائے

کھاتے ہیں اور غلہ اور پھل مراد ہیں جنہیں انسان کھاتے ہیں اور انسان کی کھائی جانے والی اشیاء پر "مــرعــی" لفظ کا اطلاق بطور استعارہ ہے) اور پہاڑوں کو جمایا (سطح زمین پر تاکہ زمین تھمی رہے، ارسھا بمعنی اثبتھا ہے) تمہارے برتنے کو ("متاعا" فعل مقدر "فعل ذلک" کا مفعول لہ ہے یعنی اللہ عزوجل نے یہ امور تمہارے برتنے کو پیدا فرمائے ہیں، متاعا بمعنی متعۃ ہے یا پھر بمعنی مصدر تمتیعا ہے) اور تمہارے چوپایوں کے لیے ("انعام" نعم کی جمع ہے نعم اونٹ گائے بکری کو کہتے ہیں،......ع......) پھر جب آئے گی وہ عام مصیبت سب سے بڑی (مراد اس سے نفخہ ثانیہ ہے) اس دن آدمی یاد کرے گا ("یوم" یہ "اذا" سے بدل بن رہا ہے) جو کوشش کی تھی (دنیا میں اچھائی یا برائی) اور ظاہر کی جائے گی (بــرزت بمعنی اظھــرت ہے) جحیم (یعنی بھڑکتی آگ) دیکھنے والے کے لیے (ہر دیکھنے والے کے لیے اگلی آیت میں "اذا" شرطیہ کا جواب ہے) تو وہ جس نے سرکشی کی (یعنی کفر کیا) اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی (شہوات کی پیروی کرکے) تو بیشک جہنم ہی ٹھکانہ ہے (یعنی اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے) اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا (مقام ربہ بمعنی قیام مبین یدیہ ہے) اور روکا نفس (امارہ) کو خواہش سے (جو اتباع شہوات کے سبب ہلاکت میں ڈالنے والی ہے) تو بیشک جنت ہی ٹھکانہ ہے (حاصل جواب یہ ہے کہ گناہ گار جہنم میں ہوگا اور فرمانبردار جنت میں ہوگا، کفارِ مکہ) تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لیے ٹھہری ہوئی ہے (یعنی قیامت کب واقع ہوگی اور کب قائم ہوگی؟) کس شے کے بارے میں (فیما بمعنی فی ای شیء ہے) تم اس کا ذکر کرو گے (یعنی تمہارے پاس قیامت کا ذاتی علم نہیں حتی کہ تم اس کا ذکر کرو کہ وہ کب آئے گی،......ع......) تمہارے رب ہی تک اس کی انتہاء ہے (قیامت کے علم کی انتہاء اللہ عزوجل تک اس کے سوا کوئی قیامت کے آنے کا علم نہیں رکھتا) تم تو فقط ڈر سنانے والے ہو (تمہارا ڈرانا تو اسی کو نفع دیتا ہے) جو اس سے ڈرتا ہے (یخشھا بمعنی یخافھا ہے) گویا جب وہ اسے دیکھیں گے وہ (قبروں میں) نہ رہے تھے مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے (ایک دن کی شام یا ایک دن کی صبح، ضحی کی اضافت عشیۃ کی طرف کرنا درست ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان مناسبت ہے وہ یہ کہ یہ دونوں دن کے کنارے ہیں اور اس اضافت میں کلمات کے فواصل کے درمیان موافقت ہوتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ء انتم اشد خلقا ام السماء بنھا﴾

ھمزہ: حرف استفہام، انتم: معطوف علیہ، ام: عاطفہ، السماء: معطوف، ملکر مبتدا، اشد: اسم تفضیل با "ھو" ضمیر ممیز، خلقا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، بنھا: جملہ فعلیہ ماقبل کی تفسیر واقع ہے۔

﴿رفع سمکھا فسوھا واغطش لیلھا واخرج ضحھا﴾

رفع سمکھا: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "بنھا" سے بدل واقع ہے، ف: عاطفہ، سوھا: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اغطش: فعل با فاعل، لیلھا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اخرج: فعل با فاعل، ضحھا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والارض بعد ذلک دحھا اخرج منھا ماء ھا ومرعھا﴾

و: عاطفہ، الارض: منصوب بر اشتغال "دحی"، فعل محذوف کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، بعد ذلک: ظرف مقدم، دحھا: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، اخرج منھا: فعل با فاعل وظرف لغو، ماء ھا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، مرعھا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "دحھا" کی تفسیر واقع ہے۔

﴿والجبال ارسھا متاعا لکم ولانعامکم﴾

و: عاطفہ، الجبال: "ارسی" فعل محذوف کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ارسھا: فعل بافاعل ومفعول، متاعا: مصدر بافاعل، لکم: جارمجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لانعامکم: جارمجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا جاءت الطامة الكبرى يوم يتذكر الانسان ما سعى﴾

ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاءت الطامة الكبرى: جملہ فعلیہ جزا محذوف "كان من عطائهم الامور ما لا يخطر في بال ولا تراه عين ولا تسمع به اذن" کیلئے شرط، یوم: مضاف، یتذکر: فعل، الانسان: فاعل، ما سعی: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ماقبل "اذا" سے بدل واقع ہے۔

﴿وبرزت الجحيم لمن يرى فاما من طغى واثر الحيوة الدنيا فان الجحيم هي الماوى﴾

و: عاطفہ، برزت الجحیم: فعل ونائب الفاعل، لمن یری: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اما: حرف شرط، من: موصولہ، طغی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اثر الحیوۃ الدنیا: جملہ فعلیہ معطوف، موصول صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، ان الجحیم: حرف مشبہ واسم، ھی الماوی: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مهما يكن من شيء" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي الماوى﴾

و: عاطفہ، اما: حرف شرط، من: موصولہ، خاف مقام ربه: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نھی النفس عن الھوی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، ان الجنۃ: حرف مشبہ واسم، ھی الماوی: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مهما يكن من شيء" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿يسئلونك عن الساعة ايان مرسها فيم انت من ذكرها﴾

یسئلونک: فعل بافاعل ومفعول، عن الساعۃ: ظرف لغو، ایان: بااسم استفہام متعلق بمحذوف خبر محذوف، مرسھا: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، فی: جار، ما: استفہامیہ مجرور، ملکر "الاستقرار" مصدر محذوف کیلئے ظرف مستقر، انت من ذکرھا: ظرف لغو، ملکر جملہ ہوکر خبر مقدم، انت: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الى ربك منتهها انما انت منذر من يخشها﴾

الی ربک: ظرف مستقر خبر مقدم، منتھھا: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ، انما: حرف مشبہ وما کافہ، انت: مبتدا، منذر: مضاف، من یخشھا: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كانهم يوم يرونها لم يلبثوا الا عشية او ضحها﴾

کان: حرف مشبہ، ھم: ضمیر ذوالحال، یوم: مضاف، یرونھا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم، لم یلبثوا: فعل نفی بافاعل، الا: اداۃ حصر، عشیۃ: معطوف علیہ، او: عاطفہ، ضحھا: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آسمان کی تخلیق اور توحید کا درس:

1.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ءانتم اشد خلقا ام السماء بنها﴾ کیا تمہاری سمجھ کے مطابق تمہارا بنانا مشکل یا آسمان کا؟ اللہ نے اسے بنایا (النازعات: ۲۷) ۔ آسمان کی تخلیق کا بیان فرمایا، منکرین بعث کی جانب کلام کو راجع کیا اور فرمایا کہ یہ بڑے بڑے بلند آسمان

جو تمہارے اوپر سایہ کئے ہوئے ہیں اور ان میں سورج، چاند اور ستارے جگمگا رہے ہیں، رات کو تاریک اور دن کو اجالا دینے لگتے ہیں، سینکڑوں میل کے فاصلے پر سورج اسی آسمان میں چمک دمک رہا ہے اور تمہارے لئے روشنی فراہم کررہا ہے۔ رات کو چاند اور ستارے اپنی چمک سے راہگیروں کو روشنی پہنچاتے ہیں۔ یہی آسمان بارش پہنچانے کا سبب بنتے ہیں، الغرض آسمان کی تخلیق کتنی عظیم ہے، ایک انسان محض اپنی عقل وخرد سے اس کی کیفیت کا اندازہ نہیں لگا سکتا مگر جتنا اللہ ﷻ نے اپنے کلام میں بیان کردیا۔ لیکن ساتھ ہی ان لوگوں کا رد بھی فرمادیا جو بعث بعد الموت کو نہیں مانتے اور تردد کرتے ہیں۔

انعام واکرام اور دعوتِ توحید:

۲...... مزید نعمتوں کی گنتی کرائی گئی ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿واغطش لیلها واخرج ضحها والارض بعد ذلک دحها اخرج منها ماء ها ومرعها والجبال ارسها متاعا لکم ولانعامکم اس کی رات اندھیری کی اور اس کی روشنی چمکائی اور اس کے بعد زمین پھلائی اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو جمایا تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدے کو (النازعات:۲۹تا۳۳)﴾۔ رات دن کے اندھیرے اجالے کا بیان اگرچہ کئی مقامات پر فرمایا گیا ہے لیکن یہاں نئے انداز کا بیان فرمایا گیا ہے: ''اغطش یعنی رات کا تاریک ہونا''۔ جب اللہ ﷻ نے کسی چیز کو تاریک کردیا ہو اور اسی سے رات کا تاریک ہونا بھی ہے۔ اسی طرح ''نہار کو ضحیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے مراد اس سے سورج کی روشنی کے چاشت کا وقت ہے''۔ دیگر مقامات پر اسی موضوع سے متعلق یوں فرمایا: ﴿وایة لهم الیل نسلخ منه النهار فاذا هم مظلمون اور ان کے لئے ایک نشانی رات ہے، ہم اس سے دن کھینچ لیتے ہیں جبھی وہ اندھیروں میں ہیں (یس:۳۷)﴾، ﴿تولج الیل فی النهار وتولج النهار فی الیل تو دن کا حصہ رات میں ڈالے اور رات کا حصہ دن میں ڈالے (آل عمران:۲۷)﴾۔ پھر فرمایا: ﴿والارض بعد ذلک دحها اور اس کے بعد زمین پھلائی (النازعات:۳۰)﴾ یعنی ﴿من بعد الذکر نصیحت کے بعد لکھ دیا (الانبیاء:۱۰۵)﴾، یعنی نزول قرآن سے پہلے زمین کو پھیلایا تاکہ لوگ زمین پر آباد ہوکر قرآن سیکھ سکیں، جب کہ بعض کا قول یہ ہے کہ یہاں تاخیر اصلی مراد ہے یعنی اللہ ﷻ نے زمین کو آسمان سے پہلے تخلیق فرمایا ہے پھر بعد میں اس کو پھیلانے کا اہتمام فرمایا ہے، پھر آسمان کی جانب مستوی ہوا جیسا کہ اُس کی شان کے لائق ہے اور سات آسمان بنائے پھر اس کے بعد زمین پھیلائی۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اخرج منها ماء ها ومرعها اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا (النازعات:۳۱)﴾ یعنی زمین سے چشمے بہائے اور نہریں جاری فرمادیں اور زمین کو چرنے کی جگہ بنادیا کہ جانور زمین سے ہریالی چرتے ہیں۔ پھر فرمایا: ﴿والجبال ارسها اور پہاڑوں کا جمایا﴾ یعنی پہاڑ کو زمین پر قائم وثابت کردیا کہ ہلتے نہیں پاتے۔ یہ سارے ہی منافع ہیں جو اللہ ﷻ نے انسانوں کے لئے قائم فرمائے ہیں اور ان تمام کا ترتیب وار ذکر کرنے کا مقصد فقط اللہ ﷻ کی توحید کا درس بلند کرنا تھا۔

(روح البیان، ج۱۰، ص ۳۸۲ وغیرہ ملتقطاً وملخصاً)

اہل علم کے نزدیک علم ذاتی وعطائی کا فرق:

۳...... اس عنوان کے تحت ہم علمائے اصول وفقہ وسیرت وتفسیر کے اقوال کا بیان کریں گے اور علم ذاتی وعطائی کا فرق واضح کریں گے تاکہ موضوع میں کوئی کمی نہ رہے۔ علم یقیناً اُن صفات میں سے ہے کہ غیر خدا کو بعطائے خدا مل سکتا ہے، تو ذاتی وعطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یونہی محیط وغیر محیط کی تقسیم بدیہی، ان میں اللہ ﷻ کے ساتھ خاص ہونے کے قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علم ذاتی وعلم محیط حقیقی۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿علم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے (الجن:۲۶)﴾، ﴿وما هو علی الغیب بضنین اور یہ

نبی غیب بتانے میں بخل نہیں کرتا(التکویر:٢٤)﴾، ﴿ذلک من انباء الغیب نوحیه الیک یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں(یوسف:١٠٢)﴾، ﴿وما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے جسے چاہے(ال عمران:١٧٩)﴾۔

(الفتاوی الرضویه مخرجه، رسالہ:خالص الاعتقاد، ج٢٩، ص ٤٣٤ وغیرہ ملتقطاً)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تجلی لی کل شیء وعرفت ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، من سورة ص، رقم: ٣٢٤٦، ص٩٤٢)

(١)......امام بیضاوی فرماتے ہیں: ﴿وعلمنه من لدنا علما اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا(الکھف:٦٥)﴾ اللہ فرماتا ہے کہ وہ علم کہ ہمارے ساتھ خاص ہے اور بے ہمارے بتائے ہوئے معلوم نہیں ہوتا وہ علم غیب جو ہم نے حضرت خضر کو عطا فرمایا ہے۔

(البیضاوی، ج٢، ص٣٤٧)

(٢)......علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی کہتے ہیں: ﴿وما هو علی الغیب بضنین اور یہ نبی غیب بتانے میں بخل نہیں کرتا(التکویر:٢٤)﴾ یقول انه ﷺ یاتیه علم الغیب فلا یبخل به علیکم ویخبرکم به میرے نبی ﷺ کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔ (الخازن، ج٤، ص٣٩٩)

(٣)......قصیدہ بردہ میں ہے:

وواقفون لدیه عند حدهم　　　　من نقطة العلم اومن شکلة الحکم

تمام انبیاء دربار رسالت ﷺ میں اپنے منصب کو جانتے ہیں اور اپنے حدود منصب پر حاضر ہیں نقطہ علم کی صورت یا اعراب حکمت کے مطابق۔

(٤)......امام ابن حجر مکی فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں: وما ذکرناه فی الایة به النووی رحمه الله تعالی فی فتاواه فقال معناها لا یعلم ذلک استقلالا وعلم احاطة بکل المعلومات الا الله تعالی یعنی ہم نے جو آیات کی تفسیر کی امام نووی نے اپنے فتاوی میں اس کی تصریح کی، فرماتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا علم صرف خدا ﷻ کو ہے جو بذات خود ہو اور جمیع معلومات کو محیط ہو۔

(٥)......امام قاضی عیاض شفاء میں اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں: (هذه المعجزة) فی اطلاعه ﷺ علی الغیب (المعلومة علی القطع) بحیث لا یمکن انکارها ......الخ سید عالم ﷺ کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجائش ہی نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور ﷺ کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی ﷺ کو اس کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لئے بہت خیر جمع کر لیتا، اس لئے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ ﷻ کے بتائے سے نبی ﷺ کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے کہ "اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے"۔

(نسیم الریاض شرح الشفاء، ومن ذلک ما اطلع علیه من الغیوب، ج٣، ص ١٥٠)

(٦)......شامی میں تاتارخانیہ کے حوالے سے ہے: قال فی التتارخانیه وفی الحجة ذکر فی الملتقط انه لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی ﷺ وان الرسل یعرفون بعض الغیب......الخ تاتارخانیہ میں ہے کہ فتاوی حجہ میں ہے

،ملتقط میں فرمایا کہ ''جس نے اللہ عزوجل ورسول ﷺ کو گواہ کرکے نکاح کیا کافر نہ ہوگا اس لئے کہ اشیاء نبی ﷺ کی روح مبارک پر عرض کی جاتی ہیں اور بیشک رسولوں کو بعض علم غیب ہے''، اللہ عزوجل نے فرمایا: ''غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو''۔ علامہ شامی نے فرمایا بلکہ ائمہ اہلسنت نے کتب عقائد میں فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے اور معتزلہ نے اس آیت کو اولیاء کرام سے اس کی نفی پر دلیل قرار دیا۔ ہمارے ائمہ نے اس کا رد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیۃ کریمہ اولیاء کرام سے بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب النکاح، قبیل فصل فی المحرمات، ج٤، ص٩٩)

اغراض:

ابرز نور شمسها: مراد دن میں سورج کی روشنی ہے، او واقع کا وقوع ''لیل'' کے مقابلے میں بیان کیا اور نور کو نہار سے بطور کنایہ بیان کیا گیا ہے اور ''النهار'' سے ﴿ضحاها﴾ کو تعبیر کرنا اس لئے ہے تا کہ نہار اپنے تمام اجزاء کے ساتھ مکمل ہو جائے۔ **لانها سراجها:** یعنی سورج آسمان کا سراج ہے، اور سورج کی روشنی آسمان میں ظاہر ہوتی ہے اور اس کے برعکس سورج کی روشنی زمین پر بھی ظاہر ہوتی ہے (یعنی سورج کی روشنی سے زمین بھی منور ہوتی ہے)، اور آسمان کا نور تو عرش ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ سورج صرف آسمان کا نور ہے بلکہ سورج جس طرح آسمان کا نور ہے اسی طرح زمین کا بھی نور ہے۔ **كانت مخلوقة:** یہاں اور آیت فصلت میں کوئی معارضہ نہیں، اس لئے ابتدائی طور پر زمین کی تخلیق غیر مدحوۃ (یعنی پھیلی ہوئی نہ ہونا) تھی، پھر آسمان کو بنایا اور پھر اللہ نے زمین کو پھیلایا۔ **واطلاق المرعى عليه:** مراد زمین سے حاصل ہونے والی وہ پیداوار ہے جسے لوگ کھاتے ہیں۔ **استعارة:** بطور مجاز استعمال ہوا ہے، اور ''المرعى'' سے مطلقاً انسان کا (غذائی اجناس) کھانا مراد ہے اور اس کے علاوہ مراد لیں تو مطلق کو مقید کرنا لازم آتا ہے یا مراد استعارہ تصریحیہ ہے، یعنی انسان کے (غذائی اجناس) کھانے کو جانور کے چرنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ **او مصدر:** ''تمتيعا'' ہے، جیسا کہ سلام بمعنی تسلیم ہوتا ہے، مراد فعل مقدر ہے چنانچہ تقدیر عبارت یوں ہے: ''متعنا كم بها تمتيعا''۔

لكل راء: یعنی مومن و کافر میں سے ہر دیکھنے والے نے جس کے آنکھیں ہوں، لیکن نجات پانے والوں نے بالفعل نہ دیکھا اور کافر کا یہی ٹھکانہ ہے۔ **الامارة:** نفس کی وضاحت امارہ سے اس لئے کی ہے کہ یہی نفس انسان کو برائی کی جانب مائل کرتا ہے اور اس کے علاوہ نفس بھلائی کی خواہش کرتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے: ''تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں جو کچھ لایا ہوں اُس کا نفس اس کی پیروی نہ کرلے''۔ **وصح اضافة الضحى:** سوال مقدر کا جواب ہے، سوال یہ ہے کہ ''العيشة'' کے لئے ''ضحیٰ'' نہیں ہے؟ اس لئے کہ ''ضحى'' فقط دن کے لئے ہوتی ہے پس اس کی اضافت ''العيشة'' کی طرف کرنے کی کیا وجہ ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہ دونوں ایک ہی دن میں ہونگے (یعنی وہ دنیا اور قبر میں ٹھہرنے کی مدت اتنی ہی سمجھتے ہیں کیونکہ یہ مدت ختم ہونے والی ہے، كما قال المظهرى) اور دونوں کے مابین ملابست بھی ہے، پس اسی بناء پر ایک کی اضافت دوسرے کی جانب کردی۔ (الصاوی، ج٦، ص ٢٣٠ وغیرہ)

صلوا على الحبيب: صلى الله تعالى على محمد

سورۃ عبس مکیۃ وھی اثنتان واربعون آیۃ

(سورۂ عبس مکیہ ہے جس میں ۴۲ آیات ہیں)

تعارف سورۃ عبس

اس سورت میں ایک رکوع، بیالیس آیتیں، ایک سوتیس کلمات، اور پانچ سوتینتیس حروف ہیں۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو کہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے خالوزاد بھائی تھے اور ان خوش نصیبوں میں سے تھے جن کا شمار "السابقون الاولون" میں ہوتا ہے، یہ نابینا تھے۔ ایک روز یہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں آئے لیکن اس وقت شیبہ، عتبہ اور ابوجہل، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ، عباس ابن عبدالمطلب اور دیگر رؤسائے قریش نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھے اور آپ ﷺ بڑی دلسوزی سے ان کو کفر و شرک کے اندھیروں سے نکالنے کی سعی فرما رہے تھے۔ اسی دوران حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آگئے اور نابینا ہونے کی وجہ سے محفل کا رنگ نہ دیکھ سکے۔ اپنے ذوق علم کی وجہ سے آتے ہی اصرار کرنے لگے کہ یارسول اللہ ﷺ جو اللہ ﷻ نے آپ کو سکھایا وہ مجھے بھی سکھائیے، تو حضور ﷺ کو عبداللہ کا آکر اصرار کرنا پسند نہ آیا اور رخ زیبا پر ناگواری کے آثار نمایاں ہوئے۔ اور آداب مجلس کا بھی یہی تقاضا تھا کہ جو بات پہلے ہو رہی ہے اس کو پہلے پورا ہونے دیں پھر کوئی اور بات کرتے لیکن یہاں تو تبلیغ کا ایک اہم فریضہ ادا کر رہے تھے۔ اللہ ﷻ نے حضرت عبداللہ کی دل جوئی کے لئے یہ سورت مبارکہ نازل فرمائی تا کہ دنیا والوں کو بھی پتہ چل جائے کہ اس بارگاہ میں جو شکستہ دلوں کی قدر و منزلت ہے وہ کسی اور کی نہیں ہے اور اس میں یہ بتایا گیا کہ جو لوگ آیات سے نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں تنقیص کرتے ہیں یہ بھی اہل نفاق کا شیوہ تھا۔ علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک امام ہر نماز میں اسی سورت کو پڑھتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کروا دیا کیونکہ وہ آپ ﷺ کی تنقیص کرنے کے لئے پڑھتا تھا اور اس لئے کہ مقتدیوں کے دل میں بھی حضور ﷺ کی عظمت کم ہو جائے، نگاہ فاروق میں وہ مرتد ہو گیا تھا اور مرتد واجب القتل ہوتا ہے (روح البیان)۔

رکوع نمبر: ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿عبس﴾ اَلنَّبِیُّ کَلَحَ وَجْھَہٗ ﴿وتولی (۱)﴾ اَعْرَضَ لِاَجَلِ ﴿ان جاءہ الاعمی (۲)﴾ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَقَطَعَہٗ عَمَّا ھُوَ مَشْغُوْلٌ بِہٖ مِمَّنْ یَرْجُوْ اِسْلَامَہٗ مِنْ اَشْرَافِ قُرَیْشٍ الَّذِیْ ھُوَ حَرِیْصٌ عَلٰی اِسْلَامِھِمْ وَلَمْ یَدْرِ الْاَعْمٰی اَنَّہٗ مَشْغُوْلٌ بِذٰلِکَ فَنَادَاہُ عَلِّمْنِیْ مِمَّا عَلَّمَکَ اللّٰہُ فَانْصَرَفَ النَّبِیُّ اِلٰی بَیْتِہٖ فَعُوْتِبَ فِیْ ذٰلِکَ بِمَا نَزَلَ فِیْ ھٰذِہِ السُّوْرَۃِ فَکَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ یَقُوْلُ لَہٗ اِذَا جَاءَ مَرْحَبًا بِمَنْ عَاتَبَنِیْ فِیْہِ رَبِّیْ وَیَبْسُطُ لَہٗ رِدَاءَہٗ ﴿وما یدریک﴾ یُعْلِمُکَ ﴿لعلہ یزکی (۳)﴾ فِیْہِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الزَّایِ اَیْ یَتَطَھَّرُ مِنَ الذُّنُوْبِ بِمَا یَسْمَعُ مِنْکَ ﴿او یذکر﴾ فِیْہِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الذَّالِ اَیْ یَتَّعِظُ ﴿فتنفعہ الذکری (۴)﴾ اَلْعِظَۃُ الْمَسْمُوْعَۃُ عَنْکَ وَفِیْ قِرَاءَۃٍ بِنَصَبِ تَنْفَعُہٗ جَوَابُ التَّرَجِّیْ ﴿اما من استغنی (۵)﴾ بِالْمَالِ ﴿فانت لہ تصدی (۶)﴾ وَفِیْ قِرَاءَۃٍ لِتَشْدِیْدِ الصَّادِ بِاِدْغَامِ التَّاءِ الثَّانِیَۃِ فِی الْاَصْلِ فِیْھَا تُقْبِلُ وَتَتَعَرَّضُ ﴿وما علیک الا یزکی (۷)﴾ یُؤْمِنُ ﴿واما من جاءک یسعی (۸)﴾ حَالٌ مِنْ فَاعِلِ جَاءَ ﴿وھو یخشی (۹)﴾ اَللّٰہَ حَالٌ مِنْ فَاعِلِ یَسْعٰی وَھُوَ الْاَعْمٰی ﴿فانت عنہ تلھی (۱۰)﴾ فِیْہِ حَذْفُ التَّاءَ

الْاُخریٰ فِی الْاَصْلِ اَیْ تَتَشَاغَلُ ﴿کلا﴾ لاتَفْعَلْ مِثْلَ ذٰلِکَ ﴿انھا﴾ اَیِ السُّوْرَۃَ اَوِالْاٰیاتِ ﴿تذکرۃ (۱۱)﴾ عِظَۃٌ لِلْخَلْقِ ﴿فمن شاء ذکرہ (۱۲)﴾ حَفِظَ ذٰلِکَ فَاتَّعِظَ بِہٖ ﴿فی صحف﴾ خَبَرٌثَانٍ لِاَنَّھَا وَمَاقَبْلَہٗ اِعْتِرَاضٌ ﴿مکرمۃ (۱۳)﴾ عِنْدَاللّٰہِ تَعَالٰی ﴿مرفوعۃ﴾ فِی السَّمَاءِ ﴿ مطھرۃ (۱۴)﴾ مُنَزَّھَۃٍ عَنْ مَسِّ الشَّیَاطِیْنَ ﴿بایدی سفرۃ (۱۵)﴾ کَتَبَۃٍ یَنْسِخُوْنَھَا مِنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ ﴿کرام بررۃ (۱۶)﴾ مُطِیْعِیْنَ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَھُمُ الْمَلَائِکَۃُ ﴿قتل الانسان﴾ لُعِنَ الْکَافِرُ ﴿ ما اکفرہ (۱۷)﴾ اِسْتِفْھَامُ تَوْبِیْخٍ اَیْ مَاحَمَلَہٗ عَلَی الْکُفْرِ ﴿من ای شیء خلقہ (۱۸)﴾ اِسْتِفْھَامُ تَقْرِیْرٍ ثُمَّ بَیَّنَہٗ فَقَالَ ﴿من نطفۃ خلقہ فقدرہ (۱۹)﴾ عَلَقَۃً ثُمَّ مُضْغَۃً اِلٰی اٰخِرِ خَلْقِہٖ ﴿ثم السبیل﴾ اَیْ طَرِیْقَ خُرُوْجِہٖ مِنْ بَطْنِ اُمِّہٖ ﴿ یسرہ (۲۰) ثم اماتہ فاقبرہ (۲۱)﴾ جَعَلَہٗ فِیْ قَبْرٍیَّسْتُرُہٗ ﴿ثم اذا شاء انشرہ (۲۲)﴾ لِلْبَعْثِ ﴿کلا﴾ حَقًّا ﴿ لما یقض﴾ لَمْ یَفْعَلْ ﴿ ما امرہ (۲۳)﴾ بِہٖ رَبُّہٗ ﴿فلینظر الانسان﴾ نَظْرَاِعْتِبَارٍ ﴿ الی طعامہ (۲۴)﴾ کَیْفَ قُدِّرَوَدُبِّرَلَہٗ ﴿انا صببنا الماء﴾ مِنَ السَّحَابِ ﴿ صبا (۲۵) ثم شققنا الارض﴾ بِالنَّبَاتِ ﴿ شقا (۲۶) فانبتنا فیھا حبا (۲۷)﴾ کَالْحِنْطَۃِ وَالشَّعِیْرِ ﴿وعنبا وقضبا (۲۸)﴾ ھُوَالْقَتُّ الرَّطْبُ ﴿ وزیتونا ونخلا (۲۹) وحدائق غلبا (۳۰)﴾ بَسَاتِیْنَ کَثِیْرَۃِ الْاَشْجَارِ ﴿وفاکھۃ وابا (۳۱)﴾ مَاتَرْعَاہُ الْبَھَائِمُ وَقِیْلَ التِّبْنُ ﴿متاعا﴾ مَتْعَۃً اَوْتَمْتِیْعًا کَمَاتَقَدَّمَ فِی السُّوْرَۃِ قَبْلَھَا ﴿ لکم ولانعامکم (۳۲)﴾ تَقَدَّمَ فِیْھَا اَیْضًا ﴿فاذا جاءت الصاخۃ (۳۳)﴾ اَلنَّفْخَۃُ الثَّانِیَۃُ ﴿یوم یفر المرء من اخیہ (۳۴) وامہ وابیہ (۳۵) وصاحبتہ﴾ زَوْجَتِہٖ ﴿ وبنیہ (۳۶)﴾ یَوْمَ بَدَلٌ مِنْ اِذَا وَجَوَابُھَادَلَّ عَلَیْہِ ﴿لکل امری منھم یومئذ شأن یغنیہ (۳۷)﴾ حَالٌ یَشْغَلُہٗ عَنْ شَاْنِ غَیْرِہٖ اَیْ اِشْتَغَلَ کُلُّ وَاحِدٍ بِنَفْسِہٖ ﴿ وجوہ یومئذ مسفرۃ (۳۸)﴾ مُضِیْئَۃٌ ﴿ضاحکۃ مستبشرۃ (۳۹)﴾ فَرِحَۃٌ وَھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿ووجوہ یومئذ علیھا غبرۃ (۴۰)﴾ غُبَارٌ ﴿ترھقھا﴾ تَغْشَاھَا ﴿ قترۃ (۴۱)﴾ ظُلْمَۃٌ وَسَوَادٌ ﴿اولئک﴾ اَھْلُ ھٰذِہِ الْحَالَۃِ ﴿ ھم الکفرۃ الفجرۃ (۴۲)﴾ اَیِ الْجَامِعُوْنَ بَیْنَ الْکُفْرِوَالْفُجُوْرِ.

﴿ترجمہ﴾

تیوری چڑھائی (نبی کریم ﷺ نے "عبس" کا معنیٰ چہرے پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہونا ہے) اور منہ پھیرا (اعراض کیا اس لیے کہ) اس کے پاس نابینا حاضر ہوا (مراد اس سے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں، نبی پاک ﷺ سرداران قریش جن کے ایمان لانے کی آپ کو امید تھی جن کے اسلام لے آنے کی آپ کو سخت خواہش تھی، کو تبلیغ کرنے میں مشغول تھے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے کو منقطع کردیا۔ ان نابینا صحابی کو علم نہ تھا کہ حضور ﷺ اس اہم کام میں مشغول ہیں وہ آپ ﷺ کو پکارنے لگے جو اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو سکھایا ہے اس میں سے مجھے بھی سکھایئے تو حضور ﷺ اپنے دولت کدہ کی طرف واپس ہو گئے تو اس کلام کے ذریعے حضور ﷺ کو عتاب محبوبانہ کیا گیا۔ جو اس سورت میں نازل ہے اس سورت کے نزول کے بعد جب بھی حضرت عبداللہ حاضر خدمت ہوتے تو حضور ﷺ ارشاد فرماتے اس شخص کی آمد مرحبا جس کے بارے میں مجھے میرے رب عزوجل نے عتاب فرمایا پھر آپ ﷺ ان کے لیے اپنی مبارک چادر بچھا دیا کرتے۔.......) اور تمہیں کیا معلوم (ما یدریک بمعنیٰ ما یعلمک ہے) شاید وہ ستھرا ہو

(''یــزکــی ''اس میں اصل میں تاء کا زاء میں ادغام کیا گیا ہے معنیٰ آیت یہ ہے کہ شائد وہ تم سے سنکر گناہوں سے پاک ہوجائے)۔
یا نصیحت لے(''یذکو ''اس میں اصل میں تاء کا ذال میں ادغام کیا گیا ہے یہ بمعنی یتعظ ہے) تو اسے فائدہ دے نصیحت (جو اس نے تم سے سنی ہے، ایک قرائت میں'' فتنفعه ''کو منصوب پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ جواب ترجی ہوگا) وہ جو بے پرواہ بنتا ہے(مال کے سبب سے) تم اس کے تو پیچھے پڑتے ہو(تـصدی بمعنی تـقبـل و تتعر ض ہے،'' تـصدی ''ایک قرائت میں صاد مشددہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے، اصل میں تائے ثانیہ کا صاد میں ادغام کیا گیا ہے) اور تمہارا کچھ زیاں نہیں اس میں کہ وہ ستھرا نہ ہو(ایمان لاکر) اور وہ جو تمہارے حضور ناز سے دوڑتا آیا(''یسعی ''یہ ''جاء ''کے فاعل سے حال بن رہا ہے) اور وہ ڈرتا ہے(اللہ ﷻ سے، مراد اس سے وہی نابینا صحابی ہیں'' وهو یخشی ''یہ'' یسعی ''کے فاعل سے حال بن رہا ہے) تو اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو (تـلهـی بمعنی تـشـا غل ہے،'' تـلهـی ''میں اصل میں دوسری والی تاء کو حذف کر دیا گیا ہے) یوں نہیں(یعنی ایسا نہ کیجیے) بیشک وہ (یعنی وہ آیت یا آیات) تو نصیحت ہے(مخلوق کے لیے، تـذ کـر ۃ بمعنی عـظة ہے) تو جو چاہے اسے یاد کرے(پھر اس سے نصیحت لے، ذکر بمعنی حفظ ہے) ان صحیفوں میں......۲......(''صـحـف مکر مة ''''انها ''کی خبر ثانی ہے اس کا ماقبل کلام جملہ معترضہ ہے) جو کہ عزت والے ہیں(اللہ ﷻ کے حضور) بلند ہیں(آسمانوں میں) منزہ ہیں(شیاطین کی دسترس سے، مـطهـر ۃ بمعنی منزهة ہے) ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں کے(جو اسے لوح محفوظ سے نقل کر کے لکھتے ہیں، سـفـر ۃ بمعنی کتبة لکھنے والے ہے) جو کرم والے نکوئی والے(یعنی اللہ ﷻ کے فرمانبردار ہیں مراد اس سے فرشتے ہیں) آدمی پر لعنت ہو(قتل بمعنی لعن ہے،'' الانسان ''سے کافر مراد ہے،......۳......) کیا ناشکرا ہے(یہ استفہام توبیخ کے لیے ہے یعنی کس چیز نے اسے کفر کرنے پر ابھارا ہے) اسے کاہے سے بنایا (یہ استفہام تقدیر کلام کے لیے ہے پھر جس چیز سے پیدا فرمایا اسے بیان کرتے ہوئے فرمایا) پانی کی بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا(خون کی بوند، پھر گوشت کی بوٹی سے آخر خلقت تک) پھر راستہ(یعنی اپنی ماں کی پیٹ سے نکلنے کا راستہ، السبیـل کے معنی راستہ ہے) اسے آسان کیا پھر اسے موت دی پھر قبر میں رکھوایا(جو اسے چھپائے ہوئے ہے، اقبـر بمعنی جعلـه فی القبـر ہے) پھر جب چاہا اسے باہر نکالا(بعث کے لیے) یقیناً(کلا بمعنی حـقـا ہے) اس نے اب تک نہ کیا(لـمـا یقض بمعنی لم یفعل ہے،......۴......) جس کا اس نے(یعنی اس کے رب نے) حکم دیا تو آدمی کو چاہیے کہ اپنے کھانوں کو دیکھے(بنگاہ عبرت کہ اللہ ﷻ نے اس کیلئے کیسا رزق مقدر فرمایا اور رزق کی تدبیر فرمائی) کہ ہم نے اچھی طرح پانی ڈالا(بادل سے) پھر زمین کو خوب چیرا(نباتات سے) تو اس میں اگایا اناج(جیسے گندم اور جو) اور انگور اور چارہ(''قـضبـا ''ترچارے کو کہتے ہیں) اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغ(حـدا ئق غلبا بمعنی کثیر درختوں والے باغات) اور میوے اور گھاس(جسے چوپائے چرتے ہیں یا، ابا بمعنی تبن ہے) پھر جب آئے گی وہ کان پھاڑنے والی چنگھاڑ(مراد اس سے نفخہ ثانیہ ہے) اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور بیوی(صـاحبة بمعنی زوجـة ہے) اور بیٹوں سے(''یوم ''اذا سے بدل بن رہا ہے اس کے جواب پر مابعد کلام دلالت کر رہا ہے) ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے جو اسے دوسروں سے مشغول کر دے گی(اس کی اپنی ایک حالت ہوگی جو اسے دوسرے کے حال سے بے نیاز کر دے گی یعنی ہر کوئی اپنے نفس کے ساتھ مشغول ہوگا) کتنے مونھ اس دن روشن ہوں گے(مسـفـو ۃ بمعنی مـضیئة ہے) ہنستے خوشیاں مناتے(یہ مسلمان ہوں گے، مستبشـر ۃ بمعنی فرحة ہے) اور کتنے موںھوں پر اس دن گرد پڑی ہوگی(غبـر ۃ کے معنی غبار ہے......۵......) چڑھ رہی ہے ان پر(تر هقها بمعنی تغشها ہے) سیاہی(قتر ۃ بمعنی ظلمة وسواد ہے) وہ لوگ(جو اس حالت میں ہوں گے وہ) ہی ہیں کافر بدکار(یعنی کفر و فجور دونوں کے جامع)۔

﴿ترکیب﴾

﴿عبس وتولی ان جاء ہ الاعمی وما یدریک لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری﴾

عبس: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ،تولی:فعل بافاعل،ان جاء ہ الاعمی: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ،ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ،ما :استفہامیہ مبتدا،یدریک: فعل بافاعل ومفعول،لعلہ :حرف مشبہ واسم ،یزکی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،او :عاطفہ ،یذکر :جملہ فعلیہ معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،ف :سببیہ ،تنفع :فعل،ہ:ضمیر مفعول،الذکری: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اما من استغنی فانت لہ تصدی وما علیک الا یزکی﴾

اما: حرف شرط،من استغنی:موصول صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ ،انت مبتدا،لہ: ظرف لغومقدم،تصدی:فعل "انت" ضمیر ذوالحال،و: حالیہ ،ما :نافیہ ،علیک :ظرف مستقر خبر مقدم،الایزکی: جملہ بتاویل مصدر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مہما یکن من شیء" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما من جاءک یسعی وھو یخشی فانت عنہ تلھی﴾

و :عاطفہ ،اما :حرف شرط،من :موصولہ ،جاء :فعل "ھو" ضمیر مستقر ذوالحال،یسعی :فعل "ھو" ضمیر مستقر ذوالحال،و :حالیہ ،ھو یخشی :جملہ اسمیہ حال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل ،ک :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مبتدا،ف :جزائیہ ،انت مبتدا،عنہ تلھی: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مہما یکن من شیء" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کلا انھا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ﴾

کلا: حرف ردع وزجر،انھا :حرف مشبہ واسم ،تذکرۃ :خبر اول،فی :جار،صحف :موصوف،مکرمۃ :صفت اول،مرفوعۃ :صفت ثانی،مطھرۃ: صفت ثالث،بایدی سفرۃ :ظرف مستقر صفت رابع، کرام بررۃ: ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ ،ف :اعتراضیہ ،من :شرطیہ مبتدا،شاء :جملہ فعلیہ شرط ،ذکرہ: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿قتل الانسان ما اکفرہ﴾

قتل الانسان: فعل مجہول ونائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ دعائیہ ،ما :استفہامیہ مبتدا،اکفرہ: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿من ای شیء خلقہ من نطفۃ خلقہ فقدرہ﴾

من ای شیء: جار مجرور مبدل منہ ،من نطفۃ: جار مجرور،ملکر ظرف لغو مقدم،خلقہ :فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،خلقہ :فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ ،قدرہ :فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم السبیل یسرہ ثم اماتہ فاقبرہ ثم اذا شاء انشرہ کلا لما یقض ما امرہ﴾

ثم: عاطفہ،السبیل :"یسر" فعل محذوف کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،یسرہ :فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،ثم :عاطفہ ،اماتہ :جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ ،اقبرہ :فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،ثم :عاطفہ ،اذا شاء :جملہ فعلیہ شرط ،انشرہ: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ،کلا :حرف ردع وزجر،لما یقض :فعل نفی بافاعل ،ما امرہ :موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلینظر الانسان الی طعامه انا صببنا الماء صبا ثم شققنا الارض شقا﴾

ف: مستانفه، لینظر الانسان: فعل امر نائب فاعل، الی: جار، طعامه: مبدل منہ، انا: جرف مشبہ واسم، صببنا الماء صبا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، شققنا الارض شقا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانبتنا فیها حبا وعنبا وقضبا وزیتونا ونخلا وحدائق غلبا وفاکهة وابا متاعا لکم ولا نعامکم﴾

ف: عاطفہ، انبتنا: فعل با فاعل، فیها: ظرف لغو، حبا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عنبا وقضبا......الخ: معطوفات، ملکر مفعول، متاعا: مصدر با فاعل، لکم: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لانعامکم: جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ ہوکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا جاء ت الصاخة یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه﴾

ف: مستانفہ، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء ت الصاخة: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف "اشتغل کل واحد بنفسه" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ، یوم: مضاف، یفر المرء: فعل وفاعل، من: جار، اخیه: معطوف علیہ، و: عاطفہ، امه وابیه: معطوفات، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ماقبل "اذا" سے بدل واقع ہے۔

﴿لکل امری منهم یومئذ شان یغنیه﴾

لام: جار، کل: مضاف، امری: موصوف، منهم: ظرف مستقر صفت، ملکر مضاف الیہ ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، یومئذ: ظرف مقدم، یغنیه: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، شان: موصوف اپنی صفت سے، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وجوه یومئذ مسفرة ضاحکة مستبشرة ووجوه یومئذ علیها غبرة ترهقها قترة اولئک هم الکفرة الفجرة﴾

وجوه: مبتدا، یومئذ مسفرة: شبہ جملہ خبر اول، ضاحکة: خبر ثانی، مستبشرة: خبر ثالث، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، وجوه: مبتدا، یومئذ: ظرف مقدم، ترهقها قترة: فعل ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر اول، علیها غبرة: جملہ اسمیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، اولئک: مبتدا، هم الکفرة الفجرة: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......عبس وتولی......☆ نبی کریم ﷺ عتبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام اور عباس بن عبد المطلب اور ابی بن خلف، امیہ بن خلف اشراف قریش کو اسلام کی دعوت فرمارہے تھے اس درمیان میں عبداللہ ابن ام مکتوم ؓ نابینا حاضر ہوئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بار بار ندا کر کے عرض کیا کہ جو اللہ جل جلالہ نے آپ سکھایا ہے وہ مجھے تعلیم فرمایئے۔ ابن ام مکتوم ؓ نے یہ نہ سمجھا کہ حضور ﷺ دوسروں سے گفتگو فرمارہے ہیں اس سے قطع کلام ہوگا۔ یہ بات حضور ﷺ کو گراں گزری اور آثار نا گواری چہرہ اقدس پر نمایاں ہوئے حضور ﷺ اپنی دولت سرائے اقدس کی طرف واپس ہوئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں عبداللہ بن ام مکتوم ؓ کی معذوری کی طرف اشارہ ہے کہ قطع کلام ان سے اس وجہ سے واقع ہوا۔ اس آیت کے نزول کے بعد سید عالم ﷺ عبداللہ بن ام مکتوم ؓ کا اکرام فرماتے تھے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سید عالم ﷺ کے تیوری چڑھانے کا بیان:

ا......حضرت ام مکتوم صحابی رسول ﷺ تھے اور امور دین میں آقائے دو جہاں ﷺ کے محتاج تھے اور کافر اسلام کے حلقے میں

داخل نہ تھے اوران کفار کا اسلام لانا دیگر کے اسلام لانے کا سبب اور ذریعہ تھا اور ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا تبلیغ کے دوران کلام کرنا خیر کی منفعت کو کاٹنے کے لئے کافی تھا جو کہ قلیل غرض کے حصول کے لئے کثیر خیر کو منقطع کرتا تھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا یہ فعل ذنب اور معصیت تھا، اب جب اتنا ثابت ہے تو پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عتاب فرمانا کیوں کر روا ہوگا؟ ہم کہتے ہیں کہ اس وہم کا ازالہ کرنا مقصود ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اغنیاء کی جانب مائل ہوتے ہیں اور فقراء کو ترجیح نہیں دیتے، یعنی فقراء پر اغنیاء کو ترجیح دیتے ہیں اور فقراء کی دل آزاری کی پرواہ نہیں فرماتے، جو کہ منصب نبوت کے برخلاف ہے پس اللہ عزوجل کا اس انداز میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام فرمانا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل منصب نبوت کے منافی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل ترک اولی اور ترک افضل کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ (روح البیان، ج ۱۰، ص ۳۹۲)

امام قرطبی فرماتے ہیں: ہمارے علماء کا مؤقف ہے کہ ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا یہ فعل سوءِ ادب نہ تھا، اگر وہ عالم (دیکھ لینے کی قدرت رکھتے) ہوتے تو جان لیتے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو تبلیغ کرنے میں مصروف ہیں، اور ان کے اسلام میں داخل ہونے کی جستجو فرمارہے ہیں، لیکن اللہ عزوجل نے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے عتاب والے جملے ارشاد فرمائے تاکہ اہل صفہ کے دل نہ ٹوٹ جائیں، اور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی جان لیں کہ فقیر مومن بہتر ہے غنی سے۔ اور مومن کی جانب توجہ کرنا زیادہ بہتر ہے اگرچہ وہ غریب ہی کیوں نہ ہو اور فقراء کے ایمان کو اغنیاء کے ایمان پر برتری چاہنے کی طمع پر مبنی عمل ہے، اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں بھی یقیناً مصلحت کارفرما تھی جیسا کہ اللہ عزوجل نے ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿ما کان لنبی ان یکون له اسری کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے (الانفال: ۶۷)﴾۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی دلی اطمینان کے لئے خطاب کیا گیا تھا کیونکہ یہ ثقہ صحابی تھے۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۸۵ وغیرہ)

کتب وصحف نصیحت کا ذریعہ ہوتے ہیں:

۲۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿کلا انها تذکرة فمن شاء ذکره فی صحف مکرمة مرفوعة مطهرة بایدی سفرة یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے تو جو چاہے اسے یاد کرے ان صحیفوں میں عزت والے ہیں بلندی والے پاکی والے ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے (عبس: ۱۱ تا ۱۵)﴾۔ اس کلام میں صحف سے مراد لوح محفوظ ہے یا اس سے مراد وہ صحیفے ہیں جنہیں ملائکہ لوح محفوظ سے لکھتے ہیں یا اس سے مراد حضرات انبیائے کرام کے صحیفے ہیں کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان اس قول کی تائید کرتا ہے: ﴿وانه لفی زبر الاولین اور بیشک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے (الشعراء: ۱۹۶)﴾، ﴿ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابراهیم وموسی بیشک یہ اگلے صحیفوں میں ہے ابراہیم اور موسی کے صحیفوں میں (الاعلی: ۱۸، ۱۹)﴾ یا اس سے مراد وہ صحیفے ہیں جنہیں صحابہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھا تھا، وہ صحیفے اللہ عزوجل کے ہاں بڑے معزز ہیں۔ (المظهری، ج ۷، ص ۳۴۹)

عند الله کس پر لعنت کرنا جائز ہے؟

۳۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿قتل الانسان ما اکفره آدمی مارا جائے کیا ناشکرا ہے (عبس: ۱۷)﴾۔ لغت میں لعنت طرد وابعاد (دھتکار ودوری) کے معنی میں ہے اور اہل شریعت اس سے کبھی طرد وابعاد رحمت الٰہی وبہشت سے، اور کبھی طرد وابعاد جنابِ قرب سے ورحمت خاص ودرجہ مقربین مراد لیتے ہیں۔ پہلا معنی کافر کے ساتھ خاص ہے، جس کا کفر پر مرنا یقینی ہے جیسے ابوجہل، ابولہب، فرعون، شیطان، ہامان، ان پر لعنت جائز، حضرات انبیائے کرام جن پر لعنت کرتے تھے، یا علام الٰہی (اللہ عزوجل کے بتانے سے) ان کے کافر مرنے پر واقف تھے اور فرشتے بھی انہی پر لعنت کرتے ہیں جن کی بدانجامی سے یا علام الٰہی واقف ہوتے ہیں یا انبیاء وملائکہ کافروں پر بوصفِ کفر لعنت کرتے ہیں یعنی ﴿فلعنة الله علی الکفرین تو اللہ کی لعنت ہے منکروں پر (البقرة: ۸۹)﴾۔

شریعت کی اصطلاح میں لعنت کے دو طرح کے معنی بیان کئے گئے ہیں: (۱)......اللہ ﷻ کی رحمت اور جنت سے دوری، تو کسی پر لعنت کرنے کے معنی کبھی تو یہ ہونگے کہ تو اللہ ﷻ کی رحمت و جنت سے دور ہو۔ (۲)......کبھی اللہ ﷻ کے قرب اور اس کی خاص رحمت سے دوری، یا پچھلے نیک بندوں کو اس کی جناب میں جو مرتبہ ملا اس مرتبے سے دوری مراد ہے۔

شیخ محقق فرماتے ہیں: لعنت کرنا کسی پر جائز نہیں، سوائے اس کے جس کے کافر مرنے کی خبر مخبر صادق (سید عالم ﷺ) نے دی، اور کافر مخصوص پر کہ اس کا ایمان اس دم آخیر محتمل ہو، لعنت نہ کرے۔ مزید فرماتے ہیں: کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے اور اُسے مردود و ملعون نہ کہے اور جس کافر کا کفر پر مرنا یقینی نہیں اُس پر بھی نام لے کر لعنت نہ کرے، یہاں تک کہ بعض علماء کے نزدیک مستحق لعنت پر بھی لعنت نہ کرے، یونہی مچھر، ہوا، جمادات و حیوانات پر بھی لعنت جائز نہیں۔

مزید فرماتے ہیں: لعنت ابتداء ہی اس طرف نہیں لوٹ آتی، بلکہ وہ پہلے باہر، اوپر، نیچے جاتی ہے، جب اس کو دشواری پیش آتی ہے تو پھر وہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے جس پر یہ کہی گئی تھی، اگر وہ اس کا اہل یا مستحق نہیں تھا تو پھر وہ لوٹ کر اپنے قائل کی طرف آجاتی ہے گویا کہ جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کسی پر لعنت نہ کی جائے اور اس بات کا یقین سوائے شارح علیہ السلام کے کسی کو نہیں ہو سکتا۔

(اشعة اللمعات، کتاب الاداب، باب:حفظ اللسان من الغيبة و الشتم، ج٦،ص٧٥وغیرہ)

بعض علماء کے نزدیک یزید کو بھی لعن کرنا جائز نہیں۔ جب کہ امام احمد اس کو لعنت کرنا جائز کہتے ہیں۔

☆......مؤمن کے لئے کسی کو لعنت کرنا جائز نہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب البر و الصلة، باب:ماجاء فی اللعن و الطعن، رقم:٢٠٢٦،ص٥٩٣)

☆...... المومن ليس بلعان: مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔

(مشكوة المصابيح، كتاب الادب، باب:حفظ اللسان من الغيبة و الشتم، الفصل الثاني، ج٦،ص٤١٣)

☆......"بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ و شفیع نہ ہونگے"۔ (المرجع السابق)

انسان کا وجود از ابتداء تا انتہاء:

۴......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿من ای شیء خلقه من نطفة خلقه فقدره ......الخ اسے کاہے سے بنایا پانی کی بوند سے اُسے پیدا کیا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا پھر اُسے راستہ آسان کیا پھر اُسے موت دی پھر قبر میں رکھوایا پھر جب چاہا باہر نکالا کوئی نہیں اس نے اب تک پورا نہ کیا جو اُسے حکم ہوا (عبس:١٨تا٢٣)﴾۔ انسان کو پانی کی گندی بوند سے پیدا کرنے، ماں کے پیٹ میں شکل و صورت دینے، اس کے رزق، زندگی، موت، سعید و شقی ہونا مقدر کر لینے، موت سے ہمکنار کر لینے پر منوں مٹی کے نیچے قبر میں داب دینے، پھر قبر سے دوبارہ بکھرے اعضاء اور جوہر کو سمیٹ کر زندہ کرنے، الغرض یہ انسان کی وہ تاریخ ہے جو صدیوں سے قائم ہے۔ جب سے نسل انسانی کو وجود ملا، جب سے آدمیت کا آغاز ہوا، جب سے انسان دنیا میں بسنے لگا، جب سے دھرتی انسان کے وجود سے آباد و شاد رہنے لگی یہی سلسلہ چل رہا ہے اور یقیناً تا قیام قیامت چلتا جائیگا۔

چہروں پر خوشی ہونے یا گرد پڑی ہونے کا معنی:

۵......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ وجوه يومئذ مسفرة ضاحكة مستبشرة ووجوه يومئذ عليها غبرة کتنے موہنہ اس دن روشن ہونگے ہنستے خوشیاں مناتے اور کتنے موہنوں پر اُس دن گرد پڑی ہوگی (عبس:٣٨تا٤٠)﴾۔ مراد جنتیوں کے موہنہ ہیں جن پر خوشی کے آثار نمایاں ہونگے، اور چہروں پر گرد ہونے سے کافر کے موہنہ مراد ہیں جن پر قیامت کے دن دھول مٹی پڑی ہوگی۔ کہا جاتا ہے کہ بہائم کو قضاء کے بعد مٹی کر دیا جائے گا اور یہی مٹی کافروں کے موہنہ پر ڈالی جائے گی۔ (الطبری، الجزء:٣٠،ص٧٨)

ابن کثیر کہتے ہیں: لوگ اُس دن دو گروہوں میں ہونگے، (۱)......مسرور، جن کے دل خوشی سے کھل کھلا رہے ہونگے، جن کے چہروں سے خوشی کے آثار نمودار ہورہے ہونگے اور یہ لوگ جنتی ہونگے۔ (۲)......وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ پڑ چکے ہونگے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کافروں کے مونھوں پر لگام ڈال دی جائے گی اور پھر ان کے چہروں پر مٹی پھینک دی جائے گی''۔ یعنی ان کے چہرے سیاہ ہوجائیں گے۔

(ابن کثیر، ج ٤، ص ٥٧٣)

اغراض:

الذی هو حریص علی اسلامهم: میں اشراف قریش کے لئے نعت (صفت) ہے، اور مناسب یہ تھا کہ ''الذین'' سے تعبیر کرتے۔ مما علمک الله: مراد قرآن اور اسلام ہے، اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک نابینا خدمت اقدس میں حاضر ہوا جب کہ آقائے دو جہاں ﷺ قریش کے سرداروں عتبہ و شیبہ (ربیعہ کے بیٹوں)، ابو جہل بن ہشام، عباس بن عبد المطلب، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ، کو اسلام کی دعوت دینے میں مصروف تھے......مزید شان نزول کا مطالعہ کیجئے۔

ولم یدر الاعمی: میں یہ جواب دوں گا کہ ہوسکتا ہے کہ صحابی کو علم نہ ہو، اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیشی کی وجہ سے اُس پر دہشت طاری ہوگئی ہو اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں آنے والوں کی عقلیں کام نہیں کرتیں، اور محبت کرنے والا اس بات کا شوق رکھتا ہے کہ اُسے کچھ تعلیم حاصل ہوجائے اور آقائے دو جہاں کا توجہ نہ فرمانا کوئی مکروہ یا خلاف اَولیٰ فعل نہ تھا بلکہ یہ فعل تو حسنات الابرار سیئات المقربین کے قبیلے سے متعلق تھا، ملخصاً۔

وبسط له ردائه: یعنی سید عالم ﷺ نے صحابی سے کہا: کیا تمہیں کچھ حاجت ہے؟''۔ ای تتشاغل: یعنی کفار قریش کو دعوت اسلام میں مشغول ہونا مراد ہے، اور یہ مشغولیت اگرچہ آپ ﷺ پر واجب نہ تھی لیکن عتاب کا معاملہ حقیقت پر نظر کرتے ہوئے ہوا ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ ما ترعاه البهائم: مراد تر اور خشک میوے ہیں، اور یہ ﴿قضبا﴾ سے بطور عموم بیان کیا گیا ہے۔

لا تفعل مثل ذلک: روایت میں ہے کہ اس معاملے کے بعد سید عالم ﷺ نے کسی فقیر سے کبھی تیوری نہ چڑھائی اور نہ ہی کسی غنی کی مدارات فرمائی۔ لعن الکافر: یعنی اللہ کی رحمت سے دور، اور اس میں اشارہ ہے کہ انسان سے مراد کافر ہے نہ کہ سارے ہی انسان۔

ای طریق خروجه من بطن امه: بعض نے لکھا ہے کہ ماں کے پیٹ میں بچے کا سر اوپر کی جانب اور قدم نیچے کی جانب ہوتے ہیں، گویا بچہ ماں کے پیٹ میں کھڑا ہوتا ہے اور جب باہر نکلنے کا وقت ہوتا ہے تو اللہ کی جانب سے الہام کی وجہ سے پلٹ جاتا ہے۔

جعله فی قبر یستره: اور انسان کے علاوہ کسی پرندے اور درندے کے لئے ایسا ستر بطور اکرام نہ ہوا۔ تقدم فیها ایضا: مراد ''نعم'' کی تفسیر کرنا ہے، اور نعمتیں گائے، اونٹ اور بکری کی صورت میں عطا فرمائیں۔ مضیئة: چہروں کا روشن ہونا رات کے قیام، یا وضو کے آثار، راہ خدا کے گرد و غبار کی وجہ سے ہوگا۔ فرحة: اللہ کی کرم نوازیاں اور رضا دیکھ کر فرحت ہونا مراد ہے۔

(الصاوی، ج ٦، ص ٢٣٣ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ التکویر مکیۃ وھی تسع وعشرون آیۃ

(سورہ تکویر مکیہ ہے جس میں ۲۹ آیات ہیں)

تعارف سورۃ التکویر

اس سورت میں ایک رکوع، انتیس آیات ہیں۔ اس سورت میں قیامت اور رسالت کے دلائل دیئے جارہے ہیں قیامت کے دو مرحلے ہیں: پہلا مرحلہ وہ ہے کہ جب یہ موجودہ نظام کائنات درہم برہم ہوجائے گا نہ یہ دنیا کا عیش آرام رہے گا اور نہ آسمان پر چمکتے یہ ستارے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوہوکر ہوا میں مٹی کی طرح اڑنے لگیں گے، اس کے بعد دوسرے مرحلے کا ذکر فرمایا جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور تمام اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر سب بارگاہ خداوندی ﷻ میں جمع ہوجائیں گے اور ان کا حساب وکتاب لیا جائے گا اور سامنے دوزخ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے اور دوسری جنت اپنے عیش آرام کے ساتھ اپنے بندگان خدا کے لئے منتظر ہوگی۔ قیامت کے ذکر کے بعد رسالت کا ذکر فرمایا: کہ قرآن لے کر آنے والا کوئی اور نہیں بلکہ میرا محبوب ﷺ ہے جو کلام لے کر آیا ہے وہ اس نے خود تالیف نہیں کیا اور نہ ہی کسی اور نے انہیں سکھایا اور پڑھایا بلکہ ایک معزز مکرم فرشتہ جس کی امانت ودیانت میں شک نہیں وہ فرشتہ اللہ ﷻ کی جانب سے لے کر آیا ہے۔

رکوع نمبر: ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اذاالشمس کورت (۱)﴾لُفِفَتْ وَذُهِبَ بِنُوْرِهَا﴿واذا النجوم انکدرت (۲)﴾اِنْقَضَتْ وَتَسَاقَطَتْ عَلَى الْاَرْضِ﴿واذا الجبال سیرت (۳)﴾ذُهِبَ بِهَاعَنْ وَجْهِ الْاَرْضِ فَصَارَتْ هَبَاءً مَنْثُوْرًا﴿واذا العشار﴾اَلنُّوْقُ الْحَوَامِلُ﴿ عطلت (۴)﴾تُرِكَتْ بِلَارَاعٍ اَوْبِلَاحَلْبٍ لَمَّادَهَاهُمْ مِنَ الْاَمْرِوَلَمْ يَكُنْ مَالٌ اَعْجَبَ اِلَيْهِمْ مِنْهَا﴿واذا الوحوش حشرت (۵)﴾جُمِعَتْ بَعْدَالْبَعْثِ لِيَقْتَصَّ لِبَعْضٍ مِنْ بَعْضٍ ثُمَّ تَصِيْرُتُرَابًا﴿واذا البحار سجرت (۶)﴾بِالتَّخْفِيْفِ والتَّشْدِيْدِاُوْقِدَتْ فَصَارَتْ نَارًا﴿واذا النفوس زوجت (۷)﴾قُرِنَتْ بِاَجْسَادِهَا﴿واذا الموء دۃ﴾اَلْجَارِيَةُ تُدْفَنُ حَيَّةً خَوْفَ الْعَارِوَالْحَاجَةِ﴿ سئلت (۸)﴾تَبْكِيْتًا لِقَاتِلِهَا﴿بای ذنب قتلت (۹)﴾وَقُرِیءَ بِكَسْرِالتَّاءِ حِكَايَةً لَمَّا تخاطَبَ بِهٖ وَجَوَابُهَا اَنْ تَقُوْلَ قُتِلْتُ بِلَاذَنْبٍ﴿واذا الصحف﴾صُحُفُ الْاَعْمَالِ﴿ نشرت (۱۰)﴾بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ فُتِحَتْ وَبُسِطَتْ﴿واذا السماء کشطت (۱۱)﴾نُزِعَتْ عَنْ اَمَاكِنِهَا كَمَايُنْزَعُ الْجِلْدُعَنِ الشَّاةِ﴿واذا الجحیم﴾اَلنَّارُ﴿ سعرت (۱۲)﴾بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِاُجِّجَتْ﴿واذا الجنۃ ازلفت (۱۳)﴾قُرِّبَتْ لِاَهْلِهَا لِيَدْخُلُوْهَاوَجَوَابُ اِذَااَوَّلُ السُّوْرَةِ وَمَاعَطَفَ عَلَيْهَا﴿علمت نفس﴾اَیْ كُلُّ نَفْسٍ وَقْتَ هٰذِهِ الْمَذْكُوْرَاتِ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ﴿ ما احضرت (۱۴)﴾مِنْ خَيْرٍ وَّشَرٍّ﴿فلا اقسم﴾لَازَائِدَةٌ﴿ بالخنس (۱۵)الجوار الکنس (۱۶)﴾هِيَ النُّجُوْمُ الْخَمْسَةِ زُحَلٌ وَالْمُشْتَرِیْ وَالْمَرِيْخُ وَالزُّهْرَةُ وَعَطَارِدُتَخْنُسُ بِضَمِّ النُّوْنِ اَیْ تَرْجِعُ فِیْ مَجْرَاهَا وَرَاءَ هَا بَيْنَا تَرَى النَّجْمَ فِیْ اٰخِرِالْبُرْجِ اُذْكُرَرَاجِعًا اِلٰی اَوَّلِهٖ وَتَكْنِسُ بِكَسْرِالنُّوْنِ تَدْخُلُ فِیْ كَنَاسِهَا اَیْ تَغِيْبُ فِی الْمَوَاضِعِ الَّتِیْ تَغِيْبُ فِيْهَا﴿والیل اذا عسعس (۱۷)﴾اَقْبَلَ بِظَلَامِهٖ اَوْاَدْبَرَ﴿والصبح اذا

تنفس (۱۸)﴿امْتَدَّ حَتّٰی یَصِیْرُ نَهَارًا بَیِّنًا﴾انه﴿اَیِ الْقُرْاٰنُ﴾لقول رسول کریم(۱۹)﴿عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَهُوَ جِبْرِیْلُ اُضِیْفَ اِلَیْهِ لِنُزُوْلِهٖ بِهٖ﴾ذی قوۃ﴿اَیْ شَدِیْدِ الْقُوٰی﴾ عند ذی العرش﴿اَیِ اللّٰهِ تَعَالٰی﴾ مکین (۲۰)﴿ذِیْ مَکَانَةٍ مُتَعَلِّقٌ بِهٖ عِنْدَ﴾مطاع ثم﴿اَیْ تَطِیْعُهُ الْمَلَائِکَةُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ امین (۲۱)﴿عَلَی الْوَحْیِ﴾وما صاحبکم﴿مُحَمَّدٌ عَطْفٌ عَلٰی اَنَّهٗ اِلٰی اٰخِرِ الْمُقْسَمِ عَلَیْهِ﴾ بمجنون(۲۲)﴿کَمَا زَعَمْتُمْ﴾ولقد راٰہ﴿رَاٰی مُحَمَّدٌ جِبْرِیْلَ عَلٰی صُوْرَتِهِ الَّتِیْ خُلِقَ عَلَیْهَا﴾ بالافق المبین (۲۳)﴿الْبَیِّنِ وَهُوَ الْاَعْلٰی بِنَاحِیَةِ الْمَشْرِقِ﴾وما هو﴿اَیْ مُحَمَّدٌ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ﴾ علی الغیب﴿مَاغَابَ مِنَ الْوَحْیِ وَخَبَرِ السَّمَاءِ﴾ بضنین (۲۴)﴿بِمُتَّهَمٍ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالضَّادِ اَیْ بِبَخِیْلٍ فَیَنْتَقِصُ شَیْئًا مِنْهُ﴾وما هو﴿اَیِ الْقُرْاٰنُ﴾ بقول شیطٰن﴿مُسْتَرِقِ السَّمْعِ﴾ رجیم (۲۵)﴿مَرْجُوْمٍ﴾فاین تذهبون(۲۶)﴿فَاَیَّ طَرِیْقٍ تَسْلُکُوْنَ فِیْ اِنْکَارِکُمُ الْقُرْاٰنَ وَاِعْرَاضِکُمْ عَنْهُ﴾ان﴿مَا﴾ هو الا ذکر﴿عِظَةٌ﴾ للعلمین(۲۷)﴿اَلْاِنْسِ وَالْجِنِّ﴾لمن شاء منکم﴿بَدَلٌ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ بِاِعَادَةِ الْجَارِ﴾ ان یستقیم (۲۸)﴿بِاتِّبَاعِ الْحَقِّ﴾وما تشاء ون﴿اَلْاِسْتِقَامَةَ عَلَی الْحَقِّ﴾ الا ان یشاء الله رب العلمین (۲۹)﴿اَلْخَلَائِقِ اِسْتِقَامَتَکُمْ عَلَیْهِ.

﴿ترجمہ﴾

جب سورج کو لپیٹا جائے (اوراس کا نور جاتا رہے.......۱......، کورت بمعنی لففت ہے) اور جب تارے جھڑ پڑیں (زمین پر، انکدرت بمعنی انقضت وتساقطت ہے) اور جب پہاڑ چلائے جائیں (سطح زمین میں اور وہ بکھرے ہوئے ذروں کی صورت میں ہو جائیں، نسیرت بمعنی ذهب بها ہے) اور جب گابھن اونٹنیاں (یعنی حاملہ اونٹنیاں) چھوٹی پھریں (بغیر چرواہے اور نگران کے چھوڑ دی جائیں، یہ اس لیے ہوگا کہ اس آنے والے امر نے ان کے ہوش اڑا دیئے ہوں گے، اہل عرب کا یہ محبوب ترین حال ہے) اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں (بعد بعث تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے قصاص لے سکیں پھر وہ مٹی ہو جائیں گے) اور جب سمندر سلگائے جائیں (تو وہ سراپا آگ ہو جائیں، سجوت بمعنی اوقدت ہے، "سجرت" فعل کو مشدد و مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اور جب جانوں کے جوڑ بنیں (یعنی ارواح کو اجسام کے ساتھ ملا دیا جائے.......۲......) اور جب زندہ دبائی ہوئی (لڑکی جسے عار و فقر کے خوف سے زندہ دفن کر دیا گیا تھا) سے پوچھا جائے (قاتل کو توبیخ کرنے کے لیے) کس خطاء پر ماری گئی ("قتلت" فعل کو تاء مکسورہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے مخاطب کے کلام کی حکایت کرتے ہوئے اور اس سوال کے جواب میں وہ کہے گی بے گناہ) اور جب نامۂ اعمال ("الصحف" سے مراد نامۂ اعمال ہے) کھولے جائیں ("نشرت" فعل کو مشدد و مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے یہ بمعنی فتحت و بسطت ہے) اور جب آسمان (اپنی جگہوں سے) کھینچ لیا جائے (جیسا کہ بکری کی کھال اس سے کھینچ لیجاتی ہے) اور جب جہنم ("جحیم" سے مراد جہنم ہے) بھڑکایا جائے (سعرت بمعنی اججت ہے، اسے مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اور جب جنت پاس لائی جائے (اہل جنت کے لیے کہ وہ اس میں داخل ہو سکیں، ازلفت بمعنی قربت ہے اور اذا جو ابتدائے سورت میں آیا اور اس کے معطوفات کا جواب "علمت" سے آرہا ہے) جان (ہر جان) کو معلوم ہو جائے گا (ان مذکورہ واقعات کے وقت یعنی بروز قیامت) جو حاضر لائی (اچھائی اور برائی) تو قسم ہے ("لا اقسم" میں "لا" زائدہ ہے) ان کی جو الٹے پھریں

سیدھے چلیں (مراد اس سے یہ پانچ ستارے ہیں: زحل، المشتری، المریخ، الزھرۃ، عطارد، ......) "تخنس" "نون مضمومہ کے ساتھ ہے بمعنی ان کا اپنے مرجع میں پیچھے سے آنا تم دیکھتے ہو کہ ستارہ آخری برج میں ہوتا ہے تب ہی پلٹ کر دوبارہ پہلے برج کی طرف پلٹ آتا ہے اور اگر "تنکس "نون مکسورہ کے ساتھ ہو تو اس صورت میں معنی ہوگا وہ اپنے چھپنے کی جگہوں میں داخل ہو جاتے ہیں) اور رات کی جب پیٹھ پھیر دے (اپنے اندھیرے کے ساتھ آئے یا جائے) اور صبح کی جب دم لے (یعنی پھیل جائے یہاں تک کہ دن خوب چڑھ جائے) بیشک وہ (یعنی قرآن) عزت والے رسول کا پڑھنا ہے (مراد حضرت جبرائیل امین ہیں جو کہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں لے کر آئے) جو قوت والا ہے (شدید قوت والا ہے) مالک عرش کے حضور (یعنی اللہ کے حضور) عزت والا (معزز، عند کے متعلق ہے) وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے (یعنی زمین و آسمان کے فرشتے اُس کا حکم مانتے ہیں) امانت دار ہے (وحی کی امانت کو جانتا ہے......) اور تمہارے صاحب (یعنی محمد ﷺ، اس کا عطف آخر مضمون مقسم تک "انـــــہ" پر ہے) مجنون نہیں (جیسا کہ تم گمان کرتے ہو) اور بیشک انہوں نے اُسے (یعنی محمد ﷺ نے حضرت جبرائیل امین کو اُن کی اصل صورت میں) روشن کنارے پر دیکھا (واضح طور پر مشرقی بلندی پر دیکھا) اور یہ نبی (محمد ﷺ) غیب بتانے میں (جو وحی سے پوشیدہ ہو اور آسمانی خبر ہو) بخیل نہیں (بضنین بمعنی بمتھم ہے، اور ایک قرائت ضاد کے ساتھ ہے، یعنی بخل کرتے ہوئے وحی سے کچھ کم نہیں کرتے) اور وہ (یعنی قرآن) مردود (رجیم بمعنی مرجوم) شیطان کا پڑھا ہوا نہیں (چوری چھپے سنی ہوئی) پھر کدھر جاتے ہو (پھر قرآن کا انکار کرتے ہوئے اور اعراض کرتے ہوئے کہاں جاتے ہو؟) وہ (ان بمعنی ما ہے) تو نصیحت ہی ہے (ذکر بمعنی عظۃ ہے) سارے جہاں کے لئے (انسان اور جنات سب کے لئے) اس کے لئے جو تم میں (جار کے اعادہ کے ساتھ بدل ہے "العاملین" سے) سیدھا ہونا چاہے (حق کی پیروی کر کے) اور تم کیا چاہو (حق پر استقامت کیا چیز ہے؟) مگر یہ کہ چاہے اللہ سارے جہاں کا رب (تمام مخلوق کا رب ہے، تمہاری حق پر استقامت کو جانتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت واذا الجبال سیرت واذا العشار عطلت واذا الوحوش حشرت واذا البحار سجرت واذا النفوس زوجت واذا الموء دة سئلت بای ذنب قتلت واذا الصحف نشرت واذا السماء کشطت واذا الجحیم سعرت واذا الجنة ازلفت علمت نفس ما احضرت﴾

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، الشمس: "کورت" فعل مجہول محذوف کیلئے نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ، کورت: فعل مجہول با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، النجوم "انکدرت" فعل مجہول کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ، انکدرت: جملہ فعلیہ مفسرہ، ملکر معطوف اول، واذا الجبال سیرت: بمطابق ترکیب ماقبل معطوف ثانی، واذا العشار عطلت: معطوف ثالث، واذا الوحوش حشرت: معطوف رابع، واذا البحار سجرت: معطوف خامس، واذا النفوس زوجت: معطوف سادس، و: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، الموء دة: "سئلت" فعل مجہول کیلئے مجہول نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ، سئلت: فعل مجہول با نائب الفاعل، بای ذنب قتلت: جملہ فعلیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ، ملکر معطوف سابع، واذا الصحف نشرت واذا السماء کشطت: معطوف ثامن، و: عاطفہ، اذا الجحیم سعرت: معطوف تاسع، واذا الجنة ازلفت: معطوف عاشر، ملکر شرط، علمت نفس: فعل و فاعل، ما احضرت: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس والیل اذا عسعس والصبح اذا تنفس﴾
ف: مستانفہ، لا: زائد، اقسم: فعل بافاعل، ب: جار، الخنس: مبدل منہ، الجوار الکنس: مرکب توصیفی بدل، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الیل: معطوف اول، و الصبح: معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، اذا: مضاف، عسعس: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا: مضاف، تنفس: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ۔

﴿انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین﴾
انہ: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، قول: مضاف، رسول: موصوف، کریم: صفت اول، ذی قوۃ: صفت ثانی، عند ذی العرش: ظرف متعلق بحذوف حال مقدم، مکین: ذوالحال، ملکر صفت ثالث، مطاع: اسم مفعول بانائب الفاعل، ثم: ظرف، ملکر شبہ جملہ صفت رابع، امین: صفت خامس، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل قسم کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وما صاحبکم بمجنون ولقد راہ بالافق المبین وما ہو علی الغیب بضنین﴾
و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، صاحبکم: اسم، ب: زائد، مجنون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انہ لقول رسول کریم" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، لام: تاکید یہ، قد: تحقیقیہ، راہ: فعل بافاعل ومفعول، بالافق المبین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، ہو: اسم، علی الغیب: ظرف لغو مقدم، ب: زائد، ضنین: بمعنی فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انہ لقول" پر معطوف ہے۔

﴿وما ہو بقول شیطن رجیم فاین تذھبون ان ہو الا ذکر للعلمین لمن شاء منکم ان یستقیم﴾
و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، ہو: اسم، ب: زائد، قول شیطن رجیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، این: اسم استفہام مفعول مقدم، تذھبون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ان: نافیہ، ہو: مبتدا، الا: اداۃ حصر، ذکر: موصوف، للعلمین: جار مجرور مبدل منہ، لام: جار، من: موصولہ، شاء: فعل "ہو" ضمیر ذوالحال، منکم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ان یستقیم: بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر بدل، ملکر ظرف مستقر خبر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما تشاء ون الا ان یشاء اللہ رب العلمین﴾
و: عاطفہ، ماتشاء ون: فعل نفی بافاعل، الا: اداۃ حصر، ان: مصدریہ، یشاء: فعل، اللہ: مبدل منہ، رب العلمین: بدل، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر باجار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سورج، چاند، ستاروں کو دوزخ میں ڈالا جانا:

[1]...... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اذا الشمس کورت جب دھوپ لپٹی جائے (التکویر: ۱)﴾۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "سورج اور چاند کو بروز قیامت لپیٹ دیا جائے گا"۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ الشمس والقمر، رقم: ۳۲۰۰، ص ۵۳٤)

امام حسن بصری کے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ سورج اور چاند کو کیوں آگ میں ڈالا جائے گا، ان کا کیا قصور ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ انہیں اس لئے آگ میں نہیں ڈالا جائے گا کہ ان کی وجہ سے کوئی نقصان ہو چکا ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ انہیں آگ میں ڈالنے کی وجہ یہ ہو کہ دوزخ کی حرارت میں مزید اضافہ کرنا مقصود ہو اور یونہی امام طیبی نے بھی لکھا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں اس لئے آگ میں ڈالا جانا

مقصود ہو کہ ان کی وجہ سے اہل نار کو عذاب دیا جائے، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نوریوں کو عذاب نہیں دیا جاتا بلکہ یہ تو (تاریکی) تکلیف دور کرنے کیلئے ہوتے ہیں اور انہیں آگ میں ڈالا جانا فقط اس وجہ سے ہوتا ہے کہ یہ آگ ہی سے بنے ہوئے ہیں۔

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۰۷)

اجسام وارواح کا باہمی تعلق :

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿واذ النفوس زوجت اور جب جانوں کے جوڑ بنیں (التکویر:۷)﴾۔سید عالم ﷺ نے فرمایا "ہر شخص کو اُس قوم کے ساتھ ملا دیا جائے گا جس کے عمل باہم ایک جیسے ہونگے"۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فاجر (بُرے) کو فاجر کے ساتھ ملا دیا جائے گا، اور صالح (نیک) کو صالح کے ساتھ ملایا جائے گا۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب انسان تین ازواج (جوڑ) میں منقسم تھا، سابقون زوج، یعنی صنف، اصحاب یمین زوج اور اصحاب شمال زوج اور اُن سے یہ بھی مروی ہے کہ مومنین کے جوڑ حور عین کے ساتھ، کافروں کے شیاطین کے ساتھ اور اسی طرح منافقین کے بھی جوڑ جُڑے ہوئے ہونگے۔اہل جنت واہل دوزخ کو ان کی شکلوں کے ساتھ ملا دیا جائے گا پس فرمانبرداروں کو ان کی اقسام کے لوگوں کے ساتھ، متوسط درجے کے لوگوں کو انہی کے سے لوگوں کے ساتھ اور نافرمانوں کو اُنہی کے جیسے نافرمانوں کے ساتھ ملایا جائے گا پس ہر چیز کو اُسی کی مثل چیز کے ساتھ ملایا جائے گا۔ایک قول یہ ہے کہ جنتی کو جنت میں جانے والوں اور دوزخی کو دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ ملایا جائے گا۔عکرمہ کہتے ہیں کہ روحوں کو جسموں کے ساتھ ملایا جائے گا یعنی رُوحوں کو جسموں کے ساتھ کر دیا جائے گا۔حسن کہتے ہیں کہ ہر ایک کو اس کے گروہ کے ساتھ کر دیا جائے گا مثلاً یہود کو یہود کے ساتھ، نصاریٰ کو نصاریٰ کے ساتھ، مجوس کو مجوس کے ساتھ اور ہر وہ جو اللہ ﷻ کے سوا کسی اور کی پوجا کرتا ہوگا اُسے اسی جیسوں کے ساتھ ملایا جائے گا جیسا کہ منافقین کو منافقین کے ساتھ، مومنین کو مومنین کے ساتھ ملایا جائے گا۔گمراہ کرنے والوں کو شیطان اور بغض وعداوت رکھنے والوں کے ساتھ، مطیع وفرمانبرداروں کو جو اللہ ﷻ کی جانب لوگوں کو ملاتے ہیں اُنہیں مومنین اور حضرات انبیائے کرام کے ساتھ ملایا جائے گا، ہر ایک کو اُن کے جیسے اعمال کے کرنے والوں کے ساتھ کر دیا جائے گا اور اسی کو جوڑ ملانا کہتے ہیں۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۰۱ وغیرہ)

ستاروں کی تاثیر کا علم سائنس وشرعی نقطہ نگاہ سے :

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿الجوار الکنس سیدھے چلیں تھم رہیں (التکویر:۱۶)﴾۔اس سے مراد کواکب خمسہ ہیں: زُحل، مُشتری، عطارد، مریخ، زہرۃ۔انہیں تمام نجوم میں خاص کرنے کی دو وجوہات ہیں: (۱)...... یہ سورج کا استقبال کرتے ہیں، (۲)...... کہکشاں کو قطع کرتے ہیں۔حسن وقتادہ کے نزدیک وہ ستارے مراد ہیں جن کے چھپنے کی وجہ سے صبح طلوع ہوتی ہے، اور یہی قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ ستارے جو رات میں نظر آتے ہیں اور دن میں چھپ جاتے ہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق اس سے مراد نیل گائے ہے کیونکہ اُس میں بھی ظاہر ہونے اور چھپ جانے کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔جب کہ اصل یہی ہے کہ مراد کواکب ہیں۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۰۵ وغیرہ)

اسلام میں ستاروں کی تاثیر کا علم: قمر در عقرب یعنی چاند جب برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو بُرا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب برج اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کرانے اور سلوانے کو بُرا جانتے ہیں، ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے، یہ باتیں خلاف شرع اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں، کہ فلاں ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی، یہ بھی خلاف شرع ہے، اس طرح پنچھتروں کا حساب کہ فلاں پنچھتر سے بارش ہوگی یہ بھی غلط

ہے، حدیث میں اس پر بھی سختی سے انکار فرمایا۔ (بہار شریعت، متفرقات، حصہ ۱۶، ج۳، ص ۶۵۹)

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی چھ صفات کا بیان:

۴......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿انه لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین بیشک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جوقوت والا ہے مالک عرش کے حضور عزت والا وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے امانت دار ہے (التکویر: ۱۹ تا ۲۱)﴾۔ اس مقام پر اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی چھ صفات بیان فرمائی ہیں: (۱)......حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کہ حضرات انبیائے کرام کی جانب بھیجے گئے، (۲)......اپنے رب عزوجل کی جانب سے کریم یعنی معزز ہیں اور لوگوں کے نزدیک بھی معزز ہیں جو کہ معرفت وہدایت مومنین کے لئے اور دشمنان خدا پر قہر وغضب کے لئے معروف ہیں۔ (۳)......قوت والے ہیں، ضعف وکمزوری ان میں نہیں پائی جاتی اور ان کی قوت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ قوم ثمود ان کی ہولناک آواز سے ہلاک ہوگئی اور صبح ایسے نظر آئی جیسا کہ جسموں میں جان ہی نہ تھی۔ (۴)......عرش الٰہی کے نزدیک ان کا ٹھکانہ ہونا، اور ان کا اکرام اتنا بلند ہے کہ مقام رفیعہ کے مالک ہیں۔ (۵)......ان کی فرمانبرداری آسمانوں میں کی جاتی ہے، جیسا کہ لیلۃ المعراج میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا اور ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے گئے، جس طرح زمین والوں پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبراری فرض ہے اسی طرح آسمان والوں پر جبرائیل امین علیہ السلام کی فرمانبراری فرض ہے۔ (۶)......امین ہیں یعنی اللہ عزوجل کی جانب سے وحی پہنچانے میں خیانت نہیں کرتے۔ (روح البیان، ج۱۰، ص ۴۱۵ وغیرہ)

اغراض:

بنورھا: بمعنی بضونھا ہے۔ لففت: مناسب یہ تھا کہ لففت کے بجائے لفت کہا جاتا، معنی یہ ہے کہ بعض کا بعض کو لپیٹنا، اور اس کے ذریعے سمندر میں کچھ پھینکنا، پھر اللہ اُس پر ایسی ہوا بھیجے کہ وہ آگ ہو جائے۔ ولم یکن ما اعجب الیھم منھم: یعنی مال ہوتے ہوئے اس کی پرواہ کرنے والا کوئی نہ ہو، جب مال ہی نہ ہو تو کیا معاملہ ہوگا، اسی لئے مفسر نے مذکورہ جملے کی جانب اشارہ فرمایا۔ قرنت باجسادھا: یعنی روحیں جسموں کی جانب پھیر دی جائیں، اور النفوس بمعنی الارواح ہے، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہر ایک اپنی قوم کی طرف پھیرا جائے گا، پس یہودی یہود کی طرف، نصرانی نصاریٰ کی طرف، اور اسی طرح خیال کرلیں، نیک شخص نیک لوگوں کی طرف جنت میں اور بُرا شخص بُرے کی طرف جہنم میں پھیرا جائے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مومنین کے نفوس بڑی آنکھوں والی حوروں کی طرف اور کافروں کی نفوس شیطانوں کی طرف اور اسی طرح منافقین کی روحیں بھی شیاطین کی طرف پھیری جائیں گی اور ہر ایک اپنی اصل کی جانب پھرے گا۔ اججت: یعنی جہنم کافروں کے لئے بھڑکائی جائے گی۔

وھو: مراد امور خیر وشر کے حصول کا وقت ہے۔ الجاریۃ: سے مراد مطلق مونث کی طرف اشارہ ہے۔ والحاجۃ: یعنی فقر، حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جب بھی بچے کی ولادت کا وقت قریب ہوتا تو ایک گڑھا کھود دیا جاتا، پس اگر بیٹا ہوتا تو اُسے زندہ رکھتے ورنہ اُسی گڑھے میں دبا دیتے۔ صحف الاعمال: یعنی موت کے وقت اعمال نامے لپیٹ دیئے جائیں گے اور حساب کے وقت کھولے جائیں گے۔

ھی النجوم: مراد سیارہ ہے، نہ کہ سورج اور چاند۔ فی کناسھا: یعنی وہ جگہ جہاں ستارے چھپ جاتے ہیں۔ ای ببخیل: یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں غیب کی خبر دینے میں بخل نہیں کرتے، بلکہ جو انہیں حکم دیا جاتا ہے اُس کے مطابق تمہیں خبر دیتے ہیں اور کاہن کی مانند اپنے پاس کچھ چھپاتے نہیں۔ (الصاوی، ج۶، ص ۲۳۸ وغیرہ)

سورة الانفطار مكية وهى تسعة عشر آية

(سورہ انفطار مکیہ ہے جس میں ۱۹ آیات ہیں)

تعارف سورة الانفطار

اس سورت میں ایک رکوع، انیس آیتیں، اسی کلمے، تین سو ستائیس حروف ہیں۔ اس سورت میں وقوع قیامت کا ہولناک منظر پیش کرنے کے بعد فرمادیا کہ اس دن فریب کے سارے پردے چاک ہوجائیں گے اور حقیقت اپنی صحیح صورت میں نمایاں ہوجائے گی۔ ہر آدمی کو اس کے کیے کا پتہ چل جائے گا کہ وہ دنیا میں کیا کرتا رہا؟ نیکی یا بدی کا جو بیج بویا تھا اس کے اچھے یا برے نتائج مرتب ہوں گے پھر انسان کو کہا جارہا ہے اے انسان جس رب عَزَّوَجَلَّ نے تجھے پالا اور تم پر بے شمار انعامات کیے اب تم اسی کی ناشکری کررہے ہو تم یہ نہ سمجھو کہ جو کچھ کررہے ہو اس کی تم پر گرفت نہیں ہوگی بلکہ یہ تمہاری بھول ہے ہم نے معتبر فرشتے مقرر کردیے ہیں جو تیرے ہر فعل اور ہر قول کو ضبط کررہے ہیں اس ریکارڈ کے مطابق نیکوں کو ان کی نیکی کی جزا اور بروں کو ان کی برائی کی سزا ضرور ملے گی۔

رکوع نمبر:۷

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اذا السماء انفطرت (۱)﴾اِنْشَقَّتْ﴿واذا الكواكب انتثرت (۲)﴾اِنْقَضَتْ وَتَسَاقَطَتْ﴿واذا البحار فجرت (۳)﴾فُتِحَ بَعْضُهَا فِى بَعْضٍ فَصَارَتْ بَحْرًا وَاحِدًا وَاخْتَلَطَ الْعَذْبُ بِالْمِلْحِ﴿واذا القبور بعثرت (۴)﴾قُلِبَ تُرَابُهَا وَبُعِثَ مَوْتَاهَا وَجَوَابُ اِذَا وَمَاعُطِفَ عَلَيْهَا﴿علمت نفس﴾اَىْ كُلُّ نَفْسٍ وَقْتَ هٰذِهِ الْمَذْكُوْرَاتِ وَهُوَيَوْمُ الْقِيٰمَةِ﴿ما قدمت﴾مِنَ الْاَعْمَالِ﴿و﴾مَا﴿اخرت (۵)﴾فَلَمْ تَعْلَمْهُ﴿يايها الانسان﴾اَلْكَافِرُ﴿ ما غرك بربك الكريم (۶)﴾حَتّٰى عَصَيْتَهُ﴿الذى خلقك﴾بَعْدَ اَنْ لَمْ تَكُنْ﴿ فسوك﴾جَعَلَكَ مُسْتَوِى الْخَلْقِ سَالِمَ الْاَعْضَاءِ﴿ فعدلك (۷)﴾بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ جَعَلَكَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ مُتَنَاسِبَ الْاَعْضَاءِ لَيْسَتْ يَدٌ اوزَجُلٌ اَطْوَلُ مِنَ الْاُخْرٰى ﴿فى اى صورة ما﴾زَائِدَةٌ﴿ شاء ركبك (۸) كلا﴾رِدَعٌ عَنِ الْاِغْتِرَارِبِكَرَمِ اللّٰهِ تَعَالٰى﴿ بل تكذبون﴾اَىْ كُفَّارُ مَكَّةَ﴿ بالدين (۹)﴾اَلْجَزَاءِ عَلَى الْاَعْمَالِ ﴿وان عليكم لحفظين (۱۰)﴾مِنَ الْمَلَائِكَةِ لِاَعْمَالِكُمْ﴿كراما﴾عَلَى اللّٰهِ﴿ كاتبين (۱۱)﴾لَهَا﴿يعلمون ما تفعلون (۱۲)﴾جَمِيْعُهُ﴿ان الابرار﴾اَلْمُؤْمِنِيْنَ الصَّادِقِيْنَ فِىْ اِيْمَانِهِمْ﴿ لفى نعيم (۱۳)﴾جَنَّةٍ ﴿وان الفجار﴾اَلْكُفَّارَ﴿ لفى جحيم (۱۴)﴾نَارٌمُحْرِقَةٌ﴿يصلونها﴾يَدْخُلُوْنَهَاوَيُسَاقُوْنَ حَرَّهَا﴿ يوم الدين (۱۵)﴾اَلْجَزَاءِ﴿وماهم عنها بغائبين (۱۶)﴾بِمُخْرَجِيْنَ﴿وما ادرك﴾اَعْلَمَكَ﴿ما يوم الدين (۱۷) ثم ما ادرك ما يوم الدين (۱۸)﴾تَعْظِيْمٌ لِشَانِهِ ﴿يوم﴾بِالرَّفْعِ اَىْ هُوَيَوْمٌ ﴿لا تملك نفس لنفس شيئا﴾مِنَ الْمَنْفِعَةِ﴿ والامر يومئذ لله (۱۹)﴾لَااَمْرَلِغَيْرِهٖ فِيْهِ اَىْ لَمْ يُمْكِنْ اَحَدًامِنَ التَّوَسُّطِ فِيْهِ بِخِلَافِ الدُّنْيَا.

﴿ترجمہ﴾

جب آسمان پھٹ پڑے (انفطرت بمعنی انشقت ہے) اور جب تارے جھڑ پڑیں (انتشرت بمعنی انقضت وتساقطت ہے) اور جب سمندر بہادیئے جائیں (تو وہ ایک سمندر ہو جائے میٹھا کھاری سے مل جائے......۱......''فجرت'' کا معنی ہے کہ تمام سمندروں کو باہم ملا دیا جائے) اور جب قبریں کریدی جائیں (ان کی مٹی الٹی جائے اور مردوں کو اٹھایا جائے......۲......معطوف علیہ اور ''اذا بعثرت'' کا جواب آگے مذکور ہے) جان (یعنی ہر جان) جان لے گی (مذکورہ امور کے وقت یعنی بروز قیامت) جو اس نے آگے بھیجا (یعنی جو اعمال آگے بھیجے) اور (جو اعمال) پیچھے (یعنی جو اعمال نہیں کیے) اے آدمی (مراد انسان سے یہاں کافر ہے) تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے (حتی کہ تو نے اس کی نافرمانی کی) جس نے تجھے پیدا کیا (بعد اس کے کہ تو کچھ بھی نہیں تھا) پھر ٹھیک بنایا (تجھے) پھر ہموار فرمایا (تیری خلقت کو معتدل بنایا تجھے متناسب اعضاء والا بنایا تیرا ایک ہاتھ دوسرے سے اور ایک پیر دوسرے سے چھوٹا بڑا نہیں ہے، ''فعدلک'' فعل کو مخفف ومشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) جس صورت میں (فی ای صورۃ ما ''میں ''ما'' زائدہ ہے) چاہا تجھے ترکیب دیا......۳......کوئی نہیں (''کلا'' حرف ردع سے پیدا ہونے والے دھوکے کو کرم الٰہی ﷻ کے سبب دور کیا گیا ہے) بلکہ تم (یعنی کفار مکہ) جھٹلاتے ہو دین کو (اعمال کی جزاء ملنے کو) اور بیشک تم پر کچھ نگہبان ہیں (تمہارے اعمال پر یعنی فرشتے) معزز (اللہ ﷻ کے حضور) لکھنے والے (تمہارے اعمال) جانتے ہیں جو کچھ تم کرو (ان تمام ہی کو......۴......) بیشک نکوکار (یعنی مومنین جو اپنے ایمان میں سچے ہیں) ضرور نعیم (یعنی جنت) میں ہیں اور بیشک بدکار (یعنی کفار) ضرور جحیم (یعنی جلانے والی آگ) میں ہیں اس میں داخل ہوں گے بدلہ کے دن (الدین بمعنی الجزاء ہے) اور انہیں اس سے نہیں نکالا جائے گا (بغائبین بمعنی بمخرجین ہے) تو کیا جانے (ما ادرک بمعنی ما اعلمک ہے) کیسا بدلہ کا دن پھر تو کیا جانے کیسا بدلہ کا دن (یہ استفہامیہ طرز کلام تعظیم شان کے لیے ہے) جس دن (''یوم'' مرفوع ہے اس سے پہلے ھو ضمیر مبتدا محذوف ہے) کوئی جان کسی جان کے (نفع کا) کچھ اختیار نہ رکھے گی اور سارا حکم اس دن اللہ کا ہے (اس بارے میں اس کے غیر کا کچھ حکم نہیں ہو گا یعنی اس روز بالواسطہ بھی حکم کسی کے لیے ممکن نہ ہو گا بخلاف دنیا کے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اذا السماء انفطرت واذا الکواکب ....علمت نفس ما قدمت واخرت﴾

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، السماء ''انفطرت'' فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ، انفطرت: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا الکواکب انتثرت: بمطابق ترکیب ماقبل معطوف اول، و اذا البحار فجرت: معطوف ثالث، و: عاطفہ، اذا القبور بعثرت: معطوف رابع، ملکر شرط، علمت نفس: فعل وفاعل، ما: موصولہ، قدمت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخرت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یایھا الانسان ما غرک بربک الکریم الذی خلقک فسوک فعدلک﴾

یایھا الانسان: نداء، ما: استفہامیہ مبتدا، غرک: فعل با فاعل ومفعول، ب: جار، ربک: موصوف، الکریم: صفت اول، الذی: موصول، خلقک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، سوک: جملہ فعلیہ معطوف، ف: عاطفہ، عدلک: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت ثانی، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿فی ای صورۃ ما شاء رکبک کلا بل تکذبون بالدین﴾

فی: جار، ای: مضاف، صورۃ: موصوف، ما: زائدہ، شاء: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، رکب: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، کلا: حرف ردع وزجر، بل: حرف اضراب، تکذبون: فعل بافاعل، بالدین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان علیکم لحفظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون﴾

و: مستانفہ، ان: حرف مشبہ، علیکم: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، حفظین: موصوف، کراما: صفت اول، کاتبین: صفت ثانی، یعلمون: فعل بافاعل، ماتفعلون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثالث، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم یصلونھا یوم الدین﴾

ان الابرار: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، فی نعیم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، ان الفجار: حرف مشبہ واسم، لفی جحیم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، یصلونھا: فعل بافاعل ومفعول، یوم الدین: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما ھم عنھا بغائبین وما ادرک ما یوم الدین ثم ما ادرک ما یوم الدین﴾

و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، ھم: اسم، عنھا: ظرف لغو مقدم، ب: زائد، غائبین: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل بافاعل ومفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، یوم الدین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ثم: عاطفہ، ماادرک مایوم الدین: جملہ اسمیہ ماقبل "ماادرک" پر معطوف ہے۔

﴿یوم لا تملک نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للہ﴾

یوم: مضاف، لاتملک نفس: فعل نفی وفاعل، لنفس: ظرف لغو، شیئا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، الامر: ذوالحال، یومئذ: ظرف متعلق بحذوف حال، ملکر مبتدا، للہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سمندروں کا قیامت کے وقت مل جانے کے محامل:

۱.....اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿واذا البحار فجرت اور جب سمندر بہادیے جائیں (الانفطار: ۳)﴾۔ سمندروں کے بہادیے جانے کے بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں چنانچہ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اللہ عزوجل بعض سمندر کو بعض کے ساتھ ملادے گا اور یہ قول ابن عباس کا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل میٹھے اور نمکین پانی کے سمندر کو ملادے گا۔ (الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۱۰۷)

امام رازی کہتے ہیں: اس بارے میں مفسرین کرام کے تین اقوال ہیں: (۱)......اللہ عزوجل سمندروں کے مابین رکاوٹ کو ہٹادے گا اور دو سمندر باہم مل جائیں گے۔ (۲)......اس وقت سمندر کا پانی ٹھہرا ہوا ہے لیکن بعد میں جب زلزلہ آئے گا تو دو سمندر باہم مل جائیں گے اور یہ پانی باہم مل جائے گا۔ (۳)......فجرت کے معنی یہ ہیں کہ سمندر کو خشک کردیا جائے گا۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۷۳)

قبروں کا شق ہونا اور مُردوں کا باھر نکلنا:

۲.....اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿واذا القبور بعثرت اور جب قبریں کریدی جائیں (الانفطار: ۴)﴾۔ یعنی جو کچھ ان قبروں میں موجود ہے سب زندہ ہوکر باہر نکل آئے۔ متاع قبر باہر ہو جائے، قبر کے پیٹ سے سب کچھ باہر برآمد ہو جائے۔ ایک قول یہ ہے کہ زمین سونے چاندی کو اُگل دے اور یہ قیامت کے قریب وقت آئے گا کہ زمین اپنے خزانے اُگل دے گی۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۱۲)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''انا سید ولد آدم یوم القیامة واول ینشق عنه القبر واول شافع واول مشفع میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار، اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا، اور پہلا شفیع اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول ہو''۔

(سنن ابو داؤد، کتاب السنة، باب: فی التخییر بین الانبیاء، رقم: ٤٦٧٣، ص ٨٧٥)

انسان کو مکرم کرنا اوراچھی شکل وصورت دینا:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یایها الانسان ما غرک بربک الکریم......الخ اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے جس نے تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا (الانفطار: ٦ تا ٨) ﴾۔ اے انسان تجھے کس چیز نے اللہ ﷻ کی نافرمانی کرنے اور اس عمل کی جانب مائل کیا جو اُس احکم الحاکمین کی شان کے لائق نہیں ہے اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ جو تیرے ہاتھ میں ہے اور جو کچھ تجھ سے پوشیدہ ہے وہ سب کو جانتا ہے۔ اور اللہ ﷻ نے انسان کو مکرم کیا اور اُسے اپنی صفتِ قہار سے بچانے کا سامان کیا کہ کہیں شیطان کے دھوکے میں بربادی مول نہ لے جب کہ شیطان بندے کو یہی کہتا ہے کہ تو جو چاہے کرلے کیونکہ تیرا رب ﷻ کریم ہے اور وہ تجھ پر دنیا وآخرت میں فضل فرمائے گا۔ مفسرین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہاں کس انسان کو خطاب کیا گیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہاں مراد کافر ہے بلکہ عکرمہ کہتے ہیں کہ مراد اُبی بن خلف ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد ہر نافرمان ہے کیونکہ یہاں عمومیت مراد ہے کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿علمت نفس ہر جان جان لے گی (الانفطار: ٥) ﴾، ﴿ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم بیشک نیکوکار ضرور چین میں ہیں اور بیشک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں (الانفطار: ١٣ تا ١٤) ﴾۔ یہاں یہ بھی بیان ہے کہ تمہارے اعضاء کو ٹھیک کردیا، برابر کردیا اور قابل منافع کردیا یعنی تمہارے اعضاء کو قابل حکمت وتقاضے کے لحاظ سے جو اُس کی قدر بنتی تھی ویسا ہی کردیا۔ شکل وصورت میں بھی عمدہ کردیا اور ہر ایک کو حسبِ مشیت وحکمت مختلف حالتوں وشکلوں میں پیدا کیا کسی کو دراز قد کیا تو کسی کو پست قد بنایا، کسی کو حسن دیا تو کسی کو دیگر خصلتوں سے نوازا۔ (روح المعانی، الجزء: ٣٠، ص ٣٧٧ وغیرہ)

کراماً کاتبین کے علم وقدرت کا بیان:

۴......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون معزز لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرو (الانفطار: ١١ تا ١٢) ﴾۔ کراماً کاتبین یعنی لکھنے والے فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ ہوتے ہیں اور انسان کے اعمال پر مطلع ہوتے ہیں۔ اعمال چاہے کم ہوں یا زیادہ، اُسے ضبطِ تحریر کرلیتے ہیں تاکہ بندے اپنے اعمال کو جھٹلا نہ سکیں اور اس میں کاتبین ملائکہ کی تکریم ہے اور شان تعظیم کا بیان ہے کہ اللہ ﷻ ان مبارک فرشتوں کو انسان کے اعمال خیر وشر پر مطلع فرماتا ہے اور انہیں لکھ لینے پر پابند فرماتا ہے۔ اور یہ فرشتے بدلی والے فرشتے ہیں جس کے بارے میں اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿له معقبٰت من بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امر الله آدمی کے لئے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے پیچھے کہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں (الرعد: ١١) ﴾۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سید عالم ﷺ سے دریافت کیا کہ ہر انسان کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بیس''، مہدوی اپنی کتاب: ''الفیصل'' میں لکھتے ہیں ہر انسان کے ساتھ جب سے اس کا نطفہ باپ کی پشت سے ماں کے رحم تک منتقل ہوتا ہے چار ہزار فرشتے ہوتے ہیں جو کہ انسان کے اعمال کو لکھتے ہیں، نیکی اور بدی لکھنے والے جو کہ انسان کے دائیں بائیں ہوتے ہیں، ہر فرشتہ دوسرے کے لئے امین ہوتا ہے یعنی دوسرے فرشتے سے اپنی لکھت چھپاتا ہے اور بُرائی لکھنے والا فرشتہ سات گھڑیوں تک نہیں لکھتا کہ ہوسکتا ہے بندہ اپنی بُرائی کے ارادے سے توبہ کرلے اور یہ فرشتے ہر عمل کو اپنے اعتقاد، عزم، تقریر کے ساتھ لکھتے ہیں یہاں تک کہ بندہ جب حالت مرض میں ہو جب بھی اُس کی نیکی لکھتے ہیں (چہ جائے کہ وہ نیکی نہ

کرے)، اور اسی طرح بچے کی بھی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور یہی صحیح قول ہے اور یہ کراماً کاتبین فرشتے جماع کے وقت، بندے کے بیت الخلاء میں جانے کے وقت انسان سے جدا ہو جاتے ہیں۔ یہ فرشتے انسان کے ساتھ اس کی موت تک رہتے ہیں حتیٰ کہ اُسے قبر میں دفن کر دیا جائے اور مومن بندے کی قبر کے پاس کھڑے رہتے ہیں اور اس کے لئے تسبیح کرتے تہلیل بجالاتے تکبیر پڑھتے ہیں اور اس کے لئے ثواب لکھتے اور یہ عمل قیامت قائم ہونے تک مومن بندے کے ساتھ جاری رہتا ہے اور اگر مرنے والا کافر ہو تو قیامت قائم ہونے تک اُس کے لئے لعنت کرتے ہیں۔ (روح المعانی ،الجزء:۳۰،ص ۳۸۰ وغیرہ)

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم برہنہ ہونے سے بچو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ فرشتے ہوتے ہیں جو تمہارے صرف قضائے حاجت کے وقت تم سے دور ہوتے ہیں اور جب مرد اپنی زوجہ سے ساتھ قربت کرتا ہے، لہٰذا تم ان سے حیاء کرو اور انکی عزت وتکریم بجالاؤ''۔ (سنن الترمذی، کتاب الادب ،باب ماجاء فی الاستتار عندالجماع،رقم: ۲۸۰۹،ص ۷۹۷)

اغراض:

انشقت: یعنی آسمان نزول ملائکہ کی وجہ سے پھٹ جائے گا۔ **فتح بعضها فی بعض:** یعنی برزخ کی آڑ کا زائل ہونا مراد ہے۔ **قلب ترابها:** یعنی مرنے کی صورت میں مردے کو قبر میں رکھ کر اس پر مٹی ڈال دی گئی اور اب بوقت قیامت قبر کا باطن زمین کی سطح پر ظاہر ہو جائے گا۔ **الکافر:** یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے کہ ﴿یایها الانسان﴾ سے مراد کون ہے؟ اور دوسرا قول یہ ہے کہ یا تو کافر مراد ہے یا وہ مومن جو گناہوں میں منہمک ہو۔ **حتی عصیته:** یعنی کفر کے ذریعے معصیت اختیار کرنا یا رسل عظام اور اُن کے لائے ہوئے (کتب وصحف) کا انکار کرنا۔

من الملائکة: پس ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں، پس دائیں جانب والے نیکیاں اور بائیں جانب والے بُرائیاں لکھتے ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ دو فرشتے رات کے اور دو ہی دن کے ہوتے ہیں اور کافروں کے بارے میں اختلاف ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اُن کے ساتھ کوئی محافظ فرشتہ نہیں ہوتا کیونکہ اُن کا حکم ظاہر اور عمل واحد ہوتا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اُن پر فرشتہ متعین ہوتا ہے۔ پھر اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ دائیں جانب والا فرشتہ کیا لکھے گا جب کہ کافر کوئی نیکی ہی نہیں کرتا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ بائیں جانب والا فرشتہ دائیں جانب والے فرشتے کی اجازت سے لکھتا ہے کیونکہ دائیں جانب والا فرشتہ (بھی) اعمال کا مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے، اور یہاں حفاظت کرنے سے مراد لکھنے والے عمل کی حفاظت کرنا ہے اور اگر بدن کی حفاظت کرنا مراد ہو تو اس پر اللہ کا یہ فرمان صادق آتا ہے: ﴿له معقبات من بین یدیه و من خلفه یحفظونه من امر الله﴾، آیت مذکورہ کے تحت یہ دلیل ہے کہ بغیر علم کے گواہی معتبر نہیں اور محافظ فرشتے کراماً کاتبین ہوتے ہیں اور یہ فرشتے وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ (الصاوی، ج۶،ص ۲۴۲ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی الله تعالی علی محمد

سورة المطففين مكية او مدنية وهى ست وثلاثون آية

(سورۂ مطففین مکیہ یا مدنیہ ہے، اس میں ۳۶ آیات ہیں)

تعارف سورة المطففين

اس سورت میں ایک رکوع، چھتیس آیات، ایک سوانہتر کلمات، اور سات سوتیس حروف ہیں۔ اصلاح معاشرہ کے لئے آخرت پرایمان جو موثر کردار انجام دیتا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں ہے جو لوگ روز جزاء پر ایمان اور پختہ یقین رکھتے ہیں ان کی بظاہر نگرانی نہ بھی کی جائے وہ سیدھے راہ پر چلتے جائیں گے کوئی انہیں راہ حق سے روک نہیں سکتا، لیکن وہ لوگ جو قیامت پر یقین نہیں رکھتے ان میں طرح طرح کی خرابیاں بڑی آسانی سے جنم لے لیتی ہیں۔ تھوڑا سا خوف اور لالچ انہیں راہ حق سے بھٹکانے کے لئے کافی ہے چونکہ تجارت کرنا اہل مکہ کا پیشہ تھا اور اس میں ڈنڈی مارنا عام رواج تھا یہی نہیں بلکہ دوسرے کی حق تلفی بھی ہوتی اور ایسا کرنے والے کی تجارت تباہ برباد ہو جایا کرتی تھی اس لئے کفار مکہ کو جو وقوع قیامت کی ضرورت اور حکمت پر غور کرنے کے لئے جو دعوت اس سورت میں دی گئی اس کی ابتدا بھی "ویل للمطففین" سے کی اور انہیں بتایا گیا کہ وہ اس گھٹیا حرکت سے اپنی تجارت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ قیامت پر ایمان لے آؤ۔ اس صورت میں کسی کی ضرورت نہ ہوگی کہ وہ کسی کے ساتھ بد دیانتی کرے لیکن جن لوگوں نے وقوع قیامت کو تسلیم کر لیا اور اس روز جزاء کے مواخذہ سے ڈرتے رہے اور کبھی بھولے سے بھی غلط راستہ پر نہ قدم رکھا۔ قیامت کے دن ان کی جو عزت افزائی کی جائے گی اس کا دل کش منظر بھی پیش کر دیا اور آخر میں کفار کی اس گھٹیا حرکت کا بھی ذکر کر دیا کہ وہ خود ساری خرابیوں کا مجسمہ ہے اپنی غلاظتوں کو دیکھ کر ان کو ندامت نہیں ہوتی بلکہ ان کو بڑی حقارت سے دیکھتے ہیں اور اللہ والوں کی تذلیل کے بعد جب گھروں کی طرف جاتے ہیں تو فخر محسوس کرتے ہیں کہ گویا کوئی بڑا معرکہ مار آئے بلکہ خود گمراہی کی راہ میں بھٹک رہے ہیں اور الزام ان پر لگاتے ہیں جن پر ساری انسانیت فخر کرتی ہے اور دین حق کو ان پر ناز ہے۔

رکوع نمبر: ۸

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿ويل﴾ كَلِمَةُ عَذَابٍ اَوْوَادٍفِىْ جَهَنَّمَ﴿ للمطففين (۱) الذين اذا اكتالوا على﴾ اَىْ مِنْ ﴿ الناس يستوفون (۲)﴾ اَلْكَيْلَ ﴿واذا كالوهم﴾ اَىْ كَالُوْالَهُمْ ﴿ اووزنوهم﴾ اَىْ وَزَنُوْالَهُمْ ﴿ يخسرون (۳)﴾ يُنْقِصُوْنَ الْكَيْلَ اَوِالْوَزْنَ ﴿الا﴾ اِسْتِفْهَامُ تَوْبِيْخٍ ﴿ يظن﴾ يَتَيَقَّنُ ﴿ اولئك انهم مبعوثون (۴) ليوم عظيم (۵)﴾ اَىْ فِيْهِ وَهُوَيَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿يوم﴾ بَدَلٌ مِنْ مَحَلِّ لِيَوْمٍ فَنَاصِبُهُ مَبْعُوْثُوْنَ ﴿ يقوم الناس﴾ مِنْ قُبُوْرِهِمْ ﴿ لرب العلمين (۶)﴾ اَلْخَلَائِقُ لِاَجْلِ اَمْرِهٖ وَحِسَابِهٖ وَجَزَائِهٖ ﴿كلا﴾ حَقًّا ﴿ ان كتب الفجار﴾ اَىْ كُتُبَ اَعْمَالِ الْكُفَّارِ ﴿ لفى سجين (۷)﴾ قِيْلَ هُوَكِتَابٌ جَامِعٌ لِاَعْمَالِ الشَّيَاطِيْنِ وَالْكَفَرَةِ وَقِيْلَ هُوَمُسْكَانٌ اَسْفَلَ الْاَرْضِ السَّابِعَةِ وَهُوَمَحَلُّ اِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ ﴿وما ادرك ما سجين (۸)﴾ مَا كِتَابُ سِجِّيْنٍ ﴿ كتب مرقوم (۹)﴾ مَخْتُوْمٌ ﴿ويل يومئذ للمكذبين (۱۰) الذين يكذبون بيوم الدين (۱۱)﴾ اَلْجَزَاءِ بَدَلٌ اَوْبَيَانٌ لِلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿وما يكذب به الا كل معتد﴾ مُتَجَاوِزِالْحَدِّ ﴿ اثيم (۱۲)﴾ صِيْغَةُ مُبَالَغَةٍ ﴿اذا تتلى عليه ايتنا﴾ اَلْقُرْاٰنُ ﴿ قال اساطير الاولين (۱۳)﴾ اَلْحِكَايَاتُ الَّتِىْ سُطِرَتْ قَدِيْمًا جَمْعُ اُسْطُوْرَةٍ بِالضَّمِّ

اَوۡاِسۡطَارَةٍ بِالۡکَسۡرِ﴿کلا﴾رِدۡعٌ وَّزَجۡرٌ لِّقَوۡلِهِمۡ ذٰلِکَ﴿ بل ران﴾غَلَبَ﴿ علی قلوبهم﴾فَغَشَّاهَا﴿ما کانوا یکسبون(۱۴)﴾مِنَ الۡمَعَاصِیۡ فَهُوَ کَالصَّدَاءِ﴿کلا﴾حَقًّا﴿ انهم عن ربهم یومئذ﴾یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ﴿ لمحجوبون(۱۵)﴾فَلَایَرَوۡنَهٗ﴿ثم انهم لصالوا الجحیم (۱۶)﴾لَدَاخِلُوا النَّارَ الۡمُحۡرِقَةَ﴿ثم یقال﴾لَهُمۡ﴿ هذا﴾اَیِ الۡعَذَابِ﴿الذی کنتم به تکذبون(۱۷) کلا﴾حَقًّا﴿ ان کتب الابرار﴾اَیۡ کُتُبَ اَعۡمَالِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الصَّادِقِیۡنَ فِیۡ اِیۡمَانِهِمۡ﴿لفی علیین (۱۸)﴾قِیۡلَ هُوَکِتَابٌ جَامِعٌ لِاَعۡمَالِ الۡخَیۡرِمِنَ الۡمَلَائِکَةِ وَمُؤۡمِنِیۡ الثَّقَلَیۡنِ وَقِیۡلَ هُوَمَکَانٌ فِی السَّمَاءِ السَّابِعَةِ تَحۡتَ الۡعَرۡشِ﴿وما ادرک﴾عَلَّمَکَ﴿ ما علیون(۱۹)﴾مَاکِتَابُ عِلِّیِّیۡنَ هُوَ﴿کتب مرقوم(۲۰)﴾مَخۡتُوۡمٌ﴿یشهده المقربون (۲۱)﴾مِنَ الۡمَلَائِکَةِ﴿ان الابرار لفی نعیم (۲۲)﴾جَنَّةٍ﴿ علی الارائک﴾اَلسُّرُرُفِی الۡحِجَالِ﴿ ینظرون(۲۳)﴾مَااُعۡطُوۡامِنَ النَّعِیۡمِ﴿تعرف فی وجوههم نضرة النعیم (۲۴)﴾بَهۡجَةَ التَّنَعُّمِ وَحُسۡنَهٗ﴿یسقون من رحیق﴾خَمۡرٍخَالِصَةٍ مِنَ الدَّنَسِ﴿ مختوم(۲۵)﴾عَلٰی اِنَائِهَالَایَفُکُّ خَتۡمَهٗ اِلَّاهُمۡ﴿ختمه مسک﴾اَیۡ اٰخِرُشُرۡبِهٖ یَفُوۡحُ مِنۡهُ رَائِحَةُ الۡمِسۡکِ﴿وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون (۲۶)﴾فَلۡیَرۡغَبُوۡابِالۡمُبَادَرَةِاِلٰی طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی﴿ومزاجه﴾اَیۡ مَایُمۡزَجُ بِهٖ﴿ من تسنیم (۲۷)﴾فَسَّرَبِقَوۡلِهٖ﴿عینا﴾فَنَصَبُهٗ بِاَمۡدَحُ مُقَدَّرًا﴿ یشرب بها المقربون(۲۸)﴾اَیۡ مِنۡهَا اَوۡضَمَّنَ یَشۡرَبُ مَعۡنٰی یَلۡتَذُّ﴿ان الذین اجرموا﴾کَاَبِیۡ جَهۡلٍ وَنَحۡوِهٖ﴿ کانوا من الذین امنوا﴾کَعَمَّارٍوَّبِلَالٍ وَّنَحۡوِهِمَا﴿ یضحکون (۲۹)﴾اِسۡتِهۡزَاءً بِهِمۡ﴿واذا مروا﴾اَیِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ﴿ بهم یتغامزون (۳۰)﴾اَیۡ یُشِیۡرُالۡمُجۡرِمُوۡنَ اِلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ بِالۡجَفۡنِ وَالۡحَاجِبِ اِسۡتِهۡزَاءً﴿واذا انقلبوا﴾رَجَعُوۡا﴿ الی اهلم انقلبوا فکهین(۳۱)﴾وَفِیۡ قِرَاءَةٍ فَکِهِیۡنَ مُعۡجَبِیۡنَ بِذِکۡرِهِمُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ﴿واذا راوهم﴾رَاَوُالۡمُؤۡمِنِیۡنَ﴿ قالوا ان هؤلاء لضالون(۳۲)﴾لِاِیۡمَانِهِمۡ بِمُحَمَّدٍ قَالَ تَعَالٰی﴿وما ارسلوا﴾اَیِ الۡکُفَّارَ﴿علیهم﴾عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ﴿ حفظین(۳۳)﴾لَهُمۡ اَوۡلِاَعۡمَالِهِمۡ حَتّٰی یَرُدُّوۡهُمۡ اِلٰی مَصَالِحِهِمۡ﴿فالیوم﴾اَیۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ﴿ الذین امنوا من الکفار یضحکون (۳۴)علی الارائک﴾فِی الۡجَنَّةِ﴿ ینظرون (۳۵)﴾مِنۡ مَنَازِلِهِمۡ اِلَی الۡکُفَّارِوَهُمۡ یُعَذَّبُوۡنَ فَیَضۡحَکُوۡنَ مِنۡهُمۡ کَمَاضَحِکَ الۡکُفَّارُ مِنۡهُمۡ فِی الدُّنۡیَا﴿هل ثوب﴾جُوۡزِیَ﴿ الکفار ما کانوا یفعلون(۳۶)﴾نعم.

﴿ترجمہ﴾

ویل ہے(''ویل'' کلمہ عذاب ہے یا پھر جہنم کی ایک وادی ہے) کم تولنے والوں کے لیے وہ کہ جب ماپ لیں لوگوں سے(علی الناس بمعنی من الناس ہے) پورا(ماپ) لیں اور جب انہیں ماپ دیں(کالوهم بمعنی کالوالهم ہے) یا ان کے لیے وزن کریں(وزنوهم بمعنی وزنوالهم ہے) کم کردیں(ماپ یا وزن کو......ا...... یخسرون بمعنی ینقصون ہے) کیا(''الا'' یہ استفہام برائے توبیخ ہے) یقین نہیں(یظن بمعنی لیتیقن ہے) انہیں کہ انہیں اٹھنا ہے ایک عظمت والے دن میں(''لیوم عظیم'' میں لام بمعنی فی ہے، مراد اس سے روز قیامت ہے) جس دن(''یوم'' یہ ''لیوم'' کے محل سے بدل ہے اس کا ناصب''

مبعوثون ''ہے)لوگ (اپنی قبروں سے) کھڑے ہوں گے رب العالمین کے حضور (یعنی مخلوق کے رب کے حضور اس کے حکم فرمانے ،حساب کتاب و جزاو سزا کے لیے......۲......) بیشک (کلا بمعنی حقا ہے) کافروں کی لکھت (یعنی کافروں کے نامۂ اعمال) سجین میں ہیں (کہا گیا ہے کہ ''سجین'' ایک کتاب ہے جو کہ شیاطین اور کافروں کے اعمال کو جمع کرنے والی ہے اور ایک قول کے مطابق سجین ساتویں زمین کے نیچے ایک مقام کا نام ہے جو ابلیس اور اس کے لشکر کے رہنے کی جگہ ہے،......۳......) اور تو کیا جانے سجین (یعنی سجین کی کتاب) کیسی ہے وہ لکھت ایک مہر کیا ہوا نوشتہ ہے (مرقوم بمعنی مختوم ہے) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے جو یوم جزاء کو جھٹلاتے ہیں (الدین بمعنی الجزاء ہے، یہ للمکذبین کا بدل ہے یا اس کا بیان بن رہا ہے) اور اسے نہ جھٹلائے گا ہر سرکش (''معتد'' کا معنی ہے حد سے تجاوز کرنے والا) بڑا گناہ گار (''اثیم'' مبالغہ کا صیغہ ہے) جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں (یعنی قرآن پاک) کہے اگلوں کی کہانیاں ہیں (یعنی یہ وہ حکایتیں ہیں جو پہلے کی لکھی ہوئی ہیں ''اساطیر'' ''اسطورۃ'' ہمزہ مضمومہ کے ساتھ یا اسطورۃ ہمزہ مکسورہ کے ساتھ کی جمع ہے) کوئی نہیں (''کلا'' یہاں کافروں کے اس قول کی تردید اور انہیں زجر کیا گیا ہے) بلکہ غالب آگیا (ران بمعنی غلب ہے) ان کے دلوں پر (پس ان کے دلوں پر چھا گیا ہے) جو انہوں نے کمایا (یعنی گناہ، جو کہ اعمال پر لگے ہوئے زنگ کی طرح ہوتا ہے) ہاں ہاں (یہاں کلا بمعنی حقا ہے) بیشک وہ اس دن (یعنی بروز قیامت) اپنے رب سے حجاب میں ہوں گے (پس اس کا دیدار نہ کر سکیں گے......۴......) پھر بیشک انہیں جحیم (بھڑکتی آگ) میں داخل ہونا ہے (لصالوا بمعنی لداخلوا ہے) پھر کہا جائے گا (ان سے) یہ (یعنی یہ عذاب) ہے وہ جسے تم جھٹلاتے تھے (کلا بمعنی حقا ہے) بیشک نیکوں کی لکھت (یعنی ان مومنوں کا نامۂ اعمال جو ایمان میں سچے ہیں) علیین میں ہے (کہا گیا ہے کہ علیین ایک کتاب ہے جو فرشتوں اور مسلمانوں اور جنات کے نیک اعمال کو جمع کرنے والی ہے اور ایک قول کے مطابق ساتویں آسمان میں عرش کے نیچے موجود ایک مقام کا نام ہے......۵......) اور تو کیا جانے (ادرک بمعنی اعلمک ہے) علیین کیسی ہے (یعنی کتاب علیین کیسی ہے وہ) لکھت ایک مہر کیا ہوا نوشتہ ہے (مرقوم بمعنی مختوم ہے) کہ مقرب (فرشتے) اس کی زیارت کرتے ہیں بیشک نیکوں کا ضرور نعیم (یعنی جنت) میں ہیں تختوں پر دیکھتے ہیں (ان نعمتوں کو جو انہیں دی گئیں) تو ان کے چہروں میں چین کی تازگی پہچانے (نعمت میں ہونے کی تازگی اور خوبصورتی) ستھری شراب پلائے جائیں گے (یعنی میل سے پاک خالص شراب) مہر کی ہوئی ہے (اس کے برتن پر یہی جنتی اسی کی مہر کھولیں گے) اس کا اختتام مشک پر ہے (یعنی اس شراب کا آخری گھونٹ پینے سے مشک کی خوبصورتی پھیل جائے گی) اور اسی پر چاہیے کہ للچائیں للچانے والے (یعنی اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کی طرف جلدی کرنے میں مشغول ہو جائیں) اور اس کی ملونی (مزاجھا بمعنی ما یمزج بہ ہے) تسنیم سے ہے (اگلے فرمان کے ذریعے ''تسنیم'' کی گئی ہے) وہ چشمہ ہے (''عینا'' ،فعل مقدر ''امدح'' کے سبب منصوب ہے) جس سے مقربان بارگاہ پیتے ہیں (''یشرب بھا'' میں بھا بمعنی منھا ہے، یا یہاں ''یشرب'' ، ''یتلذذ'' کے معنی کو متضمن ہے) بیشک مجرم لوگ (جیسے ابوجہل وغیرہ) ایمان والوں سے (جیسے حضرت عمار و حضرت بلال رضی اللہ عنہما وغیرہ سے) ہنسا کرتے تھے (ان کے ساتھ استہزاء کرتے......۶......) اور جب وہ (یعنی مسلمان) گزرتے ان کے پاس سے تو یہ (یعنی مجرم لوگ) آپس میں ان پر (یعنی مسلمانوں پر) آنکھوں اور بھنوؤں سے اشارے کرتے (بطور استہزاء ''یتغامزون'' کا معنی ہے، آپس میں ایک دوسرے کو آنکھوں بھنوؤں سے اشارے کرنا) اور جب اپنے گھر پلٹتے (انقلبوا بمعنی رجعوا ہے) خوشیاں کرتے پلٹتے (ایک قرائت میں ''فاکھین'' کی جگہ فکھین ہے یعنی مسلمانوں کا ذکر مزے لیتے ہوئے کرتے پلٹتے) اور جب انہیں (یعنی مسلمانوں کو) دیکھتے کہتے بیشک یہ لوگ بہکے ہوئے ہیں (محمد ﷺ پر ایمان لانے کی وجہ سے، اللہ ﷻ فرماتا ہے) اور انہیں (یعنی کافروں کو) ان پر

(یعنی مسلمانوں پر) نگہبان بنا کرنہیں بھیجا گیا (ان پر اور نہ ان کے اعمال پر حتی کہ کافر مسلمانوں کو اپنی مصلحتوں کی طرف پھیرنے کی کریں) تو آج (یعنی بروز قیامت) ایمان والے کافروں سے ہنستے ہیں (جنت میں) تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں (اپنی منازل سے کافروں کی طرف کہ انہیں عذاب دیا جا رہا ہے اب مسلمان کافروں پر ہنستے ہوں گے......جیسا کہ دنیا میں کافر ان پر ہنسا کرتے تھے) کیا کافروں کو اپنے کئے کا بدلہ ملے گا (ہاں! ثواب بمعنی جزاء ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون﴾

ویل: مبتدا، لام: جار، لمطففین: موصوف، الذین: موصوف، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، اکتالوا علی الناس: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، یستوفون: جملہ فعلیہ فعل محذوف "قبضوا منھم" کے فاعل سے حال ہے "قبضوا" فعل محذوف اپنے متعلقات سے، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر صلہ، ملکر صفت، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا کالوھم اووزنوھم یخسرون﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، کالوھم: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، وزنوھم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، یخسرون: جملہ فعلیہ فعل محذوف "قبضوا منھم" کے فاعل سے حال واقع ہے، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ماقبل "اذا کتالوا" پر معطوف ہے۔

﴿الا یظن اولئک انھم مبعوثون لیوم عظیم یوم یقوم الناس لرب العلمین﴾

ھمزہ: حرف استفہام، لا یظن: فعل نفی، اولئک: فاعل، انھم: حرف مشبہ واسم، مبعوثون: اسم مفعول با "ھم" ضمیر نائب الفاعل، لام: جار، یوم عظیم: مرکب توصیفی مبدل منہ، یوم: مضاف، یقوم الناس لرب العلمین: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر بدل "محلہ النصب"، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کلا ان کتب الفجار لفی سجین وما ادرک ما سجین کتب مرقوم﴾

کلا: حرف ردع وزجر، ان کتب الفجار: حرف مشبہ واسم، لفی سجین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل با فاعل ومفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، سجین: مبدل منہ، کتب مرقوم: بدل، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویل یومئذ للمکذبین الذین یکذبون بیوم الدین﴾

ویل: مصدر با فاعل، یومئذ: ظرف، ملکر شبہ جملہ مبتدا، لام: جار، المکذبین: موصوف، الذین: موصول، یکذبون بیوم الدین: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما یکذب بہ الا کل معتد اثیم اذا تتلی علیہ ایتنا قال اساطیر الاولین﴾

و: عاطفہ، ما یکذب: فعل نفی، بہ: ظرف لغو، الا: اداۃ حصر، کل معتد اثیم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، تتلی علیہ: فعل مجہول وظرف لغو، ایتنا: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قال: قول، اساطیر الاولین: "ھی" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون﴾

کلا: حرف ردع وزجر ،سبل :عاطفہ ،ران علی قلوبهم: فعل وظرف لغو، ما كانوا يكسبون :موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ، کلا :حرف ردع وزجر ،انھم :حرف مشبہ واسم ،عن ربھم : ظرف لغومقدم،یومئذ :ظرف مقدم،لام: تاکید یہ ،محجوبون :اسم مفعول با"ھم"،ضمیر نائب الفاعل،ملکرشبہ جملہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم انهم لصالوا الجحيم ثم يقال هذا الذى كنتم به تكذبون﴾

ثم :عاطفہ ،انھم :حرف مشبہ واسم ،لام: تاکیدیہ ،صالوا الجحیم :خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،ثم :عاطفہ ،یقال :قول ،ھذا :مبتدا،الذی كنتم به تكذبون: موصول صلہ،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿كلا ان كتب الابرار لفي عليين وما ادرک ما عليون كتب مرقوم يشهده المقربون﴾

کلا: حرف ردع وزجر ،ان كتب الابرار :حرف مشبہ واسم ،لام: تاکیدیہ ،فی علیین :ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،و :عاطفہ ،ما :استفہامیہ مبتدا،ادرک :فعل بافاعل ومفعول،ما :استفہامیہ مبتدا،علیون : مبدل منہ ،کتب :موصوف ،مرقوم :صفت اول ،یشھدہ المقربون: جملہ فعلیہ صفت ثانی،ملکر بدل،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی،ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الابرار لفي نعيم على الارائک ينظرون تعرف في وجوههم نضرة النعيم﴾

ان الابرار: حرف مشبہ واسم ،لام :تاکیدیہ ،فی نعیم :ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،علی الارائک :ظرف لغو مقدم،ینظرون :فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،تعرف فی وجوههم :فعل بافاعل وظرف لغو،نضرة النعيم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿يسقون من رحيق مختوم ختمه مسک وفي ذلک فليتنافس المتنافسون﴾

یسقون: فعل مجہول بانائب الفاعل،من: جار، رحیق :موصوف ،مختوم :صفت اول،ختمہ :مبتدا،مسک :خبر،ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ،فی ذلک :ظرف لغومقدم ،ف :زائد،لیتنافس :فعل امر ،المتنافسون :فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومزاجه من تسنيم عينا يشرب بها المقربون﴾

و : عاطفہ ،مزاجہ :مبتدا،من تسنیم :ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،عینا :موصوف ،یشرب بھاالمقربون: جملہ فعلیہ صفت،ملکر فعل محذوف "امدح" کیلئے مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذين اجرموا كانوا من الذين امنوا يضحكون﴾

ان: حرف مشبہ ،الذين اجرموا :موصول صلہ،ملکر اسم ، كانوا :فعل ناقص بااسم ،من الذين امنوا :ظرف لغومقدم ،یضحکون :فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا مروا بهم يتغامزون واذا انقلبوا الى اهلهم انقلبوا فكهين﴾

و :عاطفہ ،اذا :ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم ،مروا :فعل بافاعل ،بھم :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط ،یتغامزون :فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ،و :عاطفہ ،اذا :ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم ،انقلبوا الی اهلهم :فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط ،انقلبوا :فعل واؤ ضمیر ذوالحال ،فکهین :حال ،ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا راوھم قالوا ان ھولاء لضالون وما ارسلوا علیھم حفظین﴾
و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، راوھم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا: فعل واؤضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ما ارسلوا: فعل نفی مجہول واؤضمیر ذوالحال، علیھم حفظین: شبہ جملہ حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، ان ھو لاء: حرف مشبہ واسم، لضالون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فالیوم الذین امنوا من الکفار یضحکون علی الارائک ینظرون﴾
ف: عاطفہ، الیوم: ظرف مقدم، من الکفار: ظرف لغو مقدم، یضحکون: فعل واؤضمیر ذوالحال، علی الارائک ینظرون: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، الذین امنوا: موصول صلہ، ملکر مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون﴾
ھل: حرف استفہام، ثوب الکفار: فعل مجہول بانائب الفاعل، ما کانو ا یفعلون: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "یقولون" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ویل للمطففین...... ☆جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو یہاں کے لوگ پیمانے میں خیانت کرتے تھے بالخصوص ایک شخص ابوجہینہ ایسا تھا کہ وہ دو پیمانے رکھتا تھا لینے کا اور اور دینے کا اور ان لوگوں کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور انہیں پیمانے میں عدل کرنے کا حکم دیا گیا۔

☆......واذامروابھم...... ☆منقول ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی ایک جماعت میں تشریف لے جا رہے تھے منافقین نے انہیں دیکھ کر آنکھوں سے اشارے کیے اور مسخری سے ہنسے اور آپس میں ان حضرات کے حق میں بیہودہ کلمات کہے تو اس سے پہلے کہ علی رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ کی خدمت میں پہنچیں یہ آیتیں نازل ہوگئیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ماپ تول میں کمی والوں کے لئے ویل کی بشارت:

ا......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون﴾ کم تولنے والوں کی خرابی ہے وہ کہ جب اوروں سے ماپ لیں پورا لیں اور جب انہیں ماپ تول کر دیں تو کم دیں (المطففین: ۱تا۳)﴾، ﴿فاوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا﴾ تو ماپ اور تول پوری کرو اور لوگوں کی چیزیں گھٹا کر نہ دو (الاعراف: ۸۵)﴾۔

امام جریر طبری کہتے ہیں: مراد وہ وادی ہے جس میں جہنمیوں کی پیپ بہتی ہے اور اس میں وہ لوگ ہونگے جو لوگوں کے اموال میں کمی کرتے ہیں اور ان کے حقوق میں خیانت کرتے ہیں جب ماپ کرتے ہیں تو کم دیتے ہیں اور جب وزن کرتے ہیں تو جو اُن پر واجب ہے یعنی مکمل وزن کرنا، اُس میں کوتاہی کرتے ہیں اور مطففین کی اصل کسی چیز میں کمی کرنا ہے یعنی صاحب حق کو اس کا حق کم کر کے دینا اور وزن وکیل میں کمی کوتاہی کا اہتمام کرنا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ جب سید عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ ماپ تول میں کمی کرتے تھے، پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرما کر انہیں وزن میں کمی سے روکا۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہر ماپ تول میں کمی کرنے والا ویل (جہنم کی ایک وادی کا نام ہے) میں ہوگا، پس لوگوں نے اُن سے مزید دریافت کیا تو کہا کہ ان لوگوں کا

حال یہ تھا کہ جب خود کوئی چیز لیتے تو ماپ پورا لیتے اور جب کوئی چیز فروخت کرتے تو ماپ پورا نہ کرتے، پس اللہ عزوجل نے انہیں ویل کی خوشخبری سنادی۔ (الطبری، الجزء: ۳۰، ص۱۱۳)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبح کی نماز میں اول رکعت میں "کھیعص" اور ثانی میں "ویل للمطففین" پڑھتے پایا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنی نماز میں ایسے ہی کرنے لگا، پس خرابی ہے فلاں کے لئے، کہ جب کچھ خریدے تو ماپ زیادہ لے اور جب کچھ بیچے تو کمی کرے"۔ (مسند البزار، مسند ابی حمزة انس بن مالك، رقم: ۸۱٤۲، بتغير قليل)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام ویل ہے جس میں کافر، اس کے پیندے تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک گرتا رہے گا"۔ (سنن الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة الانبیاء، رقم: ۳۱۷۵، ص۹۰٤)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دو پہاڑوں کے مابین وادی کا نام ویل ہے جس میں کافر اس کی تہہ میں پہنچنے تک ستر سال تک گرتا رہے گا"۔ (الترغیب والترهیب، کتاب صفة الجنة والنار، فصل فی اودیتها و جبالها، رقم: ٥٦٢٤)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن ہر خائن کے لئے ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا: سن لو! یہ فلاں بن فلاں کی خیانت ہے"۔ (صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب: تحریم الغدر، رقم: (٤٤٢٣)/١٧٣٥، ص٨٧٦)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن ہر خائن کے لئے ایک جھنڈا ہوگا جس سے اس کی پہچان ہوگی"۔

(صحیح البخاری، کتاب الجزیة والموادعة، باب: اثم الغادر، رقم: ٣١٨٦، ص٥٣١)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب اللہ عزوجل قیامت کے دن اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا تو ہر دھوکے باز کے لئے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا پھر کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کا دھوکہ ہے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب: تحریم الغدر، رقم: (٤٤٢٠)/١٧٣٥، ص٨٧٦)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کسی مومن کو نقصان پہنچایا یا اس کے ساتھ فریب کیا وہ ملعون ہے"۔ (جامع الترمذی، کتاب البر والصلة، باب: ما جاء فی الخیانة، رقم: ١٩٤٨، ص٥٧٥) یاد رہے قومِ شعیب پر عذاب کا ایک سبب یہی ماپ تول میں کمی کرنا تھا۔

اللہ عزوجل کے حضور پیشی ہونے کے احوال:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یوم یقوم الناس لرب العلمین جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے (المطففین: ٦) ﴾۔ ابن عمر اس آیت کو پڑھ کر بہت روتے حتیٰ کہ تلاوت موقوف فرما دیتے، فرماتے کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ کہتے ہیں: "جس دن لوگ اللہ عزوجل کے حضور کھڑے ہوں گے وہ دن (دنیاوی اعتبار سے) پچاس ہزار سال کا ہوگا، پس کسی کا پسینہ ٹخنوں تک، کسی کا گھٹنوں تک، کسی کا ازار باندھنے کی جگہ تک، کسی کا سینے تک ہوگا، کسی کا کانوں تک اور کوئی اپنے پسینے میں مکمل غرق ہوگا"۔(۱)......بعض لوگوں نے حضرت ابن عباس سے یہ بھی روایت کی ہے کہ لوگ اللہ عزوجل کے حضور تین سو سال تک کھڑے رہیں گے۔(۲)......اور یہ بھی قول ملتا ہے کہ فرض نماز کی مقدار میں اللہ عزوجل کے حضور کھڑے ہوں گے۔(۳)......حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگ ہزار سال کھڑے ہوں گے"۔(۴)......ایک قول کے مطابق لوگ سو سال کھڑے ہوں گے۔(۵)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشیر الغفاری سے فرمایا: "کیا حال ہوگا اُس دن جب کہ تین سو سال صانع عالم کے حضور کھڑا ہونا پڑے گا؟ جس دن اُس احکم الحاکمین کے پاس کوئی دوسری خبر نہ لائی جائے اور نہ ہی کوئی دوسرا حکم ہوگا"۔ بشیر کہتے ہیں: اللہ عزوجل ہی مدد کرنے والا ہے۔(۶)......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مومن پر تخفیف کی

جائے گی، یہاں تک کہ فرض نماز کی مقدار کے مطابق کی ہو جائے گی جو وہ دنیا میں ادا کرتا تھا۔(۷)......حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ مومنین پر قیامت کے دن کی پیشی فرض نماز کی مقدار کے برابر ہوگی۔(۸)......ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مومن پر کھڑے ہونے کی کیفیت میں فقط اتنی ہی تنگی ہوگی جتنی کہ دنیا میں زوالِ شمس سے ہوتی تھی اور اس پر دلیل اللہ عزوجل کا فرمان:﴿الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون سن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم (یونس:۶۲)﴾، اور ایسے لوگوں کا وصف یہ ہوگا:﴿الذین امنوا و کانوا یتقون وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں (یونس:۶۳)﴾۔ اور اللہ عزوجل مومنین کاملین کے فضل وکرم کی بناء پر فرماتا ہے۔(۹)......ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام بھی لوگوں کے ساتھ اللہ عزوجل کے حضور پیشِ خدمت ہونگے، جیسا کہ ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔(۱۰)...... یہ قیام قبروں سے جی اٹھنے کے بعد ہوگا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ کے حضور لوگوں کے مابین فیصلہ ہوگا۔ (القرطبی، الجزء:۳۰،ص۲۲۲وغیرہ)

سجین میں کن کے نامۂ اعمال ھونگے؟

س۳......اللہ نے فرمایا:﴿کلا ان کتب الفجار لفی سجین بے شک کافروں کی لکھت سب سے نیچی جگہ سجین میں ہے (المطففین:۷)﴾۔ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:(۱)......لوگوں نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ فاجروں کی ارواح واعمال سجین میں ہونگے۔(۲)......ابن نجیح نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ سجین ساتویں زمین کے نیچے ایک چٹان ہے، اور اس کے نیچے فاجروں کے نامۂ اعمال رکھے گئے ہیں۔(۳)......کعب کہتے ہیں کہ کافروں کی ارواح ابلیس کے گال کے نیچے ہیں۔(۴)......اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ سجین ساتویں زمین کے نیچے سیاہ چٹان کا نام ہے اور اُس میں ہر شیطان کے نام ہیں اور ان کے پاس کافر کی روحیں ملاقات کرتی ہیں۔(۵)......سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سجین ابلیس کے گال کے نیچے ہے۔(۶)......یحیی بن سلام کہتے ہیں کہ حجر اسود کے نیچے ہے جس میں تمام کافروں کے نامے لکھے جاتے ہیں۔(۷)......عطاء خراسانی کہتے ہیں مراد ساتویں زمین کے نیچے ہے جہاں ابلیس اور اس کی ذریت قیام پذیر ہوگی۔(۸)......حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے اور اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور فرشتے (اللہ عزوجل کے حکم کی تعمیل میں) اُس کافر سے بغض نہیں رکھتے اور موت کا وقت آنے سے پہلے نہ تو اس کی روح قبض کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور نہ ہی تاخیر کا مظاہرہ کرتے ہیں اور جب وہ گھڑی آجاتی ہے جس میں روح قبض کرنی ہے تو روح قبض کرلیتے ہیں، اور اسے لے کر عذاب کے فرشتوں کے حوالے کردیتے ہیں پھر اللہ عزوجل کے چاہے کے مطابق معاملہ کرتے ہیں اور اُسے ساتویں زمین کے نیچے گرادیتے ہیں، جو کہ سجین ہے اور یہی شیطان کا آخری ٹھکانہ ہے۔(۹)......حضرت کعب الاحبار سے مروی ہے کہ جب فاجر کی روح قبض کی جاتی ہے تو فرشتے اُسے لیکر آسمان کی جانب بلند ہوتے ہیں لیکن آسمان کے رہنے والے اُسے قبول کرنے سے انکار کردیتے ہیں، پھر اس کی روح زمین والوں پر پیش کی جاتی ہے لیکن زمین والے بھی اُسے لینے سے انکار کردیتے ہیں، پھر اُسے ساتویں زمین میں داخل کردیا جاتا ہے یہاں تک کہ اُس کی انتہاء ساتویں زمین کی تہہ میں ہوتی ہے جو کہ مقام سجین کہلاتی ہے۔(۱۰)......حسن کہتے ہیں کہ سجین ساتویں زمین میں ہے۔(۱۱)......مجاہد کہتے ہیں کہ فاجروں کا عمل ساتویں زمین کے نیچے ہوتا ہے جہاں سے کوئی چیز اوپر کو نہیں جاسکتی۔(۱۲)......جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ (القرطبی، الجزء:۳۰،ص۲۲۵)

رب عزوجل کے حجاب میں ھونے سے کیا مراد ھے؟

س۴......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون ہاں ہاں بیشک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں (المطففین:۱۵)﴾۔ کافر اُس دن اللہ عزوجل کو نہ دیکھ سکیں گے، جب کہ مومنین کے لئے معاملہ بالکل برعکس ہوگا۔ امام

مالک نے اِس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ مومنین اللہ ﷻ کا دیدار کریں گے کیونکہ سب ہی کے لئے حجب والا معاملہ ہوتا تو اللہ ﷻ "کلا" کی تخصیص کے ذریعے کلام نہ فرماتا۔ امام شافعی کہتے ہیں جب اللہ ﷻ کسی قوم کے ساتھ اس طرح کا معاملہ فرمائے تو اس کے برعکس دوسری قوم کو اپنی رضا کے ذریعے نوازتا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دشمنان خدا اُس دن اللہ ﷻ کو نہ دیکھ سکیں گے لیکن اللہ ﷻ کے نیک بندے اُسے ضرور دیکھیں گے۔ اور معتزلہ رویت باری کے بارے میں انکار کرتے ہیں۔

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۳۹۳)

علیین میں کن کے نامۂ اعمال ہونگے؟

۵.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿کلا ان کتب الابرار لفی علیین ہاں ہاں بیشک نیکوں کی لکھت سب سے اونچا محل علیین میں ہے (المطففین: ۱۸)﴾۔ یہ مقام کونسا ہے؟ اس بارے میں مفسرین کرام کے کچھ اقوال درج ہیں: (۱)..... حضرت ابن عباس نے کعب سے دریافت کیا تو بتایا: "یہ ساتویں آسمان پر مقام ہے جس میں مومنین کی ارواح ہونگی"۔ (۲)..... قتادہ کے قول کے مطابق یہ آسمان کی بلندی پر واقع مقام ہے۔ (۳)..... مجاہد کے مطابق ساتویں آسمان جب کہ ضحاک کے قول کے مطابق اللہ کی پاک بارگاہ کے قریب آسمان میں واقع مقام کا نام علیین ہے۔ (۴)..... یہ وہ مقام ہے جو عرش کے ساتھ قائم ہے، اور یہی قول قتادہ کا بھی ہے۔ (۵)..... عرش کے دائیں جانب ساتویں آسمان پر موجود مقام کا نام علیین ہے جہاں نیک مومنین کی ارواح ہونگی۔ (۶)..... کعب کہتے ہیں کہ جب مومن کی روح قبض ہوگی تو آسمان کی جانب بلند کی جائے گی اور اُس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے، اور فرشتوں کی مبارکبادیاں ہونگی، یہاں تک کہ روح بلند ہوتے ہوتے عرش کی جانب پہنچ جائے گی پھر عرش کے پاس سے کسی قسم کا عرق نکلے گا جو کہ اُس مومن کی قیامت کے حساب سے معرفت پر مہر ثابت ہوگا اور مقرب فرشتے اُس کی گواہی دینگے۔ (۷)..... علیین سے مراد جنتی لوگ ہیں۔ (۸)..... جنت کو ہی مقامِ علیین کہتے ہیں۔ (۹)..... سدرۃ المنتہیٰ کے پاس مقام کو علیین کہتے ہیں۔

(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۱۲۵ وغیرہ)

دنیا میں کافروں کا مسلمانوں پر ہنسنا:

۶.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان الذین اجرموا کانوا من الذین امنوا یضحکون بیشک مجرم لوگ ایمان والوں سے ہنسا کرتے تھے (المطففین: ۲۹)﴾۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ کفر سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں ہے، اور مومنین کو اذیت دینا اور انہیں اذیت میں دیکھ کر خوش ہونا یہ کافروں کے کام ہیں اور اس آیت میں مومنین پر ہنسنے والوں سے مراد ابو جہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل وغیرہ ہیں جو کہ دنیا میں ایمان وصدق اور مومنین پر ہونے والی آزمائشوں پر ہنستے تھے۔ جن مومن فقراء پر ہنسا جاتا تھا اُن میں عمار بن یاسر، صہیب، بلال، خباب رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ شامل ہیں جو کہ اپنی غربت کی وجہ سے عموماً ہدف تنقید کا نشانہ بنتے تھے۔

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۴۲)

ابن کثیر لکھتے ہیں: جب مومنین کافروں کے پاس سے ہوکر گزرتے تھے تو کافر انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے، استہزاء کرتے اور ہدف تنقید کا نشانہ بناتے۔ (ابن کثیر، ج ۴، ص ۵۹۱)

آخرت میں مومنین کا کافروں پر ہنسنا:

۷.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فالیوم الذین امنوا من الکفار یضحکون تو آج ایمان والے کافروں سے ہنستے ہیں (المطففین: ۳۴)﴾۔ اس ہنسنے کا مقصد یہ ہے کہ کافر دنیا میں مومنین پر ہنستے تھے جب مومنین کسی شدت و آزمائش میں ہوتے، لیکن

آخرت میں معاملہ بالکل برعکس ہوگا کیونکہ آخرت میں مومنین سرور ونعم میں ہونگے اور کافر عذاب وآزمائش میں مبتلا ہونگے۔ پس مومنین کافروں کے حال کو دیکھ کر ہنسیں گے۔ ابوصالح کہتے ہیں کہ کافروں کے لئے جہنم کے دروازے کھولے جائیں گے اور اُن سے باہر نکلنے کو کہا جائے گا پس جب وہ نکلنے لگیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا، پس یہ حال دیکھ کر مومنین استہزاء کریں گے اور کعب کہتے ہیں جنت ودوزخ کے مابین روشن دان ہے، پس جب مومن یہ تمنا کرے گا کہ دنیا میں اپنے دشمن کافر کو دیکھے اور اس کے حال سے واقفیت کرے تو وہ اُس روشن دان کی مدد سے دیکھ کر ہنسے گا، پس اللہ ﷻ نے اِسی مناسبت سے فرمایا: ﴿فالیوم الذین امنوا من الکفار یضحکون تو آج ایمان والے کافروں سے ہنستے ہیں﴾۔ (الخازن، ج٤،ص ٤٠٦)

اغراض:

كلمة عذاب: یعنی ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے آخرت میں سخت عذاب کی وعید اور انہیں ہلاکت کی جانب پکارے جانے کا بیان کرنا مقصود ہے۔ کابی جهل و نحوه: یعنی ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور دیگر اہل مکہ کے کافر مراد ہیں۔

استفهام توبیخ: ﴿الا﴾ میں استفہام توبیخ ہے نہ کہ نافیہ، اور اس پر ہمزہ استفہامیہ داخل ہوئی ہے اور ہمزہ لام یہاں پر استفتاحیہ نہیں ہے بلکہ یہاں ہمزہ استفہامیہ ہے، جو کہ نفی پر داخل نہیں ہوئی اور اس کا افادہ یہ ہے کہ زجر وتوبیخ کرنا مقصود ہے۔

فناصبه مبعوثون: یعنی ''مبعوثون'' مقدر ہے، اس لئے کہ بدل تکرار عامل کی نیت پر ہے۔

ای کتب اعمال الکفار: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿کتاب﴾ بمعنی کتب ہے، اور کلام میں مضاف حذف ہے اور یہ اس لئے تاکہ فی نفسہ کسی چیز میں ظرفیت کا پایا جانا لازم نہ آئے۔ ونحوهما: یعنی خباب، صہیب اور دیگر فقراء مومنین صحابہ مراد ہیں۔

قیل هو کتاب جامع: اللہ کی کتاب کے سوا، جس میں شیاطین اور کفار کے گروہ کے اعمال لکھے ہوتے ہیں اور یہ ساتوں زمین کے نیچے ہوتی ہے جو کہ ابلیس اور اس کی ذریت کا تاریک ٹھکانہ ہے، مزید حاشیہ نمبر''۳'' کا مطالعہ کیجئے۔ وهو محل ابلیس: اور اس مقام میں کفار کی روحیں بھی قیام پذیر ہوتی ہیں۔ حقا: ﴿کلا﴾ حرف ردع اور زجر ہے، یعنی حکم یوں نہیں جو یہ جھٹلانے والے کہتے ہیں ، بلکہ فرمان مقدس ﴿انهم عن ربهم﴾ ہے۔

فلا یرونه: یعنی کافر اللہ کا دیدار نہ کرسکیں گے اور یہی درست قول ہے، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کو دیکھیں گے پھر حسرت وندامت کی وجہ سے پردے میں چلے جائینگے۔ قیل هو کتاب: مراد علیین کے نامۂ اعمال ہیں، حاشیہ نمبر''۵'' کا مطالعہ کیجئے۔

من الملائكة: ظاہر یہ ہے کہ فرشتے اعمال لکھتے اور اس پر ثواب دیتے ہیں، اور اس معاملے میں نظر کرنا چاہیے۔

بهجة التنعم: اور جنتیوں کے چہروں کی تازگی، مرض، علل، خوف وغیرہ کے زائل ہونے کی وجہ سے مکدر ہوگی۔

لایمانهم بمحمد: مراد وہ لوگ ہیں جو کافروں کو ہدایت پر گمان کرتے اور مومنین کو ظاہری نعمتیں ترک ہونے کی وجہ سے گمراہی میں تصور کرتے، اور حقیقت کو خیال کے بدلے میں چھوڑ دیا، ملخصاً۔ حتی یردوهم الی مصالحهم: یعنی انہیں اپنی اصلاح کرنے کا حکم تھا نہ کہ مومنین کی اصلاح کرنے کا۔ (الصاوی، ج٦، ص ٢٤٥ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ الانشقاق مکیۃ وھی خمس وعشرون آیۃ

(سورۂ انشقاق مکی ہے جس میں ۲۵ آیات ہیں)

تعارف سورۃ الانشقاق

اس سورت میں ایک رکوع ،پچیس آیتیں،ایک سو سات کلمات،چارسوتیس حروف ہیں۔ابتدائی آیات میں ان حادثات کا ذکر فرمایا جارہا ہے جووقوع قیامت کے وقت رونما ہوں گے اس کے بعد انسان کو بتایا جارہا ہے کہ اسے ہر حال میں اللہ ﷻ کے حضور پیش کیا جانا ہے اس دن تمام اولاد آدم دو گروہوں میں بٹی ہوئی ہوگی ایک وہ جن کو ان کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس وقت ان کی خوشی کی انتہاء نہ ہوگی اور دوسرا گروہ وہ ہوگا جس کو ان کا نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا ان کی خستہ حالی اور رنج وغم سے ان کا اندازہ لگانا ناممکن ہوگا اس لئے ہر آدمی کو آج یہ فیصلہ کرنا چاہے کہ وہ کس گروہ میں اپنا حشر کروانا چاہتا ہے۔یہ فیصلہ کرتے ہوئے اسے غور کرلینا چاہے کہ اسی کے ساتھ کل قیامت کے روز اس کا حشر کیا جائے گا۔اور آخر میں کئی قسمیں کھانے کے بعد انہیں یہ بتایا جارہا ہے کہ ان مرحلوں سے یکے بعد دیگرے ضرور گزرنا ہے لیکن افسوس ہے ان لوگوں پر جو یہ جاننے کے بعد بھی ایمان نہیں لاتے اور قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے تو اپنے سر کو اس کی بارگاہ میں جھکا نہیں دیتے،ان کا انجام بڑا برا ہوگا بروز قیامت اہل ایمان ہی ایسی جزاء سے نوازے جائیں گے کی جس کی انتہا نہ ہوگی۔

رکوع نمبر:۹

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اذاالسماء انشقت (۱) واذنت﴾سَمِعَتْ وَاَطَاعَتْ فِي الانْشِقَاقِ﴿لربھا وحقت (۲)﴾اَیْ حَقَّ لَھَااَنْ تَسْمَعَ وَتُطِیْعَ﴿واذاالارض مدت (۳)﴾زِیْدَفِیْ سَعَتِھَا کَمَایُمَدُّ الْاَدِیْمَ وَلَمْ یَبْقَ عَلَیْھَابِنَاءٌ وَّلَاجَبَلٌ﴿والقت ما فیھا﴾مِنَ الْمَوْتٰی اِلٰی ظَاھِرِھَا﴿ وتخلت (۴)﴾عَنْہُ﴿واذنت﴾سَمِعَتْ وَاَطَاعَتْ فِیْ ذٰلِکَ﴿ لربھا وحقت (۵)﴾وَذٰلِکَ کُلُّہٗ یَکُوْنُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَجَوَابُ اِذَاعُطِفَ عَلَیْھَامَحْذُوْفٌ دَلَّ عَلَیْہِ مَابَعْدَہٗ تَقْدِیْرُہٗ لَقِیَ الْاِنْسَانُ عَمَلَہٗ﴿یایھا الانسان انک کادح﴾جَاھِدٌفِیْ عَمَلِکَ﴿ الی﴾لِقَاءِ﴿ربک﴾وَھُوَالْمَوْتُ﴿ کدحا فملقیہ (۶)﴾اَیْ مُلَاقٍ عَمَلَکَ الْمَذْکُوْرَمِنْ خَیْرٍاَوْشَرٍّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ﴿فاما من اوتی کتبہ ﴾کِتَابُ عَمَلِہٖ﴿بیمینہ (۷)﴾وَھُوَالْمُؤْمِنُ ﴿فسوف یحاسب حسابا یسیرا (۸)﴾ھُوَعَرْضُ عَمَلِہٖ عَلَیْہِ کَمَافُسِّرَفِیْ حَدِیْثِ الصَّحِیْحَیْنِ وَفِیْہِ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ ھَلَکَ وَبَعْدَ الْعَرْضِ یَتَجَاوَزُعَنْہُ﴿وینقلب الی اھلہ﴾فِی الْجَنَّۃِ﴿ مسرورا (۹)﴾بِذٰلِکَ﴿واما من اوتی کتبہ وراء ظھرہ (۱۰)﴾ھُوَالْکَافِرُ تُغَلُّ یَمْنَاہُ اِلٰی عُنُقِہٖ وَتُجْعَلُ یُسْرَاہُ وَرَاءَ ظَھْرِہٖ فَیَاْخُذُبِھَاکِتَابَہٗ﴿فسوف یدعوا﴾عِنْدَرُؤْیَۃِ مَافِیْہِ﴿ ثبورا (۱۱)﴾یُنَادِیْ ھَلَاکَہٗ بِقَوْلِہٖ یَاثُبُوْرَاہُ﴿ویصلی سعیرا (۱۲)﴾یَدْخُلُ النَّارَالشَّدِیْدَۃِ وَفِیْ قِرَاءَ ۃٍ بِضَمِّ الْیَاءِ وَفَتْحِ الصَّادِ وَتَشْدِیْدِاللَّامِ﴿انہ کان فی اھلہ﴾عَشِیْرَتِہٖ فِی الدُّنْیَا﴿ مسرورا (۱۳)﴾بَطَرًابِاتِّبَاعِہٖ ﴿انہ ظن ان﴾اَنْ مُخَفَّفَۃَ مِنَ الثَّقِیْلَۃِ وَاِسْمُھَامَحْذُوْفٌ اَیْ اَنَّہٗ ﴿لن یحور (۱۴)﴾یَرْجِعَ اِلٰی رَبِّہٖ﴿بلی﴾یَرْجِعُ اِلَیْہِ﴿ ان ربہ کان بہ بصیرا (۱۵)﴾عَالِمًا بِرَجُوْعِہٖ اِلَیْہِ ﴿فلا

اقسم﴿لَازَائِدَةٌ﴾ بالشفق (۱۶)﴿هُوَالْحُمْرَةُ فِي الْاُفُقِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ﴾والیل وما وسق (۱۷)﴿جَمَعَ مَادَخَلَ عَلَيْهِ مِنَ الدَّوَابِ وَغَيْرِهَا﴾والقمر اذا اتسق (۱۸)﴿اِجْتَمَعَ وَتَمَّ نُوْرُهُ وَذٰلِكَ فِي اللَّيَالِي الْبِيْضِ﴾لترکبن﴿اَيُّهَاالنَّاسُ اَصْلُهُ تَرْكَبُوْنَنَّ حُذِفَتْ نُوْنُ الرَّفْعِ لِتَوَالِي الْاَمْثَالِ وَالْوَاوُ لِاِلْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ﴾ طبقا عن طبق (۱۹)﴿حَالًا بَعْدَحَالٍ وَهُوَالْمَوْتُ ثُمَّ الْحَيَاةُ وَمَابَعْدَهَامِنْ اَحْوَالِ الْقِيَامَةِ﴾فما لهم﴿اَيِ الْكُفَّارِ﴾ لا يؤمنون (۲۰)﴿اَيْ اَيُّ مَانِعٍ لَهُمْ مِنَ الْاِيْمَانِ اَوْاَيُّ حُجَّةٍ لَهُمْ فِيْ تَرْكِهِ مَعَ وُجُوْدِ بَرَاهِيْنِهِ وَمَالَهُمْ﴾واذا قرئ عليهم القران لا يسجدون (۲۱)﴿يَخْضَعُوْنَ بِاَنْ يُّؤْمِنُوْا بِهِ لِاِعْجَازِهِ﴾بل الذين كفروايكذبون (۲۲)﴿بِالْبَعْثِ وَغَيْرِهِ﴾والله اعلم بما يوعون (۲۳)﴿يَجْمَعُوْنَ فِيْ صُحُفِهِمْ مِنَ الْكُفْرِ وَالتَّكْذِيْبِ وَاَعْمَالِهِمِ السُّوْءِ﴾فبشرهم﴿اَخْبِرْهُمْ﴾ بعذاب اليم (۲۴)﴿مُؤْلِمٍ﴾الا﴿لٰكِنْ﴾ الذين امنوا وعملوا الصلحت لهم اجر غير ممنون (۲۵)﴿غَيْرُ مَقْطُوْعٍ وَلَامَنْقُوْصٍ وَلَايُمَنُّ بِهِ عَلَيْهِمْ.

﴿ترجمہ﴾

جب آسمان شق ہواور سنے (شق ہونے کا حکم اور اطاعت کرے.....۱.....) اپنے رب کی اور اسے سزاوار ہی یہی ہے (یعنی اس پر حق ہے کہ وہ حکم سنے اور فرمانبرداری کرے) اور جب زمین دراز کی جائے (زمین کی وسعت میں اضافہ کیا جائے جیسا کہ چمڑے کو دراز کیا جاتا ہے اس وقت زمین پر کوئی عمارت، کوئی پہاڑ باقی نہ رہے گا.....۲.....) اور ڈال دے جو کچھ اس میں ہے (یعنی مردے اپنے سطح کی طرف) اور خالی ہو جائے (مردوں سے.....۳.....) اور سنے (اس بارے میں) اپنے رب کا حکم (یعنی حکم سنے اور فرمانبرداری کرے) اور اسے سزاوار ہی یہ ہے (اور یہ تمام ہی امور بروز قیامت ہوں گے جواب ''اذا'' اور معطوف علیھا محذوف ہے جس پر اس کے ما بعد فملاقیہ دلالت کر رہا ہے) اے آدمی بیشک تجھے کوشش کرنی ہے (اپنے عمل میں، کادح بمعنی جاھد ہے) اپنے رب سے (ملاقات) کے لیے (یعنی موت کے لیے) خوب کوشش پھر اس سے ملنا (یعنی تو اپنے مذکور عمل سے خواہ وہ اچھا ہو یا برا بروز قیامت ملے گا) تو وہ جو اپنی کتاب (یعنی اعمال نامہ) دہنے ہاتھ میں دیا جائے (اور وہ مومن ہوگا.....۴.....) اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا (اور وہ سہل حساب یہ ہے کہ مومن پر اس کے اعمال پیش کئے جائیں گے اس کی نیکیوں پر اجر اور برائیوں سے تجاوز کیا جائے گا جیسا کہ صحیحین کی حدیث پاک میں اس کی تفسیر کی گئی ہے اسی حدیث میں ہے جس سے حساب میں مناقشہ کیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا) اور اپنے گھر والوں کی طرف (جنت میں اس سبب سے) شاد شاد پلٹے گا اور وہ جس کا نامۂ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے (اور مراد اس سے کافر ہے اس کے سیدھے ہاتھ کو اس کی گردن کے ساتھ طوق میں باندھ دیا جائے گا اور بائیں ہاتھ کو پیٹھ پیچھے کر کے اس میں اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا) وہ عنقریب مانگے گا (اپنے نامۂ اعمال میں لکھے اعمال دیکھتے وقت) ہلاکت (ہائے موت ہائے موت کہہ کر اپنی ہلاکت کو پکارے گا.....۵.....) اور بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا (یصلی بمعنی یدخل اور سعیرا کے معنی بھڑکتی آگ ہے، ایک قرائت میں ''یصلی'' کو یاء مضمومہ، صاد مفتوحہ اور لام مشددہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) بیشک وہ اپنے اہل میں (یعنی اپنے کنبے میں دنیا میں) خوش تھا (اکڑتا تھا پیروکاروں کے سامنے) وہ سمجھا (''ان'' مخففہ من الثقیلۃ ہے اس کا اسم محذوف ہے اصل میں ''انہ'' تھا) کہ اسے پھرنا نہیں (اپنے رب ﷻ کی طرف، یحور بمعنی یرجع ہے) ہاں کیوں نہیں (وہ اپنے رب ﷻ کی طرف پھرے گا) بیشک اس کا رب اس کا علم رکھتا ہے (بندے کے اس کی طرف لوٹنے کا، بصیرا بمعنی عالما ہے) تو مجھے قسم ہے (''لا

اقسم ''میں ''لا'' زائدہ ہے) شفق کی (''شفق'' غروب آفتاب کے آسمان پر چھانے والی سرخی کو کہتے ہیں،......۱۶......) اور رات کی اور جو چیزیں اس میں جمع ہوتی ہیں (یعنی چوپایوں وغیرہ کی، وسق بمعنی جمع ہے) اور چاند کی جب پورا (اور اس کا نور مکمل ہو اور یہ ایام بیض کی راتوں میں ہوتا ہے، اتسق بمعنی اجتمع ہے) ضرور تم چڑھو گے (اے لوگو ''تر کبن'' کی اصل ''تر کبونن'' ہے ،تعدد نون کی بناء پر نون رفعی کو حذف کر دیا گیا پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کر دیا گیا تو تر کبن ہوگا) منزل بہ منزل (اس سے مراد مرنا پھر زندہ ہونا، پھر احوال قیامت کا وقوع پزیر ہونا ہے، طبقا عن طبق بمعنی حالا بعد حال ہے) تو کیا ہوا انہیں (یعنی کافروں کو) ایمان نہیں لاتے (ایمان پر مقدر دلائل ہونے کے باوجود ان کے لیے ایمان لانے سے کیا مانع ہے یا ایمان کو ترک کردینے کے لیے ان کے پاس کونسی حجت ہے؟) اور (کیا ہوا انہیں) جب قرآن پڑھا جائے سجدہ نہیں کرتے (یعنی خضوع نہیں کرتے کہ اعجاز قرآنی کو دیکھ کر اس پر ایمان لے آئیں......۷......) بلکہ کافر جھٹلا رہے ہیں (مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جانے وغیرہ کو) اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ جمع کر رہے ہیں (اپنے نامۂ اعمال میں یعنی کفر جھٹلانا اور برے اعمال) تو تم انہیں خبر دو (فبشر هم بمعنی اخبر هم ہے) دردناک عذاب کی (الیم بمعنی مؤلم ہے) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے وہ ثواب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا (اور اس ثواب پر ان پر احسان نہیں کیا جاتا، غیر ممنون بمعنی غیر منقوص اور غیر مقطوع ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اذا السماء انشقت و اذنت لربها وحقت﴾

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، السماء: ''انشقت'' فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ، انشقت: جملہ فعلیہ مفسرہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذنت لربها: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، حقت: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جزا محذوف ''ال نفی الانسان کدحة'' کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا الارض مدت والقت ما فيها وتخلت﴾

و اذا الارض......الخ: جملہ شرطیہ بمطابق ترکیب ماقبل ''اذا السماء'' پر معطوف ہے۔

﴿يايها الانسان انک کادح الى ربک کدحا فملقيه﴾

يايها الانسان: نداء، انک: حرف مشبہ واسم، کادح: اسم فاعل بافاعل، الى ربک: ظرف لغو، کدحا: مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ملقیه: شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿فاما من اوتى كتبه بيمينه فسوف يحاسب حسابا يسيرا﴾

ف: مستانفہ، اما: حرف شرط، من: موصولہ، اوتى كتبه بيمينه: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، سوف: حرف استقبال، يحاسب: فعل مجہول بانائب الفاعل، حسابا يسيرا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف ''یکن من شیء'' کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وينقلب الى اهله مسرورا واما من اوتى كتبه وراء ظهره فسوف يدعوا ثبورا ويصلى سعيرا﴾

و: عاطفہ، ينقلب: فعل ''ھو'' ضمیر ذوالحال، مسرورا: حال، ملکر فاعل، الى اهله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اما: حرف شرط، من: موصولہ، اوتى كتبه وراء ظهره: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، سوف: حرف استقبال، يدعوا ثبورا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، يصلى سعيرا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف ''مھما یکن من شیء'' کی

جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انه كان في اهله مسرورا انه ظن ان لن يحور بلى ان ربه كان به بصيرا﴾

انه: حرف مشبہ واسم، كان: فعل ناقص "هو" ضمیر ذوالحال، فی اهله: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، مسرورا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انه: حرف مشبہ واسم، ظن: فعل بافاعل، ان: مخففہ باضمیر شان محذوف اسم، لن يحور: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، بلی: حرف ایجاب، ان ربه: حرف مشبہ واسم، كان به بصيرا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلا اقسم بالشفق والیل وما وسق والقمر اذا اتسق لتركبن طبقا عن طبق﴾

ف: فصیحیہ، لا: زائد، اقسم: فعل بافاعل، ب: جار، السفق: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اليل: معطوف اول، و: عاطفہ، ماوسق: موصول صلہ، ملکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، القمر: معطوف ثالث، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، اذا اتسق: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، لام: تاکید یہ، تركبن: فعل بافاعل، طبقا: ذوالحال، عن طبق: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فما لهم لا يومنون﴾

ف: فصیحیہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، هم: ضمیر ذوالحال، لايومنون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا قرئ عليهم القران لايسجدون بل الذين كفروا يكذبون﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، قرى عليهم: فعل مجہول وظرف لغو، القران: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لايسجدون: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ماقبل "لايومنون" پر معطوف ہے، بل: عاطفہ، الذين كفروا: موصول صلہ، ملکر مبتدا، يكذبون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله اعلم بما يوعون﴾

و: عاطفہ، الله: مبتدا، اعلم: اسم تفضیل بافاعل، بمايوعون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فبشرهم بعذاب اليم الا الذين امنوا وعملوا الصلحت لهم اجر غير ممنون﴾

ف: عاطفہ، بشر: فعل امر بافاعل "هم" ضمیر مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، الذين: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، اجر: موصوف، غير ممنون: صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مستثنی، ملکر مفعول، بعذاب اليم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......واذا قرئ عليهم القران ......☆ جب سورہ اقراء میں ﴿واسجدوا قترب﴾ نازل ہوا تو سید عالم ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر سجدہ کیا مومنین نے آپ کے ساتھ کیا اور کفار قریش نے نہ کیا ان کے اس فعل کی برائی میں یہ آیت نازل ہوئی کہ کفار پر جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے (مسئلہ) اس آیت سے ثابت ہوا کہ سجدہ تلاوت واجب ہے سننے والے پر اور حدیث سے ثابت ہے کہ سننے والے اور پڑھنے والے دونوں پر واجب ہے، خواہ سننے والے نے ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

آسمان شق ہونے سے متعلق اقوال:

ا.....اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿اذا السماء انشقت جب آسمان شق ہو (الانشقاق:۱)﴾،﴿ویوم تشقق السماء بالغمام اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں سے (الفرقان:۲۵)﴾،قرآن اپنی بعض آیات کا بعض دوسری آیات سے تفسیر کرتا ہے۔اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ قیامت کے ہول وشدت کی وجہ سے آسمان پھٹ جائے گا جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿وانشقت السماء فھی یومئذ واھیۃ اور آسمان پھٹ جائیگا تو اس دن اس کا پتلا حال ہوگا(الحاقۃ:۱۶)﴾۔اور ہماری بحث بادلوں کے ذریعے آسمان کے پھٹ جانے کی نفی نہیں کرتی۔اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ آسمان مُجرۃ سے پھٹ جائے گا،مَجَرَّۃ کہتے ہیں آسمان کے دروازے کو،اور اہل ہیئت کہتے ہیں کہ اس سے مراد چھوٹے ستارے ہیں جو کہ بڑے ستاروں سے ملے ہوئے ہوتے ہیں اور جن کا حسی اعتبار سے تمیز کرنا ممکن نہیں ہوتا لیکن ان کی جانب نظر کرنے سے شمار کیا جاسکتا ہے اور اس صورت میں ہماری سابقہ بحث کی نفی نہیں ہوتی کہ مَجَرَّۃ آسمان کے دروازے کا نام ہے۔اور سید عالم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی خبر دی اور فرمایا کہ:"اے معاذ!یمنی تجھ سے مَجَرَّۃ کے بارے میں سوال کریں تو کہنا کہ اژدھے کا لعاب ہے جو کہ عرش کے نیچے پایا جاتا ہے"۔

(روح المعانی، الجزء:۳۰،ص ۴۰۱)

زمین پھیلائے جانے کے متعلق اقوال واحادیث:

۲.....اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿واذا الارض مدت اور زمین دراز کی جائے(الانشقاق:۳)﴾۔زمین کی وسعت میں اضافہ کردیا جائے گا،مقاتل کہتے ہیں کہ زمین کو یوں برابر کردیا جائے گا کہ وہ چمڑے کی طرح پھیل جائے گی۔اس میں کوئی پہاڑ اور عمارت باقی نہ رہے گی۔حاکم نے ابن عمر سے یہ روایت کی ہے کہ جب قیامت کا روز قائم ہوگا تو زمین کو چمڑے کی طرح پھیلا دیا جائے گا اور مخلوقات کو جمع کیا جائے گا۔ (المظھری ،ج۷،ص ۳۷۵)

☆.....علی بن حسین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:"قیامت کا دن ہوگا تو اللہ ﷻ زمین کو پھیلا دے گا،یہاں تک کہ لوگوں کے پاؤں رکھنے کی جگہ ہوگی،پس سب سے پہلے مجھے ندا کی جائے گی اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام رحمٰن کے دائیں جانب ہونگے،پس میں کلام کروں گا کہ:"اے میرے رب!بیشک انہوں نے مجھے خبر دی تھی کہ تو نے ان کو میری جانب بھیجا ہے"،اللہ ﷻ فرمائے گا:"یہ حق وسچ ہے"،پھر میں شفاعت کروں گا،پس میں یوں کہوں گا:"اے میرے رب!تیرے بندوں نے زمین کے اطراف میں تیری عبادت کی ہے"،علی بن حسین کہتے ہیں کہ یہی مقام محمود ہے۔ (الطبری، الجزء:۳۰،ص ۱۴۰)

☆.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معراج کی رات سید عالم ﷺ کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام،حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی اور انہوں نے قیامت کا تذکرہ فرمایا،پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس بارے میں کلام کیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار فرمایا،پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار فرمایا،پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ قیامِ قیامت سے پہلے مجھے زمین پر دوبارہ نازل فرمائے گا،پس قیامت کب آئے گی اس کا علم اللہ ﷻ ہی کو ہے،پھر انہوں نے خروج دجال کا ذکر کیا اور فرمایا:میں نازل ہوکر اس کو قتل کروں گا،اور لوگ اپنے شہروں میں لوٹ جائیں گے،یاجوج ماجوج ہر بلندی سے اُن کے سامنے آئیں گے،جس پانی کے پاس سے گزریں گے اُسے پی جائیں گے اور جس چیز کے پاس سے گزریں گے اُس کو خراب کردیں گے،پھر لوگ اللہ ﷻ سے فریاد کریں گے،میں اللہ

ﷻ سے دعا کروں گا تو اللہ ﷻ بارش نازل فرمائے گا اور وہ بارش ان کی لاشوں کو سمندر میں ڈال دیگی، پھر پہاڑ ریزہ ریزہ کردیئے جائیں گے اور زمین کو چمڑے کی مانند کھینچ کر پھیلا دیا جائے گا اور مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ جب یہ ہوگا تو قیامت اتنا اچانک آجائے گی کہ جس طرح گھر والوں کو پتہ نہیں ہوتا کہ حاملہ عورت کو کب بچہ ہوجاتا ہے۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب طلوع الشمس من مغربها، رقم:٤٠٨١، ص٦٧٨)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگوں کو سفید اور چٹیل زمین میں جمع کیا جائے گا جو سفید گول روٹی کی طرح ہوگی جس میں کسی کی کوئی علامت نہیں ہوگی''۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: سورة الفرقان، رقم: ٤٧٦٠، ص٨٣٥)

زمین کا خزانے ومُردے اگل دینا:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والقت ما فیھا وتخلت اور جو کچھ اس میں ہے ڈال دے اور خالی ہوجائے (الانشقاق:٤)﴾۔ مجاہد کہتے ہیں کہ زمین اپنے مُردوں کو نکال کر باہر ڈال دیگی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ زمین اپنے تمام بوجھ کو نکال باہر کرے گی۔ (الطبری، الجزء:٣٠، ص١٤١)

امام قرطبی کہتے ہیں: ابن جبیر کہتے ہیں کہ مُردے زمین سے باہر نکال دیئے جائیں گے اور زندہ لوگوں سے زمین خالی کردی جائے گی۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ زمین اپنے خزانے اور دفینے باہر کردے گی اور خالی ہوجائے گی یعنی زمین کا پیٹ خالی ہوجائے گا اور اُس میں کچھ بھی باقی نہ رہے گا اور یہ اللہ ﷻ کے حکم سے ہوگا، جیسا کہ حاملہ عورت کا وضع حمل کے بعد پیٹ خالی ہوجاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ زمین کا ظاہر حصہ پہاڑوں اور سمندروں سے خالی ہوجائے گا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جو بھی زمین میں بطور امانت اور حفاظت کے رکھا گیا تھا سب ہی کچھ ختم ہوجائے گا کیونکہ اللہ ﷻ نے زمین کے اوپر اپنے بندوں کو عبادت کے لئے اور زمین کے اندر بطور امانت کے رکھنے کا اہتمام فرمایا ہے۔ (القرطبی، الجزء:٣٠، ص٢٣٧)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہے کہ نہر فرات (نہر کوفہ) اپنے خزانے کھول دے تو جو بھی وہاں حاضر ہوگا اس (سونے کے) خزانوں سے کچھ بھی نہ لیگا''۔ (مشکوة المصابیح، باب: اشراط الساعة، الفصل الاول، ص٤٦٩)

مومن کے نامۂ اعمال اور آسانی سے حساب کا معاملہ:

۴......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یایھا الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملقیه فاما من اوتی کتبه بیمینه فسوف یحاسب حسابا یسیرا اور اے آدمی بیشک تجھے اپنے رب کی طرف ضرور دوڑنا ہے پھر اس سے ملنا تو وہ جو اپنا نامۂ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا (الانشقاق: ٦تا٨)﴾۔ ان آیات میں پہلے تو انسان کو کوشش وجدوجہد کا حکم دیا گیا ہے کہ انسان اپنے اعمال میں کوشش کرے، کیونکہ ''الکدح'' کا معنی یہی ہے کہ انسان کا خیر وشر کے امور میں کوششیں کرنا ہ، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اپنے رب کے حکم کو بجالانے کی سعی کرے اور موت کے بعد اپنے رب ﷻ سے ملنے کی کوشش میں مصروف عمل رہے، معنی یہ ہے کہ اپنی ذات کو موت سے ہمکنار رکھنے کے لئے تیار رہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنی دنیا کو اپنے رب ﷻ کی ملاقات کے لئے کوشاں رکھے۔ حساب ہونا یقینی امر ہے، اور آسانی سے حساب ہونے کا معنی یہ ہے کہ بندے پر اعمال پیش کردیئے جاتے ہیں اور وہ طاعت ومعصیت کو پہچانتا ہے، پھر طاعت پر ثواب کماتا ہے اور اس کی معصیت سے درگزر کردیا جائے تو یہی آسان حساب ہونے کا معنی ہے اس لئے کہ جب حساب آسان ہوتا ہے تو حساب کی نہ تو شدت ہوگی اور نہ ہی کوئی مناقشہ (سختی) ہوگا، اور نہ ہی بندے سے یہ کہا جائے گا کہ تو نے یہ عمل کیوں کیا اور نہ ہی اُس سے عذر طلب کیا جائے گا اور نہ ہی حجت مانگی جائے گی

کیونکہ جب حجت طلب کی جائے اور جواب نہ بن پڑے تو کلام بے کار ہوتا ہے۔ (الخازن، ج ٤، ص ٤٠٨)

☆...... بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو کسی نماز میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ''اے اللہ ﷻ! مجھ سے حساب آسان لینا''، میں نے عرض خدمت کی: یارسول اللہ ﷺ! آسان حساب کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ ہے کہ اللہ ﷻ اپنے بندے کے اعمال نامے کو دیکھ کر اُس سے درگزر فرمالے، اور جس سے اُس دن حساب میں مناقشہ کیا جائے گا وہ ہلاک ہوجائے گا اور مومن پر دنیا میں جو بھی مصیبت آتی ہے، اللہ ﷻ اس مصیبت کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنادیتا ہے، یہاں تک کہ اُسے کانٹا بھی چبھتا ہے تو وہ اُس کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے''۔ (شعب الایمان، کتاب الایمان، باب:فی حشر الناس بعد، رقم: ٢٧٠، ج ١، ص ٢٠٣)

☆...... ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کی زوجہ مطہرہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب بھی کوئی ایسی بات سماعت کرتیں جو انہیں سمجھ میں نہ آتی تو وہ سوال کرلیتیں، یہاں تک کہ اُس بات کو سمجھ لیں، بیشک جب سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی سے حساب لیا گیا اُسے عذاب دیا گیا''، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کیا اللہ ﷻ نے یہ نہیں فرمایا: ﴿فسوف یحاسب حسابا یسیرا﴾ اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا (الانشقاق:۸)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مراد حساب کو پیش کرنا ہے، لیکن جس سے حساب میں مناقشہ کیا جائے گا وہ ہلاک ہوجائے گا''۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من سمع شیئا، رقم: ١٠٣، ص ٢٣)

کافر کے نامۂ اعمال اور حساب کا معاملہ:

۵...... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿واما من اوتی کتبه وراء ظهره﴾ اور وہ جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے (الانشقاق:۱۰)۔ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ آیت مقدسہ اسود بن عبد الاسد ابوسلمہ کے بھائی کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن عباس نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ آیت ہر مومن و کافر کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ بندے کا دایاں ہاتھ کھینچا جائے گا اور فرشتہ اُس کے ہاتھ کو کھینچ لے گا اور وہ اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ سے نامۂ اعمال پکڑے گا۔ مقاتل اور قتادہ کہتے ہیں کہ کافر کے سینے اور پسلیوں میں سے بایاں ہاتھ گزار کر پیٹھ کے پیچھے سے نکالا جائے گا، پس وہ اسی طرح سے نامۂ اعمال پکڑے گا۔ مزید فرمایا: ﴿فسوف یدعوا ثبورا ویصلی سعیرا﴾ وہ عنقریب موت مانگے گا اور بھڑکتی آگ میں جائے گا (الانشقاق:۱۱تا۱۲)۔ یعنی ہلاکت کو پکارے گا اور جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (القرطبی، الجزء: ٣٠، ص ٢٣٩)

☆...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''جہنم کو کثرت سے یاد کیا کرو، اس کی گرمی شدید، اس کی تہہ بہت گہری اور اس کے ہتھوڑے لوہے کے ہیں''۔ (سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم، باب:ما جاء فی صفة قعر جهنم، رقم: ٢٥٨٤، ص ٧٤١)

شفق کے معنی اور کچھ تفصیل:

٦...... اللہ نے فرمایا: ﴿فلا اقسم بالشفق﴾ تو مجھے قسم ہے شام کے اجالے کی (الانشقاق:۱٦)۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں الشفق الحمرة یعنی غروب آفتاب کے بعد سرخی کو شفق کہتے ہیں۔ اس حدیث کو امام شافعی نے لیا ہے جب کہ ہمارے نزدیک اس سرخی کے بعد جو سفیدی ظاہر ہوتی ہے وہ شفق ہے، اور یہی صحیح ہے۔

فاضل بریلوی فرماتے ہیں: ماقبل دار القطنی کی حدیث میں ابن عمر کا قول امام شافعی کا مؤید ہے جب کہ امام اعظم کے نزدیک شفق ابیض تک ہے اور اسی کو درایۃً ترجیح اور دلیل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اِسی پر اعتماد کیا جائے۔ ہمارا مذہب اجلائے صحابہ مثل افضل الخلق بعد الرسل صدیق اکبر وام المومنین بی بی صدیقہ وامام العلماء معاذ بن جبل وسید القراء اُبی بن کعب وسید الحفاظ ابو ہریرہ، وعبد اللہ بن زبیر واکابر تابعین مثل امام اجل محمد باقر وامیر المومنین عمر بن عبد العزیز واجلائے تبع تابعین مثل مبرد وثعلب وفراء وبعض کبرائے شافعیہ مثل ابو

سلیمان خطابی وامام مزنی تلمیذ خاص امام شافعی وغیرہم سے منقول کمافی عمدۃ القاری وغنیہ المستملی وغیرھا اور اب اگر ابن عمر سے صراحۃً ثابت بھی ہو کہ انہوں نے بعد غروب ابیض مغرب پڑھی تو صاف محتمل کہ انہوں نے کسی سفر میں سید المرسلین ﷺ کو بعد شفق احمر شفق ابیض میں مغرب اور اس کے بعد عشاء پڑھتے دیکھا اور اپنے اجتہاد کی بناء پر یہی سمجھا ہو کہ سید عالم ﷺ نے وقت قضاء کر کے جمع فرمائی ،اب چاہے ابن عمر سے ثابت ہو جائے کہ انہوں نے یہ رات گئے یا آدھی رات ڈھلے مغرب پڑھی ،یہ اُن کے لئے اپنے مذہب پونچی ہو گا کہ جب وقت قضاء ہو گیا تو گھڑی اور پہر سب یکساں ،مگر ہم پر حجت نہ ہو سکے گا کہ ہمارے مذہب پر وہ جمع صوری ہی تھی جسے جمع حقیقی سے اصلاً علاقہ نہ تھا ،یہ تقریر بحمد اللہ وافی وکافی اور مخالف کے تمام دلائل وشبہات کی دافع ونافی ہے ،اگر ہمت ہے تو کوئی حدیث صحیح صریح ایسی لاؤ جس سے صاف صاف ثابت ہو کہ سید عالم ﷺ نے حقیقۃً شفق ابیض گزار کر وقت اجتماعی عشاء میں مغرب پڑھی یا اس طور پر پڑھنے کا حکم فرمایا مگر بحول اللہ عزوجل قیامت تک کوئی حدیث ایسی نہیں دکھا سکو گے۔

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ ،رسالہ:حاجز البحرین ،ج۵،ص۲٤٦وغیرہ)

☆......جابر نے عقیل ﷺ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ مغرب کو مؤخر کرتے تھے یہاں تک کہ اس کو اور عشاء کو جمع کر لیتے ،جب شفق غائب ہوتی تھی۔(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃالمسافرین،باب:جواز الجمع بین الصلوتین،برقم:(۱۵۱۲(۱۰)/٤/۷۰٤،ص۳۲٤)

پس احادیث واقوال علماء وفقہاء کی روشنی میں اعلیٰ حضرت کا موقف واضح ہے کہ احناف کا عمل شفق کے بارے میں درست ہے ،یعنی ابیض تک ہے۔اور جہاں احادیث میں دو نمازیں جمع کرنے کا بیان ہے وہاں جمع صوری ہے نہ کہ جمع حقیقی ،تدبر۔

قرآن سن کر سجدہ نہ کرنے والوں کا بیان:

ے......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿واذا قرئ علیھم القرآن لا یسجدون اورجب قرآن پڑھا جائے سجدہ نہیں کرتے (الانشقاق:۲۱)﴾۔اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قرآن سننے پر سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے کیونکہ اس آیت میں اُن لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو قرآن سن کر سجدہ نہیں کرتے۔یہاں یہ بھی بیان ہے کہ مطلق قرآن سن کر سجدہ لازم نہیں ہوتا بلکہ آیت سجدہ سماعت کرنے یا تلاوت کرنے پر سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے۔ (المظھری ،ج۷،ص۳۷۸)

نوٹ:ہم نے مفصل کلام عطائین ،ج۳،ص۸٦،اور ج۴،ص۲۷،۲۲۴ میں کر دیا ہے،طلباء انہی مجلدات کی جانب رجوع کریں۔

اغراض:

سمعت واطاعت: آسمان کی فرمانبرداری کرنے کی حالت میں شبہ کا بیان ہے کہ وہ قدرتِ الٰہی کی تاثیر سے واقف ہے، کہ اللہ کے حکم کو سن کر پیروی کرتے ہوئے حکم بجالاتی ہے اور آسمان اللہ کے ارادوں سے واقف ہے اور تمام امور اللہ کی جانب تفویض کئے ہوئے ہیں اور اس طرح کوئی تنازع نہیں رہتا۔**ولم یبق علیھا بناء ولا جبل:** مخلوق کے حساب کے لئے جمع ہونے کی بناء پر زمین کو وسیع کر دیا جائے گا یہاں تک کہ ہر بشر کا قدم اس پر موجود ہو جائے گا اگر چہ مخلوق بہت ہو گی اور آیت کا ظاہر یہ کہتا ہے کہ زمین اپنی بقاء کے ساتھ کھینچ کر پھیلا دی جائے گی ،لیکن یہ مراد نہیں ہے کیونکہ ایک زمین کو دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا جیسا کہ اللہ نے فرمایا:﴿یوم تبدل الارض غیر الارض(ابراھیم:۴۸)﴾۔**من الموتی:** مراد زمین کے خزانے ،دفینے اور زروع ہیں۔

ای ملاق عملک: میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ’’ملاقیہ‘‘ کی ضمیر ’’الکدح بمعنی العمل‘‘ کی جانب عائد ہے،اور کلام میں مضاف حذف ہے،تقدیر عبارت یوں ہو گی:’’ای ملاق حسابہ وجزائہ ‘‘،اور یہ بھی درست ہے کہ ضمیر عائد ہو ’’اللہ‘‘ کی جانب اور معنی یہ ہو کہ اپنے رب سے ملاقات کا وقت جس سے راہ فرار نہیں ہے۔

ھو المومن: مومن کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جانے کا بیان کرنا مقصود ہے اگرچہ مومن معصیت کرنے والا ہو اور مستحق نار ہو۔**ھو عرض عملہ علیہ:** یعنی اللہ کے حضور اعمال پیش کئے جائینگے، اور بندے کو طاعت اور معصیت کی پہچان کرائی جائے گی اور طاعت پر ثواب دیا جائے گا اور نافرمانی سے تجاوز کیا جائے گا اور یہ حساب آسان ہے جس میں شدت ومناقشہ نہیں ہوگا، اور نہ ہی یوں کہا جائے گا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا؟، اور نہ ہی عذر طلب کیا جائے گا اور نہ ہی دلیل مانگی جائے گی۔

تغل یمناہ: کافر کے ساتھ اس طرح کا معاملہ آیت مذکورہ کے ضمن میں ہوگا: ﴿واما من اوتی کتبہ بشمالہ (الحاقۃ:۲۵)﴾۔**جمع ما دخل علیہ:** یعنی رات دن میں منتشر ہونیوالی مخلوق، چوپائے وغیرہ کو سمیٹ دیتی ہے۔**وغیرھا:** جیسا کہ درخت اور سمندر، کہ رات ہونے پر یہ بھی ٹھہر جاتے ہیں۔**وھو الموت ثم الحیاۃ:** یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے جب کہ عکرمہ کہتے ہیں کہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو پہلے وہ ''رضیع'' ہوتا ہے، اس کے بعد 'فطیم''، پھر 'غلام''، اس کے بعد جوان ہونے پر 'شاب'' اور آخر میں بوڑھا ہونے پر ''شیخ'' کہلاتا ہے۔

لا یخضعون: مراد لغوی سجدہ ہے نہ کہ عرفی، اور یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد حقیقی سجدۂ تلاوت ہے، اور ائمہ کا اس بارے میں اختلاف ہے۔ (الصاوی، ج۶، ص ۲۵۱ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ البروج مکیۃ وھی اثنتان وعشرون آیۃ

(سورۂ بروج مکی ہے جس میں ۲۲ آیات ہیں)

تعارف سورۃ البروج

اس سورت میں ایک رکوع، بائیس آیتیں، ایک سو نو کلمات، چار سو پینسٹھ حروف ہیں۔ یہ سورت مکہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کفار کا ظلم وستم ایمان والوں پر بڑھ گیا تھا کہ جب اہل ایمان لوگوں کو انہوں نے انگاروں سے بھری ہوئی خندقوں میں ڈالا کفر اور باطل نعمت وہدایت سے محروم ہونے کے باعث جو ہر انسانیت سے بھی عاری تھے، رحم وشفقت کا جذبہ ان کے دلوں میں نہ تھا، کمزور اور بے بس اہل ایمان پر وہ وحشی درندوں کی طرح جھپٹتے ہیں اور زندہ انسانوں کو بھڑکتے شعلوں میں دھکیل دیتے ہیں۔ اور ان کو تڑپتے دیکھ کر ان کو خوشی ہوتی اور رقص کرنا ان کا معمول تھا۔ لیکن ظلم وستم کے سامنے جو اہل ایمان کی ثابت قدمی اپنے اندر جو حسن وجمال رکھتی ہے اس کی بھی مثال نہیں ہے، وہ ظلم وستم کی چکی میں پس رہے تھے، وہ تشدد کے شکنجوں میں کسے جارہے تھے لیکن ان کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ ان کی آنکھوں سے کوئی آنسو نہ ٹپکتا، نہ آہ کرتے، نہ فریاد، اپنے مولائے کریم کی خوشنودی کے حصول کو اپنی مسرتوں اور سعادتوں کی معراج یقین کرتے، وہ یقین رکھے ہوئے تھے کہ ایک دن کفر کا طلسم ٹوٹ جائے گا، کافروں کی قوتیں مغلوب ہو جائیں گی، مخالفت کے طوفان تھم جائیں گے۔ ابو جہل سے پہلے فرعون اور ثمودی گزرے ہیں لیکن وہ اپنی موت خود ہی مر گئے اور حق کا پرچم لہراتا رہا اور قیامت تک لہراتا رہے گا۔

رکوع نمبر: ۱۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والسماء ذات البروج (۱)﴾ لِلْکَوَاکِبِ اِثْنَاعَشَرَبُرْجًا تَقَدَّمَتْ فِی الْفُرْقَانِ ﴿والیوم الموعود (۲)﴾ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ﴿وشاھد﴾ هُوَیَوْمِ الْجُمُعَةِ ﴿ ومشھود (۳)﴾ یَوْمِ عَرَفَةَ کَذَا فُسِّرَتِ الثَّلٰثَةِ فِی الْحَدِیْثِ فَالْاَوَّلُ مَوْعُوْدٌ بِہٖ وَالثَّانِیْ بِالْعَمَلِ فِیْهِ وَالثَّالِثُ تَشْهَدُهُ النَّاسُ وَالْمَلَائِکَةِ وَجَوَابُ الْقَسَمِ مَحْذُوْفٌ صَدْرُهٗ اَیْ تَقْدِیْرُهُ لَقَدْ ﴿قتل﴾ لُعِنَ ﴿ اصحب الاخدود (۴)﴾ اَلشَّقِّ فِی الْاَرْضِ ﴿النار﴾ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ مِنْهُ ﴿ ذات الوقود (۵)﴾ مَاتُوْقَدُ بِہٖ ﴿اذ ھم علیھا﴾ اَیْ حَوْلَهَا عَلٰی جَانِبِ الْاُخْدُوْدِ عَلَی الْکَرَاسِیِّ ﴿ قعود (۶)﴾ وھم علی ما یفعلون بالمؤمنین﴾ بِاللّٰهِ مِنْ تَعْذِیْبِهِمْ بِالْاِلْقَاءِ فِی النَّارِ اِنْ لَّمْ یَرْجِعُوْا عَنْ اِیْمَانِهِمْ ﴿ شھود (۷)﴾ حُضُوْرٌ رُوِیَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْجَی الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُلْقِیْنَ فِی النَّارِ بِقَبْضِ اَرْوَاحِهِمْ قَبْلَ وُقُوْعِهِمْ فِیْهَا وَخَرَجَتِ النَّارُ اِلٰی مَنْ ثَمَّ فَاَحْرَقَتْهُمْ ﴿وما نقموا منھم الا ان یؤمنوا باللہ العزیز﴾ فِیْ مُلْکِہٖ ﴿ الحمید (۸)﴾ اَلْمَحْمُوْدِ ﴿الذی لہ ملک السموت والارض واللہ علی کل شیء شھید (۹)﴾ اَیْ مَا اَنْکَرَ الْکُفَّارُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِلَّا اِیْمَانَهُمْ ﴿ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنت﴾ بِالْاِحْرَاقِ ﴿ ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم﴾ بِکُفْرِهِمْ ﴿ ولھم عذاب الحریق (۱۰)﴾ اَیْ عَذَابُ اِحْرَاقِهِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْاٰخِرَةِ وَقِیْلَ فِی الدُّنْیَا بِاَنْ اُخْرِجَتِ النَّارُ فَاَحْرَقَتْهُمْ کَمَا تَقَدَّمَ ﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت لھم جنت تجری من تحتھا الانھر ذلک الفوز الکبیر (۱۱)﴾ ان بطش ربک ﴿ بِالْکُفَّارِ ﴿لشدید (۱۲)﴾ بِحَسْبِ اِرَادَتِہٖ ﴿انہ ھو یبدئ

ویعید(۱۳) ﴾فَلَایُعۡجِزُہٗ مَایُرِیۡدُ﴿وہو الغفور﴾ لِلۡمُذۡنِبِیۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ﴿ الودود(۱۴) ﴾اَلۡمُتَوَدِّدُ اِلٰی اَوۡلِیَائِہٖ بِالۡکَرَامَۃِ﴿ذو العرش﴾خَالِقُہٗ وَمَالِکُہٗ ﴿المجید (۱۵) ﴾بِالرَّفۡعِ الۡمُسۡتَحِقُّ لِکَمَالِ صِفَاتِ الۡعُلُوِّ﴿فعال لما یرید (۱۶) ﴾لَایُعۡجِزُہٗ شَیۡءٌ﴿ہل اتک﴾یَامُحَمَّدُ﴿ حدیث الجنود (۱۷) فرعون وثمود(۱۸) ﴾بَدَلٌ مِنَ الۡجُنُوۡدِ وَاسۡتَغۡنٰی بِذِکۡرِفِرۡعَوۡنَ عَنۡ اَتۡبَاعِہٖ وَحَدِیۡثُہُمۡ اَنَّہُمۡ اُہۡلِکُوۡا بِکُفۡرِہِمۡ وَہٰذَا تَنۡبِیۡہٌ لِمَنۡ کَفَرَ بِالنَّبِیِّ وَالۡقُرۡاٰنِ لِیَتَّعِظُوۡا﴿بل الذین کفروا فی تکذیب (۱۹) ﴾بِمَاذُکِرَ﴿والله من ورائہم محیط(۲۰) ﴾لَاعَاصِمَ لَہُمۡ مِنۡہُ﴿بل ہو قران مجید(۲۱) ﴾عَظِیۡمٌ ﴿فی لوح ﴾ہُوَفِی الۡہَوَاءِ فَوۡقَ السَّمَاءِ السَّابِعَۃِ ﴿محفوظ(۲۲) ﴾بِالۡجَرِّ مِنَ الشَّیَاطِیۡنِ وَمِنۡ تَغَیُّرِشَیۡءٍ مِنۡہُ وَطُوۡلُہٗ مَابَیۡنَ السَّمَاءِ وَالۡاَرۡضِ وَعَرۡضُہٗ مَابَیۡنَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَہُوَ مِنۡ دُرَّۃٍ بَیۡضَاءِ قَالَہُ ابۡنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا.

﴿ترجمہ﴾

قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں (ستاروں کے جن کی تعداد بارہ ہے اس کا تذکرہ سورۃ الفرقان میں گزر چکا ہے......۱......)اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے (یعنی روز قیامت کی)اور گواہ کی (مراد اس سے روز جمعہ ہے)اور اس کی جس میں حاضر ہوتے ہیں (یعنی یوم عرفہ کی ان تینوں کی یہی تفسیر حدیث پاک میں کی گئی ہے پس پہلی وہ ہے جس کا وعدہ دیا گیا ہے اور دوسری چیز وہ ہے جو خود اپنے عمل پر گواہ ہے اور تیسری شے وہ جس میں لوگ اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں......۲......،اس کے جواب قسم کا ابتدائی حصہ ''لقد'' مقدر ہے)لعنت ہو (قتل بمعنی لعن ہے) کھائی والوں پر (''اخدود'' کھائی کو کہتے ہیں......۳......) بھڑکتی آگ والوں پر (''النار'''' اصحب الاخدود'' سے بدل اشتمال ہے،ذات الوقود بمعنی ما توقد بہ ہے)جب وہ اس پر (یعنی کھائی کے کنارے پر اس کے اردگرد کرسیوں پر) بیٹھے تھے اور وہ جو کچھ کر رہے تھے (اللہ ﷻ پر) ایمان رکھنے والوں کے ساتھ (یعنی انہیں آگ میں ڈال کر عذاب دینا ایمان سے نہ پھرنے کی صورت میں) وہ خود اس پر گواہ ہیں (شہود بمعنی حضور ہے،روایت میں ہے کہ اللہ ﷻ نے ان مومنین کو آگ میں ڈالے جانے سے پہلے ان کی ارواح قبض فرما کر انہیں نجات دی اور اسی مقام سے آگ باہر نکل آئی اور اس نے کافروں کو جلا کر بھسم کر ڈالا)اور انہیں مسلمانوں کا کیا برا لگا یہی نہ کہ وہ ایمان لائے اللہ پر (جو اپنے ملک میں)غلبہ رکھنے والا سب خوبیاں سراہا (الحمید بمعنی المحمود ہے) کہ اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے (یعنی اللہ ﷻ اس پر بھی گواہ ہے کہ کافروں نے مسلمانوں پر ان کے ایمان کی وجہ سے ظلم ڈھائے) بیشک جنہوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو (آگ میں جلا کر) پھر توبہ نہ کی تو ان کے لیے (ان کے کفر کے سبب) جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے آگ کا عذاب ہے (یعنی آخرت میں انہیں مسلمان کو جلانے کے سبب عذاب ہوگا اور ایک قول یہ ہے کہ انہیں دنیا میں بھی عذاب دیا گیا کہ کھائی سے آگ باہر نکل آئی اور اس نے انہیں جلا دیا......۴......) بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں یہی بڑی کامیابی ہے بیشک تیرے رب کا (کافروں کو) پکڑنا بہت سخت ہے (یہ اس کے ارادے کے موافق ہے) بیشک وہی پیدا کرتا ہے (مخلوق کو)اور اعادہ کرے گا (اسے اس کے ارادے سے کوئی عاجز نہیں کر سکتا)اور وہی بخشنے والا ہے (گناہ گار مسلمانوں کو اپنے اولیاء سے) محبت کرنے والا عرش والا (یعنی عرش کا خالق اور مالک)عزت والا (کمال علو کی صفات کا مستحق ''المجید'' کو مرفوع پڑھا گیا ہے) ہمیشہ جو چاہے کرنے والا (کوئی شے اسے عاجز نہیں کر سکتی اے حبیب ﷺ) کیا تمہارے پاس

لشکروں کی بات آئی فرعون اور ثمود کی ("فرعون و ثمود" "الجنود" سے بدل ہے فرعون کو ذکر کرنے کے بعد اس کے پیروکار کے تذکرہ سے استغناء ہوگیا، بات یہ ہے کہ انہیں ان کے کفر کے سبب ہلاک کر دیا گیا پس یہ ان کے لیے تنبیہ ہے جنہوں نے نبی پاک ﷺ اور قرآن پاک کے ساتھ کفر کیا کہ وہاں سے نصیحت پکڑیں) بلکہ کافر جھٹلانے میں ہیں (انہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا) اللہ ان کے پیچھے سے انہیں گھیرے ہوئے ہے (انہیں اللہ عزوجل سے کوئی بچانے والا نہیں) بلکہ وہ عظمت والا قرآن ہے (مجید بمعنی عظیم ہے) اس لوح میں (جو کہ ساتویں آسمان سے اوپر فضاء میں ہے) جو محفوظ ہے (شیاطین کی دسترس اور تغییر و تبدیلی ہے، لوح محفوظ کی لمبائی زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ جتنی ہے اور اس کی چوڑائی مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ کی مقدار ہے، لوح محفوظ سفید رنگ کے موتی کا ہے یہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے......۵......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والسماء ذات البروج والیوم الموعود.......... ذات الوقود اذ هم علیها قعود﴾

و: قسمیہ جار، السماء: موصوف، ذات البروج: صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الیوم الموعود: مرکب توصیفی معطوف اول، و: عاطفہ، شاهد: معطوف ثانی، و: عاطفہ، مشهود: معطوف ثالث، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف "نقسم" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، قتل: فعل مجہول، اصحب: مضاف، الاخدود: مبدل منہ، النار: موصوف، ذات الوقود: صفت، ملکر بدل، ملکر مضاف الیہ، ملکر نائب الفاعل، اذ: مضاف، هم: مبتدا، علیها قعود: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وهم علی ما یفعلون بالمومنین شهود﴾

و: عاطفہ، هم: مبتدا، علی: جار، ما یفعلون بالمومنین: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، شهود: حرف اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما نقموا منهم الا ان یومنوا بالله العزیز الحمید الذی له ملک السموت والارض﴾

و: عاطفہ، ما نقموا: فعل نفی با فاعل، منهم: ظرف لغو، الا: اداۃ حصر، ان: مصدریہ، یومنوا: فعل بافاعل، ب: جار، الله: موصوف، العزیز الحمید: صفتان، الذی: موصول، له ملک السموت والارض: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر صفت ثالث، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والله علی کل شیء شهید﴾

و: عاطفہ، الله علی کل شیء شهید: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین فتنوا المومنین والمومنت ثم لم یتوبوا فلهم عذاب جهنم ولهم عذاب الحریق﴾

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، فتنوا: فعل با فاعل، المومنین والمومنت: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لم یتوبوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر اسم، ف: جزائیہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب جهنم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لهم عذاب الحریق: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت لهم جنت تجری من تحتها الانهر ذلک الفوز الکبیر﴾

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، امنوا وعملوا الصلحت: صلہ، ملکر اسم، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، جنت: موصوف، تجری

مــن تــحتهــا : ظرف لغو، الانهــر : فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ،ذلک :مبتدا، الفوز الکبیر : خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان بطش ربک لشدید انه هو یبدیٔ و یعید﴾

ان بطش ربک : حرف مشبہ واسم ،لام :تاکیدیہ ،شدید :خبر، ملکر جملہ اسمیہ ،انه :حرف مشبہ واسم ،هو :مبتدا، یبدیٔ : جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،یعید: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وهو الغفور الودود ذو العرش المجید فعال لما یرید﴾

و :عاطفہ ،هو :مبتدا، الغفور الودود: خبران، ذو العرش المجید :خبر ثالث ،فعال لما یرید :شبہ جملہ خبر رابع، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هل اتک حدیث الجنود فرعون وثمود بل الذین کفروا فی تکذیب﴾

هــل : حرف استفہام ،اتک :فعل ومفعول ،حــدیــث :مضاف ،الــجــنــود :مبدل منہ ،فــرعــون :معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،ثـمـود :معطوف، ملکر بدل، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ، بـل : عاطفہ ،الـذیـن کـفـروا :موصول صلہ، ملکر مبتدا، فی تکذیب : ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله من ورائهم محیط بل هو قران مجید فی لوح محفوظ﴾

و : عاطفہ ،الـلـه :مبتدا، مـن ورائهـم محیط : شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ،بل :عاطفہ ،هو :مبتدا، قران : موصوف ،مـجـید :صفت اول، فی لوح محفوظ :ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......قتـل اصحب الاخدود......☆ مروی ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اس کا جادوگر بوڑھا ہو گیا اس نے بادشاہ سے کہا کہ میرے پاس ایک لڑکا بھیج جسے میں جادو سکھادوں۔ بادشاہ نے ایک لڑکا مقرر کردیا وہ جادو سیکھنے لگا راہ میں ایک راہب رہتا تھا اس کے پاس بیٹھنے لگا اور اس کا کلام اس کے دل نشین ہوتا گیا۔ اب اس نے آتے جاتے راہب کی صحبت میں بیٹھنا مقرر کرلیا۔ ایک روز راستے میں ایک مہیب جانور ملا لڑکے نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر یہ دعا کی کہ یارب اگر راہب تجھے پیارا ہے تو میرے پتھر سے اس جانور کو ہلاک کردے۔ وہ جانور اس کے پتھر سے مرگیا اس کے بعد لڑکا مستجاب الدعوات ہو گیا۔ اس کی دعا سے کوڑھی اور اندھے اچھے ہونے لگے۔ بادشاہ کا ایک مصاحب نابینا ہو گیا تھا وہ آیا لڑکے نے دعا کی وہ اچھا ہو گیا۔ اور اللہ پر ایمان لے آیا اور بادشاہ کے دربار میں پہنچا اس نے کہا تجھے کس نے اچھا کیا کہا میرے رب نے، بادشاہ نے کہا میرے سوا اور بھی کوئی رب ہے یہ کہہ کر بادشاہ نے اس پر سختیاں شروع کیں یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا پتہ بتادیا، لڑکے پر سختیاں کیں اور اس نے راہب کا پتہ بتادیا۔ راہب پر سختیاں کیں اور اس سے کہا اپنا دین ترک کر اس نے انکار کیا تو اس کے سر پر آرا رکھ کر چروادیا۔ پھر مصاحب کو بھی چروادیا، پھر لڑکے کو حکم دیا کہ پہاڑی کی چوٹی سے گرایا جائے۔ سپاہی اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے اس نے دعا کی پہاڑ پر زلزلہ آیا۔ سب گر کر ہلاک ہو گئے۔ لڑکا صحیح سلامت چلا آیا۔ بادشاہ نے کہا سپاہی کیا ہوئے؟ کہا سب کو خدا نے ہلاک کردیا، پھر بادشاہ نے لڑکے کو سمندر میں غرق کرنے کے لئے بھیجا لڑکے نے دعا کی کشتی ڈوب گئی تمام شاہی آدمی ڈوب گئے۔ لڑکا صحیح سلامت بادشاہ کے پاس آگیا۔ بادشاہ نے کہا وہ آدمی کیا ہوئے کہا سب کو اللہ نے ہلاک کردیا اور تو مجھے قتل کر ہی نہیں سکتا جب تک وہ کام نہ کرے جو میں بتاؤں۔ کہا وہ کیا؟ لڑکے نے کہا ایک میدان میں سب لوگوں کو جمع کر اور مجھے کھجور کے ڈھنڈ پر سولی دے۔ پھر میرے ترکش سے ایک تیر نکال کر ”بسم الله رب الغلام“

کہہ کر مارا ایسا کریگا تو مجھے قتل کر سکے گا۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا تیر لڑکے کی کنپٹی پر لگا اس نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور واصل بحق ہو گیا۔ اسے دیکھ کر تمام لوگ ایمان لے آئے اس سے بادشاہ کو اور زیادہ صدمہ ہوا۔ اس نے ایک خندق کھدوائی اور اس میں آگ جلوائی اور حکم دیا کہ جو دین سے نہ پھرا۔ اس کو اس آگ میں ڈال دو، لوگ ڈالے گئے یہاں تک کہ ایک عورت آئی اس کی گود میں ایک بچہ تھا وہ ذرا جھجکی، بچہ نے کہا اے ماں صبر کر نہ جھجک تو سچے دین پر ہے۔ وہ بچہ اور ماں بھی آگ میں ڈال دیئے گئے۔ یہ حدیث صحیح ہے مسلم نے اس کی تخریج کی۔ اس سے اولیاء کی کرامتیں ثابت ہوتی ہیں آیت میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

البروج اور الفرقان میں برج کا بیان:

۱...... ﴿والسماء ذات البروج اور قسم آسمان کی جس میں برج ہیں (البروج:۱)﴾، ﴿تبرک الذی جعل فی السماء بروجا بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے (الفرقان:۶۱)﴾۔ متذکرہ آیت میں برج سے کیا مراد ہے اس بارے میں چار اقوال ہیں: (۱)...... مراد ستارے ہیں، اور یہ قول حسن، قتادہ، مجاہد اور ضحاک کا ہے۔ (۲)...... برج سے مراد محل ہیں اور یہ قول ابن عباس، عکرمہ اور مجاہد رضی اللہ عنہم کا ہے اور عکرمہ کا ایک قول یہ ہے کہ برج سے مراد آسمانی محل ہیں اور مجاہد کے مطابق برج سے مراد محل کے محافظ ہیں۔ (۳)...... منہال بن عمرو کہتے ہیں کہ برج سے مراد کوئی اچھی مخلوق ہے۔ (۴)...... ابوعبیدہ اور یحییٰ بن سلام کے مطابق مراد منازل ہیں، اور یہ بارہ ہیں اور یہی سورج، چاند اور ستاروں کی منزلیں ہیں اور چاند ہر برج میں دو یا تین دن سیر کرتا ہے، اور اسی لئے یہ اٹھائیس دن دکھائی دیتا ہے اور دو دن چھپ جاتا ہے اور سورج ہر برج میں ایک ماہ سیر کرتا ہے اور بارہ برج یہ ہیں: حَمل، ثور، جَوزاء، سَرطان، اسَد، سُنبلۃ، میزان، عقرب، قَوس، جَدی، دَلو اور حُوت، اور کلام عرب میں برج کو قصور کہا جاتا ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۴۸)

متذکرہ بالا قسموں کے بارے میں اقوال مفسرین:

۲...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿والیوم الموعود اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے (البروج:۲)﴾۔ یوم الموعود سے مراد قیامت کا دن ہے، اور اس میں اہل تاویل کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں اہل سماء اور اہل ارض سے اس دن میں جمع ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ پھر فرمایا: ﴿وشاھد ومشھود اور اس دن کی جو گواہ ہے اور اس دن کی جس میں حاضر ہوتے ہیں (البروج:۳)﴾ اس میں اہل تاویل کا اختلاف ہے، چنانچہ حضرت علی، ابن عباس، ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک الشاھد کے معنی جمعہ کا دن ہے، اور المشھود کے معنی عرفہ کا دن ہے اور یہی قول حسن کا بھی ہے۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۴۸)

ابن کثیر لکھتے ہیں: مفسرین کے اقوال مختلف ہیں چنانچہ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مشہود سے مراد قیامت کا دن ہے، اور یہی قول عکرمہ کا بھی ہے۔ اور عکرمہ کے نزدیک شاہد کے معنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور مشہود سے مراد جمعہ کا دن ہے۔ ضحاک کے نزدیک شاہد سے مراد بنی آدم ہیں۔ حضرت ابن عباس کا ایک قول یہ ہے کہ شاہد سے مراد اللہ عزوجل کی ذات ہے اور مشہود سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ابن عباس کے نزدیک شاہد سے مراد انسان ہیں اور مشہود جمعہ کا دن ہے۔ (ابن کثیر، ج ٤، ص ۵۹۸)

☆...... سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یوم موعود سے مراد قیامت کا دن، یوم مشہود سے مراد عرفہ کا دن اور شاہد سے مراد یوم جمعہ ہے"۔

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب سورۃ البروج، رقم: ۳۳۵۰، ص ۹۶۲)

☆......حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ یہ دن مشہود ہے، اس دن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں''۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه برقم: ۱۶۳۷، ص۲۸۸)

اصحب اخدود کون ہیں؟

۴......اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قتل اصحب الاخدود کھائی والوں پر لعنت ہو (البروج: ۴)﴾۔ اس بارے میں ایک طویل حدیث مسلم شریف میں بیان کی گئی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

☆......حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ یمن کا ایک بادشاہ تھا، اس کے پاس ایک جادوگر رہتا تھا۔ جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میرے پاس ایک نوجوان بھیجو جسے میں جادو سکھادوں تو بادشاہ نے ایک نوجوان بھیج دیا جس راستے سے وہ نوجوان جادوگر کے پاس جاتا تھا عین اسی راستے میں ایک عبادت گزار راہب بھی رہتا تھا.......... مزید شان نزول میں موجود ہے۔

(صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقاق، باب قصة اصحاب الاخدود والساحر برقم: (۷۴۰۵)/۳۰۰۵، ص۱۴۶۸)

مفسرین کے نزدیک مسلمانوں کو ایذا دینے کی سزا:

۴......اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ان الذین فتنوا المومنین والمومنت ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق بیشک جنہوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور عورتوں کو پھر توبہ نہ کی ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے آگ کا عذاب ہے (البروج: ۱۰)﴾۔ مراد وہ مومن مرد وعورت ہیں جنہیں عذاب دیا گیا، متذکرہ آیت میں المومنون کا لفظ خندقوں میں پھینکے گئے مومنین کے ساتھ دیگر کو بھی شامل ہے، لیکن دیگر مومنین کو اس حکم میں شامل کرنے کے لئے کسی قسم کی اذیت کا پہنچنا ضروری ہے۔ پھر اگر اذیت دینے والوں نے بعد اپنے قبیح جرم کے توبہ نہ کی ہو تو آخرت میں ان کے لئے عذاب نار ہے۔ یعنی اذیتیں دینے کی وجہ سے وہ نار جہنم کے مستحق بنے ہیں اور اگر یہ مومن ہوں تو یہ حکم اُن کی بخشش کی نفی نہیں کرتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ الذین سے مراد کافر ہوں اور انہوں نے مومنین کو ایمان لانے کیوجہ سے اذیتیں دیں تو ان کے لئے آگ کا عذاب ہے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد دنیاوی عذاب ہو کیونکہ جو بھی اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اُس میں گر جاتا ہے۔ (المظهری، ج۷، ص۳۸۴)

لوح محفوظ کو شیطان سے محفوظ رکھنے کا بیان:

۵......اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فی لوح محفوظ لوح محفوظ میں ہیں (البروج: ۲۲)﴾۔ اس بارے میں مفسرین کرام کے متعدد اقوال ہیں۔ یہ قرآن پاک تغیر وتبدل وتحریف سے محفوظ ہے، یا لوح کی معرفت محفوظ سے ہوئی ہے کیونکہ یہی ام الکتاب ہے۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ پاک کلام شیطان کی جانب سے زیادتی ونقصان کئے جانے سے محفوظ ہے، جو کہ عرش کے دائیں جانب واقع ہے۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ لوح میں لا الہ الا اللہ وحدہ دینہ الاسلام ومحمد عبدہ ورسولہ فمن امن باللہ عزوجل وصدق وعدہ واتبع رسلہ ادخلہ الجنۃ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اور اس کا دین اسلام ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں پس جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرے اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کرے تو وہ داخل جنت ہوگا''۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ لوح سے مراد سفید تختی ہے جو کہ آسمان وزمین کے فاصلے کے برابر لمبی ہے اور اس کی چوڑائی مشرق ومغرب کے مابین ہے، اور اس کے کنارے موتی اور یاقوت کے، صفحات سرخ یاقوت کے، اس کے قلم نور

کے،اس کا کلام عرش کے خفیہ رازوں میں سے ایک ہے اور اللہ ﷻ ہی اس کی حقیقت جانتا ہے۔ (الخازن، ج٤،ص ٤١٤)
ابن کثیر لکھتے ہیں: ملأ اعلیٰ میں موجود ہر قسم کے نقص وزیادتی سے محفوظ ہے، ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ﷻ نے لوح محفوظ کو سفید موتی کی مانند پیدا کیا ہے، اس کے صفحات سرخ یاقوت کے ہیں، اس کے قلم اور کتاب نور کے، ہر دن اللہ ﷻ (اپنی شان کے لائق) اِس میں تین سو ساٹھ بار توجہ فرماتا ہے، تخلیق ورزق، موت وزندگی، عزت وذلت جو چاہتا ہے اپنے چاہنے کے مطابق فرماتا ہے۔ (ابن کثیر، ج٤،ص ٦٠٤)

اغراض:

کما فسرت الثلاثة فی الحدیث: روایت میں ہے: ''یوم موعود سے مراد قیامت کا دن، یوم مشہود سے مراد عرفہ کا دن اور شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے''۔ الشق فی الارض: یعنی ﴿الاخدود﴾ مفرد ہے جس کی جمع ''اخادید'' ہے۔
بدل اشتمال منه: اس لئے کہ ﴿الاخدود﴾ سے ''مشتمل فی النار یعنی آگ پر مشتمل ہونے والے لوگ مراد ہیں''۔ روی ان اللہ انجی المومنین: مراد ستتر لوگ ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے دین سے نہ پلٹے اور جو دین سے پلٹ گئے وہ دس یا گیارہ لوگ تھے۔ الـــی مـــن ثـــم: یعنی جن کے بارے میں اصحاب اخدود ہونے کا ارادہ (فیصلہ) ہو چکا، لیکن ان کی تعیین کے بارے میں کوئی (واضح) نص وارد نہیں ہوئی، مفسرین کا اس بارے میں اختلاف ہے، مزید مطالعہ حاشیہ نمبر ''۳'' میں دیکھیں۔
بدل من الجنود: مضاف کے حذف کے ساتھ، اصل عبارت یوں ہے: ''جنود فرعون''، مراد بدل کل ہے اور اس سے فرعون اور اس کی قوم مراد ہیں اور خاص فرعون کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ قوم اسی کی پیروی کرتی تھی اور اسی پر مفسر نے اقتصار کیا ہے اور خاص طور پر فرعون اور ثمود کا ذکر اُن کے عرب میں مشہور ہونے کی وجہ سے کیا ہے۔
فوق السماء السابعة: جو کہ عرش کے ساتھ معلق ہے۔ طولہ ما بین المساء: مراد عرش کی دائیں جانب ہے، جس کے درمیان میں یوں لکھا ہے: ''لا الہ الا اللہ وحدہ، دینہ الاسلام ومحمد عبدہ ورسولہ فمن امن باللہ عزوجل وصدق وعدہ واتبع رسلہ ادخلہ الجنة''۔ وھو من درة بیضاء: ماقبل حاشیہ نمبر ''۵'' کا مطالعہ کیجئے۔ (الصاوی، ج٦،ص ٢٥٤ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ الطارق مکیۃ وھی سبع عشرۃ آیۃ

(سورہ طارق مکی ہے جس میں ۱۷ آیات ہیں)

تعارف سورۃ الطارق

اس سورت میں ایک رکوع، سترہ آیتیں، اکسٹھ کلمے، دوسواتنالیس حروف ہیں۔اس سورت میں وقوع قیامت کے بارے میں دلائل پیش کئے جارہے ہیں لیکن ان کے بیان سے پہلے کئی قسمیں کھا کر یہ بتایا گیا کہ انسان کو پیدا کرنے کے بعد اس کو آوارہ نہیں چھوڑا کہ جو اس دل کے میں آئے کرجائے اور اسے کوئی پوچھنے والا بھی نہ ہو۔اللہ ﷻ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نواز کر پیدا کیا۔یہ دیکھنے کے لئے کہ اس کو جو نعمتیں بخشی گئیں ہیں ان کا استعمال کس طرح کرتا ہے اور اس کے محافظ بھی مقرر کردیئے۔اس کے بعد منکرین قیامت کو فرمایا جارہا ہے کہ قیامت کا انکار کرنے سے پہلے ذرا اپنی پیدائش میں غور تو کرلو کہ تمہاری تخلیق پانی کی ایک بوند سے ہوئی۔تمہاری خوبصورت آنکھیں، چاند سا چہرہ، پیشانی، اور موتیوں کی طرح تمہارے دانت پھر جسمانی تو تیں ذہنی اور روحانی استعداد بھی اسی میں بڑی خوش اسلوبی سے سمٹی ہوئی جس کی قدرت کا حیرت انگیز شاہکار تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔یہ سب اسی ایک بوند سے پیدا کیا تو کیا تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا اور فرمایا کہ اگر تم راہ راست اختیار نہیں کروگے تو کوئی ایسا مددگار نہیں ملے گا جو تمہیں اللہ ﷻ کے قہر سے بچاسکے۔سورت کے اختتام سے پہلے صاف صاف بتادیا کہ اہل مکہ اسلام کو ناکام کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں لیکن اللہ ان کی تمام حرکتوں کو جانتا ہے ان کے تمام منصوبوں کو وہ ناکام بنادے گا اور وہ جو اپنی شان وشوکت میں بدمست ہیں چندروز غوروتدبر کے لیئے جو مہلت دی وہ جب ختم ہوجائے گی تو غضب الٰہی کی بجلی ان کو نیست ونابود کردے گی۔

رکوع نمبر: ۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والسماء والطارق﴾(۱)﴿اَصْلُهٗ كُلُّ اٰتٍ لَيْلًا وَمِنْهُ النُّجُوْمُ لِطُلُوْعِهَا لَيْلًا﴿وما ادرک﴾اَعْلَمَکَ﴿ ما الطارق﴾(۲)﴿مُبْتَدَاءٌ وَخَبَرٌ فِي مَحَلِّ الْمَفْعُوْلِ الثَّانِيْ لِاَدْرِيْ وَمَابَعْدَمَاالْاُوْلٰى خبرها وَفِيْهِ تَعْظِيْمٌ لِشَانِ الطَّارِقِ الْمُفَسِّرِ بِمَا بَعْدَهٗ هُوَ﴿النجم﴾اَيِ الثُّرَيَّا اَوْ كُلُّ نَجْمٍ﴿الثاقب﴾(۳)﴿اَلْمُضِيْءُ لِثَقْبِهِ الظَّلَامِ بِضَوْئِهٖ وَجَوَابُ الْقَسَمِ﴿ان كل نفس لما عليها حافظ﴾(۴)﴿بِتَخْفِيْفِ مَا فَهِيَ مَزِيْدَةٌ وَاِنْ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيْلَةِ وَاِسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَيْ اَنَّهٗ وَاللَّامُ فَارِقَةٌ وَّبِتَشْدِيْدِهَا فَاِنْ نَافِيَةٌ وَلَمَّا بِمَعْنٰى اِلَّا وَالْحَافِظُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَحْفَظُ عَمَلَهَا مِنْ خَيْرٍ وَّشَرٍّ﴿فلينظر الانسان﴾نَظَرَ اِعْتِبَارٍ﴿مما خلق﴾(۵)﴿مِنْ اَيِّ شَيْءٍ جَوَابُهٗ﴿خلق من ماء

دافق (۶)﴿ذِیْ اِنْدِفَاقٍ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَۃِ فِیْ رَحْمِھَا﴾یخرج من بین الصلب﴿لِلرَّجُلِ﴾ والترائب (۷)﴿لِلْمَرْاَۃِ وَھِیَ عِظَامُ الصَّدْرِ﴾انہ﴿تَعَالٰی﴾ علی رجعہ﴿بَعْثُ الْاِنْسَانِ وَمَوْتِہٖ﴾ لقادر (۸)﴿فَاِذَا اعْتُبِرَ اَصْلُہٗ عُلِمَ اَنَّ الْقَادِرَ عَلٰی ذٰلِکَ قَادِرٌ عَلٰی بَعْثِہٖ﴾یوم تبلی﴿تُخْتَبَرُ وَتُکْشَفُ﴾ السرائر (۹)﴿ضَمَائِرُ الْقُلُوْبِ فِی الْعَقَائِدِ وَالنِّیَاتِ﴾فما لہ﴿لِمُنْکِرِ الْبَعْثِ﴾ من قوۃ﴿یَمْتَنِعُ بِھَا عَنِ الْعَذَابِ﴾ ولا ناصر (۱۰)﴿یَدْفَعُہٗ عَنْہُ﴾والسماء ذات الرجع (۱۱)﴿اَلْمَطَرِ لِعَوْدِہٖ کُلَّ حِیْنٍ﴾والارض ذات الصدع (۱۲)﴿اَلشَّقِّ عَنِ النَّبَاتِ﴾انہ﴿اَیِ الْقُرْاٰنُ﴾ لقول فصل (۱۳)﴿یَفْصِلُ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ﴾وما ھو بالھزل (۱۴)﴿بِاللَّعِبِ وَالْبَاطِلِ﴾انھم﴿اَیِ الْکُفَّارُ﴾ یکیدون کیدا (۱۵)﴿یَعْمَلُوْنَ الْمَکَائِدَ لِلنَّبِیِّ﴾واکید کیدا (۱۶)﴿اَسْتَدْرِجُھُمْ مِنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾فمھل﴿یَا مُحَمَّدُ﴾ الکفرین امھلھم﴿تَاکِیْدٌ حَسَّنَہٗ مُخَالِفَۃُ اللَّفْظِ اَیْ اَنْظِرْھُمْ﴾ رویدا (۱۷)﴿قَلِیْلًا وَھُوَ مَصْدَرٌ مُؤَکِّدٌ لِمَعْنَی الْعَامِلِ مُصَغَّرُ رُوْدًا وَاَرْوَدًا عَلَی التَّرْخِیْمِ وَقَدْ اَخَذَھُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَنُسِخَ الْاِمْھَالُ بِالْاَمْرِ بِالْقِتَالِ بِالْجِھَادِ۔

﴿ترجمہ﴾

آسمان کی قسم اور طارق کی (''طارق'' لغت میں بوقت رات ہر آنے والے کو کہتے ہیں اسی مناسبت سے ستاروں کے رات میں طلوع ہونے کی وجہ انہیں طارق کہتے ہیں......۱......) اور تم نے کیا جانا......۲......(ادرک بمعنی ما اعلمک ہے) وہ رات کو آنے والا کیا ہے (''ما الطارق'' مبتدا خبر ہیں اور ''ادری'' فعل کے مفعول ثانی کے محل میں ہے پہلے والی ''ما'' کے بعد والی ''ما'' پہلی کی خبر ہے اس طرز کلام میں ''طارق'' عظمت شان کو بیان کیا گیا اور ''طارق'' کی تفسیر مابعد کلام کے ذریعے کی گئی ہے وہ) تارا ہے (''الجحیم'' سے مراد یا تو ثریا نامی تارہ یا ہر تارہ مراد ہے) چمکنے والا (الثاقب بمعنی المضئی ہے، اسے ثاقب اس لیے کہا کہ یہ اپنی روشنی و چمک کے ذریعے اندھیروں کو کاٹ دیتا ہے) کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو (''لما'' کو میم مخففہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے پس یہ زائدہ ہے اور ''ان'' مخففۃ من الثقیلۃ ہے اور اس کا اسم محذوف ہے یعنی یہ انہ تھا، ''لما'' کی میم کو مشدد پڑھا جائے تو اس صورت میں ''لام'' فارقہ ہوگا ''ان'' حرف نفی ہوگا اور، لما بمعنی الا ہوگا، اور ''حافظ'' سے مراد فرشتے ہیں جو بندے کے اچھے برے اعمال کے محافظ ہیں......۳......) تو آدمی کو چاہیے کہ غور کرے (بنگاہِ عبرت) کہ کس چیز سے بنایا گیا (مما بمعنی من ای شیء ہے، اس کا جواب آگے آرہا ہے) اچھلتے ہوئے پانی سے......۴......(مرد و عورت کے پانی سے جو رحم عورت میں جمع ہوتا ہے، دافق بمعنی ذو اندفاق ہے) جو نکلتا ہے (مردوں کی) پیٹھ اور (عورتوں کے) سینوں کے بیچ سے (''الترائب'' سینے کی ہڈیوں کو کہتے ہیں) بیشک

وہ (یعنی اللہ عزوجل) اس کے واپس کر دینے پر (بعد موت انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر) قادر ہے (پس جب بندہ اپنے اصل پر غور کرے گا تو جان لے گا کہ جو اس پیدائش پر قادر ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے) جس دن جانچ ہوگی (تبلی بمعنی تختبر وتکشف ہے) چھپی باتوں کی (دلوں میں پوشیدہ عقائد اور نیتوں کی) تو نہ ہوگا اس کے لیے (یعنی منکر بعث کے لیے) کچھ زور (جس کے ذریعے وہ عذاب کو دور کر سکے) اور نہ کوئی مددگار (جو اس کے عذاب کو دور کر سکے) بارش والے آسمان کی قسم (ہر وقت بارش آسمان سے برستی ہے اس لیے اس کا نام 'ذات الرجع'' ہے......۵......) اور شق ہونے والی زمین کی قسم (جو نباتات کے نکلنے کے لیے شق ہوتی ہے، الصدع بمعنی الشق ہے،......۶......) بیشک وہ (یعنی قرآن پاک) ضرور فیصلہ کرنے والا ہے (حق اور باطل کے درمیان......۷......) اور وہ ھزل (کھیل کود اور باطل شے......۸......) نہیں بیشک وہ (یعنی کفار) اپنا ساداؤ چلتے ہیں (نبی پاک ﷺ کے خلاف اپنی سازشوں پر عمل کرتے ہیں) اور میں اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہوں (''اکید کیدا'' کا معنی یہ ہے کہ میں انہیں ایسی جگہ سے پکڑوں گا جہاں سے انہیں علم نہ ہوگا......۹......) تو تم (اے محبوب ﷺ) ڈھیل دو کافروں کو انہیں مہلت دو (امھلھم بمعنی انظرھم ہے، یہ ''مھل'' کی تاکید کے لیے ہے اسے الگ لفظ سے تحسین کلام کے لیے ذکر کیا ہے) تھوڑی دیر (رویدا بمعنی قلیلا ہے، اور یہ مصدر ہے جو عامل کے معنی کے لیے مؤکد ہے''رویدا''''رودا یا اروادا'' کی ترخیم کے فائدہ کے مطابق اسم مصغر ہے تحقیق اللہ عزوجل نے ان کافروں کی میدان بدر میں گرفت فرمائی، یہ مہلت دینے کا حکم آیت قتال وجہاد سے منسوخ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والسماء والطارق وما ادرک ما الطارق النجم الثاقب ان کل نفس لما علیها حافظ﴾

و: قسمیہ جار، السماء: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الطارق: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ''نقسم'' فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، ان: نافیہ، کل نفس: مبتدا، لما: بمعنی، الاعلیها: ظرف مستقر خبر مقدم، حافظ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: اعتراضیہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل بافاعل ومفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، الطارق: مبدل منہ، النجم الثاقب: بدل، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿فلینظر الانسان مم خلق خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب الترائب﴾

ف: فصیحیہ، لینظر الانسان: فعل امر وفاعل، من: جار، ما: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، خلق: فعل مجہول نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، خلق: فعل مجہول بانائب الفاعل، من: جار، ماء: موصوف، دافق: صفت اول، یخرج من بین الصلب الترائب: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿انه علی رجعه لقادر یوم تبلی السرائر فما له من قوة ولا ناصر﴾

لـــه: حرف مشبہ واسم،عــلـــی رجـعـــه: ظرف لغومقدم،لام:تاکیدیہ،قـــادر:اسم فاعل،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ،یوم مضاف،تبلـــی الســـرائـــر: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکرفعل محذوف "اذکـــر" کیلئے ظرف،ملکر جملہ فعلیہ،ف:عاطفہ،ما:نافیہ،لہ ظرف مستقرخبرمقدم،من:زائد،قوۃ:معطوف علیہ،و:عاطفہ،لا:نافیہ،ناصر:معطوف،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع انه لقول فصل وما هو بالهزل﴾

و: قسمیہ جار،السماء:موصوف،ذات الرجع: صفت،ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،الارض:موصوف،ذات الصدع: صفت،ملکر معطوف،ملکر مجرور،ملکرفعل محذوف "نـقـسـم" کیلئے ظرف مستقر،ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ،انــه:حرف مشبہ واسم،لام:تاکیدیہ،قـول فـصـل: مرکب توصیفی خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،ما:مشابہ بلیس،ھو:اسم،بالھزل:خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف،ملکر جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿انهم يكيدون كيدا واكيد كيدا فمهل الكفرين امهلهم رويدا﴾

انهـم: حرف مشبہ واسم،یـکـیـدون:فعل بافاعل،کیـدا:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،اکـیـد:فعل بافاعل،کیدا:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف:فصیحیہ،مهـل الـکـفـریـن:فعل امر بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مؤکد،امهلهم:فعل امر بافاعل و"ھم" ضمیر ذوالحال،رویدا: حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ تاکید،ملکر شرط محذوف "ان شئت ان ترى مغبة امرهم" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......والسمـاء والطارق......☆ایک شب ابوطالب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ ہدیہ لائے،حضوراس کوتناول فرمارہے تھے اس درمیان میں ایک تارا ٹوٹا اور تمام فضا آگ سے بھرگئی۔ابوطالب گھبرا کر کہنے لگے یہ کیا ہے،سید عالم ﷺ نے فرمایا یہ ستارا ہے جس سے شیاطین مارے جاتے ہیں اور یہ قدرت الٰہی کی نشانیوں میں سے ہے ابوطالب کواس سے تعجب ہوا اور یہ سورت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

طارق کے معنی اور اس کے محامل:

ا......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿والسماء والطارق آسمان کی قسم اوررات کوآنے والے کی(الطارق:۱)﴾۔مفسرین کے اقوال

متعددہ یوں ہیں: (۱)......طارق سے مراد ستارہ ہے، مراد زُحل ستارہ ہے جو کہ ساتویں آسمان پر ہوتا ہے۔ (۲)......ابنِ زید کہتے ہیں کہ مراد ثُریا ستارہ ہے۔ (۳)......ابن عباس کے مطابق جدی ستارہ ہے۔ (۴)......حضرت علی کے قول کے مطابق نجم ثاقب مراد ہے جو کہ ساتویں آسمان پر ہوتا ہے اور اس کے سوا کوئی اور نجم وہاں نہیں پایا جاتا۔ (۵)......صحاح میں یہ بھی ہے کہ طارق سے مراد صبح کا ستارہ ہے۔ (۶)......اہل عرب رات میں نکلنے والے ستارے کو طارق کہتے ہیں اور اسی سے وہ شخص بھی طارق مراد لیا جاتا ہے جو رات میں سفر کر کے گھر آئے تو دروازہ کھٹکھٹانے کا محتاج ہو۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۵)

☆......سید عالم ﷺ کو جبرائیل امین علیہ السلام نے یہ کلمات تعلیم فرمائے: ''اعوذ بكلمات الله التامة من شر ما خلق وذرا وبرا ومن شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر فتن الليل والنهار ومن شر كل طارق الا طارقا يطرق بخير ، يا رحمن میں اللہ عزوجل کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، ہر اس شر سے جس کو اس نے پیدا کیا اور زمین میں منتشر کر دیا اور ہر شر سے جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور ہر اس شر سے جو آسمان کی جانب بلند ہوتا ہے اور رات و دن کے فتنوں کے شر سے اور ہر طارق (رات میں آنے والے) کے شر سے، سوائے اس طارق کے جو خیر کے ساتھ آئے یا رحمٰن۔

(مسند ابی یعلی، حدیث: عبدالرحمن بن حُبشی، رقم: ۶۸۳۸، ج ۵، ص ۲۰۹)

ادرک اور اعلمک میں فرق:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وما ادرك ما الطارق اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے (الطارق: ۲)﴾۔ حضرت سفیان کہتے ہیں کہ جو کچھ قرآن میں موجود ہے اُس کی درایت کیسے ممکن ہے، پس اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کو علم عطا فرمایا۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۷)

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: جو اللہ عزوجل نے اے محبوب ﷺ آپ کو طارق کے بارے میں علم دیا، اس تک خلق میں سے کسی کا ادراک نہیں پہنچ سکتا مگر خلاق علیم کسی کی جانب القاء فرمائے، یعنی اگر پوچھا جائے کہ طارق کیا ہے؟ تو جواب یہ ہوگا جو القاء کیا گیا۔

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۷۱)

امام طبری لکھتے ہیں: اے محمد ﷺ! آپ کو (بغیر وحی کے) کیا شعور ہو سکتا ہے کہ طارق ستارہ کیا ہے؟ جس کے ذریعے اللہ عزوجل نے قسم یاد فرمائی ہے، پھر اللہ نے فرمایا یہ وہی ستارہ ہے جو شہاب ثاقب ہے جو چمکتا دمکتا ہے۔ (الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۱۷۲)

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں: کتب لغت میں درایت کے بارے میں لغات میں یہ نکات موجود ہیں: (۱)......مصباح اللغات میں دری کے معنی یہ ہیں کسی چیز کو حیلہ سے جاننا، (۲)......المفردات میں ہے: وہ معرفت جو کسی حیلہ سے حاصل کی گئی ہو۔ (۳)......المنجد میں ہے: حیلے سے جاننا، (۴)......القاموس میں ہے: کسی قسم کے حیلے سے جاننا۔

فاضل بریلوی لکھتے ہیں: سمع وبصر لغتاً وعرفاًادرک الوان واضواء واصوات بحاسۂ چشم وگوش کا نام ہے۔

قاموس میں ہے:السمع حس الاذن یعنی سماعت کان کی حس کا نام ہے۔اسی میں ہے البصر محرکة حس العین یعنی بصر آنکھ کی حس کا نام ہے۔اسی طرح تاج العروس میں محکم ہے۔

صحاح جوہری ومختار رازی میں ہے:البصر حاسة الروية یعنی بصر حاسۂ رویت ہے۔

المصباح المنیر میں ہے:البصر النور الذی تدرک به الجارحة بصر وہ نور ہے جس سے عضو کو ادراک ہوتا ہے۔

اُسی میں ہے:ورایت الشیء روية البصرته بحاسة البصر میں نے شی ءکورویت کہا یعنی میں نے اُسے حاسۂ بصر سے دیکھا۔

اسی معنی پر مواقف وشرح مواقف میں فرمایا:انما یحصل الادراک السمعی بوصول الهواء الی الصماخ یعنی سمعی ادراک کان کے سوراخ تک ہوا پہنچنے سے ہی ادراک ہوتا ہے۔

(الفتاوی الرضویه مخرجه،رساله :الوفاق المتین بین سماع الدفین، ج۹،ص ۸۰٤)

محبوب رات کو آنے والے طارق کی آپ کو کیا خبر، فقط یہی جو ہم نے وحی فرمائی۔اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو قرآن سکھایا ہے اور جس طرح چاہا سکھانے کا اہتمام بھی فرمایا،عام انسان کی یہ مجال نہیں ہونی چاہیے کہ درایت کے موضوع کے تحت نبی کے علم کی نفی کردے۔اسی جلد میں ''الاحقاف: آیت نمبر۹'' کے تحت ہم نے درایت کا مفصل بیان کیا ہے، وہاں بھی دیکھ سکتے ہیں۔

ہر انسان پر کتنے محافظ فرشتے متعین ہوتے ہیں؟

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿ان کل نفس لما علیها حافظ کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو(الطارق:٤)﴾۔ہم نے مفصل کلام ماقبل:﴿وان علیکم لحفظین کراما کاتبین اور بیشک تم پر کچھ نگہبان ہیں(الانفطار:۱۰تا۱۱)﴾ کے تحت کر دیا ہے۔ یہاں فقط موضوع کو تشنگی سے بچانے کے لئے چند باتیں ذکر کرتے ہیں اگر چہ اس موضوع پر کافی کلام باقی مجلدات میں بھی مل جائے گا۔ابن سیرین اور قتادہ کہتے ہیں آیت میں موجود:''نفس'' سے مراد نفسِ مکلفہ ہے۔یعنی وہ نفوس جو فرشتوں کی حفاظت کے ذمے میں دی گئی ہیں جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان:﴿له معقبت من بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امر الله آدمی کے لئے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے پیچھے کہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں(الرعد:۱۱)﴾ میں بھی یہی دلیل ہے۔

(روح المعانی ،الجزء:۳۰،ص ٤۲۹)

مائے ناپاک اور اس کا خروج واحکام:

۴......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب جست کرتے (اچھلتے ہوئے) پانی سے جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینوں کے بیچ سے(الطارق:٦تا۷)﴾۔عربی زبان میں دافق کے معنی اچھل کر نکلنے والا،اس سے مراد وہ منی ہے

جوشہوت کی حالت میں جدا ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ پانی مرد کی پیٹھ اور عورت کے سینے کی ہڈی کے مابین مقام سے نکلتا ہے۔ یعنی تخلیق انسانی جو کہ عورت ومرد کے میلاپ سے ممکن ہے، اس کا ظاہری سبب یہی ہے اگر چہ اللہ ﷻ اس کا محتاج نہیں کیونکہ اللہ ﷻ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر والدین کے اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا، تاہم نسلِ انسانی کی ترقی وتخلیق کا یہی سلسلہ ہے۔ یہاں سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ کوئی بھی انسان دو پانی کے امتزاج سے مل کر بنتا ہے۔ اور جب دو قسم کے پانی جو کود کر شہوت کی صورت میں نکلنے کا سبب بنتے ہوں، جب ماں کے رحم میں قرار پکڑ جائیں تو بچے کی پرورش کا نظام عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ دافق سے مراد مرد وعورت کا مادۂ ناپاک ہے، جو کہ عورت کے رحم تک منتقل ہوتا ہے۔ (روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۴۳۱ ملخصاً وملتقطاً)

ذات الرجع سے کیا مراد ہے؟

۵......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والسماء ذات الرجع آسمان کی قسم جس سے مینہ اترتا ہے (الطارق: ۱۱)﴾۔ ذات الرجع بمعنی ذات المطر ہے۔ یعنی ہر سال بارش ہوتی ہے جیسا کہ عامۃ المفسرین نے کہا ہے۔ ایک قول کے مطابق الرجع سے مراد بیج کی پیداوار ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ نفع بخش پیداوار ہے۔ عبدالرحمن بن زید کہتے ہیں کہ سورج، چاند، ستارے آسمان کی جانب رجوع کرتے ہیں، ایک وقت میں طلوع ہوتے اور دوسرے وقت میں چھپ جاتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق ذات الرجع سے مراد ذات الملائکۃ ہے، جو کہ اللہ ﷻ کی جانب بندوں کے اعمال لے کر اوپر بلند ہوتے ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۳)

ذات الصدع کے بارے میں اقوالِ مفسرین:

۶......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والارض ذات الصدع اور زمین کی جو اس سے کھلتی ہے (الطارق: ۱۲)﴾۔ زمین کے پھٹنے سے پھل، پھول، پودے اور دیگر غذائی اجناس کی ترقی ہوتی ہے۔ اس قسم کے فرامین دیگر مقامات پر یوں ملتے ہیں: ﴿یومئذ یصدعون اس دن الگ پھٹ جائیں گے (الروم: ۴۳)﴾، ﴿وجعلنا فیھا فجاجا سبلا اور ہم نے اس میں کشادہ راہیں رکھیں کہ کہیں وہ راہ پائیں (الانبیاء: ۳۱)﴾، ﴿متصدعا من خشیۃ اللہ پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے (الحشر: ۲۱)﴾۔ کسی چیز کے جسم کو کسی لوہے وغیرہ سخت چیز سے شق کرنا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آسمان ذات الرجع یعنی بارش برسانے والا ہے بمنزلہ باپ کے ہے اور زمین ذات الصدع یعنی پیداوار پیدا کرنے والی ہے یعنی بمنزلہ ماں کے ہے۔ اور زمین پر جو کچھ پیدا ہوتا ہے وہ بمنزلہ اولاد کے ہے، پس اللہ ﷻ نے پہلے مجرد آسمان کی قسم ارشاد فرمائی، پھر ذات الرجع کے ذریعے کلام فرمایا، مزید ذات الصدع کے ساتھ خطاب فرمایا یعنی اللہ ﷻ نے اپنے بندوں پر ہونے والی عظیم نعمتیں گنوائیں۔ (روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۷۶)

قولِ فصل کے بارے میں اقوالِ مفسرین:

۷......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿انہ لقول فصل بیشک قرآن ضرور فیصلہ کی بات ہے (الطارق: ۱۳)﴾۔ قرآن حق وباطل میں

فیصلہ کرنے والا کلام ہے۔اورایک قول کے مطابق قولِ فصل سے مرادوہ وعیدات ہیں جو ماقبل آیات: ﴿انه علی رجعه لقادر یوم تبلی السرائر بیشک اللہ اس کے واپس کردینے پر قادر ہے جس دن چھپی باتوں کی جانچ ہوگی (الطارق:۸تا۹)﴾ میں گزرچکی ہیں۔

(القرطبی، الجزء:۳۰،ص ۱۳)

☆......حارث نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:''(اللہ عزوجل کی) کتاب میں تم سے پہلے لوگوں کی خبر ہے اور تمہارے بعد والوں کا حکم بیان کیا گیا ہے،اور یہی قول فصل ہے،جس میں کوئی ہزل(کھیل کود) نہیں ہے،اور جو ہدایت کو چھوڑ کر دوسری جانب جائے تو اللہ عزوجل اُسے گمراہ کردیگا''۔

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن،باب: ما جاء فی فضل القرآن ، رقم:۲۹۱۵،ص ۸۲۴)

ھزل کے بارے میں اقوالِ مفسرین:

۸......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿وما ھو بالھزل اور کوئی ہنسی کی بات نہیں (الطارق:۱۴)﴾۔اس(پاک کلام) میں ہزل کا کوئی شائبہ تک نہیں، بلکہ حق کی جانب رہنمائی کرنے والا ہے۔یہ پاک کلام حبل اللہ عزوجل ہے اور ذکر حکیم ہے اور صراط مستقیم ہے جس میں کسی قسم کی کجی نہیں ہے،علماء اس سے شکم سیر نہیں ہوتے بلکہ پیاس باقی رہتی ہے،انسانوں کے لئے اس میں کوئی ملمع سازی نہیں ہے اور نہ ہی مقامِ رد ہے اور نہ ہی کوئی ایسی عجیب بات اِس میں پائی جاتی ہے جو سمجھ میں نہ آئے بلکہ جنات کے حوالے سے جب انہوں نے اِس پاک کلام کو ساعت کیا تو بولے:﴿انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے (الجن:۱تا۲)﴾۔جو اس قرآن کو مانے گویا اس نے اس کی تصدیق کی،جو اس کے حکم کو تسلیم کرے گویا اس نے عدل کا راستہ اختیار کیا اور جو اس پر عمل کرے گویا اس نے اَجر پایا اور جو اِس کی ھدایت کو مانے گویا اس نے سیدھے راستے کی پیروی کی اور اس میں اُن لوگوں کا رد ہے جو اس پاک کلام کی اہم باتوں کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں۔

(روح المعانی ،الجزء:۳۰،ص ۴۳۶)

کفار اور اللہ عزوجل کے کید میں فرق:

۹......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿انھم یکیدون کیدا واکید کیدا بیشک کافر اپنا سا داؤں چلتے ہیں اور میں اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہوں (الطارق:۱۵تا۱۶)﴾۔اہل مکہ اور قریش کے سرغنہ جو مکر وفریب کرتے ہیں،باطل کا حکم کرتے ہیں اور اللہ عزوجل کے نور (قرآن مجید یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم) کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوتے ہیں اور ان قدرتوں کو روکنا چاہتے ہیں جن پر اللہ عزوجل کے فضل واکرام کی بارشیں ہوتی ہیں۔اللہ عزوجل اُن کے ساتھ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہے اور انہیں ان کے معاملات میں ڈھیل دے دیتا ہے جس کا انہیں علم بھی نہیں ہوتا کہ یہ استدراج(ڈھیل) عطا فرمانا اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر ہے جو کہ دنیا میں اِن کے ساتھ اپنائی گئی ہے اور دنیا میں تلوار کی ضربیں بھی ان کا مقدر بنی ہیں اور آخرت میں آگ کا عذاب اُن کے لئے تیار ہے۔اور یہ اُن کی دنیاوی کمائی کا نتیجہ ہوگا جو انہیں

دنیا میں ڈھیل دیے جانے، قتل کیے جانے اور آخرت کے عذاب میں مبتلا کرے گا اور جہاں تک اللہ عزوجل کی ذات پاک کا تعلق ہے تو اس کی جانب مکر کی نسبت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی حقیقی معنی مراد لیا جا سکتا ہے بلکہ مجازی معنی مراد لے کر حق بیان کرنا چاہیے۔

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۷۷ ملخصاً)

اغراض:

ھو: اللہ نے پہلے نجم یعنی طارق کی قسم ارشاد فرمائی، تفخیم و تعظیم کی وجہ سے استفہام لائے اور پھر اس استفہام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنے کے لئے اس کی تفسیر نجم کے ساتھ کر دی۔ الثریا او کل نجم: یہ تین اقوال میں سے دو قول ہیں، تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد زحل ہے، جس کا محل ساتویں آسمان پر ہے، جہاں اس کے سوا کوئی دوسرا نجم ٹھہر نہیں سکتا، المختصر۔ والحافظ من الملائکۃ: حفاظت کرنے سے عہد و آفات سے حفاظت کرنے کا احتمال کیا گیا ہے، مراد دن اور رات میں ہر آدمی کے دس امور ہیں، پس اگر مومن ہو تو اللہ اُس پر ایک سو ساٹھ فرشتے مؤکل رکھتا ہے، اور یہ فرشتے مومن کی ایسی حفاظت کرتے ہیں جیسا کہ شہد کی مکھی اپنے چھتے کی حفاظت کرتی ہے، مزید حاشیہ نمبر ''۳'' کا مطالعہ کیجئے۔ ذی اندفاق: بمعنی انصباب ہے، اور اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿دافق﴾ کے معنی اچھلتا پانی ہے۔ للمراۃ: حسن کہتے ہیں کہ معنی یہ ہے کہ پانی مرد کی صلب (پیٹھ) اور ترائب (سینے کی ہڈیوں) سے نکلتا ہے اور یہی معاملہ عورت سے مراد ہے۔ الشق عن النبات: مراد زمین پر بوئی جانے والی کھیتی ہے۔ بعث الانسان: مختصر یہ ہے کہ ضمیر ''الانسان'' کی طرف عود کر رہی ہے، معنی یہ ہے کہ اللہ انسان کو نطفے کی حالت سے بڑھاپے کی حالت تک پہنچانے پر قادر ہے، جب کہ نطفہ ترقی پاتا ہوا مضغہ، پھر علقہ وغیرہ کے مراحل سے گزر کر مکمل انسانی شکل اختیار کر کے دنیا میں تشریف لاتا ہے اور بڑھاپے تک پہنچ جاتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ضمیر ''ماءِ دافق'' کی جانب عود کر رہی ہے اور معنی یہ ہے کہ اللہ پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں سے پانی جدا کرنے کے بعد رحم میں پہنچاتا ہے اور پھر (مراحل سے گزار کر) انسان بنانے تک تمام مراحل پر قادر ہے، تو کیا مرنے کے بعد دوبارہ نہیں اٹھا سکتا؟ ضمائر القلوب: جو اس میں پوشیدہ ہیں، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ''السراء'' کے معنی فرض اعمال ہیں جیسا کہ نماز، روزہ، وضوء اور غسلِ جنابت کیونکہ یہ اللہ اور بندے کے مابین سرائر ہیں، اور اگر بندہ یوں کہے: ''میں نے روزہ رکھا اور روزہ نہ رکھے، میں نے نماز پڑھی اور نماز نہ پڑھے اور غسل کیا لیکن غسلِ جنابت نہ کرے، پس قیامت میں اللہ ادا کرنے والے اور ضائع کرنے والے سب کچھ ظاہر فرما دے گا اور چہروں سے سب کچھ ظاہر فرما دے گا۔ ونسخ الامھال بایۃ السیف: معنی یہ ہے کہ کافروں کو چھوڑ دیں اور اُن سے تعرض نہ کریں اور ان کی اذیت پر صبر کیجئے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۵۹ وغیرہ)

سورۃ الاعلی مکیۃ وھی تسع عشرۃ آیۃ

(سورۂ اعلیٰ مکی ہے اس میں ۱۹ آیات ہیں)

تعارف سورۃ الاعلیٰ

اس سورت میں ایک رکوع، انیس آیتیں، بہتر کلمات، دوسوا کانوے حروف ہیں۔اس سورت کی ابتدااس حکم سے ہورہی ہے کہ اپنے خالق ومالک کی تسبیح بیان کرو جس کی ذات قدرت وحکمت کا سرچشمہ ہے۔آسمان، آفتاب، ومہتاب، اور پہاڑوں کی بلندیاں اور سمندروں کی روانیاں اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ان تمام چھوٹی بڑی چیزوں کی تخلیق بے کارنہیں بنائی بلکہ ایک اندازے اور سلیقے سے اور ہر چیز کو اس کے فرائض انجام دینے کی قوت بھی بخشی اوران قوتوں کے لئے آلات جوارح بھی مرحمت فرمائے ہیں اسی نے ہر چیز کی خوارک کا مناسب انتظام کردیا ہے اوراس کے ہر کلمہ کو آپ کی لوح پر یوں ثبت کردیا ہے کہ بھولنے کا امکان تک بھی نہ ہو۔اس کے بعد اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا کہ آپ کا کام صرف نصیحت کرنا ہے جس کے دل میں حق ماننے کی صلاحیت ہوگی وہ اس کو قبول کرلے گا اور جو ازلی بدبخت ہوگا وہ اس سے دور بھاگے گا اوراس کے انکار کی سزا اس کو بڑی المناک ملے گی۔آخری آیات میں یہ بھی بتادیا کہ کامیابی کا تاج صرف اس کے سر ہوگا جو فکری اور عملی گمراہیوں سے اپنا دامن بچاتا ہے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔

رکوع نمبر: ۱۲

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿سبح اسم ربک﴾اَیْ نَزِّہْ رَبَّکَ عَمَّالَایَلِیْقُ بِہٖ وَلَفْظُ اِسْمِ زَائِدَۃٌ﴿ الاعلی (۱)﴾صِفَۃٌ لِرَبِّکَ﴿الذی خلق فسوی(۲)﴾مَخْلُوْقَۃٌ جَعَلَہٗ مُتَنَاسِبُ الْاَجْزَاءِ غَیْرَمُتَفَاوِتٍ﴿والذی قدر﴾مَاشَاءَ﴿ فھدی(۳)﴾اِلٰی مَا قَدَّرَہٗ مِنْ خَیْرٍوَّشَرٍّ﴿والذی اخرج المرعی(۴)﴾اَنْبَتَ الْعُشْبَ﴿فجعلہ﴾بَعْدَالْخُضْرَۃِ﴿غثاء﴾جَافًاھَشِیْمًا﴿ احوی(۵)﴾اِسْوَدَ یَابِسًا﴿سنقرئک﴾اَلْقُرْاٰنَ﴿ فلا تنسی (۶)﴾مَاتَقْرَؤُہٗ﴿الا ما شاء اللہ﴾اِنْ تَنْسَاہُ بِنَسْخِ تِلَاوَتِہٖ وَحُکْمِہٖ وَکَانَ ﷺ یَجْھَرُبِالْقِرَاءَۃِ مَعَ قِرَاءَۃِ جِبْرِیْلَ خَوْفَ النِّسْیَانِ فَکَاَنَّہٗ قِیْلَ لَہٗ لَا تَجْعَلْ بِھَااِنَّکَ لَاتَنْسٰی فَلَا تُتْعِبُ نَفْسَکَ بِالْجَھْرِبِھَا﴿ انہ﴾تَعَالٰی﴿ یعلم الجھر﴾مِنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ﴿ وما یخفی (۷)﴾مِنْھُمَا﴿ونیسرک للیسری (۸)﴾لِلشَّرِیْعَۃِ السَّھْلَۃِ وَھِیَ الْاِسْلَامُ﴿فذکر﴾عِظْ بِالْقُرْاٰنِ﴿ ان نفعت الذکری (۹)﴾مَنْ تَذْکِرُہُ الْمَذْکُوْرَفِیْ﴿سیذکر﴾بِھَا﴿ من یخشی (۱۰)﴾یَخَافُ اللّٰہُ تَعَالٰی کَاٰیَۃِ فَذَکِّرْبِالْقُرْاٰنِ مِنْ یَخَافُ وَعِیْدِ﴿ویتجنبھا﴾اَیِ الذِّکْرِی یَتْرُکُھَاجَانِبًالَایَلْتَفِتُ اِلَیْھَا﴿ الاشقی (۱۱)﴾بِمَعْنٰی الشَّقِیُّ اَیِ الْکَافِرُ﴿الذی یصلی النار الکبری(۱۲)﴾ھِیَ نَارُالْاٰخِرَۃِ وَالصُّغْرٰی نَارُ الدُّنْیَا﴿ثم لا یموت فیھا﴾فَیَسْتَرِیْحُ﴿ ولا یحیی (۱۳)﴾حَیَاۃً ھَنِیْئَۃً﴿قد افلح﴾فَازَ﴿ من تزکی (۱۴)﴾تَطَھَّرَ بِالْاِیْمَانِ﴿وذکراسم ربہ﴾مُکَبِّرًا﴿ فصلی(۱۵)﴾اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسِ وَذٰلِکَ مِنْ اُمُوْرِالْاٰخِرَۃِ وَکُفَّارُمَکَّۃَ مُعْرِضُوْاعَنْھَا﴿بل تؤثرون﴾بِالتَّحْتَانِیَّۃِ وَالْفَوْقَانِیَّۃِ﴿ الحیوۃ الدنیا (۱۶)﴾عَلَی الْاٰخِرَۃِ﴿والاخرۃ﴾اَلْمُشْتَمِلَۃُ عَلَی الْجَنَّۃِ﴿خیر وابقی (۱۷)ان ھذا﴾اَیْ فَلَاحُ مَنْ تَزَکّٰی وَکَوْنُ الْاٰخِرَۃِخَیْرًا﴿ لفی الصحف الاولی(۱۸)﴾اَلْمُنْزِلَۃ قَبْلَ الْقُرْاٰنِ﴿صحف ابرھیم وموسی(۱۹)﴾وَھِیَ عَشْرُصُحُفٍ لِاِبْرَاھِیْمَ وَالتَّوْرَاۃَ لِمُوْسٰی۔

﴿ترجمہ﴾

اپنے رب کی پاکی بولو (یعنی اپنے رب کی ہر اس شے سے تنزیہ بیان کرو جو اس کی شان کے لائق نہیں......۱......''اسم ربک'' میں لفظ ''اسم'' زائدہ ہے) جو سب سے بلند ہے (''الاعلی......۲......'' یہ ''ربک'' کی صفت ہے) جس نے بنایا تو ٹھیک کیا (یعنی ٹھیک حال میں تخلیق کردیا یعنی بے کسی کمی بیشی کے اسے متناسب الاعضاء بنادیا) اور جس نے اندازے پر رکھا (جو چاہا) پھر راہ دی (اپنے مقرر کردہ امر یعنی اچھائی اور برائی کی طرف) اور جس نے چارا نکالا (یعنی چارا اگایا ''مرعی'' سے مراد چارا ہے) پھر اسے (سبزے کے بعد) کردیا خشک ریزہ ریزہ (غثاء بمعنی جافا ھشیما ہے) خشک سیاہ (احوی بمعنی اسود یابس ہے) اب ہم تمہیں پڑھائیں گے (قرآن پاک......۳......) کہ تم نہ بھولو گے (جو پڑھو گے) مگر جو اللہ چاہے (کہ تم بھول جاتے اس کی تلاوت و حکم کے منسوخ کردینے کی وجہ سے حضور پرنور ﷺ نسیان کے خوف سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ قراءت کرتے تھے تو گویا آپ ﷺ سے فرمایا جارہا ہے آپ ﷺ قراءت قرآن میں عجلت نہ کریں آپ ﷺ اسے بھولیں گے نہیں) بیشک وہ (یعنی اللہ ﷻ) جانتا ہے ہر کھلے کو (یعنی ہر کھلے قول و فعل کو) اور چھپے کو (یعنی ہر چھپے قول و فعل کو) اور ہم تمہارے لیے آسانی کا سامان کردیں گے (''یسری'' سے مراد اسلام ہے جو انتہائی سہل شریعت ہے) تو تم نصیحت فرماؤ (قرآن پاک کے ساتھ، ذکر بمعنی عظ ہے) اگر نصیحت کام دے عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے (اللہ ﷻ سے، یخشی بمعنی یخاف ہے، جیسا کہ اللہ نے اس آیت مبارکہ میں بھی حکم فرمایا ﴿فذکر بالقرآن من یخاف وعید (ق:۴۵)﴾) اور اس سے (یعنی نصیحت سے) بہت دور رہے گا (یعنی اسے چھوڑ دے گا اس کی طرف کان نہیں دھرے گا) بدبخت (یعنی کافر، اشقی بمعنی شقی ہے) جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا (سب سے بڑی آگ جہنم کی آگ ہے اور چھوٹی آگ دنیاوی آگ ہے) پھر نہ اس میں مریں (کہ راحت پائے) اور نہ جئے (خوشگوار زندگی) بیشک مراد کو پہنچا (یعنی کامیاب ہوگیا) جو ستھرا ہوا (ایمان لاکر، تزکی بمعنی تطھر ہے......۴......) اور اپنے رب کا نام لے کر (اللہ اکبر کہتے ہوئے) نماز پڑھی (پانچوں نمازیں اور یہ کام امور آخرت سے تھے اور کفار مکہ ان سے منہ موڑے ہوئے تھے) بلکہ تم (آخرت پر) جیتی دنیا کو ترجیح دیتے ہو (''یوثرون'' فعل علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور آخرت (جو کہ جنت پر مشتمل ہے) بہتر اور باقی رہنے والی بیشک یہ (یعنی ستھرے ہونے والے کا فلاح پانا اور آخرت کا بہتر ہونا) اگلے صحیفوں میں ہے (جو قرآن پاک سے پہلے نازل ہوئے) ابراہیم اور موسی کے صحیفوں میں (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دس صحائف تھے اور حضرت موسی علیہ السلام کا صحیفہ تورات شریف تھی......۵......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿سبح اسم ربک الاعلی الذی خلق فسوی والذی قدر فھدی والذی اخرج المرعی فجعلہ غثاء احوی﴾

سبح: فعل امر بافاعل، اسم: مضاف، ربک: موصوف، الاعلی: صفت اول، الذی: موصول، خلق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، سوی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر معطوف، ملکر صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذی قدر فھدی: موصول صلہ، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، الذی: موصول، اخرج المرعی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، جعلہ: فعل بافاعل و مفعول اول، غثاء احوی: مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر معطوف ثانی، ملکر صفت ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿سنقرئک فلا تنسی الا ما شاء اللہ انہ یعلم الجھر وما یخفی﴾

س: حرف استقبال، نقرئک: فعل بافاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، لاتنسی: فعل نفی بافاعل، الا: اداۃ حصر، ماشاء

الـلـه: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،الـه:حرف مشبہ واسم،یـعـلـم:فعل بافاعل،الـجـهـر :معطوف علیہ،و:عاطفہ،مایخفی:موصول صلہ،ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ونیسرک للیسری فذکر ان نفعت الذکری﴾

و:عاطفہ،نیسرک:فعل بافاعل ومفعول،للیسری:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ "استقرئک" پر معطوف ہے،ف:فصیحیہ،ذکر:فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف،"ان علمت انک من ارباب الفیوضات الکمالیۃ بھدایتنا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ،ان:شرطیہ،نفعت الذکری:جملہ فعلیہ جزا محذوف "فذکر" کیلئے شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿سیذکر من یخشی ویتجنبها الاشقی الذی یصلی النار الکبری ثم لا یموت فیها ولا یحیی﴾

سیـذکـر: فعل،مـن یـخـشـی: موصول صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،یـتـجـنـبـهـا:فعل ومفعول،الاشقی:موصوف،الذی:موصول،یصلی النار الکبری: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ثم:عاطفہ،لایموت فیها:جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،لایحیی:جملہ فعلیہ معطوف،ملکر معطوف،ملکر صلہ،ملکر صفت،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قد افلح من تزکی وذکر اسم ربه فصلی﴾

قـد: تحقیقیہ،افـلـح:فعل،من:موصولہ،تـزکـی:جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،ذکـر اسم ربـه: جملہ فعلیہ معطوف اول،ف:عاطفہ،صلی:جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاخرۃ خیر وابقی﴾

بـل: عاطفہ،تـؤثـرون:فعل واؤ ضمیر الفاعل،الـحـیـوۃ الـدنـیـا: ذوالحال،و:حالیہ،الاخـرۃ:مبتدا،خیـر:معطوف علیہ،و:عاطفہ،ابقی:معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابرهیم وموسی﴾ان هذا: حرف مشبہ واسم،لام:تاکیدیہ،فی:جار،الصحف الاولی:مبدل منہ،صحف ابرهیم وموسی:بدل،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......سبح اسم ربک الاعلی......☆اس کا ذکر عظمت واحترام کے ساتھ کرو،حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سیدعالم نے فرمایا:"اپنے سجدوں میں اس کو داخل کرو"سبحان ربی الاعلی"کہو۔

☆......الذی یصلی النار الکبری......☆بعض مفسرین نے فرمایا یہ آیت ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ کے حق میں نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

امام رازی کے نزدیک سبح اسم ربک میں پوشیدہ راز:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿سبح اسم ربک الاعلی اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے(الاعلی:۱)﴾۔اس میں کچھ مسائل ہیں جوکہ یہ ہیں:(۱)......اللہ ﷻ کے نام کی تقدیس وتنزیہ کا حکم کرنا مقصود ہے۔(۲)......کسی اور کا نام "اللہ ﷻ" کے نام پر رکھنا جائز نہیں،جیسا کہ مشرکین مکہ نے اپنے بت کا نام لات رکھا اور مسیلمہ کذاب کا نام یمامہ کا رحمان رکھا۔(۳)......اللہ ﷻ کے اسماء کی تفسیر اس طرح نہ کی جائے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو جیسا کہ اعلی کی تفسیر علو مکان سے کرنا اور استواء کی تفسیر استقرار سے کرنا بلکہ علو کی تفسیر قہر،اقتدار،استواء،استیلاء سے کرنا چاہیے۔(۴)......اللہ ﷻ کا نام بغیر کسی خوف وغفلت کے نہ لیا

جائے بلکہ خشوع وتعظیم کے ساتھ لیا جائے۔(۵)......اپنے رب ﷻ کے نام سے نماز کا اہتمام کرنا جیسا کہ مشرکین نماز کے وقت میں سیٹیاں اور تالیاں بجاتے۔(۶)......اللہ ﷻ کی ایسی تنزیہ بیان کرے جو اس کی شان کے لائق ہو، اس کی ذات میں، اس کی صفات، افعال، اسماء اور احکام میں، بہر حال اس کی ذات کے اعتبار سے یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اعراض وجواہر سے پاک ہے، اس کی صفات کے اعتبار سے یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ حادث، متناہی (محدود) یا ناقص ہے، اس کے افعال کے اعتبار سے یہ عقیدہ رکھے کہ وہ مالک مطلق ہے، کسی کو اس کے کسی امر میں اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔(۷)......اللہ ﷻ کی شان اعلیٰ، اجل اور اعظم ہے ہر اُس وصف سے جو اُس کی جانب موصوف کیا جاتا ہے، اور ہر اُس ذکر سے جو اُس کے لئے کیا جاتا ہے، اُس کی کبریائی مخلوق کی معرفت وادراک الٰہی سے بڑھ کر ہے یعنی مخلوق جتنی اُس کی معرفت وادراک نہیں رکھتی اُس سے کئی گناہ زیادہ اس کی کبریائی ہے، اور اس کی نعمتیں مخلوق کی حمد وشکر سے بڑھ کر ہیں اور اس کے حقوق ہماری طاعتوں اور اعمال سے بڑھ کر ہیں۔(۸)......اللہ ﷻ کی ذات ایسی اعلیٰ ہے کہ ہر قسم کے نقص سے پاک وصاف ہے اور اس کی مملکت، سلطنت اور قدرت عظیم تر ہیں۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۲۵ وغیرہ)

سبحان ربی الاعلی کے محامل:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سبح اسم ربک الاعلی اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے﴾۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ آیت مذکورہ پڑھتے تو یہ بھی پڑھتے: ''سبحان ربی الاعلی''۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الدعاء فی الصلاۃ، رقم: ۸۸۳، ص ۱۷۱)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص رکوع کرے تو تین مرتبہ یوں کہے سبحان ربی العظیم اور یہ کم سے کم مرتبہ کی تعداد ہے اور جب سجدہ کرے تو تین مرتبہ یوں کہے سبحان ربی الاعلی اور یہ کم سے کم تعداد ہے''۔ (سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی التسبیح فی الرکوع، رقم: ۲۶۱، ص ۹۶)

سید عالم ﷺ کو پڑھانے کا بیان:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سنقرئک فلا تنسی اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے (الاعلیٰ: ۶)﴾۔ یعنی اے محبوب ﷺ آپ کو پڑھانے کے لئے ایسے قاری کا اہتمام کریں کہ آپ نہ بھولیں۔ معنی یہ ہے کہ ہم قرآن کے لئے ایسا قاری متعین فرمائیں کہ آپ نہ بھولیں۔ مجاہد، مقاتل اور کلبی کہتے ہیں کہ جب سید عالم ﷺ پر قرآن نازل ہوتا تھا تو اکثر اوقات زبان اقدس کو متحرک رکھتے کہ کہیں بھول نہ جائیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی کا اختتام نہ کر پاتے کہ سید عالم ﷺ نسیان کے خوف کے باعث از ابتداء پڑھنا شروع فرما دیتے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سنقرئک فلا تنسی اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے (الاعلیٰ: ۶)﴾ یعنی ہم آپ کو قرآن ایسا تعلیم کریں گے کہ آپ بھول نہ پائیں گے اور اس کی نظیر ان آیات میں ملتی ہے: ﴿ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک تمہیں اس کی وحی پوری نہ ہولے (طٰہٰ: ۱۱۴)﴾، ﴿لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو (القیامۃ: ۱۶)﴾۔ جہاں تک اِس بات کا تعلق ہے کہ سید عالم ﷺ کو کیسے قرآن پڑھایا گیا تو اس کی کچھ وجوہات یہ ہیں: (۱)......حضرت جبرائیل امین علیہ السلام قرآن (چند) مرتبہ پڑھتے یہاں تک کہ سید عالم ﷺ اُسے یاد کر لیتے۔(۲)......ہم نے اپنے حبیب کے سینۂ اقدس کو مضبوط کر دیا یہاں تک کہ ایک ہی مرتبہ سماعت کرنے میں اُسے یاد فرما لیتے اور بھولتے نہ تھے۔(۳)......اللہ ﷻ نے اِس سورت کے آغاز میں تسبیح کا حکم ارشاد فرمایا، اس میں دلیل ہے کہ قرآن جو کہ تمام اولین وآخرین کے علوم کا جامع ہے اور اس میں اے

محبوب ﷺ آپ کا بھی ذکر خیر ہے اور آپ کی قوم کا بھی ذکر ہے اور اِسے ہم نے آپ کے قلب اطہر پر جمع کردیا ہے اور ہم اِسے یاد کرنے والوں کے لئے آسان کردیں گے کہ وہ اِسے یاد کرلیں۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۱۳۰)

تزکیہ کے معنی و محامل:

۴.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قد افلح من تزکی بیشک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا(الاعلی: ۱۴)﴾۔ جس نے مکروہات سے نجات پائی، اور اپنی امیدوں پر کامیابی پائی، وہ کفر سے اپنے آپ کو پاک کرگیا اور نافرمانی سے وعظ و نصیحت کے ذریعے پاک کرلیا یا تقویٰ کے ذریعے اپنے دل کو پاک کرلیا یا ادائیگی زکوۃ سے خشوع حاصل کرلیا۔ اللہ ﷻ نے سورۃ المومنون کے آغاز میں کامیاب مومن کی کچھ صفات بیان فرمائی ہیں جن میں ایک صفت تو یہی ہے جو یہاں بھی بیان فرمائی لیکن بعض دیگر صفات کا بھی ذکر ہے جس کا بیان کرنا فائدے سے خالی ہرگز نہیں ہوگا چنانچہ فرمایا: (۱)...... جو مومن کامیاب ہوتے ہیں وہ اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہوتے ہیں۔ خشوع نام ہے عاجزی اور تذلل کرنے کا، اور خشوع کا استعمال اکثر اوقات اعضائے بدنیہ پر ہوتا ہے اور ضراعۃ کا استعمال غالب اعتبار سے دل پر ہوتا ہے، روایت ہے کہ جب دل میں عجز و انکساری ہو تو اعضاء بھی خوف محسوس کرتے ہیں۔ یعنی اللہ ﷻ سے خوف کرنے والے اس کی بارگاہ میں ملزم دکھائی دیتے ہیں۔ روایت ہے کہ جب سید عالم ﷺ نے نماز ادا فرمائی تو اپنی نگاہ آسمان کی جانب بلند فرمائی، پھر جب آیت نازل ہوئی تو اپنی نگاہ پھیر لی، ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص کو نماز کی حالت میں اپنی داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''اگر اس کا دل خوف کھاتا تو اعضاء پر بھی اس کا اثر پڑتا''۔ (۲)...... مومنین کی دوسری صفت لغویات سے بچنا ہے۔ ہر وہ کلام جو اللہ ﷻ کے لئے نہ ہو، ہر وہ قول جو اللہ ﷻ کی جانب سے نہ ہو، جو اللہ ﷻ کے سوا کسی اور میں مشغول کردے وہ لغو ہے۔ بخاری کی روایت میں ہے: ''من قال لصاحبه والامام يخطب فقد لغا یعنی جس نے امام کے خطبے کے دوران اپنے ساتھی سے کہا خاموش ہو اس نے لغویات کہی'' (صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب: انصات يوم الجمعة، رقم: ۹۳۴، ص ۱۵۰)۔ (۳)...... زکوۃ تزکیۂ نفس کے لئے واجب ہوئی ہے تاکہ نفس مذموم جسمانی صفات، دنیا کی محبت وغیرہ سے پاک و صاف ہوجائے، جیسا کہ باری ﷻ کا فرمان: ﴿خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها یعنی اے محبوب ان کے مال میں سے زکوۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو (التوبة: ۱۰۳)﴾ اور فلاح و کامرانی تزکیۂ نفس میں ہے جیسا کہ فرمان مقدس ہے: ﴿قد افلح من تزكى جس نے تزکیۂ نفس کیا وہ کامیاب ہوگیا (الاعلى: ۱۴)﴾، اور یہ تزکیہ فقط مال دے کر نہیں کہ دل میں دنیا کی محبت ہو اور بظاہر مال زکوۃ ادا کردی گئی بلکہ اس کی مصلحت دل سے دنیا کی محبت کو زائل کرنا ہے اور دنیا کی محبت کی مثال تمام مذموم صفات کا دل میں جڑ پکڑ جانا ہے۔ (۴)...... اپنی پاک دامنی اور عفت کی حفاظت کرنا بھی فلاح و کامرانی میں داخل ہے، زوج کا لفظ مرد و عورت دونوں کے لئے مستعمل ہے، یہاں اللہ ﷻ نے انسانی خواہش کے مطابق زوج اور باندی کو اس سے منہا کیا یعنی انسان شادی کرکے یا لونڈی خرید کر اپنی خواہش نفسانی کی تکمیل کرسکتا ہے تاہم موجودہ دور میں غلام لونڈی کا تصور نہیں لہٰذا فقط شادی کے ذریعے ہی خواہش کی تکمیل ممکن ہے۔ مزید آگے فرمایا، (۵)...... مومن کی صفت یہ بھی ہے کہ امانت اور عہد و پیمان کا پاس رکھے، امانت سے مراد وہ فیض الٰہی ہے جو انسان کو بلاواسطہ امانت کی نگہبانی کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور انسان اس فیض سے مستفیض ہوتا رہتا ہے اور عہد و پیمان سے مراد یوم میثاق کا عہد ہے کہ اللہ ﷻ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے جیسا کہ فرمان مقدس ہے: ﴿وان اعبدوني هذا صراط مستقيم اور میری عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے(یٰس: ۶۱)﴾، یعنی انسان ظاہری و باطنی امانت میں خیانت نہ کرے بلکہ اس کی رعایت کرے اور اللہ ﷻ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے۔ (۶)...... نمازوں کی حفاظت کرنا، فرض نمازوں کو ان کے اوقات میں تمام شرائط و واجبات کے ساتھ ادا کرنا۔ حدیث میں ہے: ''جو شخص پہلی صف میں امام کے

مقابل کھڑا رہے اس کے لیے سو نمازوں کا ثواب ہے، اور جو امام کے دائیں جانب کھڑا رہے اس کے لئے ۷۵ نمازوں کا ثواب ہے اور ساری صفوں میں کھڑا رہنے والا پچیس نمازوں کا ثواب پائے گا۔ ان صفات کے حامل مؤمن جنت الفردوس کے وارث قرار پاتے ہیں۔

(روح البیان ،ج۶، ص ۸۷ وغیرہ ملخصا وملتقطا)

کتب ،صحف ،انبیاء ورسل کی تعداد کا بیان:

۵......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿صحف ابراھیم و موسی ابراہیم اور موسی کے صحیفوں میں (الاعلی:۱۹)﴾۔ اللہ ﷻ نے حضرت شیث بن آدم علیہ السلام پر پچاس صحائف، حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس، حضرت موسی علیہ السلام پر فرعون کے غرق ہونے سے پہلے دس صحائف نازل کئے اور بعد میں مکمل توریت نازل فرمائی ،اور حضرت عیسی علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی ،حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور مقدس اور سید عالم ﷺ پر قرآن مجید فرقان حمید نازل فرمایا۔ بعض محققین نے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام پر دس صحائف، حضرت موسی علیہ السلام پر دس صحائف، جب کہ وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بیس صحائف نازل ہوئے اور وہ حضرت موسی علیہ السلام کے دس صحائف کا ذکر نہیں کرتے اور کتابوں کی کل تعداد کے بارے میں ایک سو چار کا قول روایت کیا جاتا ہے لیکن افضل قول یہ ہے کہ ان کی تعداد کا تعین نہیں ہوسکتا اور اس روایت کی کوئی سند نہیں ہے۔ جیسا کہ نبراس میں ہے۔

☆......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوذر نے سید عالم ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کتنے انبیائے کرام ہوئے ہیں؟ تو سید عالم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش)، اور ایک روایت میں یوں ہے کہ دو لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش)۔

☆......ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ ان میں سے رسل کتنے ہوئے ہیں تو ارشاد فرمایا:"(کم وبیش) تین سو تیرہ"۔

(شرح العقائد ،بیان الکتب المنزلة ومسالة ختم النبوة ،ص،۳۳۳، ۳۲۳)

اغراض:

ای نـــزہ ربک: اللہ کی ذات ہر اس بات سے پاک ہے جو اُس کی شان کے لائق نہیں، اس کی ذات، صفات، اسماء، افعال اور احکام میں، اللہ کی ذات میں جوہر و عرض، کبر و صغر وغیرہ کے اوصاف نہیں پائے جاتے اور نہ ہی اللہ کی ذات کو حادث مانا جاتا ہے، اللہ کی صفات حادث، متناہی اور ناقص نہیں ہیں، اللہ کے افعال مخلوقین کے افعال جیسے نہیں ہیں۔ صـــفة لـــربک: یعنی اللہ کی شان بلند ہے اور ازلی وابدی نقائص سے پاک ہے، مزید حاشیہ نمبر"۲" کا مطالعہ کیجئے۔ متناسب الاجزاء: یعنی اللہ نے مخلوق کو مناسب قد وقامت کے ساتھ ،منافع تامہ کے ساتھ پیدا کیا۔ مـــا شـــاء: یعنی اللہ انواع واقسام، اشخاص، صفات وافعال واحوال میں سے جس طرح بھی چاہے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ بنسخ تلاوته وحكمه: باء سببیہ ہے، معنی یہ ہے کہ مراد تلاوت اور حکم دونوں کے منسوخ ہونے کا ہے، اور اس کا سبب سید عالم ﷺ کا نسیان ہونا ہے اور اگر فقط تلاوت یا حکم منسوخ ہوتا تو نسیان والی صورت نہ پائی جاتی تاکہ تبلیغ یا تلاوت کے حکم کی احتیاج باقی رہتی۔ للشریعة السهلة: یعنی وحی کے حفظ اور تدوین کا آسان طریقہ مراد ہے۔ هی نار الآخرة: یہ حسن کا قول ہے، اور اس پر دلیل یہ ہے:"تمہاری دنیاوی آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے"۔ فیستریح: ایک سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے، زندگی اور موت کے مابین کوئی واسطہ نہیں ہوتا، پھر اللہ نے ﴿الاشقی﴾ کو کیسے اس طرح موصوف کیا جب کہ موت وحیات تو وہاں نہ پائی جائے گی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ موت سے مراد وہ ہے جس میں راحت نہ پائی جائے اور حیات سے مراد وہ ہے جو ناقابل منافع ہو۔ مکبرا: مراد تکبیرات ہیں جو نماز کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

(الصاوی، ج۶،ص ۲۶۳ وغیرہ)

سورة الغاشية مكية وهى ست وعشرون آية

(سورۂ غاشیہ مکی ہے، جس میں ۲۶ آیتیں ہیں)

تعارف سورة الغاشية

اس سورت میں ایک رکوع، چھبیس آیتیں، بانوے کلمات، تین سو اکیاسی حروف ہیں۔ یہاں پر رسالت کے مکی دور کو بیان کیا جارہا ہے کہ اس وقت تین چیزوں کو ذہن نشین کرنے پر زیادہ زور دیا گیا تھا توحید، رسالت، اور قیامت۔ یہاں قیامت کا ذکر ایک سوال کی صورت میں کیا جارہا ہے کہ اے مخاطب کیا تو نے کبھی ایسی چیز کے بارے میں سنا جو ساری کائنات پر چھائے گی۔ کوئی بھی چیز اس سے بچ نہ پائے گی، یہی روز قیامت ہے۔ اس روز بنی نوع انسان کو دو گروہوں میں تقسیم کردیا جائے گا۔ ایک گروہ ان بدنصیبوں کا ہوگا جنہوں نے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت کو مسترد کردیا تھا۔ اس روز ان کا جو حال ہوگا اسے پڑھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور دوسرا گروہ وہ ہے جس نے اپنے رسولوں کی دعوت کو صمیم قلب سے قبول کیا۔ اس روز ان کی جو عزت اور حوصلہ افزائی ہوگی اس منظر کا نقشہ کھینچا۔ اس کے بعد اہل عرب کو دعوت دی جارہی ہے کہ اگر تم اب بھی ایمان نہیں لاتے تو ذرا ان چیزوں کی تخلیق پر غور کرو جن کا مشاہدہ تم سفر وحضر میں کرتے ہو اور ان اونٹوں کی طرف دیکھو جو ریگستانوں میں سفر کرتے ہیں وہ نہ تو طول سفر سے تھکتے ہیں اور نہ پیاس کی شدت اسے ماندہ کرتی ہے اور بوجھ اٹھائے ہوئے مستانہ وار وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں، سوچو کہ اس سے تمہارا ذہن اس کی تخلیق کرنے والے کی طرف نہیں جاتا۔ پہاڑوں کی طرف دیکھو، ان کی بلندیاں اور اس کی اونچی اونچی چوٹیاں اور پست وادیاں جو اپنے اندر افادیت رکھتے ہیں زمین کی طرف دیکھو جو تاحد نگاہ پھیلی ہوئی ہے اور اپنی تہوں میں تمہارے لئے خزانے چھپائے ہوئے ہے۔ آخر میں اپنے پیارے حبیب ﷺ کو فرمایا اے پیارے حبیب ﷺ آپ کا کام صرف ان کو نصیحت کرنا ہے یہ فریضہ آپ بڑی دلسوزی سے انجام دے رہے ہیں اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو آپ پریشان نہ ہوں اللہ ﷻ ان نابکاروں سے خود نمٹ لے گا۔

رکوع نمبر: ۱۳

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿هل ﴾قَدْ﴿اتک حديث الغاشية(۱)﴾اَلْقِيَامَةِ لِاَنَّهَا تَغْشَى الْخَلَائِقِ بِاَهْوَالِهَا ﴿وجوه يومئذ﴾عَبَّرَبِهَاعَنِ الذَّوَاتِ فِي الْمَوْضَعَيْنِ﴿ خاشعة (۲)﴾ذَلِيْلَةٌ﴿عاملة ناصبة (۳)﴾ذَاتَ نَصَبٍ وَتَعَبٍ بِالسَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ ﴿تصلى﴾بِضَمِّ التَّاءِ وَفَتْحِهَا﴿ نارا حامية(۴)تسقى من عين انية(۵)﴾شَدِيْدَةُالْحَرَارَةِ﴿ليس لهم طعام الا من ضريع (۶)﴾هُوَنَوْعٌ مِّنَ الشَّوْكِ لَاتَرْعَاهُ دَابَّةٌ لِخُبْثِهٖ﴿لا يسمن ولا يغنى من جوع (۷)وجوه يومئذ ناعمة(۸)﴾حَسَنَةٌ﴿لسعيها﴾فِى الدُّنْيَابِالطَّاعَةِ﴿ راضية (۹)﴾فِى الْاٰخِرَةِ لِمَارَاٰتْ ثَوَابَهٗ﴿فى جنة عالية(۱۰)﴾حِسًّاوَّمَعْنًى﴿لا تسمع﴾بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ﴿ فيها لاغية(۱۱)﴾اَىْ نَفْسٌ ذَاتَ لَغْوٍاَىْ هَذْيَانٌ مِنَ الْكَلَامِ ﴿فيها عين جارية(۱۲)﴾بِالْمَاءِ بِمَعْنٰى عُيُوْنٍ ﴿فيها سررمرفوعة(۱۳)﴾ذَاتًا وَّقَدْرًااَوْمَحَلًّا﴿واكواب﴾اَقْدَاحٌ لَاعُرٰى لَهَا﴿ موضوعة(۱۴)﴾عَلٰى حَافَاتِ الْعُيُوْنِ معدةٌ لِشُرْبِهِمْ﴿ونمارق﴾وَسَائِدُ﴿ مصفوفة(۱۵)﴾بَعْضُهَا بِجَنْبِ بَعْضٍ يَسْتَنِدُاِلَيْهَا﴿وزرابى﴾بسط طَنَافَسَ لَهَاخَمْلٌ﴿ مبثوثة(۱۶)﴾مَبْسُوْطَةٌ﴿افلا ينظرون﴾اَىْ كُفَّارُ مَكَّةَ نَظَرَاِعْتِبَارًا﴿ الى الابل كيف

خلقت(١٧)والی السماء کیف رفعت(١٨)والی الجبال کیف نصبت(١٩)والی الارض کیف سطحت(٢٠)﴾اَیْ بُسِطَتْ فَیَسْتَدِلُّوْنَ بِهَا عَلٰی قُدْرَةِاللّٰهِ تَعَالٰی وَوَحْدَانِیَّتِهٖ وَصُدِّرَتْ بِالْاِبِلِ لِاَنَّهُمْ اَشَدُّ مُلَابَسَةً لَّهَامِنْ غَیْرِهَا وَقَوْلِهٖ سُطِحَتْ ظَاهِرٌفِیْ اَنَّ الْاَرْضَ سَطْحٌ لَاکُرَةٌ کَمَاقَالَ اَهْلُ الْهَیْئَةِ وَاِنْ لَّمْ یَنْقُضْ رُکْنًا مِّنْ اَرْکَانِ الشَّرْعِ﴿فذکر﴾هُمْ نِعَمَ اللّٰهِ وَدَلَائِلَ تَوْحِیْدِهٖ ﴿ انما انت مذکر (٢١)لست علیهم بمصیطر (٢٢)﴾وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالسِّیْنِ بَدَلُ الصَّادِ اَیْ بِمُسَلَّطٍ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِبِالْجِهَادِ﴿الا﴾لٰکِنْ﴿ من تولی﴾ عَنِ الْاِیْمَانِ﴿ و کفر(٢٣)﴾بِالْقُرْاٰنِ﴿فیعذبه الله العذاب الاکبر (٢٤)﴾عَذَابَ الْاٰخِرَةِ وَالْاَصْغَرُعَذَابَ الدُّنْیَا بِالْقَتْلِ وَالْاَسْرِ﴿ان الینا ایابهم (٢٥)﴾رُجُوْعَهُمْ بَعْدَالْمَوْتِ﴿ثم ان علینا حسابهم(٢٦)﴾جَزَاءَ هُمْ لَانَتْرُکُهٗ اَبَدًا.

﴿ترجمہ﴾

بیشک (هل بمعنی قد ہے) تمہارے پاس چھاجانے والی کی خبر آئی (یعنی قیامت کی، قیامت کو غاشیہ اس لیے فرمایا کہ اس کی گھبراہٹ اور ہولناکیاں مخلوق پر چھاجائیگی......۱......) کتنے ہی لوگ اس دن (یہاں دونوں مقامات میں ''وجوہ'' سے ذوات مراد ہیں) ذلیل ہوں گے کام کریں مشقت جھیلیں (ناصبة بمعنی ذات نصب و تعب ہے، یعنی قید و بند اور طوق کی مشقت اٹھائیں) جائیں (''تصلی'' کو تاء مفتوحہ اور مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) بھڑکتی آگ میں نہایت جلتے چشمہ کا پانی پلائے جائیں (''آنیة'' کا معنی شدید گرم پانی ہے) ان کے لیے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے (''ضریع'' ایک قسم کے کانٹے ہیں جنہیں ان کی خباثت کی وجہ سے چوپائے بھی نہیں کھاتے......۲......) کہ نہ فربہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں کتنے ہی لوگ اس دن چین میں ہیں (خوبصورت ہوں گے دنیا میں فرمانبرداری کر کے) اپنی اس کوشش پر راضی ہوں گے (آخرت میں جب اس کا ثواب دیکھیں گے) بلند باغ میں (یہ باغ حسی اور معنوی دونوں اعتبار سے بلند ہوگا) نہ سنیں گے (''لا تسمع'' میں فعل کو علامت مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اس میں کوئی بیہودہ (لا غیة بمعنی ذات لغو ہے، اس کا موصوف ''نفس'' محذوف ہے یعنی وہ بیہودہ کلام نہیں سنیں گے) اس میں (پانی کا) رواں چشمہ ہے (عین بمعنی عیون ہے) اس میں بلند تخت ہیں (اپنی ذات قدر اور محل کے اعتبار سے) اور کوزے (بغیر کنڈے کے برتن کو اکواب کہتے ہیں) چلتے ہوئے (چشموں کے کناروں پر جو پینے کے لیے تیار رکھے ہوئے ہیں) اور قالین (نمارق بمعنی وسائد ہے) بچھے ہوئے (جو یکے بعد دیگرے بچھے ہوں گے جس سے ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے) اور چاندنیاں پھیلی ہوئی (مبثوثة بمعنی مبسوطة ہے،......۳......) تو کیا نہیں دیکھتے وہ (یعنی کفار مکہ بنگاہ عبرت) اونٹ کو کیسا بنایا گیا اور آسمان کو کیسا اونچا کیا گیا اور پہاڑ کیسے قائم کئے گئے اور زمین کیسے بچھائی گئی (سطحت بمعنی بسطت ہے، کہ وہ ان اشیاء کو دیکھ کر اللہ کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں یہاں کلام میں اونٹ کو پہلے اس لیے ذکر کیا کہ دیگر اشیاء کے مقابلے میں ان کی اونٹ کے ساتھ شدید ملابست تھی اور اللہ کا فرمان ''سطحت'' اس بارے میں ظاہر ہے کہ زمین سطح ہے کُرّہ نہیں ہے جیسا کہ اہل ہیئت کا قول ہے اگرچہ زمین کو بصورت کرّہ ماننے سے بھی دین کا کوئی ستون نہیں ٹوٹتا......۴......) تم کافروں کو جبراً مسلمان کرنے والے نہیں......۵......(یہ حکم امر جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے ایک قرائت میں ''مصیطر'' میں صاد کی جگہ سین ہے یہ بمعنی مسلط ہے) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) جو مونھ پھیرے (ایمان لانے سے) اور کفر کرے (قرآن پاک کے ساتھ) تو اسے اللہ بڑا

عذاب دے گا بیشک ہماری ہی طرف ان کا پھرنا ہے (مرنے کے بعد، ایابھم بمعنی رجوعھم ہے) پھر بیشک ہماری ہی طرف ان کا حساب ہے (ان کا بدلہ دینا ہے جسے ہم کبھی بھی ترک نہیں کریں گے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿هل اتک حدیث الغاشیة وجوه یومئذ خاشعة عاملة ناصبة تصلی نارا حامیه تسقی من عین انیة﴾

هل: حرف استفہام، اتک: فعل ومفعول، حدیث الغاشیة: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، وجوه: مبتدا، یومئذ خاشعة: شبہ جملہ خبر اول، عاملة ناصبة: خبر ثانی وثالث، تصلی: فعل بافاعل، نارا حامیه: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر رابع، تسقی: فعل مجہول بانائب الفاعل، من عین انیة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر خامس، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لیس لهم طعام الا من ضریع لا یسمن ولا یغنی من جوع﴾

لیس: فعل ناقص، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، طعام: موصوف، الا: اداۃ حصر، من: جار، ضریع: موصوف، لایسمن: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لایغنی: فعل نفی بافاعل، من جوع: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجوه یومئذ ناعمة لسعیها راضیة فی جنة عالیة لا تسمع فیها لاغیة فیهاعین جاریة فیها سرر مرفوعة واکواب موضوعة ونمارق مصفوفة وزرابی مبثوثة﴾

وجوه: مبتدا، یومئذ ناعمة: شبہ جملہ خبر اول، لسعیها راضیة: شبہ جملہ خبر ثانی، فی: جار، جنة: موصوف، عالیة: صفت اول، لاتسمع فیها لاغیة: جملہ فعلیہ صفت ثانی، فیها: ظرف مستقر خبر مقدم، عین جاریة: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت ثالث، فیها: ظرف مستقر خبر، سرر مرفوعة: مرکب توصیفی معطوف علیہ، و: عاطفہ، اکواب موضوعة: مرکب توصیفی معطوف اول، و: عاطفہ، نمارق مصفوفة: معطوف ثانی، و: عاطفہ، زرابی مبثوثة: معطوف ثالث، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت رابع، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر ثالث مبتدا اپنی تینوں خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت﴾

همزه: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اینکرون البعث" لاینظرون: فعل نفی بافاعل، الی: جار، الابل: مبدل منہ، کیف: اسم استفہام حال مقدم، خلقت: فعل مجہول "هی" ضمیر ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بدل، ملکر مجرور، جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، الی: جار، السماء: مبدل منہ، کیف رفعت: جملہ فعلیہ بدل، ملکر مجرور، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الی: جار، الجبال: مبدل منہ، کیف نصبت: جملہ فعلیہ بدل، ملکر مجرور، ملکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، الی: جار، الارض: مبدل منہ، کیف سطحت: جملہ فعلیہ بدل، ملکر معطوف ثالث، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فذکر انما انت مذکر﴾

ف: فصیحیہ، ذکر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان کانوا لاینظرون الی هذه الاشیاء نظر اعتبار وتدبر وتامل" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انما: حرف شبہ وما کافہ، انت: مبتدا، مذکر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا من تولی وکفر فیعذبه الله العذاب الاکبر﴾

الا: اداۃ استثناء، مَن: موصولہ، تولّٰی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کفر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتداء، ف: جزائیہ، یعذبہ اللہ: فعل ومفعول وفاعل، العذاب الاکبر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل "ذکر" کے مفعول محذوف سے مستثنیٰ ہے۔

﴿ان الینا ایابھم ثم ان علینا حسابھم﴾

ان: حرف مشبہ، الینا: ظرف مستقر خبر مقدم، ایابھم: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ثم: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، علینا: ظرف مستقر خبر مقدم، حسابھم: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

الغاشیۃ سے مراد قیامت یا نارِ جھنم:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ھل اتک حدیث الغاشیۃ بیشک تمہارے پاس اس مصیبت کی خبر آئی جو چھا جائے گی (الغاشیۃ:۱)﴾۔ اس کی چند وجوہات ہیں: (۱)......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یوم یغشھم العذاب جس دن انہیں ڈھانپے گا عذاب ان کے اوپر (العنکبوت:۵۵)﴾ قیامت کو اسی نام سے پکارا گیا ہے کیونکہ یہ جب آئے گی تو ہر سمت سے سب کچھ اپنے اندر چھپالے گی۔ (۲)......یہ مخلوق پر اچانک ہی آجائے گی جیسا کہ فرمایا: ﴿افامنوا ان تاتیھم غاشیۃ من عذاب اللہ کیا اس سے نڈر ہو بیٹھے کہ اللہ کا عذاب انہیں آکر گھیر لے (یوسف:۱۰۷)﴾۔ (۳)......قیامت اولین وآخرین سب کو چھپالے گی۔ (۴)......اپنے ہول وشدائد کی وجہ سے سب کو چھپالے گی۔ (۵)......غاشیہ سے مراد آگ ہے جو کہ کافروں کے چہروں کو جلادیگی اور مراد تمام اہل نار ہیں جو اِس عذاب میں مبتلا ہونگے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وتغشی وجوھھم النار اوران کے چہرے آگ ڈھانپ لے گی (ابراھیم:۵۰)﴾، ﴿ومن فوقھم غواش اور آگ ہی اوڑھنا (الاعراف:۴۱)﴾۔ (۶)......غاشیہ سے مراد اہل نار ہیں جو اِس میں ڈالے جائیں گے اور اس میں ڈالے جانے والے بعض شقی اور بعض سعید ہونگے (کیونکہ سعید اپنے گناہوں کی سزا پاکر بالآخر جنت میں جائیں گے)۔

(الرازی، ج۱۱، ص ۱۳۸)

ضریع کی خباثت کے بارے میں اقوالِ مفسرین:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لیس لھم طعام الا من ضریع ان کے لئے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے (الغاشیۃ:۶)﴾۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں وہ کھانا جو سوکھ چکا ہو جسے کھایا نہ جاسکے۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ کانٹے دار درخت کھانے کو دیا جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ ایسا کانٹے دار درخت جسے اونٹ تری پائے جانے کے وقت میں کھائے اور جب اُس کے حلق میں خشکی ہو تو نہ کھائے۔ بعض نے کہا ہے کہ مراد ایسا خشک درخت ہے جو نا قابل ہضم ہو اور زجاج کے قول کے مطابق عوسج نامی درخت ہے۔ خلیل کہتے ہیں کہ ایسا سبز درخت جس کی بدبو پائی جائے۔ ظاہر قول یہ ہے کہ جہنم میں اگنے والا درخت مراد ہے اور اللہ عزوجل ہی بچانے والا ہے اور اُسے جہنم میں اُگنے سے اللہ عزوجل ہی عاجز کرسکتا ہے کیونکہ آگ میں درخت اُگنا بظاہر مشکل دکھائی دیتا ہے۔ امام بغوی نے ابن عباس سے ایک قول یوں نقل کیا ہے کہ ضریع جہنم میں نشو نما پانے والا ایسا کانٹے دار درخت ہے جس کی بدبو مردار کی طرح اور حدت وگرمی جہنم کی آگ کی مانند ہوگی۔ حسن اور ایک جماعت مفسرین کے نزدیک ضریع سے مراد زقوم کا درخت ہے اور ابن جبیر کہتے ہیں کہ مراد آگ کے پتھر ہیں اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ایسی وادی کا نام ہے جہاں کچھ کھانے پینے کا نہ ہو مگر اسی قسم کا کھانا یا یہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ وہ جگہ جہاں جہنمیوں کی پیپ بہتی ہو جیسا کہ بیان اللہ عزوجل نے یوں فرمایا: ﴿ولا طعام الا من غسلین اور نہ کچھ کھانے

کو مگر دوزخیوں کی پیپ (الحاقة: ۳۶) ﴾۔ایک ظاہر قول یہ بھی ہے کہ یہاں وہ مقام مراد ہے جہاں جہنمیوں کی پیپ بہتی ہوگی اور یہیں اس قسم کا کھانا پایا جائے گا۔ (روح المعانی ،الجزء: ۳۰،ص ٤٥٦)

جنتیوں کے انعام کی فہرست:

۳؎......اللہ عزوجل نے یہاں درج ذیل آیات کے ذریعے جنتیوں کے انعام واکرام کا ذکر خیر فرمایا ہے:

(۱)......﴿وجوہ یومئذ ناعمة کتنے ہی مونھ اس دن چین میں ہیں (الغاشیة: ۸)﴾۔

(۲)......﴿لسعیها راضیة اپنی کوشش پر راضی (الغاشیة: ۹)﴾۔

(۳)......﴿فی جنة عالیة بلند باغ میں (الغاشیة: ۱۰)﴾

(۴)......﴿لا تسمع فیها لاغیة کہ اس میں کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے (الغاشیة: ۱۱)﴾۔

(۵)......﴿فیها عین جاریة اس میں رواں چشمہ ہے (الغاشیة: ۱۲)﴾۔

(۶)......﴿فیها سرر مرفوعة اس میں بلند تخت ہیں (الغاشیة: ۱۳)﴾

(۷)......﴿واکواب موضوعة اور چنے ہوئے کوزے (الغاشیة: ۱٤)﴾

(۸)......﴿ونمارق مصفوفة اور برابر برابر بچھے ہوئے قالین (الغاشیة: ۱۵)﴾

(۹)......﴿وزرابی مبثوثة اور پھیلی ہوئی چاندنیاں (الغاشیة: ۱٦)﴾

اونٹ، آسمان، پہاڑ اور زمین کی مثالیں:

۴؎......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے کیسا بنایا گیا اور آسمان کو کیسا اونچا کیا گیا اور پہاڑوں کو کیسے قائم کیا گیا اور زمین کو کیسے بچھایا گیا (الغاشیة: ۱۷ تا ۲۰)﴾۔مفسرین کرام کہتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے جنت و دوزخ کا بیان مکمل فرمایا تو کافروں کے انکار پر تعجبانہ طور پر اپنی قدرت کی عظیم نشانیوں کا بیان فرمایا، اللہ عزوجل ہر چیز پر قادر ہے جیسا کہ حیوانات کی تخلیق پر قادر ہے یونہی آسمان وزمین کی تخلیق پر بھی قادر ہے۔سب سے پہلے اونٹ کا ذکر کیا کیونکہ اہل عرب میں اونٹ کثرت سے پایا جاتا ہے، اور ہاتھی کا ذکر نہ فرمایا کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنی قدرت کی عظیم تخلیق کی جانب کافروں کی توجہ دلائی تھی اس لئے اونٹ کا ذکر فرمایا۔اونٹ کا ذکر کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں کئی منافع پائے جاتے ہیں یعنی اس کا دودھ پیا جاسکتا ہے، اس پر سواری کی جاسکتی ہے، اسے بار برداری میں استعمال کیا جاسکتا ہے اور اس کا گوشت بھی کھایا جاسکتا ہے۔حسن سے پوچھا گیا کہ اونٹ کے مقابلے میں ہاتھی زیادہ عجیب وغریب ہوتا ہے اس کا ذکر کیوں نہ کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہل عرب میں ہاتھی بہت پہلے ہوئے ہیں، پھر خنزیر پائے جانے لگے جس کا نہ تو گوشت کھایا جاتا ہے اور نہ ہی دودھ پیا جاتا ہے اور نہ ہی اُس پر سواری ہوسکتی ہے۔آسمان کو بغیر کسی ستون کے بلند کردیا، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ آسمان کو ایسا بلند کردیا کہ کوئی چیز اُس تک نہیں پہنچ سکتی۔یونہی پہاڑوں کو زمین پر گاڑ دیا کہ زمین ان کی وجہ سے ہلنے نہیں پاتی، جیسا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بهم اور زمین میں ہم نے لنگر ڈالے کہ انہیں لے کر نہ کانپے (الانبیاء: ۳۱)﴾۔اسی طرح فرمایا ہم نے زمین کو بچھایا۔یہ وہ دلائل ہیں جو اللہ عزوجل نے اپنی تخلیق میں عظیم ترین دلائل کے طور پر ہمیں بیان فرمائے۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰،ص ۳۳ وغیرہ)

جبریہ فرقے کا رد:

۵......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لست علیھم بمصیطر تم کچھ ان پر ضامن نہیں(الغاشیۃ:۲۲)﴾۔اس آیت مقدسہ میں جبریہ فرقے کا رد پایا جاتا ہے جن کا کہنا یہ ہے کہ انسان مجبور محض ہے، اُسے کسی چیز کا اختیار نہیں، اُس کا مومن و کافر ہونا، نیک یا بد ہونا، فاسق یا غیر فاسق ہونا، سب اللہ ﷻ کے کرنے سے ہوتا ہے۔ اس آیت میں جبریہ فرقے کے اس باطل عقیدے کا رد پایا جارہا ہے کیونکہ اگر یہی صحیح ہو تو پھر رسولوں کو ہدایت کیلئے بھیجنا اور جنت و دوزخ، جزاء و سزا، و دیگر امور کا پایا جانا عبث و بے کار ہو جائے گا۔ جبریہ فرقے کے باطل عقیدے کا رد دیگر آیات میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وما انت علیھم بجبار اور کچھ تم ان پر جبر کرنے والے نہیں(ق:۴۵)﴾، ﴿ولو شاء ربک لامن من فی الارض......الخ اور اگر تمہارا رب چاہتا زمین میں جتنے ہیں سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا تم لوگوں کو زبردستی کرو گے یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں(یونس:۹۹)﴾۔

اغراض:

عبر بھا عن الذوات: کل کی تعبیر جزء کے ساتھ کر کے مجاز مرسل مراد لیا گیا ہے، اور ''الوجہ'' کو خاص طور پر اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ یہ اعضاء میں سے اشرف ترین جزء ہے اور اس کے ذریعے سب کچھ ظاہر ہو جاتا ہے۔ **بالسلاسل و الاغلال:** زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑے ہونے کے سبب، اور یہ جہنم میں یوں دھنسے ہونگے جیسا کہ اونٹ کیچڑ میں دھنس جاتا ہے، الختصر۔ **حسنۃ:** یعنی جن کے چہروں سے حسن و تازگی جھلکے گی، اور ایک قول کے مطابق ﴿ناعمۃ﴾ بمعنی متنعمۃ ہے۔

حسا: یعنی جنت کے درجات ہیں جن میں سے بعض درجے بعض سے اعلیٰ ہیں اور ہر دو درجوں کے مابین آسمان و زمین کے مثل فاصلہ ہے۔

لا عری لھا: یعنی ایسے آفتابے میں جنتی پئیں گے جس کے کنڈے نہ ہونگے۔ **معدۃ لشربھم:** جب کبھی وہ پینے کا ارادہ کریں گے تو وہ پیالوں کو پانی سے بھرا ہوا پائیں گے، اور صحیح قول یہ ہے کہ یہ پیالے اُن کے سامنے موجود ہونگے جسے دیکھ کر جنتی تلذذ حاصل کریں گے اور ایک قول کے مطابق اُن کی نگاہ کے سامنے ہونگے جہاں بآسانی قدرت حاصل ہو جائے جس کا بیان اس فرمان میں ہے: ﴿قدروھا تقدیرا﴾۔

طنافس: جمع ہے ''طنفسۃ'' کی، تثلیث فاء اور طاء کے ساتھ اور اس میں نو لغات ہیں مراد قالین ہیں، اس کو 'سجادۃ' بھی کہتے ہیں، یعنی جنت میں بچھے ہوئے قالین کا بیان کیا جارہا ہے اور اس کے تین نام ہیں: سجادۃ، طنفسۃ اور زربیۃ۔ **فیستدلون بھا:** چونکہ قرآن عرب میں نازل ہوا اور اسی بناء پر اللہ نے خاص طور پر مذکورہ چیزوں کو بیان کر دیا، کہ عرب کے علاقوں میں رہنے والے لوگ اکثر اونٹوں پر سفر کرتے، اُس پر مال لاد کر برداری کا کام لیتے اور انسان جب تنہا ہوتا ہے تو تفکر کرتا ہے اس لئے پہلے پہل اُس کی سوچ کو اونٹ کی طرف لے جایا گیا جس پر اُس نے سفر اختیار کیا ہوا ہے، پس جب اوپر کو دیکھتا ہے تو آسمان کے سوا اس کی نظر کہیں نہیں جا سکتی، اور دائیں بائیں دیکھتا ہے تو پہاڑوں کے سوا اُسے کچھ نہیں سجھائی دیتا اور نیچے دیکھتا ہے تو زمین کے سوا کچھ نہیں دیکھ سکتا، پس اللہ نے انسان کو تنہائی میں غور و فکر کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور بڑھاپا آنا غور و فکر کرنے کے عمل کو ترک نہیں کرتا۔

رکنا: سے مراد قواعد شرعیہ میں سے کوئی قاعدہ ہے، جو عقیدے میں ضرر نہیں دیتا، علماء ہیئت کہتے ہیں کہ زمین اپنی طبع اور حقیقت کے اعتبار سے ایک کُرّہ ہے، جیسا کہ ساتوں آسمان میں بیضہ، زمین کو ہر جانب سے محیط ہے اور عرش آسمان کو ہر جانب سے محیط ہے لیکن اللہ اپنے فضل و کرم سے زمین سے پیداوار نکالتا ہے، اور حیوانات کو اس زمین پر پھیلا دینا بھی اللہ کی رحمت ہے۔ **وھذا قبل الامر بالجھاد:** آیت مقدسہ ﴿لست علیھم بمصیطر﴾ آیت جہاد سے منسوخ ہے۔

(الصاوی، ج۶، ص ۲۶۷ وغیرہ)

سورۃ الفجر مکیۃ او مدنیۃ وھی ثلاثون آیۃ

(سورۂ فجر مکی یا مدنی ہے، جس میں ۳۰ آیات ہیں)

تعارف سورۃ الفجر

اس سورت میں ایک رکوع، تیس آیتیں، ایک سو انتالیس کلمے، پانچ سو ستانوے حروف ہیں۔ ابتداء اسلام میں کفار نے دلوں کو مسخر کر لینے والی قوت (اسلام) کا صحیح اندازہ نہ لگایا تھا، وہ سمجھتے تھے یہ آواز لوگوں کے عقائد کی پختگی سے ٹکرا ٹکرا کر خود ہی دم توڑ دے گی اور معاملہ ختم ہو جائے گا لیکن نبی کریم ﷺ کی سیرت کی تابانیاں تعصب وہٹ دھرمی کے سنگین فیصلوں میں شگاف پیدا کرنے لگیں اور کفر و شرک کے بڑے بڑے ستون گرنے لگے، تو اہل مکہ نے مزید رواداری اور چشم پوشی کا رویہ ختم کر دیا۔ اور لنگوٹے کس کے اسلام کی روانی کو روکنے کے لئے میدان میں نکل آئے اور ہر ایسے شخص پر ظلم وستم کرتے جو اسلام قبول کر لیتا۔ لیکن اللہ ﷻ اپنے سر فروش اور جان نثاروں کی حوصلہ افزائی فرما رہا ہے کہ کفار کی یہ سنگ دلانہ حرکات نرالی نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ بڑے بڑے طاقتور قبائل اور سنگدل حکمرانوں نے اسلام کو حرف غلط کی طرح مٹانے کی کوشش کی مگر عذاب خداوندی نے انہیں نیست ونابود کر دیا۔ اگر مکہ والوں نے یہ روش نہ چھوڑی تو ان کا بھی وہی المناک انجام ہوگا کیونکہ کفار مکہ کا نظریہ یہ تھا کہ جو خوش حال ہے اور باوقار زندگی بسر کر رہا ہے وہ خدا ﷻ کا منظور نظر ہے وہ جو کچھ کر رہا ہے اس کو خدا ﷻ کی رضا حاصل ہے کسی کو اس پر اعتراض کرنے کی ہمت نہیں اور جس کی دنیا میں کوئی قدر و قیمت نہیں، جو غربت کی زندگی بسر کر رہا ہے، وہ خدا ﷻ کی نظروں میں گرا ہوا ہے۔ لیکن وہ اپنے بندوں کو دولت سے مالا مال کر کے آزماتا ہے اور کبھی فقر و فاقہ دے کر بھی آزماتا ہے۔ جس نے اس کی نعمتوں پر شکر کیا اور مصائب میں صبر کا دامن نہ چھوڑا وہ بارگاہ خداوندی میں کامیاب اور سرخرو ہوگا۔

رکوع نمبر: ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والفجر (۱)﴾ اَیْ فَجْرِ کُلِّ یَوْمٍ ﴿ولیال عشر (۲)﴾ اَیْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ ﴿والشفع﴾ اَلزَّوْجِ ﴿والوتر (۳)﴾ بِفَتْحِ الْوَاوِ وَکَسْرِھَا لُغَتَانِ الْفَرْدِ ﴿والیل اذا یسر (۴)﴾ اَیْ مُقْبِلًا وَّمُدْبِرًا ﴿ھل فی ذلک قسم لذی حجر (۵)﴾ عَقْلٍ وَّجَوَابُ الْقَسَمِ مَحْذُوْفٌ اَیْ لَتُعَذِّبُنَّ یَاکُفَّارَ مَکَّۃَ ﴿الم تر﴾ تَعْلَمْ یَامُحَمَّدُ ﴿کیف فعل ربک بعاد (۶) ارم﴾ ھِیَ عَادُ الْاُوْلٰی فَاِرَمَ عَطْفُ بَیَانٍ اَوْبَدَلٌ وَّمُنِعَ الصَّرْفِ لِلْعَلَمِیَّۃِ وَالتَّانِیْثِ ﴿ذات العماد (۷)﴾ اَیِ الطُّوْلِ کَانَ طُوْلُ الطَّوِیْلِ مِنْھُمْ اَرْبَعَ مِائَۃَ ذِرَاعٍ ﴿التی لم یخلق مثلھا فی البلاد (۸)﴾ فِیْ بَطْشِھِمْ وَقُوَّتِھِمْ ﴿وثمود الذین جابوا﴾ قَطَعُوْا ﴿الصخر﴾ جَمْعُ صَخْرَۃٍ وَاتَّخَذُوْھَا بُیُوْتًا ﴿بالواد (۹)﴾ وَادِی الْقُرٰی ﴿وفرعون ذی الاوتاد (۱۰)﴾ کَانَ یَتِدُ اَرْبَعَۃَ اَوْتَادٍ یُشُدُّ اِلَیْھَا یَدِیْ وَرِجْلَیْ مَنْ یُّعَذِّبُہٗ ﴿الذین طغوا﴾ تَجَبَّرُوْا ﴿فی البلاد (۱۱) فاکثروا فیھا الفساد (۱۲)﴾ اَلْقَتْلَ وَغَیْرَہٗ ﴿فصب علیھم ربک سوط﴾ نَوْعَ ﴿عذاب (۱۳) ان ربک لبالمرصاد (۱۴)﴾ یَرْصِدُ اَعْمَالَ الْعِبَادِ فَلَایَفُوْتُہٗ مِنْھَا شَیْءٌ لِیُجَازِیَھُمْ عَلَیْھَا ﴿فاما الانسان﴾ اَلْکَافِرُ ﴿اذا مابتلہ﴾ اِخْتَبَرَہٗ ﴿ربہ فاکرمہ﴾ بِالْمَالِ وَغَیْرِہٖ ﴿ونعمہ فیقول ربی اکرمن (۱۵) واما اذا ابتلہ فقدر﴾ ضَیَّقَ ﴿علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن (۱۶) کلا﴾ رَدْعٌ اَیْ لَیْسَ

الْإِكْرَامُ بِالْغِنٰى وَالْإِهَانَةُ بِالْفَقْرِ وَاِنَّمَا هُوَ بِالطَّاعَةِ وَالْمَعْصِيَةِ وَكُفَّارُ مَكَّةَ لَايَتَنَبَّهُوْنَ لِذٰلِكَ ﴿بل لاتكرمون اليتيم(۱۷)﴾ لَايُحْسِنُوْنَ اِلَيْهِ مَعَ غِنَاهُمْ اَوْلَايُعْطُوْنَهٗ حَقَّهٗ مِنَ الْمِيْرَاثِ ﴿ولا تحضون﴾ اَنْفُسَهُمْ وَلَاغَيْرَهُمْ ﴿على طعام﴾ اِطْعَامِ ﴿المسكين(۱۸) وتاكلون التراث﴾ اَلْمِيْرَاثِ ﴿اكلا لما(۱۹)﴾ اَيْ شَدِيْدًا لِلَمِّهِمْ نَصِيْبَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ مِنَ الْمِيْرَاثِ مَعَ نَصِيْبِهِمْ مِنْهُ اَوْمَعَ مَالِهِمْ ﴿وتحبون المال حبا جما(۲۰)﴾ اَيْ كَثِيْرًا فَلَا يُنْفِقُوْنَهٗ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالْفَوْقَانِيَةِ فِي الْاَفْعَالِ الْاَرْبَعَةِ ﴿كلا﴾ رَدْعٌ لَهُمْ عَنْ ذٰلِكَ ﴿اذا دكت الارض دكا دكا(۲۱)﴾ زُلْزِلَتْ حَتّٰى يَنْهَدِمَ كُلُّ بِنَاءٍ عَلَيْهَا وَيَنْعَدِمُ ﴿وجاء ربك﴾ اَيْ اَمْرُهٗ ﴿والملك﴾ اَيِ الْمَلَائِكَةُ ﴿صفا صفا(۲۲)﴾ حَالٌ اَيْ مُصْطَفِّيْنَ اَوْذَوِيْ صُفُوْفٍ كَثِيْرَةٍ ﴿وجايء يومئذ بجهنم﴾ تُقَادُ بِسَبْعِيْنَ اَلْفِ زِمَامٍ كُلُّ زِمَامٍ بِاَيْدِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفِ مَلَكٍ زَفِيْرٌ وَّتَغِيْظٌ ﴿يومئذ﴾ بَدَلٌ مِنْ اِذَا وَجَوَابُهَا ﴿يتذكر الانسان﴾ اَيِ الْكَافِرُ مَافَرَّطَ فِيْهِ ﴿وانى له الذكرى(۲۳)﴾ اِسْتِفْهَامٌ بِمَعْنَى النَّفْيِ اَيْ لَايَنْفَعُهٗ تَذَكُّرُهٗ ذٰلِكَ ﴿يقول﴾ مَعَ تَذَكُّرِهٖ ﴿يا﴾ لِلتَّنْبِيْهِ ﴿ليتنى قدمت﴾ اَلْخَيْرَ وَالْاِيْمَانَ ﴿لحياتى(۲۴)﴾ اَلطَّيِّبَةِ فِي الْاٰخِرَةِ اَوْوَقْتِ حَيَاتِيْ فِي الدُّنْيَا ﴿فيومئذ لايعذب﴾ بِكَسْرِ الذَّالِ ﴿عذابه﴾ اَيِ اللّٰهِ ﴿احد(۲۵)﴾ اَيْ يَكِلُهٗ اِلٰى غَيْرِهٖ ﴿و﴾ كَذَا ﴿لا يوثق﴾ بِكَسْرِ الثَّاءِ ﴿وثاقه احد(۲۶)﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ الذَّالِ وَالثَّاءِ فَضَمِيْرُ عَذَابَهٗ وَوَثَاقَهٗ لِلْكَافِرِ وَالْمَعْنٰى لَايُعَذَّبُ اَحَدٌ مِّثْلَ تَعْذِيْبِهٖ وَلَايُوْثَقُ مِثْلَ اِيْثَاقِهٖ ﴿يايتها النفس المطمئنة(۲۷)﴾ اَلْاٰمِنَةُ وَهِيَ الْمُؤْمِنَةُ ﴿ارجعى الى ربك﴾ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ عِنْدَ الْمَوْتِ اَيْ اِرْجِعِيْ اِلٰى اَمْرِهٖ وَاِرَادَتِهٖ ﴿راضية﴾ بِالثَّوَابِ ﴿مرضية(۲۸)﴾ عِنْدَاللّٰهِ بِعَمَلِكِ اَيْ جَامِعَةً بَيْنَ الْوَصْفَيْنِ وَهُمَا وَيُقَالُ لَهَا فِي الْقِيَامَةِ ﴿فادخلى فى﴾ جُمْلَةِ ﴿عبادى(۲۹)﴾ اَلصَّالِحِيْنَ ﴿وادخلى جنتى(۳۰)﴾ مَعَهُمْ.

﴿ترجمہ﴾

فجر کی قسم (روزانہ ہونے والی فجر کی قسم......۱......) اور دس راتوں کی (ذی الحجہ کی دس راتوں کی......۲......) اور جفت (الشفع بمعنی الزوج ہے) اور طاق کی (''الوتر'' تاء مفتوحہ ومکسورہ دونوں کے ساتھ ہے اس میں دو لغتیں ہیں، ......۳......) اور رات کی جب چل دے (پیٹھ دے کر ......۴......) کیوں اس میں عقل والے کے لیے قسم ہوئی (حجر کے معنی عقل ہے، ان قسموں کا جواب محذوف یہ ہے، لتعذبن یا کفار مکة) کیا تم نے نہ جانا (اے حبیب ﷺ، الم تر بمعنی الم تعلم ہے) تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیسا کیا وہ ارم کے ساتھ (اس سے عاد اولی مراد ہے ''ارم'' یا تو ماقبل کا عطف بیان ہے یا پھر بدل ہے اور یہ علمیت اور تانیث کے سبب غیر منصرف ہے) حد سے زیادہ طول والے (العماد بمعنی الطول ہے، ان میں سے سب سے لمبے شخص کا قد چار سو ذراع تھا) کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہ ہوا (پکڑ اور قوت وطاقت میں ان کی مثل) اور ثمود جنہوں نے کاٹیں (جابوا بمعنی قطعوا ہے) چٹانیں (''الصخر'' صخرة کی جمع ہے یہ لوگ چٹانیں کاٹ کر گھر بناتے تھے) وادی میں (یعنی وادی قری میں......۵......) اور فرعون کہ چو میخا کرتا (فرعون چار کیلوں کے ذریعے دونوں ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے عذاب دیتا......۶......) جنہوں نے شہروں میں تکبر کیا (تغوا بمعنی تجبروا ہے) پھر ان میں بہت فساد پھیلایا (قتل وغیرہ کرکے) تو ان پر تمہارے رب نے ایک قسم کا عذاب انڈیلا

(سوط بمعنی نوع ہے) بیشک تمہارا رب نگہبان ہے (بندوں کے اعمال کی نگرانی فرماتا ہے کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں، اللہ عزوجل بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا) لیکن آدمی (یعنی کافر آدمی) جب اسے آزمائے (ابتلٰه بمعنی اختبره ہے) اس کا رب کہ اس کو جاہ دے (مال وغیرہ دے کر) اور نعمت دے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی اور جب اسے آزمائے (اس کا رب) اور تنگ کرے (قدر بمعنی ضیق ہے) اس پر اس کا رزق تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے خوار کیا......۷......یوں نہیں (''کلا'' حرف ردع ہے یعنی اکرام غنی سے اور اہانت فقر سے نہیں یہ تو اطاعت اور نافرمانی سے ہوتی ہیں لیکن کفار مکہ اس پر آگاہی نہیں رکھتے) بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے (مالدار ہونے کے باوجود اس کے ساتھ احسان نہیں کرتے یا معنی یہ ہے کہ تم میراث میں سے اسے اس کا حق نہیں دیتے) اور رغبت نہیں دلاتے (خود اپنے آپ کو اور نہ دوسروں کو) مسکین کو کھلانے کی (طعام بمعنی اطعام ہے) اور کھاتے ہو میراث کا مال (التراث بمعنی میراث ہے) ہپ ہپ (یہ اس لیے فرمایا کہ وہ لوگ میراث میں عورتوں اور بچوں کے حصے کو اپنے حصہ کے ساتھ ملا لیا کرتے تھے یا ان کا مال وہ اپنے مال کے ساتھ ملا لیتے تھے) اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو (کہ تم اسے خرچ نہیں کرتے ہو، جما بمعنی کثیرا ہے، ایک قرائت میں مذکورہ چاروں افعال کو علامت مضارع یاء کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔......۸......) ہاں ہاں (اس میں انہیں ان افعال سے باز رکھنے کے لیے توبیخ کی گئی ہے) جب زمین ٹکرا کر پاش پاش کر دی جائے (زمین پر زلزلہ طاری کر دیا جائے گا حتی کہ زمین پر ہر عمارت منہدم اور معدوم ہو جائے گی......۹......) اور تیرا رب (یعنی تیرے رب کا حکم) آئے اور فرشتے قطار قطار (صفا بمعنی مصطفین حال ہے، یا یہ بمعنی ذوی صفوف کثیرۃ ہے،......۱۰......) اور اس دن جہنم لائی جائے (جہنم کو ہانکا جائے گا اس کی ستر ہزار لگام میں ہوں گی ہر لگام پر ستر ہزار فرشتے ہوں گے اور وہ جوش وغضب میں ہوگی) اس دن (''یومئذ'' اذا سے بدل ہے اس کا جواب یہ ہے) آدمی (الانسان سے یہاں کافر مراد ہے) سوچے گا (جو تقصیر اس نے کی اسے سمجھے گا) اور اب اسے سوچنے کا وقت کہاں (یہاں استفہام بمعنی نفی ہے، یعنی اب یہ سوچنا اسے نفع نہیں دے گا) کہے گا (اس سوچنے کے ساتھ ساتھ) ہائے کاش (''یلیتنی'' میں یاء تنبیہ کے لیے ہے) میں نے آگے بھیجا ہوتا (بھلائی اور ایمان کو) اپنی زندگی کے لیے (آخرت کی اچھی زندگی کے لیے یعنی دنیا میں جیتے جی بھلائی کو آگے کے لیے بھیجا ہوتا) تو اس دن اس کا (یعنی اللہ عزوجل کا) سا عذاب کوئی نہیں کرتا (''یعذب'' ذال مکسورہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے یعنی اللہ عزوجل خود انہیں عذاب دے گا) اور (اسی طرح) اس کا سا باندھنا کوئی نہیں باندھتا (''یوثق'' کو تاء مکسورہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے ایک قرائت میں ''یعذب'' اور ''یوثق'' کو ذال مفتوحہ اور تاء مفتوحہ کے ساتھ پڑھا گیا اس قرائت کے مطابق ''عذابه'' اور ''وثاقه'' کی ضمیر کافر کے لیے ہوگی اور معنی آیت یہ ہوگا: کافر کو دیئے جانے والے عذاب کی مثل کسی کو عذاب نہ ہوگا اور کافر کو باندھے جانے کی مثل کسی کو نہیں باندھا جائے گا) اے امن والی جان (المطمئنۃ بمعنی الآمنۃ ہے، مراد اس سے ایمان والی جان ہے) اپنے رب کی طرف واپس ہو (یہ اس سے بوقت موت کہا جائے گا یعنی اللہ عزوجل کے امر اور ارادے کی طرف واپس ہو) یوں کہ تو راضی (اس کے ثواب سے) پسندیدہ (اللہ عزوجل کے حضور اپنے اعمال کے سبب یعنی نفس مطمئنۃ ان دونوں اوصاف کی جامع ہوگی، ''راضیۃ'' ''مرضیۃ'' یہ دونوں حال ہیں اور بروز قیامت اس سے فرمایا جائے گا) پھر میرے (جملہ نیک) بندوں میں داخل ہو اور (ان کے ساتھ) میری جنت میں داخل ہو جا......۱۱......۔

﴿ترکیب﴾

﴿والفجر ولیال عشر والشفع والوتر والیل اذا یسر ھل فی ذلک قسم لذی حجر﴾

و: قسمیہ جار، الفجر: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لیال عشر: مرکب توصیفی معطوف اول، والشفع: معطوف ثانی، والوتر: معطوف

ثالث،و الیل :معطوف رابع ،ملکر مجرور،ملکر فعل محذوف "نقسم" کیلئے ظرف مستقر،اذا :مضاف،یسر :اصلہ "یسری"جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف یہ سب،ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ،جواب قسم محذوف "لنجازین کل احد بما عمل"،ملکر جملہ قسمیہ،هل :حرف استفہام،فی ذلک :ظرف مستقر خبر مقدم،قسم :موصوف،لذی حجر :ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلها فی البلاد وثمود الذین جابوا الصخر بالواد وفرعون ذی الاوتاد الذین طغوا فی البلاد فاکثروا فیها الفساد﴾

همزه: حرف استفہام،لم تر: فعل نفی با فاعل، کیف :اسم استفہام حال مقدم،فعل :فعل،ربک :ذوالحال،ملکر فاعل،ب :جار،عادارم ذات العماد :صفت،التی لم یخلق مثلها فی البلاد :موصول صلہ،ملکر صفت ثانی،ملکر عاطفہ بیان،ملکر معطوف،و :عاطفہ،ثمود :موصوف،الذین جابوا الصخر بالواد :موصول صلہ،ملکر صفت،ملکر معطوف اول،و :عاطفہ،فرعون :موصوف،ذی الاوتاد :صفت اول،الذین :موصول،طغوا فی البلاد :جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف :عاطفہ،اکثروا فیها الفساد :جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،ملکر صفت ثانی،ملکر معطوف ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فصب علیهم ربک سوط عذاب ان ربک لبالمرصاد﴾

ف :عاطفہ،صب علیهم :فعل وظرف لغو،ربک :فاعل،سوط عذاب :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ان ربک :حرف مشبہ واسم،لام :تاکید یہ،بالمرصاد :ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿فاما الانسان اذا ما ابتله ربه فاکرمه ونعمه فیقول ربی اکرمن﴾

ف :مستانفہ،اما :حرف شرط،الانسان :مبتدا،اذا :مضاف،ما :زائد،ابتله ربه :جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،فاکرمه :جملہ فعلیہ معطوف اول،و :عاطفہ،نعمه :جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف مقدم ،ف :جزائیہ،یقول :فعل "هو" ضمیر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول،ربی :مبتدا،اکرمن :اصلہ "اکرمنی"جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مهما یکن من شیی فی الدنیا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما اذاما ابتله فقدر علیه رزقه فیقول ربی اهانن﴾

و :عاطفہ،اما :حرف شرط،اذا :مضاف،ما :زائدہ،ابتله :جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ف :عاطفہ،قدر علیه رزقه :جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف مقدم،ف :جزائیہ،یقول :فعل "هو" ضمیر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول،ربی :مبتدا،اهانن :اصلہ "اهاننی"جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر مبتدا محذوف "الانسان" کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف "مهما یکن من شییء فی الدنیا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کلا بل لا تکرمون الیتیم ولا تحضون علی طعام المسکین﴾

کلا :حرف ردع وزجر،بل :عاطفہ،لاتکرمون الیتیم :فعل نفی با فاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و :عاطفہ،لاتحضون :فعل نفی با فاعل،علی طعام المسکین :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتاکلون التراث اکلا لما وتحبون المال حبا جما﴾

و :عاطفہ،تاکلون التراث :فعل با فاعل ومفعول،اکلا :موصوف،لما :صفت،ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ،و :عاطفہ،تحبون

المال: فعل بافاعل ومفعول، حباجما: مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کلا اذا دکت الارض دکا دکا وجاء ربک والملک صفا صفا وجایء یومئذ بجھنم﴾

کلا: حرف ردع وزجر، اذا: مضاف، دکت: فعل مجہول، الارض: ذوالحال، دکا: مؤکد، دکا: تاکید، ملکر حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جاء: فعل، ربک: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الملک: ذوالحال، صفا: مؤکد، صفا: تاکید، ملکر حال، ملکر معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، جایء: فعل مجہول، یومئذ: ظرف، بجھنم: ظرف لغو قائم مقام نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط۔

﴿یومئذ یتذکر الانسان وانی له الذکری یقول یلیتنی قدمت لحیاتی﴾

یومئذ: ظرف مقدم، یتذکر: فعل، الانسان: ذوالحال، و: حالیہ، انی: ظرف متعلق "الاستقرار" مصدر محذوف کیلئے، لہ: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، الذکری: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ملکر جملہ شرطیہ، یقول قول، یا: حرف نداء للتنبیہ، لیتنی: حرف مشبہ واسم، قدمت لحیاتی: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ مستانفہ۔

﴿فیومئذ لا یعذب عذابه احد ولا یوثق وثاقه احد﴾

ف: عاطفہ، یومئذ: ظرف مقدم، لایعذب: فعل نفی، عذابہ: مفعول مطلق، احد: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لایوثق: فعل نفی، وثاقہ: مفعول، احد: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة﴾

یایتھا النفس المطمئنة: نداء، ارجع: فعل امر ی ضمیر ذوالحال، راضیة مرضیة: حال ان، ملکر فاعل، الی ربک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ۔

﴿فادخلی فی عبدی وادخلی جنتی﴾

ف: عاطفہ، ادخلی: فعل امر بافاعل، فی عبدی: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ارجعی" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، ادخلی: فعل امر بافاعل، جنتی: مفعول بہ، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ارجعی" پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فجر کی قسم کا بیان:

۱...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿والفجر اس صبح کی قسم (الفجر:۱)﴾۔ اس میں چند وجوہات کا بیان ہے: (۱)...... فجر سے مراد معروف صبح ہے، اللہ عزوجل نے اس کی قسم اس لئے ارشاد فرمائی کہ رات کا مکمل ہونا اور دن کا رونما ہونا ظاہر ہو جائے اور تمام انسانوں اور دیگر حیوانات، پرندے، وحشی جانور رزق کی طلب میں نکلتے ہیں، اور یہ اسی وقت کے مشابہ ہے جس وقت میں مُردے اپنی قبروں سے نکلیں گے، اور اس میں غور کرنے والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان: ﴿والصبح اذا اسفر اور صبح کی جب اجالا ڈالے (المدثر:۳٤)﴾، ﴿والصبح اذا تنفس اور صبح کی جب دم لے (التکویر:۱۸)﴾۔ (۲)...... الفجر سے مراد نماز فجر ہے کیونکہ اسی نماز سے دن بھر کی نمازوں کا آغاز ہوتا ہے اور اسی وقت میں رات اور دن کے فرشتے بھی جمع ہوتے ہیں یعنی رات والوں کی ڈیوٹی ختم اور دن والوں کی شروع ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ان قرآن الفجر کان مشھودا بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں (الاسراء:۷۸)﴾ یعنی دن ورات کے فرشتے صبح کی قرائت کے وقت میں جمع ہوتے ہیں۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے پاس رات اور دن کے فرشتے باری باری آتے ہیں اور فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں، پھر رات کے فرشتے اللہ عزوجل کے پاس پہنچتے ہیں، اللہ عزوجل ان سے سوال کرتا ہے کہ میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا حالانکہ اللہ عزوجل سب کچھ جانتا ہے، فرشتے کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتا ہوا چھوڑا ہے اور جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز ادا کر رہے تھے''۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب: فضل صلوۃ العصر، رقم: ۵۵۵، ص ۹۳)

(۳)...... اس سے مراد کوئی معین فجر ہے جیسا کہ ایک قول یوم نحر کی فجر ہے، اور یہ ملت ابراہیمی کے مناسک میں سے ایک خاص امر ہے اور کیونکہ اس دن لوگ اللہ عزوجل کا قُرب خاص حاصل کرنے کے لئے قربانی پیش کرتے ہیں اور مسلمان اس قربانی کو ترک نہیں کرتے جیسا کہ فرمایا: ﴿وفدینه بذبح عظیم اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا (الصفت: ۱۰۷)﴾۔

(۴)...... اس سے مراد ذی الحجہ کی فجر ہے، کیونکہ ﴿الفجر صبح کی قسم (الفجر: ۱)﴾ کا قول ﴿ولیال عشر اور دس راتوں کی قسم (الفجر: ۲)﴾ سے ملا ہوا ہے، کیونکہ یہ دس معظّم راتوں کا پہلا دن ہے۔

(۵)...... مراد محرم کی فجر ہے، اللہ عزوجل نے اس کی قسم اس لئے ارشاد فرمائی کیونکہ یہ اسلامی سال کی سب سے پہلی فجر ہے اور اس حیثیت سے کئی امور اسی کی بناء پر طے پائے جاتے ہیں جیسا کہ حج، رمضان، زکوۃ، چاند کے حساب کتاب، اور حدیث میں ہے کہ: ''اللہ عزوجل کے نزدیک مہینوں میں ماہِ محرم الحرام عظیم ترین ہے''۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۴۸ وغیرہ)

دس راتوں کی قسم کے بیان میں اقوالِ مفسرین واحادیث:

۲...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ولیال عشر اور دس راتوں کی قسم (الفجر: ۲)﴾۔ اس کی چند وجوہات ہیں: (۱)...... ذی الحجہ کی دس رات قربانی کے ایام کو مشغول کئے ہوئے ہیں (کہ ان راتوں میں لوگ قربانی پیش کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہوتے ہیں)، اور یہ بھی کہ کوئی عمل صالح ایسا نہیں ہے جو اِن دس ایام سے افضل ہو۔ (۲)...... مراد محرم کا پہلا عشرہ ہے، اور خاص طور پر دس راتوں کا ذکر کرنا اس عشرے کی ابتداء سے انتہاء تک کی خوبی بیان کرنا ہے اور اِن ایام کے شرف پر تنبیہ کرنا ہے اور یوم عاشوراء اور اس دن کا روزہ، اس کے بارے میں احادیث مروی ہیں۔ (۳)...... اس سے رمضان کے آخری دس دن مراد ہیں، یعنی رمضان کا آخری عشرہ مراد ہے۔ اللہ نے اس کے شرف کے باعث اس کا خاص طور پر ذکر فرمایا کیونکہ اس میں شبِ قدر بھی ہوتی ہے جیسا کہ حدیث میں بھی ہے: ''رمضان کے آخری عشرے کی طلب میں کوشش کرو''۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۴۹)

امام طبری لکھتے ہیں: مسروق کہتے ہیں کہ دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں، جس میں اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اُن دس راتوں سے بڑھ کر کوئی دس راتیں افضل نہیں ہیں جس کی تکمیل کا وعدہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔

(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۲۰۵)

طاق وجُفت کی قسم کا بیان:

۳...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿والشفع والوتر اور جفت اور طاق کی (الفجر: ۳)﴾۔ اس بارے میں اقوال متعدد ہیں: (۱)...... الشفع سے مراد یوم النحر ہے، جب کہ الوتر سے مراد یوم عرفہ ہے۔ (۲)...... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ الشفع سے مراد یوم ذبح ہے جب کہ الوتر سے مراد یوم عرفہ ہے، جب کہ انہیں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ الشفع سے مراد یوم النحر ہے جب کہ الوتر سے مراد یوم عرفہ ہے۔ (۳)...... عکرمہ کہتے ہیں کہ الشفع سے مراد یوم نحر ہے جب کہ الوتر سے مراد یوم

عرفہ ہے، انہی سے ایک قول یہ ہے کہ الشفع سے مراد یوم الاضحیٰ جب کہ الوتر سے مراد یوم عرفہ ہے۔(۴)...... الشفع سے مراد یوم نحر کے بعد کے دو دن ہیں جب کہ الوتر سے مراد اس کے بعد کا تیسرا دن ہے۔(۵)......الشفع سے مراد تمام مخلوق اور الوتر سے مراد اللہ کی ذات پاک ہے۔(۶)......حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل وتر ہے اور تم شفع ہو، پس صبح کی نماز شفع (جفت) کہلاتی ہے اور مغرب کی نماز وتر (طاق) کہلاتی ہے۔(۷)......مجاہد کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی تمام مخلوق جُفت ہے جیسے آسمان و زمین، خشک وتر، جن وانس، سورج وچاند، بس اللہ عزوجل ایک ہے۔(۸)......مجاہد ہی سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ومن کل شیء خلقنا زوجین اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے (الذریت:۴۹)﴾، فرمایا کفر وایمان، سعادت وشقاوت، ھدایت وگمراہی، رات ودن، آسمان وزمین، جن وانس، اور اللہ عزوجل وتر یعنی ایک ہے۔(۹)......فرض نمازوں میں بعض جُفت ہیں اور بعض طاق ہیں، پس نمازِ فجر وظہر جُفت ہیں جب کہ نماز مغرب طاق رکعت ہیں۔ (الطبری، الجزء:۳۰،ص ۳۰۶ وغیرہ)

رات کی قسم کا بیان:

۴......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿واللیل اذا یسر اور رات کی جب چل دے (الفجر:۴)﴾۔قتادہ کہتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب وہ رات آئے، یہاں رات کو یسر کے ساتھ مقید کیا ہے کیونکہ اس کے پلٹنے میں اللہ عزوجل کی کمال قدرت اور نعمتوں کی زیادتی پر دلالت ہوتی ہے۔مجاہد وعکرمہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد مزدلفہ کی رات ہے۔ (المظهری، ج۷،ص ۴۰۱)

علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی لکھتے ہیں: یعنی وہ رات جو چلی جائے گزر جائے، ایک قول یہ بھی ہے کہ نئی آنے والی رات مراد ہے۔ایک قول کے مطابق ہر رات مراد ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ مزدلفہ کی رات یعنی یوم نحر کی رات مراد ہے جس میں لوگ عرفات سے مزدلفہ کی جانب چل پڑتے ہیں اور صبح طلوع ہونے تک مزدلفہ میں رہتے ہیں (اور مزدلفہ میں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد منی میں رمی کر کے قربانی وحلق کرتے ہیں)۔ (الخازن، ج۴،ص ۴۲۴)

متذکرہ آیات کے تحت قوم عاد وثمود کا بیان:

۵......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیسا کیا وہ ارم حد سے زیادہ طول والے (الفجر:۶تا۷)﴾۔یہاں عاد سے مراد عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہیں اور عاد ان کے قبیلے کا بھی نام ہے جس کا بیان اللہ عزوجل نے یوں فرمایا: ﴿وانہ اھلک عاد الاولی اور یہ کہ اسی نے پہلے عاد کو ہلاک فرمایا (النجم:۵۰)﴾ ارم سے مراد عاد کا جد ہے جو کہ نسب میں مذکور ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ عاد اپنے جدِ اعلیٰ کے نام کے مطابق ارم سے پکارے جاتے تھے۔ایک قول یہ ہے کہ ارم سے مراد قومِ عاد کا کوئی قبیلہ ہے جس میں بادشاہی نظام تھا۔ایک قول کے مطابق عاد کا نسب یوں ہے: ارم بن عاد بن شیم بن سام بن نوح ہے۔کلبی کہتے ہیں ارم قومِ عاد وثمود کے مجموعی نسب کا نام ہے جو کہ اہل سواد واہل جزیرہ کے لوگ کہلاتے ہیں، پس عاد ارم اور عادِ ثمود کہا جاتا تھا تو عاد وثمود ہلاک ہوگئے اور اہل سواد اور الجزیرہ باقی رہ گئے۔سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ارم ذات العماد سے مراد دمشق یا ایک قول کے مطابق اسکندریہ کے لوگ ہیں اور یہ قول ضعیف ہے کیونکہ عاد کی منازل عمان سے حضر موت کی طرف چلی جاتی ہیں، اور مراد بلاد رمال اور احقاف ہیں۔ (الخازن، ج۴،ص ۴۲۴)

فرعون کی سزا دینے کی کیفیت کا اجمالی خاکہ:

۶......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وفرعون ذی الاوتاد الذین طغوا فی البلاد فاکثروا فیھا الفساد اور فرعون کو چومیخا کرتا (سخت سزائیں دیتا) جنہوں نے شہر میں سرکشی کی پھر ان میں بہت فساد پھیلایا (الفجر:۱۰تا۱۲)﴾۔فرعون حد سے بڑھ گیا،

لوگوں پر ظلم وزیادتی کرنے لگا۔ ﴿یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابنائکم ویستحیون نسائکم وفی ذلکم بلاء﴾ کہ وہ تم پر برا عذاب کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے اور اسی میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بلا تھی (یا بڑا انعام) (البقرۃ:۴۹) ﴾ عذاب سب ہی برے ہوتے ہیں لیکن سُوء العذاب وہ عذاب کہلائیگا جو سب سے زیادہ سخت ہو۔ حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل فرعون کی خدمت بجالانے کے اعتبار سے کئی اقسام میں منقسم تھے، ان میں سے طاقتور وتوانا افراد کا ایک گروہ پہاڑوں سے پتھر کاٹتا تو دوسرا گروہ فرعون کے محلات کی تعمیر کرنے کے لئے ان پتھروں اور مٹی وغیرہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا، تیسرا گروہ مٹی سے اینٹیں بنا کر انہیں پختہ بناتا، ایک گروہ بڑھئی کا کام کرتا تو ایک لوہے کا کام سرانجام دیتا۔ پس ان میں سے جو کمزور ہوتے ان پر فرعون نے جزیہ مقرر کر رکھا تھا، نیز بنی اسرائیل کی عورتیں فرعون کے لئے ریشم کات کر اس سے کپڑا بنتی تھیں۔ (الجمل، ج۱، ص۷۵)

آزمائش نعمت دے کر اور لے کر ہونا:

۷......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فاما الانسان اذا ما ابتلٰه ربه فاکرمه ونعمه فیقول ربی اکرمن واما اذا ما ابتلٰه فقدر علیه رزقه فیقول ربی اھانن﴾ لیکن آدمی تو جب اس کو اس کا رب آزمائے کہ اس کو جاہ اور نعمت دے جب تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی اور آزمائے اور اس کا رزق اس پر تنگ کردے تو کہتا میرے رب نے مجھے خوار کیا (الفجر:۱۵ تا ۱۶) ﴾۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ یہاں الانسان سے مراد کافر ہے، یعنی عتبہ بن ربیعہ یا ابوحذیفہ بن المغیرہ۔ ایک قول کے مطابق امیہ بن خلف مراد ہے اور ایک قول ابی بن خلف کا بھی ہے۔ ابتلائے آزمائش سے مراد یہ ہے کہ اللہ ﷻ امتحان میں ڈال دے اور کسی نعمت کے ذریعے آزمائے۔ پھر فرمایا: ﴿فاکرمه ونعمه اس کو جاہ اور نعمت دے﴾ یعنی مال کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کرے یعنی مال میں زیادتی کردے۔ فرمایا: ﴿فیقول ربی اکرمن جب تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی﴾ کہ مال میں خوش ہوجائے اور اللہ ﷻ کی حمد وثناء سے دور ہوجائے۔ پھر فرمایا: ﴿واما اذا ما ابتلٰه اور اگر آزمائے﴾ یعنی فقر اور آزمائش میں مبتلا کرے، رزق تنگ کردے اور مقدارِ رزق میں کمی کردے تو کہتا ہے: ﴿فیقول ربی اھانن تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے خوار کیا﴾ یعنی میرے رب نے میری اہانت کی ہے اور یہ کافر کی ہی صفت ہوسکتی ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا منکر ہوتا ہے کیونکہ اُس کے نزدیک کرامت وشرف فقط دنیاوی مال واسباب ہی ہوتا ہے اور اسی کی کمی بیشی سے وہ حساب لگاتا ہے اور مومن کا معاملہ برعکس ہے کیونکہ اس کے نزدیک کرامت یہ ہے کہ اللہ ﷻ اُسے اپنی عبادت کی توفیق دے دیتا ہے اور آخرت کے لئے اعمال ذخیرہ کرنے کی سعادت عطا فرمادیتا ہے، اور جب اُس پر دنیا وسیع ہوتی ہے تو اللہ ﷻ کی حمد وشکر میں زندگی گزارتا ہے۔ میں (علامہ قرطبی) یہ کہوں گا کہ مذکورہ بالا دونوں آیات کافروں کی صفت ہیں اور کثیر مسلمان بھی ایسے ہیں کہ جو اللہ ﷻ کی کرامت اور فضیلت کو مال کے کم وزیادہ ہونے پر تولتے ہیں اور ایسا وہی مسلمان کرتے ہیں جو جاہل ہوتے ہیں۔ (القرطبی، الجزء:۳۰، ص۴۷)

آزمائش کے چار اسباب کا ذکر:

۸......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿کلا بل لا تکرمون الیتیم ولا تحٰضون علی طعام المسکین وتاکلون التراث اکلا لما وتحبون المال حبا جما﴾ یوں نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے اور میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو (الفجر:۱۷ تا ۲۰) ﴾۔ جن چار اوصاف کو اللہ ﷻ نے خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے ان کی درج ذیل وجوہات ہیں: (۱)......یتیم کی تکریم نہ کرنے سے گویا کہ بھلائی سے خود کو محروم کرلیتا

ہے، چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ولا تحاضون علی طعام المسکین اورآپس میں ایک دوسرے کومسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے (الفجر:۱۸)﴾۔(۲)......میراث میں یتیم کا ثابت ہونے والاحق مارلیتا ہے اوراس کی جانب اشارہ اس آیت میں ملتا ہے: ﴿وتاکلون التراث اکلا لما اور میراث کامال ہپ ہپ کھاتے ہو (الفجر:۱۹)﴾۔(۳)......یتیم سے مال ہتھیا لیتا ہے، جس کی جانب اشارہ اس آیت مقدسہ میں ہے: ﴿وتحبون المال حبا جما اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو (الفجر:۲۰)﴾، یعنی یتیم کا مال لے کر اُسے اپنے مال میں ملالیتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ولا تحضون علی طعام المسکین اورآپس میں ایک دوسرے کومسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے (الفجر:۱۸)﴾۔ مقاتل کہتے ہیں کہ مسکین کوکھانا نہیں کھلاتا اور نہ ہی اس کاحکم کرتا ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿انہ کان لا یؤمن باللہ العظیم ولا یحض علی طعام المسکین بیشک وہ عظمت والے اللہ پرایمان نہ لاتا تھا اور مسکین کوکھانا دینے کی رغبت نہ دیتا (الحاقۃ: ۳۳تا۳۴)﴾۔(۴)......زجاج کہتے ہیں کہ یہ لوگ یتیم کا مال اسراف کرتے ہوئے کھالیتے تھے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وتاکلون التراث اکلا لما اور میراث کامال ہپ ہپ کھاتے ہو (الفجر:۱۹)﴾۔ یعنی یتیموں کا مالِ وراثت ہڑپ کرجاتے اور حسن کہتے ہیں کہ وارث کووارثت میں سے حصہ نہ دیتے اوراپنے حصے اوریتیم کے حصے کوجمع کرلیتے۔(۵)......میت کے مال سے بچ جانے والا مال چہ جائے کہ حرام ہو یا حلال، شبہ کا ہی کیوں نہ ہوسب کوملا کرایک کرلیتے اور کھاجاتے۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۱۵۷ وغیرہ)

زمین کا پاش پاش ہوجانا:

۹......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿اذا دکت الارض دکا دکا جب زمین ٹکرا کرپاش پاش کردی جائے گی (الفجر:۲۱)﴾ یعنی زمین میں جب زلزلہ آئے گا، توایک کے بعد دوسرا جھٹکا اورزمین حرکت کرنے لگے گی اور پہاڑ ٹوٹ کرچکنا چور ہوجائیں گے اور منہدم ہوجائیں گے اورسب کچھ ملیامیٹ ہوجائے گا۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ دنیا ختم ہوجائے گی، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یوم ترجف الراجفۃ تتبعھا الرادفۃ کہ کافروں پرضرور عذاب ہوگا جس دن تھرتھرائے گی تھرتھرانے والی اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی (النازعات:۶تا۷)﴾، ﴿وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ اورزمین اور پہاڑ اٹھا کرفوراً چورکردیئے جائیں (الحاقۃ:۱۴)﴾، ﴿اذا رجت الارض رجا وبست الجبال بسا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے چورہوکر (الواقعۃ:۵)﴾۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۱۵۸)

رب العالمین کا آنا اورفرشتوں کا صف بصف ہونا:

۱۰......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وجاء ربک والملک صفا صفا اور تمہارے رب کاحکم آئے اور فرشتے قطار قطار (الفجر:۲۲)﴾۔ اللہ عزوجل کے آنے کی کچھ توجیہات امام فخر الدین رازی نے بیان کی ہیں جوکہ یہ ہیں: (۱)......اللہ عزوجل کا امر یعنی حساب کتاب اور جزاوسزا کاحکم آئے گا۔(۲)......تیرے رب عزوجل کا قہر آئے گا جیسا کہ بنواُمیہ پرآیا تھا۔(۳)......تیرے رب عزوجل کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہونگی جیسا کہ قیامت ہی کولیجئے کہ یہ بھی اللہ کی عظیم نشانی ہے، اور یہ نشانیاں اللہ عزوجل کی شان عظمت کی دلیل ہوتی ہیں۔(۴)......تیرے رب کی ذات کا ظہور ہوگا، اور اللہ عزوجل کی معرفت کے حوالے سے جن اذہان میں جوبھی شکوک وشبہات ہونگے رفع ہوجائیں گے۔(۵)......اللہ عزوجل کی نشانیاں، اس کے قہر وغضب وہیبت کا تسلط اورآثار کاظہور ہوگا۔(۶)......اللہ عزوجل ہی پالنے والا ہے، اور ہوسکتا ہے کہ ملک سے مراد عظیم فرشتہ ہو جو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مربی ہو اور یہاں یہی مراد ہو اوراسی کے حوالے سے ﴿جاء ربک﴾ کہا گیا ہو۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۱۵۹)

☆......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہنم کو گھسیٹ کر لایا جائے گا، اس کے ستر ہزار لگام ہونگے اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے گھسیٹ کر لائیں گے''۔(سنن الترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب ما جاء فی صفۃ النار، رقم: ۲۵۸۲، ص ۷۴۱)

اطمینان والے نفس پر انعام واکرام :

۱۱......نفس کے اطمینان میں ہونے کی کچھ توجیہات ہیں: (۱)......اللہ عزوجل مومنین سے فرمائے گا اے اطمنان والی نفس! اور ایسا مومن کے اکرام کی وجہ سے ہوگا جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ اکرام کیا گیا یا فرشتے کی بزبانی یہی حکم کیا جائے گا، تقدیر عبارت یہ ہے کہ اگر نفس مطمئنہ ہوگی تو وہ اللہ عزوجل ہی کی جانب لوٹے گی۔ (۲)......اطمنان سے مراد استقرار اور ثبات ہے، اور اس کی بھی کچھ وجوہات ہیں۔ (۳)......نفس کو یقین کلی حاصل ہوتا ہے اور کسی قسم کا شک نہیں ہوتا اور یہی مراد اللہ عزوجل کے اس فرمان میں بھی ہے: ﴿ولکن لیطمئن قلبی مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے (البقرۃ: ۲۶۰)﴾۔ (۴)......نفس ایسے امن میں ہوگی جسے کسی قسم کا کوئی خوف ہی نہ ہوگا اور نہ ہی حزن ہوگا، اور یہ اس وقت ہوگا جب بندے کی روح قبض کرنے کا معاملہ ہوگا اور گویا اُسے یوں فرمایا جارہا ہوگا: ﴿الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا (حم سجدۃ: ۳۰)﴾۔ یا یہی خطاب قبر سے اٹھتے وقت ہوگا یا جنت میں داخل ہوتے وقت میں ہوگا۔ (۵)......یہ تاویلات حق وصواب پر مبنی ہیں کیونکہ اسی کی جانب اللہ عزوجل کا فرمان دال ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿الا بذکر اللہ تطمئن القلوب سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے (الرعد: ۲۸)﴾۔ (الرازی، ج ۱۱، ص: ۱۶۰)

امام قرطبی لکھتے ہیں: ﴿یایتھا النفس المطمئنۃ اے اطمنان والی جان (الفجر: ۲۷)﴾ کا قول فرشتوں کا ہوگا جو اللہ عزوجل کی جانب سے اُس کے دوستوں کو کیا جائے گا، اور نفسِ مطمئنہ سے مراد نفس ساکنہ موقنہ ہے، کہ اللہ عزوجل نے اُسے ساکن رکھا ہے، یہ قول مجاہد وغیرہ کا ہے۔ ابن عباس کا قول ہے کہ نفسِ مطمئنہ سے مراد وہ نفس ہے جو اللہ عزوجل کی جانب سے حصول ثواب پر اطمنان پاتی ہے۔ اور ایک قول کے مطابق مطمئنہ بمعنی مومنہ ہے۔ مجاہد کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل کی قضاء پر راضی رہنے والی نفس مراد ہے اور اُسے وہی کچھ پہنچا ہے جو اُس نے کیا۔ مقاتل کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے عذاب سے امن حاصل کرنے والی نفس مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں وعدہ کیا تھا اس پر یقین ہونا مراد ہے۔ ایک قول کے مطابق وہ نفس مراد ہے جو اللہ عزوجل کی یاد میں اطمنان حاصل کرتی ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں (الرعد: ۲۸)﴾۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جو ایمان کے ساتھ مطمئن ہو اور بعث بعد الموت اور ثواب کی تصدیق کرنے۔ ابن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نفس مطمئنہ وہ ہوتی ہے جو موت کے وقت جنت کی خوشخبری سماعت کرے اور بعث بعد الموت کے وقت، یا قیامت کے دن میں یہی خوشخبری پائے۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۵۲)

قدماء کے قول کی تردید ہونا: قدماء کا کہنا ہے کہ نفوس ازلی ہیں، اور انہوں نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے: ﴿ارجعی الی ربک اپنے رب کی طرف واپس ہو (الفجر: ۲۸)﴾، پس قدماء کہتے ہیں کہ نفوس ابدان سے پہلے موجود تھیں۔ جاننا چاہیے کہ یہ کلام کب معرض وجود میں آئے گا، اس کی دو وجوہات ہیں: (۱)...... یہ کلام موت کے وقت ہوتا ہے، اور یہاں یہ بات زیادہ قوی تر معلوم ہوتی ہے کہ ارواح اجسام سے مقدم ہیں، اور اگر ایسا نہ ہوتا تو انہیں مقدم ذکر نہ کیا جاتا۔ (۲)...... یہ کلام مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے یا قیامت کے وقت میں پایا جائے گا، اور معنی یہ ہے کہ اپنے رب عزوجل کے ثواب کی جانب لوٹ جاؤ، اور تمہیرے بندوں کی فہرست میں داخل ہو جاؤ اور اُس بدن میں دوبارہ داخل ہو جاؤ جس سے نکلی تھی۔ یہاں ایک یہ بھی سوال رونما ہوتا ہے اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿الی

ربک ﴾ میں الی انتہاء کے لئے آتا ہے، چنانچہ اس کا جواب یہ ہوگا کہ اپنے رب ﷻ کے حکم کی جانب لوٹ جاؤ، یا اپنے رب ﷻ کے ثواب کی جانب یا اپنے رب ﷻ کے احسان کی جانب لوٹ جاؤ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں انتہاء غایت اور انقطاع حرکات کی جانب اشارہ ہے، اور اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿ راضیة مرضیة ﴾ سے مراد یہ ہے کہ ثواب اور دنیا کے اعمال پر راضی ہوتے ہوئے، اور یہی اس آیت کی تفسیر میں بہترین نکتے پر دلیل ہے، روایت کی جاتی ہے کہ ایک شخص نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں اس آیت کی تلاوت کی تو ابو بکر نے کہا: یہ کیا ہی اچھی آیت ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے نے بھی یہی کہا ہے''۔(الرازی، ج ۱۱،ص ۱۶۱ وغیرہ)
امام قرطبی لکھتے ہیں: ﴿ فادخلی فی عبدی وادخلی جنتی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں (الفجر: ۳۰،۲۹) ﴾ ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ معاملہ قیامت کے دن ہوگا، اور ضحاک اور جمہور کا قول یہ ہے کہ جنت دار الخلد ہے جو کہ ابرار کا مسکن ہے اور صالحین کا ٹھکانہ ہے اور عبادی سے مراد صالحین ہیں۔ ایک قول کے مطابق عبادی سے مراد حزبی ہے، یعنی میرے سلوک میں شامل ہو جاؤ (القرطبی، الجزء: ۳۰،ص ۵۴)

اغراض:

ای عشر ذی الحجة: اس رات کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ رات سال بھر کی رات میں افضل ترین ہے، مفسر کے اقوال میں سے ایک قول یہی ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد رمضان کے آخری عشرے کی رات ہے یا محرم کی دس تاریخ ہے۔ مقبلا: یعنی دن کا گزر جانا اور ''مدبرا'' یعنی دن کا قریب ہونا، اور اس میں ''لیل'' کا آسانی سے گزرنا مراد ہے، اور ایک قول کے مطابق اسناد السری سے مراد مجاز عقلی والی نسبت ہے یعنی مراد اسناد زمانی ہے اور اس میں بھی ''یسر'' کا معنی پایا جاتا ہے اور تمام اقوال صحیح ہیں۔ عقل: ﴿ حجر ﴾ کو عقل سے اس لئے تعبیر کیا ہے، کیونکہ عقل انسان کو قبائح سے روکتی ہے۔ کان طول الطویل: یعنی لمبے قد والے، کازرونی کہتے ہیں کہ اُن میں لمبے قد پانچ سو ذراع تھے، اور چھوٹے قد تین سو ذراع تھے، ابن عربی کہتے ہیں یہ قول باطل ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ساٹھ ہاتھ تک لمبا قد عطا فرمایا اور اُن کے سوا کسی کو آج تک اتنا لمبا قد نہ دیا''۔ اور قتادہ کہتے ہیں کہ اُن کے قد بارہ ہاتھ تک تھے۔ (ذراع سے مراد سید عالم ﷺ کا ہاتھ مبارک مراد ہے، کما قال المظهری)۔ واتخذوها بیوتا: مراد پہاڑوں میں چٹانیں کاٹ کر گھر بنانا ہے، روایت میں ہے کہ انہوں نے ایک ہزار سات سو شہر پتھروں سے بنائے اور ایک قول کے مطابق سات ہزار شہر پتھروں سے بنا کر آباد کئے۔ بالمال وغیرہ: سے مراد جاہ و منصب اور اولاد ہے۔ ای اطعام: میں اس جانب اشارہ ہے کہ الطعام مصدر بمعنی الاطعام ہے، اور اسمیں یتیم پر شفقت کرنے کا بیان پایا جا رہا ہے اور اُسے کھانا کھلانے کی ترغیب بھی ہے جو کہ بہت بڑی فضیلت و خصلت کا باعث ہے۔ ردع لهم عن ذلک: مراد مال کا جمع کرنا اور اُس سے محبت کرنا ہے، اور یتیم کا اکرام نہ کرنا بھی شامل ہے۔ لها زفیر: سے مراد بہت تیز آواز ہے۔ الخیر والایمان: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مفعول ﴿ قدمت ﴾ کا محذوف ہے۔ ای لا یکله الی غیرہ: یعنی اللہ کے سوا کوئی عذاب کا حکم نہ کر سکے گا اور یہاں ''بالغیر'' سے فرشتوں کے علاوہ مراد ہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ فرشتوں کو عذاب دینے پر مؤکل بنائے ہوئے ہے، اور فرشتے اللہ کے حکم سے بندوں کو عذاب کرتے ہیں، اور ایک تاویل یہ بھی کی گئی ہے کہ اللہ کی مخلوق میں کسی کو بھی ایسا عذاب نہ ہوگا جیسا عذاب کافروں کو ہونا ہے اور ایسا ''وثاق'' کسی کے ساتھ نہیں جیسا کہ کافروں کے ساتھ کیا گیا ہے اور تمام اقوال درست ہیں۔ وهی المؤمنة: مجاہد کہتے ہیں کہ مراد وہ مومنین ہیں جو اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں کہ انہیں اُن کی خطا کے بغیر کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی، ایک قول کے مطابق مراد وہ نفوس ہیں جو اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں، مزید اقوال ماقبل حاشیہ نمبر ''۱۱'' میں دیکھ لیں۔ (الصاوی، ج ۶،ص ۲۷۱ وغیرہ)

سورة البلد مكية وهي عشرون آية

(سورۂ بلد مکی ہے جس میں ٢٠ آیتیں ہیں)

تعارف سورة البلد

اس سورت میں ایک رکوع، بیس آیتیں، بیاسی کلمات، تین سوبیس حروف ہیں۔اس سورت میں قسم کھا کر خبردار کیا گیا کہ تمہارا یہ خیال کہ تم اتنے طاقتور ہو کہ تم پر کسی کا زور نہیں، تم فضول باتوں میں اور جھوٹی نمود کے لئے اپنا روپیہ پانی کی طرح بہاتے رہو اور اس پر فخر کرتے ہو۔کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جس نے تمہیں یہ رزق دیا ہے وہ تمہاری ان حرکتوں سے باخبر نہیں ہے؟ کیا اسلام دین فطرت نہیں ہے؟ بلکہ اسلام جسمانی اور روحانی دونوں کی طرف یکساں توجہ مبذول کرتا ہے اور انسان کو مادی لذتوں میں کھوجانے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔مزید یہ ہے کہ اعضاء اور جوارح کا ذکر کرنے کے بعد جو انسان کو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لئے ہیں اسے تنبیہ کی جارہی ہے کہ جو تم کو قوت پرواز دی گئی ہے اس سے کام لیتے ہوئے تمہارا فرض ہے کہ اخلاق کی بلندیوں کو سر کرنے کے لئے کوشاں رہو۔اس مقصد کے لئے ان اعمال حسنہ کا بھی ذکر فرمایا کہ غلاموں کو آزاد کرنا، قحط سالی میں فاقہ زرہ لوگوں کی مدد کرنا، یتیموں اور مسکینوں پر شفقت کرنا ،اور ایمان کے چراغ کو روشن رکھنا خود صبر کرنا، اور دوسروں کو صبر کی تلقین کرنا، یہ وہ اعمال ہیں جن کی وجہ سے انسان اپنی منزل پالیتا ہے

رکوع نمبر: ١٥

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿لا﴾ زَائِدَةٌ ﴿اقسم بهذا البلد (١)﴾ مَكَّةَ ﴿وانت﴾ يَامُحَمَّدُ ﴿حل﴾ حَلَالٌ ﴿بهذا البلد (٢)﴾ بِاَنْ يُحِلَّ لَكَ فَتُقَاتِلَ فِيهِ وَقَدْ اَنْجَزَلَهُ هٰذَا الْوَعْدَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَالْجُمْلَةُ اِعْتِرَاضٌ بَيْنَ الْمُقْسَمِ بِهِ وَمَاعَطَفَ عَلَيْهِ ﴿ووالد﴾ اَىْ اٰدَمَ ﴿وما ولد (٣)﴾ اَىْ ذُرِيَّتَهُ وَمَابِمَعْنٰى مَنْ ﴿لقد خلقنا الانسان﴾ اَىِ الْجِنْسَ ﴿فى كبد (٤)﴾ نَصَبٌ وَّشِدَّةٍ يُكَابِدُ مَصَائِبَ الدُّنْيَا وَشَدَائِدَالْاٰخِرَةِ ﴿ايحسب﴾ اَىْ اَيَظُنُّ الْاِنْسَانُ قَوِىُّ قُرَيْشٍ وَهُوَ اَبُو الْاَشَدِّيْنِ بِقُوَّتِهٖ ﴿ان﴾ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيْلَةِ وَاِسْمُهَامَحْذُوْفٌ اَىْ اَنَّهُ ﴿لن يقدر عليه احد (٥)﴾ وَاللّٰهُ قَادِرٌ عَلَيْهِ ﴿يقول اهلكت﴾ عَلٰى عَدَاوَةِ مُحَمَّدٍ ﴿مالا لبدا (٦)﴾ كَثِيْرًا بَعْضُهٗ عَلٰى بَعْضٍ ﴿ايحسب ان﴾ اَىْ اَنَّهُ ﴿لم يره احد (٧)﴾ فِيْمَا اَنْفَقَهُ فَيَعْلَمُ قَدْرَهُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَنَّهُ لَيْسَ مِمَّا يَتَكَثَّرُ بِهٖ وَمُجَازِيْهِ عَلٰى فِعْلِهِ السَّيِّءِ ﴿الم نجعل﴾ اِسْتِهَامُ تَقْرِيْرٍ اَىْ جَعَلْنَا ﴿له عينين (٨) ولسانا وشفتين (٩) وهدينه النجدين (١٠)﴾ بَيَّنَّا لَهُ طَرِيْقَىِ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ﴿فلا﴾ فَهَلَّا ﴿اقتحم العقبة (١١)﴾ جَاوَزَهَا ﴿وما ادرك﴾ اَعْلَمَكَ ﴿ما العقبة (١٢)﴾ اَلَّتِىْ يَقْتَحِمُهَا تَعْظِيْمٌ لِّشَانِهَا وَالْجُمْلَةُ اِعْتِرَاضٌ وِبَيَّنَ سَبَبُ اِجْتِيَازِهَابِقَوْلِهٖ ﴿فك رقبة (١٣)﴾ مِنَ الرِّقِّ بِاَنْ اَعْتَقَهَا ﴿اواطعم فى يوم ذى مسغبة (١٤)﴾ مَجَاعَةٍ ﴿يتيما ذا مقربة (١٥)﴾ قَرَابَةٍ ﴿او مسكينا ذا متربة (١٦)﴾ اَىْ لُصُوْقٍ بِالتُّرَابِ لِفَقْرِهٖ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بَدَلَ الْفِعْلَيْنِ مَصْدَرَانِ مَرْفُوْعَانِ فَكُّ وَاِطْعَامُ مُضَافُ الْاَوَّلِ لِرَقَبَةٍ وَيُنَوَّنُ الثَّانِىْ فَيُقَدَّرُ قَبْلَ الْعَقَبَةِ اِقْتِحَامٌ وَالْقِرَاءَةِ الْمَذْكُوْرَةِ بَيَانُهٗ ﴿ثم كان﴾ عَطْفٌ عَلٰى اِقْتَحَمَ وَثُمَّ لِلتَّرْتِيْبِ الذِّكْرِىْ وَالْمَعْنٰى كَانَ وَقْتُ الْاِقْتِحَامِ ﴿من الذين امنوا وتواصوا﴾ اَوْصٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا ﴿بالصبر﴾ عَلَى الطَّاعَةِ وَعَنِ الْمَعْصِيَةِ ﴿وتواصوا

بالمرحمۃ(۱۷)﴾اَلرَّحْمَۃِ عَلَی الْخَلْقِ﴿اولئک﴾اَلْمَوْصُوْفُوْنَ بِھٰذِہِ الصِّفَاتِ﴿ اصحب المیمنۃ (۱۸)﴾اَلْیَمِیْنِ﴿والذین کفروا بایتنا ھم اصحب المشئمۃ (۱۹)﴾اَلشِّمَالِ﴿علیھم نار مؤصدۃ(۲۰)﴾بِالْھَمْزَۃِ وَالْوَاوِ بَدَلَہٗ مُطْبَقَۃٌ.

﴿ترجمہ﴾

لا (''لااقسم'' میں لازائدہ ہے) مجھے اس شہر (مکہ مکرمہ......۱......) کی قسم کہ (اے محبوب ﷺ) تمہارے لیے حلال ہے یہ شہر (''حل بھذا البلد'' کا معنی یہ ہے کہ اس شہر کو تمہارے لیے حلال کیا کہ تم اس میں قتال کرو، اللہ ﷻ نے اپنا یہ وعدہ فتح مکہ کے دن پورا فرمادیا، مقسم بہ اور معطوف علیہ کے درمیان یہ جملہ معترضہ ہے) اور باپ کی (یعنی تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی) قسم اور اس کی اولاد کی......۲......(یہاں، ما بمعنی من ہے) بیشک ہم نے انسان (یعنی جنس انسان) کو پیدا کیا مشقت میں رہتا (مشقت اور شدت میں رہتا، دنیا کے مصائب اور آخرت کے شدائد کو اٹھائے گا) کیا وہ گمان کرتا ہے (یحسب بمعنی یظن ہے، یعنی کیا انسان قریش کا طاقتور فرد یہ گمان کرتا ہے پھر اس کے مقولہ کو ذکر فرمایا) کہ (''ان'' مخففۃ من الثقیلۃ ہے اس کا اسم محذوف ہے اصل میں ''انہ'' ہے) ہرگز اس پر کوئی قدرت نہ پائے گا (اور اللہ ﷻ اس پر قدرت رکھتا ہے) کہتا ہے میں نے فنا کردیا (محمد ﷺ کی عداوت میں) ڈھیروں مال (ڈھیروں ڈھیر مال) کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ (ان بمعنی انہ ہے) اسے کسی نے نہ دیکھا (کہ اس نے مال کس مد میں خرچ کیا کہ اسے اس مال کی مقدار معلوم ہو سکے؟ اور اللہ ﷻ کو اس کی مقدار معلوم ہے اور یہ مال خرچ کرنا ایسا نہیں جس کو با کثرت خرچ کرنے پر فخر کیا جائے، اللہ ﷻ سے اس کے فعل بد کا بدلہ دے گا) کیا ہم نے نہ بنائیں (یہ استفہام تقریری ہے، الم نجعل بمعنی جعلنا ہے) اس کی دو آنکھیں اور زبان اور ہونٹ اور اسے دو ابھری چیزوں کی راہ بتائی (یعنی اس کے لیے خیر اور شر کا رستہ بیان کردیا) پھر بے تأمل گھاٹی میں نہ کودا (گھاٹی سے تجاوز نہیں کیا، فلا بمعنی ھلا ہے) اور تو نے کیا جانا (ما ادرک بمعنی ما اعلمک ہے) وہ گھاٹی کیا ہے (جس کو عبور کرنا ہے یہاں اس کا ذکر تعظیم شان کے لیے ہے یہ جملہ معترضہ ہے پھر اللہ ﷻ نے اس گھاٹی کو عبور کرنے کا سبب بیان فرمادیا......۳......) گردن چھڑانا (غلامی سے یوں کہ کسی غلام کو آزاد کرانے) یا بھوک کے دن کھانا دینا (مسغبۃ بمعنی مجاعۃ ہے) رشتہ دار یتیم کو (مقربۃ بمعنی قرابۃ ہے) یا خاک نشین مسکین کو (جو اپنے فقر کی وجہ سے خاک نشین ہوتا ہے، ایک قرائت میں ''فک'' اور ''اطعم'' افعال کی جگہ دونوں بصورت مصدر مرفوع آئے ہیں ''فک'' ''اطعام'' ''فک'' ''رقبۃ'' کا مضاف ہے اور ''اطعام'' مصدر منون ہے یہاں ''العقبۃ'' سے قبل ''اقتحام'' مصدر مقدر ہے اور قرائت مذکورہ اس کا بیان ہے) پھر وہ ہو (''کان'' کا عطف اقتحم پر ہے اور یہاں ''ثم'' ترتیب ذکر کے لیے ہے معنی یہ ہوگا، ''کان وقت الا قتحام'') ان سے جو ایمان لائے......۴......اور ایک دوسرے کو وصیت کی (تواصوا بمعنی اوصی بعضھم بعضا ہے) صبر کی (نیکیوں پر ڈٹ کر برائیوں سے بچ کر) اور ایک دوسرے کو وصیت کی رحم کی (مخلوق پر، المرحمۃ بمعنی الرحمۃ ہے) یہ (یعنی ان اوصاف سے متصف افراد) دہنی طرف والے ہیں (المیمنۃ بمعنی الیمین ہے) اور جنہوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا وہ بائیں طرف والے (المشئمۃ بمعنی الشمال ہے) ان پر آگ ہے وہ ان پر بند کردی جائے گی (''مؤصدۃ'' کو ہمزہ کے ساتھ اور ہمزہ کو واؤ کے ساتھ بدل کر بھی پڑھا گیا ہے یہ بمعنی مطبقۃ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لااقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد ووالد وما ولد لقد خلقنا الانسان فی کبد﴾

لا: زائدہ، اقسم: فعل بافاعل، ب: جار، ھذا البلد: ذوالحال، و: حالیہ، انت: مبتدا، حل بھذا البلد: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، و: عاطفہ، والد: معطوف اول، و: عاطفہ، ما ولد: موصول صلہ، ملکر معطوف ثانی، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، خلقنا الانسان: فعل بافاعل، فی کبد: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ایحسب ان لن یقدر علیه احد یقول اهلکت ما لا لبدا﴾

ھمزہ: حرف استفہام، یحسب: فعل "ھو" ضمیر ذوالحال، یقول: قول، اھلکت: فعل بافاعل، مالا لبدا: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، ان: مخففہ با ضمیر شان محذوف اس کا اسم، لن یقدر: فعل نفی، علیہ: ظرف لغو، احد: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ایحسب ان لم یره احد الم نجعل له عینین ولسانا وشفتین﴾

ھمزہ: حرف استفہام، یحسب: فعل بافاعل، ان: مخففہ با ضمیر شان محذوف اس کا اسم، لم یرہ: فعل نفی ومفعول، احد: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ھمزہ: حرف استفہام، لم یجعل: فعل نفی بافاعل، لہ: ظرف لغو، عینین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لسانا: معطوف علیہ، و شفتین: معطوف، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وھدینه النجدین فلا اقتحم العقبة وما ادرک ما العقبة﴾

و: عاطفہ، ھدینہ: فعل بافاعل ومفعول، النجدین: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، لا: نافیہ، اقتحم: فعل بافاعل، العقبۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل بافاعل ومفعول، ما العقبۃ: جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فک رقبة او اطعم فی یوم ذی مسغبة یتیما ذا مقربة اومسکینا ذا متربة﴾

فک رقبۃ: مرکب اضافی معطوف علیہ، او: عاطفہ، اطعم: مصدر بافاعل، فی: جار، یوم: موصوف، ذی مسغبۃ: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، یتیما: موصوف، ذامقرب: صفت، ملکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، مسکینا: موصوف، ذامتربۃ: صفت، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف، ملکر "ھو" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم کان من الذین امنوا وتواصو بالصبر وتواصوا بالمرحمة﴾

ثم: عاطفہ، کان: فعل ناقص بااسم، من: جار، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تواصوبالصبر: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، تواصوابالمرحمۃ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک اصحب المیمنة والذین کفروا بایتنا هم اصحب المشئمة علیهم نار موصدة﴾

اولئک: مبتدا، اصحب المیمنۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الذین کفروا بایتنا: موصول صلہ، ملکر مبتدا، ھم: مبتدا، اصحب المشئمۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، علیھم: ظرف مستقر خبر مقدم، نار موصدۃ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ایحسب ان لن یقدر علیه احد...... ☆ یہ آیت ابوالاسد اسید بن کلدہ کے حق میں نازل ہوئی وہ نہایت قوی اور زورآور تھا اور اس کی طاقت کا یہ عالم تھا کہ چمڑہ پاؤں کے نیچے دبالیتا تھا۔ دس دس آدمی اس کو کھینچتے اور وہ پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا مگر جتنا اس کے

پاؤں کے نیچے ہوتا ہرگز نہ نکل سکتا۔اورایک قول یہ ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی معنی یہ ہے کہ یہ کافر اپنی قوت پر مغرور مسلمان کو کمزور سمجھتا ہے کس گمان میں ہے اللہ عزوجل قادر برحق کی قدرت کو نہیں جانتا اس کے بعد اسکا مقولہ نقل فرمایا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

شہر مکہ کی قسم کی وجوہات:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لا اقسم بھذا البلد مجھے اس شہر کی قسم (البلد:۱)﴾۔مفسرین کا اس بارے میں اجماع ہے کہ یہاں بلد سے مراد مکہ مکرمہ ہے،اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ مکہ کی فضیلت معروف ومشہور ہے، کیونکہ اللہ عزوجل نے اسے حرم پاک بنایا، پس مسجد حرام کے بارے میں فرمایا: ﴿ومن دخلہ کان آمنا جو اس میں آئے امان میں ہو (ال عمران: ۹۷)﴾ اور اس مسجد کو اہل مشرق ومغرب کا قبلہ بنایا، پس اسی مناسبت سے فرمایا: ﴿وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ اور اے مسلمانوں تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرلو (البقرۃ:۱۴۴)﴾۔مقام ابراہیم کو ان الفاظ سے شرف عطا فرمایا: ﴿واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ (البقرۃ:۱۲۵)﴾ اور لوگوں کو حج کا حکم عطا فرمایا: ﴿وللہ علی الناس حج البیت اللہ کے لئے لوگوں پر اس کے گھر کا حج کرنا ہے (ال عمران: ۹۷)﴾ اور بیت اللہ شریف کا شرف اس طرح بیان فرمایا: ﴿واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا (البقرۃ:۱۲۵)﴾، ﴿واذ بوأنا لابراھیم مکان البیت ان لا تشرک بی شیئا اور جب ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانا ٹھیک بتادیا اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر (الحج:۲۶)﴾، ﴿وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں (الحج:۲۷)﴾ اور مکہ مکرمہ میں شکار کو حرام فرمایا اور زمین میں اس گھر کو بیت المعمور جیسا شرف دیا اور لوگوں کو اس جانب مائل کر دیا اور تمام فضائل مکہ مکرمہ کو عطا فرمائے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ عزوجل نے اس شہر مقدس کی قسم انہیں تمام فضیلتوں کے باعث ارشاد فرمائی۔پھر فرمایا: ﴿وانت حل بھذا البلد کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو (البلد:۲)﴾۔اس میں کچھ وجوہات ہیں: (۱)......اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس شہر مقدس میں جلوہ فرما ہیں اور اس میں شہر مکہ کی تعظیم اس وجہ سے بڑھ جاتی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں جلوہ فرما ہیں۔(۲)...... الحل بمعنی الحلال ہے، کفار اس شہر مقدس کا احترام کرتے لیکن یہاں کے محرمات کا پاس نہ رکھتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایذاء اور قتل وغیرہ تک کو حلال جانتے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مکہ میں رہنا اُن کے نزدیک کوئی حرمت واہمیت کا حامل نہ تھا۔شرحبیل کہتے ہیں کہ کفار شہر مکہ میں شکار نہیں کرتے اور نہ ہی اس شہر مقدسہ کے درخت کو نقصان پہنچاتے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مکہ سے باہر نکل جانے اور قتل ناحق کی سعی ضرور کرتے تھے اور اس میں ان کے عجیب وغریب حال کا نقشہ سامنے ظاہر ہو رہا ہے۔(۳)......قتادہ کہتے ہیں: ﴿وانت حل﴾ بمعنی لسنت بآثم ہے، یعنی آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے، آپ کے لئے حلال ہے کہ مکہ مکرمہ میں جو چاہیں قتل کریں اور یہ اجازت فتح مکہ کے روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی گئی اور اس سے پہلے ایسا نہ ہوا تھا، پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چاہا فرمایا، پس عبداللہ بن خطل کو قتل کیا گیا، مقیس بن صبابہ وغیرہما کو قتل کیا گیا، ابوسفیان کے گھر کو برباد کرنے سے روک دیا گیا پھر قیامت تک کے لئے حرم پاک کو قتل وغارت گری سے محفوظ کر دیا گیا اور کسی اور کے لئے بعد میں اجازت نہ رکھی گئی اور نہ ہی درخت کاٹنے کی اجازت اور نہ ہی حرم مقدسہ کے تنکوں سے خلال کی اجازت اور شکار وغیرہ کی ممانعت فرمادی گئی، سوائے اذخر گھاس کے جو کہ گھروں وقبروں کے حوالے سے کام آتی ہے۔(۴)......اللہ عزوجل نے اس شہر کی قسم اس کے فضل وتعظیم کی وجہ سے ارشاد فرمائی۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۱۶۴)

حضرت آدم علیہ السلام واولاد آدم کی قسم کی وجوہ :

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ووالد وما ولد اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی (البلد:۳) ﴾۔اس بارے میں چند وجوہات ہیں: (۱)......والد سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور ولد سے مراد اِنکی ذریت ہے، اللہ عزوجل نے ان کی قسم اس لئے ارشاد فرمائی کہ یہ زمین پر عجیب وغریب مخلوق ہیں، جو کہ بیان ونطق، تدبیر وعلوم کا استخراج کرنا اور اسی میں حضرات انبیاء کرام کا ہونا جو کہ بندوں کو اللہ عزوجل کی بارگاہ تک پہنچانے کا وسیلہ بنتے ہیں اور اسی میں وہ لوگ بھی ہوئے ہیں جو اللہ عزوجل کے دین کے معین ومددگار ہوتے ہیں اور ہر ایک اللہ عزوجل ہی کی مخلوق ہے اور حضرات ملائکہ کو سجدے کا حکم ارشاد فرمایا اور انہیں تمام چیزوں کا نام سکھایا اور فرمایا: ﴿ولقد کرمنا بنی آدم اور بیشک ہم نے اولادآدم کو عزت دی (الاسراء:۷۰) ﴾ اور اس میں تمام ہی بنی آدم شامل ہیں جو کہ نیک وبد ہوں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس قسم میں حضرت آدم علیہ السلام اور صالحین شامل ہیں جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہوئے ہیں، اور بُرے لوگ شامل نہیں ہیں کیونکہ وہ اولادآدم میں شامل نہیں ہیں اور انہیں بہائم میں شامل کیا گیا ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ (الفرقان:۴۴) ﴾، ﴿صم بکم عمی فھم لا یرجعون بہرے گونگے اندھے تو پھر آنے والے نہیں (البقرۃ:۱۸) ﴾۔ (۲)......اولادآدم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں اور گویا کہ اللہ عزوجل نے مکہ کی قسم ارشاد فرمائی اور اس کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ساکن حضرت اسماعیل علیہ السلام ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسمیں ارشاد فرمائیں، اور ﴿وما ولد ﴾ فرمایا ومن ولد نہیں فرمایا، اس لئے کہ اللہ عزوجل جانتا ہے کہ کب کہاں کونسا کلام کرنا ہے جیسا کہ ایک مقام پر فرمایا: ﴿واللہ اعلم بما وضعت اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو وہ جنی (ال عمران:۳۶) ﴾ یعنی جس بھی چیز کو پیدا کرنا چاہے۔ (۳)......الولد سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور وما ولد سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام اولاد جو کہ عرب وعجم میں موجود ہے سب ہی شامل ہے، پھر اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تو مصر وشام، بیت المقدس اور روم وغیرہ میں ہر جگہ آباد ہیں لہذا خاص عرب کے علاقے کے مسلمانوں کا ذکر کیوں کیا ؟ ہم (امام رازی) اس کا جواب یہ دیں گے کہ یہ قسم اولاد ابراہیم علیہ السلام میں سے اُن لوگوں کے لئے بیان کی گئی ہے جو مسلمان ہیں، جیسا کہ تشہد میں پڑھا جاتا ہے: ''کما صلیت علی ابراھیم وآل ابراھیم'' یعنی مومنین ہی مراد ہیں۔ (۴)......ہر ایک اس حکم میں داخل ہے کیونکہ مکہ مکرمہ کی حرمت ہر ایک کے نزدیک مسلم ہے۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۶۵)

گھاٹی کا عبور کرنا اور اس کے اسباب:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فلا اقتحم العقبۃ وما ادرک ما العقبۃ پھر بے تأمل گھاٹی میں نہ کودا اور تو نے کیا جانا وہ گھاٹی کیا ہے (البلد:۱۱ تا ۱۲) ﴾۔ العقبۃ کی جمع العقاب (دشوار گزار گھاٹی، پہاڑی دشوار راستہ) ہے۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کے بارے میں وما ادراک ؟ کا خطاب ہے اُس کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی ہے اور ہر وہ چیز جس کے بارے میں وما یدریک ؟ کا خطاب ہے اُس کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہیں دی گئی۔ یہاں مفسرین کے کئی اقوال ہیں: (۱)......ابن عمر کہتے ہیں کہ عقبہ جہنم میں بنے ہوئے پل کو کہتے ہیں۔ (۲)......ابورجاء کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ عقبہ تک پہنچنے کے لئے ستر ہزار سال لگ جائیں گے۔ (۳)......حسن وقتادہ کہتے ہیں کہ مراد جہنم کی سخت آگ ہے نہ کہ پل، جس سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے وہ اللہ عزوجل کی فرمانبرداری ہے۔ (۴)......مجاہد، ضحاک اور کلبی کہتے ہیں کہ مراد پل صراط ہے جو کہ تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے، جس کی رفتار تین ہزار سال ہے، ہاں مومن اس سے ایسے گزریں گے جیسا کہ عصر سے عشاء تک کا وقت ہوتا ہے۔ (۵)......ایک قول یہ بھی

کیا گیا ہے کہ مومن اِس سے اتنی تیزی سے گزر جائیں گے جیسا کہ فرض نماز کا وقت ہوتا ہے۔(٦)......جہنم کی آگ ہی کو عقبہ کہتے ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ٣٠،ص ٦٠)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو گردن آزاد کرائے اللہ عزوجل اُس کے ہر ہر عضو کو عذاب نار سے آزاد کرے گا''۔ (صحیح البخاری، کتاب کفارات الایمان، باب قوله تعالی او تحریر رقبة، رقم:٦٧١٥،ص١١٥٩)

ایمان کی عدم موجودگی میں طاعت بے کار ہوتی ہے:

☆......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ثم کان من الذین امنوا وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمة پھر ہوان سے جو ایمان لائے اورانہوں نے آپس میں صبر کی وصیتیں کیں اور آپس میں مہربانی کی وصیتیں کیں (البلد:١٧)﴾۔یعنی بغیر تامل کے گھاٹی میں نہ کودا (یعنی اعمال صالحہ بجالا کر اللہ عزوجل کا شکر ادا نہ کیا، یہی یہاں مراد ہے)، گردن آزاد نہ کرائی، بھوک کے وقت میں کھانا نہ کھلایا، پھر جب ایمان لائے، تصدیق کرے کیونکہ اعمال صالحہ کی قبولیت ایمان پر موقوف ہے اور پہلے خرچ کرلیا اور بعد میں ایمان لائے تو فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ طاعت اُسی وقت قابل قبول ہوتی ہے جب کہ ایمان بھی پایا جائے جیسا کہ اللہ عزوجل نے منافقین کے بارے میں فرمایا: ﴿وما منعهم ان تقبل منهم نفقتهم الا انهم کفروا بالله وبرسوله اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اسی لئے کہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے (التوبة:٥٤)﴾۔اور ایک قول یہ کیا گیا کہ ایمان والا ہو اور پھر اس کے بعد مذکورہ بالا اعمال صالحہ بجالائے اور زندگی بھر ایمان پر برقرار رہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اهتدی اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا(طٰہٰ:٨٢)﴾۔ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ وہ اعمال صالحہ اُسی وقت کام آئیں گے جب کہ اللہ عزوجل پر ایمان لایا ہو۔ (القرطبی، الجزء:٣٠،ص ٦٤)

☆......بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ! ابن جدعان زمانہ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا، کھانا کھلاتا تھا، قیدیوں کو چھڑاتا تھا، غلاموں کو آزاد کراتا تھا، راہ خدا عزوجل میں لوگوں کو اونٹوں پر سوار کراتا تھا، کیا اُسے اُس کے نیک اعمال کی جزا ملے گی؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، کیونکہ اُس نے قیامت کے دن اللہ عزوجل سے اپنی خطاؤں کی معافی نہ چاہی (ایمان نہ لایا)''۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی الکفر، رقم:(٤٠٦)/٢١٤،ص١٣٠)

☆......حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ سے استفسار فرمایا: یارسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت کے زمانے میں کچھ نیکیاں کرتے تھے، کیا ہمارے لئے اس میں کچھ اجر وثواب ہے؟ فرمایا: ''اسلام لانے کے بعد خیر کا ثواب ملتا ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب من تصدق فی الشرك، رقم: ١٤٣٦،ص٢٣٢)

اغراض:

علی عداوة محمد: میں ''علی'' بمعنی فی ہے۔لیس مما یتکثر به: یعنی مال کے کثیر ہونے پر فخر کرنا، یعنی مال کو ایسے مقام پر خرچ کرنا جو اللہ کو ناپسند ہو۔فهلا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿فلا﴾ میں لام بمعنی هلا تحضیض کے لئے ہے، اور یہ دو احتمالوں میں سے ایک احتمال ہے، جب کہ دوسرا احتمال اپنی اصل پر باقی ہے یعنی مراد لام نافیہ ہے۔یعنی اللہ کی نعمت جلیلہ پر اعمال صالحہ بجالا کر شکر نہیں کرتے۔ای لصوق بالتراب: الافتقار سے بطور کنایہ استعمال ہوا ہے۔علی الطاعة: یعنی نیکی بجالانے پر جو تکلیف اور مشکل پیش آتی ہے اس پر صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔الشمال: یعنی اُنہیں بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیئے جائیں گے یا یہ مراد ہے کہ اُن کی منزل بائیں جانب ہے۔ (الصاوی، ج٦،ص٢٣٧٨وغیرہ)

سورۃ الشمس مکیۃ وھی خمس عشرۃ آیۃ

(سورۂ شمس مکی ہے اس میں پندرہ آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ الشمس

اس سورت میں ایک رکوع، پندرہ آیتیں، چوّن کلمات اور دوسوسینتالیس حروف ہیں۔اس بات پر سب علماء کرام کا اتفاق ہے کہ یہ سورہ مبارکہ مکہ میں نازل ہوئی۔اس سورت میں متعدد قسمیں کھانے کے بعد نوع بنی آدم کو اس حقیقت سے مطلع بھی کر دیا کہ خالق و مالک نے اسے پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو وہ صلاحیتیں عطا کی ہیں اور ان کو اپنے استعمال میں لانے کے لئے اعضاء سے بھی نوازا ہے اور اس کی فطرت میں نیک و بد، خیر و شر میں امتیاز کرنے کی صلاحیت بھی رکھ دی، اب جو شخص اپنی ان صلاحیتوں کو اچھائی کے کاموں میں استعمال کرتا ہے اور اس کی نشو نما میں پوری توجہ دیتا ہے وہ کامیاب و کامران ہے اور جو انسان اپنی صلاحیتوں کو برائی کے راستے میں استعمال کرتا ہے اور اس کی پرواہ نہیں کرتا وہ اپنے نفس کی خواہشات میں سیلاب میں تنکوں کی طرح بہہ جاتا ہے۔اور اس کے بعد میں انسان کو اپنے آپ کو گناہوں سے بچنے کی ترغیب دی گئی اور ڈرایا گیا کہ اپنے نفس کو گناہوں کی آلودگی سے دور رکھے۔اور آخر میں قوم ثمود کی مثال دی گئی کہ ان میں سے ایک آدمی نے اپنے رسول حضرت صالح علیہ السلام کی نافرمانی کر کے مقدس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالی اور اس کو اس کی سزا دنیا میں ہی دی گئی کہ اس قوم پر عذاب آ گیا۔

رکوع نمبر: ١٦

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والشمس وضحها (١)﴾ضَوْءِ هَا﴿والقمر اذا تلها (٢)﴾تَبِعَهَا طَالِعًا عِنْدَ غُرُوْبِهَا﴿والنهار اذا جلها (٣)﴾بِارْتِفَاعِهٖ﴿واليل اذا يغشها (٤)﴾يُغَطِّيْهَا بِظُلْمَتِهٖ وَاِذَا فِي الثَّلٰثَةِ لِمُجَرَّدِ الظَّرْفِيَّةِ وَالْعَامِلُ فِيْهَا فِعْلَ الْقَسَمِ﴿والسماء وما بنها (٥) والارض وما طحها (٦)﴾بَسَطَهَا﴿ونفس﴾بِمَعْنٰى نُفُوْسٍ﴿ وما سوها (٧)﴾فِي الْخِلْقَةِ وَمَا فِي الثَّلٰثَةِ مَصْدَرِيَّةٌ اَوْ بِمَعْنٰى مَنْ﴿فالهمها فجورها وتقوها (٨)﴾بَيَّنَ طَرِيْقَيِ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ وَاٰخِرَ التَّقْوٰى رِعَايَةً لِرُءُوْسِ الْاٰيِ وَجَوَابُ الْقَسَمِ﴿قد افلح﴾حُذِفَتْ مِنْهُ اللَّامُ لِطُوْلِ الْكَلَامِ﴿من زكها (٩)﴾طَهَّرَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ﴿وقد خاب﴾خَسِرَ﴿من دسها (١٠)﴾اَخْفَاهَا بِالْمَعْصِيَةِ اَصْلُهٗ دَسَّسَهَا اُبْدِلَتِ السِّيْنُ الثَّانِيَةُ اَلِفًا تَخْفِيْفًا﴿كذبت ثمود﴾رَسُوْلَهَا صَالِحًا﴿ بطغوها (١١)﴾بِسَبَبِ طُغْيَانِهَا﴿اذ انبعث﴾اَسْرَعَ﴿ اشقها (١٢)﴾وَاسْمُهٗ قُدَارٌ اِلٰى عَقْرِ النَّاقَةِ بِرِضَاهُمْ﴿فقال لهم رسول الله﴾صَالِحٌ﴿ ناقة الله﴾اَيْ ذَرُوْهَا﴿ وسقيها (١٣)﴾وَشُرْبَهَا فِيْ يَوْمِهَا وَكَانَ لَهَا يَوْمٌ وَّلَهُمْ يَوْمٌ﴿فكذبوه﴾فِيْ قَوْلِهٖ ذٰلِكَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلْمُرَتَّبَ عَلَيْهِ نُزُوْلُ الْعَذَابِ بِهِمْ اِنْ خَالَفُوْهُ﴿ فعقروها﴾قَتَلُوْهَا لِيَسْلَمَ لَهُمْ مَاءُ شُرْبِهَا﴿ فدمدم﴾اَطْبَقَ﴿ عليهم ربهم﴾اَلْعَذَابَ﴿ بذنبهم فسوها (١٤)﴾اَيِ الدَّمْدَمَةَ عَلَيْهِمْ اَيْ عَمَّهُمْ بِهَا فَلَمْ يُفْلِتْ مِنْهُمْ اَحَدًا﴿ولا﴾بِالْوَاوِ وَالْفَاءِ﴿ يخاف﴾تَعَالٰى﴿ عقبها (١٥)﴾تَبِعَتَهَا.

﴿ترجمہ﴾

سورج اوراس کی روشنی کی قسم (ضحها بمعنی ضوء ها ہے،......۱......) اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے (غروب آفتاب کے وقت اس کے پیچھے خود طلوع ہو......۲......) اور دن کی جب اسے چمکائے (خوب بلند ہو کر......۳......) اور رات کی جب اسے چھپائے (اسے اپنے اندھیرے میں ڈھانپ لے......۴......''اذا'' تینوں مقامات میں فقط ظرفیت کے لیے ہے اوراس کا عامل فعل قسم ہے) اور آسمان اوراس کے بنانے والے کی قسم اور زمین اوراس کے پھیلانے والے کی قسم......۵......(طحها بمعنی بسطها ہے) اور جانوں کی (نفس بمعنی نفوس ہے) اوراس کی جس نے ٹھیک بنایا......۶......(خلقت میں ''ما'' تینوں مقامات میں مصدریہ بمعنی من ہے) پھراس کی بدکاری اوراس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی (اس کے لیے خیراور شر کے رستے واضح کر دیئے......۷......''تقوها'' رؤوس آیت کی موافقت کے لیے مؤخر کیا ہے مذکورہ اقسام کا جواب قسم'' قدافلح '' سے آرہا ہے) بیشک مراد کو پہنچا (طوالت کلام کے پیش نظر قد سے لام کو حذف کر دیا گیا ہے) جس نے اسے ستھرا کیا (گناہوں سے، زکها بمعنی طهرها ہے) اور نامراد ہوا (خاب بمعنی خسر ہے) جس نے اسے معصیت میں چھپایا (''دسها'' کا معنی نفس کو گناہوں میں چھپانا ہے، یہ اصل میں دسسها تھا دوسری ''سین'' کو تخفیف کرتے ہوئے الف سے بدل دیا گیا ہے) ثمود نے جھٹلایا (اپنے رسول حضرت صالح علیہ السلام کو) اپنی سرکشی سے (اپنی سرکشی کے سبب) جب کہ جلدی کی (انبعث بمعنی اسرع ہے) اس کے سب سے بڑے بدبخت نے (دیگر لوگوں کی رضا مندی چاہنے اونٹنی کو مارنے میں جلدی کی، اس بدبخت کا نام قدار تھا) تو ان سے اللہ کے رسول (حضرت صالح علیہ السلام) نے فرمایا اللہ کے ناقہ (کو چھوڑ دو) اوراس کی پینے کی باری سے بچو (اس کی باری کے دن پانی پینے سے بچو، ایک دن اونٹنی کے پینے کا اور ایک دن لوگوں کے پینے کا دن) تو انہوں نے اسے جھٹلایا (ان کی اس بات کو کہ یہ حکم اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور اگر یہ لوگ اس کی مخالفت کریں گے تو ان پر اس حکم عدولی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا) پھر ناقہ کو مار ڈالا (تاکہ ناقہ کا پیا جانا والا ان کے لیے باقی رہے، عقروها بمعنی قتلوها ہے) تو ڈال دیا (دمدم بمعنی اطبق ہے) ان پر ان کے رب نے (عذاب) ان کے گناہ کے سبب تو اس عام عذاب کو برابر رکھا (یعنی ان پر اس عذاب کو عام کر دیا، ان جھٹلانے والوں میں سے کوئی بھی اس عذاب سے نہ بچ سکا) اوراس کے پیچھا کرنے کا اسے (یعنی اللہ عزوجل کو) خوف نہیں (''ولا'' کو واؤ اور فاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، عقبها بمعنی تبعتها ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والشمس وضحها والقمر اذا تلها والنهار اذا جلها واليل اذا يغشها والسماء وما بنها والارض وما طحها ونفس وما سوها﴾

و: قسمیہ جار، الشمس: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ضحها: معطوف اول، و: عاطفہ، القمر: معطوف ثانی، والنهار: معطوف ثالث، واليل: معطوف رابع، والسماء: معطوف خامس، وما بنها: معطوف خامس، والارض: معطوف سابع، وما طحها: معطوف ثامن، ونفس: معطوف تاسع، وما سوها: معطوف عاشر، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر فعل محذوف ''نقسم'' کیلئے، اذا: مضاف، تلها: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا جلها: معطوف اول، اذا: عاطفہ، يغشها: معطوف ثانی، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ جواب قسم محذوف ''لتبعثن''، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فالهمها فجورها وتقوها قد افلح من زكها وقد خاب من دسها﴾

ف: عاطفہ، الهمها: فعل با فاعل ومفعول، فجورها: معطوف علیہ، وتقوها: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ

فعلیہ ،قد تحقیقیہ ،افلح: تحقیقیہ فعل ،من زکھا: موصول صلہ ،ملکر فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ،و :عاطفہ ،قد تحقیقیہ ،خاب: فعل ،من دسھا: موصول صلہ ،ملکر فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذبت ثمود بطغوھا اذا انبعث اشقھا﴾

کذبت ثمود: فعل وفاعل ،بطغوھا :ظرف لغو ،اذ :مضاف ،انبعث :فعل ،اشقھا: فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ ،ملکر ظرف ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فقال لھم رسول اللہ ناقۃ اللہ وسقیھا﴾

ف: عاطفہ ،قال لھم رسول اللہ: جملہ فعلیہ قول ،ناقۃ اللہ: معطوف علیہ ،و :عاطفہ ،سقیھا :معطوف ،ملکر فعل محذوف "احذروا" کیلئے مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فکذبوہ فعقروھا فدمدم علیھم ربھم بذنبھم فسوھا ولا یخاف عقبھا﴾

ف: عاطفہ ،کذبوہ :فعل بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ ،عقروھا :فعل بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ ،دمدم علیھم: فعل وظرف لغو ،ربھم :فاعل ،بذنبھم :ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف :عاطفہ ،سوھا :جملہ فعلیہ ماقبل "دمدم" پر معطوف ہے ،و :عاطفہ ،لایخاف :فعل نفی بافاعل ،عقبھا :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سورج اور اس کی روشنی کی قسم کی وجوہات:

۱۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿والشمس وضحھا سورج اور اس کی روشنی کی قسم (الشمس: ۱)﴾۔ مفسرین کے اس بارے میں تین اقوال ہیں: (۱)۔۔۔۔۔مجاہد وکلبی کہتے ہیں کہ مراد سورج کا چمکنا دمکنا ہے۔ (۲)۔۔۔۔۔قتادہ کہتے ہیں مراد اس سے مکمل دن اور اس کی روشنی ہے، اس قول کو فراء اور ابن قتیبہ نے اختیار کیا ہے۔ (۳)۔۔۔۔۔مراد سورج کی حرارت ہے اور اس کی تقدیر لغت کے اعتبار سے یوں ہو سکتی ہے، لیث کہتے ہیں کہ الضحو سے مراد دن کا آغاز وا پنی آب وتاب تک پہنچنا، اور الضحی کا معنی اس سے بھی مافوق حیثیت رکھتا ہے اور الضحاء دن کو کھینچ لاتا ہے اور ابوالہیثم کہتے ہیں کہ الضح معنی کے لحاظ سے الظل کی نقیض ہے اور مراد اس سے زمین پر سورج کی روشنی کا ہونا ہے اور اس کی اصل الضحی ہے۔ پس الضحی سے مراد سورج کی روشنی اور اس کا نور ہے پھر بعد میں جس وقت میں یہ روشنی پائی جاتی ہے اُسے بھی یہی نام دیا جانے لگا جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان بھی اس کی تائید کرتا ہے: ﴿الا عیشۃ او ضحھا مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے (النازعات: ۴۶)﴾۔ پس مفسرین کہتے ہیں کہ ضحھا سے مراد ضوئھا ہے، اور اسی سے دن کی روشنی بھی مراد لی جاتی ہے کیونکہ مکمل دن سورج کی روشنی کو اپنے اندر لئے ہوتا ہے اور الضحی سے مراد سورج کی روشنی ہے اور اس کی حرارت اور نور دو متضاد چیزیں ہیں، پس کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سورج کی حرارت تیز ہوتی ہے اور اس کا نور بھی تیز ہوتا ہے لیکن کبھی معاملہ برعکس بھی ہوا کرتا ہے، اور یہ ضعیف ترین اقوال ہیں، سورج اور اس کی روشنی کی قسم کھانے میں کثیر منافع پنہاں ہیں، اہل علم جانتے ہیں کہ رات تو گویا نسل انسانی کے لئے موت کی مانند ہوتی ہے اور جب دن چڑھ آتا ہے اور روشنی ہر سُو پھیل جاتی ہے تو گویا خالی جسم میں حیات پھونک دی گئی ہو، اور گویا مُردے زندہ کر دیئے گئے ہوں، اور یہ حیات زیادتی، قوت اور تکامل میں ہمیشہ کم وبیش ہوتی رہتی ہے اور اس کی غایت درجے کی کامیابی دن کے وقت میں ہوتی ہے اور اسی حالت میں قیامت کو بھی تشبیہ دی جاتی ہے اور وقت ضُحیٰ ہی میں اہل جنت کو جنت میں استقرار دیا جاتا ہے۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۷۴)

چاند اور اس کے طلوع ہونے کی قسم:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿والقمر اذا تلها اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے (الشمس:۲)﴾۔ تلها کے معنی سورج کا تابع ہونا، پس چاند سورج کا تابع ہے، لیکن کس لحاظ سے تابع ہے؟۔ چنانچہ اس میں مفسرین کرام کے اقوال یوں پائے جاتے ہیں:(۱)...... چاند سورج کے تابع ہے، اور یہ مہینے کے نصف اول میں سورج کے غروب ہونے کے بعد طلوع ہوتا ہے اور جب سورج غروب ہوجاتا ہے تو چاند طلوع ہوتا ہے۔(۲)......ابن عباس کہتے ہیں کہ چاند سورج سے روشنی لینے کامحتاج ہے، گویا چاند روشنی کے معاملے میں سورج کا تابع ہوا۔(۳)......قتادہ کہتے ہیں چاند سورج کا اپنے ظاہر ہونے میں تابع ہے، یعنی جب سورج غروب ہوتا ہے تو چاند کو دیکھا جاسکتا ہے۔(۴)......مہینے کے ابتدائی نصف حصے میں سورج چاند کا امام ہے اور سورج کے غروب ہونے کے بعد چاند طلوع ہوتا ہے لیکن نصف آخر میں چاند سورج کو امام نہیں مانتا بلکہ وہی امام ہوتا ہے اور مقدم بھی ہوتا ہے۔ (الطبری، الجزء:۳۰،ص ۲۵۲ وغیرہ)

دن اور اس کی چمک کی قسم:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿والنهار اذا جلها اور دن کی جب اُسے چمکائے (الشمس:۳)﴾۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ "جلاها" کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ چنانچہ اس بارے میں دو اقوال ہیں:(۱)......زجاج کا قول ہے کہ ضمیر کا مرجع الشمس ہے ،کیونکہ "النهار" کو سورج کی روشنی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور دن بھی روشن ہے اور سورج بھی روشن ہے۔ اور اثر کا قوی وکمال درجے کا ہونا مؤثر کے قوی وکمال درجے کے ہونے پر دلیل ہے، پس دن سورج کی چمک دمک اور ظاہر ہونے پر نکلتا ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان:﴿لا يجليها لوقتها الا هو اسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا (الاعراف:۱۸۷)﴾۔(۲)......جمہور کہتے ہیں کہ ضمیر الظلمة کی جانب راجع ہے یا الدنیا کی جانب، یا الارض کی جانب راجع ہے، اگرچہ اس کا ذکر نہ ہی کیا جائے۔ (الرازی، ج۲۱،ص ۱۷۴ وغیرہ)

رات اور اس کے اندھیرے کی قسم:

۴......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿والیل اذا یغشها اور رات کی جب اسے چھپائے (الشمس:۴)﴾۔ رات غالب آجاتی ہے اور سورج کی روشنی زائل ہوجاتی ہے۔ سورج سے روشنی اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ دن اپنی تکمیل تک پہنچتا ہے۔ اور یہی وہ وقت ہوتا ہے جس میں حیوانات زمین کے مختلف گوشوں سے سمٹ کر اپنے ٹھکانوں تک اور لوگ کسب معاش سے فارغ ہوکر اپنے گھروں تک پلٹتے ہیں۔

"والسماء وما بناها والارض وما طحها" کی قسم:

۵......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿والسماء وما بنها والارض وما طحها اور آسمان اور اس کے بنانے والے کی قسم اور زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم (الشمس:۵تا۶)﴾۔ یہاں کچھ توجیہات ہیں:(۱)......﴿وما بنها اور اسکے بنانے والے کی قسم﴾ میں اشارہ پایا جاتا ہے اور اس میں تنبیہ ہے کہ یہ حدوث شمس اور دیگر سماویات کے حادث ہونے پر دلیل ہے۔(۲)......ایک سوال یہ بھی ہوتا ہے کہ اللہ ﷻ نے ومن بنها نہیں فرمایا؟ اس کے دو جواب ہوسکتے ہیں:(۱) ایک جواب کی جانب حضرات صوفیائے عظام کا اشارہ پایا جاتا ہے کہ آسمان جیسی عظیم الشان چیز قادر مطلق کی تخلیق ہے جو کہ عظیم قدرت والا ہے۔(۲) وما بناها کی توجیہ وہی ہوسکتی ہے جو کہ اللہ ﷻ کے اس فرمان کی ہے:﴿ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو (النساء:۲۲)﴾ لیکن پہلا جواب قابل اعتماد ہے۔(۳)......مذکورہ تینوں اشیاء یعنی آسمان، زمین اور نفس میں اللہ ﷻ کی ذات کی

کوئی تعریف نہیں پائی جارہی؟ جواب اس کا یہ ہے کہ غائب پر استدلال شاہد کے ساتھ ممکن نہیں ہے، اور شاہد صرف عالم جسمانی ہے اور وہ دو چیزیں ہیں بسیط اور مرکب، اور بسیط کی دو اقسام ہیں: ایک علویہ جس کی جانب **والسماء** سے اشارہ کیا گیا ہے اور دوسری سفلیہ جس کی جانب **والارض** سے اشارہ کیا گیا ہے اور مرکب کی اقسام میں قابل معتمد و معتبر قسم نفس ہے جس کی جانب ﴿**ونفس وما سواھا** اور جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا(الشمس:۷)﴾ میں اشارہ کیا گیا ہے۔(۴)......اللہ ﷻ کے فرمان:﴿**والارض وما طحٰھا** اور زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم (الشمس:۶)﴾ میں دو مسائل پائے جاتے ہیں:(۱) مذکورہ فرمان اس فرمان:﴿**والسماء وما بنٰھا** اور آسمان اور اس کے بنانے والے کی قسم(الشمس:۵)﴾ کے بعد بیان کیا جیسا کہ فرمایا:﴿**والارض بعد ذٰلک دحٰھا** اور اُسکے بعد زمین پھیلائی(النازعات:۳۰)﴾۔(۲) ابو اللیث کہتے ہیں **الطحو** بمعنی **الدحو** یعنی بسط ہے، اور طاء کو دال میں بدلنا جائز ہے، اور معنی وسیع ہونا ہے یعنی زمین کو وسیع بنایا اور عطاء وکلبی کہتے ہیں کہ مراد یہاں یہ ہے کہ زمین میں پانی پھیلا دیا۔

(الرازی، ج۱۱، ص ۱۷۵ وغیرہ)

نفس اور اس کو ٹھیک بنانے والے کی قسم:

۶......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿**ونفس وما سوٰھا** اور جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا(الشمس:۷)﴾۔ یعنی ہم نے نفسِ انسانی کو فطرت سلیمہ کے مطابق پیدا فرمایا، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے:﴿**فاقم وجھک للدین حنیفا**......الخ تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لئے ایک اکیلے اسی کے ہوکر اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا(الروم:۳۰)﴾۔

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اس کے والدین اُسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں''۔

(ابن کثیر، ج٤، ص ٦٣٠)

انسان کو اچھائی وبُرائی کا الہام ہونا:

۷......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿**فالھمھا فجورھا وتقوٰھا** پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی(الشمس:۸)﴾۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ الہام یا تو اللہ کی جانب سے ہے یا (اللہ ﷻ کے حکم سے) ملاءِ اعلیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اصل میں الہام کسی چیز کے نگلنے کو کہتے ہیں، فجور دیانت کے پردے کو شق کرنے کو کہتے ہیں، اس آیت میں **فجورھا** کو **تقوٰھا** پر مقدم کیا گیا ہے تاکہ فواصل (فصل کی جمع) کی رعایت ہو سکے یا اس لئے کہ شدت کے ساتھ فجور کے اہتمام کی نفی کی جاسکے کہ فجور انسان کو کچھ فائدہ نہیں دیگا اور جب تقویٰ پایا جائے تو یہی انسان کی شانِ اعلیٰ میں اضافے کا باعث ہے۔ بعض یہ نکتہ بیان کرتے ہیں کہ الہام کا محل نفس ہے، پس اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿**فالھمھا فجورھا** پھر اس کی بدکاری دل میں ڈالی﴾ یعنی اللہ نے نفس کو الہام کیا کہ تو نے فسق و فجور کی جانب نہیں جانا اور اُسے تقویٰ کی تعلیم ارشاد فرمائی اور الہام فجور کا تعلق اہل علم کے نزدیک الہام اعلام سے ہے نہ کہ الہام عمل سے، (کیونکہ اللہ ﷻ بُرائی کی دعوت دینے سے پاک ہے)، پس اس مضمون کی تکمیل اس فرمان مقدس سے بھی ہوتی ہے:﴿**ان اللہ لا یامر بالفحشاء** بیشک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا (الاعراف:۲۸)﴾۔ اب معنی واضح ہو چکا کہ اللہ ﷻ جب فحاشی کا حکم نہیں دیتا تو یقیناً اس کا الہام بھی نہیں کرتا اور اگر معاذ اللہ ﷻ ایسا کرتا تو پھر اللہ ﷻ کی حجت بندے پر قائم نہ ہو پاتی اور یہ آیت اللہ ﷻ کے اس فرمان کی مثل بھی ہے:﴿**وھدینٰہ النجدین** اور اُسے دو اُبھری چیزوں کی راہ بتائی(البلد:۱۰)﴾ یعنی اُسے دو طریقے تعلیم فرمائے۔

(روح البیان، ج۱۰، ص ۵۲۹)

اغراض:

تبعها: چاند اپنی روشنی اس وقت ظاہر کرتا ہے جب کہ سورج غروب ہوجاتا ہے اور سورج کے غروب ہونے کے بعد اپنی ضیاء پاشی کرتا ہے اور یہ اس بات کے منافی نہیں کہ چاند سورج کا مصاحب ہوتا ہے، جیسا کہ مہینے کی پانچویں رات کی مثال دی جاتی ہے۔ طالعا عند غروبها: تبعها کی ضمیر سے حال بن رہا ہے، مراد یہ ہے کہ چاند سورج کی عدم موجودگی میں رات کے وقت میں نکلتا ہے، اور اس کا نکلنا اول، اوسط اور آخر ماہ میں ہوتا ہے۔ بسطها: زمین میں پانی پھیلانا مراد ہے۔

یغطیها بظلمته: یعنی سورج کی روشنی جب زائل ہوجائے، اور دن کے طلوع ہونے سے سورج روشنی دے اور رات کے طلوع ہونے سے چھپ جائے۔ بمعنی نفوس: میں اس جانب اشارہ ہے کہ نکرہ کثرت کے لئے آیا ہے۔ لمجرد الظرفية: تینوں مقامات یعنی: ﴿والقمر اذا تلها﴾، ﴿والنهار اذا جلها﴾، ﴿والیل اذا یغشها﴾ میں صفت کی موصوف کی جانب اضافت ہے، یعنی بغیر شرط کے خالی ظرفیت کے لائی گئی ہے۔ وما فی الثلاثة مصدرية: اور تینوں مقامات: ﴿والسماء وما بنها﴾، ﴿والارض وما طحها﴾، ﴿ونفس وما سوها﴾ میں "ما" مصدریہ ہے اور مضاف حذف ہے یعنی "ورب البناء والطحو والتسوية" اصل عبارتیں ہونی چاہیے۔ او بمعنی من: مراد یہ ہے کہ "من بناها" یعنی کس نے بنائے؟۔ اور یہ استدلال جائز ہے کہ علم (حقیقی) اللہ ﷻ ہی کی ذات کو حاصل ہے۔ حذفت منه اللام: اصل میں لقد ہونا چاہیے تھا لیکن طوالت کی وجہ سے لام کو حذف کردیا گیا ہے۔ واصله دسسها: التدسیس سے ماخوذ ہے مراد اخفاء یعنی چھپانا ہے، معنی کفر و معصیت کو چھپانا ہے اس لئے کہ معصیت ذلت لاتی ہے۔ بسبب طغيانها: میں اس جانب اشارہ ہے کہ باء سببیہ ہے۔

اسمه قدار: غراب کے وزن پر ہے، ابن سالف کا شمار اولین اشقیاء میں ہوتا تھا۔ سید عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ اولین اشقیاء کون ہیں"؟، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ جانتے ہیں، فرمایا: "ناقہ کی کونچیں کاٹنے والا"، پھر فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ آخرین اشقیاء کون ہیں"؟، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ جانتے ہیں، فرمایا: "جو تجھے قتل کریں گے"۔ برضاهم: قتادہ کہتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ قدار نے ناقہ کی کونچیں اس وقت تک نہیں کاٹیں جب دیگر بچے بڑے، مرد و عورت سب نے اس کی رضامندی نہ کردی۔ فی الخلقة: یعنی محکم قانون اور ترکیب کے ذریعے نفس کی تخلیق ٹھیک فرمائی۔ ناقة الله: اضافت تشریفیہ ہے، اور اس حیثیت سے بھی کہ "ناقہ" اللہ ﷻ کی وحدانیت پر دلیل بنتی ہے، اور اس ناقہ کے ساتھ جو بھی خلاف عادی امور پائے گئے وہ اللہ ﷻ کے سوا کسی اور کے لئے ممکنات میں سے نہیں ہیں۔

ذروها: میں اس جانب اشارہ پایا جارہا ہے کہ ﴿ناقة﴾ کا منصوب ہونا بر بنائے اسم تحذیر ہے، اور کلام میں مضاف محذوف ہے، یعنی ناقہ کو قتل کرنے کا ارادہ چھوڑ دو اور اس کا پانی پینے سے پرہیز کرو۔

ماء شربها: مراد وہ پانی ہے جو اونٹنی پیا کرتی تھی۔ ولهم يوم: یعنی ایک دن دیگر لوگ اور ان کے مویشی پانی پیتے (اور ایک دن ناقہ پانی پیتی)۔ المرتب عليه نزول العذاب بهم: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا کہ تم پر تین دن کے بعد عذاب آئے گا تو قوم نے عذاب آنے کی علامت مانگی، پس فرمایا: پس تم بدھ کی صبح اٹھو گے تو تمہارے مونھ زرد ہونگے، دوسرے دن جمعرات کو تمہارے مونھ سرخ ہونگے اور تیسرے دن جمعہ کو تمہارے مونھ سیاہ پڑجائیں گے اور چوتھا دن ہفتے کا ہوگا جس میں تم پر عذاب آجائے گا۔ فلم یفلت منهم احدا: سوائے اُن لوگوں کے جو حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور ان کی تعداد چار ہزار تھی، باقی کسی نے آپ کی جانب التفات نہ کیا۔

(الصاوی، ج٦،ص ٢٨٢ وغیرہ)

سورۃ اللیل مکیۃ وھی احدی وعشرون آیۃ

(سورۂ لیل مکی ہے اس میں اکیس آیات ہیں)

تعارف سورۃ اللیل

اس سورت میں ایک رکوع ،اکیس آیتیں، ۷۱ کلمے اور تین سو دس حروف ہیں۔ یہ سورہ مبارکہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور یہ بخیل انسانوں کی مذمت میں نازل ہوئی۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں ''والیل اذا یغشی'' سورت پڑھا کرتے تھے (الدر المنثور، ج٦ ص٤٨٨)۔ اس سورت میں اہم نکات کے علاوہ ایک نفسیاتی راز سے پردہ اٹھایا گیا ہے وہ یہ کہ جو شخص اپنے آپ کو نیک اعمال کا عادی بنالیتا ہے تو اس کے لئے وہ بھلائی والے کام خواہ کتنے ہی کٹھن اور مشکل ہوں سب آسان ہوجاتے ہیں۔ لوگوں کے لئے تو اطاعت وتقویٰ کا راستہ انتہائی دشوار ہوتا ہے لیکن اس شخص کے لئے بالکل آسان ہوجاتا ہے۔ اور اس سورت میں وہ کام بتائے جس کی وجہ سے انسان اخروی فلاح حاصل کرلیتا ہے اور وہ کام بھی بتائے جس کی وجہ سے اس کو خروی نقصان ہوتا ہے۔ اور اس میں بتایا گیا کہ اللہ عزوجل آخرت کے عذاب سے ڈراتا ہے اور یہ عذاب ہر اس شخص کو ہوگا جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی تکذیب کرے گا۔ اور جس نے اپنا مال اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کیا محض اللہ عزوجل کی رضا کے لئے وہ عنقریب دوزخ سے دور رکھا جائے گا اور اس آیت کا مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

رکوع نمبر: ۱۷

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والیل اذا یغشی (۱)﴾ بِظُلْمَتِهٖ كُلُّ مَابَيْنَ السَّمَاءِ الْاَرْضِ ﴿والنهار اذا تجلی (۲)﴾ تَكَشَّفَ وَظَهَرَ وَاِذَافِي الْمَوْضَعَيْنِ لِمُجَرَّدِالظَّرْفِيَّةِ وَالْعَامِلُ فِيْهَافِعْلُ الْقَسَمِ ﴿وما﴾ بِمَعْنٰى مِنْ اَوْ مَصْدَرِيَّةٌ ﴿خلق الذكر والانثى (۳)﴾ اٰدَمَ وَحَوَّاءَ اَوْكُلُّ ذَكَرٍ وَّكُلُّ اُنْثٰى وَالْخُنْثٰى الْمُشْكِلُ عِنْدَنَاذَكَرٌاَوْاُنْثٰى عِنْدَاللّٰهِ تَعَالٰى فَيَحْنَثُ بِتَكْلِيْمِهٖ مَنْ حَلَفَ لَايُكَلِّمُ ذَكَرًاوَّلَااُنْثٰى ﴿ان سعيكم﴾ عَمَلَكُمْ ﴿لشتى (۴)﴾ مُخْتَلِفٌ فَعَامِلٌ لِلْجَنَّةِ بِالطَّاعَةِ وَعَامِلٌ لِلنَّارِ بِالْمَعْصِيَةِ ﴿فاما من اعطى﴾ حَقَّ اللّٰهِ ﴿واتقى (۵)﴾ اللّٰهَ ﴿وصدق بالحسنى (۶)﴾ اَیْ بِلَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ فِي الْمَوْضِعَيْنِ ﴿فسنيسره لليسرى (۷)﴾ لِلْجَنَّةِ ﴿واما من بخل﴾ بِحَقِّ اللّٰهِ ﴿واستغنى (۸)﴾ عَنْ ثَوَابِهٖ ﴿وكذب بالحسنى (۹) فسنيسره﴾ نُهَيِّئُهٗ ﴿للعسرى (۱۰)﴾ لِلنَّارِ ﴿وما﴾ نَافِيَةٌ ﴿يغنى عنه ماله اذا تردى (۱۱)﴾ فِي النَّارِ ﴿ان علينا للهدى (۱۲)﴾ لِتَبْيِيْنِ طَرِيْقِ الْهُدٰى مِنْ طَرِيْقِ الضَّلَالِ لِيَتَمَثَّلَ اَمْرَنَا بِسُلُوْكِ الْاَوَّلِ وَنَهْيَنَاعَنْ اِرْتِكَابِ الثَّانِيْ ﴿وان لنا للاخرة والاولى (۱۳)﴾ اَيِ الدُّنْيَا فَمَنْ طَلَبَهَامِنْ غَيْرِنَا فَقَدْاَخْطَاَ ﴿فانذرتكم﴾ خَوَّفْتُكُمْ يَااَهْلَ مَكَّةَ ﴿نارا تلظى (۱۴)﴾ بِحَذْفِ اِحْدَى التَّائَيْنِ مِنَ الْاِصْلِ وَقُرِیءَ بِثُبُوْتِهَااَیْ تَتَوَقَّدُ ﴿لا يصلها﴾ يَدْخُلُهَا ﴿الاالاشقى﴾ بمعنى الاشقى ﴿الذى كذب وتولى﴾ تعالٰى وَيَغْفِرُمَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ فَيَكُوْنُ الْمُرَادُ الصَّلِيُّ الْمُؤَبَّدُ ﴿وسيجنبها﴾ يُبْعَدُعَنْهَا ﴿الاتقى (۱۷)﴾ بِمَعْنَى التَّقِيِّ ﴿الذى يؤتى ماله يتزكى (۱۸)﴾ مُتَزَكِّيًا بِهٖ عِنْدَاللّٰهِ بِاَنْ يُخْرِجَهُ لِلّٰهِ تَعَالٰى لَارِيَاءً وَّلَاسُمْعَةً فَيَكُوْنُ زَكِيًّاعِنْدَاللّٰهِ تَعَالٰى وَهٰذَانَزَلَ فِي الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَمَّااشْتَرٰى بِلَالًا

الْمُعَذَّب عَلٰی اِیْمَانِهٖ وَاَعْتَقَهٗ فَقَالَ الْکُفَّارُ اِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِکَ لِیَدٍ کَانَتْ لَهٗ عِنْدَهٗ فَنَزَلَ ﴿وما لاحد﴾ بِلَالٍ وَغَیْرِهٖ ﴿عنده من نعمة تجزی (۱۹) الا﴾ لٰکِنْ فَعَلَ ذٰلِکَ ﴿ ابتغاء وجه ربه الاعلی (۲۰)﴾ اَیْ طَلَبَ ثَوَابَ اللّٰهِ ﴿ولسوف یرضی (۲۱)﴾ بِمَا یُعْطَاهُ مِنَ الثَّوَابِ فِی الْجَنَّةِ وَالْاٰیَةُ تَشْتَمِلُ مِنْ فِعْلٍ مِثْلَ فِعْلِهٖ فَیَبْعُدُ عَنِ النَّارِ وَیُثَابُ.

﴿ترجمہ﴾

اور رات کی قسم جب چھا جائے (آسمان وزمین کے درمیان موجود جو ہر شے پر اپنے اندھیرے کے ساتھ) اور دن کی جب چمکے (تجلی بمعنی تکشف وتظهر ہے، اذا دونوں جگہ فقط ظرفیت کے لیے ہے اور اس میں عامل فعل قسم ہے) اور اس کی جس نے (ما بمعنی من ہے، یا مصدریہ ہے) نر و مادہ بنائے (یعنی حضرت آدم وحواء کو پیدا فرمایا، مراد ہر نر اور مادہ ہے اور رہا خنثی مشکل تو وہ ہمارے نزدیک ہے ورنہ اللہ کے نزدیک یا تو وہ نر ہے یا پھر مادہ تو جس نے قسم کھائی کہ کسی مرد وعورت سے بات نہیں کرے گا وہ خنثی مشکل سے بات کرنے کی صورت میں حانث ہو جائے گا......۱......) بیشک تمہاری کوشش (یعنی تمہارا عمل) مختلف ہے (شتی بمعنی مختلف ہے، بعض فرمانبرداری کرکے جنت کے لیے عمل کر رہے ہیں اور بعض نافرمانی کرکے جہنم کے لیے عمل کر رہے ہیں......۲......) تو وہ جس نے دیا (اللہ عزوجل کے حقوق کی ادائیگی میں) اور سب سے اچھی کو سچ جانا (''حسنی'' سے دونوں مقامات میں کلمہ ''لا اله الاالله'' مراد ہے) تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے (''یسری'' سے مراد جنت ہے) اور وہ جس نے بخل کیا (حقوق اللہ کی ادائیگی میں) اور بے پرواہ بنا (اللہ عزوجل کے ثواب سے) اور سب سے اچھی کو جھٹلایا......۳......تو بہت جلد ہم اسے مہیا کر دیں گے (یسرہ بمعنی نهیئه ہے) دشواری (''العسری'' سے مراد جہنم ہے......۴......) اور اس کا مال اسے کام نہ آئے گا (''ما ینبغی'' میں ''ما'' نافیہ ہے) جب (جہنم میں) ہلاکت میں پڑے گا بیشک ہدایت فرمانا ہمارے ذمے ہے (راہ گمراہی سے طریق ہدایت کو بیان کرنا ہمارے ذمے ہے تاکہ راہ ہدایت پر چل کر ہمارے احکام کی بجا آوری کی جائے اور ثانی کے ارتکاب سے بچ کر ہماری ہستی کے موافق عمل کیا جائے......۵......) اور بیشک آخرت اور دنیا دونوں کے ہم ہی مالک ہیں (''الاولی'' سے مراد دنیا ہے تو جو شخص دنیا و آخرت ہمارے غیر سے طلب کرے وہ خطا پر ہے) تو میں تمہیں ڈراتا ہوں (اے اہل مکہ، انذرتکم بمعنی خوفتکم ہے، اس آگ سے جو بھڑک رہی ہے (تلظی بمعنی تتوقد ہے، اس میں دو تاء میں سے ایک کو حذف کر دیا گیا ہے اس فعل کو دو تاء کے ساتھ یعنی ''تتلظی'' بھی پڑھا گیا ہے) نہ داخل ہوگا اس میں (لا یصلها بمعنی لا یدخلها ہے) مگر بدبخت (الا شقی بمعنی الشقی ہے) جس نے جھٹلایا (ہمارے نبی محمد ﷺ کو) اور منہ پھیرا (ایمان لانے سے، یہ حصہ اللہ کے فرمان ﴿ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء (النساء: ۴۸)﴾ کی تاویل کر رہا ہے، یہاں داخلہ جہنم سے مراد ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے......۶......) اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا (سیجنبها بمعنی یبعد منها ہے) پرہیزگار (الاتقی بمعنی التقی ہے) جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو (مال دینے کے ذریعے اللہ کے نزدیک ستھرا ہونے کے لیے یعنی وہ اپنا مال فقط اللہ کے لیے نکالتا ہے، ریاء اور دکھاوے اور سنانے کے لیے نہیں، پس یہ اللہ کے یہاں ستھرا ہونے والا ہے۔ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جنہیں ایمان لے آنے کے سبب عذاب دیا جاتا خرید کر آزاد فرما دیا۔ یہ دیکھ کر کفار نے کہا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کسی احسان کو چکانے کے لیے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا ہے، تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) اور کسی کا اس پر احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے لیکن (الا بمعنی لکن ہے، یعنی اس نے یہ فعل فقط) اپنے رب کی رضا چاہنے کو کیا جو سب سے بلند ہے (یعنی اللہ عزوجل کے ثواب کی طلب میں) کہ وہ راضی ہو

گا(اس ثواب سے جو جنت میں اسے دیا جائے گا، یہ آیت ان تمام افراد کو شامل ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثل اعمال کرے پس اسے بھی جہنم سے دور رکھا جائے گا اور ثواب عطا کیا جائے گا......ے......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والیل اذا یغشی والنھار اذا تجلی وما خلق الذکر والانثی ان سعیکم لشتی﴾

و: قسمیہ جار، الیل: معطوف علیہ، والنھار: معطوف اول، و: عاطفہ، ما: موصول، خلق الذکر والانثی: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف "اقسم" کیلئے ظرف مستقر، اذا: مضاف، یغشی: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا تجلی: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، ان سعیکم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، شتی: خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری﴾

ف: عاطفہ، اما: حرف شرط، من: موصولہ، اعطی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتقی: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، صدق بالحسنی: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، س: حرف استقبال، نیسرہ: فعل با فاعل ومفعول، للیسری: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مھما یکن من شیء" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی فسنیسرہ للعسری وما یغنی عنہ مالہ اذا تردی﴾

واما من بخل......الخ: جملہ فعلیہ بمطابق ترکیب ماقبل پر معطوف ہے، و: ما یغنی: فعل نفی، عنہ: ظرف لغو، مالہ: فاعل، اذا: مضاف، تردی: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان علینا للھدی وان لنا للاخرۃ والاولی فانذرتکم نارا تلظی﴾

ان: حرف مشبہ، علینا: ظرف مستقر خبر مقدم، للھدی: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، لنا: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، الاخرۃ: معطوف علیہ، والاولی: معطوف، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ معطوف علی مقدر "فمن طلب الدنیا والاخرۃ من غیر مالکھما الحقیقی فقد اخطا الطریق" انذرتکم: فعل با فاعل ومفعول، نارا: موصوف، تلظی: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا یصلھا الا الاشقی الذی کذب وتولی﴾

لا یصلھا: فعل نفی ومفعول، الا: اداۃ حصر، الاشقی: موصوف، الذی: موصول، کذب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، تولی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی﴾

و: عاطفہ، سین: حرف استقبال، یجنبھا: فعل ومفعول، الاتقی: موصوف، الذی: موصول، یوتی مالہ: جملہ فعلیہ مبدل منہ، یتزکی: جملہ فعلیہ بدل، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی﴾

و: عاطفہ، ما: نافیہ، لام: جار، احد: ذوالحال، عندہ: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر خبر مقدم، من: زائد، نعمۃ: موصوف، تجزی: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مستثنی منہ، الا: اداۃ استثناء، ابتغاء: مصدر مضاف با فاعل، وجہ

ربه: موصوف، الاعلی: صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مستثنی، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولسوف یرضی﴾ و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، سوف: حرف استقبال، یرضی: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......وامـا مـن بـخـل واسـتـغـنـی...... ☆ یہ آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امیہ بن خلف کے حق میں نازل ہوئیں جن میں سے ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اتقی ہیں اور دوسرا امیہ، اشقی امیہ بن خلف، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جو اس کی ملک میں تھے دین سے منحرف کرنے کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا۔ انتہائی ظلم اور سختیاں کرتا تھا۔ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ امیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو گرم زمین پر ڈال کر تپتے ہوئے پتھران کے سینے پر رکھے ہیں۔ اور بلال رضی اللہ عنہ اس حال میں ہیں کہ کلمہ طیبہ ان کی زبان پر جاری ہے۔ آپ نے امیہ سے فرمایا: اے بدنصیب! ایک خدا پرست پر یہ سختیاں؟ اس نے کہا آپ کو اس کی تکلیف ناگوار ہو تو اس کو خرید لیجئے۔ آپ نے گراں قیمت پر خرید کر ان کو آزاد کر دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں فرمایا گیا تمہاری کوششیں مختلف ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوششیں اور امیہ کی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رضائے الٰہی کے طالب ہیں اور امیہ حق دشمنی میں اندھا ہے۔

☆......ومـا لاحـد عـنـده مـن نـعـمـة...... ☆ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کر دیا تو کفار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ ابوبکر نے ایسا کیوں کیا؟ شاید بلال کا ان پر کوئی احسان ہو جو انہوں نے اتنی گراں قیمت دے کر خریدا ہے اور آزاد کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرمادیا کہ صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ فعل محض اللہ عزوجل کی رضا کیلئے تھا کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ ان پر بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ کا کوئی احسان ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بہت سے لوگوں کو ان کے اسلام کے سبب خرید کر آزاد کیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

وما خلق الذکر والانثی میں مفسرین کی توجیهات:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وما خلق الذکر والانثی اور اس کی قسم جس نے نر و مادہ بنائے (اللیل: ۳)﴾۔ اس میں کچھ مسائل ہیں: (۱)......اللہ عزوجل کی قدرت عظیم ہے جس نے مائے واحد سے مذکر و مونث بنائے، اور ایک قول کے مطابق آدم و حوا کو پیدا فرمایا۔ (۲)......مذکر و مونث تمام مخلوق کو اللہ عزوجل نے پیدا فرمایا۔ (۳)......تمام ذوی الارواح میں مذکر و مونث اشرف المخلوقات ہیں، کیونکہ ہر حیوان یا تو مذکر ہے یا مونث اور جہاں تک خنثی کا تعلق ہے تو وہ یا تو مذکر ہے یا مونث، اور اگر کسی نے طلاق کی قسم کھائی اور اس دن کسی مرد و عورت سے ملاقات نہ ہوئی اور خنثی ملا تو حانث ہو جائے گا کیونکہ اللہ عزوجل کے نزدیک یہ مذکر ہے یا مونث جب کہ ہمارے نزدیک خنثی مشکل ہے۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۸۲، روح البیان، ج ۱۰، ص ۵۳۵)

کوششیں مختلف ہونے کے معنی:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ان سعیکم لشتی بیشک تمہاری کوشش مختلف ہے (اللیل: ۴)﴾۔ معنی یہ ہیں کہ تمہارے اعمال مختلف ہیں، عکرمہ اور دیگر تمام مفسرین کے نزدیک السعی کے معنی العمل ہے۔ (۱)......تمہارے بعض کے اعمال بعض سے مختلف ہیں، کیونکہ بعض گمراہی پر ہیں اور بعض ھدایت پر ہیں، بعض مومن ہیں اور بعض کافر، بعض نیکی پر ہیں اور بعض بدی پر، بعض فرمانبردار ہیں

اور بعض نافرمان ہیں۔(۲)......ایک قول یہ ہے کہ لشتی کے معنی جزاء کے مختلف ہونے کے ہیں، کیونکہ بعض کی جزاء جنت ہے اور بعض کی دوزخ،(۳)......ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ تمہارے اخلاق مختلف ہیں یعنی رحم کرنے والے نرم دل ہیں اور بعض سخت خو ہیں بعض سخی ہیں اور بعض بخیل ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰،ص ۷٤)

الحسنیٰ کے بارے میں اقوالِ مفسرین:

۳......اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وصدق بالحسنی و کذب بالحسنی اور سب سے اچھی کو سچ مانا اور سب سے اچھی کو جھٹلایا(اللیل:۶،۹)﴾۔اس سورت میں دومرتبہ الحسنی کا ذکر ہے۔عبدالرحمٰن سلمی اور ضحاک کہتے ہیں کہ حسنی کے معنی لا الہ الا اللہ ہے، یہی عطیہ کی حضرت ابن عباس سے روایت مروی ہے۔مجاہد کہتے ہیں کہ حسنی سے مراد جنت ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿للذین احسنوا الحسنی بھلائی والوں کے لئے بھلائی (۲۶)﴾ یہاں بھی حسنی سے مراد جنت ہے۔ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اسے یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ جنت عطا فرمائے گا۔یہی روایت حضرت عکرمہ سے مروی ہے جو انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے۔قتادہ، مقاتل اور کلبی کہتے ہیں کہ حسنی سے مراد اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے یعنی اس نے یہ تصدیق کی کہ اللہ تعالیٰ اس وعدہ کو پورا فرمائے گا۔ (المظہری، ج۷،ص ۴۱۹)

یسری اور عسری کے بارے میں اقوالِ مفسرین:

۴......اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿فسنیسرہ للیسری اورفسنیسرہ للعسری تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کردیں گے تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کردیں گے (اللیل:۷،۱۰)﴾۔یعنی ہم اُسے ایسے عمل کی توفیق دیں جو آسانی اور راحت کی طرف لے جائے،یعنی ایسے عمل کی توفیق دیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت میں جانے کے لئے آسان ہو۔اور ہم اُسے ایسے اعمال سے بھی آگاہ کردیں گے جو اُسے تنگی اور مشکل کی جانب لے جائے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا بھی سبب ہو اور اُسے راہ جہنم کی جانب گامزن کردے۔مقاتل کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے لئے بھلائی کا کام کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ (المظہری، ج۷،ص ۴۲۰ وغیرہ)

ہدایت کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہونا:

۵......اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ان علینا للھدی بیشک ہدایت فرمانا ہمارے ذمہ ہے(اللیل:۱۲)﴾۔اللہ تعالیٰ نے مختلف کوششیں ہونے، آسانی اور تنگی کی حکمتیں، بیان، دلالت، ترغیب وترہیب اور ارشادات وہدایت کا بیان کرنے کے بعد مذکورہ بالا خطاب فرمایا۔ہم پر اپنی مخلوق کو حکمت کے ساتھ تخلیق کرنے اور وجوہات بندگی بیان کرنا ضروری ہیں، مطیع اور عاصی کا فرق واضح کرنا، یہ بھی کہ ہم نے اپنی مخلوق کو نفع، رحم وکرم، نعیم مقیم کے لئے پیدا فرمایا ہے۔معتزلہ اس آیت سے اپنے مذہب کے مطابق ذلیل پکڑتے ہیں۔معتزلہ کہتے ہیں:(۱)......اللہ تعالیٰ کسی پر اتنا ہی بوجھ ڈالتا ہے جو اس کی وسعت اور طاقت کے مطابق ہو لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا؟(۲)......علی وجوب کے لئے ہے، پس اللہ تعالیٰ پر بندوں کو ہدایت دینا اور اُن کے فائدے کے کام کرنا واجب ہے؟۔(۳)......اگر ایسا نہیں ہے تو پھر دلائل قائم کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟۔ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی واجب نہیں ہے، نہ تو بندوں کو ہدایت دینا اور نہ ہی اُن کے فائدے کے کام کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے ایسا فرماتا ہے جیسا کہ نیک لوگوں کو جنت کی نعمت عطا فرمانا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور کافروں کو جہنم میں داخل کرنا اُس کا عدل ہے۔اور اصول کے اعتبار سے دیکھا جائے تو علی فقط وجوب کے لئے نہیں آتا اور یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ قرآن مجید میں ایسے بے شمار مقامات ہیں جہاں علی وجوب کے لئے نہیں آیا ہے۔جیسا کہ فرمایا:﴿وما ذبح علی النصب اور جو کسی تھان پر ذبح

کیا گیا(المائدۃ:۳)﴾، ﴿وعلی اللہ قصد السبیل اور ﴾سیدھی راہ ٹھیک اللہ تک ہے (النحل:۹)﴾، ﴿ولو تری اذ وقفوا علی ربھم اور کبھی تم دیکھو جب اپنے رب کے حضور کھڑے کئے جائیں گے (الانعام:۳۰)﴾۔
قاضی ثناء اللہ لکھتے ہیں: متذکرہ آیت میں علی کا کلمہ تاکید کے لئے ہے، یعنی ہم نے اپنے سابقہ فیصلے یا اپنے وعدے کے مطابق ہدایت عطا کرنے کو اپنے اوپر لازم کرلیا ہے۔ ھدی سے مراد دلائل معین کرکے اور شریعت کے احکام بیان کرکے حق کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔ زجاج اور قتادہ نے یہی کہا ہے۔ فراء کہتے ہیں کہ جو ہدایت کے راستے پر چلا وہ بالآخر اللہ ﷻ کی بارگاہ تک پہنچ گیا۔

(المظھری، ج۷، ص ۴۲۰)

اصولی کہتے ہیں: علی مختلف معنی میں استعمال ہوتا ہے: (۱)...... کبھی الالزام یعنی لازم ہونے کے لئے آتا ہے یعنی لہ علی الف درھم۔ (۲)......لغوی اعتبار سے استعلاء کے لئے آتا ہے، جیسے زید علی السطح۔ (۳)......بیع اور اجارہ کے معاملات میں علی بمعنی الباء آتا ہے جیسا کہ بعت ھذا او آجرت ھذا او نکحتھا علی الف درھم۔ (۴)......امام اعظم کے نزدیک شرط کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا علی شرط الف درھم۔ (نورالانوار، بحث: علی، ج۱، ص۳۷۸ وغیرہ)

جہاں تک آیت مقدسہ کا تعلق ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ بیشک حق و باطل کی راہوں کو واضح کردینا اور حق پر دلائل قائم کرنا اور احکام بیان فرمانا ہمارے ذمہ کرم پر ہے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۱٦)

آیت نمبر"۱۵"اور"۱٦" کے تحت معتزلہ ومرجئہ کا رد:

٦......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لا یصلھا الا الاشقی الذی کذب وتولی نہ جائے گا اس میں مگر بڑا بدبخت جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا (اللیل: ۱٦ تا ۱۷)﴾۔ یہ آیت اہل سنت و جماعت کے موقف کے موافق ہے کہ دوزخ میں دائمی عذاب کے لئے کفار ہی کو جھونکا جائے گا اور فساق مومنین اور مرتکب کبائر دائمی عذاب کے لئے دوزخ میں نہیں ڈالے جائیں گے اور چونکہ آیت معتزلہ کے مسلک کے خلاف تھی، اس لئے انہوں نے اس آیت کی یہ تاویل کی کہ اس آیت میں تکذیب کی حقیقت مراد نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ اللہ ﷻ کے احکام پر عمل نہیں کرتے اور جن کاموں سے اللہ ﷻ نے منع کیا ہے، ان کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ بھی اللہ ﷻ کی عملاً تکذیب کرتے ہیں، لہذا جو مومنین مرتکبین کبائر ہیں، وہ بھی اللہ ﷻ کی تکذیب کرنے والے ہیں اور اس کی روگردانی کرنے والے ہیں، کیونکہ ابتداء میں تو وہ توحید پر ایمان لائے اور بعد میں وہ اللہ ﷻ کے احکام کے مقابلہ میں اپنی خواہشوں پر عمل کرنے لگے، اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے احکام پر عمل نہ کرنے سے کوئی شخص اللہ ﷻ کا مکذب نہیں ہوتا کیونکہ بہت سی آیتوں میں اللہ ﷻ نے فاسق مومن کو مکذب نہیں قرار دیا بلکہ اس پر مومن کا اطلاق کیا ہے، مثلاً فرمایا: ﴿یایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی اے ایمان والوں تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو (البقرۃ: ۱۷۸)﴾۔
قصاص قاتل پر فرض کیا جاتا ہے اور قاتل مرتکب کبیرہ ہوتا ہے اور اس آیت میں اس پر مومن کا اطلاق فرمایا ہے، لہذا واضح ہوگیا کہ مرتکب کبیرہ اللہ کا مکذب نہیں ہوتا۔ اس آیت سے مرجئہ نے بھی استدلال کیا ہے، مرجئہ کا موقف یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد کسی معصیت اور گناہ سے مومن کی گرفت اور پکڑ نہیں ہوگی، ان کے استدلال کی تقریر یہ ہے کہ اس آیت میں فرمایا ہے کہ دوزخ میں وہی داخل ہوگا جو اللہ ﷻ کی تکذیب کرے اور اس کے حکم سے پیٹھ پھیرے اور مومن خواہ گناہ کبیرہ کرے یا صغیرہ، وہ اللہ ﷻ کی تکذیب کرنے والا ہے نہ کہ اس کے حکم سے پیٹھ پھیرنے والا ہے۔
اس کا جواب یہ ہے کہ دوزخ کے متعدد طبقات ہیں جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے: ﴿ان المنفقین فی الدرک

الاسفل من النار بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں (النساء: ۱٤٥) ﴾۔اس لئے یہ ہوسکتا ہے کہ جن کفار و منافقین نے اللہ ﷻ کی تکذیب کی اور اس کے احکام سے روگردانی کی، وہ دوزخ کی زیادہ بھڑکتی ہوئی آگ کے طبقہ میں ہوں، اور جن مومنین نے صرف گناہ کبیرہ کیا، ان کو تطہیر کے لئے ان سے کم درجہ کی آگ کے طبقہ میں ڈالا جائے، اور مومن مرتکب کبیرہ کے عذاب کی دلیل یہ آیات ہیں: ﴿فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون الذین هم یراؤن ویمنعون الماعون توان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے (الماعون: ٤تا۷) ﴾۔
اس لئے ہوسکتا ہے کہ دوزخ کے اس خاص طبقہ میں صرف مکذب داخل ہوں اور مومن مرتکب کبیرہ کے لئے دوزخ کا کوئی اور طبقہ ہو۔
(تبیان القرآن، ج۱۲،ص ۷۸۹وغیرہ)

امام اعظم ابوحنیفہ لکھتے ہیں: مومن فاسق جو کہ مرتکب کبیرہ ہو، اس کے کبیرہ ارتکاب کی وجہ سے ایمان نہیں جائے گا جیسا کہ معتزلہ کا کہنا ہے کہ مرتکب کبیرہ کا نہ تو ایمان رہتا ہے اور نہ ہی وہ کافر ہوجاتا ہے بلکہ وہ دونوں کے بیچ میں رہتا ہے اور ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مرتکب کبیرہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلے گا۔ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ کا ایمان کمزور ہوتا ہے اور اعمال ایمان کو مضبوط کرتے ہیں اور اس میں حسن پیدا کرتے ہیں۔
(فقه الاکبر،مبحث:ان الکبیرة لا تخرج ،ص۱۱۷ ملخصا مع حواشی)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انفاق فی سبیل للہ:

ے.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وما لاحد عنده من نعمة تجزی الا ابتغاء وجه ربه الاعلی ولسوف یرضی اور کسی پر اس کا کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا (اللیل: ۱۹تا۲۱) ﴾۔اس موضوع پر ہم درج ذیل چند احادیث پیش کرتے ہیں:

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو ایک قسم کی دو چیزیں یعنی (جوڑا) اللہ ﷻ کی راہ میں صدقہ کرے تو اس کو جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا، اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! یہ نیکی ہے، جو شخص نمازی ہوگا اُسے باب الصلوة سے بلایا جائے گا، جو شخص مجاہدین میں سے ہوگا اُسے باب الجهاد سے، جو شخص صدقہ کرنے والوں میں سے ہوگا اُسے باب الصدقه سے، جو روزہ رکھنے والوں میں سے ہوگا اُسے باب الصیام یا باب الریان سے بلایا جائے گا''، ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ! کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ہر دروازے سے پکارا جائے، فرمایا: ''ہاں! مجھے امید ہے کہ وہ تم ہی ہوگے''۔
(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی،باب، رقم:٣٦٦٦،ص٦١٥)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ایک روز استفسار فرمایا: ''آج کس نے صبح روزے کی حالت میں کی''؟ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے، پھر پوچھا: ''آج کس نے جنازے میں شرکت کی''؟ تو جواب میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اثبات کا اظہار کیا، پھر پوچھا: ''آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا''؟ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اثبات میں جواب دیا، پھر پوچھا: ''آج کس نے مریض کی عیادت کی''؟ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس میں یہ اوصاف جمع ہوں وہ داخل جنت ہوگا''۔
(صحیح مسلم، کتاب الزکاة،باب من جمع الصدقة واعمال البر، رقم: (٢٢٦٣)/١٠٢٨،ص٤٦٧)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی نے بھی ہمارے ساتھ نیکی کی، ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا، سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے، انہوں نے ایسی نیکی کی ہے جس کا بدلہ اللہ ﷻ قیامت میں دے گا، اور مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مال نے نفع دیا ہے، اگر میں دنیا میں کسی کو خلیل بناتا تو صدیق اکبر کو بناتا، سنو تمہارے پیغمبر اللہ ﷻ کے خلیل

ہیں"۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب ابی بکر الصدیق، رقم:۳۶۱۸، ص۱۰۴۸)

☆.....حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، میں نے سوچا کہ آج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ دوں گا، اور اپنے گھر کا آدھا سامان لے آیا، سید عالم ﷺ نے پوچھا: "اپنے گھر والوں کے لئے کیا بچایا ہے"؟ میں نے جواب دیا: اتنا ہی، پھر کچھ دیر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور اپنا مال ایک طرف رکھ دیا، آقائے دوجہاں ﷺ نے پوچھا: "اپنے گھر والوں کے لئے کیا بچایا ہے"؟، جواب دیا: "میں نے اُن کے لئے اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ چھوڑا ہے"، میں (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) نے اپنے جی میں کہا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی الرخصۃ فی ذلک، رقم:۱۶۷۸، ص۲۴۴)

اغراض:

کل ما بین السماء والارض: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿یغشی﴾ کا مفعول محذوف ہے، اصل عبارت یوں ہے: "کل ما بین السماء والارض" اور ایک قول کے مطابق النهار والشمس کو بھی مقدر مانا گیا ہے اور دونوں اقوال درست ہیں۔ لمجرد الظرفیۃ: یعنی شرط کے بغیر ظرف کا پایا جانا مراد ہے۔ بمعنی من: مراد اسم موصول ہے، اللہ عزوجل نے اپنی ذات کی قسم کھائی اور اللہ عزوجل مرد و عورت کی تخلیق پر قادر ہے۔ ذکر: سے آخر تک سوال مقدر کا جواب ہے، تقدیری عبارت یوں ہے: "لم لم یدخل الخنثی المشکل فی عموم الذکر ولا فی عموم الانثی؟۔

مصدریۃ: یعنی اللہ عزوجل نے مرد و عورت تخلیق فرمائے، یعنی مرد و عورت کی تخلیق کو اللہ عزوجل کی قدرت کے متعلق کر دیا۔ فیحنث بکلیمہ: اللہ عزوجل نے مرد و عورت کے سوا (انسانوں) میں کوئی ذی روح مخلوق پیدا نہیں کی، اور خنثی مشکل کی نسبت ہماری (یعنی اللہ عزوجل) کی جانب کی جاتی ہے، جب کہ اس کے خلاف ایک اور قول قسم ثالث ہونے کا بھی ہے، لیکن اس کی تردید اللہ عزوجل کے فرمان سے ہوتی ہے: ﴿یھب لمن یشاء اناثا...... الخ(الشوری:۴۹)﴾۔

مختلف: لوگ دوسروں سے مختلف ہوا کرتے ہیں، اللہ عزوجل نے گمراہی اور ہدایت کی راہیں تقسیم فرمادی ہیں، پس گمراہی کی بھی اقسام ہیں اور ہدایت کی بھی اقسام ہیں اور یہ درست ہے کہ جزاء سب کی مختلف ہے، پس تم میں سے بعض لوگ ثواب والے کام کر کے جنت اور بعض عتاب والے کام کر کے جہنم کماتے ہیں۔ حق اللہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿اعطی﴾، ﴿اتقی﴾ کے مفعول عمومیت کے فائدے کے حصول کے لئے محذوف ہیں، پس اللہ عزوجل کے حقوق کی ادائیگی بھلائی کے کاموں میں مال خرچ کرنے کو شامل ہے اور نفس کو اللہ عزوجل کی فرمانبرداری میں لگا دینے کو بھی، اور تقوی یہ ہے کہ اوامر و نواہی کا حسب منشاء خیال کیا جائے۔

ای بلا الہ الا اللہ: یعنی اللہ عزوجل کے سوا معبود کوئی نہیں اور ساتھ ہی محمد ﷺ اس کے رسول ﷺ ہیں، اور ایک قول کے مطابق "الحسنی" سے جنت مراد ہے یعنی اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿للذین احسنوا الحسنی (یونس:۲۶)﴾ اور اس معنی کی تصدیق ایمان بالبعث و جزاء سے ہوتی ہے۔ عن ثوابہ: سے مراد یہ ہے کہ جو تکبر اور عناد کے باعث ثواب سے بے پرواہ ہو گیا۔ الجنۃ: وارد ہوا ہے: "کوئی جان ایسی نہیں کہ اللہ عزوجل نے اس کا ٹھکانہ جنت یا دوزخ میں نہ لکھ دیا ہو، لوگوں نے کہا اے اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کیا ہم لکھے ہوئے سے ہٹ نہ سکیں گے؟ فرمایا: "بلکہ عمل کرو، تم میں سے ہر ایک کو وہی توفیق ہوگی جو اس کے لئے لکھ دی گئی ہے، پس جو سعادت مندوں میں سے ہوگا وہ ایسے ہی کام کرے گا اور جو بدبختوں میں سے ہوگا وہ بدبختی والے کام ہی کرے گا، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿فاما من اعطی واتقی وصدق ...... الخ(اللیل:۶)﴾۔

تیسیرہ: اس جملے سے یہ وہم دور کرنا مقصود ہے جو یہ کہتے ہیں کہ تنگی آسانی کو نہیں لاتی، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ تیسیر سے مراد ھیئت ہے جو کہ یسر اور عسر دونوں میں ہوتی ہے، پس معنی یہ ہے کہ اس کے عمل ہی ایسے ہوتے ہیں جو اُسے جہنم کی جانب پہنچا دیتے ہیں۔ذلک: یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کرنا۔

فمن طلبهما من غيرنا فقد اخطا: پس آخرت دنیا کے مقابلے میں بہتر ہے اور اس کی دلیل ایک اور مقام پر یوں ہے: ﴿من كان يريد ثواب الدنيا فعند الله ثواب الدنيا والاخرة (النساء:۱۳٤)﴾۔وهذا الحصر مؤول: یعنی ظاہر سے پھرنا، اور مفسر نے مرجئہ فرقے کے باطل عقیدے کے رد کرنے کے لئے اس کلام کا التزام فرمایا، پس مرجئہ فرقے کا کہنا ہے: ایمان لانے کے بعد کسی قسم کا گناہ نقصان نہیں دیتا، اور وہ آیت کے ظاہر سے استدلال کرتے ہیں، اور انہوں نے دخول نار کا حصر فقط کفار ہی کے ساتھ کرلیا ہے، اور ان کا استدلال یہ ہے کہ مومن اگر چہ کبیرہ کرلے لیکن وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، الختصر۔ہم نے ماقبل حاشیہ نمبر ٦ میں اس موضوع کو دلائل کے ساتھ بیان کر دیا ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

وهذا نزل في الصديق: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عمل خیر کی دلیل اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿وسيجنبها الاتقى الذي يؤتي ماله يتزكى (الليل: ۱۸،۱۷)﴾۔لما اشترى بلالا: یعنی بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو اس کے آقا امیہ بن خلف کی غلامی سے چھڑایا۔ليد كانت له: کافروں کا کہنا تھا کہ بلال حبشی رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نعمت تھی لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُخروی نعمت کو پسند فرمایا۔لكن فعل ذلك: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿الا﴾ استثناء منقطع ہے، اس لئے کہ کوئی بھی اللہ عزوجل کی رضا چاہے، جنس نعمت مراد نہیں ہے۔

(الصاوی، ج٦، ص ٢٨٥ وغیرہ)

صلوا على الحبيب: صلى الله تعالى على محمد

سورۃ والضحی مکیۃ وھی احدی عشرۃ آیۃ

(سورۂ والضحیٰ مکی ہے،جس میں گیارہ آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ الضحی

جب یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی تو اس کے آخر میں نبی پاک ﷺ نے تکبیر کہی پس اس سورۂ مبارکہ کے آخر میں تکبیر کہنا مسنون ہے اور ایک روایت میں تکبیر کہنے کا حکم بھی دیا گیا ہے کہ اس کے خاتمہ پر اور اس کے بعد والی تمام سورتوں کے آخر میں تکبیر کہی جائے۔تکبیر سے مراد الله اکبر کہنا یا لا الہ الاالله والله اکبر کہنا مراد ہے۔اس سورت میں ایک رکوع گیارہ آیتیں،چالیس کلمے اور ۱۷۲ حروف ہیں۔اس سورت کے شان نزول کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں۔یہ سورت ہمارے نبی کریم ﷺ کی شان وعظمت اور آپ کے بلند مقام کو ظاہر کررہی ہے۔سورہ لیل کے بعد سورہ والضحیٰ شروع ہوئی جیسے رات کے اندھیرے کے بعد دن کا اجالا شروع ہوتا ہے اسی طرح کفر وشرک کی تاریکیوں کے بعد آفتاب نبوت کی صبح طلوع ہوئی جس کی وجہ سے کفر وشرک کے آثار مٹ گئے۔اور سورہ لیل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان وفضیلت پر ختم ہوئی اور والضحیٰ نبی پاک ﷺ کی فضیلت اور شان وشوکت سے شروع ہوئی،پتہ چلا کہ جہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان ختم ہوتی ہے وہاں سے نبی کریم ﷺ کی شان شروع ہوتی ہے۔اس سورت میں بتایا کہ الله عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کو چھوڑا اور نہ ہی ان سے ناراض ہوا بلکہ وہ تو اپنے حبیب ﷺ پر بے پایاں نعمتوں کی بارش فرماتا ہے اور اس میں یہ بھی بتایا کہ یتیم پر شفقت کرنی چاہیے اور مسکین کی مدد کرنی چاہیے اور یتیم کو ڈانٹنا ور دھمکانا نہیں چاہیے اور کسی سوال کرنے والے کو دھتکارنا نہیں چاہیے اور الله عزوجل نے آپ کو نبوت اور رسالت جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں،آپ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین اور سراپا رحمت بنا کر قیامت تک کی تمام مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا وہ یقیناً نعمت عظمیٰ ہے۔

رکوع نمبر:۱۸

بسم الله الرحمن الرحیم الله کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والضحی(۱)﴾اَوَّلَ النَّهَارِ اَوْ كُلَّهُ﴿والیل اذا سجی(۲)﴾غَطّٰى بِظَلَامِهٖ اَوْسَكَنَ﴿ما ودعک﴾یَامُحَمَّدُ﴿ ربک وما قلی(۳)﴾اَبْغَضَکَ نَزَلَ هٰذَالَمَّاقَالَ الْكُفَّارُعِنْدَ تَاَخُّرِالْوَحْيِ عَنْهُ خَمْسَةَ عَشَرَيَوْمًااِنَّ رَبَّهٗ وَدَّعَهٗ وَقَلَاهُ ﴿وللاخرة خیر لک﴾لِمَا فِيْهَامِنَ الْكَرَامَاتِ لَکَ﴿ من الاولی(۴)﴾اَلدُّنْيَا﴿ولسوف یعطیک ربک﴾فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَيْرَاتِ عَطَاءً جَزِيْلًا﴿ فترضی(۵)﴾بِهٖ فَقَالَ اِذَنْ لَّا اَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِنْ اُمَّتِيْ فِي النَّارِ اِلٰى هُنَا تَمَّ جَوَابُ الْقَسَمِ بِمُثْبَتَيْنِ بَعْدَ مَنْفِيَيْنِ﴿الم یجدک﴾اِسْتِفْهَامُ تَقْرِيْرٍاَيْ وَجَدَکَ﴿ یتیما﴾بِفَقْدِاَبِيْکَ قَبْلَ وِلَادَتِکَ اَوْبَعْدَهَا﴿ فاوی(۶)﴾بِاَنْ ضَمَّکَ اِلٰى عَمِّکَ اَبِيْ طَالِبٍ﴿ووجدک ضالا﴾عَمَّااَنْتَ عَلَيْهِ الْاٰنَ مِنَ الشَّرِيْعَةِ﴿ فهدی(۷)﴾اَيْ هَدَاکَ اِلَيْهَا﴿ووجدک عائلا﴾فَقِيْرًا﴿ فاغنی(۸)﴾اَغْنَاکَ بِمَاقَنَعَکَ بِهٖ مِنَ الْغَنِيْمَةِ وَغَيْرِهَاوَفِي الْحَدِيْثِ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرْضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ﴿فاما الیتیم فلا تقهر(۹)﴾بِاَخْذِ مَالِهٖ اَوْغَيْرِ ذٰلِکَ﴿واما السائل فلا تنهر(۱۰)﴾تَزْجُرْهُ لِفَقْرِهٖ﴿واما بنعمة ربک﴾عَلَيْکَ بِالنُّبُوَّةِ وَغَيْرِهَا﴿ فحدث(۱۱)﴾اَخْبِرْ وَحُذِفَ ضَمِيْرُهُ فِيْ بَعْضِ الْاَفْعَالِ رِعَايَةً لِّلْفَوَاصِلِ.

﴿ترجمہ﴾

چاشت کی قسم (یعنی دن کے ابتدائی حصہ یا پورے دن کی قسم) اور رات کی جب پردہ ڈالے (اپنے اندھیرے کے ساتھ یا، سجی بمعنی سکن ہے......۱......) کہ تمہیں تمہارے (اے حبیب ﷺ) رب نے نہ چھوڑا (ودعک بمعنی ترکک ہے) اور نہ مکروہ جانا (قلی بمعنی ابغض ہے، جب پندرہ دن تک حضور ﷺ پر وحی نازل نہ ہوئی تو کافروں نے کہا محمد ﷺ کو اس کے رب نے چھوڑ دیا ناپسند سمجھا......۲......) اور آخرت تمہارے لیے بہتر ہے (کیونکہ اس میں تمہیں بے پایاں عزتیں ہیں) دنیا سے (الاولی بمعنی الدنیا ہے......۳......) اور بیشک قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب عطا کرے گا (آخرت میں بے انتہا بھلائیاں اور خیر) کہ تم (اس سے) راضی ہو جاؤ گے (اس آیت کے نزول کے بعد نبی پاک ﷺ نے فرمایا جب تک کہ ایک امتی بھی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا......۴......، یہاں تک جواب قسم دو منفی کلام کے بعد دو مثبت کلام کے ساتھ مکمل ہوا ہے) کیا اس نے تمہیں نہ پایا (یہ استفہام تقریری ہے، الم یجدک بمعنی وجداک ہے) یتیم (کہ آپ ﷺ کے والد ماجد آپ ﷺ کی ولادت سے قبل یا بعد وصال فرما چکے تھے) پھر جگہ دی (یوں کہ آپ کو آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کے ساتھ ملا دیا......۵......) اور تمہیں خالی پایا (اس شریعت کی تفصیل سے) تو راہ دی (یعنی تو آپ ﷺ کی اس شریعت کی طرف مزید راہ دی......۶......) اور تمہیں حاجت مند پایا (عائلا کے معنی حاجت مند ہے) پھر غنی کر دیا (آپ ﷺ کو اس سے آپ راضی تھے یعنی غنیمت وغیرہ سے، حدیث پاک میں ہے غنی کثرت مال سے نہیں بلکہ غنا نفس کا بے نیاز ہونا ہے) تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو (اس کا مال لے کر یا کسی اور طریقے سے) اور منگتا کو نہ جھڑکو (اس کی محتاجی کے سبب سے......۷......، لا تنھر بمعنی لا تزجرہ ہے) اور اپنے رب کی نعمت کا (جو اس نے بصورت نبوت وغیرہ کے تم پر فرمائی) خوب چرچا کرو (حدث بمعنی اخبر ہے، اس سورۂ مبارکہ میں بعض مقامات میں حضور ﷺ کی طرف عود کرنے والی ضمائر کو رعایت فواصل کے سبب حذف کیا گیا ہے......۸......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والضحی والیل اذا سجی ما ودعک ربک وما قلی﴾

و: قسمیہ جارہ، الضحی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الیل: معطوف، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف "اقسم" کیلئے ظرف مستقر، اذا: مضاف، سجی: مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، ما ودعک: فعل نفی ومفعول، ربک: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما قلی: فعل نفی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وللاخرۃ خیر لک من الاولی ولسوف یعطیک ربک فترضی﴾

و: عاطفہ، لام: ابتدائیہ، الاخرۃ: مبتدا، خیر: اسم تفضیل با فاعل، لک: ظرف لغو اول، من الاولی: ظرف لغو ثانی، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لام: ابتدائیہ، سوف: حرف استقبال، یعطیک ربک: فعل ومفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ترضی: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر "انت" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاما الیتیم فلا تقهر و اما السائل فلا تنهر﴾

ف: فصیحیہ ،اما:حرف شرط،الیتیم:مفعول مقدم،ف:جزائیہ،لاتقهر:فعل نہی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "مھما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ ،و:عاطفہ،اما:حرف شرط،السائل:مفعول مقدم،ف:جزائیہ،لاتنهر:فعل نہی بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "مھما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما بنعمة ربک فحدث﴾

و:عاطفہ،اما:حرف شرط وتفصیل،بنعمة ربک:ظرف لغو،ف:جزائیہ،حدث:فعل امر بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "مھما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......والضحی......☆ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز کے لئے وحی نہ آئی تو کفار مکہ نے بطریق طعن کہا کہ محمد ﷺ کو ان کے خدا ﷻ نے چھوڑ دیا اور مکروہ جانا اس پر سورہ والضحی نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

والضحی کی قسم سے مراد کیا ھے؟

لـ......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿والضحی والیل اذا سجی﴾ چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے (الضحی:۱)۔ مفسرین کے اس بارے میں کئی اقوال ہیں:(۱)......الضحی سے مراد چاشت کا وقت ہے۔(۲)......اس سے مراد فقط دن ہے جو کہ رات کا مدِ مقابل ہوتا ہے۔(۳)...... سجی بمعنی سکن ،اظلم اور غطی ہے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ فقط الضحی اور اللیل ہی کی قسم کیوں دی گئی؟ اس کے جواب میں بھی کچھ توجیہات ہیں:

(۱)......زمانے کو ساعت کہتے ہیں اور ساعت دو قسم کی ہوتی ہیں،دن اور رات،پس کبھی دن کی ساعت بڑھتی ہے اور کبھی رات کی گھٹتی ہے یا اس کے برعکس معاملہ ہوتا ہے اور یہ زیادتی و کمی کسی کی خواہش سے نہیں بلکہ حکمت خداوندی پر مبنی ہے،اسی طرح نزول وحی بھی اللہ ﷻ کی حکمت پر مبنی ہے کہ کب، کیسے، کہاں اور کس حد تک ہونی ہے؟ جو کہ حسبِ منشاء نہ تو روکی جاسکتی ہے اور نہ ہی لائی جاسکتی ہے۔

(۲)......ہوسکتا ہے کہ اللہ ﷻ نے یہ کلام اس لئے فرمایا ہو کہ انسان رات و دن کے جوار میں نظر کرے، دونوں ایک دوسرے کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ کبھی رات اپنی طوالت میں دن پر غالب آجاتی ہے اور کبھی دن رات پر غالب آجاتا ہے۔ (الرازی، ج۱۱،ص ۱۹۰)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: اس بارے میں متعدد اقوال ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:(۱)......قتادہ اور مقاتل نے الضحی سے وہ وقت مراد لیا ہے جس میں اللہ ﷻ نے حضرت کلیم علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا اور اللیل سے لیلة المعراج مراد لیا ہے۔(۲)......اور لوگوں نے والضحی سے سید عالم ﷺ کے چہرۂ انور کو بھی مراد لیا ہے اور اللیل سے سید عالم ﷺ کی خم دار زلفیں مراد لیں ہیں ۔(۳)......ایک قول یہ بھی لیا گیا ہے الضحی سے سید عالم ﷺ کے اہل بیت کے مرد حضرات مراد ہیں جب کہ اللیل سے سید عالم ﷺ کے اہل بیت کی خواتین مراد ہیں۔(۴)......ایک قول یہ ہے کہ الضحی سے سید عالم ﷺ کی رسالت مراد ہے جب کہ اللیل سے وہ زمانہ جس میں وحی کا سلسلہ موقوف ہو چکا تھا کیونکہ جس وقت وحی کا نزول ہوتا تھا وہ زمانہ سید عالم ﷺ کے لئے مانوس کرتا تھا اور جب یہ سلسلہ موقوف ہوا تو معاملہ برعکس ہوا کہ سید عالم ﷺ کی ذات اقدس پر کچھ گرانی سی پائی گئی (شاید لوگوں کے اس حوالے سے پوچھنا اور اعتراض کرنا خاطر اقدس کو ملال میں مبتلا کرتا تھا)۔(۵)......ایک قول یہ ہے کہ الضحی سے مراد وہ غیب کا علم ہے جو

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب کو سکھایا جس کی مدد سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غیوبات کو جان لیتے اور اللیل سے مراد وہ وصفِ عفو ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے دیگر لوگوں کو اُن کے عیوبات ورزائل سے معافی کی صورت میں اللہ عزوجل سے مل جاتا ہے۔(۶)......ایک قول یہ ہے کہ الضحی سے مراد اسلام کی سربلندی ہے اگرچہ ابتداء میں اسلام غریب تھا اور اللیل سے مراد یہ ہے کہ آخر میں بھی اسلام غریب ہوگا ۔(۷)......اور ایک قول یہ ہے کہ الضحی سے مراد کامل عقل ہے اور اللیل سے مراد حالِ موت ہے۔(۸)......ایک قول یہ ہے کہ الضحی کو اس لئے مقدم کیا کیونکہ نور ظلمت پر مقدم ہوا کرتا ہے اور دن کی رونق وچمک کثیر منافع کا سبب ہوتی ہے اسی لئے الضحی کو اللیل پر مقدم کیا۔ (روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۵۲۰ وغیرہ)

وحی کے موقوف ہونے کی وجوہات:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ما ودعک ربک وما قلی کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا (الضحی: ۳)﴾۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چالیس دن تک کوئی وحی نہ آئی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس بات کی شکایت بی بی خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے فرمائی کہ بی بی خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ آپ کا رب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول چکا ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراض ہوگیا ہو۔ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ام جمیل زوجہ ابولہب کہتی ہیں کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیطان کو نہیں دیکھتی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کا رب) آپ کو چھوڑ چکا ہے۔حسن کہتے ہیں: کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا سلسلہ موقوف ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''میرا رب عزوجل مجھے چھوڑ چکا اور بھول چکا ہے، تو بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا نہیں جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے وہ آپ پر یہ شرف وکمال اختتام تک پہنچائے گا، پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ما ودعک ربک وما قلی کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا (الضحی: ۳)﴾۔اصولیوں کا اس روایت پر اعتراض ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کی شان وعظمت کے مناسب یہ کلام نہیں کہ وہ فرمائیں کہ مجھے میرے رب عزوجل نے چھوڑ دیا یا بھول گیا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ نبوت اللہ عزوجل کی حکمت کے مطابق معزول ہونے والی چیز ہے ہی نہیں، اور نزول وحی کا تعلق حکمت کی بناء پر ہوا کرتا تھا جب جس بات کی ضرورت ومصلحت ہوتی، نزول وحی ہوتی تھی اور تاخیر میں بھی حکمتیں تھیں، پس ثابت ہوا کہ متذکرہ بالا کلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہیں تھا۔اس بارے میں بھی مختلف اقوال ہیں کہ وحی کا سلسلہ کتنے دن تک موقوف رہا، چنانچہ (۱)......ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بارہ دن وحی کا سلسلہ موقوف رہا۔(۲)......کلبی کہتے ہیں کہ پندرہ دن سلسلہ موقوف رہا۔(۳)...... ابن عباس نے بھی یہی قول کیا ہے۔(۴)......سُدی اور مقاتل نے کہا ہے کہ چالیس دن تک سلسلۂ وحی بند رہا۔

اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ وحی کا سلسلہ کیوں بند رہا، اس کے اسباب کیا تھے؟(۱)......ایک قول یہ ہے کہ یہود نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روح، ذوالقرنین اور اصحاب کہف کے بارے میں سوالات کئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں کل اس بارے میں آگاہ کروں گا'' اور ان شاء اللہ نہ فرمایا، پس اللہ نے وحی کا سلسلہ موقوف فرمادیا۔(۲)......ابن زید کہتے ہیں کہ حسن وحسین کتے کے بچے سے کھیل رہے تھے، پس جبرائیل امین تشریف لائے تو ناراض ہوئے اور فرمایا: ''آپ نہیں جانتے کہ میں جس گھر میں کتا یا تصویر ہوتی ہے اُس گھر میں نہیں داخل ہوتا''۔(۳)......جندب بن سفیان کہتے ہیں کہ اُس کتے کے بچے کو پتھر مار کر بھگادیا۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۹۲)

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آخرت بہتر ہونے کی وجوہ:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وللآخرۃ خیر لک من الاولی اور بیشک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے (الضحی: ۴)﴾۔یعنی جب تم میرے پاس لوٹ کر آؤ گے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)!، دنیا کی کرامتوں سے بہتر جس کی (آپ) جلدی کرتے

تھے۔اس آیت کے بارے میں مفسرین کرام کے کئی اقوال ہیں:(۱)......ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ دنیا کی کامیابی،اور آخرت کا ثواب۔ (۲)......حوض کوثر اور شفاعت۔(۳)......ابن عباس کہتے ہیں کہ ہزار محل جو کہ سفید موتی کے بنے ہوئے ہونگے اور اس کی مٹی مِسک کی ہوگی۔(۴)......اور سُدی کہتے ہیں مراد تمام مومنین کی شفاعت کا حق ملنا ہے۔اللہ عزّوجلّ سید عالم ﷺ کو ہزار محل جنت میں عطا فرمائے گا جس کی مٹی مِسک کی ہوگی اور ہر محل میں مناسب مقدار میں ازواج اور خادمین ہونگے اور محمد ﷺ اُس وقت تک راضی نہ ہونگے جب تک کہ ان کا ایک بھی اُمتی نارِ جہنم میں موجود ہوگا۔

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:"اللہ عزّوجلّ میری امت کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائے گا یہاں تک کہ اللہ عزّوجلّ فرمائے گا:"میری عظمت (بڑی ہے)،اے محمد (ﷺ) کیا راضی ہوگئے؟تو میں کہوں گا:"اے میرے رب!میں راضی ہوگیا"۔

☆......جب متذکرہ بالا آیت نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا:"میں اُس وقت تک راضی نہ ہونگا جب تک کہ میرا ایک بھی اُمتی جہنم میں ہوگا"۔ (القرطبی،الجزء:۳۰،ص ۸۶)

☆......حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی:﴿فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم تو جس نے میرا ساتھ دیا تو وہ میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے(ابراھیم:۳۶)﴾،اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام تلاوت فرمایا﴿ان تعذبھم فانھم عبادک اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں (المائدۃ:۱۱۸)﴾،پھر ہاتھ بلند فرمائے اور ارشاد فرمایا:"اے اللہ عزّوجلّ میری امت!اور رونے لگے،پس اللہ عزّوجلّ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا:"محمد ﷺ کے پاس جاؤ"(اور اللہ عزّوجلّ سب کچھ جانتا ہے پھر بھی رونے کی وجہ معلوم کرنے کو جبرائیل امین علیہ السلام کو بھیجتا ہے) ،پس جبرائیل امین علیہ السلام سید عالم ﷺ کے پاس تشریف لاتے ہیں،پس اُن سے سوال کرتے ہیں اور اللہ عزّوجلّ کو خبر بھی ارشاد فرماتے ہیں ،پس اللہ عزّوجلّ جبرائیل امین علیہ السلام سے فرماتا ہے:"محمد ﷺ کے پاس جاؤ،اور اُن سے کہو:اللہ عزّوجلّ آپ کے لئے فرماتا ہے:میں عنقریب آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کردوں گا اور آپ کو نہیں بھولوں گا"۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: دعاء النبی لامتہ وبکائہ، رقم:(۳۸۷)/۲۰۲،ص۱۲٦)

اللہ عزّوجلّ کا اپنے حبیب کو راضی کرنا کس اعتبار سے ہے؟

☆......اللہ عزّوجلّ نے فرمایا:﴿ولسوف یعطیک ربک فترضی اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہوجاؤ گے(الضحی:۵)﴾۔سوف کے ذریعے اللہ عزّوجلّ نے کلام کا آغاز فرمایا ہے،یعنی اللہ عزّوجلّ نے اپنے حبیب کو مزید کن کمالات وکرامات اور شرف وکمال سے نوازنا ہے اس کی جانب اشارہ ہے۔عنقریب اللہ عزّوجلّ اپنے حبیب ﷺ کو مزید نوازشات فرمائے گا۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:اللہ عزّوجلّ کے اس فرمان:﴿ولسوف﴾ میں اختلاف ہے کہ اللہ عزّوجلّ اپنے حبیب ﷺ کو دنیا میں کمالِ نفس عطا فرمائے گا،اولین وآخرین کے علوم سے نوازے گا،احکامات کا ظہور اور اعلائے دین اور سید عالم ﷺ کو اُن کے زمانے میں فتوحات سے ہمکنار فرمائے گا اور ان کے خلفاء کو مملکت اسلامیہ کے علاوہ بھی فتوحات عطا فرمائے گا اور ان کی دعوت کو عام فرمائے گا،مشارق ومغارب میں اسلام پھیلے گا اور سید عالم ﷺ کو وہ اُخروی کرامات عطا فرمائے گا جو اللہ عزّوجلّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔اور مکہ مکرمہ کی نوید بھی پہنچائے گا۔جمہور کہتے ہیں کہ اُخروی نعمتیں عطا فرمائے گا یعنی شفاعت کی نعمت عطا ہوگی۔ (روح المعانی ،الجزء:۳۰،ص ۵۲۹)

امام رازی لکھتے ہیں:سید عالم ﷺ کو اللہ عزّوجلّ شفاعت کا اذن عطا فرمائے گا اور سید عالم ﷺ کی شفاعت متعین فرمادی گئی ہے اور اس پر تین دلائل ہیں:(۱)......اللہ عزّوجلّ نے سید عالم ﷺ کو دنیا میں استغفار کا حکم ارشاد فرمایا،پس فرمایا:﴿واستغفر لذنبک وللمومنین

والمومنات اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی چاہو (محمد:۱۹)، پس اللہ ﷻ نے استغفار کا حکم ارشاد فرمایا اور استغفار طلب کرنا گویا کہ طلبِ مغفرت کرنا ہے اور جو چیز طلب کی جاتی ہے اس کے رد ہوجانے اور اس پر راضی نہ ہونے کا شک بھی نہیں پایا جاتا بلکہ بندہ اس طلب پر راضی ہوتا ہے اور سید عالم ﷺ دعا کے قبول ہونے پر راضی تھے اور جب ایسا ہی ہے تو پھر یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ ﷻ انہیں ہر وہ چیز عطا فرمائے گا جس پر آپ ﷺ راضی ہیں، پس اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سید عالم ﷺ کو گناہگاروں کی شفاعت کا اذن دیا گیا ہے۔(۲)......مقدمہ میں جو آیت مذکور ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کو نہ ہی چھوڑا اور نہ ہی آپ ﷺ پر غضبناک ہوا بلکہ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی پر بھی غضبناک نہ ہوا اور آپ ﷺ کی اتباع اور رضا کے لئے وہ امور اختیار فرمائے جس سے آپ ﷺ کے قلبِ اطہر کی جلا ہو، پس یہی تفسیر زیادہ موافق ہے۔(۳)......کئی احادیث اس پر وارد ہیں جو کہ سید عالم ﷺ کی شفاعت پر دلیل ہیں کہ سید عالم ﷺ کی رضا اسی میں ہے کہ گناہگاروں کی مغفرت ہوجائے، اور یہ آیت اس پر دلیل ہے کہ اللہ ﷻ وہی فرماتا ہے جس میں اس کے حبیب ﷺ کی رضا شامل ہوتی ہے۔ امام جعفر صادق سے روایت منقول ہے کہ میرے جد کی یہ رضا تھی کہ اُن کا کوئی بھی مُوَحِّد اُمتی داخل جہنم نہ ہو۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ ﷻ اپنے حبیب ﷺ کو کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کی شفاعت کا منصب عطا فرمائے گا پس سید عالم ﷺ اس پر راضی ہوجائیں گے، پس یہ تمام مشمولات اس بات پر دلیل بنتے ہیں کہ یہاں مراد اُخروی احوال ہیں، اور جب ہم اِن سب معاملات کو دنیاوی احوال کی جانب منسوب کریں گے تو اس میں اشارہ ملتا ہے کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو بدر کے دن دشمنوں پر کامیابی عطا فرمائی اور فتح مکہ کے دن لوگ دین اسلام میں فوج در فوج داخل ہوئے اور غزوہ بنو نضیر و قریظہ اور دیگر لشکروں میں اور سرایا میں جو کہ بلادِ عرب میں وقوع پذیر ہوئے کامیابی سے سرفراز فرمایا اور شرق غرب میں اسلام کی ہیبت و رعب فرمادیا اور دعوتِ حق کو پھیلا دیا، یہ آیت دنیا و آخرت کی خیرات پر بھی مبنی ہے۔" (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۹۴ وغیرہ)

☆......حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور اس کے دل میں جَو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے تو اس کو جہنم سے نکالا جائے گا اور جس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے تو اُسے جہنم سے باہر نکالا جائے گا اور جس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور اس کے دل میں جُوار کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے تو اُسے جہنم سے باہر نکالا جائے گا"۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب زیادۃ الایمان و نقصانہ، رقم: ٤٤، ص ١٠)

☆......حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "شفاعت کے سبب دوزخ سے لوگوں کو اس حال میں نکالا جائے گا کہ وہ جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہوگئے ہونگے"۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، رقم: ٦٥٥٨، ص ١١٣٥)

☆......حضرت ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "دوزخ والوں میں سے وہ لوگ جو دوزخ کے اہل ہیں اور دوزخ میں نہ تو مریں گے اور نہ ہی جئیں گے، لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہونگے کہ انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ڈالا گیا، لیکن اللہ ﷻ ان پر موت طاری کردے گا یہاں تک کہ جب وہ جل کر کوئلہ ہوجائیں گے تو شفاعت کی اجازت دی جائے گی، پھر ان کو گروہ گروہ لایا جائے گا اور ان کو جنت کے دریاؤں میں ڈالا جائے گا، پھر کہا جائے گا اے جنتیو! اِن پر پانی ڈالو، پھر وہ اس طرح نشوونما پائیں گے جس طرح دانہ سیلاب کی مٹی میں نشوونما پاتا ہے"۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الشفاعۃ، رقم: ٤٣٠٩، ص ٧١٤)

☆......حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر اُمت اپنے نبی کے پیچھے جائے گی، وہ کہیں گے، اے فلاں! شفاعت کیجئے! یہاں تک کہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ تک یہی مقصد پیش کیا جائے گا، اور یہی وہ دن ہوگا کہ سید عالم ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز کیا جائے گا"۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ ان یبعثک ربک، رقم: ٤٧١٨، ص ٨١٦)

سید عالم ﷺ کے یتیم ہونے کے اوصاف:

۵.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الم یجدک یتیما فاوی کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی (الضحی: ٦)﴾ ۔سب سے پہلے یہ جان لیں کہ یتیم کسے کہتے ہیں؟

امام راغب اصفہانی کہتے ہیں: وہ بچہ جس کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا باپ دنیا سے چلا جائے، جب کہ دیگر حیوانات میں یہی اعتبار ماں کے حوالے سے ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الم یجدک یتیما فاوی کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی (الضحی: ٦)﴾ اور اس کی جمع یتامی ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وا توا الیتمی اموالھم اور یتیموں کو ان کے مال دو (النساء: ٢)﴾، ﴿ان الذین یاکلون اموال الیتمی بیشک جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں (النساء: ١٠)﴾، ﴿ویسئلونک عن الیتمی اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں (البقرۃ: ٢٢٠)﴾ ۔اور ہر منفرد (انوکھے) کو یتیم کہتے ہیں، اور اسی سے دریتیم کہا جاتا ہے۔ (المفردات، ص ٥٥١)

امام رازی لکھتے ہیں: اس فرمان کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے محبوب کریم ﷺ کو علم سکھایا جب کہ سید عالم ﷺ یتیم تھے پھر جگہ عطا فرمائی۔ اس آیت کی تفسیر میں دو امور کا لحاظ ضروری ہے جو کہ یہ ہیں: (ا)......سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ سید عالم ﷺ کے والد گرامی حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب نے ولادت باسعادت سے قبل ہی جب کہ آپ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم اقدس میں جلوہ فرما تھے انتقال فرمایا۔ جب آقائے دو جہاں ﷺ کی عمر مبارک دنیاوی گنتی کے اعتبار سے چھ سال کی ہوئی تو والدہ محترمہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے بھی انتقال فرمایا، چنانچہ آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب نے آپ کی پرورش کی ذمہ داری سنبھالی لیکن جب عمر مبارک دنیاوی گنتی کے اعتبار سے آٹھ سال کی ہوئی تو دادا نے بھی انتقال فرمایا اور اب آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب نے یہ ذمہ داری انجام دی بلکہ حضرت عبد المطلب نے انہیں وصیت کی تھی کہ نبی کریم ﷺ کی دیکھ بھال اور ظاہری پرورش کی ذمہ داری قبول کریں اور اس معاملے میں کوتاہی نہ فرمائیں، پھر یہ ذمہ داری چچا ابو طالب کے ذمہ اُس وقت تک رہی جب کہ سید عالم ﷺ نے ظاہری طور پر اعلان نبوت نہ فرمالیا اور سید عالم ﷺ ابو طالب کی مدد میں ایک مدت طویل تک زندگی بسر کرتے رہے، پھر اس کے بعد ابو طالب کا انتقال ہو گیا اور سید عالم ﷺ اب ظاہری اعتبار سے یتیم نہ رہے، پس اللہ ﷻ نے اِسی نعمتِ عظمہ کا ذکر فرمایا۔ روایت میں ہے کہ حضرت ابو طالب نے انتقال سے پہلے اپنے بھائی حضرت عباس کو ایک دن کہا کہ کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ میں نے محمد (ﷺ) کی ذات میں کیا کیا عجائب دیکھے ہیں؟ وہ بولے کیوں نہیں!، جواب دیا میں نے انہیں اپنے سے کبھی ایک ساعت کے لئے بھی جدا نہیں ہونے دیا یہاں تک کہ دن ہو یا رات وہ میرے ساتھ ہی رہے ہیں، ان کا نرم و نازک اور خوشبودار جسم تھا اور اُس سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور ہم کھانے سے پہلے کچھ نہ پڑھتے تھے لیکن انہوں نے کھانے کی ابتداء بسم اللہ الاحد اور اختتام پر الحمدللہ کہتے، میں نے انہیں کبھی جھوٹ بولتے نہیں پایا اور نہ ہی ہنستے ہوئے جیسا کہ جاہلیت میں لوگ کرتے تھے اور بچے کھیل کود کرتے تھے ویسا بھی ان کا معاملہ نہیں تھا۔ (۲)......ایک قول یہ ہے کہ دریتیم یعنی انوکھے و نرالے موتی کی مانند ہیں یعنی آپ ﷺ جیسا قریش میں کوئی نہیں ہے، اور بظاہر ابو طالب نے آپ کو یتیم پایا تو جگہ دی اور ایک معنی یہ بھی ہے کہ آپ کے ساتھ رحم و شفقت کا معاملہ کیا گیا۔ (الرازی، ج ١١، ص ١٩٦)

ووجدک ضالا کے بارے میں اقوال مفسرین:

٦.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ووجدک ضالا فھدی اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی (الضحی: ٧)﴾ درج ذیل میں سب سے پہلے ہم مترجمین کے تراجم پیش کرتے ہیں، اس کے بعد اقوال مفسرین کرام پیش کریں گے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اس آیت کا ترجمہ یوں فرمایا: اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔

علامہ غلام رسول سعیدی نے اس آیت کا ترجمہ یوں فرمایا: اور آپ کو حُبّ کبریاء میں سرشار پایا تو اپنی تبلیغ کی طرف متوجہ کیا۔
پیر کرم شاہ صاحب ازہری نے لکھا: اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزل مقصود کی تک پہنچایا۔
طاہر القادری نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے: اُس نے آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا وگم پایا تو اس نے مقصود تک پہنچا دیا۔
ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا: اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت دی۔
اشرف علی تھانوی نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے: اور اللہ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو (آپ کو شریعت کا) راستہ بتلا دیا۔
اہل لغت کے نزدیک ضـــلال کے معنی میں کیا وسعت ہے؟ آیا وسعت ہے بھی کہ نہیں، کیا ضل کا معنی فقط گمراہی ہی ہے یا کچھ اور بھی ہوسکتا ہے، چنانچہ۔۔۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: ضلال کے معنی ہیں سیدھے راستے سے عدول کرنا اور اس کی ضد ہدایت ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فمن اهتدى فانما يهتدى لنفسه ومن ضل فانما يضل عليها﴾ تو جو راہ پر آیا وہ اپنے بھلے کو راہ پر آیا اور جو بہکا وہ اپنے برے کو بہکا (یونس:۱۰۸) ﴾۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مکمل طور پر راہِ حق سے عدول کرنا چہ جائے کہ عمداً ہو یا سہواً، ایک بار ایسا ہو یا زیادہ مرتبہ، کیونکہ اللہ ﷻ کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلنا دشوار ہے، چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فلا اقتحم العقبة پھر بے تامل گھاٹی میں نہ کودا (البلد: ۱۱) ﴾۔ اس لفظ کی نسبت حضرات انبیاء کرام کی جانب بھی ہوتی ہے اور کفار کی جانب بھی لیکن معنی کے لحاظ سے دونوں کے ضلال میں کافی فرق ہے۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ووجدك ضالا فهدى اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی (الضحیٰ:۷) ﴾، حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ ﷻ کے برگزیدہ نبی ہیں، ان کے بیٹے اپنے والد کے بارے میں کہتے ہیں: ﴿ان ابانا لفى ضلل مبين بیشک ہمارے باپ صراحۃً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں (یوسف:۸) ﴾، ﴿انك لفى ضللك القديم آپ اپنی اسی پرانی وارفتگی میں ہیں (یوسف:۹۰) ﴾۔ مصر کی عورتوں نے بی بی زلیخا کے متعلق کہا: ﴿قد شغفها حبا انا لنرها فى ضلل مبين بیشک ان کی محبت اس کے دل میں پیر کر گئی (سما گئی) ہم تو اسے صریح خود رفتہ پاتے ہیں (یوسف:۳۰) ﴾، ﴿ان تضل احدهما فتذكر احدهما الاخرى ان میں ایک عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلا وے (البقرۃ: ۲۸۲) ﴾۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی جانب یہی نسبت کرنا جیسا کہ فرمان مقدس میں ہے: ﴿قال فعلتها اذا وانا من الضالين موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی (الشعراء: ۲۰) ﴾، ﴿لا يضل ربى ولا ينسى میرا رب نہ بہکے اور نہ بھولے (طٰہٰ:۵۲) ﴾، ﴿الم يجعل كيدهم فى تضليل کیا ان کا داؤں تباہی میں نہ ڈالا (الفیل: ۲) ﴾۔ (المفردات، ص ۳۰۰ وغیرہ)

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: ضـــلال، ھـــدایـــت کی ضد ہے اور اس کے کئی معنی ہیں: (۱)...... گمراہی، (۲)...... کسی چیز کو گم کرنے والا، (۳)...... کسی چیز کو پہچاننے والا، (۴)...... کسی چیز کو گرانے والا، (۵)...... ضائع ہونے والا، (۶)...... گم شدہ چیز، (۷)...... زائل ہونے والا، (۸)...... بھولنے والا، (۹)...... ہلاک ہونے والا، (۱۰)...... باطل، (۱۱)...... کسی چیز میں فنا ہونے یا گم ہوجانے والا، غائب ہونے والا۔

متذکرہ بالا آیت پاک کے تحت مفسرین کرام کے اقوال درج ذیل ہیں:

علامہ آلوسی کہتے ہیں: اس بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)...... ایک قول یہ ہے کہ ایک مرتبہ سید عالم ﷺ کہیں نظر نہ آئے تو آپ کے دادا حضرت عبد المطلب کو تشویش ہوئی اور انہوں نے اس حال میں کعبہ معظمہ کے سات پھیرے لگائے اور اللہ ﷻ کی بارگاہ سے گریہ وزاری فرمائی، پس آسمان سے ایک منادی نے ندا کی کہ اے لوگو! بیشک محمد ﷺ کا رب انہیں رسوا نہ کرے گا اور نہ ہی اُنہیں نقصان پہنچائے گا

اور محمد ﷺ وادیٔ تہامہ میں ایک درخت کے پاس موجود ہیں، پس عبد المطلب سفر کر کے وہاں تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ ورقہ بن نوفل بھی تھے، پس سید عالم ﷺ درخت کے نیچے کھڑے تھے اور اس کی ٹہنیوں اور پتوں سے خوش ہو رہے تھے۔ (۲)...... بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم ﷺ کو (ایک مرتبہ خلاف توقع) باب کعبہ کے پاس نہ پایا تو پریشان ہوئیں اور اس بارے میں حضرت عبد المطلب کو شکایت کی، اور سمجھیں کہ محمد ﷺ کہیں گم ہو گئے ہیں اور اس روایت میں مقصد تک پہنچنے کے لئے راہِ حق کی جانب رجوع کرنے کی طرف نسبت کی گئی ہے لیکن اہل علم کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ پر انعام ہی فرمائے ہیں۔ (۳)...... ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ الضال سے مراد منفرد درخت ہے جو کہ وادیٔ بیداء میں ہے اور اس درخت کے ارد گرد کوئی اور درخت نہیں ہیں اور مراد یہ ہے کہ اے محبوب ہم نے تمہیں ایک بنایا، تیرے سوا کوئی اور (مثل تیرے) نہیں جو لوگوں کی ہدایت کا سبب بنے اور ہم نے تجھے منفرد پیدا کیا۔ (۴)...... جنید (بغدادی) کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو کتاب اللہ ﷻ کے بیان کرنے میں متحیر پایا جو کہ آپ ﷺ کی جانب لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل کی گئی تھی، پس آپ ﷺ کو بیان کرنے کی رہنمائی فرمائی۔ (۵)...... بعض مفسرین نے یہ قول کیا ہے کہ سید عالم ﷺ کو اپنی ذات کے حوالے سے غافل پایا، پس آپ کو اس جانب توجہ دلائی گئی کہ آپ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔ (۶)...... ایک قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اپنے قرابت داروں کے حوالے سے کچھ عدم توجہی کا معاملہ پایا تو قرابت داروں کی محبت دلائی اور قرابت داروں کی معرفت دلائی۔ (۷)...... امام جعفر صادق کہتے ہیں سید عالم ﷺ ابتداء ہی سے اپنے رب ﷻ کی محبت میں سرشار تھے پس اللہ ﷻ نے مزید احسان فرمایا اور اپنی معرفت عطا فرمائی۔ (۸)...... حریری کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ اللہ ﷻ کی محبت میں سرگرداں تھے پس اللہ ﷻ نے انہیں رہنمائی فرمائی۔ (روح المعانی ،الجزء: ۳۰،ص ۵۳۲)

امام قرطبی لکھتے ہیں: اس بارے میں چند اقوال ہیں: (۱)...... سید عالم ﷺ قرآن اور شرائع اسلام کی درایت نہ رکھتے تھے، پس اللہ ﷻ نے انہیں قرآن کی ھدایت سے نوازا اور شرائع اسلام بھی سکھائے، یہ قول ضحاک، شہر بن حوشب وغیرہما کا ہے، اور یہی معنی اس فرمان کا ہے: ﴿ما كنت تدرى ما الكتب ولا الايمان اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل (الشوریٰ:۵۲)﴾۔ (اہل علم پر مخفی نہیں کہ درایت کی نفی ہونا کس معنی کے لحاظ سے لیا جاتا ہے)۔ (۲)...... کلبی اور فراء کے نزدیک اللہ ﷻ کے متذکرہ بالا کلام کا معنی یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کی قوم گمراہی میں تھی تو اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کے ذریعے انہیں ھدایت عطا فرمائی۔ (۳)...... سُدی کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کی قوم گمراہی میں تھی تو اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو ان کی ہدایت کے امور کی تعلیم فرمائی۔ (۴)...... ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ سید عالم ﷺ قبلہ مقدسہ کی تلاش میں کوشاں تھے تو اللہ ﷻ نے انہیں سمت قبلہ کی جانب رہنمائی فرمائی پس ارشاد فرمایا: ﴿قد نرى تقلب وجهك فى السماء ہم دیکھ رہے ہیں تمہارا بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا (البقرۃ:۱۴۴)﴾۔ (۵)...... آپ ﷺ قرآن کو دیگر لوگوں تک پہنچانے کے اعتبار سے متحیر تھے پس اللہ ﷻ نے آپ کو رہنمائی فرمائی۔ (۶)...... آپ ﷺ اللہ کی محبت میں سرشار تھے تو آپ کو رہنمائی فرمائی۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰،ص ۸۷)

امام رازی لکھتے ہیں: اس بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)...... الضلال بمعنی المحبۃ ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿انک لفی ضللک القدیم آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی میں ہیں (یوسف:۹۵)﴾۔ یعنی محبت میں ایسے سرشار ہیں جیسا کہ پہلے تھے۔ پس اس آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جب آپ ﷺ کو اپنی محبت میں گرفتار پایا تو شرائع اسلام کی جانب رہنمائی فرمائی جس سے محبوب و محب کا آپس میں قرب پتہ چلتا ہے۔ (۲)...... آپ دنیا کے معاملات میں زیادہ معرفت نہ رکھتے تھے مثلاً تجارت وغیرہ کے امور میں، پس اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو طالب کی تربیت کے حوالے سے غنی کر دیا، اور جب ابو طالب کے احوال میں مالی اعتبار سے کمزوری آنے لگی تو بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی

القدیم آپ اپنی اسی پرانی خودرفتگی میں ہیں(یوسف:۹۵) ﴾۔یعنی محبت میں ایسے سرشار ہیں جیسا کہ پہلے تھے۔پس اس آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جب آپ ﷺ کو اپنی محبت میں گرفتار پایا تو شرائع اسلام کی جانب رہنمائی فرمائی جس سے محبوب ومحب کا آپس میں قرب پتہ چلتا ہے۔(۲)......آپ دنیا کے معاملات میں زیادہ معرفت نہ رکھتے تھے مثلاً تجارت وغیرہ کے امور میں، پس اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو طالب کی تربیت کے حوالے سے غنی کردیا، اور جب ابوطالب کے احوال میں مالی اعتبار سے کمزوری آنے لگی تو بی بی خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے مال کے ذریعے اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو غنی کردیا، پھر جب بی بی خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے مالی اعتبار سے کمی ہونے لگی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال کے ذریعے غنی کردیا، پھر ہجرت کے ذریعے غنی کردیا، پھر انصاریوں کی اعانت ومدد کے ذریعے غنی کردیا، پھر حکم جہاد اور غنائم کے ذریعے، اور یہ صحیح ہے کہ یہ تمام امور متذکرہ سورت کے نزول کے بعد وقوع پذیر ہوئے لیکن ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی چیز کا وقوع پذیر ہونا یقینی ہوتا ہے تو گویا ایسا ہی ہے کہ وہ وقوع پذیر ہو چکا۔(۲)......اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کو اُن کے اصحاب کے ذریعے غنی کردیا کیونکہ ابتداء میں وہ چھپ کر اللہ ﷻ کی عبادت کرتے تھے لیکن جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو انہوں نے کہا کہ لات وعزیٰ کی عبادت کرنے والے تو علی الاعلان اپنے بتوں کو پوجیں اور ہم ایک واحد حقیقی کی عبادت کرنے والے چھپ کر اللہ ﷻ کی عبادت کریں، پس صحابہ کی تعداد بھی بڑھنے لگی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: اللہ ﷻ آپ ﷺ کو کافی ہو اور میں، پس قرآن کی آیت نازل ہوئی: ﴿حسبک الله ومن اتبعک من المومنین اور اللہ تمہیں کافی ہے اور جتنے یہ مسلمان تمہارے پیرو ہوئے(الانفال:۶۴) ﴾۔پس اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مال اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہیبت سے غنی کردیا۔(۳)......اللہ ﷻ نے آپ کو قناعت کی نعمت سے نوازا، حال یہ تھا کہ آپ کے ساتھ پتھر اور سونا چلتے لیکن آپ ﷺ نے اپنے دل کو صرف اللہ ﷻ کی جانب لگائے رکھا، پس اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کو فقر اور غنا میں اختیار دیا تو سید عالم ﷺ نے فقر اختیار فرمایا۔(۴)......سید عالم ﷺ براہین ودلائل کے معاملے میں حاجت مند تھے تو اللہ ﷻ نے آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا اور جو آپ ﷺ نہ جانتے تھے اُس کی تعلیم ارشاد فرمائی، پس اللہ ﷻ نے یوں آپ کو غنی فرمایا۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۹۹)

عندالشرع کس کی مالی مدد کی جائے؟

ﷲ......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿واما السائل فلا تنھر اور منگتا کو نہ جھڑکو(الضحی:۱۰) ﴾۔یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ سائل کو جھڑکنے سے منع فرمایا گیا ہے، تو کیا ہر سائل کو دیا جانا ضروری ہے؟ جب کہ آج کے دور میں پیشہ ور بھکاری جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔۔بے ضرورت سوال کرنا حرام ہے، اور جن لوگوں نے باوجود قدرت کسب بلا ضرورت سوال کرنا اپنا پیشہ بنالیا وہ جو کچھ اس سے جمع کرتے ہیں سب ناپاک وخبیث ہے، اور ان کا یہ حال جان کر اُن کے سوال پر کچھ دینا داخل ثواب نہیں بلکہ گناہ ونا جائز اور گناہ میں مدد کرنا ہے۔اور جب دینا جائز نہیں تو دلانا بھی دال علی الخیر نہیں بلکہ دال علی الشر ہے۔جس شخص کے پاس عملاً ایک دن کی روزی موجود ہو یا وہ روزی کمانے کی صحیح طاقت رکھتا ہو یعنی وہ تندرست وتوانا ہو، اس کے لیے روزی کا سوال کرنا جائز نہیں، اس کے حال سے آگاہ شخص اگر اسے کچھ دے گا تو وہ گناہگار ہوگا کیونکہ وہ حرام پر اس کی مدد کر رہا ہے۔

(الدر المختار مع ردالمحتار، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۰۵ وغیرہ)

☆......سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو اپنا مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ جہنم کی آگ کا ٹکڑا مانگتا ہے"۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الزكوة، باب من سأل عن ظهر غنى، رقم ۱۸۳۸: ص ۳۲۰)

☆......ملعون ہے جو اللہ کا واسطہ دے کر کچھ مانگے اور ملعون ہے جس سے خدا کا واسطہ دے کر مانگا جائے پھر اس سائل کو نہ دے جب

کہ اس نے کوئی بیجا سوال نہ کیا ہو۔ (الترغیب والترھیب، باب:ترھیب السائل ان یسأل بوجہ اللہ ،رقم:۱،ج۱،ص۳۱۰)

☆......اللہ کا واسطہ دے کر سوائے جنت کے کچھ نہ مانگا جائے''۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الزکوۃ، باب:الکراھیۃ المسألۃ بوجہ اللہ ،رقم:۱۶۷۱،ص۳۱۳)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں: علمائے کرام نے بعد توفیق وتطبیق احادیث سے یہ حکم منع فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل کا واسطہ دے کر سوا اخروی دینی شے کے کچھ نہ مانگا جائے اور مانگنے والا اگر خدا کا واسطہ دے کر مانگے اور دینے والے کا اس شے کے دینے میں کوئی حرج دینی ودنیوی نہ ہو تو مستحب وموکد دینا ہے ورنہ نہ دے بلکہ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو خدا کا واسطہ دے کر مانگے مجھے یہ خوش آتا ہے کہ اُسے کچھ نہ دیا جائے یعنی تا کہ یہ عادت چھوڑ دے۔ سائل اگر قوی تندرست گدائی کا پیشہ ور جوگیوں کی طرح ہے تو ہرگز نہ دیا جائے کہ سوال کرنا حرام اور اسے دینا بھی حرام کہ حرام پر اعانت کرنا کہلائے گا دینے والا گناہگار ہوگا۔

(الفتاوی الرضویۃ مخرجہ ،کتاب الاشربۃ، ج۲۵، ص۲۱۳ وغیرہ ملخصا)

رب کی نعمت کا چرچا کرنا:

۸......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿واما بنعمۃ ربک فحدث اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو(الضحیٰ:۱۱)﴾۔مجاہد کہتے ہیں کہ اس نعمت سے مراد قرآن ہے، پس قرآن عظیم نعمت ہے جو اللہ عزوجل نے اپنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔(۲)......نعمت سے مراد نبوت ہے، جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی۔(۳)......یتیم اور سائل کے حق میں اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعمت عطا فرمائی، پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس نعمت کا دوسروں سے بھی تذکرہ فرمایا۔ (الرازی، ج۱۱،ص۲۰۱)

اغراض:

نزل ھذا: اس آیت: ﴿ماودعک ربک وما قلی (الضحیٰ:۲)﴾ کے نزول میں چار اقوال پائے جاتے ہیں۔(۱)......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دو یا تین رات ظاہری بیماری میں رہے، ام جمیل زوجہ ابولہب آئی اور کہتی ہیں کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیطان کو نہیں دیکھتی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کا رب) آپ کو چھوڑ چکا ہے۔(۲)......نزول وحی میں تاخیر ہوئی جس کی وجہ سے آپ کو وحی کا شوق ہوا، پس آپ کعبۃ اللہ تشریف لائے اور اپنی پیشانی رکھ کر دعا فرمائی، اور نزول وحی ہوئی۔(۳)......بی بی خولہ جو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں کہتی ہیں: ایک پلّے کا بچہ آپ کے گھر میں داخل ہو گیا اور تخت کے نیچے مر گیا، پس ایک دن گزر گیا کہ وحی کا سلسلہ نہ ہوا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: ''اے خولہ! ہمارے گھر میں کوئی نیا کام ہوا ہے؟ جبرائیل امین علیہ السلام تشریف نہیں لائے''، بولی: پلّے کا بچہ تخت کے نیچے مر گیا، پس میں نے اٹھا کر دیوار کے پیچھے ڈال دیا ہے، پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے کہ آپ کی داڑھی پر رعشہ طاری تھا، اور جب بھی وحی کا نزول ہوتا ایسا ہی ہوا کرتا تھا، بعد میں فرمایا: ''اے خولہ! جبرائیل علیہ السلام اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہوتی ہے''۔(۴)......یہود نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روح، ذی القرنین اور اصحاب کہف کے متعلق سوال کئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہیں اس بارے میں کل خبر دوں گا'' اور ان شاء اللہ نہ فرمایا، پس وحی کا سلسلہ موقوف ہو گیا، یہاں تک کہ جبرائیل امین علیہ السلام اس فرمان کے ساتھ نازل ہوئے: ﴿ولا تقولن لشاء ی انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ (الکہف:۲۳)﴾ اور تاخیر کی وجہ بیان فرمائی، اور یہ آیت نازل ہوئی، مزید حاشیہ نمبر''۴'' ملاحظہ فرمائیں۔

فی الآخرۃ: مناسب یہ ہے کہ آیت مقدسہ: ﴿ولسوف یعطیک ربک﴾ کو عموم پر باقی رکھا جائے، کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنے

ولادت باسعادت سے دوماہ پہلے آپ کے والد رخصت ہوگئے۔ **بما قنعک به:** یعنی اللہ عزوجل کی رضا کے ساتھ آپ کو قناعت عطا فرمادی۔

او بعدها: ایک قول کے مطابق ولادت کے دوماہ بعد والد گرامی کا انتقال ہوا، اور ایک قول کے مطابق سات ماہ بعد، ایک قول نو ماہ کا ہے جب کہ ایک قول اٹھائیس ماہ کا بھی ہے اور صحیح پہلا قول ہے اور یہ کہ وفات شریف مدینہ منورہ میں ہوئی اور دفن دار النابغة میں ہوئے۔ ایک قول کے مطابق ابواء کی کسی بستی میں دفن ہوئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ مختلف اقوال کے مطابق چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو اور بارہ سال ایک ماہ اور دس دن کی ظاہری دنیاوی گنتی کے مطابق عمر شریف ہونے پر انتقال کر گئیں اور مقام ابواء میں مدفن اختیار فرمایا یا حجون کے مقام پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب کا انتقال اس وقت ہوا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری عمر مبارک آٹھ سال تھی، پس آپ کی پرورش چچا ابو طالب نے کی اور یہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر) اپنے والد سے زیادہ شفیق تھے۔ حاشیہ نمبر "۵" ملاحظہ فرمائیں۔ **بان ضمک الی عمک ابی طالب:** یعنی دادا عبد المطلب کے انتقال کے بعد، اور ایک قول در یتیم ہونے کا یہ بھی ہے کہ یتیم کے معنی منفرد لیا جائے یعنی آپ کو قریش میں واحد بنایا، نبوت و رسالت سے نوازا۔

عما انت علیه الآن من الشریعة : یعنی شریعت کے اعتبار سے خالی (درایت کے اعتبار سے، کما قال القرطبی) پایا تو نزول شریعت فرمائی، ضلال کے معنی شریعت مطہرہ (کے علم میں درایت، کما قال القرطبی) کا نہ پایا جانا ہے نہ کہ یہ معنی لینا کہ آپ کو شریعت سے منحرف پایا، اور شریعت مطہرہ (میں درایت) کی نفی کرنے والا معنی کرنا قبل نبوت یا بعد کرنا جائز ہے، اور اس کی مطابقت اس فرمان سے ہوتی ہے: ﴿ما کنت تدری ما الکتاب و لا الایمان (الشوری:۵۲)﴾ اور مفسر نے اس آیت کی تفسیر میں موجود اقوال میں سے ایک ذکر کیا ہے۔ اور ایک قول الضلالة بمعنی الغفلة ہے اور اللہ نے فرمایا: ﴿وان کنت من قبله لمن الغفلین (یوسف:۳)﴾ اور یہ پہلے قول کے قریب (ترین) ہے (اور یہ غفلت والا معنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات کے حوالے سے ماننا چاہیے کما قال القرطبی)، اور ایک قول وجدک ضالا سے قوم ضلال کیا گیا ہے، پس اللہ عزوجل انہیں آپ کے ذریعے ہدایت عطا فرمائے گا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہجرت کے اعتبار سے آپ کی رہنمائی فرمائی۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قبلے کے تعین کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب کو پورا فرمایا، پس ارشاد فرمایا: ﴿قد نری تقلب وجهک فی السماء (البقرة:۱۴۴)﴾۔ ضلال کے معنی طلب اور محبت کے بھی ہوتے ہیں، پس اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿انک لفی ضللک القدیم﴾ یعنی قدیم محبت میں گرفتار ہونا مراد ہے۔ مزید دیکھیں حاشیہ نمبر "۶" ملاحظہ کیجیے۔

وغیرها: یعنی بی بی خدیجة الکبری رضی اللہ عنہا کے مال سے بھی بے پرواہ کر دیا، اور ابو بکر کے مال سے اور ہجرت کے وقت انصار کی مدد و نصرت کرنے کی سعادت عطا فرمادی۔ **عن کثرة العرض:** حدیث میں ہے: "فلاح اس کے لئے ہے جو اسلام لائے اور رزق جو اللہ عزوجل نے اُسے دیا ہے اُس پر قناعت حاصل ہو جائے"۔ **باخذ ماله:** یعنی جیسا کہ اہل عرب یتیم کے مال میں کیا کرتے تھے، یتیم کا مال لے لیتے اور ان کے حقوق میں ظلم و زیادتی کرتے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں کے گھر میں بہتر گھر وہ ہے، جس میں یتیم پر احسان کیا جاتا ہو اور بُرا گھر وہ ہے، جس میں یتیم کے ساتھ بُرا سلوک ہوتا ہو"۔ **او غیر ذلک:** یعنی یتیم کو ذلیل کرنے اور حقیر جاننے سے منع فرمایا۔ **بالنبوة وغیرها:** علم و قرآن اور تمام عطائیں جو ختم نہ ہونگی۔ **فی بعض الافعال:** مراد ﴿فاوی﴾ فاواک، ﴿فهدی﴾ فهداک، ﴿فاغنی﴾ فاغناک۔ (الصاوی، ج۶، ص ۲۹۰ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ الم نشرح مکیۃ وھی ثمان آیات

(سورۂ الم نشرح مکی ہے، جس میں آٹھ آیتیں ہیں)

تعارف سورہ الم نشرح

اس سورت میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، ستائیس کلمے، اور ایک سوتین حروف ہیں۔اس سورت کا نزول مکہ مکرمہ میں سورۂ والضحیٰ کے بعد ہوا۔اس سورت میں اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو جن نعمتوں سے نوازا ہے ان کا بیان فرمایا۔ یہ سورت چار امور پر مشتمل ہے (۱)......اللہ ﷻ نے ایمان اور حکمت کے انوار وتجلیات کے ساتھ اپنے محبوب کے سینے کو کھول دیا، اور آپ پر سے مشقت والے کاموں کا بوجھ اٹھالیا گیا اور آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کردیا، عرب کے محلے کوچوں میں ہی نہیں اور نہ ہی دنیا کے شرق وغرق میں بلکہ عرش بریں پر بھی محبوب کریم کا ذکر ہوگا، جہاں جہاں خالق کائنات ﷻ کا ذکر ہوگا وہاں مختار کائنات کا بھی ذکر ہوگا۔(۲)......یہ فرمایا کہ راہ تبلیغ میں آپ کو بہت ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن اس کے بعد اللہ ﷻ آپ پر آسانیاں پیدا کردے گا۔(۳)......پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ ﷻ کا پیغام پہنچانے کے بعد آپ عبادت میں مشغول ہوجائیں۔(۴)......اور آخر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ ﷻ کی طرف رجوع کرنے اور اور مہمات میں اس پر توکل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

رکوع نمبر: ۱۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الم نشرح﴾اِسْتِفْهَامُ تَقْرِيْرٍ اَیْ شَرَحْنَا﴿لک﴾يَامُحَمَّدُ﴿صدرک (۱)﴾بِالنُّبُوَّةِ وَغَيْرِهَا﴿ووضعنا﴾حَطَّطْنَا﴿عنک وزرک (۲) الذی انقض﴾اَثْقَلَ﴿ظهرک (۳)﴾وَهٰذَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰی لِيَغْفِرَلَکَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَاتَاَخَّرَ﴿ورفعنا لک ذکرک (۴)﴾بِاَنْ تُذْكَرَمَعَ ذِكْرِیْ فِی الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ وَالتَّشَهُّدِ وَالْخُطْبَةِ وَغَيْرِهَا﴿فان مع العسر﴾اَلشِّدَّةِ﴿يسرا (۵)﴾سَهُوْلَةً﴿ان مع العسر يسرا (۶)﴾وَالنَّبِیُّ قَاسٰی مِنَ الْكُفَّارِ شِدَّةً ثُمَّ حَصَلَ لَهُ الْيُسْرٰی بِنَصْرِهٖ عَلَيْهِمْ﴿فاذا فرغت﴾مِنَ الصَّلٰوةِ﴿فانصب (۷)﴾اِتْعَبْ فِی الدُّعَاءِ﴿والی ربک فارغب (۸)﴾تَضَرَّعْ.

﴿ترجمہ﴾

کیا ہم نے کشادہ نہ کیا ("الم نشرح" استفہام تقریری ہے بمعنی شرحنا ہے) تمہارے لیے (اے محبوب ﷺ) تمہارا سینہ (نبوت وغیرہ کے ذریعے......۱......) اور اتارلیا (وضعنا بمعنی حططنا ہے) تم سے تمہارا وہ بوجھ جس نے بوجھل کردیا (انقض بمعنی اثقل ہے) تمہاری پیٹھ کو (یہ فرمان اللہ ﷻ کے اس فرمان کی طرح ہے﴿لیغفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور اور تمہارے پچھلوں کے (الفتح: ۲)﴾......۲......) اور تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کردیا (میرے ذکر کے ساتھ اذان، اقامت، تشہد اور خطبہ وغیرہ میں تمہارا ذکر بھی کیا جاتا ہے......۳......) بیشک تنگی کے ساتھ (العسر بمعنی الشدۃ ہے) آسانی ہے (یسرا کے معنی سہولت ہے) بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے (نبی پاک ﷺ کو کفار کی طرف سے دشواری اور تکلیف کا سامنا ہوا پھر کفار کے خلاف آپ ﷺ کی مدد کی گئی تو آپ ﷺ کو آسانی حاصل ہوگئی) تو جب تم (نماز سے) فارغ ہو تو (دعا میں......۷......) محنت کرو (انصب بمعنی اتعب ہے) اور اپنے رب ہی کے حضور تضرع وزاری کرو (ارغب بمعنی تضرع ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک﴾

ھمزہ: استفہامیہ، لم نشرح: فعل نفی بافاعل، لک: ظرف لغو، صدرک: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، وضعنا: فعل بافاعل، عنک: ظرف لغو، وزرک: موصوف، الذی انقض ظھرک: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "الم نشرح" پر معطوف ہے۔

﴿ورفعنا لک ذکرک فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا﴾

و: عاطفہ، رفعنالک: فعل بافاعل وظرف لغو، ذکرک: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "خولناک ما خولناک" ان: حرف مشبہ، مع العسر: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، یسرا: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: حرف مشبہ، مع العسر: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، یسرا: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب﴾

ف: مستانفہ، اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، فرغت: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، انصب: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، الی ربک: ظرف لغو مقدم، ف: زائدہ، ارغب: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سید عالم ﷺ کا شرح صدر ہونا:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الم نشرح لک صدرک کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا(الم نشرح:۱)﴾۔ اصل کے اعتبار سے شرح کے معنی گوشت کا پھیلنا ہے، جیسے کوئی کہے کہ میرا گوشت پھیل گیا ہے اور اسی سے شرح صدر بھی ہے یعنی سینے کا کشادہ ہونا، پھیلنا یعنی کسی کا سینہ نورِ الٰہی سے پھیلا جائے اور سکینے کا نزول ہوجائے اور اللہ عزوجل کی معرفت ہوجائے، جیسا کہ فرمایا: ﴿رب اشرح لی صدری اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول دے (طہٰ:۲۰)﴾، ﴿الم نشرح لک صدرک کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا(الم نشرح:۱)﴾، ﴿افمن شرح اللہ صدرہ تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا(الزمر:۲۲)﴾

(المفردات، ص ۲۶۱)

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: اللہ نے سید عالم ﷺ کے قلبِ اطہر کو نورِ نبوت سے کشادہ کردیا اور آپ ﷺ کے قلبِ اطہر کو رسالت کی روشنی سے منور کیا، اور کفار کی مکاریوں کے احتمال سے، اور اہلِ نفاق اور ولایت کے ذریعے آپ ﷺ کے قلبِ اقدس کو منور کردیا، علوم دینیہ سے اور حِکَمِ الٰہیہ اور معارف ربانیہ اور حقائق رحمانیہ سے منور کردیا اور بہرحال شرح صدر صوری جو کہ آپ ﷺ کے بچپن کے ایام میں ہوا جب کہ آپ پانچ یا چھ سال کی ظاہری عرصے کی عمر گزار رہے تھے اور سینہ اقدس چاک کر کے شیطان کے حصے کو نکال دیا گیا جو کہ انسان کو گناہ کی جانب مائل کرنے والا کالا لاڈورا نما تھا اور ایک مرتبہ وحی کے آغاز کے سالوں میں بھی ایسا ہی کیا گیا اور معراج کی رات بھی شق صدر وقوع پذیر ہوا ہے۔ (روح البیان، ج۱۰، ص ۵۵۳)

علامہ احمد بن الخلوتی الصاوی لکھتے ہیں: روایت ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ان کے پاس آئے جب کہ سید عالم ﷺ بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت میں تھے، اُس وقت عمر مبارک دنیاوی گنتی کے اعتبار سے تین یا چار سال تھی، پس شق صدر فرمایا گیا، مبارک دل کو

باہر نکال کر (آبِ زمزم سے) دھویا گیا اور علم وایمان سے بھر دیا گیا، پھر دوبارہ اپنی جگہ پر لگا دیا گیا، اور اس میں حکمت یہ تھی کہ انہیں کمال درجے تک پہنچا دیا جائے اور ان میں بچے والی بات نہ رہے، اور دوسری مرتبہ شق صدر اُس وقت ہوا جب کہ عمر مبارک دس سال کی تھی تاکہ بالغ ہونے پر اخلاق کی اعلیٰ بلندیوں پر پہنچ جائیں اور (مزید) پاکیزگی حاصل کر لیں، تیسری مرتبہ شق صدر اُس وقت ہوا جب کہ بعثت کا وقت تھا (یعنی جب نبوت عطا فرمائے جانے کا مژدہ سنایا گیا) تاکہ قرآن اور علوم (قرآن) کے بوجھ کو سنبھال سکیں اور چوتھی بار لیلۃ الاسراء میں ملاء اعلیٰ سے ملاقات، حق تعالیٰ سے مناجات، مشاہدات، ملاقات احسن طریقے پر انجام پذیر ہوں، پس یہ چار مرتبہ شق صدر ہونا ان کی نظافت اور تطہیر کے لئے تاکہ کامل و مکمل طور پر نبوت کے فرائض انجام دیئے جاسکیں، جس کی قدر کوئی اور جان ہی نہیں سکتا۔ (الصاوی، ج٦، ص ٢٩٥)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ حدیث بیان فرماتے تھے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں جس وقت مکہ مکرمہ میں مقیم تھا، میرے گھر کی چھت میں شگاف کیا گیا، پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے، میرے سینے کو کھول دیا گیا، پھر اس کو آبِ زمزم سے دھویا گیا، پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا، جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا، پھر اس میں جو کچھ تھا، اس کو میرے سینے میں ڈال دیا گیا، پھر میرے سینے کو بند کر دیا گیا"۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب: کیف فرضت الصلاۃ فی الاسراء، رقم: ٣٤٩، ص٦٢)

☆......حضرت انس بن مالک جناب مالک بن صعصہ رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ حدیث بیان فرمائی کہ جس وقت میں حطیم میں یا حجر میں لیٹا ہوا تھا، میرے پاس ایک آنے والا آیا، پھر اس نے میرے حلقوم سے میری ناف تک سینہ چاک کر دیا، میرے دل کو نکالا، پھر سونے کے ایک طشت کو لایا گیا، جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، پھر میرے دل کو دھویا گیا اور میرے سینے کو بھر دیا گیا اور پھر بُراق کو لایا گیا"۔ (صحیح البخاری، کتاب الانصار، باب المعراج، رقم: ٣٨٨٧، ص٦٥٢)

علامہ عینی لکھتے ہیں: علامہ کرمانی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ بعض علماء شبِ معراج شق صدر کے انکاری ہیں اور کہتے ہیں کہ شق صدر فقط ایک ہی مرتبہ عالمِ طفولیت میں ہوا جب کہ ظاہری اعتبار سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک (پانچ یا چھ سال کی تھی)۔ اور جب آپ بنو سعد میں تھے اور یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ آپ کا شقِ صدر بعثت یعنی اعلان نبوت کے وقت بھی ہوا ہے اور معراج کی شب بھی ہوا ہے اور اس کے انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے اس لئے کہ یہ خلافِ عادت اُمور ہیں اور اللہ عزوجل کی قدرت کے تحت ہیں اور اس میں معجزے کا اظہار ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شقِ صدر کی کئی حکمتیں ہیں۔

(۱)......کامل ترین نشو ونما کی غرض سے بچپن میں شق صدر ہوا، اور یہ کہ آپ شیطان سے معصوم رہیں، پس یہی وجہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے جمے ہوئے خون کا کالا ڈورا نما نکال دیا گیا کہ یہ شیطان کا حصہ تھا۔

(۲)......اعلان نبوت یعنی بعثت کے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چیرا گیا تاکہ آپ کا قلبِ اطہر قوی ہو جائے اور نزول وحی کے بوجھ کو برداشت کر سکے۔

(۳)......شبِ معراج بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شقِ صدر ہوا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دل میں کلام الٰہیہ سننے کی صلاحت قائم رہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ سے بوجھ اتار دینا:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک اور تم پر سے تمہارا بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی (الم نشرح: ۲تا۳)﴾۔ یہاں بطور استعارہ بوجھ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اس بوجھ سے مراد یا تو فراق کا غم ہے یا چھوڑنے کا وہم ہے جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین کر دیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشتِ اطہر کو بوجھل کر دیا تھا۔ اللہ عزوجل نے سورۂ ضحیٰ اور

الم نشرح کی آیات نازل فرما کر غم اور حزن کو دور کر دیا یہاں تک کہ آپ کی طبیعت کو سکون آ گیا، نفس کو قرار آ گیا اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ وحی میں یہ انقطاع قطع تعلقی اور ناراضگی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ حکمت اور منفعت کی وجہ سے تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِس غم کو نعمت شمار کیا ہے، یا ''وزر'' سے مراد دعوتِ حق، احکام کی تبلیغ، احکام کو بجالانے اور منہیات سے رُکنے کی مشکل تکالیف ہیں کیونکہ شرعی امور کو بجالانا بہت ہی مشکل ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں نے اس بات کا انکار کر دیا تھا کہ اس بوجھ کو نہ اٹھائیں گے اور وہ خوفزدہ ہوگئے۔ اگر ''وزر'' کے معنی احکام کی تبلیغ کی جائے تو پھر کسی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ اسی فراق نے آپ کو غمگین کر دیا تھا اور اگر ''وزر'' کے معنی احکامِ شرعیہ مراد لئے جائیں تو معنی یہ ہونگے کہ اگر ہم آپ کے سینے کو نہ کھولتے اور آپ سے اس بوجھ کو نہ ہلکا کرتے جس نے آپ کی پشتِ اطہر کو کمزور اور سخت بوجھل کر دیا تھا تو جو فرائض آپ پر لازم ہیں ان کو بجالانے کی آپ کو طاقت نہ ہوتی۔ سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مہربانی نہ ہوتی تو نہ ہم ہدایت پاتے، نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔ (المظھری، ج۷، ص۴۳۴)

سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ذکر بلند ہونا:

۳......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ﴿ورفعنا لک ذکرک اورہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا (الم نشرح:۴)﴾۔ اس آیت کے بارے میں مفسرین کرام نے فرمایا، چنانچہ:

امام جریر طبری لکھتے ہیں: حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دنیا اور آخرت میں سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذکر کو بلند کر دیا، پس کوئی خطیب، کوئی تشہد پڑھنے والا، کوئی نمازی ایسا نہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام کے بعد محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رسالت کی تصدیق نہ کرتا ہو، گویا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے نام کے ساتھ سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نام کو ایسا پیوستہ فرمایا (کہ اللہ احکم الحاکمین ہونے اور سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رحمۃ اللعالمین ہونے کی حیثیت سے ذکر کئے جائیں)۔

☆......حضرت ابو سعید رَضِیَ اللہُ عَنْہُ روایت نقل کرتے ہیں کہ سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ''میرے پاس جبرائیل امین عَلَیْہِ السَّلَام تشریف لائے، پس کہا: بیشک میرا اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا رب کہتا ہے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ذکر کیسے بلند کیا جائے؟ تو سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ خوب جانتا ہے''، جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے کہ جب بھی میرا ذکر کیا جائے گا ساتھ ہی میرے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بھی ذکر کیا جائے گا''۔ (الطبری، الجزء:۳۰، ص۲۸۵)

علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذکر کو بلند اس طرح کیا گیا ہے کہ اذان، اقامت، تشہد، منبر پر خطبہ میں بھی آپ کے ذکر کو بلند کیا گیا اور جو سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت کی گواہی نہ دے اگر چہ اللہ کا نام لے اور اس کی بندگی بھی کرے تو ایسی بندگی اس کو کام نہ آئے اور وہ کافر ہو جائے گا۔ (۲)......سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذکر کو اس طرح بھی بلند کیا گیا کہ دیگر انبیائے کرام سے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت کا عہد لیا گیا اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان لانے کو لازم قرار دیا گیا اور یہ اقرار آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی فضیلت کے اعتبار سے لیا گیا۔ (۳)......سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذکر کو اس طرح بھی بلند کیا گیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام کے ساتھ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نام کو ملایا گیا یعنی محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرمایا گیا۔ (۴)......آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی امت پر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اتباع کو لازم کیا گیا یعنی فرمایا گیا: ﴿اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا (النساء:۵۹)﴾، ﴿ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی (الاحزاب:۷۱)﴾ اور یہی احکامات قرآن مجید اور دیگر کتب سماوی میں سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان کے بارے میں نازل ہوئے۔ (الخازن، ج۴، ص۴۴۱)

امام قرطبی لکھتے ہیں: ابن عباس سے منقول ہے کہ اذان، اقامت، تشہد، جمعۃ المبارک کا خطبہ، عید الفطر، عید الاضحیٰ، ایام تشریق، عرفہ کے

دن، رمی جمار، صفاومروہ، نکاح کا خطبہ، اور مشارق ومغارب میں سید عالم ﷺ کے ذکر کو بلند کیا گیا ہے۔ پس بندہ اللہ ﷻ کی بندگی کرے اور جنت ودوزخ کی تصدیق بھی کرے اور ہر چیز کی تصدیق کرے جو دین اسلام میں ضروری ہے لیکن سید عالم ﷺ کی نبوت پر ایمان نہ لائے تو یہ ساری تصدیقات اُس کے لئے نفع بخش نہ ہونگی اور وہ کافر ہوجائے گا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا، آپ ﷺ سے پہلے ہونے والے انبیائے کرام پر نازل ہونے والی کتب میں بھی آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا اور اس کے مناسب بشارتیں بھی ارشاد فرمائیں اور دین وہی ہے جو آپ ﷺ پر ظاہر ہوا اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے ذکر کو آسمانوں پر ملائکہ میں بلند کیا اور زمین پر مومنین میں مقبول کیا اور آخرت میں مقام محمود پر فائز کر کے آپ ﷺ کے ذکر کو مزید بلند فرمائیں گے اور درجات میں مزید اضافوں سے آپ ﷺ کا اقبال بلند کریں گے۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۹۸)

☆......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''میں مکہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری بعثت سے پہلے بھی مجھ پر سلام پیش کرتا تھا، میں اس پتھر کو آج بھی پہچانتا ہوں''۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی و تسلیم الحجر، رقم: (۵۸۳۳)/۲۲۷۷، ص ۱۱٤۱)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا، ہم مکہ کی کسی جانب گئے تو جو پہاڑ یا درخت آپ ﷺ کے سامنے آتا وہ کہتا: ''السلام علیک یا رسول اللہ''۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: ما جاء فی آیات اثبات، رقم: ۳٦٤٦، ص ۱۰۳۹)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ سے پوچھا گیا کہ سلام تو ہمیں معلوم ہے، لیکن ہم آپ ﷺ پر صلوۃ کیسے بھیجیں؟ جواب دیا: ''تم یوں پڑھو اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک کما صلیت علی آل ابراھیم وبارک محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم''۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ ان وملائکتہ یصلون علی النبی، رقم: ٤۷۹۸، ص ۸٤٤)

نماز کے بعد دعا (وذکر بالجھر) میں مصروف ہونا:

☆......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فاذا فرغت فانصب تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو (الم نشرح: ۷)﴾۔ قتادہ ،ضحاک اور مقاتل کہتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب فرض نماز سے فارغ ہوجائیں تو اپنے رب سے دعا میں مشغول ہوجائیں اور اس کی جانب رغبت اختیار کریں، شعبی کہتے ہیں کہ جب تشہد سے فارغ ہوجائیں تو دین ودنیا کے لئے بھلائی مانگنے میں مصروف ہوجائیں اور مجاہد کہتے ہیں کہ جب دنیا کے امور سے فارغ ہوجائیں تو نماز کی جانب رغبت اختیار فرمائیں۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ جب فرض نماز سے فارغ ہوجائیں تو رات کے قیام کی جانب متوجہ ہوجائیں اور حسن کہتے ہیں کہ جب غزوات سے فارغ ہوجائیں تو عبادت میں کوشش کریں۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۲۰۹)

بعض لوگ مساجد میں فرض نماز کے بعد ذکر کرنے کو بُرا محسوس کرتے ہیں، شمس الائمہ کردری وجیز میں فتاوی بزازیہ سے نقل فرماتے ہیں: ''ان الذکر بالجھر فی المسجد لا یمنع احترازا عن الدخول تحت قولہ تعالٰی ﴿ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لئے جانے سے (البقرۃ: ۱۱٤)﴾ مسجد میں بآواز بلند ذکر کرنے سے نہ روکا جائے، اللہ ﷻ کے مذکورہ بالا اس ارشاد کے باعث۔

تبیین الحقائق وفتح القدیر ودرر الحکام وبحر الرائق ومجمع الانھر میں ہے: قال الفقیہ ابو جعفر لاینبغی ان

یمنع العامۃ عن ذلک لقلۃ رغبتھم فی الخیرات لفقیہ ابو جعفر نے فرمایا: عوام کو بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنے سے نہ روکا جائے اس لئے کہ نیک کاموں کی طرف (پہلے ہی) ان کی رغبت کم ہوتی ہے۔(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ذکر و دعا، ج۲۳،ص ۱۷۰ وغیرہ)

فاضل بریلوی فرماتے ہیں: اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اصح الاقوال قول حضرت امام مجاہد تلمیذ رشید سلطان المفسرین حبر الامۃ عالم القرآن حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ فراغ سے مراد نماز سے فارغ ہونا اور نصب دعا میں جد و جہد کرنا ہے یعنی اللہ حکم فرماتا ہے، ﴿فاذا فرغت فانصب والی ربک فرغب پس جب تو نماز پڑھ چکے تو اچھی طرح دعا میں محنت کر و اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو﴾۔ (الفتاوی الرضویۃ مخرجہ ،رسالہ:سرور العید فی حل الدعا بعد صلوۃ العید، ج۸،ص ۵۱۶)

اغراض:

شرحنا: حاشیہ نمبر''ا'' کا مطالعہ فرمائیں۔ بالنبوۃ وغیرھا: حاشیہ نمبر''ا'' ملاحظہ فرمائیں۔

وھذا لقولہ تعالی لیغفر لک: یہ ظاہری اعتبار سے مصروف ہونا ہے، اور اس کے کئی جوابات ہو سکتے ہیں، (۱)......ہو سکتا ہے کہ مراد یہ ہو: ﴿ووضعنا عنک وزرک﴾ ای امتک یعنی آپ ﷺ سے آپ کی امت کے بوجھ کو اتار دیا جائے، کیونکہ سید عالم ﷺ اپنی امت کے معاملے میں مشغول رہا کرتے تھے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿عزیز علیہ ما عنتم﴾ اور یہ امت کے اسلام لانے سے پہلے کا معاملہ ہے، پس جو اسلام لے آیا تو اس سے (سابقہ) گناہوں پر مواخذہ نہ ہوگا اور اسلام لانے کے بعد جو اسلام پر رہتے ہوئے مر گیا تو اُسے توبہ اور شفاعت کے ذریعے گناہوں کی معافی مل جائے گی۔ (۲)......ایک قول یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ﴿ووضعنا عنک﴾ سے مراد نبوت اور تبلیغ دین کا بوجھ ہو، کیونکہ بعثت کے ابتدائی زمانے میں سید عالم ﷺ پر یہ امر شاق ہوتا تھا اور فرماتے تھے: ''مجھے خوف ہے کہ میں دعوت حق پر قائم نہ رہ پاؤں گا''، پس اللہ ﷻ نے ان سے اس بوجھ کو اتار دیا۔ (۳)......ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وزر سے مراد خلاف اولی امور ہیں جو آپ ﷺ سے صادر ہوئے اور اس پر مواخذہ ہوا اور یہ امر سید عالم ﷺ پر شاق گزرا اور ''وزرا'' کو متذکرہ مقام پر'' حسنات الابرار سیئات المقربین '' کے قبیلے سے مراد لیا گیا ہے، جیسا کہ منافقین نے سید عالم ﷺ سے جہاد سے رہ جانے کی اجازت چاہی اور سید عالم ﷺ نے اُن کے عذر کو قبول کرتے ہوئے انہیں اجازت مرحمت فرما دی اور یہ کہ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر آزاد فرما دیا اور اسی قسم کے خلاف اَولی امور مراد لیے گئے ہیں۔ (۴)......ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وزر سے مراد عصمت ہے، یعنی ہم نے آپ ﷺ کو ابتداء و انتہاء میں عصمت سے نواز دیا اور آپ ﷺ پر اصلاً ''وزر'' کا اطلاق ہوتا ہی نہیں۔

وغیرھا: اللہ ﷻ کے نام کے ساتھ سید عالم ﷺ کا نام ملا دینے کا بیان ہو رہا ہے جیسا کہ عید فطر اور عید الاضحیٰ والے دن، یوم عرفہ میں ،ایام تشریق والے دن، رمی جمار، صفا مروہ، مشارق و مغارب میں اللہ ﷻ کے نام کے ساتھ آپ ﷺ کے نام کو بلند کر دیا گیا اور اگر کوئی شخص اللہ ﷻ کی بندگی اختیار کرے، جنت دوزخ کی تصدیق کرے اور ضروریات دین کو مانے لیکن محمد ﷺ کے رسول اللہ ﷺ ہونے کا انکار کرے تو اُسے یہ سب کچھ فائدہ نہ دے گا اور وہ کافر ہو جائے گا۔ الشدۃ: دنیا یا آخرت میں کسی چیز کے حصول کے لئے انسان کا شدت کے ساتھ شوق رکھنا۔ سھولۃ: یعنی وہ آسانی جو انسان کو دنیا یا آخرت میں ملے۔ من الصلوۃ: جیسا کہ مفسر جلال نے ایک قول ذکر فرما دیا ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جب دنیاوی معاملات سے فارغ ہو جائیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جب فرائض کی ادائیگی سے فراغت پالیں تو رات کے قیام کی کوشش کریں۔ ایک قول کے مطابق تشہد سے فراغت پالیں تو دنیا و آخرت کیلئے دعا کریں۔ (الصاوی، ج٦،ص ٢٩٤ وغیرہ)

سورۃ والتین مکیۃ او مدنیۃ ثمان آیات

(سورۃ التین مکی یا مدنی ہے اس میں آٹھ آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ التین

اس سورت میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چونتیس کلمے، ایک سو پانچ حروف ہیں۔ امام بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ سورۃ التین مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، آپ نے عشاء کی ایک رکعت میں سورہ ''والتین والزیتون'' پڑھی، فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ خوش آواز کے ساتھ پڑھنے والا کسی کو نہیں سنا (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول النبی الماھر بالقرآن، رقم: ٧٥٤٦، ص١٣٠٢) ۔ اس سورت میں بعض ان مقامات کی قسمیں اٹھا کر اس سورت کا آغاز کیا کہ جن کا تعلق اولوالعزم رسولوں میں سے کسی کے ساتھ ہے اور پھر بتایا کہ جس انداز سے انسان کی تخلیق فرمائی کہ صوری اور معنوی اعتبار سے اس کو احسن الخلق اور اکمل الخلق پیدا کیا اور جو انسانی عظمت کا تصور قرآن نے پیش کیا وہ دنیا کا کوئی بھی فلسفی، ماہر نفسیات، عمرانیات کے بڑے بڑے ٹیچر اس کی بلندیوں کو چھو بھی نہیں سکتے۔ اور آگے ایک اور بات سے پردہ اٹھایا کہ انسان کو احسن تقویم کے لقب سے نوازا گیا کہ نوع انسانی کے بعض افراد اپنے اس بلند و بالا مقام کے تقاضوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور اپنے جذبات کی تسکین کے لئے اپنے آپ کو ایسی پستیوں میں گرا لیتے ہیں کہ مزید اس سے پستی کا تصور نہیں کیا جاسکتا البتہ جو لوگ اپنی ان خداداد نعمتوں کے قدر دان ہیں اور ایمان اور عمل صالح سے اپنے دامن حیات کو معمور رکھتے ہیں ان کیلئے اجر عظیم ہے۔

رکوع نمبر: ۲۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والتین والزیتون (١)﴾ اَیِ الْمَاکُوْلَیْنَ اَوْجَبَلَیْنِ بِالشَّامِ یُنْبِتَانِ الْمَاکُوْلَیْنِ ﴿وطور سینین (٢)﴾ اَلْجَبَلِ الَّذِیْ کَلَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَمَعْنٰی سِیْنِیْنَ الْمُبَارَکُ اَوِالْحَسَنُ بِالْاَشْجَارِ الْمُثْمِرَۃِ ﴿وھذا البلد الامین (٣)﴾ مَکَّۃَ لِاَمْنِ النَّاسِ فِیْھَا جَاھِلِیَّۃً وَّاِسْلَامًا ﴿لقد خلقنا الانسان﴾ اَلْجِنْسَ ﴿فی احسن تقویم (٤)﴾ تَعْدِیْلٍ لِصُوْرَتِہٖ ﴿ثم رددنہ﴾ فِیْ بَعْضِ اَفْرَادِہٖ ﴿اسفل سافلین (٥)﴾ کِنَایَۃٌ عَنِ الْھَرَمِ وَالضُّعْفِ فَیَنْقُصُ عَمَلُ الْمُؤْمِنِ عَنْ زَمَنِ الشَّبَابِ وَیَکُوْنُ لَہٗ اَجْرُہٗ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی ﴿الا﴾ اَیْ لٰکِنْ ﴿الذین امنوا وعملوا الصلحت فلھم اجر غیر ممنون (٦)﴾ مَقْطُوْعٍ وَفِی الْحَدِیْثِ اِذَا بَلَغَ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْکِبَرِ مَا یُعْجِزُہٗ عَنِ الْعَمَلِ کُتِبَ لَہٗ مَا کَانَ یَعْمَلُ ﴿فما یکذبک﴾ اَیُّھَا الْکَافِرُ ﴿بعد﴾ اَیْ بَعْدَ مَا ذُکِرَ مِنْ خَلْقِ الْاِنْسَانِ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ ثُمَّ رَدِّہٖ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ الدَّالِّ عَلَی الْقُدْرَۃِ عَلَی الْبَعْثِ ﴿بالدین (٧)﴾ بِالْجَزَاءِ الْمَسْبُوْقِ بِالْبَعْثِ وَالْحِسَابِ اَیْ مَا یَجْعَلُکَ مُکَذِّبًا بِذٰلِکَ وَلَا جَاعِلَ لَہٗ ﴿الیس اللہ باحکم الحکمین (٨)﴾ اَیْ ھُوَ اَقْضَی الْقَاضِیْنَ وَحُکْمُہٗ بِالْجَزَاءِ مِنْ ذٰلِکَ وَفِی الْحَدِیْثِ مَنْ قَرَاَ بِالتِّیْنِ اِلٰی اٰخِرِھَا فَلْیَقُلْ بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ.

﴿ترجمہ﴾

تین اور زیتون کی قسم (یعنی انجیر اور زیتون کی قسم جو دونوں کھائی جانے والی اشیاء کے اسماء ہیں یا پھر التین و الزیتون دو پہاڑوں کے نام ہیں جو ملک شام میں ہیں جن پہاڑوں پر یہ دونوں کھانے کی اشیاء اگتی ہیں......) اور طور سینا کی (یہ وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا "سینین" کا معنی مبارک ہے یا وہ جگہ جو کہ پھل دار درختوں کے سبب خوبصورت ہو......) اور اس امان والے شہر کی قسم (یعنی مکہ مکرمہ کی زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں ہی میں لوگوں کے لیے اس میں امن تھا) بیشک ہم نے انسان (یعنی جنس انسان) کو بنایا اچھی صورت پر (اس کی صورت کو معتدل بنایا) پھر ہم نے اسے پھیر دیا (اس کے بعض افراد کو) نیچے سے نیچی حالت کی طرف (یہ بڑھاپے اور کمزوری سے کنایہ ہے کہ اس حالت میں جوانی کے زمانے سے مومن کا عمل کم ہو جاتا ہے لیکن جوانی کے اعمال کا اجر اسے ملتا رہتا ہے کہ اللہ کا فرمان عالیشان ہے ﴿الا الذین امنوا و عملوا الصلحت فلهم اجر غیر ممنون﴾) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) جو ایمان لائے اچھے کام کئے کہ ان کے لیے ختم نہ ہونے والا ثواب ہے (ممنون بمعنی مقطوع ہے، حدیث پاک میں ہے: "جب مومن اتنا بوڑھا ہو جائے کہ وہ بڑھاپا اسے نیک اعمال سے عاجز کر دے تب بھی اس کے لیے وہ اعمال لکھے جاتے ہیں جو وہ کیا کرتا تھا" ......) تو (اے کافر!) اب کیا چیز تجھے ابھارتی ہے جھٹلانے پر بعد (اللہ ﷻ کے انسان کو اچھی صورت میں بنانے، پھر لمبی عمر کی طرف پھیر دینے سے جو کہ اللہ کی مرنے کے بعد زندہ اٹھانے کی قدرت پر دلالت کرتی ہے اس کے بعد جزاء کو جھٹلانے پر اے کافر تجھے کیا چیز ابھار رہی ہے) جزاء کو (الدین بمعنی الجزاء ہے، یہ بعث اور حساب کے بعد ہو گی معنی یہ ہے کہ کس چیز نے تجھے اس جزاء کو جھٹلانے والا بنایا یعنی کوئی بنانے والا نہیں) کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں (یعنی وہی سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے اور اس کا جزاء کا حکم فرمانا یہ من جملہ اس کے احکامات سے ہے حدیث میں ہے جو "والتین...... الخ" آخر تک مکمل پڑھے اسے چاہیے کہ اختتام پر کہے ہاں کیوں نہیں اور میں اس پر گواہ ہوں")۔

﴿ترکیب﴾

﴿والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم﴾

و: قسمیہ جار، التین: معطوف علیہ، و الزیتون: معطوف اول، و طور سینین: معطوف ثانی، و: عاطفہ، ھذا: مبدل منہ، البلد الامین: بدل، ملکر معطوف ثالث، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف "اقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، لام: تاکید یہ، قد: تحقیقیہ، خلقنا: فعل بافاعل، الانسان: ذوالحال، فی احسن تقویم: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ثم رددنه اسفل سافلین الا الذین امنوا وعملوا الصلحت فلهم اجر غیر ممنون﴾

ثم: عاطفہ، رددن: فعل بافاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، اسفل سافلین: حال، ملکر مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، الذین: موصول، امنوا وعملوا الصلحت: صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، اجر: موصوف، غیر ممنون: ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مستثنیٰ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما یکذبک بعد بالدین الیس اللہ باحکم الحکمین﴾

ف: فصیحیہ، ما: استفہامیہ مبتدا للانکار، یکذبک: فعل بافاعل ومفعول، بعد: ظرف، بالدین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ھمزہ: حرف استفہام، لیس اللہ: فعل ناقص و اسم، ب: زائد، احکم الحکمین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

"تین اور زیتون" اقوال وافادیت:

۱...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿والتین والزیتون﴾ انجیر کی قسم اور زیتون (التین:۱) ﴾۔ التین بمعنی انجیر ہے، جو کہ غذا، پھل اور دواء کے طور پر استعمال ہوتا ہے، اطباء کہتے ہیں کہ یہ وہ عمدہ کھانا ہے جو کہ جلد ہضم ہونے والا ہے اور معدے میں ٹھہرتا نہیں اور طبیعت میں نرمی پیدا کرتا ہے، بلغم کم کرتا ہے، گردے اور مثانے کی پتھری کو باہر نکالتا ہے اور جسم کو فربہ کرتا ہے اور مسام جگر کو تقویت دیتا ہے اور بہترین غذا ثابت ہوتا ہے۔

زیتون کا درخت بڑی برکت والا ہے، اور اس میں کئی منافع ہیں۔ یہ چراغ جلانے کے استعمال میں آتا ہے اور اس کی روشنی بہت زیادہ اور دوائی ہوتی ہے۔ یہ فلسطین، ایران، عرب اور جنوبی یورپ میں پیدا ہوتا ہے۔ سائنسی تحقیق کے مطابق یہ کولسٹرول کو دور کرتا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ سب سے پہلا درخت تھا جو طوفان نوح کے بعد پیدا ہوا، ایک قول کے مطابق یہ درخت ارض مقدسہ یعنی بیت المقدس میں پیدا ہوا۔ یہ وہ درخت ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے جسم پر لگاؤ کہ یہ مبارک درخت سے نکلتا ہے"۔ (سنن الترمذی، کتاب الاطعمة، باب: ما جاء فی اکل الزیت، رقم: ۱۸۵۸، ص ٥٠٤) جس پہاڑ سے انجیر نکلتا ہے اُسے حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ اور زیتون شام سے نکلتا ہے جس کی جانب اکثر بنی اسرائیل کے انبیائے کرام بھیجے گئے ہیں، اور طور حضرت موسی علیہ السلام کو بھیجے جانے والا مقام ہے اور بلد الامین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے جانے والا مقام ہے۔ ایک قول کے مطابق انجیر اور زیتون دو مساجد کے نام ہیں، ابن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تین دمشق میں موجود مسجد ہے جب کہ زیتون بیت المقدس میں موجود مسجد ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ تین اصحاب کہف کی مسجد کا نام ہے اور زیتون مسجد ایلیاء کا نام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ تین مسجد نوح کا نام ہے جہاں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑی کے پاس ٹھہری تھی اور زیتون مسجد بیت المقدس کا نام ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ تین اور زیتون دو شہروں کے نام ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تین دمشق اور زیتون بیت المقدس کا نام ہے۔ حضرت شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ تین کوفہ میں موجود ہے جب کہ زیتون شام میں ہے اور ربیع کہتے ہیں کہ دو پہاڑ ہیں جو کہ ہمدان اور حلوان میں ہیں۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۲۱۱)

طور سینا سے کیا مراد ہے؟

۲...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وطور سینین اور طور سینا کی قسم (التین:۲)﴾۔ مراد وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت موسی علیہ السلام سے اللہ عزوجل نے کلام فرمایا، اور سینین کے بارے میں اختلاف ہے، نحویوں کے نزدیک سینین اور سینا دو جگہوں کے نام ہیں جن کی طرف پہاڑ کی نسبت کی گئی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ طور پہاڑ کا نام ہے اور سینین لغتِ حبشہ میں حُسن یا حسین کو کہتے ہیں جب کہ مجاہد کے قول کے مطابق سینین کے معنی مبارک ہیں اور کلبی کہتے ہیں کہ مراد درخت والا پہاڑ ہے اور مقاتل کہتے ہیں کہ ہر وہ پہاڑ جس میں پھلدار درخت ہوں وہ سینین کہلاتا ہے۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۲۱۱ وغیرہ ملخصاً)

نہ ختم ہونے والے ثواب سے کیا مراد ہے؟

۳...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الا الذین امنوا وعملوا الصلحت فلهم اجر غیر ممنون﴾ مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ انہیں بے حد ثواب ہے (التین:٦) ﴾۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ بندہ جو عمل اپنی جوانی میں کرتا تھا جب کہ وہ قوی تھا

اور پس جب عاجز ہو چکا، اور عمل نہیں کرسکتا، اللہ ﷻ (اپنے فضل سے) اُسے اُس عمل کا اجر دے گا یہاں تک کہ اُس کی موت واقع ہو جائے۔ اِنہی سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ جب بندہ اپنی جوانی میں کوئی نیکی کرتا تھا، پھر بوڑھا ہو گیا اور وہ نیکی نہیں کر پاتا اور اس کی عقل بھی جاتی رہی، اُس کے لئے اُسی جیسا عمل لکھا جائے گا جو وہ اپنی جوانی میں کیا کرتا تھا اور اُس سے بڑھاپے کے عمل کا کوئی مواخذہ نہ ہوگا اور اس کی عقل چلی جائے گی جب کہ وہ مومن ہو اور وہ جوانی میں اللہ ﷻ کی تابعداری کیا کرتا تھا۔ (الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۲۹۹)

ضحاک سے روایت ہے کہ بندہ جب اپنی جوانی میں نماز، روزہ اور صدقات کی کثرت کرتا ہے اور پھر اس کے جسم میں کمزوری آجاتی ہے اور جوانی کی طرح اعمالِ صالحہ نہیں کرسکتا تو اللہ ﷻ اس کے لئے اعمال کا اجر لکھ دیتا ہے جو وہ اپنی جوانی میں کیا کرتا تھا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کے فرمان بالا کے مطابق جب بندہ بڑھاپے کی وجہ سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو دیتا ہے، لیکن عالم باعمل کی عقلی صلاحیت کبھی نہیں جاتی۔ اور عاصم بن عکرمہ کہتے ہیں کہ: ''جس نے قرآن پڑھا وہ ڈھیٹ بڑھاپے کی عمر کو نہ پہنچے گا''۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۰۷)

اغراض:

او مدنية: ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق۔ **ای الماکولین:** مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے، تین کو خاص طور پر ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ پھل بھی ہے اور غذا بھی، اور جنتی پھل کے مشابہ بھی، اور اس کے خواص میں سے یہ ہے کہ جلد ہضم ہونے والا پھل ہے جو کہ معدہ میں زیادہ دیر تک نہیں ٹھہرتا اور پسینہ لاتا ہے، طبیعت میں نرمی لاتا ہے، بلغم کو کم کرتا، مثانوں میں پتھر وغیرہ کو زائل کرتا ہے، جسم کو توانا کرتا، بواسیر کو ختم کرتا، بینائی کو بڑھاتا ہے، فالج سے امن دیتا ہے اور یہی وہ پھل ہے جس کے پتے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے وجود پر ڈالے تھے جب جنت سے باہر تشریف لائے تھے، جس نے خواب میں انجیر کھایا اُسے مال ملے گا اور اولاد کی نعمت نصیب ہوگی۔ اور زیتون مبارک پھل ہے، جو کہ تیل کے طور پر، کھانے اور چراغ جلانے کے کام آتا ہے اور اس کے درخت کئی شہروں میں پائے جاتے ہیں اور ان کی نشو نما کی حاجت نہیں پڑتی بلکہ یہ زمین میں ہزاروں سال تک قائم رہتے ہیں، جس نے خواب میں زیتون کے پتوں کو دیکھا پس اس نے مضبوط گرہ کو تھام لیا۔ **او جبلین بالشام:** حاشیہ نمبر ''ا'' دیکھیں۔

الجبل الذی کلم الله تعالی علیه موسی: مراد وہ عظیم پہاڑ ہے جس میں چشمے اور درخت ہیں، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿**فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا**﴾ (الاعراف: ۱۴۳) کا تقاضا ہے کہ پہاڑ میں پاش پاش ہونے کے اثرات نہیں پائے جاتے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اللہ ﷻ نے اُسے وسعت والا بنایا ہے اور لرزہ فقط پہاڑ کے ایک حصہ میں آیا تھا، اور پہاڑ کے مبارک ہونے کی وجہ حضرت کلیم علیہ السلام کو کلام فرمانے کا شرف دینا ہے۔ **لامن الناس فیها:** پس نہ تو شہر مکہ میں شکار کرنا جائز اور نہ ہی درخت کاٹنا جائز ہے۔ **الجنس:** سے مراد ماہیت ہے اور یہ ماہیت کا اعتبار چہ جائے کہ مومن کے لئے ہو یا کافر کے لئے۔ **فی بعض افرادہ:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ پہلے ﴿**لقد خلقنا الانسان**﴾ میں ''الانسان'' سے جنس انسان مراد لی گئی، پھر ضمیر کا دوسرے معنی کی جانب اعادہ کیا گیا کہ ''الانسان'' سے بعض انسان مراد ہیں، گویا کہ ثابت کیا گیا ہے آیت میں استخدام والی صورت پائی جارہی ہے۔ **کنایة عن الهرم والضعف:** معنی یہ ہے کہ ہم نے انسان کو کمزور بنایا، پس فرمایا: ﴿**ومنکم من یرد الی ارذل العمر**﴾ (النحل: ۷۰)، ﴿**ومن نعمره ننکسه فی الخلق**﴾ (یٰس: ۶۸)، اور مفسر نے ﴿**اسفل سافلین**﴾ کی جانب رد کرنے کے حوالے سے دو اقوال ذکر کئے ہیں، جس میں سے دوسرا قول یہ ہے کہ ﴿**رددناه**﴾ سے مراد نارِ جہنم ہے کیونکہ جہنم کے طبقات ہیں اور بعض طبقات بعض دوسرے طبقات سے اسفل ہیں۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۲۹۷ وغیرہ)

سورۃ العلق مکیۃ وھی تسع عشرۃ آیۃ

(سورۂ علق مکی ہے جس میں ۱۹ آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ العلق

اس سورت میں ایک رکوع، انیس آیات، بانوے کلمے، اور دوسواسی حروف ہیں۔ امام ابن شیبہ، امام طبرانی، امام حاکم اور امام ابونعیم نے حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ''اقــــرا بــــاســـم ربـک'' پہلی سورت ہے جو نبی پاک ﷺ پر نازل ہوئی تھی (الدرالمنثور ج۸، ص ۵۲۱)۔ اس سورت کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا، پہلی پانچ آیتیں جبرئیل امین علیہ السلام غار حرا میں لے کر آئے۔ اور دوسرا حصہ اس وقت نازل ہوا جب نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں نماز پڑھنی شروع کی آپ کا انداز عبادت مکہ والوں کے لئے ایک انوکھا منظر تھا۔ لوگ دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے اور چلے جاتے لیکن ابوجہل وہ اس انداز عبادت کو دیکھ آگ بگولہ ہوجاتا اور آپ کو دھمکیاں دینا شروع کر دیتا۔ اور اس سورت میں انسان کی تخلیق میں اللہ عزوجل کی حکمت بیان فرمائی کہ اس کو ضعف سے قوت کی طرف منتقل کیا اور اس میں قرأت وکتابت کی فضیلت دی۔ اگلی آیتوں میں یہ بتایا کہ انسان اللہ عزوجل کی نعمتوں کا شکرادا نہیں کرتا اور اپنے مال و دولت کی بناء پر تکبر کرتا ہے۔

رکوع نمبر: ۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اقرا﴾اَوْجِدِالْقِرَاءَ ةِ مُبْتَدِئًا﴿ باسم ربک الذی خلق(۱)﴾اَلْخَلَائِقَ﴿خلق الانسان﴾اَلْجِنْسَ﴿ من علق (۲)﴾جَمْعُ عَلَقَةٍ وَهِيَ الْقِطْعَةُ الْيَسِيْرَةُ مِنَ الدَّمِ الْغَلِيْظِ﴿اقرا﴾تَاكِيْدٌ لِّلْاَوَّلِ﴿ وربک الاکرم(۳)﴾اَلَّذِيْ لَايُوَازِيْهِ كَرِيْمٌ حَالٌ مِنَ الضَّمِيْرِفِيْ اِقْرَاْ﴿الذی علم﴾اَلْخَطَّ﴿بالقلم (۴)﴾وَاَوَّلُ مَنْ خَطَّ بِهٖ اِدْرِيْسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ﴿علم الانسان﴾اَلْجِنْسَ﴿ ما لم یعلم (۵)﴾قَبْلَ تَعْلِيْمِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْكِتَابَةِ وَالصِّنَاعَةِ وَغَيْرِهَا﴿کلا﴾حَقًّا﴿ان الانسان لیطغی(۶)ان راہ﴾اَيْ نَفْسَهٗ﴿ استغنی (۷)﴾بِالْمَالِ نَزَلَ فِيْ اَبِيْ جَهْلٍ وَرَاٰى عِلْمِيَّةٌ وَاسْتَغْنٰى مَفْعُوْلٌ ثَانٍ وَاَنْ رَاٰهُ مَفْعُوْلٌ لَّهٗ﴿ان الی ربک﴾يَااِنْسَانُ﴿ الرجعی (۸)﴾اَلرُّجُوْعُ تَخْوِيْفٌ لَهٗ فَيُجَازِي الطَّاغِيْ بِمَايَسْتَحِقُّهٗ﴿ارء یت﴾فِيْ مَوَاضِعِهَاالثَّلَاثَةِ لِلتَّعَجُّبِ﴿ الذی ینھی (۹)﴾هُوَاَبُوْجَهْلٍ ﴿عبدا ﴾هُوَالنَّبِيُّ﴿اذا صلی (۱۰)ارء یت ان کان﴾اَيِ الْمَنْهِيُّ﴿ علی الھدی (۱۱)﴾اَوْلِلتَّقْسِيْمِ﴿او امر بالتقوی(۱۲)ارء یت ان کذب﴾اَيِ النَّاهِي النَّبِيَّ﴿ وتولی(۱۳)﴾عَنِ الْاِيْمَانِ﴿الم یعلم بان اللہ یری (۱۴)﴾مَاصَدَرَمِنْهُ اَيْ يَعْلَمُهٗ فَيُجَازِيْهِ عَلَيْهِ اَيْ اَعْجَبْ مِنْهُ يَامُخَاطَبُ مِنْ حَيْثُ نَهْيُهٗ عَنِ الصَّلٰوةِ وَمِنْ حَيْثُ اَنَّ الْمَنْهِيَّ عَلَى الْهُدٰى اٰمِرٌبِالتَّقْوٰى وَمِنْ حَيْثُ اِنَّ النَّاهِيَ مُكَذِّبٌ مُتَوَلٍّ عَنِ الْاِيْمَانِ﴿ کلا﴾رِدَعٌ لَهٗ﴿ لئن﴾لَامُ قَسَمٍ﴿ لم ینتہ﴾عَمَّاهُوَعَلَيْهِ مِنَ الْكُفْرِ﴿ لنسفعا بالناصیۃ (۱۵)﴾لَنَجُرَّنَّ بِنَاصِيَتِهٖ اِلَى النَّارِ﴿ناصیۃ﴾بَدَلٌ نَكِرَةٌ مِنْ مَّعْرِفَةٍ﴿کاذبۃ خاطئۃ (۱۶)﴾وَوَصْفُهَابِذٰلِكَ مَجَازٌوَّالْمُرَادُ صَاحِبُهَا﴿فلید ع نادیۃ(۱۷)﴾اَيْ اَهْلَ نَادِيْهِ وَهُوَالْمَجْلِسُ يَنْتَدِيْ يَتَحَدَّثُ فِيْهِ الْقَوْمُ وَكَانَ قَالَ لِلنَّبِيِّ لَمَّاانْتَهَرَهٗ حَيْثُ نَهَاهُ عَنِ الصَّلَاةِ لَقَدْ عَلِمْتَ مَابِهَا رَجُلٌ

اَكْثَرَ نَادِيًا مِنِّيْ لَاَمْلَاَنْ عَلَيْكَ هٰذَا الْوَادِيْ اِنْ شِئْتَ خَيْلًا جُرْدًا اَوْ رِجَالًا مُرْدًا ﴿سندع الزبانية(۱۸)﴾ اَلْمَلَائِكَةَ الْغِلَاظَ الشِّدَادَ لِاِهْلَاكِهٖ فِي الْحَدِيْثِ لَوْ دَعَا نَادِيَهٗ لَاَخَذَتْهُ الزَّبَانِيَةُ عَيَانًا ﴿كلا﴾ رِدْعٌ ﴿لا تطعه﴾ يَا مُحَمَّدُ فِيْ تَرْكِ الصَّلٰوةِ ﴿واسجد﴾ صَلِّ لِلّٰهِ ﴿واقترب(۱۹)﴾ مِنْهُ بِطَاعَتِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

پڑھو(یعنی فعل قرائت کوموجود کردوابتدا کرتے ہوئے......۱......)اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا(مخلوقات کو)انسان(یعنی جنس انسان)کو پیدا کیا خون کی پھٹک سے(''علق'' علقة کی جمع ہے،یہ جمے ہوئے خون کے معمولی حصہ کو کہتے ہیں)پڑھو(یہ اقرء ماقبل''اقراء'' کی تاکید کے لیے ہے)اور تمہارا رب ہے سب سے بڑا کریم(جس کے برابر کوئی کریم نہیں ہے،یہ''اقراء'' کی ضمیر سے حال بن رہا ہے)جس نے سکھایا(لکھنا)قلم سے(وہ پہلے شخص جنہوں نے قلم سے لکھا حضرت ادریس علیہ السلام ہیں ،......۲......)انسان(یعنی جنس انسان)کو سکھایا جو نہ جانتا تھا(اس کے تعلیم فرمانے سے قبل ،ہدایت، کتابت، صناعت وغیرہ ......۳......)یقیناً(کلا بمعنی حقا ہے)بیشک انسان سرکشی کرتا ہے اس پر کہ اس نے اپنے آپ کو(اپنے نفس کو)غنی سمجھ لیا(مال کے سبب،یہ آیت ابوجہل کی مذمت میں نازل ہوئی،رائی کے معنی علم ہے،''استغنی'' اس کا مفعول ثانی ہے اور''ان راہ'' مفعول لہ ہے ،اے انسان!)بیشک تمہارے رب ہی کی طرف پھرنا ہے(الجعی بمعنی الرجوع ہے،اس میں انسان کو ڈرایا گیا ہے پس اللہ جل جلالہ سرکش کو وہی بدلہ دے گا جس کا وہ حقدار ہے)بھلا دیکھو تو(یہاں تینوں مقامات میں مذکور''ارءیت'' تعجب دلانے کے لیے ہے)جو منع کرتا ہے(مراد اس سے ابوجہل ہے)بندے کو(مراد اس سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)جب وہ نماز پڑھے بھلا دیکھو تو وہ(یعنی روکنے والا نبی پاک کو......۴......)اور موتھ پھیرا(ایمان لانے سے)کیا نہ جانا کہ دیکھ رہا ہے(جو کچھ اس سے صادر ہوا ہے،یعنی اللہ عزوجل وہ سب کچھ جانتا ہے وہ اس پر اسے بدلہ دے گا)ہاں ہاں(''کلا'' کے ذریعے ابوجہل کو جھڑکا گیا ہے)اگر(''لئن'' میں لام قسمیہ ہے)اگر باز نہ آیا(اس عقیدے سے جس پر ہے یعنی کفر سے)تو ضرور ہم پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے(جہنم کی طرف ،لنسفعا بالنا صية بمعنی لنجرن بنا صیقه ہے)پیشانی(لفظ''ناصية'' بدل نکرہ ہے،اسم معرفہ کا)جھوٹی خطا کار(پیشانی کے اوصاف''کا ذبة''''خاطئة'' کے ساتھ ذکر کرنا مجاز ہے،مراد یہاں پیشانی والا ہے)اب پکارے اپنی مجلس کو(یعنی اپنی مجلس والوں کو،اس سے مراد مجلس ہے جو انہوں نے لمبی گفت وشنید کے لیے بنا رکھی تھی اس میں لوگ باہم باتیں کرتے تھے۔جب ابوجہل نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے روکا تو آپ نے اسے جھڑکا اس پر اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ جانتے ہیں مجھ سے بڑھ کر کسی شخص کی مجلس نہیں ہے اگر چاہوں تو آپ کے خلاف اس وادی کے نوجوان سواروں اور پیدلوں سے بھردوں)ابھی ہم زبانیہ کو بلاتے ہیں(زبانیہ سے مراد سخت دل فرشتے ہیں، حدیث پاک میں ہے اگر وہ اپنی مجلس کو بلاتا تو سب کی آنکھوں کے سامنے اسی وقت زبانیہ اس کو پکڑ لیتے ......۵......)ہاں ہاں(''کلا'' کے ذریعے ابوجہل کو جھڑکا گیا ہے،اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ترک نماز کے بارے میں)اس کی نہ سنو اور سجدہ کرو(یعنی اللہ عزوجل کے لیے نماز پڑھو)اور(اس کی فرمانبرداری کر کے اس سے)قریب ہو جاؤ۔

﴿ترکیب﴾

﴿اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق﴾

اقرا: فعل امر''انت''ضمیر ذوالحال،ب: جار،اسم :مضاف،ربک :موصوف،الذی :موصول،خلق :جملہ فعلیہ مبدل منہ ،خلق

الانسان من علق: جملہ فعلیہ بدل، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "مفتتحا" شبہ فعل محذوف کیلئے، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اقرا وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم﴾

اقرا: فعل امر "انت" ضمیر مستقر ذوالحال، و: حالیہ، ربک: مبتدا، الاکرم: خبراول، الذی: موصول، علم بالقلم: جملہ فعلیہ مؤکد، علم الانسان: فعل بافاعل ومفعول، مالم یعلم: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ تاکید، ملکر صلہ، ملکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اقرا" کی تاکید واقع ہے۔

﴿کلا ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی﴾

کلا: حرف ردع وزجر، ان انسان: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، یطغی: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، راہ: فعل بافاعل ومفعول، استغنی: جملہ فعلیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الی ربک الرجعی اریت الذی ینھی عبدا اذا صلی﴾

ان: حرف مشبہ، الی ربک: ظرف مستقر خبر مقدم، الرجعی: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ہمزہ: حرف استفہام، رایت: بمعنی خبرنی، فعل بافاعل، الذی: موصول، ینھی عبدا: فعل بافاعل ومفعول، اذا: مضاف، صلی: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اریت ان کان علی الھدی او امر بالتقوی﴾

ہمزہ: حرف استفہام، رایت: بمعنی خبرنی، فعل بافاعل، ان: شرطیہ، کان علی الھدی: معطوف علیہ، او: عاطفہ، امر بالتقوی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا محذوف ""افلم یعلم بان اللہ یری" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اریت ان کذب وتولی﴾

ہمزہ: حرف استفہام، رایت: فعل بافاعل، ان: شرطیہ، کذب: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تولی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا محذوف "افلم یعلم بان اللہ یری" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الم یعلم بان اللہ یری﴾

ہمزہ: حرف استفہام، لم یعلم: فعل نفی بافاعل، ب: زائد، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یری: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "اریت الذی ینھی" کیلئے مفعول ثانی واقع ہے۔

﴿کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ﴾

کلا: حرف ردع وزجر، لام قسمیہ تاکیدیہ، ان: شرطیہ، لم ینتہ: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ، نسفعا: فعل مضارع وزجر مؤکد بانون مخففہ "اصلہ نسنحن" با "نحن" ضمیر مستقر فاعل، ب: جار، الناصیۃ: مبدل منہ، ناصیۃ: موصوف، کاذبۃ: صفت اول، خاطئۃ: صفت ثانی، ملکر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ﴾

ف: فصیحیہ، لیدع: فعل امر باھو ضمیر فاعل، نادیہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف "ان وستحرفی غلوائہ" کی جزا، ملکر جملہ

شرطیہ، س: حرف استقبال، ندع الزبانیۃ: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے۔

﴿کلا لاتطعہ واسجد واقترب﴾

کلا: حرف ردع وزجر، لاتطعہ: فعل نہی با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اسجد: فعل امر با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اقترب: فعل امر با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ارایت الذی ینھی...... ☆ یہ آیت بھی ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی اس نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھنے سے منع کیا تھا اور لوگوں سے کہا تھا اگر میں انہیں ایسا کرتا دیکھوں گا تو (معاذ اللہ) گردن پاؤں سے کچل ڈالوں گا اور چہرہ خاک میں ملادوں گا۔ پھر وہ اسی ارادہ فاسدہ سے حضور کے نماز پڑھتے میں آیا اور حضور کے قریب پہنچ کر الٹے پاؤں پیچھے بھاگا۔ ہاتھ بڑھائے ہوئے جیسے کوئی کسی مصیبت کو روکنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھاتا ہے، چہرے کا رنگ اڑ گیا، اعضاء کانپنے لگے، لوگوں نے کہا کیا حال ہے کہنے لگا میرے اور محمد ﷺ کے درمیان ایک خندق ہے جس میں آگ بھری ہے اور دہشت ناک پرند بازو پھیلائے ہوئے ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے عضو عضو کو جدا کرڈالتے۔

☆......ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ...... ☆ جب ابو جہل نے نبی کریم ﷺ کو نماز سے منع کیا تو حضور ﷺ نے اس کو سختی سے جھڑک دیا اس پر اس نے کہا تھا کہ آپ مجھے جھڑکتے ہیں خدا کی قسم میں آپکے مقابل نوجوان سواروں اور پیدلوں سے اس جنگل کو بھردوں گا آپ جانتے ہیں کہ مکہ میں مجھ سے زیادہ کوئی بڑے جتھے اور مجلس والا نہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سید عالم ﷺ کا پڑھنا:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اقراء باسم ربک الذی خلق پڑھواپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا (العلق:۱)﴾۔

یعنی اے محبوب ﷺ جو بھی وحی آپ پر کی جارہی ہے، اُسے پڑھیں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ یہاں اقراء سے ابتداء کرنے یا اللہ ﷻ کے نام سے ابتداء کرنے کا حکم ہے، پھر ظاہر یہی ہے کہ بغیر اللہ ﷻ کے نام کے کسی چیز کی ابتداء کیسے ہوسکتی ہے اور یہیں سے (مفسرین کرام کی ایک جماعت) بسم اللہ کو سورت پاک کا جزء مانتی ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت جس میں امام اعظم بھی شامل ہیں کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے آقائے دوجہاں ﷺ کی بارگاہ میں تشریف لاکر جب کہ سید عالم ﷺ (غار حرا میں مصروف عبادت تھے) تین مرتبہ اسی جملہ "اقراء" کی تکرار فرمائی، پھر مزید مکمل آیت تلاوت فرمائی۔ بعض آثار میں یہ بھی ہے کہ سید عالم ﷺ غار حرا میں مصروف عبادت تھے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اللہ ﷻ کے اذن سے تشریف لائے اور (وحی کا آغاز ابتدائی پانچ آیتوں سے فرمایا یعنی اسی سورت کی پہلی پانچ آیات نازل فرمائی گئیں، اور جب ابتداء میں فرمایا کہ پڑھیے! تو آقائے دوجہاں ﷺ نے ما انا بقاری ء فرمایا"۔

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۵۵٦ وغیرہ)

شیخ محدث دھلوی کہتے ہیں: سید عالم ﷺ نے فرمایا: "ما انا بقاریء یعنی میں پڑھا ہوا نہیں ہوں اس لئے مجھ سے پڑھا نہیں جاسکتا"، ہوسکتا ہے کہ اچانک فرشتے کو دیکھنے سے آپ کو سخت دہشت وخوف لاحق ہوا ہو اور اس خوف اور دہشت کی وجہ سے آپ نے فرمایا ہو کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، اور اس کی یہ وجہ نہیں ہے کہ آپ نے امّی ہونے کی وجہ سے یہ فرمایا، کیونکہ جو شخص پڑھا ہوا نہ ہو، وہ دوسرے کے پڑھانے سے پڑھ سکتا ہے اور کسی کی تعلیم سے پڑھنا امّی ہونے کے منافی نہیں ہے، خصوصاً جب کہ سید عالم ﷺ غایت

درجے کے فصیح وبلیغ تھے، ہاں کسی لکھی ہوئی چیز کو دیکھ کر پڑھنا اُمّی ہونے کے منافی ہے، قاموس میں لکھا ہے کہ اُمّی اس شخص کو کہتے ہیں جو لکھنا نہ جانتا ہو اور لکھی ہوئی چیز کو پڑھ نہ سکتا ہو، اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام جواہر سے آراستہ ایک ریشم کا صحیفہ لائے اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں وہ رکھ دیا اور کہا: پڑھیں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، تو اس نامہ اور نوشتہ میں لکھی ہوئی چیز کو کیسے پڑھوں؟ یہ معنی زیادہ مناسب وزیادہ ظاہر ہے۔(اشعة اللمعات، باب المبعث وبدء الوحی، ج۷، ص(۲۰۱)۔ آقائے دوجہاں کے وصفِ اُمّی کے حوالے سے مزید مطالعہ عطائین، ج۲، ص۳۶۲، ج۴، ص۳۲۰ میں فرمائیں۔

مفسر جلال کے نزدیک سب سے پہلے لکھنے والے کون؟

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الذی علم بالقلم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا(العلق:٤)﴾۔ یعنی اللہ عزوجل نے انسان کو خط وکتابت کا علم سکھایا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی نعمتوں میں سے عظیم نعمت قلم ہے، اگر یہ نہ ہوتی تو دین قائم نہ ہوتا اور زندگی گزارنے کے اصلاحی امور تشکیل نہ پاتے۔ اس آیت میں اللہ عزوجل کے کمال کرم کی جانب اشارہ پایا جارہا ہے، کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتے تھے اور انہیں جہل کی تاریکیوں سے نکال کر نورِ علم کی جانب گامزن کردیا اور علم کتابت کی جانب انہیں مائل کردیا جس میں عظیم منافع ہیں جس کا احاطہ اللہ عزوجل ہی کی ذات کرسکتی ہے۔ اور علم کو مدون کرنا، حکمت کو قید کرنا اور پہلے لوگوں کی باتوں اور مقالات کو ضبط تحریر میں لانے کا اہتمام اللہ عزوجل کی نازل کردہ کتاب مبین کے ساتھ کر دکھایا اور یہی وہ کتاب منزل ہے جس میں دین ودنیا کی رعنائیاں ہیں۔ مجاہد نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ اللہ عزوجل نے چار چیزیں اپنے دستِ قدرت سے پیدا کی ہیں، پھر تمام حیوانوں سے ارشاد فرمایا: کن یعنی ہوجا، اور وہ چار چیزیں قلم، عرش، جنتِ عدن اور حضرت آدم علیہ السلام تھے، اور قلم کے ساتھ لکھنے کی تین روایات ملتی ہیں: (۱)...... یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے لکھا، یہ حضرت کعب کا قول ہے، (۲)...... حضرت ادریس علیہ السلام نے سب سے پہلے لکھا، یہ ضحاک کا قول ہے۔ (۳)...... ہر کتابت جو قلم کے ساتھ کی جاتی ہے وہ اس کے تحت داخل ہے کیونکہ یہ سب اللہ عزوجل کی تعلیمات پر مشتمل ہے اور یہ سب اللہ عزوجل کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

علماء کہتے ہیں کہ اصل کے اعتبار سے تین قلم ہیں: (۱)...... جسے اللہ عزوجل نے اپنے دستِ بے مثال سے تخلیق فرمایا، اور لکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (۲)...... فرشتوں کی اقلام: جو اللہ عزوجل نے فرشتوں کے ہاتھوں میں رکھ دیئے ہیں اور ان کی مدد سے تقدیر اور دیگر ہونے والے اعمال کا حساب کتاب لکھ دیا۔ (۳)...... لوگوں کی اقلام: جنہیں اللہ عزوجل نے لوگوں کے ہاتھوں سے تخلیق کروانے کا اہتمام فرمایا، بندے اُن سے لکھتے ہیں، اور اپنے رب عزوجل کی حمد وثناء کا اہتمام بھی اُسی سے کرتے ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۱۱)

☆......حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کیا میں لکھ لیا کروں جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنتا ہوں؟، فرمایا: ”جی ہاں لکھ لیا کرو، کیونکہ اللہ عزوجل نے (انسان کو) قلم کے ساتھ لکھنے کا علم سکھا دیا ہے“۔

(سنن ابو داؤد، کتاب العلم، باب ماجاء علی حث العلم، رقم: ٣٦٤٦، ص ٦٨٥ ملخصاً)

☆......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں: ”جب نطفہ بیالیس روز کا ہوجاتا ہے تو اللہ عزوجل فرشتے کو بھیجتا ہے جو کہ اس کی شکل بناتا ہے، اور اس کی سماعت (سننے کی طاقت)، بصارت (دیکھنے کی طاقت)، رنگت، گوشت وہڈیاں تشکیل دیتا ہے، پھر فرماتا ہے اے رب عزوجل! مرد یا عورت؟ پس اللہ عزوجل جو چاہتا ہے وہی اُس فرشتے کو الہام فرماتا ہے، پھر فرشتہ اللہ عزوجل سے اُس کی زندگی اور موت کے بارے میں استفسار کرتا ہے، پس اللہ عزوجل اپنی خواہش کے مطابق حکم فرماتا ہے، اور فرشتہ سب کچھ لکھ لیتا ہے، پھر فرشتہ اللہ عزوجل سے اُس کے رزق کے بارے میں استفسار کرتا ہے، پس اللہ عزوجل جو چاہتا ہے اُسے حکم فرماتا

ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے، پھر اُس نوشتے میں نہ تو کچھ کمی ہوتی ہے اور نہ ہی اضافہ"۔

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کیفیة الخلق الآدمی، رقم: (٦٦٢١)/٢٦٤٥، ص١٣٠٢)

یہاں انسان کے نہ جاننے سے کیا مراد ھے؟

۳۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿علم الانسان ما لم یعلم آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا (العلق: ٥)﴾۔ جس طرح قلم (علم) انسان کو زندگی گزارنے کا صحیح رستہ بتاتی ہے، بالکل اسی طرح آنکھ انسان کی زندگی کا رُخ درست کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اور یہ کہنا درست نہیں کہ قلم انسان کی نائب ہے کیونکہ درحقیقت قلم زبان کی نائب ہے اور زبان قلم کی نائب نہیں ہے۔

(الرازی، ج ١١، ص ٢١٨)

امام جریر طبری لکھتے ہیں: انسان کو قلم کے ذریعے لکھنے کا ہنر سکھایا، اور وہ پہلے نہ جانتا تھا اور یہی قول اہل تاویل نے اِس بارے میں کیا ہے۔ اور یہ انسان پر اللہ عزوجل کی جانب سے انعام ہے۔ اللہ عزوجل نے انسان کو صحیح تخلیق فرمایا اور اُسے وہ تعلیم دی جو انسان نہ جانتا تھا اور اُس پر وہ انعام واکرام کیا جس کا کوئی ہم پلہ نہیں، لیکن جب انسان نے اپنے رب عزوجل کی ناشکری کی اور کفر اختیار کیا تو اس بارے میں فرمایا: ﴿کلا ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی ہاں ہاں بیشک آدمی سرکشی کرتا ہے اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا (العلق: ٦تا٧)﴾

(الطبری، الجزء: ٣٠، ص ٣٠٦ وغیرہ)

امام قرطبی لکھتے ہیں: انسان کو علم سکھانے کے بارے میں کچھ اقوال ہیں: (۱)۔۔۔۔۔ یہاں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، جنہیں اللہ عزوجل نے ہر چیز کا علم دیا جس کا بیان کچھ یوں ہوا: ﴿وعلم آدم الاسماء کلھا اور اللہ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے (البقرۃ: ٣١)﴾۔ پس کوئی چیز ایسی باقی نہ رہی جس کے بارے میں اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم نہ دیا ہو اور جس طرح اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم سے نوازا اس کا بیان فرشتوں کے سامنے فرمایا اور اس سے حضرت آدم کی فضیلت کا بیان کرنا مقصود تھا اور اپنی عظیم شان کا کہ جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم سکھایا ہے وہ رب عزوجل کی ذات کی قدرت کتنی عظیم ہوگی اور اس سے حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت کو بیان کرنا مقصود تھا اور فرشتوں پر دلیل قائم کرنا بھی کہ وہ اللہ عزوجل کی عظیم قدرت کا آنکھوں دیکھا حال ملاحظہ فرمالیں۔ (۲)۔۔۔۔۔ یہاں الانسان سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور اسکی دلیل اس فرمان میں ہے: ﴿وعلمک ما لم تکن تعلم اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے (النساء: ١١٣)﴾۔ یعنی اسی بناء پر مفسرین نے مستقبل کے علم کی جانب اشارہ فرمایا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے مستقبل کا علم عطا فرمایا ہے۔ (۳)۔۔۔۔۔ ایک قول یہ ہے کہ الانسان سے مراد سب انسان یعنی کوئی تخصیص نہیں ہے بلکہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿واللہ اخرجکم من بطون امھتکم لا تعلمون شیئا اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ نہ جانتے تھے (النحل: ٧٨)﴾۔

(القرطبی، الجزء: ٣٠، ص ١١٣)

اللہ عزوجل کے نبی کو نماز سے روکنے کی وجوھات:

۴۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ارئیت الذی ینھی عبدا اذا صلی بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے (العلق: ٩تا١٠)﴾۔ یہ خطاب تعجب کی وجہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے اور اس تعجب کی کچھ وجوہات ہیں: (۱)۔۔۔۔۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس نشان ہے: "اے اللہ عزوجل! اسلام کو ابوجہل کے ایمان لانے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے معزز فرما"، پس یہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اسلام لانے کا شوق رکھتے ہیں جب کہ اس کی حالت تو کچھ اور ہی ہے، اور یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے سے روکنے کی کوششیں کرتا ہے۔ (۲)۔۔۔۔۔ ابوجہل کا لقب ابوالحکم تھا، جب کہ اس کا حال یہ کہ اللہ عزوجل کی بندگی سے روکتا اور

بتوں کی عبادت کرتا ہے، پس اسی تعجب کے باعث یہ کلام کیا گیا۔(۳)......احمق انسان جو کہ غیر خدا کی عبادت و بندگی کا عقیدہ رکھتا ہے، جو کہ نہ تو خالق ہے اور نہ ہی رب، کیونکہ طاعت و فرمانبرداری فقط اللہ ﷻ کی ہونی چاہیے۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۲۲۱)

زبانیہ کون ہیں؟

۵......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سندع الزبانية ابھی ہم سپاہیوں کو بلاتے ہیں (العلق: ۱۸)﴾۔ مقاتل کہتے ہیں کہ داروغۂ جہنم ہیں جن کے قدم زمین میں اور سر آسمانوں میں ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ زبانیہ کا لفظ اہل عرب میں شرط کے طور پر بولا جاتا ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کسی پر سختی کی جائے اور ایک قول یہ ہے کہ مراد جہنم پر متعین فرشتوں کا نام زبانیہ ہے کیونکہ یہ کافروں کو جہنم رسید کرنے پر متعین کیے گئے ہیں۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۲۲۶)

☆......حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ ابو جہل کہتا تھا کہ اگر میں محمد (ﷺ) کو نماز پڑھتے دیکھتا تو اُن کی گردن پر گندگی ڈال دیتا، پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اگر وہ ایسا کرتا تو (زبانیہ) فرشتے اُسے اچک لیتے"۔

(صحيح البخاری، كتاب التفسير، باب كلالئن لم ينته، رقم: ۴۹۵۸، ص ۸۸۷)

☆......حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ابو جہل سید عالم ﷺ کی جائے نماز کے پاس سے گزرا تو بولا: اے محمد (ﷺ)! کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا، پس اُسے سید عالم ﷺ کا یہ عمل ناگوار گزرا اور ابو جہل بولا: تجھے کونسی چیز باز رکھے گی (معاذ اللہ ﷻ)، بولا میں وادی کے اکثر علاقوں سے یہ آواز سنتا ہوں: ﴿فليدع ناديه سندع الزبانية اب پکارے اپنی مجلس کو ابھی ہم سپاہیوں کو بلاتے ہیں (العلق: ۱۷ تا ۱۸)﴾، ابن عباس کہتے ہیں کہ اگر سید عالم ﷺ پکارتے تو زبانیہ فرشتے ایک ساعت میں اُسے عذاب میں گرفتار کر لیتے۔

(سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب اقرء باسم ربك، رقم: ۳۳۶۰، ص ۹۶۶)

اغراض:

اول ما نزل من القرآن: اس کے بعد سورہ "ن" اور "قلم" نازل ہوئیں، اس کے بعد "المزمل"، پھر "المدثر"، جیسا کہ خازن میں ہے، لیکن مشہور قول اس کے خلاف ہے یعنی پہلے سورہ "اقراء"، پھر اس کے بعد "المدثر" اور سلف صالحین کا ترتیب میں اختلاف ہے یعنی کونسی سورت پہلے اور کونسی بعد میں نازل ہوئی۔

رواہ البخاری: بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ سید عالم ﷺ پر وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی، سید عالم ﷺ آسمان پر سفیدی ظاہر ہونے تک خواب دیکھتے، پھر سید عالم ﷺ نے تنہائی اختیار کرنا شروع فرمادی اور غار حرا میں تنہائی اختیار کرنے لگے، کئی راتیں متواتر عبادت کرتے، پھر اپنی زوجہ مطہرہ کی جانب واپس لوٹتے اور پھر اس طرح کھانے پینے کی ضروری چیزیں لے کر چلے جاتے یہاں تک کہ جب آپ غار حرا میں تھے تو وحی آگئی یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: پڑھیں! پس سید عالم ﷺ نے جواب دیا: "میں پڑھنے والا نہیں ہوں"، آپ نے فرمایا: "پھر جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پکڑ کر دبوچا، یہاں تک کہ مجھے تکلیف محسوس ہونے لگی"، پھر مجھے چھوڑ کر کہا: "پڑھیں"، میں نے جواب دیا: "میں پڑھنے والا نہیں"، پس دوسری بار بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے سینے سے لگا کر بھینچا، یہی تیسری بار ہوا اور کہا پڑھیں! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے، پڑھیں آپ کا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا......الخ (العلق: ۱ تا ۵)، پس سید عالم ﷺ اس وحی کے ساتھ کانپتے ہوئے لوٹے یہاں تک کہ بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے آئے اور فرمانے لگے: "مجھے کمبل اوڑھادو، مجھے کمبل اوڑھادو"، پس انہوں نے سید عالم ﷺ کو کمبل اوڑھادیا یہاں تک کہ آپ ﷺ سے خوف کے آثار دور ہوئے، پھر آپ ﷺ نے

بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اے خدیجہ مجھے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے''، اور پھر سارا واقعہ سنایا، حضرت خدیجہ نے کہا: ایسا ہے تو آپ کو خوشخبری ہو، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم اللہ عَزَّوَجَلَّ کبھی آپ کو رسوا نہیں ہونے دے گا کیونکہ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، ہر ایک کا بوجھ برداشت کرتے ہیں، معذوروں کے لئے کماتے ہیں، مہمان کی خاطر تواضع کرتے ہیں اور راہ حق میں پیش آنے والی مصیبتوں میں مدد کرتے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو کہ اُن کے چچازاد بھائی تھے۔ وہ زمانۂ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھا کرتے تھے اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا وہ انجیل مقدس سے عربی لکھا تھا، بہت بوڑھے اور بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ پس بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بھائی جان! ذرا اپنے بھتیجے کی بات سنیں!، ورقہ بن نوفل نے کہا: اے بھتیجے! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ پس نبی کریم ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا بتا دیا، ورقہ نے یہ سن کر کہا: یہی تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا گیا تھا، کاش! میں جوان ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا۔ پھر ایک لفظ کہا: رسول اللہ ﷺ نے استفسار فرمایا: کیا لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں!، جو شخص بھی یہ چیز لے کر آیا جو آپ (ﷺ) لائے ہیں تو اُسے اذیت پہنچائی گئی اور اگر میں آپ (ﷺ) کے اس زمانے تک زندہ رہا تو آپ (ﷺ) کی بھرپور مدد کروں گا، اس کے تھوڑے عرصے بعد ورقہ بن نوفل کا انتقال ہو گیا اور وحی کا سلسلہ کچھ دنوں تک بند رہا یہاں تک کہ سید عالم ﷺ اس کا غم محسوس کرنے لگے۔

الجنس: بمعنی الصادق ہے، مذکر اور مونث۔ **جمع علقة:** کیوں کہ تمام ہی مخلوق علقہ سے بنی ہے جیسا کہ آیت پاک سے واضح ہے۔ **الذی لا یوازیه کریم:** اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل کے مساوی کوئی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی کو دیتا ہے تو بغیر کسی غرض اور عوض کے عطا فرماتا ہے جب کہ مخلوق میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ **ادریس:** ایک قول کے مطابق مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

حال من ضمیر اقراء: معنی یہ ہے کہ جو آپ ﷺ کی جانب وحی کی جاتی ہے، اُسے پڑھیں۔ اور حال یہ ہے کہ آپ ﷺ کا رب نہ تو آپ ﷺ کے عوض کا منتظر ہے اور نہ ہی وہ آپ ﷺ کو رسوا کرے گا، پس سید عالم ﷺ کو اطمینان دیا گیا جو آپ ﷺ کے جی میں خوف تھا کہ آپ ﷺ اُس بات کو پورا نہ کر سکیں گے جو آپ ﷺ کے رب عَزَّوَجَلَّ نے آپ ﷺ سے چاہی ہے۔ **الجنس:** دیگر اقوال میں سے ایک قول ''الانســـــان'' سے مراد جنسِ انسان لیا گیا ہے، ایک قول کے مطابق مراد حضرت آدم ہیں جنہیں تمام اسماء سکھائے گئے، جیسا کہ فرمایا: ﴿وعلم آدم الاسماء کلها (البقرة: ٣١)﴾ اور ایک قول کے مطابق مراد سید عالم ﷺ کی ذات پاک ہے۔

قبل تعلیمه: نفی کے متعلق ہے، معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کو باتیں سکھائی گئیں جو سکھائے جانے سے قبل آپ ﷺ کے علم سے منفی تھیں۔

حقا: کسائی اور اس کے پیروکار کے نزدیک کلا بمعنی حقا ہے۔ **یا انسان:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ربک﴾ میں موجود ضمیر ﴿الانســـان﴾ کی طرف عائد ہے جس کا ذکر ماقبل ہوا ہے اور اس صورت میں غیبت سے خطاب کی جانب التفات کیا گیا ہے اور سرکشی کرنے والوں کے لئے زجر و توبیخ ہے۔ **ای الرجوع:** یعنی انسان نے تخفیف کی جانب لوٹنا ہے، پس غنی فقر کی طرف، عزت کے بعد ذلت، قوت کے بعد ضعف، حیات کے بعد ممات اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے جائے فرار نہیں ہے۔ **هو ابو جهل:** اس کا کہنا تھا کہ میں محمد (ﷺ) کو پاؤں تو ان پر خاک ڈال دوں، لوگوں نے کہا: ہاں!، اس نے کہا: میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر وہ مجھے نماز کی حالت میں مل گئے تو میں ان کی گردن کو اپنے پیروں سے روند ڈالوں گا، لوگوں نے کہا: وہ دیکھو محمد (ﷺ) نماز ادا کر رہے ہیں، پس وہ اسی ارادے سے نکلا لیکن آگے بڑھا کہ پیچھے ہو گیا، کسی نے پوچھا کیا ہوا؟ آگے کیوں نہیں ہوتا؟، اس نے کہا میرے اور محمد (ﷺ) کے مابین آگ کی خندق حائل ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ آگے بڑھتا تو پروں والے فرشتے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ **ای اهل نادیه:** اس جملے میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ کلام میں مضاف محذوف ہے، اس لئے کہ النادی بمعنی المجلس ہے جس میں لوگ بات چیت کرتے ہیں۔ (الصاوی، ج٦، ص٣٠٠ وغیرہ)

سورۃ القدر مکیۃ او مدنیۃ وھی خمس او ست آیات

(سورۃ القدر مکی یا مدنی ہے، اس میں پانچ یا چھ آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ القدر

اس سورت میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، تیس کلمے، ایک سو بارہ حروف ہیں۔ قـدر کا معنی قسمت اور تقدیر ہے اور عزت و منزلت بھی یہاں دونوں معنی مراد لئے جاسکتے ہیں بتایا کہ یہ کوئی معمولی رات نہیں بلکہ یہ وہ رات ہے جس میں اللہ ﷻ کے اس کلام معجز کی ابتداء ہوئی جو قسمت اور تقدیر کو بدلنے والا ہے اور یہ کلام کسی ایک فرد یا کسی قبیلہ یا کسی ایک ملک کی طرف نہیں بلکہ نوع انسانی کے اُن تمام افراد کے لئے ہے جو اس کو قبول کر چکے ہیں یا اس پر عمل کرنے کا پختہ ارادہ کر چکا ہو۔ پھر اس میں کسی زمانہ کی تخصیص کی کوئی قید نہیں جس طرح محمد ﷺ رسالت کی قید زمانی سے ماوراء ہے اسی طرح ان کا لایا ہوا کلام بھی ماوراء ہے۔ یا اس سے اس رات کی قدر و منزلت بیان فرمائی۔ اور اس میں اس رات کی خیر و برکت ہزار ماہ کی عبادت سے افضل ہے۔ ساری رات فرشتوں کی آمد اور رحمتوں کے نزول کا سلسلہ جاری ہے اور سلامتی کی بشارتیں دی جاتی رہتی ہیں۔

رکوع نمبر: ۲۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿انا انزلنہ﴾ اَیِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً واحِدَةً مِّنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ اِلٰی سَمَاءِ الدُّنْیَا ﴿فی لیلة القدر (۱)﴾ اَیِ الشَّرْفِ وَالْعَظْمِ ﴿وما ادرک﴾ اَعْلَمَکَ یَامُحَمَّدُ ﴿ما لیلة القدر (۲)﴾ تَعْظِیْمٌ لِّشَانِهَا وَتَعْجِیْبٌ مِّنْهُ ﴿لیلة القدر خیر من الف شهر (۳)﴾ لَیْسَ فِیْهَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ فَالْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنْهُ فِیْ اَلْفِ شَهْرٍ لَیْسَتْ فِیْهَا ﴿تنزل الملئکة﴾ بِحَذْفِ اِحْدَی التَّائَیْنِ مِنَ الْاَصْلِ ﴿والروح﴾ اَیْ جِبْرِیْلُ ﴿فیها﴾ فِی اللَّیْلَةِ ﴿باذن ربهم﴾ بِاَمْرِهٖ ﴿من کل امر (۴)﴾ قَضَاهُ اللّٰهُ فِیْهَا لِتِلْکَ السَّنَةِ اِلٰی قَابِلٍ وَمِنْ سَبَبِیَّةٌ بِمَعْنَی الْبَاءِ ﴿سلم هی﴾ خَبَرٌ مُّتَقَدَّمٌ وَّمُبْتَدَاءٌ ﴿حتی مطلع الفجر (۵)﴾ بِفَتْحِ اللَّامِ وَکَسْرِهَا اِلٰی وَقْتِ طُلُوْعِهٖ جُعِلَتْ سَلَامًا لِکَثْرَةِ السَّلَامِ فِیْهَا مِنَ الْمَلَائِکَةِ لَاتَمُرُّ بِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِلَّا سَلَّمَتْ عَلَیْهِ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک ہم نے اسے (یعنی قرآن پاک کو یکبارگی لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف......۱......) شب قدر میں اتارا (یعنی شرف و برکت والی رات میں......۲......) اور (اے حبیب ﷺ) تم نے کیا جانا (ما ادرک بمعنی ما اعلمک ہے) کیا شب قدر (یہاں استفہام تعظیم اور تعجیب کے لیے ہے) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر (جو شب قدر سے خالی ہو اس رات میں نیک عمل کرنا غیر شب قدر کی ہزار راتوں میں کیے گئے عمل سے بہتر ہے) اس میں اترتے ہیں فرشتے ("تنزیل" کی اصل میں سے دو تاء میں سے ایک کو حذف کر دیا گیا ہے) اور روح (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام، فیها کی ضمیر کا مرجع لیلة القدر ہے) اپنے رب کے اذن (یعنی حکم) سے ہر کام کے لیے (جو اللہ ﷻ نے اس سال سے آئندہ آنے والے سال تک کے لیے مقدر فرمائے ہیں "من کل امر" میں، من کے معنی باء سببیہ کے ہیں......۳......) وہ سلامتی ہے ("سلمه" خبر مقدم اور "هی" ضمیر مبتدا ہے) صبح چمکنے تک (یعنی طلوع صبح کے وقت تک "مطلع" کو لام مفتوحہ و مکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے "سلاما" کو نکرہ اس لیے ذکر کیا کہ اس رات میں کثرت سے سلام ہوتا ہے

فرشتوں کی طرف سے،فرشتے جس مومن مرد اور عورت کے پاس سے گزرتے ہیں اسے سلام کرتے ہیں......ہے......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿انا انزلنه فی لیلة القدر و ما ادرک ما لیلة القدر﴾

انا: حرف مشبہ واسم،انزلنه:فعل بافاعل ومفعول،فی لیلة القدر:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ۔و:عاطفہ،ما:استفہامیہ مبتدا،ادرک: فعل بافاعل ومفعول،ما:استفہامیہ مبتدا،لیلة القدر:خبر،ملکر جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لیلة القدر خیر من الف شهر تنزل الملئکة و الروح فیها باذن ربهم من کل امر﴾

لیلة القدر: مبتدا،خیر:اسم تفضیل بافاعل،من الف شهر: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ،ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،تنزل:فعل،الملئکة:معطوف علیہ،و:عاطفہ،الروح:معطوف،ملکر فاعل،فیها:ظرف لغو اول،باذن ربهم:ظرف لغو ثانی،من کل امر:ظرف لغو ثالث،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿سلم هی حتی مطلع الفجر﴾

سلم: مصدر بافاعل،حتی: جار،مطلع الفجر:مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم،هی:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآن پاک کا یک بارگی اترنے کے بارے میں اقوال:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿انا انزلنه...... الخ بیشک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا(القدر: ۱)﴾۔اس بارے میں مفسرین کرام کے اقوال یوں ہیں:(۱)...... پورا قرآن مثل ایک سورت کے ہے،اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا(البقرة: ۱۸۵)﴾،﴿حم والکتب المبین انا انزلنه فی لیلة مبارکة قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا(الدخان: ۱تا۳)﴾۔اور یہاں یہی لیلة القدر مراد لی جاتی ہے۔(۲)...... شعبی کہتے ہیں کہ معنی یہ ہے کہ ہم نے نزول قرآن کی ابتداء شب قدر میں کی ہے۔(۳)......لوح محفوظ سے آسمان دنیا یعنی بیت العزت پر جبرائیل امین علیہ السلام یک بارگی مکمل قرآن لے کر نازل ہوئے،اور باقی (کم وبیش) تئیس سال کے عرصے میں اول تا آخر قرآن نازل ہوا۔(۴)...... ماوردی ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ قرآن رمضان کے مہینے میں شب قدر میں نازل ہوا جو کہ برکت والی رات ہے،اور ایک ہی بار میں اللہ عزوجل کی بارگاہ یعنی لوح محفوظ سے آسمان دنیا تک کراما کاتبین کی معیت میں،اور کراما کاتبین یہ سارا کلام بیس سال کے عرصے میں جبرائیل امین تک لائے اور جبرائیل امین علیہ السلام بیس سال کے عرصے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائے،لیکن ابن العربی کہتے ہیں کہ یہ قول ضعیف ہے کیونکہ نہ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اور رب العالمین کے مابین کوئی واسطہ تھا اور نہ ہی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین کوئی واسطہ تھا۔ (القرطبی ،الجزء:۳۰،ص ۱۲۰)

امام جریر طبری لکھتے ہیں:عکرمہ،ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ مکمل قرآن شب قدر میں ایک ہی بار آسمان دنیا پر نازل ہو چکا،پھر جب اللہ عزوجل نے چاہا تو حسب منشاء زمین پر(سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر) پر نازل ہوا اور جمع ہوا۔ایک قول یہ ہے کہ مکمل قرآن ایک ہی بار نازل ہوگیا پھر جب اللہ عزوجل چاہتا تو حسب منشاء وحی کا اہتمام فرمایا جاتا۔ (الطبری، الجزء:۳۰،ص ۳۱۲)

شب قدر کی اہمیت وفضائل:

۱۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فِی لَیلۃ القدر شب قدر میں اتارا(القدر:۱)﴾۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نصف شعبان یعنی شعبان المعظم کی پندرھویں تاریخ کو یہ سب فیصلے فرمادیتا ہے اور شب قدر میں یہ تمام امور فرشتوں کے حوالے کردیئے جاتے ہیں۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے اس رات کو قدر والی رات اس کی شان وعظمت کی وجہ سے کہتے ہیں۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس رات کو قدر والی اس لئے کہتے ہیں کہ اس رات میں عبادت کی اہمیت وقدر بڑھ جاتی ہے۔ابوبکر وراق کہتے ہیں کہ اس رات کی قدر واہمیت جاگنے والے کیلئے بہت ہوتی ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے اسے قدر والی رات اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں قدر والی کتاب نازل ہوئی جو کہ صاحب قدر ومنزلت رسول ﷺ پر نازل ہوئی اور جن کی امت بھی قدر والی ہے۔ایک قول یہ ہے کہ کتاب کو لے کر آنے والے جبرائیل علیہ السلام بھی قدر ومنزلت والے ہیں اس لئے اس رات کو قدر والی رات کہا جاتا ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ رات خیر وبرکت اور مغفرت والی رات ہے۔حضرت سہل کہتے ہیں کہ اس رات کو قدر والی اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ اس رات مومنین پر رحم وکرم فرماتا ہے۔خلیل کہتے ہیں اس رات فرشتوں کے نزول کی وجہ سے زمین تنگ ہوجاتی ہے۔ (القرطبی،الجزء:۳۰، ص ۱۲۱)

شب قدر کو مخفی رکھنے کی وجوہات: اور اس کو مخفی رکھنے کی ایک وجہ ماقبل حضرت سہل کے قول کے مطابق ہے،مزید وجوہات یہ ہیں:(۱)۔۔۔۔۔جیسا کہ دیگر اشیاء ضرورت کے باعث مخفی رکھی جاتی ہیں اسی طرح اللہ ﷻ نے اپنی رضا کو طاعت میں مخفی رکھا ہے یہاں تک کہ لوگ ہر قسم کی طاعت کی جانب رغبت کریں اور اس کی نافرمانی کو اس کے غضب میں مخفی رکھا ہے یہاں تک کہ لوگ ہر قسم کی نافرمانی سے گریز کریں،اپنے دوستوں کو عام لوگوں میں پوشیدہ رکھا ہے تاکہ لوگ سب ہی کی تعظیم کریں،قبولیت کو دعا میں مخفی رکھا تاکہ لوگ دعا میں مبالغہ کریں،اسم اعظم کو دیگر ناموں میں مخفی رکھا،نماز وسطی کو دیگر نمازوں میں مخفی رکھا تاکہ لوگ نماز کی محافظت کریں،توبہ کی قبولیت کو مکلفین کی مواظبت(پابندی) پر مخفی رکھا تاکہ تمام قسم کے گناہوں سے توبہ کی جاتی رہے،موت کے وقت کو مکلف کی مخالفت کی وجہ سے مخفی رکھا،اسی لئے شب قدر کو مخفی رکھا تاکہ تمام راتوں کی تعظیم وتوقیر ہوتی رہے۔(۲)۔۔۔۔۔اس رات کو مخفی رکھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے تاکہ لوگ اس کی طلب میں کوشاں رہیں۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۲۲۹)

تعیین کے حوالے سے مشہور قول اور دیگر اقوال: اس بارے میں محققین کے کئی اقوال ہیں:(۱)۔۔۔۔۔مشہور قول یہ ہے کہ اس سورت میں کل تیس کلمے ہیں،اور کلمہ "ھی" کا نمبر ساتواں ہے۔(۲)۔۔۔۔۔ لیلۃ القدر میں نوحروف ہیں اور یہ تین مرتبہ ذکر کیا گیا ہے،پس نو کو تین سے ضرب دینے سے ستائیس حاصل جواب آتا ہے۔ (المرجع السابق)

شب قدر ہزار مہینوں سے بڑھ کر کیوں ہے؟ اس کی مختلف توجیہات ہوسکتی ہیں:(۱)۔۔۔۔۔اس رات میں اللہ منافع،رزق اور دیگر انواع خیر میں اضافہ فرمادیتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ رات ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔(۲)۔۔۔۔۔مجاہد کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص رات قیام کرتا اور دن میں جہاد کرتا اور اسی طرح اس نے اپنی زندگی کے ہزار ماہ گزار دیئے،پس سید عالم ﷺ کو اس پر تعجب ہوا کہ میری امت کی عمریں تو کم ہونگی لہذا وہ اس جیسی عبادت کیسے کرسکیں گے؟لہذا امت محمد یہ ﷺ کو ایک رات ایسی دے دی گئی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ (المرجع السابق)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رمضان المبارک کے درمیانے عشرے میں سید عالم ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا،آپ ﷺ بیس رمضان کی صبح کو باہر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا:"مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی،پھر بھلادی گئی،لہذا اب تم اس کو

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں تلاش کرو، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ ریز ہوں، پس جس کسی نے سید عالم ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ لوٹ جائے، پس ہم لوٹ گئے اور ہم آسمان میں کوئی بادل نہیں دیکھتے تھے، پھر ایک بادل آئے، بارش ہوئی، مسجد نبوی کی چھت ٹپکنے لگی اور اسی دوران نماز کی اقامت کہی گئی، پھر میں نے دیکھا کہ سید عالم ﷺ پانی اور مٹی میں سجدہ ریز ہیں، یہاں تک کہ مبارک پیشانی پر مٹی کے نشان موجود تھے"۔(صحیح البخاری، کتاب فضل الیلة القدر رقم: ۲۰۱٦، ص ۳۲۳)

☆......حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ ہمیں شبِ قدر کی اطلاع دینے باہر تشریف لائے کہ دو مسلمان کسی معاملے میں باہم جھگڑ رہے تھے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں شبِ قدر کی اطلاع دینے آیا تھا لیکن تمہارے جھگڑنے کی وجہ سے مجھ سے وہ علم اٹھالیا گیا، پس اب تم اِسے رمضان کی پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں تاریخ میں تلاش کرو"۔

(المرجع السابق، رقم: ۲۰۲۳، ص ۳۲٤)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے ایمان واحتساب کی حالت میں شبِ قدر میں قیام کیا، اللہ عزوجل اُس کے گزشتہ گناہ معاف کردے گا"۔ (المرجع السابق، رقم: ۲۰۱٤، ص ۳۲۳)

☆......ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شبِ قدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے، لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو اس کا علم کیسے ہوا؟ انہوں نے کہا کہ اس کی علامت کی وجہ سے، جس طرح ہمیں سید عالم ﷺ نے خبر ارشاد فرمائی ہے، پس ہم نے اِسے یاد رکھا اور شمار کرلیا، ہم نے پوچھا: وہ علامت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اس کی صبح کو سورج بغیر شعاؤں کے طلوع ہوتا ہے"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب فی لیلة القدر، رقم: ۱۳۷۸، ص ۲٦۰)

☆......بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ سے استفسار کیا کہ اگر میں لیلۃ القدر پالوں تو کیا کہوں؟ فرمایا: "اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی یعنی اے اللہ عزوجل! تو معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے معاف کردے"۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ، باب، رقم: ۳۵۲٤، ص ۱۰۰۹)

فرشتوں کا نزول اور اہم فیصلے:

س......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿تنزل الملئکة والروح فیها باذن ربهم من کل امر اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے (القدر: ٤)﴾۔ یہ رات نزول ملائکہ کی وجہ سے تنگ ہوجاتی ہے۔

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: بعض کے نزدیک مراد وہ فرشتہ ہے جو زمین وآسمان کو ایک ہی لقمہ میں نگل جائے یا وہ فرشتہ ہے جس کا سر عرش کے نیچے اور پاؤں ساتویں زمین کے نیچے ہوں اور اس کے ہزار سر ہوتے ہیں اور ہر سر دنیا کے حجم سے بڑا ہوتا ہے اور ہر سر میں ہزار چہرے اور ہر چہرے میں ہزار مونھ اور ہر مونھ میں ہزار زبانیں جو کہ اللہ عزوجل کی تسبیح کرتی ہیں اور ہر زبان کی تسبیح وتحمید وتقدیس کی الگ زبان اور لغت ہوتی ہے اور ہر زبان ولغت دوسری سے مل نہیں پاتی، پس جب کوئی زبان اللہ عزوجل کی تسبیح کے لئے کھلتی ہے تو زمین وآسمان کے تمام ہی فرشتے سجدے میں تشریف لے جاتے ہیں کیونکہ انہیں خوف ہوتا ہے کہ کہیں جس مونھ سے تسبیح کے ساتھ نور نکلا ہے اُس کی چمک سے جل نہ جائیں اور اللہ عزوجل کی تسبیح صبح شام ہوتی رہتی ہے اور اس رات بھی فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جو کہ امتِ محمدیہ کے روزہ داروں کے لئے دعا کرتے ہیں اور طلوع فجر تک فرشتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے جسے کوئی نہیں دیکھ سکتا مگر زاہدین، جیسا کہ عید کی رات فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور جنہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ (روح البیان، ج ۱۰، ص ۵۸۱)

امام قرطبی لکھتے ہیں: مجاہد کہتے ہیں کہ اس رات کا نام لیلة الحکم ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ رات لیلة التقدیر کہلاتی ہے۔ اس

رات کو قدر والی رات اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں اہم فیصلے رونما ہوتے ہیں جو اللہ ﷻ جانتا ہے۔ اس رات میں زندگی، موت اور رزق کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اور یہ فیصلے مدبرات (یعنی اللہ ﷻ کے اُمر میں تدبیر کرنے والوں) کے سپرد کردیئے جاتے ہیں، اور یہ مدبرات چار ہیں یعنی حضرت اسرافیل، حضرت میکائیل، حضرت عزرائیل اور حضرت جبرائیل علیہم السلام۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ سارے فیصلہ اُم الکتاب میں سال بھر کے لئے لکھ دیئے جاتے ہیں یعنی رزق، موت، زندگی یہاں تک کہ حج وغیرہ کے فیصلے بھی ذکر کردیئے جاتے ہیں۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ جس نے بیت اللہ ﷻ کا حج ادا کرنا ہے اُس کے نام بمع ولدیت بھی اسی رات لکھ دیئے جاتے ہیں، جس میں کمی وبیشی نہیں ہوسکتی۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۲۱)

مفسرین کے اقوال درباب ''سلامتی والی رات'':

ہے...... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سلم هی حتی مطلع الفجر وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک (القدر:۵)﴾۔ اس رات میں سلامتی ہی سلامتی ہوگی، کوئی بیماری، شر وفساد وفتنہ جیسا کہ ہواؤں کا تیز چلنا، بجلی کی کڑک، وغیرہ جو انسان کو خوفزدہ کردے بلکہ ہر وہ چیز جو اس رات اُترے گی وہ سلامتی ہی سلامتی ہوگی، نفع بخش وخیر ہوگی اور اس رات شیطان کسی قسم کی بُرائی پہنچانے کی استطاعت نہیں رکھے گا اور نہ ہی کوئی جادوگر کسی قسم کے جادو کو نافذ کرسکے گا اور یہ رات دیگر راتوں کے موازنے کے طور پر دیکھی جائے پھر بھی سلامتی والی ہے، اور مومنین کے لئے سلامتی ہے اور جسے سلامتی مل جاتی ہے اُس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں جیسا کہ روایت میں ہے: ''جبرائیل امین علیہ السلام اس رات فرشتوں کی جماعت کے ساتھ نزول فرماتے ہیں''۔ اور یہ جماعت ملائکہ اس رات میں قیام کرنے والوں اور بیٹھ کر اللہ ﷻ کی یاد کرنے والوں پر سلام بھیجتے ہیں۔ اور یہ فرشتے فوج در فوج طلوع فجر تک نازل ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ لیلۃ القدر غروب شمس سے طلوع فجر تک سلامتی والی ہوتی ہے۔ یعنی فرشتے اِس رات میں نیکوں پر طلوع فجر تک سلامتی بھیجتے ہیں پھر آسمان کی جانب بلند ہوجاتے ہیں، پس سلام کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں اور اس رات کی علامت یہ ہے کہ یہ رات نہ تو بہت زیادہ گرم ہوتی ہے اور نہ ہی بہت زیادہ ٹھنڈی ہوتی ہے اور اس دن (کے بعد یعنی رات ختم ہونے پر) جب سورج نکلتا ہے تو اس میں شعاع یعنی گرمی کی تپش نہیں ہوتی کیونکہ ملائکہ طلوع شمس کے راستے آسمان کی جانب بلند ہوتے ہیں اور کثرت ملائکہ کے باعث شعائیں منتشر ہوجاتی ہیں اور اس رات شیطان کا سینگ بھی نہیں نکلتا کیونکہ بعض روایات میں ہے کہ ہر رات شیطان کا سینگ برآمد ہوتا ہے۔ اس رات کھاری پانی میٹھا ہوجاتا ہے اور اس رات جو نور نظر آتا ہے وہ فرشتوں کے پَروں کا نور ہوتا ہے یا جنتِ عدن کا نور ہوتا ہے کیونکہ اس جنت کے دروازے اِس رات کھلے رہتے ہیں یا لواءِ حمد کا نور ہوتا ہے یا عارفین کے بھید ہوتے ہیں جس کی چمک اللہ ﷻ لوگوں میں ظاہر کردیتا ہے اور یہی نور ہمیں نظر آتا ہے۔ (روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۸۳)

اعراض:

او مـــــدنیة: راجح قول یہی ہے، مدنی سورت ہے لیکن بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ سورت اس مقدس رات کے شرف کے باعث دو بار نازل ہوئی، یعنی اس اعتبار سے یہ مکی بھی ہے اور مدنی بھی۔ ای القرآن: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿انزلنہ﴾ میں موجود ضمیر قرآن کی جانب راجع ہے، اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ قرآن کا ذکر تو پہلے نہیں ہوا تو میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اگرچہ ذکر نہیں ہوا لیکن قرآن کی عظمت وشہرت نے اس کی صراحت اور وضاحت کی احتیاج نہ رکھی۔ جملة واحدة من اللوح المحفوظ: پھر اس پاک کلام کو جبرائیل امین علیہ السلام مختلف اوقات میں بیس سال کے عرصے میں لے کر نازل ہوئے یا تیئس سال کے عرصے میں، اور ''انزال'' کے معنی ایک مرتبہ ہی میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا تک نازل کرنا ہے اور جبرائیل امین علیہ السلام آسمان دنیا کے

ملائکہ کو املاء کراتے اور وہ صحف میں لکھ لیتے اور یہ صحف بیت العزت میں موجود ہیں۔
من سماء الدنیا: یعنی بیت العزت اور مکمل قرآن یک بارگی آسمان دنیا پر نازل ہو چکا، اور یہ تفسیر ایک قول کے مطابق ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس پاک کلام کے نزول کی ابتداء اسی مقدس رات میں ہوئی۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ماہِ ربیع الاول میں ہوئی اور آپ ﷺ نے چالیس سال کی عمر پاک میں اعلان نبوت فرمایا، اس لحاظ سے وحی کی ابتداء رمضان کے مہینے میں **لیلۃ القدر** میں کیسے ہو سکتی ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ہو سکتا ہے کہ وحی کی ابتداء خواب کے ذریعے ربیع الاول کے مہینے میں ہو چکی ہو اور نزول قرآن کے اعتبار سے آغاز رمضان میں ہوا ہو۔ **الشرف والعظم** :ایک قول کے مطابق ﴿القدر﴾ سے مراد امور کی تقدیر یا ایک قول کے مطابق تنگی کے معنی بھی کیئے گئے ہیں۔ **تعظیم لشانها:** بمعنی **تفخیم لامرها** ہے، سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ جو کچھ بھی قرآن میں ہے، اللہ ﷻ نے اپنے نبی کو سکھایا ہے اور اللہ ﷻ کے سکھانے سے پہلے سید عالم ﷺ اپنے (ذاتی) علم سے نہ جانتے تھے۔ اور سید عالم ﷺ دنیا سے رخصت نہ ہوئے جب تک کہ جو کچھ بھی اِن سے مخفی تھا اللہ ﷻ نے انہیں سکھا دیا۔

لیس فیها لیلة قدر: اس سوال کا جواب دینا مقصود ہے کہ ہزار مہینوں میں **لیلۃ القدر** کا ہونا ضروری ہے، پس اس صورت میں کسی چیز کی فضیلت، اس کے سوا میں ہونا لازم ہوگی۔ **فالعمل الصالح فیها:** یعنی اس رات میں ادا کی جانے والی نماز، دعا، تسبیح اور دیگر امور۔ **جبــــرائیــل:** روح کی تفسیر میں سے ایک قول یہ ہے۔ روح کا ملائکہ پر عطف ہونا خاص شرف کی وجہ سے ہے۔ ایک قول کے مطابق روح سے خاص نوع مراد ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ملائکہ کے سوا کوئی مخلوق مراد ہے۔ ایک قول کے مطابق بنی آدم کی ارواح مراد ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اور ملائکہ مراد ہیں۔ ایک قول کے مطابق عرش کے نیچے فرشتوں کی عظیم مخلوق مراد ہے، جن کے قدم مبارک ساتویں زمین کے نیچے ہیں اور ان کے ہزار سر، ہر سر دنیا سے بڑا، اور ہر سر میں ہزار چہرے اور ہر چہرے میں ہزار منہ، ہر منہ میں ہزار زبانیں، اور ہر زبان میں ہزار قسم کی تسبیح تہلیل اور تمجید کرتے ہیں اور ہر زبان کی جدا جدا لغت ہے جو کہ دوسری لغات سے ممتاز ہوتی ہے، جب یہ فرشتے اپنے منہ تسبیح کے لئے کھولتے ہیں تو ساتوں آسمان کے فرشتے سجدے میں چلے جاتے ہیں یہ خوف کرتے ہوئے کہ مبادا اِن کے منہ سے نکلنے والا انور جلا نہ ڈالے، اور یہ فرشتے صبح شام اللہ ﷻ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اللہ ﷻ انہیں **لیلۃ القدر** کی تعظیم کی خاطر اس رات میں اتارتا ہے، یہ فرشتے اُمتِ محمد یہ میں روزے رکھنے والوں کے لئے طلوع فجر تک استغفار کرتے ہیں۔
قضاء الله فیها: یعنی اللہ ﷻ اس رات اپنے ارادے کا ملائکہ سے اظہار فرماتا ہے، اور یہاں قضاء سے یہی مراد ہے نہ کہ قضائے ازلی۔
لتلک السنة: مراد اس سال میں ہونے والے امور ہیں، جو کہ زندگی، موت، رزق وغیرہ کے حوالے سے ہونے ہیں۔

(الصاوی، ج٦، ص ٣٠٥ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة البينة مكية او مدنية وهى تسع آيات

(سورۃ البینۃ مکی یا مدنی ہے جس میں نو آیتیں ہیں)

تعارف سورة البينة

اس سورت میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چورانوے کلمے اور تین سو نانوے حروف ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے یہ سورت پڑھوں ﴿لم یکن الذین کفروا (البینۃ:۱)﴾''، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا اللہ عزوجل نے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا: ''ہاں'' تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگے۔(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب لم یکن الذین، رقم: ۴۹۶۰، ص ۸۸۸، مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب قراءۃ القرآن، رقم: (۱۷۴۹)/۷۹۹، ص ۳۶۵) دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پھر ان کے سامنے وہ سورت تلاوت فرمائی۔

☆.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہا ''یا خیر البریۃ'' آپ نے فرمایا کہ اس کے مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں (سنن الترمذی، کتاب تفسیر، باب سورۃ لم یکن الذین، رقم: ۳۳۶۳، ص ۹۶۷)۔ سورہ علق میں نزول کتاب، اور قدر میں اس رات کی قدر ومنزلت، اور اس سورت میں رسالت کی ضرورت کو بیان کیا گیا ہے کہ مشرکین اور اہل کتاب اس وقت تک اپنے باطل عقائد سے دستبردار نہیں ہوں گے جب تک ایسا رسول تشریف نہ لے آئے جس کا کردار اور اس کی دعوت کی صداقت کی روشن دلیل ہو۔ پھر بتایا کہ اہل کتاب کا راہ حق سے انحراف اس وجہ سے نہ تھا کہ ان کے پاس آسمان سے کوئی صحیفہ نہ آیا تھا یا ان کی طرف کوئی رسول مبعوث نہیں کیا گیا تھا بلکہ یہ لوگ ذاتی مفاد واغراض کی وجہ سے راہ حق کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ پھر اس حقیقت کو واضح کیا گیا کہ نبی اور رسول ایک ہی دین کی تبلیغ کے لئے مبعوث کئے جاتے رہے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پورے خلوص اور یکسوئی کے ساتھ اللہ عزوجل کی عبادت، نماز کی اقامت اور زکاۃ کی ادائیگی میں کوشاں رہو۔ اور جن لوگوں نے ان کی دعوت کو جھٹلایا اور اس پر عمل سے گریزاں رہے وہ مخلوق میں بدترین ٹھہرے۔ پھر جن لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور اس پر عمل پیرا رہے وہ لوگ تمام مخلوق سے ارفع واعلیٰ ہوگئے۔ جنت کی بشارت کے ساتھ انہیں یہ مژدہ جانفزا بھی سنایا جارہا ہے کہ انہوں نے اپنے رب عزوجل کے خوف سے جیسے بھی زندگی گزاری اس کے بدلہ میں اللہ عزوجل نے ان کو اس منصب پر فائز کیا جہاں پر اللہ عزوجل ان سے راضی اور وہ اللہ عزوجل سے راضی ہیں۔

رکوع نمبر: ۲۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿لم یکن الذین کفروا من﴾ لِلْبَیَانِ ﴿اهل الكتب والمشركين﴾ اَیْ عَبَدَةِ الْاَصْنَامِ عَطْفٌ عَلٰى اَهْلِ ﴿منفكين﴾ خَبَرُ یَكُنْ اَیْ زَائِلِیْنَ عَمَّاهُمْ عَلَیْهِ ﴿حتى تأتيهم﴾ اَیْ اَتَتْهُمْ ﴿البینة (۱)﴾ اَیِ الْحُجَّةِ مِنَ الْوَاضِحَةِ وَهِیَ مُحَمَّدٌ ﴿رسول من الله﴾ بَدَلٌ مِنَ الْبَیِّنَةِ وَهُوَ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ ﴿یتلوا صحفا مطهرة (۲)﴾ مِنَ الْبَاطِلِ ﴿فیها كتب﴾ اَحْكَامٌ مَكْتُوْبَةٌ ﴿قیمة (۳)﴾ مُسْتَقِیْمَةٌ اَیْ یَتْلُوْا مَضْمُوْنَ ذٰلِكَ وَهُوَ الْقُرْاٰنُ فَمِنْهُمْ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ ﴿وما تفرق الذين اوتوا الكتب﴾ فِی الْاِیْمَانِ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ﴿الا من بعد ما جاءتهم البینة (۴)﴾ اَیْ هُوَ اَوِ الْقُرْاٰنُ الْجَائِیْ بِهٖ مُعْجِزَةً وَّقَبْلَ مَجِیْئِهٖ كَانُوْا مُجْتَمِعِیْنَ عَلَى الْاِیْمَانِ بِهٖ

اِذَاجَاءَ فَحَسَدَهُ مَنْ كَفَرَبِهٖ مِنْهُمْ ﴿وما امروا﴾ فِيْ كِتَابَيْهِمِ التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿الا ليعبدوا الله﴾ اَيْ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ فَحُذِفَتْ اَنْ وَزِيْدَتِ اللَّامُ ﴿مخلصين له الدين﴾ مِنَ الشِّرْكِ ﴿حنفاء﴾ مُسْتَقِيْمِيْنَ عَلٰى دِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَدِيْنِ مُحَمَّدٍ اِذَاجَاءَ فَكَيْفَ كَفَرُوْابِهٖ ﴿ويقيموا الصلوة ويؤتوا الزكوة وذلك دين﴾ اَلْمِلَّةُ ﴿القيمة(۵)﴾ اَلْمُسْتَقِيْمَةِ ﴿ان الذين كفروا من اهل الكتب والمشركين فى نار جهنم خالدين فيها﴾ حَالٌ مُقَدَّرَةٌ اَيْ مُقَدَّرًا خُلُوْدَهُمْ فِيْهَا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اولئك هم شر البرية (۶) ان الذين امنوا وعملوا الصلحت اولئك هم خير البرية(۷)﴾ اَلْخَلِيْقَةُ ﴿جزاؤهم عند ربهم جنت عدن﴾ اِقَامَةٌ ﴿تجرى من تحتها الانهر خلدين فيها ابدا رضى الله عنهم﴾ بِطَاعَتِهٖ ﴿ورضوا عنه﴾ بِثَوَابِهٖ ﴿ذلک لمن خشى ربه(۸)﴾ خَافَ عِقَابَهٗ فَانْتَهٰى عَنْ مَعْصِيَتِهٖ تَعَالٰى.

﴿ترجمہ﴾

نہ تھے کافر(''من اهل الكتب ''میں ''من '' بیانیہ ہے)یعنی کتابی اور مشرک......۱......(یعنی بت پرست''المشركين '' کا عطف ''اهل الكتاب '' پر ہے) چھوڑنے والے(اس دین کو جس پر وہ تھے،منفكين بمعنی ''زائلين'' لم يكن کی خبر ہے)جب تک کہ ان کے پاس نہ آئے(تاتهم بمعنی اتتهم ہے)واضح دلیل(البينة بمعنی الحجة الواضحة ہے)اللہ کا رسول(یعنی محمد ﷺ''رسول من الله'' یہ''البينة'' سے بدل بن رہا ہے)کہ(باطل سے)پاک صحیفے پڑھتا ہے اس میں لکھے(احکام)سیدھے ہیں(قيمة بمعنی مستقيمة ہے،یعنی وہ اس کا یعنی قرآن پاک کا مضمون پڑھتے ہیں،پس لوگوں میں سے بعض ان پر ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا)اور(حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے کے معاملے میں)کتاب والوں میں پھوٹ نہ پڑی مگر بعد اس کے کہ وہ روشن دلیل ان کے پاس آچکی(''روشن دلیل'' سے مراد یا سیدنا محمد ﷺ ہیں یا قرآن پاک،جو کہ حضور ﷺ بطور معجزہ لے کر آئے یا کتابی آپ ﷺ کی بعثت سے قبل آپ پر ایمان رکھنے میں متفق تھے جب آپ ﷺ تشریف لائے تو بعض کتابیوں نے آپ سے حسد کیا اور آپ کے ساتھ کفر کیا ......۲......)اور انہیں حکم نہیں دیا گیا(ان کی کتابوں یعنی تورات و انجیل میں)مگر یہ کہ اللہ کی عبادت کریں(''ليعبدالله'' اصل میں ''ان يعبدوا الله '' ہے''ان '' کو حذف کر کے لام کا اضافہ کر دیا گیا ہے)اس کے لیے دین خالص کرتے(شرک چھوڑ کر)حنفاء ......۳......ہو کر(یعنی دین ابراہیمی و دین محمدی پر قائم رہتے ہوئے،جب حضور ﷺ تشریف لے آئے تو انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ کیسے کفر کیا؟)اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور یہ سیدھا دین(یعنی ملت)ہے(القيمة بمعنی المستقيمة ہے)بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے(''خالدين فيها'' حال مقدرہ ہے یعنی ان کا جہنم میں ہمیشہ رہنا اللہ کی طرف سے مقدر کیا جا چکا ہے)وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں(البرية بمعنی الخليقة ہے)بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے وہ بہترین مخلوق ہیں......۴......(البرية بمعنی الخليقة ہے)ان کا صلہ ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں(عدن بمعنی الاقامة ہے)جس کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی(ان کی اطاعت کے سبب)اور وہ اس سے راضی(اس کے ثواب دینے کے سبب)یہ اس کے لیے جو اپنے رب سے(یعنی اس کے عقاب سے)ڈرے(اور اللہ ﷻ کی نافرمانی کرنے سے باز رہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لم یکن الذین کفروا من اھل الکتب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ﴾

لم یکن: فعل نفی ناقص، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من اھل الکتب والمشرکین: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، منفکین: اسم فاعل بافاعل، حتی: جار، تاتیھم: فعل ومفعول، البینۃ: مبدل منہ، رسول: موصوف، من اللہ: ظرف مستقر صفت، یتلوا: فعل بافاعل، صحفا: موصوف، مطھرۃ: صفت اول، فیھا کتب قیمۃ: جملہ اسمیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما تفرق الذین اوتوا الکتب الا من بعد ما جاء تھم البینۃ﴾

و: مستانفہ، ماتفرق: فعل نفی، الذین اوتوا الکتب: موصول صلہ، ملکر فاعل، الا: اداۃ حصر، من: جار، بعد: مضاف، ما: موصولہ، جاء تھم البینۃ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ﴾

و: حالیہ، ما امروا: فعل نفی ومفعول بانائب الفاعل، الا: اداۃ حصر، لام: جار، یعبدو: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، مخلصین: اسم فاعل بافاعل، لہ: ظرف لغو، الدین: مفعول، ملکر شبہ جملہ حال، حنفاء: حال، ملکر فاعل، اللہ: اسم جلالت مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقیموا الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، یؤتوا الزکوۃ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ماتفرق" کے فاعل سے حال ہے۔

﴿وذلک دین القیمۃ ان الذین کفروا من اھل الکتب والمشرکین فی نار جھنم خلدین فیھا﴾

و: عاطفہ، ذلک: مبتدا، دین القیمۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: حرف مشبہ، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من اھل الکتب والمشرکین: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، فی: جار، نار جھنم: مجرور، ملکر "موجود" اسم مفعول محذوف کیلئے اسمیں ضمیر ذوالحال، خلدین فیھا: شبہ جملہ حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک ھم شر البریۃ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ﴾

اولئک: مبتدا، ھم: ضمیر فعل، شر البریۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: حرف مشبہ، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ، ملکر اسم، اولئک: مبتدا، ھم: ضمیر فعل، خیر البریۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿جزاء ھم عند ربھم جنت عدن تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا﴾

جزاء: مصدر مضاف، ھم: ضمیر ذوالحال، عند ربھم: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا، جنت عدن: موصوف، تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، خلدین فیھا ابدا: شبہ جملہ ہوکر "دخولھم الجنۃ" میں ضمیر "ھم" سے حال ہے، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہ﴾

رضی اللہ: فعل وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، رضوا عنہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جملہ دعائیہ، ذلک: مبتدا، لام: جار، من خشی ربہ: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کافروں کی اقسام اور مجوسیوں کا اہل کتاب میں داخل ہونا:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آئے (البینۃ: ۱)﴾ ۔کافروں کی دو اقسام ہیں: (۱)......اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ جنہوں نے اپنے دین کو بدل دیا یعنی یہود نے کہا: ﴿عزیر ابن اللہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے (التوبۃ: ۳۰)﴾ اور نصاریٰ نے کہا: ﴿المسیح ابن اللہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے (التوبۃ: ۳۰)﴾ ۔اور انہوں نے کتاب اور دین میں تبدیلی کر دی۔(۲)......مشرکین، جن کی جانب کتاب کو منسوب نہیں کیا جاتا، پس اللہ ﷻ نے ان کی دو اقسام بیان کی ہیں: ﴿الذین کفروا جنہوں نے کفر کیا﴾ اجمالی طور پر ان کے کفر کو بیان کیا اور دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿من اھل الکتاب والمشرکین کتابی اور مشرکین (البینۃ: ۲)﴾ ۔جہاں تک مجوسیوں کا اہل کتاب میں داخلے کا سوال پیدا ہوتا ہے تو امام رازی کہتے ہیں: بعض علماء کا خیال ہے کہ مجوسی اہل کتاب میں داخل ہیں کیونکہ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ''سنوا بھم سنۃ اھل الکتاب'' جب کہ بعض کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے فقط اُن کافروں کا ذکر کیا ہے جو بلادِ عرب میں رہائش پذیر تھے اور اُس سے مراد یہود ونصاریٰ تھے، پس اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا کبھی کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں پر اتری تھی (الانعام: ۱۵۶)﴾ اور طائفتان سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں۔

(الرازی، ج۱۱، ص ۲۳۸ وغیرہ)

آیت نمبر ''۱'' اور ''٤'' میں ظاہری تعارض:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿حتی یاتیھم البینۃ جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آئے (البینۃ: ۱)﴾، ﴿من بعد ما جاءتھم البینۃ مگر اس کے بعد کہ وہ روشن دلیل ان کے پاس تشریف لائے (البینۃ: ٤)﴾ ۔

دونوں آیات کے مضامین کو بغور مطالعہ کریں تو تعارض نہیں رہتا۔

البینۃ نمبر۱: کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک اُن کے پاس روشن دلیل نہ آئے۔

البینۃ نمبر۴: اور پھوٹ نہ پڑی کتاب والوں میں مگر بعد اس کے کہ وہ روشن دلیل ان کے پاس تشریف لائے۔

امام رازی لکھتے ہیں: پہلے پہل کتابیوں کا یہ کہنا تھا کہ ہم جب تک دلیل نہ دیکھ لیں یعنی ہمارے پاس وہ واضح دلیل نہ آجائے جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے اُس وقت تک ہم اپنا دین نہ چھوڑیں گے اور روشن دلیل سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات اقدس تھی لیکن بعد میں جب سید عالم ﷺ تشریف لائے تو اُن میں پھوٹ پڑ گئی اور روشن دلیل کو نہ مانا، پس اس کی مثال یونہی ہے کہ کوئی بدکار شخص بدکاری کا ارتکاب اس لئے کرتا ہے کہ اس کے پاس اپنی گزر بسر کے لئے مال نہیں ہے لیکن جب اُس سے اعراض کرنے کا کہتے ہیں تو کہتا ہے کہ جب مال آجائے گا تو میں یہ بُرائی چھوڑ دوں گا، لیکن جب اللہ ﷻ نے اُسے مال دے دیا تو اپنی سرکشی اور بُرائی میں مزید بڑھ گیا۔ پس یہی مثال کتابیوں کی ہے کہ انہیں پہلے سید عالم ﷺ کی تشریف آوری کا انتظار تھا اور بعد میں اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے دین سے دور رہے۔

(الرازی، ج۱۱، ص ۲۳۷)

حنفاء کے بارے میں اقوالِ مفسرین:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوۃ اوران

لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی عقیدہ پر لاتے ایک طرف ہو کر اور نماز قائم کریں (البینۃ:۵)﴾۔
امام قرطبی فرماتے ہیں: دیگر تمام ادیان سے کنارہ کرکے دینِ اسلام کی جانب مائل ہونا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ''حنفاء'' کے معنی دینِ ابراہیمی ہے اور ایک قول اہلِ لغت کا یہ ہے کہ دینِ اسلام کی جانب مائل ہونا مراد ہے۔

(القرطبی، الجزء:۳۰، ص ۱۳۴)

امام رازی لکھتے ہیں: حنفاء کے معنی استقامت کے ہیں، جس کی نظیر اللہ کے اس فرمان میں ملتی ہے: ﴿ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے (حم سجدہ: ۳۰)﴾۔(۲)......ابوقلابہ کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ تمام رسل کو مانا جائے اور کسی ایک کو بھی مستثناء نہ کیا جائے اور جو حضرات انبیائے کرام میں سب سے افضل کو نہ مانے تو وہ حنیف کیسے ہوسکتا ہے؟۔(۳)......تمام ادیان کا جامع ترین دین، یعنی دینِ اسلام، پس سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: ''میں آسان سیدھے دین کی جانب مبعوث کیا گیا ہوں''۔(۴)......قتادہ کہتے ہیں ''حنفاء'' میں محارم کے نکاح کی حرمت کی جانب اشارہ ہے۔(۵)......ابومسلم کہتے ہیں کہ اس کی اصل یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی انگلیوں کو اس طرح شکل دے کہ انگوٹھا چوما جاسکے، پس حنیف وہ ہوتا ہے جو تمام ادیان میں تمیز کرکے اسلام کی جانب مائل ہوجائے۔(۶)......ربیع بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حنیف وہ ہوتا ہے جو نماز میں قبلے کی جانب رخ کرے۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۲۴۴، الخازن، ج ۴، ص ۴۵۵)

آیت نمبر ''۷'' کے تحت عام مخلوق کا فرشتوں سے افضل ہونا:

☆......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک هم خیر البریة بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں (البینۃ:۷)﴾۔ اہلِ سنت نے اس آیت سے فرشتوں پر عام انسانوں کی فضیلت ثابت کی ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے درج ذیل دلائل پیش کیے جاتے ہیں:

شرح عقائد میں ہے: نیک مومنین ملائکہ سے افضل ہیں کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک هم خیر البریة بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں (البینۃ:۷)﴾۔ پس اسی مناسبت سے نیک مومنین ملائکہ سے افضل ہیں اور اس میں تفصیل کچھ یوں ہے: ''رسل بشر، رسل ملائکہ سے افضل ہیں اور رسل ملائکہ عام مومنین صالحین سے افضل ہیں اور عام مومنین صالحین دیگر عام ملائکہ سے افضل ہیں اور معتزلہ کہتے ہیں کہ رسل ملائکہ، رسل بشر سے افضل ہیں جب کہ عام ملائکہ دیگر عام مومنین صالحین سے افضل ہیں''۔ (شرح عقائد، بحث: افضلیة رسل البشر من رسل الملائکة، ص ۴۰۳)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم فرشتوں کے اُس مقام ومنزلت پر تعجب کرتے ہو جو انہیں اللہ عزوجل کی بارگاہ سے ملا ہے، اللہ عزوجل کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مومن بندے کی قدر و منزلت کل بروزِ قیامت فرشتوں کے مقام سے زیادہ ہوگی، پس تم متذکرہ آیت پڑھو''۔

☆......ابن مردویہ نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم ﷺ سے استفسار فرمایا: ''کونسی مخلوق اللہ عزوجل کے نزدیک معزز ہے؟ فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا تو یہ آیت: ﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک هم خیر البریة بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں (البینۃ:۷)﴾ نہیں تلاوت کرتی''۔

☆......ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب متذکرہ بالا آیت نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''علی! اور اس کے گروہ سے اللہ عزوجل قیامت کے دن راضی ہوگا''۔ (روح المعانی، الجزء:۳۰، ص ۵۹۹)

اغراض:

مکیة: حضرت ابن عباس کا قول ہے۔وھو النبی محمد ﷺ: ایک قول کے مطابق ﴿رسول من اللہ﴾ سے جبرائیل امین مراد لئے گئے ہیں۔مدنیة: جمہور کا قول ہے، اور ماقبل کے مناسب بھی ہے، اللہ ﷻ نے خبر عطا فرمائی کہ جب قرآن کا نزول ثابت ہوگا تو کفار اس پر کان نہ دھریں گے یہاں تک کہ سید عالم ﷺ اُن کے پاس تشریف لائیں اور اُن پر پاکیزہ صحف پڑھیں، اور اس میں سید عالم ﷺ کی تسلی خاطر بھی ہے جیسا کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا: ''ان کے جدا جدا ہونے اور نہ ماننے کا غم نہ کیجئے، بلکہ جو آپ ﷺ پر نازل ہوتا ہے اُس پر تسلی رکھیے۔روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے اُبی مجھے میرے رب ﷻ نے حکم دیا ہے کہ تجھ پر یہ ﴿لم یکن الذین کفروا﴾ پڑھوں''، اُبی نے کہا: کیا میرے رب نے میرا نام لے کر کہا ہے؟ فرمایا: ''ہاں تمہارا نام لیا ہے''، اس پر اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

للبیان: ﴿من﴾ بیانیہ ہے، یعنی مراد اہل کتاب اور مشرکین ہیں، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اہل کتاب سید عالم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے سارے کے سارے کافر نہ تھے؟ بلکہ بعض نبی اور کتاب کے ساتھ وابستہ تھے، اور بعض کافر تھے جو کہ تغیر و تبدل کرنے لگے تھے، اور مفسر کا مقتضی یہ ہے کہ تمام ہی کفار ہوں؟ پس بہتر یہ ہوگا کہ ﴿من﴾ تبعیضیہ ہو، اور ﴿والمشرکین﴾ میں واو علیت کے لئے ہو اور ''مشرکین'' مفعول معہ ہو، اور اس میں عامل ﴿یکن﴾ ہو۔

عما ھم علیہ: خبر تامہ کی موجودگی میں تقدیری خبر کی حاجت نہیں ہے۔خبر یکن: اور اس کا اسم ﴿الذین﴾ اسم موصول ہے جو کہ ناقصہ ہے۔

ای زائلین: میں اس جانب اشارہ ہے کہ الانفکاک بمعنی الزوال ہے، معنی یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے دین سے جُڑے ہوئے ہیں اور سید عالم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اپنے دین کو چھوڑنے والے نہیں۔

ای یتلوا مضمون ذلک: مراد وہ مضمون ہے جو قرآن میں مکتوب ہے نہ کہ اس کے علاوہ، اس لئے کہ سید عالم ﷺ قرآن کو زبانی پڑھا کرتے تھے اور کتاب سے دیکھ کر نہیں پڑھتے تھے، پس حاصل کلام یہ ہوا کہ صحف سے مراد وہ کاغذ ہیں جس میں قرآن مکتوب ہوتا ہے اور کتب سے مراد وہ احکام مکتوبہ ہیں جو لفظ اور نقطوں کی صورت میں کاغذ پر جلی حروف سے لکھے ہوئے ہوں۔وزیدت اللام: اُولیٰ صورت یہ ہے کہ باء کے معنی میں لیا جائے یعنی ''وما امروا الا بان یعبدوا ...... الخ'' کہا جائے۔

من اللہ تعالیٰ: ﴿خلودھم﴾ کے متعلق ہے، معنی یہ ہے کہ ہم ان کے خلود کا انتظار کرتے ہیں اس سبب سے کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ اللہ ﷻ انہیں ہمیشہ جہنم میں رکھے گا، پس کسی چیز کو تقدیراً لینا ہماری جانب سے ہے اور خلود مقدر یعنی ہمیشہ کے لئے جہنم میں ٹھہرانا، اللہ ﷻ کی جانب سے ہے۔

بثوابہ: ان کے اللہ ﷻ سے راضی ہونے کی صورت میں انہیں ثواب ملے گا، پس اس صورت میں مصدر کی اضافت فاعل کی جانب ہے۔جنید بغدادی کہتے ہیں رضا قوت علم اور معرفت (الٰہی) کے باعث حاصل ہوتی ہے اور یہ دنیا و آخرت میں بندے کی ساتھی ہوتی ہیں اور خوف، امید، صبر، اور وہ تمام احوال جو بندے سے آخرت میں زائل ہوتے ہیں اور بندہ اللہ ﷻ کی رضا کے باعث جنت میں جاتا ہے۔

(الصاوی، ج۶، ص ۳۱۰ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد

سورة الزلزلة مكية او مدنية وهى ثمان او تسع آيات

(سورۃ الزلزال مکی یا مدنی ہے اس میں آٹھ یا نو آیتیں ہیں)

تعارف وفضائل سورة الزلزال

اس سورت میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، ۳۵ کلمے، ایک سو انتالیس حروف ہیں۔

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کہا: یارسول اللہ ﷺ مجھے قرآن پڑھایئے آپ ﷺ نے فرمایا: "ذوات الراء" (الٓمٓر) سے تین سورتیں پڑھو اس شخص نے کہا: میری عمر زیادہ ہوگئی ہے، دل سخت اور زبان موٹی ہوگئی ہے، تو آپ نے فرمایا "مسبحات" یعنی جن کے شروع میں سبح یا یسبح آتا ہے اس نے پھر وہی جواب دیا اور عرض کیا مجھے کوئی جامع سورت پڑھایئے، تو آپ نے سورت زلزال پڑھائی حتی کہ اس کو پڑھا کر فارغ ہوگئے۔ اس آدمی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں اس پر کوئی زیادتی نہیں کروں گا، تب آپ نے فرمایا یہ شخص کامیاب ہوگیا، یہ شخص کامیاب ہوگیا۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب تحزیب القرآن، رقم:۱۳۹۹، ص۲٦٤)

☆......حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اذا زلزلت الارض" نصف قرآن کے برابر ہے۔(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی اذا زلزلت، رقم:۲۹۰۲، ص۸۲۱) انسان بڑی بے باکی اور بے حیائی سے زمین کے گوشے گوشے کو اپنے گناہوں سے داغ دار کرتا رہتا ہے اور وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کو کوئی نہیں دیکھ رہا اور یہ درخت، پتھر، پہاڑ، خاک سب کے سب اندھے، گونگے، بہرے ہیں اسے اپنے ان کرتوتوں کا احساس اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک یہ اس کی نادانی ہے۔ جب قیامت کے ہولناک جھٹکوں سے کرہ زمین پھٹ جائے گی اس میں چھپی ہوئی ہر چیز اس پر گواہ بن جائے گی۔ اس وقت وہ درخت جن کی چھاؤں میں بیٹھ کر گناہ کیا کرتا تھا، وہ چٹانیں جن کی آڑ میں چھپ کر گناہ کرتا، وہ سب اس دن گواہی دیں گے۔ اس وقت اس کی آنکھ کھلے گی لیکن اس وقت بہت دیر ہو چکی ہوگی۔ اس وقت لوگ گروہ در گروہ پیش کئے جائیں گے ہر شخص کی چھوٹی بڑی نیکی کا اجر دیا جائے گا اور اسی طرح اس کی ہر چھوٹی بڑی برائی کا نتیجہ بھی اسے دیکھنا پڑے گا۔

رکوع نمبر: ۲۴

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اذا زلزلت الارض﴾حُرِّكَتْ لِقِيَامِ السَّاعَةِ﴿ زلزالها (١)﴾تَحْرِيْكَهَا الشَّدِيْدَ الْمُنَاسِبَ لِعَظْمَتِهَا﴿واخرجت الارض اثقالها (٢)﴾ كُنُوْزَهَا وَمَوْتَاهَا فَأَلْقَتْهَا عَلٰى ظَهْرِهَا﴿وقال الانسان﴾اَلْكَافِرُ بِالْبَعْثِ﴿مالها (٣)﴾اِنْكَارًا لِتِلْكَ الْحَالَةِ﴿يومئذ﴾بَدَلٌ مِنْ اِذَا وَجَوَابُهَا﴿ تحدث اخبارها (٤)﴾تُخْبِرُ بِمَا عُمِلَ عَلَيْهَا مِنْ خَيْرٍ وَّشَرٍّ﴿بان﴾بِسَبَبِ اَنْ ﴿ ربك اوحى لها (٥)﴾اَىْ اَمَرَهَا بِذٰلِكَ وَفِى الْحَدِيْثِ تَشْهَدُ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ بِكُلِّ مَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا﴿يومئذ يصدر الناس﴾يَنْصَرِفُوْنَ مِنْ مُوْقِفِ الْحِسَابِ﴿ اشتاتا﴾مُتَفَرِّقِيْنَ فَاٰخِذٌ ذَاتَ الْيَمِيْنِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاٰخِذٌ ذَاتَ الشِّمَالِ اِلَى النَّارِ﴿ ليروا اعمالهم (٦)﴾اَىْ جَزَائَهَا مِنَ الْجَنَّةِ اَوِ النَّارِ﴿فمن يعمل مثقال ذرة﴾زِنَةَ نَمْلَةٍ صَغِيْرَةٍ﴿ خيرا يره (٧)﴾يَرَ ثَوَابَهُ﴿ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره (٨)﴾جَزَاءَهٗ.

﴿ترجمہ﴾

جب زمین تھرتھرادی جائے......۱......(قیامت قائم ہونے کے وقت، زلزلت بمعنی حرکت ہے) جیسا اس کا تھرتھرانا ہے (عظمت قیامت کے مناسب جیسا کہ اس کی شدید تھراہٹ ہے) اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے (یعنی خزانے اور مردے سب زمین کی پشت پر ڈال دے......۲......) اور انسان (یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا منکر انسان) کہے اسے کیا ہوا (زمین کی اس حالت کا انکار کرتے ہوئے) اس دن (''یو مئذ'' یہ ''اذا'' اور جواب ''اذا'' سے بدل ہے) وہ اپنی خبریں بتائے گی (جو اچھا اور برا عمل اس پر کیا گیا ہوگا اس کی خبر دے گی......۳......) اس لیے کہ (بان بمعنی بسبب ان ہے) تیرے رب نے اسے (اس کا) حکم بھیجا (حدیث پاک میں ہے ہر مرد وعورت نے جو کچھ اس پر کیا اس کی گواہی دے گی) اس دن لوگ پھریں گے (موقف حساب سے، یصدر بمعنی ینصرف ہے) کئی راہ ہو کر (یعنی متفرق ہو کر دائیں جانب والے جنت کی طرف اور بائیں جانب والے جہنم کی طرف) تا کہ اپنا کیا دکھائے جائیں (یعنی اپنے کئے کا بدلہ دکھائے جائیں یعنی جنت یا دوزخ) تو جو ایک ذرہ بھر (یعنی چھوٹی سی چیونٹی کے وزن برابر) بھلائی کرے اسے دیکھے گا (یعنی اس کا ثواب دیکھے گا) اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ اسے (یعنی اس کی جزاء......۴......) دیکھے گا۔

﴿ترکیب﴾

﴿اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها وقال الانسان مالها یومئذ تحدث اخبارها بان ربک اوحی لها﴾

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، زلزلت الارض: فعل مجہول ونائب الفاعل، زلزالها: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخرجت الارض: فعل وفاعل، اثقالها: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، قال الانسان: قول، ما: استفہامیہ مبتدا، لها: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ملکر جملہ قولیہ معطوف ثانی، یومئذ: ظرف مقدم، تحدث: فعل بافاعل، اخبارها: مفعول، ب: جار، ان ربک: حرف مشبہ واسم، اوحی لها: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعمالهم﴾

یومئذ: ظرف مقدم، یصدر: فعل، الناس: ذوالحال، اشتاتا: حال، ملکر فاعل، لام: جار، یروا اعمالهم: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره﴾

ف: تعریفیہ عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یعمل: فعل بافاعل، مثقال ذرۃ: مبدل منہ، خیرا: بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، یرہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یعمل: فعل بافاعل، مثقال ذرۃ: مبدل منہ، شرا: بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، یرہ: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اسلامی اور سائنسی لحاظ سے زلزلہ اور اس کے اسباب:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿اذ زلزلت الارض زلزالها جب زمین تھرتھرادی جائے جیسا کہ اس کا

تھر تھرانا ٹھہرا ہے(الزلزال:١)﴾۔ یعنی زمین میں جنبش پیدا ہونا، ہل جانا زلزلہ کہلاتا ہے۔
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں: زلزلے کا اصلی سبب آدمیوں کے گناہ ہیں، اور پیدا یوں ہوتا ہے کہ ایک پہاڑ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں، جیسے بڑے درخت کی جڑیں دور تک اندر اندر پھیلتی ہیں، جس زمین پر معاذ اللہ ﷻ زلزلہ کا حکم ہوتا ہے وہ پہاڑ اپنے اس جگہ کے ریشے کو جنبش دیتا ہے، زمین ہلنے لگتی ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا: ''اللہ ﷻ نے ان مخلوقات میں سب سے پہلے قلم پیدا کیا اور اس سے قیامت تک کے تمام مقادیر لکھوائے اور عرش الٰہی پانی پر تھا، پانی کے بخارات اُٹھے ان سے آسمان جدا جدا بنائے گئے، پھر اللہ ﷻ نے مچھلی پیدا کی، اس پر زمین بچھائی، زمین پشتِ ماہی پر ہے، مچھلی تڑپی، زمین جھونکے لینے لگی، اس پر پہاڑ جما کر بوجھل کر دی گئی، جیسا کہ فرمایا گیا: ﴿والجبال اوتادا اور پہاڑوں کو میخیں بنایا(النبا:٧)﴾، ﴿والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کانپے (النحل:١٥)﴾''۔
اب سوال یہ ہے کہ بسا اوقات خاص خاص مقام پر زلزلہ آنا، دوسری جگہ نہ آنا، اور جہاں ہونا وہاں بھی شدت وخفت میں مختلف ہونا، اس کا سبب وہ نہیں جو عوام بتاتے ہیں، سبب حقیقی تو وہی ارادۃ اللہ (یعنی اللہ کا ارادہ ہونا) ہے، اور عالم اسباب میں باعث بندوں کے معاصی۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا(الشوریٰ:٣٠)﴾۔
اور وجہِ وقوع کوہِ قاف کے ریشے کی حرکت ہے، اللہ ﷻ نے تمام زمین کو محیط ایک پہاڑ پیدا کیا ہے جس کا نام قاف ہے۔ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں اس کے ریشے زمین میں نہ پھیلے ہوں، جس طرح پیڑ کی جڑ بالائے زمین تھوڑی سی جگہ میں ہوتی ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر بہت دور تک پھیلے ہوتے ہیں کہ اس کے لئے وجہِ قرار ہوں اور آندھیوں میں گرنے سے روکیں، پھر پیڑ جس قدر بڑا ہوگا اتنی ہی زیادہ دور تک اس کے ریشے گھیریں گے۔ جبلِ قاف جس کا دور تمام کرۂ زمین کو اپنے پیٹ میں لئے ہے اس کے ریشے ساری زمین میں اپنا جال بچھائے ہیں، کہیں اوپر ظاہر ہوکر پہاڑیاں ہوگئے، کہیں سطح تک آکر تھم رہے جسے زمین سنگلاخ کہتے ہیں، کہیں زمین کے اندر ہے قریب یا بعید ایسے کہ پانی کی چوان سے بھی بہت نیچے۔ ان مقامات میں زمین کا بالائی حصہ دور تک نرم مٹی رہتا ہے جسے عربی میں سہل کہتے ہیں۔ ہمارے قرب کے عام بلاد ایسے ہی ہیں مگر اندر اندر قاف کے رگ وریشہ سے کوئی جگہ خالی نہیں، جس جگہ زلزلہ کے لئے اللہ ﷻ ارادہ فرماتا ہے والعیاذ برحمتہ ثم برحمت رسولہ جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، قاف کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے وہاں کے ریشے کو جنبش دیتا ہے، صرف وہیں زلزلہ آئے گا جہاں کے ریشے کو حرکت دی گئی، پھر جہاں خفیف کا حکم ہے اس کے محاذی ریشہ کو آہستہ ہلاتا ہے اور جہاں شدید کا امر ہے وہاں بقوت، یہاں تک کہ بعض جگہ صرف ایک دھکا سا لگ کر ختم ہوجاتا ہے، اور اسی وقت دوسرے قریب مقام کے درودیوار جھونکے لیتے، اور تیسری جگہ زمین پھٹ کر پانی نکل آتا ہے، یا ضعف حرکت سے مادۂ کبریتی مشتعل ہوکر شعلے نکلتے ہیں، چیخوں کی آواز پیدا ہوتی ہے اور زمین کے نیچے رطوبتوں میں حرارت شمس کے عمل سے بخارات سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور بہت جگہ دُخانی مادہ ہے، جنبش کے سبب منافذِ زمین متسع ہوکر وہ بخار ودُخان نکلتے ہیں، طبعیات میں پاؤں تلے کی دیکھنے والے انہیں کے ارادۂ خروج کو سبب زلزلہ سمجھنے لگے حالانکہ اُن کا خروج بھی سبب زلزلہ کا مسبب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ ﷻ نے ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام قاف ہے وہ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے اس چٹان تک پھیلے ہیں جس پر زمین ہے، جب اللہ ﷻ کسی جگہ زلزلہ لانا چاہتا ہے اُس پہاڑ کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے اس جگہ کے متصل ریشے کو لرزش وجنبش دیتا ہے

،یہی باعث ہے کہ زلزلہ ایک بستی میں آتا ہے دوسری میں نہیں۔ (الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج۲۷،ص ۹۳وغیرہ)

آج کل لوگ سائنس کو بہت مانتے ہیں، مذہبی طبقے میں بھی اُس عالم دین کو پزیرائی ملتی ہے جو دینی علم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علم سے بھی آگاہی رکھتا ہو۔ سائنسی نقطۂ نگاہ سے زلزلے کا سبب زمین کے نیچے پانی کا pressure (پریشر) بڑھ جانے سے زلزلہ آتا ہے۔ چنانچہ فروری ۲۰۱۰ء میں Central Chille میں بہت بڑا زلزلہ آیا، سائنسدانوں کے نزدیک اس کی وجہ Oceanic اور Continental plates کا ٹکراؤ تھا، اب سائنسدان اس سوچ میں پڑے ہیں کہ پانی ان کے مابین کیسے trape کرتا ہے جس کی وجہ سے پانی کا پریشر بڑھتا ہے اور یہی زلزلے کا سبب بنتا ہے۔(shweta Iyer on 28march,2014).

۔ زمین میں چار تہیں ہوتی ہیں، inner core (اندرونی تہہ)، outer core (بیرونی تہہ)، mantal (مینٹل) اور crust (کرسٹ)۔ پس mantal (مینٹل) اور crust (کرسٹ) کا اوپری حصہ زمین کی سطح پر ایک معمولی سی تہہ بناتے ہیں، مگر یہ معمولی سی تہہ ایک ٹکڑے میں نہیں ہوتی بلکہ کئی ٹکڑوں میں puzzle (پزل) کی صورت میں پائی جاتی ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ puzzle (پزل) کی صورت میں پائی جانے والی تہہ آہستہ آہستہ حرکت بھی کرتی ہے اور ایک دوسرے سے ٹکرانے کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔ انہیں tectonic plates (ٹیکٹونک پلیٹس) کہتے ہیں اور ان کے کناروں کو plates boundries (پلیٹ باؤنڈریز) کہتے ہیں۔ اور یہ باؤنڈریز کئی قسم کے faults (فالٹ) کی وجہ سے بنتی ہیں۔ اور دنیا بھر میں جتنے بھی زلزلے آتے ہیں ان میں سے اکثر اسی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ یہ باؤنڈریز کمزور اور کھردری ہوتی ہیں اور جب آپس میں ٹکراؤ کا عمل ہوتا ہے تو پھر نتیجے کے طور پر زلزلہ رونما ہوتا ہے۔(Writtern by:lisa waldfor "the green frog news").

زمین کا خزانے اگل دینا:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿واخرجت الارض اثقالھا اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے (الزلزال:۲)﴾۔ یعنی زمین کی سطح کو بالکل ہموار کردیا جائے گا اور کوئی اونچ نیچ نہ رہے گی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر سطح زمین سے مل جائیں گے۔ مُردے اور دیگر زمینی خزانے بلکہ سب کچھ ہی سطح زمین پر آجائے گا۔

☆......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مثل سونے چاندی کے زمین اپنے جگر کے ٹکڑے اُگل دیگی، قاتل اُنہیں دیکھ کر (از راہِ حسرت) کہے گا کہ انہی کی وجہ سے میں نے قتل کیا تھا، رشتے ناطے توڑنے والا کہے گا کہ انہی کی وجہ سے میں نے تعلقات توڑے تھے، چور کہے گا کہ انہی کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا، پھر بھی لوگ اس مال کو چھوڑ جائیں گے اور کوئی اس میں سے کچھ نہ لے گا''۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب ترغیب فی الصدقۃ، رقم:(۲۲۳۰)/ ۱۰۱۳، ص ۴۶۰)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار، اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا، اور پہلا شفیع اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول ہو''۔ (سنن ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب: فی التخییر بین الانبیاء، رقم:۴۶۷۳، ص ۸۷۵)

زمین کا انسانی اعمال کی خبر دینا:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یومئذ تحدث اخبارھا اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی (الزلزال:۴)﴾۔ جو کچھ بھی زمین پر اچھے یا بُرے اعمال ہوئے ہیں، زمین اُس کی گواہی دے گی، اس بارے میں دو اقوال ہیں چنانچہ ایک قول کے مطابق اللہ عزوجل زمین پر ہونے والے اچھے یا بُرے اعمال کی خبر دے گا یا پھر انسان ہی اس پر ہونے والے اچھے یا بُرے اعمال کی خبر دے گا۔ کلام کرنے والا کون

ہوگا اس بارے میں مفسرین کرام کے تین اقوال پائے جاتے ہیں: (۱)......اللہ ﷻ زمین کو حیوان ناطق بنادیگا پس وہ کلام کرے گی۔(۲)......اللہ ﷻ زمین میں کلام کی طاقت پیدا کردے گا۔(۳)......اس سے جو چیز صادر ہوگا وہ کلام کے قائم مقام ہوگا۔

امام ماوردی کہتے ہیں کہ اس فرمان بالا میں تین اقوال پائے جاتے ہیں: (۱)......اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿تحدث اخبارھا اپنی خبریں بتائے گی (الزلزال:٤)﴾ یعنی زمین کی پشت پر بندوں کے اعمال کے اعتبار سے خبریں دینا مراد ہے، اور یہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ثابت ہے اور یہ بوقت قیامت زلزلہ آنے کے وقت میں ہوگا۔(۲)......زمین اپنے خزانے باہر نکال پھینکے گی، یہ قول یحیی بن سلام کا ہے اور ان کے گمان کے مطابق زلزلہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔(۳)......قیامت کے قائم ہونے کے وقت ایسا ہوگا کہ انسان کہے گا: میرے لئے کیا ہے؟ پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اُسے خبر دی جائے گی کہ دنیا کی زندگی ختم ہو چکی ہے اور آخرت کی زندگی شروع ہونے والی ہے، پس لوگوں کے لئے ان کے سوال کے مطابق جواب ہونگے اور کافروں کے لئے وعیدات اور مؤمنین کے لئے ڈرانے والی خبریں ہونگی۔

(القرطبی، الجزء: ٣٠،ص ١٣٨)

☆......سید عالم ﷺ نے متذکرہ بالا آیت تلاوت فرمائی، پھر فرمایا: ''کیا تم اس کی درایت رکھتے ہو؟'' صحابہ عرض گزار ہوئے کہ اللہ ﷻ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، پھر فرمایا: ''زمین کی خبریں یہ ہیں کہ زمین ہر بندے یا غلام کے عمل خیر وشر کی خبر دے گی جو اُس نے اس روئے زمین پر کیا ہے، وہ کہے گی کہ فلاں فلاں عمل اِس اِس طرح کیا ہے، فرمایا یہی زمین کی خبریں ہیں''۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر، باب سورة زلزال، رقم: ٣٣٦٤،ص ٩٦٨)

ذرے ذرے کا حساب ہونا:

۴......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یرہ تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھ لے گا (الزلزال:٧تا٨)﴾۔ چیونٹی سے بھی کم ذرے کا حساب دینا ہے، مٹی جیسے ذرے بلکہ اس سے بھی کم مقدار میں کوئی چیز ہو، چاہے نیکی ہو یا بدی، انسان مکلّف بنا کر بھیجا گیا ہے لہذا اُسے حساب دینا ہے۔ لیکن یہ سوال اپنی جگہ قائم ہے کہ ذرے کی مقدار کے برابر نیکی وبدی کی جزاء وسزا کا معنی کیا ہے؟ پس مفسرین کرام نے اس کے چند جوابات دیئے ہیں: (۱)......احمد بن کعب القرظی کہتے ہیں پس کافر کو بالکل چھوٹی سی نیکی کا اجر دنیا ہی میں دے دیا جائے گا اور اُس کے لئے آخرت میں کچھ نہیں ہے، اور یہی قول حضرت ابن عباس سے بھی مروی ہے۔ اور اس قول کی تائید سید عالم ﷺ کے اس فرمان سے بھی ملتی ہے: ''اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! میں (کسی مومن کے بارے میں) نہیں دیکھتا کہ دنیا میں کوئی ذرہ برابر بدی کو ناپسند کرتا ہو اور اللہ ﷻ اُس کی ذرہ بھر نیکی کو بچا رکھتا ہو یہاں تک کہ وہ مرنے کے بعد قیامت میں پیش ہو جائے''۔(۲)......کوئی ایسا مومن یا کافر نہیں ہے جو نیکی یا بدی اختیار کرتا ہوں مگر خاص اللہ ﷻ ہی کے لئے، پس مومن کے گناہ اللہ ﷻ معاف فرماتا ہے اور اس کی نیکیاں لکھ رکھتا ہے اور کافر کی نیکی رد کر دی جاتی ہے اور اس کے گناہ پر اُسے عذاب دیا جاتا ہے۔(۳)......پس جس نے نیکی کا کوئی کام کیا اُس کے لئے وہ نیکی سعادت بن جائے گی اور جس نے بُرائی کو اختیار کیا تو اُس کے لئے وہ بُرائی شقاوت و بربادی ہو جائے گی۔

(الرازی، ج ١١،ص ٢٥٧، الطبری، الجزء: ٣٠،ص ٣٢٤)

اغراض:

او مدنیة: حضرت ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق۔ تحریکھا الشدید: کوئی چیز بھی ٹھہر نہ سکے گی، پہاڑ، درخت اور عمارتیں سب ہلنے لگیں گی۔ حرکت لقیام الساعة: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، پہلے قول کے مطابق نفخۂ اولی کے وقت زلزلہ

آئے گا اور اس کی صراحت اس آیت سے بھی ہوتی ہے: ﴿ان زلزلة الساعة شیء عظیم یوم ترونها تذهل کل مرضعة عما ارضعت (الحج:۱)﴾ اور یہی جمہور کا قول ہے، جب کہ دوسرے قول کے مطابق نفخۂ ثانیہ مراد ہے اور اس قول کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے: ﴿تحدث اخبارها﴾ یعنی بعد نفخهٔ ثانیهٔ تمام شہادتیں ظاہر ہو جائیں گی اور لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے اور اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿واخرجت الارض اثقالها﴾ میں احتمال ہیں۔

الکافر بالبعث: مؤمن کا حال یہ نہ ہوگا کیونکہ مؤمن مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے انکاری نہیں ہیں بلکہ مومن کا اعتراف ان الفاظ میں ہوگا: ﴿هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون (یس:۵۲)﴾۔

انکارا لتلک الحالة: مناسب یہ ہے کہ کافروں کا یہ انکار تعجب کی وجہ سے ہو کیونکہ جب کوئی چیز وقوع پذیر ہو ہی جائے تو پھر تعجب کے سوا باقی کیا بچتا ہے؟۔

فی الحدیث: سیدعالم ﷺ نے یہ آیت: ﴿یومئذ تحدث اخبارها﴾ تلاوت فرمائی اور فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ کونسی خبریں مراد ہیں؟ لوگ بولے نہیں: اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، فرمایا: ''خبر یہ ہے کہ ہر بندہ یا غلام جس نے جو بھی اس زمین پر کیا ہوگا گواہی دیگا، اور یہ زمین کہے گی کہ مجھ پر فلاں فلاں عمل کیا گیا''۔

من موقف الحساب: یعنی اپنے رب کے پاس قبروں سے لوٹیں گے۔ **زنة نمرة صغیرة:** ان میں سے ہر سو کا وزن جَو کے دانے کے برابر ہوتا ہے۔ اور چار ذرات رائی کے دانے کے وزن کے برابر ہونگے۔ (الصاوی، ج۶، ص ۳۱۴)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ والعادیات مکیۃ او مدنیۃ وھی احدی عشرۃ آیۃ

(سورۂ عادیات مکی یا مدنی ہے اس میں گیارہ آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ العادیات

اس سورت میں ایک رکوع، گیارہ آیتیں، چالیس کلمات اور ایک سو تریسٹھ حروف ہیں، امام ابو عبیدہ نے حسن بصری سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اذا زلزلت الارض ''نصف قرآن ہے اور والعادیات نصف قرآن کے برابر ہے (الدر المنثور ج۸، ص ۵٤۷)۔ اس سورت میں متعدد قسمیں کھا کر اللہ ﷻ نے چند حقائق کی نقاب کشائی فرمائی۔ پہلے تو یہ بتایا کہ انسان اپنے پروردگار کا کتنا ناشکرا ہے کہ اس کا کھاتا ہے اور اس کی زمین پر ہی رہتا اور اس کی ہواہیں سانس لیتا ہے لیکن اس کا شکر ادا نہیں کرتا، نہ اس کی عبادت و اطاعت کرتا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ انسان آج دولت کی ہوس میں گھر چکا ہے کہ وہ اس کو حاصل کرے اور بہت زیادہ جمع کرے لیکن جس نے یہ سب دیا ہے اس کو ہی بھول بیٹھا ہے اسے اتنی خبر بھی نہیں کل قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ انسان کو ترغیب دلائی گئی کہ وہ اعمال صالح کرے تا کہ کل قیامت کے دن سرخرو ہو سکے، اور برے اعمال سے ڈرایا گیا ہے۔

رکوع نمبر: ۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والعدیت﴾ اَلْخَیْلِ تَعْدُوْا فِی الْغَزْوِ وَتَضْبَحُ ﴿ضبحا (۱)﴾ ھُوَ صَوْتُ اَجْوَافِھَا اِذَا عَدَتْ ﴿فالموریت﴾ اَلْخَیْلَ تُوْرِی النَّارَ ﴿قدحا (۲)﴾ بِحَوَافِرِھَا اِذَا سَارَتْ فِی الْاَرْضِ ذَاتَ الْحِجَارَۃِ بِاللَّیْلِ ﴿فالمغیرت صبحا (۳)﴾ اَلْخَیْلُ تُغِیْرُ عَلَی الْعَدُوِّ وَقْتَ الصُّبْحِ بِاِغَارَۃِ اَصْحَابِھَا ﴿فاثرن﴾ ھَیَّجْنَ ﴿به﴾ بِمَکَانِ عَدْوِھِنَّ اَوْ بِذٰلِکَ الْوَقْتِ ﴿نقعا (۴)﴾ غُبَارًا بِشِدَّۃِ حَرَکَتِھِنَّ ﴿فوسطن به﴾ بِالنَّقْعِ ﴿جمعا (۵)﴾ مِنَ الْعَدُوِّ اَیْ صِرْنَ وَسْطَہٗ وَعَطَفَ الْفِعْلَ عَلَی الْاِسْمِ لِاَنَّہٗ فِیْ تَاْوِیْلِ الْفِعْلِ اَیْ وَاللَّاتِیْ عَدَوْنَ فَاَوْرَیْنَ فَاَغَرْنَ ﴿ان الانسان﴾ اَیِ الْکَافِرَ ﴿لربه لکنود (۶)﴾ لَکَفُوْرٌ یَجْحَدُ نِعْمَۃَ تَعَالٰی ﴿وانه علی ذلک﴾ اَیْ کُنُوْدِہٖ ﴿لشهید (۷)﴾ یَشْھَدُ عَلٰی نَفْسِہٖ بِصَنِیْعِہٖ ﴿وانه لحب الخیر﴾ اَیِ الْمَالِ ﴿لشدید (۸)﴾ اَیْ لَشَدِیْدُ الْحُبِّ لَہٗ فَیَبْخَلُ بِہٖ ﴿افلا یعلم اذا بعثر﴾ اُثِیْرَ وَاُخْرِجَ ﴿ما فی القبور (۹)﴾ مِنَ الْمَوْتٰی اَیْ بُعِثُوْا ﴿وحصل﴾ بُیِّنَ وَاُفْرِزَ ﴿ما فی الصدور (۱۰)﴾ اَلْقُلُوْبِ مِنَ الْکُفْرِ الْاِیْمَانِ ﴿ان ربهم بهم یومئذ لخبیر (۱۱)﴾ لَعَالِمٌ فَیُجَازِیْھِمْ عَلٰی کُفْرِھِمْ اُعِیْدَ الضَّمِیْرُ جَمْعًا نَظْرًا لِمَعْنَی الْاِنْسَانِ وَھٰذِہِ الْجُمْلَۃُ دَلَّتْ عَلٰی مَفْعُوْلِ یَعْلَمُ اَیْ اِنَّا نُجَازِیْہِ وَقْتَ مَا ذُکِرَ وَتَعَلَّقَ خَبِیْرٌ بِیَوْمَئِذٍ وَھُوَ تَعَالٰی خَبِیْرٌ دَائِمًا لِاَنَّہٗ یَوْمُ الْمُجَازَاۃِ۔

﴿ترجمہ﴾

قسم دوڑنے والے (گھوڑوں) کی (جو جنگ میں دوڑتے ہیں اور آواز نکلتی ہے سینے سے) خوب آواز (''ضبحا'' گھوڑوں کے سینوں سے حملہ کرتے وقت نکلنے والی آواز کو کہتے ہیں) پھر آگ نکالنے والے (گھوڑے جو کہ آگ نکالتے ہیں) سم مار کر (یعنی بوقت رات جب وہ پتھریلی زمین پر چلنے کے دوران سم مارتے ہیں تو آگ نکلتی ہے) پھر صبح کو تاراج کرنے والے (یعنی وہ گھوڑے جو صبح کو

دشمنوں کوتخت وتاراج کر دیتے ہیں) غبار اڑاتے ہیں (الـرن بمعنی هیـجن ہے) اس میں (یعنی اپنے دشمن کے مقام میں یا اس وقت اپنی شدید حرکت کے ذریعے سے "نـقـعـا" غبار کو کہتے ہیں) پھر اس کے ساتھ (یعنی غبار کے ساتھ) بیچ میں پہنچ جاتے ہیں (دشمن) کے لشکر کے (یعنی دشمن کے لشکر کے درمیان میں پہنچ جاتے ہیں......۱......اور یہاں فعل کا عطف اسم پر ہے کہ یہ اسم تاویل فعل میں ہے یعنی یہ "اللاتی عدون فاورین فاغرن" کے معنی میں ہے) بیشک انسان (یہاں الا نسان سے مراد کافر ہے) اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے (اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتا ہے، کـنـود بمعنی کـفـور ہے......۲......) اور بیشک وہ اس پر (یعنی اپنی اس ناشکری پر) خود گواہ ہے (یعنی اپنے عمل کے ذریعے خود اپنے خلاف گواہی دے رہا ہے) اور بیشک وہ خیر (یعنی مال کی چاہت میں) ضرور سخت ہے (یعنی مال سے شدید محبت کرنے والا ہے اور مال خرچ کرنے میں بخل کرنے والا ہے......۳......) تو کیا نہیں جانتا جب اٹھائے جائیں گے (بـعـثـر بمعنی اثیـر واخـرج ہے) جو قبروں میں ہیں (یعنی مردے یعنی مردوں کو اٹھایا جائے گا) اور کھول دی جائے گی (حـصـل بمعنی بین وافوز ہے) جو سینوں (یعنی دلوں) میں ہے (یعنی کفروایمان) بیشک ان کے رب کو اس دن ان سب کا علم ہے (خبیـر بمعنی عالم ہے، پس وہ انہیں کفر کا بدلہ دے گا یہاں ضمیر جمع کا مادہ "انسـان" کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے اور یہ جملہ "یـعـلـم" کے مفعول پر دلالت کررہا مفعول مقدر یہ ہے "انـا نـجـازیـه وقت ماذکر" اور "خبیر" کا "یـومـئـذ" سے تعلق ہے اور اللہ ہمیشہ سے باخبر ہے کہ قیامت کے دن کا بھی وہ خبیر ہے جو کہ بدلہ دیئے جانے کا دن ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والعدیت ضبحا فالموریت قدحا فالمغیرت صبحا فاثرن به نقعا فوسطن به جمعا ان الانسان لربه لکنود﴾

و: جار، الـعـدیـت: اسم فاعل، "هن" ضمیر ذوالحال، ضـبـحـا: حال، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، الـمـوریـت: اسم فاعل "هــن" ضمیر ذوالحال، قـــدحـــا: حال، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف اول، ف: عاطفہ، الــمــغـیــرت: اسم فاعل بافاعل، صبحا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "عدون فاورین فاغرن"، اثرن به: فعل بافاعل وظرف لغو، نـقـعـا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، وسـطـن بـه جـمـعـا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر فعل محذوف پر معطوف ہے، ملکر "اللاتی" موصول محذوف کا صلہ "ای فـلـلاتـی عدون فاورین فاغرن فاثرن به جمعا فوسطن به جمعا" موصول صلہ، ملکر معطوف ثالث، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف "اســـــم" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ، ان الانســـــان: حرف مشبہ واسم، لربه: ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، کنود: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وانه علی ذلک لشهید وانه لحب الخیر لشدید﴾

و: عاطفہ، انــه: حرف مشبہ واسم، عـلـی ذلک: ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، شهیـد: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انـه: حرف مشبہ اسم، لـحـب الـخیر: ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، شـدیـد: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افلا یعلم اذا بعثر مافی القبور وحصل ما فی الصدور﴾

هــمـزه: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "ایـفـعـل مــا یـفـعـل مـن الـمـقـابـح" "لایـعـلـم: فعل نفی بافاعل، اذا: مضاف، بـــعـثـــر: فعل مجہول، مـــافـــی الـقـبـور: موصول صلہ، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، حـــصـــل: فعل مجہول، مـــافـــی الـصـدور: موصول صلہ، ملکر نائب فعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر

ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربھم بھم یومئذ لخبیر﴾

ان ربھم: حرف مشبہ واسم، بھم: ظرف لغو مقدم، یومئذ: ظرف مقدم، لام: تاکیدیہ، خبیر: صفت مشبہ با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

گھوڑے کی مختلف خصوصیات کے ساتھ قسم کھانے کی وجوہات:

لے.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والعدیت ضبحا فالموریت قدحا فالمغیرات صبحا فاثرن بہ نقعا فوسطن بہ جمعا قسم ہے ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر پھر صبح ہوتے تاراج کرتے ہیں پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں پھر دشمن کے بیچ لشکر میں جاتے ہیں (العادیات:۱تا۵)﴾۔

والعدیت ضبحا: العدیات کی اصل العادوات، واو کو یاء کے ساتھ تبدیل کیا گیا ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والعدیت ضبحا قسم ان کی جو دوڑتے ہیں آواز نکلتی ہوئی (العادیات:۱)﴾ یعنی گھوڑے کے سانس لینے کی آواز کو کہتے ہیں جسے ضباح سے تعبیر کیا گیا ہے مراد لومڑی کی سی آواز ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس سے مراد دشمن کی سرسراہٹ کی آواز ہے، اور ایک قول کے مطابق عود لکڑی کو جلانا ہے اور اسے دشمن سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے جس طرح آگ کو کثرتِ حرکت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (المفردات، ص ۲۹۵)

فالموریت قدحا: الایراء بمعنی اخراج النار ہے۔ کلبی کے قول کے مطابق پتھر یا کسی اور چیز کو باہم رگڑنے سے آگ نکلنا، یا مجاہدین کا وہ دستہ مراد ہے جو جنگ سے واپس آئے ہوں اور کھانے کے لئے آگ جلاتے ہوں۔ (الطبری، الجزء:۳۰، ص ۳۰۰)

صبحا: یعنی نہار کا اول وقت صبح کہلاتا ہے، مراد وہ وقت ہے، جس میں شمس کے چھپے ہونے کے باعث افق سرخ ہوتا ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الیس الصبح بقریب کیا صبح قریب نہیں (ھود:۸۱)﴾، ﴿فساء صباح المنذرین تو ڈرائے گیوں کی کیا ہی بری صبح ہوگی (الصفت:۱۷۷)﴾ اور یونہی فرمایا: ﴿فالمغیرات صبحا پھر صبح ہوتے تاراج کرتے ہیں (العادیات:۲)﴾۔ (المفردات، ص ۲۷۷)

فاثرن بہ نقعا: یہاں نقعا بمعنی الغبار ہے یعنی مٹی اور گرد وغبار اڑانا، گھوڑوں کا اپنے سموں سے مٹی وغبار کے آثار پیدا کرنا۔

فوسطن بہ جمعا: دشمنوں میں گھس گئے یا کافروں کی جماعت میں گھس گئے، مجاہدین کا اپنے گھوڑوں سمیت دشمنوں کی جماعت میں گھس جانے کو کہتے ہیں۔ ایک قول منٰی کی جانب روانہ ہونے والے اونٹ بھی لیا گیا ہے۔ (الطبری، الجزء:۳۰، ص ۳۳۲ وغیرہ)

امام رازی لکھتے ہیں: اللہ ﷻ نے گھوڑے کی قسم اس لئے ارشاد فرمائی ہے کہ گھوڑے میں اپنے مدِ مقابل دشمن کو طلب کرنے، حملہ کرنے، تیزی دکھانے وغیرہ کے بارے میں جو خصوصیات پائی جاتی ہیں وہ دیگر حیوانات میں نہیں پائی جاتی۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی گمان کرے کہ گھوڑا دشمن کو جنگ کی جانب مائل کرنے میں معاون ہوتا ہے تاکہ مدِ مقابل کا مالِ غنیمت حاصل ہوجائے اور یہ بھی گمان کیا جاسکتا ہے کہ بربنائے مصلحت گھوڑے میں مدِ مقابل دشمن سے بھاگ جانے کی صفت پائی جاتی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دونوں گمان کے نتیجے میں غنیمت کی سلامتی فقط ایک صورت میں پائی جاتی ہے۔ اللہ ﷻ نے یہاں غازی گھوڑے کی قسم ارشاد فرمائی ہے کیونکہ اس میں دینی ودنیاوی کئی منافع کارفرما ہیں، اور اس میں تنبیہ ہے کہ انسان گھوڑے کو زینت اور تفاخر کی غرض سے نہیں بلکہ دینی منفعت کے لئے رکھے جو کہ جہاد وغیرہ جنگی امور میں کام آئے اور اس معنی کی تنبیہ اللہ ﷻ نے دیگر مقامات پر بھی فرمائی ہے چنانچہ فرمایا: ﴿والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے وہ

پیدا کرے گا (النحل:۸)﴾۔
(الرازی، ج۱۱،ص ۲۵۹)

انسان میں "کنود" والی صفت ہونا :

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان الانسان لربہ لکنود بیشک آدمی اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے(العادیات:۶)﴾۔ یعنی انسان کی طبیعت میں کفران نعمت کرنا ہے، ابن عباس کہتے ہیں کہ کنود کے معنی نعمت خداوندی کی ناشکری کرنا ہے، حسن کہتے ہیں کہ مصائب کا ذکر کرے اور نعمتوں کو بھول جائے یہی کنود ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ایسے امور بجالائے جو اُسے شکر سے روکے رکھیں۔ ایک قول یہ ہے کہ نعمت میں ہٹ دھرمی کرنا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ یہاں الانسان سے مراد کافر ہے، جو کہ کفر اختیار کرتا ہے اور اسی طرح زمین سے ملنے والی نعمت سے بھی ناشکری کے ذریعے کفر اختیار کرتا ہے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ابوبکر واسطی کہتے ہیں کہ الکنود سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ ﷻ کی نعمت کو اللہ ﷻ ہی کی نافرمانی میں خرچ کرتے ہیں۔ ابوبکر وراق کہتے ہیں کہ الکنود سے مراد یہ ہے کہ جو نعمت کو اپنی ذات میں ملاحظہ کرے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جو نعمت کی جانب تو دیکھے لیکن نعمت دینے والے کو فراموش کر دے۔ ایک قول یہ ہے کہ کنود یہ ہے کہ جب کوئی بُرائی پہنچے تو جزاء وفزع کرے اور جب کوئی نعمت ملے تو شکر نہ کرے۔ پس نبی کریم ﷺ نے بھی کنود کو احوال مذمومہ وغیر محمودہ کی جانب قرار دیا ہے۔ (القرطبی، الجزء:۳۰،ص ۱۵۰)

☆......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے اپنے اصحاب سے استفسار فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ کنود کون ہوتا ہے"؟ جواب دیا: اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، فرمایا: "وہ شخص جو اپنے غلام کو مارتا ہو، سہارا دینے سے باز رکھتا ہو اور اکیلا کھاتا ہو"۔
(الطبری، الجزء:۳۰،ص ۳۳۷)

بخل کی مذمت میں فرامین مصطفی ﷺ :

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وانہ لحب الخیر لشدید اور بیشک وہ مال کی چاہت میں ضرور کڑا (تیز) ہے (العدیت:۸)﴾۔ مفسرین کرام شدید بمعنی بخیل لیتے ہیں۔

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس کی دو خصلتیں جوان رہتی ہیں: مال کی حرص اور لمبی عمر کی حرص"۔
(صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب: کراھۃ الحرص علی ،رقم:(۲۲۹۹)/۱۰۴٦،ص ۴۷۳)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "بوڑھے کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان رہتا ہے: زندگی اور مال کی محبت"۔
(المرجع السابق، رقم: ۲۳۰۰)/۱۰۴٦)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "بندے کے دل میں کبھی لالچ اور ایمان اکٹھے نہیں ہو سکتے"۔
(سنن النسائی، کتاب الجھاد، باب:فضل من عمل فی ،رقم:۳۱۱۲،ص ۷۴۱)

اغراض:

مکیۃ او مدنیۃ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق مکی اور ابن عباس کے قول کے مطابق مدنی ہے۔ الخیل تعدو فی الغزو: یعنی دشمن پر لڑائی جلدی کرتا ہے، اور انہیں بطور کنایہ جنگ میں دوڑنے اور ان کی تعظیم کرنے کا بیان کیا گیا ہے۔ وتضبح: اس میں اشارہ ہے کہ ﴿ضبحا﴾ محذوف فعل کی بناء پر منصوب ہے، اور وہ فعل ﴿العادیات﴾ سے حال ہے۔
ھو صوت اجوافھا: یعنی وہ آواز جو گھوڑے کے سینے سے دشمن کے مقابلے کے وقت میں نکلتی ہے، اور اس میں نرمی نہیں ہوتی۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کسی چوپائے کی آواز ایسی نہیں نکلتی جیسی دشمن کے مدمقابل گھوڑے، کتے اور لومڑی کی نکلتی ہے اور یہ وہ

حیوانات ہیں کہ ان کے حالات غم وتکلیف کے وقت میں بدل جاتے ہیں۔
وقت الصبح: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ضبحا﴾ ظرفیت کی وجہ سے منصوب ہے۔ **الصبح**: مراد وہ وقت ہے جو دشمن پر حملہ کرنے کا ہوتا ہے کیونکہ رات گزرنے کے بعد دشمن کا صحیح شعور پیدا ہو جائے اور قرار وسکون کے ساتھ صبح یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون مدمقابل آتا ہے اور کون راہِ فرار اختیار کرتا ہے۔
بمکان عدوھن: ضمیر کا اعادہ **المکان** کی جانب کیا گیا ہے اگر چہ اس کا ذکر پہلے نہیں ہوا کیونکہ دشمن کے لئے مکان کا پایا جانا ضروری ہے۔ **او بذلک الوقت**: مراد صبح کا وقت ہے، پس دو تفاسیر ہیں اور ہر ایک میں "باء" سے مراد ﴿بہ﴾ بمعنی **فی** ہے۔ **بالنقع**: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿بہ﴾ میں موجود ضمیر "**النقع**" کی جانب عائد ہے اور باء ملابست کے لئے ہے، مراد یہ ہے کہ عین دشمنوں کے وسط میں پہنچ کر غبار اڑاتے ہیں۔
الکافر: دو وجوہات میں سے ایک ہے، جب کہ دوسری وجہ ﴿الانسان﴾ بمعنی **الجنس** ہے، یعنی انسان فطرت پر پیدا کیا گیا ہے مگر یہ کہ جسے اللہ عزوجل برائی سے بچائے۔ **بصنعہ**: میں باء سببیہ ہے اور مراد برے عمل پر گواہی دینا ہے۔ **لکفور**: یعنی کفرانِ نعمت کرتا ہے، حدیث میں ہے: "بخیل شخص خود کھاتا ہے لیکن دوسروں پر خرچ نہیں کرتا"۔
دلت علی مفعول یعلم: مراد محذوف ہے جو کہ ﴿اذ﴾ کا عامل ہے اور ﴿یومئذ﴾ میں تنوین عوضی ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: "**یوم اذا بعثر ما فی القبور وحصل ما فی الصدور وھو یوم القیامۃ**"۔ **وقت ما ذکر**: یعنی قبروں سے نکالے جانے اور سینوں میں پوشیدہ راز کے بیان کرنے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿اذا﴾ ظرفیت بمعنی وقت ہے، شرطیہ نہیں ہے۔
وتعلق خبیر بیومئذ: اللہ عزوجل ہر چیز کا جاننے والا ہے، پھر یہ کیوں کہا گیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ علم کا اطلاق اور مجاز کا ارادہ کرنے کی غرض سے کہا گیا ہے پس ﴿لخبیر﴾ سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل انہیں جزاء دیگا، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جزاء کا منعقد ہونا قیامت کے دن کے ساتھ مشروط ہے جس کی دلیل اس فرمان میں بھی ملتی ہے: ﴿اولئک الذین یعلم اللہ ما فی قلوبھم(النساء:۶۳)﴾ بمعنی **یجازیھم** ہے۔ (الصاوی، ج۶، ص۲۱۷ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة القارعة مكية وهى "١١" او ثمان آيات

(سورہ القارعہ مکی ہے اس میں گیارہ یا آٹھ آیتیں ہیں)

تعارف سورہ القارعة

اس سورت میں ایک رکوع، گیارہ آیتیں، چھتیس کلمے اور ایک سو باون حروف ہیں۔ سورہ زلزال میں لوگوں کو قیامت سے خبردار کیا، اور اب اس سورت میں قیامت کے ہولناک منظر کو بیان کیا گیا جو بروز قیامت رونما ہوگا۔ لوگ بکھرے پڑے ہوں گے اور پہاڑ رنگین روئی کی طرح ہواؤں میں اڑ رہے ہوں گے۔ پھر ارشاد فرمایا جس شخص کے اچھے اعمال کا پلڑا اس روز بھاری ہوگا صرف اسی کو ہی خوش وخرم زندگی ملے گی۔ لیکن جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ وادی "ھاویہ" میں پھینک دیا جائے گا۔

رکوع نمبر: ۲۶

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿القارعة (۱)﴾ اَیِ الْقِیَامَةُ الَّتِیْ تَقْرَعُ الْقُلُوْبَ بِاَهْوَالِهَا ﴿ما القارعة (۲)﴾ تَهْوِیْلٌ لِشَانِهَا وَهُمَا مُبْتَدَاءٌ وَّخَبَرٌ خَبَرُ الْقَارِعَةِ ﴿وما ادرك﴾ اَعْلَمَكَ ﴿ما القارعة (۳)﴾ زِيَادَةُ تَهْوِيْلٍ لَّهَا وَمَا الْاُوْلٰى مُبْتَدَاءٌ وَّمَا بَعْدَهَا خَبَرُهٗ وَمَا الثَّانِيَةِ وَخَبَرُهَا فِى مَحَلِّ الْمَفْعُوْلِ الثَّانِىْ لِاَدْرِىْ ﴿يوم﴾ نَاصِبُهٗ دَلَّ عَلَيْهِ الْقَارِعَةِ اَىْ تَقْرَعُ ﴿يكون الناس كالفراش المبثوث (۴)﴾ كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ الْمُنْتَشِرِ يَمُوْجُ بَعْضُهُمْ فِىْ بَعْضٍ لِلْحَيْرَةِ اِلٰى اَنْ يُّدْعَوْا لِلْحِسَابِ ﴿وتكون الجبال كالعهن المنفوش (۵)﴾ كَالصُّوْفِ الْمَنْدُوْفِ فِىْ خِفَّةِ سَيْرِهَا حَتّٰى تَسْتَوِىَ مَعَ الْاَرْضِ ﴿فاما من ثقلت موازينه (۶)﴾ بِاَنْ رَجَحَتْ حَسَنَاتُهٗ عَلٰى سَيِّاٰتِهٖ ﴿فهو فى عيشة راضية (۷)﴾ فِى الْجَنَّةِ اَىْ ذَاتَ رِضِىً بِاَنْ يَرْضَاهَا اَىْ مَرْضِيَّةٌ لَّهٗ ﴿واما من خفت موازينه (۸)﴾ بِاَنْ رَجَحَتْ سَيِّاٰتُهٗ عَلٰى حَسَنَاتِهٖ ﴿فامه﴾ فَمَسْكَنُهٗ ﴿هاوية (۹)﴾ وما ادرك ماهية (۱۰)﴾ اَىْ مَاهِيَةُ هِىَ ﴿نار حامية (۱۱)﴾ شَدِيْدُ الْحَرَارَةِ وَهَاهِيَةٌ لِلسَّكْتِ تَثْبُتُ وَصْلًا وَّوَقْفًا وَفِىْ قِرَاءَةٍ تُحْذَفُ وَصْلًا۔

﴿ترجمہ﴾

دہلانے والی (یعنی قیامت جس کے اہوال سے دل دہلتے ہوں گے) کیا وہ دہلانے والی (اس کے اہوال کی شدت کے بیان کے لیے اسے بصورت استفہام ذکر کیا گیا ہے، یہ دونوں مبتدا ہیں اور اس کی خبر القارعۃ ہے) اور تو نے کیا جانا کیا ہے دہلانے والی (اسے قیامت کی ہولناکیوں کی زیادت کو بیان کرنے کے لیے ذکر کیا گیا ہے......۱...... پہلا والا "ما" مبتدا ہے اور اس کا مابعد خبر بن رہا ہے اور دوسرا والا "ما" "ادری" کے مفعول ثانی کے محل میں واقع ہے) جس دن (یوم کا ناصب وہ فعل ہے جس پر "القارعۃ" دلالت کر رہا ہے یعنی "تقرع") آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے (حیرانی وپریشانی کے عالم میں لوگوں کا ایک ریلا دوسرے پر آ رہا ہوگا حتی کہ لوگوں کو حساب کتاب کے لیے بلایا جائے گا......۲......) اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھنکی اون (العھن المنفوش بمعنی الصوف المندوف ہے، یعنی تیزی سے اڑنے میں پہاڑ دھنکی اون کی طرح ہوں گے حتی کہ وہ زمین کے ساتھ برابر ہو جائیں گے......۳......) تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں (یوں کہ اس کی نیکیاں برائیوں پر غالب آئیں) وہ تو من مانے عیش (یعنی جنت) میں ہیں (راضیۃ بمعنی ذات رضا ہے، یعنی بندہ اس سے راضی ہوگا یعنی وہ عیش اس کے لیے پسندیدہ ہوگا......۴......) اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں (یوں

کہ اس کی برائیاں نیکیوں پر غالب آگئیں) تو اس کا ٹھکانہ (امہ بمعنی مسکنہ ہے) حاویہ ہے......۵......اور تو نے کیا جانا کیا حاویہ (''ماھیۃ'' اصل میں ''ما ھاویۃ'' ہے وہ) شدید حرارت والی آگ ہے (''ھیۃ'' کی ھاء وصل ووقف دونوں حالت میں ثابت رہے گی اور ایک قرائت میں بحالت وقف اسے حذف کیا گیا ہے ''نا رحامیۃ'' سے پہلے ''ھی'' ضمیر مبتدا محذوف ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿القارعۃ ما القارعۃ وما ادرک ما القارعۃ﴾

القارعۃ: مبتدا، ما: استفہامیہ مبتدا، القارعۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل بافاعل ومفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، القارعۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم یکون الناس کالفراش المبثوث﴾

یوم: مضاف، یکون: فعل ناقص، الناس: اسم، کالفراش المبثوث: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف ''تقرع القلوب باھوا لھا یوم القیمۃ'' کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتکون الجبال کالعھن المنفوش فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیۃ﴾

و: عاطفہ، تکون: فعل ناقص، الجبال: اسم، کالعھن المنفوش: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ''یکون'' پر معطوف ہے، ف: تفریعیہ، اما: حرف شرط، من ثقلت موازینہ: موصول صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، ھو: مبتدا، فی عیشۃ راضیۃ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف ''مھما یکن من شیء'' کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما من خفت موازینہ فامہ ھاویۃ﴾

و: عاطفہ، اما: حرف شرط، من: موصول، خفت موازینہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، امہ: مبتدا، ھاویۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف ''مھما یکن من شیء'' کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما ادرک ماھیہ نار حامیۃ﴾

و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل بافاعل ومفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، ھی: خبر، ہ: سکوتی، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، نار: موصوف، حامیۃ: صفت، ملکر ''ھی'' مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

القارعۃ کے بارے میں اقوالِ مفسرین:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿القارعۃ ماالقارعۃ وماادرک ماالقارعۃ دل دہلانے والی کیا وہ دہلانے والی اور تو نے کیا جانا ہے دہلانے والی (القارعۃ: ۱تا۳)﴾۔ القرع اصل میں سخت شدت والی آواز کو کہتے ہیں، اسی سے قوارع الدھر یعنی زمانے کے شدائد بھی آتا ہے۔ اور القارعۃ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اور اسے القارعۃ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے خوف سے دل لرز جاتے ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی آواز کو القارعۃ کہتے ہیں کیونکہ جب حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو تمام مخلوق اس کی آواز سے مرجائیں گے۔ اور ﴿ما القارعۃ کیا وہ دہلانے والی﴾ کا خطاب اس لئے کیا گیا ہے کہ اس دن کی ہیبت اور عظمت کا بیان ہوجائے، اور اس کی شدت وسختی کا بیان ہوجائے۔ پھر ﴿وماادرک ماالقارعۃ اور تو نے کیا جانا دہلانے والی﴾ فرمایا تاکہ یہ بات ثابت ہوجائے کہ اس دن کی شدت کا حال کیا ہوگا اسے کوئی بھی (بغیر اللہ کے بتائے) اپنی

سوچ و سمجھ سے نہیں جان سکتا۔ (الخازن، ج٤، ص ٤٦٢)

انسان کا بے وقعت ہونا:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یوم یکون الناس کالفراش المبثوث جس دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگ (القارعة:٤)﴾۔اس دن انسان کی حالت بکھرے ہوئے پتنگے یا ٹڈیوں کی مانند ہوگی جو ادھر اُدھر گھومتے پھرتے ہونگے۔ کہیں کوئی جائے پناہ نظر نہ پڑے گی بلکہ قیامت کی ہولناکی کے باعث ایک مقام سے دوسرے مقام پر جاتے پھرتے ہونگے۔ ٹڈی کی مثال دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کثرت سے پائی جاتی ہے لہٰذا کثرت سے مشابہت قائم کرنے کی غرض سے ٹڈی کی مثال دی گئی ہے اور لوگ گویا فوج در فوج آتے جائیں گے، جیسا کہ فرمایا: ﴿فتاتون افواجا تو تم چلے آؤ گے فوجوں کی فوجیں (النبا:١٨)﴾، ﴿یوم یقوم الناس لرب العلمین جس دن سب لوگ رب العلمین کے حضور کھڑے ہوں گے (المطففین:٦)﴾، یاجوج ماجوج کے قصے میں فرمایا: ﴿وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض اور اس دن ہم انہیں چھوڑ دیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے پر ریلا (سیلاب کی طرح) آوے گا (الکھف:٩٩)﴾۔ (الرازی، ج١١، ص٢٦٦ ملخصاً)

پہاڑوں کا بے معنی ہوجانا:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وتکون الجبال کالعھن المنفوش اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھنکی اُون (القارعة:٥)﴾۔ اللہ ﷻ نے پہاڑوں کے مختلف احوال کو درج وجوہات کی بناء پر بیان کیا ہے: (۱)...... پہاڑ ٹکڑوں میں منقسم ہو جائیں گے جیسا کہ فرمایا: ﴿وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر دفعۃً چور کر دیئے جائیں (الحاقة:١٤)﴾۔ (۲)...... پہاڑ کو سخت جسامت کی مانند سمجھنا جب کہ قیامت کے دن ان کا حال بھی یوں ہوگا: ﴿وتری الجبال تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا کہ وہ جمے ہوئے ہیں اور چلتے ہوں گے بادلوں کی چال (النمل:٨٨)﴾۔ (۳)...... پھر ان کا روئی کی مانند اڑتے رہنے کا بیان بھی فرمایا: ﴿وتکون الجبال کالعھن المنفوش اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھنکی اُون (القارعة:٥)﴾، ﴿وتکون الجبال کالعھن اور پہاڑ ایسے ہلکے ہو جائیں گے جیسے اُون (المعارج:٩)﴾۔ (۴)...... سراب کی صورت میں نظر آنے کا بیان بھی فرمایا: ﴿وسیرت الجبال فکانت سرابا اور پہاڑ چلائے جائیں گے کہ ہو جائیں گے جیسے چمکتا ریتا دور سے پانی کا دھوکا دیتا (النبا:٢٠)﴾۔ (۵)...... مختلف رنگوں کے پہاڑ کا بیان بھی فرمایا: ﴿ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانھا وغرابیب سود اور پہاڑوں میں راستے ہیں سفید اور سرخ رنگ رنگ کے اور کچھ کالے بھجنگ (سیاہ کالے) (فاطر:٢٧)﴾۔

کن لوگوں کے اعمال کے وزن بھاری ہونگے؟

۴......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیۃ تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں وہ تو من مانے عیش میں ہیں (القارعة:٦تا٧)﴾۔ اعمال کا وزن کرنا کیسے ہوگا، حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ فرمانبرداروں کی نیکیاں اچھی صورت میں ہونگی اور جب نیکیاں بدی پر راجح ہونگی تو یہ حضرات جنت کے حقدار ہونگے اور جب کہ گناہگاروں کے اعمال بُری صورت میں ہونگے اور ان کی بدیاں نیکیوں پر راجح ہونگی لہٰذا یہ لوگ جہنم میں جائیں گے۔ متکلمین کہتے ہیں کہ نیکی اور بدی کا وزن کرنا ممکن نہیں ہے بلکہ یہاں اُن صحائف کا وزن کرنا مراد ہے جس میں نیکی اور بدی لکھی گئی ہیں اور نور کو حسنات (نیکیوں) کی علامت اور ظلمت کو (بُرائی) کی علامت قرار دیا گیا ہے اور نیکی کو اچھی صورت اور بدی کو بُری صورت کی مثل بھی کہا گیا ہے جیسا کہ ماقبل قول سے واضح ہے اور اس صورت میں جب

کسی پر حال واضح ہوگا تو وہ یا تو مسرور ہوگا اور اس کی خوشی میں اضافہ ہوگا یا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہوگا۔ زجاج کہتے ہیں کہ جسے نیکی کی جزاء جنت کی صورت میں ملے گی وہ گویا رب کی رضا پالے گا۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۲۶۷ وغیرہ ملخصاً و ملتقطاً)

امام قرطبی لکھتے ہیں: عیشۃ راضیۃ کے معنی یہ ہیں کہ حسبِ منشاء و مرضی، یعنی فاعل کی رضا کے مطابق، پس یہ کلمہ جنتی کے لئے بولا جاتا ہے کیونکہ وہ اللہ رضا کے مطابق انعام و اکرام پاتا ہے یعنی اس کے لئے عمدہ فرشی تخت، جس کی بلندی سو سال کی مقدار کے برابر ہوگی، جب جنتی اُسکے برابر جائیں تو یہ تخت نیچے ہونگے اور جنتی کے بیٹھتے ہی بلند ہو جائیں گے اور اس کی ہیئت ایسے بلند ہوگی جیسا کہ درخت کی شاخیں بلند ہوتی ہیں اور یونہی جب کچھ کھانے کا جی چاہے گا تو وہ اُس کے سامنے آ جائے گا۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۰٤ ملخصاً)

جن لوگوں کے اعمال کے وزن ہلکے ہونگے:

۵......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿واما من خفت موازینہ فامہ هاویۃ اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہیں (القارعۃ:۸تا۹)﴾۔ جس کی بدیاں نیکیوں پر غالب آجائیں تو اُنہیں نارِ جہنم کا مژدہ سنایا جائے گا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگوں کا قیامت کے دن حساب کیا جائے گا، پس جس کی نیکی اُس کی بدیوں سے ایک بھی زیادہ ہوئی تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جس کی بدیاں نیکیوں پر راجح ہونگی تو وہ داخلِ جہنم ہوگا۔ ھاویۃ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے، جس کی شدت کا عالم یہ ہے کہ خود اہلِ جہنم اس سے دن بھر میں ستر مرتبہ پناہ مانگتے ہیں۔ (روح البیان، ج۱۰، ص ۲۰۲)

☆......سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ابن آدم جو آگ جلاتے ہو وہ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے''، صحابہ عرض گزار ہوئے اے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ جہنمی کے لئے کافی ہوگی؟ فرمایا: ''اس میں مزید اُنسٹھ جزء کا اضافہ کیا جائے گا''۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ النار و انہ مخلوقۃ، رقم: ۳۲۶۵، ص ٥٤٤)

اغراض:

ثمان آیات: ایک قول کے مطابق جب کہ دوسرے قول کے مطابق دس یا گیارہ آیات ہیں۔ **تقرع القلوب:** تقرع بمعنی تفزع ہے یعنی دل تنگ ہو جائیں، جو کہ بڑے بڑے گناہوں کے باعث دلوں پر گھبراہٹ کی صورت اختیار کرلیں اور آسمانوں کا پھٹ جانا، زمین کا تبدیل ہو جانا، پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا، ستاروں کا بکھر جانا، سورج اور چاند کا بے رونق ہو جانا وغیرہ امور کا منعقد ہونا۔

زیادۃ تھویل لھا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام ثانی جو کہ ﴿ما القارعۃ﴾ میں پایا جا رہا ہے وہ قیامت کے دن کے ہول اور عظمت کی وجہ سے ہے، اور اول میں استفہام انکاری ہے جو کہ ﴿ما ادرک﴾ میں پایا جا رہا ہے، معنی یہ ہے کہ تم قیامت کے ہول اور اس کی شدت کو اتنا ہی جانتے ہو جو میری وحی کے ذریعے تمہیں بتایا گیا ہے، پس نفی کا معنی یہی ہے کہ بغیر میری وحی کے تم کچھ نہیں جان سکتے۔

کانھم جراد منتشر: یعنی اُس دن لوگوں کا حال بکھرے ہوئے پتنگوں کی مثل ہوگا، جب قبروں سے اٹھیں گے تو انہیں علم ہی نہ ہوگا کہ کس جانب توجہ کرنی ہے، پھر جب انہیں حساب کے لئے بلایا جائے گا تو وہ ٹڈیوں کی مثل ہو جائیں گے (یا ہونے لگیں گے)۔

کالصوف المندوف: یعنی پتھر کے ٹکڑے ٹکڑے، پھر یہی پہاڑ ﴿کالعھن﴾ پس یہی پہاڑوں کے ٹکڑے فضاء میں (روئی کے گالوں کی مانند) اڑنے لگے، اور المندوف بمعنی المضروب بالمندفۃ ہے، مراد وہ لکڑی ہے جو اون دھونکنے کے طور پر کام آتی ہے۔

بان رجحت حسناتہ: مراد یہ ہے کہ اُس بندے کے گناہ معدوم ہوں، صرف اعمال نامے میں نیکیاں ہی پائی جائیں۔ **ای ذات رضا:** میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿عیشۃ﴾ کو رضا کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے اور اسی لئے مفسر نے اس کی تفسیر ''مرضیۃ'' سے کی ہے کہ اس میں اس جانب بھی اشارہ ہے کہ یہاں اسنادِ مجازی پائی جا رہی ہے یعنی جس کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا وہ اس معاملے سے راضی

ہوگا پس اس صورت میں مجاز عقلی ہوگا، اور اسم فاعل کا اطلاق کیا اور مراد اسم مفعول لیا، تو اس صورت میں مجاز مرسل ہوگا۔ معنی یہ ہوگا کہ اُس کی نیکیاں گناہوں سے زیادہ ہیں اور جنت کی حیات طیبہ میں رہے گا اور اللہ ﷻ کی رضا اس کے ساتھ ہوگی اور وہ اللہ ﷻ کے دیئے پر راضی ہوگا، پس اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہونگے۔

بان رجحت سیئاته علی حسناته: مراد وہ ہے جس کی نیکیاں کم ہونگی، اگر کوئی یہ کہے کہ آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں گنا ہگار مومن مراد ہے جس کی نیکیاں گناہوں کے مقابلے میں زیادہ ہونگی، پس وہ ہاویہ میں ہوگا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں ہاویہ میں ہمیشہ رہنا مراد نہیں ہے بلکہ مومن اپنے گناہوں کی پاداش میں جہنم میں جائے گا تو فقط اتنا ہی کہ جتنے میں اُس کے گناہوں کی سزا بنتی ہے بالآخر جنت میں جائے گا۔

فسکنه: کو "اُم" سے تعبیر کیا، اس لئے کہ جس طرح بچہ اپنی ماں کی جانب لوٹتا ہے بالکل اسی طرح ہر ایک اپنے ٹھکانے کی جانب لوٹتا ہے، اولاد اپنی ماں سے جس طرح پیوست ہوتی ہے بالکل اسی طرح انسان اپنے ٹھکانے سے جُڑا ہوا ہوتا ہے۔ اور ایک قول کے مطابق "اُم راسه" لیا گیا ہے یعنی انہیں آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (الصاوی، ج۶، ص ۲۳۰ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی الله تعالی علی محمد

سورة التكاثر مكية وهي ثمان آيات

(سورۂ تکاثر مکی ہے جس میں آٹھ آیتیں ہیں)

تعارف سورہ التکاثر

اس سورت میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، اٹھائیس کلمات، ایک سوبیس حروف ہیں۔حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیاتم میں کوئی شخص اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ ہر روز ایک ہزار آیات پڑھے''؟صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہر روز کون ایک ہزار آیات پڑھ سکتا ہے، آپ نے فرمایا: ''تم میں کوئی شخص (ہر روز) ''الھکم التکاثر'' پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا''؟(المستدرك، ج۱، ص ٥٦٦) اس سورت میں لوگوں کے باطل خیالات کی تردید کی گئی ہے جوایسی چیزوں پر فخر کیا کرتے تھے جو کہ فانی ہیں ان کے باعث اپنے آپ پر بڑا فخر کیا کرتے تھے۔ان کو یہاں یہ بتایا جارہا ہے کہ تم اپنے انجام سے غافل ہو اور دولت کمانے کے چکروں میں لگے ہوئے ہو اور تمہیں اتنی بھی فرصت نہیں کہ کم ازکم اپنے مستقبل کی جانب نظر ہی کرلیں کہ اس دن کے لئے کیا تیار کررکھا ہے؟خبردار جب تمہیں موت نے آگھیرا تو تمہاری آنکھیں کھلیں گی لیکن اس وقت بہت دیر ہوچکی ہوگی۔اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہیں شرمندگی اور خجالت نہ ہو تو ہوش میں آؤ اور فانی لذتوں کی بجائے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے ذکر کی لذتوں میں اپنی صلاحیتوں کو وقف کردو۔کیونکہ تمہیں یہ مال ودولت اس لئے تو نہیں دیا تھا کہ تم سرکش بن جاؤ اور اپنے ہی پروردگار کے خلاف علم بغاوت بلند کردو۔ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تم احسان فراموش نہ بنتے بلکہ احسان شناس بنتے اور ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا شکر یہ بھی ادا کرتے۔اور یاد رکھو جب تم روز محشر اللہ ﷻ کی جناب میں کھڑے کئے جاؤ گے تو تم سے ان تمام نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور تمہیں اس کا جواب دینا پڑے گا۔

رکوع نمبر:۲۷

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الهكم﴾شَغَلَكُمْ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ﴿ التكاثر (۱)﴾اَلتَّفَاخُرُبِالْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِوَلرِّجَالِ﴿حتى زرتم المقابر(۲)﴾بِاَنْ مُتُّمْ فَدُفِنْتُمْ فِيْهَا اَوْعَدَدْتُّمُ الْمَوْتٰى تَكَاثُرًا﴿كلا﴾رِدَعٌ﴿ سوف تعلمون(۳) ثم كلا سوف تعلمون (۴)﴾سُوْءَ عَاقِبَةِ تَفَاخُرِكُمْ عِنْدَالنَّزْعِ ثُمَّ فِي الْقَبْرِ﴿كلا﴾حَقًّا﴿ لو تعلمون علم اليقين (۵)﴾اَىْ عِلْمًايَقِيْنًاعَاقِبَةُ التَّفَاخُرِمَااشْتَغَلْتُمْ بِهٖ﴿لترون الجحيم(۶)﴾اَلنَّارَ جَوَابُ الْقَسَمِ مَحْذُوْفٌ وَحُذِفَ مِنْهُ لَامُ الْفِعْلِ وَعَيْنُهٗ وَاُلْقِىَ حَرْكَتُهَاعَلَى الرَّارَءِ﴿ثم لترونها﴾تَاكِيْدٌ﴿ عين اليقين (۷)﴾مَصْدَرٌلِاَنَّ رَاٰى وَعَايَنَ بِمَعْنٰى وَاحِدٍ﴿ثم لتسئلن﴾حُذِفَ مِنْهُ نُوْنُ الرَّفْعِ لِتَوَالِيَ النُّوْنَاتِ وَوَاوُالضَّمِيْرِ الْجَمْعِ لِاِلْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ﴿ يومئذ﴾يَوْمَ رُؤْيَتِهَا﴿ عن النعيم(۸)﴾مَايُلْتَذُّبِهٖ فِي الدُّنْيَامِنَ الصِّحَّةِ وَالْفِرَاغِ وَالْاَمْنِ وَالْمَطْعَمِ وَالْمَشْرَبِ وَغَيْرَذٰلِكَ.

﴿ترجمہ﴾

تمہیں غافل رکھا (یعنی تمہیں اللہ ﷻ کی طاعت سے غافل کردیا) تکاثر نے (یعنی مال واولاد اور آدمیوں پر فخر کرنے نے) یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا (یوں کہ تمہیں موت آئی اور تمہیں قبر میں دفن کردیا گیا......) ہاں ہاں (''کلا'' حرف ردع ہے

) جلد جان جاؤ گے پھر ہاں ہاں! جلد جان جاؤ گے......۲(نزع کے وقت اور پھر قبر میں اپنے فخر کرنے کا انجام) ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے (یعنی اپنے فخر کرنے کے انجام کا یقینی علم رکھتے تو تم اس میں مشغول نہ ہوتے) بیشک ضرور جہنم کو دیکھو گے (جحیم بمعنی النار ہے، یہاں جواب قسم محذوف اور یہاں فعل کے لام اور عین کلمہ کو حذف کر کے اس کی حرکت راء کو دے دی گئی ہے) پھر بیشک ضرور اسے دیکھو گے (''لترونھا'' تاکید ہے) یقینی دیکھنا (''عین'' مصدر ہے کہ رای اور عین دونوں کا معنی ایک ہے) پھر بیشک ضرور تم سے سوال کیا جائے گا (''لتسئلن'' سے پے درپے آنے کی وجہ سے نون اعرابی کو اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ ضمیر جمع کو حذف کر دیا گیا ہے) اس دن (یعنی جہنم کو دیکھ لینے کے دن) نعمتوں کے بارے میں (نعمت ہر اس شے کو کہتے ہیں جس سے دنیا میں تلذذ حاصل کیا جائے جیسے صحت، فراغت، امن، کھانا پینا وغیرہ......۳)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون﴾

الھکم التکاثر: فعل ومفعول وفاعل، حتی: جار، زرتم المقابر: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، کلا: حرف ردع وزجر، سوف: حرف استقبال، تعلمون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، کلا: حرف ردع وزجر، سوف: حرف استقبال، تعلمون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کلا لو تعلمون علم الیقین لترون الجحیم ثم لترونھا عین الیقین ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم﴾

کلا: حرف ردع وزجر، لو: شرطیہ، تعلمون: فعل بافاعل، ''عاقبۃ التلھی'' مفعول محذوف، علم الیقین: ''علما'' مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر، لام: تاکیدیہ، ترون: فعل واؤ ضمیر فاعل، الجحیم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، ترونھا: فعل بافاعل ومفعول، عین الیقین: ''رئیۃ'' مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، ثم: عاطفہ، لام: تاکید، تسئلن: فعل بانائب الفاعل، یومئذ: ظرف، عن النعیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

غفلت، مال دولت اور سفرِ آخرت:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا (التکاثر: ۱ تا ۲)﴾۔ اس میں پانچ مسائل ہیں:

(۱)......یعنی مال کی زیادتی نے تمہیں اللہ عزوجل کی یاد سے روکے رکھا، یہاں تک کہ تم دنیا سے انتقال کر گئے اور اپنے اپنے مقابر میں دفنا دیئے گئے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ تم اپنے مال اور اولاد کی زیادتی کے حوالے سے فخر میں مبتلا ہو گئے۔ قتادہ کہتے ہیں تم اپنے قبائل میں فخر کرنے لگے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ تم کسبِ معاش اور تجارت میں بہت زیادہ منہمک ہو گئے۔ مقاتل اور قتادہ کہتے ہیں کہ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جب انہوں نے کہا تھا کہ ہم بنی فلاں میں زیادہ ہیں اور بنی فلاں بنی فلاں سے زیادہ ہیں، پس یہی وہ ہے کہ وہ گمراہ ہو گئے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت انصار کے گروہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت قریش کے دو قبیلے یعنی عبد مناف اور بنی سہم کے متعلق نازل ہوئی، جن کا حال یہ تھا کہ باہم دشمنی رکھتے تھے اور ایک دوسرے پر برتری جتاتے اور ہر ایک اپنی تعداد کے زیادہ ہونے کا رونا روتا لیکن ہر روز ان میں کا کوئی نہ کوئی انتقال کر جاتا اور بالآخر سارے ہی مر کھپ گئے۔

☆......مطرف اپنے والد گرامی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں تشریف لائے، سید عالم ﷺ یہی آیت: ﴿الهكم التكاثر تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے (التکاثر:۱)﴾ تلاوت فرما رہے تھے، پس فرمایا: ''ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال، اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے کھا کر فنا کر دیا، یا پہن کر بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقاق، باب الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر، رقم:(٢٩٥٨/(٧٣١٤)، ص١٤٥١)

(۲)......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿حتى زرتم المقابر یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھ لیا (التکاثر:۲)﴾۔ یعنی تمہیں موت آگئی، پس تم اپنی قبروں میں جا پہنچے۔ جس طرح زائر واپس لوٹتے ہیں بالکل یونہی تم بھی اپنے قبروں سے جنت یا دوزخ کی جانب لوٹ جاؤ گے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ تم دنیا کی زندگی پر فخر کرتے رہے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا مونھ دیکھ لیا اور اللہ ﷻ کے عذاب کا شکار ہوئے۔

(۳)......المقابر جمع ہے مقبرۃ کی، باء کی فتح یا ضمہ کے ساتھ۔

(۴)......قبروں کی زیارت کرنا سخت دل کی دوا ہے، یعنی اس سے دلوں کی سختی دور ہوتی ہے اور ساتھ ہی موت وآخرت کا ذکر کرنے سے بھی دلوں کی سختی دور ہوتی ہے اور امیدیں طویل نہیں ہوتیں، دنیا میں زہد وتقوی مل جاتے ہیں اور دنیا کی رغبت کم ہو جاتی ہے۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''قبروں کی زیارت کرنے سے موت کی یاد آتی ہے''۔

(صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب استئذان النبي ربه في زيارة قبر امه، رقم:(٢١٤٨)/ ٩٧٦، ص٤٤٣)

(۵)......علماء کہتے ہیں کہ دل کے علاج اور اللہ ﷻ کی عبادت کی جانب مائل ہونے کے لئے لذتوں کو ختم کرنے والی چیز موت کی یاد بہت بہتر ہے۔ اسی طرح جماعت سے الگ تھلگ رہنا، مشاہدات کو سامنے رکھنا اور قبروں کی زیارت کرنا، پس یہ امور اختیار کرنا چاہیے جس کا دل سخت ہو۔ (القرطبي، الجزء:۳۰، ص١٥٦ وغيره)

کلا سوف تعلمون کی تکرار کا مقصد:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے (التکاثر:۳تا٤)﴾۔ اے قبروں کی زیارت کرنے والوں، جن کی قبروں پر تم آتے ہو، تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ اپنے رب کی عبادت چھوڑ کر دنیا میں مشغول ہونے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ تمہارے لئے ہرگز مناسب نہیں کہ تم لالچ میں پڑ کر خود کو ہلاکت میں ڈال لو، اگر تم قبروں کی زیارت کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جنہوں نے مال کی کثرت کی خواہش کی اور اللہ ﷻ کی یاد سے رُکے رہے ان کا کیا انجام ہوا۔ اہل عرب کا قانون ہے کہ جب کسی چیز سے خوف دلانا مقصود ہو یا تہدید شدید کرنا مقصود ہو تو اس جملے کی تکرار کرتے ہیں، پس یہاں پر بھی یہی مقصود ہے کہ اگر انسان نہیں مانتا تو پھر نقصان اٹھائیگا۔ (الطبري، الجزء:۳۰، ص٣٤٥)

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: دوسری بار ڈرانا اوّل کے مقابلے میں زیادہ فائدہ مند ہوا کرتا ہے کیونکہ اس میں تاکید پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک قول یہ ہے عنقریب جب تم قبر میں جاؤ گے تو جان لوگے یا جب قبر سے قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے تو جان لوگے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کافر کی قبر میں ننانوے اژدھے مسلط کر دیئے جائیں گے جو اُسے قیامت تک عذاب کرتے رہیں گے ان میں سے کوئی ایک دنیا میں کسی زمین پر سانس لے تو کھیتیاں نہ اگنے پائیں''۔ (روح البيان، ج۱۰، ص٦٠٦)

یقین کے مختلف درجات اور نعمتوں کی پُرسش:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿کلا لو تعلمون علم اليقين ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے (التکاثر:۵)﴾، ﴿ثم لترونها عين اليقين پھر بیشک ضرور اسے یقینی دیکھنا ہوگا (التکاثر:۷)﴾، ﴿ثم لتسئلن يومئذ عن النعيم

پھر بیشک ضرور اس دن تم سے نعمت کی پرسش ہوگی (التکاثر:۸)﴾۔

امام رازی لکھتے ہیں: یہاں موصوف کی اضافت صفت کی جانب کی گئی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ولدار الاخرة.....الخ اور بیشک آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے (یوسف:۱۰۹)﴾۔ یہاں یقین سے مراد موت، بعث بعد الموت اور قیامت ہے۔ اور موت کو یقین دیگر مقامات پر بھی کہا گیا ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿واعبد ربک حتی یاتیک الیقین اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو (الحجر:۹۹)﴾۔ پس دونوں چیزوں کے واقع ہونے سے یقین آجائے گا اور شک زائل ہو جائے گا، پس معنی یہ ہوا کہ اگر تم موت کا علم رکھتے تو کسی انسان کو قبر اور آخرت میں اس کا مال و دولت اللہ کی یاد سے غافل کر کے ہلاکت میں نہ ڈالتا۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۲۷۳)

پس امام رازی نے یہاں علم الیقین اور عین الیقین کا بیان کر دیا، کسی کو دلائل وخبر میں غور وفکر کرنے سے جو علم حاصل ہوا اُسے علم الیقین کہتے ہیں اور جو علم مشاہدے سے حاصل ہو یعنی اُس کے لئے دلائل وخبر کی ضرورت نہ پڑے، اُسے عین الیقین کہتے ہیں۔ اور اگر بات اس سے بھی آگے بڑھ جائے یعنی تجربے سے جو یقین حاصل ہو جائے اُسے حق الیقین کہتے ہیں۔ پس اللہ ﷻ نے موت، بعث بعد الموت اور قیامت کا علم دیا اور اس کے دلائل بھی بیان فرمائے یہی علم الیقین ہے، اب جو انسان سفر آخرت اختیار کرے گا اور مشاہدے سے قبر کی منازل طے کرلے اُسے عین الیقین بھی ہو جائے گا یا یوں کہیں کہ قبر میں اُترنے والوں کے حال کو دیکھ کر بھی عین الیقین حاصل ہو جائے گا کیونکہ جو انسان قبر میں اُتر گیا ہے، اب اُسے فقط آخرت کی منازل طے کرنی ہیں۔ اور جس مرنے والے نے یہ منازل طے کرلیں یعنی قبر کی زندگی میں چلا گیا تو اُسے حق الیقین حاصل ہو گیا کہ یہی زندگی قیامت تک اور پھر اس قبر سے اُٹھائے جانے تک اور جنت (یا معاذ اللہ ﷻ) دوزخ میں جانے تک گزارنی ہے۔

کن کن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، اس بارے میں اہل تاویل نے دس اقوال ذکر کئے ہیں:

(۱)......امن اور صحت کے حوالے سے بازپرس ہوگی، جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ (۲)......صحت اور فراغی کے بارے میں سوال ہوگا۔

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزوں میں لوگ بہت فریبی ہوتے ہیں یعنی صحت اور فراغی''۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الصحة والفراغ، رقم: ۶۴۱۲، ص ۱۱۱۳)

(۳)......سمع وبصر جیسے حواس کے ذریعے (دیگر چیزوں کا) ادراک کرنا۔ جیسا کہ ابن عباس کا قول ہے اور التنزیل میں ہے: ﴿ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا بیشک کان اور آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہے (الاسراء:۳۶)﴾۔

☆......حضرت ابو ہریرہ اور سعید خدری رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن کسی بندے کو لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ میں نے تمہیں کان، آنکھ، مال اور اولاد نہیں دیئے تھے''۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب: منه، رقم: ۲۴۳۶، ص ۷۰۲)

(۴)......کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق پوچھا جائیگا، جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ کا قول ہے۔ (۵)......رات اور دن کے بارے میں پوچھا جائے گا جیسا کہ حسن کا قول ہے۔ (۶)......مکحول کہتے ہیں کہ سیر ہو کر کھانے، پینے، جائے مسکن، اچھے خُلق اور سکون کی نیند کے متعلق پوچھا جائے گا۔ ابو زید بن اسلم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''﴿ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم پھر بیشک ضرور اس دن تم سے نعمت کی پرسش ہوگی (التکاثر:۸)﴾ یعنی سیر ہو کر کھانے، پینے، جائے مسکن، اچھے خُلق اور سکون کی نیند''۔

ماوردی کہتے ہیں کہ یہ سوال مومن وکافر سب سے ہوگا، مگر یہ کہ مومن کے لئے دنیا وآخرت کی نعمتوں کا جمع کردیا جانا باعث مسرت ہوگا جب کہ کافر کے لئے یہی سوال باعث ہلاکت ہوگا کیونکہ دنیا میں ناشکری اور نافرمانی اُسے آخرت کی ہلاکت میں ڈالے گی۔ اور ایک قول اہل علم کا یہ بھی ہے کہ اس طرح سے ہر نعمت کا سوال ہوگا اور یہ آیت کافر کے حق میں ہے، جیسا کہ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اس آیت کے نزول کے بارے میں سید عالم ﷺ سے دریافت فرمایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کیا سمجھتے ہیں کہ جو کھانا ہم نے ابو الھیثم بن تیھان کے ہاں کھالیا، یعنی جَو کی روٹی، گوشت اور کھجوریں، میٹھا پانی، کیا اس کے بارے میں بھی سوال ہونا ہے؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ایسے امور کا سوال کافروں سے ہوگا، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وھل نجزی الا الکفور اور ہم کسے سزا دیتے ہیں اسی کو جو ناشکرا ہے (سبا:۱۷)﴾''۔ حسن کہتے ہیں کہ نعمتوں کے بارے میں فقط ناریوں سے پوچھا جائے گا۔ قشیری کہتے ہیں کہ سب ہی سے پوچھا جائے گا لیکن کافروں سے پوچھنا زیادہ سختی سے ہوگا کیونکہ انہوں نے شکر کرنا چھوڑ دیا ہے، جب کہ مومن سے سوال کرنا اس کے شرف کے باعث ہوگا اور یہی ہر نعمت کا معاملہ ہے۔ (۷)...... مجاہد کہتے ہیں کہ دنیا کی ہر نعمت کے بارے میں سوال ہوگا۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب متذکرہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ کس نعمت کے بارے میں سوال ہوگا، کیا پانی اور کھجور کے بارے میں، یادشمن ہمارے سامنے کھڑا ہے اور تلواریں ہمارے کاندھوں پر لٹکی ہوئی ہیں اس بارے میں؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب سب کے بارے میں سوال ہوگا''۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر، باب سورۃ الھکم التکاثر، رقم: ۳۳۶۷، ص ۹۶۸)

(۸)...... جاہ ومنصب، صحت مند جسم اور پاکیزہ نفس کے بارے میں سوال ہوگا۔

☆...... ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں: ''جب قیامت کا دن ہوگا اللہ عزوجل اپنے بندوں میں سے کسی کو بلائے گا اور اس سے اس کے جاہ ومنصب کے بارے میں پوچھے گا'' (المعجم الاوسط، من اسمہ احمد، ج ۱ رقم: ۴۴۸، ص ۱۴۰)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے پہلا سوال بندے سے یہ ہوگا، پس کہا جائے گا: ''کیا ہم نے تمہیں تندرست جسم نہیں دیا تھا، تمہیں پینے کو ٹھنڈا پانی نہیں دیا تھا''۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر، باب سورۃ الھکم التکاثر، رقم: ۳۳۶۹، ص ۹۶۹)

(۹)...... امن وعافیت کے بارے میں سوال ہوگا، سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ بھوک اور ستر عورت کے بارے میں سوال ہوگا، کسی انسان سے دوسرے کے بارے میں سوال نہ ہوگا بلکہ نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا اور دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں جائے مسکن عطا فرمایا، پس اسی حوالے سے کلام پاک میں ہے: ﴿ان لک الا تجوع فیھا ولا تعری وانک لا تظموا فیھا ولا تضحی بیشک تیرے لئے جنت میں یہ ہے کہ نہ تو بھوکا ہو اور نہ ننگا اور یہ کہ تجھے نہ اس میں پیاس لگے نہ دھوپ (طہ: ۱۱۸، ۱۱۹)﴾۔ پس یہ چار چیزیں ہوئیں جس کا انسان سے پوچھا جائے گا یعنی کھانا جو بھوک مٹادے، پانی جو پیاس ختم کردے، رہنے کی جگہ جو دھوپ سے بچائے، کپڑا جو ستر چھپادے۔

(۱۰)...... سید عالم ﷺ جیسی نعمت کے بارے میں سوال ہوگا جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا (ال عمران: ۱۶۴)﴾ حسن کا بھی یہی قول ہے اور ایک قول کے مطابق شرائع میں تخفیف اور قرآن کے سمجھنے کے لئے آسان ہونے کے بارے میں سوال ہوگا

،جیسا کہ فرمایا:﴿وما جعل علیکم فی الدین من حرج اورتم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی(الحج:۷۸)﴾،﴿ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا(القمر:۱۷)﴾۔میں(علامہ قرطبی) یہ کہتا ہوں کہ یہ وہ تمام نعمتیں ہیں جس کے بارے میں سوال ہوگا، چہ جائے کہ ان کا شکر ادا کیا جائے یا انکار کیا جائے، اور پہلے اقوال زیادہ ظاہر ہیں۔

(القرطبی، الجزء:۱۰، ۳،ص۱۶۲ وغیرہ)

اغراض:

عن طاعة الله: مراد وہ طاعتیں ہیں جو انسان پر واجب یا مستحب تھیں اور انسان بجانہ لا سکا۔ والرجال: جس پر انسان فخر کرتا ہے اُن میں اقرباء اور اَحِباء بھی شامل ہیں، پس اسی مناسبت سے نسبت کی گئی ہے۔

بان متم فدفنتم فیھا: یعنی مرنے پر قبر کی زیارت کی اور قبر میں دفن ہوگیا، معنی یہ ہے کہ تمہیں مال کی کثرت نے اپنے رب کی اطاعت سے روک کر ہلاک کر ڈالا، یہاں تک کہ تمہیں موت آگئی اور تم قبروں تک پہنچ گئے۔ اور یہ نہ کہا کہ زیارت ایک لمحے کے لئے ہوگی اور پھر ختم ہو جائے گی بلکہ میت اپنی قبر میں رہے گی، اس لئے ہم کہتے ہیں: ''بیشک میت اپنی قبر سے حساب کتاب کے لئے نکالی جائے گی اور اُسے اپنی قبر میں طویل مدت تک رہنا ہے اور یہی طویل مدت تک رہنا اُس کے لئے قبر کی زیارت کرنا ہے''، اور المقابر جمع ہے مقبرۃ کی، باء کی تثلیث کے ساتھ، مراد وہ جگہ ہے جہاں مردے دفن کئے جاتے ہیں۔ او عددتم الموتی: قبروں کی زیارت کرنے کے حوالے سے یہ دوسری تفسیر ہے، اور قبروں کی زیارت کرنے کا حکم اسی لئے کیا گیا ہے کہ انہیں کچھ خوف محسوس ہو اور مقابر کی زیارت کرنا انتقال کرنے سے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے کہ زندہ انسان مردہ ہو کر قبروں کی زیارت کریں گے اور یہ بھی کہ شریعت میں زیارت قبور کو مشروع کیا گیا ہے اور یہ بھی کہ موت کا ذکر دنیا کی محبت کو کم کرتا ہے اور غرور وفخر والی کیفیات کو ختم کرتا ہے ،الختصر۔ ردع: مفسر اس جانب گئے ہیں کہ اول اور ثانی بار﴿کلا﴾ بمعنی ردع ہے اور ثالث میں بمعنی حقا ہے، جب کہ باقی مفسرین نے تینوں مقامات پر یا تو﴿کلا﴾ بمعنی ردع یا حقا مراد لیا ہے، یعنی فرق نہیں کیا کہ دو مقامات پر ردع اور ایک مقام پر حقا مراد لیا ہو۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ﴿کلا﴾ بمعنی الاستفتاحیة ہے۔

ثم فی القبر: ثانی کی جانب راجع ہے، اور﴿ثم﴾ مہلت کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

ای علما یقینا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ علم کی اضافت﴿الیقین﴾ کی طرف کرنا اضافت موصوف علی الصفت کے قبیلے سے ہے، معنی یہ ہے کہ اگر تم اپنے علم یقینی سے جانتے تو اللہ عزوجل کی نافرمانی کر کے ہلاکت میں نہ پڑتے۔ ما اشغلتم به: لو کا جواب ہے۔

تاکید: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے اور آخری ہے، اول قول یہ ہے کہ جب آگ کے شعلے دیکھے گا اور ثانی یہ ہے کہ جہنم کے عذاب کو دیکھے گا اور جہنم میں انواع واقسام کے عذاب ہونگے۔ حذفت منه نون الرفع: اصل تسالونن ہے، پس دونوں ہونے کی صورت میں نونِ مرفوع کو حذف کر دیا اور واو اور نون کا آپس میں التقائے ساکنین کی وجہ سے واو کو حذف کر دیا اور ضمہ بطور دلیل باقی رکھا۔ وغیرہ ذلک: گھروں اور درختوں کے ذریعے انسان سردی اور گرمی میں چھاؤں حاصل کرتا ہے، اور ٹھنڈے پانی، آنکھوں کا سرمہ، اپنے بھائی کے (عمدہ) کپڑے پہننا، سیر ہو کر کھانے، نیند کی لذت، عافیت اور اس قسم کی ناقابل گنتی نعمتیں۔ حاکم اور بیہقی نے روایت کی ہے: ''کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو روزانہ ہزار آیات کی تلاوت کر سکتا ہو''؟ صحابہ بولے: کوئی کیسے ہزار آیات روزانہ پڑھنے کی قدرت رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: ''کیا تم روزانہ سورۃ التکاثر نہیں پڑھ سکتے''۔

(الصاوی، ج۶،ص ۲۳۲۳ وغیرہ)

سورۃ العصر مکیۃ او مدنیۃ وھی ثلاث آیات

(سورہ العصر مکی یا مدنی ہے جس میں تین آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ العصر

اس سورت میں ایک رکوع، تین آیتیں، چودہ کلمات، اڑسٹھ حروف ہیں۔اس سورت میں اسرار ومعارف کے سمندر ہیں کہ جن کا کنارا نہیں اور اسکی گہرائی بے انداز ہے۔عبارت کے اعجاز کو دیکھ کر فصحاء عرب تصویر حیرت بن گئے اور معانی کی شان اعجاز کو دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے اور اس سورت میں مومنین کو اعمال صالحہ اور ایک دوسرے کی خیر خواہی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی ترغیب دلائی گئی ہے۔اس سورت میں اللہ ﷻ نے العصر کی قسم کھائی اس سے مراد دہر ہے یا زمانہ ہے جو بہت عجائب پر مشتمل ہے۔اور اس سورت میں بہت اختصار کے ساتھ اسلام کے بنیادی اصول بتا دیئے ہیں۔اور وہ ایمان، اعمال صالحہ اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کی ترغیب ہے۔

رکوع نمبر:۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والعصر (۱)﴾اَلدَّھرِ اَوُمَابَعُدَالزَّوَالِ اِلَی الُغُرُوُبِ اَوُصَلَاۃُالُعَصُرِ﴿ان الانسان﴾اَلُجِنُسَ﴿ لفی خسر (۲)﴾فِیُ تِجَارَتِہٖ﴿الا الذین امنوا وعملوا الصلحت﴾فَلَیُسُوُافِیُ خُسُرَانٍ﴿ وتواصوا﴾اَوُصٰی بَعُضُھُمُ بَعُضًا﴿ بالحق﴾اَیِ الُاِیُمَانِ﴿ وتواصوا بالصبر (۳)﴾عَلَی الطَّاعَۃِوَعَنِ الُمَعُصِیَۃِ.

﴿ترجمہ﴾

عصر کی قسم (العصر بمعنی الدھر ہے، یا زوال کے بعد سے مغرب تک کا وقت مراد ہے، یا نماز عصر مراد ہے......۱......) بیشک انسان (جنس انسان مراد ہے) ضرور نقصان میں ہے (اپنی تجارت میں) مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے (پس متذکرہ لوگ نقصان میں نہیں ہونگے) اور تا کید کرنے والے (یعنی ایک دوسرے کو تاکید کرنے والے) حق (ایمان) کی اور تاکید کرنے والے صبر کی (طاعت پر اور معصیت سے باز رہنے کی......۳......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر﴾

و: قسمیہ جار، العصر: مجرور، ملکر فعل محذوف "اقسم" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، ان حرف مشبہ، الانسان: مستثنیٰ منہ، الا: اداۃ استثناء، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، تواصوا بالحق: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، تواصوا بالصبر: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ملکر صلہ، ملکر مستثنیٰ، ملکر اسم، لا: تاکیدیہ، فی خسر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

عصر کی قسم ارشاد فرمانے میں اقوال:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والعصر اس زمانہ محبوب کی قسم (العصر:۱)﴾۔جمہور کے نزدیک اس سے مراد نماز عصر ہے اور اس

قسم کھانے سے مراد نماز عصر کے وقت کی قسم نہیں بلکہ نماز عصر کی قسم ہے کیونکہ مقصود نماز عصر کی فضیلت کا بیان کرنا ہے (جیسا کہ ہم اس موضوع کے تحت آخر میں کلام کریں گے)۔ یا مقصود یہ ہے کہ اس وقت کی قسم بیان کر دی جائے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں عصر سے مراد زمانہ نبوی ﷺ ہے اور یہ زمانہ صرف اُسی وقت نہیں پایا جاتا تھا جب سید عالم ﷺ اپنی ظاہری حیات میں جلوہ فرماتے بلکہ یہ زمانہ تا قیام قیامت تک رہے گا (کیونکہ ہر زمانہ سید عالم ﷺ ہی کا زمانہ ہے)۔

(حاشية الشهاب، ج۹، ص ۵۶۰)

علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی لکھتے ہیں: ابن عباس کہتے ہیں کہ عصر سے مراد زمانہ ہے، جس کی دلیل حدیث میں بھی ملتی ہے کہ سید عالم ﷺ نے زمانے کو بُرا کہنے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ لوگ زمانے کو بُرا بھلا کہتے تھے، پس اللہ ﷻ نے زمانے کو شرف عطا فرمایا اور اس کی قسم یاد دلائی کیونکہ مؤثر حقیقی اللہ ﷻ کی ذات ہے اور تمام قضاء وقدر کا حقیقی مالک ومختار اللہ ﷻ ہی ہے لہذا زمانے کو بُرا نہ کہنا چاہیے۔ (۲)...... ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں کچھ محذوف عبارت ہے یعنی اصل عبارت یہ ہوگی ورب العصر یعنی عصر کے رب کی قسم مراد ہے۔ (۳)...... ایک قول کے مطابق عصر سے دن اور رات مراد ہیں کیونکہ انہیں بھی عصر ہی کہا جاتا ہے، پس اس میں رات و دن کی تنبیہ ہے کیونکہ یہ دونوں بندوں کے اعمال کے خزانے ہیں اور (۴)...... ایک قول کے مطابق عصر سے مراد دن کا اختتامی حصہ ہے، جیسا کہ اللہ ﷻ نے ایک اور مقام پر دن اور رات کی قسم کھائی: ﴿والضحی و اللیل اذا سجی اور چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے (الضحی: ۱تا۲)﴾۔ (۵)...... ایک قول کے مطابق اس سے مراد زمانہ نبوی کی قسم ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو (البلد: ۱)﴾ اس آیت میں تنبیہ ہے کہ سید عالم ﷺ کا زمانہ سب سے افضل واشرف ہے۔

(الخازن، ج۴، ص ۴۶۶)

☆...... حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس کی نماز عصر فوت ہوگئی گویا اس کے اہل ومال ہلاک ہو گئے''۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب اثم من فاتته العصر، رقم: ۵۵۲، ص ۹۲)

☆...... حضرت بریدہ نے ایک ابر آلود دن میں فرمایا کہ نماز عصر میں جلدی کرو کیونکہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے نماز عصر کو ترک کر دیا اُس کا عمل ضائع ہو جائے گا''۔

(المرجع السابق، باب من ترك الصلاة العصر، رقم: ۵۵۳، ص ۹۳)

☆...... حضرت جریر کہتے ہیں کہ ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ موجود تھے، پس آپ نے چاند کی جانب دیکھ کر فرمایا: ''تم عنقریب اپنے رب ﷻ کو اسی طرح دیکھو گے، جس طرح چاند کو دیکھ رہے ہو، تم کو اُسے دیکھنے میں کوئی تکلیف نہ ہوگی، اگر تم سے ہو پائے تو طلوع وغروب سے پہلے کی نمازوں میں کوتاہی نہ کرو، یہ نمازیں تم سے قضاء نہ ہونے پائیں''۔

(المرجع السابق، باب فضل صلاة العصر، رقم: ۵۵۴، ص ۹۳)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''انسان زمانے کو بُرا بولتا ہے حالانکہ زمانہ تو میں ہوں اور اس کے دن رات میرے ہی قبضے میں ہیں''۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب: لاتسبوا الدهر، رقم: ۶۱۸۱، ص ۱۰۷۷)

☆...... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں اور یہود ونصاری کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے کچھ لوگوں کو اجرت پر کام کے لئے رکھا اور ان سے کہا: رات تک کام کرنا، انہوں نے آدھے دن تک کام کیا، پھر کہہ دیا: ہمیں تمہاری اجرت کی حاجت نہیں اور یہ کہہ کر چل دیئے، پھر اس نے دوسرے آدمی کو اسی کام پر لگایا اور کہا کہ تم بقیہ دن تک کام کرنا اور تمہیں اجر ملے گا، انہوں نے عصر کے وقت تک کام کیا اور کہا: بس ہم اتنا ہی کام کر سکتے تھے، پھر اُس نے اور لوگوں کو بلایا اور انہوں نے بقیہ دن غروب

آفتاب تک کام کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور دونوں فریقوں کا اجر بھی حاصل کر لیا۔

(صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلاۃ، باب من ادرك ركعة من العصر، رقم:۵۵۸، ص۹۳)

اس حدیث سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ عصر سے مراد زمانہ نبوی ﷺ ہے اور یہ آپ ﷺ کی امت کے ساتھ خاص ہے لہذا اس آیت میں اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کے زمانے کی قسم ارشاد فرمائی ہے۔

انسان کا نقصان میں ہونے کے بارے میں اقوال مفسرین:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان الانسان لفی خسر بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے (العصر:۲)﴾، یہ جواب قسم ہے۔ مراد اس سے کافر ہیں یہی قول ابن عباس اور ابو صالح کا ہے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ مراد اس سے مشرکین کی جماعت ہے یعنی ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن عبدالمطلب بن اسد بن عبدالعزی، اسود بن عبد یغوث۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد جنس انسان ہیں۔ ابن زید کہتے ہیں: ﴿لفی خسر ضرور نقصان میں ہے﴾ سے مراد لفی شر یا لفی نقص ہے۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ انسان جب دنیا میں زندگی گزارتا ہے، اس میں ضعف و کمزوری آتی ہے اور وہ نقص کی جانب بڑھتا جاتا ہے مگر مومنین کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ اپنی جوانی میں اللہ ﷻ کی رضا کے لئے اچھے اعمال اختیار کرتے ہیں، اور اس کی نظیر اس فرمان میں بھی ملتی ہے: ﴿لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددنہ اسفل سفلین بیشک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا (التین:۴تا۵)﴾۔

(القرطبی، الجزء:۳۰، ص۱۶۷ وغیرہ)

العصر "۳" کے اسرار و رموز کا بیان:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی (العصر:۳)﴾۔ یعنی جو اللہ ﷻ کے ایک ہونے کی تصدیق کرتے ہیں، اور اس کی وحدانیت اور طاعت کا اقرار کرتے ہیں اور اچھے اعمال اختیار کرتے ہیں اور جو فرائض ان پر متعین کئے گئے ہیں انہیں ادا کرتے ہیں اور جن نواہی سے اُنہیں بچنے کا حکم دیا گیا ہے اُن سے بچتے ہیں۔ مزید یہ کہ ایک دوسرے کو کتاب اللہ ﷻ پر عمل کی تلقین کرتے ہیں، نیکی کا حکم اور بُرائی سے منع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں حق سے مراد کتاب اللہ ﷻ ہے اور یہی قتادہ، حسن اور دیگر کا قول ہے جب کہ صبر سے مراد نیکی پر دوام اختیار کرنا ہے۔ (الطبری، الجزء:۳۰، ص۳۵۲)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں: حسن اور قتادہ کے قول کے مطابق حق سے مراد قرآن مجید ہے اور مقاتل کے نزدیک حق سے مراد ایمان اور توحید ہے۔ اور باہم صبر کا معاملہ رکھتے ہیں اور صبر کا معنی یہ ہے کہ اپنے نفس کو بُرائیوں سے روکتے ہیں اور ایسی خواہشات سے روکتے ہیں جو اللہ ﷻ کو ناپسند ہوتی ہیں۔ یا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ طاعتوں پر صبر کرتے ہیں اور مصائب اور منکرات کو چھوڑنے پر صبر کرتے ہیں۔ یہاں سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نیکی کا حکم کرنا اور بُرائی سے منع کرنا واجب ہے اور جس نے ایسا نہ کیا وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

(المظہری، ج۷، ص۴۷۶)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے کوئی بُرائی دیکھی اُسے چاہیے کہ وہ اُس بُرائی کو ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے روکنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کرے ورنہ دل ہی میں بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، بیان کون النهی عن المنكر من الایمان، رقم:(۸۲)/۴۹، ص۵۲)

اغراض:

او مدنية: قتادہ کے قول کے مطابق اور یہی قول حضرت ابن عباس نے بھی کیا ہے کہ مذکورہ سورت مدنی ہے۔ ثلاث آیات: یہ سورت اور سورۃ الکوثر قرآن پاک کی سب سے (بظاہر آیات کے اعتبار سے) چھوٹی سورتیں ہیں، ان سورتوں کے بظاہر الفاظ مختصر ہیں لیکن ان کے معنی کثیر ہیں جن کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔ او مابعد الزوال الی الغروب: اس تقسیم کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عجائب بہت ہیں۔

الدهر: عصر کے ایک معنی دہر ہے، اور یہ معنی اُن تینوں معنی میں سے ایک ہے جو مفسر نے لکھے ہیں، اور عصر کو دہر کہنے کی وجہ یہ ہے کیونکہ اِس میں سختی اور تنگی، صحت و بیماری، تنگدستی اور فراخی وغیرہ پائی جاتی ہے، اور عمر کسی ایک چیز کے ساتھ (ہمیشہ) قائم نہیں رہتی، ہوسکتا ہے کہ ہزاروں سال لایعنی کاموں میں گزر جائیں لیکن آخری لمحے میں سعادت مل جائے اور جنت کی ہمیشہ کی نعمت نصیب ہوجائے اور انسان کی زندگی میں یہی ایک لمحے کی تبدیلی معزز ترین ہوجائے اور دہر و زمانہ جملہ نعمتوں کے پیش خیمہ ہوتے ہیں۔

او صلاة العصر: عصر کی قسم اس کے شرف کے باعث ارشاد فرمائی، کیونکہ یہ صلوۃ وسطی ہے اور دلیل حضرت بی بی عائشہ اور بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مصحف میں یوں ہے: "حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی صلاۃ العصر"۔ اور حدیث میں یوں بھی ہے کہ جس کی نمازِ عصر چلی گئی گویا اُس کے اہل و مال ہلاک ہوگئے"۔ او صی بعضهم بعضا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿تواصوا﴾ فعل ماضی ہے نہ کہ فعل امر۔ ای الایمان: یعنی فروعات مراد ہیں جو کہ طاعت کے حوالے سے پائی جائیں، سلف صالحین کی اتباع، زہد فی الدنیا، آخرت میں رغبت وغیرہ امور شامل ہیں۔

علی الطاعة وعن المعصية: یعنی آزمائش و مصائب اور یہی وہ قول ہے جو مفسر نے بیان کیا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جب انسان کو دنیا میں زندگی اور بڑھاپا دیا جاتا ہے تو نقص پیدا ہوتا ہے اور حس کام کرنا چھوڑ دیتی ہے اور ﴿الا الذین امنوا﴾، بس اللہ ﷻ لوگوں کے اجر اور ان کے اچھے اعمال کے لکھے جانے کا اہتمام فرماتا ہے جو کہ انسان نے اپنی جوانی اور صحت کے اوقات میں کئے ہوتے ہیں جب جسم کمزور پڑتے ہیں تو اجر میں کمی نہیں لائی جاتی، اور اس صورت میں یہ آیت بھی دلیل ہوسکتی ہے: ﴿لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددنه اسفل سافلین الا الذین امنوا وعملوا الصلحت فلهم اجر غیر ممنون(التین:۴تا۶)﴾۔

(الصاوی، ج۶، ص۳۲۶ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ الھمزۃ مکیۃ او مدنیۃ وھی تسع آیۃ

(سورہ الھمزۃ مکی یا مدنی ہے اس میں نو آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ الھمزۃ

اس سورت میں ایک رکوع، نو آیات، تیس کلمات، اور ایک سوتیس حروف ہیں۔ اس سورت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگوں کو طعنہ زنی کرتے تھے اور ان کے عیوب تلاش کیا کرتے تھے وہ آخرت میں سخت عذاب کے مستحق ہوں گے۔ یوں تو کفار مکہ سب کے سب حضور ﷺ سے بغض وعناد رکھتے تھے لیکن ان میں بعض ایسے بدباطن بھی تھے جو جھوٹے الزامات اور بہتان تراشی میں پیش پیش تھے۔ ان میں کچھ عیب جوئی میں کسر نہ چھوڑتے لیکن روبرو کہنے کی جسارت کوئی نہ کرتا، اور بعض ایسے بدبخت بھی تھے کہ منہ پر طعن وتشنیع کرنے سے باز نہیں آتے تھے، اخنس بن شریق ان کا سرغنہ تھا۔ اور ان ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ پھر ان لوگوں کی مذمت کی گئی جو مال ودولت اس خیال سے جمع کرتے تھے کہ انہوں نے دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے اور یہ بھی بتادیا کہ آخرت میں ان کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ اور وہ صرف دولت کے پجاری ہی نہیں تھے بلکہ ان کی عقل وفہم سے بھی بے بہرہ تھے، اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ دولت کی کثرت ان کو موت سے بچالے گی کوئی بیماری ان کے قریب نہیں آئے گی۔ ایسے بدبخت لوگوں کے انجام کے بارے میں بھی وضاحت کردی تاکہ کوئی شخص اس غلط فہمی میں نہ رہے۔ جس شخص کی تمنا ہے کہ وہ ایسے المناک انجام سے دوچار نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ آج ہی سلامتی اور ہدایت کی راہ پر گامزن ہوجائے۔

رکوع نمبر: ۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿ویل﴾ کَلِمَۃُ عَذَابٍ اَوْ وَادٍ فِیْ جَھَنَّمَ ﴿لکل ھمزۃ لمزۃ (۱)﴾ اَیْ کَثِیْرُ الْھَمْزِ وَاللَّمْزِ اَیِ الْغِیْبَۃِ نَزَلَتْ فِیْ مَنْ کَانَ یَغْتَابُ النَّبِیَّ وَالْمُؤْمِنِیْنَ کَاُمَیَّۃَ بْنِ خَلَفٍ وَّالْوَلِیْدُ بْنُ مُغِیْرَۃَ وَغَیْرَھُمَا ﴿الذی جمع﴾ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ ﴿مالا وعددہ (۲)﴾ اَحْصَاہُ وَجَعَلَہٗ عُدَّۃً لِحَوَادِثِ الدَّھْرِ ﴿یحسب﴾ لِجَھْلِہٖ ﴿ان مالہ اخلدہ (۳)﴾ جَعَلَہٗ خَالِدًا لَایَمُوْتُ ﴿کلا﴾ رَدْعٌ ﴿لینبذن﴾ جَوَابُ قَسَمٍ مَّحْذُوْفٍ اَیْ لَیُطْرَحَنَّ ﴿فی الحطمۃ (۴)﴾ اَلَّتِیْ تَحْطِمُ کُلَّ مَا اُلْقِیَ فِیْھَا ﴿وما ادرک﴾ مَا اَعْلَمَکَ ﴿ما الحطمۃ (۵) نار اللہ الموقدۃ (۶)﴾ اَلْمُسْعَرَۃُ ﴿التی تطلع﴾ تَشْرِفُ ﴿علی الافئدۃ (۷)﴾ اَلْقُلُوْبِ فَتُحْرِقُھَا وَاَلَمُھَا اَشَدُّ مِنْ اَلَمِ غَیْرِھَا لِلُطْفِھَا ﴿انھا علیھم﴾ جَمْعُ الضَّمِیْرِ رِعَایَۃً لِمَعْنٰی کُلٍّ ﴿مؤصدۃ (۸)﴾ بِالْھَمْزَۃِ وَبِالْوَاوِ بَدَلَہٗ مُطْبَقَۃٌ ﴿فی عمد﴾ بِضَمِّ الْحَرْفَیْنِ وَبِفَتْحِھَا ﴿ممددۃ (۹)﴾ صِفَۃٌ لِمَا قَبْلَہٗ فَتَکُوْنُ النَّارُ دَاخِلَ الْعَمَدِ۔

﴿ترجمہ﴾

خرابی ہے (ویل کلمہ عذاب ہے یا پھر "ویل" سے مراد جہنم کی وادی ہے) ہر بہت طعنہ کرنے والے غیبت کرنے والے کے لیے ("ھمزۃ" کا معنی بہت طعنہ کرنے والا اور "لمزۃ" کا معنی بہت غیبت کرنے والا ہے، یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو نبی پاک ﷺ اور مسلمانوں کی غیبتیں کرتے تھے جیسے امیہ بن خلف، ولید بن مغیرۃ وغیرہ ......) جس نے جمع کیا ("جمع" فعل کو مخفف ومشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) مال کو اور گن گن کر رکھا (عددہ بمعنی احصاہ ہے، اور حوادث زمانہ کے خوف سے

ذخیرہ کر کے رکھ لیا) وہ (اپنی جہالت کے سبب) گمان کرتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ رہے گا (اسے موت نہیں آئے گی......۲...... اخلدہ بمعنی جعله خالدا ہے) ہرگز نہیں (''کلا'' حرف ردع ہے) ضرور پھینکا جائے گا (لینبذن بمعنی لیطرحن ہے، اس کا جواب قسم محذوف ہے) روندنے والی میں (جس میں جو کچھ ڈالا جائے وہ اس کو روند کر رکھ دے گی) اور تو نے کیا جانا (ادرک بمعنی اعلمک ہے) کیا روندنے والی اللہ کی آگ کہ بھڑک رہی ہے (الموقدة بمعنی المسعرة ہے) جو چڑھ جائے گی (تطلع بمعنی تشرف ہے) دلوں پر (الا فئدة بمعنی القلوب ہے، اور دلوں کو جلا دے گی، دل کے نازک ہونے کی وجہ اس سے ہونے والی تکالیف دیگر تکالیف سے سخت تر ہو گی......۳......) بیشک وہ ان پر (''علیهم'' میں ضمیر جمع ''کل'' کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے ذکر کی گئی ہے) بند کر دی جائے گی (مؤصدة بمعنی مطبقة ہے، ''مؤصدة'' کو ہمزہ کے ساتھ اور ہمزہ کے بدلے واو کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) لمبے ستونوں میں (''عمد'' کو عین اور میم مضمومہ و مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، ''ممددة'' یہ ''عمد'' کی صفت ہے پس اس صورت میں ان ستونوں میں بھی آگ داخل ہو جائے گی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ویل لکل همزة لمزة الذی جمع مالا وعدده یحسب ان ماله اخلده﴾

ویل: مبتدا، لام: جار، کل: مضاف، همزة: مبدل منہ، لمزة: بدل، ملکر موصوف، الذی: موصول، جمع: فعل، ''ھو'' ضمیر ذوالحال، یحسب: فعل با فاعل، ان ماله: حرف مشبہ و اسم، اخلده: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، مالا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عدده: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کلا لینبذن فی الحطمة وما ادرک ما الحطمة﴾

کلا: حرف ردع و زجر، لام: تاکیدیہ، ینبذن: فعل با نائب الفاعل، فی الحطمة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف ''نقسم'' کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل با فاعل و مفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، الحطمة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نار الله الموقدة التی تطلع علی الافئدة﴾

نار الله: موصوف، الموقدة: صفت اول، التی: موصول، تطلع علی الافئدة: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت ثانی، ملکر ''ھی'' مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انها علیهم موصدة فی عمد ممددة﴾

انها: حرف مشبہ و اسم، علیهم: ظرف لغو مقدم، موصدة: صفت مشبہ با فاعل، ملکر شبہ جملہ صفت موصوف، فی: جار، عمد: موصوف، ممددة: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......الذی جمع مالا وعدده......☆ یہ آیتیں ان کفار کے حق میں نازل ہوئیں جو سید عالم اور آپ کے اصحاب پر زبان طعن کھولتے تھے اور ان حضرات کی غیبت کرتے تھے مثل اخنس بن شریق و امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ وغیرہ کے اور حکم ہر غیبت کرنے والے کے لئے عام ہے۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

عیب لگانے اور غیبت کرنے کی مذمت:

۱.....اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿ویل لکل همزة لمزة خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے(الھمزۃ:۱)﴾۔اس بارے میں کئی اقوال ہیں کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی، چنانچہ ابن ابی حاتم نے ابن اسحاق اور انہوں نے عثمان بن عمر ﷛ سے منقول کیا ہے کہ یہ آیت اُبی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی اور ابن اسحٰق کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت امیہ بن خلف جمحی کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ سید عالم ﷺ کی عیب جوئی میں معروف رہتا تھا۔ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ سید عالم ﷺ کی عیب جوئی اور غیبت کرنے میں وقت گزارتا تھا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت عاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی اور ایک قول کے مطابق ابی بن عمرو ثقفی جو کہ اخنس کے نام سے مشہور تھا اُس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (روح المعانی، الجزء:۳۰،ص ۶۳۷ وغیرہ)

☆.....حضرت عبد اللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:"جو اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے، اللہ ﷻ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کا عیب ظاہر کرے اللہ ﷻ اس کا عیب ظاہر فرمائے گا یہاں تک کہ اسے اس کے گھر میں رسوا کردے گا"۔(سنن ابن ماجه،ابواب الحدود، باب:الستر علی المومن ودفع الحدود بالشبهات، رقم:۲۵۴۶،ص ۴۳۳)

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا:"اے لوگو! زبان سے ایمان لائے ہو لیکن ابھی تمہارے دل میں ایمان نہیں داخل ہوا،مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ہی ان کے عیبوں کو کھوج لگایا کرو کیونکہ جو مسلمان کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ ﷻ اس کے عیب ظاہر کردیتا ہے اور اللہ ﷻ جس کے عیب ظاہر کردے اُسے اس کے گھر میں رسوا کردے گا"۔

(سنن ابو داؤد ، کتاب الادب، باب:فی الغیبة، رقم:۴۸۸۰،ص ۹۱۳)

☆.....حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:"اگر تم لوگوں کی عیب جوئی کرتے پھرو گے تو انہیں بگاڑ دو گے یا انہیں خرابی تک پہنچا دو گے"۔ (المرجع السابق،باب:فی التجسس، رقم:۴۸۸۸،ص ۹۱۵)

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا:"جس نے کسی مسلمان کی دنیاوی پریشانی دور کی، اللہ ﷻ قیامت کے دن اس کی پریشانی دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ ﷻ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور بندہ جب تک اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے اللہ ﷻ اس کی مدد میں ہوتا ہے"۔ (المرجع السابق، باب:فی المعونة للمسلم، رقم:۴۹۴۶،ص ۹۲۵)

☆.....سید عالم ﷺ نے اپنے صحابہ سے استفسار فرمایا:"تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟"،صحابہ نے جواب دیا، اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:"غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہو"،عرض کی گئی:"جو میں کہتا ہوں اگر وہ میرے بھائی میں موجود ہو تو اس بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟"،ارشاد فرمایا:"اگر جو تم کہتے ہو وہ اس میں موجود ہے تو تم نے غیبت کی اور اگر تم نے ایسی بات کہی جو اس میں موجود ہی نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا"۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب:تحریم الغیبة، رقم:(۶۴۸۸)/۲۵۸۹،ص ۱۲۷۹)

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا:"ہر مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کا خون، عزت اور مال حرام ہے"۔

(المرجع السابق، باب تحریم ظلم المسلم، رقم:(۶۴۳۶)/۲۵۶۴،ص ۱۲۷۰)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا:''غیبت اور چغلی ایمان کو ایسے کاٹ دیتی ہیں جیسا کہ چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے''۔

(الترغيب و الترهيب، كتاب الادب،باب: الترهيب من الغيبة و البهت و بيانهما، رقم:٨،ج٣،ص٣٣٢)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:''جب مجھے معراج ہوئی، ایک قوم پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے مونھ اور سینے نوچتے تھے، میں نے کہا: جبرائیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی آبرو ریزی کرتے''۔ (سنن ابو داؤد، كتاب الادب، باب: في الغيبة، رقم:٤٨٧٨،ص٩١٣)

مال واسباب عذاب الٰہی سے نہیں بچاسکتے:

٢......اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿الذی جمع مالا وعدده يحسب ان ماله اخلده جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا کیا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا(الھمزة:٢تا٣)﴾۔ ماقبل جن کے بارے میں بیان ہوا کہ سید عالم ﷺ کی ذات کی جانب عیب لگاتے اور آپ ﷺ کی غیبتیں کرتے تھے، ان میں ایک بیماری مال جمع کرنے کی بھی تھی جو مال پر اتراتے اور پھولے جاتے تھے۔ انہیں یہ گمان تھا کہ ان کا مال انہیں موت نہ آنے دے گا جیسا کہ سُدی نے کہا ہے۔ عکرمہ کا قول ہے کہ انہیں یہ گمان تھا کہ ان کا مال ان کی زندگی میں اضافہ کردے گا یعنی انہیں طویل عمر دی جائے گی۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ طویل عرصے تک زندہ رہیں گے ، یہاں مضی بمعنی ماض بمعنی مستقبل ہے۔ لیکن اگلا کلام صاف واضح ہے، چنانچہ فرمایا:﴿کلا لینبذن فی الحطمة ہرگز نہیں ضرور وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا(ھمزة:٤)﴾ یعنی یہ سب ان کی اپنی خیال بندیاں ہیں، ایسا ہرگز نہیں ہونے والا بلکہ نہ تو یہ ہمیشہ رہ جائیں گے اور نہ ہی ان کا مال ہمیشہ رہ پائے گا یعنی وہ داخل جہنم ہونگے۔ یعنی وہ بھی اور ان کا مال بھی روندنے والی میں پھینک دیئے جائیں گے۔ (القرطبي ،الجزء:٣٠،ص١٧١)

امام جریر طبری لکھتے ہیں: وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال جو اُس نے جمع کیا ہے اور بچا کر رکھا ہے، بخل کرکے راہ خدا میں خرچ کرنے سے روک لیا ہے، وہ ہمیشہ دنیا میں رہ جائے گا اور اُسے موت نہ آئے گی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ وہ یہ گمان نہ کرے کہ اس کا مال ہمیشہ رہ جائے گا بلکہ وہ خود بھی ہلاک ہوگا اور اس کا مال بھی، پس وہ اپنے افعال اور معصیت کے باعث ہلاکت میں جا پڑے گا۔ اور ''الحطمة'' روندنے والی آگ کو کہتے ہیں، یہ وہ آگ ہے کہ اس میں جو بھی ڈالا جائے، سب برباد ہو جائے گا۔

(الطبري، الجزء:٣٠،ص٣٥٧ملخصاً)

احادیث کی رو سے جہنم کے عذاب کا بیان:

٣......بیشمار احادیث اس موضوع پر ملتی ہیں، اللہ عزوجل ہم سب کو جہنم کے عذاب سے بچائے رکھے۔

☆......سید عالم ﷺ اکثر یہ دعا فرماتے:''ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا''۔

(صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب:قول النبي ﷺ ،رقم:٦٣٨٩،ص١١٠٩)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا:''بیشک تمہاری یہ دنیاوی آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے اور اگر اسے دو مرتبہ پانی سے نہ بجھایا جاتا تو تم اس سے نفع نہ اٹھا سکتے اور یہ بھی اللہ عزوجل سے دعا کرتی ہے کہ اسے دوبارہ جہنم میں نہ ڈالے''۔

(سنن ابن ماجه ،ابواب الزهد،باب:صفة النار ،رقم:٤٣١٨،ص٧١٦)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا:''بروز قیامت جہنم کو لایا جائے گا تو اس کی ستر ہزار لگامیں ہونگی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچ

رہے ہونگے"۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب:فی شدة حرنار جهنم،رقم:(۷۰۵۸)/۲۸٤۲،ص۱۳۹۵)

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تمہاری یہ آگ جسے بنی آدم دنیا میں جلاتے ہیں، وہ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے"، لوگوں نے پوچھا: اللہ عزوجل کی قسم! یہی کافی تھی، فرمایا: "بیشک جہنم کی آگ اِس سے ۶۹ درجے زیادہ ہے، ہر درجہ اس کی گرمی کی مثل ہے"۔

(سنن الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب:ما جاء ان نارکم هذه، رقم: ۲۵۹۸،ص۷٤٥)

اغراض:

کلمة عذاب: مراد وہ کلمہ ہے جس کے ذریعے عذاب طلب کیا جاتا یا عذاب کی طرف بلایا جاتا ہے، اور اس صورت میں جملہ انشائیہ ہوگا اور نکرہ کے ساتھ کلام کی ابتداء کی گئی ہے اور کفار کی ہلاکت کا قصد کیا گیا ہے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اللہ عزوجل اس جملے ﴿ویل﴾ کے ذریعے کیسے عذاب کی دعوت دیگا یا بلائے گا جب کہ اللہ عزوجل ہی افعال کا پیدا کرنے والا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اپنے حال سے اللہ عزوجل کے غضب کو طلب کرتے ہیں، جیسا کہ کسی پر کسی کا غضب ہوا کرتا ہے۔

او واد فی جهنم: اس صورت پر جملہ خبریہ ہوگا اور ﴿ویل﴾ ترکیب کے لحاظ سے علم ہونے کی صورت میں معرفہ بنے گا۔

وغیرهما: مراد اخنس بن شریق، عاص بن وائل سہمی، جمیل بن معمر، اور ﴿همزة لمزة﴾ عموم کے اعتبار سے جائے عبرت ہے نہ کہ خصوص کے اعتبار سے، اور یہ وعید اُن کے لئے ہے جو مسلمانوں کی پیٹھ پیچھے بُرائی کرتے ہیں اور یہاں علماء وصلحاء مراد نہیں ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمیشہ آگ میں رہنے والے کافر مراد ہیں مگر وہ جو اللہ عزوجل کی مشیت کے تحت ہوں۔

وجعله عدة: میں واو بمعنی او ہے، دو تفاسیر کی گئی ہیں، پس اول تفسیر العد سے اور دوسری العدة سے ماخوذ ہے بمعنی الاستعداد مراد یہ ہے کہ حوادث زمانہ کے لئے مال کا جمع کرنا اور شمار کرنا۔

المسعرة: مراد آگ کے وہ شدید شعلے ہیں جس سے کبھی لپٹ ختم نہ ہو۔ **والمها**: یعنی دلوں پر چڑھ جانے والی آگ، معنی یہ ہے کہ باقی بدن کے علاوہ دل پر چڑھنے کی کیفیت زیادہ ہوگی، اور جب دل کے ساتھ ایسا معاملہ ہوجائے تو بندہ مرجاتا ہے اور نہ مرتے ہوئے بھی مرنے کے قریب ہوتا ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لا یموت فیها و لا یحیا (الاعلی:۱۳)﴾ محمد بن کعب کہتے ہیں کہ آگ تمام جسم کو کھاجائے گی اور جب دل تک پہنچے گی تو دوبارہ جسم مکمل ہوجائے گا اور کھانے کا عمل دوبارہ شروع ہوگا اور یہی ہوتا جائے گا۔

(الصاوی، ج٦، ص۳۲۸ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ الفیل مکیۃ وھی خمس آیۃ

(سورۂ فیل مکی ہے جس میں پانچ آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ الفیل

اس سورت میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، بیس کلمات، چھیانوے حروف ہیں۔ اس سے پہلی سورت میں جن طعنہ زنی کرنے والے اور مال جمع کرنے والوں کو ان کا مال اللہ ﷻ کے عذاب سے نہ بچاسکا، اب اس پر دلیل قائم کرتے ہوئے اس سورت میں فرمایا کہ ابرہہ جو مال و دولت، قوت و طاقت کے لحاظ سے ان سے بہت زیادہ تھا جب وہ ہاتھیوں کی فوج لے کر خانہ کعبہ پر حملہ کرنے آیا تھا تو اللہ ﷻ نے چھوٹے چھوٹے پرندوں کے ذریعے ان کو ہلاک کردیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بڑی سے بڑی قوت وطاقت کفار کو اللہ ﷻ کے عذاب سے نہیں بچاسکتی۔ اس سورت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے ابرہہ کو یمن کا گورنر مقرر کیا گیا تھا اس نے صنعاء نامی شہر میں ایک کلیسا بنایا تھا۔ اس نے شاہ حبشہ کو خط لکھا کہ میں نے آپ کے لئے ایک بڑا اعالی شان گرجا تعمیر کروایا ہے میری خواہش ہے کہ آئندہ سال عرب کے لوگ خانہ کعبہ کی بجائے اس کا طواف کریں۔ جب یہ خبر مکہ مکرمہ میں پہنچی تو بنی کنانہ کے ایک شخص نے اس گرجا گھر میں بول و براز کردیا۔ اس سے ابرہہ آگ بگولہ ہوگیا اور کہنے لگا کہ اگر میں نے بھی کعبہ کو نہ گرایا تو میرا نام بھی ابرہہ نہیں ہے اور وہ اسی وقت ہاتھیوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ مکہ مکرمہ لے گیا اور اپنے لوگوں سے کہا کہ مکہ میں جا کر ان سے چھیڑ چھاڑ کرو۔ وہ سردار قریش کے اونٹ چھین کر لے آئے جن میں دوسو اونٹ حضرت عبد المطلب کے بھی تھے۔ ابرہہ نے کسی کو بھیج کر ان کو بلوایا ابرہہ نے حضرت عبد المطلب کی بہت عزت کی اور ترجمان کے ذریعے بات چیت ہوئی۔ ابرہہ نے کہا تم کیا چاہتے حضرت عبد المطلب نے کہا میرے اونٹ، ابرہہ کہنے لگا میں کعبہ گرانے آیا ہوں اور تم کو اپنے اونٹوں کی پڑی ہے کعبہ کی کوئی فکر نہیں؟ حضرت عبد المطلب نے کہا میں اونٹ کا مالک ہوں اور جو کعبہ کا مالک ہے وہ جانے اور تم جانو۔ تو حضرت عبد المطلب نے کعبہ میں دعا کی کہ اے اللہ ﷻ اپنے گھر کو بچالے تو اللہ ﷻ نے ابابیل پرندوں کے ذریعے سے ابرہہ کی فوج کو ہلاک فرمایا۔

رکوع نمبر: ۳۰

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الم تر﴾ اِسْتِفْهَامُ تَعْجِيبٍ اَیْ اِعْجَبْ ﴿کیف فعل ربک باصحب الفیل (۱)﴾ هُوَ مَحْمُوْدٌ وَاَصْحَابُهٗ مَلِكُ الْيَمَنِ وَجَيْشُهٗ بَنٰى بِصَنْعَاءِ كَنِيْسَةً لِيُصْرِفَ اِلَيْهَا الْحَاجَّ مِنْ مَكَّةَ فَاَحْدَثَ رَجُلٌ مِّنْ كَنَانَةَ فِيْهَا وَلَطَخَ قِبْلَتَهَا بِالْعَذِرَةِ اِحْتِقَارًا بِهَا فَحَلَفَ اَبْرَهَةُ لَيَهْدِمَنَّ الْكَعْبَةَ فَجَاءَ مَكَّةَ بِجَيْشِهٖ عَلٰى اَفْيَالٍ مُقَدَّمُهَا مَحْمُوْدٌ فَحِيْنَ تَوَجَّهُوْا لِهَدْمِ الْكَعْبَةِ اَرْسَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَاقَصَّهٗ فِيْ قَوْلِهٖ ﴿الم یجعل﴾ اَیْ جَعَلَ ﴿کیدھم﴾ فِیْ هَدْمِ الْكَعْبَةِ ﴿فی تضلیل (۲)﴾ خَسَارٍ وَّهَلَاكٍ ﴿وارسل علیھم طیرا ابابیل (۳)﴾ جَمَاعَاتٍ قِيْلَ لَاوَاحِدَ لَهٗ وَقِيْلَ وَاحِدُهٗ اِبُّوْلٌ اَوْ اِبَّالٌ اَوْ اِبِّيْلٌ كَعِجُّوْلٍ وَمِفْتَاحٍ وَسِكِّيْنٍ ﴿ترمیھم بحجارۃ من سجیل (۴)﴾ طِيْنٍ مَطْبُوْخٍ ﴿فجعلھم کعصف ماکول (۵)﴾ كَوَرَقِ زَرْعٍ اَكَلَتْهُ الدَّوَابُّ وَدَاسَتْهُ وَاَفْنَتْهُ اَیْ اَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى كُلٌّ وَاحِدٍ بِحَجَرِهِ الْمَكْتُوْبِ عَلَيْهِ اِسْمُهٗ وَهُوَ اَكْبَرُ مِنَ الْعَدَسَةِ وَاَصْغَرُ مِنَ الْحِمَّصَةِ يَخْرُقُ الْبَيْضَةَ وَالرَّجُلَ وَالْفِيْلَ وَيَصِلُ اِلَى الْاَرْضِ وَكَانَ هٰذَا عَامَ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿ترجمہ﴾

کیاتم نے نہ دیکھا (استفہام تعجب ہے، یعنی عجیب وغریب بات ہے) تمہارے رب نے ہاتھی والوں کا کیا حال کیا (ہاتھی کا نام محمود تھا اوراس کا مالک ابرہہ جو کہ یمن وحبشہ کا بادشاہ تھا، اُس نے ایک کنیسہ بنایا تھا اوراس نیت سے کہ لوگ حج کو نہ جائیں اور یہاں آ کراس کنیسہ کا طواف کریں، کنانہ کے ایک شخص نے موقع پا کراس میں قضائے حاجت کردی اوراُسے گندہ کردیا، پس ابرہہ نے قسم کھائی اور کعبۂ معظّمہ کونقصان پہنچانے کی غرض سے حبشہ سے کعبۂ معظّمہ کی جانب ہاتھیوں سمیت آیا، محمود ہاتھی سب سے آگے تھا، اس کا ارادہ کعبۂ معظّمہ کونقصان پہنچانا تھا لیکن اللہ نے ان پر پرندوں کی فوج بھیج دی......۱......) نہ بنایا (یعنی بنادیا) ان کا داؤ (کعبۂ معظّمہ کو منہدم کرنے کا داؤ......۲......) تباہی میں (نقصان وہلاکت میں) اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں (پرندوں کی جماعت بھیجی......۳......، کہا جاتا ہے کہ بعض کے نزدیک ابابیل کا کوئی واحد نہیں ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی واحد ابول، اوبال یا ابیل ہے جیسا کہ عجول واحد ہے عجاجیل کی، مفتاح واحد ہے مفاتیح کی اور مسکین واحد ہے مساکین کی) کہ انہیں پکی ہوئی مٹی کے پتھروں سے مارتے (سجیل بمعنی پکی ہوئی مٹی ہے......۴......) تو انہیں کرڈالا جیسے کھائے کھیت کی پتی ......۵......(جیسے کھیت کے پتے ہوتے ہیں جنہیں چوپائے کھالیں یا روندڈالیں، ملیامیٹ کردیں، یعنی پس اللہ نے انہیں ختم کردیا، اور ہرایک اُس پتھر سے ہلاک ہوا جس پر اُس کا نام کندہ تھا، جو مسور کی دال سے بڑے اور چنے سے کچھ چھوٹی سائز کے تھے، جس کے سر پر پڑتی اُسے ہاتھی سمیت چیر کر زمین پر گرجاتی اور یہ واقعہ سید عالم ﷺ کی ولادت شریفہ سے پہلے کا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل﴾

ہمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل نفی بافاعل، کیف: اسم استفہام حال مقدم، فعل: فعل، ربک: ذوالحال، ملکر فاعل، باصحب الفیل: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الم یجعل کیدھم فی تضلیل وارسل علیھم طیرا ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل﴾

ہمزہ: حرف استفہام، لم یجعل: فعل نفی بافاعل، کیدھم: مفعول، فی تضلیل: ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ارسل علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو، طیرا: موصوف، ابابیل: صفت، ترمیھم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، حجارۃ: موصوف، من سجیل: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لم یجعل" پرمعطوف ہے۔

﴿فجعلھم کعصف ماکول﴾

ف: عاطفہ، جعلھم: فعل بافاعل ومفعول، کاف: جار، عصف: موصوف، ماکول: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

واقعہ فیل، اس کا وقوع اور ارہاص محمدی ﷺ:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل اے محبوب کیاتم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا (الفیل:۱)﴾ ۔ یہ واقعہ سید عالم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے کا ہے، پھراسے الم تر کیف کے خطاب

سے کیوں کلام فرمایا؟ اس کا جواب امام رازی نے یہ دیا ہے کہ یہ واقعہ تواتر کے ساتھ بیان ہوتا گیا ہے لہٰذا اسی مناسبت سے یہ خطاب فرمایا گیا ہے جیسا کہ دیگر مقامات پر بھی وارد ہوا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿الم یروا کم اھلکنا قبلھم من القرون کیاانہوں نے نہ دیکھا ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں ہلاک فرمائیں (یٰس:۳۱)﴾۔ یہ واقعہ اللہ ﷻ کی قدرت، اس کے علم وحکمت پر دلیل ہے اور ساتھ ہی سید عالم ﷺ کے شرف ومقام ومرتبے پر بھی دلیل ہے اور ہمارے مذہب اہل سنت پر دلیل ہے کہ سید عالم ﷺ کی ظاہری تشریف آوری سے قبل جو بھی خرق عادت امور رونما ہوں، وہ سید عالم ﷺ کے ارہاصات میں شمار ہوتے ہیں، پس اسی مناسبت سے یہ واقعہ بھی سید عالم ﷺ کے ارہاص میں شامل ہے۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۲۹۵)

اس کا وقوع: یعنی سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت سے پچاس دن پہلے اور یہی صحیح قول ہے اور یہ نور محمدی کی برکت سے ہوا ہے ،اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ نور تو حضرت عبد المطلب بلکہ حضرت عبد اللہ سے بی بی آمنہ تک منتقل ہو چکا تھا، تو میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یقیناً وہ نور جد سے اب تک منتقل ہو چکا تھا لیکن اس کی برکات اپنی جگہ باقی تھیں، جیسا کہ مشک اگر چہ کہ ختم ہو جائے لیکن خوشبو آتی ہی رہتی ہے اور ایک قول کے مطابق فیل والا واقعہ سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت سے چالیس یا تئیس سال وغیرہ پہلے رونما ہوا۔ (الصاوی، ج٦، ص ٢٣٤ ملخصاً)

واقعہ فیل: ہاتھی والوں سے مراد ابرہہ اور اس کا لشکر ہے، ابرہہ یمن اور حبشہ کا بادشاہ تھا، اس نے صنعاء میں ایک کنیسہ (عبادت خانہ) بنایا تھا اور چاہتا تھا کہ حج کرنیوالے بجائے مکہ مکرمہ کے یہیں آئیں اور اسی کنیسہ کا طواف کریں، عرب کے لوگوں کو یہ بات بہت شاق تھی، قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص نے موقع پا کر اس کنیسہ میں قضائے حاجت کر دی اور اُسے گندہ کر دیا، اس پر ابرہہ کو بہت طیش آیا اور اس نے کعبہ معظمہ کو ڈھانے کی قسم کھائی اور اس ارادے سے اپنا لشکر لے کر جس میں بہت سے ہاتھی تھے اور ان کا پیش رو ایک بڑا عظیم الجثہ کوہ پیکر ہاتھی تھا جس کا نام محمود تھا۔ ابرہہ نے مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر اہل مکہ کے جانور قید کر لئے، ان میں دو سو اونٹ عبد المطلب کے بھی تھے۔ عبد المطلب ابرہہ کے پاس آئے تھے۔ بہت جسیم وباشکوہ ابرہہ نے ان کی تعظیم کی اور اپنے پاس بٹھایا اور مطلب دریافت کیا، آپ نے فرمایا میرا مطلب یہ ہے کہ میرے اونٹ واپس کئے جائیں، ابرہہ نے کہا کہ مجھے بہت تعجب ہوتا ہے کہ میں خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے آیا ہوں وہ تمہارا اور تمہارے قبیلے کا معزز ومحترم مقام ہے، تم اس کے لئے تو کچھ نہیں کہتے اپنے اونٹوں کے لئے کہتے ہو۔ آپ نے فرمایا میں اونٹوں ہی کا مالک ہوں انہی کے لئے کہتا ہوں اور کعبہ کا جو مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ ابرہہ نے آپ کے اونٹ واپس کر دیئے۔ عبد المطلب نے قریش کو حال سنایا اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹیوں میں پناہ گزیں ہوں۔ چنانچہ قریش نے ایسا ہی کیا اور عبد المطلب نے دروازہ کعبہ پر پہنچ کر بارگاہ الٰہی میں کعبہ کی حفاظت کی دعا کی اور دعا سے فارغ ہو کر آپ اپنی قوم کی طرف چلے گئے۔ ابرہہ نے صبح تڑکے اپنے لشکروں کو تیار کیا۔ محمود ہاتھی نہ اٹھا اور کعبہ کی طرف نہ چلا جس طرف چلاتے تھے چلتا تھا۔ جب کعبہ کی طرف اس کا رخ کرتے تھے بیٹھ جاتا تھا۔ اللہ ﷻ نے چھوٹے چھوٹے پرند ان پر بھیجے جو چھوٹے چھوٹے سنگریزے گراتے تھے جن سے وہ ہلاک ہو جاتے تھے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۲)

ابرهه کے ظاهری ارادے کو کید کهنے کی وجوهات:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الم یجعل کیدھم فی تضلیل کیا ان کا داؤ تباہی میں نہ ڈالا (الفیل:۲)﴾۔ جاننا چاہیے کہ شرعاً ''کید'' مخفی ارادے کو کہتے ہیں۔ اور ابرہہ کے ارادے کو کید کہنا درست نہ ہوگا کیونکہ اس کا ارادہ تو ظاہر تھا۔ ہم (امام رازی) اس کا جواب یہ دینگے کہ جی ہاں! لیکن اس کے دل میں چھپی شرارت اس کے ظاہری ارادے سے زیادہ مخفی تھی، کیونکہ وہ عرب (واہلِ

عرب) سے حسد کرتا تھا اور اس کی تمنا تھی کہ جو شرف و مقام عرب کو کعبہ معظمہ کی وجہ سے حاصل ہے وہی مقام و مرتبہ اس کے اپنے شہر کو مل جائے۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۲۹۱)

ابابیل کے بارے میں اقوالِ مفسرین:

۳......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا:﴿وارسل علیهم طیرا ابابیل اوران پر پرندوں کی ٹکڑیاں (فوجیں) بھیجیں(الفیل:۳)﴾۔
سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آسمان سے نازل ہونے والے ایسے پرندے جو واقعہ فیل سے پہلے کسی نے دیکھے اور نہ ہی اس واقعے کے بعد کسی نے ملاحظہ کئے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''آسمان وزمین کے مابین ایسے پرندے جو گھونسلے بھی بناتے تھے اور انڈے بھی دیتے''۔ انہی سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ ابابیل کی سونڈ بھی تھیں اور پنجے بھی تھے۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ یہ سبز پرندے تھے جو کہ سمندر سے نکلتے تھے جن کے سر ایسے جیسے درندوں کے ہوتے ہیں اور ایسے پرندے نہ اس واقعہ سے پہلے دیکھے گئے اور نہ بعد میں۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایسے سبز پرندے جن کی چونچیں زرد ہوتی تھیں۔ محمد بن کعب کہتے ہیں کہ مراد وہ پرندے ہیں جو سیاہ مائل تھے اور ان کے پنجے اور چونچیں تھیں اور کنکر مارتے تھے۔ (القرطبی، الجزء:۳۰، ص ۱۸۲ ملخصاً وملتقطاً)

سجیل کے بارے میں اقوالِ مفسرین:

۴......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا:﴿ترمیهم بحجارة من سجیل کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے(الفیل:۴)﴾۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ مٹی کے پتھر مراد ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ سجل سے مشتق ہے جس کا معنی بڑا ڈول ہوتا ہے یا یہ اسجال سے مشتق ہے جس کا معنی ٹھکانہ ہے یا یہ سجل (مہر) سے مشتق ہے معنی یہ ہوگا کہ یہ بھی عذاب میں سے تھیں جو ان کے لئے عذاب لکھا جا چکا ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا وہ ایسے پرندے تھے جن کی چونچیں پرندوں کی تھیں اور ہاتھ کتے کے ہاتھوں جیسے تھے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ سبز پرندے تھے جن کی زرد چونچیں تھیں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ وہ سیاہ پرندے تھے جو سمندر کی جانب جماعت در جماعت آئے تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا پتھر کے ساتھ ایک کاغذ بھی ہوتا تھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے بھیجا اور پھر اس نے زور سے پتھر بھیجا۔ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ پتھر جس آدمی کو لگتا دوسری جانب سے نکل جاتا تھا۔ اور اگر کسی کے سر پر لگتا تو دبر کے راستے سے باہر ہو جاتا تھا۔ (المظھری، ج۷، ص۴۸۴)

کعصف مأکول کے بارے میں اقوالِ مفسرین:

۵......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا:﴿فجعلهم کعصف مأکول تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی (بھوسہ)(الفیل:۵)﴾۔
اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں ایسی کھیتی یا گھاس جیسا کر دیا جسے جانوروں نے کھا لیا ہو اور گوبر بنا دیا ہو۔ فوجیوں کے اعضاء کو الگ الگ کر دینے کو گوبر کے اجزاء کے الگ الگ کر دینے سے تشبیہ دی۔ مجاہد کہتے ہیں کہ عصف سے مراد گندم کے پتے ہیں۔ قتادہ کا قول ہے کہ اس سے مراد تنکا ہے۔ حضرت ابن عباس کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد چھلکا ہے جو گندم کے دانے پر غلاف کی مانند ہوتا ہے۔ مأکول کے معنی یہ ہیں کہ جسے جانوروں نے کھا لیا ہو۔ (المرجع السابق)

اغراض:

استفہام تعجیب: معنی یہ ہے کہ بڑھیں بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب فیل کا واقعہ جانتے ہیں۔ هو محمود: مراد وہ اونٹ ہے جو بیٹھ گیا تھا اور اُسے اٹھانے کے لئے اُس کے سر پر مارتے تھے، اور مزید محمود کے ساتھ بارہ اونٹ اور بھی تھے، ایک قول کے مطابق اٹھارہ اونٹ تھے، ایک قول ایک ہزار کا بھی ہے اور مطلق فیل کا ذکر اونٹوں کے سردار محمود کی وجہ سے کیا گیا تھا یا اس نسبت سے اِن سب میں عظیم

الحبشہ یہی محمود نامی اونٹ ہی تھا۔ ابرھۃ: نجاشی سے پہلے ملک حبشہ کا بادشاہ تھا، اور اس کے لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔

بنی بصنعاء کنیسۃ: یہاں سے مفسر علیہ الرحمۃ نے واقعہ فیل کا مفصل بیان کیا ہے جسے ہم نے حاشیہ نمبر "ا" میں ذکر کر دیا ہے، لہذا دوبارہ رکھنے کی حاجت نہیں۔ والرجل: یعنی یہ پتھر دماغ میں داخل ہوتا اور پیچھے کے مقام سے باہر نکل جاتا۔

ای جعل: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿یجعل﴾ مضارع حال کی حکایت بیان کرنے کے لئے ہے۔ جماعات: یعنی بعض کا دوسرے بعض پر اثر ہوتا ہے۔ ودانسۃ: یعنی اُسے مینگنیوں کی مانند ملیا میٹ اور بے وقعت کر دیں۔ ابول: ہمزہ کی کسرہ اور فتح موحدہ مشددہ کے ساتھ ہے اور واو کے سکون کے ساتھ جیسا کہ سنور ہوتا ہے۔

طین مطبوخ: جیسا کہ اجرت پر پکائی جانے والی اینٹیں ہوتی ہیں، اور یہ جہنم کی آگ میں پکائی ہوئی کنکریاں تھیں، اور مراد وہی کنکریاں ہیں جو قوم لوط پر برسائی گئیں تھیں، اور ان کی ہلاکت کو کنکریوں کے ساتھ نسبت کر دی گئی ہے کیونکہ ابرہہ نے کعبۂ معظمہ کو منہدم کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ کنکر کسی کو لگتا تو آبلہ کر دیتا، اور اس دن سے پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا۔

مکتوب علیہ اسمہ: یعنی پرندے کا خاص طور پر اُسی پتھر کا ارادہ کرنا جس سے کسی کی ہلاکت ہونی ہے، اور یہ مجرد الہام کی وجہ سے ہوا ہے یا اس کی معرفت کتاب وغیرہ کے ذریعے سے ہوئی ہے، اور اللہ عزوجل ہی حقیقتِ حال جانتا ہے۔

والفیل: مراد وہ ہے جو اونٹ پر سوار ہوا تھا، اور سوائے محمود نامی اونٹ کے تمام ہی ہلاک ہو گئے۔ جس کا تذکرہ امام بوصیری نے بھی کیا ہے:

کم رأینا ما لیس یعقل قد أل ... هم ما لیس یلهم العقلاء

اذا ابی الفیل ما اتی صاحب الفی ... ل ولم ینفع الحجا والذکاء

(الصاوی، ج۶، ص ۲۳۳۱ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورۃ قریش مکیۃ او مدنیۃ وھی اربع آیۃ

(سورہ قریش مکی یا مدنی ہے اس میں چار آیتیں ہیں)

تعارف سورہ قریش

اس سورت میں ایک رکوع، چار آیتیں، سترہ کلمات، اور تہتر حروف ہیں۔اس سورت میں اللہ ﷻ قریش پر اپنے عظیم احسانات کا تذکرہ فرمارہا ہے اوران کو احسانات یاددلانے کے بعد اپنی عبادت کی دعوت دی جارہی ہے۔قریش عرب کا ایک مشہور اور معزز ترین قبیلہ ہے اوراس قبیلہ کا اطلاق نضر کی اولاد پر ہوتا ہے جس کا نسب نامہ یہ ہے: نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرک بن الیاس بن مضر۔بعض کے نزدیک فہر بن مالک کی اولاد کو قریش کہتے ہیں لیکن پہلا قول صحیح ہے حضور ﷺ کے قول سے بھی اسی قول کی تصدیق ہوتی ہے۔قبیلہ قریش کی وجہ تسمیہ میں متعدد اقوال ہیں۔یہ تقرش سے ماخوذ ہے اس کا معنیٰ ''التجمع والالتام کسی کا متفرق ہوجانے کے بعد اکٹھا اور مجتمع ہوجانا''۔قریش کا قبیلہ پہلے سارے عرب میں منتشر تھا۔قصی بن کلاب نے انہیں مکہ مکرمہ میں یکجا کیا اور حرم کے پڑوس میں آباد کیا۔دوسرا یہ کہ تقرش سے ماخوذ ہے جس کا معنیٰ تکسب ہے کیونکہ قریش تجارت پیشہ تھے اوراس طرح اپنا رزق خود کمایا کرتے تھے اس لئے انہیں قریش کہا جاتا ہے۔مکہ کے معزز قبیلہ قریش کو اپنے احسانات کی یاددلائی جارہی ہے۔پھر انہیں سمجھایا جارہا ہے کہ خانہ کعبہ پر ابرہہ نے حملہ کیا تھا تو اس کی حفاظت تمہارے بتوں نے نہیں کی تھی بلکہ اللہ ﷻ نے پرندوں کی ایک ٹکڑی بھیج کر ابرہہ کے لشکر جرار کو فنا کردیا اور اپنے گھر کی حفاظت کی تھی۔اور تجارت کا راستہ کھول کر تمہارے لئے خوش حالی اور فارغ البالی کا سامان بھی اللہ ﷻ نے فراہم کیا۔لوگوں کے دلوں میں تمہارا احترام اس قدر پیدا کردیا کہ جس کے باعث تم بڑے امن وسکون سے جہاں چاہو جاسکتے ہو، تمہارے کاروان تجارت کی طرف کوئی میلی آنکھ کرکے نہیں دیکھ سکتا۔جس نے تمہیں ان انعامات سے نوازا ہے وہی اس لائق ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے۔

رکوع نمبر: ۳۱

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿لایلف قریش (۱) الفهم﴾ تَاكِيدٌ وَّهُوَ مَصْدَرٌ اَلَفَ بِالْمَدِّ ﴿رحلة الشتاء﴾ اِلَى الْيَمَنِ ﴿و﴾ رِحْلَةَ ﴿الصيف (۲)﴾ اِلَى الشَّامِ فِيْ كُلِّ عَامٍ يَسْتَعِيْنُوْنَ بِالرِّحْلَتَيْنِ لِلتِّجَارَةِ عَلَى الْاِقَامَةِ بِمَكَّةَ لِخِدْمَةِ الْبَيْتِ الَّذِيْ هُوَ فَخْرُهُمْ وَهُمْ وَلَدُ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ ﴿فليعبدوا﴾ تَعَلَّقَ بِهٖ لِاِيْلَافِ وَالْفَاءُ زَائِدَةٌ ﴿رب هذا البيت (۳) الذی اطعمهم من جوع﴾ اَیْ مِنْ اَجَلِهٖ ﴿وامنهم من خوف (۴)﴾ اَیْ مِنْ اَجَلِهٖ وَكَانَ يُصِيْبُهُمُ الْجُوْعُ لِعَدَمِ الزَّرْعِ بِمَكَّةَ وَخَافُوا جَيْشَ الْفِيْلِ.

﴿ترجمہ﴾

اس لیے کہ قریش......۱......کو میل دلایا ان کو رغبت دلائی (ایلاف کی تاکید کی گئی ہے، اور مراد مصدر ہے جو کہ آلف بالمد کے ساتھ لایا گیا ہے) سردی میں (یمن کی طرف) سفر کا اور گرمی میں (شام کی طرف سفر کا، ہر سال دو تجارتی سفر اختیار کرکے باقی وقت مکہ مکرمہ میں سکون سے گزارتے......۲......اور بیت اللہ کی خدمت کرتے جو ان کے لئے باعث فخر مقام تھا، قریش سے مراد قبیلہ نضر بن کنانہ کی قوم ہے) تو انہیں چاہیے کہ وہ بندگی کریں (ایلاف ترکیبی اعتبار سے فلیعبدوا سے متعلق ہے، اور فالیعبدوا میں فاء زائدہ ہے)

اس گھر کے رب کی جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا (ایک مقررہ مدت تک کے لئے جو اُن کے لئے خوف کا باعث تھی) اور انہیں خوف سے امن بخشا (ایک مقررہ مدت تک کے لئے......۳ے......اور انہیں بھوک کی مصیبت پہنچی جب کہ مکہ میں کھیت سبزہ نہ رہا اور انہیں ہاتھی والوں کا خوف بھی لاحق تھا......۴ے......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لایلف قریش الفهم رحلة الشتاء والصيف فليعبدوا رب هذا البيت الذى اطعمهم من جوع وامنهم من خوف﴾

لام: جار، ایلف قریش: مرکب اضافی مبدل منہ، الف: مصدر مضاف، هم: ضمیر مضاف الیہ فاعل، رحلة: مضاف، الشتاء: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الصيف: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر شبہ جملہ مرکب اضافی بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، ف: فصیحیہ، لیعبدوا: فعل امر با فاعل، رب: مضاف، هذا: مبدل منہ، البيت: بدل، ملکر مضاف الیہ، ملکر موصوف، الذى: موصول، اطعمهم من جوع: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، امنهم من خوف: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف "ان لم يعبدوا الله لسائر نعمه السابغة المسرادفة" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

متذکرہ آیت میں قریش کا کون سا قبیلہ مراد ہے؟

۱ے......بہرحال جہاں تک قریش کا تعلق ہے تو مراد بنو نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ہے۔ اور سارے ہی جو اس سلسلے میں پائے جارہے ہیں نضر کی اولاد ہیں جو کہ قریش سے تھا، نہ کہ بنی کنانہ سے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد قریش بن فہر بن مالک بن نضر ہے۔ اور اس صورت میں جو بھی فہر سے پیدا شدہ ہونگے وہ قریشی نہیں کہلائیں گے، لیکن اول قول صحیح ترین ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۸۶ وغیرہ)

☆......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "اسلام بارہ خلفاء تک مسلسل غالب رہے گا، تمام خلفاء قریش سے ہونگے"۔ (صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب، رقم: ۷۲۲۲، ص ۱۲٤٤)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اس دین میں لوگ قریش کے پیروکار ہیں، مسلمان مسلمان کے پیروکار ہیں اور کافر کافر کے"۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب المناقب، رقم: ۳٤۹۵، ص ۵۸۸)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "لوگ خیر وشر میں قریش کے پیروکار ہیں"۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب الناس تبع لقریش، رقم: (٤۵۹٦)/۱۸۱۹، ص ۹۲۵)

☆......حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے قریش کو ذلیل کرنے کا ارادہ کیا، اللہ عزوجل اس کو ذلیل کرے گا"۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: ما جاء فی المعوذتین، رقم: ۳۹۲۱، ص ۱۱۰۳)

قریش والوں کو سفر تجارت کی رغبت دلانے کی وجوہات:

۲ے......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الفهم رحلة الشتاء والصيف ان کے جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میل دلایا (قریش: ۲)﴾۔ اللہ عزوجل نے ہاتھی والوں کو برباد کیا اور قریش کو باقی رکھا۔ اور انہیں سردی وگرمی میں تجارت کی جانب رغبت بھی دلائی۔ یہ کہنا درست نہیں بلکہ یہ قول ضعیف ہے کہ یوں کہا جائے کہ فیل والوں کو اس لئے ہلاک کردیا کیونکہ وہ کفر اختیار کرتے تھے اور قریش

والوں کے ساتھ ایسا کچھ نہ کیا بلکہ ان کے دلوں کو تجارت کی جانب مائل کیا، ہم کہتے ہیں کہ ہمیں یہ تسلیم نہیں ہے اور نہ ماننے کی کچھ وجوہات ہیں: (۱)......ہمیں یہ تسلیم نہیں ہے کہ اللہ عزوجل نے فیل والوں کے ساتھ جو کچھ کیا وہ ان کے کفر کی وجہ سے کیا کیونکہ کفر کا بدلہ دیا جانا قیامت تک کے لئے مؤخر کر دیا گیا ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الیوم تجزی کل نفس بما کسبت آج ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے گی (غافر:۱۷)﴾، ﴿ولو یؤاخذ اللہ الناس بما کسبوا ما ترک علی ظھرھا من دابۃ اور اگر ان لوگوں کو ان کے کئے پر پکڑتا تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا (فاطر:۴۵)﴾۔ اگر اللہ عزوجل نے فیل والوں کے ساتھ یہ معاملہ ان کے کفر ہی کی وجہ سے کیا ہوتا تو ایسا معاملہ تمام کافروں کے ساتھ فرماتا، بلکہ فقط قریش کی تالیف قلبی، ان کے منصب کی تعظیم (جو انہیں سید عالم ﷺ کی وجہ سے نیک نامی ملی)، اور ان کی قدر و منزلت (جو کہ سید عالم ﷺ کے قریش سے ہونے کی وجہ سے قریش کو ملتی ہے) کی وجہ سے فرمایا۔ (۲)......اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ فیل والوں پر ان کے کفر کی وجہ سے عذاب واقع ہوا لیکن کسی اور وجہ کے پائے جانے کی نفی نہیں ہو سکتی کیونکہ کسی بھی حکم کے قائم ہونے میں ایک سے زائد وجوہات کا پایا جانا ممکن ہے۔ (۳)......اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ فیل والے فقط اپنے کفر ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے تو بھی ان کی ہلاکت کے ذریعے قریش کو مائل کرنا جائز ہے، یعنی یوں کہا جائے: "اھلکوا لایلاف قریش"، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿لیکون لھم عدوا و حزنا کہ ان کا دشمن اور ان پر غم ہو (القصص:۸)﴾۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۲۹۴)

ایک مقررہ مدت تک بھوک اور خوف سے امن دینا:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الذی اطعمھم من جوع وامنھم من خوف جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ایک خوف سے امان بخشا (قریش:۴)﴾۔ اس کی چند وجوہات ہیں: (۱)......اللہ عزوجل نے قریش کو حرم میں امن عطا فرمایا اور ان کے سامانِ طعام پر کوئی اعتراض نہ کرتا۔ (۲)......مقاتل کہتے ہیں کہ قریش پر سردیوں اور گرمیوں میں یمن و شام کی طرف تجارت کی غرض سے جانا مشکل پڑتا تھا، پس اللہ عزوجل نے حبشہ کے رہنے والوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ وہ اپنے سامان کشتی میں رکھ دیں اور پھر مکہ مکرمہ روانہ کر دیں، اور اہل مکہ اُس سامان کو اونٹوں اور خچروں پر لاد کر شہر کی جانب لائیں اور مزید خرید و فروخت کا عمل اختیار کریں۔ (۳)......کلبی کہتے ہیں کہ جب انہوں نے سید عالم ﷺ کو جھٹلایا تو آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا ضرر فرمائی: "اے اللہ عزوجل! ان کے لئے ایسا معاملہ فرما جیسا تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم کے ساتھ فرمایا تھا"۔ پس ان پر قحط سالی مسلط کر دی گئی اور انہیں سخت دشواریوں کا سامنا ہوا، پس وہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: "اے محمد (ﷺ)! ہمارے لئے دعا کریں ہم ایمان لے آئے، پس سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی اور شہر میں قحط سالی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ (۴)......اللہ عزوجل نے انہیں خوف سے امن بخشا اور اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ بے خوف ہو کر سفر اختیار کرنے لگے کوئی ان پر تعرض نہ کرتا اور سفر و حضر کہیں پر بھی کوئی اُن پر غارت گری نہ کرتا بلکہ وہ ہر طرح سے چہ جائے کہ سفر میں ہوں یا حضر میں، امن ہی میں رہتے، اور اس حوالے سے ایک مقام پر فرمایا: ﴿اولم یروا انا جعلنا حرما امنا اور کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم نے حرمت والی زمین پناہ بنائی (العنکبوت:۶۷)﴾۔ (۵)......انہیں فیل والوں کی طرح زحمت اٹھانے سے امن بخش دیا۔ (۶)......ضحاک اور ربیع کہتے ہیں کہ انہیں جذام کے مرض سے بے خوف کر دیا، پس ان کے شہر میں جزام کا مرض نہیں پایا جاتا تھا۔ (۷)......انہیں اس بات سے بے خوف کر دیا کہ خلافت قریش ہی میں رہے گی، باہر نہ جائے گی۔ (۸)......انہیں اسلام کے ساتھ امن عطا فرما دیا، اس سے پہلے وہ کفر میں غور و فکر کرتے تھے، پس انہوں نے (سابقہ) دین کو بے وقعت جان لیا اور عاقل کے لئے اسی دین پر جمے رہنا ضروری ہے۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۲۹۸ وغیرہ)

الفیل اور القریش ایک ھی سورت ھیں یا الگ الگ:

ع......ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا دونوں سورتیں الگ الگ ہیں یا ایک ہی ہیں؟ اس بارے میں کچھ اقوال یوں بیان کئے گئے ہیں: (۱)......دو الگ الگ سورتیں ہونا ضروری نہیں، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں سورتیں الگ الگ ہوں اور ایک سورت کا مطلع دوسری سورت کے مقدمہ کے ساتھ مل گیا ہو اور یوں ایک ہی مستقل سورت قرار دی گئی ہو۔ (۲)......ابن ابی کعب سے منقول ہے کہ دونوں سورتوں کو مصحف میں اکٹھا کر دیا گیا تھا۔ (۳)......ابن عمر سے منقول ہے کہ انہوں نے مغرب کی نماز کی پہلی رکعت میں ''والتین'' اور دوسری رکعت میں ''الم تر اور لایلاف قریش'' پڑھی اور دونوں سورتوں کے مابین بسم اللہ الرحمن الرحیم سے فصل نہ کیا۔ (۴)......اس بارے میں مشہور قول یہی ہے کہ دونوں الگ الگ سورتیں ہیں، اور اول سورت کا مابعد والی سورت سے تعلق ہونا اس بات پر دلیل نہیں بنتا کہ دونوں ایک ہی سورتیں ہیں اور جہاں تک آیات کا تعلق ہے تو بعض آیات بعض دوسری آیات کی تصدیق بھی کرتی ہیں اور بعض آیات بعض دوسری آیات کے معنی بھی بیان کرتی ہیں، کیا ہم نہیں دیکھتے کہ بعض آیات مطلق وعید پر دلیل بنتی ہیں اور بعض توبہ سے متعلق ہوتی ہیں، بعض آیات کا تعلق معانی سے ہوا کرتا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿انا انزلناہ بیشک ہم نے اس کو اتارا (القدر:۱)﴾ اپنے ماقبل قرآن کے ذکر کے ساتھ متعلق ہے اور ایسا کچھ نہیں ہے کہ ایک آیت سے دوسری آیت کا فصل نہ ہونا اور ایک سورت کا اختتام اور دوسری سورت کا آغاز یہی سمجھنے پر مجبور کرے کہ دونوں آیات ایک ہی سورت کی ہیں، اور جہاں تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قرائت کا تعلق ہے تو امام کو اجازت ہے کہ وہ دو سورتیں بغیر بسم اللہ کے فصل کے پڑھ سکتا ہے۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۲۹۵)

اغراض:

مکیۃ: جمہور کے قول کے مطابق جو کہ صحیح ترین ہے۔ او مدنیۃ: ضحاک اور کلبی کے قول کے مطابق۔ وھو مصدر آلف بالمد: یعنی ایلاف ثانی مراد ہے، اور اولاً یاء کے اثبات کے ساتھ مصدر آلف مد کے ساتھ جیسا کہ اکرم، کہا جاتا ہے: آلفتہ او الفہ ایلافا اور یہ بھی درست ہے کہ یاء کے حذف کے ساتھ ہو جیسا کہ کتابا۔

وھم ولد النضر بن کنانۃ: نضر بن کنانہ سے قریش کے سوا کوئی اور مراد نہیں ہیں، اور یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ مراد ہیں، پس جو فہر سے پیدا ہوا ہے وہ قریشی نہیں ہے اگرچہ فہر خود نضر سے ہو۔ الفاء زائدۃ: میں معمول کو اس کے مابعد پر مقدم کرنا جائز ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ فاء زائدہ نہیں ہے بلکہ یہ شرط کے جواب کے لئے لائی گئی ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: ''ان لم یعبدوہ لسائر نعمہ فلیعبدوہ لایلافھم فانھا اظھر نعمۃ علیھم''۔

وخافوا جیش الفیل: اور یہ وجہ ماقبل کے اعتبار سے مناسب معلوم ہوتی ہے، اور یہ وجہ ان کے خوف کرنے کے سبب بیان کی گئی ہے، اور ان سے خوف کو زائل کر کے احسان جتایا گیا، جیسا کہ کہا جاتا ہے: ہم نے تم سے خوف اور بھوک کی کراہیت کو زائل کیا پس تم پر واجب ہے کہ تم اس نعمت پر شکر بجالاؤ، ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ انہیں جذام کے مرض سے بے خوف کر دیا گیا، پس ان کے شہر میں جذام نہ ہوگا، اور ایک قول کے مطابق محمد ﷺ اور اسلام کے ذریعے انہیں امن دے دیا گیا۔ (الصاوی، ج ٦، ص ۲۳۵ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة الماعون مكية او مدنية وهى سبع آيات

(سورہ الماعون مکی ہے یا مدنی اس کی سات آیتیں ہیں)

تعارف سورة الماعون

اس سورت میں ایک رکوع، سات آیتیں، پچیس کلمات، ایک سو پچیس حروف ہیں۔اس سورت میں ان لوگوں کے اخلاق و کردار کا ذکر کیا گیا ہے جو روز جزا پر یقین نہیں رکھتے۔اس فانی زندگی کو ہی انسانی زندگی خیال کرتے ہیں اور اس کو زیادہ سے زیادہ معزز بنانے کی دھن میں مگن رہتے ہیں۔آپ خود سوچئے جو اپنے در پر آنے والے خستہ حال یتیموں کو دھکے مار کر نکال دے۔جو غریب لوگوں پر خود رحم کھاتا ہے اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو اس کی اعانت کرنے کی ترغیب کرتا ہے اور خود تو اس سے انسانی ہمدردی کا احساس نہیں ہوتا اگر کسی سے جانے انجانے میں کوئی بھلائی کا کام ہو جاتا ہے تو اس کو ریاکاری سے غارت کر دیتے ہیں۔نیکی کی توفیق سے تو یہ اس قدر دور ہیں کہ کوئی بڑی نیکی تو کیا کوئی معمولی سی بھی سرزد نہیں ہوتی جس شخص کا یہ کردار ہو تو بھلا اس سے بڑھ کر اور کون بد بخت ہو سکتا ہے؟ قرآن پاک کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ذلت و رسوائی کے گڑھے میں گرنے سے بچایا اور بلندیوں پر آشیاں بند ہونے کا درس دیا۔

رکوع نمبر: ۳۲

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اراء يت الذى يكذب بالدين (۱) ﴾بِالْحِسَابِ وَالْجَزَاءِ اَىْ هَلْ عَرَفْتَهُ اَوْلَمْ تَعْرِفْهُ ﴿فذلك ﴾بِتَقْدِيْرِ هُوَ بَعْدَ الْفَاءِ﴿ الذى يدع اليتيم (۲) ﴾اَىْ يَدْفَعُهُ بِعُنُفٍ عَنْ حَقِّهٖ ﴿ولا يحض ﴾نَفْسَهُ وَلَاغَيْرَهُ﴿ على طعام المسكين (۳) ﴾اَىْ اِطْعَامِهٖ نَزَلَتْ فِى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ اَوِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ﴿ فويل للمصلين (۴) الذين هم عن صلاتهم ساهون (۵) ﴾غَافِلُوْنَ يُؤَخِّرُوْنَهَا عَنْ وَقْتِهَا﴿ الذين هم يراء ون (۶) ﴾فِى الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا﴿ ويمنعون الماعون (۷) ﴾كَالْاِبْرَةِ وَالْفَاسِ وَالْقِدْرِ وَالْقَصْعَةِ.

﴿ترجمہ﴾

کیا تم نے اسے دیکھا جو جھٹلاتا ہے دین کو (حساب کتاب اور روزِ جزاء کو......۱......، یعنی چہ جائے کہ اس کا تعلق پہچاننے والوں میں ہوتا ہو یا نہ پہچاننے والوں میں) تو (فذلک میں فاء کے بعد ھو مقدر ہے) وہ یتیم کو دھکے دیتا ہے (یعنی یتیم کا حق دینے سے انکار کرتا ہے......۲......) اور ترغیب نہیں دلاتا (نہ خود مائل ہوتا ہے نہ ہی کسی کو مائل کرتا ہے) مسکین کو کھانا دینے کی (یعنی مسکین کو کھانا کھلانے کی......۳......، یہ آیت عاص بن وائل یا ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی) تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نمازوں سے بھولے بیٹھے ہیں (یعنی نماز میں غفلت کرتے ہیں یعنی نماز کو وقت کے چلے جانے کے بعد ادا کرتے ہیں......۴......) وہ جو دکھاوا کرتے ہیں (یعنی نماز اور دیگر عبادات میں دکھاوا کرتے ہیں......۵......) اور برتنے کی چیز نہیں دیتے (یعنی معمولی چیز مثلا سوئی، کلہاڑی، ہانڈی اور پیالہ......۶......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ارء یت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم و لا یحض علی طعام المسکین﴾

ھمزہ: حرف استفہام ہو رایت: فعل باِفاعل، الذی: موصول یکذب بالدین: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحیہ ،ذلک: مبتدا،الذی: موصول یدع الیتیم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ و: عاطفہ، لایحض: فعل نفی باِفاعل، علی طعام المسکین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف ”ان لم تعرفہ“ کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراء ون ویمنعون الماعون﴾

ف: فصیحیہ ،ویل: مبتدا، لام: جار، لمصلین: موصوف، الذین: موصول، ھم: مبتدا، عن صلاتھم ساھون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ صلہ، ملکر مبدل منہ، الذین: موصول، ھم: مبتدا، یراء ون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ، یمنعون الماعون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ صلہ، ملکر بدل، ملکر صفت، ملکر بدل، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط محذوف ”اذا علمت انہ متصف بھذہ الصفات“ کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆۔۔۔۔ارء یت الذی یکذب بالدین۔۔۔۔۔☆یہ آیتیں عاص بن وائل سہمی یا ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دین کی تفسیر میں مختلف وجوہات کا بیان:

۱۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿ارء یت الذی یکذب بالدین بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے (الماعون:۱)﴾۔اس بارے میں چند وجوہات بیان کی جاتی ہیں:(۱)۔۔۔۔۔ ہوسکتا ہے کہ دین سے مراد نفسِ دین ہو یعنی اسلام ہی کا انکار کرتے ہوں، کیونکہ اس صورت میں تو صانع عالم کا انکار لازم آئے گا یا نبوت کے انکاری ہوں یا دوبارہ اٹھائے جانے کے انکاری ہوں یا شرعی اعتبار سے کسی اہم فریضے کا انکار کرتے ہوں، پھر اگر یہ کہا جائے کہ ایسا کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ ان تمام چیزوں کو دین کے انکار کرنے پر محمول کیا جاسکے ؟۔(۲)۔۔۔۔۔مراد مطلق دین جسے اسلام کہا جاتا ہے یا قرآن مراد ہے، پس اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿ان الدین عند اللہ الاسلام بیشک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے (آل عمران:۱۹)﴾۔اور تمام ادیان میں دین کی نہ کسی قید کے ساتھ ہی بولا جاتا ہے جیسا کہ نصاریٰ کا دین یا یہود کے دین۔(۳)۔۔۔۔۔ یہ مقالاجات باطل ہیں کیونکہ دین تو نام ہے اللہ ﷻ کی ذات کے ساتھ نیاز مندی اختیار کرنے کا اور یہ شہوت اور شبہات میں نیاز مندی اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔(۴)۔۔۔۔۔اکثر مفسرین نے دین کا انکار کرنے والوں سے حساب کتاب اور یوم جزاء کے انکار کو مراد لیا ہے، پس یہ صورت مراد لینا زیادہ اَولیٰ ہے۔ (الرازی، ج۱۱،ص ۳۰۲)

یتیم پر اکرام کی برکتیں:

۱۔۔۔۔۔یتیم کا ذکر مختلف صیغوں کے ساتھ قرآن مجید میں نو(۹) مرتبہ آیا ہے۔

☆۔۔۔۔۔حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یتیم کا کفیل جنت میں میرے ساتھ ان دو انگلیوں کی طرح ہوگا۔“ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی اور اس کے ساتھ والی بڑی انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا۔ (صحیح مسلم، کتاب الزھد و الرقائق، باب الاحسان الی الارملۃ و المسکین و الیتیم، رقم:(۷۳۶۳)/۲۹۸۳، ص ۱۴۶۰)

☆......حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ "جب کسی قوم کے دستر خوان پر کوئی یتیم بیٹھتا ہے تو شیطان ان کے دستر خوان کے قریب نہیں آتا۔" (مجمع الزوائد، کتاب البر و الصلۃ، باب ما جاء فی الایتام، ج۸، ص ۲۳۶)

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا "مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہو اور مسلمان کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے جہاں یتیم کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔" (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب حق الیتیم، ص ۶۱۰)

مسکین کے ساتھ بھلائی کے انعام:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ولا یحض علی طعام المسکین اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا (الماعون:۳)﴾۔ یہاں دو اقوال ہیں: (۱)......طعام کی اضافت مسکین کی جانب کی گئی ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ مال میں مسکین کا حق ہے اور لوگ مسکین کو اس کا حق نہیں دیتے اور یہ بات اس طور پر دلیل ہے کہ جو ایسا کرے وہ نہایت بخیل، سخت دل اور گھٹیا طبیعت کا مالک ہے۔ (۲)...... یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ ہی نہ ہو کہ مسکین کو کھانا کھلانے کا کوئی ثواب بھی ملے گا یا نہیں؟ پس قیامت کا انکار کرنے والوں کا حال یہ ہے کہ لوگوں کو تکلیف دینے اور معروف معاملات میں خرچ کرنے سے بھی روکتے ہیں کیونکہ اگر یومِ جزاء پر ایمان لاتے اور وعیدات پر یقین رکھتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے۔ پس ان کے اس گناہ کو قیامت کی تکذیب کے ساتھ وضع کر دیا گیا ہے۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۳۰۳)

سید عالم ﷺ سے نماز میں سہو ہونا:

۴......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الذین ھم عن صلاتھم ساھون جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں (الماعون:۵)﴾۔ اس بارے میں مفسرین کرام کے متعدد اقوال ہیں: (۱)...... نماز سے رہ جانا۔ (۲)......عطاء نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اگر اللہ عزوجل یوں فرماتا: "فی صلاتھم ساھون" تو یہ وعید مومنین کے حق میں ہوتی لیکن اللہ عزوجل نے یوں فرمایا ہے: ﴿عن صلاتھم ساھون جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں (الماعون:۵)﴾ اور ساہی وہ ہوتا ہے جو نماز سے نصیحت نہیں پکڑتا اور نماز میں غفلت اختیار کرتا ہے، لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ مفسرین کرام نے سہو صلاۃ سے مراد ترک صلاۃ لیا ہے اور اس پر دلیل یہ فرمان ہے: ﴿فویل للمصلین تو ان نمازیوں کی خرابی ہے (الماعون:۴)﴾۔ اور نماز کو ترک کرنے والا یا تو منافق ہوتا ہے یا کافر جسے اشکالات ہوتے ہیں۔ (۳)......ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہاں وہ لوگ مراد ہیں جو نماز کے اوقات اور جملہ شرائط کی پرواہ نہیں کرتے اور معنی یہ ہے کہ انہیں پرواہ نہیں ہوتی کہ نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں اور یہ قول سعد بن ابی وقاص، مسروق اور حسن و مقاتل رضی اللہ عنہم کا ہے۔

اس مقام پر ایک اختلاف یہ بھی پایا جاتا ہے کہ سید عالم ﷺ سے نماز میں سہو ہونا کیا حیثیت رکھتا ہے؟ شرعاً اس کی حیثیت کیا بنتی ہے؟ پس علماء کی ایک کثیر جماعت کا مؤقف یہ ہے کہ سید عالم ﷺ سے سہو نہیں ہوا، پس سید عالم ﷺ نے اللہ عزوجل کے حکم کی تعمیل فرمائی ہے۔ پس جو اللہ عزوجل نے چاہا سید عالم ﷺ نے وہی فرمایا اور کیا۔ پس سہو کی تین اقسام ہیں: (۱)......سید عالم ﷺ اور صحابہ کا سہو کرنا جو کہ کبھی سجدہ سہو کے ذریعے اور کبھی سنن و نوافل کے ذریعے پورا کر لیا جاتا تھا۔ (۲)......سید عالم ﷺ کی نماز میں غفلت نہیں پائی جاتی تھی بلکہ دل اور نیت دونوں حاضر ہوا کرتے تھے۔ (۳)......سہو کا معنی ترک ہے جو کہ نہ تو قضاء کرنے کی صورت میں پورا ہوتا ہے اور نہ ہی وقت نکل جانے کی صورت میں تکمیل تک پہنچتا ہے، اور ایسی نماز منافق کی ہوتی ہے اور ان کی شرارت یہ ہوتی تھی کہ وہ نماز کے اوقات میں دین اسلام اور (خاص نماز) کے ساتھ استہزاء کرتے تھے۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۳۰۴)

عبادات میں ریاکاری کرنا:

۵......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الذین هم یراؤن وہ جو دکھاوا کرتے ہیں (الماعون:٦)﴾۔ ریا یعنی دکھاوے کے لئے کام کرنا، اور اسی سے ملتی جلتی چیز مُسمعہ یعنی اس لئے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جانیں گے، یہ دونوں چیزیں بہت بُری ہیں جن کی وجہ سے ثواب نہیں ملتا بلکہ گناہ ہوتا ہے اور ایسا شخص مستحق عذاب ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿یایها الذین امنوا لا تبطلوا ......الخ اے ایمان والوں اپنے صدقے باطل نہ کرو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال دکھاوے کے لئے خرچ کرے (البقرة: ٢٦٤)﴾، ﴿فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل ......الخ تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے (الکھف: ١١٠)﴾، ﴿فاعبد الله مخلصا له الدین ......الخ تو اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہو کر ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے (الزمر: ٢تا٤)﴾، ﴿والذین ینفقون اموالهم رئاء الناس ......الخ اور وہ جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے اور نہ قیامت پر اور جس کا مصاحب شیطان ہو تو کتنا برا مصاحب ہے (النساء: ٣٨)﴾۔

☆......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو سنانے کے لئے کام کرے گا، اللہ عزوجل اس کو سنائے گا یعنی اس کی سزا دیگا اور جو ریا کرے گا اللہ عزوجل اُسے ریا کی سزا دے گا''۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب:الریاء والسمعة، رقم:٦٤٩٩، ص١١٢٦)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمام شرکاء میں شرکت سے بے نیاز ہوں، جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ دوسرے کو شریک کیا، میں اس کو شرک کے ساتھ چھوڑ دوں گا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب:من اشرك فی عمله، رقم:(٧٣٦٩)/٢٩٨٥، ص١٤٦٢)

ویمنعون الماعون کے مخاطبین کا بیان:

٦......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ویمنعون الماعون اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے (الماعون:٧)﴾۔ اس بارے میں بارہ اقوال ہیں: (١)......اپنے مال کی زکوۃ دینے سے رک جانا ہے، اور یہ قول ضحاک، ابن عباس اور مالک کا ہے۔ (٢)......ابن شہاب اور سعید بن مسیّب کہتے ہیں کہ مال خرچ کرنے سے رک جانا مراد ہے۔ (٣)......مراد گھریلو استعمال کی چیزیں مثلاً کلہاڑی، دیگچی اور آگ ہیں اور یہ قول ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ (٤)......زجاج اور ابو عبید اور مبرد کے قول کے مطابق جاہلیت کے دور میں اپنی نفع کی چیز دوسروں کو دینے سے رک جانا مثلاً کلہاڑی، دیگچی، ڈول اور پیالہ وغیرہ، یا ہر وہ نفع بخش چیز جس کی ضرورت ہوتی ہے چہ جائے کہ وہ کم ہو یا زیادہ۔ (٥)......ابن عباس کہتے ہیں کہ ادھار کے طور پر بھی کوئی چیز کسی کو نہیں دیتے۔ (٦)......محمد بن کعب اور کلبی کے نزدیک مراد وہ چیزیں ہیں جن کا لوگ عموماً لین دین کرتے ہوں۔ (٧)......اس سے مراد پانی اور گھاس ہے، (٨)......فراء کے نزدیک مراد پانی ہے۔ (٩)......عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک مراد حق دار کو اس کا حق دینے سے انکار کرنا۔ (١٠)......معمولی سی چیز بھی کسی کو نہ دیں۔ (١١)......اخفش کے نزدیک اس سے مراد طاعت وفرمانبرداری ہے۔ (١٢)......مراد وہ کام ہے جس میں کم زحمت ہوتی ہو، جیسا کہ ماوردی کا قول ہے۔

(القرطبی، الجزء:٣٠، ص١٩٦)

اغراض:

اونصفها و نصفها: یعنی نصف اول مکی ہے اور عاص بن وائل کے رد میں جب کہ نصفِ ثانی مدنی ہے جو کہ عبد اللہ بن اُبی سلول کے رد میں نازل ہوئی اور یہ قول بھی ہے کہ مکمل سورت مکی ہے تا کہ مکہ مکرمہ میں موجود کفار کے لئے زجر و توبیخ ہو جائے جیسا کہ عاص بن وائل اور

اس کے ساتھی، اور انہیں ''مصلین'' کے خطاب سے منسوب کرنا اس لئے ہے کہ نماز فرض تھی اور مدنی ہونے کی صورت میں منافقین پر توبیخ کرنا مقصود ہے جو کہ مدینے میں قیام پذیر تھے جیسا کہ عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھی اور دین کو جھٹلانے سے مراد یہ ہے کہ ان کے باطل کی تکذیب کرنا ہے اور عبرت لفظ کے عمومی اعتبار سے ہے نہ کہ خصوصی اعتبار سے، پس مذکورہ وعید میں ہر وہ شخص شامل ہے جو اس قسم کے اوصاف سے متصف ہو۔ فی الصلوٰۃ وغیرھا: جیسا کہ صدقہ وغیرہ دیگر بھلائی کے امور۔

ای ھل عرفتہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ رویت بمعنی معرفت ہے، اور اس صورت میں ایک ہی مفعول حالت نصبی میں ہوگا جو کہ اسم موصول ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ رویت سے بصری رویت مراد ہے، پس اس صورت میں بھی ایک ہی مفعول کی جانب متعدی ہوتا ہے اور ایک قول کے مطابق بمعنی اخبرنی ہے، پس اس صورت میں دو مفعول مانے جائیں گے جس میں سے ایک اسم موصول اور دوسرا محذوف ''ھو'' ہے۔

نزلت فی العاص بن وائل: ایک قول کے مطابق ابوجہل یا عمرو بن عائذ مخزومی یا عبداللہ بن اُبی بن سلول کے بارے میں نازل ہوئی۔ یؤخرونھا عن اوقاتھا: نماز کے اوقات نکل جانے کے بعد بھی نہیں پڑھتے اور ''مصلین'' اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ نماز کو ترک کرتے ہیں جو کہ اُن پر فرض تھیں۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ منافقین کی یہ عادت تھی کہ وہ لوگوں کی عدم موجودگی میں نماز ترک کر دیتے تھے اور جب لوگ موجود ہوتے تو ادا کر لیتے اور جو مومن موحد نماز ترک کر بیٹھے تو اس پر توبہ اور قضاء دونوں لازم ہیں اور اس حال میں انتقال کر جائے کہ نماز کے ترک کرنے پر ہی مصر ہو تو ایسے شخص کا معاملہ اللہ ﷻ کے سپرد ہے اور ایسا شخص جو اپنی قضاء کی توبہ کر لے اور قضاء کرنا شروع کر دے اور قضاء مکمل ہونے سے پہلے ہی انتقال کر جائے تو اللہ ﷻ کے نزدیک وہ بخش دیا جائے گا۔

(الصاوی، ج۶، ص۳۳۸ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة الكوثر مكية او مدنية وهى ثلاث آية

(سورۂ کوثر مکی یا مدنی ہے اس میں تین آیتیں ہیں)

تعارف و فضائل سورة الكوثر

اس سورت میں ایک رکوع، تین آیتیں، دس کلمات، اور چالیس حروف ہیں۔

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے اچانک آپ کو اونگھ آ گئی، آپ نے مسکراتے ہوئے سر بلند کیا اور فرمایا: ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی، پھر آپ نے پڑھا ﴿بسم الله الرحمن الرحيم ○ انا اعطينك الكوثر...... الخ﴾ پھر آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ علم ہے آپ نے فرمایا: "یہ وہ نہر ہے جس کا میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اس میں خیر کثیر ہے اور یہ وہ حوض ہے جس پر قیامت کے دن میری امت وارد ہوگی، اس کے برتن ستاروں کے عدد کے برابر ہیں، اس پر ان سے ایک بندہ وہاں سے نکالا جائیگا، میں کہوں گا، اے میرے رب! یہ میرا امتی ہے، پس اللہ عزوجل فرمائے گا آپ ازخود نہیں جانتے کہ اس نے آپ کے بعد دین میں کیا نیا کام نکالا ہے"۔

(صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب حجة من قال البسملة من اول، رقم:(۷۸۰)/۴۰۰، ص۱۹۸)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان کی طرف معراج کرائی گئی تو آپ نے فرمایا میں ایک (نہر) دریا پر آیا جس کے دونوں کناروں پر کھوکھلے موتیوں کے گنبد تھے، میں نے جبرئیل امین علیہ السلام سے کہا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ کوثر ہے۔ (صحيح البخاری، كتاب التفسير، باب ان شانئك، رقم:۴۹۶۴، ص۸۹۰)

☆...... حضرت ابن عباس نے الکوثر کی تفسیر میں فرمایا: یہ وہ خیر ہے جو اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی ہے، ابو بشر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ "الکوثر" جنت میں نہر ہے سعید نے کہا جو نہر جنت میں ہے وہ بھی اس خیر کا فرد ہے جو اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہے۔ (المرجع السابق، رقم:۴۹۶۶، ص۸۹۰)

جب ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے پیدا ہوئے ایک صاحبزادے کا نام قاسم اور دوسرے کا عبداللہ رکھا۔ اور ان کا لقب طیب اور طاہر بھی ہے۔ اعلان نبوت سے پہلے یہاں کے لوگ آپ کا بڑا احترام کرتے تھے اور آپ کے کردار سے بے حد متاثر تھے۔ لیکن جب آپ نے کوہ صفا پر بلا کر اعلان نبوت فرمایا تو وہ محبت نفرت و بغض میں تبدیل ہوگئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند نے اس دنیا فانی سے کوچ کیا تو اس پر اہل مکہ نے خوشیاں منائیں اور اطمینان کا سانس لیا کہ اب ان کی شمع بجھنے لگی ہے تو ان کا لایا ہوا دین کیسے رہے گا۔ اور "ابتر" اس شخص کو کہتے ہیں جس کی کوئی اولاد نہ ہو یہ بد بخت آپ کو کہتے تھے ابولہب کا یہ حال تھا کہ جب دوسرے صاحبزادے نے دم توڑا تو اس کی خوشی کی حد نہ رہی اور اس قسم کی دلآزاریاں حد ذوق کو توڑنے لگیں اور طعن و تشنیع کے تیر صبر کا دامن تار تار کرنے لگے تو اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سورت کا نزول فرمایا جس میں انتہائی مختصر موثر انداز میں بے حد حساب خیرہ برکات کا مژدہ سنایا۔ اور یہ بتا دیا کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مٹ جائے گا اور ان کا نام ونشان باقی نہ رہے گا بلکہ جب تک میری خدائی رہے گی تو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مصطفائی باقی رہے گی نام ونشان تو اس کا مٹے گا اور جڑ اس کی کٹے گی جس کے دل میں میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت ہوگی۔

رکوع نمبر: ۳۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿انا اعطینک﴾یَا مُحَمَّدُ﴿ الکوثر (۱)﴾هُوَ نَهْرٌ فِی الْجَنَّةِ اَوْ هُوَ حَوْضُهُ تَرِدُ عَلَيْهِ اُمَّتُهُ اَوِ الْكَوْثَرُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالْقُرْاٰنِ وَالشَّفَاعَةِ وَنَحْوِهَا﴿فصل لربک﴾صَلَاةَ عِيْدِ النَّحْرِ﴿ وانحر (۲)﴾اُنْسُكْ نُسُكَكَ﴿ان شانئک﴾اَیْ مُبْغِضَكَ ﴿هو الابتر (۳)﴾اَلْمُنْقَطِعُ عَنْ كُلِّ خَيْرٍ اَوِ الْمُنْقَطِعُ الْعَقَبُ نَزَلَتْ فِی الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ سَمَّى النَّبِیَّ اَبْتَرَ عِنْدَ مَوْتِ ابْنِهِ الْقَاسِمِ:

﴿ترجمہ﴾

بیشک ہم نے تمہیں (اے محمد ﷺ) کوثر عطا فرمایا (جنت میں نہر یا حوض کوثر جس کی جانب آپ کی امت پھیری جائے گی یا کوثر سے خیر کثیر مراد ہے یعنی نبوت، قرآن اور شفاعت وغیرہا......۱......) تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو (یعنی یوم نحر نماز ادا کرو......۲......) اور قربانی کرو (اپنے جانوروں کی......۳......) بیشک تم سے بغض رکھنے والا (شانئک بمعنی مبغضک ہے) وہی نقصان میں ہے (یعنی ہر خیر سے کٹا ہوا ہے یا منقطع النسل ہے، یہ آیت عاص بن وائل سہمی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے سید عالم ﷺ پر حضرت قاسم کی وفات کے حوالے سے طعن کیا تھا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر﴾

انا: حرف مشبہ واسم، اعطینک: فعل بافاعل ومفعول، الکوثر: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ تعقیبیہ، صل: فعل امر بافاعل، لربک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انحر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "صل" پر معطوف ہے۔

﴿ان شانئک هو الابتر﴾

ان: حرف مشبہ، شانئک: اسم، ھو: ضمیر فعل، الابتر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان شانئک هو الابتر......☆ جب سید عالم ﷺ کے فرزند حضرت قاسم کا وصال ہوا تو کفار نے آپ کو ابتر یعنی منقطع النسل کہا اور یہ کہا کہ ان کی نسل نہیں رہی ان کے بعد اب ان کا ذکر بھی نہیں رہے گا یہ سب چرچا ختم ہو جائے گا اس پر یہ سورہ کریمہ نازل ہوئی اور اللہ ﷻ نے ان کفار کی تکذیب کی اور ان کا بلیغ رد فرمایا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

الکوثر کے معانی میں وسعت کا بیان:

۱......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿انا اعطینک الکوثر اے محبوب بیشک ہم نے تم کو بیشمار خوبیاں عطا فرمائیں (الکوثر:۱)﴾۔ اہل تاویل کا اس کے معنی کے بارے میں بہت اختلاف ہے چنانچہ مفسرین کرام کے اقوال مختلف پائے جاتے ہیں: (۱)......کوثر سے مراد جنت میں نہر ہے جو کہ اللہ ﷻ اپنے نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائے گا۔ (۲)......ابن عمر کہتے ہیں کہ کوثر سے مراد جنت کی نہر ہے، جس کے

کنارے سونے اور چاندی کے بنے ہوئے ہیں اور موتی و یاقوت اس میں جاری ہوتے ہیں اور اس کا پانی دودھ سے بھی زیادہ سفید ہوگا اور شہد سے بھی میٹھا اور لذیذ ہوگا، ابن عباس کا بھی یہی قول ہے۔(۳)...... انہی سے ایک قول یہ ہے کہ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور مٹھاس شہد سے زیادہ ہوگی اور اس حوض کی مٹی کی خوشبو مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگی۔(۴)...... بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کوثر سے مراد جنت کی نہر ہے، جس کے چلنے کی آواز ایسی ہے جیسا کہ کوئی سونے والا شخص خراٹے لے رہا ہو اور کوئی ایسا نہ ہوگا کہ اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال رکھے مگر یہ آواز ضرور سنے گا۔(۵)...... مجاہد کہتے ہیں کہ جنت میں سید عالم ﷺ کو دی جانے والی نہر کا نام کوثر ہے، جس کی مٹی مشک کی طرح مہکتی ہوگی اور اس کا پانی شراب کی مانند ہوگا۔(۶)...... سید عالم ﷺ آسمان دنیا کی سیر کو جبرائیل امین علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوئے، پس ایک نہر ملاحظہ فرمائی جس کی حالت یہ کہ موتی اور زبرجد کے بنے ہوئے محل میں تھی اور اس کی مٹی سے خوشبو آرہی تھی جو کہ مشک کی سی معلوم ہوتی تھی، پس فرمایا: ''اے جبرائیل علیہ السلام! یہ نہر کونسی ہے''؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: کوثر ہے جو آپ ﷺ کے لئے آپ ﷺ کے رب عزوجل نے تیار کی ہے۔(۷)...... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کوثر سے مراد وہ خیر کثیر ہے جو اللہ عزوجل نے خاص سید عالم ﷺ کو دیا، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ کوثر سے مراد جنت میں موجود نہر ہے لیکن اس سے مراد بشمول نہر کوثر کے وہ ہے جو سید عالم ﷺ کو خاص اللہ عزوجل کی بارگاہ سے ملا۔(۸)...... عکرمہ کہتے ہیں کہ کوثر سے مراد خیر کثیر اور قرآن مجید ہے۔(۹)...... مجاہد کہتے ہیں کہ کوثر سے مراد دنیا و آخرت کی خیر ہے۔(۱۰)...... عکرمہ کہتے ہیں کہ کوثر سے مراد خیر کثیر، نبوت، قرآن اور اسلام ہے۔ (الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۳۹۰ وغیرہ)

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: مفسرین کرام کے اس بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)...... کوثر سے مراد نبوت اور کتاب ہے، جیسا کہ عکرمہ نے کہا ہے۔(۲)...... حسن کہتے ہیں کہ کوثر سے مراد قرآن ہے۔(۳)...... مغیرہ کہتے ہیں کہ کوثر سے مراد اسلام ہے۔(۴)...... حسین بن فضل کے قول کے مطابق آسان قرآن اور شرائع میں تخفیف مراد ہے۔(۵)...... ابو بکر بن عیاش اور یمان بن رئاب کہتے ہیں کہ مراد اصحاب کا کثیر ہونا اور امتیں اور شیوع ہیں۔(۶)...... ابن کیسان کہتے ہیں کہ مراد ایثار ہے۔(۷)...... ماوردی کے مطابق کوثر کے معنی ذکر کی بلندی ہے۔(۸)...... ماوردی سے ایک قول یہ بھی ہے کہ دل کا نور جو اللہ عزوجل کے سوا سب سے بے پرواہ کردے یا شفاعت مراد ہے۔(۹)...... ثعلبی کہتے ہیں رب کے عطا کئے ہوئے معجزات جو کہ اہل اجابت کو سید عالم ﷺ کی جانب مائل کرتے ہیں۔(۱۰)...... ہلال بن سیاف کہتے ہیں کہ مراد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے یا دین کی فقاہت مراد ہے یا پانچ نمازیں مراد ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۹۹)

یوم نحر کو نماز پڑھنے کا حکم وجوبی یا غیر وجوبی:

۲...... اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فصل لربک وانحر تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو (الکوثر: ۲)﴾۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک اس کے وجوب یا غیر وجوب ہونے میں اختلاف ہے۔

(۱)...... شوافع کے نزدیک عید کی نماز سنت مؤکدہ ہے، ہر اُس شخص کے لئے جسے نماز کا حکم دیا گیا ہے اور غیر حاجی کے لئے جماعت سنت ہے جب کہ حاجی کے لئے انفرادی طور پر ادائیگی سنت ہے۔

(۲)...... مالکیہ کے نزدیک بھی سنت مؤکدہ ہے اور عید کا حکم اسی طرح ہے جس طرح جمعہ کا ہے یعنی جس پر جمعہ اپنی تمام تر شرائط کے ساتھ با جماعت پڑھنا لازم ہے بالکل اسی طرح وہ شخص عید بھی پڑھے گا۔

(۳)...... احناف کے نزدیک نماز عیدین واجب ہے اور یہی اصح قول ہے، جس پر جمعہ تمام شرائط کے ساتھ واجب ہے اس پر عیدین کی نماز بھی واجب ہے۔ سوائے خطبہ کی شرائط کے، کیونکہ عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہوا کرتا ہے۔

(۴)......حنابلہ کے نزدیک نمازِ عید فرضِ کفایہ ہے ہر اس شخص کے حق میں جس پر نمازِ جمعہ لازم ہے۔اور ان کے نزدیک عید کا خطبہ سنت ہے، بخلاف جمعہ کے خطبہ کے۔

(کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعة ،کتاب الصلوة، باب:صلوة العیدین ،مبحث:حکم صلاة العیدین، ج۱،ص ۳۱۳)

قربانی کے مسائل اور اس کا حکم:

۔۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿وانحر اور قربانی کرو(الکوثر:۲)﴾۔مخصوص جانور کو مخصوص دن میں بہ نیت تقرب ذبح کرنا قربانی ہے اور کبھی اس جانور کو بھی اضحیہ اور قربانی کہتے ہیں جو ذبح کیا جاتا ہے۔قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو اس امت کے لئے باقی رکھی گئی ہے اور سید عالم ﷺ کو ما قبل آیت میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔

☆......بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:"یوم النحر (یعنی دسویں ذی الحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے یعنی قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک مقامِ قبول میں پہنچ جاتا ہے لہذا اس کو خوشدلی سے کرو"۔

(سنن الترمذی، کتاب الاضاحی ،باب:ما جاء فی فضل الاضحیة ،رقم:۱۴۹۸،ص ۴۶۱)

قربانی کئی اقسام کی ہے، غنی اور فقیر دونوں پر واجب، فقیر پر واجب ہو غنی پر واجب نہ ہو، غنی پر واجب ہو فقیر پر واجب نہ ہو، دونوں پر واجب ہو، اس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کی منت مانی، یہ کہا کہ اللہ ﷻ کے لئے مجھ پر بکری یا گائے کی قربانی کرنا ہے یا اس بکری یا اس گائے کو قربانی کرنا ہے۔فقیر پر واجب ہو غنی پر واجب نہ ہو اس کی صورت یہ ہے کہ فقیر نے قربانی کے لئے جانور خریدا اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہے اور غنی اگر خریدتا تو اس خریدنے سے قربانی اس پر واجب نہ ہوتی، غنی پر واجب ہو فقیر پر واجب نہ ہو اس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کا وجوب نہ خریدنے سے ہو نہ منت ماننے سے بلکہ خدا نے جو اسے زندہ رکھا ہے اس کے شکریہ میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کے احیا میں جو قربانی واجب ہے وہ صرف غنی پر ہے۔(بہار شریعت مخرجہ، حصہ ۱۵، ج۳،ص ۳۳۱)

قربانی واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں: اسلام یعنی غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں، اقامت یعنی مقیم ہونا، مسافر پر واجب نہیں تونگری یعنی مالکِ نصاب ہونا یہاں مالداری سے مراد وہی ہے جس سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، وہ مراد نہیں جس سے زکوۃ واجب ہوتی ہے، حریت یعنی آزاد ہونا جو آزاد نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں کہ غلام کے پاس مال ہی نہیں لہذا عبادت مالیہ اس پر واجب نہیں۔مرد ہونا اس کے لئے شرط نہیں عورتوں پر بھی واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے اس کے لئے بلوغ شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور نابالغ پر واجب ہے تو آیا خود اس کے مال سے قربانی کی جائے گی یا اس کا باپ اپنے مال سے قربانی کرے گا۔ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ نہ خود نابالغ پر واجب ہے اور نہ اس کی طرف سے اس کے باپ پر واجب ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ (المرجع السابق)

اغراض:

مکیة او مدنیة: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، کلبی، مقاتل اور جمہور کے نزدیک متذکرہ سورت مکی ہے جب کہ حسن، عکرمہ، مجاہد، قتادہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک مدنی ہے جب کہ مشہور اول قول ہے اور اس کی تائید نزول کے سبب سے ہوتی ہے۔مراد یہ ہے کہ عاص بن وائل سہمی کی ملاقات سید عالم ﷺ کے ساتھ مسجد میں باب بنی سہم کے پاس ہوئی، لوگ اطراف مسجد میں بیٹھے گفت وشنید کر رہے تھے، جب عاص داخل ہوا تو پوچھنے لگے کہ تو کس سے باتیں کر رہا تھا؟ تو اس نے کہا: ابتر یعنی سید عالم ﷺ سے (معاذ اللہ)، اور ابتر اس لئے کہا کہ سید عالم ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم نے انتقال فرمایا تھا۔

هو نهر في الجنة: اس کی تائید سید عالم ﷺ کے فرمان سے بھی ہوتی ہے: ''جنت میں نہر کا نام کوثر ہے، جس کے کنارے سونے کے، کنگر گاہیں موتی اور یاقوت کی، اس کی مٹی کی خوشبو مشک سے زیادہ، اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید''۔ هو حوضه: کا بیان ماقبل حاشیہ نمبر ''۱'' اور ''۲'' میں پڑھ لیں۔

او المنقطع العقب: سے مراد نسل ختم ہونا ہے۔ صلاة عيد النحر: مراد عکرمہ، عطاء اور قتادہ کا قول ہے جن کے نزدیک سورہ پاک مدنی ہے جب کہ سعید بن جبیر اور مجاہد رضی اللہ عنہما کے نزدیک مزدلفہ میں پڑھی جانے والی فرض نماز ہے اور منی میں ہونے والی قربانی مراد ہے اور ایک قول کے مطابق ہر نماز چہ جائے کہ فرض ہو یا نفل مراد ہے اور اس قول کے تائید اُن کے نزدیک پائی جاتی ہے جو سورت پاک کو مدنی مانتے ہیں۔

نسكك: مراد قربانی اور ذبح کے جانور ہیں، اونٹ ذبح ہونے میں گائے اور بکری کی مثل ہے اور روایت میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے مال سے سو اونٹ نحر فرمانے کا اہتمام فرمایا، پس ستر اونٹ آپ ﷺ نے نحر فرمائے اور تیس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے نحر ہوئے۔ اور مذکورہ مقام پر نماز اور نحر کرنے کو خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز تمام عبادات کا مجموعہ ہے اور دین کا ستون ہے اور راہِ خدا میں جانور نحر کرنا، اس میں کھانا کھلانے کی رغبت پائی جارہی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس عمل میں بندوں کے حقوق وابستہ ہیں، پس اللہ عزوجل نے اپنے اور بندوں کے حقوق کی رعایت فرمانے کی غرض سے یہ کلام فرمایا۔

سمى النبي ﷺ ابتر: عاص بن وائل نے کہا محمد ﷺ خیر سے محروم ہوگئے (معاذ اللہ)، پس ان کے بعد کوئی ایسا نہیں ہوگا جو اِس امر پر قائم ہو، پس اللہ نے یہ سورت نازل فرمائی اور سید عالم ﷺ کی تسلی خاطر اور خوشخبری کا معاملہ فرمایا۔

عند موت ابنه القاسم: یہ سید عالم ﷺ کے سب سے پہلے صاحبزادے تھے جو دو سال یا سترہ ماہ زندہ رہے۔ ایک قول کے مطابق بعثت سے قبل یا بعد میں انتقال فرمایا اور یہ سید عالم ﷺ کی اولاد میں سب سے پہلے انتقال فرمانے والے تھے، سید عالم ﷺ کی سات اولادیں تھیں، قاسم، عبداللہ (جن کا لقب طیب تھا)، طاہر، ابراہیم، زینب، رقیہ، فاطمہ اور ام کلثوم۔ یہ سارے بچے بی بی خدیجۃ الکبریٰ سے ہوئے سوائے حضرت ابراہیم کے جو کہ بی بی ماریہ قبطیہ سے ہوئے اور سارے ہی سید عالم ﷺ کی ظاہری حیات میں انتقال فرما گئے سوائے بی بی فاطمہ کے جو کہ سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد کچھ ہی عرصہ (چھ ماہ کم وبیش) زندہ رہیں، اللہ ان سب سے راضی ہو جائے اور سید عالم ﷺ کی ذریت (بی بی فاطمہ کی اولاد کے ذریعے) قیامت تک باقی رہے گی۔ (الصاوی، ج۶، ص۳٤٠ وغیرہ)

صلوا على الحبيب: صلى الله تعالى على محمد

سورۃ الکفرون مکیۃ او مدنیۃ وھی ست آیات

(سورہ کافرون مکی یا مدنی ہے اس میں چھ آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ الکافرون

اس سورت میں ایک رکوع، چھبیس کلمات، چورانوے حروف ہیں۔

☆.....حضرت فروہ بن نوفل اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے آپ نے فرمایا تم رات کو سوتے وقت ﴿قل یایھا الکافرون......الخ﴾ پڑھا کرو کیونکہ یہ سورت شرک سے بری کرتی ہے (سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب مایقول عندالنوم، برقم: ۵۰۵۵، ص ۹۴۳) اس سے پہلے سورۂ کوثر میں اللہ عزوجل نے یہ حکم دیا تھا کہ آپ اخلاص کے ساتھ اپنے رب عزوجل کی عبادت کرو اور اس سورت میں یہ حکم فرمایا جا رہا ہے کہ آپ یہ اعلان فرمائیے کہ آپ مشرکین کے خود بنائے ہوئے بتوں کی عبادت نہیں کریں گے اور آپ ان کے معبودوں کی عبادت سے بےزاری کا اظہار کردیں۔ کیونکہ ولید بن مغیرہ اور امیہ بن خلف عاص بن وائل رؤسا مکہ ایک دن اکٹھے ہو کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور کہنے لگے کہ آپ کی تبلیغ اور دعوت سے قوم میں انتشار پھیل رہا ہے، یہ مستقبل کے لئے اچھا نہیں ہوگا اگر یہ انتشار اسی طرح چلتا رہا تو ایک دن ایسا آئے گا کہ دوسری قومیں ہم پر غالب آجائیں گی اور ہمیں ختم کردیں گی۔ اس صورت حال سے بہت پریشان تھے اور کہنے لگے کہ آؤ ایک فیصلہ پر اتفاق کر لیتے ہیں اس میں آپ کی بھی بات رہ جائے گی اور قوم میں انتشار بھی نہیں پھیلے گا۔ وہ یہ کہ ایک سال ہم آپ کے دین کی پیروی کریں گے اور ایک سال آپ ہمارے دین کی پیروی کریں گے، یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''معاذاللہ ان نشرک باللہ غیرہ میں اس بات سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتا ہوں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کروں''۔ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب ان کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا اور اس سورت میں مشرکین سے بےزاری کا اظہار کیا گیا اور اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس سورت میں کفار مکہ کی اس طمع کو منقطع کر دیا کہ کبھی کوئی مسلمان ان کے ساتھ دین اور عبادت میں سمجھوتہ کریں گے۔

رکوع نمبر: ۳۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿قل یایھا الکفرون (۱) لا اعبد﴾فِی الْحَالِ﴿ ما تعبدون (۲)﴾مِنَ الْاَصْنَامِ﴿ولا انتم عابدون﴾فِی الْحَالِ﴿ما اعبد (۳)﴾وَھُوَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَحْدَہٗ﴿ولا انا عابد﴾فِی الْاِسْتِقْبَالِ﴿ما عبدتم (۴) ولا انتم عابدون﴾فِی الْاِسْتِقْبَالِ﴿ ما اعبد (۵)﴾عَلِمَ اللّٰہُ مِنْھُمْ اِنَّھُمْ لَایُؤْمِنُوْنَ وَاِطْلَاقُ مَاعَلٰی وَجْہِ الْمُقَابَلَۃِ﴿لکم دینکم ولی دین (۶)﴾اَلْاِسْلَامُ وَھٰذَا قَبْلَ اَنْ یُّؤْمَرَ بِالْحَرْبِ وَحُذِفَ یَاءُ الْاِضَافَۃِ السَّبْعَۃِ وَقْفًا وَّ وَصْلًا وَّ اَثْبَتَھَا یَعْقُوْبُ فِی الْحَالَیْنِ.

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ.....۱.....اے کافرو! نہ میں پوجتا ہوں (فی الحال) جو تم پوجتے ہو (یعنی بتوں کو) اور نہ تم پوجتے ہو (فی الحال) جو میں پوجتا ہوں (یعنی ایک اللہ عزوجل کی عبادت کرتا ہوں) اور نہ میں پوجوں گا (مستقبل میں) جو تم نے پوجا اور نہ تم پوجو گے (مستقبل میں) جو میں پوجتا ہوں.....۲.....(اللہ عزوجل جانتا تھا کہ یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں، اور ما کا استعمال تقابل کے باعث کیا گیا ہے) تمہیں تمہارا

اور مجھے میرا دین......یعنی اسلام، اور یہ جنگ کے حکم سے پہلے کا معاملہ ہے اور ساتوں قرائتوں میں دینی کی یاء کو وقف اور وصل دونوں صورتوں میں حذف کردیا گیا ہے جب کہ یعقوب دونوں ہی حالتوں میں باقی رکھتے ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل یایھا الکفرون لا اعبد ما تعبدون﴾

قل: قول، یایھاالکفرون: نداء، لااعبد: فعل نفی بافاعل، ماتعبدون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ موصول بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولا انتم عبدون ما اعبد﴾

و: عاطفہ، لا: نافیہ، انتم: مبتدا، عبدون: اسم فاعل بافاعل، ما اعبد: موصول صلہ بتاویل مصدر مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "لا اعبدون" پر معطوف ہے۔

﴿ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عبدون ما اعبد﴾

و: عاطفہ، لا: نافیہ، انا: مبتدا، عابد: اسم فاعل بافاعل، ما عبدتم: موصول صلہ، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، انتم: مبتدا، عبدون: اسم فاعل بافاعل، مااعبد: موصول صلہ، ملکر مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لکم دینکم ولی دین﴾

لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، دینکم: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لی: ظرف مستقر خبر مقدم، دین: اصلہ "دینی" مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......الکافرون......☆ قریش کی ایک جماعت نے سید عالم ﷺ سے کہا تھا کہ آپ ہمارے دین کا اتباع کیجئے اور ہم آپ کے دین کا اتباع کریں گے۔ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ غیر کو شریک کروں۔ کہنے لگے تو آپ ہمارے کسی معبود کو ہاتھ ہی لگادیں ہم آپ کی تصدیق کردیں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اس پر یہ سورہ شریفہ نازل ہوئی اور سید عالم مسجد حرام میں تشریف لے گئے وہاں قریش کی وہ جماعت موجود تھی۔ حضور نے یہ سورت انہیں پڑھ کر سنائی تو وہ مایوس ہوگئے اور حضور ﷺ کے اور آپ ﷺ کے اصحاب کے درپے ایذا ہوئے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قل کے خطاب سے آغاز کرنے کی وجوھات:

۱......قل کے ذریعے آغاز کرنے کی کئی وجوہات ہیں: (۱)......سید عالم ﷺ نرمی وشفقت کرنے پر مامور کئے گئے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں دیگر مقامات پر فرمایا: ﴿فبما رحمة من الله لنت لهم......الخ تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تندمزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہوجاتے (ال عمران: ۱۵۹) ﴾، ﴿بالمومنین رؤف رحیم اور مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان (التوبۃ: ۱۲۸) ﴾، ﴿وما ارسلنک الا رحمة للعلمین اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے (الانبیاء: ۱۰۷) ﴾، ﴿وجادلهم بالتی هی احسن اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر

ہو(النحل:۱۲۵)﴾۔اگر خطاب کا آغاز یایھا الکافرون سے ہوتا تو اعتراض ہوتا کہ سید عالم ﷺ کو نرمی کے لئے بھیجا گیا ہے اور یہ اس طرح سے کلام فرماتے ہیں لہٰذا اللہ عزوجل نے قل کے ذریعے خطاب کا آغاز فرمایا تا کہ شبہ نہ رہے۔(۲)......انسان اپنے اقربا کو محبوب رکھتا ہے یہی حال سید عالم ﷺ کے حوالے سے بھی تھا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:﴿وانذر عشیرتک الاقربین اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ(الشعراء:۲۱۴)﴾، ﴿قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت(الشوری:۲۳)﴾، پس قرابت اور نسب کا ایک ہی پایا جانا سختی کے ساتھ برتاؤ کرنے سے مانع ہوتا ہے، اسی لئے قل کے ساتھ آغاز فرمایا۔(۳)......سید عالم ﷺ جو کچھ بھی اُن پر نازل ہوتا تھا پہنچا دینے کے پابند تھے، اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک......الخ اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا(المائدۃ:۶۷)﴾ پس اسی لئے جو جیسا نازل ہوا وہی پہنچایا، پس یہاں قل کے ذریعے خطاب کو بھی من وعن پہنچانے کا اہتمام فرمایا۔(۴)......کفار صانع عالم کے وجود کے اقرار کرنے والے تھے اور اس بات کے بھی کہ وہی انہیں تخلیق کرتا اور روزی دیتا ہے، جیسا کہ فرمایا:﴿ولئن سالتھم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے(لقمن:۲۵)﴾ اور بندہ جس کے لئے مولا ہونے کا احتمال رکھتا ہے اس کے سوا کے لئے احتمال نہیں رکھتا، پس اللہ عزوجل نے قل کے ذریعے خطاب کا آغاز فرمایا تا کہ کافر یہ نہ سمجھیں کہ سید عالم ﷺ اپنی جانب سے کچھ فرما رہے ہیں۔(۵)......قل کا خطاب سید عالم ﷺ کی رسالت کو مضبوط کرنے کے لئے تھا کیونکہ جو بھی منشور سید عالم ﷺ کو دیا جاتا گویا ان کی رسالت میں پختگی آتی جاتی اور اس میں سید عالم ﷺ کی غالب درجے کی تعظیم کا بیان ہے، کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنی مملکت اپنے حبیب ﷺ کو سونپ دی ہے۔(۶)......جب کافروں نے سید عالم ﷺ سے کہا کہ ہم ایک سال آپ (ﷺ) کے معبود کی عبادت کرتے ہیں اور آپ (ﷺ) ایک سال تک ہمارے معبود کی عبادت کریں، پس اللہ عزوجل نے یہ خطاب قل کے ذریعے نازل فرمایا اور کافروں کے خیال کی نفی فرما دی۔(۷)......کافر سید عالم ﷺ کے ساتھ بُرا ارادہ رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ایک مقام پر اللہ عزوجل نے یوں فرمایا:﴿ان شانئک ھو الابتر بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے(الکوثر:۳)﴾، اور گویا کہ اللہ عزوجل نے یوں فرمایا کہ اگر یہ تجھے اے محبوب ﷺ! بُرائی سے یاد کرتے ہیں تو میں تمہیں بھلائی سے یاد کرتا ہوں، پس اسی مناسبت سے اللہ عزوجل نے قل کے ذریعے خطاب فرمایا:﴿قل یایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون تم فرماؤ اے کافرو نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو(الکافرون:۱)﴾۔(۸)......اگر سید عالم ﷺ سے اللہ عزوجل قل کے بجائے کلام کا آغاز فرماتا تو کافر یہ اعتراض کرتے کہ اے محمد (ﷺ)! یہ آپ کا کلام ہے یا آپ کے رب کا، پس اللہ عزوجل نے پیدا ہونے والے اعتراض کو پہلے ہی ختم فرما دیا۔(۹)......اپنوں کی تکلیف غیروں کے مقابلے میں زیادہ ہوا کرتی ہے اور جنہیں یہ خطاب کرنا تھا وہ سارے سید عالم ﷺ کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور ہو سکتا تھا کہ یہ بات سید عالم ﷺ کو تکلیف میں ڈال دیتی، اسی لئے اللہ عزوجل نے قل کے خطاب کے ذریعے کلام کا آغاز فرمایا تا کہ کافروں سے بحث، نظر اور برائت ظاہر کرنے میں سید عالم ﷺ کے لئے آسانی ہو۔(۱۰)......اے حبیب ﷺ وہ آپ (ﷺ) کو "ابتر" کہتے ہیں اور اگر آپ چاہیں تو ان سے قصاص طلب کر سکتے ہیں، اور آپ ﷺ ان کی مذمت ایسے وصف کے ساتھ کریں کہ جس کے وہ لائق ہیں تا کہ آپ اپنے فرمان میں سچے رہیں، پس اسی وجہ سے یہ خطاب عطا فرمایا گیا:﴿قل یایھا الکافرون تم فرماؤ اے کافرو(الکافرون:۱)﴾، یعنی انہوں نے آپ ﷺ پر وہ عیب لگائے جو آپ ﷺ کے فعل سے صادر نہ ہوا اور آپ ﷺ نے انہیں وہ جواب دیئے جو اُن کے فعل سے صادر ہوا اور اللہ عزوجل کی مرضی بھی آپ ﷺ کے شامل حال رہی۔نوٹ: اس مقام پر امام رازی نے ۴۳ وجوہات بیان کی ہیں، جس میں سے ہم نے فقط دس ہی ذکر کی ہیں۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۳۲۳ وغیرہ)

ولا انتم عبدون ما اعبد کی تکرار کیوں کی گئی؟

٢...... یہاں مفسرین کرام دو اقوال ذکر کرتے ہیں: (١)......اس آیت: ﴿لا اعبد ما تعبدون نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو (الاکافرون:٢)﴾ میں تکرار نہیں کی گئی، پس معنی یہ ہوگا کہ میں مستقبل میں بھی اُس کی عبادت نہ کرونگا جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو اور نہ تم اُس کی عبادت کرو گے جس کی میں تمہیں دعوت دیتا ہوں، پھر فرمایا: ﴿ولا انا عابد ما عبدتم اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے پوجا (الکافرون:٤)﴾ یعنی نہ ہی میں اس حال میں تمہارے معبود کی عبادت کروں گا، پھر فرمایا: ﴿ولا انتم عابدون ما اعبد اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں (الکافرون:٥)﴾ یعنی نہ ہی تم موجودہ وقت میں اُس کی عبادت کروگے جس کی میں بندگی کرتا ہوں اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اول حال اور ثانی استقبال کا احتمال رکھتا ہے اور ایک قول دونوں کے حال یا استقبال کے حوالے سے بھی کیا گیا ہے ، اور دونوں میں سے ایک کو حال اور دوسرے کو استقبال کے ساتھ خاص کرنے میں یہ فائدہ ہوگا کہ اول حال کی اور ثانی استقبال کی خبر دیگا ، پس اس صورت میں ﴿لا اعبد ماتعبدون نہ میں پوجوں گا جو تم پوجتے ہو (الکافرون:٢)﴾ کا معنی یہ ہوگا کہ میں اس وقت اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی عبادت تم کرتے ہو اور اس فرمان: ﴿ولا انتم عابدون ما اعبد اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں (الکافرون:٥)﴾ یعنی تم اس کی عبادت نہیں کرنے والے جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور اس صورت میں ''ما'' بمعنی ''من'' ہوگا یعنی ''من اعبد ای الذی اعبد'' ہوگا۔ (٢)......تکرار تاکید کا فائدہ دیتی ہے، اور جب تکرار کی حاجت زیادہ ہوگی تو وہ تکرار بھی مستحسن ہوگی اور اس مقام پر تکرار اس لئے کی گئی کہ قرآن عربی لغت میں نازل ہوا اور انہی سے خطاب بھی کیا گیا ہے اور عرب کی لغت میں کسی چیز کی تکرار سے تاکید اور فہم کا ادراک کیا جاتا ہے، جیسا کہ عرب کے مذاہب میں اختصار تخفیف کرنے کا فائدہ دیتا ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ تکرار کلام سے مراد تکرار وقت ہے اور اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ کافروں نے سید عالم ﷺ کو پیشکش کی تھی کہ آپ (ﷺ) ایک سال کے لئے ہمارے دین میں داخل ہوجائیں۔ (الخازن، ج٤، ص٤٨٦)

لکم دینکم ولی دین کے محامل:

٣......اس بارے میں مختلف اقوال ہیں: (١)......یعنی تم اپنے دین پر راضی ہو اور ہم اپنے دین پر راضی ہیں، اور یہ کلام آیت سیف کے نزول سے پہلے کا تھا جب کہ مسلمانوں کو کافروں سے قتال کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ لیکن جب آیت سیف نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔ (٢)......مکمل سورت منسوخ ہوگئی ہے۔ (٣)......اس سورت پاک سے کچھ بھی منسوخ نہیں ہوا کیونکہ منسوخ ہونے کا حکم خبر مفرد سے ہوا ہے اور معنی یہ ہے کہ: ﴿لکم دینکم ولی دین تمہیں تمہارا دین مجھے میرا دین (الکافرون:٦)﴾ سے مراد تمہارے دین کی جزاء ہے اور میرے دین کی جزاء ہے، (یعنی تمہیں تمہارے دین کے مطابق جزاء ملے گی اور جو حیثیت میرے دین کی ہے اس کے مطابق میرے دین کی جزاء مجھے ملے گی)۔ (٤)......دین کے معنی ہی جزاء کے ہیں لہذا تم اپنے دین کے مطابق جزاء کو پاؤ گے اور میں اپنے دین کے مطابق جزاء پاؤں گا۔ (القرطبی، الجزء:٣٠، ص٢١٠)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: دین کی تفسیر حساب سے بھی کی گئی ہے یعنی تمہارے لئے تمہارا حساب کتاب اور میرے لئے میرا حساب کتاب، اور ایک قول کے مطابق دین کی تفسیر جزاء سے کی گئی ہے (جیسا کہ ماقبل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے) یعنی تمہارے لئے تمہارے اعمال کی جزاء میں میرے لئے میرے اعمال کی جزاء ہے۔ (روح المعانی، الجزء:٣٠، ص٦٧٤)

اغراض:

مکیۃ او مدنیۃ: ابن مسعود، حسن اور عکرمہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک متذکرہ سورت مکی ہے جب کہ قتادہ اور ضحاک کے قول کے مطابق متذکرہ سورت مدنی ہے۔**نزلت لما قال رهط من المشركين:** اس سورت کا سبب نزول بیان فرمایا گیا ہے کہ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، امیہ بن خلف سید عالم ﷺ سے ملاقات کرتے ہیں، اور سید عالم ﷺ کو ایک سال بتوں کی عبادت اور خود ایک سال واحد حقیقی کی عبادت کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، جس کا بیان ہم نے شان نزول میں کر دیا ہے۔

علم الله منهم انهم لا يؤمنون: سوال مقدر کا جواب ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کیسے ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو سکتے ہیں جب کہ آقائے دوجہاں ﷺ لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں اور ان کی ہدایت کے حریص ہیں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اللہ ﷻ جانتا تھا کہ اس قوم میں سے یہ لوگ کبھی ایمان نہ لائیں گے، پس اللہ ﷻ نے اپنے نبی ﷺ کو اس سے باخبر فرما دیا تا کہ آقائے دوجہاں ﷺ پر اُن کی بدبختی ظاہر ہو جائے۔

واطلاق ما على الله: دوسرے اور تیسرے مقام پر "ما" کا اطلاق اللہ ﷻ کی ذات کے لئے جب کہ پہلے اور تیسرے مقام پر "ما" کا اطلاق بتوں کے لئے ہو رہا ہے۔علی وجه المقابلة: بمعنی مشاکلۃ ہے۔

وهذا قبل ان يؤمر بالحرب: اس جملے میں اس جانب اشارہ پایا جا رہا ہے کہ متذکرہ آیت آخری ہے، اور ایک قول کے مطابق مکمل سورت آخری ہے، اور اس کا خلاصہ عبادت اور دین کی تکمیل ہونا ہے اور ایک قول کے مطابق دِین سے مراد یوم جزاء ہے یعنی تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق جزاء ملے گی اور مجھے میرے اعمال کے مطابق جزاء ملے گی۔

وقفا و وصلا: بعض نسخوں میں "دینی" یائے زائدہ کے ساتھ ہے جس کی بعض نسخوں میں رعایت کی گئی ہے۔

(الصاوی، ج٦، ص ٣٤٣ وغیرہ)

صلوا على الحبيب: صلى الله تعالى على محمد

سورة النصر مدنية وهى ثلاث آيات

(سورۃ النصر مدنی ہے جس میں تین آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ النصر

اس سورت میں ایک رکوع، تین آیتیں، انیس کلمات، اناسی حروف ہیں۔اس سورت کے وقت نزول کے بارے میں دوقول ہیں ایک یہ کہ یہ سورت فتح مکہ کے وقت نازل ہوئی اور یہ ساعت سعید ہے کہ چند سال پہلے جو ہستی یہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئی تھی اور اس کے ساتھ صرف ایک جانثار ساتھی ابوبکر تھا اور آج وہی ہستی دس ہزار کے لشکر جرار کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہورہی ہے اہل مکہ نے اتنا بڑا لشکر آج تک نہیں دیکھا تھا کہ ہر قبیلہ کا اپنا اپنا سپہ سالار سید عالم ﷺ کی معیت میں ہے۔ گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہیں اور آہنی زرہیں اور سروں پر فولادی خود چمک رہے ہیں۔ جوش خروش کا ایک عجیب منظر ہے۔جب یہ فوج ظفر موج وادی بطحاء سے گزرتی ہے تو زمین ان کے قدموں کے نیچے لرز جاتی ہے۔ کفار مکہ کو اپنے انجام کی فکر نے حواس باختہ کردیا لیکن اس لشکر کے سپہ سالار نے تاکید کردی کہ کوئی خون خرابہ نہ کرے۔ کسی پر دست درازی نہ کی جائے، تیر کمانوں میں رہیں، تلوار میانوں رہے، جب تک کفار کی طرف سے پہل نہ ہو۔ اعلان عام کردیا کہ جو حرم میں پناہ لے گا جو گھر کے کواڑ بند کردے گا بلکہ جو ابوسفیان کی حویلی میں پناہ لے گا ان سب کو امان ہوگا۔ اور اس سورہ مبارکہ میں یہ خوشخبری دی کہ کفار کا دین عنقریب مٹ جائے گا اور دین اسلام غالب آئے گا اور نبی پاک ﷺ کی عنقریب بہت بڑی فتح اور نصرت حاصل ہوگی، مکہ مکرمہ فتح ہوجائے گا، اور دیگر قبائل کے لوگ جوک در جوک دین اسلام میں داخل ہونے لگیں گے۔ اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ اب حضور ﷺ کی زندگی کا مشن پورا ہوگیا عنقریب آپ کی وفات ہوجائے گی۔ اور اس سورت میں آپ کی زندگی پوری ہونیکی طرف بھی اشارہ ہے اور آپ کو حکم دیا گیا آپ اپنے رب کی حمد اور اس کی تسبیح کریں اور اس سے استغفار طلب کریں۔ اور اس سورت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے بہ کثرت اللہ کی حمد وثنا کی اور اس سے مغفرت طلب کرتے رہے۔

رکوع نمبر: ۳۵

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اذا جاء نصر الله﴾نَبِيِّهٖ عَلٰى اَعْدَائِهٖ﴿والفتح (۱)﴾فَتْحُ مَكَّةَ﴿ورايت الناس يدخلون فى دين الله﴾اَىِ الْاِسْلَامُ﴿افواجا (۲)﴾جَمَاعَاتٍ بَعْدَمَا كَانَ يَدْخُلُ فِيْهِ وَاحِدٌ وَاحِدٌ وَذٰلِكَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ جَاءَ الْعَرَبُ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ طَائِعِيْنَ﴿فسبح بحمد ربك﴾اَىْ مُتَلَبِّسًا بِحَمْدِهٖ﴿واستغفره انه كان توابا (۳)﴾وَكَانَ بَعْدَ نُزُوْلِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ وَعُلِمَ بِهَا اَنَّهٗ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهٗ وَكَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فِىْ رَمَضَانَ سَنَةَ ثَمَانٍ وَتُوُفِّىَ فِىْ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ سَنَةَ عَشَرَ.

﴿ترجمہ﴾

جب آئے اللہ کی مدد (......۱......اپنے نبی ﷺ کے دشمنوں کے مقابلے میں) اور فتح (فتح مکہ......۲......) اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں داخل ہوتے ہیں (یعنی اسلام میں) فوج درفوج (جماعت در جماعت دین اسلام میں شمولیت اختیار کرتے ہیں، اور یہ مکہ مکرمہ کے فتح ہونے کے بعد ہوا اور عرب زمین کے مختلف گوشوں سے فرمانبرداری اختیار کرتے ہوئے آنے لگے) تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بولو (یعنی اس کی تسبیح حمد کے ساتھ ملا کر پڑھو) اور اس سے بخشش چاہو بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے (اور اس

آیت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم ﷺ اکثر اوقات سبحن اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ پڑھتے......۳...... اور اس سے یہ جان چکے تھے کہ آپ ﷺ کا وقت رخصت قریب آگیا ہے اور مکہ مکرمہ رمضان المبارک سن آٹھ ہجری میں فتح ہوا اور سید عالم ﷺ نے ربیع الاول......۴...... کے مہینے میں سن دس ہجری میں انتقال فرمایا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا﴾

اذا: ظرف فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء: فعل، نصر اللہ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الفتح: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، رایت: فعل بافاعل، الناس: ذوالحال، یدخلون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، افواجا: حال، ملکر فاعل، فی دین اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، سبح: فعل امر "انت" ضمیر ذوالحال، بحمد ربک: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، استغفرہ: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔ انہ: حرف مشبہ واسم، کان توابا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......انہ کان توابا......☆ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم ﷺ نے "سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ" کی بہت کثرت فرمائی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ سورت حجۃ الوداع میں بمقام منی نازل ہوئی اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی اس کے نازل ہونے کے بعد اسّی تک روز سید عالم ﷺ نے دنیا میں تشریف رکھی پھر آیت "الکلالۃ" نازل ہوئی اور اس کے بعد حضور ﷺ پچاس روز تشریف فرما رہے، پھر یہ آیت ﴿واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ (البقرۃ: ۲۸۱)﴾ نازل ہوئی اس کے بعد حضور ﷺ اکیس یا سات روز تشریف فرما رہے۔ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ نے سمجھ لیا تھا کہ دین کامل اور مکمل اور تمام ہوگیا تو اب حضور ﷺ دنیا میں زیادہ دیر تشریف نہ رکھیں گے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سورت سن کر اسی خیال سے روئے اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ ایک بندہ کو اللہ عزوجل نے اختیار دیا ہے چاہے دنیا میں رہے یا اس کی لقا قبول فرمائے۔ اس بندہ نے لقائے الٰہی اختیار کی۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ پر ہماری جانیں قربان ہمارے مال ہمارے آباء ہماری اولادیں سب قربان۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ عزوجل کی مدد کے بارے میں اقوالِ مفسرین:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿اذا جاء نصر اللہ جب اللہ کی مدد اور فتح آئے (النصر: ۱)﴾۔ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں: (۱)......اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کی دشمنوں کے مقابلے میں مدد و نصرت فرمائی۔ (۲)...... النصرۃ بمعنی استنصرہ علی عدوہ یعنی سید عالم ﷺ نے اپنے رب سے دشمنوں کے مقابلے میں مدد طلب فرمائی۔ (۳)......اس مدد سے مراد قریش کے مقابلے میں سید عالم ﷺ کی مدد و نصرت کرنا ہے، جیسا کہ طبری نے لکھا ہے۔ (۴)......سید عالم ﷺ کی کفار کے مقابلے میں مدد کی گئی اور انجام کار سید عالم ﷺ ہی کے لئے ہے یعنی انہی کی دشمنوں کے مقابلے میں مدد و نصرت مراد ہے۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۱۱)

امام رازی فرماتے ہیں: یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ الفتح اور النصر میں فرق کیا ہے اور اللہ عزوجل نے الفتح کا عطف النصر پر کیوں فرمایا؟ اس کے جواب کی تین وجوہ ہیں: (۱)...... النصر سے مراد اعانت ہے جو کہ انسان کو اس کے مطلوب تک پہنچا دیتی ہے

،اور الفتح سے مراد وہ مطلوب ہے جو حاصل کیا جا چکا ہے۔اور ظاہر یہ ہے کہ نصرت سبب ہے فتح کی، پس اسی وجہ سے النصر سے آغاز کیا گیا اور اسی پر الفتح کا عطف بھی ڈالا گیا ہے۔(۲)...... النصر سے مراد دین کا کمال ہے جب کہ الفتح سے مراد دنیوی اقبال و بلندی ہے جو کہ کسی قسم کی نعمت کے اختتام پر حاصل ہوتی ہے اور اس کی دلیل اس فرمان سے بھی ملتی ہے:﴿الیوم اکملت لکم دینکم آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا(المائدۃ:۳)﴾۔(۳)...... النصر سے مراد دنیا میں مدد و نصرت ہے جو کہ منیٰ میں مسلمانوں کی گئی (یہ سورت منیٰ میں نازل ہوئی تھی) اور الفتح سے مراد جنت ہے، پس اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿وفتحت ابوابھا اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے(الزمر:۷۳)﴾ اور ظاہر ترین قول یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کی قریش اور تمام دیگر اقوام عرب پر مدد کی گئی۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۳۳۶)

فتح مکہ کا بیان:

۲...... غزوہ فتح مکہ: ماہ رمضان میں غزوہ فتح مکہ وقوع پذیر ہوا۔اس کا سبب یہ تھا کہ قریش نے معاہدہ حدیبیہ توڑ دیا۔جب بنو بکر و قریش نے وہ عہد توڑ دیا اور بنو خزاعہ پر حملہ کیا جو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تھا تو عمرو بن سالم خزاعی چالیس سوار لے کر مدینہ پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں آپ کو پرانا معاہدہ یاد دلاتا ہوں اور یا رسول اللہ ﷺ آپ ہماری مدد کیجئے۔قریش نے آپ ﷺ سے وعدہ کے خلاف کیا اور آپ ﷺ کا محکم وعدہ (معاہدہ) توڑ ڈالا۔انہوں نے وتیر میں ہم پر بحالت خواب حملہ کیا اور ہمیں رکوع اور سجدے کی حالت میں قتل کر ڈالا۔یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔عمرو! تجھے مدد دی جائے گی۔ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میں قریش سے دریافت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے ضمرہ کو بھیجا اور تین شرطیں پیش کیں کہ قریش ان میں سے ایک اختیار کرلیں۔(۱) خزاعہ کے مقتولین کا خون بہا دیں۔(۲) بنو نفاثہ کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں۔(۳) اعلان کریں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔تو قرطہ بن عمرو نے کہا کہ ہمیں صرف تیسری شرط منظور ہے۔سید عالم ﷺ نے مکہ پر حملہ کی پوشیدہ تیاری کی۔سید عالم ﷺ بتاریخ ۱۰ رمضان ۸ھ دس ہزار آراستہ فوج لے کر مدینہ روانہ ہوئے۔مقام حجفہ میں حضرت عباس جو اب تک مکہ میں مقیم تھے۔اور ہجرت کر کے مدینہ آرہے تھے۔حاضر خدمت ہوئے اور لشکر میں شامل ہو گئے۔قریش کو لشکر اسلام کی روانگی کی افواہ پہنچ چکی تھی۔تحقیق کے لئے انہوں نے ابوسفیان اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کو بھیجا۔مقام مرالظہر ان میں ابوسفیان کو پکڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا وہاں یہ ایمان لائے۔پھر حضور ﷺ مکہ میں بالائی حصہ سے داخل ہوئے اور بیت اللہ شریف میں داخل ہو کر پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کے گرد اور اوپر سے تین سو ساٹھ بت گرا دیئے۔اور ایک خطبہ دیا اور قریش سے فرمایا! تم مجھ سے کیسے سلوک کی توقع رکھتے ہو؟ وہ بولے "نیکی کی توقع رکھتے ہیں آپ ﷺ شریف بھائی اور شریف برادرزادہ ہیں"۔حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا "آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم آزاد ہو۔" اعلان عفو کے بعد آپ مسجد حرام میں بیٹھ گئے پھر کوہ صفا پر تشریف لائے، مرد و عورت نے آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

سید عالم ﷺ کی وفات کے بارے میں اقوال مفسرین؟

۳...... یہاں دو باتیں اہم ہیں:(۱)...... فتح مکہ سن ۸ ہجری میں ہوا اور یہ سورت پاک سن ۱۰ ہجری میں نازل ہوئی اور روایت میں ہے کہ اس سورت کے نزول کے بعد سید عالم ﷺ ستر دن تک ظاہری حیات سے متصف رہے۔(۲)...... یہ سورت فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی، کیونکہ سید عالم ﷺ سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اہل مکہ پر ان کی مدد کی جائے گی، اور انہیں فتح و کامرانی سے نوازا جائے گا ،اور اس کی دلیل اس فرمان میں ملتی ہے:﴿ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد بیشک جس نے تم پر قرآن فرض

کیاوہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو (القصص:۸۵)﴾، اوراس فرمان میں بھی ہے:﴿اذا جاء نصر اللہ والفتح اور جب اللہ کی مدداور فتح آئے (النصر:۱)﴾۔ (الرازی، ج۱۱،ص ۳۳۹)

امام قرطبی لکھتے ہیں: یہ سورت پاک منی میں حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی، پھر یہ آیت نازل ہوئی:﴿الیوم اکملت لکم دینکم اورآج میں نے تمہارے لئے تمہارادین کمل کردیا (المائدۃ:۳)﴾۔اس کے بعد سید عالم ﷺ اسّی دن ظاہری حیات سے متصف رہے، پھر آیت کلالہ نازل ہوئی، جس کے بعد سید عالم ﷺ پچاس دن تک ظاہری حیات سے وابستہ رہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی:﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول (التوبۃ:۱۲۸)﴾، اس آیت کے نزول کے بعد سید عالم ﷺ پینتیس دن حیات ظاہری سے متصف رہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی:﴿واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ اورڈرواس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھروگے (البقرۃ:۲۸۱)﴾، پس اس آیت کے نزول کے بعد اکیس دن تک ظاہری حیات سے وابستہ رہے اور مقاتل نے سات دن لکھا ہے۔ (القرطبی، الجزء:۳۰،ص ۲۱۵)

سید عالم ﷺ کے استغفار کرنے کی شرعی حیثیت:

۔۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے فرمایا:﴿فسبح بحمد ربک واستغفرہ تواپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی بولواوراس سے بخشش چاہو (النصر:۳)﴾۔یعنی نماز کے بعد ذکر کی کثرت کریں۔ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ سبح بمعنیٰ صل ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ﴿بحمد ربک اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے﴾ کے معنی یہ ہیں کہ اپنے رب عزوجل کی حمد کیجئے کیونکہ اُس رب کریم نے آپ ﷺ کو کامیابی اور فتح عطا فرمائی ہے۔اور﴿واستغفرہ اس سے بخشش چاہو﴾ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ عزوجل سے مغفرت طلب کیجئے۔اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے﴿فسبح﴾ کے معنی اللہ عزوجل کی پاکی بیان کرنا ہے۔اور﴿واستغفرہ﴾ کے معنی اللہ عزوجل سے مغفرت چاہنا ہے اور ساتھ ہی اس کے ذکر میں مداومت بھی اختیار کرنا ہے، لیکن اول قول زیادہ ظاہر ہے۔ (القرطبی، الجزء:۳۰،ص ۲۱۳)

علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی لکھتے ہیں: تسبیح کے دو معنی ہیں:(۱)۔۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو پاک صاف ستھرافرمادیا اوروہ تمام باتیں جو آپ ﷺ کی شان کے لائق نہ تھیں آپ ﷺ سے محو فرمادیں، پھر آپ ﷺ اللہ عزوجل کی حمد میں مصروف رہنے لگے۔(۲)۔۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے حکم فرمایا:﴿فصل لربک﴾ اور تسبیح بھی نماز کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے، سید عالم ﷺ کو نماز شکر کی تعلیم فرمائی گئی پس فتح مکہ کے دن سید عالم ﷺ نے آٹھ رکعات شکرانے کے طور پر ادا فرمائیں۔ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد نمازِ ضحی ہے، اور آیت میں تسبیح کرنے کی فضیلت پر دلیل پائی جارہی ہے اوراسی طرح تحمید کی بھی فضیلت ظاہر ہورہی ہے اور یہ سید عالم ﷺ پر فتح ونصرت والی نعمت کے ملنے پر واجب تھا۔اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ سید عالم ﷺ کا استغفار کرنا کیا معنی رکھتا ہے جبکہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے صدقے آپ کے اگلے پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے ہیں۔میں (امام خازن) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مقصود اللہ عزوجل کی عبادت اوراسی کی جانب اقتداء کرنا تھی اوراس میں اس بات پر تنبیہ تھی کہ (عام طور پر) کوئی بھی اللہ عزوجل کی عبادت میں نقص وکمی سے محفوظ نہیں ہوسکتا اوراس بات پر بھی تنبیہ تھی کہ سید عالم ﷺ اپنی عصمت اوراجتہاد کی کثرت میں استغفار بجالانے سے مستغنی نہ تھے، جب سید عالم ﷺ استغفار سے خود کو مستغنی نہ مانتے تھے تو عام انسان کیسے مان سکتے ہیں اورایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ سید عالم ﷺ سے ذنب کا تصور ہی نہیں اور (جن کے نزدیک) حضرات انبیائے کرام سے صغائر کا پایا جانا جائز ہے ان کے نزدیک استغفار کرنے سے اس قسم کے معنی لئے جاسکتے ہیں، اورایک قول یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے استغفار اس لئے فرمایا کہ اپنی امت کے گناہوں کی معافی چاہی اور یہ مفہوم ایک اور آیت سے بھی ظاہر ہے چنانچہ فرمایا:﴿واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات اوراے محبوب ﷺ اپنے

خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو (محمد:١٩)۔ (الخازن، ج٤، ص ٤٩٣)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: سید عالم ﷺ کے استغفار کرنے کی درج ذیل توجیہات ہو سکتی ہیں: (١)......سید عالم ﷺ نے دائمی طور پر استغفار کو اس لئے اختیار فرما لیا تھا کہ آپ ﷺ دائمی طور پر مراتب کے اعتبار سے ترقی پاتے تھے، پس جب بھی کسی مرتبے میں ترقی ہوتی تو اس پر شکر کے طور پر استغفار فرماتے۔ (٢)......اپنے منصب کے اعتبار سے جب کوئی خلاف اَولیٰ امر ملاحظہ فرماتے تو استغفار کرتے۔ (٣)...... اعلان نبوت سے قبل کسی سہو پر استغفار فرماتے۔ (۴)......امت کی تعلیم کے لئے استغفار فرماتے۔ (۵)......خاص امت ہی کے لئے استغفار فرماتے یعنی سید عالم ﷺ کو حکم ہی یہی تھا کہ اپنی امت کے لئے استغفار فرمائیں۔ (روح المعانی، الجزء: ٣٠، ص ٦٨٠)

☆......بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''سید عالم ﷺ اکثر رکوع وسجود میں تسبیحات کی کثرت فرماتے تھے، اور یہ پڑھتے: ''سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی ''۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! بیشک میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ عزوجل کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں''۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر والدعوات، باب سورۃ نصر، استغفار النبی فی الیوم، رقم: ٤٩٦٨، ٦٣٠٧، ص ٨٩٠، ١٠٩٧)

☆......حضرت اغر مزنی بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میرے دل پر (رحمت الٰہی) کا پردہ آ جاتا ہے اور میں دن بھر میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں''۔ (صحیح مسلم، کتاب، باب: استحباب الاستغفار، رقم: (٦٧٢٥)/٢٧٠٢، ص ١٣٢٧)

اغراض:

وعلم بها انه قد اقترب اجله: مقاتل کے قول کے مطابق اس سورت (یا آیت) کے نزول کے بعد سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کے پاس بہت پڑھا کرتے تھے، ان میں ابو بکر، عمر فاروق، سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ دیگر اصحاب رسول ﷺ سن کر خوشی محسوس کرتے اور ابن عباس رونے لگتے، (ایک موقع پر) آقائے دو جہاں ﷺ نے استفسار فرمایا: ''اے چچا آپ کو کس چیز نے رُلایا''؟، بولے: آپ ﷺ کی جُدائی کے خیال نے، پس اس واقعہ کے بعد سید عالم ﷺ ساٹھ دن زندہ رہے اور ابن عباس کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ سورت منیٰ میں ایام تشریق کے بعد حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی، پس حضرت عمر فاروق اور ابن عباس رضی اللہ عنہما رونے لگے، پس ان سے وجہ پوچھی گئی تو بولے: یہ خوشی کا دن ہے، بلکہ سید عالم ﷺ سے جُدائی کا وقت ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ سورت منیٰ میں حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی، پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ پس اس آیت کے نزول کے بعد آقائے دو جہاں ﷺ ظاہری طور پر اسّی دن زندہ رہے، پھر آیت کلالہ نازل ہوئی، پس اس کے بعد پچاس دن زندہ رہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿واتقوا یوما ترجعون فیه الی اللہ(البقرۃ:٢٨١)﴾ پس اس آیت کے نزول کے بعد ظاہری زندگی اکیس دن کی رہی یا سات دن کی اور اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔

توفی ﷺ سنة عشر: اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ حج سن ١٠ ہجری میں ادا فرمایا اور اسی سال آپ ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیم نے انتقال فرمایا، پس اس اعتبار سے سن ١١ ہجری ہونا بہتر ہوگا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ تمام معاملات جو کہ ہجرت سے مدینہ تک کے تھے، سن ١٠ ہجری میں مکمل ہوگئے، پس ہجرت ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو اور وفات بھی ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوئی اور وفات کا سن ١٠ ہجری تھا، ہجرت کی تاریخ پر نظر کرتے ہوئے اگرچہ دو ماہ اور کچھ دن گیارھویں ہجری کے گزر چکے جب کہ تاریخ کو شرعی سال (محرم) کی ابتداء سے معتبر مانا جائے تو درست ہوگا کہ یوں کہا جائے کہ حضور ﷺ کا انتقال سن ١١ ہجری کو ہوا، یہ محرم سے تاریخ کو شمار کرنے کے اعتبار سے ہے۔ (الصاوی، ج٦، ص ٣٤٨)

سورۃ لہب مکیۃ وھی خمس آیات

(سورۂ لہب مکی ہے، جس میں پانچ آیتیں ہیں)

تعارف سورۃ لہب

اس سورت میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، بیس کلمات، ستتر حروف ہیں۔ اس سورت میں ابولہب کا نام لے کر اس کا کیوں ذکر کیا گیا حالانکہ مدینہ اور دیگر قبائل عرب میں حضور کے دشمنوں کی کمی نہ تھی؟۔ ان کی اذیت رسانیاں اور اسلام کو ناکام بنانے کی کوشش میں ابولہب کہیں سے کم نہ تھے، پھر اس کی کیا خصوصیت ہے کہ دوسروں کا نام نہیں لیا گیا؟۔ کیونکہ جہاں محبت کی توقع ہو اور وہاں سے نفرت وعداوت ملے، جہاں سے تائید ونصرت کی امید ہو وہاں مخاصمت کا طوفان اٹھنے لگے، تو یقیناً یہ بہت تکلیف دہ چیز ہوتی ہے۔ ابولہب حضور کا حقیقی چچا تھا حضرت عبداللہ اور ابولہب دونوں سگے بھائی تھے۔ ابولہب اپنے سگے بھائی کے یتیم بیٹے کے ساتھ کھڑا ہونے کی بجائے ان کی مخالفت کرتا ہے نیز یہ بنی ہاشم کا سردار تھا، عرب کا وہ معاشرہ جس میں ہادیٔ برحق تشریف لائے۔ اس میں ہر سم کی مرکزیت حاصل تھی۔ قبیلہ کے ہر زد کی امداد کرنا اس سرداری کی اخلاقی ذمہ داری تھی۔ خونی اور خاندانی قریبی تعلقات کے علاوہ پڑوسی بھی تھا۔ پڑوسی کا حق زمانہ میں مسلم ہے، جس طرح نبی پاک ﷺ کو اپنے گھر میں مصروف عبادت دیکھتا تو پھر وہ جس شدت سے اپنی عداوت کا مظاہرہ کرتا کہ مردہ جانوروں کے بدبودار اوجھ، گلی ہوئی آنتیں اٹھا کر لاتا اور حضور پر ڈال دیتا۔ گھر کے آنگن میں پھینک دیتا، اگر ہنڈیا پک رہی ہوتی اس کے پاس پھینک دیتا۔ اور اس کی بیوی بھی کم نہ تھی وہ جنگل میں جاتی اور کانٹے دار ٹہنیاں اٹھا کر لاتی اور رات کو آپ کے راستے میں ڈال دیتی تاکہ جب آپ باہر جائیں تو پاؤں میں چبھ جائیں۔ اعلان نبوت سے پہلے اس کے دو بیٹوں کے ساتھ حضور کی بیٹیوں کا نکاح ہو چکا تھا تو اس نے اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا: اگر تم نے ان کو طلاق نہ دی تو تمہاری بول چال اور لین دین سب کچھ بند، چنانچہ ان دونوں نے طلاق دے دی اور عتبہ نے اپنے خبیث باطن کا کچھ زیادہ ہی اظہار کیا کہ آپ کے چہرہ مبارک پر تھوک دیا لیکن وہ تھوک دوبارہ اسی کے منہ پر آ کر گرا۔ اس سورت کے مطالعہ سے بخوبی اندزہ لگایا جاسکتا ہے کہ بارگاہ رسالت میں چھوٹی سی گستاخی سے قدرت خداوندی کے شعلے بھڑکنے لگے۔ تو اس بدبخت نے تو انگلی اٹھا کر اشارہ کیا اور نازیبا الفاظ کہے، اس کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی اور اس سے ہر گستاخ کو بتا دیا کہ اگر کوئی ایسا فعل یا کوئی لفظ صادر ہو جو میرے محبوب کی شان کے لائق نہ ہو تو یاد رکھو کہ غضب خداوندی کی بجلی تمہیں جلا کر خاک کر دے گی۔

رکوع نمبر: ۳۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿تبت﴾ خَسِرَتْ ﴿یدا ابی لھب﴾ اَیْ جُمْلَتُہٗ وَعَبَّرَ عَنْھَا بِالْیَدَیْنِ مَجَازًا لِاَنَّ اَکْثَرَ الْاَفْعَالِ تُزَاوِلُ بِھِمَا وَھٰذِہِ الْجُمْلَۃُ دُعَاءٌ ﴿وتب (۱)﴾ خَسِرَ ھُوَ وَھٰذِہٖ خَبَرٌ کَقَوْلِھِمْ اَھْلَکَہُ اللّٰہُ وَقَدْ ھَلَکَ وَلَمَّا خَوَّفَہُ النَّبِیُّ بِالْعَذَابِ فَقَالَ اِنْ کَانَ مَایَقُوْلُ ابْنُ اَخِیْ فَاِنِّیْ اَفْتَدِیْ مِنْہُ بِمَالِیْ وَوَلَدِیْ نَزَلَ ﴿ما اغنی عنہ مالہ وما کسب (۲)﴾ وَکَسْبُہٗ اَیْ وَلَدُہٗ وَاَغْنٰی بِمَعْنٰی یُغْنِیْ ﴿سیصلی نارا ذات لھب (۳)﴾ اَیْ تَلَھُّبٍ وَتَوَقُّدٍ فَھِیَ مَآلُ تَکْنِیَتِہٖ لِتَلَھُّبِ وَجْھِہٖ اِشْرَاقًا وَحُمْرَۃً ﴿وامراتہ﴾ عَطْفٌ عَلٰی ضَمِیْرِ یَصْلٰی سَوَّغَہُ الْفَصْلُ بِالْمَفْعُوْلِ وَصِفَتُہٗ وَھِیَ اُمُّ جَمِیْلٍ ﴿حمالۃ﴾ بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ ﴿الحطب (۴)﴾ اَلشَّوْکِ وَالسَّعْدَانِ تُلْقِیْہِ فِیْ طَرِیْقِ النَّبِیِّ ﴿فی

جیدھا﴾ عُنُقِهَا ﴿حبل من مسد(۵)﴾ اَیْ لِیْفٍ وَهٰذِهِ الْجُمْلَةُ حَالٌ مِنْ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ الَّذِیْ هُوَ نَعْتٌ لِامْرَاَتِهٖ اَوْ خَبَرُ مُبْتَدَاءٍ مُقَدَّرٍ.

﴿ترجمہ﴾

تباہ ہو جائیں (تبت بمعنی خسرت ہے) ابولہب کے ہاتھ (یعنی خود ابولہب......ا......اور اسے "ید ین" سے تعبیر اس لیے کیا گیا ہے کہ اکثر افعال ہاتھوں کے ذریعے انجام دیئے جاتے ہیں اور یہ جملہ دعائے ضرر کا ہے) اور وہ تباہ ہو ہی گیا (تب بمعنی خسر ہے، مراد اسکی ہلاکت کی خبر دینا ہے جیسا کہ کہا جائے: "اهلكه الله وقد هلک" اور سید عالم ﷺ نے اُسے اللہ ﷻ کے عذاب سے ڈرایا تھا جس پر اس نے کہا کہ اگر میرے بھتیجے کی بات صحیح ہے تو میں اپنے مال واولاد......۲......کو فدیے میں دے دونگا، پس یہ آیت نازل ہوئی) اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا ("کسبه" سے مراد اس کی اولاد ہے، اغنی بمعنی یغنی ہے) اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں (اٹھتے لپٹتے شعلے، اس کے چہرے کے پُر رونق و سرخ ہونے کی وجہ سے اُسے لہب کی کنیت سے پکارا جاتا تھا) اور اس کی بیوی (اس کا عطف "یصلی" کی ضمیر پر ہے، اور یہ عطف مفعول وصفت کے مابین فصل کے باعث لایا گیا ہے، امراتہ سے مراد ابولہب کی بیوی ام جمیل ہے......۳......) اٹھانے والی (حمالة رفع اور نصب دونوں کے ساتھ ہے) لکڑی کا گٹھا (کانٹے اور سعدان کی لکڑیاں آقائے دوجہاں ﷺ کی راہ میں بکھیر دیتی تھی) اس کی گردن (جیدھا بمعنی عنقھا ہے) میں کھجور کی چھال کا رسا ("مسد" کھجور کی بَل دی ہوئی چھال کو کہتے ہیں، اور یہ جملہ "حمالة الحطب" سے حال بن رہا ہے جو کہ امراته کی صفت ہے، یا خبر ہے مبتداء مقدر کی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿تبت يدا ابی لهب وتب﴾

تبت: فعل، یدا ابی لهب: مرکب اضافی فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تب: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر، ملکر جملہ دعائیہ۔

﴿ما اغنی عنه ماله وما كسب سيصلى نارا ذات لهب﴾

ما اغنی: فعل نفی، عنه: ظرف لغو، ماله: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما کسب: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، سیصلی: فعل با فاعل، نارا: موصوف، ذات لهب: صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وامراته حمالة الحطب فی جيدها حبل من مسد﴾

و: عاطفہ، امراته: "سیصلی" کی ضمیر فاعل "هو" پر معطوف ہے، ملکر جملہ فعلیہ، حمالة الحطب: فعل محذوف "اذم" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔ فی جيدها: ظرف مستقر خبر مقدم، حبل: موصوف، من مسد: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......سورہ ابی لھب......☆ جب نبی کریم ﷺ نے کوہ صفاء پر عرب کے لوگوں کو دعوت دی ہر طرف سے لوگ آئے تھے اور حضور ﷺ نے ان سے اپنے صدق وامانت کی شہادتیں لینے کے بعد فرمایا ﴿انی لكم نذير بين يدی عذاب شديد﴾ اس پر ابولہب نے حضور ﷺ سے کہا تھا کہ تم تباہ ہو جاؤ کیا تم نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی اور اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کی طرف سے جواب دیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ابولہب کی تاریخ، انجام اور وجہ مذمت:

۱.....اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿تبت یدا ابی لھب و تب تباہ ہوجائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا (تبت:۱)﴾۔ ابولہب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتے میں چچا تھا، اور اس کا نام عبد العزی بن عبد المطلب تھا، اور کنیت عتبہ تھی۔ اسے ابولہب اس لئے پکارتے تھے کہ یہ رونق چہرے والا تھا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت اذیتیں دی تھیں اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت بغض رکھتا تھا۔ دین اسلام میں نقص نکالتا تھا۔ (ابن کثیر، ج٤، ص ٦٩٩)

امام رازی لکھتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ ابولہب بدر سے بھاگ گیا تھا اور واقعہ بدر کے بعد سات راتیں زندہ رہا۔ ام الفضل نے اُس کے سر پر خیمے کی چوب مار کر زخمی کردیا اور یہی زخم اس کی موت کا سبب بنا۔ پس اللہ عزوجل نے اُسے ذلیل کردیا اس کے بیٹوں نے اُسے دو یا تین رات تک پڑے رہنے دیا اور دفن نہ کیا یہاں تک کہ گھر میں پڑے پڑے اس کی لعش سے تعفن اٹھنے لگا، کسی قریش کے شخص نے اُس کے بیٹے سے کہا کہ اپنے باپ کو دفناتے کیوں نہیں جیسا کہ دیگر لوگوں کو دفنایا جاتا ہے تو اس نے کہا کہ لوگ اس کی بیماری سے ڈرتے ہیں اور ہمیں بھی خوف ہے کہ یہ زخم جس کی وجہ سے ہمارے والد کا انتقال ہوا ہے کہ طاعون کی شکل اختیار کرگیا ہے، ہم کہیں اس میں مبتلا نہ ہوجائیں، پھر انہوں نے کوشش کرکے اسے دفن کردیا، پس اللہ عزوجل نے صحیح فرمایا ہے: ﴿ما اغنی عنه ماله وما کسب اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا (لھب:۲)﴾ پس اس کی موت کفر پر ہوئی اور اس کے مال واسباب اُسے کام نہ آئے۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۳۵۲ وغیرہ ملخصاً)

☆.....حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر جلوہ افروز ہوئے اور بلند آواز سے ندا فرمائی: ''اے بنی فہر'' یا فرمایا: ''اے بنی عدی!'' یہ قریش کے خاندان تھے، یہاں تک کہ وہ سارے ہی جمع ہوگئے اور جو خود نہیں حاضر ہوسکتے تھے انہوں نے اپنے نمائندے روانہ کردیئے تاکہ ملاحظہ کریں کہ انہیں کس کے لئے بلایا گیا ہے۔ پس ابولہب بھی آگیا اور دیگر قریش بھی آگئے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں تم سے یہ کہوں کہ وادی کے (اُس جانب سے) تم پر کوئی لشکر حملہ آور ہونے کو ہے تو کیا تم میری تصدیق کروگے''، لوگوں نے کہا: کیوں نہیں! ہم آپ کو صادق مانتے ہیں، فرمایا: ''پس میں تم کو اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈراتا ہوں''، ابو لہب بولا: تم نے ہمیں اس مقصد کے لئے جمع کیا تھا، تمہاری بربادی ہو (معاذ اللہ عزوجل!)، پس یہ سورت نازل ہوئی۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ لھب، رقم: ٤٩٧٢، ص ٨٩١)

ابولہب کی اولاد کی مذمت وھلاکت:

۲.....اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ما اغنی عنه ماله وما کسب اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور جو کمایا (تبت:۲)﴾۔ روایت کی جاتی ہے کہ ابولہب کے تین بیٹے تھے جس میں سے دو یعنی عتبہ اور معتب فتح مکہ کے دن اسلام لے آئے تھے لیکن اپنا اسلام چھپائے رکھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعا دی اور اسی دعا کی برکت سے دونوں کو شہادت ملی اور غزوہ حنین وطائف میں شہید ہوئے۔ ابولہب کا تیسرا بیٹا جس کا نام عتیبہ تھا، یہ اسلام نہ لایا۔ کہا جاتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں ام کلثوم بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عتیبہ اور رقیہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عتبہ کے نکاح میں تھیں لیکن جب ابولہب کے متعلق یہ سورت نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے بزور طلاق دینے کا مطالبہ کیا اور انہیں طلاق دلوائی۔ عتیبہ اپنے باپ کے ساتھ ملک شام کے تجارت کے سفر کے لئے نکلا تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات تلفظ کئے، بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو بارگاہ اقدس میں طلاق دے ڈالی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی کہ اے اللہ عزوجل اس پر اپنا کتا مسلط فرما، پس ابوطالب بھی اس واقعہ سے مغموم ہوئے کیونکہ وہ بھی اس وقت حاضر تھے۔ یہ لوگ ملک

شام میں رات کے وقت قیام پزیر تھے کہ شیر اُس پر حملہ آور ہوا اور عتیبہ کو چیر پھاڑ ڈالا۔ (روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۶۸۶ ملخصاً)

ابولھب کی زوجہ کی تاریخ وھلاکت:

۳......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وامراتہ حمالۃ الحطب اوراس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی (لھب:۱)﴾۔ اس کا نام ام جمیل بنت حرب، ابوسفیان بن حرب کی بہن تھیں۔ یہ عورت سید عالم ﷺ کی عداوت میں انتہاء درجے تک پہنچی ہوئی تھی۔ سید عالم ﷺ کو نقصان پہنچانے کے لئے آپ ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھاتی تھی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ سید عالم ﷺ کی چغلی کیا کرتی تھی، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ لوگوں کے مابین چغلی کے ذریعے فساد قائم کرنا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ یہ سید عالم ﷺ کو فقر سے عار دلاتی تھی، پس اُسے لکڑی اٹھانے سے عار دلائی گئی۔ واحدی کہتے ہیں کہ عربی زبان میں مسد بمعنی فعل ہے، یعنی بل کھائی ہوئی رسی جو وہ لکڑیوں کو اکٹھا رکھنے کی غرض سے اپنے گلے میں باندھ کر اٹھانے کا اہتمام کرتی تھی، یہی حال اس کا ہونا ہے کہ وہ جہنم کی آگ میں اسی طرح ڈالی جائے گی اور اس کے گلے میں جہنم کی آگ کی بیڑیاں ہونگی۔ ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ رسی تو جہنم میں جل جاتی ہے، کیسے باقی رہے گی؟ ہم (امام رازی) کہتے ہیں کہ جلد، گوشت اور ہڈی ہمیشہ جہنم میں باقی رہے گا اور ایک قول یہ ہے کہ رسی دھاگے کی نہ ہوگی کہ جل جائے بلکہ لوہے کی زنجیر ہوگی اور مسد بمعنی فتل ہے، چہ جائے کہ دھاگے کی ہو یا لوہے کی اگر اللہ عزوجل باقی رکھنا چاہے ضرور باقی رہے گی۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۳۵۳ وغیرہ ملخصاً وملتقطاً)

اغراض:

مکیۃ: بالاجماع یہ سورت پاک مکی ہے۔ لما دعا النبی ﷺ: یعنی جب سید عالم ﷺ نے ندا فرمائی۔ قومہ: یعنی مومنین اور کافرین سب کو اور یہ اس وقت ہوا جب آیت مقدسہ نازل ہوئی: ﴿وانذر عشیرتک الاقربین اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ (الشعراء:۲۱٤)﴾، پس سید عالم ﷺ کوہِ صفا پر چڑھ گئے اور پکارا: اے لوگو! بولے کون پکار رہا ہے؟ فرمایا: محمد (ﷺ)! پس لوگ انکی جانب جمع ہو گئے، پس فرمایا: اے بنی فلاں بن فلاں، اے بنی فلاں بن فلاں، اے قوم عبد مناف، اے بنی عبد المطلب، پس لوگ ان کی جانب متوجہ ہونے لگے، پس فرمایا: "اگر میں یہ کہوں کہ پہاڑوں کے دامن سے ایک گھوڑا نمودار ہونے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرلو گے؟ بولے: ہم نے آپ کو جھوٹا نہیں پایا، فرمایا: میں تمہیں اللہ عزوجل کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں، المختصر۔ مزید حاشیہ نمبر "۱" بخاری کی روایت کا مطالعہ کیجئے۔ وھذہ خبر: یعنی ابولہب کے نقصان کی خبر دینا مراد ہے، جس طرح پہلے جملے میں ہوا ہے، اور یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ دونوں ہی جملے اس کی بربادی کی دعا کے لئے کہے گئے ہیں کیونکہ نام تو اس بد بخت کا عبد العزی تھا لیکن اس کی کنیت اس کی خباثتوں کی وجہ سے زیادہ قبیح رکھی گئی اور اسی سے پکارا گیا اور یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ اللہ عزوجل اُسے آگ میں ڈال کر اس کی نسبت محقق کرنا چاہتا ہو۔ تلقیہ: رات کو سید عالم ﷺ کو اذیت دینے کی غرض سے۔ وکسبہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ما﴾ مصدر یہ ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ موصولہ بمعنی "الذی" ہو اور ضمیر عائد محذوف ہو یعنی یوں ہو: "والذی کسبہ"۔ ای ولدہ: یعنی عتیبہ تصغیر کے ساتھ، جب کہ عتبہ اور معتب دونوں اسلام لے آئے۔

فھی مآل تکنیتہ: اس کے نام کے بجائے کنیت کی جانب نسبت کی گئی جب کہ اس کا نام عبد العزی تھا جو کہ کنیت کے مقابلے میں اکرم ومحترم تھا؟ اس کی وضاحت یہ ہے کہ کنیت کا ذکر اس کے حال کے اعتبار سے کیا گیا، اُسے لہب کہا گیا اور وہ جہنم میں جائے گا یا یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ اُسے نام سے ذکر کرنا خلاف واقعہ ہو سکتا ہے اس لئے کہ در حقیقت تو وہ عبد اللہ تھا نہ کہ عبد العزی۔ وھی ام جمیل: یہ ابو سفیان بن حرب کی بہن تھی، بانجھ تھی اور گلے میں رسی کے پھندے کی وجہ سے مرگئی۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۳٤۹ وغیرہ)

سورۃ الاخلاص مکیۃ او مدنیۃ وھی اربع او خمس آیات

(سورۂ اخلاص مکی یا مدنی ہے،جس میں چار یا پانچ آیتیں ہیں)

تعارف وفضائل سورۃ الاخلاص

اس سورت میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، پندرہ کلمات، چوہتر حروف ہیں۔

☆......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اپنے رب عزوجل کا نسب بیان کرو تو اللہ عزوجل نے یہ سورہ مبارکہ نازل فرمائی ﴿قل ھو اللہ احد اللہ الصمد......الخ﴾ پس وہ صمد ہے جو کسی کی اولاد نہ ہو اور نہ اس کی اولاد ہو کیونکہ ہر ولد عنقریب مرجائے گا اور جو مرتا ہے، اس کا عنقریب وارث بھی ہوتا ہے اور بیشک اللہ عزوجل کو نہ موت آئے گی اور نہ کوئی اس کا وارث ہوگا ﴿ولم یکن لہ کفوا احدا﴾ آپ نے فرمایا اس کا کوئی مشابہ ہے نہ کوئی ہم سر اور نہ کوئی چیز اس کی مثل ہے۔(سنن الترمذی، کتاب تفسیر، باب سورۃ الاخلاص، رقم:۳۳۷۵،ص۹۷۰)

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ایک لشکر میں بھیجا اور وہ اصحاب کو نماز پڑھاتے تھے وہ سورت ملانے کے بعد آخر میں ''قل ھو اللہ احد'' پڑھتے تھے جب لوگ لشکر سے واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں ان لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا یہ سورت رحمٰن کی صفت ہے اس لئے میں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں آپ نے فرمایا اس سے کہو کہ اللہ عزوجل بھی اس سے محبت کرتا ہے۔(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب ماجاء فی دعاء النبی، رقم:۷۳۷۵،ص۱۲۶۹، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل قراءۃ قل ھو اللہ احد، رقم:(۱۷۷۴)/۸۱۳،ص۳۷۰) اس سورت میں عقیدہ توحید کو بڑی جامعیت اور دل کش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔اللہ عزوجل کی ذات وصفات کاملہ کے بارے میں جس قسم کی غلط فہمیاں نوع انسانی کے کسی حلقہ میں پائی جاتی تھیں ان تمام کا ازالہ یہ سورت نازل کر کے کردیا۔بعض کہتے ہیں کہ یہ عالم قدیم ہے اس کا کوئی خالق ومبداء نہیں، یہ خود بخود وجود میں آیا ہے یہ کہنے والے چاہے کوئی بھی ہوں یہ سورت نازل فرما کر ان سب کا رد فرمادیا کہ اس کائنات کا خالق بھی ہے اور ہے بھی اکیلا ﴿قل ھو اللہ احد﴾۔

رکوع نمبر:۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

سُئِلَ النَّبِیُّ عَنْ رَّبِّہٖ فَنَزَلَ ﴿قل ھو اللہ احد (۱)﴾ فَاللّٰہُ خَبَرُ ھُوَ وَاَحَدٌ بَدَلٌ مِنْہُ اَوْخَبَرٌ ثَانٍ ﴿اللہ الصمد (۲)﴾ مُبْتَدَاءٌ وَّخَبَرٌ اَیِ الْمَقْصُوْدُ فِی الْحَوَائِجِ عَلَی الدَّوَامِ ﴿لم یلد﴾ لِاِنْتِفَاءِ مُجَانَسَتِہٖ ﴿ولم یولد (۳)﴾ لِاِنْتِفَاءِ الْحُدُوْثِ عَنْہُ ﴿ولم یکن لہ کفوا احد (۴)﴾ اَیْ مُکَافِیًا وَّمُمَاثِلًا فَلَہٗ مُتَعَلِّقٌ بِکُفُوًا وَقُدِّمَ عَلَیْہِ لِاَنَّہٗ مَحَطُّ الْقَصْدِ بِالنَّفْیِ وَاُخِّرَ اَحَدٌ وَھُوَ اِسْمُ یَکُنْ عَنْ خَبَرِھَا رِعَایَۃً لِّلْفَاصِلَۃِ.

﴿ترجمہ﴾

(نبی پاک ﷺ سے ان کے رب کے بارے میں سوال کیا گیا تو یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی......۱......)تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے(اس جملے میں اللہ عزوجل خبر ہے ھو کی، اور احد مبدل منہ یا خبر ثانی ہے) اللہ بے نیاز ہے(مبتداء خبر ہیں، یعنی تمام احتیاجوں میں ہمیشہ وہی مقصود ہے......۲......) نہ اس کی کوئی اولاد(یعنی اس کی جنس کا کوئی نہیں ہے) اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا(حادث ہونے سے پاک ہے) اور نہ اس کا کوئی کفو ہے(یعنی اس جیسا یا اس کے مماثل کوئی نہیں......۳......،اور ''لہ'' متعلق ہے ''کفوا'' کے اور ''لہ'' کو نفی کی غرض

سے مقدم کیا ہے اور یکن کے اسم کو خبر کے بعد آخر میں لائے تا کہ فاصلے کی رعایت کو ملحوظ رکھا جاسکے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل هو الله احد﴾

قل: قول، هو: ضمیر شان، الله: مبتدا، احد: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد﴾

الله: مبتدا، الصمد: خبر اول، لم يلد: فعل نفی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لم يولد: فعل نفی با نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لم يكن: فعل نفی ناقص، له: ظرف لغو مقدم، كفوا: صفت مشبہ با فاعل، ملکر شبہ جملہ خبر مقدم، احد: اسم موخر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......سورہ اخلاص...... ☆ کفار مکہ نے سید عالم ﷺ سے اللہ ﷻ کے متعلق طرح طرح کے سوال کئے، کوئی کہتا کہ اللہ ﷻ کا نسب کیا ہے؟ کوئی کہتا وہ سونے کا ہے؟ کوئی کہتا وہ چاندی کا ہے یا لوہے کا ہے؟ یا لکڑی کا ہے؟ کس چیز کا ہے؟ کسی نے کہا وہ کیا کھاتا ہے کیا پیتا ہے؟ ربوبیت اس نے کس سے ورثے میں پائی؟ اور اس کا کون وارث ہوگا؟ ان کے جواب میں اللہ ﷻ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنی ذات وصفات کا بیان فرما کر معرفت کی راہ واضح کی اور جاہلانہ خیالات واوہام کی تاریکیوں کو جن میں لوگ گرفتار تھے اپنی ذات وصفات کے انوار کے بیان سے مضمحل کر دیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سورۃ الاخلاص کے فضائل، برکات اور اہم نکات:

۱......سورت اخلاص اپنے اندر کئی راز و نیاز اور برکات کو لئے ہوئے ہے، ہم نیچے ترتیب وار عنوان قائم کر کے بیان کریں گے۔

اسباب نزول: (۱)......مشرکین میں سے کچھ لوگ عامر بن طفیل کی معیت میں سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ آپ (ﷺ) ہمارے بتوں کو برا بھلا بولتے ہیں، اپنے آبائی دین کی مخالفت کرتے ہیں، پس اگر آپ ضرورت مند ہیں تو ہم آپ کو غنی کر دیں، اگر آپ (معاذ اللہ) مجنون ہیں تو ہم کچھ علاج کا اہتمام کریں اور اگر کسی عورت سے نکاح کی خواہش رکھتے ہیں تو ہم پوری کرنے کو تیار ہیں، پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: "نہ تو میں فقیر ہوں اور نہ ہی مجنون اور نہ ہی کسی عورت سے نکاح کی خواہش رکھتا ہوں، میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہیں اُسی ایک واحد حقیقی کی عبادت کی تلقین کرتا ہوں"، اُن میں سے کسی نے کہا چلیں ہمیں یہ بتائیں کہ آپ کے رب کی جنس کیا ہے؟ یعنی وہ (معاذ اللہ) سونے کا ہے یا چاندی کا بنا ہوا ہے، پس اللہ نے یہ سورت نازل فرمائی، بولے تین سو ساٹھ بت ہماری خواہشات کو پوری نہیں کر سکتے، ایک خدا (معاذ اللہ) کیسے مخلوق کی خواہشات کو پورا کر سکے گا؟۔

(۲)......یہود سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور ان کے ساتھ کعب بن اشرف بھی تھا، بولے اے محمد (ﷺ)! یہ سب تو اللہ کی تخلیق ہے مگر اللہ کو کس نے بنایا ہے؟ پس سید عالم ﷺ نے غصہ فرمایا اور جبرائیل امین تشریف لائے اور انہیں اطمینان دلایا اور فرمایا: اے محمد ﷺ! اپنے بازو نرمی کرتے ہوئے بچھا دیجئے، پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿قل هو الله احد﴾ اور اُن پر تلاوت فرمائی تو بولے ہمیں بتائیں کہ اللہ کی صنف کیا ہے، اس کے بازو کلائیاں کیسی ہیں؟ پس سید عالم ﷺ نے پہلے سے زیادہ غضب فرمایا، پس جبرائیل امین

تشریف لائے اور فرمایا: ﴿وما قدروا الله حق قدرہ یہود نے اللہ کی قدرت نہ جانی جیسی چاہیے تھی (الانعام: ۹۱)﴾۔
(۳)......نصاریٰ کے سوال کے جواب میں نازل ہوئی، ابن عباس کہتے ہیں کہ نجران کا ایک وفد آیا، بولے: ہمیں اپنے رب کی صفات بیان کیجئے کہ وہ زبرجد، یاقوت، سونے یا چاندی کا ہے؟ پس فرمایا: ''اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے، وہ اشیاء کا خالق ہے، پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿قل ھو اللہ احد تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے (الاخلاص: ۱)﴾، بولے: وہ واحد ہے، اور تم بھی واحد ہو، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اس کی مثل کوئی چیز نہیں''، بولے: مزید صفات بیان کیجئے۔ پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ بے نیاز ہے''، بولے بے نیاز کیا ہوتا ہے؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جسے مخلوق سے کسی قسم کی حاجت نہ ہو''، بولے مزید صفات بیان کیجئے، فرمایا: ''اس کی کوئی اولاد نہیں جیسا کہ مریم اپنے والدین کی اولاد ہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ بی بی مریم کی اولاد ہیں اور اس کا ہمسر کوئی نہیں یعنی اس کی مخلوق میں اس کی طرح کوئی بھی نہیں۔

سورت اخلاص کے کئی نام: اس کے کئی نام ہیں: (۱)...... سورۃ التفرید، (۲)...... سورۃ التجرید، (۳)...... سورۃ التوحید، (۴)......سورۃ الاخلاص کیونکہ اس میں اللہ کی صفات جلالیہ بیان ہوئی ہیں اور اس کا اعتقاد وہی رکھتا ہے جو دین میں مخلص ہو۔ (۵)......سورۃ النجاۃ یعنی یہ سورت اپنے قاری کو تشبیہ اور دنیا میں کفر اور آخرت کے عذاب سے نجات دلاتی ہے۔ (۶)...... سورۃ الولایۃ یعنی جو یہ سورت (توجہ) سے پڑھے گویا ولایت پالے، یعنی اللہ عزوجل کے اولیاء میں شامل ہو جائے کیونکہ جو اللہ عزوجل کو اس طرح پہچان لے جیسا کہ حق ہے تو رحمت نعمت اور سب کچھ مل جائے۔ (۷)...... سورۃ النسبۃ یعنی لوگوں کے سوال کے جواب میں نازل ہوئی جو وہ اللہ عزوجل کے نسب کے بارے میں کرتے تھے۔ (۸)...... سورۃ المعرفۃ یعنی وہ سورت ہے جس کی وجہ سے اللہ عزوجل کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ (۹)......سورۃ الجمال ہے جیسے سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے''۔ (۱۰)...... سورۃ المقشقشۃ یعنی مرض کی تشخیص کرنے والی سورت ہے، پس جس نے اس سورت کو پہچان لیا، اُسے شرک و نفاق سے برائت مل جائے گی۔ (۱۱)...... سورۃ المعوذۃ یعنی (شیطان سے) پناہ مانگنے والی سورت ہے۔ (۱۲)...... سورۃ الصمد یعنی اللہ عزوجل کے خاص ذکر کے ساتھ مختص کی گئی ہے۔ (۱۳)......سورۃ الاساس یعنی ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کی بنیاد اللہ عزوجل وحدہ نے رکھی ہے۔ (۱۴)...... سورۃ المانعۃ یعنی یہ سورت عذاب قبر اور جھلسانے والے ستاروں سے بچاتی ہے۔ (۱۵)...... سورۃ المحضر یعنی یہ وہ سورت ہے جس کی قرائت کی وجہ سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ (۱۶)......سورۃ المنفرۃ یعنی اس کی قرائت کرنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (۱۷)......سورۃ البرائۃ ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورۃ اخلاص سو مرتبہ پڑھی چاہے نماز میں یا علاوہ نماز میں، اس کے لئے جہنم سے برائت لکھ دی جاتی ہے''۔ (۱۸)...... سورۃ المذکرۃ یعنی وہ سورت ہے جس میں خاص توحید کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اللہ عزوجل کو کسی کی حاجت نہیں۔ (۱۹)...... سورۃ النور ہے یعنی سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کا نور ہوتا ہے اور قرآن کا نور سورۃ الاخلاص ہے''۔ (۲۰)...... سورۃ الامان ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس بندے نے لا الہ الا اللہ کہا وہ میرے تیار کردہ محل (جنت) میں داخل ہوگا اور جو جنت میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے بچ جائے گا''۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۳۵۶ وغیرہ)

احادیث کی روشنی میں فضائل: ☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک انصاری (حضرت کلثوم بن ہدم) مسجد قباء میں امامت کے منصب پر فائز تھے، وہ جب بھی نماز میں کوئی سورت ملاتے تو سورۃ الاخلاص سے ابتداء کرتے، اس کے بعد کوئی اور سورت پڑھتے، اور ہر دو رکعت میں اسی طرح کرتے تھے، ان کے اصحاب نے کہا: آپ پہلے یہ سورت پڑھتے ہیں اور اس کو کافی نہیں سمجھتے اور

کوئی اور سورت ملاتے ہیں، یا تو یہی سورت پڑھیں یا اس کو چھوڑ کر کوئی اور سورت پڑھ لیا کریں، انہوں نے جواب دیا: میں اس سورت کو چھوڑنے والا نہیں ہوں، تم کو پسند ہو تو میں تم کو امامت کراؤں اور پسند نہ ہو تو امامت نہ کراؤں، اور لوگ ان کو اپنے سے افضل سمجھتے تھے اور کسی دوسرے کو امام بنانا ناپسند کرتے تھے، جب نبی کریم ﷺ وہاں پہنچے تو لوگوں نے آپ ﷺ کو یہ واقعہ بیان کیا، آپ ﷺ نے اُن صاحب سے فرمایا: ''تم اپنے اصحاب کی بات کیوں نہیں مانتے اور ہر رکعت میں اس سورت کو پڑھنے کی وجہ کیا ہے''؟، انہوں نے جواب دیا: میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سورت کی محبت نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا''۔

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ الاخلاص، رقم: ۲۹۰۱، ص ۸۲۲)

☆......حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی شخص اس سے عاجز ہے کہ وہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھے''، صحابہ نے کہا: ہم ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟، فرمایا: ''سورۃ الاخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے''۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل قرائۃ، رقم: (۱۷۷۰)/۸۱۱، ص ۳۶۹)

☆......حضرت ابی بن کعب روایت کرتے ہیں کہ مشرکین نے سید عالم ﷺ سے کہا: آپ اپنے اللہ عزوجل کا سلسلۂ نسب بیان کریں، تو یہ سورت پاک نازل ہوئی: ﴿قل هو الله احد الله الصمد تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے (الاخلاص: ۱تا۲)﴾، یعنی صمد سے مراد وہ ذات ہے جو کسی کی اولاد نہ ہو اور نہ اس کی کوئی اولاد ہو کیونکہ ہر اولاد عنقریب مرجائے گی اور جو مرتا ہے اس کا کوئی وارث بھی ہوتا ہے اور بیشک اللہ عزوجل نہ تو مرے گا اور نہ ہی اس کا کوئی وارث ہوگا: ﴿ولم يكن له كفوا احد اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی (الاخلاص: ۴)﴾، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا کوئی مثل نہیں نہ کوئی ہم سر ہے اور نہ ہی کوئی مثل ہے''۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر، باب سورۃ الاخلاص برقم: ۳۳۷۵، ص ۹۷۰)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دن بھر میں دو سو مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھی، اللہ عزوجل اس کے پچاس سال کے گناہ معاف فرمادے گا مگر یہ کہ اس پر دَین (قرضہ) ہو''۔

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ الاخلاص، رقم: ۲۹۰۸، ص ۸۲۲)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سید عالم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ کسی کے سورۃ الاخلاص پڑھنے کی آواز سنائی دی، پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی''، پوچھا گیا کیا واجب ہوگئی؟، فرمایا: ''جنت''۔ (المرجع السابق، برقم: ۲۹۰۶)

اللہ عزوجل کے بے نیاز ہونے کی وجوہات:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿الله الصمد اللہ بے نیاز ہے (الاخلاص: ۲)﴾۔ اللہ عزوجل کے بے نیاز ہونے کی کئی وجوہات ہیں: (۱)...... اللہ عزوجل بے نیاز ہے یعنی عالم ہے ہر چیز کا اور سردار ہے، ہر حاجت اُسی کی جانب لوٹ کر پوری ہوتی ہے۔ (۲)......صمد کے معنی حلم والا ہونا ہے یعنی ایسا سردار ہے جو حلم و کرم والا ہے۔ (۳)......ضحاک کہتے ہیں کہ صمد سے مراد وہ ہے جس تک وصف صمدیت کی انتہاء ہو جائے۔ (۴)......اصم کہتے ہیں کہ صمد سے مراد اشیاء کا خالق ہے، اور اسی لئے تمام اشیاء اُس کی سرداری کا تقاضا کرتی ہیں۔ (۵)......سُدی کہتے ہیں کہ صمد وہ ہوتا ہے جس کی جانب رغبتوں کا قصد کیا جائے اور مصائب سے پناہ طلب کی جائے۔ (۶)...... حسین بن فضل البجلی کہتے ہیں کہ صمد سے مراد وہ ہے جو اپنی چاہت کے مطابق کرے، جو چاہے حکم کرے، اس کے حکم پر کسی کو کوئی پس و پیش نہ ہو اور نہ ہی کوئی اس کے ارادوں کو رد کر سکے۔ (۷)...... معظم سردار کو بھی صمد کہتے ہیں۔ (۸)......وہ اپنی بزرگی میں منفرد ہے، اس کے علاوہ کسی دوسرے کا تقاضا نہیں کیا جا سکتا۔ (۹)...... بے پرواہ ہے، اللہ عزوجل نے

فرمایا:﴿وھو الغنی الحمید اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا(الحدید:۲٤)﴾۔(۱۰)......وہ ذات جس کے اوپر کوئی اور نہ ہو، جیسا کہ فرمایا:﴿وھو القاھر فوق عبادہ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر(الانعام:۱۸)﴾، جسے اپنے سے اوپر کسی کے ہونے کا خوف نہ ہو اور نہ ہی لوگ اللہ ﷻ کے سوا کسی اور سے اپنی احتیاجوں کی امید رکھیں۔(۱۱)......قتادہ کہتے ہیں کہ جو نہ کھاتا ہو اور نہ ہی پیتا ہو، جیسا کہ اللہ نے فرمایا:﴿وھو یطعم و لا یطعم اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے(الانعام:١٤)﴾۔(۱۲)......قتادہ ہی سے ایک قول یہ ہے کہ صمد وہ ذات ہے جو مخلوق کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہنے والی ہے، جیسا کہ فرمایا:﴿کل من علیھا فان زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے(الرحمن:٢٦)﴾۔(۱۳)......حسن بصری کہتے ہیں کہ صمد وہ ذات ہے جسے کبھی زوال ہو ہی نہیں سکتا۔(۱۴)......ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صمد سے مراد وہ ذات ہے جو موت، وارثت، میراث سے پاک ہے۔(۱۵)......یمان اور ابو مالک کہتے ہیں مراد وہ ذات ہے جسے نیند نہیں آتی اور نہ ہی سہو ہوتا ہے۔(۱۶)......ابن کیسان کہتے ہیں صمد سے مراد وہ ہے کہ (عین اس جیسا صمد) کوئی اور نہیں ہو سکتا۔(۱۷)......مقاتل بن حیان کہتے ہیں وہ ذات مراد ہے جس میں عیب نہیں ہے۔(۱۸)......ربیع بن انس کہتے ہیں صمد وہ ذات جسے آفات (وحادثات وغیرہ) عارض نہیں ہو سکتے۔(۱۹)......سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ ذات جو اپنی تمام صفات وافعال میں کامل ہے۔(۲۰)......جعفر صادق کہتے ہیں صمد وہ ذات ہے جو (دوسروں پر) غلبہ والا ہے نہ کہ اُس پر کوئی غلبہ کر سکے۔(۲۱)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی ذات ہر چیز سے بے پرواہ ہے۔(۲۲)......ابو بکر وراق کہتے ہیں صمد وہ ذات ہے جو جمیع مخلوق کی کیفیات سے مطلع رہتی ہے۔(۲۳)......وہ ذات کہ آنکھیں اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔(۲۴)......ابو العالیہ اور محمد قرظی کہتے ہیں کہ وہ ذات مراد ہے جو پیدا ہونے اور پیدا کرنے سے پاک ہے۔(۲۵)......ابن عباس کہتے ہیں صمد وہ بڑی ذات ہے کہ اس کے اوپر کوئی اور نہیں۔(۲۶)......اللہ ﷻ کی ذات نقصان اور زیادتی کو قبول کرنے سے پاک ہے، اور تغیرات اور تبدیلات کے وارد ہونے سے بھی پاک ہے اور زمان ومکان، سمت وجہت کے احاطہ سے بھی پاک ہے۔ (الرازی، ج۱۱،ص ۳٦٢ وغیرہ)

الاخلاص "۳" اور "٤" کے تحت علامہ قرطبی کا نظریہ:

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی(الاخلاص:۳تا٤)﴾۔ابن عباس کہتے ہیں جیسا کہ بی بی مریم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی اور جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام پیدا کئے گئے، اللہ ﷻ اس قسم سے پیدا کرنے یا ہونے سے پاک ہے۔اس آیت میں نصاری کا رد ہے جو کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ ﷻ کا بیٹا مانتے تھے۔اللہ ﷻ کے مثل کوئی نہیں ہے، یعنی اول وآخر بس اللہ ﷻ ایک ہی ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ (القرطبی، الجزء:۳۰،ص۲۲۷)

اغراض:

ای المقصود فی الحوائج: یہ﴿الصمد﴾ کے معنی میں مذکور اقوال میں سے ایک قول ہے جو کہ مشہور ہے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد وہ ذات اقدس ہے جس کا کوئی جوف (پیٹ) نہیں، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد وہ ذات باری ہے جو مخلوق کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہنے والی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ذات جس کے اوپر کوئی نہیں ہو سکتا۔

لانتفاء مجانسته: بمعنی لظہرہ ہے، اس لئے کہ بیٹا باپ کی جنس سے ہوتا ہے اور اللہ ﷻ جیسا کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ واجب ہے اور اس کے علاوہ اُس جیسا دوسرا ہونا ممکن ہی نہیں اور یہ بھی کہ بیٹا اپنے باپ کی مدد چاہتا ہے اور اس کے بعد اس کا نائب بنتا ہے اور اللہ ﷻ کے لئے یہ سب کچھ محال ہے اور اُسے فنا نہیں ہے۔لانتفاء الحدوث عنه: ہر پیدا ہونے والا جسم رکھتا ہے اور اُسے فنا بھی

ہوتی ہے جب کہ اللہ ﷻ کے لئے یہ سب محال ہے۔

وممَاثلا: عطف تفسیری ہے، جاننا چاہیے کہ کفو شبیہ، نظیر اور مثیل سے عام ہے، پس ''المثل'' سے مراد وہ ہے جو تمام صفات میں شریک ہو، اور ''الشبیہ'' سے مراد وہ ہے جو غالب معاملات میں شریک ہو، اور ''النظیر'' سے مراد وہ ہے جو کم معاملات میں شریک ہو اور اللہ ﷻ تمام باتوں سے منزہ ہے۔

قدم علیہ: ہونا یہ چاہیے کہ ظرف کو ''کفوا'' سے مؤخر کرتے لیکن نفی مکافات کی اہمیت کے پیش نظر مقدم لائے کیونکہ یہاں یہی مقصود تھا۔ لانہ محط القصد بالنفی: اللہ ﷻ کی ذات سے مکافات کی نفی کا قصد کیا گیا ہے، پس اسی اعتبار سے (ماقبل میں ظرف کو مقدم کیا)، اور اس سورت میں آٹھ اصول کفر کی نفی کی گئی ہے: التر کیب، والعدد، النقص بمعنی الاحتیاج، والقلۃ بمعنی البساطۃ، والعلۃ، والمعلول، والشبیہ، والنظیر۔ پس کثرت اور عدد کی نفی اس فرمان سے ہوتی ہے: ﴿قل ھو اللہ احد﴾، نقص اور قلت کی نفی اس فرمان سے ہوتی ہے: ﴿اللہ الصمد﴾، علت و معلول کی نفی اس فرمان سے ہوتی ہے: ﴿لم یلد ولم یولد﴾ اور شبیہ اور نظیر کی نفی اس فرمان سے ہوتی ہے: ﴿ولم یکن لہ کفوا احد﴾۔ (الصاوی، ج٦، ص ٣٥٤)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة الفلق مكية او مدنية وهى خمس آيات

(سورۃ الفلق مکی یا مدنی ہے، جس میں پانچ آیتیں ہیں)

تعارف وفضائل سورة المعوذتين

☆......حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رات کو سید عالم ﷺ اپنے بستر پر تشریف لاتے تو سورۃ الاخلاص، الفلق اور الناس پڑھ کر اپنے جسم ظاہری پر جہاں جہاں ہاتھ پہنچ پاتا پھیرتے اور یہ عمل تین مرتبہ کرتے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الفضائل، باب فضل المعوذات، رقم:۵۰۱۷، ص۸۹۹)

☆......حضرت عقبہ بن عامر جُہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "کیا تم نہیں جانتے کہ آج رات مجھ پر ایسی سورتیں نازل ہوئی ہیں جن کی مثل کبھی نہیں دیکھی گئی ہیں اور وہ سورۃ الفلق والناس ہیں"۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل قرائۃ المعوذتین، رقم:(۱۷۷۵)/ ۸۱۴، ص۳۷۰)

☆......حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ سے عرض خدمت کی، یارسول اللہ ﷺ! میں سورۂ یوسف وھود کو پڑھوں؟ فرمایا: "اے عقبہ! تم سورۃ الفلق کو پڑھو، تم کوئی سورت نہیں پڑھو گے جو اللہ عزوجل کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہو اور اللہ عزوجل کے نزدیک اس سے زیادہ بلیغ ہو، اگر تم کر سکتے ہو کہ تو اس کو مستقل پڑھتے رہو"۔ (المستدرک، رقم: ۳۹۸۸)

☆......حضرت عابس جہنی کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: اے عابس! کیا میں تمہیں ان کلمات کی خبر نہ دوں جو اللہ عزوجل سے پناہ طلب کرنے میں افضل ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، فرمایا: "معوذتین پڑھ لیا کرو"۔

(سنن النسائی، کتاب الاستعاذۃ، باب ماجاء في سورت المعوذتين، رقم:۵۴۴۲، ص۱۲۲۴)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ اللہ عزوجل کی پاک بارگاہ میں جنات اور انسانوں کی نظر سے پناہ طلب کرتے تھے، پس معوذتین نازل ہوئیں تو آپ نے ان کو شروع کر دیا اور ان کے سوا کو ترک کر دیا"۔

(سنن الترمذی، کتاب الطب عن رسول اللہ، باب ماجاء فی الرقبۃ بالمعوذتین، رقم:۲۰۶۵، ص۶۰۳)

☆......حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اُبی بن کعب سے پوچھا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ المعوذتین کو اپنے مصحف میں نہیں رکھتے تھے؟، انہوں نے جواب دیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ سید عالم ﷺ نے مجھے مطلع کیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا ہے، آپ سورۃ الفلق والناس پڑھیے، تو میں نے پڑھا، انہوں نے کہا کہ ہم وہی پڑھتے ہیں جو سید عالم ﷺ نے پڑھا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ الفلق، رقم: ۴۹۷۶، ۴۹۷۷، ص ۸۹۳، ملخصاً موضحاً)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا معوذتین کے قرآن ہونے میں جو اختلاف نقل کیا گیا ہے، اس سے بعض ملحدین نے اعجاز قرآن پر طعن کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ اگر قرآن مجید کی بلاغت اپنے اعجاز پر پہنچی ہوئی ہوتی تو قرآن مجید اپنے غیر سے ممتاز ہوتا، اور یہ اختلاف بھی نہ ہوتا کہ فلاں قرآن سے ہے یا فلاں قرآن سے نہیں ہے، اور تم کو معلوم ہے کہ معوذتین کے قرآن ہونے پر اجماع ہے اور فقہائے اسلام نے کہا ہے کہ اب معوذتین کے قرآن ہونے کا انکار کرنا کفر ہے اور شاید ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے انکار سے رجوع کر لیا تھا۔ (روح المعانی، الجزء:۳۰، ص۷۱۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿قل اعوذ برب الفلق (۱)﴾ اَلصُّبْحِ ﴿من شرما خلق (۲)﴾ مِنْ حَيَوَانٍ مُكَلَّفٍ وَغَيْرِ مُكَلَّفٍ وَجَمَادٍ كَالسَّمِّ وَغَيْرِ ذٰلِكَ ﴿ومن شر غاسق اذا وقب (۳)﴾ اَيِ الَّيْلِ اِذَا اَظْلَمَ اَوِ الْقَمَرُ اِذَا غَابَ ﴿ومن شر النفثت﴾ اَلسَّوَاحِرِ تَنْفُثُ ﴿فی العقد (۴)﴾ اَلَّتِيْ تَعْقِدُهَا فِي الْخَيْطِ تَنْفَخُ فِيْهَا بِشَيْءٍ تَقُوْلُهُ مِنْ غَيْرِ رِيْقٍ وَقَالَ الزَّمَخْشَرِيُّ مَعَهُ كَبَنَاتِ لَبِيْدِ الْمَذْكُوْرِ ﴿ومن شر حاسد اذا حسد (۵)﴾ اَظْهَرَ حَسَدَهُ وَعَمِلَ بِمُقْتَضَاهُ كَلَبِيْدِ الْمَذْكُوْرِ مِنَ الْيَهُوْدِ الْحَاسِدِيْنَ لِلنَّبِيِّ وَذِكْرُ الثَّلٰثَةِ الشَّامِلُ لَهَا مَا خَلَقَ بَعْدَهُ لِشِدَّةِ شَرِّهَا.

﴿ترجمہ﴾

(سورۂ فلق اور سورۂ ناس اس وقت نازل ہوئیں جب لبید نامی یہودی نے نبی پاک ﷺ پر جادو کر دیا، کسی دھاگے میں گیارہ گرہیں لگائیں، پس اللہ عزوجل نے سید عالم ﷺ کو اس پر مطلع فرمایا اور اس مقام کی بھی خبر دی جہاں یہ سب کیا گیا تھا، پس یہ سب چیزیں سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کی گئیں اور سید عالم ﷺ کو دونوں معوذتین کا حکم کیا گیا، جب سید عالم ﷺ نے ایک آیت پڑھی تو ایک گرہ کھل جاتی اور آپ کی طبیعت بھی سکون پاتی، پس جب ساری ہی گرہیں ایک ایک آیت کی تلاوت کرنے کے ساتھ کھلتی گئیں اور سید عالم ﷺ پرسکون انداز میں ہشاش بشاش اٹھ کھڑے ہوئے) تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا (الفلق بمعنی الصبح ہے۔......۱......) اس کی سب مخلوق کے شر سے (حیوان مکلف وغیر مکلف، جمادات، زہر وغیرہ سے ......۲......) اور اندھیری ڈالنے والی کے شر سے جب وہ ڈوبے (یعنی رات جب چھا جائے اور چاند جب غائب ہو جائے ......۳......) اور پھونکنے والیوں کے شر سے (یعنی جادوگرنیوں کے شر سے جو پھونکتی ہیں) گرہوں میں (جو دھاگے پر کچھ پڑھ کر بغیر تھوکے پھونکتی ہوں، زمخشری کہتے ہیں جیسے لبید مذکور کی لڑکیاں ......۴......) اور حسد والے کے شر سے جب وہ حسد کرے (جس کا حسد ......۵...... ظاہر ہو جیسا کہ لبید مذکورہ بالا یہودی کا جو کہ سید عالم ﷺ کے حسد میں گرفتار تھا اور یہ تینوں چیزیں ''ما خلق'' کے خطاب میں داخل تھیں لیکن ان کے شدید شر ہونے کی وجہ سے دوبارہ بھی ذکر کیا گیا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق ومن شر غاسق اذا وقب ومن شر النفثت فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد﴾

قل: قول، اعوذ: فعل بافاعل، برب الفلق: ظرف لغو اول، من: جار، شر: مضاف، ما خلق: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من: جار، شر: مضاف، غاسق: اسم فاعل بافاعل، اذا: مضاف، وقب: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، من: جار، شر: مضاف، النفثت فی العقد: شبہ جملہ مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، من: جار، شر: مضاف، حاسد: اسم فاعل بافاعل، اذا: مضاف، حسد: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف ثالث، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......قل اعوذ برب الفلق...... ☆لبید بن اعصم یہودی نے آقائے دو جہاں ﷺ پر جادو کیا تھا اور حضور ﷺ کے جسم مبارک اور

اعضائے ظاہرہ پر اس کا اثر ہوا، قلب و عقل و اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا۔ چند روز بعد جبرائیل امین آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ ایک یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کیا ہے۔ اور جادو کا جو کچھ سامان ہے وہ فلاں کنویں میں ایک پتھر کے نیچے داب دیا ہے۔ سید عالم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کو بھیجا، انہوں نے کنویں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر اٹھایا، اس کے نیچے سے کھجور کے گابھے کی تھیلی برآمد ہوئی، اس میں سید عالم ﷺ کے موئے شریف جو کنگھی سے برآمد ہوئے تھے اور کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلہ جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں اور ایک موم کا پتلہ جس میں گیارہ سوئیاں چبھی تھیں، یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکلا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ اللہ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں، ان میں گیارہ آیتیں ہیں جن میں سے پانچ فلق میں، ہر ایک آیت پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھیں یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں، اور سید عالم ﷺ بالکل تندرست ہو گئے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فلق کے معنی میں اقوال اور سید عالم ﷺ پر جادو کا اثر ہونا:

۱..... مفسرین کرام کے اس بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)..... جہنم کے قید خانے کو فلق کہتے ہیں۔ (۲)..... ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جہنم کا کمرہ، جب اس کا دروازہ کھولا جاتا ہے تو جہنم سانس لیتی ہے۔ (۳)..... جُبُلی ابو عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (۴)..... کلبی کہتے ہیں کہ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ (۵)..... عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جہنم کے درخت کا نام ہے۔ (۶)..... سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مراد جہنم کا کنواں ہے۔ (۷)..... جابر بن عبد اللہ، حسن، سعید بن جبیر، مجاہد، قتادہ اور ابن زید رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ الفلق بمعنی الصبح ہے۔ (۸)..... مراد حیوان میں پایا جانے والا رحم ہے۔ (۹)..... ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو کسی دوسری کے ذریعے پائی جائے چہ جائے کہ حیوان سے پایا جانے والا رحم ہو یا صبح سے پائی جانے والی روشنی اور دانے سے پائے جانے والی گٹھلی یا (پھل) ہوں۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۳۶)

جہاں تک سید عالم ﷺ پر جادو کا اثر ہونے کا تعلق ہے تو اس بارے میں جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ لبید بن اعصم یہودی نے آقائے دو جہاں ﷺ پر جادو کیا تھا اور اس دھاگے کو ذروان نامی کنویں کی تہہ میں کسی پتھر کے نیچے دبا دیا، سید عالم ﷺ بیمار ہو گئے اور تین دن آپ پر سخت گزرے، پھر اس کی وجہ سے معوذتین نازل ہوئی اور جبرائیل امین علیہ السلام نے مطلع کیا..... الخ (ماقبل شان نزول میں ذکر ہو چکا)۔ امام رازی کہتے ہیں کہ معتزلہ اس واقعہ کا صاف انکار کرتے ہیں جب کہ قاضی نے کہا کہ یہ روایت باطل ہے، یہ کیسے صحیح ہو سکتی ہے جب کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿واللہ یعصمک من الناس اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے (المائدۃ:۶۷)﴾، ﴿ولا یفلح السحر حیث اتی اور جادوگر کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آوے (طٰہٰ:۶۹)﴾۔ اس لئے سید عالم ﷺ کی ذات پر جادو کا اثر ہونے سے آپ کی نبوت پر طعن ہوتا ہے۔ اور اگر یہ صحیح مان لیا جائے تو جادوگروں کا جادو تمام حضرات انبیائے کرام پر اثر انداز ہونا درست ماننا پڑے گا اور یہ تمام لوازمات باطل ہیں۔ ہمارے اصحاب کی جانب سے جواب یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک یہ واقعہ درست ہے جب کہ معتزلہ کا ذکر بھی ماقبل گزر چکا ہے۔ اور جہاں تک معتزلہ کا یہ قول ہے کہ کفار آپ ﷺ پر عیب لگاتے تھے کہ آپ ﷺ سحر زدہ ہیں، اور یہی صحیح ہے تو پھر کفار اپنے طعن میں سچے ہوئے؟ ہم کہتے ہیں کہ کفار مسحور بمعنی مجنون لیتے تھے اور جہاں تک جادو کی وجہ سے کسی قسم کا درد ہو جانا مراد لیا گیا ہو تو ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔ چنانچہ ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کسی شیطان، انسان اور جن کو آپ ﷺ پر مسلط یوں نہیں ہونے دے گا کہ وہ آپ ﷺ کے دین، شریعت اور نبوت میں کوئی ضرر پہنچا سکے اور جہاں تک آپ ﷺ کے بدن میں تکلیف پہنچانے کا معاملہ ہے تو وہ بعید نہیں سمجھا جاتا۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۳۶۸)

شریر مخلوق کے معنی میں اقوال مفسرین:

۲......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ومن شر ما خلق اس کی سب مخلوق کے شر سے (الفلق:۲)﴾۔ اس آیت کی تفسیر میں کچھ وجوہات ہیں: (۱)......ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے کسی شریر چیز کی تخلیق کا ارادہ نہیں فرمایا اور سورت مبارکہ جادو سے پناہ مانگنے کے ضمن میں نازل ہوئی ہے، اور یہ ابلیس اور اس کے چیلوں کی مذمت میں اختتام پذیر ہوئی ہے۔ (۲)......شر سے مراد جہنم ہے، یعنی قل اعوذ برب جھنم یعنی میں جہنم اور اس کے شدائد سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (۳)......شر سے مراد موذی حیوانات جیسا کہ چیڑ پھاڑ کرنے والے درندے وغیرہ ہیں، ان سے پناہ مانگی گئی ہے اور اس کے تحت ہر جن وانس میں جو بھی اذیت دینے والا ہے اور اس کے افعال میں شرارت پائی جاتی ہے، اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ ''مـــــا'' کے تحت جن وانس کو لیا جائے۔ (۴)......اور ''ما'' سے امراض، بیماریاں، قحط، تکلیف دہ معاملات، آفات وغیرہ کا ارادہ کیا گیا ہے اور اس لئے کہ اللہ ﷻ کی جانب شر کی نسبت کرنا جائز نہیں ہے۔ (الرازی، ج۱۱، ص ۳۷۲)

اندھیری رات کے شر سے کیا مراد ہے؟

۳......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ومـن شـر غـاسـق اذا وقـب اور اندھیری ڈالنے والے کے شر سے جب وہ ڈوبے (الفلق:۳)﴾۔ اس بارے میں بھی مفسرین کرام کے اقوال مختلف ہیں: (۱)......مراد تاریک رات کے داخل ہونے کا وقت ہے اور اسی سے پناہ بھی مانگی گئی ہے۔ (۲)......محمد بن کعب کہتے ہیں کہ مراد غروب شمس کا وقت ہے جب رات نمودار ہو جاتی ہے۔ (۳)......بعض کے نزدیک اس سے مراد ستارے ہیں یا ثریا ستارہ خاص مراد لیا گیا ہے۔ (۴)......ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ تھاما پھر چاند کو ملاحظہ کرنے کا شرف بخشا، پھر فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! میں اللہ ﷻ کی پناہ مانگتا ہوں اس کے ڈھلنے کے وقت کی (جب اندھیرا چھا جائے)، اور جب یہ ڈھلتا ہے تو اندھیرا ہو جاتا ہے''۔ اور یہ الفاظ ابی کریب اور ابن وکیع کے ہیں اور ابن حُمید کا کہنا ہے کہ سید عالم ﷺ نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: ''تم جانتی ہو کہ یہ کیا ہے؟ اللہ ﷻ کی پناہ مانگو اس کے ڈوبنے کے وقت سے''۔ (الطبری، الجزء: ۳۰، ص ٤٢٨ وغیرہ)

پھونکنے کے جواز وعدم جواز اور حل:

۴......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ومن شر النفثت فی العقد اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں (الفلق:٤)﴾۔ کسی چیز کے جائز، ناجائز، حرام، حلال، مستحب ومباح ومکروہ ہونے کے الگ الگ طریقے قرآن، سنت، اجماع، قیاس کے اصول کی روشنی میں طے پاتے ہیں۔ کوئی فرد واحد اپنی مرضی سے حلال کو حرام، حرام کو حلال، جائز کو ناجائز و برعکس، مستحب ومباح کو حرام یا برعکس نہیں کہہ سکتا۔ فقہ اسلامی کا مسلم اصول ہے: ''فی اصل الاشیاء اباحة یعنی ہر چیز اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے''۔ کسی چیز کو حرام کہنے کے لئے دلیل چاہیے اور بغیر دلیل کے حلال کو حرام کہنا کسی دین دار، سمجھدار اور قابل اعتماد عالم دین یا مفتی اسلام کا کام نہیں ہو سکتا بلکہ جو ایسا کرے گا وہ شریعت کی رو سے قابل گرفت ہوگا۔ جادو کے کلمات جس میں بھجن پڑھے جاتے ہوں، حرام وکفریہ جملے تلفظ کئے جاتے ہوں، کسی کو نقصان پہنچانے کی غرض سے گندے عملیات کئے جاتے ہوں، گندی چیزیں اور قابل مذمت حرکات وسکنات یا کسی بھی طریقے سے خلاف شرع افعال کے ذریعے لوگوں میں فساد کرانا، والدین اور بچوں میں لڑائی کرانا جیسا کہ عموماً خواتین ایسے افعال میں زیادہ ماہر ہوا کرتی ہیں کہ شوہر کو اس کی ماں، بھائی، بہن اور دیگر رشتے داروں سے الگ کرنے اور اپنی جانب، اپنے والدین اور رشتے داروں کی جانب مائل کرنے کے لئے ناجائز ذرائع استعمال کرتے ہوئے دیکھی جاتی ہیں اور انہیں یہ خوف نہیں ہوتا کہ ہم کسی کو باہم لڑوا کر خود بھی سکون

نہیں پاسکتیں اور باہم جدائی کرانا، والدین اور بچوں میں پھوٹ ڈالنا یا ماں بیٹے کے مابین جو لوگ جدائی کراتے ہیں سبق حاصل کرنا چاہیے کہ اللہ ﷻ کے نزدیک یہ سب مذموم افعال ہیں اور ان کی شریعت مطہرہ میں مذمت آئی ہے۔

☆......سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر یا غلام کو اس کے آقا کی سرکشی پر ابھارا وہ ہم میں سے نہیں"۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب: فیمن خبب مملوکا، رقم: ۵۱۷۰، ص۹۶۳)

بھلائی کے ذریعے سے تعویزات کرنا، جس سے کسی کو نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو اور ساتھ ہی قرآن وحدیث واقوال حسنہ کے ذریعے دم ودرود کرنا، جھاڑ پھونک کرنا جس میں شرعاً کوئی خلاف مذمت بات نہ پائی جاتی ہو تو یقیناً ایسا کرنا جائز ہی نہیں بلکہ اگر کار خیر کے لئے دو بچھڑے ہوؤں کو ملانے کے لئے تعویذات کا سہارا لیا ہے تو مستحسن بھی ہوگا اور اس عمل خیر کی شرع میں مخالفت نہیں بلکہ تحسین کی گئی ہے۔ ذیل میں دو احادیث پیش خدمت ہیں جس سے مسئلہ مزید واضح ہو جائے گا۔

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ کے اصحاب کسی سفر میں تھے کہ عرب کے کسی قبیلے میں پہنچے، انہوں نے قبیلے والوں سے کہا کہ ہماری مہمان نوازی کرو لیکن انہوں نے انکار کر دیا، قبیلے کے سردار کو کسی بچھو نے ڈس لیا، علاج کے لئے کئی جتن کئے مگر لا حاصل، یہی قبیلے والے جب اصحاب رسول کے پاس پہنچے اور کہا کہ اگر آپ میں سے کوئی ان کا علاج کر دے تو بہتر ہوگا، صحابہ میں سے ایک نے کہا: اللہ ﷻ کی قسم میں ضرور دم کرتا ہوں، لیکن ہم نے تم سے مہمانی طلب کی تو تم نے ہماری مہمانی نہ کی، لہذا دم کرنے پر معاوضہ ہوگا، پس انہوں نے بکریوں کے ریوڑ پر صلح کر لی (تیس بکریوں پر صلح کر لی) اور وہ صحابی گئے اور سورت فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا، جس سے وہ ٹھیک ہو گیا۔ اور صحابی بکریوں کا ریوڑ لے کر واپس آ گئے، بعض صحابہ نے بکریوں کو تقسیم کرنے کا مشورہ دیا لیکن جس صحابی نے دم کیا تھا اس نے انکار کیا حتی کہ سید عالم ﷺ سے مشورہ ہو جائے کہ آیا دم کرنے کی اجرت لینا جائز بھی ہے یا نہیں، پس سید عالم ﷺ نے اس عمل کو جائز قرار دیا بلکہ فرمایا اس میں میرا حصہ بھی رکھنا"۔

(صحیح البخاری، کتاب الطب، باب: النفث فی الرقیۃ، رقم: ۵۷۴۹، ص۱۰۱۵ ملخصاً)

☆......حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رات کو سید عالم ﷺ اپنے بستر پر تشریف لاتے تو سورۃ الاخلاص، الفلق اور الناس پڑھ کر اپنے جسم ظاہری پر جہاں جہاں ہاتھ پہنچ پاتا پھیرتے اور یہ عمل تین مرتبہ کرتے"۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، رقم: ۵۰۱۷، ص۸۹۹)

حسد کی نحوست کا بیان:

۵......اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ومن شر حاسد اذا حسد﴾ اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے (الفلق: ۵)۔ حسد کرنا حرام ہے، اور ہر حال میں فسق (نافرمانی) ہے، جب کہ فاسق کی نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرنا کہ وہ نعمت اس کے فساد اور مخلوق کو ایذا دینے کا ذریعہ ہے اور یہ کہ اگر اس کی حالت درست ہوتی تو اس کی نعمت کے زوال کی تمنا نہ کی جاتی تو یہ ہرگز حرام نہیں کیونکہ اس کے زوال کی تمنا اس کے نعمت ہونے کے اعتبار سے نہیں کی جا رہی بلکہ اس کے آلہ فساد اور ذریعہ ایذاء ہونے کی وجہ سے کی جا رہی ہے۔ حسد ایک آفت ہے کہ اس میں اللہ ﷻ کے فیصلے پر ناراضگی پائی جاتی ہے کہ وہ کسی کو ایسی نعمت عطا فرمائے جس میں تمہارے لئے کسی نقصان کا پہلو نہ ہو، تب بھی تم اس سے حسد کرتے ہو نیز اس میں اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار کرنا بھی پایا جاتا ہے۔ پس اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان تمسسکم حسنۃ تسوھم وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بھا﴾ تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور تم کو برائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں (ال عمران: ۱۲۰)، ﴿ود کثیر من اھل الکتاب لو یردونکم من بعد

ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسھم بہت کتابیوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بدلے کفر کی طرف پھر دیں اپنے دلوں کی جلن سے (البقرۃ:۱۰۹)﴾، ﴿ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب ایک سے ہو جاؤ (النساء:۸۹)﴾، ﴿ام یحسدون الناس علی ما اتھم اللہ من فضلہ یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ ﷻ نے انہیں اپنے فضل سے دیا (النساء:۵۴)﴾۔

حسد کے علاج کے سلسلے میں نفع بخش عمل یہ ہے کہ تم اپنے نفس کو اس بات کا پابند کرو کہ وہ محسود کے ساتھ اپنے حسد کے خلاف سلوک کرے، مثلاً مذمت کو مدح سے، اس کے سامنے تکبر کرنے کو تواضع اور عاجزی سے، اس پر سختی کرنے کو نرمی میں اضافہ کرنے سے بدل دے، اس طرح حسد کی بیماری کمزور ہو جائے گی اور جب تم حسد کے خلاف عمل میں اضافہ کرو گے تو تمہارے حسد میں کمی آجائے گی یہاں تک کہ یہ بالکل ہی ختم ہو جائے گی۔ اگر سمجھ پاؤ گے تو سلامتی پالو گے اور اس پر عمل کرو گے تو نفع پاؤ گے۔

اغراض:

مکیۃ او مدنیۃ: حسن، عطاء اور عکرمہ کے نزدیک مکی سورت ہے جب کہ ابن عباس، قتادہ، اور ایک جماعت کے نزدیک مدنی ہے اور یہی صحیح ہے اور اس کی تائید سبب نزول سے بھی ہوتی ہے۔ نزلت ھذہ السورۃ والتی بعدھا: صحابہ کے اجماع کے پیش نظر۔

لما سحر لبید: اس واقعہ کا ذکر ماقبل شانِ نزول میں پڑھ لیں۔ کانما نشط من عقال: گرہیں کھلنے سے سید عالم ﷺ ہشاش بشاش ہو گئے۔

اظھر حسدہ: حسد کو اس کے ظاہر ہونے پر محمول کیا گیا ہے کیونکہ اگر ظاہر نہ ہو تو فقط حسد کرنے والے ہی کو نقصان ہوتا ہے۔

فاحضر بین یدیہ: روایت میں ہے کہ سید عالم ﷺ رات کو آرام فرما رہے تھے کہ دو فرشتے تشریف لائے، اُن میں سے ایک آپ ﷺ کے سر کے پاس کھڑا ہو گیا اور دوسرا آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کے پاس، پس جو فرشتہ آپ ﷺ کے سر مبارک کے پاس کھڑا تھا اُس نے کلام کیا: ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ پس دوسرے فرشتے نے جو کہ پاؤں اقدس کے پاس کھڑا تھا کہا: جادو ہوا ہے، پہلے نے پوچھا: کس نے کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: لبید بن الاعصم یہودی نے، پہلے نے پوچھا کہاں ہے وہ سب کچھ......؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ذروان کے کنویں کے پاس، پس سید عالم ﷺ نے توجہ فرمائی اور حضرت علی، زبیر اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو بھیجا، پس یہ لوگ وہ دھاگہ لے آئے جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ الصبح: فلق کے معنی میں مفسرین کرام نے کئی نکات لکھے ہیں، ماقبل حاشیہ نمبر "۱" کا مطالعہ کیجئے، کیونکہ تقریباً یہی نکات ہم نے ماقبل لکھ دیئے ہیں۔ وغیر ذلک: آگ میں جلانے اور دریاؤں میں غرق کرکے عذاب دینے کا بیان کیا گیا ہے۔ ای اللیل اذا اظلم: اللیل کو غاسق اس لئے کہا کہ معہودات سے ہوتی ہے، ایک قول کے مطابق لبید کی بیٹیاں اور ایک قول کے مطابق لبید کی بہنیں مراد ہیں۔ او القمر: غاسق کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا کیونکہ جب چاند کو گرہن لگتا ہے تو اس کی روشنی چلی جاتی ہے یا جب مہینے کے آخر میں جب چاند چھپ جاتا ہے اور تاریکی ہو جاتی ہے۔

اذا غاب: یعنی چاند یا تو گرہن لگنے کی وجہ سے چھپ جائے یا کسی نقص کی وجہ سے مہینے کے آخر میں چھپ جائے۔ ایک قول کے مطابق ثریا ستارہ مراد لیا گیا ہے اور ایک قول سورج کے غروب ہو جانے کا بھی ہے۔ السواحر: محذوف موصوف کی صفت ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: "النساء السواحر"، اور النساء کو الذکر پر فوقیت دی اس لئے کہ عورتوں کا جادو مَردوں کے مقابلے میں زیادہ شدید ہوتا ہے۔ تنفخ: پھونکنے سے اور ہاتھ کے ساتھ مسح کرکے پھیرنے سے پہلے پہل سحر کی مشابہت کے باعث منع کیا گیا تھا، پھر بعد میں اجازت مرحمت فرمائی۔

(الصاوی، ج۶، ص۳۵۷ وغیرہ)

سورة الناس مكية او مدنية وهى ست آيات

(سورۂ ناس مکی یا مدنی ہے جس میں چھ آیتیں ہیں)

رکوع نمبر: ۳۹

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿قل اعوذ برب الناس (۱)﴾ خَالِقُهُمْ وَمَالِكُهُمْ خَصُّوا بِالذِّكْرِ تَشْرِيْفًا لَهُمْ وَمُنَاسَبَةً لِلْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ شَرِّ الْمُوَسْوِسِ فِيْ صُدُوْرِهِمْ ﴿ملك الناس (۲) اله الناس (۳)﴾ بَدَلَانِ اَوْ صِفَتَانِ اَوْ عَطْفُ بَيَانٍ وَاَظْهَرَ الْمُضَافَ اِلَيْهِ فِيْهِمَا زِيَادَةً لِلْبَيَانِ ﴿من شر الوسواس﴾ الشَّيْطَانِ سُمِّيَ بِالْحَدَثِ لِكَثْرَةِ مُلَابَسَتِهِ لَهُ ﴿الخناس (۴)﴾ لِاَنَّهُ يَخْنُسُ وَيَتَاَخَّرُ عَنِ الْقَلْبِ كُلَّمَا ذَكَرَ اللّٰهَ ﴿الذى يوسوس فى صدور الناس (۵)﴾ قُلُوْبِهِمْ اِذَا غَفَلُوْا عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ﴿من الجنة والناس (۶)﴾ بَيَانٌ لِلشَّيْطَانِ الْمُوَسْوِسِ اَنَّهُ جِنِّيٌّ وَاِنْسِيٌّ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اَوْ مِنَ الْجِنَّةِ بَيَانٌ لَهُ وَالنَّاسِ عَطْفٌ عَلَى الْوَسْوَاسِ وَعَلٰى كُلٍّ يَشْمِلُ شَرَّ لَبِيْدٍ وَبَنَاتِهِ الْمَذْكُوْرِيْنَ وَاعْتُرِضَ الْاَوَّلُ بِاَنَّ النَّاسَ لَا يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِهِمُ النَّاسُ اِنَّمَا يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِهِمُ الْجِنُّ وَاُجِيْبَ بِاَنَّ النَّاسَ يُوَسْوِسُوْنَ اَيْضًا بِمَعْنًى يَلِيْقُ بِهِمْ فِي الظَّاهِرِ ثُمَّ تَصِلُ وَسْوَسَتُهُمْ اِلَى الْقَلْبِ وَتَثْبُتُ فِيْهِ بِالطَّرِيْقِ الْمُؤَدِّيْ اِلٰى ذٰلِكَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

﴿ترجمه﴾

تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب (تمام انسانوں کا خالق ومالک ہے، انسان کو خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ اس کے شرف وتکریم کا لحاظ رکھنا ہے اور دلوں میں وسوسے ڈالنے والوں کے شر سے پناہ مانگنے کا لحاظ کرنے کی وجہ سے فرمایا) سب لوگوں کا بادشاہ سب لوگوں کا خدا (دونوں یا تو بدل ہیں یا صفت یا عطف بیان، اور ظاہر یہ ہے کہ مضاف الیہ کو بیان کی زیادتی کے لئے لائے ہیں، ......۱......) اس کے شر سے جو دل میں بُرے خطرے ڈالے (مراد شیطان ہے اور اسے حدث کے نام سے اس لئے تعبیر کیا ہے کہ کثرت سے وسوسے ڈالتا ہے) اور دبک رہے (اس لئے کہ جب انسان اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے تو دبک جاتا ہے ......۲......) وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں (لوگوں کے دلوں میں اللہ عزوجل کے ذکر سے دور کرنے کے لئے) جن اور آدمی (وسوسہ ڈالنے والوں کا بیان ہے کہ وہ انسان ہوں یا جن، جیسا کہ اللہ عزوجل کے فرمان میں شیطان انسان اور جن سے پناہ مانگی گئی ہے یا صرف جن سے پناہ مانگی گئی ہے اور النـاس کا عطف الـوسـواس پر ہے اور یہ لبید یہودی اور اس کی لڑکیوں کو شامل ہے، چنانچہ پہلی صورت پر ایک اعتراض ہوتا ہے اور وہ تقریر یہ ہے کہ انسان دوسرے انسان کے دل میں وسوسہ نہیں ڈالتے بلکہ انسان کے دل میں جن وسوسہ ڈالتے ہیں، میں (مفسر جلال) اس کا جواب یہ دوں گا کہ انسان بھی وسوسہ ڈالتے ہیں وہ اس طرح کہ انسان ظاہری اعتبار سے حسبِ مناسب کوئی بات کرتے ہیں جو دوسرے کے دل میں وسوسہ بن کر جگہ پکڑ لیتی ہے اور اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے، ......۳......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل اعوذ برب الناس ملك الناس اله الناس من شر الوسواس الخناس الذى يوسوس فى صدور الناس من الجنة والناس﴾

قل: قول، اعوذ: فعل بافاعل، ب: جار، رب الناس: موصوف، ملک الناس: صفت اول، الٰه الناس: صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، من: جار، شر: مضاف، الوسواس: موصوف، الخناس: صفت اول، الذی: موصول، یوسوس فی صدور الناس: فعل بافاعل وظرف لغو، من الجنة والناس: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر صفت ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مخلوق میں انسان کو خاص کرنے کی وجوہ:

۱......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿قل اعوذ برب الناس ملک الناس الٰه الناس تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب ہے سب لوگوں کا بادشاہ ہے سب لوگوں کا خدا ہے(الناس: ۱تا۳)﴾۔ اللہ عزوجل تمام مخلوق کا رب ہے لیکن فقط "الناس" کی جانب اضافت فرمائی اس تخصیص کی کچھ وجوہات ہیں: (۱)......انسانوں کے دلوں میں شرارت سے وسوسہ ڈالنے والوں سے پناہ مانگی گئی ہے یعنی اللہ عزوجل کی پناہ اُن شریروں سے جو دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں اور یہ وسوسہ ڈالنے والے بھی اللہ عزوجل کی مخلوق سے خارج نہیں، بلکہ اللہ عزوجل ان کے امور کا بھی مالک ہے اور ان کا بھی معبود ہے جیسا کہ کوئی غلام اپنے آقا کے ظلم سے بچنے کے لئے اللہ عزوجل سے پناہ طلب کرتا ہے۔ (۲)......عالَم دنیا میں معزز ترین مخلوق انسان ہی ہے، پس اللہ عزوجل نے اسی وجہ سے "الناس" فرمایا۔ (۳)...... اللہ عزوجل سے شریروں کے شرور سے پناہ طلب کرنے والا انسان ہی ہے، گویا جب بندہ یہ سورت پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل سے دعا مانگ رہا ہوتا ہے یارب! یا ملکی! یا الٰهی! ۔عربی گرامر کا اصول ہے کہ عطف بیان مزید اظہار (وضاحت) کا محتاج ہوتا ہے، پس یہی تقریر انسان کے مزید شرف کا تقاضا کرتی ہے، اور انسان جس نے اللہ عزوجل کو پہچان لیا اور اُس کو رب مان لیا، پھر اسے مالک مانا، پھر اُسے الٰہ مان لیا گویا یہاں انسان کا شرف بھی بیان ہو رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اللہ عزوجل کی صفات بھی بیان ہو رہی ہیں، ورنہ تو انسان کی ذات اللہ عزوجل کی مخلوق میں شریر ترین ذات ہوا کرتی ہے، لیکن یہی انسان جب اللہ عزوجل کی ذات کو رب ماننے، مالک جاننے اور الٰہ ہونے کا اقرار کرے تو قرآن تحسین فرماتا ہے۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۳۷۶ موضحاً)

من شر الوسواس الخناس کی توجیہات:

۲......اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿من شر الوسواس الخناس اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے(الناس: ۴)﴾۔ دل میں بات ڈالنے کو وسوسہ کہتے ہیں۔ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ اس مقام پر چھپ کر وسوسہ ڈالنے والے سے مراد کون ہیں؟ ۔ایک قول کے مطابق ابلیس چھپ کر وسوسہ ڈالتا ہے۔ یہ مخفی آواز ہوتی ہے جس کا مفہوم انسان کے دل تک پہنچ جاتا ہے لیکن بظاہر آواز سنائی نہیں دیتی۔ شیطان کی عادت ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر انسان کے دل میں دو گھر ہوتے ہیں، ایک گھر میں فرشتہ رہتا ہے اور دوسرے گھر میں شیطان رہتا ہے، پس جب اللہ عزوجل کا ذکر کیا جاتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ عزوجل کا ذکر نہیں کیا جاتا تو شیطان اپنی چونچ انسان کے دل میں رکھ دیتا ہے اور اس میں سے وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ (المظھری، ج ۷، ص ۵۱۶)

انسان اور جن کے وسوسے ڈالنے کی توجیہات:

۳......اللہ نے فرمایا: ﴿من الجنة والناس جن اور آدمی(الناس: ۶)﴾۔ اس کی چند وجوہات ہیں: (۱)......چھپ کر وسوسہ ڈالنے والے یا تو جنات ہوتے ہیں یا انسان ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿شیطین الانس والجن آدمیوں اور جنوں میں کے

شیطان(الانعام:۱۱۲)﴾۔اور کبھی جنات کے شیطان وسوسہ ڈالتے ہیں اور کبھی انسان میں کے شیطان چھپ کر یہی کام کرتے ہیں اور اس کی پہچان خیر خواہ نیک و مشفق نفس کو ہوتی ہے، یہ نفس چھپ کر وسوسہ ڈالنے والے کو زجر کرتا ہے، اور آنے والے وسوسے کی جانب توجہ نہیں کرتا۔(۲)......مذکورہ بالا جملے سے مراد یہ ہوسکتی ہے کہ میں اپنے رب ﷻ کی پناہ مانگتا ہوں اُن کے شر سے جو چھپ کر وسوسہ ڈالتے ہیں چہ جائے کہ جنات میں سے ہوں یا انسان میں سے ہوں، یہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ ﷻ سے شیطان مردود کے شر سے پناہ مانگی جاتی ہے، پھر اسی طرح تمام جنات اور انسان سے پناہ مانگنا ہے۔ (الرازی، ج۱۱، ص۳۷۷ وغیرہ)

امام قرطبی لکھتے ہیں: حسن کا قول ہے کہ مراد شیطان ہیں کیونکہ شیطان جن انسان کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں اور جہاں تک انسان شیطان ہیں تو وہ اعلانیہ طور پر ورغلاتے ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں شیطان انسان اور شیطان جنات مراد ہیں اور دونوں ہی سے اللہ کی پناہ مانگی گئی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کیا انسان شیطان سے بھی اللہ کی پناہ مانگی جائے؟ تو فرمایا: ''کیا انسان کے شیطان ہوتے ہیں''؟، پھر فرمایا: ''جی ہوتے ہیں!! اور یہ آیت پڑھی: ﴿وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کیے ہیں آدمیوں اور جنوں میں کے شیطان(الانعام:۱۱۲)﴾''۔ مفسرین کی ایک جماعت نے یہاں الناس سے جنات مراد لئے ہیں اور جنات کو الناس ایسے ہی کہہ دیا جیسا کہ جنات کو ''رجالا'' کہہ دیا: ﴿وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن اور یہ کہ آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کے پناہ لیتے تھے(الجن:۶)﴾۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وسوسہ ڈالنے والے شیطان ہیں اور آیت میں ''من الجنۃ'' بیان ہے ''الجن'' سے اور ''الناس'' کا عطف ''الوسواس'' پر ہے۔ (القرطبی، الجزء:۳۰، ص۲۴۴)

اغراض:

او مدنیۃ: اور یہی صحیح ہے کیونکہ سن سات ہجری میں نزول سحر سے متعلق واقعہ رونما ہوا جیسا کہ ماقبل گزر چکا ہے۔ **ست آیات:** ماقبل سورت میں پانچ آیات تھیں، پس اس طرح کل ملا کر گیارہ آیات ہوگئیں اور گرہیں بھی گیارہ ہی تھیں۔ **خصوا بالذکر:** کیونکہ اللہ ﷻ تمام مخلوق کا رب ہے اس لئے اس کا خاص ذکر کیا گیا ہے۔

تشریفا لہ: اللہ ﷻ نے انسان کے شرف کے لئے فرشتوں کو خادم بنایا (کہ انسان کے اعمال وافعال کی دیکھ بھال، مدد ونصرت کرتے ہیں)، اور زمین کا سب کچھ انسان کے حوالے کر دیا اور انسان کو عقل، علم اور مکلف ہونے سے فضیلت عطا فرمائی اور اگر انسان اس وظیفے (معوذتین) پر کاربند رہے تو دنیا اور آخرت کی عزت پائے اور ایسا نہ کرے اور (اعمال کی بے احتیاطیوں میں پڑ جائے تو) اپنے مقام سے نیچے دھنستا چلا جائے اور جانوروں کی مثل ہونے لگے، پس اللہ ﷻ جس طرح انسان کا رب ہے دیگر مخلوق کا بھی رب ہے۔

ومناسبتہ للاستعاذۃ: اس جملے میں اللہ ﷻ کی پناہ چاہی گئی ہے، اُن کے شر سے جو انسانوں کو وسوسہ ڈالتے ہیں۔ **زیادۃ للبیان:** ایک اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے، اعتراض یہ ہے کہ بار بار ''الناس'' کا ذکر کیا، ضمیر کیوں نہ ذکر کردی؟ جواب یہ ہے کہ انسان کے شرف، اس کی تعظیم اور شان کی بلندی کی وجہ سے اس کا بار بار ذکر کیا۔

لکثرۃ ملابستہ لہ: شیطان کا کام وسوسہ ڈالنا ہے، یہی وجہ ہے کہ نفس شیطان کا اطلاق وسوسے ڈالنے والے کی جانب کر دیا گیا اور اس کا اطلاق ہر اُس بُرے خیال پر بھی ہوتا ہے جو دل میں ڈالا جاتا ہے اور جاننا چاہیے کہ دل کے خطرات کی چار قسمیں ہوتی ہیں: رحمانی، مَلَکی، نفسی اور شیطانی۔

کلما ذکر اللہ: جب بھی بندہ اللہ ﷻ کا ذکر کرتا ہے تو اُسے خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور ذکر الٰہی سے بہت نفرت کرتا ہے یہی

وجہ ہے کہ مومن کا شیطان کمزور ہوتا ہے اور بعض سلف سے یہ بھی منقول ہے کہ مومن شخص اپنے شیطان کو فنا کر دیتا ہے جیسا کہ انسان سفر کی حالت میں اپنی سواری کو فنا کر دیتا ہے۔

اذا غفلوا عن ذکر اللہ: اُن کے دل غافل ہوتے ہیں اگر چہ ان کی زبانیں اللہ ﷻ کی یاد کرتی ہوں، اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اُن کے دل وسوسے میں ہوتے ہیں اور دل کو اللہ ﷻ کی یاد ہی سے پھیرا جا سکتا ہے اور ذاکرین کے دلوں پر شیطان کا زور نہیں چلتا، اللہ نے فرمایا: ﴿ان عبادی لیس لک علیھم سلطان (الحجر: ۴۲)﴾ اور انسان غفلت میں پڑنے کی وجہ سے ذکر کو چھوڑتا ہے اور اس کا دل وسوسوں میں پڑتا ہے اور جو دل کثرت سے ذکر کرنے والا اور دائمی طور پر اللہ ﷻ کی عبادت کرنے والا ہو تو منور ہوتا ہے، عارفین کہتے ہیں: زبان سے ذکر زناد کے برتن کی طرح ہوتا ہے جتنی تکرار ہوتی ہے اُتنا فائدہ پہنچتا ہے۔

بیان للشیطان الموسوس: اس کا ذکر اس فرمان سے ملتا ہے: ﴿من شر الوسواس﴾، پس من بیانیہ یا تبعیضیہ ہے، پس بعض جن میں سے ہونگے اور بعض ناس (لوگوں) میں سے ہونگے۔ **کقولہ تعالی :** اور اس فرمان کی دلیل حدیث سے بھی ملتی ہے: ''شیطان جن اور انسان سے اللہ ﷻ کی پناہ مانگو''۔ **والناس :** کا عطف الوسواس پر ہے، اور ﴿شر﴾ کا لفظ اس پر مسلط ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ وسوسہ ڈالنے والوں کے شر سے پناہ چہ جائے کہ وہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے ہوں۔

یشمل: جس شر سے پناہ مانگی گئی ہے، مراد لبید نامی یہودی ہے۔ **المذکورین:** اس سورت میں مذکر یعنی لبید نامی یہودی کا ذکر پہلے ہے مونث یعنی اس کی بیٹیوں کا ذکر بعد میں، جب کہ سابقہ سورت میں ﴿نفثت﴾ کے تحت مونث کا ذکر پہلے کیا گیا تھا۔ **واعترض الاول:** سے وسوسہ ڈالنے والے شیطان کا بیان کیا گیا ہے۔

لا یوسوس فی صدورھم الناس: جیسا کہ بعض نسخوں میں ہے، اور مناسب یہی ہے جو کہ بعض نسخوں میں ہے کہ یہ لوگوں کے دلوں میں وسوسہ نہیں ڈالتے۔ **المؤدی:** مراد ثبوت کا دلوں تک پہنچانا ہے۔

واللہ اعلم: اس جملے کے ذریعے اتمام قرآن یا ختم قرآن کی جانب اشارہ ہے اور ختم قرآن کی جانب اشارہ کرنا بہتر ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: ''ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز باقی نہ چھوڑی، پس اس کے بعد کسی چیز کی طلب کرنا ضروری نہیں، بلکہ اسی پر عمل کرنا ضروری ہے اور شیطان اور حاسد سے اللہ ﷻ کی پناہ مانگی جائے اس لئے کہ جب انسان پر اللہ ﷻ کی نعمت تمام ہوتی ہے تو انس و جن سے اس کا حسد ترقی پاتا ہے۔

(الصاوی، ج٦، ص ۳۵۹ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

کتب تفسیر:

(۱) الخازن (علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۲) المظہری (قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۳) ابن کثیر (عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر) متوفی ۷۷۴ھ، مطبوعہ: دار الحدیث القاہرہ۔
(۴) الدر المنثور (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۵) جلالین کلاں (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی، امام جلال الدین محلی)، متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔
(۶) المدارک (علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۱۰ھ، دار ابن دمشق۔
(۷) روح المعانی (علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔
(۸) البیضاوی (قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر محمد الشیرازی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۹۱ھ، مطبوعہ: دار الرشید دمشق بیروت۔
(۹) البیضاوی حاشیہ شیخ زادہ (قاضی ناصر الدین......) ایضاً مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔
(۱۰) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، متوفی ۶۸ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۱) حاشیہ الجمل علی الجلالین (علامہ شیخ سلیمان الجمل علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۰۴ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۲) الصاوی علی الجلالین (علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۲۲۳ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔
(۱۳) الرازی (امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین الرازی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۰۶ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔
(۱۴) خزائن العرفان (سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۳۶۷ھ، پاک کمپنی۔
(۱۵) کنز الایمان (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ، پاک کمپنی۔
(۱۶) تبیان القرآن (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) مطبوعہ: فرید بک اسٹال۔
(۱۷) ضیاء القرآن (پیر کرم شاہ صاحب الاظہری)، مکتبہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔
(۱۸) اعراب القرآن وبیانہ (محی الدین الدرویش) متوفی ۱۹۸۲ء، مطبوعہ: کمال الملک۔
(۱۹) جامع البیان (امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری) متوفی ۳۱۱ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔
(۲۰) الجامع الاحکام القرآن معروف تفسیر قرطبی (ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی) متوفی ۶۷۱ھ، دار الکتب العربی۔
(۲۱) روح البیان (امام اسماعیل حقی بروسوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱۳۷ھ، دار احیاء التراث العربی۔
(۲۲) تفسیر نعیمی (مفتی احمد یار خان نعیمی)، متوفی ۱۳۹۱ھ، مکتبہ اسلامیہ لاہور۔
(۲۳) الکشاف (محمود بن عمر زمخشری)، متوفی ۵۳۸ھ، دار احیاء التراث العربی۔
(۲۴) حاشیۃ الشہاب عنایۃ القاضی (علامہ احمد شہاب الدین خفاجی مصری حنفی) متوفی ۱۰۶۹ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۵) تفسیر ابی بن حاتم، مکتبہ نزار المصطفی الباز۔

(۲۶) التفسیر المنیر، (ڈاکٹر وھبہ زحیلی)، ۱۴۱۲ھ، دار الفکر بیروت۔
(۲۷) معارف القرآن (مفتی محمد شفیع دیو بندی) متوفی ۱۳۹۶ھ، ادارہ معارف القرآن۔
(۲۸) النکت والعیون، (علامہ ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی)، متوفی ۴۵۰ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

کتب حدیث و شروح:

(۱) صحیح البخاری (امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵۶ھ، دار السلام للنشر والتوزیع ریاض۔
(۲) الادب المفرد (امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری) مطبوعہ: لال پور۔
(۳) صحیح مسلم (امام حافظ ابو الحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۶۱ھ، دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۴) سنن ابی داؤد (حافظ ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۵) سنن نسائی (امام ابوعبداللہ احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ) متوفی ۳۰۳ھ، دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۶) سنن ابن ماجہ (ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۳ھ، مطبوعہ: معرف للنشر والتوزیع ریاض۔
(۷) جامع الترمذی (ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسی بن ضحاک سلمی ترمذی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۹ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباعۃ۔
(۸) مسند امام احمد بن حنبل (امام احمد ابوعبداللہ شیبانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۴۱ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔
(۹) مشکوۃ المصابیح (امام محی السنہ علیہ الرحمۃ) متوفی ۵۱۶ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔
(۱۰) مستدرک للحاکم (امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حکم علیہ الرحمۃ)، متوفی ۴۰۵ھ مطبوعہ: مکتبہ نزار المصطفی الباز۔
(۱۱) شعب الایمان (امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۲) الترغیب والترھیب (امام عبدالعظیم بن عبدالقوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۵۶ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۳) فتح الباری (امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۲ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۴) عمدۃ القاری (علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔
(۱۵) شرح صحیح مسلم (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) فرید بک اسٹال۔
(۱۶) ریاض الصالحین (ابی زکریا یحیی بن شرف نووی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۷۶ھ، مطبوعہ: دار الارقم۔
(۱۷) الموطا امام مالک (امام مالک بن انس علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۷۹ھ، مطبوعہ: دار العصریہ بیروت۔
(۱۸) المعجم الاوسط (امام سلیمان بن احمد طبرانی)، متوفی ۳۶۰ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۹) فیض القدیر (علامہ عبدالرؤف المناوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۲۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۰) کنز العمال (علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری)، متوفی ۹۷۵ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۱) المسند الفردوس (امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار دیلمی)، متوفی ۵۰۹ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۲) مجمع الزوائد (حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی)، متوفی ۸۰۷ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۳) تحفۃ الطالب بہ معرفۃ احادیث مختصر ابن الحاطب، دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۶ھ۔

(۲۴)البدور السافرة فی احوال الآخرة،(امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۹۱۱ھ،دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۵)نووی علی مسلم(علامہ یحیی بن شرف نووی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۶۷۶ھ،دار احیاء التراث العربی۔
(۲۶)سنن دارمی(امام حافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۲۵۵ھ،قدیمی کتب خانہ۔
(۲۷)مصنف ابن ابی شیبہ(امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ علیہ الرحمۃ)،متوفی ۲۳۵ھ،ادارۃ القرآن کراچی۔
(۲۸)المعجم الکبیر،(امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۳۶۰ھ،دار احیاء التراث العربی۔
(۲۹)مصنف عبدالرزاق،(امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۲۱۱ھ،توزیع المکتب الاسلامی۔
(۳۰)حلیۃ الاولیاء،(امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۴۳۰ھ،ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان۔
(۳۱)مسند ابی یعلی،(امام احمد بن علی المثنی التمیمی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۳۰۷ھ،دار الفکر بیروت۔
(۳۲)صحیح ابن حبان،(امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۳۵۴ھ،موسسۃ الرسالۃ۔
(۳۳)کشف الاستار عن زوائد البزار،(حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۸۰۷ھ،موسسۃ الرسالۃ بیروت۔
(۳۴)المفہم شرح مسلم،(حافظ علامہ ابوالعباس احمد بن عمر ابراہیم القرطبی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۶۵۶ھ،دار ابن کثیر بیروت۔
(۳۵)عارضۃ الاحوذی(علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۵۴۳ھ،دار الکتب العلمیۃ۔

کتب لغت:

(۱)المفردات(علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۵۰۲ھ،مطبوعہ:قدیمی کتب خانہ۔
(۲)التعریفات(علامہ علی بن محمد بن علی جرجانی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۸۱۶ھ،مطبوعہ:دار الکتب العلمیۃ۔
(۳)تاج العروس(علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی)،متوفی ۱۲۰۵ھ،مکتبہ مصر،دار الفکر بیروت۔
(۴)لسان العرب(علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی)،متوفی ۷۱۱ھ،دار احیاء التراث العربی۔
(۵)النہایۃ،(علامہ محمد بن اثیر الجزری)،متوفی ۶۰۶ھ،دار الکتب العلمیۃ۔

کتب نقه واصول فقه وفتاواجات:

(۱)الھدایۃ مع بدایۃ المبتدی(امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۵۹۳ھ،مکتبۃ البشری۔
(۲)القدوری مع توضیح الضروری(ابوالحسن احمد بن جعفر بن حمدان البغدادی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۵ رجب المرجب ۴۲۸ھ،میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔
(۳)نور الایضاح مع بذریعۃ النجاح(حسن بن عمار بن علی بن یوسف علیہ الرحمۃ)،متوفی ۱۱ رمضان ۱۰۶۹ھ،مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی۔
(۴)کنز الدقائق مع کشاف الحقائق(ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد علیہ الرحمۃ)متوفی ۷۱۰ھ،مطبوعہ:مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی
(۵)فتح القدیر شرح ھدایہ مع کفایہ(شیخ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد علیہ الرحمۃ)،متوفی ۶۸۱ھ،مطبوعہ:دار الکتب العلمیۃ۔
(۶)نور الانوار مع قمر الاقمار(حافظ شیخ احمد بن ابوسعید المعروف بہ ملاجیون علیہ الرحمۃ)،متوفی ۱۱۳۰ھ،مکتبۃ النعمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ۔
(۷)الفتاوی الرضویۃ(امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)،متوفی ۱۳۴۰ھ،رضاء فاؤنڈیشن لاھور۔
(۸)الھندیۃ(ملا نظام الدین علیہ الرحمۃ)متوفی ۱۱۶۱ھ،مطبوعہ:دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۹) ردالمحتار علی درمختار (علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۲۵۲ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
(۱۰) السراجیۃ (شیخ سراج الدین محمد بن عبدالرشید السجاوندی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۰۰ھ، ضیاء القرآن۔
(۱۱) الجوھرۃ النیرۃ (علامہ ابوبکر علی بن حداد علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۰۰ھ، مکتبہ حقانیہ ملتان۔
(۱۲) البدائع الصنائع (ابوبکر بن مسعود کاسانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۸۷ھ، مرکز اھل سنت برکات رضا۔
(۱۳) بحرالرائق شرح کنز الدقائق (علامہ ابن نجیم علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۷۰ھ، مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی۔
(۱۴) غنیۃ المستملی (علامہ ابراہیم بن محمد حلبی)، متوفی ۹۵۶ھ، سہیل اکیڈمی لاھور۔
(۱۵) المنار (علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی)، متوفی ۷۱۰ھ، دارالمعرفۃ بیروت۔
(۱۶) الحاوی للفتاوی، (للامام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ لائل پور پاکستان۔
(۱۷) الرسائل الفقھیہ لمولف الاشباہ مع الاشباہ، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔
(۱۸) فقہ الاسلامی والادلۃ، (ڈاکٹر وہبہ زحیلی)، دارالفکر بیروت۔
(۱۹) بہار شریعت، (مولانا امجد علی اعظمی) متوفی ۱۳۶۷ھ، مکتبۃ المدینہ۔
(۲۰) کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ، (عبدالرحمٰن الجزیری)، مرکز اھل السنۃ برکات رضا۔

کتب متفرقہ:

(۱) احیاء علوم الدین (ابوحامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔
(۲) شرح العقائد مع میزان العقائد (علامہ سعدالدین تفتازانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۹۱ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۳) الاصابۃ فی تمییز الصحابہ (الامام الحافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۵۲ھ، دارالکتب العلمیۃ۔
(۴) سبل الھدی والرشاد (الامام محمد بن یوسف الصالحی الشامی)، متوفی ۹۴۲ھ، دارالکتب العلمیۃ۔
(۵) تاریخ الخلفاء مترجم (علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، قدیمی کتب خانہ، دارالارقم۔
(۶) حجۃ اللہ البالغہ (شاہ ولی اللہ محدث دھلوی علیہ الرحمۃ)، قدیمی کتب خانہ۔
(۷) فضیلۃ الشکر (ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد خرائطی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۳۲۷ھ، دارالفکر دمشق۔
(۸) تاریخ دمشق لابن عساکر (امام ابن عساکر)، متوفی ۵۷۱ھ، داراحیاء التراث/ دارالفکر بیروت۔
(۹) حیات اعلی حضرت (مولانا ظفرالدین قادری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۸۲ھ، مکتبہ رضویہ کراچی۔
(۱۰) منہاج العابدین (ابوحامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ھ، دارالکتب العلمیۃ۔
(۱۱) کتاب الاسماء والصفات (امام ابوحسن محمد بن احمد بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، داراحیاء التراث العربی۔
(۱۲) کتاب العظمۃ (امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف ابی الشیخ)، متوفی ۳۹۶ھ، دارالکتب العلمیۃ۔
(۱۳) الیواقیت الجواہر (علامہ عبدالوھاب شعرانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۷۳ھ، داراحیاء التراث العربی۔
(۱۴) ذم الھوی (امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی)، متوفی ۵۹۷ھ، دارالکتب العلمیۃ۔
(۱۵) العقد الفرید (ابوعمر احمد بن محمد بن عبدربہ الاندلیسی)، متوفی ۳۲۷ھ، داراحیاء التراث العربی۔

(۱۶) البحر المحیط ( ) متوفی، دار الفکر بیروت۔
(۱۷) روض الریاحین (علامہ عبداللہ بن اسد یافعی)، متوفی ۷۶۸ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۸) الکبائر (امام ذہبی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۴۸ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۹، ۲۰) البدایۃ والنہایۃ، قصص الانبیاء (حافظ ابن کثیر)، متوفی ۷۷۴ھ، دار المعرفۃ بیروت، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۱) شرح فتوح الغیب (العارف الربانی شیخ عبدالقادر جیلانی، تقی الدین احمد بن تیمیہ)، موسستہ الاشرف لاھور۔
(۲۲) تنبیہ الغافلین (الامام الشیخ نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی) متوفی ۳۷۳ھ، مرکز اھل سنت برکات رضا۔
(۲۳) الرسالۃ القشیریۃ (الامام ابی القاسم عبدالکریم ھوازن القشیری النیسابوری)، متوفی ۴۶۵ھ، المکتبۃ التوفیقیۃ۔
(۲۴) الفقہ الاکبر (امام ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۵۰ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۵) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (عزالدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۳۰ھ، دار القلم حلب سوریا۔
(۲۶) نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض (شھاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۶۹ھ، مرکز اہلسنت برکات رضا۔
(۲۷) الخیالی علی شرح العقائد النسفیۃ (علامہ شمس الدین احمد بن موسی خیالی)، متوفی ۸۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ۔
(۲۸) المعتقد والمنتقد (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی)، متوفی ۱۳۴۰ھ۔
(۲۹) تہذیب التہذیب (ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۵۲ھ، دار الفکر بیروت۔
(۳۰) مقالات کاظمی (علامہ سعید احمد کاظمی علیہ الرحمۃ)، برکاتی پبلی کیشنز۔
(۳۱) سیرت رسول عربی (نور محمد توکلی علیہ الرحمۃ)، فرید بک اسٹال۔
(۳۲) حفظ الایمان (مولانا اشرفعلی تھانوی)، مکتبہ تھانوی دفتر البقاء، مسافر خانہ بندر روڈ۔
(۳۳) تقویۃ الایمان (شاہ اسماعیل دھلوی)، مطبع علیمی ۱۳۵۲ھ۔
(۳۴) جاء الحق (مفتی احمد یار خان نعیمی) متوفی ۱۳۹۱ھ، ضیاء القرآن لاھور۔
(۳۵) التہذیب تاریخ ابن عساکر (ابوقاسم علی بن حسین المعروف بابن عساکر)، متوفی ۵۷۱ھ، دار احیاء التراث العربی۔
(۳۶) الفردوس بماثور الخطاب ( )، دار الکتب العلمیۃ۔
(۳۷) منح الروض الازھر، ( ) مکتبۃ المدینہ کراچی۔
(۳۸) موسوعۃ للامام ابن ابی دنیا (امام اسماعیل بن محمد بن حادی)، متوفی ۱۳۳۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۳۹) دلائل النبوۃ (حافظ احمد بن الحسین البیہقی)، متوفی ۴۵۸ھ، دار النفائس/ دار الکتب العلمیۃ۔
(۴۰) سنن الکبری، (امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی)، متوفی ۳۰۳ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۴۱) الزھد لابن المبارک، (امام عبداللہ بن مبارک مروزی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۸۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۴۲) الزھد للامام احمد، (امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۴۱ھ، دار الغد جدید۔
(۴۳) صفۃ الصفوۃ، (امام ابوالفرج ابن جوزی)، متوفی ۵۹۷ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۴۴) الکفایۃ علم الروایۃ، () دار الکتب العلمیۃ۔
(۴۵) ایھا الولد (امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ) متوفی ۵۰۵ھ، مکتبۃ المدینۃ۔
(۴۶) الطبقات الکبری لابن سعد، (محمد بن سعد بن منیع ہاشمی)، متوفی ۲۳۰ھ، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
(۴۷) سیرۃ النبویۃ، (حافظ ابو الفداء اسماعیل بن کثیر) متوفی ۷۷۴ھ، دار القلم العربی حرب سوریا۔
(۴۸) وفاء الوفاء، (علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی)، متوفی ۹۱۱ھ، دار النفائس ریاض۔
(۴۹) جذب القلوب، (شیخ عبد الحق محدث دھلوی علیہ الرحمۃ)، نوری بک ڈپو لاھور۔
(۵۰) کتاب التوابین، ()، دار الکتب العلمیۃ۔
(۵۱) شفاء السقام، ()، نوریہ رضویہ فیصل آباد۔
(۵۲) التیسیر شرح جامع صغیر بحوالہ تورپشتی، ()، مکتبۃ الامام الشافعی الریاض السعودیۃ۔
(۵۳) شرح الصدور، (حافظ جلال الدین سیوطی شافعی) متوفی ۹۱۱ھ، مرکز اھل سنت برکات رضا۔
(۵۴) آب حیاب، ()، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، ۱۴۲۱ھ۔
(۵۵) التمہید، (امام یوسف بن عبد اللہ محمد بن عبد البر) متوفی ۴۶۳ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۵۶) المدخل، (محمد بن محمد المشہور ابن الحاج) متوفی ۷۳۷ھ، دار الفکر بیروت۔
(۵۷) حجۃ اللہ علی العالمین، (علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۵۰ھ، مرکز اہل سنت برکات رضا ہند۔
(۵۸) سیر اعلام النبلاء، (امام ذہبی) متوفی ۷۴۸ھ، دار الفکر بیروت۔
(۵۹) الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفی، ()، متوفی، مکتبہ فریدیہ، ڈرگ کالونی کراچی۔
(۶۰) المواہب اللدنیہ، (حافظ شہاب الدین عسقلانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۲۳ھ، المکتب الاسلامی، بیروت۔
(۶۱) اتحاف سادات المتقین، ()، متوفی، دار الفکر بیروت۔